جلد ۱۸ | لاہور - یوم جمعہ مطبوعہ ۵ شوال ۱۳۴۸ھ مطابق ۷ مارچ ۱۹۳۰ء | نمبر ۱۶

فریادِ مُسلم

(جناب سید عبدالمجید صاحب عاصم کپورتھلہ کے قلم سے)

روزگارے است کہ در گفت و شنیدیم ہنوز! — حیف! از منزلِ مقصود بعیدیم ہنوز

کے تواں؟ آہ! قدم در رہِ منزل بنہاد — خارِ تفریق ز پا ہم نکشیدیم ہنوز

نیست در دہر مگر خوار تر از ما دگرے — بدتر از ہستیٔ خود، ہیچ ندیدیم ہنوز

واعظ اسرارِ جہانِ دگر افشا میکرد — ما بہ اسرارِ زمیں ہم نرسیدیم ہنوز

شیخ! از مدحتِ گفتار فریبی تا چند؟ — حُسنِ کردار، بذاتِ تو ندیدیم ہنوز

غیرِ تقلیدِ فقیہاں، نبود شیوۂ ما — ثمر از دولتِ قرآں نچیدیم ہنوز

رہِ اسلام ز تکفیر و فرق بستہ شد آہ! — جرعہ از بادۂ ایماں نہ چشیدیم ہنوز

در خورِ رحمتِ خالق نتوانست شدن — از پئے خلق چو زحمت نکشیدیم ہنوز

دعویٔ فلسفہ و طاعت و عرفان و حکیم — داستانے است، شنیدیم و ندیدیم ہنوز

گر ہمیں مایہ فخر است کہ واعظ داری — بدتر از کیشِ تو کیشے نہ شنیدیم ہنوز

کارم ار رہزنیٔ رہبرِ ما گشت تباہ — از ہمیں سست، بجائے نرسیدیم ہنوز

اشکِ خوں، عاصمِ ما ریز بہ ناکامیٔ ما
عمر آخر شد و در بیم و امیدیم ہنوز

ہماری تبلیغی ڈاک

ایران

مسٹر منوچہر لکھتے ہیں :- آپ کا خط ملا۔ آپ نے جماعت کی پوزیشن

کو صاف کرنے کی جو کوشش کی ہے۔ اس سے بہت مفید نتائج پیدا ہوں گے اور گورنمنٹ اور عوام کو جو غلط فہمی ہے وہ دور ہو جائے گی۔ ہمارا سلسلہ خدا کے فضل سے ترقی پذیر ہے اور لوگوں کے دل میں گھر کئے جا رہا ہے۔ عیسائی کالج کے کچھ تعلیم یافتہ نوجوان بیعت کر چکے ہیں۔ وہ اپنا ماہوار چندہ باقاعدہ دے رہے ہیں۔ عیسائیوں کے اعتراضات کے جواب ... [illegible]

نجات اور گناہ کا مسئلہ حل کیا گیا ہے۔ اس کا ماخذ حضرت مسیح موعودؑ کی تحفہ اسلام اور قرآن کریم کی سورۃ ۹۱ ہے۔ مجھے عیسائیوں نے اپنی مجلس جوئندگان سے علیحدہ کر دیا ہے۔ جس کا دوسرے لڑکوں پر عیسویت کے بارے میں بُرا اثر پڑا۔ جو عیسائی پادریوں کی تنگ دلی اور تعصب مذہبی کا زندہ نمونہ تھا۔ مجلس میں عیسوی نجات پر پادری لیکچر دے رہا تھا۔ اور یہودی اور اسلامی نجات پر اعتراض کر رہا تھا۔ میں نے جب عیسوی نجات پر زور دار اعتراض کئے تو مجھے مجلس سے نکال دیا گیا۔ اس لئے میں نے اس مسئلہ پر رسالہ شائع کر دیا۔ جس میں اسلامی نجات کی دوسرے مذاہب پر ترجیح دکھائی گئی۔ برادر شاہویردی مجھے لٹریچر کے تقسیم کرنے اور لوگوں کو ہماری مجلس جمعیت ہائے روحانی میں شمولیت پر آمادہ کرنے میں بڑی مدد دے رہے ہیں۔ عیسائیوں کی انجمن جوئندگان میں جو مسائل زیر بحث ہوتے ہیں وہ مجھے اُن سے باخبر رکھتے ہیں۔ کیونکہ میں خود اب وہاں نہیں جا سکتا۔ عیسائی پادری ہماری کوششوں سے سخت ناراض ہیں۔ اور ہر ممکن کوشش کرتے ہیں کہ ہمیں مسلمانوں کی نظروں میں کافر اور بے دین قرار دیں۔ ہمارے اعتراضات سے لاجواب ہو کر پرانے خیالات کے مسلمانوں کو ہمارے خلاف اکساتے ہیں۔ ہماری کامیابی اسی ایک بات سے ظاہر ہے کہ قبل ازیں مسلمان نوجوان کثرت سے ان کی مجالس میں شریک ہوتے تھے۔ اب اُس سے ایک تہائی بھی نہیں ہوتے۔ اللہ تعالےٰ کا فضل ہے کہ ہمارے اصول سمجھدار طبقہ کو اپیل کر رہے ہیں اور جو عیسویت کے اثر کو آہستہ آہستہ مٹا کر رہیں گے۔

جزیرہ فلپائن

مسٹر اوکا لکھتے ہیں :- آپ کے سلسلہ کی ایک کتاب پڑھ کر مجھے احمدیت سے دلچسپی پیدا ہو گئی ہے۔ اس لئے التجا ہے کہ سلسلہ کا باقی لٹریچر بھی بھیجدیں تاکہ میں سلسلہ کی ترقی میں حصہ لے سکوں۔ نہ صرف میں بلکہ میرے والدین اور دوسرے رشتہ دار بھی آپ کے اصولوں سے متفق ہیں۔ ہمارے ہاں عربی قرآن ہے جسے لوگ سمجھ نہیں سکتے۔ آپ کی انجمن کی خدمات اسلام قابل قدر ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ ہم بھی اس کار خیر میں حصہ لیں۔

سیرالیون (مغربی افریقہ)

مسٹر کیلے لکھتے ہیں :- قریباً پانچ سال سے میں آپ کو خط نہیں لکھ سکا۔ کیونکہ میں اکثر سفر پر رہتا ہوں۔ میں اس علاقہ سے لائبیریا کے ساحل پر چلا گیا تھا۔ اور اتنا لمبا عرصہ وہاں ہی رہا۔ لیکن اب واپس یہاں آ گیا ہوں۔ اور یہاں مستقل طور پر رہوں گا۔ مہربانی فرما کر اختلاف سلسلہ کے ٹریکٹ بھیجدیں۔ نیز اسلام پر جو لٹریچر مفت تقسیم کے لئے ہو وہ بھیجدو جس کے مطالعہ سے مجھے اسلام اور سلسلہ احمدیہ سے پوری واقفیت ہو جائیگی اور میں دوسروں میں تبلیغ کر سکوں گا۔ حضرت امیر کی خدمت میں سلام علیکم عرض کر دیں۔ سلسلہ کی موجودہ حالت اور تبلیغی کاموں کی تفصیل سے مطلع فرما کر ممنون کریں۔ میں انشاء اللہ بقدر مقدور بہ خدمت اسلام کرنے کے ... [illegible]

جلد ۱۸ لاہور - یوم شنبہ مطبوعہ ۳ ذالحجہ ۱۳۴۸ھ مطابق ۳ مئی سنہ ۱۹۳۰ء نمبر ۳۱

مناجات

(از حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

اے خدا اے چارۂ آزارِ ما — اے علاجِ گریہ ہائے زارِ ما
اے تو مرہم بخشِ جانِ بیکساں — اے تو دلدارِ دلِ غم کیشِ ما
از کرم برداشتی ہر بارِ ما — واز تو ہر بار و بر اشجارِ ما
حافظ و ستاری از جود و کرم — بیکساں را یاری از لطفِ توام
بندۂ درماندہ باشد دل طپاں — ناگہاں درماں براری از میاں
عاجزے را ظلمتے گیرد براہ — ناگہاں آری بروصد مہر و ماہ
حسن و خلق و دلبری بر تو تمام — صحبتے بعد از لقائے تو حرام
آں خردمندے کہ او دیوانہ است — شمعِ بزم است آنکہ او پروانہ است
ہر کہ عشقت در دل و جانش فتد — ناگہاں جانے در ایمانش فتد
عشقِ تو گردد عیاں بر روئے او — بوئے تو آید ز بامِ کوئے او
صد ہزاراں نعمتش بخشی ز جود — مہر و ماہ را پیشش آری در سجود

آریہ سماجی تحریک

ایک آریہ مشنری کے خیالات

ہمعصر "ماڈرن ریویو" کلکتہ نے آریہ سماجی تحریک کے متعلق مسٹر رشی رام بی اے آریہ مشنری کا ایک مضمون شائع کیا ہے جس کا ترجمہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

"مسٹر رشی رام بی اے۔ آریہ مشنری لکھتے ہیں کہ ہمارے تقریباً ۲۳ [illegible]

چلے گئے ہیں۔ ان میں زیادہ حصہ غریب اور جاہل مزدوری پیشہ لوگوں کا ہے۔ طبقہ متوسط کے تعلیم یافتہ لوگ بھی ہیں۔ جنھوں نے اپنی رضامندی سے تجارت اور ملازمت کی خاطر ممالک غیر میں جانا گوارا کیا۔ برہما اور افریقہ میں جن ہندوستانی [illegible] کیا ہے ان کا [illegible]

تعداد میں یکساں رہنے کا موقعہ ملتا ہے۔ وہاں یقیناً معاشرتی فرائض اور مذہبی رسوم کو انجام دینے کے مواقع پیدا ہوجائیں گے۔ اور اگر یہ فرائض اور رسوم بطریق احسن بجالائے جائیں تو ان سے نہ صرف اشخاص متعلقہ کی بھلائی منصور ہوگی بلکہ ان کا دوسروں پر بھی اچھا اثر پڑے گا۔ جہاں تک کہ

ہندو تارکان وطن

کے سوال کا تعلق ہے۔ مذکورہ بالا فرائض اور رسوم کا یہ مقصد ہے کہ ان کی عام معاشرتی اور مذہبی زندگی کا معیار بلند کیا جائے۔ جنوبی افریقہ میں ایسے ہندوستانی بھی ہیں۔ جن کے نزدیک دہکتے ہوئے کوئلوں پر چلنا یا جسم میں میخیں چبھونا ایک مذہبی رسم ہے۔ اس شعبدہ یا کرتب کی حقیقت خواہ کچھ ہی ہو لیکن اس کا ان لوگوں کی روحانی زندگی سے کچھ تعلق نہیں ہے۔ غیر ہندوستانی اقوام ایسے شعبدوں کا عام طور پر مذاق اڑاتے ہیں۔ برٹش گائنا۔ جمیکا۔ ٹرینیڈاڈ اور دیگر دور افتادہ نوآبادیوں میں جہاں کوئی آریہ سماجی نظام نہیں ہے بہت سے ہندو

مسیح کی بادشاہت

میں داخل ہوگئے ہیں۔ اور ان کی اولاد مادرِ وطن اور اس کی تہذیب تمدن سے بالکل بیگانہ ہوگئی ہے۔ عام طور پر ہندوؤں میں اپنے مذہب کا تبلیغی جذبہ باقی نہیں رہا۔ اپنے محدود خانگی حلقوں کے سوا ان میں اپنے مذہب کی اشاعت کرنے کی کوئی امنگ نہیں پائی جاتی۔ لیکن اس کے ساتھ آریہ سماجی تحریک کا یہ ایک قابل تعریف پہلو ہے کہ اگرچہ اسے تنہا کام کرنا پڑتا ہے لیکن اس نے فجی اور ماشیس کے دور دراز جزائر میں

ویدک مذہب

کا جھنڈا بلند کر رکھا ہے۔ آریہ سماج دنیا کے جس حصہ میں جاتے ہیں وہ اپنے گرد ایسی فضا اور تعلقات پیدا کر لیتا ہے جو مادرِ وطن اور اس کی اعلیٰ روایات کی یاد کو ہمیشہ تازہ رکھتے ہیں۔ وہ سستی۔ عشرت پسندی۔ اور علیحدگی کی زندگی کو حقارت کے ساتھ رد کر دے گا۔ اور اپنے امور کو اپنے ہموطنوں کے لئے مفید ثابت کرنے کی کوشش کرے گا۔ یہی وہ جذبہ تھا جس کی بدولت مٹھی بھر آریہ سماجی جبکہ وہ جنگ عظیم کے دوران میں ایک فوجی کیمپ میں مقیم تھے۔ سندھیا کرتے تھے۔ اپنے قومی تہوار مناتے تھے اور ہزاروں روپے بطیب خاطر ہندوستان کی سماجوں کے لئے بطور چندہ بھیجتے تھے۔ برہما اور افریقہ کے آریہ سماجیوں نے لاکھوں روپے اپنے وطن کی مذہبی اور معاشرتی تحریکوں کے لئے بھیجے ہیں۔"

مذکورہ بالا مضمون سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ہمارے برادران وطن آریہ سماجی تحریک کی اشاعت کے معاملہ میں مسلمانوں کے نقش قدم پر چل رہے ہیں۔ وہ ہمیں تلے دن یہ طعنہ دیا کرتے ہیں کہ ان کی آنکھیں ہر وقت مکہ یا ترکی کی طرف لگی رہتی ہیں۔ حالانکہ مسلمانان ہند کو اپنے وطن سے ویسی ہی محبت ہے جیسی ہندوؤں کو۔ اس میں شک نہیں کہ ہر مسلمان کے لئے اتحاد بین المسلمین کی تحریک ایک خاص اہمیت رکھتی ہے۔ اس لئے کہ تمام مسلمان بھائی بھائی ہیں۔ یہ اسی اسلامی اخوت کی برکت ہے کہ

جلد ۱۸ | لاہور۔ یوم سہ شنبہ مطبوعہ ۵ محرم الحرام سنہ ۱۳۴۹ھ مطابق ۳ جون سنہ ۱۹۳۰ء | نمبر ۳۸

عالم اسلام

جب ترکی جرائد اور صحائف کو چار و ناچار عربی رسم الخط کے بجائے لاطینی رسم الخط اختیار کرنا پڑا تو انہیں اس مقصد کے حصول کے لئے کثیر اخراجات برداشت کرنا پڑے۔ یہ عام طور سے معلوم ہُوا ہے کہ اس سلسلہ میں بعض اخبارات حکومت سے تعلقات قائم کر بیٹھے۔ اور مالکوں اور مدیروں کو مجلس کارکن بنا لینے کے بعد حکومت کی امداد حاصل کرنے کی عرصے سے کوشش کر رہے تھے۔

اب حکومت نے طے کیا ہے کہ ترکی جرائد و صحائف کی شاندار خدمات کے معاوضہ میں جو انہوں نے لاطینی رسم الخط کی ترویج اور ہر دلعزیز بنانے میں انجام دی ہیں۔ ان کو مناسب معاوضہ دیا جائے ترکی مجلس میں ایک تجویز پیش ہو کر منظور ہوئی کہ اخبارات کے حجم اور صفحات کے لحاظ نہ کر ان کی خدمات کے لحاظ سے انہیں امداد دی جائے۔

لندن ۳۰ مئی۔ چونکہ سابق شاہ ایران احمد شاہ قاچار کی جائداد انگلستان میں بھی ہے اس لئے موصوف کا وصیت نامہ یہاں داخل کیا گیا ہے۔ اس وصیت نامہ کے مطابق ۱۲۰۰ پونڈ سالانہ شاہزادہ محمد حسن برادر شاہ قاچار کو ملے ہیں۔ اور اس کے ساتھ ساتھ دس سال کے لئے شاہزادہ موصوف کے دو صاحبزادوں کی تعلیم کے واسطے بھی ایک رقم مقرر کی گئی ہے۔

سابق شاہ ایران کے سیکرٹری سٹر صالح خاں کو ۔۔۔۔ ۴ پونڈ ملیں گے ان کی ماں کے لئے شاہ کی وہ تمام جائداد جو ایران میں ہے چھوڑ دی گئی ہے۔ اور ان کے نصف جواہرات اور ½ سنڈیاں بھی ماں کے حصہ میں آئی ہیں۔ باقی جائداد ان کے تنہا بیٹے شاہزادہ فریدوں اور ان کی بیٹیوں مریم ایران۔ اور ہمایوں کے درمیان تقسیم ہو جائے گی۔

شاہ کی آٹھ بیویاں ۔۔۔۔ دو دو سو پونڈ سالانہ پائیں گی۔ اور ان کے ہر بچہ کو بیس برس کی عمر تک ۱۲۰ پونڈ سالانہ دیے جائیں گے۔

پٹیٹ پریزین" فرانسیسی اخبار کے نامہ نگار نے جو جدہ میں موجود تھے حاجیوں کے جہاز "ایشیا" کی تباہی کا نقشہ ان الفاظ میں کھینچا ہے:-

"عربستان نامی جہاز کے اور برطانوی افسروں نے نہایت جرأت کر کر پانچ حاجیوں کو بچا لیا۔

یہ حادثہ ناجیہ جس میں اب خیال کیا جاتا ہے۔ کہ تقریباً دو صد حاجیوں کی جانیں ضائع ہوئی ہوں گی۔ نہایت درد انگیز منظر پیش کر رہا تھا۔ جہاز پر آگ کی اس قدر گرمی تھی کہ بہت سے حاجیوں کی جو عرشہ پر تھے سر کی کھوپری ایسے زور سے پھٹی گویا کسی نے پستول چلا دیا۔ اور سیسہ برہا ہو۔ پچاس حاجیوں نے لوہے کے گارڈر کے نیچے پناہ لینے کی کوشش کی۔ مگر وہ وہاں نہ ٹھہر سکے۔ اور مجبوراً وہاں سے بھاگے لیکن کسی مقام پر پناہ نہ ملنے کے باعث اپنے گلے کاٹ کاٹ کر مر گئے۔

دو کشتیاں جس میں حاجی جان بچانے کے لئے بے تحاشا کود کود کر بھر گئے تھے۔ لوٹ گئیں۔ اور بہت سے حاجی ڈوب گئے۔

بعض حاجیوں نے جان بچانے کی فضول کوششوں سے انکار کر دیا۔ اور مکہ معظمہ کی جانب منہ پھیر کر سر بسجود ہو گئے۔

پیرس ۲۲ مئی۔ ہاناس ایجنسی کو معلوم ہُوا ہے کہ مشرق قریبہ میں جو فرانسیسی انتدابی دستور کا اعلان کر دیا گیا ہے۔ جس کی رُو سے شام کو ایک مسلم جمہوری سلطنت بنا دیا گیا۔ اس جدید دستور کی رو سے۔ اس جمہوریہ کا ایک صدر اور اس کے ساتھ ایوان مندوبین حکومت کے فرائض انجام دیں گے۔ صدر جمہوریہ ہمیشہ ایک مسلمان ہُوا کرے گا۔

پیرس ۲۲ مئی جبل الدروز اور آلات کی ریاستیں گورنر کے ماتحت رہیں گی۔ جن کے ساتھ مقامی باشندوں کی ایک ایک کونسل بھی ہو گی۔ لبنان کا دستور اساسی حسب دستور وہی رہیگا۔ جو سنہ ۱۹۲۶ء میں اعلان کیا گیا تھا۔

پیرس کا ایک پیغام مظہر ہے کہ لبنان میں خواتین کی کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس میں مصری خواتین کی نمائندہ مس احسان احمد نے کی فلسطین کی خواتین بھی بطور ڈیلیگیٹ شامل ہوئیں۔ کانفرنس کی صدر لیڈی بیبہ ثابت اور لیڈی جولیا دمشق سے نمائندہ ہو کر آئی تھیں۔ مس احسان احمد نے مسلم خواتین کی ترقیوں کے لئے تجاویز پیش کیں۔ اور نہایت زبردست تقریریں کیں۔ جنہیں بہت پسند کیا گیا۔

معاصر الفتح قاہرہ رقمطراز ہے کہ زنجبار کے مسلمانوں کی جانب سے جمعیۃ المغربین کے صدر نے مسٹر ہنڈری ناظر تعلیمات زنجبار سے یہ مطالبہ کیا تھا کہ وہ مسلمانوں کے لئے ایک ایسی درسگاہ قائم کریں جس میں قرآن کی تعلیم کے علاوہ مکمل مذہبی تعلیم دی جائے۔ اس سلسلہ میں مسٹر ہنڈری نے صدر جمعیۃ کو جواب دیتے ہوئے لکھا ہے۔ کہ آپ کے مکتوب سے مسلمانوں کی دینی تعلیم کے متعلق آپ کے جذبات کا علم ہُوا۔ آپ یہ سُن کر مسرور ہوں گے کہ میں آئندہ سال سے مسلمانوں کی دینی تعلیم کی طرف متوجہ ہونے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ میرا ارادہ ہے کہ مدارس میں تعلیم قرآن' عربی رسم الخط اور زبان کو داخل نصاب کیا جائے۔

معاصر الفتح قاہرہ اپنی حالیہ اشاعت میں رقمطراز ہے کہ مصر میں امریکن تبلیغی مشن ۔۔۔ سے کئی بلیغین کی شکایات موصول ہوتی رہتی تھیں۔ لیکن ایک حالیہ واقعہ نے تمام مصر میں غم و غصہ کی آگ کو سخت مشتعل کر دیا ہے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ امریکن مشن کالج کے پروفیسر کامل منصور نے طلبہ کے سامنے لیکچر دیتے ہوئے حضور اکرم سردار دو عالم کی ذات گرامی پر شدید حملے کئے۔ اور اسلام پر بیجا الزامات عاید کرنے کی کوشش کی کلاس میں جو طلبہ حاضر تھے اُنہوں نے احتجاج کیا۔ اور ان حملوں کو ناقابل برداشت قرار دیا۔ اس تقریر پر تمام ملک میں عام احتجاج کیا جا رہا ہے۔ عوام کا مطالبہ ہے کہ پروفیسر مذکور سے شدید باز پُرس کی جائے۔ حکومت کی جانب سے وزیر داخلہ نے اعلان کیا ہے کہ کامل منصور کے معاملہ میں حکومت شدید کارروائی کا ارادہ رکھتی ہے۔ معاملہ پارلیمنٹ میں درپیش ہے۔ تمام امور کی تحقیقات کے بعد پروفیسر مذکور کے خلاف قانونی کارروائی کی جائیگی۔

ہمعصر السیاسیہ رقمطراز ہے کہ قاہرہ میں اعلیٰحضرت شاہ فواد کا جشن ولادت بڑی دھوم دھام اور جوش و خروش سے منایا گیا۔ اس موقعہ پر غیر ملکی حکمرانوں کی جانب سے پیام ہائے تہنیت بھی موصول ہوئے۔ جن کا ہز میجسٹی کی طرف سے مناسب جواب دیا گیا۔ پیام ہائے تہنیت ارسال کرنے والوں میں امیر فیصل شاہ عراق' مسٹر ہنڈنبرگ صدر جمہوریہ جرمنی۔ اعلیٰحضرت رضا خاں شاہ ایران' غازی مصطفےٰ کمال رئیس جمہوریہ ترکیہ۔ پریزیڈنٹ ہوور امریکہ اور شاہ جاپان ممتاز ہیں۔

اعلیحضرت شاہ فواد نے پیامات کا جواب دیتے ہوئے ان تمام حضرات سے اپنی دلی دوستی کا اظہار کیا ہے۔ اور مملکت مصر سے دیگر ممالک کے تعلقات کو استوار رکھنے کی ضرورت پر خاص طور پر زور دیا ہے۔

دو قابلِ تقلید مثالیں

میاں نصیر احمد صاحب فاروقی پسر سعید ڈاکٹر بشارت احمد صاحب جو سرکاری وظیفہ پر آئی سی ایس کے امتحان کے لئے ولایت تشریف لے گئے ہوئے ہیں ان کی طرف سے مستقل طور پر چندہ کی رقم وصول ہوتی رہتی ہے۔ وہ اپنے وظیفہ میں سے بچا کر بھجواتے ہیں۔ اب ان کی تحریک پر جناب شیخ اصغر علی صاحب کے ہر دو صاحبزادگان نے بھی ولایت سے ۳۰ شلنگ بھجوائے ہیں۔ تھوڑا عرصہ ہُوا کہ جناب ڈاکٹر یعقوب بیگ صاحب کے صاحبزادے مرزا عبد الرحمٰن بیگ صاحب بھی سرکاری وظیفہ پر اعلیٰ ملازمت میں لئے گئے ہیں جو سردست کلکتہ میں مقیم ہیں۔ آپ کی طرف سے بھی پانچ روپے کی رقم چندہ میں موصول ہوئی ہے۔ یہ قوم کے نوجوانوں کی مثالیں بہت حوصلہ افزا ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان کے نیک ارادوں کو بابرکت فرمائے۔ اور ان تحریکات قومی کا وافر جذبہ ان میں پیدا فرمائے۔ آمین

جلد ۱۸ لاہور - یوم پنجشنبہ مطبوعہ ۶ر صفر ۱۳۴۹ھ مطابق ۳ر جولائی ۱۹۳۰ء نمبر ۴۵

کیا خصائصِ تعلیمِ احمدیہ تبلیغِ اسلام کیلئے چنداں ضروری نہیں؟

(از جناب سید محمد حسین شاہ صاحب ایل - ایم - ایس
ڈپٹی کیمیکل ایگزمینر)

۱۴ر جون ۱۹۳۰ء کے پیغام صلح میں جناب مولانا محمد یعقوب خانصاحب کا مضمون "غلط فہمی کا ازالہ" کے عنوان سے شائع ہوا ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ رسالہ اشاعت اسلام میں ووکنگ مشن کے نئے ٹرسٹ کے متعلق اعلان کرتے ہوئے جناب خواجہ صاحب نے تحریر فرمایا ہے کہ

"مجھے تو خصائص تعلیم احمدیہ میں ایک بات بھی ایسی نظر نہیں آتی کہ تبلیغ اسلام میں جس کی اشد ضرورت ہو"

جناب خانصاحب نے اس مضمون میں اپنی خداداد قابلیت کو کام میں لا کر خواجہ صاحب کی تحریر کے معنے ایسے طریق پر بیان فرمائے ہیں کہ جس سے خواجہ صاحب کو بالکل بری کرنا چاہا ہے۔ اگرچہ غور سے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک نہایت ہی خوبی کے پیرایہ میں خواجہ صاحب کے اعلان کی تردید کی ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ کیا جناب خواجہ صاحب بھی اس کے وہی معنے سمجھتے ہیں۔ یا نہیں کیونکہ جناب خواجہ صاحب بفضلہ زندہ ہیں اور باوجود بیماری کے کتابیں اور تحریریں لمبی لمبی شائع کر رہے ہیں۔ اور مشہور ہے "تصنیف را مصنف نیکو کند بیاں" وہی حق رکھتے ہیں کہ اس غلط فہمی کا ازالہ کرتے۔ معلوم نہیں جناب خانصاحب نے کسی خاص علم کی بنا پر وہ معنے کئے۔ جو خواجہ صاحب کے کبھی وہم میں بھی نہ گذرے ہوں گے۔

ظاہر ہے کہ ۱۹۱۰ء سے لے کر ۱۹۲۹ء کے دسمبر تک احمدیہ انجمن اشاعت اسلام نے ووکنگ مشن کی، روپیہ اور آدمیوں سے امداد کی۔ اور اس کے انتظام میں اس کے اراکین اپنا قیمتی وقت دیتے رہے۔ لیکن اس کل عرصہ میں جناب خواجہ صاحب لفظ احمدیت سے اسی طرح گریز کرتے رہے۔ جیسا کہ یہ کوئی زہریلا اثر رکھنے والا نام ہے۔ اپنی کل تحریروں۔ کتابوں۔ رسالوں میں عزیز منزل صرف اس لئے لکھا جاتا رہا تاکہ احمدی کے نام سے ڈر کر کوئی اس مشن کی امداد نہ چھوڑ دے۔ ایک عرصہ تک محاسب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے ساتھ صرف اس امر پر جھگڑا ہوتا رہا کہ ان کی مشن کے لئے جو روپیہ آوے اس پر مہر جو ہو وہ فنانشل سیکریٹری ووکنگ مشن کی ہو انجمن کی نہ ہو یہی نہیں۔ یہ مرض بڑھتا گیا اور آخر انجمن کی کل خدمات کو پس پشت ڈال کر نہایت بیباکی سے ایک ٹرسٹ بنایا گیا۔ جس میں انجمن کا تعلق رکھنا پسند نہیں۔ وہ صرف اس لئے کہ لفظ احمدیہ اس کے ساتھ ہے۔ جو لوگوں کو بھڑکا دے گا۔ اور امداد سے روکے

بعض احمدیوں کو اپنی بیماری اور بیکسی کا واسطہ دیکر ٹرسٹ میں شامل کیا۔ تاکہ جماعت احمدیہ کو بھی ایک قسم کی تسلی میں رکھا جاوے۔ اور وہ سمجھیں کہ اب بھی یہ مشن احمدیوں کے ہاتھ میں ہے اور دوسری طرف غیر احمدی سمجھیں کہ یہ احمدیوں کے ہاتھ سے نکل گیا ہے۔ لیکن اس ٹرسٹ بنانے کی اصل غرض جو ہے وہ یہی ہے کہ لوگ احمدی کے نام سے متنفر ہیں اور اس لئے مشن کو روپیہ نہیں دیتے۔ اور دوسرے احمدی ممبر جناب خواجہ کو اب ۱۸ سال کے تجربہ سے اچھی طرح سمجھ گئے ہیں۔ وہ ان کی باتوں سے متاثر نہیں ہو سکتے۔ اور خواجہ صاحب کی خود مختاری چل نہیں سکتی کوئی اپیل نکالی جائے جس سے روپیہ بھی مل سکے اور اس کی خود مختاری میں فرق نہ آئے اس خواہش کو دبا نہ سکنے کی وجہ سے یہ لفظ احمدیت کے ساتھ طرح طرح سے مذاق کیا جا رہا ہے ورنہ خواجہ صاحب دل سے احمدی ہیں۔ اور احمدیہ لٹریچر ہی دنیا میں شائع کرتے ہیں۔ اس دین کو دنیا پر مقدم کرنے کی جو روح ہے اس سے ذرا دور جا پڑے ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ اس کام میں سے برکت چھن گئی ہے۔ اور وہ ترقی نہیں رہی جو پہلے تھی۔ پس اگر ان حالات کو سامنے رکھا جائے تو جو معنے خانصاحب نے جناب خواجہ صاحب کی عبارت کے لئے میرے خیال میں وہ بالکل غلط ہیں۔

میری سمجھ میں جو معنے آئے ہیں وہ یہ ہیں کہ چونکہ جناب خواجہ صاحب نے اب انجمن سے قطع تعلق کر کے نیا ٹرسٹ بنا لیا ہے۔ جس میں تین چار آدمی ان کے گھر کے ہیں اور باقی بیچارے وہ لوگ جو اس مشن کی پیچیدگیوں سے ناواقف ہیں۔ اس لئے ان کا خیال ہے کہ اب اس مشن میں احمدی مبلغ تو جائیں گے نہیں۔ اور خواجہ صاحب خود پہلے کئی دفعہ اظہار کر چکے ہیں۔ کہ اگرچہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو وہاں پیش نہیں کرتے لیکن تعلیم تو وہی پیش کرتے ہیں۔ جو انہوں نے دی۔ اب جب احمدی مبلغ نہ جائیں تو غیر احمدی جائیں گے۔ پھر نام تو نہ سہی خیالات احمدیت بھی نہ پھیل سکیں گے۔ اس لئے اس اعلان کو اب اڑانے کے لئے ان الفاظ کا استعمال کیا ہے۔ اور ایک بنیاد رکھی ہے۔ کہ آئندہ یہ کوئی نہ کہے کہ آپ اپنے پہلے ارشاد کے خلاف کیوں جا رہے ہیں۔

عبارت اردو میں ہے ہر کوئی سمجھ سکتا ہے۔ خصائص تعلیم احمدیہ میں ایک بات تو یہ ہے کہ مسیح علیہ السلام فوت ہو گئے۔ کیا اس کے بغیر آج تبلیغ اسلام ہو سکتی ہے۔ جناب خواجہ صاحب کے جواب میں بخوف طوالت مضمون کی طوالت سے بچنے کے لئے میں ان کل باتوں اور خصوصیات احمدیت کی جانب ناظرین کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔ جو کہ جناب خانصاحب نے اپنے مضمون میں مفصل بیان فرما دی ہیں۔ کیا ان کے بغیر یا بقول جناب خانصاحب ملانہ اسلام سے کیونکر تبلیغ اسلام ہو سکتی ہے۔

ہمارا ایمان ہے کہ آج جو روشنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسلام کے مختلف مسائل پر ڈالی ہے وہ خصائص تعلیم احمدیہ میں ان کے بغیر تبلیغ اسلام میں انسان ایک قدم نہیں چل سکتا۔ اور تو اور خصائص تعلیم احمدیہ کے بغیر خود جناب خواجہ صاحب یا کوئی مسلمان تبلیغ اسلام میں ترقی نہیں کر سکتا۔ آجکل ہندوستان میں بھی جو مبلغ کامیاب ہوتے ہیں۔ وہ خصائص احمدیہ کا پس خوردہ کھا کر ہی کچھ کامیاب ہو سکتے ہیں۔ پھر اشاعت اسلام بذات خود خصائص تعلیم احمدیہ میں سے ایک ہے۔ کیا خواجہ صاحب یا کوئی اور ان کا ہم خیال بتا سکتا ہے کہ حضرت اقدس علیہ السلام کی بعثت کے وقت کتنی اشاعت اسلام کی انجمنیں تھیں۔ آج تو روپے بٹورنے کے لئے ہر طرف تبلیغ و اشاعت اسلام کرنے والے مل جاتے ہیں۔ اور جناب خواجہ صاحب کو بھی جو کامیابی ہوئی وہ اسی خصوصیت کی وجہ سے ہے۔ خواجہ صاحب کو اب کتنے ہی دعوے قرآن فہمی کے ہوں۔ اور کتنے ہی دروازے علم لدنی کے ان پر کھل جاویں وہ سب خصائص تعلیم احمدیہ کا ہی نتیجہ ہے۔ خواہ وہ اس کو تبلیغ اسلام کے لئے ضروری نہ ہی سمجھیں۔ خواجہ صاحب آجکل اپنی رویا اور اپنی فہم قرآن اور اپنے مضامین کے متعلق لکھ رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر خاص فضل کیا ہے لیکن خواجہ صاحب یاد رکھیں کہ یہ سب فہم وغیرہ نور احمدی کے چراغ سے ہی تھوڑی گرمی لینے کی وجہ سے ہے۔ ورنہ بغیر اس کے خواجہ صاحب وہی ہیں۔ جو کہ ۱۸۹۶ و ۱۸۹۷ء میں تھے۔ اور اب بھی بغیر خصائص احمدیہ کے جو کوئی بھی ہو گا۔ میدان تبلیغ میں اس کی وہی حالت ہو گی جو کہ آج سے ۳۵ سال پہلے جناب خواجہ کی تھی۔

یہ کہ کسی غرض سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نام کو تبلیغ سے باہر نکال دینے کی کوشش۔ پھر نام احمدی کو دور رکھنے کیلئے ٹرسٹ کی تجویز سوچنا اور آخر کار خصائص تعلیم احمدیہ کو تبلیغ اسلام کیلئے آج ضروری نہ سمجھنے سے خواجہ صاحب کا قدم بلندی ہی نہیں پستی کی طرف جا رہا ہے۔ بغیر خصائص تعلیم احمدیت کے جناب خواجہ صاحب وہی خواجہ رہ جائیں گے جو ۱۸۹۶ء میں تھے۔ پس خانصاحب کا ان کی وکالت کرنا درست نہیں۔ وہ خود اس کے معنے بیان فرما سکتے ہیں۔ وہ کیوں خاموش ہیں۔ اور خانصاحب اور دوسرے بزرگان سلسلہ جناب خواجہ صاحب کی صحت کے ساتھ ان کی روحانی بیماریوں سے نجات کے لئے بھی دعا کریں۔ کیونکہ بحیثیت ایک دینی بھائی ہونے کے ہمارا فرض ہے کہ ان سے دلی ہمدردی کریں۔ مجھے خواجہ صاحب سے محبت ہے اور میں کئی بار ان کی ان کمزوریوں کو زبانی عرض کر چکا ہوں۔ لیکن خدا کی قدرت ہے دن بدن قدم دور ہی جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے اور ان

رجسٹرڈ ایل نمبر (۸۳۰)

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ

اخبار پیغام صلح

میلاد نمبر

ادارۂ تحریر
عبدالحق ودیارتھی
مرزا مظفر بیگ ساطع

جلد ۱۸ | لاہور یوم سہ شنبہ مؤرخہ ربیع الاول ۱۳۴۹ھ مطابق اگست ۱۹۳۰ء | نمبر ۵۱

نعت
سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

(از حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

در دلم جوشد ثنائے سرورے — آنکہ در خوبی ندارد ہمسرے

آنکہ جانش عاشقِ یارِ ازل — آنکہ روحش واصلِ آں دلبرے

آنکہ مجذوبِ عنایاتِ حق است — ہمچو طفلے پروریدہ در برے

آنکہ در بر و کرم بحرِ عظیم — آنکہ در لطفِ اتم یکتا درے

آنکہ در جود و سخا ابرِ بہار — آنکہ در فیض و عطا یک خاورے

آں رحیم و رحمِ حق را آئینہ — آں کریم و جودِ حق را مظہرے

آں رخِ فرخ کہ یک دیدارِ او — زشت رو را میکند خوش منظرے

آں دلِ روشن کہ روشن کردہ است — صد درونِ تیرہ را چوں اخترے

آں مبارک پے کہ آمد ذاتِ او — رحمتے زاں ذاتِ عالم پرورے

احمدِ آخر زماں کز نورِ او
شد دلِ مردم زخور تاباں ترے

جلد ۱۸ | لاہور - یوم پنجشنبہ مطبوعہ ۳ ذلقعدہ ۱۳۴۸ھ مطابق ۳ اپریل ۱۹۳۰ء | نمبر ۲۳

پیغامِ عمل

(ایک خاتون کے قلم سے)

ہمیں کچھ کام لینا تم سے ہے تیار ہو جاؤ
چمک اُٹھا ستارہ صبح کا بیدار ہو جاؤ

تقاضائے نگاہ کرتے ہیں جلوے باغِ امکاں میں
خدا کے واسطے تم بھی اولی الابصار ہو جاؤ

بڑھاؤ اپنی کشتی ساحلِ مقصود کی جانب
غمِ دُنیا خس و خاشاک ہیں تم پار ہو جاؤ

بڑھو ہمت کرو جُنبش کرو محفل میں آجاؤ
نہ یوں بزمِ عمل میں نقش بر دیوار ہو جاؤ

برنگِ موجِ مضطر ہے عمل سے زیست دنیا میں
نہ یوں ساحل سے لگ کر آہ تم بیکار ہو جاؤ

جہازِ زندگی کے ناخدا کیوں مرد ہوں تنہا؟
سہارا تم بھی دو اُن کی شریکِ کار ہو جاؤ

مسلماں سو رہے ہیں مدتوں سے خوابِ غفلت میں
جگا دو ان کی قسمت تم اگر بیدار ہو جاؤ

جگاؤ بے خبر بہنوں کو بھی خوابِ جہالت سے
پئے جوشِ نمو خورشیدِ فیض آثار ہو جاؤ

نہ گھبراؤ ستمہائے فلک کی تلخ کامی سے
حریفِ جور و ظلمِ چرخِ ناہنجار ہو جاؤ

جنابِ احمدِ مختار کا فرماں بجا لاؤ
دل و جاں سے فدائے سیّدِ ابرار ہو جاؤ

خیر البشر کا سلوک اپنے دشمنوں سے

چودھویں صدی کے علمائے سُو نے تکفیر کو اپنا محبوب مشغلہ قرار دے رکھا ہے لیکن دیکھنا یہ ہے کہ دنیا کے جس کامل اور عظیم الشان انسان نے آج سے تیرہ صدی قبل دنیا میں روحانی اور مادی پہلو سے ایک حیرت انگیز اور عدیم النظیر انقلاب پیدا کر دیا تھا اس کا اُن لوگوں سے کیا سلوک تھا۔ جو اس کے خون کے پیاسے تھے اور جنہوں نے اپنی طرف سے اس کو ذلیل و رسوا کرنے اور ہر ممکن طریقہ سے تکلیف پہنچا۔ نے ...

جو سیرت النبیؐ سے نقل کئے جاتے ہیں علمائے سُو کو غور کرنا چاہیے اور پھر اپنے گریبان میں منہ ڈال کر اپنے دل سے سوال کرنا چاہیے کہ کیا وہ واقعی صراط مستقیم پر چل رہے ہیں؟ (ایڈیٹر)

دشمنوں کے حق میں دعائے خیر

دشمنوں کے حق میں بد دعا کرنا انسان کی فطری عادت ہے۔ لیکن پیغمبروں کا مرتبہ عام انسانی سطح سے بدرجہا بلند ہوتا ہے۔ جو لوگ ان کو گالیاں دیتے ہیں وہ ان کے حق میں دعائے خیر کرتے ہیں۔ اور جو ان کے تشنہ ...

اور خود آنحضرت صلعم پر جو پیہم مظالم ہو رہے تھے اس داستان کے دہرانے کے لئے بھی سنگدلی درکار ہے۔ اسی زمانہ میں خبابؓ بن ارت ایک صحابی نے عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ دشمنوں کے حق میں بد دعا فرمایئے یہ سن کر چہرہ مبارک سُرخ ہو گیا۔ ایک دفعہ چند صاحبوں نے مل کر اسی قسم کی بات کہی۔ تو فرمایا "میں دنیا کے لئے لعنت نہیں بلکہ رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں۔"

وہ قریش جنہوں نے تین برس تک آپ کو محصور رکھا اور جو آپ کے پاس غلہ کے ایک دانہ کے پہنچنے کے روادار نہ تھے۔ ان کی شرارتوں کی پاداش میں دُعائے نبوی کی استجابت نے ابر رحمت کا سایہ ان کے سر سے اُٹھا لیا۔ اور مکہ میں اس قدر سخت قحط پڑا کہ لوگ ہڈی اور چمڑا کھانے لگے۔ ابو سفیان نے آنحضرت صلعم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ محمدؐ! تمہاری قوم ہلاک ہو رہی ہے خدا سے دُعا کرو کہ یہ مصیبت دور ہو۔ آپ نے بلا عذر فوراً دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے۔ اور خدا نے اس مصیبت سے ان کو نجات دی۔

جنگ اُحد میں دشمنوں نے آپ پر پتھر پھینکے۔ تیر برسائے۔ تلواریں چلائیں۔ دندان مبارک کو شہید کیا۔ جبین اقدس کو خون آلودہ کیا۔ لیکن ان حملوں کا وار آپ نے جس سپر پر روکا وہ صرف یہ دُعا تھی۔

اللھم اھد قومی فانھم لا یعلمون	خدایا ان کو معاف کرنا یہ نادان ہیں۔

وہ طائف جس نے دعوتِ اسلام کا جواب استہزا اور تمسخر سے دیا تھا۔ وہ طائف جس نے داعی اسلام کو اپنی پناہ میں لینے سے انکار کر دیا تھا۔ وہ طائف جس نے پائے مبارک کو لہولہان کیا تھا ان کی نسبت فرشتہ غیب پوچھتا ہے کہ حکم ہو تو ان پر پہاڑ اُلٹ دیا جائے۔ جواب ملتا ہے کہ "شاید ان کی نسل سے کوئی خدا کا پرستار پیدا ہو۔" دس بارہ برس کے بعد یہی طائف اسلام کی دعوت کا جواب تیر و تفنگ سے دیتا ہے جاں نثاروں کی لاشیں پر لاشیں گر رہی ہیں۔ صحابہ عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ ان کے حق میں بد دعا کیجئے۔ آپ دعا کے لئے ہاتھ اٹھاتے ہیں۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ حضور ان کے حق میں بد دعا فرمائیں گے لیکن زبانِ مبارک سے یہ الفاظ نکلتے ہیں "خداوندا! ثقیف (اہل طائف) کو اسلام نصیب کر اور دوستانہ ان کو مدینہ لا۔" وہ تیر جو میدان جنگ میں نشانہ پر نہیں لگے تھے۔ وہ مدینہ کے صحن مسجد میں زبان مبارک سے نکل کر ٹھیک اپنے ہدف پر پہنچے۔ یعنی وہ مدینہ آکر خاص مسجد نبوی میں جہاں وہ مہمان ٹھہرائے گئے تھے مسلمان ہوئے۔

دوس کا قبیلہ یمن میں رہتا تھا۔ طفیل بن عمرو دوسی اس قبیلہ کے رئیس تھے۔ وہ قدیم الاسلام تھے۔ مدت تک وہ اپنے قبیلہ کو اسلام کی دعوت دیتے رہے۔ لیکن وہ اپنے کفر پر اڑا رہا۔ ناچار وہ خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور اپنے قبیلہ کی حالت عرض کر کے گذارش کی کہ ان کے حق میں بد دعا فرمایئے۔ لوگوں نے یہ سُنا تو کہا کہ اب دوس

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ آرگن

پیغام صلح

ادارۂ تحریر: عبد الحق ، مظفر بیگ

جلد ۱۸ | لاہور یوم چہارشنبہ مطبوعہ ۹ ربیع الثانی ۱۳۴۹ ہجری مطابق ۳ ستمبر ۱۹۳۰ء عیسوی | نمبر ۵۸

اشاعت سیرت کی اہمیت

(از مولانا محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور)

ہر ایک مذہب دو حصوں میں منقسم ہوتا ہے۔ ایک وہ امور ہیں۔ جو عقاید سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور ان میں ہم کسی عقیدہ کے صحیح یا غلط ہونے کے متعلق فلسفیانہ اور عقلی بحثیں کرتے ہیں۔ دوسرے امور وہ ہیں جن کا تعلق اہل مذاہب کے جذبۂ عمل سے ہوتا ہے۔ یہ دوسرا حصہ درحقیقت مذہب کی روح ہے اور عقیدہ سے بھی زبردست چیز ہے۔

عیسائیت کی رُوح

اگر اس دوسرے معنے کا لحاظ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ عیسائیت کی روح صلیب ہے۔ کیونکہ یہی وہ نشان ہے جس سے عیسائیت کے پیروؤں میں جذبۂ عمل پیدا ہوتا ہے۔ عیسائی فلسفیانہ اور عقلی بحثوں میں سو دفعہ ہار جائیں۔ تثلیث اور کفارے کی تشریح نہ کرسکیں۔ لیکن جب ان کے سامنے مسیح کی صلیب آجاتی ہے۔ تو ان کے عقاید کی کمزوری پر بھی پردہ پڑ جاتا ہے۔ اور محض صلیب کے نام اور نشان (✝) سے ان کے دلوں میں وہ عشق و عمل کا جذبہ اور جوش و فداکاری کا ولولہ پیدا ہو جاتا ہے۔ جو ان کو عقاید کی کمزوری کے متعلق ذرا بھی سوچنے کا موقع نہیں دیتا۔

ایک عیسائی بڑے فخر سے یہ کہتا ہے کہ اسلام عقلی طور پر کتنا بھی بلند ہو۔ مگر اس میں مسیح کی صلیب " نہیں اور یہی وہ چیز ہے جس پر ایک سچا عیسائی فخر کرسکتا ہے۔ اور اس میں اس قسم کے [illegible] اور بلند جذبات پیدا ہوتے ہیں۔ جو کسی دوسرے ذریعہ سے پیدا نہیں ہو سکتے۔

ہندو دھرم کی رُوح

اسی طرح اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ ہندو مذہب کی رُوح گائے کی پرستش یا عظمت ہے۔ ہندو کہلانے والوں میں اصولی اختلاف ہوا کریں۔ ان کا خدا ایک نہ ہو۔ ان کی الہامی کتابیں ایک نہ ہوں۔ ان کے پیغمبر یا اوتار ایک نہ ہوں۔ مگر جب گائے کا نام آجاتا ہے وہ اپنے تمام اختلافات بھول جاتے ہیں۔ اور گائے کے لفظ سے ان میں عمل اور اتحاد کی وہ روح پیدا ہوتی ہے۔ جو مذہب کے کسی بلند سے بلند عقیدے سے بھی پیدا نہیں ہو سکتی۔

اسلام کی رُوح

اگر عیسائیت کی عظمت کا نشان صلیب اور ہندو مذہب کی عظمت کا نشان گائے ہے۔ تو اسلام کی روح اسلام کی عظمت کا نشان

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم

کا وجود ہے۔ یہ نام پاک ایک مسلمان کے دل میں وہ [illegible]

کی قوت، طوفان کا جوش اور پہاڑ کی استواریاں پیدا کر دیتا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ ایک مسلمان کے لئے اللہ اکبر کی آواز بھی کچھ کم ولولہ انگیز نہیں۔ مگر جہاں اللہ کا نام اصل ہے۔ اس کا ظاہری نشان یعنے آیۃ اللہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ اور واقعات اس امر کے شاہد ہیں کہ مسلمانوں کا بلند ترین قومی جذبہ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہی کے نام پاک سے وابستہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حدیث شریف میں آتا ہے لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ و ولدہ والناس اجمعین۔ تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہوتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کے باپ اور اس کے بیٹے اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہوں۔

مسلمانوں کی دُکھتی ہوئی رگ

یہ عجیب بات ہے کہ اعدائے اسلام نے بھی جب اسلام سے لوگوں کو متنفر کرنا چاہا ہے تو مسلمانوں کی اس دکھتی ہوئی رگ کو پکڑا ہے یعنے وہ اُٹھے ہیں اور حضرت محمد مصطفےٰ صلعم کی بُری سے بُری تصویر کھینچ دی ہے۔ وہ اسلام کے عقاید پر نکتہ چینی نہیں کرتے۔ بلکہ بسا اوقات اسلام کی بلند توحید اور اس کی عالمگیر خوبیوں کا اعتراف کر لیتے ہیں لیکن [illegible] پیغمبر اسلام کی ذات پر [illegible] کر دیتے ہیں۔ آپ دیکھیں گے اعدائے اسلام کے حملے کی زد جس قدر حضرت محمد صلعم کے پاک نام پر پڑی ہے اتنی اسلام کے خدا اور اسلام کی کتاب قرآن حمید پر نہیں پڑی۔ یورپ کو دیکھ لو یا اپنے ملک ہندوستان کی حالت کا اندازہ کر لو جن لوگوں نے اسلام سے تنفر پیدا کرنے کا بیڑا اُٹھایا ہے۔ اسی ذریعے سے اُٹھایا ہے۔ شا[illegible]ید وہ جانتے بھی نہ ہوں۔ کہ مسلمانوں [illegible] میں اس نام پاک سے کس قدر بلند جذبات پیدا ہوتے ہیں۔ مگر کہہ سکتے ہیں کہ جس طرح ایک تاریکی کا [illegible] طور پر نور سے تنفر رکھتا ہے۔ اسی طرح دشمنان اسلام بھی قدرتی طور پر محمد رسول اللہ صلعم ہی کی ذات پاک کو اپنے حملوں کی آماجگاہ بنا لیتے ہیں۔

فتح مبین کے حصول کی راہ

پس اگر مسلمان چاہتے ہیں کہ ان کی قوم کے اندر قوت عمل پیدا ہو اور اسلام کی بڑائی اور عظمت دنیا میں پھیلے اور وہ کائنات میں اپنی جائز جگہ حاصل کریں۔ تو اس کی راہ ایک ہی ہے۔ اور وہ حضرت محمد صلعم کی پاک سیرت کی اشاعت اور آپ کے اخلاق عالیہ کی تبلیغ ہے۔ اور ان باتوں کا ملیامیٹ کر دینا ہے جو نادانی سے یا تعصب سے آپ کی طرف منسوب کی جاتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انا فتحنا لک فتحاً مبیناً لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر ویتم نعمتہ علیک (الآیۃ) بخاری میں حضرت انس کا قول موجود ہے۔ کہ یہاں فتح سے مراد صلح حدیبیہ ہے اور ابن جریر میں حضرت عمرؓ کی روایت [illegible]

یہ سورت نازل ہوئی۔ تو انہوں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ کیا صلح حدیبیہ والا واقعہ ہی فتح مبین ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں۔

صلح حدیبیہ کو فتح مبین اس لئے کہا ہے کہ اس صلح کی بدولت مشرکین اور مسلمانوں کا میل جول ہو کر مشرکین کو یہ موقع ملا کہ وہ حضور کے اخلاق کو دیکھیں۔ تاریخ گواہ ہے کہ جن لوگوں نے حضور کے اخلاق کو دیکھا۔ ان کے دل پکڑے گئے۔ اور وہ بلا تامل فوج در فوج اسلام میں داخل ہوتے چلے گئے۔

غفر ذنوب کی تفسیر

اسی طرح جب ملک عرب کے اندر جنگ ختم ہوئی اور ملک میں امن و امان قائم ہو گیا تو لوگ گروہ در گروہ داخل اسلام ہوئے۔ اور یہ جو فتح مبین کا نتیجہ غفر ذنوب فرمایا ہے تو اس سے یہ ہرگز مراد نہیں کہ فی الحقیقت رسول اللہ صلعم نے کچھ گناہ پہلے کئے تھے اور کچھ بعد میں کرنے تھے (نعوذ باللہ من ذالک) یہ چیز قرآن کریم کی صراحت کے خلاف ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ حضور نے نہ بعثت سے پہلے کوئی گناہ کیا تھا اور منصب رسالت پر مامور ہونے کے بعد ما ضل صاحبکم وما غوی نہ آپ عقیدہ میں کبھی غلطی پر تھے۔ اور نہ عمل میں۔ اس لئے یہاں ذنبک سے مراد وہ گناہ (الزام) ہیں جو آپ کی طرف منسوب کئے جاتے تھے۔ عربی زبان میں اس قسم کے منسوبات کے لئے [illegible] عام طور پر اضافت کا استعمال ہوتا ہے۔ مثلاً خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ کہنا این شرکائی (میرے شریک کہاں ہیں؟) اس کا یہ مطلب نہیں کہ سچ مچ خدا تعالےٰ کے شریک ہیں یعنی منسوب کردہ شریک بالکل اسی طرح ذنبک سے مراد ہے منسوب کردہ گناہ۔

ہم کہہ رہے تھے کہ جب صلح کی وجہ سے باہم میل جول اور اختلاط ہوا تو لوگوں نے دیکھ لیا کہ جو ناپاک باتیں آپ کی طرف منسوب کی جاتی تھیں وہ سب کی سب غلط ہیں۔ اور آپ ایک اعلیٰ درجہ کے پاک نفس اور بلند اخلاق انسان ہیں اس پر ان کی گردنیں جھک گئیں اور حلقہ اسلام میں داخل ہو گئے۔

ما تقدم سے مراد وہ الزامات ہیں جو حضور پر اس آیہ پاک کے نزول سے پہلے لگائے گئے۔ تا کہ لوگوں کو اسلام سے نفرت پیدا ہو۔ اور ما تاخر سے مراد وہ الزامات ہیں جو آئندہ زمانے میں لگائے جانے والے تھے۔ ما تاخر کی حدود بیحد وسیع ہیں۔ اس میں وہ تمام ناپاک باتیں آتی ہیں جو غیر مسلم دنیا میں آپ کی طرف منسوب کی جا رہی ہیں بہرحال اللہ تعالیٰ نے ان سب کے غفران کی بشارت دی ہے۔ مگر اس کی صورت ایک ہی ہے اس وقت تو لوگ آپ سے مل کر دیکھ لیتے تھے۔ کہ وہ الزامات جو آپ پر لگائے جا رہے ہیں غلط ہیں۔ آج یہ فرض مسلمانوں پر عاید

قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ (۳:۶۴)

جلد ۱۸ لاہور یوم سہ شنبہ مطبوعہ ۱۳ جمادی الاول ۱۳۴۹ ہجری مطابق ۷ اکتوبر سنہ ۱۹۳۰ عیسوی نمبر ۶۶

صداقتِ مسیح موعودؑ

آخر مولوی ثناء اللہ صاحب بھی کچھ بولے

مولوی صاحب میدان مناظرہ کے پرانے کھلاڑی ہیں۔ امرتسر گورنمنٹ ہائی سکول میں ہم ابھی طالب علم ہی تھے کہ مناظروں میں مولانا کی شعر خوانی کی دھوم تھی۔ کبھی کبھار دل بہلانے کے لئے (اس لئے کہ ان کا مناظرہ دل بہلاوہ ہی ہوتا تھا) ہم بھی پہنچ جایا کرتے تھے۔ خیال تھا کہ مولانا نے اس قدر اکھاڑوں میں بارہا اترنے سے کچھ سیکھ لیا ہوگا۔ مگر خود پسندی اور زر پرستی کا برا ہو کہ جس نے مولانا کو سب کچھ پڑھنے پر بھی سمجھنے کچھ نہ دیا۔ اور یہی شکایت ہم نے ان کے استاد مولانا احمد اللہ صاحب مرحوم کی زبان سے بھی بارہا سنی۔ ہم نے ایک سلسلہ مضمون ان کے جواب میں شروع کیا تھا۔ کہ ہمیں باہر دورہ پر جانا پڑا۔ سلسلہ ابھی نا تمام ہی تھا۔ کہ مولانا نے میرے محترم مکرم مولوی عصمت اللہ صاحب کو خاص طور پر امرتسر بلا کر اس کی شکایت کی کہ ذاتیات کی بحث نہیں ہونی چاہئے۔ اس پر مجھے مدراس کا ایک واقعہ یاد آگیا۔ وہاں ڈاکٹر مسز اینی بیسنٹ نے کرشنا مورتی کو دنیا کا ریفارمر اعظم مشہور کر رکھا تھا۔ اور کرشنا مورتی جی کے کیرکٹر کے متعلق اخبارات میں بہت کچھ شائع ہو چکا تھا۔ ہم نے وہاں ان کے مشن میں جا کر ایک دو آدمیوں سے دریافت کیا کہ کیوں جی یہ کرشنا مورتی وہی ہیں کہ جن کے والد نے پادری لیڈبیٹر پر ان سے ناگفتہ بہ تعلقات کی بنا پر نالش دائر کر رکھی تھی؟ کسی قدر جھینپ کر انہوں نے جواب دیا۔ صاحب! ہم تو صرف یہ دیکھتے ہیں کہ ان کے منہ سے کیا نکلتا ہے۔ ہمیں اس سے غرض نہیں کہ وہ کیا کرتے ہیں۔ ماشاء اللہ کیسا معقول جواب تھا۔ جو انہوں نے دیا۔ سرحدی جلاہے بھی کہا کرتے ہیں کہ جو مولوی کہے اس پر تو عمل کرو۔ مگر جو کرے اس پر مت چلو۔

جناب مولانا حضرت مسیح موعودؑ کے مخالف مولویوں میں سے مولانا نمبر ۲ ہیں۔ ہم امتیوں نے تو مولاناؤں کے نمونہ عمل پر چلنا ہے۔ اس لئے کہ آپ لوگوں کا دعویٰ ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ممبر پر بیٹھے ہیں۔ نوائب رسول ہیں۔ مگر مولانا اپنی ذاتی حیثیت کو الگ رکھ کر صرف مکفر مسیح موعود کی حیثیت سے دنیا کے سامنے پیش ہونا چاہتے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ جس طرح مسیح اسرائیلی نے یہودی علماء کی گندم نمائی اور جو فروشی کو اپنی ضرورت اور صداقت کا نشان بتایا تھا اسی طرح اس چودھویں صدی کے مولویوں کے دین و ایمان کو بھی مسیح موعود کی صداقت کی دلیل ٹھہرایا جائے۔ اگر علماء حدیث علماءهم شر من تحت ادیم السماء کے مصداق نہ ہوتے تو بلاشبہ مسیح موعودؑ کی بھی ضرورت نہ تھی۔ مسلمانوں کو گمراہ کر کے عیسائیت اور آریہ مذہب کی چوکھٹ پر لا کھڑا کرنے والے یہی مولوی ہیں۔ جنہوں نے اللہ تعالیٰ انبیاء کرام اور دین پاک کے متعلق وہ وہ گندے قصے اور عقیدے تراشے ہیں کہ جن پر نہ صرف مخالفین اسلام ہنسی اڑاتے ہیں۔ بلکہ خود مسلمانوں کا تعلیم یافتہ طبقہ بھی نوحہ کناں ہے۔ اپنی تجارت کی خاطر نہ صرف مسلمانوں سے اپنی فیس بٹورتے ہیں۔ بلکہ مخالفین اسلام سے بھی اپنا حق الخدمت لے کر مناظروں میں آتے اور اسلام کا مذاق اڑاتے ہیں۔

ثناء اللہ صاحب فرماتے ہیں کہ امروہہ میں میں نے یہ فقرہ "کہ میں نے تو مرزا صاحب کی مخالفت میں بہت روپیہ کمایا ہے۔ حضرت سید محمد احسن صاحب مرحوم کے مکان پر نہیں کہا اور نہ میں نے سو روپیہ روزانہ فیس مقرر کر رکھی ہے۔ یہ محض افترا اور افک مبین ہے"۔

مولویوں سے کوئی بات منوانا آسان کام نہیں۔ پھر مولوی ثناء اللہ سے کہ جن کا عقیدہ ہی یہ ہے کہ انبیاء بھی حسب ضرورت جھوٹ بول لیا کرتے ہیں۔ اور انسان جھوٹ بول کر بھی ایک معنی میں متقی ہو سکتا ہے۔

آپ نے "پیغام صلح" پر افترا اور افک مبین کا جو اتہام لگایا ہے آیئے ہم اور آپ دونوں اس امر کے متعلق اپنے اپنے بیان کو اخبار وں میں درج کر کے اس پر اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر سمجھ کر خشوع دل کے ساتھ کہیں لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

مولانا کہتے ہیں کہ ذاتیات کی بحث اخبار میں نہیں ہونی چاہئے مگر وہ خود بھی برائے خدا غور کریں کہ آیا انہوں نے متانت اور سنجیدگی سے کبھی دعاوی مسیح موعود پر بحث کی؟

طعن و تشنیع۔ پھبتیاں اڑانے، ارذل اور مبتذل شعر خوانی کے سوائے انہوں نے آج تک کیا کیا؟۔ آپ کی اس پسندیدہ اور محبوب انداز مناظرہ میں اگر ہم نے کبھی کوئی ایک آدھ فقرہ چست کر دیا تو حقیقت میں آپ کی ذرا سی شاگردی کا بھی حق ادا نہ ہوا۔ اب آیئے سیدھی راہ پر۔ آپ کو حضرت صاحب سے یہ شکایت ہے کہ انہوں نے نشانات قیامت کو مسیح موعود کے زمانہ پر چسپاں کر دیا۔ اتنی سی بات تھی کہ جس پر آریہ اور عیسائی پنڈتوں تک کی آپ نے پیٹھ ٹھونک دی اور ہم نے پوچھا تھا کہ وہ آپ کا میدان محشر معہ اپنے ان تیرہ زہرہ گداز حوادث کے کب برپا ہوگا؟ اور کہاں ہوگا؟ ہماری ساری بحث کا خلاصہ یہی تھا۔ مگر مولانا یہ کہ کر کہ پھبتیاں اڑائی گئی ہیں جواب سے پہلوتہی کر گئے۔

امرتسری فاضل ہماری تنقید کو اگر پوری نقل کر پاتے اور ان کی معقول توجیہ کر دیتے۔ تو ہم بھی سمجھ لیتے کہ ہاں ڈبل تفسیر کا مفسر علم کے ساتھ کچھ تھوڑی سی عقل بھی رکھتا ہے۔ بیان کردہ نشانات کی رعایت سے یہ [illegible] میں سمجھ لو را

ہوگا یا نہیں۔

رہا مولانا کا مطالبہ کہ حضرت مسیح موعودؑ نے سورۂ تکویر کی تفسیر کرتے ہوئے اِذا کی جزا کو ملحوظ نہیں رکھا۔ یہ حضرت صاحب پر اتہام ہے۔ حضرت صاحب نے اس سورۃ کی کسی آیت کا ترجمہ یہ نہیں کیا کہ اس وقت مسیح موعود آئے گا اور نہ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّآ اَحْضَرَتْ سے ہی مسیح موعود کا آنا مراد لیا ہے۔ پھر نشاناتِ قیامت حضرت مسیح کے ظہور کے نشانات کیونکر ہوگئے۔ لیجئے آپ کی اس مشکل کو ہم دو سطروں میں حل کئے دیتے ہیں۔

الف:۔ سورۂ تکویر میں قیامت کے نشانات کا ذکر ہے (یہ آپ نے خود بیان کیا ہے۔)

ب:۔ مسیح قیامت کا نشان ہے وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ (یہ قرآن کہتا ہے)

اب اقلیدس کی پہلی شکل سے نتیجہ نکال لیجئے۔ نتیجہ صاف ہے کہ نشاناتِ قیامت مسیح موعود کے نشانات بھی ہیں۔ حضرت صاحب نے اگر ان کو نشانات مسیح موعودؑ قرار دیا تو کیا خطا کی؟

اب رہا یہ امر کہ مرزا صاحب مسیح موعود ہیں یا نہیں۔ یا وہ نشانات پورے ہوگئے ہیں یا نہیں۔ یہ آپ کی اور ہماری بحث چلتی رہے گی۔ اذا اور اس کی جزا کی بحث تو ختم ہوگئی۔

اب اگر مرد ہو تو اپنے نشاناتِ قیامت کو میدانِ حشر میں اکٹھے کر کے دکھاؤ اور وہ تیرہ سین جو آپ کے سامنے پیش کئے تھے ان کی توجیہ عقلی کر دو۔ ورنہ پھر "پیغام صلح" کے منہ آنے کا نام نہ لینا۔

گورنر صاحب پنجاب سے گذارش

ہز ایکسیلنسی کو معلوم ہے کہ صوبہ پنجاب کے تمام مقتدر اسلامی اخبارات بلا امتیاز عقاید سیاسی متحدہ طور سے یہ مطالبہ کر چکے ہیں کہ وزارت تعلیمات کسی مسلمان کو تفویض ہونی چاہئے۔ اور لالہ منوہر لال ہرگز وزیر نہ بنائے جائیں۔ صوبے بھر کی معزز و مقتدر انجمنیں اسی مضمون کی صاف اور واضح قرار دادیں منظور کر چکی ہیں۔ پنجاب کے مختلف اضلاع میں سے بے شمار اکابر اہل اسلام اسی مضمون کی عرضداشتیں ہز ایکسیلنسی کی خدمت میں بھیج چکے ہیں۔ گویا اسلامی پنجاب نے یک زبان ہو کر کہ دیا ہے کہ لالہ منوہر لال سے وزارت تعلیمات چھین کر کسی مسلمان کے سپرد کی جائے۔

ہم آپ کو بتا دینا چاہتے ہیں کہ اگر کسی مسلمان نے تعلیمات کے سوا کوئی اور وزارت قبول کی تو مسلمان قوم اس کو ہرگز اپنا نمائندہ تسلیم نہ کرے گی۔ جو مسلمان اس کی حمایت کرے گا وہ ملت کا غدار قرار پائے گا۔ اگر گورنر صاحب چاہتے ہیں کہ حکومت اور کونسل کا کاروبار بے خدشہ جاری رہے تو انہیں وزارت تعلیمات کا قلمدان کسی مسلمان کے سپرد کر کے اس عقدے کو سلجھانا چاہئے۔ ورنہ حکومت اور کونسل کے کام میں سخت تشویشناک پیچیدگیاں پیدا ہو جائیں گی۔

گدائے گوشہ نشینی تو حافظا مخروش

کہا یہ مَیں نے کل اِک رہنمائے ملّت سے — لقب ہے بزمِ سیاست میں جن کا حشر بدوش
کہ اے گلِ چمنستانِ مسلمِ ہندی — کہ تیری شعلہ نوائی ہے بادہ سرجوش
ہیں یاد تجھ کو حکایاتِ شوکتِ رفتہ — زباں پہ تیری ہیں افسانہ ہائے عظمتِ دوش
سُنا ہے مَیں نے یہ تیرے نیاز مندوں سے — کہ تیرے وعظ کا ہر لفظ ہے پیامِ سروش
تجھے ہے یاد کہ عورت کے بھی حقوق ہیں کچھ — ہے ان کے ذکر سے لیکن تری زبان خاموش
جو عورتوں میں بھی پیدا ہو ذوقِ حق طلبی — تو تیرے قہرِ فراواں سے بحرِ طوفاں کوش
اگر تجھی سے کہیں آکے داستاں اپنی — تو تجھ کو مہر بلب پائیں اور پنبہ بگوش
خلافِ شرعِ پیمبرؐ تجھے ہے کیوں منظور — رہیں وہ بزمِ جہاں میں بسانِ شمع خموش

وہ سُن چکے مری باتیں تو مُسکرا کے کہا
گدائے گوشہ نشینی تو حافظا مخروش

مولوی عبد الحی اور مسودۂ قانونِ وراثت

ہندوستان کے بعض علاقوں خصوصاً پنجاب میں یہ رواج ہے کہ لڑکیوں کو ترکہ میں سے حصہ نہیں دیا جاتا۔ بعض قوموں نے جن میں پنجاب کے جاٹ پیش پیش ہیں سرکار سے یہ قانون منظور کرا لیا ہے کہ لڑکیوں کے حقِ وراثت کے بارے میں شرعِ محمدی کے بجائے رواج کی پابندی کی جائے۔ بعض دوسری قومیں بھی جاٹوں کے رواج کی پابند ہوگئیں۔ اور اب پنجاب کے اکثر حصوں میں عورت کو محروم الارث سمجھا جاتا ہے۔ پچھلے سال تہذیب میں اس موضوع پر متعدد مضامین لکھے گئے۔ بعض نسوانی انجمنوں نے بھی اس قانون کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی۔ آخر مولوی عبد الحی صاحب کو جو ایک درد مند دل رکھنے والے بزرگوار ہیں۔ اس مسئلہ کی اہمیت کا احساس ہوا۔ اور انہوں نے اسمبلی میں ایک قانون کا مسودہ پیش کرنا چاہا۔ جس کا منشا یہ تھا کہ اس رواجی قانون کو منسوخ کردیا جائے۔ اور عورتوں کا حقِ وراثت تسلیم کرلیا جائے۔

حضور وائسرائے نے اسمبلی میں مسودہ قانونِ وراثت پیش کرنے کی اجازت دیدی۔ لیکن ۱۳ر فروری کو جب یہ مسودہ پیش ہونے والا تھا۔ بعض ایسے مسائل پیش ہوگئے کہ مسودہ مذکور کو پیش کرنے کا موقع نہ مل سکا۔ مولوی عبد الحی کا خیال تھا کہ جدید انتخابات کے بعد اسمبلی کا اجلاس منعقد ہو۔ تو مسودہ قانونِ وراثت پیش کیا جائے۔ لیکن بدقسمتی سے مولوی صاحب جدید انتخابات میں کامیاب نہ ہو سکے۔ اور فی الحال موجودہ قانونِ وراثت کی تنسیخ اور نئے قانون کے نفاذ کی کوئی امید نہیں۔ ع

ہمیں یہ معلوم کرکے بے حد تعجب ہوا ہے کہ مولوی عبد الحی کے حریفوں نے انہیں انتخابی جد و جہد میں شکست دینے کے لئے مسودہ قانونِ وراثت کو آڑ بنا لیا۔ یعنی اُن کے حلقہ انتخاب میں نہایت وسیع پیمانہ پر یہ پروپیگنڈا کیا گیا کہ اگر اب کے مولوی عبد الحی اسمبلی کے ممبر منتخب ہوگئے تو یہ رواجی قانون جس پر جاٹ پشت ہا پشت سے عمل کرتے چلے آئے ہیں۔ توڑ ڈالا جائیگا۔ اور زراعت پیشہ طبقہ لڑکیوں کو حقِ وراثت سے محروم نہیں کر سکیگا۔ چونکہ رائے دہندگان میں بیشتر وہی لوگ تھے۔ جو لڑکیوں کو ترکہ سے حصہ دینا۔ اور اس بارہ میں شریعتِ اسلام کی پابندی کرنا گناہ سمجھتے ہیں۔ اس لئے یہ حربہ کارگر ثابت ہوا۔ اور اکثر رائے دہندگان نے جو مولوی صاحب کی ہوشمندی۔ معاملہ فہمی اور اصابتِ رائے کے قائل ہیں۔ محض اس لئے ان کے حق میں رائے نہیں دی کہ وہ حامی حقوقِ نسواں ہیں۔ اور رواج کے بت کو جس کی پرستش عرصہ دراز سے ہو رہی ہے توڑ ڈالنا چاہتے ہیں۔

اس سے زیادہ جہالت اور کیا ہو سکتی ہے کہ قرآن پاک تو لڑکی۔ بہن۔ بیوی۔ ماں۔ نانی اور دادی کو ترکہ میں حصہ دار ٹھہراتا ہے۔ اور مسلمان ہیں کہ خدا کی قانون کو توڑنے اور اس کی بجائے غیر اسلامی مشرکانہ قانون کی پیروی کرنے سے دریغ نہیں کرتے۔ بلکہ اگر کوئی شخص عورتوں کے حقِ وراثت کو جو منشائے شریعتِ اسلامی کے عین مطابق ہے درست تسلیم کروانے کی کوشش کرتا ہے تو اس کی تمام گذشتہ خدمات کو نظر انداز کرکے مخالفت پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔

اسمبلی کے انتخاب میں مولوی عبد الحی کی ناکامی ایک فردِ واحد کی ناکامی نہیں بلکہ یہ تحریکِ حمایتِ حقوقِ نسواں کی ناکامی ہے۔ شریعتِ اسلامی کی ناکامی ہے۔ اور ہمیں افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس کی تمام تر ذمہ داری مسلمانوں کی جہالت اور غفلت پر عاید ہوتی ہے۔

بہرکیف ہمیں مایوس نہیں ہونا چاہئے۔ موجودہ اسمبلی کی میعاد بہت تھوڑی ہے اور ہمیں یقین ہے کہ مولوی عبد الحی اسمبلی کے آئندہ انتخاب میں ضرور کامیاب ہوں گے۔ اور مسودہ قانونِ وراثت از سرِ نو پیش کرکے منظور کرایا جائیگا۔

(ماخوذ)

درسِ قرآن کریم

مسجد احمدیہ بلڈنگس میں جمعرات اور اتوار کو بعد نماز مغرب حضرت امیر ایدہ اللہ جماعت احمدیہ لاہور درس قرآن کریم دیا کرتے ہیں۔ مسلمان بکثرت شریک ہوکر ثواب حاصل کریں۔

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ (۳: ۶۴)

حضرت مسیح موعود اور آپکی جماعت کا مذہب

ما ازو یابیم ہر نور و کمال | وصل دلدار ازل بے او محال
مقتدائے قول او در جان ماست | ہر چہ زو ثابت شود ایمان ماست
ہم ملائک ہم خبرہائے معاد | ہر چہ گفت آن مرسل رب العباد
آن ہمہ از حضرت احدیت است | منکر آن مستحق لعنت است
معجزات او ہمہ حق اند و راست | منکر آن مورد لعن خداست
معجزات انبیائے سابقین | آنچہ در قرآن بیانش بالیقین
بر ہمہ از جان و دل ایمان ماست | ہر کہ انکارے کند از اشقیاست
یک قدم دوری ازان روشن کتاب | نزد ما کفر است و خسران و تباب

اغراض و مقاصد

روا داری کی تلقین کرنا۔
۴۔ مجدد وقت حضرت مسیح موعود کی تعلیم اور خدمات اسلام سے دنیا کو روشناس کرانا۔

جلد ۱۸ | لاہور۔ یوم چہارشنبہ مطبوعہ ۱۲ رجب ۱۳۴۹ھ ہجری مطابق ۳ر دسمبر ۱۹۳۰ء عیسوی | نمبر ۸۰

لوہا گرم ہے چوٹ لگاؤ

پرکاش اور دیگر آریہ اخبارات نے اب اپنے مذہب کی کوئی خوبی بیان کرنے کی بجائے اسلام کے خلاف ایک باطل پروپیگنڈا شروع کر رکھا ہے۔ اس وقت ان کے ہاتھ میں سوا اس کے کہ فلاں بیگم صاحبہ نے برقعہ اُتار دیا' اور کوئی دلیل اسلام کے خلاف نہیں رہی۔ مسلمانوں کو خوش ہونا چاہیئے کہ اصول اسلام پر کوئی اعتراض کرنے کی بجائے اب وہ مسلمانوں کی ایک آدھ رواجی بات کے خلاف ہی لکھنے کے قابل رہ گئے ہیں۔ مہاشہ پرکاش اور آریہ دوستوں کو معلوم ہونا چاہیئے کہ جناب یہاں تو ایک آدھ بیگم صاحبہ نے ایک آدھ رواجی بات کو خیرباد کہا ہے اور آپ کے ہاں مسلمہ طور پر مانا گیا ہے کہ

۱۔ ویدوں میں تحریف ہو چکی ہے اور اصل وید دنیا سے گم ہیں۔

۲۔ ورن ودستھا (ذات پات کی تفریق) جو ویدک دھرم کی' ویدوں کی' دھرم شاستر کی' ہندو اور آریہ قومیت کی جان ہے۔ وہ نکل گئی ہے۔

۳۔ ودھوا کا وواہ (نکاح بیوگان) دیانندجی نے حرام قرار دیا تھا۔ اب آریہ سماج نے اس کو جائز اور حلال کر لیا ہے۔

۴۔ طلاق کا مسئلہ ہندو دھرم میں اور آریہ سماج میں ناجائز تھا۔ ریاست بڑودہ میں رائج ہو گیا ہے۔ اور یہاں بھی آریہ اور ہندو اس کو قبول کر رہے ہیں۔

۶۔ سوامی جی نے لکھا ہے کہ لوگوں میں اُونچ نیچ کی وجہ مسئلہ تناسخ ہے۔ اب سب کو آریہ بنا کر اور مساوات نسل انسانی کے قائل ہو کر مسئلہ تناسخ کی جڑ پر کلہاڑا رکھ دیا گیا ہے۔ اور سوشلسٹ پارٹی پیدا ہو گئی فضیلت اور دولت کی تقسیم کو بھی برابر کر کے تناسخ کا دنیا سے خاتمہ کر دے گی۔

۷۔ سوامی دیانندجی کی سنسکار ودھی توہمات کی پوٹلی ثابت ہو کر اب نئی سنسکار ودھی آریوں میں رائج ہو رہی ہے۔ اور مہاشہ پرکاش اس کے حامی ہیں۔

۸۔ آریوں کے بڑے بڑے لیڈر مثلاً بھائی پرمانند وغیرہ ویدوں کے الہامی ہونے کے قائل نہیں رہے اور نہ لالہ لاجپت رائے وغیرہ تھے۔

(۹) سوامی دیانندجی کی تحریرات اور وید بھاشیہ کو صرف وقت کا راگ اور پرانے مفسرین کے بالمقابل بے حقیقت قرار دیا گیا ہے۔

۱۰۔ تمام ملک کے بڑے بڑے لیڈروں نے آریہ سماجی مضمون لیکچراروں کو بدزبان اور امن و اصلاح ملک کا دشمن قرار دیا ہے۔ دیکھو مہاتما گاندھی اور بڑے بڑے لیڈروں کی رائے

۱۱۔ مہاشہ پرکاش آریہ کو برہاش میں ہندو لکھا کرتا ہے۔ حالانکہ سوامی جی نے اس کے معنے بہت ہی مکروہ بیان کئے ہیں۔ پرکاش کا آریہ سے ہندو بننا کیا ان خطابات کا پرکاش کو مستحق نہیں گردانتا کہ جو آریہ کے معنی اب ہندو کر رہے ہیں۔ اور کیا مذہب آریہ سے اس کی بیزاری کو ظاہر نہیں کرتا۔

یہ معمولی طور پر گیارہ باتیں ہم نے لکھدی ہیں۔ ورنہ ویدک دھرم اب مدت سے دم توڑ رہا ہے۔ بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ لوہا پگھل چکا ہے۔ اس کو اسلام کے سانچہ میں ڈھال لینے کے لئے مسلمانوں کو ہمت چاہیئے۔

آج کل کی آریہ سماج

آریہ سماج کی اب وہ حالت نہیں۔ آج آریہ سماج سبقت لے جانے والی تحریک ہونے کا دعویٰ نہیں کر سکتا خود آریہ سماج کو بھول کر دوسری وقتی تحریکوں کے راگ الاپ رہے ہیں۔ جہاں آج سے کچھ سال پہلے آریہ سماج کے بھجنیک بڑے جوش و خروش سے بھجن گایا کرتے تھے۔ کہ مکہ اور یوروشلم پر اوم کا جھنڈا گاڑیں گے۔ وہاں آج ہندوستان سے بھی مایوسی ظاہر کی جا رہی ہے۔ اور بڑے بڑے آریہ سماجی آریہ سماج میں سربازاری کی مہارنی رٹ رہے ہیں۔
(آریہ ویر)

وید کب بنے

سوامی دیانندجی سے سوال ہوا کہ ابتدائے دنیا میں ایک قوم تھی یا زیادہ آپ نے جواب دیا۔ ایک پھر آریہ اور دسیو دو نام ہوئے چنانچہ رگوید میں ہے کہ' آریہ اور دسیو میں تمیز کرا' اس کے بعد اتھرو وید میں چار ذاتوں برہمن۔ چھتری ویش اور شودر کا ذکر آیا (یہ ذکر رگوید میں بھی ہے۔ پیغام) اب سوال یہ ہے کہ وید کب بنے۔ کیونکہ شروع میں ایک ہی قوم آریہ تھی۔ مگر ویدوں میں چار قوموں کا ذکر ہے۔ نتیجہ صاف ہے کہ وید شروع دنیا کی کتاب نہیں۔ ایڈیٹر آریہ ویر عقل لڑا کر جواب دیں۔

آریوں کے سوالات اور انکے جوابات

سیتاپور سے ایک صاحب نے آریوں کے سوالات بھجوائے ہیں:۔

پہلا سوال:۔ قرآن اگر خدا کی طرف سے ہوتا تو اس میں کل اختلاف نہ ہوتا۔ مگر قرآن کہتا ہے کہ اگر اس میں اختلاف کثیر نہیں یعنی قلیل ہے (لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا)

جواب:۔ [illegible] قلیل ہے۔ بلکہ یہ تو دنیا کے تمام مذاہب کے اختلافات کا فیصلہ کرنے کے لئے آیا ہے۔ وما انزلنا علیک الکتاب الا لتبین لہم الذی اختلفوا فیہ۔ اس کے نزول کی غرض ہی یہی ہے۔ کہ وہ اختلافات مذاہب کا فیصلہ کرے۔ معترض نے جس آیت سے استدلال کیا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ جن حالات مختلفہ میں قرآن کریم کا نزول ہوا یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جن مختلف حالات اور حیثیات میں سے گذرے۔ ان کا تقاضا یہ ہونا چاہیئے تھا کہ اس میں اختلاف کثیر ہوتا۔ مگر اس میں تو اختلاف نام کو بھی نہیں اس لئے یہ اس کے کلام الٰہی ہونے کی دلیل ہے۔

دوسرا سوال۔ مسلمان بھی تین قدم کے قائل ہیں۔ ایک خدا۔ زمانہ اور تیسرے مکان۔

جواب:۔ زمانہ کا وجود خارجی کوئی ہے ہی نہیں۔ یہ صرف مقدار فعل کا نام ہے۔ ورنہ بتائیے گھنٹہ۔ منٹ۔ سیکنڈ سال کہاں رہتے ہیں۔

اسی طرح جگہ بھی۔ فاصلہ کے لحاظ سے تناسب اشیاء کا نام ہے۔ اگر کوئی چیز موجود نہ ہو تو جگہ کوئی چیز نہیں۔ زمانہ اور مکان دونوں محض اعتباری پیمانے ہیں جو عالم بود و ہستی میں شاید ہی کبھی کسی مہاشہ سے ملے ہوں۔

۳۔ کلام الرحمٰن بہ وید پر یا قرآن کا جواب مولوی ثناء اللہ صاحب نے امرتسر سے شائع کیا ہے۔ دفتر اہلحدیث سے مل سکتا ہے۔

۴۔ اثبات التثلیث کا کوئی مسکت جواب میں نے نہیں دیکھا اور نہ اب یہ کتاب ملتی ہے۔ ہم نے اس کو جواب کے لئے تلاش کیا مگر مل نہیں سکی۔

تلاش پسر

رحمت بیگ خریدار ۱۱۴۳ جو میرا لڑکا ہے۔ عرصہ ایک ماہ سات یوم سے بھاگ گیا ہے۔ دہلی تک اس کا پتہ چلا۔ رنگ اس کا پختہ۔ عمر ۱۷ سال۔ ریشمی پھول دار اچکن۔ جالی کا کرتہ۔ لٹھا کا پاجامہ۔ ترکی ٹوپی۔ دیسی جوتہ۔ جاڑے کا موسم اور کوئی کپڑا اس کے پاس نہیں ہے۔ "پیغام صلح" پڑھنے کا بہت شوق تھا۔ میں اس کی خطا معاف کر دوں گا۔ وہ گھر آجائے یا اپنا پتہ لکھ دے یا اور کوئی اس کا پتہ بتلائے گا اس کو مبلغ دس روپیہ سفر خرچ دونگا۔

درسِ اتحاد

ذیل میں ہم سید عبد المجید صاحب جج کپورتھلہ کی وہ دلچسپ نظم درج کرتے ہیں جو آپ نے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے سالانہ جلسہ پر پڑھی (ایڈیٹر)

اختیارت ہست ناداں باش و یا فرزانہ باش
شیعہ و سُنّی بشو یا اہلِ قرآن و حدیث
گر کنی تحقیقِ حق، کن، ہاں! مگر بہرِ خدا
اے کہ از یک آب و گِل ہستی و از یک شاخِ گُل
نسبتے داری بہ فخرِ آدم و دردا! کنوں
غیر مسلم، مسلم کافر نما شد، مسلماں
اے کہ تعمیرِ حرم از تست و توحیدے ز تُست
اسلم وجہہ للّٰہ و ھو محسن
از مئے دردِ محبت خلقتت سرِشتہ اند
اشرف المخلوق ہستی احسن المقصود گیر
طرحِ نو انداز و ہاں بگذار آئینِ کہن
از برائے ہندو و گبر و نصاریٰ و یہود
زامتزاجِ کفر و ایمان نورِ حق پیدا بکن
لن تنالوا البر حتی تنفقوا را باز خواں
عالمے را از نوائے دردِ عشق آور بوجد
چیست ہاں الفقر و فخری، بندہ ماندن بہرِ خلق
عالمے پیدا بعالم کن ز سرمستیٔ خویش
شو سراپا درد و شرحِ درد اے فخرِ اُمم
پستیٔ خود را بہ جورِ چرخ تعبیر الٰہی است
لیس للانسان الا ما سعٰی را یاد کن
سیرتِ صدیقی و عزمِ صلاح الدین شو
"تأمرون الناس بالبر" بترس
خواہی ما نے نیز خوش
و عاقل بودہٖ

در ولائے سرورِ عالم مگر دیوانہ باش
احمدی شو یا رضائی از فرق بیگانہ باش
از جدل در خلق، اے جان دلم بدرسواہ باش
در گلے چوں بو د ریحانے پئے ریحانہ باش
ننگِ آدم گشتہ ای! بہرِ خدا فرزانہ باش
کافر مسلم نما گشتند، اے دیوانہ! باش!
پردہ بردارِ حرم شو، سجدۂ شکرانہ باش
از برائے تست شمعِ دہر را پروانہ باش
بادہ ہائے کیف باش و گردشِ پیمانہ باش
ساز با سوز و چراغِ طور را پروانہ باش
زینتِ دیر و حرم شو خادمِ میخانہ باش
بادۂ خاصِ محبت شو و در پیمانہ باش
رشتۂ زنّار شو در سبحۂ صد دانہ باش
زی پئے ابنائے عالم یکہ و تنہا نہ باش
شو فغانِ چنگ و فریادِ نئے مستانہ باش
دستگیرِ مستمنداں شو سگِ دنیا نہ باش
بگذر از دشتِ جنون و نعرۂ مستانہ باش
پرسشِ غم باش و از جور و جفا بیگانہ باش
حاملِ قرآن باش و شکوۂ بیجا نہ باش
شو سراپا سعی و بہرِ عالمے افسانہ باش
عدلِ فاروقی بشو ہاں ہمتِ مردانہ باش
شاعر و واعظ بشو یا صوفی و مستانہ باش
با ہمہ می باش و با ایں از ہمہ بیگانہ باش
گر حیاتِ کیف خواہی اندکے دیوانہ باش

ضروری فہرست

جلسہ سالانہ کے ایام میں خریدار صاحبان نے جو رقوم محررِ پیغام صلح کو بابت چندہ اخبار ادا فرمائیں ان کی فہرست ذیل میں درج کی جاتی ہے اس فہرست میں کوئی رقم درج نہ ہوئی ہو یا اور کسی قسم کی غلطی ہو تو جلد دفتر اخبار پیغام صلح کو مطلع کیا جائے۔ تاکہ بعد تحقیقات اصلاح ہو سکے۔ ایسی تمام شکایات ہفتہ عشرہ کے اندر آجانی چاہئیں۔ نمبر خریداری اور پورا پتہ ضرور لکھا جائے۔

دفتر محاسب یا اور ذرائع سے جو رقوم ادا کی گئی ہیں وہ اس کے علاوہ ہیں ان کی فہرست انشاء اللہ آئندہ اشاعت میں درج ہوگی۔

خاکسار مینیجر

نمبر خریداری	نام و پتہ	رقم
۲۹۷	مرزا سلطان احمد صاحب دروازہ سرکی ہ۔ پشاور	ے ر
۱۹۷	بابو غلام حسین صاحب لوپریوالہ ضلع گوجرانوالہ	ے ر
۱۳۳۷	بابو خیر الدین صاحب پنڈی بہاؤ الدین ضلع گجرات	ے ر
۶۱۱	ماسٹر رحیم بخش صاحب گورنمنٹ ہائی سکول سیالکوٹ	ے ر
۵۸	قاضی محبوب عالم صاحب اپیل نویس گوجرانوالہ	ے ر
۸۴۴	جناب سید احمد صاحب۔ بدوملہی۔ ضلع گجرات	ے ر
۱۴۹۴	شیخ اللہ بخش صاحب سوداگر چرم جانیٹ۔ بدوملہی	سے ر
۵۷۵	محمد صادق صاحب طالب علم پسرور ضلع سیالکوٹ	للعہ ر
۷۳	قاضی ظہور اللہ صاحب سوداگر چوب پسرور ضلع سیالکوٹ	صہ ر
۱۳۰	مستری یعقوب علی صاحب جموں	ے ر
۲۷۲	سید ممتاز علی صاحب چک ۱۲۶ ضلع لائل پور	ے ر
۷۴۱	میر اکبر خاں صاحب کلرک دفتر چیف کمشنر صوبہ سرحد۔ پشاور	ے ر
۵۲	امر الٰہی صاحب کنجاہ۔ ضلع گجرات	ے ر
۴۴۲	میاں احمد دین صاحب درزی گوجرانوالہ	للعہ
۱۵۴۳	خانصاحب عبد القیوم خاں صاحب۔ بھلاڑہ ریاست بھلاڑہ ضلع ہزارہ	ے
۳۸۷	سردار نیاز علی صاحب پنشنر صوبیدار کریانوالہ۔ ضلع گجرات	ے ر
۵۷۱	ملک عمر حیات صاحب نمبردار۔ شندکا ضلع کیمبل پور	ے
۲۷۷	چوہدری محمد حسین صاحب۔ بھاگٹانوالہ ضلع شاہ پور	ے
۵۷۴	چوہدری عشرت علی صاحب سکنہ کالی۔ ڈاکخانہ خاص براستہ کلاس والہ ضلع سیالکوٹ	ے ر
۱۹۳۱	عبد العزیز صاحب طالب علم معرفت نظر مولا عنایت اللہ سوداگر راولپنڈی	للعہ

جلد ۱۸ | لاہور۔ یوم دوشنبہ مطبوعہ ۳ رمضان ۱۳۴۸ھ مطابق ۳ فروری ۱۹۳۰ء | نمبر ۹

ہماری تبلیغی ڈاک

عراق

اخویم سید تصدق حسین صاحب معہ برادران محمد شیر گل صاحب و میاں جی اے آر سلیمان صاحب۔ ابراہیم صاحب۔ عبداللہ رمضان صاحب اسماعیل صاحب۔ و محمد عبدالرحمٰن خاں صاحب بی۔ اے۔ بڑی تن دہی سے اشاعت اسلام و تبلیغ سلسلہ میں مصروف ہیں۔ اس وقت تک ہمارے یہ مخلص بھائی چار عربی ٹریکٹ ہزاروں کی تعداد میں چھپوا کر عراق عرب شام و دیگر عربی ممالک میں شائع کر چکے ہیں۔ یعنی عقاید احمدیہ۔ خدمات جماعت احمدیہ۔ ارشادات احمدیہ اور ہماری روش اسلامی جماعتوں اور سلطنتوں کے بارے میں۔ اللہ تعالیٰ ان تمام دوستوں کو بہت بہت جزائے خیر دے۔

سید تصدق صاحب اپنے خط میں تحریر فرماتے ہیں کہ:۔ رسالہ بیک ٹو قرآن کا عربی ترجمہ کیا جا رہا ہے۔ اس کے ہمراہ حضرت امیر کی مختصر سوانح عمری دی جائے گی۔ سید قاسم علی صاحب نے جو میرے بھانجے ہیں "پرافٹ آف اسلام" کا گجراتی زبان میں ترجمہ کر لیا ہے۔ صرف اس کا طبع کرانا باقی ہے۔ اخویم عبداللہ رمضان صاحب عربی تراجم کرنے میں مدد دیتے ہیں۔ میں اردو سے عراق کی عربی زبان میں ان کو سمجھاتا ہوں وہ اسے فصیح عربی میں کر لیتے ہیں۔ لاہور سے جو خط و کتابت ہوا کرتی ہے اس کا محصول ڈاک اخویم اے آر سلیمان صاحب برداشت کرتے ہیں۔ (جزاک اللہ احسن الجزاء) اور کراچی و بصرہ وغیرہ اطراف میں جو ٹریکٹ بھیجے جاتے ہیں ان کا محصول ڈاک اخویم ابراہیم صاحب نے اپنے ذمہ لیا ہوا ہے۔ (جزاک اللہ احسن الجزاء) آجکل عراق میں لامذہبیت کا مرض کثرت سے پھیل رہا ہے خصوصاً تعلیم یافتہ طبقہ میں اس کے لئے کسی مجرب نسخہ کی ضرورت ہے۔ ایک بڑے میاں جو شیعیت سے تعلق رکھتے ہیں اخویم محمد شیر گل صاحب کے زیر ہدایت ہیں۔ ہماری جماعت کے اصولوں سے اتفاق کرتے جا رہے ہیں کل اخویم محمد ادیب عبدالعزیز کی طرف سے ان کے نئے اخبار المستقبل نمبر اول کی چند کاپیاں وصول ہوئیں۔ جن میں حضرت امیر و برلن مسجد کا فوٹو شائع ہوئے ہیں۔ حضرت صاحب کا فوٹو دیکھ کر بڑی مسرت ہوئی۔ خداوند کریم آپ کو ہمارے سروں پر دیر تک قائم رکھے۔ انشاء اللہ اس کے خریدار پیدا کرنے کی کوشش کروں گا۔ ایک عربی خط ارسال ہے۔ جو عبداللہ افندی رمضان صاحب کے نام ان کے ایک دوست نے شہربان سے بھیجا ہے۔ جس میں اُنہوں نے ٹریکٹ مطالعہ کرنے کے بعد جماعت کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار فرمایا ہے۔ لٹریچر خوب تقسیم ہو رہا ہے۔ اور لوگ جماعت کی طرف متوجہ ہوتے جا رہے ہیں۔ اور بہت سی غلط فہمیاں جو جماعت کے متعلق لوگوں میں پھیلی ہوئی تھیں دُور ہوتی جا رہی ہیں۔ انشاء اللہ نتیجہ بہت بہتر ہوگا۔ میں آپ کے اس خیال سے بالکل متفق ہوں کہ خاموشی سے جو کام کیا جاتا ہے وہ نہایت موزوں و اثر پذیر ہوا کرتا ہے۔ خاکسار اس اصول کو مدنظر رکھ کر کام کئے جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجیے کہ وہ کامیابی بخشے۔ مصر کے ایک رسالہ کے ذریعہ سے ایک صاحب ذکی آفندی علمی نے انگریزی ترجمۃ القرآن کا پتہ دریافت کیا ہے۔ میں نے اُسے لاہور کا پتہ بھیج دیا ہے۔ نیز عربی و انگریزی لٹریچر بھی بھیج دیا ہے۔

دمشق

اخویم محمد ادیب عبدالعزیز صاحب لکھتے ہیں میں پہلے آپ کو اطلاع دے چکا ہوں کہ میں نے اخبار وفاء العرب سے قطع تعلق کر دیا ہے اور آپ کی اطلاع کے لئے اخبار الاستقلال کا پرچہ بھی بھیج دیا تھا۔ پھر میں نے یہ بھی اطلاع دی تھی کہ میں نہضۃ الشرق نام اخبار جاری کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ خدا کا فضل میرے شامل حال ہوا۔ اس لئے میں نے اخبار المستقبل جاری کر دیا ہے جس کے پچاس نسخے احباب میں تقسیم کرنے کے لئے بھیجے ہیں۔ مہربانی فرما کر اپنے اخبارات میں اس پر ریویو شائع کر دیں۔ تاکہ جو دوست خریدار بننا چاہیں وہ اپنے اسماء مجھے بھیجدیں۔ اس نمبر میں میں نے حضرت امیر اور برلن مسجد کے عکس دیدیئے ہیں۔ جو میں نے دوسرے جرائد سے نقل کئے ہیں۔ اگر آپ اصل بھیجدیتے تو بہت بہتر ہوتا۔ کیونکہ اصل سے فوٹو لینا اور بات ہے اور نقل سے نقل کرنا دوسری بات ہے۔ اپنی جماعت کے بزرگوں کے فوٹو بھی بھیجدیں۔ تاکہ اخبار میں شائع کر سکوں۔ اور یہ اس لئے کہ عرب قوم کے لوگ دیکھ سکیں کہ اس زمانہ میں کونسے بزرگ اسلام کی ترقی میں ساعی ہیں۔ تاکہ وہ اس جماعت کی کامیابی کے لئے دعاؤں سے کام لے سکیں۔ اگر سالانہ جلسہ کی کیفیت عربی میں لکھ کر بھیج دیں تو بے حد مفید ہوگا۔

اخویم محمد سعید صاحب کشمیری دوسری بار دمشق آ گیا تھا۔ اور میں نے اس کے لئے بجلی کے کارخانہ میں ملازمت کا انتظام کر دیا تھا۔ اُس نے مجھے آپ کو بھیجنے کے لئے خط دیئے۔ جو ارسال ہیں۔ لیکن ابھی مجھے اطلاع ملی ہے کہ وہ تین یوم ہوئے حیفا چلا گیا ہے۔ تاکہ وہاں سے لندن کو چلا جائے۔

ٹرینیڈاڈ (جنوبی امریکہ)

اخویم زار خاں اپنا ماہوار چندہ باقاعدہ روانہ کرتے رہتے ہیں اور ترقی سلسلہ میں ساعی رہتے ہیں اپنے تازہ خط میں لکھتے ہیں کہ انکی اہلیہ سخت علیل ہیں احباب صحت کیلئے خاص طور پر دعا کریں۔

ٹیونس (شمالی افریقہ)

اخویم محمد ترکی صاحب لکھتے ہیں کہ میرے دوست صلاح الدین کمالی نے آپ کی جماعت کی خدمات اسلامی سے اطلاع دی اور بغیر تالیفات مطالعہ کرنے کیلئے دیں۔ میں شر[illegible] لکھتا ہوں

نقشہ سحری و افطار رمضان المبارک

۱ ایام ہفتہ	۲ تاریخ قمری رمضان ۱۳۴۸ھ	۳ تاریخ انگریزی فروری ۱۹۳۰ء	۴ اوقات سحری اختتام بجے	۵ اوقات سحری اختتام منٹ	۶ اوقات افطاری ابتدا بجے	۷ اوقات افطاری ابتدا منٹ	۸ کیفیت
شنبہ	۱	۱	۶	۰	۶	۱۱	افطار میں تین
یکشنبہ	۲	۲	۶	۰	۶	۱۲	منٹ غروب
دوشنبہ	۳	۳	۶	۰	۶	۱۳	پر اضافہ ہے
سہ شنبہ	۴	۴	۵	۵۹	۶	۱۴	
چہار شنبہ	۵	۵	۵	۵۹	۶	۱۵	
پنجشنبہ	۶	۶	۵	۵۸	۶	۱۶	
جمعہ	۷	۷	۵	۵۸	۶	۱۶	
شنبہ	۸	۸	۵	۵۷	۶	۱۷	
یکشنبہ	۹	۹	۵	۵۶	۶	۱۸	
دوشنبہ	۱۰	۱۰	۵	۵۶	۶	۱۹	
سہ شنبہ	۱۱	۱۱	۵	۵۴	۶	۲۰	
چہار شنبہ	۱۲	۱۲	۵	۵۳	۶	۲۱	
پنجشنبہ	۱۳	۱۳	۵	۵۳	۶	۲۲	
جمعہ	۱۴	۱۴	۵	۵۲	۶	۲۳	
شنبہ	۱۵	۱۵	۵	۵۱	۶	۲۳	
یکشنبہ	۱۶	۱۶	۵	۵۱	۶	۲۴	
دوشنبہ	۱۷	۱۷	۵	۴۹	۶	۲۵	
سہ شنبہ	۱۸	۱۸	۵	۴۸	۶	۲۶	
چہار شنبہ	۱۹	۱۹	۵	۴۸	۶	۲۷	
پنجشنبہ	۲۰	۲۰	۵	۴۷	۶	۲۸	
جمعہ	۲۱	۲۱	۵	۴۶	۶	۲۹	شہادت علیؓ
شنبہ	۲۲	۲۲	۵	۴۵	۶	۳۰	
یکشنبہ	۲۳	۲۳	۵	۴۴	۶	۳۱	
دوشنبہ	۲۴	۲۴	۵	۴۳	۶	۳۲	
سہ شنبہ	۲۵	۲۵	۵	۴۲	۶	۳۲	
چہار شنبہ	۲۶	۲۶	۵	۴۰	۶	۳۳	لیلۃ القدر
پنجشنبہ	۲۷	۲۷	۵	۴۰	۶	۳۴	
جمعہ	۲۸	۲۸	۵	۳۹	۶	۳۵	جمعۃ الوداع
شنبہ	۲۹	یکم مارچ	۵	۳۷	۶	۳۵	
یکشنبہ	۳۰	۲	۵	۳۶	۶	۳۶	

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیغامِ صلح

جلد ۱۸ | یکم شعبان مطابق ۳ جنوری | نمبر ۱

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سالانہ جلسہ

خداوند کریم کا لاکھ لاکھ احسان ہے کہ موسم کی نامساعدت یعنی سردی کی شدت کے باوجود احمدیہ انجمن اشاعتِ اسلام کا سولہواں سالانہ جلسہ حاضرین کی تعداد اور چندہ کی مقدار کے لحاظ سے حسب معمول کامیاب رہا۔ حاضرین کی کثرت کا اندازہ اس امر سے ہو سکتا ہے کہ جمعہ کے اجلاس میں جمعہ کی نماز کے وقت مسجد کا اندرونی اور بیرونی حصہ نمازیوں سے بھرا ہوا تھا۔ چندہ کی مقدار بھی قابلِ اطمینان ہے یعنی کل ۲۶ ہزار چندہ ہوا۔ جس میں سے ۱۶ ہزار نقد ہے اور دس ہزار کے وعدے ہیں۔ یہ وعدے بھی ہنڈی کی حیثیت رکھتے ہیں جو موعودہ وقت پر نقد روپے کی شکل میں منتقل ہو جائیں گے۔ کسی دوسری جگہ جلسہ کی مختصر روئداد درج کی جاتی ہے تاکہ وہ حضرات جو جلسہ میں کسی نہ کسی وجہ سے شریک نہیں ہو سکے جماعتِ احمدیہ کے سالانہ اجتماع کے روح افزا منظر کی کیفیت سے ایک حد تک بہرہ اندوز ہو سکیں مفصل تقریریں بعد میں شائع کی جائیں گی

اگرچہ سالانہ جلسہ میں فاضل مقررین نے اپنی طرف سے کوئی ایسی بات نہیں چھوڑی جو مزید تشریح یا اعادہ کی محتاج ہو اور حاضرین یقیناً ان بصیرت افروز تقریروں کا ایک دیرپا اثر اپنے ساتھ لے گئے ہیں لیکن پھر بھی ہم برادرانِ اسلام کو اس حقیقت سے متنبہ کر دینا اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ وہ ابھی سے آئندہ سال کے جلسہ کو ہر پہلو سے کامیاب بنانے کا تہیہ کر لیں۔ اپنی تبلیغ اور تنظیم کے سلسلہ کو زیادہ مستحکم اور پائدار بنائیں۔ اگر جماعت کا ہر فرد اپنے فرض کو محسوس کرے۔ اور فرض شناسی کا احساس معاً قوتِ عمل کی صورت اختیار کرے تو ہم یقیناً آئندہ سال اپنی کوششوں کے بہترین نتائج پیش کر سکتے ہیں۔ ہماری فرض شناسی اور قوتِ عمل اس امر کی متقضی ہونی چاہیئے کہ ہم مرکزی دفتر کی طرف سے بغیر کسی یاددہانی کے اپنے فرائض کو گھڑی کی باقاعدگی کی طرح انجام دیں۔

گذشتہ سال حضرت امیر جماعت کو انجمن کی مالی مشکلات کے متعلق ایک سے زیادہ مرتبہ احباب کرام اور برادرانِ جماعت سے اپیل کرنے کی زحمت اٹھانی پڑی یہ بار بار کی اپیل صاف بتا رہی تھی کہ احباب مذکورہ بالا مشکلات پر اس وقت تک توجہ نہیں فرمائیں گے جب تک کہ انہیں بار بار توجہ نہیں دلائی جائے گی۔ گو بار بار کے توجہ دلانے کا عمل بے سود ثابت نہیں ہوا لیکن ہماری رائے میں احمدی جماعت کے ارکان کو ایسے عمل سے بے نیاز رہنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ ہم سالانہ جلسہ کی کامیابی کے لئے اپنے ان احمدی احباب کی مخلصانہ خدمات کا اعتراف کئے بغیر نہیں رہ سکتے جن کی سرگرمی اور مستعدی انجمن کے لئے آبحیات کا حکم رکھتی ہے۔ ایسے مخلص احباب اور کارکن بلاشبہ انجمن کا سرمایۂ نازش ہیں۔ لیکن یاد رکھنا چاہیئے کہ ہماری قوتِ عمل صرف اسی صورت میں حیرت انگیز نتائج پیدا کر سکتی ہے کہ جماعت کا ہر فرد خواہ وہ دولت و ثروت اور دنیاوی وجاہت کے اعتبار سے کیسا ہی حقیر ہو۔ اپنے آپ کو جماعت کی مہتم بالشان مشینری کا ایک ضروری پرزہ سمجھے۔ ایک غریب سے غریب شخص بھی جسے اشرفیوں اور نوٹوں والے بالعموم حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں اپنا حلقۂ اثر رکھتا ہے۔ جو ہوشیار اور فرض شناس ہیں ان کا یہ فرض ہونا چاہیئے کہ وہ غریب بھائیوں کو اپنے ساتھ ملائیں اور اس طور پر اپنی طاقت کو بڑھائیں۔ دین کی خدمت کے لئے شاہ و گدا میں کوئی امتیاز نہیں۔ ان دونوں میں افضل وہی ہے جو اپنے اعمالِ حسنہ سے دوسروں کی زندگی میں انقلاب پیدا کر سکتا ہے انّ اکرمکم عند اللّٰہ اتقاکم۔

اشاعت اسلام کالج اور مسلم ہائی سکول نے جن نوجوان رضا کاروں اور احمدیہ انجمن اشاعتِ اسلام کے جن عہدیداروں نے سالانہ جلسہ کے متعلق اپنے مفوضہ فرائض کو خوش اسلوبی کے ساتھ انجام دیا ہے وہ جماعت کی طرف سے شکریہ کے مستحق ہیں۔ قومی خدمات کا یہی وہ مخلصانہ جذبہ ہے جو جماعت کے مستقبل کی ایک نیک فال ہے۔ گذشتہ سال کی سرگرمیوں کا باب ختم ہو چکا ہے۔ جو کچھ ہو چکا ہے وہ غنیمت ہے لیکن اولوالعزمانہ پیشقدمی کا یہی تقاضا ہے کہ ہم اس "غنیمت" پر قانع نہ رہیں اور جیسا کہ ہم اوپر کہہ چکے ہیں ابھی سے آئندہ سال کے پروگرام کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے قوتِ عمل سے پورا کام لیں۔

کامل آزادی کی قرارداد پاس ہوگئی

گذشتہ سال انڈین نیشنل کانگرس میں مہاتما گاندھی نے یہ اعلان کیا تھا۔ کہ اگر ۳۱ دسمبر ۱۹۲۹ء تک حکومت برطانیہ نے مستعمرات کے اصول پر ہندوستان کو آزاد نہ کیا۔ تو یکم جنوری ۱۹۳۰ء کو آزادی کا جھنڈا بلند کر دیا جائے گا۔ اس اعلان سے برطانیہ کے سیاسی حلقوں میں چہ میگوئیاں ہوتی رہیں۔ ہز ایکسیلنسی لارڈ اردن نے ہندوستان کے سیاسی حالات کی اہمیت کو ملحوظ رکھتے ہوئے انگلستان تشریف لے گئے۔ تاکہ اس بارے میں برطانیہ کے اربابِ حل و عقد سے مشورہ کرنے کے بعد ایک فیصلہ کن روش اختیار کی جائے انگلستان سے واپس تشریف لانے کے بعد ہز ایکسیلنسی نے دہلی میں پچھلے دنوں مہاتما گاندھی پنڈت موتی لال نہرو اور دیگر لیڈران سے تبادلۂ خیالات فرمایا۔ لیکن ہز ایکسیلنسی کا جواب ہندوستانی لیڈروں کے لئے یاس انگیز ثابت ہوا یہ اسی یاس انگیز جواب کا نتیجہ ہے۔ کہ کانگرس نے کامل آزادی کی قرارداد منظور کی ہے۔ چھ ہزار مندوبین میں سے صرف چھ اشخاص نے کامل آزادی کے خلاف ووٹ دیئے لیکن دیکھنا یہ ہے کہ ایسی حالت میں کہ کانگرسی لیڈر مسلمانوں کے جائز مطالبات کو کوئی وقعت دینا نہیں چاہتے۔ اور آخر الذکر کو قدرتی طور پر کانگرس کے ذمہ دار کارکنوں پر کوئی اعتماد نہیں، ا۔ کامل آزادی کی قرارداد عملی پہلو سے کہاں تک نتیجہ خیز ثابت ہوگی ہ نہرو رپورٹ نے مسلمانوں کے حقوق کو پائے استحقار سے ٹھکرایا۔ لیکن آخر خود ٹھکرائی گئی حقیقت یہ ہے کہ ہندوستان کی کامل آزادی کا خواب اس وقت تک پورا نہیں ہو سکتا۔ جبتک کہ اقلیت اور اکثریت کے سوال کو ہر صوبہ کی آبادی کی بنا پر حل نہیں کیا جائیگا۔

بم بازی کا ناپاک مشغلہ

۱۹۲۹ء کا سال بم بازی کے لحاظ سے ایک ناقابل رشک شہرت حاصل کر چکا ہے۔ کیونکہ اس سال ہندوستان کے بم بازوں نے لاہور اور دہلی کو اپنی سرگرمیوں کا مرکز بنائے رکھا۔ لیجسلیٹو اسمبلی کے اجلاس میں دن دہاڑے بم گرانا اور پھر دسمبر ۱۹۲۹ء میں وائسرائے کی سپیشل کو بم سے نقصان پہنچانا معمولی واقعات نہیں ہیں۔ اگر بم بازوں کا یہ خیال ہے کہ ان کی بم بازی سے حکومت کی بنیادیں ہل جائیں گی۔ اور انگریز تنگ آ کر ہندوستان سے چلے جائیں گے۔ تو یہ ان کی حماقت ہے۔ آزادی یا حکومت کبھی ایسی بزدلانہ حرکتوں سے نہیں مل سکتی۔ تاریخ بھی یہ نہیں بتاتی کہ کوئی جماعت محض بم بازی سے حکمران قوم کے شیرازہ کو درہم برہم کر سکتی ہے۔ موجودہ صورت حالات میں جبکہ برطانوی حکومت تنظیم کے لحاظ سے اپنا جواب نہیں رکھتی۔ ہندوستانی قوم پرستوں کے بم پٹاخے سے زیادہ وقعت نہیں رکھتے۔ گو ہز ایکسیلنسی وائسرائے نے دہلی میں اس امر کا اعلان کر دیا تھا کہ جو حادثہ ان کی سپیشل کو پیش آیا ہے۔ اس کا ان کی پالیسی پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ لیکن اس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ انگلستان کے سیاسی حلقوں میں اس واقعہ نے ایک ایسی فضا پیدا کر دی۔ جو ہندوستانیوں کے نقطۂ خیال سے ہرگز سازگار نہیں دی جا سکتی۔

بالکل ممکن بلکہ اغلب ہے کہ ہز ایکسیلنسی وائسرائے کا مذکورہ بالا جواب اسی حادثہ کے تاثرات کا نتیجہ ہو۔ ہمارے خیال میں ہندوستان کے بم باز اپنے ملک اور قوم کے بدترین دشمن ہیں۔ کیونکہ ان کی بم بازی سے ہندوستان کی سیاسی گتھی اور زیادہ پیچیدہ ہو گئی ہے۔ یہ گتھی اگر سلجھ سکتی ہے۔ تو ہندوستان کی دو بڑی قوموں کے اشتراکِ عمل سے۔ مگر یہ ملک کی بدقسمتی ہے کہ برادرانِ وطن اشتراکِ عمل کے قائل نہیں ہیں۔ وہ ہندوستان میں ہندو راج قائم کرنے کا خواب دیکھ رہے ہیں۔

مسلمانوں کی تباہ کن خانہ جنگی

اس سے زیادہ تباہ کن حالت اور کیا ہو سکتی ہے کہ ایسے وقت میں جب کہ ہم توحید ایک مرکز پر جمع ہونے اور مل کر کام کرنے کی ضرورت محسوس کرتے ہیں جب دنیائے اسلام کے کسی حصہ میں صغرا کے جگر دوز واقعات سے ان کی چیخیں نکل جاتی ہیں اور وہ خون کے آنسو بہاتے ہیں۔ اور جب ایسے واقعات کے بعد انہیں سکون اور اطمینان حاصل ہوتا ہے تو پھر یہ اپنی پوری طاقت ایک دوسرے کی تخریب و تذلیل میں صرف کرتے ہیں۔ زیادہ افسوس بات کا ہے کہ اس ناپاک مشغلہ میں نمایاں حصہ لینے والے امتِ مرحومہ کے وہ افراد ہیں جو مسلمانوں کے لیڈر سمجھے جاتے ہیں۔ علماء اور سیاسی لیڈر دونوں اپنے اپنے حلقہ ہائے اثر قائم کرنا چاہتے ہیں۔ تاکہ وہ اپنی شان کو قائم رکھ سکیں۔ اور عامۂ مسلمین ان کی قیادت اور اطاعت سے انحراف نہ کریں۔ مسلمانوں کی سیاسی اور مذہبی انجمنوں کے مفاد ان کے ذمہ دار ارکان کی ذاتی اغراض و مقاصد سے کچھ ایسے وابستہ ہو گئے ہیں کہ وہ کسی صورت میں ایک دوسرے سے منقطع نہیں ہو سکتے۔ یہ ایک کھلی ہوئی حقیقت ہے کہ ذاتی اغراض و مقاصد کو مفاد پر مقدم سمجھا جاتا ہے۔ خود غرضی اور نفس پرستی کا یہی وہ جذبہ ہے جو ہماری کسی مذہبی یا سیاسی تحریک کو سرسبز نہیں ہونے دیتا۔ ہمارے قومی کارکن الا ماشاءاللہ ہر معاملہ کو اپنے نقطۂ خیال سے حل کرنا چاہتے ہیں نبی کریم صلعم نے اختلاف کو اپنی امت کے لئے رحمت قرار دیا ہے لیکن ہمارے سیاسی یا مذہبی رہنما اس قدر خود پسند واقع ہوئے ہیں کہ اختلاف رائے کی مطلق تاب نہیں لا سکتے مثلاً آج اگر ایک صاحب کسی جماعت کی ہاں میں ہاں ملاتے ہیں تو اس کے کارکنان کو ان کی علمی فضیلت اور معاملہ فہمی کا گیت گانے میں ذرا تامل نہیں ہوتا لیکن جب وہی بزرگ اس جماعت کے خلاف اپنی آزادانہ رائے کے اظہار کی جرأت کرتے ہیں جس کا انہیں پورا حق حاصل ہے تو مخالفین متانت اور معقولیت کو بالائے طاق رکھ کر ان کے متعلق ایسے ناشائستہ الفاظ استعمال کرتے ہیں جن پر اسلامی تہذیب کو ماتم کرنا پڑتا ہے قومی سیرت کا یہ پہلو کس قدر افسوسناک اور یاس انگیز ہے۔ جب تک برادرانِ اسلام اپنے ہر قول اور فعل سے اس امر کا ثبوت نہیں دینگے کہ وہ قومی اور مذہبی مفاد کو نفسانی خواہشات پر مقدم سمجھتے ہیں۔ اس وقت ان کا بیڑہ پار نہیں ہوگا۔ حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں کو غیروں کی مخالفت سے اس قدر نقصان نہیں پہنچا جس قدر کہ انہیں اپنی خانہ جنگی سے پہنچ رہا ہے۔ مسلمانوں میں ابھی خدا کے ایسے بندے بھی موجود ہیں جو اختلاف اور مخالفت کے فرق اور اس کے المناک نتائج کی حقیقت سے آگاہ ہیں۔ لیکن ان کی تعداد اس قدر قلیل ہے کہ ان کی آواز اس ہنگامہ میں مکھی کی بھنبھناہٹ سے زیادہ وقعت نہیں رکھتی۔

ایک نیک خاتون کا انتقال

ہمارے محترم دوست ڈاکٹر برکت علی صاحب اپنی ایک چٹھی میں جو حضرت امیر جماعت کو موصول ہوئی ہے تحریر فرماتے ہیں:-

"میری بیوی مسماۃ مسلمہ بیگم چند ماہ سے بیمار تھیں جنہیں علاج کی غرض سے لاہور اور دہلی لے گیا۔ مگر کوئی فائدہ نہ ہوا۔ آخر یکم نومبر ۱۹۲۹ء کو لدھیانہ کے ہسپتال میں داخل کیا گیا ۱۱ر نومبر کو ان کے پیٹ کا اپریشن ہوا۔ مگر اس میں کامیابی نہ ہوئی آخر ۲۳ر نومبر ۱۹۲۹ء کو ہسپتال میں انتقال کر گئیں خدا مغفرت کرے مرحومہ موحد اور صالح تھیں حسب وصیت ان کے پچاس روپے کی رقم انجمن حمایت اسلام کو برائے امداد یتامیٰ بھیجدی گئی۔ اور پندرہ روپے آپ کے نام ارسال ہیں مرحومہ کی دم تھی کہ میرے بعد کوئی رسم نہ کی جائے۔ بلکہ ان کا ذاتی محنت کا کمایا ہوا روپیہ مختار خیراتی فنڈ میں دیدیا جائے۔"

ہمیں اس حادثہ جانکاہ میں ڈاکٹر صاحب سے دلی ہمدردی ہے۔ دعا ہے کہ خداوند کریم مرحومہ کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے اور ڈاکٹر صاحب کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔ ایسی نیک صالح اور ہمدردِ اسلام خاتون کا اٹھ جانا واقعی ایک المناک واقعہ ہے۔ وہ مرتے وقت بھی ایک ایسی قابلِ تقلید مثال قائم کر گئی ہیں جو ان کے نام کو ہمیشہ زندہ رکھے گی۔ حقیقت یہ ہے کہ گو خدا کے نیک بندے ہماری آنکھوں سے ہمیشہ کے لئے اوجھل ہو جاتے ہیں۔ لیکن دراصل وہ اپنے اعمالِ حسنہ کی بدولت زندہ رہتے ہیں۔ ہمیں افسوس ہے کہ اس چٹھی کے شائع ہونے میں تاخیر ہو گئی ہے جس کے لئے ہم ڈاکٹر صاحب سے معافی چاہتے ہیں۔

خط و کتابت
اطلاع کر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پیغامِ صلح

جلد ۱۸ | ۲۳ رمضان ۱۳۴۸ھ | نمبر ۹

ایک مُہلک ذہنیت

گذشتہ جمعہ کے خطبہ میں جو کسی دوسری جگہ شائع کیا گیا ہے حضرت مولانا محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ نے اس بات پر خصوصیت کے ساتھ زور دیا ہے کہ ماہِ صیام میں برادرانِ اسلام کی قوتِ عمل میں ذرا فرق نہیں آنا چاہئے اس میں شک نہیں کہ عامہ مسلمین کے ایک بڑے حصہ کی یہی ذہنیت ہے کہ رمضان کے مہینہ میں سحری اور افطاری کا خاص اہتمام کیا جائے۔ لیکن محنت اور مشقت کے کام سے کوئی سروکار نہ رکھا جائے۔ حالانکہ کسی قوم کی کامیابی اور خوشحالی کا انحصار اس کی قوتِ عمل پر ہے جس کا سلب ہونا تباہی اور ہلاکت کا مترادف ہے۔

یہ ایک دلچسپ اور قابلِ غور سوال ہے کہ جب نبی کریم صلعم اور صحابہ کرام نے جن کی سیرت اور زندگی کے واقعات ہمارے لئے مشعلِ ہدایت کا حکم رکھتے ہیں رمضان کے مہینہ میں اپنے دینی اور دنیوی مشاغل کو بدستور سرگرمی اور مستعدی کے ساتھ جاری رکھا تو پھر وہ کونسے اسباب اور حالات ہیں جنہوں نے چودھویں صدی کے مسلمانوں کو رمضان کے مہینہ میں آرام طلبی کی طرف مائل کر دیا۔ اگر قارئین کرام میں سے کوئی صاحب ایک محققانہ انداز میں اس موضوع پر اپنے خیالات کو ایک مضمون کی شکل میں قلمبند کرتے اور انہیں بغرضِ اشاعت بھیجنے کی زحمت گوارا فرمائیں تو ہم اس قلمی عطیہ کو شکر گذاری کے ساتھ قبول کریں گے۔ مقصود یہ ہے کہ رمضان کے مہینہ میں محنت اور مشقت سے کام نہ کرنے اور سحری اور افطاری کے ان تکلفات کو جن کا معدہ اور جیب پر غیر معمولی بار پڑتا ہے ملحوظ رکھنے کی ذہنیت میں تبدیلی پیدا کی جائے۔ اور برادرانِ اسلام کو اس حقیقت سے آگاہ کر دیا جائے کہ وہ اپنی زندگی کا لائحہ عمل دینِ فطرت کے ان اٹل قوانین کے مطابق تیار کریں جن کی خلاف ورزی سے قومیں ہلاک ہو جایا کرتی ہیں۔

ہندوستان کے مسلمانوں کی اس سے زیادہ بدقسمتی اور کیا ہو سکتی ہے کہ ان کے علماء نے رمضان کے مہینہ میں ان تباہ کن نتائج پر جو قوتِ عمل کے سلب ہو جانے سے رونما ہوتے ہیں کبھی غور و فکر نہیں کیا۔ اگر وقت ایسی چیز ہے جو کھو جانے پر دنیا کی بڑی سے بڑی دولت سے حاصل نہیں ہو سکتی تو کیا رمضان کے مہینہ میں ہم اس کو بیدردی سے ضائع نہیں کرتے؟ کیا ایسے زمانہ میں جب کہ ہمسایہ اقوام تعلیمی، اقتصادی، تجارتی اور سیاسی پہلو سے ہم پر غالب ہیں ہندوستان کی سات کروڑ اسلامی آبادی میں سے کم سے کم ایک کروڑ مسلمانوں کا پورے تیس دنوں تک اپنے وقت کو سستی اور کاہلی میں گذار دینا ایک معمولی بات ہے؟ کیا اس ناقابلِ قیاس نقصان کی جو اس سستی اور کاہلی سے پیدا ہوتا ہے تلافی ہو سکتی ہے؟

رمضان میں محنت و مشقت سے کام نہ کرنے کی ذہنیت اس امر کا ایک ناقابلِ تردید ثبوت ہے کہ مسلمان من حیث القوم روحانی اور اخلاقی پہلو سے پستی کی طرف جا رہے ہیں اور اگر اس کا جلد انسداد نہ کیا گیا تو انہیں مستقبل قریب میں اپنی پستی کا خمیازہ بہت بری طرح بھگتنا پڑے گا۔ اگر فرزندانِ اسلام اسی سادگی اور جفاکشی کو اپنی سیرت کا لازمی جزو قرار دیتے جو قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں کا طغرائے امتیاز تھی تو آج مسلمان دنیا کی محفلِ اقوام میں حقارت کی نظر سے نہ دیکھے جاتے۔ یاد رکھنا چاہئے کہ فتح و نصرت اسی فوج کا خیر مقدم کرنے کے لئے تیار رہتی ہے جو بھوکی اور پیاسی رہ کر بھی اپنی شجاعت و بسالت کے جوہر دکھا سکتی ہے۔

یہ مہینہ چرب اور مرغن غذاؤں سے لطف اندوز ہونے کا نہیں۔ بلکہ ہونا چاہئے۔ اس ایک ماہ کی باقاعدہ قواعد اس میں روحانی اور جسمانی اعتبار سے ایسے اوصاف پیدا کر دے گی جن کی بدولت وہ شدید سے شدید مشکلات پر غالب آ سکتا ہے۔ جب انسان اشرف المخلوقات ہے اور اس میں مسلم ایک امتیازی حیثیت رکھتا ہے تو کیا فرزندانِ اسلام اور بالخصوص ان کے علماء کا یہ نصب العین نہیں ہونا چاہئے کہ وہ دنیا کے سامنے اپنی زندگی کا بہترین نمونہ پیش کریں؟

اظہارِ حق

ہم "پیغام صلح" کی گذشتہ اشاعتوں میں افسوس ظاہر کر چکے ہیں کہ ظفروال کے معاملۂ اذان میں ہندو اور سکھ لیڈروں نے خاموشی اختیار کر رکھی ہے۔ غنیمت ہے کہ آخر انہوں نے ایک ایسے قضیہ کے متعلق جو نہایت نازک صورت اختیار کر رہا ہے اپنا فرض محسوس کیا حال ہی میں لاہور کے ایک عظیم الشان جلسہ میں جو مولانا اسمٰعیل صاحب غزنوی کی صدارت میں منعقد ہوا ڈاکٹر ستیہ پال نے ایک قرارداد پیش کی جس میں آپ نے اس امر کا اعلان کیا کہ "اذان اور نماز کی آزادی ظفروال کے مسلمانوں کا جائز مذہبی حق ہے۔ آپ نے ظفروال کے سکھوں کے فعل کو ناپسندیدہ اور کمشنر علاقہ کی کارروائی کو غیر دانشمندانہ قرار دیا۔ آپ نے اپنی تقریر میں فرمایا: "اگر ایک مسلمان بھی کسی بستی میں رہتا ہے تو اسے پوری طرح اپنے خدا کی عبادت کا حق حاصل ہونا چاہئے۔ (نعرۂ تکبیر) میں چاہتا ہوں کہ ہندوستان پر وہ وقت آ جائے کہ اگر مسلمان خدا کی عبادت میں غفلت کریں تو ہندو اور سکھ ان کو جگائیں۔ اور خود اذان دے کر انہیں خدا کی عبادت کی ترغیب دیں (نعرۂ تکبیر) ہر ایک غیر مسلم کا فرض ہے کہ وہ مسلمانوں کو زیادہ اچھا مسلمان بننے میں مدد دے"۔ سردار سردول سنگھ نے اپنی تقریر میں فرمایا: "ہر ایک سکھ کا فرض ہونا چاہئے کہ وہ اذان کو بلند رکھنے میں مسلمانوں کو مدد دے۔ میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ ظفروال کے ان سکھوں کو جو اذان روک رہے ہیں۔ سکھ کہنا پاپ ہے۔ جن لوگوں نے ظفروال میں مسلمانوں کو (اذان دینے سے) روکا ہے۔ انہوں نے سکھوں کو بدنام کیا ہے سکھ دھرم کی گردن پر تلوار چلائی ہے۔ ان کو سکھ کہنا کسی حال میں بھی جائز نہیں گرو صاحب نے دربار صاحب امرتسر کی بنیادی اینٹ حضرت میاں میر صاحب سے رکھوائی تھی۔ گرو صاحب نے پاسیاں والی مسجد خود بنوائی تھی کرتار پور کی سب سے بڑی مسجد خود بنوائی تھی۔ اور اس میں امام رکھا تھا"۔ کیا ہندو اور سکھ اپنے ان لیڈروں یا نمائندوں کے مذکورہ بالا الفاظ پر توجہ اور مسلمانوں کی اس مذہبی آزادی کا احترام کریں گے جس کی وہ خود فرزندانِ اسلام سے توقع رکھتے ہیں؟

مسئلہ تخفیف اسلحہ

مؤقر ہمعصر حمایت اسلام لاہور اپنی ۳۰ جنوری سنہ کی اشاعت میں یہ خبر شائع کرتا ہے کہ "امریکہ میں ایک بھورے رنگ کی مجلد کتاب شائع ہوئی ہے جس میں ایک کروڑ بیس لاکھ عورتوں کے دستخط ہے ایک درخواست درج ہے جس میں لکھا ہے کہ سامانِ اسلحہ میں تخفیف کر دی جائے۔ اسی قسم کی ایک عرضی لندن کی بحری کانفرنس میں جاپان کی ایک لاکھ اسی ہزار عورتوں نے دستخط کر کے بھیجی تھی"۔ ہم نہیں کہہ سکتے کہ امریکہ اور جاپان کی حکومتیں سامانِ اسلحہ میں تخفیف کے متعلق صنفِ نازک کی اس درخواست کو کس نظر سے دیکھیں گی۔ اور اس کو کس حد تک قابلِ قبول خیال کریں گی۔ لیکن اس میں شک نہیں کہ اگر اس تحریک میں تمام یورپین اقوام کی عورتیں شامل ہو جائیں اور رفتہ رفتہ یہ بین الاقوامی پہلو سے ایک عالمگیر صورت اختیار کر لے تو ایسی جنگوں کے امکان کا دائرہ بہت محدود ہو جائے گا۔ جن کا سوائے اس کے اور کوئی مقصد نہیں کہ سرمایہ داری کی قربان گاہ پر اس قدر انسانی خون کی بھینٹ چڑھائی جائے جس کے تصور سے روح کانپ اٹھتی ہے۔ دنیا کی بڑی بڑی حکومتیں سامانِ حرب کی تیاری پر اربوں روپے صرف کرتی ہیں۔ جو بنی نوع انسان کی فلاح و بہبود پر خرچ ہونا چاہئے۔ اگر جنگ میں لڑنے والے سپاہیوں اور افسروں کی بیویاں اور مائیں اور بہنیں چاہیں تو وہ اپنے عزم کے ناخن سے تخفیف اسلحہ کی پیچیدہ گتھی کو آسانی کے ساتھ سلجھا سکتی ہیں۔ اور یہ عزم صرف اسی قدر ہے کہ اپنے بیٹوں شوہروں اور بھائیوں کو ایسی لڑائی سے روکیں۔ جن سے سرمایہ داری کی حرص کے شعلے اور زیادہ بھڑک اٹھیں۔ عورت بظاہر بہت کمزور ہے لیکن جب وہ کسی کام کا بیڑہ اٹھا لے تو اپنے کارناموں سے دنیا کو محوِ حیرت کر سکتی ہے۔

ڈاکٹر مونجے اور گاؤ کشی

رگھونندن پرشاد کی جو قرارداد کثرت رائے سے مسترد ہو چکی ہے اور جس پر ہم اپنا تبصرہ "پیغام صلح" کی کسی گذشتہ اشاعت میں درج کر چکے ہیں۔ اس کے ضمن میں مہاسبھائیوں کے سردار ڈاکٹر مونجے نے اپنی تقریر کے دوران میں فرمایا تھا کہ "مسلمان قربانی کے لئے سینکڑوں گائیں بھی ذبح کر دیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں"۔ اس پر ہمارا مقامی ہمعصر پرتاپ رقمطراز ہے کہ "اس کے بعد وہ مسلمان سخت احمق ہوگا جو آپ سے کسی قسم کی بدظنی رکھے گا۔ آپ کے منہ سے تو وہ الفاظ نکلے ہیں جو آج تک کسی کانگریسی ہندو لیڈر کے منہ سے بھی نہ نکلے ہوں گے۔ اس تقریر کے بعد وہ آپ کو کس منہ سے اپنا دشمن کہہ سکتے ہیں"۔ پرتاپ کو واضح رہے کہ اگر ڈاکٹر صاحب نے صاف الفاظ میں اپنی اس رائے کا اظہار کیا ہے کہ قربانی کے لئے سینکڑوں گایوں کے ذبح ہو جانے پر انہیں کوئی اعتراض نہیں تو یہ مسلمانوں پر کوئی احسان نہیں۔ اس لئے کہ ڈاکٹر صاحب ایک متعصب مہاسبھائی ہونے کے باوجود اس امر سے بے خبر نہیں ہیں کہ جس قدر گائیں ہر روز ہندوستان کی فوجی چھاؤنیوں میں گورہ فوج کے لئے ذبح ہوتی ہیں ان کی تعداد بعض ہندوؤں پر ضعفِ قلب کی کیفیت طاری کر سکتی ہے۔ اس کے علاوہ ڈاکٹر صاحب ہندوؤں کو ایک جنگجو قوم بنانا چاہتے ہیں۔ وہ جنگجوئی کی صفت پیدا کرنے کے لئے گوشت خوری نہایت ضروری سمجھتے ہیں۔ جیسا کہ ان کی گذشتہ تقریروں سے ظاہر ہوتا ہے۔ اگر ڈاکٹر صاحب کا پروپیگنڈا اسی طرح جاری رہا تو وہ دن دور نہیں کہ گاؤ کشی کے متعلق برادرانِ وطن کی موجودہ ذہنیت میں حیرت انگیز تبدیلی پیدا ہو جائے گی۔ مسلمان ڈاکٹر صاحب سے بدظن ہوتے اور انہیں اپنا دشمن سمجھتے ہیں بالکل حق بجانب ہیں۔ اس لئے کہ ہندو مہاسبھا جس کے وہ پردھان ہیں آریہ پرچارکوں کی اس شرمناک غلط بیانی اور دریدہ دہنی کا کوئی انسداد نہیں کرتی۔ جو نبی کریم صلعم اور اسلام کے خلاف روا رکھی جاتی ہے۔ ہم اپنے دشمن کی عزت کرنے کے لئے تیار ہیں۔ بشرطیکہ اس کی دشمنی شریفانہ اصول کی بنیاد پر ہو۔

اسلام کا نادان دوست

ہمعصر پرکاش لاہور نے ۲۰ فروری کی اشاعت میں "ایک مومن کا فتویٰ" کے عنوان سے حسبِ ذیل نوٹ شائع کیا: ۔

> "مدیر جمہور نے ذیل کا فتویٰ صادر کر کے بخیال خود اسلام کی خدمت گذاری کا ثواب حاصل کیا ہے۔ "نہ صرف کافر استنجاء (ہندو) بلکہ ہر کافر کو بھی استنجے کے ڈھیلے کی طرح ناپاک و نجس سمجھتا ہے۔ اور ضرورت پڑے تو کسی کافر کی کھوپڑی کو بھی استنجے کا ڈھیلا بنا سکتا ہے"۔

ہمارے ہمعصر نے جن الفاظ میں اپنے جذبات کا اظہار کیا ہے ان کا اعادہ بے سود ہے۔ اور ہمیں ندامت اور رنج کے ساتھ اس امر کا اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ "مدیر جمہور" کے مذکورہ بالا الفاظ اسلام کی تعلیم کے سراسر خلاف ہیں۔ اسلام ہمیں اپنے دشمن کے متعلق بھی ہرگز ایسے الفاظ استعمال کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔ جو تہذیب اور متانت کے پایہ سے گرے ہوئے ہوں۔ یہ اسلام سے دوستی نہیں۔ بلکہ صریح دشمنی ہے۔ قرآن کا یہ حکم کس قدر صاف ہے قولوا للناس حسنا (مسلمانو! لوگوں سے اچھی باتیں کہا کرو)۔ برادرانِ اسلام اور بالخصوص مبلغوں واعظوں اور اخبار نویسوں کو اس حکم کا خاص طور پر خیال رکھنا چاہئے۔

انسان کی تخلیق کا مقصد

ایک امریکن مصنف نے انسان کی فطرت اور اس کی تخلیق کے مقصد کا کیسے اعلیٰ اور بصیرت افروز پیرایہ میں اظہار کیا ہے۔ لکھتا ہے: ۔

"سرگرمی اور مستعدی کا انسان کی فطرت سے وہی تعلق ہے جو تاروں کی ہم آہنگی کا موسیقی سے۔ انسان کا تمام جسمانی نظام کامیابی حاصل کرنے کے لئے بنایا گیا ہے۔ اس کے جسم کا ہر رگ و ریشہ اس کے دماغ کا ہر خانہ اور اس کے جسمانی نظام کی ہر قوت کسی اعلیٰ مقصد کی تکمیل کے لئے موزوں بنائی گئی ہے۔ اس کے تمام اعضاء اور قویٰ کی تخلیق بھی بتاتی ہے کہ کامیابی اس کی قدرتی منزل مقصود ہے۔ خالق نے اس کو کامیابی کی مشین بنایا ہے۔ خدا نے انسان کو ہرگز ناکامی کے لئے پیدا نہیں کیا۔ ہم منظم کامیابی ہیں۔ ہماری کامیابی کے نادرست حالتیں ہیں۔ ہماری کامیابی کا نقشہ پہلے ہی تیار ہو چکا ہے۔ خالق نے انسان کو ہرگز اس لئے پیدا نہیں کیا کہ افلاس اور مصیبت کی زندگی بسر کرے۔ اس امر کی علامتیں اور ثبوت موجود ہیں کہ انسان خوشی کے لئے بنایا گیا ہے اس ثبوت کے لئے دس ہزار وجوہ موجود ہیں جو انسان کی جسمانی ساخت اور اس کے حوالیات میں پوشیدہ ہیں خوش حالی فارغ البالی اور فراوانی انسان کا ترکہ ہیں"۔ (ماخوذ از کامیاب زندگی)

یہی جذبات کبھی ان مسلمانوں کے سینوں میں موجزن تھے۔ جن کے علم و فضل تدبر اور شجاعت نے اسلام کے جاہ و جلال کا سکہ تمام دنیا میں بٹھا دیا تھا۔ لیکن آج غیر مسلم اقوام ہمیں ان باتوں کا سبق دے رہی ہیں۔ جن کے حقائق و معارف سے آگاہ

نحمدہ و نصلی   بسم اللہ الرحمن الرحیم   علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۱۸ | لاہور ۵ شوال ۱۳۴۸ھ | نمبر ۱۶

لیجسلیٹو اسمبلی میں نماز کا واقعہ

ہندوستان کے اسلامی جرائد میں یہ خبر ایک غیر معمولی اہمیت حاصل کر چکی ہے۔ کہ جب مولانا شفیع داؤدی ممبر لیجسلیٹو اسمبلی نے ظہر کے وقت فریضہ نماز ادا کرنے کی غرض سے اپنی تقریر کا سلسلہ دفعۃً منقطع کر دیا اور صدر سے یہ درخواست کی کہ لنچ کے لئے اجلاس کو برخاست کر دیا جائے۔ تو صدر نے خدا کے حکم پر اپنے حکم کو مقدم سمجھتے ہوئے تحکمانہ انداز میں کہا کہ "تقریر جاری رکھئے" مولانا شفیع نے ایک غیور مسلمان کی حیثیت سے انسانی حکم کی تعمیل کی بجائے آسمانی حکم کی تعمیل کو ضروری سمجھا۔ اور اسمبلی کے بھرے اجلاس سے چلے گئے۔ صاحب صدر نے یہ رنگ دیکھکر یا اپنی غلطی کو محسوس کر کے اجلاس کو لنچ کے واسطے برخاست کر دیا۔

اسمبلی کی تاریخ میں یہ پہلا واقعہ ہے۔ کہ اس کے ایک مسلمان رکن نے دنیا پر دین کو مقدم سمجھکر اپنے قول و فعل سے دکھا دیا۔ کہ خدا کے حکم کے مقابلہ میں بندے کا حکم کچھ حقیقت نہیں رکھتا۔ اسلامی نقطۂ خیال سے پریزیڈنٹ پٹیل کا حکم یقیناً قابل اعتراض ہے۔ لیکن انصاف کی بات یہ ہے۔ کہ جب خود اسمبلی کے مسلمان ارکان نے اس وقت تک اسمبلی کے اجلاس کے دوران میں نماز کا پڑھنا ضروری نہیں سمجھا اور وہ اسے کیوں ضروری سمجھیں۔ جبکہ وہ عملاً سرے سے نماز ہی کے قائل نہیں۔ تو پھر اسمبلی کے غیر مسلم صدر سے یہ توقع رکھنا کہ وہ نماز کی حرمت اور فرضیت کو مدنظر رکھے ایک احمقانہ خیال ہے۔ اگر اسمبلی کے مسلمان ارکان اسمبلی کے ابتدائی اجلاس ہی سے صدر کو اس بات کا عملی ثبوت دیتے۔ کہ خدا کا حکم اسمبلی کے آئین اور ضابطہ پر مقدم ہے تو آج اس کے غیر مسلم صدر کو نماز کے وقت کبھی مولانا شفیع داؤدی سے یہ کہنے کی جرات نہ پڑتی۔ کہ "تقریر جاری رکھئے"!

نماز کے متعلق پریزیڈنٹ پٹیل کی روش اسی صورت میں قابل سرزنش قرار دی جا سکتی ہے۔ کہ وہ نماز کی فرضیت کا علم رکھنے کے باوجود محض مذہبی تعصب کی بنا پر ایک مسلمان رکن کو ایک مقدس فرض کی بجا آوری سے باز رکھتے لیکن جب خود اسمبلی کے مسلم ارکان نماز کے وقت اپنی نشستوں سے نہ اٹھیں۔ اور فریضہ نماز کے مقابلہ میں اسمبلی کے آئین اور ضابطہ کا زیادہ احترام کریں۔ تو پھر پریزیڈنٹ پٹیل کے دل میں اس خیال کا پیدا ہونا ایک قدرتی امر ہے۔ کہ نماز کا پڑھنا ضروری نہیں ہے حالانکہ جو مسلمان دیدہ دانستہ نماز کو ترک کرتا ہے۔ وہ گناہ کبیرہ کا مرتکب ہوتا ہے۔ معاصر "حمایت اسلام لاہور" نے اپنی ۲۷ فروری کی اشاعت میں "نماز سے وحشت مسلمانوں کے مذہبی احساس کی توہین" کے عنوان سے ایک نوٹ لکھا ہے۔ جس کا ابتدائی فقرہ یہ ہے کہ "آپ نے آزادی پسند اور انصاف دوست پریزیڈنٹ پٹیل کا واقعہ سن لیا ہے"! ہمارے دوسرے اسلامی معاصرین نے بھی کم و بیش اسی لہجہ میں اپنے غصہ کا اظہار کیا ہے۔ ہم ان کے اس غصہ کو اسلامی غیرت پر محمول کرتے ہیں۔ لیکن اگر ہم اپنے گریبان میں منہ ڈالیں۔ تو ہمیں ندامت کے ساتھ اپنے اس جرم کا اعتراف کرنا پڑیگا کہ "نماز سے وحشت" پریزیڈنٹ پٹیل کو نہیں۔ بلکہ اسمبلی کے ان نمائندوں کو ہے۔ جو مسلمان کہلاتے ہیں۔ اور اسلامی حقوق کی حفاظت کے مدعی اور اسلامی روایات کے حامل سمجھے جاتے ہیں۔

معاصر حمایت اسلام لاہور اپنی مذکورہ بالا اشاعت میں رقمطراز ہے:-

> خبر ہے کہ میونسپل بورڈ الٰہ آباد کے انگریز کنٹرولر نے مسلمان ملازمین کو امسال ماہ رمضان المبارک میں نماز جمعہ کے لئے چھٹی نہیں دی حالانکہ ہر سال ایسا ہوا کرتا تھا جب مسلمانوں نے اس کے متعلق درخواست لکھکر دی۔ تو انگریز کنٹرولر کی جہالت اور رعونت نے اس پر یہ فقرہ لکھ دیا "نماز بچوں کا کھیل ہے"!

انگریز کنٹرولر کا جواب بظاہر واقعی اشتعال انگیز ہے۔ لیکن اگر ٹھنڈے دل کے ساتھ ان مسلمان ارکان پر عاید ہوتی ہے جنہوں نے بورڈ کے اجلاس کے دوران میں نماز کے وقت دنیا کو دین پر مقدم سمجھا اور اپنے عمل سے غیر مسلموں کو اس بات کا ثبوت دیا کہ نماز کی پابندی ان کے لئے نہیں۔ بلکہ غریب نمازیوں کے لئے ہے۔ اب فرمایئے کہ اگر نام نہاد مسلمان ممبروں کی یہ غفلت اور بے پروائی دیکھکر بورڈ کا غیر مسلم انگریز کنٹرولر یہ رائے ظاہر کرتا ہے کہ "نماز بچوں کا کھیل ہے" تو اس میں قصور کس کا ہے؟

یہ صحیح ہے کہ بعض غیر مسلم افسر خواہ وہ یوروپین ہوں یا ہندو یا سکھ از راہ تعصب کسی مسلمان کو خندہ پیشانی سے نماز پڑھنے کی اجازت نہیں دیتے۔ لیکن اگر تمام مسلمان خالق کے حکم کو مخلوق کے حکم پر مقدم سمجھیں۔ اور اللہ کے نام کو بلند کرنے کی غرض سے ہر قسم کی قربانی کے لئے تیار ہو جائیں۔ تو متعصب سے متعصب حاکم کو بھی یہ جرات نہیں پڑ سکتی کہ مسلمانوں کو نماز پڑھنے سے روکے۔ ایک دوست نے ہمیں یہ واقعہ سنایا کہ ایک ضلع کے ڈسٹرکٹ اور سیشن جج کے مسلمان ناظر بہت متقی اور پرہیزگار تھے۔ انہوں نے جب پہلی مرتبہ صاحب سے ظہر کی نماز پڑھنے کے لئے اجازت طلب کی۔ تو صاحب نے تحکمانہ لہجہ میں یہ جواب دیا۔ کہ پہلے سرکاری کام ضروری ہے۔ ناظر صاحب نے جو خدا سے زیادہ ڈرتے تھے۔ یہ مختصر جواب دیا۔ کہ حضور خدا کا حکم سرکاری کام سے زیادہ ضروری ہے۔ اس کے بعد جواب کا انتظار کئے بغیر وہ نماز پڑھنے کے لئے چلے گئے۔ جب مولوی صاحب نماز سے فارغ ہو چکے۔ تو وہ اپنی جگہ پر بیٹھنے کی بجائے صاحب کے سامنے کھڑے ہو گئے سیشن جج نے جس کے قلب پر اپنے ناظر کی خدا پرستی اور اخلاقی جرات کا ایک گہرا اثر پڑ چکا تھا۔ مولوی صاحب سے کہا۔ آیئے مولوی صاحب آیئے ہمیں معاف کیجئے۔ آئندہ ہم کبھی آپ کو نماز سے نہیں روکیں گے۔ چنانچہ صاحب جب مقدمہ کے دوران میں دیکھتا کہ اب دو بج گئے ہیں۔ تو خود ہی مولوی صاحب سے کہہ دیتا۔ مولوی صاحب نماز!

خاتمہ پر ہم مولانا شفیع داؤدی کی اسلامی حمیت اور فرض شناسی کا اعتراف کرتے ہوئے خداوند کریم سے دعا مانگتے ہیں۔ کہ وہ مسلمانوں کو توفیق دے کہ دین کو دنیا پر مقدم سمجھیں۔ کیونکہ جب تک وہ خدا اور اس کے رسول برحق (صلی اللہ علیہ وسلم) کے احکام پر عمل پیرا نہ ہوں گے۔ وہ دنیا میں کبھی سربلند نہیں ہوں گے آج ہندوستان میں پریزیڈنٹ پٹیل کی اخلاقی جرات اور حریت کا ڈنکا بج رہا ہے لیکن مولانا شفیع داؤدی کی یہ جرات اور حریت زیادہ قابل تعریف ہے کہ انہوں نے پریزیڈنٹ پٹیل کو پہلی مرتبہ یہ سبق پڑھایا کہ انسان کو پہلے خدا کے حکم کی تعمیل کرنی چاہئے!

قادیان کے "پیغام" کی روحانیت

ہمارے بعض قادیانی مہربانوں بالخصوص وہاں کے "پیغام" (الفضل) کے ایڈیٹر صاحب کی روحانیت عجیب وغریب رنگ اختیار کر رہی ہے۔ اس روحانیت کا تازہ کرشمہ یہ ہے۔ کہ "پیغام" کے فاضل مدیر نے اپنے "اشارات" میں منیجر صاحب پیغام صلح پر اپنی خاص توجہ مبذول فرمائی ہے منیجر صاحب نے عام دستور کے موافق ایک مضمون میں اپنے خریداروں کو اخبار کی اشاعت بڑھانے اور اس کے روز افزوں اخراجات کے بار کو ہلکا کرنے کی طرف توجہ دلائی تھی لیکن "پیغام" کے ایڈیٹر صاحب کی روحانیت اور اخلاق کا یہی تقاضا تھا۔ کہ وہ رائی کو پہاڑ بنا کر "پیغام" کے ناظرین کے دلوں میں پیغام صلح کے خلاف نفرت اور حقارت کے جذبات برانگیختہ کریں لیکن اگر منیجر صاحب پیغام صلح کا اپنے خریداروں سے یہ درخواست کرنا کہ وہ اخبار کی اشاعت بڑھانے پر توجہ کریں واقعی ایک قابل نفرین جرم ہے۔ تو اس جرم کے مرتکب تو "پیغام" کے فاضل مدیر بھی ہیں۔ قادیانی جرائد الحکم فاروق نور جو کئی لاکھ کی جماعت" کے ترجمان ہیں۔ آئے دن اپنی مالی حالت کا رونا روتے رہتے ہیں "ریویو آف ریلیجنز" کا اردو ایڈیشن جماعت کا ایک خاص رسالہ ہے جو باقاعدہ شائع ہوتا ہے۔ اور قادیانی خیالات کے مطابق اچھے مضمون لکھتا ہے نمبر ۲ جلد ۲۹ ہمارے سامنے ہے جس کے صفحہ ۲ پر منیجر کا نوٹ حسب ذیل ہے:-

> جن خریداران ریویو نے دو بار وی پی انکاری کئے تھے ان کے نام تیسری بار ماہ دسمبر میں وی پی کئے گئے۔ افسوس ہے کہ دو سو میں سے ڈیڑھ سو اصحاب نے وی پی پھر بھی واپس کر دیئے۔ حالانکہ سال بھر رسالہ ٹھیک وقت پر چھپ کر ان کے پاس پہنچتا رہا۔ افسوس ہے کہ ایسے معاملہ کی وجہ سے رسالہ کا فنڈ بارہ سو روپے کا مقروض ہو چکا ہے......۔
> حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خواہش تو یہ تھی کہ رسالہ ریویو کے خریدار [illegible] حالت ہے کہ رسالہ کے خریدار

تک ادا کریں"!

اگر "پیغام" کے فاضل مدیر پہلے اپنے گریبان میں منہ ڈالنے کی زحمت گوارا فرماتے تو وہ اپنے "اشارات" میں پیغام صلح کا مذاق اڑانے کی ضرورت محسوس نہ کرتے۔

ہندو اکثریت یا ہندو راج؟

احمد آباد سے خبر موصول ہوئی ہے کہ وہاں کی بلدیہ میں مسٹر کبیر داس نے یہ تحریک پیش کی کہ حکومت سے درخواست کی جائے۔ کہ چار سال سے کم عمر کی گائیں ذبح کرنے کی اجازت نہ دی جائے مسلمان ارکان نے اس تحریک کی مخالفت کرتے ہوئے کہا کہ یہ ہمارے مذہبی معاملات میں صریح مداخلت ہے۔ اس کے بعد مسلم ارکان بطور احتجاج اجلاس سے اٹھکر چلے گئے اور تحریک منظور ہو گئی۔ ہمارے برادران وطن اچھی طرح سے جانتے ہیں۔ کہ مسلمان کسی صورت میں ایسی تحریک یا ایسے قانون کو منظور نہیں کریں گے جس سے عام مسلمین کے مذہبی حقوق میں مداخلت کا پہلو نکلتا ہو لیکن انہوں نے اپنی اکثریت کے بل پر مسلمان قوم کے مذہبی جذبات اور احساسات کو قطعاً نظر انداز کر دیا ہے جس کے یہ معنی ہیں کہ اگر آج ہندوستان میں ہندو راج قائم ہو جائے۔ تو مسلمانوں کو ان تمام اسلامی حقوق سے جبراً محروم کر دیا جائیگا جنہیں برادران وطن اپنے قومی یا فرقہ وارانہ مفاد کے منافی سمجھتے ہیں۔ بلدیہ احمد آباد میں مسلمان ارکان کی متفقہ مخالفت کے باوجود انسداد ذبح گاؤ کی تحریک کا منظور ہو جانا ہندو اکثریت یا ہندو راج کا ایک ایسا مظاہرہ ہے جس سے مسلمانوں کی آنکھیں کھل جانی چاہئیں۔ مسٹر کبیر داس اور ان کے ہم مذہب رفقا اپنی اس کامیابی پر شاید نازاں ہوں گے لیکن جس کامیابی کی بنیاد اپنے ہمسایوں کی دل آزاری پر قائم ہو۔ وہ کبھی دیرپا ثابت نہیں ہو گی۔ کیا مہاتما گاندھی اپنے ہم مذہبوں کی اس حرکت کے عواقب کو پیش نظر رکھیں گے؟

الٹی میٹم بھیجدیا گیا

۲ مارچ کو مہاتما گاندھی نے اپنا الٹی میٹم اپنے انگریز سفیر مسٹر ریجنلڈ رینالڈز نامی کے ہاتھ وائسرائے کے پاس بھیجدیا۔ الٹی میٹم میں حکومت کو آٹھ دن کا نوٹس دیا گیا ہے۔ اگر باصواب جواب موصول نہ ہوا۔ تو سول نافرمانی کی پہلی مہم خود مہاتما کی سرکردگی میں روانہ ہو جائیگی۔ مہاتما کے گرفتار ہو جانے کی صورت میں مسٹر ولبھ بھائی پٹیل رہنمائی کا فرض ادا کریں گے۔ مسٹر ولبھ بھائی نے تعلقہ بھروچ میں تقریر کرتے ہوئے کہا: "چند دنوں تک ایک ایسی جنگ چھڑ جائیگی جس کی نظیر تاریخ عالم میں نہ ملیگی۔ موت سے ڈرنے والے تیرتھ استھانوں میں اور دولتمند غیر ممالک کو چلے جائیں لیکن جو سچے گجراتی ہیں انہیں اب گھروں میں چھپ کر نہ بیٹھنا چاہئے۔ جب رہنما گرفتار ہو جائیں۔ تو وکلاء عدالتوں کا اور طالبعلم سکولوں اور کالجوں کا مقاطعہ کر دیں یہ جنگ ہماری آخری جنگ ہو گی۔ اور اس جنگ میں شامل ہو کر جیل جانے کے لئے لاکھوں آدمی تیار ہو رہے ہیں۔ اگر لوگ موت سے ہم آغوش ہونے کے لئے تیار ہوں۔ تو انہیں خودبخود رستہ مل جائیگا"

الفاظ تو بڑے پرجوش اور ولولہ انگیز ہیں۔ لیکن ہم ہندوستان کی دو بڑی قوموں کے موجودہ تعلقات اور بالخصوص برادران وطن کی غاصبانہ روش کو ملحوظ رکھتے ہوئے وثوق کے ساتھ یہ پیشگوئی کرتے ہیں۔ کہ ہمارے ہندو بھائی ہرگز اس جنگ میں کامیاب نہیں ہوں گے۔ ہندوستان کی جنگ آزادی میں فتح و نصرت صرف اسی صورت میں خداوند کا ساتھ دے سکتی ہے۔ کہ ہندوستان کی تمام قومیں اپنے فرقہ وارانہ مناقشات کا ایسا تصفیہ کرنے کے بعد جس سے ہر صوبہ میں اکثریت اور اقلیت کے حقوق محفوظ ہو جائیں۔ ایک دل اور ایک آواز کے ساتھ پیشقدمی کریں۔ •

امرت دھارا ٹورنمنٹ

امرت دھارا ٹورنمنٹ کے سیکرٹری صاحبان کی طرف سے ہمیں ایک مفصل مطبوعہ پروگرام موصول ہوا ہے۔ ٹورنمنٹ چھ دن یعنی ۷ مارچ سے ۱۲ مارچ ۱۹۳۰ء تک جاری رہیگا۔ مندرجہ ذیل کھیلوں کے مقابلے میں جو امرت دھارا بھون میں ہوں گے مبلغ سات سو روپے کے انعامات کپ اور میڈل دیئے جائیں گے: سڈول جسم کا مقابلہ۔ جسمانی کمالیت وزن اٹھانا اور مگدر۔ اختیاری کھیلیں۔ مونگلی۔ باکسنگ۔ کبڈی۔ چلنا ½ ۲ میل۔ تیرنا۔ گتکہ۔ بنوٹ۔ کشتی۔ اس کے علاوہ عورتوں اور بچوں کے کھیلوں کا بھی مقابلہ ہو گا۔ ٹورنمنٹ کی مجلس انتظامیہ اور اس کے ججوں کی جماعت لاہور کے سربرآوردہ اور روشن خیال اصحاب پر مشتمل ہے۔ ہم پنڈت ٹھاکر دت صاحب مالک کارخانہ امرت دھارا کی اس قومی خدمت کا اعتراف کرتے ہیں کہ وہ ابنائے وطن کی جسمانی نشوونما کی تحریک کو کامیاب بنانے کے لئے عملی تدابیر اختیار کر رہے ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۱۸ | ۳ ذالحجہ ۴۸ھ | نمبر ۳۱

اسلام اور دیگر مذاہب

لایاتیہ الباطل من بین یدیہ و لامن خلفہ تنزیل من حکیم حمید۔

اسلام ایک حقیقت ثابتہ اور اٹل قوانین کے مجموعہ کا نام ہے۔ جس پر باطل نہ علوم جدیدہ کے بل بوتہ پر غالب آسکتا ہے اور نہ گذشتہ کا کوئی فلسفہ ہی اس کو جھٹلا سکتا ہے۔ مندرجہ عنوان آیت میں قرآن نے سچ ہی تو فرمایا کہ یہ کلام اس ہستی کی طرف سے نازل کیا گیا ہے کہ جو حکیم اور حمید ہے۔ حکمت اور فلسفہ جو اشیاء عالم کی رگ رگ میں رواں ہے اس کا پیدا کردہ اور اسی کے علم و قدرت کا فیضان اثر ہے۔ وہ جو خود حکیم ہے اور دنیا کی ساری دانائیاں اور موجودات عالم کی کل حکمتیں اسی کی بخشش اور کار فرمائی کا نتیجہ ہیں۔ تو یہ کیسے ممکن ہے کہ اس کے اقوال اور افعال میں تضاد اور اختلاف کا شائبہ پایا جائے۔ خصوصاً اس صورت میں کہ وہ حمید یعنی اپنی صفات اور خوبیوں کے لحاظ سے بدرجۂ غایت قابل تعریف بھی ہو۔ اسلام کی صداقت کی یہ ایک نہایت ہی مضبوط دلیل ہے کہ جس پر کامل تیرہ صدیوں کے تاریخی تواتر نے تصدیق کی مہر ثبت کی ہے۔ اسلام سے بہت قریب کے زمانہ میں شمسی مذہب کا دنیا میں غلغلہ تھا۔ اس کی ظاہری شان و شوکت کے سامنے عیسائی مذہب بجائے اس کے کہ وہ اسکے فلسفہ کو اپنے دلائل اور براہین کے زور سے شکست دیتا اپنے ہتھیار ڈال کر اس کا حلقہ بگوش ہوگیا۔ کثرت فی الوحدت۔ خدا کے بیٹے (سورج دیوتا) کا پھانسی پاکر لوگوں کے گناہوں کا کفارہ ہو جانا۔ رسم عشاء ربانی کرسمس گڈ فرائیڈے۔ ایسٹر اور بیسیوں عقاید و خیالات جو اس وقت یونان کے شمسی مذہب میں رائج تھے۔ وہ سب کے سب عیسائی مذہب نے اپنا لئے۔ یہاں تک کہ اب یورپ میں عیسائی مذہب پر جو تنقید اعلیٰ کے نام سے کتب لکھی گئی ہیں۔ ان میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ عیسائی مذہب کا سارے کا سارا تار و پود مصر اور یونان کے قدیم منفرد مذہب کا اترا ہوا چربہ ہے۔ اس موضوع پر موجودہ تنقید اعلیٰ کی روشنی میں ایک مبسوط مضمون کی ضرورت ہے جو ایک طویل بحث کا محتاج ہے۔

تاریخ اس امر پر گواہ ہے کہ مذہب اور زیادہ صحیح یہ ہوگا کہ زندہ اور کامل مذہب نے ہمیشہ دنیا کے نقشہ کو پلٹ کر اپنے رنگ میں رنگین کر لیا ہے۔ سچے ریفارمر اور انبیاء کرام کسی ماحول کے اثر کا نتیجہ نہیں ہوتے اور نہ وہ زمانہ کی گردش کے ساتھ ساتھ چکر کھاتے ہیں۔ بلکہ وہ خود زمانہ کو گردش دے کر اپنے پیچھے چلاتے ہیں۔ مذہب کے اصول اگر زمانہ کے ساتھ ساتھ تبدیل ہونے لگ جائیں اور علم و عقل کی روشنی میں ان کا رنگ پھیکا نظر آنے لگے تو یقین سمجھ لیجئے کہ وہ مذہب زندہ نہیں رہا۔ بلکہ اپنی زندگی کے لئے انسانی کوشش اور سعی کا محتاج ہوگیا ہے۔ اس معیار کو سامنے رکھتے ہوئے ویدک دھرم کی تاریخ اور مختلف زمانوں کی تبدیلیوں پر غور کرو۔

(۱) اولاد نرینہ حاصل کرنے کے لئے یگیہ میں لاکھوں روپیہ کی نغار کو جلا دینا (پنسون سنسکار اور یجر وید کے متعدد منتر اس کی تائید میں ہیں)

(۲) مذہبی تیوہاروں اور مقدس رسومات میں قمار بازی کرنا (اس کی بنیاد یجر وید ادھیائے ۱۰ منتر ۲۸ پر ہے)

(۳) ادنے ذات والوں پر ہر طرح کے ظلم و ستم کو جائز رکھنا یہاں تک کہ ان کو خدا کی عبادت کرنے پر گردن زدنی سمجھنا (رامائن بالمیکی اتر کانڈ سرگ ۷ (۳) میں شمبوک شودر کا قصہ پڑھو)

(۴) سلطنت گھر بار بلکہ بیویوں تک کو قماربازی میں ہار دینا (مہابھارت میں پانڈوں کا قصہ اس پر شاہد ہے)۔

(۵) دیوتاؤں کو شراب اور بھنگ کی نذریں پیش کرنا (یجروید ادھیائے ۱۹ پرشتپتھ برہمن کی تفسیر ملاحظہ ہو۔)

(۶) ہزاروں جانوروں کو آگ میں جلا کر ہون کرنا (اشومیدھ وغیرہ یگیوں کا ذکر وید۔ برہمن۔ مہابھارت اور رامائن میں موجود ہے)

(۷) عمارت بناتے وقت زندہ جانوروں اور انسانوں کا بنیاد میں چن دینا تاکہ عمارت گرنے سے محفوظ رہے۔ (دیکھو یجروید ادھیائے ۱۳ منتر ۳۰ اور ۴۷ پرشتپتھ برہمن)

(۸) معصوم لڑکیوں کو مندروں پر چڑھا کر ہمیشہ کے لئے ان کے کیرکٹر کو تباہ و برباد کر دینا۔

(۹) عورتوں کا مردہ لاش پر جل مرنا (رسم ستی) ایک معروف رسم ہے۔

(۱۰) جنگوں میں اپنے دشمنوں کا خون پی لینا۔ (بھیم سین اور دشاسن کا قصہ مہابھارت)

(۱۱) گلے میں دشمنوں کی کھوپریوں کا ہار پہننا۔ (تصاویر ہر جگہ بازاروں میں بکتی ہیں)

(۱۲) برہمن کی ذرا سی ہتک پر زبان کاٹ دینا۔ دس انگل لمبی لوہے کی جلتی ہوئی سلاخ منہ میں دیدینا

(۱۳) غیر اقوام کے لوگوں کو درندوں سے ٹکڑے ٹکڑے کروا دینا۔ آگ میں جلا دینا (یجروید اور منو کے قوانین اس پر گواہ ہیں۔)

(۱۴) دشمنوں کے ایک ایک عضو کو کاٹ کاٹ کر ہلاک کرنا۔

(۱۵) انسانوں کو نہ تیغ کرکے جانوروں کو خوش کرنا۔ (سوامی دیانند کا رگوید بھاشیہ منڈل ۱ سوکت ۱۲۱ منتر ۱۰ وغیرہ)

(۱۶) شودر کی وید منتر پڑھنے پر زبان کاٹ دینا۔ وید سننے پر کان میں پگھلا ہوا سیسہ ڈال دینا۔ یاد ہو جانے پر اس کے دل کو چیر دینا (برہم بھاشیہ پر رامانج کی شرح اور گوتم سمرتی $\frac{12}{1}$)

(۱۷) لوہے کے کانٹے دار شکنجے سے گوشت خوروں کو کچلنا۔ (اتھروید کانڈ ۸ سوکت ۳ منتر ۷۔۲)

سینکڑوں اس قسم کی رسومات تھیں کہ جن کا ذکر ہندوستان کی مذہبی کتب میں موجود ہے۔ انسان کے ذہنی ارتقا نے آج ان بربادی بخش رسومات کو دنیا سے نیست و نابود کر دیا ہے۔ ویدک دھرم کی وہ پرانی شکل جو ویدک زمانہ برہمنوں کے عہد مہابھارت اور رامائن کے وقت میں تھی وہ کہیں آج ڈھونڈنے سے بھی نظر نہیں آتی۔ ویدوں کی تعلیم یجروید کے سال سال بھر کے طولانی یگیہ۔ سام وید کا ستار پر گایا جانا اور منوں سوم رس کا دیوتاؤں کے لئے کڑچھیوں میں اچھلنا۔ رگوید کی دیوتاؤں کی استتیاں (حمد و ثنائیں) دریائے سرسوتی۔ گنگا جمنا اور سات دریاؤں سے التجائیں۔ رشیوں کی کرامتیں۔ دیوتاؤں کے معجزات راجاؤں کی خیرات کا مبالغہ آمیز ذکر۔ منتر پڑھ کر دریاؤں کی روانی۔ زہروں کا اثر۔ جریان خون کا روک دینا۔ نظر بندی۔ حب تسخیر۔ میاں بیوی میں دشمنی ڈال دینا (موہن۔ اچاٹن) مختلف اقسام کے ٹونے ٹوٹکے کہ جن کی تعلیم منتروں میں دی گئی تھی۔ آج ان کی قدر و قیمت معقول پسند دنیا کی نگاہوں میں نہیں رہی۔ کیا یہ اس امر کی روشن دلیل نہیں۔ کہ دنیا اپنے پرانے توہمات اور عقاید کو چھوڑ کر اسلام کی طرف دوڑی چلی آرہی ہے۔

ہندو قلعہ میں نقب زنی

اخبار "شکتی" اپنی ۲۷ اپریل کی اشاعت میں لکھتا ہے:۔

"تبلیغی مسلمانوں نے پنجاب کے ہندوؤں کو پھر ایک بار دھوکا دیا ہے۔ اور ایک ایسے موقع پر جبکہ غلام ہندوستان سوراجیہ کی جنگ میں مصروف ہے مسلمانوں کو تبلیغ کی سوجھی ہے۔ اور ان چوروں نے ہندو قلعے میں نقب زنی شروع کر دی ہے۔ پنجاب کے بازیگروں سکھڈیرہ جات نسوکے پل شاہدولہ منفل امین آباد ضلع گوجرانوالہ۔ گندوال۔ بدوملہی۔ ماناں والہ۔ بلیم پورہ ضلع سیالکوٹ۔ نیز اجنالہ ضلع امرتسر میں انہوں نے تقریباً ڈیڑھ ہزار ہندوؤں کو گذشتہ ماہ میں اسلامی حلقہ میں شامل کر لیا ہے۔ اور ان کم بختوں کی حالت بھی قابل رحم ہے۔ کہ انہوں نے محض ایک دو من اناج اور ایک ایک جوڑا نئے کپڑوں کے لئے اپنے باپ دادے کے دھرم ان کی روایات کیا تیاگ ہمیں سب کچھ ترک کر دیا۔"

"شکتی" کی خدمت میں ہم با ادب گذارش کریں گے کہ جو لوگ اپنے باپ دادا کے دھرم کو چھوڑ کر دائرہ اسلام میں آرہے ہیں۔ کیا کبھی آپ یا آپ کی قوم نے ان کی غلامی پر بھی کوئی توجہ دی ہے۔ کیا یہ سچ نہیں کہ آپ اور آپ کی قوم ویدوں اور دھرم شاستر کی رو سے ان لوگوں کو کتوں اور سوروں سے زیادہ ناپاک اور نجس سمجھتے ہیں۔ اور سمجھنے پر مجبور ہیں۔ ہندوستان اگر غلامی سے نکل جائے تو اس سے ان ازلی غلاموں کو کیا فائدہ۔ ان کا سوراج تو انہیں جب حاصل ہوگا کہ ہندو دھرم ان سے انسانوں کا سا سلوک کرنا سکھلاتا ہے۔ اور اعلیٰ طبقہ کی ہندو سوسائٹی انہیں اپنے پاس بیٹھنے اور برابر کے حقوق دینے کا اعلان کرے۔ اور اگر ایسا نہیں ہو سکتا تو پھر ظاہر ہے کہ یہ لوگ مجبوراً کسی ایسے مذہب کی تلاش کریں گے جو انہیں انسانیت کے حقوق دے۔ اور انہیں انسانوں کی برادری میں شامل کرے۔ کسی باہر کے چور کی ضرورت نہیں کہ وہ ہندو قلعہ میں نقب لگائے۔ بلکہ خود یہی لوگ اندر سے دیواریں توڑ کر اس خطرناک قلعہ سے آزاد ہونے کی کوشش کریں گے۔ مندرجہ بالا مقامات پر گذشتہ ایک ماہ میں جو ڈیڑھ ہزار بازیگر مشرف با اسلام ہوئے انہوں نے ایک روحانی سوراج حاصل کیا اور ایک روحانی آزادی کی فضا میں آکر سانس لیا۔ انسانوں کے اس پس ماندہ اور گرے ہوئے طبقہ کے اس احساس غلامی پر تو ہر کانگرسی اور سوراج کے حامی کو "انقلاب زندہ باد" کا نعرہ بلند کرنا چاہئے۔ آخر آزادی کے معنی یہی تو نہیں کہ انگریزوں کی غلامی کی بیڑیاں تو اپنے پاؤں سے نکال پھینکی جائیں مگر برہمن دیوتاؤں اور اتم جاتی کے ہندوؤں کی غلامی کی لعنت کا طوق اسی طرح گلوگیر ہے۔ آج حالات نے ہر انسان کو اپنا نفع نقصان سمجھنے کے لئے مجبور کر دیا ہے۔ پس اگر بازیگروں نے ایک ایسے مذہب کو چھوڑ دیا ہے جس نے انہیں کتوں اور سوروں سے بھی زیادہ ذلیل کر رکھا تھا تو یہ ان کا فطرتی احساس ہے ورنہ ایک دو من اناج اور کسی برہمن دیوتا کا دان کیا ہوا کپڑوں کا جوڑا تو انہیں اپنے باپ دادا کے دھرم میں بھی میسر تھا۔

مسلمان نہ چور ہیں نہ نقب زن نہ کسی نازک موقع پر دھوکہ دینے نہ فریب بلکہ اگر سچ پوچھو تو مسلمان خدا کی اس درماندہ اور قعر ذلت میں گری ہوئی قوم کو سربلند و سرفراز کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ جو ویدک دھرم کے پنجۂ استبداد کے نیچے پڑی سسک رہی ہے۔ مسلمانوں کی چوری، مسلمانوں کی نقب زنی۔ مسلمانوں کا دھوکا اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ وہ چند انسانوں کو انسان سمجھنے پر مجبور ہیں۔ اور انہیں اپنے گلے سے لگا کر انسانیت کے تمام حقوق دے دینے پہلے قرار دے

شوریدہ سری کا ہے تو الزام ہی الزام
اپنے دل شیدا کی خطا اور ہی کچھ ہے

ہنگامۂ پشاور

گذشتہ ہفتہ پشاور میں حکومت اور عوام کے درمیان جو خوفناک تصادم ہوا ہے اس کی تفصیلات اور نتائج اخبارات کے ذریعے معلوم ہو چکے ہوں گے۔ اس کی ذمہ داری کس پر عاید ہوتی ہے۔ اور زیادہ قصور کس کا ہے؟ یہ ایک علیحدہ سوال ہے۔ اس وقت ہمیں اس المناک حقیقت کو آشکار کرنا مقصود ہے۔ کہ اس خونیں ہنگامہ میں کانگرس کی ترغیب پر عوام نے حصہ لیا۔ اور ان میں غالب تعداد مسلمانوں کی ہے۔ مقتولین و مجروحین تو قریب قریب تمام مسلمان ہیں۔ جن کی تعداد سینکڑوں تک پہنچتی ہے۔ حیرت ہے کہ کانگرس نے ان بدنصیب سرفروشوں کی امداد کے لئے کوئی قابل ذکر قدم نہیں اٹھایا۔ تمام ذمہ دار کانگرسی لیڈر خاموش ہیں۔ موجودہ دور میں ہنگامہ پشاور کی مثال ملنی مشکل ہے۔ لیکن ہم دیکھ رہے ہیں۔ وہ کانگرس جو معمولی معمولی ہنگاموں پر امدادی فنڈ کھول دیا کرتی ہے طبی وفد پر طبی وفد روانہ کیا کرتی ہے۔ اب بالکل خاموش ہے۔ کل اسی بدنصیب صوبہ کا معاملہ جب اسمبلی میں پیش ہوا تھا تو مالوی۔ مونجے اور دیگر ہندو ممبروں نے مخالفت میں آستینیں چڑھا لی تھیں۔ آج گاندھی اور نہرو ایسے لیڈر چپ سادھے بیٹھے ہیں۔ کیا اس کی وجہ سوائے اس کے اور کوئی ہو سکتی ہے کہ یہ لوگ مسلمان ہیں۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہے اگر ایسا واقعہ ہندوؤں

بسم اللہ الرحمن الرحیم　　نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۱۸ | ۵ر محرم الحرام ۱۳۷۹ھ | نمبر ۳۸

دارالکتب اسلامیہ کا رعایتی اعلان

احباب سے ایک ضروری گذارش

(از محمد انعام الحق)

موجودہ زمانہ کو بجا طور پر لٹریچر کا زمانہ کہا جاتا ہے۔ کوئی مذہب کوئی ملک، کوئی قوم، کوئی زبان، کوئی حکومت، اور کوئی سوسائٹی اس وقت تک اپنے مقاصد میں کامیاب نہیں ہوسکتی جب تک وہ اپنی ضروریات کے لحاظ سے مناسب لٹریچر کا انتظام نہیں کرلیتی۔ عیسائی مشن باوجود خلاف عقل عقاید پیش کرنے کے کیوں اپنی تبلیغ میں کامیاب ہو رہے ہیں؟ اس لئے کہ ان کے پاس بے شمار زبانوں میں عیسائیت کے متعلق لٹریچر موجود ہے۔ لامذہبیت کیوں تمام کرۂ ارض پر اس تیزی سے پھیل رہی ہے۔ اس کی وجہ بھی خلاف مذہب لٹریچر کی اشاعت ہے۔ دنیا کی تمام ترقی یافتہ اقوام و ممالک لٹریچر کی طرف خاص توجہ مبذول کر رہے ہیں۔ حکومتیں بھی آج فوجوں اور مختلف قسم کے جنگی سامانوں کے ساتھ اخبارات و رسائل اور کتب کی قوت سے فائدہ اُٹھا رہی ہیں۔ اسی طرح مختلف زبانوں اور سوسائٹیوں کا حال ہے۔

مسلمان قوم کی پستی کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ اس کے پاس اپنی ضروریات کے لحاظ سے لٹریچر موجود نہیں۔ ہندوستانی مسلمانوں پر ایک نظر کیجئے۔ ان کا پریس ہمسایہ اقوام کے پریس کے مقابلہ میں بے حد کمزور ہے۔ ان کی قومی زبان اردو، مفید علمی و ادبی کتابوں سے بہت بڑی حد تک محروم ہے۔ دیگر اقوام نہایت سرعت سے اپنے لٹریچر کو ترقی دے رہی ہیں۔ لیکن وہ مسلمان جن کے اسلاف علم پروری میں اپنی مثال نہ رکھتے تھے بالکل غافل ہیں۔ تاریخ اسلام بے شمار ایسے مشاہیر کے اسماء پیش کرسکتی ہے جو اہل سیف ہونے کے ساتھ ہی اہل قلم بھی تھے۔ بہت سے ایسے شاہانِ اسلام کے نام بھی لئے جاسکتے ہیں۔ جنہوں نے ایک طرف اپنی فتوحات کے بے پناہ سیلاب سے قوموں کی تاریخوں اور ملکوں کے حدود کو بدل کر رکھ دیا۔ دوسری طرف اہلِ قلم کی حیثیت سے اپنی بہترین یادگاریں چھوڑ گئے۔

علمائے سلف کی زندگی کا مشغلہ ہی تصنیف و تالیف تھا۔ انہوں نے علوم دینیہ کی اس قدر خدمت کی کہ تاریخ عالم اس کی مثال پیش کرنے سے عاجز ہے۔ گو آج زمانہ کے انقلابات سے ان کی علمی یادگاریں بہت بڑی حد تک تلف ہوچکی ہیں۔ مگر پھر بھی اس قدر ذخیرہ موجود ہے۔ جن پر تمام دنیا کے اہل قلم حیران ہیں۔ مگر آہ! یہ اس عہد اقبال و سعادت کا ذکر ہے جو گزر گیا۔ اب ہم اس کی یاد سے چین کئے دیتی ہے۔ آج تو ہمارے کالج اور مدرسے بھی مصنف پیدا کرنے سے عاجز ہیں۔ قوم کے دوسرے طبقوں سے کیا امید کیجا سکتی ہے۔

اسلام ایک سچا اور زندہ مذہب ہے۔ اس میں تمام دنیا کو فتح کرلینے کی قوت موجود ہے مگر اس کا کیا علاج کہ فرزندانِ اسلام کے پاس موجودہ زمانہ کی ضروریات کے مطابق مذہبی لٹریچر موجود نہیں ہے۔ ورنہ یہ ممکن تھا کہ ہمارے اشد ترین مخالفین آج ہمارے دست و بازو ہوتے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے مسلمان قوم کی اس کمزوری کو بخوبی محسوس کرلیا تھا۔ انہوں نے سب سے پہلے اسلامی لٹریچر کی فراہمی کی طرف توجہ کی۔ اور اسلام کی خوبصورتی اور صداقت کو ظاہر کرنے کے لئے متعدد کتابیں لکھیں۔ جن کی خوبی کو ان کے اشد ترین مخالفین نے بھی تسلیم کیا ہے۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام نے بھی جو اس مجدد وقت کی صحیح جانشین ہے سب سے زیادہ توجہ ... اشاعت کی طرف دی۔ اس نے حضرت مسیح موعودؑ اور دیگر بزرگان سلسلہ کی مطبوعہ کتابوں کے نئے ایڈیشنوں کی تیاری کے علاوہ مختلف موضوعات پر کئی کتابیں لکھوا کر شائع کیں۔ آج ہم پورے اطمینان سے کہہ سکتے ہیں کہ مسلمانانِ عالم کی کوئی جماعت دینی لٹریچر کے لحاظ سے ہماری انجمن کا مقابلہ نہیں کرسکتی۔ دنیا کے تمام اہلِ نظر مسلمانوں کو اس کا اعتراف ہے۔ چنانچہ گذشتہ اشاعت ہی میں شام کے مشہور مسلم رہنما امیر شکیب ارسلان کی مندرجہ ذیل رائے درج ہوچکی ہے:-

> "حضرت مرزا صاحب اور مولانا محمد علی صاحب کی تصانیف
> اسلام کی ایسی صحیح تصویر پیش کرتی ہیں جس سے اسلام
> کی شوکت بڑھتی اور ان دلائل کے ذریعے ہم ہمیشہ
> مخالفینِ اسلام پر فتح حاصل کرتے رہتے ہیں۔"

اس قسم کی اور بے شمار آراء بھی پیش کی جاسکتی ہیں۔ جن کو ہم بخوفِ طوالت نظر انداز کرتے ہیں۔

اس وقت دنیا میں اسلام کے تین بڑے دشمن ہیں۔ لامذہبیت کی رَو عیسائیت، اور آریہ سماج، ان تینوں کی کامیابی کی وجہ لٹریچر ہی ہے۔ عیسائیت اور لامذہبیت کا ذکر ہوچکا ہے۔ آریہ سماج نے بھی اپنے اغراض کی تکمیل کے لئے بے شمار لٹریچر فراہم کرلیا ہے۔ اور برابر فراہم کر رہا ہے۔ آپ کسی سماج کے جلسہ پر جاکر دیکھئے۔ پھر آپ کو اس دشمن اسلام گروہ کی سرگرمیوں کا کچھ اندازہ ہو سکے گا۔ یقین جانئے مسلمان اس وقت تک ان زبردست دشمنوں کا کامیاب مقابلہ نہیں کرسکیں گے۔ جب تک وہ احمدیہ جماعت لاہور کے اسلامی لٹریچر کی اشاعت میں نمایاں حصہ نہ لیں۔ اس وقت انجمن کافی تعداد میں کتب و رسائل شائع کرچکی ہے۔ بہت سی کتب زیر ترتیب ہیں۔ بعض کے مسودات مکمل ہوچکے ہیں۔ اگر مسلمان قوم انجمن کی خریداری کتب سے حوصلہ افزائی کرے تو وہ تمام مسلمانانِ عالم کی دینی ضروریات کے لئے لٹریچر فراہم کرسکتی ہے۔ انجمن نے اس خیال سے کہ اس مفید اسلامی لٹریچر کی زیادہ سے زیادہ اشاعت بیک وقت ہو سکے اور اس کے ساتھ تیار شدہ کتب و رسائل کی طباعت کے لئے روپیہ بھی حاصل ہو جائے۔ اپنی تمام کتابوں کو ایک ماہ تک رعایتی قیمت پر دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ چنانچہ "پیغام صلح" کی کئی گذشتہ اشاعتوں میں مختلف عنوانات سے اس کا ذکر آچکا ہے۔ اشتہار بھی شائع ہو رہا ہے۔ آج کل کام کا زمانہ ہے۔ باتوں سے زیادہ عمل کی ضرورت ہے۔ اس وقت مسلمان قوم کی حالت، دین کی بے بسی، انجمن کی مشکلات و ضروریات یہ سب کچھ آپ کے سامنے ہے۔ ان حالات میں آپ کا یہ اولین فرض ہے کہ اس رعایتی اعلان کی طرف فی الفور پوری توجہ دیں۔ تمام احمدی احباب کو لازم ہے۔ کہ وہ خود زیادہ سے زیادہ تعداد میں کتابیں خریدنے کے علاوہ اپنے حلقہ اثر میں دیگر مسلمانوں کو بھی ان کی خریداری پر آمادہ کریں۔ ۱۲ جون کو اس رعایتی اعلان کی میعاد ختم ہو جائے گی۔ وقت بہت تھوڑا رہ گیا ہے۔ اب دیر کرنا مناسب نہ ہوگا۔ اگر زندہ انسانوں کے مجمع سے ایک سوال کیا جائے تو اس کے جواب میں بہت سی آوازیں آجایا کرتی ہیں۔ لیکن لاشوں کے ڈھیر کے سامنے یا کسی قبرستان میں بار بار بھی ایسا کیا جائے تو سوائے صدائے بازگشت کے اور کوئی جواب نہ ملے گا۔ ہمیں یقین ہے کہ احمدی جماعت ایک زندہ جماعت ہے۔ وہ دین کو دنیا پر مقدم رکھتی ہے۔ اس کا ہر ایک فرد اسلامی لٹریچر کی اشاعت کے لئے انتہائی جدوجہد کرنا اپنے لئے باعث مسرت و فخر سمجھتا ہے۔ اسی یقین کے ساتھ ہم نے زندہ انسانوں اولوالعزم اور مجاہد مسلمانوں یعنی احمدیوں کو پکارا ہے۔ دین کے نام پر پکارا ہے۔ خدا کے لئے اس پکار کا جواب اسی طرح دیجئے جس کی توقع زندہ انسانوں اور سچے مسلمانوں سے کی جاسکتی ہے۔

روسی مسلمانوں کی فریاد

اس اشاعت میں کسی دوسری جگہ وانگا یورال (روس) کی مجلس مرکزیہ استقلال کی طرف سے ایک دردناک اپیل کا ترجمہ شائع ہو رہا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بولشویک حکومت روسی مسلمانوں پر بے حد ظلم کر رہی ہے۔ ان کو شعار دین کی ادائیگی سے جبراً روکا جاتا ہے۔ اسلامی مدارس اور دینی تعلیم مکمل بند کردی گئی ہے۔ مسجدیں گرائی جا رہی ہیں۔ اسلامی مطابع اور کتب خانے برباد کئے جا رہے ہیں۔ آئمہ مشائخ اور موذن سب کے سب ذلیل و خوار ہو رہے ہیں۔ مسلمانوں کو حج کی بھی ممانعت کردی گئی ہے۔ ...

افسوس ہمارے پاس ان باتوں کی تصدیق کا کوئی فوری ذریعہ موجود نہیں۔ چین کی اسلامی آبادی کی طرح ہم روسی مسلمانوں کے حالات سے بھی بڑی حد تک بے خبر ہیں۔ کچھ روز ہوئے ریوٹر ایجنسی کے ذریعے یہ اطلاع موصول ہوئی تھی کہ بالشویک حکومت نے تیس ہزار مسجدیں شہید کردی ہیں۔ مجلس مذکور کے بیان سے اس خبر کی تصدیق تو نہیں ہوتی البتہ اس قدر ضرور معلوم ہوتا ہے۔ کہ تمام مساجد اور ... ان کے اوقاف و مملوکات کو ضبط کرلیا گیا ہے۔ ایک سو سے زاید مساجد مقفل کردی گئی ہیں۔ بعض سے رقص گاہوں اور شراب خانوں کا کام لیا جا رہا ہے۔ بعض میں کلب اور یتیم خانے قائم کردئے گئے ہیں۔ علاوہ ازیں ہر ایک نمازی کو خاص ٹیکس ادا کرنا پڑتا ہے۔ اس کے بغیر وہ مسجد میں جاکر نماز ادا نہیں کرسکتا۔ اگر کسی سرکاری ملازم کی نسبت معلوم ہو جائے کہ وہ نماز روزے کا پابند ہے تو اسے فی الفور ملازمت سے علیحدہ کردیا جاتا ہے۔

بعض احباب کے نزدیک یہ سب باتیں بالشویک حکومت کے مخالفین کا پروپیگنڈا ہیں۔ مگر ہم کو یہ تاویل مطمئن نہیں کرسکتی بے شک بعض حکومتوں کی طرف سے بالشویکوں کی مخالفت ہو رہی ہے لیکن یہ بھی ایک روشن حقیقت ہے کہ بالشویک حکومت مذہب کی سخت دشمن ہے۔ اس نے عیسائی پادریوں کے ساتھ نہایت ظالمانہ سلوک کیا ہے۔ بے شمار گرجے جبراً بند کردئے گئے ہیں۔ جو لوگ اپنے آباؤ اجداد کے مذہب کے متعلق ایسا کرسکتے ہیں۔ وہ مسلمانوں پر جو ظلم کریں تھوڑا ہے۔

ہمارے خیال میں تمام مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ اپنے روسی بھائیوں کی اصلی حالت سے جلد آگاہی حاصل کریں۔ اگر بالشویک مظالم کی خبر صحیح ہے تو ہمیں ان کی ہر ممکن مدد کے لئے تیار رہنا چاہئے سب سے زیادہ یہ کہ ہر نماز میں ان کے لئے بالالتزام دعا ہونی چاہئے۔

میاں بشیر الدین محمود کا انتقال

انگریزی اخبار "ٹربیبون" (مورخہ ۳ جون) اس خبر کا ذمہ دار ہے کہ میاں بشیر الدین محمود صاحب ۳۱ مئی سنہ کو قادیاں میں حرکت قلب بند ہو جانے کی وجہ سے انتقال فرما گئے۔ ہم نے اس خبر کی تفصیلات معلوم کرنے کی کوشش کی۔ لیکن کامیابی نہ ہوسکی۔ ۳۱ مئی کی شام تک یہ خبر بالکل ظاہر نہ ہوئی تھی۔ یکم جون کو اتوار کی وجہ سے پیغام صلح اور انجمن کے دیگر دفاتر بند تھے۔ آج مورخہ ۲ جون کی صبح کو "ٹربیبون" کے تازہ پرچہ (جس پر ۳ جون کی تاریخ ہے) سے یہ خبر معلوم ہوئی۔ ہم نے بہت دوڑ دھوپ کی۔ لیکن تمام خبر رساں ایجنسیاں۔ اخبارات کے نامہ نگار اور مقامی قادیانی اصحاب اس سے زیادہ کچھ نہیں بتا سکتے۔ البتہ بعض حلقوں سے اس خبر کی تصدیق ضرور ہوئی ہے۔ اس وقت تین بج چکے ہیں۔ اخبار کی آخری کاپی پریس کو جا رہی ہے اس لئے ہم نے ناظرین تک یہ خبر تفصیلات کے بغیر ہی پہنچا دینا ضروری سمجھا۔

میاں صاحب مرحوم کی موت ان کے مریدوں و دیگر متعلقین کے علاوہ ہمارے لئے بھی باعث رنج ہے۔ ہم قادیانی جماعت اور مرحوم کے جملہ متعلقین سے دلی ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے دعا کرتے ہیں۔ خدا مرحوم کی مغفرت فرمائے۔ اور ہر اس شخص جس کو ان کی موت سے رنج پہنچا ہے۔ صبر جمیل عطا فرمائے۔

ضروری اعلان

مولانا عبد الحق صاحب کے مانگرول تشریف لیجانے پر مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع "پیغام صلح" کے چیف ایڈیٹر مقرر ہوئے ہیں۔

ضروری گذارش

ناظرین سے التماس ہے کہ خط و کتابت کے وقت اپنے خریداری نمبر کا حوالہ دیا کریں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　　　نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۱۸ | ۶ر صفر المظفر ۱۳۴۹ھ | نمبر ۴۵

کنواری حاملہ ہوگی اور بیٹا جنیگی

(۲)

یسعیا باب ۷ آیت ۱۴

الحمد للہ الذی انزل علیٰ عبدہ الکتاب ولم یجعل لہٗ عوجا قیما لینذر باسا شدیدا من لدنہ ویبشر المومنین الذین یعملون الصلحٰت ان لھم اجرا حسنا ماکثین فیہ ابدا و ینذر الذین قالوا اتخذ اللہ ولدا ما لھم بہ من علم ولا لآباءھم کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم ان یقولون الا کذبا۔

تاریک رات۔ ابر و باد کا طوفان۔ سنسان جنگل اور راستہ کا ٹیڑھا ہونا جس طرح ایک راہ چلتے مسافر کو اس کی ہلاکت کا پے در پے یقین دلاتے ہیں۔ اس سے بڑھ کر اس قوم کی ہلاکت اور بربادی زیادہ قرین قیاس ہے۔ کہ جس کو ایک روشن کتاب دنیا کی تاریکیوں میں رہنمائی کے لئے عطا کی گئی۔ لیکن اس نے اپنی کوتہ فہمی سے الہی روشنی کو گم کرکے اپنے خیالات فاسدہ اس میں داخل کر دیئے اور اس زندگی کے چشمے کو مکدر کرکے اس کو اپنی بربادی اور ہلاکت کا ذریعہ بنالیا۔ مندرجہ عنوان آیت میں قرآن کریم کی اس بہت بڑی خوبی کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ جو اس کی فوقیت دیگر کتب سماوی پر ظاہر کر رہی ہے۔

"کس قدر قابل تعریف وہ ذات ہے کہ جس نے اپنے بندہ پر کتاب اتاری اور اس کے اندر کسی قسم کی کجی اور ہلاکت کی طرف لیجانے والی مشتبہ باتیں بیان نہیں کیں۔ بلکہ اس کو قیم یعنی روحانی پرورش کا اہتمام کرنے والی بنایا ہے۔ مخالفین کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک خطرہ شدید کا الارم دیدو اور اعمال صالحہ بجالانے والے ایمانداروں کو خوشخبری دیدو۔ ان کیلئے بہترین اجر ہے۔ کہ جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور ان لوگوں کو تنبیہ کردو کہ جو کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے بیٹا بنالیا انہیں اسکے متعلق کچھ بھی علم نہیں۔ اور نہ ان کے باپ دادوں کو تھا۔ بہت ہی بڑی بات ہے جو ان کے منہوں سے نکلتی ہے پر وہ جھوٹ ہی کہتے ہیں"۔

قرآن کریم نے جس طرح شروع میں بیان فرمایا ھٰذا ذٰلک الکتاب لاریب فیہ ھدی للمتقین کہ یہ وہ عظیم الشان کتاب ہے جس میں شک وشبہ اور ہلاکت کی کوئی تعلیم نہیں۔ بلکہ اس میں احکام الہی پر چلنے والوں کے لئے ہدایت اور قوانین ہیں۔ انہی الفاظ کو ایک دوسرے پیرایہ میں یوں بیان کیا گیا ہے۔ کہ اس کتاب میں کوئی کجی کوئی ٹیڑھاپن اور ہلاکت کی راہ نہیں۔ بلکہ یہ قائم رکھنے والی اور روحانی قوار اور استعدادوں کی آبیاری کرنے والی ہے۔

اس میں تیسری خوبی یہ ہے کہ جن باتوں میں اس سے پیشتر اہل کتاب نے ٹھوکر کھائی ہے اس سے انہیں تنبیہ کرتی ہے۔ چنانچہ وہ قوم جو یہ کہتی ہے کہ اللہ نے ایک بیٹا بنالیا ان کے پاس اس کی کوئی علمی سند نہیں۔ نہ صرف انکے پاس بلکہ انکے باپ دادوں کے پاس بھی نہ تھی۔ جھوٹ ہے۔ جو کچھ کہ یہ کہتے ہیں اس سے ان کو اطلاع دیدو۔ اور اس کے وبال سے ان کو خبردار کردو۔

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ عیسائی حضرات نے بائیبل کے محاورات کو بائیبل کی بنا پر سمجھنے کی بہت ہی کم کوشش کی ہے۔ بلکہ جس طرح صدر اول کے عیسائیوں (حواریوں) نے اپنے استاد کا کلام اور تمثیل سمجھنے میں ہمیشہ غلطی کھائی۔ اور وہ عمر بھر ان کی سمجھ اور عقل پر نوحہ گر رہا۔ اسی طرح آجتک یہ لوگ ٹھوکر پر ٹھوکر کھاتے چلے آرہے ہیں۔ یہی اس قوم کی عملی غلطی ہے۔ کہ جس کا انکشاف قرآن کریم نے آج سے ۱۳۰۰ برس پہلے کیا۔ "کنواری حاملہ ہوگی اور بیٹا جنے گی"۔ اس کے متعلق بائیبل کے اپنے محاورات ہم گذشتہ نمبر میں سپرد قلم کرچکے ہیں۔ باقی حوالہ جات ذیل میں دیئے جاتے ہیں۔ کہ جن سے یہ ظاہر ہے کہ کنواری کے حاملہ ہونے کا محاورہ بائیبل میں وہ مفہوم نہیں رکھتا۔ کہ جو ایک مذموم خیال کسی شخص کے دل میں پیدا کر دیتا ہے۔ اور یہودی قوم کو ایسا خیال کرنے میں کسی قدر حق بجانب ٹھیرا دیتا ہے۔ بلکہ بائیبل میں اس سے مراد ایک نیک پاک مذہبی کتب سے واقف اور بے گناہ عورت کے ہیں۔ اگرچہ وہ شادی شدہ ہو۔

مزید حوالجات بائیبل

"کاش کہ تم ذرا میری بیوقوفی کی برداشت کرو اور تم تو میری برداشت کرتے ہو۔ . . . .
مجھے تمہاری بابت خدا کی سی غیرت آتی ہے۔ کیونکہ میں نے تمہاری منگنی ایک ہی شوہر سے کی ہے۔ تاکہ میں تم کو پاکدامن کنواری کی مانند مسیح کے پاس حاضر کردوں"

(۲ قرنتیون $\frac{۲}{۱۱}$)

یہ وے لوگ ہیں جو عورتوں کے ساتھ گندگی میں نہ پڑے۔ کہ کنوارے ہیں یہ وے ہیں کہ جو برّہ کے پیچھے جاتے ہیں۔ جہاں کہیں وہ جاتا ہے۔

(مکاشفات یوحنا $\frac{۴}{۱۴}$)

ان دونوں مقامات میں کنوارے اور کنواریوں سے مراد موحد لوگ ہیں کہ جن کے دل میں اپنے خدا کے لئے غیرت ہے۔

"اسرائیل کی کنواری نے نہایت ہولناک کام کیا"

(یرمیاہ $\frac{۱۳}{۱۴}$)

"اسرائیل کی کنواری آتو پھر طبلے اٹھا کے اپنے تئیں سنوارے گی۔ اور خوشی کرنے والوں کی ناچ میں شامل ہونے کو نکلیگی

(یرمیاہ $\frac{۳۱}{۱۴}$)

"پھر پلٹ اے اسرائیل کی کنواری اپنے ان شہروں میں تو پھر چلی آ"

(یرمیاہ $\frac{۳۱}{۲۱}$)

"اے مصر کی کنواری بیٹی جلعاد کو چڑھ جا اور بلسان لے تو بے فائدہ بہت دوائیں استعمال کرتی ہے۔ تو چنگی نہ ہوگی"۔

(یرمیاہ $\frac{۴۶}{۱۱}$)

خداوند نے یہوداؔ کی کنواری بیٹی کو کولھو میں لتاڑا۔

(یرمیاہ کا نوحہ)

اے صیدا تو شرما کہ سمندر نے کہا ہے۔ سمندر کے گڑھ ہی نے یہ فرمایا کہ مجھے دردزہ نہیں ہوا اور میں بچے نہیں جنی۔ میں جوانوں کو نہیں پالتی اور کنواریوں کی پرورش نہیں کرتی ہوں

(یسعیا $\frac{۲۳}{۴}$)

ان آیات کے سیاق سباق کلام سے ظاہر ہے کہ ان میں کنواری سے مراد ہرگز بے شوہر عورتیں نہیں۔ بلکہ قوم اور خدا کی برگزیدہ قوم ہی مراد ہے۔ اسی طرح عاموس کی کتاب $\frac{۵}{۲}$ نوحہ یرمیاہ $\frac{۱}{۴}$ $\frac{۱}{۱۸}$ $\frac{۲}{۱۰}$ $\frac{۲}{۲۱}$ عاموس $\frac{۸}{۱۳}$ اور حزقیل $\frac{۴۴}{۲۲}$ وغیرہ وغیرہ میں بھی لفظ کنواری لوگوں اور قوموں کے لئے بطور صفت تقدس استعمال کیا گیا ہے۔ بائیبل کے ان تمام حوالجات کو کہ جن میں لفظ کنواری استعمال ہوا ہے ہم دو حصوں میں تقسیم کرتے ہیں۔

۱۔ قریباً دس مرتبہ یہ اپنے اصل معنوں میں استعمال ہوا ہے۔
۲۔ بیس مرتبہ سے زاید بطور استعارہ قوم، شہر، نیک عورت اور بیوہ یا ضعیف لوگوں کے لئے استعمال ہوا ہے۔

کنواری کے حاملہ ہونے کے حوالجات بھی دو حصوں میں تقسیم کئے جاسکتے ہیں۔

۱۔ ایک تو مذموم طور پر شریعت کی سزا کے بیان میں
۲۔ دوسرے استعارہ کے رنگ میں۔ نیک اور پاک لوگوں کے لئے کہ جو موحد اور ضعیف ہوں۔ اگرچہ وہ شادی شدہ ہوں۔

رہا وہ قصہ کہ جو اس پیشگوئی کے ظاہر الفاظ سے ٹھوکر کھا کر مقدس متی نے تراشا ہے۔ اس کے متعلق سائیکلو پیڈیا بائیبلکا کا بیان یاد رکھنے کے قابل ہے۔

Thus the evidence that primitive Christian tradition knew anything about the father of Jesus is very slight . . . . .
. . . . page 2597 Vol 2

وہ اس امر کی شہادت کہ صدر اولیٰ کے عیسائی جناب مسیح کے باپ کے متعلق کچھ جانتے تھے بہت ہی بودی ہے اور غالب قیاس یہ ہے کہ مسیح کی پیدائش کا افسانہ کہ جو متی باب اوّل اور لوقا کے باب اوّل آیات ۲۶-۲۱ اور باب ۳ آیات ۳۸-۲۳ میں مذکور ہے وہ یا تو یہودی طالمودی روایات ہیں۔ یا جو اناجیل سے پیشتر قصے مشہور تھے ان کی بنا پر بنا لیا گیا ہے۔ جس پر علماء کا یہ خیال ہے کہ یہ نسب نامہ محض یہودی تخیل اور اوہام کی بنا پر ترتیب دیا گیا ہے۔ تاریخ دان کا اقرار تو یہی ہے کہ یسوع کے باپ کا نام بھی یقینی طور پر معلوم نہیں۔

سائیکلو پیڈیا بائیبلکا کی اس شہادت کو کہ جو بہت بڑے فضلاء کی سالہاسال کی تحقیقات کا نتیجہ ہے ایک طرف رکھ کر قرآن کریم کی معجزانہ عبارت کو پڑھو۔ کہ ایک امی کس طرح آج سے ۱۳۰۰ سال پہلے اپنے خدا سے علم پاکر وہی بات کہ گیا کہ جو آج عیسائی محققین اپنی گہری غور و فکر کے بعد کہتے ہیں۔ کہ مسیح کی ولادت کے متعلق ان کے پاس علم کچھ بھی نہیں۔ اور نہ ان کے باپ دادوں کے پاس تھا۔ صدق اللہ ورسولہ الکریم۔

پنڈت دہرم بھکشو کا انتقال

ہم نہایت افسوس کے ساتھ اس خبر کو شائع کر رہے ہیں۔ کہ ۲۴ جون ۱۹۳۰ء کو لکھنؤ میں پنڈت دہرم بھکشو جی کا بعارضہ ہیضہ انتقال ہوگیا ہے۔ آپ آریہ سماج کے ایک مشہور و سرگرم کارکن تھے اور مسلمانوں سے اکثر مناظروں میں وقت گذارتے تھے۔ اگرچہ آریوں کا مہذب و شائستہ طبقہ ان کے طرز مناظرہ کو پسند نہ کرتا تھا۔ البتہ عام آریہ ان کی پیٹھ ٹھونکتے۔ اور ہر طرح کی امداد پیش کیا کرتے تھے۔ کسی کی موت کے بعد اس کی کمزوریوں کا ذکر کرنا مناسب نہیں ہوا کرتا ورنہ ہم پنڈت جی کی اسلام کے متعلق دل آزار روش کہ جو عمر بھر قائم رہی ہے بہت کچھ لکھ سکتے تھے۔ لالہ لاجپت رائے آنجہانی نے جب سوامی دیانند سرسوتی کی سوانح عمری لکھی تو انہیں پنڈت لیکھرام کی ذات پر بہت سے اعتراضات تھے۔ مگر محض اس لئے درگذر سے کام لیا کہ پنڈت لیکھرام جی مرچکے تھے۔ لالہ جی لکھتے ہیں :-

"پنڈت لیکھرام کے کام پر نکتہ چینی کرنے سے ہمارا قلم رکتا ہے کیونکہ ہم اس امر کو بھول نہیں سکتے کہ پنڈت لیکھرام کی موت سے ان کو واجبی طور پر درجہ شہادت مل چکا ہے مرحوم شہید کی موت نے اس کے تمام نقائص اور عیوب کو پس پردہ ڈال دیا ہے"۔

ٹھیک اسی طرح ہم بھی یہی کہیں گے کہ پنڈت دہرم بھکشو جی کی موت کے بعد ان کی کمزوریوں کا ذکر کرنا ایک بدمزہ کام ہے۔ اور ہم اپنے قلم کو اس کے لئے کسی خفیف سی حرکت کی اجازت بھی نہیں دے سکتے۔ لیکن ہم اتنا کہے بغیر رہ بھی نہیں سکتے کہ "پرکاش" کا یہ دعویٰ اپنے اندر صداقت کا کوئی معمولی حصہ بھی نہیں رکھتا۔ کہ پنڈت دہرم بھکشو کے زبردست اعتراضات کے جواب میں بڑے بڑے مولویوں کو سوائے خاموشی کے چارہ نہ تھا۔

راقم الحروف بارہا پنڈت جی کے مقابلہ پر میدان مناظرہ میں اترا۔ اور گھنٹوں مناظرے ہوا کئے۔ ہزارہا ہندو، سکھ، عیسائی اور مسلمانوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ خدا نے اسلام کا بول بالا کیا۔ سیتاپور یوپی میں تو پنڈت جی ایک گھنٹہ بیس منٹ کے بعد دلائل کی تاب نہ لاتے ہوئے میدان چھوڑ گئے تھے۔ آہ! ہماری یہ آخری ملاقات تھی۔ اور ہمیں معلوم نہ تھا کہ آج کے بعد ہم پنڈت جی کو پھر نہ دیکھ سکیں گے۔

اگر دانستم از روز ازل داغ جدائی را
نے کردم بدل روشن چراغ آشنائی را

اشتہاری اغراض

کی تکمیل کے لئے "پیغام صلح" سے بڑھ کر اخبار سے ضرور آزمائیے۔

کلمات طیبات

(از حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

انسان کامل

اس مقام شفاعت کی طرف قرآن کریم میں اشارہ فرما کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انسان کامل ہونے کی شان بیان فرمایا ہے۔ دَنٰی فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی یہ رسول خدا کی طرف چڑھا۔ اور جہاں تک امکان میں ہے خدا سے نزدیک ہوا۔ اور قرب کے تمام کمالات کو طے کیا۔ اور لاہوتی مقام سے پورا حصہ لیا۔ اور پھر ناسوت کی طرف کامل رجوع کیا یعنی عبودیت کے انتہائی نقطہ تک اپنے تئیں پہنچایا۔ اور بشریت کے پاک لوازم یعنی بنی نوع کی ہمدردی اور محبت سے جو ناسوتی کمال کہلاتا ہے۔ پورا حصہ لیا۔ ایک طرف خدا کی محبت اور دوسری طرف بنی نوع کی محبت میں کمال تام تک پہنچا۔ پس چونکہ وہ کامل طور پر بنی نوع سے قریب ہوا۔ اس لئے دونوں سے مساوی قرب کی وجہ سے ایسا ہو گیا جیسے دو قوسوں میں ایک خط ہوتا ہے۔ لہذا وہ شرط جو شفاعت کے لئے ضروری ہے اس میں پائی گئی۔ اور خدا نے اپنے کلام میں اس کے لئے گواہی دی کہ وہ اپنے بنی نوع میں اور اپنے خدا میں ایسا درمیان ہے جیسا کہ وتر دو قوسوں کے درمیان ہوتا ہے۔

نبوت محمدیہ پر تمام نبوتوں کا خاتمہ ہے

تمام نبوتیں اور تمام کتابیں جو پہلے گزر چکیں ان کی الگ طور پر پیروی کی حاجت نہیں رہی کیونکہ نبوت محمدیہ ان سب پر مشتمل اور حاوی ہے۔ اور بجز اس کے سب راہیں بند ہیں۔ تمام سچائیاں جو خدا تک پہنچاتی ہیں۔ اس کے اندر ہیں۔ نہ اس کے بعد کوئی نئی سچائی آئے گی اور نہ اس سے پہلے کوئی ایسی سچائی تھی جو اس میں موجود نہیں۔ اس لئے اس نبوت پر تمام نبوتوں کا خاتمہ ہے۔ اور ہونا چاہیے تھا۔ کیونکہ جس چیز کے لئے ایک آغاز ہے۔ اس کے لئے ایک انجام بھی ہے۔ لیکن یہ امت محمدیہ اپنی ذاتی فیض رسانی سے قاصر نہیں۔ بلکہ سب نبوتوں سے زیادہ اس میں فیض ہے۔ اس نبوت کی پیروی خدا تک بہت سہل طریق سے پہنچا دیتی ہے اور اس کی پیروی سے خدا تعالیٰ کی محبت اور اس کے مکالمہ اور مخاطبہ کا اس سے بڑھ کر انعام مل سکتا ہے جو پہلے ملتا تھا۔ مگر اس کا کامل پیرو صرف نبی نہیں کہلا سکتا۔ کیونکہ نبوت کاملہ تامہ محمدیہ کی اس میں ہتک ہے۔ ہاں امتی اور نبی دونوں لفظ اجتماعی حالت میں اس پر صادق آ سکتے ہیں۔ کیونکہ اس میں نبوت کاملہ تامہ محمدیہ کی ہتک نہیں۔ بلکہ اس نبوت کی چمک اس فیضان سے زیادہ ظاہر ہوتی ہے۔

تاجدار دکن کی نعت

(از اعلیحضرت سلطان العلوم میر عثمان علی خاں آصف جاہ ملک معظم مملکت آصفیہ)

بنہ برپائے احمد سر کہ یابی صد وقار اینجا
زر اینجا، گوہر اینجا حشمت اینجا، افتخار اینجا

بہ طیبہ چوں در آیم با ہزاراں شوق برخوانم
من اینجا، زندگی اینجا، اجل اینجا، مزار اینجا

زداغِ عشقِ سرور سینہ گلزار جناں دارم
گل اینجا، لالہ اینجا، سنبل اینجا، نوبہار اینجا

زہے مستی کہ باشد در خیالِ ساقیِ کوثر!
خم اینجا، جام و مے اینجا، سرور اینجا، خمار اینجا

نباشد جائے من جز آستان مصطفےٰ عثمان!
سر اینجا، سجدہ اینجا، بندگی اینجا، قرار اینجا

زندہ نبی

(از قلم حقیقت رقم جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

دنیا میں اصلاح خلق کے لئے ہزارہا انبیا مبعوث ہوئے۔ جنہوں نے اپنے اپنے زمانہ میں روحانی مردوں کو زندہ کیا۔ اور دنیا کو علوم و معرفت کے پانی سے سیراب کیا لیکن ان کا فیضان علم و روحانیت ایک وقت پر آ کر ختم ہو گیا۔ اور دنیا کو پھر کسی اور نبی کی ضرورت پڑتی رہی جو نئے سرے سے روحانی علوم کے چشمہ کا منبع بنے اور اپنے فیضان سے دنیا میں تقویٰ و طہارت اور علم و معرفت الٰہیہ کے فیضان کو نسل انسانی تک پہنچائے۔ لیکن محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپ کا فیضان نبوت قیامت تک جاری ہے۔ اور آپ کے فیضان و علم کا چشمہ کبھی خشک ہونے میں نہیں آتا۔ بلکہ علم و عرفان کا وہ خزانہ جو آپ لائے یعنی قرآن حکیم، اس کے علم و حکمت کے جواہر بیش از بیش ہر زمانہ میں نکلتے رہتے ہیں اور کبھی ختم ہونے میں نہیں آتے۔ اور آپ کے فیضان نبوت و روحانیت سے ہر زمانہ میں اور ہر صدی پر ایسے شخص پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ جو آپ کے علوم و روحانیت کے وارث ٹھہرتے ہیں۔ گویا وہی کام جو ہر زمانہ میں وقتاً فوقتاً انبیا کرتے رہے وہی کام آپ کی نبوت ہر زمانہ میں اپنے غلاموں اور متبعین کامل کے ذریعہ سے کر لیتی ہے۔ گویا یہ وہ نبوت ہے جو کبھی ختم ہونے میں نہیں آتی۔ اور جس کا فیضان ہر زمانہ میں قیامت تک زندہ ہے اور جس کے فیض سے ہمیشہ اس کے متبعین روحانیت کے معراج پر پہنچتے اور اس چشمے سے سیراب ہو کر دنیا کو زندگی بخشتے رہتے ہیں۔ پس یہی وہ نبی ہے جو زندہ ہے جس کی نبوت اور جس کی لائی ہوئی تعلیم محفوظ اور زندہ ہے۔ یعنی اس پر عمل کر کے آج بھی لوگ ہمیشہ کی زندگی پا سکتے ہیں۔ اور یہی تعلیم ہے جس کی احکام آج بھی دنیا کی نجات کے لئے اسی طرح ضروری ہیں جس طرح آج سے تیرہ سو برس پہلے تھیں۔ اور یہی وہ نبی ہے جس کا نمونہ آج بھی ہماری ابدی زندگی کے لئے مشعل راہ ہے۔ پس آپ ہی زندہ نبی کے نام کے مستحق ہیں۔

اصل زندگی

[illegible]

محض وہی جس کا جسم زندہ ہو اور جو کسی جنگل و صحرا یا دریا میں یا آسمان پر اپنے جسد عنصری سمیت جیتا جاگتا کھاتا پیتا موجود ہو۔ حالانکہ ہر ایک عقلمند سمجھتا ہے کہ فیضان روحانیت و معرفت الٰہیہ کے لئے جس چیز کی ضرورت ہے وہ روحانیت کی زندگی ہے نہ کہ جسمانی زندگی۔ جو محض ایک حیوانی زندگی ہے۔ دنیا میں ہزارہا انسان زندہ جسم لئے پھرتے ہیں۔ لیکن ان کی روحانیت مردہ ہونے کی وجہ سے وہ درحقیقت مردے ہیں جو دنیا میں بسے ہوئے ہیں۔ پس ان مردوں سے دنیا کو کیا فائدہ؟ ان مردوں سے کیا کسی قسم کا فیضان روحانیت مل سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ پس جسم کی زندگی کوئی چیز نہیں۔ اصل زندگی روحانی زندگی ہے۔ جس کا فیض روحانیت دوسروں کو ابدی زندگی بخشتا ہے۔ پس کسی نبی کے زندہ ہونے سے مراد اس کی روحانیت کا زندہ اور قائم ہونا ہے۔ نہ کہ اس کے جسم کا زندہ ہونا جسم کا زندہ ہونا کوئی چیز نہیں۔ جب تک اس کی روحانیت زندہ نہ ہو یعنی اس کا فیضان روحانیت نوع انسان کو متاثر کر سکے۔ اور اس کی اتباع سے انسان خدا تک پہنچ سکے۔ پس ایسا نبی ایک ہی ہے، جو محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہے۔ جس کی تعلیم زندہ۔ جس کا فیضان روحانیت جاری جس کی اتباع سے آج بھی انسان خدا تک پہنچتے اور روحانی علوم و معرفت کے چشمے سے سیراب ہوتے ہیں۔ لیکن کیا کوئی ایسا شخص جو اپنے زمانہ میں خواہ وہ کیسا ہی اولوالعزم نبی ہو مگر کچھ عرصہ گزر جانے کے بعد اس کی تعلیم ناقابل عمل ثابت ہو۔ اور اس کی لائی ہوئی ہدایات شرک کی ملونی سے مبہم اور مشتبہ ہو جائیں۔ اور اس کی امت ایک غلط راہ پر پڑ کر خدا سے دور جا پڑے کیا وہ شخص زندہ نبی کہلانے کا مستحق ہے؟ ہرگز نہیں۔ وہ مر چکا۔ اس کی نبوت کا روحانی فیضان مر چکا یعنی ختم ہو چکا۔ اس کے چراغ نبوت میں جتنا تیل تھا وہ ختم ہو چکا۔ اب اس کی نبوت دنیا کے لئے سفر کا حکم رکھتی ہے۔ وہ قابل عزت ضرور ہے اور اس کی صداقت پر ایمان لانا اور اپنے وقت کا نبی ماننا ایک مسلمان کا فرض ہے۔ مگر وہ زندہ نبی نہیں کیونکہ اب اس کی نبوت دنیا کو کوئی فیضان نہیں پہنچا سکتی۔ زندہ نبی وہی ہے۔ جو سراج منیر ہے۔ یعنی ایک آفتاب ہے جس کا فیضان نبوت قیامت تک جاری ہے۔ اور اسی فیضان کے ظاہر کرنے کے لئے بطور نشان کے ہر زمانہ میں ایسے فرد کامل پیدا ہوتے رہتے ہیں جو ہر مذہب کو للکارتے اور چیلنج دیتے رہتے ہیں کہ اگر ان میں کوئی زندگی کا نشان ہے تو مقابل پر آئیں ورنہ اس نبی کا دامن پکڑیں جو زندہ نبی ہے اور جس کا فیضان آج بھی زندگی بخش ہے چنانچہ ہمارے زمانہ کے مجدد نے بھی یہی دعوت تمام دنیا کے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم

پیغامِ صلح

جلد ۱۸	۱۳ر ذی قعدہ ۱۳۴۸ھ	نمبر ۲۲

اسلام کا خون تکفیر کی شمشیر سے

(۴)

گذشتہ اشاعت میں ہم سیرت النبی" مؤلفہ مولانا شبلی نعمانی مرحوم سے چند مثالیں نقل کر چکے ہیں۔ جن سے دورِ حاضرہ کے ان علمائے سوء کو جن کے نزدیک اپنے ہی کلمہ گو بھائیوں کے خلاف محض اختلافِ عقاید کی بنا پر کفر کا فتویٰ جاری کرنا دین کی سب سے بڑی خدمت ہے۔ معلوم ہو جائے گا کہ آقائے دوجہاں محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا کا پیغام پہنچانے کے لئے ہمدردی اور دوستی۔ نیکی اور سچائی۔ سادگی اور جفاکشی۔ حریت اور مودت۔ محبت اور شفقت۔ دیانت اور محنت۔ انصاف اور مساوات۔ ایثار اور استقلال کے اوصاف کو دنیا کے سامنے ان کے حقیقی رنگ میں پیش کیا۔ یہی وہ انسانی اوصاف ہیں جن کی بدولت بنی نوعِ انسان کا معاشرتی نظام قائم رہ سکتا ہے۔ جو افراد یا اقوام اس نظام کو اپنی بداعمالیوں سے درہم برہم کرنے کی کوشش کرتے ہیں انہیں اسی دنیا میں اپنے کئے کا خمیازہ بھگتنا پڑتا ہے۔ خدا کا قہر ان پر نازل ہوتا ہے۔ اور اس وقت نازل ہوتا ہے جب کہ انسان کی سرکشی اور بغاوت انتہائی صورت اختیار کر لیتی ہے۔

آج دنیا کے مختلف حصوں میں اسلام کے نام لیواؤں کی تعداد چالیس کروڑ کے قریب بتائی جاتی ہے اور گو مسلمان اسلام کے معیارِ عمل سے گرے ہوئے ہیں۔ اور ان کی سیاسی طاقت اخلاقی برائیوں اور خانہ جنگیوں کے ایک لامتناہی سلسلہ کی بدولت روز بروز کمزور ہو رہی ہے۔ لیکن کیا علمائے سوء نے ایک لمحہ کے لئے بھی اس حقیقت پر غور کیا ہے کہ دشمنانِ اسلام فرزندانِ توحید کی جہالت کمزوری اور خانہ جنگی سے کس قدر فائدہ اٹھا رہے ہیں؟ ان میں پھوٹ ڈلوانے انہیں ایک دوسرے سے لڑانے اور اسلامی اخوت کی تحریک کو حرفِ غلط کی طرح مٹانے کے لئے کن خفیہ تدبیروں سے کام لے رہے ہیں۔ اور ان تدبیروں سے مطلوبہ نتائج حاصل کرنے کے لئے کس طرح روپے کو پانی کی طرح خرچ کر رہے ہیں؟ جو اہلِ نظر ہیں وہ مذکورہ بالا حقیقت سے بے خبر نہیں ہیں۔ ان میں سے جن کو خداوند کریم نے توفیق دی ہے وہ اپنی ہمت کے مطابق اس مہیب پروپیگنڈے کے اثرات کو زائل کرنا اپنی زندگی کا سب سے بڑا فرض خیال کرتے ہیں۔ بظاہر باطل کی طاقتیں غالب ہیں۔ اس لئے کہ علمائے سوء نے حق پر پردہ ڈال رکھا ہے۔ اور وہ اس کو اپنے ذاتی مفاد کی خاطر آشکارا نہیں ہونے دیتے۔

عوام کے ذہن پر علمائے سوء نے ایسا تسلط بٹھا رکھا ہے کہ اول الذکر کی ذہنیت میں تبدیلی پیدا کرنے کے لئے ابھی ایک زمانہ چاہیئے۔ اس تبدیلی کا انحصار اس تعلیم کی اشاعت پر ہے جو ان کی آنکھیں کھول دے۔ جو ان میں اس امر کا فیصلہ کرنے کی اہلیت پیدا کر دے کہ رہنما کون ہے اور رہزن کون؟ مسلمانوں میں ۹۹ فیصدی لوگ ایسے ہیں جو علمائے سوء کے غاصبانہ عمل کی بدولت حواسِ خمسہ سے محروم ہو چکے ہیں۔ یعنی وہ دیکھتے ہیں تو علماء کی آنکھوں سے۔ سنتے ہیں تو ان کے کانوں سے۔ سونگھتے ہیں تو ان کی ناک سے۔ سوچتے ہیں تو ان کے دماغ سے۔ حرکت کرتے ہیں تو ان کے اشارہ سے۔ اسلام اس غلامانہ ذہنیت کو سب سے بڑی لعنت قرار دیتا ہے۔ اس لئے کہ خالقِ اکبر نے آزادی انسان کی فطرت ... [illegible]

آیا آزاد ہے کہ دنیا کا جابر سے جابر اور قاہر سے قاہر بادشاہ بھی اس کو اس آزادی سے محروم نہیں کر سکتا۔ ممکن ہے کہ سنگین سزا یا موت کی دھمکی تھوڑی دیر کے لئے اس کے ایمان کو متزلزل کر دے لیکن دنیا خدا کے ایسے بندوں سے خالی نہیں رہی۔ جنہوں نے اس چند روزہ زندگی پر حیاتِ ابدی اور اپنے خالق کی رضا جوئی کو مقدم سمجھا۔ ظالم ایک حریت پسند انسان کے جسم پر تو قبضہ کر سکتا ہے لیکن اس کی روح اس کی گرفت سے بالاتر ہے

اگر علمائے سوء آج اپنے اس اقتدار سے بے نیاز ہو جائیں جو انہیں عوام پر حاصل ہے اور جس کا نشہ انہیں بسا اوقات بدمست کر دیتا ہے۔ اگر وہ آج فرزندانِ اسلام کو عقاید کے جزوی اختلافات کے باوجود اسلام کی خاطر مزدوروں اور سپاہیوں کی طرح مل کر کام کرنے کی تعلیم دینا اپنا فرض سمجھ لیں۔ اگر وہ آج دنیا کے اس کامل انسان (صلی اللہ علیہ وسلم) کے نقشِ قدم پر چلنے کا تہیہ کر لیں جس کا وہ کلمہ پڑھتے ہیں۔ تو اسلام کے مردہ جسم میں جان پڑ سکتی ہے۔ اسلام کا خون دشمنانِ اسلام کی گردن پر نہیں بلکہ ان مسلمانوں کی گردن پر ہے جو تکفیر کے مہلک نشتر سے اسلام کے نظامِ جسمانی کی رگیں کاٹ رہے ہیں۔ کاش علمائے سوء کو اس امر کا احساس ہو کہ تکفیر کے اس نشتر سے جسدِ اسلام سے کس قدر خون نکل چکا ہے۔ اور نکل رہا ہے؟ اگر اس خون کو جلد بند نہ کیا گیا تو اس کا انجام ظاہر ہے۔

لاہور کے احمدی "کافر" سہی۔ "مرتد" سہی۔ "اچھوت" سہی "سب کچھ" سہی۔ لیکن انہیں بھی سبز گنبد والے آقا کی غلامی کا ویسا ہی دعویٰ ہے جیسا کہ کفر کا فتویٰ دینے والے مولاناؤں کا۔ اگر یہ غلامی، والہانہ عقیدت اور جاں نثاری کے ہم معنی ہے جس میں آقا کی کامل اطاعت کا جذبہ شامل ہے۔ تو کیا ان بزرگوارں نے یہ اطمینان کر لیا ہے کہ آقائے دوجہاں ان کے اس معاندانہ سلوک کو جو احمدیوں سے روا رکھا جاتا ہے کس نظر سے دیکھتے ہیں؟ اگر اتمامِ حجت کے طور پر یہ مان بھی لیا جائے کہ لاہور کے احمدی "گمراہ" ہیں تو کیا ان کی اصلاح کا یہ طریقہ ہے کہ انہیں دائرۂ اسلام سے خارج کر دیا جائے۔ اور ان سے روٹی اور بیٹی کا کوئی تعلق قائم نہ رکھا جائے؟ اگر نبی کریم صلعم کی تعلیم کے رُو سے یہ طریقِ عمل مذموم ہے۔ تو پھر ان "غلاموں" کی روش ہماری سمجھ میں نہیں آتی کہ ایک طرف تو زبان سے غلامی کا دعویٰ کیا جاتا ہے اور دوسری طرف عملاً سرکشی اور بغاوت کا علم بلند کر کے نفسانی خواہشات کو آقا کے صاف اور صریح حکم پر مقدم سمجھا جاتا ہے خاتمہ پر ہم سوائے اس کے اور کیا کہہ سکتے ہیں کہ خدا ان علمائے سوء کو ہدایت دے۔ اور سادہ لوح مسلمانوں کو ان کی آہنی گرفت سے آزاد ہونے کی صلاحیت عطا فرمائے۔

جہالت کا اشتہار

عنوان بالا سے ہمعصر "سچ" اپنی ۲۸ر مارچ ۱۹۳۰ء کی اشاعت میں "ٹائمز آف انڈیا بمبئی مصوّر ہفتہ وار ایڈیشن مورخہ ۲ر فروری ۱۹۳۰ء کا حسبِ ذیل اقتباس درج کرتا ہے:-

"عموماً ایک مغربی کے سامنے اگر مکہ کا نام لیجئے تو اس کے ذہن میں فوراً حوروں کی اور گانے کی اور ناچ کی اور دوسری مادی لذتوں اور عشرتوں کی تصویر آجائے گی۔ اسے کیا خبر کہ اس بلد الحرام میں عملاً داخل ہونے کے کیا معنے ہیں"۔

پھر یہ رائے ظاہر کرتا ہے:-

"مشرق اگر فرنگستان کے متعلق یہ خیال رکھے کہ یہاں بجائے انسانوں کے لال منہ کے بن مانس آباد ہیں۔ ہندوستان اگر انگریزوں کے متعلق یہ عقیدہ رکھے کہ یہ رات کو دوائیں چھڑک چھڑک کر ہندوستان میں طاعون پھیلاتے ہیں۔ تو یہ "توہمات" اس قابل ہیں کہ ان پر خوب ہنسا جائے۔ اور دل کھول کر ان کا مضحکہ کیا جائے لیکن علم دوست و علم نواز تحقیق پرور تحقیق شعار فرنگستان آزاد ہے۔ کہ مشرق کے مقدس سے مقدس مقام اور محترم سے محترم ادارہ کے متعلق اپنی بر جہالت اور سر خرافت کو بغیر جھجکے اور بغیر شرمائے پوری بے باکی اور ... کے ساتھ بیان کرتا اور ... [illegible] !"

مغربی ذہنیت

اگر مشرق اور بالخصوص مکہ کے خلاف مغرب کی موجودہ ذہنیت کا تجزیہ کیا جائے تو ہمیں صاف نظر آئے گا کہ اس ذہنیت کی تہ میں مسیحی مبلغین کا عالمگیر پروپیگنڈا ہے جس کی ہمہ گیری مبلغینِ اسلام کے فہم و ادراک سے بالاتر ہے۔ یہ اسی زبردست پروپیگنڈا کا نتیجہ ہے کہ مکہ کا نام لیتے ہی مغربی کے سامنے فوراً حوروں کی اور گانے کی اور ناچ کی اور دوسری مادی لذتوں اور عشرتوں کی تصویر آجائے گی۔ حالانکہ حقیقت اس کے برعکس ہے۔ اسے مکہ معظمہ میں نہ تو نیم عریاں حالت میں حوریں نظر آئیں گی نہ گانے اور ناچ کی محفل دکھائی دیگی۔ اور نہ پیرس کی طرح وہاں مادی لذتوں اور عشرتوں کے وسائل مہیا ہوں گے۔ لنڈن اور پیرس کی چہل پہل کے مقابلہ میں مکہ دنیاوی عشرتوں کے اعتبار سے ایک ویرانہ ہے۔ جہاں مغربی چند گھنٹے بھی ٹھہرنا گوارا نہ کرے گا۔ کیونکہ وہاں "تہذیب" کے وہ لوازم نہیں ہیں جن کا وہ عادی ہو چکا ہے۔ اور جن سے لطف اندوز ہونا اس کی زندگی کا مآل ہے۔ حج کے موقع پر ہر سال مکہ معظمہ میں اسلامی دنیا کے مختلف گوشوں سے خدا کی لاکھوں مخلوق جمع ہو جاتی ہے۔ یہ عمل صدیوں سے جاری ہے لیکن اس عظیم الشان اجتماع کے باوجود مکہ جرائم کی اس خوفناک اور مہلک وبا سے بالکل پاک و صاف رہتا ہے۔ جس کے لئے یورپ اور امریکہ کے بڑے بڑے شہر ایک ناقابلِ رشک شہرت حاصل کر چکے ہیں۔ کیا کسی مغربی نے کبھی اس سوال پر غور کیا ہے۔ کہ مکہ کیوں جرائم کی وبا سے پاک و صاف ہے؟ اس سوال کا صحیح جواب اسے عرب کے ان "وحشی" باشندوں سے مل سکتا ہے۔ جن کی تہذیب کا وہ اپنے عشرت کدوں میں بیٹھ کر مذاق اڑایا کرتا ہے۔

شہریار دکن کی شاہانہ فیاضی

اعلیحضرت حضور نظام نے مسلم یونیورسٹی علی گڈھ کے ماہانہ وظیفہ کو جو دو ہزار ہے۔ تین ہزار تک بڑھا دیا ہے اور اس کے علاوہ دس لاکھ روپے کی گراں قدر رقم بطور عطیہ عنایت فرمائی ہے۔ اعلیحضرت کی اس شاہانہ امداد سے مسلم یونیورسٹی کی مالی مشکلات کا ایک بڑی حد تک ازالہ ہو جائے گا۔ سرسید مرحوم نے جب علی گڈھ کالج کی بنیاد رکھی تھی تو اس وقت ان کی ہمت اس قدر بلند تھی کہ وہ اسے ہندوستان کا آکسفورڈ بنانا چاہتے تھے جس کا یہ مطلب تھا کہ مرحوم کی مجوزہ درسگاہ کا پایہ علمی پہلو سے ہندوستان کی تمام درسگاہوں سے بلند اور ممتاز ہو۔ مگر افسوس ہے کہ گو کالج نے ایک یونیورسٹی کی صورت اختیار کر لی ہے۔ لیکن مرحوم کی مذکورہ بالا آرزو مسلمان لیڈروں کی بے توجہی اور ان کی باہمی مخالفتوں کی وجہ سے آج تک پوری نہیں ہوئی۔ مسلم یونیورسٹی کا علمی معیار اس قدر گر گیا ہے کہ دوسرے صوبوں کی یونیورسٹیاں اس کی سند کو کوئی وقعت نہیں دیتیں۔ یونیورسٹی کے اربابِ حل و عقد کو چاہیئے کہ وہ اس کی سابقہ روایات کو پھر تازہ کریں۔ اور غیر مسلم اقوام کے دلوں پر اس کی علمی فضیلت کا سکہ بٹھائیں۔ نصب العین یہ ہونا چاہیئے کہ جو طلباء یونیورسٹی سے فارغ التحصیل ہو کر عملی زندگی کا ایک نیا دور شروع کریں وہ جسمانی اور دماغی پہلو سے اس قدر ممتاز نظر آئیں۔ کہ غیر مسلم ان کا مقابلہ نہ کر سکیں۔

ایک فیاض اور فرض شناس نواب

خواجہ حسن نظامی صاحب اپنے اخبار منادی مورخہ ۲ر مارچ ۱۹۳۰ء میں لکھتے ہیں:-

معتبر ذریعہ سے اطلاع آئی ہے کہ جناب نواب شیخ محمد جہانگیر میاں صاحب والی ریاست منگرول نے گذشتہ سال ایک لاکھ روپیہ مختلف تعلیمی اور رفاہِ عام کے کاموں میں خرچ کئے۔ حالانکہ ریاست منگرول بہت چھوٹی ہے۔ اور اس کی آمدنی پانچ چھ لاکھ روپے سے زیادہ نہیں ہے۔ مگر ریاست مانگرول کے قریب ہی جوناگڈھ بھی مسلمانوں کی ایک ریاست ہے۔ جس کی سالانہ آمدنی ساٹھ ستر لاکھ روپے سے زیادہ ہے ... اس ریاست نے تعلیم اور رفاہِ عام کے کاموں کے لئے بہت ہی کم خرچ کیا۔ کیونکہ کتے پالنے اور ان کی شادیاں کرنے اور دوسرے مہمل اور خرافات کاموں میں ریاست مذکور کا اتنا زیادہ خرچ ہو جاتا ہے کہ وہ اچھے کاموں کے لئے ایک پیسہ بھی خرچ کرنا نہیں چاہتی۔ خدا کرے کہ ریاست جوناگڈھ کو نواب صاحب مانگرول کی فیاضی سے عبرت ہو اور شرم جوناگڈھ کو بھی جھانک کر ذرا دیکھ لے"۔

[illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم — نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغامِ صلح

جلد ۱۸ | ۸ ربیع الثانی ۱۳۴۹ھ | نمبر ۵۸

منزلِ لیلیٰ کی راہ

مسلمانوں نے جب سے تبلیغ و اشاعت دین کی راہ میں غفلت اختیار کی ہے۔ اس وقت سے نہ صرف غیر مذاہب کے مبلغ ان کو اپنا شکار سمجھنے لگ گئے ہیں۔ بلکہ بعض مسلمانوں کے دلوں میں بھی کمزوری اور سستی نے ڈیرہ آ لگایا ہے۔ لیکن دوسری طرف زمانہ کے جس دور میں سے ہم گذر رہے ہیں وہ شدید جدوجہد اور پروپیگنڈے کا زمانہ ہے۔ ہر قوم اپنے مقصد اور نصب العین کے لئے انتہائی سعیٔ عمل میں مصروف ہے۔ ہندوستان کی وطن پرست قوم کی قربانیاں آپ کے سامنے ہیں۔ کہ بھارت ماتا کے پاؤں کی زنجیریں کاٹنے میں اس کے سپوت کیسی جانفروشانہ ہمت کے ساتھ مصروف ہیں۔ یہ بھی آپ دیکھ رہے ہیں کہ نہ صرف مرد اور عورتیں بلکہ ان کے کمسن بچے بھی اس تحریک میں پورے جوش کے ساتھ شامل ہیں۔ اس کے ساتھ اہلِ مذاہب کی سرگرمیاں بھی قابلِ رشک ہیں۔ گذشتہ دنوں بہائی مشن کی ایک مبلغہ مس مارتھا روٹ امریکہ سے تمام ممالک میں تبلیغ بہائیت کرتی ہوئی البانیہ۔ رومانیہ۔ عراق اور ایران ہوتی ہوئی ہندوستان پہنچیں۔ ایران میں آپ نے بہائی مشن پر متعدد لکچر دیئے ہندوستان کے قریباً تمام مشہور شہروں میں بھی آپ نے تبلیغ کی۔ دہلی شملہ۔ کلکتہ وغیرہ میں لیکچروں کے علاوہ مشہور آدمیوں کے ساتھ ملاقات کر کے ان کو بہائی مذہب کی دعوت دی۔ یہاں سے فارغ ہو کر آپ چین اور جاپان جانے کا قصد رکھتی ہیں۔ اس عورت ذات کی ہمت کو دیکھ کر مسلمانوں کو رشک آنا چاہیئے کہ کس طرح سے اس نے صنفِ نازک میں سے ہونے کے باوجود کل دنیا میں اپنے خیال کی تبلیغ کے لئے کمرِ ہمت باندھی ہے۔

ہر شخص جو مسلمان کہلاتا ہے اور پھر وہ جو احمدی کہلاتا ہے کہ جس نے اپنی زندگی کا نصب العین ہی اشاعتِ اسلام قرار دیا ہے عزم و ہمت کی اس تصویر کو اپنے سامنے رکھ کر غور کرے۔ کہ وہ مرد ہونے کے باوجود کیا اس صنفِ نازک کا مقابلہ کر سکتا ہے؟ فی الحقیقت دنیا میں منزلِ لیلیٰ اور کامیابی کے نصب العین پر پہنچنے کی یہی ایک راہ ہے کہ اپنے سر کے اندر تبلیغ کا جنون پیدا کیا جائے اور ہماری فرصت کی گھڑیوں کا ایک لمحہ بھی ضائع نہ ہو۔ جو اس مبارک مقصد کی تکمیل میں صرف نہ کیا جائے۔

ہم دنیا کے کسی بھی شغل میں منہمک کیوں نہ ہوں۔ مگر تبلیغ کا سودا ہمارے دل و دماغ پر مستولی ہونا چاہیئے۔ ورنہ اس کے لئے کبھی کبھار افسردہ دلی اور مجبوری سے کچھ کر چھوڑنا یہ ہرگز حصولِ مقصد کا ذریعہ نہیں۔ اس راہ میں مستقل سرگردانیوں۔ قربانیوں اور سرفروشیوں کی ضرورت ہے۔

ہر شخص جس کے پاس اصول اسلام کی کوئی صداقت پہنچتی ہے وہ اس کو ایک امانت سمجھ کر دوسرے لوگوں تک پہنچانے کی کوشش کرے۔ جس کی زبان اور قلم پر کوئی پابندی ہے۔ وہ حتی المقدور قرآن کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک اسوہ کے مطابق اپنی زندگی کو ہی سنوارنے کی کوشش کرے تاکہ اس کا اپنا طریقِ عمل جاذبِ نظر اور دوسروں کو اپنی طرف کشش کرنے والا ہو۔ اور دوسرے لوگ اس کی نیک زندگی پر رشک کھائیں۔

معاونین کرام سے التماس ہے کہ وہ "پیغامِ صلح" کی توسیعِ اشاعت [illegible]

جمعیتہ انصار المسلمین شملہ کی سالانہ روئیداد

جمعیتہ مندرجہ عنوان عرصہ چھ سال سے شملہ میں قائم ہے۔ کر جو شملہ کے مضافات میں اسلام کی تبلیغ اور مسلمانوں کی تعلیم میں سعی کر رہی ہے۔ کم و بیش تیرہ چودہ مدارس اس کی سرپرستی میں قائم ہیں۔ اس روئیداد سے معلوم ہوتا ہے کہ کام نہایت عمدگی کے ساتھ ہو رہا ہے۔ ایسے دشوار گذار تعلیمی اور تمدنی آثار سے دور علاقہ میں کرنا بڑی ہمت کا کام ہے۔ اور ہمارے شکریہ کا مستحق ہے۔

حدیث ولا تؤمنوا حتی تحابوا

مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری نے اپنے اخبار اہلحدیث میں "لا تدخلوا الجنۃ حتی تؤمنوا ولا تؤمنوا حتی تحابوا" یعنی تم جنت میں نہ جاؤ گے جب تک ایماندار نہ ہو گے اور ایماندار نہ ہو گے۔ جب تک آپس میں محبت نہ کرو گے۔ پر اپنے گہرے دردِ دل کا اظہار کیا ہے۔ مسلمانوں کو عموماً اور اہلحدیث کو خصوصاً اس حدیث کی خلاف ورزی پر تنبیہ کی ہے۔ نہایت مبارک خیال ہے جو اُن کے دل میں پیدا ہوا ہے۔ ہر ایک مسلمان کو یہ حدیث اپنا حرزِ جان بنانی چاہیئے۔ مسلمانوں کے باہمی نیاعض و تحاسد نے ہی زیادہ تر مسلمانوں کو تباہ کیا ہے۔ اس کی وجہ زرپرستی اور نفس پرستی کے سوا اور کچھ نہیں۔ مولویوں کے اکثر وعظ کسی خاص اپنے ذاتی منافع کو سامنے رکھ کر ہی ہوتے ہیں۔ اگر مولویوں میں سے زرپرستی دور ہو جائے تو مسلمانوں کے سارے تفرقے دور ہو سکتے ہیں۔ مولوی ثناء اللہ صاحب کے یہ الفاظ اب تک میرے کان میں گونج رہے ہیں کہ جو انہوں نے امروہہ میں حضرت مولانا سید محمد احسن صاحب مرحوم کے مکان پر کہے تھے۔ کہ "میں نے تو مرزا صاحب کی مخالفت میں بہت روپیہ کمایا ہے"۔ افسوس روپیہ نے ان کو کہیں کا نہ رکھا۔ مولانا اپنے دل کی گہرائیوں میں تلاش کریں تو ان کو یہ خیال اب بھی کہیں نہ کہیں مل جائے گا۔ یہی ایک مرض ہے کہ جس نے ان کو جھوٹ بولنے کی بھی مستقی بنے رہنے کا عقیدہ تراشنے پر مجبور کیا تھا۔ یعنی

میکدے میں پی بھی لی مسجد میں تہجد پڑھ لی
رند کے رند رہے ہاتھ سے جنت نہ گئی

مہاشہ کرشن اور انکی پارٹی آریہ دھرم سے ننگ ہے

اخبار پرکاش اور پرتاپ کے مالک اور ایڈیٹر آریوں کی گورکل پارٹی کے علمبردار۔ آریہ پرتی ندھی سبھا کے عملاً کرتا دھرتا مہاشہ کرشن آریہ سماج کے پیچھے کچھ ایسے ہاتھ دھو کر پڑے ہیں کہ آئے دن کوئی نہ کوئی بمب آریہ عقاید پر مارتے ہی رہتے ہیں۔ بقول "آریہ گزٹ" انہوں نے ودیا امرت نامی ایک کتاب طبع کروائی ہے۔ شائع کرنے والے راجپال مقتول تھے مگر چونکہ مہاشہ کرشن کے تعلقات راجپال کے اندر تک پہنچے ہوئے ہیں۔ اس لئے اس کتاب پر آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب کی مہر تصدیق بھی ثبت ہو گئی۔ حالانکہ کتاب مذکور آریہ سدھانتوں پر ایک بمب کا گولہ تھی۔ (اس کتاب کو لوگوں کے شور مچا دینے پر آریوں نے خود ہی ضبط کر لیا۔ اس کی جگہ دوسری "وید امرت" شائع کر دی گئی۔ اس پہلی وید امرت کا ایک نسخہ بڑی مشکل سے ہمیں ڈیرہ غازی خاں سے ملا۔ ایڈیٹر)

اس کے بعد ان کی پارٹی کے سوامی سوتنترانند نے سوامی دیانند کی سنکار ودھی کے خلاف "سوتنتر سنکار ودھی" شائع کی۔ دوسرے لوگوں نے اس پر بہت شور مچایا۔ مگر مہاشہ پرکاش چپ سادھے بیٹھے رہے۔ اب ایک اور کتاب "جھلکی پرکاش" سوامی ستیا نند جی نے آریہ سدھانتوں (عقاید) کے خلاف شائع کی ہے۔ مگر مہاشہ کرشن ٹس سے مس نہیں ہوتے۔ آریوں کی آریہ دھرم پر یہ بمبارڈمنٹ اور مہاشہ کرشن کا سکوت بہت پر معنی ہے۔ ع

خموشی معنئے دارد کہ در گفتن نمے آید

آخر آریہ اپنے عقاید سے کیوں نا راض ہیں؟

مخالف تھے۔ کہ وہ لڑکے اور لڑکیوں کے سکول ایک دوسرے سے دو دو کوس پر رکھنے کی ہدایت دیتے تھے۔ بلکہ یہاں تک لکھ گئے کہ ۵ برس کا لڑکا اور ۵ برس کی لڑکی بھی ایک دوسرے کے سکول میں نہ جائیں۔ بلکہ ایسے لڑکوں اور لڑکیوں کا آپس میں ایک دوسرے کو دیکھنا۔ مس کرنا۔ تنہائی میں اکٹھے ہونا۔ گفتگو کرنا۔ مذہبی بات چیت۔ باہم کھیلنا۔ خواہشات کا خیال اور صحبت ان کو آٹھ قسم کے زنا قرار دیکر ان سے الگ رہنے کی سخت تاکید کی ہے۔ کہ جس سے عورتوں اور مردوں میں پردہ کی اہمیت ثابت ہے۔ مگر پنڈت بھگت رام صاحب آریہ رشی کو افسوس ہے کہ اب تنی مے کے متوالے آریہ سوامی جی کی مقرر کردہ حدود کو توڑ کر لڑکوں اور لڑکیوں کی اکٹھی تعلیم پر زور دے رہے ہیں۔ کہ جس سے ان کو عیاشی کے بڑھ جانے کا بے حد خدشہ ہے۔

ہے یہ وہ لفظ کہ شرمندۂ معنی نہ ہوا

وید مقدس کی قسمت میں بھی شرمندۂ معنی ہونا مقدر نہیں۔ ویدوں کا اردو لباس میں آنا تو ابھی دُور کی بات ہے۔ اس کے متعلق اردو ہندی اور سنسکرت میں بھی جو کوششیں ہو رہی ہیں ان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس سرزمین میں بھی یہ بیل منڈھے چڑھتی نظر نہیں آتی۔ سوامی دیانند جی نے بیسیوں پنڈتوں کی مدد سے بہت زور مارا۔ ڈیڑھ وید کا ہندی میں بھاشی (تفسیر) کیا۔ یونیورسٹی کے دیسی اور ولائتی پنڈتوں نے اس پر بالاتفاق رائے دی کہ یہ ویدوں کی تفسیر نہیں۔ پنڈت جی نے اپنے نئے وید بنائے ہیں (۲) پنڈت راجارام پروفیسر ڈی اے وی کالج نے اس پر ادھوری سی کوشش کی۔ گورکل سیکشن تو کیا اس سے مطمئن ہوتا۔ کالج سیکشن کے دوسرے فاضل بھگوت دت نے علی الاعلان سٹیج پر اس کی تردید کی (۳) پنڈت ساتولیکر نے وید امرت لکھا۔ آریہ خود بلبلا اُٹھے۔ کہ اس میں آریہ اور ویدک اعتقاد کو ہی جڑ سے اکھاڑ دیا ہے۔ (۴) آریہ منی جی نے کچھ وید کا تھوڑا سا نمونہ پیش کیا۔ پنڈت انباش چندر ایم اے سنسکرت لیکچرار کلکتہ یونیورسٹی نے اس کی تردید کر دی (۵) اب پنڈت راجارام صاحب پروفیسر ڈی اے وی کالج پھر اس کے ترجمے میں مصروف ہیں۔ مگر ان کی مخالفت نہایت شدت سے ہو رہی ہے۔ گذشتہ دو تین سال سے پنڈت جے دیو جی آریہ منی پنڈت اجمیر سے ترجمہ شروع کر رکھا تھا۔ کوئٹہ کی دونوں آریہ سماجوں اور پنجاب کے چوٹی کے پنڈتوں نے اس پر یہ فیصلہ دیا ہے۔

"جناب پنڈت جے دیو جی فاضل اجل کا کیا ہوا اور آریہ ساہتیہ منڈل اجمیر کا شائع کردہ وید کا ترجمہ نہایت فحش۔ دور از حقیقت۔ عقاید کے خلاف۔ عبارات سے یکسر بری ہے۔ اور اس میں مہرشی دیانند کی غلطیاں بھی ظاہر کی گئی ہیں۔ کہ جس سے ویدوں پر سے لوگوں کا اعتقاد اٹھتا جاتا ہے۔ اور آریہ سماج کو مناظرہ میں بھی کئی جگہ نیچا دیکھنا پڑتا ہے۔ اس لئے یہ جلسہ آریہ علماء۔ آریہ پرتی ندھی سبھاؤں اور کل آریہ سماجوں سے التجا کرتا ہے کہ وہ اس کے خلاف ایجیٹیشن کریں۔ اور آگے کو ایسا انتظام کریں کہ جس سے ایسا لٹریچر آریہ سماج کے نام سے شائع نہ ہو"

پنڈت جے دیو جی کی اس محنت اور جانکاہی۔ پھر اس کے متعلق آریوں کی اس ناشکر گذاری کا ہمیں بہت رنج ہے۔ اور بہت ممکن بلکہ یقین ہے کہ اس سے ساہتیہ منڈل کا شروع کیا ہوا کام نہ صرف بند ہو جائے گا۔ بلکہ شائع شدہ حصہ کی فروخت بھی بند ہو جائے گی۔ اور ہمیں ایک دفعہ پھر یہ کہنا پڑے گا کہ ؎

دہر میں نقشِ وفا وجہ تسلی نہ ہوا
ہے یہ وہ لفظ کہ شرمندۂ معنی نہ ہوا

وید اور ترجمہ کا احسان اپنی گردن پر لے؟ وید نہ ہوا ملا رموزی کے اشارات ہو گئے۔

[illegible] پیغام صاحب سے التماس ہے کہ [illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد نمبر ۱۸ | سہ شنبہ ۱۳ر جمادی الاوّل ۱۳۴۹ھ | نمبر ۶۶

دُسہرہ یا رام لیلا

رام چندر جی کے مختصر سوانح حیات

یہ مضمون گذشتہ ہفتہ میں نے دہرم سالہ میں اخبار کے لئے لکھا تھا۔ مگر طبیعت کی خرابی کی وجہ سے اس کو مکمل نہ کر سکا۔ آج بخار کی وجہ سے کوئی نیا مضمون لکھنے کے ناقابل ہوں۔ اس لئے دسہرہ گو گذر چکا ہے تاہم اس کا شائع کر دینا فائدہ سے خالی نہ ہوگا۔ (ایڈیٹر)

گذشتہ جنم اشٹمی کی تقریب پر ہم نے ایک مختصر سی سوانحعمری جناب کرشن کی "پیغام صلح" میں شائع کی تھی۔ آج کل دسہرہ یا رام لیلا کا موقع ہے کہ جو راجہ رام چندر جی مہاراج کی یاد میں منایا جاتا ہے۔ کرشن جی کے بعد یہ دوسرے بزرگ ہیں کہ جن کے نام پر ہندو دنیا اپنے سر کو خم کرتی ہے۔ کرشن جی کے حالات کا ماخذ مختلف پران، مہابھارت اور سکھ ساگر وغیرہ کتب ہیں۔ مگر ان کی تعلیم گیتا میں مذکور ہے۔ رام چندر جی کے حالات رامائن میں مرقوم ہیں۔ مگر ان کی تعلیم کسی کتاب میں موجود نہیں۔ ان کا کیرکٹر اور اسوہ ہی عام طور پر لوگوں کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔ رامائن کے شمالی ہندوستان پنجاب بنگال۔ مدراس بلکہ جاوا اور ملایا تک میں مختلف نسخے موجود ہیں۔ جن میں قصہ کو نہایت مختلف طور پر بیان کیا گیا ہے۔ بعض نسخوں میں سیتا کو رام چندر جی کی بیوی ہونے کی بجائے ان کی بہن بتایا گیا ہے[1] اور یہ لکھا ہے کہ راون رام چندر جی کی سوتیلی ماں مندودری کو اٹھا کر لے گیا تھا اور اس سے سیتا پیدا ہوئی تھی۔ بعض میں ہنومان کو رام چندر جی کا بیٹا قرار دیا ہے۔ کہ جو ان کی بیوی انجنی کے بطن سے پیدا ہوا تھا[2]۔ واقعات کا اختلاف اس سے بھی زیادہ ہے۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ فی الحقیقت موجودہ رامائن تین مختلف قصوں کا مجموعہ ہے۔

(۱) رام چندر جی کے حالات (۲) راون اور ان کے بھائیوں کے افسانے (۳) بندروں کا قصہ۔

ان تینوں مختلف قصوں کو ملا کر ایک طولانی داستان بنالی گئی ہے[3]۔ مہاتما تلک سوامی سات ولیکا اور جے سکھ رائے۔ پرشوتم رائے ایم۔ اے۔ وغیرہ کا خیال ہے کہ رام راون کا قصہ ایک افسانہ ہے کہ جس میں سورج اور تاریکی کی جنگ دکھائی گئی ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ علماء جدید کے خیالات کو مروجہ قصہ درج کرنے کے بعد دیا جائے۔ اس لئے اس بحث کو سر دست نظرانداز کرتے ہیں۔

رامائن، مصنف اور زمانہ تصنیف

لفظ رامائن دو لفظوں سے مرکب ہے۔ رام اور این کہ جس کے معنی حادثاتِ رام ہیں۔ گویا رام پر جو مصائب اور حوادث وارد ہوئے ان کا اس میں تذکرہ ہے۔ یہ سرگزشت برہما جی نے خود والمیکی نام ایک بزرگ سے بیان کی۔ کہ جس کو والمیک نے نہایت اعلیٰ نظم کا جامہ پہنایا۔ برہما جی کا یہ دعویٰ ہے کہ اس قصہ میں کوئی غلط بات بیان نہیں کی گئی۔ والمیک جی کا قصہ بھی عجیب ہے۔ آپ اگرچہ پیدائش کے لحاظ سے برہمن تھے۔ مگر چوروں اور ڈاکوؤں کی صحبت سے قزاق پیشہ ہو گئے تھے۔ آریہ سماجی مصنفین نے ان کو خواہ مخواہ چنڈال ذات کا بتایا ہے۔ اور ہند وحکمت نگار نے ایک بزرگ کی تنبیک کی ہے۔ رامائن کے آخری بند میں والمیک جی نے اپنے آپ کو پرچیتا رشی کی اولاد بتایا ہے۔ اور ایک دوسری جگہ (ایودھیا کانڈ سرگ ۵۵ ویں شعر میں[4]) انہوں نے خود اپنے آپ کو برہمن بتایا ہے اور ادھیاتم رامائن میں یہ لکھا ہے کہ آپ اگرچہ برہمن تھے۔ لیکن چوروں اور ڈاکوؤں کی صحبت میں قزاق پیشہ ہو گئے تھے۔ ایک مرتبہ آپ نے سات رشیوں پر حملہ کیا۔ مگر رشی جلد اور ولیل سے اس پر غالب آ گئے۔ اور انہوں نے اسکو رام کا وظیفہ الٹا 'مرا' سکھا دیا۔ اس غیر مسموع وظیفہ سے وہ ہزار ہا سال تک جمود کی حالت میں رہے رشیوں کے اس جگہ واپس آنے پر انہوں نے دیکھا کہ وہ دیمک کا گھر بنے بیٹھے ہیں۔ جس کی وجہ سے آپ کا نام والمیک پڑ گیا۔"

والمیک جی کس زمانہ میں ہوئے ہیں۔ اس کا پتہ لگانا مشکل ہے عام طور پر ہندو ان کو بہت پرانے زمانہ کے بزرگ قرار دیتے ہیں۔ مگر خود رامائن سے پتہ چلتا ہے کہ جب مہاراجہ بھرت کا وزیر جاولی آپ کو عقلی دلائل کی بنا پر ایودھیا چلنے کے لئے قائل کرتا ہے تو آپ اس کے دلائل کو بدھوں کے دلائل قرار دیتے ہیں۔ اور ان کو لامذہب اور چور بنا کر چور کی سزا کے مستحق سمجھتے ہیں۔ (دیکھو اجودھیا کانڈ سرگ ۱۰۲) جس سے یہ ظاہر ہے کہ رامائن بدھ کے زمانہ کے بعد تصنیف ہوئی۔ اور بھی بہت سے دلائل اس کے موید ہیں۔

رامائن کا خلاصہ

والمیکی رامائن کو دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ ان میں سے ایک حصہ رام چندر جی کے بن باس کا تذکرہ ہے۔ اور دوسرا ان کی فتوحات کا افسانہ ہے۔ رامائن کے سات ابواب ہیں کہ جن کا مختصر خلاصہ ذیل میں درج ہے:۔

اجودھیا کا راجہ دشرتھ نہایت اعلیٰ درجہ کی سلطنت کا مالک تھا۔ رعایا اس پر ہر طرح سے خوش تھی۔ اس کی تین بیویاں کیکئی، کوشلیا اور سمترا تھیں۔ ان تین رانیوں کے ہوتے ساتے راجہ اولاد سے محروم تھا۔ اولاد حاصل کرنے کی غرض سے ویدوں کی رسم اشومیدھ یگیہ ادا کرنے کا راجہ نے ارادہ کیا کیونکہ یہ رسم حصول اولاد کے لئے اکثر بجا لائی جاتی تھی سا اشومیدھ یگیہ شروع ہوا۔ اور قربانی کا گھوڑا ملک میں آزاد چھوڑ دیا گیا۔ اور جب وہ سارے ملک میں پھر پھرا کر واپس آیا۔ تو راجہ کی بڑی رانی کوشلیا نے اس کے متعلق بعض مخصوص رسوم[5] کو ادا کر کے گھوڑے کو اپنے ہاتھ سے ذبح کیا۔ اس رسم کی ادائیگی سے راجہ کی تین بیبیوں کے ہاں چار بیٹے پیدا ہوئے۔ جن کے نام رام، بھرت، لکشمن، شتروگھن تھے۔ کم و بیش ان لڑکوں کی عمر بارہ سال کی تھی۔ کہ راجہ دشرت کو ان کی شادی کی فکر ہوئی۔ اس پر وشوامتر رشی رام اور لکشمن دونوں بھائیوں کو اپنی کٹیا میں لے گیا۔ اور ان کی تعلیم و تربیت کی خصوصاً تیر اندازی میں ان کو ماہر کر دیا۔ اسی عرصہ میں راجہ جنک والئے متھلا نے ایک سویمبر یگیہ رچایا۔ سویمبر کی رسم اس وقت صرف چھتریوں میں رائج تھی۔ بعض ممالک کی تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ جنگجو اور لڑاکو قومیں عام طور پر بہادر اور شجاع لوگوں کو ہی لڑکی دینا پسند کرتی ہیں۔ چنانچہ راجہ جنک نے ایک بہت بھاری کمان کو زہ کرنے کی شرط اپنی لڑکی دینے کے لئے رکھی ہوئی تھی۔ بہت سے راجاؤں نے اس پر زور مارا۔ مگر وہ اس کمان پر چلہ نہ چڑھا سکے۔ رام چندر جی نے نہ صرف اس کمان کو زہ کیا بلکہ اس کو زور سے کھینچ کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ اس پر راجہ جنک نے اپنی بیٹی سیتا کی جس کی عمر اس وقت چھ سال کی تھی۔ شادی رام چندر جی سے کر دی۔ ایک اور اپنی بیٹی لکشمن سے بیاہ دی اور دو بھتیجیاں باقی دو بھائیوں کے حصہ میں آئیں۔ یہاں سے رخصت ہو کر رام چندر جی اجودھیا کو واپس ہوئے۔ راستہ میں ان کو پرسرام کے ساتھ مقابلہ کرنا پڑا۔ پرسرام کو بھی ہندو اوتار مانتے ہیں۔ اور رام چندر جی کو بھی۔ بہرحال دونوں اوتاروں کی آپس میں جنگ ہوئی۔ رام چندر جی نے پرسرام کو مغلوب کیا۔ وطن پہنچنے کے کچھ عرصہ بعد راجہ دسرتھ نے رام چندر جی کو اپنا ولیعہد بنانا چاہا۔ مگر ان کی سوتیلی ماں کیکئی اس میں آڑے آئی۔ اور اس نے راجہ سے ان دو خواہشوں کے پورا کرنے کے لئے اقرار لیا۔ کہ جو وہ کبھی اس کے ساتھ کر چکے تھے۔ دریافت کرنے پر اس نے بتایا کہ میرا بیٹا بھرت تخت نشین ہو اور رام کو چودہ برس کے لئے بن میں نکال دیا جائے۔ دشرتھ کو اس بات سے بہت رنج پہنچا۔ مگر رام کو جب باپ کی مشکلات پر اطلاع ملی تو انہوں نے چودہ برس کے لئے جنگل چلے جانا منظور کیا۔ اور حکومت بھرت کے سپرد کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ اپنے والد اور رعایا کے سرکردہ لوگوں کے اصرار کے باوجود رام چندر جی اپنی بات سے نہ ٹلے۔ اور جنگل کو چلے گئے ان کی بیوی نے بھی ان کے ساتھ جانا منظور کیا۔ اور لکشمن جی بھی ساتھ رہے اس کے بعد جنگلوں میں پھرتے پھراتے اور جنگلی لوگوں سے لڑتے بھڑتے رہے۔ جنگلوں میں ان تینوں کا گذارہ شکار پر تھا۔ اور اس کا ذکر کئی ایک جگہ رامائن میں آیا ہے۔ ان کی غیر حاضری میں راجہ دشرتھ اس صدمہ جانکاہ سے مر گیا۔

اس کے بعد رانی کیکئی نے اپنے بیٹے بھرت کو وارث تخت بننے کے لئے اس کے ننھیال سے بلایا مگر بھرت نے واپس آکر اپنی ماں پر غصہ کا اظہار کیا۔ بلکہ یہاں تک اس کو کہا کہ مجھے تیرے اپنے باپ کی جائز بیٹی ہونے پر بھی شبہ ہے۔ کیونکہ تو نے رام چندر جی کے ساتھ بہت برا سلوک کیا۔ اس کے بعد بھرت درباریوں سمیت رام چندر جی کی تلاش میں نکلا۔ اور جنگل میں آکر رام چندر جی سے ملاقات کی اور بہت منت سماجت کی کہ وہ اجودھیا کو واپس چلیں مگر رام چندر جی چودہ برس سے پیشتر جنگل سے واپس چلنے پر رضامند نہ ہوئے۔ ناچار یہ وفد واپس آیا۔ اس کے بعد رام جنگلوں میں گھومتے رہے۔ اتفاق سے ایک جنگلی عورت شورپنکھا جو راون والئے لنکا کی بہن بیان کی گئی ہے رام کو دیکھ کر اس پر فریفتہ ہو گئی سو دونوں بھائیوں نے اس پر اس سے کچھ مذاقیہ کلام کیا۔ کہ جس کی وجہ سے تنگ آکر اس نے سیتا پر حملہ کر دیا۔ رام چندر جی نے اس کے وار کو روکا اور لکشمن جی نے آگے بڑھ کر اس عورت کی ناک اور کان کاٹ ڈالے۔ یہ واقع چونکہ ناسک کا ہے اس سے پیشتر اس مقام کا نام پنچ وٹی تھا۔ اس ناک کاٹنے کے وقوعہ کے بعد اس کا نام ناسک پڑ گیا کیونکہ سنسکرت میں ناسکا کے معنی ناک کے ہیں۔ اس واقعہ کی اطلاع پانے پر شورپنکھا کے بھائیوں کو طیش آیا۔ اور انہوں نے اس کا بدلہ لینے کی ٹھانی۔ چنانچہ رام چندر اور لکشمن جب ایک ہرن کا تعاقب کرتے ہوئے جنگل میں دور نکل گئے۔ تو پیچھے سے راون سیتا کو بھگا لے گیا۔ جس کی وجہ سے وہ جنگ عظیم پیش آئی کہ جس کو ہم لنکا کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

اس کے بعد کے واقعات بعید العقول اور صرف افسانے ہیں۔ مثلاً ریچھ اور بندروں کی فوج سے لنکا پر چڑھائی کرنا۔ رام چندر جی کے بیہوش ہونے پر ہنومان کا پہاڑ اٹھا لانا اور اس کا لنکا پہنچ کر سیتا کا حال دریافت کرنا۔ وہاں کے مندروں کو توڑ پھوڑ کر آگ لگا دینا۔ بچ کیا راون کو قتل کرنا وغیرہ وغیرہ۔

لنکا کی جنگ میں راون کے بھائی بیبھیشن نے حکومت کے لالچ سے راون کا ساتھ چھوڑ کر رام چندر جی کو مدد دی۔ اور اس کے مشورہ کے مطابق ساری کارروائی طے پا کر راون اس کے بیٹے اور بھائی اس جنگ میں قتل ہوئے اور لنکا کی حکومت بیبھیشن کے سپرد ہوئی۔ رام چندر جی سیتا کو لیکر واپس سدھارے۔ واپسی پر رام چندر جی کو سیتا کی عصمت پر بھی شبہ گزرا اور انہوں نے سیتا سے کہا کہ میں نے یہ جنگ تمہاری خاطر نہیں لڑی بلکہ اپنے خاندان کے ننگ و ناموس کیلئے لڑی ہے۔ سیتا کو اپنی عفت و عصمت ثابت کرنے کے لئے آگ میں کودنا پڑا۔ کہتے ہیں اسمیں سے وہ محفوظ نکل آئی۔ دیوتاؤں نے بھی سیتا کے حق میں گواہی دی۔ اسکے بعد دونوں بھائیوں اور سیتا نے وطن کی طرف مراجعت کی کیونکہ بن باس کے چودہ سال ختم ہو چکے تھے۔ اجودھیا پہنچکر بھرت نے تخت و تاج رام چندر کو واپس کر دیا۔ اور آپ اجودھیا پر حکمرانی کرنے لگے۔ اسکے بعد یہ بھی لکھا ہے کہ بعض لوگوں کی طعنہ زنی پر رام چندر جی نے سیتا کو گھر سے نکال دیا۔ اور وہ جنگل میں والمیک مصنف رامائن کی کٹیا میں جا رہیں۔ جہاں ان کے ہاں دو بیٹے پیدا ہوئے۔ جن کے نام لَو اور کش تھے۔ قصہ کا خاتمہ یہاں ہوتا ہے کہ لکشمن اور رام چندر دریائے سرجو میں کود کر خودکشی کر گئے۔

(باقی آئندہ)

---

[1] و [2] جینی رامائن اترا پرانا اور ادھیوتا رامائن۔ ملائی زبان کی سوانح رام۔ جاوی زبان کی رام کالنگ

[3] بنگالی رامائن کے مترجم دنیش رسین (۱۹۱۵ء) دیکھو بیز دیو وین۔ انگریزی ساہتیہ کے بیان کتھا وغیرہ کتب

[4] یہ حوالہ ادھیاتم رامائن کا ہے۔

[5] یہ رسوم ناقابل تشریح ہیں اس لئے ان کو چھوڑ دیا گیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۱۸ | دوشنبہ ۱ر جمادی الثانی ۱۳۴۹ھ | نمبر ۳۷

تفسیر القرآن بالقرآن کے نوٹ

چند تمہیدی باتیں!

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا کہ اس سلسلۂ درس میں خیال یہی ہے کہ پہلے جو مضمون لیا جائے وہ ہستیٔ باری تعالےٰ ہو۔ کیونکہ یہی مضمون مذہب کی بنیاد ہے۔ اگر ہستیٔ باری تعالیٰ کو ثابت کر دیا جائے تو پھر مذہب کی بنیاد قائم ہو جاتی ہے۔ لیکن اس کو شروع کرنے سے پیشتر میں چند باتیں بطور تمہید کہنا چاہتا ہوں۔ مگر یہ چند باتیں انشاء اللہ حسب دستور تمہید طولانی نہ ہوں گی۔ کہ سارا وقت تمہید میں ہی خرچ کر دیا جائے۔ بلکہ چند ضروری باتیں کہنا چاہتا ہوں۔ مگر سب سے پہلی بات یہ ہے کہ جو کچھ سنایا جائے وہ ایک خاص مقصد کو سامنے رکھکر سنایا جائے یعنی ہماری غرض ازدیاد علم ہو۔ ورنہ یہ طریق مفید نہیں کہ میں کچھ بول دوں اور آپ صرف سن جائیں۔ علم حاصل کرنے کے لئے اور اصل غرض اور مقصد کو سمجھنے کے لئے بہتر یہ معلوم ہوتا ہے کہ میں بھی کچھ تیار کر کے لاؤں۔ اور آپ اس کو نوٹ کرنے کے لئے تیار ہو کر آئیں۔ جو کچھ سنا جائے اس کی کوئی یادداشت رکھ لی جائے۔ تو زیادہ مفید ہوگا۔ نوٹ کرنے سے توجہ بھی سنتے وقت زیادہ کرنی پڑتی ہے۔ اور جو شخص نوٹ نہیں کرتا اس کی توجہ سننے کی طرف بھی عموماً اس قدر نہیں رہتی۔ چونکہ ہم لوگوں کو اکثر دوسروں سے مقابلہ کرنا پڑتا ہے۔ یاد رکھی ہوئی اور نوٹ کی ہوئی باتیں کبھی نہ کبھی کام دے جاتی ہیں۔ اب میں مختصر طور پر ان چند باتوں کو بیان کرتا ہوں۔

تفسیر القرآن بالقرآن سے مراد

اصول تفسیر القرآن بالقرآن جس کو کہا جاتا ہے۔ یہ ضروری امر ہے کہ میں پہلے اس کی تشریح کر دوں۔ اس اصول سے مطلب یہ ہے۔ کہ قرآن شریف میں جتنی آیات کسی ایک مضمون کے متعلق آتی ہیں ان کو جمع کر کے ایک آیت کو دوسری آیت کی روشنی میں حل کیا جائے۔ یوں تو بعض لوگوں نے تفسیر القرآن بالقرآن کے نام سے کتابیں لکھی ہیں۔ مگر انہوں نے اس اصول کو کسی وسیع پیمانہ پر ملحوظ نہیں رکھا اور نہ اس اصول کو پورے طور پر ہر جگہ مدنظر رکھا ہے۔ کہ ایک مضمون کے متعلق جس قدر آیات قرآن شریف میں آئی ہیں ان سب کو ایک جگہ جمع کر لیا جائے اور ان سب پر ترتیب وار نظر ڈالی جائے۔ بلکہ اکثر ایسا کیا ہے کہ ایک آیت کی تفسیر اپنے خیال میں جس آیت میں نظر آئی اس کو لے لیا ہے۔ اور اس مضمون کی باقی آیات کو چھوڑ دیا۔ ہمارے مدنظر یہ طریق ہے کہ ایک مضمون کے متعلق جملہ آیات کو جمع کر لیا جائے۔

دوسری بات جو میں مدنظر رکھوں گا

وہ یہ ہے کہ ان جمع کردہ آیات کا مطلب سمجھنے کے لئے ان آیات کو جن میں کوئی عام اصول بیان ہوا ہے۔ دوسری آیات پر مقدم کیا جائے قرآن شریف کے سمجھنے کے لئے یہ اصول خود قرآن کریم نے بیان کیا ہے۔ فرمایا ھو الذی انزل علیک الکتاب منہ آیات محکمات ھن ام الکتاب و اخر متشابھات یہاں بیان یہ فرمایا ہے کہ اللہ تعالےٰ کے پاک کلام قرآن شریف میں دونوں قسم کی آیات ہیں یعنی کچھ محکم اور کچھ متشابہ۔ اس آیت کے متعلق تفصیلی بحث تو پھر کسی وقت آئے گی۔ یہاں میں صرف یہ بتانا چاہتا ہوں کہ جن آیات کو محکمات کہا گیا ہے۔ ان کو اُم الکتاب کہا ہے۔ اُم کہتے ہیں ماں کو یا اصل جڑ کو گویا آیات محکمات کا نام ام الکتاب یا اصول کتاب ہے۔ اور آیات ہمہ قرآن شریف کی تفسیر کا طریق بیان فرمایا ہے۔ اور بتایا یہ ہے کہ وہ آیات جن میں اصول بیان ہوئے ہیں یا کسی بات کا اصول بتایا ہے تمام آیات میں ان کو مقدم کر لیا جائے۔ مثال کے طور پر میں بتاتا ہوں کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کی ذات کا جہاں جہاں ذکر ہے۔ اس میں ایسے الفاظ بھی آجاتے ہیں کہ جن سے یہ شبہ ہوتا ہے کہ اللہ میاں بھی کر دیش گو اعلیٰ پیمانہ پر ہی سہی ایک انسان ہے۔ ایک جگہ یہود کے اعتراض کا جواب دیتے ہوئے اس کے دونوں ہاتھوں کا ذکر بھی ہے۔ فرمایا:

وقالت الیھود ید اللہ مغلولۃ غلت ایدیھم ولعنوا بما قالوا بل یداہ مبسوطتٰن۔ یہود نے کہا کہ اللہ کے ہاتھ بند ہیں۔ انہیں کے ہاتھ بند کئے گئے ہیں۔ وہ اپنے اس قول کی بنا پر لعنت کئے گئے۔ اللہ تعالیٰ کے تو دونوں ہاتھ کھلے اور فراخ ہیں۔ اس پر ایک اعتراض یہ ہو سکتا ہے کہ کیا اس کے ہاتھ بھی دو ہیں جیسے انسان کے دو ہاتھ ہیں۔ اس قسم کے اور الفاظ بھی اللہ تعالےٰ کے لئے قرآن شریف میں آئے ہیں۔ ان تمام کے جواب میں ایک جگہ اصول کے طور پر بیان فرمایا لیس کمثلہ شیء یہاں قرآن شریف نے اللہ تعالیٰ کی ذات کے متعلق ہمیں اپنی عقل اور فکر سے جواب دینے کا محتاج نہیں چھوڑا۔ کہ ہم خود یہ اندازہ لگائیں کہ اس کی ذات ان الفاظ کی متحمل ہو سکتی ہے یا نہیں۔ اگر ایک جگہ ہاتھوں کا ذکر کیا تو دوسری جگہ جواب دیدیا کہ لیس کمثلہ شیء کہ اس کی مانند کوئی شے نہیں۔ ہم اس کو دنیا کی کسی چیز پر قیاس نہیں کریں گے یعنی اس کے ہاتھ مخلوق کے ہاتھوں کی مانند کوئی مادی اور جسمانی ہاتھ نہیں۔ ایسی آیات کے بارہ میں یہ ایک اصول ہے کہ جو قرآن شریف نے بیان فرما دیا ہے یا ایک دوسری جگہ ایک اور اصول کو بیان کیا ہے خالق کل شیء۔ اللہ تمام اشیاء کا خالق ہے۔ بلکہ ایک اور جگہ اس سے بھی بڑھ کر صاف الفاظ میں بیان فرمایا ام جعلوا للہ شرکاء خلقوا کخلقہ فتشابہ الخلق علیھم قل اللہ خالق کل شیء وھو الواحد القھار (الرعد) کیا انہوں نے اللہ تعالےٰ کے بالمقابل ایسے شریک بنا لئے ہیں جنہوں نے اس کی سی مخلوق پیدا کی ہو۔ پھر ان کو ساری مخلوقات یکساں نظر آتی ہو۔ کہو اللہ ہی ساری چیزوں کا پیدا کرنے والا ہے۔ اور وہ ایک ہی سب پر غالب ہے۔

اس آیت میں صاف طور پر ذکر ہے کہ کوئی اور شخص اس قسم کی چیز خلق نہیں کر سکتا۔ کہ جو خدا کی مخلوق کے ساتھ مشتبہ ہو جائے اور یکساں معلوم ہوتی ہو۔ اس آیت کی بنا پر خلق خاصہ باری ہے۔ اور یہ خاصہ کسی اور کی طرف منسوب نہیں ہو سکتا۔ اور اگر یہ لفظ کسی اور کی طرف منسوب ہو تو اس کے معنی اور لئے جائیں گے۔ ورنہ وہ اصول کے خلاف ہوں گے۔ یہ ایک ایسی بات ہے کہ جو قرآن شریف کے مطالب کو صحیح طور پر سمجھنے کے لئے ضروری ہے۔ پس ہر ایک مضمون کے متعلق تمام آیات کو جمع کرنے کے بعد پہلے اصول کو لینا ہے اور پھر باقی آیات کو اس اصول کے ماتحت کرنا ہے۔ اس طرح سے قرآن کریم کی تمام آیات اللہ یستھزئ بھم اور ختم اللہ علیٰ قلوبھم وغیرہ کو اصول کے ماتحت کر کے حل کرنا چاہئے۔ ورنہ اس کے بغیر اگر آپ قرآن شریف کو حل کرنا چاہیں گے تو ایک بھول بھلیاں میں پڑ جائیں گے۔

تیسری بات جو میں بتانا چاہتا ہوں

گو وہ قرآن شریف کے سمجھنے میں ضروری نہیں مگر اس کو مدنظر رکھنے سے ازدیاد علم اور تحقیقات کا ذوق پیدا ہوتا ہے۔ جہاں تک ہو سکے اس تیسرے اصول کو بھی تفسیر کرتے ہوئے مدنظر رکھنا چاہئے۔ اور وہ قرآن شریف کی ترتیب نزولی ہے۔ ظاہر ہے کہ قرآن شریف اس وقت جو ہمارے پاس الحمد للہ سے لے کر والناس تک موجود ہے یہ اسی ترتیب پر نازل نہیں ہوا۔ بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سب سے پہلی جو سورۃ نازل ہوئی وہ اقرأ باسم ربک الذی خلق ہے اور یہ موجودہ ترتیب میں نمبر ۹۶ کی سورۃ ہے۔ اور اس کے بعد جو سورۃ نازل ہوئی وہ یا ایھا المدثر قم فانذر ہے یہ بھی اس ترتیب میں ۷۴ پر ہے۔ اس طرح سارے قرآن شریف کی ترتیب نزولی اور ہے۔ اور موجودہ ترتیب اور ہے۔ اس پر یہ شبہ بھی ہو سکتا ہے کہ ترتیب نزولی اُلٹ پلٹ کیوں کر دی گئی۔ یہ مضمون بھی اپنی جگہ پر آ جائے گا مختصر طور پر یہ یاد رکھنا چاہئے۔ کہ موجودہ ترتیب بھی اللہ تعالےٰ کے ارشاد کے ماتحت ہے۔ اور اس کا ذکر قرآن شریف میں ہے۔ ان علینا جمعہ اور حدیث میں بھی ہے۔ کہ جس وقت آپ پر کوئی آیت یا سورۃ نازل ہوتی تھی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کاتب کو بلا کر حکم دیتے تھے کہ اس آیت یا سورۃ کو فلاں موقع پر رکھو۔ یعنی قرآن شریف ایک ترتیب پر نازل ہوتا تھا۔ اور پھر کسی حکمت کے ماتحت اس کو ایک دوسری ترتیب پر جمع کیا جاتا تھا۔ اور یہ ترتیب بھی اللہ تعالےٰ کے حکم کے ماتحت ہی تھی۔ اسے خواہ وحی خفی کہو۔ ترتیب نزولی کسی مضمون کے سمجھنے کے لئے بہت مفید ہے۔ اور اس کو مدنظر رکھنے سے یہ بھی پتہ چل جائے گا کہ وہ مضمون رفتہ رفتہ کس طرح اپنے کمال کو پہنچا۔ اس طرح پر قرآن شریف کو دیکھنے سے

اس کا ایک بہت بڑا اعجاز نظر آتا ہے

کہ کس طرح سے ایک لمبے زمانہ کے متفرق پڑے ہوئے خیالات درحقیقت ایک دوسرے کی تکمیل کرنے والے ہیں۔ اس ترتیب سے انسانی دماغ کام نہیں کر سکتا۔ وہ لوگ کہ جو تصنیف کا کام کرتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ انسان کس طرح ایک مضمون شروع سے آخر تک پہنچانے کا خواہش مند ہوتا ہے۔ اس طرح متفرق خیالات کو متفرق اوقات پر ایک لمبے عرصہ میں تکمیل تک پہنچانا انسانی دماغ کا کام نہیں پھر ایک شخص کی زندگی میں بیشمار تغیرات آتے ہیں۔ آج وہ کہیں ہے دو سال بعد کہیں۔ کبھی گھر کے اندر ہے اور کبھی باہر۔ مصیبت کے وقت اور پادشاہت کے وقت جنگوں میں اور سفر میں دن کے وقت اور رات کے وقت ایک شخص پر کلام نازل ہو رہا ہے مگر وہ سارا کا سارا کلام ایک عرصہ کے بعد متفرق خیالات کا مجموعہ نہیں رہتا۔ بلکہ نہایت کامل اور مکمل مضامین کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ انسان کی عادت ہے کہ وہ ایک ہی مرتبہ خیالات کو جمع کر کے مکمل کرنا چاہتا ہے۔ مگر قرآن شریف تیئس سال کے عرصہ میں تھوڑا تھوڑا نازل ہوا۔ مگر اس کا ہر ایک بعد میں نازل ہونے والا ٹکڑا پہلے کی تکمیل کرتا ہے۔ پس ترتیب نزول کے لحاظ سے قرآن کریم کا مطالعہ نہایت ضروری ہے۔ مگر اس کو جلدی مکمل نہیں کیا جا سکتا۔ اگر آج اس طرز پر قرآن شریف کی تفسیر کا سلسلہ شروع کر دیا جائے تو آئندہ کسی وقت یہ قرآن کے اعجاز کو ثابت کرنے کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہو جائیگا۔

کسی مضمون پر اس ترتیب کے لحاظ سے کچھ بیان کرنے سے پہلے قرآن شریف کی ترتیب نزولی کو ذہن کر لینا چاہئے۔ کیونکہ ترتیب مضامین زینہ کے لئے اس کا نوٹ کرنا نہایت ضروری ہے۔ شاید کوئی شبہ کریں کہ ترتیب نزولی کا علم پورا پورا نہیں ہے مگر اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ترتیب نزولی کا بھی ہمیں ایک حد تک علم ہے۔ جس قدر قرآن شریف طبع شدہ ملتے ہیں ان سب میں لکھا ہے کہ یہ سورۃ مکی ہے۔ اور یہ مدنی ہے۔ اور یہ بھی ابتدا سے یعنی جب سے قرآن شریف لکھا گیا۔ لکھا ہوا موجود ہے۔ اس سے قرآن شریف کی تاریخ پر روشنی پڑتی ہے۔ اس ترتیب کے مطالعہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ عموماً مکی سورتوں کا بیشتر حصہ ایک وقت میں نازل ہوتا تھا۔ اور مدنی سورتوں میں تھوڑا تھوڑا عرصہ نازل ہوتا تھا۔ البتہ مکی سورتوں کے سال معین نہیں ہو سکتے۔ زمانے متعین ہو سکتے ہیں۔ اور میں نے اس حصہ کو تین زمانوں پر تقسیم کیا ہے۔ پہلے پانچ سال کو ابتدائی مکی زمانہ رکھا ہے۔ اس کے بعد پانچ سال درمیانی زمانہ مکی اور آخری [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم — نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح لاہور

جلد ۱۸ | یوم چہار شنبہ ۱۰ رجب المرجب ۱۳۴۹ھ | نمبر ۸

خطبہ جمعہ

(فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ)
مورخہ ۲۸ نومبر ۱۹۳۰ء

صراط مستقیم سے کونسا رستہ مراد ہے

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا خدا کا کلام ہونے کے لحاظ سے سارا قرآن کریم ہی اپنے اندر ایسے ایسے معنی اور مفہوم رکھتا ہے کہ جس کی حقیقت کو پہنچکر سیری اور اطمینان ہو جاتا ہے۔ کہ واقعی یہ خدا کا کلام ہے۔ اور انسان کے لئے ناممکن ہے کہ ایسا کلام بنا سکے۔ لیکن سورہ فاتحہ جس کو ام الکتاب کہا گیا ہے۔ ایسی جامع ہے کہ تمام اصول دین کو اپنے اندر لئے ہوئے ہے۔ پھر یہ ایک ایسی صورت ہے کہ انسان کسی حال میں اس کو پڑھے دل پر ایک خاص اثر پیدا کرتی ہے۔ میں نے ابھی تک جمعہ کے خطبوں میں اس تفسیر کا درمیانی حصہ چھوڑا ہوا ہے۔ اس وقت بھی میں اس کے اس حصہ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم پر ہی کچھ بیان کرنا چاہتا ہوں۔ گذشتہ دو جمعوں میں بیان کر چکا ہوں۔ کہ اھدنا نے اندر ایک تو ترقی کا قدم آگے بڑھانے کی جو کوشش ہے اور دوسرے جماعتی رنگ میں اس ترقی کی خواہش ہے۔ اس کے بعد صراط المستقیم آتا ہے۔ صراط کے معنی رستہ ہیں۔ اور مستقیم کے معنی ہیں جو نہ کج ہو اور نہ ناہموار ہو۔ دو ہی نقص کسی رستہ میں ہو سکتے ہیں۔ اس کا اصل مقصد سے ادھر ادھر نکل جانا۔ سیدھا نہ ہونا۔ اور دوسرے ناہموار ہونا۔ مستقیم ان دونوں نقصوں سے بری کو کہتے ہیں۔ یعنی اس میں دونوں خوبیاں ہیں اصل مقصد سے ادھر ادھر نہیں نکلتا۔ یا سیدھا ہے۔ یہ ایک خوبی ہے۔ صرف یہی نہیں۔ دوسری خوبی یہ ہے کہ اونچ نیچ سے خالی ہے۔ اس میں یہ دعا سکھائی ہے کہ اے خدا ہمیں ایسے راہ پر چلا جس میں کجی اور ناہمواری نہ ہو۔ نہ تو اصل مقصد سے ادھر ادھر نکلتا ہو اور نہ اس میں ٹھوکریں ہی کھاتے پھریں۔

عملی جد وجہد کے بغیر محض دعا چنداں مفید نہیں۔

یہ ایک دعا ہے مگر دعا چاہتی ہے تڑپ کو اور جس چیز کی انسان کو تڑپ ہو۔ اس کے حصول کے لئے وہ کوشش بھی کرتا ہے۔ تو صراط مستقیم پڑھتے یہ تڑپ ہمارے اندر پیدا ہو گئی تو اس کے حصول کے لئے ہم جد وجہد بھی کریں گے۔ اور اللہ تعالیٰ کا قانون یہی ہے کہ ثمرہ کوشش پر ہی ملتا ہے۔ جیسا کہ فرمایا ہے۔ لیس للانسان الا ما سعیٰ جب تک انسان کی طرف سے کوشش نہ ہو اس طرف سے ثمرہ نہیں ملتا۔ دعا بھی اسی صورت میں فائدہ مند ہو سکتی ہے کہ جس مقصد کے لئے دعا کی جا رہی ہے اس کے لئے جد وجہد بھی کمال کو پہنچی ہوئی ہو۔ جد وجہد کے بغیر دعا چنداں مفید نہیں ہوتی۔ پس اس صراط کی تلاش کے لئے بھی جد وجہد ضروری ہے۔ وہ صراط کیا ہے۔ وہ کوئی خاص سڑک نہیں۔ بلکہ زندگی کے ہر قسم کے مقاصد اور مسائل اس صراط میں آتے ہیں۔ اس کے لئے فرمایا صراط الذین انعمت علیہم۔ وہ رستہ ہے ان لوگوں کا کہ جن پر تو نے انعام کیا۔ یا احسان کیا۔ اب اس کے بعد صرف یہ غور طلب امر ہے کہ منعم علیہ لوگ کون ہیں قرآن شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ راستباز لوگ ہیں۔ خواہ وہ نبی ہوں صحابہ کرام ہوں اولیاء اور مجددین ہوں۔ یا اور کوئی جن کے اس قسم کے مراتب ہیں۔ ان لوگوں کا رستہ ہمیں کہاں سے مل سکتا ہے ہ اس بات کے جاننے سے کہ انہوں نے کیا کیا۔ اور کس طرح اپنی زندگی بسر کی۔ [illegible] منعم علیہم کا رستہ ہمیں انہیں کے حالات زندگی سے ملتا منعم علیہ کی زندگی میں ایک نمونہ عمل موجود ہوتا ہے۔ اسی کو اس کی طرح سمجھنا چاہئے۔ اسی نمونہ کی تلاش کرنے کی ضرورت ہے۔ جب تک یہ معلوم نہ ہو اس وقت تک اس پر چل نہیں سکتے۔ اب ہماری کوشش یہی ہونی چاہئے کہ وہ رستہ معلوم کریں کہ جس پر یہ لوگ چلتے رہے۔ ان لوگوں کے حالات کچھ تو قرآن کریم میں موجود ہیں کہ جن کے اندر بڑے بڑے سبق موجود ہیں۔ خدا نے چاہا تو کسی وقت نمونۃً پیش کروں گا۔ ان کے اندر ایسے ایسے نکتۂ خیال موجود ہیں۔ کہ ان سے انسان کی ساری کی ساری زندگی سدھر جائے۔ غرضیکہ یہ لوگ جو منعم علیہم کہلاتے ہیں یا ان سب کے سردار محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات قرآن میں، حدیث میں اور سیرت کی کتابوں میں زیادہ تفصیلات کے ساتھ موجود ہیں۔ ان کے بعد صحابہ۔ تابعین۔ اور مجددین کا گروہ ہے۔ کہ جو منعم علیہم کے گروہ میں شامل ہیں۔ ان لوگوں کے حالات معلوم کرنے کی سخت ضرورت ہے۔ جبتک ان کا نمونہ تمہارے سامنے نہ ہو۔ اور اس نمونے پر چلنے کی تڑپ نہ ہو۔ دعا فائدہ نہیں دے گی۔ ان کے نمونۂ عمل پر کوشش اور جد وجہد سے چلنے کی سعی کرو۔

عملی نمونہ اقوام کی زندگی کو پلٹ سکتا ہے

ایک شخص کے ساتھ جب دلی تعلق ہوتا ہے تو اس کا نمونہ عظیم الشان اثر کر جاتا ہے۔ بلکہ ہماری زندگی کو بدل سکتا ہے۔ زندہ اقوام میں قومی روایات ہر جگہ کس طرح پڑھی جاتی ہیں۔ یہ اقوام کی تاریخ سے معلوم کرو۔ اصل بات یہ ہے کہ یہ روایات ہی ہیں۔ کہ جو زندہ اقوام کے نکتۂ خیال کو بدل دیتی ہیں۔ اھدنا الصراط المستقیم میں دعا تو یہ ہے کہ اے اللہ ہمیں رستہ پر چلا۔ کہ جو تیرے منعم علیہ گروہ کا رستہ ہے۔ یعنی جو بڑے بڑے کام انہوں نے کئے قربانیاں کیں۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال دیئے۔ سر دیئے۔ اے اللہ تو ہم کو توفیق دے کہ ہم بھی یہی کام کریں۔ جو جو کچھ انہوں نے کیا ہم کو بھی ان کے کرنے کی توفیق دے علی الحقیقت نمونے ہی ہمت کو بلند کرتے ہیں۔ اور اس دعا میں یہی سکھایا گیا ہے کہ جو کچھ انہوں نے کیا ہم بھی وہی کریں۔ مگر آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ اس آیت کے ایک عجیب معنی کئے گئے ہیں۔ یعنی یہ کہ اس میں ہم یہ مانگتے ہیں کہ اے اللہ ہمیں نبی بنا دے مگر قرآن شریف کوئی ایسی کتاب نہیں کہ اس کی آیات سے کوئی شخص جو معنی چاہے نکال لے یا ایک ہی آیت سے شیعہ اپنا مطلب نکال لیں۔ اور سنی اپنے معنی پیدا کر لے اور احمدی اپنے مطلب کی نکال لے۔ قرآن شریف میں یہ خوبی ہے کہ اس کے اصولی امور میں دوسرے معنی نکلنے کی گنجائش ہی نہیں۔ اس کے اصول محکمات میں ہیں۔ ایک اصول کے خلاف دوسرا اصول نہیں ہو سکتا جیسے ایک جڑ کے خلاف دوسری جڑ نہیں ہو سکتی۔ اب اگر اس آیت میں نبوت کے اجرا کی دعا ہے۔

تو جیسا کہ میں نے کہا تھا اھدنا میں دو باتیں موجود ہیں۔ ترقی کی خواہش، آگے چلنے کی جد وجہد اور دوسری بات یہ ہے کہ یہ دعا مسلمانوں کی ساری جماعت کے لئے ہے۔ ایک آدمی کے لئے نہیں۔ تو اول حصہ سے ظاہر ہے کہ یہ ایک کوشش ہے اور کوشش کے ذریعہ سے نبوت حاصل کر لینا بے معنی بات ہے۔ یعنی گو اللہ تعالیٰ کو اس وقت نبی بھیجنے کی ضرورت ہی [illegible] محض اپنے ہے کہ نبوت اکتسابی نہیں وہبی ہے اور پھر دعا یہ ہے کہ اے خدا تو ہم سب کو مسلمانوں کی ساری جماعت کو اس راستہ پر چلا۔ تو اگر مراد نبوت ہے تو دعا یوں ہوئی کہ اے خدا تو ہم سب کو مسلمانوں کی ساری جماعت کو نبی بنا دے۔ پہلا نتیجہ تو دعائے نبوت کا یہ ہوگا کہ ہمت کر کے اس نبوت کو لے لو خدا اس کو ختم کرتا پھرے۔ مگر ہم بزور بازو اسے لے لیں گے مگر یہ یاد رکھو کہ نبوت منصب ہے اور وہبی امر ہے۔ کہ خدا جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔ دوسرا نتیجہ یہ ہوگا کہ ساری امت ہی نبی بن جائے گی۔ کیونکہ جب دعا اللہ تعالیٰ خود سکھاتا ہے۔ تو امکان تو ضرور ہے کہ سب کے حق میں یہ دعا قبول ہو جائے اور اگر بالفرض سب کے حق میں قبول نہ بھی ہو تو بھی یہ کس قدر بے معنی دعا ہے۔ کہ اے خدا تو ہم سب کو نبی بنا دے۔ زید۔ بکر۔ مرد۔ عورت بوڑھا بچہ سب نبی ہی نبی نظر آئیں۔ کم سے کم ہمارے دل کی یہ تڑپ تو ہوئی۔ اگر اھدنا کی جگہ دعا اھدنی ہوتی۔ یہ کہ مجھے اس رستے پر چلا۔ تو بھی کہا جا سکتا تھا کہ اس سے ایک شخص مراد ہو سکتا ہے۔ گو پھر بھی یہ دقت ہوگی کہ ہر ایک شخص یہی دعا مانگے گا۔ کہ یا اللہ میں نبی بن جاؤں کبھی کہا جاتا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اے خدا تو ہم میں ایک نبی پیدا کر دے۔ پھر تو چاہئے تھا کہ یہ دعا نبی کریم صلعم اور صحابہ کبھی نہ پڑھتے۔ اور نہ ہی جب حضرت مرزا صاحب کو ان کے خیال کے مطابق نبوت مل چکی تھی تو وہ اور ان کے ساتھی یہ دعا کرتے۔ نبی تو مبعوث ہو گیا تھا پھر یہ دعا کیوں کریں۔ کہ اے خدا ہم میں ایک نبی پیدا کر۔ اور اس بے معنی دعا پر خدا نے کہتا ہوگا۔ کہ نبی تو ہم نے پیدا کر دیا۔ اب ان کا مطلب کیا ہے؟ کیا یہ نبی منظور نہیں کوئی اور پیدا کر۔ اگر ہر ایک کے نبی بننے کی دعا ہے تو بھی بے معنی ہے۔ اور اگر ایک نبی کے لئے دعا ہے تو بھی بے معنی ہے۔

نبوت اکتسابی نعمت نہیں

اصل بات یہ ہے کہ یہ معنی اس آیت کے ہو نہیں سکتے۔ اس میں تو ہم میں سے ہر ایک کو مالی جانی اور ہر رنگ کی قربانیاں اچھے اور نیک کام مخلوق خدا کی خدمت کی توفیق ملنے کی دعا سکھائی گئی ہے۔ یہ ایک دعا ہے۔ جو میں سب کے لئے کر سکتا ہوں۔ لیکن اگر یہ نبی بننے کی دعا ہو تو اس کے لئے میں یہی کوشش کروں گا کہ مجھ کو ہی نبی بنا دیا جائے۔ دوسرے کے لئے کیوں دعا کروں۔ کہ اس کو خدا نبی بنا دے۔ پھر نبوت دے تو کس کو دے۔ سب کو بنا دے تو مشکل اور اگر ایک کے لئے دعا ہو تو مشکل۔ اسی لئے میں نے کہا تھا کہ آیت کے معنی اگر غلط کئے جائیں تو وہ اصولی طور پر نقص پیدا کرنے والے ہوتے ہیں پس صحیح معنی اس آیت کے یہی ہیں کہ اے اللہ ہمیں اس رستہ پر چلنے کی توفیق دے کہ جو ان لوگوں کا رستہ ہے۔ کہ جنہوں نے مخلوق خدا کی بہترین خدمت کی یہ تڑپ نیک لوگوں کے رستہ پر چلنے کی یعنی ان لوگوں کے رستہ پر چلنے کی جنہوں نے اپنی زندگی اپنا مال اور اپنی جان سب کچھ خدا کی راہ میں دیدیا۔ یہ تڑپ ہر مسلمان کے دل میں ہونی چاہئے۔ انسان کو ہمیشہ اپنا مقصد بلند رکھنا چاہئے اگر کوئی یہ سمجھ لے کہ میں نے اس پہاڑ پر چڑھنا ہے تو پھر چڑھنے کی کوشش بھی کرے گا۔ لیکن نماز میں تو یہ دعا کرنا کہ اے خدا ہمیں خدمت مخلوق کی توفیق دے۔ اور پھر اس کے بعد عمل زندگی میں اس کا ثبوت نہ دینا بلکہ اپنا طرز عمل اس کے خلاف رکھنا گویا یہ دعا نہیں کی مخول اور ہنسی کی ہے۔ یہ دعا اگر دل سے نکلی ہوئی تو باہر جا کر ضرور اثر دکھائے گی۔ وہ چیز جو تمہارے دل سے نکلتی ہے اس کو اپنے عمل سے درست کرو۔ ورنہ دعا کا صرف منہ سے نکلنا کوئی فائدہ نہیں۔ اھدنا الصراط المستقیم دلوں میں یہ تڑپ پیدا کرنے کے لئے ہے کہ ہماری جان۔ مال اور ہماری کوششیں اعلاء کلمۃ اللہ میں کام آئیں۔ اس مقصد کے لئے یہ دعا سکھائی گئی ہے۔

بدوملہی میں مستورات کا ایک کامیاب جلسہ

محترمہ بیگم صاحبہ حضرت امیر اور جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کی بیگم صاحبہ اور جناب ڈاکٹر غلام محمد صاحب کی ہمشیرہ محترمہ بدوملہی تشریف لے گئی تھیں وہاں ان کی مسلمان مستورات کے جلسہ میں تقاریر ہوئیں۔ بدوملہی کی مستورات پر تقاریر کا نہایت عمدہ اثر ہوا جیسے بھی چاہا خاصہ تھا۔ اگر دوسری جگہ کے احباب بھی اپنے ہاں جلسوں کا انتظام کر کے مستورات کی بہتری اور اصلاح میں کوشش کریں تو بہت فائدہ ہو سکتا ہے۔ اور قوم میں زندگی پیدا ہو سکتی ہے۔ جناب چوہدری سرفراز خان صاحب بدوملہی سے اطلاع دیتے ہیں کہ ان کے صاحبزادہ محمد اکبر خاں صاحب نے اخراجات جلسہ

خطبہ جمعہ

بتاریخ ۲۸ فروری ۳۷ء

ان اللہ و ملائکتہ یصلون علی النبی .... عذاباً الیما۔ سورۃ احزاب کی یہ دو آیتیں میں نے پڑھی ہیں۔ ایک میں اللہ تعالیٰ اور ملائکہ کا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کا ذکر ہے۔ اور مسلمانوں کو حکم ہے کہ وہ بھی آنحضرت صلعم پر درود بھیجیں۔ اور دوسری میں یہ ذکر ہے کہ وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دیتے ہیں ان پر اللہ تعالیٰ لعنت کرتا ہے یعنی اپنی رحمت سے دور کرتا ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ نبی کریم صلعم پر درود پڑھنے کی کیا غرض ہے درود تو اللہ اور اس کے فرشتے بھی بھیجتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا درود بھیجنا یہ ہے کہ آپ کے لئے مغفرت قبولیت اور برکات کے دروازے کھول دے باینہمہ مسلمانوں کو یہی حکم ہے کہ وہ اللہ کے رسول پر درود بھیجیں۔ ہم نماز میں اللھم صل علی محمد و علی آل محمد ...... حمید مجید پڑھتے ہیں۔

درود کا مقصد

یہی ہے کہ مسلمانوں کے دلوں میں محمد رسول اللہ صلعم کی محبت کا جذبہ پیدا کیا جائے۔ اور یہ بڑی بھاری غرض ہے۔ درود کی اہمیت کا اندازہ اس امر سے ہو سکتا ہے کہ اسے نماز کا حصہ قرار دیا گیا ہے۔ جس طرح نماز میں اللہ تعالیٰ کی حمد اور بڑائی اور تقدیس کی یہ غرض ہے کہ انسان کا دل عظمت الٰہی کے سامنے جھکا رہے۔ اسی طرح درود شریف کو اس کا حصہ قرار دینے سے یہ غرض ہے کہ نبی کریم صلعم کی محبت انسان کے دل میں پیدا ہو۔ اس امر کی صراحت قرآن شریف میں موجود ہے۔ کہ انسان کو جس قدر بھی محبت دنیوی رشتہ کے لحاظ سے کسی سے ہو سکتی ہے یا دنیا کی کسی چیز سے جو محبت ہو سکتی ہے ان سب محبتوں پر محمد رسول اللہ صلعم کی محبت فائق ہو۔ سورہ توبہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قل ان کان آباؤکم و ابناؤکم و اخوانکم و ازواجکم و عشیرتکم و اموال اقترفتموھا و تجارۃ تخشون کسادھا و مساکن ترضونھا احب الیکم من اللہ و رسولہ و جہاد فی سبیلہ فتربصوا۔ اگر تمہارے باپ تمہارے بیٹے۔ تمہارے بھائی تمہاری بیویاں تمہارے کنبے۔ تمہارے مال جو تم کماتے ہو اور تمہاری تجارتیں جن کے مندا پڑ جانے سے تم ڈرتے ہو۔ اور تمہارے مکان جن کو تم پسند کرتے ہو۔ اگر یہ تمام چیزیں اللہ اور اس کے رسول سے تمہیں زیادہ محبوب ہیں تو تم ہرگز مومن نہیں۔ تم پر خدا کا عتاب نازل ہوگا۔ کیونکہ تم فاسق ہوگئے اور اللہ فاسق قوم کو پسند نہیں کرتا حدیث میں بھی یہ مضمون آیا ہے لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ و ولدہ والناس اجمعین۔

یاد رکھو کہ تم میں سے کوئی شخص مومن کے درجہ تک نہیں پہنچ سکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کے باپ اور اس کے بیٹے اور تمام لوگوں سے بڑھ کر محبوب نہ ہوں قرآن کریم کا یہی منشا ہے اور خود نبی کریم صلعم کا بھی یہی ارشاد ہے کہ رسول اللہ صلعم کی محبت تمام محبتوں سے بڑھ کر ہونی چاہئے۔

جذبۂ عمل

ہمارے مذہبی عقاید توحید رسالت اور سزا و جزا وغیرہ کے مسائل پر مشتمل ہیں۔ لیکن عقاید کے علاوہ ایک اور شے ہے جو انسان کے اندر پائی جاتی ہے اور وہ شے انسان کا جذبۂ عمل ہے جس سے انسان کامیاب ہوتا ہے جذبۂ عمل محض عقاید سے پیدا نہیں ہوتا بلکہ اس کی محرک کمال درجہ کی محبت ہے۔ اگر ہم مذہب کی حالت پر نظر ڈالیں تو ہمیں مذہب میں عقاید کے سوا ایک خاص چیز کی عظمت یا محبت نظر آتی ہے جو اس قوم میں جذبۂ عمل یا جذبۂ اتحاد پیدا کرتی ہے۔ عیسائیت ہی کو لیجئے۔ ایک عیسائی مصنف لکھتا ہے کہ اسلام میں خواہ کیسے اچھے عقاید ہوں لیکن اس میں ایک چیز کی کمی ہے۔ اور وہ مسیح کی صلیب ہے۔ صلیب کیا ہے لکڑی کی بنی ہوئی ✝ شکل کی ایک چیز ہے۔ مگر یہ بات کہ حضرت مسیح صلیب پر چڑھے عیسائیوں کے اندر ایک جذبۂ عمل پیدا کرتی ہے۔ گویا یہ صلیب ہی اب عیسائی مذہب کا ایک نشان رہ گئی ہے۔ عیسائیت کے عقاید ایک ایک کر کے گرتے جاتے ہیں۔ مگر مسیح کی صلیب پر اب بھی عیسائیوں کو فخر ہے۔ اور یہی ان کا آخری سہارا ہے۔ اور لکڑی کا یہی نشان تمام عیسائیوں میں خواہ ان کے مذہبی عقاید کچھ ہی ہوں۔ ان میں جذبۂ عمل پیدا کرتا ہے۔ ہندوؤں میں کئی ایسے فرقے ہیں جو وید کو خدا کا کلام نہیں سمجھتے۔ ان میں ایسے بھی ہیں جو بالکل دہریہ ہیں۔ نہ ہی وہ سب کے سب کسی اوتار یا پیغمبر پر متفق ہیں۔ مذہبی عقاید کے لحاظ سے ان میں شدید اختلاف پایا جاتا ہے۔ لیکن اس شدید اختلاف کے باوجود گائے کے معاملہ میں سب متفق ہیں۔ اور گائے ان کو وہی کام دیتی ہے جو عیسائیوں کو صلیب۔ عیسائیوں نے لکڑی کے ایک نشان کو اور ہندوؤں نے ایک چوپائے یعنی گائے کو اپنی مذہبی ارادت کا مظہر قرار دے رکھا ہے۔ لیکن ان دونوں کے مقابلہ میں مسلمانوں نے

ایک کامل انسان

کی محبت کو اپنے دل میں جگہ دے رکھی ہے۔ اور یہی محبت ان کے جذبۂ عمل کا سرچشمہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم اور حدیث میں نبی کریم صلعم کی محبت کو اس قدر بلند مقام دیا ہے کہ اس کو ایمان کا صحیح نشان قرار دیا ہے۔ اور دلائل کی کیا ضرورت ہے۔ ہمارے آنکھوں نے وہ نظارہ دیکھا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول کریم صلعم کی محبت کا جذبہ مسلمان کے دل میں اس قدر غالب ہے کہ اس کے سامنے وہ دنیا اور مافیہا کو ہیچ سمجھتا ہے۔ اور پھر اسی جذبۂ محبت کی وجہ سے اس کی عزت بھی کس قدر ہوتی ہے۔ ایک معمولی سے معمولی نوجوان نے جس کو کوئی جانتا ہی نہ تھا جب اپنے آپ کو پروانے کی طرح اپنے محبوب کے ناموس کی خاطر قربان کر دیا تو اس کا مقام دنیا میں بھی اس قدر بلند ہوا کہ اس کی قبر پر شرک تک نوبت پہنچ گئی۔

پس رسول کے ساتھ محبت کا یہ جذبہ ہی اصل ایمان ہے جو انسان میں سچا جذبۂ عمل پیدا کرتا ہے۔ اور یہی درود شریف کا مقصود ہے کہ اس جذبۂ محبت میں ترقی ہو۔ اسی غرض کو سمجھانے کے لئے قرآن کریم نے جہاں جہاں پہلی آیت میں آنحضرت صلعم پر درود بھیجنے کا ذکر کیا ہے اس کے ساتھ ہی دوسری آیت میں ان لوگوں کا ذکر کیا ہے جو آپ کو برا کہہ کر گالیاں دے کر آپ سے نفرت پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ اور ان کا ذکر کر کے فرمایا کہ ایسے لوگ رحمت الٰہی سے دور پڑے ہوئے ہیں۔ اگر غور سے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ اہل باطل نے جب کبھی اسلام پر حملہ کیا ہے تو اس کے اصولوں پر نہیں کیا بلکہ بسا اوقات ان اصولوں کے سامنے سر جھکایا ہے۔ لیکن ان کے حملے کی ترد ہمیشہ رسول اللہ صلعم پر ہوتی ہے۔ گویا جس طرح مومن کی فطرت صحیحہ اسے بتاتی ہے کہ رسول اللہ صلعم کے ساتھ محبت میں ہی اسلام کی ترقی کا راز ہے اسی طرح اہل باطل کی تاریک فطرت انہیں بتاتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تنفر پیدا کرنے سے ہی وہ اسلام کی ترقی کو روک سکتے ہیں۔

جہاد

قرآن شریف بلاشبہ خدا کا کلام ہے جس کی اشاعت نبی کریم صلعم کی زندگی کا مقصد تھا۔ مگر قرآن شریف کو دنیا میں پھیلانے کے لئے یہ ضروری ہے کہ رسول کریم کے پاک نام پر حملہ کرنے والوں کے خلاف زبردست جہاد کیا جائے۔ اور یہ جہاد یہ نہیں کہ ہم ان لوگوں پر جو اس ناپاک رستے کو اختیار کرتے ہیں ملامت کے ووٹ پاس کریں بلکہ ضرورت اس بات کی ہے کہ رسول اللہ صلعم کے صحیح حالات کو دنیا کی تمام زبانوں میں ترجمہ کر کے لوگوں تک پہنچا دیں۔ اسلام کے اصول تو دنیا میں قبولیت حاصل کر رہے ہیں ضرورت صرف اس تنفر کو دور کرنے کی ہے جو رسول اللہ صلعم پر ناپاک حملے کر کے پیدا کیا جا رہا ہے جب تک آپ یہ نہ کریں گے اس وقت تک آپ اشاعت اسلام کے مقصد میں کامیاب نہیں ہوں گے۔ صلح حدیبیہ کا واقعہ یاد کرو جس میں بظاہر مسلمانوں نے مغلوب فریق کی شرائط قبول کیں۔ مگر اس صلح نے کفار اور مسلمانوں کے باہمی میل جول کی بنیاد ڈالی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ کفار نبی کریم کے اخلاق کے سامنے جھک گئے۔ اور ہزاروں کی تعداد میں اسلام میں داخل ہونے شروع ہوئے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن شریف نے اس صلح کا نام فتح رکھا ہے اور بالآخر جب سارے عرب میں جنگ کا خاتمہ ہوا اور لوگوں کو رسول اللہ صلعم کے اخلاق دیکھنے کا موقعہ ملا تو پھر سارا عرب ہی فوج در فوج دین اسلام میں داخل ہونے لگا۔ جیسا کہ اس آیت سے ظاہر ہے۔ اذا جاء نصر اللہ والفتح۔ و رایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا۔

ایک غلط خیال

بعض لوگ اس غلط خیال میں مبتلا ہیں کہ اس آیت میں انا فتحنا لک فتحا مبینا لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر۔ جو صلح حدیبیہ کے متعلق نازل ہوئی ہے۔ رسول اللہ صلعم کے گناہ معاف کرنے کا ذکر ہے۔ یہ اتنی بڑی غلطی ہے کہ ایسا ماننے والوں پر تعجب ہوتا ہے۔ بھلا وہ شخص جس کے متعلق تاریخی شہادت موجود ہے کہ آپ سے بعثت سے پہلے بھی کوئی گناہ سرزد نہیں ہوا بعثت کے بعد اس سے گناہ کا ارتکاب ممکن تھا؟ قرآن کریم صاف فرماتا ہے ما ضل صاحبکم وما غوی یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہ کبھی عقیدتاً گمراہ ہوئے نہ عمل کے لحاظ سے۔ ما تقدم من ذنبک میں ان ذنوب کا ذکر ہے جو کفار اپنی نافہمی سے رسول اللہ صلعم کی طرف منسوب کرتے تھے۔ اور ایسی اضافت زبان عربی میں آتی ہے جیسے این شرکائی میں مراد سچ مچ اللہ تعالیٰ کے شریک نہیں بلکہ ایسے لوگ مراد ہیں جن کو لوگ غلطی سے شریک ٹھہراتے تھے۔ یہ بات خصوصیت سے یاد رکھنے کے قابل ہے۔

تحفظ ناموس رسول

میں آپ کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ مسلمان ابھی تک تحفظ ناموس رسول کے معنے نہیں سمجھے۔ اس وقت یہ صورت ہے کہ جہاں کسی شخص نے نبی کریم صلعم کی مبارک ذات پر حملہ کیا ہم نے اخبارات میں شور مچانا شروع کر دیا۔ اور کچھ عرصہ تک احتجاجی جلسوں کے انعقاد کا سلسلہ جاری رکھا اس میں شک نہیں کہ اخبارات میں شور مچانے اور جلسے منعقد کرنے سے جوش تو پیدا ہو جاتا ہے مگر یہ مرض کا اصلی علاج نہیں ہے۔ مسلمانوں کی سب سے بڑی کوتاہی یہی ہے کہ انہوں نے غیر مسلم لوگوں تک نبی کریم کی زندگی کی صحیح تصویر نہیں پہنچائی۔ اور نہ ان کے کانوں تک آپ کا پیغام پہنچایا۔ ہندوؤں اور عیسائیوں میں نبی کریم کے خلاف ایک وسیع پیمانہ پر پروپیگنڈا کیا جاتا ہے۔ تحفظ ناموس رسول کی تحریک اس امر کی متقاضی ہے کہ نہ صرف لیکچروں اور کتابوں کے ذریعہ سے بلکہ اپنے عمل سے نبی کریم کی زندگی اور سیرت کی صحیح تصویر غیر مسلموں کو دکھائی جائے۔ جاہل سے جاہل آدمی میں بھی اپنے رسول کی محبت کا جذبہ موجود ہے۔ تمام مسلمانوں کے دلوں میں یہ محبت ایک فطری رنگ میں ظاہر ہوتی ہے۔ مگر اس طبعی اور فطری محبت سے کام لینا ان لوگوں کا فرض ہے جو اس کام کے اہل ہیں۔

رسول کی محبت

بعض لوگوں کو یہ شکایت ہے کہ ہماری انجمن کچھ نہیں کرتی اسے سیاسیات میں حصہ لینا چاہئے۔ تمہارے سامنے ایک طرف ملک کی محبت ہے اور دوسری طرف رسول کی محبت ہے۔ اب تم خود فیصلہ کرو کہ تم کس کی محبت کو مقدم سمجھتے ہو۔ اس وقت رسول کریم پر حملے ہو رہے ہیں۔ کیا تمہاری غیرت تمہیں اس بات کی اجازت دیتی ہے کہ تم اس موقعہ پر خاموش رہو۔ ہمیں ملک کی محبت پر رسول کی محبت کو مقدم سمجھنا چاہئے۔ ملک کی محبت ایک ادنیٰ شے ہے رسول کی محبت کا مرتبہ اس سے بلند ہے۔ ملک کی محبت تو صرف حصول سوراج کے لئے قربانیاں چاہتی ہے لیکن جب یہ سوراج حاصل ہو جائے تو پھر ہماری زندگیوں میں روشنی پیدا کرنے والی کونسی چیز ہوگی؟ وہ صرف رسول کی محبت ہے پس آج ہی اس کو مقدم کر لو۔

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر کے فضل و کرم سے بخیریت ہیں اور اپنے دینی مشاغل میں مصروف۔

— راولپنڈی کی انجمن احمدیہ کا سالانہ جلسہ ۲۸-۲۹- اور ۳۰ مارچ سنہ ۳۷ء جمعہ۔ ہفتہ اور اتوار کو منعقد ہوگا میاں فضل کریم صاحب ٹھیکیدار منتظم جلسہ اطلاع دیتے ہیں کہ باہر سے جو احباب تشریف لائیں وہ جمعہ کے دن صبح پہنچ جائیں کیونکہ حضرت امیر کے خطبہ جمعہ اور نماز کے بعد پہلا اجلاس شروع ہو جائے گا سٹیشن پر مہمانوں کے خیر مقدم کے لئے والنٹیر ہوں گے۔ جن کے کوٹوں کے کالروں پر سرخ رنگ کا پھول ہوگا۔ احباب انہیں تانگوں پر سوار ہوں جن پر سرخ جھنڈی لگی ہوگی۔

— منشی رحمت خان صاحب ہیڈ اہلکار صدر دفتر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور ابھی تک بیمار ہیں احباب ان کی صحت کے لئے دعا فرمائیں

— ہمارے عزیز بھائی منشی عبدالرحیم صاحب پنشنر جہلم ایک عرصے بیمار ہیں احباب ان کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

— عید کے بعد مولانا احمد صاحب نے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی مسجد میں بعد نماز مغرب قرآن و حدیث کا درس دینا شروع کر دیا ہے۔ جو احباب اس درس سے مستفید ہونا چاہیں وہ اس موقعہ سے فائدہ اٹھائیں۔

— ہمارے محترم دوست بابو الٰہی بخش صاحب ایگریکلچرل اسسٹنٹ کی اہلیہ علیل ہیں۔ احباب ان کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

— خان بہادر مرزا غلام صمدانی خان صاحب ریونیو اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر کے بھائی غلام سرور خان فوت ہو گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون خداوند کریم مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ [illegible]

تحریکِ احمدیت اور اسلام

ایک فرانسیسی عالم کی افسوسناک جہالت

زمیندار کے تعصّب کورچشمی کا بدترین مظاہرہ

(مولوی دوست محمدؐ صاحب سابق مدیرؔ "پیغام صلح" کے قلم سے)

(۱)

۲۷ راپریل ۱۹۳۳ء کے "زمیندار" میں مسٹر ایچ لیمنس ایس جے پروفیسر عربی سینٹ جوزف یونیورسٹی بیروت کی کتاب "عقاید و احکام اسلام" کے ایک مضمون کا اردو ترجمہ شائع ہوا ہے جس میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کے متعلق خاص طور پر بحث کی گئی ہے۔ مسٹر ایچ لیمنس کا نام "عقائد و احکام اسلام" کے بیان میں کہاں تک قابل سند ہے۔ اور عام فرق اسلامیہ کے متعلق جو کچھ اس کتاب میں لکھا گیا ہے اسے کہاں تک صحیح اور قابلِ صحت قرار دیا جا سکتا ہے۔ یہ ایک ایسا سوال ہے جس کا جواب دینے یا اس کتاب کے جملہ بیانات کو قابلِ صحت ٹھہرانے میں "زمیندار" کو بھی بہت حد تک تامل ہوگا۔ لیکن حیرت ہے کہ اسی کتاب میں اگر سلسلہ احمدیہ کے متعلق کوئی غلط بیانی کی جاتی ہے تو اس کو خاص طور پر "دلچسپ" قرار دیکر مدیرؔ "زمیندار" اپنے قارئین کو اس کے مطالعہ سے "لطف اندوز" کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ تعجب ہے کہ سلسلہ احمدیہ کے متعلق جو کچھ بھی غلط بات کسی کے منہ سے نکل جائے وہ کالوحی من السما رہے۔ اور ایک "فرانسیسی عالم" کا نام اس کی صحت کو ثابت کرنے کے لئے کافی ہے۔ لیکن اگر وہی "فرانسیسی عالم" وہابیت کو جبر و استبداد کا مذہب قرار دے، حنفیت کو قبر پرستی پر محمول کرے اور ان تمام غلطیوں کو جو مختلف اسلامی فرقوں کے عقاید و اعمال میں پیدا ہو چکی ہیں مدنظر رکھتے ہوئے اسلام پر طرح طرح کی پھبتیاں اڑائے تو اسے "جاہل" "متعصب" "تنگ دل" "تنگ نظر" اور "نیلے علم" وغیرہ کے خطابات سے نوازا جائے گا۔ اور حیرت اور تعجب کے ساتھ یہ کہا جائے گا کہ باوجودیکہ یورپ کو اسلام کے ساتھ تعلق رکھتے ہوئے صدیاں گذر چکی ہیں تاہم ابھی تک وہ اسلام سے بالکل جاہل اور ناواقف ہے۔ ہم پوچھنا چاہتے ہیں کہ اس کی یہ ناواقفیت آیا احمدیت کے حق میں زائل ہو چکی ہے۔ جس کے ساتھ فرانس کا کوئی براہ راست تعلق بھی ابھی تک قائم نہیں ہوا۔ اور جس کے متعلق "فرانسیسی عالم" کی نظر زیادہ تر اسی لٹریچر پر ہے جس کا بیشتر حصّہ "زمیندار" اور اس کے ہمنوا مخالفین کی طرف سے شائع ہو چکا ہے؟

اس بات کے ثبوت میں کہ فرانسیسی عالم کی نظر زیادہ تر مخالفین احمدیت کے لٹریچر پر ہے۔ میں ذیل میں اس کی نظر کی چند خامیوں کو آشکار کرنا چاہتا ہوں۔ تاکہ "زمیندار" کو معلوم ہو جائے کہ جس چیز کو "خاص طور پر دلچسپ" قرار دیکر اس نے اپنے قارئین کو لطف اندوز کرنا چاہا ہے اسے اگر سوچ سمجھ کر اور تعصب کی عینک اُتار کر پڑھا جائے تو وہی سب سے زیادہ ناخوشگوار اور اس کے قارئین کو بے مزہ کرنے والی ہے۔

سب سے پہلی بات جو پروفیسر لیمنس نے لکھی ہے وہ تین خاص جدت طرازیاں ہیں۔ جو اس کے خیال میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب نے اپنے مذہب میں کی ہیں:-

"اوّل جدت - ان کا وہ عقیدہ ہے جو انہوں نے حضرت عیسٰیؑ کے متعلق اختیار کیا ہے۔"

"دوسری جدّت - ان کا وہ عقیدہ ہے جو حضرت مہدی (آخرالزمان) کی حیثیت سے متعلق ہے۔" اور

"تیسری جدّت - ان کے عقیدہ جہاد کے ساتھ وابستہ ہے۔"

کون نقصہ ہے جو ان تینوں باتوں کو اسلام میں کسی قسم کی بدعت قرار دیدی کیا حضرت عیسٰی علیہ السلام کی وفات کا عقیدہ اسلام میں جدت ہے۔ کیا حضرت مرزا صاحب سے پیشتر ایسے بزرگ اس امت میں نہیں ہوئے۔ جنہوں نے حضرت عیسٰی کی وفات کا کھلے طور پر اعلان کیا؟ میں اس وقت اور بزرگوں کو چھوڑ کر صرف امام مالک کا نام لینا چاہتا ہوں۔ جن کا عقیدہ ابن عیسٰی صاف صاف طور پر مجمع بحارالانوار میں مرقوم ہے۔ پھر اس زمانہ میں حضرت مرزا صاحب سے پیشتر سرسید احمد خاں نے کیا سبق مولوی ظفر علی خاں صاحب کو پڑھایا؟ اور ان کا آجتک کیا عقیدہ ہے؟ کیا وہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کو بجسدہ العنصری آسمان پر زندہ سمجھتے ہیں؟ اگر نہیں تو حیرت ہے کہ فرانسیسی عالم کے خیال کو کس لحاظ سے انہوں نے "دلچسپ" قرار دے کر اپنے قارئین کے سامنے رکھا؟ کاش اس خیال کو لکھنے سے پیشتر اپنے گریبان میں بھی منہ ڈال کر دیکھ لیا جاتا کہ کہاں تک اس کی مخالفت کی بو اس میں سے آتی ہے۔ لیکن پروفیسر لیمنس کا خیال ہے اور غالباً اسی خیال کی بنا پر اس نے اس عقیدے کو اسلام میں جدت قرار دیا ہے۔ کہ

"قادیانیت نے نہ صرف ان عقائد پر خطِ تنسیخ کھینچ دیا ہے جو حضرت عیسٰی کے متعلق انجیل میں بتائے گئے ہیں۔ بلکہ ان عقاید میں بھی ترمیم کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ جو قرآن میں مذکور ہیں۔ جس نے حضرت عیسٰے کے مصلوب ہونے کی نفی بایں الفاظ کی ہے۔ خدائے بزرگ و برتر نے اسے اپنا قرب عطا کر دیا ہے۔ اور اس کی وفات سے قبل کتب سماوی کے تمام تبعین اس پر ایمان لے آئیں۔ اور قیامت کے دن وہ تمام انسانوں کے اعمال کے متعلق شہادت دے گا۔"

مجھے حیرت ہے کہ ان الفاظ کو پیش کرتے ہوئے مدیرؔ "زمیندار" کو اتنا خیال نہ آیا کہ جدت طرازی اسلام میں کون کر رہا ہے۔ کیا فی الواقعہ قرآن کریم میں یہ مذکور ہے کہ کتب سماوی کے تمام تبعین اس پر ایمان لے آئیں۔ اور قیامت کے دن وہ تمام انسانوں کے اعمال کے متعلق شہادت دے گا؟ اگر فی الواقعہ قرآن کریم میں کوئی ایسی آیت موجود ہے جس کا یہ مطلب ہو تو مدیر زمیندار کو فوراً عیسائیت کا بپتسمہ لینا چاہئے۔ کیونکہ اوّل تو حضرت عیسٰی کا اس وقت تک زندہ رہنا جب تک تمام کتب سماوی کے تبعین اس پر ایمان نہ لے آئیں اور امتداد زمانہ کے باوجود کوئی تغیر ان پر واقعہ نہ ہونا خود ان کی "الوہیت" پر شاہد ہے اور پھر محمد رسول اللہ صلعم کے آجانے کے بعد بھی تمام کتب سماوی کے تبعین کا اگر حضرت عیسٰےؑ ہی پر ایمان لانا ضروری ہے تو سمجھ لینا چاہئے کہ زمانہ کا نبی حضرت عیسٰیؑ نہ کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اور پھر سب سے بڑی بات یہ ہے کہ قیامت کے دن حضرت عیسٰیؑ ہی "تمام انسانوں کے اعمال کے متعلق شہادت دیں گے۔" گویا تمام انسانوں کو حضرت عیسٰیؑ ہی کی امت سمجھا جائے۔ کیونکہ بموجب قرآن کریم صرف نبی اپنی ہی امت پر شہید ہوتا ہے۔ لکیف اذا جئنا من کل امۃ بشہید وجئنا بک علیٰ ھؤلاء شہیدا۔

کیا مدیرؔ "زمیندار" ان تمام باتوں کا قائل ہے۔ انہیں اسلامی معتقدات میں شمار کرتا ہے؟ اگر نہیں تو حیرت ہے کہ پروفیسر لیمنس کے بیان کو اس نے بلا تردید کیوں اس قدر فخر و مباہات کے ساتھ شائع کیا؟ کیا اس لئے کہ اس سے احمدیت کی تردید ہوتی ہے۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ احمدیت تو ایک طرف رہی اسلام کا اس سے کیا باقی رہ جاتا ہے؟ اور کیا ان عقاید کے ہوتے ہوئے یہ کہا جاتا ہے کہ قادیانیت نے ان عقاید میں ترمیم کرنے کی کوشش کی ہے۔ جو قرآن میں مذکور ہیں؟

کاش مدیرؔ "زمیندار" پروفیسر "لیمنس" کے الفاظ نقل کرتے ہوئے قرآن کریم میں سے اس آیت کو بھی دیکھنے کی تکلیف برداشت کر لیتا۔ جس کا ترجمہ پروفیسر مذکور نے مسیحی نقطہ نظر سے کیا ہے وہ آیت حسب ذیل ہے:-

رفعہ اللہ الیہ* .... وان من اھل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ ویوم القیامۃ یکون علیھم شہیدا

*میں نے صرف اسی قدر الفاظ نقل کئے ہیں جن کا ترجمہ پروفیسر لیمنس نے کیا ہے باقی

رفعہ اللہ الیہ کا ترجمہ عام طور پر یہی کیا جاتا ہے کہ خدا نے اسے اپنی طرف اٹھا لیا۔ لیکن پروفیسر لیمنس کا ترجمہ جو "زمیندار" نے نقل کیا ہے۔ یہ ہے:-

"خدائے بزرگ و برتر نے اسے اپنا قرب عطا کر دیا ہے۔"

اور یہی ترجمہ فی الحقیقت صحیح ہے۔ کیونکہ اس سے پہلی آیات میں مسیح کے مصلوب و مقتول ہونے کی جو ایک لعنتی موت ہے نفی کی گئی ہے۔ لازمی تھا کہ اس کے بالمقابل اس آیت میں مسیح کے قرب الی اللہ کا ذکر کیا جاتا۔ اور اس کو پروفیسر لیمنس اور "زمیندار" ہر دو نے تسلیم کر لیا۔ گویا مسیح کے رفع الی اللہ کی پہلی سیڑھی گر گئی۔ اب معلوم نہیں مسیح کو آسمان پر لے جانے کے لئے قرآن کریم میں سے کونسی دوسری آیت تلاش کی جائے گی۔

آیت کے اگلے الفاظ بالکل صاف ہیں۔ "کوئی اہل کتاب نہیں مگر ضروری ہے کہ وہ مسیح کے مصلوب ہونے پر اپنی موت سے پیشتر ایمان لائے۔ اور قیامت کے دن وہ مسیح ان پر گواہ ہوگا۔" اس میں قطعی یہ ذکر نہیں کہ مسیح کی وفات سے پیشتر تمام کتب سماوی کے تبعین اس پر ایمان لائیں گے۔ نہ یہ ذکر ہے کہ مسیح قیامت کے دن تمام انسانوں کے اعمال کے متعلق شہادت دے گا۔ بلکہ سیاق و سباق کے لحاظ سے صرف مسیحیوں کا اس آیت میں ذکر ہے۔ اور بتایا ہے کہ ان کے نزدیک موت سے پہلے مسیح کے مصلوب ہونے پر ایمان لانا ضروری ہے۔ لیومنن بہ میں بہ کی ضمیر قولہم انا قتلنا المسیح کی طرف راجع ہے۔ جو سباق میں مذکور ہے۔ اور بتایا ہے کہ باوجود اس کے کہ ان کا علم بالکل ظنی ہے اور وہ اس بارہ میں شک میں پڑے ہوئے ہیں۔ تاہم ان کا یہ عقیدہ ہے کہ کوئی شخص مسیحی نہیں ہو سکتا جب تک کہ اپنی موت سے پہلے مسیح کے مصلوب ہونے پر ایمان نہ لے آئے۔ کیونکہ مسیح کی مصلوبیت ہی پر کفارہ اور دیگر مسیحی عقاید کی بنیاد ہے۔

اس صاف اور سیدھی بات کو جس میں مسیحیت کے عقیدہ کو واضح کیا گیا ہے چھوڑ کر حیات مسیح پر اس سے استدلال کرنا پروفیسر لیمنس کی مسیحیت کا تو اقتضا تھا ہی۔ لیکن یہ سمجھ نہ آیا کہ "زمیندار" کی غیرت اسلامی نے کیونکر اس کو برداشت کر لیا۔ گویا قرآن کریم بھی مسیحیت کی تلقین و تبلیغ کرتا ہے اور پھر حیرت ہے کہ اس کو "حضرت عیسٰے کے مصلوب ہونے کی نفی" قرار دیا گیا ہے۔ ہم کہتے ہیں اگر اس میں ان کے "مصلوب ہونے کی نفی" ہے۔ جو تمہاری آیت کے پیش کردہ ترجمہ سے ثابت نہیں تو تمہاری مسیحیت کا کیا باقی رہ گیا اور مسیح کی حیات اس سے کہاں ثابت ہوئی؟

(باقی آئندہ)

قربانی کی کھالیں اور عید فنڈ

آج یکم مئی ۱۹۳۳ء کو ماہ ذوالحج کی پہلی تاریخ ہے۔ اس حساب سے ۱۰ رمئی بروز بدھ عیدالضحیٰ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ اسلام کے لئے اور ہمارے سلسلے کے لئے بابرکت کرے آمین۔

اس موقع پر ذی ثروت اصحاب کو قربانی کرنے کا حکم ہے اور علاوہ قربانی کے احباب سلسلہ کم از کم ایک روپیہ عید فنڈ کا دیا کرتے ہیں۔ متمول اصحاب اس سے زیادہ بھی دیا کرتے ہیں۔ اس لئے تمام احباب کی خدمت میں التماس ہے کہ قربانی کی کھالیں اور عید فنڈ کا روپیہ انجمن کے لئے دیں۔ تاکہ ایک نظام کے ماتحت مساکین پر روپیہ صرف ہو۔

مہربانی فرما کر جملہ سیکرٹری و پریزیڈنٹ صاحبان عید فنڈ اور قربانی کی کھالوں کا روپیہ فراہم کرنے کا انتظام فرمائیں۔ اگر اس موقع پر معمولی سی کوشش بھی کی گئی تو کافی روپیہ جمع ہو سکتا ہے جس سے سلسلہ کو تقویت ہوتی ہے۔

خاکسار محمد نصیب انچارج دفتر تحصیل۔

(بقیہ صفحہ اوّل)

مسلمان دنیا کے کسی گوشہ میں جہاں فرزندان توحید کی کوئی جماعت یا حکومت موجود ہے۔ اپنے آپ کو اجنبی یا بے یار و مددگار نہیں پائیگا۔ دنیا میں صرف وہی مذہب زندہ رہیگا جس کی بنیاد اخوت محبت اور خدمت کے اصول پر ہوگی۔ ویدک مذہب صرف ہندوستان سے

[illegible]

تین کروڑ روسی مسلمانوں کی فریاد

ہمیں بولشویکوں کے مظالم سے بچاؤ

مندرجہ ذیل دردناک اپیل شہر والگا یورال (روس) کی مجلس مرکزیہ استقلال کے اس عربی پمفلٹ کا ترجمہ ہے جو مجلس مذکور نے تمام عالم اسلامی میں تقسیم کیا ہے۔ چند روز ہوئے ہمیں بھی اس پمفلٹ کی ایک کاپی موصول ہوئی تھی۔ جس کے ترجمہ میں ہم مصروف تھے۔ جو آئندہ اشاعت میں درج ہوتا۔ لیکن اس اثنا میں معزز ہمعصر "انقلاب" نے اس کا ترجمہ شائع کر دیا۔ اس خیال سے کہ مظلوم روسی مسلمانوں کی آواز جلد سے جلد قارئین پیغام صلح تک پہنچ جائے ہم اپنے ہمعصر کا ہی ترجمہ درج کرتے ہیں۔ جو نہایت صحت اور قابلیت سے کیا گیا ہے

(ایڈیٹر)

مسلمانانِ عالم! کیا تمہیں معلوم ہے کہ تمہارے دینی بھائی روس میں کس طرح اپنی زندگی کے دن گذار رہے ہیں؟ کیا تم نے کبھی تصور کیا ہے۔ کہ روسی مظالم سے ان کی کیسی المناک حالت ہو رہی ہے؟ اور کیا تم جانتے ہو کہ تین کروڑ مسلمان کس طرح اس مذہبی جنگ میں مصروف ہیں۔ جس کی مثال صفحاتِ تاریخ پر موجود نہیں ہے۔ نہیں نہیں، ان میں سے کسی بات کی بھی خبر نہیں ہے۔ تم اس غلامی کی دردناک آہ و بکا کو نہیں سنتے۔ اگر تمہیں اس خونِ مسلم کا جو بارہ سال سے وہاں بہایا جا رہا ہے اور مسلمانوں کے ان آنسوؤں کا جو برابر جاری ہوں اور ان کی آہ سوزاں کا تصور بھی کر لیتے تو تم ہرگز اطمینان سے نہ بیٹھتے۔ خواہ تم اس کے خلاف کچھ کرنے پر قادر بھی نہ ہوتے اور اگر تم ان مصائب و نوائب کو جان جاتے۔ جن میں پرستارانِ توحید محض اس وجہ سے مبتلا ہیں کہ وہ پرستارِ توحید ہیں تو کیا تم نے اب تک مسلمانوں کو اس سے نجات دلانے کے لئے معمولی سعی بھی نہ کی ہوتی؟۔

تین کروڑ مسلمان

عالم اسلام! روسی مسلمانوں کی حالتِ زار کو دیکھ! روس کے مختلف نواح مثلاً کریمیا۔ کوہ قاف۔ ترکستان اور والگا یورال میں تین کروڑ مسلمان آباد ہیں۔ دین حنیف کے یہ تین کروڑ فدائی کسی دوسرے ملک سے ہجرت کر کے یہاں نہیں آ گئے ہیں۔ بلکہ وہ یہاں کے اصل باشندے ہیں۔ اور ان کا خوشحال اور شاداب وطن ان متعصب روسیوں کے قبضہ میں آ گیا ہے۔ اور وہ ان لوگوں کے غلام ہو گئے ہیں۔ جو دوسرے ادیان کا احترام کرنا جانتے ہی نہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ وہاں کے مسلمان کچھ دنوں سے ان روسی مظالم کے مقابلہ میں صف آرا ہونے کے لئے مضطرب ہو رہے ہیں۔ جو زبردستی ان کے عقائد پر فتح حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اور یہ کوئی تعجب انگیز امر نہیں ہے کہ وہ اپنے محبوب اور محترم دین کی خاطر جنگ میں مارے جائیں۔ اور شہادت کا مرتبہ رفیع حاصل کریں۔

روسیوں کے مظالم

روسی مسلمانوں نے اپنے ظالم حاکموں کے اس مطالبے کو پائے استحقار سے ٹھکرا دیا ہے کہ وہ اپنے اس تمدن کو جس کے وہ صدیوں سے سرمایہ دار ہیں ترک کر کے مغربی تمدن اختیار کر لیں۔ اپنے ثبات و عزم کی بدولت وہ شدید ترین مصائب کا تحمل کر رہے ہیں۔ اور ظلم و عدوان کے علی الرغم اب تک اس چیز کو برابر ٹھکرا رہے ہیں۔ چنانچہ جب روس اپنے مظالم کے باوجود ان کے عقائد پر فتح حاصل نہ کر سکا تو اس نے ان کی مدنیت کی نشانیوں کو محو کرنا شروع کر دیا۔

آج کل روسی قوم بالشویک کے معاملہ میں اتنی ہی متعصب اور غالی ہے جتنی کہ وہ پہلے نصرانیت کے معاملہ میں تھی۔ اس کی خواہش یہ ہے کہ روس جیسا وسیع ملک تمام کا تمام بالشویزم کو قبول کر لے۔ چنانچہ وہ ۳ کروڑ مسلمانوں کو ان کے چار صد سالہ دین سے منحرف کر کے اور ان کی اسلامی عادات و خصائل کو فنا کر کے لینن کے نئے دین میں داخل کرنا چاہتی ہے۔ اس طرح وہ روس کی اسلامی جماعتوں کو تباہ و برباد کر رہی ہے۔ اور ان کے اسلامی تمدن کی عمارت کو منہدم کرنے میں مصروف ہے۔

روسی مظالم کا اجمالی خاکہ

برادرانِ اسلام! جن اسلامی آبادیوں کو سیاسی آزادی حاصل ہے جو کسی یورپی حکومت کے ماتحت ہیں۔ ان میں تم نے وہ مظالم نہیں دیکھے ہوں گے جو روس میں ہو رہے ہیں۔ جو حوادث یہاں برابر رونما ہوتے رہتے ہیں ان کی یہ اجمالی کیفیت سنو۔

اسلامی مدارس اور مطابع کی ضبطی

ان تین کروڑ مسلمانوں کے شہروں اور دیہاتوں کے تمام ایسے مدارس [illegible] باقی نہیں ہے جس میں امت اسلامیہ کو اسلام کی تعلیم دی جا سکے۔ یا جو اس امت کی دینی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے امام، موذن، خطیب اور واعظ پیدا کر سکے۔ ان مدارس کی عمارتیں اشتراکی فوجوں کی قیام گاہ بنا لی گئی ہیں۔ دوسرے مدارس جاری کرنے کی ممانعت کر دی گئی ہے۔

تمام مطابع اور کتب خانے برباد

تین کروڑ مسلمانوں کی حاجت روائی کے لئے زمانۂ قدیم سے یہاں اسلامی مطابع میں قرآن حکیم کے کروڑوں نسخے اور دوسری اسلامی کتابیں طبع ہوتی تھیں۔ یہاں چالیس پچاس مطبعے اور ہزاروں کتب خانے تھے۔ جو نہ صرف مسلمانانِ روس نے ان کتب کی اشاعت کرتے تھے بلکہ تمام دنیائے اسلام میں بھیجتے تھے۔ آج تمہیں ان میں سے ایک چیز بھی نہیں ملے گی۔ حکومت ماسکو نے تمام مطابع پر قبضہ کر لیا ہے۔ اور اب ان میں قرآن حکیم کی بجائے اشتراکی لٹریچر طبع ہوتا ہے۔ بالشویک حکومت نے تمام اسلامی کتب خانے کو تباہ کر دیا۔ اب ہمارے ملک میں نہ قرآن طبع ہو سکتا ہے نہ کوئی دوسری دینی کتاب۔ کیونکہ کسی مذہبی کتاب کا طبع کرنا یا شائع کرنا قطعاً ممنوع ہے۔ دوسرے ممالک سے کتابیں منگانا بھی محال ہے۔ اور ایسا کرنے والے کو سزا دی جاتی ہے۔

خدا کی عبادت کرنا جرم ہے

مسلمانانِ عالم! تم احترامِ دین کے سلسلے میں آزاد ہو۔ خواہ تم اپنے وطن میں رہو۔ یورپ میں رہو یا افریقہ میں۔ تمہیں دین کا احترام کرنے سے کوئی منع نہیں کرے گا۔ تمہارے لئے ممکن ہے کہ تم تمام وقتوں کی نمازیں قائم کر سکو۔ اور روزے رکھ سکو۔ تمہارے لئے ممکن ہے کہ تم برلن۔ لندن۔ پیرس اور روما جیسے یورپ کے بڑے بڑے شہروں میں عید منا سکو۔ اور نماز عید کے لئے مجتمع ہو سکو۔ یورپ اور امریکہ تمہارے دین کا اور تمہاری نماز کا احترام کرتے ہیں۔ لیکن حالیہ اشتراکی روس بالکل اس کے برعکس ہے۔ یہاں نماز، دعا روزہ اور مسجد کی طرف جانا جرم شمار کیا جاتا ہے۔ اگر کوئی سرکاری ملازم نماز پڑھ لیتا ہے یا روزہ رکھ لیتا ہے تو اسے اپنی ملازمت سے برطرف ہو جانا پڑتا ہے۔ اگر کوئی حاکم مسجد کے اندر نظر آ جاتا ہے تو اس پر اپنے مشاغل کا ترک کر دینا واجب آ جاتا ہے۔ اگر نوجوان زوجین کسی امام کے ذریعے سے اس رشتے میں منسلک ہوتے ہیں۔ تو ان دونوں کی ملازمتوں سے علیحدہ کر دیا جاتا ہے۔

شیطانی حرکات

صلوۃ عید میں مسلمانوں کے عواطف و جذبات کو مجروح کیا جاتا ہے۔ اشتراکی مظاہرین مسجد کے گرد شور مچاتے پھرتے ہیں۔ تاکہ نمازیوں کی نماز اور سکوت میں خلل انداز ہوں۔ مصلیوں پر آوازے کستے ہیں۔ اسلام اور سرکارِ دو عالم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہایت گندہ دہنی کے ساتھ متہم کرتے ہیں۔ ایسے گندے گیت گاتے ہیں جن میں مقدسین اسلام پر طعن و تشنیع کی گئی ہو۔ اور عید الضحیٰ میں یہ مظاہرین کچھ خنزیر اپنے ساتھ لے آتے ہیں اور اثنائے صلوۃ میں اس کے ساتھ ایسی حرکتیں کرتے ہیں جس سے وہ شور مچائے۔ پھر اسے مسجد کے قریب ذبح کر دیتے ہیں۔ اور اس کا نام قربانی رکھتے ہیں۔ اسکولوں کے مسلمان طلبا ر قربانی کے اس خنزیر کا گوشت کھانے پر مجبور کئے جاتے ہیں۔ یہ تمام چیزیں حکومت شوروی کی برکات سے ہیں۔ حکومت کے اشارے سے فوجیں اور دوسرے سرکاری ملازم اسلامی عید میں اس قسم کی شیطانی حرکتیں کرتے ہیں اور اسلامیوں کے ضمیر کو مجروح کرتے ہیں

امتناع حج

برادرانِ اسلام! مومنین ہر سال ہزاروں اور لاکھوں کی تعداد میں جمع ہو کر اپنی روحانی نجات کے لئے بلادِ مقدسہ کی طرف جاتے ہیں۔ اور حج بیت اللہ سے مشرف اندوز ہوتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار مقدس پر بوسہ دیتے [illegible] اور پھر کبھی روسی مسلمان بھی اپنے بلاد مقدسہ کی زیارت کے لئے جایا کرتے تھے۔ اور وہاں دوسرے ممالک کے اسلامی بھائیوں سے مل کر اور ان سے [illegible] کر کے اپنی دینی معلومات میں اضافہ کرتے تھے۔ چنانچہ اس [illegible] سے کم حجاج بلاد مقدسہ میں نہیں گئے تھے۔ لیکن آج تم بیش [illegible] کوئی روسی گیا تھا۔ اور نہیں بتایا جا سکتا کہ بارہ سال سے کسی ایک روسی نے بھی حج کیا ہو۔ کیونکہ بالشویک حکومت نے حج کرنے کی ممانعت کر دی ہے۔

مذہبی جماعت حقوق انسانیت سے محروم ہے

مسلمانانِ عالم! تم خواہ دنیا کے کسی حصہ میں موجود ہو۔ لیکن تمہیں قوانین اسلام کی پیروی اور تتبع کرنے کا اختیار ہے۔ اور تمہارے آئمہ، موذن، مدرس اور تمام دوسرے وکلا مذہب محترم ہیں۔ اور کبھی ہمارے یہاں بھی یہی حالت تھی۔ لیکن آج بالشویکی حکومت کے ماتحت ہمارے آئمہ، خطبار، واعظ اور موذن بالکل محترم نہیں ہیں۔ اشتراکی قوانین کے مطابق وہ تمام حقوق انسانیت سے محروم کر دئے گئے ہیں۔ وہ وظائف دنیوی یا معنوی کی ادائیگی پر قادر نہیں ہیں۔ وہ نہ خود منتخب ہو سکتے ہیں نہ کسی کا انتخاب کر سکتے ہیں۔ اور نہ وہ کسی مجلس مشورہ اور رائے میں شریک ہو سکتے ہیں۔ غرض ان کے تمام حقوق سلب کر لئے گئے ہیں۔ مذہبی طبقے پر خاص قسم کے ٹیکس عائد کر دئے گئے ہیں۔ یہاں تک کہ اگر وہ محتاج اور فقیر ہوں تب بھی چالیس پچاس فیصدی ادا کریں۔ بلکہ سو فیصدی تک ادا کرنے پر مجبور کئے جاتے ہیں۔ اور اگر وہ اس محصول کے ادا کرنے پر قادر نہیں ہوتے تو بالشویک حکومت ان کے مکان اور املاک کو ضبط کر لیتی ہے۔ اور انہیں سائبیریا میں جلا وطن کر دیتی ہے۔

مساجد کی انتہائی بے حرمتی

برادرانِ ملت! جس طرح تمہارے ملکوں میں تمہاری مساجد ہیں اسی طرح ہمارے ملک میں بھی تقریباً ۲۵۰۰۰ ہزار مسجدیں تھیں۔ یہ مسجدیں ایک ہزار سال کی طویل مدت میں تمام اسلامی جماعتوں نے تعمیر کی تھیں۔ ان مساجد کے لئے مسلمانوں نے اپنے روپے سے قیمتی سجادے اور دوسری ضروری چیزیں خریدی تھیں۔ اور ان مساجد کی حفاظت اور مصارف کے لئے مخصوص سرمائے جمع کئے تھے۔ یہ تمام کا تمام ہمارا مال تھا۔ اور ہمارے آباؤ اجداد کا ترکہ تھا۔ لیکن جب ہمارے ملک پر اشتراکیوں کا تسلط ہوا۔ تو انہوں نے اعلان کر دیا کہ یہ مساجد اور ان کا سرمایہ حکومت کی ملکیت ہے۔ یعنی ماسکو کی روسی حکومت کا حق ہے۔ بیش قیمت مصلے اور دوسری قیمتی اشیا لوٹ لی گئیں۔ اور جامع پیٹرس برگ (آج کل جو لینن گراڈ کہلاتا ہے) کے لئے خلیفہ سلطان محمد رشاد نے ۱۹۱۱ء میں جو بیش بہا مصلے بھیجا تھا۔ وہ بھی حکومت ضبط کر لیا گیا۔

اشتراکی حکومت مسجد میں نماز پڑھنے والوں سے ایک خاص ٹیکس وصول کرتی ہے جس کی مقدار بہت زیادہ ہوتی ہے۔

جن مساجد کے مصلی یہ ٹیکس ادا نہیں کر سکتے۔ وہ مسجدیں بند کر دی جاتی ہیں۔ اور انہیں رقص گاہوں، لہو و لعب کے کلبوں، لامذہبیت کی درسگاہوں۔ یا شراب خانوں میں منتقل کر دیا جاتا ہے۔ بہت سی تاریخی مساجد منہدم اور مسمار کر دی گئیں۔ ہمارے وطن ایڈل یورال میں جو روس میں مسلم علما کا مرکز ہے مذہبی جنگ انتہائی شدت کے ساتھ جاری ہے۔ ۱۹۲۹ء میں حکومت کی ساعدت سے علاقہ ایڈل یورال کے اندر کازان، استرخان، روفا اور اورنبرگ میں فوجیوں اور سرکاری ملازموں کی متعدد جمعیات لامذہبیت قائم ہوئی ہیں۔ تاکہ تمام مساجد برباد کر دی جائیں۔ یہ لوگ زبردستی مساجد کو مسمار کر دیتے ہیں۔ اسلامی مقابر سے تاریخی پتھر اور قدسیوں کے مزارات کی جالیاں اکھاڑ لے جاتے ہیں اور قبور کو مسمار کر دیتے ہیں۔ سالہائے گذشتہ میں ایڈل یورال کے علاقہ باشکیرستان میں جتنی مساجد بند کر دی گئیں اور جتنے بزرگان دین اپنے فرائض کی ادائیگی سے معطل کر دئے گئے۔ ان کی تعداد ہم اشتراکیوں کے جریدہ "اسیتہ [illegible]" سے نقل کرتے ہیں۔

آئمہ جو اپنے فرض کی ادائیگی سے روک دئے گئے ۵۰۲ - موذن ۳۶۳ - اور مساجد جو بند کر دی گئیں ۱۰۳۔

اس سے بھی زیادہ اندوہناک امر یہ ہے کہ کم و بیش سو مساجد کو کلبوں، اشتراکی مدرسوں اور یتیم خانوں میں تبدیل کر دیا گیا ہے۔ ہمارے وطن تاتارستان میں مدارس بند کر دئے گئے۔ [illegible] اکابر دین معزول کر دئے گئے۔

اس لئے مسلمانانِ روس اس دینی جنگ پر آہ و بکا اور فریاد و شیون کر رہے ہیں۔ اور خون کے آنسو رو رہے ہیں۔

شذرات

(از محمد انعام الحق)

ہمارے قادیانی معاصر "الفضل" نے اپنی ۲۴ جون کی اشاعت میں ہز ہائینس نواب صاحب رام پور مرحوم کے انتقال پر ایک نوٹ لکھا ہے :-

"ہز ہائی نس نواب صاحب رام پور کی وفات مسلمانانِ ہند کے لئے نہایت ہی رنج دہ اور افسوسناک حادثہ ہے۔ نواب صاحب موصوف بذاتِ خود ایک قابل اور مسلمانوں کے خیرخواہ حکمران تھے۔ ان سے مسلمانوں کے بہت قومی اداروں کو بیش قیمت امداد حاصل ہوتی تھی۔ مسلمانانِ ہند کی ترقی اور بہتری کے لئے جو کچھ ان کے امکان میں ہوتا۔ اس سے کبھی دریغ نہ کرتے۔ ان حالات میں ظاہر ہے کہ مسلمانوں کا ایک بہت بڑا بہی خواہ اور محسن دنیا سے اٹھ گیا۔ اور اس وقت اٹھ گیا جب کہ ایسے قابل انسان کی بے حد ضرورت تھی۔"

حضرت مسیح موعودؑ سے مخلصانہ تعلقات اور سلسلہ احمدیہ سے مرحوم کی دلچسپی کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے :-

ہز ہائی نس اپنی زندگی میں سلسلہ احمدیہ کے متعلق بھی واقفیت حاصل کرنے کی کوشش کرتے رہے۔ اور گو غیر احمدی علماء کی غلط بیانیوں کی وجہ سے بعض اوقات حالات نے ناگوار صورت اختیار کر لی۔ تاہم اس سے ان کی مذہب سے دلچسپی کا ثبوت ملتا ہے اور اس بیان سے جو گذشتہ پرچہ میں جناب میر محمد اسحاق صاحب کا شائع ہو چکا ہے۔ یہ بھی ظاہر ہے کہ ان کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے مخلصانہ تعلقات تھے۔"

اس کے بعد مندرجہ ذیل الفاظ میں اظہار افسوس کیا ہے :-

"ہمیں اس حادثہ کے متعلق ہز ہائی نس کے قابل احترام جانشین اور ان کے خاندان سے پوری پوری ہمدردی ہے۔ اور ہم دعا کرتے ہیں کہ موجودہ والئے رام پور مسلمانانِ ہند کے لئے بہتریں وجود ثابت ہوں۔ اور اپنی بہترین خاندانی روایات کو نہ صرف قائم رکھیں۔ بلکہ ان میں نمایاں اضافہ فرمائیں۔"

ہم نے سارا نوٹ نقل کر دیا ہے۔ "الفضل" کے نزدیک نواب صاحب کی وفات مسلمانانِ ہند کے لئے نہایت ہی رنج دہ اور افسوسناک حادثہ ہے" اور اس کو یہ بھی اقرار ہے کہ مرحوم ایک قابل اور مسلمانوں کے خیرخواہ حکمران تھے۔ اسلامی اداروں کو بیش قیمت امداد دیتے تھے۔ اور مسلمانانِ ہند کی ترقی اور بہتری کی ہر ممکن کوشش کرتے تھے۔ "الفضل" مرحوم کو مسلمانانِ ہند کا بہت بڑا بہی خواہ اور محسن تسلیم کرتا ہے۔ اور ان کی موت کو بے وقت سمجھتا ہے۔

معاصر مذکور یہ بھی بیان کرتا ہے کہ مرحوم سلسلہ احمدیہ کے متعلق واقفیت حاصل کرنے کی کوشش کرتے رہے۔ اس سے ان کی مذہب سے دلچسپی کا ثبوت ملتا ہے۔ علاوہ ازیں مرحوم کے حضرت مسیح موعودؑ سے مخلصانہ تعلقات بھی تھے۔ آخر پر مرحوم کے خاندان سے ہمدردی ظاہر کرتے ہوئے موجودہ والئے رام پور کے لئے دعا بھی کی ہے۔

ہمارے معاصر کا یہ اعتراف و اقرار بالکل صحیح۔ اس کی ہمدردی اور اظہار افسوس بہت بجا۔ لیکن ہم حیران ہیں کہ اس سارے نوٹ میں نواب صاحب کے لئے "مرحوم" کا لفظ استعمال ہوا ہے نہ ان کے لئے دعائے مغفرت کی گئی ہے۔ یہ قادیانیوں کے عقیدۂ تکفیر کا ایک کرشمہ ہے۔ وہ اپنے امام محترم کے حکم سے مجبور ہیں۔ اور ایک ایسے مسلمان کے لئے بھی "مرحوم" کا لفظ استعمال نہیں خیرخواہ اور ان کی ترقی و بہبودی کے لئے ہر ممکن کوشش کرتا رہا ہو۔ "فاروق" کو بیگم بھوپال کے اسلام سے انکار ہے۔ اور وہ اس بزرگ خاتون کے نام کے ساتھ لفظ "آنجہانی" استعمال کرتا ہے۔ اور "الفضل" کو نواب رام پور مرحوم کے لئے دعائے مغفرت کی توفیق بھی نصیب نہیں ہوتی۔ یہ دونوں قادیانی جماعت کے مایہ ناز اخبار ہیں۔ ان واقعات کی روشنی میں قادیانیوں کے دعویٰ تحفظ حقوق المسلمین کو دیکھئے۔ حقیقت خود بخود واضح ہو جائیگی۔

حضرت نبی کریمؐ نے منافقین کے لئے بھی دعائے مغفرت فرمائی۔ لیکن قادیانی علماء حضرت بیگم بھوپال مرحومہ ایسی مایہ ناز دختر اسلام اور ایک مشہور مسلمان والئے ریاست جو ان کے نزدیک امت مسلمہ کا سچا خادم تھا کے لئے بھی دعائے مغفرت نہیں کر سکتے۔ اور ان کے نزدیک ان کا شمار کفار کی فہرست میں ہی ہے۔ کیا اب اس چودھویں صدی میں رسول اکرمؐ کا اسوۂ حسنہ نعوذ باللہ بیکار ہو گیا ہے؟ کیا اب قادیانی اپنے امام کے احکام کے سامنے خاتم النبیینؐ کے احکام کی پرواہ نہ کریں گے؟

حضرت نبی کریمؐ کے اسوۂ حسنہ اور قادیانی جماعت کے عقاید و اعمال میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ دونوں ایک دوسرے کے بالکل متضاد ہیں۔ اس صورت میں ہر ایک سچے مسلمان کا فرض ہے کہ اپنے رسولؐ کی پیروی کرتا ہوا قادیانی عقاید کی بیخ کنی کرے اور اس جماعت کی گمراہ کن طاقت اور سحر کرشموں کا کلی طور پر قلع قمع کر دے۔

یہ خبر اس بیسویں صدی میں نہایت تعجب سے پڑھی جائے گی کہ رومن کیتھولک عیسائیوں کے روحانی پیشوائے اعظم پوپ روم نے اپنے متبعین کو چند کتابیں پڑھنے کی بالکل ممانعت کر دی اور صاف حکم دے دیا ہے۔ جو شخص بھی ان کتابوں کا مطالعہ کرے گا اس کی نجات نہیں ہوگی۔ پوپ کی ان ممنوعہ کتابوں کی فہرست میں قرآن شریف بھی درج ہے۔ یہ تنگ دلی اور مذہبی تعصب بےحد قابل افسوس ہے۔ مگر یہ ممانعت اس امر کا خاموش اعتراف ہے کہ قرآن کریم کی صداقت کا جواب پاپائے روم ایسے مذہبی پیشوا کے پاس بھی نہیں ہے۔ ہم پاپائے روم کے حکم کو بجا طور پر عیسائیوں کے اہم ترین فرقے کا اسلام کے مقابلہ میں عجز سمجھتے ہیں۔

ممکن ہے کہ لوگ کہتے ہوں کہ ایسی مثالیں تنگ نظر اور متعصب مذہبی پیشواؤں کے ساتھ مخصوص ہیں۔ مگر ایسا نہیں ہے بہت سے سیاسی رہنما بھی اسی غلطی کے مرتکب ہوتے رہتے ہیں۔ سائمن رپورٹ کی اشاعت پر مختلف فرقوں اور قوموں کے رہنماؤں نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ کسی اخبار کا نمائندہ کانگرس کے قائم مقام صدر سابق قائمقام صدر موتی لعل نہرو کے پاس پہنچا۔ آپ نے فرمایا "میں نے اس رپورٹ کو نہ دیکھا ہے۔ نہ دیکھونگا۔ اس کا خریدنا اور پڑھنا گناہ ہے۔"

اگر تقدس مآب پوپ کی ممانعت کا مطلب قرآن کی صداقت اور مسحور کن قوت کا اقرار ہے تو پنڈت بھگوان کے اس فتویٰ کے بھی یہی ایک معنی ہو سکتے ہیں کہ گو سائمن رپورٹ کی سفارشات غیر تسلی بخش اور مایوس کن ہیں لیکن یہ رپورٹ اتنی بری نہیں جتنی ان کی مرتب کردہ نہرو رپورٹ ہے۔ آپ کو خوف ہے کہ سائمن رپورٹ کے مطالعہ سے لوگوں پر یہ حقیقت واضح نہ ہو جائے۔ اور ہندوستان کی اقلیتیں مقابلتاً سائمن رپورٹ کو اچھا کہنا شروع نہ کر دیں۔ مگر پنڈت بھگوان کو معلوم ہو جانا چاہئے کہ پاپائے روم کے "فرمان" کی طرح ان کا یہ فتویٰ بھی شرمندہ عمل نہ ہو گا۔

ملک کے مختلف اطراف میں بہت سے ایسے واقعات ظہور پذیر ہو چکے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ کانگرس لیڈر ہندو بدیشی کپڑے کے بائیکاٹ اور سودیشی کی [illegible] بزازوں کا بھی

ہندو تاجران پارچہ کے مقابلہ میں نہایت متشددانہ ہے۔

ہم اقتصادی اور معاشرتی نقطہ نظر سے ملکی کپڑے کے حامی ہیں اس لحاظ سے کانگرس کے ذمہ دار اصحاب کی خدمت میں عرض کرنا چاہئے کہ یہ فرقہ وارانہ امتیاز سودیشی کی ترویج میں ایک روک ثابت ہوگا ان کو اس امتیاز کے مٹانے کی طرف فی الفور متوجہ ہونا چاہئے۔ کانگریسی اصحاب کی خدمت میں یہ گذارش محض ایک فرض کی ادائیگی ہے۔ ورنہ ہم خوب اچھی طرح جانتے ہیں کہ وہ اس کی طرف بالکل متوجہ نہ ہوں گے۔ مسلمان باشندوں اور تاجران پارچہ کی مخالفت ہندو سبھا کی تعلیم کا اثر ہے۔ کانگریس خود اس تعلیم سے بہت بڑی حد تک متاثر ہو چکی ہے۔

سائمن رپورٹ میں مسلمانوں کے مطالبات و حقوق کا جہاں تک خیال رکھا گیا ہے وہ اب ظاہر ہو چکا ہے۔ مگر ہندو ابھی بھی مطمئن نہیں ہیں۔ لاہور کا مشہور ہندو انگریزی اخبار ہندو ہیرلڈ رقمطراز ہے :-

"ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سائمن رپورٹ کے ساتوں خداوندان (ممبران) اس امر کے لئے بیقرار تھے کہ مسلمانوں کے مطالبات و ضروریات کو کسی طرح ٹھیس نہ لگے۔ اس لئے انہوں نے حتی الوسع اس خوش قسمت قوم (مسلمان) کو زیادہ خوش قسمت بنانے کی پوری سعی کی ہے۔ یہ جماعت اب بھی شکوہ کرے۔ تو اس میں خداوندانِ رپورٹ کا کیا قصور۔ ہاں غریب ہندوؤں کی قسمت کا خاتمہ ہو گیا۔ اور غالباً یہی حشر گول میز کانفرنس کا ہو گا!"

سچائی پر مبنی بھی ایسے زور دار ہندو رہنماؤں کے خیالات اس سے قبل پیش ہو چکے ہیں۔ ایک سرکردہ ہندو اخبار کے الفاظ آپ کے سامنے ہیں۔ ان کو پیش نظر رکھ کر غور کیجئے کہ اگر ہندوؤں کو اختیارات حاصل ہو جائیں تو وہ مسلمانوں کو کیا دیں گے۔ اور سوراج میں ان سے کیا برتاؤ کیا جائے گا۔

چھوٹو رام ریاست بھوپال میں کلمہ پڑھنا بھی جرم ہے

مسلمانوں کی جائداد اور املاک کی قرقی

غیرت کلمۃ اللہ پر مرنے والے! عشق رسول اللہ کا دم بھرنے والے آخر کب تک۔ اس مسلم کش ریاست کے اس ناقابل برداشت رویہ پر مہر بلب بیٹھے رہیں گے۔ کیا صیانت اسلام کا فریضہ ایک دو مضمون اور ایک آدھ ڈیپوٹیشن بھیج دینے سے ادا ہو جاتا ہے۔ اگر کام اتنا ہی آسان ہوتا تو صحابہ کرام اور ائمہ عظام کیوں اپنا خون پانی کی طرح بہاتے۔ مسلم دینداروں و فاشعاروں کا فرض ہے کہ وہ اس مقدس فریضہ میں جان و مال قربان کر دینے سے دریغ نہ کریں۔ کلمہ کی حمایت میں جئیے اور اسی کو پڑھتا ہوا مرئے۔ ہندو ذہنیت ہر جگہ اپنی ہیبت کے مظاہرے کر رہی ہے۔ لیکن چھوٹو کے معاملہ کی نوعیت ہی سنگین ہے جہاں ریاست بھی مفسدہ پردازوں کے ساتھ مسلم آزاری میں سرگرم ہے۔ کل ہی کا ذکر ہے کہ جو مسلمان کلمہ سیر راہ پڑھتے چلنے کے حق میں دست بردار نہیں ہوئے ہیں ان کی جائداد و املاک پر قرقی ہو رہی ہے اور انہیں قتل کرنے کی سازشیں جاری ہیں۔

وائسرائے ہند اور وزیر اعظم انگلستان اس عرصہ میں اقلیتوں کی حفاظت کا وعدہ بار بار کر رہے ہیں۔ کیا ریاست چھوٹو پور میں رہنے والے مٹھی بھر غریب اور بیکس مسلمان ان وعدوں کے ایفا پر کچھ امید لگائیں۔ کیا فرزندان برطانیہ کی سیاست میں ایسے وعدوں کو عملی جامہ پہنانے کی قوت باقی ہے۔ اگر جواب اثبات میں ہے تو پھر یہ فراعنہ چھوٹوں کی چیرہ دستیاں کیوں نہیں ختم ہوتیں۔ اور کیوں نہیں وہ حکم منسوخ کیا جاتا۔ جو کلمہ، نماز اور اذان پر بندشیں عائد کرتا ہے۔ پریذیڈنٹ صاحب چھوٹو پور اپنے ان وعدوں کو یاد کریں جو اسلامی دوستی کے کر چکے ہیں۔ اور اس سے پہلے کہ مسلمان ذبح کئے جائیں انہیں بچائیں۔

(الامان)

ناظرین سے درخواست ہے کہ خط و کتابت کے وقت نمبر خریداری

رسول اللہ صلعم کی محبت

(از رشحاتِ قلم حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب امیر قوم)

حدیث میں آتا ہے کہ نبی صلعم نے فرمایا لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہٖ وولدہٖ والناس اجمعین۔ تم میں سے کوئی شخص ایمان نہیں لاتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کے باپ اور اس کے بیٹے اور سب لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہوں۔ آپ کے قلب مقدس میں یہ خواہش کہ ہر مسلمان کلمہ گو کے دل میں آپ کی محبت کا مقام دنیا کی تمام محبتوں سے بلند تر ہو کیا معنے رکھتی ہے۔ کیا آپ کو اس سے کچھ ذاتی فائدہ حاصل کرنا مقصود تھا؟ آپ کی سیرت کا ورق ورق اس بات پر گواہ ہے کہ آپ کا دل دوسروں کی غمخواری اور ہمدردی سے اس قدر بھرا ہوا تھا۔ کہ آپ نے اپنی تمام خواہشات کو اللہ کے لئے بنی انسانی کی خدمت کے لئے قربان کر دیا تھا۔ بادشاہ ہو کر کوئی محل آپ نے نہ بنوایا۔ بلکہ انہی گارے اور کھجور کی ٹہنیوں کے بنے ہوئے حجروں میں راحت قلب پائی جن میں بادشاہ ہونے سے پہلے رہتے تھے۔ آپ کے لباس میں کوئی فرق نہیں آیا۔ فقر اور بادشاہت کی حالت میں وہی سادہ موٹا لباس رہا۔ آپ کی غذا میں کوئی فرق نہیں آیا۔ اور بادشاہ ہونے کے بعد آپ کے دسترخوان پر کوئی لذیذ یا قیمتی غذائیں نہیں آئیں۔ بلکہ بسا اوقات صرف کھجور پر گذارہ تھا۔ مال اور دولت بادشاہ ہو کر کثرت سے آپ کے پاس آیا۔ مگر آپ کے قلبِ مبارک میں جو خدا کی محبت سے سرشار تھا۔ ادنیٰ سے ادنیٰ خواہش مال و زر کے لئے پیدا نہیں ہوئی۔ اور مال آپ کے گھر میں نہیں آیا۔ بادشاہ ہو کر یہ بھی خواہش نہ تھی کہ دوسرے آپ کے نوکروں یا غلاموں کی طرح کام کریں۔ بلکہ بادشاہ ہو کر خود محتاجوں کے کام اسی دلی جوش سے کرتے تھے جیسے ابتدائی زمانہ میں۔ پھر اس خواہش کا کیا مطلب کہ ہر مسلمان کلمہ گو کے دل میں آپ کی محبت تمام محبتوں سے بالاتر رہو۔ حتیٰ کہ اولاد کی محبت سے بھی بالاتر آپ کی محبت ہو۔

آنحضرت صلعم سے محبت کی اصل غرض

اس بات پر قرآن کریم میں اور پھر احادیثِ نبوی میں روشنی ڈالی گئی ہے۔ کہ رسول اللہ صلعم سے اس قدر جذبہ محبت پیدا کرنے میں اصل غرض کیا ہے۔ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ: اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تم اللہ کے محبوب بن جاؤ گے۔ اللہ کی محبت اور اس کے رسول کی محبت ایک ہی چیز ہے۔ پس محبتِ رسول کی غرض یہ ہے کہ ہر مسلمان کے دل میں اتباعِ رسول کا جذبہ اور شوق پیدا ہو۔ جب ایک انسان دوسرے کا محبوب ہوتا ہے اور محبت اپنے کمال تک پہنچ جاتی ہے تو محبوب کی ہر ایک ادا پسند ہوتی ہے۔ اور انسان کو ایک چیز پسند ہو تو طبیعت خود بخود اس کی طرف مائل ہوتی ہے۔ اور وہ اس چیز کے حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اور جب اتباعِ رسول کا عشق دل میں پیدا ہو جائے تو یہی وہ چیز ہے جو انسان کو اللہ تعالیٰ کا محبوب بنا دیتی ہے۔ احادیث سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔ اس وقت میں ایک حدیث بیان کرتا ہوں۔ رسول اللہ صلعم وضو کر رہے تھے تو لوگ آپ کے وضو کے پانی کو تبرکاً لینے لگے۔ فقال ما یحملکم علیٰ ذالک قالوا حب اللہ ورسولہ قال من سرہ ان یحب اللہ ورسولہ فلیصدق الحدیث ولیؤد الامانۃ اذا ائتمن۔ یعنی لوگوں کو وضو کا پانی لیتے ہوئے دیکھ کر آپ نے دریافت فرمایا۔ یہ تم کیوں کرتے ہو۔ انہوں نے عرض کیا اللہ اور اس کے رسول کی محبت کی وجہ سے۔ تو آپ نے فرمایا۔ جس کو یہ بات پسند ہے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھے۔ تو چاہئے کہ جب بات کرے سچ بولے۔ اور جب اس کے پاس کوئی امانت رکھی جائے تو امانت کو ادا کرے۔ اس حدیث میں آپ نے ان دو باتوں کی طرف توجہ دلائی ہے۔ جن کی وجہ سے آپ نبوت سے پیشتر بھی اہل عصر میں ممتاز تھے۔ اور جن کی وجہ سے آپ کی نیک شہرت اطراف عرب میں پھیلی ہوئی تھی۔ اور جن کی وجہ سے اور امانت کا ادا کرنا۔ صدق یا سچائی قول میں بھی ہوتی ہے اور فعل میں بھی۔ اور فعل میں سچائی یہ ہے کہ مشکل سے مشکل بات کی پروا نہ کرے۔ اور جس کام کے لئے انسان کھڑا ہوا ہے اُسے پورا کرنے کے لئے اپنی ساری طاقت خرچ کر دے اور امانت کی ادائیگی کا مفہوم بھی بہت وسیع ہے۔ یعنی اپنے ہر قسم کے فرائض کو بجا لانا اور ذمہ واریوں کو پورا کرنا۔ تو آپ نے ان دو باتوں کی طرف توجہ دلا کر یہ بتایا کہ آپ سے محبت کی غرض یہ نہیں کہ آپ کے کپڑوں یا جسم یا دوسری اشیاء کے لئے دل میں تڑپ پیدا ہو۔ یا آپ کی مدح کی جائے۔ بلکہ غرض یہ ہے کہ آپ کے پاکیزہ اخلاق کو حاصل کرنے کے لئے شوق اور جذبہ محبت پیدا ہو۔ اور جو آپ کی زندگی کی اصل غرض تھی۔ وہی ہماری زندگی کی اصل غرض بن جائے۔

حضور صلعم کی محبت سے صحیح کام

پس قرآن شریف اور حدیث دونوں ہم کو اس بات کی ہدایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم سے محبت کی اصل غرض آپ کی اتباع کا جذبہ پیدا کرنا ہے۔ جو کام آپ کو محبوب تھا اس کے لئے عشق پیدا کرنا ہے۔ مسلمان اس حقیقت سے عموماً بے خبر ہیں۔ ان کے دلوں میں بے شک رسول اللہ صلعم کی محبت کا زبردست جذبہ موجود ہے۔ مگر اس سے صحیح کام نہیں لیا جاتا۔ ہمارے محبت کے دعوے کس کام کے ہیں۔ اگر ہماری آنکھوں کے سامنے رسول اللہ صلعم کی ہتک ہو رہی ہو۔ آپ کے متعلق طرح طرح کی غلط بیانیوں سے کام لیا جاتا ہو۔ مگر ہم خاموش بیٹھے رہیں۔ یا زیادہ سے زیادہ اشتعال میں آکر کسی سے بدلہ لینے کی کوشش کریں۔ بدلہ لینے سے یا کسی کو مار ڈالنے سے بھی یہ دروازہ بند نہیں ہو جاتا۔ آپ کی زندگی میں آپ پر دونوں طرح حملے ہوتے تھے۔ یعنی جسمانی رنگ میں بھی اور بدگوئی سے بھی۔ اور مسلمانوں کی محبت کا یہ تقاضا تھا کہ وہ دونوں طرح دفاع بھی کرتے تھے۔ آج صرف دوسرا رنگ باقی ہے۔ اور مسلمانوں کی محبت کا یہ تقاضا ہے کہ جو حملے آج آپ کی مقدس ذات پر کئے جاتے ہیں ان کا جواب دیں۔ آپ کی صحیح تصویر کو دنیا میں پیش کریں۔ آپ کی زندگی کی جو غرض تھی یعنی اعلائے کلمۃ اللہ اس غرض کو پورا کرنے کی کوشش کریں۔ یہ بڑی خوشی کا مقام ہے۔ کہ میلاد کے محفلوں کا پرانا رنگ متروک ہو کر اب اس کی جگہ ایسے جلسے ہو رہے ہیں۔ جن میں رسول اللہ صلعم کی زندگی کے صحیح حالات پیش کئے جاتے ہیں۔ جن سے مسلمان اور غیر مسلم دونو فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ مگر اس سے ایک قدم اور آگے بڑھنے کی ضرورت ہے۔ اور وہ یہ کہ رسول اللہ صلعم کی محبت قلوب میں پیدا کرنے کے ساتھ ساتھ اس کی اصل غرض کو بھی واضح کیا جائے۔ اور مسلمانوں کو یہ سمجھایا جائے کہ اعلائے کلمۃ اللہ یا اشاعتِ اسلام کا کام جو رسول اللہ صلعم کی زندگی کی اصل غرض تھی اس کے لئے جدوجہد کرنا ہمارا سب سے پہلا فرض ہے اور اسی میں ہماری قومی ترقی کا سب راز مضمر ہے۔

بقیہ صفحہ ۱۲

فرماتے ہیں:۔

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے
کوئی دیں دینِ محمد سا نہ پایا ہم نے
کوئی مذہب نہیں ایسا کہ نشاں دکھلاوے
یہ ثمر باغِ محمد سے ہی پایا ہم نے
آزمائش کے لئے کوئی نہ آیا ہر چند
ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے
اور دینوں کو جو دیکھا تو کہیں نور نہ تھا
کوئی دکھلائے اگر حق کو چھپایا ہم نے
مصطفیٰ پر ترا بے حد ہو سلام اور رحمت
اس سے یہ نور لیا بارِ خدایا ہم نے

ماہِ یثرب

(از محترمہ ش۔ب صاحبہ)

جب حرا کے غار سے چہرہ دکھایا آپ نے
نورِ وحدت سے جہاں کو جگمگایا آپ نے

کفر اور باطل زمانے سے مٹایا آپ نے
دین کا سیدھا ہمیں رستہ دکھایا آپ نے

چپکے چپکے بُت پرستی کو گھٹایا آپ نے
رفتہ رفتہ حق پرستی کو بڑھایا آپ نے

کر دیا شمعِ حقیقت کا اُجالا چار سُو
مہرِ عالمتاب کو نیچا دکھایا آپ نے

آدمیت پر بھی کتنا آپ کا احسان ہے
نوعِ انساں کو غلامی سے چھڑایا آپ نے

جھیل کر سو سختیاں سہ کر ہزاروں کلفتیں
صبر و استقلال کا نقشہ جمایا آپ نے

باعثِ رحمت ہوئے سارے جہاں کے واسطے
رحمۃ للعالمیں القاب پایا آپ نے

بسکہ اوصافِ حمیدہ جمع تھے سب آپ میں
احمد و محمود و حامد نام پایا آپ نے

قرآن و حدیث پر علمائے سوء کا ظلم

تکفیر اور تفریق بین المسلمین کا تباہ کن مشغلہ

(علامہ احمد کے قلم سے)

(۱)

اخبار شہاب راولپنڈی مورخہ ۱۳ مارچ ۱۹۳۰ء میں مولوی انور شاہ کاشمیری اور مفتی دیوبند مولوی عزیز الرحمٰن صاحب کا ایک تازہ فتویٰ چھپا ہے جس میں احمدیوں پر لاہوری ہوں یا قادیانی کفر کا فتویٰ لگایا گیا ہے۔ تکفیر کی بیماری یا گناہ نے اسلامی دنیا کو جس قدر نقصان پہنچایا ہے۔ وہ ان صاحبوں سے پوشیدہ نہیں۔ جن کے دلوں میں اسلام اور مسلمانوں کی ہمدردی کا کچھ بھی احساس ہے ترکی حکومت کو جو نقصان عربوں کی بغاوت سے پہنچا اس کی بنیاد ترکوں کی تکفیر پر رکھی گئی تھی۔ اور مکہ شریف میں ترکوں کے خلاف تکفیر کا فتویٰ تیار کیا گیا۔ اور وہاں کے علماء نے اس پر دستخط کئے اور اس کے بعد شریف اور عربوں نے ترکوں کے خلاف بغاوت کر دی جس کا نتیجہ سب پر ظاہر ہے۔ پھر جب انگریزوں اور ان کے حلیفوں کا قبضہ قسطنطنیہ پر ہوا تو وہاں کے بے دست و پا بادشاہ نے مصطفیٰ کمال اور اس کے ساتھیوں پر فتویٰ لگایا جس کا منشا ترکوں کو آپس میں لڑانا تھا لیکن اللہ نے ان کو اس سے بچایا افغانستان میں جس قدر خونریزیاں ہوئیں ان کی بنیاد بھی فتویٰ تکفیر تھی۔ جو امان اللہ خاں کے خلاف دیا گیا تھا۔ وہاں کے مولویوں نے پہلے امان اللہ خاں پر کفر کا فتویٰ لگایا۔ پھر جاہلوں کو اس کی اس کی حکومت کو تباہ کرنے کے لئے کھڑا کر دیا۔ خوست کی بغاوت کی بنا بھی امان اللہ خاں کی تکفیر تھی۔ اور سال گذشتہ کی بغاوت کی بنا بھی تکفیر تھی۔ جس سے افغانستان تباہ و برباد ہوا۔ اور جو فتنہ خارجیوں نے اسلام میں برپا کر دیا تھا اور جس سے مسلمانوں کی جماعت میں اس وقت تفریق پیدا ہوئی تھی اس کی بنیاد بھی کلمہ گوؤں کی تکفیر تھی۔ اور جس قدر فتوے کلمہ گوؤں پر لگائے جاتے ہیں۔ تو اس سے اسلام کو نقصان کے سوا ذرہ بھر بھی فائدہ نہیں پہنچا۔ مگر خارجیوں کے فتنہ کی تکمیل کے بغیر مولویوں کو مزہ نہیں آتا۔ مسلمانوں کو آپس میں لڑانے۔ ان کو تباہ کرنے۔ ان کی طاقت کو پاش پاش کرنے کے بغیر ان کا ایمان تازہ نہیں ہوتا۔ ذرہ سا اختلاف نظر آیا جھٹ کفر کا فتویٰ لگایا۔ وہ سمجھتے ہیں کہ ہم اسلام کی بڑی خدمت کر رہے ہیں۔ لیکن واقعات ان کو جھٹلا رہے ہیں۔ کیونکہ ان کے اس مذموم فعل سے واقعات کے رنگ میں صرف فساد ہی پیدا ہوا۔ اس قبیح فعل کا نتیجہ ساری تاریخ اسلامی پڑھ جاؤ۔ فساد اور مسلمانوں کی تباہی کے سوا کچھ بھی نہ پاؤ گے۔ مگر وہ اس سے عبرت حاصل نہیں کرتے اسلام اور مسلمانوں کی تباہی دیکھ کر ان کے دل میں کچھ بھی رحم نہیں آتا۔ اللہ تعالیٰ اسلام اور مسلمانوں کو مکفر مولویوں کے فتنہ سے بچائے۔

اختلاف رائے پر تکفیر کا فتویٰ

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنے والوں پر کفر کا فتویٰ صرف اختلاف رائے کی بنا پر لگایا جاتا ہے۔ اگر اختلاف رائے کو تسلیم کر لیا جائے۔ اختلاف رائے کو برداشت کیا جائے تو پھر مکفرین کے ہاتھ کوئی حجت نہیں رہتی جس سے وہ ایک کلمہ گو کو کافر ٹھہرا دے۔ کیونکہ ہر وہ شخص جو اپنے کو مسلمان سمجھتا ہے۔ وہ ان اعتقادات پر ایمان لانے کا اقرار کرتا ہے۔ جن پر قرآن کریم نے ایمان لانا ضروری قرار دیا ہے اور جو شخص قرآن کریم کے ایمانیات پر ایمان لاتا ہے۔ اس پر کفر کا فتویٰ اس شخص پر ظلم ہے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ظلم ہے۔ قرآن کریم پر ظلم ہے۔

مکفرین فتویٰ تکفیر کی زد میں

اس وقت مولوی انور شاہ صاحب کاشمیری اور مفتی عزیز الرحمٰن صاحب دیوبندی کا فتویٰ احمدیوں کے خلاف اخبار "شہاب" میں شائع ہوا ہے۔ ایسے فتوے تو آئے دن حشرات الارض کی طرح اخباروں اور اشتہاروں میں شائع ہوتے رہتے ہیں۔ اور تعلیم یافتہ لوگ ایسے فتووں کو نہایت نفرت اور حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں دہریت کے پھیلانے میں ان فتووں کا ہی زبردست ہاتھ کام کر رہا ہے۔ لیکن مکفرین کو اس کا احساس نہیں۔ کاش ان فتووں کی کوئی وقعت لوگوں کے دلوں میں ہوتی۔ لوگ ان فتووں کو مانتے تو مکفرین کو کوئی تسکین بھی ہوتی۔ اور اپنی خدمت سے خوش ہوتے مگر ان کی حیثیت "طبل بلند بانگ در باطن ہیچ" کے سوا کچھ بھی نہیں بلکہ تکفیر مسلمین کی سزا خود بھگت رہے ہیں۔ اور جس فتوے کے ماتحت وہ احمدیوں کو لانا چاہتے ہیں ان کی زندگی بھی انہیں فتووں کے ماتحت بسر ہو رہی ہے

بریلی والے سب کے سب دیوبندیوں کو کافر اور مرتد قرار دیتے ہیں جن میں مولوی انور شاہ اور مفتی عزیز الرحمٰن بھی شامل ہیں۔ بریلویوں کے فتووں کے الفاظ دیوبندیوں کی نسبت ان الفاظ سے بہت سخت ہیں جو دیوبندی احمدیوں کے خلاف فتووں میں استعمال کرتے ہیں۔ یہ دیوبندیوں کی دنیاوی سزا ہے۔ جو انہیں اپنے اس مذموم فعل تکفیر کی مل رہی ہے۔

مولوی انور شاہ صاحب اور مفتی عزیز الرحمٰن صاحب کے فتوے کے الفاظ

• مرزائی ہر دو فریق لاہوری قادیانی مرتد و کافر ہیں۔ ان کو سلام کرنا یا سلام کا جواب دینا جائز نہیں ہے۔ یہ لوگ قطعیات اور ضروریات دین کے منکر ہیں۔ ان کے ساتھ کھانے پینے میں شرکت یا ان کی غمی شادی میں شریک ہونا اور طعام ولیمہ کھانا سب حرام ہے اور ناجائز ہے۔ قال اللہ تعالےٰ فلا تقعد بعد الذکریٰ مع القوم الظالمین وقال علیہ الصلوٰۃ والسلام فی اھل الاھواء فلا تناکحوھم ولا تجالسوھم فماظنک بالمرتدین والملحدین۔

کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ مفتی دار العلوم دیوبند

الجواب صواب محمد انور عفی اللہ عنہ

قادیانی احمدی خود اس کا جواب دیں گے۔ میں لاہوری احمدی ہوں اس لئے اپنی جماعت کے مسلمات کی بنا پر میں مولوی انور شاہ صاحب کاشمیری اور مفتی دیوبند کے جانشین سے بروئے تحقیق اس فتوے کے متعلق چند باتیں کہنا چاہتا ہوں۔ مفتی عزیز الرحمٰن صاحب دیوبندی تو اس وقت زندہ نہیں ہیں۔ نہ معلوم کہ ان کے مرنے کے بعد اخبار شہاب میں اس لغو فتوے کی اشاعت کی کونسی ضرورت پیش آئی۔ شاید یہ وجہ ہو کہ راولپنڈی میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی شاخ لاہور کا ۲۸-۲۹-۳۰ مارچ کا جلسہ ہونے والا تھا۔ اور ہو سکتا ہے کہ اس کا مقصد اس میں شامل ہونے سے روکنا ہو۔ تاکہ مسلمان حق اور تحقیق سے دور رہے۔ اور مولوی کی حکومت سے نہ نکلے۔ اس فتویٰ میں احمدیوں کی تکفیر کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے۔ کہ وہ قطعیات اور ضروریات دین سے منکر ہیں۔ لیکن یہ بتانے کی کوشش نہیں کی گئی کہ وہ قطعیات دین اور ضروریات دین جن کے احمدی منکر ہیں کیا ہیں۔ اور اس طرح لوگوں پر حقیقت حال ظاہر نہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اگر ان قطعیات اور ضروریات دین کا ذکر اس فتوے میں ہوتا۔ جن کے انکار کی وجہ سے احمدیوں کو کافر اور مرتد قرار دیا گیا ہے۔ تو اخبار شہاب کے ناظرین کو معلوم ہو جاتا کہ جن باتوں کو قطعیات دین اور ضروریات دین قرار دیا گیا ہے آیا فی الواقعہ ضروریات و قطعیات دین ہیں۔ یا نہیں۔ اور احمدی لوگ ان کے منکر ہیں یا نہیں۔ اب میں ان مفتیوں سے یہ پوچھتا ہوں کہ

(۱) وہ کون سے قطعیات اور ضروریات دین ہیں جن کے احمدی منکر ہیں؟

(۲) کیا وہ قطعیات اور ضروریات دین قرآن کریم میں مذکور ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان پر ایمان لانا ضروری قرار دیا ہے۔ یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے؟

(۳) کیا قرآن کریم میں جن جن باتوں پر ایمان لانے کا حکم ہے ایک شخص کے مومن ہونے کے لئے ان پر ایمان لانا کافی نہیں ہے؟

(۴) کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جن امور کو اسلام کی بنیاد ٹھہرایا ہے۔ ایک شخص کے مسلمان ہونے کے لئے ان کا تسلیم کرنا کافی نہیں؟

(۵) کیا اللہ اور رسول کے سوا کسی کو حق پہنچتا ہے کہ اللہ اور رسول نے جن باتوں کا ماننا ایمان اور اسلام کے لئے معیار ٹھہرایا سو ان میں کچھ بڑھائے یا ان میں سے کچھ گھٹائے۔

(۶) اللہ اور رسول نے جن باتوں پر ایمان لانا ضروری قرار دیا ہے۔ ان پر جو شخص ایمان لے آیا اس کے بعد کسی مولوی کو حق ہے کہ اس پر کفر کا فتوے لگائے؟

ہمارے عقاید

اللہ تعالےٰ سورۂ بقرہ کے شروع میں متقیوں کے بیان میں فرماتا ہے:

الذین یؤمنون بالغیب	متقی ہیں وہ۔ جو غیب پر ایمان لاتے ہیں۔
ویقیمون الصلوٰۃ ومما	نماز قائم کرتے ہیں۔ اور اس میں سے خرچ
رزقنٰھم ینفقون ۔ والذین	کرتے ہیں جو ہم نے ان کو دیا ہے۔ اور
یؤمنون بما انزل الیک	وہ لوگ بھی جو اس پر ایمان لاتے ہیں۔
وما انزل من قبلک	جو تجھ پر اُترا اور اس پر جو تجھ سے پہلے اترا۔
وبالاخرۃ ھم یوقنون۔	اور یوم آخر پر یقین رکھتے ہیں۔ یہی لوگ
اولٰئک علیٰ ھدی من	ہدایت پر ہیں اپنے رب کی طرف سے اور
ربھم واولٰئک ھم	اور یہی فلاح یافتہ ہیں۔
المفلحون	

ان آیات میں متقی کے لئے چھ امور کو بیان فرمایا ہے۔ چار کا تعلق ایمانیات سے ہے اور دو کا اعمال سے ایمانیات میں ایمان بالغیب[۱] اس پر ایمان جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اترا[۲]۔ اس پر ایمان جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کسی نبی پر اترا[۳]۔ آخرت پر ایمان[۴] دو کا تعلق اعمال سے ہے۔ نماز قائم کرنا[۱] اور جو اللہ نے دیا ہے اس میں سے اللہ کی راہ میں خرچ کرنا[۲]۔ ہماری جماعت کا غیب پر بھی ایمان ہے۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اترا اس پر بھی ایمان ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کسی نبی پر اترا۔ اس پر بھی ایمان ہے۔ آخرت پر بھی ایمان ہے۔ اور ہماری جماعت نماز کو بھی قائم کرتی ہے۔ بلکہ فرائض خمسہ کے علاوہ بہت سے تہجد بھی پڑھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے جو ہم کو دیا ہے اس میں سے اللہ کی راہ میں خرچ بھی کرتے ہیں۔

جب ہماری جماعت کا مذکورہ چاروں باتوں پر ایمان ہے اور نماز بھی قائم کرتے ہیں۔ اور اللہ کی راہ میں خرچ بھی کرتے ہیں تو ان آیات کی رُو سے ہم مومنین متقین ہیں۔ اور ہمیں قرآن کریم نے ایمان اور تقویٰ کی سند دی ہے اور انہیں متقین مومنین کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ اس ہدایت پر قائم ہیں۔ جو ان کے رب کی طرف سے ہے۔ اور یہ فلاح یافتہ بھی ہیں۔

جب از روئے قرآن کریم ہماری جماعت متقی ہے اور اللہ کی طرف سے جو ہدایت آئی ہے اس پر قائم ہے اور مفلح بھی ہے۔ تو کیا کسی مولوی کو جو ان آیات مذکورہ پر ایمان رکھتا ہو جائز ہے کہ ہمارے خلاف کفر کا فتویٰ دے۔ کیا ہمیں کافر ٹھہرانا قرآن کریم سے لڑنا نہیں قرآن کریم کے فیصلہ کا انکار نہیں۔ کلام الٰہی کو پس پشت ڈالنا نہیں۔ اپنی رائے کو قرآن کریم پر حاکم بنانا نہیں؟ اگر قرآن کریم پر ایمان ہے تو قرآن کریم نے جن باتوں کو ایمان اور تقویٰ کا معیار قرار دیا ہے اور وہ ایک شخص یا جماعت میں پائی جاتی ہیں تو اس کے خلاف کیوں کفر کا فتویٰ دیا جاتا ہے۔ کیا اللہ کا خوف دل میں نہیں۔ قرآن کریم کی عزت دل میں نہیں۔ یا قرآن کریم کا یہ فیصلہ ٹھیک نہیں اور اس کی تکمیل کسی مولوی کی رائے کی محتاج ہے؟

سورۂ بقرہ کی آیت ۱۷۷ میں نیکی یا نیک شخص کا معیار بدیں الفاظ مذکور ہے:۔

ولکن البر من اٰمن باللہ	نیک وہ ہے جو اللہ اور آخرت کے دن
والیوم الاٰخر والملٰئکۃ	اور فرشتوں اور کتاب اور انبیاء
والکتٰب والنبیین واٰتی المال	پر ایمان لائے اور اس محبت کے
علیٰ حبہ ذوی القربیٰ	لئے قرابت داروں اور یتیموں اور مسکینوں
والیتٰمیٰ والمسٰکین وابن السبیل	اور مسافروں اور سوالیوں کو اور غلاموں
والسائلین وفی الرقاب	کو آزاد کرنے میں مال دے۔ اور نماز کو
واقام الصلوٰۃ واٰتی الزکوٰۃ	قائم کرے۔ اور زکوٰۃ دے اور وہ
والموفون بعھدھم اذا	جو اپنے اقراروں کو پورا کریں جب وہ
عاھدوا۔ والصٰبرین	اقرار کریں اور صبر کرنے والے تنگی اور
فی البأساء والضراء و	تکلیف میں اور مقابلہ کے وقت یہی
حین البأس اولٰئک	وہ لوگ ہیں جنہوں نے سچ کر دکھایا اور
الذین صدقوا واولٰئک	یہی متقی ہیں۔
ھم المتقون۔	

آیت مذکورہ میں جو تقویٰ اور نیکی کا معیار بیان کیا گیا ہے۔ اس میں ایک حصہ اعتقادات اور ایمانیات سے تعلق رکھتا ہے۔ اور ایک حصہ اعمال سے تعلق رکھتا ہے ایک متقی اور نیک شخص کے لئے اعتقاد کے رنگ میں جن باتوں پر ایمان لانا ضروری قرار دیا گیا ہے وہ اللہ پر ایمان[۱]۔ یوم آخر پر ایمان[۲]۔ ملائکہ پر ایمان[۳]۔ اللہ کی کتاب پر ایمان[۴]۔ انبیاء علیہم السلام پر ایمان[۵]۔ ان پانچوں باتوں پر ایمان لانا تقویٰ کا وہ حصہ ہے جس کا تعلق اعتقادات کے ساتھ ہے۔ اور اس کے بعد جن اعمال کا ذکر ہے اس کا تعلق تقویٰ کے عملی

شذرات

(از مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع)

خاکسار راقم الحروف جن دنوں اپنے رفیق کار شیخ محمد یوسف صاحب، گرنتی کے ساتھ علاقہ منٹگمری میں تبلیغ اسلام کا کام کر رہا تھا تو منٹگمری شہر میں ایک حکیم صاحب سے بھی صاحب سلامت تھی۔ اور اکثر ملاقات کا شرف حاصل ہوا کرتا تھا۔ ایک دن قبلہ حکیم صاحب منہ میں کچھ ڈالے بلے عنہ لے کر کھار رہے تھے۔ آپ کا ضرورت سے زیادہ اظہار لطف وحلاوت دیکھ کر ہم سے نہ رہا گیا۔ اور دریافت کر ہی لیا کہ قبلہ کیا شوق فرما رہے ہیں؟ آپ نے نہایت فخر سے فرمایا "حلوۂ بیضۂ مرغ"۔ اس جواب پر انہیں کہا گیا جناب ایک اضافت کا اور اضافہ کیجئے گا۔ تو یہ فقرہ یوں بن سکتا ہے۔

"حلوۂ بیضۂ مرغ سیاہ"

کچھ عرصہ تو "حلوۂ بیضۂ مرغ سیاہ" حکیم صاحب اور ہمارے درمیان باعث دل لگی رہا۔ مگر منٹگمری سے واپسی کے بعد رفتہ رفتہ ہم حکیم صاحب کو بالکل ہی بھول گئے۔ لیکن اب ۲۶ راگست کے "الفضل" میں خلیفہ قادیان کے ایک مضمون کا عنوان "چندۂ جلسۂ سالانہ" پڑھ کر ہمیں منٹگمری والے حکیم صاحب یاد آگئے۔ یہ عنوان ایڈیٹر الفضل کا ترتیب دیا ہوا نہیں بلکہ خود خلافت مآب کے مضمون میں یہ فقرہ موجود ہے۔ کیا اچھا ہوتا کہ اس فقرہ میں بھی ایک اضافت کا اور استعمال کیا جاتا۔ اور عنوان یوں ہوتا۔

"چندۂ جلسۂ سالانۂ قادیان"

آخر جلسے تو ہزاروں سوسائیٹیوں کے آئے دن ہوا کرتے ہیں اور چندے بھی ہوتے ہیں لفظ "قادیان" کا اضافہ معاملہ کو خاص کر دیگا۔ اسی "چندہ جلسۂ سالانۂ قادیان" والے مضمون میں "حضرت خلیفۃ فضل عمر" لکھتے ہیں:۔

"احباب کو یاد ہوگا کہ اس سال شوریٰ کے موقع پر جماعت کے نمائندوں نے مجھے یہ مشورہ دیا تھا۔ کہ اس سال چندۂ خاص کی اپیل کرنے سے پہلے تین ماہ تک انتظار کیا جائے۔ اگر جماعت کوشش کرکے سہ ماہی بجٹ کو تین ماہ کے اندر پورا کر دے۔ تو چندۂ خاص کو ملتوی کر دیا جائے۔ لیکن اگر اس عرصہ میں جماعت سہ ماہی بجٹ کو پورا نہ کرے تو پھر پندرہ ہزار روپیہ سے لے کر ایک لاکھ تک چندہ خاص طلب کیا جائے تاکہ پچھلا بار بھی اتر جائے اور سال حال کے زاید اخراجات کا بھی انتظام ہو جائے۔

قابل افسوس امر

اس مشورہ کو میں نے قبول کیا اور جولائی تک چندہ خاص کی تحریک نہیں کی۔ اس عرصہ میں نہایت زور سے صیغۂ بیت المال نئے اصول پر بجٹ بنوانے اور اس کے متعلق چندہ جمع کرنے کی کوشش میں لگا رہا۔ لیکن مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ تین ماہ گذرنے تک بجٹ کے مطابق رقوم کا ادا ہونا تو الگ رہا بجٹ کی تشخیص کے فارم بھی مکمل ہو کر اکثر جماعتوں کی طرف سے نہیں آئے۔ اور یہ امر ایک زندہ قوم کے لئے نہایت قابل افسوس ہے۔"

جن لوگوں کو یہ غلط فہمی ہے کہ قادیانی جماعت کا نظام بہت اعلیٰ ہے

. . . .

. . . .

انہیں مندرجہ بالا فقرات پر غور کرنا چاہئے۔

کمزوریاں تو ہر جماعت میں ہوتی ہیں۔ اور ضرورت نہ تھی کہ ہم یہاں یہ بحث چھیڑتے مگر چونکہ اپنی کمزوریوں پر نگاہ نہ ڈالنا اور دوسروں کے نظام یا دیگر امور میں نقائص تلاش کرنا قادیانیوں کا ایک دل پسند مشغلہ ہے اس لئے ہمیں ضرورت محسوس ہوئی کہ انہیں ان کے خلافت مآب کے تازہ سرٹیفکیٹ سے اطلاع کر دیں۔ ے

عیب سے خالی نہ واعظ ہے نہ ہم
ہم پہ منہ آئیگا منہ کی کھائے گا

اپنے نظام کے ساتھ دوسری جس چیز پر قادیانی جماعت کو فخر ہے۔ وہ ہے حضرت خلافت مآب کی تفسیر نویسی۔ اور قرآن شریف کے معارف ونکات کا بیان ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اگرچہ ان تمام [illegible]

بیان القرآن سے، اور کسی بڑ گئی ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

۔ ۔ ۔ ۔ ان کی کتابیں رکھنے کی الماریاں اور مطالعہ کی میزیں مزین تو ہوں بیان القرآن سے۔ اُن کی روح پیاس تو بجھائے بیان القرآن یا انگریزی ترجمان القرآن سے۔ مگر تعریف کے وقت ان کا ورٹ خلیفہ قادیان کے معارف ونکات کے حق میں ہوگا۔

نظام کے متعلق تو قارئین کرام نے ابھی ابھی حضور خلیفہ صاحب کا سرٹیفکیٹ ملاحظہ فرما لیا ہے۔ معارف ونکات کی ایک مثال بھی سنئے۔

گذشتہ سال حضرت خلافت مآب مع عیال وچند مولوی فاضلوں کے سری نگر کشمیر موسم گرما گذارنے کے لئے تشریف لے گئے تھے۔ اتفاق سے ہم بھی وہاں موجود تھے آپ نے ایک جمعہ کو خطبہ پڑھا۔ جو بعد میں "الفضل" میں بھی شائع ہوا۔ فرمانے لگے بچپن کے زمانہ میں ایک رات خواب میں آکر ایک فرشتہ نے آپ کو سورۂ فاتحہ کی بہت سی تفسیریں سکھلائیں۔ مگر بدقسمتی سے بیدار ہونے پر یاد ایک بھی نہیں رہی۔ حضرت مولانا نورالدین صاحب نے فرمایا

"میاں ایک تفسیر تو یاد رکھی ہوتی"

اپنے ہم عمر دیگر احباب میں بھی چرچے ہو رہے تھے۔

۔ ۔ ۔ کہ فرشتہ تفسیریں سکھلا گیا۔ اسی اثناء میں غالباً ہاکی کے میچ کے لئے امرتسر تشریف لے جانا پڑا۔ تو وہاں کسی صاحب نے سادی ٹیم کو دعوت دی۔ اور آپ سے درخواست ہوئی کہ سورۂ فاتحہ کی تفسیر سنائیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

تفسیر تو ایک بھی یاد نہ تھی۔ بہت گھبرائے۔ ہاکی کھیلنے والے احباب بھی موجود کہ دیکھئے آج کتنے حقائق ومعارف کے دریا بہائے جاتے ہیں۔

آخر دل خدا کی طرف جھک گیا۔ اور ایک تفسیر القا ہوئی جس پر آپ کو دعویٰ ہے کہ تیرہ سو سال میں کسی مفسر کے ذہن میں نہیں آئی۔

غیر المغضوب علیہم ولا الضالین۔ میں مغضوب سے مراد یہودی اور ضالین سے مراد عیسائی تو تمام مفسرین نے بیان کئے۔ مگر ایک خاص نکتہ کی طرف توجہ کسی کی بھی نہیں گئی۔ اور یہی وہ چیز ہے جو خاص طور پر خدا نے آپ کو بتلائی۔ اور آپ نے بیان کی۔ آپ نے فرمایا۔

"یہودیوں اور عیسائیوں کی تعداد تو بہت کم تھی چاروں طرف بالعموم مشرکین کی کثرت تھی۔ پھر کیا وجہ ہے کہ سورۂ فاتحہ میں یہودیوں اور عیسائیوں کی راہ سے تو پناہ مانگی گئی ہے۔ مگر مشرکین سے نہیں۔ حالانکہ مشرکین تو تعداد میں زیادہ تھے۔ اس میں نکتہ یہ ہے کہ یہ ایک پیشگوئی تھی۔ کہ مشرکین نے تو باقی رہنا ہی نہیں۔ اور سارے عرب سے مٹ جائیں گے۔ اس لئے ان کی راہ سے پناہ مانگنے کی ضرورت نہیں۔"

حضرت خلافت مآب کے یہ حقائق ومعارف واقعی نرالے "فرشتہ" یا خدا کی سکھلائی ہوئی یہ تفسیر بلاشبہ انوکھی ہے۔ مگر کیا کہا جائے گا ہندوستان کے نمازیوں کے متعلق جن کی آنکھوں کے سامنے ۲۲ کروڑ مشرک شرک میں مبتلا ہیں۔ مگر ان کی سورۂ فاتحہ میں اس کا کوئی علاج نہیں۔ عرب کے لوگ تو بے شک بے نیاز ہیں۔ کہ وہاں مشرک کوئی نہیں۔ ان کا کام تو غیر المغضوب علیہم ولا الضالین کہنے سے نکل آتا ہے۔ مگر ہندوستان۔ چین۔ جاپان وغیرہ کے مسلمان کیا کریں کہ ان کے سامنے تو مشرکین نہایت دھڑلے سے شرک کرنے کو موجود ہیں۔ سورۂ فاتحہ اگر تو صرف ملک عرب کے لئے تھی جب تو واقعی پیشگوئی پوری ہوگئی۔ اور مشرکین کی وہاں سے جڑ کٹ گئی۔ اور یہی وجہ ہے کہ فاتحہ میں مشرکین کی راہ سے پناہ مانگنا سکھایا نہیں گیا کہ انہوں نے وہاں رہنا ہی نہ تھا۔ لیکن اگر سورہ فاتحہ تمام جہان کے لئے ہے اور یقیناً ہے تو پھر جن ممالک میں شرک ہزارہا سال سے موجود ہے وہاں کے مسلمانوں کو مشرکین کی راہ سے بچنے کے لئے سورۂ فاتحہ میں تو کچھ نہیں۔ غرض ان معارف ونکات نے تو اسلام کو صرف عرب کیلئے ثابت کیا۔ ورنہ ماننا پڑیگا کہ سورۂ فاتحہ نامکمل ہے جس میں دیگر ممالک کا خیال نہیں رکھا گیا۔

اگر یہ حقائق اور معارف ہیں تو بیشک قادیانی جماعت کو ہی زیب دیتا ہے کہ وہ انہیں سُن سُن کر وجد میں آئے۔ ورنہ معقولیت سے تھوڑا سا بھی تعلق رکھنے [illegible] سمجھے گی۔

صداقتِ مسیح موعود

(از جناب ڈاکٹر اللہ بخش صاحب میڈیکل افیسر گورنمنٹ کالج لاہور)

جب سے حضرت مسیح موعود نے دعویٰ مجددیت ومسیحیت کیا تب سے ایک بڑا اور اہم اعتراض مخالفینِ سلسلہ کی طرف سے یہ کیا جاتا ہے کہ حضرت مرزا صاحب کے مسیح موعود کہلانے میں کیا راز مضمر ہے۔ اور فی زمانہ تعلیم یافتہ طبقہ اکثر خدا اپنے شکوک وشبہات کو اس طرح پیش کرتا ہے

"مجددوں اور مصلحین کی ہمیشہ اور ہر زمانہ میں ضرورت رہی اگر اس زمانہ میں کہ مفاسد اتنے بڑھ گئے ایک مجدد آئے تو عین تقاضائے وقت ہے اور اس میں بھی شک نہیں کہ حضرت مرزا صاحب نے جو عظیم الشان کام اسلام کی خدمت کا اس زمانہ میں سرانجام دیا ہے وہ بے نظیر ہے۔ لیکن آپ نے جو دعویٰ مسیح ہونے کا کیا ہے وہ ایک ایسی بات ہے جو سمجھ سے باہر ہے۔ ہم ان کو مجدد تو مانتے ہیں لیکن یہ مسیحیت کا دعویٰ بے معنی معلوم ہوتا ہے"

شاید بعض کمزور احمدیوں کے دل میں بھی یہ خیال اٹھتا ہو کہ حضرت مسیح موعود نے آخر کیوں ایک لقب اپنے نام کے ساتھ لگا لیا۔ اور اگر آپ نے یہ دعویٰ نہ کیا ہوتا تو کس قدر جلدی لوگ آپ کو مجدد تسلیم کر لیتے۔ اس قسم کے توہمات اور بزدلی کا باعث ایک یہ ہے کہ ایسے اصحاب نے حضرت مرزا صاحب کے حقیقی مشن اور سلسلہ احمدیہ کی علت غائی پر مطلقاً اطلاع نہیں پائی۔ مجھے تو اس بات پر رہ رہ کر افسوس آتا ہے کہ جب زمانہ کے زبردست تھپیڑوں نے ہر ممکن طور سے اس مرد خدا کی صداقت پر گواہی دیدی ہو۔ اور جب روز بروز نئے انکشافات اس کی سچائی پر مہر ثبوت کرتے ہوں تو ہماری طرف سے یہ غفلت اور بے پرواہی ہو۔ آجکل ہندوستان میں جو پولیٹیکل واقعات نمودار ہوئے کیا ان سے کوئی نتیجہ اخذ نہیں کیا جا سکتا۔ کہ حضرت مرزا صاحب کا مسیح موعود کہلانا کیا معنے ومفہوم رکھتا ہے؟ گاندھی جی کا مقصد ہندوستان میں حکومتِ خود مختاری حاصل کرنا ہے۔ ہمیشہ سے سمجھا گیا ہے کہ حکومت کا بدلنا ظاہری طاقت وقوت کا کام ہے۔ لیکن برخلاف اس کے گاندھی جی نے اپنے حصولِ مقصد کے لئے قوت بازو کی بجائے اخلاقی قوت کو کام میں لاکر یہ ثابت کر دیا ہے کہ ایک نظام کے ماتحت

— — — — — — — —

اخلاقی طاقت ایک بہت بڑی چیز ہے جو حکومتوں کو بھی جھکا سکتی ہے گاندھی جی جب کہیں کہ تشدد کے مقابلہ پر عدم تشدد دکھلاؤ تو سب زبانیں پکار اُٹھتی ہیں کہ یہ اصل مسیح کی تعلیم ہے۔ اور گاندھی جی مسیح کے اوتار ہیں۔ لیکن اگر حضرت مرزا صاحب دنیا کی ذہنیت حرص لالچ اور طمع ہوا و حرص کو بدلنے کے لئے یہ کہیں کہ اے مسلمانو! تمہیں کسی ظاہری طاقت وقوت۔ شان وشوکت۔ سلطنت وتمکنت کی ضرورت نہیں۔ بلکہ اگر تم ایک نظام میں وابستہ ہو جاؤ یعنی احمدیہ سلسلہ میں داخل ہو جاؤ اور تہیہ کر لو کہ تم اسلام کے خوبصورت چہرہ کو دنیا میں پیش کرو گے اور منوا کر چھوڑو گے۔ اگر اس نے آج سے تیس برس قبل یہ حربہ کاری تمہارے ہاتھ میں دیا کہ تم بزور دلائل نہ بزور شمشیر اپنا مذہب پیش کرکے کامیابی حاصل کروگے۔ تو پھر ہمارے قلوب اس بات سے مطمئن نہیں ہوتے۔ اور نہ ہم یہ ماننے کے لئے تیار ہوتے ہیں کہ جس شخص نے دینی علوم کی اشاعت کا دروازہ کھولا اور اسی راستہ سے اسلام کی کامیابی کو وابستہ کیا۔ وہ شخص اپنی اس حکیمانہ تعلیم کی رُو سے مثیل مسیح ہو سکتا ہے۔

کس قدر حیرت اور تعجب کی بات ہے کہ جو شے ایک ادنیٰ تدبر سے روشن وبین ہے۔ اور جس تمثیل مسیحیت کو ہم دوسری جگہ چسپاں کرنے کے شائق ہیں۔ اس تمثیل کو روحانیت کے اس عظیم الشان فاتح یعنی حضرت مرزا صاحب پر لگانے میں متامل ومتشکک نظر آتے ہیں۔ ے

کیا شک ہے ماننے میں تمہیں اس مسیح کے
جس کی مماثلت کو خدا نے بتا دیا
حاذق طبیب پاتے ہیں تم سے یہی خطاب
خوبوں کو بھی تو تم نے مسیحا بنا دیا

حضرت مرزا صاحب نے جو طریق ہمارے ہاتھ میں بدی کے استیصال کا دیا ہے۔ اس کو آج دنیا نے تسلیم کر لیا ہے۔ روحانی طاقت۔ نظام۔ وحدت ایثار۔ ہمہ تن مشغول کسی واحد مقصد کے لئے یہ وہ چیزیں ہیں کہ بڑی سے بڑی [illegible] طاقت [illegible] کے مقابلہ [illegible] شے ہیں اور آج دنیا [illegible]

شذرات

(از شیخ محمد انعام الحق)

قادیانیوں کی دوسری خفیہ چٹھی کی اشاعت کے ساتھ ہی پھر خلیفہ قادیاں کے سرکاری گزٹ "الفضل" کو دشنام طرازی کا دورہ ہوا ہے۔ چنانچہ اس نے ۲ر اکتوبر کی اشاعت میں "پیغامیوں کا انتہائی چھچھورپن" کے عنوان سے ایک طویل گالی نامہ شائع کر کے اپنے پھکڑپن، سر بیانہ مذاق اور پست اخلاقی کا ثبوت دیا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے :-

"لاہور کا اخبار "پیغام صلح" ان دنوں چند ایک عقل و خرد سے عاری معقولیت سے کوسوں دور۔ لیکن بر خود غلط اشخاص کی جولانی طبع کا تختہ مشق بن رہا ہے۔ یہ لوگ بغیر سوچے سمجھے جو کچھ منہ میں آتا ہے بکتے چلے جاتے ہیں۔ اور اتنا بھی نہیں سوچتے کہ حماقت اور بیہودگی کے ان مظاہروں پر دنیا کیا کہے گی۔"

مندرجہ بالا الفاظ سے قادیانیوں کی تہذیب، شرافت، عقل و خرد اور معقولیت کا بخوبی پتہ چل سکتا ہے۔ کچھ زیادہ عرض کرنے کی ضرورت نہیں۔ ہماری تحریریں بقول "الفضل" حماقت، بیہودگی کے مظاہرے ہی سہی لیکن ان کو پڑھ کر دنیا کہہ یہی رہی ہے کہ قادیانی جاسوسی پر تلے ہوئے ہیں۔

اس کے بعد لکھا ہے :-

جماعت احمدیہ اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ سے ان کوتاہ فہم لوگوں کی عداوت اور بغض نے ان کے دل و دماغ کو اس حد تک ماؤف کر دیا ہے کہ ہمارے متعلق "پیغام" کا ایک ایک لفظ انتہائی بدحواسی اور پریشانی دماغ کا ثبوت ہوتا ہے۔ کچھ روز ہوئے ان لوگوں نے ایک چٹھی شائع کی جو ان کے زعم میں ہمارے "کارِ خاص" پہ متعین ہونے کا ثبوت تھی یہ نتیجہ سمجھا گیا۔ اور نہ صرف ہم نے بلکہ انصاف پسند اور صاحب دماغ غیر احمدیوں نے بھی ان کی نافہمی اور بے سمجھی پر ماتم کیا۔ لیکن ان کی ڈھٹائی قابل دید ہے کہ کسی ایک کی نہ مانی۔ اور برابر اپنی رٹ لگاتے رہے۔"

ہمیں کسی سے بغض و عناد نہیں ہم صرف قادیانیوں کی قوم فروشی اور خلاف اسلام عقائد کے مخالف ہیں۔ ہمارے دل و دماغ خدا کے فضل سے صحیح حالت میں ہیں۔ قادیانیوں ہی کے دل و دماغ پیر پرستی کی برکت سے ماؤف ہو گئے ہیں۔ ہماری طرف سے کبھی بھی بدحواسی کا اظہار نہیں ہوا۔ قادیانی ہی جاسوسی کے انکشاف سے بدحواس ہو رہے ہیں۔ اجی! آپ کیا سمجھا ہیں گے آپ کو تو جاسوسیاں کرنی اور گالیاں دینی آتی ہیں۔ خدا جانے وہ صاحب دماغ غیر احمدی جن کا ذکر کیا گیا ہے کون ہیں۔ تمام صاحب دماغ مخلص اور باخبر مسلمان تو قادیانیوں کی حرکات سے اظہار بیزاری کر رہے ہیں۔ ڈھٹائی "الفضل" کی خصوصیت ہے۔ "پیغام صلح" کو خدا نے اس سے محفوظ رکھا ہوا ہے۔

اب خفیہ چٹھی کی صفائی بھی سن لیجئے۔

"مری کے کسی تاجر نے ایک تجارتی سرکلر سرکاری افسران کے نام ارسال کیا اور ضمناً یہ بتانے کے لئے کہ ہم ان لوگوں کا ہم خیال نہیں جو برطانوی اشیاء کا مقاطعہ کر رہے ہیں اپنی احمدیت کا ذکر کر دیا۔ وہ بھی کہیں "پیغام" کے دفتر میں پہنچ گئی۔ اور آپ اپنی سراغرسانی پر اس قدر نازاں ہوئے کہ آگا پیچھا سب کچھ بھول کر واہی تباہی بکنا شروع کر دیا اور اس کی بنا پر طرح طرح کے الزامات جماعت احمدیہ اور اس کے مقدس و محترم امام پر لگانے شروع کر دیئے۔ ہم اس کے مضمون پر اس وقت بحث کی ضرورت نہیں سمجھتے لیکن "پیغام" کو چیلنج دیتے ہیں کہ وہ اسے اپنے "حضرت امیر ایدہ اللہ" کے پیش کر کے دریافت کرے کہ اس کی بنا پر وہ جماعت احمدیہ پر یہ الزام لگانے میں حق بجانب ہے۔ . . . .

اگر تو حضرت امیر ایدہ اللہ نے آپ کی تصدیق فرما دی تو ہم یہ سمجھ کر کہ "ایں خانہ ہمہ آفتاب است" آپ لوگوں کی بے دماغی پر کوئی افسوس نہیں کریں گے۔"

اس خفیہ چٹھی میں قادیانی تاجر نے صرف اپنی احمدیت کا ذکر نہیں کیا۔ بلکہ لکھا ہے کہ

"حال ہی میں ہز ہولی نس مرزا بشیر الدین محمود احمد قادیانی امیر جماعت احمدیہ کا مکتوب بنام ہز ایکسیلنسی وائسرائے ہند اخبارات میں جناب کے مطالعہ سے گذرا ہوگا جس میں انہوں نے اپنے چالیس لاکھ وفادار مریدوں کی خدمات پیش کیں۔ جو کہ سلطنت انگلشیہ کے لئے خدائے تعلیم کے احکام کے ماتحت عملاً اپنی زندگیاں قربان کرنے کو تیار ہیں۔"

کیا ان الفاظ سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ یہ جاسوسی کا انعام مانگا جاتا ہے۔ اور وفادار اور فدائی مرید نے اپنے مرشد کے منشا کے مطابق یہ چٹھی سرکاری افسروں کو بھیجی ہے۔ "الفضل" اس کو تجارتی سرکلر کہتا ہے۔ لیکن پھر اسے خفیہ رکھنے اور اس پر خاص طور پر Confidential کے لفظ لکھنے کی کیا ضرورت تھی؟

حضرت امیر ایدہ اللہ کی خدمت میں ہم یہ معاملہ پیش کرنے کی ضرورت نہیں سمجھتے پہلے "الفضل" اپنے مقدس و محترم امام سے تو یہ پوچھے کہ قادیانی تاجر کی یہ حرکت کیسی ہے۔ اگر انہوں نے بھی اس کے جواز کا صاف اعلان کر دیا۔ (کیونکہ ویسے تو وہ ان چیزوں کو اچھا سمجھتے ہیں) تو ہم یہ سمجھ کر "ایں خانہ ہمہ آفتاب است" قادیانیوں کی قوم فروشی پر افسوس نہیں کریں گے۔

بعض پاگل ایسے ہوتے ہیں کہ کوئی چنگا بھلا آدمی ان کے سامنے جائے تو ان کو "پاگل" کہنا شروع کر دیتے ہیں۔ "الفضل" کے مضمون نگار بھی کچھ اسی نوعیت کے معلوم ہوتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے اپنی خاص دماغی کیفیت کے زیر اثر ارشاد فرمایا ہے۔

"جناب مدیر "پیغام" یہ سب کچھ بدحواسی اور خلل دماغ کے عارضہ کے زیر اثر ارشاد فرما رہے ہیں۔ تو ہم اور کچھ نہیں کہتے صرف اتنی گذارش کریں گے کہ مدیر موصوف کچھ عرصہ کے لئے کسی ایسی جگہ قیام فرمائیں جو ان جیسے بزرگوں کے لئے حکومت کی طرف سے قائم ہے۔"

عرض کیا جا چکا ہے کہ خدا کے فضل سے "پیغام صلح" کے کارکنوں کے دل و دماغ بالکل درست ہیں۔ خفیہ سرکلروں کے انکشاف کی وجہ سے ہی مدیر "الفضل" کے دماغی توازن میں فرق آ گیا ہے۔ اگر وہ چند ماہ کسی دار المجانین میں بسر کریں تو ان کی صحت کے لئے مفید ہوگا۔ ہز ہولی نس کی دعائیں غالباً اس بارہ میں بے کار رہیں گی۔

"الفضل" نے اس خفیہ چٹھی کو "ایک نہایت معمولی سی بات" قرار دیا ہے۔ بے شک قوم فروشی اور جاسوسی قادیانیوں کے نزدیک "ایک نہایت ہی معمولی بات ہے"۔ اگر یہ انفرادی فعل ہے تو امام واجب الاطاعت کس مرض کی دوا ہیں؟

اس کے بعد ارشاد ہوتا ہے :-

"بفرض محال اگر یہ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ اس سے وہ نتائج پیدا ہوتے ہیں جو "پیغام" نے اخذ کئے ہیں تو بھی یہ غور طلب امر ہے۔ کہ جماعت احمدیہ پر اس کی وجہ سے کیا اعتراض وارد ہو سکتا ہے۔ ہم ان باتوں میں پڑنا نہیں چاہتے۔ ورنہ اگر اس طرح میراں سے ذاتی افعال کی بنا پر جماعتوں کو متہم کرنا شروع کر دیا جائے۔ تو چند ہی روز میں پیغامیوں کی چیں بول جائے گی۔"

بفرض محال کیا یقینی طور پر اس خفیہ چٹھی سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ قادیانی جاسوسی پر متعین ہیں۔ جماعت اس وجہ سے ذمہ وار ہے۔ کہ اس کا امام واجب الاطاعت ہے۔ اس نے اس "انفرادی فعل" کے خلاف اظہار نفرت نہیں کیا۔ حالانکہ مباہلہ والوں کو چند روز کے اندر ہی جماعت سے خارج کر دیا تھا۔

اجی! آپ کیا ... "سنا نہیں چھاج تو بولے چھلنی کیا بولے جس میں ستر چھید۔ پس چپ رہیئے۔ اسی میں آپ کا کچھ بچاؤ ہے۔"

آخر پر دھمکی دی ہے۔

"ہم تو ایسی چٹھیوں کی اشاعت سے ذرا بھی خوف نہیں کھاتے۔ کیونکہ ہمیں ان سے کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا۔ لیکن "پیغام صلح" کو وہ دن یاد کرنا چاہیے جب ہم نے بھی ایک چٹھی شائع کی تھی جس سے "پیغام" بلڈنگ میں ایک شور محشر بپا ہو گیا تھا۔ اور پیغامی گھنٹوں میں سر دے کر رو رہے تھے۔ اب بھی ہم خاموش بیٹھے ان فرومایہ لوگوں کی تمام حرکات دیکھ رہے ہیں۔ لیکن ہم نے ذرا حرکت کی تو پھر وہی پچاس پچاس ہزار اور پانچ پانچ کے نوٹس ہیں اور ہم ہیں۔"

بے شک آپ بہت بہادر ہیں ان خفیہ چٹھیوں کی اشاعت سے آپ ذرا بھی خوف نہیں کھاتے صرف تمام سرکردہ قادیانیوں کے چہروں پر ہوائیاں اڑنے لگ جاتی ہیں۔ اور کارکنوں کی جواب طلبی شروع ہو جاتی ہے۔ اجی! آپ کی چٹھی ہمیں یاد ہے جو آپ نے قادیاں میں تصنیف کر کے شائع فرمادی تھی۔ پچاس پچاس ہزار اور پانچ پانچ ہزار کے نوٹسوں کے علاوہ وہ بھی نوٹس یاد ہے جو مدیر "الفضل" کے صرف ایک حیلہ سے زچ ہو کر دیا تھا۔ باقی رہی آپ کی حرکت بسلسلہ مباہلہ اور زمیندار کے مضامین کی اشاعت پر آپ ساکت ہی رہے تھے۔

پادریوں اور پیروں کے موجودہ مشاغل

ولایت میں چند ہفتوں سے سمندر کے کنارے برہنہ غسل شروع تھا عورتیں اور مرد جوق در جوق ہاتھ میں ہاتھ دیئے سمندر کے کنارے لباس عریانی پہنے سیر گشت کرتے اور کھیلتے ہوئے نظر آتے تھے۔ اخبارات میں مادر زاد ننگوں کے فوٹو شائع ہو رہے تھے۔ پادری ڈین انج بھی مذہبی دارالامان کی چوکھٹ پر اس شانہ اور رندانہ محفل کا خیر مقدم کر رہے تھے اور نہایت والہانہ ادائیں جھوم جھوم کر فرما رہے تھے

"ایک نفیس مزاج آدمی انسانی جسم سے شرم نہیں کرتا کیونکہ خدا نے اس کو عریاں پیدا کیا ہے۔"

افسوس کہ موسم کی ناموافقت نے اب اس عریاں محفل کو منتشر کر دیا ہے۔ اور اب آئندہ سال سے پہلے پادری صاحب کو ؎

وہ نہانے میں شرارت کھیل، چھینٹے، گدگدی، شوخیاں، طنازیاں، گلبازیاں، چہلیں ہنسی
دوبارہ دیکھنی نصیب نہ ہونگی۔

ہندوستان میں شملہ بھی حکومت کا سرمائی صدر ہے بنا ہو فرنگ جہاں بھی محفل جا بیٹھتی ہے پرستان کے اکھاڑے کا دھوکا ہونے لگتا ہے۔ ملک کے گوشہ گوشہ سے عشاق اپنی اپنی آنکھیں سینکنے کے لئے آ جمع ہوتے ہیں اور در پس دیوار اپنی اپنی وفاداریوں کا، گذاریوں اور خدا جانے کون کونسی نثاریوں، واریوں اور زاریوں کے راگ الاپا کرتے ہیں۔ سب سے دلچسپ عشق و محبت کے ترانے بایں ہمہ جبہ و دستار پیروں اور واجب الاطاعت اماموں کے ہوا کرتے ہیں۔ مگر ان تمام بے نقط قصائد کا منقطع خطاب حضور وائسرائے کا برق پاش تبسم، اور بندگان عالم سے اپنی استثنائی حیثیت برقرار رکھنے کی التجا ہوا کرتی ہے۔ ہمارے قادیانی دوست یہ دیکھیں کہ ہم اس تمہید کے ارتقائی اشتقاق کے بعد ان کے امام محترم کی شان میں گستاخی کرنیوالے ہیں ہمارا اشارہ ان جیسے ایک اور بزرگ حضرت سیف الدین طاہر کی طرف ہے کہ جو بمبئی سے شملہ محض اس مقصد کے پڑانے من کے آئے تھے کہ سلداو وقف کے قانون کے نفاذ کے وقت ان کی ذات گرامی کو مستثنیٰ کر دیا جائے۔ یہ امامانِ واجب الاطاعت بھلا کمزور اور ضعیف انسانوں کی صف میں کھڑا ہونا گوارا کر سکتے ہیں کان اللہ نزل من السماء کا مصداق اپنے اتباعوں کے برابر کر دیا جائے اس سے بڑھ کر کیا کوئی ذلت اور توہین ہو سکتی ہے بہر حال قصہ مختصر یہ کہ ہمارے قادیان کے میاں صاحب اور بمبئی کے ملاں صاحب شملہ کی بلند و بالا چوکھٹ سے خائب و خاسر ہو کر اپنے اپنے آشیانہ خلد میں تشریف فرما ہو چکے ہیں جس طرح ولایت کا رنگین موسم ختم ہو چکا ہے شملہ کی دلفریب محفل بھی برہم ہو چکی ہے۔ اور ہمارے قادیانی بزرگ شملہ کی جنت سے بعد حسرت و یاس یہ شعر پڑھتے ہوئے نیچے اتر آئے ہیں۔ ؎

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد
روئے گل سیر نہ دیدم کہ و بہار آخر شد

ناظرین۔ خط و کتابت کے وقت اپنے نمبر خریداری کا حوالہ ضرور دیا کریں۔

شذرات

(از جناب مولوی عبدالحق صاحب ودیارتھی)

قیام مالاگن کے دنوں میں حضور نواب صاحب نے بنیت مولوی نور ہماری بحث سننے کے بعد ایک روز فرمایا کہ مجھے مرغیاں پالنے کا بھی شوق ہے۔ اور میں ان کے اقسام و خواص اور عادات سے بھی واقف ہوں۔ مرغ دو طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک بینی اور دوسرے اصیل۔ اصیل جب لڑتا ہے تو وہ لڑتے لڑتے جان دیدیتا ہے۔ اور اگر بھاگ جائے تو پھر واپس نہیں آتا۔ مگر بینی مرغ کی یہ عادت ہے کہ وہ مار کھا کے بھاگتا ہے اور پھر واپس آتا ہے۔ دکھاتا ہے بھاگ گیا ہے اور پھر واپس آتا ہے۔ فرمایا کہ یہ مولوی بینی مرغ ہیں کہ جو شکست کھا کر بھاگ گئے ہیں اور پھر آتے ہیں۔ الحمدللہ قادیان کی نئی پود میں بھی کئی ایک بینی مرغ ہیں مباحثوں کے ساتھ ایک نہیں بیسیوں دفعہ ہوا کہ احمدیوں نے مناظرہ کے بعد ان کے خلاف فیصلے دئے۔ اور اعلان کئے مگر یہ بینی مرغ گردن جھکا جھکا کر مار کھانے کو پھر آ موجود ہوتے ہیں۔

کچھ زیادہ دن نہیں گذرے کہ چک نمبر ۵۶۵ میں قبلہ میر صاحب اور ان کے مابین مناظرہ ہوا۔ حسب معمول غیر از جماعت معززین نے نہ صرف اس وقت زبانی میر صاحب قبلہ کو مبارکباد دی بلکہ تحریری طور پر بھی آپ کے حق میں فیصلہ لکھ دیا کہ جو "پیغام صلح" میں شائع ہو چکا ہے۔ ہمارے دوست اس فیصلہ کو کب ماننے والے تھے۔ پیٹھ جھاڑ کر جو اٹھے تو پھدک پھدک کر "ہم جیتے" "ہم جیتے" کا شور مچانا شروع کر دیا۔ ان میں سے کوئی صاحب مرزا منطقی ہیں عبدالغفور جو بارگاہ خلافت سے ملتان کی کمشنری پر مبلغ ہیں انہوں نے کوائف مناظرہ پر خانصاحب میاں غلام رسول صاحب کو ایک مکتوب لکھ مارا جو اس وقت ہمارے زیر تبصرہ ہے۔ آپ لکھتے ہیں :-

"مباحثہ کا اثر جماعت احمدیہ قادیان کے حق میں نہایت مفید ہوا" یعنی

(۱) جماعت احمدیہ قادیان نے قرآن اور حدیث کی بنا پر حضرت صاحب کے دعویٰ پر بحث کرنے سے انکار کر دیا۔

(۲) حضرت صاحب کی تحریرات کو قرآن اور حدیث پر ترجیح دی۔

(۳) حسب معمول بد دیانتی۔ سیالکوٹ اور لائلپور کے غیر احمدی معززین نے یہ تحریر لکھ دی کہ :-

"ہم اہل اسلام جو اس مناظرہ میں شریک تھے۔ اور شروع سے آخر تک موجود رہے تحریر کرتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا۔ اور مولوی اللہ دتا صاحب جالندھری اس کو ثابت نہیں کر سکا۔ . . . .

ہم کو احمدی جماعت کے کسی فرقہ سے تعلق نہیں۔ لیکن ہم حق بات کو ظاہر کرتے ہیں جو ہمارے سامنے ظاہر ہوئی۔ جو جوابات لاہوری جماعت کی طرف سے پیش ہوئے ہیں وہ بہت صاف اور واضح تھے۔ مرزا صاحب کا دعویٰ مجددیت اور محدثیت کا ثابت ہوا"۔

دستخط عبداللہ خان ذیلدار و ممبر ڈسٹرکٹ بورڈ (۲) مہر محمد خان سفید پوش۔ (۳) محمد سلیم پٹواری وغیرہ وغیرہ دس معززین۔

اس لئے ہم بھی تصدیق کرتے ہیں کہ مباحثہ کا اثر جماعت احمدیہ قادیان کے حق میں نہایت مفید ہوا۔ مگر ایسا ہی جیسا کسی نے کہا تھا۔ ؎

جب ہم اخبار پڑھتے ہیں نتیجہ یہ نکلتا ہے

نقاہٹ کی ہوتی ہے قدم جرمن کا بڑھتا ہے

مولانا عبدالغفور اس کے بعد لکھتے ہیں :-

مولوی صاحب موصوف نے ۱۷-۱۸ دلائل ایسے زبردست دئے جن کا جواب اہل پیغام کے پاس نہ کبھی ہوا۔ نہ اب ہے نہ آئندہ ہوگا۔

اس حقیقت کے تسلیم کرنے سے "اہل پیغام" کو نہ کبھی انکار ہوا۔ نہ اب ہے اور نہ انشاء اللہ آئندہ ہوگا۔ آپ لوگوں کے دلائل ماشاء اللہ اس "زبردست" سے بھی بڑھ کر کسی اور زبردست لفظ کے مستحق ٹھہرائے جاتے تو ہم اس کو بھی تسلیم کر لیتے۔ البتہ ان زبردست دلائل کی زبردستی قابل ملاحظہ ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔

"مثلاً مسیح موعود نے فرمایا قادیان ایک رسول کا تخت گاہ ہے" یعنی قادیان میں صرف ایک ہی رسول ہے۔ اور وہ وہ رسول نہیں کہ جس کا کلمہ مسیح موعود پڑھتے رہے جس کی رسالت کی شہادت پانچوں وقت ان کی مسجدوں سے بلند ہوتی تھی۔ جس کے صدق دعویٰ کی گواہی دیتے دیتے مسیح موعود کی زبان عمر بھر رطب اللسان رہی۔ بلکہ وہ وہ رسول ہے کہ جس کا نہ کوئی کلمہ ہے۔ نہ کتاب ہے۔ نہ مسجدوں اور خطبوں میں اس کی شہادت دی جاتی ہے۔ اور وہ خود بھی اپنے انتہائی ذوق و شوق میں کہتا ہے۔

"من نیستم رسول و نیاوردہ ام کتاب"

اور پھر وہی رسول جو قادیان کے تخت پر جلوہ گر ہے خود اپنے متعلق لفظ رسول کو ایک ظلی، بروزی اور مجازی اصطلاح بنا کر اس کو محدثیت کے معنوں میں مقید کر دیتا ہے۔ اب ہم گواہوں کی چستی کی طرف دیکھیں یا مدعی نبوت کے سستی دعویٰ کا لحاظ رکھیں۔

اس میں شبہ نہیں کہ قادیانی فاضل کی دلیل ایسی زبردست ہے کہ جس کے بالمقابل دعویٰ مسیح موعود بھی کمزور نظر آ رہا ہے۔ سودیشی کے اس دور دورہ میں تقاضائے حب وطن تو یہی ہے کہ کسی بدیشی نبی کی بجائے کوئی سودیشی مدعی نبوت مل جائے تو بہرحال بہتر ہے۔ مگر اس کو کیا جائے کہ مدعی نبوت بالقول آپ کے بھی قادیان کے تخت پر رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی سجاتا ہے۔

پھر آپ فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود نے فرمایا :-

"میرے نشانات اس کثرت سے ہیں کہ جس سے ہزاروں نبیوں کی نبوت ثابت ہو سکتی ہے"۔

بکثرت نشانات کے مل جانے سے کوئی شخص نبی نہیں ہو سکتا۔ اگر حضرت صاحب یوں فرماتے کہ "میرے نشانات نبوت اس کثرت سے ہیں کہ جس سے ہزاروں نبیوں کی نبوت ثابت ہو سکتی ہے" تو البتہ یہ حوالہ کسی قدر توجہ کے قابل ہو سکتا تھا۔ مگر محض نشانات کے ملنے سے کوئی شخص نبی نہیں کہلا سکتا۔ کیونکہ نبوت کا دروازہ ہی بند ہے۔ صرف ایک سیرۃ صدیقی کی کھڑکی کھلی ہے۔

پھر آپ کہتے ہیں کہ :-

"تشریعی نبی نہیں آسکتا۔ غیر تشریعی نبی آسکتا ہے"

غیر تشریعی نبی کوئی شرعی اصطلاح ہی نہیں۔ غیر تشریعی نبی کو ہی شریعت میں محدث کہتے ہیں۔

یک فقرہ آپ نے یہ پیش کیا ہے کہ "میری ذریت میں نبی ہوں گے" حضرت صاحب کی تحریرات میں تو ایسا کوئی حوالہ نہیں یہ تو یار لوگوں کی گپ ہے۔ والی طرح کی یہ بھی گپ ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے کہیں لکھا ہے کہ میری مجددیت اور مہدویت انعام ظلی ہے"۔ یہ ہیں وہ زبردست سوالات کہ جن کا جواب اہل پیغام کے پاس نہ ہوا۔ نہ اب ہے اور نہ آئندہ کبھی ہوگا۔

"قادیان کا مذہبی ماحول کچھ ایسا پر کیف اور دلفریب ہو گیا ہے۔ کہ وہاں سے نسیم سحری کا جو بھی جھونکا آتا ہے وہ اصول اسلام کی مدہم اور بھینی بھینی خوشبو کو یکسر برباد کر کے کفر اور بطالت پروری کے لئے حیات بخش ثابت ہو رہا ہے۔ اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم قرآن کریم کی نص صریح ہے۔ اس میں ایک ہی اللہ اور اس کے ایک ہی برگزیدہ رسول کی اطاعت کا حکم ہے اور اولی الامر کی اطاعت مشروط ہے۔ اللہ اور اس کے رسول کی متابعت میں گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قیامت تک کوئی ایسی ہستی نہیں ہو سکتی کہ جس کی اطاعت ہم پر بلاواسطہ فرض ہو یہ ایک ایسا حبل اللہ تھا کہ جس پر مسلمانوں کے اتحاد اور اتفاق کی بنیاد تھی۔ لیکن ارباب طریقت کو شریعت سے اس لئے کد ہے کہ شریعت انہیں مقام عبودیت سے ایک قدم آگے نہیں بڑھنے دیتی۔ مگر طریقت کی جھول اوڑھ کر وہ خدائی کا دعویٰ بھی کر بیٹھیں تو کوئی ان سے پوچھ نہیں سکتا یہی حال محمودی برات کے دولہا کا ہے۔ آپ جانتے ہیں۔ کہ آہستہ آہستہ لوگوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی سے برگشتہ کر کے اباحت کا دروازہ کھول دیا جائے۔ پہلے گورنمنٹ کے ہر حکم پر اتباع رسول کو قربان کر دینے کا فتویٰ دیا۔ اب جناب حضرت صاحب کی تحریرات کے بالمقابل حدیث صحیح کو ٹھکرا دینے کا حکم دیا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ یہ ظاہر امر ہے کہ حضرت صاحب کے دعویٰ کی بنیاد حدیث صحیح پر ہے۔

اور پھر خود حضرت صاحب فرماتے ہیں :-

اقتدائے قول او در جان ماست

ہرچہ زو ثابت شود ایمان ماست

لیکن امام جماعت قادیان ہمیں بتاتے ہیں کہ :-

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام لکھتے ہیں کہ میں سینکڑوں حدیثوں کو غلط کہوں تو وہ غلط ہوں گی۔ کیونکہ میں حکم عدل ہوں۔ . . . پس آپ کی تحریرات کو احادیث سے رد نہیں کیا جا سکتا۔ بلکہ آپ کی تائید یا تردید سے ایک حدیث کی تائید یا تردید کی جائے گی۔ خواہ بخاری یا مسلم کی حدیث ہی کیوں نہ ہو"۔

حضرت صاحب کی عبارت پر جناب امام قادیان کی قینچی نے جو ظلم کیا ہے وہ اصل حوالجات دیکھنے سے خود بخود ظاہر ہو جاتا ہے۔ یہ ہیں ہمارے میاں کی جوان نگاریاں کہ جن پر جوانان قادیاں توشادان و فرحاں ہیں۔ لیکن بوڑھے یقیناً ملول ہیں۔ چنانچہ ایک بزرگ قادیان نے کہ جن کا نام ابھی تک صیغہ راز میں ہے قرآن شریف کے درس میں حدیث اور حضرت صاحب کی تحریرات کے متعلق کلمۂ حق کہہ دیا۔ اور یہ بزرگ بھی کوئی معمولی مولوی نہیں۔ بلکہ ان کے متعلق قادیان کی عورتیں اور مرد پکار اٹھے کہ پاک قرآن کا درس ہے تو ان کا ہے۔ مگر اس بزرگ کے خلاف خلافت مآب کا پیمانۂ صبر لبریز ہو گیا۔ اس کا قرآن سنانا بند کرا دیا گیا۔ اور اس پر وہ عتاب نازل کیا کہ جو ایک حق گو پر کسی خود بین، غمزہ فروش کو نازل کرنا چاہیے تھا۔ میاں صاحب کی یہ تحریر نہایت حسین ہے کہ جس میں ان کے غصے کی مے مینا سے چھلکتی ہوئی نظر آ رہی ہے۔ ہم چاہتے تھے کہ اس تابش جمال کی ایک جھلک قارئین اخبار کے سامنے بھی پیش کریں لیکن شذرات پہلے ہی حد سے آگے بڑھ آئے ہیں۔ اور ادھر ہماری اور ان کی حالت یہ ہے کہ ؏

نہ حسنش غایتے دارد نہ سعدی را سخن پایاں

"مجددِ کامل"

حضرت خواجہ کمال الدین صاحب کے مندرجہ عنوان اشتہار سے بعض دوستوں میں ایک غلط فہمی ہوئی ہے۔ کہ جس کا ازالہ کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ خواجہ صاحب کے اس اشتہار میں یہ شائع ہوا ہے کہ "انہوں نے ووکنگ مشن کے ماتحت تبلیغ اسلام کرتے ہوئے احمدیت کو ہمیشہ الگ رکھا ہے یہ ایک مصلحت پر مبنی طریق عمل ہے۔ کہ جو انہوں نے شروع سے ووکنگ مشن میں اختیار کر رکھا ہے۔ خواجہ صاحب چونکہ خود ہی اس مشن کے ڈائرکٹر آف پالیسی رہے ہیں اس لئے ان کو حق پہنچتا تھا کہ وہ جس طرح مناسب سمجھتے اس روش پر مشن کو چلاتے۔ مگر اس کے بعد اس اشتہار میں یہ بھی لکھا ہے کہ "میرے نزدیک انجمن کا یہی مسلک ہے"۔ یہ صحیح نہیں۔ اور اس کے ثبوت میں جو حوالہ درج کیا گیا ہے افسوس ہے کہ اس کا مفہوم کسی قدر مشتبہ ہو گیا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ کسی صاحب نے اصل حوالہ کا اقتباس ان کو ترجمہ کر کے دے دیا ہے۔ ورنہ خواجہ صاحب سے یہ سہو ہرگز نہ ہو سکتا تھا۔ یہ اقتباس اس ایڈریس سے لیا گیا ہے۔ کہ جو انجمن کی طرف سے لارڈ ہیڈلے کو پیش کیا گیا تھا۔ اقتباس کا ترجمہ درج ذیل ہے۔ امید ہے کہ اس سے غلط فہمی کا انشاء اللہ ازالہ ہو جائے گا۔

"تبلیغ اسلام میں ہماری تمام تر مساعی اس اسلام کی اشاعت میں وقف ہیں کہ جو قرآن اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمیں تعلیم کیا گیا ہے۔ وہ اسلام کہ جو فرقہ بندی سے بالا ہے۔ فی الحقیقت ہم مسلمانوں میں کوئی اصولی اختلافات موجود ہی نہیں۔ یعنی ہم اسلام کو فرقہ بندیوں سے آزاد سمجھتے ہیں۔ اگرچہ اس میں اختلاف امام کے کئی ایک ادارے ہیں اور ہم بھی ان میں سے ایک کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں . . . ہم کسی شخص کو جو قرآن شریف یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاتا ہے خواہ اس کے خیالات ہم سے مختلف کیوں نہ ہوں۔ جبتک وہ کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا قائل ہے اسلام سے خارج نہیں کرتے۔ آپ نے خود اس کو ووکنگ میں ملاحظہ کیا ہوگا۔ دوسرے مراکز تبلیغ میں بھی ہمارا طریق کار اسی اصول پر ہے"۔

اصل عبارت میں یہ کہیں بھی ذکر نہیں کہ ہم تبلیغ اسلام کرتے ہوئے احمدیت کا نام نہیں لیتے۔ ہاں خاتمہ پر اس امر کا ذکر ضرور ہے کہ ہم کسی کلمہ گو کو کافر نہیں کہتے۔ نہ ووکنگ میں اور نہ دوسرے تبلیغی مراکز میں۔

(ایڈیٹر)

تقریر حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ

جو گورنمنٹ کالج لاہور میں مورخہ ۱۸ر نومبر ۱۹۳۰ء کو مسلم سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن کی استدعا پر کی گئی (گذشتہ سے پیوستہ)

وحدت نسل انسانی کا ایک اور ثبوت

اس سے بھی بڑھ کر وحدتِ نسل انسانی کے عملی ثبوت کے لئے ایک اور بات ہے اور وہ یہ ہے کہ اسلام کے علاوہ ہر مذہب نے یہ سمجھ رکھا تھا۔ کہ خدا کی ہدایت اور روشنی یا مذہبی تعلیم صرف میری ہی قوم کے اندر ہے۔ میرا ہی مذہب خدا کی طرف سے ہے۔ اور باقی مذاہب بالکل باطل ہیں۔ چنانچہ انجیل میں سامری عورت کا قصہ مذکور ہے۔ کہ جب وہ جناب مسیح کے پاس تعلیم حاصل کرنے کے لئے آئی تو جناب مسیح نے اس کو غیر قوم کی عورت قرار دیکر اس کو تعلیم دینے سے انکار کر دیا۔ اسلام نے چونکہ یہ خیال پیدا کیا ہے۔ کہ کل نسل انسانی میں مساوات ہے۔ اس لئے مذہب اور الہی روشنی کو بھی کسی خاص ایک قوم کے ساتھ محدود نہیں کیا۔ بلکہ فرمایا وان من امۃ الا خلا فیھا نذیر۔ مذہب کی روشنی صرف عرب میں محدود نہیں۔ صرف شام میں اور ہندوستان میں محدود ہے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی صرف نبی نہیں اور نہ نبوت انبیاء بنی اسرائیل تک محدود ہے۔ بلکہ کوئی قوم نہیں کہ جس کے اندر کوئی نہ کوئی رسول نہیں گذرا۔ یہاں گویا حصر کر دیا ہے۔ کہ کسی قوم کو بھی ہدایت دیئے بغیر نہیں چھوڑا۔ البتہ بعض اوقات لوگوں کو خیال آتا ہے۔ کہ غیر ممالک کے دوسرے انبیاء کا قرآن شریف میں نام نہیں۔ صرف بائیبل کے انبیاء کا ہی ذکر کیوں ہے۔ مگر یہ صحیح نہیں۔ بائیبل میں جن انبیاء کے نام ہیں۔ ان کے علاوہ بھی قرآن شریف میں انبیاء کے نام ہیں اور اس کے ساتھ ہی اس معاملہ کو یوں صاف کر دیا ہے کہ رسلاً قد قصصنٰھم علیک من قبل ورسلاً لم نقصصھم علیک۔ ایسے بھی رسول ہیں کہ جن کا ذکر ہم نے کر دیا ہے اور ایسے بھی ہیں جن کا ذکر ہم نے نہیں کیا۔ قرآن شریف کوئی تاریخ کی کتاب نہیں کہ وہ کل دنیا کے انبیاء کا ذکر نام بنام کرتا۔ جتنا اس نے مناسب سمجھا انبیاء کا ذکر کر دیا اور کہ ان انبیاء کے علاوہ اور بھی انبیاء ہیں۔ اس کے علاوہ قرآن شریف میں وحدتِ نسل انسانی کو لوگوں کے دلوں پر نقش کرنے کے لئے ایک تیسری بات بھی ہے۔ یوں تو لوگ ایک دوسرے کے بزرگوں کے لحاظ سے عزت کر لیتے ہیں۔ لیکن قرآن شریف کا کمال یہ ہے کہ تمام دنیا کے انبیاء اور کل قوموں کے ہادیوں پر ایمان لانا ایک مسلمان کی تعریف میں داخل کر دیا ہے۔ شروع میں ہی فرمایا الذین یؤمنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک مسلمان وہ ہے کہ جو اسے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تجھ پر وحی نازل ہوئی ہے۔ اس پر ایمان لاتا ہے۔ اور جو وحی تجھ سے پہلے نازل کی گئی اس پر بھی ایمان لاتا ہے۔ غور کیجئے یہ کتنا مشکل کام ہے کہ اپنی قوم کو کل دنیا کے انبیاء پر ایمان لانے والی بنا دیا۔ اور اس کو مسلمان کا جزو ایمان ٹھہرا دیا۔ پھر یہی نہیں۔ اس کے ساتھ تمام انبیاء کو بھی گویا ایک جماعت بنا دیا۔ اور ان کی وساطت سے ان کی امتوں کو بھی باہم بھائی بھائی بنا دیا۔ چنانچہ انبیاء کے متعلق ایک جگہ فرمایا۔ ان ھذہٖ امتکم امۃ واحدۃ۔ تمہاری یہ جماعت ایک ہی جماعت اور ایک ہی گروہ ہے۔ کہ جو نسل انسانی کی ہدایت کے لئے آیا۔ ان تمام اقوام کے انبیاء اور رسولوں پر ایمان لا کر ایک مسلمان مسلمان ہوتا ہے

مسلمان تمام مذاہب کی صداقتوں پر ایمان لاتا ہے

گویا مسلمان کون ہے وہ عیسیٰؑ پر ایمان لا کر عیسائی ہے حضرت موسیٰؑ پر ایمان لا کر یہودی بھی ہے اور اسی طرح پارسیوں کے انبیاء پر ایمان لا کر پارسی ہے تو ہندوؤں کے انبیاء پر ایمان لا کر ہندو بھی ہے۔ مگر وہ ہر ایک کی غلطیوں سے پاک ہے۔ غرض جتنے مذاہب دنیا میں موجود ہیں۔ ان سب کو ماننے والا مسلمان ہے۔ البتہ بعض انبیاء پر وہ نام بنام ایمان لاتا ہے۔ مگر بعض انبیاء کے نام قرآن شریف میں موجود نہیں۔ مگر جب ہم دیکھتے ہیں کہ ان اقوام کے اندر ہدایت اور مذہب موجود ہے۔ تو ہم یقین کرتے ہیں کہ ان میں بھی یقیناً انبیاء آئے ہیں۔ تو اس طرح سے ایک مسلمان کل مذاہب عالم کا گویا مجموعہ ہو جاتا ہے۔ مگر ان سب میں صلح اور اتحاد پیدا کر کے مجموعہ بنتا ہے۔ کیونکہ موجودہ عیسائیت میں بعض ایسے مسائل ہیں کہ جن کو ہندو نہیں مانتے اور ہندوؤں میں بعض ایسے مسائل ہیں کہ جن کو عیسائی نہیں مانتے اور بعض مسائل

پارسیوں اور یہودیوں سے مخصوص ہیں۔ تو اسلام یا ایک مسلمان ان تمام مذاہب کے اختلافات کا مجموعہ نہیں۔ بلکہ ان تمام مسائل اور مذاہب میں جو چیز اتحاد کے رنگ میں نکلتی ہے۔ یا متفقہ طور پر سب میں پائی جاتی ہے۔ وہی اسلام اور مسلمان ہے۔ چنانچہ قرآن شریف میں اس مضمون کی ایک آیت ہے۔ قل یا اھل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا و بینکم الا نعبد الا اللہ اور یہ وہ آیت ہے کہ جس کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کے بادشاہوں کو بطور تبلیغ لکھا تھا تاریخ سے یہ امر ثابت ہے کہ قیصر روم کو یہی آیت لکھی تھی۔ اور یمن۔ حبشہ مصر وغیرہ سب کو جو اپنے تبلیغی خطوط لکھے۔ ان سب میں یہ آیت موجود تھی۔ کہ اے اہل کتاب اس مشترک بات کی طرف آجاؤ۔ اس پر ایمان لے آؤ۔ کہ جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر کی بات ہے۔ کہ ہم سوائے اللہ کے اور کسی کی عبادت نہ کریں۔ مختلف اقوام کے مذاہب دنیا میں موجود ہیں۔ لیکن ان سب میں سے انسان کا مذہب انکا لوکہ کیا ہے۔ تو وہ وہی مذہب ہوگا۔ کہ جو کل اقوام عالم کا متفقہ اور متحدہ مذہب ہے۔ اور وہ ہے الا نعبد الا اللہ۔ اس ایک اللہ کے سوا اور کسی کی ہم عبادت نہ کریں۔ اسی طرح باقی مسائل مذاہب میں بھی اسلام نے اصول متحدہ کو لے لیا ہے۔ اور اختلافات کو رد کر دیا ہے۔ یہ ایک خیال ہے۔ اتحاد مذاہب عالم یا اقوام عالم کا کہ جس کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیدا کیا۔ تمام بادشاہوں کو خطوط لکھوا کر دعوت دی۔ یعنی صرف ایک خیال ہی دنیا کے اندر نہیں پھینک دیا۔ انسان کی زندگی میں اس کو لے آنا یہ کمال ہے۔ بعض علماء کو اصولاً منوا لینا اور بات ہے۔ مگر عوام کے دلوں کے اندر اور ایمان میں اس کو جاگزیں کر دینا یہ بہت ہی مشکل کام ہے۔

تمام مذاہب کا درمیانی رشتہ اسلام ہے

الحمد للہ رب العالمین کو بار بار نمازوں میں دہرانے کا حکم ہے کہ جتنی باتیں اقوام میں تنافر پیدا کرنے والی تھیں۔ ان سب کو دور کر دیا۔ اور اصولاً منوا دیا۔ کہ اللہ تعالےٰ تمام دنیا کی اقوام کی جسمانی اور روحانی ربوبیت کرنے والا ہے۔ اس اختلاف مذاہب کے بعد ایک اور فرق زبان کا ہے کہ جس سے بہت اختلافات اور دشمنیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ ان کے بارہ میں فرمایا ومن ایاتہ خلق السموات والارض واختلاف السنتکم والوانکم ان فی ذالک لآیات للعالمین۔ آسمانوں اور زمین کی پیدائش۔ تمہاری زبانوں اور رنگوں کے اختلاف اللہ تعالےٰ کے نشانات میں سے ہے۔ اس سے تمہاری انسانیت میں کچھ فرق نہیں پڑ جاتا۔ غرض اسلام نے رنگوں اور زبانوں کے اختلاف کو بھی مٹا دیا۔ علاوہ ازیں دنیا میں ایک بہت بڑا اختلاف اقوام کا ہے۔ اس قومیت اور ملکی اختلاف کو یوں مٹایا کہ جعلناکم شعوباً و قبائل لتعارفوا یہ تمہاری قومیں اور قبیلے محض ایک دوسرے کی جان پہچان کے ذرائع ہیں۔ ان سے تم ایک دوسرے کو شناخت کر سکتے ہو۔ ان کو وحدتِ نسل انسانی میں تفریق کا ذریعہ نہ بناؤ۔ چنانچہ اس اختلاف رنگ و زبان کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خاص خطبہ پڑھا۔ اور وہ آپ کا مشہور آخری خطبہ ہے۔ اس میں آپ نے فرمایا کلکم بنی آدم وآدم من تراب لافضل العربی علی العجمی ولا العجمی علی عرابی لا لاسود علی احمر ولا الاحمر علی اسود الا بالتقوٰی۔ تم سب کے سب آدم کے بیٹے ہو۔ آدم مٹی سے پیدا شدہ ہے۔ عربی کو عجمی پر بلحاظ پیدائش اور اختلاف زبان کوئی فضیلت نہیں اور نہ عجمی کو عربی پر کوئی پیدائشی تفوق حاصل ہے نہ کالے کو گورے پر اور نہ گورے کو کالے پر کوئی درجہ حاصل ہے سوا اس کے کہ کوئی اللہ تعالےٰ کے قانون کی پیروی کرتا ہو۔ اس موجودہ زمانہ میں بھی لوگ کبھی کبھی کہہ سوچتے ہیں۔ کہ یورپ کو ایشیا پر کوئی فضیلت نہیں۔ لیکن اس سے انکا مقصد اپنی عزت اور فضیلت [illegible] قوم دوسری

قوم کو حقیر دیکھتی تھی۔ اسی طرح عرب بھی دوسرے ممالک کو عجمی یعنی گونگے کہتے تھے۔ ان کو اپنی زبان پر بڑا فخر تھا۔ مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کمال یہ ہے۔ کہ آپ نے ان کے اس خیال کو دور کیا۔ اور آئندہ کے لئے اس قسم کی فضیلت جتلانے سے ان کو منع کر دیا۔ غرض اسی طرح سے قرآن شریف نے نسل انسانی کی وحدت کے مضمون کو بہت وسیع کیا ہے۔ اور اس کا کوئی پہلو نہیں چھوڑا کہ جس پر روشنی نہ ڈالی ہو۔ ہر ممکن طریق پر سب کو بیان کر دیا ہے۔ اور بکثرت دلائل سے ثابت کر دیا ہے کہ تم ایک ہی نسل انسانی کے ممبر ہو۔ اور یہ وہ پیغام ہے کہ جس کی آج بھی مہذب دنیا کو ضرورت ہے۔

قوم پرستی کا بت بھی خطرناک ہے

بغیر اس کے دوسری قوموں کے خون چوسنے کے خیالات دور نہیں ہو سکتے۔ ورنہ سب کو مساوی سمجھنے کا دعویٰ صرف زبانی دعویٰ ہے۔ ایک گورے رنگ کا انگریز کالے رنگ والے ایشیائی کو اپنے برابر نہیں سمجھتا۔ ایشیا والے کے نزدیک یورپ والے حقیر ہیں اور پھر یورپ میں کہ جہاں مذہب ایک ہے علم بھی بہت ہے۔ مگر جرمن فرانسیسیوں کے دشمن نظر آتے ہیں۔ تو اٹلی اسٹریا کا بلکہ ہر ایک قوم اور ملک ایک دوسرے کا دشمن ہے۔ اور یہی قومیت کا خیال ہے کہ جس سے یہ خطرہ ہے کہ ملک دشمنی کی آگ سے جل کر خاکستر ہو جائے۔ اور گذشتہ یورپ کی عظیم جنگ اس قومیت کے خیال سے ہوئی تھی۔ کہ جس نے ایک دنیا کو تباہ کر کے رکھ دیا۔ قومیت کا یہ خیال ایک لعنت ہے کہ جس نے پہلے بھی یورپ کو تباہ کیا۔ اور ابھی تک اس فساد کا مادہ موجود ہے۔ قومیت کے بت کو مٹانے کے لئے اسلام نے وحدتِ نسل انسانی کا زبردست خیال پیدا کیا۔ یہ جو آج کل نیشنلزم کہلاتا ہے یہ بھی تباہی کا سامان ہے۔ کہ جو قوموں کو قومیت کی بنا پر ایک دوسرے سے لڑوا کر تباہ کرے گا۔ ایک پادری نے لکھا ہے کہ یہ اسلام کے زوال کے آثار میں سے ہے۔ کہ اسلامی ممالک میں قومیت کا خیال پیدا ہو گیا ہے۔ ترک۔ عرب۔ ایرانی۔ چینی اور افغانی الگ الگ حصوں میں مسلمان تقسیم ہو رہے ہیں۔ اور ان کے اندر وہ جو ایک رشتہ مذہب تھا۔ اس کو نظر انداز کیا جا رہا ہے۔ اسلام اس نیشنلزم کے خلاف ہے جس طرح قومیت کے لئے یہ ضروری ہے کہ ایک فرد کے اغراض اور مقاصد کو نظر انداز کر دیا جائے۔ اسی طرح نسل انسانی کے اتحاد کے لئے قومیت کو توڑنا پڑے گا۔ اس کے علاوہ کمیونزم کہ جو اس کے خلاف ہے اس میں دوسرے نقائص موجود ہیں۔ ان کا حل بھی قرآن شریف میں موجود ہے۔ یہ کمیونزم بھی کوئی نئی بات نہیں۔ بظاہر اس کو آجکل فروغ نظر آتا ہے۔ لیکن اس کے بھی بعض بعض حصوں کو قبولیت حاصل نہیں ہوئی۔ مثلاً کمیونٹی آف ومن (اشتراک نسواں) کو صرف مادہ پرستی کی وجہ سے اشتراک دولت کے خیال کو کچھ رونق ہو گئی ہے۔ کیپٹل ازم کی وجہ سے لوگ بہت تنگ تھے۔ کیونکہ اس سے قوم کا بیشتر حصہ روپیہ سے محروم تھا۔ اس لئے اس کا رد عمل شروع ہوا۔ اور انہوں نے کہا کہ قوم کی دولت مشترک ہونی چاہئے۔ کہ جس کو کسی نے غیر مساوی کمائی کے مساوی تقسیم کا کام دیا ہے۔

اسلام نے اس کا علاج پہلے سے بتلا دیا ہوا ہے کیپٹل ازم (مذہب سرمایہ) کا علاج اس نے زکوٰۃ تجویز کیا ہے۔ اس پر غور کیجئے کہ قرآن شریف نے زکوٰۃ پر اس قدر زور کیوں دیا ہے کہ اس کو اسلام کا ایک رکن بنا دیا ہے۔ یہ ایک قسم کا ٹیکس ہے۔ جو سرمایہ پر لگایا گیا ہے۔ اس کیپٹل ازم اور کمیونزم پر پھر کسی وقت تفصیل کے ساتھ بیان کروں گا۔

آفتاب اسلام کی ضیا باریاں

۳۰ر نومبر کو ہم ایک تبلیغی وفد کی صورت میں امید پور وکٹ آریاں گئے۔ خدائے تعالےٰ نے ہر لحاظ سے کامیابی دی اور

دس غیر مسلم مشرف باسلام ہوئے

اللہ تعالےٰ انہیں استقامت عطا فرمائے۔ اور معاندین اسلام کے شر سے محفوظ رکھے

خاکسار

مرزا مظفر بیگ ساطع مسلم مشنری

احمدیہ انجمن اشاعتِ اسلام لاہور کا سالانہ جلسہ

مسئلہ ختم نبوت

۲۶ دسمبر ۱۹۲۹ء بروز جمعرات احمدیہ انجمن اشاعتِ اسلام لاہور کا سولہواں اجلاس نمازِ ظہر کے بعد زیرِ صدارت مولوی عالم دین صاحب منعقد ہُوا۔ قرآن مجید کی تلاوت کے بعد مولوی مصطفےٰ خاں صاحب ایڈیٹر اسلامک ورلڈ "لاہور" کے ہفت سالہ صاحبزادہ آغا آفتاب احمد خاں نے بلند آہنگی کے ساتھ نعت پڑھی جس پر سب نے مرحبا کہا۔ جب مسلم ہائی سکول کے دو لڑکے قرآن شریف کی تلاوت اور نعت خوانی کر چکے تو میر مدثر شاہ صاحب مبلغ احمدیہ انجمن اشاعتِ اسلام لاہور نے "کیا قرآن کریم کی رُو سے نبوت کا دروازہ کھُلا ہے؟" کے موضوع پر آدھ گھنٹہ تک تقریر کی۔ میر صاحب نے آیاتِ قرآنی اور حضرت مرزا غلام احمد صاحب کی تحریروں سے یہ ثابت کیا کہ کوئی شخص رسول کریم صلعم کی کامل تابعداری سے نبی کے درجہ تک نہیں پہنچ سکتا۔ ہاں وہ محدث ہو سکتا ہے۔ اس بارے میں جناب مرزا صاحب کے ارشادات اس قدر صاف اور واضح ہیں کہ خیال ہوتا تھا کہ قادیانی جماعت کے کسی نمائندہ کو زبان کھولنے کی ہمت نہیں پڑے گی۔ لیکن مولوی عمر الدین صاحب قادیانی مبلغ کی دلیری اور ہٹ دھرمی کی داد دینی چاہیے کہ وہ میر صاحب کی تردید کے لئے کھڑے ہو گئے۔ چنانچہ انہوں نے صدر صاحب کی اجازت سے پانچ منٹ کی تقریر میں ثابت کرنا چاہا کہ نبوت کا سلسلہ برابر جاری ہے۔ مولوی عمر الدین صاحب نے حضرت مرزا صاحب کا وہ مطبوعہ خط پڑھا جو آپ نے اخبار عام کے ایڈیٹر کو اپنی نبوت کے متعلق تحریر فرمایا تھا۔ مگر اس خط نے بھی مولوی عمر الدین صاحب کو کوئی مدد نہ دی۔ کیونکہ اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت مرزا صاحب نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ میر مدثر شاہ صاحب نے نبوت فی الاسلام سے حضرت مرزا صاحب کی اس تحریر کا حوالہ دیا جس میں آپ نے حقیقی نبوت کا دعویٰ کرنے والوں کو جھوٹا اور مفتری قرار دیا ہے۔ میر صاحب نے خاتمہ پر کہا کہ خدا کی طرف سے نبی کا نام پانے اور نبوت کا دعویٰ کرنے میں بہت بڑا فرق ہے۔ مولوی عمر الدین صاحب نے گرجتے ہوئے لہجہ میں اپنی دلائل پیش کیں۔ لیکن حاضرین پر اس نمائشی گرج کا کچھ اثر نہ ہوا۔ صاف کہنا پڑتا ہے کہ میدان میر صاحب کے ہاتھ رہا۔

میر صاحب اور مولوی عمر الدین کے مناظرہ کے بعد مولانا عصمت اللہ صاحب نے آٹھ حدیثوں سے یہ ثابت کیا کہ نبی کریم صلعم کے بعد نبوت کا دروازہ ہمیشہ کے لئے بند ہو چکا ہے۔ ایک حدیث میں نبی کریم صلعم کے ارشاد کا یہ مفہوم ہے کہ ابتدائے آفرینش سے حضور کی بعثت تک نبی آتے رہے ہیں لیکن آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا۔ مولوی نظیر حسین صاحب قادیانی نے مولوی عصمت اللہ صاحب کی تردید کی اور لفظی اُلٹ پھیر سے کام نکالنا چاہا اور حضرت مرزا صاحب کے بعض فقرات کو بطور سند پیش کیا۔ لیکن مولانا عصمت اللہ صاحب کے اس سوال کا اُن کے پاس کوئی جواب نہ تھا کہ آپ مرزا صاحب کا قول پیش نہ کیجئے۔ یا تو میری حدیثوں کی تردید کیجئے یا اپنے قول کے ثبوت میں حدیثیں پیش کیجئے۔ مگر مولوی نظیر حسین اپنے حریف کا کوئی مسکت جواب نہ دے سکے۔ غرضیکہ پہلے دن کا پہلا اجلاس حاضرین کی تعداد اور نفسِ مضمون کے اعتبار سے نہایت کامیاب رہا۔

۲۷ دسمبر (جمعہ) کا اجلاس

پہلا اجلاس قرآن مجید کی تلاوت اور نعت خوانی کے بعد میاں غلام رسول صاحب پنشنر ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس کی صدارت میں منعقد ہُوا۔ ایک صاحب نے خانصاحب شاہ محمد خاں انجینئر مرحوم کی پنجابی نظم پڑھی۔ اس نظم میں مرحوم نے اپنے جس ظریفانہ انداز میں زمانۂ حال کے مُلا کی نفس پرستی اور دین فروشی کا صحیح مرقع کھینچا ہے وہ صرف سننے سے تعلق رکھتا ہے۔ کس قدر افسوس اور عبرت کا مقام ہے کہ حالی مرحوم کے وقت سے جنہوں نے ایک دلآویز پیرایہ میں اپنی بے نظیر مسدس میں مُلا کی سیرت اور ذہنیت کا صحیح نقشہ اُتارا ہے مُلا کی سیرت میں کوئی تبدیلی پیدا نہیں ہوئی۔ وہ ابھی تک اسی دقیانوسی روش پر قائم ہے۔

اسلام اور دیگر مذاہب

مولوی عبد الحق صاحب فاضل سنسکرت نے "اسلام اور دیگر مذاہب" کے موضوع پر ایک نہایت دلچسپ اور بصیرت افروز تقریر کے دوران میں بتایا کہ اگر دنیا کے مذاہب کی کانفرنس منعقد کی جائے تو اس میں اسلام کا پایہ سب سے بلند ہوگا۔ دنیا میں اگر کوئی سچا مذہب ہے تو وہ صرف اسلام ہی ہے۔ ان الدین عند اللہ الاسلام۔ یہ کہنا درست نہیں کہ مذہب صرف کسی خاص قوم کو دیا گیا ہے اور دوسری قومیں اس سے محروم ہیں۔ مذاہب میں اختلاف خدا کی طرف سے نہیں بلکہ پنڈتوں اور مولویوں نے اختلاف پیدا کیا ہے۔ غور سے دیکھا جائے تو تمام مذاہب کی بنیاد اتحاد پر ہے۔ صداقت کا یہی معیار ہے کہ جس امر کے متعلق کثرت سے شہادتیں ملیں اسی کو صحیح سمجھا جائے۔ اسلام تمام مذاہب کی صداقت کو تسلیم کرتا ہے۔ اور یہی اس کی صداقت کا بین ثبوت ہے۔

درسِ اتحاد

مولوی عبد الحق صاحب کی فاضلانہ تقریر کے بعد سید عبد المجید صاحب جج کیمبل پور نے درسِ اتحاد پر ایک پُرمغز نظم سُنائی۔ جو پہلے صفحہ پر درج ہے۔ فارسی دان احباب نے اس نظم کو پوری دلچسپی سے سُنا اور سید صاحب کو داد دی۔

اسلام کی تعلیم کا مقصد

سید صاحب کی نظم کے بعد مولانا صدر الدین صاحب نے اپنی تقریر میں اس امر کو وضاحت کے ساتھ بیان کیا کہ اسلام کی تعلیم کا مقصد اخلاق ہے۔ فاضل مقرر نے اسلامی اخلاق کی یہ مثال پیش کی کہ جب ایک یہودی نے نبی کریم صلعم سے قرض کی وصولی کا تقاضا کیا تو فاروق اعظم یہودی کی اس گستاخانہ روش پر سخت برافروختہ ہوئے۔ لیکن شہنشاہِ دوجہاں نے فاروق اعظم سے فرمایا کہ اخلاق کا یہ تقاضا ہے کہ اگر ایک طرف تم یہودی کو نصیحت کرو کہ وہ قرض کی وصولی میں سختی سے کام نہ لے تو دوسری طرف مجھے یہ نصیحت کرو کہ میں وقت پر قرض ادا کر دوں۔ اس کے بعد مولانا نے فرمایا کہ جب فاروق اعظم نے معاذ بن جبل کو یمن کی گورنری پر مامور فرمایا۔ تو آپ نے معاذ کو اسی حالت میں کہ آپ پیدل تھے گھوڑے پر سوار ہونے کا حکم دیا۔ آپ نے گورنر کو نصیحت فرمائی کہ یمن کی رعایا کے ساتھ بہتر سلوک کیا جائے۔ ان کے مال کی حفاظت کی جائے۔ کسی پر ظلم نہ کیا جائے۔ کیونکہ مظلوم کی آہ اور خدا کی بارگاہ کے درمیان کوئی پردہ حائل نہیں ہوتا۔ یہ اسی اخلاق کا نتیجہ تھا کہ یمن کے باشندے مسلمان ہو گئے۔ جب مصر فتح ہُوا تو مسلمان فاتحین نے دیکھا کہ شاہی خیموں کے اندر کبوتروں کا گھونسلا ہے۔ مگر مسلمانوں نے محض کبوتروں کے آرام کے خیال سے ان خیموں میں داخل ہونا مناسب نہ سمجھا۔ شہر فسطاط کی وجہ تسمیہ بھی یہی ہے۔ پھر مسلمانوں کو حضرت ہاجرہ کے رشتہ کا اسقدر احترام تھا کہ انہوں نے ان کی خاطر مصر کے قبطیوں اور عیسائیوں کے دینی جذبات اور دنیاوی مفاد کا پورا خیال رکھا۔ ہسپانیہ میں آٹھ سو سال تک مسلمانوں کی حکومت رہی۔ تاریخ بتا رہی ہے کہ کس طرح حضور (نبی کریم صلعم) کے خدام نے علم کی روشنی سے یورپ کی ظلمت کو دُور کیا۔ مولانا نے بتایا کہ جب مجھے جرمنی میں جرمن امراء کے سامنے اسلام کے متعلق لیکچر دینے کا موقعہ ملا تو میں نے سامعین کو اس حقیقت سے آگاہ کیا کہ اسلام دنیا کا پہلا مذہب ہے جو انسان کو جنگ کے قواعد اور جنگ کے آداب سکھاتا ہے۔ جب مسلمان فاتحین شام میں داخل ہوئے تو اس ملک کی پریوں نے اپنے مکانوں پر چڑھ کر ان لوگوں کو دیکھنے کی خواہش ظاہر کی جنہوں نے شامیوں کو بزورِ شمشیر مغلوب کیا تھا۔ اس پر اسلام کے سپاہیوں کو اپنے کمانڈر سے یہ حکم ملا کہ جب وہ شہر میں داخل ہوں تو اپنی نگاہیں نیچی رکھیں۔ چنانچہ سپاہی بُت کی طرح بازاروں میں سے گذر گئے۔ مگر صنفِ نازک پر مسلمانوں کی اس عدیم النظیر روش کا جس سے شرم و حیا کی جھلک نمایاں طور پر نظر آتی تھی یہ اثر پڑا کہ عورتیں بیساختہ بول اُٹھیں کہ مسلمانوں نے اب ہمارے دلوں پر بھی قبضہ کر لیا ہے۔

جمعہ کا خطبہ

جمعہ کی نماز میں غیر معمولی رونق تھی۔ مسجد کا اندرونی اور بیرونی حصہ نمازیوں سے بھرا ہُوا تھا۔ جمعہ کا خطبہ حضرت امیر جماعت نے دیا۔ خطبہ کا موضوع یہ تھا کہ قرآن کا حامل کبھی دنیا میں ناکام نہیں رہ سکتا۔ جس مؤثر اور دلنشین پیرایہ میں حضرت امیر نے حاضرین سے خطاب کیا اس کا اندازہ صرف اسی امر سے ہو سکتا ہے کہ سامعین دم بخود تھے۔ ان کی نگاہیں حضرت امیر کے ہر لفظ کی طرف لگی ہوئی تھیں۔ سب پر محویت کا عالم طاری تھا۔ خطبہ کیا تھا بجلی کی ایک رَو تھی جو سامعین کی رگوں میں دوڑ گئی۔ اس خطبہ کا مضمون انشاء اللہ کسی دوسری اشاعت میں شائع کیا جائے گا۔

سیکرٹری کی رپورٹ

دوسرا اجلاس شیخ نیاز احمد صاحب رئیس وزیر آباد کی صدارت میں شروع ہُوا۔ قرآن مجید کی تلاوت اور نعت خوانی کے بعد شیخ محمد دین جان صاحب جنرل سیکرٹری نے سالانہ رپورٹ کا کچھ حصہ سُنایا۔ اس کے بعد ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب نے اپنی تقریر میں اس بات پر زور دیا کہ جب تک مسلمان دین کو دنیا پر مقدم نہیں سمجھیں گے وہ کبھی کامیاب نہیں ہونگے۔ وہ اگر غالب ہو سکتے ہیں تو صرف اللہ کی محبت کو دل میں جگہ دینے سے۔ آپ نے اللہ سے محبت کا عملی ثبوت دینے کے لئے صحابہ کرام کی زندگی کا نمونہ پیش کیا جنہوں نے اللہ کی راہ میں اپنا سارا مال قربان کر دیا۔

خواتین انجمن احمدیہ کا قابلِ ستائش کارنامہ

حضرت امیر جماعت نے اس موقعہ پر فرمایا کہ "خواتین انجمن احمدیہ نے انجمن کے لئے آٹھ سو روپیہ جمع کیا ہے۔ انہوں نے بیسیوں گھروں کے اندر تبلیغ اسلام کا احساس پیدا کیا ہے۔ جو ایک صحیح مشنری سپرٹ ہے۔ اگر یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہا تو اس کے تمام اسلامی گھرانوں میں روشنی پہنچ سکتی ہے۔ ان میں سید بیگم ایک قابلِ تعریف خاتون ہیں جو داروغہ نبی بخش صاحب کی صاحبزادی ہیں دستکاری کا کام خصوصیت کے ساتھ قابلِ توجہ ہے۔ ان خواتین نے روپیہ خرچ کر کے مال تیار کیا۔ اور اس طرح اپنے ہاتھ سے دینِ اسلام کی حفاظت کے لئے کچھ کام کرنے کا نمونہ پیش کیا۔ یہ ایسی بات ہے جو روپیہ دینے سے بھی پیدا نہیں ہوتی۔ تین سو روپے کی چیزیں فروخت ہو چکی ہیں۔ ایسی چیزیں فی الواقع اپنے اندر برکت رکھتی ہیں۔ غور کرنے کا مقام ہے کہ گھر میں بیٹھنے والی بیبیوں نے گداگری سے آٹھ سو روپیہ اور دستکاری کی مد سے تین سو روپیہ یعنی کل گیارہ سو روپیہ انجمن کے خزانہ میں داخل کیا ہے۔ تب اگلے سال گیارہ سو کی بجائے گیارہ ہزار روپیہ جمع کر سکتے ہیں۔

مدرسہ کے بچوں کا قابلِ تعریف جوش

سید مصطفےٰ شاہ صاحب ہیڈ ماسٹر مسلم ہائی سکول کے شاگردوں اور ان کے مددگاروں نے گیارہ سو ستر روپے چار آنے ساڑھے چار پائی کی رقم جمع کی ہے۔ مدرسہ کے بچوں کی سرگرمی کا اندازہ اس امر سے ہو سکتا ہے کہ جب خواتین بڑے بڑے گھرانوں میں پہنچی تھیں تو انہیں یہی جواب ملتا تھا کہ ہمارا چندہ پہلے ہی انجمن کے لئے بچے رقم لے گیا ہے۔ بچوں کا یہ جوش ایک نیک فال ہے۔

اس کے بعد چاروں طرف سے چندہ کی فراہمی شروع ہو گئی۔ اور انجمن کی صندوقچی روپوں نوٹوں اور چیکوں سے بھر گئی۔

۲۸ دسمبر ۲۹ء
میں جماعت احمدیہ میں کیوں شامل ہُوا

پہلا اجلاس زیرِ صدارت مولوی غلام ربانی خانصاحب منعقد ہُوا۔ تلاوت قرآن کریم اور نعت خوانی کے بعد چودھری غلام حیدر خاں صاحب ایڈیٹر پیغام صلح نے برجستہ تقریر فرمائی۔ جس میں مسلمانوں کے اخلاق و اعمال کی تیرہ صد سالہ روایات اور اسلامی سلطنتوں کے عروج و زوال کے اسباب کا ذکر کرتے ہوئے اس بات پر زور دیا گیا کہ آج بھی مسلمان اگر کامیاب ہو سکتے ہیں تو اسی صدق، اخلاص اور جذبہ ایثار اور عمل سے ہو سکتے ہیں۔ جو قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں کا امتیازِ خصوصی تھا۔ آپ نے جماعتِ احمدیہ میں شمولیت کی وجوہات بتاتے ہوئے اس بات پر زور دیا کہ اس جماعت میں ایثار و عمل کا جذبہ نمایاں طور پر پایا جاتا ہے۔ اس سلسلہ میں آپ نے بتایا کہ دوسری مساجد میں نماز جمعہ کے لئے میں جب کبھی جایا کرتا تھا۔ وہاں خواب آور عربی خطبوں کے سوائے اور کچھ نہ ہوتا تھا۔ لیکن مسجد احمدیہ میں حالاتِ حاضرہ کے مطابق بہترین دینی خطبات دیئے جاتے ہیں۔ اور یہی درحقیقت اس جماعت میں عملی رُوح پھونکنے کا ذریعہ ہیں۔ چودھری صاحب نے کہا کہ احمدیت کوئی نیا فرقہ یا عقیدہ نہیں ہے۔ بلکہ اسی تعلیم کی تجدید ہے جو آج سے تیرہ صدی قبل نبی کریم صلعم نے دنیا کے سامنے پیش فرمائی۔ اور جس پر مسلمانوں کی دینی اور دنیوی فلاح کا انحصار ہے۔ حضرت مرزا صاحب اس صدی کے مجدد تھے۔ اس لئے آپ کا مشن لاہور یا ہندوستان تک محدود نہیں بلکہ احمدی جماعت کا فرض ہے کہ وہ تمام دنیا میں اس مشن کے اغراض و مقاصد کو پھیلائے۔

خصوصیات جماعت احمدیہ

اس کے بعد حضرت امیر جناب مولانا مولوی محمد علی صاحب ایدہ اللہ نے جماعت احمدیہ کی خصوصیات پر تقریر فرمائی۔ جس میں آپ نے ولتکن منکم امۃ الخ کو جماعت احمدیہ کی سب سے بڑی خصوصیت قرار دیتے ہوئے بتایا کہ بعض باتیں جو اسلام کے لئے عظمت کا موجب تھیں اور مرورِ زمانہ سے مسلمان ان کو ترک کر چکے تھے۔ حضرت مرزا صاحب نے ان کو پھر تازہ کر دیا

خطبہ جمعہ

۳۱ر جنوری سنہ ۱۹۵۰ء

ولكل درجات مما عملوا وما ربك بغافل عما يعملون -

الخ

قل يقوم اعملوا على مكانتكم اني عامل

ان آیات میں عمل پر بڑا زور دیا گیا ہے۔ اور بتایا گیا ہے کہ جو لوگ کوشش کرنا چھوڑ دیتے ہیں وہ تباہ ہو جاتے ہیں۔ اور دوسرے ان کی جگہ پر لائے جاتے ہیں جن لوگوں کو دنیا میں مراتب ملتے ہیں ان کے حصول کا ذریعہ عمل ہی ہے۔

رمضان کا مہینہ

شروع ہونے والا ہے رمضان کے متعلق عوام تھوڑی سی غلط فہمی میں مبتلا ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ جب روزہ سے کھانے پینے پر پابندی عائد ہو جاتی ہے تو زیادہ مکلف غذا کے رنگ میں اس کا بدل چاہئے۔ سو تم انہوں نے عموماً یہ سمجھ رکھا ہے کہ روزہ سے انسان کمزور ہو جاتا ہے اور اس لئے آرام کرنا چاہئے بعض لوگوں کو میں نے یہ کہتے سنا ہے کہ روزہ رکھیں یا کام کریں۔ اور عجیب بات یہ ہے کہ ان کا کام زمینداروں اور کاشتکاروں کا سا کام نہیں۔ خون اور پسینہ ایک کر دیتے ہیں۔ بلکہ دفتروں میں بیٹھ کر کچھ لکھ لینا ہی ایسا کام ہے جس میں زیادہ مشقت نہیں۔ وہ سرے سے کام کو روزہ کے لئے موزوں ہی نہیں سمجھتے۔ ہمیں اس غلط خیال کو دور کرنے کے لئے

عملی قدم

اٹھانا چاہیئے۔ میں نے گذشتہ جمعہ کے بعد یعنی ہفتہ کے روز اپنے ان دوستوں کو جو قریب قریب رہتے ہیں بلایا تھا۔ اور ان کے سامنے کاموں کی ایک فہرست پیش کی تھی۔ اور یہ خواہش ظاہر کی تھی کہ ان کاموں میں سے کسی نہ کسی کام کو ہر ایک شخص اپنے ذمہ لے۔ اس خدمت کو عام طور پر آنریری یعنی اعزازی کہا جاتا ہے۔ یہ ایسی خدمت ہے جس کے لئے کوئی معاوضہ طلب نہیں کیا جاتا۔ انگریزی میں ایسی خدمت کرنے والے کے لئے والنٹیر کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔ یعنی اپنی خواہش سے ایک کام اپنے ذمہ لیا جائے اردو میں والنٹیر کو رضاکار یعنی اپنی مرضی سے کام کرنے والا کہتے ہیں ان کاموں کو میں نے دو حصوں پر تقسیم کیا تھا۔ ایک وہ کام جو جماعت کی توسیع اور استحکام سے تعلق رکھتے ہیں اور دوسرے وہ کام جو مسلمانوں کی بہبودئ عامہ سے تعلق رکھتے ہیں۔

جماعت کی توسیع

کے لئے میں نے خصوصیت کے ساتھ زور دیا تھا۔ کیونکہ یہی ایک کام کرنے والی جماعت ہے۔ اور اسی کو کام پر لگانا ہے۔ اگر اس جماعت میں سستی یا کمزوری پیدا ہو جائے گی۔ تو ان کے کام میں بھی سستی اور کمزوری کا رنگ نمایاں نظر آئیگا۔ یہ تحریک بمنزلہ پہلی سیڑھی کے ہے۔ جب تک پہلی سیڑھی پر قدم نہ رکھا جائیگا ہم دوسری سیڑھی پر نہیں چڑھ سکتے۔ کام کرنے والوں میں اگر سستی ہو یا ان کی تعداد تھوڑی ہو تو کام کی رفتار ترقی بھی سست ہوگی۔ اور اگر ان کی تعداد زیادہ اور ان کے کام میں سرگرمی ہو تو کامیابی بھی جلد حاصل ہو سکتی ہے۔ جماعت کی توسیع اور استحکام کے متعلق میں نے چند تجاویز پیش کی تھیں۔ جن میں سے ایک بات یہ تھی کہ جماعت کے اندر

علمی ترقی

کا شوق پیدا کیا جائے۔ علم کا لفظ عام ہے۔ لیکن میری مراد بالخصوص علم دین سے ہے۔ پھر علم دین سے میری مراد قرآن کریم کا علم۔ تھوڑا سا علم حدیث کا۔ زیادہ علم سیرت نبوی کا۔ تاریخ اسلام کا۔ صحابہ اور بزرگان دین کے سوانح کا۔ اور علم دین میں وہ تعلیم بھی شامل ہے جو ہمیں اس زمانہ کے مجدد سے ملی ہے۔ اس وقت دنیا کے مختلف مذاہب کا جو دنگل لگا ہوا ہے۔ اس کے متعلق بہترین تعلیم حضرت مسیح موعود کی ہے۔ جو لوگ حضرت مسیح کی صحبت سے فیضیاب نہیں ہوئے وہ ان باتوں سے بہت کم واقف ہیں جو آپ نے لکھیں یا فرمائیں۔ اب ہم ان باتوں کے علم کو کتابوں کے ذریعہ سے حاصل کر سکتے ہیں۔ اس لئے جماعت کے افراد کے لئے قرآن کا علم۔ کچھ حدیث کا علم۔ کچھ تاریخ اور کچھ اس تعلیم کا جو مجدد وقت لایا ہے۔ نہایت ضروری ہے استحکام جماعت میں

جماعت کے باہمی تعلقات

کو مضبوط کرنا بھی ایک اہم کام ہے۔ جماعت کے افراد کا ایک دوسرے سے ملنا جلنا۔ ایک دوسرے کی ضروریات سے واقف رہنا ایک دوسرے کے کام آنا۔ اور ایک دوسرے کے رنج و راحت میں شریک ہونا جماعت کی تقویت کا موجب ہے۔ جماعت اس وقت تک جماعت کہلانے کی مستحق نہیں جب تک کہ اس کے افراد ایک دوسرے کی مشکلات سے آگاہ نہ ہوں۔ ہم بہت سی صورتوں میں بغیر خرچ کرنے کے اپنے بھائی کے کام آ سکتے ہیں

بعض احباب ایسے ہیں کہ وہ بیعت کر گئے ہیں اور پھر تعلقات کو قائم نہیں رکھا۔ تو اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بیعت سے جو فائدہ ان کی اپنی ذات کو پہنچ سکتا تھا یا خود جماعت کو وہ دونوں فائدے حاصل نہیں ہوئے اور ایسے احباب ایک بیکار عضو کی طرح ہو گئے۔

مسجد کے اندر رونق

کا معاملہ بھی آپ کی خاص توجہ کا محتاج ہے۔ مسجد کی رونق کو بڑھانا استحکام جماعت کے لئے نہایت ضروری ہے مسجد وہ بنیاد ہے جس پر نبی کریم صلعم نے قوم کو بنایا۔ ہم علوم و فنون اور تہذیب و شائستگی میں ہزار ترقی کر جائیں۔ لیکن اگر ہماری یہ بنیاد کمزور ہے۔ تو ہم میں ہرگز وہ طاقت پیدا نہیں ہو سکتی جو ایک زندہ قوم کے اندر ہونی چاہیئے۔ مسجد میں پانچ وقت کی نماز وہ بنیاد ہے جس پر قرآن کریم نے زور دیا اور جس پر مسلمان قوم کے اندر اس قدر طاقت پیدا ہوئی۔ قرآن کریم میں اقیموا الصلوٰۃ اقیموا الصلوٰۃ پر بہت زور دیا گیا ہے اس کے لئے لوگوں کو تھوڑا سا ہلاتے رہنا اور جگاتے رہنا چاہیئے۔ خدا کا فضل ہے کہ جن دوستوں نے نماز کی طرف توجہ دلانے کا کام اپنے ذمہ لیا ان کی کوشش کو اللہ تعالیٰ نے بہت بابرکت کیا ہے۔ اور اب تو رمضان کا مہینہ شروع ہوتا ہے۔ اس مہینے میں خود بخود لوگ مسجدوں میں بہ تعداد کثیر آتے ہیں۔ اور نماز کی طرف زیادہ رجوع کرتے ہیں۔ مگر میرے نزدیک یہ بات کوئی زیادہ قابل تعریف نہیں۔ کہ رمضان کے مہینہ کو نماز پنجگانہ کے لئے مخصوص کر دیا جائے۔ رمضان کو جس بات کے لئے مخصوص کیا گیا ہے اور جس پر میں زیادہ زور دینا چاہتا ہوں وہ

تہجد کی نماز

ہے۔ اسی کی رمضان میں خاص طور پر تاکید ہے۔ اور آج کل کی لمبی راتوں میں تو تہجد کی نماز کے پڑھنے میں کوئی دشواری بھی نہیں۔ رات کے ۸ بجے عشاء کی نماز ہو جاتی ہے۔ ۹ بجے تک آپ سو سکتے ہیں۔ اگر چار بجے اٹھ کر پانچ بجے تک تہجد کی نماز پڑھ لی جائے تو اس کے بعد پونے چھ بجے بلکہ اس سے بھی چند منٹ اوپر تک سحری کھانے کیلئے کافی وقت ہوتا ہے نبی کریم رمضان میں تہجد کا خاص اہتمام کرتے تھے۔ اور دوسروں کو بھی تاکید فرماتے تھے۔ انہی کاموں میں سے ایک

جسمانی ورزش

بھی ہے جس کی ہمیں عادت ڈالنی چاہیئے بعض ورزشیں سخت بھی ہیں۔ جیسے ہاکی۔ فٹ بال وغیرہ۔ ہلکی مگر نہایت مفید ورزش سیر ہے۔ ورزش خواہ کسی قسم کی ہو لیکن جسمانی صحت کے لئے نہایت ضروری ہے۔ بہت سے لوگ جو اپنی عمر کے آخری حصہ میں کمزوری وغیرہ محسوس کرتے ہیں اس کی سوائے اس اور کوئی وجہ نہیں کہ وہ کھانے پینے اور سونے کے معاملہ میں کسی نظام یا ضابطہ کے پابند نہیں۔ جو اشخاص اچھی طرح کام کرنا چاہتے ہیں انہیں اپنی صحت کے قیام کا خاص طور پر خیال رکھنا چاہیئے۔ اور اپنی زندگی کو ایک نظام کے ماتحت لانا چاہیئے جس میں ورزش کا حصہ ضرور ہو۔ میں سخت سے سخت سردی میں سیر کے لئے باہر جاتا رہا ہوں اور کبھی تکلیف محسوس نہیں ہوئی۔ اور اب تو موسم بدل گیا ہے اگر آپ آجکل صبح کے وقت باہر نکلیں تو اس قدر دل اور دماغ کو راحت محسوس ہوتی ہے کہ جس کا کوئی اندازہ نہیں۔ کہاں مکانوں کے اندر کی عفونت آمیز ہوا۔ اور کہاں باہر کی صاف اور روح پرور ہوا۔ جو پھیپھڑوں کے لئے اکسیر ہے۔ میں ہفتہ میں سات دن یکساں کام کرتا ہوں اور یہ مبالغہ نہیں۔ میں نے کبھی اس بات کو محسوس نہیں کیا کہ مجھے ہفتہ میں ایک دن آرام کرنا چاہیئے اگر کسی کا یہ خیال ہے کہ میں تھوڑا کام کرتا ہوں تو وہ ساتھ بیٹھ کر دیکھ لے۔ مگر میں سیر کو نہیں چھوڑتا۔ اور میں تو سمجھتا ہوں کہ اس سے کام میں اور زیادہ قوت پیدا ہوتی ہے۔ ایک بات نہایت ضروری ہے جو میں اپنے دوستوں اور بالخصوص نوجوانوں سے کہنا چاہتا ہوں۔ اور وہ یہ کہ میں رمضان کے مہینہ میں ان کی

قوت عمل کا امتحان

لینا چاہتا ہوں۔ اس مہینہ میں جسمانی کمزوری ہوگی اور شاید کچھ وزن بھی گھٹ جائے۔ لیکن یہ گھاٹا انسان کی قوت عمل میں ہرگز حارج نہیں ہو سکتا۔ اکثر لوگ رمضان کے مہینہ میں خوب ٹھونس کر کھاتے ہیں۔ اور پراٹھے۔ گوشت دہی اور اسی قسم کی چیزوں سے اپنے وزن کو قائم رکھنا چاہتے ہیں۔ لیکن قوت عمل کے اعتبار سے وہ گھاٹے میں رہتے ہیں سستی اور کاہلی ان پر مسلط ہو جاتی ہے اور وہ اونگھتے رہتے ہیں۔ میری رائے میں روزوں کا جسمانی فائدہ بھی اس طرح ضائع ہو جاتا ہے۔ آپ اپنی معمولی غذا کا سلسلہ جاری رکھئے۔ اور بھوکے رہ کر کام کرنا سیکھئے۔ اسی میں آپ کا فائدہ ہے۔ روزے کا جسمانی فائدہ یہی ہے کہ انسان کے اندر یہ طاقت پیدا ہو جائے کہ بھوک اور پیاس میں بھی مشقت کا کام کر سکے۔ بزرگوں کی نسبت [illegible] تین دن تک بھوکے لڑتے رہے۔ لیکن جو شخص اپنے آپ کو مشقت کا عادی نہ کرے گا۔ اس سے یہ کہاں ہو سکتا ہے۔ اس لئے میرا مشورہ یہی ہے کہ رمضان میں اپنی غذا وہی معمولی روزانہ غذا رہنے دی جائے۔ اور کام میں و ورزش میں کمی نہ کی جائے۔ آجکل کے روزوں میں اس سے کوئی تکلیف محسوس نہ ہوگی اور اگر ہو بھی تو تکلیف کا عادی ہونے میں ہی فائدہ ہے۔ افسوس ہے کہ جن خوبیوں کے لئے مسلمان ایک غیر فانی شہرت حاصل کر چکے تھے وہ اب غائب ہو گئی ہیں اور یاد رکھئے کہ ہم دنیا میں اس وقت تک اسلام کو نہیں پھیلا سکتے جب تک ہم میں پھر وہی خوبیاں پیدا نہ ہو جائیں۔

مسئلہ ختم نبوت

قادیانی پارٹی کی بودی اور مضحکہ خیز دلائل

آج سے تین ماہ قبل یعنی ۲۷ر اکتوبر سنہ ۴۹ء کو سیالکوٹ میں مسئلہ ختم نبوت کے متعلق سید مدثر شاہ صاحب مبلغ جماعت احمدیہ لاہور اور قادیانی پارٹی کے درمیان ایک دلچسپ اور نتیجہ خیز مناظرہ ہوا تھا۔ اس مناظرہ کی نسبت ہمارے مکرم دوست شیخ عبدالرحمٰن صاحب ریڈر صاحب ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ نے دو مراسلات بغرض اشاعت بھیجے تھے۔ جن میں سے ایک پیغام صلح میں شائع ہو چکا ہے۔ لیکن دوسرے کی اشاعت میں غیر معمولی تاخیر ہو گئی جس کا ہمیں بہت افسوس ہے۔ چونکہ مضمون ایک خاص اہمیت رکھتا ہے۔ لہٰذا اسے اب شائع کیا جاتا ہے (ایڈیٹر)

مورخہ ۲۷ر اکتوبر سنہ ۴۹ء کے مباحثہ کے متعلق اپنے خیالات جناب کی خدمت میں "پیغام صلح" میں شائع ہونے کے واسطے ارسال کر چکا ہوں اس میں میں نے یہ بھی لکھا تھا کہ قادیانی پارٹی کفر و اسلام پر مناظرہ کرنے سے پہلو تہی کر رہی ہے۔ اور بہت ممکن ہے کہ اس موضوع پر بحث ہی نہ ہو کیونکہ ان کو مل پانے میں اپنی کمزوری نظر آ رہی ہے۔ اگر بحث ہوئی تو انشاء اللہ تعالیٰ اپنے خیالات کا اظہار کروں گا۔ مگر باوجود بار بار کے اصرار کے وہ مرد میدان نہیں بنتے۔ میں نے سنا ہے کہ انہوں نے چند ایک فضول شرائط پیش کر دیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے دانستہ اس بحث میں حصہ نہیں لیا۔ شرائط پیش کردہ حسب ذیل ہیں:-

اول یہ کہ اس موضوع پر جب بحث ہو تو لاہوری جماعت مدعی ہو۔ یہ ایسی فضول شرط ہے کہ اس کی نامعقولیت روز روشن کی طرح ظاہر ہے۔ کیونکہ جبکہ اہل اسلام کے قدیم عقائد کے خلاف ان کا عقیدہ یہ ہے کہ اب مرزا صاحب کی نبوت سے انکار کرنے والا کافر۔ بلکہ کافر دائرہ اسلام سے خارج ہے جس صورت میں کہ تفسیر جمیع اہل اسلام کے عقائد کے خلاف عقیدہ رکھتے ہیں۔ اور مسلمات کے خلاف ایک جدت پیدا کرتے ہیں تو مطابق عام اصول مناظرہ کے وہی مدعی ہو سکتے ہیں اور جبکہ لاہوری جماعت دیگر اہل اسلام کے موافق پرانے عقیدہ پر قائم ہے تو وہ پھر کس طرح مدعی ہو سکتی ہے؟

دوسری شرط یہ ہے کہ قرآن کریم اور حدیث نبوی کو درمیان نہ لایا جائے صرف مرزا صاحب کے اقوال ہی پیش کئے جائیں۔ اس بات سے بھی قادیانی پارٹی کی کمزوری ظاہر ہوتی ہے کیونکہ قرآن کریم اور حدیث نبوی اصول میں سے ہیں اور اقوال مرزا صاحب فروعات میں سے۔ معلوم ہوتا ہے کہ قادیانی پارٹی کی غرض معقولات سے گریز کر کے منقولات میں ہی الجھے رہنے کی تھی۔ تاکہ متشابہات کا علم محکمات سے حاصل نہ ہو سکے۔ اور یہ بالبداہت خلاف عقل ہے۔ بالآخر جب شرائط کا تصفیہ نہ ہو سکا تو قادیانی پارٹی نے ایک اشتہار شائع کر دیا جس کا مطلب یہ تھا کہ لاہوری جماعت کا عقیدہ بھی قبل ان کے پہلے یہی تھا۔ کہ مرزا صاحب واقعہ میں نبی اور رسول ہیں اور اب یہ جماعت کسی مصلحت کے ماتحت اس عقیدہ پر قائم نہیں رہی۔ اس پر لاہوری جماعت نے ایک جلسہ یکم اکتوبر ۴۹ء کو بعد نماز مغرب منعقد کیا۔ اور سید مدثر شاہ صاحب نے قادیانی پارٹی کی عیاری اور چالاکی کو واقعات حاضرہ پر منطبق کرتے ہوئے پبلک پر واضح کیا اور پھر ختم نبوت اور کفر و اسلام پر ایک جامع تقریر کی۔ حاضرین جلسہ میں سے دیگر اہل اسلام بھی کافی تعداد میں جمع تھے۔ اور قادیانی پارٹی کے چند اصحاب بھی آ موجود ہوئے تھے۔ حاضرین جلسہ نہایت امن و سکون کے ساتھ تقریر کو سن رہے تھے لیکن جیسا کہ قادیانی پارٹی کا پرانا شیوہ ہے۔ اس کے ممبر دوران تقریر میں نہایت فضول لچر اور بے محل باتیں کہہ دیتے تھے جس سے ان کا منشاء یہ تھا کہ تقریر کو غیر مؤثر بنایا جائے مگر [illegible] ہے۔ سید صاحب کی تقریر پبلک کے دلوں میں جاگزین ہو رہی تھی۔ اور باوجود قادیانی پارٹی کی حرکات ذمیمہ کے وہ نہایت امن و سکون اور اطمینان قلب کے ساتھ سن رہے تھے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا ان کو کچھ پتہ نہیں کہ کون ایسی فضول حرکات کر رہا ہے؟

شریف مزدور

(گذشتہ سے پیوستہ)

عبدل بھائی (ہنسکر) آپ بھی اس وقت کافی جوش میں ہیں۔

ابراہیم۔ ممکن ہے کہ ایسا ہو۔ لیکن واقعات تو بہر حال واقعات ہی رہتے ہیں۔ کیا یہ واقعہ نہیں ہے کہ دن دن بھر سخت محنت کرکے غریب مزدور جو کچھ پیدا کرتے ہیں وہ ان سے چھین لیا جاتا ہے۔ اور ان کی محنت کی پیداوار سے ایسے مرد اور ایسی عورتیں فائدہ اٹھاتی ہیں۔ کہ جو ہاتھ ہلا کر اپنے منہ سے مکھی کو بھی اُڑانا نہیں چاہتے۔ کیا اس حقیقت سے انکار کیا جا سکتا ہے کہ خدا کی پیدا کی ہوئی زمین پر بعض لوگوں نے بالکل ناجائز طریقہ پر قبضہ کر رکھا ہے اور ایک ایک شخص نے کئی کئی مربع میل زمین گھیر لی ہے۔ جسے وہ بلا کسی استحقاق کے اپنی ملکیت بتاتے ہیں۔ اور اس زمین میں اگر ان کا کوئی غریب بھائی قدم بھی رکھے تو اس سے کرایہ وصول کر لیا جاتا ہے۔ آپ غور کیجئے کہ اگر آپ کے مکان میں کوئی شخص کرایہ پر رہتا ہو اور اپنی بیوی یا بچے کی بیماری کی وجہ سے دوا دارو سے اتنا روپیہ نہ بچا سکے کہ آپ کا کرایہ ادا کرے تو آپ کا برتاؤ اس کے ساتھ کیا ہوگا؟ آپ کے لفظ سے میری مراد آپ کی اپنی ذات نہیں ہے۔ بلکہ وہ امیر اور سرمایہ دار ہیں جو مزدوروں ہی کو دیکھ کر ہمیشہ غراتے ہیں۔ فرمایئے کیا وہ مالک مکان بلا اس لحاظ کے کہ بیوی بیمار ہے یا بچہ اس نادہندہ کرایہ دار کو فوراً مکان سے نکال باہر نہیں کرنے لگا؟

کیا اس وقت سرمایہ دار کو ایک لمحہ کے لئے بھی یہ خیال آئے گا کہ یہ بیمار عورت اور یہ مریض بچہ رات کہاں بسر کریں گے۔ اور انہیں دھوپ۔ بارش اور سردی سے کہاں پناہ ملے گی؟ اب مجھے بتایئے کہ جوش میں بھرے ہوئے جاہل مزدوروں نے عائشہ بائی کے ساتھ زیادہ بُرا برتاؤ کیا ہے۔ یا عائشہ بائی کے طبقہ کے لوگ عائشہ بائی کی غریب بہنوں کے ساتھ روزمرہ زیادہ برا برتاؤ کرتے رہتے ہیں۔ آپ شاید یہ کہیں گے کہ سرمایہ دار نے مکان بنانے پر اپنا روپیہ خرچ کیا ہے۔ اس لئے اسے حق ہے کہ جسے چاہے اس میں رکھے۔ اور جسے چاہے نکال دے۔ لیکن کیا آپ ایک غریب کسان کو بھی یہ کہنے کی اجازت دیں گے کہ میں نے اپنا خون پسینے کے راستے بہا کر غلہ پیدا کیا ہے اور مجھے حق حاصل ہے کہ جسے چاہوں دوں۔ اور جسے چاہوں نہ دوں۔ کیا ایک غریب مزدور جسے دن بھر کی مشقت کا معاوضہ بشکل آٹھ دس آنے کے پیسے ملتے ہیں زمین سے چاندی سونا نکالنے کے بعد یہ کہہ سکتا ہے کہ یہ میری قوتِ بازو کا پیدا کیا ہوا ہے۔ اور میں اسے اپنے گھر رکھنا چاہتا ہوں؟ ایک شخص جو تھوڑا سا روپیہ خرچ کرتا ہے۔ اسے تو آپ ہر قسم کا حق دینے کو تیار ہیں۔ لیکن ایک دوسرا شخص جو اپنا وقت اور اپنی محنت صرف کرتا ہے اس کے تمام حقوق کو آپ نظر انداز کر دیتے ہیں۔ کیا یہی انصاف ہے؟ کیا روپیہ محنت ہی کی پیداوار کا دوسرا نام نہیں ہے۔ پھر ان دونوں چیزوں کے خرچ کرنے والوں کے حقوق میں کیوں فرق ہے۔

عبدل بھائی:۔ ابراہیم صاحب میں سچے دل سے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں نہ صرف اس لئے کہ ایسے جوش اور ہنگامہ کے موقع پر آپ نے میری لڑکی کی حفاظت کی، بلکہ اس لئے بھی کہ آپ نے سرمایہ اور محنت کے متعلق میری آنکھیں کھول دیں۔ میں کوشش کروں گا کہ یہ باتیں دوسروں کو بھی سمجھا سکوں۔

ابراہیم۔ جو کچھ میں نے کیا یہ میرا فرض تھا۔ اس لئے شکریہ کی حاجت نہیں۔ ڈائرکٹروں کی جماعت کو اگر آپ سمجھا دیں گے تو اپنی کمپنی کی ایک نہایت ہی اہم خدمت انجام دیں گے۔ میں یہ بھی بتا دینا چاہتا ہوں کہ ہڑتال غیر محدود عرصہ تک جاری رکھی جا سکتی ہے۔ عائشہ نے بھی ابراہیم کا شکریہ ادا کیا۔ اور اسے مناسب جواب دے کر ابراہیم رخصت ہو گیا۔

عبدل بھائی نے انجمن کے ڈائرکٹروں کا ایک فوری جلسہ طلب کیا۔ اور یہ تجویز پیش کی کہ انجمن کے نمائندے مزدوروں کے نمائندوں سے گفت و شنید کرکے اس ناخوشگوار تصفیہ کا خاتمہ کر دیں۔ اس تجویز کی اگرچہ بہت کچھ مخالفت ہوئی لیکن عبدل بھائی کی پرجوش تقریر نے بالآخر اکثریت کو اپنا ہمخیال بنا لیا۔ اور تجویز کثرت رائے سے منظور ہو گئی۔

نمائندوں کے انتخاب کے بعد مزدوروں کی انجمن کو اطلاع دی گئی۔ اور مقررہ تاریخ پر مزدوروں کی طرف سے ابراہیم اور کمپنی کی جانب سے عبدل بھائی اور سہراب جی شریک جلسہ ہوئے۔ عبدل بھائی نے ایک پُر زور اور مدلل تقریر میں کمپنی کی مجبوریاں بیان کیں۔ اور بتایا کہ اگر اجرت میں تخفیف اور کام کے گھنٹوں میں اضافہ نہ کیا جائے۔ تو ولایت کی کمپنیوں سے مقابلہ کرنا ناممکن ہے۔ جس کے بہ الفاظ دیگر یہ معنی ہیں کہ یہ کارخانہ بالکل تباہ اور ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے۔ انہوں نے کہا کہ کمپنی نے جو طرز عمل اختیار کیا ہے وہ اس بنا پر نہیں ہے کہ کمپنی مزدوروں پر ظلم کرنا چاہتی ہے بلکہ اس کا باعث صرف یہ ہے کہ اس کی اپنی زندگی خطرے میں پڑ چکی ہے۔ اور اسے اس کے سوا کچھ چارہ نہیں ہے۔

اس تقریر کے بعد ابراہیم اٹھا۔ اور اس نے ایک بہت ہی پرجوش اور زوردار تقریر کے ذریعے سے پہلے تو یہ بات ثابت کی کہ امیروں اور سرمایہ داروں کو ہرگز کسی قسم کا تفوق مزدوروں پر حاصل نہیں ہے۔ مزدور اپنی محنت اور اپنا وقت صرف کرکے تمام چیزیں پیدا کرتا ہے۔ اس لئے یہ اس کا جائز حق ہے کہ وہ کافی آرام و آسائش سے زندگی بسر کرے۔ اور جو لوگ کم نکمے اور اپاہج ہیں اور اپنا سارا وقت سو سو کر۔ یا شرابیں پی پی کر گذارتے ہیں اور کوئی ایسا کام نہیں کرتے جو دنیا کے لئے مفید ہو۔ انہیں کوئی حق نہیں ہے کہ اپنی چالاکیوں سے دوسروں کی پیدا کی ہوئی دولت پر قبضہ کر لیں۔ اور رات دن مزے اُڑائیں۔ اس کے بعد اس نے کہا کہ اگر مزدوروں کا یہ حق کمپنی تسلیم کر لے اور مزدور اور سرمایہ دار کا امتیاز دور کرکے سب مزدوروں اور سرمایہ داروں کو اس کمپنی کے ایک خاندان کا رکن سمجھنے پر تیار ہو تو اس وقت یہ ممکن ہے کہ مزدور اسی خاندان کے ارکان ہونے کی حیثیت سے خاندان کو تباہی سے بچانے کے لئے زیادہ سے زیادہ قربانی کرنے کے لئے اٹھ کھڑے ہوں۔

اس نے ایک عملی تدبیر پیش کی کہ اس موقعہ پر جبکہ کہ ولائتی کمپنیوں سے مقابلہ قائم رہے۔ مزدور کام بھی روزانہ ایک گھنٹہ تک زیادہ کریں اور اجرتوں میں بھی مجوزہ تخفیف گوارا کر لیں۔ اور سرمایہ دار بھی کمپنی کو حسب حیثیت مالی امداد دیتے رہیں۔ لیکن جب مقابلہ ختم ہو جائے اور ہم کامیاب ہو جائیں تو مزدوروں کو ان کی تمام تخفیف شدہ اجرتیں بھی دیدی جائیں۔ اور ایک گھنٹہ روزانہ زاید کام کرنے کی بھی اجرت ادا کر دی جائے۔ اور آئندہ مزدوروں کو اجرت اور سرمایہ داروں کو منافع دینے کی بجائے کمپنی کا تمام منافع بالکل برابر تمام مزدوروں اور حصہ داروں پر تقسیم کر دیا جایا کرے۔ تاکہ مزدوروں کی حیثیت غلاموں کی اور حصہ داروں کی حیثیت آقاؤں کی نہ رہے۔ بلکہ سب ایک سطح پر آجائیں۔

آخر میں ابراہیم نے پھر کہا کہ یہ سب کچھ صرف اسی وقت ہو سکتا ہے۔ کہ جب سرمایہ دار اور مزدور کا فرق اٹھ جائے اور کمپنی مزدور اور سرمایہ دار کی ایک مشترکہ چیز بن جائے۔

تقریر بہت دلچسپی سے سنی گئی۔ اور سہراب جی اور عبدل بھائی نے ڈائرکٹروں کی پوری جماعت کو ان شرائط پر رضامند کر لیا۔ ہڑتال ختم کر دی گئی۔ اور مزدوروں نے کارخانے کے کام کو اپنا کام سمجھ کر انتہائی محنت اور شوق سے کیا۔ کپڑے کی قیمت ولائتی کپڑے سے بھی دو پیسے گز کم کر دی گئی۔ اور مسلسل چھ مہینے تک مقابلہ کرنے کے بعد بالآخر ولائتی کمپنیاں مجبور ہو گئیں۔ اور ویسٹ کوسٹ ویونگ مل کا کپڑا پھر ایک مرتبہ تمام ہندوستان میں پھیل گیا۔

عبدل بھائی کو ابراہیم سے بہت سی محبت ہو گئی تھی۔ اور جب انہیں معلوم ہوا کہ عائشہ اور ابراہیم بھی ایک دوسرے کو پسند کرتے ہیں تو انہوں نے ایک روز کمپنی کے سب حصہ داروں اور مزدوروں کی دعوت کی اور بر سر عام ایک نہایت اچھی تقریر کرنے کے بعد کہا:۔

"سرمایہ دار اور مزدور کا امتیاز عقل اور مذہب دونوں کے خلاف ہے اور اسی امتیاز کی وجہ سے آج تمام دنیا میں جنگ، اور بدامنی رونما ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اپنی خانگی زندگی میں بھی اس تفریق کو مٹا دوں اور اس کی صورت یہ ہے کہ میں اپنی پیاری بیٹی عائشہ کو ابراہیم کے عقدِ نکاح میں دیتا ہوں۔ جو مزدوروں کے ایک سربرآوردہ لیڈر ہیں۔ اور جن کی شرافت بہادری اور عقلمندی پر ہم سب کو ناز ہے۔"

(پیشوا)

علاقہ منٹگمری میں ایک مستقل نبی

قادیانی اصحاب توجہ دیں

کچھ عرصہ گذرا کہ خاکسار راقم الحروف علاقہ منٹگمری کا دورہ کرتا ہوا مقام چیچا وطنی جا نکلا۔ وہاں ایک مدعی نبوت کی اطلاع ملی۔ تو زیارت کا شوق پیدا ہوا۔ آپ کے مکان پر پہنچ کر دروازہ پر دستک دی کچھ دیر کے بعد آپ باہر تشریف لائے مجھے اور میرے رفیق سفر حکیم شیخ محمد یوسف صاحب گرہنتی کو ایک کمرہ میں بٹھا کر معمولی مزاج پرسی کی۔ آپ اسلام علیکم تو کہتے ہیں مگر مصافحہ کرنا شرعاً ناجائز قرار دیتے ہیں۔ اور یہ بات آپ کے اپنے ایک الہام کے ماتحت ہے۔

جب آپ کو یہ علم ہوا کہ ہم احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور سے تعلق رکھتے ہیں تو آپ بڑے جلال سے فرمانے لگے کہ "تمہارے سامنے خدا کا ایک مستقل نبی و رسول بیٹھا ہے۔ کوئی اعتراض پیش کرنا ہو تو کرو۔ میں مرزا غلام احمد قادیانی کی طرح کسی ظلی و بروزی نبوت کا قائل نہیں۔ بلکہ ایک نبوت مستقلہ کا مالک ہوں۔ تم لوگ مرزا غلام احمد قادیانی کے مرید ہو۔ مگر میں تو مرزا صاحب کو مسلمان بھی نہیں سمجھتا۔ اگر ہمت ہے تو مرزا صاحب کے اسلام پر مجھ سے بحث کر لو۔"

آپ کی اس دعوت اور للکار کے جواب میں خاکسار راقم الحروف نے عرض کیا کہ میں آپ سے بحث کے لئے تیار ہوں۔ آپ پہلے اپنا اسلام ثابت کریں۔ جن معیارات پر آپ نے اپنے آپ کو مسلمان ثابت کیا ان معیارات پر میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو بدرجہ اولیٰ مسلمان ثابت کر دوں گا۔ اس پر آپ نے بحث شروع کر دی۔ اور فرمایا کہ مسلمان کے لئے سب سے بڑی بات یہ ہے کہ وہ خدا کی راہ میں جان و مال سے جہاد کرے۔ میں نے جواباً کہا کہ اس معیار پر تو آپ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے مقابلہ میں صفر بھی نہیں۔ حضرت مرزا صاحب ساری عمر اشاعت اسلام کے لئے اور خدا کی راہ میں اپنا مال خرچ کرتے اور جان لڑاتے رہے انہوں نے اسلام اور خدائے اسلام کی عزت برقرار رکھنے کے لئے وہ عظیم الشان کارہائے نمایاں کئے کہ آپ کے وہم و گمان میں بھی نہیں آسکتے۔ حضرت مرزا صاحب نے عیسائیوں، آریوں، دہریوں اور ہر مخالف اسلام کی کمر ہمت توڑ کر رکھ دی۔ اور اسی جہاد میں دم توڑا اس کے مقابلہ میں آپ نے کیا کیا ہے اور آپ کے وجود سے اسلام کو کیا فائدہ پہنچا؟ اس پر بھی اگر آپ مسلمان ہیں تو پھر حضرت مرزا صاحب تو وہ مسلمان ہیں جن پر سارے مسلمانوں کو فخر کرنا چاہئیے۔

"مستقل نبی" صاحب اس قدر گھبرائے کہ ہاتھ کانپنے لگے اور زبان لڑکھڑا اٹھی۔ میں نے یہ رنگ دیکھ کر اپنے رفیق شیخ گرہنتی صاحب کو بآواز بلند کہا کہ دیکھئے غلام احمد قادیانی کے سپاہیوں کا کس قدر رعب ہے کہ مستقل نبی صاحب کے ہاتھ مارے خوف کے کانپ رہے ہیں۔ اور منہ پر ہوائیاں اڑ رہی ہیں۔ اور اگر کوئی ان کے سینہ پر ہاتھ رکھ کر دیکھے تو یقیناً دل بھی دھڑک رہا ہوگا۔

میرے ان فقرات پر مستقل نبی صاحب نے ہاتھوں کے ارتعاش پر قبضہ پانے کی بہتیری کوشش کی مگر مستقل نبی پر ایک مستقل رعب پڑ چکا تھا۔ اس لئے باوجود کوشش کے وہ اپنے ہاتھوں کے رعشہ پر قابو نہ پا سکے۔

ازاں بعد میں نے عرض کیا کہ میں نے سنا ہے کہ آپ لوگوں کو کہتے پھرتے ہیں کہ مناظرہ میں جو آپ سے جیت جائے آپ اس کو پندرہ سو روپیہ نقد انعام دینے کو تیار ہیں۔ آپ ایک پبلک مناظرہ ہم سے طے کیجئے۔ کسی ہندو یا عیسائی کو منصف قرار دیجئے میں آپ سے مناظرہ کے لئے تیار ہوں۔ اگر منصف نے اعلان کیا کہ میں نے آپ کے دلائل توڑ دیئے ہیں۔ تو آپ انعام دینا ورنہ نہیں۔

"مستقل نبی" نے کہا کہ میں کیوں جلسہ کرکے دو چار روپے خرچ کروں میں ایسا مناظرہ کرنا پسند نہیں کرتا۔ میں نے توجہ دلائی کہ آپ کا اپنا مطبوعہ اعلان موجود ہے کہ آپ ایسا جلسہ کرکے مقابلہ کے لئے تیار ہیں۔ کیا جو شخص پندرہ سو روپے کا انعام دینے کو تیار ہے وہ دو چار روپے جلسہ پر خرچ نہیں کر سکتا؟

غرض ان صاحب سے دو گھنٹہ تک بڑی پر لطف گفتگو رہی۔ آخر جان چھڑانے کے لئے کہنے لگے کہ میری نماز کا وقت آگیا ہے۔ میں

الغیاث الغیاث

عالم اسلام! اگر تو تین کروڑ فرزندان توحید کے نالہ و فریاد کو سن رہا ہے اور اگر تو ان ہزاروں موحدین کے خون کو دیکھ رہا ہے۔ جو اپنی روحانی آزادی کے تحفظ کی خاطر شہید کر دئے گئے ہیں۔ اور اگر تو لیبنے لاکھوں مظلوم بھائیوں کے آلام سے واقف ہے تو کیوں خاموش بیٹھا ہُوا اس کا تماشا دیکھ رہا ہے۔

تجھے معلوم ہونا چاہئے کہ بالشویک جس طرح تمام ادیان کے دشمن ہیں۔ اسی طرح اسلام کے بھی دشمن ہیں۔ پس تو بھی اپنے تین کروڑ برادران اسلام کی روحانی آزادی کی حفاظت کے لئے اپنی تمام طاقت صرف کردے۔ اپنی حکومت کی معرفت اشتراکی مظالم کے خلاف احتجاج کر۔ اپنا دست نصرت ان بھائیوں کی طرف بڑھا جو ہر چہار طرف سے کمیونسٹی فوجوں سے گھرے ہوئے ہیں۔ اور ان کے تمام روابط دوسرے مسلمانوں سے منقطع ہو گئے ہیں۔ تو ان ظالم روسیوں سے کہہ دے کہ یہ تین کروڑ مسلمان اس جنگ مقدس میں تنہا شریک نہیں ہیں۔ بلکہ ان کے ساتھ تیس کروڑ مسلمانان عالم شریک جنگ ہیں۔ ان سے کہہ دے کہ بالشویک انہیں بتوں، روز مسلمانوں کے دشمن نہیں ہیں۔ بلکہ وہ تمام عالم اسلامی کے دشمن ہیں۔

عالم اسلام! مسیحی دنیا نے اپنے پیشوائے اعظم پوپ کی معرفت روس کے مظلوم مسیحیوں کی نصرت کے لئے آواز بلند کی۔ جس کا نتیجہ یہ ہُوا کہ روس کی اشتراکی حکومت مسیحی دنیا سے خائف ہو گئی۔ اور روسی مسیحیوں کے ساتھ جنگ ختم کر دی۔ لیکن مسلمان اور معابد اسلام اب تک اس جنگ میں شدت کے ساتھ مبتلا ہیں۔ اور کوئی ان کی حمایت اور دفاع کے لئے کھڑا نہیں ہُوا جس کی وجہ سے دشمن کو ان کے اوپر بغیر کسی مانع کے ہجوم کرنا ممکن ہو گیا۔ پس وقت آ گیا ہے کہ اے مسلم! تو بھی اپنے فرائض کو پورا کرنے کے لئے کھڑا ہو جائے۔ وہ فرض روس کے تین کروڑ مسلمانوں کی حمایت اور دفاع ہے۔ یاد رکھو کہ تین کروڑ مسلمان نماز قائم کرنے اور عید منانے پر قادر نہیں ہیں۔ ان کے لئے اپنی نمازوں میں دعا کرو اور اپنی حکومت سے مطالبہ کرو۔ کہ ان کی مدد کرے۔ جمعیۃ الاقوام پر زور ڈالو کہ وہ ان کی نصرت کے لئے کھڑی ہو۔ اور ان کے معابد جو ان سے چھین لئے گئے ہیں واپس دلوا دو۔

عالم اسلام! اپنے بھائیوں کی فریاد کو سُن۔ اور ان کی تائید میں عجلت سے کام لے۔ یاد رکھ کہ اگر تو نے غفلت کی تو تو بھی اسی مصیبت میں مبتلا ہونے والا ہے۔ پس ابھی سے بیدار ہو جا۔

ہم روس میں مسلمانوں پر یہ مظالم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ اور منطقہ ایڈل یورال کی جنگ استقلال کے ذمہ دار ہونے کی حیثیت سے یہ تفاصیل پیش کر رہے ہیں۔ اور تمام برادران اسلام سے مدد کے طلبگار ہیں۔

ایڈل یورال   لجنۃ الاستقلال

اخبار احمدیہ

منشی محمد بخش صاحب محرر جوڈیشل وہوا ضلع ڈیرہ غازی خان جو بیمار ہیں احباب سے دعا کے لئے درخواست کرتے ہیں

—— جناب مولانا عبد الحق صاحب ودیارتھی اور مولانا احمد دین صاحب مانگرول تشریف لے گئے ہیں۔ مولانا عبد الحق صاحب کی صحت خراب ہے امید ہے کہ سمندر کے کنارہ (مانگرول) کی آب و ہوا مفید ثابت ہوگی۔

—— مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع و مسٹر بشیر احمد صاحب سابق روشن لال علی پور ضلع مظفر گڈھ انجمن تحفظ اسلام کے سالانہ جلسہ پر گئے ہوئے تھے کامیابی سے واپس تشریف لے آئے ہیں۔ جلسہ کے حالات آئندہ اشاعت میں شائع ہوں گے۔

شاہ سلجوقی اور بڑھیا!

انصاف کا سبق آموز واقعہ

ملک شاہ سلجوقی خاندان سلاجقہ کا ایک نامور اور پُر شکوہ فرمانروا تھا۔ اس کے عہد میں سلطنت کو وہ وسعت حاصل ہوئی اور بڑے بڑے تاجداروں کے سر اس کے آگے خم ہوئے۔

رومیوں کو اس نے پیہم شکستیں دیں۔ اور اس طرح کمزور کر دیا کہ وہ مدت تک سر اٹھانے اور کوئی سرکشی کے قابل نہیں رہے۔ علم و فضل اور حقائق و معارف کے اعتبار سے بھی اس کا دربار اس عہد میں اپنا ثانی نہ رکھتا تھا۔ ہر علم و فن کے ماہر و مبصر دور دراز سے آ کر اس کے دربار میں مجتمع ہو گئے تھے۔ فلکیات و نجوم پر بھی خوب داد تحقیق دی جاتی تھی۔ غرض فرمانروا ہر لحاظ اور ہر اعتبار سے دنیا کے مشہور جلیل القدر اور عظیم الشان فرمانرواؤں میں شمار کیا جاتا ہے۔ اور اس کے کارنامے آج تک زبان زد خلائق ہیں۔

اس شکوہ و شان اور عظمت و اقتدار کا سرمایہ دار ہونے کے باوجود اس میں ایک خاص جوہر یہ تھا کہ نشۂ حکومت نے اسے سرشار نہ بنا دیا تھا۔ اور انتہائی بلندیوں پر پہنچ کر اسے اپنے انسانی عجز و انکسار کا خیال ہمہ وقت رہتا تھا۔ اس کی پوری زندگی پوری عظمت و جلال، اور فرمانروایانہ شان و اہتمام کے ساتھ خداترسی، خالق پرستی، غربا پروری، نصفت پژوہی اور رعایا نوازی کا ایک جیتا جاگتا مرقع ہے۔ یہی وجہ تھی کہ اس کا آفتاب اقبال مدت تک خط استوا پر چمکتا رہا۔ اور ملک میں دودھ اور شہد کی نہریں بہتی رہیں۔ اور در و دیوار سے علم و فضل کی آوازیں بلند ہوتی رہیں۔ اور رعایا کا ہر فرد اور ہر مرد و زن اس کا جان نثار اور سودائی بنا رہا۔

ایک دفعہ یہی خدا دوست اور رعایا نواز فرمانروا دارالحکومت سے سیر و شکار سے نکلا۔ تمام لاؤ لشکر ساتھ۔ خدم و حشم جلوس میں تھے۔ آخر ایک سرسبز و شاداب وادی میں ملک شاہ نے فروکش ہونے اور خیمے لگانے کا ارادہ ظاہر کیا۔ ساعتوں میں جنگل میں منگل ہو گیا۔ اور اس ویرانے میں دور دراز تک آبادیاں اور خیمہ و خرگاہ کی قطاریں نظر آنے لگیں۔ ایک روز ملک شاہ کے چند لشکر والوں نے لب دریا ایک فربہ اور موٹی تازی گائے پھرتی دیکھی۔ اور انہوں نے اپنے زعم اقتدار میں اسے پکڑ کر ذبح کیا اور کباب بنا کر خوب مزے سے کھائے۔ یہ تو گائے ذبح کر کے اور کباب کھانے سے فارغ ہو گئے۔ اس کی مالک ضعیف العمر اور کہن سال بڑھیا کے بھی کئی بچے تھے۔ غریب کے نان و نمک کا کوئی سہارا نہ تھا۔ کھانے اور کھلانے والے مر چکے تھے۔ لے دے کر اسی گائے کے دودھ پر اس کا اور اس کے بچوں کا گذارا تھا۔ گائے بڑھیا کے رکھ رکھاؤ اور نگہداشت سے اس درجہ مانوس ہو گئی تھی کہ وادی سے چر کر خود ہی گھر آ جاتی تھی۔ جب شام ہونے لگی اور گائے واپس نہ آئی تو بڑھیا کو قدرتاً تشویش ہوئی کچھ دیر اور انتظار کیا۔ اس کے بعد دیہاتیوں سے معلوم ہُوا کہ اس وادی میں قریب ہی اس ملک کا مقتدر رہنما ملک شاہ سلجوقی قیام پذیر ہے اور ایک بڑا لشکر بھی اس کے ساتھ ہے۔ اس لشکر کے چند جوان گائے پکڑ کر لے گئے اور اس کے گوشت کے کباب بنا کر کھا گئے انہیں اتنی جرأت نہ ہوئی کہ لشکر والوں سے کچھ کہتے یا ان کے کام میں مداخلت کرتے۔ اتنا سننا اور معلوم ہونا تھا کہ بوڑھیا کی نگاہوں میں دنیا تاریک ہو گئی بچوں کے رزق کا سہارا بھی جاتا رہا۔ غصہ سے پیچ و تاب کھا رہی تھی اور کچھ نہ کر سکتی تھی۔ آخر اٹھی اور لشکر میں پہنچی اور معلوم کیا کہ ملک شاہ کا لشکر کب روانہ ہوگا۔ اور اس کی سواری کس راہ سے گذرے گی سب کچھ پوچھ کر واپس آ گئی اور دوسرے دن اس پُل پر جا بیٹھی جس طرف سے ملک شاہ کی سواری گذرنے والی تھی۔ جس وقت ملک شاہ گھوڑے پر سوار پل پر پہنچا۔ بڑھیا نے جھپٹ کر ملک شاہ کے گھوڑے کی لگام پکڑ لی اور اپنا تمام حیات سے کڑک کر کہا۔ "ملک شاہ میرا انصاف اس پُل پر کرے گا۔ یا پل صراط پر۔"

پلصراط کا نام سنتے ہی ملک شاہ کے جسم پر لرزہ طاری ہو گیا۔ معاً گھوڑے سے اُتر پڑا۔ اور آبدیدہ ہو کر کہا۔ پلصراط کی مجھ میں طاقت نہیں۔ اسی پُل پر تیرا انصاف کروں گا۔ بول اور بتا کہ تجھ پر کس نے ظلم کیا کس نے ستایا۔ اور کیا افتاد پڑی۔

بڑھیا نے سارا ماجرا سنا کر کہا۔ اگر تیری حکومت میں اس طرح کے [illegible]

"اور تو خدائے ذوالجلال کے سامنے کیا منہ لے کر جائے گا۔ اگر تو رعیت اور افراد رعیت کی تکالیف اور مصائب کا خیال نہیں رکھ سکتا تو اتنی وسیع اور عظیم الشان سلطنت کا بار کیوں اپنے دوش پر لے رکھا ہے ملک شاہ نے جواب دیا۔ مائی! سچ کہتی ہو۔ میں ابھی معاملہ فیصل کرتا ہوں ملک شاہ نے اسی جگہ پل ہی پر کھڑے کھڑے احکام نافذ کئے۔ ملزموں کو تلاش کرا کر ان کو کوڑے لگوائے۔ اور بڑھیا کو ایک گائے کے عوض ایک ہزار گائیں عطا کیں۔ اور اس کے بعد جب تک بڑھیا سے قصور معاف کرا کر نہیں سجدہ شکر ادا نہ کر لیا۔ اس وقت تک پُل پر سے روانہ نہ ہُوا۔

کشمیری زبان میں مسائل کی ایک نہایت مفید کتاب

کشمیر میں مولانا قاری نور الدین صاحب ہمارے سلسلہ کے ایک جید عالم ہیں۔ کہ جنہوں نے اردو اور کشمیری زبان میں متعدد کتب تصنیف کی ہیں۔ ان کی ایک کتاب کاشر مسئلہ پر علمائے کشمیر نے نہایت عمدہ ریویو کئے ہیں۔ کہ جن کو ہم ذیل میں درج کرتے ہیں۔ اور علم دوست احباب سے سفارش کرتے ہیں کہ وہ اس کتاب کو ضرور خرید کریں۔ اور مستفید ہوں۔ (ایڈیٹر)

(۱) عربی تقریظ و ریویو بر کاشر مسئلہ کتاب از شیخ الاسلام حضرت مولانا مولوی شریف الدین صاحب مفتی اعظم کشمیر و ملحقاتہا۔

"امعنت نظری فی مضامین ھذا الکتاب الذی اتی بہ ذو الرشد و التمکین اعزی مولوی نور الدین القاری۔ فرایتھا علی الحق والصواب۔ ولیس امرٌ ما یخالف بمنھجنا السوی الحنفیۃ۔ وما انما کلہ یوفق مصرحات الائمۃ واولی الالباب۔ فعلی کافۃ المسلمین ان یقدموا الی نشرہ و اشاعتہ و شرائہ لیعم النفع۔ ویتلقوا لمؤلفہ بالتشکر والترحیب"۔

دستخط

مولوی شریف الدین عفی عنہ
مفتی الاعظم لبلدۃ کشمیر و ملحقاتہا۔

عبارت صدر کا اردو ترجمہ۔ از محترم مولوی محمد رشید الدین صاحب مفتی "مولوی فاضل"۔ فرزند مولانا الموصوف۔ میں نے اس کتاب (کاشر مسئلہ کتاب) مصنفہ صاحب رشد و تمکین عزیزی مولوی نور الدین القاری کے مضامین کو نظر امعان دیکھا۔ معلوم ہُوا کہ یہ صدق و صواب سے پُر ہے۔ یہ مضامین ہمارے منہج حنفیہ کے خلاف نہیں۔ بلکہ اس کے جملہ مسائل ائمہ دین و فقہاء اسلام کے استنباط و اجتہاد کے مطابق و موافق ہیں۔ پس تمام مسلمانوں پر لازم ہے۔ کہ وہ اس کے نشر و اشاعت اور اس کی خریداری میں پیشقدمی کریں۔ تاکہ اس کا فائدہ عام ہو۔ اور اس کے مؤلف کو شکر و مرحبا سے خیر مقدم کریں"۔

المترجم۔ مفتی محمد رشید الدین عفی عنہ "مولوی فاضل"

(۲) ایضاً تقریظ از علامۂ دہر۔ جناب مولانا مولوی محمد عبد اللہ صاحب وکیل عدالت عالیہ سری نگر۔

"میں نے جناب مولوی قاری نور الدین صاحب کی کاشر مسئلہ کتاب کو دیکھا۔ یہ کتاب کشمیری زبان میں عام مسلمانان کشمیر کے فائدہ کے لئے نہایت محنت و جانفشانی سے تصنیف ہوئی ہے۔ اور ضروری اور صحیح مسائل دینیہ پر حاوی ہے۔ فاضل مصنف پہلا شخص ہے۔ جس نے تفسیر قرآن کریم کے علاوہ بہت سی علمی کتابیں کشمیری زبان میں شائع فرما کر نہ صرف اسلام بلکہ ملک اور قوم اور زبان کی مخلصانہ خدمت کی ہے۔ اور دقیق سے دقیق مباحث علمیہ کو سلیس کشمیری زبان میں عام فہم کر دیا ہے۔ حیرت انگیز کامیابی تو یہ ہے کہ اعلم علمائے کشمیر فاضل جلیل حضرت مولانا شریف الدین صاحب مفتی اعظم کشمیر کو بھی قاری صاحب کے کمالات کا اعتراف ہے۔ اور آپ نے اس کتاب پر عالمانہ ریویو لکھ کر سفارش فرمائی ہے۔ میرا بھی یہی خیال ہے۔ کہ یہ کتاب تمام کشمیری مسلمانوں کے لئے مفید اور ضروری ہے۔ اس لئے ہر ایک مسلم پر واجب ہے کہ اس کتاب کی خریداری میں حصہ لے کر مصنف کی حوصلہ افزائی فرمایئے۔

نوٹ:۔ اس تذکرۃ الصدر کتاب میں عبادات و معاملات کے تمام ضروری مسائل کو کتب معتبرہ حنفیہ مثل شامی۔ درمختار۔ بحر الرائق۔ مراقی الفلاح۔ جامع الرموز۔ عالمگیری۔ مضمرات۔ قاضی خان۔ شرح وقایہ اور ہدایہ فقہ وغیرہ سے نقل جمع کر کے جمیع مسلمانان کشمیر کے فائدہ کے لئے بزبان کشمیری جمع کر دیا گیا ہے۔ کل صفحات ۱۷۶ ہیں۔ تختی کلاں ہے۔ قیمت باوجود ان تمام خوبیوں کے صرف عہ/۸ معہ محصول ڈاک ہے۔ مصنف سے اس پتہ پر مل سکتی ہے۔ پتہ:۔ مولوی نور الدین قاری۔ محلہ وازہ پورہ۔ سری نگر کشمیر۔

جہلم میں ختمِ قرآن

شہنشاہِ حقیقی کے آستانہ پر ایک حقیرانہ نذرانہ

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ

از قلم حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن

قرآن کا معجزہ

قلم اور زبان میں طاقت نہیں جو اُس قادرِ مطلق کے حمد اور شکریہ کو ادا کر سکے ۱۹۲۶ء کے آغاز میں جہلم میں جو درس قرآن میں نے شروع کیا تھا وہ آخر کار ۲۳ جون ۱۹۳۰ء کو ختم قرآن کی صورت میں انجام پذیر ہوا۔ درمیان میں میں کچھ عرصہ رخصتوں پر بھی رہا۔ رمضان میں بھی لوگوں کو تکلیف مالا یطاق کے خیال سے درس موقوف رہتا تھا۔ لیکن اللہ تعالےٰ نے محض اپنی غریب نوازی سے درس قرآن کریم کے دَور کو تکمیل تک پہنچایا۔ جہلم کی لاہوری احمدی جماعت کی مسجد میں بعد نماز مغرب درس ہُوا کرتا تھا۔ اور اکثر احباب جماعت شامل ہوتے رہے۔ بعض غیر از جماعت لوگ بھی بہت دلچسپی کا اظہار کرتے رہے۔ اور ان میں سے کئی ایک اصحاب بالالتزام شامل ہوتے رہے۔ لوگوں نے مخالفت بھی کی۔ لیکن قرآن کریم کے حُسن کی کشش کا یہ حال تھا۔ کہ جو ایک دفعہ قلبِ سلیم لے کر آتا تھا۔ پھر اُس کا دل کم سے کم قرآن کی عظمت کے سامنے تو ضرور جھک جاتا تھا۔ یہ قرآن کا اپنا معجزہ تھا۔

حضرت فاروقؓ کی تقلید

میری تبدیلی جب جہلم سے لدھیانہ ہوئی تو ابھی پارۂ عم کا آخری پاؤ باقی تھا۔ مگر تین مرتبہ مجھے جہلم شہادت کے لئے جانا پڑا۔ جن موقعوں سے پورا فائدہ اُٹھایا گیا۔ اور آخر کار ۲۳ جون کو قرآن کریم ختم ہو گیا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ قرآن کو بہت غور اور تدبر سے پڑھنا شروع کیا۔ جب سورہ بقرہ ختم ہوئی تو آپ نے اس خوشی میں کئی اُونٹ ذبح کئے۔ ہم لوگوں نے بھی حضرت فاروق کی تقلید میں ختم قرآن کے موقع پر ایک دعوتِ طعام دی۔ جس میں جماعت کے سب لوگ اور غیر از جماعت لوگ بھی جو سلسلہ سے دلچسپی رکھتے ہیں مدعو کئے گئے گیس کی روشنی کا بھی مسجد کے کوٹھے پر انتظام کیا گیا۔ وہیں درس ہُوا اور وہیں کھانا کھایا گیا۔ دعوت کل جماعت کے چندہ سے تھی۔ اور انتظام ٹیلر ماسٹر خدا بخش صاحب کے سپرد تھا جنہوں نے نہایت تندہی سے کام کیا اور بڑی محنت اور جانفشانی سے کام کیا۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔ نماز مغرب کے بعد مجمع کافی تھا۔ قرآن کریم کے ختم ہونے کے بعد دعا کی گئی۔ اور سجدہ شکرانہ ادا کیا۔

انگریزی ترجمۃ القرآن کی مفت اشاعت

علاوہ ازیں میں نے یہ بھی تحریک کی کہ جس کا دل ختم قرآن کی وجہ سے شکر سے لبریز ہے وہ جناب الٰہی میں اپنے اس شکریہ کا عملی اظہار یوں کرے کہ ایک جلد قرآن کریم انگریزی کی اپنی طرف سے بلا دغربیہ میں مفت تقسیم کر لے تاکہ یہ شکر زبان سے گذر کر عمل تک پہنچے۔ اور چونکہ اس معاملہ میں سب سے بڑھ کر احسان جناب الٰہی کا مجھ عاجز پر ہے کہ قرآن سنانے کی توفیق عطا فرمائی اس لئے سب سے پہلے میں اپنی طرف سے ایک جلد قرآن کریم انگریزی کی مفت تقسیم کرنے کا اعلان کرتا ہوں۔ اس اعلان کے بعد میاں غلام حسین صاحب والد ماجد بابو عبدالرحمٰن صاحب ہیڈ کلرک سول سرجن جہلم نے ایک قرآن کریم کے مفت تقسیم کا اعلان کیا۔

اس کے بعد میاں شمس الدین صاحب ڈرائیور افریقہ نے ایک قرآن کریم کے مفت تقسیم کا اعلان کیا۔ اس کے بعد حکیم محمد نواز صاحب نے فرمایا کہ ایک قرآن کریم ان کی طرف سے مفت تقسیم کیا جائے۔ اور وہ قیمت بہ اقساط ادا کر دیں گے۔

ممکن تھا کہ کچھ سننے سے۔ اور بھی ایسے کئی اعلان ہو جاتے لیکن میں نے مناسب نہ سمجھا۔ کیونکہ میں دیکھنا چاہتا تھا۔ کہ کس کس کا دل اس نعمت کے شکر سے اسقدر لبریز ہے کہ خود بخود چھلکتا ہے۔

ثواب کا وعظ کر کے چندہ لینا کچھ اور بات ہے اور قرآن کریم جیسی عظیم الشان کتاب کے ختم ہونے کی نعمت پر دل کا حمد اور شکر الٰہی سے لبریز ہو کر اپنی خوشی سے کوئی فعل کرنا اپنی شان الگ رکھتا ہے۔

ہم اپنے پیارے اور محبت سے دوستوں کی مہانیوں اور آم اور بجیوں کے نقل میں کئی روپے خرچ کر دیتے ہیں۔ تو قرآن کریم تو ایک ایسی نعمت ہے جس کے ہم پلہ تو کیا عشر عشیر بھی کوئی اور نعمت نہیں ہو سکتی۔ اس کی محبت اور تعظیم کے امتحان کا ایک وقت تھا۔ جو قسمت سے ہاتھ آتا ہے۔ لوگ سینکڑوں روپے کمائیں گے اور خرچ کریں گے۔ نہ صرف خرچ کرینگے بلکہ ضائع بھی کریں گے لیکن ایسے موزوں موقعے بہت کم آئیں گے جب قرآن کریم پر سے چند روپے نچھاور کرنا اُس کی محبت اور تعظیم کے شایانِ شان اور ضروری نظر آویں۔ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔ جو اپنے نفس کے بخل سے بچ گیا وہی فلاح پا گیا۔

شکریہ اور دُعا

بہرحال میں اپنے ان تمام دوستوں کا مشکور ہوں جو قرآن کریم کے درس میں شامل ہوتے رہے اور اس میں دلچسپی کا اظہار فرماتے رہے۔ اور ان تمام دوستوں کی تکلیف کا شکریہ ادا کرتا ہوں جو ختم قرآن کے دن درس میں موجود تھے۔ اللہ تعالےٰ ان سب کو قرآن کی محبت اور اس پر عمل کی توفیق عنایت فرمائے۔ ایسے لوگوں کا وجود غنیمت ہے جو قرآن کریم سننے کے لئے اپنی زندگی کے چند لمحے دے سکیں ورنہ آج جو کچھ مذہب کی طرف سے غفلت اور بے پروائی ہے وہ محتاج بیان نہیں۔ اور قرآن کریم سے مہجوری تو قریباً قریباً عالم و جاہل سب ہی کے حصہ میں ہے۔ حضرت مجدد مسیح موعود علیہ السلام نے کیا خوب نقشہ کھینچا ہے۔ فرماتے ہیں :- ؎

دردا کہ حسنِ صورتِ فرقاں عیاں نماند
آں خود عیاں مگر اثرِ عارفاں نماند

بینم کہ سر یکے بہ غمِ نفس مبتلا است
کس را غمِ اشاعتِ فرقاں بجاں نماند

جانم کباب شد زغمِ ایں کتابِ پاک
چنداں بسوختم کہ خود امیدِ جاں نماند

صد بار رقص ہا کنم از خرمی مگر
بینم کہ حُسنِ دلکشِ فرقاں نہاں نماند

یا رب چہ بہرِ من غمِ فرقاں مقدر است
یا خود دریں زمانہ کسے رازداں نماند

اے خواجہ پنج روز بُود لطفِ زندگی
کس از پئے مُدام دریں خاکداں نماند

امروز گر دل از پئے قرآں نسوزدت
عذرے دگر ترا بجناب یگاں نماند

اے بے خبر بخدمتِ قرآں کمر بہ بند
زاں پیشتر کہ بانگ برآید فلاں نماند

سُلطانِ مراکش

سپین کے نام سے طبعی طور پر ایک مسلمان کے دل پر ایک قسم کا رعشہ شروع ہو جاتا ہے۔ اس لئے کہ سپین مسلمانوں کی اس دنیا پر ارضی جنت تھی سپین میں مسلمانوں کے تمدن و تہذیب کا نقارہ بجا اور خاموش ہو گیا ہسپین کے کھنڈرات آج بھی اس پرانے مٹے ہوئے تمدن کی جھلک ہر ایک سیاح کو دکھانے کے لئے تیار رہتے ہیں جو اسپین میں جائے اسپین کے آخری حصہ میں گذشتہ سالوں میں جو خطرناک خون کی ندی دوبارہ بہی اس کا ذکر بھی جسم انسانی کے لئے ایک کپکپا دینے والا ذکر ہے۔

اس حصے میں سلطان مراکش کی طرف سے اس کا ایک نائب بطور بادشاہ کے رہتا ہے جس کو داخلی معاملات میں آزادی ہے

اصل بات تو یہ ہے کہ نہ تو سلطان مراکش ہی پورے طور سے آزاد ہیں اور نہ ان کے نائب۔ مگر اس گذشتہ عظمت کی یاد کے لئے یہ آثار اور وجود بھی مسلمانوں کے لئے غنیمت ہیں۔ مراکش میں یہ قاعدہ چلا آتا ہے کہ لوگ بادشاہ کی بیعت کرتے ہیں۔ اس لئے اسے خلیفہ بھی کہتے ہیں۔ موجودہ بادشاہ ابھی نوعمری ہیں آپ کو تخت نشین ہوئے ابھی ایک دو سال ہی گذرے ہیں۔ آپ کا پورا نام سمو الخلیفۃ المعظم مولانا الحسن ابن المرحوم مولانا رحمٰن بن اسمٰعیل بن محمد ملک المغرب ہے۔ ذاتی طور پر جو خوبیاں مغرب کے مسلمان امراء میں پائی جاتی ہیں وہ آپ میں موجود ہیں۔ نیک دل اور منکسر المزاج واقع ہوئے ہیں۔

مراکش اور سپین کے مسلمانوں میں یہ ایک عجیب و غریب بات چلی آتی ہے کہ باوجود یورپ میں رہنے کے انہوں نے اپنی قومی عادات کو ترک نہیں کیا اور لباس و عادات وغیرہ میں بالکل اس طرح سے آج تک رہے کہ گویا یورپ کے تمدن نے ایک ذرہ بھی اثر نہیں کیا۔ جدید فیشن اور تمدن کا اثر دراصل امراء ہی کے طبقے پر سب سے پہلے ہوتا ہے۔ مگر ہمیشہ سے مراکش اور اور مغرب کے ملوک اپنے قدیم لباس میں ملبوس نظر آتے رہے۔ میں نے ایسی تصاویر دیکھی ہیں کہ فرانس اور سپین کے بڑے بڑے با اثر حکام امراء مراکش کے محلات میں گئے تو ان کے قدیم عوائد کے ماتحت ان کو ترکی طرز کے مشرقی فرش پر بیٹھا ہُوا پایا۔ جو ان کے لئے بہت ہی مشکل تھا۔ جس قدر اس وقت سلاطین ہوتے چلے آئے ہیں وہ اسی پرانے طریق کے مطابق اپنا وطنی لباس پہنتے ہیں۔ بلکہ پیرس میں جا کر بڑی عظیم الشان دعوتوں میں شرکت کرتے ہیں اور اسی لباس کو پہنے رہتے ہیں۔ یہ سبق اپنے قومی اور ملکی لباسوں کو ترک کرنے والوں کے لئے مفید سبق ہے۔

(اسلامی دنیا قاہرہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغامِ صلح

جلد ۱۸ | ۷ ربیع الاول سنہ ۱۳۴۹ھ | نمبر ۵۱

عید المیلاد النبیؐ

اللھم صلّ علیٰ محمدٍ وعلیٰ آلِ محمدٍ کما صلیت علیٰ ابراھیم وعلیٰ آلِ ابراھیم اللھم بارک علیٰ محمدٍ وعلیٰ آلِ محمدٍ کما بارکت علیٰ ابراھیم وعلیٰ آلِ ابراھیم انک حمیدٌ مجید۔

از محمد انعام الحق

یہ نمبر اکثر قارئین کرام کو اس وقت ملے گا۔ جب وہ عید المیلاد النبیؐ کی تیاریوں میں مصروف ہوں گے۔ تمام عالمِ اسلامی میں فرزندانِ توحید مختلف طریق پر اس مبارک تقریب کو مناتے ہیں۔ اسلامی ممالک میں اس روز نہایت جوش و مسرت کا اظہار کیا جاتا ہے۔ جلوس نکلتے ہیں۔ دوکانوں اور بازاروں کی آرائش کی جاتی ہے۔ چراغاں ہوتا ہے۔ ہندوستان کے بعض حصوں میں بھی خاص اہتمام کیا جاتا ہے۔ ویسے تو ہر ایک شہر و قریہ میں جہاں مسلمانوں کی تھوڑی بہت آبادی ہو کچھ نہ کچھ ضرور ہوتا ہے۔ اپنے رسول صلعم اور انسانیت واخلاق کے پاسبانِ اعظم کے یومِ ولادت پر مسلمان جس قدر بھی خوشی کا اظہار کریں کم ہے۔ اس روز ان کا جوشِ مسرت قدرتی ہے۔ بے شک اس تقریب کو زیادہ سے زیادہ شاندار طریق پر منانا چاہئے۔ مگر اس کے ساتھ ہی ہم یہ عرض کریں گے کہ اس کے اصل مقصد کو بھی ہر وقت پیشِ نظر رکھنا چاہئے۔

کسی شخص کی یادگار منانے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ قوم میں اس کی پیروی کا جذبہ پیدا ہو۔ اس کے کارنامے پیش کئے جائیں۔ تاکہ لوگوں کی عملی قوت ترقی کرے۔ اس کے حالاتِ زندگی بیان کئے جائیں۔ تاکہ مخالف طاقتوں کے غلط پروپیگنڈا کا سدباب ہو سکے۔ اور سب سے زیادہ یہ کہ اس کے مشن کی تکمیل کے ذرائع پر غور و خوض کر کے ان کو عملی صورت دی جائے۔ ہر ایک زندہ قوم کے سامنے اپنے پیشواؤں کی یادگار منانے کے قریب قریب یہی مقاصد ہوتے ہیں۔ اور اس کے افراد اس قسم کی تقریبات سے پورا پورا فائدہ حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اب ذرا ہمیں گہری نظر اور ٹھنڈے دل سے غور کرنا چاہئے کہ مسلمان بھی عید المیلاد النبیؐ کی تقریب سے یہ فائدہ حاصل کرتے ہیں؟ افسوس کا جواب نفی میں ہے۔

اس روز حُبِ رسولؐ کے جو مظاہرے ہوتے ہیں وہ بہت ہی قابلِ قدر ہیں۔ لیکن ہمیں اس سے بھی انکار نہ کرنا چاہئے کہ قوم کا غالب حصہ اس تقریب کو محض ایک رسم یا تہوار کے طور پر مناتا ہے۔ اس کے اصل مقصد کو وہ بالکل فراموش کئے ہوئے ہے۔ جس طرح عیدین پر اکثر مسلمان اظہارِ مسرت کے نامناسب طریق اختیار کرتے ہیں اور اسراف کے گناہ کے مرتکب ہوتے ہیں۔ بالکل اسی طرح عید المیلاد پر کیا جاتا ہے۔ اس طرح یہ مبارک تقریب دیگر اسلامی تہواروں کی طرح ہمیں، من حیث القوم کوئی فائدہ نہیں پہنچاتی۔

ہم ایک نہایت ہی خطرناک دَور سے گذر رہے ہیں۔ آجکل اسلام اور مسلمانوں پر چاروں طرف سے حملے جاری ہیں۔ خود مسلمانوں کے اندر بھی بہت سی تکفیر نواز جماعتیں پیدا ہو گئی ہیں ... [illegible]

قابلِ نفرت طریق کار اور فضول اعتقادات کی وجہ سے ایک زبردست فتنہ ثابت ہو رہی ہیں۔ ایسے زمانہ میں ہمارا عید المیلاد النبیؐ محفلیں منعقد کر کے نعت خوانی کر لینا کافی نہیں ہو سکتا۔ اور باتوں سے قطع نظر کر کے آپ ان حملوں کی طرف دیکھئے جو حضرت نبی کریم صلعم کی ذاتِ مبارک پر مختلف طریق سے کئے جا رہے ہیں۔ عیسائی اور آریہ ایک عرصۂ دراز سے اس ذاتِ اقدسؐ کے متعلق بالکل غلط اور لایعنی کتابیں شائع کر رہے ہیں۔ آریوں نے ہندوستان اور عیسائیوں نے یورپ و امریکہ میں حضرت نبی کریمؐ کے متعلق نہایت شرمناک غلط فہمیاں پھیلا رکھی ہیں۔ جب تک ان غلط فہمیوں کا ازالہ نہیں ہوتا۔ اسلام اور مسلمانوں کی ترقی کی کوئی امید نہیں رکھی جا سکتی۔ ظاہر ہے کہ یہ کام گھروں کے اندر نعت خوانی سے انجام نہیں دیا جا سکتا اس کے لئے مختلف زبانوں میں مختلف قسم کے لٹریچر اور سیرتِ نبویؐ پر تقریر کرنے والے بے شمار مقررین کی ضرورت ہے۔ یہ کام ایک منظم طریق پر کیا جائے تو بہت کچھ کامیابی ہو سکتی ہے۔ اور تھوڑے ہی عرصہ میں تبلیغِ اسلام کے لئے بہت سی راہیں کھل سکتی ہیں۔ جذبات بڑی چیز سہی۔ لیکن سب کچھ یہی نہیں ہیں۔ جہاں عملی قوت کی ضرورت ہو وہاں صرف جذبات کام نہیں دے سکتے۔ ہمیں کم از کم اپنی ہمت سے غلط فہمیوں اور غلط بیانیوں کے اس سلسلہ کو تو ضرور بند کر دینا چاہئے۔ جو دنیا کے سب سے زیادہ پاکیزہ انسان اور اسلام کی بدنامی کا باعث ہو رہا ہے۔ ۱۹۲۸ء میں خاکسار راقم الحروف نے عرض کیا تھا کہ اگر ہم ہر سال عید المیلاد النبیؐ کی مبارک تقریب پر کسی اجنبی زبان میں سیرتِ نبوی پر کوئی کتاب شائع کریں اور تیسرے چوتھے سال کسی زبان میں ترجمہ قرآن کا انتظام کر لیا کریں تو یہ ایک مفید عملی کام ہوگا۔ نعت خوانی کی مجلسیں اور جلسے ہمیں کوئی خاطر خواہ فائدہ نہیں پہنچا سکتے۔ یہ سب کچھ خوابیدہ قوم کو جگانے کی تدبیر ہے۔ عملی کام یہی ہے جو ایک تجویز کی صورت میں میں نے آپ کے سامنے پیش کیا ہے۔ اگر ایک سویا ہوا آدمی بیدار ہو کر کوئی کام نہ کرے بلکہ بستر پر پڑا ہوا ہی آنکھیں ملتا اور انگڑائیاں لیتا ہے تو کسی صورت میں قابلِ تعریف نہیں ہو سکتا۔ صرف ہمارے جلسے اس سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتے۔" اس وقت میں پھر انہیں الفاظ کا اعادہ کرنا چاہتا ہوں۔

آج کل لٹریچر کا زمانہ ہے۔ اگر ہم سیرتِ نبویؐ اور اسلام کے متعلق حسبِ ضرورت لٹریچر فراہم کرنے اور اس کو پھیلانے کی کوشش نہیں کرتے تو پھر ہمارا عید المیلاد النبیؐ کی تقریب پر اظہارِ مسرت کسی طرح بھی لائقِ تحسین نہیں ہو سکتا ہے۔ کیا فرزندان و دختران اسلام سے توقع کی جا سکتی ہے کہ اس سال وہ اپنے اصلی کام کی طرف متوجہ ہوں گے؟

بیرونی حملوں کے علاوہ ایک اندرونی فتنہ بھی ہماری خاص توجہ کے قابل ہے۔ وہ جماعتِ قادیاں کا عقیدہ اجرائے نبوت ہے۔ جس طرح ہمیں غیروں کے پروپیگنڈے اور سرگرمیوں کا سدباب لازم ہے۔ اسی طرح اس مارِ آستین کے زہر کے لئے تریاق کا بہم پہنچانا ہمارا فرض ہونا چاہئے۔

آئندہ مردم شماری

"تازہ اطلاع ہے کہ حکومتِ ہند نے صوبجاتی حکومتوں کو ہدایت کر دی ہے کہ ہندوستان کی مردم شماری ۲۶ فروری ۱۹۳۱ء کو کی جائے۔ اس میں کچھ شک نہیں ہے کہ مردم شماری حکومت کرے گی۔ لیکن اس موقعہ پر مسلمانوں کے کچھ فرائض ہیں۔ برادرانِ وطن کا ایک با اثر طبقہ ایسا ہے۔ جو ہر مردم شماری پر کوشش کرتا ہے کہ مسلمانوں اور اردو زبان بولنے والوں کی تعداد کم سے کم ظاہر کی جائے۔ اس دفعہ ہندو سبھا۔ اور ہندی سبھائیں اس سلسلہ میں خاص طور پر کوشش کر رہی ہیں۔ ایک تو محکمہ مردم شماری کے ہندو کارکنوں کے ذریعے یہ کام انجام دیا جائے گا۔ دوسرے وہ ہندو رسم و رواج رکھنے والے مسلمانوں کو ورغلا رہے ہیں۔ اور کوشش کر رہے ہیں کہ وہ اپنے آپ کو مسلمان لکھانے کی بجائے ہندو ظاہر کریں۔

اردو زبان کو نقصان پہنچانے کے لئے انہوں نے یہ طے کیا ہے کہ جہاں تک ممکن ہو ہر ایک ہندو اپنی زبان ہندی بتلائے۔ گذشتہ مردم شماری پر بہت سے ایسے ہندوؤں نے جو ہندی کا ایک حرف بھی نہیں جانتے۔ اپنی زبان ہندی لکھائی تھی۔ اب بھی وہ یقیناً ایسا کریں گے۔ بعض ہندو ریاستوں میں بھی مردم شماری کے موقعہ پر بہت سی افسوسناک حرکتیں کی جاتی ہیں۔

یہ اس قوم کی جدوجہد کا نقشہ ہے۔ جو مسلمانوں سے تعداد میں کئی گنا زیادہ ہے۔ کیا مسلمان جو پہلے ہی اقلیت میں ہیں۔ اپنے آپ کو اس تباہی سے بچانے کے لئے کچھ نہ کریں گے؟

مسلمانوں کو کیا کرنا چاہئے

سوال ہو سکتا ہے کہ مسلمان برادرانِ وطن کی اس افسوسناک یورش سے کس طرح اپنے آپ کو محفوظ رکھ سکتے ہیں۔ مسلمانوں کو ان کی طرح غلط بیانیوں اور فریب کاریوں کی ضرورت نہیں ہے۔ ہمیں صرف اس امر کی کوشش کرنی چاہئے۔ مردم شماری کے کاغذات پر مسلمانوں کی درست تعداد اور ان کے متعلق صحیح صحیح معلومات آ جائیں۔ کوئی آریہ سماجی یا سنگھٹنی سوما کسی مسلمان کو غیر مسلم نہ لکھا سکے۔ اور ہندوستان کی قومی زبان اردو کو بھی نقصان پہنچنے نہ پائے۔

ہندوستان کے بہت سے علاقوں میں ہندو ہندی زبان سے بالکل نابلد ہیں۔ بخلاف اس کے ہندوستان کے قریباً ہر حصہ میں خواندہ مسلمان اردو بول سمجھ اور لکھ سکتے ہیں۔ ہمارے خیال میں یہ عین مناسب ہوگا کہ مسلمان مردم شماری کے وقت اپنی زبان اردو لکھائیں۔ بلکہ ہم انصاف پسند اور محبِ وطن ہندوؤں کو بھی یہی مشورہ دیں گے۔

مذکورہ بالا مقاصد کے لئے ایک زبردست اور منظم کوشش کی ضرورت ہے۔ کیا ہم نوجوانانِ اسلام سے اس سلسلہ میں کوئی توقع رکھ سکتے ہیں؟

کسی قریبی اشاعت میں ہم انشاء اللہ تعالیٰ اس موضوع پر تفصیلی طور پر اظہارِ رائے کریں گے۔

میلاد نمبر تنگیٔ وقت کی وجہ سے جو اصحاب میلاد نمبر کی زاید کاپیوں کے لئے آرڈر نہیں دے سکے ان کی خدمت میں گذارش ہے کہ ابھی عید المیلاد النبیؐ میں چار یوم باقی ہیں وہ حسبِ ضرورت کاپیاں منگا سکتے ہیں۔ ان کے خط کے ملتے ہی تعمیل کی جائے گی۔ قیمت بذریعہ منی آرڈر یا بصورت ٹکٹ ڈاک آرڈر کے ہمراہ آ جانی چاہئے۔

ہوتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے نیک اور متقی شخص کے لئے ان پانچوں باتوں پر ایمان لانا کافی قرار دیا ہے۔ اور اگر اور بھی کوئی عقیدہ ہوتا جس پر ایمان لانا ضروری ہوتا۔ اور اس کے بغیر متقی کو چھوڑ کوئی شخص مومن بھی نہ ہوتا۔ تو ضروری تھا کہ ان کا ذکر بھی یہاں ہوتا۔ کیونکہ اس کے بغیر کوئی شخص مومن بھی نہیں بنتا۔ متقی تو کسی طرح بھی نہیں ہو سکتا۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ نے ایک متقی کے لئے ان پانچوں ایمانوں کو کافی قرار دیا اور کسی اور بات پر ایمان لانا ضروری قرار نہیں دیا۔ تو معلوم ہوا کہ جس کا ایمان اللہ پر ہو یوم آخر پر ہو۔ ملائکہ پر ہو۔ کتاب اللہ پر ہو۔ تو وہ از روئے قرآن کریم اللہ کے نزدیک مومن ہے۔ اور ایک احمدی بھی اللہ پر ایمان رکھتا ہے۔ یوم آخر۔ ملائکہ اور کتاب اللہ پر ایمان رکھتا ہے پس وہ بھی از روئے قرآن کریم مومن ہے۔ اور اس پر کفر کا فتویٰ لگانا قرآن کریم پر حملہ ہے اور جسے اللہ تعالیٰ مومن کہتا ہے اسے کافر کہنا ہے اور یہ قرآن کریم اور اللہ تعالیٰ سے کھلا مقابلہ ہے۔

اسلام کی بنیاد پانچوں باتوں پر ہے

بخاری میں ایک حدیث ہے جو ابن عباس سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

بنی الاسلام علی خمس شهادة ان لا اله الا الله و ان محمد رسول الله و اقام الصلوٰة و ایتاء الزکوٰة و الحج و صوم رمضان	اسلام کی بنا پانچ باتوں پر ہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی شہادت نماز قائم کرنا زکوٰۃ دینا حج اور رمضان

اس حدیث میں ایمانیات اور اعتقادات میں سے صرف لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا ضروری قرار دیا گیا ہے۔ کیونکہ توحید اور رسالت کی شہادت تمام ایمانیات اور اعتقادات کا نچوڑ اور خلاصہ ہے اور جو شخص لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا قائل ہے وہ مسلمان ہے باقی چار اعمال ہیں جن سے ایمان کی تکمیل ہوتی ہے اور ان پانچوں کو یہ مرتبہ دیا ہے کہ اسلام کی عمارت ان پر کھڑی ہے۔ ایک احمدی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا قائل ہے اس کی شہادت دیتا ہے۔ نماز قائم کرتا ہے۔ زکوٰۃ دیتا ہے۔ حج کرتا ہے رمضان کے روزے رکھتا ہے۔ اور اس طرح اسلام جن باتوں پر مبنی ہے وہ ایک احمدی میں پائی جاتی ہیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کے لئے جو باتیں ضروری قرار دی ہیں وہ اس میں پائی جاتی ہیں۔ اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قائم کئے ہوئے معیار اسلام کے مطابق مسلمان ہے پس اس کو کافر کہنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مقابلہ کرنا ہے۔ آپ کے فرمان کی ہتک کرنا ہے۔

امنت باللہ

میں جن باتوں پر ایمان لانا ضروری قرار دیا ہے ان پر بھی ایک احمدی کا ایمان ہے۔ غرض قرآن کریم نے جن باتوں پر ایمان لانا مومن اور مسلمان ہونے کے لئے ضروری قرار دیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جن ایمانیات کو مومن بننے کے لئے ضروری قرار دیا ہے ان تمام پر ایک احمدی پختہ ایمان رکھتا ہے۔ وہ اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک تو مومن اور مسلمان ہے اور اللہ اور رسول کے بعد کسی کو حق نہیں کہ ایمانیات میں کمی بیشی کرے۔

پس معلوم کہ وہ کونسی قطعیات اور ضروریات دینی ہیں جن پر ایمان لانا مولوی کے نزدیک ضروری ہے اور اس پر ایمان لائے بغیر کوئی مومن نہیں ہو سکتا۔ اگر وہ ان اعتقادات اور ایمانیات کے علاوہ ہیں جن کا ذکر قرآن و حدیث میں ہے اور قرآن و حدیث نے اس پر ایمان لانا ایک شخص کے مسلمان ہونے کے لئے ضروری نہیں ٹھہرایا۔ تو ہم کہتے ہیں کہ جب اللہ اور رسول نے ان پر ایمان لانا ضروری قرار نہیں دیا۔ تو اور کون ہے جو اللہ اور رسول کے ساتھ تشریع میں شریک ہے۔ کیا مولویوں کا دعویٰ شریک تشریع ہونے کا ہے؟

ام لهم شرکاء شرعوا لهم من الدین مالم یاذن به الله۔	کیا انہوں نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا ہے؟ جنہوں نے دین کا کوئی ایسا رستہ مقرر کیا ہے جس کی اجازت اللہ نے نہیں دی۔ الشوری ع ۲

اللہ اور رسول کے ساتھ تشریع میں نہ کوئی شریک ہے نہ کسی امتی کے اجتہاد و آراء کو اعتقادات اور ایمانیات کا درجہ دیا جا سکتا ہے۔ اگر اجتہادات پر ہی ایمان لانا ضروری ہے جن پر اللہ اور رسول نے ایمان لانا ضروری نہیں ٹھہرایا تو مجتہد پر بھی اسی طرح ایمان لانا ضروری ہوگا۔ جس طرح رسولوں پر ایمان لانا ضروری ہے لیکن ساری دنیا کے مجتہدین کو بھی اگر اکٹھا کیا جائے تو بھی ان

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام دہلی کا سالانہ جلسہ

۱۴، ۱۵ اور ۱۶ مارچ ۱۹۴۰ء کو خدا کے فضل و کرم سے دہلی میں جماعت احمدیہ کا جلسہ نہایت کامیابی کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔ برادران اسلام نے اپنی شمولیت سے اس جلسہ کی شکل کو قومی میلے کی صورت میں تبدیل کر دیا اور خدا کے فضل و احسان سے ہمارے جلسہ کی کامیابی کے متعلق دہلی کے تمام اخباروں میں کم و بیش تذکرہ موجود ہے۔

حضرت امیر ایدہ اللہ کی تقاریر جو کہ ضروریات زمانہ کے مطابق تھیں یعنی "اتحاد بین المسلمین" اور "دنیا کا آئندہ مذہب" دہلی کی پبلک نے نہایت ذوق و شوق سے سنیں۔ حضور کی تبحر علمی اور حسن بیان کا ہر جگہ تذکرہ ہو رہا ہے۔

حضرت مولانا مولوی صدر الدین صاحب کی تقاریر تعلیمات اسلام بھی پبلک میں بے حد مقبول اور مؤثر ثابت ہوئیں۔ آپ کے دلکش حسن بیان نے دہلی والوں سے منوا لیا ہے کہ فی الواقع سیرت نبوی پر تقریریں آپ ہی کا حصہ ہیں۔ لوگ برملا کر رہے ہیں کہ آخر اس کا سبب کیا ہے۔ کہ جن لوگوں کو مولوی کافر کہ رہے ہیں۔ وہ لوگ تو صدق رسول اور عشق محمدؐ میں ایسے سرشار ہیں کہ دلائل اور براہین سے رسول اللہ کی صداقت پبلک میں پیش کرتے ہیں اور جو غیر مذاہب والے بھی ان دلائل کو سن لیں وہ مسلمان ہو جائیں لیکن مولوی جو اپنے آپ کو مسلمان سمجھتے ہیں وہ اگر ساری عمر بھی مکتبوں میں پڑھتے رہیں تو یہ نکات ان کے وہم میں بھی نہ آسکیں۔ بلکہ ان لوگوں کے وعظ قصہ و کہانیوں کے مجموعے ہوتے ہیں۔ تو کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ ان خادمان اسلام کو کافر کہا جائے چنانچہ مولویوں نے جب اس کامیابی کا نقشہ اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھا تو انہوں نے چند مولوی جن کو دوسرے لفظوں میں عبید الدنیا و عبید الدینار کہنا چاہئے ہمارے جلسہ میں صرف اس غرض سے بھیجے کہ وہ مجمع میں انتشار پیدا کریں۔ خدا کی شان کہ قادیانیوں نے بھی ان کا پورا ساتھ دیا۔ لیکن نتیجہ یہ نکلا کہ مسلمانوں کے جم غفیر نے ان دشمنان اسلام کی زبان بند کر دی۔ اور ہر جگہ ایسے لوگوں کو غدار اسلام کہا جا رہا ہے۔

حضرت مولانا مولوی عبد الحق صاحب فاضل سنسکرت کی عالمانہ تقاریر نے بھی مجمع پر بڑا اچھا اثر ڈالا۔ مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع فاضل سنسکرت نے جب اپنی تقاریر لوگوں کو سنائیں تو پبلک حیران رہ گئی۔ کہ احمدیوں میں جو بھی تقریر کے لئے کھڑا ہوتا ہے۔ وہ اپنے حسن بیان سے لوگوں کو گرویدہ بنا لیتا ہے۔

چند ننگ اسلام مولوی

جب ہماری کامیابی اہل شہر پر اس طرح سے آشکارا ہو گئی تو چند بزدل مولویوں نے پادری احمد مسیح صاحب سے مدد کے لئے ساز باز کی۔ چنانچہ عیسائیوں نے مباحثہ تو اس امر پہ طے کیا کہ دنیا کا عالمگیر مذہب کونسا ہے۔ یعنی اسلام یا عیسائیت۔ مگر بوقت مباحثہ پادری صاحب نے بحث حضرت مرزا صاحب کے دعویٰ نبوت پر شروع کر دی۔ اور ان کے پلیٹ فارم پر چند مولوی ڈاڑھیوں پر ہاتھ پھیرتے ہوئے پادری صاحب کی مدد کے لئے بھی لکھے ہوئے۔ مگر درد دل رکھنے والے مسلمانوں نے مولویوں کی نازیبا حرکت کو بہت بُرا منایا چنانچہ انہوں نے حضرت مولوی عصمت اللہ صاحب مناظر اسلام کو صاف کہ دیا کہ ہم عیسائیوں کے ساتھ عیسائیوں اور اسلام کی مسلمات کی بنا پر گفتگو سننے کے لئے آئے ہیں نہ کہ حضرت مرزا صاحب کے دعویٰ نبوت کے متعلق گفتگو سننے کے لئے اس لئے چند مولویوں کی شہ پر اگر پادری احمد مسیح اصل بحث پر گفتگو نہ کرے گا تو ہم سب کے سب جلسہ گاہ سے چلے جائیں گے اور مسلمانوں نے پادری صاحب کو برملا کہا کہ یہ حرکت آپ کی درست نہیں۔ اور ساتھ ہی مولویوں کو بھی بُرے الفاظ سے خطاب کرتے ہوئے اسلام کی خاطر اپنی روش تبدیل کرنے کے لئے کہا۔ چنانچہ ہزار ہا کے مجمع سے جب یہ ووٹ لیا گیا کہ وہ کس بحث کو پسند کرتے ہیں۔ حضرت صاحب کے دعویٰ نبوت پر یا عالمگیر مذہب پر تو سوائے دو مولویوں کے باقی سارے مجمع نے یک زبان ہو کر کہا کہ ہم اسلام اور عیسائی مذہب کے متعلق گفتگو سنیں گے جس پر پادری احمد مسیح صاحب نے صاف اقرار کر لیا کہ لاہوری احمدی جماعت [illegible] گفتگو نہیں

نہیں کر سکتا۔ اور دو گھنٹہ کے مباحثہ نے مسلمانوں پر ثابت کر دکھایا کہ دنیا کا عالمگیر مذہب صرف اسلام ہی ہے۔ حضرت مولوی عصمت اللہ صاحب باوجودیکہ بخار سے نڈھال تھے اور بوجہ تقریروں کے آپ کا گلا بھی صاف نہ تھا۔ مگر پھر بھی جس خوبی سے اس مجاہد اسلام نے اسلام کی فضیلت کو مجمع پر ثابت کر کے دکھلایا یہ آپ ہی کا حصہ تھا۔ ہزار ہا مجمع سے بار بار جزاک اللہ جزاک اللہ کے نعرے بلند ہوتے تھے۔ اور غیر مذاہب والے اسلامی فضائل کو سن کر دنگ ہو رہے تھے۔

قادیانی مبلغین کی ناکامی

خاکسار کی تقریریں "قادیانی مذہب" پر تھیں۔ قادیانیوں کو ہم نے قرآن کریم اور احادیث صحیحہ کی بنا پر گفتگو کا چیلنج دیا تھا۔ اور باوجود غیرت دلانے والے الفاظ کے پھر بھی قادیانیوں کو جرأت نہ ہوئی کہ دوستانہ رنگ میں تحقیق حق کے لئے ہمارے ساتھ گفتگو کریں۔ قادیانیوں نے ایک پوسٹر شائع کیا کہ وہ قرآن کریم و احادیث صحیحہ کی بنا پر نہیں لیکن حضرت مرزا صاحب کی تحریرات کی بنا پر ہمارے ساتھ گفتگو کے لئے طیار ہیں۔ جس کا جواب ان کو دیا گیا۔ کہ اگر وہ اس بات کو تسلیم کریں کہ قرآن کریم و احادیث کی رو سے تو بے شک ختم نبوت کا ہی ثبوت ملتا ہے لیکن حضرت مرزا صاحب کی تحریرات سے اجرائے نبوت ثابت ہوتی ہے۔ تو ہم بڑی خوشی سے حضرت صاحب کی تحریرات کی بنا پر ان کو مباحثہ کے لئے وقت دینے کو تیار ہیں۔ جس کا جواب قادیانیوں نے کچھ نہ دیا۔

چنانچہ قادیانی بھائیوں پر اتمام حجت کے لئے یہاں دہلی کے اخبارات میں خاکسار نے ایک چیلنج شائع کرا دیا ہے۔ کہ اگر وہ محض حضرت صاحب کی تحریرات کی بنا پر ہم سے گفتگو چاہتے ہیں تو ہم اس بحث کے لئے تیار ہیں۔ کیونکہ یہ چیلنج مباحثہ قادیانیوں کی طرف سے ہے۔ اس لئے وہ جلسہ کا انتظام کریں۔ ہم انشاء اللہ ان کے ساتھ دو دن۔ تین دن یا جتنا عرصہ وہ چاہیں محض حضرت صاحب کی تحریرات کی رو سے مباحثہ کریں گے۔ قادیانی اب اس مباحثہ سے بھی احتراز کرتے ہیں۔

میں اخبار "الامان" اور اخبار "ملت" کا شکریہ ادا کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ ان اسلامی اخباروں نے ہمارے جلسوں کی کامیابی کا نہایت ہی فراخ دلی کے ساتھ اپنے پرچوں میں ذکر کیا ہے۔

خدا کے فضل و کرم سے وہ دن بہت نزدیک ہیں جب دہلی میں ہم خادمان اسلام کی آواز اثر لائے گی اور مسلمانان دہلی سمجھ لیں گے کہ فی الواقعہ لاہوری جماعت احمدیہ ہی اسلام کے پاک اور منور چہرہ کو جہان میں بلند کرنے والی ہے اور یہ مولوی تو سوائے نفسانیت اور نمبرداری قائم رکھنے کے اور کچھ بھی نہیں جانتے۔

خاکسار عبد الحق

نائب سیکرٹری تبلیغ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر خدا کے فضل سے بخیریت ہیں اور خدمت دین میں مصروف۔

— میاں جمال الدین حسن صاحب بہاول نگر سے اپنی مشکلات اور تکالیف کے دفعیہ کے لئے احباب سے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ دعا کی جائے۔

— دہلی سے اخویم عبد الرحمٰن صاحب تحریر فرماتے ہیں:۔

نماز جمعہ کی بابت جو خط حضرت امیر نے روانہ فرمایا تھا۔ اس کے جواب میں ایک کارڈ ارسال خدمت کر چکا ہوں۔ شہر کے تمام احباب کو جناب کے ارشاد کی اطلاع دیدی ہے سب نے نماز جمعہ میں شامل ہونے کا وعدہ کیا ہے۔ چنانچہ اب اگلے جمعہ کی نماز ریڈنگ روم میں پڑھی جائے گی۔ جس میں شہر کے احباب شامل ہوں گے۔ رائے سینا میں پہلے ہی سے جمعہ کی نماز کا انتظام ہے جس میں دفاتر کے ملازمین دوست شامل ہوتے ہیں جناب والا سے دعا کی درخواست ہے کہ ریڈنگ روم میں جو جمعہ کا انتظام کیا ہے اللہ تعالیٰ اُسے جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ میں انشاء اللہ ۲۹ مارچ کو شملے جاؤں گا۔

(خادم عبد الرحمٰن)

مرحلہ پر پہنچ چکی ہے۔ کہ ان روحانی و اخلاقی قوتوں اور طاقتوں کے بغیر نہ کچھ حاصل ہو سکتا ہے اور نہ ہی کوئی قوم کسی اعلیٰ مقام پر پہنچ سکتی ہے۔ مگر کتنی بدنصیبی اس قوم کی ہے جس کو خدا نے اپنے بندہ کے ذریعہ صاف صاف بتلا دیا کہ اگر اسلام کی ترقی چاہتے ہو تو ان اوصاف سے متصف ہو جاؤ۔ مگر وہ قوم یہی سمجھے ہوئے ہے کہ یہ روحانیت روحانیت کا کیا رونا ہے۔ اگر کوئی شے ہے تو مادی طاقت۔ اگر کوئی چیز ہے تو قوت بازو۔ ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم۔

حضرت مسیح موعودؑ نے بانگ دہل کہا کہ یہ زمانہ اشاعت کا زمانہ ہے جس چیز کی اشاعت نہ ہوگی۔ خواہ وہ کتنی اچھی ہو۔ لوگوں کے ذہن اس طرف منتقل نہ ہوں گے۔ کیونکہ دوسری طرف ہر ایک تاریکی اور برائی کے طریقوں کی اشاعت بڑے زور سے ہو رہی ہے۔ مگر ہم نے اس کو جھٹلایا۔ جب حضرت مسیح موعود نے کہا۔ ؎

صفِ دشمن کو کیا ہم نے بحجت پامال
سیف کا کام قلم سے ہے دکھایا ہم نے

تو ہم نے اس پر ہنسی اور استہزا کیا۔ تلوار کا مقابلہ قلم سے؟ یہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ لیکن آج ہم اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں کہ پولیٹکل حقوق بھی تب ہی لئے جا سکتے ہیں جب پروپیگنڈا ہو جس قدر ملک میں پروپیگنڈا زبردست ہوگا جس قدر کسی تحریک کے حامی زیادہ ہوں گے اتنا ہی اس میں قوت زیادہ ہوگی۔ حضرت مرزا صاحب نے صرف اسی قدر جرم کیا کہ جو اصول لوگ اور مقصد کے حصول کے لئے اس زمانہ میں کارآمد خیال کرتے ہیں انہی اصولوں کو انہوں نے آج سے تیس چالیس برس قبل الم نشرح کیا۔ اور اسی سے اسلام کی کامیابی کو وابستہ قرار دیا۔

مسیح کی خصوصیت

حضرت مسیح ناصری جس وقت دنیا میں تشریف لائے۔ اس وقت ان کی قوم کی اخلاقی حالت بہت بگڑ چکی تھی۔ حضرت مسیح نے فرمایا کہ اے قوم! اگر کسی طاقت اور شوکت کو حاصل کرنا چاہتے ہو۔ تو صرف ایک ہی ذریعہ ہے۔ پہلے روحانیت کمال درجہ کی پیدا کرو۔ جب تم میں اپنے نفس پر اس قدر قابو حاصل ہو جائے گا۔ کہ تم ایک تھپیڑ کھا کر دوسرا آگے کر دو گے۔ اس وقت تم اس قابل ہو جاؤ گے کہ تم بدی کو مٹا سکو اور اس وقت تم اوروں سے مقابلہ کر سکو گے۔ لیکن حضرت مسیح کی پاک تعلیم کا اثر ان کی قوم پر کیا ہوا۔ قوم نے ٹھٹھا کیا۔ استہزا میں اڑایا۔ تمسخر اً کانٹوں کا تاج ان کے سر پر رکھ کر یہ کہا کہ یہ یہودیوں کا بادشاہ ہے۔ آخر جو حشر اس قوم کا ہوا وہ محتاج بیان نہیں۔

حضرت مسیح موعود نے بھی مسلمانوں کو خواب غفلت سے جگایا۔ کہ اگر تم خیال کرتے ہو کہ کوئی خارجی طاقت امام مہدی کی تمہیں اٹھا دے گی تو یہ غلط ہے۔ اگر تم سمجھتے ہو کہ تم خود بغیر اوصاف حمیدہ پیدا کرنے کے دوسری اقوام پر غالب آ سکتے ہو تو یہ بھی سراسر باطل۔ سب سے پہلی بات۔ سب سے پہلی منزل ترقی قوم کی اس میں روحانیت اور اخلاقی قوی کا پیدا کرنا ہے۔ جب تک قوم میں نظام۔ وحدت۔ ایثار وغیرہ کی صفتیں پیدا نہ ہوں گی تب تک قوم خود ترقی نہیں کر سکتی۔ چہ جائے کہ وہ دوسری اقوام سے سبقت لے جائے گی۔ جو اس سے ان اوصاف میں یقیناً بہت بڑھ چڑھ کر ہیں۔ جب دو اقوام کا مقابلہ ہوتا ہے تو ہمیشہ فتح اس قوم کی ہوتی ہے۔ جو ان خلقوں میں زیادہ زبردست ثابت ہوتی ہے۔ یہی تمام مذہب کا خلاصہ ہے۔ کہ ہمیشہ اس قوم کو سرفرازی ہوگی۔ جو نسبتاً مجموعی طور پر اخلاق میں بڑھ کر ہوگی۔

ہم یہ تو تسلیم کرتے ہیں کہ ہماری قوم میں اخلاق نہیں رہے۔ لیکن قبل اس کے کہ ہم اپنی روحانی طاقت اور اخلاقی معیار کو بمقابل دوسری اقوام کے بڑھ چڑھ کر ثابت کریں۔ اس بات کے لئے بے تاب ہوتے ہیں کہ ہمارے ہاتھ میں تلوار ہو تو ہم دوسری اقوام کو کچل دیں۔ کفر کے راستوں میں ہم من حیث القوم دوسری اقوام سے زیادہ قریب تر ہیں۔ لیکن ہم چاہتے ہیں کہ ہم دوسروں پر غالب آ جائیں۔ کیوں کہ ہم مسلمان کہلاتے ہیں۔ ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا۔ ہاں حضرت مرزا صاحب نے بھی حضرت مسیح ناصری کی طرح ایک واحد طریقہ قومی ترقی کا بتلایا۔ **روحانی قوت کا حصول**۔ ہم نے اس کو ٹھکرا دیا۔ پھر حضرت مسیح موعود نے اسلام کی ترقی کا ایک راستہ واضح کیا۔ وہ ہے **اشاعت علوم دینی**۔ انہوں نے فرمایا کہ اگر اس گری ہوئی حالت میں بھی ہم دنیا پر اصل اسلام کو بے نقاب کر دیں تو دنیا اس مرحلہ پر آ چکی ہے کہ ہم کامیاب ہوں گے۔ اسلام کے جھنڈے کے نیچے دنیا آ جائے گی۔

باقی آئندہ

جناب کرشن سے متعلق چند سوالات کا جواب

"پیغام صلح" مورخہ ۲۳ اگست سنہ میں لیڈر بعنوان جناب کرشن کی گیتا پر ایک نظر پڑھ کر مجھے کچھ مشکلات پیش آئی ہیں جن کا حل چاہتا ہوں۔

سوال ۱ مضمون کے شروع میں آپ جناب کرشن کو "حضرت کرشن علیہ السلام" لکھتے ہیں۔ یہ الفاظ پیغمبران اسلام کے حق میں استعمال کئے جاتے ہیں۔ مگر کرشن مہاراج کے مفصلہ ذیل الفاظ جو انہوں نے ارجن کو وعظ کہتے وقت فرمائے وہ عقاید اسلام کے خلاف ہیں۔ الفاظ کرشن مہاراج یہ ہیں:۔

"میں تو اور کل دنیا جو اس وقت موجود ہے اس کی حقیقت ابدی ہے۔ ہم صرف نام و نشان تبدیل کرتے ہیں۔ مگر ہماری حقیقت موجود رہتی ہے۔ × × × × × × × × یہ بھی سمجھو کہ ہر شخص کا جسم ایک لباس ہے۔ جب پرانا ہو جاتا ہے تو جان سے علیحدہ کر دیا جاتا ہے۔ اور روح ایک دوسرا قالب شامل لیتی ہے"۔

ان الفاظ سے صاف ثابت ہے کہ (۱) کرشن مہاراج تناسخ کے قائل تھے۔ اور (۲) وہ روح اور مادہ کے ابدی ہونے کے قائل تھے۔ یہ دونوں باتیں عقاید اسلام کے خلاف ہیں۔ لہٰذا آپ واضح کریں ایسے عقاید رکھنے والا شخص کیسے "علیہ السلام" کہلانے کا مستحق ہے۔

سوال ۲ - آیا جناب مرزا صاحب کے بھی یہی عقاید تھے۔ کیونکہ وہ کرشن مہاراج کو احترام کی نظر سے دیکھتے تھے۔

سوال ۳ - کیا آپ یعنی احمدیوں کے بھی یہی عقاید ہیں۔

جواب

جناب کرشن اور غیر مذاہب کے تمام مذہبی ریفارمروں کے متعلق ہمارے عقیدہ کی بنیاد اس اصول پر ہے۔ وَاِنْ مِّنْ اُمَّۃٍ اِلَّا خَلَا فِیْہَا نَذِیْرٌ۔ کوئی بھی امت نہیں جس میں کوئی نہ کوئی نذیر نہیں گذرا۔ ایک اور جگہ فرمایا ولقد بعثنا فی کل امۃ رسولا ان اعبدوا اللہ واجتنبوا الطاغوت ہر ایک امت میں ہم نے رسول مبعوث کیا ہے۔ جو لوگوں کو توحید الٰہی کی دعوت دیتا تھا۔ ہر ایک امت میں نبی کے بھیجنے کی ضرورت کیا تھی۔ اس کو بھی قرآن کریم نے خود ہی بیان کیا ہے۔ لئلا یکون للناس علی اللہ حجۃ بعد الرسل وکان اللہ عزیزا حکیما۔ لوگوں کو رسول کی بعثت کے بعد اللہ تعالیٰ پر کوئی حجت اور الزام قائم کرنے کا موقعہ نہ رہے۔ کہ ہماری طرف کوئی نبی اور رسول نہیں آیا۔ اور وما کان ربک مہلک القریٰ بظلم واہلہا غافلون۔ تیرا رب قوموں کو ظلم سے ہلاک کرنے والا نہیں۔ اس حالت میں کہ لوگوں کو الٰہی پیغام اور تعلیمات کی خبر بھی نہ ہو۔ گویا کل اقوام عالم کا پروردگار ہونا اس کا رحمٰن رحیم اور حکیم ہونا مقتضی ہے۔ اس امر کا کہ کل اقوام کی تربیت کی جائے۔ ان کو الٰہی تعلیم دی جائے۔ اور ان کے اندر کسی شخص کو نبی اور رسول بنا کر لوگوں کو خبردار کیا جائے۔ اس عقیدہ اور تعلیم کی بنا پر ہم اسلام کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کو عالمگیر مذہب رحمۃ للعالمین اور عالمگیر تعلیم قرار دیتے ہیں۔ اور ان مذاہب کو جو اپنے اپنے دائرہ کی خبر سناتے ہیں عالمگیر مذہب کی حقیقت سے نابلد سمجھتے ہیں۔

اس مختصر سی تمہید کے بعد میں جناب کے سوال کی طرف توجہ کرتا ہوں قرآن کریم کی نص صریح کی بنا پر ہم ہندوؤں کے اندر بھی انبیاء کا مبعوث ہونا مانتے ہیں۔ یہاں تک ہمارے ساتھ دوسرے مسلمان علماء بھی متفق ہیں۔ اس سے آگے چلنے میں مولویوں کا ایک گروہ ہمیں تنہا چھوڑ دیتا ہے۔ کہ ہم ہندوؤں میں ایک ایسے شخص کے نبی ہونے کی تعیین کرتے ہیں کہ جس کی زندگی اور عقاید بظاہر اصول اسلام سے بالکل مختلف نظر آتے ہیں۔ اگرچہ صوفیا کا گروہ اس منزل میں بھی ہمارے ساتھ ساتھ چلتا ہے۔

قابل غور یہ امر ہے کہ آیا اس بنا پر ہم کسی نبی کی نبوت کا انکار کر سکتے ہیں۔ کہ اس کی کتاب میں . . . . . خلاف اسلام تعلیم موجود ہے۔

جناب مسیح یقیناً نبی تھے۔ مگر ان کی طرف جو اناجیل منسوب کی جاتی ہیں کیا ان میں تثلیث۔ عقیدہ مسیح ابن اللہ۔ کفارہ اور معاذ اللہ انبیاء کے گنہگار ہونے کا ذکر موجود نہیں۔ یا توراۃ اور دیگر کتب متعلقہ بائبل میں خطرناک تعلیمات اور عقاید نہیں پائے جاتے۔ اگر ان کو محرف اور مبدل کتب کہہ کر انبیاء اور رسل کا دامن پاک کر لیا جاتا ہے تو اسی طرح گیتا اور سوانح کرشن کو بھی سمجھا [illegible] کرشن نے خود نہیں لکھا

والے ویاس جی ہیں۔ ہاں یہ ممکن ہے کہ اس کا بہت سا حصہ جیسا کہ خیال ہے۔ جناب کرشن کی زبان مبارک سے نکلا ہو۔ پس اس بنا پر کہ ہر کتاب میں بعض عقاید خلاف قرآن کریم ہیں جناب کرشن پر کوئی حرف نہیں آتا۔

مگر وہ عبارت کہ جس کو جناب نے پیش کیا ہے اس میں خلاف اسلام کوئی امر نہیں اور نہ اس کہنے سے تناسخ کا عقیدہ مستنبط ہوتا ہے۔

انسانی ارواح ابد الآباد تک رہیں گی۔ یہ اجسام فنا ہو جائیں گے اس دنیوی زندگی کے بعد ہمارے اعمال کے مطابق دوسرا جسم نورانی یا کثیف ہمیں ملے گا۔ کہ جس پر جنت یا جہنم کی کیفیات وارد ہوں گی۔ اس میں تو تناسخ کی تردید ہے۔

شہداء کے متعلق قرآن کریم میں وارد ہے۔ ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولکن لا تشعرون جو لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں مارے جاتے ہیں انہیں مردہ مت کہو۔ بلکہ وہ زندہ ہیں۔ مگر تم محسوس نہیں کرتے۔

دوسری جگہ فرمایا ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربہم یرزقون فرحین بما اتٰہم اللہ من فضلہ جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے گئے انہیں مردہ مت خیال کرو بلکہ وہ زندہ ہیں۔ اپنے رب کے پاس رزق دیئے جاتے ہیں۔ اور اس سے خوش رہتے ہیں۔ جو اللہ نے ان کو اپنے فضل سے دیا۔

جناب کرشن نے بھی ارجن کو یہی پیغام حیات دیا ہے۔ اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ اس سے پہلے بہشت کا دروازہ کھلنے کا ذکر ہے۔ اور اس کے بعد بھی جگہ بہ جگہ ارجن کو جنتی زندگی کے حاصل کرنے کی ترغیب اور تحریص دلائی ہے۔

مرزا مظہر جان جاناں کے جو خطوط ان کے شاگرد عارف باللہ شاہ غلام علی صاحب نے جمع کئے ہیں ان کے چودہویں خط میں جناب کرشن کو اولیاء اللہ میں شمار کیا ہے۔

مولانا شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی سے مولوی رفیع الدین خاں نے کچھ سوالات ہندو مذہب کے بزرگوں کے متعلق لکھے تھے۔ اس کے جواب میں شاہ صاحب نے بھی ان بزرگوں کی تعریف کی ہے۔ مولوی کام الدین صاحب لکھنوی نے بھی شاہ صاحب کے ملفوظات جمع کئے تھے۔ ان میں کرشن جی کو اولیاء اللہ میں شمار کیا ہے۔ اور متھرا کو ایسا مقام بتایا ہے کہ جہاں اللہ تعالیٰ کا عشق جوش مارتا ہے۔ مولانا شاہ عبد الرزاق صاحب جو بانسہ کے رہنے والے تھے ان کا ایک حوالہ بھی اسی کے متعلق نقل کیا ہے۔

مسلمانوں میں عام طور پر سلام اور درود کے متعلق ایک غلطی مروج پکڑ گئی ہے۔ کہ سلام اور درود کو صرف انبیاء کے ساتھ مخصوص سمجھا جاتا ہے حالانکہ ہم ہر روز ایک دوسرے کے لئے السلام علیکم استعمال کرتے ہیں اور ہمیں کبھی بھی یہ خیال نہیں گذرتا کہ سلام کا لفظ انبیاء کے لئے مخصوص ہے۔ اسی طرح صلوٰۃ یا درود بھی ہم صرف انبیاء کرام بلکہ ان کی اولاد کے لئے بھی اپنی نمازوں میں پڑھتے ہیں۔ اللہم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراہیم وعلی آل ابراہیم۔ آل پر درود میں تمام صلحا شامل ہیں۔

تناسخ کے عقیدہ کے نہ ہم قائل ہیں اور نہ حضرت مرزا صاحب قائل تھے۔

(عبد الحق)

افریقہ میں اشاعتِ اسلام

ایک عیسائی مشنری پروپیگنڈا!

(۳)

(از قلم حقیقت رقم حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن)

افریقہ میں ناواقف مسلمان اپنی کمی علم کی وجہ سے عیسائی پادریوں کی اسلام کے متعلق غلط بیانیوں کے کس طرح شکار ہو رہے ہیں۔ اس کی چند مثالیں میں پچھلے مضمون میں عرض کر چکا ہوں ایک مثال اور سنیئے۔ ایک مسلمان پادری صاحب سے گفتگو کر رہا تھا۔ وہ کہہ رہا تھا کہ پادری صاحب جب تم مسیح کو خدا کا بیٹا کہتے ہو تو بہر غصہ سے خون کھولنے لگتا ہے۔ پادری صاحب بڑے اطمینان سے مسکرا کے بولے کہ بیٹا! کبھی تم نے کسی شخص کو عورت کے پیٹ سے بغیر باپ کے بھی پیدا ہوتے دیکھا یا سنا۔ اس نے کہا نہیں۔ تو پھر مسیح کیسے بغیر باپ کے پیدا ہو سکتا ہے۔ وہ کہنے لگا کہ آدم جو ہوا۔ پادری صاحب ہنس پڑے۔ فرمانے لگے۔ بیٹا آدم تو مٹی کے پتلے سے بنا۔ فرشتوں نے مٹی کا پتلا بنایا۔ اور روح پھونک دی۔ اگر ہمارا دعویٰ یہ ہوتا کہ ایک مٹی کے پتلے میں روح پھونکنے سے مسیح پیدا ہوا تب تو تمہاری مثال ٹھیک ہوتی۔ ہم تو یہ کہتے ہیں کہ عورت کے پیٹ سے کوئی آدمی کبھی بغیر باپ کے پیدا ہوا ہے یعنی کبھی ایسا ہوا کہ کسی شخص کی ماں ہو اور باپ نہ ہو؟ اس پر وہ مسلمان کہنے لگا کہ نہیں ایسا تو کبھی نہیں ہوا۔ پادری صاحب فرمانے لگے کہ جب مسیح کی ماں موجود ہے تو اس کا باپ اب بتلاؤ۔ آدمی تو کوئی اس کا باپ نہ تھا۔ تو سوائے خدا کے اب اس کا باپ کون ہو سکتا ہے۔ اس پر وہ مسلمان مسیح کے بن باپ عقیدہ کا شیدائی منت میں مارا گیا۔ اور پادری صاحب کے فقرہ سے متاثر ہو کر بائبل پڑھنے کو لے گیا۔ وغیرہ وغیرہ۔

میں اپنے دوستوں سے اب سوال کرتا ہوں کہ اوپر کی مثال میں قصور کس کا ہے۔ پادری صاحب کا یا ہمارے علماء کا جنھوں نے مسیح کے بن باپ ولادت کے غلط عقیدہ کی اشاعت کی۔ ایک مثال عرض کرتا ہوں قابلِ غور ہے۔ اہل تشیع میں ایک بہت بڑے علامہ ہیں۔ جو شیعہ حضرات میں مایہ صد ناز و فخر ہیں۔ ایک دفعہ جہلم میں وہ حیاتِ مسیح ثابت کرنے کی سعیٔ لاحاصل میں مصروف تھے۔ فرمانے لگے چونکہ مریم کے شکم میں فرشتہ نے نفخ روح کی تھی۔ اس لئے مسیح میں جو حصہ فرشتہ سے آیا وہ ملکوتی تھا۔ اور جو حصہ مریم کا تھا۔ وہ بشری تھا۔ حضرت مسیح بشریت کے حصہ کی وجہ سے دنیا میں رہے اور ملکوتی حصہ کی وجہ سے اب وہ آسمان ملائکہ میں زندگی بسر کر رہے ہیں۔ ذرا اس لغویات الہٰیات پر غور کرو۔ کہ اس کی تہ میں بات کیا نکلی۔ بات یہ نکلی کہ مسیح کا باپ نعوذ باللہ فرشتہ تھا۔ تب ہی تو ملکوتی حصہ مسیح میں آیا۔ ورنہ کسی فرشتہ کے محض نفخ روح کر دینے سے اس بچہ میں ملکوتی حصہ نہیں چلا آتا۔ ہر ایک انسان جو پیدا ہوتا ہے شکم مادر میں نفخ روح فرشتہ ہی کے ذریعہ سے اس میں ہوتی ہے۔ جیساکہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ ثم جعل نسله من سلالة من ماء مهين ۔ ثم سواه ونفخ فيه من روحه الخ پھر اس کی نسل ایک حقیر پانی کے خلاصہ سے چلائی۔ پھر اسے ٹھیک بنایا۔ اور اپنی روح اس میں پھونکی الخ۔ اب یہ نفخ روح اگر خدا کے ذریعہ ہو تو یا فرشتہ کے ذریعہ ہو تو بہر حال اس نفخ روح سے کوئی شخص انسان اور فرشتہ کا یا انسان اور خدا کا مرکب نہیں بن جاتا ہے۔ اور نہ اسے اپنی جسمانی زندگی کا کچھ حصہ فرشتوں یا خدا کے عرش پر گذارنے کے لئے جسد عنصری کے ساتھ آسمان پر جانا پڑتا ہے۔ پس مولانا کا منشا صاف یہ ہے کہ جیسا کہ باپ اور ماں کے تاثرات بچہ میں آتے ہیں۔ کیونکہ بچہ ان دونوں سے حصہ لیتا ہے۔ اسی طرح حضرت مسیح میں فرشتہ اور حضرت مریم دونوں کے تاثرات آئے۔ گویا فرشتہ کے باپ ہونے کی وجہ سے مسیح انسان نہ تھے۔ بلکہ ایک نئی مخلوق تھے جو فرشتہ اور انسان سے مل کر بنی تھی۔ اب فرمائیے کہ اگر مسیح کوئی نرالی قسم کے مخلوق تھے۔ تو انہیں نوع انسان کی طرف مبعوث کیوں کیا گیا۔ کیونکہ قرآن میں تو خدا فرماتا ہے۔ کہ ہمیشہ رسول اسی جنس کا ہوتا ہے۔ جس قوم کی طرف وہ مبعوث کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ رسول من انفسکم نص صریح ہے۔ اور یہاں تک اس پر حصر رکھا ہے کہ جب کفار نے یہ کہا کہ ابعث الله بشرا رسولا ۔ کہ کیا اللہ نے بشر رسول مبعوث کیا ہے۔ خدا کو چاہیے تھا کہ کسی فرشتہ کو بطور رسول مبعوث فرماتا تو ارشاد ہوتا ہے کہ قل لو كان في الارض ملائكة يمشون مطمئنين لنزلنا عليهم من السماء ملكا رسولا ۔ (بنی اسرائیل) کہ دے اگر زمین پر فرشتے اطمینان سے بستے ہوتے تو پھر ہم آسمان سے فرشتہ رسول نازل فرماتے۔ پس مسیح اگر ملائک اور بشر کے مرکب مخلوق تھے تو کسی ایسی ہی مرکب مخلوق کی طرف انہیں مبعوث ہونا چاہیے تھا۔ دوسرے سمجھ نہیں آتا اس مصیبت کی ہمارے علامہ کو ضرورت کیوں پیش آئی۔ کیا نعوذ باللہ مسیح کا باپ اگر کوئی فرشتہ ہو تو اسی سے مسیح کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ اگر فضیلت ہے تو آنحضرت صلعم اور مولا علیؑ مشکل کشا اور آئمہ اثنا عشر کیوں اس سے محروم رہ گئے۔ اور اگر فضیلت نہیں ہے تو خلاف نص قرآنی اس لغویات کی ضرورت کیا ہے۔ بلکہ میرے خیال میں تو اس میں حضرت مسیح کی ہتک ہے کیونکہ انسان اشرف المخلوقات ہے۔ اور لقد خلقنا الانسان في احسن تقويم کا مصداق ہے۔ اور مسجود ملائکہ ہے۔ تو پھر کسی شخص کا باپ اگر اشرف المخلوقات میں سے نہ ہو۔ یعنی بشر نہ ہو۔ بلکہ فرشتہ ہو جو اس سے ادنیٰ مخلوق ہے اور جس نے انسان کے آگے سجدہ کیا یا اس کی فرمانبرداری کی تو کیا اس میں اس شخص کی ہتک نہیں؟ پس کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ محض اپنی نفسانی خواہش کے ماتحت خدا کے ایک برگزیدہ خواہ مخواہ آسمان پر چڑھانے کی خاطر اس کا باپ فرشتہ بناتے ہیں۔ اور ذرا نہیں شرماتے کہ ہم یہ کیا کر رہے ہیں۔ اور پھر منہ پر ناک لگا کر احمدیوں کو کہتے ہیں کہ تم مسیح کو وفات یافتہ یا باپ مان کر انکی ہتک کرتے ہو۔ حالانکہ ہتک خود کرتے ہیں ہم تو انکو اسی طرح باپ مانتے ہیں جس طرح سب نبیوں کو لوگ اپنے نبی صلعم کو مانتے ہیں ہم انکو اسی طرح وفات یافتہ مانتے ہیں جس طرح سب نبیوں کو اور اپنے نبی صلعم کو مانتے ہیں۔ اگر اس میں ہتک ہے تو سب کی ہوا اور عزت ہے تو سب کی ہے۔

خیر یہ تو بات میں بات درمیان میں آگئی۔ صرف اس خاطر کہ معلوم ہو کہ ہمارے زمانہ کے علماء شیعہ ہوں یا سنی۔ مقلد ہوں یا غیر مقلد۔ بدقسمتی سے مسیح کو خدائی صفات دینے میں ان بزرگوں کا بہت ساحصہ ہے۔ مسیح کی وفات کا جھگڑا تو ختم ہو چکا۔ سوائے دقیانوسی ملانوں کے کوئی عقلمند آدمی اس لچر عقیدہ کو اب نہیں مانتا۔ سب بھول بھلا گئے۔ یہاں تک کہ ہمارے علماء بھی اب کسی خونی مہدی اور مسیح کے منتظر نہیں رہے۔ بلکہ ان کی آنکھیں اب مہاتما گاندھی اور ان کی عدم تشدد کی پالیسی کو محبت اور عزت کی نگاہوں سے دیکھ رہی ہیں۔ کبھی انہیں مجدد سمجھتے ہیں اور تسلیم کر لیتے ہیں کبھی لوگ جب انہیں مسیح کا اوتار بناتے ہیں تو شربت کے گھونٹ کی طرح پی جاتے ہیں۔ اور دم نہیں مارتے۔ یہ لعنت ہے جو اس مرد خدا کے جو واقعی مسیح موعود تھا انکار سے پڑی۔ کہ ایک مشرک قوم کے فرد کے متعلق یہ سب باتیں منسوب ہوتے ہوئے دیکھتے ہیں اور مخالفت کرنی تو کجا اس کی تقلید میں بعض چوٹی کے علماء راہ نجات سمجھتے ہیں۔ خیر حیاتِ مسیح تو ایک تقویم پارینہ ہو گئی۔ آئندہ مائیں شاید بچوں کو رات کو جہاں اور جن اور پریوں کی محیر العقول کہانیاں سنایا کرتی ہیں۔ وہاں مسیح کے جسد عنصری کے ساتھ آسمان پر چڑھنے کی کہانیاں بھی سنایا کریں گی۔ لیکن ولادت مسیح کے خارق عادت افسانہ کی تحقیقات ابھی کافی طور پر دنیا میں شائع نہیں ہوئی۔ ضرورت ہے کہ بلا خوف لومۃ لائم اس مسئلہ پر کافی روشنی ڈالی جائے اور اس پر لٹریچر کافی شائع کیا جائے۔ تاکہ یہ طلسم بھی ٹوٹ جائے۔ اسی خیال سے محمد یعقوب خاں صاحب مدیر "لائٹ" نے وہ تمام مضامین جو "لائٹ" میں ولادت مسیح پر انگریزی میں شائع ہوئے تھے ایک پمفلٹ کی شکل میں شائع فرما دئے تھے۔ تاکہ انگریزی تعلیم یافتہ روشن خیال طبقہ میں اس کی کافی اشاعت ہو۔ لیکن بہت سے احباب نے شکایت کی کہ اردو میں نہ ہونے کی وجہ سے وہ فائدہ نہ اٹھا سکے۔ اس لئے محمد یعقوب خاں صاحب کا خیال ہے کہ اردو میں بھی اس کی اشاعت ہو۔ اور جلسہ سالانہ سے پہلے نکل جائے۔ مگر میں کہتا ہوں مختلف زبانوں میں اس کی اشاعت ہو۔ اور دنیا کے اطراف میں اس کو پھیلایا جائے۔ تاکہ مسلمانوں کا ایمان مسیحی پادریوں کے حملوں سے محفوظ رہ سکے۔ اور افریقہ کے مسلمانوں [illegible] اشاعت اسلام

سے آنکھیں بند نہ کر لی جائیں کسی مسلمان تاجر کے بھروسہ نہ رہیں۔ کچھ آپ بھی ہاتھ پاؤں ہلائیں۔ مشرقی افریقہ۔ جنوبی افریقہ۔ مغربی افریقہ میں ایسے مسلمان صاحب مقدور اور صاحب در د موجود ہیں جو لٹریچر کو افریقہ کے قبائل میں پھیلا سکتے ہیں۔ صرف ان قبائل کی زبانوں میں چھوٹے چھوٹے ٹریکٹ مختصر، جامع اور سریع الفہم پیدا کرنے چاہئیں۔ اور اللہ تعالیٰ سے نصرت کے لئے دعا کر کے کام شروع کر دینا چاہیے۔

اخبار احمدیہ

ایک افسوسناک حادثہ۔ ۳۰ ستمبر ۳۵ء کو میاں احمد حسن صاحب پلیڈر بی اے ایل ایل بی کا میونسپل الیکشن کو مری تھا جس کے لئے مد مقابل میاں نور الٰہی صاحب اور ان کے دوستوں نے احمدی اور غیر احمدی کا سوال اٹھا کر لوگوں میں جوش پیدا کر دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہمارے ایک عزیز دوست میاں عبد المجید صاحب خلف میاں محمد رمضان صاحب گھڑی ساز کے گھر میں رات کے نو بجے بعض لوگوں نے گھس کر چاقو سے چھ زخم لگائے۔ پولیس نے جو حق تفتیش کا تھا پورے طور پر ادا نہیں کیا۔ جس پر حکام بالا کو متوجہ کیا گیا اور آجکل مسٹر سیکنڈ آنا صاحب مجسٹریٹ نے معاملہ اپنے ہاتھ میں لیا ہے احباب کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ عزیز کو جلد صحت یاب کرے۔ اور ظالم اپنے ظلم کا خمیازہ اٹھائیں۔ اس کے متعلق اظہار ہمدردی کے لئے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی نے ایک جلسہ کیا جس کی پوری کارروائی انشاء اللہ اگلے پرچہ میں دی جائے گی۔

ملک فضل کریم صاحب راولپنڈی سے اطلاع دیتے ہیں۔ کہ اخویم چوہدری غلام باری صاحب انکم ٹیکس آفیسر راولپنڈی بیمار ہیں۔ احباب انکی صحت کے لئے درد دل سے دعا کریں۔

درخواست جنازہ غائبانہ۔ جہلم سے خبر آئی ہے کہ اپنی جماعت کے معزز ممبر جناب بابو عبد الرحمٰن صاحب ہیڈ کلرک دفتر سول سرجن جہلم کے والد ماجد میاں غلام حسین صاحب کا انتقال ہو گیا ہے۔ مرحوم بہت صالح اور بڑی خوبیوں کے بزرگ تھے۔ اللہ تعالیٰ مغفرت فرمادے۔ احباب جنازہ غائبانہ پڑھ کر عند اللہ ماجور ہوں۔

نیز یہ بھی جہلم سے ہی اطلاع ملی ہے کہ وہاں کی جماعت کے ایک نہایت مخلص بزرگ محمد رکن الدین صاحب انتقال فرما گئے ہیں۔ مرحوم حضرت مسیح موعود کے پرانے خادموں میں سے تھے۔ اور ایثار اور فیاضی کی زندہ مثال تھے۔ ایک دفعہ جب انجمن کے لئے ایک خاص چندہ ہو رہا تھا تو آخر بڑی جرأت سے فرمایا کہ جو کچھ چندہ میں کمی رہ جائیگی وہ سب میں پورا کر دوں گا۔ اللہ مرحوم کو مغفرت فرماوے۔ احباب جنازہ غائب پڑھ کر عند اللہ ماجور ہوں۔

چوہدری محمد عبد الرحمان صاحب جموں کا چھوٹا صاحبزادہ بخار سے بہت سخت بیمار ہیں۔ برائے مہربانی بزرگان سلسلہ و احباب جماعت کی خدمت میں درخواست ہے کہ درد دل سے دعا کریں کہ شافیٔ مطلق جلد شفا بخشے۔

(بقیہ صفحہ ۶)

—— ہفتہ کے روز آٹھ بجے صبح خان بہادر عبد العزیز صاحب سی آئی ای او بی آئی سپرنٹنڈنٹ خفیہ پولیس پر قاتلانہ حملہ ہوا۔ اور ان کی کار پر دو درجن سے زیادہ فائر کئے گئے۔ خان بہادر صاحب تو بال بال بچ گئے لیکن ان کا اردلی اور ڈرائیور مجروح ہو گئے۔

—— ضلع کانپور کے موضع ڈیرہ پور میں پولیس اور ہجوم عوام میں فساد ہو گیا۔ ایک ہلاک اور ۹ مجروح ہوئے۔ سکندر آباد ضلع بلند شہر میں کانگرسی جھنڈا بلند کرنے پر کثیر التعداد گرفتاریاں ہوئیں۔ علی گڑھ یونیورسٹی کے لئے گورنمنٹ نے تین لاکھ کی گرانٹ منظور فرمائی۔

—— افریدیوں نے گورنمنٹ سے درہ خیبر پر قبضہ اور ۵۰۰ ہزار جرمانہ کے معاف کر دینے پر صلح کرنے کی شرائط پیش کیں۔

—— غازی عصمت پاشا نے اپنے مخالفین کی نکتہ چینیوں کا جواب دیتے ہوئے ان کی وزارت میں ترکی کے میزانیہ میں شاندار اضافہ کا ذکر کیا۔

—— خان بہادر عبد العزیز پر جو قاتلانہ حملہ ہوا اس سے محفوظ رہنے کے لئے انہیں مبارکبادیں دی جا رہی ہیں۔

—— مقدمہ سازش لاہور کا فیصلہ ۸ اکتوبر کو ہائی کورٹ میں سنایا جائیگا۔

—— طبیہ کالج دہلی کے طلباء نے ہڑتال کر دی۔

—— آر ۱۰۱ ہوائی جہاز تباہ ہو گیا۔ آگ لگ جانے سے ۴۴ آدمی ہلاک ۲ شدید مجروح ہوئے۔

—— مسلمانان فلسطین اور عیسائی عربوں میں فساد ہو گیا۔ [illegible]

قرآن کریم کی ترتیب نزولی

قرآن کریم کی آخری سورتیں پارہ ۲۹ سورہ ملک نمبر ۶۷ سے لیکر ۱۱۴ سورۃ والناس تک سب کی سب سورتیں ابتدائی مکی زمانہ کی ہیں۔ سوائے ایک سورۃ اذا جاء نصر اللہ الخ کے جو بلحاظ مقام مدینہ میں نازل ہوئی لیکن بلحاظ زمانہ مدنی ہے کیونکہ اس کا نزول حجۃ الوداع میں ہوا ابتدائی کل سورتوں میں یہ آپ ایک عجیب بات دیکھیں گے کہ ان میں زیادہ حصہ پیشگوئیوں کا ہے۔ کہ جو آخری زمانہ میں جاکر پوری ہوتی ہیں۔ اس سے بھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ ترتیب بھی الٰہی ہے۔ یوں اس سورۃ اذا جاء نصر اللہ میں گویا تمام ابتدائی مکی سورتوں کی جو پیشگوئیوں سے بھری ہوئی ہیں۔ تکمیل ہے اس لئے اسے ان کے خاتمہ پر رکھ دیا ہے۔ گویا یہ کل ۴۷ سورتیں ابتدائی مکی زمانہ کی ہیں۔ اور سورہ فاتحہ بھی بہت ابتدائی زمانہ کی ہے۔ ان ۴۸ کے علاوہ سات سورتیں ق سے لیکر الواقعہ تک اسی ابتدائی زمانہ کی ہیں۔ اور پانچ سورتیں بنی اسرائیل کہف۔ مریم۔ طٰہٰ۔ الانبیاء بھی ابتدائی مکی زمانہ کی ہیں۔ یہ کل ۶۰ سورتیں ہیں

درمیانی مکی زمانہ

ان تمام سورتوں میں خصوصیت سے یہ بات نظر آتی ہے کہ کس طرح سے قرآن شریف کا روئے سخن ابتداً کل اقوام کی طرف ہے۔ عیسائیت کی تاریخ اور تردید ابتدائی مکی سورتوں میں ہے۔

ترتیب کے لحاظ سے دوسری بات جو یاد رکھنے کے قابل ہے بعض سورتوں کے مختلف مجموعے ہیں۔ مثلاً حٰم کی سات سورتیں سورہ مومن سے احقاف تک اسی طرح سے ایک الٓمٓ کی سورتیں ہیں کہ جن میں سے دو مدنی ہیں یعنی سورۃ بقرہ اور سورہ آلعمران اور چار مکی ہیں یعنی عنکبوت۔ الروم لقمان اور السجدہ ایک مجموعہ الٓر کا ہے کہ جو دسویں سورۃ یعنی یونس سے لیکر ۱۵ ویں سورۃ الحجر تک ہے سورۃ النحل بھی اسی مجموعے میں داخل ہے۔ گو وہ الٓر سے شروع نہیں ہوتی۔ ایسا ہی ایک مجموعہ طٰسٓ سورتوں کا ہے

درمیانی مکی زمانہ کی نازل شدہ سورتیں ایک تو الٓمٓ کی چاروں مکی سورتیں ہیں۔ اور دوسری سورتیں جو ان کے بعد آتی ہیں یعنی سبا۔ فاطر۔ یٰس۔ صافات۔ صٓ۔ زمر (ان دونوں کے درمیان ایک مدنی سورۃ الاحزاب ہے۔ جو نمبر ۳۳ پر ہے) اور اس کے بعد حٰم کی سات سورتوں کا مجموعہ ہے۔ گویا انتیسویں سورت سے لے کر چھیالیسویں تک سوائے الاحزاب کے سب اس درمیانی مکی زمانے کی سورتیں ہیں۔

آخری زمانہ کی مشہور اور لمبائی میں بھی سب سے زیادہ الانعام اور الاعراف ہیں۔ الانعام میں توحید کا مضمون ہے۔ اور الاعراف میں نبوت کا۔ ان کے ساتھ الٓر والی سات سورتیں۔ اور الحج۔ المومنون اور الفرقان اور مجموعہ طٰسٓ تین سورتیں ہیں۔ البقرہ آلعمران۔ النساء۔ المائدہ یعنی دوسری تیسری چوتھی پانچویں سورتیں ہیں جو اس ترتیب سے نازل شدہ ہیں۔ پھر ۸ و ۹ بھی مدنی ہیں جن میں سے الانفال جنگ بدر کے متعلق اور ابتدائی زمانہ کی ہے۔ اور التوبہ آخری زمانہ کی جنگوں کے متعلق ہے۔ اور سب سے آخری مدنی زمانہ کی نازل شدہ ہے۔ پھر سورہ ۲۴ یعنی نور مدنی ہے۔ پھر سورۃ نمبر ۳۳ یعنی الاحزاب مدنی ہے۔ پھر ۴۷ یعنی سورہ محمدؐ اور ۴۸ یعنی سورہ فتح اور ۴۹ یعنی سورہ حجرات مدنی ہیں۔ پھر ۵۷ سے لے کر ۶۶ تک دس مدنی سورتیں ہیں۔ یہ قرآن شریف کی تاریخی ترتیب ہے کہ جس کو مضامین کی زیادہ وضاحت کے ساتھ سمجھنے کے لئے یاد رکھنا چاہیئے۔

ہستی باری تعالیٰ پر دلائل

اب میں اصل مضمون کی طرف آتا ہوں۔ جیسا کہ میں نے پہلے بھی بیان کیا ہے پہلے ہم ہستی باری تعالیٰ کے مضمون کو لیں گے۔ اس مضمون کے متعلق ساری آیات کو میں نوٹ نہیں کرواتا۔ اس کو لگے درس پر رکھتا ہوں۔ سب سے پہلی بات جو یاد رکھنے کے قابل ہے۔ وہی ہے کہ پہلے اصول کو لے لو تو اس مضمون کے سمجھنے میں دقت کم ہو جائے گی۔

ہستی باری تعالیٰ کے متعلق یہ خیال کرنا کہ میں اس کو کتاب کی طرح بتا دوں کہ جس طرح یہ کتاب میرے ہاتھ میں ہے اس طرح خدا ہے یہ ناممکن ہے۔ وہ ذات حواس سے ماخوذ کرنے کی چیز نہیں۔ حواس جن سے ہم چیزوں کو محسوس اور معلوم کرتے ہیں وہ ان سے محسوس نہیں ہو سکتا۔

البتہ غیر مادی چیزوں کا جس طرح علم حاصل کیا جاتا ہے اسی طرح اس کی ہستی کا علم بھی ہوتا ہے۔ قرآن کریم نے اس اصول کو خود ہی بیان کیا ہے۔ ترتیب کے لحاظ سے قرآن شریف میں سب سے پہلی سورۃ بقرہ ہے۔ کہ جس سے قرآن شریف کی ابتدا ہوتی ہے۔ اس میں فرمایا الذین یومنون بالغیب وہ لوگ کہ جو الغیب پر ایمان لاتے ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ کو الغیب کہا جاتا ہے۔ لیکن لغت میں الغیب کس کو کہتے ہیں۔ مفردات راغب میں ہے۔ اور ایسا ہی دوسرے کئی قرآن شریف کی لغات میں لکھا ہے۔ اس لغت میں الغیب سے مراد وہ چیزیں ہیں کہ جن کو ہم اپنے حواس ظاہری سے نہیں پا سکتے۔ پس سب سے پہلے اللہ کی ذات کے متعلق یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ وہ الغیب ہے یعنی دیکھنے سننے سونگھنے چکھنے اور چھونے کی کوئی چیز نہیں۔ بلکہ اس کا علم ایسے طریق پر حاصل ہوتا ہے کہ جس طرح غیب یعنی حواس سے نہ محسوس ہونے والی چیزوں کا علم حاصل ہوتا چلا ہے۔ آپ مشہور غیب آئندہ کے ہونے والے واقعات ہیں جن کا علم ان حواس سے حاصل نہیں ہوتا بلکہ خواب کشف الہام وحی سے وہ علم حاصل ہوتا ہے۔ دنیا میں اکثر لوگ ایسے ہوں گے [illegible] یا غیر مسلم جنہوں نے خود اپنی زندگی میں اس قسم کے غیب کا مشاہدہ کیا ہوگا۔ یعنی کوئی سچی خواب دیکھی ہوگی جو پوری ہو کر رہی۔ تو غیب کے معلوم کرنے کے لئے جو ذریعہ ہے کہ جس سے غیب کی اور باتیں معلوم ہوتی ہیں۔ اس ذریعے سے خدا کا علم بھی آتا ہے۔ یعنی انبیاء کے ذریعے سے آتا ہے۔ دلائل اور عقل کی بنا پر زیادہ سے زیادہ ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس دنیا کی کوئی علت العلل ہے کوئی (Cause) کوئی ہونا تو چاہیئے۔ اس کے موجود ہونے کا یقین یا اس کی صفات کا علم حاصل نہیں ہو سکتا۔ جبتک کہ انبیاء اس کے متعلق شہادت نہ دیں۔ نیچر کا مطالعہ کہ جو ایک ادنیٰ علم ہے۔ وہ اس کا تسلی بخش جواب نہیں دے سکتا۔ دنیا میں اس کی ذات کا علم انبیاء کے ذریعہ سے ہی آیا۔ اس کے سوا کسی عقلمند کی عقل نے اس کو دریافت نہیں کیا۔ بلکہ وہ وحی انبیاء کے ذریعے سے دنیا کو حاصل ہوا۔ اس کی تفصیل میں آئندہ بیان کروں گا سر دست صرف اتنا بتا دوں کہ وہ ذریعہ کہ جو خدا کی ہستی پر یقین پیدا کر سکتا ہے۔ وہ وحی ہے۔ قرآن شریف نے اس کو پہلی ہی وحی میں بتایا ہے۔ فرمایا اقرأ باسم ربک الذی خلق خلق الانسان من علق۔ اقرأ و ربک الاکرم الذی علم بالقلم علم الانسان ما لم یعلم۔ یہ صرف پانچ آیات ہیں کہ جن میں یہ بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ہستی کا علم کس طرح آ سکتا ہے۔ انہی کی تشریح قرآن شریف نے دوسرے مواقع پر وقتاً فوقتاً آپ پائیں گے۔ اس میں کس طرح سے دلیل کو بتایا گیا ہے۔ جس طرح بیج سے آہستہ آہستہ درخت بنتا ہے۔ بعینہ اسی طرح بیج کے طور پر یہاں مرکز علم وحی بتایا گیا ہے۔ اور پھر بعد میں متفرق آیات کے اندر مکہ میں درمیان میں اور مدینہ میں یعنی آخری وحی میں اس کو کھول کھول بتایا ہے۔

ضرورت ملازمین!

(۱) لاہور کے سرکاری باغات کے لئے ایک چودھری کی ضرورت ہے۔ جو انگریزی دان اور باغبانی سے بخوبی واقف ہو تنخواہ ۵۰ روپیہ ماہوار۔ درخواستیں بنام پروفیسر بوٹنی گورنمنٹ کالج لاہور۔

(۲) پرنسپل مشن ہائی سکول یا لمبر پور ضلع کانگڑہ کو ایک فارسی مدرس انگریزی خواندہ منشی فاضل کی۔ تنخواہ ۵۵ - ۳ - ۷۰ روپیہ ماہوار ہوگی۔

(۳) دیوان ریاست جیسلمیر راجپوتانہ کو ایک سب اور سیر کی ضرورت ہے۔

(۴) سیکرٹری ڈسٹرکٹ بورڈ گجرات کی جگہ خالی ہے تنخواہ ۲۰۰ - ۱۰ - ۳۰۰ روپیہ ماہوار۔ درخواستیں ۱۵ نومبر ۱۹۳۲ء تک بنام چیرمین ڈسٹرکٹ بورڈ گجرات پنجاب۔

(۵) میونسپل کمیٹی شہر انبالہ کو ایم۔ بی۔ بی۔ ایس۔ سینٹری انسپکٹر کی ضرورت تنخواہ ۱۲۵ یا ۱۵۰ روپیہ ماہوار۔ درخواستیں ۸ نومبر ۱۹۳۲ء تک بنام پریزیڈنٹ میونسپل کمیٹی شہر انبالہ بھیج دی جائیں۔

(۶) تین میڈیکل افسروں کی دیہاتی شفاخانوں کے لئے ضرورت ہے۔ تنخواہ ۷۵ - ۴ - ۱۳۰ روپیہ ماہوار۔ ۲۰ سال کی سروس کے بعد ۱۵۰ روپیہ ماہوار اور ۲۶ سال کے بعد ۱۷۵ ماہوار ملے گا۔

درخواستیں بنام ڈپٹی کمشنر چیرمین ڈسٹرکٹ بورڈ لاہور۔

محمد منظور الٰہی

آنریری [illegible] احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

اخبار احمدیہ

حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ بدستور خدمات دین میں مصروف ہیں۔ ہفتہ میں دو بار درس کا سلسلہ شروع ہو گیا ہے۔ درس کا سننا گویا سارے قرآن کریم کے حسن مضامین کا پتہ لگوا دینا ہے۔ کہ جس میں حقائق و معارف کے انوار عکس فگن ہیں اور جس کے سامنے شکوک و شبہات کی تاریکیاں اڑتی جاتی ہیں۔

شیخ محمد یوسف صاحب کی ایک ابتلا میں مبتلا ہیں۔ دوستوں کو ان کے لئے درد دل سے دعا کرنی چاہیے۔

مستری محمد علی صاحب پشاوری بمبئی میں بعض مصائب کے پنجہ میں گرفتار ہیں اور احباب سے درخواست دعا کرتے ہیں۔

ڈاکٹر حسن علی صاحب گوجرانوالہ سے اطلاع دیتے ہیں کہ جو جلسہ ملک فیروز خاں صاحب نون وزیر وزارت تعلیم کو مبارکباد دینے کے لئے شاخ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام گوجرانوالہ کا ہوا تھا۔ اور اس کی رپورٹ اخبار میں شائع ہوئی تھی اس کے صدر پروفیسر عنایت علی خاں صاحب تھے۔

ہمارے دوست شیخ عبدالواحد صاحب انسپکٹر پولیس نے نہایت بہادری اور جرأت سے مشہور سازشی دھنونتری کو دہلی میں گرفتار کر لیا۔

انتقال پرملال

ہم نے یہ خبر نہایت ہی افسوس کے ساتھ پڑھی ہے کہ شیخ رحمت اللہ صاحب شاکر مدیر "الفضل" کی اہلیہ صاحبہ ۲۸ر اکتوبر کو اپنے پیچھے تین معصوم بچے چھوڑ کر داعی اجل کو لبیک کہہ گئی ہیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ شیخ صاحب سے ہمیں اس صدمہ میں ہمدردی ہے۔ ابھی کچھ زیادہ دن نہیں گزرے کہ شیخ صاحب احیاناً دفتر پیغام صلح میں تشریف لائے تھے۔ جس کا علم ہمیں ان کے چلے جانے کے بعد ہوا۔ خیالات کا اختلاف عام انسانی ہمدردی اور خاطر تواضع میں سد راہ نہیں ہونا چاہیے۔ اگر ہمارا ان سے تعارف نہ تھا تو انہیں خود متعارف ہونے میں مضائقہ نہیں کرنا چاہیے تھا۔ انشاء اللہ ہم جب کبھی قادیان آئیں گے تو سب سے ضرور ہی ملاقات کریں گے۔

عام خبریں

—— مسمی احمد دین المعروف گوکین فروشوں کے بادشاہ کو ۱۸ ماہ سزائے قید ہوئی۔

—— آفریدی غیر علاقہ میں کثیر تعداد میں جمع ہو رہے ہیں۔ اور وہ سب تیراہ میں سڑکیں بنانے کے مخالف ہیں۔

—— کانگرس کے موجودہ صدر نے مردم شماری کے بائیکاٹ کے لئے رائے دی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اب کے اچھوت ہندوؤں سے علیحدہ ہو رہے ہیں اور ہندوؤں کو اپنے شمار میں خسارے کا اندیشہ ہے

—— یکم نومبر کو بازار قصہ خوانی پشاور میں بم پھینکا گیا۔ اور راہگیر مجروح ہوا۔

—— اخبار "سچ" وسط نومبر سے دوبارہ نکلنا شروع ہو جائے گا۔

—— قومی جھنڈے میں سکھوں کا رنگ شامل نہ کرنے سے سکھ ناراض ہیں

اسلئے اس بات پر زور دیا کہ صرف وہی انبیاء جن کا قرآن کریم میں ذکر ہے قابل تسلیم نہیں بلکہ ہندوؤں اور دوسری قوموں میں جو نبی آئے وہ بھی من لم نقصص علیک میں شامل ہونے کی وجہ سے قابل تسلیم ہیں اور اس طرح سے اسلام کو رواداری اور وسعت اخلاق کا مذہب ثابت کیا۔ اس پر وضاحت کے ساتھ روشنی ڈالنے کے بعد حضرت امیر نے بتایا کہ یہی وسیع القلبی جو دوسری قوموں کے متعلق حضرت مرزا صاحب نے برتی اسلام کے اندر فرقوں کے متعلق بھی اختیار کی۔ اور تکفیر کی بیماری کو دور کرنے پر خاص طور پر زور دیا۔

دوسری خصوصیت آپ نے یہ بتائی کہ حضرت مرزا صاحب نے عقل اور مذہب کو جمع کر دیا ہے۔ اس سلسلہ میں آپ نے یروشلم کی عیسائی کانفرنس کی رپورٹ کے وہ فقرات سنائے جن میں مسلمانوں کو تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے:۔

(۱) قدیم الخیال جو عقل سے واسطہ نہیں رکھتے (۲) جدید الخیال جو مذہب سے واسطہ نہیں رکھتے اور (۳) احمدی جماعت جو عقل اور مذہب کو لئے ہوئے ہے۔ آپ نے اس خصوصیت کی وضاحت فرماتے ہوئے مسئلہ ناسخ و منسوخ شاروا ایکٹ نمل اور ہدہد کی تفسیر کے متعلق عام مسلمانوں اور جماعت احمدیہ کے نقطۂ نگاہ کو بطور مثال پیش کیا۔ اور ثابت کیا کہ صرف جماعت احمدیہ ہی آج اسلام کے اصل حسن و خوبصورتی اور اس کی معقولیت کو دنیا کے سامنے پیش کرتی ہے

تیسری خصوصیت آپ نے یہ بتائی کہ جماعت احمدیہ اور دوسرے مسلمانوں میں حرکت و جمود کا فرق ہے اور اس بارہ میں اس جماعت کے جوش ایثار اور عملی کارناموں کا وضاحت کے ساتھ ذکر فرمایا۔ اور عام مسلمانوں کو اس جہاد فی سبیل اللہ میں شمولیت کی دعوت دی جو اس جماعت کا امتیاز خصوصی ہے

جماعت احمدیہ فرقہ نہیں

حضرت امیر کی تقریر کے بعد جلسہ نماز ظہر و عصر کے لئے برخواست ہوا۔ بعد از نماز دوسرا اجلاس زیر صدارت جناب خان بہادر مولانا مولوی غلام حسن خانصاحب آنریری مجسٹریٹ پشاور منعقد ہوا۔ سب سے پہلے مولانا مولوی مصطفیٰ خاں صاحب بی اے۔ ایڈیٹر اسلامک ورلڈ کا لکچر ہوا جس میں آپ نے اس حقیقت کی وضاحت فرماتے ہوئے کہ جماعت احمدیہ کوئی فرقہ نہیں۔ بتایا کہ اس جماعت میں مسلمانوں کے ہر طبقہ و فرقہ کے لوگ موجود ہیں جو عبادات وغیرہ میں اپنے اپنے مسلک کے مطابق عمل پیرا ہیں۔ آمین بالجہر کہنے والے رفع یدین کرنے والے شیعوں کی طرح کھلے ہاتھ نماز پڑھنے والے۔ فاتحہ خلف الامام کے قائل اور وہ لوگ جو ان تمام چیزوں پر عمل پیرا نہیں جماعت احمدیہ کے اندر پائے جاتے ہیں۔ اور ان معمولی اختلافات کو جو آج مسلمانوں میں مختلف فرقے پیدا کرنے کا موجب ہیں۔ اس جماعت میں کوئی اہمیت نہیں دی جاتی حالانکہ ان باتوں کا تعلق کسی نہ کسی حد تک عمل سے ہے۔ اس کے خلاف حضرت مسیح موعود نے وفات مسیح پر بہت زیادہ زور دیا حالانکہ اس کا عملی زندگی پر کوئی اثر نہیں۔ لیکن اس سے یہ ایک بہت بڑا نقصان پیدا ہوا ہے کہ مسلمانوں کی ہمت کو اس نے پست کر دیا۔ اور وہ ایک خیالی مسیح کے نزول کے منتظر ہو کر بیٹھ گئے۔ اور خود دین کی نصرت کو چھوڑ دیا۔ اسی سلسلہ میں آپ نے بتایا کہ حضرت مرزا صاحب کی صداقت کا یہ ایک کھلا ثبوت ہے کہ آپ کی آمد سے پیشتر لوگ مسیح کے لئے چشم براہ تھے۔ لیکن آپ کے بعد یہ انتظار بھی موقوف ہو گیا۔

دہلی کے تالے ٹوٹ گئے

اس کے بعد دہلی کے ایک صاحب کھڑے ہوئے اور انہوں نے بتایا کہ وہ تالے جو ایک وقت سلسلۂ حقہ کی قبولیت کے خلاف حضرت مسیح موعود کو دہلی میں لگے ہوئے نظر آئے تھے آج خدا کے فضل سے ٹوٹ رہے ہیں۔ اور بعض بڑے بڑے لوگ سلسلۂ حقہ کی صداقت کے قائل ہوتے جا رہے ہیں۔

مغرب میں تبلیغِ اسلام

اس کے بعد حضرت امیر جناب مولانا مولوی محمد علی صاحب ایدہ اللہ کا دوسرا لکچر مغرب میں تبلیغ اسلام پر ہوا جس میں آپ نے حضرت مسیح موعود کی ابتدائی کتب سے آپ کی اس دلی خواہش اور تڑپ کا ثبوت دیا۔ کہ یورپ میں تبلیغ اسلام کی جائے۔ آپ نے بتایا کہ اس وقت مغرب تمام دنیا کا مرکز ہے اور خیالات وہاں پھیلتے ہیں وہی تمام دنیا میں منعکس ہوتے ہیں۔ اس لئے مغرب میں تبلیغ اسلام سب سے زیادہ ضروری ہے۔ یہ بھی آپ نے بتایا کہ یہ بھی جماعت احمدیہ کی خصوصیات ہے۔ کہ مغرب میں تبلیغ اسلام کی بنیاد ان سے ڈالی اور آج اہل مغرب کے خیالات اسلام کے متعلق بہت کچھ بدل چکے ہیں۔ اسی سلسلہ میں آپ نے برلن مسجد کی تعمیر میں جماعت احمدیہ اور عام مسلمانوں کی امداد کا ذکر کرتے ہوئے اس ناخوشگوار واقع کا ذکر کیا جو آجکل اخبارات میں آچکا ہے کہ دُرّانی نے اس کو گیارہ ہزار روپیہ میں رہن کر دیا۔ آپ نے بتایا کہ دُرّانی پر مقدمہ دائر ہے لیکن مسجد کو چھڑانا ہمارا سب سے پہلا فرض ہے۔ اس لئے کوئی شخص اپنی جگہ سے نہ ہلے جب تک مسجد کو واگذار کرنے کے لئے گیارہ ہزار روپیہ کا بندوبست نہ ہو جائے۔ چنانچہ اسی وقت نقد اور وعدوں کی صورت میں روپیہ جمع ہونا شروع ہو گیا اور خدا کا شکر ہے کہ مطلوبہ رقم کا اسی جگہ بندوبست ہو گیا۔

ایک خاتون کا پیغام

اسی اثنا میں مستورات میں سے جنابہ سید بیگم صاحبہ بنت جناب داروغہ نبی بخش صاحب کا ایک تحریری پیغام آیا جس کے ساتھ ایک پنجابی نظم اور ایک کاسۂ گدائی تھا۔ وہ پیغام اور نظم اسی وقت پڑھ کر سنائی گئی۔ جو کسی دوسری جگہ درج ہے

اس پیغام کے مطابق جنابہ سید بیگم صاحبہ کا کاسۂ گدائی اسی وقت مردوں میں پھرایا گیا۔ اور خدا کا شکر ہے کہ رقم مطلوبہ فراہم ہو گئی۔ اس کے بعد جلسہ برخاست ہوا۔

لامذہبیت کی رَو

بعد از نماز مغرب تیسرا اجلاس زیر صدارت جناب مولانا مولوی صدرالدین صاحب شروع ہوا جس میں مولانا مولوی یعقوب خانصاحب مسٹر گن مزورڈ (انگریز نومسلم) ملک محمد دین صاحب ایم۔ اے ایڈوکیٹ۔ شیخ محمد دین جان صاحب بی۔ اے ایڈوکیٹ۔ مولوی عالم دین صاحب بی۔ اے ایڈوکیٹ۔ حافظ محمد حسن صاحب بی۔ اے ایڈوکیٹ اور بعض دوسرے اصحاب نے موجودہ لامذہبیت کی رو پر تقریریں کیں۔ اس موضوع کی اہمیت اس بات کی متقاضی ہے کہ تمام تقاریر کو کسی دوسری اشاعت میں علیحدہ نقل کیا جائے۔ رات کے ایک بجے تک یہ جلسہ جاری رہا اور اس کے بعد حضرت امیر ایدہ اللہ نے دعا فرمائی اور جلسہ نہایت کامیابی کے ساتھ ختم ہوا۔ فالحمد للہ۔

احمدیہ کانفرنس کا اجلاس

۲۶ دسمبر ۱۹۲۹ء کو ۸ بجے نماز عشاء کے بعد احمدیہ کانفرنس کا اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں حضرت امیر جماعت نے سب سے پہلے پوری تفصیل کے ساتھ یہ بتایا کہ برلن کی جامع مسجد کو فضل کریم دُرّانی نے کس طریقہ سے اور کن حالات میں سولہ ہزار مارک کے عوض گرو رکھ دیا۔ اس کے بعد آپ نے حاضرین کو انجمن کی مالی مشکلات کی طرف توجہ دلائی جو مذکورہ بالا مسجد کے واقعہ اور اس کے نتائج سے پیدا ہو گئی ہیں۔ یہ انہیں مالی مشکلات کا نتیجہ ہے کہ اس سال انجمن کی بجٹ میں بعض ضروری شعبے تخفیف میں لائے گئے ہیں۔ ان شعبوں میں سب سے زیادہ اہم اشاعت اسلام کالج کا معاملہ ہے جس کی نسبت انجمن کی جنرل کونسل کی رائے ہے کہ اگر مالی مشکلات کے حل کی کوئی امید افزا صورت پیدا نہ ہوئی تو یکم مئی ۱۹۳۰ء سے اس کالج کو بند کر دینا پڑے گا۔ حضرت امیر نے جماعت کے روشن خیال اور کارکن حضرات کو دعوت دی کہ وہ انجمن کے حساب کی پڑتال اور تخفیف کے جواز یا عدم جواز کے متعلق اپنی رائے ظاہر کریں۔ اس پر میاں عالم دین صاحب ایڈوکیٹ شیخوپورہ نے مصارف کی تخفیف کے متعلق ایک خاص کمیٹی کے قیام کی تجویز پیش کی۔ سید عبدالمجید صاحب جج کپورتھلہ نے بھی اس تجویز کی تائید فرمائی لیکن حافظ محمد حسن صاحب نے پر زور الفاظ میں اس بنا پر مذکورہ بالا تجویز کی مخالفت کی کہ ہمیں اس موقعہ پر انجمن کے مصارف کی تخفیف کا پروگرام تیار نہیں کرنا چاہیے۔ بلکہ اشاعت اسلام کے مشن کو فروغ دینے کے لئے آمدنی کے نئے وسائل پیدا کرنے چاہئیں۔ جماعت کے دوسرے احباب نے بھی حافظ صاحب کی تائید کی۔ آخر یہ قرار پایا کہ جو اصحاب اس وقت موجود ہیں وہ کل یعنی ۲۴ گھنٹے کے بعد انجمن کی مالی مشکلات کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس امر کے لئے تیار ہو جائیں کہ وہ چندہ کی باقاعدہ فراہمی کے لئے رجسٹر میں اپنے نام درج کرائیں۔ ۱۱ بج چکے تھے اس لئے اجلاس ختم ہو گیا۔

۲۷ دسمبر کی کارروائی

نماز عشاء کے بعد حافظ محمد حسن صاحب نے یہ تجویز پیش کی کہ آمدنی کے وسائل کو بڑھانے کے لئے جماعت کا ہر فرد اپنے مقررہ چندہ کے علاوہ اپنے حلقۂ اثر سے رو[illegible] اس مقصد

کے لئے اپنا نام درج رجسٹر کرائے۔

پروفیسر عنایت علی صاحب نے اس تحریک کی تائید کی۔ ڈاکٹر محمد حسین صاحب نے بھی تائید کی۔ خانصاحب منظور الہی نے کہا کہ جن لوگوں نے حضرت صاحب کے ہاتھ پر بیعت کی ہے ان کی تعداد پانچ ہزار ہے۔ پہلے جماعت کی تنظیم کرنی چاہیئے۔ شیخ محمد نصیب صاحب نے کہا کہ مانگنے سے پہلے خود دینا سیکھنا چاہیئے۔ حضرت مسیح موعود نے فرمایا کہ یہ اللہ درست وہی ہے جو اشاعت اسلام کی خاطر قلیل سے قلیل رقم بطور چندہ دے۔ شرم کی بات ہے کہ اس آسان حکم پر عمل نہیں کیا جاتا۔ ۲۵ روپیہ ماہوار کی آمد پر ایک پیسہ فی روپیہ۔ پچاس روپیہ کی آمدنی والے دو پیسہ فی روپیہ۔ اور سو روپیہ آمدنی والے پر تین پیسہ فی روپیہ کا بار کوئی زیادہ بار نہیں۔ بابو منظور الہی صاحب نے کہا کہ جماعت کے بیشتر افراد چندہ ادا نہیں کرتے۔ میاں عالم دین صاحب نے کہا کہ حافظ محمد حسن صاحب کی تجویز کوئی نئی نہیں ہے۔ غیر احمدیوں سے چندہ زیادہ مقدار میں وصول نہیں ہوتا۔ سب سے پہلے اپنی جماعت بندی کرنی چاہیئے۔ اور احمدی جماعت کے تمام افراد سے وصول کرنا چاہیئے۔ اس کے علاوہ غیر احمدیوں کو باقاعدہ چندہ دینے کی عادت نہیں۔ حافظ محمد حسن نے کہا کہ میری تجویز کا یہ منشا نہیں کہ ہم خود دینا نہ سیکھیں گے جب ہم دوسروں سے مانگیں گے تو خود بھی دیں گے۔ میں پھر یہی کہوں گا کہ انفرادی طور پر چندہ جمع کرنا لازمی قرار دیا جائے۔ ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب نے کہا کہ بابو منظور الہی صاحب کا یہ کہنا غلط ہے کہ جماعت کے بیشتر افراد چندہ نہیں دیتے۔ غیر احمدی بڑی خوشی سے چندہ دیتے ہیں۔ صرف لاہور سے پندرہ ہزار روپیہ فراہم ہو سکتا ہے۔ چندہ جمع کرنے کی ذمہ داری ہم ہی پر عائد نہیں ہوتی بلکہ آپ سب پر عاید ہوتی ہے ہماری معزز مستورات نے دین کی خاطر مانگنے کی ذلت برداشت کر لی جب آپ لوگوں سے مانگیں گے تو لوگ ضرور دیں گے۔ اس کے بعد سیکرٹری صاحب نے ان صاحبوں کے نام لکھنے شروع کئے جنہوں نے ایک مقررہ رقم اپریل تک فراہم کرنے کا ذمہ لیا۔

باقی صفحہ ۶ کالم ۲

ایک فدائی اسلام خاتون کا کاسۂ گدائی

ذیل میں ہم داروغہ نبی بخش کی صاحبزادی اور ڈاکٹر غلام محمد صاحب کی ہمشیرہ کا وہ پیغام درج کرتے ہیں جو ممدوحہ نے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے سالانہ جلسہ کے دوران میں اپنے احمدی بھائیوں کے نام بھیجا۔ اس پیغام کے ساتھ ایک پنجابی نظم بھی ہے جس کی بدولت انہیں اپنے کاسۂ گدائی کے بھرنے میں غیر معمولی کامیابی حاصل ہوئی۔ اسلام کی خدمت کے لئے ایک خاتون کا اپنی بہنوں کے سامنے کاسۂ گدائی لے کر پھرنا ایک ایسا اولوالعزمانہ فعل ہے کہ احمدی جماعت کے تمام افراد کو اس کی تقلید کرنی چاہیئے۔ اگر بعض حضرات کے نزدیک اس طرح مانگنا ایک طرح کی ذلت ہے تو بقول حضرت امیر اسلام کی خاطر ایسی ذلت کا برداشت کرنا سب سے بڑا جہاد ہے۔ ہاں جو شخص اپنے نفس کے لئے دست سوال دراز کرے وہ البتہ ذلیل اور فرومایہ ہے۔ (ایڈیٹر)

معزز برادران! کل جلسۂ خواتین میں خاکسار نے پنجابی زبان میں ایک نظم پڑھی تھی اور اپنا کاسۂ گدائی سب بہنوں میں پھرایا تھا۔ الحمد للہ کہ میری محترم بہنوں نے اس کی نہایت قدر کی اور میرا کاسۂ گدائی بھر دیا۔ اب میں وہ نظم اور کاسۂ اپنے بھائیوں کی خدمت میں بھیجتی ہوں اور التجا کرتی ہوں کہ للہ آپ بھی میرے کاسہ کو بھر دیں۔ جلسہ مستورات میں میرے کاسہ میں ایک سو اکیس روپے ساڑھے چار آنے اکٹھے ہوئے تھے۔ اب دیکھیں آپ میرے کاسہ کی کتنی قدر کرتے ہیں؟

بنت داروغہ نبی بخش

دین حق دا وعظ سناواں گے   اسی کفر نوں ہن مٹاواں گے
نالے کلمہ بھی پڑھاواں گے   ساری ہند نوں دین سکھاواں گے

دین حق دا وعظ سناواں گے
اسی کفر نوں ہن مٹاواں گے

تبلیغ دا کم ہے وڈا بھاری   کچھ دیو للہ میں جاواں واری
سعید بن بن کے آئی بھکیاری   اے کاسہ اسی بھراواں گے

دین حق دا وعظ سناواں گے
اسی کفر نوں ہن مٹاواں گے

کاسہ میرا بھر دیو بھیناں   اس دا بدلہ رب تھیں لیناں

قادیانی حضرات کی توجہ کے قابل

مکرم بندہ جناب مولانا سلمکم اللہ تعالیٰ

مندرجہ ذیل مضمون ارسال خدمت والا ہیں بھیج رہا ہوں - اس کو اپنے اخبار گوہربار میں درج کر کے ممنون فرمائیں - اور قادیانی حضرات جواب دیں - جوابات "پیغام صلح" یا الفضل میں شائع کرائیں تو مہربانی ہوگی

(حکیم اسد اللہ)

اس میں شک نہیں کہ قادیانی احباب علم دوست ہیں - ان میں بڑے بڑے عالم موجود ہیں - مولوی فاضل موجود ہیں - بی اے - ایم اے موجود ہیں - لیکن محقق اور غیر متعصب بہت تھوڑے ہیں - جماعت کا بہت حصہ ان میں ایسے لوگوں کا ہے - جو عقل اور فکر کو حضرت میاں صاحب کی نذر کر بیٹھے ہیں - اور پورے طور پر العلم حجاب الاکبر کے مصداق بنے ہوئے ہیں - مولوی ثناء اللہ صاحب مولوی فاضل اور مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کو اپنی عربی دانی اور علمیت کا اس قدر غرور تھا کہ حضرت مسیح موعود کو بھی علم میں اپنے سے کم سمجھتے رہے - حالانکہ ان کی عقل اور دانش میں حضرت عیسیٰ کی وفات کا موٹا سا اور خلاف فطرۃ مسئلہ کبھی نہ آسکا - یہی حال ہمارے قادیانی بھائیوں کا ہے - مناظروں اور تحریروں میں ان کو بہتر سمجھایا جا چکا ہے - کہ حضرت مسیح موعود کا دعویٰ ظلی بروزی جزوی غیر مستقل - مجازی - غیر حقیقی نبوت کا تھا جس کا مطلب صرف یہ ہے - کہ اس امت کے اولیاء کو نبوت کا رنگ دیا جاتا ہے - وہ رسول صلعم کی محبت میں سرشار ہو کر فنا فی الرسول کا مرتبہ حاصل کرتے ہیں - اور کمالات نبوت سے وافر حصہ ان کو ملتا ہے - لیکن درحقیقت وہ نبی نہیں ہوتے کیونکہ آنحضرت صلعم کے بعد نبوت کا دروازہ تاقیامت بند ہے - ان اولیاء اور مجددین کو اصطلاح اسلام میں محدث - فنا فی الرسول یا مجدد کہا جاتا ہے - نبی نہیں کہا جا سکتا - یہ لوگ اولیاء اللہ ہوتے ہیں - کامل اطاعت خدا اور رسول کی وجہ سے ان کو یہ قرب حاصل ہوتا ہے کہ خدا سے مکالمہ اور مخاطبہ اور کثرت اخبار غیبیہ پر مطلع ہوتے رہتے ہیں - اس لئے یہ لوگ نبی کا نام پاتے رہے ہیں - مگر نبی نہ تھے - جیسا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے الوصیت میں فرمایا ہے - اولیاء کا نبی کا نام پانا ایسا ہی ہے جیسا انسان کو بشر کہنا - لیکن

اوکاڑہ کی زمین کیلئے کاشتکاروں کی ضرورت

ہم خرما و ہم ثواب

برادران سلسلہ کو معلوم ہو چکا ہے کہ محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے انجمن کو ۲۴ مربعہ زمین کی مالکیت اوکاڑہ سے دو میل کے فاصلہ پر مل چکی ہے - زمین آباد شدہ ہے - ۵ مربعہ زمین عارضی کاشت کے لئے بھی مل رہی ہے - ان میں سے ۵ مربعہ زمین کو پانی بذریعہ توڑا اور باقی کو انجن پمپ سے پہنچایا جاتا ہے - اس کل زمین کی آمدنی اشاعت اسلام میں لگائی جائے گی - زمین کی آمد کو بڑھانا اور اس میں ترقیات کرنا یہ اب جماعت کے اپنے اختیار میں ہے - جو احباب سلسلہ کاشتکاری کا کام کرتے ہیں - وہ دوسروں کی زمین یا اپنی تھوڑی سی زمین پر اپنا قیمتی وقت لگانے کی بجائے انجمن کی زمین کو کاشت کرنا چاہیں اور اس میں محنت کر کے معقول آمد پیدا کرنے کے خواہشمند ہوں تو وہ اس زمین سے خود بھی فائدہ اٹھا سکتے ہیں - اور انجمن کو بھی فائدہ پہنچا سکتے ہیں - ایسے احباب جو وہاں انجمن کا مزارعہ بننا چاہتے ہیں وہ واپسی ڈاک مجھے اطلاع دیں - کہ ان کے کتنے آدمی کارکن ہیں - ان کی عمر کیا ہے - ان کے ہل کس قدر ہیں - اور وہ کتنی زمین لینا چاہتے ہیں اپنے اخراجات انہیں خود برداشت کرنے ہوں گے - اس علاقہ میں حصہ نصف نصف ہے پانی جو انجن سے اٹھایا جاتا ہے - ان کا عوضانہ انجمن اخراجات کے تخمینہ معلوم کرنے کے بعد جو مقرر کرے گی دینا ہوگا - پہلے پادری صاحبان اس آبپاشی کا بیس روپیہ ایکڑ معاوضہ لیتے تھے -

خاکسار - سید محمد حسین

دفتر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور

جس طرح انسان اپنے اصل مفہوم میں بشر نہیں ہو سکتا اسی طرح اس قسم کے یہ مجدد بھی نبی کا خطاب پاتے ہیں - مگر فی الحقیقت نبی نہیں ہو جاتے اور لغوی معنوں کی رو سے لفظ نبی کا ان پر اطلاق ہو سکتا ہے - اصطلاح اسلام میں ان کو محدث یا مجدد ہی کہا جائے گا - اور خدا تعالیٰ سے کثرت اخبار غیبیہ کی اطلاع پانے کی وجہ سے نبی کا نام پا سکتے ہیں - مگر نبی نہیں ہوتے بلکہ محدث ہوتے ہیں - اور چونکہ محدث کے معنی لغت کے اعتبار سے زیادہ قرب پانے کے نہیں ہوتے اور نبی کے معنی خدا سے زیادہ قرب پانے والے کے ہوتے ہیں - اس لئے ان کو نبی کا نام دیا جاتا ہے - لیکن حقیقت میں نبی نہیں ہوتے یہی وجہ ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے صرف نبی کا دعوےٰ کرنے والے کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھا - اور اپنے لئے فرمایا کہ " جہاں جہاں میں نے اپنے لئے لفظ نبی کا استعمال کیا ہے اس کو کاٹا ہوا سمجھ کر وہاں محدث لکھ لیں " مگر یہ موٹی سی بات قادیانی احباب کے ذہن میں نہ آسکی - اور وہ رکیک تاویلوں سے قرآن و حدیث کے معانی توڑ مروڑ اس طرح کرنے لگے کہ جو معنے نہ تو آنحضرت صلعم اور صحابہ کی سمجھ میں آئے اور نہ خود حضرت مرزا صاحب کے ذہن میں آئے - اور معاملہ مدعی سست گواہ چست کا ہوا - خدا ان کی حالت پر رحم کرے - اب میں اپنے چند سوالات کو درج ذیل کرتا ہوا قادیانی حضرات سے توقع رکھتا ہوں کہ وہ ان سوالات کے جوابات اخبار "پیغام صلح" یا "الفضل" میں شائع فرمائیں تاکہ خاکسار اور دوسرے احباب مستفید ہو سکیں -

سوال نمبر ۱ - حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی زندگی میں غیر احمدی علماء سے وفات مسیح - امام مہدی - مسیح موعود وغیرہ دعاوی کے متعلق تحریری اور تقریری مناظرے کئے - کیا آپ نے اپنی عین حیات میں کسی مولوی سے مناظرہ کیا کہ میں اس وقت کا نبی ہوں - یا کوئی خط ایسا لکھا ہو جس میں اپنی نبوت کے لئے کسی کو دعوت دی ہو - ہمیں جہاں تک ان کی کتابوں کا مطالعہ کرنے کا موقعہ ملا ہے - اس میں نبوت کا انکار ہی ثابت نظر آتا ہے کہیں نبوت کے مدعی کو کاذب' کافر اور کہیں دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں - اور اگر دعویٰ کیا تو ایسا شبہ جس کا نہ ان کو اور نہ ان کے ماننے والوں کو پورا علم ہوا - امید ہے کہ آپ کوئی ایسا واقعہ یا تحریر سے اطلاع فرما کر مشکور فرمائیں گے -

دوسرا سوال - حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حقیقۃ الوحی کے ضمیمہ میں فرمایا ہے - سمیت نبیا من اللہ تعالیٰ علی طریق المجاز لا علی وجہ الحقیقۃ - اور یہ بقول قادیانی حضرات کے ۱۹۰۱ء کے بعد کی تحریر ہے - اس عبارت سے نبوت حقیقی کی صاف طور پر نفی ثابت ہوتی ہے - لیکن قادیانی حضرات بار بار یہی کہتے ہیں کہ حضرت صاحب نے ۱۹۰۱ء کے بعد عقیدہ تبدیل کر لیا تھا - اور محدث سے بڑھ کر نبی حقیقی اور مستقل نبی بن گئے تھے -

تیسرا سوال - حضرت مسیح موعودؑ نے الوصیت میں ختم نبوت کے بارہ میں یہ تحریر فرمایا ہے کہ " اس لئے اس نبوت پر تمام نبوتوں کا خاتمہ ہے - اور ہونا چاہیئے تھا - کیونکہ جس چیز کے لئے ایک آغاز ہے اس کے لئے ایک انجام بھی ہے " لفظ خاتمہ اور انجام کے معنی خاتم النبیین کی طرح قادیانی بھائی شاید کر دیں کہ جن کے بعد نبوت جاری ہو یا جن کی مہر سے نبی بنیں - لیکن یہ امید ہمیں صرف انہی مولوی فاضلوں سے ہو سکتی ہے - ورنہ کوئی اردو پڑھا ہوا بھی ان الفاظ کے معنی بخوبی سمجھ سکتا ہے -

چوتھا سوال - خاتم النبیین کے معنوں کو اپنے مطلب کے موافق بنانے کے لئے اپنی تائید میں ایک شعر پڑھا جاتا ہے کہ یہ ایسا ہی ہے - جیسے کوئی کہہ دے کہ حاتم طائی پر سخاوت ختم ہے - یا جیسے ... خاتم الشعراء تھا - گو محاورہ یہ بھی ہے - لیکن سوال یہ ہے کہ کیا حضرت مرزا صاحب نے بھی اس کو اپنے دعویٰ کے ثبوت میں پیش کیا ہے - وہ تو ایک لفظ کے مختلف معنے مراد ہی کرتے ہیں - حضرت صاحب نے نبوت کے لئے لفظ انجام تحریر فرمایا ہے - اس کے معنی کیجئے -

پانچواں سوال - کہا جاتا ہے کہ آنے والے مسیح کو حدیث میں نبی کہا گیا ہے - مگر امام بھی کہا گیا ہے اور خود حضرت مسیح نے انجام آتھم میں اس کی تشریح بھی کر دی ہے - کہ آنے والے مسیح کو بطور مجاز اور استعارہ نبی کہا گیا ہے جب وہی خود اسکو محمول بہ مجاز اور استعارہ مانتے ہیں تو آپ کا کیا حق ہے کہ انہوں کو خواہ مخواہ نبی بنا رہے ہیں -

چھٹا سوال - حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ ... مسیح موعود مجدد کے دعویٰ سے بڑھ کر نہیں - دیکھو آئینہ کمالات اسلام - تو پھر جب خود مجدد کا دعویٰ بھی مسیح موعود سے کم نہیں - تو ان کو نبی کیوں کہا جائے - تو آپ کیوں ہم پر اعتراض کرتے ہیں - کہ ہم ان کو بجائے نبی کے صرف مجدد مانتے ہیں -

ساتواں سوال - قادیانیوں کے نزدیک نبوت دو قسم کی ہے ایک تشریعی اور دوسری غیر تشریعی - قرآن اور حدیث سے ثابت کیا جائے - ورنہ کسی صوفی بزرگ کی اصطلاح حجت شرعی تسلیم نہیں کی جاتی - خود حضرت مرزا صاحب نے بھی فرمایا ہے کہ ہر قول قرآن و حدیث کے خلاف ہو تو بلا دہ سعال کی طرح پھینک دیا جائے - امام شعرانی رحنے جس چیز کا نام نبوت غیر تشریعی قرار دیا وہ مبشرات ہیں - اور انہوں نے یہ حدیث بھی فرمائی ہے - کہ جس نے قرآن کو حفظ کر لیا نبوت اس کے دو پہلوؤں میں داخل ہو گئی - اور یہ مرتبہ پہلے اولیاء کو بھی حاصل ہوتا رہا ہے - حضرت مرزا صاحب کو ہی کوئی خصوصیت نہیں - چنانچہ الوصیت صفحہ ۱۱ میں فرماتے ہیں اور دوسری طرف اتم اور اکمل طور پر مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ نبیوں کی طرح ان کو ہوا اور باوجود امتی ہونے کے نبی ہونے کا خطاب پایا"

آٹھواں سوال - تمام انبیاء کتابیں اور شریعت لاتے رہے ہیں - انزل معھم الکتب - جو کتاب نہ لایا ہو اس کا نام بتا دیجئے - ہمارے نزدیک حضرت ہارون بھی صاحب امر اور مصلح تھے - اور اگر کہا جائے کہ حضرت موسیٰ ہی کتاب لائے تھے - تو بتایا جائے - کہ حضرت نوحؑ حضرت موسیٰ سے پہلے انبیاء کس شریعت پر عمل کرتے تھے - اور حالانکہ شریعت کی ضرورت ہمیشہ سے رہی ہے - حضرت مرزا صاحب کوئی کتاب نہیں لائے " نیاوردہ ام کتاب " اُن کا فرمودہ ہے - اور جب کتاب نہیں لائے تو نبی بھی نہیں ہو سکتے -

جواب کا منتظر حکیم اسد اللہ دتا

انجمن حمایت اسلام لاہور

کا سالانہ جلسہ

امسال ہز ہائی نس نواب صاحب بہادر والئے ریاست بہاولپور خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ نے ازراہ لطف شاہانہ جلسہ کی صدارت قبول فرمائی ہے - اس لئے جمیع برادران اسلام کا فرض ہے کہ اس تقریب سعید پر مالی قربانی کے دل خوش کن نظارے پیش کر کے نواب صاحب کا شایان شان خیر مقدم کریں - اور انجمن کی کامیابی کا باعث ہوں - لہذا التماس ہے کہ مرسلہ اپیل پر تفصیل کے مطابق غور فرما کر فراہمی چندہ کے لئے سرگرم سعی فرمائیں - اور ۲۶-۲۷-۲۸ دسمبر ۱۹۳۰ء کو جلسہ میں شریک ہو کر ایک معتدبہ رقم حضور نواب صاحب کی موجودگی میں قومی خزانہ میں داخل فرمائیں - نیز چند نئی تجاویز جو انجمن کے زیر غور ہیں ان کو عملی جامہ پہنانے کے لئے مصارف کثیر کی ضرورت ہے - چنانچہ ۱۹۳۱ء کا بجٹ خرچ دس لاکھ روپیہ کا ہے - بدیں وجہ بھی امسال گذشتہ سالوں کے مقابلہ میں انجمن کو روپیہ کی بہت زیادہ ضرورت ہے - توقع ہے کہ آپ قوم کی استمداد میں بیش از پیش حصہ لیں گے -

والسلام

نیاز مند

عبد العزیز آنریری جنرل سیکرٹری

ایک خبر کی تصحیح

ہم نے ضمیمہ اخبار "پیغام صلح" مورخہ ۱۳ر نومبر ۱۹۳۰ء صفحہ میں پر فیروزپور میں جو بم کے متعلق تحریر کیا ہے - اس میں ہم نے غلطی سے تحریر کر دیا ہے - کہ پولیس نے فوراً محمد یسین ٹین ساز کی تلاشی لی - اور ٹین کے ٹکڑے لے گئی - یہ بالکل غلط ہے - پولیس نے کوئی تلاشی محمد یسین کی نہیں لی - اور نہ ہی مسٹر گند لعل کو زیر دفعہ ۳۰۷ گرفتار کیا ہوا ہے " (نامہ نگار)

ناظرین : - سے درخواست ہے کہ خط و کتابت کے وقت اپنے نمبر

اس تقریر کا جو اثر بالخصوص دیگر اہلِ اسلام پر ہُوا وہ بیان سے باہر ہے۔ میں نے علانیہ ان لوگوں کو کہتے سُنا ہے کہ بس اب ہمارے تمام شکوک مرزا صاحب کے متعلق رفع ہو گئے ہیں۔ اگر وہ محض ایک خدا رسیدہ بزرگ ہیں تو چشم ما روشن دلِ ماشاد ہمیں ان سے کسی قسم کا عناد نہیں۔ البتہ اب صرف ہماری بحث ان کی نسبت مسیح موعود کے دعوی کے متعلق رہ جاتی ہے مگر جیسا کہ انہوں نے ازالہ اوہام میں اپنا مذہب بیان کرتے ہوئے صاف صاف لکھ دیا ہے اور وہ درست ہے کہ "اوّل تو جاننا چاہئے کہ مسیح کے نزول کا عقیدہ کوئی ایسا عقیدہ نہیں جو ایمان کا جزو یا اسلام کا کوئی رکن ہو۔ یہ صدہا پیشگوئیوں میں سے ایک پیشگوئی ہے جس کو حقیقت اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ جب یہ پیشگوئی بیان نہیں کی گئی تھی تو اسلام کچھ ناقص نہیں تھا اور اب جبکہ بیان کی گئی ہے تو کامل نہیں ہو گیا" اگر اس بات کا تنازعہ بھی ساتھ ہی طے ہو جاتا تو اور کوئی نزاع باقی نہ رہتی۔

سید صاحب نے اوّل نبوت کے مفہوم کو قرآن کریم سے واضح کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہے "فاما یاتینکم منی ھدیً" جس کا مطلب یہ ہے کہ ہماری طرف سے تمہاری جانب ہدایت آیا کرے گی۔ اور ساتھ ہی دوسری آیاتِ قرآنی کہ "ولقد اٰتینا موسیٰ الھدیٰ" اور سورت انعام کی آیات "وتلک حجتنا اٰتینھا ابراھیم علیٰ قومہ ——— اولٰئک الذین ھدی اللہ فبھداھم اقتدہ" تلاوت فرما کر فرمایا کہ ابراہیمؑ کی اولاد کو اپنے وعدہ کے مطابق ہدایت دیکر تمہاری طرف مبعوث کیا۔ اور کُل انبیا علیہم السلام کے نام گن کر جن کا آیات میں ذکر ہے بتایا کہ ان کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دیکر بھیجا جس کا دوسرا مفہوم یہ ہے کہ ان کو کتاب دیکر رسول کیا۔ اب با لفاظ دیگر اس کو یوں سمجھیں کہ دراصل کتاب اور ہدایت دونوں مترادف ہیں یعنی ہدایت کتاب ہے اور کتاب ہدایت۔ اور نبیوں کی بعثت سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ وہ ہدایت یعنی کتاب لائیں۔ جس صورت میں اب ہدایت تکمیل کو پہنچ گئی تو اب کسی نبی کے آنے کی صورت ہی باقی نہ رہی اور انبیائے سابقین علیہم السلام کی بعثت کا ذکر کرتے ہوئے سید صاحب نے نہایت صراحت کے ساتھ ان کی بعثت اپنی اپنی قوم کی طرف ہی ثابت کی اور اس کی علت یہ بتائی کہ رسل و رسائل کے وسائل ان ایام میں ایسے وسیع نہ تھے جیسے اب ہیں۔ ایک ملک سے دوسرے ملک کو جانا تو درکنار ایک ملک میں ہی سفر کرنا بہت دشوار تھا۔ اور مشیتِ ایزدی کا تقاضا بھی اسی حالت میں یہی تھا کہ ہر قوم میں نبی آیا کرے مگر اب جبکہ تمام دنیا ایک ہی پلیٹ فارم پر آ جانے کو تھی۔ اور ایک شخص کا پیغام راتوں رات دنیا کے دوسرے حصہ میں نہایت آسانی سے پہنچ جانا مقدر تھا تو ایک ہی ہدایت نامہ کل دنیا کے واسطے بھیجدیا یعنی ایک ہی نبی مبعوث کر دیا۔ پس اب رسول خداؐ کی ہی نبوت جاری و ساری ہے۔ اب جو کوئی اس نبوت کے ہوتے ہوئے نبوت کا دعوی کرے گا وہ واجب القتل ہے کیونکہ وہ باغی ہے ٹھیک اسی طرح جس طرح کہ بادشاہ کے ہوتے ہوئے اس کے ملک میں کوئی اور بادشاہت کا دعویدار ہو وہ باغی قرار دیکر قتل کیا جاتا ہے۔ یہاں مجھے بھی ایک دلیل ختم نبوت کے بارے میں عرض کر دینی چاہئے جو سید صاحب نے بیان نہیں کی اور وہ یہ ہے کہ قرون اولیٰ میں فہم انسانی بالغ نہ تھا۔ اس لئے یہی مناسب تھا کہ لوگوں کو احکام کے ذریعے ہی ہدایت کی جائے۔ بچوں کو سرپرست حکم کرتے ہیں وہ ان کو احکام کی غرض و غایت اور علت سمجھانے کی کوشش نہیں کرتے۔ کیونکہ یہ عبث ہے لیکن بالغ و عاقل کو ان کی حکمت وغیرہ سمجھائی جاتی ہے۔ اور اس کے بعد ان کو ان کی عقل اور فہم پر چھوڑ دیا جاتا ہے۔ کہ وہ گمراہی سے بچنے کے لئے مناسب ذرائع اور وسائل تلاش کریں۔ احکام کا حالات کے تحت وضع ہونا۔ اور حالات کے ماتحت تبدیل و تحویل ہونا لازمی ہے۔ قرون اولیٰ میں یہ کام بذریعہ انبیاء و رُسل ہوتا تھا۔ مگر اب قرآن کریم نے یہ کام راسخون فی العلم کی عقل اور فہم پر چھوڑ دیا ہے۔ قرآن کریم نے نہ صرف اصول اور ان کی حکمت کو واضح کر دیا ہے بلکہ ان کی تشریح احکام و قصص و امثال سے بھی کر دی ہے۔ یہ ایسے اصول ہیں کہ قیامت تک بدل نہیں سکتے۔ ہاں فطرتِ انسانی بدل جائے تو یہ بھی بدل جائیں۔ پس اب چونکہ ذہنی ترقی اصولوں کو سمجھنے کے لئے کافی ہو چکی ہے تو قرآن کریم ہی جو ایک جامع اور مانع کتاب اصول ہے تمام بنی نوع انسان کے لئے کافی ہے اور پورا پورا دستور العمل ہے اس دستور العمل کے ہوتے ہوئے کسی اور دستور العمل کی ضرورت نہیں۔ راسخون فی العلم ہوا کریں گے۔ جو متشابہات یعنی واقعاتِ حاضرہ پیش آمدہ کو انہیں اصولوں پر عرض کرکے ایک صحیح نتیجہ پر پہنچ جایا کریں گے جس حالت میں تمام ترقیات تزکیۂ نفس اور تقویٰ بتا دیئے گئے تو اب کسی اور ہادی کے آنے کی ضرورت کہاں باقی رہی؟ خبر نہیں قادیانیوں کے دماغ کی ساخت کیسی واقع ہوئی ہے۔ کہ وہ ایک موٹی سی بات کو بھی نہیں سمجھ سکتے۔

سید صاحب نے حدیث "لوعاش ابراھیم لکان صدیقاً نبیاً" کا مفہوم بھی خوب کھول کر بیان کیا۔ قادیانی اصحاب فرماتے ہیں کہ اگر ابراہیم زندہ رہتا تو نبی ہوتا جس کا مطلب یہ ہے کہ نبوت جاری ہے ختم نہیں ہوئی اور مثال کے طور پر کہتے ہیں کہ فرض کرو کہ اگر ایک شخص کا بیٹا فوت ہو جائے اور وہ یہ کہے کہ اگر وہ زندہ رہتا تو ضرور ایم اے ہوتا۔ اس سے نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ایم اے کی ضرورت باقی ہے۔ اور کوئی نہ کوئی ایم اے ضرور ہوگا۔ اس طرح حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ نبوت جاری ہے۔ سید صاحب نے بتایا کہ اگرچہ یہ حدیث مجروح ہے قابل قبول نہیں تاہم صحیح تسلیم کرتے ہوئے اپنے قادیانی دوستوں سے دریافت کرتا ہوں کہ بھلا یہ بتاویں کہ کیا ابراہیمؑ کے فوت ہو جانے سے ضرورتِ نبوت بھی فوت ہو گئی۔ جو تیرہ سو سال تک کوئی نبی نہ ہُوا اور جو ہُوا بھی تو وہ بھی متنازعہ فیہ اور نا کامل۔ اور مدعی نبوت کو کافر اور کاذب ہی کہا گیا۔ اس قدر عرصہ تک کسی نبی کا نہ آنا اس بات کا عملی ثبوت ہے کہ نبوت کی ضرورت نہ تھی۔ اور اگر کوئی ضرورت تھی تو وہ بھی ابراہیم کے فوت ہو جانے کے ساتھ ہی فوت ہو گئی۔ اگر اس کے جواب میں اتصال زمانی کی رٹ لگائی جائے تو یہ بھی صریحاً باطل ہے۔ کیا ایسا اتصال زمانی کی کوئی نظیر دنیا میں مل سکتی ہے۔ تیرہ سو سال کا عرصہ بھی عجیب اتصال زمانی ہے۔ یہ سب من گھڑت تخیل ہے جس کی کوئی سند نہیں۔ اس پر سید صاحب نے قادیانی من گھڑت تاویلات اور مفید مطلب غلط مفہومات لینے کی نسبت شیخ سعدی علیہ الرحمۃ کی مشہور حکایت تجنیس خطی پبلک کو سنائی جس کا یہاں بھی درج کیا جانا خالی از لطف نہ ہوگا۔ وہو ہذا۔

شیخ صاحب ہاتھ دھو رہے تھے کہ ایک ظریف نے پوچھا کہ کیا کر رہے ہو شیخ صاحب نے جواب دیا کہ یار می شویم۔ ظریف نے کہا کہ یہ تجنیس خطی بداست لہٰذا تو یار ہستی۔ شیخ صاحب نے پھر پوچھا تو کون ہے۔ ظریف نے کہا کہ حاجی ہوں شیخ صاحب نے کہ حاجی تجنیس خطی چاچی است۔ و چاچ ملک است کہ کمان از آنجا مشہور است و کمان تجنیس خطی گمان است و گمان شک را گویند و شک تجنیس خطی سگ است لہٰذا تو سگ ہستی۔ یہ ہے ان لوگوں کا طریق استدلال۔ نہایت غلط خلاف محاورہ زبان و لغت و عقل یہ لوگ قرآنی آیات اور حدیث نبوی کا مفہوم توڑ موڑ کر مفید مطلب بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور خلقِ خدا کو گمراہ کرتے ہیں۔ میں بھی اسی طرح کی ایک اور مثال بتا دینا چاہتا ہوں۔ مختصراً یہ ہے کہ جس طرح ایک لال بجھکڑ نے امنت باللّٰہ کا ترجمہ یہ کیا تھا کہ مائی آمنہ کا ایک بِلّا تھا۔ ٹھیک اسی طرح یہ لوگ قرآنی آیات کا ترجمہ کرتے ہیں۔ افسوس ان لوگوں کے دلوں میں کجی نے ایسی راہ اختیار کر لی ہے کہ اب ان کا راہ راست پر آنا بہت مشکل معلوم ہوتا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اگر میاں صاحب مرزا صاحب کے پسر نہ ہوتے اور ان کا مرکز قادیان مرزا صاحب کا گھر جو کہ دار الامان بیان ہو چکا ہے نہ ہوتا اور ان لوگوں میں پیر پرستی اور وہیت نہ کی گئی ہوتی تو آج ان کے عقاید باطلہ کا کہیں نام و نشان تک نہ ہوتا۔

علاوہ اس کے دیگر مشہور احادیث سے سید صاحب نے بتایا کہ نبوت ختم ہو چکی ہے۔ اور حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ والی احادیث نہایت واضح طور پر پبلک کو سنائیں کہ ان میں ان کی نسبت تو صاف صاف رسول خدا نے فرمایا کہ اگرچہ ان میں صلاحیت ہے کہ نبی بن جائیں اور علی مجھے بمنزلہ ہارونؑ ہے لیکن یہ نبی نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ نبوت کا دروازہ میرے بعد بالکل بند ہے"

تصوّف کے اصولوں پر بحث کرتے ہوئے سید صاحب نے بیان کیا کہ مکالماتِ الٰہیہ کا دروازہ بند نہیں۔ اولیاء اللہ کو الہام ہوا کرتے ہیں۔ اور ان الہاموں میں بطور مجاز اور استعارہ کے لفظ نبی کا اطلاق ہوا کرتا ہے۔ چنانچہ حضرت مجدد سرہندی اور حضرت معین الدین چشتیؒ کے مکتوبات سے بتایا کہ مجدد سرہندی صاحب فرماتے ہیں کہ میرے ہاتھ اور یار کے ہاتھ کے درمیان کوئی واسطہ نہیں۔ اور حضرت معین الدین چشتیؒ صاحب انا الحق کا دعویٰ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اگر کوئی بُت اس دعوے کو سجدوں میں نہیں سنتا تو تو اس کو در و دیوار کو سنا دو۔ مرزا صاحب تو واسطہ رسول خدا تسلیم کرتے ہیں۔ مگر مجدد سرہندی صاحب کوئی واسطہ ہی نہیں رکھتے۔ اور حضرت معین الدین نبی سے بڑھ کر خدا ہی بن جاتے ہیں۔ تو اب بتاؤ کہ کیا ان کو خدا تسلیم کرتے ہو۔ تم ان کو خدا تسلیم کر لو اور میں مرزا صاحب کو نبی تسلیم کر لیتا ہوں۔ یہ صوفیانہ رنگ میں کلام ہے۔ تم خشک زاہد کیا جانو۔ یہ کیا بلا ہے۔ تمہیں تو اپنی غرض سے غرض۔ اور نہایت تحدی سے مطالبہ کیا کہ کوئی ہے کہ بتا دیوے کہ مرزا صاحب نے انبیاء سابقین علیہم السلام کی سی نبوت کا دعویٰ کیا ہے اور یہ کہا ہے کہ میری وحی وحی نبوت ہے۔ بلکہ اس کے برعکس صاف صاف فرما دیا ہے کہ "جاہل مخالف میری نسبت یہ الزام لگاتے ہیں کہ اس نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ میرا ایسا کوئی دعویٰ نہیں جو کہ وہ خیال کرتے ہیں ہمارا (یعنی مرزا صاحبؑ) ایمان ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہو کر حضرت محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی۔ ہماری وحی وحی نبوت نہیں بلکہ وحی ولایت ہے" بار بار مرزا صاحب نے پہلے جیسی نبوت سے انکار کیا ہے اور ساتھ ہی وحی نبوت سے بھی۔ تو ہم کون ہیں کہ خواہ مخواہ ان کو نبی بنا کر اسلام میں ایک فتنہ بپا کریں۔ اس پر ایک قادیانی دوست نے "ایک غلطی کا ازالہ" اشتہار ہاتھ میں لے کر کہا کہ اس میں مرزا صاحب نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے اس کو پڑھ کر سنا دو۔ شیخ مولا بخش صاحب بوٹ مرچنٹ کا لڑکا عبد اللہ جب پڑھنے لگا اور اخیر پر جہاں مرزا صاحب نے تحریر فرمایا ہے کہ "اب اس تمام تحریر سے مطلب میرا

کا دعویٰ کرتا ہے میرا ایسا کوئی دعویٰ نہیں"۔ اس نے پڑھنا شروع کیا تو قادیانی دوست نے اعتراض کیا کہ سارا پڑھو۔ اسی پر سید مدثر شاہ صاحب نے فرمایا کہ خود مرزا صاحب نے خلاصہ مطلب بیان کر دیا ہے۔ اس میں سب کچھ درج ہے۔ تو اس کو ہی سُن لیجئے۔ چنانچہ بندہ نے بھی اس کی توجہ اس بات کی طرف دلائی۔ مگر وہ اصرار ہی کرتا رہا۔ اس کا صاف صاف مطلب یہ تھا کہ اشتہار بڑا ہے۔ لوگ اکتا جائیں گے اور تقریر کو نہ سُن سکیں گے۔ مگر سید صاحب بھی اس کی اس نیت کو جانتے تھے۔ انہوں نے کہا کہ خلاصہ مطلب سن لیں۔ ورنہ خاموش ہو جائیں۔ جلسہ میں ابتری نہ ڈالیں۔ سید صاحب نے بجا مطالبہ کیا کہ تم لوگ رسول خدا صلعم کی مہر سے اب نبی بنانا بیان کرتے ہو اور ساتھ ہی یہ بھی کہتے ہو کہ وہ غیر تشریعی ہوگا۔ بھلا یہ تو بتاؤ کہ آیا قرآن کریم میں خدا نے یا رسول خدا نے اپنی کسی حدیث میں بھی ایسا فرمایا ہے کہ میرے بعد غیر تشریعی نبی آیا کرینگے۔ جس کی مہر سے ہی بننا تھا۔ اس کو تو ضرور خدا نے بتا دیا ہوگا اور اس کو ضرور علم ہوگا کہ میں اب غیر تشریعی نبی بنایا کروں گا۔ خدا را ضد کو چھوڑ دیں۔ حق بات کو سمجھ کر قبول کر لیویں۔ اخیر میں سید صاحب نے مرزا صاحب کے اقوال میں سے "تریاق القلوب" کا حوالہ دیتے ہوئے بتایا کہ مرزا صاحب کا مذہب درباره کفر و اسلام یہ ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ "ابتدا سے میرا مذہب یہ ہے کہ میرے دعوے کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر نہیں ہو جاتا۔ کافر کہنا ان نبیوں کی شان ہے۔ جو شریعت جدیدہ لاتے ہیں۔ اور ساتھ ہی ازالہ اوہامؑ سے مرزا صاحب کا مذہب پڑھوا کر سنایا۔ جس کو مختصراً اوپر لکھ چکا ہوں۔ حاضرین پر ان باتوں کا ایسا اثر ہوا کہ بیان کرنے سے قاصر ہوں، اللہ تعالیٰ کے حضور میں دعا کرتا ہوں کہ سید صاحب کو اس سے بھی زیادہ کلام اللہ اور حدیث نبوی سنانے کی توفیق دے۔ آمین ثم آمین۔

قریباً ۱۹۱۳ء سے میں بھی مرزا صاحب کا لٹریچر مطالعہ کر رہا ہوں۔ مجھے خود غلط فہمی تھی جو قادیانی دوستوں کو بھی ہے۔ کیونکہ میں بھی ظاہری الفاظِ نبوت کی ہی اکثر تاویلات کیا کرتا تھا۔ مگر اب سید صاحب کی تقاریر سے میرے تمام شکوک رفع ہو گئے ہیں۔ اور علانیہ بیان کرتا ہوں کہ جناب مرزا صاحب کے دعاوی کے موافق لاہوری جماعت کے عقاید بالکل صحیح ہیں۔ اور اس بارہ میں سید صاحب کا نہایت ہی ممنون ہوں۔ یہ سب کچھ معرض تحریر میں لانے سے میری غرض یہ ہے کہ قادیانی دوست بھی محققانہ طور پر سوچ بچار کرکے راستی کو اختیار کریں۔ اور جو فتنہ ان کے عقاید باطلہ سے رونما ہو کر اتحاد بین المسلمین کو پاش پاش کر رہا ہے دور ہو جائے۔ اور دیگر اہلِ اسلام کو بھی مرزا صاحب کے متعلق غلط فہمی نہ رہے اور احمدی اور غیر احمدی کی جو خلیج درمیان میں حائل ہو چکی ہے مٹ کر سب ایک ہی مرکز پر آ جائیں۔ جو کہ عین منشاء خداوندی ہے۔ اور بغض و عنادوں سے جاتے رہیں۔ فقط۔ والسلام

(عبد الرحمان ریڈر صاحب ڈپٹی کمشنر لاہور)

نواب نجیب الدولہ کی رعایا پروری

قریباً ڈیڑھ سو سال کا ذکر ہے کہ ۱۷۶۸ء کے قریبی زمانہ میں ہردوار میں کمبھ کا میلہ آیا۔ ان ایام میں ہردوار میں نجیب آباد کے پٹھانوں کی حکومت تھی جب نواب نجیب الدولہ کو اپنے ماتحت راجہ کو عروہ کی سرکشی کا حال معلوم ہُوا تو اس پر چڑھائی کی فکر ہوئی۔ مگر ریاست کا خزانہ خالی تھا۔ نواب کے ایک معتمد مصاحب نے عرض کیا کہ میلہ میں جو پنجابی ہندو آ رہے ہیں۔ ان سے ٹیکس وصول کیجئے۔ روپیہ کا مسئلہ حل ہو جائے گا۔ نواب نے بہت پس و پیش کے بعد اس رائے کو منظور کرکے اس ہندو ہی کو ٹیکس وصول کرنے کی خدمت تفویض کی چنانچہ میلہ پر ان جاتریوں سے جو پنجاب کی طرف سے آئے تھے سوا روپیہ فی کس ٹیکس وصول کیا گیا۔ قابل ذکر یہ بات ہے کہ یہ ٹیکس اس سے پہلے یا اس کے بعد پھر کبھی وصول نہیں کیا گیا۔

جب کوہ دون کا دیہ پھر باج گزار ہو گیا اور علی گڑھ کا قلعہ بھی رانی خاں سے لے لیا گیا اور ملک میں امن و امان کی لہر دوڑنے لگی۔ تو اگلے سال نواب نے اس ٹیکس کے روپے سے دگنا روپیہ لگا کر ہردوار میں ہندو جاتریوں کے آرام کے لئے بڑی بڑی شاندار عمارتیں بنوائیں جن میں سے اب بھی اکثر موجود ہیں۔ اور وہ سب ہندوؤں کے تصرف میں ہیں نواب نے اپنے لئے بھی ایک وسیع باغ کا احاطہ بنوا کر اس کے اندر قیام گاہ تعمیر کرائی۔ اس کے بعد سے نجیب آباد کے نوابوں کا معمول رہا کہ وہ ہردوار کے اس میلہ پر ضرور جاتے اسی باغ کے اندر قیام کرتے۔ جو ہندو راجے اشنان کے لئے ہردوار آتے نواب صاحب سے ملاقات کرتے۔ اور بعض راجے مہاراجے میلے کے بعد نواب کے ساتھ نجیب آباد آتے اور ہفتوں مہمان رہتے۔ اس باغ کی ملکیت ۱۸۵۷ء سے بہت پہلے نواب محمود خاں کے زمانے میں ایک قیمتی ہاتھی کا بانا کے معاوضہ میں جو شیر کے شکار میں بہت کام آتا تھا۔ رئیس بلرام پور کو منتقل ہو گئی تھی۔

(تاریخ کا روشن پہلو)

احمدیہ انجمن خواتین لاہور

قوتِ عمل کی ایک قابلِ تقلید مثال

ذیل میں ہم احمدیہ انجمن خواتین لاہور کی محترم سیکرٹری صاحبہ کے اس مضمون کو درج کرتے ہیں جو ۲۷ دسمبر ۲۹ء کو مولوی دوست محمد صاحب نے انجمن کے سالانہ اجلاس میں پڑھ کر سنایا۔

محترم برادران! غالباً آپ سب کو معلوم ہوگا کہ چار سال سے احمدیہ انجمن خواتین لاہور قائم ہے۔

(۱) اس انجمن کا مقصد یہ ہے کہ مستورات میں بیداری پیدا کی جائے اور ان کی دینی معلومات کو بڑھایا جائے اور ان میں اشاعتِ اسلام کا شوق و جوش پیدا کیا جائے۔ اس لئے انجمن کے جلسے سال بھر میں تقریباً سات آٹھ دفعہ کئے جاتے ہیں جن میں قرآن مجید باترجمہ و تفسیر اور سوانح عمری رسول اللہ صلعم اور احادیث باترجمہ و تفسیر سنائی جاتی ہیں۔ اس کے علاوہ بچوں کی تربیت، فضول رسم و رواج کی خرابی پر تقریریں کی جاتی ہیں۔ مستورات کو نماز جمعہ کی شرکت اور خطبۂ جمعہ سننے کی ترغیب دی جاتی ہے۔

(۲) یہ انجمن تحریک کرتی رہتی ہے کہ سب خواتین اپنے لباس میں سادگی اختیار کریں۔ اور خصوصاً جلسوں اور نماز جمعہ میں سادہ لباس میں آئیں۔ اور موجب خوشی ہے کہ اکثر بہنیں اس بات پر عمل کرتی ہیں۔ خصوصاً وہ خواتین جو اکثر جلسوں اور نمازوں میں شرکت کرتی رہتی ہیں۔ کیونکہ وہ خاتون جو کبھی کبھار جلسے میں جائے وہ کوئی خاص اہتمام کر سکتی ہے اور جو عادی ہیں ان کی نظر میں یہ معمولی بات ہے۔ اور وہ اپنے گھریلو لباس میں ہی آتی جاتی رہتی ہیں۔

(۳) اس انجمن نے ایک عربی زنانہ کلاس قائم کی ہے جس میں متعدد بی بیاں اور لڑکیاں پڑھ چکی ہیں۔ اور ان میں اکثر خدمتِ اسلام کا نہایت جوش اور محبت رکھتی ہیں اور علمی حیثیت سے بھی بہت ترقی کر رہی ہیں۔ اس کلاس کی ایک طالب علم محترمہ سیدہ بیگم صاحبہ ہیں جنہوں نے قرآن مجید باترجمہ و تاریخ اسلام اور سیرتِ نبوی وغیرہ اسی کلاس میں پڑھ کر اب نہایت عمدہ کام کر رہی ہیں۔ یہ کلاس اس لئے کھولی گئی تھی کہ لاہور کی بچیاں دینی تعلیم حاصل کر سکیں۔ کیونکہ اسکولوں میں مذہبی تعلیم کا کوئی انتظام نہیں ہے اور مسلمان لڑکے ہوں یا لڑکیاں ان کے لئے دنیاوی تعلیم کے ساتھ دینی تعلیم کا ہونا بہت ضروری ہے۔ مگر افسوس ہے کہ جماعت لاہور نے اس طرف کافی توجہ نہیں کی۔ میں اپنے احمدی بھائیوں کی خدمت میں اپیل کرتی ہوں کہ وہ لاہور میں رہتے ہوں یا کہیں اور سب کو اپنی اولاد کی مذہبی تعلیم کا خاص خیال ہونا چاہئے۔ اور جس طرح وہ ان کی جسمانی آسائش و آرائش کا سامان کرتے ہیں اسی طرح ان کی روحانی پرورش کا بھی اہتمام کریں۔ احمدی جماعت کا یہ امتیاز ہونا چاہئے کہ ان کا بچہ بچہ قرآن و حدیث سے واقف ہو۔ پھر اپنے سلسلے کی تعلیم سے آگاہ ہونا بھی اشد ضروری ہے۔ کیونکہ اس کے بغیر خدمتِ دین کا کام کرنے کا جوش پیدا نہیں ہوتا۔ مجھے نہایت افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ بعض معزز احمدی گھرانوں میں بھی جن کے مرد سلسلہ میں نمایاں حیثیت رکھتے ہیں اُن کی مستورات اپنی جماعت کے حالات اور حضرت مسیح موعود کے دعاوی سے کماحقہ واقفیت نہیں رکھتیں۔ اور اس کا اثر جماعت کی نشو و نما اور ترقی پر پڑ رہا ہے۔ اس کا علاج سوچنا چاہئے۔ ورنہ یہ نقص گھن کی طرح جڑوں کو کھوکھلا کر رہا ہے۔

شاید آپ سب کو علم ہوگا کہ لاہور کی احمدی مستورات نے ہفتے میں ایک دن ایک گھنٹہ خدا کے لئے دیا تھا۔ اور عہد کیا کہ اس گھنٹے میں کوئی کام دستکاری، سلائی وغیرہ کر کے اشاعت اسلام کے لئے دیں گے۔ اب میں سب احمدی برادران کی خدمت میں یہ تجویز پیش کرتی ہوں کہ وہ بھی ہفتہ میں ایک دن ایک گھنٹہ خدا کیلئے وقف کریں اور اس گھنٹہ میں یہ کام کریں کہ سب اہل بیت کو جمع کر کے کچھ قرآن مجید باترجمہ سمجھائیں۔ کوئی حدیث شریف سنائیں کبھی احمدیہ لٹریچر میں سے بتائیں کہ احمدی جماعت کی کیا خصوصیات ہیں۔ اور ہونی چاہئیں۔ اپنے بچوں کو مذہبی کتب پڑھنے کو دیں اور اس میں ان کا امتحان لیں۔ نبی کریم صلعم اور صحابہ کرام کے حالات سنائیں اور بتائیں کہ ان سے ہمیں کیا سبق لینا چاہئے۔ پھر حضرت مسیح موعود کے دعاوی بتائیں اور قادیانی جماعت نے جو غلو اختیار کیا ہے اُس کی بُرائی جتائیں۔ غرضکہ ہفتے میں ایک گھنٹہ اس کے لئے وقف کر دیں۔ اور اس وقت اسی مسجد میں کھڑے ہو کر یہ عہد کریں کہ آپ سب اس تجویز پر باقاعدہ عمل کریں گے۔

میرے معزز برادران! یہ بھی اشاعتِ اسلام ہی ہے کہ آپ اپنے جو ہر ایک فرد اپنے گھر میں بیٹھ کر انجام دے سکتا ہے۔ اس لئے میں نہایت زور سے دوبارہ التجا کرتی ہوں کہ خدا کے لئے، اسلام کی بہتری کے لئے، اپنے سلسلہ کی ترقی کے لئے اس عہد پر مضبوطی سے عمل کیجئے گا۔ آئندہ سال اگر زندگی رہی تو آپ سب بھائیوں سے پوچھوں گی کہ کتنوں نے اس عہد کو پورا کیا ہے؟

(۴) احمدیہ انجمن خواتین نے یہ تجویز پیش کی کہ سب بہنیں ہفتے میں ایک گھنٹہ دستکاری کریں اور سالانہ جلسے پر سب دستکاری فروخت کر کے اشاعت اسلام میں دی جائے۔ چنانچہ اکثر لاہوری بہنوں نے اس پر توجہ کی اور ایک معقول تعداد چیزوں کی جمع ہوگئی۔ میں نے بذریعہ اخبار پیغام صلح اور بعض جگہ پرائیویٹ خطوط کے ذریعہ سے یہ کوشش کی کہ بیرونجات کی خواتین بھی اس مبارک تحریک میں شامل ہوں۔ مگر افسوس کہ باہر سے سوائے جماعت جہلم کے اور کسی نے بھی بحیثیت جماعت کے قطعاً توجہ نہ کی۔ میں جماعت جہلم کی مستورات کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ انہوں نے اپنی بساط سے بڑھ کر ہمت دکھائی ہے اور دیگر جماعتوں کی توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہتی ہوں کہ وہ اپنے اپنے شہروں میں جا کر خاص طور پر کوشش کریں کہ سب مستورات دستکاری میں اپنا نام لکھوائیں جو جس کا جی چاہے چیز بنائے، قیمتی ہو یا چند پیسوں کی ہو۔ اور زمیندار بہنیں سوت کات کر بھی دے سکتی ہیں۔ میں جلسے کے بعد بذریعہ اخبار یہ تحریک کروں گی اور امید کرتی ہوں کہ میرے سب بھائی اپنے اپنے گھروں میں جا کر اپنی مستورات کو ترغیب دیں گے اور جو بھائی یہاں جلسے پر نہیں آ سکتے ان کو بھی یہ میرا پیغام پہنچا دیں گے کہ وہ خود بھی ہفتہ میں ایک گھنٹہ خدا کے کام کے لئے وقف کریں اور ان کی بیویاں بچیاں بہنیں اور مائیں بھی ہفتے میں ایک گھنٹہ خدا کے لئے دیں۔

آپ سب یہ سُن کر خوش ہوں گے کہ موجودہ دستکاری جو اس جلسہ میں جمع تھی قریباً سب کل جلسۂ خواتین میں فروخت ہوگئی۔ اور تین سو روپیہ اس دستکاری سے وصول ہوا۔ میں اپنی ان سب بانوں اور بچیوں کا شکریہ ادا کرتی ہوں جنہوں نے نہایت محبت اور خلوص سے نمائش کے انتظام میں مدد دی اور اپنے ہاتھوں سے کام کیا ہے۔

(۵) احمدیہ انجمن خواتین نے یہ تجویز کی تھی کہ شہر کے مختلف محلوں میں جلسے منعقد کئے جائیں۔ چنانچہ بھاٹی دروازہ اور موچی دروازہ میں جلسے ہوئے جن میں مقامی بی بیاں کثیر تعداد میں شامل ہوئیں۔ ان جلسوں کا نہایت اچھا اثر ہوا اور جماعت احمدیہ کی نسبت جو غلط فہمیاں پھیلی ہوئی ہیں وہ دُور ہوگئیں۔ اب ارادہ ہے کہ انشاء اللہ آئندہ سال بھی شہر کے مختلف حصوں میں اور قریبی دیہات سانده وغیرہ میں بھی جلسے کئے جائیں اور اپنی خوابیدہ بہنوں کو جگا کر خدا کے احکام سُنائے جائیں۔

(۵) انجمن خواتین نے اپنے جلسے میں یہ فیصلہ کیا کہ سب ممبران حضرت امیر ایدہ اللہ کی تحریک کے مطابق شہر میں پھر کر چندہ جمع کریں اور کم از کم بیس روپیہ فی کس لا کر دیں۔ اس تحریک پر جن جن بہنوں نے چندہ جمع کیا ہے اُن کے اسمائے گرامی یہ ہیں

(۱) اہلیہ حضرت مولانا محمد علی صاحب

(۲) اہلیہ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب

(۳) اہلیہ ڈاکٹر غلام محمد صاحب

(۴) اہلیہ ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب

ان چاروں نے پونے چار سو کے قریب روپیہ جمع کر کے دیا۔

مندرجہ ذیل بہنوں نے حسب ذیل چندہ کیا

نام	رقم
اہلیہ شیخ عبدالرحمٰن صاحب سب جج	۳۶ ـ ۵ ـ ۳
والدہ شیخ عبدالرحمٰن " "	۲۰ ـ ۰ ـ ۰
ہمشیرہ شیخ عبدالرحمٰن " "	۱۰ ـ ۰ ـ ۰
اہلیہ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب جہلم	۱۰ ـ ۰ ـ ۰
اہلیہ محمد یعقوب خاں صاحب ایڈیٹر لائٹ	۲۰ ـ ۰ ـ ۰
اہلیہ چوہدری ظہور احمد صاحب	۲۰ ـ ۰ ـ ۰
محترمہ سیدہ بیگم صاحبہ	۲۰ ـ ۰ ـ ۰
اہلیہ محمد منظور علوی	۲۰ ـ ۰ ـ ۰
اہلیہ مولوی عبدالحق صاحب ودیارتھی	۲۱ ـ ۴ ـ ۰
اہلیہ خواجہ جلال الدین صاحب	۲۰ ـ ۰ ـ ۰
اہلیہ خواجہ کمال الدین صاحب	۱۶ ـ ۰ ـ ۰

جلد طلب کیجئے

جن اصحاب کو پیغام صلح کے گذشتہ سال کے پرچے مطلوب ہیں وہ بہت جلد طلب کر لیں۔ چند نمبروں کے علاوہ تمام پرچے دفتر میں موجود ہیں جو ادنیٰ پرچہ کے حساب سے ارسال ہوں گے۔ جن [illegible] کی صورت

مراسلات

مسلم ہائی سکول لاہور کی مالی سرپرستی

مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں نے پیغام صلح میں مسلم ہائی سکول لاہور کے لئے احباب کی خدمت میں اپیل کی تھی جس پر آپ نے مہربانی فرما کر بڑے پُر زور الفاظ میں اس اپیل کی تائید فرمائی تھی کہ سکول کو مالی امداد کی سخت ضرورت ہے۔ اس لئے احباب توجہ فرمائیں خدا کے فضل و کرم سے بعض احباب کے دلوں پر اس اپیل نے اثر کیا اور بتفصیل ذیل احباب نے جن کے بچے بورڈنگ ہاؤس میں اقامت پذیر ہیں اور سکول کی مختلف جماعتوں میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں ایثار سے کام لے کر اپنی اسلامی درسگاہ کی مالی سرپرستی فرمائی ہے:-

جناب میر حبیب اللہ صاحب اسسٹنٹ انجینئر
والد محمد کلیم جماعت ہفتم ۱۰۰ روپے

جناب راجہ محمد سرور خاں صاحب تحصیلدار کرنال
والد افضل الرحمٰن متعلم و مبارک فضل بورڈران ۲۵ روپے

میاں عبدالغنی صاحب اسسٹنٹ انجینئر رسول
والد عبدالحمید بورڈر جماعت پنجم ۱۵ روپے

میزان ۱۴۰ روپے

میں سکول کے اساتذہ اور انجمن کی طرف سے اپنے ان بھائیوں کی فرض شناسی اور عملی ہمدردی کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اگر یہی جذبہ طلباء کے تمام والدین کے دلوں میں موجزن ہو تو ہم ایک قلیل عرصہ کے اندر بڑی بڑی توقعات کو پورا کر سکتے ہیں۔ جو مسلم ہائی سکول لاہور سے وابستہ کی جاتی ہیں۔ خداوند کریم سے دعا ہے کہ وہ معطیوں پر اپنے افضال کی بارش کرے۔

سید غلام مصطفیٰ۔ ہیڈ ماسٹر
مسلم ہائی سکول لاہور

ایک پادری صاحب سے دلچسپ مناظرہ

آج کل بڑے ایام کی تقریب میں پادری حضرات نے لیکچروں کا سلسلہ شروع کیا ہوا ہے چنانچہ ۲۶ دسمبر ۲۹ء کی شب کو انارکلی کے گرجا میں جناب پادری پال صاحب (جو کئی دفعہ احمدیوں سے شکست کھا چکے ہیں) اور ایک پادری صاحب مسیح کی صداقت پر لیکچر دے رہے تھے۔ میں اور مولوی محمد اشرف صاحب مسلم مشنری بھی ان کا لیکچر سننے کے لئے گئے تو پادری صاحب صداقت مسیح پر دھواں دھار تقریر کر رہے تھے۔ وہ کہہ رہے تھے۔ اُنہوں نے یہ کام کیا اور اُنہیں پر ایمان لانے سے انسان نجات حاصل کر سکتا ہے۔ اُنہوں نے دُنیا کے تمام گناہوں کا بار اپنے سر پر لے کر خلقت کو گناہ سے بچا دیا۔ اور کوئی ریفارمر ایسا نہیں گذرا جس نے ایسی عظیم الشان قربانی کی۔ وغیرہ وغیرہ۔

اختتام تقریر پر مولوی صاحب موصوف نے پادری صاحب سے کہا کہ ہمیں بھی بات کرنے کی اجازت ہے۔ جس کا جواب اثبات میں دیا گیا۔ مولوی صاحب نے کہا۔ پادری صاحب آپ جو یہ فرما رہے ہیں۔ کہ مسیح خدا کا بیٹا ہے اس کی تعلیم پر چل کر انسان نجات حاصل کر سکتا ہے۔ اور بقول آپ کے تمام دنیا گنہگار تھی۔ وہ شریعت پر چل کر نجات حاصل نہیں کر سکتی۔ اس لئے خدا نے اپنا پیارا بیٹا بھیج کر خلقت کے گناہ دُور کرنے کے لئے پھانسی پر لٹکا دیا۔ اس طرح دنیا کے تمام گناہ بخشے گئے۔ ایسا کوئی رشی یا نبی نہیں گذرا جس نے دنیا کے گناہ دُور کرنے کے لئے اپنی پیاری جان نثار کر دی ہو۔ اور دُنیا کو اُن کے گناہوں سے نجات دلائی ہو۔ وغیرہ وغیرہ۔

پادری صاحب! آپ نے تو یہ بڑی خطرناک تعلیم پیش کی۔ اس سے تو مسیح بھی گنہگاروں میں شامل ہو سکتے ہیں۔ اس لئے کہ وہ سب سے بڑھ کر گنہگار ہوئے جنہوں نے تمام دُنیا کے گناہ اپنے سر لے لئے۔ نیز انجیل کی تعلیم کے مطابق سولی پر چڑھ کر مرنے والا لعنتی موت مرتا ہے۔ لہٰذا بقول انجیل کے وہ لعنتی موت مرے۔

دوسرے اس سے ہمیشہ کے لئے گناہوں کا دروازہ کھل گیا۔ اب خلقت جس قدر گناہ چاہے کرے۔ اس لئے کہ وہ تمام گناہوں کا بوجھ تو مسیح نے اُٹھا لیا۔ اب چھٹی ہے۔ کوئی پوچھنے والا ہے نہیں۔ خوب گلچھرے اُڑاؤ۔ پھر مسیح کی تعلیم بھی ایسی ہے جس پر آج تک کوئی [illegible]

ایڈیٹر "ملاپ" کو چیلنج

دہرم بھکشو کی اشتعال انگیز اور رسوائے عالم کتاب "کلام الرحمٰن" ویدہے یا قرآن" نے ہندوستان بھر کے مسلمانوں میں جو ہیجان و اضطراب پیدا کر دیا ہے۔ اس ناپاک چیھڑے کے برخلاف انہوں نے جا بجا جلسے کر کے جس قدر اظہار نفرت کیا ہے۔ آجکل تمام اخبارات میں اس کے تذکرے ہو رہے ہیں۔ اس بھڑکتی ہوئی خطرناک آگ کو ٹھنڈا کرنے کے لئے ضرورت تھی کہ کچھ دار آریہ لیڈر اپنی عنان توجہ کو اس طرف منعطف کرتے۔ اور خود اس ناپاک کتاب سے اظہار بیزاری کر کے اس آگ پر پانی ڈالتے۔ اور آریہ اخبارات اس کے برخلاف مضامین لکھتے۔ مگر افسوس اس وقت آریہ لیڈروں نے اپنے اس اہم فرض کو محسوس تک نہیں کیا۔ اور آریہ اخبارات نے تو غضب ہی ڈھا دیا۔ مسلمانوں کے ساتھ اظہار ہمدردی کرنے کی بجائے دہرم بھکشو سے ہمدردی کرنے لگ پڑے۔ اور یہ نہ سمجھا کہ ہمارا یہ طریقہ جلتی ہوئی آگ پر تیل کا کام دے گا۔ اور امن عامہ خطرے میں پڑ جائے گا۔

یوں تو آریہ گزٹ اور پرکاش نے بھی کم زہر افشانی نہیں کی مگر اس معاملہ میں ملاپ کا نمبر سب سے آگے نکل گیا۔ مہاشہ خوشحال چند نے ۲۳ جنوری کے پرچہ میں "مرزائیوں کی شرارتیں" کے عنوان سے ایک لیڈر سپرد قلم کیا ہے جس میں اس ایجیٹیشن کا سارا الزام غریب احمدیوں کے سر تھوپنے کی ناکام کوشش کی ہے۔ اس دل آزار اور گندے مضمون کا خلاصہ یہ ہے کہ آریہ بالکل بے قصور اور دیوتا سیرت ہیں۔ چھیڑ چھاڑ کی ابتدا مرزائیوں ہی کی طرف سے ہوئی۔ اور ہمیشہ انہیں کی طرف سے ہوتی ہے۔ اور آجکل پنڈت دہرم بھکشو کے خلاف مرزائیوں نے جو شور و غوغا مچایا ہوا ہے اس کی اصلیت یہ ہے کہ لاہوری پارٹی کے عبدالحق عصمت اللہ وغیرہ سینکڑوں بار پنڈت جی کے ہاتھوں ذلت اٹھا کر آئے ہیں۔ اور اس ذلت کی سیاہی کو دھونے کے لئے وہ اسی غریب کو حکومت کی طرف سے نقصان پہنچانا چاہتے ہیں"۔ اگرچہ اس بے سنگم اور بے تکے دعوے کی لغویت تو خود بخود ظاہر ہے۔ تردید کی حاجت ہی نہیں اور ہم مسلمانوں کے اس سچے مطالبے پر کہ کتاب دل آزار ہے۔ اس کو ضبط کیا جائے۔ اور مصنف و طابع و ناشر پر مقدمہ چلایا جائے۔ اس کا کوئی اثر بھی نہیں تاہم در وغگو را تا بخانہ باید رسانید کے مفہوم کے مطابق ہم مہاشہ خوشحال چند ایڈیٹر ملاپ کو چیلنج کرتے ہیں کہ اگر وہ اس دعوے میں سچے ہیں کہ چھیڑ چھاڑ کی ابتدا احمدیوں کی طرف سے ہوئی اور ہمیشہ انہیں کی طرف سے ہوتی رہی ہے اور عبدالحق اور عصمت اللہ سینکڑوں بار پنڈت جی کے ہاتھوں ذلت اٹھا کر آئے ہیں۔

تو ہاتھ کنگن کو آرسی کیا۔ انہیں اور اپنے دعوے کی صداقت ثابت کرنے کے لئے پنڈت رام چندر۔ دہرم بھکشو۔ کالی چرن۔ بیاس دیو شاستری وغیرہ جملہ نامی نامی آریہ مناظرین کو ایک تاریخ مقرر کر کے لاہور میں بلا لیں۔ اور خود بھی ان کے ساتھ شامل ہو جائیں۔ پھر یہ سارا ٹڈی دل پوری طاقت سے مناظرے کے لئے تیار ہو۔ میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اکیلا ہی ان سب کے مقابلہ میں آؤں گا۔ بحث تحریری ہوگی۔ آریہ مناظرین مل ملا کر پرچے لکھیں گے۔ میں انشاء اللہ بلا امداد غیرے پرچہ لکھوں گا۔ ایک یا دو غیر مسلم غیر ہندو مباحثہ کے منصف ہوں گے۔ ان کا فیصلہ میرے اور آریہ مناظرین کے لئے قابل تسلیم قرار پائے گا۔ مضمون مناظرہ بھی مہاشہ خوشحال چند ایڈیٹر ملاپ کی رائے کے مطابق یہی ہوگا۔ کہ آریوں اور احمدیوں میں سے چھیڑ چھاڑ کی ابتدا کس نے کی؟

ہم پادری سلطان محمد پال کا نام بھی پیش کئے دیتے ہیں انہی کو منصف مان لیں۔ اُن کے ساتھ ایک یورپین پادری کو شامل کر لیں۔ اگر ان سے ڈر لگے تو مہاتما گاندھی جی کو ہی بلا لیں۔ ہم تو ان کا فیصلہ بھی منظور کر لیں گے۔

یہ سنہری موقع ہے۔ مہاشہ جی کو اس سے فائدہ اُٹھانا چاہئے۔ ورنہ اتنے بڑے بے سروپا دعوے کر بیٹھنے سے شرم کرنی چاہئے۔ یہ دنیا میں امن قائم کرنے کا طریقہ نہیں۔

آریہ سماج کا آغاز سوامی دیانند سے ہوا۔ اور احمدیت کا سنگ بنیاد حضرت مرزا صاحب نے رکھا۔ دیکھنا صرف یہ ہے کہ ان دونوں میں سے پہلے کس نے دوسرے کے مذہب آریہ سماج یا اسلام پر اعتراض کئے۔ جس نے پہل کی وہی چھیڑ چھاڑ کا علمبردار کہلائے گا۔ مگر مہاشہ جی کو ان حقائق و بصائر سے کیا غرض ہاں انہیں تو اپنے سر سے الزام اُتارنا ہے جھوٹ سچ سے کام نہیں۔ آریہ سماج کی یہی زہریلی ذہنیت ہے جس کی شکایت کچھ دار پنڈتوں اور مہاتما گاندھی تک نے کی ہے۔ کاش مہاشہ خوشحال کی بھی آنکھیں کھلیں اور سچ کو جھوٹ اور جھوٹ کو سچ بنانے سے احتراز کریں۔

شکایت ناروا ہے شکوہائے دل کی او ظالم
نہ ہوتا گر ستم تجھ سے تو کیوں دل سے گلا ہوتا

بندہ محمد عصمت اللہ مبلغ اسلام

خبرستان

— امرتسر ۱۳ جنوری۔ ظفروال میں اذان دینے کے لئے مسلمانوں کا پہلا قافلہ کل ظفروال کو روانہ ہوگا۔ قافلہ اوّل کے اراکان کے نام حسب ذیل ہیں:۔ امرتسر اور لاہور کے مشترکہ قافلہ کے انچارج مولانا بشیر احمد صاحب رفیقی ہوں گے حکیم احمد حسن سر عسکر بلال۔ اقبال کو بتا لہ کیمپ تک رضاکار ہمراہ جائیں گے۔ (۱) بشیر احمد رفیقی (۲) نظیر احمد (۳) محمد شفیق (۴) عمر نظامی (۵) عمر دین (۶) عبدالعزیز (۷) جیون بخش (۸) نور محمد (۹) امام دین (۱۰) مولانا سیط سلام ہمدانی (۱۱) مہر خورشید (۱۲) حافظ عبداللہ (۱۳) محمد ابراہیم۔

— لاہور ۱۳ جنوری۔ ریلوے ٹریفک اکونٹنٹس آفس کے کلرکوں نے آج ایک بجے بعد دوپہر دفتر کا کام چھوڑ دیا۔ اور اپنے مطالبات لے کر ڈپٹی منیجر کے پاس گئے جس نے کہا کہ میں دہلی سے بذریعہ ٹیلیفون دریافت کر کے جواب دونگا۔ کلرک اپنے کام پر چلے گئے۔ پانچ بجے ایک مجلس منتظمہ مرتب کر کے انہوں نے فیصلہ کیا کہ اگر کبھی تسلی بخش جواب نہ ملا تو ہڑتال کر دی جائے گی۔ مطالبات تنخواہوں میں ۲۰ فیصدی اضافہ اور معقول سفر خرچ وغیرہ ہیں۔

— لاہور ۳۰ جنوری۔ اطلاع موصول ہوئی ہے کہ موضع کوٹلی ضلع لاہور میں رات کے دس بجے تین آدمی ایک بیری کے درخت کے نیچے کھڑے تھے کہ ان پر بجلی گری۔ ایک آدمی فوراً ہلاک ہو گیا۔ دوسرے کا دائیں جانب کا نصف بدن جل گیا۔ اور تیسرے کی آنکھیں اندھی ہو گئیں۔

— امرتسر ۳۰ جنوری۔ اطلاع موصول ہوئی ہے کہ ڈپٹی کمشنر گوجرانوالہ نے غیر سرکاری آدمیوں کا ایک وفد بدیں غرض مقرر کیا تھا کہ قضیہ ظفروال کی تحقیقات کرے۔ لیکن وفد نے تحقیقات کرنے سے انکار کر دیا۔

— پشاور ۳۰ جنوری۔ بعض اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ اعلیٰحضرت محمد نادر شاہ غازی کے خاندان نے پردہ عملاً ترک کر دیا ہے۔ معلوم ہوا کہ غازی ممدوح نے اس قسم کا کوئی حکم نافذ نہیں فرمایا۔ کہ خواتین کو برقعہ اوڑھنے یا اسے ترک کرنے کی آزادی ہے حقیقت یہ ہے کہ شہریار غازی کی حکومت میں پردہ کا سختی سے اہتمام کیا جاتا ہے۔

— معلوم ہوا ہے کہ جلالت مآب سلطان ابن سعود کی سالگرہ کی خوشی کے سلسلہ میں اعلیٰحضرت امیر فیصل نائب سلطان ابن سعود نے ایک شاہی فرمان جاری کیا ہے جس کی رو سے تھوڑی میعاد والے قیدیوں کو عفو عام دیدیا ہے اور لمبی میعاد والے قیدیوں کی ایک تہائی قید معاف کر دی گئی ہے۔

— ڈھاکہ ۱۳ جنوری۔ فرقہ وارانہ فساد ابھی تک زوروں پر ہے۔ قتل اور حملہ کی وارداتیں جاری ہیں آج دکانیں کھلیں لیکن گھوڑا گاڑیاں بہت کم دکھائی دیتی تھیں۔

چند معزز ہندو جس میں ڈسٹرکٹ جج کا سٹینو گرافر بھی شامل ہے گرفتار کئے گئے۔ موخر الذکر کے قبضہ سے تلوار برآمد ہوئی۔ ایک اور آدمی بھی اسی جرم میں گرفتار ہوا ہے۔ مزید حملوں کی کوئی اطلاع نہیں آئی۔ مسلح گورکھا سپاہی بازاروں میں گشت لگا رہے ہیں۔

— بمبئی ۲۹ جنوری۔ روئی کے ایک گودام میں آگ لگ گئی۔ روئی کے ایک ہزار گٹھے جل گئے۔ تقریباً ایک روپیہ کے نقصان کا تخمینہ کیا جاتا ہے۔

— نئی دہلی ۲۹ جنوری۔ آج سہ پہر کو پولیس نے کتب خانہ بلیدان کی تلاشی لی۔ "کتاب" اور "شہیدان کا گردی" کی متعدد جلدیں لے گئی۔

— راولپنڈی ۲۹ جنوری۔ آج شام کو پولیس کے متعدد دستوں نے نوجوان بھارت سبھا کے دفتر۔ کامریڈ جگن ناتھ کوہلی سیکرٹری بھارت سبھا اور لالہ جگن ناتھ ایجنٹ اخبارات کے مکان کی تلاشی لی۔ معلوم ہوا ہے کہ کوئی قابل اعتراض چیز برآمد نہیں ہوئی۔

بیان کیا جاتا ہے کہ یہ خانہ تلاشیاں بھاتسی کی پنجابزی غلطہ بم" اور "آزادی کے پروانے" کے سلسلہ میں لی گئی ہیں۔ پولیس نوجوان بھارت سبھا کی ممبری کے فارم کامریڈ جگن ناتھ سیکرٹری کے مکان سے لے گئی۔

— جیسور ۲۹ جنوری۔ پولیس نے مسٹر رام ناتھ رائے چودھری کے خلاف ۱۴۴ کا نوٹس جاری کیا ہے۔ مسٹر رام ناتھ بنارا ابیلا ستیہ گرہ کے لیڈر ہیں۔ اور یہاں اپنے ان رفقاء سے ملنے کے لئے آئے تھے۔ جو قید ہو چکے ہیں۔ ستیہ گرہ کی تحریک زور سے جاری ہے۔ یوم آزادی جوش و خروش سے منایا گیا۔ ہندو مسلم خواتین کا ایک جلوس مسٹر بجوے رائے کی والدہ کی قیادت میں نکلا۔ پولیس ضروریات زندگی کو ضبط کر کے عوام کو محاصل ادا کرنے پر مجبور کر رہی ہے

— لاہور ... "... مسلم اوٹے لک"

نے اذان کمیٹی امرتسر کو اپنی خدمات رضا کارانہ پیش کی ہیں۔ اور اعلان کیا ہے کہ وہ اذان کمیٹی کے اعلان کے ماتحت ہر وقت ظفروال جانے اور وہاں اذان دینے کے لئے ہر وقت تیار ہیں۔

— جھنگ مگھیانہ ۲۹ جنوری۔ سیکرٹری کانگرس کمیٹی رقمطراز ہیں آج ہز ایکسیلنسی گورنر کی تقریب دورہ پر شہر میں مکمل ہڑتال کی گئی۔ ہر مذہب و ملت کے افراد نے ہڑتال میں حصہ لیا۔ ایک بجے سہ پہر تک تمام بازار بند رہے۔ کانگرس کے اعلان کے بعد دوکانیں کھول لی گئیں۔ ہڑتال اشتعال کے باوجود پر امن رہی۔

— گوجرانوالہ ۲۹ جنوری۔ فیصلہ کیا گیا ہے کہ پراونشل نوجوان بھارت سبھا کا آئندہ اجلاس مارچ میں بمقام گوجرانوالہ منعقد کیا جائے مقامی سبھا اجلاس کو کامیاب بنانے کے لئے سرگرمی سے کام کر رہی ہے۔ مجلس استقبالیہ قائم ہو گئی ہے۔

— بمبئی ۲۹ جنوری۔ یہاں اس مضمون کے متعدد برقی پیغامات موصول ہوئے ہیں کہ حکومت برطانیہ نے فیصل الدرویش اور اس کے رفقاء کو جلالتہ الملک سلطان ابن سعود کے حوالہ کر دیا ہے۔ پیغامات مذکورہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حاکم کویت نے مدارات کے طور پر جلالتہ الملک کی خدمت اقدس میں چاول اور شکر کی ڈھائی ہزار بوریاں پیش کی ہیں۔ نمائندگان نجد و عراق و اعراق کی کانفرنس کے انعقاد کے لئے انتظامات کئے جا رہے ہیں اور توقع ہے کہ اس سے امید افزا نتائج برآمد ہوں گے۔ اسماعیل افغانی بمبئی۔

— جبل پور ۲۹ جنوری۔ مسٹر کیلکر نے کونسل کے گذشتہ اجلاس میں ایک قرارداد پیش کی تھی۔ اس پر عملدرآمد کرتے ہوئے حکومت نے سرکاری اور غیر سرکاری اشخاص کی ایک کمیٹی مقرر کی ہے۔ جو قصبیات ملحقہ میں بیکاری اور اس کے اسباب اور چارہ کار کے متعلق تحقیقات کرنے کے بعد اپنی رپورٹ پیش کرے گی

— راجمندری ۲۹ جنوری۔ مسٹر سوباش چندر بوس کی نظربندی کی وجہ سے متھرا سٹوڈنٹس کانفرنس کا نواں اجلاس ملتوی ہو گیا سر سی۔ پی راماسوامی آئر نے اس اجلاس کی صدارت قبول کر لی ہے۔ اس کا اجلاس ۸۔ ۹ فروری کو راجمندری میں منعقد ہوگا۔ آر۔ وی کرشنا راؤ مجلس استقبالیہ کے صدر ہیں۔

— میرا وین پاسی نامی ایک یورپین نے ورلڈ سنڈے میگزین میں ایک دلچسپ مضمون شائع کر دیا ہے۔ جس میں وہ لکھتے ہیں کہ شاہ امان اللہ خاں بڑے کاروباری اور معاملہ فہم ہیں جب آپ سیاحت یورپ کے لئے آئے تھے تو غالباً اس بات کو بخوبی جانتے تھے کہ جو اصلاحات وہ جاری کرنا چاہتے ہیں۔ رعایا ان کی شدید مخالفت کرے گی۔ چنانچہ اسی وجہ سے انہوں نے دور اندیشی سے ایسی کارروائی کی جس کی وجہ سے اس وقت ان کے پاس پانچ کروڑ ڈالر موجود ہیں۔

— ڈھاکہ ۲۹ جنوری۔ کل رات نارنکو بروک کے قریب اور مالی ٹولہ میں دو مسلمانوں کو شہید کیا گیا۔ کل نسبتاً امن قائم تھا۔ لیکن اکے دکے حملے شہر بھر میں ہوتے رہے۔ شام کے بعد ارمانی ٹولہ میں چند مسلم دوکانوں کو آگ لگا کر تباہ کیا گیا۔ اس علاقہ میں دو ہندو بھی شدید مجروح ہوئے دونوں ہسپتال پہنچائے گئے۔ مسلح پولیس گشت کر رہی ہے چوکیاں بیٹھی ہوئی ہیں۔

— ۲۵ جنوری کو رات کے وقت منشی وجاہت حسین مرحوم (جو آفتاب "سیاست" اور "زمیندار" کے ایڈیٹر رہ چکے تھے) کی اہلیہ کو چوروں اور ڈاکوؤں نے اس قدر زدوکوب کیا کہ وہ جاں بحق تسلیم ہو گئیں۔ ڈاکو پارچات اور زیورات لوٹ کر لے گئے۔

— لدھیانہ ۲۸ جنوری معلوم ہوا ہے کہ ڈاک کے ایک ہرکارہ پر جو بجروال سے رائے پور کی ڈاک کا تھیلا لے جا رہا تھا بعض بدمعاشوں نے ڈاکہ ڈالا۔ اور گیارہ سو روپے کا ایک بیمہ نکال کر لے گئے۔ پولیس نے ہرکارہ کو شبہ میں گرفتار کر لیا۔ تحقیقات جاری ہے۔

— بمبئی ۲۹ جنوری۔ گرنی کامگار یونین کے صدر نے ایک بیان میں یوم آزادی پر کانگرسیوں اور مزدوروں کے فساد کے سلسلہ میں کہا کہ مزدور قومی جھنڈے کو قبول نہیں کر سکتے۔ اور عنقریب کانگرس بھی انقلاب پسند مزدور جماعت کے نشان یعنی سرخ جھنڈے کو قبول کرنے پر آمادہ ہو جائے گی۔

قرآن کریم اور علم ہیئت

قرآن مجید میں قدیم یونانی فلسفہ کی طرح یہ نہیں کہا گیا کہ آسمان ٹھوس ہے۔ اور ستارے اُس میں جڑے ہوئے ہیں۔ بلکہ بتایا گیا ہے کہ ہماری زمین اور دوسرے سیارے اس فضا میں گردش کرتے ہیں۔ اب قرآن مجید کی ان آیات کا معائنہ کیجئے

سورج اپنے مستقر پر چلتا ہے۔ اس کے واسطے مقرر ہے۔ یہ ہے اندازہ غالب اور علیم خدا کا۔ اور چاند کو مقرر کر دیں ہم نے ان کی منزلیں۔ یہاں تک کہ پھر ہو جاتا ہے مثل پرانی کھجور کی شاخ کے۔

آنحضرت صلعم کے زمانہ میں اہل عرب ان حقائق سے بالکل بے خبر تھے۔ پھر قرآن مجید کی طرف آئیے۔ یہ کہتا ہے کہ سورج اپنے مستقر یعنی محور پر گردش کرتا ہے۔ لفظ "مستقر" غور طلب ہے۔ اس کے معنی ہیں جائے مقررہ کے۔ اس کی ضد "دارہ" یعنی گردش گاہ ہے۔ غرضکہ سورج اپنے مستقر پر گردش کرتا ہے۔ آج ساڑھے تیرہ سو سال پہلے عرب میں ایسی بات کا اعلان اس زمانے کے لئے کس قدر عجیب ہے۔ اب ہم ان الفاظ پر غور کرتے ہیں "!"

وکل فی فلک یسبحون - اور یہ سب فضا میں گردش کناں ہیں۔ "یہ سب" (چاند اور دوسرے سیارے) کسی شئے کا "آسمان" میں گردش کرنا بتاتا ہے کہ آسمان ٹھوس چیز نہیں۔ بلکہ رقیق مادہ ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ کیا عرب کے لوگ اس سائنس اینٹری سے واقف تھے۔ اس کے بعد آخر میں آیت غور طلب ہے۔ اور نشانی ہے۔ ان کے واسطے کہ ہم ان کے نیچے جہازوں میں اٹھاتے ہیں۔ اور جس طرح اس سیارہ کے لوگ جہازوں میں سوار ہوتے ہیں اسی طرح آلات باربرداری وہاں بھی ہیں۔ نہ یہ بات کہ سیاروں کے نیچے جہازوں پر سوار ہوتے ہیں۔ بظاہر ایک عجیب سا اعادہ معلوم ہوتا ہے۔ لیکن اس کے لئے ہمیں آئندہ زمانہ کا انتظار کرنا چاہئیے۔ جب کہ سائنسدان ارض شمع اینٹری کی بدولت "مریخ" اور "مشتری" سے سلسلہ قائم کر لیں گے۔

ہاں میں تو یہ کہہ رہا تھا کہ قرآن مجید نے زمین کے گول ہونے کا نقشہ بھی صدیوں پہلے کھینچ دیا تھا۔ اور مشرق ہی نہیں بلکہ مشارق سے بھی خبردار کر دیا تھا۔ ملاحظہ ہو۔

"یقیناً تمہارا خدا ایک ہے۔ جو آسمان اور زمینوں کا مالک ہے۔ اور جو کچھ ان کے مابین ہے اس کا بھی اور رب المشارق بھی ہے"۔ (۳۷ : ۴ تا ۶)

بیشک خدا رب المشارق ہے۔ وہ نیویارک۔ گرینچ۔ کلکتہ۔ پیکنگ۔ منیلا اور ٹمبکٹو غرض کہ سب کا خدا ہے۔ اور اس کے مشارق متعدد اور مختلف ہیں۔

(وہ اللہ) رب المشرقین اور رب المغربین ہے۔ پس تم اپنے رب کی کون کونسی خوبیاں جھٹلاؤ گے۔ سورہ رحمٰن ۱۵۵ - ۱۸۔

ان دو مشرقوں اور مغربوں سے یا تو ہم موسم سرما کے عروج مراد لے سکتے ہیں۔ یعنی ۲۱ رجون اور ۲۲ دسمبر جب کہ سب سے بڑا اور سب سے چھوٹا دن واقع ہوتا ہے۔ اور آفتاب خط استوا سے انتہائی دوری پر دور ہوتا ہے۔ اور یہ بات اس وقت کے عربوں کے ذہنوں میں کبھی نہ آئی ہوتی نصف کرہ کے دوسری

امہات المومنین کی روایات حدیث

حدیث کی صحیح کتابوں میں امہات المومنین کی نسبت بعض ایسی باتیں لکھی ہیں جو اعلیٰ درجہ کے مومنین اور مومنات کی شان سے بعید ہیں۔ مثلاً ایک جگہ ذکر ہے کہ چند ازواج مطہرات نے باہم مشورہ کر لیا تھا کہ آج رسول کریم کو دھوکا دیں ہم میں سے جس کسی کے پاس آپ تشریف لائیں وہ آپ سے کہے کہ آپ کے منہ سے مغافیر کی بو آتی ہے۔ اس دن رسول صلعم نے ایک بیوی کے پاس کچھ شہد کھایا تھا۔ اس کے بعد کئی ازواج مطہرات نے ایک ہی بات آپ سے عرض کی کہ آپ کے منہ سے مغافیر کی بو آتی ہے تو آپ کو یقین ہو گیا کہ شہد کھانے سے یہ بو پیدا ہوئی ہو گی اس لئے آپ نے قسم کھائی کہ کبھی آئندہ شہد نہیں کھاؤں گا۔ چونکہ مغافیر کی بو رسول صلعم کے منہ میں سے نہیں آتی تھی بلکہ آپ کو دھوکا دینے کے لئے یہ افترا بنایا گیا تھا اس لئے ان کا یہ فعل نہایت مذموم تھا۔ اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص کو جھوٹ بولکر دھوکہ دیوے تو اس کا کلام قابل اعتماد نہیں رہتا۔ پھر جو شخص رسول صلعم کے ساتھ ایسا معاملہ کرے اس کا کلام تو بالکل ہی اعتبار کے درجہ سے ساقط ہو جانا چاہئیے۔ اب یہ بڑی مشکل پیش آتی ہے کہ اگر ایسے قصے غلط ہیں تو ان کو حدیث کی صحیح کتابوں میں کیوں درج کیا گیا ہے اور اگر یہ قصے صحیح ہیں تو ان کی روایت قبول کرنے سے محدثین نے کیوں انکار کیا؟ اور اگر ان کے امہات المومنین ہونے کی وجہ سے ان کی رعایت کی گئی ہے تو رجال کی کتابوں اور راویوں کے ساتھ بھی ایسی

نقشہ سے کہ رات ... پڑھتا تھا ہوں۔ آپ لوگوں نے میری نماز کا بہت ... دیا ہے۔ اور پھر کچھ ایسی باتیں بھی منہ سے نکالیں کہ میں نے انہیں تہذیب کے دائرہ میں رہنے کی طرف توجہ دلائی۔ اور کہا کہ کیا مستقل نبیوں کی تہذیب یہی ہوا کرتی ہے جس کا نمونہ آپ پیش کر رہے ہیں؟

یہ مدعی نبوت تناسخ کے بھی قائل ہیں۔ اور اس مسئلہ پر بھی لوگوں کو دعوت مناظرہ دیا کرتے ہیں۔ اپنی شکست پر ... پندرہ سو روپیہ کا انعام ... انہیں کہا۔ اور نہیں تو پہلے تناسخ پر ہی ہو سے مناظرہ کرلیں۔ چیز نقل میں ہی آپ کو ہوش نہ آجائے تو ہیں ذمہ دار۔ مگر مستقل نبی صاحب کسی طرح بھی مقابلے پر نہ آئے۔

آپ عجیب و غریب خیالات کے مالک ہیں۔ آپ پیشاب پاخانہ سے فارغ ہو کر غسل کرتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں کہ پیشاب و پاخانہ کے بعد بھی غسل اسی طرح واجب ہے جس طرح اپنی بیوی سے مجامعت کے بعد۔ آپ کا خیال ہے کہ آپ کو دس لاکھ کی جماعت دی جائے گی۔ اور خلیفہ قادیان بھی آپ کے ہاتھ پر بیعت کریں گے۔

۲۲ اکتوبر ۱۹۲۵ء کو آپ کو الہام ہوا کہ "تو ہیڈ ماسٹر ہے تمام دنیا کا"۔ ایک دن دوپہر کو رویا میں کسی کی آواز سنی کہ "مرزا مسلمان ہو گیا ہے"۔ مگر آپ کو شبہ رہا۔ اور خیال کیا کہ شاید مرزا کسی آئندہ جنم میں مسلمان ہوگا۔ پچھلے جنم میں تو وہ مسلمان نہ تھا۔ امام جامع مسجد چچا وطنی کے متعلق آپ فرماتے ہیں کہ دیانند کی روح اس میں آئی ہے اور وہ دیانند ہے۔ آپ کسی زمانہ میں پٹواری تھے۔ الہام ہوا کہ تمہاری پٹوار کی ملازمت پر اعتراض ہو تو یوسف علیہ السلام کی ملازمت جواب میں پیش کر دو۔ غرض کہاں تک لکھا جائے آپ کی باتیں بنے بنائے لطیفے ہیں۔

آخر پر ہم اپنے قادیانی حضرات کو توجہ دلائیں گے کہ نبوت کا دروازہ کھول کر انہوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہ ہو جانے کا موقعہ دیا۔ اور آج ایسے لوگ کثرت سے پیدا ہونے لگ گئے ہیں۔ جو اپنے آپ کو نبی سمجھتے اور الگ الگ مسلمانوں کو دعوتیں دے رہے ہیں۔ یہ سب کے سب نبی اپنی اپنی کامیابیوں کے خواب دیکھ رہے ہیں۔ اور مسلمانوں کے لئے فتنہ کا موجب بن رہے ہیں۔ کیا اجرائے نبوت کے دعویدار چچا وطنی کے "مستقل نبی" کی زیارت کی تکلیف کریں گے؟ اور ان کے دلائل و براہین سننے کے بعد محمد رسول اللہ کی امت میں ایک اور نبی کی آمد کا اعلان کرنے کی جرأت کریں گے۔ یا ہم یہ سمجھنے پر مجبور ہوں کہ قادیانی منطق کا سارا زور حضرت مرزا صاحب کی نبوت ثابت کرنے پر صرف ہو جاتا ہے اور ان کے نزدیک کوئی دوسرا مدعی نبوت درخور اعتنا نہیں۔

خاکسار مرزا مظفر بیگ ساطع

تبادلہ

مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب

السلام علیکم۔ حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اطلاع دیتے ہیں کہ میری تبدیلی جہلم سے لدھیانہ ہو گئی ہے۔ اس لئے میرے احباب آئندہ مجھ سے سول ہاسپٹل لدھیانہ کے پتہ پر خط و کتابت فرمائیں۔

ڈاکٹر بشارت احمد عفی عنہ

(بقیہ صفحہ ۲)

اب تک ہندوؤں کی طرف سے طعنہ دیا جاتا رہا ہے کہ مسلمان وطنی تحریکات میں حصہ نہیں لیتے۔ انہیں حقوق کا نام بھی نہ لینا چاہئے۔ کانگرسی مسلمان بھی اس طعنہ کو ایک ناقابل تردید دلیل کے طور پر بار بار پیش کیا کرتے ہیں۔ لیکن اب جبکہ بیسیوں مسلمانوں نے اپنی جانیں سوراج کی امید موہوم پہ قربان کر دی ہیں۔ سینکڑوں زخمی ہو چکے ہیں۔ بہت سی خواتین کا سہاگ لٹ چکا ہے۔ سینکڑوں مسلم بچے یتیم ہو چکے ہیں۔ کانگرس کے اس طرز عمل کی کوئی تاویل کی جا سکتی ہے؟

قابلِ قدر مالی قربانی

مولوی عبدالرحمٰن صاحب جالندھری سے جو بسلسلہ ملازمت گرمیوں میں شملہ اور سردیوں میں دہلی رہتے ہیں اکثر احباب واقف ہیں۔ آپ حضرت مسیح موعودؑ کے پرانے دوست ہیں۔ خدا کے فضل سے احمدی جماعت میں نمونہ ہیں۔ آپ سے جب واگذاری برلن مسجد کے لئے ۲۵۰ روپے قرض مانگا گیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ اگر انجمن بجائے یکمشت رقم بطور قرض لینے کے سابقہ ماہوار چندہ کے ساتھ تیس روپے ماہوار کے حساب سے باقساط لینا پسند کرے تو میں اڑھائی سو روپے کی رقم بطور چندہ ادا کردوں گا۔ اور واپس نہیں لوں گا۔ اس تجویز کو منظور کیا گیا۔ چنانچہ آپ اس وقت سے ہی اپنے پہلے چندہ مبلغ ۹ روپے ۷ کے ہمراہ یہ تیس روپے ملاکر ۶۹ روپے ۷ ماہوار ادا کر رہے ہیں۔ جو بڑی قابل قدر قربانی ہے۔ اللہ تعالیٰ مولوی صاحب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ اور ان کے مال میں برکت دے۔ اس وقت تک ۱۵۰ روپے ادا ہو چکے ہیں۔

خاکسار محمد نصیب انچارج دفتر تحصیل

۳۰ اپریل سنہ ۳۱ء والی تحریک

اس تحریک میں گذشتہ ہفتہ حسب ذیل آمد ہوئی ہے۔ امید ہے کہ باقی احباب بھی جلد سے جلد اپنے وعدوں کا ایفا کر کے مشکور فرمائیں گے کیونکہ اپریل گذر چکا ہے۔

نمبر	نام چندہ جمع کنندگان	رقم موعودہ (روپیہ آنہ پائی)	سابق رقم مرسلہ (روپیہ آنہ پائی)	وصولی ہفتہ مختتمہ (روپیہ آنہ پائی)	میزان (روپیہ آنہ پائی)	باقی (روپیہ آنہ پائی)
۱	حضرت امیر سلمہ اللہ تعالیٰ	۱۰۰-۰-۰	•	۵۰-۰-۰	۵۰-۰-۰	۵۰-۰-۰
۲	جناب چوہدری غلام حسن صاحب وزیر والہ	۵۰-۰-۰	۱۲-۹-۶	۱۲-۰-۰	۲۴-۹-۶	۲۵-۶-۶
۳	جناب چوہدری محمد سرفراز خان صاحب۔ بدوملہی	۱۰۰-۰-۰	۰-۰-۰	۹۵-۰-۰	۹۵-۰-۰	۵-۰-۰
۴	جناب سید غلام مصطفےٰ شاہ صاحب ہیڈ ماسٹر لاہور	۳۰۰-۰-۰	۶۰-۰-۰	۵-۰-۰	۶۵-۰-۰	۲۳۵-۰-۰
۵	جناب ماسٹر انعام اللہ خان صاحب لورالائی	۲۰-۰-۰	۶-۰-۰	۲۰-۴-۰	۲۶-۴-۰	•
۶	جناب پیرزادہ مصباح الدین صاحب چنیوٹ	۱۰-۰-۰	۰-۰-۰	۷-۰-۰	۷-۰-۰	۳-۰-۰
۷	جناب قاضی محمد فضل قادر صاحب لائلپور	۲۰-۰-۰		۲۵-۹-۰	۲۵-۹-۰	•
۸	جناب ڈاکٹر سید احمد صاحب پشاور	۱۰۰-۰-۰	•	۱۰۰-۰-۰	۱۰۰-۰-۰	•
۹	جناب میاں چراغ الدین صاحب پشاور	۲۰-۰-۰		۲۰-۱-۶	۲۰-۱-۶	•
۱۰	جناب محمد حسن صاحب وکیل گجرات	۴۰۰-۰-۰	۶۴-۵-۷½	۱۰۰-۰-۰	۱۶۴-۵-۷½	۲۳۵-۱۰-۴½
۱۱	جناب چوہدری غلام حیدر صاحب بدوملہی	۵۰-۰-۰		۵۰-۰-۰	۵۰-۰-۰	•
۱۲	جناب قاضی محبوب عالم صاحب گوجرانوالہ	۴۰-۰-۰	۴۰-۰-۰	۴۰-۰-۰	۸۰-۰-۰	۴۰ اپنی جیب سے عطا کئے۔
۱۳	جماعت شملہ	۱۱۰-۰-۰	۱۲۴-۸-۰	۶-۰-۰	۱۳۰-۰-۰	
۱۴	جناب شیخ عبدالعزیز صاحب بن شیخ قمرالدین صاحب جہلم	۲۰-۰-۰		۲۰-۰-۰	۲۰-۰-۰	
۱۵	جناب قاضی سمیع اللہ صاحب سرگودہ	۵۰-۰-۰	۱۲-۰-۰	۵۰-۰-۰	۶۲-۰-۰	
۱۶	جناب شیخ غلام رسول پسر شیخ قمرالدین صاحب	۲۰-۰-۰		۲۰-۰-۰	۲۰-۰-۰	
۱۷	جناب سید حسن شاہ صاحب گوجرانوالہ	۵-۰-۰	۰-۰-۰	۵-۰-۰	۵-۰-۰	
۱۸	جناب بابو علی بخش صاحب بہاولپور	۲۵-۰-۰	۰-۰-۰	۱۶-۰-۰	۱۶-۰-۰	۹-۰-۰
۱۹	جناب بابو محمد حسین صاحب گوجرانوالہ	۵۰-۰-۰	۴۵-۰-۰	۱۳-۰-۰	۵۸-۰-۰	
۲۰	جناب ڈاکٹر حسن علی صاحب سمندری	۱۰۰-۰-۰	۱۵-۸-۰	۴۴-۸-۰	۶۰-۰-۰	۴۰-۰-۰
۲۱	احباب سرگودہ معرفت جناب مولوی محمد صدیق صاحب			۲۴-۱۱-۰		
۲۲	جناب خان بہادر عطا محمد خان صاحب ریاست پھلرہ ضلع ہزارہ معرفت جناب مولوی محمد یحییٰ صاحب			۵-۰-۰		
۲۳	جناب مولوی محمد یحییٰ صاحب دیپ گراں			۵-۰-۰		
۲۴	جناب مولوی عمر خان صاحب ریاست پھلرہ معرفت جناب مولوی محمد یحییٰ صاحب			۵-۰-۰		
۲۵	جماعت دہلی معرفت جناب بابو شہاب الدین صاحب			۳۵-۸-۳		
۲۶	جناب ڈاکٹر شیخ عطاء اللہ صاحب لندن			۲۰-۱۲-۰		
۲۷	جناب میاں نصیر احمد صاحب لندن			۱۰۶-۷-۶		

بیس روپے والی تحریک

بیس روپے والی تحریک میں مندرجہ ذیل احباب نے چندہ عطا فرمایا:۔

نام		روپے	آنے	پائی
جناب چوہدری محمد سرفراز خان صاحب	بدوملہی۔ ضلع سیالکوٹ	۴۶	۱	۹
جناب چوہدری غلام حیدر خان صاحب	" "	۲۰	۰	۰
جناب چوہدری سعید احمد صاحب	" "	۲۰	۰	۰
جناب چوہدری غضنفر علی صاحب	"	۲۰	۰	۰
جناب شیخ اللہ بخش صاحب تاجر جرم	" "	۲۰	۰	۰

خبریں

— پشاور ۲۹ رمئی - یہاں تقریباً ... کارکنان خلافت اس بنا پر گرفتار کر لئے گئے ہیں - کہ انہوں نے اپنے دو رفیقوں کے خلاف خلاف قانون جلوس نکالا تھا۔

— مردان میں سرخپوشوں کی سرگرمیاں بڑھ رہی ہیں - اور پولیس نے فوج کی مدد سے ان میں سے متعدد اشخاص گرفتار کر لئے ہیں - جس گاؤں میں مسٹر مرفی قتل کئے گئے تھے - اس کے پاس کے گاؤں نکر میں دو مکان جلا دیئے گئے۔

— پشاور ۳۰ رمئی - ... کی وجہ سے حاجی ترنگ زئی کے آدمی واپس جا رہے ہیں - ... ہندوستانی افواج پشاور سے جانے والے سامان ... کو روکنے میں کامیاب ہوئی ہیں - ... اور بنوں میں امن ہے۔

— محمد صادق مجددی مصر کے پہلے افغانی سفیر نے "المقطم" قاہرہ کے نامندہ سے ملاقات کے دوران میں افغانستان کی موجودہ حالت کے متعلق ایک بیان دیا جس میں کہا کہ افغانستان کی اقتصادی حالت کے متعلق مبالغہ آمیز اطلاعات شائع ہوئی ہیں - ہمارے ملک کی مالی حالت نہایت اطمینان بخش ہے - افغانستان زمین سونے چاندی اور قیمتی جواہرات کی کانوں کے معاملہ میں امیر ملک ہے - لوہا اور تانبا بھی پایا جاتا ہے - ہمیں قرضے لینے یا ٹھیکے وغیرہ دینے کی ضرورت نہیں - آپ نے کہا کہ ان کانوں میں کام کرنے کے لئے خاص قومی کمپنیاں بنائی جائیں گی - اس غرض کے لئے سابق شاہ امان اللہ خان کے معدنیات کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے بعض طلبا یورپ بھیجے تھے جو فراغت تعلیم کے بعد اس کام کو اپنے ہاتھوں میں لے لینگے۔

نیز آپ نے بتایا کہ شاہ نادر خاں نے صرف ان اصلاحات کا نفاذ فرمایا ہے - جن کی شریعت اسلام میں اجازت ہے - اور جو لوگوں کی طبائع کے موافق ہیں - عورتوں کی تعلیم کے متعلق ایک سوال کے جواب میں آپ نے فرمایا کہ افغانستان میں عورتوں کو وہی حقوق حاصل ہیں - جو اسلام نے انہیں دے رکھے ہیں - ہم اس بات کے ہرگز حق میں نہیں کہ عورتوں کو موجودہ تعلیم دے کر انہیں بے پردہ کیا جائے - یا انہیں مردوں کے حقوق دے دئے جائیں۔

آپ نے کہا کہ اعلیحضرت نادر شاہ کی علالت کے متعلق افواہیں دشمنوں کی پھیلائی ہوئی ہیں - آپ خدا کے فضل سے کامل طور پر تندرست ہیں - نیز آپ نے اس افواہ کی پرزور تردید کی کہ ملکہ ثریا مرتد ہو چکی ہیں - آپ نے کہا کہ وہ اسلام پر پورے طور پر کاربند ہیں۔

نیز آپ نے بتایا کہ حکومت افغانستان ایک تعمیری حکمت عملی پر عمل پیرا ہیں - اور آئندہ چند سال میں افغانستان میں ریلیں، ٹرین تاریں اور ایسی دوسری چیزیں نظر آئیں گی - آپ نے کہا ہمارے پاس تینتیس ہوائی جہاز اور ۷۰ افغان ہوا باز ہیں۔

— کراچی - ۳۰ رمئی - حاجی عبدالغنی صدر حج کمیٹی کراچی برقی پیغام کے ذریعے سے مطلع فرماتے ہیں کہ "مغل لائن" "دارا" جس میں بمبئی اور کراچی کے حاجی سوار ہیں ۲۹ ر تاریخ کو جدہ سے روانہ ہو گیا ہے - اور امید ہے کہ ۷ یا ۸ جون کو کراچی پہنچیگا۔

— بلسر ۳۰ رمئی - آج صبح انتادی کیمپ کے رضاکاروں کے دھارا سانہ پر حملہ کرنے کے بعد بلسر سے رضاکاروں کے مزید جتھے پہنچ گئے۔ پولیس نے ایک جتھے کو گرفتار کر لیا - اور ایک اور جتھے پر لاٹھیوں سے حملہ کیا - چار رضاکار زخمی ہوئے - دو جتھے سورت اور ولے پارلے سے اور پہنچ گئے ہیں - جو آج سہ پہر کو دھارا سانہ پر حملہ کریں گے - زخمی رضاکاروں کو انتادی گاؤں کے ایک مکان میں رکھا گیا ہے - کیونکہ پولیس نے کیمپ کا ہسپتال مسمار کر دیا ہے۔

— طہران ۲۸ رمئی - عبدالعزیز بیگ المظفر وزیر خارجہ عراق یہاں پہنچے ہیں - معلوم ہوا ہے کہ انہیں ایران کے ساتھ ایک دوستانہ اور تجارتی معاہدہ مرتب کرنے کا اختیار دیا گیا ہے۔

— لنڈن ۲۸ رمئی - سائمن کمیشن کی رپورٹ کی دوسری جلد کا مسودہ آج دار العوام میں پیش کیا گیا - اور اس کی طباعت کا حکم صادر ہو گیا ہے۔
— معلوم ہوا ہے کہ سائمن کمیشن کی رپورٹ کی دوسری جلد بھی پہلی جلد کی طرح متفقہ ہے۔

— سورت ۲۹ رمئی - سورت کانگرس کمیٹی کے صدر مسٹر چنپانے کو آج صبح سویرے لوگوں کو دھارا سانا جانے کی ترغیب دینے کے جرم میں گرفتار کر لیا گیا۔

— شملہ ... [illegible]

کوانڈین پولیس سروس کے لئے بطور تنخواہ دار امیدوار نامزد کیا ہے۔

مدراس: - میسرز اسے دی پیرڈ اور محمد سراج الدین۔
بنگال: - مسٹر محمد ابو عبید اللہ۔
صوبجات متحدہ: - مسٹر اختر حسین۔

— امرتسر ۲۹ رمئی - گورمکھی روزانہ "بیر بہتر" کے ایڈیٹر سنت سنگھ بوریا نوالہ کے خلاف جو مقدمہ بغاوت پیش تھا - اس میں شہادت استغاثہ ختم ہونے پر عدالت نے ملزم کے خلاف اخبارات میں دو مضامین شائع کرنے کے الزام میں فرد جرم لگادی - ملزم نے ارتکاب جرم سے انکار کیا - اور کہا میں نے حکومت کے خلاف کچھ نہیں کیا - کل پھر مقدمہ کی سماعت ہوگی۔

— انتادی کیمپ ۲۸ رمئی - گذشتہ شب پولیس کے سنبہ گرہ کیمپ انتادی سے کیمپ کا سامان لے کر چلے جانے کے بعد ۲۴ رضاکاروں نے کیمپ میں داخل ہو کر قبضہ کر لیا۔

— آج صبح مسٹر بی پی ٹھاکور کی زیر سرکردگی رضاکاروں کا ایک جتھہ احمد آباد سے انتادی پہنچا - اور ان تئیس رضاکاروں کے ساتھ جو انتادی کے کیمپ پر قبضہ کئے ہوئے ہیں ٹھہرا ہوا ہے - آج صبح بلز کے کیمپ میں پچاس رضاکار احمد آباد سے ۱۷ بھڑوانچ سے اور ۵۰ پنج مور لا سے پہنچ گئے ہیں۔

— رگبی ۲۷ رمئی - مسٹر آرتھر گرین وڈ وزیر صحت گذشتہ شب دار العوام سے واپس جا رہے تھے کہ ایک موٹر کار کی ٹکر سے مجروح ہو گئے - لیکن آپ آج پارلیمنٹ میں اپنے فرائض انجام دینے کے لئے موجود تھے۔

— جالندھر ۲۸ رمئی - شریمتی امر کور کو زیر دفعہ ۱۰۷ ضابطہ فوجداری گرفتار کر کے ضمانت پر رہا کیا گیا - مقدمہ ۲ جون کو شروع ہوگا۔

— بمبئی ۲۸ رمئی - بمبئی کانگرس کمیٹی نے فیصلہ کیا ہے کہ قومی جھنڈا کھڑا کرنے کا حکم خلاف ورزی کرنے کے لئے ۲۸ رضاکاروں کو شولاپور بھیجا جائے۔

— شملہ ۲۷ رمئی - معلوم ہوا ہے کہ سردار جے ونت سنگھ جی زنگال سکھ جی سٹر وی جے پٹیل کی جگہ بمبئی غیر مسلم شمالی ڈویژن کی طرف سے بلا مقابلہ لیجسلیٹو اسمبلی کے رکن منتخب ہو گئے۔

— ڈھاکہ ۲۷ رمئی - کل سہ پہر کو تھوڑی دیر امن رہنے کے بعد شام کے قریب اطلاعات موصول ہوئیں کہ شہر کے مختلف حصوں میں حملے ہو رہے ہیں - ڈاک کے ایک ہرکارے پر بھی حملہ کیا گیا - بہت سی دوکانیں جن میں ایک کھدر سٹور بھی شامل تھا جلا دی گئیں - بہت سے مکانات لوٹے گئے - گذشتہ شب میر پور بازار لوٹا گیا - آج صبح ایک گوردوارے پر پتھر برسائے گئے - جس پر پولیس نے بہت سے نوجوانوں کو گرفتار کر لیا - شہر میں ہو کا عالم ہے - خطرے کے مقامات میں گورکھے متعین کئے گئے ہیں مسلح پولیس بازاروں میں پھر رہی ہے - چالیس زخمی شدہ اشخاص مٹفورڈ ہسپتال میں داخل کئے گئے تھے - جن میں سے چار مسلمان اور دس ہندو مر گئے - شہر میں بہت سی گرفتاریاں عمل میں آئیں۔

— نیو دہلی ۲۸ رمئی - پنڈت مدن موہن مالویہ کی گرفتاری کی خبر سے شہر میں بڑا جوش پھیل گیا - بعض مقامی مدارس میں آج ہڑتال منائی گئی۔

— لنڈن ۲۷ رمئی - برطانوی اخبارات لکھتے ہیں کہ سرجان سائمن عنقریب وکالت کا کام پھر شروع کرنے والے ہیں۔

— لنڈن ۲۷ رمئی - معلوم ہوا ہے کہ سرجان سائمن ۱۷ اور ۲۵ جون کو سائمن رپورٹ کے متعلق جو تقریریں کریں گے اور جنہیں آلہ نشر صوت کے ذریعے سے مشتہر کیا جائے گا - وہ بیس بیس منٹ تک جاری رہینگی۔

— راولپنڈی ۲۷ رمئی - کیمبل پور سے رہا ہونے کے بعد پنڈت مالویہ آج بعد دوپہر راولپنڈی آ گئے - رات انہوں نے کیمبل پور میں ایک عام جلسہ کے دوران میں تقریر کی - ان کے رفقا پنڈت گووند کنت اور مسٹر منواڑی نے حضور میں تقریریں کیں - پنڈت جی اپنا آئندہ پروگرام مرتب کر رہے ہیں۔

اقتباسات

حقہ اور سگریٹ

عبرت انگیز اعداد و شمار

اس بات سے ہر شخص واقف ہے کہ تمباکو نوشی کے جس قدر طریقے ملک میں رائج ہیں۔ اُن میں سب سے کم نقصان دہ حقہ ہے۔ حقہ، گڑگڑی، ناریل، فرشی، کلی وغیرہ یہ ایسی چیزیں ہیں۔ جن کی تشریح کی چنداں ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ ان سے بچہ بچہ واقف ہے۔ ہندوستان میں کوئی گھر ایسا نہ ہوگا۔ جہاں ان چیزوں سے کوئی واقف نہ ہو۔ اور لطف یہ ہے کہ یہ تمام چیزیں ہندوستانی ہیں۔

سگریٹ ہمارے ملک میں مغرب سے تشریف لاتے ہیں اور افسوس ہے کہ ہمارے اہل وطن خصوصاً تعلیم یافتہ طبقہ رفتہ رفتہ حقہ کو چھوڑ کر سگریٹ پینے کی عادت ڈال رہا ہے۔ جس ڈاکٹر سے چاہے دریافت کر لیجئے۔ وہ یہی کہیگا کہ از روئے اصول حفظان صحت حقہ سگریٹ پر بدرجہا فوقیت رکھتا ہے سگریٹ کا دھواں براہ راست پھیپھڑوں پر اثر انداز ہوتا ہے۔ لیکن حقہ کا دھواں پانی سے گزر کر آتا ہے جس سے تمباکو کے زہر نکوٹین کا زیادہ حصہ پانی میں جذب ہو جاتا ہے۔ اس طرح گویا حقہ کے ذریعے سے تمباکو کے زہر کے جسم میں داخل ہونے کا امکان بہت کم ہے۔

یہی نہیں کہ حفظانِ صحت کے لحاظ سے حقہ اچھی چیز ہے۔ (یعنی بمقابلہ سگریٹ وغیرہ کے) بلکہ ہر تمباکو نوش کو ذاتی اور قومی اقتصادیات کا لحاظ رکھتے ہوئے بھی حقہ ہی پینا چاہئے۔

ذیل میں ہم چند سرکاری نقشے دیتے ہیں۔ جن سے یہ معلوم ہوگا کہ برطانیہ اور دیگر ممالک سے ہندوستان میں کس قدر تمباکو داخل ہوا۔

تمباکو بغیر بنا ہُوا

سنین	قیمت
۲۵-۱۹۲۴	۵۵۷۸۱۶۲ روپیہ
۲۶-۱۹۲۵	۳۳۷۹۷۶۲ ”
۲۷-۱۹۲۶	۴۱۴۸۰۴۵ ”
۲۸-۱۹۲۷	۳۰۲۰۱۰۵۲ ”
۲۹-۱۹۲۸	۵۷۴۲۲۶۴ ”

تمباکو بنا ہُوا

سنین	قیمت
۲۵-۱۹۲۴	۱۷۵۸۵۹ ”
۲۶-۱۹۲۵	۲۰۵۲۷۷ ”
۲۷-۱۹۲۶	۱۴۶۷۶۹ ”
۲۸-۱۹۲۷	۲۰۰۸۶۴ ”
۲۹-۱۹۲۸	۱۷۴۲۱۸ ”

سگریٹ

سنین	قیمت
۲۵-۱۹۲۴	۱۲۱۸۳۴۲۳ ”
۲۶-۱۹۲۵	۱۵۸۸۱۷۲۱ ”
۲۷-۱۹۲۶	۱۹۴۶۱۱۴۸ ”
۲۸-۱۹۲۷	۲۳۹۹۶۳۱۹ ”
۲۹-۱۹۲۸	۲۰۰۹۰۲۶۰ ”

پائپ اور سگریٹ کا تمباکو

سنین	قیمت
۲۵-۱۹۲۴	۱۷۲۲۳۱۶ ”
۲۶-۱۹۲۵	۱۷۰۲۹۵۷ ”
۲۷-۱۹۲۶	۱۶۳۷۵۹۷ ”
۲۸-۱۹۲۷	۱۵۱۶۰۸۸ ”
۲۹-۱۹۲۸	۱۳۱۵۴۳۵ ”

دیگر اقسام تمباکو

سنین	قیمت
۲۶-۱۹۲۵	۱۲۸۷۳۳ ”
۲۷-۱۹۲۶	۱۶۵۸۲۶ ”
۲۸-۱۹۲۷	۱۹۷۱۱۰ ”
۲۹-۱۹۲۸	۱۳۷۲۵۱ ”

مندرجہ بالا تفصیلات سے ناظرین پر روشن ہو گیا ہوگا کہ غیر ملکی تمباکو کی درآمد ملک میں کس قدر روز افزوں ہے اب میزان کل ملاحظہ فرمائے۔

میزان کل

سنین	میزان
۲۵-۱۹۲۴	۱۹۷۳۸۳۹۳ روپیہ
۲۶-۱۹۲۵	۲۷۳۳۵۵۴۳ ”
۲۷-۱۹۲۶	۲۵۶۱۰۶۶۹ ”
۲۸-۱۹۲۷	۲۹۱۳۲۳۴۶ ”
۲۹-۱۹۲۸	۲۷۴۵۹۵۲۸ ”

بدیسی سگاروں اور سگرٹوں کے پینے میں تمام صوبجات ہند میں بنگال سب سے سبقت لے گیا۔ بنگال کے بعد صوبہ بمبئی کا نمبر آتا ہے۔ صوبہ بنگال نے ۲۵-۱۹۲۴ء میں ۸۸۱۹۹ روپیہ ۲۶-۱۹۲۵ء میں مبلغ ۱۰۱۲۳۲ روپیہ اور ۲۹-۱۹۲۸ء میں ۵۳۰۴ روپیہ کے سگار پی ڈالے۔ انہیں سنین کے متعلق سگرٹوں کی قیمتیں علی الترتیب حسب ذیل ہیں۔ ۳۸۸۵۵۹۹ روپیہ - ۴۹۰۹۴۷۳۴ روپیہ - ۲۲۳۹۵۶۳۰ روپیہ ۱۹۳۲۰۷۶ روپیہ - ۳۳۸۸۶۸۷۰ روپیہ - اس طرح گویا ہندوستان کے مصارف عسکری کی طرح بنگال میں سگار اور سگرٹوں کا خرچ بڑھتا ہی جاتا ہے۔ اگر یہ بھی مان لیا جائے کہ اس میں غیر ملکی بھی شریک ہیں تاہم یہ اعداد و شمار ہولناک ہیں۔ (مدینہ)

پنڈت مالویہ اور مسلم حقوق

۱۸ مئی کو پندرہ ہزار کے مجمع میں بمقام لکھنؤ پنڈت مدن موہن مالوی نے غیر ملکی کپڑے کے مقاطعہ اور کھدر کے استعمال کی طرف ترغیب دلانے کے بعد شاہان اودھ کے متعلق کہا۔

”اودھ کے نوابوں کے متعلق جو الزامات لگائے جاتے ہیں۔ ان کا بیشتر حصہ غلط ہے۔ ان کے وقتوں میں ہم لوگ بہت آرام سے تھے۔ نہ تعصب کا وجود تھا۔ نہ ہندو مسلم فسادات کا۔ لیکن حکومت کی طرف سے ان کو بدنام کرنے کے لئے ان کے خلاف اس سے کہیں زیادہ شہرت دیجاتی رہی ہے۔ جو فی الواقعہ ان کے متعلق ہیں۔

بعد ازاں آپ نے ہندوؤں کو نصیحت کی انہیں فوراً امین آباد پارک میں مسلمانوں کو انعقاد میلاد کی اجازت دینا چاہئے۔ کہ مذہبی آزادی ان کا اور ہر ہندوستانی کا حق ہے۔

پنڈت مالویہ ہمیشہ مسلمانوں اور ہندوؤں میں پھوٹ ڈلواتے رہے۔ یہیں اور ملک میں جس قدر فسادات رونما ہوئے ان میں سے اکثر انہی کی تعلیم کا نتیجہ تھے۔ اس لئے ان کے منہ سے آشتی آمیز اور صلح جویانہ الفاظ نہایت عجیب معلوم ہوتے ہیں۔ ایک دوست نے ان کے یہ الفاظ پڑھ کر کہا۔ ؎

کوئی چال اس خاکساری میں ہو گی
تمہاری تو عادت تھی مغرور رہنا (مسلم راجپوت)

عرسوں پر ہمارے تفریحی مشاغل

بدایوں میں سید نا قاسم ابن فرید ایک بزرگ گذرے ہیں جن کا عرس انہی کے بنا کردہ موضع قاسم پور میں ہر سال ہوتا ہے۔ امسال بھی عرس کی رونق ۱۲ مئی سے ۲۴ مئی تک رہی آپ کو خیال ہوگا کہ عرس پر صاحب عرس کے تزکیہ نفس کے حالات اور ان کے قابل تقلید سوانحات زندگی بیان کئے گئے ہوں گے۔ یہ سب غلط۔ جو کچھ وہاں ہُوا۔ اس کی تفصیل منتظم صاحب میلہ کے اس اعلان سے واضح ہو سکتی ہے“ ۱۲ مئی کو یکہ کی دوڑ - ۲۲ مئی کو سائیکل کی دوڑ۔ ورزشی کھیل۔ ۲۳ مئی دوپہر شطرنج اور تاش کے میچ ۲۴ مئی کی صبح سے شام تک پتنگ بازی ساری تاریخ کو سات بجے شام کے چادر کا جلوس۔ اور محفل سماع ۱۱ بجے شب کے بعد مشاعرہ۔ اس کے بعد جو کمی رہ گئی ہوگی۔ وہ پوری کر لی جائے گی۔

اب کوئی بتلائے کہ کنگ کارنیوال (جو ولائتی جوئے بازوں کی ایک سفری تماشا گاہ ہے) میں اور اس عرس میں کیا فرق ہے۔

وقتِ دعا ہے

انگلستان اور ہندوستان میں اکثر گرجوں کی پادریوں نے اعلان کیا ہے۔ کہ ہندوستان کی بےچینیوں اور انگلستان کی بے اطمینانیوں کے دور ہونے کے لئے گرجوں میں دعائیں مانگی جائیں۔ ہم اس نیک تحریک کی تائید کرتے ہوئے اپنے ہموطنوں سے بھی خواہش کرتے ہیں کہ وہ اپنے طور پر اپنی عبادت گاہوں میں خدا سے دعائیں مانگیں۔ کہ یہ خلفشار دور ہو۔ اور امن و سکون پیدا ہو۔ موجودہ حالات میں جو محشر اضطراب طرفین میں قائم ہے وہ اب انسانی تاب و طاقت سے باہر ہو رہا ہے۔ تاریخ ایسی مثال کم پیش کر سکتی ہے کہ جس میں عورتیں بچے اور بوڑھے اس طرح مورد آفات ہوئے ہوں۔ یہ وقت تاریخی حیثیت سے ماتم اور عبرت کا ہے (کشمیری)

عالمِ اسلام

مصری جرائد سے معلوم ہوتا ہے کہ حکومت مصر نے الجزائر کی موتمر طبی میں شریک ہونے کی دعوت کو قبول کر لیا ہے۔ اس موتمر میں گرم ممالک کے امراض کی تحقیقات پر غور و خوض کیا جائے گا۔

معاصر ابیلیہ قاہرہ کے شائع کردہ اعداد و شمار سے معلوم ہوتا ہے کہ امسال چنگی کی آمدنی میں غیر معمولی اضافہ ہُوا ہے۔ گذشتہ سال کے مقابلہ میں سال حال کے اندر ۱۲۲۵۷۳۳ پونڈ زیادہ آمدنی ہوئی۔

بغداد کی اطلاع سے معلوم ہوتا ہے کہ حکومت العراق کی درخواست پر انگریزی حکومت نے مسٹر ہلٹن ینگ (رکن دارالامرا برطانیہ) کو مقرر کیا ہے۔

آپ بہت جلد عراق جانے والے ہیں۔ تاکہ حکومت کو مالی خیر کی حیثیت سے اپنے مشورے پیش کریں۔ بغداد میں عنقریب وزراء کا ایک جلسہ ہوگا۔ جس میں برطانی مشیران مال بھی شرکت کریں گے۔

طہران کی اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ دولت ایران نے ساحلی مقامات کی حفاظت کے لئے اٹلی اور جرمنی کے کارخانوں کو ۲ چھوٹے جنگی جہاز بنانے کا آرڈر دیا ہے۔ اس مقصد کے لئے حکومت کی جانب سے ۲ کروڑ پچاس لاکھ تومان کی منظوری دی گئی۔

وزارت ایران مدارس کے قیام کے سلسلہ میں ایک زبردست قدم اٹھانا چاہتی ہے۔ وزارت نے یہ طے کر لیا ہے کہ اپنی تعلیمی اسکیم کو قبائل و دیہات میں وسعت دے۔ مدارس قائم کرے اور ملک کی اس کثیر آبادی کو جو دیہات میں جہل کی زندگی بسر کر رہی ہے علم کی دولت سے مالا مال کرے۔ اس مقصد کے لئے وزارت نے تیس ہزار تومان کی منظوری دی ہے۔

وزارت کے سامنے ایک مرکزی یونیورسٹی کے قیام کی تجویز بھی ہے خیال کیا جاتا ہے کہ یونیورسٹی کے دار الفنون اور دار المعلمین کی عمارت کو خاص کر دیا جائے گا۔ اور ان دونوں درسگاہوں کے لئے کوئی دوسری تجویز کی جائے گی۔

معاصر چہرہ نما قاہرہ نے اپنے اخباری صفحات میں یہ نہایت المناک خبر درج کی ہے کہ ایک ایرانی متعلم حسین قلی خان عطائی نے اپنی معاشرتی مشکلات سے مجبور ہو کر خودکشی کر کے جان دیدی۔ متعلم مذکور بلدیہ طہران کے اخراجات پر برلن انجینئری کی تعلیم حاصل کر رہا تھا۔ اس نے ایک دن آقائے مصطفٰے خان سمیعی سفیر ایران متعینہ برلن کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے اخراجات کے لئے امداد طلب کی اور اپنی مشکلات کا اظہار کیا۔ لیکن سفیر کی جانب سے مایوس کن جواب سنکر اپنے پستول سے خودکشی کر لی۔ اس خبر سے ایران کے طلبا میں شدید اضطراب پیدا ہو گیا ہے۔

قسطنطنیہ کا ایک پیغام مظہر ہے کہ حکومت ترکی نے اس امر کے احکامات صادر کئے ہیں کہ اذان کے سلسلہ میں وائرلیس کا استعمال کیا جائے۔ اب صرف ایک موذن وائرلیس کے ذریعہ سے تمام سلطنت میں کافی ہوگا۔ یہ

احمدیہ انجمن اشاعتِ اسلام جہلم کا عظیم الشان سالانہ جلسہ

قادیانیوں کو شکست فاش

۲۲-۲۳ مارچ کو احمدیہ انجمن اشاعتِ اسلام جہلم کا سالانہ جلسہ منعقد ہوا۔ حضرت مولنا محمد علی صاحب امیر قوم۔ حضرت مولانا صدر الدین صاحب پرنسپل اشاعتِ اسلام کالج لاہور۔ جناب مولوی محمد عبد اللہ صاحب ہیڈ ماسٹر ہائی سکول۔ جناب شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی اور جناب مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع مسلم مشنری لیکچروں کے لئے باہر سے تشریف لائے ہوئے تھے۔

حضرت گرو نانک کا مذہب

پہلے دن دو اجلاس رکھے گئے۔ ایک عصر سے مغرب تک دوسرا ۸½ بجے شب سے ۱۱ بجے تک۔ پہلے اجلاس میں جناب شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی نے "گورو نانک دیو جہاراج کے مذہب" کے عنوان سے ایک لیکچر دیا۔ اس لیکچر میں گرنتھی صاحب نے گورو گرنتھ صاحب اور جنم ساکھیوں کے حوالہ جات سے ثابت کیا۔ کہ حضرت گورو نانک رحمتہ اللہ علیہ کا مذہب اسلام تھا۔ اور آپ مسلمان تھے۔ اس کے علاوہ گرنتھی صاحب نے گرنتھ صاحب اور جنم ساکھیوں سے حضرت مرزا غلام احمد صاحب مجدد صدی چہاردہم کے متعلق چند نہایت عجیب پیشگوئیاں پیش کیں۔ اور یہ پُر از معلومات لیکچر مغرب کے قریب ختم ہُوا۔

زندہ مذہب

دوسرا اجلاس ۸½ بجے بعد از نماز شروع ہُوا۔ اس اجلاس میں مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع نے دلائل و براہین سے ایک دلنشین پیرایہ میں ثابت کر دیا کہ دنیا میں اگر کوئی زندہ مذہب ہے جس کی عالمگیری روز روشن کی طرح ظاہر ہے تو وہ اسلام ہی ہے۔ اس لیکچر کا پبلک پر بے حد اثر ہُوا اور بڑا مقبول ہُوا۔ لوگوں نے خاص دلچسپی سے اور لطف لے کر اس لیکچر کو سنا۔

"اسماء قرآن"

دوسرے روز تین اجلاس رکھے گئے۔ ایک صبح ۸½ بجے سے بارہ بجے تک دوسرا عصر سے مغرب تک۔ تیسرا رات ۸½ بجے سے ۱۱ بجے تک۔ پہلے اجلاس میں جناب مولانا محمد عبد اللہ صاحب کا لیکچر ہُوا۔ آپ نے "اسماء قرآن" پر ایک نہایت ہی عجیب اور بصیرت افروز لیکچر دیا۔ اور بتلایا کہ قرآن شریف کے متعدد اسماء کا فلسفہ کیا ہے۔ اور ہر نام اپنے اندر کیا خصوصیات رکھتا ہے۔ آپ کے بعد حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب قبلہ امیر جماعت احمدیہ کا لیکچر ہُوا۔ آپ نے "اسلام" کے عنوان سے اپنے بیش قیمت معلومات سے پبلک کو بہرہ اندوز فرمایا۔ قرآن شریف کے حقائق و معارف جو لفظ اسلام کے متعلق ہیں بیان فرما کر بتلایا کہ دائرہ اسلام کس قدر وسیع ہے۔ اور اسلام کی تعلیمات کس قدر فراخ حوصلگی سکھاتی ہے۔ یہ اسلام ہی ہے جس نے سب سے پہلے دنیا کو دیگر مذاہب کے پیشواؤں کی عزت کی تعلیم دے کر امن اور سلامتی کا مشن پیش کیا۔ آپ کے لیکچر کو خاص توجہ سے سنا گیا اور بے حد پسند کیا گیا۔

ختم نبوت

دوسرے اجلاس میں مولوی محمد عبد اللہ صاحب نے مختصر مگر جامع الفاظ میں ختم نبوت پر لیکچر دیا۔ اور دلائل سے ثابت کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ آپ کے بعد مولانا صدر الدین صاحب کا لیکچر "اسوہ حسنہ" پر ہُوا۔ آپ نے اپنے مخصوص انداز میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حالاتِ زندگی۔ آپ کے اخلاق اور تعلیمات کو پیش کرتے ہوئے سائنس اور مسئلہ ارتقاء کے مطابق ختم نبوت پر روشنی ڈالی۔ اور لوگوں نے بے حد دلچسپی لی۔

موجودہ وید الہامی نہیں

تیسرے اجلاس میں "الہام وید" پر جناب مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع مناظر اسلام کا لیکچر تھا۔ آپ نے عقلی اور نقلی دلائل اور خود وید منتروں سے ثابت کیا کہ موجودہ وید الہامی نہیں۔ قرآن شریف کے الہام پر آریہ اعتراضات کا بھی دندان شکن جواب دیا۔ تہذیب اور شائستگی کے دائرہ میں رہتے ہوئے ویدوں پر تنقید کی اور پھر موجودہ ویدوں میں تحریف ثابت کرتے ہوئے ویدوں کے چند نسخے پیش کئے۔ جو آپس میں ملتے نہیں۔ اور ہزاروں منتروں کا رد و بدل موجود ہے۔ ویدوں کے ان تحریفی نسخوں کو دیکھ کر لوگوں پر ایک خاص اثر ہُوا۔ آخر یہ اعلان کیا گیا کہ مرزا صاحب کی تقریر پر کوئی آریہ اعتراض کرنا چاہتے ہیں۔ تو انہیں اجازت ہے۔ اس پر ایک آریہ پنڈت نے ویدوں کی تحریف کے متعلق کچھ کہا۔ مگر الٹا اقرار کر گیا۔ کہ بے شک ویدوں میں تحریف ہوئی اور پنڈتوں نے جو چاہا لکھ دیا۔ مرزا صاحب نے ویدوں کی تحریف کو قرآن کی صداقت پر ایک دلیل قرار دیا۔ اور فرمایا کہ قرآن شریف انجیل اور ویدوں میں تحریف کی اطلاع آج سے تیرہ سو سال پہلے دے چکا ہے۔ اس کے بعد اسی آریہ پنڈت نے مرزا صاحب کو کہا کہ فلاں وید منتر میں آپ نے فلاں لفظ کے معنے غلط کئے ہیں۔ مرزا صاحب نے جواب دیتے ہوئے اس کو توجہ دلائی کہ سیاق و سباق کو مدِ نظر رکھتے ہوئے اس لفظ کے معنے جو میں نے کئے ہیں اس کے بغیر اور معنے ہو نہیں سکتے سنسکرت قواعد اور منتر کے سیاق و سباق کے لحاظ سے آریہ معترض مرزا صاحب کی بات مان لینے پر مجبور ہو گیا۔ اور خاموشی ہی میں اپنی خیر سمجھی۔ آریہ کے خاموش ہو جانے پر حضرت مولانا صدر الدین صاحب نے اعلان کیا مرزا صاحب کی تقریر پر اگر آریوں کو اور اعتراضات کرنے ہوں تو انہیں وقت دیا جاتا ہے۔ مرزا صاحب نے اعلان کیا کہ اس تقریر پر ہی کیا منحصر ہے تم اسلام پر جو چاہو اعتراض پیش کرو۔ کھلی اجازت ہے میں انشاء اللہ جواب دوں گا۔ مگر افسوس۔ معلوم ہُوا کہ آریہ میدان چھوڑ چکے تھے۔ اور جلسہ گاہ سے رخصت ہو جانے میں ہی اپنی خیر سمجھی تھی۔ آریوں کی اس خاموشی اور علانیہ ہزیمت کا پبلک پر بے حد اثر ہُوا۔ اور باوجودیکہ جلسہ کی برخاستگی کا اعلان بھی کیا گیا۔ مگر لوگوں نے اُٹھنے سے انکار کر دیا۔ اور مولنا صدر الدین صاحب سے درخواست کی کہ آپ کچھ بیان فرمائیں۔ بہت سے اصرار کے بعد مولنا ممدوح نے قرآن شریف سے چند باتیں بیان فرما کر پبلک کے لئے ضیافت طبع کا سامان بہم پہنچایا۔ اور جلسہ نہایت کامیابی سے بعد از دعا برخواست ہُوا۔ ہزارہا لوگوں نے احمدیہ انجمن اشاعتِ اسلام لاہور کی خدمات کی داد دی۔ اور جلسہ میں شریک ہو کر حوصلہ افزائی فرمائی۔

قادیانی پارٹی کی بے اصولی

جلسہ کے ختم ہونے پر قادیانی پارٹی نے دوسرے روز منادی کرادی کہ آج شب کو لاہوری احمدیوں کی تردید میں لیکچر ہوگا اور لاہوریوں کو مناظرہ کے لئے وقت دیا جائے گا۔ اس اعلان کے مطابق مقامی جماعت کے فیصلے سے جناب مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع قادیانی جماعت کے مقابلہ کے لئے تیار ہوئے۔ وقت مقرر پر مرزا صاحب اور جماعت کے بہت سے افراد جلسہ گاہ میں پہنچے۔ مسلمانوں نے تکبیر کے نعروں سے خیر مقدم کیا۔ مرزا صاحب نے ایک کرسی پر کھڑے ہو کر قادیانی پارٹی کے پریزیڈنٹ کو مخاطب کیا کہ ہم آپ کے اعلان کے مطابق آ گئے ہیں۔ ہمیں ایک میز چند کرسیاں اور روشنی مہیا کر دی جائے۔ مگر افسوس قادیانی جماعت نے متفقہ طریق پر شور و غل برپا کر کے بد اخلاقی کا بد ترین نمونہ دکھلایا۔ لوگوں نے قادیانیوں کو لعنت ملامت کی۔ مگر قادیانیوں نے میز کرسیاں دینے سے صاف انکار کر دیا۔ اس پر جہلم کے مسلمانوں کو جوش آگیا اور تکبیر کے نعروں سے اُٹھے۔ ایک بہت بڑا تخت پوش اُٹھا لائے۔ اپنا سٹیج بنا کر اس پر ایک میز اور چند کرسیاں رکھ دیں۔ اور مرزا صاحب کو اس پر بٹھا دیا۔ لوگ جوش میں آ کر بار بار اللہ اکبر کے نعرے بلند کرتے۔ اُدھر قادیانی تھے جن کے چہرے زرد اور منہ فق تھے۔ مرزا صاحب کی تشریف آوری سے پہلے قادیانی جماعت کے لیکچرار مولوی غلام احمد صاحب مولوی فاضل تقریر کر رہے تھے۔ مرزا صاحب نے حاضرین کو خاموش ہونے کی ہدایت کی۔ کہ قادیانی مبلغ کی تقریر ختم ہو لے۔ قادیانیوں سے دریافت کیا گیا کہ یہ تقریر کب تک جاری رہے گی؟ اس پر بھی قادیانی آتش زیر پا ہوئے۔ آخر فضول تُو تُو اور میں میں کے بعد اُنہوں نے اعلان کیا کہ ۱۰½ بجے تقریر ختم ہوگی۔ جب ۱۰½ بج چکے اور تمام پبلک نے کہا کہ وقت ہو گیا ہے تو قادیانی کہنے لگے۔ ہماری گھڑی میں [illegible] قادیانیوں کو اور

وقت دیا گیا۔ آخر تقریر ختم ہوئی۔ تقریر کیا تھی خرافات کا مجموعہ اور اوٹ پٹانگ باتیں تھیں۔ واقعات کو غلط رنگ دیا گیا تھا۔ اور اپنی مظلومیت کا رونا رویا گیا تھا۔ تقریر کے خاتمہ پر مرزا صاحب اُٹھے اور فرمایا کہ حضرات آپ لوگوں کے سامنے تصویر کا ایک رُخ پیش کیا گیا ہے دوسرا رُخ مجھے پیش کرنا ہے۔ قادیانی لیکچرار نے دو گھنٹہ تقریر کی مجھے ایک گھنٹہ کی اجازت ہونی چاہئیے۔ تاکہ قادیانی تقریر کے جو نوٹ میں نے لئے ہیں ان کا جواب دے سکوں۔ کیا میرا یہ مطالبہ جائز نہیں ہے؟ اس پر تمام پبلک نے متفقہ طریق پر سوائے چند قادیانیوں کے کہا کہ بے شک آپ کو ایک گھنٹہ تقریر کے لئے وقت ملنا چاہئیے۔ اور ہم سب لوگ سننے کے لئے تیار ہیں۔ مگر قادیانی کانوں پر ہاتھ رکھتے تھے۔ آخر مرزا صاحب نے کہا کہ چلو ایک گھنٹہ نہ سہی نصف گھنٹہ دیدو۔ خدا کے لئے تصویر کا دوسرا رُخ سامنے آنے دو۔ مگر قادیانی جماعت بالکل انکار پر انکار کرتی چلی گئی۔ آخر کہا کہ ہم پانچ پانچ منٹ سوال و جواب کے لئے دے سکتے ہیں۔

مرزا صاحب نے فرمایا۔ حضرات! آپ لوگوں نے دیکھ لیا کہ مجھے دو گھنٹہ تقریر کے مقابلہ میں نصف گھنٹہ بھی نہیں دیا گیا۔ آپ لوگوں کو یہ سمجھ لینا چاہئیے کہ جو قادیانی مقرر نے بیان کیا ہے وہ سچ تھا۔ نہیں۔ بلکہ محض پبلک کو دھوکا دینے کی کوشش کی گئی۔ کاش مجھے تقریر کی اجازت ہوتی۔ کہ میں قادیانی دھوکہ کو بے نقاب کرتا۔ اب پانچ پانچ منٹ سوال و جواب کے لئے دیئے جاتے ہیں جو مجھے بسر و چشم منظور ہیں۔ لیجئے میں پانچ منٹ کے اندر خود حضرت مرزا صاحب کی تحریرات و کتب سے نبوت کے چند معیار پیش کرتا ہوں۔ اس پر جناب مرزا صاحب نے حقیقۃ الوحی لے کر پڑھنے کے لئے کھولی ہی تھی کہ قادیانی مبلغ اُٹھ کر چلانے لگ گیا کہ صاحب ہمیں سب معیار معلوم ہیں۔ ہم نے کتابوں میں پڑھے ہوئے ہیں۔ مرزا صاحب نے فرمایا کہ ذرا ٹھنڈے دل سے سُن تو لو۔ جو معیار آپ نے پڑھے ہوئے ہیں میں بھی ان کو پیش کرتا ہوں۔ آپ گھبراتے کیوں ہیں؟ دیکھنا تو یہ ہے۔ کہ کیا ان معیاروں پر مرزا صاحب پورے اُترتے ہیں کہ نہیں۔ اور آپ کی نبوت ثابت بھی ہوتی ہے کہ نہیں۔ مگر افسوس قادیانی خود حضرت صاحب کے مقرر کردہ معیاروں کو سننے کے لئے تیار نہ ہوئے۔ اور لگے شور و غل کرنے

قادیانیوں کی شکست

آخر مقامی سب انسپکٹر پولیس نے قادیانی پارٹی کو شور و غل کا ذمہ دار ٹھہرایا۔ اور بتلایا کہ اگر کوئی ایسی بات ہوگئی تو ذمہ دار تم لوگ ہوگے۔ تم لوگوں نے باقاعدہ کوئی اجازت حاصل نہیں کی۔ قادیانی گیس لیمپ بجھا میز کرسیاں اُٹھا کر تمام پبلک میں اپنی شکست کا عملی ثبوت دے کر جلسہ گاہ سے الگ ہوگئے۔ اس پر تمام لوگوں نے تکبیر کے پے در پے فلک شگاف نعرے بلند کئے۔ اور بہت سے لوگوں نے کہا کہ ہم باجا اور گھوڑا لانے ہیں۔ اور مرزا صاحب کا جلوس اسی وقت نکالتے ہیں۔ مگر ان کا شکریہ ادا کر کے جلوس سے انکار کر دیا گیا۔ مگر لوگ کشاں کشاں مرزا صاحب کو قریب کی مسجد میں لے گئے۔ کہ ہمیں لیکچر سناؤ۔ مگر چونکہ اس وقت بارہ بجے کی گاڑی پر سوار ہو کر مرزا صاحب کو دوسرے دن مقام "سانبہ" ریاست جموں میں لیکچر دینا تھا اور وہاں انتظام بھی ہو چکا تھا۔ اس لئے مرزا صاحب معذرت کرتے ہوئے سٹیشن کو روانہ ہوگئے۔

خاکسار عبد العزیز خلف شیخ قمر الدین صاحب سوداگر چشمہ جہلم

مالی قربانی کی ایک قابلِ تقلید مثال

ہمارے سلسلہ میں چوہدری غلام حسن صاحب ریٹائرڈ سٹیشن ماسٹر حضرت مسیح موعودؑ کے سابقین اولین خدام سے ہیں۔ آپ اسلام کے لئے ایک خاص درد رکھتے ہیں کوئی تحریک نہیں جس میں شرح صدر سے حصہ نہ لیتے ہوں۔ تحریک قرضہ فنڈ ایک سال میں حصہ لینے کے لئے آپ کے پاس روپیہ نہ تھا تو آپ نے اپنی اہلیہ صاحبہ کا زیور فروخت کر کے اڑھائی سو روپیہ بھیجا۔ اب برلن مسجد فک کرانے کے لئے حضرت امیر نے چندہ کی تحریک کی اور پرچیاں چھپوا کر روانہ کیں۔ تو چوہدری صاحب نے جماعت سے عید کے موقع پر پونے چار من غلہ جمع کر کے اس کی قیمت اس تحریک میں روانہ کی اور ساتھ ہی اپنا درد دل یوں ظاہر فرمایا "کیا ابھی تک کافی رقم مسجد کے فک الرہن کرانے کیلئے جمع نہیں ہوئی۔ مبلغ -/250 فی کس بطور قرض جنرل کونسل نے پاس کی تھی اس پر پورا عملدرآمد نہیں ہُوا؟ میں اس بات کو مانتا ہوں کہ ہماری جماعت غریب ہے مگر ہم سب اپنے خانگی کاروبار کو ادھر اُدھر سے قرضہ وغیرہ لے کر چلا رہے ہیں افسوس خانۂ خدا کو فک الرہن کرانے کے لئے ہم کچھ انتظام نہیں کر سکتے اللہ تعالیٰ

تاریخ گورو گرنتھ صاحب

امرتسر کے ایک ۔ مکھ سجانی سیوا سنگھ نے اسلام پاک کے خلاف گورمکھی زبان میں چند کتابیں لکھی ہیں جن میں سے "قرآن دی کہانی" اور "حضرت محمد صاحب" یہ دو کتابیں قابل ذکر ہیں۔ کتاب "قرآن دی کہانی" میں سجانی صاحب نے بعض غلط روایات اور ضعیف احادیث کی بنا پر ایڑی چوٹی کا زور اس بات پر لگایا ہے کہ قرآن مجید الہامی کتاب نہیں۔ بلکہ (نعوذ باللہ) حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) صاحب کے من گھڑت خیالات کا مجموعہ ہے۔ اور وہ بھی اب اپنی اصلی شکل میں موجود نہیں۔ بلکہ اس میں سے کثیر حصہ تحریف تبدیل اور ضائع ہو چکا ہے۔ دوسری کتاب میں پاکوں کے سردار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک سیرت کو عیسائیوں اور آریوں کا جھوٹا کھاتے ہوئے نہایت بُرے، اور نفرت انگیز پیرایہ میں بیان کیا ہے۔ اور آپ کی ذات بابرکات پر طرح طرح کے الزامات لگائے ہیں۔ میں نے ان ہر دو کتب کا مکمل جواب دو حصوں میں تیار کیا تھا۔ حصہ اول میں قرآن مجید اور احادیث صحیحہ اور اقوال آئمہ کرام سے یہ ثابت کیا تھا کہ قرآن مجید ہر قسم کی تحریف و تبدیل سے پاک ہے اور حصہ دوم میں بطور الزام یہ ثابت کیا تھا کہ قرآن مجید بفضلہ انالہ لحافظون کے وعدے کے ماتحت اب تک جوں کا توں بالکل محفوظ ہے۔ اور حکم ایزدی لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ کے ماتحت اس پر کسی دشمن کا ہاتھ کامیاب نہیں ہوا۔ مگر گورو گرنتھ صاحب اور بالخصوص گورو نانک صاحب کا کلام بہت کچھ محرّف مبدل اور ضائع ہو چکا ہے۔ حصہ اول کے متعلق بعض بزرگوں نے رائے دی کہ اول تو موجودہ فضاء کو تیز نظر رکھتے ہوئے اس قسم کی بحثوں میں پڑنا ٹھیک نہیں۔ دوسرے جن غلط روایات کو تحریف قرآن کے متعلق پیش کیا جاتا ہے۔ ان کو کوئی ذی علم مسلمان تسلیم ہی نہیں کرتا۔ تیسرے یہ کہ حضرت امیر کی تصنیف جمع قرآن اس قسم کے جملہ اعتراضات کا کافی جواب ہے۔ اس لئے اس پر مزید لکھنا یا چھپوانا تحصیل حاصل ہے۔

رہی دوسری کتاب۔ سو محمد مصطفیٰ کی لائف کی صحیح تصویر پیش کر دینا ہی اس کا کافی جواب ہے۔ اور حضرت امیر کی تصنیف "محمد مصطفیٰ" کی اشاعت نے بہت حد تک اس مقصد کو پورا کر دیا ہے۔ البتہ گورو گرنتھ صاحب اور کلام نانک کی تاریخ کے متعلق چونکہ مسلمانوں کو بھی کوئی علم نہیں ہے۔ لہٰذا اس کو ضرور شائع کرنا چاہئے۔ میں نے اس رائے کو بہت پسند کیا اور صرف حصہ دوم کی اشاعت پر اکتفا کیا۔ مگر چونکہ انجمن کے بعض ضروری کاروبار کی وجہ سے اکثر کتب کے چھپنے میں تاخیر ہوتی ہے۔ جیسا کہ "محمد مصطفیٰ" کے ترجمے گورمکھی اور ہندی کے چھپنے میں ہو رہی ہے۔ لہٰذا میں نے مناسب سمجھا کہ اخبار "پیغام صلح" میں قسط وار اس مضمون کو شائع کرا دوں۔ وہو ہذا

تاریخ گورو گرنتھ صاحب

گورو گرنتھ صاحب کی تاریخ گورو نانک صاحب کے زمانہ سے شروع ہوتی ہے۔ گورو نانک مہاراج کی پیدائش بقول بعض کاتک سدی پورن ماشی اور بقول بعض یکم ویساکھ سمت ۱۵۲۶ بکرم ہوئی (خالصہ رست پرکاش مصنفہ تیجا سنگھ بھسوڑ۔ ریاست پٹیالہ) گورو نانک صاحب اپنی زندگی میں جو تعلیم لوگوں کو دیا کرتے یا وعظ و نصیحت کیا کرتے وہ زیادہ تر اشعار میں ہوتی تھی۔ اس تعلیم کا کچھ حصہ تو اس وقت گورو گرنتھ صاحب میں موجود ہے۔ اور اکثر حصہ ساکھیوں اور دیگر مسودوں میں پایا جاتا ہے۔ آپ کے زمانے میں گورمکھی کا رواج نہیں تھا۔ یہ نئی زبان آپ ہی نے ایجاد فرمائی۔ گو زبان گورمکھی کے حروف بھی آپ نے ایجاد کئے۔ مگر آپ کی عین حیات میں کوئی کتاب گورمکھی میں لکھی نہیں گئی۔ آپ کے زمانہ میں آپ کی تعلیم کو لوگوں نے کچھ فارسی۔ کچھ ہندی، بھاشہ اور کچھ لنڈے (صرافی یا مہاجنی) حروف میں لکھا۔ اور بہت سا حصہ زبانی یاد کیا۔ آپ کی وفات کے بعد گورمکھی کا کچھ کچھ رواج ہوا۔ چنانچہ سب سے پہلی کتاب جو گورمکھی میں لکھی گئی وہ بھائی بالے والی مشہور جنم ساکھی یعنی گورو نانک صاحب کی سوانح عمری تھی جس کو دوسرے گورو انگد صاحب کے حکم سے بھائی بالا۔ جو گورو نانک صاحب کے ہمراہ کچھ مدت رہے تھے۔ لکھوانے گئے۔ اور بھائی پیڑے موکھے نے لکھی۔

اس کے بعد جوں جوں گورمکھی کا رواج سکھوں میں بڑھتا گیا توں توں گورو نانک صاحب کا کلام جو پہلے فارسی ہندی وغیرہ حروف میں تھا۔ گورمکھی میں لکھوایا جانے لگا۔ مگر بہت عرصہ تک کوئی باترتیب صورت

لکھ لیا۔ اس صورت میں ایسا ہی تھا کہ اگر ایک حصہ ایک کے پاس نہیں تو دوسرا دوسرے کے پاس نہیں۔ اسی طرح ایک مدت گذر جانے کے بعد یعنی گورو نانک صاحب کے تقریباً سو سال بعد جب پانچویں گورو ارجن صاحب کا زمانہ آیا تو آپ نے گورو نانک صاحب اور دوسرے ماسبق گورو صاحبان کے کلام کو جمع کرنے کا ارادہ کیا۔ اور اپنے اس مقصد کے لئے تمام سکھوں کے نام فرامین جاری کئے کہ گورو نانک صاحب اور دوسرے ماسبق گورو صاحبان کا کلام جس کسی کے پاس لکھا ہوا یا زبانی یاد ہو لا کر حاضر کرے۔ اس حکم کے ملتے ہی اکثر سکھوں نے جتنا کلام ان کے پاس تھا لا کر حاضر کیا۔ گورو ارجن صاحب نے اس میں سے جتنا مناسب سمجھا لکھ لیا۔ (تواریخ گورو خالصہ صفحہ ۲۴۰/۲۲۴ اردو گورمکھی)

اس وقت بھائی بُنجا اور وڑا جلال پوری حسن ابدال کا رہنے والا گورو صاحب کا ایک سکھ تھا۔ اس کے پاس ایک قلمی کتاب تھی جس میں پہلے گورو نانک صاحب سے لیکر چوتھے گورو رامداس صاحب تک کا کلام لکھا ہوا تھا۔ وہ اس کتاب کو گورو ارجن صاحب کا حکم سن کر آپ کے پاس لے آیا۔ آپ نے اس میں سے جتنا مناسب یا صحیح سمجھا لکھ لیا۔ اور کتاب اس کو واپس دیدی۔ وہ کتاب اب تک بمقام راولپنڈی بوٹا سنگھ عطار کے گھر میں موجود ہے۔ رسم الخط پرانا ہے۔ ہر ایک نہیں پڑھ سکتا۔ وزن اس کتاب کا اتنا ہے کہ ایک آدمی اٹھا نہیں سکتا۔ اس کتاب میں دسوں گورو صاحبان کے دستخط موجود ہیں۔ کیونکہ اس کتاب کے متولی اپنے اپنے زمانہ میں ہر ایک گورو کے دستخط اس پر کرواتے رہے۔ (تواریخ گورو خالصہ صفحہ ۲۴۰/۲۲۴ اردو گورمکھی)

ایسی ہی دو قلمی کتابیں موضع گوئندوال میں بھائی موہن جی کے پاس تھیں۔ جن میں گورو نانک صاحب و دیگر گورو صاحبان کا کلام جمع کیا ہوا تھا۔ یہ موضع گوئندوال امرتسر سے پندرہ کوس جانب شرق ترن تارن کے قریب دریائے بیاس کے کنارے واقع ہے۔ اور بھائی موہن جی تیسرے گورو امرداس صاحب کے صاحبزادے اور گورو ارجن صاحب کے ماموں تھے۔ یہ کتابیں بھائی موہن کے صاحبزادے باوا سہنسرام کے ہاتھ کی لکھی ہوئی اور اس وقت کے تمام مسودوں میں یہ زیادہ معتبر تھیں۔ کیونکہ گورو کے خاندان میں تھیں۔

گورو ارجن صاحب نے پہلے بھائی گورو داس جی کو موہن جی کے پاس یہ کتابیں لینے بھیجا۔ بھائی موہن جی چوبارے میں اعتکاف میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ہر چند بھائی گورو داس نے بلانے کی کوشش کی مگر آپ بولے نہیں اور بھائی گورو داس جی کو ناکام لوٹنا پڑا۔ ازاں بعد گورو ارجن صاحب نے بابا بُڈھا جی کو اس کام کے لئے بھیجا۔ بابا بُڈھا جی اس وقت تمام سکھ جماعت میں ایک ولی اللہ کی حیثیت سے معزز اور واجب التعظیم مانے جاتے تھے۔ امید تھی کہ آپ ضرور کتابیں لے آئیں گے۔ مگر بابا جی کی ہزار کوششوں کے باوجود بھائی موہن نے مراقبہ سے سر نہ اُٹھایا اور بابا جی کو بھی بے نیل مرام واپس آنا پڑا۔

بالآخر گورو ارجن صاحب خود گوئندوال پہنچے اور بھائی موہن جی کے مکان پر جا کر شبد گانا شروع کیا۔

موہن تیرے اُونچے مندر محل اپارا
موہن تیرے سوہن دوار جیو سنت دھرم سالہ

موہن تیرے بچن انوپ چال نرالی
موہن تو مانے ایک جی اور سب رالی

موہن تدھ ست سنگت دھیاوے درس دھیانا
موہن جم نیڑ نہ آوے تدھ سیوے بدھانا

موہن توں سپھل پھلیا سن پروارے
موہن پُتر میت بھائی کٹنب سب تارے

گوڑی محلہ ۔ ۵ ۔ چھنت

یہ شبد سن کر بھائی موہن جی مراقبہ سے بیدار ہوئے۔ آنکھ کھلی تو گورو ارجن صاحب سامنے نظر آئے۔ پہلے تو بہت خفا ہوئے اور گالیاں بھی دیں۔ کیونکہ کچھ خاندانی عداوت تھی

میں ایک گرنتھ بنانے کا حال اور اس بنانے کے لئے ان مسودوں کے مطالبے کو سُنا تو دونوں مسودے گورو ارجن صاحب کے حوالے کر دیئے۔ گورو صاحب ان کتابوں کو اپنے سر مبارک پر رکھ کر پا برہنہ امرتسر پہنچے۔ ان ہر دو کتب سے بھی گورو صاحب نے جو مناسب سمجھا نقل کر لیا۔ یہ دونوں کتابیں اب تک موجود ہیں۔ رسم الخط پرانا ہے۔ پڑھا نہیں جاتا۔ زبانی کلام یاد ہو تو کچھ پڑھا جاتا ہے۔ ان میں سے اس وقت ایک کتاب امرتسر کٹڑہ مہان سنگھ میں ہے اور دوسری موضع گرینڈوال میں بدھ سنگھ و جیت سنگھ کے گھر میں ہے (تواریخ گورو خالصہ صفحہ ۲۴۷/۲۲۴ گورو نیرتھ سنگرہ مصنفہ پنڈت تارا سنگھ صفحہ ۵ ۔ اتہاس گورو خالصہ مولفہ لابھ سنگھ اینڈ سنز کتب فروش بازار مائی سیواں امرتسر صفحہ ۱۰۰ یانی بیورا شائع کردہ از خالصہ ٹریکٹ سوسائٹی امرتسر)

اسی کلام کی ایک قلمی کتاب گورو نانک صاحب سنگلادیپ (سیلون) میں راجہ شونابھ کے ہاں چھوڑ آئے تھے۔ اس کتاب کا نام پران سنگل تھا۔ گورو ارجن صاحب نے بھائی پیڑے موکھے کو بھیجکر یہ نسخہ بھی وہاں سے منگوا لیا۔ اور اس میں سے بھی جتنا مناسب سمجھا لکھ لیا۔ اس کتاب کا مفصل ذکر بھائی بنو والی بیڑ میں ہے۔ (تواریخ گورو خالصہ صفحہ ۲۴۱/۲۲۴) پران سنگل کا نسخہ کمیاب ہے۔ ایک مرتبہ مولوی عصمت اللہ صاحب کے ہمراہ کتب خانہ حفظ العلوم دیکھنے کا اتفاق ہوا وہاں خاکسار نے ایک پرانا قلمی نسخہ پران سنگل کا دیکھا۔ جو شاہ فرخ کے زمانہ میں جسونت سنگھ سیال کوٹی نے اصل نسخہ سے نقل کیا معلوم ہوتا ہے۔ کتب خانہ حفظ العلوم لاہور میں ڈاکٹر حفظ الرحمٰن صاحب کا کتب خانہ ہے جس میں پرانی قلمی کتابیں ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے بڑی محنت اور صرف کثیر سے بہم پہنچائی ہیں۔ (محمد یوسف)

بقیہ صفحہ اول

کا اعلان کریں مجھے یقین ہے کہ اگر ہم حضورؐ کی صحیح تصویر دنیا کے سامنے پیش کر دیں اور حضور کا اسوہ حسنہ لوگوں کی اپنی زبان میں اُن تک پہنچا دیں۔ تو اس تبلیغ و اشاعت کا نتیجہ آج بھی اسلام کے لئے فتح مبین کے رنگ میں ظاہر ہو گا۔

اتحادِ ملت کا حقیقی ذریعہ

باتیں تو بہت سی ہیں۔ طوالت سے بچنے کے لئے صرف ایک اور بات کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ ہر ایک شخص جانتا ہے۔ کہ اسلام کی طاقت مسلمانوں کے اتحاد میں ہے۔ جب تک ہم آپس میں لڑ رہے ہیں۔ ہم مغلوب ہوتے چلے جائیں گے جس وقت ہم متحد ہو جائیں گے اسلام کا قدم آگے بڑھے گا۔ اور اتحاد کی لہر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک نام پر مسلمانوں میں پیدا ہو سکتی ہے وہ اور کسی ذریعہ سے نہیں ہو سکتی۔ اس کے شاہد واقعات ہیں۔ گذشتہ سال جہاں کہیں سیرت کے جلسے ہوئے ہیں ان میں سب مسلمان ایک نظر آئے ہیں۔ سو مسائل میں ہمارا ایک دوسرے سے اختلاف ہو مگر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ہمارا کوئی اختلاف نہیں۔ میاں علم الدین مرحوم کے جنازہ پر جو نظارہ نظر آیا وہ بھی واقعات ہی کی ایک شہادت تھی۔ اس شہادت سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ آج بھی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندہ طاقت ہم میں اتحاد کی بے نظیر روح پیدا کر سکتی ہے پس اگر مسلمان چاہتے ہیں کہ ان میں اتحاد پیدا ہو تو اس کا ذریعہ بس یہی ایک ہے کہ یوم النبیؐ کی تحریک کو فروغ دیا جائے۔ اور حضورؐ کی سیرت پاک کا صحیح نقشہ بچے بچے کے دل میں بٹھا دیا جائے۔

اخبار احمدیہ

شادی ۔ اخویم محمد عبداللہ صاحب ٹیچر مسلم ہائی سکول بدوملہی ضلع سیالکوٹ اطلاع دیتے ہیں کہ ۳۰ اگست کو بابو عبدالرحمٰن صاحب ملٹری اکونٹنٹ کے ہاں ان کی شادی بعوض پانصد روپیہ حق مہر ہو گئی ہے۔ یہ شادی نہایت سادہ اور اسلامی طریق پر ہوئی۔ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب اور عبدالاکبر خان صاحب نائب تحصیلدار نے خاص طور پر اس معاملہ میں دلچسپی لی۔ جس کے لئے اخویم محمد عبداللہ صاحب ان کے مشکور ہیں۔ نیز بابو عبدالرحمٰن صاحب کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے ایک امانت کو نہایت ہی دیانتداری سے ادا کیا۔ اور انہیں مشکلات سے بچایا۔

دولہا نے اپنی اس خوشی پر مقامی انجمن کے فنڈ میں دس روپے

تاریخ گورو گرنتھ صاحب

(از جناب شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی مبلغ اسلام)

(۶)

قارئین کرام اگر اس مضمون کے گذشتہ پانچ نمبروں کو با لترتیب ملاکر پڑھیں تو وہ اس مضمون کو ضرور ایک مفید مضمون پائیں گے۔ گرنتھ صاحب کے مشہور قدیمی اور مستند نسخے دو مانے جاتے ہیں۔ ایک وہ جو سمت ۱۶۶۱ بکرم میں گورو ارجن صاحب نے بمقام امرتسر بھائی گورو داس سے لکھوایا تھا۔ جو اب کرتار پور میں ہے۔ دوسرا وہ جو سمت ۱۷۶۳ بکرم میں بمقام دمدمہ صاحب (سابو کی تلونڈی بھٹنڈہ سرسا لائن اسٹیشن راما منڈی) گورو گوبند سنگھ صاحب نے بھائی منی سنگھ سے لکھوایا تھا۔ جو سوا ایک نسخہ کے کرتار پور والے کی نقل کہا جاتا ہے۔ اور اب کابل میں بتایا جاتا ہے۔ اس کی آگے چار نقلیں ہوئیں۔ جن میں سے ایک کاپی دمدمہ صاحب میں رکھی گئی تھی۔ دوسری پٹنہ پری مندر میں۔ تیسری حضور صاحب (ننديڑ۔ ریاست حیدر آباد دکن) میں اور چوتھی کاپی امرتسر پہنچائی گئی۔ گذشتہ نمبروں میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ جس طرح گورو ارجن صاحب کا لکھوایا اور بھائی گورو داس کے ہاتھوں کا لکھا ہوا اصل اور سب سے پہلا گرنتھ صاحب بہت عرصہ گم اور گورو صاحبان کے مخالفوں کے قبضہ میں رہا۔ اسی طرح گورو گوبند سنگھ صاحب کا لکھوایا۔ اور بھائی منی سنگھ کے ہاتھ کا لکھا ہوا گرنتھ صاحب بھی بہت عرصہ گم اور غیروں کے قبضہ میں رہا۔ بلکہ اب تک اس کا کوئی پتہ نہیں کہ کہاں ہے۔ کیونکہ یہ ابھی تصدیق طلب ہے کہ کابل میں وہ نسخہ ہے بھی یا نہیں۔

کہا جاتا ہے کہ موجودہ مروجہ گرنتھ صاحب دمدمہ صاحب والے کی نقل کی نقل ہے۔ اور دمدمہ صاحب والا کرتار پور والے کی لہذا موجودہ مروجہ کرتار پور والے کی ہی نقل ہوا۔ اب دمدمہ صاحب والا تو ہمارے سامنے نہیں جس سے ملاکر صحت کرسکیں البتہ کرتار پور والا اس ملک میں اب تک موجود ہے۔ لیکن بجائے اس کے کہ اُس سے اس موجودہ مروجہ کو نقل کیا گیا ہو۔ خود اس میں بہت سی عبارت موجودہ مروجہ سے نقل کی گئی ہے۔ یعنی کرتار پور والے میں گورو تیغ بہادر صاحب کا کلام نہیں تھا۔ کیونکہ گورو تیغ بہادر صاحب سے بھی عرصہ پیشتر یہ گرنتھ دھیر ملیوں کے قبضہ میں چلا گیا تھا۔ جو گورو صاحبان کے دشمن تھے۔ البتہ گورو گوبند سنگھ صاحب نے اپنے لکھوائے ہوئے نسخہ میں گورو تیغ بہادر صاحب کے کلام کو درج کر لیا تھا۔ پھر گورو گوبند سنگھ صاحب کی وفات کے بہت عرصہ بعد جب عام سکھوں کا دھیر ملیوں سے سلوک ہو گیا تو گورو تیغ بہادر صاحب کا کلام بھی کرتار پور والے گرنتھ صاحب میں درج کر دیا گیا۔ اس طرح نہ کرتار پور والا اصل رہا اور نہ دمدمہ والا۔ اب سکھوں کے پاس کوئی ایسا نسخہ نہیں جس سے موجودہ مروجہ کی صحت کی جا سکے۔ عام طور پر یہی کہا جاتا ہے کہ موجودہ مروجہ چھپا ہوا گرنتھ ہو بہو کرتار پور والے سے ملتا ہے۔ مگر ہم ببانگ دہل کہتے ہیں کہ یہ بالکل غلط ہے۔ کیونکہ کرتار پور والے میں گورو نانک گورو انگد۔ گورو امرداس۔ گورو رام داس اور گورو صاحبان کے حالات وفات لکھے ہیں۔ جو موجودہ مروجہ میں نہیں ہیں۔ موجودہ مروجہ گرنتھ صاحب میں ابتدائی حصہ میں رہراس میں (۱) سو پرکھ (۲) تو کرتا سچیار (۳) تت مروڑے (۴) بھی پر اپت۔ یہ چار شبد (سورتیں) لکھی ہیں۔ مگر یہ کرتار پور والے میں رہراس میں نہیں ہیں۔ اس طرح اور بھی بہت جگہ اختلاف ہے۔

یہ چار مذکورہ بالا شبد (جو کرتار پور والے میں نہیں ہیں) دمدمہ صاحب والے میں بھی نہیں ہیں۔ اور بھائی بنو نے جو ماتگٹ جاتے وقت راستے میں کاپی کی تھی اس میں بھی یہ چاروں سورتیں نہیں ہیں۔ پھر یہ اتنا زاید کلام موجودہ مروجہ میں کہاں سے آگیا۔ لیجئے۔ اس کا جواب بھی ہم ہی عرض کئے دیتے ہیں۔ ان تینوں مذکورہ نسخوں کے علاوہ ایک چوتھا قلمی نسخہ آجکل راولپنڈی میں موجود ہے۔ اس میں چاروں سورتیں رہراس کی درج ہیں۔

اس چوتھے نسخے کا واقعہ یوں ہے کہ گورو ارجن صاحب کے زمانہ میں بھائی رلکھی ساکن پشاور ایک مخلص سکھ تھے۔ انہوں نے گورو ارجن صاحب سے درخواست کی کہ مجھ کو گرنتھ صاحب کا مستند نسخہ حضور اپنے سامنے لکھوا دیں۔

چنانچہ سمت ۱۶۶۲ بکرم میں گورو ارجن صاحب نے اپنے سامنے بوڑھے سندھ سے ایک نسخہ لکھوایا۔ جس میں باقی سب قلمی نسخوں سے الگ کلام کی ترتیب یوں ہے۔ ابتدائی حصہ میں رہراس میں مذکورہ بالا (۱) سو پرکھ (۲) تو کرتا سچیار (۳) تت مروڑے (۴) بھی پراپت۔ یہ چار شبد مطابق مروجہ نسخوں کے ہیں۔ آگے چل کر شلوک سنسکرت اور گاتھا سے آگے پہنچے۔ چو بولے۔ شلوک واراں تے ودھیک۔ مندائی (مہر) شلوک تیرا کیتا۔ شلوک بھگت کبیر جی۔ شلوک حضرت فرید کا سہائوں کے ستے۔ جت ور لکھ محدا۔ بلے آتش۔ رتن مالا۔ حقیقت رائے۔ راگ مالا۔ سیاہی بنانے کی ترکیب۔ اور بالآخر گورو نانک انگد۔ امرداس و رام داس صاحبان کے تاریخہائے وفات۔ یہ نسخہ آجکل راولپنڈی محلہ سید پوریاں۔ دھرم سالہ بابا خوشحال سنگھ بیدی میں موجود ہے۔ اس میں گورو تیغ بہادر صاحب کا کلام موجود نہیں مہاراجہ رنجیت سنگھ صاحب نے تیس ہزار کی جاگیر اس گرنتھ صاحب کے نام وقف کی تھی۔ بعض سکھ اسی گرنتھ کو اصلی مانتے ہیں۔ کیونکہ

۱۔ سو پرکھ کے چار شبد رہراس کے جو کرتار پور والے۔ دمدمہ صاحب والے اور بھائی بنو والے گرنتھوں میں نہیں ہیں۔ وہ اس میں ہیں۔

۲۔ یہ سمت ۱۶۶۲ بکرم میں لکھا گیا۔ جو کرتار پور والے سے صرف ایک سال بعد کا زمانہ تھا۔

۳۔ نیز آیہ درست۔ چونکہ گورو ارجن صاحب نے دور دور خبریں بھجوا دی تھیں کہ جس کسی کے پاس پہلے گورو صاحبان کا کلام ہو وہ لاکر حاضر کرے۔ اس لئے بہت ممکن ہے کہ اس ایک سال کے عرصہ میں کچھ مزید کلام بہم پہنچ گیا ہو۔ جو اس میں لکھوا دیا گیا۔

۴۔ اس میں صرف پہلے چار گورو صاحبان کے تاریخہائے وفات درج ہیں۔ بعد میں کچھ درج نہیں ہوا۔

۵۔ نویں گورو تیغ بہادر صاحب کا کلام اس میں درج نہیں ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ گورو ارجن صاحب کے سامنے جو کچھ اس میں لکھا گیا سو لکھا گیا بعد میں کچھ نہیں ملایا گیا۔

۶۔ گورو ارجن صاحب کے اس پر دستخط موجود ہیں۔

۷۔ باوجودیکہ اس میں وہ کلام جو بھائی بنو والی کاپی میں کرتار پور والے سے زاید ہے درج ہے۔ تو بھی گورو ارجن صاحب نے بھائی بنو والی کاپی کی طرح اس کو کھاری بیڑ (غیر مستند جلد) قرار نہیں دیا۔

۸۔ اس میں لکھا ہے کہ جو کوئی اس گرنتھ صاحب کی زیارت کریگا اس کو گورو نانک صاحب کے جسم کی زیارت ہوگی۔

۹۔ اس پر غیروں کا قبضہ نہیں رہا۔ جس طرح کرتار پور اور دمدمہ والے گرنتھوں پر رہا ہے۔

۱۰۔ گورو ارجن صاحب نے اپنے سامنے بوڑھے سندھ سے نسخہ لکھوایا۔ کسی نے اپنی طرف سے نہیں لکھا۔

ان وجوہات کی بنا پر بعض سکھ اسی گرنتھ صاحب کو اصل اور مستند مانتے ہیں۔

(باقی باقی)

ایک نہائت ضروری فہرست

اس میں اپنا نام تلاش کیجئے

"پیغام صلح" ایک خالص قومی اخبار ہے۔ اس سے تجارتی نفع ہرگز مقصود نہیں ہے۔ اور اس کے علاوہ یہ بات بھی سب کو معلوم ہے کہ اس کے اخراجات کا زیادہ انحصار خریدار صاحبان کے چندہ خریداری پر ہے۔ جو اگر وقت پر ادا نہ ہو تو مالی مشکلات پیدا ہو جاتی ہیں۔ اور آمد کی یہ کمی انجمن کے لئے ایک زبردست بوجھ ثابت ہوتی ہے۔ دو تین سال سے متواتر خریدار صاحبان کی ایک کثیر تعداد باقاعدہ چندہ ادا نہیں کرتی۔ ان میں سے زیادہ حصہ کے نام بہت سا بقایا ہو گیا ہے۔ بقایا کی ایک فہرست ذیل میں درج کی جاتی ہے۔ دیگر بقایا داروں کی فہرستیں بھی مرتب ہو رہی ہیں۔ وہ بھی علی الترتیب شائع ہوتی رہیں گی۔

مندرجہ ذیل اصحاب کی خدمت میں بصد ادب گذارش ہے وہ جلد سے جلد بقایا کی رقم بذریعہ منی آرڈر بھیجدیں۔ ورنہ ہفتہ عشرہ انتظار کرنے کے بعد ان کے نام وی پی ارسال کئے جائیں گے جن کا وصول کرنا اُن کا اخلاقی فرض ہوگا۔ بقایا داران کی فہرستیں نہایت احتیاط سے مرتب کی گئی ہیں۔ اگر کسی صاحب کو کوئی شک، یا اعتراض ہو تو وہ بوالیسی خط لکھ کر اپنی تسلی کر سکتے ہیں۔ بعض اصحاب ہر مطالبہ پر وعدہ فرما لیتے ہیں جو بعد میں پورا نہیں کر سکتے۔ اس لئے یہ عرض کر دینا نامناسب نہ ہوگا کہ آجکل اخبار کو روپے کی اشد ضرورت ہے اس لئے یہ رقم جلد سے جلد وصول ہو جانی چاہئے۔ کوئی وعدہ قابل قبول نہ ہوگا۔ البتہ جو اصحاب مالی مشکلات کی وجہ سے مطلوبہ رقم یکدم ادا نہیں کر سکتے وہ دو یا زیادہ سے زیادہ تین قسطوں میں ادا کر دیں۔ مگر پہلی قسط ہفتہ عشرہ کے اندر موصول ہو جانی چاہئے۔ اور آئندہ قسطوں کے لئے تاریخ معین ہونی بھی لازمی ہے۔ جو صاحب رقم ادا نہ کریں گے اور وی پی بھی واپس کر دیں گے ان کے نام فہرست نادہندگان میں شائع کئے جائیں گے۔ یہ مکرر عرض کیا جاتا ہے کہ اگر اس حساب میں کسی صاحب کو شک ہو یا وہ اس سلسلہ میں کوئی بات دریافت کرنا چاہتے ہوں تو جلد سے جلد کریں۔ دیر کرنے کی صورت میں دفتر ہر لحاظ سے بری الذمہ ہوگا۔ مندرجہ ذیل تمام اصحاب کی خدمت میں خطوط بھی لکھے گئے ہیں۔ جس میں تمام حساب تفصیل وار لکھ دیا ہے۔

نمبر شمار	نمبر خریداری	نام	رقم بقایا روپے	آنہ
۱	۱۰۳۱	جناب غلام رسول صاحب پاکی والی ضلع مظفرگڈھ	۱۸	
۲	۱۰۵۱	" شیخ محمد شفیع صاحب جہلم	۶	۰
۳	۱۰۵۴	" میاں محمد دین صاحب ساہیول جھنگ	۱۲	۰
۴	۱۰۶۱	" خواجہ عنایت اللہ صاحب بٹ گیا	۱	۰
۵	۱۰۶۲	" حبیب الرحمان صاحب جمشید پور	۱۷	۰
۶	۱۰۶۳	" ملک لنگر حیات خانصاحب جھنگ	۱۳	۰
۷	۱۰۶۷	" منشی عبد الستار صاحب قصور	۵	۰
۸	۱۰۷۳	" ڈاکٹر نعمت اللہ خان صاحب نادون دیالگڑھ	۱۲	۰
۹	۱۰۸۲	" منشی امام الدین صاحب تخانہ	۱۳	۰
۱۰	۱۰۸۵	" مولوی محمد حسین صاحب تلعدار (گجرات)	۵	۰
۱۱	۱۰۸۷	" ملک چراغ الدین صاحب لاہور	۱۸	۰
۱۲	۱۱۰۰	" عمر الدین صاحب جلالوالہ ضلع فیروزپور	۱۵	۰
۱۳	۱۱۰۲	" منشی پہلوان خانصاحب جہلم	۶	۰
۱۴	۱۱۰۳	" چوہدری محمد فضل صاحب سیالکوٹ	۹	۰
۱۵	۱۱۰۵	" راجہ الہی بخش صاحب صدر تانزنگو جہلم	۱۳	۰
۱۶	۱۱۰۱	" غلام نبی صاحب "	۶	۰
۱۷	۱۱۱۶	" حافظ مولوی نور الدین صاحب سرینگر	۱	۰
۱۸	۱۱۱۷	" شیخ عزیز احمد صاحب وہرم کوٹ اندھاوہ	۱۰	۰
۱۹	۱۱۲۰۸	" مسٹر اے آر مراد	۱۲	۰
۲۰	۱۱۲۵	" بی محمد رضی عظمی	۱۲	۰

حضرت ابراہیمؑ کا شہر اُور

علماء کا خیال ہے کہ آٹھ ہزار برس ہوئے خلیج فارس کا پانی اس قدر خشک ہو گیا کہ اس کے آس پاس کے باشندے ان سرسبز و شاداب شہروں میں داخل ہو گئے اور زراعت کے ذریعہ سے اس کی سرسبزی سے فائدہ اٹھانے کے قابل ہو گئے۔ چنانچہ کتاب پیدائش کی پہلی فصل کی نویں آیت میں ہے۔ "خدا نے کہا کہ پانی آسمان کے نیچے ایک مقام پر جمع ہو جائے۔ اور خشکی ظاہر ہو" اور خدا نے کہا کہ "زمین سبزہ اور بیج والی ترکاری اور پھل دار درخت اُگائے جو پھلدار ہوں۔ اور وہ اپنی ہی جیسے پھل پیدا کریں۔" عراقین کے جنوب سے پانی کے ہٹ جانے سے خشکی کے پیدا ہونے اور پھر اس کے سرسبز کھیت بن جانے سے جو صورت پیدا ہوتی ہے اس پر کتاب پیدائش کے واقعہ کی یہ قائم کردہ شکل بالکل منطبق ہو جاتی ہے۔

خرافات قدیمہ سے یقینی طور پر ثابت ہوتا ہے کہ قدیم شہر اُور اسی نئی زمین پر آباد ہوا۔ بلکہ اہل بابل نے تخلیق عالم کا جو نقشہ قائم کیا ہے۔ اس کے رو سے یہ شہر آفرینش عالم کے تھوڑے ہی دنوں بعد پیدا ہوا۔ کیونکہ ان کے نزدیک آفرینش عالم سے بلاد بابل کی تخلیق مراد ہے۔ اس کے ساتھ شہر اُور پہلا شہر ہے۔ جس میں طوفان کے بعد سلطنت قائم ہوئی جس پر یہ شہر فخر کر سکتا ہے۔

جدید اثری مباحث بھی ان قدیم تاریخی شہادتوں کی تائید کرتے ہیں۔ کیونکہ ان مباحث سے یہ ثابت ہو گیا ہے کہ شہر اُور ایک جزیرہ کے دلدل میں آباد کیا گیا تھا۔

ان جدید اور سرسبز مقامات میں جو قوم آکر آباد ہوئی وہ نہایت ذہین تھی۔ اور اس کی ذہانت سے شہر اُور آباد ہوا۔ اور ایک چھوٹے سے گاؤں سے ترقی کر کے ایک ایسا دولتمند شہر ہو گیا کہ دنیائے قدیم کے پایۂ تختوں میں سے کوئی شہر اس کے مقابلے میں تقدم کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔

اس قوم کا نام سُمری یا سومری تھا۔ جو اگرچہ سب سے پہلے اس مقام پر آباد نہیں ہوئی تھی۔ تاہم اور قوموں سے پہلے اسی نے فن کتابت اور صنعت معدنی کا انکشاف کیا۔ اور سب سے پہلے اپنی ذہانت سے زمین کی پیداوار سے فائدہ اٹھایا۔ اسی نے ان مقامات میں سب سے پہلے شہر آباد کئے۔ ان مقامات میں تنظیم پیدا کی اور اپنے ہمسایوں کو فن تحریر، فن حرب اور فن معدنیات کی تعلیم دی۔ اور فرات کے پانی سے آبپاشی کے لئے نہریں نکالیں۔ غرض اس سرزمین میں رفتہ رفتہ جو تغیرات ہوئے اس کا سلسلہ اس طرح قائم ہوا کہ پہلے سمندر کا پانی خشک ہوا تو دلدل کی صورت میں خشکی نمودار ہوئی۔ پھر یہ دلدل نرم اور خشک زمین ہو کر کھیت بن گیا۔ جس کو سُمری قوم کی ذہانت نے ہر قسم کی پیداوار کے قابل بنا لیا۔ اور وہاں کے ایک عظیم الشان شہنشاہی قائم ہو گئی۔

سات سال پیشتر اسی سُمری قوم سے صرف علماء کا ایک چھوٹا سا گروہ واقف تھا جس نے ان کے خط کے حل کرنے پر اپنی زندگی وقف کر دی تھی۔ لیکن آج ہر تعلیم یافتہ شخص اس کے نام سے واقف ہے۔ باینہمہ ان کی تمدنی تحقیقات ابھی تک اپنے پہلے مرحلے سے آگے نہیں بڑھی ہے۔ انگریزی اور امریکن قوم نے مسٹر لیونرڈ وولی کی سرکردگی میں صرف کثیر سے اس قدیم شہر کے کھنڈروں کی تحقیقات کے لئے اہل علم کی ایک جماعت ۱۹۲۳ء میں روانہ کی اور اس نے نہایت عجیب و غریب آثار کا سراغ لگایا۔ جو حسن و جمال اور تاریخی حیثیت سے تمدن قدیم کے آثار میں نہایت اعلیٰ درجہ رکھتے ہیں۔

۱۸۵۴ء میں مسٹر ٹیلر نے جو بصرہ اور انگلستان کے قنصل تھے شہر اُور کے جغرافیانہ موقع کی تعیین کی۔ کیونکہ ان کو چکنی مٹی کی چند تختیاں ملیں جن پر بعض اُن واقعات کے حالات منقوش تھے جو شہر اُور میں ۵۵۰ قبل مسیح میں پیش آئے تھے۔ جب کہ اس کا ایک قدیم بادشاہ اپنے تخت کی طرف برج زیگورات میں واپس کیا گیا تھا۔

جو لوگ اصل حقیقت سے باخبر تھے۔ انہوں نے اس انکشاف کی بڑی قدر کی لیکن توراۃ کے پڑھنے والوں کو جب معلوم ہوا کہ اس شہر کا جو موقع مسٹر ٹیلر نے متعین کیا ہے وہ بعینہٖ کلدانیوں کے اُور یعنی ابراہیم خلیل اللہ کے شہر کا موقع ہے۔ تو وہ حیرت میں پڑ گئے اور اس طریقہ سے یہ ثابت ہو گیا کہ بطریرک یہودی کبیر کا شہر صرف خیالی شہر نہ تھا۔ بلکہ تمدن قدیم کے سب سے بڑے پایۂ تخت کے مقابلے میں ایک شہر تھا۔

یہودیوں اور عیسائیوں کے نزدیک شہر اُور کو خصوصیت

ہیں یعنی آفرینش عالم۔ طوفان، ابراہیم خلیل اللہ اور جدید مباحث سے بھی ان قدیم مسائل پر بہت کچھ روشنی پڑتی ہے۔ لیکن یہ بحث اُور کی ابتدائی بنیاد سے تعلق رکھتی ہے۔ اس لئے ہم پہلے اس کی ترقی۔ پھر اس کے زوال و فنا پر نظر ڈالتے ہیں۔

اس سلسلہ میں سب سے پہلا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایک ایسا شہر جو دنیائے قدیم میں یہ حیثیت رکھتا تھا، اور اس کے متعلق قوموں کے خیالات تھے۔ دو ہزار برس تک کیونکر گمنام رہا؟ سب سے اخیر میں اُور کا ذکر قرن ثانی ق م کے انشاپردازوں میں ایک مشہور انشاپرداز نے جس کا نام گوبولیس تھا کیا ہے۔ اور یہ ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ اس تاریخ کے بعد شہر کا موقع بے نام و نشان ہو گیا۔ جس کی وجہ یہ تھی کہ سمندر کے پانی کے خشک ہو جانے کے بعد نہر فرات کیچڑ میدان کی صورت میں پھیل گیا تھا، اسی میں یہ شہر آباد ہوا تھا۔ لیکن بڑی بڑی نہروں کا یہ حال ہے کہ ان کا مدوجزر آج جس چیز کو آباد کرتا ہے کل اسی کو برباد بھی کر دیتا ہے اور عراقین کی گذشتہ پانچ ہزار سال کی تاریخ سے یہ صاف ثابت ہوتا ہے کہ وہاں جو سلطنتیں قائم ہوئیں ان کی بنیاد تمام تر وہاں کے نظام آبپاشی پر قائم ہوئی اور اس سلسلے میں جو [illegible] قدیم سلطنتوں کو پیش آتی رہیں۔ وہی آج برطانیہ عظمیٰ کو پیش آ رہی ہیں۔ شہر اُور بھی اس قاعدہ کلیہ سے مستثنیٰ نہ تھا۔ چنانچہ گذشتہ زمانہ میں اس کا موقع فرات کے مشرقی کنارے سے پانچ میل دُور تھا۔ لیکن وہ اب اس کے مغربی کنارے سے پانچ میل دُور ہے۔ اس لئے پانچ ہزار برس میں نہر کے بہنے کی جگہ جس پر زراعت و تجارت کا دارومدار تھا مغرب سے مشرق کی طرف دس میل ہٹ آئی ہے نہایت قدیم زمانے سے اس نہر کا نظام آبپاشی نہایت دقیق و پیچیدہ تھا جس کے تحفظ کے لئے نہایت سخت نگرانی اور انتظام کی ضرورت تھی، لیکن جب شہر کا نظام خراب ہوا تو آبپاشی کا نظام بھی خراب ہو گیا اور یہ ایک ثابت شدہ حقیقت ہے کہ پانچویں صدی قبل مسیح کے آغاز میں یہاں مطلق العنانی پیدا ہو گئی تھی۔ اور حکام اس نہر کی حفاظت سے بے پروا ہو گئے تھے۔ اس لئے اُور میں صرف چند لوگ رہ گئے جو نہایت تنگ دستی کے ساتھ زندگی بسر کرتے تھے۔ اور اخیر میں یہ لوگ بھی مر گئے۔ یا تلاش معاش میں کہیں نکلے۔ اور اُور ایک بحر ملک ہو کر رہ گیا۔ جس میں کوئی ذی روح شخص قیام نہیں کر سکتا۔ کیونکہ گرمیوں کے زمانے میں وہاں ریگستانی آندھیاں ہر ہفتے میں پانچ دن چلتی ہیں۔ اور نرم بالو کے ذرّوں کو نہایت شدت کے ساتھ اُڑاتی ہیں۔ یہاں تک کہ بعض اوقات تو یہ ذرے کان اور منہ کو بھی زخمی کر دیتے ہیں۔ آدمی کو سانس لینا دشوار ہو جاتا ہے۔ اور تمام چیزیں تاریکی کے پردے میں چھپ جاتی ہیں۔ یہاں تک کہ آدمی کو اپنا ہاتھ بھی نظر نہیں آتا۔

عربی زبان کے بعض قدیم خرافات سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک ریگستانی آندھی نے قوم عاد کے شہر کو برباد کر دیا۔ لیکن اُور کی ریگستانی آندھی سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ اس میں بہت کچھ حقیقت کی آمیزش بھی ہے۔ کیونکہ یہاں خریف کے زمانہ میں ان مقفل گھروں کی صفائی میں جن میں ریگ کے ذرّے چھوٹے چھوٹے سوراخوں کے اندر داخل ہو جاتے ہیں تین دن صرف ہوتے ہیں۔ اور بسا اوقات بعض اطراف میں یہ ذرّے گھر کے خارجی حصے یہاں تک کہ اس کی چھت کو بھی ڈھانک لیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اُور کے کھنڈر اب تک باقی رہ گئے۔ اور مصر و شام بلکہ خود عراق کے شہروں کے قدیم کھنڈروں کی طرح برباد نہیں ہو گئے۔

اس شہر کی تاریخ کی تعیین ۳۰۰۰ اور ۲۵۰۰ قبل مسیح کے درمیان کی جا سکتی ہے۔ اور یہی آثار اور کھنڈر اس کی دلیل ہیں۔ اور قدیم تحریروں وغیرہ سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے۔ (معارف)

حضرت عثمانؓ کے ہاتھ کا لکھا ہوا قرآن

ایرانی محکمہ آثار قدیمہ کے ارکان نے موضع قفل ضلع ارمان کی مسجد سے قرآن مجید کا ایک نسخہ برآمد کیا ہے۔ جو حضرت عثمان بن عفان (خلیفہ ثالث) کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے۔ یہ نایاب اور مقدس نسخہ طہران بھیجا گیا ہے تاکہ عجائبات نادرہ کے زمرہ میں محفوظ رکھا جائے۔

حکومت عراق کا اعلان مظہر ہے۔ کہ وزارت تعلیم کے میزانیہ میں ۳۰۸۶۳۹ روپیہ کا اضافہ کیا گیا ہے [illegible] سال میزانیہ

[illegible]

پروٹسٹنٹ مذہب اور سرمایہ داری

گذشتہ تیس سال سے جرمنی میں "سرمایہ داری" کی اصل اور اس کے معنی کے متعلق بحث چلی آ رہی ہے۔ اس بحث نے یورپ کے اور ممالک کی توجہ بھی اپنی طرف مبذول کر لی ہے۔ اور حال میں امریکہ بھی اس میں شریک ہو گیا ہے۔ جرمنی کے ایک مصنف میکس ویبر (WEBER) نے ایک کتاب اس موضوع پر لکھی ہے۔ جو اوّل اوّل ۱۹۰۴ء میں شائع ہوئی اور پھر کچھ اضافہ کے ساتھ ۱۹۲۰ء میں طبع ہوئی۔ اسی سال ویبر کا انتقال بھی ہوا۔ اس کتاب کا ترجمہ امریکہ کے ایک فاضل مسٹر ٹالکوٹ پارسنس (Talcott parsons) نے شائع کیا ہے۔

سرمایہ داری کے اصل مفہوم کے متعلق جرمن مصنفین کے جو متعدد اور مختلف خیالات ۱۹۰۵ء کے بعد ظاہر ہوئے ہیں انہیں دیکھتے ہوئے ویبر نے اس بات کی ضرورت محسوس کی کہ اس لفظ کے معنی واضح کر دیئے جائیں۔ اسی لئے وہ کتاب کے دیباچہ میں کسی قدر طوالت کے ساتھ بیان کرتا ہے۔ کہ سرمایہ داری (Capitalism) اور سرمایہ دار (Capitalistic) سے اس کی کیا مراد ہے۔ نفع یا روپیہ کی خواہش کو خواہ یہ غیر محدود ہی کیوں نہ ہو۔ وہ سرمایہ داری کے مفہوم سے خارج سمجھتا ہے۔ اس کا خیال ہے کہ اس خواہش کو فی نفسہٖ سرمایہ داری سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ خواہش تو تمام بنی نوع انسان کی ایک مشترک صفت ہے۔ جو چیز مغرب اور ہمارے زمانہ کے لئے مخصوص ہے۔ وہ مزدور پیشہ جماعت کی سرمایہ دارانہ تنظیم ہے۔ ویبر نے اسی مسئلہ کی تحقیق کرنی چاہی ہے۔ اس کا حل اسے سولھویں صدی کی مذہبی تحریک اصلاح میں ملتا ہے۔ اس مسئلہ پر پورے طور سے بحث کرتا ہے۔ اور شروع یوں کرتا ہے۔ کہ بڑے بڑے تجار اور سرمایہ دار ہوشیار کاریگر اور دستکار تقریباً سب کے سب مذہباً پروٹسٹنٹ (Protestant) ہیں۔ وہ بنجامن فرینکلن (Benjamin Franklin) (امریکہ کا مشہور فاضل) کا حوالہ دیتا ہے۔ جس نے انسان کے لئے یہ فرض قرار دیا ہے۔ کہ وہ سرمایہ کو بجائے خود ایک مقصد سمجھ کر ترقی دینے کی کوشش کرے۔ یہ خیال مغربی دنیا میں کیونکر پیدا ہوا۔ اور کیسے پھیلا؟ اس خیال کو اُن قدیم خیالات سے مقابلہ کرنا پڑا۔ جن کی رُو سے دولت کو دولت کی غرض سے حاصل کرنا سراسر ناز یبا تھا۔

ویبر اس جدید خیال کا تعلق سولھویں صدی کی مذہبی تحریک خصوصاً کالوِن (Calvin) کی تعلیمات سے قائم کرتا ہے۔ اس تحریک کا اولین اور اہم ترین اصول یہ تھا کہ وقت کو ضائع کرنا ایک زبردست گناہ ہے۔ ہر شخص کو اپنے پیشہ میں جانفشانی کرنی چاہئے کیونکہ محنت کی وجہ سے جسمانی ہو خواہ دماغی انسان گناہوں سے محفوظ رہ سکتا ہے۔ یہی نہیں بلکہ جائز منافع کے جو مواقع خدا کی طرف سے پیش ہوتے رہتے ہیں ان سے فائدہ بھی ضرور اُٹھانا چاہئے۔ ایسا نہ کرنا اور کمتر منافع کو اختیار کرنا کفرانِ نعمت ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ نظریہ سرمایہ داری کی تحریک میں کس قدر معین ہو گا۔ اور اس لئے یورپ کی سرمایہ داری کا اصلی و حقیقی سبب پروٹسٹنٹ تحریک ہے۔ (معارف)

ایک دریافت طلب امر

قبلہ حضرت مولوی صاحب کی خدمت میں بدوملہی سے جناب عبد الرحمٰن صاحب نے دس سوالات بھیجے تھے۔ وہ سوالات حضرت مولوی صاحب نے کسی صاحب کو جواب لکھنے کے لئے بھیجے تھے حضرت مولوی صاحب کو اب یاد نہیں کہ کس صاحب کو وہ بھیجے گئے ہیں۔ اس لئے جس صاحب کے پاس وہ بھیجے گئے ہیں وہ قبلہ حضرت مولوی صاحب کی خدمت میں اس کی اطلاع بھیج دیں۔

خاکسار عبد الوہاب

اشتہاری اغراض

[illegible]

اقتباسات

ہمارے اور ان کے دماغی مشاغل

امت مسلم اور امت اسلام کے دماغی مشاغل کا فرق ملاحظہ ہو۔

انگلستان سے خبر آئی ہے کہ وہاں کے علماء تیز سے تیز تیرنے والی مچھلیوں کے متعلق غور و خوض کر رہے ہیں۔

۔ ۔ ۔ مسلمان حیران ہوں گے۔ آخر اس غور و خوض کا انسان کی عملی زندگی سے کیا تعلق؟ جواب یہ ہے کہ یہ غور و خوض اس لئے ہے کہ تیز رفتار ہوائی جہازوں کی اصلاح کی جائے۔ توقع ہے کہ آئندہ جس قدر ہوائی جہاز بنائے جائیں گے وہ مچھلی کے ہم شکل ہوں گے اور موجودہ ہوائی جہازوں سے بدرجہا زیادہ تیز رفتار ہوں گے۔

اس سلسلے میں ایک دوسری خبر یہ ہے کہ لنڈن کے نیچے ایک کروڑ ۲۰ لاکھ پونڈ کے صرف سے زمین دوز ریلوے کے سلسلہ کو وسعت دی جا رہی ہے۔ نیز فرانس اور انگلستان کو ایک سرنگ کے ذریعے سے ملایا جا رہا ہے۔ یہ سرنگ سمندر کی تہ سے بہت نیچے بنائی جائے گی۔ اور سالہا سال تک ہزارہا مخلوق کے لئے روزی اور کاروبار کا دروازہ کھل جائے گا۔

ایک انگریز مسٹر اسٹرہمن نے ایک چوروں سے محفوظ موٹر کار تیار کی ہے جب کوئی بے خبر آدمی ہینڈل پر ہاتھ رکھ کر اس کو چلانے کی کوشش کرتا ہے تو اس میں سے عجیب و غریب دردناک چیخیں نکلنے لگتی ہیں۔ لوگ جمع ہو جاتے ہیں۔ اور چور گرفتار ہو کر بڑے گھر میں پہنچ جاتا ہے۔

اب اس امر پر غور فرمائیے کہ عام مسلمانوں اور ان کے علماء کی توجہ ہمت اور دماغی قابلیت کہاں صرف ہو رہی ہے۔

۱۔ تراویح آٹھ ہیں یا بیس۔

۲۔ جمعہ میں احتیاطی پڑھنی چاہئے یا نہیں؟

۳۔ جرابوں پر مسح کرنا جائز ہے یا نہیں؟

۴۔ حضرت خضرؑ۔ الیاس اور مسیح علیہ السلام زندہ ہیں یا نہیں۔

۵۔ حضرت امام مہدی کب تشریف لائیں گے۔

۶۔ حضرت علیؓ بڑے ہیں یا حضرت صدیقؓ وغیرہ

تمام لوگ اس حقیقت کو تسلیم کرتے ہیں کہ ان مسائل کا تعلق اصول دین سے نہیں۔ معاش و معاد سے نہیں۔ تاہم مذہبی حلقوں میں انہی امور پر بڑی بڑی بحثیں ہوتی ہیں۔ چندے جمع کئے جاتے ہیں۔ دور دراز سے علماء بلائے جاتے ہیں۔ مقدمہ بازی ہوتی ہے۔ رشتے ناطے کٹ جاتے ہیں۔ لیکن پھر بھی کوئی نہیں سوچتا۔ کیا وقت نہیں آیا کہ علمائے اسلام مسلمانوں کی حالت زار پر رحم کریں۔ اور ان کی توجہ ان مصیبتوں کی طرف مبذول کرائیں جو قوم کو نگل رہی ہیں۔ دین کو برباد کر رہی ہیں۔ اور مسلمانوں کو صفحہ ہستی سے مٹا دینے کی کوشش میں لگی ہوئی ہیں۔

یہودی مہمان اور انگریز میزبان

حکومت انگریزی نے فلسطین کے متعلق اپنی حکمت عملی کا اعلان کر دیا ہے۔ اس اعلان میں مذکور ہے کہ حکومت کسی دباؤ یا دھمکی سے ڈر کر حکمداری کی شرائط سے دست بردار نہ ہوگی۔ ہر قسم کی بدامنی اور بدانتظامی کو انتہائی سختی سے دبا دیا جائے گا۔ اور فتنہ انگیزوں کو عبرت انگیز سزائیں دی جائیں گی۔

حکومت نے تجویز کیا ہے کہ فلسطین میں ایک کونسل قائم کی جائے۔ جس میں ہائی کمشنر دس سرکاری اور ۱۲ غیر سرکاری ارکان شامل ہوں گے۔ یہ کونسل قوانین بنائے گی۔ ہائی کمشنر کو ضرورت کے وقت آرڈیننس (ہنگامی قوانین) جاری کرنے کا اختیار ہوگا۔

اعلان میں بتلایا گیا ہے کہ اس وقت ساڑھے انتیس فیصدی عرب کسان ایسے ہیں جن کے پاس کوئی زمین موجود نہیں ہے۔ باقیماندہ عرب کسانوں کے گذارے کے لئے ۱۳۰ دونم (پیمانہ زمین) فی خاندان کے حساب زمین کی ضرورت ہے۔ مگر نوے "دونم" فی خاندان سے کم کو ان کے قبضہ میں [illegible] ہیں جن کو اراضی خریدنے کی ضرورت نہ ہوگی

اعلان مذکور میں یہ بھی لکھا ہے کہ اگر نئے یہودیوں کے آنے سے عرب آبادی میں بے روزگاری یا تنگئ معاش کا خطرہ لاحق ہوگا تو اس خطرے کے دور ہونے تک یہودیوں کا فلسطین میں داخلہ روک دیا جائے گا۔

فلسطین کے یہودیوں نے اس اعلان کے خلاف شور قیامت برپا کر رکھا ہے۔ وہ مجوزہ کونسل کے بائیکاٹ کی تیاریاں کر رہے ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ تمام دنیا کے یہودی فلسطین میں جمع ہو جائیں۔ عربوں سے تمام زمینیں خرید لیں اور انہیں بے روزگاری اور تنگئ معاش کے عذاب میں مبتلا کر کے فنا کے گھاٹ اتار دیں۔ لیکن فلسطین کے عرب ہندوستان کے مسلمان نہیں ہیں کہ زمین و جائداد ساہوکاروں کے حوالے کر کے خود گداگری کے لئے نکل کھڑے ہوں گے۔ افسوس کہ فلسطین کے عرب انگریزوں اور یہودیوں کی مفسدانہ سازشوں سے اس وقت متنبہ نہ ہوئے۔ جبکہ یہ ناخواندہ مہمان (یہودی) ادھر ادھر سے اکٹھے کر کے فلسطین میں بسائے جا رہے تھے۔ اب جبکہ انگریزوں نے ۱۰ لاکھ عربوں میں ڈیڑھ لاکھ یہودی لا کر آباد کر دیئے تھے۔ وہ عربوں اور یہودیوں کا تماشا دیکھنا چاہتے ہیں۔ اور اسی غرض کے لئے کونسل بھی بنا دی گئی ہے۔ خدا تعالےٰ فلسطین کو یہودیوں کی مہمانی اور انگریزوں کی میزبانی سے نجات دے۔

مرزا بشیر الدین محمود کا نامناسب اعلان

ہم نے بارہا اس خیال کا اظہار کیا ہے کہ افراد قوم کا اتحاد خدا تعالےٰ کی سب سے بڑی رحمت ہے۔ اور وہ لوگ (احمدی ہوں یا غیر احمدی) بڑے ہی بدنصیب اور ظالم ہیں۔ جو مذہب اور سیاست کے نام پر مسلمانوں میں نفاق و عداوت کے خیالات کو حرکت دیتے رہتے ہیں۔ امت میں نفاق و عداوت کی تخم ریزی کرنا اتنا بڑا جرم ہے کہ اگر ایک شخص (یا جماعت) جب اس جرم کو اپنا پیشہ بنا لے تو اس کے بعد وہ ہزار نمازیں پڑھے۔ لاکھوں تبلیغیں کرے اور کروڑوں درد مندئ اسلام کے پوسٹر چھاپے ان تمام چیزوں کو ایک ذرہ بھر وقعت بھی نہیں دی جا سکتی۔

ہم یہ بھی بتا چکے ہیں کہ اس وقت مسلمانوں میں جس قدر جہالتیں اور تاریک خیالیاں موجود ہیں ان میں سب سے بڑی جہالت و تاریک خیالی یہ ہے کہ اتحاد اسلام میں رخنہ اندازی کی جائے۔ اتحاد و ملت کا دشمن اسلام و قرآن کا دشمن ہے۔ ایسا شخص اپنی روشن خیالی اور آزادی کے کتنے ہی ڈھول پیٹے حقیقت میں وہ تاریک خیال ہے یہ صرف ہمارا فتویٰ نہیں۔ یہ اسلام کا فتویٰ ہے۔ یہ حالات و ضروریات وقت کا فتویٰ ہے۔ یہ بدنصیب مسلمانوں کے مفاد کا فتویٰ ہے۔

ہم اس درد دل کو کن الفاظ میں اظہار کریں جو ہمارے دل میں اپنے محترم دوست جناب مرزا بشیر الدین محمود صاحب امام جماعت احمدیہ قادیان کی ایک تقریر کے ایک اقتباس کو پڑھ کر پیدا ہوا۔ مرزا صاحب نے اپنی جماعت کو مخاطب کر کے فرمایا:۔

"ساری دنیا ہماری دشمن ہے۔ بعض لوگ (مسلمان) جب ان کو ہم سے مطلب ہوتا ہے تو ہمیں تنابا سی کہتے ہیں جس سے بعض آدمی خیال کر لیتے ہیں کہ وہ ہمارے دوست ہیں حالانکہ جب تک ایک شخص خواہ وہ ہم سے کتنی بھی ہمدردی کرنے والا ہو پورے طور پر احمدی نہیں ہو جاتا۔ وہ ہمارا دشمن ہے۔ ہماری بھلائی کی صرف ایک صورت ہے اور یہ کہ ہم تمام دنیا کو اپنا دشمن سمجھیں۔ تاکہ ان پر غالب آنے کی کوشش کریں۔ شکاری (قادیانی) کو کبھی غافل نہ ہونا چاہئے۔ اور اس امر کا برابر خیال رکھنا چاہئے کہ شکار (مسلمان) بھاگ نہ جائے۔ ہم پر ہی حملہ نہ کر دے"۔

۔ ۔ ۔ ۔ (الفضل)

آج اسلام مصیبت میں ہے۔ قرآن فریادی ہے۔ امت میں عزت و توقیر کی کوئی رمق باقی نہیں۔ دشمن کی تلوار سر پر ہے۔ اسلام کے فرزند [illegible] بھی ہم بدقسمت مسلمان اپنے ہی بھائیوں کی دشمنی کے اعلان میں مصروف ہیں۔ اللھم اھد قومی فانھم لا یعلمون۔

(ایمان)

وفاداری کا انعام

راولپنڈی میں ۸۰ فیصدی مسلمان آباد ہیں۔ اور محکمہ پی ڈبلیو ڈی کے ۱۰۵ ملازموں میں سے ادنیٰ درجہ کے صرف ۱۸ ملازم مسلمان ہیں دونوں اقوام کی تنخواہ کا تناسب حسب ذیل ہے۔

مسلمان ملازموں کی ماہوار تنخواہ	ڈیڑھ ہزار
غیر مسلم ملازموں کی کل ماہوار تنخواہ	۱۵ ہزار

اس تناسب سے مسلمانوں کے ساتھ انگریز کی دوستی اور خیرخواہی ثابت ہوتی ہے۔ (ماخوذ از ایمان)

اخبار احمدیہ

حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ کی ایک تقریر اسلامیہ کالج ہال میں مورخہ ۲۴ نومبر کی شام کو ہوئی۔ موضوع تقریر مسئلہ جبر و قدر تھا۔ تقریر کم و بیش ایک گھنٹہ تک جاری رہی۔ اس دقیق مسئلہ پر یہ ایک بصیرت افروز تقریر تھی کہ جس میں اس کی تاریخ اور مختلف مذاہب میں اس خیال کی موجودگی اور علماء کا اختلاف، قرآن کریم اور حدیث کی رو سے اس کا حقیقی مفہوم کافی شرح اور بسط کے ساتھ بیان کیا گیا۔ بعد میں سوالات اور ان کے جوابات بھی پر لطف اور اطمینان بخش تھے۔

مرزا مظفر بیگ صاحب کل اتوار کو اسید پور تبلیغی سلسلہ میں گئے تھے۔ تقریباً دس کس نے اسلام قبول کیا۔ آج کل شکار کا موسم ہے۔ اور یہاں اردگرد بہت سی کثرت سے ایسے لوگ موجود ہیں کہ جو اسلام کے پرامن مذہب میں آنا چاہتے ہیں۔

شیخ انعام الحق صاحب دو تین دن کی رخصت پر ہوشیارپور گئے ہیں۔ ان کے نانا جان بہت سخت بیمار ہیں اللہ تعالےٰ ان کو جلد صحت عطا فرمائے۔

مولوی لال حسین صاحب دورہ سے واپس آگئے ہیں

سالانہ جلسہ قریب آ رہا ہے۔ ہماری احباب اس کو کامیاب بنانے کے لئے کوئی کسر اٹھا نہ رکھیں۔ تاکہ آپ کا یہ قومی اجتماع ہر لحاظ سے موجب مسرت ہو۔ جلسہ سے پہلے ضرورت ہے کہ احباب

۱۔ سالانہ جلسہ کے اخراجات کے لئے کم از کم ایک روپیہ فی کس وصول کر کے بھجوائیں۔

۲۔ ہر شخص چندہ کی ایک معقول رقم اپنے احباب اور متعلقین سے وصول کر کے لائے۔

۳۔ جو بھائی کسی اشد مجبوری کی وجہ سے اس قومی اجتماع میں شامل نہ ہو سکتے ہوں وہ بطور کفارہ اس تحریک چندہ میں امداد دیں۔

۴۔ ہر شخص اپنے دوستوں کو اس قومی اجتماع میں شامل ہونے کی ترغیب دے۔

۵۔ جہاں تک ممکن ہو سکے اپنے اہل و عیال کو بھی ہمراہ لائیں تاکہ ان کے دلوں میں دین اور ضروریات دین کی محبت پیدا ہو۔

۶۔ اس وقت دنیا کی اقوام کے اندر ایک ہیجان اور جوش پیدا ہو گیا ہے۔ ایسے حالات میں احمدی احباب کو اپنی زندگی قائم رکھنے کے لئے جن امور کی ضرورت ہے ان پر اس سال خصوصیت کے ساتھ بحث ہوگی۔ اس لئے ہر احمدی کا فرض ہے کہ وہ اس میں حصہ لے اور وہ جماعت سے الگ ہوئی بھیڑ کی طرح دین و دنیا دونوں میں بھیڑیوں کا شکار نہ ہو۔

۷۔ آپ کوشش کیجئے اپنی تمام قومی۔ نجی۔ دینی اور دنیوی مشکلات اور ضروریات میں اپنی جماعت کو اپنا مددگار بنائیں انجمن ہر طرح سے آپ کو مدد دینے کے لئے تیار ہے۔

شیخ محمد حسین صاحب گوجرانوالہ کی صاحبزادی کا نکاح مورخہ ۲۴ نومبر ۱۹۳۶ء کو شیخ محمد اکبر صاحب شیخ فضل کریم صاحب لاہور کے صاحبزادہ سے ہوا۔ خطبہ نکاح مولانا مولوی احمد صاحب نے پڑھا) [illegible]

محمدؐ کی حمد

از جناب مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع

قاعدہ ہے کہ جب کھیتی باڑیاں جل اٹھتی ہیں۔ ان کا ایک ایک ذرہ پیاس پیاس کی صدا بلند کرتا ہوا ابر رحمت کا انتظار نہایت بے صبری سے کرتا ہے تو خدا کی طرف سے بارش آتی ہے۔ اور تمام کھیتی باڑیاں سیراب ہو جاتی ہیں۔ ٹھیک اسی طرح روحانی کھیتی باڑیوں کا حال ہی ہے۔ جب شیطان کا غلبہ ہو جاتا ہے روحانی کھیتی باڑیاں جل اٹھتی ہیں تو انہیں بھی کسی روحانی بارش کی انتظار ہوتی ہے۔ اور خدا کی طرف سے ان کے لئے بھی روحانی بارش کا انتظام کر دیا جاتا ہے۔

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل دنیا کا جو نقشہ تھا اس کو قرآن شریف نے ظہر الفساد فی البر والبحر کے جامع الفاظ میں پیش کیا ہے۔ یعنی خشکیوں اور تریوں میں فساد ہی فساد تھا۔ چھوٹے اور بڑے۔ عالم و جاہل۔ غرض ہر طبقہ کے لوگ سیاہ کاریوں میں مبتلا تھے۔ اور دنیا میں ایک اندھیر تھا۔ ادھر اگر ایشیا کی ترقی یافتہ اور مہذب خطہ ہندوستان میں لاکھوں عورتوں کو زندہ جل مرنے پر مذہباً مجبور کیا جاتا۔ اور کروڑوں شودروں سے کتوں اور سؤروں کا سا سلوک روا رکھا جاتا اور کسی کے دل میں ایک ہلکا سا احساس بھی پیدا نہ ہوتا کہ آخر خدا کے بندے ہوئے یہ بھی ہماری طرح انسان اور انسان ہونے کے لحاظ سے اشرف المخلوقات ہیں۔ تو ادھر یورپ کے اوج کمال پہنچے ہوئے طبقہ یونان میں غلاموں کو ذبح کر کے ان کے رقص نیم بسمل کو تفنن طبع کا سامان سمجھا۔ زندہ انسانوں کو شیروں اور چیتوں سے پھڑوا کر اپنی تماش بین آنکھوں کو اسباب سرور بہم پہنچانا ایک معمولی کھیل سمجھا جایا کرتا تھا۔ حرام کاریوں کا دائرہ اس قدر وسیع ہو چکا تھا۔ کہ بڑے بڑے مذہبی آدمی اور فلاسفر جن کا نام آج بھی عزت سے لیا جاتا ہے۔ ایسی حرکات کے لئے اپنے زمانہ میں مشہور تھے۔ چنانچہ مشہور فلاسفر سقراط اعظم کے یونان کی رنڈی تھیوڈوٹا کے ساتھ ناجائز تعلقات مشہور تھے۔ ارسطو اور افلاطون جیسے اخلاقی فلسفہ کے استاد کے نزدیک عورت کا حمل ساقط کرا دینا کوئی مذموم فعل نہ تھا۔ جس سے ایک آئندہ آنے والی معصوم جان قتل کر دی جاتی تھی۔

یونان کے مشہور نقاش پرکزتیلس نے اپنی آشنا فرائنی کا بت طیار کر کے یونان کے "یونا" اپالو کے مندر میں رکھا تھا۔ یونانیوں نے سب سے پہلے جن دو ہموطنوں کے مجسمے یادگار کے طور پر نصب کرائے۔ وہ ہارموڈیس اور ارسٹوگیٹن دو مرد تھے۔ جن کے باہم خلاف وضع فطری عشق بازی کا تعلق تھا۔ دوسری صدی عیسوی کی ایک بدکاری کی شوقین ملکہ فوسٹینا جس نے اپنے متعدد عاشقوں کو سلطنت کے بڑے بڑے عہدوں پر ترقی دیدی تھی۔ رومن سینٹ کی منظوری سے "دیوی" کے درجہ میں داخل کر لی گئی۔ اور روما کے مندروں میں جونو۔ وینس۔ کیرس۔ دیوتاؤں کے ساتھ فوسٹینا کا بت بھی عام لوگوں کی پوجا کے واسطے داخل کر دیا گیا تھا۔ غرض جدھر دیکھو گناہ کی سیاہی چھائی ہوئی تھی۔ اور نور کی کرن کہیں بھی نظر نہ آتی۔ بڑے بڑے لیڈر۔ فلاسفر۔ حکیم اور مذہبی پیشوا سب کے سب ایسے کھل کھیل رہے تھے کہ انہیں گناہ۔ گناہ نظر آتا ہی نہ تھا۔ اور وہ کھلی کھلی کر حرام کاریوں کا ارتکاب نہایت فخر سے کرتے تھے۔ کیا جب دنیا اس حد تک تیرہ و تاریک ہو۔ جب روحانی کھیتیاں۔ مرغزار اس درجہ جل بھن کر ویران ہو چکے ہوں تو خدا کی طرف سے کسی روحانی روشنی اور اطمینان دینے والی روحانی بارش کی ضرورت نہ تھی۔ تھی اور یقیناً تھی۔ زمانہ پکار پکار کر کسی کو دعوت دیتا تھا۔ آخر خدا کا رحم جوش میں آیا۔ اور روحانی کھیتیوں پر وہ روحانی بارش اتری جس کا ذکر تمام الہامی کتب میں پایا جاتا ہے۔ اور جس کا پاکیزہ نام محمد صلعم ہے سے

زباں پہ بار خدایا یہ کس کا نام آیا
کہ میرے نطق نے بوسے مری زباں کے لئے

دنیا نے محمد صلعم کی ضرورت کو محسوس کیا اور خدا نے محمدؐ کو بھیجا۔ آپ نے آ کر اعلان کر دیا۔ کہ بس جو ہو چکا ہو چکا۔ آج سے نہ کوئی زندہ عورت مذہباً مجبور ہے کہ جل کر (ستی ہو کر) راکھ ہو۔ نہ کوئی غلام اور شودر کسی آقا یا برہمن کا تختہ مشق جور و جفا بننے کے لئے لاچار کیا جا سکتا ہے۔ گناہ خواہ کوئی فلاسفر کرے ... گناہ ہے اور آج سے کوئی آدمی عزت سے نہ دیکھا جائے گا جس کا دامن گناہ کے بدنما دھبہ سے آلودہ ہو گا۔ عورت نے محمدؐ کو دعا دی کہ زندہ جلنے سے بچی۔ غلام نے محمدؐ کو دعا دی کہ ظالم آقا کے جور و جفا سے مخلصی ہوئی۔ شودر نے محمدؐ کو دعا دی کہ برہمن کے ظلم و ستم سے رہائی پائی۔ حکمت و فلسفہ اور مذہب نے محمدؐ کو دعا دی کہ آئندہ کوئی گناہ گار اپنے وجود سے انہیں بدنام کرتے نہ پائے گا۔ غرض سب نے مل کر محمدؐ کی حمد کا گیت گایا۔ اور یہی وجہ ہے کہ محمدؐ کا نام محمدؐ (حمد کیا گیا) رکھا گیا۔

اللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

کامل نمونہ اور کامل تعلیم

(از جناب شیخ بشیر احمد صاحب نو مسلم علی پوری)

سرور دو جہاں آقائے نامدار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور فرما ہونے سے قبل جتنے بھی انبیاء و رسل آئے خاص خاص قوم کی طرف نمونہ بن کر آئے۔ انہیں تمام دنیا کے لئے مکمل نمونہ قرار نہیں دیا جا سکتا۔ تمام دنیا کے لئے کامل نمونہ کا کام وہی دے سکتا ہے جو تمام دنیا کی طرف پیغام حق لے کر آئے۔ انبیاء سابقین اپنی اپنی قوم کی طرف مبعوث ہوئے۔ اور وہ صرف اپنی اپنی قوم کے لئے نمونہ تھے۔ ان کی تعلیم ان کی قوم تک ہی محدود تھی۔ اور ہونا بھی ایسا ہی چاہئے تھا۔ کہ انسانی فطرت ابھی تربیت کی محتاج تھی۔ اور اس قابل نہ تھی کہ اسے ابھی سے عالمگیر کامل اور مکمل تعلیم دی جاتی۔ انبیائے سابقین نے قوموں کو اپنی آغوش تربیت میں پرورش کر کے جب اس قابل بنا لیا کہ انہیں خدا کی آخری امانت سپرد کی جائے تو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا میں تشریف لائے۔ اور تمام دنیا کو ایک دائرہ میں رکھ کر کامل و مکمل تعلیم سے متمتع کیا۔ اور خدا نے الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دیناً۔ کہ کر اس پر مہر تصدیق کر دی۔ آنحضرت صلعم کی بعثت سے قبل تمام مذاہب کی تعلیمات نامکمل اور ایک خاص دائرہ تک محدود تھیں۔ اور ان کا فیض عام نہ تھا۔ قرآن پاک سے پیشتر جس قدر بھی صحف سماویہ ہیں ان کی معمولی سی ورق گردانی بھی اس حقیقت کو بے نقاب کر دینے کے لئے کافی ہے۔ چنانچہ انجیل کا وہ واقعہ مشہور ہے۔ جس میں ایک کنعانی عورت کو خداوند یسوع مسیح نے "بچوں کی روٹی کتوں کے آگے ڈالی نہیں جا سکتی" کہ کر اپنے دائرہ تربیت میں لینے سے انکار کر دیا تھا۔ گویا بنی اسرائیل کے علاوہ دیگر اقوام کے لوگ کتے تھے۔ اور انہیں بنی اسرائیل کے لئے خاص کی گئی تربیت سے بہرہ ور نہیں کیا جا سکتا تھا یہی حال ویدوں کا ہے۔

استوتا میا وردا وید ماتا پرچو دنیتام پاوماتی دوجانام

وید اگر کسی کو پاک و صاف کر سکتے ہیں تو صرف دوج یعنی برہمن۔ کشتری۔ ویش کو۔ ان کے علاوہ ویدوں کا کسی اور سے کوئی تعلق نہیں۔ حتیٰ کہ خود ہندوؤں کی چوتھی جاتی شودر بھی ان سے محروم ہیں۔ اور ہندو کہلاتے ہوئے بھی وہ اس قابل نہیں کہ وید انہیں پاک و صاف کرے۔ غرضکہ دنیا کے کسی مذہب کا یہ دعویٰ نہیں کہ وہ تمام دنیا کے لئے ہے۔ یہ صرف اور صرف اسلام اور محمد رسول اللہ کو فخر حاصل ہے کہ انہوں نے آ کر انی رسول اللہ الیکم جمیعاً۔ وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعٰلمین وغیرہ وغیرہ کا اعلان کر کے تمام دنیا کو اپنی آغوش تربیت میں لے لیا۔ بت پرستی کو جس کی وسعت نے انسانوں کی قربانی دیوی دیوتاؤں کے لئے ضروری قرار دی تھی جڑ سے اکھیڑ کر ایک خدا کی پرستش قائم کی اور انسانی قتل و خون کو بند کر کے انسان کو خلیفۃ اللہ کا لقب عطا کیا۔ مدام مارگیون جیسی گری ہوئی اقوام جو اپنے افعال کا ذمہ دار

تلم ادھورا شتو یکشیہ اسگنے شرشنی بھگم ناستیا پرنہم

جیسے وید منتروں کو قرار دیتی تھیں۔ زیادہ دیر تک دنیا کو دھوکا میں نہ رکھ سکیں۔ اور ان کی شیطنت کے ٹکڑے اڑا دئے گئے۔ وہ لوگ جو عورتوں کے حقوق غصب کئے بیٹھے تھے انہیں قائل ہونا پڑا۔ کہ عورت بھی اسی طرح انسان اور انسانی حقوق کی مالک ہے جیسا کہ مرد۔ غرض محمد رسول اللہ نے دنیا میں تشریف لا کر شیطانی تار و پود سب کے سب بکھیر کر رکھ دیئے۔ اور تمام دنیا کو ایک کامل نمونہ ایک مکمل تعلیم دے کر ایک کنبہ کا سا رنگ پیدا کر دیا۔ اور ایک ہی دائرہ میں سب دنیا کو جمع کر دیا۔ آپ کی ذات دنیا کے لئے ایک کامل نمونہ قرار پائی۔ آپ کی تعلیم دنیا کے لئے کامل تعلیم ٹھیری۔ آئندہ دنیا نے جو نمونہ حاصل کرنا ہے آپ کی ذات سے اور جو ضرورت پوری کرنی ہے آپ کی تعلیم سے۔

خبریں

—— میڈرڈ ۲۷ فروری ۱۹۳۰ء - آج ایک عام جلسہ میں سابق وزیراعظم نے بادشاہ الفانسو شاہ ہسپانیہ کے خلاف ایک لرزہ خیز تقریر کی - جلسہ میں بے حد جوش و خروش پھیلا ہوا تھا سابق وزیراعظم نے اعلان کیا کہ عوام کو بادشاہ پر قطعی اعتماد نہیں - اس لئے اگر لوگ چاہیں تو انہیں حق حاصل ہے کہ ایک جمہوریت قائم کر لیں - نیز آپ نے پرامیوڈی دوبرا کی شدید مذمت کی - کیونکہ وہ بادشاہ کے رسوخ کی وجہ سے مختار مطلق بن گیا ہے

—— افغانستان میں اب انتظام ہو رہا ہے کہ مدارس میں دوسری تعلیم کے ساتھ مذہبی تعلیم بھی دی جائے - چنانچہ اس قسم کے نصاب تیار کئے جا رہے ہیں - نادر خان ہمیشہ سے مذہبی تعلیم کو ضروری سمجھتے ہیں - ان کا خیال ہے کہ کوئی تعلیم اس وقت تک مہذب تعلیم نہیں کہلا سکتی جب تک اس میں مذہبی تعلیم شامل نہ ہو۔

—— لندن ۲۷ فروری - یکم مارچ سے ہندوستان مصر اور دیگر مشرقی ممالک کے لئے پارسل فرانس کے راستے سے جایا کریں گے - اس لئے نرخ محصول میں تقلیل اضافہ نہ ہوگا - لیکن وقت میں سات دن کی بچت ہو جائیگی۔

—— دہلی ۲۴ فروری معلوم ہوا ہے کہ مقدمہ سازش لاہور کا وعدہ معاف گواہ جے گوپال ... ججوں کی عدالت میں زخمی ہوا تھا - بیان کیا جاتا ہے کہ وہ ابھی تک نازک حالت میں جیلخانوں کے ہسپتال میں پڑا ہوا ہے۔

—— یروشلم ۲۴ فروری ایک عرب کو جو سرنٹ ... سرکاری وکیل پر حملہ کرنے کے الزام میں ماخوذ تھا پندرہ سال قید بامشقت کی سزا ہوئی ہے

ایک عرب وکیل اس غرض سے لندن روانہ ہو گیا ہے کہ پریوی کونسل میں ان سترہ عربوں کے مقدمات کی سماعت کے لئے درخواست دائر کرے جن کو اگست کے فسادات کے سلسلہ میں سزائے موت کا حکم ہوا ہے۔

—— پیرس ۲۸ فروری - دہریوں کی انجمن نے ماسکو سے ایک بیان شائع کیا ہے جس میں بتایا ہے کہ ۱۹۲۹ء تک ملک کی پچاس ہزار عبادت گاہوں میں سے دو ہزار عبادت گاہیں ایک ہزار ایک سو انیس گرجے ایک سو چھبیس یہودیوں کے ہیکل اور ایک سو چھبیس مسجدیں بند ہو چکی ہیں۔

—— پیرس ۲۷ فروری - احمد مرزا شاہ سابق شاہ ایران جنہیں ۳۱ اکتوبر ۱۹۲۵ء کو تخت سے اتار دیا گیا تھا پیرس میں وفات پا گئے

—— قسطنطنیہ - ۲۷ فروری - احمد رضا انجمن اتحاد و ترقی کے بانی جنہوں نے عہد حمیدیہ میں کافی جدوجہد کی تھی انتقال کر گئے

—— نیکورہ اور بنگال کے دیگر اضلاع میں قانون ساردا کی زد سے بچنے کے لئے کثیر تعداد میں صغر سنی کی شادیاں ہو رہی ہیں - اندازہ کیا گیا ہے کہ روزانہ کم از کم ایک ہزار شادیاں کی جاتی ہیں -

—— کویت کی اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ باغی دویش اعلیحضرت سلطان ابن سعود کے حوالے ہو چکا ہے - لیکن بیان کیا جاتا ہے کہ انگریزوں نے حوالگی سے قبل سلطان سے کہا تھا کہ دویش اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ نرمی ہونی چاہئے - باغیوں کو ہتھکڑیوں میں اعلیحضرت سلطان کے روبرو پیش کیا گیا۔ اعلیحضرت نے بنفس نفیس ان سے بغاوت کے اسباب دریافت کئے بعدازاں انہیں ریاض بھیج دیا گیا - جہاں نجد کے بڑے بڑے قاضیوں کی ایک عدالت احکام شریعت کے مطابق ان کے مقدمات کا فیصلہ کرے گی۔

—— حکومت عراق نے نجدی قبائل کو اجازت دیدی ہے کہ وہ اپنا سامان عراقی منڈیوں میں فروخت کریں - اور وہاں سے سامان خرید کر نجد لے جائیں - نجدی حلقوں میں عراق کے اس فعل پر بڑی خوشی کا اظہار کیا جا رہا ہے۔

—— ایران میں ایک روسی کو جس نے دو ایرانی قتل کر ڈالے تھے موت کی سزا دے دی گئی ہے - ایران میں ایک غیر ملکی باشندے کے لئے سزائے موت کا یہ پہلا حکم ہے۔

—— جمہوریہ ترکیہ میں قومی وسائل مال و دولت کے نشو و ارتقا کے لئے ایک انجمن بنی ہے - خواتین بھی اس انجمن میں شریک ہو گئی ہیں - اور بلند آہنگی سے کہہ رہی ہیں کہ مستورات کو سارے موسم کے لئے صرف ایک لباس تیار کرانا چاہئے - اس سال رمضان شریف میں تمام مساجد کے میناروں پر بجلی سے روشن رہنے والے اشتہارات لگا دئے گئے تھے - جن میں ہر نمازی سے تلقین کی گئی تھی کہ ملکی مصنوعات کی سرپرستی کی جائے - اور کفایت شعاری سے کام لیا جائے - انجمن خواتین نے اپنے تمام ارکان کو ہدایت کی ہے کہ وہ جلسوں میں آئیں تو قومی پارچات کا لباس پہن کر آئیں۔

—— احمد آباد - یکم مارچ بلدیہ احمد آباد میں مسٹر کبیر داس نے تحریک کی - حکومت سے درخواست کی جائے کہ چار سال سے کم عمر کی گائیں ذبح کرنے کی اجازت نہ دی جائے - مسٹر ولی اللہ نے اعتراض کیا - جسے صدر نے مسترد کر دیا - مسلمان ارکان نے اس تحریک کی مخالفت کی اور کہا کہ یہ ہمارے مذہبی معاملات میں مداخلت ہے - اس کے بعد چھ مسلم ارکان اجلاس سے اٹھ کر چلے گئے اور تحریک منظور ہو گئی۔

—— نئی دہلی ۴ مارچ - مسٹر ریجنیلڈ رینالڈز گاندھی جی کا مکتوب وائسرائے کو پہنچانے کے لئے گذشتہ شب پشاور ایکسپریس میں یہاں پہنچے - اور ان کے چھوٹے بیٹے مسٹر دیوداس کے پاس جامعہ ملیہ میں ٹھہرے ہوئے ہیں آج صبح آپ نے وائسرائے کے پرائیویٹ سیکرٹری مسٹر کننگھم سے ملاقات کی اور مکتوب ان کے حوالے کر کے رسید لے لی - مسٹر رینالڈز آج رات کو واپس احمد آباد چلے جائیں گے۔

—— احمد آباد ۳ مارچ معلوم ہوا ہے کہ جونہی وائسرائے کے نام الٹی میٹم کی میعاد ختم ہو گی مہاتما گاندھی آشرم سے پیدل رضاکاروں کے پہلے جتھے کی رہنمائی کریں گے - توقع کی جاتی ہے کہ اس طرز عمل سے زبردست پروپیگنڈا ہوگا۔

—— نئی دہلی ۳ مارچ - آل پارٹیز کمیٹی نے دہلی کا اجلاس ملتوی کر دیا کارروائی تقریباً دو ہفتہ تک ملتوی ہو گئی - اس کے بعد وہ غالباً بمبئی میں اجلاس منعقد کر کے بحث و تمحیص جاری رکھے گی - آج کے اجلاس میں کمیٹی نے صرف اس مسئلے پر بحث کی کہ آیا دستور اساسی میں ذاتی قوانین کے لئے تحفظ مہیا کیا جائے - اگر ایسا ہو تو اس کا اطلاق تمام قوم پر ہوگا یا صرف مسلمانوں پر - ایک اصول قائم کرنے کی کوشش کی گئی - لیکن کوئی نتیجہ رونما نہیں ہوا

—— کراچی ۳ مارچ گذشتہ شام افغانستان کا برطانی سفیر بغداد سے ڈاک کے طیارے پر سوار ہو کر یہاں پہنچا - بغداد میں اس نے سر فرانسس

خبریں

— بمبئی ۲۹ر اپریل - مشہور کانگرسی و ہندو مہا سبھائی اور پنڈت نیکی رام شرما کو زیر دفعہ ۱۲۴ گرفتار کر لیا گیا - الزام تحریک کسانان کے متعلق ہے۔

— کلکتہ ۲۹ر اپریل - پولیس نے آج بنگال آرڈیننس کے ماتحت بہت گرفتاریاں کیں۔

— درہ خیبر کے پولیٹیکل ایجنٹ نے اعلان کیا ہے کہ ۲۸ر اپریل سے درہ خیبر آمدورفت کے لئے بالکل بند کیا جاتا ہے۔ آئندہ کوئی مسافر یا سیاح وہاں نہیں جا سکتا۔

— لنڈن ۲۸ر اپریل - حکومت ہند نے صوبہ سرحد اور دیگر مقامات کی اطلاعات پر جو احتساب قائم کیا ہے اس کے متعلق برطانوی اخبارات سخت نکتہ چینی کر رہے ہیں۔

— پشاور ۲۸ر اپریل - کل رات بم پھٹنے کی وجہ سے سردار سنگھ نامی ایک سکھ دوکاندار ہلاک ہو گیا۔

— نئی دہلی ۲۹ر اپریل - معلوم ہوا ہے کہ آج ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے پریس آرڈیننس کے ماتحت "ہندوستان ٹائمز" "تیج" اور "ارجن" سے پانچ پانچ ہزار روپے اور "ریاست" اور "ملت" سے چار چار ہزار روپیہ ضمانت طلب کی ہے۔ اور یہ شرط بھی ہے کہ اگر آج شام تک ضمانتیں نہ داخل کی گئیں کل سے یہ اخبارات بند سمجھے جائیں۔

— کلکتہ ۲۹ر اپریل - اطلاع ملی ہے کہ دریائے جمنا میں ایک ڈاک کے جہاز کو حادثہ پیش آیا - جہاز ڈاک اور تین سو مسافروں کو لے جا رہا تھا۔ ڈاک اور تین سو مسافر ہلاک ہو گئے۔

— لاہور ۲۹ر اپریل - اطلاع ملی ہے کہ ڈپٹی کمشنر دہلی نے دہلی کے اخباروں سے پانچ پانچ ہزار روپے کی ضمانت طلب کی ہے اس پر اخبارات نے بطور احتجاج اپنی اشاعت ملتوی کر دی ہے

— کلکتہ ۲۹ر اپریل - آج شام کو بلدیہ کلکتہ کا خاص اجلاس منعقد ہوا جس میں مسٹر جے این سین گپتا پانچویں مرتبہ صدر منتخب ہو گئے - چونکہ آپ جیل میں ہیں اس لئے آپ کی تصویر کرسی پر رکھی گئی۔

— حکومت ہند صوبائی حکومتوں سے مشورہ طلب کر رہی ہے کہ گاندھی جی کو گرفتار کر لیا جائے ؟

— آج کل سودیشی کے پرچار اور انگریزی مال کے بائیکاٹ کا پروپیگنڈا کرنے کے لئے ہندو خواتین کے مختلف مقامات پر جلوس نکل رہے ہیں۔

— معلوم ہوا ہے کہ گاندھی نے "نوجیون پریس" کے منیجر کو ہدایت کی ہے کہ نئے آرڈیننس کے ماتحت اگر حکومت ضمانت طلب کرے تو ضمانت ادا کرنے کی بجائے ضبط ہونے دیں

— لاہور ۳۰ر اپریل - رات ½۳ بجے ڈاکٹر عالم اور ڈاکٹر ستیہ پال کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔

— لنڈن ۲۹ر اپریل - "ڈیلی ہیرلڈ" اپنے مقالہ افتتاحیہ میں رقمطراز ہے کہ حکومت ہند آہستہ آہستہ تشدد کے آسان اور رسمی راستہ پر جو قریباً ہمیشہ تباہ کن ہوتا ہے گامزن ہے ہر ایک سلطنت کی تاریخ اس قسم کی المناک انتباہات سے پر ہے - کہ اس کے حالات میں تشدد کی پالیسی کوئی موثر علاج نہیں ہوتی - اس کا صرف ایک ہی علاج ہے اور وہ یہ ہے کہ وہ مواعید بلا مزید توقف پورے کر دئے جائیں۔

— برطانوی اخبارات پشاور میں گڑھوال رائفلز کے غیر تسلی بخش رویہ کی تشویشناک خبر کو بڑی اہمیت دے رہے ہیں۔

— امرتسر ۲ ر اپریل - ڈاکٹر ستیہ پال اور ڈاکٹر محمد عالم کی گرفتاری کی خبر سے سخت اشتعال پیدا ہو رہا ہے - شہر میں پولیس کی پکٹیں مضبوط کر دی گئی ہیں۔ مقامی حکام نے ۵۰ لاریاں طلب کی تھیں - ان لاریوں کو پٹھان کوٹ بھیجا گیا ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ یہ انتظام اس لئے کیا گیا کہ ڈلہوزی اور دھرم سالہ سے افواج لائی جا سکے۔

— لاہور ۳۰ر اپریل - حسب اعلان آج صبح کے ½۱ بجے کانگرس کمیٹی کا ایک جلوس انارکلی بازار میں غیر ملکی کپڑے کی دوکان پر پکٹنگ لگانے کے لئے بیرون شاہ عالمی دروازہ سے مرتب ہو کر روانہ ہوا - جلوس کے آگے آگے رہنما تھے - جن کے پیچھے رضاکار عورتیں اور ان کے بعد ہندوستانی سیوا دل وغیرہ کے رضاکار تھے - جلوس شاہ عالمی دروازہ سے چل کر چوک انارکلی متصل نیلا گنبد پہنچا - وہاں سے واپس ہو کر انارکلی کی متعدد دوکانوں پر پکٹنگ لگایا گیا - پکٹنگ لگایا ہی تھا کہ تین دوکانداروں نے اقرار نامے پر دستخط کر دیئے جن کا اعلان کر دیا گیا۔

— لاہور ۳۰ر اپریل - آج صبح ہی سے پولیس موٹر لاریوں کے تمام اڈوں پر پہرہ لگا رکھا ہے - کوئی لاری لاہور سے باہر نہیں جاتی اور جو باہر سے آتی ہے اس میں پولیس اپنا پٹرول بھر کر کسی نامعلوم جگہ کو لے جاتی ہے - ابھی تک یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ یہ لاریاں کہاں پہنچائی جاتی ہیں۔

— کلکتہ ۳۰ر اپریل - تین دربانوں پر جو بارک پورہ کے میگزین کی حفاظت کر رہے تھے ½۲ بجے دوپہر کو اچانک حملہ کیا گیا - ایک موٹر دروازے کے قریب آئی اور ریوالور سے چار گولیاں چلائی گئیں - محافظ سپاہیوں نے بھی جواب میں فائر کئے - کوئی زخمی نہیں ہوا - حملہ آور موٹر کار میں بھاگ گئے۔

— چٹاگانگ ۲۹ر اپریل - سرماڈیلی لائٹ ہارس فوج سلہٹ واپس پہنچ گئی - بیان کیا گیا ہے کہ حملہ آوروں کی اصل جماعت ابھی تک پکڑی نہیں گئی - اور کچھ علم نہیں کہ وہ کہاں ہیں۔

— شملہ یکم مئی - گورنر جنرل بہادر نے ایک اور آرڈیننس نافذ کیا ہے جس کے رو سے مقدمہ سازش لاہور کے ملزموں کی ابتدائی تحقیقات پایہ اختتام کو پہنچ جاتی ہے اور عدالت عالیہ لاہور کے چیف جسٹس کو اختیار دئے جاتے ہیں کہ عدل و انصاف اور نظام قانون کے بحال کرنے کی خاطر اس مقدمہ کی فوری تحقیقات کے لئے تین ججوں کا ایک خاص ٹریبونل (عدالت) قائم کریں۔

— رنگون ۳۰ر اپریل - مغلیہ خاندان کے آخری بادشاہ بہادر شاہ مرحوم کی پوتی شاہزادی رونق آرا بیگم آج صبح ۸۰ سال کی عمر میں انتقال کر گئیں۔

— دارجیلنگ ۳۰ر اپریل - ایسوسی ایٹڈ پریس کو اطلاع موصول ہوئی ہے کہ ہز ایکسیلنسی گورنر بنگال نے رخصت پر جانا ملتوی کر دیا ہے - جیسا کہ پہلے اعلان کیا گیا تھا ۱ر مئی کو انگلستان روانہ نہ ہوں گے۔

خبریں

—— سول کے نامہ نگار لندن کو معلوم ہوا ہے کہ سہ شنبہ کی رات کو وزیر اعظم مسٹر وجوڈ بین اور دوسری جماعتوں کے رہنماؤں میں مسئلہ ہند کے متعلق ایک کانفرنس ہوئی۔ جس میں آئندہ ہونے والے اعلان کی شرائط پر متفقہ فیصلہ ہو گیا۔ کانفرنس کے باہر جو زبردست افواہیں پھیل رہی ہیں ان سے پایا جاتا ہے کہ اس اعلان کی اہم شرط یہ ہو گی کہ گول میز کانفرنس کامل طور پر آزاد ہو گی۔ اور اس کے حدود اختیار پر کوئی پابندی عاید نہیں کی جائے گی۔ اور وزارت اخلاقی طور پر پابند ہو گی کہ کانفرنس کے فیصلہ کی حمایت کرے۔

خوشگوار فضا پیدا کرنے کے لئے سیاسی قیدیوں کو عام معافی کرنے کے بارے میں خیال کیا جاتا ہے کہ جب تک سول نافرمانی کی تحریک قطعی طور پر بند نہیں ہوتی آرڈیننسوں کو واپس لینا۔ یا سیاسی قیدیوں کو جو تشدد کرنے کے جرم میں گرفتار نہیں کئے گئے رہا کرنا نا ممکن ہے۔

—— چٹاگانگ ۲۷ر جون۔ مسٹر انوار العظیم ایم ایل اے نے بیان کیا کہ میں نے سائمن کمیشن کی سفارشات کو بڑی دلچسپی کے ساتھ مطالعہ کیا۔ یہ اس لحاظ سے مایوس کن ہیں کہ پنجاب اور بنگال کے لئے جو وزارت کمشنروں نے تجویز کی ہے۔ اگر اس کا قیام ان صوبوں کی آبادی کی شرح فیصدی کے مطابق نہ ہو۔ تو ایک مستقل صورت اختیار کر لے گی۔ مشرقی بنگال اور آسام کے تمام مسلمانوں میں اس بات پر جوش پھیلا ہوا ہے کہ مدراس، یوپی، بمبئی، آسام، سی پی اور بہار اور اڑیسہ میں ان کی اہمیت کو کم کر دیا گیا ہے۔ میری تجویز ہے کہ صوبجات کو از سر نو تقسیم کے موقعہ پر ایک صوبہ بنایا جائے۔ جس کا صدر مقام چٹاگانگ ہو۔ اور گرمیوں میں حکومت کے دفتر شیلانگ جایا کریں۔ بحیثیت مجموعی تمام صوبجات کو مادی ترقی کا موقع مل گیا ہے۔ بنگال اور پنجاب کے مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ کسی حالت میں بھی اپنی اکثریت کو ترک نہ کریں۔ صوبہ سرحد کی اصلاحات محض دھوکا ہیں۔

—— احمد آباد ۲۸ جون۔ تمام پکٹرز (پہرہ لگانے والے) جو کل گجرات کالج میں گرفتار کئے گئے تھے مغرب کے وقت رہا کر دئے گئے۔ کہا جاتا ہے کہ پولیس ستیہ گرہیوں کے کیمپ کا قبضہ بھی واپس کر دے گی۔

—— بیونس آئرس ۲۷ جون اطلاع آئی ہے کہ بولیویا میں انقلابی تحریک نے خوفناک صورت اختیار کر لی ہے۔ پولیس کے ہاتھ سے ایک شہری کے قتل ہو جانے سے فوج میں جوش پیدا ہو گیا۔ اور اس نے حملہ کر کے پولیس کو پسپا کر دیا۔ متعدد آدمی ہلاک اور مجروح ہوئے۔ افواج نے وزراء کو سرکاری عمارت میں داخل ہونے کی اجازت نہ دی۔ پریزیڈنٹ ریاستہائے متحدہ امریکہ کے سفارت خانہ میں جا کر پناہ گزین ہوا۔ ریاست کے صدر مقام لیپرز کا ایک تازہ پیغام مظہر ہے کہ فوج نے حکومت توڑ ڈالی ہے اور پریذیڈنٹ ملک چھوڑ کر بھاگ گیا ہے۔

—— شملہ ۲۸ جون۔ سرکاری ذرائع سے تو کوئی اطلاع نہیں موصول ہوئی۔ لیکن سیاسی حلقوں میں یہ افواہ پھیل کہ گول میز کانفرنس کے وفد کے سلسلہ میں عملہ دفاتر کا انتظام مکمل ہو گیا ہے۔ مسٹر بیگ آئی سی ایس قائمقام ہوم ممبر سکریٹریٹ شاف کے افسر اعلیٰ مقرر ہوئے ہیں۔ اور وہ حکومت ہند کی طرف سے نیابت کا کام بھی کریں گے۔ ان کے ماتحت دو جائنٹ سیکرٹری یعنی مسٹر ٹوس آئی سی ایس دفتر اصلاحات کنٹل سپشل آفیسر فارن اینڈ پولٹیکل ڈیپارٹمنٹ ہوں گے۔ کانفرنس کے وفد کے غیر سرکاری شعبہ کے تین سیکرٹری مقرر ہوئے ہیں جو یہ ہیں۔

سر جا فرے کاوبٹ آئی سی ایس جو کیپ ٹاؤن کے ہند و افغانی وفد کے ڈپٹی لیڈر رہ چکے ہیں۔

مسٹر جی ایس وجپائے آئی سی ایس جو ماورا البحر کے متعدد کے متعدد کمیشنوں میں حصہ لے چکے ہیں۔ اور مسٹر اے لطیفی آئی سی ایس جو اس وقت جنیوا میں ہیں کانفرنس کی ہیئت ترکیبی کے متعلق ابھی کوئی اطلاع موصول نہیں ہوئی۔

کی مذمت کرتے ہوئے پنڈت موتی لال نہرو نے کہا کہ بمبئی میں پیرسٹی جو شرائط پیش کی ہیں ان کے مطابق کانگرسی نمائندوں کے گول میز کانفرنس میں شریک ہونے کا امکان ہے۔

—— لاہور ۲۹ جون۔ گذشتہ شب ملک لعل خاں کو دہلی دروازہ لاہور کے ستیہ گرہ کیمپ میں گرفتار کر لیا گیا۔ ملک صاحب اس وقت ایک جلسہ میں تقریر کر کے آئے تھے۔ آپ زیر دفعہ الف پولیس ایکٹ گرفتار ہوئے ہیں۔ اور آپ کو بورسٹل جیل میں رکھا گیا۔ اب دوسری وار کونسل کے ممبروں میں صرف ماسٹر محمد شفیع باہر رہ گئے ہیں۔

معلوم ہوا ہے کہ کل تیسری وار کونسل کا انتخاب بھی عمل میں آگیا۔

—— دہلی ۲۸ جون۔ ملک کی اور خصوصاً صوبہ سرحد کی موجودہ حالت اور سائمن رپورٹ پر غور کرنے کے لئے مسلم لیگ کا ایک اجلاس ۱۳ جولائی کو بمقام شملہ طلب کیا گیا ہے۔ اس جلسہ میں آئندہ سالانہ اجلاس کی تاریخ بھی مقرر کی جائے گی۔ صدر کا بھی انتخاب کیا جائے گا۔

—— سردار عنایت اللہ خاں برادر غازی امان اللہ خاں سابق شاہ افغانستان قسطنطنیہ جاتے ہوئے حمص سے گذرے۔ ان کی بیگم اور صاحبزادی بھی ہمراہ ہیں۔ حمص میں مختصر قیام کے بعد حلب کی جانب روانہ ہو گئے۔

—— حکومت شرق اردن نے حکومت مصر کو لکھا ہے کہ ہردو ممالک کے ملزموں کو ایک دوسرے کے حوالہ کرنے کا عہدنامہ انہی شرائط پر مرتب کیا جائے۔ جو مصر اور فلسطین کے درمیان قائم ہیں۔

—— فرانسیسی قونصل متعینہ عراق اپنے سرکاری امور کے انجام دینے کے لئے بیروت آیا ہے۔ افواہ ہے کہ بیروت میں عراق کا قونصل خانہ مقرر کیا جائے گا۔

—— شملہ ۳۰ جون۔ آل انڈیا کانگرس کمیٹی مجلس عاملہ کے صدر پنڈت موتی لال نہرو اور سیکرٹری ڈاکٹر سید محمود آج صبح الہ آباد میں گرفتار کر لئے گئے۔

حکومت صوبجات متحدہ نے حکومت ہند کے مشورہ سے آل انڈیا کانگرس کمیٹی کی مجلس عاملہ کو اس حقیقت کے پیش نظر مجمع خلاف قانون قرار دیا ہے کہ اس کا پروگرام اول سے آخر تک حکومت کے خلاف معاندانہ رہا ہے۔

—— الہ آباد ۳۰ جون۔ پنڈت موتی لال نہرو اور ڈاکٹر سید محمود کی گرفتاری کے بعد ان کے کمروں کی تلاشی لی گئی۔ کانگرس کے دفتر کے دروازوں پر مہریں لگا دی گئیں۔ دونوں کو سینٹرل جیل الہ آباد میں پہنچایا گیا۔ ہڑتال اور جلوس کے انتظامات ہو رہے ہیں۔

—— نینی تال ۳۰ جون۔ گزٹ کی غیر معمولی اشاعت میں قانون ترمیم ضابطہ فوجداری کا نفاذ صوبجات متحدہ میں بھی کر دیا گیا ہے۔ اور ان کے رو سے تمام صوبے کی نوجوان بھارت سبھاؤں اور آل انڈیا کانگرس کمیٹی کی مجالس عاملہ کو مجالس خلاف قانون قرار دیا گیا ہے۔

—— لاہور ۲۹ جون۔ آج چار بجے شام پولیس نے پنجاب پراونشل کانگرس کمیٹی لاہور کی تلاشی لی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ کچھ عرصہ ہوا چندر پرکاش ایک نوجوان ایبٹ آباد سے اس الزام میں گرفتار کر لیا گیا تھا کہ اس نے فوجوں کو ورغلانے کی کوشش کی ہے۔ کہا جاتا ہے کسی نے مخبری کی ہے۔ چندر پرکاش کو ڈاکٹر ستیہ پال نے ایبٹ آباد بھیجا تھا۔ اور زاد راہ کے لئے بیس روپے بھی کانگرس کمیٹی سے دلوائے تھے۔ اسی روپے کا اندراج دیکھنے کے لئے غالباً یہ تلاشی ہوئی ہے۔ چنانچہ پولیس ایک رجسٹر لے گئی ہے۔ لوگ اس تک ودو سے یہ نتیجہ نکال رہے ہیں کہ ڈاکٹر ستیہ پال پر کسی سازش کے مقدمہ کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔

—— پنڈت موتی لال نے ... کو کانگرس

—— لاہور ۳۰ جون۔ پنڈت موتی لال نہرو کی گرفتاری کی اطلاع آناً فاناً شہر میں پھیل گئی۔ اور فوراً ہڑتال شروع ہو گئی۔ کشمیری بازار کے مسلمانوں نے ہڑتال میں کوئی حصہ نہیں لیا۔ اور شہر کے دیگر حصص کے مسلمان دوکاندار بھی بالکل علیحدہ رہے۔

—— بنارس ۲۹ جون۔ آج یہاں بنارس کانگرس کمیٹی کے سیکرٹری مسٹر تارا پدا امٹی چاریہ اور تین سر برآوردہ کانگرسی رضاکار گرفتار کر لئے گئے۔

—— شملہ ۲۹ر جون معلوم ہوا ہے کہ آنریبل میاں سر فضل حسین شملہ سے ایک مختصر سیاحت پر شمال مغربی سرحدی صوبہ کو روانہ ہو گئے ہیں۔

—— پشاور ۲۹ جون۔ جمعہ کو باغ میں تیراہ کے آفریدیوں نے ایک بڑا جرگہ منعقد کیا۔ اور پشاور پر حملہ کرنے کے لئے ایک اور لشکر بھیجنے کے متعلق سرگرم گفتگو کرتے رہے۔ لیکن کوئی قطعی فیصلہ نہ کر سکے۔ صوابی۔ مردان اور مالاکنڈ میں فوجی دستوں کی نقل و حرکت کامیابی کے ساتھ ختم ہو گئی ہے۔

—— کراچی ۳ جون۔ حاجی عبد الغنی صدر حج کمیٹی کراچی برقی پیغام کے ذریعہ سے مطلع فرماتے ہیں کہ مغل لائن کا جہاز جہانگیر کراچی اور بمبئی کے مسافر لے کر جدہ سے روانہ ہو چکا ہے اور امید ہے کہ ۷ یا ۸ جولائی کو کراچی پہنچ جائے گا۔

—— کلکتہ ۳۰ جون۔ اننتا سنگھ اشتہاری مجرم نے جسے چٹاگانگ کے اسلحہ خانہ پر حملہ کرنے والوں کے رہنماؤں سے بتایا جاتا ہے ایلسم روڈ کے خفیہ پولیس کے ہیڈ کوارٹر میں اپنے آپ کو پولیس کے حوالہ کر دیا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے ایک مختصر بیان میں کہا کہ حملہ کے سلسلہ میں اب تک جو اشخاص گرفتار ہوئے ہیں وہ بیگناہ ہیں۔ اس نے اپنے آپ کو پولیس کے حوالے کر دیا ہے۔ تاکہ اس پر مقدمہ چلایا جائے۔

—— الہ آباد یکم جولائی۔ پنڈت موتی لعل نہرو اور ڈاکٹر سید محمود نے اپنے مقدمہ کی کارروائی میں حصہ لینے سے انکار کر دیا۔ آج ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے انہیں چھ چھ ماہ قید محض کی سزا دی۔

اُن پر مجمع خلاف قانون کے ارکان ہونے اور نظرانداز دادیں منظور کر کے تین آرڈیننسوں کی خلاف ورزی کے متعلق اقدام جرم کرنے کے الزامات عاید کئے گئے تھے۔ دونوں جرموں میں جو سزائیں دی گئی ہیں۔ وہ اکٹھی شروع ہوں گی اس لئے کل سزا چھ چھ ماہ قید محض۔

—— الہ آباد۔ ۳۰ جون اطلاع موصول ہوئی کہ کانگرس کی مجلس عاملہ کے رکن مولانا ابوالکلام آزاد کل رات کلکتہ جاتے ہوئے بمقام پٹنہ گرفتار کر لئے گئے۔ آج نئی گرفتاریوں کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرنے کے لئے شام کو پرشوتم داس پارک میں ایک عظیم الشان جلسہ ہوا۔

—— الہ آباد یکم جولائی۔ اطلاع آئی ہے کہ مولانا ابوالکلام آزاد کی گرفتاری کی خبر صحیح نہیں۔ کل کی تاریخ کا پٹنہ سے ایک پیغام موصول ہوا ہے۔ جس میں لکھا ہے کہ مولانا کل صبح وہاں پہنچے۔ اور ریلوے اسٹیشن پر ان کا شاندار استقبال کیا گیا۔

—— بمبئی سماچار اس خبر کا ذمہ دار ہے کہ مسٹر عبید اللہ بریلوی ایڈیٹر بمبئی کرانیکل نے کانگرس مسلم پارٹی سے استعفیٰ دیدیا ہے۔ سبب اب تک معلوم نہ ہو سکا۔ مسٹر بریلوی کا اس پارٹی کے محرک وموجد تھے۔ اور اب تک اس کے صدر رہے۔

—— انگورہ ۳۰ر جون۔ حکومت ترکی نے حکومت ایران سے شکایت کی ہے کہ کردوں کے دستوں نے ایران سے ترکی میں داخل ہو کر وہاں لوٹ مار کا بازار گرم کر دیا۔ اور باشندوں کو تباہ دست پراگندہ کر رہے ہیں۔

ترکوں کی زبردست فوجوں نے طیاروں کے ساتھ حملہ آوروں کو سخت نقصان پہنچایا ہے۔ ایک دستہ کے باقیماندہ اشخاص کوہ ارارات کی بلندیوں پر موجود ہیں۔ ترکی و ایرانی سرحد کے دونوں طرف فوجیں نگرانی کر رہی ہیں۔

—— طہران ۳۰ جون۔ ریلوے کے ٹھیکے کی منسوخی کے بعد ایک جرمن کمپنی کے ساتھ گفت وشنید ہو رہی ہے۔ جس سے غالباً ریلوے لائن کے شمالی حصے کی تکمیل کے لئے ایک معاہدہ ہو

مذاہب عالم کی کتب مقدسہ

میں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کے روشن دلائل

(از جناب مولوی عبدالحق صاحب ودیارتھی)

انبیاءِ عالم میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی یہ خصوصیت حاصل ہے کہ آپ نے کل اقوام کے انبیاء کی اور ان کی کتابوں کی تصدیق کی اور ان پر ایمان لانا ایسا ہی ضروری ٹھہرایا جیسا کہ خود اپنی نبوت اور رسالت پر۔ اسلام کا یہ عقیدہ اس قدر عظیم الشان اور ضروری ہے کہ جس پر نہ صرف اتحاد اقوام اور مذاہب عالم کی بنا قائم ہوتی ہے۔ بلکہ اس عقیدہ سے اگر ایک لمحہ کے لئے بھی روگردانی کر لی جائے تو دنیا کے تمام مذاہب کی عمارت اسی وقت زمین پر آ رہتی ہے۔

اسلام کے نزدیک مذہب ایک عالمگیر حقیقت ہے کہ جو دنیا کے تمام اقوام کے اندر پائی جاتی ہے۔ دنیا کی کوئی قوم کبھی بھی اس نعمتِ عظمیٰ سے محروم نہیں رکھی گئی۔ اگر ہر شے کی ہستی کا انحصار اس کا قیام اور اس کی ترقی اس قانون پر منحصر ہے کہ جو اس کے اندر ودیعت کیا گیا ہے اور خالقِ کائنات نے ایک ذرہ سالمہ کو بھی اس قانون سے خالی نہیں رکھا۔ تو یقیناً انسان بھی جو قدرت ربانی کی بہترین صنعت ہے۔ اور اس کی ترقیات کا میدان بھی لامحدود نظر آتا ہے۔ اپنے قیام و بقاء اور ارتقاء کے لئے ایک قانون یا طریق کا محتاج ہے۔ اس قانون کا کسی خاص وقت اور کسی خاص قوم کے ساتھ مخصوص ہونا نہ صرف رب العالمین کے انصاف اور رحم پر ہی دھبہ نہیں لگاتا۔ بلکہ مذہب کی اہمیت اور صداقت کو بھی ہماری نظر سے گرا دیتا ہے۔ ایسی صورت میں مذہب کوئی ضروری چیز نہیں معلوم ہوتی۔ کہ جس کو تمام اقوام تک پہنچایا جائے۔ یا اگر زمانہ کی دست برد سے اس میں تحریف اور تغیر و تبدل راہ پا گیا ہو تو پھر اس کو نئے سرے سے پاک اور صاف کر کے نسلِ انسانی کو دیا جائے۔

اگر دنیا کی ایک خاص قوم کے سوا کل اقوام عالم مذہب کے بغیر اپنا وجود دنیا میں قائم رکھ سکتی تھیں اور بغیر الہام اور وحی یا قانونِ مذہب نیکی اور تقویٰ کے وہ اعلیٰ نمونے پیدا کر سکتی تھیں کہ جو دنیا میں کبھی بدھ۔ کبھی زرتشت۔ ابراہیم۔ موسیٰ۔ کرشن اور کبھی عیسیٰ مسیح کے نام سے مشہور ہوئے تو نہیں معلوم اصلاح و ہدایت کے لئے کسی ایک خاص قوم اور ملک کو مخصوص کر لینے کی ضرورت ہی کیا تھی۔

اور اگر خدا ہی کچھ اس قسم کا خدا ہے کہ اس کی جزا اور سزا کا قانون اپنے اور پرائے میں تفریق کرتا ہے۔ یعنی اپنی چہیتی قوم کو قانون سے واقف کرتا ہے۔ مگر دوسروں کو بلا وجہ اندھیرے میں رکھ کر ہلاک کرتا ہے تو ایسا خدا بھی قطعاً اعتبار کے قابل نہیں۔ وہ یقیناً اندھیر نگری کا چوپٹ راجہ ہے۔ کہ جس کے ملنے سے نہ ماننا ہی بہتر ہے۔ یہ مضمون ایک نہایت ہی وسیع اور مذاہب عالم کے غور کے قابل مضمون ہے۔ کہ جس پر جتنا بھی سوچا جائے یہی معلوم ہوتا ہے کہ مذہب کی ضرورت صرف اسی صورت میں ہے۔ کہ جسے اسلام نے پیش کیا ہے۔ کہ دنیا کی ہر ایک قوم میں وقتاً فوقتاً حسب ضرورت انبیاء مبعوث ہوتے رہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی رحمانیت اقوام عالم کو سچے مذہب سے کسی وقت بھی محروم نہ رکھے اور مذہب بطور ایک حقیقت ثابتہ کے ہر قوم اور ہر زمانہ میں پایا جائے۔ اور اس کے داعی اس کی تبلیغ کو اپنی زندگی کا نصب العین سمجھیں۔ دنیا کی کوئی بڑی سے بڑی طاقت ان کی اس راہ میں جدوجہد کو روک نہ سکے۔ زلزلے آئیں۔ طوفان اٹھیں۔ کشت و خون کے دریا بہ جائیں۔ اور انسان یہ سمجھ لے کہ مذہب اور طریق حق کے قبول کئے بغیر کوئی چارہ نہیں۔ ورنہ یہ بھی کوئی مذہب ہے۔ کہ ایک دوسرے کے کان میں گیت بھاشن کیا جائے (منتر پڑھے جائیں) تاکہ اس کے اصول اور عقاید کی کسی ساتھ والے کو خبر تک نہ ہو۔

ختم نبوت پر ایک دلیل

اسلام کا یہ عقیدہ کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت

اور قطعیت کے ساتھ کسی نبی نے بھی یہ تعلیم نہیں دی کہ کل اقوام عالم میں نبی مبعوث ہوتے رہے ہیں۔ اور ایک مومن کے لئے ان سب پر ایمان لانا ضروری ہے۔ کیونکہ جب تک انبیاء کا سلسلہ جاری تھا۔ کل انبیاء پر ایمان کامل ہو ہی نہیں سکتا تھا۔ اور نہ ان سب کی تصدیق ہو سکتی تھی۔ ہاں جب انبیاء کا سلسلہ ختم ہو گیا اور نبی آخر الزمان بھی آ گیا۔ تو اقوام عالم کی نبوت کا دائرہ مکمل ہو گیا۔ اور اس وقت ضرورت تھی اس امر کی کہ وحدت نسل انسانی کو قائم کرنے کے لئے خاتم الانبیاء کی وساطت سے کل انبیائے عالم پر ایمان لایا جائے۔ اور دنیا کی کل قومیں اس نبی آخر الزمان پر ایمان لا کر انبیاء عالم کی مصدق ٹھہریں۔ اور یوں دنیا کی متفرق اور پراگندہ اقوام کے اندر رشتہ اتحاد پیدا کیا جائے۔ اور یہ دلیل ہوا اس بات کی۔ کہ دنیا کا یہ کارخانہ کسی اندھا دھند قانون کا نتیجہ نہیں بلکہ ایک حکیم اور علیم خدا کے تصرف اور ارادہ سے ارتقاء کی منازل کو طے کر رہا ہے۔ اور مذہب کی ضرورت جس طرح ابتداء دنیا میں تھی اور ادوار وسطیٰ میں رہی یقیناً آخر دنیا تک رہے گی۔ انسان کے لئے اس سے آزاد ہو کر ترقی کرنے کی کوئی راہ نہ کبھی تھی اور نہ ہو سکتی ہے۔

کل انبیاء عالم نے آنحضرت صلعم کی تصدیق کی

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس صداقت کو دنیا میں لایا۔ کہ جس نے فی الحقیقت مذہب کی ضرورت ثابت کرنے کے بعد اس کی بنیاد کو قائم اور راسخ کر دیا۔ اس نے کل انبیائے عالم کی تصدیق کی اور یوں کل انبیاء کی مجموعی شہادت سے مذہب کی حقانیت کو ثابت کر دیا۔ لیکن اس دور دہریت اور لامذہبیت میں شاید اس عظیم الشان شہادت کو کہ جو اس قدر اہم اور ناقابلِ تردید ہے۔ کہ دنیا کی تمام اقوام کے مسلمہ رہنما اس شہادت میں متفق اللسان ہیں اس لئے ہم تمام غیر مذاہب کے انصاف پسند احباب کی توجہ ایک اور نہایت ہی اہم شہادت کی طرف دلاتے ہیں۔ جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کل انبیاء اقوام کی تصدیق کرتے ہیں۔ ان پر ایمان لانا ایک مسلم کے لئے ضروری ٹھہراتے ہیں۔ اسی طرح کل اقوام عالم کے عظیم الشان انبیاء بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرتے ہیں اور اپنی اپنی امتوں کو آپ پر ایمان لانے کی تاکید کرتے ہیں۔ بانیان مذاہب عالم میں سے کوئی نبی نہیں گذرا کہ جس نے اس عظیم الشان آخری نبی کے متعلق بشارت نہیں دی۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء کا مصدق تھا اور یہ اصول اقوام عالم میں اتحاد اور یگانگت پیدا کرنے اور وحدتِ نسل انسانی کی ایک مضبوط بنیاد ہے۔ لیکن انبیاء عالم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مصدق تھے۔ یہ صداقت اسلام اور وحدت ادیان کی اس سے بھی بڑھ کر عظیم الشان دلیل ہے۔ ہر ملک اور قوم کے کسی نہ کسی نبی نے آپ کی آمد کی شہادت دی۔ ایک معقول پسند آدمی کے لئے غور کرنے کا نکتہ ہے کہ وہ انبیاء جو ہزار ہا سال پیشتر عرب سے دور دراز ممالک میں مبعوث ہوئے انہوں نے ایک ہی خبیر اور علیم ہستی کی مدد سے ایک عظیم الشان نبی کے ظہور کی پیشگوئی کی۔ اور وہ پیشگوئی بھی محض خبر کے رنگ میں نہ تھی۔ بلکہ اس کے ساتھ دلائل اور اللہ تعالیٰ کی زبردست قوت اور قدرت کے نشانات کا سلسلہ تھا۔ کہ جن کا ظہور ایک معمولی انسان کی طاقت سے ناممکن تھا۔ کیا یہ شہادت اس قابل نہیں کہ دنیا کے عقلاء اور دانشمند ان واقعات کو سامنے رکھ کر سر جوڑ کر بیٹھیں اور غور کریں۔ کہ ایک اُمّی اور دنیوی علوم اور دنیا مذاہب سے ناواقف شخص ایک ایسی بات کہتا ہے کہ جو اس [illegible] مذاہب

کل اقوام میں ہمیں انبیاء اور مصلحین کا سلسلہ ایک زنجیر کی طرح مسلسل زمانہ کے ساتھ ساتھ چلا آتا ہوا نظر آتا ہے۔ پھر دنیا کی ان متفرق اقوام کے مختلف اللسان انبیاء ہزار ہا سال پیشتر اپنے اپنے صحیفوں میں اس شخص کے متعلق بشارات دیتے ہیں۔ اور وہ بشارات بھی زمانہ میں ہمیشہ ہونے والے تغیرات اور آفات کے نشانات کے ساتھ نہیں۔ بلکہ ایسے نشانات اور دلائل کے ساتھ کہ جن کا پورا کرنا انسانی ہاتھ کا کام نہیں۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اس موعود کل ادیان کی تعلیم اقوام دنیا اور نسلِ انسانی میں وحدت پیدا کرنے کے لئے بے نظیر ہے۔ کہ جس کی اس وقت اس دور فتنہ و فساد میں ازبس ضرورت ہے۔

پارسی مذہب کی کتاب دساتیر کی شہادت

زمانہ کی موجودہ زندہ اقوام میں پارسی اور آریہ اپنی قدامت کے لحاظ سے ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ مہاتما تلک اور لالہ لاجپت رائے جیسے قابل ہندو مورخین بھی ان دونوں کی قدامت کے قائل ہیں۔ ان دونوں میں سے ہم پہلے پارسی مذہب کو لیتے ہیں کہ جن کے ہاں کتابوں کے دو دفتر ہیں۔ جن کو پارسی مذہب کا عہدِ عتیق اور عہدِ جدید کہا جا سکتا ہے دساتیر اور ژند اوستا ان میں سے کسی کو قدامت کا فخر حاصل ہے۔ پارسی مذہب کے مختلف علماء میں اس کے متعلق سخت اختلاف ہے۔ اس پر بحث کرنے کی ہمیں اس وقت کوئی ضرورت نہیں۔ دساتیر میں نمبر ۱۴ کا نامہ حضرت ساسان اول سے منسوب ہے۔ اس میں اسلامی عقاید اور خیالات کی تائید کے علاوہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ایک صاف اور بین بشارت ہے۔ یہ بشارت پارسی قوم یا مجوس میں اس قدر اہمیت اور شہرت رکھتی تھی۔ کہ حضرت ساسان سے ہزار ہا سال بعد بھی مجوسی اسی مبشر بہ کی تلاش میں سرگرداں پھرا کرتے تھے۔ چنانچہ متی انجیل نویس نے اسی شہرت کی بنا پر ایک فرضی واقعہ گھڑ کر اس پیشگوئی کا مصداق جناب مسیح کو ٹھہرانے کی کوشش کی ہے۔ کہ جس پر ہم آگے چل کر بحث کریں گے کہ کسی وقت ایران میں انتہا درجہ کی طوائف الملوکی اور بدکاری پھیل جانے کی خبر دینے کے بعد حضرت ساسان فرماتے ہیں۔

چوں چنیں کارہا کنند از تازیاں مردے پیدا شود
کہ از پیروانِ او دیہیم و تخت و کشور و آئین ہمہ
برافتد و شوند سرکشاں زیر دستاں
بہ بیند بجائے پیکر گاہ و آتش کدہ خانہ آباد بے پیکر
شدہ نماز بر دن سو۔
و باز ستانند جائے آتش کدہ ہا مدائن و گرد ہا و
آں و توس و بلخ و جاہا بزرگ۔ پس افتند درہم
دانایانِ ایران و دیگراں در ایشاں درروند"

ترجمہ:۔ ایرانی جب اس طرح بدکار ہو جائیں گے۔ تو عرب میں سے ایک شخص پیدا ہوگا۔ اس کے متبعین کے ہاتھوں ایران کا تاج و تخت اور حکومت و مذہب سب کچھ درہم برہم ہو جائے گا۔ ایران کے بڑے بڑے سرکش لوگ مغلوب ہو جائیں گے۔ وہ گھر "جو آباد" یعنی حضرت ابراہیمؑ کا بنایا ہوا ہے۔ جس میں بہت سے بت رکھے گئے ہیں۔ بتوں سے خالی ہو جائے گا۔ لوگ اس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھیں گے۔ اس کے متبعین پارسیوں کے شہر اور اس کے اردگرد توس و بلخ اور بڑے بڑے مقامات پر قبضہ کر لیں گے۔ لوگ آپس میں الجھ پڑیں گے۔ اور ایران کے دانا اور دوسرے لوگ ان کے متبعین میں داخل ہو جائیں گے"۔

یہ پیشگوئی اس کتاب میں ہے کہ جو آج پارسیوں کے ہاتھ میں ہے پیشگوئی کے الفاظ نہایت صاف اور صریح ہیں۔ پیدا ہونے والا عظیم الشان انسان عربی ہے۔ ایرانی اس کا مذہب قبول کریں گے۔ آتشکدے ویران ہو جائیں گے۔ بتکدے اٹھائے جائیں گے اور لوگ کعبے کی طرف منہ کر کے نماز پڑھیں گے۔ کیا اس پیشین گوئی کا مصداق محمد رسول اللہ صلعم کے سوا کوئی اور ہو سکتا ہے؟

متی انجیل نویس کا مغالطہ

انجیل نویسوں میں متی ایک خاص طبیعت اور ذوق کا آدمی ہے اس کو جہاں کہیں سے ذرا سی اڑتی ہوئی خبر ملتی ہے۔ اسے جناب مسیح پر جھٹ چسپاں کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ قدیم نوشتوں

خبریں

—— معاصر نیرایسٹ رقمطراز ہے کہ عراق ریلوے نے ایک جدید اور نیا دل پسند رستہ تیار کر دیا ہے جس پر لندن کا سفر اختیار کیا جاسکے گا۔ بغداد سے لندن جانے کے لئے آٹھ روز صرف ہوں گے۔ اور اول درجہ میں ۶۳۲ روپے صرف ہوں گے۔ بغداد سے کرک کی گاڑی پر سوار ہو کر مسافر اگلے روز صبح کو کرک پہنچے گا۔ اور موٹر پر سوار ہو کر موصل جائے گا۔ اور جدید ریسٹ ہاؤس میں رات بسر کرکے پھر موٹر میں سوار ہو جائے گا۔ اور ترکی سرحد پار کرکے نصیبین پہنچ جائے گا۔ نصیبین سے پھر ریل گاڑی میں سوار ہوگا حلب میں اس کا ڈبہ حیدر پاشا جا نیوالے اکسپرس میں لگا دیا جائے گا۔ استنبول سے وہ براہ راست پیرس پہنچ جائے گا۔ پیرس سے لندن جانا معمولی بات ہے

—— ڈیلی ٹیلیگراف کے نامہ نگار کے حوالہ سے معاصر اسیاستہ قاہرہ کا نامہ نگار لندن اطلاع دیتا ہے کہ حکومت مصر نے قاہرہ کو مضبوط اور دلفریب بنانے کی تدابیر اختیار کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ اس غرض کے لئے وہ ۴۰ ہزار پونڈ صرف ایک بڑے بازار کی تعمیر کے لئے خرچ کرے گی۔ یہ بازار نیل کے ساتھ ساتھ جائے گا۔ اس کے ساتھ ہی دوسرے بازاروں اور گلیوں کو بھی حسین وجمیل بنا جائے گا۔ باغ اور میدان وسیع کئے جائیں گے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ قاہرہ مشرق کا حسین ترین شہر بن جائے گا۔

(کویت) شیخ حافظ وہبہ نے ایک اخباری نمائندے سے بیان کیا کہ حکومت ملک ابن سعود اپنے ملک کو ہوائی طور پر مسلح کر لینا چاہتی ہے۔ اس کو ان ہوائی جہازوں کے فوائد کا بہت خوش گوار تجربہ ملا ہے جو اس نے برطانیہ سے مزید سے تھے۔ ہوائی جہازوں کے لئے دو مرکز بنائے گئے ہیں۔ جلالت الملک کا ارادہ ہے کہ چار اور ہوائی جہاز خریدے جائیں۔ جو انہیں لے کر ملک کے مختلف اقطاع و اقطار میں سفر کریں۔ حافظ وہبہ نے بیان کیا کہ امسال کا حج بہت شاندار ہوگا۔ اس لئے کہ رمضان سے پہلے ہی ۴۰ ہزار حاجی آ چکے ہیں۔

—— بیت المقدس میں ایک جدید جماعت قائم ہوئی ہے جس کا نام حزب استقلال اس جماعت کے مقاصد حسب ذیل ہیں۔

(۱) فلسطین کے لئے آزادی کامل کا حاصل کرنا اور وحدت عربیہ کو برقرار کرنا

(۲) برطانی حکمداری کو دور کرنا اور بالفور کے وعدے کو منسوخ کرنا۔

(۳) فلسطین میں جمہوری وطنی حکومت کرنا۔

(۴) ان امور کے لئے جن امور کی ضرورت ہے ان کو معلوم کرنا اور ان پر عمل کرنا

—— آستانہ۔ امان اللہ خاں سابق بادشاہ افغانستان واپس روما تشریف لے گئے ہیں۔ توقع کی جاتی ہے کہ وہ آئندہ موسم گرما میں واپس آستانہ آئیں گے اور اس محل میں اقامت گزیں ہوں گے جو طرابیا میں ان کے لئے تجویز ہوا ہے روانہ ہونے سے قبل انہوں نے افغانستان جانے کے ارادے کی تردید کی۔ اور اس امر پر مسرت کا اظہار کیا کہ شاہ نادر خاں ان کے اصلاحی پروگرام پر عمل کر رہے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ امان اللہ خاں اور ترکی و روس کے سفراء میں جو گفتگو ہوئی تھی۔ وہ ناکام ہو گئی ہے۔

—— نئی دہلی ۱۲ مارچ۔ بذریعہ ٹیلیفون اطلاع موصول ہوئی ہے کہ اسمبلی نے کا ٹن ٹیرف بل منظور کر لیا۔ قوم پرست جماعت کے ارکان زیر سرکردگی پنڈت مالوی واک آؤٹ کر گئے۔ مسٹر جیٹی کی ترمیم ۴۲ آراء کے مقابلہ میں ۶۲ آراء سے منظور ہو گئی۔

—— مرکزی سائمن کمیٹی کی رپورٹ کے متعلق جو اختلافی نوٹ ڈاکٹر عبداللہ سہروردی نے لکھا تھا وہ رپورٹ کے ساتھ شائع نہیں ہو سکا تھا۔ لیکن اب یہ نوٹ بطور ضمیمہ شائع ہو گیا ہے جس کا مفاد عنقریب ہدیہ قارئین کرام کیا جائے گا۔

—— لاہور ۱۲ مارچ۔ آج مسٹر ڈزنی مجسٹریٹ دفعہ ۳۰ کی عدالت میں ضلع لاہور کے تین کسانوں کا مقدمہ پیش ہوا۔ ملزمان کے خلاف یہ الزام تھا کہ انہوں نے گذشتہ ماہ اپریل میں موضع نیاز پور ضلع لاہور میں پولیس افسروں کا لباس پہن کر چند ایک آدمیوں کو لوٹا اور زدوکوب کیا تھا۔ تقریباً ایک سال کی طویل سماعت کے بعد عدالت نے ملزموں میں سے دو کو تو بری کر دیا۔ اور تیسرے کو جو کہ حولدار بنا تھا ڈیڑھ سال قید سخت کی سزا دی۔

—— محکمہ زراعت کے ڈپٹی ڈائرکٹر صاحب ۴ اور ۲ اپریل کو گورداسپور فارم میں گھریلو صنعت کے طور پر کھلی کڑاہی میں سفید شکر تیار کرنے کے جدید طریقے کی نمائش کریں گے جو لوگ اس موقع پر موجود ہونا چاہیں شوق سے تشریف لائیں۔

—— ڈیرہ دون ۲۸ مارچ۔ سابق مہاراجہ نابھہ نے اپنی بیٹی کملیہ کی رانی امرت کور کے خلاف گذشتہ دسمبر میں سب جج ڈیرہ دون کی عدالت میں

تین لاکھ چار ہزار کا دعوی دائر کیا تھا۔ جس کی بابت بیان کیا گیا ہے کہ سابق مہاراجہ نے یہ روپیہ اپنی بیٹی کو بہ حفاظت رکھنے کے لئے دیا تھا۔

عدالت نے ڈھائی لاکھ روپیہ معہ خرچہ کی ڈگری دے دی ہے باقی چون ہزار روپیہ دعوے سے خارج کیا گیا۔

—— چاٹگانگ ۲۷ مارچ۔ ڈاکٹر محمد عالم بنگال پراونشل مسلم پولیٹکل کانفرنس کے آئندہ اجلاس کے جو ایسٹر کی تعطیلات میں ہوگا صدر منتخب ہو گئے ہیں۔ اس موقع پر بہت سی دوسری کانفرنسیں بھی منعقد ہوں گی۔

—— حیدرآباد سندھ ۲۱ مارچ۔ سندھ پراونشل کانگرس کمیٹی نے فیصلہ کیا ہے کہ قانون نمک کے خلاف ستیہ گرہ کمیٹی قائم کی گئی۔ جس کے صدر ڈاکٹر چوئیتھرام قرار پائے۔ یہ کمیٹی ستیہ گرہ کے طریق کار اور مقام کا فیصلہ کرے گی۔ اور رضاکار بھرتی کرکے ان کی تربیت کا انتظام پروپیگنڈے کی اشاعت اور ستیہ گرہ کی کوشش کرے گی۔ بیس ہزار اشتہار شائع کرنے کا۔

—— مدراس ۲۷ مارچ۔ خواتین ایشیا کی مجوزہ کانفرنس کے سلسلے میں حسب ذیل خواتین نے ایشیا کے مختلف ممالک کی نمائندہ خواتین کے نام دعوت نامے ارسال کئے ہیں۔ جن میں لکھا ہے کہ جنوری سنہ ۱۹۳۱ء خواتین ایشیا کی کانفرنس کا پہلا اجلاس ہندوستان کے کسی شہر میں منعقد کیا جائے اور خواتین کو ہر اعتبار سے بام ترقی پر پہنچانے کے لئے سرگرم کوششوں سے کام لیا جائے۔

—— لندن ۲۴ مارچ۔ گذشتہ شب مسٹر ہینڈرسن وزیر خارجہ نے دفتر خارجہ اور مصری سفارت خانہ کے متعدد افسروں کے ساتھ مصر کے وزیر اعظم نحاس پاشا اور مصری وفد کے دوسرے بہت سے ارکان سے جو برطانیہ اور مصر کے عہد نامہ کے سلسلہ میں لندن آئے ہیں ملاقات کی۔ ہائی کمشنر سر پرسی لورین پہلے ہی لندن پہنچ چکے ہیں۔

عالمِ اسلام

بولشویکوں کو ایک جدید میدان کی تلاش

معاصر استقلال بغداد نے ایک مقالہ میں دربارہ ترکیہ روس پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے۔ کہ ایک طرف تو مغربی اقوام اپنی ممکن مساعی کو اس مقصد کے لئے صرف کر رہی ہیں کہ مشرقی اقوام میں بولشویکی مقاصد کو وسعت حاصل نہ ہو سکے۔ اور دوسری طرف بولشویک رہنما مشرقی ممالک کو اپنے مقاصد کی تبلیغ کے لئے بہترین تصور کرتے ہیں۔

اس لحاظ سے ماسکو خاص طور پر ترکیہ کی طرف متوجہ ہے۔ اس میں شک نہیں کہ فی الحال بالشویک کوئی ایسا اقدام نہیں کرنا چاہتے جس سے وجہ شکایت پیدا ہو۔ کیونکہ یہ طرز عمل ان کے مقاصد کے لئے بہت خطرناک ہوگا۔ لیکن وہ یہ خواہش ضرور رکھتے ہیں کہ ترکی میں بالشویکوں کی ایک پارٹی ہونی چاہئے۔ تاکہ اس کے ذریعے سے ترکی سے متصلہ ممالک میں کامیابی حاصل کی جائے۔

بالشوزم کے رہنماؤں کی دلی خواہش یہ ہے کہ وہ بلادِ عرب کو اپنے مقاصد کی اشاعت کے لئے بطور ایک جدید میدان کے منتخب کریں۔

بولشویکوں کی اس خواہش کی مختلف وجوہات ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ وہ ممالک جن پر یورپین حکومتوں کا تسلط و اقتدار ہے بہت جلد بالشوزم کو قبول کر سکتے ہیں۔ علاوہ ازیں اگر بالشویک دنیا میں اپنی ایک قوت بنانے میں کامیاب ہو گئے تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ جمہوریہ روس کو بین الاقوامی سیاست میں غیر معمولی اقتدار حاصل ہو جائے گا۔

روس کے روزنامہ ایزوستانے بھی حال ہی میں اپنے خاص مقالہ میں لکھا ہے کہ ہماری حکومت اور دولت ترکیہ کے تعلقات غایت درجہ دوستانہ ہیں۔ ہم ترکی کی دوستی کو نظر انداز نہیں کر سکتے۔ کیونکہ اسی دوستی پر ہماری مشرقی و مغربی سیاست کی مستحکم بنیاد قائم ہے۔

نمائندہ ترکی دربارِ حجاز میں

منصب کی ترفیع

معاصر اُم القریٰ لکھتا ہے کہ حکومت ترکی نے دوسری حکومت کے نمائندوں کے مراتب کو مدِ نظر رکھتے ہوئے اپنے نمائندہ متعینہ جدہ کے منصب کو ایجنسی سے وزیر مختار کر دیا ہے۔ آج کل عبدالغنی سنی بے دربار حجاز میں ترکیہ کی نمائندگی کر رہے ہیں۔

اعلیٰحضرت شہریار غازی کی عسکر دوستی

معاصر اصلاح کابل نے اعلیٰحضرت شاہِ افغانستان شہریار غازی خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ کی عسکر دوستی اور مساوات پسندی کی ایک بے نظیر مثال شائع کی ہے۔ اعلیٰحضرت نے وزارت حربیہ کے نام حسبِ ذیل فرمان جاری کیا ہے:

"برادرِ عزیز الوجوم شاہ محمود خاں وزیر حربیہ!

چونکہ میں ان تمام افرادِ وطن کو جو افغانی عسکر میں شریک ہیں اور افغانستان کی شرف و ناموس کے تحفظ و بقا کے لئے ہر وقت فداکاری و جاں نثاری کے لئے آمادہ و مستعد ہیں نہ دل سے دوست رکھتا ہوں اور ان کی محبت کو اپنے دل کی گہرائیوں میں محسوس کرتا ہوں۔ اس لئے بطور اظہار محبت یہ چاہتا ہوں کہ شاہی باڈی گارڈ، توپخانہ ملکی اور دوسرے فوجی اداروں میں سے پانچ پانچ اشخاص علی الترتیب ذاتِ شاہانہ کے ساتھ طعام میں شریک ہوا کریں تاکہ اپنے دستہ کے نمائندہ ہونے کی حیثیت سے شاہی دسترخوان پر شارکت کر سکیں"

اعلیٰحضرت کے اس فرمان کی رُو سے معلوم ہوتا ہے کہ ذات شاہانہ افغانستان کے سرباز و فداکار عنصر کے ساتھ کس قدر عمیق تعلق رکھتے ہیں۔؟

افغانستان کے ایک مشہور مدبر کا انتقال

یہ خبر نہایت افسوس کے ساتھ سنی جائے گی کہ دولت عالیہ افغانستان کے مشہور مدبر دیوان نرنجن داس مرض ہیضہ میں مبتلا ہو کر انتقال فرما گئے۔ آپ غیر معمولی قابلیت کے آدمی تھے۔ افغانستان کے تمام طبقوں میں آپ کی دانشمندانہ صفات کا اعتراف کیا جاتا تھا۔

آپ امیر عبدالرحمٰن خاں کے زمانہ سے دربار افغانستان کے ممتاز عہدوں پر مامور ہوتے چلے گئے ہیں۔ شاہانِ افغانستان آپ پر کل اعتماد رکھتے تھے۔ آپ نے بھی وفادارانہ خدمات کے کسی موقع کو جانے نہیں دیا۔ آپ اعلیٰحضرت فلک آشیاں امیر عبدالرحمٰن خاں اور امیر حبیب اللہ خاں کے عہد میں وزیر مالیہ تھے۔ ۱۹۱۹ء کی جنگ کے بعد راولپنڈی اور منصوری میں صلح کے لئے جو کانفرنس

خبریں

—— بمبئی ۳۱ر اگست۔ وکٹوریہ گارڈنز کے پاس یونیورسٹی بمبئی ملز کے بالمقابل پولیس نے بلوائیوں کے ایک گروہ پر لاٹھیاں چلائیں۔ اور فائر کئے جس سے تقریباً پچاس کارکن مجروح ہوئے۔ کہا جاتا ہے کہ متعدد کارخانوں کے کارکن یونیورسٹی بمبئی ملز کو گئے۔ جو آج صبح کھلا تھا۔ اور کارکنوں کو کام چھوڑنے کے لئے کہا گیا۔ ان کے انکار کرنے پر ہجوم نے کارخانہ پر پتھر برسانے شروع کئے۔

مزید تفصیلات سے معلوم ہوتا ہے کہ آج صبح صرف یہی کارخانہ کھلا تھا جنھوں نے خطرہ محسوس کر کے پہلے ہی پولیس سے امداد طلب کر رکھی تھی۔ چنانچہ آج صبح دو پولیس افسر اور پانچ کانسٹیبل کر وہاں بیٹھ گئے۔ دوسرے کارخانوں کے تقریباً تین کارکن دو جانب سے آئے جنہوں نے پولیس افسروں کے گرد گھیرا ڈال لیا۔ صورت حالات کی نزاکت کو دیکھ کر صدر میں امداد کے لئے فون کیا گیا۔ پانچ پولیس افسر اور پچاس پولیس کانسٹیبل فوراً موقع پر پہنچ گئے۔ اس میں سب انسپکٹر مسٹر سونت پناہ کے لئے پاس کے مکان کو بھاگ گیا۔ کہا جاتا ہے کہ ہجوم نے اس پر پتھر اور دیگر اشیاء برسائیں۔ اس نے ریوالور سے دو فائر کئے۔ جن سے دو آدمی مجروح ہوئے۔ اس کے بعد پولیس نے ہجوم پر لاٹھیوں سے حملہ کیا۔ اور مسٹر سونت کو بچا لیا۔ ۵۰ کارکن مجروح ہوئے۔ جن میں سے پندرہ کانگرسی ہسپتال میں پہنچائے گئے۔ بہت سے کانسٹیبلوں کو بھی خفیف زخم آئے۔ پولیس نے تین اشخاص کو بلوے اور مجمع خلاف قانون کے ارکان ہونے کے جرم میں گرفتار کیا۔

—— پشاور ۱۳ر اگست۔ کل رات کسی نامعلوم گروہ نے فوجی بلاٹیز اسٹیشن ڈرڈ دلکڑی کو دام پر فائر کئے۔ جن سے ایک گورہ جو پہرے پر تھا ہلاک ہو گیا۔ جب پھاٹک کے سنتری نے گولی چلائی تو حملہ آور بھاگ گئے۔ باقی ماندہ رات امن و امان سے گذری۔

—— مین سنگھ ۱۳ر اگست۔ کل شام کے بعد مسٹر بینرا کار بوس انسپکٹر خفیہ پولیس اور مسٹر گنیش چندر گوہا انسپکٹر محکمہ آبکاری کے مکانات پر نصف گھنٹے کے وقفے سے بم پھینکے گئے۔ مسٹر بوس کے دو بھائی خفیف مجروح ہوئے۔ وہ خود مکان پر موجود نہ تھے۔ مسٹر گوہا کے ہاں کسی کو چوٹ نہیں آئی۔ کہا جاتا ہے کہ دونوں بموں میں کارتوس اور گولے بھرے ہوئے تھے۔ جو سخت دھماکے کے ساتھ پھٹے اور تیز روشنی نکلی۔

—— الہ آباد ۱۳ر اگست۔ پایونیر کا بیان ہے کہ صلح کے ایلچیوں اور نہروؤں میں گفتگو ہوئی۔ اس کا نتیجہ نہیں نکلا۔ تصفیہ کی کنجی پنڈت جواہر لال سیکھ تہہ میں سمجھی جاتی ہے۔ اگر یہاں کامیابی ہو گئی تو ... میں مقابلتہً کوئی دقت نہ ہوگی۔ آج کی گفت و شنید میں ایک ممتاز کانگرسی بھی امداد دے گا۔ جو صلح کے لئے بیتاب ہے۔ تمام باتوں کا دارومدار پنڈت جواہر لال پر ہے۔

—— الہ آباد ۱۳ر اگست۔ آج بعد دوپہر سر تیج بہادر سپرو اور مسٹر جیکر نے نہروؤں سے پھر ملاقات کی۔ پنڈتوں نے گاندھی جی کے نام ایک مکتوب دیا ہے جسے وہ پونا لئے جا رہے ہیں۔

—— لاہور ۔ ۳۰ر اگست آج شام لالہ دنی چند بیرسٹر ایٹ لاء لاہور، مولوی محمد عبداللہ ملک لال خاں، لالہ پرشوتم لال سوندھی، لالہ جگن ناتھ، لالہ اچنت رام، لالہ منشی رام جینی، اور مسٹر ہری موہن چیٹرجی کو کراچی میل کے ذریعے گجرات سپیشل میل کے ذریعہ بھیج دیا گیا۔ لالہ دنی چند کے بغیر باقی تمام احباب کو ہتھکڑیاں لگی ہوئی تھیں۔ جیل کے باہر ریلوے اسٹیشن پر بہت سے آدمی جمع ہو گئے۔

لاہور ۳۰ر اگست۔ آج بھی شراب اور غیر ملکی کپڑے کی دو دکانوں پر پکٹنگ لگایا گیا۔ کل ۹ آدمی گرفتار کئے گئے۔ مسلم کلاتھ ہاؤس فرنامتہ سے سات گمٹی بازار سے ایک لوہاری دروازے کے شراب خانے سے ایک

—— لاہور ۱۳ر اگست۔ آج صبح ڈاکٹر انصاری، لالہ دنی چند اور سردار منگل سنگھ ارکان مجلس عاملہ گجرات جاتے ہوئے لاہور ریلوے سٹیشن سے گذرے ان کے ساتھ پولیس کی ایک بہت بڑی جمعیت تھی۔ مسز گوہلی نے دردانگیز گیت گایا۔

—— لاہور ۱۳ر اگست آج ساڑھے آٹھ بجے بعد مغرب ایک غریب الوطن نوجوان مسلمان جو برف خانہ میں مزدوری کا کام کرتا تھا مسلہ پر ... پولیس کے ملتے ... [illegible]

اندر کو دوڑا۔ لیکن اوپر نہ اٹھ سکا۔ اور غرق ہو گیا۔ اکبری دروازہ کی پولیس نے موقع پر پہنچ کر اسے باہر نکلوایا۔ تو معلوم ہوا وہ مر چکا ہے۔ میو ہسپتال میں لاش کا معائنہ کرا کر پولیس اسے تھانہ میں لے گئی۔

—— کلکتہ ۱۳ر اگست۔ مسٹر لومین انسپکٹر جنرل پولیس بنگال جنہیں گذشتہ جمعہ کو مٹفورڈ ہسپتال ڈھاکہ سے نکلتے ہوئے گولی کا نشانہ بنایا گیا تھا آج صبح سوا نو بجے انتقال کر گئے۔ مسٹر ہاڈسن کی حالت بہتر ہو رہی ہے۔

سول کا نامہ نگار خصوصی رقمطراز ہے:۔

۱۹ر اگست کی دوپہر تک خوست کرم اور شمالی وزیرستان کی دیرینہ حالت میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی تھی۔ اور ہماری تمام کاروائیاں پارہ چنار کے نزدیک چکنیوں پر بم گرانے تک محدود ہیں۔

ملا عبدالجلیل کے لشکر کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ ابھی تک دتا خیل کے جنوب میں وادی کے اندر مقیم ہے۔ لیکن اس کے لشکر میں کوئی سرگرمی نہیں پائی جاتی۔ اور معلوم ہوتا ہے۔ ان پر جو بمباری کی گئی تھی۔ اس کا اس قدر اثر ہوا ہے کہ وہ منتشر ہو جائیں گے۔ ان کی دو پہاڑی توپیں جدید نمونہ کی ہیں۔ خیال کیا جاتا ہے کہ انہیں سرحد کے دیگر معرکوں میں بھی استعمال کیا گیا ہے۔ یہ توپیں وہی ہیں جو کسی وقت حکام کابل سے چھینی گئی تھیں۔

میراں شاہ کے شمال اور سپین وان چوکی کے مغرب میں نقل و حرکت کی کوئی اطلاع نہیں۔ لیکن انتہائی شمالی حصہ پیلوار فوجی لکادنگا محاذ پر مزید افغان جماعتیں انگریزی سرحد عبور کر آئی ہیں۔ لیکن دوسری واپس ہو گئی ہیں۔ گولی چلنے کی اطلاع بھی آئی ہے لیکن کسی باقاعدہ مہم کا منصوبہ معلوم نہیں ہوتا۔ بلکہ حملہ آوروں کا مقصد صرف غارت گری معلوم ہوتا ہے۔

—— شملہ ۱۳ر اگست۔ حکومت ہند نے صوبہ شمال مغربی سرحد کی حالت کے متعلق جو رپورٹ وزیر ہند کو بھیجی ہے اس میں لکھا ہے کہ آفریدیوں یا مہمندوں کی حالت میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ ضلع پشاور کی سرحد پر امن ہے تیرہ کے اورکزئی بھی پُرامن ہیں۔ ... معلوم ہوتا ہے کہ وہ افریدیوں کے اثر میں آ جانے پر نادم ہیں۔ ... جنوب مغربی کرم اور وادی ٹوچی کی طرف منتقل ہو گئی ہے۔ کرم کے علاقے میں منگلوں اور چمکنیوں نے ایک فیصلے کی اطاعت قبول کر لی ہے۔ چمکنیوں کے دو قبیلے ابھی تک برسرِ پیکار ہیں۔ اس لئے ہوائی تاخت جاری ہے۔

شورش کرم کے دوسرے حصوں میں پھیل گئی ہے۔ جہاں افغان قبائل۔ جنہیں کو امن کے خلاف کابل کی مخالفت کے لئے طلب کیا گیا تھا۔ اور جو گھروں کو لوٹ آئے ہیں اور منتشر نہیں ہوئے افغان حکام کی مخالفت کے باوجود ہماری سرحد پر حملہ کرنے پر مائل ہیں۔

خوست میں زبردست قبائلی لشکر جمع ہیں۔ اور کرم کے شمال مغربی علاقے پر حملہ کرنے کی دھمکی دے رہے ہیں۔ دوسرے قبائل دتا خیل یا میراں شاہی ٹوچی میں حملہ کرنے کی تجویز کر رہے ہیں۔ سردست حالات پر پورا قابو ہے۔ لیکن خطرے کے امکانات موجود ہیں۔ وزیرستان میں بھی کابل خیل اور دوسرے وزیریوں کی اس جنگ کا ذکر کیا گیا ہے۔ جس میں کپتان ایشکرافٹ اور دس سپاہی مارے گئے تھے۔

—— شملہ یکم ستمبر۔ خار لاچی کے علاقہ میں غنیم صدر کرم سے نکل گیا ہے۔ لیکن اصلی سرحدی لائن پر قابض ہو گیا ہے۔ جہاں سے ملیشیا کی چوکیوں پر مسلسل اور شدید گولیاں برسا رہا ہے۔ ملیشیا کا ایک آدمی ... گیا۔

—— ... ر اگست۔ کوہاٹ کے ایک ہوائی بیڑے نے پارا چنار کے مشرق میں لائی خیلوں کے قبیلوں پر انتباہ کے بعد بم برسائے۔ یہ لوگ ہمارے دیہات پر دستِ تطاول دراز کرتے رہے ہیں۔

—— شملہ ۱۳ر اگست سرحد کی تازہ ترین برقی اطلاعات مظہر ہیں کہ علاقہ مہمند کی حالت میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ باغ میں ایک افریدی مخالف جماعت جرگے منعقد کر رہی ہے لیکن کوئی ٹھیک نتیجہ برآمد نہیں ہوا۔ اسلک اور قبائل کے اکابر بھی علیحدہ جرگے منعقد کر رہے ہیں اور مخالف جماعت کے ساتھ مصالحت ... کے امکانات پر غور کیا جا رہا ہے۔

نمبر شمار	نمبر خریداری	نام	آنہ	روپیہ
۲۱	۱۱۴۴	جناب شیخ غلام حسن صاحب ہیڈ کلرک چھاؤنی جہلم	۰	۱۲
۲۲	۱۱۶۴	" خواجہ گل ضلع فیروزپور	۰	۱۸
۲۳	۱۱۶۵	" مولوی نصیر الدین صاحب جمشید پور	۰	۱۲
۲۴	۱۱۶۸	" حاجی غلام محمد صاحب محیث ڈیرہ جنوبی	۰	۱۲
۲۵	۱۱۷۲	" مولوی عبدالعلیم صاحب	۰	۱۸
۲۶	۱۱۸۵	" غلام محمد صاحب ذیلدار ریاست کپورتھلہ	۰	۱۸
۲۷	۱۱۹۶	" میاں انور پاشا صاحب ریاست حیدر آباد دکن	۰	۸
۲۸	-	-	-	۰
۲۹	۱۲۰۱	" غلام محی الدین صاحب سری نگر	۰	۱۲
۳۰	۱۲۰۵	" مسٹر ہارولڈ ریشبد صاحب	۰	۸
۳۱	۱۲۱۱	" ہیڈ ماسٹر صاحب مڈل سکول شہر پور	۰	۱۸
۳۲	۱۲۱۲	" مولوی سراج الدین مینز انوالی	۰	۱۰
۳۳	۱۲۱۶	" ڈاکٹر عبداللطیف صاحب لاہور چھاؤنی	۸	۱۰
۳۴	۱۲۲۱	" اے جے خلیل بنگلور	۰	۶
۳۵	۱۲۲۳	" مسٹر رحیم بخش صاحب پھلور	۰	۱۸
۳۶	۱۲۲۷	" مسٹر عطا محمد خاں صاحب	۰	۸
۳۷	۱۲۳۳	" راجہ عبدالرحمن صاحب راولپنڈی شہر	۰	۹
۳۸	۱۲۳۴	" قاضی بدرالدین صاحب	۰	۳
۳۹	۱۲۳۵	" ایس۔ اے۔ آر فاروقی	۰	۸
۴۰	۱۲۳۹	" سیکرٹری ذیلدار انجمن بالاپور	۰	۱۲
۴۱	۱۲۴۴	" چوہدری کرامت علی صاحب نمبردار	۰	[illegible]
۴۲	۱۲۴۶	" محمد یعقوب صاحب	۰	۸
۴۳	۱۲۵۰	" منشی محمد بخش صاحب	۰	۱۲
۴۴	۱۲۵۴	" منشی قادر بخش صاحب چھاؤنی مردان	۰	۶
۴۵	-	-	-	۰
۴۶	۱۲۸۴	" میاں محمد اسماعیل صاحب تلکوکے ضلع فیروزپور	۰	۱۲
۴۷	۱۲۸۶	" ملک غلام سرور صاحب اوکاڑہ ضلع منٹگمری	۰	۱۲
۴۸	۱۲۹۳	" سید غلام رسول صاحب رجمنٹل منشی	۰	۶
۴۹	۱۲۹۴	" منشی عبدالکریم صاحب	۲	۱۲
۵۰	۱۲۹۸	" ایم۔ آئی۔ یوسف بیگ صاحب	۰	۱۲
۵۱	۱۲۹۹	" عبدالرحمان صاحب طالب علم	۰	۴
۵۲	۱۳۰۴	" پیر مہتاب شاہ صاحب	۰	۱۲
۵۳	۱۳۰۶	" صوبیدار میر مہدی خاں صاحب	۰	۶
۵۴	۱۳۰۷	" شیخ محمد حسین صاحب اکھنور	۰	۱۲
۵۵	۱۳۰۹	" ایم عبداللہ خاں صاحب	۰	۸
۵۶	۱۳۱۰	" ڈاکٹر شجاعت علی صاحب	۰	۱۸
۵۷	۱۳۱۱	" شہاب الدین صاحب سلوتری	۰	۲
۵۸	۱۳۱۲	" غلام سرور سوہادہ	۰	۶
۵۹	۱۳۱۵	" نور محمد صاحب	۰	۱۲
۶۰	۱۳۱۷	" سید مخدوم صاحب حسینی پور	۸	۱۷
۶۱	۱۳۱۸	" محمد فاروق صاحب	۰	۱۲
۶۲	۱۳۲۲	" سیکرٹری صاحب انجمن اہلحدیث	۰	۸
۶۳	۱۳۳۱	" چوہدری محمد سعید صاحب	۰	۶
۶۴	۱۳۳۳	" محمد قاسم صاحب ٹھیکور ریاست میسور	۰	۶
۶۵	۱۳۳۴	" حاجی عبدالشکور صاحب پشاور	۰	۱۲
۶۶	۱۳۳۵	" خانصاحب عالم خاں صاحب ہزارہ	۰	۱۲

مینجر پیغام صلح

(بقیہ کالم ۳) مدعو کیا۔ سینکڑوں ممتاز ہندوستانی یورپین افسر اور غیر سرکاری اکابر شریک دعوت تھے۔

—— بمبئی ۵ اکتوبر۔ سردار حبیب اللہ خاں قنصل جنرل افغانستان متعینہ دہلی بمبئی سے حسب ذیل برقی پیغام ارسال فرماتے ہیں۔

ہز ہائی نس شہزادہ محمد طاہر خاں فرزند ارجمند اعلیحضرت شہریار محمد نادر شاہ غازی ۸ اکتوبر کو فرنٹیر میل میں بمبئی سے روانہ ہوں گے۔ شدت گرما کے باعث سیدھے پشاور تشریف لے جائیں گے۔ اور ۹ اکتوبر کو شام کے وقت لاہور میں نزول اجلال فرمائیں گے۔

اس مضمون کا ایک برقی پیغام علامہ سر محمد اقبال کی خدمت میں بھی موصول ہوا ہے۔

خبریں

—— بحرین کے تیل پر برطانی کمپنی نے قبضہ کر لیا ہے۔ جس کے خلاف ایران نے جمعیت اقوام میں صدائے احتجاج کی ہے۔

عراق اور ایران میں باہمی دوستی اور خوشگوار تعلقات قائم ہو جانے کی عنقریب امید کی جاتی ہے۔

—— بغداد اور حیفہ کے درمیان ۶۰۰ میل لمبی ریلوے لائن تعمیر کرنے کی تجویز منظور ہو گئی۔

—— حلب کی پولیس نے آرمینیا کے بہت سے باشندوں کو بولشویکوں سے تعلق رکھنے کے جرم میں گرفتار کر لیا۔

—— ۱۵ اکتوبر سے ریلوے گاڑیوں کے اوقات میں پھر تبدیلی کر دی گئی ہے۔ کئی ایک گاڑیاں بند کر دی گئی ہیں۔ کئی ایک برانچوں کی بعض گاڑیاں اتوار کو بند رہیں گی۔

—— امرتسر ۳ اکتوبر۔ بیوپار منڈل کے نمائندوں نے آج صبح ڈپٹی کمشنر سے ملاقات کی۔ مسٹر لاب سپرنٹنڈنٹ پولیس بھی موجود تھے۔ کپڑے کی منڈی کھولنے کے مسئلہ پر گفتگو ہوئی۔ کہا جاتا ہے کہ تاجروں نے ظاہر کیا کہ بیوپار منڈل کوئی سیاسی جماعت نہیں اور اس کی کوشش ہے کہ بازار کھل جائے۔ پکٹنگ نہ ہو۔ اور یہ پولیس کی امداد سے نہیں ہو سکتا۔ ڈپٹی کمشنر نے انہیں یقین دلایا کہ وہ اس معاملہ میں غور کرے گا۔ اور انہیں تاکید کی کہ اپنی تجارت کی خاطر بازار کھلا رکھیں۔

—— لاہور ۴ اکتوبر۔ غیر ملکی کپڑے کی مجلس مقاطعہ نے چھنا مل ملز متصل امرتسر کے مال کو بدیشی قرار دیا ہے۔

برطانی مال کی مقاطعہ کمیٹی نے فیصلہ کیا ہے کہ لوگوں کو لپٹن اور بروک بانڈ چائے خریدنے سے روکا جائے۔ کیونکہ یہ دونوں غیر ملکی ہیں۔

—— سگریٹ کی مجلس مقاطعہ نے سگریٹ بیچنے والوں کو دوبارہ تنبیہ کی ہے کہ وہ غیر ملکی سگریٹ بیچنے سے اجتناب کریں۔ ورنہ عنقریب مقاطعہ شروع کر دیا جائے گا۔

—— گوجرانوالہ یکم اکتوبر۔ گوجرانوالہ کے ہندوؤں نے فیصلہ کیا تھا کہ حکومت کے جبر و تشدد کے خلاف بطور احتجاج امسال دسہرہ منایا جائے۔ باوجود اس کے بعض ہندوؤں نے تیوہار منانے کی خاطر اور دیگر رسوم ادا کئے۔

—— ہوشیارپور ۳ اکتوبر۔ کپڑے کے سوداگروں نے [illegible] جو معاہدہ کر رکھا تھا۔ اس کی نگرانی کے لئے سودیشی پرچارک [illegible] سرگرم عمل ہیں۔ ریلوے اسٹیشن اور چنگی کی پولیس چوکی پہلے [illegible] کپڑے شہر میں جانے دیتے ہیں۔ اس کے علاوہ وہ بازار [illegible] کرتے رہتے ہیں۔

—— پیکن یکم اکتوبر۔ ایک ماہ ہوا ڈاکوؤں کی ایک جمعیت [illegible] لیس واقع جنوبی کانسو کا محاصرہ کر لیا تھا۔ باشندوں نے مقابلہ کیا۔ لیکن آخر وہ عاجز آگئے۔ اس کے بعد ڈاکوؤں نے قصبے میں [illegible] برپا کر دی۔ ہر شخص کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ اور کم عمر لڑکیاں [illegible] لے گئے۔ آٹھ ہزار اشخاص قتل کر دئے گئے۔

—— بمبئی ۴ اکتوبر۔ آج پنجاب کانگرس کمیٹی کے صدر [illegible] قصوری یہاں پہنچے۔ اور انہوں نے کانگرس کا سہ رنگی جھنڈا [illegible]

—— لندن ۳ اکتوبر۔ مارکوئس زٹلینڈ کے وائسرائے [illegible] مقرر ہو کر ہندوستان ہو جائیں گے۔ لیکن خبر گرم [illegible] اور ان کا ایڈیکانگ مقرر کیا گیا ہے۔ اخبار مذکور یہ بھی [illegible] کہ مارکوئس زٹلینڈ کو لارڈ ارون کی جگہ وائسرائے [illegible] پیش ہو گئی ہے۔ لیکن اگر انہوں نے اس عہدے کو قبول [illegible] کے احباب کے لئے موجب مسرت ہوگا۔

—— الہ آباد ۳ اکتوبر۔ آج صبح ریلوے اسٹیشن پر ڈاکٹر [illegible] کی لنڈن کو روانگی پر شاندار رسم الوداع ادا کی گئی۔

—— سورت ۳ اکتوبر۔ کہا جاتا ہے کہ پولیس نے [illegible] بارہ آمد و رفت کے تمام راستے بند کر رکھے ہیں۔ اور بعض [illegible] نامہ نگاروں نے ادا کرنے پر زد و کوب کیا۔

—— پشاور ۳ اکتوبر۔ کل ڈپٹی کمشنر پشاور نے نواب سر عبدالقیوم [illegible] گول میز کانفرنس میں شرکت کے سلسلہ میں ایک [illegible]

خبریں

—— پشاور ۲۸ر اکتوبر - آفریدیوں کی صورت حالات میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی - بیان کیا جاتا ہے کہ دیکھ بھال کرنے والی جماعتوں نے کھجوری میدان میں دورہ کیا کسی قسم کا مقابلہ نہیں ہوا - اور وہ مرکزی کیمپ میں صحیح سلامت واپس آگئیں۔

—— سری نگر ۲۵ر اکتوبر - ریاست کشمیر نے فیصلہ کیا ہے کہ آئندہ پنجاب یا ہندوستان سے تپ دق وغیرہ کا کوئی مریض سری نگر میں داخل نہ ہونے پائے - اس غرض کے لئے ایک چوکی کوہالہ میں اور دوسری بانیہال روڈ پر قائم کی جائے گی - یہاں پر ریاست کے ڈاکٹر تمام سیاحوں کا طبی معائنہ کیا کریں گے۔

—— مدراس ۲۷ر اکتوبر - بارش کی کثرت سے ریلوے لائن اور سڑکوں کو سخت نقصان پہنچا - کل ریڈہل کے پاس ایک ہندو نوجوان بجلی گرنے سے ہلاک ہو گیا - سٹیشن ماسٹر کا لڑکا غرق ہو گیا۔

—— الہ آباد ۱۹ر اکتوبر - آج یہاں کے سٹی مجسٹریٹ نے پنڈت جواہرلال نہرو کو تینوں جرموں کی بنا پر سزا دیدی - چنانچہ باغیانہ تقریر کے جرم میں انہیں ڈیڑھ سال قید بامشقت اور پانسو روپیہ جرمانہ یا تین ماہ مزید قید - قانون نمک کی خلاف ورزی میں چھ ماہ قید بامشقت اور سو روپیہ جرمانہ - یا ایک ماہ مزید قید کی سزا دی گئی ہے - دو موخرالذ سزائیں ایک ساتھ شروع ہوں گی - اور یہ پہلی سزا کے علاوہ ہیں اس طرح گویا پنڈت جی کو دو سال قید بامشقت اور جرمانے کی سزا بھگتنی پڑے گی۔

—— نئی دہلی ۲۹ر اکتوبر - آج علی الصباح پولیس نے سیتارام بازار میں ایک مکان پر چھاپہ مار کر چار خالی بم - سو کارتوس - پانچ نالی والا ایک بھرا ہوا پستول - ایک ریوالور - تیزاب اور دیگر کیمیائی اشیاء کی بچاس بوتلیں اور باغیانہ لٹریچر قبضے میں کر لیا - اور سینل پرشاد کو جس کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ وہ گزشتہ چھ ماہ سے اس مکان میں رہتا ہے - مع اس کی بہن اور دیگر اشخاص کے گرفتار کر لیا۔

—— پشاور ۲۹ر اکتوبر - ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے بردفعہ ۱۴۴ ایک حکم نافذ کیا ہے کہ تمام اشخاص ۸ بجے شام کے بعد روشنی کے بغیر چھاؤنی کی حدود میں پیدل آمد و رفت نہ کریں۔

—— نئی دہلی ۲۹ر اکتوبر - کانگرس کی تیسری ڈکٹیٹر بیگم آصف علی کو ایک سال کے لئے نیک چلنی کا مچلکہ دینے یا ایک سال قید محض کی سزا دی گئی - بیگم صاحبہ ایک کلاس میں رکھی جائیں گی۔

—— کلکتہ ۲۹ر اکتوبر - آج تقریباً ڈیڑھ بجے شب مسٹر اے کے رابرٹسن اسسٹنٹ پولیس کمشنر کے مکان واقعہ میکلوڈ اسٹریٹ میں ایک بم پھینکا گیا - مسٹر رابرٹسن کے سونے کے کمرے کی چند کھڑکیوں کے شیشے ٹوٹ گئے - اور کوئی شدید نقصان نہیں ہوا - خوش قسمتی سے مسٹر رابرٹسن سامنے والے ایک اور کمرے میں سوئے ہوئے تھے۔ معلوم ہوتا ہے کہ بم اس دیوار پر سے پھینکا گیا جو مسٹر رابرٹسن کے مکان کو مسٹر جورڈن کے مکان سے جدا کرتی ہے - مسٹر جورڈن نے دیوار کے قریب جوتوں کا ایک جوڑا دیکھا - کمرے کے اندر اور باہر موری میں المینیم کے ٹکڑے پائے گئے۔

—— بمبئی ۲۹ر اکتوبر - بمبئی میں کانگرس کی پکٹنگ کے مقابلہ پر ایک نئی تحریک جاری کی گئی ہے - کل سپنسر کمپنی کے گودام اور دفتر پر کانگرسی رضاکار عورتوں نے پکٹنگ لگایا - لیکن آج کانگرس کے نو مخالف رضاکاروں نے جو نیلا لباس پہنے ہوئے تھے - اس کمپنی کے باہر ڈیرے ڈال دیئے۔

—— کلکتہ ۲۰ر اکتوبر - آئندہ مردم شماری میں کسی قسم کی نئی اور عجیب تحقیقات کی جائے گی - تعلیم یافتہ بے کاروں کی تعداد معلوم کرنے کی کوشش کی جائے گی - نیز انگریزی خواندہ بے کاروں سے ایک فارم پر کرایا جائے گا - جس پر انہیں اپنی تعلیم کی تفصیلات درج کرنی ہوں گی اور لکھنا پڑے گا کہ وہ کس کام کے لائق ہیں۔

—— پیرس ۲۹ر اکتوبر - رائٹر کے ایک نمائندہ نے مولانا شوکت علی کے ساتھ ملاقات کی اور مولانا محمد علی کی صحت کے متعلق استفسار کیا - کیونکہ آپ پیرس میں وارد ہوتے ہی معمولی سیر و تفریح کے بعد علیل ہو گئے تھے - مولانا شوکت علی نے رائٹر کے نمائندہ کو مطلع کیا کہ مولانا موصوف کی صحت تا پہلے ... اچھی ہے - توقع ہے کہ آپ جمعہ آئندہ کو

لنڈن روانہ ہو جائیں گے۔

—— پشاور ۲۸ر اکتوبر - کابل کے مسافر بیان کرتے ہیں کہ غزنی کی جانب سلیمان خیلوں نے معمولی شورش برپا کر رکھی ہے - جس کے انسداد کے لئے سپاہی بھیجنے کے واسطے لاریاں طلب کی گئی ہیں - مولوی اللہ نواز خاں اور شاہ جی اس تعزیری مہم کے سپہ سالار مقرر کئے گئے ہیں - کہا جاتا ہے کہ حاجی ترنگ زئی ملک محاصل کو ساتھ لے کر سرحدی علاقہ میں واپس آ گئے ہیں - یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ ان کا قصد کیا ہے۔

—— ۲۵ر اکتوبر - یہاں مختلف ذرائع سے جو خبریں موصول ہوئی ہیں ان سے مترشح ہوتا ہے کہ انگریزی فوجیں میدان کھجوری کی طرف بڑھ گئی ہیں جہاں آفریدیوں کے ساتھ ان کی جنگ شروع ہو گئی ہے۔ لیکن ابھی تک سرکاری طور سے اس خبر کی تصدیق یا تردید نہیں ہوئی۔

—— ترچناپلی ۲۹ر اکتوبر - سیلاب اور طغیانی سے بہت سے زراعتی تالابوں کو نقصان پہنچا ہے - جس سے ضلع کے آٹھ دیہات میں پانچسو مکان گر گئے ہیں - مسافر ریلوے اسٹیشنوں میں رکے پڑے ہیں۔

—— لنڈن ۲۶ر اکتوبر - سیاسی اور سرکاری حلقوں میں افواہ پھیل رہی ہے کہ لارڈ ارون نے وزیراعظم اور وزیر ہند کو پرائیوٹ طور سے لکھا ہے کہ اگر گول میز کانفرنس کے نتائج خوشگوار ہوں اور ہندوستان میں میری مخالفت نہ ہو تو اپنے عہدے میں دو سال کی توسیع منظور کر لوں گا - لیکن سرکاری طور پر اس بیان کی تصدیق نہیں ہوئی۔

—— لنڈن ۲۹ر اکتوبر - اخبار ڈیلی ٹیلیگراف رقمطراز ہے کہ سر فرانسس ہمفریز سابق سفیر کابل کا نام بھی لارڈ ارون کے جانشینوں اور وائسرائلٹی کے امیدواروں میں کیا جاتا ہے - سر موصوف کے تقرر کا بھی امکان ہے۔

—— ٹوکیو ۲۹ر اکتوبر - اطلاع موصول ہوئی ہے کہ صوبہ سینٹرل فارموسا میں دیسی باشندوں نے بغاوت کر کے ۸۶ جاپانیوں کو قتل کر دیا ہے - مقتولین میں متعدد طالبات مدرسہ بھی شامل ہیں - باغیوں نے اچانک مونشکا کے سکول پر اس وقت دھاوا بول دیا جب کہ طلبا رسپنٹ رہے تھے - مسلح پولیس کے چھ سو جوان بغاوت کے موقعہ پر بھیجے گئے۔

—— جلالپور شریف ۱۳ر اکتوبر - ۲۷ و ۲۸ر اکتوبر کو جلال پور شریف ضلع جہلم میں حزب اللہ کا عظیم الشان اجلاس منعقد ہوا - جس میں دیگر قرار دادوں کے علاوہ مندرجہ ذیل قرار داد بھی منظور ہوئی۔

زمینداروں کے اقتصادی انحطاط - موجودہ سیاسی حالت اور حاکم و محکوم کے پیش نظر یہ عظیم الشان اجلاس حکومت سے پر زور مطالبہ کرتا ہے - کہ پیداوار اراضی کے موجودہ ارزاں نرخ کے تناسب مالیہ اراضی اور آبیانہ میں تخفیف کی جائے - تاکہ زمیندار تباہی سے بچ جائیں - اور عام رنامی اور بے اطمینانی پیدا نہ ہو - نیز ایک تحقیقاتی کمیٹی مقرر کیا جائے - جس میں غیر سرکاری زمینداروں کی کثرت ہو - اور جو فصل خریف کے مالیہ کی وصولی سے پیشتر لگان میں تخفیف کرنے کی رپورٹ پیش کرے۔

—— ہز ایکسیلنسی کمانڈر انچیف ۹ر نومبر کو اپنے الوداعی دورہ کے سلسلہ میں لاہور پہنچیں گے - اتوار کی صبح آپ گرجا کی نماز میں شامل ہوں گے - پیر کو ۱۱ بجکر ۵ منٹ پر آپ چھاؤنی لاہور کی افواج کا معائنہ کریں گے - اور ۱۲ ویں پلٹن کو شاہی نشان عطا کریں گے۔

—— لاہور ۲۰ر اکتوبر - پریس آرڈیننس کی میعاد ختم ہو گئی ہے لیکن حکومت سیاسی حالت اور سول نافرمانی کے پیش نظر اخبارات کو آزاد اور بے لگام نہیں چھوڑ سکتی - اس سلسلہ پر "پرتاپ" رقمطراز ہے - کہ حکومت ہند نے صوبجاتی حکومتوں کے نام خفیہ سرکلر جاری کر کے دریافت کیا ہے کہ اپنے تجربہ کی بنا پر رپورٹ کریں کہ وہ پریس آرڈیننس کو کس شکل میں مرتب کرانا چاہتی ہیں۔

—— دہلی ۲۹ر اکتوبر - معلوم ہوا ہے کہ تقریباً ۴۵ کانسٹیبلوں کو

خبریں

—— لاہور ۲۰ نومبر۔ آج پولیس انقلاب کچہری سے دفتر اخبار سے ملازم کی تلاشی لی۔ پولیس کی کاتی جمعیت آغا حیدر علی کی معیت میں دفتر مذکور میں آئی۔ اور تلاشی کے بعد پولیس نے ایک نامہ نگار کی مراسلت کا مسودہ دفتر سے برآمد کیا۔ جو منڈی دیوالی سے لکھا گیا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ پولیس اس کی تلاش میں آئی تھی۔

—— امرتسر ۲۶ نومبر سیکرٹری ریڈ کراس سوسائٹی اطلاع دیتے ہیں کہ فرسٹ ایڈ (پہلی طبی امداد) ہوم ہیلتھ (حفظان صحت) اور ہوم نرسنگ (خانگی تیمارداری) کے متعلق ۲۹ ماہ رواں سے ہر ہفتہ۔ سہ شنبہ۔ پنجشنبہ اور شنبہ کو تین بجے بعد دوپہر سرسوتی گرلز سکول ڈھاب کھٹیکاں میں مسز رسل لیکچر دیا کریں گے۔

—— مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کا بیالیسواں اجلاس بنارس میں ہوگا جو ہندو مقام اور ہندوؤں کا مذہبی و تعلیمی مرکز ہے۔ اس لئے ضرورت ہے کہ سب مسلمان بنارس آئیں۔ وہاں کے مسلمانوں کی تعلیمی ضروریات پر غور کریں یہ جلسہ اس سال دسمبر ۱۹۳۰ء میں ہوگا۔

—— پارلیمنٹ کے ایک رکن مسٹر ہارلے پرولیٹ منسٹر کے ایک جلسہ میں کانگرسیوں نے حملہ کیا اور جلسہ میں شور مچا کر اس کو درہم برہم کر دیا

—— ہندوستان کے آئندہ وائسرائے کے متعلق ابھی تک کوئی فیصلہ نہیں ہوا۔ مختلف اشخاص کے متعلق رائے زنی ہو رہی ہے۔

—— اعظم آباد میں بزازوں پر پکٹنگ کرنے والوں نے بھوک ہڑتال کے ذریعہ اثر ڈال کر ان سے بدیشی کپڑا نہ بیچنے کا عہد لیا۔

—— چیچک کا موسم شروع ہو گیا ہے ہیلتھ آفیسر صاحب بلدیہ لاہور اعلان کرتے ہیں کہ فوراً بچوں کو ٹیکہ لگوانا چاہئے۔

—— حکومت ہند نے آل انڈیا فیڈرل گورنمنٹ کے متعلق جو تجاویز لنڈن بھیجی ہیں وہ یہ ہیں۔

۱۔ ذمہ دار ہندوستانی فی الفور صوبوں اور مرکزی حکومت کے مختلف محکموں کے حاکم بنائے جائیں۔ اور وہ تمام مخصوص مسائل کا فیصلہ کریں۔

۲۔ ریاستوں کے تمام مسائل کا تصفیہ کرنے کے لئے فوراً والیان ریاست کی ایک کونسل قائم کی جائے۔ جس کے صدر وائسرائے کے پولیٹیکل سیکرٹری ہوں۔

۳۔ دفتر جنگ دفتر ہند اور حکومت ہند کے فوجی محکموں سے کہا گیا ہے کہ وہ فیڈریشن کے دائمی قیام کی صورت میں ایک سکیم مرتب کریں جس پر عمل کرنے سے پچیس سال کے اندر ہندوستان کی برطانوی فوج گھٹتے گھٹتے ۲۰ ہزار رہ جائے گی۔

—— والیان ریاست نے ابھی اپنی سکیم پیش نہیں کی اور نہ فرقہ وار مسائل کا کوئی تصفیہ ہوا ہے۔ سکھوں نے ہر معاملہ میں مسلمانوں کے مفاد کی مخالفت کی۔ ہندو بھی آپس میں فیصلہ کرنے سے عاجز ہیں۔ شاید کوئی ثالث مقرر ہو۔

—— رمیزن اور اس کے آٹھ ساتھیوں پر حکومت سوویٹ کے خلاف سازش کی بنا پر ایک مقدمہ چل رہا ہے کہ جو حکومت کو الٹنے کی کوشش کر رہے تھے۔

—— سر عمر حیات خاں کو ہز مجسٹی ملک معظم نے اپنا اعزازی ایڈیکانگ مقرر کر لیا ہے۔

—— طرابلس سے مسلمانوں نے حکومت اٹلی کے خلاف صدائے احتجاج کی ہے۔ اور ان پر جو دردناک مظالم حکومت توڑ رہی ہے۔ اس کے خلاف مسلمانوں کی غیرت سے اپیل کی ہے۔ کہ وہ کوئی موثر ذریعہ اس کے خلاف سوچیں۔

—— گول میز کانفرنس میں ہندوؤں اور مسلمانوں کی گفت و شنید

میں کہا گیا ہے کہ اگر کوئی تمہارے بائیں گال پر طمانچہ مارے تو تم دوسرا گال بھی اُس کے سامنے کر دو۔ اور اگر تمہیں کوئی ایک کوس بیگار میں پکڑ کر لے جائے تو تم دو کوس اُس کے ساتھ جاؤ۔ وغیرہ وغیرہ۔

پادری صاحب بتائیں کہ کیا ایسی تعلیم پر جس پر آپ کو بڑا ناز ہے کبھی خود بھی عمل کیا ہے۔ یقیناً نہیں کیا۔ یہ صرف کہنے کی باتیں ہیں کرنے کی نہیں۔ نہ ہی مسیح نے خود اس پر عمل کیا۔

پھر ایک جگہ انجیل میں آیا ہے کہ "جو آدمی کسی عورت کو دیکھتا وہ اپنے دل میں زنا کر چکا۔ یہ بھی ایسی خطرناک تعلیم ہے۔ کہ کوئی ذی ہوش اس پر عمل پیرا نہیں ہو سکتا۔ ایک آدمی بازار میں سے گذر رہا ہے سہواً اُس کی نظر ایک عورت پر پڑ جاتی ہے تو کیا وہ اس عورت سے زنا کر چکا۔

پادری صاحب نے اس پر انجیل نکال کر لوگوں کو وہ عبارت پڑھ کر سنا دی۔ کہ دیکھو صاحب مولوی صاحب نے جو سہواً کا لفظ استعمال کیا ہے۔ انجیل میں تو کہیں نہیں لکھا یہ اپنی طرف سے لگا رہے ہیں۔ اس کے جواب میں مولوی صاحب نے کہا۔ پادری صاحب خلقت کو دھوکہ میں نہ ڈالیئے۔ میں نے یہ تو نہیں کہا کہ لفظ سہواً انجیل میں لکھا ہوا ہے۔ بلکہ اپنی طرف سے ہی کہا ہے۔ کہ اگر سہواً بھی کسی کی نظر پڑ جائے تو بھی وہ زنا کر چکا۔ خواہ ماں ہی کیوں نہ ہو۔ اس پر پبلک نے خوب تالیاں بجانی شروع کر دیں۔ مجمع کافی تھا۔ اب لگے پادری صاحب وقت کوٹا لنے۔ آخر کہا کہ اب آٹھ بج گئے ہیں۔ زیادہ دیر ہم نہیں ٹھہر سکتے۔ آئندہ جمعہ کو میں قرآن شریف لے کر آؤنگا۔ آپ بھی ضرور تشریف لے آئیں۔ مولوی صاحب نے اس دعوت کو قبول کرتے ہوئے فرمایا کہ پادری صاحب تحقیق حق کی خاطر آپ کو اگر کوئی ایک گھنٹہ بیٹھنے کو کہے تو آپ کو دو گھنٹے بیٹھنا چاہیئے۔ آپ کیوں اپنی تعلیم کے خلاف بات کر رہے ہیں۔ آخر پادری صاحب رخصت ہو گئے اس مذہبی دنگل کا پبلک پر بڑا اثر ہوا۔ اور لوگوں کو معلوم ہو گیا کہ واقعی عیسائیوں کی تعلیم اچھی نہیں ہے۔ اس پر چلکر انسان یقیناً نجات حاصل نہیں کر سکتا۔

خاکسار عبد الرحمٰن

دینِ فطرت کی رواداری

آج دنیا کے اطراف واکناف سے غیر مذاہب والے یہ آواز بلند کر رہے ہیں کہ اسلام رواداری کا سبق نہیں سکھاتا لیکن اس آواز سے مذہبی تعصب اور غلط بیانی روزِ روشن کی طرح نظر آتی ہے۔ بات یہ ہے کہ انسان جب اپنی آنکھ پر تعصب کی عینک چڑھا کر واقعات پر نگاہ ڈالتا ہے تو وہ ان کی حقیقت واصلیت کو نہیں دیکھ سکتا کیونکہ وہ چشمِ بصیرت سے محروم ہو جاتا ہے۔ کوئی متنفس اس کلیہ سے انکار نہیں کر سکتا۔ غیر مذاہب والوں کا بھی یہی حال ہے۔

قرآن کریم فرماتا ہے۔ والذین یؤمنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک۔

اس آیت کا ترجمہ یہ ہے کہ ایمان لاؤ اُس چیز (قرآن شریف) پر جو سرورِ دوجہاں آقائے نامدار محمد مصطفیٰ صلعم پر نازل ہوئی۔ اور ایمان لاؤ سابقہ کتب انبیاء پر۔ اس آیت شریفہ سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اسلام کس قدر اعلیٰ پایہ کی رواداری سکھاتا ہے۔ کیا دنیا کا کوئی اور مذہب اس رواداری کی مثال پیش کر سکتا ہے۔ یہ فخر اور امتیاز صرف اسلام ہی کو حاصل ہے۔ کہ وہ سابقہ مقدس صحیفوں اور نبیوں پر ایمان لائیں۔ سابقہ آسمانی کتب پر ایمان لانا اور سابقہ انبیاء پر ایمان لانا ایک بلند ترین مقام ہے۔ یہ وہ مقام ہے جہاں صرف وہی انسان پہنچ سکتا ہے جس کے قلب میں فراخی اور وسعت ہو۔ صرف اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو انسان کو اس اعلیٰ مقام تک پہنچنے میں مدد دیتا ہے۔ محولہ بالا قرآنی آیت ہر مسلمان کو یہ تعلیم دیتی ہے کہ وہ کبھی مذہب کے ہادی یا پیشوا کے متعلق" لفظ استعمال کریں جس کا سوائے اس کے اور کوئی مقصود نہیں کہ جب ہم دوسرے مذاہب کا احترام کریں گے تو وہ اسلام کا احترام کرنے پر مجبور رہوں گے۔ ایک عامی بھی اسلام کی اس تعلیم سے یہ نتیجہ نکال سکتا ہے کہ دین فطرت دنیا میں امن وامان پیدا کرنے کا حامی ہے اور دنیا میں فتنہ پردازی اور جنگ وجدل کے استیصال کو حرفِ غلط کی طرح مٹا دیتا ہے۔

دنیا میں امن وامان صرف اسی صورت میں قائم رہ سکتا ہے کہ تمام مذاہبِ عالم کے پیرو ایک دوسرے کے بزرگانِ دین کی عزت وحرمت کرنا اپنا اقدس فرض سمجھیں۔ تاریخ ہمیں بتا رہی ہے کہ دنیا میں جس قدر فتنے اور خونریز ہنگامے پیدا ہوتے رہتے ہیں ان کا ایک بڑا سبب مذہبی تعصب اور منافرت ہے۔

قرآن شریف کس قدر صاف اور واضح الفاظ میں مسلمانوں کو یہ ہدایت کرتا ہے۔ ولا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ فیسبوا اللہ عدوا بغیر علم

جس کا مطلب یہ ہے کہ تم کافروں کے بتوں کو بھی گالیاں مت دو اگر تم ایسا کرو گے تو کافر بھی بغیر علم کے تمہارے خدا کو گالیاں دیں گے۔ سبحان اللہ کیسا اعلیٰ اور حکیمانہ مشورہ ہے۔ کیا دوسرا مذہب ایسی اعلیٰ پایہ کی تعلیم پیش کر سکتا ہے؟ ہرگز نہیں! جب اسلام بتوں کے متعلق بدگوئی کو جائز قرار نہیں دیتا تو وہ انسان اور بالخصوص ایک مذہبی پیشوا کے خلاف بدکلامی اور افترا پردازی کو کیسے گوارا کر سکتا ہے؟

قرآن شریف مسلمانوں کو حکم دیتا ہے کہ اے مسلمانو! مندروں کلیساؤں اور مسجدوں کی حفاظت کرو۔ اسلام کی صداقت اور روحانی عظمت کی اس سے بیّن دلیل اور کیا ہو سکتی ہے کہ مسجد کا لفظ سب سے اخیر استعمال کیا گیا ہے پہلے گرجوں ومندروں اور کلیساؤں کی حفاظت ومدافعت کرو بعد مسجدوں کی۔ گویا اسلام نے دوسروں کے عبادت خانوں کی حفاظت کا کام بھی مسلمانوں کے سپرد کر دیا ہے۔ کیا رواداری۔ فیاضی اور امن پسندی کی اس سے بہتر تعلیم ہو سکتی ہے؟ پھر آگے چل کر قرآن شریف فرماتا ہے:-

ولتسمعن من الذین اوتوا الکتاب من قبلکم ومن الذین اشرکوا اذی کثیراً وان تصبروا وتتقوا فان ذالک من عزم الامور

اس آیت شریفہ کا مطلب یہ ہے کہ تمہیں اُن لوگوں سے جو اہلِ کتاب ہیں گالیاں سُننی پڑینگی مگر تمہیں کیا کرنا ہوگا۔ صبر وتقویٰ سے کام لو۔ کیا ہی بے نظیر تعلیم ہے کہ تم گالیاں سُن کر صبر وتقویٰ اور حسنات کے اسلحہ سے مقابلہ کرو۔

پھر قرآن شریف آگے چل کر فرماتا ہے :- قولا قولاً لینا۔ قولوا للناس حسنا۔ پھر آگے فرماتا ہے کہ تم غیر مسلموں کے لئے مال خرچ کرو۔ للفقراء الذین احصروا فی سبیل اللہ

پھر ارشاد ہوتا ہے تعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان۔ مسلمان تو کسی کے لئے بھی بُری دعا نہیں مانگ سکتا۔ اور نہ ہی اللہ تعالیٰ اس دعا کو قبول کرتا ہے۔

اسلام کا معاشرتی نظام

مذہب انسان کی تمدنی اور معاشرتی ترقی کا نام ہے جس قدر کسی مذہب میں یہ وصف بوجہ اکمل پایا جاتا ہے اُسی قدر وہ دوسرے مذاہب سے امتیاز رکھتا ہے مذاہب سابقہ پر غور کرو کہ روما کے مذہب کا فیصلہ عقلی ترقیات نے کر دیا۔ مذہب موسوی کا اثر بنی اسرائیل تک محدود رہا۔ عیسائیت کی تعلیم تقریباً بالکل بے اثر رہی کیونکہ عیسائی تثلیث کے قائل ہیں حالانکہ ظاہر ہے کہ عیسیٰ نے تثلیث کی تعلیم نہیں دی تھی۔ مگر اب اسلام پر غور کرو جب عرب پر گمراہی کی گھٹائیں چھائی ہوئی تھیں۔ جب ہر گھر کا الگ خدا تھا جب تین سو ساٹھ بُت عرب کی اوہام پرست قوم پر خدائی کیا کرتے تھے۔ تو بانیٔ اسلام کا ظہور ہوا۔ یہ دنیا کے تاریخ کا سب سے پہلا انقلاب تھا۔ جب عرب کی وادیوں سے ایک سچی آواز بلند ہوئی اور تمام دنیا نے اُس کی صدائے بازگشت سُنی۔

جب دنیا میں ہر طرف خانہ جنگیاں ہو رہی تھیں۔ جب ہر قوم اور فرقہ میں ہنگامہ سازیوں کا بازار گرم تھا اُس وقت اسلام نے مساوات کا سبق پڑھایا جس کا نتیجہ ہے کہ آج مغرب سے مشرق تک ہر مسلمان ایک دوسرے کا بھائی ہے اگر اسلام اپنی اس تعلیم مساوات پر نازاں ہے تو بجا نازاں ہے۔

اسلامی تعلیم

اسلامی تعلیم کے متعلق آج ہزارہا محققین یورپ کی رائیں دستیاب ہوتی ہیں۔ اس سے بڑھ کر ایک مذہب کی صداقت کا اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ اس نے مخالفوں کو بھی اپنی مدح سرائی پر مجبور کر دیا۔

یہ سخت مشکل ہے کہ اسلام کی وہ تمام تعلیم جو اس نے دنیا کے سامنے پیش کی بیان کی جائے۔ کیونکہ اس کی تعلیم علم وفلسفہ پر موقوف ہے اور علم وفلسفہ کے حدود اس قدر وسیع ہیں جن کو کوئی دماغ اور کوئی خیال بیان نہیں کر سکتا۔ یہ اسلام کی تعلیم کا اثر تھا کہ عربوں نے استبداد اور تعصب چھوڑ کر علوم وفنون کی سرپرستی شروع کی اور ایک صدی میں لاکھوں کتابیں لکھ دیں۔ حکمائے یونان کی تصانیف کے ہزارہا ترجمے عربی میں ہو گئے یہ عرب کی علم پروری تھی کہ وہ دوسری قوموں کی تصانیف کی قدر کیا کرتے تھے۔ مگر یورپ کے عیسائیوں نے جب طرابلس پر حملہ کیا تو وہاں کے اُس اسلامی کتب خانہ کو آگ لگا دی [illegible] لاکھ کتابیں محفوظ تھیں۔

ایک مرتبہ غرناطہ کے چوک میں ایک متعصب پادری نے عربی زبان کی اسّی ہزار کتابوں کا ڈھیر لگوا کر آگ لگا دی۔ لیکن اس کے خلاف عربوں نے "ایلیڈ و اوڈیسی" جیسی بُت پرستانہ نظموں کا ترجمہ کیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان دوسری قوموں کے کلاسیک جذبات ادب کی بھی قدر کیا کرتے تھے۔

روشن زمانہ

علم وحکمت کا سب سے زیادہ روشن زمانہ جو ایشیا کے لئے سرمایۂ افتخار ہے وہ خلافتِ عباسیہ کا عہد ہے المنصور نے بغداد میں جابجا طب اور قانون کے مدارس قائم کئے۔ ہارون الرشید کے زمانہ میں قلمرو عباسیہ کی ہر مسجد کے ساتھ ایک مدرسہ تعمیر کیا گیا۔ اور المامون نے اپنے عہد خلافت ۸۱۳-۸۳۳ء میں بغداد کو سائنس کا سرچشمہ بنا دیا۔

اندرونی تنازعات کی وجہ سے جب اسلامی سلطنتیں تین حصوں میں منقسم ہو گئیں ایشیا بنی عباس کے تسلط میں رہا۔ مصر بنو فاطمہ کے حصہ میں آیا اور اندلس پر بنی امیہ نے قبضہ کیا۔ مگر اس کشمکش میں بھی ان کا علمی مذاق قائم رہا۔ اور ان کا ہر طبقہ علم وحکمت کی سرپرستی میں اپنی حریف سلطنتوں سے بڑھنے کی کوشش کرتا رہا۔

اسلامی کتبخانے

خلیفہ مامون کے متعلق تاریخ بتاتی ہے کہ اس کی کوششوں سے سینکڑوں علمی کتابوں سے لدے ہوئے اونٹ بغداد میں داخل ہوئے۔ جو معاہدہ اس نے یونانی فرمانروا میکائیل ثالث سے کیا تھا۔ اس میں یہ شرط بھی تھی۔ کہ قسطنطنیہ کا ایک کتب خانہ اُس کے حوالے کر دیا جائے۔ اس طرح یہ علمی خزانہ مامون کے ہاتھ آیا۔ جس میں بطلیموس کی اس مشہور تصنیف کا ایک نسخہ بھی تھا جو اُس نے سیارہ وثوابت کی مہندسانہ ساخت پر لکھا تھا۔ خلیفہ کے حکم سے اس کتاب کا المجسطی کے نام سے عربی میں ترجمہ کیا گیا۔

قاہرہ کے کتب خانہ فاطمیہ میں ایک لاکھ کتابیں موجود تھیں جن کا خط نہایت پاکیزہ اور جلدیں نہایت خوبصورت تھیں۔ ان میں چھ ہزار طب اور ہیئت کی کتابیں تھیں۔ اس کتب خانہ میں زمین کے دو کُرے بھی تھے۔ ایک ٹھوس چاندی کا اور دوسرا پیتل کا۔ پیتل کے کُرے کا بنانے والا بطلیموس بتایا جاتا ہے۔

خلفائے اندلس کے عظیم الشان کتب خانہ کی کتابوں کی تعداد چھ لاکھ تک پہنچ گئی تھی صرف کتابوں کے ناموں کی فہرست چوالیس جلدوں پر مشتمل تھی۔ اس کتب خانہ کے علاوہ اندلس میں ستر اور سرکاری کتبخانے تھے۔ جہاں ہر شخص جا کر مطالعہ کر سکتا تھا۔ عام طور پر اشخاص کتابوں کا بہت ذخیرہ جمع کیا کرتے تھے۔ ایک اندلسی طبیب کے متعلق مشہور ہے کہ جب سلطان بخارا نے اُسے بلایا تو اس نے اس لئے آنے سے انکار کر دیا کہ اس کی کتابوں کی باربرداری کے لئے چار سو اونٹوں کی ضرورت ہے۔

علمی ترقی

تعلیم سے خاص وعام یکساں فائدہ اُٹھا سکتے تھے۔ ایک غریب کا لڑکا وزیر زادے کے پہلو بہ پہلو بیٹھ کر تعلیم حاصل کر سکتا۔ نادار طلباء کے وظائف مقرر کئے جاتے تھے۔ اساتذہ کو بیش قرار تنخواہیں ملتی تھیں علمی ترقی میں تعصب نہ کیا جاتا تھا۔ اکثر اسلامی مدارس کی نگرانی نسطوریوں اور یہودیوں کے سپرد کر دی جاتی تھی۔ اُس وقت قوم اور عقائد کے فساد نہ ہوتے تھے۔ بلکہ محض علمی استعداد کا لحاظ رکھا جاتا تھا۔ قاہرہ، مصر میں طبی مدارس قائم کئے گئے تھے۔ جہاں سالانہ امتحان پاس کرنے کے بعد ڈگریاں دی جاتی تھیں۔ (ماخوذ)

بقیہ احمدیہ کانفرنس کا اجلاس صفحہ ۲

مولوی غلام حسن صاحب پشاوری نے یہ تجویز پیش کی کہ ایک مستقل سرمایہ قائم کیا جائے جس کی صورت یہ ہے کہ ہر شخص اپنی آمدنی میں سے تین پیسہ فی روپیہ کی بجائے ایک آنہ فی روپیہ کے حساب سے انجمن کو ادا کرے۔ مولوی عبد الہادی صاحب نے یہ تجویز پیش کی کہ اگر سو آدمی اس جماعت کے ایک ایک ہزار روپیہ دینے پر تیار ہو جائیں تو میں ایک ہزار روپیہ زمین گرو رکھ کر دینے کے لئے تیار ہوں۔ ڈاکٹر غلام محمد صاحب نے مولوی غلام حسن صاحب کی تجویز کی تائید کی۔ کثرت رائے سے ایک آنہ فی روپیہ کی تجویز پاس ہو گئی۔

سیکرٹری صاحب نے مختلف مدوں کی آمدنی اور خرچ کا تخمینہ پیش کیا۔ آمدنی کا تخمینہ ۲ لاکھ ۶ ہزار ۵۶۱ روپیہ ہے جس میں ووکنگ مشن کا ۱۴۵ ہزار شامل ہے۔ خرچ کا تخمینہ ایک لاکھ ۶۵ ہزار ۶ روپیہ ووکنگ کا خرچ ۲۴۷ ہزار ہے۔ بجٹ منظور ہو گیا۔

استانی کی ضرورت

خانصاحب محمد سرفراز خاں صاحب پریذیڈنٹ میونسپل کمیٹی مردان کی صاحب زادی کے لئے ایک لائق استانی کی ضرورت ہے۔ جو کہ خانصاحب موصوف کی صاحبزادی کو قرآن کریم۔ اُردو۔ حساب اور قدرے انگریزی کی تعلیم دے سکے۔ ماہوار تنخواہ ۲۵ روپیہ بعد خوراک و کمرہ رہائش کے لئے۔ دھوبی وغیرہ کا انتظام بھی خانصاحب کے ذمہ ہوگا۔ تمام درخواستیں جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب احمدیہ بلڈنگس لاہور کے نام آنی چاہئیں۔

مفت مفت مفت

احمدی جنتری ۱۹۲۱ء جو ۲۶×۲۰/۱۶ کی تقطیع پر ۴۸ صفحوں پر مشتمل ہے اور جس میں علاوہ سال کی جنتری کے مندرجہ ذیل مستقل کام آنے والے مضامین درج ہیں فی کاپی ۱ر محصول ڈاک آنے پر مفت ارسال ہوگی۔ مضامین جنتری:- (۱) مسیح موعودؑ کی دعائیں (۲) سلسلہ احمدیہ کی مختصر تاریخ۔ (۳) احمدی کون ہے (۴) حضرت مسیح موعودؑ کی اپنی صداقت پر قسمیہ تحریر۔ (۵) شرائط بیعت اور عقاید و اعمال جماعت احمدیہ (۶) نسخہ جات فرمودہ حضرت مسیح موعودؑ۔ (۷) فہرست کتب حضرت مسیح موعودؑ (۸) فہرست اشتہارات حضرت مسیح موعودؑ (۹) ان بچوں کے نام جن کو حضرت مسیح موعودؑ نے رکھا (۱۰) فہرست ان لوگوں کی جن کے جنازے حضرت مسیح موعودؑ نے پڑھے۔ (۱۱) تعبیر نامہ خواب فرمودہ حضرت مسیح موعودؑ۔ (۱۲) حیات احمدیہ یعنی نمونہ سوانح عمری حضرت مسیح موعودؑ۔ تمام درخواستیں بنام جائنٹ سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور آنی چاہئیں۔

ضرورت ہے

(۱) تین یا چار استانیوں کی جو اردو، حساب، عربی و قرآن شریف پانچویں تک کی لڑکیوں کو عمدگی سے پڑھا سکیں۔ تنخواہ حسب لیاقت ۵۰ سے ۶۰ تک دی جائے گی۔ اگر ادھیڑ عمر کے اصحاب یہ ملازمت کرنا چاہیں جو بچیوں کے پڑھانے کی اہلیت رکھتے ہوں تو وہ بھی درخواستیں بھیج دیں۔ علاقہ بمبئی میں جانا ہوگا۔ جماعت کے کسی معزز ممبر کی تصدیق ہونی چاہیئے۔

(۲) ایک ویٹرنری اسسٹنٹ کی بھی ضرورت ہے تنخواہ ۹۰ تا یکصد روپیہ ماہوار علاقہ بمبئی کے لئے۔ تمام درخواستیں بنام محمد منظور الٰہی جائنٹ سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے پتہ پر آنی چاہئیں۔

خط و کتابت میں خریداری نمبر کا ضرور حوالہ دیا کریں۔

جدید مطبوعات جدید مطبوعات جدید مطبوعات

حمائل شریف ترجمہ اردو مع حواشی

مترجمہ

حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب ایم اے۔ ایل ایل بی

(۱) یہ حمائل تفسیر بیان القرآن کا خلاصہ ہے۔ بین السطور ترجمہ اور حاشیہ پر مختصر تفسیری نوٹ درج ہیں ۲۰×۳۰/۱۶ سائز کے ایک ہزار صفحات پر مشتمل ہے۔

ہدیہ سفید کاغذ	مجلد	قسم اوّل	۰ — ۸ — ۶ روپے
"	"	دوئم	۰ — ۸ — ۵ "
"	"	بے جلد	۰ — ۸ — ۴ "
"	"	حنلئی	۰ — ۰ — ۴ "

۲	حضرت	ابوبکرؓ	یعنی سوانح حضرت ابوبکر صدیقؓ	قیمت	۵ر
۳	"	عمرؓ	" " عمر فاروقؓ	"	۶ر
۴	"	عثمانؓ	" " عثمان ذوالنورینؓ	"	۴ر
۵	"	علیؓ	علی مرتضیٰؓ	"	۴ر

سائز ۲۰×۳۰/۱۶ کل صفحات ۳۲۴

محصول ڈاک قیمت کے علاوہ ہوگا

ملنے کا پتہ: مینجر دار الکتب اسلامیہ۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور۔ پنجاب

جلد ۱۸ | لاہور - یوم سہ شنبہ مطبوعہ ۹ شوال ۱۳۴۸ھ مطابق ۱۱ مارچ ۱۹۳۰ء | نمبر ۱۷

نعت

مجھے خطرہ نہیں کچھ پرسش روز قیامت کا
یقیں رکھتا ہوں کامل طور پر اُنکی شفاعت کا

نہیں کوئی نمونہ اس فصاحت اس بلاغت کا
کلام اللہ خود ہے اک ثبوت اپنی صداقت کا

بنائے پیکر احمد کی غایت میں نہیں بھولا
تماشا گوش ہونا یاد ہے حسن حقیقت کا

ترے حُسنِ جہاں آرا سے محفل ہوگئی روشن
زمانہ بن گیا اک آئینہ روئے حقیقت کا

کیا کرتا ہوں سجدے یاد ابروئے محمدؐ میں
بہت اونچا ہے پایہ میری محراب عبادت کا

برہنہ پا گریباں چاک پھرتے ہیں ترے شیدا
ستارہ آجکل گردش میں ہے اہل محبت کا

اُجالا ہے اسی کا میرے ارمانوں کی دنیا میں
نہیں ہے ڈوبنے والا ستارہ شام الفت کا

مکینِ دل ہوئے جب سے جمال فخر ہیں کے جلوے
مرا دل کیا ہے اک آئینہ ہے بزم حقیقت کا

خدا رکھے یہ جذب شوق کی تاثیر کا عالم
جبیں خود ڈھونڈتی ہے آستان شاہ رسالت کا

جمال طور ہے ذرات میں خاکستر دل کے
تماشا دیکھتا ہوں جلوۂ حسن نبوت کا

ہُوا ہوں بے نیازِ کوثر و تسنیم اے اخگر
پیا ہے جب سے میں نے جام احمدؐ کی محبت کا

(اخگر جالندہری)

ہماری تبلیغی ڈاک

ٹرینیڈاڈ

اخویم گوہر علی لکھتے ہیں:۔ اس جزیرے میں مسلمانوں کا کوئی والی وارث نہیں ہے۔ مسلمانوں کا کوئی لیڈر نہیں ہے۔ اس جزیرے کو عیسائی بستی رکھنا چاہتے ہیں۔ اور یہاں جس قدر لوگ آباد ہیں میرے خیال میں پندرہ بیس برس میں سب کے سب عیسائی ہوجائیں گے۔ مسلمانوں کو زبان ہلانا بھی جرم ہے۔ ہمیشہ مسلمانوں کے پیغمبر صلعم کی بدگوئی اخباروں میں چھپتی رہتی ہے۔ اگر مسلمان کچھ جواب دینا چاہتے ہیں تو ایڈیٹران اخبارات نہیں چھاپتے

۱۷ ستمبر ۱۹۲۹ء کا ایک لوکل انگریزی اخبار ارسال ہے جس میں ایک پادری نے آنحضرت کی بے حد بدگوئی کی ہے۔ اور تہمت لگائی ہے۔ مسلمانوں نے اس کا جواب چھاپنا چاہا تو ایڈیٹر نے انکار کردیا۔ اس پر مسلمانوں کا ایک عام جلسے کا انتظام کیا گیا تاکہ رزولیوشن پاس کرکے سیکرٹری آف سٹیٹ کو بھیجے جائیں۔ کہ ایسا بدگو معافی طلب کرے ورنہ اس پر مقدمہ چلایا جائے۔ جب عام جلسہ کے انعقاد کی خبر گورنر کو ہوئی تو اس نے چند مسلمانوں کو اپنے دفتر میں بلا کر پوچھا پاچھی کرکے جلسہ کو ملتوی کردینے کا اقرارنامہ لکھوا لیا۔ اور تاریں نہ دینے کا عہد لے لیا۔ گورنر کے رعب اور کوئی لیڈر نہ ہونے کے باعث بات جہاں تھی وہیں رہ گئی۔ جلسہ تو بند کردیا گیا۔ لیکن گورنر نے پادری سے ذرا بھی باز پرس نہ کی کہ وہ اپنے الفاظ واپس لے۔ یہاں سب محکموں میں عیسائی ہی عیسائی ہیں۔ شکایت کی جائے تو کس کے پاس۔

(پادری کے ان لغو اعتراضات کے جواب بذریعہ "لائٹ" دئے جا چکے ہیں۔ "پیغام صلح")

جاوا

اخویم جایا سوگیتا صاحب پریزیڈنٹ احمدیہ انڈونیشیا جاوا نے گذشتہ ایام میں ذیل کا خط حضرت امیر کی خدمت میں بھیجا تھا۔ جو معہ جواب حضرت امیر درج کیا جاتا ہے:۔

"مجھے جناب کی طرف خط روانہ کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی ہے لیکن میرے پاس بجز ملائی زبان کے اور کوئی ذریعہ آپ سے خطاب کرنے کا نہیں۔ میں اپنے حالات آپ کی خدمت میں لکھتا ہوں۔ میں پہلے "انجمن محمدیہ" جاوا کا سیکرٹری تھا۔ جہاں میں نے تقریباً دس سال کام کیا۔ مرزا ولی احمد بیگ صاحب کے یہاں آنے پر میں نے ان کو اپنا استاد تسلیم کرلیا۔ جن کی وجہ سے مجھ پر حضرت مسیح موعود کی صداقت کھل گئی اور میں جماعت احمدیہ میں شامل ہوگیا۔ جونہی یہ خبر انجمن محمدیہ والوں کو ملی انہوں نے مجھے علیحدہ کردیا۔ میرے ساتھ ایک دوسرے دوست بھی تھے۔ ان کے ساتھ بھی یہی سلوک کیا گیا۔ جب مرزا ولی احمد بیگ کے ذریعہ سے احمدیت کا چرچا جاوا کے رسالوں اور کتابوں میں شروع ہُوا تو انجمن محمدیہ کے صدر نے احمدیت کے پھیلنے میں بہت رکاوٹ پیدا کرنے کی کوشش کی۔ حالانکہ اس انجمن کا بانی حاجی احمد دحلان مرحوم جن کا فرزند محمد عرفان آپ کے پاس تعلیم حاصل کررہا ہے بہت ہی وسیع القلب آزاد خیال خوش اخلاق آدمی تھا اور جاوا میں سب سے پہلا وہی شخص تھا جس کے دل میں اسلام اور مسلمانوں کی خیرخواہی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ اور جس نے عیسویت کے سیلاب کا مقابلہ کیا۔ ایسے بزرگ کی بنائی ہوئی انجمن کی اب یہ حالت ہے کہ وہ اپنی تنگ دلی اور تعصب میں بے مثل ہوگئی ہے اور یہ سب بیرونی اثرات کا نتیجہ ہے۔ اس انجمن کے صدر نے ایک ہندوستانی مُلّا سے یہاں احمدیت کے خلاف لکچر دلایا۔ جس نے مسلمانوں میں فساد و تفرقہ عظیم برپا کردیا۔ اور انجمن محمدیہ والوں

جلد ۱۸ | لاہور۔ یوم چہارشنبہ مطبوعہ ۷ ذوالحجہ ۱۳۴۸ھ مطابق ۷ مئی ۱۹۳۰ء | نمبر ۳۲

ہماری تبلیغی ڈاک

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود — ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد

کیا حضرت مسیح موعودؑ اپنے مشن میں ناکام رہے؟

(از جناب خانصاحب چوہدری منظور الٰہی صاحب)

بعض لوگ مخالفت میں یہاں تک بڑھ جاتے ہیں کہ وہ حق کو اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہوئے اس سے انکار پر انکار کئے جاتے ہیں حضرت مسیح موعود کا مشن حفاظت و اشاعتِ اسلام تھا۔ ان ہر دو فرائض کو آپ نے اور آپ کے بعد آپ کے خدام نے کہاں تک پورا کیا اور کس حد تک اس میں کامیاب ہوئے۔ یہ ایسی باتیں ہیں جن سے وہ لوگ بخوبی واقف ہیں۔ جو مخالفین اسلام کا لٹریچر اور ان کی رپورٹیں پڑھتے رہتے ہیں۔ آریہ سماج اور سناتن دھرم کے دیگر فرقہ جات سے تو اسلام کا دنیا کے صرف ایک ہی ملک یعنی ہندوستان میں مقابلہ محدود ہے۔ اسی طرح بدھ ازم کے ساتھ چین و جاپان و چند دیگر ممالک تک محدود ہے۔ لیکن عیسویت کے ساتھ اسلام کا مقابلہ نہ صرف عیسوی ممالک بلکہ ہر مسلم اور غیر مسلم ملک میں پھیلا ہوا ہے۔ اور اسلام کو نہ صرف دفاعی پہلو اپنا پڑتا ہے۔ بلکہ اکثر اوقات جارحانہ پہلو اختیار کر کے عیسائی شدہ لوگوں کو اپنے ساتھ شامل کرنا پڑتا ہے۔

اب عیسائی مشنوں کی رپورٹیں پڑھ کر دیکھ لو۔ کہ چالیس کروڑ مسلمانوں میں سے صرف جماعت احمدیہ لاہور ہی دنیا کے ہر ایک ملک میں اس بڑے دشمن اسلام یعنی پادریوں سے گتھم گتھا ہو رہی ہے۔ اور اسلام کی حفاظت اور غلبہ کے لئے پوری پوری جدوجہد کر کے دشمنان اسلام کے لئے عرصہ حیات تنگ کر رہی ہے۔ اسلامی ممالک کے ہزارہا نوجوانوں کو عیسویت کے پنجہ سے خلاصی دے کر ان سے خدمت اسلام کا کام لے رہی ہے۔ ایک طرف اگر اس کا کام ممالک یورپ انگلستان امریکہ میں جاری ہے تو دوسری طرف دنیا کے ہر اسلامی اور غیر اسلامی ملک میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب کو مسیح موعود مہدی معہود ماننے والے اور آپ کی بیعت میں داخل لوگ موجود ہیں۔ اور یہ سب کامیابی باوجود ہندوستان کے تنگدل اور متعصب ملانوں پیروں کی سخت مخالفت کے ہو رہی ہے۔ جن کی مخالفت کا زہر نہ صرف ہندوستان میں پھیلا ہوا ہے بلکہ کئی اسلامی ممالک بھی اس سے متاثر ہیں۔ ان واقعات کی موجودگی میں مخالفین سلسلہ احمدیہ کا اپنے محدود و تنگ دل طبقہ میں یہ کہہ دینا کہ حضرت مسیح موعودؑ اپنے مشن میں ناکام رہے۔ آسمان پر تھوکنا اور واقعات سے جان بوجھ کر آنکھیں بند کر لینا ہے۔

تمام دنیا کے ممالک کے کسی مشہور شہر کا نام لو جس میں اس مختصر سی خادم اسلام جماعت نے قرآن کریم۔ سیرۃ نبویؐ اور اصول اسلام کی کتب نہیں پہنچائیں۔ ہر ایک مسلمان اور غیر مسلمان بادشاہ کے پاس اس جماعت کا ترجمۃ القرآن انگریزی اور سیرۃ نبوی موجود ہے۔ دنیا کے تمام سربرآوردہ لوگ اس مختصر سی جماعت کی مساعی جمیلہ کے معترف ہیں۔ اس جماعت کے اصول ہر جگہ اور ہر ملک میں سرعت کے ساتھ مقبول ہو رہے ہیں۔ اور دنیا کا سمجھدار طبقہ ہمارے مخالف ملانوں اور پیروں کے خیالات و اعتقادات سے بیزار ہوتا جا رہا ہے۔

اس بات کو ظاہر کر دینا ضروری ہے کہ یہ باتیں فخریہ طور پر بیان نہیں کی گئیں۔ اور نہ ان سے اپنی بڑائی جتانا مقصود ہے۔ بلکہ محض اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور احسانوں کا اظہار ہے کہ اس نے ایک غریب اور کمزور جماعت کو خدمتِ اسلام کی توفیق دے رکھی ہے۔ اور ہمارے لئے یہی کافی ہے کہ ہم اس کے پاک نام اور اس کے سچے رسول محمدؐ کے نام کو دنیا میں پھیلا رہے ہیں۔ ورنہ ہم تو بہت کمزور اور خطاؤں سے پُر ہیں۔

دنیا میں اسلام کے روحانی غلبہ کی تکمیل میں جو دیر ہو رہی ہے وہ ہماری کمزوری اور مسلمانوں کی عام بے توجہی اور لاپروائی کی وجہ سے ہے ورنہ اگر مسلمانوں کا تعلیم یافتہ طبقہ ہی اپنے اس فرض کو پہچانتا۔ جو اشاعت دین کے متعلق اس کے ذمہ ہے۔ تو ہم اشاعت اسلام کے کام کو زیادہ وسیع پیمانے پر کر سکتے اور نتائج اس سے زیادہ شاندار ہوتے۔ جو اس وقت ہیں۔ قرآن کریم اور سیرت نبوی کے ڈچ جرمن۔ ملائی۔ اور جرمن تراجم تیار ہیں۔ جو محض فنڈ کی کمی کے باعث معرضِ التوا میں پڑے ہیں۔

مختلف ممالک کی سیاسی پیچیدگیوں کو مدنظر رکھتے ہوئے کئی ممالک کے خطوط شائع نہیں کئے جا سکتے تاہم جو خطوط وقتاً فوقتاً شائع ہوتے رہتے ہیں ان کے مطالعہ سے دوسرے مسلمانوں پر اشاعتِ اسلام کے کام کی اہمیت واضح ہو سکتی ہے۔

آپ کا بہت بہت شکریہ ادا کرتا ہوں اس تمام اسلامی لٹریچر کے لئے جو آپ نے مجھے بھیجا ہے۔ میں نے اُسے یہاں اپنے احباب میں بھی تقسیم کیا۔ اور اندرونی علاقہ جات کے دوستوں کو بھی بھیجا۔ از جو حوصلہ افزا خط اُن سے موصول ہوئے ہیں اُن سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ براہِ راست آپ سے تعلق پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ یہ کتابیں ہمارے دین کی صحیح اور سچی تعلیم کو پیش کرتی ہیں۔ اور ہمارے لئے نہایت مفید ثابت ہوئی ہیں۔ میں انگریزی قرآن کریم اور دیگر کتب کے لئے کچھ رقم بھیج رہا ہوں۔ مہربانی کر کے جلد بھیجدیں۔ قیمت کی کمی آئندہ درست کر لی جائے گی۔ میرے دوستوں کے لئے جو فرنچ کانگو کیمرون اور جیبون میں رہتے ہیں۔ مزید مفت لٹریچر بھیجدیں۔

مغربی افریقہ

برادر سلیمان صاحب لکھتے ہیں:۔

کتابوں کا پارسل ابھی تک نہیں ملا۔ نہ معلوم کیا وجہ ہے۔ ہماری جماعت کی منتظمہ کمیٹی نے مجھے ہدایت کی ہے کہ میں صدر انجمن کا شکریہ ادا کروں۔ اس تمام لٹریچر کے لئے جو وقتاً فوقتاً بھیجا جاتا رہا ہے۔ یہاں کے تعلیم یافتہ عیسائی لوگ بھی اس لٹریچر کی تعریف کرتے ہیں۔ اور اس سے مستفید ہو رہے ہیں۔ حالانکہ اس سے پہلے عیسائیوں کا خیال تھا کہ اسلام جہلا اور نامعقول لوگوں کا مذہب ہے۔ اور اس کی وجہ یہ تھی کہ مسلمان بالعموم جاہل اور ان کے مُلّا نے بے حد تنگ دل واقع ہوئے ہیں۔ یہاں تک کہ ملّانوں نے لوگوں کے دلوں میں ڈال رکھا ہے کہ جو شخص عربی قرآن کے سوا کچھ اور پڑھیگا۔ تو جہنمی ہو جائے گا۔ اس کا جو اثر جہلا پر ہونا چاہئے وہ آپ جانتے ہیں۔ اسلامی تعلیم کو عوام تک پہنچانے کی وجہ سے ملّاں لوگ ہم سے متنفر ہیں۔

ہم تمام بھائی باجماعت نمازیں ادا کرتے ہیں۔ میں یہاں کی جماعت احمدیہ کا فوٹو ارسال کرتا ہوں۔ دس ممبر باہر گئے ہوئے تھے۔ اس لئے وہ شامل نہیں ہو سکے۔ اس کے دیکھنے سے آپ پر واضح ہو جائے گا کہ کس سرعت سے ہماری جماعت ترقی کر رہی ہے۔ گذشتہ سال جو فوٹو ہم نے بھیجا تھا۔ اس میں ہم چند ممبر تھے لیکن اس سال خدا کے فضل سے ہماری تعداد کئی گنا زیادہ ہو گئی ہے۔

یہاں کے ایک بڑے والی ملک کا فوٹو ارسال ہے۔ گو وہ وحشی قوم سے ہے لیکن ہمارے سلسلہ سے دلی محبت رکھتا ہے اور اس نے اپنے ولی عہد کو ہماری جماعت میں شامل ہو جانے کا حکم دیا ہے۔ یہ نوجوان انگریزی تعلیم یافتہ ہے۔ والئے ملک نے ہمیں دو ٹکڑے زمین مفت عطا کی ہے کہ ایک پر ہم مسجد تعمیر کریں اور دوسرے پر مدرسہ۔ زمین کی باقاعدہ رجسٹری ہماری جماعت کے نام ہو چکی ہے۔ ہر روز ہم درس قرآن کریم کرتے ہیں۔

یہاں کے جملہ حالات سے حضرت امیر اور جماعت کو اطلاع دے دیں

جلد ۱۸ | لاہور۔ یوم شنبہ مطبوعہ ۹ محرم الحرام ۱۳۴۹ھ مطابق ۷ جون ۱۹۳۰ء | نمبر ۳۹

مرثیہ اسلام

(از حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

میسزد گر خوں ببارد دیدۂ ہر اہلِ دیں | بر پریشاں حالیٔ اسلام و قحط المسلمین
ہر طرف کفرست جوشاں ہمچو افواجِ یزید | دینِ حق بیمار و بیکس ہمچو زین العابدین
مردمِ ذی مقدرت مشغولِ عشرتہائی خویش | خورّم و خنداں نشستہ با بتانِ نازنین
عالماں را روز و شب باہم فساد از جوشِ نفس | زاہداں غافل سراسر از ضرورتہائے دیں
ہر کسے از بہرِ نفسِ دوں خود طرفے گرفت | طرفِ دیں خالی شد و ہر دشمنے جست از کمیں
اے مسلماناں چہ آثارِ مسلمانی ہمیں است | دیں چنیں ابتر شما در جیفہ دنیا رہیں
دور موت آمد قریب اے غافلاں فکرش کنید | دور می تا کے بجویانِ لطیف و نمہ جبیں
یا الٰہی باز کے آید ز تو وقتِ مدد | باز کے بینیم آں فرخندہ ایّام و سنین
ایں دو فکرِ دینِ احمدؐ مغزِ جانِ ما گداخت | کثرتِ اعدائے ملّت قلّتِ انصارِ دیں
اے خدا زود آ و برما آبِ نصرت ہا ببار | یا مرا بردار یا رب زیں مقامِ آتشیں
اے خدا نورِ ہدیٰ از مشرقِ رحمت برآر | گمرہاں را چشم کن روشن ز آیاتِ مبیں
کاروبارِ صادقاں ہرگز نماند ناتمام | صادقاں را دستِ حق باشد نہاں در آستیں

ہماری تبلیغی ڈاک

(مرتبہ خانصاحب بابو محمد منظور الٰہی)

آسام

ڈاکٹر جولیس جرمنگری کے باشندے اور آج کل ہندوستان میں وارد ہیں اور جن کی روشن خیالی اور رواداری کے ثبوت میں ان کا رسالہ اسلام کا ہنگرین ترجمہ کافی ہے۔ آجکل احمدیت کی علمی تحقیقات میں مصروف ہیں۔ اپنے تازہ خط میں لکھتے ہیں کہ:-

کے لئے آیا ہوا ہوں۔ مجھے یہ معلوم کر کے خوشی ہوئی کہ میرا خط لائٹ میں شائع ہو گیا تھا۔ لیکن امید ہے کہ اس کے بعض الفاظ درست کر دیئے گئے ہوں گے۔ کیونکہ میں نے وہ خط آپ کا خط پہنچتے ہی رات کے وقت جلدی میں لکھا تھا اور میرا خیال ہے کہ وہ بوجہ بعض بعض غلطیوں کے شائع کئے جانے کے لائق نہ تھا۔ [illegible]

یقین رکھیں۔ کہ میری تحقیقات دربارہ تاریخ احمدیت محض سائنس کی وجوہات پر مبنی ہوگی۔ اگر میری قلم کے ذریعے سے کوئی طرفداری پائی جائے گی تو وہ میری اسلام دوستی کی وجہ سے ہوگی۔ جو میں نے اپنے بزرگ اُستادوں ویمبری اور گولڈ زہر سے حاصل کی ہے۔ احمدیت کی خاص اہم صفت اسلام میں مشنری روح پیدا کرنا ہے۔ جس کا مقصد نہ صرف کثرت سے نئے مسلمان بنانا ہے۔ بلکہ پورے زور کے ساتھ اسلام کی آزادانہ اور ترقی دینے والی روح کو پرانے مسلمانوں میں پیدا کر کے اُن کی اقتصادی اور تمدنی حالت کو بہتر بنا کر عام بنی نوع انسان کی خدمت کرنا ہے۔

سرالیون

سٹر کیلے لکھتے ہیں کہ آپ کا خط معہ اسلامی لٹریچر پہنچا۔ ان تحائف کے لئے مشکور ہوں۔ جن کے مطالعہ سے میرے دل سے شکوک رفع ہو گئے۔ ہم آپ کے اسلامی مشن کے سخت منتظر تھے۔ لیکن ہماری بدقسمتی کہ روپیہ کی کمی کے باعث آپ نے اسے ملتوی کر دیا ہمیں امید ہے کہ آپ اس علاقہ کو فراموش نہ کریں گے۔ بلکہ جونہی ممکن ہو۔ ضرور ایک سمجھ دار آدمی بھیجدیں گے۔ کیونکہ سارے غربی افریقہ میں آپ کی جماعت لاہور کے لئے بڑا وسیع میدان ہے۔ اور عوام میں آپ کے عقاید اور کاموں سے ہمدردی پائی جاتی ہے۔ آپ کو صرف ابتدائی اخراجات دینے پڑیں گے۔ جس کے بعد یہاں کے رؤسا جملہ اخراجات برداشت کریں گے۔ آپ کے آدمی کے آجانے سے تمام وہ لوگ جو راستہ سے بھٹک گئے ہیں۔ آپ کے ساتھ ہو جائیں گے۔ صرف ان کے سامنے صحیح اصول اسلام پیش کرنے کی ضرورت ہے۔ حضرت امیر و دیگر برادران کو اسلام علیکم۔

جاوا

اخویم مرزا ولی احمد بیگ صاحب لکھتے ہیں۔ کہ اس دفعہ خط لکھنے میں دیر ہو گئی ہے۔ کیونکہ برادر عرفان کے آنے پر جو یکم اپریل کو یہاں پہنچا تھا۔ ہم دونوں اپنی جماعت کی تمام شاخوں کا دورہ کرتے رہے ہیں۔ ابھی تک دورہ ختم نہیں ہوا۔ تاہم میں تھوڑے عرصہ کے لئے صدر مقام کو واپس آ گیا ہوں۔ میں برادر عرفان کی خدمات اسلامی کی جو اس نے یہاں آکر بجا لائیں تفصیل دینے سے قاصر ہوں۔ مختصر یہ کہ اُس نے نہایت عمدگی سے مخالفین کے اُن تمام اعتراضات کے جوابات دیئے۔ جو وہ سلسلہ احمدیہ پر کرتے رہتے تھے۔ اور نوجوانوں کے سینوں میں خدمت اسلام کے لئے۔ ایک نئی زندگی کی روح پیدا کر دی ہے۔ اللہ تعالےٰ اُسے تمام مکروہات سے محفوظ رکھے۔ ترجمہ قرآن بزبان ڈچ مطبع میں جا چکا ہے۔ لیکن ہالینڈ سے عرابوں [illegible]

جلد ۱۸ | لاہور - یوم چہارشنبہ مطبوعہ ۱۰ ؍صفر المظفر ۱۳۴۹ھ مطابق ، جولائی ۱۹۳۰ء | نمبر ۴۶

حرمِ قدس اور فتنۂ یہود

وہ ارضِ پاک وہ گوارۂ نکات و رموز — ہر ایک قطرہ جہاں کا ہے بحر در آغوش
وہ خاک جس کو مسماں نے خون سے سینچا — ہر ایک ذرہ جہاں کا ہے مہر جلوہ فروش
وہ رزمگاہِ نصارٰے جہاں پہ صدیوں تک — رہے تھے معرکہ آرائے جنگ دوش بدوش
اسی دیار میں بیدار ہو گئے افسوس — پھر آج شورشِ اعدا سے فتنہ ہائے خموش
پھر آج خاکِ فلسطین لہو سے رنگین ہے — پھر ارضِ قدس ہے آماجگاہِ جوش و خروش
پھر آج عیدِ مصائب ہے ملتِ عربی — کہ پھر یہود و نصارٰے ہوئے اذیت کوش
یہود و حفظِ حرم! ادعائے باطل ہے — چہ فاش گفتہ ہو الئے شنو ندائے سروش

خیالِ کیش یہود و صہود را کے بود
درونِ سینہ مگر شعلہ زن دگر شئے بود

(انقلاب)

عالمِ اسلام

معاصر کوکب قاہرہ کے نامہ نگار سکندریہ نے اپنے ایک برقیہ میں امسال کے حج کے متعلق مصر کے ادارہ بحری اور مجلس صحت کے جنرل سیکرٹری کا بیان شائع کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سلطان ابن سعود کی حکومت نے سال جدید میں حجاج کی صحت کے متعلق جو زبردست انتظامات کئے تھے وہ بہت مفید ثابت ہوئے۔

جنرل سیکرٹری لکھتے ہیں۔ اس سال حجاج کی حالت بہت اچھی رہی۔ موسم حج میں کوئی وبائی بیماری نہیں پھیلی۔ مصری حاجیوں کی تعداد سولہ ہزار تھی۔ یہ تمام لوگ دوران حج میں نہایت اچھی حالت میں رہے۔

معاصر الفتح قاہرہ رقمطراز ہے کہ شرق کی موتمر وطنی نے مرکز حکومت میں اپنا ایک اہم اجلاس منعقد کیا۔ اطراف ملک سے دو ہزار نمائندوں

نے اجلاس میں شرکت کی مختلف مباحث درمیان میں لائے گئے نمائندوں نے نہایت سرگرمی سے بحث و تمحیص میں حصہ لیا۔ منظور شدہ تجاویز حسب ذیل ہیں۔

(۱) شرق اردن میں دستوری حکومت کے قیام کا مطالبہ۔
(۲) موجودہ نیابتی اسمبلی کی نمائندگی سے انکار۔
(۳) موجودہ حکومت کی تمام کارروائیوں کو قبول کرنے سے انکار۔
(۴) موتمر کی تجاویز کی نشر و اشاعت۔

موتمر نے آخر میں ایک تجویز اس مقصد کے لئے پاس کی کہ اگر امیر عبد اللہ کی حکومت ان تمام مطالبات کو پورا کرنے سے انکار کر دے تو موتمر ایک اور خصوصی اجلاس منعقد کرے۔ ان کے اجراء کے مسئلہ پر غور کیا جائے۔

معاصر اصلاح کابل رقمطراز ہے:- اعلیٰ حضرت نادر شاہ غازی کی حکومت خراب شدہ ہوائی جہازوں کی درستی کے لئے زبردست کوشش کر رہی ہے۔ اس وقت افغانستان کی حکومت کے پاس ۳۳ ہوائی جہاز اور ۱۷ افغان ہوا باز ہیں۔

ع ج سردار سپہ سالار افغانستان نے ان تمام کو انعامات تقسیم کئے ہیں۔ جنہوں نے طیاروں کی درستی میں اپنی سعی بلیغ صرف کی تھی۔ جن میں سے فتح محمد خاں اور محمد رحیم خاں ڈیڑھ ڈیڑھ سو روپیہ انعام عطا کیا گیا۔

ان دونوں ہوابازوں کے علاوہ میر سیف الدین خاں۔ میر مسلم الدین خاں۔ محمد زمان خاں۔ غلام محمد خاں۔ عبد العزیز خاں اور محمد صدیق خاں کو ایک ایک سو روپیہ انعام دیا گیا۔

معاصر اصلاح کابل رقمطراز ہے کہ افغانستان کے دو سعادتمند نوجوان آقائے نور علی خاں و آقائے نور اللہ خاں یورپ سے تعلیم میں کامیابی حاصل کرنے کے بعد وارد وطن ہوئے ہیں۔

یہ دونوں طالب علم برلن و پیرس کی درسگاہوں میں کیمیا کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے گئے ہوئے تھے۔ دونوں حضرات واپسی پر شاہ افغانستان کی بارگاہ میں باریاب ہوئے۔ اعلیٰ حضرت کی جانب سے ایک ایک ہزار روپیہ افغانی بطور انعام عطا ہوا۔ اور ذات شاہانہ کی طرف سے ان کی آمد پر غایت درجہ خوشنودی کا اظہار کیا گیا۔

موسم سرما میں لکڑی اور کوئلے کی شدید ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے وزارت عظمیٰ نے شاہی فرمان کے ماتحت وزارت تجارت کے لئے اس مقصد کے احکام صادر کئے ہیں کہ شہر کابل کے قریبی جنگلوں اور کوئلہ کے معادن سے لکڑی اور زغال کا انتظام کیا جائے۔ سامان کی نقل و حرکت کے لئے ٹریپ کے اجرا کی منظوری دی گئی۔

خیال کیا جاتا ہے کہ حکومت کی موجودہ توجہات سے اہالیان کابل کے لئے موسم سرما کی ضروریات سہولت سے مہیا ہو جائیں گی۔

معاصر السیاسیہ قاہرہ کو ٹوکیو کی اطلاعات سے معلوم ہوا ہے کہ حکومت جاپان نے دولتین کے تجارتی تعلقات اور جدید معاہدہ کو مدنظر رکھتے ہوئے قاہرہ میں اپنا نمائندہ ارسال کرنے کا ارادہ کیا ہے۔

معاصر السیاسیہ قاہرہ کو بیروت سے اطلاع موصول ہوئی ہے کہ موسیو پانسو دورہ کے بعد دمشق تشریف لے آئے ہیں۔ آپ عنقریب رئیس حکومت وزراء اور ممتاز اشخاص کی معیت میں فرانسیسی یونیورسٹی کا سنگ بنیاد رکھیں گے۔

چسپاں کرکے اسے ایک نئے معنی پہنا دیتا ہے۔ بلکہ جہاں تک بس چلتا ہے عہد نامۂ عتیق کی عبارت میں کچھ تھوڑا بہت تغیر کرنے کی ضرورت ہو تو اس سے بھی نہیں چوکتا مثلاً شروع میں ہی میکاہ نبی کی عبارت میں تحریف کرکے اس کو مسیح پر درست بٹھا دیا ہے۔

(اس پر دیکھو ہارن کا دیباچہ)

ایران میں حضرت ساسان اوّل کی پیشگوئی زبان زد خلائق تھی۔ اور اس کی بنا پر وہ اس تازی مرد کے منتظر تھے متی صاحب کے کان میں جو یہ بھنک پڑگئی تو جھٹ اس پر ایک قصہ گھڑ لیا۔ کہ جس کے ضمن میں درجن بھر باتیں تو علم و عقل سے بالا ہیں۔ اوّل تو اس قصّے کے جھوٹ ہونے کی یہی دلیل کافی ہے۔ کہ کسی دوسرے انجیل نویس نے اس کا ذکر تک نہیں کیا۔ یہاں تک کہ لوقا نے جسے صرف صحیح روایات درج کرنیکا دعویٰ ہے اس کی جگہ ایک اور گڈریوں کا قصہ لکھ مارا ہے۔ اور مجوسیوں کے ایران سے آنے کا کوئی ذکر نہیں کیا۔ کہ وہ ستارہ دیکھ کر مسیح کو سجدہ کرنے آئے تھے۔

مجوسی یا مجوسیوں کا کوئی بادشاہ جیسا کہ عیسائیوں کی روایت ہے کبھی عیسائی نہیں ہوا۔ یہ قصہ ہی سرے سے غلط ہے۔ کہ ایران سے چل کر پارسی یا مجوسی اور ان کا بادشاہ چرنی میں پڑے ہوئے یسوع مسیح کو سجدہ کرنے آئے تھے۔ یہ لطیفہ ہم کسی دوسرے وقت کے لئے اُٹھا رکھتے ہیں۔ سردست ہمیں صرف اس قدر کہنا ہے۔ کہ تازی مرد کے متعلق پیشگوئی ایران میں یہاں تک مشہور تھی کہ ہزارہا سال تک مجوسی اس کی تلاش میں رہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ایران کی اخلاقی اور مذہبی حالت بہت بگڑ چکی تھی۔ آپ کے پیروؤں کے ہاتھوں وہ فتح ہوا۔ اور اس کے دانا اور بزرگ حلقہ بگوش اسلام ہوگئے۔ ایرانی آتش کدے بجھ گئے مسجدیں تعمیر ہوگئیں۔ اور کعبۂ ابراہیم ان کا قبلہ قرار پایا۔ اور یوں وہ پیشگوئی حضرت ساسان اوّل کی حرف بحرف پوری ہوئی۔

ہندوؤں کی کتابوں میں بشارات

ہندوؤں کی کتابوں میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بہت سی پیشگوئیاں پائی جاتی ہیں۔ چند ایک پیشگوئیاں پرانوں میں ہیں۔ دو تین اپنشدوں میں اور کچھ ویدوں میں ہیں۔ پرانوں کی پیشگوئیوں میں سے بھوشیہ پران کی پیشگوئی بالکل صاف ہے۔ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام اور آپ کی صفات کا کھلم کھلا اظہار ہے۔ آریہ دوستوں نے اس پر بڑی لے دے کی ہے۔ اور اس پران کو محض اس بنا پر پایۂ اعتبار سے گرانے کی کوشش کی ہے۔ کہ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے انبیاء کا ذکر ہے۔ لیکن سناتنی پنڈت یا ہندوؤں کا جم غفیر اس کو ایک نہایت مستند پران سمجھتا ہے۔ کیونکہ آریہ سماج کا استدلال نہایت بودا اور کمزور ہے۔ جب بھوشیہ پران کے معنی ہی آئندہ کی خبر دینے والے پران کے ہیں۔ تو اس میں آئندہ کی خبر آجانے سے وہ نئی کتاب یا غیر مستند کتاب نہ بن جائے گی۔ اگر بعض ناموں کے پرانوں میں آجانے کی وجہ سے پران نئے زمانہ کے اور غیر مستند قرار پاتے ہیں تو ویدوں کو کیا کہیئے گا۔ کیونکہ ان کے اندر بھی راجاؤں اور برہمنوں کے نام ہیں۔ تو کیا ان کو بھی پایۂ اعتبار سے گرا دیجیئے گا۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا اسلام کے متعلق کسی کتاب میں پیشگوئی پائی جانے سے وہ کتاب غیر مستند نہیں ہو سکتی۔

پرانوں سے بڑھ کر ہندو لٹریچر میں اپنشدوں کا درجہ ہے کہ جو علماء کی نگاہ میں ویدوں کے تتمے سمجھے جاتے ہیں۔ ان میں سے ایک کا نام اَلّو اپنشد ہے اور اس اپنشد کی عبارت اور تاریخ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ فی الحقیقت اتھروید کا حصّہ ہے۔ آریہ دوست اس کو کبھی مستند ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ ان کو تو محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے نام سے بَیر اور چڑ ہے۔ جہاں یہ نام آگیا۔ وہ کتاب ہی غیر معتبر اور ناقابل سند ہوگئی۔ اس اپنشد کے متعلق ابتداً تو ان کے سوامی دیانند جی نے یہ فرمایا کہ سناتن دھرمی پنڈتوں نے اللہ سوکت گھڑ کر ویدوں میں گھسیڑ دیا ہے یہ سناتنی دھرمی پنڈتوں پر افترا اور بہتان تھا۔ دوسری مرتبہ ارشاد ہوا کہ اللہ سوکت ہے ہی کہیں نہیں۔ اب نہیں معلوم ان کی کونسی بات سچ سمجھی جائے۔ محض ضد اور تعصب سے انکار کر دینے کا تو کوئی علاج نہیں۔ ورنہ اس اپنشد یا سوکت کے متعلق تاریخی ثبوت دینے کے لئے ہم تیار ہیں۔

اللہ سوکت یا اپنشد کے مستند ہونیکا ثبوت

(۱) وچسپتی کی لغت جو سنسکرت زبان کی نہایت پرانی لغت ہے اس میں لفظ اللہ کے معنی لکھتا ہوا فاضل مصنف کہتا ہے کہ اللہ سوکت اتھروید کا سوکت ہے۔

(۲) شبد کلپدرم مولفہ راجا رادھا کانت میں بھی اللہ سوکت کو اتھروید کا سوکت بتایا گیا۔

(۳) سوامی دیانند کی اپدیش منجری میں لکھا ہے کہ اللہ سوکت سناتنی پنڈتوں نے گھڑ کر ویدوں میں گھسیڑ دیا ہے۔ جس سے کم از کم اتنا تو ثابت ہوگیا کہ اللہ سوکت وید کا حصّہ ہے۔ سناتنی پنڈتوں نے کب اس کو گھڑا اور ویدوں میں داخل کیا۔ اس کا ثبوت کوئی نہیں دیا گیا۔ پس یہ ایک دعویٰ بلا ثبوت ہے۔

(۴) اللہ اپنشد ویدسے الگ ہندوستان میں چھپا ہے۔ ایک تو بمبئی میں گجراتی حاشیہ کے ساتھ ایک شاستری پنڈت صاحب نے چھپوایا ہے۔ اور دوسرا کلکتہ میں اپنشد ناتھ کا پادھیا نے شائع کیا ہے۔ اس قدر ضروری تمہید کے بعد اب ہم اس کی عبارت کا اقتباس پیش کرتے ہیں کہ جس میں محمد صلعم کا نام صاف الفاظ میں موجود ہے۔

آلّو جیشٹھم شریشٹھم پرمم پورنم برہمن آلام آلّو رسول محمد کور سیہ آلّو آلام آد آلا بلم ایککم آلا بلم فکما تکم

ترجمہ۔ اللہ نہایت اعلیٰ خوبیوں والا کامل مکمل علیم اللہ سے محمد اللہ حکمت والے کا رسول ہے۔ نورٌ علیٰ نور اللہ۔ ناقابل فنا ایک اکیلا لازوال اور قیوم ہے“۔

گویا اس منتر میں پہلے اللہ کی حمد ہے پھر محمد رسول اللہ کی رسالت کا ذکر ہے۔ اور آخر پر پھر اللہ تعالیٰ کی تعریف ہے۔

(دیکھو اللہ اپنشد معہ گجراتی حاشیہ کے)

وید کی بشارت

اتھروید میں بھی کئی ایک مقامات پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر موجود ہے۔ ایک منتر ہے:۔

اِدم جنا اُپ شرت نراشنس استویشیتے شستیم
سہسرا نوتیم چہ کورم آردشمیشو ددمہے۔

ترجمہ:۔ لوگو اس بات کو اچھی طرح سن لیں۔ محمد تعریف کیا جائیگا۔ ہجرت کرنے والے یا زمین کو امن سے بھر دینے والے کو ساٹھ ہزار اور نوّے دشمنوں کے اندر ہم محفوظ رکھیں گے۔

(اتھروید کانڈ ۲۰ سوکت ۱۲۷ منتر ۱)

کس قدر عظیم الشان پیشگوئی ہے۔ چاروں ویدوں کے اندر اس جرح تاکید کے ساتھ لوگوں کو کسی جگہ بھی مخاطب نہیں کیا گیا۔ ”نراشنس“ کا عربی ترجمہ محمد (تعریف کیا گیا) ہے۔ فعل استقبال کا ہے۔ یعنی آئندہ ایسا ہوگا۔ اس کے بعد اس کی ہجرت اس کے امن و سلامتی پھیلانے کا ذکر ہے۔ اور آخر بے شمار دشمنوں میں سے اس کو بچانے کا ذکر ہے۔ سارا عرب کہ جس کی آبادی اس وقت قریباً ساٹھ ستر ہزار تھی آپ کی جان کا لاگو تھا۔ مگر اللہ تعالےٰ کے زبردست ہاتھ نے آپ کو محفوظ رکھا۔ مضمون کی طوالت مجبور کرتی ہے کہ بائیبل اور اناجیل کی پیشگوئیوں کو کسی دوسرے موقعہ کے لئے اُٹھا رکھا جائے ایک صداقت پسند اور حق بین نگاہ کے لئے یہی بشارات اپنے اندر دلائل اور براہین کا ناقابلِ تردید ثبوت رکھتی ہیں۔

جلد ۱۸ | لاہور - یوم دوشنبہ مطبوعہ ۷ ذیقعد ۱۳۴۸ھ مطابق ۷ اپریل ۱۹۳۰ء | نمبر ۲۷

جہانِ اسلام

ترکی میں اصلاح اخلاق کا قانون

(لندن) ہمعصر سنڈے ٹائمز کا نامہ نگار استانبول رقمطراز ہے کہ حکومت ترکی نے جن جدید قوانین کا اجرا کیا ہے ان کا مقصد قوم کی اخلاقی حالت کو بلند کرنا ہے۔

قانون میں ایک خاص دفعہ عورتوں کی حمایت وحفاظت سے متعلق ہے جس سے پہلے عورتوں کو اپنی حالت محفوظ نہیں معلوم ہوتی تھی۔ بالخصوص یہ صورت بروسا کے قرب وجوار میں پائی جاتی تھی۔ نئے قانون میں اس شخص کے لئے نہایت شدید سزا تجویز کی گئی ہے۔ جو کسی عورت سے راہ میں تعرض کرتا ہے یا اس کا راستہ روکتا ہے۔ مرد و عورت کا خفیہ میل ملاپ بالکل روک دیا گیا ہے اور اس کے متعلق سخت نگرانی کی جائے گی۔ ملاقاتیوں میں ملاقات پر بھی سخت پابندیاں عاید کر دی گئی ہیں۔ اگر کوئی نوجوان لڑکی رات کو کوچہ و بازار میں گھومتی ہوئی پائی جائیگی اور اس کا کوئی نگران و سرپرست نہیں ہوگا تو اس کو ایک خیراتی انجمن میں پہنچا دیا جائے گا تاکہ اس کی نگہداشت کی جائے۔ یا اس کو سزا دی جائے۔ سندرستہ پولیس کی مس الین عنقریب آستانہ جائے گی اور معاملات پر غور کرے گی۔ اور عورتوں کی پولیس کی تنظیم عمل میں لائے گی۔

عراق و ترکی میں معاہدہ

انقرہ۔ سفیر عراق و وزیر خارجہ ترکیہ کے مابین ایک تجارتی معاہدہ طے کرنے کی تجویز ہو رہی ہے۔

روس و ایران میں تجارتی تعلقات

اس ہفتہ میں روس کا ایک تجارتی وفد ایران آئے گا۔ تاکہ اس ملک کی اقتصادی حالت پر غور کیا جائے۔ اور روس و ایران کے درمیان تجارتی تعلقات قائم کئے جا سکیں۔ معلوم ہوا ہے کہ حکومت روس نے ایرانی مصنوعات و برآمد پر تمام قیود کو اٹھا دینے کا فیصلہ کیا ہے۔

افغانستان کا فوجی وفد

کابل سے اطلاع ملی ہے کہ افغانستان کے افسروں کا ایک وفد جو ترکی میں فنونِ جنگ حاصل کرنے گیا تھا تحصیل کی تکمیل کرنے کے بعد انقلاب افغانستان کے زمانہ میں واپس آیا تھا اور راستہ سے واپس ترکی چلا گیا تھا۔ اس وفد کو دوبارہ کابل بلا لیا گیا ہے۔ اور جنگی محکمہ کی خدمت پر مامور ہو گیا ہے۔

کابل میں نرخ اشیا

بلدیہ کابل نے اعلان کیا ہے کہ تمام قصابوں۔ بنئیوں اور خوراک کی اشیا فروخت کرنے والوں کی دوکانوں پر نرخ کے بورڈ لگا دئے جائیں جن پر بلدیہ کی مقرر کردہ قیمتیں [illegible]

کے لئے کسی شخص کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہو۔ ان بورڈوں پر لکھ دیا جائیگا [illegible] (بورانجیریا)

کابل میں سکہ کی تبدیلی

صدارت عظمیٰ نے اعلان کیا ہے کہ پیسے اور شاہی اور عباسی کے سکے جن جن کے پاس ہوں وہ دو ماہ کے اندر ان سکوں کو خزانہ میں داخل کر کے ان کی جگہ افغانی سکے لے لیں۔ دو ماہ کے بعد ان سکوں کی کوئی قیمت نہ رہے گی۔ اور ان کا چلنا بند کر دیا جائے گا۔

مرحوم شاہ ایران کا لاشہ کربلا میں دفن کیا جائے گا

بیروت کی خبریں مظہر ہیں کہ مرحوم شاہ ایران کی ہمشیرہ اپنے شوہر کی معیت میں پیرس کو روانہ ہو گئی ہے تاکہ مرحوم کی نعش کو دفن کرنے کے لئے کربلا کے معلے میں لایا جائے۔

غازی مصطفےٰ کمال پاشا ماہر آثار قدیمہ کی حیثیت میں

قسطنطنیہ کی خبریں مظہر ہیں کہ غازی مصطفےٰ کمال پاشا اناطولیہ کے خطہ کا دورہ کر رہے ہیں۔ اثنائے دورہ میں غازی موصوف زمانہ سلف کے مکانات کھنڈرات اور آثار کا معائنہ کریں گے کیونکہ موجودہ ترکوں کے پیشرو وہی خیال کئے جاتے ہیں۔

رضا شاہ پہلوی کا نیا سکہ

طہران کی خبروں سے معلوم ہوا ہے کہ ایرانی کابینہ وزارت کے مجلس کے سامنے ایک مسودہ قانون پیش کیا ہے جس کے ذریعہ سے ایران میں نئے طلائی سکہ کی ترویج کی تجویز پیش کی گئی ہے جس کا نام پہلوی ہوگا اور جو انگریزی پونڈ کے برابر ہوگا

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیر جماعت خدا کے فضل و کرم سے بخیریت ہیں۔ اور اپنے دینی مشاغل میں مصروف۔

—— چودھری رحمت خاں بعد رکن صدر دفتر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور تا حال بیمار ہیں احباب ان کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

—— ۳ اپریل کو ننکانہ صاحب چودھری محمد منظور الٰہی صاحب جائنٹ سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے اپنے صاحبزادہ راجہ فضل الٰہی کی شادی خانہ آبادی کی مبارک تقریب پر مقامی احباب کو دعوتِ ولیمہ کے لئے مدعو کیا ہے ہم خاں صاحب کو مبارکباد دیتے ہیں اور خداوند کریم سے دعا ہے کہ یہ شادی نہ صرف اپنے خاندان اور جماعت بلکہ ملت اسلامیہ کے لئے مبارک ثابت ہو۔

—— اخویم ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب تحریر فرماتے ہیں:-

جو احباب میرے لئے دعا کرتے رہے ہیں۔ ان کی اطلاع کے لئے لکھتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ کے فضل سے اب مجھے کامل شفا ہو گئی ہے۔ اور میں اپنا کام کاج حسب معمول کرتا ہوں۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔ احباب کا میں دلی شکر گذار ہوں [illegible]

مزید براں عرض ہے کہ میرے ہر دو لڑکوں ڈاکٹر مرزا داؤد بیگ و عبد الرحمٰن بیگ کے لئے بھی دردِ دل سے دعا فرماتے رہیں۔ اول الذکر کو تو اللہ تعالےٰ نے لمبی بیماری (نزلہ۔ زکام وغیرہ) سے صحت دی۔ اس کو اس مرض سے اس کے دوران قیام امریکہ میں پریشانی رہی۔ الحمد للہ کہ اللہ تعالےٰ نے اس کو پورے طور پر شفا دی ہے اور اب اس نے ...... پریکٹس شروع کر دی ہے۔ موخر الذکر کو محض اللہ تعالےٰ کے فضل سے اعلیٰ ریلوے ملازمت کے لئے گورنمنٹ آف انڈیا نے انتخاب کیا اور اب وہ جمالپور نزد کلکتہ کام سیکھنے کے لئے گیا ہے اس کے لئے بھی دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس کو کامیابی عطا فرمائے۔ اور ہر دو کو دین و دنیا کی حسنات سے متمتع کرے۔ آمین۔

قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۭ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ (۳: ۶۴)

حضرت مسیح موعود اور آپکی جماعت کا مذہب

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا
سہ روزہ آرگن

پیغامِ صلح

ادارۂ تحریر
عبد الحق
مظفر بیگ

حضرت مسیح موعود اور آپکی جماعت کا مذہب

اغراض ومقاصد
۱- مذاہب عالم کو دعوت اسلام۔
۲- محاسن اسلام اور قرآن کی نشر و اشاعت
۳- مسلمانوں کی باہمی تکفیر کو مٹا کر آپس ...

اغراض ومقاصد
... رواداری کی تلقین کرنا۔
۴- مجدد وقت حضرت مسیح موعود کی تعلیم اور فضائل اسلام سے دنیا کو روشناس کرانا۔

جلد ۱۸ | لاہور ۔ یوم یکشنبہ مطبوعہ ۱۲ ربیع الثانی ۱۳۴۹ھ ہجری مطابق ۷ ستمبر ۱۹۳۰ء عیسوی | نمبر ۵۹

عالم اسلام

امریکہ کے اصلی باشندے آغوش اسلام میں

وطنِ اسلامی کی تلاش

شیخ محمد عزیز الدین لوماکس کا ورود مصر

جریدہ الفتح کے مدیر خصوصی استاذ محب الدین الخطیب اپنے معزز جریدہ کی حالیہ اشاعت میں شیخ محمد عزیز الدین لوماکس کے ورود مصر کے متعلق رقمطراز ہیں کہ ہمیں مسرت ہے کہ ہمارے دینی بھائی امریکن نومسلم شیخ محمد عزیز الدین لوماکس مصر میں تشریف لائے اور ہمیں ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔

شیخ موصوف عرصہ ہوا اسلامی احکام اور دینِ فطرت کے پاکیزہ اصولوں سے متاثر ہو کر آغوشِ اسلام میں داخل ہوئے تھے۔ اس کے بعد آپ کی اہلیہ محترمہ نے بھی دینِ حنیف کو اختیار کر لیا۔ آجکل آپ امریکہ کے اصلی باشندوں میں تبلیغ اسلام کی کوشش فرما رہے ہیں۔

سفر کا مقصد

روانگی ترکیہ اور ورود مصر

آپ نے اثنائے ملاقات میں فرمایا کہ میرے سفر کا مقصد یہ ہے کہ ہم اپنے مستقل قیام کے لئے وطن اسلامی کا انتخاب کریں تاکہ ہم اور ہمارے ساتھ کے تمام وہ لوگ جو دینِ مبین اختیار کر چکے ہیں اپنے اسلامی بھائیوں کے وسیع حلقہ میں مسرت کے ساتھ زندگی گزار سکیں۔

ہم نے ابتداءً اس مسئلہ کے لئے ترکیہ کو مناسب سمجھا تھا۔ چنانچہ ہم امریکہ سے براہ راست ترکیہ گئے۔ لیکن وہاں جا کر ہمیں مایوس ہونا پڑا۔ میرے خیال میں ترکیہ میں وہ اسلام نہیں ہے جو ہمارے لئے تسکین قلب کا باعث ہوا ہے۔ میں ترکیہ کی حالت کو دیکھ کر کہہ سکتا ہوں ان الاسلام غریبت فی ترکیہ۔ میرا خیال ہے کہ ترکی میں امریکہ سے زیادہ اسلام کی نازک حالت ہے۔ ہم نے اپنی آنکھوں سے ترکی کا جو نقشہ دیکھا اس کی بنا پر ہمیں یہ فیصلہ کرنا پڑا کہ ہم وطن اسلامی کے لئے ترکیہ سے مایوس ہو کر کسی دوسری جگہ کا انتخاب کریں۔ یہی وجہ ہے کہ ہم نے اپنا رُخ مصر کی طرف کیا اور آج ہم یہاں موجود ہیں۔

نوجوانانِ مصر کی درخواست

مصری نوجوانوں کی انجمن جمعیتہ شبان المسلمین کے ارکان نے جو ایسے مواقع سے ہمیشہ فائدہ حاصل کرنے کے عادی ہیں شیخ ممدوح سے درخواست کی ہے کہ آپ جمعیتہ کے عام اجلاس میں ایک خاص لیکچر دیں۔

آپ نے نوجوانوں کی درخواست کو نہایت خندہ پیشانی کے ساتھ منظور کر لیا ہے۔ لیکچر انگریزی میں دیا جائے گا۔

امریکہ میں اشاعت اسلام کا مرکز

ایک جدید مسجد کی تعمیر اور اپیل

معاصر البیان نیویارک نے سید حسین علی جمعہ، ابو علی فرحات۔ اور شیخ علی عمر سعد الدین کا ایک مکتوب شائع ہوا ہے جس میں اعلان کیا گیا ہے کہ ہم لوگوں نے خدا کی امداد و اعانت کے بھروسا پر شمالی ڈکوٹا (امریکہ) میں جس مسجد کی تعمیر کا آغاز کیا تھا۔ اس کی ابتدائی منزل کی تکمیل ہو چکی ہے۔ مقامی مسلمانوں نے مسجد میں مجتمع ہو کر ۸ اصفر کو افتتاحی تقریب منائی۔

مکتوب کے آخر میں یہ لکھا گیا ہے کہ مسجد کی تکمیل کے لئے معقول رقم کی ضرورت ہے۔ اس لئے ہم امراء اسلام اور ارباب خیر سے اس دینی سعادت کے حصول کے لئے ایک خصوصی اپیل کرتے ہیں۔

نوجوانانِ اسلام کی بیداری

امریکہ میں جمعیت شبان المسلمین کا قیام

معاصر الفتح قاہرہ رقمطراز ہے کہ بوسٹن (امریکہ) کے مسلمان نوجوانوں نے اپنی منظم سرگرمیوں کے لئے ایک انجمن قائم کی ہے جس کا نام جمعیت شبان المسلمین ہوگا۔ اس جمعیت کا الحاق مصری نوجوانوں کی مرکزی انجمن سے کر دیا گیا ہے۔ گذشتہ ماہ میں جمعیت کا پہلا عظیم الشان اجلاس ہوا۔ اور نوجوانوں نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ جلسہ میں مسئلہ فلسطین میں بہت زیادہ دلچسپی کا اظہار کیا گیا۔ اور چندہ کی اپیل کی گئی۔ آخر میں جمع شدہ رقم ۱۳۱ ڈالر کو شیخ امین افندی حسینی کی خدمت اقدس میں روانہ کر دیا گیا۔

شام کے ہائی کمشنر کی روانگی یورپ

دمشق کی اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ موسیو پانسو فرانسیسی ہائی کمشنر متعینہ شام آئندہ ماہ میں یورپ کے سفر کا ارادہ رکھتے ہیں۔

اسلامی ممالک میں مسیحی مبلغین کی سرگرمیاں

مسلمانوں کو مرتد بنانے کی کوشش

جدید عیسائیوں کا اعلانِ حق

ہمعصر الہدایہ بغداد نے اپنی تازہ اشاعت میں مسیحی مشنریوں کی سرگرمیوں پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھا ہے کہ عیسائی تمام عراق میں اپنی تبلیغی مساعی میں مشغول ومنہمک ہیں۔ اب ان لوگوں کی سرگرمیاں ناجائز حد تک ترقی کر گئی ہیں۔ جو لوگ معاشرتی اعتبار سے تنگدست ومحتاج ہیں ان کو اس بات کا دیا جاتا ہے کہ اگر یہ لوگ نصرانیت کو اختیار کر لیں گے تو ان کو ۲۰ روپیہ ماہوار دیا جائے گا۔ حال ہی کا واقعہ ہے کہ چند اشخاص مرتد ہو کر عیسائی ہو گئے۔ لیکن جب یہ لوگ پہلی مرتبہ گرجا گئے اور وہاں الوہیت مسیح پر ایک پادری کی تقریر سنی تو سب نے متفقہ طور پر بے ساختہ اللھم صل علی محمد کا ورد کرنا شروع کر دیا۔ پادری نے متعجب ہو کر پوچھا کہ یہ کیا حرکت ہے؟ ان لوگوں نے جواب دیا کہ مسیح کا مرتبہ محمد صلعم کی تعلیمات کا نتیجہ نہیں ہے؟ بخدا اگر محمد نہ ہوتے تو مسیح کا وجود ہوتا اور نہ مسیح کی عظمت ... یہ سن کر پادری نے اپنی تقریر کو بند کر دیا اور ان کے مقررہ روپے کی منظوری کو مسترد کر دیا۔ لیکن ان کے نام جدید عیسائیوں کی فہرست میں باقی رہنے دیئے۔

عبد الرحمٰن خاں صدر بلدیہ کی غداری

معاصر اصلاح کا بیان

معاصر اصلاح کابل نے عبد الرحمٰن خاں صدر بلدیہ کی سزائے موت کے سلسلہ میں جو تفصیلات شائع کی ہیں ان سے ثابت ہوتا ہے کہ عبد الرحمٰن کی سرگرمیاں غیر وفادارانہ تھیں معاصر موصوف کا بیان ہے کہ یہ شخص طبعاً شورش پسند تھا اس شخص نے اپنی طبیعت کے اقتضاء کے مطابق گذشتہ فساد میں حصہ لیا اور چونکہ دولت کے پاس اس امر کے لئے کافی ثبوت موجود تھا اس لئے اس کو سزائے موت دیدی گئی۔

ہز ایکسیلنسی خواجہ ہدایت اللہ خاں جنرل کونسل افغانستان نے بھی اپنے ایک بیان میں اس امر کی تصدیق کی ہے۔

جشن استقلال افغانستان

شہریار غازی کی خدمت میں تبریک کی تار

کابل کی اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ افغانستان، ہندوستان، انگلستان، ترکی اور ایران میں جشن استقلال افغانستان نہایت شان وشوکت سے منایا گیا۔ مختلف ممالک کے افغانی قونصل خانوں نے اس تقریب پر اعلیٰ حضرت شہریار غازی کی خدمت میں مبارکباد کے تار ارسال کئے۔

پشاور کی ۸ اگست کی اطلاع مظہر ہے کہ اعلیٰ حضرت نادر شاہ غازی کا جشن تخت نشینی ۱۸ اکتوبر کو منایا جائے گا۔ اور مسلسل ایک ہفتہ تک جاری رہے گا۔

شاہ مصر کی دستبرداری کی افواہ

نحاس پاشا ولیعہد کی حمایت میں

مصر کی اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ شاہ مصر کی دستبرداری کی افواہ بہت زور وشور سے پھیل رہی ہے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ نحاس پاشا ولیعہد مصر شہزادہ فاروق کی حمایت کریں گے۔ ان کی خواہش ہے کہ شہزادہ فاروق تخت نشین ہوں۔ اور نحاس پاشا امور حکومت کے نگراں۔

"پیغام صلح"

ناظرین پیغام صلح کا یہ ایک اسلامی فرض ہے کہ اس کی توسیع اشاعت کے لئے ہر وقت کوشاں رہیں۔ کیونکہ یہی ایک آرگن ہے ... [illegible]

قرآن مجید کا اثر شعراءِ عرب پر

ادبِ عربی کی تاریخ کا مصنف لکھتا ہے :-

قرآن مجید کا اسلوب بیان عجیب وغریب ہے۔ اور اس اسلوب سے مختلف ہے جسے عرب اپنی نظم ونثر میں ملحوظ رکھتے تھے۔ قرآن مجید کے حسن تالیف انتخاب لفظی۔ وجوہ اعجاز جودت مقاطع حسن تدلیل، بروائی قصص، بدیع الشال ان تمام (اور ان کے علاوہ اور) خوبیوں نے اسے بلاغت کے اعلیٰ درجہ تک پہنچا دیا۔ اور اس کے اسلوب میں ایک ایسی کشش پیدا کر دی کہ قلب بے اختیارانہ اس کی طرف کھنچنے لگتا ہے۔ اس کی عبارت کبھی کبھی مسجع ہوتی ہے۔ لیکن اس میں "سجع" کا التزام نہیں پایا جاتا کبھی کبھی اس میں وزن بھی پایا جاتا ہے۔ لیکن اس کی پابندی نہیں۔ سماوی الفاظ کے لئے قرآن ایک ممتاز حیثیت رکھتا ہے۔ اور سہولت لفظی کے ساتھ عبارت میں حلاوت اور روانی پائی جاتی ہے۔

دعوت اور تبلیغ کے لئے قرآن میں ایک خاص اسلوب ہے۔ اس لئے اکثر مکی سورتوں میں (جیسے ص اور ق وغیرہ) تہدید اور وعید کے متعلق چھوٹی چھوٹی آیتیں، قوی مقاطع (Syllables) اور زور دار معانی پائے جاتے ہیں۔ اسی طرح مدنی سورتوں میں (بہ استثنائے ان سورتوں کے جو غزوات کے متعلق ہیں) طویل آیتیں اور سنجیدہ مقاطع ہیں جن میں نرمی اور رحمت کا بیان ہوتا ہے۔

زبان عربی کی حفاظت میں قرآن مجید کا زبردست اثر ہے۔ اس کے بیان نے انسان کو مسحور کر لیا۔ لوگوں میں اس کا ذوق پیدا ہوا۔ لوگ اسے حفظ کرتے اس سے اقتباس کرتے اس کے واقعات بیان کرتے۔ اس کے اسالیب، الفاظ اور تراکیب سے اثر پذیر ہوتے۔ ایک جماعت اٹھی۔ وہ علوم (جیسے بلاغت، اور نحو) کی تدوین سے دلچسپی لینے لگی، اور انہیں قرآن مجید کے فہم اسرار کا ذریعہ قرار دیا۔ اور جب مختلف قومیں اسلام لائیں۔ تو انہوں نے زبانِ عربی کی تعلیم کو فہم دین کا ایک وسیلہ قرار دیا جنھوں نے علم دین سمجھ کر تحصیل زبان شروع کی ان میں سے کثیر افراد نے اپنی زبان اور اپنے محاورے چھوڑ دئے۔ اور جب قوموں نے لہجہ میں اختلاف کیا اور ہر قوم کی ایک زبان بن گئی نوادب وافشار کی زبان پر ایک پردہ پڑ گیا۔ اس معنی میں قرآن مجید کو بہت

(اُس نے عربی زبان کی حفاظت کی)

ساتھ ہی یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ نزول قرآن کے بعد اکثر شعرائے عرب نے عبارت قرآنی کے قوافی اور بعض اوقات اوزان میں اشعار کہے ہیں۔ جیسا کہ "المجمل" کے مفصلہ ذیل واقعات سے پتہ چلتا ہے۔

عبید اللہ بن قیس الرقیات کے کلام میں ایک خاص قسم کی رقت لفظی پائی جاتی ہے۔ اور اس نے اپنے عہد کے اعتبار سے ایک انوکھے طریقے پر سہولت الفاظ میں کوشش کی ہے۔ اس کے کلام میں ایسی رقت کی وجہ یہ تھی کہ وہ عورتوں کے ساتھ بہت زیادہ میل جول کرتا۔ اور خلیفہ عبدالملک نے معنوی اعتبار سے ایک قصیدہ آتیہ کو "مخنث" کہہ دیا۔ عبید اللہ نے اس پر احتجاج کیا۔ کہ یہ قافیہ قرآن مجید سے متاثر ہے۔ اور فی الواقعہ شعرگوئی میں وہ قرآن مجید سے اثر پذیر ہوا ہے۔ اور اسی تاثر کا نتیجہ ہے کہ اس کے لہجہ (؟) میں ایسی لینت الفاظ میں سہولت اور عبارت میں شیرینی پائی جاتی ہے۔ جو اس کے ہم عصر شعرا کے کلام میں نہیں پائی جاتی۔

شعرائے مخضرمی اور اسلامی کے کلام میں اکثر ایسے قافئے اور ردیفیں ہیں جو قرآن مجید میں بھی ہیں۔ بلکہ بعض اوقات آیت میں جو وزن پایا جاتا ہے۔ وہ بھی ان کے کلام میں موجود ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے قرآن مجید کے محاسن اشعار سے استفادہ کیا ہے۔ عمرو بن معدی کرب (مخضرمی شاعر) نے اپنے بعض اشعار میں قرآن مجید کے سورہ مریم کے اسلوب [illegible] کے مشہور اشعار

عمرو نے اس زمین میں سترہ اشعار کہے ہیں جنہیں علی الترتیب یہ قوافی پائے جاتے ہیں۔

اور نن مجدا۔ عداء عندی۔ نقدا۔ نہدا۔ قدا۔ مستعدا۔ مشدا۔ بندی جدا۔ بدا۔ اشد الحدا۔ زندا جلدا۔ عدا۔ فردا۔

اسی طرح قرآن مجید میں سورۂ مریم کی آخری آیتیں پڑھئے۔ قل من کان فی الضلالۃ فلیمدد لہ الرحمن مدا الی آخر فانما یسرنٰہ بلسانک لتبشر بہ المتقین وتنذر بہ قوماً لدا۔ تقریباً بیس آیتیں ہیں، عمرو کے بعض اشعار میں قرآن کے قوافی بھی ملتے ہیں۔ یہی نہیں بلکہ قرآنی قافیہ لے کر معنوی حیثیت سے بھی عمرو نے استفادہ کیا ہے۔ چنانچہ کہتے ہیں۔

اُعدی بنا مر الہ اھبی ۔۔۔ اِنا عُدّ للاعداء عدا

میں سلف کا کام انجام دیتا ہوں (اور ان کا انتقام ہوں) اور میں نے مجھے دشمنوں ہی کے مقابلہ کے لئے رکھ چھوڑا ہے۔ یا یہ کہ میں دشمنوں کے مقابلہ کی گھڑیاں شمار کرتا رہتا ہوں کہ کب مقابلہ ہو اور میں جوہر دکھاؤں۔

قرآن مجید میں فلا تعجل علیہم انما نعد لہم عدا (سو آپ ان کے لئے جلدی نہ کیجئے ہم ان کی (باتیں) خود شمار کر رہے ہیں۔ یا ان کی حاضری کے لئے دن گن رہے ہیں) جو شخص کچھ بھی عربی کا ذوق رکھتا ہے، وہ سمجھ سکتا ہے کہ اعد للاعداء عدا کہہ کر عمرو نے قرآن مجید کے جملہ انما نعد لہم عدا سے کس حد تک فائدہ اٹھایا ہے ؟

عمرو بن معدی کرب = ذہب الذین احبہم ۔۔۔ وبقیت مثل السیف فردا

میرے احباب چل بسے اور میں تلوار کی طرح یکہ وتنہا رہ گیا۔

قرآن مجید = ونرثہ ما یقول ویاتینا فردا (اور اس کی کہی ہوئی چیز کے ہم مالک ہو جاویں گے۔ وہ ہمارے پاس تنہا ہو کر آوے گا۔

ارباب بلاغت نے سرقہ غیر ظاہر کی ایک قسم یہ لکھی ہے کہ معنی کو الٹ کر بیان کیا جائے۔ قرآن مجید میں ان لوگوں کو ڈرایا گیا ہے۔ جو خدا کے متعلق طرح طرح کی باتیں گھڑتے رہتے ہیں۔ اور ان کو یکہ وتنہا ہو کر آنے کی بے چارگی کا خیال دلایا گیا ہے۔ عمرو نے اس کو جذبہ لطیف کا جامہ پہنا دیا ہے۔ لیکن مرکزی خیال کے اعتبار سے دونوں عبارتوں میں مماثلت پائی جاتی ہے۔ "بقیت فردا" کی یک رنگی سے کون انکار کر سکتا ہے۔

الغرض جستجو کی جائے، تو معلوم ہوگا کہ بہتیرے شعرائے مخضرمی اور اسلامی کے کلام میں قرآن کے ادبی اعجاز نے اثر کیا ہے۔ چنانچہ خود جارج سیل نے بھی مقدمہ قرآن میں اس کا اعتراف کیا ہے۔ وہ لکھتا ہے۔

قرآن مجید کے اسلوب بیان اور مسجع عبارت سے عرب ایسا لطف محسوس کرتے ہیں کہ بعض شعرائے متاخرین نے اپنے کلام میں

لہ چنانچہ علوم فقہ وحدیث کے حامل ابوحنیفہ، امام بخاری، مسلم، امام بخاری، مسلم، ادب وفلسفہ کے ماہر ابن مقفع، کسائی، جاحظ، ابن قتیبۃ، سیبویہ، ابن الرومی (جنھوں نے عربی زبان کی ترقی میں ایک ایسا حصہ لیا) تمام عجمی تھے۔ ابن الرومی عہد عباسیہ کا ایک بہت بڑا عربی شاعر خیال کیا جاتا ہے۔ وہ یونانی الاصل تھا۔ لیکن عربی ادب میں اسے ایسی مہارت تھی کہ اسے استاد فن کہتے ہیں۔ مسلم بن ولید (شاعر) انصار کے ایک غلام تھے۔ ابوالعتاہیہ بشار بن برد، عربی زبان کے فارسی الاصل شعرا تھے۔ ابونواس کے بعض شعر کو دیکھ کر فوراً ایک مبصر غیر عربی کہہ سکتا ہے کیونکہ وہ گلنار، نرگس، گلاب اور یاسمن کا تذکرہ کرتا ہے جن کا عرب میں وجود ہی نہیں۔ اور عصر جاہلی کے عربی شعرا میں ایسے لطیف خیالات کا پتہ چلتا ہے۔ اس کی بڑی وجہ یہ تھی کہ اس کی ماں اہواز (فارس) کی رہنے والی تھی۔ (المجمل فی تاریخ الادب العربی" اور الموازنہ بین الشعراء۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۱۸ | ضمیمہ اخبار پیغام صلح بابت ۳ر نومبر ۱۹۳۰ء | نمبر ۷۳

خطبہ جمعہ

مورخہ ۱۰ر اکتوبر ۱۹۳۰ء

فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ

تشہد اور تعوذ کے بعد سورہ فاتحہ پڑھکر فرمایا۔ یہ چوتھی مرتبہ ہے کہ میں سورہ فاتحہ کو پھر پڑھتا ہوں۔ گذشتہ جمعہ کے خطبہ میں میں نے یہ توجہ دلائی تھی کہ یہاں جو رب العالمین فرمایا ہے۔ اس سے غرض سے انسان کے اندر وسعت قلبی پیدا کرنا ہے۔ یعنی نسل انسانی کے اتحاد بیان کرنے سے غرض یہ ہے کہ وسعت قلب کو پیدا کیا جائے۔ آج بھی میں اسی رب العالمین کو لیتا ہوں مگر صرف اس کے پہلے لفظ رب کو سامنے رکھکر اس پر کچھ کہتا ہوں۔ رب کے معنی کسی زبان میں ایک لفظ میں ادا نہیں کئے جا سکتے۔ اس کے معنی مفردات امام راغب نے جو ایک اعلیٰ پایہ کی لغت ہے لکھے ہیں۔ کہ ایک شے کی تربیت کرنا ایک درجہ سے دوسرے درجہ کی طرف یہاں تک کہ وہ چیز اپنے کمال کو پہنچ جائے۔ گویا یہ لفظ رب مصدر ہے جس کے معنی کسی شے کی ایسی تربیت کے ہیں کہ وہ رفتہ رفتہ اپنی تکمیل کو پہنچ جائے۔ جب میں نے قرآن شریف کا انگریزی میں ترجمہ کیا۔ تو میں نے اس تلاش میں کئی دن بلکہ کئی ہفتے گذار دیئے کہ اس لفظ کا ترجمہ انگریزی کے ایک لفظ میں مل جائے۔ مگر کوئی ایسا لفظ میسر نہ آیا۔ اسی طرح عربی زبان میں اور بھی بہت سے الفاظ ہیں کہ جو ایسے خاص معنوں میں استعمال کئے گئے ہیں۔ کہ ان کا کسی دوسری زبان کے ایک لفظ میں ترجمہ کرنا مشکل ہے۔

لفظ رب کا ترجمہ میں نے لارڈ کیا ہے

مگر یہ لفظ رب کے مفہوم کو بالکل ادا نہیں کرتا۔ اصل ترجمہ لارڈ نہیں ہے۔ نہ ہی اور کوئی لفظ انگریزی زبان میں صحیح طور پر اس کے مفہوم کو ادا کرنے کے لئے مجھے ملا ہے۔ رب کے معنے میں نے بتلائے ہیں کسی چیز کا تربیت کرنا۔ درجہ بدرجہ کہ وہ شے اپنے کمال کو پہنچ جائے۔ اس سے پہلے فرمایا الحمد للہ سب کی سب تعریف اللہ کے لئے ہے۔ اب فرماتا ہے رب العالمین وہ اللہ کون ہے۔ وہ ربوبیت کرنے والا ہے۔ کسی ایک شخص کی نہیں۔ بلکہ کل قوموں کی۔ جہانوں کی۔ بلکہ کل مخلوقات کی پرورش کرنے والا سب سامان کی تربیت کرنے والا ہے۔ یہ الفاظ بھی بہت وسیع ہیں۔ انسان کی تربیت صرف روٹی تک محدود نہیں۔ جیسا کہ انجیل میں حضرت عیسیٰ کی دعا ہے کہ اے خدا ہمیں روز کی روٹی دے۔ بلکہ اخلاق انسانی کی تربیت بلند مرتبہ ہے۔ اس سے

روٹی تو ایک موٹی چیز ہے

کہ جو سامنے نظر آ جاتی ہے۔ مگر اخلاق اثر جلد نظر نہیں آتا۔ اور نہ اس کے حصول کے لئے تڑپ ہی ایسی انسان کے دل میں پیدا ہوتی ہے۔ کہ جیسے روٹی کے لئے انسان مجبور ہو جاتا ہے۔ رب العالمین روٹی اور اخلاق دونوں پر حاوی ہے یعنی جسمانی پرورش پر بھی اور روحانی پرورش پر بھی۔ اب اس آیت پر غور کرو کہ کل حمد اللہ کے لئے ہے کہ جو تربیت کرنے والا ہے۔ تمام قوموں کی، تمام جہانوں کی اور کل مخلوقات کی۔ شاید کوئی یہ کہے کہ وہ اگر پرورش کرتا ہے۔ سب کی یا تھوڑے سے لوگوں کی تو اس سے انسان کو کیا فائدہ اور آیت کے سکھانے سے فائدہ کیا مقصد ہے۔ حمد کے معنی تعریف ہیں۔ تو چونکہ حمد نتیجہ ہے ربوبیت کا اس لئے الحمد للہ رب العالمین میں انسان کے لئے یہ سبق ہے کہ وہ بھی حمد کا مستحق تو ہی ہو سکتا ہے۔ کہ دوسروں کی ربوبیت کا ذریعہ بنے۔ جتنا کسی کی پرورش کا دائرہ وسیع ہو گا۔ اتنا ہی وہ زیادہ حمد کا مستحق ہو گا۔ ایک شخص اپنے ہی نفس کی پرورش کرنا جانتا ہے۔ وہ کسی حمد کا مستحق نہیں [illegible] پرورش کرتا ہے۔ یہ ایک حد تک حمد اور تعریف کا مستحق ہے پھر ایک شخص ایک قریہ کی پرورش اور تربیت کرتا ہے۔ اس کی حمد کا دائرہ اور بھی وسیع ہو جاتا ہے۔ اس سے بڑھ کر ایک قوم کی پرورش کا سامان کرتا ہے۔ وہ اس کی وجہ سے قوم کی حمد اور ثنا کا مستحق ہے۔ پھر ان سب سے بڑھ کر وہ شخص ہے کہ جو کل دنیا کی پرورش اور تربیت پر مقرر ہو جاتا ہے۔ اور انسان کے علاوہ کل مخلوق کی بھی پرورش کرتا ہے اس کی حمد کا درجہ سب کی حمد پر بڑھ جاتا ہے۔ اس سے آپ خیال کر سکتے ہیں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حمد کا درجہ کس قدر بلند ہے۔ کہ اس نے کل مخلوقات کی پرورش اور تربیت کی تعلیم دی۔ ہر شخص حمد کو چاہتا ہے۔ اس کی یہ طبعی خواہش ہے کہ اس کی تعریف کی جائے۔ یہ کوئی بری بات نہیں۔ انسان کی فطرت چاہتی ہے کہ اس کی تعریف ہو۔ اس کے خلاف وہ طبعاً ناپسند کرتا ہے کہ کسی جگہ اس کی تعریف کے خلاف کوئی بات ہو۔ پس اگر تعریف چاہتے ہو۔ تو یہ نسل انسانی کی خدمت سے پیدا ہوتی ہے۔ اس سبق محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آج سے تیرہ سو سال پہلے سکھایا۔ کہ الحمد للہ رب العالمین۔ اللہ تعالیٰ بھی اگر حمد کا مستحق ہے تو کل اقوام تمام جہانوں اور مخلوقات کی جسمانی اور روحانی پرورش کی وجہ سے مستحق ہے۔ ہر شخص اس حمد کو خدمت سے حاصل کر سکتا ہے نسل انسانی کی خدمت خواہ مال سے ہو۔ خواہ علم سے اور خواہ جان سے۔ جس نے کی اسی کی حمد بھی ہو لی۔ یہ تیسرا سبق ہے۔ خدمت خلق کا۔ کہ جو سورہ فاتحہ میں دیا گیا ہے۔ پہلا سبق اطمینان قلب کا ہے۔ دوسرا وسعت قلب۔ اور دل کی فراخی کا اور تیسرا سبق انسان کو یہ سمجھا دینا کہ اس کی زندگی میں قابل تعریف کام خدمت خلق ہے۔ یہ تین سبق ایک جملہ الحمد للہ رب العالمین کے اندر سکھائے گئے ہیں۔ کس قدر ضروری اور اہم یہ سبق ہیں اور ان کی اہمیت کی وجہ سے ہی ان کو نمازوں میں بکثرت دہرانے کی تعلیم دی ہے۔ تاکہ اس کو انسان کے دماغ پر نقش کر دیا جائے۔ مگر اس سے فائدہ وہی شخص اٹھا سکتا ہے کہ جو ان کے مفہوم کو سمجھ کر دہراتا ہے۔ نہ اس طرح کہ الفاظ رٹ لئے۔ جن سے دل پر کوئی اثر پیدا نہ ہو۔ اور یہی وجہ ہے کہ ان کی زندگی میں کوئی تبدیلی پیدا نہیں ہوتی۔ یہاں تک کہ کسی کو ان کی نسبت یہ کہنا پڑا ؎

واعظاں کیں جلوہ بر محراب و منبر میکنند
چوں بخلوت می روند آں کار دیگر می کنند

خلوت میں تو کیا اب تو کھلم کھلا کار دیگر کا ارتکاب ہوتا ہے۔

لوگوں نے الفاظ کو رٹنا تو شروع کر دیا

مگر جو ان کی غرض تھی یعنی قلب پر اثر پیدا کرنا وہ ان کو حاصل نہ ہوئی۔ پس نماز میں ان الفاظ کو دہرانے کا فائدہ وہی شخص اٹھاتا ہے کہ جو اپنے دل پر اس کے مفہوم کا نقش کر لیتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے وقت جب اذان کے لئے بلالؓ کو حکم دیتے تھے تو فرماتے تھے "ارحنا یا بلال" اے بلال ہمیں راحت پہنچاؤ۔ یہ کیفیت دل میں اس وقت پیدا ہوتی ہے کہ جب انسان ان الفاظ کے مفہوم کو سمجھ کر پڑھے۔ اپنے تنہائی کے وقتوں میں اس کو دہراؤ۔ اور ان الفاظ سے اگر کل کیفیت پیدا نہ ہو تو کبھی ایک خیال [illegible] ہوئے سوا نہیں رہتا۔ یہ اثر سب سے بڑھ کر رات کے ان اوقات میں ہوتا ہے۔ جب تمام دنیا سکون کی حالت میں ہوتی ہے۔ یعنی تہجد کے وقت۔ اسی لئے قرآن شریف میں یہ حکم دیا گیا ہے کہ ومن اللیل فتہجد بہ نافلۃ لک عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محمودا اور رات کو اٹھ کر تہجد پڑھا کرو۔ یہ تمہارے لئے ازدیاد ثواب اور اثر کا موجب ہو گا۔ اور تیرا رب تجھے حمد کے مقام پر فائز کر دے گا۔ اس تاکید کی وجہ بھی یہی ہے کہ اس وقت تنہائی اور یکسوئی کی وجہ سے دل پر خاص اثر ہوتا ہے۔ سورہ فاتحہ میں پہلے تین سبق اطمینان قلب کا حاصل کرنا۔ وسعت قلب پیدا کرنا اور خدمت خلق ہے۔ خوب یاد رکھو کہ اگر خدمت خلق کو اپنی زندگی کی غرض بنا لوگے تو پھر دنیا میں کامیاب ہو جاؤ گے ورنہ محض نازیبا الفاظ کے رٹ دینے سے کچھ حاصل نہیں ہو گا۔ میں نے پچھلے جمعہ کے خطبہ میں کہا تھا کہ اکثر لوگ جو بات ان کی بھلائی کے لئے بتائی جاتی ہے۔ اس کو اپنے نقصان کا موجب سمجھ لیتے ہیں۔ اسلام کی تعلیم کی وہ وسعت کہ جو رب العالمین میں تعلیم کی گئی ہے اسی نے پہلے بھی دنیا کے اندر انقلاب پیدا کیا تھا۔ لوگوں نے رفتہ رفتہ اس تعلیم کو چھوڑ دیا اور مسلمانوں کے دلوں میں تنگی پیدا ہو گئی۔

حضرت مرزا صاحب نے دوبارہ ہی وسعت قلبی

لا کر رکھی ہے۔ مگر لوگ اس وسعت قلبی کو لینا نہیں چاہتے۔ یہ دلوں میں دشوار گذرتی ہے۔ حضرت مرزا صاحب نے جس طرح دل کی تنگی کو دور کیا ہے۔ اسی طرح خدمت خلق کے سبق کو بھی دوبارہ سامنے لا کر رکھا ہے۔ اور یہ بتایا ہے کہ خدمت خلق کیا چیز ہے۔ آپ آرام سے اپنے گھر میں بیٹھے ہیں۔ اور چین سے اپنے بچوں میں آرام کرتے ہیں۔ اپنے اور اپنے بیوی بچوں کے سوا کسی کا فکر نہیں۔ خود کما کر لاتے ہیں اور مزے سے اپنے گھر میں بیٹھے اپنے اور اپنے بال بچوں کے ساتھ مل کر کھاتے ہیں۔ ایک شخص نے آ کر بظاہر اس آرام میں کچھ خلل پیدا کر دیا۔ کہ بیوی بچوں کے علاوہ آپ کی اس کمائی میں اور لوگوں کا بھی حق ہے۔ اشاعت اسلام کرو۔ مخلوق خدا کو اسلام کا پیغام پہنچاؤ۔ اور اپنی کمائی کا ایک حصہ اس پر خرچ کرو۔ اور پھر اس پر یہاں تک تاکید کی کہ جو شخص تین ماہ تک متواتر چندہ ادا نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں۔ یہ اشاعت اسلام فی الحقیقت خدمت خلق کا ہی ولولہ ہے۔ اور اس پر اس قدر تاکید اس غرض سے ہے کہ وہ خدمت خلق کا مقصد دوبارہ ہمارے سامنے آ جائے۔ نسل انسانی کی خدمت کے لئے اعلیٰ درجہ کا سبق سکھانا کوئی چھوٹی سی خدمت نہیں۔ یہ بہت بڑا کام ہے کہ جو حضرت مجدد نے کیا ہے۔ خدمت خلق کا اس قدر عشق اپنے اندر پیدا کر لینا یہ بہت بڑی ہمت کا کام ہے۔ مگر اس میں بھی کوئی شبہ نہیں کہ ہر شخص کی آمدنی میں سب سے پہلے اس کا اپنا حصہ ہے۔ اس کے بیوی بچوں کا حصہ ہے۔ ملک اور قوم کا حصہ ہے۔ اور یہ سب سے مقدم ہیں۔ اس وقت تک جو کچھ ہم نے کام کیا ہے وہ ایک حد تک باہر کام کیا ہے۔ اور اپنی جماعت کے لئے پوری توجہ صرف نہیں کی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ جماعت میں کمزوری اور سستی آ گئی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ترقی جماعت کے حق میں یہ تفریط ہے پچھلے سال میں نے

ایک دوست کے کشف کا ذکر

کیا تھا۔ اور اس وقت ان کا نام نہیں لیا تھا۔ اب چونکہ خود انہوں نے اپنا کشف شائع کر دیا ہے اس لئے نام لینے میں بھی حرج نہیں۔ ہمارے خواجہ صاحب نے حضرت صاحب کو کشف میں دیکھا کہ وہ اور ایک اور جوان شخص میرے خیمے کے دروازے میں داخل ہوئے ہیں۔ آپ کا چہرہ غمگین تھا اور لباس بھی اچھا نہ تھا۔ آپ کی اس حالت نے خواجہ صاحب کو غمناک کر دیا۔ اور انہوں نے روتے ہوئے دریافت کیا کہ یہ کیا حالت ہے۔ آپ نے خشمناک حالت میں اس جوان شخص یعنی میاں محمود کی طرف دیکھا۔ اور فرمایا کہ یہ سب اس کا کیا ہوا ہے۔ یہ نوجوان کسی کی نہیں مانتا۔ جو اس کے دل میں آتا ہے کرتا ہے۔ پھر آپ نے میری طرف دیکھا اور فرمایا "تم بتلاؤ تم نے کیا کیا۔ تم میرے پاس آیا کرتے تھے میرے حالات کا ترجمہ کیا کرتے تھے۔ اب تم نہیں کرتے۔ پھر یہ حالت نہ ہو تو کیا ہو" دوسروں کی نسبت تو جو کچھ آپ نے فرمایا اس کو تو جانے دو۔ حضرت صاحب کے یہ الفاظ ہمارے لئے سبق ہیں کہ تم نے کیا کیا۔ اگر طرف افراط ہے تو دوسری طرف تفریط کی گئی ہے۔ کمی کی گئی ہے۔ اس محسن کو کہ جس نے ہمیں ذروں سے اٹھا کر آفتاب بنا دیا۔ اگر ہم نے کبھی انگشت نمائی کے خوف سے یا کسی

ہماری تبلیغی ڈاک

ایران

برادر شاہو میرزی صاحب لکھتے ہیں۔ کہ خط کتب و قرآن شریف پہنچا۔ عیسائی معترضین کے اعتراضات کے نہایت مدلل جوابات کلام مجید کا مطالعہ کرنے سے مجھ پر کھل گئے۔ جیسا کہ میں پہلے لکھ چکا ہوں۔ میرا دلی مقصد اسلام کی ترقی و اشاعت ہے۔ یہ بالکل سچ ہے کہ وحدت اسلامی کے ذریعہ سے ہم بڑی بھاری کامیابی حاصل کر سکتے ہیں۔ لیکن حقیقت حال یہ ہے کہ ایسی وحدت اسلامی کا وجود کسی اسلامی ملک میں نہیں پایا جاتا۔ اس ملک میں ملانوں کا اثر عوام پر بہت ہے۔ جن کی باہمی مخالفت ہی وحدت اسلامی کو پاش پاش کرنے والی ہے۔ اسی پر بس نہیں۔ ہمارے خلاف بھی یہ لوگ نشر زنی کرتے رہتے ہیں۔

ایک رات ایک ملاں سے میری گفتگو سلسلہ احمدیہ کے بارے میں ہوئی اور میں نے ثابت کر دیا کہ احمدیت ہی حقیقی اسلام اور مسلمانوں کی باہمی وحدت کا ذریعہ ہو سکتی ہے۔ خدا کے فضل سے آہستہ آہستہ توہمات کا پردہ چاک ہوتا جا رہا ہے۔ اور اسلام کا روشن چہرہ نظر آنے لگا ہے۔ انشاء اللہ وہ وقت قریب ہے۔ کہ اسلام ہی دنیا بھر کا مذہب ہوگا۔ میرا ارادہ دوسری کتب بھی منگوانے کا تھا۔ لیکن حکومت کی طرف سے کسی قسم کی نقدی ملک سے باہر بھیجنا ممنوع ہو چکا ہے۔ اس لئے فی الحال مجبوری ہے مجھے ہر ہفتہ برادران سلسلہ سے جو دار الخلافہ میں ہیں اپنی انجمن ایران کی کارگذاری کی اطلاع ملتی رہتی ہے۔ میں نے تبلیغ کا کام اپنا روزمرہ کا شغل اور فرض سمجھ رکھا ہے۔ اور ہم عیسائیت کے اثر سے مسلمانوں کو بچانے کے لئے پوری طاقت سے کام کر رہے ہیں۔

جاوا

ایک جھوٹی خبر کی تردید

برادرم ولی احمد بیگ صاحب لکھتے ہیں کہ گذشتہ ایام میں پیغام صلح میں عربی اخبار اشوری کے حوالے کی بنا پر یہ خبر شائع ہوئی تھی۔ کہ ڈچ گورنمنٹ نے جاوا کے اسلامی مدارس میں عربی کی تعلیم کی ممانعت کر دی ہے۔ یہ خبر نہ صرف جھوٹی ہے بلکہ بالکل ہی بے بنیاد ہے۔ گورنمنٹ نے اس قسم کا کوئی حکم نہیں دیا۔ اور یہ صرف اخبار اشوری کے نامہ نگار کی خود ساختہ کہانی ہے۔ مولانا حاجی احمد اشرانی صاحب نائب صدر جماعت احمدیہ انڈونیشیا کا عربی مدرسہ مقام پر لنگو میں ہے۔ ہمارے بھائی محمد ثابت صاحب [illegible]

وطن ہے کہ علاوہ ازیں بہت سے پرائیویٹ اور پبلک مدارس ہیں جن میں عربی کی تعلیم جاری ہے۔ اس میں شک نہیں کہ گذشتہ دو تین سال سے عربی مدارس کے طلباء کی تعداد کم ہوتی جا رہی ہے۔ لیکن یہ امر ڈچ گورنمنٹ کے کسی امتناعی حکم کی وجہ سے نہیں ہے۔ بلکہ اس کے وجوہات حسب ذیل ہیں:۔

اوّل:۔ لائق اور قابل تعلیم یافتہ عربی مدرسین کی کمی۔

دوم:۔ جاوی مسلمانوں کی حضر موتی عربوں سے نفرت۔ جن میں سے ۹۹ فیصدی بدترین قسم کے سود خوار ہیں۔ اور دیسی باشندوں کا خون چوستے رہتے ہیں۔ یہ لوگ پنجاب کے بنیوں اور بمبئی کے مارواڑی لوگوں کی مانند ہیں۔ بعض ان میں سے بڑے بھاری دولتمند ہیں۔ اور اپنی دولت کے غرور میں ایسے مست ہیں۔ کہ انہیں اسلام یا اشاعت اسلام سے کسی قسم کی دلچسپی نہیں۔ ایک دفعہ میں ایسے ہی ایک عرب کو ملنے کے لئے گیا۔ جو سود خواری کی وجہ سے بڑا دولتمند ہو گیا تھا۔ اور اسے کتابوں کے فنڈ میں مدد دینے کے لئے کہا۔ جیسے ہم نے اپنی اسلامی کتب کے ڈچ زبان میں تراجم کرنے کے لئے کہا تھا۔ تاکہ ڈچ جاننے والوں میں تقسیم کی جا سکیں۔ تو اس کے اور میرے درمیان مندرجہ ذیل گفتگو ہوئی۔

میں:۔ ہم قرآن کریم کا ڈچ زبان میں ترجمہ کرنا چاہتے ہیں۔ اور یہ اس ملک کے مسلمانوں کی پہلی کوشش ہوگی۔ کہ اپنے ڈچ مفکروں کو ان کی مادری زبان میں خدا کے کلام کی خوبصورتی بتائی جائے۔ بحیثیت ایک عرب ہونے کے تمہارا فرض ہے کہ تم اس ترجمہ کی اشاعت میں ہماری مالی امداد کرو۔ کیونکہ حضرت نبی کریم عرب تھے۔ اور قرآن کریم عربی زبان میں ہے۔ میں اس کا ذیل کا جواب سن کر حیران رہ گیا۔

عرب:۔ مجھے قرآن کے ترجمہ سے کیا تعلق۔ میں اس ملک میں لوگوں کو تبلیغ اسلام کرنے کے لئے نہیں آیا۔ بلکہ روپیہ کمانے کے لئے آیا ہوں۔

یہی ذہنیت یہاں کے عام عربوں کی ہے موسوم محمدیہ سوسائٹی جو جاوا کی ایک مذہبی سوسائٹی ہے اور جس کی شاخیں تمام انڈونیشیا میں پائی جاتی ہیں۔ تمام ملک میں اپنے مدارس کے ذریعے ڈچ زبان کی تعلیم پھیلا رہی ہے۔ اور جہاں جہاں اس کی شاخیں ہیں وہیں ڈچ پرائمری سکول ہیں۔ اور اس امر نے عربی تعلیم کو بہت ضعف پہنچایا ہے۔ آئندہ خط میں عربی مدارس کے حالات پر مزید روشنی ڈالوں گا جو اس ملک میں ہیں۔

دوسرے خط میں مرزا صاحب لکھتے ہیں:۔ ۹ نومبر ۱۹۳۰ء کو احمدیہ انڈونیشیا [illegible] ہیں

اظہار کرتے ہیں۔ ہماری تجویز ہے کہ یہاں ایک احمدیہ لیکچر ہال بنایا جائے جس کے لئے ایک متمول احمدی دوست نے زمین کا ایک بڑا ٹکڑا وقف کر دیا ہے۔ آپ کو معلوم ہو چکا ہوگا کہ محمد عرفان خیر و عافیت سے سیام پہنچ چکے ہیں۔

انگلستان

ایک معزز دوست لنڈن سے لکھتے ہیں:۔ آپ نے لکھا ہے کہ ہستی باری تعالےٰ کے ثبوت میں ایک سلسلہ مضامین اخبار لائٹ میں چھپ رہا ہے۔ اوّل تو میرے پاس لائٹ آتا نہیں دوسرا میرا منشا لکھنے کا یہ نہیں تھا۔ میں پھر مفصل عرض کرتا ہوں کہ دنیا میں ہم جو کام کرنا چاہتے ہیں۔ وہ اشاعت اسلام ہے جس کے بہت سے شعبے ہیں۔ سب سے بڑا اصول یہ ہے کہ خدا تعالےٰ برحق ہے مخالفین صرف اسلام ہی نہیں بلکہ مخالفین مذہب یورپ میں اپنا سارا زور اس وقت اسی امر پر دے رہے ہیں کہ سرے سے خدا کا خیال ایک خام خیالی ہے اور جو کچھ مشاہدہ میں آیا اور جو کچھ میں نے یہاں دیکھا۔ وہ تمام بیماری میں نے آپ کو لکھ دی تھی۔ اس لئے جس شخص کو اس وقت اسلام سے ہمدردی ہے۔ اور جسے اسلام کی عزت کا پاس ہے اور یا جس قوم کا دعویٰ ہو کہ وہ دنیا میں اس مقصد کے لئے کھڑی کی گئی ہے کہ خدا کا نام دنیا میں بلند ہو۔ جو ایک سچائی ہے جس کی اشاعت اس کا فرض ہے تو اسے چاہئے کہ وہ اپنا سارا زور اس امر پر صرف کر دے۔ اس وقت دنیا میں ہر کام اشتہار و لٹریچر کے ذریعہ سے ہو رہا ہے۔ اس لئے ہماری قوم کو بھی اس ذریعہ سے پورا پورا کام لینا چاہئے۔ انگریز قوم تعلیم یافتہ ہے۔ ہر وقت اس کے افراد مطالعہ میں مشغول دیکھے جاتے ہیں۔ پڑھنا ان کی طبیعت ثانی ہو چکا ہے۔ اس لئے اس قوم کو اگر اسلام کی سچائی پہنچانے کا خیال آپ کو ہے۔ تو اس میں جو بیماری ہے اس کا علاج لٹریچر کے ذریعے سے کریں۔ اور اسی ذریعے سے ان کو دوائی دیں۔ حضرت امیر کے قلم میں بفضل خدا زور ہے۔ اور وہ اس کام کے بخوبی اہل ہیں۔ اس لئے وہ اس طرف خصوصیت سے متوجہ ہوں۔ اور آسان فہم رسالوں کے ذریعہ سے ہستی باری تعالےٰ پر مضامین شائع کریں۔ دیگر مسائل کفر و کافر کی اقسام کی بحثوں کو چھوڑ کر اس کام پر اگر آپ کی انجمن کا وقت اور روپیہ صرف ہو تو نہایت مفید نتائج پیدا کرے گا۔ جو انگریزی رسائل اسلام و نماز پر آپ نے بھیجے تھے۔ وہ میں نے تقسیم کر دیئے ہیں۔ اگر مزید بھیجیں تو میں یہ مبارک کام کرنے سے ہی اپنے گناہوں کے مقابلہ میں یہ کفارہ سمجھوں گا۔

یہاں کے لوگ ان عیسائی ملانوں اور پیروں کی حرکات سے ایسے ڈر گئے ہیں کہ انہیں مذہب کے نام سے ہی نفرت سی ہو گئی ہے۔ خدا کا

آل انڈیا خلافت کانفرنس کا اجلاس

رہنمایان اسلام کی تقریریں

لاہور ۳۱ دسمبر۔ آج آل انڈیا خلافت کانفرنس کا اجلاس شروع ہوا صدر محترم کے کرسی صدارت پر جلوہ افروز ہونے سے پیشتر مختلف اضلاع کے رضا کاروں نے نغموں سے حاضرین کو محظوظ کیا۔ سٹیج پر مولانا محمد علی مولانا شوکت علی۔ حاجی شمس الدین۔ حضرت پیر فضل شاہ صاحب۔ مولانا سید حبیب مولانا حسرت موہانی۔ نواب سر ذوالفقار علی خان۔ نواب خورشید علی خان۔ مولانا غلام بھیک نیرنگ۔ سر میاں محمد شفیع۔ سر عبد القادر۔ مولوی محبوب عالم (پیسہ اخبار) ودیگرا کابر تشریف فرما تھے۔ کچھ لوگوں نے "انقلاب زندہ باد" اور "حکومت برطانیہ برباد" کے نعرے بلند کئے۔

مولانا شوکت علی

اس موقع پر مولانا شوکت علی نے سٹیج پر آکے فرمایا۔ کہ میں "انقلاب زندہ باد" کے نعروں سے نہیں ڈرتا۔ کیونکہ میں آزادی کا حامی ہوں۔ لیکن اس وقت چونکہ ہماری جماعت میں نرم گرم ہر قسم کے لوگ شامل ہیں۔ اس لئے جو انتظام جماعت نے کیا ہے۔ اس کے خلاف عمل نہ کیا جائے۔ اس وقت ہماری جنگ کفر کے ساتھ ہے۔ اسلام پر کفر کی یورش ہو رہی ہے۔ لیکن یاد رکھئے کہ مسلمان کبھی کفر سے مرعوب نہیں ہوا۔ بعض لوگ انگریز کے ساتھ مل کر ہمیں نقصان پہنچانے کے درپے ہیں۔ وہ یقیناً ہمارے دشمن ہیں میں نے جسطرح انگریز کا مقابلہ کیا تھا۔ اسی طرح ہندو کا بھی کرسکتا ہوں۔ ہمیں صرف ہندی مسلم ہی کی آزادی درکار نہیں۔ بلکہ تمام دنیا کے مسلمانوں کو آزاد دیکھنا چاہتے ہیں۔ حریت کے غوغا میں ہم کانگرس کے ساتھ مل کر اسلام کی بیحرمتی کرانا نہیں چاہتے۔ جو سلوک پنڈت مالوی مسلمانوں کے ساتھ کرتے رہے ہیں۔ ہمیں معلوم ہے میں سرحد والوں کو کہتا ہوں کہ وہ کانگرس کے کہنے پر نہ جائیں۔ کانگرس سرحد کو کیا آزادی دلائے گی۔ سرحد کو ہم آزادی دلائیں گے۔

مولانا محمد علی

میرے وہ بھائی جو "انقلاب زندہ باد" کے نعرے بلند کر رہے ہیں۔ خدارا مجھے بتائیں۔ کہ وہ کس قسم کا انقلاب چاہتے ہیں؟ کیا مذہب میں انقلاب چاہتے ہو؟ (حاضرین ہرگز نہیں۔ ہرگز نہیں) کیا کلمہ میں انقلاب چاہتے ہو۔ کیا اسلام میں انقلاب چاہتے ہو (نہیں نہیں کی آوازیں) اگر تمہارا مطلب ملکی انقلاب سے ہے۔ تو مجھے بتاؤ۔ کہ اگر ایسا انقلاب چاہنے والے مذہب کے درپے ہو جائیں۔ تو پھر بھی تم ملک ملک پکارتے جاؤگے۔

مسلمانوں کے لئے ملک تو استنجے کا ڈھیلا ہے۔ تم نے طوطے کی سی رٹ سیکھ لی ہے۔ تمہاری ذہنیت خراب کی جا رہی ہے۔ تمہیں گمراہ کیا جا رہا ہے۔ ہندوؤں سے یہ توقع رکھنا۔ کہ وہ صوبہ سرحد کو آزادی دلائیں گے قطعی عبث ہے۔ اس وقت جبکہ اسمبلی میں سرحد کی اصلاحات کی قرارداد پیش ہونے والی تھی۔ سرحدی بھائی میرے پاس آئے۔ میں نے انہیں کہا کہ اس وقت تک تمہیں آزادی نہیں مل سکتی۔ جب تک ہندو کی ذہنیت نہ بدلے۔ آپ دوسروں کی کورانہ تقلید کرنا اور طوطے کی طرح رٹ لگانا چھوڑ دیں۔ آزادی کانگرس کے لئے کوئی نئی چیز ہوگی۔ ہمارے لئے نہیں۔ اسلام تو دنیا کے لئے آزادی لایا ہے۔ آجکل لاجپت رائے نگر میں مذہب کی مخالفت ہو رہی ہے۔ جاؤ راوی کے کنارے پر جاکر اسلام کی تعلیم پھیلاؤ۔ جواہر لعل نہرو جو میری کانگرس کی صدارت کے زمانہ میں میرے سیکرٹری تھے۔ یہ کہہ رہے ہیں کہ سکھ ازم، عیسائیت، اسلام مختلف اقسام کے بیبل ہیں۔ جو عنقریب اتر جائیں گے۔ جاؤ جاکر انہیں سکھاؤ۔ کہ اسلام کیا چیز ہے۔ اس وقت تمہیں گاندھی۔ مالوی۔ محمد علی یا شوکت علی درکار نہیں۔ بلکہ اللہ درکار ہے۔ وہی تمہاری مدد کرے گا۔ وہ خدا جس نے اسلام کے عظیم ترین رہنما کی جس وقت وہ اکیلا تھا۔ مدد کی۔ اب تمہاری بھی مدد کرے گا۔ اس وقت جو سب سے بڑا بت ہمیں توڑنا ہے۔ وہ وطنیت کا بت ہے۔ اے میرے قفس ہند کے ہم نشینو۔ کیا تم راوی کے کنارے والے بنیوں کی حکومت چاہتے ہو۔ جو اس وقت راوی کے کنارے ڈیرے ڈالے ہوئے ہیں۔

سر میاں محمد شفیع

تجویز صدارت کی تائید کرنے کے لئے سر میاں محمد شفیع "اللہ اکبر" کے نعروں کے درمیان کھڑے ہوئے آپ نے فرمایا۔ کہ میں ۱۹۲۹ء کو مسلمانوں کے لئے مبارک سال تصور کرتا ہوں۔ کیونکہ اس کا آغاز اور انجام مسلمانوں کے لئے نیک فال ہے۔ یکم جنوری ۱۹۲۹ء کو آل پارٹیز کانفرنس کا انعقاد ہوا تھا۔ اور تمام خیالات کے مسلمان ایک جگہ جمع ہوئے تھے۔ آج ۳۱ دسمبر ۱۹۲۹ء کو آل انڈیا خلافت کانفرنس کا انعقاد ہو رہا ہے اور تمام خیالات کے مسلمان پھر ایک جگہ متحد طور پر جمع ہو گئے۔ ہمارا یہ اتفاق بندہ مصلحت کی روک تھام کے لئے بہت مفید ثابت ہوگا۔

حضرات جو لوگ مجھے ٹوڈی کہا کرتے ہیں۔ میں انہیں بتانا چاہتا ہوں کہ جس وقت میں حکومت ہند کی رکنیت سے سبکدوش ہو کر آنے والا تھا۔ تو اس زمانہ کے وائسرائے نے مجھے الوداعی ایڈریس دیا۔ تو میں نے اس موقع پر ایک تقریر کی جس میں میں نے کہا تھا۔ کہ میں چاہتا ہوں کہ میرے ہموطن بھی آزادی کا وہی رتبہ حاصل کریں۔ جو غیر ممالک میں دیگر اقوام کر رہی ہیں دوسری قومیں اس ملک کی کیا حفاظت کر سکتی ہیں۔ اگر ضرورت ہوئی تو ہم مسلمان ہی اس ملک کی حفاظت کریں گے۔ حضرات! وہ یہی آپ کا خادم تھا جس کو اب ٹوڈی کہا جاتا ہے۔ جو مختلف مواقع پر مختلف طریقوں پر ہندوستانیوں کے حقوق کے لئے کوشاں رہا۔ اور اس مقصد میں کامیاب ہوتا رہا۔ اور اب بھی اگر ضرورت پڑے تو ہم "ٹوڈی" ملک کے لئے اپنا خون بہانے کو تیار ہیں۔

برٹش مسلم سوسائٹی لنڈن کی تبلیغی جدوجہد

ذیل میں اُن دلچسپ لیکچروں کا پروگرام شائع کیا جاتا ہے جو مسلم مشن ووکنگ (انگلستان) کے زیر اہتمام برٹش مسلم سوسائٹی لنڈن کے ۱۱۱ کمپیڈن ہل روڈ۔ ڈبلیو لنڈن میں اسلام پر دیئے گئے۔

نمبر شمار یوم	نام مقرر	موضوع لیکچر	وقت
۱ اتوار ۱۷ نومبر ۱۹۲۹ء	جناب عطیہ بیگم صاحبہ	اسلام میں عورت کی حیثیت	۵ بجے شام
۲ " ۲۴ نومبر	جناب عبد الخالق خاں صاحب بی اے مبلغ ووکنگ	عیسائیت میں صنم پرستی	"
۳ " یکم دسمبر ۱۹۲۹ء	جناب مسٹر عبد القادر خاں صاحب۔ جو جیوا۔ سمرقند۔ بخارا اور افغانستان کا سفر کرچکے ہیں۔	وسط ایشیا میں اسلام	"
۴ " ۸ دسمبر ۱۹۲۹ء	جناب مولوی عبد المجید صاحب ایم۔ اے قائمقام امام مسجد ووکنگ	انجیل ایک الہامی کتاب	"
۵ " ۱۵ دسمبر ۱۹۲۹ء	" "	اسلام اور عیسائیت (مسئلہ کفارہ)	"

اس کے علاوہ مولوی عبد المجید صاحب ایم اے قائمقام امام مسجد ووکنگ (انگلستان) خطبہ و نماز جمعہ ۱۱۱ کمپیڈن ہل روڈ لنڈن میں باالتزام کراتے رہتے ہیں۔

۲۳ دسمبر ۱۹۲۹ء — خادم خواجہ عبد الغنی

خبریں

—— ۲۶ دسمبر کو لاہور میں پنڈت جواہر نہرو صدر آل انڈیا نیشنل کانگرس کا شاندار جلوس نکالا گیا۔ کئی لاکھ کا اجتماع تھا۔ پنڈت جی گھوڑے پر سوار تھے۔ جلوس میں لیڈی والنٹیر کا ایک دستہ بھی شامل تھا جو تمام تر ہندو خواتین پر مشتمل تھا۔ مسلمانوں نے جلوس میں بہت کم حصہ لیا۔

—— واشنگٹن کی خبر ہے کہ پریذیڈنٹ امریکہ کے دفتر میں آگ لگ گئی۔ ساٹھ ہزار ڈالر کے نقصان کا اندازہ کیا جاتا ہے۔ بہت سے اہم سرکاری کاغذات جل کر خاکستر ہو گئے۔

—— نائمز رپورٹ کے متعلق جرائد انگلستان کی رائے ہے۔ کہ اس رپورٹ سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہندوستانی ایک دوسرے سے خائف اور متنفر ہیں۔

—— مصر کے انتخابات کے متعلق قاہرہ کی ایک خبر مظہر ہے کہ ارکان حزب الوفد نے ایک سو چھیاسی اور دوسری جماعتوں نے چھبیس نشستیں حاصل کی ہیں۔ اٹھارہ حلقوں میں حصول آراء کے لئے دوسرا انتخاب کرنا پڑے گا۔

—— ۲۹ دسمبر کو لاہور میں مرکزی جمعیت تبلیغ کے زیر اہتمام مولانا سید فضل شاہ صاحب (جلالپور شریف) کی صدارت میں ایک تبلیغ کانفرنس ہوئی جس میں دیگر اصحاب کے علاوہ مولانا شوکت علی بھی شامل ہوئے۔

—— سال نو کے اعزازات کی فہرست شائع ہوگئی ہے صوبہ پنجاب کے خطابات میں مفصلہ ذیل اصحاب کا نام خان بہادر کی فہرست میں درج ہے مولوی محرم علی چشتی ایڈووکیٹ لاہور۔ خانصاحب محمد اکرم خاں الف رسال جالندھر۔ خانصاحب مرزا اصغر علی لاہور

جلد اطلاع دیجئے

جلسہ کے ایام میں ایک صاحب نے جن کا نام غالباً نظام امیر یا نظام الہی ہے مبلغ چھ روپے بابت چندہ اخبار پیغام صلح محرر پیغام صلح کو دئے تھے۔ اور اپنا نمبر خریداری ۵۴ لکھایا تھا یہ نمبر غلط ہے۔ کیونکہ ۵۴ نمبر منشی سلطان احمد صاحب عرضی نویس سیکرٹری جماعت کوئٹہ ہے۔ براہ کرم وہ صاحب جلد اپنے پورا پتہ اور نمبر خریداری سے اطلاع دیں تاکہ کھاتہ میں اندراج ہوسکے منشی سلطان احمد صاحب سیکرٹری جماعت کوئٹہ سے بھی درخواست ہے کہ وہ بھی مطلع فرمائیں کہ انہوں نے تو کوئی رقم بابت چندہ اخبار پیغام صلح ادا نہیں فرمائی؟ کثرت کار کی وجہ سے محرر پورا پتہ نہ لکھ سکا اور یہ غلطی ہو گئی۔

مینجر پیغام صلح لاہور

جلد ۱۸ لاہور - یوم جمعہ مطبوعہ ۷ رمضان ۱۳۴۸ھ مطابق ۷ فروری ۱۹۳۰ء نمبر ۱۰

الٰہی تری جستجو ہے مسرت

از محترمہ ح-ب صاحبہ

نہ آبِ رواں تو نہ کوہِ گراں تو! نہ صحرا نہ وادی نہ بحرِ رواں تو
زمیں بھی نہیں ہے نہ ہے آسماں تو! نہ سورج نہ تارا نہ ہے کہکشاں تو
بتا اپنے مسکن کا ہم کو نشاں تو
کہاں تجھ کو ڈھونڈیں ملے گا کہاں تو

نہ تو ابرِ تر ہے نہ برقِ تپاں تو! نہ سرو و چمن ہے نہ ہے گلستاں تو
نہ گل ہے نہ غنچہ نہ بادِ وزاں تو کہاں تجھ کو ڈھونڈیں کہاں ہے نہاں تو
سنا ہے تو پنہاں بھی ہے اور عیاں ہے
سنا ہے مکاں بھی ترا لا مکاں ہے

قیامت سے پہلے قیامت ہے یارب چھپی ہم سے کیوں تیری صورت ہے یارب
ترے بن ہمیں جو مصیبت ہے یارب نہیں اس کے سہنے کی طاقت ہے یارب
زمانہ یم غم میں بہتا ہے دن بھر
تڑپتا ہے بیتاب رہتا ہے دن بھر

ترے واسطے بیقراری ہے دن بھر زمانے میں اک آہ و زاری ہے دن بھر
گھٹا غم کی سر دل پہ طاری ہے دن بھر فضول اک تگ و دو سی جاری ہے دن بھر
مسرت کو کتنا چھپایا ہے تو نے
نشاں اس کا کیسا مٹایا ہے تو نے

کسی کو تلاش اس کی علم و ہنر میں کسی کو تلاش اس کی لعل و گہر میں
کوئی ڈھونڈتا ہے اسے مال و زر میں کوئی ڈھونڈتا ہے اسے بحر و بر میں
کوئی ڈھونڈتا ہے اسے جامِ جم میں
کسی کو تلاش اس کی روئے صنم میں

ہمیشہ رہی سب سے پنہاں مسرت رہی سب سے اکثر گریزاں مسرت
چھپا لے گئی روئے خنداں مسرت ہوئی آ گئے آگے خراماں مسرت
سبب اصل یہ ہے کہ تو ہے مسرت
الٰہی تری جستجو ہے مسرت

طلب ہے تری ایک کانِ مسرت رضا تیری صد گلستانِ مسرت
تری آرزو ہے نشانِ مسرت تری جستجو اک جہانِ مسرت
ہمیں تو اسی جستجو میں مٹا دے

بہت ہی ضروری

اس ہفتہ مفصلہ ذیل خریدار صاحبان کی خدمت میں وی پی بھیجے گئے ہیں۔ براہ کرم وہ ان کو وصول فرمالیں۔ ان تمام احباب کو کافی عرصہ پہلے میعاد ختم ہونے کی اطلاع دے دی گئی تھی۔ اب طویل انتظار کے بعد وی پی ارسال کئے گئے ہیں۔ جن کو وصول کرنا ان کا اخلاقی فرض ہے ہر ایک وی پی کے ساتھ ایک اطلاعی کارڈ بھیجا گیا ہے۔ اخبار کے ذریعہ بھی اعلان کیا جاتا ہے۔ آجکل اخبار کو روپے کی اشد ضرورت ہے۔ وی پی واپس کرنے کے معنی اپنے قومی اخبار کو نقصان پہنچانا ہوگا۔ (منیجر)

نمبر خریدار	نام و پتہ	رقم وی پی
۳۱	ملک شیر محمد خاں صاحب بی اے۔ سری نگر	[illegible]
۱۲۴	جناب غلام محمد صاحب سرگودہا	[illegible]
۱۲۵	جناب ڈاکٹر حسن علی صاحب سمندری ضلع لائل پور	[illegible]
۱۲۶	جناب خواجہ بشیر الدین صاحب پوسٹ ماسٹر سجاول ضلع کراچی	[illegible]
۱۸۸	جناب محمد بخش صاحب گرداور تانو نگوئی تحصیل علی پور ضلع مظفر گڑھ	[illegible]
۲۳۶	جناب منشی احمد علی صاحب ساڈھورہ ضلع انبالہ	[illegible]
۲۶۳	جناب ایم مولا بخش صاحب انجن ڈرائیور قصور	[illegible]
۳۳۸	جناب میاں محمد زمان موضع تر کھولہ ڈاکخانہ مانسہرہ ضلع ہزارہ	[illegible]
۲۳۹	جناب بابو عبد العزیز صاحب لوہاری دروازہ ملتان	[illegible]
۳۴۵	جناب نظام الدین عمر الدین صاحب تنڈی سوداگراں گوجرانوالہ	[illegible]
۵۶۹	جناب میاں سکندر شاہ صاحب قاضی خیل ضلع پشاور	[illegible]
۵۶۸	جناب ماسٹر محمد اسماعیل صاحب راولپنڈی	[illegible]
۵۶۳	جناب مولوی عالم دین صاحب وکیل شیخوپورہ	[illegible]
۵۵۷	جناب سید فضل حق گل رحمان صاحب بازار چارسدہ پشاور	[illegible]
۴۴۹	جناب چودھری فضل حسین صاحب سب انسپکٹر پولیس محمود کوٹ ضلع مظفر گڑھ	[illegible]
۴۲۵	جناب ڈاکٹر سعید احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن پشاور	[illegible]
۳۶۲	جناب شیخ فضل کریم صاحب محلہ گل بادشاہ پشاور شہر	[illegible]
۵۷۴	جناب چودھری عشرت علی صاحب سکنہ کالی ضلع سیالکوٹ	[illegible]
۵۷۵	جناب چودھری غلام باری صاحب منہک	[illegible]
۵۷۸	جناب سید عبد الجبار شاہ سابق بادشاہ سوات دربند ضلع ہزارہ	[illegible]
۵۸۰	جناب سید مبارک شاہ صاحب تربیلا ضلع ہزارہ	[illegible]
۵۹۶	جناب بابو عزیز احمد صاحب کلرک فیروزپور چھاؤنی	[illegible]

—— کانگرس کی مجلس عاملہ میں گاندھی جی نے مکمل آزادی کی قرارداد پیش کی جو پنڈت مالوی اور ان کے ہمخیال اصحاب کی سخت مخالفت کے باوجود بھی منظور ہو گئی۔ اس قرارداد پر خوب گرماگرم بحث ہوئی۔ کئی ترمیمیں پیش کی گئیں۔

—— ۲۹ر دسمبر کو شام کے پانچ بجے کانگرس کا کھلا اجلاس منعقد ہوا جس میں ڈاکٹر کچلو صدر مجلس استقبالیہ اور پنڈت جواہر لال نہرو صدر منتخب نے اپنے خطبے سنائے۔ قریباً بارہ ہزار کی حاضری تھی۔

پیغام صلح :- اس اجلاس میں پیغام صلح کا نمائندہ بھی موجود تھا کانگرس نگر اور کانگرس کے اس اجلاس کے مفصل حالات کسی قریبی اشاعت میں ایک دلچسپ مضمون کی صورت میں پیش کیے جائیں گے۔

—— کانپور کی موتمر اسلامی نے شاردا ایکٹ کی سخت مخالفت کی ہے۔

—— ۲۸ر دسمبر کو لاہور میں آل انڈیا ایمپرس کانفرنس ہوئی جس میں اخبارات سے خاص طور پر درخواست کی گئی کہ مسکرات کے اشتہارات شائع نہ کیا کریں۔

—— پنجاب کے محکمہ اطلاعات کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ گورنر پنجاب نے پنجاب کونسل کی میعاد میں ۲۳ جنوری سے جس دن اس کی میعاد ختم ہوگی ۳۱ر اگست ۱۹۳۰ء تک توسیع کر دی ہے

—— نئی دہلی کی ۳۰ دسمبر کی اطلاع مظہر ہے کہ مسٹر میکانکی آئی۔ سی۔ ایس کابل کے برطانوی سفیر مقرر ہو گئے ہیں۔

—— مغل کمپنی کا جہاز " جہانگیر" کراچی سے ۲۰ جنوری کو جدہ کی طرف روانہ ہوگا۔ اگر حجاج جلد جمع ہو گئے تو ممکن ہے کہ تاریخ مقررہ سے پہلے ہی روانہ ہو جائے۔ جہاز " علوی" ۲۷ر دسمبر کو روانہ ہو چکا ہے۔ امید ہے کہ وہ ۵ر ۶ر جنوری تک جدہ پہنچ جائے گا۔

—— اخبار "اُم القری" رقمطراز ہے کہ گذشتہ دنوں وسط ایشیا میں دس لاکھ داغستانی ایک جگہ جمع ہوئے۔ اور گفت و شنید کے بعد انہوں نے اعلان کر دیا کہ ان کا ملک داغستان آئین سوویٹ کی یونین کے ماتحت ایک نئی جمہوریت تصور کیا جائے گا۔ داغستان افغانستان کے شمال اور چین کے مغرب میں واقع ہے۔ اور اس میں اکثریت مسلمانوں کی ہے۔

—— ۲۷ر دسمبر کو شاہ ولی خاں اور سردار احمد علی خاں جو علی الترتیب لندن اور پیرس میں افغان سفیر مقرر ہوئے ہیں۔ مارشلز پہنچ گئے ہیں۔

—— ۲۵ر دسمبر کو کانگرس نگر میں پنڈت جواہر لال نہرو نے قومی جھنڈا بلند کرنے کی رسم ادا کی۔ قومی جھنڈے کے اردگرد لوگوں کا بے حد ہجوم تھا۔ اس تقریب پر تمام ہندوستان کے کانگرسی رہنما موجود تھے۔

—— لاہور ۳۰ر دسمبر۔ آج اڑھائی بجے بعد دوپہر آل انڈیا خلافت کانفرنس کے صدر اور علی برادران کا جلوس نکالا گیا۔ جس میں ہر خیال اور ہر طبقہ کے مسلمان شریک تھے۔ جلوس نصف میل سے زیادہ لمبا اور شاندار تھا۔ لاہور کی اسلامی آبادی نے اس میں نہایت پرجوش طریق پر حصہ لیا۔

لاہور کی حالت

آج کل لاہور کو بجا طور پر جلسوں۔ کانفرنسوں اور جلوسوں کا شہر کہا جا سکتا ہے۔ تیس کے قریب مختلف کانفرنسیں منعقد ہونے کا اعلان کیا گیا تھا۔ جن میں سے اکثر ہو چکی ہیں بعض ابھی جاری ہیں ہر ایک طبقہ اور پارٹی کے بہترین دماغ اس شہر میں جمع ہیں دریائے راوی کے کنارے کانگرس نگر میں ہر وقت آدمیوں کا اژدہام رہتا ہے۔ کانگرس کے پنڈال کے علاوہ اور بہت سے پنڈال بھی تیار کئے گئے ہیں۔ جن میں سے آل انڈیا شدھی سبھا کا پنڈال خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ بہت سی کانفرنسیں بھی کانگرس نگر میں منعقد ہو رہی ہیں۔ بعض شہر کے مختلف ہالوں میں۔ خلافت کانفرنس کے لئے اسلامیہ کالج کی گراؤنڈ میں پنڈال بنایا گیا ہے۔ اس کے ہوسٹل مہمانوں کی قیام گاہ کے طور پر استعمال ہو رہے ہیں۔

لاہور کے بازاروں میں اور سڑکوں پر بھی خوب رونق ہے۔ راوی روڈ پر جو کانگرس نگر کو جاتی ہے ہر وقت تانگوں، موٹروں اور پیدل چلنے والوں کا ایک تانتا بندھا رہتا ہے۔ موٹروں اور تانگوں کے کرائے بے حد گراں ہو گئے ہیں۔ بعض اشیائے خوردنی بھی مہنگی ہو رہی ہیں۔ سردی اپنے جوبن پر ہے۔ کانگرس نگر میں ملکی مصنوعات کی ایک نمائش بھی کھولی گئی ہے۔ زیادہ تر لوگ اسے ہی دیکھنے ہی جاتے ہیں۔ کانگرس اور ہندو اجتماعات میں ہندو خواتین بھی مردوں کے دوش بدوش قریباً مساوی تعداد میں لے رہی ہیں۔

۳۱ر دسمبر ۱۹۲۹ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۱۸ | جمعہ ۷ رمضان | نمبر ۱

حق کی عظیم الشان فتح

خدائے کریم کا لاکھ لاکھ احسان ہے کہ ظفروال میں اذان کی آزادی کا معاملہ جو بعض سکھوں کی غیر مآل اندیشانہ ضد اور مسٹر کرینک کمشنر لاہور کی ناعاقبت اندیشانہ روش کی وجہ سے ایک نازک صورت اختیار کرچکا تھا مسلمانوں کی منشا کے مطابق طے ہوگیا ہے۔ تازہ اطلاع سے معلوم ہوا ہے کہ جب یکم فروری کو امرتسر کی اذان کمیٹی کے اعلان کے مطابق پہلا قافلہ جو اٹھارہ افراد پر مشتمل تھا زیر سرکردگی خواجہ بشیر احمد صاحب رفیقی بٹالہ پہنچا تو سپرنٹنڈنٹ پولیس نے خواجہ صاحب سے ایک پارک میں ملاقات کی اور قافلہ سالار سے درخواست کی کہ قافلہ کو دو دن اور انتظار کرنا چاہئے۔ خواجہ بشیر احمد صاحب نے جواب دیا کہ گو میں اپنی جماعت کے احکام کا پابند ہوں تاہم میں آج کے دن کی روانگی ملتوی کر دوں گا۔" اسی تاریخ کو ظفروال میں سکھوں، ہندوؤں اور مسلمانوں کا اجتماع تھا جس میں گوجرانوالہ بٹالہ امرتسر اور لاہور تک کے آدمی شامل تھے۔ سکھوں اور ہندوؤں نے اپنا علیحدہ جلسہ کیا اور مسلمان علیحدہ جمع ہوئے اور امور متنازعہ کے متعلق مصالحانہ تجاویز پر بحث ہوتی رہی پھر ہندوؤں سکھوں اور مسلمانوں کا ایک مشترکہ جلسہ ہوا۔ اور جملہ تنازعات کا اس خوشگوار فیصلہ پر خاتمہ ہوگیا کہ تمام مقدمات عدالت سے واپس لے لئے جائیں اور اجازت اذان دی جائے۔ فریقین نے اس فیصلہ کو منظور کر لیا۔

ہم امرتسر اذان کمیٹی کے ارکان اور بالخصوص اسلام کے ان نوجوان مجاہدین کو مبارکباد دیتے ہیں جنہوں نے ظفروال میں اللہ کے نام کو بلند کرنے اور اللہ اکبر کا نعرہ لگانے کے لئے علم جہاد بلند کر دیا تھا۔ اگر مذکورہ بالا تصفیہ کی صورت رونما نہ ہوتی تو مجاہدین جوق در جوق ظفروال پہنچتے اور اپنے دین پاک کی حرمت کی خاطر ایسی قربانی کا ثبوت دیتے کہ دنیا دنگ رہ جاتی۔ جو لوگ لامذہبیت کے متعدی مرض میں مبتلا ہیں وہ شاید لاہور اور امرتسر کے نوجوانوں کی سرفروشانہ روش کو مذہبی دیوانگی سے تعبیر کریں۔ لیکن حقیقت یہی ہے کہ دنیا کی کوئی مہم خواہ وہ مذہبی ہو یا سیاسی اقتصادی ہو یا تجارتی بغیر اس دیوانگی کے سر نہیں ہو سکتی۔ یورپ کے سیاسی مدبر بھی آئے دن اپنی دیوانگی کا ثبوت دیتے رہتے ہیں۔ جنگ عظیم کے ہولناک اور زہرہ گداز نتائج بھی اسی دیوانگی کا نتیجہ تھے۔ مگر دیوانگی دیوانگی میں بھی فرق ہے۔ جو دیوانگی سرمایہ داری اور طاقت کی زبردست خواہش پر مبنی ہے وہ کسی صورت میں دنیا کے لئے خیر و برکت کا باعث نہیں ہو سکتی یہ دیوانگی دنیا کے سر سے ... [illegible] ... ایسا ویران اور تباہ کر دیتی ہے کہ ... [illegible] ... ہو جاتے ہیں۔ لیکن جو دیوانگی سچائی اخلاق انصاف اور ... [illegible] ... کے قیام کے ... [illegible] ... ہو وہ بنی نوع انسان کے لئے ایک رحمت ہے۔

اگر غور سے دیکھا جائے تو ... [illegible] ... آزادی کا معاملہ صرف مسلمانوں ہی کا نہیں بلکہ اصولاً برادران وطن کی خاص توجہ اور تائید کا مستحق ہے اس لئے کہ پنجاب میں ہندوؤں، سکھوں اور مسلمانوں کی مذہبی آزادی کا معاملہ ایک اہم سوال ہے۔ اگر ظفروال میں سکھ اپنی اکثریت کی شیخی میں مسلمانوں کو اذان دینے کے حق سے محروم کر دیتے تو پنجاب کے مسلمانوں اور سکھوں کے تعلقات میں لازمی طور پر ایک کینہ کی پیدا ہو جاتی جس سے نئے فتنوں اور خونریز ہنگاموں کا ایک نیا باب کھل جاتا۔ ہندوستان کے ۳۳ کروڑ باشندے جن کا مذہبی عقاید کی بنا پر مذہبی اختلافات کی وجہ سے منتشر ہو جانا ایک ناممکن امر ہے۔ صرف اسی صورت میں امن اور اطمینان کی زندگی بسر کر سکتے ہیں کہ وہ ایک دوسرے کے مذہبی جذبات و حسیات کا احترام کرنا اپنا فرض سمجھیں۔ یہی ایک ایسا اصول ہے جو تمام فرقوں اور جماعتوں کے لئے قابل قبول ہو سکتا ہے۔

اللہ کا قانون یہی کہتا ہے کہ تمام انسان آپس میں بھائی بھائی ہیں انہیں دکھ اور مصیبت میں ایک دوسرے کے کام آنا چاہئے۔ اسلام دنیا کے سامنے انسانی اخوت اور مساوات کا اعلیٰ ترین نصب العین پیش کرتا ہے۔ رنگ نسل اور ذات کا کوئی امتیاز روا نہیں رکھا جاتا حضرت بابا نانک کی زندگی کا بھی یہی مشن تھا۔ کیا سکھوں کا یہ فرض نہیں ہے کہ وہ اپنے سب سے بڑے گرو کے مشن کی تکمیل کے لئے اپنے مسلمان ہمسایوں کے ساتھ برادرانہ تعلقات قائم رکھیں اور دونوں اللہ کے نام کو بلند کرنے میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کریں۔

آزادی کا تباہ کن جنون

ہندو سوراج یعنی کامل آزادی چاہتے ہیں اور مسلمانوں سے آزادی کی جنگ میں شریک ہونے کی توقع رکھتے ہیں۔ مسلمان کہتے ہیں کہ ہم جنگ میں شریک ہونے اور قربانی کا ثبوت دینے کے لئے تیار ہیں لیکن پہلے یہ طے ہو جانا چاہئے کہ آزاد ہندوستان میں مسلمانوں کی کیا حیثیت ہوگی۔ برادران وطن مسلمانوں کے اس سوال کو غداری پر محمول کرتے ہیں۔ اگر دل صاف ہے اور وطن کی آزادی کا حقیقی جذبہ موجود ہے تو پھر انصاف کی بنا پر کیوں نہیں صاف کہہ دیا جاتا کہ جن صوبوں میں تمہاری اکثریت ہے وہاں تمہارے حقوق ہر طرح سے محفوظ رہیں گے۔ لیکن جب نیت یہ ہو کہ جن صوبوں میں مسلمان آبادی کا جزو غالب ہیں وہاں بھی ہندو غالب رہیں گے تو پھر فرمایئے غدار کون ہے؟ کیا وہ جو اپنے حقوق کے تحفظ کی ضمانت چاہتا ہے یا وہ جو اقلیت کے حقوق کو غصب کرنے کے لئے کمربستہ دکھائی دیتا ہے؟ ڈھاکہ میں ہندوؤں اور مسلمانوں کی خونریز ہنگامہ آرائی سے برادران وطن کو سبق حاصل کرنا چاہئے۔ اس فساد میں مسلمان ہندوؤں کی نسبت زیادہ مقتول اور مجروح ہوئے ہیں زخمیوں میں سے بعض کی حالت بہت نازک بتائی جاتی ہے۔ فساد ہندو طلباء کے جلوس سے پیدا ہوا۔ جنہوں نے کوئی لائسنس حاصل نہیں کیا تھا۔ اور جس کی ذمہ داری لینے سے کانگرس کمیٹی نے بھی انکار کر دیا تھا۔ سوال یہ ہے کہ ہندو طلباء کی آزادی کا جوش کیوں ایک افسوسناک فساد کی صورت میں منتقل ہوگیا؟ اگر آزادی اسی کا نام ہے کہ پہلے ان لوگوں کا صفایا کیا جائے جو آزادی کا مظاہرہ کرنے والوں کے سامنے سر تسلیم خم نہیں کرتے تو پھر یہ ملک کے لئے رحمت نہیں بلکہ لعنت ہے۔ جس کا مٹانا ان تمام لوگوں کا فرض ہونا چاہئے۔ جو اپنے ملک کی حقیقی آزادی کے لئے ہندو مسلم اتحاد کو ایک لازمی شرط خیال کرتے ہیں۔

"ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا ہے"

مہاتما گاندھی کانگرس کے موجودہ صدر پنڈت جواہر لال اور ان کی نوجوان پارٹی کے جوش آزادی سے متاثر ہو کر "کامل آزادی" کی قرارداد تو منظور کر چکے ہیں لیکن اب شش و پنج میں پڑے ہوئے ہیں کبھی یہ کہتے ہیں کہ "گول میز کانفرنس میں جانے والے شوق سے جائیں۔ ہم انہیں روکتے نہیں۔ اگر وہ کوئی اچھی چیز لے آئے تو کانگرس اس کے سامنے سر تسلیم خم کر دے گی" کبھی یہ فرماتے ہیں کہ "ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا ہے کوئی روشنی کی کرن نظر نہیں آتی۔ سوچ رہا ہوں کہ کیا کروں" اس میں شک نہیں کہ ہندوستان کی دو بڑی قوموں کے ناخوشگوار تعلقات کی وجہ سے ہندوستان کی سیاسی فضا اس قدر مکدر ہو گئی ہے کہ بیچارے مہاتما کو چاروں طرف اندھیرا ہی اندھیرا نظر آتا ہے۔ اور روشنی کہاں سے آئے؟ روشنی کی کرنیں تو اس وقت نظر آ سکتی ہیں جب کہ دونوں قوموں کے ذمہ دار لیڈروں اور کارکنوں کے دل صاف اور روشن ہوں۔ جب دل کا آئینہ بدظنی اور عناد کے غبار سے مکدر ہو جائے تو اس وقت انسان چشم بصیرت سے بھی محروم ہو جاتا ہے۔ اگر کونسلوں کے مقاطعہ اور سول نافرمانی کے مقابلہ میں ہندو مسلم سوال کو زیادہ اہم سمجھا جائے اور دونوں قومیں اپنے قول اور فعل سے کامل اتحاد کا ثبوت دیں تو پھر وہ اندھیرا خود بخود غائب ہو جائے گا جس نے مہاتما گاندھی کو اس قدر پریشان اور مضطرب کر رکھا ہے۔

"الحرمین سٹیمرز کمپنی لمیٹڈ"

ہندوستان کے اسلامی حلقوں میں اس خبر کا مسرت کے ساتھ خیر مقدم کیا جائے گا کہ "الحرمین سٹیمرز کمپنی لمیٹڈ" کے نام سے ایک مسلم جہاز راں کمپنی ... [illegible] ... ہے کہ ہندوستان کے مسلم زائرین کی ان گوناگوں تکلیفوں اور پریشانیوں کا جو انہیں بمبئی سے جدہ تک کے بحری سفر میں برداشت کرنی پڑتی ہیں ہمیشہ کے لئے خاتمہ ہو جائے۔ اس کمپنی کا سرمایہ ۷۵ لاکھ بتایا جاتا ہے۔ جو ایک ایک سو روپے کے ۷۵ ہزار حصوں پر منقسم ہوگا۔ فی حصہ درخواست کے ساتھ دس روپے اور منظوری کی صورت میں چالیس روپے ادا کرنے ہوں گے۔ باقی روپیہ بعد میں باقساط وصول کیا جائے گا۔ کمپنی کے بانی اور ڈائرکٹرمین کی تجارتی اور کاروباری قابلیت مسلمہ بتائی جاتی ہے اس امر کا اطمینان دلاتے ہیں کہ "الحرمین سٹیمرز کمپنی لمیٹڈ" اپنے کاروبار سے انشاء اللہ پندرہ بیس فیصدی سالانہ منافع اپنے حصہ داروں میں تقسیم کر سکے گی۔ کمپنی نے اعلان کیا ہے کہ آئندہ سال سے حجاج کی آمد و رفت کا سلسلہ شروع ہو جائے گا۔ "الحرمین سٹیمرز کمپنی لمیٹڈ" کے جہازوں کی یہ خصوصیت ہوگی کہ ان میں پانی، روشنی اور برقی پنکھوں کے انتظام کے علاوہ تیسرے درجہ کے مسافروں کے لئے زنانے اور مردانے پاخانے علیحدہ علیحدہ ہوں گے۔ نماز باجماعت کے لئے خاص جگہ ہوگی۔ مسافروں کے آرام و آسائش کا پورا خیال رکھا جائے گا۔ جہاز کے کارکن اور عہدہ دار ایسے ہمدرد اشخاص ہوں گے جو احکام شریعت سے واقف ہوں۔ ہمیں امید ہے کہ متمول اور صاحب استطاعت مسلمان کمپنی سے پراسپکٹس اور قواعد منگوا لینے اور اطمینان حاصل کرنے کے بعد حصوں کی خریداری میں تامل نہیں کریں گے۔

ایک بری افواہ

ہمعصر "انقلاب" نے ۵ فروری کی اشاعت میں حسب ذیل خبر شائع کی ہے:-

"ملاپ کو معلوم ہوا ہے کہ حکومت پنجاب اخبارات کے موجودہ رویہ کو سخت ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھ رہی ہے اور کوشش کر رہی ہے کہ جلد اخباروں پر سنسر بٹھا دیا جائے۔ شاید پندرہ بیس دن کے اندر اندر ہی اس پر عمل شروع ہو جائے۔ اس کے بعد ہر مضمون ہر نظم اور ہر کارٹون سنسر ہونے کے بعد اخبار میں درج ہوا کرے گا" اگر یہ خبر صحیح ہے تو پنجاب کے اخبارات کی آزادی کا اب خاتمہ سمجھنا چاہئے۔ بالکل ممکن ہے کہ یہ کارروائی حکومت کی اس تشددانہ پالیسی کا پیش خیمہ ہو جسے وہ موجودہ سیاسی فضا کو مدنظر رکھتے ہوئے عنقریب اختیار کرنا چاہتی ہے اور جس کے متعلق ہندوستان کے اخبارات اپنا اندیشہ پہلے ہی ظاہر کر چکے ہیں۔ ہمیں افسوس ہے کہ موجودہ صورت حالات میں جبکہ حکومت پنجاب کے اخبارات کی روش کو مذموم خیال کرتی ہے خود اخبار نویسوں کے باہمی تعلقات نہایت افسوسناک ہیں۔ ان کی کوئی ایسی جماعت یا نظام نہیں جو اخبارات کے مشترکہ مفاد کے تحفظ کی ذمہ دار ہو۔ کیا اچھا ہو کہ خود اخبارات کے ایڈیٹروں کا ایک ذمہ دار بورڈ سنسروں کے فرائض بجا لائے۔ پنجاب کے جو اخبارات اخلاقی پہلو سے آزادی کا ناجائز فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ انہیں ملکی اور قومی خدمت کے نصب العین کو ملحوظ رکھتے ہوئے اپنی ذمہ داریوں کو پورے طور پر محسوس کرنا چاہئے۔

۲۸ سال قبل کی پیشگوئی

ہندوستان کے تعلیم یافتہ اور روشن خیال مسلمانوں میں یہ خیال بسرعت تمام پھیل رہا ہے کہ اسلام کی ترقی کے راستہ میں "ملا ازم" ایک بہت بڑی رکاوٹ ہے۔ ہماری مراد ان ملاؤں سے ہے جن کی ذہنیت جو جہالت، نفس پرستی اور تعصب پر مشتمل ہے نہایت تباہ کن ثابت ہوئی ہے۔ افغانستان کی گذشتہ ہولناک خانہ جنگی اور بربادی انہیں حضرات کے ناپاک منصوبوں اور ریشہ دوانیوں کا نتیجہ ہے۔ حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعودؑ نے سلطنت افغانستان کیلئے "ملاؤں کا خطرہ" کے عنوان سے آج سے ۲۸ سال قبل جن خیالات کا اظہار فرمایا ہے وہ مذکورہ بالا خانہ جنگی کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک زبردست پیشین گوئی ہے جو لفظ بہ لفظ صحیح نکلی ہے اور جسے ہم ذیل میں درج کرتے ہیں:-

"یقیناً امیر صاحب (مراد امیر عبد الرحمٰن خاں مرحوم سے ہے) کی رعایا کی بڑی بدقسمتی ہوگی اگر اس ضروری اصلاح (یعنی فتویٰ تکفیر سے مولویوں کو روکنا) کی طرف امیر صاحب توجہ نہیں کریں گے۔ اور آخری نتیجہ اس کا اس گورنمنٹ کے لئے خوفناک ہیں۔ جو ملاؤں کے ایسے تعصب پر خاموش بیٹھی رہے۔ کیونکہ آجکل ان ملاؤں اور مولویوں کی یہ عادت ہے کہ ایک ادنیٰ اختلاف مذہبی کی وجہ سے ایک شخص یا ایک فرقہ کو کافر ٹھہرا دیتے ہیں اور پھر جو کافروں کی نسبت ان کے فتوے جہاد وغیرہ کے ہیں۔ وہی فتوے ان کی نسبت بھی جاری کئے جاتے ہیں پس اس صورت میں امیر صاحب بھی ان فتووں سے محفوظ نہیں رہ سکتے۔ ممکن ہے کہ کسی وقت یہ ملا لوگ کسی جزوی بات پر امیر صاحب پر ناراض ہو کر ان کو بھی دائرہ اسلام سے خارج کر دیں اور پھر ان کے لئے بھی جہاد کے فتوے لکھے جائیں جو کفار کے لئے وہ لکھا کرتے ہیں پس بلاشبہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۱۸ | ۹ شوال ۱۳۴۸ھ | نمبر ۱۷

علمائے اسلام کی افسوسناک ذہنیت

کسی دوسری جگہ ہم نے علامہ احمد معاون خصوصی حضرت امیر جماعت کے ایک معرکتہ الآرا مضمون بعنوان "اجتہاد اور نئی فقہ کی ضرورت" کا پہلا نمبر شائع کیا ہے۔ اور ہمیں امید ہے کہ "پیغام صلح" کے ناظرین اس مضمون کی اہمیت کو ملحوظ رکھتے ہوئے اسے توجہ سے پڑھیں گے۔ ہم علامہ ممدوح کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ انہوں نے علمائے اسلام کو ایک ایسے مسئلہ کی طرف توجہ دلائی ہے۔ جس کا مسلمانوں کی موجودہ پستی اور تنزل سے ایک گہرا تعلق ہے۔

تمام علمائے اسلام اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہیں کہ قرآن کریم فرزندانِ توحید کا ایک جامع دستورالعمل۔ اور ان کی دینی اور دنیادی مشکلات کا بہترین حل ہے۔ پھر کس قدر حیرت کا مقام ہے کہ مسلمان من حیث الجماعت زندگی کے ہر شعبے میں پستی اور ناکامی کی ایک روح فرسا زندگی بسر کر رہے ہیں۔ وہ جب تک اس دستورالعمل پر کاربند رہے خلفاء الارض رہے۔ تاریخ ہمیں بتا رہی ہے کہ اسلام کے ابتدائی دور میں مسلمانوں نے اپنی اجتہادی طاقت یعنی دماغ کی پوری قوت سے کام لیا۔ اور یہ اسی اجتہادی طاقت کے کرشمے تھے کہ اسلام ایک حیرت انگیز قلیل عرصہ کے اندر تمام دنیا میں پھیل گیا۔ اور جہاں گیا علوم و فنون کی اشاعت سے انقلاب عظیم کا محرک ہوا۔

یورپ کے موجودہ علماء اور فضلاء اب بھی ان علمائے اسلام کا نام ادب اور احترام سے لیتے ہیں جو اپنی اجتہادی طاقت کی بدولت یورپ کے اوّلین معلم تھے۔ اور جن کے علمی کارنامے موجودہ ترقی کا سنگِ بنیاد قرار دیئے جاتے ہیں۔ ذیل میں ہم مثال کے طور پر ان چند علماء اور حکماء کی فہرست درج کرتے ہیں۔ جو دنیائے اسلام میں آسمانِ علم کے درخشاں ستارے سمجھے جاتے ہیں۔

ابو الفداء (شہزادہ اسمٰعیل بن علی) - مورخ اور جغرافیہ دان

البکری (ابوعبید) زمانہ ولادت ۱۰۴۰ء - جغرافیہ کی لغات لکھی۔

البطانی (محمد بن جبیر) زمانہ ولادت ۸۵۰ء عراق کا ایک نامور اور سربرآوردہ ہیئت دان تھا۔

البیرونی (ابوریحان) زمانہ ولادت ۹۷۳ء ہیئت دان مورخ اور سیاح تھا۔

ابو القاسم خلاف - زمانہ ولادت دسویں صدی - وطن ہسپانیہ - ایک نامور باکمال سرجن تھا۔ اس کی طبی کتابوں کا لاطینی زبان میں ترجمہ ہو گیا۔ قرطبہ میں اب تک ایک بازار اس کے نام سے مشہور ہے۔

الحسن (ابوعلی) دنیائے اسلام میں علم طبعیات کا سب سے بڑا ماہر تھا۔ اس نے روشنی کے عکس اور کرۂ ہوائی کے وزن کی حقیقت دریافت کی۔ وہ کشش ثقل کے اصول سے باخبر تھا۔ اور اس لئے گلیلیو۔ ٹوریسلی اور نیوٹن اس کے خوشہ چین قرار دئے جا سکتے ہیں

الخوارزمی (محمد بن موسیٰ ابو جعفر) زمانہ ولادت ۸۳۰ء مقام خراسان پہلا شخص تھا جس نے مغربی دنیا میں ہندووں کے اعدادِ ہندسہ کو رواج دیا۔ یورپ کے نزدیک وہ ریاضی اور الجبر و المقابلہ کا ایک ایک مسلم الثبوت استاد تھا

ابو مروان ابن زوہر ۱۰۷۰ء میں پیدا ہوا۔ طب۔ کیمیا اور علم نباتات کا ایک بہت بڑا ماہر تھا۔ یورپ میں [illegible]

خاص مقبولیت کی نظر سے دیکھی گئی۔

ابن رشد۔ ۱۱۲۶ء میں پیدا ہوا۔ حکیم فلاسفر اور قرطبہ کی یونیورسٹی کا پروفیسر تھا۔

جعفر - ایک کیمسٹ گذرا ہے۔ پہلا شخص تھا جس نے نائٹرک ایسڈ کی حقیقت دریافت کی۔

لیکن اسلام میں ایسے دل و دماغ والے لوگ ہرگز پیدا نہ ہوتے اگر نبی کریم صلعم کی بصیرت افروز تعلیم کی اشاعت کرنے والی جماعت (صحابہ کرام اور مجتہدان اسلام) مسلمانوں کے سامنے دینی اور دنیوی معاملات میں غور و فکر کرنے کا عملی سبق پیش نہ کرتی آخر وہ منحوس دور آ گیا جب علمائے اسلام نے اپنی اجتہادی قوت سے کام لینا چھوڑ دیا۔ اور اپنے مقدس پیشروں کی اندھی تقلید کو اپنا شیوہ قرار دیا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کی غور و فکر کی طاقت بالکل سلب ہو گئی۔ اجتہادی قوت کے اس فقدان کا عوام پر یہ اثر پڑا کہ وہ بھی انہی کے خیالات سے متاثر ہو گئے۔ ایسی فضا میں اگر کوئی شخص کوئی نئی بات پیدا کرتا ہے تو وہ بدعتی سمجھا جاتا ہے۔ حالانکہ خود قرآن کریم مسلمانوں کو بار بار اور پُر زور الفاظ میں ہدایت کرتا ہے کہ وہ غور اور فکر کریں۔ اگر حضرات مقلدین کے نزدیک بزرگوں کی کورانہ تقلید ایک مذہبی فریضہ ہے تو کیا ان کا یہ فعل قرآن کے حکم کی صریح خلاف ورزی نہیں ہے؟ کیا۔ زمانہ کے نئے حالات۔ نئی ضروریات اور نئے ماحول کے لحاظ سے علمائے اسلام کا یہ فرض نہیں ہے کہ وہ قرآن اور حدیث کو بنیادی اصول قرار دے کر دینی اور دنیوی معاملات میں مسلمانوں کی صحیح رہنمائی کریں؟۔

علمائے اسلام کی ذہنیت کی یہی وہ المناک پستی ہے جس نے تمام دنیائے اسلام میں جمود کی مہلک فضا پیدا کر رکھی ہے۔ کیا ان حضرات نے کبھی اس سوال پر غور کرنے کی زحمت گوارا فرمائی ہے کہ اگر آج سے ایک ہزار برس پہلے اسلام نے یورپ کے تاریک براعظم کو علم کی روشنی سے منور کر دیا تھا تو آج مسلمانوں کے تاریک دل کیوں اس کی تعلیم سے روشن نہیں ہوتے؟ کونسے اثرات نے اس روشنی پر پردہ ڈال رکھا ہے۔ اور کن وسائل سے یہ پردہ ہٹایا جا سکتا ہے؟ اب کیوں غزالی اور رازی پیدا نہیں ہوتے۔ اب کیوں البیرونی اور ابن رشد کا دور ختم ہو گیا ہے؟ کیا زمانہ آگے کی طرف بڑھ رہا ہے یا پیچھے کی طرف؟ اگر آگے کی طرف بڑھ رہا ہے تو ہم کیوں پیچھے ہیں؟ اور کونسی طاقتیں ہمیں پستی اور ناکامی کی طرف دھکیل رہی ہیں؟

نبی کریم صلعم کی بعثت کا اصل مقصد یہی تھا کہ بنی نوع انسان شرک اور بت پرستی کی لعنت سے ہمیشہ کے لئے آزاد ہو جائے دین فطرت بھی یہی چاہتا ہے کہ فرزندانِ اسلام قوانین فطرت کے مطابق زندگی بسر کریں۔ کیا دینِ فطرت علمائے اسلام کو اس امر کی اجازت دیتا ہے کہ وہ تقلید کے بت کی پرستش کریں؟ کیا اس بت پرستی سے ان کی اجتہادی قوت جس پر قوم کی روحانی اور مادی ترقی کا انحصار ہے زائل نہیں ہو گئی ہے؟ کیا ان کی ذہنیت کی یہ پستی قوم کے لئے پیغام فنا نہیں ہے؟ یہ وہ سوالات ہیں جن کے جواب کی ذمہ داری ان تمام علمائے اسلام پر عاید ہوتی ہے۔ جو فرزندانِ اسلام کی صحیح رہنمائی کے مدعی ہیں۔

دہرم بھکشو کی ناپاک کتاب کی ضبطی

اسلامی حلقوں میں اس خبر پر طمانیت کا اظہار کیا جائے گا کہ دہرم بھکشو کی کتاب موسومہ "کلام الرحمٰن وید ہے یا قرآن" اس بنا پر ضبط کر لی گئی ہے کہ صوبہ جات متحدہ کی حکومت کی رائے میں اس کے مضامین سے مسلمانوں کے مذہبی جذبات کے مشتعل ہونے کا پہلو نکلتا ہے جیسا کہ یوپی کونسل کے اجلاس منعقدہ ۲ مارچ ۱۹۳۱ء میں خان بہادر حافظ ہدایت حسین صاحب کے ایک سوال کے جواب میں ہوم ممبر کے بیان سے ظاہر ہوتا ہے۔ ہم حکومت صوبجات متحدہ کی اس فرض شناسی کا اعتراف کرتے ہیں کہ اس نے ایک ایسی کتاب کی اشاعت کو روک دیا ہے جس نے فرزندانِ توحید کے دلوں کو مجروح کر دیا تھا۔ لیکن [illegible]

یہ کتاب لکھ سکتا ہے۔ دہرم بھکشو اس معاملہ میں تنہا نہیں ہے اس کی پشت پر ہندو سبھا کی طاقت ہے جو مالی اور قومی پہلو سے اس کی حوصلہ افزائی کرنا اپنا فرض سمجھتی ہے۔ ہندو سبھا نے اسلام کے لئے معلوم نہیں کتنے دہرم بھکشو پیدا کر رکھے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ہمیں کسی دہرم بھکشو کی کتاب کے ضبط ہونے یا اس کے گرفتار ہونے یا سزا پانے سے ہرگز خوشی نہیں ہو سکتی ہاں اگر وہ افترا پردازی اور مسلم آزاری کے بجائے دہرم کا سچا بھگتی ہو جائے تو البتہ ہمیں مسرت ہو گی اور سچی مسرت ہو گی۔ جو انسان محبت اور خدمت کرنے کے بجائے محض اپنے نفس امارہ کو خوش کرنے کے لئے اپنے ہم جنسوں کے جذبات کو پائے استحقار سے ٹھکراتا ہے وہ بلاشبہ انسانیت کا ایک بدترین نمونہ ہے۔ خواہ وہ مسلم ہو یا غیر مسلم۔

"بریٹانیا اینڈ ایو" نے معافی مانگ لی

۲۴ فروری کے پیغام صلح میں ہم نے "دشمنانِ اسلام اور ہمارا فرض" کے عنوان سے ایک افتتاحیہ لکھا تھا جس میں انگلستان کے ایک رسالہ بنام "بریٹانیا اینڈ ایو" (برطانیہ اور حوا) کے اس شرمناک اور اشتعال انگیز مضمون پر صدائے احتجاج بلند کی گئی تھی۔ جو نبی کریم صلعم کی حرم محترم حضرت عائشہ صدیقہ کی مقدس شخصیت کے خلاف لکھا گیا تھا۔ ہندوستان کے تمام اسلامی جرائد نے رسالہ مذکور کے خلاف نہایت پرجوش الفاظ میں اپنے جذبات کا اظہار کیا۔ مختلف مقامات میں احتجاجی جلسے بھی منعقد ہوئے۔ حکومت ہند نے "بریٹانیا اینڈ ایو" کے مضمون کو اسلامی نقطہ خیال سے قابل اعتراض سمجھ کر ہندوستان میں اس کا داخلہ بند کر دیا۔ قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ وزیر ہند نے بھی حکومت ہند کے ایما پر رسالہ مذکور سے باز پرس کی۔ خداوند کریم کا احسان ہے کہ مسلمانوں کی صدائے احتجاج صدا بصحرا ثابت نہیں ہوئی۔ رسالہ مذکور کے ایڈیٹر نے مسلمانوں سے معافی مانگ لی ہے۔ اور ان کی دل آزاری کی تلافی کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ یہ افسوسناک واقعہ صاف اور واضح طور پر بتا رہا ہے کہ مسلمان مبلغین کو یورپ میں نبی کریم صلعم کی سیرت کی صحیح تصویر پہنچانے کے لئے غیر معمولی جدوجہد سے کام لینا چاہئے۔ انہیں جہالت۔ لاعلمی۔ اور مذہبی تعصب کی تاریکی کو دور کرنا ہے۔ جس میں خدا کی لاکھوں سفید فام مخلوق بھٹک رہی ہے۔

ایک سبق آموز اتحاد

دنیا کے مصلح اعظم حضور محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ وصیت کہ فرزندانِ اسلام کسی غیر مسلم قوم کو جزیرہ نمائے عرب میں اپنی حکومت قائم نہ کرنے دیں۔ حضور ممدوح کا ایک ایسا پُر حکمت ارشاد تھا جس میں مسلمانوں کی قومی ہستی اور شوکت و عظمت کا راز پنہاں ہے۔ مقصود یہ تھا کہ مسلمان غیروں کے مقابلہ میں متحد رہیں۔ اور وہ کبھی مغلوب نہ ہوں۔ یہ امر واقعہ ہے کہ جب تک وہ متحد رہے کسی غیر مسلم طاقت کو عرب میں اپنے پاؤں جمانے کا موقعہ نہ ملا۔ لیکن کس قدر عبرت اور حسرت کا مقام ہے کہ تیرہ سو سال کے بعد وہی جزیرۃ العرب پارہ پارہ ہو جاتا ہے۔ اور صرف اس لئے کہ عرب کے جن غیور فرزندوں کو اس وصیت کا احترام کرنا چاہئے تھا۔ وہ ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہیں۔ آج عرب کے ایک بڑے حصے میں برطانوی سیادت کارفرما ہے۔ عراق اور حجاز کے فرمانروا جو ایک خدا ایک رسول اور ایک قرآن کے ماننے والے ہیں اگر صلح کرتے ہیں تو ساحل کے قریب برطانوی علاقہ کے اندر ایک برطانوی جہاز پر ایک برطانوی افسر کی موجودگی میں۔ اس سے زیادہ جگر دوز منظر اور کیا ہو سکتا ہے کہ جزیرہ نما عرب کی دو اسلامی حکومتیں صلح کے لئے ایک تثلیث پرست حکومت کی رہین منت ہیں۔ اگر فرزندانِ عرب خدا کی رسی کو مضبوط پکڑے رکھتے تو آج عرب پارہ پارہ نہ ہوتا۔

شکریہ

مرزا رحمت بیگ صاحب ہیڈ منشی نہر مردان نے پیغام صلح کے لئے چلہ خریدار عنایت فرمائے ہیں۔ ہم پیغام صلح کی طرف سے مرزا صاحب کی اس توجہ و عنایت کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ اگر پیغام صلح کے تمام خریدار اور معاونین اپنے اخبار کی اشاعت کا بڑھانا اور اس طریقہ سے اپنی جماعت کے نظام اور تبلیغی مفاد کو ترقی دینا اپنا ضروری فرض سمجھ لیں تو پیغام صلح کی مالی مشکلات کا مسئلہ بہت جلد حل ہو سکتا ہے۔ سوال اس وقت روپیہ یا چندہ کا نہیں بلکہ اس احساس کا ہے کہ پیغام صلح جماعت کی آواز ہے جو صرف اس صورت میں مطلوبہ نتائج پیدا کر سکتی ہے کہ نہ صرف ہندوستان بلکہ بیرونی ممالک میں بھی ایک زبردست گونج پیدا کر دے یہ آواز زیادہ بلند اور زیادہ طاقتور ہونی چاہئے۔ ہم چودہری محمد سعید صاحب اور سیر [illegible] کا بھی شکریہ ادا کرتے ہیں کہ آپ نے چندہ [illegible] کے علاوہ پیغام صلح کے لئے [illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم   نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۱۸ | ۷ر ذی الحجہ ۴۸ھ | نمبر ۲۲

اسلام اور دیگر مذاہب

(۲)

مثل الذین اتخذوا من دون اللہ اولیاء کمثل العنکبوت اتخذت بیتاً وان اوھن البیوت لبیت العنکبوت لوکانوا یعلمون (قرآن کریم)

ان لوگوں کی مثال کہ جنہوں نے اللہ کے سوا اور لوگوں کو اپنا ولی بنالیا۔ مکڑی کی مثال ہے جو ایک گھر بناتی ہے۔ لوگ اگر غور اور فکر سے کام لیں تو گھر ہونے کی حیثیت سے کمزور ترین گھر یقیناً مکڑی کا گھر ہے۔

قرآن کریم کی سب سے بڑی خوبی کہ جو ایک عالم اور عامی کو اپنا گرویدہ بنالیتی ہے۔ وہ اس کا اپنے مقاصد بیان میں افسانہ نگاری کی دور از کار الجھنوں منطق کی مغلق اصطلاحات کو چھوڑ کر روزمرہ کے واقعات نیچر اور انسان کی آنکھوں کے سامنے کے مناظر کو بطور گواہ پیش کرنا ہے۔ خس و خاشاک کے ایک معمولی سے جھونپڑے میں رہنے والے دیہاتی سے لے کر بڑے سے بڑے فلسفی نے مکڑی اور اس کے عجیب غریب جالے کو یقیناً دیکھا ہوگا شہروں۔ مفصلات اور جنگلوں میں مکان کی دیواروں کے گوشۂ اتصال اور چھت کے نیچے۔ درختوں کی ٹہنیوں اور پہاڑوں کے غاروں میں اکثر وہ حقیر سا گھر نظر آتا ہے کہ جس کو مکڑی کا جالا کہتے ہیں۔ یہ جالا دنیا میں اپنی کمزوری کے لئے لوگوں کی زبان پر ضرب المثل بنا ہوا ہے۔ قرآن کریم ان لوگوں کو جن کے دل میں علم و حکمت کی جستجو اور رموزِ قدرت کی تلاش ہے۔ اس کمزور سے جانور اور اس کے حقیر ترین گھر کی طرف ان الفاظ میں دعوت دیتا ہے۔ وتلک الامثال نضربھا للناس وما یعقلھا الا العالمون۔ وہ کمزور اور حقیر سی چیز کہ جس کو تم نے اپنی طبعی غفلت کی وجہ سے بارہا چھڑی کی نوک پر اتار کر پھینک دیا۔ اس میں تاریخ طبعی کا مطالعہ کرنے والوں کے لئے حقائق اور رموز ہیں۔ مگر ان کو علم والے لوگ ہی سمجھ سکتے ہیں۔

ایچ۔جی۔ویلز (H. G. Wells) مشہور فلاسفر کا مقولہ ہے کہ اگر کبھی انسان کی سرداری دنیا سے اٹھ گئی تو اس کے بعد جس نوعِ مخلوق کی حکومت ہوگی وہ مکڑی ہے۔ مختلف اقسام کی مکڑیوں کا مشاہدہ کرنے سے معلوم ہوا ہے کہ یہ بلا کی ذہین مخلوق ہے اور انسانی دماغ شکل سے اس کی قوتِ ایجاد و اختراع اور انجینیری کا مقابلہ کرسکتا ہے۔ بعض مکڑیاں اس قدر باریک جالا تیار کرتی ہیں کہ اگر خوردبین کے ذریعہ سے دو ہزار گنا بڑا کرکے اس کو دکھایا جائے۔ تو وہ معمولی گھوڑے کے بال سے موٹا نظر نہیں آسکتا۔ حالانکہ اگر انسانی بال کو اس نسبت سے بڑا کرکے دیکھا جائے تو وہ ½ انچ موٹا نظر آئیگا۔ اس قدر باریک اور نازک جالے کی مضبوطی کا یہ عالم ہے کہ . . . . مکڑی اس کے ذریعے مینڈکوں، سانپوں، چھپکلیوں اور چمگادڑوں کا شکار کرلیتی ہے۔

ایک مرتبہ ایک چوہے کو اس کے جالے کے اندر تڑپتا ہوا دیکھا گیا۔ مکڑی نے سب سے پہلے سونے کی حالت میں اس کی دم کو جالے کے اندر لپیٹ لیا۔ اور پھر جالے کے پھندے کے ذریعے سے جو اس کے گلے کے اندر ڈالا گیا تھا۔ اس کو اوپر کی طرف کھینچ لیا۔ یہاں تک کہ اس پھندے میں تڑپ تڑپ کر اس نے [illegible]

بیان کی جاتی ہیں۔ اس کے انجینیرنگ میں کمال اور عیارانہ ذہانت کے بھی محیر العقول واقعات بیان کئے گئے ہیں۔

لیکن سوال یہ ہے کہ جب مکڑی کا جالا اس قدر کمال اپنے اندر رکھتا ہے اور باریک ہونے کے باوجود اس قدر مضبوط بھی ہے تو قرآن کریم نے اس کو اوھن البیوت کمزور ترین گھر کس لحاظ سے کہا۔ آیت پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں معبودانِ باطلہ یا پیرانِ سالوس کو مکڑی کے جالے سے تشبیہ نہیں دی گئی بلکہ اللہ کو چھوڑ کر معبودانِ باطلہ اور پیروں کو اپنا ولی بنالینے کی مثال مکڑی کے گھر بنانے کی مثال بیان کی ہے۔ یعنی یہ مکر و فریب کے ایسے پھندے ہیں کہ جو دوسروں کی ہلاکت کا حیلہ تو ضرور ہیں لیکن امن اور راحت کا گھر نہیں کہلا سکتے۔ دنیا میں تمام گھروں کے بنانے کا مقصد اگر نیچر کی مہلک آفات و بلیّات سے امن و سلامتی میں آجانا اور حوادث اور مصائب سے بچ کر راحت کی زندگی بسر کرنا ہے تو مکڑی کا گھر جس کی دیواریں ہیں اور نہ چھت کہ جو سردی اور گرمی سے پناہ دے سکے۔ نہ دروازے اور دوسرے حفاظت کے ذرائع ہیں۔ جو امن اور اطمینان کا باعث ہوسکیں۔ آگ۔ پانی۔ مٹی اور گرد و غبار سے تو وہ کسی کو کیا پناہ دے گا۔ وہ تو خود ہوا کے ایک ہلکے سے جھونکے کی تاب بھی نہیں لاسکتا۔ جس سے یہ ظاہر ہے کہ گھر ہونے کی حیثیت سے مکڑی کا گھر اوھن البیوت یا کمزور ترین گھر ہے۔ تاہم

۱ - وہ دوسروں کو پھانسنے کے لئے ایک مضبوط دھوکے کی ٹٹی ہے۔

۲ - وہ مکڑی کی اپنی نفسانی خواہش کو پورا کرنے کے لئے ایک اچھا خاصہ حیلہ ہے۔

۳ - مکڑی کا وہ کمال انجینیرنگ اور اس کی ذہانت کا وہ شاہکار ہوا کے ایک ہلکے سے جھونکے سے درہم برہم ہوجاتا ہے۔

۴ - وہ ہر وقت اس کی مرمت میں لگی رہتی ہے

۵ - وہ اپنے گھر کو اپنے ہی اندر سے بناتی ہے۔ اس کے بنانے میں خارج کی کوئی چیز استعمال نہیں کرتی۔ اور اسی بنا پر اس کا نام عنکبوت یا عنک البیوت ہے۔

مکڑی اور اس کے ان خصوصیات کو اپنے سامنے رکھتے ہوئے انسانی عقاید و اعمال پر اپنی نظر دوڑا کر دیکھو۔ مذاہب عالم کے وہ عقاید اور اعمال کہ جن کی بنا الہی تعلیمات پر نہیں۔ بلکہ وہ اولیاء من دون اللہ کے ایجاد کردہ اور انسانی دماغ کی ایجاد ہیں۔ وہ کس طرح سے لوگوں کے گلے کا پھندا۔ ہلاکت کا ذریعہ ایجاد کرنیوالوں کی نفسانی خواہشات کا جال ثابت ہوتے ہیں۔ پیران پیرانِ سالوس کے اعمال حیات اور طاغوتی قوت کا بھی مطالعہ کرو۔ کہ وہ کیونکر مریدوں کو شکار کرکے ان کے دل و دماغ پر چھا جاتے ہیں۔ اپنے اغراضِ نفسانی کے لئے سیاست کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ مگر علم و عقل کا ایک جھونکا ان کا تار پود بکھیر کر رکھ دیتا ہے۔ مسیحیت نے اپنے عہدِ طفلی میں ہی دو تین صدیوں کے اندر اندر الہی روشنی کو چھوڑ کر شمسی عقاید کا چولہ پہن لیا۔ اس وقت اگرچہ انہوں نے یونان اور شمسی دنیا کا شکار کرلیا مگر آج وہی عقاید مسیحیت کے لئے وبال جان ہو رہے ہیں۔ اسی طرح گذشتہ نمبر میں ہم نے یہ ثابت کیا کہ ویدک دہرم کے خیالات اور اصول کیونکر زمانہ کی ہوا کے آگے اڑتے رہے یہاں تک کہ انیسویں صدی میں جو اس کی از سر نو مرمت کی گئی۔ وہ آج بیسویں صدی میں پھر بوسیدہ ہوکر گر گئی۔ وہ جس کو آج سے پچاس سال پیشتر سہارا دیکر کھڑا کر دیا گیا تھا۔ آج پھر زمین پر آرہا ہے سوامی دیانند جی نے ذات پات کی لعنت سے ہندو مذہب کو یوں نجات دلانے کی کوشش کی کہ وید اور دہرم شاستر کی تصریحات پر پانی پھیر کر یعنی برہمن چھتری ویش اور شودر کی پیدائشی فضیلت اور ذلت کا انکار کرکے اس کی بنیاد اعمال پر رکھ دی لیکن دنیا اس ذات پات کے پھندے سے اس قدر تنگ آگئی ہے کہ وہ اس کو ہندو قوم کی زندگی اور موت کا سوال سمجھتی ہے۔ سوامی جی کا خیال تھا کہ بظاہر وید شاستر سے بھی بنی رہے۔ اور گلے سے پھندا بھی دور ہو جائے۔ مگر پھندا تو خود مذہب کا پھندا تھا اس کو چھوڑے بغیر گلے کا خلاص ہونا ناممکن تھا۔ چنانچہ وقت آیا۔ ہندو قوم کے نبض شناس طبیب اٹھے اور انہوں نے کہا کہ ہم اس تفریق اور ذات پات کی لعنت کا نام تک بھی سننا نہیں چاہتے۔ بعض پرانی وضع کے آریہ منڈلوں نے ہر چند [illegible] کے موقعہ پر دھرم شاستر کی دہائی دی مگر کامیابی کا سہرا ذات پات توڑک منڈل یا اسلام کے سر رہا۔

سوامی دیانند جی نے ودھوا وواہ (بیواؤں کا نکاح) کی ممانعت کرکے قوم کی تباہی کا علاج نیوگ سوچا تھا۔ مگر نصف صدی بھی گذرنے نہ پائی تھی کہ آریوں نے خود سوامی جی کی مرمت کردہ عمارت کو اپنے ہاتھوں سے گرا دیا۔ اب ودھوا وواہ (بیوگان کی شادی) کے چرچے یا دانکھوا الایامی منکم کی گونج تو ضرور سنائی دیتی ہے پر نیوگ کی بھنک تک بھی سنائی نہیں دیتی۔

ویدک دہرم کی بنیاد ویدوں پر ہے ان کے متعلق ہم یہی سنتے رہے کہ چاروں وید الہامی اور خدا کی طرف سے نازل کردہ ہیں۔ لالہ لاجپت رائے۔ بھائی پرمانند۔ سوامی ہری پرشاد۔ پنڈت انباش چندر دت۔ لیکچرر کلکتہ یونیورسٹی کہ جو اس وقت آریہ اور سناتن دہرم دونوں میں مانے ہوئے پنڈت ہیں۔ سوامی ستیہ ورت ساشری اور مہاتما تلک جیسے بزرگ قطعاً اس کے قائل نہیں کہ یہ کتابیں الہامی اور شروع دنیا کی ہیں۔ ہندوؤں کے آزاد خیال علماء کو چھوڑ کر وہ لوگ کہ جو آریہ سماج کی جان اور ان کے مندر کے شہتیر ہیں وہ بھی اس کے قائل نہیں رہے۔ آریہ سماج کی کالج پارٹی دو ہزار روپیہ ماہوار پنڈت بھگوت دت جی کو اس خیال سے دیتی ہے کہ وہ ویدک دہرم کے متعلق ریسرچ کا کام کریں اور ثابت کریں کہ وید دنیا میں الہامی کتابیں ہیں۔ مگر کالج پارٹی کے وہ پنڈت جو ریسرچ کا کام سالہا سال سے کر رہے ہیں اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ آئندہ وید مذہبی اور الہامی کتاب سمجھ کر نہیں پڑھا جائے گا۔ بلکہ سنسکرت لٹریچر کی ایک کتاب سمجھ کر اس کا مطالعہ کیا جائیگا۔

انہی دنوں مجھے کالج پارٹی کے ایک بہت بڑے پنڈت پروفیسر کے بیٹے سے ملنے کا اتفاق ہوا کہ جو اپنے والد کے ساتھ ویدوں کے ترجمہ کی پروف ریڈری کا کام کرتے ہیں۔ ان سے یہ معلوم ہوا کہ کالج پارٹی نے ہر چند ان کے والد کو طمع اور لالچ دیا کہ وید کا ترجمہ کھلم کھلا طمع اپنے علم اور ضمیر کے مطابق نہ کریں۔ بلکہ دہرم کا لحاظ کرکے کسی قدر پردہ پوشی سے کام لیں۔ مگر انہوں نے اس لالچ کو قبول نہیں کیا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے یہ بھی کہا کہ میں تو کم از کم اتھرو وید کے الہامی ہونے کا قائل نہیں رہا۔ کہ جس میں ٹونے ٹوٹکے حُب بغض (موہن، اچاٹن) کے منتر بھرے پڑے ہیں۔

ان واقعات اور زمانہ کے زبردست انقلاب کے جھونکوں کو دیکھ کر اس امر کا یقین ہو جاتا ہے کہ عنقریب مذاہب عالم پر اسلام کی زبردست فتح اور غلبہ کا ظہور ہوگا کیونکہ مجدد اعظم کہ جس کے نام پر لیظہرہ علی الدین کلہ کی آخری تکمیل ہونے والی تھی آچکا۔ اب یہ ناممکن ہے کہ اسلام کا سورج کفر و ظلمت کی بدلیوں میں چھپا رہے۔ دین احمد کا یہ باغ ایک مرتبہ پھر ہرا ہو کر رہے گا۔ اور ہمیں یقین ہے کہ ایسا ہونا ضرور ہے۔ مگر ان لوگوں پر افسوس ہے کہ جن کے سپرد اس باغ کی آبپاشی کی گئی تھی ان کے دلوں میں سستی اور کم ہمتی آتی جا رہی ہے۔ دنیا کی ہر چیز نمک سے نمکین بنائی جاتی ہے۔ پر اگر نمک پھیکا ہو جائے تو وہ کس چیز سے نمکین کیا جائے گا۔

جو قوم دنیا کی اصلاح کے لئے آئی تھی اگر وہ خود ہی اصلاح کی محتاج ہو جائے تو پھر کون ہے جو دنیا کی اصلاح کرے گا؟ مسلمان اپنی اصلاح خود اپنے لئے اور دوسروں کے لئے کریں تاکہ ان کی درستگی سے تمام عالم درست ہو اور مکڑی کے جالوں سے نجات پاکر اسلام کے جھنڈے تلے جمع ہو؟

خوابی سنگترہ

اخبار الفضل کی ۳۰ر اپریل کی اشاعت میں ایک صاحب ارشاد علی شاہ نامی نے "حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت میں ایک خواب" کے عنوان سے ایک مضمون شائع کرایا ہے۔ آپ نے قادیانی جماعت میں شامل ہونے سے پہلے کے حالات لکھتے ہوئے بتلایا کہ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق خدا سے رو رو کر دعائیں کیا کرتے تھے۔ کہ اگر حضور علیہ السلام اپنے دعویٰ میں صادق ہیں تو حق ان پر کھولا جائے۔ آخر استخارہ کرنے پر انہیں ایک خواب آئی جسے ہم ان ہی کے الفاظ میں درج ذیل کرتے ہیں۔

" آخر ایک رات میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص کوہاٹ تحصیل کے باہر دروازے پر کھڑے ہیں۔ میں نے عرض کیا۔ کیا آپ واقعی مسیح موعود ہیں۔ فرمانے لگے ہاں۔ میں نے عرض کیا۔ تو کوئی نشان عطا فرمائیں۔ فرمانے لگے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　　　نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

جلد ۱۸ | ۹ محرم الحرام ۱۳۵۶ھ | نمبر ۳۹

محرّم الحرام کی پکار

مسلمانوں کو ایک حسینی فوج کی ضرورت ہے

اسلام جب سے اس دنیا میں آیا۔ اس نے اپنی گود میں ہمیشہ ایسے بچوں کی پرورش کی۔ جو اسلام کی راہ میں اپنے گلے اور اس کی نازک رگوں کو کٹا دینا اپنا بہترین مشغلہ سمجھتے رہے۔ اسلام کی مقدس گود کبھی بھی ایسے نونہالوں سے خالی نہیں رہی جو اپنی پیاس آبِ دمِ شمشیر سے بجھانے کے عادی رہے۔ اور اپنے سروں کے اونچے اور بلند دھیر سے اسلام کا سر بلند کرتے رہے۔ اسلام کو بڑی بڑی مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑا۔ اور بڑی بڑی مشکلات سے دوچار ہونا پڑا۔ مگر تاریخ عالم سنہری حروف سے گواہ ہے کہ فرزندانِ اسلام نے مصائب و نوائب کے زمانہ میں اسلام سے کتنی حیرتناک وفاداری کا ثبوت بہم پہنچایا۔ اور تحفظ ناموس اسلام کی خاطر اپنے لہو کے آخری قطرہ کے آخری ذرہ تک کو پیش کرنے کے بعد بھی کہا تو یہ کہا ؎

جان دی دی ہوئی اُسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

کربلا کا واقعہ ہمارے اس دعویٰ پر ایک قابلِ فخر ثبوت ہے۔ جو دنیا کو برابر تیرہ سو سال سے محوِ حیرت بناتا چلا آرہا ہے۔ میدانِ کربلا کا ذرہ ذرہ شوکتِ اسلام کا گیت گاتا اور مقدس شہیدوں کی قربان گاہ کہلانے پر ناز کر رہا ہے۔ حضرت امام حسینؓ اور آپ کے ساتھیوں نے اس میدان میں اپنے پاکیزہ اور دنیا جہان کو فراموش نہ ہونے والے نمونے سے ظاہر کر دیا کہ اسلام اپنی بیکسی کے عالم میں بھی اپنے ایسے وفادار بچوں کو ظالموں کے خنجروں اور شمشیروں کے مقابلہ پر اتار سکتا ہے۔ جن کے خون کا ایک ایک قطرہ اسلام کی حفاظت کا ایک ایک قلعہ بن گیا۔ اسلام نے حسینؓ اور آپ کے ساتھیوں کے نازک گلوں سے خنجروں اور شمشیروں کو جیت لیا۔ اور بتلا دیا کہ گوشت پوست کی مگر سچی تڑپ رکھنے والی گردنیں کس طرح آہنی اور فولادی ہتھیاروں پر غالب آجاتی ہیں۔ دنیا نے دیکھا کہ مظلوم حسینؓ کے بعد ظالم یزید اور اس کے ہمنواؤں کا کیا حشر ہوا۔ کسی نے کیا سچ کہا ہے ؎

قتلِ حسینؓ اصل میں مرگ یزید ہے
اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

محرم کا مہینہ ہمارے سامنے ہر سال آتا اور باقاعدہ آتا ہے۔ اور زبانِ حال سے مسلمانوں کو اسلام کی خدمت گذاری کا سبق دے کر چلا جاتا ہے۔ مگر واے بر حال ما! کہ مسلمان ٹس سے مس تک نہیں ہوتے۔ وہ حضرت امامؓ اور آپ کے ساتھیوں کو تو رو چھوڑتے ہیں مگر اس اصل مقصد کو نہیں روتے جس کے لئے یہ سب کچھ ہوا تھا۔ وہ حسینؓ کی شہادت کے مرثیے اور دردناک حالات تو سنتے اور سناتے ہیں مگر اس کے سننے اور سنانے کے لئے تیار نہیں کہ حسینؓ ان دردناک حالات سے کیوں گذرا اور اپنے خاندان کا بچہ بچہ کس غرض سے کٹوا ڈالا۔ یاد رکھو اور خوب یاد رکھو۔ حسینؓ کے سامنے صرف صرف تحفظ ناموس اسلام تھا۔ اسی کے لئے حسینؓ اور حسینؓ کے کنبہ نے دنیا کے سامنے وہ دردناک منظر پیش کیا۔ جس پر اپنے پرائے حیران ہیں۔

آج بھی اگر غور کیا جائے تو تحفظ ناموسِ اسلام کا سوال اسی طرح ہمارے سامنے ہے۔ جس طرح حضرت امامؓ کے سامنے تھا۔ کیا اسلام

دن حسینؓ کے مقدس نانا اور اس کے مقدس اسلام پر کمینہ اور ناپاک حملے اور یورشیں نہیں ہو رہیں؟ پھر کہا اے حسینؓ پر رونے والو۔ خود حسینؓ تم پر رو رہا ہوگا۔ کہ تم نے حسینؓ کے اصلی مقصد کو نہیں سمجھا: اور تحفظ ناموس اسلام کے کام سے بالکل غافل اور بے پروا ہوگئے۔ آج ضرورت ہے کہ مسلمان اٹھیں اور مخالفینِ اسلام کے ہر ناپاک حملے کا جواب دیں تا کہ حسینؓ کی روح کو اطمینان ہو۔ اور وہ سمجھے کہ اس کی قربانی ضائع نہیں گئی۔ اور اس کے عزم نے کروڑوں مسلمانوں کو تحفظ ناموس اسلام کے کام پر لگا دیا۔

عیسائیوں، آریوں اور دہریوں کی طرف سے اسلام پر جو زہر آلود تیر برسائے جا رہے ہیں اور جو بے پناہ حملے ہوئے ہیں۔ ضرورت ہے کہ ان کا جواب دیا جائے۔ ایسا لٹریچر اور ایسے مبلغ پیدا کئے جائیں جن میں حسینؓ کی رُوح کام کر رہی ہو۔ مخالفینِ اسلام کے مقابلہ میں لٹریچر کا اتنا گولہ بارود اور مبلغین کی اتنی فوج اتار دی جائے کہ انہیں الٹا اپنے قلعوں اور شہروں کی خیر منانے کی ضرورت محسوس ہو۔

احمدیہ انجمن اشاعتِ اسلام لاہور اس گئے گذرے زمانہ میں بھی حسینی سپرٹ کو نہیں بھولی۔ اور حسینؓ کی آواز پر اس کے کان اور حسینؓ کے نمونہ پر اس کی آنکھیں ہیں۔ اپنی ہمت سے کئی گنا بڑھ کر کام کر رہی ہے۔ اور ایسا مفید لٹریچر مسلمانوں کے سپرد کر رہی ہے جس کی موجودگی میں کسی مخالف کو لب کشائی کی جرأت نہیں ہو سکتی۔ اس انجمن کے مبلغین نے اس تھوڑے سے عرصہ میں تحفظ ناموس اسلام کا وہ کام کر دکھایا کہ اب کسی یزید اور دجال کو مسلمانوں کے چھیڑنے اور تنگ کرنے کا حوصلہ نہیں ہو سکتا۔ وہ جانتے ہیں کہ ہم نے ذرہ کچھ کیا نہیں کہ مسلمان احمدیہ انجمن اشاعتِ اسلام لاہور کو تار دے کر آدمی منگوا ہماری گت بنوا دینگے۔ خدا کے فضل سے دشمنانِ اسلام ایک خاص رعب ماننے لگ گئے ہیں۔ اور بہت کم مسلمانوں کو تنگ کرنے کا حوصلہ کر سکتے ہیں۔ تو پھر کیا مسلمانوں کو اپنی اس حسینی فوج کی حوصلہ افزائی نہیں کرنی چاہئے۔ اور اس کے بازوؤں کو اس قدر مضبوط بنا نہیں دینا چاہئے۔ کہ وہ ایک ایک جھٹکہ میں کئی کئی درِ خیبر اکھیڑ پھینکے۔ مسلمانو! خدارا اٹھو۔ اور اس انجمن کی امداد کرو۔ دیکھو اس پر آب و دانہ بند نہ کرو۔ کہ یہ کربلا میں کسی اور کا کام تھا۔ اپنی جیبوں کو اشاعتِ اسلام کے لئے خالی کر دو۔ اور اپنے پسینہ کی کمائیوں کو اس کام میں لگا کر خدا، رسولؐ اور حسینؓ کی نگاہ میں عزت حاصل کرو۔ ورنہ یاد رکھو یہ اسلامی اور حسینی فوج تمہاری عدم توجہ سے خدانخواستہ کہیں اپنے مقاصد میں ناکام رہی تو اس کے جانباز اور فیصلہ تم ہوگے سپاہی تیار ہیں اور لڑ رہے ہیں۔ دنیا کے کونے کونے تک لڑتے بھڑتے پہنچ چکے ہیں۔ تمہاری امداد اور شمولیت کی ضرورت ہے۔ تا خدا کا یہ مقدس کام صحیح معنوں اور پورے زوروں کے ساتھ ہو سکے۔

اس کے بعد ہم اپنے احمدیوں سے خطاب کریں گے کہ اے اسلامی فوجی سپاہیو! تم اس محرم کے مہینے کو سامنے رکھ کر اپنے جہاد کو تیز کر دو۔ اور بیش از پیش قدم مارو۔ اشاعتِ اسلام کی راہ میں خرچ کرنے سے نہ گھبراؤ۔ تمہارا کنبہ بال بچہ ہوگا۔ اور ضرور ہوگا۔ مگر جانتے ہو۔ تمہارے حسینؓ نے تحفظ ناموس اسلام کے لئے کنبہ اور بال بچہ تک کو بھی قربان کر دیا تھا۔ کنبہ اور بال بچہ کو قربان نہیں کر سکتے تو کم از کم اپنی کمائی کا کچھ حصہ تو ضرور اس کام میں لگا دو۔ یاد رکھو۔ تم حسینؓ سے بہتر نہیں۔ تمہارا کنبہ اور بال بچہ حسینؓ کے کنبہ اور بال بچہ سے بڑھ کر نہیں۔ پھر بتلاؤ۔ کہ تمہارے فرائض کیا ہیں۔ اور تم نے وقت کے امام سے کیا سیکھا؟ ہم تو تمہیں تمہارے فرائض یاد دلانا تمہاری ہتک اور توہین سمجھتے ہیں۔ تم خدا کے فضل سے ایک زندہ اور کام کرنے والی قوم ہو۔ مسلمانوں کو تم پر ناز ہے۔ اسلام خدا کے فضل کے بعد تمہاری خدمات کے باعث مخالفین کے قلوب میں اپنی شوکت پیدا کر رہا ہے۔ کیا تمہارے جوش کسی تحریک کے محتاج ہیں۔ نہیں ہرگز نہیں۔ خدا گواہ ہے کہ تم اور تمہاری تڑپیں کسی تحریک کی محتاج نہیں۔ تم ایک زندہ قوم کی طرح گامزن ہو اور گامزن رہو گے۔ اور تمہاری یہی خدمات ہوں گی جو آئندہ نسلوں میں عزت سے یاد کی جایا کریں گی۔ اگر تاریخ اسلام موجودہ زمانہ کے یزیدوں اور دجالوں کا ذکر کرے گی تو خوب یاد رکھو کہ ان کے مقابلہ پر جن اسلامی اور حسینی سپاہیوں کا ذکر آئے گا۔ وہ تم لوگ ہی ہوگے۔

ذالک فضل اللّٰہ یؤتیہ من یشاء

آخر پر دعا ہے کہ خدا تمہیں خدمتِ اسلام کی توفیق دے۔ اور مسلمانوں کو تمہاری امداد پر آمادہ کرے۔

میاں صاحب کے انتقال کی خبر غلط ہے

گذشتہ اشاعت کے صفحہ ۱۲ پر جناب میاں بشیر الدین محمود احمد صاحب کے انتقال کی خبر اخبار "ٹریبون" کے حوالہ سے دی گئی تھی۔ اس کی تردید بھی اسی اشاعت کے صفحہ اوّل پر چھپ چکی ہے۔ امید ہے اس غلط خبر کے ساتھ ہی اس کی تردید بھی تمام ناظرین کی نظروں سے گذری ہوگی۔

جس ذریعہ اور جن حالات میں یہ خبر ہم تک پہنچی اس کا ذکر ہم گذشتہ اشاعت میں کر چکے ہیں۔ اس اشاعت کی آخری کاپی پیر کے روز دو بجے دوپہر کے بعد پریس کو بھیجی گئی۔ اس وقت "ٹریبیون" کی اطلاع کی کوئی تردید ہم تک نہ پہنچی تھی۔ جب تمام کاپیاں پتھروں پر جم گئیں اور سرورق کی کاپی کے علاوہ تمام صفحات چھپ گئے تو معلوم ہوا کہ یہ کسی کی شرارت ہے۔ اور جناب میاں صاحب بفضلِ خدا بخیریت ہیں۔ اس وقت ہمارے لئے یہی ممکن تھا کہ ہم اس خبر کی مختصر الفاظ میں تردید کر دیتے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ اس غلط خبر سے ہم کو جس قدر زیادہ رنج پہنچا۔ اس کی تردید سے اسی قدر زیادہ مسرت ہوئی۔ میاں صاحب کے غلط عقاید سے ہمیں خواہ کس قدر اختلاف ہو۔ لیکن ان کی ذات سے کوئی پرخاش نہیں۔ اس خیریت کی خبر پر ہم خداوند کریم کا شکر ادا کرتے ہوئے ان کی درازیٔ عمر کی دعا کرتے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی اس وحشت ناک افواہ پھیلانے والے کی اخلاقی موت پر ماتم کرنے سے بھی باز نہیں رہ سکتے۔ یقیناً یہ ایک نہایت قابلِ نفرت فعل ہے۔ خواہ مخواہ ایک ایسے شخص کی موت کی خبر پھیلا دینا جو ہزاروں انسانوں کے نزدیک محبوب و محترم ہے قانون اور اخلاق کی نگاہ میں ایک بہت بڑے جرم کا درجہ رکھتا ہے۔ خدا جانے یہ خلافِ انسانیت شرارت کس کی ہے۔ ہمعصر "الفضل" اپنے ۳ جون کے ضمیمہ میں ایک سیاسی جماعت کے اراکین پر شبہ ظاہر کیا ہے۔ اس کے متعلق ہم کچھ نہیں کہہ سکتے۔ تاہم معاصر موصوف کے اس مطالبہ سے پورے طور پر متفق ہیں کہ گورنمنٹ کا فرض ہے کہ وہ اس شرارت کرنے والے کا پتہ لگائے۔ اور اس کو قرار واقعی سزا دے۔

اخبار نویس کو بعض اوقات نہایت تلخ فرائضِ انجام دینے پڑتے ہیں۔ اس اخبار کی اشاعت بھی ہمارے لئے ایک اسی قسم کا فرض تھا۔ یہ خبر ایک ذمہ دار اخبار کے ذریعہ ملی اور ہم باوجود جدوجہد کے کافی عرصہ تک اس کی کوئی تردید حاصل نہ کر سکے۔ اس حالت میں ایک اخبار نویس کا فرض یہی ہوتا ہے کہ تمام حالات کو واضح کرنے کے بعد اپنے ماخذ کا حوالہ دیتے ہوئے خبر اپنے ناظرین تک پہنچا دے۔ ہم یقین کرتے ہیں کہ ہر ایک باخبر اور شریف انسان "پیغام صلح" میں اس خبر کی اشاعت کو اسی نظر سے دیکھیگا۔ تاہم اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ یہ خبر انتہائی رنجدہ اور وحشتناک تھی۔ ممکن ہے کسی صاحب کی نظر سے صفحہ اوّل کی تردید نہ گذری ہو اور ان کے دل کو رنج پہنچا ہو۔ اس لحاظ سے ہم اس کی اشاعت پر اپنی پوری پوزیشن واضح کرتے ہوئے کمل معذرت کا اظہار کرتے ہیں۔

ایڈیٹر صاحب فاروق کی شہادت

"الفضل" ۳ جون کی اشاعت میں "جناب ایڈیٹر صاحب فاروق کی شہادت" کے الفاظ سے ایک سرخی دیکھ کر سخت دھوکا لگا اور دل بے اختیار پکار اُٹھا۔ الٰہی خیر۔ ہمارے میر صاحب تو بڑے کام کے آدمی تھے۔ نامعلوم آپ کی یہ ناگہانی شہادت کیسے عمل میں آگئی۔ اور کس کے ہاتھوں شہید ہوئے۔ پھر خیال آیا کہ شاید مباہلہ والوں کے خلاف کسی مقدمہ میں آپ کی شہادت ہوئی ہو۔ مگر یہ خیال بھی غلط نکلا۔ آخر دل بیقرار کو یکسو کرکے ہم نے تحقیق جو کی تو کچھ نہ پوچھئے۔ مندرجہ بالا عنوان کے نیچے قبلہ میر صاحب کی شہادت ایک دوائی کے حق میں بدیں الفاظ لکھی پائی:-

"مجھے نفخ شکم اور پیٹ میں ہر وقت بوجھ رہنے کی شکایت تھی۔
اس اکسیر کے استعمال سے خدا نے مجھے بہت جلد صحت دی اور
تمام معدہ اور شکم کی شکایات رفع ہو گئیں۔ اس کا خاص
شکریہ ادا کرتا ہوں۔"

اس تحریر کو پڑھ کر جہاں ہمارا اطمینان ہو گیا ہے۔ وہاں ہم اپنے قارئینِ کرام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغامِ صلح

جلد ۱۸ | ۱۰ صفر المظفر ۱۳۴۹ھ | نمبر ۴۶

مسئلہ طلاق اور ہندو مذہب

وکاین من قریۃ عتت عن امر ربہا و رسلہ فحاسبنہا حساباً شدیداً و عذبنہا عذاباً نکرا فذاقت وبال امرھا وکان عاقبۃ امرھا خسرا (الطلاق)

کتنی ہی بستیاں ہیں کہ جنہوں نے اپنے رب کے حکم اور رسولوں کی شریعت سے سرکشی کی تو ہم نے اس کا حساب سختی سے لیا۔ اور سخت عذاب سے سزا دی۔ سو اس نے اپنے کام کی سزا چکھی۔ اور انجام کار خسارہ ہی اُٹھایا۔

اسلام ایک حقیقت ثابتہ ہے کہ جس کے اصولوں سے انحراف ہر فرد اور اقوام کے لئے کسی نہ کسی رنگ میں خسران اور ہلاکت کا موجب ہوتا ہے۔

مجھے خوب یاد ہے کہ آج سے تقریباً بیس بائیس سال پہلے آریہ سماج کے حلقوں میں مسلمانوں کے ساتھ مسئلہ طلاق پر بڑے زور و شور کے ساتھ بحث ہوتی تھی یہ کہنا شاید درست نہ ہوگا کہ ہمارے علماء کے دلائل نے سماجی اور ہندو دوستوں کو مسئلہ طلاق کی صداقت کا قائل کر دیا۔ ممکن ہے اس کا بھی کچھ اثر ہو مگر اس مسئلہ کی صداقت کا لوہا منوانے والے وہ واقعات ہیں کہ جنہوں نے ہندو قوم کی عورتوں کو ایک عذاب شدید میں مبتلا کر رکھا ہے۔ اور وہ اپنے دھرم اور شاستر کی بنا پر بحیثیت قوم خسارہ اٹھا رہے ہیں۔ ہندو قوم میں اس مسئلہ کی مخالفت اور قبولیت کی داستان ایک دلچسپ تاریخی اور نفسیاتی فسانہ ہے۔ کہ جس کے مطالعہ سے اسلام کی صداقت کا ایک گہرا نقش انسان کے دل پر ہو جاتا ہے۔ پنڈت کشن پرشاد صاحب کول ممبر سرونٹس آف انڈیا سوسائٹی فرماتے ہیں کہ اوّل مرتبہ ۱۹۲۴ء کی سوشل کانفرنس میں جب طلاق کا مسئلہ زیر بحث تھا۔ تو لوگوں میں اس کے خلاف بہت جوش ظاہر ہوتا تھا۔ حتیٰ کہ کانفرنس میں بعض لوگ آپے سے باہر معلوم ہوتے تھے اس میں طلاق کے ہندوؤں میں رائج کرنے کی تجویز جیسا کہ خیال تھا مسترد ہو گئی۔

دوسری مرتبہ کانپور کی سوشل کانفرنس میں یہ تجویز پھر پیش کی گئی۔ اس مرتبہ بھی مخالفت ہوئی اور تجویز یہ بھی نامنظور ہوئی لیکن پہلا سا جوش اور غصہ اس مرتبہ ظاہر نہیں کیا گیا۔

(۴) کئی سال بعد لکھنؤ کی سوشل کانفرنس میں یہ مسئلہ پھر پیش ہوا تو اور مخالفت بھی ہوئی۔ لیکن طلاق کے رائج کرنے کی تجویز کانفرنس میں منظور ہو گئی۔ (۴) گذشتہ دسمبر میں مسٹر جیکار بیرسٹر مشہور ہندو لیڈر لاہور میں انڈین سوشل کانفرنس کے صدر تھے۔ انہوں نے اپنے صدارتی ایڈریس میں اس مسئلہ طلاق کے متعلق بڑی تفصیل کے ساتھ بحث کی اور نہایت شدومد کے ساتھ اس کی حمایت کی۔

(۵) ہندوستان میں ریاست بڑودہ نہایت ترقی پذیر اور روشن خیال سمجھی جاتی ہے۔ وہاں ریاست میں قانون طلاق کے نافذ کرنے کے لئے ایک مسودہ قانون وہاں کی مجلس آئین و قوانین میں پیش کیا گیا ہے۔ یہ تمام واقعات ہندو قوم میں سوشل بیداری اور ہندو سوسائٹی کے اصلاح کی طرف قدم اٹھانے پر دال ہیں۔ ہندوؤں میں مسئلہ طلاق کے مخالف لوگ بھی اصلاح کے حامی ہیں۔ اور اس کی ضرورت نہایت شدت سے محسوس کرتے ہیں۔ مگر سماجی دوستوں کو چونکہ اسلام سے چڑ ہے اس لئے وہ باوجود اس کے کہ ہندوؤں میں عورتوں کی آئے دن کی مصائب اور سوشل تباہی سے خائف ہیں۔ طلاق کو اسلامی مسئلہ سمجھ کر اس کے قبول کرنے سے انکار کر رہے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہو رہا ہے کہ سینکڑوں تعلیم یافتہ ہندو عورتوں کو چھوڑ تو نہیں سکتے اور ... [illegible]

سے کم دوبیش شادی کر لیتے ہیں۔ مگر ان پہلی عورتوں کو معلقہ اور مصائب کا شکار ہونے کے لئے چھوڑ دیتے ہیں۔ اس کا علاج سوائے طلاق اور خلع کے اور کچھ نہیں۔ کیونکہ طلاق اور خلع کی صورت میں عورت اور مرد دونوں آزاد ہو کر دوسری شادی کر سکتے ہیں۔ مگر طلاق اور خلع کے ہونے سے دونوں ایک دوسرے کے رشتہ زوجیت میں رہتے ہیں۔ اگرچہ صحیح معنوں میں وہ زن و شو نہیں ہوتے۔ چنانچہ ایک آریہ اخبار نے صرف لاہور کے ایسے بہت سے واقعات کو شائع کیا ہے۔ جن میں سے چند ایک یہاں درج کئے جاتے ہیں تاکہ ناظرین کو ہندو قوم کی اندرونی مشکلات کا علم ہو سکے۔

ایک تازہ واقعہ

"اسی سلسلہ میں۔ پچھلے لاہور کا ایک تازہ واقعہ یاد آ گیا ہے۔ ۱۲ راکتوبر ۱۹۲۶ء کو لاہور میں ایک لڑکی کی مقامی کالج کے ایک طالب علم سے شادی ہوئی تھی۔ جو اس وقت غالباً فرسٹ ایئر میں پڑھتا تھا۔ لیکن ابھی پورے تین سال بھی نہیں ہوئے کہ اس جوڑے میں کشیدگی پیدا ہو گئی۔ تعلقات ناخوشگوار ہونے لگے۔ اور اس "کالجیٹ" نے ۳۰ جون ۱۹۲۹ء کو ایک اور لڑکی سے شادی کر لی۔ اب ذرا پہلی لڑکی کے متعلق سنئے بیچاری ابھی تین ہی سال کی تھی کہ اس کی منگنی کر دی گئی۔ ۱۵ سال کی عمر میں اس کی شادی کی گئی۔ مگر شادی ہوئے بھی تین سال پورے نہیں ہوئے تھے۔ کہ اُسے چند ناگفتہ بہ حالات میں شوہر سے جدا ہونا پڑا۔ اس دیوی کی حالت پر غور کرو۔ نہ وہ زندوں میں ہے نہ مُردوں میں۔ نہ اس کا شمار نہ سہاگنوں میں نہ بیواؤں میں۔ بلکہ اس جیسی اس کی صدہا دیگر بہنوں نے "متروکوں" کی ایک نئی کلاس قائم کر دی ہے۔

میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ آخر یہ سب کچھ کیوں ہوا۔ صرف اس لئے کہ منگنی کے وقت لڑکی اتنی چھوٹی تھی۔ کہ اُسے اس بات کا علم بھی نہیں تھا کہ شادی یا منگنی کسے کہتے ہیں۔ شادی کے موقع پر بھی جو کچھ کیا۔ اس کے والدین نے کیا۔ اب جہاں لڑکی اپنی تقدیر پر آنسو بہا رہی ہے۔ وہاں والدین بھی اپنی عقل کو رو رہے ہیں۔ جو اپنی لڑکی کے مستقبل کے قاتل بنے ہیں۔

دیگر واقعات

یہی ایک واقعہ نہیں لاہور میں۔ اسی قسم کے ایک سو سے زیادہ واقعات ہو رہے ہیں۔ لاہور میں ایک وکیل صاحب ہیں جنہوں نے عرصہ ۸ سال سے اپنی بیوی کو چھوڑ رکھا ہے اور اس اثنا میں اپنی دوسری شادی بھی کر چکے ہیں ... [illegible]

ایک نہایت معزز خاندان کی تعلیم یافتہ برہمن کنیا کو چھوڑ کر نئی شادی کر لی۔

وزیرآباد کے وکیل پنڈت ہرنرائن جی جن کے خلاف گوجرانوالہ کی عدالت میں شریمتی ستیا دیوی کی طرف سے گزارہ کا دعویٰ دائر ہے۔ شریمتی موصوفہ کو اپنے گھر سے نکلنے پر ستلے ہوئے ہیں۔ چونکہ یہ مقدمہ عدالت میں ہے اس لئے اس واقعہ کے متعلق ابھی کسی قسم کی رائے ظاہر کرنا قبل از وقت ہے۔

ادھر جھنگ میں ایک وکیل صاحب نے لائلپور کی شریمتی ستیا دیوی کو تیاگ دیا ہے۔ اور اعتراض یہ دھرا ہے۔ کہ ستیا دیوی کے خون میں خرابی ہے۔ یہ مقدمہ بھی عدالت کے سامنے ہے۔ اور قانون توہین عدالت اس واقعہ پر رائے زنی کرنے سے مانع ہے۔

تاہم ان واقعات کا ذکر کرنے سے میرا مدعا اپنے ذہن پر یہ ظاہر کرنا ہے۔ کہ شادی کے بعد بیوی کے ترک کرانے کی بیماری کتنی جلدی پھیل رہی ہے اور پھیلی ہو کلاء کے طبقہ سے ہے۔ اُوپر کے جن واقعات کا یہ ذکر کیا ہے ان میں چار نوجوان تو وکیل ہیں۔ لاہور کے ایک مشہور برہمن بیرسٹر لڑکی کو ضلع گوجرانوالہ کے ایک برہمن ڈاکٹر نے ۸-۱۰ سال سے ترک کر رکھا ہے۔ کس کس کا ذکر کروں۔ میرے پاس ایک سو سے زیادہ واقعات کے تفصیلی حالات جمع ہیں۔ اگر ایک ایک واقعہ تفصیل طور پر بیان کرنا شروع کروں تو ایک ضخیم کتاب تیار ہو سکتی ہے۔

آخر یہ بیماریاں کریں کیا۔ قانون میں ان کے لئے صرف ایک ہی دفعہ ۲ اور دفعہ ۴۸۸ ضابطہ فوجداری۔ جس کے مطابق وہ صرف گزارہ حاصل کرنے کے لئے قانونی چارہ جوئی کر سکتی ہیں۔ مگر گزارہ مل جانے پر کیا ایک نوجوان لڑکی کی مشکلات حل ہو جاتی ہیں ہرگز نہیں۔ تو پھر کیا ہونا چاہئے۔"

مضمون نگار اخبار کے بیان سے یہ ظاہر ہے کہ ان کے پاس صرف لاہور ایک سو سے زیادہ واقعات کی تفصیل موجود ہے۔ کہ جن میں عورتوں کو ان کے خاوندوں نے معلقہ چھوڑ رکھا ہے اس کے پاس سو سے زیادہ واقعات کا جمع ہونا کوئی سرکاری تحقیقات کی بنا پر نہیں۔ اگر بغیر کسی تلاش کے ایک اخبار کے نامہ نگار کے پاس سو واقعات کی تفصیل موجود ہو سکتی ہے۔ تو اس سے بآسانی اندازہ لگ سکتا ہے کہ ہندو قوم میں اس قسم کے واقعات کی کس قدر کثرت ہے۔ سرکاری قانون ہندو دھرم شاستر کی بنا پر ان کو گزارہ دلا سکتا ہے۔ لیکن محض چند روپوں کا ماہوار مل جانا ایسی بیکس عورتوں کی مشکلات کا حل نہیں ہو سکتا۔ قانون اور دھرم دونوں ان کی دستگیری سے معذور ہیں۔ جس طرح ہندو عورتوں کی حالت ناگفتہ بہ ہے اسی طرح مرد بھی نالائق اور بدکار عورتوں سے نالاں ہوں گے۔ مگر شادی کا رشتہ ایسا گلے کا پھندا ہے کہ وہ بھی ان کو نہیں چھوڑ سکتے۔ جس کی بنا پر ہمارا مشورہ ہندو لیڈروں اور عوام کے لئے یہی ہے کہ ہندوؤں کی مشکلات کا حل اسلام میں ہے۔

قادیان کی خفیہ چٹھی

چند یوم گذرے کہ ہم نے قادیانیوں کی ایک خفیہ چٹھی کا ذکر "پیغام صلح" میں کیا تھا۔ یہ چٹھی ناظر امور خارجہ قادیان کی طرف سے قادیانی جماعتوں کو بھیجی گئی ہے۔ جس میں لکھا ہے:۔

"اپنے علاقہ کی سیاسی تحریکات سے پوری طرح واقف رہنا چاہئے۔ اور کانگرس کے اثر کے بڑھنے اور گھٹنے سے مرکز کو اطلاع دیتے رہیں۔ اگر کوئی سرکاری افسر سیاسی تحریکوں میں حصہ لیتا ہو یا کانگرسی خیالات رکھتا ہو تو اس کا بھی خیال رکھیں اور یہاں اطلاع دیں۔"

ہم نے لکھا تھا کہ قادیانی آج کل "کار خاص" پر لگے ہوئے ہیں جس کے ثبوت میں مندرجہ بالا فقرات کافی ہیں۔ "الفضل" نے ...

احمد محمد مصطفےٰ محبوبِ ربّ العالمین

از ہز ایکسیلنسی یمین السلطنت مہاراجہ سر کشن پرشاد بہادر صدر اعظم حیدر آباد (دکن)

سرِ دفترِ کون و مکاں شاہنشاہِ دنیا و دیں — احمد محمد مصطفےٰ محبوبِ ربّ العالمین
ہیں سالکِ راہِ رضا، ہیں مالکِ ملکِ خدا — اُن کے لئے سب کچھ ہوا خورشید و ماہ چرخ و زمین
یہ سیدِ لولاک ہیں، معصوم ہیں اور پاک ہیں — یہ تدرکِ ادراک ہیں یہ موجدِ دنیا و دین
شمس الضحیٰ بدر الدجیٰ خیر الوریٰ خیر الہدیٰ — نورِ خدا شانِ خدا شہنشہ کرسی نشین
ختم النبی، فخر الرسل، ہیں باعثِ ہر جزو کل — سلطان دیں ہادی السبل ہیں رحمۃ للعالمین
اک کنزِ مخفی تھا خدا حضرت نے ظاہر کر دیا — اب خلق خلقت سے کھلا یہ رازِ رازِ اولین
حامیٔ ملت ہیں یہی ماحی بدعت ہیں یہی — علم شریعت ہیں یہی ہیں یہ طریقت آفرین
مفتی احکامِ خدا، اکرم باکرامِ خدا — ملہم بالہامِ خدا ہیں مہبطِ روح الامین
وحدت کے مظہر ہیں یہی کثرت کے مصدر ہیں یہی — مطلوب داور ہیں یہی، ہیں یہ حبیب العٰلمین
مخلوق میں یکتا ہیں یہ کثرت میں بے ہمتا ہیں یہ — کیا جانے کوئی کیا ہیں یہ ان کا کوئی ہمسر نہیں
اللہ کی آیت ہیں یہ، اللہ کی حجت ہیں یہ — اللہ کی رحمت ہیں یہ، ہیں رحمۃ للعالمین
اسباب عالم کا سبب اعلم ہیں پر امی لقب — جبریل کرتے ہیں ادب ایسے ہیں یہ بالانشیں
بسم اللہ قرآن کُن دیباچہ علم و سخن
سرِ دفترِ علمِ لدن سرچشمۂ دنیا و دین

مسلمانو! عید میلاد سے عملی سبق لو

از مولانا محمد علی صاحب الحاج سالمین

دنیا کے چالیس کروڑ انسان کے پیشوا ان کے مرشد۔ ان کے ہادی اور ان کے رحمت کا یہ پیدائش کا دن ہے۔ یہ وہ دن ہے جبکہ لات و عزیٰ اور اہل ہنود کے اصنام اور عیسائیوں کے تثلیثی ماتم کرتے ہوں گے۔ یہ وہ مبارک روز ہے جبکہ دنیا کے اوپر ایک نیا تمدن ایک نیا آفتاب۔ ایک نئی تاریخ ایک جدید ہلچل پیدا ہوئی۔ اسی روز سعید کو ساری دنیا کے لوگ عید میلاد النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کہتے ہیں۔ چند سالوں سے اسی روز کی خصوصیت وجود میں آئی ہے۔

اور سارا عالم اسلام اس روز سعید کے روز من اولہ الی آخرہ خوشیاں مناتا ہے۔ اور کیوں نہ منائے جبکہ رحمت للعالمین جیسا انسان، وہ انسان جس نے ۲۳ سال کی زندگی میں اس جہنم دنیا کو جنت نعیم میں تبدیل کر دیا۔ خدا ان لوگوں کا بھلا کرے جنہوں نے اس روز مبارک کے منانے میں ایڑی چوٹی کا زور لگایا واقعی وہ لوگ قابل مبارکباد ہیں اور ان کی یہ مساعی جلیلہ قابل صد ہزار تحسین و آفرین۔ مسلمانو! مسلمان بنو!! یہ وہ زمانہ ہے۔ یہ وہ دور ہے جس میں اسلام غریب یعنی پردیسی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ السلام و تسلیمات نے ۱۳۰۰ سال پہلے فرما دیا تھا۔ کہ ایک وقت آئیگا۔ اور ضرور آئے گا۔ جب کہ یہ دین جس کو میں خدا کی جانب سے لایا ہوں۔ پردیسی سا ہو جائے گا۔ الاسلام بدأ غریباً و سیعود غریباً "اسلام غریبی کی حالت میں دنیا میں آیا۔ اور غریبی کی حالت میں ہو جائے گا۔ [illegible]

ہر خیال و ہر اعتقاد اور ہر فرقے کے مسلمانوں کو اس روز سعید کے روز مناقب رسول سنانا چاہئے۔ اس لئے کہ دنیا کا ایک بہت بڑا حصہ اس محسنِ اعظم اس مصلح اکبر کی تعریف کا محتاج ہے۔ کیا مسلمانوں کو یہ خبر نہیں کہ آئے دن یورپ و امریکہ سے آنحضرت کی شان میں کیسی کیسی گستاخیاں اہل غرب کرتے رہتے ہیں؟ اور آخر اس کی وجہ کیا ہے۔ یا تو عناد اور ضد سے یا لاعلمی سے۔ پس چاہیئے کہ دنیا کا طبقہ دنیا کا وہ گروہ جو مادی حالت میں بہت زیادہ گیا ہوا ہے۔ اس کو ہم رسول کریم صلعم کے اسوہ حسنہ سے مستفیض کریں۔ قرآن میں نبی نوع انسان کے لئے یوں آیا ہے۔ ان لکم فی رسول اللہ اُسوۃ حسنۃ۔ تمہارے لئے بہترین اُسوہ تمہارا رسول ہے۔ افسوس ہے کہ آئے دن مسلمان مسلمان کو کمزور کرنے پر تلا ہوا ہے۔ اور ایک مسلم جماعت دوسری مسلم جماعت کو کافر اور بدکار اور زندیق بنانے کی فکر میں ہے۔ اور وہ بیچارے یہ نہیں سمجھتے کہ دنیا کی ساری اقوام ان کے اس فعل پر لعنت کرتی رہتی ہیں۔ عیسائی بہائی۔ آریہ اور دوسرے مذاہب کے لوگ ہم پر مضحکہ اڑاتے ہیں۔ اور اسی ایک بات سے وہ اسلام سے بیزار ہیں۔ عجیب بات ہے کہ ایک قبلہ۔ ایک کتاب اور ایک خدا اور رسول کے ماننے والوں میں ہزار ہا فریق موجود ہوں! الامان۔ مسلمانو! اور سب فرقوں کے مسلمانو!! کیا تمہارے لئے ۱۳۰۰ سال جنگ و جدل کے لئے کافی نہیں [illegible]

[illegible]

کہاں آیا ہے کہ فرقہ بندیاں عمدہ بات ہے۔ کیا تم نے نہیں پڑھا یا سنا کہ واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً۔ خدا کی رسی میں تم سب لوگ چمٹ جاؤ۔ اور وہ خدا کی رسی کہاں ہے؟ وہ اسلام ہے جس کے بارے میں خداوند عالم نے یوں فرمایا ہے۔ ان الدین عند اللہ الاسلام۔ بعد میں فرمایا و من یبتغ غیر الاسلام دیناً فلن یقبل منہ۔ پس میرے نزدیک ان آئتوں کے ہوتے ہوئے اگر انسان اور ٹوٹے میں پڑے رہے تو نہایت افسوس کی بات ہے۔ کسی انگریز نے مجھ سے کہا کہ تم میں تو بہت سے فرقے ہیں۔ اگر میں مسلمان ہو جاؤں تو کس فرقے میں جاؤں۔ اور کونسا فرقہ صحیح اسلام ہے۔ میں نے کہا کہ قرآن میں فرقوں کا ذکر نہیں۔ اسلام کو فرقوں کی ضرورت نہیں۔ اسلام تو سارے فرقوں کو مٹانے کے لئے آیا ہے۔ تو پھر اس میں فرقے کیسے ہیں؟ اس نے پھر دوبارہ کہا۔ کہ آپ نہیں جانتے۔ کیا اسلام میں شیعہ، سنی، وہابی وغیرہ فرقے نہیں؟ میں نے کہا ہرگز نہیں۔ اگر فرقے ہوتے تو وہ ہرگز ایک خدا و رسول ایک کتاب کے اصول کے ماتحت نہ ہوتے۔ اس کے برعکس عیسائیت میں برابر فرقے ہیں۔ یعنی پروٹسٹنٹ۔ کیتھولک وغیرہ۔ یعنی ایک فرقہ خدا کو ایک مانتا ہے۔ دوسرا خدا کو دو۔ اور تیسرا تین۔ وہ دم بخود ہو گیا۔

برادران من! یہ ہی باتیں اور ہیں نکتہ چینیاں۔ جو ہم پر دھڑلے سے اہل ہنود اور عیسائی اور بہائی کرتے رہتے ہیں۔ خدارا مسلمان بنو نہ کہ شیعہ، وہابی، حنفی اور قادیانی! وہ مسلمان بنو۔ جن کو حضرت رسول کریم نے مسلمان کہہ کر پکارا ہے۔ جن کو قرآن شریف نے مسلم اور مومن کہہ کر یاد کیا ہے۔ تم میں سے کون کہہ سکتا ہے کہ آنحضرت کے زمانہ میں کونسا فرقہ تھا۔ اور خود حضرت کونسے فرقے میں تھے؟ وہ خود مرسل من جانب اللہ تھے۔ اور ہر ایک کو صحیح مسلمان کرنے آئے تھے۔ خدا ملاؤں اور واعظوں اور متعصب اشخاص کو راہ ہدایت پر لائے۔ اور ان کو صحیح اسلام کا فوٹو دکھائے۔ آمین۔

ضرورت

مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ ان امتحانات میں کثرت سے شامل ہوں۔ محکمہ ملٹری اکونٹس میں بہت سے کلرکوں کی جو بی۔ اے۔ ایف۔ اے۔ یا کم از کم انٹرنس پاس ہوں ضرورت ہے۔ امیدوار محنتی۔ ہوشیار اور تندرست ہونے چاہئیں۔

امتحان یکم ستمبر ۱۹۴۰ء سے کلکتہ ملٹری اکاونٹس دفتر راولپنڈی اور دفتر ڈی۔ سی۔ ایم۔ اے۔ آفس پشاور میں شروع ہوگا۔

درخواستیں ۱۸ اگست تک امیدوار کے اپنے ہاتھ کی لکھی ہوئی کلکتہ ملٹری اکاونٹس ناردرن کمانڈ راولپنڈی پہنچ جانی چاہئیں۔

امیدوار کی عمر ۱۸ سال سے کم اور ۲۵ برس سے زیادہ نہ ہو۔ عمدہ چال چلن کا سرٹیفکیٹ دو معزز اشخاص کے دستخطوں کے ساتھ ہونا چاہئے۔

علمی قابلیت کے متعلق بھی کسی گزیٹڈ آفیسر یا دو معزز اشخاص کی سفارش ہونی چاہئے۔

درخواست کے ہمراہ فیس داخلہ بھیجنی چاہئے۔ ٹائپ جاننے والے امیدواروں کو اپنی درخواست میں اس کی تصریح کر دینی چاہئے۔ (ایڈیٹر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۱۸ | ۷ ذی قعدہ ۱۳۴۸ھ | نمبر ۲۴

مہاتما گاندھی کی گئو رکھشا

مہاتما گاندھی ایک آل انڈیا لیڈر ہیں۔ اور ہندوؤں کی تمام سیاسی جماعتوں نے انہیں اپنا "ڈکٹیٹر" تسلیم کر لیا ہے مگر افسوس ہے کہ مسلمانوں کی بہت بڑی اکثریت ان کی یہ حیثیت تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہے۔ اس لئے کہ گائے کے ساتھ مہاتما کی محبت قریب قریب پرستش کے درجہ تک پہنچی ہوئی ہے۔ جب آپ اپنی موجودہ مہم کے دوران میں مقام دربھن پہنچے۔ تو آپ نے ایک بہت بڑے مجمع کے سامنے تقریر کرتے ہوئے لوگوں کو گئو رکھشا کی تلقین کی اور کہا کہ "اب لوگ گایوں کی نہیں بلکہ بھینسوں کی پرستش کرتے ہیں۔ اگر آپ گئو رکھشا کرنا چاہتے ہیں تو گایوں کا علم پڑھیں"۔ مشکل یہ ہے کہ جو جانور ہندوؤں کے نزدیک قابل پرستش ہے۔ وہ فرزندان اسلام کے لئے اکل حلال ہے۔ اگر سوراج میں گائے کو وہی مرتبہ دیا جائے گا جو مہاتما اور ان کے کروڑوں ہم مذہب دینا چاہتے ہیں۔ تو کیا مسلمانوں کو ابھی سے "گائے کی جنگ" کے لئے تیار نہیں رہنا چاہیئے کیونکہ مسلمان کسی صورت میں اس چیز کو حرام نہیں کر سکتے۔ جو اللہ نے ان کے لئے حلال کر رکھی ہے۔

ہمعصر "حمایت اسلام لاہور" نے اپنے نوٹ بعنوان "گاندھی مہاراج یا ویاس مقدس" مورخہ ۳ اپریل ۱۹۳۰ء میں مسٹر رومیش چندر دت سابق کمشنر بنگال کی مشہور کتاب "ہندوستان قدیم کی تہذیب" کا حوالہ دیا ہے جس میں مسٹر موصوف نے لکھا ہے:-

> یہ امر بآسانی متصور ہو سکتا ہے کہ پنجاب کے قدیم ہندو حیوانی غذا بھی بافراط کام میں لاتے تھے۔ ہم اکثر اشارات گائے بھینسوں اور بیلوں کی قربانی کرنے اور گوشت پکانے کی بابت بھی پاتے ہیں۔

پھر اسی کتاب میں لکھا ہے: "دسویں منڈل کے منتر ۸۹ کی رچا ۱۴ میں اس مسئلے کا ذکر ہے جہاں گائیں ذبح کی جاتی تھیں"۔ مقام حیرت ہے کہ گاؤ کشی کے ان صاف اور صریح واقعات کے باوجود جن کا راوی ہندو قوم کا ایک زبردست محقق اور عالم ہے مہاتما گاندھی جیسا روشن خیال سیاست دان کیوں ایک ایسے جانور کے تقدس اور پرستش پر زور دیتا ہے۔ جو مکھن اور دودھ کی مقدار اور ذائقہ کے اعتبار سے بھینس کے مقابلہ میں کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔ لیکن یہ عقیدہ کا سوال ہے اگر مہاتما اور ان کے کروڑوں ہم مذہب گائے کو ایک مقدس جانور سمجھتے اور اس کی رکھشا کو ضروری خیال کرتے ہیں تو مسلمانوں کو اس پر کوئی اعتراض نہیں کرنا چاہئے۔ بشرطیکہ یہ رکھشا مسلمانوں کے مذہبی جذبات اور حسیات کے منافی نہ ہو۔ یعنی مسلمانوں کو ہندو نقطہ خیال سے گائے کی مذہبی حیثیت کو ملحوظ رکھنے پر مجبور نہ کیا جائے۔

اگرچہ گائے کے معاملہ میں ہندوستان کی دو بڑی قوموں کے مذہبی جذبات و حسیات میں اجتماع ضدین پایا جاتا ہے۔ اور اس کی وجہ سے آئے دن دونوں میں سر پھٹول تک نوبت پہنچ جاتی ہے لیکن اگر دونوں قوموں کے سربرآوردہ افراد ایک دوسرے کے جذبات و حسیات کو ملحوظ رکھنا اپنا فرض سمجھ لیں تو اشتعال کی کوئی وجہ پیدا نہیں ہو سکتی۔ عید الضحٰی قریب آ رہی ہے۔ اس تقریب پر جیسا کہ برادران وطن کو معلوم ہے طبقہ غرباء کے مسلمان گائے کی قربانی کیا کرتے ہیں اور وہ اقتصادی پہلو سے ایسا کرنے پر مجبور ہیں کیونکہ ایک گائے کی قربانی میں ایک سے زیادہ مسلمان شریک ہو سکتے ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ہم بھی مسلمانوں کو یہ مشورہ نہیں دیں گے کہ وہ قربانی کی گایوں کو بازاروں اور گلیوں میں سجا کر لے جائیں۔ جن سے برادران وطن کے جذبات مجروح ہوں۔ قربانی سے ایک مذہبی فریضہ کی بجا آوری مقصود ہے دل آزاری مقصود نہیں۔ اس لئے ہمیں توقع رکھنی چاہئے کہ ہندوستان کی موجودہ سیاسی فضا کو پیش نظر رکھتے ہوئے برادران اسلام گائے کی قربانی کے معاملہ میں اپنے ہندو ہمسایوں کے جذبات کا خاص طور پر خیال رکھیں گے۔

ہندوؤں سے ہمارے مذہبی اور سیاسی اختلافات خواہ کیسے ہی شدید ہوں لیکن پھر بھی وہ ہمارے ہمسائے ہیں۔ اور اسلام ہمیں یہی تعلیم دیتا ہے کہ ہم ان کے ساتھ اخلاق اور رواداری سے پیش آئیں۔ اس کے علاوہ ہندوستان کے مستقبل کا انحصار ہندو مسلم اتحاد پر ہے جس کی بنیاد صرف اسی صورت میں مستحکم ہو سکتی ہے کہ وہ ایک دوسرے کے حقوق کی حفاظت کرنے اور ایک دوسرے کے رنج و راحت میں شریک رہنے کے برادرانہ اصول پر سختی کے ساتھ قائم رہیں۔ کیا ایک جانور کے لئے ہندوؤں اور مسلمانوں کا ایک دوسرے کے گلے کاٹنا اور خون بہانا کسی صورت میں بھی جائز قرار دیا جا سکتا ہے؟ کیا خود ہندو مذہب اس کی اجازت دیتا ہے؟ کیا ہندو مسلم اتحاد پر گئو رکھشا مقدم ہے؟

ہم برادران وطن کی مذہبی آزادی کے حق کو تسلیم کرتے ہیں لیکن صرف اسی حق کو جو انسانیت اخلاق اور سچائی کے تابع ہو۔ اگر ہندو مذہب گائے کی پرستش کو جائز قرار دیتا ہے تو ہم برادران وطن کو اس کی پرستش سے ہرگز منع نہیں کرتے۔ اسی طرح جب اسلام گائے کی قربانی جائز قرار دیتا ہے۔ تو ہندوؤں کو اس قربانی کے سد راہ نہیں ہونا چاہئے لیکن جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں مذہبی عقاید میں اس تصادم اور تضاد کے باوجود ہمسائیگی کے تعلقات اسی امر کے متقاضی ہیں کہ جہاں تک ممکن ہو سکے ہم ایک دوسرے کو دل آزاری کا موقع نہ دیں۔

مسلم پریس اسوسی ایشن

گذشتہ بیس سال کے عرصہ میں پنجاب میں یہ تحریک خبر نہیں کتنی مرتبہ پیش ہو چکی ہے کہ اخبارات کی ایک خاص انجمن قائم ہونی چاہئے جو اخباری دنیا میں نہ صرف باہمی اتحاد و اعتماد کی فضا پیدا کرے بلکہ حکومت کے جابرانہ قوانین کے مقابلہ میں قومی اخبارات کے بقا اور ان کے مفاد کی حفاظت کے لئے ضروری تدابیر عمل میں لائے لیکن آج تک کوئی انجمن مستقل طور پر قائم نہیں ہوئی۔ اخبارات کے مالک اور ایڈیٹر صاحبان اس سوال کا بہتر جواب دے سکتے ہیں۔ کہ وہ کیوں اپنے اس مقصد میں ناکام رہتے ہیں۔ اب پھر مسٹر فاضل ابراہیم رحمت کی دعوت پر دہلی میں مسلم جرائد کے ایڈیٹروں کا ایک اہم مشاورتی جلسہ منعقد ہوا جس میں ایڈیٹروں کے علاوہ خود مسٹر موصوف۔ مولانا شفیع داؤدی اور سیٹھ عبد اللہ ہارون اور دیگر اصحاب موجود تھے۔ خیال تو بڑا پاکیزہ اور روح افزا ہے کہ مسلمانوں کے تمام قومی جرائد میں اتحاد اور اشتراک عمل کا جذبہ پیدا ہو جائے تاکہ ان کی آواز اسلامی اور غیر اسلامی حلقوں میں ایک زبردست گونج پیدا کر سکے۔ لیکن جب بعض قومی اخبارات کے مالکوں اور ایڈیٹروں کی موجودہ غیر اسلامی روش پر نظر ڈالی جاتی ہے تو ہم اس اندیشہ کا اظہار کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ جب تک یہ بزرگ، جنہوں نے امت مرحومہ کی اصلاح کا بیڑا اٹھا رکھا ہے پہلے اپنے نفس کی اصلاح نہیں کریں گے یعنی اپنے ذاتی مفاد پر ملک و ملت کے مفاد کو مقدم نہیں سمجھیں گے اس وقت تک انجمن ایک بے معنی چیز ہے۔ ہمارے اسلامی معاصرین کی برادری میں ایسے اصحاب کی تعداد بہت قلیل ہے۔ جو لکھتے وقت اس امر کا خاص طور پر خیال رکھتے ہیں کہ ان کے قلم کی نوک کہیں نشتر کی صورت اختیار نہ کرے۔ کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ قوموں اور سلطنتوں کے اہم مسائل پر قلم اٹھانے والے آج تک اختلاف اور مخالفت کی حد فاصل قائم نہیں کر سکے۔

تیسرے درجہ کے بدقسمت مسافر

اسمبلی کے گذشتہ اجلاس میں ڈاکٹر ضیاء الدین احمد نے یہ عجیب سوال اٹھایا کہ کیا وجہ ہے کہ یکے پر تین سے زیادہ مسافر ہوں یا لاری میں مقررہ تعداد سے زیادہ آدمی بیٹھے ہوں تو حکومت کے کارندے یکے اور لاری والوں کا چالان کر دیتے ہیں لیکن اگر ریلوے کے ملازم گاڑی میں زیادہ آدمی بٹھائیں یا زیادہ تعداد میں ٹکٹ جاری کریں تو ان سے کوئی باز پرس نہیں ہوتی۔ ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ اول اور دوم درجہ کے مسافروں سے ریلوے کو سخت نقصان [illegible] سے نہ نفع ہے نہ نقصان۔ فائدہ اگر پہنچتا ہے تو تیسرے درجہ کے مسافروں سے۔ افسوس ہے کہ تیسرے درجہ کے مسافروں کے ساتھ محکمہ ریلوے کے ملازمین کا سلوک نہایت جابرانہ اور غیر ہمدردانہ ہے یکے والے، رکشا والے، تانگے والے، موٹر والے لاری والے سب اپنے گاہکوں کے ساتھ نرمی اور اخلاق سے پیش آتے ہیں۔ اور وہ ایسا کرنے پر مجبور ہیں۔ لیکن "دھوئیں کی گاڑی والے" ایسے مغرور و سرکش اور ظالم واقع ہوئے ہیں کہ مجسٹریٹ اور پولیس والے بھی ان سے دبکتے ہیں جب "دھوئیں کی گاڑی والے" بھی گاڑیاں (؟) ہیں تو بے عنوانی کی پاداش میں ان کا کیوں چالان نہیں کیا جاتا؟ "دھوئیں کی گاڑی والوں" کی یہ کس قدر بزدلی اور نامردی ہے کہ وہ (تیسرے) درجہ کے مسافروں کی جہالت اور کمزوری سے ناجائز فائدہ اٹھاتے حالانکہ انسانیت اور اخلاق کے ضابطہ کی رو سے وہ زیادہ ہمدردی اور مہربانی کے مستحق ہیں۔ کیا ان ہیٹ اور پتلون پہننے والے گارڈوں کا کوئی تدارک نہیں ہو سکتا؟

آریہ گزٹ کا ایک بودا اعتراض

آریہ گزٹ لاہور مورخہ ۱۵ اپریل ۱۹۳۰ء اپنے نوٹ بعنوان "اس کو بدل دو" میں لکھتا ہے:-

> اخباروں میں آئے دن ہم دیکھتے ہیں کہ اگر ایک غیر مسلم شخص اسلام کو قبول کرتا ہے تو اسلامی اخبار موٹی موٹی سرخیوں سے اس خبر کو مشتہر کرتے ہیں۔ لیکن اس کے برخلاف اگر کوئی مسلمان دوسرے مذہب کی شرن میں جاتا ہے تو اس کو نہ صرف زبردستی ایسا کرنے سے روک دیا جاتا ہے۔ بلکہ کبھی مار مار کر اس کو نیم جان بنایا جاتا ہے جہاں مسلمانوں کو راجیہ شکتی کا آسرا ہے وہاں وہ غیر مسلموں اور پھر مذہبی تبلیغ کرنے والوں کا زندہ رہنا بھی پسند نہیں کرتے۔

یہ ایک قدرتی امر ہے کہ اگر کوئی مسلمان دائرہ اسلام سے خارج ہونے کا ارادہ ظاہر کرتا ہے تو اس کے دوست اور رشتہ دار اسے اس ارادہ سے باز رکھنے کی کوشش کرتے ہیں اسی طرح اگر کوئی آریہ یا عیسائی مسلمان ہونا چاہتا ہے تو اس پر بھی کسی نہ کسی شکل میں یہ دباؤ ڈالا جاتا ہے کہ اپنا آبائی مذہب چھوڑے۔ لیکن ہمعصر آریہ گزٹ کا یہ کہنا کہ "اگر کوئی مسلمان دوسرے مذہب کی شرن میں جاتا ہے تو اس کو نہ صرف زبردستی ایسا کرنے سے روک دیا جاتا ہے بلکہ کبھی مار مار کر اس کو نیم جان بنایا جاتا ہے"۔ ایک ایسا دعویٰ ہے جو اس وقت تک قابل پذیرائی نہیں۔ جب تک کہ سچے واقعات کی بنا پر ایسی متعدد مثالیں پیش نہ کی جائیں۔ لا اکراہ فی الدین اسلام میں جبر جائز نہیں۔ اور اگر تھوڑی دیر کے لئے مان بھی لیا جائے کہ ہندوستان کے مختلف حصوں میں ایسے مسلمان موجود ہیں جو اپنے مرتد ہونے والے بھائی کو مار مار کر نیم جان بنا دیتے ہیں تو کیا ہندوؤں میں ایسے لوگ نہیں پائے جاتے جو اپنے باپ دادا کا مذہب چھوڑنے والوں کو بھی مار مار کر نیم جان بنا دیتے ہیں"۔ ہمیں افسوس ہے کہ ہمارے ہمعصر نے اعتراض کرنے سے پہلے اپنی آنکھ کا شہتیر نہیں دیکھ لیا۔

ایک مسلم خاتون کا ایثار

معاصر "الحنیف" کا نامہ نگار رقمطراز ہے کہ نواب خواجہ احسن اللہ خاں مرحوم (نواب ڈھاکہ) کی صاحبزادی نواب زادی اختر بانو بیگم صاحبہ نے اپنی تمام جائداد مسلمانوں کی تعلیم اور دیگر کار خیر کے لئے وقف کر دی ہے جس کی آمدنی سولہ ہزار روپیہ سالانہ ہے۔ مالی ایثار کی یہ ایسی قابل تعریف مثال ہے کہ اگر ہر صوبہ کی متمول مسلم خواتین اس خیال کو اپنے دل میں جگہ دیدیں کہ مسلمانوں کے غریب بچوں اور بچیوں کے لئے تعلیمی وسائل بہم پہنچانا آقائے دوجہاں حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی تعمیل کرنا ہے اور اس طرح بہشت میں اپنے لئے جگہ بنانا ہے۔ تو فرزندان اسلام کی تعلیمی ترقی کی رفتار بہت تیز ہو سکتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ عورتیں بالطبع ہمیشہ نیک کاموں میں حصہ لینے کے لئے تیار رہتی ہیں بشرطیکہ مرد ان کی حوصلہ افزائی کریں اور ان کی جائز آزادی کے راستہ میں روڑے نہ اٹکائیں۔

(بقیہ صفحہ ۶)

—— کیمپ دھال پور ۱۴ اپریل۔ جب گاندھی جی اور ان کے رفقاء ۲ اپریل کو ڈنڈی میں ستیہ گرہ شروع کریں گے تو ضلع سورت کے ۳۰۰ رضاکاروں کے ۳ دستے اس تاریخ کو مشوا میں سول نافرمانی شروع کر دیں گے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغامِ صلح

جلد ۱۸ | یکشنبہ ۱۲ ربیع الثانی ۱۳۴۹ھ | نمبر ۵۹

پادری (ایس ایم) پال کی تفسیر پر ایک نظر

(۵)

پادری صاحب بسم اللہ کے فرضی ماخذ پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ :-

"علمائے کرام کو لفظ اللہ کے مادہ کے ڈھونڈنے میں اس قدر پریشانی نہ ہوتی اگر وہ اس کے مادہ کو عبرانی زبان بالتخصیص کتب مقدسہ (بائیبل) میں تلاش کرتے کیونکہ یہ لفظ درحقیقت عربی لفظ نہیں ہے۔ بلکہ عبرانی لفظ ہے اور کتب مقدسہ میں نہایت کثرت کے ساتھ استعمال ہوا ہے۔ لفظ اللہ کا مادہ عبرانی میں اِلَہ ہے جس کے معنی عبدہ کے ہیں۔ لیکن یہ لفظ بحیثیت مادہ کتب مقدسہ میں استعمال نہیں ہوا ہے۔ البتہ الوہ جو لفظ اللہ کی اصل ہے اس سے مشتق ہوا ہے۔ اور کتب مقدسہ میں کثرت کے ساتھ استعمال ہوا ہے۔ اور معبود حقیقی اور معبود غیر حقیقی دونوں پر اس کا استعمال ہوا ہے۔"

اس کے بعد آپ نے لفظ الوہ کے چند حوالے نقل کئے ہیں۔ مگر اس سے پیشتر کہ ہم آگے بڑھیں پادری صاحب کی ان چند سطور کی غلطیاں شمار کر لینی چاہئیں۔ تاکہ بعد میں غلطیوں کی کثرت شمار کرنے میں الجھن نہ ڈالے۔

۱۔ آپ نے لفظ اللہ کا مادہ تلاش کرنے میں چند ایک نوادرات کو جمع کیا ہے۔ کثرت کا مذہب کہ اس کا کوئی مادہ نہیں اس کو چھوڑ دیا ہے۔ اور یہ محض آپ کی غلط فہمی نہیں۔ بلکہ دھوکا دہی ہے۔

۲۔ عبرانی زبان میں ہرگز کوئی مادہ اللہ کا نہیں۔ کوئی سند دیجیے۔ کہ کس فاضل عربی اور عبرانی نے یہ لکھا ہے۔

۳۔ کتب مقدسہ میں لفظ اللہ کا کوئی مادہ نہیں۔ دروغ گو را حافظہ نباشد۔ اس کا اقرار آپ نے آگے چل کر خود کر لیا ہے۔

۴۔ یہ بھی غلط ہے کہ لفظ اللہ عربی زبان کا لفظ نہیں۔

۵۔ لفظ اللہ کا عبرانی ہونا سیاہ جھوٹ ہے جس کا کوئی ثبوت نہیں۔

۶۔ لفظ اللہ کتب مقدسہ میں موجود ہے۔ یہ آپ کا چھٹا جھوٹ ہے۔ عبرانی لغت اور عبرانی بائیبل کا حوالہ دیجئے۔ اور اگر ہمت ہے تو مرد میدان بن کر اپنے سچے ہونے کا ثبوت دیجئے۔

۷۔ عبرانی میں کوئی مادہ اِلَہ ہے یہ آپ کا ساتواں جھوٹ ہے۔

۸۔ اِلوہ لفظ اللہ کی اصل ہے۔ یہ آٹھواں جھوٹ ہے۔ کسی فاضل عربی کا حوالہ پیش کیجئے۔

۹ لفظ اللہ کبھی معبود غیر حقیقی کے لئے استعمال نہیں ہوا۔ الوہ کے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں۔ اب سنئے علماء عبرانی اور عربی کی تحقیقات کا خلاصہ جو لفظ اللہ، الوہ اور اس کی جمع ایلوہیم کے متعلق۔

لفظ اللہ کے معنی

جملہ الحمد للہ میں فی الحقیقت لفظ اللہ کے معانی اور ذات الٰہی کے اسلامی تصور پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ عربی لغت میں لفظ اللہ کے معنی مجمع جمیع صفاتِ کاملہ ہیں یعنی وہ ایک ایسی ذات ہے کہ جس میں تمام اعلیٰ درجہ کی صفات اپنے انتہائی کمال کے ساتھ پائی جاتی ہیں۔ اس لفظ کے یہ معنے نہ صرف عربی زبان کی لغت ہی بتاتی ہے۔ بلکہ خود قرآن کریم نے الحمد للہ کے چھوٹے سے جملے میں اسی حقیقت کا انکشاف کیا ہے۔ ایک دوسرے مقام پر اسی کی تفسیر میں فرمایا وللہ الاسماء الحسنےٰ اللہ ہی کے لئے تمام اعلیٰ درجے کے نام اور صفات ہیں۔ مسلمان لغت نویس اور قرآن حکیم ہی لفظ اللہ کے ان معانی کو بیان نہیں کرتے۔ بلکہ مستشرقین یا عربی زبان کی لغت لکھنے والے یورپین علماء بھی اس لفظ کے معنی

Comprising all the attributes of perfection

یعنی مستجمع جمیع صفاتِ کاملہ بتاتے ہیں۔ (دیکھو پروفیسر لین کی عربی انگریزی ڈکشنری)

اسم اعظم اور دیگر مذاہب کے اسماءِ الٰہیہ

اسلام میں خدا کا تصور کس قدر اعلیٰ ہے۔ اس کو سمجھنے کے لئے عیسائی مذہب کے خدا کے تصور کے ساتھ مقابلہ کر کے دکھانے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ اشیاء اور معاملات کی خوبی ہمیشہ مقابلہ ہی سے ظاہر ہوتی ہے۔ یہودی مذہب اس ذات کے اعلیٰ نام یہوواہ اور ایلوہیم بتاتا ہے۔ عیسائی مذہب بھی ان دو ناموں کو اعلیٰ قرار دیتا ہے۔

بائیبل کے پیش کردہ خدا کے نام

بائیبل جو یہود اور عیسائی مذہب کی مسلمہ الہامی کتاب ہے ایلوہیم کے نام سے شروع ہوتی ہے۔ "بَرَاشِیتْ بَرَا ایلوہیم" تورات موسیٰ کی پہلی آیت کا پہلا ٹکڑا ہے۔ اس لفظ ایلوہیم کے معنی عبرانی لغت میں معبود کے ہیں۔ یہ لفظ بظاہر اگرچہ جمع کا صیغہ معلوم ہوتا ہے کہ جس کا واحد ایلوہ بھی بائیبل کی ایوب وغیرہ کتب میں ۵۷ مرتبہ آیا ہے اس کے مادہ (Root) کے متعلق عبرانی علماء میں اختلاف ہے۔ تاہم کثرت استعمال کے لحاظ سے یہ لفظ جب کبھی بھی جمع کے مفہوم میں استعمال ہوا ہے غیر خدا تاصیوں یا جھوٹے معبودوں وغیرہ کے لئے ہوا ہے۔ دیکھو پیدائش ۳/۱ وغیرہ میں۔ مگر سچے معبود کے لئے ہمیشہ اس کا فعل واحد آتا ہے جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جمع کا صیغہ محض تعظیم کے لئے ہے چنانچہ جیوش سائیکلوپیڈیا میں لکھا ہے :-

Elohim plural in form though commonly construed with a singular verb adjective, this is most probable to be explained as the plural of majesty or excellence expressing high dignity or greatness.

یعنی "ایلوہیم بظاہر جمع کی شکل میں ہے۔ تاہم عام طور پر فعل یا اسم صفت واحد کے ساتھ استعمال ہوتا ہے۔ زیادہ تر ممکن یہ ہے کہ یہ جمع کا صیغہ عزت، عظمت اور نہایت ہی اعلیٰ علوشان کو ظاہر کرتا ہے۔" پس اس لحاظ سے عیسائیوں کا یہ خیال غلط ہے کہ اس لفظ کے جمع کے صیغہ میں استعمال سے تثلیث یا کثرت آلہہ ثابت ہوتی ہے خصوصاً اس صورت میں کہ اس کا واحد ایلوہ بھی بائیبل میں ۲۱۷ مرتبہ استعمال ہوا ہے۔ اور اس لئے بھی کہ بائیبل میں اس سے بڑھ کر اہمیت یہوواہ نام کی ہے۔ اور یہ لفظ یہوواہ ہمیشہ واحد کے صیغہ میں آتا ہے۔ عبرانی کتب مقدسہ میں اعلیٰ نام کے بصیغہ واحد آنے سے ثابت ہے کہ ذات واحد میں تکثر نہیں۔

لفظ ایلوہیم معبود کے معنوں میں معبود حقیقی اور معبودان باطلہ دونو کے لئے استعمال ہوتا ہے [illegible] معبودان باطلہ کے معنوں میں [illegible] پیدائش وغیرہ میں آیا ہے ایلوہیم خصوصیت کے ساتھ کسی خاص ہستی کا نام یا اسم ذات نہیں۔ اور نہ اس نام کی کوئی عظمت اور فضیلت خدا کے دوسرے عبرانی اسماء کے بالمقابل بائیبل کی کسی آیت میں بیان کی گئی ہے۔ پس ایلوہیم ہر ایسی ہستی کا نام ہے کہ جس کی عبادت کی جائے معبود حقیقی اور معبود باطل کی اس میں تخصیص نہیں۔

یہود نے اللہ کا الوہ بنا لیا

تورات میں خداوند عالم کا نام ایلوہیم کہ جو اس کی پہلی آیت براشیت برا ایلوہیم میں موجود ہے۔ ایلوہیم کا واحد الوہ ہے یہود کے بعض فرقوں کے نزدیک ایلوہیم خدا کا اعلیٰ نام تھا۔ اور بعض کے نزدیک یہوواہ لیکن تورات کی اپنی شہادتوں سے یہ امر ثابت ہے کہ ایلوہیم یہوواہ پر مقدم ہے نیز قدیم زمانہ میں تورات کے دو قسم کے نسخے تھے ان کو آج کل کی اصطلاح میں جے اور ای کے نسخے کہتے ہیں۔ جو یہودی اور ایلوہیمی کے مخفف ہیں۔ یہودی نسخہ والے خداوند کے یہوواہ نام کو ترجیح دیتے تھے۔ اور ایلوہیمی والے ایلوہیم کو مقدس سمجھتے تھے۔ تورات کے اس موجودہ نسخہ سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ کتاب پیدائش کے باب اول میں اور دوسرے باب کی شروع کی آیات تک ۳۵ مرتبہ خدا کا نام ایلوہیم آیا ہے۔ اور ایک دفعہ بھی یہوواہ استعمال نہیں ہوا۔ بہرحال دلائل اور بائیبل کی شہادت کی رو سے ایلوہیم یہوواہ سے زیادہ قدیم ہے۔ اور یہی پہلا اور اصلی اسم باری موجودہ تورات سے معلوم ہوتا ہے۔ اب ہم اس امر کی تحقیقات کرتے ہیں۔ کہ عبرانی میں یہ لفظ کہاں سے آیا۔ اور اس کی اصل کیا ہے۔ جیوش سائیکلوپیڈیا اور سائیکلوپیڈیا بائبلیکا دونوں اس امر پر متفق ہیں کہ لفظ ایلوہیم کی واحد الوہ ہے۔ خود لفظ ایلوہیم بظاہر جمع کی شکل ہے لیکن اس کا استعمال واحد کے لئے بھی ہوتا ہے۔ کیونکہ باوجود یم جمع کی علامت کے اس کا فعل اور صفت واحد آتی ہے۔ پس اس لحاظ سے جیوش سائیکلوپیڈیا کی رائے جس کا حوالہ ہم پہلے دے چکے ہیں بالکل درست معلوم ہوتی ہے کہ اس کے ساتھ یم کی علامت محض تعظیم اور اعلیٰ فضیلت کی وجہ سے ہے نہ حقیقتاً اظہار تکثر کے لئے کیونکہ یہود ذات باری میں کثرت کے ہرگز قائل نہیں۔ سائیکلوپیڈیا مذکور کے فاضل مضمون نویس نے کیا ہی سچ کہا ہے کہ :-

In the great majority of cases both (singular and plural) are used as names of the one God of Israel (Name of God.

دیکھو کتاب مذکور زیر عنوان اسماء الٰہیہ۔

اس لفظ اِلوہ اور ایلوہیم کے ماخذ اور مصدر پر بحث کرتے ہوئے یہی فاضل لکھتا ہے۔

The most probable theory is that it may be connected with the old Arabic word alih

یعنی نہایت غالب رائے یہ ہے کہ یہ لفظ ایلوہیم اور الوہ قدیم عربی زبان کے اِلٰہ سے تعلق رکھتا ہے۔ جو عربی فنشین سیرین وغیرہ تمام زبانوں میں خدا کا نام ہے۔

اس لفظی تحقیقات سے یہ امر ظاہر ہے کہ ایلوہیم یا اِلوہ عربی سے عبرانی اور تمام سامی زبانوں میں گیا ہے۔ کہ جو لفظ اللہ کی ایک بھولی بسری شکل ہے۔ اور یہی خداوند عالم کا حقیقی و اصلی نام تھا۔ جس کو اسلام نے آکر دوبارہ یاد دلایا۔

بائیبل میں تحریف اور "نور افشاں" کا اپنا اقرار

نحمیا نبی کی کتاب بائیبل میں شامل ہے۔ اس کے متعلق اخبار نور افشاں میں لکھا ہے کہ نحمیاہ کی کتاب کا بغور مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ذیل کا حصہ کسی اور کا تحریر کردہ ہے۔

اول ساتویں باب سے گیارھویں باب تک نحمیاہ کا ذکر صیغہ غائب میں کیا گیا ہے۔ پس یہ خیال ہے کہ یہ ابواب کسی اور نے لکھے ہیں۔ مسٹر ہیوٹنک کی رائے میں یہ عزرا کا کام ہے۔ دوم۔ بارھویں باب میں (پہلی سے ۲۶ آیت تک) جو سردار کاہنوں۔ لاویوں اور لاوی رئیسوں کی فہرست ہے۔ اس میں یدوع سردار کاہن کا بھی ذکر ہے۔ اور یہ سکندر اعظم کا معاصر تھا۔ پس یہ حالات بھی کسی اور یہودی معلم نے لکھے ہیں۔ باقی تمام کتاب نحمیاہ کی خود تحریر کردہ ہے۔" [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۱۸ | ۱۷ ر جمادی الاوّل ۱۳۴۹ھ | نمبر ۶

راجہ رام چندر جی کے سوانح حیات پر ایک نظر

راجہ رام چندر جی مہاراج کے مختصر سوانح گذشتہ اشاعت میں درج ہو چکے ہیں۔ تاریخی نکتہ نگاہ سے اس قصّہ کی کوئی حقیقت نہیں۔ سیتا کی عجیب غریب پیدائش سے لے کر راون کے قتل تک تمام قصّہ محیر العقول واقعات سے پُر ہے۔ کہ جن کی فی الحقیقت کوئی اصل نہیں۔ ہندو اس کو ۱۱ لاکھ برس کی کہانی سُناتے ہیں۔

موجودہ زمانہ کے فضلاء سنسکرت خواہ وہ یورپین ہوں یا ہندو یہی کہتے ہیں کہ یہ ایک فرضی قصّہ ہے۔ کہ جس میں روشنی اور تاریکی کی جنگ کا ذکر ہے۔ اس استعارہ کو ذہن میں رکھ کر اس قصّہ کا مطالعہ کرو۔ رام سورج ہے۔ جب تک وہ شمالی علاقہ اجودھیا میں رہتا ہے لوگوں کی اس کے ساتھ محبت ہے۔ اور رعایا اس سے خوش رہتی ہے۔ جب وہ شمال سے جنوب کی طرف جاتا ہے تو اس کی سیتا (سفید روشنی تاریکی میں آجاتی ہے) یا راکشس راون چرا لیتا ہے۔ رام چندر جی اس کی تلاش میں آگے آگے بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ خود رام کے پیچھے جانے والوں کو سوائے تاریکی کے کچھ نظر نہیں آتا۔ سورج (رام) نظروں سے غائب ہو جاتا ہے۔ آہستہ آہستہ سورج پھر جنوب سے شمال کی طرف آتا معلوم ہوتا ہے۔ اور راون کو فنا کر کے یا تاریکی کو دُور کر کے پھر سے اپنے شمالی ملک اجودھیا میں واپس آجاتا ہے اور پھر شمالی علاقہ میں لوگ خوشی خوشی زندگی بسر کرتے ہیں۔ اس دوران سفر میں کنبھ کرن بھی ایک راکشس ہے یعنی تاریکی کا فرزند ہے۔ کہ جو چھ ماہ تک سوتا ہے۔ اور یہ وہ علاقہ ہے کہ جہاں ۶ ماہ کے بعد دن نکلتا ہے۔ کنبھ کرن کا ۶ ماہ سونا تاریکی سے تصوّر کیا گیا ہے اور ۶ ماہ تک جاگنے سے دن چڑھنا مراد لیا گیا ہے۔ گذشتہ زمانہ کی نسبت علم طبقات الارض سے معلوم ہوتا ہے کہ وسط ایشیا میں چاروں طرف سمندر تھا۔ مگر جنوبی سمندر کا اس وقت زیادہ حصّہ خشک تھا۔ ہندوستان سے لوگ جنوب کی طرف جا سکتے تھے۔ یا یوں سمجھیے جیسا کہ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ابتدا میں آبادی قطب جنوبی کے قریب قریب تھی۔ اور لوگ وہاں آہستہ آہستہ آب و ہوا کی ناموافقت کی وجہ سے شمال کی طرف آنے لگے۔

قصّہ میں رام چندر جی کے والد کا نام دشرتھ ہے۔ دشرتھ کے معنی ہیں دس سمتوں میں رہنے والا۔ ہم نے بتایا کہ رام سورج ہے۔ جو دن سے پیدا ہوتا ہے۔ کہ جس کی حکومت کل دنیا کی سمتوں پر ہوتی ہے۔ اس دشرتھ (دن) کے ہاں بڑے انتظار کے بعد رام (سورج) پیدا ہوتا ہے۔

راون کے بھی چاروں طرف منہ ہیں۔ یعنی تاریکی بھی چاروں طرف پھیلی ہوئی ہوتی ہے۔ اس کے اُوپر گدھے (لاعلمی) کا ایک سر ہے۔ یعنی جب چاروں طرف تاریکی ہو تو کچھ بھی سجھائی نہیں دیتا۔ غرضیکہ ہندو علماءِ جدید اور آزاد خیال لوگوں نے کرشن اور رام چندر دونوں کو افسانہ بنا دیا ہے۔ اور وہ کھلم کھلا اب کہنے لگ گئے ہیں کہ کرشن اور رام چندر کوئی تاریخی ہستیاں نہیں ہوئیں بلکہ سورج اور تاریکی کی جنگ اور اس کے جنوباً شمالاً دورہ کرنے کا ان قصّوں میں ذکر ہے جس طرح اب صلیب مسیح کو شمس پرستوں کا ایک افسانہ سمجھا جاتا ہے اسی طرح ہندوستان میں دس اوتار

اصل حقیقت یہ ہے کہ جناب کرشن اور رام چندر جی کے سوانح حیات اس قدر گڈ مڈ کر دیئے گئے ہیں کہ ان میں مختلف افسانہ جات شامل ہو گئے ہیں۔ علماءِ جدید چاہتے ہیں کہ بجائے اس کے کہ وہ نقائص جو اُن ہیروز کے قصّوں میں راہ پا گئے ہیں ان کے دور کرنے کا یہی ایک طریق ہے کہ سرے سے ان کی شخصیتوں کو ہی اُڑا دیا جائے۔

رامائن اور مہابھارت کے قصّہ سے کم از کم ہمیں اس زمانہ کے تمدن اور طرزِ معاشرت کا پتہ چل جاتا ہے۔ رامائن کی بنا پر آریہ قوم کی معاشرت اور تمدن کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

تعدد ازدواج

راجہ دشرتھ کی تین بیویاں تھیں۔ رام چندر جی کی باختلاف روایت ایک یا دو بیویاں تھیں۔ کیونکہ بعض نسخوں میں سیتا کے علاوہ ان کی ایک اور بیوی انجنی کا بھی ذکر آتا ہے۔ کہ جو سگر یو کی بہن تھی۔ (دیکھو حکایات شری رام جو جاوا کے پرام بنن مندر سے ظاہر ہوئی ہیں۔ رام کی کہانی جو جو گجکرتا کے نام سے ناٹک کی جاتی ہے۔ نیز رام کا ناٹک مروجہ جاوا اور بدوما وغیرہ۔)

بھرت نے ہنومان کو خوشخبری لانے پر ۲۰ خوبصورت عورتیں پیش کیں۔ اور کہا "میں انہیں تمہاری بیویاں بننے کے لئے پیش کرتا ہوں"۔ (لنکا کانڈ ادھیاء ۱۲۷) ہندو قوم میں ہنومان جی کی بھی پرستش ہوتی ہے۔ اور یوپی میں جگہ جگہ ان کے بُت قائم ہیں۔

راجہ کشیپ کی آٹھ رانیاں تھیں۔ (ارنیہ کانڈ ادھیاء ۱۴) بالی کی بہت سی بیویاں تھیں۔ (کشکندھا کانڈ ادھیاء ۱۱) برہمدت نے ایک سو لڑکیوں سے شادی کی۔

راون کو بھی ہندو اوتار مانتے ہیں اس کی ایک ہزار بیویاں تھیں۔ (ارنیہ کانڈ ادھیاء ۲۸)

لونڈیوں کا رواج

بیویوں کے علاوہ لونڈیوں کو بھی بطور بیوی رکھنے کا رواج تھا۔ راجہ دشرتھ سے کیکئی جب ولیعہدی کا جھگڑا کرتی ہے۔ تو تنگ آکر دشرتھ رام چندر کو بلانے کا حکم دیتا ہے اور کہتا ہے:-

"سومنتر! جاؤ میری بیویوں اور بیگموں کو بلا لاؤ۔ اور جب میں رام سے ملوں گا وہ میرے پاس کھڑی ہوں گی۔ راجہ دشرتھ کی ان بیگموں کی تعداد ۳۶۵ تھی"۔ (ایودھیا کانڈ ادھیاء ۳۴)

ایودھیا کانڈ ادھیاء ۳۲ میں بھی لونڈیوں کا ذکر ہے۔ مگر اس کے ساتھ ہی یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ لونڈیوں کی اولاد وارث تخت نہ ہوتی تھی۔

عورت کی حیثیت

عورت کی حیثیت اس زمانہ میں کوئی اعلیٰ نہیں معلوم ہوتی۔ اگستیہ رشی کہتا ہے

"ابتداءِ دنیا سے ہی عورت متلوّن مزاج ہے۔ جب مرد دولت مند ہوتا ہے تو وہ اس پر مسکراتی ہے۔ اور غربت میں اس کو چھوڑ جاتی ہے"۔ (ارنیہ کانڈ)

لکشمن سیتا جی سے کہتے ہیں۔

"عورتیں فطر[illegible] اور

برہما جی نے خود عورت کو یہ تعلیم دی ہے کہ "وہ خاوند کو اپنا دیوتا اعظم پکارے"۔

ایک دردناک نظارہ

راون کے قتل کے بعد جب بھبیشن کی معرفت سیتا اور رام کی دوبارہ ملاقات ہوتی ہے تو رام چندر جی اسے کہتے ہیں:-

"تیری محبت کی وجہ سے میں نے یہ تمام تکالیف نہیں اُٹھائیں۔ بلکہ اپنے خاندان کے ننگ و ناموس کے لئے ہم نے یہ سب کچھ کیا ہے۔ مجھے تیری عصمت پر بھی شبہ ہے۔ تو میرے لئے اب ایسی ہے کہ جیسے دکھتی آنکھ کے لئے روشنی۔ جہاں تیرا جی چاہے چلی جا۔ تجھے ساتھ لے جا کر میں اپنے خاندان کی بے عزتی کیسے گوارا کر سکتا ہوں۔ راون تجھے لے گیا تھا۔ اس نے اپنے بازو تیری کمر میں ڈالے۔ اور اپنے محل میں لے گیا میں دھرم سے مجبور ہو کر تجھ سے یہ کلام کرتا ہوں۔ جہاں تیری مرضی ہو چلی جا"۔

سیتا نے جب رام چندر سے تمام لوگوں کے سامنے یہ کلام سُنا تو وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ اور وہ اس طرح کانپ رہی تھی کہ جس طرح ہاتھی کے سونڈ سے توڑی ہوئی بیل تھرتھراتی ہے۔ سیتا شرم کے مارے زمین میں دھنسی جاتی تھی۔ بالآخر آنسو پونچھ کر اس نے انتہائی رنج و غم کی حالت میں اپنے خاوند سے یوں خطاب کیا:-

"تم ایک شریف اور اعلیٰ خاندان کی عورت کو کس طرح ٹھکراتے ہو۔ میں قسم کھا کر کہتی ہوں کہ میں وہ نہیں ہوں کہ جو تم خیال کرتے ہو۔ ایک کمزور عورت کیا کر سکتی ہے۔ جب وہ ایک قوی ہیکل دیو کی گرفت میں ہو۔ مگر میرا دل اس وقت بھی وہی پہلا دل تھا۔ جب آپ نے ہنومان کو سمندر پار میری تلاش میں بھیجا تھا۔ تو اس وقت آپ نے مجھے کیوں رد نہ کر دیا۔ اسی وقت میں خودکشی کر لیتی تاکہ آپ اور آپ کے ساتھی جنگ کی مصائب سے بچ جاتے۔ کیا آپ اس دن کو بھول گئے کہ جب میں نے آپ کے ہاتھ میں ہاتھ دیا۔ آہ! آپ کی خوشی اور غم میں ساتھ دینے پر بھی آپ نے میری وفا کو فراموش کر دیا"۔

پھر لکشمن برادر رام چندر کی طرف منہ کر کے ایک سرد آہ بھر کر بھرائی آواز میں کہا اے سمترا کے بیٹے میرے لئے ایک چتا تیار کر۔ اس بے عزتی میں صرف وہی ایک پناہ کی جگہ ہے۔ عوام کے سامنے یوں مطلقہ کہلا کر میرے لئے زندہ رہنا ناممکن ہے۔

لکشمن نے التجا بھری نگاہوں سے رام کو دیکھا۔ مگر رام چندر کی طرف سے روتی ہوئی ملکہ پر رحم کا اظہار نہ ہوا۔ آپ کے حکم سے چتا تیار کی گئی۔ اس وقت رام سے کوئی بات تک نہ کر سکتا تھا۔ بلکہ آپ کی طرف دیکھ بھی نہیں سکتا تھا۔ رام کے گرد چکر لگا کر کہ جو اس وقت سر جھکائے کھڑے تھے۔ دیوتاؤں کو سجدہ کر کے سیتا نے آگ سے خطاب کیا۔

"اے آگ چونکہ میں رام کی محبت میں مضبوطی سے قائم ہوں میری حفاظت کر اور میری عصمت پر گواہ ہو جا"۔

یہ کہہ کر سیتا نے آگ کے گرد چکر کاٹا اور پھر اس میں یک بیک کود پڑی۔ اس وقت ہجوم کے دل سخت اضطراب میں تھے۔ کہ ناگہاں اگنی دیوتا سیتا کو اُٹھائے ہوئے آفتاب صبح کی طرح آگ سے باہر ظاہر ہوا۔ اور اس نے یہ شہادت دی کہ نہ منہ سے نہ خیال سے اور نہ آنکھ سے ہی سیتا نے عصمت کو ہاتھ سے دیا۔ رام چندر نے کہا کہ لوگوں کے شبہ کو دور کرنے کے لئے یہ امتحان بھی ضروری تھا۔

(باقی آئندہ)

(بقیہ صفحہ اول)

قرآن مجید کی عبارت اور بعض قرآنی اشارات و کنایات سے اپنے کلام کو مزین کرنا شروع کیا۔ اور اگر ناممکن کے بعد کوئی دوسرا لفظ ہے تو کہہ سکتے ہیں کہ بغیر قرآن مجید پر تبحر کے ہوئے ان اشعار کو سمجھ نہیں سکتے۔

ہے۔ تو یہ تفریط ہے۔

وہ ہمارا محسن ہے۔ وہ اصل جڑ ہے۔ ہم نے اسی سے سب کچھ لیا ہے۔ اور لوگوں کو بلکہ ہر ایک کو ضرورت ہے۔ کہ وہ اس چشمہ سے کچھ لیں اور اس فیضان میں دوسروں کو بھی شامل کریں۔ کنتف میں جو حالت نظر آئی ہے۔ وہ حضرت صاحب کی حالت نہیں۔ بلکہ وہ جماعت کی حالت ہے۔ جماعت کی ترقی اور اصلاح کے لئے جو کچھ ہمیں کرنا چاہئے تھا۔ وہ ہم نے نہیں کیا۔ حضرت صاحب کے احسان کا حق ادا نہیں ہوا۔ اور مکاشفہ کا مفہوم یہی ہے کہ جماعت کی ترقی پر ہماری قوت کم خرچ ہو رہی ہے۔ اس لئے جماعت میں کمزوری آگئی ہے۔ بعض لوگ کہ دیتے ہیں کہ ہم فلاں نیک کام پر خرچ کر رہے ہیں۔ ہمیں انجمن کو چندہ دینے کی کیا ضرورت ہے۔ یاد رکھنا چاہئے کہ قوم کا وجود اس انجمن سے ہے۔ جماعت کی ترقی کے لئے کوشش نہ کرنا۔ یا اموال کو اس غرض کے لئے خرچ نہ کرنا یہ بھی ایک تفریط ہے۔ جس کے ارتکاب سے ہم میں سے ہر ایک کو بچنے کی کوشش کرنا چاہئے۔ اور حضرت مسیح موعود کی صحیح تصویر دنیا کے سامنے رکھنی چاہئے۔ ایسا نہ ہو کہ دوسری طرف جو افراط ہو رہی ہے۔ اس سے مخلوق دھوکہ میں پڑ جائے۔

اس افراط اور غلو کے بھی نئے سے نئے پہلو ظاہر ہو رہے ہیں۔

اخبار الفضل میں ایک قصہ چھپا ہے

کہ ایک شخص قادیان میں درس دیتا تھا۔ اس کے درس کو حکماً بند کر دیا گیا۔ اس پر کسی نے ایک خط میاں صاحب کو لکھا کہ اس شخص سے بہتر درس کون دے سکتا ہے۔ اس کو روک کر آپ نے ایک ایسے فیضان کو بند کر دیا ہے جس کی نظیر ساری جماعت میں نہیں۔ وہ جماعت جس کی بنیاد پیر پرستی پر ہو۔ اس میں کوئی حق بات کو کیونکر بیان کر سکتا ہے۔ اس کے جواب میں ان کو اس کی طرف توجہ کیونکر ہوئی۔ میاں صاحب لکھتے ہیں کہ ایک عورت آپ کے گھر میں آئی اور اس نے اس شخص کے درس کی تعریف کی۔ کہ اس کی باتیں سمجھ میں آتی ہیں۔ اور دل کو لگتی ہیں۔ تو میاں صاحب کے دل میں کھٹکا پیدا ہوا۔ یہ سب پیر پرستی کے کرشمے ہیں۔ ورنہ میں تو فخر کرتا ہوں کہ ہماری جماعت میں مجھ سے بہتر درس دینے والے ہیں۔ یہاں ڈاکٹر بشارت احمد صاحب بیٹھے ہیں۔ اور یہ آئندہ سال یہاں انشاء اللہ درس شروع کریں گے۔ یہ مجھ سے بہت اچھا درس دے سکتے ہیں۔ اور بھی ایسے ایسے لوگ ہماری جماعت میں موجود ہیں۔ جن باتوں کی وجہ سے قادیان میں اس کا درس بند کیا گیا ہے۔ ان میں سے ایک بات یہ ہے کہ اس نے کہیں یہ کہ دیا۔ کہ احادیث رسول اللہ کے مقابلہ میں حضرت صاحب کی تحریرات ادنیٰ مرتبہ رکھتی ہیں۔ اس کے جواب میں میاں صاحب لکھتے ہیں۔ کہ حدیث تو ظنی ہے۔ اور حضرت صاحب کی تحریرات یقینی ہیں کیونکہ حدیث کی سند تو ہمارے پاس یقینی طور پر نہیں پہنچی۔ پس حضرت صاحب کی تحریر سے جس حدیث کی تائید ہو جائے تو اس کو صحیح سمجھا جائے۔ اور جس کی تردید ہو جائے۔ اس کو رد کر دیا جائے۔ اس قسم کی باتیں جماعت میں پھیل گئی ہیں۔ کہ جن سے جماعت تباہ ہو رہی ہے۔ مثلاً یہ کہ کلمہ عملاً اب منسوخ ہے۔ کیونکہ اس کے پڑھنے سے کوئی شخص مسلمان نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح بہت سی باتیں حضرت صاحب کی تعلیمات کے خلاف رائج ہو گئی ہیں۔ مجھے یاد پڑتا ہے کہ ایک مرتبہ کسی نے ان سے پوچھا کہ حضرت صاحب کے الہامات اور قرآن شریف کی وحی میں سے کس کو فضیلت حاصل ہے۔ میاں صاحب نے جواب دیا کہ دونوں خدا کے کلام ہیں۔ ان میں سے کلام الٰہی ہونے کے لحاظ سے کسی کو فضیلت حاصل نہیں۔ اسی طرح سے کسی شخص کو اس کے اصل مقام سے اونچا کرنا گویا اس کو اس کے مرتبہ سے نیچے گرانا ہے جس کو اونچا کیا جائے گا وہ گرے گا بھی۔ یہ اس کی تعریف نہیں بلکہ اس میں اس کی ذلت ہے۔ حدیث پر حضرت صاحب کی تحریرات کو ترجیح دینے میں جو دلیل دی ہے۔ وہ یہ ہے کہ حضرت صاحب حکم اور عدل ہو کر آئے ہیں۔ حضرت صاحب نے خود اس کی تشریح کئی جگہ پر کی ہے۔ کہ ان کا دعویٰ حدیث کے ماتحت ہے۔

وہ قرآن اور حدیث پر حکم اور عدل نہیں

بلکہ وہ ان دونوں کے ماتحت حکم اور عدل ہیں۔ اور یوں تو محدثین نے ہزارہا حدیثوں کو رد کیا۔ مثلاً امام بخاری نے چھ لاکھ حدیث میں سے سات ہزار حدیث لی۔ تو کیا یہ کہا جائے گا کہ امام بخاری نے جس حدیث کو چاہا لے لیا جس کو چاہا رد کیا۔ اسی طرح یہ بھی ایک مسلمہ امر ہے کہ بعض اہل کشف نے بعض احادیث کی تائید یا تردید اپنے کشف سے کر دی ہے۔ تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ ان کے کشوف کو حدیث پر تقدم حاصل ہے۔ اس طرح سے دین اسلام کا باقی کچھ نہیں رہتا۔

یہ بات کہ حضرت صاحب کا حدیث کے معاملہ میں حکم اور عدل ہونے سے کیا منشاء تھا۔ آپ کی اپنی تحریرات سے ظاہر ہے۔ ان کا منشاء ہرگز نہ یہ تھا اور نہ ہو سکتا تھا۔ کہ ان کی تحریرات کو حدیث پر تقدم حاصل ہے۔ اور احادیث نبوی کو آپ کی تحریرات پر عرض کر کے ان کی صحت یا عدم صحت کا فیصلہ کرنا چاہئے۔ نہ یہ کہ حدیث کا۔ آپ کی تحریرات سے تعارض ہو جائے وہ حدیث رد کر دی جائے۔ بلکہ آپ نے بحیثیت حکم و عدل کے جو فیصلہ دیا۔ صرف اس قدر ہے کہ حدیث کے پرکھنے کا معیار قرآن کریم ہے۔ اور جو حدیث خلاف قرآن کریم ہو اسے قبول نہ کیا جائے۔ چنانچہ ذیل کے دو اقتباس جو ایک "حکم ربانی کا ریویو" نام اشتہار سے ہے اور دوسرا "کشتی نوح" سے۔ اس بات کو صراحت سے ثابت کرتے ہیں۔

ریویو میں آپ لکھتے ہیں

"اور صراط مستقیم جس کو ظاہر کرنے کے لئے میں نے اس مضمون کو لکھا ہے۔ یہ ہے کہ مسلمانوں کے ہاتھ میں اسلامی ہدایتوں پر قائم ہونے کے لئے تین چیزیں ہیں۔ (۱) قرآن شریف۔ جو کتاب اللہ ہے۔ (۲) دوسرے سنت اللہ اس جگہ ہم اہل حدیث کی اصطلاحات سے الگ ہو کر بات کرتے ہیں۔ . . . . سنت سے مراد ہماری صرف آنحضرت صلعم کی فعلی روش ہے . . . . . (۳) تیسرا ذریعہ ہدایت کا حدیث ہے اور حدیث سے مراد ہماری وہ آثار ہیں کہ جو قصوں کے رنگ میں آنحضرت سے قریباً ڈیڑھ سو برس بعد مختلف راویوں کے ذریعوں سے جمع کئے گئے ہیں۔ . . . . . . پس مذہب اسلم یہی ہے کہ نہ تو اس زمانے کے اہل حدیث کی طرح حدیثوں کی سنت پر اعتقاد رکھا جائے کہ قرآن پر وہ مقدم ہیں۔ اور نیز اگر ان کے قصے صریح قرآن کے بیانات سے مخالف پڑیں تو ایسا نہ کریں کہ حدیثوں کے قصوں کو قرآن پر ترجیح دی جائے۔ اور قرآن کو چھوڑ دیا جائے۔ چاہئے کہ قرآن اور سنت کو حدیثوں پر قاضی سمجھا جائے۔ اور جو حدیث قرآن اور سنت کی مخالف نہ ہو اس کو بسر و چشم قبول کیا جائے"۔

(مولوی ابو سعید محمد حسین بٹالوی اور مولوی عبد اللہ صاحب چکڑالوی کے مباحثہ پر مسیح موعود "حکم ربانی کا ریویو" اور "کشتی نوح" میں بھی اسی طرح ہدایت کے تین ذریعے قرار دے کر یعنی قرآن شریف، سنت اور اور حدیث لکھا ہے۔ ہاں تیسرا ذریعہ ہدایت کا حدیث ہے۔ کیونکہ بہت سے اسلام کے تاریخی اور اخلاقی اور فقہ کے امور کو حدیثیں کھول کر بیان کرتی ہیں۔ . . . . . . ہاں حدیث بھی اگرچہ اکثر حصہ اس کا ظن کے رتبہ پر ہے مگر بشرطیکہ عدم تعارض قرآن و سنت تمسک کے لائق ہے۔ . . . . حدیث کی قدر نہ کرنا گویا ایک عضو اسلام کا کاٹ دینا ہے۔ ہاں اگر ایک ایسی حدیث جو قرآن اور سنت کے نقیض ہو اور نیز ایسی حدیث کے نقیض ہو جو قرآن کے مطابق ہے۔ یا مثلاً ایک ایسی حدیث ہو جو صحیح بخاری کے مخالف ہو تو وہ حدیث قبول کے لائق نہیں ہوگی . . . . . اور جب تک قرآن اور سنت ان کی تکذیب نہ کرے تم بھی اس کی تکذیب نہ کرو۔ بلکہ چاہئے کہ احادیث نبویہ پر ایسے کاربند ہو کہ کوئی حرکت نہ کرو اور نہ کوئی سکون اور نہ کوئی فعل کرو اور نہ ترک فعل۔ مگر اس کی تائید میں تمہارے پاس کوئی حدیث ہو" (صفحہ ۵۰ و ۵۱)

ان حوالجات سے ظاہر ہے

کہ اسلامی ہدایات کے سرچشمے حضرت مسیح موعود نے حکم و عدل ہونے کی حیثیت میں تین ہی بیان کئے ہیں۔ اول قرآن شریف دوسرا سنت تیسرا حدیث۔ سنت کو جسے عام اصطلاح میں حدیث کے ساتھ ہی شامل کیا جاتا ہے۔ احادیث حقیقی کی نسبت بلند مرتبہ دیا ہے۔ مگر بہرحال اپنی تحریرات یا اپنے الہام کو ان میں سے کسی کے بھی برابر نہیں رکھا اور نہ اسے اسلامی ہدایات کا ذریعہ قرار دیا ہے۔ اور حدیث کو رد کرنے کو صرف اس صورت میں کہا ہے جب وہ قرآن شریف کے صریح مخالف ہو۔ یا سنت کے صریح مخالف ہو یا دوسری احادیث صحیحہ مثلاً صحیح بخاری کی حدیث کی صریح مخالف ہو۔ کہاں یہ ادب حدیث اور کہاں قادیان کی یہ تشریح کہ حدیث کی تردید یا تائید حضرت مرزا صاحب کی تحریرات سے کرو۔ وہ تو اپنی تحریرات کا نام بھی حدیث نہیں رکھتے بلکہ بار بار [illegible] سنت کو

اعلیٰ پایہ کی احادیث کو معیار ٹھہراتے ہیں۔ اور ایک دفعہ بھی یہ نہیں لکھا کہ میری تحریرات بھی احادیث کی طرح مذہب اسلام کا ذریعہ یا سرچشمہ ہیں۔ جو کچھ میاں صاحب نے لکھا ہے اس کے رو سے حدیث کو جو چھوڑا سو چھوڑا۔ قرآن کریم کا مقام اور مرتبہ حضرت صاحب کی تحریرات کو دیدیا ہے۔ نعوذ باللہ من ذالک۔ پس میں پھر احباب کو نصیحت کرتا ہوں کہ اس غلو اور افراط کو مٹانے کے لئے ضرورت ہے کہ حضرت مسیح موعود کی صحیح تعلیم کو پیش کیا جائے۔ اور اس جماعت کو جو افراط و تفریط سے بچی ہوئی خدمت اسلام میں مصروف ہے پوری قوت دی جائے۔

ضروری اعلان

قابل توجہ احباب

انجمن کی طرف سے مولوی عصمت اللہ صاحب و شیخ غلام محمد صاحب وغیرہ کا جو وفد جماعتوں میں دورہ کر رہا ہے سب احباب کو اس وفد کو کامیاب بنانے کے لئے بہت توجہ کی ضرورت ہے۔ چونکہ بہت سے مختلف قسم کے کام اس وفد کے سپرد ہیں اس لئے جو کام جماعت کے متعلق ہے وہ جلد کرنے کی ضرورت ہے۔ تاکہ وہ اپنے تھوڑے تھوڑے قیام میں کل کام ختم کر سکیں۔ اس وفد کی کامیابی کی صورت میں انجمن اس قابل ہو سکیگی کہ تمام جماعتوں کی تنظیم۔ تربیت اور ترقی کے لئے آئندہ پروگرام میں مستقل وسائل اختیار کر سکے۔ ان کاموں میں بہر حال روپے کی ضرورت ہے۔ اور موجودہ آمدنی میں اس قدر گنجائش موجود نہیں کہ انجمن اس حصہ پر کافی خرچ کر سکے۔ اگرچہ بذاتہ اس کام کے کرنے کی بھی اشد ضرورت ہے۔ اس لئے اس وفد کے ذمہ جو حصہ مالی امور سے وابستہ ہے احباب اس کی طرف خاص توجہ دیں۔ جتنی جلدی یہ وفد تمام جماعتوں کا کام ختم کر سکے گا اسی قدر جلد انجمن دوسرے مستقل پروگرام پر عمل کر سکے گی۔ اگر سالانہ جلسہ تک زور لگا کر یہ کام ختم کرا دیا جائے تو بہت بہتر ہوگا۔

اس وفد کو اجازت ہے کہ وہ چندوں کے ہر قسم کے بقائے انفرادی یا جماعتی جمع شدہ رقوم اخبارات کے چندے و بقائے وغیرہ وصول کر سکے۔ جلسہ سالانہ کا چندہ یا اور جو صورت پیدا ہو وصول کرے۔ جماعتوں کے افراد کی تنظیم۔ انتخاب عہدیداران اور سابقہ مستقل چندوں میں ایزادی جو ار فی روپیہ کی شرح تک ہو کرائے۔ جماعت میں اور باہر انجمن کا قیمتی اور مفت لٹریچر پہنچائے۔ اور شیخ غلام محمد صاحب جو آڈیٹر بھی ہیں حسابات چندہ وغیرہ اور رسید بکوں کی پڑتال کریں۔

غلام مصطفیٰ

سکریٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

ضرورت ہے

دفتر کو "پیغام صلح" کے ۹۶ مورخہ ۷ر اکتوبر ۱۹۳۰ء کے چند پرچوں کی ضرورت ہے۔ جو اصحاب فائل نہیں رکھتے براہ کرم وہ ضرور توجہ فرمائیں۔ حسب خواہش ٹکٹوں کی صورت میں ایک آنہ فی پرچہ کے حساب سے قیمت ادا کر دی جائیگی۔ اگر کسی صاحب کے پاس میلاد نمبر کے زاید پرچے موجود ہوں تو وہ بھی ارسال فرمائیں۔

مینیجر

"پیغام صلح" لاہور

ناظرین سے التماس ہے کہ خط و کتابت کے وقت نمبر خریداری کا حوالہ دیا کریں۔ ورنہ تعمیل ارشاد محال ہے۔ نیز اپنے اخبار کی توسیع اشاعت کی ہر وقت کوشش کرتے رہیں۔ جو آپ کا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح لاہور

جلد ۱۸ ۱۹ ر رجب المرجب ۱۳۴۹ھ نمبر ۸۱

ہمارا سالانہ جلسہ
اور اس کی خصوصیات

مہاراجہ پرتاب سنگھ ریجنٹ ریاست جودھ پور کے متعلق ایک انگریز مصنف نے لکھا ہے کہ باوجود رواداری ہونے کے وہ مسلمانوں سے سخت نفرت کرتے تھے۔ شملہ میں ایک رخصتی دعوتِ طعام کے بعد وہ مجھ سے دو گھنٹہ تک گفتگو کرتے رہے۔ مہاراجہ پرتاب نے بیان کیا میرا مقصد یہ ہے کہ مسلمانوں کو ہندوستان سے فنا کردوں۔ میں نے ان کے اس تعصب کی مذمت کی۔ مگر مہاراجہ صاحب نے پھر ادھر اُدھر کی چند باتیں کرتے ہوئے کہا۔ اب میرے صرف دو مقصد ہیں۔

"اول ملک معظم کے دشمنوں کے خلاف ... رسالہ کی قیادت کرتے ہوئے مرنا اور دوسرے ہندوستان سے مسلمانوں کو مٹانا"

ایک مہاراجہ پرتاب ہی پر کیا منحصر ہے۔ ہندو قوم اور عیسائی دنیا کے اندر ایسے لاکھوں پرتاپ موجود ہیں کہ جو دنیا سے اسلام کو نیست و نابود کرنا اپنی زندگی کا مقصد بنائے بیٹھے ہیں۔ ہندوؤں کی کوششیں اب دیہات تک میں مسلمانوں کے خلاف مصروف عمل ہیں۔ اخبارات سے جہاں تک واقعات کا علم ہو رہا ہے، ایک ہندو دکاندار سے لے کر بڑے بڑے اہلکار تک ہر لحاظ سے مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کے لئے ہر وقت تیار بیٹھے ہیں۔ مسلمانوں کی جائدادیں ہندو ساہوکاروں کے قبضہ میں پہنچ چکی ہیں۔ تجارت کا بہترین حصہ ہندوؤں کے ہاتھ میں ہے۔ اور ملک میں غیر حکومت کے باوجود ملازمتوں کے دروازے ہر محکمہ میں مسلمانوں کے لئے بند ہیں۔ کہ جس کی وجہ سے مسلمانوں کی قوم افلاس اور بیکاری کا شکار ہو کر ہلاکت کے دروازہ تک پہنچ چکی ہے۔

دوسری طرف مسلمانوں کی اندرونی حالت علماء کی باہمی لپاڈگی سے یہاں تک ابتر ہو چکی ہے کہ مسلمانوں کا ہر ایک فرقہ ایک دوسرے کی گردن پر تکفیر کی چھری لئے بیٹھا ہے۔ اور فرقہ بندیوں کی باہمی گرم بیکاریاں تک تیز ہو چکی ہے کہ جس سے جہاز اسلام مشتعل ہوتا نظر آ رہا ہے۔ اور جس کی وجہ سے الحاد کے ساتھ ساتھ ارتداد کے خطرات بھی دن بدن بڑھ رہے ہیں۔ آج سے نصف صدی پیشتر خدا کے ایک مامور نے مسلمانوں کی اس بے بسی کی حالت کو دیکھ کر اور اپنی دوربین نگاہ سے آنے والے خطرات کا مشاہدہ کر کے اس کے لئے اشاعت و تبلیغ اور حفاظتِ اسلام کا ایک نسخہ تجویز کیا تھا۔ یعنی انہوں نے یہ بتایا کہ مسلمانوں کی تمام اندرونی بیماریوں اور بیرونی حملوں کا علاج صرف حفاظت و اشاعت اسلام ہے۔ اگر مسلمان اس ۱۳۵۰ سال والے پرانے اسلام پر خود قائم ہو جائیں اور اس کو دوسروں تک پہنچائیں تو مسلمانوں کی ساری بیماریاں دور ہو سکتی ہیں۔ قرآن کی تلوار کو ہاتھ میں لے کر دشمنانِ اسلام کا مقابلہ کیا جائے۔ اور اس نسخۂ شفا سے مسلمانوں کی اندرونی بیماریوں کا علاج کیا جائے۔ تو اسلام اس ہلاکت کے گرداب سے باہر نکل سکتا ہے وہ مجددِ وقت جب تک زندہ رہا اسی ہتھیار کو چلاتا رہا۔ اور اس نے اس کا رعب مخالفین اسلام پر بٹھا کر دکھا دیا۔ اپنی وفات سے کچھ عرصہ پیشتر اس نے یہی کام اپنی جماعت کے سپرد کیا۔ اور اسی کو اپنی قوم کا نصب العین اور محورِ عمل قرار دے کر اس کے لئے ایک منتخب افراد قوم کی ایک انجمن بنائی اور اپنے تمام کاروبار کو اس کے سپرد کر دیا۔ اور اس کی عظمت لوگوں کے دلوں میں یہاں تک قائم کی کہ اس کو خدا نے مقرر کردہ [illegible] ٹھہرا دیا۔ آپ کے وصال کے کچھ عرصہ بعد قادیان میں جس طرح کہ اس مامور من اللہ کی وصیت کو چاک کر کے من مانی کارروائیاں کی گئیں اس سے قوم ناواقف نہیں۔

تاہم خدا کی نصرت نے اس قوم کو یکسر تباہ ہونے سے بچا لیا۔ اور اسی مامور من اللہ کے ہاتھوں منتخب کردہ ممبروں کی ایک کثرت نے قادیانی خلافت خاصہ سے اظہارِ نفرت کر کے نئے سرے سے ایک الگ انجمن کو اسی مامور من اللہ کے نقشِ قدم پر دوبارہ قائم کر دیا۔ خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی حقیقی جانشین کہ جس میں لاہور کے پانچ ممبر شامل ہیں۔ اب لاہور میں موجود ہے۔ کہ جو تبلیغ و اشاعت اسلام کے خالص اور پاک مقصد کے لئے ہمہ تن کوشاں ہے۔ نہ یہاں پیر پرستی کی لت ہے۔ نہ کوئی سنہری بت خلافت ہے۔ نہ کارخاص کے مشغلے ہیں۔ نہ سیاستِ ملکی کے غلغلے ہیں۔ نہ ذاتی اغراض کے لئے حکام وقت کے دربر جبہ سائی ہے اور نہ گورنمنٹ کی وفاداری کا واسطہ دے کر شال فروشی اور سمور خانی ہے۔ نہ کسی ظفر اللہ کو ہائی کورٹ کی ججی دلانے کے لئے باطل پروپیگنڈے کی غلغلہ اندازیاں ہیں۔ اور نہ جماعت کی کوششیں وقف جاہ کی اور شملہ نوازیاں ہیں۔ یہاں صرف ایک ہی نصب العین ہے۔ اور صرف ایک ہی محورِ عمل ہے۔ اور وہ اشاعت و تبلیغ اسلام ہے۔ اور دشمنانِ اسلام سے امتِ مسلمہ کی حفاظت اور دینِ پاک کی صیانت کا کام ہے۔ اس لئے

اگر آپ

بحیثیتِ جماعت ایک ایسے گروہ کو پسند کرتے ہیں کہ جو کسی کلمہ گو کی تکفیر نہیں کرتا۔

اگر آپ ایسی جماعت کی مدد کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ جو صرف اعلاءِ کلمۃ اللہ ہی اپنا نصب العین رکھتا ہے۔

اگر آپ یورپ، ایشیا، افریقہ اور امریکہ تک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام کو پہنچانا اپنا فرضِ منصبی سمجھتے ہیں۔

اگر آپ ہندوستان اور ماوراے ہندوستان میں تبلیغ اسلام کے بہترین مبلغین کا کلام سننا چاہتے ہیں

اگر آپ قرآن کریم اور سیرت آنحضرت صلعم کا ترجمہ حالات حاضرہ کے مطابق کل اقوام عالم تک پہنچانا چاہتے ہیں۔

اگر آپ کے دل میں یہ تڑپ موجود ہے کہ مسلمانوں کی ہستی ہندوستان میں ہمیشہ کے لئے موجود رہے۔

اگر آپ اس امر کے خواہشمند ہیں کہ اسلام اس ملک میں دن بدن ترقی کرے۔

اگر آپ چاہتے ہیں کہ مسلمانوں میں سے باہمی تکفیر کی مہلک مرض دور ہو۔

اگر آپ اس امر کے لئے غیرت مند ہیں کہ محمد رسول اللہ صلعم کی ختم نبوت کہ جو اتحاد اسلام اور مسلمین کا بنیادی پتھر ہے قائم برقرار رہے

اگر آپ اپنی آنکھوں سے ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ کا نظارہ دیکھنا چاہتے ہیں تو

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے سالانہ جلسہ پر تشریف لایئے کہ جس میں حقائق و معارف قرآن [illegible]

"الفضل" کا خاتم النبیین نمبر
ایک گمراہ کن مضمون

ہمارے ایک دوست نے "الفضل" کے خاتم النبیین نمبر کے ایک نہایت ہی خطرناک گمراہ کن مضمون کی طرف توجہ دلائی ہے آنحضرت صلعم کی قوتِ جسمانی کے ذکر میں اس مضمون میں لکھا ہے

"آپ کی طاقت کا یہ حال تھا کہ آپ نے باوجود عمر کے انحطاط کے سنِ کہولت میں متعدد شادیاں کیں حتیٰ کہ آخری عمر میں آپ کے ازواج مطہرات کی تعداد نو تک پہنچ گئی۔ مگر اس سے بھی بڑھ کر حیران کن یہ بات ہے کہ حدیثوں میں آیا ہے کہ بعض مرتبہ آپ ایک ہی رات میں اپنی ساری بیویوں کے پاس ہو آتے تھے۔ پھر یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیئے کہ آپ مشک عنبر یا مقویات و محرکات کا استعمال نہیں کرتے تھے۔"

آپ کی شادیوں کی جو غرض تھی اور جو ضرورت پیش آئی تھی اس کو اگر بوضاحت کوئی دیکھنا چاہے۔ تو سیرت خیر البشر اور سیرت محمد مصطفیٰ میں دیکھ لے۔ یہ آپ پر اتہام عظیم ہے۔ کہ آپ نے شادیاں اس لئے کی تھیں کہ "آپ کی طاقت کا یہ حال تھا" یا وہ حال تھا۔ جو شخص اپنی عمر کے پچیس سال تجرد کی حالت میں گذارتا ہے اور اس کی پاکدامنی مسلّم ہے۔ جو شخص پچاس سال کی عمر تک دوسری بیوی کی ضرورت کو محسوس نہیں کرتا۔ کیا اس کے متعلق یہ کہا جا سکتا ہے۔ کہ اس کی طاقت کا یہ حال تھا کہ بڑھاپے کو پہنچ کر شادی پر شادی شروع کر دی۔ یہ تو ایک لمبا مضمون ہے۔ لیکن جس بات کو ہم یہاں بیان کرنا چاہتے ہیں وہ ایک رات میں نو بیویوں کے پاس ہو آنے کا معجزہ ہے۔ جو آپ کے طرزِ زندگی کے متعلق ایک اور غلط فہمی پیدا کرتا ہے۔ حدیثوں میں اگر ایسا آیا ہے تو یہ خیال کرنا کہ آپ بیویوں کے پاس اتنی ہی بات کے لئے جایا کرتے تھے۔ ایک گرا ہوا خیال ہے۔ بات تو صاف ہے۔ کہ چونکہ آپ باری باری سے ایک ایک بیوی کے گھر میں رات گذارتے تھے۔ تو اس لئے سب کی دلداری کے لئے بغیر باری کے بھی ان کے پاس تشریف لے جاتے۔ اور یہ صرف حسنِ معاشرت کا ایک نمونہ تھا۔ باقی رہی یہ بات کہ آپ کی رات کس طرح گذرتی تھی۔ اس پر قرآن و حدیث دونوں شاہد ہیں۔ قم الليل الا قليلا نصفه او انقص منه قليلا او زد عليه۔ آدھی رات یا اس کے قریب یا اس سے زیادہ۔ آپ کا عبادت میں کھڑے رہنا تو قرآن شریف سے ثابت ہے۔ اور حدیثوں سے بھی یہی ثابت ہے کہ آدھی رات کے بعد اُٹھ بیٹھتے تھے۔ اور خدا کی عبادت کرتے ہوئے کھڑے کھڑے آپ کے پاؤں سوج جاتے تھے اور ایک ایک رکعت میں بعض وقت تین تین چار چار پارے قرآن شریف کے پڑھتے جاتے تھے۔ مقام غور ہے کہ جس طرف مضمون نویس کی توجہ گئی ہے۔ کیا وہ بات اور آدھی رات تک عبادت میں کھڑے رہنا یہ دونوں ممکن طور پر جمع بھی ہو سکتی ہیں۔ افسوس ہے کہ مسلمان خود ایسی باتیں لکھیں۔ جن کی انہیں تردید کرنی چاہیئے۔

احباب کی فوری توجہ کے قابل
اعلان

ہمارا قومی اجتماع قریب آ رہا ہے جس کو ہر رنگ میں کامیاب بنانا ہم سب کا اولین فرض ہے۔ اس کے لئے آپ مندرجہ ذیل باتوں کی طرف فوراً توجہ دیں۔

(۱) جلسہ سالانہ کے اخراجات کے لئے حصہ جنس یا نقد جو کچھ ہو سکے ممنون فرمائیں۔ انجمن کی موجودہ مالی مشکلات کی وجہ سے یہ نہایت ضروری ہے کہ بہت جلد ہفتہ عشرہ کے اندر اندر ... اخراجات جلسہ سالانہ کی رقم ہمیں پہنچ جائے۔

(۲) خود بھی جلسہ میں تشریف لاویں اور اپنے اہل و عیال۔ خویش و اقارب۔ دوست احباب کو بھی شمولیت جلسہ کی تحریک کریں۔ اور بعجلہ مطلع بخشیں کہ آپ کے ساتھ کتنے آدمی ہوں گے۔ سردیوں کے موسم کے خیال سے

موت کا زبردست ہاتھ

جو شاہ و گدا دونوں کو ایک ہی لاٹھی سے ہانکتا ہے

ہر ایک شخص دنیائے اسلام کے نامور سلطان صلاح الدین اعظم کے نام سے آگاہ ہے۔ جس کی انسانی ہمدردی اور رحمدلی کے واقعات حروب صلیبیہ کے عیسائی مجاہدین کے وحشیانہ افعال کے مقابلہ میں ایک غیر معمولی نمایاں حیثیت رکھتے ہیں۔ جب عیسائیوں نے یروشلم پر قبضہ کیا تو انہوں نے شہر کو ویرانہ میں تبدیل کر دیا۔ لیکن جب صلاح الدین اس پر دوبارہ قابض ہو گیا تو اس نے اپنی طرف سے اس امر کا خاص طور پر خیال رکھا کہ اس سرزمین پر انسان کا مزید خون نہ گرایا جائے۔ صلاح الدین کی فیاضی اور رحمدلی کی اس سے درخشاں مثال اور کیا ہو سکتی ہے کہ اس نے جنگ کے قیدیوں کا زرِ فدیہ خود ادا کیا۔ قیدیوں کی ناقابل برداشت مصیبت نے اس کے جذبات میں تلاطم پیدا کر دیا تھا جب اس کی آخری ساعت قریب آگئی تو اس

اولوالعزم کافر

نے وصیت کی کہ اس کے مرنے کے بعد غریبوں میں بلا تفریق مذہب و ملت خیرات تقسیم کی جائے۔ یہودی۔ عیسائیوں اور مسلمانوں کا کوئی امتیاز ملحوظ نہ رکھا جائے۔ اس زمانہ اور اس وقت کے حالات میں یہ ایک اعلیٰ درجہ کا شریفانہ فعل تھا لیکن میں ایک اور پہلو سے صلاح الدین کا ہمیشہ مداح رہوں گا اور وہ اس کی موت کے بستر کا واقعہ ہے جب وہ فانی دنیا سے رخصت ہونے لگا تو اس نے اپنے نوکر سے کہا کہ "میرا یہ چوغہ فرزندانِ اسلام کو دکھاؤ۔ اور اُن سے کہو کہ مشرق کا تاجدار قبر میں

صرف ایک لباس

کے ساتھ جا سکتا ہے۔" اسلام کی وحدانیت میں ایک خاص وقعت پائی جاتی ہے۔ جو جمہوریت کے اصول کی زیادہ ممد و معاون ہے۔ عیسائی مذہب میں یہ بات نہیں پائی جاتی۔ بلاشبہ صلاح الدین کے آخری پیغام سے جو دنیا کے نام تھا ایک روحانی کیفیت نظر آتی ہے۔ اس کی فطرت بھی ارفع و اعلیٰ واقع ہوئی تھی۔ وہ شاعرانہ تخیل سے بے بہرہ نہ تھا۔ اس نے اپنی چشم بصیرت سے دنیا کی ظاہری نمائش کا راز دریافت کر لیا تھا۔ وہ ان اشیاء کی اصلیت سے آگاہ تھا۔ جن پر نمائش کا پردہ پڑا ہوا ہے۔ وہ زندگی اور موت کی حقیقت سے بے خبر نہ تھا۔ ہم جب ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتے ہیں تو سب

مساوی حیثیت

رکھتے ہیں۔ سب پر ناسمجھی اور بے کسی کا عالم طاری ہوتا ہے۔ لیکن جب بڑے ہو کر دنیا میں قدم رکھتے ہیں تو سوسائٹی ان کے امتیازی درجے قائم کر دیتی ہے۔ اور جب موت آتی ہے تو وہ پھر سب اعلیٰ و ادنےٰ کو ایک درجہ پہ لے آتی ہے۔ جو خاوند اپنی بیوی کی موت پر اس کی چارپائی کے پاس کھڑے ہو کر خون کے آنسو بہاتا ہے وہ محل یا جھونپڑی کے اندر رنج و الم کا وہی دردناک نظارہ پیش کرتا ہے۔ جب ماں اپنے بچہ کی بے جان لاش کے پاس اپنی چھاتی پیٹتی ہے اور بال نوچتی ہے تو اس کی یہ فطرت بھی ہر جگہ یکساں دکھائی دیتی ہے۔ خواہ وہ جگہ جہاں بین کیا جاتا ہے ساز و سامان کے لحاظ سے پُرتکلف ہو یا بالکل معمولی جب اہم اور اٹل واقعات رونما ہوتے ہیں تو زندگی کے حوادث کی کوئی وقعت باقی نہیں رہتی۔ آخری مقام پر سب کی حیثیت مساوی ہو جاتی ہے اور یہ وہ مقام ہے جہاں فانی انسان کھاتا نہیں بلکہ

کھایا جاتا ہے

ایک دراز قد قلاش ایک پستہ قد امیر آدمی کے مقابلہ میں زیادہ زمین گھیرتا ہے مگر قبر کی زمین میں خواہ وہ تھوڑی ہو یا زیادہ چھوٹا کیڑا جب انسان کا گوشت کھانے لگتا ہے تو وہ بادشاہ اور کسان میں کوئی فرق نہیں دیکھتا۔ موت تمام اختلافات اور امتیازات کو مٹا دیتی ہے۔ موت تمام نشیب و فراز کو یکساں کر دیتی ہے۔ موت کے سامنے ایک مجنون سے مجنون سوشلسٹ اور خوفناک سے خوفناک انارکسٹ کو سرِ تسلیم خم کرنا پڑتا ہے۔ موت کے احترام کا یہی وہ گہرا جذبہ ہے جو ایک فرانسیسی کو اس وقت جب کہ اس کے پاس سے جنازہ گذرتا ہے ٹوپی اُتارنے پر مجبور کرتا ہے۔ انگریز کا دل زیادہ سخت واقع ہوا ہے جنازے کو تمسخر کا نظارہ خیال کرتا ہے۔ فرانس وہ سرزمین ہے جہاں معاشرتی پہلو سے مساوات کا برتاؤ ملحوظ رکھا جاتا ہے۔ اقتصادی اور جماعتی پہلو سے دیگر مقامات کی طرح وہاں بھی امتیازی درجے نظر آتے ہیں۔ لیکن سوسائٹی کے مختلف طبقوں کے درمیان اخلاقی امتیاز نسبتاً کم پایا جاتا ہے۔ اس کی وجہ کچھ تو

فرانس کا انقلاب

ہے اور کچھ لوگوں کی فطرت ہے۔ فرانسیسی جنازہ دیکھتے ہی اپنی ٹوپی سر سے اُتار لیتا اور سرِ تسلیم خم کر دیتا ہے موت کیلئے جنازہ خواہ شاندار ہو یا غریبانہ ایک ہی حیثیت رکھتا ہے۔ موت اور صرف موت ہی ایک ایسی چیز ہے جو انسان کے رنج و الم کے جذبات میں تلاطم پیدا کرتی ہے۔ یہی جذبات افراد کو ایک دوسرے سے زیادہ وابستہ اور متحد کر دیتے ہیں۔ ایک شخص نے جرمنی کے پرنس بسمارک کے متعلق جسے وہ اچھی طرح سے جانتا تھا

ایک دلچسپ قصہ

بیان کیا ہے جس کے پڑھنے سے میرے دل پر خاص اثر ہوا۔ بسمارک ایک بڑے کنبہ کا آدمی تھا۔ اور اپنے غریب ہمسایوں کے ساتھ مہربانی سے پیش آتا تھا۔ وہ سیاسیات اور سرکاری زندگی کی گوناگوں دلچسپیوں اور دلفریبیوں کے باوجود ایک معمولی انسان کی طرح زندگی بسر کرتا تھا۔ جب اس کی معمر رفیقہ حیات اس سے ہمیشہ کے لئے بچھڑ گئی تو یورپ کا یہ نامور مدبر اپنی رات کی قمیض پہنے ہوئے ننگے پاؤں اپنی بیوی کی لاش کے پاس بیٹھا رہا اور بچہ کی طرح روتا رہا یہ تصویر کا ایک المناک پہلو ہے۔ لیکن اس کی شہرت کا اس سے بھی زیادہ دلچسپ پہلو وہ ہے جسے ایک مضمون نگار نے اپنے مضمون میں دکھایا ہے۔ لکھتا ہے:- "بسمارک کی

خانگی زندگی

سے اس کی نیک نیتی۔ عافیت پسندی اور خوش اخلاقی کی جھلک نمایاں طور پر نظر آتی ہے۔ وہ بچوں کا بڑا شائق تھا۔ میں نے اسے بارہا اپنے مالی کے چھوٹے بچوں کے ساتھ کھیلتے دیکھا ہے مالی کے بچے بسمارک سے اس قدر مانوس تھے کہ وہ اُچک کر اُس کے گھٹنوں پر بیٹھ جاتے تھے۔ جب مالی کی چھوٹی لڑکی کا انتقال ہو گیا تو جرمنی کا یہ بڑا آدمی مالی کے پاس ہمدردی کرنے کے لئے گیا۔ لڑکی کی موت نے مالی کو سخت بے حال کر رکھا تھا۔ بسمارک نے مصیبت زدہ باپ کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لے لیا اور خود پھوٹ پھوٹ کر رو دیا کیونکہ اسے اس لڑکی سے بڑی محبت تھی۔ بسمارک نے چھوٹی بچی کی لاش کو بوسہ دیا۔ اور خود اس کے ہاتھ میں گلاب کے پھولوں کا گلدستہ تھما دیا" یہ ہے حقیقی زندگی۔ یہ ہے ابدی زندگی۔ ایک غریب بھائی کی مصیبت میں ہمدردی کے آنسو بہانے کا فعل میدانِ جنگ میں خون کی ندیاں بہانے سے زیادہ افضل ہے۔ اس میں شک نہیں کہ دنیا کی نظروں میں سیاسی گتھیوں کا سلجھانا اور فتح و نصرت کے لئے تلوار کے جوہر دکھانا۔ ملکوں کی سرحدوں کے خطوط کا بدلنا اور نئی سلطنتوں کی داغ بیل ڈالنا بڑے شاندار کارنامے ہیں۔ لیکن یورپ کے فاتح اعظم نپولین کی سب سے زیادہ قابل قدر بات وہ تھی جو اُس نے ایک امیر خاندان کی مغرور خاتون سے اس وقت کہی جبکہ اس کے سامنے ایک مزدور بوجھ اُٹھائے آ رہا تھا۔ نپولین نے اس خاتون کو مزدور کے راستہ سے ہٹا کر کہا "میڈم! اس بوجھ کا جو اس مزدور نے اُٹھا رکھا ہے احترام کرو" پھر بسمارک کا اپنے مالی کی چھوٹی بچی کی لاش پر گرم گرم آنسو بہانا اور اس کے باپ کے ساتھ ہمدردی ظاہر کرنا فطرتِ انسانی کا کیسا دلآویز مرقع ہے؟

(ترجمہ)

دہرم بھکشو کی ناپاک کتاب

مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب زید عنایتکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ آل انڈیا تبلیغ کانفرنس لاہور کا رزولیوشن دربارہ کتاب کلام الرحمٰن وید ہے یا قرآن آپ نے ملاحظہ فرمایا ہوگا۔ پنڈت دہرم بھکشو لکھنوی نے جس کی بدزبانی رسوائے عالم ہو چکی ہے اس کتاب میں اسلام اور ہادیٔ اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں انتہائی بہتان تراشی اور بدزبانی دکھائی ہے اور اسلام کی توہین اور اہل اسلام کی دلآزاری میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔

جمعیتہ ہذا نے جناب وائسرائے ہند اور جناب گورنر یوپی کی خدمت میں رزولیوشن مذکور بھیج دیا ہے۔ مگر ضرورت ہے کہ تمام مسلمان اخبار ایک زبان ہو کر گورنمنٹ سے مطالبہ کریں کہ اس ناپاک کتاب کے مصنف اور طابع و ناشر پر فوجداری مقدمہ چلایا جا کر ان لوگوں کو عبرتناک سزا دی جائے اور اس شر انگیز کتاب کے تمام نسخے بحق سرکار ضبط کئے جائیں۔ ازراہ نوازش فوراً خاص توجہ فرما کر اپنے قابلِ قدر اخبار میں اس مضمون پر پُرزور آرٹیکل تحریر فرمائیں۔ زیادہ نیاز۔ والسلام

سید غلام بھیک نیرنگ
معتمد عمومی جمعیتہ مرکزیہ تبلیغ الاسلام انبالہ شہر

ہماری بہت زیادہ شکتی بے فائدہ خرچ ہو رہی ہے۔ ہمارے دھن کا بہت حصہ [illegible] (آریہ گزٹ)

اخبار احمدیہ

حضرت امیر خیریت سے ہیں اور خدمت اسلام میں مصروف۔

چودہری رحمت خاں صاحب اسسٹنٹ دفتر سیکرٹری بیمار ہیں ان کی صحت کے لئے دعا کریں۔

چودہری غلام نبی صاحب ریٹائرڈ ہیڈ ماسٹر پشاور شہر چند روز ہوئے فوت ہو گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون آئندہ جمعہ نماز جنازہ غائب مرکزی جماعت پڑھے گی دیگر احباب بھی جنازہ غائبانہ ادا کریں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو غریق رحمت کرے۔ اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔

پروفیسر محمد فاضل صاحب اسلامیہ کالج پشاور نے سالانہ جلسہ پر پچاس روپیہ چندہ جمع کرایا تھا۔ اور فرمایا تھا کہ ۳۰ اپریل [illegible] تک یکصد روپیہ اور جمع کر کے روانہ کروں گا۔ کہتے ہیں کہ اگرچہ جلسہ سے واپس آ کر اس قدر جلدی چندہ جمع کرنا مشکل تھا مگر میں نے جدوجہد کر کے لغایت ۹۵ روپے کے قریب جمع کر لئے ہیں۔ جزاہ اللہ خیرا

ایک مکمل فہرست حضرت امیر کی بیس روپے والی تحریک میں حصہ لینے والوں کی اخبار میں شائع کی گئی ہے۔ مگر اس کے بعد بھی روپیہ آ رہا ہے۔ علاوہ اس کے بہت سے ایسے احباب ہیں جنہوں نے رسید بکیں منگائیں اور تاحال روپیہ نہیں بھیجا۔ مہربانی کر کے وہ روپیہ اور رسیدیں جلد بھیجدیں تاکہ بطور ضمیمہ بقیہ نام شائع کر دیے جائیں۔

رمضان کا مہینہ مبارک مہینہ ہے۔ دعائیں بہت قبول ہوتی ہیں۔ نیکی اور خیرات کرنے کا بہت حکم ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ رسول کریم صلعم اس ماہ میں اپنی کمر کس لیتے تھے۔ اور خیرات بہت کیا کرتے تھے۔ غرض کہ اس مہینہ میں بہ نسبت باقی گیارہ ماہ کے عبادت اور خیرات میں غیر معمولی زیادتی ہوتی تھی۔ ہمیں بھی اس کا تتبع کرنا چاہئے۔ اعمال صالحہ کی بجا آوری کا اور صدقہ اور خیرات کا بڑا خیال چاہئے۔ اور اسلام کی ترقی کے لئے مسلمانوں کی بہتری کے لئے دعائیں کی جائیں۔ پھر اپنی جماعت کے لئے بہت بہت دعائیں کی جائیں کہ اللہ تک پہنچنے کے صحیح راستہ پر جس پر حضرت مسیح موعودؑ نے ہمیں چلایا تھا ثابت قدم رہیں۔ تعظیم لامر اللہ اور شفقت علیٰ خلق اللہ ہمارا نصب العین ہو۔ پھر بیماروں وغیرہ کے لئے دعا کی جائے۔ غرض کہ یہ مہینہ ایک سخت مجاہدہ کا مہینہ ہے۔ اگر مہینہ بھر متواتر ہم اس مجاہدہ میں مصروف رہیں تو اس کا اثر تھوڑا بہت باقی مہینوں میں بھی رہیگا۔ حتیٰ کہ پھر ماہ رمضان آ جائے۔ اور ہم غیر معمولی طور پر پھر مجاہدہ میں مصروف ہو جائیں۔ ہمیں نہیں معلوم کہ آئندہ رمضان تک کون زندہ رہے اس لئے اسی رمضان کو غنیمت سمجھ کر خاتمہ بالخیر کا فکر کرنا چاہئے۔

(محمد نصیب)

ضروری استفسار

معلوم ہوا ہے کہ بیرونی مقامات میں مسلمانوں نے جمعرات کو چاند دیکھ کر جمعہ کا روزہ رکھا۔ کیا "پیغام صلح" کے ناظرین ہمیں ازراہ کرم مطلع کر سکتے ہیں کہ کن کن مقامات میں چاند جمعرات کو دیکھا گیا؟ (ایڈیٹر پیغام صلح)

آریہ سماج کا آدرش

یہ سچ ہے کہ آریہ سماج کا آدرش ایک نشچت آدرش ہے۔ اس میں کبھی بھی کسی پرکار کی کمی بیشی نہیں ہو سکتی لیکن اس آدرش تک پہنچنے کے لئے ہر وقت اور ہر سمے نئے پروگرام اور نئے سادھنوں کی ضرورت ہے۔ سال کے بعد تین چار دن جلسہ کرانا اور پھر ایک سال تک خاموش بیٹھنا۔ ایک دن میں دس دس لیکچر کرانے اور شہر میں ایک سکول یا پُتری پاٹھ شالہ کھول کر اس کو اپنا آدرش سمجھنا یہ باتیں ہیں جن میں تبدیلی اور زبردست تبدیلی کی ضرورت ہے۔ موجودہ جلسوں کا پروگرام اتنا ناقص اور نامکمل ہے کہ اس کو بدلنے کی بہت سخت ضرورت ہے۔

آج کل شہروں تک ہی ہمارا پرچار محدود ہے۔ ہمارا پرچار گاؤں میں بہت کم پہنچا ہے۔ آریہ سماج نے اپنے پرچار سے شہروں میں جو تبدیلی پیدا کی اس سے گاؤں ابھی بالکل محروم ہیں۔ ہندوستان گاؤں میں بستا ہے۔ اور یہی حصہ ہے جہاں تک آریہ سماج کا ابھی پرچار نہیں پہنچا۔

اگر ہمارا پرچار جھونپڑی میں رہنے والی آزاد بھارت کی علمبردار۔ کھدر پوش۔ چرخہ کاتنے والی ماتا تک نہیں پہنچا ہے۔ تو ہمیں سمجھنا چاہئے کہ ہمارا دھارمک پرچار ستھر نہیں ہے۔ موجودہ جلسوں میں

ایک تبلیغی افسانہ

مہاراجہ رنجیت سنگھ کے دربار میں اذان کا معاملہ

(ظفروال کے سکھوں کے لئے لکھا گیا)

مہاراجہ رنجیت سنگھ کا عام دربار لگا ہوا ہے۔ وزراء اور اعلیٰ عہدہ دار سب اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ مہاراج اپنے ملک (پنجاب) کے مختلف حصوں کے متعلق ان اطلاعات کو توجہ سے سُن رہے ہیں۔ جو حکومت کے مخبروں یا کارندوں نے بھیجی ہیں۔ اتنے میں ایک چوبدار دست بستہ مہاراج کو اطلاع دیتا ہے کہ سرکار چند ہندو اور سکھ فریاد لے کر آئے ہیں۔

مہاراج۔ جاؤ اور انہیں ابھی حاضر کرو۔

تقریباً نصف درجن ہندو اور سکھ مہاراج کے سامنے حاضر ہوتے ہیں۔ اور جھک کر سلام کرتے ہیں۔ ان میں سے ایک سکھ جو اپنے ساتھیوں میں عمر اور ظاہری وجاہت کے اعتبار سے امتیازی حیثیت رکھتا ہے ہاتھ جوڑ کر ذرا آگے کھڑا ہو جاتا ہے۔

مہاراج۔ کہو کیا کہنا چاہتے ہو؟

نمائندہ۔ سرکار کا اقبال زیادہ ہو۔ ہم لوگ بڑے سکھ اور چین سے زندگی بسر کر رہے ہیں سرکار کے راج میں شیر اور بکری ایک گھاٹ پانی پیتے ہیں۔ دن ہمارا محنت مزدوری اور کاروبار میں گذر جاتا ہے۔ رات اکال پورکھ نے آرام کے لئے بنائی ہے۔ لیکن یہ مُسلے ہمیں آرام سے نہیں سونے دیتے۔

مہاراج (بے صبری سے)۔ وہ کیسے؟

نمائندہ۔ سرکار ہمارے محلہ میں ایک مسجد ہے اس کا ملا صبح کے وقت جبکہ بالکل اندھیرا ہوتا ہے اور ہماری عورتیں اور بچے سب گہری نیند میں ہوتے ہیں اس زور سے بانگ دیتا ہے کہ ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں۔ بانگ کے بعد وہ سونے کی کوشش کرتے ہیں لیکن بے سود۔ بچے ڈر کے مارے رونا شروع کر دیتے ہیں مائیں چُپ کرانا اور سُلانا چاہتی ہیں مگر وہ اور زیادہ چیختے اور چلاتے ہیں۔ مرد بھی اٹھ بیٹھتے ہیں۔ اب اس اندھیرے میں ہم کریں تو کیا کریں۔ غرضیکہ یہ بانگ ہمارے گھروں کے لئے ایک ایسی مصیبت ہے جس کا ہمارے پاس کوئی علاج نہیں۔ ہم نے ملا سے کئی مرتبہ کہا ہے تم بانگ بہت آہستہ دیا کرو۔ مگر اس نے ہر مرتبہ یہی جواب دیا کہ "جب تک میں زندہ ہوں میں اللہ کا نام اپنے گلے کی پوری طاقت سے بلند کروں گا۔ مہاراج ہم سب کچھ برداشت کر سکتے ہیں لیکن صبح کی بانگ کو ہم کسی صورت میں گوارا نہیں کر سکتے۔ کیونکہ اس سے ہماری نیند میں خلل آتا ہے۔

مہاراج۔ اچھا میں تمہاری درخواست پر توجہ کرونگا اس وقت تم جاؤ اور میرے حکم کا انتظار کرو۔

وفد کے ارکان مطمئن ہو کر اپنے اپنے گھروں کو روانہ ہو جاتے ہیں مہاراج دوسرے دن شہر (لاہور) کے بڑے قاضی کو طلب کرتا ہے۔

مہاراج۔ قاضی صاحب میں نے آپ کو یہ دریافت کرنے کے لئے بلایا ہے کہ آپ لوگ کس غرض سے بانگ دیتے ہیں؟

قاضی۔ سرکار! بانگ دینے کا یہ مقصد ہے کہ محلہ یا علاقہ کے تمام مسلمان نماز پڑھنے کے لئے مسجد میں جمع ہو جائیں۔

مہاراج۔ اور اگر یہ مقصد بانگ دینے کے بغیر حاصل ہو جائے تو کیا آپ کو اس میں کوئی اعتراض ہو سکتا ہے؟

قاضی (چند لمحوں تک سوچنے کے بعد) ہاں! سرکار۔ اگر بانگ دینے کے بغیر مسلمان پانچوں وقت کسی اور طریقہ سے مسجد میں جمع ہو جایا کریں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں لیکن سرکار کی خدمت میں اتنا عرض کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ اذان کا طریقہ ہمارے سردار دوجہاں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک عہد سے چلا آتا ہے اور اس کی بندش سے سرکار کی مسلم رعایا کے دل میں قدرتی طور پر کبیدگی پیدا ہو جائے گی۔

قاضی کے رخصت ہو جانے کے بعد مہاراج گہری سوچ میں پڑ جاتا ہے۔ اور چوبدار کو حکم دیتا ہے کہ جو ہندو اور سکھ اپنی درخواست لے کر آئے تھے انہیں اسی وقت اپنے ہمراہ لے آؤ۔ تھوڑی دیر کے بعد ہندوؤں اور سکھوں کا وفد مہاراج کی خدمت میں حاضر ہو جاتا ہے۔

مہاراج (وفد سے مخاطب ہو کر) میں نے تمہاری درخواست پر غور کیا ہے میں نے شہر کے قاضی کو بلایا تھا۔ اور اس سے بانگ کے متعلق مشورہ کیا تھا۔ کل سے بانگ نہیں ہوگی۔ لیکن تمہارا یہ فرض ہوگا۔ کہ تم ان کو پانچوں نمازوں کے وقت مسجد میں جمع ہونے اور نماز پڑھنے کے لئے اُٹھا دیا کرو۔ اور یاد رکھو کہ اگر تمہاری غفلت سے ان کی ایک نماز بھی قضا ہو گئی تو میں تمہیں سخت سزا دونگا۔ پھر سن لو کہ مسلمانوں کی نماز کے اوقات یہ ہیں۔ صبح بہت سویرے۔ پھر جب سورج ڈھلنے لگے یعنی دوپہر کے وقت۔ پھر سہ پہر کے وقت۔ پھر جب آفتاب غروب ہو جائے۔ پھر غروب آفتاب کے بعد سونے سے پہلے۔ قاضی صاحب سے بھی نماز کے اوقات اچھی طرح سے دریافت کر لو۔ اب بتاؤ کہ کیا تم ان اوقات پر مسلمانوں کو نماز کے لئے باقاعدہ اُٹھانے کا ذمہ لیتے ہو؟

ہندو اور سکھ (بالاتفاق یک زبان ہو کر) ہاں سرکار ہم بڑی خوشی سے اس خدمت کو بجا لائیں گے۔ اب بانگ کی آواز تو ہمارے کانوں میں نہیں پڑے گی۔ اور صبح کے وقت بھی ہماری نیند میں خلل نہیں پڑے گا۔ اکال پورکھ مہاراج کو سلامت رکھے اور اس کا سایہ ہمارے سروں پر ہمیشہ قائم رہے۔

ہندو اور سکھ مہاراج کے حکم سے بڑے خوش نظر آتے ہیں۔ وہ شام کو اپنی پنچایت منعقد کرتے ہیں جس میں تمام محلہ کے ہندو اور سکھ شامل ہوتے ہیں محلے کا ایک معمر اور سرکردہ سکھ سب کو مہاراج کے حکم سے آگاہ کرتا ہے۔ پنچایت میں سے بارہ آدمی مسلمانوں کو نماز کے لئے جگانے اور اُٹھانے کے لئے اپنی خدمات پیش کرتے ہیں۔ اس کے بعد پنچایت برخاست ہو جاتی ہے۔

علی الصباح اذان کے بجائے "اُٹھو مُسلو اُٹھو نماج پڑھو" کی آوازیں بلند ہوتی ہیں۔ ہندو اور سکھ اپنے اپنے حلقوں میں مسلمان ہمسایوں کو ان کے نام لے لے کر پکارتے ہیں۔ ان کے دروازے کھٹکھٹاتے ہیں۔ اور جب ہر سمت سے "اُٹھو مُسلو اُٹھو نماج پڑھو" کی آواز بلند ہوتی ہے تو ایک عجیب کیفیت نظر آتی ہے۔ یہ عمل کوئی ایک گھنٹہ تک جاری رہتا ہے۔ جگانے والوں کو یہ ڈر بھی ہے کہ کوئی مسلمان مہاراج سے شکایت نہ کر دے کہ اس کی نماز قضا ہو گئی ہے

جب ظہر کی نماز کا وقت آیا تو پہرہ داروں نے پھر مسلمانوں کے مکانوں دکانوں اور دوسری جگہوں پر "اُٹھو مُسلو اُٹھو نماج پڑھو" کی آواز بلند کی اور اس وقت تک اپنی جگہ سے نہ ہلے جب تک کہ مسلمان مسجد کی طرف روانہ نہ ہو گئے۔ ظہر کی نماز کے بعد "پہرہ دار" اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے۔ مگر اس ڈر کے مارے کہ کہیں مسلمانوں کی تیسری یعنی عصر کی نماز قضا نہ ہو جائے کوئی کام شروع نہیں کرنا چاہتے تھے۔ اگر ایک طرف ان کا خیال گھر کے کام کاج کی طرف ہے تو دوسری طرف ان کی آنکھیں سورج کی طرف لگی ہوئی ہیں۔ فکر اور ڈر انہیں کسی کام کو شروع کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔ اسی سوچ بچار میں عصر کا وقت قریب آ جاتا ہے۔ اور وہ پھر مستعدی اور سرگرمی سے مسلمانوں کے گھروں کی طرف روانہ ہو جاتے ہیں اور "اُٹھو مُسلو اُٹھو نماج پڑھو" کی آواز بلند کرتے ہیں۔ مسلمان زیادہ اطمینان کے ساتھ اپنے دنیاوی کاروبار کو انجام دیتے ہیں۔ ان کے انہماک کا سلسلہ اس وقت منقطع ہوتا ہے کہ جب "اُٹھو مُسلو اُٹھو نماج پڑھو" کی آواز ان کے کانوں میں پڑتی ہے۔ چونکہ عصر اور شام کی نماز کا درمیانی وقفہ کوئی زیادہ نہیں ہوتا اس لئے "پہرہ دار" گھر جانے کے بجائے اپنا وقت ادھر اُدھر گھوم کر گذار دیتے ہیں۔ سورج کے غروب ہوتے ہی چاروں طرف سے "اُٹھو مُسلو اُٹھو نماج پڑھو" کی آوازیں بلند ہوتی ہیں۔ شام کی نماز کے بعد پہرہ دار کھانا کھانے کے لئے اپنے اپنے گھروں کو چلے جاتے ہیں۔ لیکن کھانے سے فارغ ہونے کے بعد پانچویں نماز کا فکر انہیں چارپائی پر دراز ہونے کی اجازت نہیں دیتا۔ ڈر یہ ہے کہ کہیں آنکھ نہ لگ جائے۔ اور جسمانی سزا کی شکل میں غفلت کا خمیازہ نہ بھگتنا پڑے۔ ابھی کھانا ہضم بھی نہیں ہوتا کہ پہرہ دار پھر اپنی خدمت پر حاضر ہو جاتے ہیں۔ اور عشاء کی نماز کے لئے "اُٹھو مُسلو اُٹھو نماج پڑھو" کی بلند آواز سے مسلمانوں کو ان کے گھروں سے نکال کر مسجد کی طرف بھیجتے ہیں۔ عشا کی نماز کے بعد پہرہ دار کسی قدر اطمینان کا سانس لیتے ہیں کہ اب رات کے ایک بڑے حصے تک انہیں چارپائی پر دراز ہونے اور آرام کرنے کا موقع مل جائے گا۔ مگر نیند انہیں پھر بھی نہ آئی۔ کیونکہ علی الصباح منہ اندھیرے اُٹھنے اور مسلمانوں کو جگانے کا خیال بھوت کی طرح ان کے سروں پر سوار تھا۔

سونے سے پہلے ہندوؤں اور سکھوں کی پھر پنچایت ہوئی۔ جس میں تمام پہرہ داروں نے اپنی کارگذاری بیان کی۔ پنچایت کے سرکردہ رکن نے محلے کے ہندوؤں اور سکھوں سے کہا "بھائیو! مجھے معتبر ذریعہ سے معلوم ہوا ہے کہ ایک سرکاری افسر خفیہ طور پر پہرہ داروں کے فرائض کی نگرانی کر رہا ہے۔ اس لئے پہرہ داروں کو زیادہ ہوشیار اور خبردار رہنا چاہئے۔ اس پر پہرہ داروں نے جواب دیا "سردار جی آپ بے فکر رہئے اور آپ خود محلوں میں جا کر مُسلوں سے دریافت کر لیجئے کہ ہم اپنے فرض کو کس مستعدی سے انجام دیتے ہیں۔ پنچایت کے سرکردہ کو جب پہرہ داروں کی طرف سے اطمینان ہو گیا تو مجلس برخاست ہو گئی۔

پہرہ داروں نے پہلے دن کی طرح دوسرے دن بھی "اٹھو مُسلو اٹھو نماج پڑھو" کے نعرے لگانے دروازے کھٹکھٹانے۔ ہر مسلمان کو اس کے نام سے بلانے اور اسے مسجد کی طرف بھیجنے کا عمل شروع کر دیا۔ مگر تیسرے دن پہرہ داروں نے محسوس کیا کہ جو کام انہوں نے اپنے ذمہ لے رکھا ہے اس کا ان کے اپنے کاروبار اور خانگی معاملات پر بہت بُرا اثر پڑ رہا ہے۔ گھر کی عورتوں نے صاف کہہ دیا کہ اگر تم نے اس کام کو جلد نہ چھوڑا تو تمہارا گھر تباہ ہو جائے گا۔ گایوں بھینسوں کو دیکھو وقت پر چارہ نہ ملنے اور پیاسا رہنے کی وجہ سے وہ کس قدر دُبلی ہو گئی ہیں۔ دودھ کی مقدار بھی کم ہو گئی ہے۔ ہم اگر چرانے کے لئے انہیں کھیتوں میں باہر لے جائیں تو گھر کی کون خبر لے؟

پہرہ داروں نے اپنے گھر کی یہ حالت دیکھ کر تیسرے دن معاملہ پنچایت میں پیش کر دیا اور کہا کہ "جب سے مُسلوں کو نماج کے لئے جگانے اور اُٹھانے کا کام ہمارے سپرد کیا گیا ہے ہماری عورتیں زیادہ مصیبت میں مبتلا ہو گئی ہیں۔ ہمارے جانور بھوکے اور پیاسے رہتے ہیں۔ گھروں کا انتظام ٹھیک نہیں رہا۔ ہم نے بانگ کو اس لئے بند کرایا تھا کہ ہمیں سکھ ملیگا لیکن اس کے بند ہونے سے اُلٹا ہمیں دُکھ پہنچ رہا ہے۔ نا صاحب ہم سے اپنے گھروں کی بربادی نہیں دیکھی جاتی۔ مُلّا کی بانگ بیشک صبح کے وقت بُری معلوم ہوتی تھی۔ لیکن ہماری گایوں کے دودھ اور گھر کی رونق میں کوئی فرق نہیں آیا تھا۔ جب سے مُلّا کی بانگ بند ہوئی ہے گھر کی برکت اُڑ گئی ہے"۔

پنچایت کے سرکردہ نے کہا کہ "بھائیو گو میں نے بانگ کے معاملہ میں برادری کی خاطر خاموش رہنا مناسب سمجھا۔ لیکن یہ میں اچھی طرح سے جانتا تھا کہ یہ بوجھ تم سے ہمیشہ کے لئے نہیں اُٹھایا جائے گا۔ مُلّا اپنے خدا کا نام لیتا ہے۔ ہم بھی پرمیشور اور اکال پورکھ کا نام لیتے ہیں میری رائے یہی ہے کہ ہم کل مہاراج کے حضور میں حاضر ہو کر خود ہاتھ جوڑ کر یہ عرض کر دیں کہ سرکار مُلّا کو حکم دیا جائے کہ وہ برابر بانگ دیا کرے اور ہم اقرار کرتے ہیں کہ آئندہ کبھی بانگ کے خلاف شکایت پیش نہیں کریں گے۔

سب نے اس رائے سے اتفاق کیا۔ ہندو اور سکھ چوتھے دن مہاراج کے دربار میں پہنچے۔ اور ندامت کے ساتھ یہ درخواست پیش کی کہ مُلّا صاحب کو بانگ دینے کا حکم دیا جائے۔ اور انہیں "مُسلوں" کو جگانے یا اٹھانے کی خدمت سے سبکدوش کیا جائے

مہاراج نے یہ سن کر کہا کہ دیکھو تم نے مُلّا جی کو خدا کا نام لینے سے منع کر دیا۔ خدا نے تمہارا کام بند کر دیا۔ ہم سب کا خدا ایک ہے جو سب کا داتا ہے۔ جاؤ اور اپنے مسلمان ہمسایوں کے ساتھ بھائیوں کی طرح پیش آؤ۔ اور ان کی شادی غمی میں شریک رہنا اپنا فرض سمجھو۔ کہ اسی میں تمہاری بھلائی ہے۔

غلام حیدر خاں

اپنے دونوں ہاتھ دیوار پر رکھ دیئے اور عرض کیا اس میں کیا چیز ہے۔ فرمانے لگے اس میں ایک سنگترہ ہے۔ جس کی آدھی پھاڑیاں گندی ہیں۔ اور آدھی صاف۔ جب میں نے اینٹ اکھاڑ کر دیکھا تو واقعی ایک سنگترہ نکلا جس کی آدھی پھاڑیاں گندی تھیں۔ اور آدھی صاف۔ میں یہ نشان دیکھ کر ان کے پاؤں پر گر پڑا۔ میرے بڑے بھائی سردار علی شاہ جو یہ واقع دیکھ رہے تھے میرے پاؤں پر گرنے کے بعد وہ بھی حضرت صاحب کے پاؤں پر گر پڑے۔ اتنے میں میری آنکھ کھل گئی۔"

اس کے آگے مضمون نگار نے لکھا ہے کہ آخر انہوں نے حضرت صاحب کو مان لیا۔ اور قادیانی جماعت میں شامل ہو گئے۔ اس کے بعد انہیں خواب کے دوسرے حصے کا انتظار رہا۔ کہ ان کے بڑے بھائی سردار علی شاہ صاحب کب بیعت کرتے ہیں اور پھر آخر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے لکھا ہے کہ خواب کا یہ حصہ بھی پورا ہو گیا۔ یعنی آپ کے بھائی صاحب نے بھی بیعت کر لی ہے مضمون نگار صاحب نے تو اپنی خواب کے دو حصے مقرر کر کے انہیں پورا کیا۔ اور قصہ ختم کر دیا۔ مگر اس خواب میں ایک اور نہایت لطیف اور باریک چیز موجود ہے۔ جس کی طرف ان کی توجہ نہیں گئی۔ خواب میں انہیں ایک سنگترہ دکھایا گیا۔ جس کی نصف پھاڑیاں گندی اور نصف صاف تھیں۔ جہاں تک ہم غور کر سکے ہیں اس سے احمدی جماعت اور اس کے دو حصوں کی طرف اشارہ ہے۔ مضمون نگار صاحب نے بیعت کرنے میں جلدی سے کام لیا۔ انہیں تو استخارہ سے برابر کام لینا چاہیے تھا تاکہ ان پر کھولا جاتا کہ اس سنگترے کا خراب حصہ کونسا ہے اور صاف کونسا۔ اگر بے ادبی معاف ہو تو ہم اب بھی عرض کرنے کی جرأت کریں گے کہ واقعات دنیا میں موجود ہیں۔ صرف آپ کے غور و فکر کی ضرورت ہے۔ اگر آپ کوشش کرینگے تو یقیناً اللہ تعالےٰ آپ کو سنگترہ کے اس حصہ سے حلاوت اندوز ہونے کا موقعہ دے گا۔ جو صاف اور ستھرا ہے۔

گاندھی جی اور ریاست بڑودہ

یکم مئی کے روزانہ اخبارات میں مندرجہ ذیل خبر شائع ہوئی ہے:۔

"بلی موریا ۲۹ر اپریل۔ آج صبح چکاری میں ریاست بڑودہ کے حدود کے قریب گاندھی جی نے ایک جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے کہا۔ کیا جلسہ ریاست بڑودہ کی حدود میں ہو رہا ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ نہیں یہ مقام برطانی علاقہ میں ہے۔ اس پر گاندھی جی نے کہا پھر وہ خوشی سے نمک بنائیں۔ آپ نے (گاندھی جی) کہا کہ ہمیں ہندوستانی ریاستوں کے اندر اعتدال سے کام لینا چاہیے۔ جن کے ساتھ ہمارے تعلقات کا فیصلہ زمانہ مستقبل میں خدا کرے گا۔

گاندھی جی نے ریاست بڑودہ کے باشندوں سے کہا کہ وہ غیر ملکی کپڑا اور شراب ترک کر دیں۔ اور اگر وہ نمک بنانا چاہیں تو برطانی علاقہ میں ہی بنائیں"

بڑودہ کی ریاست حدود ہندوستان کے اندر اور حکومت برطانیہ کے ماتحت ہے بظاہر یہ ایک تعجب انگیز بات معلوم ہوتی ہے۔ گاندھی جی اس حکومت کو "شیطانی گورنمنٹ" کہتے باوجود اس کی ہر ایک ماتحت اور مددگار ریاست کے متعلق اس قدر محتاط ہیں کہ تقریر کرنے سے پیشتر دریافت کرتے ہیں کہ یہ گورنمنٹ کا علاقہ ہے یا ریاست کا۔ صرف یہی نہیں بلکہ ریاست کے باشندوں کو ریاست کے اندر قانون شکنی سے بھی روکتے ہیں۔ اور برطانی علاقے میں آکر قانون شکنی کی تاکید کرتے ہیں۔ لیکن ہمارے نزدیک اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں۔ گاندھی جی خواہ کچھ کہیں اور کریں۔ مگر وہ اپنی ہندو قوم کے ایک معمولی سے فائدے کو بھی کسی طرح قربان نہیں کر سکتے۔ بڑودہ ایک ہندو ریاست ہے بہت سے ہندو اداروں کو وہاں سے مدد ملتی ہے۔ مہاراجہ بڑودہ کو ہندی اور سنسکرت زبان کی ترقی کا خاص خیال ہے۔ حدود ریاست کے اندر قانون شکنی کرنا حکام ریاست کی مشکلات کا باعث ہو سکتا تھا۔ ممکن تھا کہ یہ مشکلات ہندوؤں کی بہت سی قومی تحریکات پر بلاواسطہ یا بالواسطہ اثر انداز ہوتیں۔ یہی معمولی خطرہ گاندھی کی اس زبردست احتیاط کا باعث ہے۔

گاندھی جی نے اپنی تقریر میں "ہندوستانی ریاستوں" کا نام لیا ہے سوال ہو سکتا ہے کہ بڑودہ کی بجائے اگر کوئی اسلامی ریاست ہوتی تو مہاتما جی یا ان کے دیگر ستیہ گرہی اور کانگرسی رفقا اسی طرح محتاط رہتے؟ اس کا جواب گذشتہ کانگرسی تحریکات کے مطالعہ سے مل سکتا ہے۔ یا آئندہ واقعات دیں گے۔ میدان سیاست میں آئے ہوئے مسلمان لیڈر کاش گاندھی کی اس دور اندیشی اور قوم نوازی سے بھی کوئی سبق لیتے۔

بیراگی بندا کی سالگرہ
مسلمانوں کے لئے چند قابل غور امور

(از شیخ محمد انعام الحق صاحب ہوشیارپوری)

آجکل گاندھی جی کی سیاسی تحریک کا چاروں طرف چرچا ہو رہا ہے۔ ہمارے برادران وطن تو "پورن سواراج" کی اس "فیصلہ کن" "جنگ" میں پورے طور پر شامل ہو چکے ہیں۔ ان کے اخبارات اسی "جنگ" کی تائید و ذکر سے لبریز نظر آتے ہیں۔ ہر ایک ہندو اس کو کامیاب بنانے میں ہمہ تن مصروف دکھائی دیتا ہے۔ فضا "انقلاب زندہ باد" کے نعروں سے گونج رہی ہے۔ بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہندوؤں کی تمام تر توجہ اور طاقت آزادی وطن کے لئے وقف ہو چکی ہے۔ اس کے علاوہ ان کے سامنے اور کوئی کام نہیں۔ مگر دراصل ایسا نہیں۔ ظاہر بین آنکھوں کے مشاہدات خواہ کچھ ہوں۔ مگر واقعات کی گہرائیوں تک پہنچنے والوں کی نگاہوں سے حقیقت پوشیدہ نہیں رہ سکتی۔ ہندو بیشک ایک زبردست سیاسی تحریک میں حصہ لے رہے ہیں لیکن وہ اپنی مخصوص قومی تحریکات کے فروغ سے بھی غافل نہیں۔ شدھی، سنگٹھن، آریہ سماج، ہندو سبھا اور مہابیر دل وغیرہ پہلے سے زیادہ سرعت سے ترقی کر رہے ہیں۔ اور وہ ہندو کانگرسی لیڈر اور عوام جو بظاہر وطن کی آزادی کے لئے وقف ہو چکے ہیں ان تمام فرقہ وارانہ تحریکات میں ہر طریق سے پورے طور پر حصہ لیتے ہیں۔

اس کی ایک تازہ مثال ملاحظہ ہو۔ ۳ر مئی کے ہندو روزناموں میں ہندو سبھا کے اراکین کی طرف سے مندرجہ ذیل اعلان شائع ہوا ہے:۔

"امسال بھی لاہور کے ہندو بیراگی بندا بہادر کا جنم دن نہایت شان سے منائیں۔ ہندو سبھا نے فیصلہ کر لیا ہے کہ اس تقریب پر حسب سابق ۳۱ مئی و یکم جون ہندو ودیا دھام شالہ بیرون ٹکسالی دروازہ ایک بھاری میلہ منعقد کیا جائے۔ جس کے پروگرام میں جسمانی کرتب، ورزش کی کھیلیں اور دیگر اہم باتیں شامل ہوں گی۔ بلکہ پنجاب میں ہر سال اس بڑے قومی ہیرو کی یادگار اسی طرح منائی جائے جس طرح مہاراشٹر میں چھترپتی شیواجی کی یادگار منائی جاتی ہے۔ ضرورت ہے کہ اہل لاہور اس موقعہ پر اپنی فرض شناسی کا ثبوت دیں۔ اور یہ دن نہایت شان سے منانے کے لئے ہندو سبھا کی مدد کریں۔ تمام رقوم پریزیڈنٹ پنجاب ہندو سبھا لاہور کے نام آنی" (ربھے ماترم ۳ر مئی ۱۹۳۰ء)

اس اعلان پر ایسے اصحاب کے بھی دستخط ہیں۔ جو کانگرسی تحریکات میں بھی پیش پیش نظر آتے ہیں۔ ان میں سے لالہ خوشحال چند خورسند ایڈیٹر اخبار ملاپ اور لالہ شام لال کپور ایڈیٹر اخبار گرو گھنٹال خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

گاندھی جی کی تحریک تمام ہندوستان کی آزادی کے لئے ہے یا اس سے کسی خاص قوم کے مفاد وابستہ ہیں؟ بیراگی بندہ اور شیواجی کے کارنامے کیا ہیں۔ اور ان کی یاد کو تازہ کرنے سے ہندو مسلم اتحاد پر کیسا اثر ہوگا؟ اس قسم کی تحریکات سے ہندوؤں میں کس قسم کے جذبات پیدا کرنا مقصود ہے؟ یہ ایسے سوالات ہیں جن کا جواب ہمیں ہندوؤں سے نہیں مانگنا چاہیے۔ کیونکہ معمولی غور و فکر کے بعد یہ خود بخود سمجھ میں آ جاتے ہیں۔ اس سلسلہ میں ہمارا ہندوؤں سے کوئی گلہ کرنا یا ان کو کسی قسم کا الزام دینا بھی بے محل ہوگا۔ ان کا یہ طرز عمل ان کی عقلمندی اور ہوشیاری کا مظہر ہے۔ البتہ ہم کانگرسی مسلمانوں کی خدمت میں چند باتیں ضرور عرض کریں گے۔

یہ علیحدہ بحث ہے کہ مسلمانوں کو موجودہ تحریک میں شامل ہونا چاہیے یا نہیں۔ اس سے ہم فی الحال قطع نظر کرتے ہیں۔ لیکن اس سے تو کسی مسلمان کو بھی انکار نہ ہوگا کہ آزادی وطن کے علاوہ مسلمانوں

کی اور بہت سی ضروریات بھی جن کی طرف سے غافل رہنا قومی تباہی کا مترادف ہوگا؟ کیا آج کل مسلمانوں کی مذہبی، معاشرتی اور اقتصادی اصلاح، تنظیم، تبلیغ اسلام اور دینی و دنیوی تعلیم وغیرہ قوم کی بقا و حیات کے لئے ضروری نہیں ہیں؟ مگر آپ کسی قابل ذکر مسلمان کانگرسی لیڈر کا نام لے سکتے ہیں۔ جو ان امور کی طرف متوجہ ہو؟ ہندو ان تمام میدانوں میں مسلمانوں سے بہت آگے ہیں اور برابر بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔ مگر اس جدوجہد کے زمانہ میں کانگرسی مسلمان ان تمام ضروری امور کو خدا جانے کیوں سواراج کے قیام تک پر ملتوی کر رہے ہیں۔

ہم کسی قوم کے ہیرو کی توہین نہیں کرنا چاہتے۔ مگر بیراگی بندا اور شیواجی وغیرہ کی نسبت تاریخ کا جو فتویٰ ہے اس کو نظرانداز نہیں کیا جا سکتا۔ اگر ہندو وطن پرستی کے بلند بانگ دعوے کے باوجود ان کی یادگار منا سکتے ہیں تو ہمارے کانگرسی مسلمانوں نے اپنے قومی ہیروؤں کو فراموش کرنا کیوں ضروری سمجھ لیا ہے؟ حالانکہ وہ حقیقی معنوں میں ہیرو تھے۔ کیا غازی محمد بن قاسم، محمود غزنوی، حضرت عالمگیر اور سلطان ٹیپو وغیرہ کے شاندار کارنامے ان کی درگاہ میں بکسر ناقابل قبول ہیں؟

ہم خوب جانتے ہیں کہ ہمارے کانگرسی بھائی ہمارے کسی سوال کا جواب نہیں دے سکتے۔ وہ ان تمام باتوں کو جائز اور ضروری سمجھ لینے کے باوجود ان میں کوئی عملی حصہ نہ لیں گے۔ کیونکہ ان کے ہندو رفیق اس کو گوارا نہیں کر سکتے۔ کانگرس اپنے کیمپ کے اندر شدھی کانفرنس کے انعقاد کی اجازت دے سکتی ہے بڑے بڑے ہندو کانگرسی لیڈر شدھی، سنگٹھن، ہندو سبھا، مہابیر دل وغیرہ کے لئے کام کر سکتے ہیں۔ مگر وہ مسلمانوں کو اپنی قومی تحریکات میں حصہ لینے کی کبھی اجازت نہ دیں گے۔ یہی وجہ ہے کہ جب کبھی کسی مسلمان کانگرسی نے ایسا ارادہ کیا ہے۔ ہندوؤں نے ان کو بزور باز رکھا ہے گذشتہ چند ماہ کے واقعات پر نظر کر لیجئے۔ آپ کو اس کی بہت سی مثالیں مل جائیں گی۔

ملک میں جو طوفان بپا ہے ہم اس کے متعلق کچھ نہیں کہنا چاہتے البتہ ہندوؤں کی اس افسوسناک ذہنیت اور کانگرسی مسلمانوں کی اس غیر معقول روش اور بے بسی کی موجودگی میں۔ ہمیں کوئی نیا قدم اٹھانے سے پیشتر تمام نشیب و فراز پر پوری طرح غور کر لینا چاہیے۔ اور اپنی پسماندہ قوم کے مفاد کو سب چیزوں سے مقدم رکھنا چاہیے۔ جذبات بڑی چیز سہی۔ لیکن سب کچھ یہی نہیں ہیں۔ واقعات و حقائق کی طرف سے آنکھیں بند کر لینا ہمیشہ ناکامی و بربادی کا موجب ہوا کرتا ہے۔ خدا مسلمان قوم کو اس سے بچائے۔

عید اضحیٰ اور اسکے ضروری مسائل

عید ضحیٰ کا دن دنیا کی تاریخ میں ایک بے نظیر قربانی کی یادگار ہے یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اپنے اکلوتے بیٹے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو اللہ تعالےٰ کی رضا کی خاطر قربانی کرنے کے لئے تیار ہو جانا۔ باپ اور بیٹے کا تعلق محبت کس قدر زبردست اور شدید تعلق ہوتا ہے۔ پھر بیٹا بھی اکلوتا، نوجوان۔ بڑھاپے کا سہارا۔ مگر خدا کی رضا کا خیال کس قدر غالب تھا کہ باپ اپنے بیٹے کی گردن پر چھری رکھ دیتا ہے۔ یہ وہ بلند نصب العین ہے کہ جو ہماری آنکھوں کے سامنے ہونا چاہیے۔ ہمارے دل میں ہر وقت نہیں تو سال میں ایک مرتبہ ہی یہ تڑپ پیدا ہونی چاہیے۔ کہ ہم بھی اللہ تعالےٰ کی رضا کے لئے کوئی ایسی ہی قربانی کا کام کر سکیں۔

قربانی واجب ہے۔ امام ابوحنیفہ کے نزدیک قربانی واجب ہے۔ قربانی نماز عید کے بعد کی جاتی ہے گائے اور اونٹ کی قربانی میں سات سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں۔ بکری۔ مینڈھا۔ دنبہ میں کوئی شریک نہیں ہو سکتا۔ بارہویں تاریخ تک قربانی ہو سکتی ہے جانور اچھا موٹا تازہ ہو۔ دبلا مریض اور لنگڑا نہ ہو۔ بکری اور دنبہ کی عمر ایک سال تک ہو۔

قربانی کی کھالوں کا بہترین مصرف اشاعت اسلام ہے اس سے بھی انجمن کو کافی امداد مل سکتی ہے۔ مقامی جماعتوں کے سیکرٹری صاحبان ان کے جمع کرنے میں مقدور بھر کوشش کریں۔

نماز۔ میں بارہ تکبیریں ہوتی ہیں۔ سات پہلی میں اور پانچ دوسری میں دونوں قرأت سے پہلے امام بخاری اس حدیث کو صحیح قرار دیتے ہیں اور امام احمد

بے رحم قاتل کے خنجر سے نہ تھا۔ بلکہ صرف "تیغ قلم" سے تھا۔ اور خدا کا ہزار ہزار شکر ہے کہ آپ اپنے اس آوارہ مزاج دشمن پر غالب آگئے۔ رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت۔ محرم کے ایام میں جب کہ چار سو شہادت امام حسینؑ علیہ السلام کا چرچا ہو رہا ہو" جناب ایڈیٹر صاحب "فاروق کی شہادت" جیسا خطرناک عنوان دیکر مالک کارخانہ اکسیر معدہ نے کسی اچھی سمجھ کا ثبوت نہیں دیا۔ یقیناً ہماری طرح کئی قلوب پریشان ہوئے ہوں گے۔ آخر پر ہم اتنا کہے بغیر نہیں رہ سکتے۔ کہ بفضل خدا جہاں خلیفہ قادیان کی وفات کی خبر غلط نکلی وہاں ایڈیٹر صاحب "فاروق" کی شہادت بھی صرف "تیغ" تک ہی محدود رہی۔ سب خیریت ہے۔ قبلہ میر صاحب کے احباب اور متعلقین کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔

اخبار "اسٹیٹسمین" کیخلاف غم و غصہ

مکرم جناب ایڈیٹر صاحب پیغام صلح لاہور

السلام علیکم! مندرجہ ذیل سطور اپنے گرامی قدر اخبار "پیغام صلح" کی قریبی اشاعت میں درج فرما کر ممنون فرمائیں۔

جمعیت شبان کا ایک غیر معمولی اجلاس بتاریخ ۱ر جون ۱۹۳۰ء زیر صدارت جناب حکیم عبد المجید صاحب عتیقی منعقد ہوا۔ جس میں مندرجہ ذیل قرارداد متفقہ طور پر منظور کی گئی۔

"جمعیت شبان کا یہ اجلاس اخبار اسٹیٹسمین کلکتہ کی اس ہرزہ سرائی کے خلاف جو اس نے پیغمبر اسلام صلعم کی شان میں کی ہے اپنے شدید غم و غصہ کا اظہار کرتے ہوئے حکومت سے پرزور مطالبہ کرتا ہے کہ وہ اخبار مذکور کے خلاف جلد سے جلد کوئی مؤثر کارروائی کرے۔ ورنہ نتائج کی تمام تر ذمہ داری حکومت پر عاید ہوگی"

عقیدتمندی کے اظہار کے لئے تجویز کھڑے ہو کر کی گئی۔

جائنٹ سیکرٹری

فضل المجید دلاوری۔ جمعیت شبان موچی دروازہ لاہور

بکڈپو کا رعایتی اعلان

بکڈپو کا رعایتی اعلان "پیغام صلح" کے آخری صفحہ پر متواتر شائع ہو رہا ہے۔ یہ رعایت ۲۰ر جون تک ہے۔ ہم پہلے بھی اس رعایتی اعلان کی طرف توجہ دلا چکے ہیں۔ اب بھی لکھتے ہیں۔ تمام مسلمانوں کو بالعموم اور احباب سلسلہ کو بالخصوص اس عظیم الشان رعایتی اعلان سے فائدہ اٹھانا چاہئے۔ یہ نادر موقعہ ہے کہ اسلامی لٹریچر بکثرت خرید کر نہ صرف مسلمان اس سے متمتع ہوں بلکہ غیر مسلمین تک اس کو پہنچا دیا جائے۔ جن لوگوں کے دلوں میں اس کام کی تڑپ رہتی تھی کہ اسلامی لٹریچر خرید کر غیر مسلموں تک پہنچائیں اور یوں اپنے گھر بیٹھے بٹھائے تبلیغ اسلام کا لطف لیں۔ مگر قیمتی کتب خرید کرنا ان کی ہمت و طاقت سے باہر تھا اور وہ اس فریضہ کی ادائیگی سے محروم تھے۔ ان لوگوں کے لئے یہ موقعہ ہے کہ اپنی دلی تڑپ کو پورا کریں اور اپنی ایک دیرینہ آرزو کو بر آتا دیکھیں۔

مبارکباد

اطلاع ملی ہے کہ بادشاہ سلامت کی سالگرہ کے موقعہ پر علاوہ دیگر بہت سے مسلمان معززین کے ہمارے مخلص دوستوں شیخ محمد صادق صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس کوتوالی لاہور اور چوہدری فتح شیر خان صاحب میونسپل کمشنر زنگ (لاہور) کو خطابات خانصاحب عطا ہوئے ہیں۔

"پیغام صلح":۔ ہم شیخ محمد صادق صاحب و چوہدری فتح شیر خانصاحب کی خدمت میں دلی مبارکباد پیش کرنے کے بعد اتنا ضرور عرض کرینگے کہ آپ جہاں اپنی اس عزت کی خوشی میں اپنے احباب کو ٹی پارٹیوں اور طرح طرح کے میوہ جات اور لذیذ کھانوں سے تواضع کرینگے۔ وہاں آپ کو اپنے اس قومی آرگن کی اشاعت کے لئے بھی سرگرمی سے حصہ لینا ہوگا۔ کیا ہم امید کر سکتے ہیں کہ آپ اپنے اس خوشی کے موقعہ پر پیغام صلح کے لئے چند خریدار بہم پہنچانے کی تکلیف گوارا فرمائیں گے۔

علی پور میں اتحاد اسلام کا روح پرور نظارہ

انجمن تحفظ اسلام علی پور کا دوسرا تبلیغی سالانہ جلسہ

۲۳ر ۲۴ر ۲۵ر مئی ۱۹۳۰ء کو انجمن تحفظ اسلام علی پور ضلع مظفر گڑھ کا دوسرا تبلیغی سالانہ جلسہ تھا۔ اس جلسہ کی خصوصیات میں سب سے بڑی خصوصیت یہ تھی کہ منتظمین جلسہ نے تمام اسلامی فرقوں کے علماء کو دعوت دے رکھی تھی۔ چنانچہ شیعہ حضرات کی طرف سے مولانا مرزا یوسف حسین صاحب۔ قادیاں سے مولانا عبد الغفور صاحب مولوی فاضل۔ اہل سنت والجماعت کی طرف سے مولانا مشتاق احمد صاحب۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کی طرف سے خاکسار ایڈیٹر "پیغام صلح" اور مسٹر بشیر احمد صاحب سابق روشن لال علی پوری شریک جلسہ ہوئے۔

اگرچہ مخالفین اسلام نے انتہائی کوشش کی کہ مسلمانوں کا یہ منعقد جلسہ ناکامیاب رہے۔ اور مسلمانوں کے مختلف فرقوں کے علماء ایک سٹیج پر نظر نہ آئیں۔ مگر خدا تعالےٰ نے اپنے فضل سے اس جلسہ کو ہر پہلو سے کامیاب کیا۔ اور دشمنان اسلام نے وہ کچھ دیکھا اور سنا جس کی انہیں کبھی بھی توقع نہیں ہو سکتی تھی۔

ہندو سبھا نے ایک رزولیوشن کے ذریعہ حکام ضلع کو بدظن کرنے کی کوشش کی اور لکھا کہ تمام ضلع کے مسلمان ایک جگہ جمع ہو کر نامعلوم کیا حشر برپا کرنے کو ہیں۔ خدارا ایسے جلسہ کو روکا جائے۔

علاوہ ازیں فیصلہ کیا گیا کہ جبتک مسلمانوں کا جلسہ رہے کوئی ہندو عورت باہر نہ نکلے۔ کہ کوئی مسلمان غنڈہ چھیڑ چھاڑ نہ کرنے پائے۔

بسوخت عقل ز حیرت کہ ایں چہ بوالعجبی ست

آخر جلسہ ہوا اور نہایت دھوم سے ہوا۔ نہ کہیں حشر برپا ہوا نہ کوئی مسلمان غنڈہ دیکھا گیا۔ ہندوؤں کے تمام الزامات توہمات سے زیادہ کچھ نہ ثابت ہوئے۔ پولیس افسروں و مقامی حکام نے خود باقاعدہ جلسہ میں شریک رہ کر دیکھا اور محسوس کیا کہ مسلمان قوم کس قدر امن پسند اور سلامتی کی علمبردار ہے۔ اس کی کسی خفیف سی حرکت سے بھی بد امنی یا دل آزاری کا کوئی دھندلا سا پہلو بھی نہیں نکلتا۔ مسلمان اپنے لیکچروں میں اگر کسی کا رونا رو رہے ہیں تو وہ صرف اپنی پسماندہ قوم اور اس کے فطرتی و جائز حقوق ہیں۔ افسران پولیس و مقامی ذمہ دار حکام نے اسلامی سٹیج پر کسی مقدس انسان رشی منی یا بانی مذہب کی شان میں کوئی گستاخی نہیں دیکھی۔

اس کے مقابلہ پر مقامی حکام کو آریہ سماج کا وہ سالانہ جلسہ بھی یاد ہے جو حال ہی میں گذرا اور جس میں ستیہ دیو جیسے شریر اور بدزبان پنڈتوں نے اپنی خباثت باطنی کا ثبوت دل کھول کر پیش کیا۔ اسلام اور بانی اسلام پر بازاری الفاظ میں تقریریں کر کے ویدک تہذیب و شرافت کو چار چاند لگائے۔ آریوں کی یہ دل آزار کارروائیاں آریہ سماج مندر تک ہی محدود نہ رہی تھیں۔ بلکہ گلی کوچوں اور بازاروں میں نکل کر نگر کیرتنوں اور بھجن منڈلیوں کی صورت میں گھوم پھر کر مسلمانوں کو علی الاعلان گالیاں دی گئیں۔ آریوں کے یہ مظالم آج سے نہیں برابر اٹھائیس سال سے چلے آرہے ہیں۔ مگر مسلمانوں نے صبر و برداشت کا دامن کبھی بھی اپنے ہاتھ سے نہیں دیا۔ اور حکام کو کبھی کوئی شکایت کا موقعہ نہ ملا۔ مسلمانوں کی اس انتہائی شرافت سے ناجائز فائدہ اٹھا کر آریہ سماج ہر سال اس کمینگی سے کام لیتی اور بانیان مذاہب کی عزت کو گلی کوچوں میں اچھالنے کی عادی ہو چکی ہے۔ انجمن تحفظ اسلام علی پور کا یہ سالانہ جلسہ ایک پُرامن جلسہ تھا۔ جو کہ مسلمانوں کی ادھوری کوششوں کا ایک ابتدائی نتیجہ تھا۔ لیکن ہندو ذہنیت کو ایک آنکھ نہ بھایا۔ اور اپنے اٹھائیس سالہ جلسوں کے مقابلہ پر مسلمانوں کے اس ایک جلسہ کو بھی برداشت نہ کر سکے۔ اور اس کے ناکام بنانے میں ناجائز سے ناجائز حرکت کو بھی ناروا نہ رکھا۔ مگر خدا نے ہندو ذہنیت کو مطالعہ کا موقعہ دیا کہ کس طرح آج بھی مسلمانوں کے مختلف فرقے ایک ہی سٹیج پر جمع ہو کر خدمت اسلام کا کام کر سکتے ہیں۔ ان کے آپس کے معمولی اور فروعی اختلافات کوئی اتنی حیثیت نہیں رکھتے کہ وہ آپس میں مل نہ سکیں۔ علی پور کی سرزمین پر مسلمانوں کے اس متفقہ جلسہ نے دشمنان اسلام کی امیدوں پر پانی پھیر دیا۔ جس سے مسلمانوں میں بھی تھوڑا بہت تفرقہ تھا احمدی غیر احمدی دنگل گرم ہوا تھا۔ اسی میدان میں تمام اسلامی فرقوں کو متحد دیکھ کر ہندوؤں کے سینوں پر سانپ لوٹ لوٹ جاتے تھے۔ وہ کرکچھ نہ سکتے تھے۔

اس جلسہ کی مفصل روئیداد تو علی پور سے لکھی آئے گی۔ فی الحال اتنا ذکر دینا ضروری ہے کہ اس جلسہ کی کامیابی کا سہرا حاجی سردار جان۔ محمد خان صاحب گویانگ وہمارے پہلے کرم فرما و پرجوش و باہمت دوست جناب میاں خان محمد صاحب میونسپل کمشنر کے سر ہے۔ اول الذکر باہمت مسلمان نے جلسہ کا سارا خرچ اپنی گرہ سے ادا کیا۔ مؤخر الذکر ہمدرد اسلام نے اپنا کاروبار چھوڑ کر رات دن جلسہ کی کامیابی کے لئے جان لڑا دی۔ بہت سی مایوسیوں اور نا امیدیوں نے وقتاً فوقتاً اپنا بھیانک چہرہ دکھایا۔ مگر اس مرد خدا نے کمر ہمت کو چست رکھا۔ آخر انہی لوگوں کی بے لوث اور پُر از خلوص خدمات تھیں۔ کہ خدا نے قبول کیں۔ اور جلسہ نہایت شاندار کامیابی سے ختم ہوا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان بزرگوں کو اپنی جناب سے اجر عظیم دے اور بیش از پیش خدمت اسلام کی توفیق عطا فرمائے۔

ایک ضروری گذارش

احباب توجہ فرمائیں

احباب کو معلوم ہوا ہے کہ مجلس معتمدین و کانفرنس منعقدہ دسمبر ۱۹۲۹ء میں انجمن کی بڑھتی ہوئی ضروریات اور مالی مشکلات کو مدنظر رکھتے ہوئے فیصلہ کیا گیا تھا کہ آئندہ چندہ ماہوار کی شرح ایک آنہ فی روپیہ مقرر کی جائے۔ جس کی اطلاع بذریعہ اخبار اور الگ چٹھیات کے پہنچائی گئی۔ لیکن پانچ ماہ گذرنے کے باوجود جماعت میں اس پر عمل درآمد شروع نہیں ہوا۔ صرف ملازمین انجمن یکم جنوری ۱۹۳۰ء سے اس پر عمل درآمد کر رہے ہیں۔ یا بعض معدودے چند بیرونی احباب۔ اور باقی عام طور پر بے توجہی سے کام لیا گیا ہے۔ حالانکہ اس قسم کی تحریکات میں جب تک ساری قوم ہمہ تن شریک نہ ہو اصل غرض حاصل نہیں ہوتی۔ اور جو چند لوگ اس میں شامل ہوتے ہیں وہ بھی اگرچہ اپنی نیکی کا اجر پاتے ہیں۔ لیکن جو حظ اور لطف ساری جماعت کے عملدرآمد سے کسی قوت کا شاہدہ کرنے میں انہیں حاصل ہو سکتا تھا نہیں ہوتا۔ اس کے لئے جملہ ممبران مجلس معتمدین اور سیکرٹریان شاخہا کو بالخصوص توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ اگر وہ ہاتھ نہیں بٹاتے اور قوم کی مشکلات کا فکر نہیں رکھتے تو اور کون رکھیگا۔ مہربانی فرما کر اپنی ذمہ داری کو محسوس کریں۔ اور کچھ عملی حصہ لے کر اس تحریک میں خود بھی شامل ہوں اور سلسلہ کے دوسرے تمام ممبران کو اس میں شامل کریں۔ یہ کام بغیر تکلیف اور مشقت اٹھانے کے نہیں ہوگا۔ اس کے لئے باقاعدہ دو دو تین تین دردمند احباب ملکر اپنی اپنی جماعتوں میں جب تک کوشش نہ کریں گے یہ تحریک کامیاب نہیں ہو سکتی۔ اس لئے تمام دوستوں کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ اس کام کو خدمت دینی سمجھ کر باقاعدہ نظام کے ذریعے کامیاب بنائیں۔ اور ہر بالغ احمدی دوست کو چندہ ماہوار میں شریک کریں۔ اس کا حساب رکھیں۔ وصولی کا پورا پورا انتظام کریں۔ اور مجھے ان فہرستوں سے اطلاع دیں۔ جن سے معلوم ہو کہ جماعت واقعی آنہ فی روپیہ چندہ کی تحریک میں شامل ہو گئی ہے۔ میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ ہماری موجودہ بہت سی مشکلات عدم توجہ کی وجہ سے ہیں۔ اگر ساری جماعت اس کو اپنا فرض قرار دیکر ہر ماہ پورا پورا حساب کر کے اپنی رقم دینی جہاد کے لئے الگ کر دے تو تھوڑے ہی عرصہ میں ہم اپنی مشکلات پر غالب آسکیں گے۔ اپنی جماعت کے تمام احباب کے لئے یہ ایک بڑی خدمت کا کام ہے۔ جس کے لئے میں امید کرتا ہوں

یک محمدؐ در دل و جانم ہنوز

(از جناب سید عبدالمجید صاحب پنشنر جج کپورتھلہ)

رخنہ ہا می داشت ایمانم ہنوز ۔۔۔ کیں دل و جانم، دل و جانم ہنوز
بر جنون خویش می باید گریست ۔۔۔ جیب و داماں، جیب و دامانم ہنوز
جائے گل گل باشم و با خار خار ۔۔۔ بد بہ بد، نیکو بہ نیکانم ہنوز
از بہائم ہم فروتر گشتہ ام ۔۔۔ باز می گویم کہ انسانم ہنوز
خندہ می زد کفر بر اسلام من ۔۔۔ من بایں نازم، مسلمانم ہنوز
شیخ من، مومن شد و انساں نہ شد ۔۔۔ زیں شگرفِ دہر حیرانم ہنوز
ظاہرم مومن، بہ باطن کافرم ۔۔۔ در فریب کفر پنہانم ہنوز
زہد می لرزد، از آنچہ کردہ ام ۔۔۔ من بہ ناکردہ پشیمانم ہنوز
لَیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی[1] ۔۔۔ شد فرامش باز انسانم ہنوز
فطرتم بر فطرت اللہ بودہ است[2] ۔۔۔ برق وش در ابر پنہانم ہنوز
انتم الاعلون از یادم برفت[3] ۔۔۔ بے خبر از رمزِ قرآنم ہنوز
نکہتے از یثرب و بطحیٰ بہ بیں ۔۔۔ حالیا آید بہ ویرانم ہنوز
دست رو جائے کہ بر شاہی زنند ۔۔۔ من بآں اقلیم خاقانم ہنوز
فاش میگویم بایں تیرہ دلی ۔۔۔ چشمۂ از آب حیوانم ہنوز
دہر می باید پیام حق ز من ۔۔۔ یک محمدؐ در دل و جانم ہنوز
عالمے را، ہاں، زسوز آرد بوجد ۔۔۔ نغمۂ سازِ رگ جانم ہنوز

لعنت تکفیر قومم را گرفت
از ہمیں عاصم پریشانم ہنوز

[1] آیت شریفہ لیس للانسان الا ما سعیٰ - ۴۰ : ۵۳ - [2] آیت شریفہ فطرت اللہ التی فطر الناس علیہا - ۲۹ : ۳۰ -
[3] آیت شریفہ - ولا تہنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مومنین - ۱۳۳ : ۳

شذرات

(از شیخ محمد انعام الحق)

میلاد نمبر کی اشاعت کا خیال خاکسار راقم الحروف کو ۲۳ ر جولائی کو سوجھا - اور اسی روز قبلہ مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی سے مشورہ کرنے کے بعد اعلان کر دیا گیا۔ اس کی تیاری کے لئے ہمیں صرف چند دن ہی ملے - اس قدر قلیل عرصہ میں کسی اچھے خاص نمبر کا شائع کرنا قریباً ناممکن ہے تاہم جو کچھ ہو سکا حاضر کر دیا گیا ہے - اس میں شک نہیں کہ یہ نمبر "آخری نبی نمبر" کے مقابلہ میں ہر لحاظ سے کمتر ہے - مگر ہم امید کرتے ہیں کہ ناظرین کرام اس تحفہ کو جو حضور سرکار دو جہاں کے مبارک نام سے منسوب ہے قبول فرمائیں گے [illegible]

مضامین حاصل کرنے میں ہمیں بے حد دقت ہوئی - مضمون نگار حضرات کی خدمت میں ۱۸ر جولائی کو خطوط لکھے گئے۔ اس کے بعد دو دو تین تین بار یاد دہانی کرائی گئی - لیکن تنگیٔ وقت کی وجہ سے بہت کم اصحاب ہماری درخواست پر توجہ فرما سکے - جن اصحاب نے اس موقع پر ہماری دستگیری فرمائی ان کے ہم بے حد ممنون ہیں۔ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے باوجود انتہائی مصروفیت کے ازراہ شفقت [illegible]

صاحب آجکل آشوب چشم کے عارضہ میں مبتلا ہیں لیکن اس علالت میں بھی انہوں نے "پیغام صلح" کو محروم نہ رکھا۔ دعا ہے کہ خداوند کریم ان کو صحت عاجل عطا فرمائے۔ قلمی معاونت کے سلسلہ میں ہم اپنے دو قابل عزت بزرگوں یعنی سید عبدالمجید صاحب عاصم پنشنر جج چیفکورٹ کپورتھلہ اور مولانا محمد سعید صاحب عثمانی ہوشیارپوری کا خاص طور پر شکریہ ادا کرنا چاہتے ہیں جن کا نعتیہ کلام اس نمبر کی زینت ہے۔

میلاد نمبر کے اعلان کے دوسرے روز ہی قبلہ مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی کی طبیعت علیل ہو گئی۔ لیکن انہوں نے دوران علالت ہی میں ایک نہایت محققانہ مضمون "مذاہب عالم کی کتب مقدسہ میں آنحضرت صلعم کی صداقت کے روشن دلائل" لکھا - اور دوسرے کاموں میں ابھی ہر طرح سے مدد دیتے رہے۔ جناب مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع اور جناب محفوظ الحق صاحب علمی مدیر کوکب ہند کے مضامین بھی طوب ہیں - مؤخر الذکر صاحب بہائی مذہب سے تعلق رکھتے ہیں - لیکن باوجود اختلاف عقیدہ کے انہوں نے بلا طلب مضمون عنایت فرمایا - ان کی اس کرم فرمائی کی ہم تہِ دل سے قدر کرتے ہیں۔

اخبار کے انتظامی امور خاکسار راقم الحروف کے متعلق ہیں - میری صحت بھی کئی ہفتہ سے خراب ہو رہی ہے اسی حالت میں مضامین لکھے اور اخبار کی ترتیب کتابت اور طباعت کا انتظام کیا - قارئین کرام کو اگر کوئی خامی نظر آئے تو میری مجبوریوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اسے معاف فرمائیں۔

خواجہ حسن نظامی صاحب فن نشر و اشاعت کے خوب ماہر ہیں - اس سال انہوں نے عید المیلاد النبی کے سلسلہ میں بچوں اور عورتوں کے لئے سیرت نبوی پر ایک خوبصورت ضخیم اور عام فہم کتاب شائع کرنے کے علاوہ کاغذی رومالوں پر مسلم و غیر مسلم شعرا کا نعتیہ کلام چھپوایا ہے۔ جو بہت کم قیمت پر ابن عربی صاحب منیجر خواجہ ماڈل اسکول گزٹ دہلی سے مل سکتا ہے۔ کتاب کی قیمت غالباً ۸ ہے۔ جو مندرجہ بالا پتہ ہی سے دستیاب ہو سکتی ہے۔ خواجہ صاحب اپنی اس کوشش کی وجہ سے تمام مسلمانان ہند کے شکریہ کے مستحق ہیں۔

ابھی سطور لکھی جا رہی تھیں کہ دہلی کے مشہور رسالہ "پیشوا" کا رسول نمبر ریویو کے لئے موصول ہوا ہم اس کو صرف سرسری نظر سے دیکھ سکے ہیں۔ یہ نمبر حسب معمول بہت خوبصورت اور ضخیم ہے - تصاویر کافی تعداد میں دی گئی ہیں - مضامین بھی عمدہ ہیں۔ اس کی اشاعت پر ہم معزز "پیشوا" کے قابل مدیر مولانا سید عزیز حسن صاحب بقائی کو مبارکباد دیتے ہیں - یہ نمبر ۸ میں منیجر رسالہ پیشوا کوچہ چیلان دہلی سے مل سکتا ہے۔

عام طور پر سوال کیا جا رہا ہے کہ اس سال قادیانی جماعت نے گذشتہ دو سالوں کی طرح یوم نبی نہیں منایا - اور نہ امسال ان کی طرف سے جلسوں اور جلوسوں کا اہتمام کیا گیا ہے اس کی کیا وجہ ہے؟ کیا یہ کام کسی خاص غرض کے ماتحت عارضی طور پر اختیار کیا گیا تھا؟ اس کا جواب تو قادیانی جماعت یا اس کا اخبار "الفضل" دیگا - مگر ہمارا اپنا خیال یہ ہے کہ قادیانی جماعت اور اس کے امام محترم نے اپنی مخصوص اغراض کے حصول کی خاطر مسلمانوں کی ہمدردی حاصل کرنے کے لئے یہ کام شروع کیا تھا - اب انہیں اسی مقصد کو پورا کرنے کے لئے دوسرے ہتھکنڈے جن میں "کار خاص" بھی شامل ہے مل گئے ہیں - اس لئے امسال مذکورہ بالا کوشش نہیں کی گئی ہے۔

ہم تمام مسلمانوں سے بالعموم اور قارئین "پیغام صلح" و برادران جماعت سے بالخصوص درخواست کریں گے کہ وہ عید المیلاد النبی کے جلسوں میں ختم نبوت پر خاص زور دیں اور قادیانیوں کے عقیدہ

خطبۂ جمعہ

۲۶ شوال ۱۳۸۲ھ

وبیسئلونک عن الجبال . . . . وقل ربّ زدنی علماً

رسول اللہ صلعم کی دعاؤں سے جو قرآن شریف یا احادیث میں مذکور ہیں آپ کے اخلاق کی رفعت اور آپ کے دل کی تڑپ نمایاں طور پر نظر آتی ہے۔ آنحضور کے ان دعاؤں سے سیرت کی ایک مفصل کتاب لکھی جا سکتی ہے۔ سب سے بڑی دعا جو سب سے پہلے آپ کو سکھائی گئی اور جسے آپ خود بھی دن میں کئی کئی مرتبہ مانگتے ہیں اور جو ہر نماز میں کئی کئی دفعہ ہر مسلمان کی زبان سے نکلتی ہے یہ ہے اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم۔ اے خدا تو ہم کو سیدھے راستہ پر چلا۔ اُن لوگوں کے راستہ پر جن پر تو نے نعمتیں اُتاریں۔ اس سے اعلیٰ افضل دعا اور کیا ہو سکتی ہے؟ اس سے بلند تڑپ انسان کے وہم میں نہیں آسکتی۔ حدیثوں میں ایسی ایسی عجیب دعائیں ہیں کہ ایک صحیح فطرت والا شخص بے اختیار ان سے متاثر ہوتا ہے۔ پھر دعائیں بھی مختلف موقعوں کے لئے علیحدہ علیحدہ ہیں۔ مثلاً جب آدمی کسی شہر میں داخل ہوتا ہے تو اس کے لئے جو دعا ہے اس کا ایک حصہ یوں ہے۔ اللھم حببنا الیٰ اھلھا وحبب صالحی اھلھا الینا۔ اے خدا تو ہمیں اس بستی کے رہنے والوں کا محبوب بنا اور ان میں سے جو صالح ہیں انہیں ہمارا محبوب بنا۔ اس دعا میں کیسی تڑپ نیکی سے محبت کی پائی جاتی ہے کسی بستی کے رہنے والوں میں سے ان لوگوں کی محبت کرنے کی تڑپ ہے جو صالح ہیں۔ مگر اس کے بالمقابل یہ نہیں فرمایا کہ ہمیں ان میں سے ایسے لوگوں کا محبوب بنا جو صالح ہیں۔ بلکہ یہ خواہش ہے کہ سب آپ سے محبت کرنے والے ہوں۔ کیونکہ اگر بُرا انسان بھی صالح انسان کی محبت دل میں رکھتا ہو تو اس کا قدم نیکی کی طرف اُٹھے گا۔ اب بھی میں نے دُعا کی خاطر ہی یہ رکوع پڑھا ہے۔ آخری الفاظ میں یہ دُعا ہے کہ اے میرے رب میرے علم میں ترقی دے۔

نبی کریم صلعم کے پیغام

کو علم کے ساتھ ایک خاص مناسبت ہے۔ غور طلب امر ہے کہ نہ صرف آپ اُمّی ہیں بلکہ تمام ملک اُمّیوں کا ہے۔ پڑھے لکھے صرف اُنگلیوں پر شمار ہوتے ہیں۔ مگر اس اُمّی ملک میں ایک اُمّی انسان پر سب سے پہلی وحی یہ آتی ہے اقرأ باسم ربک الذی خلق خلق الانسان من علق اقرأ وربک الاکرم الذی علم بالقلم علم الانسان ما لم یعلم یعنی اسے اُمّی لقب انسان کامل اس خدا کا نام لے کر پڑھ جو انسان کو قلم کے ذریعے سے علم عطا فرماتا ہے اور وہ باتیں اسے سکھاتا ہے جو اس کے علم میں نہیں۔ خدا خود اپنے کلام پاک میں قلم کا ذکر کرتا ہے اور اس قلم کی بدولت علم کا اس قدر خزانہ دینے کا دعویٰ کرتا ہے۔ جو انسان کے وہم وگمان سے بالاتر ہے۔ اسی ابتدائی زمانہ کی ایک اور وحی ہے۔ ن والقلم وما یسطرون۔ جہاں ساری دنیا کو دوات اور قلموں کو اور جو علوم ان قلموں کے ذریعے سے لکھے جائیں بطور گواہ ٹھہرایا ہے۔ کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صاحب خلق عظیم ہیں۔ یعنی جس قدر زیادہ علم پھیلے گا اسی قدر زیادہ صفائی سے یہ ثابت ہوتا جائے گا کہ آپ مجنون نہیں بلکہ اخلاق فاضلہ کے مالک ہیں۔ جن کے سامنے دنیا کو سر جھکانا پڑے گا۔ کہاں عرب اور کہاں دوات قلم، سوچنے کی بات ہے۔ کہ ایک اُمّی کے اندر یہ باتیں کہاں سے پیدا ہوئیں؟ یہ اس کے اپنے خیالات کا عکس نہیں۔ بلکہ صاف طور پر اس میں خدا کا علم نظر آتا ہے۔ جو آیات میں نے پڑھی ہیں ان میں رب زدنی علما نبی کریم کی خواہش کس قدر پاک اور افضل ہے۔ کہ اے میرے خدا میرے علم کو اور بڑھا۔ قرآن جیسا خزانہ علم وحکمت آپ کو دیا جاتا ہے۔ بایں ہمہ دل میں یہ تڑپ موجود ہے کہ میرے علم کو اور زیادہ کر۔ علم کی خواہش سے کبھی نہ اُکتانا اور اس کے حصول کے لئے انتہائی جد وجہد کرنا ہی بجائے خود ایک ایسی زبردست تحریک تھی جس کی بدولت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب میں

ایک عظیم الشان انقلاب

پیدا کر دیا۔ جس کی کوئی نظیر نہیں پائی جاتی۔ یہ انقلاب کیوں پیدا ہُوا؟ بلاشبہ اس کے پیدا کرنے والی کوئی بڑی بھاری طاقت تھی۔ مگر طاقت خود علم سے پیدا ہوتی ہے جیسے حضرت آدم کے ذکر میں صاف بتا دیا کہ پہلے آدم کو علم دیا جاتا ہے پھر ملائکہ کو اس کی فرمانبرداری کا حکم دیا جاتا ہے۔ عرب پر جہالت کی تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ پھر اس جہالت کی تاریکی میں ڈوبے ہوئے باشندے شراب۔ زنا اور اسی قسم کی دوسری بدکاریوں میں مبتلا تھے۔ لیکن نبی کریم صلعم کی قوت قدسی سے جس کا سرچشمہ یقیناً آپ کا علم اور آپ کی معرفت ہی تھی۔ وہ ان تمام عیبوں اور خرابیوں سے پاک اور صاف ہو گئے۔ کیا حقیقی علم کی طاقت کا اس سے زیادہ سبق آموز اور حیرت انگیز مظاہرہ کوئی ہو سکتا ہے۔ گو حضرت عیسیٰ یا حضرت موسیٰ کی مقدس ہستیاں ہمارے لئے واجب احترام ہیں لیکن نبی کریم کی روحانی اور اخلاقی طاقت کے سامنے ان بزرگ ہستیوں کے روحانی کرشمے بھی کچھ حقیقت نہیں رکھتے قرآن شریف کو غور سے پڑھو اور دیکھو کہ علم اور فہم پر کس قدر زور دیا گیا ہے۔ طرح طرح کے پیرایوں میں تدبر، تفکر، غور، فہم، علم وغیرہ سے کام لینے کی ہدایت ہے۔ اور اسی سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ

نبی کریم صلعم کا علم

کس قدر بلند تھا۔ علم ایک مخفی چیز تھی۔ مگر اس نے طاقت میں منتقل ہو کر بتا دیا کہ کوئی شے اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ آپ کی امت کے علماء کو محض ان کے علم کی وجہ سے انبیاء کے مثل اور انبیاء کے وارث قرار دیا گیا۔ ہمارے اس زمانہ میں مجدد وقت حضرت مرزا صاحب کو علم کی بنا پر مسیح موعود کا بلند مرتبہ دیا گیا۔ کیونکہ اُس وقت علم دنیا میں پھیل رہا تھا۔ اور ضروری تھا کہ مجدد وقت کو ایسا علم دیا جاتا جس سے وہ علم وتہذیب کی مدعی قوموں پر اسلام کی عظمت کا سکہ بٹھا سکتا۔

اس مجدد کا علم

اس بلند مرتبہ کو پہنچا ہُوا تھا کہ وہی شخص جس نے مسیح موعود کے دعوے پر سب سے بڑھ کر مخالفت کی خود آپ کے علم کی تعریف میں رطب اللسان تھا۔ چنانچہ براہین احمدیہ پر ریویو کرتے ہوئے مولوی محمد حسین صاحب نے اپنے رسالہ اشاعت السنہ میں صاف الفاظ میں لکھا کہ گذشتہ تیرہ صدی کے اندر براہین احمدیہ جیسی کتاب نہیں لکھی گئی۔ جو لوگ حضرت مرزا صاحب کی صحبت سے فیض یاب ہوئے انہوں نے بھی اس علم کا سرچشمہ سے خوب سیراب ہو کر پیا۔ خواجہ صاحب (خواجہ کمال الدین) کو اللہ تعالیٰ کامل صحت عطا فرمائے۔ ایک وقت تھا کہ وہ تثلیث اور کفارہ جیسی جہالت کے پنجہ میں گرفتار ہونے کو تھے۔ لیکن یہ حضرت مرزا صاحب کی صحبت کا نتیجہ تھا کہ وہی خواجہ صاحب مجدد وقت کا علم حاصل کر کے اسی تثلیث اور کفارہ کے ابطال کرنے والے ہوئے۔ اسی طرح کئی دوسرے اصحاب بھی حضرت مرزا صاحب کی صحبت سے فیض اُٹھا کر ایسے علوم کے مالک ہو گئے کہ اللہ کے دین کی اشاعت کے لئے مجاہدانہ خدمت انجام دینے کے قابل ہو گئے۔ آپ دیکھ رہے ہیں کہ جن لوگوں نے دنیاوی علم کو ترقی دی ہے وہ کہاں سے کہاں تک پہنچ گئے ہیں۔ ایک علم قرآن کا ہے جو نبی کریم صلعم کا علم ہے جس نے دنیا میں انقلاب پیدا کر دیا۔ جس نے

مردوں کو زندہ

کر دیا تھا۔ اسی علم کو ہمارے مجدد نے زندہ کر دیا۔ اس کا وارث مجدد وقت نے ہم کو قرار دیا۔ یہ چھوٹی سی بات نہیں ہے کہ علم کا ورثہ ہماری قوم کو ملا۔ یہ ایسا نمایاں اور امتیازی رتبہ ہے جس کا اعتراف ہر ایک شخص کو ہے۔ اسلام کے سب سے بڑے دشمن پادری زویمر کو بھی اس کا اعتراف ہے۔ یاد رکھو کہ لاہور کی احمدی جماعت خصوصیت کے ساتھ اس علم کی وارث ہے۔ لوگوں کی کثرت، روپیہ کا ناز، دفاتر اور ظاہری ساز وسامان سب ایک طرف رہ جاتے ہیں۔ لیکن علم دوسری طرف ہے اور یہی درحقیقت مجدد کا ورثہ تھا جو آپ کی قوم کو مل گیا بہت سے لوگ

یہ سوال

کرتے ہیں کہ ہماری انجمن نے کیا کیا؟ اور اس کا وہ کونسا کارنامہ ہے جس پر وہ فخر کر سکتی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اس نے وہ کام کیا ہے جس کے سامنے اگر لاکھوں روپے بھی آپ کے خزانہ میں ہوتے تو ان کی کچھ حقیقت نہ ہوتی۔ کیا انجمن کا یہ کارنامہ عظیم الشان نہیں ہے کہ اس نے اللہ کے دین کی اشاعت کے لئے اس قدر علم پیدا کیا کہ دنیا آج علم کی محتاج ہے جس کے بغیر روحانی طور پر زندہ نہیں رہ سکتی۔ اس علم کی بدولت اسلام کے عالم مدامہ [illegible] جو اسلام کے سرمایہ دار ہیں۔ ابھی پچھلے حیدرآباد دکن سے ایک خط ملا۔ جس کا راقم ہماری جماعت کی تعریف کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ دھرم بھکشو ہر جگہ زبان درازی کرتا ہے لیکن یہاں اس کا کوئی جواب دینے والا نہیں ہے۔ آپ کوئی آدمی بھیج دیں۔ کیا ایسے آدمی پیدا کرنا جو دھرم بھکشو جیسے دشمن اسلام کو دندان شکن جواب دے سکے چھوٹی سی بات ہے؟ پھر ایسے آدمی جو علم والے ہوں۔ صحیح علم والے ہوں اور دشمن کے مقابلے میں پہاڑ کی طرح کھڑے ہو جانے والے ہوں۔ مولوی عبدالحق (ودیارتھی) مولوی عصمت اللہ مولوی مظفر بیگ دیکھنے میں دُبلے پتلے اور منحنی ہیں۔ لیکن جب اللہ کے دین کا بول بالا کرنے کے لئے بولتے ہیں تو پھر شیر کی طرح گرجتے ہیں۔ یہ علم کی طاقت کے کرشمے ہیں۔ اگر یہ جماعت نہ ہوتی تو کیا ایسے آدمی پیدا ہوتے؟ میں ذاتیات کو واقعات کے رنگ میں دکھانا چاہتا ہوں۔

دوکنگ مشن

نے بڑا کام کیا ہے۔ اس نے سینکڑوں آدمیوں کو ہدایت کا راستہ دکھایا ہے۔ مگر دوکنگ مشن ایسے آدمی پیدا نہ کر سکتا تھا جو صحیح علم کے وارث ہو کر خدا کے دین کو دنیا میں پھیلائیں۔ یہ کام مسیح موعود کی جماعت کا تھا۔ اگر یہ جماعت ایسے آدمی پیدا نہ کرتی تو دوکنگ مشن ہرگز نہ چل سکتا۔ یہی وہ عظیم الشان کام تھا جس کی داغ بیل حضرت مرزا صاحب نے ڈالی۔ اور دنیا کے سامنے قوت عمل کی ایک اعلیٰ مثال قائم کی اور یہی وہ کام ہے جس کی تکمیل کے لئے آپ کی جماعت حضرت مرزا صاحب کے نقش قدم پر چل رہی ہے۔ یہ بلاشبہ تصویر کا روشن پہلو ہے۔ لیکن اس کے ساتھ مجھے اپنے ان دوستوں سے شکایت بھی ہے جو احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کی مسجد میں

درس قرآن کی تحریک

کو فروغ دینے میں میرا ہاتھ نہیں بٹاتے۔ کس قدر شرم اور افسوس کا مقام ہے کہ جو لوگ مسجد کے قریب رہتے ہیں۔ وہ بھی درس میں شامل نہیں ہوتے وہ گھروں میں بیٹھے ہوئے باتوں میں اپنا وقت ضائع کر دیتے ہیں۔ لیکن مسجد میں نہ آنے کے لئے عذر پیش کرتے ہیں۔ مولانا احمد کے تبحر علمی کی نسبت جو مسجد میں درس دیتے ہیں۔ میں صرف اسی قدر کہہ سکتا ہوں کہ میں خود ان سے سیکھنے کے قابل ہوں۔ یہ خدا کا تم پر کتنا بڑا احسان ہے کہ تم میں ایسا قابل شخص موجود ہے۔ تم لکچروں کو سُن کر خوش ہوتے ہو۔ مگر یاد رکھئے کوئی بچہ محض لکچروں کے سننے سے دماغی نشو ونما کے مدارج طے نہیں کر سکتا۔ اسے پہلے ا ب ت سیکھنا پڑے گی۔ اگر یہ اصحاب درس کے وقت کسی دینی خدمت یا ضروری کام میں مصروف ہوں تو پھر مجھے کوئی شکوہ نہیں۔ لیکن میں جانتا ہوں کہ وہ گھروں میں بیٹھے رہتے ہیں۔ میری آپ سے یہی درخواست ہے اور یہی آرزو ہے کہ آپ علم کی بنیاد کو مستحکم کیجئے۔ علم کے مقابلہ میں دولت کی کچھ حقیقت نہیں۔ اگر آپ دنیا کے موجودہ حالات اور واقعات پر غائر نظر ڈالیں گے تو آپ کو تسلیم کرنا پڑے گا کہ آج کے مزدور کل کے فرمانروا ہوں گے۔ اور آج کے سیکھنے والے کل ہدایت دینے والے ہوں گے۔ آج علم مفقود ہے۔ ایسا علم جو روحانی ترقی کا ضامن ہو اور جو انسان کی حقیقی اور ابدی راحت کے لئے ضروری ہے نہیں پایا جاتا میں چاہتا ہوں کہ تم میں ایسے لوگ نکلیں جن کے وجود پر اسلام فخر کر سکے۔ میں درس کے سلسلے کو بہت وسیع دیکھنا چاہتا ہوں۔ میں چاہتا ہوں کوئی جماعت ایسی نہ ہو جہاں درس کا سلسلہ قائم نہ ہو۔ بعض جگہ بڑے بڑے صاحب علم آدمی موجود ہیں۔ مگر جہاں ایسے بزرگ نہ ہوں وہاں جماعت کا کوئی آدمی ایک ترجمہ والا قرآن شریف لے کر درس کا سلسلہ شروع کر سکتا ہے۔ جہاں دو چار اصحاب بھی نہ ہوں ایک شخص اپنے گھر والوں کو اپنے بچوں کو قرآن شریف سنا سکتا ہے۔ رب زدنی علما کی تڑپ کو اپنے سینوں میں پیدا کیجئے۔ تو آپ کو معلوم ہوگا کہ آپ دنیا میں علم کے ذریعے سے کتنے بڑے کام کر سکتے ہیں۔ اپنی قوت کو ضائع ہونے سے بچایئے اللہ تعالیٰ مجھ پر اور آپ پر رحم فرمائے۔ آمین

بقیہ صفحہ ۴

آنحضرت نے جس [illegible] موجب امن قرار دیا ہے۔ وہ دیوبندیوں کے نزدیک بدامنی کا باعث ہے اتباع الرسول اسی کا نام ہے۔ اگر کلمہ گویوں کو کافر کہنے والے خصوصاً دیوبندی اپنی تنگ دلی اور رائے پرستی کو چھوڑ کر قرآن وحدیث کو معیار ٹھہرائیں اور قرآن وحدیث کو ماننے کے بعد اجتہاد اور آزادی رائے کو تسلیم کریں تو وہ تکفیر مسلمین اور تفریق بین المسلمین کے گناہ کبیرہ سے بچ سکتے ہیں۔ اور مسلمانوں کے کاموں میں وحدت پیدا ہو سکتی [illegible]

شذرات

(از شیخ محمد انعام الحق)

بیچارے حضرت میاں محمود صاحب امام جماعت قادیان آجکل ایک بہت بڑی مشکل میں مبتلا ہیں۔ کچھ سال پیشتر وہ خدا اور رسول کے احکام اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیمات کے خلاف اپنے مریدوں کے سوائے تمام فرزندانِ توحید کو محض اپنی چند ذاتی اغراض کی خاطر کافر قرار دے چکے ہیں۔ اس لئے انہیں اور ان کے حاشیہ نشینوں کو بڑے بڑے جتن کرنے پڑے۔ قرآن، حدیث اور حضرت مسیح موعود کے ارشادات کو مروڑ توڑ کر پیش کیا۔ ناقابلِ فہم اور بھونڈی تاویلات اور غلط بیانیاں کیں۔ مریدوں کی عقل و فہم کو ماؤف کرنے کے لئے پیر پرستی کی لعنت اور گدی نشینی کی بدعت جاری کی۔ لیکن اب حالات کی تبدیلی کے ساتھ ہی میاں صاحب کو اتحاد المسلمین کے علمبردار بننے کی ضرورت پیش آئی۔ کیونکہ اس کے بغیر اُن کا لیڈری کا شوق پورا نہیں ہو سکتا اور نہ یہ ڈھونگ رچائے بغیر "کارِ خاص" سے کامیابی کی تکمیل ہو سکتی ہے۔ لیکن مشکل یہ ہے کہ ان کے تکفیر نوازی کے مسلک اور اتحاد المسلمین کے دعوے میں بعد المشرقین ہے۔ یہی مشکل ان کو آج کل پریشان کئے ہوئے ہے۔

۸ر اگست کے خطبۂ جمعہ میں میاں صاحب نے اتحاد المسلمین پر اپنے خیالات کا اظہار فرمایا تھا جس کا ذکر ۱۸ر اگست کے شذرات میں آچکا ہے۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ میاں صاحب کے تکفیر بازی کے مسلسل درس سے ان کے مریدوں کی تو ہنیت کچھ ایسی ہو چکی ہے۔ کہ ان میں سے اکثر اتحاد المسلمین کے نام کو بھی برداشت نہیں کر سکتے۔ میاں صاحب نے اس موضوع پر خطبہ تو دے دیا۔ لیکن اس کے سنتے ہی قادیانی جماعت میں کھچڑی پکنے لگی۔ کہ ہم قادیانیوں کو اتحاد المسلمین سے کیا تعلق۔ بعض جلدباز شخص فرنٹ ہونے کی تیاریاں کرنے لگے۔ یہ کیفیت دیکھ کر میاں صاحب اور ان کے مصاحبین بے حد گھبرائے۔ آخر تلافی کے طور پر ۱۵ر اگست کو ایک اور خطبہ دیا۔ جو ۱۹ر اگست کے "الفضل" میں "ایک غلطی کا ازالہ" کے عنوان سے شائع ہوا۔ یہ خطبہ ۸ر اگست کے خطبے سے بھی عجیب و غریب ہے۔

میاں صاحب نے اپنے مریدوں کو یہ یقین دلاتے ہوئے کہ اتحاد المسلمین میں حصہ لینے سے میرا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ قادیانیت کی تبلیغ چھوڑ دینی چاہئے۔ فرمایا "کسی جگہ کی جماعت کو اس بارے میں (تبلیغ قادیانیت) میں کمزوری نہیں دکھانی چاہئے۔ بلکہ تبلیغ احمدیت اسی زور سے کرنی چاہئے۔ بھلا غور کرو ہم مذہب کو کس طرح چھپا سکتے ہیں۔ اگر اپنے مذہب کو ہم سچا سمجھتے ہیں۔ تو ہمارا فرض ہے کہ پورے زور کے ساتھ اس کی طرف لوگوں کو بلائیں . . . . جس طرح آج سے پہلے ہمارے تبلیغی جلسے ہوتے رہے ہیں۔ اور وفاتِ مسیح علیہ السلام اور ختم نبوت پر وعظ ہوتے تھے۔ اسی طرح آج بھی اور آئندہ بھی ہونے چاہئیں۔"

بات تو ٹھیک ہے۔ کہ اگر کوئی اپنے مذہب کو سچا سمجھتا ہے تو پھر اس چھپانے کی کیا ضرورت ہے۔ بلکہ پورے زور کے ساتھ اس کی طرف لوگوں کو بلانا چاہئے۔ لیکن اگر میاں صاحب اجازت دیں تو ہم یہ عرض کرنے کی جرأت کریں گے کہ تکفیر المسلمین بھی آپ کے عقاید کا ایک ضروری حصہ ہے پھر آپ اسے آج کل کیوں چھپا رہے ہیں۔ خود بتانا تو ایک طرف رہا ہمارے بار بار پوچھنے پر بھی آپ نے جواب نہ دیا۔ بے شک قادیانیوں کو پہلے کی طرح تبلیغی جلسے کرنے چاہئیں۔ اور ان میں وفات مسیح علیہ السلام اور ختم نبوت پر تقریریں کرنے کے علاوہ یہ بھی ڈنکے کی چوٹ کہنا چاہئے کہ میاں صاحب کے مریدوں کے علاوہ تمام مسلمان کافر ہیں۔ اور سیدھے جہنم میں جائیں گے۔ خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام تک بھی نہ سنا ہو۔ جہاں تک ہمارا خیال ہے میاں صاحب اور ان کے مبلغ و مقرر اب اپنے ان مخصوص عقاید کو بیان کرنے کی ہرگز ہرگز جرأت نہیں کر سکتے۔

میاں صاحب نے اس خطبہ میں یہ بھی کہا ہے کہ مسلمان اختلاف رائے اور اختلاف عقاید پر ایک دوسرے کو گالیاں دیتے ہیں۔ ذاتیات پر اتر آتے ہیں۔ بے شک یہ بہت برا فعل ہے۔ مگر اس شیوہ مکروہ کا سب سے بڑا عامل ان کا سرکاری گزٹ "الفضل" ہے۔ ہم نے ایک سوال کیا کہ

مذاکرۂ علمیہ

از مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی

چند سوالات اور اُن کے جوابات

کیا حضرت مسیح موعودؑ اپنے دعاوی کو بدلتے رہے؟

سوال:- ۱- حضرت صاحب کو براہین احمدیہ کے زمانہ میں مسیح موعود کہہ کر خطاب کیا گیا۔ لیکن آپ اس کی تاویلات ہی کرتے رہے۔ بارہ سال کے بعد آپ نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا۔ اسی طرح براہین احمدیہ میں پہلے حیاتِ مسیح کا عقیدہ ظاہر کیا۔ پھر باقی کتب میں وفاتِ مسیح پر زور دیا۔

۲- اسی طرح آپ کے الہامات میں لفظ نبی اور رسول آئے۔ لیکن آپ نے اس کا دعویٰ نہ کیا۔ اور آخر دم تک آپ اس سے انکار کرتے رہے۔ مسیح موعود ہونے کا انکار کر کے تو اقرار کر لیا۔ لیکن نبی اور رسول ہونے کا انکار کر کے پھر اقرار نہ کیا۔ اس کی کیا وجہ ہے۔

۳- اللہ تعالیٰ کی اس میں کیا مصلحت تھی کہ مسیح موعود ہونے کے انکار پر بارہ سال تک غلطی میں رکھا۔ اور بارہ سال کے بعد دعویٰ کرایا۔

۴- کیا اس مامور نے پہلے اللہ تعالیٰ کے الفاظ کو غلط سمجھا۔ اگر نہیں تو اس کی تاویلات کیوں ہوتی رہیں؟

۵- جب اللہ تعالیٰ نے اسے نبی اور رسول کا صریح خطاب دیا تو نبوت اور رسالت کا دعویٰ کرنے سے کوئی اسے روک نہیں سکتا۔ (اور نہ وہ گنہگار ہو سکتا ہے)

۶- یا تو پہلے انکار نہ ہوتا۔ اور اگر انکار ہوتا تو پھر اس پر قائم رہتے۔ جس طرح نبی اور رسول نہ ہونے پر قائم رہے۔

۷- پہلے انکار اور پھر دعویٰ کیا کسی خاص الہام کے ماتحت ہوا۔ تو وہ کونسا الہام ہے۔

۸- خدا تعالیٰ کیا اپنی اس امت اور اس کے مجددین سے ہنسی کر رہا ہے۔ (نعوذ باللہ۔ ایڈیٹر) کہ کبھی انکار کراتا ہے۔ اور کبھی اقرار۔ ایسی صورت میں مامور اور اس امت کی کیا حیثیت ہوگی (اور خدا کی کیا؟ ایڈیٹر)

۹- اگر ہم ان باتوں سے یہ سمجھ لیں کہ مرزا صاحب اس رتبہ کے اہل نہ تھے جس پر خدا نے آپ کو کھڑا کیا۔ تو کونسی رکاوٹ ہے؟ اور اس کے خلاف دلیل کیا ہو سکتی ہے؟

جواب

حضرت مرزا صاحب کو قرآن کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جو عشق تھا۔ وہ آپ کی ابتدائی کتاب براہین احمدیہ سے لیکر آخری کتب براہین احمدیہ حصہ پنجم اور لجۃ النور تک سے ثابت ہے۔ آپ چونکہ کامل طور پر اپنے آپ کو تابع شریعت محمدیہ سمجھتے تھے۔ اس لئے ایسا الہام کہ جو بظاہر قرآن کریم یا حدیث صحیح کے خلاف نظر آتا تھا۔ یا تو آپ اس کو حدیثِ نفس سمجھ کر نظر انداز کر دیتے تھے۔ اور یا اس کی کوئی ممکن تاویل کر لیتے تھے۔ آپ کے ابتدائی زمانہ میں چونکہ حیاتِ مسیح کا عقیدہ مسلمانوں میں عام طور پر مروج تھا۔ اور حضرت صاحب کی یہ عادت تھی کہ وہ بغیر اعلامِ الٰہی کسی مروجہ عقیدہ میں دخل نہ دیتے تھے۔ اور اعلامِ الٰہی کے بعد بھی شریعت کے ظاہری احکامات اور اعلانات کا پاس ادب کرتے ہوئے اپنے الہام کو ان کے ماتحت رکھنے کی کوشش کرتے تھے۔ اور یہ محض عشقِ محمدی اور قرآن سے شدت محبت کی وجہ سے تھا اور حق بھی یہی ہے کہ اس امت میں خواہ کتنا بھی بڑا کوئی مجدد کیوں نہ ہو اس کا الہام قرآن کریم اور حدیث صحیح اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بالمقابل کچھ حقیقت نہیں رکھتا۔ اور یہ آنحضرت صلعم کے اس اعلیٰ مقام کی وجہ سے ہے کہ جو ان کو خداوند عالم کے ہاں حاصل ہے۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی اور دیگر اولیاء امت کے ملفوظات سے بھی یہ ظاہر ہے کہ وہ اپنے الہامات کی صحت کی کسوٹی قرآن کریم اور سنت رسول اللہ صلعم قرار دیتے تھے۔ شاید کوئی صاحب یہ اعتراض کریں کہ کلام خدا ہونے کے لحاظ سے تو انبیاء کی وحی اور اولیاء کا کلام دونوں برابر ہوتے ہیں۔ پھر دونوں میں تفاوت کیوں؟ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ دونوں کلام الٰہی ہیں۔ لیکن جس طرح خدا کی مخلوق میں تفاوت ہے۔ گو مخلوقات کا مادہ (الکٹران) ایک ہی ہے۔ لیکن مختلف مقامات اور ماحول کے اثرات کے ماتحت اس مادہ کے مختلف نسبتوں میں متحد ہونے سے انواع مخلوقات الگ الگ پیدا ہو جاتی ہیں۔ یا آسمان پر سورج ایک ہی ہے اس میں سے جو گرمی اور روشنی آتی ہے اس کو ہر ایک چیز اپنی قابلیت اور استعداد کے مطابق جذب کرتی ہے۔ اسی طرح کلام الٰہی میں اگر تفاوت نہ بھی ہو۔ مگر اس کا حصول ہر شخص کی قابلیت اور استعداد پر منحصر ہے۔

انبیاء کا آئینہ قلب چونکہ نہایت درجہ مصفا فطرتاً اللہ تعالیٰ کی طرف سے بنایا جاتا ہے۔ اس لئے اس میں کلام الٰہی کا عکس جوں کا توں پڑتا ہے۔ لیکن محدثین و مجددین کو چونکہ وہ جلا نصیب نہیں ہوتی اس لئے ان کے ساتھ تمام تر مکالمہ اور مخاطبہ من وراءِ حجاب ہوتا ہے۔ اس لئے ان کا کلام تاویل اور تعبیر طلب ہوتا ہے۔ کہ جس میں ایک مجدد یا محدث غلطی بھی کر سکتا ہے۔ پس جہاں غلطی کا امکان ہے وہاں اس کی صحت کو پرکھنے کے لئے ایک معیار ہے۔ لیکن جہاں غلطی کا امکان نہیں وہ کسی کے تابع نہیں۔ حضرت مسیح موعود چونکہ تابع شریعت محمدیہ ہیں۔ پس آپ کے کلام کی محک شریعت محمدیہ ہے۔ اس لئے حضرت مرزا صاحب اپنے ہر ایک الہام کو اس پر پیش کرتے ہیں۔ اور نبی اپنے کلام کو کسی دوسرے نبی کے کلام پر پیش نہیں کرتا۔ بیشک حضرت صاحب کو براہین احمدیہ کے زمانہ میں مسیح کر کے پکارا گیا۔ مگر اس وقت مسلمانوں میں چونکہ حیاتِ مسیح کا عقیدہ مروج تھا۔ اسلئے حضرت صاحب ظاہر شریعت کی پاسداری کرتے ہوئے مسیح ہونے کا دعویٰ نہیں کرتے۔ لیکن جب وفاتِ مسیح آپ پر قرآن کریم کی آیات کے ذریعے سے کھول دی جاتی ہے۔ اور براہین اور حج کے ذریعہ سے یہ امر روشن ہو جاتا ہے کہ مسیح ناصری آسمان پر زندہ نہیں۔ مگر دوسری طرف احادیث صحیحہ میں نزول مسیح کا عقیدہ بھی موجود ہے۔ تو آپ کو اپنے الہامات کے متعلق ایک نئی روشنی ملجاتی ہے۔ کہ جو سر بسر قرآن کریم اور احادیث سے مستفاض ہے۔ پس آپ وفاتِ مسیح کا اعلان کرتے ہیں۔ اور اس کے ساتھ ہی آنے والے مسیح کے متعلق بھی احادیث اولیاء امت اور علماء ربانی کے حوالجات کی بناء پر فیصلہ کر دیتے ہیں۔ کہ وہ اس امت میں سے ہونا چاہئے۔ اگر حضرت مسیح موعود اللہ تعالیٰ کی طرف سے براہِ راست نبی ہوتے تو بارہ سال کے اس توقف کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ اس توقف کا ایک فائدہ یہ ہے کہ آپ کی پوزیشن کو دنیا پر روشن کر دیا جائے کہ آپ محض اپنے الہامات کی بنا پر مدعی ماموریت نہیں بلکہ آپ کے دعاوی کا واحد مدار شریعت محمدیہ پر ہے۔ اگر وہاں کسی مسیح موعود کے آنے کا ذکر نہ ہوتا تو وفاتِ مسیح کا عقیدہ ظاہر ہو جانے کے باوجود بھی آپ اپنے الہامات کی بنا پر مسیح موعود ہونے کا دعویٰ نہ کر سکتے تھے۔ بلکہ ایسے الہامات کو حدیثِ نفس قرار دیا جاتا۔ یا شریعت کے ماتحت ان کی کوئی اور تاویل کر لی جاتی۔ یہی وجہ ہے کہ ظاہر شریعت کی پابندی کرتے ہوئے آپ نے اپنے الہامات کی بنا پر مسیح موعود ہونے کا دعویٰ نہ کیا۔

۲- آپ نے نبی اور رسول ہونے سے کیوں انکار کیا؟

یہ ایک عجیب بات ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو نبی اور رسول کہہ کے خطاب کرتا ہے۔ لیکن خود نبی اپنے آپ کو نبی نہیں کہتا۔ اور نہ نبوت کا مدعی ہوتا ہے۔ بلکہ ان الفاظ کی تاویل کرتا ہے اور اپنے آپ کو ظلّی، بروزی اور مجازی نبی قرار دیتا ہے۔ اگر غور کیجئے تو اس کی وجہ بھی آپ کی وہی پوزیشن ہے۔ کہ جس کا ذکر اوپر کیا گیا ہے۔ کہ آپ کے تمام تر دعاوی کا دارومدار شریعت محمدیہ پر ہے۔ اور شریعت محمدیہ میں ختم نبوت کا مسئلہ مسلم ہے۔ حیاتِ مسیح کی طرح یہاں کوئی ابہام اور

(بقیہ شذرات صفحہ ۳)

دیں۔ بہتان طرازی کی۔ ذاتی حملے کئے۔ ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ اس نے میاں صاحب کے ارشاد پر کئے۔ یا اپنی فطرت و عادت سے مجبور ہو کر۔ مگر اس کا مرتکب ضرور ہوا۔

ہمیں افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ میاں صاحب جو کچھ ارشاد فرماتے ہیں اس پر خود ان کی جماعت عمل نہیں کرتی۔ اس خطبے کو دیکھئے۔ ہدایت ہوتی ہے کہ اپنے مذہب کو چھپانا نہیں چاہئے۔ لیکن عملی حالت یہ ہے کہ مسلمانوں کو کافر سمجھتے ہوئے بھی ایسا کہنے کی جرأت نہیں کرتے۔ دوسروں کو ... روکتے

شذرات

(از شیخ محمد انعام الحق)

مشہور ہوائی جہاز آر ۱۰۱ کی تباہی کے ہولناک حالات اکثر ناظرین کرام اخبارات میں پڑھ چکے ہوں گے۔ یہ نہ صرف برطانیہ کا بلکہ تمام دنیا کا عظیم ترین ہوائی جہاز تھا۔ برطانیہ کے محکمہ پرواز نے سے کثیر صرف اور خاص توجہ و اہتمام سے تیار کرایا تھا۔ آرام و آسائش اور حفاظت کے تمام ممکن سامان اس میں جمع کر دیئے گئے تھے انگلستان کی بہت سی امیدیں اس نادر الوجود طیارہ سے وابستہ تھیں اہل فن اس کی آزمائشی پرواز کے نتیجے کے منتظر تھے۔ ساری دنیا میں اس کا چرچا ہو رہا تھا۔

۴ر اکتوبر کو یہ جہاز انگلستان سے ہندوستان کی طرف آزمائشی سفر کے لئے روانہ ہوا۔ روانگی سے قبل قابل ترین انجینروں نے اس کے ہر ایک پرزہ کو اچھی طرح ملاحظہ کر کے اطمینان کر لیا۔ اگرچہ اس میں بہت سے مسافروں کی گنجائش تھی۔ لیکن احتیاطاً کل ۵۴ آدمی سوار ہوئے۔ جن میں سے بعض ماہرین فن اور انگلستان کے قابل ترین فرزند تھے۔ انگلستان کے وزیر پرواز، ہندوستان کے کماندار اعظم کے چچازاد بھائی لارڈ تھامس اس کے انچارج تھے۔ روانگی کے وقت انہوں نے جہاز کی ہر ایک چیز کے متعلق کامل اطمینان کا اظہار کیا۔ اور وزیر اعظم کو یقین دلایا کہ ۲۰ر اکتوبر تک ہندوستان سے واپس لوٹ آؤں گا۔ غرضکہ اس طرح سے بے شمار آرزوؤں امیدوں اور الوداعی نعروں اور تالیوں کے ہمت افزا شور میں اس نے پرواز شروع کر دی۔ جہاز پر لاسلکی (بے تار برقی) کا بھی انتظام تھا۔ انگلستان کی حدود کو طے کرنے کے بعد رات کے وقت فرانس کے علاقہ پر پرواز کرتے ہوئے رات کے دس بجے کے قریب اس نے پیغام بھیجا کہ جہاز کے مسافر کھانا کھا چکے ہیں۔ سگریٹ پی کر سونے کی تیاریاں کر رہے ہیں۔ اور ہر طرح سے خوش ہیں۔ اس کے بعد جہاز ران اور چوکیداروں کے علاوہ سب مسافر سو گئے۔

آسمان پر کچھ بادل چھائے ہوئے تھے۔ لیکن جہاز اس سے بے پروا ہو کر خاصی رفتار سے مصروف پرواز تھا کہ یکایک قصبہ بویکس کے قریب ایک پہاڑی سے ٹکرا گیا۔ ٹکراتے ہی اس میں آگ لگ گئی۔ چند لمحوں کے اندر ہی جانسوز شعلے بلند ہوئے اور دیکھتے ہی دیکھتے یہ کوہ آتشیں فضا میں سے زمین پر گر گیا۔ ایک زبردست دھماکا ہوا جس سے قصبے کے مکانوں کی بنیادیں ہل گئیں۔ سوئے ہوئے لوگ بیدار ہو گئے۔ دوسرے روز ریوٹر کی زبان برق کے ذریعہ یہ خبر ساری دنیا میں پھیل گئی۔ کہ آر ۱۰۱ تباہ ہو گیا۔ صرف سات آٹھ مسافر زندہ بچے۔ باقی تمام جن میں لارڈ تھامس اور دوسرے ماہرین فن بھی شامل تھے جل کر مر گئے۔ بعد کی خبر ہے کہ جہاز بالکل تباہ ہو گیا۔ تمام لاشیں مسخ شدہ حالت میں ہیں۔ جن میں سے اکثر پہچانی نہیں جاتیں۔

اس واقعہ سے انگلستان کے بحری جہاز "ٹائی ٹینک" کی تباہی کی داستان پھر تازہ ہو گئی۔ مذکورہ بالا بحری جہاز بھی انگلستان نے خاص اہتمام اور صرف کثیر سے تیار کیا تھا۔ اور اس وقت یہ دنیا کا سب سے بڑا عظیم الشان اور خوبصورت جہاز تھا۔ ماہرین کو اس پر کامل اعتماد تھا۔ لیکن اپنے پہلے سفر میں ہی ایک تودہ برف سے ٹکرا کر غرق ہو گیا تھا۔ اس پر بھی انگلستان کے بعض بہترین دماغ سفر کر رہے تھے۔

اس قسم کے حادثات پر ہر ایک عقیدہ و خیال کے اشخاص کو یقیناً افسوس ہوگا۔ اہل علم و فن کی موت تمام نوع انسانی کے لئے نقصان عظیم ہے۔ لیکن کیا اس قسم کے حادثات ایک نہایت عظیم الشان پوشیدہ طاقت کا یقین کرنے کے لئے مجبور نہیں کرتے؟ جس سے انکار کرنا اس دور مادیت کا ایک مقبول عام فیشن ہو گیا ہے؟ کیا مادہ اور سائنس پر ایمان رکھنے والے اس پر غور کریں گے؟ سائنس بے شک ایک بڑی طاقت ہے اس سے انسان کو ضرور فائدہ اٹھانا چاہئے۔ لیکن اس کے بل بوتے پر خدا کے وجود سے انکار کر دینا

کسی طرح بھی ٹھیک نہیں ہے۔ "ٹائی ٹینک" اور آر ۱۰۱ دونوں کے متعلق سائنس کا یقینی اور حتمی فتویٰ تھا۔ کہ یہ ہر ایک قسم کے خطرات کا مقابلہ کرنے کی پوری اہلیت رکھتے ہیں۔ اور دونوں اپنے آزمائشی سفروں میں ہی بالکل تباہ ہو گئے۔ حالانکہ معمولی کشتیاں اور چھوٹے چھوٹے بحری جہاز ہزاروں میل کا سفر نہایت محفوظ طریق پر طے کر لیتے ہیں۔ اور دوشیزہ لڑکیاں ایرو پلین کے ذریعہ انگلستان سے آسٹریلیا تک تنہا ایک ہی پرواز میں جا پہنچتی ہیں۔

سائنس انسان کو ٹائی ٹینک اور آر ۱۰۱ ایسے عظیم الشان جہاز دے سکتی ہے۔ لیکن کیا یہ مرنے والے کی روحوں، ان کے غمزدہ عزیزوں اور دوستوں کے دلوں کو تسلی و صبر بھی بخش سکتی ہے؟ اس کا جواب یقیناً نفی میں ہے۔ ٹائی ٹینک جس وقت غرق ہو رہا تھا بہت سے دہریوں کی زبان پر خدا کا نام تھا۔ آر ۱۰۱ جس وقت جل رہا ہوگا۔ اس وقت بھی اس کے مسافر یقیناً اس مالک حقیقی کو یاد کر رہے ہونگے۔

علم و فن کی ترقی اور خدمت انسان کا ایک مقدس فرض ہے۔ لیکن علم و فن کی ذاتی طاقت کے بل بوتے پر خدا کے وجود سے انکار کر دینا اولاد آدم کی سب سے بڑی غلطی ہے بے شمار بار انسان نے اپنی طاقت و علم، شان و شوکت کے غرور میں یہ غلطی کی ہے جس کا نتیجہ ہمیشہ تباہی ہوا ہے۔

یونان کے فلسفیوں، روم و مصر کے بادشاہوں اور بہت سی قوموں اور ملکوں نے خدا کے وجود سے انکار کیا۔ آج ان کا نام بھی نہیں۔ اور خدا کا مخفی ہاتھ اب بھی ہمیشہ کی طرح حرکت میں ہے۔ اور ہمیشہ رہیگا۔

آر ۱۰۱ کی غیر متوقع تباہی انگلستان کے لئے ایک شدید قومی نقصان ہے۔ لیکن کیا اس نقصان کی وجہ سے انگلستان کے عزائم میں کوئی کمی آگئی ہے؟ کیا اس کے فرزندوں کی ہمتیں اس حادثہ سے پست ہو گئی ہیں؟ ان سوالات کا جواب وزیر اعظم کے مندرجہ ذیل الفاظ میں تلاش کیجئے۔ جو انہوں نے اس جلسہ میں ارشاد فرمائے۔ جو اس حادثہ پر اظہار افسوس کے لئے ہوا تھا۔

"ہم نے زمین اور پانی کو مسخر کر لیا ہے اور ہوا کو بھی مسخر کر کے رہیں گے۔"

اس قول کے بعد اپنے سوالات کا جواب فرزندان انگلستان کے عمل میں تلاش کیجئے۔ حادثہ ہوائی جہاز کا ہے اور وہ ہوائی جہاز تباہ ہوا ہے۔ جو سب سے زیادہ مکمل اور محفوظ تھا۔ لیکن اس کی خبر پاتے ہی انگلستان سے ہزاروں آدمی ہوائی جہازوں اور ایرو پلینوں کے ذریعہ ہی جائے وقوعہ پر پہنچ گئے۔ انگلستان کے بیشمار طیاروں نے مرنے والوں کے اعزاز میں مظاہرے کئے۔

انگریزوں کی زندہ قوم کی ہمت کی داد دینے کے بعد ذرا غور کیجئے کہ اس صفحہ ارض پر چالیس کروڑ مسلمان بستے ہیں۔ کیا آجکل کسی مسلمان بادشاہ، نواب، وزیر کی زبان سے کسی حادثہ کے بعد اس قسم کے عزم راسخ کا اعلان ہوا ہے؟ کیا کسی مسلمان قوم کے افراد نے بھی اس قسم کا جوش و ولولہ دکھلایا ہے؟ حالانکہ فتح مکہ، تسخیر شام، و مصر و ایران، جبل الطارق اور قسطنطنیہ پر مسلمانوں کا قبضہ غازی صلاح الدین، محمد بن قاسم، اور جلال الدین خوارزم شاہ وغیرہ کے جنگی کارنامے سب اسلامی تاریخ ہی کے واقعات ہیں۔ آہ ہم اپنے "کل" میں سے اس قسم کی مثالیں تو ہر رنگ میں بے شمار دے سکتے ہیں۔ لیکن ہمارا "آج" ان سے بالکل خالی ہے۔ کاش مسلمان اس کی ہی کوشش کریں کہ ہمارا آنے والا "کل" گذرے ہوئے کل سے کسی قدر مناسبت رکھے۔ اور ہمارے قومی کارناموں کی فہرست "آج" کی طرح بالکل ہی کوری نہ ہو۔

مردم شماری اور مسلمان

سنہ ۱۹۳۱ء میں ہندوستان کی مردم شماری ہونے والی ہے۔ مردم شماری کے بعد یہ نتیجہ نکالا جائے گا۔ کہ ہندوستان بھر میں ہر قوم کے کس قدر آدمی زمین ہند پر آباد ہیں۔

حکومت کے انتظام میں حکومت کی ملازمت میں میونسپل بورڈ میں ڈسٹرکٹ بورڈ میں۔ ریلوے میں اور مختلف شعبوں میں اور محکموں میں ہر قوم کو حق حاصل ہوگا۔ کہ وہ اپنی آبادی کی مناسبت سے اپنے لئے جگہ حاصل کریں۔

ہندوستان میں کہنے کو تو بہت سی قومیں آباد ہیں۔ لیکن بڑی تعداد میں صرف دو قومیں مشہور ہیں۔

(۱) ہندو (۲) مسلمان۔

ہندو پڑھے لکھے زیادہ ہیں۔ انہوں نے مسلمانوں سے سو برس پہلے تعلیم شروع کی تھی۔ اور ان کا کوئی وقت ایسا ضائع نہیں ہوا جس سے ان کی قوم میں جہالت کا دور ہوتا۔ مسلمان اول تو سو برس بعد تعلیم پر متوجہ ہوتے ہیں۔ پھر پڑھیں یا نہ پڑھیں کی حجتوں نے ان کو مدتوں تک پریشان رکھا جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ شہریوں کا ایک حصہ ان میں تعلیم یافتہ ہے جن کی تعداد بہت ہی کم ہے۔ اور شہر کا بڑا حصہ ان میں جاہل ہی جاہل ہے۔

بڑی چیزیں دو ہیں

مردم شماری میں بڑی چیزیں دو ہیں۔ ایک قوم اور دوسری زبان۔ مسلمان نہایت بھولے۔ بہت سیدھے اور بالکل ہی سادہ لوح ہوتے ہیں۔ اکثر تو یہ دیکھا ہے کہ مردم شماری کے زمانہ میں وہ پیمایش وغیرہ بتانے ہی سے گھبراتے ہیں۔ اور ڈرتے ہیں۔ کہ خبر نہیں یہ کیا بلا ہے۔ وہ مردم شماری کی حقیقت سے ہی واقف نہیں ہوتے۔

پھر اگر بتاتے بھی ہیں تو ان کا صحیح یا غلط اندراج ان محرروں کے اختیار میں ہوتا ہے۔ جو علی العموم اس خدمت پر مامور ہوتے ہیں۔

ہندوؤں کی عیارانہ چالیں

سنہ ۱۹۰۱ء سے آج تک تین بار مردم شماری ہو چکی ہے۔ ہمیں تینوں کا تجربہ یہ ہے کہ مردم شماری کے وقت ہندو طرح طرح کی عیاریوں سے کام لیتے ہیں۔

سب سے اول بڑی کوشش تو ان کی یہی ہوتی ہے کہ جاہل مسلمانوں کے ناموں کا غلط اندراج کر کے اسلامی قوم کو گھٹایا جائے۔ بہت سے قصبات اور دیہات میں اس کی بے شمار مثالیں مل سکتی ہیں۔ چنانچہ سنہ ۱۹۲۱ء میں بہت سی شکایتیں اس قسم کی اخباروں میں شائع ہوئی تھیں۔

دوسری کوشش وہ یہ کرتے ہیں کہ مسلمانوں کی مادری زبان بجائے اردو کے ہندی لکھاتے ہیں۔ اور اس طرح وہ مسلمانوں کی فصیح زبان اردو کو مٹانا چاہتے ہیں۔

پیش بندیوں کی ضرورت

ضرورت ہے کہ ان چالوں سے مسلمان ہوشیار رہیں۔ ہماری رائے میں ہر شہر اور قصبہ کی اسلامی انجمنیں اس کام کو ہاتھ میں لیں اور دیہات میں خصوصی انتظام کریں۔ اور ہر جگہ مسلمانوں کی قوم اور زبان کا صحیح اندراج کرائیں۔ اس لئے مسلمانوں کو نہایت احتیاط اور ہوشیاری سے اس میدان میں قدم اٹھانے کی ضرورت ہے۔ اگر مسلمان ایک زندہ قوم کی طرح اس ہندوستان میں زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں۔ اگر مسلمان اپنے امتیاز قوم کو نمایاں رکھنا چاہتے ہیں۔ اگر مسلمان آئندہ کی ترقیوں میں حصہ لینا اور قدم بڑھانا چاہتے ہیں۔ اگر مسلمان اپنے کثیر التعداد ہونے کا صحیح ثبوت دینا چاہتے ہیں تو اس زریں موقع کو ضائع نہ کریں یہی وقت ہے کام کرنے کا۔ اگر اس وقت تم نے اپنی خدمت قوم انجام دے لی تو آئندہ دس برس تک اس کے بہترین نتائج تم کو فائدہ پہنچائیں گے اور اگر آج تم غافل رہے۔ تم نے بے پروائی برتی۔ تم نے تساہل سے کام لیا۔ تم نے ہندوؤں پر بھروسا کیا۔ تم نے محنت و مشقت سے گریز کی۔ تم نے اپنے بھائیوں کا ہاتھ نہ بٹایا۔ تم نے مسلمانوں کی قوم اور زبان کو صحیح صحیح نہ لکھایا تو آئندہ دس سال میں اس کا بدترین خمیازہ بھی تمہیں بھگتنا پڑے گا۔ مشہور یہ ہے کہ ہندوؤں کی مختلف اقوام میں آریہ مسلمانوں کے سخت دشمن ہیں۔ اور اس قسم کے تمام نقصانات پہنچانے میں پیش پیش رہتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ اب مسلمان ہرگز اس خیال میں نہ رہیں یہ سمجھ کر کہ آریہ ہمارے سخت دشمن ہیں دوسرے ہندو دستے لے نکر نہ

شذرات

(از جناب مولوی عبدالحق صاحب ودیارتھی)

یوروشلم کے قریب زیتون کی ایک چھوٹی سی پہاڑی کے دامن میں لوگوں کا انبوہ کثیر ایک خوبصورت نوجوان کو گھیرے ہوئے کھڑا تھا۔ بھیڑ اس نوجوان کی باتوں پر قہقہے لگاتی اور اس کے دعاوی پر پھبتیاں اُڑاتی تھی۔ لوگوں کا مجمع ہر لحظہ بڑھتا چلا جا رہا تھا۔ اور نوجوان کا دل اس کی شرارت سے اندر ہی اندر اسی طرح سہما ہوا تھا۔ کہ جس طرح بچوں کی چھیڑ چھاڑ سے قفس میں تو گرفتار پرند۔ یکایک اس کے شاگرد بھیڑ کو چیرتے ہوئے آگے بڑھے۔ اور اپنے اُستاد کو حلقہ میں لے کر لوگوں سے اسے محفوظ کر لیا۔ نوجوان کی نیم باز نگاہیں ان نوواردوں کی طرف اٹھیں۔ اور اس نے ان کی پناہ میں آنے سے اپنے دل میں ایک ہلکی سی ڈھارس محسوس کی۔ وہ اپنے شاگردوں کے جھرمٹ میں پہاڑ پر اس طرح بلند ہوا کہ جس طرح چاند تاروں کی محفل میں اوپر اٹھتا ہے۔ لیکن لوگوں کی بھیڑ ابھی تک ان کے پیچھے شرارت پر آمادہ تھی۔ نوجوان نے پھر کر اُن سے مخلصی کی ایک تدبیر سوچی اور وہ یکایک اپنے شاگردوں سے یوں گویا ہُوا۔

"مبارک ہیں وے جو رحم دل ہیں کیونکہ ان پر رحم کیا جائیگا۔ جو کوئی اپنے بھائی پر بے سبب غصّہ ہو۔ عدالت میں سزا کا مستوجب ہوگا۔ اور جو کوئی اپنے بھائی کو ہوتو کہے صدر مجلس میں سزا پانے کے لائق ہوگا۔ اور جو بھائی باغی کہے جہنم کی آگ کا سزاوار ہوگا۔ میں تمہیں کہتا ہوں کہ ظالم کا مقابلہ نہ کرنا۔ بلکہ جو تیری داہنی گال پر طمانچہ مارے دوسری بھی اس کی طرف پھیر دے'۔ اپنے دشمنوں کو پیار کرو اور جو تم پر لعنت کریں اُن کے لئے برکت چاہو۔ اور جو تمہیں دکھ دیں اور ستائیں اُن کے لئے دُعا مانگو۔"

یہ وہ بلند بانگ خطبہ تھا کہ جو ظاہر شاگردوں کو مخاطب کر کے دیا گیا۔ پر دل سے بھیر لوگوں کے لئے بیان کیا گیا تھا۔ اس کا یہ اثر تھا کہ لوگ اپنی سختی اور نوجوان کے حلم پر حیران ہوا کرنے لگے۔ اور اس کے ستانے اور تکلیف دینے پر متاسف ہوئے۔

وقت گذر گیا۔ موسم تبدیل ہوتے رہے۔ اور اسی طرح انقلابات کا ایک تلاطم اس نوجوان کے ذہن میں بھی رونما ہُوا۔ ایک دن بڑے بڑے جبہ پوش علمار فقیہی اور فریسی اس کے پاس اس کی قدرت اور طاقت کا کوئی نشان دیکھنے کے لئے آئے۔ نشان کے مطالبہ کا ذکر سُن کر نوجوان برافروختہ ہو گیا۔ اس نے غصہ اور غضب سے تھر تھراتے ہوئے کہا۔

"اس زمانہ کے بد اور حرامکار لوگ نشان ڈھونڈتے ہیں"

جب علمار کی جماعت پر وہ اول شغفہ برسا رہا تھا۔ تو دیکھو اس کی ماں اور اس کے بھائی اس سے ملنے کے لئے آئے۔ اس نے خبر دینے والے سے کہا کون ہے؟ میری ماں اور کون ہیں میرے بھائی۔ اور اپنا ہاتھ شاگردوں کی طرف بڑھا کر کہا کہ دیکھ! میری ماں اور میرے بھائی یہ ہیں۔

اب اس کے دل کا شیشہ غصہ کی مے سے چھلک گیا تھا اس نے لوگوں کو افعی کے بچے۔ کتے۔ سؤر اور حرامزادے وغیرہ کے خطاب دیئے۔ یہاں تک کہ اس نے بے گناہ انجیر کے درخت پر بھی لعنت کی۔ شاگردوں کو لیٹرے بنکر تلواریں خریدنے کی ہدایت کی۔ ہیکل مقدس اور انبیار کی ہتک کا ارتکاب کیا۔ بالآخر کیافا قاضی کے فتوے کے ماتحت صلیب کی سزا کا مستوجب ٹھہرا۔ [1]

یہ وہی نوجوان تھا کہ جس نے زیتون کی پہاڑی پر رحم و محبت کا دلفریب خطبہ دیا تھا۔ دشمنوں کے ساتھ پیار۔ لعنت کے بالمقابل برکت۔ دائیں گال پر طمانچہ کھا کر بائیں سامنے کرنے کا حکم دیا تھا۔

ہمارے عیسائی دوست اسی خدا یا خدا کے بیٹے کی روحانی ... کا

نتیجہ ہیں۔ اس مرد اسرائیل کی طرح اگر آج یہ بھی اپنے مخاطبین کو گالیاں دیں تو ہم انہیں معذور سمجھتے ہیں۔ کیونکہ وہاں تو بے گناہ انجیر کا درخت بھی استاد کی گالیوں سے نہ بچا۔ ہمارا قصور یہ تھا کہ ہم نے مسٹر پال اور پادری عبدالحق کی کتابوں کا جواب لکھا۔ ان کی تفسیر پہ تنقید کی۔ پال صاحب کی علمی پول کا راز آشکارا کر دیا۔ پادری صاحب نے چار ماہ کے ہمارے مسلسل مضامین کا جواب یسوعی روح کلام میں خوب دیا ہے۔ یعنی کہیں ہمیں مبروص ٹھہرایا ہے۔ وہم پرست بنایا ہے۔ بھینگی آنکھ والا لکھا ہے۔ بڑھیا عورتوں کی طرح رونے کا طعنہ دیا ہے۔ جھوٹا کہا ہے۔ دروغ گوئی اور بے روئی کے خطاب دئے ہیں۔ ہم نے اپنا مضمون منگوا کر دیکھا کہ یہ ہمارے ... کس سوال کا جواب ہے۔ تو ہمیں ان جوابات پر بہت ہی مایوسی ہوئی۔ ہمارے سوالات ہیں یہ۔ پادری صاحب آئندہ ترتیب وار سمجھائیں۔ کہ کس سوال کا آپ نے کونسا جواب دیا ہے۔

(۱) آپ مدرسہ الٰہیات میں بیس پچیس روپیہ کے ملازم تھے یا نہیں۔ اور اپنی علمی قابلیت کی بنا پر آئندہ ترقی سے مایوس کر دئے گئے یا نہیں؟

(۲) شش ماہ ہال میں مولانا عصمت اللہ صاحب سے بحث کرتے ہوئے آپ نے جس لفظ پر بحث کی وہ مُعارَضہ تھا یا مُعارِضہ؟

(۳) مولوی عصمت اللہ صاحب سے آپ نے مولوی ثنار اللہ کے خلاف کتابیں طلب کیں یا نہیں۔ اور کچھ آپ کو ملیں بھی یا نہیں؟

(۴) ہمارے مضامین متعلقہ مبوطِ انسانی کا آپ نے کیا جواب دیا؟

(۵) تفسیر پہ جو تنقید لکھی گئی اس کا جواب کس نمبر میں ہے؟

(۶) ہم احمدیوں کے خلاف جو کچھ آپ نے لکھا۔ اس میں مولانا ثنار اللہ اور دوسرے مولویوں کی پس خوردہ کے سوا کتنا حصّہ آپ کے اپنے دماغ کی اُپج ہے؟

آپ یہ بھی فرماتے ہیں کہ ہمارے لئے قادیانیوں کے خلاف لکھنا کچھ مشکل نہیں۔ ہم تو قادیانیوں کے خلاف غسل خانہ میں لکھ لیا کرتے ہیں۔ مگر ہمیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ غسل خانہ سہو کتابت ہے۔ آپ کے مضامین سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ہمارے خلاف مضامین بیت الخلا میں بیٹھ کر لکھا کرتے ہیں۔ کیونکہ اس میں مولویوں کے تیار کردہ گند کو مکرر اچھالنے کے سوا کچھ ہوتا ہی نہیں۔ میرے دوست پال صاحب کسی مخالف کے جواب میں یہ روحِ کلام انیس سو سال پیشتر کا معارَضہ یا معارِضہ ہو تو ہو۔ آج مہذب دنیا سوال کا جواب مانگتی ہے۔ ڈیڑھ ماہ بعد تو آپ نے جواب لکھا۔ (شاید اس عرصہ میں غسل خانہ میں جانا ہی نصیب نہ ہُوا تھا۔ کیونکہ جناب مسیح نے تو جسمانی طہارت سے منع کیا ہے) اور اس میں بھی سوائے گالیوں کے اور کچھ نہ ہونا یہ کہاں کا حسنِ کلام ہے۔ دیکھئے ہم نے آپ کے جواب میں بھی تو آپ کو مبروص لکھا نہ بھینگا نہ دروغ گو۔ نہ سیاہ رُو وغیرہ وغیرہ۔ اس کو کہتے ہیں لکھنا۔ مگر اس ... کو پڑھ کر جو آپ کے دل پر گذرے گی وہ آپ کو غسل خانہ میں بھی چین نہ لینے دے گی۔

قادیانی دوستوں سے ایک مناظرہ

مولوی خدابخش صاحب چندر کے منگولے ضلع سیالکوٹ اطلاع دیتے ہیں کہ چندر کے منگولے میں قادیانی جماعت کے ساتھ مناظرہ مقرر ہُوا ہے۔ تاریخ ۱۵ر نومبر طے پائی ہے۔ اور باقی شرائط حسب ذیل ہیں۔ (۱) قرآن کریم اور حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رُو سے ختم نبوت پر بحث ہے۔ (۲) حضرت مرزا صاحب کی تحریرات کی بنا پر دعویٰ مسیح موعود پر بحث۔ مگر یہ صرف اسی صورت میں کہ وہ پہلے قرآن اور حدیث سے اجرار نبوت ثابت کر دیں۔ ہم ایک بحث کیلئے دو دو گھنٹہ مقرر ہیں۔ افتتاحی تقاریر کے لئے دس دس منٹ۔ آخری ...

مراسلات

ایک بیوہ کا نکاح

جہلم میں سیٹھ احمد دین صاحب کا وجود غنیمت ہے۔ حضرت مسیح موعود کے آپ پرانے اور مخلص خدام میں سے ہیں۔ آپ کی ایک صاحبزادی نوجوان بیوہ ہو گئی۔ قریباً ایک سال کے بعد آپ نے اس کا نکاح ثانی یکم نومبر ۱۹۳۰ء کو کر کے احیائے سنت کا ثواب حاصل کیا۔ میں خود اس نکاح میں شمولیت کے لئے جہلم گیا تھا۔ میرا مقصد فقط یہی تھا کہ بیوہ کا نکاح ایک سنت ہے اور ایسی سنت ہے جس پر آج مسلمانوں کا بہت کم عمل ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ ایک سنت کا زندہ کرنا سنو شہیدوں کے برابر ثواب رکھتا ہے۔ پس اس ثواب میں حصہ لینے کے لئے میں نے لدھیانہ سے جہلم تک کا سفر کیا اور سیٹھ صاحب کو بالمشافہ اس احیائے سنت کی مبارکباد دینے کا فخر حاصل کیا۔ لڑکی کا نام سردار بیگم ہے۔ اس کا نکاح راجہ کرم الٰہی صاحب سے بعوض ایک ہزار روپیہ مہر کے ہُوا ہے۔ اور دس روپے ماہوار جیب خرچ کا وعدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اس جوڑے کو بابرکت کرے۔ اور سیٹھ صاحب کا جیسا پاک دل ہے۔ ایسا ہی اُن کی آنکھیں ٹھنڈی رکھے۔ اس نکاح کے موقعہ پر راجہ کرم الٰہی صاحب نے دس روپے اشاعت اسلام میں دیئے۔ اور سیٹھ عبدالمالک صاحب نے اپریشن کروایا تھا۔ اس وجہ سے پانچ روپے اشاعت اسلام میں دیئے۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو اپنی جناب سے جزائے خیر دے۔ والسلام

بشارت احمد عفی عنہ

زمین اوکاڑہ پر فساد

گذشتہ جنگ عظیم میں ملک بلجیم جس طرح دو شیروں کی جنگ میں آ کر پس گیا تھا۔ اس کو ابھی تک لوگ یقیناً بھولے نہیں ہوں گے۔ ملک کے ساتھ ہی بلجیم کے بیرونی مشنوں کو بھی نقصان عظیم پہنچا تھا۔ اس تباہی سے متاثر ہو کر یہاں کے ہندوستانی بلجیم مشن کے پادریوں نے گورنمنٹ ہند کو اپنی امداد کے لئے درخواست دی۔ گورنمنٹ نے ان کو اوکاڑہ کے نزدیک مربعے عنایت کر دیئے۔ پادری صاحب نے نو عیسائی خاکروبوں کی مدد سے ان کو آباد کرنا شروع کیا۔ مکانات تعمیر کئے کوٹھیاں اور کارخانے بنائے۔ مگر ایک عرصہ کے بعد دیسی عیسائیوں اور پادری صاحب میں ان بن ہو گئی۔ اور معاملہ یہاں تک طول کھینچا۔ کہ پادری صاحب کو اپنے مربعوں سے دستبردار ہونا پڑا۔ مربعے گورنمنٹ کو واپس کر دیئے گئے۔ اس سے تھوڑا عرصہ بعد گورنمنٹ نے یہی مربعے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کو انہی شرائط پر کہ جو پادری صاحب سے طے ہو چکی تھیں دیدیئے۔ حضرت مولانا صدر الدین صاحب اس کا انتظام کرنے کے لئے اوکاڑہ تشریف لے گئے۔ زمین میں جو دیسی عیسائی آباد ہیں وہ آئے دن فساد پر آمادہ رہتے ہیں۔ سنا گیا ہے کہ بعض مقامی لوگ ان عیسائیوں کی مدد پر ہیں۔ حضرت مولانا کی تازہ اطلاع درج ذیل ہے۔

"کل کپتان صاحب کا حکم میری رپورٹ کی بنا پر تھانیدار کو پہنچا اور کاپی مجھے بدست آئی۔ وہ حکم بڑا ہی بین ہے۔ اور اس میں افسروں کو محکمانہ سزا دینے کی دھمکی بھی دی ہے۔ چونکہ تحصیلدار اور تھانیدار نے پرسوں شام کو دو گرفتاریوں پر کہلا بھیجا تھا۔ کہ یہ گرفتاریاں ناجائز ہیں۔ اس پر میں نے کپتان صاحب کے پاس شکایت کی۔ - - - گارد نے کل ہل چلانے پر مزاحمت نہ کرنے والوں کو گرفتار کرنے کا اختیار نہ رکھنے کا عذر کیا۔ مناسب سمجھا گیا کہ ایک دن صبر کر لیا جائے۔ چونکہ پرسوں تمام وہ ٹکڑے جن کو پانی خود دیا تھا۔ یا مزدوروں نے توڑ کا پانی دیا تھا وہ سب کاشت ہو چکے تھے۔ اور کام بھی سامنے کوئی نہ تھا۔ اس لئے یہ مناسب سمجھا کہ میں خود تمام زمین کی سرحد کو

---

[1] قیافا اس سال سردار کاہن اور نبی تھا۔ اس نے جناب مسیح پر فتویٰ لگایا ملک ... کو ... کر دکھائے۔

سالانہ جلسہ کیلئے آپ نے کیا کرنا ہے!

جس وقت یہ اخبار آپ کے ہاتھ میں پہنچے گا۔ اس وقت ابھی پندرہ دن سالانہ جلسہ میں باقی ہوں گے۔ یہ دن تھوڑے بھی ہیں اور کام کرنے کے لئے بہت بھی ہیں۔ اب بھی اگر آپ اپنے آپ کو کام کرنے کے لئے آمادہ کریں۔ تو حسب ذیل کام آپ کے سامنے ہیں۔ لیکن یاد رکھئے کہ اب ان تھوڑے دنوں میں ایک دن کا بھی غفلت میں ضائع کر دینا ایسا نقصان ہوگا جس کی تلافی مشکل ہوگی۔ یہ بھی یاد رکھئے کہ اگر آپ نے اب بھی ان ایام کو ضائع کر دیا۔ تو آپ کو اس سے فائدہ کوئی نہیں۔ اور حق کو نقصان عظیم ہے۔ اور اگر آپ نے ان ایام میں کچھ کر لیا تو آپ کا بھی فائدہ ہے اور آپ کی قوم کا بھی۔ میرے دل میں صرف ایک ہی آرزو ہے کہ ساری جماعت میں ایسی حرکت پیدا ہو۔ اور کوئی فرد اس میں ایسا نہ ہو جو "قم" کے حکم کی تعمیل نہ کرے۔ ساری جماعت میں ایک ہی لہر اٹھے۔ تو اللہ تعالیٰ کی نصرت بھی تیز رفتاری سے آئے۔ اس وقت آپ کے سامنے ایک ہی کام ہو۔ یعنی سالانہ جلسہ کے اجتماع کو کامیاب بنانا۔ اگر یہ جوش جماعت کے ہر ایک فرد کے دل میں پیدا ہو جائے تو کام کے رستے نکل آئیں گے۔ کامیابی کا حقیقی انحصار تو اس اثر پر ہے جو آپ یہاں سے لے کر جائیں گے۔ جس پر آپ کے آئندہ سال کے کام کا دارومدار ہے۔

لیکن اگر ہر ایک احمدی دوست ذیل کے امور کی طرف پوری تن دہی سے متوجہ ہو۔ اور جہاں تک اس کا حلقہ اثر ہے ان امور کی تعمیل پر پورا زور لگا دے تو کامیابی یقینی ہے۔

۱۔ **استحکام جماعت**۔ آپ نے اپنی قوم کو مالی مشکلات سے باہر نکالنا ہے۔ اس کے لئے آپ کو یہ چند یوم اس کام کے لئے وقف کر دینے چاہئیں۔ کہ آپ اپنے عزیزوں۔ دوستوں۔ تعلق والوں۔ زیر اثر لوگوں سے کافی رقم جمع کر کے لائیں۔ اگر آپ پندرہ دن لگاتار دو یا تین گھنٹے روزانہ بھی اس کام کے لئے وقف کر دیں تو اللہ تعالیٰ ضرور آپ کی مدد کرے گا۔

۲۔ **توسیع جماعت**۔ آپ نے جماعت کی توسیع کے لئے ہر ممکن کوشش کرنا ہے۔ سالانہ جلسہ کے موقع پر چونکہ ایک شخص کو نہ صرف سلسلہ کے تمام حالات سے مختلف تقریروں۔ کے ذریعہ سے پوری واقفیت ہو جاتی ہے بلکہ وہ اپنے سامنے جماعت کا عملی نمونہ بھی دیکھ لیتا ہے۔ اور عملی نمونہ باتوں سے بہت زیادہ موثر ہوتا ہے اس لئے تبلیغ کا یہ بہترین موقعہ ہے۔ مگر اس سے فائدہ اٹھانے کے لئے یہ ضروری ہے کہ آپ اپنے ساتھ ایسے دوست و احباب کو لائیں۔ جو ابھی تک جماعت میں شامل نہیں ہوئے۔ اگر ہر ایک دوست کی یہ کوشش ہو تو جلسہ سالانہ کے موقعہ پر جماعت کی تعداد میں بڑی ترقی ہو سکتی ہے۔

۳۔ **جماعت میں احساس پیدا کرنا**۔ یہ افسوس سے دیکھا جاتا ہے کہ ایک طرف ہمارے پاس مبلغوں کا انتظام ناکافی ہونے کی وجہ سے اور دوسری طرف کثیر احباب کی اس غفلت سے کہ وہ سالانہ جلسہ پر شامل ہونے کو ضروری نہیں سمجھتے۔ جماعت کے اندر سے کام کرنے کا احساس کم ہوتا جا رہا ہے۔ یہ سچ ہے۔ کہ جلسہ میں آدمیوں کی تعداد اتنی اہمیت نہیں رکھتی۔ مگر بیشتر حصہ جماعت کا شامل نہ ہونا ان کے اندر سے اشاعت اسلام کے کام کی اہمیت کے احساس کو کم کر رہا ہے۔ اور کام کی ترقی کا انحصار صرف اس جوش پر ہے۔ جو خدا کے دین کی خدمت کے لئے دلوں میں ہو۔ اس جوش کو قوت دینے کے لئے اور جن قلوب میں یہ جوش ٹھنڈا پڑ چکا ہے۔ اس کو گرم کرنے کے لئے یہ نہایت ضروری ہے کہ حتی الوسع سب احباب کو جلسہ سالانہ میں شامل کرنے کی کوشش کی جائے۔ اس لئے آپ آج سے ہی یہ بھی اپنا فرض سمجھیں کہ احمدی بھائیوں کو بیدار کرنا اور جلسہ سالانہ پر ساتھ لانا بھی آپ کے فرائض میں داخل ہے۔ اگر کم سے کم اس قدر تہیہ ہر ایک احمدی دوست کرے کہ وہ دو اپنے دوستوں کو اپنے ساتھ کر لے گا۔ تو آئندہ سال جماعت دگنے جوش سے کام کر سکتی ہے۔

۴۔ **آئندہ نسل کو تیار کرنا**۔ ایک بڑی بھاری غفلت ہماری تعلق والوں کو خدمت دین کے واسطے تیار کرنے کے لئے کوشش نہیں کی۔ آج کل کی مادی تعلیم کا جو کالجوں اور سکولوں میں ملتی ہے یہ زہریلا اثر طبائع پر خود بخود پڑ جاتا ہے۔ کہ دین اور شعار دینی کی طرف سے ایک لاپرواہی سی ہو جاتی ہے۔ اس کا کم سے کم اس قدر ازالہ تو کرنا چاہئے کہ سال میں ایک دفعہ ہی ہمارے نوجوان بھی اپنی آنکھوں سے دیکھیں کہ ان کے بزرگوں نے کیا کام کیا۔ اور وہ خود ان کی جگہ لینے کے لئے کس حد تک تیار ہیں۔ بہت سے ہمارے نوجوان جو یہاں یا دوسری جگہ کالجوں میں پڑھتے ہیں۔ کرسمس کی تعطیلات میں والدین سے ملنے کے لئے گھروں کو چلے جاتے ہیں۔ میں اپنے احباب سے یہ کہنا چاہتا ہوں۔ جن کے بچے کہیں تعلیم حاصل کر رہے ہیں وہ ان کو لکھ دیں کہ وہ سالانہ جلسہ میں شمولیت کے بعد گھر آنے کا ارادہ کریں۔ اگر وہ گھروں میں چار دن کم رہ لیں گے تو کچھ بگڑ نہیں جائے گا۔ مگر جلسہ میں چار دن کے لئے شامل ہو کر اپنی زندگی کو بہت مفید بنا سکتے ہیں۔ اور جو نوجوان بالغ بچے گھروں میں ہیں انہیں اپنے ساتھ جلسہ میں لائیں۔ خوب یاد رکھئے کہ اگر آپ نے اپنے بچوں کو موقع ہی نہیں دیا کہ وہ ان باتوں کو دیکھیں اور سنیں۔ تو اس کا گناہ آپ پر ہے۔ ہاں آپ ان کو موقع دیں اور وہ خود اس طرف رخ نہ کریں تو بار اُن پر ہے۔

۵۔ **گھروں میں احمدیت کا چرچا**۔ اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ آپ کے گھر میں بھی خدمت دین کا چرچا ہو۔ اور نور اسلام کی روشنی سے آپ کا گھر منور ہو۔ تو یاد رکھئے کہ گو یہ کتنا ہی مشکل کام نظر آئے۔ لیکن اس کے لئے ضروری ہے کہ آپ اپنی بیویوں۔ بہنوں۔ بیٹیوں۔ ماؤں کو یہ موقع دیں کہ وہ بھی اس قومی اجتماع میں شامل ہوں۔ بہت لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ عورتوں کو ان باتوں سے کیا تعلق ہے۔ وہ خوب یاد رکھیں کہ وہ نصف حصہ قوم کو تاریکی میں رکھ کر خود روشنی میں نہیں رہ سکتے۔ آخر آپ کی مستورات برادریوں کے تعلقات میں سفر بھی کرتی ہیں۔ تو کیا دین کی غرض کے لئے ہی سفر کی مشکلات رونما ہوتی ہیں؟

ان چند امور کی طرف ہر ایک احمدی آج سے توجہ دے اور جہاں جماعتیں ہیں۔ ان کے سیکرٹری اپنی جماعت کے کل افراد کی ضروریات کو معلوم کر کے دفتر جلسہ میں اطلاع دیں۔ اور جہاں ایک ایک دو دو احباب ہیں وہ خود دفتر جلسہ سے خط و کتابت کریں۔ اور ہر ایک امر کے متعلق جلسہ سے ایک ہفتہ پیشتر اطلاع دیں۔

محمد علی

تبلیغ اسلام کیلئے ایک دردمند کی آواز

کرتا ہوں جمع پھر جگر لخت لخت کو
عرصہ ہوا ہے دعوت مژگاں کئے ہوئے

اے ہند کے خفتہ مسلم کروٹ بدل۔ آنکھ کھول اور دیکھ کہ ہندوستان کی وحشی اقوام تیرے مقابلہ کے لئے اور تیری بربادی کے لئے ادھار کھائے بیٹھی ہیں۔

مگر تو پرواز کر۔ شدھی اور سنگھٹن تجھ کو اور تیرے کام کو تباہ و برباد کرنا چاہتے ہیں۔ اور چپہ چپہ پر تیری اور تیری معصوم اولاد کی قربانیاں روا رکھے ہیں۔

مگر اے بہادر! تو شہادت کے خون سے ہند کو لالہ زار ہونے دے۔ اگر سوالوں کی آواز تجھے لالچ دلاتی ہوئی پکار رہی ہے۔ تو تو خاموش ہو جا۔ جواب مت دے۔ کیونکہ ایک مسلم کبھی اپنی شان کے خلاف زمین کے لئے نہیں لڑ مرتا۔ تیرا وجود دنیا کے لئے ایک رحمت ہے۔ تیری آفرینش اس بات کا ثبوت دے رہی ہے کہ تو ایک خاص کام کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ تیرا کام بہت ہی عظیم الشان ہے۔ تو اگر اپنے کام کا پروگرام جانتا ہے تو اٹھ اور دیکھ تیرے سردار نے آج سے تیرہ سو برس قبل تجھے تیرے [illegible] کلمات

دیکھ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور غور سے دیکھ۔ اس دراما پروگرام میں تیرا کام (تأمرون بالمعروف وتنهون عن المنكر) اور تیرا مقام (خير أمة أخرجت للناس) اور تجھے اور تیری قوم سے روشناس کرانے والے سردار کا نام کا فخر للناس ہے اور تیرے پروگرام کا نام هدى للناس ہے۔ اے مسلم کیا تو اپنے آپ کو نہیں پہچانتا۔ دیکھ تیرا وہ مقام ہے جس کے لئے انبیاء ماسبق نے دعا کی کہ اے خدا۔ ہم کو اخرجت للناس بنا۔

الف۔ اے ہند کے پیارے مسلم۔ اگر تو گھنٹوں سویا ہے تو بیدار ہو اور اگر بیدار ہے تو فوراً ہوشیار ہو۔ اگر ہوشیار ہے تو تیار ہو۔ اگر تیار ہے تو اٹھ اور ہادی اقوام عالم کی شان بتا۔ امتیاز اقوام عالم کو صراط مستقیم پر بلا۔ تجھے جو حق دیا گیا ہے۔ اس حق کی اشاعت کر۔ کیا تجھ کو معلوم نہیں کہ تجھ سے پہلے بھی ایسے ادیان گذرے ہیں۔ جن میں کہ ایک نے کرودگم کردہ صنف نازک کو یہ کہہ کر واپس کر دیا کہ۔

"بچوں کی روٹی کتوں کے آگے نہیں ڈالی جاتی"

مگر اے مسلم! تیرا خوان یغما ہے۔ تیرا وجود مبارک ہے اور تو تمام اقوام عالم کا سردار ہے۔ تیرا کام تمام کاموں کا سردار۔ تیرا سردار دونوں جہان کا سردار یعنی رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین سرور عالم (حکمت گرد) (ورلڈ ٹیچر) ہے۔

ب۔ اے مسلم! تو بخوبی جانتا ہے کہ عرب کی سرزمین میں انقلاب ہو چکا۔ ایران نے آزادی کی صورت دیکھ لی۔ ترکی نے خلافت کا خاتمہ کر دیا۔ اور افغانستان نے جمہوریت حاصل کر لی۔ جاپان نے زلزلوں کا مزا پا لیا۔ اور فرقہ قادیان نے اجرائے نبوت کے مسئلہ میں طوفان برپا کر دیا۔ شدھی اور سنگھٹن کی آواز نے ہندوستان میں جو جو فتنے برپا کرنے تھے کر دیئے۔ لاکھوں تیرے بھائیوں کو صرف ایک گاؤکشی پر بھینٹ چڑھا دیا گیا۔ تو ان واقعات سے نابلد نہیں ہے۔ بے شک تیرے ارادے ہیں کانگریسی مسلمان روڑے اٹکانے کی کار کریں گے۔ اور وہ نادان مسلمان بھی۔ جنہوں نے آئندہ کی کچھ غور و فکر نہ کی تیرے مقابلہ کے لئے اٹھ کھڑے ہوں گے اور ہر میدان میں تجھ کو شکست دینے کی ناجائز کوشش کریں گے۔ مگر اے شیر دل توحید کے متوالے نوجوان مسلم تو ان کا جواب مت دے۔ تو ان کا مقابلہ مت کر بلکہ اپنے ان نادان بھائیوں کے لئے صراط مستقیم کی دعا کر۔

اس لئے کہ تجھے علم ہے کہ یہ وہ مبارک زمانہ ہے۔ جس کا ذکر احادیث پاک میں موجود ہے۔ ایسے سعید زمانہ میں آپس کی خانہ جنگی رو دھنا اور بگڑنا چھوڑ دے۔ یاد رکھو یہ زمانہ تجھ کو معمولی قربانی کے بعد نہیں ملا ہے۔ یاد رکھ تیری ہزاروں پیاری پیاری جانیں قربان ہو گئیں۔ تیری عظیم الشان زبردست سلطنتیں تباہ ہو گئیں۔ تجھ جیسے لاکھوں مسلم دل سولی پر چڑھا دیئے گئے ہزاروں مرتد ہو گئے۔ تیری وہ جاگیریں تیرے وہ مکانات اور تیرے وہ خطابات جس پر تجھ کو آج تک گھمنڈ تھا۔ افسوس تجھ سے وہ بھی چھین لئے گئے۔ کیا تجھے معلوم ہے؟

یہ سب کیوں ہوا۔ اس لئے کہ کتابوں میں ایسا ہی لکھا ہے۔ اے مسلم بیدار ہو۔ اور ہر گھر میں اسلام کے پیغام کی تبلیغ پہنچا۔ تو فرقہ بندی کے کام بند کر دے۔ تو آپس کی تکفیر بازی کو یکلخت میٹ دے۔ فروعی جھگڑوں کو چھوڑ کر ایسی منظم اور مستحکم جماعت ہو جا۔ جیسی کفار کے مقابلہ میں (۱۳۰۰) تیرہ سو کی تھی۔

تو میدان میں کود پڑ۔ خدا تیری مدد کرے گا۔ وہ رحمت کے فرشتوں کو تیرے لئے نازل کرے گا۔ تو ایسا کام کر کہ جیسے کفار عرب کے مقابلہ میں تیرہ سو سال پیشتر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا۔ اور تو ایسا کام کر جیسے کفار ہند کے مقابلہ میں حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا۔ اور تو ایسا کام کر جس طرح حضرت محبوب سبحانی قطب ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے کفر و ظلمت کو مٹا کر توحید کی روشنی گھر گھر پہنچا دی۔ تو ایسا کام کر کہ جیسا حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک تبلیغی جماعت اسلامی دعوت پہنچانے کے لئے یورپ کو روانہ کیا۔ تو ایسے کام کے لئے پیدا کیا گیا ہے اور اس لئے تیرا نام مسلم ہے۔

اے تبلیغی جماعت والو! آگے بڑھو۔ اے تنظیم کے علمبردارو میدان میں کود پڑو۔ اے علمائے اسلام میدان عمل میں آ جاؤ۔ اے اسلام کے سیاسی لیڈر صاحبان و خلافت کے مدعیان و کانگریس کے حامی آؤ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ دنیا کی جدوجہد

کئے ہیں۔ مگر اس خفیہ چٹھی کا جس کا ہم نے حوالہ دیا تھا نام تک نہ لیا۔ اور پی ہی گیا۔

قادیانی اگر "کارِ خاص" پر لگے ہوئے ہیں۔ تو وہ اس خفیہ چٹھی کا انکار کریں ورنہ دنیا اب زیادہ دیر ان کے دھوکا میں نہیں رہ سکتی۔ ہمارے پاس اصل چٹھی موجود ہے۔ آخر پر خاکسار عبدالرحیم درد ناظر امور خارجہ لکھا ہے۔ اور ضیاء الاسلام پریس قادیان سے طبع کرائی گئی ہے۔ کیا قادیانیوں میں حوصلہ ہے کہ اس خفیہ چٹھی کا انکار کریں۔؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو ان کے "کارِ خاص" پر لگے ہونے میں کیا شبہ ہے۔ اور مسلمان کیوں نہ ان حقوق المسلمین کا فریب آمیز رونا رونے والوں سے اپنے آپ کو محفوظ رکھیں۔ قادیان کے مقدسین کے جبہ و دستار ان دنوں مشہور ہو رہے ہیں۔ اور ایک خاص وضع اختیار کی جا رہی ہے۔ مگر احمق پھپھوندوی نے کیا اچھا لکھا تھا ؎

خدا محفوظ رکھے جبہ و دستار سے احمق

کہ اس حلیہ میں اکثر آجکل جاسوس ہوتے ہیں

قادیانی چلّا اُٹھے

قادیانی ڈھول کا پول کھولتے ہیں ابھی معمولی سی توجہ ہی دی گئی تھی کہ قادیانی چلّا اُٹھے ہیں۔ گویا ان کے مقابلہ میں ہماری کلک و زبان نے تیغ دودم کا کام دیا ہے۔

ادھر اگر "الفضل" ہمارے مضامین کو شرارت آمیز قرار دیتا۔ اور ہماری "نیش زنیوں" اور ن میں آجکل غیر معمولی طور پر اضافہ کا رونا رہا ہے تو اُدھر "فاروق" میں بیچارے مرزا صاحب کو منہ پھٹ، جاہل سلق لکھا جا رہا ہے۔ اور اُسے پاگل خانے جانے کا مشورہ دیا جا رہا ہے۔ یہ سب دل کے بخارات ہیں۔ جو کسی بہانے نکالے جا رہے ہیں۔ مگر ہم تو یہی کہیں گے ؎

تیر پر تیر چلاؤ تمہیں ڈر کس کا ہے

دل یہ کس کا ہے مری جان جگر کس کا ہے

"الفضل" اور "فاروق" کا خیال ہوگا کہ وہ ہمیں گالیوں سے شاید دبا لیں گے مگر سچ تو یہ ہے ؏

یہ وہ نشہ نہیں جسے ترشی اُتار دے

گالیوں کا جواب تو بیشک ہم کچھ نہ دے سکیں گے۔ البتہ حق بات کہنے سے ہم باز بھی نہ آئیں گے۔ "الفضل" اور "فاروق" جو چاہیں ہم سے سلوک کر لیں۔ ہم ان کی جائز تواضع کئے بغیر نہ رہ سکیں گے۔ جو لکھیں گے واقعات کی روشنی میں لکھیں گے۔ اور جو پیش کریں گے دلائل کے ساتھ پیش کریں گے۔ اس پر بھی اگر کوئی بگڑتا ہے تو ہزار بار بگڑا کرے۔

درخواستِ دُعا

میری ایک عزیزہ جو حیدر آباد دکن میں مقیم ہیں کچھ عرصہ سے مرض صرع (مرگی) میں مبتلا ہیں۔ گذشتہ ماہ کچھ افاقہ ہو گیا تھا۔ لیکن اب دوبارہ پہلے سے زیادہ تکلیف ہو گئی ہے۔ تمام احباب سے دعا کی درخواست ہے۔

تہجد گذار اصحاب خاص طور پر توجہ فرمائیں

مریضہ کو بہت تکلیف ہے۔ میں بھی ان کی علالت کی وجہ سے پریشان ہوں اس سے قبل بھی یہ درخواست کی گئی تھی۔

اگر کسی صاحب کو اس مرض کا مجرّب نسخہ معلوم ہو تو خاکسار کو دفتر "پیغام صلح" لاہور کے پتہ سے مطلع فرمائیں۔

خاکسار محمد انعام الحق

[illegible]

شذرات

(از محمد انعام الحق)

آجکل کانگرسی تحریکات میں من حیث القوم پورے زور سے حصہ لے رہے ہیں۔ ان کی سرگرمیوں کو دیکھ کر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سیاسیات کے علاوہ سب کچھ فراموش کر بیٹھے ہیں۔ "آزادی" ہی ان کی زندگی کا مقصد وحید ہے۔ مگر دراصل ایسا نہیں۔ ہندو سیاسی تحریکات کے علاوہ اپنی مذہبی اور اصلاحی تحریکات سے بھی غافل نہیں ہیں۔ یہ کام بدستور پوری توجہ اور طاقت سے انجام پا رہا ہے۔ ہندو اخبارات کی اطلاع ہے کہ گذشتہ تین ماہ میں ہندوستان کے مختلف اکیس مقامات پر ۲۳۲ مسلمان کو مرتد کیا گیا۔ اور اس عرصہ میں شدھی کی تحریک کے سلسلہ میں ۱۷۲۶۶ روپے کی رقم صرف کی گئی۔ یہ صرف ہندوؤں کی ایک جماعت آل انڈیا شدھی سبھا کا کام ہے۔

کیا غفلت شعار مسلمانوں نے کبھی ان حقائق پر غور کیا ہے؟

جب مسلمان سیاست میں حصہ لیتے ہیں تو قوم کی دوسری ضروریات سے بالکل غافل ہو جاتے ہیں۔ ان کی تمام اصلاحی اور معاشرتی تحریکات کا خاتمہ ہو جاتا ہے تبلیغی انجمنیں عالم سکرات میں مبتلا ہو جاتی ہیں تعلیم گاہوں میں خاک اُڑنے لگتی ہے۔ گذشتہ تحریک عدم تعاون میں اس کا تجربہ ہو چکا ہے۔ مسلمان تحریک کے نشہ میں سرشار قربانیوں میں مصروف تھے۔ اور ہندو ان کی ہم نوائی کے ساتھ ساتھ ملک میں ہندو راج کے قیام کی تدابیر سوچ رہے تھے۔ مسلمانوں نے اپنی تبلیغی سرگرمیوں کو بالکل بند کر دیا تھا۔ اور آریہ سماج ملکانوں کی شدھی کے لئے میدان تیار کر رہا تھا۔ مسلمان کانگرس کے فیصلہ کے مطابق مسلم یونیورسٹی اور اسلامیہ کالجوں کی اینٹ سے اینٹ بجانے کی سعی کر رہے تھے۔ اور پنڈت مالویہ ہندو یونیورسٹی کے استحکام اور ترقی کی تجاویز کو عملی جامہ پہنانے میں مصروف تھے۔ اور مہاتما ہنسراج ڈی۔ اے۔ وی کالج کے فنڈ کو مضبوط بنانے کے لئے ساعی تھے۔ مسلمانوں نے اپنے کئی سکول توڑ ڈالے ان کے بچے گلیوں میں آوارہ پھرنے لگے۔ اور ہندوؤں نے انہی دنوں میں بہت سے نئے سکول کھول لئے لیکن بظاہر ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ہندو مسلمانوں کا پورے طور پر ساتھ دے رہے ہیں۔ اور ان کی تمام تر توجہ و طاقت کانگرس کے لئے وقف ہے۔ کیا مسلمانوں کو ہندوؤں کی یہ ہنرمندی کوئی مفید سبق دے سکتی ہے؟

ہندو اور مسلمان دونوں سائمن رپورٹ کے مخالف ہیں۔ لیکن ان کی مخالفت کے وجوہات مختلف ہیں۔ ہندو اس لئے ان کی مخالفت کر رہا ہے کہ مسلمانوں کے تمام جائز مطالبات کیوں نہ ٹھکرا دئے۔ اور ان کو مسلمانوں کا گلا کاٹ کر ہندو راج کے قیام کا موقع کیوں نہ دیا گیا۔ مسلمانوں کی مخالفت کی وجہ یہ ہے کہ اس رپورٹ میں ان کے چودہ جائز مطالبات میں سے صرف دو کو تسلیم کیا گیا ہے۔ ظاہر ہے کہ ان وجوہات میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ لیکن بعض ناعاقبت اندیش مسلمان کوشش کر رہے ہیں کہ مسلمان ہندوؤں سے مل کر سائمن کمیشن کی مخالفت کریں۔ ہم حیران ہیں کہ ہندو مسلمانوں کے مقاصد اس سلسلہ میں بالکل متضاد ہیں۔ تو یہ اتحاد کیسے ممکن ہے۔ اگر مسلمانوں نے یہ غلطی کی تو وہ خودکشی سے کسی طرح کم نہ ہوگی۔

دہلی کی خبر ہے کہ وہاں ہندوؤں نے سائمن رپورٹ کے خلاف جو جلوس نکالا تھا۔ اس میں جمعیۃ العلماء کے چند رضاکار اور گنتی کے کانگرسی مسلمان بھی شامل ہوئے اور اس جلوس کی نمایاں خصوصیت یہ تھی کہ اس میں "سائمن رپورٹ مردہ باد" کے ساتھ ساتھ "نہرو رپورٹ زندہ باد" کے نعرے بھی لگائے گئے۔ جمعیۃ العلماء کے رضاکار بھی ان نعروں میں ہندوؤں کے ہم نوا تھے۔ جب دو نقصان دہ چیزوں میں سے [illegible]

عقلمند آدمی کم نقصان دہ چیز کو پسند کرتا ہے۔ سائمن رپورٹ میں مسلمانوں کی بہت حق تلفی ہوئی ہے۔ لیکن نہرو رپورٹ سے بہرحال اچھی ہے۔ اگر سائمن رپورٹ کی موت نہرو رپورٹ کی زندگی کا باعث بن سکتی ہے تو مسلمانوں کے لئے یہی ایک راستہ ہے کہ نہرو رپورٹ کی زندگی کے امکان کو دور کرنے کی کوشش کریں۔ کیونکہ اس لعنتی رپورٹ کی زندگی مسلمانوں کی قومی موت کا پیش خیمہ ثابت ہوگی۔ ہمارے کہنے کا مطلب صرف یہ ہے کہ مسلمان سائمن رپورٹ کی مخالفت ہندوؤں سے مل کر نہ کریں۔ کیونکہ اس سلسلہ میں ہندوؤں کا مقصد مسلمانوں کے مقصد سے بالکل متضاد ہے۔

کل ہمارے ایک کرم فرما نے سوال کیا کہ جب آپ سیاسیات سے علیحدہ رہتے ہیں تو سائمن رپورٹ پر اظہار رائے کیوں کرتے ہیں۔ شاید ہمارے دیگر احباب کے دل میں بھی یہ خیال پیدا ہوا ہو۔ اس لئے اس کا جواب ضروری ہے۔

سائمن رپورٹ سیاسی لحاظ کے علاوہ اقتصادی اور معاشرتی طور پر بھی مسلمانوں سے تعلق رکھتی ہے۔ اس کی تجاویز کم و بیش ہمارے اقتصادی اور معاشرتی مستقبل پر اثر انداز ہوں گی۔ یا کم از کم اس کا امکان ہے اور یہی بات اس کو ہمارے زیر بحث لانے کی وجہ ہے۔ اس سلسلہ میں ہم نہایت احتیاط سے کام لیتے ہیں۔ اور اس وقت تک قلم کو جنبش نہیں دیتے جب تک اس کی اشد ضرورت نہیں ہوتی۔ "پیغام صلح" کے گذشتہ پرچوں سے اس کی تصدیق ہو سکتی ہے۔

یکم جولائی سے ہمارے قادیانی معاصر "الفضل" کی اٹھارہویں جلد شروع ہوئی۔ اس سلسلہ میں وہ اپنے امام محترم کی تعریف کرتے ہوئے رقمطراز ہے:-

"لیکن جب یہ معاملہ اس دربار میں پیش ہوا۔ جہاں نہ صرف جماعت کے اہم معاملات پل بھر میں طے ہو جاتے ہیں۔ بلکہ دنیا کے بڑے بڑے مسائل کے متعلق بھی نہایت ہی صحیح اور درست مشورے نافذ ہوتے ہیں۔ یعنی دربار خلافت تو حضور نے فرمایا کہ اخبار تین بار کر دیا جائے۔ اس سے یقین ہو گیا کہ اخبار کو تین بار کر دینے کا وقت آ گیا ہے۔"

قادیانی جماعت کے امام محترم کا دربار اس شان کا ہے یا نہیں اور وہاں سے دنیا کے بڑے بڑے مسائل کے متعلق بھی نہایت صحیح اور درست مشورے نافذ ہوتے ہیں یا نہیں۔ "الفضل" کی اس تحریر میں پیر پرستی کے جذبہ کا کس قدر حصہ ہے۔ ان امور پر پھر کبھی روشنی ڈالی جائے گی۔ اس وقت تو ہم اپنے معاصر کی خدمت میں صرف اس قدر عرض کرنا چاہتے ہیں کہ ہم تو ابھی تک محروم ہی ہیں۔ دربار خلافت سے ہمارے معمولی سوال کا جواب تو بار بار یاد دہانی کے باوجود عنایت نہ ہوا۔ ہم اپنے معاصر کی وساطت سے پھر اس دربار میں درخواست کرتے ہیں کہ دنیا کے بڑے بڑے مسائل کے متعلق فیصلہ صادر کرنے کے مشغلہ سے تھوڑی سی فرصت نکال کر ہمارے سوال کا جواب عنایت ہو۔ آخر ہم قدیم نیازمندوں کا بھی کچھ حق ہے۔ چالیس کروڑ مسلمانوں کو بیک جنبش قلم کافر بنا دینا شاید قادیانیوں کے نزدیک معمولی بات ہو۔ ہمارے لئے تو یہ ایک نہایت اہم معاملہ ہے۔

ڈاکٹر کی ضرورت

علاقہ حضرموت (اندرون جنوبی عرب) کے ایک مسلمان سوداگر کو اپنی ڈسپنسری چلانے کے لئے ایک اسسٹنٹ سرجن کی ضرورت ہے تنخواہ چھ سو روپیہ ماہوار معہ مفت خوراک و مکان کے علاوہ پرائیویٹ [illegible]

تباہ حالیٔ مسلم

از محترمہ ح - ب - صاحبہ

کہیں شدھی کی آندھی ہے کہیں سنگھٹن کا طوفاں ہے
ہزاروں آفتوں میں آج کل جانِ مسلماں ہے

کہیں بن کر زیاں "سود" آفتیں لاتا ہے مسلم پر
کہیں ہے قرض کی مقراض اور اسکی رگِ جاں ہے

نظر آتی نہیں ہے صورتِ جمعیتِ خاطر
کہ فرقہ بندیوں سے اپنا شیرازہ پریشاں ہے

کہیں حملے مخالف کے پیامِ مرگ دیتے ہیں
کہیں پر اختلاف اندرونی فتنہ ساماں ہے

مؤذن کی صلا پر اب نہیں مسجد میں جاتے ہم
کہ راہِ منزلِ عرفاں میں جو اپنا حدی خواں ہے

یہ کیسے بندے ہیں جو بھاگتے ہیں اپنے آقا سے
یہ بھاگیں گے کہاں جب پاؤں میں زنجیر زنداں ہے

خدا جانے کہ بلبل گُل سے کیوں یوں دور رہتے ہیں
خدا جانے پتنگا شمع سے کیوں یوں گریزاں ہے

خدا جانے کہ قمری سرو پر آتی نہیں کیوں ہے
خدا جانے کہ بھونرا پھول سے اب کیوں پشیماں ہے

خدا جانے کہ مجنوں اٹھ گیا کیوں راہِ لیلیٰ سے
وفا مجنوں کی بے پروائیوں پر سینہ کوباں ہے

بڑھا جاتا ہے دنیا میں بہت طاغوت کا لشکر
قیامت دور بیٹھی دیکھتی ہے اور خنداں ہے

جو بندے پھر گئے ہوں اس طرح معبود سے اپنے
نہیں یہ حشر کا ساماں تو پھر کس شے کا ساماں ہے؟

عالمِ نسواں

ریاست ٹراونکور کی حیرت انگیز تعلیمی ترقی

ٹراونکور جنوبی ہند کی ایک چھوٹی سی ریاست ہے لیکن جہاں تک کہ زنانہ تعلیم کا تعلق ہے یہ ریاست تمام ہندوستانی ریاستوں میں ایک امتیازی حیثیت رکھتی ہے اس کے ابتدائی اور ثانوی مدارس کی طالبات کی تعداد میں غیر معمولی اضافہ ہو رہا ہے۔ ہر لڑکی اپنے بھائی کی طرح اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کی خواہشمند نظر آتی ہے۔ اور یہ ٹراونکور کی خوش قسمتی ہے کہ حکومت لڑکیوں کی تعلیم پر بھی ویسا ہی زور دیتی ہے جیسا کہ لڑکوں کی تعلیم پر۔

ٹراونکور کی تعلیمی ترقی کا ایک راز یہ ہے کہ اس کے حکمران خاندان کو ابتدا ہی سے تعلیم کے ساتھ ایک خاص دلچسپی رہی ہے۔ ہندوستان میں دیسی ریاستوں کی تعداد کچھ کم نہیں ہے جن کے فرمانروا۔ ریاست کی آمدنی کا ایک بڑا حصہ اپنے ذاتی اغراض یا مشاغل پر صرف کرتے ہیں جن سے کوئی فائدہ نہیں پہنچتا۔ اخلاقی نقطۂ خیال سے ان کے یہ اخراجات سخت قابلِ اعتراض ہیں کسی والیٔ ریاست کو اپنی ذات پر بے دریغ روپیہ صرف کرنے کا کوئی حق حاصل نہیں۔ بالخصوص ایسی حالت میں کہ رعایا کے افراد تعلیمی اور اقتصادی پہلو سے ایک ناقابلِ رشک زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اس لحاظ سے ہمیں ٹراونکور کا پایہ بہت بلند نظر آتا ہے۔

ٹراونکور کی تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ ۱۸۱۷ء میں رانی گوری پروتی بائی نے اعلان کر دیا تھا کہ رعایا کی تعلیم کا تمام خرچ ریاست برداشت کرے گی تاکہ تعلیم کی اشاعت میں کسی قسم کی رکاوٹ پیدا نہ ہو۔ رعایا کے افراد اور سرکاری ملازم تعلیم یافتہ اور روشن خیال ہونے کی وجہ سے اپنے فرائض کو بوجہ احسن انجام دے سکیں اور ریاست ترقی یافتہ قرار دی جا سکے۔ اس اعلان کی بدولت ٹراونکور کے مردوں اور عورتوں نے تعلیم میں حیرت انگیز ترقی کی۔

اس وقت ٹراونکور کے محکمہ تعلیم پر بیالیس لاکھ روپیہ سالانہ خرچ ہوتا ہے۔ گو یہ رقم ریاست کے روز افزوں تعلیمی اخراجات کے لحاظ سے بالکل ناکافی ہے لیکن روپیہ کی قلت کے باوجود زنانہ مدارس میں لڑکیوں کی تعداد روز بروز زیادہ بڑھ رہی ہے آج سے چالیس سال قبل زنانہ ہائی سکولوں میں لڑکیوں کی تعداد نسبتاً بہت کم تھی۔ لیکن مس لیمیس اور بعض دیگر مشنری خواتین کی سرگرمی کے صدقہ میں اب یہ تعداد اس قدر بڑھ گئی ہے کہ ہر سال نئے مدارس کھولنے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔

ٹراونکور میں اس وقت زنانہ مدارس کی تعداد پانچسو سے زیادہ ہے۔ لیکن اس پر بھی یہ دیکھ کر تعجب ہوتا ہے کہ لڑکوں کے مدرسوں میں جو لڑکیاں تعلیم پا رہی ہیں ان کی تعداد اپنے بھائیوں سے بہت زیادہ ہے۔ محکمہ تعلیم مالی وجوہ کی بنا پر لڑکیوں کے لئے علیحدہ مدرسے جاری نہیں کر سکتا۔ اس طور پر لڑکے اور لڑکیوں کو بالخصوص تمام انگریزی مدارس میں ایک ہی جگہ تعلیم دی جاتی ہے۔ اور یہ حالت اس وقت تک رہیگی جب تک کہ لڑکیوں کے لئے کافی مدرسے نہ کھول دیئے جائیں۔ لڑکوں کے بعض مدارس میں لڑکیوں کے لئے علیحدہ جماعتیں ہیں۔ زنانہ مدارس میں ہر مذہب و ملت کی لڑکیاں تعلیم سے مستفید ہو رہی ہیں۔ نائر، عیسائی اور مسلمان لڑکیاں سب ایک جگہ اپنے مطالعہ میں مصروف دکھائی دیتی ہیں۔

زنانہ مدارس میں لڑکیوں کی جسمانی صحت کا خاص طور پر خیال رکھا جاتا ہے۔ انہیں تمام کھیلوں میں شریک ہونا پڑتا ہے۔ لڑکوں کی طرح لڑکیوں کی بھی ٹیمیں ہیں جنہیں ہر سال مختلف کھیلوں میں شریک ہونا پڑتا ہے۔

افسوس ہے کہ مسلمانانِ پنجاب جو آبادی کا جزوِ غالب ہیں تعلیم کی دوڑ میں برادرانِ وطن سے بہت پیچھے ہیں۔ گو یہ صحیح ہے کہ پچیس سال پہلے کی بہ نسبت اس وقت تعلیم نسواں کا زیادہ چرچا ہے لیکن ترقی کی رفتار زیادہ قابلِ اطمینان نہیں ہے۔ دوسرے صوبوں کے مسلمانوں کا بھی یہی حال ہے۔ یہ مسلمانوں کی بدقسمتی ہے کہ باوجودیکہ ان کا مذہب انہیں علم کو پھیلانے اور حق کی آواز

یورپ میں اشاعتِ اسلام کی تحریک

دو اہم اور قابلِ توجہ امور

برلن مسجد کے نئے قبضے کے متعلق تو احباب کرام کو بخوبی علم ہو چکا ہوگا اس کے فک کرنے کے متعلق ہندوستان کے علاوہ یہاں برلن میں بھی کوشش ہو رہی ہے مگر جب تک آخری تصفیہ ہو کر مسجد فک نہیں ہو جاتی تب تک کم و بیش یکصد روپیہ ماہوار بطور سود ادا کرنا پڑتا ہے۔ اگر احباب کرام اس معاملہ کی طرف فوری توجہ فرمائیں۔ اور یہ جلدی طے ہو جائے تو پھر توجہ اصل کام کی طرف مبذول ہو سکتی ہے۔ اس ساری رقم کے علاوہ دو اور بڑے ضروری امور ہیں۔ جن کی طرف ممبران قوم کی توجہ منعطف کرانی چاہتا ہوں۔ ایک کا تعلق مسجد سے ہے اور دوسرے کا مشن سے۔ مسجد کی حقیقی آبادی کا سوال تا حال حل نہیں ہو سکا۔ عرصہ سال ڈیڑھ سال ہوا جب کہ بندہ نے یہاں کی مسجد کے واسطے قالینوں کے فرش کی تحریک کی تھی۔ کل رقم جو اس کام کے واسطے درکار ہے وہ کم و بیش دو سو پونڈ ہے۔ اور جب تک خانہ خدا اس فرش سے آراستہ نہیں ہوگا تب تک وہ اپنے حقیقی مقصد سے معرّا رہے گا۔ مجھے ایک سال سے زیادہ یہ ندامت اٹھاتے گذر چکا ہے کہ جو احباب مسجد کی زیارت کے واسطے آتے ہیں اور اس امر کے متعلق قدرتاً دریافت کرتے ہیں کہ یہاں عبادتِ الٰہی کب ہوتی ہے تو ان کو جواب دینا پڑتا ہے کہ تا حال اس میں قالین نہیں ہیں۔ لہذا ہم نمازوں کی باقاعدہ ادائیگی کا انتظام نہیں کر سکتے۔ ان زائرین میں بعض دو دو تین تین دفعہ مسجد دیکھنے کی خاطر آئے ہیں اور ہر دفعہ ان کو یہی جواب دیا جاتا ہے اور اس جواب کے دیتے ہوئے نہ صرف اس وجہ سے ندامت ہوتی ہے کہ اس سے مسلمانوں کی قوتِ عمل کی کمزوری ظاہر ہوتی ہے بلکہ اس سے بڑھ کر تکلیف دہ امر یہ ہے کہ وہ مذہب جس نے روزانہ پانچ وقت خدائے واحد کا نام پکارنے اور بلند کرنے کا حکم دیا تھا ایسی کس مپرسی کی حالت میں ہے کہ سوائے سال بھر میں دو موقعوں کے اس کے پیرو اکٹھے نہیں ہو سکتے۔ وہ خانہ خدا جس سے پانچ وقت روزانہ اللہ اکبر کی صدا گونجتی تھی اور جو اپنے متبعین کو روحانی خوراک مہیا کرتا تھا اب ایسی خاموشی کی حالت میں ہے کہ گویا یہ سب کچھ خواب تھا۔

میں اپنے احباب سے پر زور الفاظ میں دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ وہی اسلام ہے جس پر ان کو ناز ہے اور جس کی خدمت کا بیڑہ انہوں نے اٹھا رکھا ہے؟ کفرستان کے اندر ایک خانۂ خدا کی تعمیر اگر آپ کے نزدیک ایک طرف اعلیٰ اور عظیم الشان کام ہے تو دوسری طرف اس کی یہ ویرانی اور کس مپرسی ایسی ہے کہ جس پر ہماری اولوالعزم قوم کو شرم آنی چاہیئے۔ یہاں اس خانہ خدا کے ارد گرد ہر اتوار کو گھنٹے بجتے ہیں مگر خدائے واحد کے اس گھر سے ہفتوں چھوڑ مہینوں توحید کا اعلان نہیں ہو سکتا۔ اس قوم کے سامنے جس نے کم و بیش ڈیڑھ لاکھ کی کثیر رقم جمع کر کے اس تثلیث پرست ملک کے اندر توحید کا گھر کھڑا کر دیا اب تین ہزار کی رقم کا مہیا کر دینا کون مشکل کام ہے۔ مگر اصل بات یہ ہے کہ اکثر احباب اس کی اہمیت کو محسوس نہیں کرتے۔

دوسرا امر جس کا تعلق مشن سے ہے رسالہ "مسلیمش ریویو" کی اشاعت ہے۔ شاید اکثر دوست اس امر سے واقف نہ ہوں کہ مشن کے قیام کے ساتھ ہی انجمن نے ایک سہ ماہی رسالہ بنام "مسلیمش ریویو" جاری کر دیا تھا۔ یہ رسالہ ۱۹۲۸ء تک کسی نہ کسی رنگ میں شائع ہوتا رہا۔ فضل کریم درّانی کے آخری ایام ملازمت میں یہ بند ہو گیا۔ ۱۹۳۲ء سے میں نے اس کو پھر دوبارہ شائع کرنا شروع کر دیا۔ اور اس وقت سے بفضلہ باقاعدہ جاری ہے۔ اسلامی لٹریچر کی اہمیت سے ہماری جماعت کا ہر فرد بشر بخوبی واقف ہے۔ حضرت مسیح موعود خود سلطان القلم تھے۔ اور آپ کی اسّی تصانیف اس بات پر شاہد ہیں۔ اور اس امر کی زبردست دلیل ہیں کہ حضرت صاحب نے لٹریچر پیدا کرنے کو کس قدر ضروری اور اہم قرار دیا ہے۔ میں اس امر کا اعتراف کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ اگر ایک طرف ہماری جماعت کی یہ خصوصیت ہے کہ وہ حامل قرآن ہے۔ خادم اسلام ہے تو دوسری طرف اس کے ساتھ جو لٹریچر اس قوم نے پیدا کیا ہے وہ اپنی نظیر آپ ہے۔ ایسے کام کی عظمت یورپ جیسے علم دوست ملک میں معلوم ہوتی ہے۔ یہاں بعض آدمیوں نے اس امر کا اعتراف کیا ہے کہ جو مذہبی لٹریچر ہماری جماعت نے پیدا کیا ہے وہ ایک بے بہا خزانہ ہے اور اس میں یہ بات بھی بالکل درست ہے کہ جو اشاعت ہم بذریعہ لٹریچر کر سکتے ہیں وہ بذریعہ لیکچر وغیرہ نہیں کر سکتے۔ لیکچروں اور وعظوں میں ایک تو لوگ کم شریک ہو سکتے ہیں۔ دوسرے جو موقع تنہائی میں کسی امر کے روشن اور تاریک پہلو دیکھنے کا موقع ملتا ہے وہ لیکچروں میں نہیں مل سکتا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور پھر لیکچر میں عموماً کچھ نہ کچھ تعصب کا رنگ آ جاتا ہے۔ اور اس طرح سے انسان صداقت اور حقانیت معلوم کرنے سے بسا اوقات قاصر رہ جاتا ہے۔ اس امر کو مدِ نظر رکھتے ہوئے ہم نے بھی یہ سہ ماہی رسالہ جاری کر رکھا ہے یہ رسالہ سردست صرف ایک ہزار کی تعداد میں شائع ہوتا ہے۔ اور بالکل مفت تقسیم ہوتا ہے۔ گو اب یہ کوشش کی جا رہی ہے کہ یہاں اس کے خریدار پیدا ہو جائیں مگر جیسا کہ آپ جانتے ہیں آجکل مذہب اور مذہبی لٹریچر سے عام لوگوں کو کوئی دلچسپی نہیں ان حالات میں خریداروں کی کسی بڑی تعداد کی توقع رکھنا عبث ہے۔ اس رسالہ پر ہمارا اپنا خرچ دو روپے سالانہ فی پرچہ آتا ہے میں اپنے احباب کے سامنے یہ تجویز پیش کرتا ہوں کہ وہ خود اس رسالہ کے خریدار بنیں اور چونکہ وہ اس کو خود نہیں پڑھ سکتے لہذا ان کی طرف سے یہ رسالہ مفت کسی اور غیر مسلم جرمن کے نام جاری کر دیا جائے گا۔ یہ ایک قلیل رقم ہے جس سے یورپ میں اشاعتِ اسلام کی عظیم الشان خدمت ہو سکتی ہے۔ ہر رسالہ کی کاپی ایک سپاہی کا حکم رکھتی ہے۔ گھر بیٹھے جہاد فی سبیل اللہ کا ثواب حاصل کرنے کا یہ ارزاں ترین موقع ہے۔ وما علینا الا البلاغ

ڈاکٹر [illegible]

اسلام کا معاشرتی نظام

اسلام نے تقریباً ساڑھے تیرہ سو سال قبل جس نظام معاشرت کی بنیاد ڈالی تھی اُس کی کسی قدر توضیح مولوی سلیم اللہ صاحب ایم۔ اے۔ ڈپٹی کلکٹر فرید پور نے اپنے ایک مسلسل مضمون میں فرمائی ہے جس کا اقتباس ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

یہ بلا خوفِ تردید کہا جا سکتا ہے کہ اسلام نے اخلاق و معاشرت پر جس قدر زور دیا۔ تمام مذاہب اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہیں اگرچہ موجودہ مسلمان اخلاقی اور معاشرتی احکام سے بالکل ناآشنا ہیں مگر یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ اصول معاشرت و اخلاق کی پابندی ہر ایک مسلمان کے لئے نماز و روزہ، حج و زکوٰۃ کے برابر ضروری ہے۔

آج ہم دوسری قوموں کے بعض معاشرتی اصولوں کو غیر مانوس نگاہوں سے دیکھتے ہیں۔ مگر یہی باتیں کبھی ہماری مجالس اور ہماری درسگاہوں میں پائی جاتی تھیں۔ اسلام سے پہلے بھی ہزارہا انبیاء اپنی شریعتیں لے کر دنیا میں آئے اور منزل من اللہ ہونے کے باعث وہ مذاہب صداقت میں اسلام کے ہمدوش ہیں۔ اس کے علاوہ اسلام کوئی نیا مذہب نہیں۔ بلکہ ملت ابراہیم حنیف کی تجدید ہے۔ مگر اخلاق و معاشرت کے لحاظ سے اسلامی تعلیم تمام مذاہب سے زیادہ روشن ہے۔ قرآن ایک بہترین اخلاقی کتاب ہے اس کی تعلیم کی ہمسری کوئی مذہبی کتاب نہیں کر سکتی۔ ایفائے عہد، صدق و امانت جو اصولِ اخلاق میں شامل ہیں قرآن جا بجا ان کی پابندی کی تاکید کرتا ہے۔ اور ارشادِ نبوی ہے "بعثت لاتمم مکارم الاخلاق" میں اس لئے مبعوث ہوا ہوں کہ اخلاقِ حسنہ کو پورا کر دوں۔

آدابِ مجالس

آدابِ مجالس کے متعلق قرآنی احکام پر غور کیجئے۔ ارشاد ہوتا ہے یاایھا الذین امنوا اذا قیل لکم تفسحوا فی المجالس فافسحوا یفسح اللہ لکم واذا قیل انشزوا فانشزوا یرفع اللہ الذین امنوا منکم والذین اوتوا العلم درجت واللہ بما تعملون خبیر۔

ترجمہ: اے ایمان والو! جب تم سے کہا جائے کہ مجلس میں کشادہ ہو کر بیٹھو تو کھل کر بیٹھ جاؤ۔ اللہ تم کو کشادگی دے گا۔ اور جب کہا جائے کہ کھڑے ہو جاؤ تو کھڑے ہو جاؤ۔ اللہ تم لوگوں میں ان کا رتبہ بلند کرے گا۔ جو ایمان لائے اور جن کو علم دیا گیا اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اُس سے واقف ہے

یاایھا الذین امنوا لاتدخلوا بیوتا غیر بیوتکم حتی تستانسوا وتسلموا علی اھلھا ذالکم خیر لکم لعلکم تذکرون۔ فان لم تجدوا فیھا احدا فلا تدخلوھا حتی یؤذن لکم وان قیل لکم ارجعوا فارجعوا ھو ازکی لکم واللہ بما تعملون علیم۔ لیس علیکم جناح ان تدخلوا بیوتا غیر مسکونۃ فیھا متاع لکم واللہ یعلم ما تبدون وما تکتمون۔

ترجمہ:۔ اے ایمان والو! اپنے گھروں کے سوائے دوسرے گھروں میں اُس وقت تک داخل نہ ہو جب تک اہلِ خانہ سے اجازت نہ لے لو اور اُنہیں سلام نہ کر لو۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ شاید تم اسے یاد رکھو۔ اور اگر اس گھر میں کسی کو نہ پاؤ تو اُس میں نہ جاؤ جب تک اجازت نہ دی جائے۔ اور اگر تم کو واپس ہو جانے کا حکم دیا جائے تو واپس ہو جاؤ۔ یہ تمہارے لئے زیادہ بہتر ہے۔ اور اللہ تمہارے اعمال سے واقف ہے۔ اُس گھر میں بغیر ہرج کے جا سکتے ہو جس میں تمہارا اسباب ہو۔ اور وہاں کوئی نہ رہتا ہو۔ اور اللہ تمہاری پوشیدہ اور ظاہر چیزوں سے واقف ہے۔

یہ تعلیم بہترین اخلاقی تعلیم ہے جس پر اسلام اس قدر زور دیتا ہے۔ کہ آقا اپنے غلام کے گھر میں اور بیٹا اپنی ماں کے گھر میں بغیر اجازت کے داخل نہیں ہو سکتا۔

لا یقیمن احدکم الرجل من مجلسہ ثم یجلس فیہ

کسی کو جگہ سے اس لئے نہ اُٹھاؤ کہ وہاں خود بیٹھو (ماخوذ)

ضرورت

نارتھ ویسٹرن ریلوے لاہور چھاونی کے ٹریننگ سکول میں سٹیشن ماسٹروں و کمرشل کلرکوں وغیرہ کی ایک سو جگہیں خالی ہیں۔ جن کے لئے انٹرنس پاس سیکنڈ ڈویژن امیدواروں کی جن کی عمر اٹھارہ سال سے اکیس سال کے درمیان ہو ضرورت ہے۔

درخواستیں مجوزہ فارم درخواست پر جو ایکزیکٹو ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹوں اور سٹیشن ماسٹروں سے مل سکتی ہیں۔ امیدوار کے اپنے دستخط میں ہوں اور اصالتاً ۱۰ ماہ حال کو دس بجے تک تقریباً نارتھ ویسٹرن ریلوے کے ڈویژنوں۔ فیروزپور۔ دہلی۔ کوئٹہ۔ کراچی۔ لاہور۔ ملتان وغیرہ پر لی جاویں گی۔

مزید تفصیلات کے لئے اخبار سول ملٹری گزٹ یا ٹریبیون مورخہ ۲۴ فروری سنہ میں ریلوے کا اصل اشتہار ملاحظہ فرمائیں۔

سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

ہماری تبلیغی ڈاک

بقیہ صفحہ اول

نے ہماری سخت مخالفت شروع کر دی۔ یہ آگ گرد و نواح تک پھیل گئی اس وقت ہم صرف پانچ احمدی تھے۔ خدا نے حضرت مسیح موعود کی بیعت کے ذریعہ سے ہمارے دلوں میں ٹھنڈک اور صبر و شکر کا مادہ پیدا کر دیا ہم نے توکل علی اللہ اپنی ایک چھوٹی سی انجمن بنا لی۔ جس کا صدر مجھے بنایا گیا۔ نہ بلحاظ علم و تقویٰ کے بلکہ محض بلحاظ عمر کے۔ افسوس کہ مجھے مرزا ولی احمد بیگ صاحب سے انگریزی سیکھنے کا بہت کم موقع ملا۔ اس لئے میں جماعت کے انگریزی لٹریچر سے کما حقہ فائدہ حاصل نہ کر سکا۔ اور ملازمت کے سلسلہ میں اب مرزا صاحب سے کئی سو میل کے فاصلہ پر ہوں۔ یہاں میں اپنے فرض سے غافل نہیں رہا۔ بلکہ یہاں کے طلباء اور مدرسین میں تبلیغ جاری کر دی اور خدا کے فضل سے دو بڑے عالم حاجی احمد شعرانی اور حاجی عبدالرحمٰن صاحبان ہماری جماعت میں شامل ہو گئے۔ جس کے بعد جماعت کی ترقی کا سلسلہ پورے زور سے شروع ہو گیا۔ اور اس خط کے لکھتے وقت تک ستر بھائی جماعت میں شامل ہو چکے ہیں انشاء اللہ یہ پودا بڑھتے بڑھتے درخت بن کر توتی اکلھا کل حین باذن ربھا کا مصداق بن جائے گا۔

ماسوا اس کے میں نے چند ایک درسگاہیں کھولی ہیں جن میں اسلام اور احمدیت کی حقیقی تعلیم حاضرین کے سامنے پیش کی جاتی ہے۔ اور رسالہ احمدیہ انڈونیشیا جاری کر دیا ہے جس کا حجم گو چھوٹا سا ہے لیکن اس نے بڑی مقبولیت حاصل کر لی ہے علاوہ ازیں مسلمان نوجوانوں کی ایک جماعت بنام اخوت قائم کر دی ہے جس کے ممبر ۔۔ تک بن چکے ہیں۔ جنہوں نے خدمت اسلام کے لئے بڑی بڑی قربانیاں کی ہیں بہت سا احمدی لٹریچر انہوں نے ڈچ زبان میں ترجمہ کر کے شائع کر دیا ہے۔ اور قرآن کریم بھی اس زبان میں قریباً ترجمہ ہو چکا ہے۔ ان نوجوانوں نے ایک ڈچ احمدی اخبار بھی جاری کیا ہوا ہے۔

پادری صاحبان کی خوش فہمی

فلسفۂ نفسیات میں یہ امر مسلمہ ہے کہ ہر قوم کا مخصوص مزاج عقلی ہوتا ہے کہ جس کے حدود سے باہر نکلتے ہیں ان کی موت ہوتی ہے۔

شاگردوں کو سمجھاتے سمجھاتے مقدس استاد کی جان گئی مگر شاگردوں نے نہ کچھ سمجھنا تھا اور نہ کچھ سمجھا۔ وہ ان کی کمی فہم اور قلت تدبر کا ہمیشہ شاکی رہا۔ یسوع نے انہیں کہا صدوقیوں اور فریسیوں کے خمیر سے چوکس اور خبردار رہو۔ مگر بھوکے اور پیٹ کے بندوں نے سمجھا شاید روٹی کا کوئی سوال ہے۔ یہاں تک کہ ان کی سمجھ کا نوحہ استاد نے ان الفاظ میں کیا۔ کہ اے کم اعتقادو! تمہیں روٹی کی فکر ہے۔ تمہیں فریسیوں اور صدوقیوں کی تعلیم سے چوکس رہنے کو کہا تھا۔ علم و فہم کا وہ درخت کملاتا رہا۔ مسیح نے ہر چند کوشش کی کہ اس درخت سے پھل کھائے مگر سوائے اس کے کچھ نہ ہو سکا کہ اس کی طبعی کمزوری کے سبب اُسے بد دماغ سے کر جڑ سے سکھا دیا گیا۔ لگاتار سالہا سال کی جد و جہد کا نتیجہ اتنا بھی تو نہ نکلا کہ ایک رائی کے دانہ کے برابر ان میں ایمان پیدا ہوتا۔ کیا ہم اس قوم کے افراد سے یہ خواہ وہ جناب پطرس جیسا بہشت کا کلید بردار ہو خواہ پادری برکت اللہ صاحب ایم اے یہ امید رکھیں کہ وہ مسیح اور خدا کے مقدس رسولوں کی تعلیم کو صحیح طور پر سمجھ سکیں گے۔ جناب یسوع کے شاگردوں کا وہ مزاج عقلی کہ جس کا ذکر اناجیل میں مذکور ہے۔ ہمارے سامنے نہ ہوتا تو شاید ہم اس مشکل کو حل نہ کر سکتے۔ مگر مقدس استاد کا اپنے شاگردوں پر بار بار نوحہ کرنا ہمیں یقین دلاتا ہے کہ اس قوم کے افراد کو روحانیات اور مذہبی حکمت و فلسفہ سے بہت ہی کم حصہ ملا ہے۔

مسیحی مذہب کے عالمگیر ہونے کی سب سے بڑی دلیل خواخبار نور افشاں میں پادری برکت اللہ صاحب نے پیش کی۔ ہے وہ یہ ہے کہ انجیل نے خدا کا نام اَبْ (باپ) بتلایا ہے کہ جس کی قرآن کو خبر نہیں۔ قرآن میں اس کا نام رب ہے۔ مگر انجیل نے اس کا نام اباجان بتلا کر گویا خدا کو محبت اور شفقت کا مجسمہ قرار دیدیا ہے۔ پادری صاحب کو معلوم ہونا چاہئیے کہ وہ ایم اے ہونے کی وجہ سے سراب مغرب کے دھوکے میں ہیں۔ انہیں یہ خبر نہیں۔ کہ ان کا دماغ اگر یورپ کی ہوا میں اڑ رہا ہے تو کم از کم ان کا جسم تو ہندوستان میں موجود ہے۔ کہ جہاں محبت اور شفقت کا اعلیٰ ترین مجسمہ ماں سمجھی جاتی ہے اور اب انیسویں صدی میں یورپین فلاسفروں نے بھی اس امر کو تسلیم کر لیا ہے کہ ماں کی محبت باپ کی الفت پر غالب ہے۔ یونگ کہتا ہے:-

"انسان باپ سے زیادہ ماں سے متاثر ہوتا ہے۔ سب سے پہلی صورت جو ہمارے ذہن میں قائم ہوتی ہے۔ وہ ہماری ماں ہی کی صورت ہوتی ہے۔ ہم زندگی بھر اس صورت میں متاثر رہتے ہیں۔ جب ہم حسن کا احساس کرتے ہیں تو ہمارے سامنے اپنی ماں کا وہ چہرہ یاد آ جاتا ہے۔ جو ہمیں ہنسایا کرتا تھا۔ کبھی ہم اس کے خط و خال کو نادانستہ حسن کا معیار قرار دیتے ہیں ہم اپنی ماں کے کس قدر مزاج دان ہوتے ہیں؟ صرف اس کی آنکھیں دیکھ کر ہم سمجھ جاتے ہیں کہ وہ خوش ہے یا ناخوش۔ حالانکہ ہم بالکل بچہ ہوتے ہیں اور ہمارا سادہ ذہن دنیا کی کوئی بات بھی سمجھنے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔"

ساپن کہتا ہے:- دنیا کی کوئی زبان بھی مادری محبت کی قوت، خوبصورتی اور بہادری کو الفاظ میں بیان نہیں کر سکتی۔ مرد جھک کر رہ جاتا ہے۔ اس کی قوت جواب دے جاتی ہے۔ مگر ماں اپنے بیٹے کی محبت میں کبھی کمزور اور سست نہیں پڑتی۔ ماں ہمیشہ امانت اور اخلاص کا ستارہ بن کر زندگی کے اس صحرا میں اپنے بچے کی رہنمائی کرتی رہتی ہے۔" واشنگٹن ارونگ لکھتا ہے۔ باپ بے اعتنائی کر سکتا ہے زن و شو میں عداوت پیدا ہو سکتی ہے۔ لیکن ماں کی محبت میں کبھی فتور نہیں پڑ سکتا۔ وہ زندگی بھر میں یکساں حالت میں تر و تازہ رہتی ہے وہ ہمیشہ آس لگائے بیٹھی رہتی ہے کہ کسی نہ کسی دن اس کا لخت جگر نادم ہو کر اس کی شفقت بھری گود میں واپس آ جائے گا۔ ماں زندگی بھر بچہ کی مسکراہٹ یاد رکھتی ہے۔ وہ مسکراہٹ جو اس کے سینہ کو مسرت سے لبریز کر دیتی تھی۔ اس یاد کی موجودگی میں وہ کسی طرح بھی اپنی مادری محبت سے دست بردار نہیں ہو سکتی۔

پادری صاحب غور کریں۔ مسیحی عورتیں سوچیں کیا یہ نہیں کہ خدا باپ کی بجائے خدا ماں کہلاتا۔ تو پھر ہم بتلاتے کہ اس ماں کی محبت سے بھی رب کی محبت کس قدر وسیع اور والہانہ ہے۔

جہلم میں ایک عظیم الشان ٹی پارٹی

"پیغام صلح" کی گذشتہ اشاعت سے قارئین کرام کو علم ہو گیا ہو گا کہ ہمارے سلسلہ کے مجاہد بزرگ حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب جہلم سے لدھیانہ تبدیل ہو گئے ہیں۔ آپ کی روانگی کے وقت احباب جہلم نے آپ کو جس شان سے الوداع کہا اس کی روئیداد ہمارے دوست شیخ عبدالعزیز صاحب نے لکھ کر ہمیں بھیجی ہے۔ ہم نہایت شکریہ سے درج ذیل کرتے ہیں۔ اس روئیداد میں جناب حکیم قاضی محمد نواز صاحب کی ایک نظم بھی درج ہے۔ ہم اس نظم کو بھی من و عن درج اخبار کر رہے ہیں۔ اس نظم کے ایک آدھ مقام سے اگر اہلِ عروض کو اختلاف ہو تو وہ اسے نظر انداز کرنے کی کوشش کریں۔ اس لئے کہ

نالہ پابند نَے نہیں ہے

ہمیں قاضی صاحب کے جذبات و دلی کیفیات پر توجہ دینی چاہئے۔ کہ کس درد سے یہ نظم سپرد قلم کی گئی ہے۔" (ایڈیٹر)

حضرت قبلہ جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب تقریباً پانچ سال کے بعد یہاں سے لدھیانہ تبدیل ہو گئے ہیں۔ آپ نے اس عرصہ میں قرآن مجید کا متواتر درس جاری رکھا۔ اس عرصہ میں مسجد میں خوب رونق رہتی تھی۔ اللہ تعالےٰ ڈاکٹر صاحب کو جزائے خیر دے۔ (آمین)۔ اور آپ پر اور آپ کے خاندان پر بہت بہت برکتیں نازل فرمائے۔ مورخہ ۲۷ اپریل کو شیخ محمد شفیع صاحب وکیل نے آپ کو مسجد نصابان میں ایک شاندار پارٹی دی۔ اس ٹی پارٹی میں شیخ صاحب نے ہماری تمام جماعت اور خصوصاً قادیانی اور اہلحدیث اشخاص کو مدعو کیا۔ سات بجے جمع لوگوں نے مسجد میں آنا شروع کر دیا۔ سب سے پہلے ٹھیک ساڑھے سات بجے سے لے کر ساڑھے آٹھ بجے تک حضرت قبلہ ڈاکٹر صاحب نے سورۂ اقرأ باسم ..... کا درس دیا۔ آپ نے درس میں نہایت ہی عمدہ معارف بیان فرمائے۔ جس کا از حد اثر ہوا۔ لوگوں نے نہایت ہی دلچسپی اور خاص توجہ سے سُنا جب یہ معارف اور نکات سے بھرا ہوا درس ایک گھنٹے کے بعد ختم ہوا تو اس کے بعد بندہ کی تحریک پر حکیم قاضی محمد نواز صاحب نے ایک نظم پڑھی جس وقت حکیم صاحب نظم پڑھ رہے تھے۔ تو اس وقت چند ایک آدمیوں کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

نظم

دل میرا دلبر و دلدار کوئی چاہتا تھا | غم دل مونس و غمخوار کوئی چاہتا تھا
رازِ دل محرم اسرار کوئی چاہتا تھا | رہ کے دنیا میں ہو دیندار کوئی چاہتا تھا

دل یہ کہتا تھا کوئی ہو تو اسے پیار کروں
اور سو جان فدا اس پہ میں سو بار کروں

شب حرماں کی دعاؤں کا اثر پھل لایا | صبح امید نے منہ اپنا مجھے دکھلایا
دلِ افسردہ کی امید خدا بر لایا | میرا دلدار جگانے کو مجھے گھر آیا

یار در خانہ و من گرد جہاں میگردم
آب در کوزہ و من تشنہ لباں میگردم

جس کے دیدار سے اچھا دلِ رنجور ہوا | فکرِ عقبیٰ غم دنیا جو تھا سب دُور ہوا
دل دماغ آپ کی گفتار سے مسرور ہوا | دلِ مردہ کے لئے اِک نفخ صور ہوا

کیا کہوں سوتے ہوؤں کو ہے جگایا تو نے
بلکہ ہم مُردہ دلوں کو ہے جلایا تو نے

پیش رہروں کے رہِ عشق دکھایا تُو نے | لے چلا منزلِ مقصود پہ زینے زینے
مئے وحدت تری محفل میں لگے پینے | اللہ اللہ تری محفل میں کہا ہر جی نے

کیا کہیں ہم کہ تری بزم میں کیا دیکھتے تھے
چار سُو جلوہ فگن نور خدا دیکھتے تھے

سیرِ فردوس ہوا حوروں کا جلوہ دیکھا | لوحِ محفوظ پڑھی عرش معلےٰ دیکھا
تو نے دکھلایا کہ کیا شئے تھا عصائے موسیٰ | کس طرح عیسےٰ کیا کرتے تھے مردہ زندہ

مرتبہ امت احمد کا دکھایا تو نے
فرش سے عرش تلک ہم کو اڑایا تو نے

نئے انداز سے قرآن پڑھایا تُو نے | لفظ و معنی و عبارت کو سنایا تُو نے
نقطہ نقطہ میں بھی نقطہ بتایا تو نے | مرتبہ احمد مرسل کا بڑھایا تُو نے

معترض آکے کرے بات کوئی گیا بیڈھب
ٹوٹ پڑتے تھے وہیں اس پہ شہاب ثاقب

کیا کہیں ہم تیرا انداز جداگانہ تھا | بات میں بات جدا ناز جداگانہ تھا
خوش گوئی ... گانہ تھا | تیری لکنت میں بھی اک ناز جداگانہ تھا

مراسلات

مسجد برلن (جرمنی) عید اضحیٰ

(از چوہدری محمد اقبال صاحب شیدائی بی اے)

گزشتہ سال ایک عزیز دوست کی تحریک پر میں نے عید اضحیٰ مسجد برلن میں ادا کی تھی۔ اور واپسی پر عہد کیا تھا کہ انشاء اللہ شرط زندگی آئندہ عید یہیں آکر ادا کروں گا۔ سال بھر دعائیں مانگتا رہا۔ کہ اللہ تعالیٰ عید کے قریب کوئی سامان سفر پیدا کر دے۔ تاکہ جرمنی جا سکوں کیونکہ یورپ میں سفر کرنا آسان کام نہیں۔ یہ سفر بھی پورے ۲۴ گھنٹے کا ہے آخر عید سے ۲۵ دن پہلے میری دعاؤں نے قبولیت کا شرف حاصل کر لیا۔ اور میرے سفر کا سامان پیدا ہو گیا۔ پروفیسر صاحب امام مسجد برلن کو اطلاع دی۔ اور ۳۰ مئی ۱۹۳۸ء کو عازم برلن ہوا۔ فرانسیسی سرحد تک تو اپنے کو اپنا ہی وطن تصور کرتا رہا۔ کیونکہ یہاں کے لوگوں سے طبیعت کافی مانوس ہو چکی ہے۔ زبان سمجھ بھی لیتا ہوں بول بھی لیتا ہوں۔ اور اپنی غریب الوطنی میں اس ملک کو اپنا وطن بنا چکا ہوں اس لئے اس ملک میں اپنے آپ کو اجنبی نہیں سمجھتا۔ لیکن جونہی جرمن سرحد میں گاڑی پہنچی تو اپنے آپ کو ایک اجنبی ملک میں پایا۔ زبان مختلف۔ عادت مختلف شکلیں مختلف۔ البتہ لباس میں بہت زیادہ مشابہت ضرور تھی۔ ہاں اجنبی پن صاف نظر آتا تھا۔ کھانے پینے میں تو عجب بدتمیزی معلوم ہوتی ہے۔ اُٹھتے بیٹھتے۔ چلتے۔ پھرتے کھانا۔ پینا۔ ایک معمولی بات ہے۔ سور اس کثرت اور رغبت سے کھاتے ہیں کہ اگر ہمارے ہاں کے تنگ دل لوگ دیکھ پائیں تو جرمن گاڑیوں میں سفر کرنا ہی گناہ قرار دے دیں۔ لیکن یورپ کی اقوام کی یہ حالت دیکھ کر ہم لوگ عادی ہو چکے ہیں۔ اور ہمارے دلوں پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ خیر ہمسفران موٹے موٹے گول گول منڈے ہوئے سروں والے اور لال لال پھولی ہوئی گالوں والے جرمنوں کے ساتھ خدا خدا کر کے کٹ گیا۔ برلن میوزیم اسٹیشن پر اترا۔ تو پروفیسر محمد عبداللہ صاحب معہ ایک جرمن نومسلم مصطفیٰ پلیٹ فارم پر موجود تھے قیام گاہ پر پہنچ کر دو ہندی نوجوانوں نے جو مسجد کے حجرہ میں مقیم ہیں ملاقات ہوئی۔ تھوڑی دیر بعد میرے دوسرے ملاقاتی آگئے۔ اور آدھی رات تک محض مزاج پرسی قائم رہی۔ دوسرا دن عید کے انتظامات میں گذر گیا۔ جمعہ کے دن عید تھی ہم لوگ ذرہ سویرے اُٹھے۔ نہا دھو کر مسجد میں جا کر فرش فروش کا انتظام کیا۔ ۸ بجے کے قریب نمازی آنے شروع ہو گئے۔

اس دفعہ مسجد کی شان لکڑی کا فرش ہو جانے کی وجہ سے دوبالا ہو رہی تھی۔ دیواروں پر بھی قطعات آویزاں تھے۔ جو پروفیسر صاحب کے والد ماجد صاحب نے ہندوستان سے خاص مسجد کے لئے روانہ کئے تھے۔ ان سے مسجد کی خوبصورتی میں بہت کچھ اضافہ معلوم ہوتا تھا۔ ہندوستانیوں کے نزدیک تو شاید یہ قطعات کچھ وقعت نہ رکھتے ہوں۔ لیکن یہاں کی پبلک کے لئے یہ قطعات خاص کشش و دلچسپی کا موجب ہیں۔ اگر دس بیس اور قطعات میسر ہو سکیں تو مسجد کی زینت دوبالا ہو جاوے گی۔ دس بجے کے قریب کافی لوگ آگئے۔ جن میں غیر مسلم بھی کافی تعداد میں تھے۔ اخباروں کے نمائندے فوٹوگرافر بھی کافی تعداد میں موجود تھے۔ ہندوستانی، تاتاری اور جرمن نومسلم کافی تعداد میں تھے۔ ساڑھے دس بجے نماز ادا کی گئی۔ بعد ازاں پروفیسر صاحب نے جرمن زبان میں فلسفہ قربانی پر خطبہ پڑھا۔ جس کے بعد ایک تاتاری ڈاکٹر احمد لیب نے روس کے مسلمانوں کی حالت زار بیان کی۔ جس کی تائید ایک دوسرے تاتاری نے کی۔ اس کے بعد اسلام کی نصرت کیلئے دعا کی گئی۔ جس کے بعد حاضرین کا فوٹو لیا گیا اور خشک میووں اور بسکٹوں سے سب کی تواضع کی گئی اور جملہ مسلمان ایک دوسرے سے بغلگیر ہو کر رخصت ہو گئے۔

آنریری جائنٹ سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام

(بقیہ صفحہ ۳ کالم ۴) کہ ہر طرح سعی کر کے عنداللہ ماجور ہوں گے اور یہ گذارش پڑھنے کے ساتھ ہی اس کام کو شروع کر کے مجھے اطلاع دیں گے۔

صدرالدین جنرل سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

حضرت زید ابن حارثہ

(از جناب مولانا محمد عصمت اللہ صاحب)

زید کا سلسلۂ نسب یہ ہے زید بن حارثہ بن شراحیل بن عبدالعزیٰ بن زید بن امرالقیس بن عامر بن نعمان بن عامر بن عبد ود بن عوف بن کنانہ بن بکر بن عوف بن عذرا بن زید اللات بن زہیدہ بن ثور بن قلب بن وبرۃ الکلبی۔

ان کی والدہ کا نام سعدیٰ بن ثعلبہ بن عبد عامر جو کہ قبیلہ بنی معن بن طے میں سے تھیں۔ علامہ محمد بن عبدالباقی زرقانی نے شرح مواہب جلد ثالث میں لکھا ہے کہ زید آٹھ برس کی عمر میں خیل بنی قین کے ہاتھوں میں گرفتار ہو گئے۔ اور بازار عکاظ میں آکر فروخت ہوئے۔ حکیم بن حزام نے اپنی پھوپھی حضرت خدیجۃ الکبریٰ کیلئے چارسو درہم کو خرید لیا۔ اور جناب خدیجہ رضی اللہ عنہا سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لے کر آزاد کر دیا۔

ابن حجر عسقلانی اصابہ فی تمیز الصحابہ جلد سوم میں ہشام بن محمد سائب الکلبی کی روایت سے تحریر فرماتے ہیں کہ زید بن حارثہ کی ماں سعدیٰ اپنی قوم کو دیکھنے نکلی۔ زید بھی ان کے ساتھ تھے۔ جاہلیت کا زمانہ تھا۔ ناگاہ بنی قین کا ایک گروہ بنی معن کے گھروں پر حملہ آور ہوا۔ اس حملہ آوری میں زید ان کے ہتھے چڑھ گئے۔ آپ ابھی کمسن بچے ہی تھے۔ مگر پیشانی پر سعادت و فقاہت کے آثار نمایاں تھے۔ وہ انہیں بازار عکاظ میں فروخت کرنے کی غرض سے لے آئے۔ اور حکیم حزام نے اپنی پھوپھی حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے لئے چارسو درہم کو خرید لیا۔ جب آنحضرت صلعم نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا۔ تو حضرت خدیجہ نے زید کو حضور کی خدمت میں پیش کر دیا۔

سیرۃ ابن اسحاق میں اس طرح پر لکھا ہے۔ کہ حکیم بن حزام شام سے کچھ غلام لائے جن میں زید بھی شامل تھا۔ جناب خدیجہ ان کے ہاں تشریف لائیں۔ اور اس وقت ان کا نکاح آنحضرت صلعم سے ہو چکا تھا۔ تو حکیم بن حزام نے جملہ غلاموں کو پیش خدمت کر کے کہا۔ آپ ان میں سے کونسا غلام لینا چاہتی ہیں۔ انہوں نے زید کو خدمتگذار سمجھ کر لے لیا۔ آنحضرت صلعم نے دیکھا۔ تو جناب خدیجہ سے انہیں مانگ لیا۔ اور ان سے لے کر آزاد کر دیا۔

ابن اسحاق کا یہ خیال ہے کہ آنحضرت صلعم نے آزاد کرنے کے بعد زید کو اپنا متبنیٰ بنا لیا۔ مگر یہ صحیح نہیں کیونکہ اس واقعہ کے وقت جناب خدیجہ سے آنحضرت صلعم کی شادی ہو چکی تھی۔ اور اس پر کچھ زیادہ عرصہ بھی نہیں گذرا تھا۔ اولاد کی امید تھی۔ مایوسی کی کوئی صورت نہ تھی۔ ایسی حالت میں متبنیٰ بنانا کوئی معنی نہیں رکھتا۔ کیونکہ دستور عرب کے مطابق متبنیٰ تو اسی وقت بنایا جا سکتا تھا جب کہ اولاد کی کوئی امید ہی باقی نہ رہے۔ اور عمر بھی اختتام کے قریب آ پہنچے۔ اور یہاں ان دونوں میں سے کوئی بات بھی نہ تھی۔ صاحب اصابہ کا یہ خیال کہ جس وقت حضرت خدیجۃ الکبریٰ کی غلامی میں آئے ابھی آپ کا نکاح بھی آنحضرت صلعم سے نہ ہوا تھا۔ اس بات کی اور بھی تقویت کرتا ہے۔ کہ جب زید بالخصوص آنحضرت کے غلام بنے اس وقت آپ کی شادی کو کچھ زیادہ عرصہ منقضی نہیں ہوا تھا۔ بلکہ چند دن ہی گذرے تھے۔ پھر کیونکر خیال آ سکتا ہے۔ کہ جس کے نکاح کو ابھی تھوڑے ہی دن گذرے ہوں۔ اور جس کی امیدوں کا باغ ابھی بہار پر آنے لگا ہو۔ وہ ناامیدوں اور مایوسوں کی طرح کسی بچے کو اپنا متبنیٰ بنالے۔

بات صرف یہ ہے۔ کہ آپ زید پر بدرجۂ کمال مہربان تھے۔ اور ان سے بہت محبت رکھتے تھے جس طرح بزرگ فرط محبت سے چھوٹوں کو بالعموم بیٹا کہہ کر پکارتے ہیں۔ آپ بھی زید کو بیٹا کہہ دیا کرتے تھے۔ اس سے بعض راویوں کو غلطی لگی۔ اور کہہ دیا کہ آنحضرت صلعم نے زید کو متبنیٰ بنا لیا تھا۔ شدہ شدہ یہ بات زبان زد عام ہو گئی۔ اور مورخین نے بے دیکھے بھالے اپنی کتابوں میں درج کر دی ورنہ بات بالکل صاف تھی۔ کہ آپ بزرگانہ فرط محبت سے زید کو بیٹا کہہ دیا کرتے تھے۔ اور جیسا کہ آگے لکھا جائے گا۔ جب زید کا باپ اور چچا اسے فدیہ دے کر چھڑانے اور اپنے ساتھ لے جانے کے لئے خدمت میں

حاضر ہوئے تھے۔ تو آنحضرت صلعم نے زید کو اختیار دے کر فرمایا تھا۔ اخترنی او اخترھما تیری مرضی مجھے اختیار کر یا ان دونوں کو۔ اس جواب نے زید نے عرض کیا تھا ما انا بالذی اختار علیک احدا انت منی بمکان الاب والعم میں آپ پر کسی کو اختیار نہیں کر سکتا۔ آپ بمنزلہ میرے باپ اور چچا کے ہیں۔

اس سے بھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلعم نے زید کو متبنیٰ نہیں بنایا تھا۔ ورنہ وہ یہ نہ کہتا کہ آپ میرے باپ اور چچا کی جگہ ہیں۔ بلکہ یوں کہتا کہ آپ نے مجھے اپنا بیٹا بنا لیا ہے اور اب آپ ہی میرے باپ ہیں۔ آپ کو چھوڑ کر کہاں جاؤں جس طرح عام بول چال میں کسی مربی اور محسن کے متعلق کہا جاتا ہے۔ کہ تو میرے ماں باپ کی جگہ ہے۔ بعینہ اس طرح زید بھی کہتا ہے کہ آپ تو میرے باپ اور چچا کی جگہ ہیں۔ وہ باپ کے ساتھ چچا کا لفظ استعمال کرتا ہوا آپ کی شفقت بزرگانہ اور احسان و مروت کا نقشہ کھینچتا ہے۔ اس سے یہ قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے کہ زید حضور کا متبنیٰ تھا۔ ہاں یہ بالکل سچ ہے کہ عام بول چال کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرط محبت سے زید کو بیٹا کہہ دیا کرتے تھے۔ اور لوگ بھی کبھی کبھی اس کو زید بن حارثہ کی بجائے زید بن محمد کہہ دیتے تھے۔ اور اس سے زید کے متبنیٰ ہونے کا گمان و شک پیدا ہوتا تھا۔ اس لئے وحی الٰہی نے ان معنی خیز لفظوں میں اس شک کو بھی مٹا دیا۔ ادعوھم لاباھم۔ انہیں ان کے باپوں کے نام لے کر پکارو۔ یعنی زید کو زید ابن محمد مت کہو۔ زید ابن حارثہ کہو۔ اب اس کھلی بات کے ہوتے ہوئے کون کہہ سکتا ہے کہ حضور نے زید کو متبنیٰ بنایا تھا۔

زید کے حالات میں یہ امر کچھ کم مضحکہ انگیز نہیں کہ بعض متعصب پادریوں اور آریوں نے محض اپنے تعصب کی وجہ سے یہ لکھ دیا کہ زید مذہب عیسوی کا بہت بڑا عالم تھا اور آنحضرت صلعم اس سے مذہب عیسوی کی باتیں سنا کرتے تھے۔ اور وہ عیسوی عقاید کے مطابق آپ کے دل کو تسلی دیا کرتا تھا۔ اور اسی وجہ سے آپ نے زید کو متبنیٰ بنا لیا تھا۔ جیسا کہ سر ولیم میور وغیرہ مولفین نے تحریر کیا ہے کہ خدیجہ کے غلاموں میں زید نام ایک عیسائی غلام تھا۔ اس سے محمدؐ کی بات چیت ہوتی اور وہ عیسوی مذہب کے عقاید کے مطابق محمدؐ کی تسکین کرتا۔ محمدؐ کو زید سے محبت ہو گئی اور اسے خدیجہ سے لے کر اپنا متبنیٰ کر لیا۔ اس سے بڑھ کر سفید جھوٹ اور افترا پردازی کی اور کیا مثال ہو سکتی ہے۔ کہ جس بات کی کوئی اصل ہی نہ ہو اسے ایسی آب و تاب کے ساتھ بیان کر دیا جائے۔ کہ ایک تاریخی واقعہ معلوم ہونے لگے۔ کسی اسلامی تاریخ میں زید یا اس کے باپ حارثہ کا عیسائی ہونا بیان نہیں کیا گیا۔ اور نہ کہیں سے اس بات کا سراغ ہی مل سکتا ہے۔ کہ وہ عیسائی تھے۔ زید آٹھ برس کی عمر میں بنی قین کے ہتھے چڑھ گیا۔ اور انہوں نے اسے بازار عکاظ میں حکیم بن حزام کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ حکیم بن حزام نے تحفۃً جناب خدیجہ کو دیدیا۔ حضرت خدیجہ سے آنحضرت صلعم نے لے لیا۔ آٹھ برس کا بچہ جسے اپنے باپ کے آغوش میں تربیت پانے کا موقع بھی نہ ملا ہو کیا سمجھ سکتا ہے۔ کہ مذہب کسے کہتے ہیں۔ مذہب کے حقائق و معارف کا معلوم کر لینا تو بہت بڑی بات ہے وہ تو نام سے بھی پورے طور پر آشنا نہیں ہو سکتا۔ جس کے آغوش تربیت میں پلے گا۔ اسی کے سانچے میں ڈھلیگا۔ اسی کے خیالات اسی کے عادات اسی کے اخلاق میں رنگین ہو گا۔ زید آٹھ برس ہی کی عمر میں گہوارہ تربیت محمدی میں داخل ہوا اور آپ ہی کے سایہ تربیت میں پھولا پھلا۔ اس نے جو کچھ سیکھا آپ ہی سے سیکھا۔ عیسائی ہونے اور عیسائی مذہب کے حقائق و معارف سیکھنے کا اسے موقعہ ہی کہاں حاصل ہوا بے چارہ بچہ یا ان کا کوئی حواری نہ تھا۔ جو عالم مکاشفہ میں مذہب کی تعلیم حاصل کر لیتا۔ اور نہ کوئی رشی مہارشی ہی تھا۔ جو کہ پیدا ہوتے ہی ۲۵ برس کا تعلیم یافتہ نوجوان ہو جاتا۔ پھر کیا یہ ستم ظریفی نہیں کہ اس کے متعلق بے اصل لغو لکھ دیا جائے کہ وہ ایک عیسائی

اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیم

ایک مسیحی عرب یوم النبی صلعم کی حمایت میں

از قاضی عبدالمجید قریشی، بی ٹی، لاہور

چونکہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات اور اپنی تعلیم سے تمام انسانی جماعتوں کے ساتھ احسان و مروّت کا سلوک کیا ہے۔ اس واسطے جب بھی کسی شخص کو حضور کے کارناموں کا علم ہوتا ہے۔ وہ اپنا دل حضور کی محبت و عقیدت میں نثار کر دیتا ہے۔

شام سے ایک عربی اخبار "الکرل" ایک مشہور عرب عیسائی نجیب آفندی کی ادارت میں شائع ہوتا ہے۔ تین چار سال ہوئے اس بلند اخلاق عیسائی نے اپنے اخبار میں حضور کے یوم ولادت کی تقریب پر انک لعلےٰ خلق عظیم کے عنوان سے ایک مضمون لکھا تھا۔ اس مضمون کے حسب ذیل اقتباسات مسلمانوں کے لئے سرمایہ عبرت ہیں۔ وہ لکھتا ہے:۔

"محمد صلی اللہ علیہ وسلم عرب کے خواہ وہ مسلمان ہوں یا عیسائی، برابر کے ہیرو ہیں۔ وہ مسلمانوں کے مذہبی اور عیسائی عربوں کے قومی ہیرو ہیں۔ انہوں نے عرب قوم کو ذلت و خواری کی زمین سے اُٹھا کر رفعت و بلندی کے آسمان تک پہنچا دیا۔ اور ایران کی غلامی سے نجات دی۔ عیسائی عرب حضورؐ کی اخلاقی اور تمدنی تعلیمات کو کیوں نہ قبول کرتے؟ جب کہ حضورؐ قومیت، نسل، زبان اور اخلاق و عادات میں ان کے بھائی تھے۔ اور جب کہ انہوں نے ہمارے ساتھ برابری کا برتاؤ کیا!"

ایک دوسرے مقام پر نجیب آفندی نے اپنے مسلم اور مسیحی ناظرین سے یوں اپیل کی ہے:۔

"ہمارے نزدیک اب مسلمانوں پر بیٹھنا حرام ہے۔ انہیں ایک ایک شہر اور ایک ایک گاؤں میں پھر کر لوگوں کو تعلیم اسلام کی بشارت اور قرآن کریم کی تبلیغ میں مصروف ہونا چاہئے تاکہ لوگوں کی آنکھیں کھلیں۔ اور دماغ روشن ہوں۔ اور وہ میلاد النبیؐ کی خوشی کو سمجھ بوجھ کر منائیں۔ تمام عربوں کا وہ مسلمان ہوں یا عیسائی یہ فرض ہے۔ کہ اس قومی اور وطنی عید میں شامل ہوں"۔

اس مسیحی اہل قلم نے ایک اور جگہ یوم النبیؐ کے مقاصد پر حسب ذیل الفاظ میں روشنی ڈالی ہے:۔

"کیا عرب کے مسلمانوں اور عیسائیوں کے لئے مناسب ہے۔ کہ وہ عید میلاد النبیؐ کی خوشی محض رسمی طور پر منایا کریں۔ اور ان بنیادوں پر غور نہ کریں۔ جن پر حضور کی حقیقی عظمت قائم ہے؟ ہماری رائے میں اس زمانہ میں حضورؐ کی قوم کو اس لئے عروج حاصل ہوا تھا۔ کہ ان کے اخلاق اچھے تھے۔ وہ عمدہ تعلیمات پر عامل تھے۔ وہ اس عہد میں بہترین قوم تھے۔ وہ مکارم اخلاق سے آراستہ تھے۔ وہ حقیقی مسلمان تھے۔ اور لوگوں کو اپنی زبان اور ہاتھ سے تکلیف نہیں پہنچاتے تھے۔ لیکن اب ان کے اخلاق بدل گئے ہیں۔ قوم کے علماء اور رہنماؤں کا فرض ہے کہ وہ پھر اسی اخلاقی بنیاد کو قائم کریں۔ ورنہ وہ خدا، خدا کے پیغمبر، تاریخ اور قوم کے سامنے ذمہ دار ہیں"۔ (معارف)

نجیب آفندی کے ارشادات ہماری حاشیہ آرائی کے محتاج نہیں ہیں۔ سبحان اللہ! وہ عظیم الشان زندگی کس قدر مبارک اور عزیز تھی۔ کہ آج بھی ہر ایک دل میں اس کی محبت کی راہ موجود ہے۔ کاش مسلمان ان راہوں سے فائدہ اٹھا سکیں! کیا ہم توقع رکھیں کہ ہندوستان آئندہ یوم النبیؐ پر اپنے ایک عیسائی دوست کے معیار امتحان پر پورا اُتریں گے؟

(بقیہ نوٹ کالم ۲)

کے جلسے ہوں گے۔ تقریر سیرت تیار ہو چکی ہے۔ اور مفت تقسیم کرنیوالوں کو اردو تقریر ۔۴۰ روپیہ فی ہزار (ایک روپیہ کی ۲۵) اور انگریزی، گورمکھی، ہندی ۔۴۰ روپیہ فی ہزار (ایک روپیہ کی ۲۰) پتہ بالا سے مل سکتی ہے۔ محمد

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّ

لارڈ ہیڈلے فاروق کی پُرجوش اپیل

کسی مذہب کو شکست دینے کا کامیاب ترین طریق یہ ہے کہ لوگوں کے سامنے اس مذہب کے بانی کے اعمال و اخلاق کو طرح بگاڑ کر پیش کیا جائے۔ کہ وہ متنفر ہو جائیں۔ یہ وہ ہتھیار ہے جس سے بعض پادریوں نے یورپ میں اسلام کو شکست دینے کا کام لیا۔ اب جب تک ہم دنیا کے سامنے رسول اللہ صلعم کی صحیح تصویر پیش نہ کریں۔ کہیں بھی اسلام کی فتوحات کا سلسلہ شروع نہیں ہوگا۔ لارڈ ہیڈلے فاروق، جب آل انڈیا تبلیغ کانفرنس دہلی کی صدارت کے لئے تشریف لائے۔ تو آخری چیز جو انہوں نے مسلمانوں کے سامنے پیش کی۔ یہی تھی۔ آپ نے فرمایا:۔

"وہ دن آچکا ہے۔ جب دنیا حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے متعلق اپنے علم میں اضافہ کرے۔ اگر ہم اس پاک انسان کی اصلی شکل و صورت کو دنیا کے سامنے پیش کر دیں۔ تو مجھے تو دنیا میں کوئی بھی انسان نظر نہ آئے گا جس کا دل آپ کی محبت سے لبریز نہ ہو جائے۔ وہ مقدس ترین انسانؐ اس وقت نہایت ہی غلط بیانیوں کے لباس میں ملبوس کر دیا گیا ہے۔ آپ کی زندگی تو پاکیزہ اور بے عیب ہے۔ لیکن بدکیشوں نے آپ کی تصویر نہایت برے طریق پر کھینچی ہے۔ آپ انہیں اصلی رنگ میں پیش کیجئے۔ تو دنیا مسخر اسلام ہو جائے گی"۔

اشاعت اسلام کے دو ہی راستے ہیں۔ ایک یہ کہ ہماری اپنی زندگی رسول اللہ صلعم کی زندگی کا صحیح عکس ہو۔ اور اور وہ دنیا کی زندگیوں کو مسخر کرے۔ لیکن اگر ہمارا اپنا نمونہ ایسا نہ ہو تو پھر دوسرا طریقہ یہ ہے کہ ہم اپنی زندگی کو الگ کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک اور بے عیب تصویر لوگوں کے سامنے پیش کر دیں۔ تاکہ یہ تصویر از خود اپنی فتوحات کا سلسلہ جاری کرے۔

بہرحال یہ قطعی بات ہے کہ دنیا کو مطالعہ سیرت کے جس قدر زیادہ مواقع بہم پہنچائے جائیں گے اسی قدر اشاعت اسلام کا میدان صاف ہوتا چلا جائے گا۔ اگر اتنا ہو جائے۔ کہ حضورؐ کے یوم ولادت کی تقریب پر ذات نبوی کے متعلق ہم ایک لٹریچر لکھیں اور ساری دنیا میں اس کی اشاعت کریں۔ تو مجھے یقین ہے کہ چند ہی سال میں تمام نوع انسان اپنے حقیقی محسن سے ضرور تعارف حاصل کر لے گی۔

یوم النبیؐ اور تحریک اشاعت سیرت کا اصلی پروگرام یہی ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ ہر سال سیرت نبوی پر ایک بہتر سے بہتر تقریر قلمبند کی جائے۔ ساری دنیا کی زبانوں میں اس تقریر کے ترجمے کا انتظام کیا جائے۔ اور ان تمام وسائل کی مدد سے جو دنیائے اسلام کے پاس موجود ہیں۔ دنیا بھر میں یہ تحریک کی جائے۔ تمام کائنات میں یوم النبیؐ پر جلسے منعقد ہوں اور ہر جلسے میں یہ تقریر مقامی زبان میں سنائی جائے اور حاضرین میں مفت تقسیم کی جائے۔

اگر دنیائے اسلام کے اخبارات سے امداد لی جائے۔ اور فرزندان اسلام سے جو دنیا کے ہر گوشے میں پھیلے ہوئے ہیں اپیل کی جائے تو اس عالمگیر پروگرام کی تکمیل کچھ مشکل نہیں۔ گذشتہ سال روپیہ، وقت اور انتظام تینوں چیزیں موجود نہ تھیں تاہم اس تحریک کے غلغلے سے ہندوستان کا ایک ایک گوشہ گونج اٹھا۔ ایک تقریر سیرت کم از کم پندرہ ہندوستانی زبانوں میں چھپی۔ اور ڈھائی لاکھ کی تعداد میں مفت تقسیم ہوئی۔ لیکن یہ سب کچھ اس عظیم الشان پیغمبر کی امت کے لئے جو تمام انسانوں کے لئے بشیر و نذیر بن کر آیا تھا۔ کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتا۔ کاش مسلمان اس حقیقت کا احساس کر سکیں!

[illegible]

محکمہ فوج میں ملازمین کی ضرورت

محکمہ ملٹری اکونٹس کے کارکوں کے گریڈ کا آئندہ امتحان دفتر صاحب کنٹرولر آف رائل ایرفورس اکونٹس انبالہ میں یکم ستمبر ۱۹۳۰ء سے شروع ہوگا۔ امیدواران کسی منظور شدہ یونیورسٹی کا گریجوایٹ یا پنجاب یونیورسٹی کا کامرس گریجوایٹ ہو۔ درخواستیں ذیل کے پتہ پر ۲۵ جولائی سنہ ۱۹۳۰ء تک پہنچ جانی چاہئیں۔ امتحان ذیل کے مضامین میں ہوگا۔

ڈکٹیشن۔ انگریزی کمپوزیشن۔ حساب (انٹرنس کے درجہ تک) ابتدائی بک کیپنگ۔ منظور شدہ امیدوار کو تین روپیہ فیس داخلہ دینی پڑے گی۔

عمر کی تصدیق کی سند کہ امیدوار کی عمر یکم ستمبر سنہ ۱۹۳۰ء کو ۱۸ سے ۲۵ سال کے درمیان ہے۔ دو معززین سے نیک چال چلن کی سند۔ درخواستیں بنام پی، ای بارکر صاحب کنٹرولر آف رائل ایرفورس اکونٹس انبالہ۔

ملٹری اکونٹس ڈیپارٹمنٹ کی کلرکی کی ملازمت کے۔ چیف ملٹری اکونٹس لاہور کے دفتر میں یکم، دوم ستمبر سنہ ۱۹۳۰ء کو امتحان داخلہ ہوگا۔ امتحان میں صرف گریجوایٹ مشمولہ کامرس گریجوایٹ پنجاب یونیورسٹی شامل ہو سکیں گے۔ جن جماعتوں کی نمائندگی کم ہے اگر ان کے گریجوایٹ امیدواروں کی درخواستیں کافی تعداد میں نہیں تو اس سے کم لیاقت والوں کی درخواستوں پر بھی غور ہو سکیگا۔ بشرطیکہ انٹرنس کے امتحان سے کم درجہ ولیاقت کے نہ ہوں۔ جملہ درخواستیں امیدواروں کے اپنے ہاتھ سے لکھی ہوئی چاہئیں۔ اور سی، ایم، اے لاہور ڈسٹرکٹ لاہور کے نام ۳۱ جولائی سنہ ۱۹۳۰ء سے پہلے پہلے بھیجی جائیں۔ ذیل کی سندات درخواست کے ہمراہ ہوں۔ تصدیق عمر کہ ۱۸ سے ۲۵ سال کے اندر اندر ہے۔ دو معززین کی تصدیق ال چلن تعلیمی سند کی نقل جس کا اصل امتحان کے وقت دیکھا جائے گا۔ منظور شدہ امیدوار کو اطلاع ملنے پر تین روپیہ فیس داخلہ ادا کرنی پڑیگی۔ امتحان ذیل کے مضامین میں ہوگا۔ ڈکٹیشن جس سے خوشخطی بھی دیکھی جائے گی۔ انگریزی زباندانی اور جملہ لکھنا۔ حساب کے سوالات جو پنجاب یونیورسٹی کے امتحان انٹرنس تک کی لیاقت کے ہوں گے۔ ابتدائی بک کیپنگ۔ زبانی گفتگو۔ اگر امیدوار ایک پرچہ میں فیل ہو جائے گا تو دوسرے پرچوں کے امتحان میں شامل نہ ہو سکیگا۔ ہر مضمون میں کم از کم ۵۰ فیصدی نمبر حاصل کرنے لازمی ہیں۔ اور تمام مضامین کے مجموعی نمبروں کی تعداد ساٹھ فیصدی سے کم نہ ہو۔ امتحان کی جگہ کی اطلاع امیدوار کو سرکاری طور پر مل جائیگی۔

(محمد منظور الٰہی)

خطاب بہ سیدِ عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام

(از جناب مولانا محمد سعید صاحب عثمانی ہوشیارپوری)

زمانہ جانتا ہے آدمی دانش سے خالی تھا ۔ بھڑکتے ظلم کے شعلے فضائے چرخ اخضر میں
جبینِ دہر پر دنیا سراسر داغِ ذلت تھی ۔ جہالت! الاماں! اٹھا ہاتھ ماں کا خونِ دختر میں
ذرا سی بات پر تیور جو بدلے بھائی بھائی کے ۔ تو سارا ملک لڑنے کو ہوا آمادہ دم بھر میں
بس اب سو سال تک لڑتی اِک صورت نکل آئی ۔ نہ تھا سودائے حق کوشی معاذاللہ کسی سر میں
پرستارِ بتِ پندار تھا ہر مدعی۔ گویا ۔ تعلق تھا نہ کوئی بندگان و بندہ پرور میں
یکایک غیرتِ خلاقِ عالم جوش میں آئی ۔ پڑا اِک زلزلہ سا گنبدِ ایوانِ قیصر میں
خدا نے اس جہاں کو آخری دولت ودیعت کی ۔ کہ تو آیا بصد شانِ ادب آغوشِ مادر میں

***

ترا دل جوششِ اظہار تھا اسرارِ مضمر میں ۔ تجلی ہے ترے انوار کی خورشیدِ خاور میں
ترا حسنِ دل آرا باعثِ ایجادِ عالم ہے ۔ یہ سازِ ہست تھا پنہاں ترے اک نغمۂ تر میں
تری ہیبت سے ٹوٹیں گردنیں اربابِ باطل کی ۔ شعاعِ اخترِ وحدت سے پہنچا نور گھر گھر میں
اخوت کا سبق تو نے سکھایا نوعِ انساں کو ۔ ہوئے گم امتیازِ نسل اسود اور احمر میں
ہے معیارِ شرف تقویٰ ترے دینِ مبرہن میں ۔ سوا اس کے نہیں کچھ فرق افضل اور احقر میں
ترا دیں دینِ فطرت ہے کہ جس سے خاک کا پتلا ۔ بڑھا اتنا کہ جا پہنچا تجلی گاہِ داور میں
نکل کر ترکشِ بطحا سے پہنچا قلبِ عالم میں ۔ بلا کی طاقتِ پرواز تھی اس تیر کے پر میں
نمایاں سطوتِ فاروقؓ اس کی حقیقت تھی ۔ تجلی تھی اسی کی جلوہ گر خالدؓ کے خنجر میں

زمانے کو ہے اب تک یاد اس کی کار فرمائی
صدا اس کی ابھی تک گونجتی ہے ہفت کشور میں

***

حبیبِ خدا نے اپنی چھنگلی سے کہا

(از جناب محفوظ الحق صاحب علمی مدیر کوکب ہند)

خدا راحت و اطمینان کا سرچشمہ ہے۔ جو انسان خدا سے تعلق پیدا کر لیتا ہے۔ وہ بھی راحت و اطمینان پاتا ہے۔ ذکر الٰہی میں ایک ایسی لذت ہے۔ جو انسان کے دل کو مطمئن کر دیتی ہے۔ خدا کے عاشق خدا کے نام سے کیف حاصل کرتے ہیں۔ بلکہ اس کی راہ میں جان دینا ان کا انتہائی مقصد ہوتا ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے۔ کہ اے خدا! میں یہی آرزو رکھتا ہوں کہ تیری راہ میں قتل کیا جاؤں۔ اور پھر زندہ کیا جاؤں اور پھر قتل کیا جاؤں۔ اسی طرح سات بار یہی کلمہ دہرایا۔

حبیبِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے مقام کی حیثیت سے بلند عرشِ اطمینان پر جلوس فرما تھے۔ تمام دنیا کا شور و شغب آپ کو بھوروں کی بھنبھناہٹ سے زیادہ نہیں معلوم ہوتا تھا۔ مخالفین لینے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ذرا بھی خوف و ہراس نہ ہوتا۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ "اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا" خدا ہمارے ساتھ ہے۔ تاریخ کے واقعات۔ سیرت نبوی کے حالات۔ قلب محمدی کے اطمینان کا جو بیان پیش کرتے ہیں۔ وہ آج بھی بے چین دلوں کے لئے ایک بہترین اسوۂ حسنہ ہیں۔

بہت سے واقعات میں سے ایک واقعہ اس وقت سنانا ہے جب پہلی مرتبہ میں نے اس واقعہ کو حدیث میں پڑھا تو میری روح وجد میں آ گئی۔ اور جب کبھی یہ واقعہ میرے ذہن میں گذرتا ہے۔ تو میں ایک روحانی کیف محسوس کرتا ہوں

حبیبِ خدا کا خطاب اپنی چھنگلی سے

میدان کارزار [illegible] اکرم [illegible] علی [illegible] مانند [illegible] رسی میر ۶

چاروں طرف خطرہ ہی خطرہ ہے۔ جگر پانی ہوتے جا رہے ہیں۔ دل پریشان ہیں۔ جانیں مضطرب ہیں۔ حواس منتشر ہیں۔ خیالات پراگندہ ہیں۔ ایسی حالت میں بھی حبیبِ خدا علیہ التحیۃ والثناء مطمئن ہیں۔ چہرے سے عزم و استقلال نمایاں ہیں۔ آنکھوں سے سکون و وقار ہویدا ہیں۔ ناگاہ اس ہنگامۂ کارزار میں کسی مخالف نے حبیبِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر حملہ کیا۔ اور تو کچھ نہ ہوا۔ آنحضور کی چھوٹی انگلی زخمی ہو گئی۔ حضور نے انگلی کی طرف دیکھ کر جبکہ اس میں سے خون بہ رہا تھا نہایت اطمینان سے اسے مخاطب کر کے فرمایا۔

هَلْ أَنْتِ إِلَّا إِصْبَعٌ دَمِيتِ
وَفِي سَبِيلِ اللّٰهِ مَا لَقِيتِ

"اے میری چھنگلی! تو ایک انگلی ہی تو ہے۔ خود زخمی ہو کر خون آلودہ ہے۔ جو کچھ تجھے تکلیف پہنچی ہے۔ یہ خدا ہی کی راہ میں پہنچی ہے"

اللہ اکبر! کیا پر خطر ہنگامہ ہے۔ انگشت مبارک لہولہان ہو رہی ہے۔ مگر پیغمبرِ حق کی قوتِ قلب۔ اور سکونِ دل دیکھئے کہ میدانِ کارزار میں کیسا لطیف کلام فرما رہے ہیں۔ بلکہ لطافت بھی نثار ہو رہی ہے۔ عالمِ ہستی کا کونسا شاہِ اقلیمِ سخن ہے جو ایسے موقع پر اس قدر پر کیف کلام کر سکتا ہے؟

کلام بھی ایسا کہ جس میں کوئی فرضی خیال آرائی نہیں ہے۔ بلکہ واقعہ کا بیان ہو رہا ہے۔ مگر کس شانِ اطمینان سے کہ اُس موقع اور اس کلام کا خیال کرتے ہوئے روح وجد کرنے لگتی ہے۔

یہ حبیبِ خدا کے سکونِ قلب کا ایک جلوہ تھا۔ واقعی وہ وجودِ مبارک عرشِ اطمینان پر جلوس فرما تھا۔ اور ہے۔ اور ابد تک رہیگا۔

اے میرے عزیز! تو بھی اس نقشِ قدم پر چل کر جنت سرمدی داخل ہو۔
تابماند جانت خنداں تا ابد ہمچو جانِ پاکِ احمد با احد

اخبارِ احمدیہ

وفات

نہایت افسوس سے اطلاع دی جاتی ہے کہ ہمارے مکرم دوست مولانا حافظ نور الدین صاحب قاری کشمیری سرینگر کشمیر کی چھوٹی صاحبزادی آمنہ بیگم نمونیہ سے بیمار ہو کر والدین کو داغِ مفارقت دے گئی ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ جملہ احباب کو اس خبر سے سخت صدمہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کے والدین کو صبر عطا فرمائے۔ اور انہیں اس کا نعم البدل دے۔

قرآنِ کریم کی ایک عربی لغات

برادر الحسن بن عبد العزیز صاحب الجزائری نے ایک عربی قاموس بنام "القاموس الوجیز القرآن العزیز" حال ہی میں شائع فرمائی ہے۔ جو معہ دیباچہ ۵۸ صفحات پر مشتمل ہے۔

قیمت معہ محصول ڈاک ۸ روپے کاپی ہے

کاغذ نہایت اعلیٰ لگایا گیا ہے۔ نقد قیمت بھیج کر منگوا لی جائے۔ صرف چند کاپیاں موجود ہیں۔

محمد منظور الٰہی
آنریری جائنٹ سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

اشتہاری

حضرات اگر اپنی تجارت کو بذریعہ اشتہار فروغ دینا چاہتے تو پیغام صلح ان کی اغراض کی تکمیل کے لئے بے حد مفید

قرآن و حدیث پر علمائے سوء کا ظلم
تکفیر اور تفریق بین المسلمین کا تباہ کن مشغلہ
(علامہ احمد کے قلم سے)
(۲)

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معیار اسلام ٹھہرایا ہے۔ اور ہر ایک احمدی کا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر ایمان ہے اس لئے وہ مومن اور مسلمان ہے ایمان بالغیب ایمان بالقرآن - ایمان کتب سابقہ پر - ایمان یوم آخر پر - نماز قائم کرنے اللہ کی راہ میں خرچ کرنے - ان چھ امور کو اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کا معیار ٹھہرایا ہے - اور یہ چھ کے چھ ایک احمدی میں پائے جاتے ہیں - اس لئے احمدی متقی بھی ہے ہدایت پر بھی ہے فلاح یافتہ بھی۔

سورۂ بقرکی آیت ۱۷۷ میں اللہ یوم آخر کتاب اللہ ملائکہ انبیاء پر ایمان لانا ایک مومن کے لئے ضروری قرار دیا گیا ہے اور احمدی اللہ پر ایمان رکھتا ہے۔ یوم آخر پر ایمان رکھتا ہے۔ کتاب اللہ ملائکہ سارے انبیاء پر ایمان رکھتا ہے۔ اس لئے وہ مومن اور مسلمان ہے - پس احمدی اللہ کی کتاب قرآن کریم کے رُو سے مسلمان ہے - مومن ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قائم کئے ہوئے معیار کے رو سے مومن اور مسلمان ہے - پس احمدی کو کافر کہنا اس کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دینا - اسے مرتد کہنا قرآن کریم پر ظلم ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ظلم ہے اور رائے اور اجتہاد کو قرآن و حدیث پر مقدم کرنا ہے جس کی ایک ادنیٰ مسلمان بھی جرأت نہیں کرسکتا۔ علمائے سوء میں سے کوئی اس کی جرأت کرے تو اس کی شان سے بعید نہیں۔

مولویوں کا معیار ایمان

مولویوں نے اسلام اور ایمان کا جو معیار مقرر کیا ہے وہ اس معیار سے غیر ہے جسے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے قرآن و حدیث میں مقرر کیا ہے۔ کوئی قرآن و حدیث کا پیرو اسے اسلام و ایمان کا معیار نہیں مان سکتا اور نہ ان باتوں پر ایمان لانا ضروری سمجھتا ہے جن پر اللہ اور اس کے رسول نے ایمان لانا ضروری قرار نہیں دیا۔ اللہ تعالیٰ لوگوں سے اس ایمان و اسلام کا مطالبہ کرتا ہے جو اس کا اور اس کے رسول کا بتایا ہوا ہے۔ جن باتوں پر ایمان لانا مولویوں نے ضروری قرار دیا ہے اس کا مطالبہ اللہ تعالیٰ کسی سے نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ اسی ایمان و اسلام کو ذریعہ نجات ٹھہرایا ہے جس کی تعلیم اس نے اور اس کے رسول نے دی ہے۔ مولویوں نے جو ترمیم اس میں کی ہے اسے اللہ تعالیٰ نے ذریعہ نجات نہیں ٹھہرایا بلکہ ضلالت اور تباہی کا موجب ٹھہرایا ہے۔ کیونکہ وہ دین اللہ نہیں بلکہ غیر اللہ کا دین ہے۔ اللہ کا دین اسلام ہے اور ایمان و اسلام کی تعریف وہ ہے جو اللہ نے اور اس کے رسول نے کی ہے۔ نہ وہ تعریف جو اللہ کی تعریف کو ناقص ٹھہرا کر اپنی طرف سے خود ساختہ کی گئی ہے۔ قرآن کریم نے جہاں جہاں ایمان و اسلام کی تعریف کی ہے اس کے رو سے احمدی مسلمان ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایمان و اسلام کی جو تعریف کی ہے۔ جس کا ذکر کتب احادیث میں ہے۔ اس کی رُو سے احمدی مسلمان ہیں۔ لیکن احمدی اگر مسلمان نہیں تو مولوی کے نزدیک اس لئے کہ قرآن کریم کی تعریف اسے پسند نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایمان و اسلام کی جو تعریف کی ہے۔ وہ اسے پسند نہیں۔ مولوی کا اللہ اور رسول پر ایمان کا دعویدار ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی کتاب کامل قرآن کی ہدایات پر چلنا ضروری نہیں سمجھتا۔ وہ اسے اپنے اوپر حجت نہیں سمجھتا اور عملاً اسے کامل بھی نہیں سمجھتا۔ جب تک اپنی رائے اپنے فہم اور خود ساختہ اصولوں کو قرآن کریم کے ساتھ نہ ملائے۔ نہ مولوی کے نزدیک عملاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات واجب التعمیل ہیں۔ اگر وہ قرآن و ارشادات نبوی کو واجب العمل سمجھتے تو جب اس کے سامنے قرآن کریم اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات سامنے آتے تو ان کے سامنے سر جھکاتے ان پر ایمان لاتے اور ترمیم کو ضروری نہ سمجھتے اور اپنے کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مقام تشریع میں شریک نہ سمجھتے۔

دیوبندی اور خصوصاً مولوی انور شاہ صاحب جو شیخ الحدیث کے نام سے پکارے جاتے ہیں۔ رات دن درس احادیث میں لگے ہوتے ہیں۔ اور خدمت حدیث کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ جب وہ بخاری شریف کی کتاب الایمان کی مندرجہ ذیل حدیثوں کے درس دیں۔ اور ساتھ ہی وہ اپنے اس فتویٰ تکفیر کو سامنے رکھیں جو وہ احمدیوں پر لگاتے ہیں۔ تو اس وقت میں ان کے اس انصاف سے دریافت کرتا ہوں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانے کا تقاضا ہے کہ کیا وہ اس فتویٰ تکفیر میں حق بجانب ہیں اور کیا انہوں نے اس سے احادیث نبویہ کی کوئی خدمت کی ہے۔ کیا انہوں نے اسلام کی کوئی خدمت کی ہے اور کیا انہوں نے اس فتویٰ تکفیر سے احمدیوں پر ظلم نہیں کیا۔ احادیث نبویہ کی ہتک نہیں کی تعلیم نبوت کو ناقص نہیں ٹھہرایا۔ مسلمانوں میں تفریق کی کوشش نہیں کی فساد برپا کرانے کی کوشش نہیں کی؟

احادیث میں ایمان و اسلام کی تعریف

بخاری شریف میں ابوہریرہ سے روایت ہے:-

كان النبى صلى الله عليه وسلم بارزا يوما للناس فاتاه رجل فقال ما الايمان ان تؤمن بالله وملائكته وكتبه وبلقائه ورسله وتؤمن بالبعث قال ما الاسلام قال الاسلام ان تعبد الله ولا تشرك به وتقيم الصلوٰة وتؤدى الزكوٰة المفروضة وتصوم رمضان

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن باہر لوگوں میں بیٹھے تھے۔ تو ایک آدمی آیا اور کہا ایمان کیا ہے۔ فرمایا ایمان یہ ہے کہ تو اللہ اور اس کے فرشتوں پر (اور ایک روایت میں ہے کہ اس کی کتابوں پر) اور اس کے لقاء اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے۔ اور تو موت کے بعد جی اٹھنے پر ایمان لائے اس نے کہا اسلام کیا ہے فرمایا اسلام یہ ہے کہ تو اللہ کی عبادت کرے اس کے ساتھ شرک نہ کرے۔ اور نماز کو قائم کرے۔ فرض زکوٰۃ دے۔ رمضان کے روزے رکھے۔ بعض روایتوں میں حج کا بھی ساتھ ذکر ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک شخص پوچھتا ہے کہ ایمان کیا ہے اسلام کیا ہے اور آپ اس کو ایمان اور اسلام کی تعریف سکھاتے ہیں اس حدیث میں آتا ہے کہ پوچھنے والا حضرت جبریل تھے۔ اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ پر ایمان۔ ملائکہ پر ایمان کتب الٰہیہ پر ایمان - لقاء الٰہی پر ایمان۔ اللہ کے رسولوں پر ایمان قرار دیا ہے۔ ایک روایت میں قدرت کا لفظ بھی ساتھ ہے۔ ایک احمدی کا ان تمام پر ایمان ہے اللہ کی عبادت اس کے ساتھ شرک نہ کرنا۔ نماز قائم کرنا زکوٰۃ دینا۔ رمضان کے روزے رکھنا اور حج کرنا اور ان سب کو اسلام قرار دیا ہے۔ ایک احمدی اللہ کی عبادت کرتا ہے۔ شرک نہیں کرتا نماز قائم کرتا ہے۔ زکوٰۃ دیتا ہے۔ رمضان کے روزے رکھتا ہے۔ حج کرتا ہے۔ پس نبی کریم صلی اللہ علیہ کی تعریف کے رُو سے ایک احمدی مومن بھی ہے مسلمان بھی۔

دوسری حدیث حضرت انس کی ہے:-

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من صلى صلوتنا واستقبل قبلتنا واكل ذبيحتنا فذالك المسلم الذى له ذمة الله وذمة رسول الله فلا تخفروا الله فى ذمته

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے ہماری نماز پڑھی۔ اور ہمارے قبلہ کی طرف رخ کیا۔ اور ہمارا ذبیحہ کھایا۔ تو یہ وہ مسلمان ہے جس کے واسطے اللہ کی امان ہے اور اللہ کے رسول کی امان ہے تم اللہ کی امان میں خیانت نہ کرو۔

ایک احمدی بھی مسلمانوں جیسی نماز پڑھتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قبلہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتا اور مسلمانوں کا ذبیحہ کھاتا ہے۔ پس وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک مسلمان ہے اور اللہ اور اس کے رسول کی امان میں ہے۔ مگر دیوبندیوں اور شیخ الحدیث کے نزدیک احمدی نہ مسلمان ہے نہ اس کے لئے امن ہے بلکہ مرتد واجب القتل ہے کیا اس لئے کہ آنحضرت نے اس حدیث میں اسے مسلمان قرار دیا ہے اور اسے امان دی ہے؟ یہ ہے حدیث پر ایمان اور اس کی خدمت اور اس کی عزت۔

تیسری حدیث ابن عمر کی ہے:-

ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال امرت ان اقاتل الناس حتى يشهدوا ان لا اله الا الله وان محمدا رسول الله ويقيموا الصلوٰة ويؤتوا الزكوٰة فاذا فعلوا ذالك عصموا منى دماءهم واموالهم الا بحق الاسلام وحسابهم على الله ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں سے جنگ جاری رکھوں اس وقت تک کہ وہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی شہادت دیں۔ اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں۔ پس جب وہ ایسا کریں تو وہ اپنے خونوں اور اپنے مالوں کو بچا لیں گے۔ سوائے اسلام کے حق کے اور ان کا حساب اللہ پر ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی شہادت دے نماز قائم کرے۔ زکوٰۃ دے۔ تو اس سے جان و مال امن اور حفاظت میں ہو جاتے ہیں۔ لیکن محدثین دیوبندی اور شیخ الحدیث کے نزدیک احمدی مسلمان کا جان و مال محفوظ نہیں۔ اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے رُو سے ان کی جان و مال محفوظ نہیں۔ کیونکہ وہ توحید و رسالت کی شہادت دیتے ہیں نماز قائم کرتے ہیں۔

آفتاب اسلام کی ضیاباریاں

نور فرقان ہے جو سب نوروں سے اُجلا نکلا
پاک وہ جس سے یہ انوار کا دریا نکلا

آج ساڑھے تیرہ سو سال سے آفتاب اسلام تمام دنیا پر اپنی ضیا پاشیاں کر رہا ہے اور ظلمت کفر کی گھٹا ٹوپ تاریکیوں میں سے بھی اس مہر تنویر کی جاذب شعاعیں اُن سعید روحوں کو جن کے اندر تلاشِ حق کا ولولہ اور تڑپ موجود ہے اپنی طرف کھینچ رہی ہیں۔ اور دنیا کے اس سب سے اعلیٰ اور برتر انسان کا حلقہ بگوش بنا رہی ہیں۔ جس کا نام نامی محمد عربی (فداہ ابی و امی) ہے۔ اور جس کی آوردہ شریعت اس کے رحمۃ اللعالمین ہونے کے بدیہی ثبوت اپنے اندر رکھتی ہے۔ ہاں اگر کسی کو تعصب کا موتیا بند اندھا بنا چکا ہے۔ یا اس کی شپرہ چشمی کی وجہ سے تجلی انوار چندھیا دیتی ہے۔ تو بات دوسری ہے۔

جی ایچ مسلم ہائی سکول بدوملہی کے متصل ایک ڈیرہ بازی گردں کا مدت سے آباد ہے۔ جن کے سمجھدار لوگوں کے ساتھ ہمارے مبلغ اسلام کے متعلق بات چیت کرتے رہتے تھے۔ مگر چونکہ آریہ پرچارکوں سے بھی یہ بات پوشیدہ نہ تھی اس لئے اکثر آ آ کر انہیں دھمکاتے اور بائیکاٹ کا خوف دلاتے رہتے۔ اسی وجہ سے ان کا اظہار اسلام ملتوی ہوتا رہا۔ مگر الحمد للہ کہ چودہری غلام حیدر خاں اور مسلم ہائی سکول کے عملہ کی ان تھک کوششوں سے یہ مرحلہ ایک حد تک طے ہو گیا ہے یعنی ۲۸ مارچ بروز جمعہ ان میں سے ایک خاندان جو سب سے زیادہ باوقار ہے کوٹ کی مسجد میں پہنچا۔ مگر چونکہ بدوملہی کے عوام مسلمان دوری کی وجہ سے کوٹ میں نہیں آسکتے تھے اس لئے تجویز ہوا کہ آج سب لوگ مسجد کاریگراں میں جمعہ پڑھیں۔ اور یہ مبارک کام بھی اسی جگہ انجام دیا جائے۔ لہٰذا سب لوگ اسی جگہ اکٹھے ہوئے۔ مسجد کھچا کھچ بھری ہوئی تھی۔ بہت سے لوگوں نے ملحقہ مکانوں کی چھتوں پر کھڑے ہو کر فریضۂ نماز ادا کیا۔ نماز کے بعد ان تشنگانِ بادۂ توحید کو جام عرفانِ محمدی سے سیراب کیا گیا اور سکھوں کے مکروہ نام کو دُور کر کے ان کا نام غازی رکھا گیا۔ مبارک ہیں وہ لوگ جنہوں نے ان لوگوں کو قعر مذلت سے نکال کر اعلیٰ سوسائٹی میں داخل کر دیا ہے۔ اور مبارک ہیں وہ لوگ جو اپنے مال کو محض اللہ کی خوشنودی کیلئے تبلیغ اسلام کے راستے پر خرچ کرتے ہیں۔ کہاں کے دئے ہوئے چند آنے یا روپے کس قدر عالیشان نتائج کا موجب ہوتے ہیں اور اگر وہ باقاعدہ ہماری مدد کرتے رہیں تو اللہ تعالیٰ کی نصرت کیا کیا کرشمے نہ دکھلائے؟

نومسلموں کے نام حسب ذیل ہیں:-

اصلی نام	اسلامی نام	اصلی نام	اسلامی نام
گلاب سنگھ	غلام محمد	منتا سنگھ	غلام رسول
اجاگر سنگھ	روشن دین	بھاگی	رسول بی بی
موتی سنگھ	محمد الدین	ہیرا بائی	غلام فاطمہ
نہال سنگھ	محمد شفیع	کیسری	سکینہ بی بی
لال سنگھ	غلام احمد		

خواجہ غلام نبی مجور
مدرس مسلم ہائی سکول بدوملہی

میں نے اسلام کیوں اختیار کیا؟
مس جون فاطمہ ڈینیاسکن کی بصیرت افروز تصریحات

اسلام وہ مذہب ہے جس کی تلاش مجھے اس زمانہ سے تھی جب کہ میں اسکول میں پڑھتی تھی مسیحی مذہب کی تعلیمات سے مجھے شروع ہی سے نفرت تھی۔ اور میرا دل کبھی ان سے مطمئن نہیں ہُوا۔ چنانچہ جب میں سمجھدار ہوگئی تو میں نے اُن کو یکسر اپنے دل و دماغ سے خارج کر دیا۔ تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد کئی سال تک مجھے یہودی اور کیتھولک دوستوں کے ساتھ غیر ممالک میں رہنے کا اتفاق ہُوا لیکن ان کے مذہبی خیالات کبھی میری نظر میں نہیں جچے۔ میں اسی سال اپنے وطنِ مالوف میں واپس آئی۔ اور ایک دن محض اتفاق سے ایک دوست کی معیت میں مسلم عبادت گاہ کیمپڈن ہل روڈ ناٹینگ ہل گیٹ لندن میں آنے کا موقعہ ملا۔ یہاں آکر مجھے مذہب اسلام سے پہلے پہل واقفیت حاصل ہوئی۔ اور بہت جلد مجھے اس کی تعلیمات نے اپنا گرویدہ بنا لیا۔

[illegible]

تعلی نہیں۔ اس لئے حضرت مسیح موعود شریعت محمدیہ کی کامل متابعت کرتے ہوئے اپنے الہامات کی تاویل کرتے ہیں۔ اور دعوئے نبوت سے احتراز کرتے ہیں۔ اور یہی وہ اصول ہے۔ کہ جو اس امت محمدیہ کے اولیاء کے لئے مقرر ہے۔ کہ ان کے الہامات کی محک شریعت محمدیہ ہے۔ پس اس لحاظ سے آپ نے صرف نبی کے لفظ کا استعمال اپنے متعلق ناجائز قرار دیتے ہوئے صوفیاء اسلام کی تقلید کر کے ظلی۔ بروزی۔ اور مجازی نبی کی اصطلاح اپنے متعلق اختیار کی کہ جو شریعت کی رو سے محدثیت کے نام سے موسوم ہے۔

مسیح موعود ہونے کا بعد میں اس لئے اقرار کیا کہ مسیح ناصری کی وفات قرآن کریم اور احادیث سے ثابت ہو گئی۔ اور احادیث میں مسیح کے نزول کی پیشگوئی موجود تھی۔ مگر نبی اور رسول ہونے کا انکار کر کے بعد میں اس لئے اقرار نہ کیا کہ ختم نبوت آپ کو مسلم تھی۔ اگر ختم نبوت کے عقیدہ کی بھی کمزوری آپ پر ظاہر ہو جاتی تو آپ کھلم کھلا نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ کر دیتے۔ جیسے آپ نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کر دیا تھا۔ اور اگر ختم نبوت کے معنی آپ کو اجراء نبوت سمجھا دئے جاتے تو آپ یقیناً نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ کرتے لیکن مجاز۔ بروز اور ظلیت کی اصطلاحات کا ساتھ لگانا ہی ثابت کرتا ہے کہ آپ کو ختم نبوت کا کس شدت سے اقرار تھا کہ آپ نے اپنے الہامات اور کلام خدا کی بھی اس کے سامنے تاویل کر لی۔ اور یہ اصول شریعت کے عین مطابق تھا

۴۔ اللہ تعالیٰ کی مصلحت۔

اللہ نے مسیح موعود کا خطاب دینے کے بعد بارہ سال تک حضرت صاحب کو مسیح موعود کا دعویٰ کرنے سے کیوں روکے رکھا۔ اور ان کی غلطی پر کیوں اطلاع نہ دی؟ اللہ تعالیٰ کے مصالح پر پورے طور پر اطلاع پانا انسانی فہم سے ایک بالاتر بات ہے۔ تاہم یہ امر ظاہر ہے کہ حضرت صاحب کے متعلق ٹھوکر کھانے والی دو قومیں ہیں۔ ایک وہ جس نے انکار کیا۔ اور تکفیر کی اور ایک وہ جس نے اقرار کیا اور غلو کیا۔ ان دونوں کے لئے اس بارہ سال کے وقفہ میں بصیرت اور عبرت ہے۔ اس لئے کہ اگر حضرت مسیح موعود نے کسی منصوبہ کے ماتحت شروع سے ہی مسیح بننے کی ٹھانی ہوتی تو پھر براہین احمدیہ میں حیات مسیح کا ذکر کیوں کیا ہوتا۔ ایک ادنیٰ عقل اور فہم کا انسان بھی جب تک پہلے بنیاد قائم نہیں کر لیتا اس وقت تک عمارت تعمیر کرنے کا نام نہیں لیتا۔ آپ کے دعویٰ کی بنیاد وفات مسیح تھی۔ مگر آپ نے اپنے مسیح موعود ہونے کے الہامات تو براہین احمدیہ میں درج کر دئے۔ یا یوں سمجھو کہ ایک رنگ میں مسیح موعود ہونے کا دعویٰ تو کر دیا۔ لیکن وفات مسیح جو اس دعویٰ کی بنیاد تھی۔ اس کو قائم نہ کیا۔ بلکہ حیات مسیح کو عام مسلمانوں کی طرح مانتے رہے۔ اور بارہ سال متواتر اسی خیال پر قائم رہے کہ مسیح ناصری زندہ ہے۔ اور میں مسیح ہوں۔ باوجود اس کے کہ یہ دونوں خیال ایک دوسرے کے متضاد تھے۔ اور اس تضاد کو ایک ادنیٰ فہم کا انسان بھی سمجھ سکتا ہے کہ اگر مسیح ناصری زندہ ہے اور اسی نے دوبارہ نزول فرمانا ہے تو پھر اس امت میں سے کسی کے مسیح ہونے کے کیا معنی ہیں۔ اگر یہ کوئی پہلے سے ٹھانی ہوئی تجویز ہوتی تو حضرت صاحب پہلے وفات مسیح کو ثابت کرتے اور اس کے بعد مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرتے۔ یا کم از کم دونوں کو یعنی حیات مسیح اور ادعاء مسیحیت دونوں کو اکٹھا شائع نہ کرتے۔ اگر یہ غلطی دیدہ و دانستہ کسی منصوبہ کی بنا پر تھی۔ تو اس پر بارہ سال تک صبر کرنا بھی اس شخص کے اندر ایسے غیر معمولی استقلال کو تسلیم کرنا ہے۔ کہ جس کی نظیر علم النفس کی کتابوں میں ڈھونڈے سے بھی نہیں مل سکتی۔ علم النفس کے ماہر جانتے ہیں کہ مجرم اپنے حصول مدعا میں کس قدر جلد باز ہوتا ہے۔ اور ہمیشہ چٹ منگنی پٹ بیاہ کا طالب ہوا کرتا ہے۔ بارہ سال کا انتظار اس کے لئے سوہان روح سے کم نہیں۔ خصوصاً اس صورت میں کہ اس پر کوئی ظاہری دباؤ یا جبر بھی نہ ہو۔

غالیوں کے لئے اس میں یہ بصیرت ہے کہ مسیح موعود نے کامل بارہ سال تک شریعت کے ایک ظاہری مگر غلط عقیدہ کی پاسداری کرتے ہوئے اپنے الہامات کو اس کے بالمقابل کوئی وقعت نہ دی۔ ہاں جب اللہ تعالیٰ نے اس غلطی کو قرآن کریم اور احادیث کی روشنی میں ظاہر کر دیا تو پھر تمام عمر اس غلطی کی تردید میں صرف کر دی۔ کوئی کتاب اور کوئی مضمون نہ لکھا۔ کہ جس میں وفات مسیح کا ذکر نہ کیا۔ مگر اس کے خلاف ان کے خیال میں حضرت صاحب پہلے محدث تھے۔ مگر بعد میں چپکے سے نبی ہو گئے۔ اور ختم نبوت کے معنی اجراء نبوت کرنے لگے۔ لیکن اس کا ذکر بھی نہ ۴۴

صداقت مسیح موعود علیہ السلام

نظام جماعت

(از جناب ڈاکٹر اللہ بخش میڈیکل آفیسر گورنمنٹ کالج لاہور)

(۲)

اُنہوں نے تو یہ خدا سے علم پا کر کہا۔ آج چالیس برس بعد ہم واقعات دیکھتے ہیں۔ کہ ہر ایک اہم تاریخی واقعہ دنیا کے قدم کو اسلام کی طرف لے جا رہا ہے۔ جنگ عظیم اس کے نتائج کیا ہماری آنکھیں کھولنے کے لئے ناکافی ہیں۔ کہ کس قدر دنیا اسلام کے قریب آ گئی ہے۔ پھر خود گذشتہ دس برس کی تاریخ ہندوستان ہماری آنکھوں سے پٹی نہیں کھول سکتی کہ روحانی طاقت کے مقابلے پر مادی طاقت لگا نہیں کھا سکتی۔ اور کیا ابھی ہم اس اصول کو ماننے کے لئے تیار نہیں ہوئے کہ صحیح مذہب کی اشاعت ہی ایک طریق ہے۔ جس سے اسلام یقیناً دنیا میں کامیاب ہو سکتا ہے؟

من از یار آمدم تا خلق را ایں راہ بنمایم
گر امروزم نے بینی بہ بینی روز حسرت را

مجددوں کی ضرورت

یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ مجدد من اللہ صرف اس بات کے لئے نہیں آتے کہ وہ ثابت کریں کہ قرآنی تعلیم حق و صحیح ہے۔ مجدد وقت کا خاص مقصد یہ ہوتا ہے کہ مفاسد زمانہ کو مد نظر رکھتے ہوئے اس کے استیصال کے لئے قرآن سے کوئی راہ پیش کریں۔ قرآن تو مجموعہ صداقت ہے لیکن کوئی خاص فساد کسی خاص علاج کو چاہتے ہیں۔ ہر ایک قرآن کے پڑھنے والا ضروری نہیں کہ اس خاص علاج کو تلاش کر لے۔ مجدد زمان کا یہ خاص مشن ہوتا ہے کہ لوگوں پر واضح کر دیں کہ ان کے اپنے زمانہ کے یہ یہ فساد ہیں۔ اور ان فسادوں کا مقابلہ ان ان ذرائع سے ہو سکتا ہے۔ بہت سے احباب ہم میں سے ایسے ہیں کہ انہوں نے حضرت مرزا صاحب کے اہم مشن کو چھوٹی نگاہ سے دیکھا ہے

یہ بات دل کو بہت ہی قلق و حزن دینے والی ہے کہ اگر ایک طرف جماعت کے کثیر حصہ نے نہایت خطرناک طور سے غلو کا پہلو اختیار کیا۔ یعنی حضرت مرزا صاحب تو اس زمانہ کے مفاسد اور ان کی اصلاح کے لئے ایک طریق لائے تھے۔ مگر انہوں نے خود حضرت مرزا صاحب کی ذات کو وہ حیثیت و مرتبہ دیدیا جو فی الحقیقت محمد رسول اللہ کے لئے مخصوص ہے۔ بجائے اس کے کہ وہ حضرت مرزا صاحب کے اصل کام یعنی اس زمانہ کے مفاسد کا علاج بذریعہ اشاعت اسلام کو جاری رکھتے۔ اور ہمہ تن اس میں اپنا شغل و مصروفیت دکھلاتے۔ انہوں نے اپنا طریق کار یہ خیال کیا کہ حضرت مرزا صاحب کی شان میں بڑھ چڑھ کر غلو کریں۔ اگر ایک طرف جماعت نے یقیناً یہ غلو کا پہلو اختیار کیا تو یہ بھی کم افسوسناک بات نہیں ہے۔ کہ دوسری طرف بعض کمزور دل تفریط کی طرف جھکنے لگ گئے۔ خدا تعالیٰ نے اپنا قانون یہ رکھا ہے کہ افراط و تفریط اگرچہ متضاد راہیں ہیں۔ لیکن ان کا نتیجہ ایک ہی ہوتا ہے۔ مثلاً اگرچہ یہودیوں نے حضرت مسیح کو جھٹلایا اور عیسائیوں نے آپ کو بڑھ چڑھ کر خدا بنایا۔ مگر حقیقتاً حضرت مسیح کے بارہ میں دونوں راستوں سے ایک ہی نتیجہ نکلا۔ یعنی جس طرح یہودیوں کا طریق حضرت مسیح کو نظروں میں گرا دینے والا ہے۔ اسی طرح عیسائیوں کا طریق بھی آپ کو ایک منصف کے نزدیک کچھ زیادہ حیثیت نہیں دیتا۔ بالکل اسی طرح پر اگر حضرت مرزا صاحب کے بارہ میں ایک طرف غلو کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس حصہ نے ان کے کام کو چھوڑ دیا۔ تو دوسری طرف بھی یہ ڈر ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ تفریط کی وجہ سے ہم یہ سمجھنے لگ جائیں کہ ہاں ایک مجدد آیا تھا۔ چلا گیا۔ اپنا کام کر گیا۔ ہمارے لئے اب کیا رکھا ہے۔ اگر خدانخواستہ ایسا ہو تو پھر اس کا نتیجہ بھی وہی ہو گا جو غلو کا ہوا۔ یعنی یہ کہ ہم اس کام سے محروم کر دیئے جائیں گے جس پر چلانے کے لئے حضرت مسیح موعود تشریف لائے۔ یہ سوال غور طلب ہے کہ جب قرآن ہمارے پاس پہلے سے ہی پورا پورا موجود ہے۔ جب اس میں ایک نقطہ اور ایک شوشہ حضرت مرزا صاحب نے کم و بیش نہیں کیا۔ تو ہمارے لئے کیا لائے؟ یہ تو صحیح ہے کہ قرآن شریف کا ایک ایک حرف غیر مبدل ہے۔ اور اس میں تمام زمانہ کی ضرورتوں اور مفاسد کا علاج موجود ہے۔ لیکن اس بات کو کون کھول کر بتاتا ہے۔ کہ ایک زمانہ میں خاص خاص بیماریاں کیا کیا ہیں۔ اور کن کن طریقوں سے ان کا علاج ممکن ہے۔ ایک مامور من اللہ کی ضرورت ایک مجدد کی حاجت اگر اس مشکل کو حل نہیں کرتی کہ کسی خاص زمانہ

میں خاص خاص بیماریاں کیا کیا ہیں۔ اور کن کن طریقوں سے ان کا علاج ممکن ہے۔ ایک مامور من اللہ کی ضرورت ایک مجدد کی حاجت اگر اس مشکل کو حل نہیں کرتی کہ کسی خاص زمانہ میں کیا کیا فساد پھیل گئے۔ اور کیونکر ان کا علاج پذیر ہونا منشاء ربانی ہے۔ تو پھر اس قسم کے ماموروں اور مجددوں سے حاصل ہی کیا ہوا۔ کیا ہر ایک مسلمان قرآن ہی سے اپنے اپنے طریقہ اور راستہ کا استدلال نہیں کرتا۔ پھر یہ کس طرح معلوم ہو کہ فلاں طریقۂ علاج اس وقت زیادہ کارآمد اور کاری ہے۔ یقیناً یاد رکھو کہ مجدد اور مامور جن جن امور روحانی پر اطلاع پاتا ہے جن جن فسادات زمانہ کو اس کی وسیع نظر احاطہ کرتی اور جو جو ذرائع اس کے استیصال کے لئے خدا اُسے بتلاتا ہے وہ یقیناً یقیناً کسی اور کو میسر نہیں آتے ایک مجدد اور غیر مجدد میں فرق ہی کیا ہے۔ ایک غیر مجدد اپنے استدلال اپنی رائے اپنی عقل سے کتاب اللہ سے فسادات زمانہ کا علاج ڈھونڈتا ہے۔ لیکن ایک مجدد خدا کے ذریعہ سے براہ راست یقینی اور قطعی طور پر ان مفسدوں کو دیکھتا اور ان کا علاج تجویز کرتا ہے۔ اگر ایک مجدد اس رنگ میں ایک غیر مجدد سے ممیز نہیں تو پھر اُسے اوروں پر کچھ فوقیت نہیں ہو سکتی۔ پس میں اپنی تمام جماعت سے نہایت مؤدبانہ اور منکسرانہ التجا کرتا ہوں کہ وہ یہ نہ دیکھیں کہ اس ملتجی کے کرنے والا کون ہے۔ بلکہ صرف اس بات کو ملحوظ رکھیں کہ جو برکت اور نور انہوں نے مجدد زماں اور مسیح دوراں سے حاصل کیا۔ جو کام اور انہماک انہوں نے مامور من اللہ سے سیکھا۔ اگر یہ آواز اس راہ کی طرف لے جانے والی اور اس کے مطابق ہو تو اس کو دھیان اور غور سے دیکھیں۔ ورنہ اس کی پروا نہ کریں۔ ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا نظام جماعت کے لئے یہ پہلی سیڑھی اور ابتدائی زینہ ہے کہ ہم سب کے سب کام اسی شغل اسی انہماک اسی راہ پر چلنے والے ہوں۔ جس پر ہم کو مجدد زمانہ نے قائم کیا۔ - - - وحدت جماعت کے لئے بنیادی امر وحدت کام و اشتراک انجام ہے۔

۴۳

کیا کہ پہلے ہم محدث تھے۔ اب ہمیں قرآن کریم کی تیس آیات مل گئی ہیں۔ کہ جن میں ختم نبوت کی تردید اور انبیاء کے آنے کا ذکر ہے۔ مگر اس کا سہرا تو ... ” ہر کارے و ہر مردے ... ” مرد باید کہ ... پیسہ تمام کند“ کے مصداق کلام سے بموجب میاں صاحب کے سر باندھا گیا ہے

سوال نمبر ۴ کا جواب پہلے سوال کے ضمن میں آ چکا ہے۔

سوال نمبر ۵ کا جواب بھی سوال نمبر ۲ کے ضمن میں ہو چکا ہے۔

سوال نمبر ۶ کا جواب تیسرے نمبر میں آ گیا۔

سوال نمبر ۷ کا جواب ہے کہ کسی الہام کے ماتحت نہیں۔ اس کی وجہ بھی نمبر ۱ میں بتا دی گئی ہے۔

سوال نمبر ۸ اس کا جواب نمبر ۳ میں بتا دیا گیا۔

سوال نمبر ۹۔ حضرت مرزا صاحب کا رتبہ محض الفاظ پر مبنی نہ تھا۔ بلکہ کام پر تھا۔ کہ جس کو انہوں نے کر کے دکھا دیا۔ پس اپنے کام کے لحاظ سے وہ مسیح موعود، محدث اور مجدد صدی کہلانے کے مستحق اور اہل ہیں وہ خدمات اسلام کہ جن کا دشمنوں کو بھی اقرار ہے آپ کے صدق دعویٰ پر دال ہیں اور ان پر غ... ہے

بقیہ خبریں۔

—— بمبئی ۸ ستمبر۔ پونا کی گفتگوئے مصالحت اب ختم ہو گئی ہے۔ گاندھی جی کے آخری جواب کا مسودہ جو خیال کیا جاتا ہے کہ نفی میں ہے۔ دوسرے کانگرسی رہنماؤں کے مشورے سے مرتب ہو رہا ہے کل صبح کے ایلچیوں کے حوالے کر دیا جائے گا۔

یہ جواب اور سابقہ خط و کتابت کل شام کو شائع کر دی جائے گی۔

—— لاہور ۸ ستمبر۔ آج پھر دسہرہ کے مقدمہ بم مسٹر رام ناتھ کی عدالت میں پیش ہوا۔ حکومت ہند کے محکمہ مادہ ہائے آتشگیر کے انسپکٹر جنرل مسٹر شلینڈن نے شہادت دیتے ہوئے کہا یہ بم فوجی ساخت کے ہیں۔ ہندوستان میں برطانی افواج انہیں استعمال کرتی ہیں۔ وکیل کی جرح کے جواب میں گواہ نے کہا کہ جرمنی کے بم بھی اسی قسم کے ہوتے ہیں لیکن ان کی شنیری ان سے مختلف ہوتی ہے۔ ڈاکٹر گنیش لال کی شہادت پر سماعت ملتوی ہوئی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم   نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۱۸ | ۵ر شعبان ۱۳۴۸ھ | نمبر ۲

مسلمانوں کے نمائشی لیڈر

مسلمان کب تک سبز باغ دیکھتے رہینگے

ہم ایک سے زیادہ مرتبہ پیغام صلح کے کالموں میں یہ رائے ظاہر کر چکے ہیں کہ مسلمانان ہند کی پستی اور ناکامی کا ایک بڑا سبب ان کے لیڈروں کی باہمی مخالفت ہے جو بسا اوقات ایک نہایت کن صورت اختیار کر لیتی ہے۔ کس قدر حیرت اور افسوس کا مقام ہے کہ ایک خدا ایک رسول اور ایک قرآن کے ماننے والے لیڈر اپنے قومی مفاد کو بالائے طاق رکھ کر اپنی ذاتی رنجشوں کا اظہار کرنے کے لئے ایک دوسرے کی ذات پر ایسے شرمناک حملے کرتے ہیں کہ غیر مسلم اقوام ان کا مذاق اڑاتی ہیں۔ یہ لیڈر پلیٹ فارم پر اسلام مرحوم کی موجودہ حالت کے متعلق ایسا دردناک مرثیہ پڑھتے ہیں کہ سننے والوں کی آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب جاری ہو جاتا ہے۔ تقریر کے خاتمہ پر لوگ فرط عقیدت سے ان کے ہاتھ چومتے ہیں۔ تعظیم و تکریم کرتے ہیں۔ دعوتیں دیتے ہیں۔ غرض کہ جس طرف سے یہ حضرت نکل جاتے ہیں خدا کی مخلوق ان پر ارادت اور محبت کے پھول برساتی ہے۔ لیکن جب یہی بزرگوار اپنے خاص حلقہ احباب کی صحبت میں جلوہ افروز ہوتے ہیں تو اس وقت کچھ اور ہی نظارہ دکھائی دیتا یعنی دل و دماغ کی پوری قوت اس بات کے سوچنے پر صرف کی جاتی ہے کہ اپنے حریف یعنی فلاں لیڈر کو کس طرح خاک میں ملایا اور اس کی ہر دلعزیزی کو ضعف پہنچایا جائے۔

دنیا کے نزدیک پلیٹ فارم کی تقریر تصویر کا ایک روشن پہلو ہے لیکن جو اہل نظر ہیں وہ بہت جلد تصویر کے تاریک پہلو کی حقیقت سے آگاہ ہو جاتے ہیں۔ نمائشی لیڈر صاحب لوگوں کے دلوں پر رقت طاری کرنے اور ان کے جذبات کو بھڑکانے کے پورے ماہر ہیں۔ ان حضرات کو ہر موقع پر اپنی ذرخصی قابلیت اور وطن پرستی کی نمائش مقصود ہوتی ہے۔ قوم کی پریشان حالی اور خانہ جنگی کے المناک نتائج کا ان کے دل پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ یہ ہر وقت لوگوں میں ہیجان پیدا کرنے اور ان کے دلوں پر اپنی شخصیت کا سکہ جمانے کی تاک میں لگے رہتے ہیں۔ انہیں اتحاد و اتفاق سے کوئی سروکار نہیں۔ یہ تشتت اور افتراق کے علمبردار ہیں۔ یہ حضرت خوب سمجھتے ہیں کہ صلح اور محبت کے عمل سے ان کی دلی مراد نہیں آئے گی۔ اس لئے ایسا منتر پھونکنا چاہئے کہ ایک تلاطم برپا ہو جائے۔ پھر اس تفکیلی، ابتری اور پریشانی میں اپنا الّو سیدھا کیا جائے۔ کہ دنیا اس طرح سے کمائی جاتی ہے۔

ایسے نمائشی خودغرض اور نفس پرست لیڈروں سے مسلمانوں کو جس قدر سخت نقصان پہنچ چکا ہے اور پہنچ رہا ہے اس پر بہت کم لوگوں نے غور کیا ہے۔ کیا یہ امر واقع نہیں ہے کہ ۲۲ کروڑ دیوتاؤں کے ماننے والی قوم کے لیڈروں میں بھی شدید اختلاف پایا جاتا ہے لیکن ان کے شدید اختلاف نے کبھی اس شرمناک مخالفت کی صورت اختیار نہیں کی۔ جو مسلمان رہنماؤں کے لئے مخصوص ہو چکی ہے۔ مثلاً مہاتما گاندھی اور پنڈت مالوی سیاسیات میں ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ مہاتما کی منزل مقصود اگر شمال ہے تو مالوی کی جنوب۔ لیکن اس کے باوجود دونوں ایک دوسرے کے مداح ہیں۔ دونوں ایک دوسرے کی دل سے عزت کرتے ہیں۔ اور دونوں اپنی قوم کے ہمدرد اور خادم سمجھے جاتے ہیں یہی حال ان کے دوسرے لیڈروں کا ہے۔ جو ٹھنڈے دل کے ساتھ ایک دوسرے کی باتیں سنتے ہیں ہم نے کبھی ہندو لیڈروں کو ایک دوسرے پر کیچڑ اچھالتے یا ایک دوسرے کے خلاف بدکلامی کرتے نہیں دیکھا حالانکہ کیچڑ اچھالنا اور فقرے چست کرنا جانتے ہیں۔ مگر ان کی تہذیب انہیں ایسا کرنے کی اجازت نہیں دیتی۔

برادران وطن میں سبھی قسم کے آدمی موجود ہیں۔ وطن پرست اور انتہا پسند جو وطن کی شمع پر پروانے کی طرح جل جانا اپنا ایمان سمجھتے ہیں۔ اعتدال پسند جو [illegible]

محبت رکھتے ہیں تو دوسری طرف انگریزوں کو بلاوجہ گالی دینا معیوب سمجھتے ہیں۔ بلکہ ان سے کام نکالنا قومی خدمت خیال کرتے ہیں۔ ٹوڈی یا کاسہ لیس جو حی حضور کے عمل سے گورنمنٹ کے اعلیٰ افسروں کو ایسا سبز باغ دکھاتے ہیں کہ دنیا دنگ رہ جاتی ہے۔ لیکن ان تینوں طبقوں کے افراد سب ایک مرکز پر جمع ہو جاتے ہیں۔ تینوں اپنے اپنے حلقوں کے اندر اپنے مفوضہ یا عائد کردہ فرائض کو نہایت [illegible] کے ساتھ انجام دیتے ہیں۔ اور ان کے نتائج ملک اور قوم کے لئے نہایت مفید ثابت ہوتے ہیں۔

ہم پوچھتے ہیں کہ جب ہندو قوم پرست اور ہندو ٹوڈی ایک مرکز پر جمع ہو سکتے ہیں تو مسلمان قوم پرست اور مسلمان ٹوڈی کیوں یکجا جمع نہیں ہو سکتے۔ ہم برملا کہتے ہیں کہ مسلمانوں میں جو لوگ "لیڈری" کے مدعی ہونے کے باوجود اپنے ہی بھائیوں کی تخریب و تذلیل کے درپے ہیں وہ یقیناً اپنے ملک اپنی قوم اور اپنے مذہب کے بدترین دشمن ہیں۔ معاملہ فہمی اور عاقبت اندیشی اسی امر کی متقاضی ہے کہ جو لوگ کسی نہ کسی طریقہ سے اپنی قوم کی خدمت کرنا چاہتے ہیں ان سے کوئی تعرض نہ کیا جائے۔ اگر سر شفیع حکومت سے بگاڑنا نہیں چاہتے بلکہ پنڈت مالویہ کی طرح حکومت کے ساتھ اپنا تعلق قائم رکھ کر اپنی قوم کو فائدہ پہنچانے کے متمنی ہیں تو ہمیں ان کی خدمات کا شکریہ کے ساتھ اعتراف کرنا چاہئے۔

اخلاص اور ایثار کا معیار یہ ہے کہ ہم قوم کی خدمت کے لئے اپنے نفس کو قربان کر دیں۔ اور قومی خادموں سے محض اختلاف رائے کی بنا پر کوئی بغض نہ رکھیں۔ اگر یہ نہیں تو پھر ایسی "لیڈری" ایک لعنت ہے جس کے نتائج سے خدا سواد اعظم مسلمانوں کو محفوظ رکھے۔

مسجد برلن کے فک کی تحریک

حضرت مولانا محمد علی صاحب امیر جماعت نے ہمیں حسب ذیل مراسلات بغرض اشاعت ارسال فرمائی ہے:۔

"پیغام صلح مورخہ ۱۳ر جنوری ۱۹۳۰ء میں جلسہ کے روئداد میں جو یہ لکھا گیا ہے کہ برلن مسجد کے فک کرانے کے لئے جس قدر روپیہ درکار تھا وہ سب جلسہ سالانہ میں بصورت نقد یا وعدہ جمع ہو گیا ہے یہ صحیح نہیں۔ اس کے بڑے حصہ کے لئے بیشک وعدے ہو چکے ہیں۔ اور کچھ نقد وصول ہوا ہے۔ لیکن ابھی یہ رقم پوری نہیں ہوئی۔ اور جلسہ سالانہ میں سارے احباب موجود بھی نہ تھے اس لئے جن احباب نے جلسہ سالانہ پر اس تحریک میں حصہ لیا ہے ان کو چھوڑ کر باقی احباب سے اپیل کی جا رہی ہے۔ امید ہے کہ سب احباب اس میں حصہ لے کر عنداللہ ماجور ہوں گے۔ کیونکہ جب تک رقم ادا نہیں ہوتی قریب قریب ایک سو روپیہ ماہوار سود کا اس رقم میں اضافہ ہو رہا ہے۔ اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے امید ہے کہ جملہ احباب جنہوں نے وعدے کئے ہیں وہ جلد سے جلد اگر ممکن ہو تو ماہ جنوری کے اندر اندر اپنے وعدوں کا ایفا فرمائیں۔ اور جو احباب جلسہ میں تشریف نہیں لائے وہ بھی اپنی استطاعت کے مطابق چندہ دے کر انجمن کو اسی ماہ کے اندر اس قابل بنا دیں کہ وہ کل رقم معہ سود ادا کر کے مسجد کو فک کرا لے۔"

ہمیں امید ہے کہ احباب کرام حضرت امیر کے ارشاد کی تعمیل کو اپنا فرض سمجھیں گے۔ برلن مسجد کے فک کا معاملہ نہایت اہم اور ضروری ہے۔ اور جس قدر جلد یہ معاملہ طے ہو جائے اسی قدر اچھا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ ہمارے تساہل اور بے پروائی سے ہم پر یکے نقصان مایہ و دیگر شماتت ہمسایہ کی مثل صادق آئے۔ جماعت کی خودداری اور غیرت کا یہی تقاضا ہے کہ جن احباب نے برلن مسجد کے متعلق رقوم کے وعدے کئے ہوئے ہیں وہ انہیں جنوری کے اندر پورا کر دیں۔ [illegible] احباب جلسہ میں تشریف نہیں لا سکے وہ بھی اس کار خیر میں حصہ لیں۔

ایک مفید تحریک

پنجاب اور دیگر صوبجات کے جن مسلمان علماء نے شاردا ایکٹ کی شدید مخالفت کی ہے اور اس کو مداخلت فی الدین قرار دیا ہے وہ اپنے جوش میں اب کسی قدر ٹھنڈے پڑ گئے ہیں۔ حالانکہ اگر ان کا یہ ایمان ہے کہ ایکٹ مذکور واقعی مداخلت فی الدین ہے تو ان کی مخالفت کی شدت میں ذرا فرق نہیں آنا چاہئے۔ ہم میاں عبدالحی صاحب لدھیانوی ارکن اسمبلی کی اس مآل اندیشانہ تحریک کا خیر مقدم کرتے ہیں کہ آپ اسمبلی میں امور وراثت، منگنی، [illegible] کے متعلق ایک مسودۂ قانون

ہوں شریعت کے خلاف کوئی قانون نافذ نہ ہو۔ اور ان کا [illegible] بہ حیثیت اسلامی شریعت کے مطابق کیا جائے۔ اگر میاں صاحب کی یہ تحریک ایک قانون کی صورت اختیار کر لے تو یہ بلاشبہ ایک بڑی کامیابی ہو گی۔ کیونکہ اس سے وہ تمام خرابیاں رفع ہو جائیں گی جو شریعت کی خلاف ورزی سے پیدا ہو رہی ہیں۔ کیا ہمارے علماء اس سرگرمی اور جوش کے ساتھ میاں عبدالحی صاحب کے مسودہ قانون کی حمایت کرنے پر آمادہ ہیں۔ جو شاردا ایکٹ کی مخالفت میں ظاہر کی ہے؟ اگر نہیں جیسا کہ ہمیں اندیشہ ہے تو کیا ان پر یہ الزام عاید نہیں ہوگا کہ شاردا ایکٹ کی مخالفت محض مصنوعی ہے؟ بہرحال میاں صاحب مجوزہ مسودہ قانون علماء کے خلوص اور ایثار کا جس کا اس قدر مظاہرہ ہو چکا ہے۔ بہترین معیار ثابت ہوگا۔ اگر علماء نے اپنے قوت عمل سے شاردا ایکٹ کی دھجیوں کو فضا کے آسمانی میں اڑانے کا تہیہ کر رکھا ہے تو انہیں اصولاً میاں صاحب کے مسودۂ قانون کی تائید کرنی چاہئے۔ اور ایسی زبردست تائید کرنی چاہئے کہ برادران وطن دنگ رہ جائیں۔

حضور نظام کی عادلانہ روش

جب گوردوارہ ناندیر کے تنازعہ نے زیادہ طول پکڑا تو اعلیٰحضرت حضور نظام نے اپنی سکھ رعایا کے مذہبی جذبات کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس تجویز کا اعلان فرمایا کہ مقدمہ کے فیصلہ کے لئے انگریزی عدالت کے ایک جج کی خدمات حاصل کی جائیں گی۔ چنانچہ کلکتہ ہائیکورٹ کا ایک جج سکھوں اور مسلمانوں کے تنازعہ کا فیصلہ کرنے کے لئے مقرر کیا گیا۔ متنازعہ زمین صرف چار یا پانچ فٹ مربع ہے اور اس پر تین چار فٹ بلند عمارت ہے جسے مسلمانوں نے ۱۹۲۳ء میں منہدم کر کے حیات خاں نامی ایک مسلمان کو اس میں دفن کر دیا تھا۔ جج کے فیصلہ کے مطابق سکھوں کو یہ حق حاصل ہے کہ اگر مسلمان ایک ماہ تک وہاں سے لاش نہ نکالیں تو سکھ اس کام کو خود انجام دیں۔ متنازعہ زمین کے شمال کی جانب جو عمارت واقع ہے اس کی نسبت سکھوں کا دعویٰ ہے کہ یہ دہرم سالہ ہے۔ لیکن جج نے اسے مسجد قرار دیا ہے جس پر سکھوں کا کوئی حق نہیں۔ جج کے اس فیصلہ کی کوئی اپیل نہیں ہو گی۔

بمبئی اور پونہ کے جن مرہٹوں نے اعلیٰحضرت کی حکومت کے خلاف بےتحاشا پروپیگنڈا اور ہندوؤں کے جذبات کو برانگیختہ کرنا اپنا شعار قرار دے رکھا ہے۔ انہیں اپنے معاندانہ طرز عمل پر ندامت کا اظہار کرنا چاہئے۔ اگر ہندو ریاستیں بھی اپنی رعایا کے حقوق کے متعلق ایسی عادلانہ اور منصفانہ روش اختیار کریں۔ تو مسلمانوں کی بہت کچھ شکایتیں رفع ہو سکتی ہیں۔ افسوس ہے کہ ہندو ریاستوں کے اکثر حکام مسلمانوں کے مذہبی جذبات کا مطلق احترام نہیں کرتے جس کی وجہ مذہبی تعصب کے سوا اور کوئی نہیں ہو سکتی۔

جن ریاستوں کے حکمران اپنے آپ کو ظل اللہ (خدا کا سایہ) سمجھتے ہیں اور اپنی اس امتیازی حیثیت کو برقرار رکھنا چاہتے ہیں انہیں مذہبی تعصب خودغرضی، نفس پرستی اور عیاشی جیسے ناپاک اخلاقی امراض سے بچے رہنا چاہئے۔ اگر وہ ان امراض میں مبتلا ہیں تو پھر وہ خدا کا نہیں بلکہ شیطان کا سایہ ہیں۔ کاش یہ لوگ اس حقیقت سے آگاہ ہوں کہ وہ رعایا کی پاسبانی کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔ رعایا ان کی خدمت کے لئے پیدا نہیں کی گئی۔

"پارس" کا بجا شکوہ

ہمعصر "پارس" لاہور نے اپنی اشاعت مورخہ ۲۴ر دسمبر ۱۹۲۹ء میں زیر عنوان "نمکدان" ہمعصر "انقلاب" کے افکار و حوادث کا جواب دیا ہے ہمیں ندامت کے ساتھ اس امر کا اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ متھرا کی میونسپل حدود کے اندر ذبیحہ گاؤ کے متعلق دو سو ہندو دیویوں کی طرف سے مقامی میونسپل کمیٹی کو سنبذ گرہ کے نوٹس کے واقعہ پر جس پیرایہ میں ہمعصر انقلاب نے اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ وہ اخلاقی نقطۂ خیال سے قابل اعتراض ہے ہم ان افسوسناک الفاظ کا اعادہ کرنا نہیں چاہتے جن کا مذاق سلیم متحمل نہیں ہو سکتا۔ پارس لکھتا ہے:۔

> ہم ہمیشہ اس امر پر زور دیتے آئے ہیں کہ ہندوستان میں اگر قیام امن کی ضرورت ہے۔ اگر ہندو اور مسلمان ایکدوسرے سے دست و گریباں ہوئے بغیر چین سے زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں تو ان ہندو مسلم اخباروں اور مقرروں کو راہ راست پر لایا جائے جو ایک دوسرے کے مذہب اور مذہبی پیشواؤں کے خلاف دریدہ دہنی اور گستاخی کرتے ہیں مذہب کے بعد انسانی جذبات کو عورتوں کی بے حرمتی پر صدمہ ہوتا ہے۔ باہمی اختلافات میں مردوں کو صنف نازک کا مضحکہ اڑانا فرق

دیکھوں اور یہ بھی دیکھوں کہ کہاں کہاں مفروروں نے کاشت کا نزد کیا ہے۔ اس غرض سے میں نے تمام مربعہ جات کا نقشہ بنایا۔ اور تھانیدار کی گھوڑی منگوا کر سوار ہو گیا۔ پیچھے پیچھے چند پٹھان بھی چل پڑے۔ گھوڑی عربی تھی۔ فاروقاسٹ بڑا - - - - -

- - اور بڑی بدمزاج اور بدلگام تھی۔ بارہ میل کا چکر بڑی مشکل سے لگا چکے تھے کہ گاؤں کے لوگ نکل پڑے۔ اور ہماری طرف آگئے۔ اور بڑے ہجوم نے حملہ کیا۔ گھوڑی بڑے خطرناک طور پر ڈر کر بھاگی۔ ہرن کی طرح چھلانگیں مارتی ہوئی سرپٹ ہو گئی اور راستہ میں جو کھیت۔ نالہ کھال آیا اس کو پھاندتی ہوئی دو میل کے فاصلہ کو طے کر کے نہر کے کنارے پر آ پہنچی۔ ان لوگوں کو میں نے پٹھانوں پر حملہ کرتے ہوئے دیکھ لیا تھا۔ گھر آ کر لاری لے کر ان کی خاطر جا رہا تھا کہ چار آدمی چارپائیوں پر آ رہے تھے۔ ایک کی کن پٹی ٹوٹی تھی۔ خون کی قے کرتا تھا۔ دوسرے کے سر پر زخم تھا۔ اور اس کے بازو پر زخم شدید تھا۔ دو کو ضرب خفیف تھی۔ ہسپتال میں گئے پرچہ دیا۔ آج تفتیش ہو رہی ہے۔ میں چک کو جا رہا ہوں وہاں تفتیش ہو گی۔

(صدر الدین)

اخبار احمدیہ

احمدیہ بلڈنگس لاہور میں علم و عرفان کا فیضان

(۱) حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ کے درس قرآن مجید کے علاوہ مسجد احمدیہ میں مندرجہ ذیل درس شروع ہو رہے ہیں:-

(۲) درس حدیث مولانا احمد صاحب دیں گے۔

(۳) درس صرف نحو عربی مولانا ابوبکر صاحب مالاباری کے سپرد ہوا ہے۔

(۴) درس کتب حضرت مسیح موعودؑ مولوی عبداللہ خان صاحب شروع کریں گے۔

(۵) مستورات کے لئے درس قرآن مجید خولوی بابا عبداللہ خانصاحب ہر روز ۴ بجے شام سے شروع کرتے ہیں۔ لاہور کی مسلم مستورات کے لئے یہ ایک نادر موقع ہے۔ کہ وہ ایسے خضر صورت بزرگ سے قرآن شریف کے مطالب کا علم حاصل کریں۔

— شیخ محمد یوسف صاحب کے دوستوں خصوصاً مولانا عصمت اللہ صاحب کو مطمئن ہو جانا چاہئے کہ شیخ صاحب پرسے ابتلا کے غلیظ بادل چھٹ رہے ہیں۔ اور امید کی کرن شانتی کا پیغام پہنچا رہی ہے۔

ڈاکٹر عبدالرحمٰن خاں صاحب میڈیکل کالج تھرڈ ایئر کے امتحان میں کامیاب ہوئے ہیں۔ اس خوشی میں ان کے والد بابو محمد رمضان خاں صاحب نے چار روپے خزانہ انجمن میں بھیجے ہیں۔ جزاکم اللہ۔

ایک غلطی کی تصحیح

کبھی کبھی ہمارے اخبار کے منشی جی فرائض ادارت ادا کر لیا کرتے ہیں۔ کاپیاں جوڑنے اور ان پر نظر ثانی کے بعد نیچے اُوپر جہاں کہیں دو تین سطور کی جگہ بچ جاتی ہے سو وہاں اکثر منشی صاحب اپنی مرضی سے کچھ لکھ دیا کرتے ہیں۔ پروف پڑھتے وقت اگر نظر چوک جائے تو قلم کاری عین بعین قارئین اخبار تک پہنچ جاتی ہے۔ اور لوگوں کو ہماری غفلت اور تساہل کا ایک [illegible] ملجاتا ہے۔ گذشتہ اخبار میں پہلے صفحہ پر درس قرآن مجید کا ایک چھوٹا سا اعلان ہے۔ دیکھئے وہ ہمارے منشی جی کی خالص تحریر ہے۔ اور بہانوں کو چھوڑ اسے۔ درس قرآن جمعہ کے دن اتوار اور جمعرات کی [illegible]

عالم اسلام

معاصر ام القریٰ مکہ معظمہ اپنی تازہ اشاعت میں آئندہ سال کے سال کے حج کے انتظامات پر تبصرہ کرتے ہوئے رقم طراز ہے کہ جلالت الملک کی حکومت زائرین حرم کی راحت رسانی کے لئے ضروری انتظامات کر رہی ہے۔ حکومت خاص طور پر یہ کوشش بھی کی جا رہی ہے کہ حاجیوں کے لئے پانی بافراط مہیا کیا جائے۔

جاوا کی اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ جاوی حجاج کا سب سے آخری جہاز ۲۹ر رجب کو ارض مقدس کی طرف روانہ ہو گا۔ اگر ۲۹ر رجب کے بعد بھی کسی جہاز کی روانگی کی ضرورت محسوس ہوئی اور اس کی روانگی کا فیصلہ کیا گیا تو بعد میں اطلاع دی جائے گی۔

معاصر ام القریٰ مکہ معظمہ لکھتا ہے کہ حکومت نے یہ فیصلہ کیا ہے۔ کہ ارض مقدس کے تمام ممتاز مقاموں کو لاسلکی خطوط کے ذریعے سے ملا دیا جائے۔ اس کام کا ٹھیکہ مارکونی کمپنی کو دیا گیا ہے۔ جو مستقبل قریب میں مکہ مکرمہ، ریاض، تربات المبلح حائل، عقیر، قطیف، جبیل، تبوک، قصیم، شعرا اور جسابین لاسلکی کے اسٹیشن قائم کرے گی۔ کمپنی کی طرف سے تمام ضروری سامان مقامات مذکور پر عنقریب پہنچ جائے گا۔

اس وقت مدینہ منورہ۔ ینبوع اور جدہ میں جو قدیم لاسلکی اسٹیشن موجود ہیں۔ ان کا تعلق بھی جدید خطوط سے کر دیا جائے گا۔ اور اس طرح تمام مشہور مقامات ایک دوسرے سے مربوط ہو جائیں گے۔

ایران سے ناجائز سونے کی برآمد کی نگرانی کے حکام نے زیادہ سخت کر دیا ہے۔ ذمہ دار افسروں نے قلعہ پہلوی میں سونے کی عظیم مقدار پکڑی ہے۔ جسے روس میں ناجائز طور سے لے جانے کا ارادہ تھا۔

سال رواں میں تمام علاقہ یمن اور حضرموت میں بارش بکثرت ہوئی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ غلہ اور اشیاء تجارت کی قیمتوں میں بہت تخفیف ہو گئی ہے۔ جو پہلے غیر معمولی طور پر بڑھ گئی تھیں۔

لندن ۱۳ر نومبر۔ اخبار ڈیلی نیوز اور کرانیکل رقمطراز ہیں کہ فلسطین کے متعلق سرکاری یادداشت خلاف دستور اشاعت سے پہلے کابینہ وزارت کے سامنے منظوری کے لئے پیش نہیں کی گئی۔ اخبار مذکور کو یہ بھی معلوم ہوا ہے۔ کہ حکومت یہودیوں کی مخالفانہ روش سے بہت پریشان ہے۔ اور ارادہ رکھتی ہے کہ بہت جلد ایک مفصل و مشرح بیان شائع کرے۔

پشاور ۱۳ر نومبر۔ پشاور میں حالات پہلے سے زیادہ خوشگوار ہو رہے ہیں۔ لیکن سرحد میں اس وقت جو صورت حالات پیدا ہو گئی ہے اور آفریدیوں نے جو رویہ اختیار کر رکھا ہے۔ اس کو مدنظر رکھتے ہوئے آفریدیوں کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ ۲۴ر گھنٹے کے اندر شہر سے باہر نکل جائیں۔ اگر کوئی اس حکم کے خلاف ورزی کرے گا تو گرفتار کر لیا جائے گا۔

یروشلم ۱۱ر نومبر۔ لندن سے اطلاع ملی ہے کہ عرب حلقوں میں چونکہ حکومت برطانیہ فلسطین کے متعلق اپنے تازہ ترین بیان کی تشریح کرنا چاہتی ہے۔ عربوں کی اکثریت جو قبل ازیں تجویزہ مجلس قانون ساز میں شرکت کرنے کے لئے تیار تھی۔ اب وہ اس کے خلاف ہو گئی ہے۔ کیونکہ اسے اندیشہ ہے کہ حکومت قرطاس ابیض کے مندرجات سے انحراف کرے گی۔ جو عربوں کے لئے فائدہ بخش خیال کئے جاتے ہیں۔ معلوم ہوا ہے کہ حکومت برطانیہ کے نام ایک یادداشت بھیجی جائے گی۔ جس میں اعلان بالفور کی قطعی منسوخی کا مطالبہ کیا جائے گا۔

اشتہاری

اغراض کی تکمیل کے لئے "پیغام صلح" بہترین اخبار ہے۔ بذریعہ [illegible]

اخبار مباہلہ کا مقدمۂ قتل

عدالت سشن گورداسپور کا فیصلہ

خلیفہ قادیان کے سرحدی مرید کو سزائے قید

بٹالہ ۱۲ر نومبر۔ مدت سے اخبار مباہلہ کا مشہور مقدمہ قتل عدالت میں دائر تھا۔ جس میں خلیفہ قادیان کا ایک سرحدی مرید مسمی محمد علی ماخوذ تھا۔ ملزم کا چالان زیر دفعات ۳۰۲ (قتل حاجی محمد حسین) اور ۳۰۷ (منشی عبدالکریم آف مباہلہ پر قاتلانہ حملہ) تھا۔ ابتدائی عدالت نے ملزم کو ہر دو دفعات کے تحت مجرم قرار دیتے ہوئے مقدمہ سشن سپرد کر دیا۔ بتاریخ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ اکتوبر بمقام گورداسپور عدالت سشن میں مقدمہ کی سماعت ہوئی۔ شہادت استغاثہ ۳۰ر تاریخ کو ختم ہو گئی۔ ملزم نے بغرض پیش کرنے صفائی گواہان طلب کرائے تھے۔ مگر شہادت استغاثہ ختم ہونے پر اس نے صفائی پیش کرنے سے انکار کر دیا۔

استغاثہ کی طرف سے سرکاری وکیل لالہ دینا ناتھ صاحب تھے۔ ملزم کی طرف سے پیر اکبر علی صاحب (مرید خلیفہ قادیان) مرزا عبدالحق صاحب وکیل قادیانی گورداسپور۔ اور مولوی فضل دین صاحب (مشیر قانونی خلیفہ قادیان) پیروکار تھے۔

۳۱ر تاریخ کو وکلاء کی بحث کے بعد عدالت نے اسیسر صاحبان کی رائے دریافت کی۔ جنہوں نے بالاتفاق ملزم کو ہر دو جرموں کا مرتکب قرار دیا۔ بعد ازاں عدالت نے ملزم کو زیر دفعہ ۳۰۲ و ۳۰۷ سزائے موت کا حکم سنایا۔

(نامہ نگار)

اطلاع

بعض دفتری مشکلات کی وجہ سے ۱۴ر نومبر کا "پیغام صلح" وقت پر شائع نہیں ہو سکا اب ۱۴ اور ۱۷ نومبر کا اخبار اکٹھا شائع کیا جاتا ہے۔

مینیجر پیغام صلح لاہور

شاہ محمد خان صاحب مرحوم

کی ایک بندوق اور ایک پستول قابل فروخت ہے جس صاحب کو اس کی ضرورت ہو وہ مندرجہ ذیل پتہ پر خط و کتابت کریں۔
ج۔ ب معرفت ایڈیٹر صاحب اخبار "پیغام صلح"

بادۂ عرفان کے چند قطرے

بسلسلۂ دلائل ہستیٔ باری تعالےٰ

نوٹ درس قرآن مجید مورخہ ۱۷ر نومبر ۱۹۵۳ء

بدیع السمٰوات والارض انی یکون لہٗ ولد ولم تکن لہٗ صاحبۃ وخلق کل شیءٍ وھو بکل شیءٍ علیم ۔ ذالکم اللہ ربکم لا الٰہ الا ھو خالق کل شیءٍ . . . . الیٰ . . . . . واعرض عن المشرکین (الانعام آیت ۱۰۲) پچھلے درس میں مضمون ختم نہیں ہوا تھا۔ کہ فطرۃِ انسانی میں ہستی باری کے متعلق کیا شہادت ملتی ہے۔ اس کے متعلق دو شہادتوں کو جو نفس انسانی کے اندر ملتی ہیں پیش کیا تھا۔ ایک آیت میں تو یہ فرمایا کہ انسان کے اندر اس کی فطرت میں گواہی موجود ہے۔ اذ اخذ ربک من بنی آدم من ظھورھم ذریتھم واشھدھم علیٰ انفسھم الست بربکم قالوا بلیٰ شھدنا (۷/۱۷۲) جب تیرے رب نے اقرار لیا۔ بنی آدم سے جب کہ وہ اپنے آباء کی پشت میں ان کی ذریت تھی۔ اور ان کو اپنے آپ پر گواہ ٹھہرایا۔ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں۔ انہوں نے کہا ہاں کیوں نہیں۔ اور دوسری آیت میں فرمایا فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیھا۔ اللہ کی فطرۃ کہ جس پر اللہ نے لوگوں کو بنایا ہے۔ یعنی انسان کی فطرۃ میں اس کی ہستی کا نقش ہے۔ پہلی آیت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ نہ صرف اس کی ہستی میں شہادت موجود ہے۔ بلکہ اس کی فطرۃ آواز بھی دیتی ہے۔ کہ اس کی کوئی ربوبیت کرنیوالا ہے۔

دوسری بات فطری شہادت پر یہ پیش کی تھی کہ اللہ کے ساتھ انسان کا تعلق فطری ہے۔ اور اس کے اندر اس کی محبت مرکوز ہے۔ اللہ تعالےٰ کے ساتھ اعلیٰ درجہ کی محبت صاف فطرۃ والوں کی ہوتی ہے۔ معمولی آدمیوں میں اس کا پتہ لگانا کچھ مشکل سی بات ہوتی ہے۔ اور جو لوگ اس کا انکار کرتے ہیں۔ اس کی وجہ کچھ تو ان کی دنیاوی کاموں میں انہماک ہوتا ہے اور کچھ ضد کی وجہ سے نہیں مانتے۔ صاف اور بیّن شہادۃ انہی لوگوں میں ملتی ہے۔ کہ جن کی فطرۃ پاک اور صاف ہوتی ہے۔ اور انہی کی زندگی میں اس کا کھلم کھلا ثبوت ملتا ہے۔

تیسری دلیل رجوع الی اللہ

کی انسانی فطرۃ میں ہے۔ اس پر بھی چند آیات پڑھتا ہوں کہ جن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ تعلق انسان کی فطرۃ میں نقش ہے ایک آیت ایاک نعبد وایاک نستعین ہے۔ اس آیت میں فطرۃ کی شہادت کس طرح ہے؟ اس کو یوں سمجھو کہ عبادت کرنیوالا ایک شخص ہے۔ کہ جو اللہ تعالیٰ کی مدد مانگتا ہے۔ اور یہ کہتا ہے کہ اے میرے پروردگار میں تیری ہی عبادت کرتا ہوں۔ اور تجھ ہی سے مدد مانگتا ہوں۔ یہ مدد مانگنا بھی فطرۃ کی آواز ہے۔ سورہ فاتحہ میں پہلے اللہ کی تعریف اور صفات کا ذکر ہے۔ ان صفات کو دیکھ کر انسان کے دل سے آواز نکلتی ہے۔ ایاک نستعین تیری ہی ہم عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے مدد مانگتے ہیں۔ یہ دونوں شہادتیں بتاتی ہیں۔ کہ دعا کرنا انسان کی فطرۃ میں لکھا ہے۔ اس کے حضور گرنا۔ جھکنا اور اس سے کچھ مانگنا فی الحقیقت دعا اور عبادۃ ایک ہی چیز ہے۔ انسان اپنی بیکسی اور عاجزی کے وقت کسی طرف جھکتا ہے۔ اور کبھی عبادت کے رنگ میں خدا کی عظمت سامنے آجاتی ہے۔ یہ رجوع الی اللہ بھی سب میں ہے۔ مگر کم و بیش کہیں یہ جذبہ بھی دب جاتا ہے اور کہیں کھل کر ظاہر ہوجاتا ہے۔ فطرۃ صحیحہ والے لوگ بکثرت خدا کی طرف جھکتے اور اس سے دعائیں مانگتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق لکھا ہے کہ آپ بکثرت عبادت اور دعا کرنے والے تھے۔ ایک حدیث میں یہ بھی لکھا ہے کہ میں ایک دن میں ۷۰ مرتبہ دعا کرتا ہوں۔ اس پر لوگوں نے یہ اعتراض بھی کیا ہے کہ آپ معاذ اللہ گنہگار تھے۔ مگر آپ کا دعا مانگنا گناہوں کی معافی کے لئے نہ تھا۔ بلکہ گناہوں سے محفوظ رہنے کے لئے تھا۔ ستر مرتبہ بھی کوئی عدد کامل نہیں بلکہ اس سے مراد ہر وقت اللہ تعالیٰ کی حفاظت طلب کرنا ہے۔ یہ ہستی غفلت اور طبیعت کے آرام طلب ہو جانے اور اکثر اوقات تعیش اور سامان خورد و نوش کی بکثرت مل جانے کی وجہ سے یہ رجوع الی اللہ کا جذبہ دب جاتا ہے۔ اس پہ پردے پڑ جاتے ہیں اور ایسے انسان میں اس کا کچھ پتہ نہیں چلتا۔ لیکن وہ لوگ کہ جن کا نفس صاف اور نقی ہوتا ہے۔ ان کے متعلق [illegible] یا ایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الیٰ ربک راضیۃ مرضیۃ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی (۸۹/۲۷) اے نفس مطمئنہ اپنے رب کی طرف رجوع کر تو اس سے راضی اور وہ تجھ سے راضی۔ میرے بندوں میں داخل ہوجا۔ اور میری جنت میں آجا یعنی ایسے نفوس کو آواز آتی ہے کہ تم اپنے رب کی طرف رجوع کرو۔ اور اس کے خلاف وہ لوگ کہ جن کے نفس میں یہ جذبہ دب جاتا ہے۔ ان کے متعلق فرمایا کلا ان الانسان لیطغیٰ ان راٰہ استغنیٰ۔ انسان کبھی سرکش ہوجاتا ہے۔ اس لئے کہ وہ اپنے آپ کو غنی پاتا ہے پھر اس کا خدا کی طرف رجوع نہیں رہتا کھانے پینے کو ذرا زیادہ ملا بس بگڑ بیٹھے۔ لیکن وہ لوگ کہ جو پاک فطرۃ ہوتے ہیں وہ کبھی نہیں بگڑتے۔ ان کی فطرۃ کبھی خراب نہیں ہوتی۔ اور ایسے لوگوں کا اصلی نمونہ انبیاء ہیں۔ ہمارے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یتیم تھے۔ آپ کو بادشاہت ملی۔ مال و دولت ملی۔ مگر آپ پر اس کا کچھ اثر نہ ہوا۔ بلکہ رجوع الی اللہ دن بدن بڑھتا ہی چلا گیا۔ لیکن انبیاء کے خلاف دوسری طرف ایسے لوگ ہوتے ہیں کہ جن کو کچھ ملا اور وہ بگڑ گئے۔

لیکن اس امر کا ثبوت کہ یہ جذبہ ظاہر ہو جاتا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا کہ رجوع الی اللہ ایک جوہر ہے۔ کہ جو پاکوں میں صاف چمکتا ہے۔ عام لوگوں میں اپنی حالت کے بموجب ظاہر ہوتا ہے۔ اور کبھی پردے پڑ کر بالکل ہی دب جاتا ہے۔ لیکن جس سامان کی فراوانی سے یہ پردے پڑ جاتے ہیں جب وہ سامان کے لئے جائیں تو پھر اکثر وہ جوہر ظاہر ہو جاتا ہے۔ قرآن کریم میں اس پر بہت سی آیات ہیں۔ ایک جگہ فرمایا واذا مسکم الضر فی البحر ضل من تدعون الا ایاہ جب تمہیں دریا میں تکلیف پہنچے تو پھر سوائے اس ایک کے اور سب بت وغیرہ بھول جاتے ہیں۔

سالانہ جلسہ سے پہلے کرنے کی باتیں

ہمارا سالانہ جلسہ ۲۶-۲۷-۲۸ دسمبر ۱۹۵۳ء کو احمدیہ بلڈنگس لاہور میں منعقد ہو گا۔ اس پر خود تشریف لائیے۔ اپنے دوستوں۔ اپنے اہل و عیال کو ساتھ لائیے

اشاعت اسلام کے لئے روپیہ

فراہم کر کے ساتھ لائیے۔ جلسہ فنڈ کا روپیہ بہت جلد بھجوائیے۔

درخواست جنازہ غائبانہ

مکرمی محب الرحمن صاحب حاجی پور ڈاک خانہ بھگواڑہ سے اطلاع دیتے ہیں کہ یکم دسمبر ۱۹۵۳ء کو ان کے والد ماجد منشی حبیب الرحمن صاحب مرحوم و مغفور نے انتقال فرمایا۔ آپ حضرت صاحب کے اولین خدام سے تھے۔ ازالہ اوہام اور دیگر کتب میں آپ کا ذکر ہے۔ پیغام صلح۔ مرحوم ترجمہ قوم کا جنازہ غائبانہ بعد نماز جمعہ کو مسجد احمدیہ بلڈنگس میں پڑھا گیا۔ باقی جماعتوں کے احباب بھی پڑھ کر مرحوم کے حق میں دعا فرمائیں۔

(بقیہ صفحہ اول)

مسلمان ملانوں کے مطابق ہیں۔ ان کو دیکھ کر یہ لوگ سوال کرتے ہیں کہ یہ جو پوپ اور پادری عیش کر رہے ہیں۔ مذہب تو یہی ہے۔ نہ کہ کچھ اور۔ ان کے کام کو خدا کی تجارت یعنی خدا کے نام پر جو تجارت کی جا رہی ہے۔ دکھا ہوتا ہے۔

آپ نے اپنی جماعت کے متعلق جو کچھ تحریر فرمایا ہے۔ اس تمام کام کی اللہ تعالےٰ آپ کو جزائے خیر دے۔ میں پھر عرض کروں گا کہ اس وقت اسلام کی سب سے بڑی خدمت یہی ہے کہ اندرونی جھگڑوں کی طرف توجہ کم کر کے مسلمانوں کو طریق حصول ثروت تجارت۔ قواعد صحت و اخلاق و دیگر امور ضروریہ خدمت بنی نوع انسان سبق دیئے جائیں۔ جو اسلام کا اصل منشاء ہے۔ اگر آپ ان لوگوں میں آکر رہیں اور بنظر انصاف سے ان کا مطالعہ کریں تو حیران ہوجائیں۔ کبھی دل آزاری نہیں کرتے۔ اونچا نہیں بولتے۔ گالی گلوچ کا نام تک نہیں۔ ہر شخص گاڑی میں بیٹھا اخبار کا مطالعہ کر رہا ہے۔ کوئی آواز نہیں۔ کہ ہمسفر کو اس سے تکلیف ہو۔ خاموشی سے مطالعہ میں مشغول ہیں۔ ایک دوسرے کو نہ کوئی دھکا دیتا ہے نہ کوئی کشمکش ہے۔ اس کے مقابلہ میں ہماری حالت سے آپ خوب واقف ہیں۔ ہماری کتابوں میں جو کچھ اسلام کی تعلیم اور سچے مسلمانوں کے اخلاق و عادات لکھے ہیں۔ وہ عملاً ان میں پائے جاتے ہیں۔ ہم لوگ ہر روز فضول بحثوں اور باہمی جھگڑوں میں اپنا وقت اور روپیہ ضائع کر رہے ہیں۔ اور اسے خدمت اسلام سمجھتے ہیں۔ ہماری حالت کے بارہ میں مجھے خلیفہ رجب الدین صاحب مرحوم کی بات یاد آتی ہے۔ کہ مسلمانوں کے باہمی جھگڑوں کا یہ حال ہے کہ ہاتھ اٹھا کر اللہ اکبر کہا نہیں کہ لڑائی شروع ہو گئی۔ واقعی مسلمانوں کی باہمی لڑائیاں خدا کا نام لینے ہی شروع ہو جاتی ہیں۔

آپ نے لکھا ہے کہ آزاد خیال جماعت اسلامی پیدا ہو جائے تو مبارک بات ہے۔ سو آپ کو یہاں ایسی جماعت مل سکتی ہے۔ یہ لوگ آزاد خیال ہیں بڑی محبت اور اخلاق سے پیش آتے ہیں۔ ایسے امن اور چین سے تو اپنے ملک میں کبھی وقت نہ گذارا تھا۔ کوئی تعصب اور بغض نہیں۔ اپنے یہاں کے احمدیوں میں جاتا ہوں تو ڈھونڈتا ہوں کہ یہ مقام خطرہ ہے۔ اس کے خلاف ان لوگوں میں وقت اچھا گذرتا ہے زیادہ تفصیل سے لکھنا بے فائدہ ہے سو سکوت بہتر ہے۔ میں یہاں اشاعت اسلام کے نام پر قوم کا روپیہ جو خرچ ہوا اور جو نتیجہ اس کا دیکھا۔ تو حیران ہو جاتا ہوں۔ آپ کی انجمن اس کام کو کرنے کی اہل ہے آپ وہاں بیٹھے بھی بڑا مفید کام کر رہے ہیں۔ مجھے لٹریچر بھیجتے رہیں۔ میں یہاں تقسیم کر دیا کروں گا۔ جو دوست اس ملک میں تبلیغ کا کام کر گئے ہیں اور یہاں کے حالات سے واقف ہیں وہ وہاں بیٹھے بھی بڑا مفید خدمت اسلام کا کام کر سکتے ہیں۔

مقام مسیح موعودؑ

از حضرت مسیح موعود علیہ السلام

گیارہ سوالات کے گیارہ جوابات

ایک صاحب جو حضرت صاحب کے مقام کے متعلق محمودی پارٹی کو افراط کی طرف تنبا کر ہمارا میلان تفریط کی طرف تجویز کرتے ہیں ۱۱ ستمبر کے پیغام صلح میں مندرج ۱۱ سوالات پر ۱۱ اعتراضات پیش کرتے ہیں۔ چونکہ ان کا الزام ہم پر تفریط کا ہے۔ اس لئے ہم خود جوابات سے الگ رہ کر حضرت مسیح موعودؑ کے قلم سے ان گیارہ سوالات کے جوابات پیش کرتے ہیں۔ اس کے بعد انہیں حق ہے کہ وہ حضرت صاحب کی اپنی تحریرات کی بنا پر جو مقام چاہیں تجویز کر لیں۔

سوال نمبر ۱۔ کیا تمام انبیاء سابقین جن کی تعداد لاکھوں تک ہے کتابیں لائے حالانکہ انبیاء قریہ میں کی آئے قرآن شاہد ہے۔

جواب۔ گو وہ (حضرت مسیح) ایک تمام انبیاء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی پر ایمان رکھتے تھے۔ مگر وہ ان ہدایتوں کے پیرو تھے جو ان پر نازل ہوئی تھیں . . . . ان کو خدا تعالیٰ نے الگ کتابیں دی تھیں۔ اور ان کو ہدایت کی تھی کہ ان کتابوں پر عمل کریں اور کرائیں۔ جیسا کہ قرآن شریف اس پر گواہ ہے۔

براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۹۳-۱۹۲

قرآن شریف میں ہے۔

لقد ارسلنا رسلنا بالبینٰت وانزلنا معھم الکتاب والمیزان لیقوم الناس بالقسط

ہم نے اپنے رسولوں کو دلائل کے ساتھ بھیجا۔ اور ان کے ساتھ کتاب اور میزان اتاری تاکہ لوگ انصاف پر قائم ہوں۔

کان الناس امۃ واحدۃ فبعث اللہ النبیین مبشرین و منذرین وانزل معھم الکتاب بالحق لیحکم بین الناس فیما اختلفوا فیہ۔

سب لوگ ایک ہی گروہ ہیں۔ سو اللہ تعالیٰ نبیوں کو مبعوث کرتا رہا۔ بشارتیں دیتے ہوئے اور ڈراتے ہوئے اور ان کے ساتھ کتابیں حق کی اتارتا رہا ہے تاکہ وہ لوگوں میں ان باتوں کے بارہ میں فیصلہ کرے کہ جن میں وہ اختلاف کرتے رہے۔ اور ہم ان کتابوں پر ایمان لاتے ہیں جو دنیا کے کل نبیوں کو ان کے رب کی طرف سے دی گئی تھیں۔

چشمۂ معرفت حصہ دوم صفحہ ۵

واذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما آتیتکم من کتاب و حکمۃ۔ یاد کرو کہ جب خدا نے تمام رسولوں سے عہد لیا کہ جب میں تمہیں کتاب اور حکمت دوں گا اور پھر تمہارے پاس آخری زمانہ میں میرا رسول آئے گا جو تمہاری کتابوں کی تصدیق کرے گا۔ تمہیں اس پر ایمان لانا ہوگا۔ اور تمہیں اس کی امداد کرنی ہوگی۔

حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۳۰

وہ نبی جو کتاب نہیں لائے

قرآن شریف میں وقفینا من بعدہٖ بالرسل آیا ہے۔ اور یہ نہیں آیا کہ قفینا من بعدہٖ بالانبیاء۔ پس یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ رسل سے مراد مرسل ہیں۔ خواہ وہ رسول ہوں یا نبی ہوں۔ یا محدث ہوں

اشاعت القرآن صفحہ ۲۷

پس پہلی اُمتوں میں بھی جو رسول کتاب نہیں لائے وہ بھی فی الحقیقت محدث ہی تھے۔ نبی نہ تھے۔

سوال نمبر ۲۔ کیا الیوم اکملت لکم کے یہ معنی ہیں کہ جب لوگوں کا ایمان ثریا پر چلا جائے۔ تو بھی وہ مسلمان کے مسلمان رہیں۔ اس کی تو یہ مثال ہوئی نعوذ باللہ خدا کی نعمت کا دیوالہ نکل گیا۔

سوال نمبر ۳۔ کیا محمد رسول اللہ پر ایمان رکھنے والا اس کی پیشگوئیوں سے منکر ہونے کے باوجود بھی مسلمان کہلاتا ہے۔ اور محمد رسول کے فرمان کی صریح مخالفت کرنے والا بھی مسلمان کا مسلمان رہا۔

جواب:۔ سوال ہوا کہ غیر احمدی آپ کو کافر کہتے ہیں۔ تو کہیں۔ لیکن اگر آپ نہ کہیں تو اس میں کیا حرج ہے (الجواب) فرمایا جو ہمیں کافر نہیں کہتا ہم اسے ہرگز کافر نہیں کہتے۔ لیکن جو ہمیں کافر کہتا ہے اسے کافر نہ سمجھیں۔ تو اس میں حدیث اور متفق علیہ مسئلہ کی مخالفت لازم آتی ہے اور یہ ہم سے نہیں ہو سکتا۔ (مدینہ ۷ مئی ۱۹۰۸ء صفحہ ۶ کالم ۱)

"ابتداء سے میرا یہی مذہب ہے کہ میرے دعوے کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر یا دجال نہیں ہو سکتا۔ (حاشیہ) یہ نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے کہ اپنے دعوے کے انکار کرنیوالے کو کافر کہنا یہ صرف ان نبیوں کی شان ہے جو خداوند تعالیٰ کی طرف سے شریعت اور احکام جدیدہ لاتے ہیں لیکن صاحب شریعت کے ماسوا جس قدر ملہم اور محدث ہیں گو وہ کیسے ہی جناب الٰہی میں اعلیٰ شان رکھتے ہوں اور خلعت مکالمہ الٰہیہ سے سرفراز ہوں ان کے انکار سے کوئی کافر نہیں بن جاتا۔

(تریاق القلوب صفحہ ۱۳۰)

"پھر اس جھوٹ کو تو دیکھو کہ ہمارے ذمہ یہ الزام لگاتے ہیں کہ گویا ہم نے بیس کروڑ مسلمان اور کلمہ گوؤں کو کافر ٹھہرا دیا۔

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۲۰)

یہ وہی کلمہ گو ہیں کہ جن کا ایمان تو ثریا پر چلا گیا ہے۔ لیکن حضرت صاحب ان کو کافر نہیں کہتے۔ اور نہ محمد رسول اللہ کی پیشگوئی (متعلقہ مسیح موعود) کے منکر کو دائرہ اسلام سے خارج کرتے ہیں۔

سوال نمبر ۴۔ کیا حضرت مرزا صاحب نعوذ باللہ گنہگار رہتے۔ کیونکہ سوال ہے کہ کیا وہ معصوم تھے۔ تو عکسی سوال کی صورت میں آیا وہ گنہگار رہتے۔

جواب:۔ لیکن افسوس کہ بٹالوی صاحب نے یہ نہ سمجھا کہ نہ مجھے اور نہ کسی انسان کو بعد انبیاء علیہم السلام کے معصوم ہونے کا دعویٰ ہے۔"

(کرامات الصادقین صفحہ ۵)

سوال نمبر ۵۔ کیا تمام انبیاء کی وحی کلیم محفوظ ہیں۔

جواب:۔ قرآن کہتا ہے یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ

اے رسول جو کچھ تیری طرف اتارا گیا ہے اس کو پورا پورا پہنچا دے اور اگر تو ایسا نہیں کرے گا تو تو نے اپنی رسالت کا حق ہی ادا نہیں کیا۔

فھل علی الرسل الا البلاغ المبین۔ پس رسولوں کی ذمہ داری تو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ کھول کر ان باتوں کو پہنچا دیں۔ جو اُن پر نازل ہوئی ہیں۔

لیکن حضرت صاحب نے اپنے کل الہامات کو شائع نہیں کیا یہ امر واقعہ ہے۔

(باقی آئندہ)

اخبار احمدیہ

درخواست دعا۔ اخویم محمد سلطان صاحب منور آباد کشمیر امسال ڈیرہ دون فاریسٹ کالج میں ریاست کی طرف سے تعلیم حاصل کرنے کے لئے جا رہے ہیں۔ احباب ان کی کامیابی اور صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

اخویم محمد ادیب عبد العزیز صاحب دمشق (شام) سے مصر اپنے کسی کام کے لئے تشریف لے گئے ہیں۔ احباب سے دعا کی درخواست کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں خدمت اسلام و سلسلہ کی بیش از بیش توفیق عطا فرمائے۔

مبارک شادی خانہ آبادی۔ اخویم محمد علی الحاج سالمین صاحب کا (جو اشاعت تبلیغ اسلام کا خاص جوش اپنے اندر رکھتے ہیں اور اسلام اور مسلمانوں کی بہبودی کے لئے مختلف عربی ممالک کے اخبارات و رسالہ جات میں نہایت مفید مضامین لکھتے رہتے ہیں) عقد نکاح بندا و کے ایک قریبی رشتہ دار کی صاحبزادی کے ساتھ ۲۹-۳۰ ستمبر ۱۹۳۱ء شب درمیان دوشنبہ و سہ شنبہ مبلغ سات صد روپیہ مہر پر جناب شیخ مولانا محمد نقی صاحب امام مسجد نے پڑھایا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس تعلق کو جانبین کے لئے دینی دنیاوی برکات کا موجب بنائے۔ اور اس سے صالح اور خادم اسلام نسل چلائے۔ جماعت احمدیہ لاہور اس مبارک تقریب پر اپنے عزیز بھائی کی خدمت میں ہدیہ تبریک پیش کرتی ہے۔

پروفیسر ڈاکٹر جرمنوس (ہنگرین) جو ہنگرین یونیورسٹی میں اسلامی تاریخ کے پروفیسر ہیں انشاء اللہ ہمارے سالانہ جلسہ پر تشریف لائیں گے۔ مسلمانان ہنگری پر بڑے کا اثر رکھتے ہیں۔ پروفیسر صاحب کو اسلام اور مسلمانوں سے خاص [illegible] ہے۔ اور اسی [illegible]

عالم نسواں

بمبئی کی ینگ وومن کرسچن ایسوسی ایشن کی شرقی اور مغربی عورتیں دونوں ممبر ہیں۔ یورپین اور دیسی عورتوں کو باہم ملنے اور دوستی پیدا کرنیکا بہت ہی کم موقع ملتا تھا۔ مگر اب اس ایسوسی ایشن کی معرفت بمبئی میں دونوں کو اچھی طرح ایکدوسرے سے ملنے اور باہم دوستی بڑھانے کا موقع ملتا ہے۔ بمبئی میں اس ایسوسی ایشن کو نہایت کامیاب بنایا گیا ہے۔ اور یہ ضرورت ظاہر کی گئی ہے۔ کہ اس قسم کی سوسائٹیاں ہندوستان کے دوسرے حصوں میں بھی کھولی جائیں۔ ان سوسائٹیوں سے خطرہ صرف یہ ہے کہ انہیں مشنری لیڈیاں بھولی بھالی دیسی عورتوں کو جال میں پھنسانے کا ذریعہ نہ بنائیں۔

مسز ہمایوں مرزا ایم آر اے ایس مشہور تعلیم یافتہ اور روشن خیال خاتون ہیں۔ کہ جو مسٹر ہمایوں مرزا ایم اے بیرسٹر کی بیوی ہیں۔ آپ عورتوں کے لئے ایک مخصوص پرچہ النساء کے نام سے شائع کرتی ہیں۔ مسز ہمایوں مرزا حیدر آباد میں زنانہ دستکاری کی نمائش کی بانی مبانی بھی ہیں۔ کہ جو حیدر آباد میں ہر سال منعقد ہوتی ہے۔ حال ہی میں آپ نے کھانا پکانے کے فن کا مقابلہ کرایا کہ جس میں معزز اور شرفاء افسروں کی بیویوں نے حصہ لیا۔ آپ اردو کی چودہ کتابوں کی مصنف ہیں۔ اور پہلی حیدر آباد کی بیگم ہیں کہ جن کو ملکہ شاہ جارج پنجم کی خدمت میں نمائندگی کے لئے انتخاب کیا گیا ہے۔ اور انہوں نے یورپ کی بہت سیر کی ہے اور مردوں کی ایجوکیشنل کانفرنس میں یہ رزولیوشن پیش کیا ہے کہ عورتوں کیلئے مردوں سے الگ قسم کے کورس ہونے چاہئیں۔

آٹھ کروڑ مسلمانوں کا ایک رہنما

تمام داعیان اسلام اور جن کے قلب میں ملت کا درد ہے ان کو معلوم ہونا چاہئے کہ ۸ کروڑ مسلمان اس وقت تک ایک مرکز پر جمع نہیں ہو سکتے جب تک ان کا ایک رہنما نہ ہو۔ اس لئے تمام داعیان اسلام کو چاہئے کہ اپنے علاقہ کے تمام سیاسی اور غیر سیاسی علماء و مشائخ اور امراء اور ملت کا درد رکھنے والے اصحاب کی ایک فہرست مع پورا پتہ کے ارسال کریں۔

داعیان اسلام کا فرض ہے کہ نہایت سرعت سے کام کریں۔ اعلان پڑھنے کے بعد ایک منٹ کی تاخیر بھی ایک سال کی دیری کے برابر ہوگی۔ (خادم کشفی شاہ نظامی پوسٹ بکس نمبر ۳۲۶ رنگون۔)

ترجمہ کر کے اپنی زیر نگرانی چھپوا کر اس ملک کے غیر مسلم علماء میں تقسیم کیا۔ ہندوستان میں تشریف لا کر اب دو اردو زبان سیکھ رہے ہیں اور حضرت مسیح موعودؑ کی [illegible] تصانیف کا مطالعہ [illegible] احمدی [illegible]

خبریں

—— گورداسپور ۳ر فروری - مولانا سید اسماعیل غزنوی نے مندرجہ ذیل برقی پیغام بھجوایا ہے :-

مبارکباد : ظفروال کا قضیہ باہمی مفاہمت سے طے ہو گیا۔ مقدمات کل واپس لے لئے جائیں گے۔ عصر کی نماز چار بجے کے قریب مسجد میں پہلے حافظ کے ساتھ ادا کی جائے گی۔

—— الہ آباد یکم فروری - فری پریس نے اس مضمون کا تار شائع کرایا تھا کہ چونکہ کانگرس کی قرارداد آزادی کی تعمیل میں کونسلوں کے معدودے چند ارکان نے کی ہے اس لئے کانگرس کے اجلاس خصوصی کے انعقاد کا مسئلہ زیر غور ہے انڈین نیشنل کانگرس کے صدر اس بیان کی تردید کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ کانگرس کی دعوت پر گرمجوشی کے ساتھ لبیک کہا گیا۔ اور جو عہد ہم نے باقرار صالح اٹھایا ہے اس سے ہم کبھی پیچھے نہ ہٹیں گے۔ آج اس تحریک کی ابتدا ہو رہی ہے جس کی نظیر تحریک عدم تعاون کے زمانوں میں بھی نہیں ملتی ہے

—— کلکتہ ۲ر فروری - کل کوسی پور میں سن جیوٹ کے شکنجے کو آگ لگ گئی۔ اور تیار شدہ گٹھڑیوں کو جو بیمہ شدہ تھیں بہت سخت نقصان پہنچا۔ آگ بجھانے والے نصف درجن انجن چار گھنٹے کے بعد آگ کو قابو میں نہ لا سکے

—— اعلیٰحضرت نادر شاہ کے سریر آرائے اورنگ افغانستان ہونے کے بعد حجاز کے وزیر خارجہ کو افغانستان کے وزیر خارجہ کی طرف سے حسب ذیل برقی پیغام موصول ہوا۔

ہم خدائے بزرگ و برتر کا ہزار ہزار شکر ادا کرتے ہیں کہ افغانستان کے موجودہ فرمانروا اعلیٰحضرت غازی نادر شاہ کی کوششوں سے اس بدامنی کا خاتمہ ہو گیا ہے جو دس سال سے اس ملک میں پھیلی ہوئی تھی۔ قوم نے متفقہ طور پر اعلیٰحضرت کو بادشاہ تسلیم کر لیا ہے۔ اعلیٰحضرت ۱۶ر اکتوبر ۱۹۲۹ء کو تخت افغانستان پر جلوہ افروز ہوئے لہٰذا از راہ نوازش مذہبی و اسلامی تعلق کے نام پر یہ پیغام اپنی حکومت کو پہنچا دیجئے چونکہ مذہبی رشتے کی وجہ سے ہمارا اور آپ کا مفاد مشترک ہے اس لئے مجھے پورا پورا بھروسا ہے کہ یہ پیغام آپ کی رسمی تصدیق حاصل کرے گا۔

دولت حجاز نے افغانستان کی جدید حکومت کو نظر استحسان دیکھا ہے۔ اور جدید بادشاہ افغانستان کو تسلیم کرنے میں اسے کوئی تامل نظر نہیں آتا۔ توقع ہے کہ جدید حکومت افغانستان کی تصدیق کے متعلق سرکاری اطلاع بہت جلد بھیج دی جائے گی۔

—— ماسکو سے خبر آئی ہے کہ یکم جنوری ۱۹۳۰ء سے روس کے طول و عرض میں بحکم سوویٹ لاطینی رسم الخط رائج کر دیا جائے گا۔ یہ انقلاب روس کی تعلیمی انجمن کی رپورٹ کا نتیجہ ہے۔

—— بیروت سے اطلاع موصول ہوئی ہے کہ شرق اردن سے جن دروزیوں کو ملک بدر کر دیا گیا ہے ان کا ایک قافلہ وراع میں پہنچا۔ اس قافلہ میں آل الاطرش اور سعید الاطرش بھی ہے حکام نے جبل دروز تک ان کے ساتھ بدرقہ بھیجا۔

—— استنبول کے ایک پیغام سے معلوم ہوا ہے کہ غازی مصطفےٰ کمال پاشا نے (۱) بلا ... کا استعمال ترک کر دیا جو یورپ سے درآمد کئے جاتے ہیں اور فیصلہ کیا ہے کہ صرف وہی کپڑا استعمال کیا جائیگا جو ترکی میں تیار ہوتا ہے ... ارباب حکومت اور عوام غازی ممدوح کے ... کی پیروی کر رہے ہیں۔

—— رویٹر کا ایک برقی پیغام بدیں مضمون موصول ہوا ہے کہ اطالیہ نے اعلیٰحضرت نادر شاہ غازی کی حکومت کو تسلیم کر لیا ہے

—— اعلیٰحضرت رضا شاہ پہلوی نے ایرانی ریلوے کے جنوبی حصے کی رسم افتتاح سرکاری طور پر ادا کی۔ یہ بندر گاہ خلیج فارس سے بحر قزوین تک چلی گئی ہے۔ اسے ایک جرمن کمپنی نے پچاس کروڑ مارک کے صرف سے تعمیر کیا ہے

—— ڈھاکہ یکم فروری - کل شام کے بعد کوئی اور ہنگامہ نہیں ہوا۔ والنٹیر مسلح گورکھے اور سپیشل کانسٹیبل ساری رات شہر کے مختلف حصوں کا گشت لگاتے رہے مسلمانوں کی چند دکانیں آج صبح کھل گئیں۔ اور بعض مشتبہ افراد گرفتار کر لئے گئے۔ کل یا پرسوں تک صورت حال اعتدال پر آ جائیگی

—— ڈھاکہ یکم فروری - آج بعد دوپہر ایک مسلمان کو ایک ہندو پر حملہ کرتے ہوئے گرفتار کر لیا گیا۔ اسلام پور میں جو دکانیں کھلی تھیں وہ بند ہو گئیں۔ اضطراب بدستور جاری ہے۔ سنگھ نولا لین میں گولی چلائی گئی ... اندازی ہوتی رہی لیکن کوئی زخمی نہیں ہوا۔ کرفیو آرڈر جاری کر دیا گیا ہے۔ اور شام کے آٹھ بجے کے بعد عوام کو چلنے پھرنے کی ممانعت ہے۔

انسپکٹر جنرل پولیس کل یہاں آئے تھے۔ لیکن آج بعد دوپہر واپس چلے گئے

—— مدراس ۱۳ر جنوری - محکمہ آبکاری نے حکومت سے سفارش کی ہے کہ ضلع سیلم کے تعلقوں میں شراب کی دکانیں بطور تجربہ بند کر دی جائیں اور انہوں نے یہ سفارش اپنی اس تحقیقات کی بنا پر کی ہے جو وہ اس علاقہ میں شراب کی قطعی بندش کے سلسلہ میں کرتے رہے ہیں۔

—— اخبار "چہرہ نما" رقمطراز ہے کہ حکومت ایران نے قانون پاس کیا ہے کہ تمام غیر ملکی لوگ جن کی جائداد ایران میں ہے ایک سال کے اندر اندر اسے ایرانیوں کے ہاتھ فروخت کر دیں۔ اس خبر سے ایران کے غیر ملکی حلقوں میں ایک سنسنی پھیل گئی ہے اور معلوم ہوا ہے کہ ایران کے غیر ملکی سفراء حکومت پر دباؤ ڈال رہے ہیں کہ اس قانون پر عملدرآمد نہ کیا جائے۔ معلوم ہوتا ہے کہ انگریزوں ترکوں اور عراقیوں کو اس قانون کی رُو سے سب سے زیادہ نقصان پہنچیگا۔ اس اخبار کو یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ چونکہ حکومت ایران اس قانون پر مصر ہے اس لئے سفراء نے بھی دباؤ ڈالنا ترک کر دیا ہے۔

—— کلکتہ یکم فروری - مسٹر ڈی پی کھیتان کو موجودہ سال کے لئے انڈین چیمبر آف کامرس کا صدر منتخب کیا گیا ہے۔

—— الہ آباد ۲ر فروری - پنڈت مالویہ آج شام دہلی روانہ ہو گئے ہیں۔ معلوم ہوا ہے کہ آپ اسمبلی میں ناشائستہ ... کے متعلق تحریک التوا پیش کریں گے۔

—— طہران ۱۳ر جنوری - چاندی کی قیمت گر جانے سے ملک کی تجارت کو بہت نقصان پہنچ رہا ہے۔ اس لئے مجلس نے ایک قانون پاس کیا ہے جس کی رُو سے ایران میں چاندی کی درآمد بند کر دی گئی ہے۔ اعلیٰحضرت شاہ ایران طہران میں واپس آ گئے ہیں۔

—— میڈرڈ ۳۰ر جنوری - ہسپانیہ میں نئی کابینہ کی تشکیل ہو گئی ہے جنرل برنگوئر کو وزیر اعظم وزیر جنگ اور وزیر خارجہ کے عہدے تفویض ہوئے ہیں۔

—— لندن ۱۳ر جنوری - مصری اخبارات سے معلوم ہوا ہے کہ جدہ میں دول اجانبہ کے جو وکلاء رسمی مقیم ہیں ان میں سے روس فرانسیسی جرمن اور انگریزی وکیل کا درجہ سفیر تک بڑھا دیا گیا ہے ان دول کے مراکز میں جو سعودی نمائندے متعین ہیں ان کا درجہ بھی اسی طرح بڑھا دیا گیا ہے۔

—— لندن ۳۰ر جنوری - آج قصر بکنگھم میں ڈیوک آف یارک نے ملک معظم کی طرف سے دولت افغانستان کے جدید سفیر ہز ایکسیلنسی سردار شاہ ولی خاں سے ملاقات کی۔

—— "ملاپ" کو معلوم ہوا ہے کہ حکومت پنجاب اخبارات کے موجودہ رویہ کو سخت ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھ رہی ہے اور کوشش کر رہی ہے۔ کہ جلد اخباروں پر سنسر بٹھا دیا جائے۔ شاید پندرہ بیس دن کے اندر اندر ہی اس پر عمل شروع ہو جائے۔ اس کے بعد ہر مضمون ہر نظم اور ہر کارٹون سنسر ہونے کے بعد اخبار میں درج ہوا کرے گا۔

—— نئی دہلی - مسٹر آرتھر مور رکن اسمبلی نے جو اسمبلی کے اجلاس میں پریزیڈنٹ پٹیل پر عدم اعتماد کی تحریک پیش کرنا چاہتے تھے ڈیلی کرانیکل میں ایک مضمون شائع کرایا ہے جس کے دوران میں وہ لکھتے ہیں۔ میں تو اب بھی کہتا ہوں۔ کہ "مجھے صدر اسمبلی پر اعتماد نہیں"

مسٹر مور نے اس بات پر زور دیا ہے کہ اگر اسمبلی کے ارکان قانون پر عمل کرنا چاہتے ہیں تو مسٹر پٹیل کو صدارت سے علیحدہ کر دینا چاہئے۔

—— لندن کا ایک پیغام مظہر ہے کہ ہز رائل ہائینس پرنس آف ویلز مصر کے راستہ انگلستان کو واپس جائیں گے۔ اور ماہ اپریل میں قاہرہ پہنچیں گے۔

—— لندن ۱۳ر جنوری - "ڈیلی ٹیلیگراف" مہاتما گاندھی کے ان مطالبات کے متعلق جو ینگ انڈیا میں شائع ہوئے ہیں رائے زنی کرتا ہوا لکھتا ہے۔ تعجب ہے کہ اس تخیل پرست سے جو سلسلہ وار چوری چورا جیسے خونریز فسادات کا ذمہ دار ہے ابھی تک ہندوستانی ماہران سیاست جو آنے والے خطرے سے پورے طور پر آگاہ ہیں شکار کی ٹٹی کا کام کرتے رہے ہیں۔ اس کے حد سے متجاوز طریق عمل سے ہندوستان کے اعتدال پسندوں کو جو تشفی ہو رہی ہے اس میں تقویت پہنچنی چاہئے۔

—— لاہور ۲ر فروری - لاہور ... آئے تھے

ایک دوسرے سے ملحق ہیں - ایک ملازم کی غفلت سے درمیانی دروازہ کھلا رہ گیا۔ دو چیتوں کا جوڑا شیروں کے جوڑہ پر حملہ آور ہو گیا۔ چیتے تازہ گرفتار تھے۔ انہوں نے شیر اور شیرنی کو نیچے گرا لیا اور آناً فاناً میں ان کو ہلاک کر دیا۔

—— پٹیالہ ۳ر فروری - مہاراجہ پٹیالہ نے بسنت پنچمی کے دربار میں کانگرس کی تحریک آزادی کی مذمت کی۔

—— نیو دہلی - ۳ر فروری - ایم کے آچاریہ نے ایک تحریک پیش کرنے کی اطلاع دی ہے جس میں اسمبلی کی گیلریوں کو غیر معلوم وقت تک بند کرنے کے خلاف احتجاج کیا گیا ہے۔ اور لکھا ہے کہ اس سے ارکان اسمبلی اپنے حقوق اور مراعات سے محروم ہو جاتے ہیں۔

—— سکندر آباد ۱۳ر جنوری - کل عثمانیہ یونیورسٹی کے جلسہ تقسیم اسناد میں ۲۰۵ گریجوایٹوں کو جن میں تین ایم اے - اور ۱۳ - ایل ایل بی شامل تھے سندیں عطا کی گئیں۔ نواب سر نظامت جنگ بہادر نے اپنی تقریر میں نئے گریجوایٹوں کو مخاطب کر کے تعلیم کے اصلی مقصد کی تشریح کی۔ آپ نے فرمایا کہ دوسرے علوم کے مطالعہ کے ساتھ ساتھ علوم مشرق کے مطالعہ پر خاص زور دیا جائے - اور امید ظاہر کی کہ عثمانیہ یونیورسٹی فارسی اور عربی علوم اور تہذیب کا مرکز بن جائے گی۔ آپ نے طلباء کو تنبیہ کی کہ سیاسیات کا مطالعہ ناپختہ کاروں کے لئے خطرناک ہوتا ہے۔ ان کو علم اخلاق پڑھنا چاہئے۔ نیز آپ نے طلباء کو فرقہ وارانہ اختلافات سے بھی الگ رہنے کی تلقین کی۔

—— لندن ۳۰ر جنوری - ملک معظم نے سر انڈریو رائن کو سفیر جدہ مقرر کرنے کی منظوری دے دی ہے۔

—— ۱۳ر جنوری کو دہلی میں سخت ژالہ باری کے بعد تین گھنٹہ تک موسلا دھار بارش رہی۔ جس سے سردی زیادہ ہو گئی۔

—— کوچین کی بڑی مہارانی کا ۹۸ سال کی عمر میں انتقال ہو گیا۔ ریاست نے اعلان کیا ہے کہ ایک سال تک ماتم کیا جائے۔

—— ریگا ۱۳ر جنوری - پانچ اشخاص کو جن میں دو پادری بھی شامل ہیں تمدنی حیثیت سے معتوب ہونے کی بنا پر موت کی سزا دی گئی ہے۔ ۵۳ اشخاص پر سوویٹ کی مخالفت کا الزام عائد کیا گیا تھا جن میں سے ۴۸ کو آٹھ آٹھ سال قید کا حکم سنایا گیا۔ میعاد قید ختم ہونے پر یہ لوگ ملک سے خارج کر دئے جائیں گے۔

—— ڈھاکہ یکم فروری - فسادات ڈھاکہ کے سلسلہ میں اس وقت تک ڈھائی سو گرفتاریاں عمل میں آ چکی ہیں۔ بہت سے ملزم ضمانت پر رہا کر دئے گئے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ مزید گرفتاریوں کے لئے نئے وارنٹ تیار ہو رہے ہیں۔

—— مچھوا بازار (کلکتہ) سے بم برآمد ہونے کے سلسلہ میں بنوکیتی کار اور من موہن بینرجی کے مکانات کی تلاشیاں ہوئیں اور متعدد مفویانہ کتابیں برآمد ہوئیں۔

—— مجلس مصالحت کے پروپیگنڈے کی وجہ سے حالت بتدریج رو بہ اصلاح ہو رہی ہے۔ دن کے وقت دکانیں بھی آہستہ آہستہ کھل رہی ہیں۔ مقامی بار ایسوسی ایشن کے ہندوؤں اور مسلمانوں کی ایک کمیٹی مجلس مصالحت کو امداد دینے کے لئے بن گئی ہے۔

—— ڈھاکہ ۳ر فروری - کل رات کامل امن و امان قائم رہا۔ تقریباً تمام دکانیں کھل گئی ہیں۔ اور آمد و رفت شروع ہو گئی ہے لیکن مسلح اور خاص کانسٹیبل اور والنٹیر بدستور گشت کر رہے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ مسلمانوں پر ظلم ہوا۔ بہت سے ہندو گرفتار کر لئے گئے ہیں۔

—— نیو دہلی - آج سہ پہر کو آل انڈیا مسلم پارلیمنٹری کانفرنس کی مجلس عاملہ کا اجلاس زیر صدارت سر عبد القیوم ہوا۔ مولانا شفیع داؤدی - مولانا محمد علی مولوی محمد یعقوب - مسٹر فضل رحمت اللہ اور سید مرتضیٰ بہادر بھی شریک جلسہ ہوئے - قرار پایا کہ ایام ایسٹر کے دوران میں کانفرنس کا ایک اجلاس بمقام لاہور منعقد کیا جائے کیونکہ اس وقت تک سائمن رپورٹ بھی شائع ہو گئی ہو گی۔ سر ابراہیم رحمت اللہ اس کانفرنس کے صدر منتخب کئے گئے ہیں۔ نیز فیصلہ ہوا ہے کہ انتخابات کے مقابلہ کا مسئلہ اور سیاسی حالت پر بحث کرنے کے لئے ماہ مارچ میں ایگزیکٹو بورڈ کا ایک جلسہ طلب کیا جائے۔ یہ بھی قرار پایا کہ ضمنی انتخابات کے لئے جو درپیش ہیں قابل امیدواروں کی حمایت کی جائے۔ سیکرٹری کو اختیار دیا گیا کہ ہونے والے امیدواروں کے ساتھ خط و کتابت کریں۔

—— دہلی ۲ر فروری - پنڈت موتی لال نہرو جو کچھ عرصہ سے علیل ہیں۔ دہلی میں پہنچ گئے ہیں اور ڈاکٹر انصاری کے زیر علاج ہیں۔

—— مدنا پور یکم فروری - معلوم ہوا ہے کہ مسٹر سیکن سین جنہیں مدنا پور جیل میں تبدیل کیا گیا تھا۔ اور جو آٹھ جنوری سے بھوک ہڑتال کئے ہوئے تھے ان کی حالت نازک ... اختیار کر ...

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۱۸ | ۵ ر شعبان سنہ ۱۳۴۸ھ | نمبر ۲

مسلمانوں کے نمائشی لیڈر

مسلمان کب تک سبز باغ دیکھتے رہینگے

ہم ایک سے زیادہ مرتبہ پیغام صلح کے کالموں میں پہلے سے ظاہر کر چکے ہیں کہ مسلمانان ہند کی پستی اور ناکامی کا ایک بڑا سبب ان کے لیڈروں کی باہمی مخالفت ہے جو بسا اوقات ایک نہایت ناگوار صورت اختیار کر لیتی ہے۔ کس قدر حیرت اور افسوس کا مقام ہے کہ ایک خدا ایک رسول اور ایک قرآن کے ماننے والے لیڈر اپنے قومی مفاد کو بالائے طاق رکھ کر اپنی ذاتی رنجشوں کا اظہار کرنے کے لئے ایک دوسرے کی ذات پر ایسے شرمناک حملے کرتے ہیں کہ غیر مسلم اقوام ان کا مذاق اُڑاتی ہیں۔ سر لیڈر پلیٹ فارم پر اسلام مرحوم کی موجودہ حالت کے متعلق ایسا دردناک مرثیہ پڑھتا ہے کہ سننے والوں کی آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب جاری ہو جاتا ہے۔ تقریر کے خاتمہ پر لوگ فرط عقیدت سے انکے ہاتھ چومتے ہیں تعظیم و تکریم کرتے ہیں۔ دعوتیں دیتے ہیں۔ غرض کہ جس طرف سے یہ حضرت نکل جاتے ہیں خدا کی مخلوق ان پر ارادت اور محبت کے پھول برساتی ہے۔ لیکن جب یہی بزرگوار اپنے خاص حلقہ احباب کی صحبت میں جلوہ افروز ہوتے ہیں تو اس وقت کچھ اور ہی نظارہ دکھائی دیتا یعنی دل و دماغ کی پوری قوت اس بات کے سوچنے پر صرف کی جاتی ہے کہ اپنے حریف یعنی فلاں لیڈر کو کس طرح خاک میں ملایا اور اس کی ہر دلعزیزی کو ضعف پہنچایا جائے۔

دنیا کے نزدیک پلیٹ فارم کی تقریر تصویر کا ایک روشن پہلو ہے لیکن جو اہل نظر ہیں وہ بہت جلد تصویر کے تاریک پہلو کی حقیقت سے آگاہ ہو جاتے ہیں۔ نمائشی لیڈر صاحب لوگوں کے دلوں پر رقت طاری کرنے اور ان کے جذبات کو بھڑکانے کے پورے ماہر ہیں۔ ان حضرات کو ہر موقع پر اپنی تقریری قابلیت اور وطن پرستی کی نمائش مقصود ہوتی ہے۔ قوم کی پریشان حالی اور خانہ جنگی کے المناک نتائج کا ان کے دل پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ یہ ہر وقت لوگوں میں ہیجان پیدا کرنے اور ان کے دلوں پر اپنی شخصیت کا سکہ جمانے کی تاک میں لگے رہتے ہیں۔ انہیں اتحاد و اتفاق سے کوئی سروکار نہیں۔ تشتت اور افتراق کے علمبردار ہیں۔ یہ حضرت خوب سمجھتے ہیں کہ صلح اور محبت سے ان کی دلی مراد نہیں آئے گی۔ اس لئے ایسا منتر پھونکنا چاہئے کہ ایک تلاطم برپا ہو جائے۔ پھر اس کشمکش، ابتری اور پریشانی میں اپنا اُلّو سیدھا کیا جائے۔ کہ دنیا اس طرح سے کمائی جاتی ہے۔

ایسے نمائشی خودغرض اور نفس پرست لیڈروں سے مسلمانوں کو جس قدر سخت نقصان پہنچ چکا ہے اور پہنچ رہا ہے اس پر بہت کم لوگوں نے غور کیا ہے۔ [illegible] ماننے والی قوم کے لیڈروں میں [illegible]

مخالف رکھتے ہیں تو دوسری طرف انگریزوں کو بلاوجہ گالی دینا محبوب رکھتے ہیں۔ بلکہ ان سے کام نکالنا قومی خدمت خیال کرتے ہیں۔ ٹوڈی یا کاسہ لیس جو حق حمید کے عمل سے حکومت کے اعلیٰ افسروں کو ایسا سبز باغ دکھاتے ہیں کہ دنیا دنگ رہ جاتی ہے۔ لیکن ان تینوں طبقوں کے افراد سب ایک مرکز پر جمع ہو جاتے ہیں۔ تینوں اپنے اپنے حلقوں کے اندر اپنے مفوضہ یا عائدکردہ فرائض کو خوش اسلوبی کے ساتھ انجام دیتے ہیں۔ اور ان کے نتائج ملک اور قوم کے لئے نہایت مفید ثابت ہوتے ہیں۔

ہم پوچھتے ہیں کہ جب ہندو قوم پرست اور ہندو ٹوڈی ایک مرکز پر جمع ہو سکتے ہیں تو مسلمان قوم پرست اور مسلمان ٹوڈی کیوں یکجا جمع نہیں ہو سکتے۔ ہم برملا کہتے ہیں کہ مسلمانوں میں جو لوگ "لیڈری" کے مدعی ہونے کے باوجود اپنے ہی بھائیوں کی تخریب و تذلیل کے درپے ہیں وہ یقیناً اپنے ملک اپنی قوم اور اپنے مذہب کے بدترین دشمن ہیں۔ معاملہ فہمی اور عاقبت اندیشی اسی امر کی متقاضی ہے کہ جو لوگ کسی نہ کسی طریقہ سے اپنی قوم کی خدمت کرنا چاہتے ہیں ان سے کوئی تعرض نہ کیا جائے۔ اگر سر شفیع حکومت سے بگاڑنا نہیں چاہتے بلکہ پنڈت مالویہ کی طرح حکومت کے ساتھ اپنا تعلق قائم رکھ کر اپنی قوم کو فائدہ پہنچانے کے متمنی ہیں تو ہمیں ان کی خدمات کا شکریہ کے ساتھ اعتراف کرنا چاہیئے۔

اخلاص اور ایثار کا معیار یہ ہے کہ ہم قوم کی خدمت کے لئے اپنے نفس کو قربان کر دیں۔ اور قومی خادموں سے محض اختلاف رائے کی بنا پر کوئی بغض نہ رکھیں۔ اگر یہ نہیں تو پھر ایسی "لیڈری" ایک لعنت ہے جس کے نتائج سے خدا سادہ لوح مسلمانوں کو محفوظ رکھے۔

مسجد برلن کے فک کی تحریک

حضرت مولانا محمد علی صاحب امیر جماعت نے ہمیں حسب ذیل مراسلت بغرض اشاعت ارسال فرمائی ہے:۔

"پیغام صلح مورخہ ۱۳ر جنوری سنہ ۔۔ میں جلسہ کے روئداد میں جو یہ لکھا گیا ہے کہ برلن مسجد کے فک کرانے کے لئے جس قدر روپیہ درکار تھا وہ سب جلسہ سالانہ میں بصورت نقد یا وعدہ جمع ہو گیا ہے یہ صحیح نہیں۔ اس کے بڑے حصہ کے لئے بیشک وعدے ہو چکے ہیں۔ اور کچھ نقد وصول ہؤا ہے۔ لیکن ابھی یہ رقم پوری نہیں ہوئی۔ اور جلسہ سالانہ میں سارے احباب موجود بھی نہ تھے اس لئے جن احباب نے جلسہ سالانہ پر اس تحریک میں حصہ لیا ہے ان کو چھوڑ کر باقی احباب سے اپیل کی جا رہی ہے۔ امید ہے کہ سب احباب اس میں حصہ لے کر عنداللہ ماجور ہوں گے۔ کیونکہ جب تک رقم ادا نہیں ہوتی قریب قریب ایک سو روپیہ ماہوار سود کا اس رقم میں اضافہ ہو رہا ہے۔ اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے امید ہے کہ جملہ احباب جنہوں نے وعدے کئے ہیں وہ جلد سے جلد اگر ممکن ہو تو ماہ جنوری کے اندر اندر اپنے وعدوں کا ایفا فرمائیں۔ اور جو احباب جلسہ میں تشریف نہیں لائے وہ بھی اپنی استطاعت کے مطابق چندہ دیکر انجمن کو اسی ماہ کے اندر اس قابل بنا دیں کہ وہ کل رقم مع سود ادا کر کے مسجد کو فک کرا لے۔"

ہمیں امید ہے کہ احباب کرام حضرت امیر کے ارشاد کی تعمیل کو اپنا فرض سمجھیں گے۔ برلن مسجد کے فک کا معاملہ نہایت اہم اور ضروری ہے۔ اور جس قدر جلد یہ معاملہ طے ہو جائے اسی قدر اچھا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ ہمارے تساہل اور بے پروائی سے ہم پر یکے نقصان مایہ و دیگر شماتت ہمسایہ کی مثل صادق آئے۔ جماعت کی خودداری اور غیرت کا یہی تقاضا ہے کہ جن احباب نے برلن مسجد کے متعلق رقوم کے وعدے کئے ہیں وہ انہیں جنوری کے اندر پورا کر دیں۔ [illegible] احباب [illegible] وہ بھی اس کار خیر میں حصہ لیں۔

ہوں شریعت کے خلاف کوئی قانون نافذ نہ ہو۔ اور ان کا [illegible] بعینہٖ اسلامی شریعت کے مطابق کیا جائے۔ اگر میاں صاحب کی یہ تحریک ایک قانون کی صورت اختیار کر لے تو یہ بلاشبہ ایک بڑی کامیابی ہوگی۔ کیونکہ اس سے تمام خرابیاں رفع ہو جائیں گی جو شریعت کی خلاف ورزی سے پیدا ہو رہی ہیں۔ کیا ہمارے علماء اسی سرگرمی اور جوش کے ساتھ میاں عبدالحی صاحب کے مسودہ قانون کی حمایت کرنے پر آمادہ ہیں جو شاردا ایکٹ کی مخالفت میں ظاہر کی ہے؟ اگر نہیں جیسا کہ ہمیں اندیشہ ہے تو کیا ان پر یہ الزام عاید نہیں ہوگا کہ ساردا ایکٹ کی مخالفت محض مصنوعی ہے؟ بہرحال میاں صاحب مجوزہ مسودہ قانون علماء کے خلوص اور ایثار کا جس کا اس قدر مظاہرہ ہو چکا ہے بہترین معیار ثابت ہوگا۔ اگر علماء نے اپنے قوت عمل سے شاردا ایکٹ کی دھجیوں کو فضائے آسمانی میں اُڑانے کا تہیہ کر رکھا ہے تو انہیں اصولاً میاں صاحب کے مسودۂ قانون کی تائید کرنی چاہیئے۔ اور ایسی زبردست تائید کرنی چاہیئے کہ برادران وطن دنگ رہ جائیں۔

حضور نظام کی عادلانہ روش

جب گوردوارہ ناندیر کے تنازعہ نے زیادہ طول پکڑا تو اعلیٰحضرت حضور نظام نے اپنی سکھ رعایا کے مذہبی جذبات کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس تجویز کا اعلان فرمایا کہ مقدمہ کے فیصلہ کے لئے انگریزی عدالت کے ایک جج کی خدمات حاصل کی جائیں گی۔ چنانچہ کلکتہ ہائیکورٹ کا ایک جج سکھوں اور مسلمانوں کے تنازعہ کا فیصلہ کرنے کے لئے مقرر کیا گیا۔ متنازعہ زمین صرف چار یا پانچ فٹ مربع ہے اور اس پر تین چار فٹ بلند عمارت ہے جسے مسلمانوں نے سنہ ۱۹۲۵ء میں منہدم کر کے حیات خاں نامی ایک مسلمان کو اس میں دفن کر دیا تھا۔ جج کے فیصلہ کے مطابق سکھوں کو یہ حق حاصل ہے کہ اگر مسلمان ایک ماہ تک وہاں سے لاش نہ نکالیں تو سکھ اس کام کو خود انجام دیں۔ متنازعہ زمین کے شمال کی جانب جو عمارت واقع ہے اس کی نسبت سکھوں کا دعویٰ ہے کہ یہ دہرم سالہ ہے۔ لیکن جج نے اسے مسجد قرار دیا ہے جس پر سکھوں کا کوئی حق نہیں۔ جج کے اس فیصلہ کی کوئی اپیل نہیں ہوگی۔

بمبئی اور پونہ کے جن مرہٹوں نے اعلیٰحضرت کی حکومت کے خلاف بے بنیاد پروپیگنڈا اور ہندوؤں کے جذبات کو برانگیختہ کرنا اپنا شعار قرار دے رکھا ہے۔ انہیں اپنے معاندانہ طرز عمل پر ندامت کا اظہار کرنا چاہیئے۔ اگر ہندو ریاستیں بھی اپنی رعایا کے حقوق کے متعلق ایسی عادلانہ اور منصفانہ روش اختیار کریں۔ تو مسلمانوں کی بہت کچھ شکایتیں رفع ہو سکتی ہیں۔ افسوس ہے کہ ہندو ریاستوں کے اکثر حکام مسلمانوں کے مذہبی جذبات کا مطلق احترام نہیں کرتے جس کی وجہ مذہبی تعصب کے سوا اور کوئی نہیں ہو سکتی۔

جن ریاستوں کے حکمران اپنے آپ کو ظل اللہ (خدا کا سایہ) سمجھتے ہیں اور اپنی اس امتیازی حیثیت کو برقرار رکھنا چاہتے ہیں انہیں مذہبی تعصب خودغرضی نفس پرستی اور عیاشی جیسے ناپاک اخلاقی امراض سے بچے رہنا چاہیئے۔ اگر وہ ان امراض میں مبتلا ہیں تو پھر وہ خدا کا نہیں بلکہ شیطان کا سایہ ہیں۔ کاش یہ لوگ اس حقیقت سے آگاہ ہوں کہ وہ رعایا کی پاسبانی کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔ رعایا اُن کی خدمت کے لئے پیدا نہیں کی گئی۔

"پارس" کا بیجا شکوہ

ہمعصر "پارس" لاہور نے اپنی اشاعت مورخہ ۲۴ر دسمبر سنہ ۱۹۲۹ء میں زیر عنوان "نمکدان" ہمعصر "انقلاب" کے افکار و حوادث کا جواب دیا ہے ہمیں ندامت کے ساتھ اس امر کا اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ متھرا کی میونسپل حدود کے اندر ذبیحہ گاؤ کے متعلق دو سو ہندو دیویوں کی طرف سے مقامی میونسپل کمیٹی کو بتیہ گرہ کے نوٹس کے واقعہ پر جس پیرایہ میں ہمعصر انقلاب نے اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ وہ اخلاقی نقطۂ خیال سے قابل اعتراض [illegible] افسوسناک الفاظ کا اعادہ کرنا نہیں چاہتے۔ جن کا مذاق سلیم [illegible] سکتا ہے۔

[illegible] کہ ہندوستان میں اگر [illegible] ہندو مسلمان ایک دوسرے [illegible] سے زندگی بسر کرنا [illegible]

جلد ۱۸ | لاہور - یوم سہ شنبہ مطبوعہ ۱۱ رمضان ۱۳۴۸ھ مطابق ۱۱ فروری ۱۹۳۰ء | نمبر ۱۱

نورِ فرقان

از حضرت مسیح موعود علیہ السلام

نورِ فرقان ہے سب نوروں سے اُجلا نکلا — پاک وہ جس سے یہ انوار کا دریا نکلا
حق کی توحید کا مرجھا ہی چلا تھا پودا — ناگہاں غیب سے یہ چشمہ اصفیٰ نکلا
یا الٰہی ترا فرقان ہے کہ اک عالم ہے — جو ضروری تھا وہ سب اس میں مہیا نکلا
سب جہاں چھان چکے ساری دکانیں دیکھیں — مئے عرفان کا یہی ایک ہی شیشہ نکلا
کس سے اس نور کی ممکن ہو جہاں میں تشبیہ — وہ تو ہر بات میں ہر وصف میں یکتا نکلا
پہلے سمجھے تھے کہ موسیٰ کا عصا ہے فرقاں — پھر جو سوچا تو ہر اک لفظ مسیحا نکلا
ہے قصور اپنا ہی اندھوں کا وگرنہ وہ نور — ایسا چمکا ہے کہ صد نیّرِ بیضا نکلا
زندگی ایسوں کی کیا خاک ہے اس دنیا میں — جن کا اس نور کے ہوتے بھی دلِ اعمیٰ نکلا

جلنے سے آگے ہی یہ لوگ تو جل جاتے ہیں
جن کی ہر بات فقط جھوٹ کا پُتلا نکلا

ارشادات حضرت مسیح موعود

دُعا اور تدبیر میں تناقض نہیں

خدا کا قانونِ قدرت جو ہماری نظر کے سامنے ہے ہمیں بتلا رہا ہے کہ سلسلہ تدابیر اور معالجات کا طلب او راستدعا سے وابستہ ہے۔ یعنی جب ہم فکر کے ذریعہ سے یا کسی اور طریق جستجو کے ذریعہ سے کسی تدبیر اور علاج کو طلب کرتے ہیں۔ یا اگر ہم طلب کرنے میں احسن طریق کا ملکہ نہ رکھتے ہوں۔ یا اگر اس میں کامل نہ ہوں تو مثلاً اس غور و فکر کے لئے کسی ڈاکٹر کو منتخب کرتے ہیں۔ اور وہ ہمارے لئے اپنی فکر اور غور کے وسیلہ سے کوئی احسن طریق ہماری شفا کا سوچتا ہے۔ تب اس کو قانون قدرت کی حد کے اندر کوئی طریق سوجھ جاتا ہے جو کسی درجہ تک ہمارے لئے مفید ہوتا ہے۔ سو وہ طریق جو ذہن میں آتا ہے وہ درحقیقت خوض اور غور اور فکر ...

فکر اور غور کے وقت جبکہ ہم ایک مخفی امر کی تلاش میں نہایت عمیق دریا میں اتر کر ہاتھ پیر مارتے ہیں۔ تو ہم ایسی حالت میں بزبانِ حال اس اعلیٰ طاقت سے فیض طلب کرتے ہیں جس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔ غرض جبکہ ہماری روح ایک چیز کے طلب کرنے میں بڑی سرگرمی اور سوز و گداز کے ساتھ مبداء فیض کی طرف ہاتھ پھیلاتی ہے اور اپنے تئیں عاجز پا کر فکر کے ذریعے سے کسی اور جگہ سے روشنی ڈھونڈتی ہے تو درحقیقت ہماری وہ حالت بھی دعا کی ایک حالت ہوتی ہے۔ اس دعا کے ذریعہ سے دنیا کی کل حکمتیں ظاہر ہوئی ہیں۔ اور ہر ایک بیت العلم کی کنجی دُعا ہے۔ اور کوئی علم اور معرفت کا دقیقہ نہیں جو بغیر اس کے ظہور میں آیا ہو۔ ہمارا سوچنا۔ ہمارا فکر کرنا اور ہمارا مطلب امر مخفی کے لئے خیال کو دوڑانا ... طلب امور زعا ہی میں داخل ہیں۔ صرف ...

اور ان کی روح مبداء فیض کو شناخت کرکے بصیرت کے ساتھ اس کی طرف ہاتھ پھیلاتی ہے اور محجوبوں کی دُعا صرف ایک سرگردانی ہے جو فکر اور غور اور طلب اسباب کے رنگ میں ظاہر ہوتی ہے سو وہ لوگ جن کو خدا تعالیٰ سے ربطِ معرفت نہیں اور نہ اس پر یقین ہے۔ وہ بھی فکر اور غور کے وسیلہ سے یہی چاہتے ہیں کہ غیب سے کوئی کامیابی کی بات ان کے دل میں پڑ جائے۔ اور ایک عارف دعا کرنے والا بھی اپنے خدا سے یہی چاہتا ہے کہ کامیابی کی راہ اس پر کھلے۔ لیکن محجوب جو خدا تعالیٰ سے ربط نہیں رکھتا وہ مبداء فیض کو نہیں جانتا۔ اور عارف کی طرح اس کی طبیعت بھی سرگردانی کے وقت ایک اور جگہ سے مدد چاہتی ہے۔ اور اسی مدد کے پانے کے لئے وہ فکر کرتا ہے۔ مگر عارف اس مبداء کو دیکھتا ہے اور یہ تاریکی میں چلتا ہے۔ اور نہیں جانتا کہ جو کچھ فکر اور خوض کے بعد بھی دل میں پڑتا ہے۔ وہ بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ متفکر کے فکر کو بطور دعا قرار دے کر بطور قبول دُعا اس علم کو فکر کرنے والے کے دل میں ڈالتا ہے۔ غرض جو حکمت اور معرفت کا نکتہ فکر کے ذریعے سے دل میں پڑتا ہے وہ بھی خدا سے ہی آتا ہے۔ اور فکر کرنے والا اگرچہ نہ سمجھے۔ مگر خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ وہ مجھ سے ہی مانگ رہا ہے۔ آخر وہ خدا سے اس مطلب کو پاتا ہے اور جیسا کہ میں نے ابھی بیان کیا ہے یہ طریق طلب روشنی اگر علیٰ وجہ البصیرت اور ہادی حقیقی کی شناخت کے ساتھ ہو۔ تو یہ عارفانہ دُعا ہے اور اگر صرف فکر اور خوض کے ذریعہ سے یہ روشنی نامعلوم مبداء سے طلب کی جائے۔ اور نورِ حقیقی کی ذات پر کامل نظر نہ ہو۔ تو وہ محجوبانہ دُعا ہے۔

اب اس تحقیق سے ثابت ہوا کہ تدبیر کے پیدا ہونے سے پہلا مرتبہ دُعا کا ہے۔ جس کو قانونِ قدرت نے ہر ایک بشر کے لئے ایک امر ابدی اور ضروری ٹھہرا رکھا ہے۔ اور ہر ایک طالب مقصود کو طبعاً اس پل سے گذرنا پڑتا ہے۔ پھر جائے شرم ہے کہ کوئی ایسا خیال کرے کہ دعا اور تدبیر میں کوئی تناقض ہے۔ دُعا کرنے سے کیا مطلب ہوتا ہے۔ یہی تو ہوتا ہے کہ وہ عالم الغیب جس کو دقیق در دقیق تدبیریں معلوم ہیں کوئی احسن تدبیر دل میں ڈالے۔ یا بوجہ خالقیت اور قدرت اپنی طرف سے پیدا کرے پھر دعا اور تدبیر میں تناقض کیونکر ہوا۔

دعا اور تدبیر کا باہمی رشتہ

دیکھا جاتا ہے کہ انسانی طبائع کسی مصیبت کے وقت جس طرح تدبیر اور علاج کی طرف مشغول ہوتی ہیں ایسا ہی طبعی جوش سے دعا اور صدقہ اور خیرات کی طرف جھک جاتی ہیں۔ اگر دنیا کی تمام قوموں پر نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اب تک کسی قوم کا کانشنس (ضمیر) اس متفق علیہا مسئلہ کے برخلاف ظاہر نہیں ہوا۔ پس یہی ایک روحانی دلیل اس بات پر ہے کہ انسان کی شریعت باطنی نے بھی قدیم سے تمام قوموں کو یہی فتویٰ دیا ہے کہ وہ دعا کو اسباب و تدابیر سے الگ نہ کریں۔ بلکہ دعا کے ذریعے سے تدابیر کو تلاش کریں۔ غرض دعا اور تدبیر انسانی طبیعت کے دو طبعی تقاضے ہیں کہ جو قدیم سے اور جب سے کہ انسان پیدا ہوا ہے دو حقیقی بھائیوں کی طرح انسانی فطرت کے خادم چلے آئے ہیں۔ اور تدبیر دعا کے لئے بطور نتیجہ ضروریہ کے۔ دعا تدبیر کے لئے بطور محرک اور جاذب کے ہے۔ اور انسان کی سعادت اسی میں ہے کہ وہ تدبیر کرنے سے پہلے دعا کے ساتھ مبداء فیض سے ... مدد ...

اجتہاد اور نئی فقہ کی ضرورت

(علامہ احمد کے نامہ گوہر شامہ سے)

(۱)

اسلام کا سب سے بڑا احسان

اسلام نے نسل انسانی پر جس قدر احسانات کئے ہیں اس کی نظیر کوئی مذہب بھی پیش نہیں کر سکتا۔ اور وہ احسانات جیسے تعداد کے لحاظ سے نہایت کثرت سے ہیں ویسے ہی اہمیت کے لحاظ سے بے نظیر ہیں۔ ان احسانات کی تفصیل کے لئے ایک دفتر چاہیے۔ اس وقت ایک ایسے عظیم الشان احسان کا ذکر مقصود ہے جس نے مسلمانوں کو ترقی کے اعلیٰ مقام تک پہنچا دیا تھا۔ اب چونکہ مسلمانوں نے اپنے آپ کو اس نعمت سے محروم کر دیا ہے تو تنزل کے ایسے قعر میں گر گئے ہیں کہ بظاہر ان کے ابھرنے کی کوئی صورت دکھائی نہیں دیتی۔ پہلے جس طرح مسلمان بلند اقبالی میں بے نظیر تھے آج وہ خستہ حالی اور ادبار و افلاس میں اپنا ثانی نہیں رکھتے۔

اجتہاد اور آزادی رائے کا سبق

مذکورہ احسان اجتہاد و آزادی رائے کی نعمت ہے جو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو عطا کی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف تعلیمی رنگ میں مسلمانوں کو اجتہاد اور آزادی رائے کا سبق دیا تھا بلکہ اپنی زندگی میں ان کو اس کا مالک قرار دے کر بہت سے عظیم الشان امور میں ان سے مشورہ طلب کیا۔ ان سے رائے لی اور بعض اوقات اختلاف کی صورت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی رائے کے خلاف صحابہ کی رائے پر عمل کیا۔ آپ کا یہ عملی نمونہ بتاتا ہے کہ آپ مسلمانوں کو کس اعلیٰ مقام پر پہنچانا چاہتے تھے۔ آپ کی آرزو تھی کہ مسلمان ایک غور و فکر والی قوم ہو۔ ان کے کام عقل و حکمت پر مبنی ہوں۔ ان میں عقل و تدبیر کی قوت جو خالق فطرت نے ان کو عطا فرمائی ہے بڑھے۔ پھلے۔ پھولے۔ اور اپنی ترقی میں اس آخری مقام پر پہنچے جو اس کے لئے مقدر ہو چکی ہے۔ قرآن کریم نے تعلیمی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عملی رنگ میں مسلمانوں کو اسلام کے اصول بتائے۔ اسلام اور مسلمانوں کی حالت کو سدھارنے کے طریق بتائے۔ اصول کو برتنے کے طریقے سکھائے۔ ان اصول کے اندر ہر ایک کو اپنی حیثیت اور قابلیت کے مطابق کام سپرد کئے۔ ان سے رائے لی۔ ان کی رائے کی عزت کی اور اس طرح ان کا حوصلہ بڑھایا۔ تاکہ وہ ہر ایک کام میں غور و فکر سے کام لے کر آگے بڑھیں اور شہداء علی الناس (لوگوں کے پیشرو) بنیں۔ چنانچہ وہ علم و حکمت کے وارث۔ عزت و شوکت کے علمبردار اور مال و دولت کے مالک ہوئے۔ حکومت و سلطنت ان کے ہاتھ آئی۔ خلفاء الارض بنائے گئے۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ جنات الدنیا و جنات النعیم میں مقیم ہوئے۔ یہ تمام نعمتیں قوت فکر اور قوت عقل اور قوت عمل کے ثمرات تھیں۔

شوریٰ اور اجتہاد کا زریں اصول

اگر اجتہاد اور رائے کی آزادی ان میں نہ ہوتی تو نا ممکن تھا کہ وہ زندگی کے ہر ایک شعبہ میں ترقی کرتے۔ قرآن کریم نے ان کے لئے اجتہاد اور آزادی رائے کا دروازہ کھولا۔ ان کو قوت عاقلہ سے کام لینے کی طرف توجہ دلائی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کریم کے اس اصول کو عملی جامہ پہنایا اور مسلمانوں کو قوت عاقلہ کا مالک بنایا۔ حضرت ابوبکر۔ حضرت عمر۔ حضرت عثمان حضرت علی رضوان اللہ علیہم اجمعین ہر ایک نے شوریٰ اور اجتہاد اور آزادی رائے کے اصول کو اپنے اپنے زمانے میں کمال تک پہنچایا۔ اسی طرح دیگر فقہا صحابہ رضوان اللہ علیہم اجتہاد اور آزادی رائے کو ہر ایک صاحب علم اور صاحب الرائے کا حق اور ملکیت سمجھتے تھے۔ ان بزرگوں میں سے نہ تو کوئی اپنی رائے کو حاکم بنانا چاہتے تھے نہ کسی دوسرے اہل علم سے رائے اور اجتہاد کا حق چھیننا چاہتے تھے۔ بلکہ ہر ایک مخالف رائے کی عزت اور قدر کرتے تھے۔ شوریٰ کی بنیاد ہی دراصل اجتہاد اور آزادی رائے ہے۔ اگر اجتہاد اور آزادی رائے کا دروازہ بند کیا جائے تو شوریٰ کی کچھ حقیقت ہی نہیں رہتی۔ اس حق کے مالک جس طرح مرد تھے اسی طرح عورتیں بھی تھیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی بعض اوقات انکی رائے پر عمل کیا اور وہ بہت مفید ثابت ہوئی۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جس چیز کے سامنے اپنی جان و مال اپنی رائے اپنی عزت وغیرہ سب کچھ قربان کرتے تھے وہ قرآن کریم کی ہدایات اور نبی کریم کے ارشادات تھے۔ اس کے بعد وہ اوروں کو اجتہاد اور آزادی رائے کا مالک اسی طرح سمجھتے تھے جس طرح اپنے کو۔ نہ تو کسی کو اپنی رائے پر چلانے کے لئے مجبور کرتے تھے نہ کسی کی رائے کے سامنے سر جھکانے پر اپنے کو مجبور سمجھتے تھے۔ صحابہ کا استدلال سب سے پہلے قرآن کی تصریحات سے پھر نبی معصوم کے ارشادات بینہ سے پھر قرآن کریم اور ارشادات نبوی کے استنباط سے تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہ کسی کو وہ معصوم سمجھتے تھے۔ نہ کسی کے قول کو حجت جانتے تھے اس لئے وہ قرآن کریم اور ارشاد نبوی کے مقابلہ میں کسی کے اتباع کو ناجائز سمجھتے تھے خواہ وہ کتنی بڑی شخصیت کا مالک ہو۔ قرآن کریم اور احادیث نبویہ میں سے اگر وہ خود کوئی استنباط نہ کر سکتے تو فقاہت میں جن کی حیثیت اعلیٰ سمجھتے تھے ان کی رائے پر عمل کرتے۔

تابعین کا دور

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد تابعین آئے جو قرن ثانی تھے جن کی خیریت کی شہادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان مبارک سے دی ہے۔ اجتہاد اور آزادی رائے میں وہ بھی اپنے کو مالک اور حق دار سمجھتے تھے۔ اور ان کا قدم بھی عموماً صحابہ کرام کے قدم پر تھا۔ ان کا استدلال بھی پہلے قرآن کریم اور پھر ارشادات نبویہ اور پھر دونوں سے استنباط پر تھا۔ اور جس بات کو وہ اپنی رائے میں قرآن کریم و احادیث کے رو سے حق سمجھتے تھے۔ اس کے اظہار میں اس کے اتباع میں کسی کی مخالفت اور ملامت کی کوئی پروا نہ کرتے تھے۔ مخالف حکومت ہو یا علماء وقت مخالف جماعت قلیلہ ہو یا جماعت کثیرہ ان کے نزدیک حق و صواب کی شناخت کا معیار کثرت نہ تھی۔ کہ جس بات کے قائل زیادہ ہوں وہ حق اور درست ہے اور جس کے قائل تھوڑے ہوں یا انگلیوں میں سے کوئی بھی نہ ہو وہ باطل اور ناجائز ہے۔ وہ حق اور صحیح بات کی شناخت کا معیار قرآن کریم اور ارشادات نبویہ کو سمجھتے تھے۔ اجتہاد کے خطا اور صواب کا معیار قلت و کثرت کو ٹھہرانا بعد کی بدعت ہے۔ اسی طرح کسی محقق اور اعلیٰ حیثیت کے عالم کے قول کو جو پوری تحقیق اور غور و فکر کے بعد اس نے کہا ہے شاذ کہ کر ٹال دینا اور اس کو ناقابل التفات سمجھنا ان مقلدین کی ایک گمراہ کن بدعت ہے جو بسبب جمود طبیعت اور بلادت کے نہ تو خود اجتہاد اور تحقیق کی اہلیت رکھتے ہیں اور نہ ان لوگوں کے اجتہاد کو برداشت کر سکتے ہیں جو اجتہاد اور استنباط کی قابلیت رکھتے ہیں۔ اور یا اپنی شہرت اور ہر دلعزیزی کو قائم رکھنے کی خاطر اپنی رائے اور اپنی ضمیر کے خلاف عوام کی رو میں بہنے کو پسند کرتے ہیں۔ اور حق بات کے اظہار کو ایک جرم سمجھتے ہیں۔ کیونکہ عوام کی حکومت سے ان کو یا تو کافر کا خطاب ملتا ہے۔ یا عزت و تجارت تباہ ہوتی ہے۔

یشترون بایت اللہ ثمناً قلیلا — اللہ کی آیتوں کے بدلے تھوڑی سی قیمت لے لیتے ہیں۔

جحدوا بہا واستیقنتہا انفسہم ظلما وعلوا — انہوں نے اس کا انکار کیا ظلم اور تعلی کی وجہ سے اور ان کے دلوں کو اس کا یقین ہے

تکفیر کا آغاز

البتہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں ایک جماعت پیدا ہو چکی تھی جن کے ہاتھوں حضرت علیؓ شہید ہوئے۔ اور جنہوں نے سب سے پہلے تکفیر المسلمین کی بنیاد ڈالی اور انہوں نے ہی سب سے پہلے اپنی رائے کو حاکم بنانا چاہا۔ اور جو ان کی رائے کے مخالف تھے ان کو کافر کہا۔ اور اس طرح انہوں نے اجتہاد اور آزادی رائے کے دروازے کو بند کر دیا۔ اور مخالف رائے کو برداشت نہ کیا اور اوروں سے اجتہاد اور آزادی رائے کا حق چھین لیا۔ اور جس حق کے وہ خود مالک تھے اوروں کو اس کا حق دار نہ سمجھا۔ یہ خارجیوں کی جماعت تھی جو اختلاف رائے کی بنا پر تکفیر کرنے والوں کے لئے نمونہ بنی۔ اور آج جو تنگ دل اور تنگ ظرف وارث شریعت کہلانے والے مسلمان کلمہ گوؤں کی تکفیر کے علمبردار ہیں انہوں نے یا تو مطلقاً اجتہاد کا دروازہ بند کر دیا ہے یا صرف اپنے لئے ہی حق اجتہاد محفوظ رکھا ہے اور دوں کو اس کا حق دار نہیں سمجھتے۔ اور صرف اپنی رائے کو حاکم بنا رکھا ہے۔ اور جو ان کی رائے کی مخالفت کرتا ہے اُسے کافر کہتے ہیں۔ صحابہ میں سے تو کوئی بھی ایسی ہستی نظر نہیں آتی جو ان کے لئے نمونہ ہو۔ البتہ تابعین کے زمانہ میں ان کے لئے نمونہ ہے جو خارجیوں کی ایک جماعت ہے۔ اور وہ زمانہ حال کے مکفرین کے مقتدا اور پیشرو ہیں۔ پس موجودہ مکفرین کے لئے جو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنے والوں اور آیات قرآن کریم پر ایمان رکھنے والوں کی تکفیر کرتے ہیں اور ان کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں۔ نہ تو قرآن کریم میں کوئی جائے پناہ ہے نہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ میں۔ نہ آپ کے ارشادات میں نہ صحابہ کی زندگی میں۔ ان کے لئے اگر پناہ کی جگہ ہے تو وہ صرف خارجیوں کی زندگی میں ہے۔ یہی ان کے نمونہ ہیں انہی کی پیروی میں وہ بھی مسلمانوں کی جماعت کو تباہ کرنے والے تھے۔ اور موجودہ مکفر بھی مسلمانوں کے شیرازہ کو پراگندہ کر رہے ہیں۔ اصول بھی دونوں کے ایک ہیں عمل بھی دونوں کا یکساں ہے نتیجہ بھی ایک ہے۔ یعنی مسلمانوں کی جماعت کو منتشر اور پراگندہ کرنا۔ بالفاظ دیگر مسلمانوں کو تباہ اور ذلیل کرنا

تبع تابعین کا زمانہ

تابعین کے زمانہ کے بعد تبع تابعین کا زمانہ آتا ہے۔ جو قرن ثالث ہے۔ اور ان کے لئے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیریت کی شہادت دی۔ یوں تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اور ان کے بعد تابعین رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں بہت سے مسائل میں اختلافات تھے اور با اختلافات کثیرہ کے وہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنے والوں کی تکفیر کو حرام سمجھتے تھے۔ مگر تبع تابعین کے زمانہ میں مسائل میں اختلاف بہت زیادہ ہو گیا۔ اور علم کی ترقی کے ساتھ ایسا ہونا ایک لازمی امر تھا کیونکہ تعلیم جس قدر زیادہ ہوتی جاتی ہے ساتھ ساتھ اختلاف آراء بھی بڑھ جاتا ہے۔ مگر تابعین کے زمانہ میں بھی اجتہاد کا دروازہ کھلا تھا۔ رائے کی آزادی تھی۔ قرآن و حدیث سے استدلال کرنا ہر ایک عالم کا حق سمجھا جاتا تھا۔ مختلف مسائل میں مباحثے ہوتے تھے۔ فتوے مختلف ہوتے تھے۔ شاگرد استاد سے بحث کرتے ان کے فتووں کو توڑتے۔ استاد قدر کرتے اور خوش ہوتے۔ پیشانی پر بل نہیں پڑتا تھا۔ وجہ یہ تھی کہ مقصد ایک تھا۔ یعنی دین کی خدمت۔ علم کی خدمت۔ مسلمانوں کی بھلائی۔ خود غرضی انانیت۔ تکبر۔ تعلی۔ اناد و عجزی کے لئے ان کے دل میں کوئی جگہ نہ تھی۔ خشیۃ اللہ اس قدر غالب ہے کہ گویا عالم آخرت میں بیٹھے ہیں۔ اسی وجہ سے وہ اجتہادی اختلاف کی بنا پر ایک دوسرے کی تکفیر نہیں کرتے تھے۔ ان کے تصور میں بھی یہ بات نہ آسکتی تھی کہ ایک شخص لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا قائل بھی ہو۔ آیات قرآن کریم پر ایمان بھی رکھتا ہو۔ ارکان اسلام کا پابند ہو۔ اسلام کی خدمت کی تڑپ اپنے دل میں رکھتا ہو۔ اہل قبلہ ہو اور وہ کسی اجتہادی اختلاف کی بنا پر کافر اور دائرہ اسلام سے خارج بھی ہو۔ کیونکہ وہ ایمان رکھتے تھے کہ ولا تقولوا لمن القیٰ الیکم السلام لست مومنا قرآن کریم کی آیت ہے۔ رب العباد کا فرمان ہے۔ اور یقین رکھتے تھے کہ من صلی صلوتنا واستقبل قبلتنا و اکل ذبیحتنا فذالک المسلم الذی لہ ذمۃ اللہ و ذمۃ رسولہ۔ رحمۃ للعالمین کا ارشاد ہے واجب العمل ہے اور وہ سمجھتے تھے کہ قرآن کریم ہی اصل میں دین اور شریعت کا نام ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث قرآن کریم کی شرح اور تفسیر ہیں اور ایسی احادیث جو قرآن کریم کی شرح اور تفسیر کرتی ہوں وہ بھی شریعت کا اصل اور ماخذ ہیں کیونکہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام تبلیغ رسالت کے امور میں خطا سے معصوم ہیں۔ پس شریعت اور دین ان کے نزدیک قرآن کریم اور احادیث صحیحہ کا دوسرا نام تھا۔ کیونکہ دونوں ان کے نزدیک حجت تھے۔ قرآن و حدیث سے اتر کر کسی کی اجتہادی رائے کو ان معنوں میں شریعت اور دین نہ سمجھتے تھے۔ کہ اس کی مخالفت دین اور شریعت کی مخالفت ہو۔ کیونکہ وہ نہ کسی صحابی کو نہ کسی تابعی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دولت نبوت میں شریک سمجھتے تھے۔ نہ دخیل فی الشریعت جانتے تھے۔ نہ اجتہاد میں خطا سے معصوم سمجھتے تھے۔ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا صحابہ کرام کی نسبت یہ فرمانا نہایت قابل غور ہے کہ ہم رجال و نحن رجال۔ ہم بھی مرد ہیں اور وہ بھی مرد تھے۔ مطلب یہ ہے کہ جس طرح صحابہ کرام براہ راست قرآن و حدیث سے احکام شریعت لیا کرتے تھے۔ اسی طرح ہمارا بھی حق ہے کہ قرآن کریم اور احادیث سے شریعت کے احکام لیا کریں۔ اور ہم پر یہ لازم نہیں کہ ان کے اقوال کو حجت قطعیہ یا خطا سے محفوظ سمجھیں۔ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر ائمہ مجتہدین اپنے لئے اجتہاد کا ویسا ہی حق سمجھتے تھے جس طرح صحابہ کے لئے۔ اور اپنی خداداد قابلیت اور ذہانت کو قرآن و حدیث کے سوا کسی کی رائے کا محکوم نہیں سمجھتے تھے۔ وہ تقلید کو اپنے لئے بھی حرام سمجھتے تھے اور اوروں کو بھی اپنی تقلید سے منع کرتے تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے خذوا من حیث اخذنا۔ جہاں سے ہم نے علم لیا ہے وہاں سے تم بھی لیا کرو

تصحیح

"پیغام صلح" مورخہ ۱ مارچ ۱۹۵۸ء کے صفحہ ۵ کے آخری کالم میں جو مضمون "امہات المومنین کی روایت حدیث" کے عنوان سے شائع ہو چکا ہے۔ اس کی سولہویں سطر میں "نہیں" کا لفظ رہ گیا ہے۔ عبارت یوں پڑھنی چاہیے "محدثین نے کیوں انکار نہیں کیا"

دل یہ کہتا تھا ابھی اُٹھ کے بلائیں لے لوں
جی یہ چاہتا تھا تیری ساری ادائیں لے لوں

عالم الغیب سے حالت کوئی مستور نہیں — بے دوا رہتا کوئی دہر میں رنجور نہیں
آرزوہائے دلِ تشنہ کا مذکور نہیں — اک جگہ رحمتِ باری رہے دستور نہیں

ابرِ رحمت کے یہ اب اور طرف جاتے ہیں
خشک جو کھیت وہاں ہیں انہیں لہراتے ہیں

عیش و عشرت کا مگر ہم سے زمانہ چھوٹا — بزم دل چھوٹی تیرا ہنستا ہنسانا چھوٹا
یارِ خاطر نہ ہو اب اپنا بیگانہ چھوٹا — چاہنے والوں کا وہ رات کا آنا چھوٹا

حیف در چشم زدن صحبتِ یار آخر شد
روئے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

تختۂ دہر پہ گلشن تیرا آباد رہے — گل شگفتہ رہیں نکہت سے تو دل شاد رہے
سروِ قامت تیرا اس باغ میں آزاد رہے — ہاں یہ ہے عرض ہماری بھی کچھ یاد رہے

گو بظاہر نہیں ہم آج جُدا کرتے ہیں
تو رہے دل میں سدا حق سے دعا کرتے ہیں

اس کے بعد شیخ محمد شفیع صاحب کی طرف سے پھلوں، مٹھائیوں اور چائے سے تواضع کی گئی۔ جب سب لوگ چائے وغیرہ پی کر فارغ ہوئے تو حضرت قبلہ جناب ڈاکٹر صاحب نے کھڑے ہو کر فرمایا۔ کہ "میں چند ایک باتیں بطور نصیحت کے آپ کو عرض کرنا چاہتا ہوں جن کے سنانے کے چند ایک دوست یہ کہتے ہیں کہ اب ڈاکٹر صاحب کے جانے کے بعد کیا ہوگا۔ آپ نے فرمایا کہ آپ لوگوں کو میرے توکل پر نہیں رہنا چاہئے۔ بلکہ ہر ایک کو اشاعتِ اسلام کا کام کرنا چاہئے۔ اور یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ اب میرے بعد یہ کام بند ہو جائے گا۔ آپ لوگ خوب یاد رکھیں کہ یہ کوئی میرا کام نہیں ہے جو میرے بعد بند ہو جائے گا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ اس لئے آپ سب کو مل کر یہ کام کرنا چاہئے۔ اور اسی طرح ہر روز شام کو مسجد میں جمع ہونا چاہئے۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ ہمیں دعا کرنی چاہئے۔ کہ ہم جہاں کہیں بھی ہوں۔ اشاعتِ اسلام کے کام کو نہیں چھوڑنا چاہئے۔ اور میرے لئے بھی دعا کریں کہ میں بھی جہاں کہیں رہوں۔ اشاعتِ اسلام کا کام کرتا رہوں۔ اس کے بعد آپ نے شیخ صاحب موصوف کا شکریہ ادا کیا۔ جنہوں نے اپنی خوشی سے یہ پارٹی دی۔ اور بعد میں آپ نے اُن تمام لوگوں کا شکریہ ادا کیا جو درس میں تشریف لائے ہوئے تھے۔ میں بھی اپنی طرف سے اور اپنی تمام جماعت کی طرف سے شیخ محمد شفیع صاحب وکیل کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جنہوں نے ہم سب لوگوں کو پارٹی میں شریک ہونے کی دعوت دی۔ اس کے بعد ۱۰ بجے یہ مجلس برخاست ہوئی۔ چونکہ حضرت قبلہ جناب ڈاکٹر صاحب نے اُسی روز پونے تین بجے کی گاڑی پر لاہور تشریف لے جانا تھا۔ اس لئے سب لوگ قریباً دو بجے ہی سٹیشن پر پہنچ گئے۔ سوا دو بجے کے قریب جناب ڈاکٹر صاحب اسٹیشن پر تشریف لائے تو لوگوں نے آپ کے گلے میں پھولوں کے ہار ڈالے۔ اس کے بعد گاڑی آئی۔ آپ تمام لوگوں سے مل کر گاڑی میں تشریف لے گئے۔ پھر لوگوں نے آپ پر پھولوں کی بارش برسائی۔ جب آپ نے گاڑی میں تشریف رکھی تو آپ پھر دوبارہ لوگوں کو ملے۔ گاڑی چلی تو لوگوں نے نعرہ تکبیر لگایا۔ اور آپ رخصت ہوئے۔ اب ہماری دلی دعا ہے کہ آپ جہاں بھی رہیں۔ اشاعتِ اسلام کا کام کرتے رہیں۔ اور خوش و خرم رہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اشاعتِ اسلام کے کام کی توفیق دے۔ آمین۔ یا رب العالمین۔ والسلام۔ خاکسار عبدالعزیز خلف شیخ قمرالدین سوداگر چشمہ نیا بازار جہلم۔

ویدک دھرم اور ایک ہندو نوجوان

ایک ہندو نوجوان عرف تاتار پشاوری کو ان کے ایک دوست نے خط لکھا کہ وہ شدھ ہو کر ویدک دھرم کو اختیار کرنا چاہتے ہیں۔ ذیل کا مضمون تاتار پشاوری نے اپنے دوست کو جواباً لکھا ہے جس میں انہوں نے اپنے دوست کو ویدک دھرم کے متعلق چند دلچسپ معلومات بہم پہنچائی ہیں ہمارے ایک کرمفرما نے ہمیں بھی اس خط کی ایک نقل بغرض اشاعت بھیجی ہے۔ جو ناظرین کے تفنن طبع کیلئے درج کیجاتی ہے (ایڈیٹر)

طبیعت میں راستی کافی سے زیادہ ہے۔ دروغ سے طبیعت گھبراتی ہے مزاج پر قابو نہیں۔ جھوٹ کچھ بنتا نہیں۔ خوشامد سیکھی نہیں۔ ہاں میں ہاں ملانے کا مقدور نہیں۔ لہذا معاف کیجئے گا۔ معذور ہوں۔ آپ درست آپ کا فرمانا بجا۔ آراستہ پیراستہ چیز کو دیکھ کر متاثر ہونا کوئی بڑی بات نہیں۔ انسانی فطرت کا تقاضا ہی کچھ ایسا ہے۔ انسان غلطی کا پتلا ہے۔ بھول چوک انسان ہی سے سرزد ہوا کرتی ہے۔ طبیعت بے قابو ہوگئی ہوگی۔ عیسائی مسیح اور اس کی تثلیث کے سامنے رکھ کر یکجا ہوتے ہیں۔ مسلمان نعرہ تکبیر لگا کر اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نبی آخر الزمان کا نام لے کر متحد ہوتے ہیں۔ اور ہندو صرف گائے (حیوان) کا نام لے کر یعنی پردھان بنا کر اکٹھے ہوتے ہیں۔ لہذا صاحب اختیار ہو۔ نیک و بد سے خبردار ہو۔ جہاں جانا چاہتے ہو جا سکتے ہو۔ لیکن ایک بات کہے دیتے ہیں۔ جس قوم کی نہ تو کوئی تعریف ہے اور نہ کوئی اصول۔ اس کی بنیاد یعنی Foundation کیا ہوگی۔ اور جو قوم ایک حیوان کا نام لے کر متحد ہو سکتی ہے اس میں مادۂ صلاحیت کس قدر ہوگا۔ اس میں شک نہیں کہ آپ کو میرے موجودہ اور گذشتہ خیالات کے اختلاف سے کسی قدر مایوسی ضرور ہوئی ہوگی۔ مگر یہ بات بڑی بات نہیں۔ ہم پر کیا موقوف زمانہ کی تاثیر ہی کچھ اس قسم کی ہے جو اس میں مُقر ہوگا۔ اس پر اثر ضرور ہوگا۔ آپ کو بخوبی معلوم ہوگا۔ کہ پرانے زمانے میں ہمارے بزرگ بات بات پر بن باس دیا کرتے تھے۔ بات ہوئی نہیں اور جنگل کا بسیرا ملا نہیں۔ مگر آج کل یہ طرز عمل نام کو مفقود ہے۔ خیر وہ تو دور کا معاملہ ہے حالات حاضرہ کو ملاحظہ فرمائیے۔ سوراج لیوا حضرات ہی کی کیفیت پر نظر ڈال لیے۔ جو حالات کل تھے وہ آج نہیں۔ اور جو آج ہیں وہ کل نہ ہوں گے۔ استقلال کا توقف صداقت پر ہے۔ جب وہ صداقت ہی ندارد تو استقلال کہاں سے آئے۔ صداقت سے تسکین قلب حاصل ہوتی ہے۔ تسکینِ قلب سے استقلال اور استقامت پیدا ہوتی ہے۔ لہذا اب اگر مابدولت پھسل گئے تو کیا ہوا۔ کوئی چنداں مضائقہ نہیں۔ فطرت کا تقاضا ہی ایسا ہے۔ بزرگوں سے ورثہ ہی یہی ملا ہے۔ سچی بات تو یہ کہ بارہا اینجانب نے کنج عزلت اختیار کی۔ اور بارہا امور ناموافقہ پر دسترس حاصل کرنے کے لئے متواتر کوشش کی۔ مگر وائے حسرت کہ ناکام رہے۔ دماغ شریف بھی جواب دے بیٹھے۔ بالآخر پنڈت اور اپدیشک لوگوں کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ مگر وائے ناکامی اللہ میاں نے شکل ہی کچھ ایسی عطا فرمائی ہے جس کی شباہت مسلمانوں سے ہے۔ اپنوں نے بیگانہ سمجھ کر جواب ہی دینے سے انکار کر دیا۔ اور اس پر بھی تشفی نہ ہوئی تو نو آموزی اور ناتجربہ کاری کا سرٹیفکیٹ تو دے ہی دیا۔ اور ... تو ناکامیوں کی بوچھاڑ تو

کہیں گئی نہیں۔ وہ تو دم کے ساتھ ہے۔ بات ہوئی نہیں اور موتی جھڑے نہیں۔ غرضکہ اپنے الجھے ہوئے خیالات کی گتھی کو سلجھانے کی ہر ممکن طور سے کوشش کی مگر وائے حسرت کہ ناکام اور نامراد رہے۔ آخر تنگ آمد و سخت آمد۔ مجبوراً خاموشی کی چادر اوڑھنی پڑی۔ اور ست بچن کا پاٹ رٹنا پڑا۔ اگر کسی نے رات کو دن بتایا تو کہہ دیا ست بچن۔ اور اگر دن کو رات بتایا تو کہہ دیا ست بچن۔ کیا معنی کہ عقل اور دماغ آنکھوں کو کھلے طور پر فرلو ... دے دی۔ یا یوں کہیے کہ جس طرح مہاتما گاندھی جی شانتی کا پاٹھ کرتے ہیں اسی طرح ابن جانب ست بچن کا پاٹھ رٹتے ہیں۔ اور آپ کو بھی اگر ہماری طرح ست بچن کا پاٹھ رٹنا منظور ہے تو آئیے اور شوق سے آئیے اور بسر و چشم آئیے۔ چشم ما روشن دلِ ما شاد۔ شدھ ہو جائیے۔ اور ... میں بھول گیا۔ معاف فرمائیے۔ شدھ تو آپ پہلے ہی ہیں۔ شدھ تو وہ ہوتا ہے جو پہلے اشدھ ہو۔ یعنی برعکس۔ لہذا اگر شدھ ہونا منظور ہے۔ تو ہو جائیے۔ اس میں اینجانب کو کیا عذر ہو سکتا ہے۔ ہاں ایک بات بھول گیا

خدا کہ با عقوبتِ دوزخ برابر است
رفتن بپائے مروی ہمسایہ در بہشت

اگر ارادہ مصمم ہے اور دل سے یہی ٹھانی ہے تو ایک راجا یعنی حجام کو ضرور ہمراہ لیتے آئیے اور اپنے پیڑھے بالوں کی رخصت دوسرے لفظوں میں استغفار پڑھوا لیجئے اور ان کو سنوارنے کی بیماری تو آپ کو روزِ اوّل ہی سے ہے۔ مجھے اچھی طرح سے وہ دن یاد ہیں۔ جب آپ پر اباجان ناراض ہو کر کہا کرتے تھے کہ جاؤ نالائق بال تو کٹوا آؤ۔ لیکن آپ تھے کہ کان پر جوں تک نہیں رینگتی تھی۔ لہذا اپنی عادت کو خیرباد کہہ ڈالئے۔ اُسترہ لے کر بالوں کی صفائی کے پیچھے پڑ جائیے۔ اور آئینہ سامنے رکھ کر یوں گنگنائیے۔

ڈاڑھی اور مونچھ کا صفایا ہے
فارغ البال اس کو کہتے ہیں

ہر اتوار کو سماج مندر کھلتا ہے۔ دس بجے آ براجیے اور جس وقت راجا تمہارا سر کاٹنے۔ کیا معنی کہ بالوں کا بوجھ اُتارے اس وقت باآواز بلند یہ منتر پڑھئے۔ یجروید ادھیائے ۳ منتر ۶۳ پارسکر ۲-۱-۱۱

اوم تو رنتیا یوشنے اہادیائے پرجن تائے۔ راے
سپوشائے سپرجا ستوائے سو دیریائے

(ماخوذ از سنسکار ودھی مولفہ سوامی دیانند جی مہاراج باب منڈن سنسکار)

مطلب:۔ اے اُسترے تو سُندر روپ ہے۔ تیرا اتیارک فولاد کی طرح لوہا ہے۔ تیرے لئے ہم تعظیم کرتے ہیں۔ ایشور کرے کہ تو تکلیف نہ دے۔

یہاں پر ایک واقعہ یاد آ گیا۔ کسی مہاشہ کے گھر منڈن سنسکار تھا۔ کئی مہاشے اور دیگر لالہ صاحبان کو شرکت کا فخر حاصل تھا۔ جس میں اینجانب بھی خصوصیت کے ساتھ تھے۔ راجا بلایا گیا۔ اس نے اُسترے کو پتھری پر رگڑا۔ کارروائی شروع ہوئی۔ راجہ سر کو ٹنڈ بنانے میں مشغول ہو گئے۔ اور باقی سب لوگ مل کر باآواز بلند پڑھنے لگے۔ مذکر منتر صاحب۔ میرا یہ سننا تھا کہ پارہ حرارت ایک سو نوے ڈگری پر چلا گیا۔ اپنے تئیں ضبط کرنے کی کوشش کی۔ مگر فضول۔ جس بات کا اندیشہ تھا وہی ہوا۔ جو نہ کہنا تھا وہ کہہ دیا۔ یعنی یہ خوب انصاف ہے کہ محنت تو کرے تھتو۔ اور نام پائے بدھو۔ حجامت تو کرے حجام اور توصیف پائے اُسترہ۔ ہمارا یہ کہنا تھا اور راجہ کا سننا تھا۔ کہ غیرت نے دم مارا۔ آپے سے باہر ہو گئے۔ غصہ سے لال ٹماٹر ہو گئے۔ آؤ دیکھا نہ تاؤ۔ اُسترے کو دیوار پر ایسا پھر کے مارا کہ بیچارا ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ اور لگا کہنے کہ۔ لو اب کرو۔ اُسترے کی توصیف کر لے یہ تمہارا منڈن سنسکار۔ یہ کہا اور چلتا بنا۔ مہربانم یہ کیفیت دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ لڑکے کا سر آدھا تو صفاچٹ ٹنڈ بنا ہوا تھا اور آدھا جوٹ صحیح سلامت۔ اور منہ مکھیوں کا ہیڈ کوارٹر۔ اور دیگر مہاشے اور لالہ صاحبان ہیں۔ کہ ہک بک۔ صم بکم ایک دوسرے کے منہ کو تکنے لگے کہ یہ کیا تھا۔ اور کیا ہو گیا۔ مگر میں تھا کہ مارے ہنسی کے پیٹ میں بل پڑے جاتے تھے۔ دل کہتا تھا ضبط کر۔ تہذیب کہتی تھی اور ہنس۔ شروع شروع میں تو اینجانب وحشت سے کسی قدر دبک گئے تھے۔ مگر بعد میں یہ خیال کیا۔ کہ اچھا ہوا۔ راجہ نے اُسترہ بجائے دیوار کے کسی کی ناک پر نہیں مارا۔ ورنہ اور شامت بن جاتی۔ بھگوان جو کرتا ہے بھلی کرتا ہے۔

ہاں دوست۔ ایک اور بات وہ یہ کہ اس منتر کے پڑھتے وقت

خبریں

—— شملہ ۳۱ رمئی۔ ہز ہائی نس آغا خاں نے رائل ایرو کلب کی وساطت سے ۵۰۰ پونڈ کا مزید انعام اس پہلے ہندوستانی کے لئے مقرر کیا ہے جو ہندوستان کے کسی مقام سے پرواز کرکے تاریخ روانگی سے چار ہفتوں کے اندر کیپ ٹاؤن پہنچ جائے۔ اس کے متعلق قواعد وضوابط ایرو کلب آف انڈیا مرتب کر رہا ہے۔

—— پشاور ۲۹ رمئی آج ۹ بجے صبح کابلی دروازے سے ایک گورے کے ہاتھ سے ایک عورت اور بچے ہلاک ہوگئے۔ بچے فی الفور مر گئے۔ لیکن عورت کو لیڈی ریڈنگ ہسپتال میں پہنچایا گیا۔ جہاں کہا جاتا ہے کہ اس کی حالت خطرناک ہے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ گورا نائک جو کابلی دروازے پر متعین تھا بندوق صاف کر رہا تھا۔ اتفاقاً گولی چل گئی۔ اور ایک تانگہ کو جا لگی جس میں سردار گنگا سنگھ سپروائزر فوجی ڈیری فارم کی بیوی اور دو بچے سوار تھے۔

چیف کمشنر صوبہ سرحدی نے اس واقعہ پر اظہار افسوس کیا ہے۔ اور اردو اور انگریزی زبان کا ایک اشتہار شہر میں شائع کیا ہے۔ جس میں حادثہ کی نوعیت بیان کرنے کے بعد سردار گنگا سنگھ کے ساتھ دلی ہمدردی اور گہرے رنج کا اظہار کیا ہے۔ اور لکھا ہے کہ جہاں تک ان کے اختیار میں ہے۔ اس کی تلافی کی جائے گی۔

آج بعد دوپہر سٹی مجسٹریٹ نے اس افسوسناک حادثہ کی تحقیقات کی۔ شہر میں سخت جوش پھیلا ہوا ہے۔ کابلی دروازے کے ارد گرد ایک بڑا ہجوم اکٹھا ہوگیا۔ جسے پولیس اور فوج نے منتشر کر دیا۔ ایک فائر بھی کیا گیا۔ لیکن کوئی شخص مجروح نہیں ہوا۔ قصہ خوانی بازار بالکل صاف ہوگیا۔ اور گیارہ بجے تک کوئی مزید حادثہ وقوع پذیر نہیں ہوا۔ اس کے بعد کئی ہزار آدمیوں کا ہجوم گورکٹری میں جمع ہوا۔ گورکٹری بازار سے ایک فوجی حفاظتی دستہ گزر رہا تھا۔ ہجوم نے سپاہیوں کے ہاتھ سے بندوقیں چھیننے کی کوشش کی جس پر انہوں نے حفاظت خود اختیاری کے لئے سترہ فائر کئے۔ نقصان کا صحیح اندازہ ابھی تک نہیں کیا گیا۔ مجروحین کو علاج کے لئے لیڈی ریڈنگ ہسپتال میں بھیجا گیا۔ افواہ ہے کہ تین آدمی مقتول ہوئے۔ جن کی نعشیں اٹھا کر لے گئے۔ شہر کے تجارتی حلقوں میں دوکانیں بند ہوگئیں۔ لیکن کوئی مزید فساد نہیں ہوا۔

سرکاری اعلان ہے کہ اس فساد میں ۷ آدمی ہلاک اور ۱۹ مجروح ہوئے۔

—— ۳۰ مئی کو رات کے ۱۱ بجے وائرلیس ٹیلیگرافی (لاسلکی) کے ذریعہ سے پورٹ سوڈان سے یہ اطلاع موصول ہوئی کہ حضرت مولانا قاضی محمد سلیمان (مصنف رحمۃ للعالمین) نے حج سے واپس آتے ہوئے جہاز میں داعی اجل کو لبیک کہا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آپ آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس کے صدر تھے۔ لیکن ہندوستان بھر میں کوئی ایسا اسلامی فرقہ نہ ہوگا۔ جس کے مقتدر حضرات آپکا تہ دل سے احترام نہ کرتے ہوں۔ آپ اس دفعہ حج بیت اللہ کے بعد مصر تشریف لے جا رہے تھے۔ لیکن جہاز میں حیات مستعار نے جواب دے دیا۔ اور یہ پیکر علم وفضل اور مجسمہ اخلاق اسلامی دنیا والوں کی نگاہوں سے اوجھل ہوگیا۔

اللہ تعالےٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ اور ان کے بھائی قاضی عبد الرحمٰن وکیل۔ آپ کے فرزند رشید قاضی عبد العزیز صاحب انسپکٹر اور دوسرے تمام متعلقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

—— شملہ ۳۰ رمئی ۱۱ر اکتوبر کو شنبہ کے روز انڈین ریلوے کانفرنس ایسوسی ایشن کا سالانہ جلسہ ساؤتھ انڈین ریلوے کے ایجنٹ مسٹر پی رد تھیرا کے زیر صدارت ہوا۔

—— شملہ ۱۳ر مئی۔ حکومت کی توجہ اخبارات کے نام اس برقی پیغام کی طرف منعطف کی گئی ہے۔ جس میں لکھا ہے کہ ضلع بنوں کے تعلق دیہات کے خلاف ہوائی تاخت کی گئی ہے۔ یہ بیان بالکل غلط ہے۔ ضلع بنوں کے کسی گاؤں یا برطانی علاقے کے کسی اور مقام میں ہوائی جہازوں کے ذریعے سے کوئی کارروائی نہیں کی گئی۔

—— شملہ یکم جون۔ آج بعد دوپہر پنجاب کے زمینداروں کا ایک وفد گورنر پنجاب کی خدمت میں پیش ہوا۔ سپاسنامہ کا جواب دیتے ہوئے۔ گورنر نے کہا کہ وفد نے جن خیالات کا اظہار کیا ہے ان میں بعض امور حکومت اور مسلمان دونوں کے لئے بڑے اہم ہیں۔ ہز ایکسیلنسی نے افسوس ظاہر کیا کہ وہ صوبہ سرحد، لکھنؤ، اور مرکزی اور امپیریل سروس میں مسلمانوں کے تقرر کے متعلق کوئی رائے نہیں دے سکتے۔ لیکن وہ حکومت ہند کے پاس وفد کے مطالبات پیش کر دیں گے۔

—— چودہری شیر جنگ ملزم مقدمہ احمد گڑھ ڈکیتی کے خلاف لدھیانہ میں جو مقدمہ چل رہا تھا اس کا فیصلہ سنا دیا گیا ہے۔ آپ کو عمر قید کالا پانی کی سزا ملی ہے۔ سزا کا حکم سنائے جانے کے بعد آپ کو جیل کی لاری میں بٹھا کر کسی نامعلوم جگہ کو لے جایا گیا۔

—— لنڈن ۲۹ رمئی۔ آج دار العوام میں سوالات کے دوران میں مسٹر بجوڈ بین وزیر ہند نے بیان کیا کہ اب فیصلہ کر لیا گیا ہے کہ سائمن رپورٹ کی ہر ایک جلد کی قیمت تین شلنگ ہوگی۔

—— کلکتہ ۱۳ر مئی۔ متعدد ڈاکے پڑنے کی اطلاع موصول ہوئی ہے۔ بادرم تلی میں کثیر التعداد چاول لوٹے گئے۔

ہندو خوفزدہ ہوکر ڈھاکہ کو خالی کر رہے ہیں "مجلس امن" کی کوششوں کے باوجود ہندوؤں کی دکانیں نہیں کھلیں۔

—— لاہور ۲ جون۔ فیروز پور روڈ پر ایک مکان سے چند بنگالی نوجوانوں کے قبضہ میں بیان کیا جاتا ہے لونم برآمد ہوئے کہا جاتا ہے۔ آج شام کو ساڑھے چار بجے مذکورہ مکان کے نزدیک ایک بم پھٹا۔ اطلاع ملنے پر سپرنٹنڈنٹ پولیس پولیس کی ایک جماعت لے کر موقعہ پر پہنچے۔ مکان کی تلاشی لی گئی۔ جو ایک گھنٹہ تک جاری رہی۔ ۹ بم اور کچھ کیمیاوی ادویہ برآمد ہوئیں۔ مکان کے رہنے والے اسی وقت سے روپوش ہیں۔ پولیس اس معاملہ میں کوئی اطلاع بہم نہیں پہنچاتی۔

مزید تحقیقات سے معلوم ہوا ہے کہ دو نوجوانوں نے جن میں سے ایک بنگالی تھا اور دوسرا یو پی کا رہنے والا معلوم ہوتا تھا۔ ۱۲ر مئی کو یہ مکان کرایہ پر لیا۔ جس میں وہ ایک بڑھیا کے ساتھ رہتے ہیں۔ جب بم پھٹا تو ہمسایوں نے خیال کیا کہ بندوق کا فائر ہوا ہے۔ لیکن مکان کے نزدیک جانے پر معلوم ہوا کہ تمام مکان میں دھواں بھرا ہوا ہے۔ اسی وقت پولیس کو اطلاع دی گئی۔ چند بم۔ بموں کے خول کیمیاوی اشیاء اور مقدمہ سازش کی کارروائی۔ ایک بکس سے برآمد ہوئی۔ پولیس تحقیقات کر رہی ہے۔ ابھی تک کوئی شخص گرفتار نہیں ہوا۔ کرایہ دار روپوش ہیں۔

—— شملہ یکم جون۔ معلوم ہوا ہے کہ ۷ رجولائی کو شملہ میں اسمبلی کا ایک مختصر سا اجلاس منعقد ہوگا۔ جس میں اسمبلی کا آئندہ صدر منتخب کیا جائیگا۔ خیال کیا جاتا ہے کہ مولوی محمد یعقوب ڈپٹی پریذیڈنٹ کامیاب ہو جائیں گے۔

—— لنڈن ۱۳ر مئی۔ ملک معظم چند روز میں پورے صحت یاب ہو جائینگے۔ کل وہ ملکہ کے ساتھ ناسکینی کے جلسہ سرود میں جو البرٹ ہال میں منعقد ہوگا تشریف لے جائیں گے۔ لیکن یہ فیصلہ ہو چکا ہے کہ ان کے لئے ۳ جون کو اپنی سالگرہ کے جشن میں شریک ہونا جس میں انہیں دو گھنٹے تک گھوڑے پر سوار رہنا پڑے گا۔ اچھا نہیں۔

—— یروشلم ۳۱ر مئی۔ ہائی کمشنر نے ان ۲۲ عربوں کی سزا کو جنہیں گذشتہ فسادات فلسطین کے سلسلہ میں موت کی سزا دی گئی تھی۔ عمر قید کی سزا میں تبدیل کر دیا گیا ہے۔

—— بمبئی یکم جون۔ مسز منشی اور دوسری عورتوں کو رہا کر دیا گیا ہے۔ وڈالہ سے فوج واپس بلا لی گئی ہے۔ کانگرسی حملہ آور جو ایک سو پچاس کے قریب تھے خفیف طور پر زخمی ہوئے۔ کیونکہ پولیس نے بہت احتیاط سے کام لیا تھا۔

—— امرتسر یکم جون۔ آج پچیس ستیہ گرہیوں کا پانچواں شہیدی جتھہ ریل گاڑی کے ذریعہ سے نارووال کی راہ پشاور کی جانب روانہ ہوگیا۔

دیہات میں پروپیگنڈا کرنے کے لئے بھی سات ستیہ گرہیوں کا ایک جتھہ آج روانہ ہوگیا۔

پنجاب سے دہارا سانہ کے لئے جو جتھہ تیار ہو رہا ہے اس میں شامل ہونے کے لئے آج پانچ رضاکار لاہور کو روانہ ہوگئے۔

—— پشاور ۳۱ر مئی۔ ڈاکٹر دنصاری نے مسٹر پٹیل کو اطلاع دی ہے کہ چونکہ ان کے بھائی بیمار ہوگئے ہیں اس لئے وہ تحقیقات میں شامل نہیں ہو سکتے۔

—— طبیہ کالج لاہور کا داخلہ یکم جون سے شروع ہوگا۔ حکیم حاذق میں میٹریکولیشن منشی یا مولوی پاس طلبہ لئے جاتے ہیں۔ سند نہ ہونے کی صورت میں امتحان داخلہ لیا جاتا ہے۔

—— ۳۱ مئی کو رات کے ۱۰ بجے چارسدہ، پڑانگ، بازہ قاسم خیل کا محاصرہ ہوا۔ رسالہ اور گورہ فوج جا بجا کھڑی تھی۔ مسلح موٹر کاریں سڑک پر گشت لگا رہی تھیں۔ لوگوں کی آمد ورفت بند کر دی گئی تھی۔ قائم شاہ ایل ایل بی وکیل اور عبد اللہ شاہ ہر دو صاحبان کی خانہ تلاشیاں ہوئیں۔ مندرجہ ذیل حضرات گرفتار ہوئے۔

قائم شاہ وکیل چارسدہ۔ میاں محمد زمان بزرگان (محمد شاہ پیر سٹر قاضی محمد خلیل مدا سیر ترنگ) شیر علی خاں صدر جرگہ پڑانگ۔ اسلم خاں نائب سالار خدائی خدمتگاران پڑانگ۔ شہزادہ کپتان (خدائی خدمتگاران) پڑانگ حمد اللہ صدر جرگہ چارسدہ اور نیز نائب صدر جرگہ چارسدہ۔

—— دارجلنگ ۲۷ر جون۔ ایسوسی ایٹڈ پریس کو معلوم ہوا ہے کہ گورنر بنگال صحت کے وجوہات کی بنا پر ۷ر جون کو رخصت پر جا رہے ہیں۔ آپ نے رخصت پر جانے کا ارادہ سیاسی حالات کے پیش نظر ملتوی کر دیا تھا۔

ایک ضروری یاددہانی

میں نے جون ۱۹۳۰ء کے پرچہ میں جملہ دوستوں سے بالعموم اور ممبران و سیکرٹری صاحبان شاخہائے انجمن سے بالخصوص کچھ معروضات کی تھیں۔ اور اس کے بعد ایک علیحدہ چٹھی کے ذریعہ سے بھی تمام احباب جماعت کو بعض ضروری امور کی طرف توجہ دلاکر ہر ایک سے براہ راست یا بتوسط شاخ کی معرفت جواب کے لئے التجا کی تھی۔ اس وقت ایک ماہ کے قریب وقت گذر چکا ہے۔ کچھ جواب موصول ہوئے ہیں۔ اور اکثر کے جوابات کی انتظار میں ہوں۔ میں ان دوستوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے کچھ تکلیف اٹھا کر جواب بھجوایا ہے۔ اور باقی تمام احباب سے التجا ہے کہ وہ توجہ فرمائیں۔ اور اس کام کو جو ان کے توجہ فرمانے سے جلد ہو سکتا ہے تاخیر میں نہ ڈالیں۔ کیونکہ اس سے انجمن کی مشکلات میں اضافہ ہوتا ہے۔ دوستوں کا سال میں ایک دو مرتبہ یہاں یا دوسری جگہ اکٹھا ہو کر کچھ تجاویز کر لینا کوئی نتیجہ نہیں رکھتا جب تک کسی قوت کے ساتھ تمام سال ساری جماعت ان باتوں پر عمل درآمد نہ کرے۔ اور ماہوار چندہ کے متعلق چھ ماہ کا عرصہ گذر گیا ہے۔ جسے کانفرنس میں پاس کیا تھا۔ اور اس طرح آمدنی کے بڑھانے کی ایک راہ نکالی گئی تھی۔ بعض فرینڈس ایسی ہیں جن میں آمدنی زیادہ درج ہے۔ اور بالمقابل مقررہ چندہ ایک آنہ فی روپیہ سے کم درج کیا ہے۔ ان کو اگر کوئی غلط فہمی ہو تو وہ دور فرمالیں۔ انجمن اپنے ملازمین سے ان کی کل مقررہ تنخواہ وغیرہ سے ایک آنہ فی روپیہ کل رقم سے وضع کر لیتی ہے۔ اس کے بعد جو رقم ان کو ملتی ہے اس میں سے وہ اپنے باقی اخراجات پورے کرتے ہیں۔ یہی طریق باقی دوستوں کو عمل میں لانے کی ضرورت ہے۔

بعض دوستوں نے ان سارے امور کے متعلق جوابات نہیں دیئے۔ جن کے متعلق استفسارات تھے۔ اور اس طرح بغیر تکمیل کے کاغذات کو واپس پہنچا دیا۔

ان حالات میں میں پھر اپنے جملہ احباب سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اپنی ذمہ داری کو محسوس کریں۔ اور میری معروضات پر جلد توجہ دے کر اپنی جماعتوں کا پورا انتظام کریں۔ اور ایک آنہ فی روپیہ چندہ کی تحریک پر عمل درآمد کرا کر مجھے اس سے مطلع کریں۔ میں بڑا ممنون ہوں گا۔ مجاہدین کی جماعت کو اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے کہ وہ اس کام کو پورے زور سے اور پوری سعی سے تکمیل تک پہنچا پائیں۔ آمین۔

خاکسار صدر الدین

جنرل سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

ہمارے بزرگ

مسلمان جہاں اپنی عظمت و جبروت، حکومت و شان و شوکت کھو بیٹھے ہیں وہاں وہ اپنے اسلاف کی روایات اور ان کے زریں کارناموں کو بھی بھلا چکے ہیں۔ علم تاریخ سے بجز اس کے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوتا کہ لوگ زمانہ ماضی کے قصص، واقعات اور حالات سے سبق حاصل کریں۔ واقفیت بہم پہنچائیں۔ تجربات وسیع کریں۔ اور مفید راستہ پر عمل پیرا ہوں۔ اور مضر افعال سے بچیں۔ خصوصاً اسلامی تاریخ میں ہزارہا سبق ایسے ہیں اور بیسیوں ایسے واقعات اور حالات ہیں کہ مطالعہ کرنے والے کے لئے عملی زندگی میں رہنما کا کام دیتے ہیں۔ مگر مسلمان یہ سب کچھ بھلا اور گنوا بیٹھے ہیں۔ ان کے اسلاف کی اولوالعزمی۔ ایثار خلوص۔ شجاعت۔ ہمت و استقلال اور دیگر اخلاق حسنہ آج اغیار کی زبان زد ہوں تو ہوں۔ اور غیر اقوام کے دلوں میں نہ ان کا احترام ہے اور ان کی لافانی عظمت منقوش ہو تو ہو۔ مگر ان کے اپنے نام لیواؤں کے دلوں میں نہ ان کا احترام ہے اور نہ انہیں ان کے حالات ہی سے واقفیت و آگاہی ہے۔ وہ ولنگٹن۔ شیکسپیر۔ نپولین وغیرہ کے نام جانتے ہیں۔ ان کے کارناموں کی فہرست انہیں ازبر ہے۔ وہ بات بات میں ان کے کارناموں اور نصائح کا حوالہ دیں گے۔ مگر خود اپنے اسلاف کی روایات اور ان کی شاندار ترقی علمی احسانات اور فضائل اور کارگذاریوں کا ذکر نہ کریں گے۔ کسی قوم کی اس حد تک مردہ دلی اور اپنوں سے بیگانگی اور اجنبیت اور ناواقفیت کے باوجود اصلاح کی امید ہو سکتی ہے؟ یوں تو اس قوم کا ہر امیر، غریب، خورد و کلاں، شاہ و گدا، توانا و ناتوان قابل رشک اور ابنائے جنس کے لئے ہمدرد و غمخوار ہو گذرا ہے۔ اور اس کے افعال دوسروں کے لئے نمونہ اور مثال قائم ہو چکے ہیں۔ مگر ان میں اکثر نامور اور مشاہیر ایسے گذرے ہیں کہ ان کا ثانی دنیا نے آج تک پیدا کیا اور نہ کرے گی۔ صلاح الدین ایوبی کو اس کے ہم قوم اور ہم مذہب بھول جائیں اور اسے دنیا سے گئے ہوئے مدتیں گذر جائیں۔ اس کے مزار کا حوادث زمانہ نام و نشان تک مٹا دیں۔ مگر کیا اقوام عالم کے سینوں اور دلوں میں اس کے زریں کارنامے اس کی مذہبی حمیت اس کی غیرت اور اس کی شاندار کامیابیاں اور اس کی لاثانی شجاعت محو ہو سکتی ہے۔ جن اقوام نے اس کی شمشیر خارا شگاف کی قوت دیکھی ہے اس قوم کی نسلیں قیامت تک اس کے کارناموں کو سراہتی رہیں گی۔ اور کبھی نہ بھولیں گی۔ اور صفحہ تاریخ پہ دہرہ ڈ" اور صلاح الدین کا نام ابدالآباد تک لکھا ہوا دکھائی دے گا۔ اسلامی تاریخ سے بے خبر لوگ نپولین کی شجاعتوں، استقلال اور ہمت کے راگ الاپتے پھریں۔ اس کی سوانح عمری کو راہنما بنالیں۔ اس کے اوراق زندگی کا مطالعہ مفید سمجھیں۔ مگر عقبہ بن نافع کی شجاعت اولوالعزمی پر آسمان و زمین گواہ ہیں اور دنیا اس کی تصدیق ثبت کر چکی ہے کہ عقبہ کے بعد یہ پیر زال ایسا سپوت پیدا کر نہیں سکی۔ اُف رے ہمت۔ اللہ رے استقلال۔ مصر، عدم، ایران نے جب جبروت اسلامی کے آگے ہتھیار ڈال دیئے اور حلقہ اطاعت میں داخل ہو گئے۔ تو اس شیر اسلام اور نہنگ بحر توحید نے گھوڑا سمندر میں ڈال دیا۔ اللہ اللہ کیا جوش تھا کیا عزم تھا۔ جس نے اس کی زبان سے کہلایا "او میرے یکتا و بے ہمتا معبود! اگر سمندر میری راہ میں حائل نہ ہوتا۔ تو میں اس سے گذر کر نامعلوم اقوام مغرب میں جا کر تیری توحید کی منادی کرتا۔ اور آخری قطرہ خون کا میرے جسم سے جب نکلتا تو تبلیغ حق میری زبان پر ہوتی۔ سینہ محبت سے معمور تھا۔ آنکھوں میں تیرا نور اور دل میں سرور ہوتا۔" قطبین میں پہنچنے والے سیاح اور ہمالیہ کی بلند ترین چوٹیوں پر چڑھ کر تحقیق علمی میں مصروف محقق بے شک سراہے جانے کے قابل ہیں۔ مگر یہ جذبہ، یہ خلوص، یہ ہمت، یہ استقلال، یہ جان فروشی اور جاں نثاری تو دنیا میں کہیں چراغ لے کر ڈھونڈنے سے بھی نہ ملے گی۔ اقوام مغرب آج اگر طاقت پر نازاں ہوں۔ اسلحہ حرب بیشمار ایجاد ہو جائیں۔ مشین گنوں اور جنگی توپوں زرہ پوش گاڑیوں اور ہوائی بیڑوں پر اترائیں۔ مگر جبل الطارق آج بھی طارق کی لافانی جسارت و شجاعت کا گواہ ہے۔ اور مصر آج بھی اس قابل فخر فرزند اسلام کے کارناموں پر انگشت بدنداں ہے۔ سیف اللہ سرحد کی فتنہ انگیزیوں سے مجبور ہو کر بے سروسامانی اور قلیل لشکر سے ایک منظم سلطنت اور باقاعدہ افواج کے مقابلہ کے لئے نکلتا ہے۔ دشمن کی صد ہا گرو یاں ان کی ان کی شاردن اور غنیم کی مور و ملخ جیسی افواج کا خیال نہ کر کے کس جاں نثاری سے جنگ کے لئے تیار ہوتا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ تبلیغ حق کے لئے نمائشی فوجوں اور اسلحہ حرب کی ضرورت نہیں۔ یہاں خلوص چاہئے۔ اور نصرت ایزدی شامل حال ہونی چاہئے۔ وہ بادبان جن پر سوار ہو کر غیروں کے ملک میں آئے تھے جلا دیئے جاتے ہیں۔ اس اعتماد پر کہ فتح و نصرت ہمارے ساتھ ہے۔ اور نتیجہ وہی نکلتا ہے جس پر اسے یقین تھا۔ وہ سرزمین شرک و معصیت سے پاک ہو جاتی ہے اور چاروں طرف خدا کے نام کا بول بالا ہوتا ہے۔ اور ذرہ ذرہ چپہ چپہ نور ایمان سے منور ہو جاتا ہے۔ یہ تو تھا قرون اولیٰ کا حال۔

خلفائے عباسیہ بعد ہندوستان میں سلطنت مغلیہ کے کارنامے ایسے نہیں۔ جن کی دنیا میں نظیر مل سکے۔ اکبر و عالمگیر کی بچپن کی شجاعت۔ شاہجہان کا شوق تعمیر اور جہانگیری زنجیر شیر شاہی عدل و انصاف۔ بابری ایثار اور تیموری اولوالعزمی اور استقلال کی نظیر کہیں پیدا تو کیجئے۔ مگر افسوس کوئی ان بزرگان کے کارناموں سے کچھ سیکھنے کی کوشش بھی کرے۔

(صبح امید)

سکندر راؤ میں اسلامی جلسہ

انتظامیہ کمیٹی کے صدر کا بصیرت افروز خطبہ

شکریہ

معزز حضرات! میں انتظامیہ کمیٹی کی طرف سے آپ حضرات کی تشریف آوری کا شکریہ تہِ دل سے ادا کرتا ہوں۔ سکندرہ راؤ ایک پرانا اور تاریخی قصبہ ہے۔ ایک زمانہ تھا کہ یہ اپنی خوشحالی اور تاریخی روایات پر ناز کیا کرتا تھا علم و ہنر کے چشمے جاری تھے۔ انصاف اور رواداری کا یہ عالم تھا کہ شیر اور بکری ایک گھاٹ پانی پیتے تھے۔ دین داری کا ہر طرف چرچا تھا۔ لیکن اب نقشہ بدل گیا ہے۔ نہ وہ دین داری ہے اور نہ وہ خوش حالی۔ بلکہ اب ایسی ایسی بدترین حوصلہ شکن باتیں مسلمانانِ قصبہ کے اندر خصوصاً اور مسلمانانِ عالم کے اندر عموماً سرایت کر آئی ہیں۔ جنہوں نے مسلمانوں کو قعرِ ضلالت میں دھکیل دیا اور رسوائے عالم بنا دیا ہے۔ ایک وقت تھا جب کہ ہم تمام صفاتِ حمیدہ اور نکاتِ پسندیدہ کے سرچشمے تھے۔ لیکن اب محض افسانۂ ماضی ہے۔ یہ اس قصبہ کی انتہائی خوش قسمتی ہے کہ آپ حضرات یہاں تشریف لائے۔ بہت ممکن ہے کہ آپ کے ناخنِ تدبیر سے ان کی ضلالت اور رسوائی، ذلت اور خواری کی پیچیدہ گتھی سلجھ جائے۔ آپ بحیثیت روحانی اطبا ہمارے ایسے امراض کے جملہ پہلوؤں پر غائر نظر ڈال لیں گے۔ میں بھی چند اہم عوارض کی طرف آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں۔

ہم کیوں ذلیل اور خوار ہیں؟

آج دنیا میں ہمارا شمار مردہ قوموں میں کیا جاتا ہے اور بجا طور سے کیا جاتا ہے کیونکہ وہ تمام باتیں جن سے زندگی کا ثبوت ملتا ہے ہم میں مفقود ہیں۔ آج دنیا میں وہی قوم زندہ رہ سکتی ہے جس میں زندہ رہنے کی طاقت پائی جاتی ہے۔ موجودہ دنیا میں ایسی قوم کے لئے جو اخلاقی، اقتصادی اور سیاسی پہلو سے کمزور اور پست ہو کوئی جگہ نہیں ہے۔ ہم انہیں اسلاف کے اخلاف ہیں جنہوں نے اسپین کو فتح کر کے کس جاہ و جلال اور تزک و احتشام سے تقریباً ایک ہزار سال تک حکومت کی۔ لیکن جب فرزندانِ اسلام صراطِ مستقیم سے بھٹک گئے۔ اور ہم اللہ اور رسول کے احکام کو پس پشت ڈال کر نفس کے بندے بن گئے تو خدا نے ہمارے اوپر ایک ایسی قوم کو مسلط کر دیا جس کے اوپر ہم خود حکومت کر رہے تھے۔ کیا تاریخ اسپین بھی ہمارے لئے عبرت کا سامان موجود نہیں ہے؟ ہندوستان میں کیا ہوا؟ عراق اور فلسطین میں کیا ہو رہا ہے؟ نہ معلوم ہم اپنی غفلت کی نیند سے کب بیدار ہوں گے؟ اگر ہمارے اندر کچھ بیداری کے آثار پیدا بھی ہوتے ہیں۔ اگر ہم اپنے مفلوج اعضاء کو متحرک بھی کرتے ہیں تو یہ باطل عقیدہ ہم کو پھر سلا دیتا ہے۔ کہ مسلمانوں کی حالت روز بروز بدتر ہوتی جائے گی۔ جب تک حضرت امام مہدی نازل نہ ہوں گے۔ اس عقیدہ نے ہم کو کاہل آرام طلب بنا دیا ہے۔ اور ہم بے فکر ہو کر بیٹھ گئے ہیں۔ کہ ہماری حالت خود بخود بہترین جاوے گی۔ خداوند کریم کا تو یہ ارشاد ہے کہ وہ کسی قوم کی حالت کو اس وقت تک نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنی حالت کو بدلنے کے لئے تیار نہ ہو۔ کیا یہ کلام پاک کے اس صریح حکم کی خلاف ورزی نہیں ہے؟ کیا "تا تریاق از عراق آوردہ شود مارگزیدہ مردہ بود" کا مقولہ ہم پر صادق نہیں آئے گا؟ اب یہ آپ حضرات کا کام ہے کہ ہمیں بتائیں کہ یہ عقیدہ ہماری موجودہ پستی کا کہاں تک ذمہ دار ہے۔ اس عیش پسندی اور آرام طلبی کا کہاں تک نوحہ کیا جائے۔ سلطنت اسی کے نذر ہوئی۔ عزت اور آبرو کو اسی کی قربان گاہ پر بطور بھینٹ کے چڑھایا گیا۔ رسوائے عالم اسی نے بنایا۔ اتنا کھونے پر بھی ہم کو اپنی حالت کا احساس نہیں ہے۔ اصل مرض کی تحقیق اور تفتیش سے ہم دیدہ و دانستہ غافل ہیں۔ اس گئی گذری حالت میں ایک دولتِ ایمان باقی رہ گئی تھی سو وہ بھی اسی دیوی کے بھینٹ چڑھائی جا رہی ہے۔ آج چور ہم کو غافل دیکھ کر اس آخری دولت کے چھیننے کے لئے ہمارے ایمان پر ڈاکہ ڈال رہا ہے۔ دہریت اور مادہ پرستی کا طوفان بڑے زور سے چل رہا ہے۔ نبی کریم صلعم نے ہمیں دولتِ ایمان عطا کی تھی۔ اسی ایمان میں ہماری طاقت اور عظمت کا راز پوشیدہ ہے۔ ہم اس دولت کے امین کی حیثیت رکھتے ہیں۔ کیا آج ہم کو ان افکار و حوادث مصائب اور آلام کا ذرہ برابر بھی خیال ہے جو ہمارے ہادی برحق اور رہبر کامل (صلی اللہ علیہ وسلم) کو شجرِ اسلام کی نشوونما میں پیش آئی تھیں۔ اے ناحق شناس مسلم قوم یہ وہ شجر ہے جس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خون سے سینچا تھا۔ صحابہ کرام نے اس کی حفاظت اور استحکام کے لئے مالی اور روحانی قربانیوں کی بے نظیر مثالیں قائم کی تھیں۔ کیا یہ سب اسی لئے کیا گیا تھا کہ تم اس بے بہا دولت کو اس بے دردی اور سفاکی کے ساتھ ضائع کر دو۔ ہائے اس دولت کو لٹتا ہوا دیکھ کر حضور صلعم کی روح کیا کہتی ہوگی؟

نفاق اور افتراق

افسوس آج باہمی نفاق اور افتراق نے جو غضب ڈھائے ہیں ان کی تفصیل ایک المناک داستان ہے۔ آج ایک اللہ، ایک قبلہ ایک رسول اور ایک قرآن کے ماننے والے ایک دوسرے کے خون کے پیاسے بن رہے ہیں۔ آج ہم اسلامی اخوت کے سبق کو ایسے بھول گئے اور ایسے گمراہ ہو گئے ہیں کہ ہماری مثال بعینہ ان بھیڑوں کی طرح ہے جن کا چرواہا کہیں چلا گیا ہو اور وہ چاروں طرف تتر بتر ہو رہی ہوں ہم کو نہیں معلوم کہ اب کیا کریں۔ اور کدھر جائیں؟ ہماری غفلت اور گمراہی کی یہ انتہا ہے کہ بجائے اس کے کہ ہم اللہ اور اس کے رسول کے ماننے والوں کی تعداد کو بڑھائیں۔ ہم ان کو اپنی جمعیت سے خارج کر رہے ہیں۔ ہمارے علماء کفر کے فتوے شائع کرنے کے لئے کمربستہ رہتے ہیں۔ اللہ کے رسول کا تو یہ ارشاد ہو کہ وہ ہر شخص جو کہ کلمہ گو ہو مسلمان ہے۔ خواہ اس کے ظاہری اعمال کیسے ہی ہوں لیکن آج ہم ذرا ذرا سے فروعی اختلافات میں دوسروں کو کافر بنا دینا ایک معمولی بات سمجھتے ہیں۔ سرورِ دوجہاں حضور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تو نفاق اور افتراق کی جڑ یہ فرما کر کہ تم آپس میں بھائی بھائی ہو کاری ضرب لگاتے ہیں۔ لیکن ہم ہیں کہ اس حکم کی خلاف ورزی کو اپنا فرض سمجھتے ہیں اختلاف ہمیشہ مبارک ثابت ہوا ہے۔ بشرطیکہ نیک نیتی اور اصلاحِ قوم کی خواہش پر مبنی ہو۔ نہ کہ نفس پرستی اور خود غرضی پر۔ جس طرح ایک درخت کے استحکام کے لئے جڑوں اور شاخوں کا پھوٹنا لازمی ہے اسی طرح کسی مذہب کے عالمگیر ہونے کے لئے جائز اختلافات کا ہونا لازمی ہے۔ دنیا کے دیگر مذاہب کے پیرؤوں میں بلحاظ عقاید شدید اختلافات پائے جاتے ہیں۔ لیکن جب کبھی انہیں، مذہبی اور معاشرتی مفاد کو نقصان پہنچنے کا احتمال ہوتا ہے تو وہ اپنے مذہبی اختلافات کو بالائے طاق رکھ کر ایک متحدہ محاذ قائم کر لیتے ہیں۔ کہ جس مقصد کو چاہتے ہیں حاصل کر لیتے ہیں۔

مذہبی اختلافات

ہمارے مذہبی اختلافات نے جو ایک شرمناک مخالفت کی صورت اختیار کر چکے ہیں۔ ہمارے تمام شیرازہ کو منتشر کر رکھا ہے۔ آج ہم سیاسی پلیٹ فارم پر جا کر بھی متحد نہیں ہو سکتے۔ یہی وجہ ہے کہ گورنمنٹ کی نگاہوں میں ہماری کوئی وقعت نہیں ہے۔ ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ اگر مٹھی بھر سکھ کسی بات کے اوپر اڑ جائیں تو برطانیہ جیسی باجبروت طاقت کو بھی اپنے حقوق اور مطالبات کے منوانے پر مجبور کر دیتے ہیں۔ لیکن مسلمان ہیں کہ ایک دوسرے کی پگڑی اچھالنے اور ایک دوسرے پر کیچڑ پھینکنے میں مصروف ہیں۔ جب ہم خود ایک دوسرے کی عزت نہیں کرتے تو ہم کو یہ توقع رکھنا کہ دوسرے ہماری عزت کریں بالکل عبث اور فضول ہے۔ ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔ عیش پسندی نے ہماری قوتِ عمل کو مضمحل اور فرقہ بندی کے عوارض نے ہماری قوت کو زائل کر دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم ایک بھکاری کی طرح اغیار کے سامنے ہاتھ پھیلاتے ہیں۔ اور مراعات کے طلبگار رہتے ہیں۔ کیا کوئی قوم دوسروں کی دست نگر رہ کر بھی زندہ رہ سکتی ہے۔ مسلمان غیروں کے آگے کب تک ہاتھ پھیلاتے رہیں گے۔ اور کب تک کوئی مراعات دیتا رہے گا؟ اگر صورت حالات یہی رہی تو یہ ہمیشہ کسی نہ کسی کے غلام رہ کر ناکامی اور تلخی کی زندگی بسر کریں گے۔

غلامی کی بیڑیاں

اسلام فرزندانِ توحید کو غلامی سے نجات دلانے کے لئے آیا تھا لیکن آج وہ غلامی کی بیڑیوں کو اپنے پاؤں میں خود ڈالتے ہیں۔ کیا اچھا ہوتا کہ ہم اپنی ان تمام جسمانی اور دماغی طاقتوں کو جنہیں ہم اپنی جڑوں کے کاٹنے میں صرف کر رہے ہیں اپنی معاشرتی۔ تمدنی اور اقتصادی حالت کے درست کرنے پر صرف کرتے۔ تعجب کبھی ہمارے ان قوم ہمیں اپنی حالت کی اصلاح اور علم کے حصول کا مشورہ دیتے ہیں۔ تو ہم یہ عذر پیش کرتے ہیں کہ ہم غریب ہیں دینی اصلاح کیسے کریں؟ اپنے بچوں کو تعلیم کیسے دلائیں؟ لیکن سمجھ میں نہیں آتا کہ یہی عذر شادی اور غمی کے موقعوں پر کیوں نہیں کیا جاتا۔ اس وقت ہم اپنی امارت کا پورا ثبوت دینے کے لئے آمادہ ہو جاتے ہیں۔ آج رسوماتِ قبیحہ ہمارے خون کو مثل جونک کے چوس رہی ہیں۔ لیکن ہم کو احساس تک نہیں ہوتا۔ حالانکہ ہم انہیں اسلاف کے نام لیوا ہیں۔ جنہوں نے علوم و فنون کے در[illegible] اور بغداد

کی یونیورسٹیوں کے کھنڈر زبانِ حال سے ہمارے علم و ہنر کی گواہی دے رہے ہیں۔ آج انہیں اسلاف کے اخلاف پر جمود اور بے حسی کا عالم طاری ہے۔ وہ علم سے وحشیوں کی طرح بھاگ رہے ہیں۔ دنیا کے سب سے بڑے مصلح اور معلم کا تو یہ ارشاد ہے کہ ہر مسلمان مرد اور عورت پر تحصیل علم فرض ہے لیکن ہم اس انقلاب آفریں ارشاد سے کوئی سروکار نہیں رکھنا چاہتے۔ وہ اسلام جس نے ظلمت کو نور سے بدل دیا تھا۔ آج ہماری بداعمالیوں کی بدولت پھر ظلمت اور تاریکی میں گھرا ہوا ہے۔ کیا اس شرمناک غفلت اور بے حسی کو مدِ نظر رکھتے ہوئے مسلمان اپنے آپ کو ایک زندہ قوم کہہ سکتے ہیں؟

ہمارے نامور اسلاف

ہم اپنے اصلی مشن کو بھول گئے ہیں۔ اور راہِ مستقیم سے بھٹک گئے ہیں۔ ہمارے اسلاف نے اللہ کے نام کو لے کر انتہائی بے سروسامانی کی حالت میں قیصر و کسریٰ جیسے بادشاہوں کا مقابلہ کیا۔ اور ان کی گردنوں کو اللہ کے سامنے خم کر دیا۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ان کے اندر کیا باتیں تھیں۔ جن کی وجہ سے وہ ہمیشہ مظفر اور فتحمند رہے۔ اس کا مختصر جواب یہ ہے کہ ان کو نہ دنیا مطلوب تھی نہ حکومت کی ہوس۔ نہ خزانوں کا لالچ نہ اقوامِ عالم کو غلام بنانے کی آرزو۔ صرف بنی نوعِ انسان کی حقیقی اصلاح اور خوشنودیٔ پروردگار کے مقدس جذبات ان کے سینوں میں موجزن تھے۔ ان کی قوتِ ارادی اور روحانیت کی یہ کیفیت تھی کہ پہاڑ اور سمندر بھی ان کے سدِ راہ نہیں ہوتے تھے۔ اسلاف کا مطمح نظر اپنے خالق کی رضا جوئی تھی مگر ہماری غرض و غایت ہر کام میں نام و نمود ہوتی ہے۔ جب صورت یہ ہو تو ہم کس طرح اپنے اغراض و مقاصد میں کامیاب ہو سکتے ہیں؟

سکندرہ راؤ میں دعوت اسلام کا کامیاب جلسہ

۲۱-۲۲-۲۳ فروری ۱۹۳۰ء کو سکندرہ راؤ میں آریہ سماج کا جلسہ منعقد ہوا اشتہارات میں رفع شکوک کے لئے وقت دینے کی اطلاع شائع کی گئی پنڈت صاحبان نے اپنی عادت کے موافق اسلامی تعلیم اور قرآن پاک پر اعتراض کئے۔ رفع شکوک کے لئے ایک نوجوان مسلم طالب علم نے درخواست پیش کی کہ مجھکو رفع شکوک کا موقع دیا جائے۔ مگر اس کی درخواست کو یہ کہہ کر مسترد کر دیا گیا کہ ہمارے پاس وقت نہیں ہے۔ ہمارا جلسہ ہو رہا ہے آخر جلسہ ختم ہونے پر رفع شکوک کے لئے پھر درخواست کی گئی۔ تو پھر یہی جواب ملا کہ جس طرح ہم لوگوں نے اپنے جلسہ میں آپ لوگوں کو جواب دیا ہے اسی طرح آپ بھی اپنے جلسہ میں ہمیں جواب دے سکتے ہیں۔ یہ کہہ کر پنڈت شیو شنکر جی صاحب شرما اپنی قیام گاہ پر چلے گئے۔ مسلم طالب علم کے دل میں شوق اور ولولہ تھا۔ اس لئے دوسرے دن شب کو قریب ۸ بجے کے قیام گاہ پر گیا۔ اور اپنی آنکھ سے دیکھا کہ پنڈت جی صاحب اخبار یا کسی رسالہ کا مطالعہ فرما رہے ہیں۔ مگر ملازم نے یہ کہہ دیا کہ وہ سو گئے ہیں طالب علم بدرجہ مجبوری اپنے شکوک کو لئے ہوئے واپس لوٹ گیا۔ جب ۱۸-۱۹-۲۰ مارچ ۱۹۳۰ء کو اسلامی جلسہ کا پہلا اور دوسرا اجلاس زیر صدارت مولوی حکیم محمود علی صاحب منعقد ہوا۔ تو مولوی عصمت اللہ صاحب لاہوری و مولانا فیروز الدین صاحب منیجر نو مسلم کالج آگرہ کی تقریریں ہوئی تھیں سماج کی جانب سے جو اسلامی تعلیم پر اعتراضات کئے گئے۔ اس کے نوٹ مسلم طالب علم نے پیش کئے جن کے جوابات مولوی صاحبان نے خوش اسلوبی کے ساتھ دے کر پورا اطمینان دلایا ساتھ ہی وید منتر بھی اسلامی تعلیم کے مقابل پڑھ کر سنائے۔ جس پر مسٹر شانتی سروپ نائب سیکرٹری آریہ سماج کو شکوک پیدا ہوئے۔ اور رفع شکوک کے لئے اجازت حاصل کرنا چاہی۔ چونکہ وقت ختم ہو چکا تھا اس لئے اسلامی رواداری کو ملحوظ رکھتے ہوئے صاحب صدر نے دوسرے روز رفع شکوک کے لئے ایک گھنٹہ کا موقعہ دیا۔ چنانچہ تیسرا اجلاس زیر صدارت جناب ناظر الدین احمد خان صاحب رئیس منعقد ہوا پہلے گھنٹہ میں سیکرٹری سماج کے شکوک مولانا عصمت اللہ صاحب لاہوری نے خوش اسلوبی کے ساتھ رفع کئے۔ بعد ازاں مولوی فیروز الدین صاحب و مولوی عصمت اللہ صاحب کی تقریریں ہوئیں۔ اور جلسہ نہایت کامیابی کے ساتھ ختم ہوا۔ آخر میں مولوی محمود علی صاحب نے مسلمانوں کو آگاہ کیا کہ وہ اس سول نافرمانی کی مہم میں جو کہ مہاتما گاندھی کی سرکردگی میں شروع کی گئی ہے۔ بالکل حصہ نہ لیں۔ کیونکہ اس کا منشا آزادی حاصل کرنا نہیں ہے۔ بلکہ گورنمنٹ کو درجہ نو آبادیات کے منوانے کی دھمکی ہے اور اس کے پس پشت نہرو رپورٹ ہے جس میں مسلمانوں کے حقوق کو کند چھری سے ذبح کیا گیا ہے۔ [illegible]

مراسلات

راجن پور میں میلاد النبی

راجن پور آنے سے پہلے میں سمجھتا تھا کہ مظفر گڑھ کو ہی جہالت ورثہ میں ملی ہے مگر یہاں پہنچکر معلوم ہؤا کہ ضلع ڈیرہ غازی خاں مظفر گڑھ کیا عرب کے زمانۂ جہالت سے بھی سبقت لیجا چکا ہے۔ مسلمان جسے کنتم خیر امۃ کے بہترین لقب سے ملقب کیا گیا تھا۔ بالکل خستہ حال ہے۔ جہالت پر فخر کرتا اور قرآن و حدیث کا وعظ تک سننا بُرا سمجھتا ہے۔ افسوس حالی مرحوم نے کیا ہی اچھا کہا ہے

وہ ملت کہ گردوں پہ جس کا قدم تھا ہر اک کھونٹ میں جس کا برپا علم تھا
وہ فرقہ جو آفاق میں محترم تھا وہ امت لقب جس کا خیر الامم تھا
نشاں اس کا باقی ہے صرف اس قدر یاں
کہ گنتے ہیں اپنے کو ہم بھی مسلماں

میلاد النبی سے چند روز پیشتر میں نے قاضی عبد المجید صاحب قریشی سے سیرت نبیؐ کی مطبوعہ تقاریر اپنے خرچ پر منگائی تھیں۔ جن کو میں نے خود بھی مطالعہ کیا اور دوسرے احباب میں بھی مفت تقسیم کیں۔ جمعرات کو حافظ کریم بخش صاحب نے منادی کرائی۔ کہ آج رات کو سیرت نبی صلعم پر مولوی نیاز احمدؐ ، سید فقیر شاہ اور امامن فقیر تقریر کرینگے۔ اور نماز عشاء کے بعد کارروائی جلسہ شروع ہو گئی۔

پہلے پہل آتشبازی چھوڑی گئی۔ ازاں بعد سید فقیر شاہ صاحب نے چند تمہیدی کلمات کے بعد مجھے اپنا مضمون بیان کرنے کو فرمایا۔ میں نے وہی "ھادیٔ عالم" والی مطبوعہ تقریر کو سامنے رکھا اور تقریر شروع کی۔ سامعین میں سے معقول حصہ نے اس تقریر کو بہت پسند کیا۔ اور بعض ـ تنگ خیال سامعین کو بالکل ناگوار گذری۔ چنانچہ مولوی امامن فقیر نے اپنے وقت میں سارا غصہ مجھ پر نکالا۔ آپ کے غصہ کی اصل وجہ یہ تھی کہ میں نے دوران تقریر میں آنحضرت صلعم کو "دنیا کا اکمل و مکمل انسان" کہا۔ اور مولوی صاحب آپ حضورؐ کو خدا مانتے ہیں۔ اس لئے بہت ہی سخت سُست الفاظ میں مجھے ڈانٹا۔ کہ کون ہے جو حضور کو انسان کہے۔ وہ عین ذات الٰہی ہیں۔ وغیرہ۔

ادھر مولوی صاحب کی علمی قابلیت بھی ملاحظہ فرمایئے۔ فقہ و حدیث تو کجا۔ ناظرہ قرآن مجید بھی نہیں پڑھ سکتے۔ اور حالت یہ ہے کہ خدا کے ایک بندے کو خود خدا سمجھتے ہیں۔ پھر یہی نہیں کسی علم کا پڑھنا بھی بُرا سمجھتے ہیں۔ اور اس پر دلیل یہ دیتے ہیں کہ "ان اللہ علی کل شیٔ قدیر" خدا چاہتا تو ہمیں عالم پیدا کرتا۔ پڑھنے پڑھانے کی مطلق ضرورت نہیں۔ یہ ہیں اس امت کے خط و خال جس کو "خیر الامم" کہا گیا تھا۔ کہ آج اپنی جہالت پر بھی فخر ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اس کے بعد شاہ فقیر شاہ نے تقریر کی۔ آپ نے مہذب پیرایہ میں امامن مولوی یا جاہل فقیر کی خبر لی۔ اور اُسے سمجھایا کہ ایسا عقیدہ اسلام نہیں بلکہ شرک ہے۔ خدا ہر قسم کے شرک سے پاک ہے۔ خدا خدا ہے۔ اور رسول رسول ہے۔ مگر اثر کچھ نہ ہؤا۔ سعدی علیہ الرحمۃ نے کیا ہی اچھا کہا تھا ـ

باسیاہ دل چہ سود گفتن وعظ
نہ رود میخ آہن در سنگ

آہ! زمانہ کی نیرنگیاں۔ محمد رسول اللہ جس کی ۲۳ سال کی عمر ہی توحید کے وعظ میں صرف ہو گئی۔ اور شرک باللہ کو سب سے بڑا ظلم فرما گئے۔ آج حالت یہ ہے کہ خود اپنے مسلمانوں کے ہاتھوں خدا بنائے جا رہے ہیں۔ وہ دین جس کی غرض ہی توحید کا پرچار تھا۔ آج طوفانِ شرک ہے۔ غرض راجن پور میں میلاد النبی کی رات منائی گئی۔ اور بہت بُرے طریق سے منائی گئی۔ خداوندا! تجھے اپنے ایک ہونے کی غیرت ہے۔ محمد رسول اللہ صلعم کا مشن تجھے پیارا ہے۔ تو ہی مسلمانوں کو ہدایت دے۔ کہ تیری توحید میں کسی ہستی کو شامل نہ کریں۔ اور یوں حضور صلعم کے پیارے مشن کو عیسائیوں کی طرح کمزور نہ کریں۔ رب اھد قومی فانھم لا یعلمون۔

نیاز احمد قاسمی
مسلم مشنری راجن پور

جناب ایڈیٹر صاحب "پیغام صلح" زاد عنایتہٗ

تسلیم۔ مزاج شریف۔ از راہ نوازش اس خط کو اپنے اخبار کے کسی گوشے میں درج کر کے یہاں کے مسلمانوں کو شکریہ کا موقع دیں۔

جناب مسٹر اینڈ روز صاحب نے اپنے نام کے ساتھ دین بندھو کا لفظ بھی استعمال کیا تھا۔ اسی وجہ سے میں نے بھی دین بندھو کا لفظ ترک نہیں کیا۔

جناب دین بندھو سی۔ ایف اینڈروز صاحب اللہ آپ کو خوش رکھے

تواعد آداب بجا لاکر عرض پرداز ہوں۔ کہ آپ کو یاد ہوگا۔ جب آپ ۱۶ ماہ اگست بروز جمعہ ۱۹۲۹ء کو ایک بجے والی ٹرین میں جگوانس تشریف لائے تھے۔ اور تھوڑی دیر بابو ہیرت گوبند صاحب کے مکان پر ٹھہر کر مشن اسکول میں تشریف لے گئے تھے۔ اور لوگوں نے آپ کے آنے پر مبارکباد کا ایڈریس پیش کیا تھا۔ پھر ایک جلسہ رات کو بھی مشن اسکول میں آپ کے ویل کم (خوش آمدید) پر ہؤا تھا۔ اور ہندو، عیسائی اور مسلمانوں کی طرف سے آپ کی خدمت میں ویل کم ایڈریس پیش ہؤا تھا۔ جس کو ہندو صاحبان نے ہندی میں۔ عیسائیوں نے انگلش میں اور مسلمانوں نے اردو میں پڑھا تھا۔ اور آپ کو پھولوں کے ہار پہنائے گئے تھے۔

اُردو میں مسلمانوں نے آپ سے درخواست کی تھی کہ یہاں پر کوئی اسکول مسلمانوں کے بچوں کے واسطے نہیں ہے۔ جس سے مسلمانوں کے بچے اردو زبان نہ بھولیں۔ اور دوسرے آپ نے وعدہ کیا تھا کہ سال میں ایک مرتبہ کسی تہوار کے دن جو تہوار صرف مسلمانوں کا ہو (عید الفطر عید الضحیٰ یا ولادت محمدؐ) تمام ٹرینیڈاڈ کا کاروبار مثال عیسائیوں کے تہوار کے قانوناً بند ہونا چاہیئے۔ آپ نے فرمایا تھا کہ میں یہاں کے گورنر صاحب سے ضرور اس بارے میں گفتگو کروں گا۔ اور اردو کے اسکول اور مسلمانوں کے ایک تہوار میں یہاں کی گورنمنٹ کو کچھ رعایت کرنا ہوگا۔ میرے پیارے جناب! آپ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ اس کی رپورٹ کانگرس کو اور جناب مہاتما گاندھی کو بھی ضرور دوں گا۔

جناب مسٹر اینڈ روز صاحب ان باتوں کو ایک برس سے زیادہ عرصہ ہؤا۔ مگر ان دونوں باتوں کا ذکر آج تک یہاں کے کسی اخبار میں نظر سے نہیں گذرا۔ اور نہ یہاں کے کونسل ہال میں ان دو باتوں پر کبھی بحث ہوئی اور نہ یہاں کی گورنمنٹ کے صیغہ اسکول میں کبھی اردو اسکول کھولنے کا چرچا ہؤا۔

ممکن ہے کہ شاید جناب والا اپنے اور ضروری مشاغل کیوجہ سے جب یہاں تھے۔ یہ دونوں باتیں گورنر صاحب سے کہنا بھول گئے ہوں۔ یا کہنے کا موقع نہ ملا ہو۔ یہ بھی مسلمانوں کی بدقسمتی ہے۔ خیر اب جناب والا ہندوستان میں تشریف رکھتے ہیں۔ اور میں امید کرتا ہوں کہ یہ دونوں باتیں جناب والا اپنی سالانہ رپورٹ میں کانگرس کو اور گاندھی جی کو ضرور پہنچا دیں گے۔ یعنی ایک تو یہاں مسلمان بچوں کے واسطے سکول اردو کا کچھ بندوبست ہو جائے۔ دوسرے سال میں ایک مرتبہ مسلمانوں کے کسی تہوار میں تمام کاروبار مثال عیسائی تہوار کے قانوناً بند رہے۔

لوگ کہتے ہیں کہ انگریز کسی کے نہیں ہوتے۔ مگر میں ہر ایک انگریز کی نسبت یہ رائے نہیں قائم کرتا۔ صد آداب

دعاگو

گوہر علی۔ چگوانس۔ ٹرینیڈاڈ۔ بی۔ ڈبلیو۔ آئی۔

اخبار احمدیہ

دستکاری فنڈ۔ محترمہ بیگم صاحبہ حضرت امیرایدہ اللہ کی وساطت سے قابل احترام بہن بنت مولوی محمد عبد اللہ صاحب کشمیر کا ایک مضمون موصول ہؤا ہے جس میں بہن موصوفہ نے دستکاری فنڈ کے متعلق تحریک کی ہے یہ مضمون اسی اشاعت میں کسی دوسری جگہ درج ہے۔

تبلیغی دورہ۔ جناب مرزا مظفر بیگ صاحب سا طع۔ ایک تبلیغی مہم پر ضلع ڈیرہ غازی خاں [illegible] ہو گئی۔

عالم نسواں

خدا کا کام

۱۔ گذشتہ پرچے میں ذکر ہو چکا ہے کہ اشاعت اسلام کی مدد کے لئے کشمیر میں محترمہ بہن بنت مولوی محمد عبد اللہ صاحب متعلقات میں دستکاری فنڈ کی تحریک کر رہی ہیں۔ کیونکہ اس ذریعہ سے ہر بہن گھر میں بیٹھ کر بغیر کسی زیر باری کے خدمت دین کر سکتی ہے۔ انہوں نے ایک مضمون کے ذریعہ اپنے خیالات تحریر کر کے سب گھروں میں بھیجے ہیں۔ اب اس مفید مضمون کے چند اقتباسات اخبار کی وساطت سے میں سب احمدی گھروں میں پہنچانا چاہتی ہوں۔ یہ مضمون آپ اسی اشاعت میں دوسری جگہ ملاحظہ فرمائیں گی۔

۲۔ محترمہ بہن بیگم صاحبہ شیخ عبد العلی صاحب مطلع فرماتی ہیں کہ وہ ایک مفید اور نتیجہ خیز قصہ تصنیف فرما رہی ہیں۔ جو دستکاری فنڈ میں دیا جائے گا۔

۳۔ محترمہ بہن بیگم صاحبہ میر تجمل علی صاحب۔ دلی میں دستکاری فنڈ کے لئے کوشش کر رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کامیابی دے۔ دلی کے محترم برادران کی خدمت میں گذارش ہے کہ وہ اس نیک کام میں اُن کے معاون ہو کر عند اللہ ماجور ہوں۔

۴۔ محترمہ بہن بیگم شیخ عبد الرحمٰن صاحب حال ہی راولپنڈی تشریف لے گئی ہیں۔ وہ بھی اس کوشش میں ہیں کہ وہاں کی بہنوں سے میل ملاقات پیدا کر کے دستکاری فنڈ کی تحریک کو مضبوط اور منظم کیا جائے۔ مجھے امید ہے کہ ہمارے راولپنڈی کے احمدی بھائی بھی اپنی بہن کا ہاتھ بٹا کر ثواب حاصل کریں گے۔

۵۔ محترمہ بہن بیگم صفیہ بیگم صاحبہ کوہ مری بھی اپنے خاندان و دیگر بہنوں میں مصروف سعی ہیں۔

۶۔ محترمہ بہن بنت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب نے گذشتہ سال بھی دستکاری فنڈ میں بیش بہا مدد دی تھی۔ اور اب بھی انہوں نے لدھیانہ سے متعدد نام ممبران دستکاری میں درج کرائے ہیں۔

مجھے امید ہے کہ ان کے علاوہ دیگر بہنیں بھی اپنی اپنی جگہ کام کر رہی ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ سب کا حامی و ناصر ہو۔ آمین۔

اہلیہ محمد علی
سیکرٹری احمدیہ انجمن خواتین لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

محترمہ آمنہ بیگم کی اپیل اپنی بہنوں کی خدمت میں

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

معزز خواتین اور پیاری بہنو! کیا آپ کو معلوم بھی ہے کہ دنیا میں اس وقت کیا کچھ ہو رہا ہے۔ وہ قومیں جو مدت سے مرچکی تھیں۔ زمانہ کی ہوا نے ان کی بوسیدہ ہڈیوں میں بھی جان ڈال دی ہے۔ زمین و آسمان میں انقلاب برپا ہے۔ اب مردوں کی جگہ عورتیں سلطنتوں میں انقلاب پیدا کرنا چاہتی ہیں۔ قوم کے لئے بڑی بڑی قربانیاں کر رہی ہیں جیلخانوں میں جا رہی ہیں۔ مگر افسوس! مسلم قوم خواب غفلت میں ہے۔ آپ کو معلوم ہے۔ کہ اس وقت اسلام کی کیا حالت ہے۔ اور کیا نازک وقت ہے۔ ہر طرف اسلام پر حملے ہو رہے ہیں۔ دیگر اقوام کوشاں ہیں کہ مذہب اسلام کی ہستی کو نیستی میں ملا دیں۔

پیاری بہنو! یہ خواب غفلت میں پڑے رہنے کا وقت نہیں ہے۔ یہ رونے کا مقام ہے۔ اور عملاً قربانیاں کرنے کا وقت ہے۔ افسوس! اسلام کی یہ حالت ہو۔ اور ہم مسلمان کیا مرد کیا عورتیں خواب غفلت میں پڑے رہیں۔ کیسی مردہ دلی ہے۔

اس نازک وقت پر مسلمانوں کی مذہبی اور دینی ہستی قائم رکھنے

ملا ازم کے قل شریف

ملانوں نے سوتی کی روح کو ثواب پہنچانے کے لئے تین دن تک قل شریف کی رسم مقرر کر رکھی ہے کہ جس میں چنے کے دانوں پر قل ہو اللہ پڑھی جاتی ہے۔ تعلیمیافتہ طبقہ میں ملا ازم کا جنازہ نکل چکا ہے اور ذیل کے مضمون میں تعلیمیافتہ اس پر قل شریف پڑھ رہے ہیں۔ (ایڈیٹر)

جس طرح جلدی بیماریاں دو قسم کی ہوا کرتی ہیں لازم و متعدی اسی طرح دماغی بیماریوں کی بھی دو قسمیں ہیں۔ لازم کی صورت یہ ہے کہ ایک شخص اپنے آپ کو غور و فکر کا اہل نہ سمجھے۔ اور متعدی یہ کہ دوسروں کو بھی نہ سوچنے دے۔ یہ دماغی بیماری مذہب کے غلو اور مذہبی جماعت کی عدم صلاحیت نے پیدا کی اور جس وقت تک ناحق کوش ندعیانِ مذہب کا وجود باقی ہے۔ دنیا کبھی امن و سکون سے آشنا نہیں ہو سکتی۔

اسلام نے ایمان و اعتقاد کو دو چیزوں پر منحصر کیا ہے۔ تصدیق بالجنان و اقرار باللسان یعنی ضمیر کا اطمینان اور اس کا زبان سے اقرار۔ ظاہر ہے کہ جب تک نفس مطمئن نہ ہوگا ایمان و اعتقاد میں استحکام و رسوخ پیدا ہونا ممکن نہیں۔ اور جب یہ نقش اچھی طرح دلنشیں ہو جائے گا تو زبان سے اس کا اقرار اور گفتگو کے ذریعہ سے اس کا اظہار بھی ایک اثر پیدا کرے گا۔ اس اطمینانِ نفس و ضمیر کا ذکر قرآن میں اکثر جگہ آیا ہے۔ یہاں تک کہ جب ایک پیغمبر نے خدا کے مشاہدۂ عینی کی خواہش کی تو اس کا سبب بھی یہی اطمینانِ قلب بتایا گیا۔ ہر چند اب دنیا اس منزل میں نہیں ہے۔ کہ وجود باری پر یقین لانے کے لئے وہ رویتِ ظاہری کو ضروری قرار دے۔ تاہم ریب و شک و وہم و ظن و اشتباہ و التباس کی کارگاہ ہنوز قائم ہے۔ اور غالباً زیادہ وسعت و فراوانی کے ساتھ زیادہ الجھن اور پیچیدگی لئے ہوئے۔ پھر یہ کس قدر عجیب و غریب ذہنیت انسانی ہے کہ ایک طرف تو اس روایت کی بھی تصدیق کی جاتی ہے کہ ایک شخص کے اطمینانِ قلب کے لئے خدا نے اپنے آپ کو بے حجاب و بے نقاب کر دیا اور دوسری طرف اس کی بھی اجازت نہیں دی جاتی کہ ہم ان جانشینانِ رسولؐ سے صرف یہ سوال کر سکیں۔ کہ وہ کس استحقاق کی بنا پر اپنے آپ کو حاملِ دین متین سمجھتے ہیں اور وہ دین متین کیا ہے جو فطرتِ انسانی کو مطمئن کر سکتا ہے۔

دنیا کا تنہا فطری مذہب ہم کو ہر ہر موقعہ پر غور و فکر، تامل و تدبر کی تعلیم دیتا ہے۔ وہ ہم کو بتاتا ہے کہ مذہب کی اصل روح، نظام عالم پر غور کرنا، کائنات اور اس کے مظاہرہ و آثار کو دیدۂ نقد و انتقاد سے دیکھنا ہے۔ لیکن یہ مذہب کا علمبردار آج دنیا کو یہ درس دے رہا ہے کہ تعلیم کی تکمیل ہو چکی۔ دین درجۂ کمال کو پہنچ گیا۔ اور وہ تعلیم وہی ہے جو وہ بتاتا ہے۔ وہ دین وہی ہے جسے وہ اپنے اسوۂ بلند میں ظاہر کرتا ہے۔ یہ بالکل درست ہے۔ کہ اخلاقیات کا انتہائی درس جو دیا جا سکتا تھا۔ دیا جا چکا ہے۔ اور اب دنیا کو کسی مذہب کی ضرورت نہیں۔ لیکن سوال یہ ہے کہ کیا وہ اس حقیقت کو اپنے کسی عمل، کسی قول، کسی حجت و دلیل سے ثابت کر سکتا ہے؟ کیا وہ اپنے دعوے سے دنیا کو مطمئن کر سکتا ہے؟

دنیا کی ترقی کے ساتھ ساتھ عقل انسانی بھی ترقی کر رہی ہے۔ اور نہیں کہا جا سکتا کہ اس ترقی کی حد کیا ہوگی؟ لیکن یہ مذہب کی حمایت کے لئے تڑپنے والا اب تک یہی درس دے رہا ہے۔ کہ مذہب نام ہے بے عقلی و ہرزہ کاری کا۔ دین نام ہے صرف احمقانہ تقلید و اتباع کا اور زبان سے ہر اس امر کے اقرار کر لینے کا جس پر دل کسی طرح مطمئن نہ ہو۔ اس تبلیغ کا نام اس نے "اعلاء کلمۃ الحق" اور "امر بالمعروف" رکھ چھوڑا ہے۔ درآنحالیکہ اس سے زیادہ توہین و تذلیل اسلام اور اس سے زیادہ اشاعتِ کفر و الحاد کسی اور طرح ممکن ہی نہیں۔

وہ زمانہ گیا جب علیین و سجین کے ہفت طبقات کی تعیین، کوثر و سلسبیل کی روانی اور آتشِ دوزخ کہ شعلہ فشانی کے ذکر سے وہ اپنی ہمہ دانی کی ہیبت جاہلوں پر طاری کر دیا کرتا تھا۔ اب زمانہ ہے علوم و فنون کی ترقی کا۔ انکشاف حقائق کا۔ استقراء و مشاہدہ کا۔ اور اس لئے ٹھیک اس وقت جب کہ وہ منبر پر بیٹھ کر معجزہ و کرامات کا ذکر کرتا ہوتا ہے، صاحبانِ عقل و دانش اس پر ہنستے ہوتے ہیں۔ اور جس اصول کو پیش کر کے وہ اسلام کی طرف بلاتا ہے اسے دیکھ کر لوگ اور اس سے ہٹتے جاتے ہیں۔ حالانکہ موجودہ زمانہ سے بہتر زمانہ تعلیمِ حق و صداقت کے لئے اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ اگر واقعی سچ کو سچ کی طرح پیش کیا جائے۔ کیونکہ دنیا سے مذہب اٹھ چکا

پھر اگر کوئی دور ذہنیت میں واقعی صحیح اصول اخلاق پیش کرے۔ جو عین مدعا کسی مذہب کا ہو سکتا ہے۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ دنیا اسے قبول نہ کرے۔ کہا جاتا ہے کہ اس ہنگامۂ مادیات میں جب کہ انسان صرف ایک "مکان کی چیز" ہو کر رہ گیا ہے، روح کا اضطرار سکون کا طلبگار ہے جسے اخلاق یا تمدنی اصطلاح میں "دنیا کا امن" کہا جاتا ہے۔ غالباً مبلغین مذہب کو اب تک علم نہ ہوگا۔ کہ وہی چیز جسے دنیا کا امن و سکون کہا جاتا ہے۔ اس کے لئے مذہب میں ایک نہایت ہی جامع و پُرمعنی لفظ "صراطِ مستقیم" کا استعمال کیا گیا ہے جس کو زبان سے تو تکرار بار ادا کیا جاتا ہے۔ لیکن اس کے مفہوم پر ایک مرتبہ بھی غور نہیں کیا جاتا۔

جس طرح دونوں نقطوں کے درمیان خطِ مستقیم صرف ایک ہی ہو سکتا ہے۔ اسی طرح دنیا میں اس منزل تک پہنچنے کے لئے بھی۔ جو ارتقاء انسانیت کا نصب العین ہے ایک ہی راستہ ہو سکتا ہے۔ اور یقین کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ وہ راستہ وہی ہے جسے اسلام نے بتایا۔ اور جو تمام نوعِ انسانی کو بلا تفریق نسل و قومیت بلا امتیاز ملک و ملت یکساں طور پر دعوت دیتا ہے۔ لیکن کیا اسلام کی یہ صلح کل تعلیم، یہ ہمہ گیر درسِ اخلاق و عمل آج بھی باقی ہے؟ اس کا جواب ان کلید برادرانِ فردوس سے چاہو ان اجارہ دارانِ خلد سے طلب کرو۔ اور ان قائدینِ اسلام و رہنمائے ملت حنیفی سے دریافت کرو۔ جن کے یہاں اخلاق اسلامی نام ہے صرف ایک خاص وضع و صورت کا۔ ایک مخصوص رسم و رواج کا۔ جو آفرینش انسان کی حقیقی غایت حور و قصور اور کوثر و سلسبیل کے حصول کے سوا کسی اور چیز کو نہیں سمجھتا۔

(ماخوذ)

ایک اہم ریزولیوشن

انجمن احمدیہ اشاعت اسلام راولپنڈی کا یہ جلسۂ خاص کا مورخہ یکم اکتوبر ۳۱ء کو منعقد ہوا۔ اور انجمن میں باتفاق رائے مندرجہ ذیل ریزولیوشن پاس کیا گیا۔

ہم ممبرانِ احمدیہ انجمن اشاعتِ اسلام راولپنڈی اپنے نہایت ہی عزیز بھائی شیخ عبدالحمید صاحب ٹھیکیدار کے مجروح ہونے کے اس واقعہ پر جو کوہ مری پر غیر احمدیوں نے ۲۳ اور ۲۴ ستمبر کی درمیانی شب کو ان کے مکان پر حملہ کر کے چاقوؤں سے ان کو شدید زخمی کیا جس سے ان کی زندگی معرضِ خطر میں ہے نہایت ہی رنج محسوس کرتے ہیں۔ اور چونکہ مذہبی مخالفت کی بنا پر ایسا کیا گیا ہے۔ اس لئے توقع کی جاتی ہے کہ گورنمنٹ کے ذمہ دار اراکین اپنے فرائضِ منصبی کو پوری احتیاط، انصاف اور امانت داری کے ساتھ ادا کریں گے۔ اور مظلوم کو کسی قسم کی شکایت کا موقع نہ دینگے۔

نیز ہم تمام ممبران کو اپنے مریض بھائی کے ساتھ دلی ہمدردی ہے۔ اور ہم نہایت ہی الحاح اور اضطراب سے دست بدعا ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کو شفائے کامل عطا فرمائے۔ اس اجلاس میں یہ بھی باتفاق رائے پاس ہوا کہ اس ریزولیوشن کی ایک ایک نقل حضور گورنر بہادر پنجاب۔ صاحب کمشنر بہادر قسمت راولپنڈی۔ صاحب ڈپٹی کمشنر راولپنڈی۔ سپرنٹنڈنٹ صاحب بہادر پولیس راولپنڈی کو بھی جائے۔

اخبار مسلم آؤٹ لک۔ "اخبار لائٹ"۔ "پیغام صلح"۔ "الفضل"۔ انقلاب میں بھی بھیجی جائے۔

(پریزیڈنٹ انجمن احمدیہ اشاعت اسلام راولپنڈی)

شاخہائے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کیلئے ضروری اطلاع

انجمن نے تمام جماعتوں میں دورہ کرنے کا انتظام کیا ہے۔ بصورت تین وفد ترتیب دئے گئے ہیں۔

وفدِ اوّل۔ مولوی عصمت اللہ صاحب اور شیخ غلام محمد صاحب پر مشتمل ہوگا۔ جو ۱۲ر اکتوبر کو سیالکوٹ سے اپنا کام شروع کریں گے۔ ان کے حلقہ میں سیالکوٹ۔ جموں۔ پسرور۔ نارووال۔ بدوملہی۔ نگوکے۔ وزیرآباد۔ گجرات۔ لالہ موسیٰ۔ پنڈی بہاؤالدین۔ بھیرہ سرگودھا۔ چک نمبر ۸ا جنوبی۔ جھنگ۔ ٹوبہ ٹیک سنگھ۔ تاندلیانوالہ گوجرہ۔ چک نمبر ۹۱۷۔ ملتان۔ منٹگمری۔ لائل پور۔ شیخوپورہ معہ مضافات ہوں گے۔ ۱۶-۱۷۔ اکتوبر کو یہ وفد چک نمبر ۵۶ (ریچانہ سٹیشن) میں پہنچیگا۔ جہاں قادیانی جماعت سے مباحثہ ہے۔

وفد دوم۔ مولوی لال حسین صاحب اور مولانا احمد صاحب پر مشتمل ہوگا۔ جو ۱۱ر اکتوبر کو نوشہرہ ضلع پشاور سے اپنا کام شروع کرینگے۔ ان کا حلقہ نوشہرہ ضلع پشاور۔ مردان۔ دیدہ۔ کیمبل پور کوہاٹ میاں والی۔ پیسری۔ بنوں۔ عظیم کلہ۔ ہری پور۔ مانسہرہ واتر۔ دیپ گراں ضلع ہزارہ۔ ایبٹ آباد۔ درہند۔ راولپنڈی۔ جہلم۔ کھاریاں ہوگا۔

وفد سوم۔ پیر مظہر شاہ صاحب اور پنڈت شیخ محمد یوسف صاحب پر مشتمل ہوگا جو ۱ار اکتوبر سے اپنا دورہ شروع کریں گے۔ ان کا حلقہ مغربی طرف لاہور چھاونی۔ قصور۔ فیروزپور۔ پٹیالہ۔ سامانہ۔ رہتک دہلی۔ سہارنپور۔ انبالہ۔ لدھیانہ۔ پھلور۔ جالندھر۔ امرتسر۔ بٹالہ۔ گورداسپور معہ مضافات وغیرہ۔

تمام جماعتوں اور وہاں کے احباب سے درخواست ہے کہ وہ ان وفدوں کو ہر طرح کامیاب بنانے میں پوری کوشش سے کام لیں۔

ان وفود کے بھیجنے سے یہ مقصد ہے۔ کہ جماعت کو منظم کیا جائے۔ اور مرکزی انجمن کی تحریکات کو کامیاب بنایا جائے۔

(غلام محمد اسسٹنٹ سیکرٹری)

(بقیہ صفحہ ۳)

ہو وائیں۔ یہ بات آج سے ۱۰ برس نہیں بلکہ ۲۰ برس پہلے کی ہے۔ جب صرف آریہ مسلمانوں کے دشمن سمجھے جاتے تھے۔ ۱۹۱۱ء سے ہی ہندو اس راہ میں متحد الخیال ہو گئے ہیں کہ مسلمانوں کو جہاں تک ممکن ہو نقصان پہنچایا جائے۔ ۱۹۲۱ء میں ہم نے ایک طرف ہندو مسلم اتحاد کی صحیح پکار بھی دیکھی اور دوسری جانب ہندوؤں کی وہ تمام مسلم کش کارگذاریاں ہمارے پیش نظر ہیں۔ جو بالخصوص مردم شماری کے سلسلہ میں اختیار کی گئی تھیں۔

ضروری تدابیر

بہرصورت اب میں آخر میں اتنا ضرور عرض کر دوں۔ کہ مسلمانوں کو کرنا کیا ہے؟

میرے نزدیک:۔

(۱) اپنی قوم کا صحیح اندراج ہو۔ اور کوئی جاہل مسلمان ہنود کے پھندے میں پھنس کر غلط کا سودائی نہ کر بیٹھے۔ اس کی سخت نگرانی اور احتیاط رکھنا۔

(۲) زبان کے لئے بھی پوری نگرانی رکھنا کہ اردو کے سوا کسی کی زبان سندھی۔ گجراتی مرہٹی اور کچھ اور نہ لکھی جائے۔

(۳) ایک خاص کوشش ہر علاقہ کے مسلمانوں کو کھلے بندوں یہ بھی کرنی چاہئے کہ اسلامی اخبارات اور اسلامی انجمنوں کو اس کی طرف خاص بہت توجہ کرنی چاہئے۔ ان خیالات کی اشاعت میں پوری جدوجہد کی ضرورت ہے۔ پنج اقوام کو سمجھا کر اس پر راضی کیا جائے کہ وہ اپنی اصل قوم کا نام درج کرائیں۔ اور اپنے آپ کو ہندو نہ لکھائیں تاکہ ہنود کی عیاری اور دھوکہ کی غلط مردم شماری کا راز فاش ہو جائے۔ ضرورت ہوئی تو آئندہ بھی اس پر کچھ لکھونگا۔

("نادر بمبئی")

کتب نصاریٰ میں آنحضرت صلعم کی بشارات

"مارانا تا"

مسیحیت کے ابتدائی زمانہ میں عیسائی لوگ آپس میں ایک دوسرے کو ملتے تھے۔ تو سلام کے طور پر "مارانا تا" کہا کرتے تھے۔ عشائے ربانی کی رسم میں مئے پیتے اور یسوع مسیح کی یاد میں روٹی کا ٹکڑا توڑتے۔ تو زور سے کہتے "مارانا تا"۔ کوئی دوست کسی دوست کو خط لکھتا تو آخری کلمہ ہوتا "مارانا تا"۔ مصائب سے نجات پانے کے لئے رات کی تاریکی میں کسی جگہ دعا کے لئے جمع ہوتے تو وہ رات شب "مارانا تا" کہلاتی۔ یہ کلمہ ان کے اندر برکت کا کلمہ تھا۔ اس "مارانا تا" کے فقرہ سے ان کی جماعت میں ولولہ اور ذوق و شوق کے جذبات پیدا ہوتے۔ وہ اس کلمہ میں امید اور ہمت کی روشنی دیکھتے تھے۔ ان کی زندگی کا نصب العین اور ہر کام میں ان کا مطمح نظر "مارانا تا" تھا۔ صبح و شام ان کے اندر "مارانا تا" کا شور و غوغا تھا۔ جہاں کسی مسیحی کو غافل دیکھا دوسرے نے کہا "مارانا تا"۔ اور اس کی سستی اور غفلت۔ جوش و خروش اور چستی سے بدل گئی۔ غرض گھر میں۔ بازار میں گرجا میں۔ رات کی تاریکی میں دن کی محفلوں میں اور مذہبی رسوم اور عبادات میں سب جگہ مارانا تا کا غلغلہ تھا۔ مسیحی دنیا میں اس "مارانا تا" کے ساتھ بڑے بڑے مقاصد اور امیدیں وابستہ تھیں۔ لیکن یسوع مسیح کی یہ امت "مارانا تا" سے مایوس ہونے لگی۔ کوئی امید اور آرزو اس نعرہ کے ورد اور ذکر سے ان کی بر نہ آئی۔ اور آخرکار یہ نعرہ بے اثر ہو کر رہ گیا اور رفتہ رفتہ اس کا رواج چند صدیوں بعد بالکل مفقود ہو گیا۔

اب اس "مارانا تا" کو کوئی جانتا بھی نہیں۔ اب ضرورت ہے اس امر کی کہ ہر ایک مسلمان جب عیسائی دوست کو ملے تو اس کو یاد دلائے "مارانا تا"۔ اور جب کوئی مسیحی دوستوں کی محفل میں جائے تو نعرہ لگائے "مارانا تا"۔ پادری صاحبان لیکچر کے لئے کھڑے ہوں تو مسلمان کہیں "مارانا تا"۔ میم صاحب پڑھانے کے لئے سکول میں آئیں تو لڑکیاں پکاریں "مارانا تا"۔ مشن کالج میں پروفیسر آئیں تو لڑکے سلام کریں "مارانا تا"۔ کسی عیسائی دوست کو خط لکھیں تو پہلے لکھیں "مارانا تا"۔ کیونکہ آپ اب تک اس مارانا تا سے واقف نہ ہوئے ہوں گے۔ کہ یہ کیا چیز ہے۔ اور عیسائی دنیا کے ساتھ اس کا کیا تعلق ہے۔ لیجئے ہم آپ کو اس مارانا تا کی حقیقت سمجھا دیتے ہیں۔ جناب مسیح نے ایک تمثیل بیان کی۔

حضرت مسیح علیہ السلام کی بشارت

"ایک گھر کا مالک تھا۔ جس نے انگوری باغ لگایا۔ اور اس کے چاروں طرف احاطہ گھیرا اور اس میں حوض کھودا اور برج بنایا۔ اور اسے باغبان کو ٹھیکے پر دے کر پردیس چلا گیا۔ پھر جب پھل کا موسم قریب آیا تو اس نے اپنے نوکروں کو باغبان کے پاس اپنا پھل لینے کو بھیجا۔ مگر باغبان نے اس کے نوکروں کو پکڑ کر کسی کو پیٹا کسی کو سنگسار کیا۔ اور کسی کو قتل کیا"۔ —— "پھر اس نے اور نوکروں کو بھیجا۔ جو پہلے سے زیادہ تھے۔ اور باغبانوں نے ان کے ساتھ بھی وہی سلوک کیا"۔ —— "آخر اس نے اپنے بیٹے (یعنی یسوع مسیح) کو ان کے پاس یہ کہہ کر بھیجا کہ وہ میرے بیٹے کا تو لحاظ کریں گے۔ جب باغبانوں نے بیٹے کو دیکھا تو آپس میں کہا کہ وارث تو یہی ہے۔ آؤ اسے قتل کر کے میراث پر قبضہ کریں۔ چنانچہ اسے پکڑ کر باغ سے باہر نکالا۔ اور قتل کر دیا"۔ "پس جب باغ کا مالک آئے گا تو ان باغبانوں کے ساتھ کیا سلوک کرے گا؟ انہوں نے کہا کہ وہ ان بُرے آدمیوں کو بُری طرح ہلاک کرے گا۔ اور باغ کا ٹھیکہ اور باغبانوں کو دے گا۔ جو موسم پر اس کو پھل دیں گے"۔

. . . . . . "یسوع نے ان سے کہا کہ کیا تم نے کتاب مقدس میں کبھی نہیں پڑھا۔ کہ جس پتھر کو معماروں نے رد کیا وہی کونے کے سرے کا پتھر ہو گیا۔ اور خداوند

تم سے کہتا ہوں کہ خدا کی بادشاہت تم سے لے لی جائیگی۔ اور اس قوم کو جو اس کو پھل لائے دیدی جائیگی۔ جو کوئی اس پتھر پر گریگا اس کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے۔ مگر جس کسی پر وہ گرگیا اسے پیس ڈالیگا"۔

یہ ہے وہ "مارانا تا" کہ جس کی آمد کی یاد مسیحی دنیا نے ایک عرصہ تک قائم رکھی۔ کہ ان کے تمام اعمال و اشغال زندگی میں اسی کی پکار تھی۔

دوسری بشارت

"اگر تم مجھ سے محبت رکھتے ہو تو میرے حکموں پر عمل کرو گے؟ تو میں باپ سے درخواست کروں گا کہ وہ تمہیں دوسرا وکیل بخشے گا کہ ابد تک تمہارے ساتھ رہے۔ یعنی حق کی روح"

(یوحنا باب ۱۴ آیت ۱۵ تا ۱۷)

تیسری بشارت

"میں نے یہ باتیں تمہارے ساتھ رہ کر تم سے کہیں . . . . لیکن وکیل جو روح القدس ہے اور جسے باپ میرے نام سے بھیجے گا وہی تمہیں سب باتیں سکھائیگا۔ اور جو کچھ میں نے تم سے کہا ہے۔ وہ سب تمہیں یاد دلائے گا —— اس کے بعد میں تم سے بہت سی باتیں نہ کروں گا۔ کیونکہ دنیا کا سردار آتا ہے اور میرے پاس اس کا کچھ نہیں ہے"۔

(یوحنا باب ۱۴ آیت ۲۵ تا ۳۱)

اس بشارت سے ہمیں مندرجہ ذیل باتیں ملی ہیں: -

(ا) آنے والا مسیح سے افضل ہوگا۔ کیونکہ مسیح خود اقراری ہے۔ کہ "میرے پاس اس کا کچھ نہیں ہے"۔

(ب) آنے والا نبی تمام دنیا کا سردار ہوگا۔

(ج) جس شریعت کو میں نامکمل چھوڑ کر چلا ہوں۔ وہ اس کو کامل کر دے گا۔

(د) جو جو باتیں میں نے (مسیح نے) تم سے کہی ہیں۔ وہ ان سب کو دہرائے گا۔ آنحضرت صلعم کے سوا دوسری کوئی شخصیت ان کی مصداق نہیں۔

چوتھی بشارت

". . . . . . لیکن جب وہ یعنی حق کی روح آئیگی تو تم کو تمام حق کی راہ دکھلائے گی۔ اس لئے کہ وہ اپنی طرف سے کچھ نہ کہے گی۔ بلکہ جو کچھ سنے گی وہی کہے گی۔ اور تمہیں آئندہ کی خبریں دے گی۔ اور میرا جلال ظاہر کرے گی"۔

(یوحنا باب ۱۶ آیت ۷، ۱۴)

اس بشارت سے آیہ کریمہ "الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی" کی تصدیق ہوتی ہے۔ نیز اس بشارت میں جو یہ کہا گیا ہے کہ "وہ اپنی طرف سے کچھ نہ کہے گی۔ بلکہ جو کچھ سنے گی وہی کہیگی" و ما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ کا ترجمہ ہے۔

"مارانا تا" کے معنی ہیں خداوند آتا ہے۔ وہ خداوند کون ہے۔ اور اس کے نشانات اور علامات کیا ہیں۔ وہ جناب مسیح کی مندرجہ بالا پیشگوئیوں سے ظاہر ہیں۔ اب مسیحی دوستوں کو چاہیے کہ وہ خداوند کے ان نشانات کے مطابق محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائیں اور ابتدائی مسیحی زمانہ کے مقدس لوگوں کی دل کی تڑپ اور خداوند کے انتظار میں ان کے قلبی ولولہ اور جوش و خروش کو سامنے رکھتے ہوئے ایک دفعہ پھر سچے دل سے نعرہ لگائیں "مارانا تا" اور اس پیشگوئی کے حقیقی مصداق کو انجیل کی روشنی میں تلاش کریں۔

تازہ خبریں

—— لاہور ۴ر اکتوبر۔ دو ہندو نوجوان جن کی عمر بمشکل ۲۵ اور ۲۶ سال کے قریب ہوگی اور جن میں سے ایک کا نام بشیشر ناتھ ہے۔ جیل کی طرف سے اس نہر کے کنارے گھوم رہے تھے۔ جس پر ۳ر اکتوبر کو خان بہادر عبدالعزیز پر کسی نامعلوم شخص نے گولیاں چلائی تھیں اور جن کی وجہ سے خان بہادر موصوف کاری مجروح ہو کر ہسپتال میں انتقال کر گیا تھا۔ لاہور چھاؤنی کے نزدیک پولیس کی ایک عارضی چوکی قائم کی گئی ہے۔ ایسے موقع بیان کا اس طرف پھرنا پولیس کی نگاہوں میں مشتبہ معلوم ہوا۔ سنتری نے انہیں پکارا۔ لیکن نوجوانوں نے کوئی جواب نہ دیا۔ پولیس ان کے تعاقب میں روانہ ہوئی تو ان میں سے ایک نے پستول نکال کر پولیس پر فائر کئے۔ لیکن پولیس کی خوش قسمتی سے سب خالی گئے۔

پولیس والوں نے رائفلوں سے فائر کئے۔ ایک بشیشر ناتھ ہیٹھ پر لگا۔ جو بھاگ رہا تھا۔ جس سے وہ اسی جگہ گر گیا۔ دوسرا گرفتار کر لیا۔ مجروح نوجوان کو اسی وقت ایک لاری میں سوار کر کے ہسپتال پہنچایا گیا۔ جہاں عمل جراحی کے ذریعے سے گولی خارج کی گئی۔ لیکن بیان کیا جاتا ہے کہ اس کی حالت سخت نازک ہے۔ امید نہیں کہ جانبر ہو سکے۔

دوسرے ملزم کو قلعہ میں پہنچا دیا گیا۔ موقعہ واردات پر پولیس کا پہرا لگا ہوا ہے۔ رائے صاحب جواہر لال انسپکٹر پولیس تفتیش کر رہے ہیں۔

کہا جاتا ہے کہ یہ دونوں ملزم مقدمہ سازش لاہور کے مفرور ہیں۔ پولیس عرصہ سے ان کی تلاش میں تھی۔ بشیشر ناتھ کی گرفتاری کے لئے پانچ سو روپیہ انعام کا اعلان بھی ہو چکا ہے۔ اس حملہ کے بعد شہر اور سول لائن میں پولیس کی پکٹوں کو زیادہ مضبوط کر دیا گیا ہے۔

—— لاہور ۴ر نومبر۔ حکومت نے بھگت سنگھ وغیرہ کی سزائے موت کے بارہ میں حسب ذیل چٹھی مہتہ امرناتھ کے نام بھیجی ہے:۔

مجھے گورنر باجلاس کونسل کی طرف سے ہدایت ہوئی ہے کہ میں آپ کی چٹھی مورخہ ۲۹ر اکتوبر کے جواب میں آپ کو مطلع کروں کہ میری چٹھی مورخہ ۲۰ر اکتوبر کے جواب میں جو ثبوت آپ نے پیش کئے ہیں وہ تسلی بخش ہیں۔ میں آپ کو مطلع کرتا ہوں کہ آپ کے موکلوں کی سزائے موت فی الحال ملتوی کر دی گئی ہے۔ لیکن ۱۸ر دسمبر تک اپیل دائر نہ کی گئی تو اس میں مزید توسیع نہیں کی جائے گی۔ کیونکہ قواعد کی رو سے ایسی درخواست دائر کرنے کے لئے یہ آخری تاریخ ہے۔ ضمن میں یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ سالسٹروں کی فرم (انجمن وکلاء) نے اپیل اس کے لئے ۵۰ گنی کے علاوہ مزید دو سو پونڈ کا مطالبہ کیا ہے۔ جس کی فراہمی کا انتظام کر لیا گیا ہے۔

—— لنڈن ۴ نومبر۔ گول میز کانفرنس کے انتظامات مکمل ہو گئے ہیں۔ متعدد وفود کے جلسوں کے لئے بڑے بڑے کمروں کے حصے بنا دئے گئے ہیں۔

—— چترال ۴ر نومبر۔ مہتر چترال کے بیٹے شہزادہ غازی الدین کو شنبہ کی رات کو موٹر کا ایک سخت حادثہ پیش آیا۔ جب کہ آپ پشتہ محل کی طرف جا رہے تھے۔ ڈرائیور انجن کو قابو میں نہ رکھ سکا۔ اور کار ۳۰ سو فٹ کی گہرائی میں دریا میں جا گری۔ انجن پھٹ کر جل گیا۔ ڈرائیور کی نعش ابھی تک دستیاب نہیں ہوئی۔ شہزادہ غازی الدین معجزانہ طریق پر بال بال بچ گئے۔

—— جزائر فلپائن کی آبادی ایک کروڑ بتیس لاکھ ہے۔ امریکہ نے ان جزائر پر ۱۸۹۸ء میں قبضہ کیا تھا۔ کئی سال سے اہل جزائر آزادی کامل کا مطالبہ کر رہے تھے۔ کانگرس کے گزشتہ اجلاس میں آزادی فلپائن کے کم و بیش چھ مسودات پیش ہوئے۔ سینیٹ کی اس کمیٹی نے جس کی تحویل میں جزائر کے معاملات ہیں آخرکار ایک مسودہ قانون کی تائید کی ہے۔ جس کے رو سے پانچ سال میں جزائر فلپائن آزاد ہو جائیں گے۔ اسے "مسودہ ہاز" کہا جاتا ہے۔ اس لئے کہ مسودہ پیش کرنے والا سینیٹر کا ہیری ہاز ہے۔

—— پشاور ۵ر نومبر گزشتہ یکشنبہ کو خلافتیوں نے میدان میں ایک جرگہ منعقد کیا۔ طویل بحث و مباحثہ کے بعد قرار پایا کہ سرکاری سفیر پوخونسلر کو کہا جائے کہ وہ مصالحت کے لئے حکومت کے ساتھ گفت و شنید شروع

اشک ہائے خونیں

رکھیو غالب مجھے اس تلخ نوائی میں معاف
آج کچھ درد مرے دل میں سوا ہوتا ہے

خاکم بدہن - بار الٰہا! کیا یہ حقیقت ہے کہ تو ہماری قوم کی تباہی کا ارادہ کر چکا ہے - اور کیا یہ سچ ہے کہ تیری سرکار سے ہماری ذلت ومسکنت کے پروانے جاری ہو چکے ہیں - کیا ہماری آہ نیم شبی اور نالۂ شبگیر میں اب کچھ اثر باقی نہیں - کوئی شبہ نہیں کہ ہم تیرے گنہگار بندے ہیں - اور ہم سے اکثر خطائیں سرزد ہوتی ہیں - نہیں نہیں بلکہ ہم تمرد اور سرکشی کے سمندر میں غرق ہیں - لاریب کہ ہم میں سے اکثر حرص وہوا کے بیمار ہیں - نہیں نہیں بلکہ لالچ اور خود غرضی کا ایک جہان ہمارے دلوں میں بس رہا ہے - یقیناً ہم میں اکثر کمزوریاں موجود ہیں - ہاں ہاں بلکہ ہمارے سینوں میں رسوم کا ایک سومنات آباد ہے - درست ہے کہ ہمارے اکثر چھوٹے بڑوں کی عزت نہیں کرتے -

- - - - - - - ہمارے اکثر افسر ماتحتوں سے ہمدردی نہیں رکھتے - بلکہ انہیں نقصان پہنچانے کے درپے رہتے ہیں - مگر اے ہمارے رحیم اور کریم خدا! تو خوب جانتا ہے کہ ہم تیرے پیارے محمد صلعم کے نام لیوا ہیں - اور اس صدی کے مجدد کے دامن سے وابستہ ہیں - اور تیری ہی قسم کہ اس مجدد اعظم کو بھی ہم نے تیری اور صرف تیری ہی رضا پانے کے لئے مانا ہے - ہم نے دیکھا کہ اس میں تیرے رسول پاک صلعم کا عشق ہے - ہم نے پایا کہ اس میں تیرے دین کے لئے ایک درد ہے - ہم پر کھل گیا کہ اس میں تیرے حبیب کے نام کو بلند کرنے کی ایک تڑپ ہے - ایک ولولہ ہے - اور ایک جذبہ ہے ہم نے اسے آزمایا - وہ سراً وعلانیہ میں پاس ہوا - اس پر مصیبتیں آئیں - وہ ہر انسداد میں ثابت قدم رہا - اے ہمارے مہربان خدا! ہم اسی پاک مقصد کو اپنے سامنے رکھتے ہیں - تو ہماری مدد کر - ہماری سن - اور ہمیں نکبت وادبار کے گڑھے میں گرنے سے بچا لے -

گرا گرا دو بجلیاں کہ جو تیری محبت کے سوا جو کچھ بھی دلوں میں ہے - اسے خاکستر کر ڈالیں - چلا چلا وہ نشتر کہ تیرے دردِ محبت میں تلملا اٹھیں - ہاں ہاں پیدا کر وہ نور کہ ہمارے سینے جگمگا اٹھیں نہیں نہیں تو ہم سے منہ نہ موڑ - ہمارے دل تیری توحید سے بھرے ہوئے آبگینے ہیں ان کو نہیں نہ توڑ -

اے جماعت انصار اللہ - الم یأن للذین اٰمنوا ان تخشع قلوبھم لذکر اللہ - کیا وقت نہیں آیا کہ اللہ کے ذکر پر دل پگھل جائیں - اے خدا کی فوج کے سپاہیو! ع

وہ جنون خدمت دینِ الٰہی کیا ہوا

کیا آپ لوگ مجدد اعظم کی بیعت میں داخل ہو کر یہ وعدے نہیں کر چکے ہیں کہ "دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گے" خدا کے لئے اپنے خانہ دل میں اس چراغ کو روشن رکھئے - یہ حضرت مسیح موعود کا جلایا ہوا دیا ہے - بجھنے نہ دیجئے - مسلم کی شان میں لکھا ہے - والذین ھم لاماناتھم وعھدھم راعون خدمت دین محمدی کی تڑپ حضرت مہدی معہود کی متبرک امانت ہے - اس کی حفاظت کیجئے - اور سلطانِ یثرب کے نام کو بلند کرنے اور خدا کے آخری پیغام کو دنیا کے گوشہ گوشہ میں پہنچا دینے کا جو عہد آپ کر چکے ہیں اس کو پورا کیجئے - اوفوا بالعھد ان العھد کان مسئولا - ہم لوگ شاید اپنے آپ کو آخرین منھم لما یلحقوا بھم کے ماتحت صحابہؓ کی جماعت میں شمار کرتے ہیں - مگر خدا کے لئے ذرا ان کے حالات کو سامنے رکھ کر اپنا محاسبہ کیجئے - مہاجرین دین کی خدمت کے لئے - ہاں ہاں صرف ایک پاک مقصد کے لئے اپنے گھر بار - اہل وعیال - یار دوست - مال ومنال کو چھوڑ نکلے - سہ

سختی بجیں کر لی اٹھائی افتادیں جو پڑی اٹھالی

انصار جناب آقائے نامدار فداہ ابی وامی کی صدا پر لبیک لبیک پکارتے ہوئے دوڑ پڑے تھے - وقت پر اپنا سب کچھ حضور کے قدموں پر لا ڈالتے تھے - جان پر کھیل جانا ہنسی کھیل سمجھتے تھے - من ذا الذی یقرض اللہ قرضا حسنا فیضاعفہ لہ ولہ اجر کریم - پر ان کا ایمان تھا - وہ جانتے تھے کہ خدا کے وعدے سچے ہیں - جانتے ہوا ان خدمتوں کے صلے انہیں کیا عطا ہوئے - رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ کا

دنیا جہان کی دولتیں سمٹ کر ان کے قدموں میں آ پڑیں - واحسرتا! ایک ہم ان کے نقش قدم پر چلنے کے دعویدار ہیں - کہ معمولی ماہوار چندوں کو ادا کرنے پر ہزاروں حیلے کرتے ہیں - مختلف قسم کے بہانے تراشتے ہیں - اور چاہتے ہیں کہ کسی طرح یہ پیالہ ہم سے ٹل جائے - غور کیجئے - آخر بحیثیت جماعت ایک بوجھ (اگر آپ اسے بوجھ سمجھتے ہیں) کو اٹھا کر دو چار منزلیں طے کر چکے ہیں - اب اگر آپ کندھا نیچے سے نکال لیں گے لازماً یہ سارا بوجھ بڑے گا - کیا ہم چونتیس سال کی کٹھن اور تنگ گذر سے ہیں - کہ جو اپنا بار منزل تک پہنچا کر دم لیتے ہیں - خدا کے لئے کندھا بدل کر پورا زور خرچ کیجئے کہ یہ متبرک امانت منزل تک پہنچے - اور وہ نورانی رحمت کی گھٹائیں جو اسلام کے رخ پر اودے پر چھائی ہیں چھٹ جائیں - کہیں آفتاب اپنی پوری آب وتاب میں چمکنے لگے -

یہ کثرت ایک وحدت کی محتاج ہے - اپنا تعلق مرکز کے ساتھ محکم رکھئے - اور حضرت امیر قوم ایدہ اللہ بنصرہ کے تقویٰ پر قائم رہتے ہوئے جب کوئی حکم صادر فرمائیں - اسے شرح صدر کے ساتھ قبول کیجئے واتقوا یوما ترجعون فیہ الی اللہ - اس دن سے خوف کیجئے جب آپ اللہ کی طرف لوٹائے جائیں گے - خدا کا شکر کیجئے کہ اس نے آپ لوگوں کو ایک متقی اور امین امیر عطا کیا ہے - کیا یہ انصاف ہے کہ وہ ہمیشہ کے لئے اور غم میں گھلتے رہیں - وہ بھی ایک آدمی ہیں کسی کا حکم [illegible] کر انکار کر دیں - آخر آپ نہیں اپنا امیر مان چکے ہیں - سمعنا واطعنا [illegible] منافق کا اطاعت فی المعروف - وہ آپ سے ذاتی خدمت کے لئے کچھ نہیں مانگتا - وہ صرف دین کی خدمت کرتا ہے - آپ کا جو کچھ اس کے رزق کا کچھ حصہ ہے - [illegible] اپنے فضل سے دنیا ہے - اس میں سے خالص حصہ دو [illegible] کی تجارت کرتا ہے جس کے آپ ممبر ہوئے ہیں - ہاں وہ مانگتا ہے تو خدا کے دین کی مدد کے لئے - وہ طلب کرتا ہے تو جناب محمد رسول اللہ صلعم کے نام کی عزت کے لئے فاین تذھبون - پھر آپ کدھر جاتے ہیں - یقیناً ہمارا خدا کی ہستی پر ایمان کمزور ہے - اس کے وعدوں پر بھروسا نہیں - ورنہ وما تنفقوا من خیر یوف الیکم وانتم لا تظلمون کے ہوتے ہوئے ہم خدا کی راہ میں خرچ کرنے سے کبھی نہ ہچکچائیں -

ہمارے اقرار بیعت میں "دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا" کے الفاظ اگر ہمیں ترک خواہشات نفسانی اور حسنِ عمل پر آمادہ نہیں کر سکتے تو اور کونسا وعدہ ہوگا جس کو ہم نبھا سکیں گے - اور وہ اقرار کن لفظوں میں ہوگا جس پر اعتماد کے پھول نچھاور ہو سکیں گے - اور ہمارا جمود حرکت میں تبدیل ہو جائے گا - تاہم آؤ - اے نحن انصار اللہ کا وظیفہ رٹنے والو" سابقوا الیٰ مغفرۃ من ربکم وجنۃ عرضھا کعرض السماء والارض - خدا کی بخشش کی طرف دوڑیں اور جنت کی طرف کہ جس کی وسعت آسمانوں اور زمین ہے یعنی اپنی بیعت کے اقرار میں ایک جملہ اور بڑھا دیں - اور خدا کی نصرت کا تماشا دیکھیں آج ہی ایک کارڈ حضرت امیر ایدہ اللہ کی خدمت میں یہ الفاظ لکھ کر بھیج دیں -

"میں خدا کو حاضر وناظر جان کر یہ وعدہ کرتا ہوں کہ جب تک آپ تقویٰ پر قائم ہیں جناب کے حکم پر بلا چون وچرا کاربند ہوں گا - اور خدا کے دین کی مدد کے لئے جو ٹیکس بھی آپ مجھ پر لگائیں گے بلا حیل وحجت ادا کر دوں گا -

یہ ایک وثیقہ ہے جو ہم محض خدا کی رضا حاصل کرنے کے لئے لکھتے ہیں [illegible] نہیں صرف تحدیث نعمت کے طور پر آپ سے عرض کرتا ہوں - کہ خدا خوب [illegible] اور وہ لوگ بھی کہ جن کو ساتھ پڑ چکا ہے انہیں خوشنما معنی [illegible] ہوں - آپ کو خود خیال بیٹھا ہوا [illegible] امیر [illegible] ہم میں سے ہر ایک کے لئے اس کے دل میں [illegible] وہ بھی کوئی ایسا حکم نہیں دے گا جس کو ہم تہ دل سے [illegible] ایک [illegible] بات پر [illegible] ہے - اور شاید [illegible] طرف سے [illegible] قسم بھی [illegible] آپ پر [illegible] معاشرتی بائیکاٹ کی جن سے بہت تکلیفیں اٹھا چکے ہیں کچھ غیرت سے تو خدا کے لئے کمر ہمت مضبوط باندھئے اور پوری جان اور پوری طاقت سے کام میں لگ جائیے - آخر میں یہ دعا ہے کہ خدا ہمارا حامی وناصر ہو اور خدمت [illegible] دل میں پیدا

قومی اجتماع اور طبقہ نسواں

اپنے بھائیوں کی خدمت میں

(از قلم محترمہ بیگم صاحبہ مولانا محمد علی امیر جماعت احمدیہ ایدہ اللہ)

سالانہ جلسہ پر اپنی معزز بہنوں کو مدعو کرتے ہوئے اس کی اہمیت پر زیادہ خامہ فرسائی کی ضرورت نہیں سمجھتی - یہ حقیقت اظہر من الشمس ہے کہ کوئی تحریک کوئی تجویز کوئی تعمیر کامیابی کا منہ نہیں دیکھ سکتی جب تک کہ عورتیں بھی اس کی تکمیل میں حصہ نہ لیں - مثال کے لئے دور جانے اور دوسروں کی طرف دیکھنے کی بجائے اپنی تاریخ کو کھول کر دیکھئے - تو جن حقائق کا انکشاف ہوتا ہے - وہ یہ ہیں کہ اسلام کی ترقی وتوسیع میں یہ کمزور وناتواں ہستی ہر میدان میں سرگرم عمل نظر آتی ہے - اول المسلمین کون تھا - اور سب سے پہلے کس کا مال اشاعت اسلام پر صرف ہوا؟ اسی صنف نازک کی ایک فرد حضرت خدیجہؓ کا -

سب سے پہلے کس نے اپنی جان دین پر قربان کی اور شہید اول ہونے کا فخر حاصل کیا - اسی کمزور فرقہ کی ایک ہستی نے جس کا نام سمیہؓ تھا - پھر جنہوں نے محض خدا کے لئے اپنے گھر کی آسائش وآرام کو [illegible] مہاجر اول کہلائے ان میں بھی یہ طبقہ نسواں شامل تھا - غرض تاریخ کا ایک ایک ورق اور ایک ایک حرف تصدیق کر رہا ہے کہ اسلام نے ہر کام میں عورت کو دعوت عمل دی ہے حتیٰ کہ جنگ وجدال میں بھی یہ فرقہ اپنے فرائض کی ادائیگی میں منہمک نظر آتا ہے - قانون قدرت کے مطابق زندگی کی گاڑی دو پہیوں سے چل رہی ہے جس نے اس قانون الٰہی کے خلاف قدم اٹھایا وہ منزل مقصود سے دور ہوا -

میرے محترم وبزرگ بھائیو! خدارا غور فرمائیے - کہ اگر آپ یہی درست سمجھتے ہیں کہ عورت کا فرض صرف بچے پالنا اور خانہ داری میں مصروف رہنا ہی ہے تو یوں ہی سہی - آپ کو اختیار ہے - مگر انصاف تو فرمائیے کہ مذکورہ بالا فرائض بھی کوئی معمولی فرائض تو نہیں ہیں کہ جن سے عہدہ برآ ہونا آسان ہو - ایک عورت جو اپنے مکان کی چار دیواری میں بند اور اپنے گرد وپیش کے حالات سے بے خبر ہے وہ کس طرح آپ کی اولاد کی صحیح تربیت کر کے ان کو سچا وپکا مسلمان بنا سکتی ہے - کیونکر وہ اپنی زندگی کو شعائر اسلامی کا پابند کر کے آپ کے دل کو حقیقی راحت پہنچا سکتی ہے - اور کونسا وہ ذریعہ ہے کہ وہ صٰلحٰت قٰنتٰت حٰفظٰت للغیب کے مفہوم کو سمجھے اور آپ کے گھر کو جنت کا نمونہ بنا سکے - اور صرف یہی نہیں بلکہ ہماری غفلت اور آپ کی لاپروائی سے ہمیں شرک وبدعت کے گڑھے میں دھکیل رکھا ہے - اور اس کا احساس تک نہیں ہے -

معزز برادران! اگر آپ اپنی دعا ربنا ھب لنا من ازواجنا وذریتنا قرۃ اعین کی قبولیت چاہتے ہیں تو صرف ایک ہی طریقہ ہے - کہ سنت رسول اللہ وصحابہ کرام پر عمل کرتے ہوئے اپنے نصف حصہ کو بھی قومی اجتماع میں شامل کیجئے - وہ بھی جمع ہوں - وہ بھی کچھ سنیں - غور کریں - اور سوچیں - صرف اپنے نفس کے لئے نہیں بلکہ ان کے لئے بھی جو کل آپ کے جانشین ہوں گے -

تاریخہائے جلسہ سالانہ

۲۶ - ۲۷ - ۲۸

دسمبر کو یاد رکھئے

سیرت نبوی اور انقلاب افغانستان

رسول عربی کے متعلق واقعات عالم کا فتویٰ

(از شیخ محمد انعام الحق)

انقلابِ افغانستان عالم اسلامی کا ایک ایسا ہولناک واقعہ ہے جس کی گذشتہ چند سال میں کوئی مثال نہیں ملتی۔ کئی صدیوں سے قریباً تمام اسلامی ممالک پر زوال و انحطاط کی مردنی چھائی ہوئی ہے۔ دنیا کے ہر ایک حصہ میں فرزندانِ توحید ادبار و پستی کی ذلت میں مبتلا ہیں۔ چاروں طرف مایوسی کی خوفناک تاریکی مسلط ہے۔ افغانستان کی ترقی و آزادی اس تاریکی میں امید کی ایک کرن تھی۔ جو ختم شدہ اقبال کے ماتم گسار مسلمانوں کی کسی حد تک اشک شوئی کرتی تھی۔ لیکن بغاوت اور جنگ و جدل کے شعلے اس تیزی سے بھڑکے کہ چند ماہ میں ہی افغانستان کا پورا وسیع رقبہ ان کی لپیٹ میں آگیا۔ انقلاب کی تیز و تند آندھی تمام امیدوں کو اپنے ساتھ اڑا کر لے گئی۔ غیور افغان ایک دوسرے کا گلا کاٹنے لگے۔ افغانستان کی سرزمین ان کے خون سے لالہ زار ہوگئی۔

اس انقلاب کے نتائج پر بہت کچھ کہا گیا ہے۔ اور بہت کچھ کہا جا سکتا ہے جس میں بہت سی متضاد باتیں بھی ہوں گی۔ لیکن اس کھلی ہوئی حقیقت سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا۔ کہ انقلاب کی وجہ سے افغانستان کو ناقابلِ برداشت جانی و مالی نقصان پہنچا۔ جس کی تلافی کے لئے انتہائی جد و جہد سے کئی سال درکار ہوں گے واقف کار اصحاب کا سرسری تخمینہ ہے کہ اس خانہ جنگی میں تین چار لاکھ کے درمیان آدمی مارے گئے۔ اور کم سے کم دو ارب روپیہ کا نقصان ہوا۔ لیکن اب جنگ و جدل ختم ہو کر امن قائم ہو چکا ہے۔ بدامنی و کشت و خون کی شبِ تاریک کا خاتمہ ہو گیا ہے۔ اور مطلع افغانستان پر ترقی اور خوشحالی کی صبح کا نور صاف دکھائی دے رہا ہے۔ خدا کرے یہ صبح، صبحِ صادق ہو۔ کیا یہ مناسب نہ ہوگا کہ ایک زبردست انقلاب سے جس کی قیمت میں ایک اسلامی ملک نے لاکھوں جانیں اور اربوں روپیہ ادا کیا ہے کچھ سبق حاصل کیا جائے ہم آج کی صحبت میں ہم اس کے صرف ایک پہلو کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتے ہیں۔

ممکن ہے کہ اس انقلاب کی بعض دیگر معمولی وجوہات بھی ہوں۔ لیکن سب سے بڑی وجہ مغربی طرز کی اصلاحات کا نفاذ اور ملانوں اور پیروں کی خود غرضیاں اور جہالت پرستیاں ہیں۔ غازی امان اللہ خاں کی اصلاحات مفید تھیں یا غیر مفید۔ موزوں تھیں یا غیر موزوں۔ یہ ایک علیحدہ سوال ہے۔ اس کو قطع کرتے ہوئے ہم یہ بتانا چاہتے ہیں کہ قریباً تمام اصلاحات جو غازی موصوف نے نافذ کیں۔ یا نافذ کرنے کا ارادہ رکھتے تھے تمدنی اور معاشرتی تھیں۔ مذہبی اعتقادات سے ان کا کوئی لمبا چوڑا واسطہ نہ تھا اور بیشتر ان کی سیاحت یورپ کے تاثرات کا نتیجہ تھیں۔ باوجود اس کے ملک ان کو برداشت نہ کر سکا۔ غازی موصوف نے ان کو واپس لینے کا اعلان بھی کیا لیکن ملک نے ایک نہ مانی۔ آخر ان کو [illegible] تخت و تاج اور وطن چھوڑنا پڑا۔ غازی امان اللہ خاں بادشاہ تھے۔ شاہی خاندان سے تھے۔ ان کے پاس فوجیں، توپ خانے اور خزانے تھے تجربہ کار مشیر تھے۔ ان تمام ذرائع سے انہوں نے اپنی رعایا کو سمجھانے اور مطمئن کرنے کی انتہائی کوشش کی۔ لیکن کامیاب نہ ہوئے۔ یہ بیسویں صدی کے ایک روشن خیال اور اصلاح پسند بادشاہ کا قصہ ہے۔ اب ذرا موجودہ دور تہذیب و تمدن سے تھوڑی دیر کے لئے جدا ہو کر آج سے قریباً ساڑھے تیرہ سو سال قبل کے ملک عرب کا تصور کیجئے۔

افغانستان بے حد قدامت پسند ملک ہے۔ لیکن اس زمانہ کے عرب سے زیادہ قدامت پسند نہیں۔ افغان بے شک جنگجو لوگ ہیں لیکن زمانۂ جاہلیت کے بدوؤں سے انہیں کوئی نسبت نہیں۔ اس حقیقت سے انکار نہیں ہو سکتا کہ افغانستان کے ملا اور پیر

بے رد [illegible] ان یتیم امی عربوں میں سے اٹھا ہے جس کے پاس صداقت اور دل پسندی اور انسانیت کے سوا اور کوئی سامان نہیں ہے۔ اور چند سال کے قلیل عرصہ میں اپنے ملک و قوم کی کایا پلٹ کر رکھ دیتا ہے۔ آجکل مغربی تہذیب کرہ ارض پر نہایت تیزی سے پھیل رہی ہے۔ افریقہ و ایشیا کا تمدنِ قدیم اس کے سامنے سرنگوں ہو چکا ہے۔ غازی امان اللہ خاں افغانوں کو اسی تہذیب کی طرف مائل کرنا چاہتے تھے۔ ایک عالمگیر رجحان ان کی تائید میں تھا۔ خود افغان نوجوانوں میں تہذیب جدید کی علمبردار ایک جماعت پیدا ہو چکی تھی۔ باوجود اس کے وہ اپنے ارادے میں بالکل کامیاب نہ ہو سکے مگر عرب کے بے سر و سامان مصلح اعظم نے عربوں کو نیکی و صداقت کے اس راستہ پر نہایت کامیابی سے گامزن کر دیا۔ جو اس زمانے کی ساری دنیا سے انوکھا اور مخالف تھا۔ غازی موصوف اپنی رعایا کے تمدن و معاشرت میں صرف چند تبدیلیاں پیدا کرنا چاہتے تھے۔ جو نہ کر سکے۔ لیکن عرب کے اس امی نے عربوں کے نہ صرف تمدن و معاشرت بلکہ ان کے اعتقادات و ذہنیت میں ایک حیرت انگیز

انقلاب پیدا کر دیا۔ سب سے زیادہ اس بات پر غور کیجئے۔ کہ افغانستان کا زبردست بادشاہ رعایا کی معمولی سی بغاوت پر پریشان ہو کر اصلاحات کی واپسی کا اعلان کر دیتا ہے۔ اور عرب کا مصلح اعظم انتہائی خطرناک حالات میں اپنے اصول اور مقصد سے ایک انچ بھی پیچھے نہیں ہٹتا۔

سب سے زیادہ صائب رائے اور سب سے زیادہ صحیح فتویٰ واقعات کا ہوتا ہے۔ آپ ذرا گہری نظر سے حضرت نبی کریمؐ اور غازی امان اللہ خاں کے مشن، حالات جد و جہد اور اس کے نتائج پر غور کیجئے۔ حضرت نبی کریم صلعم کے راستے میں بے شمار رکاوٹیں تھیں اور ایک بھی آسانی نہ تھی۔ غازی موصوف کے سامنے اگر چند رکاوٹیں تھیں تو ان گنت سہولتیں بھی موجود تھیں۔ حضرت نبی کریم بالکل بے سر و سامان تھے غازی موصوف کے قبضہ میں ایک پوری سلطنت کے ذرائع تھے۔ مگر حضرت نبی کریمؐ اپنے مقصد میں کامیاب ہوتے ہیں۔ اور حیرت انگیز اور عدیم المثال طریق پر کامیاب ہوتے ہیں۔ اور غازی موصوف ناکام رہتے ہیں۔ آپ ساری دنیا کی تاریخ کو چھان ماریئے۔ حضرت نبی کریمؐ کی کامیابی کی ایک بھی مثال نہ ملے گی۔ یہ جو کچھ کہا گیا ہے اگر سچ ہے تو پھر بتایئے کہ دنیا کے اس مصلح اعظمؐ کی عظمت اور بزرگی سے کیسے انکار کیا جا سکتا ہے؟ اگر اس کی کامیابی کی مثال نہیں مل سکتی تو پھر ایک باخبر اور انصاف پسند شخص انصاف و ضمیر کا خون کئے بغیر اس حقیقت سے کیسے انکار کر سکتا ہے۔ کہ حضرت نبی کریمؐ دنیا کے سب سے بڑے عظیم الشان اور سچے انسان تھے

قارئین پیغام صلح کو عید المیلاد مبارک ہو

دربارِ رسالت میں عقیدت کے چند پھول

(از جناب لالہ امرناتھ صاحب قیس)

اے کہ تیرا وجود ہے وجہ قرار دو جہاں — اے کہ تیری نمود ہے لطفِ خدائے لامکاں
اے کہ ترے ورود پر سجدہ گزار آسماں — اے کہ تیرا درود ہے وردِ زبانِ انس و جاں

صلِّ علیٰ محمدٍ صلِّ علیٰ محمدٍ

تیرے ہی دم قدم سے ہے زینتِ بزمِ کائنات — کون و مکاں ہیں نور سے آئینۂ تجلیات
دہر میں سب سے تو بڑا تجھ سے بڑی خدا کی ذات — بھیج رہا خدا بھی ہے تجھ پر سلام اور صلوٰۃ

صلِّ علیٰ محمدٍ صلِّ علیٰ محمدٍ

آنکھ میں تیری مستتر شانِ جلالِ عز و جل — رُخ پہ ترے ضیا فگن نورِ جمالِ لم یزل
فرق پہ تیرے جلوہ ریز افسرِ خاتمِ رسلؐ — قلب میں موجزن ہے بحرِ فضیلت عمل

صلِّ علیٰ محمدٍ صلِّ علیٰ محمدٍ

جلوہ فگن خدا کا نور تیری جبینِ ناز پر — جھک گئے جس کے روبرو دیکھ کے کافروں کے سر
تو ہی خدا کا آخری دہر میں ہے پیامبر — تیرا عمل خدا کا حکم تیرا وطن خدا کا گھر

صلِّ علیٰ محمدٍ صلِّ علیٰ محمدٍ

آج ہمارے حال پر لطف کی اک نظر بھی ہو — یعنی یہی شبِ الم پیشِ روِ سحر بھی ہو
تیرا غلام نعمتِ خاص سے بہرہ ور بھی ہو — حلقہ بگوشِ مصطفےٰ حائلِ مال و زر بھی ہو

صلِّ علیٰ محمدٍ صلِّ علیٰ محمدٍ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اسلام ایک تبلیغی مذہب ہے

(از بشیر احمد صاحب علی پوری)

دنیا میں اگر روحانی اور اخلاقی پہلو سے کوئی تبلیغی مذہب ہے تو وہ صرف اسلام ہے۔ اس لئے کہ اس کے احکام اور اصول جامع اور مکمل ہیں جس مذہب کے قوانین واصول ہر پہلو سے مکمل ہوں وہ یقیناً ایک تبلیغی حیثیت رکھتا ہے۔

آپ تمام مذاہب عالم کی کتب مقدسہ پر نظر ڈالئے لیکن آخر آپ اس نتیجہ پر پہنچیں گے کہ کوئی مذہب دیگر مذاہب کے پیروؤں کو اپنے اندر جذب کرنے کی کشش نہیں رکھتا - اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ دوسرے ادیان میں یہ کشش یا طاقت کیوں نہیں پائی جاتی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ان کی الہامی کتب کی تعلیم عالمگیر اور مکمل نہیں ہے۔ اب یہاں پر اعتراض ہوگا کہ اللہ میاں نے کیوں مکمل اصول نہیں بھیجے۔ کیا وہ علیم نہیں ہے؟ لیکن قرآن کریم کے مطالعہ سے اس کا جواب مل جائے گا۔ کہ اللہ تعالےٰ نے قانونِ قدرت کے موافق تمام ممالک واقوام کے پاس ہدایت نامے بھیجے ہیں۔ قدرت کا یہ ایک مسلمہ اصول ہے کہ وہ ہر ایک چیز کو بتدریج ترقی دے کر معراج کمال تک پہنچا دیتی ہے۔ مثلاً درخت کو لیجئے۔ درخت کی اولیں حالت بیج کی ہوتی ہے جو بالکل ننھا اور بے حقیقت دکھائی دیتا ہے۔ پہلے وہ زمین سے اُگتا ہے اس کے بعد بڑھتے بڑھتے ایک درخت بن جاتا ہے۔ اب میں انسانی نشو ونما کی مثال پیش کرتا ہوں جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو سب سے پہلے اس کو دودھ دیتے ہیں۔ پھر کچھ عرصہ کے بعد اس کو ایسی چیز دیتے ہیں جس کو اس کا معدہ برداشت کر لیتا ہے تا آنکہ یہی بچہ بڑا ہو کر ایک جسیم اور طاقتور نوجوان دکھائی دیتا ہے تیسری مثال طالب علم کی پیش کرتا ہوں جو سب سے پہلے پہلی جماعت میں تعلیم حاصل کرتا ہے۔ پھر دوسری پھر تیسری یہاں تک کہ ایم اے کی ڈگری حاصل کر لیتا ہے۔ بعینہ اللہ تعالیٰ فطرتِ انسانی کے مطابق روحانی غذا بھیجتا ہے۔ چنانچہ قرآن شریف فرماتا ہے فطرت اللّٰہ التی فطر الناس علیہا اس آیت کریمہ کا ماحصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ قانون قدرت کے مطابق بنی نوعِ انسان کو روحانی غذا عطا فرماتا ہے۔ بالفاظ دیگر دینِ فطرت بلند آواز سے یہ کہتا ہے کہ میں بنی نوع انسان کو اسی نوع کی تعلیم دیتا ہوں جسے فطرت انسانی برداشت کر سکتی ہو۔ قرآن شریف فرماتا ہے لکل قوم ھاد ۔ لکل قوم رسول وان من امۃ الا خلا فیہا نذیر۔ ان آیات کے معانی یہ ہیں کہ ہر ایک ملک وقوم کے پاس ہادی ورسول آئے۔ کوئی ایسا ملک نہیں ہے جس میں نذیر وبشیر نہ پہنچا ہو۔ اور کوئی ایسی قوم نہیں ہے خواہ سفید فام ہو یا سیاہ فام۔ جس کے پاس رسول اور ہادی نہ پہنچے ہوں۔

دوسری جگہ قرآن شریف فرماتا ہے کہ ہم نے یکے بعد دیگرے یعنی وقتاً فوقتاً انبیاء ورسل بھیجے۔ جس کا مفہوم یہ ہے کہ ہر نبی یا رسول ایک خاص قوم کے لئے بھیجا جاتا تھا۔ ساری دنیا کی قوموں کے لئے نہیں - ہر قوم کی حالت دوسری قوم سے جداگانہ ہوتی تھی - اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی سنت قدیمہ کے مطابق خاص خاص قوموں کے لئے جداجدا رسول بھیجے۔ جب اللہ تعالیٰ نے دیکھا کہ اب فطرت انسانی میں مکمل وجامع تعلیم کو قبول کرنے کی صلاحیت پیدا ہو گئی ہے تو اس نے ایک مکمل وجامع صحیفہ جو تمام دنیا کے لئے اور قیامت تک کے لئے تھا سرورِ کائنات وآقائے نامدار حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا۔

چنانچہ قرآنِ کریم فرماتا ہے الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دیناً۔ آج کے دن ہم نے تمہارے دینِ فطرت کو مکمل کر دیا۔ اور تمام نعمائے روحانیہ بھی ختم کر دیں - غرضکہ تمام پہلوؤں سے اس کو پایۂ تکمیل تک پہنچا دیا۔

جس مذہب کے اصول انسان کی دینی اور دنیوی فلاح کے نکتۂ خیال سے مکمل جامع اور عالمگیر ہوں وہ لازماً تبلیغی ہوگا۔ کیونکہ وہ ہر زمان ومکان پر منطبق ہوتے ہیں۔

قرآن شریف فرماتا ہے، ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینہون عن المنکر واولئک ھم المفلحون ترجمہ۔ تم میں ایک جماعت پیدا ہو جو گمراہ شدہ لوگوں کو احسن طریق سے نیکی کی طرف دعوت دے۔ اور برائیوں سے منع کرے۔ اور یہ جماعت دنیوی زندگی اور اُخروی زندگی میں کامیاب ہوگی۔ اس آیت شریفہ سے صریحاً ظاہر ہوتا ہے کہ اسلام حقیقی معنوں میں ایک تبلیغی مذہب ہے

پھر دوسری جگہ قرآن شریف فرماتا ہے ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ۔ یعنی تم ان لوگوں کو جو راہ راست پر نہیں ہیں .... دعوت دو۔ مگر کس طریق کا رسے ؟ حکمت اور موعظۃ الحسنۃ سے سبحان اللہ کیسی عالی اور دلکش تعلیم ہے۔ کیا دنیا کا کوئی دوسرا مذہب ایسی تعلیم پیش کرنے کا دعویٰ کر سکتا ہے؟

ایک دوست کا روحانی عارضہ

(حضرت امیر جماعت کے قلم سے)

میاں محمد بخش صاحب شاکر ضلع ڈیرہ غازی خاں ہمارے ایک دوست ہیں۔ جنہوں نے ایک خط لکھا ہے۔ جس میں اپنی حالت کا اظہار کرکے یہ درخواست کی ہے کہ "میری اس حالت کا مرقع "پیغام صلح" میں درج فرما دیا جائے"۔ اپنی حالت کا جو نقشہ انہوں نے خود کھینچا ہے وہ درج ذیل ہے:-

"عملی کام کرنے اور شعبہ ہائے مذہبی میں حصہ لینے یعنی چندوں کے دینے سے محض سکون ومجبور ہیں ہوں۔ پیغام صلح کا مطالعہ کرتا ہوں مگر گاہ شوق سے اور گاہ بے ذوق ہو کر۔ اخبار کے صفحات میں جماعت کے افراد کو ہر تحریک میں حصہ لیتا ہوا پاتا ہوں۔ مگر میرا ایمان اس قدر کمزور واقع ہوا ہے کہ احساس تک نہیں ہوتا۔ چندے ایسا بھی ہو جایا کرتا ہے کہ حضور کی تحریکات اور صداؤں پر دل پسیجتا ہے مگر بعد مطالعہ پھر وہی بے حسی طاری ہو جایا کرتی ہے۔ گاہ بگاہ اپنی انقلاب پسند طبیعت کا مطالعہ کسی گوشہ میں بیٹھ کر کرتا ہوں۔ تو اپنی اس ایمانی قوت کے مغلوب ہو جانے پر چندے بے اثر اشک ریزی کر لیتا ہوں . . . . دل چندوں وغیرہ کے دینے کے لئے کشش بھی کرتا ہے۔ مگر ضروریاتِ زندگی ان خیالات کو اُبھرنے نہیں دیتیں"۔

مجھے یہ علم نہیں کہ ہمارے دوست نے کس غرض کے لئے اخبار میں اپنی اس حالت کا ذکر چاہا ہے۔ غالباً اسی خیال سے ہوگا کہ ان کے لئے اُن کے دوسرے بھائی دعا کریں۔ شاکر صاحب کے دل میں وہ احساس اور تڑپ موجود ہے جس سے انسان کی زندگی میں اصلاح پیدا ہو سکتی ہے ضرورت صرف یہ ہے کہ اس احساس کو تھوڑا سا عمل میں لانے کی کوشش کی جائے۔ اس لئے میں نے انہیں لکھا ہے کہ وہ اس خیال پر غالب آنے کی کوشش کریں کہ چندہ کی وجہ سے ضروریاتِ زندگی پوری نہ ہو سکیں گی جو درحقیقت ایک کمزوری کا خیال ہے اور ہر کمزوری کا خیال قرآن شریف کی اصلاح میں شیطان کی طرف منسوب ہوتا ہے تو اس کو ایک شیطانی وسوسہ سمجھ کر اپنے اندر سے نکالنے کی کوشش کریں۔ اور اس کا علاج صرف ایک ہے کہ وہ ایک قدم اور اٹھائیں۔ خواہ وہ بہت ہی چھوٹا ہو۔ کسی حیثیت کا کوئی شخص ہو۔ جو کچھ کماتا ہے اس کے ہاتھ سے ایک آنہ خدا کے رستے پر خرچ ہونے سے اس کی ضروریاتِ زندگی میں کوئی فرق نہ آئے گا۔ مگر یہ ایک آنہ نکال دینا ایک ایسا قدم ہوگا جو جہاد کا حکم رکھتا ہے۔ اور جو شخص اللہ کی راہ میں جدوجہد کرتا ہے اس کے لئے وعدہ ہے۔ الذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا۔

جماعت میں بہت سے ایسے احباب ہیں جو ایسی حالت میں پڑے ہیں۔ جس کا نقشہ ہمارے اس دوست نے کھینچا ہے بلکہ بعض تو ایسے ہیں کہ خدا کے فضل سے آسودہ حال بھی ہیں۔ اور ان کی ضروریاتِ زندگی میں بھی قطعاً ایسا خرچ کرنے سے کچھ فرق نہیں پڑتا۔ مگر پھر بھی ان کا دل خدا کے راستے میں خرچ کرنے کے لئے بخل کرتا ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ یہ زندگی ایک جدوجہد ہے۔ جو نیکی اور بدی کی طاقتوں میں جاری ہے۔ اور جب ہر انسان ایک نیک تحریک کو جو اس دل میں پیدا ہو۔ عمل میں نہیں لاتا تو اس وقت بدی کی طاقت سے مغلوب ہو جاتا ہے کاش وہ اس جدوجہد کو اپنی آنکھ سے دیکھ سکتا۔ تو اسے معلوم ہوتا کہ ٹھیک اس وقت جب وہ سمجھتا ہے کہ میں نے اپنا ایک پیسہ خدا کے رستے میں دینے سے بچا کر فی الواقع کچھ حاصل کیا ہے۔ وہ نیک تحریک کو رد کرکے کسی بری تحریک سے مغلوب ہو جاتا ہے۔ جسے وہ اپنا غلبہ سمجھتا ہے۔ وہ اس کی نظر کا دھوکا ہوتا ہے۔ فی الواقع وہ اس وقت بری طرح پچھڑ جاتا ہے میں نہیں جانتا ان احباب کی وہ غیرت جو انہیں دینِ محمدؐ کے لئے ہونی چاہئے اس وقت کہاں جاتی ہے۔ کیا ان کو کبھی یہ خیال آتا ہے کہ اگر وہ محمد رسول اللہ صلعم کی زندگی میں ہوتے اور جب دشمن آپ پر حملہ کر رہا ہوتا اور وہ خود گھر میں آرام سے بیٹھے ہوتے تو ان کا شمار کن لوگوں میں ہوتا۔ وہ [illegible] چندہ دینے سے پیچھے رہتے ہیں۔ وہ خود خیال کریں کہ ان کا قدم کس طرف جا رہا ہے؟ بعض احباب محض سستی سے کام لے کر جب ایک دفعہ چندہ دینے سے رُکتے ہیں تو اگلے دن ان کا قدم اور پیچھے ہٹتا چلا جاتا ہے۔

میں نے یہ خط صرف اسی غرض کے لئے اخبار میں دیا ہے کہ دوسرے احباب بھی اس طرف توجہ کریں۔ اور اس جہادِ اسلام میں شریک ہو کر اور رسول اللہ صلعم سے حملوں کا دفاع کرکے اس بات کا ثبوت دیں کہ وہ عملی رنگ میں ان لوگوں میں سے ہیں جو آج رسول اللہ صلعم کا ساتھ دے رہے ہیں۔ جو شخص یہاں رسول کی محبت کر چھوڑتا ہے وہ دوسری زندگی میں آپ کی معیت حاصل ہونے کی کیا امید رکھ سکتا ہے؟ اور جن لوگوں کے دلوں میں اس تحریر سے کچھ اثر ہو انہیں شاکر صاحب کا شکرگزار ہونا چاہئے۔ کہ ان کے ایک فعل سے انہیں بھی نیک عمل کی توفیق ملی۔

رسالہ "المہدی" کیسا ہے؟

ایک غیر از جماعت اخبار کی رائے

اخبار "منادی" دہلی ۲۸ فروری سنہ ۱۹۳۱ء لکھتا ہے:-

"المہدی" یہ ایک سہ ماہی رسالہ ہے . . . . . اس میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے ملفوظات اور ان مباحثوں کا خلاصہ ہوتا ہے جو آپ نے غیر مذاہب کے فاضلوں سے اسلام کی عظمت وبرتری کے متعلق وقتاً فوقتاً کئے ہیں۔ اگر آپ کے ذاتی مخصوص عقاید سے علیحدہ ہو کر غور کیا جائے تو رسالہ بہت اچھا ہے۔ اور اسلامی تعلیم کی عظمت وبرتری آپ نے اس انداز میں ثابت کی ہے کہ تمام معانی ومطلب واضح ہو جاتے ہیں۔ آپ نے ہر پیچیدہ مسئلہ اور مشکل عقیدہ کو سلیس اور عام فہم زبان میں سمجھایا ہے اور اس طرح سمجھایا ہے کہ بڑے سے بڑا منکر بھی سرِتسلیم خم کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ میرزا غلام احمد صاحب اپنے وقت کے بہت بڑے فاضل بزرگ تھے۔ اور اگر آپ جدید عقیدہ اور مجدد ہونے کا اعلان نہ کرتے تو آپ کی تصانیف مسلمانوں کے ہر طبقہ وخیال کے لوگوں کے لئے بڑی قدر ومنزلت کا باعث ہوتیں۔ تاہم اب بھی اُن کے مطالعہ اور آپ کے ملفوظات کے پڑھنے سے بہت فائدہ پہنچ رہا ہے اور ہم آپ کے تبحرِ علمی اور فضیلت وکمال کا اعتراف کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔

ضخامت ۱۴۴ صفحے - سائز ۲۲×۲۶/۸ کاغذ سفید کتابت وطباعت روشن قیمت فی پرچہ ۸ر سالانہ چندہ دو روپے۔

مندرجہ بالا رائے ایک روشن خیال مسلمان کی ہے۔ پھر جو لوگ حضرت مسیح موعودؑ کی عقیدت کا دم بھرتے ہیں وہ اگر حضرت اقدس کے ملفوظات پھیلانے میں سبقت نہ کریں تو قابلِ افسوس امر ہوگا۔ خوب یاد رہے کہ حضرت صاحبؑ کی اصلی عزت آپ کے کام سے دنیا کو روشناس کرنے سے ہی بڑھے گی۔ اور اسی سے ہر قسم کی بدظنیاں اور بدگمانیاں جو آپ کے بارے میں پھیلی ہوئی ہیں۔ دنیا سے دور ہو سکینگی۔ یہ رسالہ ایسا مفید ہے کہ جس نے اسے ایک بار پڑھا وہ اس کا گرویدہ ہو گیا۔ تاہم اگر کوئی دوست اسے منگوا لینے کے بعد بھی ناپسند کریں تو وہ اسے بغیر خراب کئے واپس کر دینے پر اپنی قیمت واپس لے سکتے ہیں۔ دوسرا نمبر جس کے ہمراہ حضرت مسیح موعودؑ کا فوٹو ہوگا تیار ہو رہا ہے۔

وی پی شاذ صورتوں میں ہوگا۔ دو روپیہ نقد بنام محاسب صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور بھیجکر منگوا لیں۔

جائنٹ سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

گمشدہ عزیز کی تلاش

عزیز عبد القدوس فرزند احمد گل صاحب مرحوم ساکن شینان ضلع کوہاٹ تحصیل ٹیری۔ جس کا حلیہ یہ ہے سُرخ رنگ۔ سر کے بال سرخ عمر تقریباً ۱۶ سال۔ دائیں آنکھ کے کونے میں زخم کا نشان۔ تعلیم آٹھویں جماعت فارسی تک ہے۔ ۱۹ ستمبر سنہ ۲۹ء سے غائب ہے۔ اگر کسی صاحب کے پاس جاوے یا کسی کو اطلاع ملے تو اس کو روک کر فی الفور دفتر صدر انجمن میں اطلاع بھیجدیں۔ جو صاحب اطلاع دیں گے مبلغ دس روپیہ ان کو انعام ملیگا۔ تمام جماعتیں اس اعلان کو خاص طور پر نوٹ کریں۔ حضرت امیر کا ارشاد ہے۔

(غلام محمد اسسٹنٹ سیکرٹری)

خبریں

—— سکھر ۴رمئی۔ مسٹر جناح۔ جو یہاں پیر پگاڑو کے مقدمہ میں وکیل صفائی کے طور پیش ہو رہے ہیں۔ معتمد جمعیۃ العلمائے سندھ کی دعوت کا جواب جواب دیتے ہوئے کانفرنس میں شریک ہونے سے معذوری کا اظہار کرتے اور لکھتے ہیں "میرے تمام برادران وطن اور خصوصاً مسلمانوں کو خلاف ورزی قانون کے طریق کار۔ عقیدے اور حکمت عملی کے ساتھ ہرگز اتفاق نہیں کرنا چاہئے۔ یہ تحریک نہ صرف قبل از وقت بلکہ غیر معقول۔ اور ناقابل عمل بھی ہے۔ واضح اور بدیہی طریق عمل یہ ہے کہ ہندوؤں اور مسلمانوں کے اختلافات کا تصفیہ کیا جائے۔ اور عنقریب منعقد ہونے والی گول کانفرنس میں ہز مجسٹی کی حکومت کے ساتھ گفت و شنید کی جائے۔

مسٹر جناح صدق دل سے اس بات پر زور دیتے ہیں کہ لندن کانفرنس کے نتیجے تک صبر و سکون سے کام لیا جائے۔

اطلاع

امسال عید اضحیٰ کی تقریب پر جمعہ، عید اور اتوار کی تین تعطیلیں جمع ہو جانے کی وجہ سے پریس تین دن متواتر بند رہیگا۔ اس لئے ۱۱رمئی کا اخبار شائع نہ ہو سکے گا۔ (ایڈیٹر)

(بقیہ صفحہ ۵)

یعنی استوے کی توصیف کرتے وقت بت پرستی یا مادہ پرستی کو بالکل دماغ میں جگہ نہ دینا۔ تاکید ہے۔ ورنہ لینے کے دینے پڑ جائیں گے۔ اور بنا بنایا کھیل بگڑ جائے گا۔ ہاں آپ اعتراض کریں گے کہ اگر یہی کیفیت ہے اور اہل ہنود کی یہی حالت ہے تو میں کیوں کنوئیں کا مینڈک بنا ہوا ہوں۔ کیوں کسی ڈول میں پھدک کر باہر نہیں آجاتا۔ لیکن جواب صاف ہے۔ بے بسی اور لاچاری پابہ زنجیر ہے ؎

مانو نہ مانو جانِ جہاں اختیار ہے
ہم نیک و بد حضور کو سمجھائے جاتے ہیں

—— کراچی ۴رمئی۔ پیچیدہ سیاسی صورت حالات اور مقامی ستیہ گرہیوں کی مختلف دھمکیوں کے پیش نظر آج صبح پولیس نے مقامی تاجران اسلحہ سے تمام اسلحہ اور گولہ بارود لے کر کراچی سے آٹھ میل کے فاصلہ پر ڈرگ روڈ آرسنل میں پہنچا دیا۔ تقریباً سات سو اسلحہ چھ لاکھ کارتوس اور ایک سو بیس پونڈ بارود مقامی تاجروں سے جو سب کے سب مسلمان ہیں لے لیا گیا۔

—— گاندھی جی کی گرفتاری کی خبر تمام ہندوستان میں بجلی کی سرعت کے ساتھ پھیل گئی۔ متعدد مقامات میں ہڑتالیں اور مظاہرے ہوئے جن مقامات میں ہڑتالوں کی اطلاعات موصول ہوئی ہیں ان کے نام ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔ بمبئی۔ لاہور۔ پونا۔ امرتسر۔ جالندھر۔ جلال پور۔ سورت۔

—— کلکتہ ۳رمئی۔ معلوم ہوا ہے کہ پنڈت مالویہ کے صاحبزادے پنڈت گووند کنت پولیس کے ڈنڈوں سے مجروح ہو گئے۔ ان کو اور ان کے ہمراہیوں کو ہسپتال پہنچایا گیا۔ جہاں سے مرہم پٹی کرنے کے بعد وہ رخصت کر دئے گئے۔

—— قاہرہ ۲رمئی۔ پروفیسر سلیم حسن ماہر فن تعمیرات سے جو مصری یونیورسٹی کی طرف سے آثار قدیمہ کی دریافت پر مامور ہیں اور جو اس سے قبل حیرت انگیز ایجادیں کر چکے ہیں اپنے شاندار کارناموں میں ایک اور اضافہ کیا ہے۔ آپ نے اسی میاں دریافت کی ہیں۔ جو زمین کے نیچے ایک مقبرے میں مدفون تھیں۔ ان میں سے ایک سونے کے پتروں میں لپٹی ہوئی ہے۔

—— آج صبح ساڑھے گیارہ بجے کے قریب ایسوسی ایٹڈ پریس نے بذریعہ ٹیلیفون حسب ذیل اطلاع دی۔

بمبئی ۵رمئی۔ مہاتما گاندھی توساری سے گجرات میل میں سفر کر رہے تھے کہ کرادی کے مقام پر گرفتار کر لئے گئے۔ اور فوجی پولیس کے تین افسروں کی حراست میں پونا بھیج دئے گئے۔

—— وارنٹ گرفتاری کا مضمون۔ چونکہ حکومت مسٹر ایم کے گاندھی کی سرگرمیوں کو خطرے سے دیکھتی ہے اس لئے حکم دیتی ہے کہ ان کو ریگولیشن ۲۵ ۱۸۲۷ء کے ماتحت اس وقت تک نظر بند رکھا جائے جب تک حکومت کی مرضی ہو۔ اور انہیں فی الفور یرودا سینٹرل جیل میں بھیجدیا جائے

—— بمبئی ۵رمئی۔ بمبئی گجرات میل کے ساتھ ایک مخصوص گاڑی لگا دی گئی تھی۔ اس میں گاندھی جی کو بوریولی جو بمبئی سے ۔۔ میل کے فاصلہ پر ہے لے گئے۔ بوریولی میں گاندھی جی کو گاڑی سے نیچے اتارا گیا۔ جہاں سے انہیں زیر حراست کسی نامعلوم جگہ کو لے گئے۔

—— پشاور ۳رمئی۔ چیف کمشنر نے حسب ذیل اعلان شائع کیا ہے:-

چونکہ صوبہ سرحد کے چیف کمشنر کی رائے میں صوبہ سرحد کی کانگرس کمیٹی۔ پشاور سٹی کانگرس کمیٹی اور ماتحت یا معاون مجالس اور نوجوان بھارت سبھا آئین و نظام میں مداخلت کر رہی ہیں۔ یا ایسا کرنا ان کا مقصد ہے اور وہ امن عامہ کے لئے خطرے کا موجب ہیں۔ اس لئے صوبہ سرحد کے چیف کمشنر ان اختیارات کی بناپر جو انہیں قانون ترمیم ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۱۶ مطابق ترمیم قانون بغاوت باب ۱۹۲۰ء کے رو سے حاصل ہیں۔ اعلان کرتے ہیں کہ مجالس مندرجہ بالا قانون ترمیم ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۱۶ کی رو سے خلاف قانون ہیں۔

صوبہ سرحد کے چیف کمشنر قانون تنازع مجالس متویانہ بابت ۱۹۱۱ء کی دفعہ ۲ مد ۱ کے رو سے گورنر جنرل بہ اجلاس کونسل کی منظوری حاصل کرنے کے بعد ضلع پشاور کو چھ ماہ کے لئے رقبہ شتہرہ قرار دیتے ہیں۔

—— امرتسر ۳رمئی۔ ۴ بجے صبح پولیس اور فوج کی ایک جماعت نے زیر سرکردگی سپرنٹنڈنٹ پولیس جلیا نوالہ باغ پر چھاپہ مارا۔ تمام دروازے بند تھے۔ اس لئے حملہ آور دیواریں پھاند کر اندر داخل ہوئے۔ ڈاکٹر کچلو ایک خیمہ میں سو رہے تھے۔ شور سن کر بیدار ہوئے۔ پولیس نے وارنٹ زیر دفعہ ۱۲۴ الف دکھایا۔ اور انہیں زیر حراست کر لیا۔ ڈاکٹر صاحب نے رضا کاروں کو ہدایت کی کہ پرامن رہیں۔ جب ڈاکٹر صاحب کو پولیس ساتھ لے گئی تو رضا کار ہڑتال کا اعلان کرنے کے لئے شہر میں پھیل گئے۔ ہڑتال ہو گئی۔ پولیس اور فوج گشت کر رہی ہے۔

—— پونہ ۵رمئی۔ معلوم ہوا ہے کہ گورنمنٹ عنقریب اعلان کرنے والی ہے کہ نظر بندی کے زمانہ میں گاندھی جی کے لئے ایک سو روپیہ ماہوار اخراجات کے لئے مقرر کیا گیا ہے۔ گاندھی جی کو صوبہ بمبئی سے باہر نہیں لے جایا جائے گا۔

خبریں

—— بغداد یکم جولائی - ایک سرکاری اعلان میں برطانیہ اور عراق کے معاہدہ کا عام خاکہ دیا گیا ہے - یہ معاہدہ عراق کے جمعیت الاقوام کی رکنیت میں داخل ہونے پر نافذ العمل ہوگا -

اس معاہدہ میں عراق کی کامل آزادی تسلیم کی گئی ہے اندرونی تحفظ اور غیر ملکی حملہ آوروں کے خلاف مدافعت کی کامل ذمہ داری دے دی گئی ہے - ریگ میں داخلہ کے بعد عراق سے برطانی انتداب کا خود بخود خاتمہ ہو جائے گا - موصل اور ھنیدی سے جو بغداد کے متصل ہوائی جہازوں کا بڑا اجاری مستقر ہے - معاہدہ کے نفاذ کی تاریخ سے پانچ سال کے بعد برطانی افواج واپس بلائی جائیں گی - اس وقت عراق برطانیہ کو دریائے فرات کے مغرب اور شط العرب میں تین نئے ہوائی مستقر بنانے کی اجازت دے گا - جن کی حفاظت خرچ پر عراقی افواج کریں گی -

معاہدہ کی میعاد ۲۵ سال ہوگی -

—— لندن یکم جولائی - گول میز کانفرنس کے متعلق حکومت چند روز میں اعلان شائع کرنے والی ہے - ماسوی آننا میں اس افواہ کی بنا پر کہ حکومت ہند سائمن رپورٹ کو داخل دفتر کرنے والی ہے ویسٹ منسٹر میں کسی قدر تشویش پیدا ہو گئی ہے -

احتمال ہے کہ اس مسئلہ کے متعلق دار العوام میں حکومت پر اعتراض کیا جائے - ذمہ دار اشخاص اس افواہ کو لغو خیال کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ گول میز کانفرنس کے مندوبین کو کوئی سکیم پیش کرنے کا کافی موقع دیا جائے گا - لیکن سائمن رپورٹ بھی بحال رہے گی -

—— لاہور ۲ جولائی - آج صبح چار بجے دو سب انسپکٹر ایک سارجنٹ اور بیس سپاہی مسٹر ایم اے خاں جنرل سیکرٹری ریلوے یونین کے مکان واقع کوچہ چڑیماراں میں پہنچے - مسٹر ایم اے خاں کو بتایا گیا کہ انہیں زیر دفعہ ۱۰۸ گرفتار کیا جاتا ہے - وارنٹ مسٹر ڈز نی مجسٹریٹ درجہ اول کی عدالت سے جاری شدہ تھا - وارنٹ با ضمانت تھا لیکن آپ نے ضمانت سے انکار کر دیا -

—— ڈیرہ اسماعیل خاں - یکم جولائی - رائے بہادر ٹھاکر دت - رائے بہادر سکھورام - رائے صاحب روچی رام اور رائے صاحب جنبھانا نے جو فرنٹیر ہندو سبھا کے کارکن ہیں - ہز ایکسیلنسی وائسرائے کے پرائیویٹ سیکرٹری کو ایک مشترکہ وفد بھیجتے ہوئے سائمن رپورٹ کی مجوزہ آئینی تبدیلیوں پر نفرت و مذمت کا اظہار کیا ہے - اور کہا ہے کہ یہ ہندو سرحد کے لئے خاص طور پر ضرر رساں ہیں - نیز انہوں نے اس بات پر زور دیا ہے کہ گول میز کانفرنس میں ان کی مناسب نمائندگی ہونی چاہئے -

—— لاہور ۲ جولائی - آج لنڈا بازار دھوبی منڈی اور ریلوے اسٹیشن کی شراب کی دوکانوں پر پکٹنگ کیا گیا اور کل پانچ رضا کار گرفتار ہوئے - جن میں سے ایک رہا کر دیا گیا - آج عورتوں نے شراب فروشوں کی دوکانوں اور مکانوں پر مظاہرے کئے -

کل چودہ رضا کار گرفتار کئے گئے - ان کی تفصیل یہ ہے - دھوبی منڈی ۴ - بیرونی ریلوے اسٹیشن ۴ - لنڈا بازار ۳ - گوال منڈی ۲ - ایک رضا کار مول جی کی دوکان پر کے اندر بیٹھا ہوا گرفتار کیا گیا -

—— مسٹر اے لین رابرٹ ڈپٹی کمشنر و ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ لاہور نے بنکوں کے نام ایک حکم جاری کیا کہ پنجاب کی جن جن مجالس کو خلاف قانون قرار دیا گیا ہے اگر اس کا کوئی روپیہ کسی بنک میں جمع ہو تو وہ روپیہ ان مجالس کے نمائندوں کو ادا نہ کیا جائے - یہ سنگین حکم نافذ العمل رہے گا - اور اس کا مقصد یہ ہے کہ پروپیگنڈا کا انسداد کیا جائے -

—— شملہ ۳ جولائی - جب سے پریس آرڈیننس کا نفاذ ہوا ہے - کانگرسیوں نے شیوہ اختیار کر لیا ہے کہ سائیکلوسٹائل وغیرہ پر بلیٹن چھاپ کر شائع کرتے ہیں - اور ان کے لئے ڈیکلریشن نہیں دیا جاتا - اب لارڈ اروِن نے اس قسم کے بلا منظوری اخبارات اور پرچوں کی اشاعت کو مسدود کرنے کی غرض سے ایک جدید آرڈیننس نمبر ۲ ۱۹۳۰ء کا نفاذ کر دیا ہے -

—— لندن یکم جولائی - حکومت ہند نے ہندوستان کی حالت کے متعلق جو رپورٹ ارسال کی ہے اس میں لکھا ہے کہ ۲۸ جون کو صوبہ شمال مغربی سرحد کے قبائل کی حالت میں نمایاں ترقی نظر آتی ہے - اتمان خیلوں کے لشکر کو منتشر کرنے میں زبردست تادیبی کارروائی کی گئی - اس

—— الہ آباد ۲ جولائی - کانگرس کی مجلس عاملہ کی مجلس خلاف قانون قرار دیئے جانے کی خبر سن کر پنڈت مالویہ نے سردار ولبھ بھائی پٹیل قائمقام صدر کو بذریعہ برقی پیغام لکھا ہے کہ مجھے بھی مجلس عاملہ کا رکن بنایا جائے -

—— پونا ۲ جولائی - پراونشل کانگرس کمیٹی نے شولاپور کی تحقیقاتی کمیٹی کا انتظام مکمل کر لیا ہے - یہ کمیٹی سرکاری کمیٹی کے تقرر کے بعد کام شروع کرے گی -

—— پونا ۲ جولائی - پراونشل کانگرس کمیٹی نے شولاپور کی تحقیقاتی کمیٹی کا انتظام مکمل کر لیا ہے - یہ کمیٹی سرکاری کمیٹی کے تقرر کے بعد کام شروع کرے گی -

—— رگبی ۳۰ جون - برازیل کے صدر منتخب کل سرکاری سیاحت پر لندن پہنچنے والے ہیں -

—— رگبی یکم جولائی - ولیعہد جاپان اور ان کی رانی تین دن قصر شاہی میں شاہی مہمان رہنے کے بعد کلیرج ہوٹل میں بطور سرکاری مہمان قیام پذیر ہو گئے ہیں -

—— ہیوس یکم جولائی - اطلاع موصول ہوئی ہے کہ بولیویا کی بغاوت میں دو سو آدمی مقتول ہوئے -

—— السیاسیہ قاہرہ کو معلوم ہوا ہے - کہ افغانستان اور روس کے تقریباً بیس ہزار مسلم تارکان وطن ایران کے حدود میں مقیم ہیں - حکومت ایران نے ان لوگوں صوبہ خراسان میں وسیع قطعات اراضی عطا کئے ہیں -

—— لندن یکم جولائی - دوشنبہ کو دار العوام میں مسٹر بین نے ایک سوال کے جواب میں بیان کیا "مجھے ابھی تک فسادات پشاور کی تحقیقاتی کمیٹی کی رپورٹ موصول نہیں ہوئی - اور اس کی اشاعت کے مسئلے پر نہایت احتیاط سے غور و خوض کرنے کی ضرورت ہوگی -

—— لندن ۳۰ جولائی - دار العوام میں مسٹر بین نے کہا "سر دست میں ان بیانات پر ذرا بھی اضافہ نہیں کرنا چاہتا جو سائمن رپورٹ پر غور و خوض کرنے کی بابت مزید کارروائی سے متعلق ہیں - گول میز کانفرنس کے باب میں مسٹر بین نے بیان کیا - ابھی اس پر غور ہو رہا ہے کہ سائمن رپورٹ کا ترجمہ غیر ملکی اور ہندوستان کی بڑی بڑی زبانوں میں کیا جائے - جہاں تک یورپ کی زبانوں کا تعلق ہے مسئلہ اشاعت کے متعلق رکاوٹ درپیش ہے - انہوں نے کہا " اس مسئلہ پر نہایت احتیاط سے غور و خوض کیا جا رہا ہے - کہ مقبول عام قیمت پر رپورٹ کا خلاصہ شائع کر دیا جائے -

—— لندن یکم جولائی - دار العوام میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے مسٹر ویجووڈ بین نے کہا کہ بالفعل پارلیمنٹ کے اجلاس کے وقفہ کے دوران میں میرا ہندوستان جانے کا ارادہ نہیں -

—— لندن یکم جولائی :- دوشنبہ کو دار العوام میں سر این گرانٹ ڈائل نے تجویز پیش کی کہ برطانی تجارت کے متعلق ہندوستان کے موجودہ حالات کے پیش نظر مشکلات کو کم کرنے کے لئے خاص تدابیر سے کام لینا چاہئے - مسٹر گلنٹ وزیر تجارت نے اس تجویز کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ :- برطانی تجارت کے کمشنر صورت حالات کو نہایت غور سے دیکھ رہے ہیں - اور جب موقع آیا وہ برطانی تجارت کو فائدہ پہنچانے کے لئے حتی الامکان مناسب امداد دے سکیں گے -

سر این گرانٹ ڈائل نے تجویز پیش کی کہ برطانی تجارت کو نقصان پہنچانے کے لئے جو کارروائیاں کی گئی ہیں انہیں ملحوظ رکھتے ہوئے ایک ایسے نظام کی ضرورت ہے جس کے ذریعے سے مخالفانہ تدابیر کا جواب دیا جا سکے -

مسٹر گلنٹ نے کہا کہ اس مسئلے پر نہایت احتیاط سے غور و خوض کیا جا رہا ہے -

—— کلکتہ ۲ جولائی - آج صبح اڑھائی بجے یہاں زلزلہ آیا - جس کا صدمہ دو منٹ تک محسوس ہوتا رہا - اس کے ساتھ مدہم آواز بھی صاف طور پر سنائی دی - علی پور کے رصدگاہ کے آلات بگڑ گئے اور زلزلہ کا صدمہ محسوس ہونے کے بعد کی کیفیت معلوم نہیں ہو سکی - بمبئی کے رصدگاہ کی اطلاع کے بموجب پایا جاتا ہے کہ زلزلہ مغربی آسام سے شروع ہوا تھا - جہاں اس کا صدمہ شدید طور پر محسوس ہوا ہے - بنگال اور آسام کی دوسری رصدگاہوں سے بھی اس امر کی تصدیق ہوتی

۴۰ سنٹ کے درمیان وہاں شدید زلزلہ کا صدمہ دوبارہ محسوس ہوا جس سے متعدد عمارتوں کو نقصان پہنچا - تمام برقی تار ٹوٹ گئے اور زلزلہ کے پہلے صدمہ سے جو چار منٹ تک جاری رہا بہت سے اشخاص مجروح ہوئے - خفیف جھٹکے ابھی تک محسوس ہو رہے ہیں

شیلانگ کی اطلاع سے پایا جاتا ہے کہ وہاں بھی ۲ بجکر ۳۶ منٹ پر شدید زلزلہ آیا جس کے بعد ہر منٹ کے بعد خفیف جھٹکے محسوس ہوتے رہے - ملک کے اس حصہ میں پہلے کبھی ایسا زلزلہ نہیں آیا - ایسٹرن بنگال ریلوے کے پل ٹوٹ گئے - اور لائن کو نقصان پہنچا - دو سیکشنوں کے علاوہ باقی تمام جگہوں پر سست اور با احتیاط رفتار سے گاڑیوں کی آمد و رفت جاری ہے -

—— پشاور ۳ جولائی - آج تمام جماعتوں سپاسنامہ پیش مقدم کا جواب دیتے ہوئے چیف کمشنر نے مقامی اداروں میں انتخاب کے طریقہ کی تدریج کا اعلان کر دیا - نیز پنچایت ایکٹ کا ایک کمیٹی معائنہ کرے گی - تاکہ اس کا نفاذ یہاں بھی ہو سکے - آپ نے اس اصول سے اتفاق کیا - کہ مختلف محکموں کے نظم و نسق کا معیار اس سے کم نہ ہونا چاہئے جو سرحد کے اضلاع یا پنجاب میں رائج ہیں - آپ نے یقین دلایا کہ مالیہ اراضی واٹر ٹیکس اور ڈسٹرکٹ بورڈوں کے محصولات اس سے زیادہ نہ ہوں گے جتنے پنجاب میں ہیں -

چیف کمشنر نے حکومت کے ساتھ شامل ہو کر خرابیوں کو دور کرنے کے متعلق ان کے فیصلہ پر خوشنودی کا اظہار کیا - اور وعدہ کیا کہ ان تجاویز کے متعلق تحقیقات کی جائے گی -

سر فضل حسین نے جو وہاں موجود تھے متذکرہ صدر اعلانات سے اتفاق کیا - اور انہیں یقین دلایا کہ آج سرحد میں جس عمدہ کام کا آغاز ہوا ہے اس کا مستقبل شاندار ہے -

سر فضل حسین فرنٹیر میل میں شملہ روانہ ہو گئے -

—— لاہور ۲ جولائی - آج لالہ گنپت رائے و کرشن لالہ ٹھیکہ دار شراب کی دکان پر سے دو والنٹیر پکٹنگ کرنے کے الزام میں گرفتار کئے گئے - آج کی گرفتاریاں پکٹنگ ایکٹ کے ماتحت ہوئی ہیں -

—— پشاور ۲ جولائی - کل رات کسی غیر معلوم شخص نے پشاور چھاؤنی کے ریلوے سٹیشن کے پاس پٹڑی کے نیچے ایک بم رکھ کر کلکتہ میل کو اڑانے کی ناکام کوشش کی بم پھٹا - لیکن اس سے کوئی نقصان نہیں ہوا -

—— الہ آباد - یکم جولائی - سول اینڈ ملٹری گزٹ کا نامہ نگار خصوصی رقمطراز ہے :-

کانگرس کی مجلس عاملہ کا اجلاس کل رات ختم ہو گیا لیکن اس کے فیصلوں کی تفصیل ابھی تک غیر معلوم ہے - قرار دادوں کی آخری تشکیل آج ہونے والی تھی - کہا جاتا ہے کہ پولیس نے ان قرار دادوں کے کاغذ ڈاکٹر سید محمود کے کمرے سے برآمد کر لئے کہا جاتا ہے کہ اس جلسہ میں تمام سابقہ اجلاس کی قرار دادوں کا اعادہ کیا گیا تھا - اور طلبا کو مشورہ دیا گیا تھا کہ ایک سال کے لئے تعلیم ترک کر دیں یہ معلوم ہوا کہ پنڈت موتی لال نہرو نے بمبئی کے کارخانہ داروں کے ساتھ جو سمجھوتہ کیا تھا - اس کی تصدیق بھی کی گئی تھی -

—— بمبئی ۲۰ جولائی - مسٹر دادا بھائی نارو جی کی پوتی مسز پیرین کیپٹن صدر بمبئی پراونشل کانگرس کمیٹی کو آج ان کے مکان سے زیر دفعہ ۱۸۸ تعزیرات ہند اس جرم میں گرفتار کیا گیا کہ انہوں نے کانگرس بلیٹن شائع کر کے انتظامی احکام کے خلاف ورزی کی -

—— قاہرہ ۳ جولائی - نحاس پاشا نے حکومت کے خلاف جو مہم شروع کی ہے اس کے سلسلہ میں صوبجات میں پہلا جلسہ منعقد ہوا جس میں پندرہ ہزار آدمی شریک ہوئے -

—— بلبیس ریلوے سٹیشن پر پر جوش حامیوں نے احکام پولیس کے خلاف پلیٹ فارم پر یورش کر دی دو افسر اور دو سپاہی شدید مجروح ہوئے - پولیس کی گولیوں سے دو حملہ آور شدید ہو گئے

—— کوکب الشرق قاہرہ کو یروشلم کے ایک پیغام کے ذریعے معلوم ہوا ہے کہ ملک معظم کی سالگرہ کے موقع پر جو تقریب منائی گئی اس میں یہودیوں نے شامل ہونے سے انکار کر دیا جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ فلسطین کے یہودی کس قدر ناراض ہیں یہودیوں نے برطانی مال کے مقاطعہ کی جو تحریک شروع کی تھی وہ بڑی سرعت

خبریں

—— نیو دہلی ۱۳ مارچ۔ مسٹر ایم کے اچاریہ ایسوسی ایٹڈ پریس کو مطلع فرماتے ہیں کہ ۱۴ مارچ کو میں نے جو سوالات کئے تھے۔ ان کے جواب میں حکومت نے تسلیم کیا ہے۔ کہ سارداایکٹ کو منسوخ کرنے یا بعض اقوام کو اس کے نفاذ سے مستثنیٰ کرنے کے لئے اس کے (حکومت کے) پاس ۲۴۲۵ برقی پیغامات ۴۴۵ برقی پیغامات ۴۴ و ۴ قراردادیں اور مختلف دمیموریل جن پر ۱۹۹۶۰۳۸ اشخاص کے دستخط ہیں موصول ہوئے۔

حکومت نے یہ بھی بیان کیا کہ وہ اس بات سے بے خبر نہیں کہ ساردا ایکٹ کے متعلق بڑا جوش پھیلا ہوا ہے۔ لیکن وہ امید کرتی ہے کہ جو مشکلات اس وقت محسوس ہو رہی ہیں اس مسئلہ پر مزید بحث و تحیص اور غور و خوض کرنے سے دور ہو جائیں گی۔ اس مسئلے کے متعلق متعدد مسودات قانون معرض التوا میں پڑے ہوئے ہیں۔ حکومت کی تجویز ہے کہ انہیں رائے عامہ حاصل کرنے کے لئے مشتہر کیا جائے۔

ان مسودات قانون کے نتیجہ کے طور پر جب تک اس قانون میں کوئی ترمیم نہیں ہوتی مسٹر اچاریہ کو یقین ہے کہ اس قانون کی تعزیری دفعات سختی سے نافذ نہیں کی جائیں گی۔ خواہ کوئی مجسٹریٹ نے باقاعدہ شکایات بھی کیوں نہ پیش کرے۔ خصوصاً جہاں تک ہمتری کو چھوڑ کر دس گیارہ سال کی عمر کی لڑکیوں کی رسومات مناکحت کا تعلق ہے۔ لیکن اس کے کم عمر لڑکیوں کے متعلق میں اپنے متعصب برادران وطن سے اپیل کرتا ہوں کہ ان کے نکاح نہ کرائیں۔

—— سورت ۲ اپریل۔ آج رات گاندھی جی ونتر پہنچے۔ جہاں انہوں نے ایک جلسہ میں حاضرین سے کہا کہ گاؤں کا کاروبار اس طریق پر کرو گویا سوراج مل چکا ہے تاکہ تمہاری قوت و طاقت میں ترقی ہو۔ اس کے بعد متعدد دیہات کے عہدیداروں کے استعفوں کا اعلان کیا گیا اور گاندھی کی خدمت میں تھیلیاں پیش کی گئیں۔ کل گاندھی ریاست بڑودہ کے علاقہ میں داخل ہوں گے۔ اور دھمن میں اور رات کو نوساری میں قیام کریں گے۔ گاندھی جی نے فیصلہ کیا ہے کہ اگر ایسے دیہات سے تازہ پھل لائے جائیں گے جو ان مواضع سے باہر ہوں۔ جہاں وہ کوچ کے دوران میں قیام کریں گے تو وہ انہیں مفید بنائیں گے۔

—— جلال پور ۳ اپریل۔ گاندھی جی آج صبح ونتر سے دھمن ریاست بڑودہ میں پہنچے۔ آپ موضع کپ لتھا کو جا رہے ہیں۔ جس میں ۸۰ فیصدی مسلمانوں کی آبادی ہے۔ یہاں کے ہندوؤں اور مسلمانوں نے آپ کا استقبال کیا۔ اور امداد دینے کا وعدہ کیا۔ نقدی کی تھیلیاں پیش کی گئیں۔ گاندھی جی نے ہندو مسلم اتحاد پر اہل ماہیہ کو مبارک باد دی۔ اس سفر میں مہاتما جی کا وزن ۲ پونڈ بڑھ گیا ہے۔ معلوم ہوا کہ شنبہ کو ڈنڈی پہنچکر گاندھی جی کے رضاکار کو کھانے کے لئے صرف بھنے ہوئے چنے اور دال بھات ملا کرے گا۔ ہر ایک کو تین تولہ گھی بھی دیا جائے گا۔ گاندھی جی کو پندرہ سو روپیہ کے عطیات ملے۔

دھمن کے ایک جلسہ میں مقامی ریاستی پرجا منڈل کے قائمقام صدر نے کہا کہ ریاست سے بھی رضاکاروں کی ایک تعداد بھرتی کی گئی ہے۔ ۶ اپریل کے بعد اور بھی بہت سے رضاکار بھرتی کئے جائیں گے۔ جلسہ کے خاتمہ پر بہت سے اچھوتوں نے گوشت اور شراب ترک کرنے کا وعدہ کیا۔

—— نئی دہلی ۱۳ اپریل۔ مخالف جماعت کے رہنما پنڈت مدن موہن مالویہ نے اسمبلی میں استعفادیتے ہوئے ایک دراز مکتوب لکھا ہے۔ جس میں درج ہے کہ میں ۲۵ سال سے اسمبلی کا رکن چلا آتا ہوں۔ میری آئینی سرگرمیاں واضح ہیں۔ جب کانگرس نے اجلاس لاہور میں مجلس مقننہ کا مقاطعہ منظور کیا تو میں نے اس کی مخالفت کی کہ اکثر کانگرسیوں کو دوبارہ منتخب ہونے کی کوشش کرنیکا مشورہ دیا اس لئے استعفا کے متعلق ان کا فیصلہ معمولی رنگ میں نہ لیا گیا بلکہ اس یقین پر مبنی سمجھا گیا کہ حکومت موجودہ اصلاحات پر بھی ان کے صحیح مفہوم کے مطابق عمل کرنے کے لئے تیار نہیں۔ جیسا کہ ان امور سے ظاہر ہوتا ہے کہ "شاہی ترجیح" کو جبراً منوانے کے لئے اسمبلی میں اکثریت حاصل کی گئی۔ پریزیڈنٹ پٹیل کی تجویز کی پرواہ نہ کرتے ہوئے "مالی خودمختاری" کے معاہدے کی خلاف ورزی کی گئی۔ پنڈت مالویہ نے قومی میزانیہ کی تخفیف میں حکومت کی ناکامی، مخالف توسیع ریلوے کے مالی مبادلے اور حکومت کے دوسرے طریق ہائے عمل کا بھی ذکر کیا ہے۔ اس لئے پنڈت مالویہ نے فیصلہ کیا ہے کہ جب تک موجودہ نظام میں اصلاح نہ ہوگی وہ اسمبلی میں کام نہیں کر سکتے۔

بقیہ صفحہ ۴

خاص بات جس نے میرے دل پر اثر کیا اس مذہب کی سادگی تھی۔ مثلاً عقیدہ توحید باری۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے میرے دل میں گھر کر لیا۔ بحیثیت ایک مسیحی ہونے کے میں تثلیث اور کفارہ جیسے خلاف عقل عقاید پر ایمان رکھ سکتی ہی نہ تھی۔ لیکن اسلام ایسی عقل کے خلاف باتوں سے سراسر پاک و صاف ہے یہ بات جو مسیحی مذہب کی جان ہے اور جسے پادری لوگ ہم سے منوانا چاہتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح اس دنیا میں اس لئے آئے تھے کہ اپنی جان دیکر بنی آدم کے گناہوں کا کفارہ ادا کریں۔ کم از کم میری سمجھ میں تو کبھی نہیں آسکتا۔ علاوہ ازیں اس مزعومہ واقعہ صلیب سے دنیا کو معتدبہ فائدہ بھی نہیں پہنچا۔ الاماشاء اللہ بجز ان چند نفوس کے جنہوں نے ان کی پیروی کی خاص طور سے کوشش کی ہو۔ بلکہ موجودہ دنیا اس زمانے سے بدتر حالت میں ہے جب کہ مسیح زندہ تھے۔ میرا خیال ہے کہ جو شخص ذرا سی بھی کوشش کرے گا اسلام اسکی سمجھ میں آجائے گا اور یقیناً وہ اس کو پسند کرے گا۔ میرا ذاتی تجربہ یہ ہے کہ اسلام کی بدولت مجھے وہ طمانیت خاطر اور اطمینان قلب حاصل ہوا ہے جو قبل ازیں مجھے مطلق نصیب نہ تھا۔

مرسلہ خواجہ عبدالغنی سیکرٹری ووکنگ مشن —— لاہور

کے لئے اور اسلام کے ناموس کو حملوں سے بچانے کے لئے اگر کوئی ہے تو وہ صرف ایک واحد انجمن انجمن اشاعت اسلام لاہور ہے۔ وہ جو عظیم الشان کام کر رہی ہے اظہر من الشمس ہے۔ اس انجمن سے اسلامی دنیا کو بہت سے فوائد حاصل ہیں۔ پس ہر ایک مسلم کو مرد ہو یا عورت اس انجمن کی امداد کرنی چاہئے۔

اشاعت اور تبلیغ اسلام میں مدد دینے کے لئے احمدیہ انجمن خواتین لاہور نے گذشتہ سال سے دستکاری فنڈ جاری کیا ہے۔ یعنی ہر ایک بی بی ہفتہ وار صرف ایک گھنٹہ کچھ دستکاری کریں اور سال کے بعد یہ دستکاری جو اس وقت میں تیار ہو جائے انجمن میں بھیجدی جائے۔ اس دستکاری کو سالانہ جلسہ پر بذریعہ نمائش فروخت کیا جائے گا۔

اکثر مستورات اس نیک کام میں حصہ لے رہی ہیں۔ مگر افسوس کہ ہم کشمیری مسلم خواتین خواب غفلت میں مست ہیں۔ نہ ہمیں دین کی خبر نہ دنیا کی۔ ہمیں ذرا بھی احساس نہیں کہ مذہب اسلام کی ہستی کو اور پیارے رسول (فداہ نفسی) کے مقدس نام کو مٹانے کے لئے غیر مسلم کس طرح کوشاں ہیں۔ اور حملے کر رہے ہیں۔

پس معزز خواتین اور پیاری بہنو! ہمیں بھی لازم ہے کہ ہم بھی اس انجمن کو جو کہ بوقت موجودہ جب کہ اسلام ہر طرف مخدوش ہے۔ تبلیغ اور اشاعت اسلام میں سرگرم ہے۔ بذریعہ تھوڑی سی دستکاری کے جو کہ ہمیں آتی ہو امداد کریں۔ جہاں ہم دنیا کے دھندوں میں تنت گذارتے ہیں۔ وہاں ہفتہ وار ایک گھنٹہ امت اور رسول کی خدمت میں صرف کریں۔ تو ہماری خوش قسمتی ہے۔

میں یہ پیغام بغرموده سیکرٹری صاحبہ (بیگم صاحبہ مولانا محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ) احمدیہ انجمن خواتین لاہور آپ کے گوشگذار کر رہی ہوں۔ اور اپنے فرض سے سبکدوش ہو رہی ہوں مجھے امید واثق ہے کہ مذہب اسلام پر جو حملے ہوتے ہیں ان کے اندفاع کے لئے اور مذہب اسلام کی اشاعت کے لئے آپ اس نیک کام میں ضرور حصہ لیں گے۔

اور امید واثق ہے۔ کہ آپ اس عریضہ کو پڑھتے ہی کچھ دستکاری کرنی شروع کر دیں گی۔ یہ دستکاری شروع ماہ دسمبر میں آپ سے لی جائے گی۔

ضرورت ملازمین

(۱) لیجسلیٹو اسمبلی کے لئے ایک مسلمان ڈپٹی سیکرٹری کی ضرورت ہے۔ اسامی پنشن والی ہے۔ تنخواہ ڈیڑھ ہزار روپیہ ماہوار سالانہ ترقی ۵۰ روپیہ۔ آخری تنخواہ دو ہزار روپیہ ماہوار۔ اس اسامی کے لئے بیرسٹر۔ ایڈووکیٹ۔ وکیل۔ پلیڈر۔ جن کا تجربہ کم از کم دس سال کا ہو درخواست کر سکتے ہیں۔ خواہ ملازم سرکار ہوں یا نہ۔ فارم درخواست و دیگر تفاصیل سیکرٹری پبلک سروس کمشن شملہ سے ۱۰ اکتوبر ۱۹۳۰ء سے پہلے معلوم کریں۔

۲۔ سٹیٹ انجنیئر بہاول پور کو ایک ایگزیکٹو انجنیئر کی جو سڑکوں اور عمارات کے کام کا ماہر ہو ضرورت ہے۔ درخواستیں معہ نقول اسناد جلد بھیجی جائیں۔

۳۔ اے۔ سی۔ آر۔ ای۔ ناردرن کمانڈ پارک لاہور چھاؤنی کو ایک قابل الیکٹریکل و مکینکل انجنیئر کی ضرورت ہے۔ درخواستیں ۱۵ ستمبر تک پہنچ جانی چاہئیں۔

۴۔ جرابیں۔ بنیانیں وغیرہ مشینوں پر تیار کرنا گورنمنٹ ہوزری انسٹیٹیوٹ لدھیانہ میں سکھایا جاتا ہے جس کا داخلہ شروع ہے۔ اے کلاس کے لئے انٹرنس پاس یا اس کے برابر لیاقت کے امیدوار اور بی کلاس کے لئے کاریگروں کے لڑکے لئے جاتے ہیں۔ (مسلمان نوجوان خصوصیت سے توجہ دیں) قواعد و درخواست داخلہ ۲۰ ستمبر ۱۹۳۰ء تک پرنسپل صاحب سے طلب کریں۔

۵۔ سول ملٹری گزٹ لاہور کو ایک یورپین فرم کے لئے تجربہ کار مسلمان سٹینوگرافر کی ضرورت ہے تنخواہ معقول ۷۵ روپیہ ماہوار ۶۔۴۔۳۰۔۵۔ سول ملٹری گزٹ لاہور کو ایک ٹائپسٹ کلرک کی ضرورت ہے۔

خاکسار محمد منظور الٰہی آنریری جائنٹ سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

خبریں

—— شملہ ۲ ستمبر۔ مہمندوں کے حلیف قبائل اور شمالی مہمند کے دشمن قبائل کے جرگہ کا نتیجہ ابھی تک معلوم نہیں ہو سکا۔ اطلاع آئی ہے کہ حاجی صاحب ترنگ زئی کے صاحبزادے شمالی مہمند کے مقام ستی کو جاز میں امداد حاصل کرنے کی غرض سے گئے تھے۔ لیکن انہیں کامیابی نہیں ہوئی۔

کہا جاتا ہے کہ سرحد کرم پر خوست والوں کا ایک لشکر جس کی تعداد اندازاً تین ہزار ہے۔ پیشقدمی کر کے ایسے مقام پر پہنچ گیا ہے۔ جو خارلاچی کے مغرب میں صرف چار میل کے فاصلہ پر ہے۔ خوست والوں کا جو لشکر جنوب میں تھا اسے تقریباً سو سو وزیریوں کی کمک پہنچ گئی ہے۔

۱۳ اگست کو بنوں سے ۱۲ میل جنوب مغرب کی جانب میرولی میں بکاخیل اور جانی خیل وزیریوں کا ایک مختصر جلسہ ہوا۔ ستمبر کو ایک دوسرے جلسے کا اعلان کیا گیا۔ جو قبائلی علاقہ میں ہوگا۔

شوال کے لشکر کے خلاف مدافعانہ کارروائی کرنے کے لئے بم پھینکنے والے ہوائی جہاز میران شاہ کے پاس ٹھہرے ہوئے ہیں۔ لیکن لشکر نے کنند سرحد کو عبور نہیں کیا۔ اس لئے تاخت کی تاخت کی ضرورت نہیں ہوئی۔

—— نئی دہلی۔ یکم ستمبر۔ مولانا آزاد سبحانی پھر کانگرس میں شامل ہو گئے ہیں۔ اخبارات کے نام ایک بیان میں مولانا کہتے ہیں کہ انہوں نے حکومت ہند کی موجودہ حکمت عملی کی موجودگی میں صلح کی گفتگو کی نادرستی کو محسوس کیا ہے اور مضبوط ارادے کے ساتھ تہیہ کر لیا ہے کہ وہ ملک اور قوم کی عزت کے لئے کانگرس کے ساتھ مل کر کام کریں گے۔

آپ نے اہل ہند کو کثیر تعداد میں شامل ہونے اور اپنی خدمات کانگرس کی مجلس عاملہ کے پیش کرنے کی تلقین کی ہے۔ جو ہندوستان کے مختلف صوبوں میں خلاف قانون قرار دی جا چکی ہے۔

—— سر جیکر نے کہا کہ اگر گفت و شنید منقطع ہو چکی ہوتی تو ہم پونہ کیوں جاتے حقیقت یہ ہے کہ جب تک ہم مہاتما گاندھی جی ملاقات کر لیں۔ اس وقت تک کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ بہر کیف ظاہر ہو جائیگا۔ کہ اس وقت صورت حالات یہ ہے کہ موجودہ گفت و شنید کا آخری فیصلہ گاندھی جی پر منحصر ہے۔ سر تیج بہادر سپرو اواخر ستمبر سے قبل انگلستان نہیں جائیں گے۔

—— لندن۔ یکم ستمبر۔ جلالت مآب سلطان ابن سعود کی کویت میں سرگرمیوں کے متعلق بصرہ سے کوئی تصدیق نہیں ہوئی۔ حکومت حجاز کے سفیر شیخ حافظ وہبہ نے اس بات کی پرزور تردید کی کہ اعلیٰحضرت برطانوی علاقہ پر حملہ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

—— بمبئی یکم ستمبر۔ "انڈین ڈیلی میل" کو معلوم ہوا ہے۔ کہ حکومت بمبئی نے تجارتی انجمنوں کو ایک مکتوب ارسال کیا ہے۔ جس میں سول نافرمانی کی وجہ سے تجارتی بدحالی پر ان کی آراء طلب کی ہیں۔

اخبار مذکور کو معلوم ہوا ہے کہ ہندوستانی ایوان تجارت نے جواب تیار کیا ہے۔ اس میں حکومت کی مالی حکمت عملی کو موردِ الزام ٹھہرایا ہے۔

—— بمبئی یکم ستمبر۔ کارخانہ داروں کی انجمن نے ایک بیان کے دوران میں اس نقصان کا اندازہ لگایا ہے۔ جو موثر مقاطعہ سے بمبئی کے کارخانوں کی مصنوعات کو پہنچے گا۔ اور بتایا ہے کہ ۱۵ کارخانے جن کا ابھی مقاطعہ نہیں ہوا ان میں ۷۶ء ۱۶ ہندوستانی حصہ دار ہیں۔ اور ہندوستانی ڈائرکٹروں کی تعداد ۳۷ اور غیر ہندوستانی ۱۹ ہیں۔ اگر ان کارخانوں کو بند کرنے پر مجبور کیا گیا تو ۴۳ ہزار ہندوستانی کارکن بیکار ہو جائیں گے۔ اور بمبئی کی اقتصادی حالت بد سے بدتر ہو جائے گی۔

—— لکھنؤ یکم ستمبر۔ چودھری خلیق الزمان صدر کانگرس نے ملاقات کے دوران میں فرمایا کہ مقاطعہ ابھی جاری رکھا جائے گا۔ اور ملک کے سامنے خاص کام یہی رہے گا۔ اب تک جو نتیجہ برآمد ہوا ہے۔ وہ بہت حوصلہ افزا ہے۔ لیکن جدوجہد نرم کرنے کی گنجائش ہے۔ خواہ صلح کی گفت و شنید ہو یا نہ کوششوں میں سستی کرنے کا کوئی سوال درپیش نہیں۔ کانگرس جنگ جاری رکھے۔ خواہ قیدخانہ میں صلح کی کچھ ہی گفتگو ہوتی رہے۔

—— ڈھاکہ ۲ ستمبر۔ کل کی نسبت آج صبح مسٹر ہاڈسن کی حالت غیر تسلی بخش تھی۔ آپ کی نبض کی رفتار حسب معمول نہیں شبہ ہے زخم زہر آلود ہو گیا ہے۔

—— کلکتہ ۲ ستمبر۔ ان لوگوں کے علاوہ جو پہلے گرفتار ہوئے ہیں چار اور نوجوان بنگالیوں کو چیف پریزیڈنسی مجسٹریٹ کے روبرو پیش کیا گیا۔ جس میں ۱۵ ستمبر تک مہلت تفتیش عطا کی گئی۔

—— کلکتہ یکم ستمبر۔ سر چارلس ٹیگارٹ پر حملہ کرنے کے سلسلہ میں آج سہ پہر کو پولیس نے ۵ اور نوجوانوں کو چیف پریزیڈنسی مجسٹریٹ کے سامنے ۔ ۔ ۔ ۔ کر لیا۔ معلوم ہوا ہے کہ اس سلسلہ میں ایک نوجوان عورت کا بھورانی دت کو بھی گرفتار کر لیا گیا۔

—— ڈھاکہ یکم ستمبر۔ بیان کیا جاتا ہے کہ مسٹر لومین اور ہڈسن کے حملہ آوروں کی بابت معلومات بہم پہنچانے کے لئے میڈیکل طلبہ پر بہت زور دیا جا رہا ہے۔ کیونکہ سرکاری حلقوں میں اس بات کا زبردست شبہ ہے کہ مجرم ایک میڈیکل سٹوڈنٹ ہے۔ مختلف مکانات خصوصاً میڈیکل طلبہ کی قیام گاہوں کی روزانہ تلاشیاں ہوتی ہیں۔ ابھی تک سراغ نہیں ملا۔

—— کراچی ۳ ستمبر۔ پیر پگاڑو کے دو ہزار پیرو کل پیر جو گوٹھ میں جمع ہوئے ہیں۔ اور قراردادیں منظور کیں۔ جن میں سخت سزا یابی کی مذمت کی اور وائسرائے سے درخواست کی کہ پیر کو غیر مشروط طور پر رہا کر دیا جائے۔

—— الہ آباد ۳ ستمبر۔ موضع خان پور میں فساد ہو گیا۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے دفعہ ۱۴۴ کے ماتحت ایک حکم نافذ کر کے کانگرس کی تمام جماعتوں اور انجمنوں کو خلاف قانون قرار دیا ہے۔ ڈسٹرکٹ کانگرس کمیٹی نے خانپور میں بھی کانگرس کی ایک جماعت قائم کر رکھی ہے۔ جو اس حکم کی رو سے خلاف قانون قرار دی گئی ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ خان پور کے دو کانگرسی کارکن گرفتار کئے گئے۔ اور جب انہیں تھانے لے گئے۔ تو کانگرسی رضاکاروں نے ان کے ساتھ ساتھ جانا چاہا۔ پولیس نے اس پر اعتراض کیا لیکن رضاکار اپنی ضد پر قائم رہے۔ حتیٰ کہ پولیس اور رضاکاروں کے درمیان فساد ہو گیا جس میں تقریباً تیس اشخاص مجروح ہوئے۔

—— شملہ ۳ ستمبر۔ رائل ایرفورس کے ہوائی جہازوں نے سندھ کی طغیانی کے دوران میں بہت قیمتی خدمات انجام دی ہیں۔ دوسری امداد کے علاوہ تین ہزار پونڈ کے وزن کی ڈاک ہوائی جہازوں کے ذریعہ سے پہنچائی۔

—— لاہور ۳ ستمبر۔ بزازہٹہ میں غیر ملکی کپڑے پر پکٹنگ کرتے ہوئے آج آٹھ اکالی رضاکار گرفتار کئے گئے۔ ان کے علاوہ تین رضاکار لوہاری دروازہ کے باہر شراب کی دوکان پر پکٹنگ کرنے کے جرم میں گرفتار کئے گئے۔

—— لاہور ۳ ستمبر۔ اطلاع موصول ہوئی ہے کہ ملک فیروز خاں اور سر چودھری شہاب الدین اپنے اپنے حلقوں سے بلامقابلہ پنجاب کونسل کے ممبر منتخب ہو گئے ہیں۔

—— لاہور کے برگزیدہ کانگرسی ہندوؤں کا ایک وفد دیوان بہادر لالہ پنڈی داس اور رائے بہادر بخشی سوہن لال اور لالہ رام لال کے پاس حاضر ہوا اور ان سے درخواست کی کہ کونسل کی امیدواری سے دستبردار ہو جائیں۔ سردار دلادر سنگھ کے زور دینے پر تینوں اصحاب مسٹر منی لال ٹھاکر کے حق میں دست بردار ہو گئے اور وہ ہندو لاہور کی طرف سے بلامقابلہ پنجاب کونسل کا رکن منتخب ہو گیا۔

مسلم حلقہ کی طرف سے کانگرسیوں نے ۲ امیدوار مولا بخش بیٹی اور معراج الدین کمہار کھڑے کئے تھے۔ آج کانگرس کے کہنے پر مولا بخش معراج الدین کے حق میں دست بردار ہو گیا۔ کانگرس کوشش کر رہی ہے کہ کمہار امیدوار کو کامیاب بنانے کے لئے ووٹ حاصل کرے۔

احمدی موٹر ڈرائیور کی ضرورت

علاقہ سیستان کے لئے ایک تجربہ کار موٹر ڈرائیور کی ضرورت ہے۔ جو اپنے کام میں پورا ماہر ہونے کے علاوہ میکینک بھی ہو۔ شادی شدہ ہونا ضروری ہے۔ تنخواہ شروع میں یکصد پندرہ روپیہ ماہوار ملے گی۔ عیال ہمراہ لے جانا ہوگا۔ کرایہ درمیانہ درجہ سرکاری طور پر ملے گا۔ درخواستیں معہ نقول اسناد مندرجہ ذیل پتہ پر جلد آنی چاہئیں۔

خانصاحب بابو محمد منظور الٰہی آنریری جائنٹ سیکرٹری
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور

ناظرین کرام سے التماس ہے کہ خط و کتابت کرتے وقت اپنے
[illegible]

خبریں

—— مقدمہ سازش لاہور کی کارروائی ۱۰ رجولائی ۱۹۳۱ء کو رلے صاحب پنڈت سری کشن سپیشل مجسٹریٹ کی عدالت میں شروع ہوئی۔ اس مقدمہ میں کل ملزموں کی تعداد ۱۴ تھی۔ جن میں سے پانچ مفرور تھے۔ ان کے خلاف نہایت سنگین الزام تھا۔ منجملہ ان کے مسٹر ہانڈرسن اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس اور ہیڈ کانسٹیبل سردار چنن سنگھ کو ۱۷ دسمبر ۱۹۲۸ء کو قتل کرنے لاہور اور سہارنپور میں بم سازی کے کارخانے قائم کرنے۔ ایک منظم سازش کرنے جس کے سلسلہ میں ۱۸ اپریل ۱۹۲۹ء کو اسمبلی میں بھی دو بم پھینکے گئے تھے۔

—— عدالت نے پندرہ ملزموں میں سے بارہ کو مجرم قرار دیکر حسب ذیل سزا دی: بھگت سنگھ اور راجگورو کو قتل اور بغاوت کے جرم میں زیر دفعہ ۳۰۲ و ۱۲۱ تعزیرات ہند و دفعہ ۴ ب قانون مادہ ہائے آتشگیر اور سکھدیو کو زیر دفعات ۳۰۲ و ۱۲۱ و ۱۰۹ و ۱۲۰ تعزیرات ہند و دفعہ ۴ ب قانون مادہ ہائے آتش گیر سزائے موت کا حکم ہوا۔

کشوری لال۔ مہابیر سنگھ۔ بجے کمار سنہا۔ شو ورما۔ گیا پرشاد جے دیو۔ اور کمل ناتھ تیواڑی سات ملزموں کو زیر دفعات ۱۲۱ و ۳۰۲ و ۱۰۹ و ۱۲۰ تعزیرات ہند دفعہ ۴ ب قانون مادہ ہائے آتشگیر حبس دوام عبور دریائے شور اور کندن لال کو زیر دفعہ ۱۲۱ الف سات اور پریم دت کو زیر دفعات ۱۲۱ و ۱۲۰ ب پانچ سال قید باشقت کی سزا ہوئی۔ دیسراج۔ بجے کمار گھوش۔ جتیندر ناتھ سانیال۔ سریندر ناتھ پانڈے اور اگیا رام بری کر دیئے گئے۔

اس مقدمے میں سات سلطانی گواہ تھے جن میں سے رام سرن داس اور پریم دت سپیشل ٹریبونل میں اپنے بیانات سے منحرف ہوگئے۔ اس سے ان کے خلاف زیر دفعہ ۱۹۳ تعزیرات ہند حلف دروغی کے جرم میں مقدمات چلائے جائیں گے۔ باقی پانچ گواہان سلطانی یعنی جے گوپال۔ ہنسراج دہرہ۔ للت کمار۔ مکرجی۔ پھنیندر ناتھ گھوش اور منموہن بنرجی بری کر دیئے گئے۔

پولیس کا زبردست انتظام تھا جیل کی تمام سڑکوں پر مسلح سپاہیوں کا پہرہ لگا ہوا تھا۔ باوجود اس کے باہر لوگ تعداد کثیر میں جمع ہوگئے۔ اور انہوں نے مظاہرہ بھی کیا۔

—— ۷ر اکتوبر۔ ملزمان مقدمہ سازش لاہور کے ملزموں کی سزایابی کے خلاف احتجاج کرنے کے لئے آج شام کو ایک عظیم الشان جلوس نکالا گیا۔ عورت اور مرد رضاکار کافی تعداد میں شریک جلوس تھے۔ پاپڑ منڈی۔ چوک جھنڈا۔ لوہاری دروازہ۔ انارکلی۔ کچہری روڈ اور چنگڑ محلہ سے گذرتا ہوا باغ بیرون موری دروازہ میں ختم ہوا۔ ۸ بجے شام کے ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں بھگت سنگھ کے والد سردار کشن سنگھ اور مسٹر وجے کمار گھوش۔ جتیندر ناتھ سانیال اور دیسراج بھی شامل ہوئے۔ سنگین سزاؤں کی مذمت کرنے کے بعد وجے کمار گھوش وغیرہ کو سپاسنامہ پیش کیا گیا۔ کل شام کو سٹوڈنٹس یونین کا جلسہ بریڈ لا ہال میں ہوگا۔

—— امرتسر ۷ر اکتوبر۔ مقدمہ سازش لاہور کے ملزموں کی سزایابی کی خبر بجلی کی سرعت کے ساتھ تمام شہر میں پھیل گئی۔ کانگرس نے کل ہڑتال منانے کا اعلان کر دیا۔

—— مولانا اسماعیل کے مقدمہ کی چار پیشیاں ہو چکی ہیں۔ پہلی ۹ ستمبر کو دوسری ۲۰ ستمبر کو تیسری ۲۵ ستمبر کو چوتھی ۴ اکتوبر۔ اب ۱۱ اکتوبر کو تاریخ مقرر ہے۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ پولیس پھر ریمانڈ لے رہی ہے۔ ۴ر اکتوبر کو مولانا نے عدالت سے کہا تھا کہ جو بھی فیصلہ کرنا چاہتے ہیں کر دیں۔ لیکن انہیں بتایا گیا کہ پولیس ابھی شہادت فراہم نہیں کر سکی۔

—— لاہور ۸ر اکتوبر۔ مسٹر ظفر الحق خاں کنٹونمنٹ مجسٹریٹ لاہور کی عدالت میں گیان چند۔ مول چند۔ ہنسراج۔ کلیان سنگھ اور رام سنگھ کے خلاف قانون مادہ ہائے آتشگیر کے ماتحت مقدمہ پیش ہوا۔ سنت رام گواہ سلطانی نے ... بینوں کو قتل کرنے کی سازش کا ... [illegible]

سرائے میں رہتے تھے۔ اور ریلوے ورکشاپ مغلپورہ میں کام کرتے تھے۔ گواہ اکثر ان کے پاس بیٹھتا۔ گیان چند کی کوٹھڑی میں سیاسی خیالات پر بحث و مباحثہ ہوتا رہتا۔ گیان چند بھی مختلف سیاسی کتابوں کے مضامین سنایا کرتا تھا۔ ایک دن اس نے تجویز کی کہ حکومت کے سلوک کے جواب میں انگریزوں کو قتل کرنا چاہئے۔ اسی اثنا میں کلیان سنگھ اور رام سنگھ بھی ہمارے جتھے میں شامل ہوگئے اور سب نے حلفیہ عہد کیا کہ راز افشا نہیں کریں گے۔

ہم میں کوئی بم بنانا نہیں جانتا تھا۔ ایک دن ہم نے پوٹاس گندھک اور شورا آپس ملا کر مسالہ تیار کیا۔ لیکن نتیجہ تسلی بخش نہ نکلا۔ کچھ عرصہ بعد ہمیں بم بنانے کا ایک نسخہ مل گیا جسے ہم نے تیار کیا۔ لیکن وہ بھی نہیں پھٹا۔ تیسری مرتبہ ہم نے آزمائش کے لئے ایک بم تیار کر لیا۔ یہ بم پھٹ گیا۔

ایک دن گیان چند ورکشاپ سے لوہے کا ایک پائپ لایا۔ جس میں مسالہ بھر گیا۔ اور میاں میر کے مزار کے پاس ایک پڑاوہ میں اس کی آزمائش کی گئی۔ بم حسب توقع پھٹ گیا۔ اس کے بعد گیان چند ورکشاپ سے نیل کے آہنی پیالے لے آیا۔ اور ہم نے بم بنائے۔ ایک بم کو ریلوے پل کے پاس آزما کر دیکھا گیا اور باقیوں کو سرائے کے ایک کمرہ میں دفن کر دیا۔

—— یکم اکتوبر سے لاہور کے تمام بزاز بدیشی کپڑا فروخت کر رہے ہیں۔ امرتسر کی مارکیٹ بھی جہاں بدیشی کپڑا فروخت ہونا سے کھل گئی ہے۔ گویا کانگرس کے ارباب حل و عقد کے نزدیک اب بدیشی کپڑے کے خلاف پروپیگنڈا کرنے کی کوئی ضرورت نہیں رہی۔ اس کی وجہ سوائے اس کے اور کوئی معلوم نہیں ہوتی کہ ہندو تاجران پارچہ کا پیمانہ صبر لبریز ہو چکا ہے۔ اور اب اس میں ایک قطرے کی بھی گنجائش نہیں رہی۔ مگر مسلم کلاتھ ہاؤس لاہور پر ابھی تک پکٹنگ کا سلسلہ جاری ہے۔ یہ انتقام پسندی محض اس لئے روا رکھی جاتی ہے کہ مسلم کلاتھ ہاؤس برادران وطن کی آنکھوں میں کانٹا ہے۔

... رہا ہے۔ امریکہ کے مالک کو اب تک قتل و غارت کی دھمکیاں دی جا رہی ہیں۔ دکان میں آگ لگانے کی کارروائی کی گئی۔ مگر خداوند کریم کا فضل شامل حال تھا۔ کہ بروقت اطلاع ہو جانے سے اس کا انسداد ہو گیا۔ اب اس مضمون کے خطوط بھیجے جا رہے ہیں کہ کانگرس کو یا تصدر دیدہ دیدہ و دانستہ قتل کر کے جائیں گے۔

—— پشاور ۷ر اکتوبر۔ حاجی صاحب ترنگزئی چند مریدوں کی معیت میں لنگر سے خانقاہ ہڈہ شریف (افغانستان) تشریف لے گئے ہیں۔ جہاں وہ ان شنواریوں سے ملاقات کرنے کی امید رکھتے ہیں جو حکومت کے مخالف ہیں۔

—— افریدی تیراہ میں قبائلی جرگہ منعقد کر رہے ہیں۔ توقع کی جاتی ہے کہ آج تمام قبائل کا ایک بڑا جرگہ ہوگا۔

سینکڑوں پنشن خوار افریدی جرگے میں شریک ہونے کے لئے پشاور آ گئے ہیں۔

—— لاہور ۸ر اکتوبر۔ سردار بھگت سنگھ اور دیگر ملزمان مقدمہ سازش کی سزایابی کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرنے کے لئے بقول نیشنل نیوز ایجنسی آج صبح تمام شہر نے ہڑتال منائی۔ انارکلی۔ نیلا گنبد۔ شاہ عالمی دروازہ بزاز ہٹہ۔ بھی ہٹہ لوہاری دروازہ۔ اور مال روڈ پر ہندو بساطیوں کی چند دوکانیں بند رہیں۔

—— سناتن دھرم۔ ڈی اے وی اور دیال سنگھ کالج۔ ڈی اے وی سکول۔ اور سناتن دھرم سکول اور دیگر متعدد تعلیمی ادارے بالکل بند رہے۔

—— گورنمنٹ کالج۔ فورمین کرسچین کالج اور لا کالج بند نہیں ہوسکے۔ اس لئے اس پر زبردست پکٹنگ لگائے گئے۔

دوپہر تک گیارہ عورتیں اور طلبا گرفتار کئے گئے۔ جن میں پرکاش چتیک کماری زتشی (لاہور ورس کالج) مس من موہنی زتشی ایم اے صدر سٹوڈنٹس یونین۔ مس سرلا زتشی۔ مس کرشنا کماری زتشی طالبات مس سودیش کماری دفتر لالہ پنڈی داس۔ بھیندو ونرندو پیارن بھاشا کرشن (پرنسپل) اور مسٹر روشن لال سیکرٹری سٹوڈنٹس یونین بھی شامل ہیں۔ الف سی کالج۔ لا کالج اور گورنمنٹ کالج کے پکٹنگ کے سلسلہ میں گرفتاریاں تین درجن کے قریب ہیں جن میں سترہ رضاکار عورتیں بھی شامل ہیں۔

جس طرح ٹائی ٹینک جہاز کی تباہی بحری سفر میں انسان کی سفینے میں حفاظت کی انتہائی بے بسی کا مظاہرہ تھی اسی طرح ... [illegible]

خبریں

—— بمبئی ۳ نومبر۔ کل پولیس نے خلافت پر چھاپہ مارا اور کتاب فرنٹیر ٹریجڈی کے نسخوں کو دو گھنٹوں سے زیادہ عرصہ تک تلاش کرتی رہی۔ پولیس نے آج اللہ بخش یوسفی سیکرٹری مرکزی خلافت کمیٹی کو صوبہ سرحد کی حکومت کے ایک وارنٹ کے ماتحت گرفتار کر لیا معلوم ہوا ہے کہ انہیں پشاور لے جایا جائے گا۔

—— بمبئی ۲ نومبر۔ آج شام عورتوں کا ایک جلسہ پولیس کے خلاف ناجائز سلوک کے خلاف احتجاج کرنے کے لئے میدان باغ میں منعقد ہوا۔ جلسہ کی صدر لکشمی بائی جگموہن داس تھیں۔ جلسہ میں متعدد قراردادیں منظور کی گئیں جن میں پولیس کے رویہ کی مذمت کی گئی۔ اور گذشتہ اتوار کو پولیس نے عورتوں کے ساتھ جو سلوک کیا۔ اس پر اظہار نفرت کیا گیا۔ اور حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ ذمہ دار افسروں کے خلاف فوری کارروائی کرے۔ ساتھ ہی تمام اقوام کی عورتوں سے اپیل کی گئی۔ کہ نسوانی عزت اور ناموس کو بچائیں۔

—— نئی دہلی ۳ نومبر۔ مسٹر پول ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے مسز سین گپتا کو زیر دفعہ ۱۷ الف قانون ترمیم ضابطہ فوجداری چار ماہ قید محض کی سزا دی۔ اور حکم دیا کہ ملزمہ کو اے کلاس میں رکھا جائے۔

—— ایک برطانوی وفد نے صوبہ کرمان شاہ میں پٹرول کے دس کنوئیں دریافت کئے۔ حکومت ایران اور اینگلو پرشین پٹرول کمپنی کے درمیان اس امر کے متعلق سخت مناقشت جاری ہے۔ کہ آیا جدید چشمہ ہائے تیل موخر الذکر کے اجارہ میں داخل رہیں۔ حکومت ایران اس کے خلاف ہے۔

کی تلاشیاں لیں۔ جہاں سے وہ ٹین کے ٹکڑے لے گئی۔

—— فیروزپور ۳ نومبر۔ حادثہ بم کے بعد پولیس نے مسٹر گندن لال کو زیر دفعہ ۱۰۹ گرفتار کر لیا۔ جو حال ہی میں جیل سے رہا ہو کر آئے تھے۔

—— لندن ۳ نومبر۔ کل ملک معظم اور ملکہ میری کی جانب سے ہندوستانی والیان ریاست کو جو دعوت قصر بکنگھم میں دی جائے والی ہے اس میں شاہ ہسپانیہ بھی شریک ہوں گے۔ ملکہ معظمہ غالباً وہ بڑو زمرد جو ۱۹۱۱ء کی سیاحت ہند کے موقعہ پر ہندوستانی شہزادیوں نے ان کی نذر کیا تھا پہن کر تشریف لائیں گی۔

—— نیو دہلی ۲ نومبر۔ دہلی اور پنجاب کی پیدل اور سوار پولیس اس مفرور کی تلاش میں بے حد سرگرم عمل ہے جو رات کو نائر کے بعد بھاگ گیا تھا۔ حکومت نے اس شخص کو سولہ سو روپے دینے کا اعلان کیا ہے جو مفروروں کی گرفتاری میں امداد دے۔ پولیس کو اطلاع ملی ہے کہ اکثر مفرور دہلی یا اس کے مضافات میں موجود ہیں۔

—— پشاور ۳ نومبر۔ تیرہ میں آفریدیوں کا جرگہ بدستور جاری ہے ابھی تک کوئی فیصلہ نہیں ہوا۔

—— دہلی ۳ نومبر۔ آج صبح مسٹر پول ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے مسٹر جے ایم سین گپتا قائمقام صدر کانگرس سابق صدر بلدیہ کلکتہ کو بغاوت کے جرم میں ایک سال قید محض آرڈی ننس تخویف مجرمانہ کے ماتحت ۶ ماہ اور قانون ترمیم ضابطہ فوجداری کے ماتحت ۶ ماہ قید کی سزا دی تینوں سزائیں ایک ساتھ شروع ہوں گی۔ جس کی وجہ سے انہیں صرف ایک سال قید محض بھگتنی پڑے گی۔ مسٹر سین گپتا نے حکم سزا سکون کے ساتھ سنا۔ کل اسی مجسٹریٹ کی عدالت میں مسز سین گپتا کا مقدمہ پیش ہوگا۔

—— احمد آباد ۳ نومبر۔ آج پنڈت گووند مالویہ کو زیر دفعہ ۱۲۴ الف تعزیرات ہند ۱۸ ماہ قید بامشقت اور پانچسو روپیہ جرمانہ یا ۶ ماہ مزید قید کی سزا ہوئی۔ فیصلہ سناتے ہوئے مجسٹریٹ نے کہا کہ گذشتہ چند ماہ کے دوران میں میں نے ایک سے زیادہ کانگرسی رہنماؤں کی تقریریں پڑھی ہیں۔ اور میں بلا تامل کہ سکتا ہوں کہ یہ تقریر ایسی خطرناک ہے کہ میں نے اس سے پہلے کبھی نہیں پڑھی۔

—— لندن ۳ نومبر۔ سر محمد شفیع اپنے اہل و عیال کی معیت میں وزیر اعظم کے لنچ میں شامل ہونے کے لئے چکرز کو موٹر پر جا رہے تھے کہ ایک حادثہ پیش آیا جس میں وہ بال بال بچ گئے۔ ایک موٹر سائیکل کے تصادم سے بچنے کے لئے ان کی موٹر کار ایک طرف کو مڑی اور ایلنگ واقع ویسٹ لندن میں لالٹین کے ایک کھمبے سے ٹکرا گئی۔ سر محمد شفیع نے ڈرائیور کا شکریہ ادا کیا جس کے تحمل اور استقلال نے پارٹی کی جانیں بچا لیں۔ تاہم موٹر پاش پاش ہو گئی۔ اور سفر پورا کرنے کے لئے دوسری موٹر منگانی پڑی۔

—— ایران کے وزیر جنگ نے فیصلہ کیا ہے کہ خلیج ایران کی کسی ایک بندرگاہ میں ایک بحری کارخانہ قائم کیا جائے۔ کارخانہ کی تعمیر کا کام ایک جرمنی کمپنی کو دیا جائے گا۔ اس پر ۳ لاکھ ۷ سو انگریزی پونڈ خرچ ہوں گے۔ بوشہر کے بندرگاہ میں دو جنگی جہاز اور ایک کروزر آج کل پہنچنے والے ہیں۔ جو اطالوی اور فرانسیسی کارخانے سے خریدے گئے۔

—— الہ آباد ۳ نومبر۔ آج شام سول لائنز الہ آباد میں اشتعال انگیز منظر دیکھنے میں آیا۔ پنڈت جواہر لال کا ہفتہ منانے کے لئے ایک بڑا جلوس نکالا گیا۔ جس کے ساتھ قومی جھنڈے اور خوجی کا ٹوپیاں پر پھیلے رکھے ہوئے تھے۔ معلوم ہوا ہے کہ جب یہ جلوس البرٹ روڈ پر سے گذر رہا تھا تو پولیس نے اسے ٹھہرایا

—— گوجرانوالہ ۳ نومبر۔ مولوی عبدالعزیز رکن جمعیۃ العلماء امام جامع مسجد گوجرانوالہ گرفتار کر لئے گئے۔ آپ کے خلاف وارنٹ جاری ہو چکا تھا۔ عدالت نے آپ کو قانون ترمیم ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۱۷ ب کے ماتحت ۳ ماہ قید بامشقت کی سزا دی۔ اس فیصلہ کے خلاف احتجاج کے طور پر کل کے دن گوجرانوالہ میں ہڑتال کی جائے گی اور صبح کے وقت جلوس نکالا جائیگا۔

—— لنڈن ۲۰ نومبر۔ انگلستان کے نو مسلم لارڈ ہیڈلے فاروق نے ایک بیان شائع کیا ہے جس میں یہودیوں عیسائیوں اور مسلمانوں سے اشتراکیت کے خلاف متحد ہو کر اس سیلاب کو روکنے کی اپیل کی ہے۔ آپ کے خیال میں اشتراکیت ایک فضول خیال وہم اور غیر شریفانہ تجربہ ہے۔ ہندوستان کے واقعات حاضرہ کا حوالہ دیتے ہوئے آپ نے فرمایا۔ کہ ایسے قوانین کے خلاف بزرگی کرنا جن سے ہندوستان کو اقبال مندی اور سرسبزی حاصل ہوئی ہے۔ سراسر حماقت ہے۔ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ اسلام اور بدامنی دو متضاد چیزیں ہیں۔ جو کبھی آپس میں نہیں مل سکتیں۔

—— پشاور ۳۰ اکتوبر۔ معلوم ہوا ہے کہ صوبہ سرحد کی حکومت بہت جلد گجرات جیل میں خان عبدالغفار خان اور سید لال بادشاہ کے پاس ایک وفد بھیجنے والی ہے۔ جو سرکاری اور غیر سرکاری ارکان و خوانین پر مشتمل ہوگا اور سیاسی قیدیوں سے عرض کرے گا کہ آپ صرف اتنا وعدہ کریں کہ ایجیٹیشن نہیں کرائیں گے۔ بلکہ اپنے معتقدوں کو اس سے روکیں گے۔ اس شرط پر حکومت آپ کو رہا کرنے پر تیار ہے۔

—— لاہور ۳ نومبر۔ مسٹر دھنونتری جسے کل دہلی میں گرفتار کیا گیا تھا لاہور لایا گیا ہے۔ اسے شاہی قلعہ میں رکھا گیا۔

—— پشاور یکم نومبر۔ ابراہیم بیگ وسط ایشیا کے راہزن ہیڈ کے نام سے مشہور ہے مزار شریف کے ضلع میں مجاہدوں کو بڑا تکلیف دے رہا ہے

—— الہ آباد ۳ نومبر۔ پنڈت موتی لال نہرو نے اپنے بیٹے کی سزایابی کے پیش نظر ہدایت کی ہے کہ ۱۶ نومبر بروز یکشنبہ تمام ہندوستان میں یوم جواہر لال نہرو منایا جائے۔ جلوس نکالے جائیں۔ جن کے بعد عام جلسے کر کے اس تقریر کے اقتباسات پڑھے جائیں۔

جن کی بنا پر پنڈت جواہر لال جیل گئے۔

—— بمبئی ۴ نومبر۔ آج صبح جو گیارہ عورتیں پکٹنگ کرتے ہوئے گرفتار کی گئی تھیں۔ ایس چیف پریزیڈنسی مجسٹریٹ نے زیر دفعہ ۷ الف چھ چھ ماہ قید محض کی سزا دی۔

اسی سلسلے میں ۱۴ عورتوں کے ایک جتھے کو دوسری عدالت سے دو ماہ قید محض اور پچاس پچاس روپیہ جرمانہ یا ایک ایک ماہ مزید قید کی سزا ہوئی۔ دو کم عمر تھیں۔ اس لئے انہیں ایک ایک سو روپیہ جرمانہ یا چھ ہفتے قید کی سزا دی گئی۔

—— فیروزپور ۲ نومبر۔ آج ڈیڑھ بجے بعد دوپہر دہلی دروازہ کے اندر زبردست دھماکا ہوا۔ پولیس فوراً موقعہ پر پہنچ گئی۔ تفتیش پر معلوم ہوا کہ وہاں ایک بم پھٹا تھا جس کے ٹکڑے ادھر ادھر پھیل گئے۔ اور جس سے دو آدمی سخت زخمی ہوئے۔ ایک دادو کشمیری والا ہے جس کا دایاں بازو اڑ گیا۔ دوسرا ہسپتال میں پہنچ کر مر گیا۔ دادو کی حالت بھی نازک ہے حادثہ کے بعد پولیس نے فوراً محمد یٰسین اور فضل دین

خبریں

—— دہلی ۳ دسمبر - فیڈریشن سب کمیٹی کے کام سے متعلق افزائش ترقی کے بحث کے دوران میں ایسے امور پیدا ہو سکتے ہیں۔ جن کے سلسلہ میں مفصل تمہید کی ضرورت تھی - اور یہ تمام مسائل ایسے ہیں جو تعلق رکھتے ہیں۔ تمہیدی بحث کے دوران میں بعض خاص مسائل کی تکمیل ہو گئی - مثلاً -

(۱) فیڈریشن کے اجزائے ترکیبی کیا ہوں - آیا یہ صوبوں اور ریاستوں سے مرکب ہو - یا برطانوی ہند اور ریاستوں سے۔

(۲) ایوان دو ہونے چاہئیں یا ایک

(۳) ریاستوں کے نمائندے دونوں ایوانوں میں شریک ہوں گے یا ایک میں۔

(۴) ایک فیڈرل حکومت تمام معاملات کی مختار ہو۔ اگر فیصلہ اثبات کی صورت میں ہو تو پھر فیڈرل حکومت کے اختیارات کیا ہوں گے - اور برطانوی ہند کے متعلق کونسے معاملات رکھے جائیں گے۔

مزید غور طلب معاملات میں ہیئت حاکمہ اور مجلس مقننہ کے باہمی تعلقات کا معاملہ بھی ہے سوال یہ ہے کہ ہیئت حاکمہ دونوں ایوانوں کے سامنے جواب دہ ہوگی یا ایک کے سامنے۔

ایک ضروری مسئلہ والیان ریاست کے اقتدار شاہی کا مسئلہ ہے۔ اس مسئلہ پر والیان ریاست نے حکومت عالیہ کے مسئلہ کی طرف توجہ مبذول کرائی - نیز کہا کہ ریاستوں کے باشندے برطانوی رعایا نہیں ہیں - دوسرے متنفقہ معاملات کے علاوہ انہوں نے مساوی اشتراک کی ضروریات پر بھی زور دیا۔

مذکورہ بالا امور کے متعلق فہرست سوالات مرتب کرنے کے بعد سب کمیٹی نے برطانوی ہند اور ہندوستانی ریاستوں کے مشترک معاملات کی فہرست کے ایک مسودہ پر غور و بحث شروع کی۔

—— لنڈن ۴ دسمبر - سر سی پی راماسوامی آئر نے رائٹر کو مندرجہ ذیل بیان بغرض اشاعت دیا ہے :-

سر تیج بہادر سپرو اور لبرل پارٹی کے درمیان اختلاف آراء ہندو مسلم مسئلہ کے متعلق پیدا ہوا - اور اس میں پارٹی متفق الرائے نہیں - لیکن اگر رواداری سے کام لیا گیا تو اس سلسلہ میں اتحاد و اتفاق ممکن ہے۔ اچھوت اقوام کے متعلق کسی قسم کا اختلاف موجود نہیں۔ فی الحقیقت سر تیج بہادر سپرو - سر فیروز سیٹھنا - مسٹر ایم اے جیکر اور میں فیڈریشن سب کمیٹی میں جو نہایت ہی اہم کمیٹی ہے اور جس کے اجلاس ہو رہے ہیں - کامل اتحاد و اتفاق سے اپنے فرائض انجام دے رہے ہیں - میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کھلی کانفرنس اور کمیٹی دونوں میں نیز پرائیویٹ صحبتوں میں ہندوستانی مندوبین میں جو اتحاد پایا جاتا ہے ان کے اختلاف آراء سے زیادہ نمایاں ہے۔

—— سیکرٹری دہلی مسلم یونین نے مسٹر میکڈانلڈ وزیر اعظم کو مضمون ذیل بحری پیغام ارسال کیا ہے۔ مسلمانان ہند کو کوئی دستور اساسی منظور نہیں ہوگا جس میں مسٹر جناح کے چودہ نکات شامل نہ ہوں۔

—— علیحدگی برما کی سب کمیٹی کے تمام ارکان کو رنگون کی تمام برمی انجمنوں کی جنرل کونسل کی طرف سے ایک یادداشت کے نسخے موصول ہوئے ہیں۔ جن میں ہندوستان سے برما کی فوری علیحدگی کے خلاف احتجاج کیا گیا ہے۔

—— پشاور ۴ دسمبر - کو ایک برطانوی افسر لڑائی میں مارا گیا۔

نمبر ۱ جھانسی برگیڈ نوشہرہ برگیڈ کی جو سڑکوں کی تعمیر میں مصروف تھا حفاظت کرنے کے لئے سری خیل کیمپ سے روانہ ہوا - اور علم گلی کے قرب و جوار کی پہاڑیوں اور اکاخیل میدان کے شمال مغربی گوشے کے ایک گاؤں پر قبضہ کر لیا۔ جھانسی برگیڈ کی پیشقدمی کے دوران میں کسی قسم کی مزاحمت نہیں ہوئی۔ لیکن دن کے وقت آفریدیوں کے چھوٹے چھوٹے دستے قریب کی پہاڑیوں میں دیکھے گئے - جب دن کا کام ختم ہو چکا اور برگیڈ واپس جانے لگا تو آفریدیوں نے فی الفور گولی چلانی شروع کر دی - اور دلیرانہ اس کا تعاقب کیا حتیٰ کہ برگیڈ اپنے کیمپ کے قریب پہنچ گیا - اس جنگ میں نمبر ۱ سکھ رجمنٹ کے ایڈجوٹنٹ کپتان سی او ڈیل مقتول ہوئے - اور سیفورتھ ہائی لینڈرز کے دوسرے دستہ کا ایک برطانوی افسر خفیف مجروح ہوا۔

—— لاہور ۵ دسمبر - مقدمہ سازش لاہور میں سردار ریکست سنگھ - مسٹر راجگورو عرف اور مسٹر سکھدیو کو پھانسی کی سزا ہوئی تھی - سپیشل ٹربیونل کے اس فیصلہ کے خلاف ... [illegible]

سلسلہ میں اب معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے - کہ حکومت پنجاب نے سکھ ... کی سزائے عبور دریائے شور قید میں تبدیل کر دی ہے - حکومت پنجاب سے کہاس فیصلہ کا اعلان عنقریب ہی ہو جائے گا۔

—— پٹیالہ ۹ دسمبر تک سینٹرل جیل میں مولانا اللہ بخش صاحب یوسفی کے مقدمہ کی سماعت شروع ہوئی ہے صرف ایک گواہ سٹی ریلوے پارسل کلرک کی شہادت قلمبند کی گئی - اس نے بیان کیا کہ لاہور سے ایک پارسل آیا - جسے پولیس نے کھولا - اور اس کی کاپیوں پر قبضہ کر لیا - اس کے بعد مقدمہ استغاثہ کی مزید شہادتوں کے لئے دوشنبہ پر ملتوی ہو گیا

—— کراچی ۵ دسمبر - آج یہ عدالت خفیفہ کے دروازہ پر انقلابی اشتہارات دیکھے گئے - ان میں لکھا ہے کہ مقامی انقلاب پسندوں نے مقامی پولیس والوں اور ان کے بچوں کو ہلاک کرنے کے لئے

ڈائمنڈ ہال لاہور کی نادر اشیاء

سُرمہ مقوّی بصر (رجسٹرڈ) دھند، جالا، غبار، خارش، پانی گرنا، سرخی اور ضعف بصر کے لئے مفید ہے۔ تندرست آنکھوں میں اس کا استعمال آنے والی بیماریوں کا محافظ ہے۔ ۱۸۹۶ء سے بنتا ہے اور سب سے زیادہ بکتا ہے۔ قیمت ایک شیشی آٹھ آنے - تین شیشی ایک روپیہ پانچ آنے - چھ شیشی سوا دو روپیہ

قطراتِ زندگی (رجسٹرڈ) بدہضمی، درد شکم، درد سر، نزلہ - زکام، درد دانت، اسہال اور دیگر ایسے عوارض کے لئے بہت مفید ہے قیمت ایک شیشی بارہ آنہ - تین شیشی دو روپیہ - چھ شیشی تین روپیہ بارہ آنے

محافظِ دندان پاس خورہ، بدبوئے دہن، دانتوں کے درد، مسوڑوں کے ورم اور خون آنے کو نافع ہے - یہ اس قدر مفید ہے کہ ڈاکٹر اور دندان ساز اسے بغرض فروخت خرید تے ہیں۔ قیمت ایک شیشی بارہ آنہ - تین شیشی دو روپیہ - چھ شیشی تین روپے بارہ آنے۔

گُردوں کی دوائی (رجسٹرڈ) گردوں کے لئے مسلّمہ مفید ہے۔ اس کے غیر مفید ہونے کے متعلق ایک فیصدی بھی شکایت نہیں ہے۔ بہت نامی ڈاکٹر اسے منگواتے اور اپنے زیر علاج مریضوں میں استعمال کرتے ہیں قیمت ایک شیشی ایک روپیہ تین شیشی دو روپیہ دس آنہ چھ شیشی ساڑھے چار روپیہ -

پیکنگ اور خرچہ وی پی بذمہ خریدار

پانچ روپیہ اور اس سے اُوپر کی خریداری کے لئے پیکنگ خرچہ وی پی کارخانہ اپنے ذمہ لیتا ہے

فرمائشیں بنام

شیخ غلام رسول ڈائمنڈ ہال لاہور آنی چاہئیں

نوٹ :- خط و کتابت کیلئے اُوپر کا پتہ کافی ہے۔ ذاتی تشریف آوری - ملازم یا احباب کے لئے :- برانڈرتھ روڈ انجمن حمایت اسلام لاہور کے دفتر کے سامنے یاد رکھئے

خریدار اصحاب کی خدمت میں ضروری التماس

پرچہ نہ ملنے کی شکایت کا انسداد کس طرح ہو سکتا ہے

چونکہ ہمیں ہر ممکن احتیاط کے باوجود اخبار نہ پہنچنے کی شکایات بہت زیادہ تعداد میں وصول ہوتی ہیں جہاں تک دفتری انتظامات کا تعلق ہے ان کے انسداد کی انتہائی کوشش کی گئی لیکن یہ کم ہونے میں نہیں آتیں اخبار یہاں سے مقررہ تاریخ پر پوسٹ کر دیا جاتا ہے۔ اگر کبھی خاص وجہ سے کچھ دیر ہو جاتی ہے تو اس کا باقاعدہ اعلان کر دیا جاتا ہے چٹوں کو درست کرنے کا اور ... کرنے ... خاص نگرانی کی جاتی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پیغام صلح کے خریدار اصحاب کو پرچہ نہ پہنچنے کی شکایت کسی ... سازش کا نتیجہ ہے ایسی صورت میں ہم معزز خریدار اصحاب کے تعاون کے بغیر ان افسوسناک اور تکلیف دہ شکایات کا انسداد نہیں کر سکتے اس لئے ان سے مندرجہ ذیل امور پر عمل کرنے کی درخواست کرتے ہیں

(۱) پرچہ نہ ملنے کی صورت میں دفتر کو اطلاع دینے کے علاوہ مقامی ڈاکخانہ سے بھی دریافت کرنا چاہئے اور اپنی شکایات اپنے ضلع کے صدر ڈاکخانہ کو لکھنی چاہئے اور جب تک ان سے کوئی تسلی بخش کارروائی نہ ہو برابر لکھتے رہنا چاہئے ایسے امور کے متعلق آپ ڈاکخانہ کو بلا ٹکٹ کے خط لکھ سکتے ہیں اس خط میں پوسٹ ماسٹر کو مخاطب کیا جائے اس کے بعد اگر ضرورت ہو تو جنرل پوسٹ ماسٹر کا نام لکھا جائے

(۲) تمام خریدار صاحبان اپنے پتہ کی چٹوں کو بغور دیکھ لیں کہ اس میں معمولی سے معمولی اصلاح کی بھی ضرورت ہو تو فوراً مطلع فرمائیں۔

(۳) اگر کسی صاحب کو اس سلسلہ میں کسی بات کا سراغ لگے یا اس شکایت کے انسداد کی کوئی مفید تجویز ذہن میں آئے تو وہ منیجر اخبار کو مطلع فرمائیں۔

(۴) پرچہ نہ پہنچنے کی صورت میں پرچہ زیادہ سے زیادہ ایک ہفتہ کے اندر طلب کر لینا چاہئے۔

(۵) دفتر اخبار سے خط و کتابت کرتے وقت نمبر خریداری کا حوالہ لازمی ہے۔

معزز خریدار صاحبان کو اخبار نہ پہنچنے کی صورت میں کارکنان سے ناراض نہ ہونا چاہئے۔ ہم ان کو یقین دلاتے ہیں کہ دفتر اس شکایت کو رفع کرنا اولین فرض سمجھتا ہے۔ لیکن اس کے انسداد کے لئے ان کا تعاون ضروری ہے۔

خاکسار منیجر اخبار "پیغام صلح" لاہور

اوکاڑہ کی زمین کیلئے کاشتکاروں کی ضرورت

ہم خرما و ہم ثواب

برادران سلسلہ کو معلوم ہو چکا ہے کہ محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے انجمن کو ۴۳ مربعہ زمین کی ملکیت اوکاڑہ سے دو میل کے فاصلہ پر مل چکی ہے۔ زمین آباد شدہ ہے - ۱۵ مربعہ زمین عارضی کاشت کے لئے بھی مل چکی ہے - ان میں سے ۱۳ مربعہ زمین کو پانی بذریعہ توڑا اور باقی کو انجن پمپ سے پہنچایا جاتا ہے اس کل زمین کی آمدنی اشاعتِ اسلام میں لگائی جائے گی - زمین کی آمد کو بڑھانا اور اس میں ترقیات کرنا یہ اب جماعت کے اپنے اختیار میں ہے جو احباب سلسلہ کاشتکاری کا کام کرتے ہیں - وہ دوسروں کی زمین یا اپنی تھوڑی سی زمین پر اپنا قیمتی وقت لگانے کی بجائے انجمن کی زمین کو کاشت کرنا چاہیں اور اس میں محنت کر کے معقول آمد پیدا کرنے کے خواہش مند ہوں - تو وہ اس زمین سے خود بھی فائدہ اٹھا سکتے ہیں اور انجمن کو بھی فائدہ پہنچا سکتے ہیں - ایسے احباب جو وہاں انجمن کا مزارعہ بننا چاہتے ہیں - وہ واپسی ڈاک مجھے اطلاع دیں - کہ ان کے کتنے آدمی کارکن ہیں - ان کی عمر کیا ہے - ان کے ہل کس قدر ہیں - اور وہ کتنی زمین لینا چاہتے ہیں

اپنے اخراجات انہیں خود برداشت کرنے ہوں گے - اس علاقہ میں حصہ نصف نصف ہے پانی جو انجن سے اٹھایا جاتا ہے - ان کا معاوضہ انجمن اخراجات کے تخمینہ معلوم کرنے کے بعد جو مقرر کرے گی وہ دینا ہوگا۔ پہلے پادری صاحبان اس آبپاشی کا دس روپیہ ایکڑ معاوضہ لیتے تھے۔

خاکسار - سید محمد حسین

دفتر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور

خواب ہوتا ہے۔ کیا کوئی مسلمان اس بات کو برداشت کر سکتا ہے کہ کوئی ہندو اخبار احمدیہ مسلمان عورتوں کی تضحیک کرنے کے لئے شرمناک الفاظ استعمال کرے؟ یقیناً نہیں .... وہ ذرا ان مومن مسلمانوں" (مولانا مہر اور سالک) کی اس خدمت ملیہ اسلامیہ پر غور کریں۔ کہ اگر کوئی دل جلا ہندو "عفت مآب" مسلمان خواتین کی ایسے یا اس سے زیادہ الفاظ میں سیہ مستی کرے۔ تو اس کا کیا انجام ہوگا؟

گو مذکورہ بالا اقتباس کے آخری الفاظ میں معاصر "پارس" نے لفظی انتقام سے اپنی بھڑاس نکال لی ہے تاہم وہ اپنے غصہ کے اظہار میں بالکل حق بجانب ہے۔ ہمارے جو مسلمان بھائی محض اختلاف مذہب کی بنا پر ہندو عورتوں کے متعلق ناشائستہ الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ وہ اپنے قول اور فعل سے اسلام کے خلاف غیر مسلموں کے دلوں میں نفرت اور حقارت کے جذبات برانگیختہ کرتے ہیں۔ حالانکہ اسلام کسی انسان کی اہانت یا تضحیک کا روادار نہیں خواہ وہ مسلم ہو یا غیر مسلم۔ عورت ہو یا مرد۔ امیر ہو یا غریب۔

اسلام کو بدنام کرنیوالے

ہم اس امر کو تسلیم کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ کہ اسلام کے متعلق جس قدر غلط فہمیوں یا غلط بیانیوں کا مواد فراہم ہو چکا ہے اور جن کی بدولت ہندوستان کی دو بڑی قوموں کے باہمی تعلقات میں ایک المناک کشیدگی پیدا ہو گئی ہے ان کی ذمہ داری ایک حد تک خود ان مسلمانوں پر عاید ہوتی ہے جو اپنے قول اور فعل سے دنیا کے سامنے اسلام کی صحیح تعلیم پیش نہیں کرتے۔ جب غیر مذاہب کے لوگ اپنے خلاف قابلِ اعتراض تحریریں پڑھتے ہیں۔ تو وہ قدرتی طور پر یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ اسلام کی تعلیم ہی اس قسم کی ہے۔ انہیں کیا ضرورت پڑی ہے کہ وہ قرآن کا مطالعہ کریں۔ یا دنیا کے کامل انسان (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اسوۂ حسنہ سے باخبر ہونا اپنا فرض سمجھیں۔ ان کی یہ منطق ہے کہ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ بہت کم مسلمان اس حقیقت پر غور کرنے کی زحمت گوارا کرتے ہیں کہ ان کے اپنے اقوال اور افعال سے اسلام کو بالواسطہ یا بلاواسطہ کس قدر شدید نقصان پہنچ رہا ہے۔ کتنی موٹی بات ہے کہ جب ہم ہمسایہ قوم کی عورتوں کی عزت نہیں کریں گے تو ہمیں بھی ان سے یہ توقع نہیں رکھنی چاہئے کہ وہ ہماری خواتین کا ادب اور احترام کریں۔ عورت کی ذات پر جو پہلے ہی فطرتاً کمزور واقع ہوئی ہے حملہ کرنا یقیناً ایک بزدلانہ فعل ہے۔ ہم اسلام کی تعلیم پر فخر کرتے ہیں تو صرف اس لئے کہ وہ تہذیب اور انسانیت کا سرچشمہ ہے۔ دنیا کا کوئی مذہب اسلام سے زیادہ عورتوں کے حقوق کی حفاظت کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ اسلام دینِ فطرت ہے وہ کمزوروں اور ناتوانوں کا ملجا و ماویٰ ہے۔ اس کے دامن میں ہندو عورت بھی اسی طرح پناہ لے سکتی ہے جس طرح ایک مسلمان عورت۔

مذہبی تعصب کی لعنت

اگر ہم نے عورتوں کے متعلق اسلام کے صحیح نظریہ کو پیش کرنے کی غرض سے اپنے ہی ایک مسلمان معاصر کے الفاظ کو قابلِ اعتراض قرار دینے کا ناگوار فرض ادا کیا ہے تو دوسری طرف ہمیں معاصر "پارس" کو بتا دینا چاہئے کہ ہندوؤں میں ایک جماعت موجود ہے جو اسلام کے خلاف اپنے پروپیگنڈے کو فروغ دینے کے لئے ہندوستان کے مسلمان بادشاہوں کی بعض بیگمات کے متعلق جھوٹے قصے تراشنا اور پھر ان قصوں کو فلم کے ذریعہ سے دکھانا اپنی سب سے بڑی قومی یا مذہبی خدمت سمجھتے ہیں۔ اسلام تمام دنیا کے مذہبی پیشواؤں کی تکریم و تعظیم کو فرض قرار دیتا ہے۔ رامچندر، بدھ، کنفیوشس اور اسی پایہ کے دوسری جلیل القدر اشخاص ہمارے لئے واجب الاحترام ہیں۔ لیکن آریہ اپدیشک اور مہاسبھائی پرچارک نبی کریم صلعم کے خلاف پروپیگنڈا کرنا اپنی زندگی کا سب سے بڑا مشن سمجھتے ہیں۔ اب "پارس" ہی بتلائے کہ آخر وہ کونسی مصلحتیں ہیں جن کی بنا پر آریہ اپدیشکوں اور پرچارکوں نے چالیس کروڑ مسلمانوں کے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) اور مسلمان بادشاہوں کی بیگمات کو توہین و تضحیک کی آماجگاہ بنا رکھا ہے؟ کیا یہ صریح مذہبی تعصب نہیں ہے؟ اور کیا ایسا تعصب ہندوستان میں قیامِ امن کی فضا کے لئے سب سے بڑی رکاوٹ نہیں ہے؟ مگر تعصب کی اس لعنت کو محض اس لئے روا رکھا جاتا ہے کہ اس سے مسلمانوں کے خلاف نفرت و حقارت کے جذبات کو برانگیختہ کرنے میں پوری مدد ملتی ہے۔ دنیا کے بعض بڑے بڑے سیاسی، مادی مذہب کی پابندیوں سے آزاد ہونا چاہتے ہیں۔ وہ مذہب کو صفحۂ ہستی سے مٹانا چاہتے ہیں۔ مگر سچا مذہب ہمیشہ زندہ رہیگا۔ قومیں مٹ جائیں گی مگر وہ نہیں مٹے گا۔ اس لئے کہ سچا مذہب ایک ابدی حقیقت ہے۔ مٹنے کے قابل جو شئے ہے وہ مذہبی تعصب ہے جس کی لعنت سے چھٹکارا پانے کی کوشش نہیں کی جاتی ہندوستان کے بعض سیاسی حلقوں سے یہ آواز بلند ہو رہی ہے۔ کہ مذہب برباد۔ انقلاب زندہ باد۔ لیکن "مذہب برباد" کے بجائے "تعصب برباد" کا نعرہ بلند کرنا چاہئے۔ کیونکہ جو چیز ہندوستان کو برباد کر رہی ہے وہ مذہب نہیں بلکہ [illegible]

خطبہ جمعہ

بتاریخ ۳۰ دسمبر ۳۷ء

یا ایہا الذین امنوا استجیبوا للہ وللرسول اذا دعاکم لما یحییکم۔ اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو۔ جب کہ وہ تم کو ایسی بات کی طرف بلاتا ہے جس سے تم کو زندگی ملے۔ اللہ اور اس کے رسول کی بات تو ہر حالت میں ماننے کے قابل ہے۔ اور پھر اس سے تمہیں زندگی بھی ملے۔ تو اس کا مان لینا کس قدر ضروری ہے۔ انسان کی یا وسیع پیمانہ پر قوم کی زندگی ایسی چیز ہے کہ انسانی طبائع خود بخود ان باتوں کو اختیار کر لیتی ہیں جن میں ان کی زندگی کا راز پوشیدہ ہے۔ یہ بات انسان کی فطرت میں داخل ہے کہ اپنی زندگی کے لئے سخت سے سخت تکلیف اٹھاتا ہے۔ اللہ اور اس کے رسول نے ایک قوم کو زندگی عطا فرمائی۔ ایسی زندگی جسے لوگ یہ دیکھ کر محوِ حیرت رہ گئے کہ کس طرح ایک مردہ قوم میں سے ایک زندہ قوم جس نے دنیا کو بیدار کر دیا پیدا ہو گئی۔ غور کیجئے کہ ہر قوم اپنی زندگی کے لئے کس طرح مصیبتوں اور پریشانیوں کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہو جاتی ہے۔ کاین من ایۃ فی السموات والارض یمرون علیہا وہم عنہا معرضون۔ فی الحقیقت اگر انسان آنکھیں کھول کر دیکھے تو بہت سی باتیں ہیں جن سے وہ سبق لے سکتا ہے۔

زندگی کے آثار

ہمارے اس شہر میں جن لوگوں نے کانگرس میں ہمارے ہندو اہلِ وطن کو حرکت کی حالت میں دیکھا ہے۔ وہ اس بات کے قائل ہو گئے ہیں کہ اس قوم میں زندگی کے آثار نظر آ رہے ہیں۔ وہ زندگی کے حصول کے لئے خواہ وہ زندگی کی منزل ہی ہو ہر قسم کے دکھ اٹھا رہے ہیں۔ انہوں نے اپنے آرام و آسائش کو چھوڑ دیا ہے۔ ہندو قوم مال کی محبت کے لئے مشہور ہے۔ سود خوار قوم کو قدرتی طور پر روپیہ سے بڑی محبت ہوتی ہے۔ لیکن یہ کتنا بڑا تغیر ہے کہ یہی قوم اب اپنے مال کو اپنی قومی زندگی پر کس طرح بے دریغ خرچ کر رہی ہے گو بحالاتِ موجودہ ہندوستان کا آزاد ہونا ناممکن العمل نظر آتا ہے۔ اور سچی بات یہ ہے کہ منہ سے کہہ دینا اور چیز ہے اور اس کا حاصل کرنا دوسری چیز ہے۔ لیکن غور کیجئے جن لوگوں نے ناممکن العمل ہونے کے باوجود اس خیال کو قوم کے سامنے رکھ دیا ہے ان میں زندگی کی کس قدر زبردست لہر پیدا ہو چکی ہے یہ پہلو بجائے خود ایسا ہے جو انسان کے دل کو اپیل کرتا ہے اور آزادی کے لئے تگ و دو اس قربانی کی روح کو اور قوت دے گی۔ کامل آزادی کو کون نہیں چاہتا۔ یہی

سب کا نصب العین

ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جن لوگوں کو ٹوڈیوں کے نام سے پکارا جاتا ہے وہ بھی آزادی کی تڑپ اپنے اندر رکھتے ہیں یہ اور بات ہے کہ موجودہ حالات میں وہ سامان ان کے پاس نہیں جس سے وہ آزادی حاصل کر سکتے ہیں۔ میرا مطلب یہ ہے کہ آزادی کی اس خواہش میں زندگی کی جھلک ضرور پائی جاتی ہے تمام قومیں اپنی قومی زندگی کو کم و بیش حاصل کرنے کی کوشش میں لگی ہوئی ہیں۔ افسوس ہے تو یہ کہ مسلمان ابھی تک سوئے پڑے ہیں۔ اور ایک پست حالت پر قانع ہو گئے ہیں۔ مجھے او، صاحب (غلام تاررخاں) نے ایک کتاب موسومہ "خون کے آنسو" پڑھنے کے لئے دی تھی۔ بڑی اچھی کتاب ہے۔ ہر مسلمان کے پڑھنے کے قابل ہے۔ اس کتاب میں مسلمانوں کی پستی کا نقشہ دکھایا گیا ہے اس میں یہ بھی بتایا ہے کہ ہندوستان کے سات کروڑ مسلمان جماعت کہلانے کے مستحق نہیں۔ یہ بھیڑ ہے۔ اگر کوئی جماعت ہے تو وہ

احمدیہ جماعت

ہے۔ کیونکہ وہ منظم ہے تنظیم بھی قوم میں تب ہی پیدا ہوتی ہے۔ جب کوئی بلند مقصد سامنے ہو۔ اس بلند مقصد کے حصول کے لئے جب بہت سے لوگ جد و جہد میں لگ جائیں تو ان میں ایک تنظیم پیدا ہو جاتی ہے۔ کیونکہ وہ سب چاہتے ہیں کہ اس مقصد کو حاصل کر لیں۔ اور اس طرح سب کی کوششیں ایک دوسرے کی معاون ہو جاتی ہیں۔ احمدی جماعت میں تنظیم ہے اس میں زندگی اور حرکت پائی جاتی ہے۔ کیوں؟ اس لئے کہ ایک بلند ترین مقصد اس کے سامنے رکھ دیا گیا ہے۔ اس کے حصول کے لئے خدا کے ایک بندے (حضرت مسیح موعود) نے مُردہ دلوں میں روح پیدا کر دی خاکستر کی دبی ہوئی چنگاری کو روشن کر دیا۔ غرضکہ ایک خاص جوش اور شوق سے جماعت میں تنظیم پیدا ہو گئی۔ دنیا میں خدا کا نام پھیلانا اور راستبازی پھیلانا۔ واقعی ایک بلند ترین مقصد ہے۔ مسلمانوں میں بعض لوگوں کا یہ خیال ہے کہ ملک پہلے اور مذہب پیچھے۔ یہ لامذہبی کا اثر ہے حقیقت یہ ہے کہ

مذہب پہلے اور ملک پیچھے

ہے۔ مسلمان من حیث القوم مذہب کو کبھی پیچھے نہیں رکھ سکتے کیونکہ مذہب خدا کا حکم ہے۔ اگر ملک پہلے اور مذہب پیچھے کے اصول کو مان لیا جائے تو اس کے یہ معنے ہیں کہ ملک پہلے اور خدا کا حکم پیچھے۔ لیکن مسلمان ایسا نہیں کر سکتا۔ پہلا کلمہ جو ہر مسلمان بچے کے دل میں ڈالا جاتا ہے اللہ اکبر ہے۔ جس کا اثر بچے کے دماغ پر پڑتا ہے۔ اللہ اکبر کی آواز ساری عمر اس کے دماغ کے اندر رہتی ہے۔ دو چار دس کے دل سے وہ اثر مٹ جائے تو مٹ جائے قوم کے دل سے نہیں مٹ سکتا۔ اور مسلمان قوم کی صحیح تنظیم کی بنیاد یہی اللہ اکبر ہے۔ اس کو لے کر مسلمان آگے بڑھیں تو ان میں تنظیم بھی پیدا ہو سکتی ہے اور وہ ملک کی خدمت بھی کر سکتے ہیں۔ میں نے انجمن کے سالانہ جلسہ میں جمعہ کا جو خطبہ پڑھا تھا اس میں بھی میں نے اس بات پر زور دیا تھا کہ تمہارے ہاتھ میں قرآن ہے جسے تمہیں دنیا میں پھیلانا ہے۔ اور تم ایک اعلیٰ درجہ کے نظام میں منسلک ہو۔ جب تک یہ دونوں چیزیں تمہارے پاس ہیں تم کبھی ناکام نہیں رہ سکتے۔

ہم یقیناً کامیاب ہوں گے

دنیا دیکھے گی کہ ایک چھوٹے سے بیج سے کیسا عظیم الشان درخت پیدا ہو گیا ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم خدا اور قرآن کو مقدم کریں اور جماعت کے نظام کو ملحوظ رکھیں۔ مجھے افسوس ہے۔ کہ میرے کانوں تک یہ آوازیں پہنچی ہیں کہ "یہ میرے ابا پر حملہ ہے یہ میرے چچا پر حملہ ہے" مگر میرا روئے سخن کسی خاص شخص کی طرف نہیں۔ بلکہ یہ ہدایت ہے جو سب کے لئے ہے۔ یہ ایک گر یا اصول ہے جو تمہارے سامنے پیش کیا گیا ہے۔ تم اپنے اچھے عقاید پر قائم ہو جو دنیا کے دل پر اثر ڈالے بغیر نہیں رہتے۔ تمہارے پاس ایک نظام ہے جس میں

ایک خوبصورت وحدت

پائی جاتی ہے۔ تمہاری وحدت پیر پرستی پر نہیں۔ پیر پرستی لوگوں کو غلام بنا دیتی ہے۔ تم میں سے ہر ایک کو اعتراض کرنے کا حق حاصل ہے لیکن ہر ایک بات کے لئے ایک خاص موقع ہوا کرتا ہے جب ہم بحث کر کے ایک فیصلہ کر لیتے ہیں تو پھر اعتراض کا وقت نہیں ہوتا۔ پھر اس فیصلہ پر سب کو عمل کر کے اپنی وحدت کو دکھانا ہوتا ہے۔ حصولِ مقصد میں تبھی کامیابی حاصل ہو سکتی ہے۔ کام کے وقت اعتراض نہیں ہونا چاہئے کام میں لگ جانا چاہئے۔ تم اس فیصلہ پر دوبارہ غور کر سکتے ہو۔ مگر اس کے لئے علیحدہ موقعہ ہے۔ آزادی ہے مگر ہر آزادی کے لئے قیود ہوتی ہیں۔ آج جس آزادی کے لئے بیقراری ظاہر کی جا رہی ہے وہ بھی تم سے قیود اور پابندیاں چاہتی ہے۔ ہماری جماعت میں اچھے اچھے دل و دماغ والے آدمی موجود ہیں۔ کارہائے نمایاں کر سکتے ہیں۔ مگر یاد رکھو جماعت اس وقت تک منظم نہیں ہوگی۔ جب تک سب کے سب جماعت کے فیصلہ کے سامنے سر نہ جھکا دیں۔ اور اس پر یکجہتی اختیار نہ کریں۔ میں نے یہ بات پہلے بھی بہت دفعہ کہی ہے اور پھر بھی بہت دفعہ کہوں گا۔ قوموں کا بننا بڑا مشکل ہے۔ ان کو برباد کر دینا آسان ہے۔ اب میں آپ کو

ایک خاص امر

کی طرف توجہ دلاتا ہوں وہ یہ ہے کہ تمہاری جماعت نے اس کانفرنس میں ایک فیصلہ کیا تھا۔ اب میں ہر ایک سے یہ توقع رکھتا ہوں کہ اس فیصلہ کی پابندی کرے۔ اس پابندی میں بے شک تکلیف ہوگی۔ فیصلہ یہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم   نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۱۸ | ۱۱ رمضان سنہ ۱۳۴۸ھ | نمبر ۱۱

ظفروال میں نعرۂ حق

۷ فروری سنہ کے پیغام صلح میں ہم نے ظفروال کے مسلمانوں اور سکھوں کی مصالحت اور اذان کی آزادی کا مسئلہ طے ہو جانے پر "حق کی عظیم الشان فتح" کے عنوان سے ایک افتتاحیہ لکھا تھا۔ لیکن جب افتتاحیہ کی کاپی لکھی جا چکی تو ظفروال کے متعلق "آخری خبر" کے عنوان سے حسب ذیل شذرہ لکھنا پڑا:۔

"لیڈر کی کاپی لکھی جا چکی تھی کہ ظفروال کے متعلق یہ تازہ ترین خبر نظر سے گذری۔ ظفروال کے تصفیہ کی خبر غلط ہے اور ظفروال کے سرکار پرست سکھ اور حکومت کے اعلیٰ افسر اپنے اس عہد پر قائم نہیں رہے جو انہوں نے مسلمانوں سے اذان دینے کے متعلق کیا تھا۔ مجاہدین کی جمعیت بسرکردگی خواجہ بشیر احمد صاحب رفیقی دھاریوال کیمپ میں پہنچ چکی ہے۔ جو ظفروال سے تین میل کے فاصلہ پر واقعہ ہے۔ اس کے بعد لاہور اور دیگر مقامات سے قافلوں کی روانگی کا سلسلہ جاری رہیگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ حق کی عظیم الشان فتح ہوگی اور ضرور ہوگی۔"

ہم پھر اپنے مذکورہ بالا افتتاحیہ کے ابتدائی الفاظ کا اعادہ کرتے ہیں:

"خداوند کریم کا لاکھ لاکھ احسان ہے کہ ظفروال میں اذان کی آزادی کا معاملہ جو بعض سکھوں کی غیر مآل اندیشانہ ضد اور سٹر کریک کمشنر لاہور کی ناعاقبت اندیشانہ روش کی وجہ سے ایک نازک صورت اختیار کر چکا تھا مسلمانوں کی منشاء کے مطابق طے ہو گیا ہے" اسے حسن اتفاق کہیئے یا دل کی سچی تڑپ کہ جس تاریخ کو "حق کی عظیم الشان فتح" کا عنوان شائع ہوا اسی تاریخ کو ظفروال میں اس عنوان نے واقعیت کی شکل اختیار کر لی۔ دھاری وال سے جو اطلاع موصول ہوئی ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ۲ فروری کو ۳۰ رضاکاروں کا دوسرا جتھا زیر سرکردگی شیخ صادق حسن صاحب قریباً ایک بجے دھاری وال پہنچ گیا جس میں امرتسر اور لاہور کے رضاکار شامل تھے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ جب جتھا امرتسر سے روانہ ہوا تو شیخ اللہ دتا کے مکان پر ایک مجلس مشاورت ہوئی۔ جہاں سردار بھاگ سنگھ وکیل، ڈاکٹر کچلو، ملک لال دین قیصر اور سردار تارا سنگھ کی معیت میں ایک مصالحتی بورڈ مقرر ہوا۔ جو اسی وقت بذریعہ موٹر ظفروال میں پہنچا۔ گوردوارہ میں جو متنازعہ مسجد کے قریب واقع ہے سکھوں کا دیوان منعقد ہوا اور ڈاکٹر کچلو۔ سردار بھاگ سنگھ شیخ صادق حسن وغیرہ کی مجلس مشاورت قائم کی گئی مجلس میں فیصلہ کیا گیا کہ ایک تحقیقاتی کمیٹی مقرر کی جائے۔ جو دریافت کرے کہ آیا مولوی خیر الدین نے یہ الفاظ کہے تھے۔ کہ "میں جوتے کے زور سے اذان دلواؤں گا۔ اس کے علاوہ سکھوں کی طرف سے اس امر کی تحقیقات کا مطالبہ کیا گیا کہ جس دن مقدمات واپس لئے گئے تھے تو مسلمانوں نے جو ظفروال میں پہنچے تھے سکھوں کو گالیاں دیں۔ فیصلہ کیا گیا کہ کل سے اذان کی اجازت دی جائے جو قافلے آئے ہوئے ہیں وہ واپس چلے جائیں۔ اور گاؤں والے سوائے مولوی خیر الدین کے خود اذان دیں۔

اس کے بعد مصالحتی بورڈ گوردوارہ میں پہنچا۔ جہاں دیوان ہو رہا تھا۔ اور تین چار ہزار آدمی موجود تھے۔ مصالحتی بورڈ کی طرف سے سردار بھاگ سنگھ، ماسٹر تارا سنگھ، ڈاکٹر سیف الدین کچلو اور شیخ صادق حسن نے تقریریں کیں۔ شیخ صادق نے جو رئیس قافلہ تھے مندرجہ بالا شرائط کو منظور کر لیا۔ اور کہا کہ سکھوں اور مسلمانوں کو باہم ملکر رہنا چاہیے۔ ۸ فروری کو صبح کے وقت حکیم امین الدین نے مسجد میں اذان دی۔ صبح کی نماز مسلمانوں نے باجماعت ادا کی۔ اب جبکہ ظفروال کے سکھوں اور مسلمانوں کے درمیان مفاہمت ہو گئی ہے تو ہمیں اپنے سکھ بھائیوں سے جو ظفروال کی آبادی کا جزو غالب ہیں یہ توقع رکھنی چاہیئے کہ وہ آئندہ اپنے مسلمان ہمسایوں کے مذہبی جذبات اور حسیات کا پورے طور پر احترام کرینگے۔ انہوں نے دیکھ لیا ہے کہ گو مسلمانوں کے مختلف فرقوں میں شدید اختلاف پایا جاتا ہے لیکن جب کوئی غیر مسلم جماعت ان کی مذہبی آزادی پر حملہ کرتی ہے تو وہ متحد ہو کر پہاڑ کی طرح اپنی جگہ پر قائم ہو جاتے ہیں۔ اگر سکھ اپنی ضد پر قائم رہتے اور حق بات کو قبول کرنے سے انکار کر دیتے تو مسلمانوں اور سکھوں کی کشمکش خبر نہیں کیسی قیامت پیدا کر دیتی ہم مسلمانوں کی طرف سے سردار بھاگ سنگھ ماسٹر تارا سنگھ اور ان تمام سکھ بھائیوں کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ جن کی مصالحانہ کوششوں سے ایک بہت بڑے فتنہ کا خاتمہ ہو گیا جو چنگاری ہمیں پہلے بالکل خفیف نظر آتی تھی وہ تعصب اور عناد کی پھونکوں سے ایک ہولناک شعلہ کی شکل میں نمودار ہو چکی تھی۔ دونوں قوموں کے لیڈروں کو آئندہ کے لئے محتاط رہنا چاہئے۔ ہم لاہور اور امرتسر کے اُن مجاہدین کو جنہوں نے ظفروال میں اللہ کے نام کو بلند کرنے اور اللہ اکبر کا نعرہ لگانے کے لئے علم جہاد بلند کیا تھا مبارکباد دیتے ہیں کہ وہ اپنی مہم میں سربلند ہوئے۔

ایک اہم تاریخی سوال

ہمعصر کشمیری لاہور نے ۷ فروری کی اشاعت میں "لاہور کا بدکار گورنر" کے عنوان سے ایک شذرہ لکھا ہے۔ جس میں قومی اخبار سے جس نے اپنی ۲۵ جنوری کی اشاعت میں "لاہور کے شیشت خاں کی کہانی" درج کی ہے۔ اور جسے عہد مغلیہ کا "بدکار گورنر" بتایا جاتا ہے۔ یہ عجیب سوال کیا ہے کہ "شیشت خاں کس مغل بادشاہ کے زمانہ میں لاہور کا گورنر تھا۔ اور کس سنہ سے کس سنہ تک گورنری پر رہا؟" ہمعصر کشمیری کی رائے میں یہ ایک فرضی افسانہ ہے ہمارے محترم دوست منشی محمد الدین صاحب فوق ایڈیٹر کشمیری کو ہندوستان کی اسلامی تاریخ پر پورا عبور ہے۔ اور اس لئے اُن کا سوال ایڈیٹر صاحب قومی اخبار کی خاص توجہ کا محتاج ہے۔ اگر شیشت خاں کی کہانی واقعی ایک فرضی افسانہ ہے تو ہمیں افسوس ہے کہ ہمعصر "قومی اخبار" بھی اس پروپیگنڈے میں حصہ لے رہا ہے جو پنجاب کے غیر مسلم اخبارات نے ہندوستان کے مسلمان بادشاہوں کو بدنام کرنے کے لئے اختیار کر رکھا ہے۔

ہندو مسلم اتحاد لیگ

الہ آباد کے میلہ کمبھ سے اخبارات کو یہ اطلاع بغرض اشاعت بھیجی گئی ہے کہ ہندوؤں اور مسلمانوں کے بعض مذہبی رہنماؤں نے "ہندو مسلم اتحاد لیگ" قائم کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ رکھی کیش کے سوامی پرمانند جی۔ مولانا کیفی اور سوامی کاشانند کو لیگ قائم کرنے کی خدمت سپرد کی گئی ہے۔ ہم اس اہم اور ضروری تحریک کا سچے دل سے خیر مقدم کرتے ہیں۔ اس لئے کہ ہندوستان اگر دنیا کی آزاد قوموں کی طرح رفعت و عظمت کے اعلیٰ مقام تک پہنچ سکتا ہے تو صرف اسی صورت میں کہ ہندوستان کی یہ دو بڑی قومیں کامل اتحاد کا عملی ثبوت دیں۔ اتحاد کا بیج اس سے پہلے کئی دفعہ بویا جا چکا ہے لیکن سرسبزی اور شادابی کے درجہ تک پہنچنے سے قبل ہی باہمی نفاق اور عناد کے کیڑے اسے چٹ کر جاتے ہیں۔ سنہ ۱۹۱۹ء کے مارشل لا نے ہندوؤں اور مسلمانوں کو متحد کر دیا تھا۔ دونوں نے اپنی قسمت پر آنسو بہائے تھے۔ اور اپنے دلوں کو گذشتہ کدورتوں اور رنجشوں سے صاف کر دیا تھا۔ لیکن جب مارشل لا کا ڈرامہ ختم ہو چکا تو خود غرضی اور تعصب کی فضا نے پھر ان اثرات اور نقوش کو حرف غلط کی طرح مٹا دیا۔ جو مشترکہ مصیبت نے ان کے سینہ کی لوح پر نمایاں کر دئے تھے۔ ہندوستانی لیڈر زبان سے تو اتحاد اتحاد پکارتے ہیں لیکن اس کا ان کے دل سے کوئی تعلق نہیں۔ اتحاد کی باگ دراصل ہندو مہاسبھا کے پردھان ڈاکٹر مونجے کے ہاتھ میں ہے۔ مگر ڈاکٹر صاحب مسلمانوں سے اتحاد کرنے کے قائل نہیں۔ وہ صرف ہندو مہاسبھا کے بل بوتے پر رام راج قائم کرنا چاہتے ہیں۔

پورانوں میں خلاف عقل باتیں

آریہ گزٹ اپنی ۱۸ جنوری کی اشاعت میں لکھتا ہے:۔

"پریاگ کے کمبھ کے میلہ پر پنڈتوں کی ایک سبھا بنائی جائے جس کا کام ہو کہ خلاف عقل اور خلاف سناتن دھرم جتنی باتیں پرانوں میں موجود ہیں ان سب کو نکال دیا جائے"۔

آریہ گزٹ کی اس تحریر سے ایک معمولی سمجھ کا آدمی بھی آسانی کے ساتھ یہ نتیجہ نکال سکتا ہے کہ اگر واقعی پرانوں میں خلاف عقل اور خلاف سناتن دھرم باتیں موجود ہیں۔ تو پھر انہیں کسی صورت میں ایک مقدس کتاب کا رتبہ نہیں دیا جا سکتا۔ کیونکہ جب اس کے مضامین میں انسانی عقل کے مطابق تغیر و تبدل [illegible] کی طرح اُڑ جائے گا۔ اور جب ایک دفعہ ترمیم اور تنسیخ کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ تو پھر اس کا شمار عام بازاری کتابوں میں ہوگا۔ دنیا کے مذاہب میں اسلام ہی یہ دعویٰ کر سکتا ہے کہ قرآن مجید خدا کا کلام ہے جس میں تیرہ سو سال سے ایک لفظ تو کیا ایک نقطہ کی تبدیلی بھی نہیں ہوئی۔ اور نہ قیامت تک ہوگی۔ اس لئے کہ قرآن دین فطرت کے احکام کا مجموعہ ہے۔ قرآن اور صرف قرآن ہی ایک ایسی جامع کتاب ہے جسے کروڑوں مسلمان روزانہ پڑھتے ہیں۔ پھر ہزاروں ایسے مسلمان ہیں جنہوں نے قرآن کو اپنے سینہ میں جگہ دے رکھی ہے یعنی وہ اس کے حافظ ہیں۔ قرآن ہی ایک ایسا مقدس کلام ہے جس کی حفاظت کا ذمہ خداوند کریم نے خود لے رکھا ہے۔ اسلام کی صداقت اور عظمت کی اس سے بین اور روشن دلیل اور کیا ہو سکتی ہے؟

ظفروال کے مسلمانوں پر ظلم و تشدد

لیڈر کی کاپی تیار ہو چکی تھی کہ انقلاب میں "ظفروال میں مسلمانوں پر سکھوں کا ظلم و تشدد" کے عنوان سے حسب ذیل اطلاع نظر سے گذری:۔

"لاہور ۹ فروری۔ مولانا اسمٰعیل غزنوی صدر اذان کمیٹی امرتسر ٹیلیفون کے ذریعہ سے اطلاع دیتے ہیں کہ تصفیہ کے تمام منازل طے ہونے کے باوجود ظفروال کے سکھوں نے پھر بدعہدی کی اور ۸ فروری کی شام اور ۹ فروری کی صبح کو انہوں نے متعدد مسلمانوں اور ان کی عورتوں کو بھی بہت بُری طرح زدوکوب کیا۔ زخمیوں میں سے ایک کی حالت اندیشناک ہے۔ پولیس سکھوں کے اس جبر و تشدد کے باوجود خاموش ہے۔ علاقہ کا سب انسپکٹر بھی کچھ نہیں کرتا۔ ڈپٹی کمشنر بھی غافل ہے اور غریب و مظلوم مسلمان پٹ رہے ہیں۔ حکومت پنجاب کا فرض ہے کہ وہ سکھوں کے خلاف کوئی موثر تدابیر اختیار کرے"

ہمیں افسوس ہے کہ سرکاری عہدیداروں کی فرض ناشناسی اور غفلت شعاری کی وجہ سے ظفروال کا معاملہ ایک گورکھ دھندا بن گیا ہے۔ سکھوں کا مسلمانوں سے مصالحت کرنے اور اذان کی اجازت دے دینے کے بعد اپنے مسلم ہمسایوں اور ان کی عورتوں پر وحشیانہ حملہ کرنا ایک ایسا شرمناک اور اشتعال انگیز واقعہ ہے جس کی ذمہ داری خود حکومت پنجاب کے ذمہ دار افسروں پر عاید ہوتی ہے۔ اگر مولانا اسمٰعیل غزنوی کا بیان صحیح ہے تو کیا ہم حکومت سے یہ دریافت کر سکتے ہیں کہ پولیس کیوں خاموش ہے اور وہ کس کے حکم سے مسلمانوں کے پٹنے کا تماشا دیکھ رہی ہے؟ کیا حکومت اس وقت دخل دے گی جب ظفروال کی زمین سکھوں اور مسلمانوں کے خون سے لالہ زار نظر آئے گی؟ کیا ظفروال کے سکھ اپنی اس بدعہدی پر فخر کر سکتے ہیں؟ کیا ان کا مذہب انہیں اپنے ہمسایوں پر بزدلانہ حملہ کرنے کی اجازت دیتا ہے؟

تنقید

روزنامہ انصاف

روزنامہ انصاف لاہور کے اس وقت تک ۲۹ نمبر شائع ہو چکے ہیں اور ہم دلی مسرت کے ساتھ اس امر کا اعتراف کرتے ہیں کہ "انصاف" ظاہری اور معنوی خوبیوں کے اعتبار سے ان تمام توقعات کو پورا کر رہا ہے۔ جو اس کے نام سے وابستہ ہیں۔ "انقلاب" کی طرح "انصاف" بھی زمیندار کے شجر کی ایک شاخ ہے جسے نئی زمین اور نئی فضا میں نشو و نما کے مدارج طے کرنے میں کوئی دشواری پیش نہیں آئی۔ ادارۂ تحریر چوہدری مرتضیٰ احمد خاں محمد زئی۔ چراغ حسن حسرت۔ ابوالاثر حفیظ جالندھری و "حفظ الرحمٰن" کی چار یاری پر مشتمل ہے۔ اور جن کا اخباری تجربہ اور ادبی قابلیت علمی حلقوں میں مسلمہ ہے "انصاف" کے درخشاں مستقبل کا ضامن قرار دیا جا سکتا ہے۔ "انصاف" کے "اشارات" کے متعلق البتہ ہمیں اندیشہ تھا کہ کہیں اس کے "اشارے اور کنائے" اپنے ان بھائیوں کی تذلیل اور توہین کا موجب نہ ہوں جو جواب دینے کی قدرت رکھتے ہیں۔ لیکن صاحب اخبار نہ ہونے کی وجہ سے خاموش رہنے پر مجبور ہیں۔ اس سے خاطیوں اور مفسدہ پردازوں کی حمایت مقصود نہیں بلکہ اس دل آزار بدمذاقی کا سدباب مدنظر ہے جس سے اصلاح کا حقیقی مقصد جو ہمدردی اور اخوت کے شریفانہ جذبات پر مبنی ہے فوت ہو جاتا ہے۔ اس بارے میں قرآن کریم کا حکم کس قدر صاف اور واضح ہے قل لعبادی یقولوا التی ھی احسن ان الشیطان ینزغ بینھم [illegible]

ماہ اپریل سنہ ۱۹۳۰ء

میں مفصلہ ذیل اصحاب کا چندہ ختم ہوتا ہے۔ بہتر طریق یہی ہے کہ وہ میعاد ختم ہونے سے قبل چندہ بذریعہ منی آرڈر بھیجدیں ورنہ انتظار کے بعد وی پی ارسال کئے جائیں گے جن کا وصول کرنا ان کا اخلاقی فرض ہوگا۔ وی پی میں تین آنے زاید خرچ آتے ہیں دفتر اور خریدار صاحبان کو تکلیف بھی ہوتی ہے اس لئے کوشش یہی ہونی چاہئے کہ چندہ بذریعہ منی آرڈر وقت پر بھیجدیا جائے۔

اب کافی عرصہ پہلے اطلاع دی جاتی ہے۔ کسی صاحب کو چندہ ارسال کرنے یا وی پی وصول کرنے میں عذر نہ ہونا چاہئے۔ اس عرصہ میں روپے کا انتظام بخوبی کیا جا سکتا ہے۔ خط و کتابت اور ترسیل زر کے وقت نمبر خریداری کا حوالہ ضرور دیا کریں جو اخبار کی چٹ اور اطلاعی کارڈ سے معلوم ہو سکتا ہے۔ مندرجہ ذیل تمام اصحاب کی خدمت میں اطلاعی کارڈ بھی بھیجے جا چکے ہیں جن میں مفصل حساب مندرج ہے۔

جن اصحاب کی طرف بقایا ہے انہیں خاص طور پر توجہ کرنی چاہئے۔

نمبر خریداری	نام و پتہ	میعاد	بقایا: پائی	بقایا: آنہ	بقایا: روپیہ	چندہ سال رواں: پائی	چندہ سال رواں: آنہ	چندہ سال رواں: روپیہ	کل رقم: پائی	کل رقم: آنہ	کل رقم: روپیہ
۱۴۵۶	جناب چراغ الدین صاحب حوالدار پشاور	۵ اپریل ۳۰ء	۰	۰	۹	۰	۰	۶	۰	۰	۱۵
۱۴۰۹	جناب سلیمان خان صاحب کرسی نشین کھنیا داس	۳ اپریل ۳۰ء	۰	۰	۶	۰	۰	۴	۰	۰	۱۰
۱۴۰۸	جناب چودہری نور محمد صاحب حسن ابدال	۳۰ اپریل ۳۰ء	۰	۰	۶	۰	۰	۶	۰	۰	۱۲
۱۴۰۷	جناب مولوی عبد الکریم صاحب بنوں	۲۷ اپریل ۳۰ء	۰	۰	۴	۰	۰	۴	۰	۰	۸
۱۴۰۶	جناب شاہ جی یوسف علی شاہ صاحب ٹھیکہ دار	۲۴ اپریل ۳۰ء	۰	۰	۶	۰	۰	۶	۰	۰	۱۲
۱۴۰۲	جناب غلام رسول صاحب طالب علم راولپنڈی	۱۹ اپریل ۳۰ء	۰	۰	۴	۰	۰	۴	۰	۰	۸
۱۴۰۱	جناب پیرزادہ عبد الحق صاحب سرانواں بودلہ	۱۸ اپریل ۳۰ء	۰	۰	۶	۰	۰	۶	۰	۰	۱۲
۱۳۹۹	جناب حاجی عبد اللطیف صاحب بغداد ⊕	۱۷ اپریل ۳۰ء	۰	۰	۸	۰	۰	۸	۰	۰	۱۶
۱۳۹۶	جناب شیخ فتح محمد صاحب چک ۴۹/۲ ایل	۱ اپریل ۳۰ء	۰	۰	۶	۰	۰	۳	۰	۰	۹
۱۳۹۶	جناب میاں محمد الدین عبد الرحمن صاحب تاندلیانوالہ	۱۴ اپریل ۳۰ء	۰	۰	۱۲	۰	۰	۶	۰	۰	۱۸
۱۳۹۱	جناب رحمت اللہ صاحب جاوا ⊗	۲ اپریل ۳۰ء	۰	۰	۰	۰	۰	۸	۰	۰	۸
۶۵	جناب چودہری فتح محمد صاحب گلگت	۱۴ اپریل ۳۰ء	۰	۰	۰	۰	۰	۶	۰	۰	۶
۲۵	جناب شیخ اللہ بخش صاحب پشاور	۸ اپریل ۳۰ء	۰	۰	۰	۰	۰	۶	۰	۰	۶
۴۲۰	جناب ماسٹر محمد عبد اللہ صاحب سرینگر کشمیر	۲۹ اپریل ۳۰ء	۰	۰	۱۲	۰	۰	۶	۰	۰	۱۸
۴۲۳	جناب طفیل محمد صاحب کلرک جموں	۲۹ اپریل ۳۰ء	۰	۰	۶	۰	۰	۶	۰	۰	۱۲
۶۸۸	جناب ایم۔ ڈی۔ قادری صاحب B.E.A	۱۴ اپریل ۳۰ء	۰	۰	۲۴	۰	۰	۱۲	۰	۰	۳۶ شلنگ
۶۹۹	جناب حاجی غنی موسیٰ صاحب شموگا	۱۱ اپریل ۳۰ء	۰	۰	۹	۰	۰	۶	۰	۰	۱۵
۷۰۷	جناب چودہری منظور حسن صاحب چینہ چک [illegible] جنوبی	۹ اپریل ۳۰ء	۰	۰	۱۲	۰	۰	۶	۰	۰	۱۸
۸۹۷	جناب چودہری شاد علی صاحب طور	۱ اپریل ۳۰ء	۰	۰	۶	۰	۰	۶	۰	۰	۱۲
۹۱۰	جناب ایم بختیار علی صاحب دہلی	۳۰ اپریل ۳۰ء	۰	۰	۶	۰	۰	۶	۰	۰	۱۲
۹۱۲	جناب چودہری محمد اسحاق صاحب ڈوسلی	۱۹ اپریل ۳۰ء	۰	۰	۰	۰	۰	۶	۰	۰	۶
۹۱۳	جناب سیٹھ سعادت دین عبد المالک صاحب جہلم	۱۴ اپریل ۳۰ء	۰	۰	۰	۰	۰	۶	۰	۰	۶
۱۱۶۵	جناب ایم نصیر الدین صاحب جمشید پور	۱۲ اپریل ۳۰ء	۰	۰	۶	۰	۰	۶	۰	۰	۱۲
۱۱۶۶	جناب مخدومہ فرخندہ بیگم صاحبہ میرٹھ	۱۱ اپریل ۳۰ء	۰	۰	۶	۰	۰	۳	۰	۰	۹
۱۱۷۲	جناب مولوی عبد العلیم صاحب چونیاں	۱۴ اپریل ۳۰ء	۰	۰	۱۲	۰	۰	۶	۰	۰	۱۸
۱۱۸۱	جناب شیخ امین الدین صاحب ڈنگہ	۱۹ اپریل ۳۰ء	۰	۰	۰	۰	۰	۶	۰	۰	۶
۱۴۹۸	جناب شیخ کریم بخش صاحب مرالہ	۷ اپریل ۳۰ء	۰	۰	۶	۰	۰	۶	۰	۰	۱۲
۱۵۰۰	جناب احمد نور بخش صاحب خانپور ریاست بہاولپور	یکم اپریل ۳۰ء	۰	۰	۶	۰	۰	۶	۰	۰	۱۲
۱۶۱۱	جناب سید قاسم علی صاحب بہاؤنگر کاٹھیاواڑ	۷ اپریل ۳۰ء	۰	۰	۰	۰	۰	۶	۰	۰	۶
۱۶۲۰	جناب ملک غلام سرور صاحب لودہراں	۶ اپریل ۳۰ء	۰	۰	۰	۰	۰	۶	۰	۰	۶
۱۶۲۱	جناب خانصاحب منصب علی صاحب مالیر کوٹلہ	۱۰ اپریل ۳۰ء	۰	۰	۰	۰	۰	۶	۰	۰	۶
۱۶۲۲	جناب سید حیدر علی شاہ صاحب رئیس لدھیانہ	۲۴ اپریل ۳۰ء	۰	۰	۰	۰	۰	۶	۰	۰	۶
۱۶۵۷	جناب محمد رمضان خانصاحب مغل ارجام پور	۸ اپریل ۳۰ء	۰	۰	۰	۰	۰	۶	۰	۰	۶
۱۶۶۶	جناب سلطان علی صاحب ڈرائیور انبالہ چھاؤنی	۸ اپریل ۳۰ء	۰	۰	۰	۰	۰	۶	۰	۰	۶
۱۳۸۷	جناب محمد رمضان صاحب طالب علم چک نمبر ۵۶۶	یکم اپریل ۳۰ء	۰	۰	۰	۰	۰	۴	۰	۰	۴
۱۴۴۷	جناب مستری علی محمد صاحب چک نمبر ۲/۱۱ ایل	۲۴ اپریل ۳۰ء	۰	۰	۰	۰	۰	۶	۰	۰	۶
۱۴۱	جناب شیخ عبد الرحمن صاحب وزیر آباد	۲۴ اپریل ۳۰ء	۰	۰	۶	۰	۰	۶	۰	۰	۱۲
۴۲۲	جناب سردار شیر بہادر صاحب لالیاں	۲۳ اپریل ۳۰ء	۰	۰	۰	۰	۰	۶	۰	۰	۶
۵۳۸	جناب رحیم بخش صاحب پنجابی جمشید پور	۱۹ اپریل ۳۰ء	۰	۰	۰	۰	۰	۶	۰	۰	۶

مینیجر پیغام صلح لاہور

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر جماعت خدا کے فضل و کرم سے بخیریت ہیں اور اپنے دینی مشاغل میں بدستور مصروف۔

— جہلم میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا سالانہ جلسہ ۲۲ اور ۲۳ مارچ ۱۹۳۰ء کو منعقد ہوگا۔

— چوہدری رحمت خاں بدر اہلکار صدر دفتر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور تا حال بیمار ہیں۔ احباب ان کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

اشتہار زیر دفعہ ۵۔ رول ۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی

بعدالت جناب افسر مال صاحب بہادر جھنگ

دعویٰ یا اپیل دیوانی

رام کشن ولد دتو رام نجاد رہ سکنہ احمد پور تحصیل شورکوٹ مدعی

بنام درمحمد شاہ ولد فتح شاہ سکنہ تنا پیو تحصیل کبیروالہ ضلع ملتان مدعا علیہ

دعویٰ ۵/- روپیہ بابت پیداوار

مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں مسمی درمحمد شاہ ولد فتح شاہ مذکور تعمیل سمن سے دیدہ دانستہ گریز کرتا ہے اور روپوش ہے اس لئے اشتہار بنام درمحمد شاہ ولد فتح شاہ مذکور جاری کیا جاتا ہے کہ اگر درمحمد مذکور تاریخ ۷ مارچ ۱۹۳۰ء کو حاضر عدالت نہیں ہوگا تو اس کی نسبت کارروائی یکطرفہ عمل میں لائی جائے گی۔ آج بتاریخ ۲۴ فروری ۱۹۳۰ء کو دستخط میرے اور مہر عدالت کے جاری ہوا۔

دستخط و مہر عدالت

اشتہار زیر دفعہ ۵۔ رول ۲۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی

بعدالت جناب افسر مال صاحب جھنگ

دعویٰ یا اپیل دیوانی

رام کشن ولد دتو رام نجادن سکنہ احمد پور تحصیل شورکوٹ مدعی

بنام درمحمد شاہ ولد فتح شاہ سکنہ تنا پیو تحصیل کبیروالہ ضلع ملتان مدعا علیہ

دعویٰ ۶۵/- بابت پیداوار

مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں مسمی درمحمد شاہ ولد فتح شاہ مذکور تعمیل سمن سے دیدہ دانستہ گریز کرتا ہے اور روپوش ہے اس لئے اشتہار بنام درمحمد شاہ ولد فتح شاہ مذکور جاری کیا جاتا ہے کہ اگر درمحمد شاہ مذکور تاریخ ۱۰ مارچ ۱۹۳۰ء کو حاضر عدالت ہذا میں نہیں ہوگا تو اسکی نسبت کارروائی یکطرفہ عمل میں لائی جاویگی۔ آج بتاریخ ۲۷ فروری ۱۹۳۰ء کو بدستخط میرے اور مہر عدالت کے جاری ہوا

دستخط و مہر عدالت

جلد ۱۸ | لاہور۔ یوم پنجشنبہ مطبوعہ ۱۵ ذی الحجہ ۱۳۴۸ھ مطابق ۱۵ مئی ۱۹۳۰ء | نمبر ۳۳

دعوتِ حق

از حضرت مسیح موعود علیہ السلام

وہ دیکھتا ہے غیروں سے کیوں دل لگاتے ہو
جو کچھ بتوں میں پاتے ہو اُس میں وہ کیا نہیں
سورج پہ غور کر کے نہ پائی وہ روشنی
جب چاند کو بھی دیکھا تو اس یار سا نہیں
واحد ہے لاشریک ہے اور لازوال ہے
سب موت کا شکار ہیں اس کو فنا نہیں
سب خیر ہے اسی میں کہ اس سے لگاؤ دل
ڈھونڈو اسی کو یارو بتوں میں وفا نہیں
اس جائے پُر عذاب سے کیوں دل لگاتے ہو
دوزخ ہے یہ مقام یہ بستاں سرا نہیں

ہماری تبلیغی ڈاک

(از جناب خانصاحب بابو محمد منظور الٰہی صاحب)

جنوبی افریقہ

مسٹر ایم ای صاحب ڈربن سے لکھتے ہیں کہ:۔

آپ غالباً میری غفلت کی وجہ سے جو میں نے کتابوں کی رسیدگی کی اطلاع نہ دینے سے کی ہے مجھ پر بدگمانی کر رہے ہوں گے۔ جس کے لئے میں معافی کا خواستگار ہوں۔ دراصل کثرتِ کار نے مجھے جواب دینے سے اتنا عرصہ روکے رکھا۔ میں نے تمام لٹریچر اپنے احباب میں تقسیم کر دیا ہے بطور امداد کچھ تھوڑی سی رقم بھیجتا ہوں۔ قبول فرما کر مشکور فرمائیں۔

البانیا (یورپ)

برادر احمد اونان صاحب لکھتے ہیں کہ آپ کا خط اور کتابیں پہنچ گئی ہیں۔ جن کے لئے مشکور ہوں۔ میں نے ان کتابوں کا اوّل سے آخر تک مطالعہ کیا اور بہت محظوظ ہُوا۔ ہمیں یہ معلوم کر کے فخر ہُوا کہ ہند کے مسلمانوں نے حفاظت و اشاعتِ اسلام کے لئے ایک سوسائٹی بنا رکھی ہے جو اتنا عظیم الشان کام کر رہی ہے اور ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ [illegible]

میں بھی آپ کے سلسلہ میں شامل ہونا چاہتا ہوں۔ چند امور بطور استفسار ارسال ہیں۔ ان کا جواب مرحمت فرمائیں تاکہ مجھے اپنے فرائض سے آگاہی ہو سکے۔ میرے خط میں انگریزی کی غلطیاں ہوں گی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ میں فرانسیسی کالج کا تعلیم یافتہ ہوں۔ اور اپنی مادری زبان کے علاوہ انگریزی۔ جرمن۔ ترکی۔ یونانی اور اطالین زبانیں جانتا ہوں۔ جملہ احباب کی خدمت میں السلام علیکم۔

جزیرہ فلپائن

اخویم جوک صاحب لکھتے ہیں:۔

آپ کا پارسل عربی۔ انگریزی و ملائی کتابوں کا پہنچا۔ جس کے لئے تہ دل سے مشکور ہوں۔ میں اس امر کی آپ کو خوشخبری دیتا ہوں کہ آپ کے لٹریچر نے یہاں کے نوجوانوں میں جو دہریت کی طرف جا رہے تھے۔ اسلام کی محبت پیدا کر دی ہے۔ اور ان کو اپنے مذہب کی خوبیاں [illegible] رسالہ

پہلے نہ تو ہمیں اسلام کے اصولوں کی خبر تھی اور نہ یہ جانتے تھے کہ نماز کیا ہوتی ہے کیونکہ سوائے بعض لوگوں کے جو قرآن بلا ترجمہ پڑھ سکتے تھے کسی کو اسلام کی تعلیم کا علم بھی نہ تھا۔

(نوٹ۔ یہ ہر دو رسالہ جات عالیجناب نواب صاحب بہادر منگرول کے اسلامی عشق اور فیاضی کا نتیجہ ہیں۔ جن کو آپ نے ہزارہا کی تعداد میں چھپوا کر مفت تقسیم کرنے کا حکم دے رکھا ہے۔ اور جن کے ذریعہ سے دنیا کے تمام ممالک کے مسلمانوں کے اندر اسلامی روح اور غیر مسلموں میں اسلام کی صحیح تعلیم پھیل رہی ہے۔ اللہ تعالےٰ نواب صاحب ممدوح اور آپ کے خاندان کو اپنے خاص فضلوں کا وارث بنائے۔ م)

میں نے ان رسالوں کو اپنے دوستوں میں خوب تقسیم کیا ہے۔ جن میں بیداری پیدا ہو گئی ہے۔ ہمارے ملک کے مختلف حصوں کے لوگوں کو ابھی تک آپ کی مبارک تحریک کا علم نہیں۔ اور وہ نہیں جانتے کہ اتنی دور بیٹھے آپ کس قدر اسلام اور مسلمانوں کی عظیم الشان خدمت کر رہے ہیں۔ تازہ مردم شماری کے مطابق یہاں مسلمانوں کی تعداد ایک لاکھ نفوس کی ہے۔ جن میں سے چھٹا حصہ بھی یہ نہیں جانتے کہ ان کے مذہب کے اصول کیا ہیں۔ آپ کی انجمن کی مساعی جمیلہ کے باعث اب ہماری آنکھوں سے غفلت کا پردہ ہٹ رہا ہے۔ اور ہمیں یقین ہے کہ آپ کا اسلامی لٹریچر ہماری قوم کو سچا مسلمان بنانے میں پورے طور پر کامیاب ہوگا۔

چین

اخویم محمد اسماعیل صاحب لکھتے ہیں:۔

آپ کا خط معہ لٹریچر ملا۔ مولانا عثمان صاحب کو انگریزی قرآن کریم پہنچ گیا ہے جس کے لئے وہ بے حد مشکور ہیں۔ مسٹر ابوبکر کو ابھی جرمن لٹریچر نہیں ملا۔ پرافٹ آف اسلام کے چینی ترجمہ کی چھپوائی کا انتظام ہو رہا ہے۔ چین کے مختلف مقامات سے اس وقت سات اسلامی رسالے اور اخبار باقاعدہ شائع ہوتے ہیں۔ جن کے نمونے اور پتے معہ مفصل کیفیت ارسال ہیں۔ آپ کے اصولوں کو اور کام کی طرز کو وہ سب استحسان کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ اور آپ کے اخبارات و کتابوں کے اقتباسات اپنے رسالوں میں درج کرتے رہتے ہیں۔ یہ رسالے عموماً مفت تقسیم ہوتے ہیں۔ میں انشاء اللہ آئندہ خط میں انگریزی دان چینی مسلمانوں کے پتے آپ کو لکھ دوں گا تاکہ آپ ان سے خط و کتابت کر سکیں ہمارے دوست مولانا عثمان صاحب صوبہ یونن کے باشندے ہیں۔ لیکن دو تین سال سے یہیں آ گئے ہیں۔ مسجد کے مکتب میں عربی پڑھایا کرتے ہیں اور رسالہ شائع کرتے ہیں۔ ایڈیٹر خود ہی ہیں لیکن

(بقیہ صفحہ ۲ پر)

جلد ۱۸ | لاہور۔ یوم چہارشنبہ مطبوعہ ۱۳ محرم ۱۳۴۸ھ مطابق ۱۱ جون ۱۹۳۰ء | نمبر ۴۷

فریاد اہل اسلام

(از حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

درد اکہ حسن صورت فرقاں عیاں نماند — آں خود عیاں مگر اثر عارفاں نماند

مردم طلب کنند کہ اعجاز آں کجاست — صد در صد دریغ کہ اعجاز داں نماند

بینم کہ ہر یکے بہ غم نفس مبتلاست — کس را غم اشاعت فرقاں بجاں نماند

یوسف شنیدہ ام کہ شد از کارواں معین — ایں یوسفے کہ ہیچکس کارواں نماند

جانم کباب شد ز غم ایں کتاب پاک — چنداں بسوختم کہ خود امید جاں نماند

دوش اندکے مرا بجائے شکیب بود — امشب مپرس حال کہ تاب و تواں نماند

اے سید الورے مددے وقت نصرت است — در بوستاں سرائے تو کس باغباں نماند

صد بار رقصہا کنم از خورمی اگر — بینم کہ حسن دلکش فرقاں نہاں نماند

یا رب چہ بہر من غم فرقاں مقدر است — یا خود دریں زمانہ کسے رازداں نماند

اے خواجہ ہیچ روز بود لطف زندگی — کس از پئے مدام دریں خاکداں نماند

امروز گر دل از پئے قرآں نسوزدت — عذرے دگر ترا بجناب یگاں نماند

بگذار درد مثنوی و شغل غزل و شعر — ایں خود چہ چیز ہست اگر قدر آں نماند

اے بیخبر بخدمت فرقاں کمر بہ بند
زاں پیشتر کہ بانگ برآید فلاں نماند"

ہماری تبلیغی ڈاک

مرتبہ خانصاحب محمد منظور الٰہی صاحب

پولینڈ (وسطی یورپ)

برادر وسن صاحب لکھتے ہیں کہ میں نے کچھ عرصہ سے آپ کو خط نہیں لکھا۔ کیونکہ اس ملک میں جو کچھ میں نے آج تک اسلام کی تحریک کو پھیلانے کے لئے کیا۔ میں اس کی تفصیل لکھنا چاہتا تھا۔ میں نے رسالہ مسلم ریویو (بزبان پولش) کا پہلا نمبر شائع کر دیا ہے۔ جسے سال میں چار بار شائع کرنے کا ارادہ ہے۔ اس کے نمونہ کی تین کاپیاں ارسال ہیں۔ یہ نمبر پانصد شائع کیا ہے۔ اور دوسرا نمبر جون کے آخر میں شائع ہو جائے گا۔ یہاں اول تو مسلمانوں کی آبادی کم ہے۔ دوم تعلیمیافتہ مسلمان بہت محدود ہیں۔ اس لئے ابھی تک مجھے ڈیڑھ صد کے قریب خریدار مل سکے ہیں۔ امید ہے کہ تدریجاً ان میں ترقی ہو جائے گی۔ اور غیر مسلم بھی توجہ دیں گے۔ موجودہ آمد مشکل سے چھپوائی کے اخراجات ہی پورے کر سکی ہے۔ باقی اخراجات مجھے اپنی جیب سے ادا کرنے پڑے۔ چونکہ میں اتنا متحمل نہیں ہوں۔ اس لئے ہر بار جیب سے خرچ کرنا میرے لئے مشکل ہے۔ اور سولہ صفحہ کا رسالہ بھی ناکافی ہے۔ رسالہ کے ساتھ ہی میرا ارادہ چند رسالہ جات کو بھی پولش زبان میں ترجمہ کر کے چھپوانے کا ہے۔ سب سے پہلے میں نے "محمد مصطفےٰ" کتاب کا ترجمہ شروع کر رکھا ہے۔ اس کے بعد رسالہ اسلام کا کروں گا۔ پھر اس کے بعد سوالات جواب مذہبی اور رسالہ نماز کا۔ مشکلات صرف روپیہ کی ہیں۔

کیا اس بارہ میں آپ کی انجمن بھی کچھ مدد کر سکتی ہے۔ اگر مستقل طور پر نہ ہو۔ تب بھی کچھ عرصہ کے لئے عارضی طور پر مدد ملتی رہے۔ تو اس ملک کے مسلمان جو چاروں طرف سے عیسائیت کے سمندر میں بطور ایک جزیرہ کے ہیں بچ سکتے ہیں۔ ورنہ نئی نسل کے لئے کوئی امید نہیں۔ یہ آپ لوگوں کی ہی پیدا کردہ بیداری ہے جو مسلمانوں کو ہر جگہ بیدار کر رہی ہے۔ اس لئے تھوڑا بہت سہارا دے کر اس بیداری کی لہر کو زندہ رکھنا آپ کا فرض ہے۔

چین

برادر اسماعیل صاحب لکھتے ہیں کہ آپ کو اسلامی لٹریچر کے چینی تراجم کرنے کے لئے مسٹر چین اور بکر اپنی خدمات مفت پیش کرتے ہیں۔ چھپوائی وغیرہ اخراجات کاغذ کی اقسام پر موقوف ہیں۔ پیلفٹ آف اسلام کے ترجمہ کی چھپوائی پر معمولی کاغذ ایک ہزار کا [illegible]

(بقیہ کالم ۳)

خرچ ہوگا۔ دو ہفتہ ہوئے میں نے جنوبی چین میں دکان کی شاخ کھولی تھی۔ تاکہ اگر کام چل پڑے تو اندرون ملک کا کام بند کر دیا جائے۔ لیکن یہاں کام کی حالت اچھی نہیں۔ جو اسابقہ [illegible] ممکن ہے [illegible]

ایک نادر موقع

مشتہر دہندگان اگر اپنی تجارت سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں تو پیغام صلح میں اشتہار دیکر اس زریں موقع سے فائدہ

جلد ۱۸ لاہور یوم جمعہ مطبوعہ ۱۴ صفر سنہ ۱۳۴۹ ہجری مطابق ۱۱ جولائی سنہ ۱۹۳۰ عیسوی نمبر ۴۷

پادری عبدالحق صاحب کی کتاب کلام حق پر ریویو

(۴)

(سلسلہ کے لئے دیکھو ۳۰ مئی سنہ ۳۰ء کا اخبار پیغام صلح)

نوٹ:۔ لاہور سے ایک مدت کی غیر حاضری کے باعث یہ سلسلہ ریویو ملتوی رہا۔ (ایڈیٹر)

"کلام حق" پر ریویو کرتے ہوئے ہم نے اپنے گذشتہ مضمون میں بتایا تھا کہ قرآن مجید اور علمائے اسلام صرف اس انجیل کے الہامی یا کلام الہیٰ ہونے کے قائل ہیں کہ جو جناب مسیح پر الہام کی گئی تھی۔ متی۔ مرقس۔ لوقا اور یوحنا کی اناجیل کے الہامی ہونے کے مسلمان قائل نہیں۔ اور اس کے ثبوت میں متعدد آیات قرآن مجید سے پیش کی گئی تھیں۔ اور سائیکلوپیڈیا بائبلیکا کہ جو عیسائی دنیا میں چوٹی کے علما کی تصنیف ہے اس کی شہادت سے ثابت کیا گیا تھا۔ کہ قرآن اور مسلمانوں کا عقیدہ تاریخی نکتہ نگاہ سے بھی بالکل درست ہے۔ یعنی ابتدا میں صرف ایک ہی مستند انجیل تھی کہ جو ان تمام اناجیل کے لئے بطور بنیاد اور راصل کے تھی۔ اور وہ انجیل جناب مسیح کی اپنی مادری زبان ارامی میں تھی۔ باقی تمام اناجیل کے اصل نسخے یونانی میں ہیں۔ ہماری اس تحقیقات پر پادری صاحب یہ ضرور کہہ سکتے ہیں کہ جب انجیل یہودیہ کا اصل نسخہ[1] جناب مسیح سے ۱۵۰ برس بعد گم ہو گیا۔ تو قرآن شریف نے کس انجیل کی تصدیق کی۔ اور کس کی بابت فرمایا

(۱) فیہ ھدیً و نور

(۲) ولیحکم اھل الانجیل بما انزل اللہ فیہ

(۴) ولو انھم اقاموا التوراۃ والانجیل۔

انجیل کے غیر محرف ہونے کے بارہ میں یہی چار پانچ ثبوت ہیں۔ کہ جو ہم مدت سے سنتے چلے آتے ہیں۔ اور یہی ہمارے دوست پادری عبدالحق صاحب نے پیش کئے ہیں۔ ان آیات پر ہم ترتیب وار غور کرتے ہیں۔

قرآن مجید کن معنوں میں انجیل کا مصدق ہے

اول تو جب عیسائی مذہب کی تاریخ اور واقعات سے ثابت ہے کہ جناب مسیح کی کوئی انجیل کہ جس کا قرآن کریم مصدق ہے دنیا میں موجود نہیں۔ اور اس سے ہمارے عیسائی دوستوں کو بھی انکار نہیں تو پھر باوجود اس علم کے محض غلط فہمی پھیلانے کے لئے ان آیات سے استنباط کہاں تک دیانت داری ہے؟

[1] ہماری اس تحریر کا یہ مطلب نہیں کہ ہم انجیل یہودیہ کو الہامی انجیل تسلیم کرتے ہیں۔ ممکن ہے یہی الہامی ہو۔ یا اس کی بنیاد کسی اور اصل الہامی نسخے پر ہو۔ ہمارا مطلب صرف اس قدر ہے کہ اناجیل شروع

آیات پیش کردہ میں انجیل کے لئے صیغہ واحد استعمال کیا گیا ہے۔ یہ تو آپ کو تسلیم ہے کہ کوئی ایک انجیل آپ کے نزدیک مستند نہیں۔ بلکہ ہر چہار اناجیل میں سے ہر ایک مساوی طور پر مستند ہے۔ پس اس بنا پر فیہ کی ضمیر واحد متی کی طرف جائے گی۔ یا لوقا کی طرف؟

مرقس کی طرف راجع ہو گی یا اس کا اشارہ یوحنا کی طرف ہو گا؟ جب تک آپ چار اناجیل چھوڑ کر ایک نہیں مان لیتے اس وقت تک ان آیات سے کوئی دلیل نہیں پکڑ سکتے۔

عیسائی صاحبان کی مشکل ہم یوں حل کئے دیتے ہیں کہ قرآن کریم نے انجیل کی تصدیق ان معنوں میں کی ہے کہ وہ ایک کتاب تھی۔ کہ جو جناب مسیح علیہ السلام پر نازل کی گئی تھی تو جس کے آپ قائل تو ہوں گے مگر کچھ مدت کے بعد لکھی ہوئی متی۔ مرقس۔ لوقا اور یوحنا کے صحیح اور الہامی ہونے کی تصدیق قرآن نے ہرگز نہیں کی۔

تصدیق کے یہ معنی نہیں کہ اناجیل جو اس وقت ساٹھ ستر کے قریب موجود ہیں سب کی سب شروع سے آخر تک الہامی ہیں اور ان میں کوئی اختلاف اور کمی بیشی نہیں ہوئی۔ قرآن اور مسلمان تو اس کے کہاں قائل ہوں گے۔ اس کے قائل تو آپ خود بھی نہیں ان میں تغیر و تبدل۔ کمی بیشی اور اختلافات بے شمار ہیں۔ اور عیسائی علماء کو بھی مسلم ہیں۔ خود انجیل لوقا کا فیصلہ باقی اناجیل کی صحت روایت کے متعلق بالکل صاف ہے۔ دیکھو لوقا کی ابتدائی آیات۔

انجیل میں ہدایت اور نور ہے

آیت فیہ ھدیً و نور۔ اس کا ترجمہ عیسائی دوستوں نے ہمیشہ غلط سمجھا ہے۔ ساری آیت اس طرح پر ہے۔ و آتیناہ الانجیل فیہ ھدیً و نور و مصدقا لما بین یدیہ من التوراۃ وھدیً و موعظۃ للمتقین یہ ظاہر ہے کہ اس آیت میں دو جملے معطوف معطوف الیہ کے رنگ میں ہیں۔ مصدقاً تو حال ہے تو اس صورت میں اس کا عطف کس پر پڑے گا؟ جب تک کہ فیہ کو بھی حال نہ قرار دیا جائے اور دونوں کا تعلق فعل آتینا سے نہ سمجھا دیا جائے۔ آیت کا کوئی معقول ترجمہ نہیں ہو سکتا۔ پس اس بنا پر آیت کی تقدیر یوں ہے و آتیناہ الانجیل حال کونہ ھدیً

انجیل دی۔ اس حال میں کہ وہ ہدایت اور نور تھی۔ اور وہ توراۃ کی تصدیق کرنے والی تھی۔ گویا اس میں اس وقت کی انجیل کی حالت کا اظہار ہے۔

اہل انجیل انجیل پر عمل کریں

آیت ولیحکم اھل الانجیل بما انزل اللہ فیہ یہ آیت مذکورہ بالا کے بعد آتی ہے۔ اصول قواعد متذکرہ بالا کی بنا پر اس کی تقدیر یوں ہو گی۔ و آتیناہ الانجیل لیحکم اھل الانجیل بما انزل اللہ فیہ یعنی عیسیٰ کو انجیل اس لئے دی کہ عیسائی اس پر عمل کریں۔ اس ترجمہ کی سوید حمزہؓ کی تفسیری قراءۃ ہے۔

دوسرا ترجمہ اس کا مفسرین نے یوں کیا ہے۔ و قلنا لیحکم اھل الانجیل الخ اور اس ترجمہ کی تائید آیت کی ترتیب کرتی ہے۔ یعنی شروع سے سلسلہ کلام یوں چلا آتا ہے۔ وکتبنا علیھم فیھا ان النفس بالنفس الخ و قفینا علیٰ آثارھم بعیسی ابن مریم الخ یعنی اللہ تعالیٰ بطور حکایت کے اپنی طرف سے کچھ بیان کر رہا ہے۔ اسی طرح سے یہاں بطور حکایت ہے۔ نہ بطور حکم۔ اور ایسے موقع پر لفظ قول اکثر حذف ہو جاتا ہے۔ مثلاً دوسری جگہ فرمایا والملئکۃ یدخلون علیھم من کل باب سلامٌ علیکم یعنی دراصل "یقولون سلامٌ علیکم" ہے۔

پادری صاحبان کا ترجمہ غلط کیوں ہے

اس آیت کا ترجمہ ہمارے عیسائی دوست اپنے خیال کے مطابق کرتے ہیں۔ حالانکہ اس کا ترجمہ قرآن کریم کے اصول کے خلاف نہیں ہونا چاہئے۔ قرآن مجید کی بیسیوں آیات میں یہود اور نصاریٰ کو دعوت قرآن دی گئی ہے۔ اور ان کے عقاید اور کتب کا غلو بیان کر کے صراط مستقیم کی طرف بلایا گیا ہے۔ اگر بعد نزول قرآن بھی عیسائیوں نے انجیل پر ہی چلنا تھا تو پھر ان کو دعوت اسلام دینے کے کیا معنے؟ پس یہ ترجمہ کہ اہل انجیل کو انجیل پر ہی چلنا چاہئے قرآن کریم کے منشا اور منطوق کے خلاف ہے۔ اس لئے یقیناً اس آیت کا وہ ترجمہ کہ جو عیسائی حضرات سمجھے بیٹھے ہیں بالکل غلط ہے اس پر بھی اگر پادری صاحب بضد ہوں کہ نہیں صاحب ہمارا ہی ترجمہ ٹھیک ہے تو از روئے اصول قرآن اس کا مطلب یہ ہو گا کہ اہل انجیل جو کچھ انجیل میں نازل کیا گیا ہے اس کی بنا پر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا تصفیہ کر لیں۔ یا آپ کی صداقت کو اس پر پرکھ لیں۔ چنانچہ قرآن کریم تمام مذاہب عالم کو کھلے بندوں اپنی اپنی کتاب کے مقرر کردہ معیار پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کو پرکھنے کی دعوت دیتا ہے۔ جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا:۔

ویقول الذین کفروا لست مرسلا قل کفیٰ باللہ شھیداً بینی و بینکم و من عندہ علم الکتاب۔

منکر ... [illegible]

جلد ۱۸ | لاہور - دوشنبہ مطبوعہ ۱۵ ربیع اوّل سنہ ۱۳۴۹ھ مطابق ۱۱ اگست سنہ ۱۹۳۰ء | نمبر ۵۲

خُدا کا کام

از قلم محترمہ بیگم صاحبہ حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ

میری عزیز بہنوں کو یاد ہوگا کہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے سال گذشتہ سے دستکاری فنڈ جاری کیا ہے جس کی آمد اشاعتِ اسلام میں دی جاتی ہے پچھلے دسمبر میں دستکاری کی نمائش اور سالانہ جلسہ محترمہ لیڈی عبدالقادر صاحبہ کے زیر صدارت نہایت پُر رونق اور کامیاب ہُوا۔ اور انجمن خواتین کو صرف دستکاری سے پانسو روپے کے قریب آمد ہوئی۔ مگر ع

حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہُوا

مجھے اپنی احمدی بہنوں سے جتنی امید تھی اتنی سرگرمی ظاہر نہ ہوئی۔ لاہور کی بہنوں کے علاوہ بیرونجات کی خواتین نے بہت کم حصہ اس نیک تحریک میں لیا۔

اس سال تمام شہروں کے سیکرٹری صاحبان کے نام چٹھیاں بھیجی گئیں۔ تاکہ وہ اپنے اپنے حلقے میں تحریک کریں۔ اور دستکاری فنڈ کے لئے ممبر بنائیں۔ پہلے تو مجھے اپنی بہنوں سے شکایت تھی۔ مگر اب افسوس کے ساتھ کہنا پڑا کہ ہمارے محترم بھائیوں نے بہت کم توجہ فرمائی۔ جب مردوں کا یہ حال ہے۔ تو عورتوں کا خدا حافظ میں اپنے معزز احمدی برادران کی خدمت میں ادب سے عرض کرتی ہوں کہ یہی چھوٹی چھوٹی ناچیز باتیں آخرکار بڑے نتائج پیدا کرتی ہیں۔ اور بعض وقت ادنیٰ سی لاپروائی نقصان عظیم کا موجب بن جاتی ہے۔ ہم نے خدا کے مسیح موعود سے یہ عہد کیا ہے۔ کہ ہم دین کو دنیا پر مقدم کریں گے۔ اس لئے ہمیں اپنے اس عہد کو ہر وقت پیش نظر رکھنا اور اپنے دلوں میں ایسی تڑپ اور جوش پیدا کرنا چاہئے۔ کہ خدا کے نام پر جو تحریک مرکز سے نکلے۔ ہم اپنی پوری قوت وانہماک سے اس میں حصہ لیں۔ کیونکہ صرف اسی طرح قوم میں زندگی اور قوت عمل قائم رہ سکتی ہے۔ اور یہی وہ خصوصیت ہے جو احمدی جماعت کو دیگر جماعتوں سے ممتاز کرتی ہے۔

دستکاری فنڈ کی تحریک اس لئے شروع کی گئی ہے کہ احمدی خواتین میں خدمت دین کے لئے شوق و جوش پیدا ہو۔ اور گھر کی چار دیواری میں بیٹھ کر بھی وہ اشاعت اسلام میں اپنی محنت سے حصہ لے سکیں۔ کرسچین لیڈیز اور ہندو خواتین میں یہ تحریک عام ہے۔ مشن سکول۔ مشن ہسپتال، مندر اور آشرم وغیرہ کو اس ذریعے سے بیش بہا امداد ملتی ہے۔ مگر صد افسوس کہ ہماری مسلمان بہنیں اس تحریک سے غافل ہیں۔ اس لئے اپنے نفس اور اپنے متعلقین کے لئے دن رات کام کاج میں منہمک رہتی ہے۔ وہ ہفتے میں کم از کم ایک گھنٹہ خدا کے کام کے لئے بھی وقف کرے۔ اور اس گھنٹے میں کوئی کام کرکے اپنی محنت سے اشاعتِ اسلام میں حصہ لے مرکز کی بہنیں تو پھر بھی کافی حصہ لے رہی ہیں۔ مگر باہر کی جماعتوں میں سے صرف ایک جہلم کی احمدی خواتین ہی بہنوں نے بحیثیت جماعت کے حصہ لیا۔

اب پھر میں اپنی عزیز بہنوں کی خدمت میں یاد دہانی کے لئے حاضر ہوئی ہوں۔ کہ وقت کو غنیمت سمجھئے۔ کیا معلوم کہ کل سورج ہم پر چمکے گا یا نہیں۔ عمر بیتی جا رہی ہے۔ اور وقت پر لگائے اُڑا جا رہا ہے۔ دنیا کے دھندوں میں عمر کا بڑا حصہ ضائع ہو چکا اور ہو رہا ہے۔ موت کا کوئی وقت معین نہیں۔ کل ہم خدا کے سامنے کیا جواب دیں گے۔ کہ اتنا لمبا عرصہ دنیا میں رہے اور کچھ نہ بنایا۔ نہ کچھ عبادت کی اور نہ خدمت دین کی یاد رکھئے وہاں کوئی عذر اور بہانہ کام نہ آئے گا۔ اور اپنی اس غفلت اور سہل انگاری پر پچھتانا پڑے گا۔ خوش قسمت وہ جس نے عمر کو غنیمت سمجھا۔ وقت کی قدر کی اور خدا کے دین کی خدمت کرکے آخرت کا گھر بنا لیا۔ اور خدا و رسول صلعم کے سامنے سرخرو ہونے کا سامان کر لیا۔ آج دین کے لئے ہمارے سامنے وہ مصیبتیں جھیلنے اور جانفشانیاں کرنے کا موقع نہیں۔ جو ہماری بزرگ خواتین سلف کو پیش آیا۔ بلکہ آرام سے گھر میں بیٹھ کر دستکاری کے ذریعے کچھ خدمت دین کرنا ہے۔ جو ظاہر ہے کہ ان مصائب کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں۔ جو اسلام کی قابل ناز بیٹیوں نے محض اشاعتِ اسلام و خدمت قوم کے لئے اٹھائے۔

اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے خدمتِ دین کی راہیں ہمارے لئے ایسی سہل کر دی ہیں کہ تھوڑی سی محنت میں ہمیں جہاد فی سبیل اللہ کا ثواب مل سکتا ہے۔ دینی خدمت جس رنگ میں بھی ہو۔ جہاد کا حکم رکھتی ہے۔ اور انسان کا وقت خدا کے لئے جس طریق پر بھی صرف ہو وہ عبادت میں شمار ہوگا۔ پس یہ مفت کا ثواب ہے۔ خوش قسمت ہے وہ جو اسے لوٹے۔ محروم القسمت ہے وہ جو اس سے فائدہ نہ اٹھائے۔ دستکاری کی دستکاری اور عبادت کی عبادت۔ بظاہر معمولی سا کام لیکن حقیقت میں جہاد فی سبیل اللہ۔

اپنے محترم بھائیوں [illegible] ہوں اپنے ریوڑ کا ذمے دار ہے۔ اسی طرح تم بھی اپنے خاندان کی دینی تربیت ونشوونما کے ذمہ دار ہو۔ اللہ تعالیٰ نے جب آنحضرت صلعم کو مبعوث کیا تو سب سے پہلے انذر عشیرتک الاقربین کا حکم دیا۔ کہ اپنے کنبے کے لوگوں کو اور اعزا و اقربا کو ڈرا" لیکن کیا افسوس کا مقام نہیں کہ آپ لوگ دنیا کے دور دراز مقامات تک تبلیغ واشاعتِ دین کے لئے سرگرم ہیں لیکن اپنے گھروں کی خبر نہیں۔ وہاں کوئی دین کا درد نظر نہیں آتا۔ آپ ان کے دنیاوی آرام وآسائش کے لئے کتنے پاپڑ بیلتے ہیں۔ مگر افسوس کہ ان کی دینی تربیت کی طرف سے غافل ہیں۔ آپ کے گھر خدمتِ دین کے درخت بمنزلہ جڑوں کے ہیں۔ اگر یہ جڑیں اپنے اندر دینی زندگی اور خدمت اسلام کا میلان نہ رکھیں گی تو یاد رکھئے کہ اشاعتِ اسلام کا درخت کبھی سرسبز نہیں رہ سکتا۔ وہ سوکھ جائے گا۔ وہ گر جائے گا۔ وہ مرجائیگا۔ خدا کے لئے ان جڑوں کی یعنی اپنے گھروں کی سب سے پہلے فکر کیجئے۔ ان میں خدمتِ دین کی روح پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ اپنی بیویوں اور بچوں کو اس نشے سے سرشار کر دیں۔ جس کے لئے خدا نے اپنے مامور کو بھیجا۔ ورنہ خدا کے سامنے آپ کیا جواب دہی کریں گے۔ یورپ و امریکہ میں اشاعت وتبلیغ کی روشنی اور گھر میں اندھیرا۔ خدارا اس روشنی سے سب سے پہلے اپنے گھر کو منوّر فرمائیں۔ تاکہ آپ کی اولاد آپ کے لئے قرۃ العین بنے۔

میں اپنی قابلِ قدر بہن آمنہ بیگم بنت مولوی محمد عبداللہ صاحب سری نگر کا ذکر کئے بغیر نہیں رہ سکتی۔ باوجود اپنی علالت اور دیگر مصروفیتوں کے وہ سری نگر کی خواتین میں دستکاری کی تحریک کو کامیاب کرنے کے لئے ازحد کوشش کر رہی ہیں۔ اور جہاں تک مجھے علم ہے۔ سری نگر کی مستورات میں یہ پہلی آواز ہے جس نے خدمت دین کے لئے دعوت دی ہے۔ باوجود مشکلات کے انہوں نے نہایت اولوالعزمی سے اس کام کا بیڑا اُٹھایا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی ہمت میں برکت ڈالے۔ اور کامیابی کا تاج ان کے سر پر رکھے۔ منتظر ہوں کہ اور کس کس مقام سے لبیک کی آواز آتی ہے اللہ تعالیٰ آپ کو دینی خدمت کی توفیق دے۔ کہ اسی کو یہ توفیق ہے۔

خیرے کن اے فلان و غنیمت شمار عمر
زاں پیشتر کہ بانگ برآید فلاں نماند

"پیغامِ صلح" آپ کا قومی آرگن ہے۔ اس کی اشاعت کی توسیع کے لئے کوشش کرنا آپ کا

جلد ۱۸ | لاہور - یوم جمعہ مطبوعہ ۱۱ ذیقعدہ ۱۳۴۸ھ مطابق ۱۱ اپریل ۱۹۳۰ء | نمبر ۲۵

ثنائے محبوب

(از حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

سخن نزدم مراں از شہر یارے — کہ ہستم بر درے امیدوارے
خداوندیکہ جاں بخشِ جہان است — بدیع و خالق و پروردگارے
کریم و قادر و مشکل کشائے — رحیم و محسن و حاجت برآرے
فتادم بر درش زیر آنکہ گویند — برآید درجہاں کارے زکارے
چو آں یارِ وفادار آیدم یاد — فراموشم شود ہر خویش و یارے
بغیر او چساں بندم دلِ خویش — کہ بے رویش نمے آید قرارے
دلم در سینۂ ریشم مجوئید — کہ بستیمش بداماں نگارے
دل من دلبرے را تخت گاہے — سرِ من در رہِ یارے نثارے
چگویم فضلِ او بر من چگونست — کہ فضلِ اوست ناپیدا کنارے
عنایت ہائے او را چوں شمارم — کہ لطفِ اوست بیروں از شمارے
مرا کاریست با آں دلستانے! — ندارد کس خبر زاں کاروبارے
بنالم بر درش زاں ساں کہ نالد — بوقتِ وضع حملے باردارے
مرا با عشقِ او وقتیست معمور — چہ خوش وقتے چہ خرم روزگارے

ثنا ہا گویمت اے گلشنِ یار
کہ فارغ کردی از باغ و بہارے

کیا عیسائیت مٹ رہی ہے؟

مانچسٹر کا ایک سیاح مسٹر ایس ہیوز کرائیکل اپنی کتاب The World's Tour (سیاحت دنیا) میں رقمطراز ہے:-

"جو کچھ اخوت اور اخلاق کا مظاہرہ اسلامی دنیا میں دیکھا ناممکن ہے کہ کسی اور ملک میں ... [illegible]

اور اخلاق کے جو نمونے دیکھے گئے ہیں وہ مسیحی پادریوں کے خواب خیال میں بھی نہیں آسکتے۔ اور اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ عنقریب عیسوی تہذیب کا جنازہ اسلامی تہذیب کے دوش پر نکلتا دکھائی دیگا اور اسلام اپنی ہمہ صفت تعلیم سے عیسائیت کو خاک کا ڈھیر بنادیگا، انشاء اللہ تعالیٰ۔

کچھ عرصہ ہوا اخبار ایوننگ ٹائمز نے اپنے ایک افتتاحیہ مقالے میں کہیں یہ لکھ دیا تھا کہ :-

"عیسویت کے خوف سے مسلمان یورپ سے بھاگے چلے جا رہے ہیں" اس کا جواب وہیں کے ایک مسیحی اخبار نے یوں دیا :-

"ہاں! بھاگے چلے جا رہے ہیں۔ مگر مسجدیں بنوا کر۔ یا یہی اس کی دلیل کیا ہے۔ مسلمان عیسائیوں سے خائف ہیں؟ غالباً یہی ہوگا۔ کہ وہ اسلام ایسے عالمگیر مذہب کے دلدادہ ہیں اور اپنی بیش قیمت تبلیغوں سے مسیحیوں کو دھڑا دھڑ اسلام میں داخل کر رہے ہیں۔ کیوں صاحب! صرف اسلام کا نام ہی سن رکھا ہے یا اس کی حقیقت سے بھی واقف ہو؟ ہمارے نزدیک اسلام ایک عالمگیر مذہب ہے۔ اور عیسائی مذہب اس کا پاسنگ بھی نہیں۔

نیو یارک کے ایک قومی جلسے میں ایک فیمس مسٹر ملٹن نے "مسیحیت اور دیگر مذاہب" کے موضوع پر تقریر کی جس کا ملخص یہ ہے :-

"میرے دوستو! کسی مذہب پر اعتراض کرنا بڑی بات نہیں اور مذہب کو تعصب اور ہٹ دھرمی سے دیکھنا مشکل نہیں لیکن اگر غور کیا جائے تو اسلام ایک ہمہ گیر مذہب ہے جس نے اپنی تہذیب اور اخلاق اور سلجھے ہوئے کار تنظیم سے دنیا کو گرویدہ بنا لیا ہے پس میں یہ کہنے سے بھی گریز نہیں کروں گا کہ اگر دنیا میں کوئی سچا مذہب ہے تو وہ صرف اسلام ہے۔"

پادری سے اسموئیل جگرٹ جو تحقیقات شرعیہ کا ایک نہایت ہی قابل ماہر تھا ایک رسالے میں لکھتا ہے :-

یہ مان لیا کہ ہم عیسائی لوگوں کو کسی کی تعریف حد سے زیادہ نہ کرنی چاہئے۔ لیکن کچھ واقعات ہی ایسے ہیں۔ کہ میں ایک عالمگیر مذہب کی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتا اور حق تو یوں ہے کہ اس لاجواب اور بے نظیر مذہب اسلام نے ہمیں ایسی باتیں سکھلائی ہیں۔ جو کسی کے وہم و گمان میں بھی نہ تھیں۔ بلکہ علیٰ المسیح کے حواری اگر ساری عمر بھی سوچتے رہتے تو انہیں ایسی باتیں نہ سوجھ سکتیں اسلام بلا شائبہ ایک سچا مذہب ہے اور اس کے اخلاق حسنہ اور تہذیب سے بھی پتہ چلتا ہے کہ یہی ایک مذہب قیامت تک زندہ رہ سکتا ہے۔ مگر گستاخی معاف! عیسائی مذہب کا چراغ ٹمٹما

رسالہ ... (اخبار ...) [illegible] (شہاب)

جلد ۱۸ لاہور - یوم پنجشنبہ مطبوعہ ۱۶ ربیع الثانی ۱۳۴۹ھ مطابق ۱۱ ستمبر ۱۹۳۰ء نمبر ۶۰

قرۃ العین کی ایک غزل

(یعنی اس عورت کی نظم کہ جس کو پڑھ کر الفضل کے دو ایڈیٹر قادیان سے پھڑک کر بہائی مذہب میں جا پڑے)

طلعاتِ قدس بشارتے کہ جمالِ حق شدہ برملا ۔ بزن اے صبا تو بساطِ غش بگروہِ غمزدگاں صلا
ہلہ اے طوائفِ منتظر زعنایتِ شہِ مقتدر ۔ مہِ مستتر شدہ مشتہر بتبسّما متجللا
شدہ طلعتِ صمدی عیاں کہ بپا کند علمِ بیاں ۔ زگمان و وہمِ جہانیاں جبروتِ قدسِ اعتلا
بسریرِ عزت و فخر و شاں بنشستہ آں شہِ بے نشاں ۔ بزد آں صلا بلاکشاں کہ گروہِ مدعیِ الولا
چو کسی طریقِ مرا رود کنمش ندا کہ خبر شود ۔ کہ ہر آنکہ عاشقِ من شود زند بمحنت و ابتلا
کسی ار نہ کرد اطاعتم نگرفت حبل ولایتم ۔ کنمش بعید ز ساحتم دہمش بقہر بلا دلا
صمدم ز عالمِ سرمدم احدم ز نبعِ لا احدم ۔ پیٔ اہلِ افئدہ آمدم حیّوا الیٰ لمقبلا
قبسات نار مشیتی اناذا الست بربکم ۔ بگذر بساحتِ قدسیاں بشنو صفیرِ بلیٰ بلیٰ
منم آں ظہورِ جہیمنی منم آں مشیتِ بی منی ۔ منم آں سفینۂ ایمنی ولقد ظہرت مجللا
شجرم رقع جانِ منم ثمرِ عیان و نہانِ منم ۔ ملک الملوک جہانِ منم ولی البیان وقد علا

شہدائے طلعتِ نارِ من بروید سوئے دیارِ من
سر و جاں کنید نثارِ من کہ منم شہنشہِ کربلا

ہماری تبلیغی ڈاک

از جناب محمد عبد اللہ صاحب امام برلن مسجد و جنرل سیکرٹری
جرمن مسلم سوسائٹی

۹ اگست ۱۹۳۰ء کو جرمن مسلم سوسائٹی کے اہتمام برلن مسجد میں مولود النبی کا مبارک دن منایا گیا۔ ۱/۲ ۷ بجے (شام) کے قریب لوگ کافی تعداد میں جمع ہوگئے اور ۸ بجے حاضری کی تعداد کم و بیش ڈیڑھ صد پہنچ گئی۔ ترک، عرب، ایرانی، ہندوستانی، جاوی اور دیگر ممالک کے لوگ بکثرت شریک جلسہ ہوئے ان کے علاوہ یہاں کے جرمن مسلم اور غیر مسلم بھی کافی تعداد میں موجود تھے ۱/۲ ۸ بجے امام شکری بی جو کہ یہاں کے ترک کالونی کے امام ہیں۔ تلاوت قرآن کریم کی۔ اس کے بعد متعدد احباب نے عربی، ترکی، فارسی، اردو مختلف زبانوں میں آنحضرت صلعم کی تعریف میں نعتیں پڑھیں جن سے حاضرین بہت ہی محظوظ ہوئے۔ اس کے بعد خاکسار نے بزبان المانوی آنحضرت صلعم کی زندگی کے حالات پر لیکچر دیا۔ یہ لیکچر جرمن مسلم سوسائٹی کی طرف سے کثیر تعداد میں طبع ہو کر مفت تقسیم کیا گیا۔ اس کی مفت اشاعت کے لئے جرمن مسلم سوسائٹی ہمارے مکرم معظم دوست خان صاحب محمد اسلم خاں صاحب آف مردان کا از حد شکریہ ادا کرتی ہے جنہوں نے اپنے عطیہ سے سوسائٹی کو اس قابل کر دیا کہ وہ اس ٹریکٹ کو ۵ ہزار کی تعداد میں طبع کرا کر مفت شائع کر سکے۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔

خاکسار کے لیکچر کے بعد ڈاکٹر حمید مارکوس صاحب نے چند کلمات کہتے ہوئے حاضرین کا شکریہ ادا کیا۔ اور اس کے بعد جملہ احباب کی چائے، کیک وغیرہ سے خاطر تواضع کی گئی۔

مختلف اخبارات کے نمائندے بھی کثیر تعداد میں آئے ہوئے تھے۔ یہ خوشی کی تقریب بفضلہٖ خیر و خوبی اور بڑی ہی کامیابی کے ساتھ رات کے ۱۰ بجے ختم ہوئی۔ حاضرین میں یونیورسٹی کے پروفیسر اور دیگر معزز احباب بھی شامل جلسہ تھے۔

اسی مبارک دن کے ساتھ ہی ایک اور مبارک بات کا آغاز ہوا۔ اور وہ یہ کہ آئندہ نماز جمعہ کا باقاعدہ انتظام کیا گیا۔ اور اب ہر جمعہ کی نماز جمعہ مسجد کے ہال میں ادا کی جاتی ہے۔ گو مسجد کو ابھی قالین نصیب نہیں ہوئے مگر امید واثق ہے کہ موسم سرما کے شروع ہونے سے قبل ان کا انتظام ہو جاوے گا۔ اور اس طرح نماز جمعہ کا انتظام انشاء اللہ العزیز باقاعدہ جاری رہے گا۔ والسلام۔

کیا آپ

اس سوال کا جواب جانتے ہیں کہ اگر حضرت آدمؑ نے گناہ نہیں کیا تو بہشت سے کیوں نکالے گئے؟ اگر نہیں ...

۵۴ بازی گروں کا قبول اسلام

موضع لکھوڈہیر (لاہور) میں عرصہ ہوا کہ خاکسار ایڈیٹر اور پنڈت قادر بخش صاحب کی کوششوں سے ایک بہت بڑا ڈیرہ مسلمان ہوگیا تھا۔ اس کے بعد آریوں اور سکھوں نے بہت کوشش کی کہ ان کو مرتد کر لیا جائے۔ گذشتہ دنوں بھائی پرمانند جی نے بیس ہزار روپیہ کی اپیل بھی ان کے نام پر کی اور پنڈت ٹھاکر دت جی ویدامرت دھارا لاہور نے بہت سا روپیہ خود دیا۔ اور اس کے ساتھ ہی ۲۰۰۰۰ ہزار کی اپیل بھی کی۔ مگر کیا فائدہ؟ کیا ہوا؟ آخر یہ اس روپیہ کے بھروسہ پر جس بازی گروں کے ڈیرہ کو مسلمان ہونے سے بچا کرنے گئے تھے بالآخر وہ انجمن تبلیغ الاسلام ... کی کوشش سے مسلمان ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ کا

قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْئًا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ (۳: ۶۴)

حضرت مسیح موعود و آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
[illegible]

اغراض و مقاصد

۱- اہل عالم کو دعوت اسلام۔
۲- صحیح اسلام اور قرآن کی نشر و اشاعت
۳- مسلمانوں کی باہمی تکفیر کو مٹا کر آپس میں

حضرت مسیح موعود اور آپکی جماعت کا مذہب

ما از خدا بیم سر بہ مہر و کمال
اقتدائے قول او در جان ماست
ہر ملائک ز خبرہائے معاد
آنچہ از حضرت احادیث آمدست
معجزات و ہمہ حق اندر راست
معجزات انبیائے سابقین
بر ہمہ از جان و دل ایمان ماست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب

وصل دل ما از ازل بے دعاست
ہر چہ ثابت شود ایمان ماست
ہر مکفرات آں مرسل العباد
منکر آن حق لعنت است
منکر آں مہدی دین خداست
آنچہ در قرآن بیانش بالیقین
ہر کہ انکارے کند از شقیاں
نزد ما کفرست و خسران و تباہ

اغراض و مقاصد

رواداری کی تلقین کرنا۔
۴- مجدد وقت حضرت مسیح موعود کی تعلیم اور خدمات اسلام سے دنیا کو روشناس کرانا۔

جلد ۱۸ | لاہور یوم چہارشنبہ مطبوعہ ۱۲ جمادی الاول ۱۳۴۹ ہجری مطابق ۱۵ اکتوبر ۱۹۳۰ عیسوی | نمبر ۶۸

ہماری تبلیغی ڈاک

انگلستان

ہمارے ایک دوست لندن سے لکھتے ہیں کہ:۔ خط معہ کتب ملا۔ آپ کو میں کبھی بھی نہیں بھولا۔ کتب پر سرسری نظر ڈالنے سے معلوم ہوا کہ وہ ضرورت کے مطابق ہیں۔ انشاء اللہ انکو کہیں موقع مناسب پر تقسیم کر دوں گا۔ اور دوسرے خط میں اطلاع دوں گا۔ بہر حال یہاں اتنا وقت گذرا ہے اس کو بیان کرنا مشکل ہے کیونکہ لمبی چوڑی سرگزشت ہے۔ لوگ نامعقول نہیں ہیں۔ جو ہم کہتے ہیں اور خود نہیں کرتے۔ وہ یہ لوگ کرتے ہیں اور مذہب کے نام سے متنفر ہیں۔ وہ یہی کہتے ہیں۔ جو مذہب عیسویت اور اسلام کے علم برداروں کی نسبت آپ نے خود تسلیم کیا ہے۔ باتیں تو میں کرتا اور بناتی جانتا ہوں لیکن اصلیت سے انکار برخلاف دیانت ہے۔ یہ درست ہے کہ پیغمبر خدا کی تعلیم ایسی جماعت اور فرقہ پیدا کرنے کے خلاف ہے۔ لیکن بدقسمتی سے فرقے اسلام میں موجود ہیں جن کو بڑے بڑے ملانوں اور پیروں نے اپنی شکم پروری اور خواہشات انسانی کے ذرائع بنایا ہوا ہے۔ بعض وقت میں نے دیکھا ہے کہ میری گفتگو اور تقریر سے بہت اچھا اثر ہو رہا ہے اور لوگ میرے دلائل کی تصدیق کر رہے ہیں۔ اور میں بھی خوش ہو رہا ہوں۔ کہ یک لخت اٹھ کر ایک شخص کہہ دیتا ہے کہ اس نے ہندوستان میں دیکھا ہے کہ ایک پیر جبہ پہنے اور بڑی دستار لگائے ایک غریب عاجز انسان سے جس کے اپنے کپڑے پھٹے پرانے۔ جوتی ٹوٹی ہوئی ہے نذر وصول کر رہا ہے۔ اور اس ظالم پیر کو یہ خیال نہیں آتا کہ وہ غریب یہ روپیہ اپنے بال بچوں پر خرچ کرے۔ وہ جھٹ نذر وصول کر لیتا ہے۔ جونہی میں یہ بات سنتا ہوں میرا رنگ فق ہو جاتا ہے۔ کہ بات تو درست ہے اور یہ میرا اپنا مشاہدہ اور تجربہ ہے۔ باتیں کرتا اور بناتا ہوں لیکن اصل امر یہ ہے کہ مخالف کی بات سچی ہے۔

حاضرین کہتے ہیں کہ باتیں تو تم مدلل کرتے ہو لیکن یہ مذہب نہیں یہ تمہاری ذہانت ہے۔ وہ لیفارڈ کے پیروں کا قصہ اخباروں میں اور ملانوں کی کرتوتوں کا انہیں سب علم ہے۔ مارر انڈیا کتاب اس قوم کے زیر مطالعہ ہے۔ عیسائیوں پادریوں کے مقابلہ کی ضرورت نہیں۔ وہ تو خود جان چھپاتے پھرتے ہیں۔ عام سوال یہ ہے کہ اس بات کی ضرورت ہے کہ انسان خوشحال زندگی بسر کر سکے۔ ایسی سوسائٹی اور ایسی جماعت کی ضرورت ہے جو مخلوق خدا کی بہتری کا انتظام کرے۔ اور جو گرتے ہوؤں کو کھڑا کرے۔ اور ایسی جماعت ہی ان کی نگاہ میں قابل قدر ہے۔

آپ یہاں آکر ان کے اخلاق دیکھیں۔ میں نے جس جماعت کے ساتھ عمر گذاری۔ مال۔ وقت۔ کنبہ۔ برادری۔ خدا کے نام پر قربان کیا۔ وہ ممبروں پر وعظ اور اخوت مومنانہ کے لیکچر محض بلاغت اور فصاحت ہی نظر آئی۔ لیکن

دل آزاری جانتے ہی نہیں حسن ظنی کا مادہ کمال صفائی تو شہوت پرستی حجت بہتے ہی نہیں دیکھا۔ صرف اگر ضرورت ہے تو یہ ہے کہ کوئی ایسا طریق ہو کہ یہ لوگ مذہب کی ضرورت کو محسوس کریں۔ ورنہ وہ سب باتیں جو قرآن کہتا ہے یہ لوگ مانتے ہیں۔ تعدد ازدواج کے مسئلہ پر میری بحث میں دہریہ میرے ساتھ تھے۔ ہم وہ کرتے ہیں جو تم بتاتے ہو۔ تو مولوی صاحب نے جہاں لکھا ہے۔ قدرت اپنا کام کرے گی۔ اسے بہت پسند کیا۔ وفات مسیح پر سیل کا ترجمہ قرآن وہ لائے۔ اور میرے پاس مولوی صاحب کے دس شلنگ والا ترجمہ تھا۔ خوب لطف آیا۔ اور عیسائی پریذیڈنٹ کو تعریف کرنی پڑی۔ اور مبارکباد دینی پڑی۔ باتیں تو سب کچھ ہیں لیکن اصلیت یہ ہے کہ ہم خود اپنے آپ کو دیکھیں۔ اتنی قربانیاں جماعت کے لوگوں نے کیں۔ روپیہ اکٹھا ہوا ہم لوگوں نے کیا کیا۔ کیا یہ حقیقت نہیں۔ کہ ایسے لوگ پیدا ہوئے۔ جو دوسروں کی کمائی پر صرف خدا کا خوف دلا کر من مانی موجیں منا رہے ہیں۔ ذرا آواز نکالو۔ تو دوزخ کے گڑھے میں۔

مولوی صاحب سے عرض کریں کہ آپ کی قلم ہستی باری تعالیٰ پر چلے۔ وجود باری کا ثبوت۔ ضرورت مذہب پر۔ بفضل خدا دلائل ہمارے زبردست ہیں۔ عیسائیوں کو میں نے دیکھا کہ وہ مجھ سے دلائل سن کر اب سر زنہ کہتے ہیں کہ اسلام نے بہت خدمت کی۔ اور مذہب تمام درست ہیں۔ اور بعض نے کہا کہ اب تو سب مذہبوں کو ملکر دہریوں کا مقابلہ کرنا چاہئیے۔ رومن کیتھولک لوگ ہمارے حنفیوں کی طرح ہیں مجھے بعض وقت بہت ہنسی آتی ہے۔ جب وہ سوالات کے جواب اس طرح دیتے ہیں کہ ہمارے حضرت نے یہ کہا۔ ہماری کتاب میں یہ لکھا ہے اور پھر وہ تنگ دل ہو جاتے ہیں۔

دوسرے خط میں یہی دوست لکھتے ہیں :۔

مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ لندن ایسی جگہ ہے جیسے ایک بڑے اونچے مینار سے تشبیہ دی جائے۔ جس پر انسان کھڑا ہو کر تمام دنیا کے حالات دیکھ رہا ہے۔ وہ باتیں جو میرے بڑے مخلص دوست نہایت محبت سے ہندوستان میں سمجھاتے تھے۔ ان کو ہرگز سمجھ نہیں سکتا تھا۔ یہاں بغیر کسی کے کہنے کے مجھ پر روز روشن کی طرح عیاں ہیں۔ اور نیک نیتی سے میں کہتا ہوں۔ کہ ہر بات جو سچی سمجھ میں آئے اس کی تصدیق کروں۔ اور جو خلاف ہو اس کا رد۔ جب ایک لکچرار پلیٹ فارم پر کھڑا ہو کر وہ مظالم جو مذہب کے نام پر ملانوں اور پیروں نے کئے ہیں بیان کرتا ہے اور مجھے وہ آنکھوں کے سامنے نظر آتے ہیں۔ میرا وہ ذاتی مشاہدہ ہیں۔ ان سے انکار نہیں ہو سکتا جب میں جانتا ہوں کہ غرباء سے ان کی پسینہ کی کمائی کا روپیہ خدا کے نام پر لے کر بے دردی سے اپنی نفسانی خواہشات پر پانی کی طرح بہا دیا گیا۔ صرف اپنی وجاہت کو قائم کرنے کے لئے لوگوں سے فضول جنگ برپا کی جاتی ہے۔ کبھی یہ خیال نوان کے رہبروں کے دل میں نہیں آتا۔ کہ یہ جو انتشار [illegible] ان کی

وہ تمام باتیں وہ تمام قصے جو حضرت مسیح موعود کے بعد ان احمدی فریقوں کے درمیان وقوع پذیر ہوئے۔ وہ مجھے اور آپ کو خوب معلوم ہیں۔ کتنا وقت کتنا روپیہ خرچ ہوا۔ اور نتیجہ کیا۔ تبلیغ بلاد غیر یہ محکمہ جات نظارت و تحمامات۔ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھے۔ کتنے لوگ محض اس بہانہ سے کہ وہ دین کا کام کر رہے ہیں۔ غرباء کے چندوں پر تکیہ لگا کر کمائی آمدن اور جائداد پیدا کرنے کا ذریعہ بنا بیٹھے۔ اپنی کامیابی کی جھوٹی ڈینگیں مار مار کر اور دھوکا دے کر لوگوں سے مذہب کے نام پر روپیہ اکٹھا کیا گیا۔ کیا یہ کسی رنگ میں مخلوق خدا کی بہتری کا باعث بنایا گیا۔ خلاف اس کے یہ فکر یہ قوم جو مذہب کے خلاف ہے۔ ان کے حالات جو مشاہدہ میں آتے ہیں وہ یہ ہیں کہ ہر انسان کو انسان سمجھا گیا ہے۔ ہر وقت ان کی بہتری کا خیال یعنی صحت بہمالی مشکلات کا انتظام۔ ان میں جرأت کا مادہ پیدا کیا گیا ہے۔ ان کے اخلاق قابل رشک ہیں۔ عادات وہ انسانی بھلائی۔ غرباء کی بہتری کی جد و جہد۔ یہاں بھی اگر آپ کسی پرانے عیسائی کو دیکھیں گے تو ضدی۔ پاگل ہٹ دھرم۔ مخالف کی بات نہ سننے والا پائیں گے۔ میں یہ تمام باتیں آپ کے سامنے پیش کر کے اور ٹرکی کی موجودہ ترقی اور سابقہ زمانہ کی طرف توجہ دلا کر عرض کرتا ہوں کہ انسان کونسی راہ اختیار کرے۔ میں جانتا ہوں کہ میں یہ باتیں کسی ایسے انسان کو نہیں لکھ رہا ہوں جو مجھے مجھٹ کافر کہہ کر ختم کر دے گا۔ اس لئے میں جرأت کرتا ہوں کہ اپنے دل کو کھول کر بیان کروں۔ اور اس درمان کا علاج اگر آپ سے ہو سکے تو مشکور ہوں گا۔ مولوی صاحب کیا ہی بہتر ہو کہ اگر آپ اپنے زیر اثر اصحاب میں وہ باتیں جو ان کی بہتری کی صحیح معنوں میں ہوں۔ وہ رکھ دیں۔ اور باقی جو ظلی اور بروزی جھگڑے ہیں۔ ان پر وقت ضائع نہ ہو۔ میں آپ کی انگریزی تصانیف جب پڑھتا ہوں تو میرے دل میں آپ کی محنت ایک وجہ پیدا کرتی ہے۔ اور مجھے کبھی بھی آپ کی نیک نیتی پر شک نہیں ہوا۔ اختلاف ضرور۔ میں آپ کی اسلامی خدمات کا معترف اور اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ کچھ علاج میں بھی جلدی کرنا پچھتانے کا باعث ہوتا ہے۔

جرمنی

پروفیسر محمد عبد اللہ صاحب برلن سے تحریر فرماتے ہیں :۔

۲۴ ستمبر ۱۹۳۰ء کو جرمن مسلم سوسائٹی کی جنرل میٹنگ منعقد کی گئی اور سال آئندہ کے لئے ارکان کا انتخاب اور دیگر چند معاملات طے کئے گئے۔ سب سے پہلے مراکو کے ایک مسلمان نوجوان کا عقد کیا گیا۔ بعد ازاں انتخاب عہدہ داران حسب ذیل ہوا۔ صدر۔ ڈاکٹر حمید مارکوئیس صاحب پی ایچ ڈی۔ جنرل سیکرٹری۔ پروفیسر محمد عبد اللہ صاحب امام مسجد۔ نائب سیکرٹری عمر فونٹ۔ خزانچی مصطفے کونینرلی۔ ممبران:۔ مسٹر احمد۔ مسٹر گوشٹر کو۔ فراولی میٹس۔ جرمن مسلم سوسائٹی کے زیر اہتمام میرے تین چار لیکچر اسلام اور جنگ پر ہونے والے ہیں۔ رسالہ مسلمش ریویو چھپ رہا ہے۔ اور ہفتہ عشرہ میں روانہ کر دیا جائے گا۔

جرمنی میں ایک قدیم مسجد

درسِ قرآن مجید کے نوٹ

فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہٖ

مورخہ ۱۰ نومبر ۱۹۳۴ء

قرآن مجید کا وہ معرکۃ الآراء درس کہ جو ۱۰ اکتوبر سے احمدیہ مسجد میں جاری ہے اس کے پورے طور پر نوٹ لینا بہت مشکل کام ہے اور انکا تفصیل کے ساتھ اخبار میں شائع ہونا دشوار تر ہے۔ خاکسار ایڈیٹر اپنے دماغ میں جو کچھ محفوظ رکھ سکتا ہے اسے قارئین اخبار تک پہنچانے کی کوشش کر رہا ہے۔ حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ کی دوسری خدمات میں بے حد مصروفیت کی وجہ سے اس پر نظر ثانی نہیں کر سکتے۔ (ایڈیٹر)

ہستیٔ باری تعالیٰ

سورہ اقرأ باسم ربک الذی خلق الخ کی تلاوت کے بعد فرمایا میں نے گذشتہ درس کے دن ہستیٔ باری تعالیٰ کے مضمون کو شروع کیا تھا۔ قرآن شریف کی سب سے پہلی وحی میں ہستیٔ باری کے دلائل کے ذرائع کو بیان کیا ہے۔ مگر اس میں یہ سارا مضمون بطور بیج کے رکھ دیا گیا ہے اور اسی کی تشریح وقتاً فوقتاً بعد کی وحی میں ہوتی رہی ہے۔ تمام روایات کا اس امر پر اتفاق ہے کہ سورۂ علق کی پہلی پانچ آیات سب سے پہلے نازل ہوئی تھیں۔ اور اس سورۃ کا باقی مضمون بعد کا نازل شدہ ہے۔ ان پانچ آیات میں یہ بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ہستی کے متعلق علم کہاں سے حاصل ہو سکتا ہے۔ اقرأ کے معنے ہیں پڑھ۔ یہ امر کا صیغہ ہے۔ قرأ اس کا مصدر ہے۔ لفظ قرآن بھی اسی سے ہے کثرت سے پڑھی جانے والی کتاب۔ ان آیات کے نزول کے متعلق بخاری کی حدیث ہے کہ جب فرشتہ وحی لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو اس نے کہا اقرأ (پڑھ) تو آپ نے فرمایا ما انا بقاریٍ میں تو پڑھنا نہیں جانتا۔ یہ آپ نے اس لئے فرمایا کہ آپ امی تھے۔ لکھنا پڑھنا نہیں سیکھا تھا۔ اور یہ امر تاریخ سے بھی ثابت ہے کہ آپ لکھنا نہ جانتے تھے۔ غرض فرشتہ نے دو تین بار آپ کو کہا اقرأ (پڑھ) اور پھر اس کے بعد یہ پانچ آیات پڑھائیں۔ اقرأ باسم ربک الذی خلق ٭ خلق الانسان من علق ٭ اقرأ و ربک الاکرم ٭ الذی علم بالقلم ٭ علم الانسان ما لم یعلم ٭ اپنے رب کے نام کے ساتھ پڑھ کہ جس نے تجھے پیدا کیا۔ انسان کو علقہ سے پیدا کیا۔ پڑھ اور تیرا رب بہت بڑی عزت والا ہے۔ کہ جس نے قلم کے ساتھ علم سکھایا۔ اور انسان کو وہ کچھ سکھایا کہ جو وہ نہیں جانتا تھا۔ یہ مضمون پانچ حصوں پر منقسم ہے۔ رب جس نے پیدا کیا ایک حصہ۔ علقہ سے انسان کو بنایا دوسرا حصہ علقہ کے معنے میں ابھی بتاؤں گا۔ تیرا رب بہت بڑی عزت والا ہے۔ تیسرا حصہ ہے۔ جس نے قلم کے ذریعے سے علم سکھایا یہ چوتھا حصہ ہے۔ اور انسان کو وہ علم دیا کہ جو وہ نہیں جانتا تھا۔ یہ پانچواں حصہ ہے۔ تو پہلی آیت میں کہا کہ اپنے رب کے نام سے پڑھ۔ وہ رب کون ہے بتایا وہ ہے جس نے پیدا کیا ہے۔ رب کے معنے پہلے بتا چکا ہوں کہ اس کے معنے ہیں درجہ بدرجہ تربیت کرنے والا۔ کسی چیز کی یہاں تک کہ وہ اپنے کمال کو پہنچ جائے۔ اس کے بعد بتایا ہے کہ وہ کل مخلوق کا خالق ہے۔ چونکہ یہ پہلی وحی بطور بیج کے آئی تھی اس لئے اس میں یہ کھول کر بیان نہیں کیا اس نے کس طرح پیدا کیا اور کیا پیدا کیا ان تفصیلات کو چھوڑ دیا ہے۔ صرف اتنا بتا دیا کہ وہ خالق ہے۔ گویا

ہستی باری پر پہلی دلیل

اس کی صفت خلق سے لی ہے۔ سب سے پہلی خلق اشیاء سے کیوں دلیل لی ہے۔ اس لئے جو چیز کسی کے ہاتھ سے بنے گی بنانے والے کا نشان اس میں ضرور ہوگا۔ کسی چیز کو بنے ہوئے دیکھ کر ہم اس کے بنانے والے کا پتہ لگا سکتے ہیں کہ یہ فلاں کی بنائی ہوئی ہے۔ ایک مصنف کہ جو تصنیف کا کام کرتا ہے اس کی کتابیں پڑھنے والا اس کی طرز تحریر سے واقف ہو جاتا ہے۔ اور اگر اس کی کسی کتاب پر نام نہ بھی لکھا ہوا ہو تو اس کی عبارت کو دیکھ کر بتایا جا سکتا ہے کہ یہ فلاں شخص کی تحریر ہے۔ اس لئے پہلی دلیل جو ہستی باری پر دی وہ ہے الذی خلق وہ پیدا کرنے والا ہے سب کو۔ اس نے بنایا ہے پس ضروری ہے۔ کہ اس کی پہلی دلیل مخلوق میں ہو۔ یہاں خلق کا مفعول نہیں بتایا۔ مطلب یہی ہے کہ ہر چیز جو مخلوق ہے۔ چنانچہ دوسری جگہ بتایا ہے خلق کل شیٔ۔ اس کے اندر اس کی بناوٹ میں خالق کی دلیل ہے۔ کہ وہ کیا ہے تیسری جگہ اس کی تفصیل بھی کرے گا اور کھول کھول کر بتائے گا کہ کہ اس نے یہ بنایا ہے۔ اس کے بعد دوسری آیت میں خلق کو مخصوص کر لیا۔ اور فرمایا خلق الانسان من علق۔ اس نے انسان کو بھی پیدا کیا۔ اس میں بھی ہستی باری کی دلیل ہے۔ ایک عام قانون بیان کر دینے کے بعد کسی کو خاص کر لینا یہ بھی کسی خاص وجہ سے ہوتا ہے۔ یعنی ایک تو سب کا مخلوق ہونا۔ اس میں سب اینٹ پتھر اور درخت بھی شامل ہیں۔ زمین۔ آسمان۔ جانور سبھی آ جاتے ہیں۔ مگر اس کے بعد ایک خاص دلیل دی کہ وہ انسانوں کو بھی پیدا کرنے والا ہے۔ مگر اس دلیل کو من علق سے مخصوص کر دیا۔ کہ انسان کا

علق سے پیدا ہونا دلیل باری ہے

علقہ کے معنی ہیں ایک کا تعلق [illegible]

جہاں انسان کی پیدائش کے مختلف مراتب بتائے ہیں وہاں علقہ کو انسان کی پیدائش کا ایک درجہ بتایا ہے۔ یا تو انسان کی پیدائش کا ذکر مٹی سے آتا ہے اور یا نطفہ سے۔ یہی دو ابتدائی سٹیج انسان کی پیدائش کے ہیں۔

پہلے سٹیج میں اس کی پیدائش ایسی ہی ہے کہ جیسے زمین سے ہر چیز کا نکلنا جس طرح اور سب چیزیں سبزیاں وغیرہ زمین سے پیدا ہوتی ہیں اسی طرح انسان بھی گویا زمین سے پیدا ہوتا ہے۔ بلکہ ایک جگہ صاف الفاظ میں فرمایا واللہ انبتکم من الارض نباتا۔ اللہ نے تم کو زمین سے اگایا جیسے نبات زمین سے اگتی ہے۔ تو جس طرح زمین سے تمام چیزیں بنتی ہیں اسی طرح انسان بھی مٹی اور زمین سے پیدا ہوا ہے۔ اس کو بھی مختلف الفاظ میں بیان کیا ہے۔ ایک جگہ فرمایا خلقکم من تراب۔ انسان کو مٹی سے بنایا اور کبھی یوں فرمایا خلقنا الانسان من نطفۃ ہم نے انسان کو نطفہ سے پیدا کیا۔ نطفہ کے معنی قلیل کے بھی ہیں۔ مگر کثیر کو بھی نطفہ کہ دیتے ہیں۔ یہاں تک کہ سمندر پر بھی اس کا اطلاق ہو جاتا ہے۔ اور اس سے مراد وہ چھوٹے چھوٹے جرم ہیں کہ جن کو جرم کہتے ہیں۔ عام طور پر انسان کی پیدائش میں دو ہی چیزوں کا ذکر آتا ہے۔ مٹی سے یا نطفہ سے مگر علق کا ذکر صرف اسی جگہ سے خاص ہے

انسانی پیدائش میں علقہ

کونسی حالت ہے۔ اس کے لئے یہ یاد رکھنا چاہئے کہ جو کچھ اس کے متعلق نئی تحقیقات ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ سپرم اور اوا دم دونوں کے ملنے سے رحم کے اندر تعلق پیدا ہوتا ہے اور اس لئے اس کو انگریزی میں Zone کرنا کہتے ہیں۔ جب یہ دونوں چیزیں مل کر رحم میں تعلق پکڑ لیتی ہیں اور اس کو غذا خون کے ذریعے سے پہنچنے لگ جاتی ہے۔ اس کو اصطلاح میں علقہ کی حالت کہتے ہیں یعنی جب وہ بیج رحم کے اندر پیوست ہو گیا اور اس کو غذا پہنچنے کا رستہ مل جاتا ہے تو وہ علقہ کہلاتا ہے۔

علقہ کے دوسرے معنی محبت کے بھی ہیں

اس لحاظ سے خلق الانسان من علق کے دو معنی ہوئے۔ ایک تو یہ کہ انسان کو علقہ کی اس خاص حالت سے پیدا کیا۔ اور دوسرے یہ کہ اس کو محبت سے پیدا کیا۔ محبت سے پیدا کرنے کا کیا مفہوم ہے۔ یعنی اس وقت خدا کے ساتھ انسان کا تعلق ہو جاتا ہے۔ گویا اللہ تعالیٰ کا تعلق اس کی فطرت کے ساتھ لگا ہوا ہے یعنی شروع سے ہی اس کا تعلق خدا کے ساتھ ہو جاتا ہے یا اس کی فطرۃ میں اللہ کا تعلق موجود ہے تو لازمی طور پر اس سے بھی ہستی باری کی ایک دلیل پیدا ہوتی ہے جیسے مخلوق کو دیکھ کر خالق کے لئے دلیل پیدا ہوتی ہے اسی طرح فطرۃ انسانی میں خدا کی ہستی کا نقش ہونا یہ دوسری دلیل ہے اس کو بھی قرآن شریف دوسری جگہ کھول بیان کرتا ہے۔ اور خاص طور پر ذکر فرماتا ہے اذ اخذ ربک من بنی آدم من ظہورھم ذریتہم واشہدھم علیٰ انفسہم الست بربکم قالوا بلیٰ شہدنا (الاعراف ۱۷۲) اس آیت میں اسی عہد فطرت کی طرف اشارہ ہے اور اس کو بعض مفسرین نے فطرۃ کی شہادت مانا ہے۔ یعنی جب اللہ تعالیٰ انسان سے دریافت کرے کہ کیا میں تیرا رب نہیں تو اس کی فطرۃ پکار اٹھتی ہے کہ ہاں وہ ہمارا رب ہے۔ اس کو کوئی ایک

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا
سہ روزہ آرگن
پیغامِ صلح
ادارۂ تحریر
عبد الحق

اغراض و مقاصد
۱۔ مذاہب عالم کو دعوت اسلام۔
۲۔ سلسلۂ اسلام اور قرآن کی نشر و اشاعت
۳۔ مسلمانوں کی باہمی تکفیر کو مٹا کر آپس میں
رواداری کی تلقین کرنا۔

جلد ۱۸ | لاہور۔ یوم پنجشنبہ مطبوعہ ۱۷ رجب ۱۳۴۹ ہجری مطابق ۱۱ دسمبر ۱۹۳۰ عیسوی | نمبر ۸۲

ہماری تبلیغی ڈاک

نائیجیریا (مغربی افریقہ)

مسٹر لاول صاحب لکھتے ہیں کہ آپ نے جو اسلامی لٹریچر روانہ کیا ہے اس کے لئے مشکور ہوں۔ یہ نہایت ہی بیش بہا اور عمدہ کتابیں ہیں۔ میں نے بار بار ان کو پڑھا۔ اور بجائے اس کے کہ اس طرز تحریر کی تعریف کروں جس کے ذریعہ سے آپ نے ان مسائل کو عام فہم طور پر حل کیا ہے۔ ان کے مطالعہ سے میرے تمام شکوک جو تعلیم اسلامی پر تھے رفع ہو گئے ہیں۔ میں نے وہ تمام کتابیں اپنے تعلیم یافتہ دوستوں میں تقسیم کر دی ہیں۔ میرے عیسائی دوستوں نے ان کی بے حد تعریف کی۔ اور وہ کثرت سے آپ کا اسلامی لٹریچر مطالعہ کرنے کے شائق ہیں۔ میں انشاء اللہ آپ سے قیمتاً کتب منگوا کر ان کو مہیا کر دوں گا۔ میں اپنے لئے قرآن کریم بھی خریدوں گا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی تمام کوششوں کو جو ترقی اسلام کے لئے کر رہے ہیں بار آور کرے۔

سیام

برادر محمد عرفان صاحب لکھتے ہیں کہ میں خدا کے فضل سے ۵ اکتوبر کو ملک سیام میں پہنچ گیا ہوں۔ مجھے افسوس ہے کہ اپنے وطن میں مجھے زیادہ عرصہ ٹھہرنا پڑا۔ انشاء اللہ جتنی میری طاقت اور ہمت ہے۔ میں خدمت اسلام کا کام نہایت تن دہی سے کروں گا۔ ڈاکٹر صاحب کا وجود نہایت مبارک ہے۔ ان کی ہمت سے یقین ہے کہ وہ زمانہ دور نہیں کہ اسلام کا جھنڈا اس ملک میں لہرانا شروع ہو جائے۔ آپ کی دعاؤں کا محتاج ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس ذمہ داری کے کام سے عہدہ برآ ہونے کی توفیق عطا کرے۔

جاوا

مرزا ولی احمد بیگ صاحب لکھتے ہیں کہ :۔ محمد عرفان ۱۸ اکتوبر ۱۹۳۰ء کو سیام کے لئے روانہ ہو گیا تھا۔ محمدیہ سوسائٹی کے ممبروں نے جو ہماری تحریک کے معاند ہیں ہر قسم کے لالچ اسے دیئے۔ کہ وہ خدمت اسلام کے لئے وہاں نہ جائے۔ لیکن اس بہادر نوجوان نے ان کی ہر ایک خواہش کو ٹھکرا دیا۔ اور خدمت اسلام کو دنیاوی فوائد پر ترجیح دی۔ اللہ تعالیٰ اس کی ہمت و صحت و عمر میں برکت ڈالے۔ علیحدہ پیکٹ آپ نے ڈچ اور جاوی اخبارات کی کاپیاں مع آپ کے ٹریکٹ "ہماری پوزیشن احکام اور اسلام کے دیگر فرقوں اور دیگر مذاہب کے بارہ میں" کے ڈچ ترجمے کے موصول ہوئے۔ الحمد للہ کی پانچ ہزار کاپیاں چھپوا کر ڈچ جاننے والے لوگوں میں تقسیم کی گئیں۔ تاکہ وہ ہمارے مقاصد کو سمجھ لیں۔ مخالفین کی مخالفت کے باوجود خدا کے فضل و کرم سے ہماری

مشہور اور سرگرم نوجوان باشندہ سماٹرا ہماری جماعت میں شامل ہوا ہے۔ آپ اس سے براہ راست خط و کتابت کریں۔

ٹیونس

کارتھیج سے ایک دوست لکھتے ہیں۔ کہ یہاں آپ کے لٹریچر سے لوگوں کو بہت دلچسپی پیدا ہو گئی ہے۔ مہربانی کر کے اپنا انگریزی لٹریچر بہت جلد بھیج دیں خصوصاً سلسلہ احمدیہ کے متعلق۔

امریکہ

مسٹر کاریولینی لکھتے ہیں :۔ آپ کی توجہ کے لئے مشکور ہوں۔ انگریزی اسلامی لٹریچر پہنچ گیا ہے۔ میں نے اپنے دوستوں اور رشتہ داروں میں تبلیغ شروع کر رکھی ہے۔ لیکن ابھی کامیابی نہیں ہوئی۔ مگر میں کم جو صلہ نہیں

> ## ہندوستان میں مسلمانوں کی سب سے بڑی دو ضرورتیں
>
> مسلمانوں کی باہمی تکفیر کو دور کرنا اور اسلام کو غیر مذاہب کے اعتراضات سے پاک کر کے اس کا اصلی اور روشن چہرہ لوگوں کو دکھانا ہے پہلی ضرورت مسلمانوں میں اتحاد کی بنیاد ہے اور دوسری ضرورت ترقی اسلام اور ملک میں صلح و امن کی اساس ہے۔
>
> احمدی قوم کا نصب العین یہی دونوں اصول ہیں۔ اگر آپ کو ان اصولوں کے ساتھ ہمدردی ہے۔ تو اپنی شمولیت سے اس مبارک مقصد کو مدد دیجئے۔ اس کے سالانہ جلسہ میں جو
>
> **۲۶۔۲۷۔۲۸ دسمبر ۱۹۳۰ء**
>
> کو احمدیہ بلڈنگس لاہور میں ہو گا تشریف لایئے۔
>
> **اپنے مال سے اس پاک مقصد میں مدد کیجئے**

ہوا۔ کیونکہ میں نے خیال کیا کہ غالباً صحیح طریق پر میں ان کے سامنے اسلام کی سچائی پیش نہیں کر سکا۔ مجھے مذہبی تصانیف۔ بائیبل اور عیسویت کے مختلف فرقوں اور ان کے پیروؤں سے اچھی طرح واقفیت ہے اور میرا پختہ یقین ہے کہ اگر انہیں اپنے مذہب اور بائیبل کی اصل حقیقت کی اطلاع ہو۔ تو ان کا یہ خیال کہ دنیا میں صرف ان کا ہی ایک مذہب موجود ہے۔ بالکل بدل جائے۔ ہائی سکولوں اور کالجوں کے طلباء کا اکثر حصہ اپنے مذہب اور اس کی [illegible] کا

کی پابندی کو ہی مذہب سمجھتے ہیں۔ دہریہ بھی ان لوگوں کی طرح ہی توہم پرست ہیں۔ اور وہ کبھی نہیں جانتے کہ کیوں وہ اپنے خیالات کے پابند ہیں تعلیم یافتہ لوگوں کا یہ انتشار دیکھ کر ایک حیرانی سی ہوتی ہے۔

ہمارے شہر میں تعلیم کا معیار اتنا بلند نہیں جس قدر دوسرے شہروں میں ہے۔ اور میں شکر کرتا ہوں کہ میں نے یہاں کے کسی سکول میں تعلیم نہیں پائی۔ کیونکہ میں یہاں گذشتہ ۲½ ۔ ۳ سال سے ہی ہوں۔ آبادی کا اکثر حصہ رومن کیتھولک ہے۔ اگر میرے گذارے کا کافی انتظام ہوتا تو میری دلی خواہش تھی کہ میں اشاعت اسلام کو ہی اپنا مقصد زندگی بناؤں۔ اور اب بھی یقین ہے کہ میں کسی نہ کسی دن اپنے ارادہ میں کامیاب ہو جاؤنگا۔ کاروبار کا حال اس طرف نہایت نازک ہے۔ تقریباً دس ملین تندرست و توانا انسان بے روزگار پھر رہے ہیں۔ اور جو کام پر لگے ہوئے ہیں ان میں سے بھی اکثر کچھ وقت بے کار رہتے ہیں۔ مستقبل نہایت تاریک نظر آتا ہے۔ آئندہ موسم بہار تک حالات کا مطالعہ کر کے کسی دوسری جگہ کاروبار کے لئے جانے کا ارادہ ہے۔ وقتاً فوقتاً مجھے اپنی قیمتی نصائح سے مستفید فرماتے رہا کریں۔ کیونکہ میں اپنی غلطیوں کی اصلاح کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ اشاعت اسلام کے بارہ میں مجھے ہدایات دیں۔ جس سے میں اس کام کو کامیابی سے کر سکوں۔ کیونکہ مجھے اس کام کا بالکل تجربہ نہیں۔ اور آپ کی جماعت کا تجربہ میرے لئے مفید ثابت ہو گا۔ اور میں اس پر عمل پیرا ہوں گا۔ میرے خط سے یہاں کے حالات کا آپ کو علم ہو جائے گا۔ میرا ارادہ ہے کہ یہاں کے تجربہ کار لوگوں کو مناسب لٹریچر بھیج کر امداد کے لئے اپیل کی جائے۔ میرا خیال ہے رسالہ اسلام اور رسالہ سوال و جواب مذہبی مفید ہوں گے۔ میں نے دس ڈالر کا پوسٹل منی آرڈر انجمن کو روانہ کیا ہے نہ معلوم پہنچ ہے یا نہیں۔ اسے وصول کر کے اشاعت اسلام میں خرچ کریں۔ اور میرے مطالعہ کے لئے کوئی دوسری کتاب بھی بھیجدیں۔ میں اخبارات و رسالہ جات بھی [illegible] دیگر مسلمانوں کو اپنے ساتھ شمولیت کی دعوت دوں گا۔ اور سلسلہ کی ترقی میں ساعی رہوں گا۔ میرا فارم بیعت ارسال خدمت ہے۔

ٹیونس

برادر عبد العزیز صاحب لکھتے ہیں کہ اتحاد اسلامی کس طرح قائم ہو سکتا ہے۔ جب کہ ہمارے ملک میں مسلمان مختلف گروہوں میں منقسم ہیں۔ تاہم تعلیم یافتہ مسلمان سخت جد و جہد کر رہے ہیں۔ کہ مسلمان متحد ہو کر مخالفین کا کما حقہ مقابلہ کر سکیں۔ آپ کی جماعت کے خیالات اور طرز عمل اجتماع اسلامی کا بہترین ذریعہ ہے۔ اور انہیں خیالات پر مسلمانوں کا اتفاق ہو جانا ممکن ہے۔ ورنہ نہیں۔ آپ کی جماعت کا فرض ہے کہ ایک اخبار خالص عربی زبان کا شائع کر کے اسلامی و غیر اسلامی ممالک کے مسلمانوں سے رابطہ اتحاد پیدا کریں۔ اور اپنے عقاید و خیالات کا ان پر پورا پورا اظہار کریں۔ یقیناً آپ ہر جگہ اور ہر ملک میں خادم اسلام لوگ پائیں گے۔ جو آپ کے ساتھ شامل ہو کر اسلام کو ترقی دینے والے ہوں

مہیمنیر تو میرے بندوں کو کہہ دے کہ بات اچھے پیرایہ میں کیا کریں ورنہ شیطان ان کے درمیان نزاع پیدا کر دے گا۔ کیونکہ وہ انسان کا کھلا دشمن ہے۔ نبی کریم صلعم نے جب اپنی بعثت کا اعلان فرمایا اور حق کی آواز بلند کی تو حضور کے دشمنوں نے اشتعال انگیز پیرایہ میں نہ صرف آپ کا مذاق اُڑایا بلکہ آپ پر اور آپ کے صحابہ پر ایسے وحشیانہ مظالم توڑے کہ اس کے تصور سے رُوح کانپ اُٹھتی ہے۔ لیکن مظلوم ہونے کے باوجود آپ نے ہر موقعہ پر فوق العادۃ خلق اور حلم کا ثبوت دیا۔ حضورؐ نے اس حربہ سے اپنے دشمنوں کو مطیع کیا۔ اللہ اکبر نبی کریمؐ کی یہ کامیابی کس قدر عظیم الشان ہے کہ آخر وہی دشمن اسلام کے فدائی ثابت ہوئے۔

اگر ہمارے تمام اخبار نویس بھائی اپنے قلمی فرائض کی بجا آوری کے وقت قرآن حکیم کے مذکورہ بالا ارشاد کو پیش نظر رکھا کریں تو پھر ان کے قلم کے نقش و نگار ایک ایسا روح پرور منظر پیش کریں گے جس کا نقشہ ہم الفاظ میں نہیں کھینچ سکتے۔

"انصاف" کا نام اس امر کا متقاضی ہے کہ اس کے ایڈیٹر کا قلم اپنے دشمنوں تک سے انصاف کرے۔ یعنی ان کی برائیوں کے ساتھ ان کی خوبیوں کو بھی ملحوظ رکھے ہمیں اس امر کے اظہار میں ذرا تامل نہیں کہ اس وقت تک "انصاف" اپنے اخباری فرائض کو بطریق احسن انجام دے رہا ہے اور اس کے "اشارات" ہرگز مردم آزار نہیں ہیں۔ "انصاف" باوجود کم سن ہونے کے پنجاب کی اخباری برادری میں وقعت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ اور چونکہ سرمایہ داروں کے مقابلہ میں مزدور پیشہ جماعتوں کا حامی ہے۔ اس لئے زیادہ ہر دلعزیز ہے۔ تقطیع ۲۲×۲۹ ضخامت ۸ صفحے۔ قیمت سالانہ صہ ششماہی ۳ سہ ماہی للعہ ایک ماہ ۱۲ طلبا سے ۲۰ فیصدی رعایت۔

مینیجر روزنامہ "انصاف" لاہور سے طلب کریں۔

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیر جماعت گذشتہ جمعہ کی صبح کو لائل پور تشریف لے گئے جہاں آپ نے میاں محمد اسمٰعیل و مولا بخش صاحبان کی فلور مل کی افتتاحی رسم ادا فرمائی۔ ہفتہ کی شام کو آپ لاہور مراجعت فرما ہوئے۔

—— گذشتہ جمعہ کے روز مولوی محمد ابراہیم صاحب امام مسجد احمدیہ جہلم فوت ہوگئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ پرانے مخلص احمدی اور بڑی خوبیوں کے آدمی تھے۔ احباب سے درخواست ہے کہ غائبانہ جنازہ پڑھا جائے۔

—— افسوس ہے کہ ہمارے عزیز دوست محمد عزیز اللہ صاحب کو جو مدراس میں اشاعت اسلام کی تحریک میں خاص دلچسپی لیتے ہیں اپنے والد محترم کے انتقال کا صدمہ برداشت کرنا پڑا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے بہت بڑے مداح تھے اور حضرت امیر جماعت سے خاص عقیدت رکھتے تھے۔ خداوند کریم مرحوم کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے۔

—— چار پانچ روز ہوئے کہ شیخ محمد نصیب صاحب انچارج شعبہ تحصیل صدر دفتر دفعتہً مرض نمونیا میں مبتلا ہوگئے۔ خداوند کریم کا شکر ہے کہ اب بخار اُتر گیا ہے۔ اور پہلے کی بہ نسبت افاقہ ہے۔ احباب کی صحت کے لئے دُعا فرمائیں۔ اگر کسی صاحب کے خط کے جواب میں تاخیر ہو گئی ہو تو وہ شیخ صاحب کو معذور سمجھیں۔

—— اخویم قاری نور الدین صاحب کشمیری کی اہلیہ صاحبہ عرصہ سے علیل ہیں۔ جملہ احباب ان کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

—— اخویم علی محمد خاں محکمہ جنگلات ڈیرہ دون کالج کا آخری امتحان دینے والے ہیں۔ ان کی کامیابی کے لئے دعا فرمائی جائے۔

—— ہمارے مکرم دوست مولانا قاری نور الدین صاحب سری نگر ہمیشہ نہایت سرگرمی سے خدمتِ اسلام و تبلیغ سلسلہ میں مصروف رہتے ہیں باوجود ملازمت کے زبانی اور تحریری خدمت دین جتنی آپ نے کی ہے بہت کم لوگوں کو نصیب ہوئی ہے۔ حال ہی میں آپ نے رسالہ "دعوتِ عمل" کشمیری زبان میں اپنی لاگت پر چھپوا کر شائع فرمایا ہے۔ جس کا مطلع یہ ہے۔

اے مسلم خوابیدہ جاں بیدار شو بیدار شو

وقت سحر آمد عیاں بیدار شو بیدار شو

باقی نظم کشمیری زبان میں ہے۔

علاوہ ازیں آپ نے کشمیری زبان میں حنفی مسائل عبادات و معاملات بھی کتابی صورت میں شائع فرمائے ہیں۔ جس کا نام "مفتی اعظم" یعنی کاشیر سلسلہ کتاب" رکھا ہے۔ حجم ۷۶ صفحات ۲۰×۲۶/۸ سائز ہے۔

آپ کشمیری بول چال بھی لکھ رہے ہیں جس میں کشمیر کے مشہور مقامات کو تو لوبھی ہونگے

ایسے مخلص دوستوں کی حوصلہ افزائی کرنا تمام جماعت کا فرض ہے

جو دوست کشمیری زبان سے واقف ہیں وہ ضرور ان کتب کو منگوالیں۔

اور اہل کشمیر میں ان کی [illegible]

مراسلات

عورتوں کی خطرناک آزادی

کے عنوان سے ۱۹ جنوری کے پیغام صلح میں اڈیٹوریل صفحات پر ایک نوٹ نکلا ہے۔ بظاہر وہ شریف جذبات کو لرزہ براندام کر دینے کے لئے کافی تھا۔ لیکن اس نوٹ کو جس نے ایک کالم سے کم ہی جگہ گھیری ہوگی اول سے آخر تک پڑھ جانے کے بعد یہ عقدہ حل طلب ہی رہتا ہے کہ عورتوں کی وہ خطرناک آزادی کیا ہے جس کی وجہ سے مذہب، تمدن، معاشرت، اخلاق اور تہذیب و حیا کو خطرے میں بتایا جاتا ہے۔

علمائے کرام جب اپنے پورے زور پر ہوتے ہیں تو ان کا کاری حربہ "مداخلت فی الدین" کا نعرہ ہوتا ہے۔ اُدھر ایڈیٹر صاحبان کا زور قلم "فضائے آسمانی میں دھجیاں اڑا دیں" پر ختم ہوتا ہے۔

اسی نوٹ میں دہلی کے جس ماہوار رسالہ "نسوانی دنیا" کا حوالہ دیا گیا ہے اس نے تو کچھ بھی نہیں لکھا کہ وہ کونسی باتیں تھیں جسے ہمارے ایڈیٹر "نسوانی دنیا" "مغرب کی حیاسوز" تقریروں سے منسوب فرماتے ہیں۔ تاکہ پڑھنے والے بھی انہیں دیکھتے۔ ایڈیٹر صاحب "پیغام صلح" نے "اگر یہ اطلاع صحیح ہے" فرما کر ہی اس کی دھجیاں اُڑانا شروع کر دیں۔ اور اس کی مخالفت میں نصف کالم سے زیادہ صرف فرما دیا۔ یہ بعینہ ایسا ہے کہ اگر کوئی کہے کہ فلاں شخص نے کوئی خلاف تہذیب عمل کیا ہے اور سننے والے صاحب "اگر یہ صحیح ہے" فرما کر اس کے خلاف زور قلم صرف فرما دیں۔

بات یہ ہے کہ جب کوئی قوم یا طبقہ نکبت و ادبار کو پہنچ جاتا ہے۔ اور مظلومیت کی حالت میں آہ بھی کھینچتا ہے تو برسر عروج گروہ اُسے بھی برداشت نہیں کر سکتا یہی کیفیت اس بے زبان اور حقیقی پستی میں گرے ہوئے طبقہ نسواں کی ہے۔ ؎

وہ آہ بھی کرتی ہیں تو ہو جاتی ہیں رسوا

تم قتل بھی کرتے ہو تو چرچا نہیں ہوتا

کیا کوئی مرد جس کے سینے میں دل اور دل میں درد اور اس کے ساتھ ہی سر میں دماغ اور دماغ میں عقل ہے سینہ پر ہاتھ رکھ کر کہہ سکتا ہے کہ عورتوں کی وراثت سے محرومی ناجائز پردہ کی شکل میں قید و بند کے مصائب، ایک سے زیادہ شادیوں کی خرابیوں اور تباہیوں، تعلیم سے بے حسی طلاق کو ایک بازیچۂ اطفال بنا لینا اور اسکے ساتھ ہی ناموافقت کی صورت میں بیویوں کو ادھر میں لٹکائے رکھنا اور انہیں خلع کے حق سے عملاً محروم رکھنا اور ان سختیوں پر بھی اگر وہ آرام سے زندہ رہنے کے قدرتی حق کی خاطر مذہب تبدیل کر لیں تو انہیں مقدمہ بازی کا تختۂ مشق بنانا۔ بھیڑ بکریوں کی طرح انہیں چھوٹی عمروں میں نکاح میں دیدینا، ایک ایسا فعل جس میں وہ خود انتخاب کا قدرتی حق رکھتی ہیں۔ کیا یہ سب ایسی لعنتیں نہیں ہیں جن کا شکار صرف عورتیں ہی بن رہی ہیں۔ اور کیا مرد ان تمام خرابیوں کے ذمہ دار نہیں ہیں؟

جب دوسرے مذاہب سے اسلام کی خوبیوں کا مقابلہ کیا جاتا ہے تو ہمارے علماء دین اور ہمارے تعلیم یافتہ بڑے بڑے عالمانہ مضامین سے طوفان برپا کر دیتے ہیں۔

حقوق باہمی

ولھن مثل الذی علیھن بالمعروف آیت	اور عورتوں کا حق مردوں پر ویسا ہی ہے جیسا کہ دستور کے موافق مردوں کا عورتوں پر۔

مساوات و مراتب

ھن لباس لکم و انتم لباس لھن آیت	وہ تمہارا لباس ہیں اور تم اُن کا لباس ہو۔

مساوات اعمال

ومن یعمل من الصلحت من ذکر او انثی وھو مومن فاولئک یدخلون الجنۃ (آیت)	اور جو نیک کام کرے گا مرد ہو یا عورت اور وہ مومن ہو ایسے لوگ بہشت میں داخل ہوں گے۔

حقوق وراثت

للرجال نصیب مما ترک الوالدان والاقربون وللنساء نصیب مما ترک الوالدان والاقربون	مردوں کا بھی حصّہ ہے اس مال میں جو ماں باپ اور رشتہ دار چھوڑ مریں۔ اور عورتوں کا بھی حصّہ ہے اس مال سے جو ماں باپ اور رشتہ دار چھوڑ مریں۔

بہشت ماؤں کے قدموں میں ہے

ان الجنۃ تحت اقدام امھاتکم حدیث شریف بخاری	جنت تمہاری ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے۔

لڑکیوں کی قدر و منزلت پر

خیر اولادکم البنات بخاری	تمہاری بہترین اولاد لڑکیاں ہیں

باہمی مودت و محبت

ومن ایتہ ان خلق لکم من انفسکم ازواجاً لتسکنوا الیھا وجعل بینکم مودۃ و رحمۃ۔	اور یہ اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ اس نے تمہارے لئے تمہاری ہی جنس کے جوڑے پیدا کئے تاکہ ان سے تسکین حاصل کرو۔ اور تم میں محبت اور مہربانی پیدا کر دی۔

اُوپر کی آیات اور احادیث لکھ لکھ کر دنیا میں ایک تہلکہ برپا کر دیا جاتا ہے لیکن جب عمل کا وقت آتا ہے تو نتیجے وہ ظاہر ہوتے ہیں جو میں نے اُوپر دکھائے ہیں۔ آخر یہ تو معلوم ہونا چاہئے کہ وہ ایسی کونسی باتیں تھیں جو عورتوں کے اجلاس میں اور خصوصاً بیگم سر عبد القادر صاحبہ کی صدارت میں کی گئیں۔ جنہیں حیاسوز کہا جاتا ہے۔ بیگم موصوف کی صدارت ہو اور اس قسم کی باتیں ہوں۔ ہمیں اس کا یقین ہی نہیں آتا ہے۔ لیکن میں پوچھتا ہوں کہ قرآن شریف کے اُوپر کی آیتوں کی روشنی میں ان لعنتوں کا کیا علاج کیا گیا۔ جن میں مردوں نے عورتوں کو گرفتار کر رکھا ہے؟ یہ سوال تو قوم و ملت کے سامنے ہے مگر بغیر واقعات جلسہ کے سامنے آنے یا انہیں لکھے بغیر کسی قسم کی مخالفانہ رائے زنی (اور وہ بھی نہایت دل شکن الفاظ میں) کرنے کا نتیجہ غیر مآل اندیشانہ طریق عمل اختیار کیا گیا ہے۔ کیا وہ مستحسن ہو سکتا ہے۔ یہ سوال ایڈیٹر صاحب "نسوانی دنیا" اور ایڈیٹر صاحب پیغام صلح کے سامنے ہے؟

ہم ممنون ہوں گے اگر دہلی کے کوئی صاحب یا اس جلسہ نسواں کی سیکرٹری صاحبہ ان تمام حالات پر روشنی ڈالیں گی۔

(سید عبد المجید کیمبل پور)

جامعہ مصریہ میں دلچسپ مناظرہ

الشوریٰ ۵ ارشعبان۔ اس ہفتہ میں جامعہ مصریہ کے دو اُستادوں میں ایک عجیب و غریب مسئلہ پر مناظرہ ہوا۔

بحث کا موضوع یہ تھا کہ ایک استاد عورتوں اور مردوں کے ساتھ مساوات اور ہر ایک کو برابر حقوق دینے کے حامی تھے۔ چنانچہ انہوں نے اس پر بڑا زور دیا کہ عورتوں کو مردوں کے برابر کیوں نہیں حقوق دیے جاتے دوسری طرف سے یہ پیش کیا جاتا ہے کہ شریعت اسلامیہ نے جو حقوق عورتوں کو دیے ہیں وہ بہت کافی ہیں۔ اور بہ نسبت دیگر مذاہب کے زیادہ ہیں حتیٰ کہ اہل یورپ نے بھی اتنے حقوق نہیں دیئے۔ یہ بالکل غیر ممکن ہے کہ عورتوں اور مردوں میں مساوات برتی جائے۔ کیونکہ فطرت کا بدلنا اور نسوانی دل و دماغ اور جسم و جان کی ترکیب اور مردانہ عقل و فہم و دل و دماغ کی ترکیب میں جو اختلاف ہے اس کی اصلاح انسانی قوت سے باہر ہے۔

مناظرہ کے فیصلہ کن نتیجہ کے انتظار میں سامعین نہایت متحیر اور مسرور تھے۔ بالآخر یہ طے پایا کہ عورتوں کے حقوق جو انہیں شریعت اسلامیہ کی طرف سے ملے ہیں وہ بالکل منصفانہ ہیں۔ چنانچہ دوسرے استاد جو عورتوں کے حامی تھے۔ انہوں نے بھی اس امر کا اقرار کیا کہ بات واقعی یہی ہے مگر میں چاہتا تھا کہ عورتوں کے حقوق کی مذہبی تصریحات عوام کے گوش گذار ہو جائیں۔ (مدینہ)

اسلام زندہ ہے

مسیحی پادری مسٹر سلڈن لکھتا ہے کہ "اسلام زندہ ہے اور زندہ رہیگا" یہ شخص ایک جہاز پر ملازموں کو پنجوقتہ نماز پڑھتے ایک امام کا اقتدا کرتے۔ قرآن پڑھتے اور عیسائیوں کو لہو و لعب میں مصروف رہتے دیکھ کر بہت متاثر ہوا۔ اور اسلام کی عظمت کا معترف ہو گیا۔ اسی طرح ایک مسیحی مشنری نے تو عیسائیوں سے متعلق کہا کہ مسلمان کو عیسائی بنا کر فوراً گولی سے اڑا دو۔ اس لئے کہ مسلمان عیسائی ہو کر مدت تک عیسائی نہیں رہ سکتا۔ یہ میرا عمر بھر کا تجربہ ہے۔ افسوس ہے کہ ایسے پاک مذہب [illegible]

ہے کہ جماعت کے کاروبار کو چلانے اور خدا کے نام اور نبی کریم صلعم کی تعلیم کو پھیلانے کی غرض سے اپنے مال کا ایک مقررہ حصہ اپنی حیثیت کے مطابق ادا کیا جائے۔ اور وہ اب ایک آنہ فی روپیہ قرار دیا گیا ہے۔ آپ پہلے تین پیسے فی روپیہ کے حساب سے اس مقصد کے لئے رقم ادا کرتے ہیں لیکن موجودہ مالی مشکلات کو مدنظر رکھتے ہوئے اور پھیلے ہوئے ہوئے کام کو جاری رکھنے کے لئے ہم سب کو اب اسی اصول پر کاربند ہونا ہوگا۔ یعنی اپنی آمدن سے ایک آنہ فی روپیہ دینا ہوگا۔ جو شخص اپنے طور پر بیوہ اور یتیم کی پرورش کرتا ہے وہ علیحدہ امر ہے۔ لیکن احمدی جماعت کے ممبروں کو اسلام کا پیغام پہنچانے کے لئے ایک آنہ فی روپیہ دینا ہوگا۔ بعض لوگ اپنی ادائیگی کو ٹال دیتے ہیں۔ لیکن اگر آپ کو اپنی جماعت کی وحدت اور اس کے نظام کی حرمت کا ثبوت دینا ہے تو پھر مذکورہ بالا

فیصلہ کی تعمیل

کیجئے۔ یہاں بڑوں اور چھوٹوں کو برابر ہو جانا چاہئے۔ اس میں کوئی مشکل نہیں۔ تم کھاتے ہو۔ پیتے ہو۔ پہنتے ہو۔ بال بچوں کا خرچ چلاتے ہو۔ مکان کا کرایہ ادا کرتے ہو۔ لیکن اگر تم چاہو تو اسی میں سے ایک آنہ فی روپیہ دے سکتے ہو۔ ہم میں ایسے بھی ہوں گے جو ایک چھوڑ دو دو وقت پلاؤ کھاتے ہوں۔ ایسے بھی ہوں گے جنہیں ایک وقت سوکھی روٹی پر گذارہ کرنا پڑتا ہوگا۔ ایسے بھی ہوں گے جو دس روپیہ گز والے کپڑے سے ملبوس ہوتے ہوں۔ ایسے بھی ہوں گے جو صرف دو چار آنے گز والے کپڑے سے اپنا تن ڈھانکتے ہوں گے۔ ایسے بھی ہوں گے جو سو روپے ماہوار والے دلکشا مکان میں زندگی کا لطف اٹھاتے ہوں گے اور ایسے بھی ہوں گے جو تنگ و تاریک کوٹھریوں میں اپنی زندگی کے دن کاٹ لیتے ہوں گے۔ مگر خدا کے سامنے ہم سب برابر ہیں۔ یہ فرق خدا کے حضور نہیں۔ اور یوں بھی ہم میں سے ہر ایک شخص اپنے خرچ میں سے ایک آنہ فی روپیہ نکالنے کی مقدرت رکھتا ہے۔ پچھلے سال کانفرنس میں یہ قرارداد پاس ہوئی تھی کہ

شادی کے خرچ کا پانچ فیصدی

انجمن کو دیا جائے۔ مگر اس پر کوئی توجہ نہ ہوئی۔ اور بعض بعض بڑے بڑے احباب نے شادیاں کیں۔ مگر انجمن کا حق نہ نکالا اور قومی فیصلہ کی عزت نہ کی۔ حالانکہ یہ کام بڑی آسانی سے ہو سکتا تھا۔ جب زیور بنوانا ہو تو تین سو کے بجائے ۲۸۵ روپے کا بنوا لو۔ اگر تین ہزار کا بنوانا ہو تو ۲۸۵۰ کا تیار کرا لو۔ اس طرح کپڑے بجائے پانچ کے پونے پانچ کے تیار کرائے جا سکتے ہیں۔ اسی طرح گھر کے روزانہ اخراجات میں سے ایک آنہ فی روپیہ کی رقم کا ادا کرنا کچھ بھی مشکل نہیں۔ کوئی مسلمان گوشت کے بغیر گذارہ نہیں کر سکتا۔ خدا کی خاطر ہفتہ میں دو دن گوشت کھانا چھوڑ دو۔ ۱۰ روپیہ گز والے کپڑے کے بجائے ۸ روپیہ گز والا کپڑا پہن لو۔ اگر چائے پینے والے اپنی پیالی میں کم شکر ڈال لیں تو اس سے بھی بچت ہو سکتی ہے۔ کھانے پر مسلمان اس قدر زیادہ روپیہ خرچ کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے آپ کو تباہ کر لیا ہے۔ ہمارے دوست اور ہماری خواتین اگر چاہیں تو اپنے گھروں کے خرچ میں سے بہت کچھ پس انداز کر سکتی ہیں۔ اسی طرح اور بہت سے اخراجات ہم نے کم کر دئے ہیں۔ وہاں سے بھی روپیہ بچتا ہے۔ وہ خدا کی راہ پر خرچ ہونا چاہئے۔ مثلاً پیدائش کے خرچ۔ ختنے کے خرچ بسم اللہ اور آمین کے خرچ۔ بیاہ شادی کے بہت سے خرچ۔ منگنی کے خرچ۔ میت کے خرچ سب اڑ گئے ہیں۔ اور یہ کتنی بچت ہے۔ کیا اس

نیک نصیحت

کے لئے جو تمہیں یہاں دی جاتی ہے اس بچت کا کوئی حصہ نہیں ہونا چاہئے؟ کیا لوگ شراب پر اپنا روپیہ برباد نہیں کرتے۔ اور تم اس سے بچے ہوئے نہیں ہو؟ اسی طرح تمہارا بہت سا روپیہ لیمونیڈ پر۔ فالودہ پر۔ شربتوں پر۔ سگرٹوں پر ضائع ہوتا ہے۔ اس کو بچاؤ۔ اور ایک آنہ فی روپیہ خدا کے رستے میں نکال دو۔ مگر اس پر ایسے پکے ہو جاؤ کہ جس طرح کوئی شخص رات کو کچھ کھائے بغیر سوتا نہیں۔ اسی طرح وہ چندہ ادا کئے بغیر مہینہ نہ گذرنے دے۔ لا تخونوا اللہ والرسول یہ روپیہ جو خدا اور رسول کے لئے ہے اس کو دنیا پر خرچ کرنا خیانت ہے۔ یاد رکھو ادنیٰ ادنیٰ باتوں سے بڑے بڑے مفید نتائج پیدا ہو سکتے ہیں۔ اپنے اندر خوبیاں پیدا کرو۔ اپنے فائدہ۔ اپنی قوم کے فائدہ کی بات کو ایک دفعہ سن لو۔ تو اس پر فوراً عمل کرو۔ ان اللہ یحول بین المرء و قلبہ اس سے ڈرو کہ بغیر خدا کی راہ میں خرچ کرنے کی خواہش ہو تو توفیق نہ ملے۔ پھر یاد رکھو کہ کبھی مطالبہ اور تقاضے تک تو نوبت نہ پہنچے۔ اگر جماعت کے نظام کو قائم رکھنا چاہتے ہو۔ تو جس طرح تم روٹی کے بغیر گذارہ نہیں کر سکتے اسی طرح تمہیں موعودہ چندہ ادا کئے بغیر آرام نہیں لینا چاہئے۔ یہ بار بار کا تقاضا ٹھیک نہیں اپنے عزم کا ثبوت دے کر دنیا کو دکھا دو کہ مسلمان جب ایک ارادہ کر لے تو پھر کوئی چیز اُسے اس ارادہ کو پورا کرنے سے روک نہیں سکتی۔ اسی میں تمہاری اور تمہاری قوم کی عزت ہے۔ اسی میں تمہاری اور تمہاری قوم کی زندگی ہے۔

اخبار احمدیہ

حضرت امیر و دیگر بزرگان سلسلہ بخیریت ہیں۔

چوہدری فضلداد صاحب کے نام سے ہمارے اکثر احباب واقف ہوں گے۔ آپ کا معاملہ دست بکار دل بایار والا ہے۔ افسر بھی کہا کرتا ہے کہ فضلداد جس قدر وقت تم دینی معاملات میں صرف کرتے ہو اگر اس سے نصف وقت دنیوی امور میں دو تو بہت ترقی کر جاؤ۔ مگر انہیں یہی دھن ہے کہ اپنے کام کے ساتھ ساتھ کوئی کام خدمت دین کا ہو جائے۔ چندہ دینے کے علاوہ اور لوگوں کو بھی اس کار خیر میں شامل کرتے ہیں۔ کہ وہ بھی چندہ دیں۔ اور اشاعت اسلام کے لئے اوروں سے چندہ وصول کر کے دیں۔ پھر دورہ میں جہاں جاتے ہیں وہاں کی انجمنوں کی حالت کو بنظر غور ملاحظہ کرتے ہیں۔ انہیں دنوں میں وہ چھ خریدار پیغام صلح کو اور آٹھ خریدار لائٹ کو دے چکے ہیں۔ اور اس پر بس دس خریدار اور بہم پہنچانے کا مصمم ارادہ ہے۔ اللہ برکت دے۔ پھر تبلیغ کا کام اس کے علاوہ ہے۔ جملہ احباب سے درد دل سے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے مخلص کو دین و دنیا میں کامیاب فرمائے۔

منشی شاہ دین صاحب فیض اللہ چک والے خود اور ان کی لڑکی دیر سے بیمار ہیں۔ میاں نور محمد صاحب ساکن کھیوت ضلع جہلم مرزا عنایت اللہ بیگ صاحب ساکن مگو والی ضلع گجرات اور چوہدری علی گوہر صاحب نمبردار چک پنیار سرگودہ کی اہلیہ صاحبہ بیمار ہیں ان سب کی صحت کے لئے دعا کی جائے۔

مستری محمد عالم صاحب احمدیہ بلڈنگس لاہور کی والدہ اور منشی نور محمد صاحب نائب ضلعدار نہر شجاع آباد کی اہلیہ صاحبہ فوت ہوگئی ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ ہر دو کو غریق رحمت کرے۔ اور پسماندگاں کو صبر جمیل کی توفیق دے۔

دہلی رنج اور افسوس سے یہ خبر درج کی جاتی ہے کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے قدیم رکن اور مسیح موعود کے پرانے خادم قاضی محمد اکرم صاحب ساماتوی گذشتہ ہفتہ میں ایک طویل علالت کے بعد تقریباً ۷۵ سال کی عمر میں رہگرائے عالم بقا ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم ریاست پٹیالہ کے ایک مشہور خاندان سادات سے تعلق رکھتے تھے۔ اور نہایت مخلص اور پُرجوش احمدی تھے۔ بذلہ سنجی۔ سخن فہمی۔ جوش تبلیغ اور اخلاق حسنہ آپ کے امتیازات خصوصی تھے۔ حضرت مسیح موعود کے ساتھ مرحوم کو بے حد عقیدت تھی۔ اور آپ کے علم کلام کو نہایت خوش سلیقگی سے مناظرہ اور مباحثات میں استعمال کرتے تھے۔ حضرات شیعہ سے عمر بھر آپ کو سابقہ رہا۔ جو آپ کے کمالات کی وجہ سے آپ کی بڑی قدر کرتے تھے۔ اور مرحوم ان میں نہایت اخلاص سے تبلیغ احمدیت کرتے رہے۔ غرض اس قسم کی خوبیوں کے بزرگ شاذ و نادر ہی پیدا ہوتے ہیں۔ ہماری دلی دعا ہے کہ مرحوم کو خدا اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ اور آپ کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ اور آپ کے بیٹے محمد اسلم کو اپنے بزرگ والد کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق دے۔ اور انہیں سلسلہ اور اسلام کا بہترین خادم بنائے۔ آمین۔ گذشتہ جمعہ کو مسجد احمدیہ بلڈنگس میں آپ کی نماز جنازہ پڑھی گئی۔ احباب بھی نماز جنازہ پڑھیں۔

ڈاکٹر سلطان محمد صاحب موچی دروازہ لاہور کی اہلیہ ۲ جنوری کو فوت ہو گئی ہیں۔ مرحومہ چار چھوٹے چھوٹے بچے چھوڑ گئی ہے۔ ایک لڑکی سات یوم کی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کا محافظ ہو۔ اور مرحومہ کو جنت نصیب کرے۔ آمین۔ احباب سب جگہ مرحومین کا غائبانہ جنازہ پڑھیں۔

منشی غلام سرور صاحب ڈسپنسر شفاخانہ سوہاوہ (ضلع جہلم) اپنی چٹھی مورخہ ۲۷ دسمبر ۱۹۲۸ء میں اطلاع دیتے ہیں کہ "آج چند یوم ہوئے کہ چھوٹا بھائی (عمر ۱۸ سال) بعارضہ دق فوت ہو گیا ہے"۔ منشی صاحب کا لڑکا بھی گمبیر کے عارضہ میں مبتلا ہے لڑکی کو بھی عرصہ سے بخار ہے لڑکی کی عمر چار سال ہے اور لڑکے کی ڈیڑھ سال۔ منشی صاحب اپنے بچوں کی بیماری کی وجہ سے بہت پریشان ہیں۔ احباب دعا فرمائیں کہ خداوند کریم ان کے بچوں کو صحت بخشے۔

مکرم شیخ گلاب الدین صاحب نے جو لاہور شہر میں بہت پرانے [illegible]

ہاتھ پر بیعت کی اور سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ اللہ تعالیٰ مبارک کرے۔

خانصاحب عبد الرشید خانصاحب بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی ضلع پشاور نے ۲۹ دسمبر ۱۹۲۸ء کو حضرت امیر ایدہ اللہ کے ہاتھ پر بیعت احمدیت کی اللہ تعالیٰ مبارک فرمائے۔

تحریک قرضہ حسنہ

منشی خدا بخش صاحب فاضلکا سے لکھتے ہیں کہ میرا ارادہ ہے کہ رقم قرضہ با قساط بطور چندہ دیدوں۔ جو واپس نہ ہو۔ چنانچہ آپ اس طرح وعدہ ادا کر چکے ہیں۔ جزاک اللہ احسن الجزا

سالانہ جلسہ کی کانفرنس

سالانہ جلسہ کی کانفرنس میں جناب مولوی عبد الهادی خانصاحب ساکن عظیم کہ ضلع بنوں نے تجویز پیش کی کہ جو احباب انجمن کو ایک سال کے لئے قرضہ کے طور پر رقوم دے چکے ہیں یا آئندہ دیں گے وہ انجمن کو بطور چندہ دیدیں۔ اس پر دیر تک بحث ہوتی رہی لیکن حضرت امیر نے مولوی صاحب کو یہ تجویز واپس لینے کے لئے فرمایا۔ اور تجویز پاس نہ ہونے دی۔ فرمایا کہ ہم انشاء اللہ تعالیٰ روپیہ واپس کر دیں گے۔ انجمن کا اعتبار اور وقار جاتا رہے گا۔ روپیہ واپس کرنے پر خود شرح صدر سے جو چاہے ایسا کرے۔ مگر رزولیوشن پاس نہیں ہونا چاہئے۔

تحریک بیس روپے فی کس

اس تحریک کو کامیاب بنانے کے لئے بعض احباب نے خطرناک علاقوں میں کام کیا۔ وہ کاسہ گدائی ہاتھ میں لے کر نکلے۔ اور بڑی کامیابی حاصل کی۔ چنانچہ میر سکندر شاہ صاحب نے درملک ضلع کوہاٹ میں جناب فضل خالق خان صاحب نے خیبر ایجنسی پشاور میں چندہ جمع کیا۔ جہاں چپہ چپہ پر احمدیت کی مخالفت ہے۔

ماسٹر رکن الدین صاحب ساکن ٹیری ضلع کوہاٹ نے ستر روپے اپنے پاس سے ادا کر کے اس تحریک میں حصہ لیا۔

شیخ عطاء اللہ صاحب برادر شیخ محمد عبد اللہ صاحب نے لنڈن سے ایک پونڈ اپنی گرہ سے ادا کر کے اس تحریک میں حصہ لیا۔ کیونکہ وہاں دوسرے لوگوں سے چندہ لینا مشکل ہے۔ دہریت کی لہر کا بہت اثر ہے۔ وہاں جا کر بعض خدا سے بھی منہ موڑ لیتے ہیں۔

بابو عبد الرحیم صاحب سٹیشن ماسٹر کال پور نے بیس روپے اپنی گرہ سے اور پانچ روپے جمع کر کے بھیجے۔

شیخ اللہ بخش صاحب چوہلی سے لکھتے ہیں کہ حضرت امیر کا ارشاد پڑھ کر شرم کو بالائے طاق رکھا۔ اور یہ کام کیا۔ خدا کے فضل سے کامیابی ہوئی۔

شیخ قمر الدین صاحب ساکن جہلم نے تو کمال کر دیا۔ کچکول ہاتھ میں لیا اور جگہ جگہ پھر کر چالیس روپے جمع کر کے دیے۔

مکرمہ محترمہ سیدہ بیگم صاحبہ بنت داروغہ نبی بخش صاحب زوجہ حضرت مسیح موعودؑ کے سابقین اولین خادم سے ہیں) نے جلسہ مستورات میں بذریعہ کچکول مبلغ ۱۴۵ کے قریب جمع کئے۔ اور پھر ایک مختصر سے مضمون اور پنجابی نظم کے ساتھ جو گذشتہ اشاعت میں شائع ہو چکی ہے۔ اپنا کچکول مردوں کے جلسہ میں ایسے وقت بھیجا جب کہ مخلصین دل کھول کر ہر تحریک میں چندے دے چکے اور اپنی جیبیں خالی کر چکے تھے۔ تاہم احباب نے اپنی ایک محترمہ بہن کے سوال کو مسترد نہ کیا۔ کچکول کو چندے سے بھر دیا۔ جب اس کا شمار کیا تو بارہ چودہ روپے مستورات کے چندے سے کم تھے۔ یہ مناسب نہ سمجھ کر کہ مرد مستورات سے پیچھے رہیں جناب ڈاکٹر غلام محمد صاحب نے اس کمی کو پورا کر دیا۔ اللہ تعالیٰ ان تمام لوگوں کو جزائے خیر دے۔ جنہوں نے کسی رنگ میں خدمت اسلام کی۔ اللہم انصر من نصر دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم واجعلنا منہم

خاکسار محمد نصیب

نوٹ: کسی گذشتہ اشاعت میں اخبار احمدیہ والے کالم میں غلطی سے یہ خبر درج ہو گئی ہے کہ ماسٹر رکن الدین صاحب سیکنڈ ماسٹر ٹیری کے ہاں لڑکا پیدا ہوا۔

قانون تحدید عمر ازدواج

گذشتہ سے پیوستہ

سید عبد الحمید صاحب کے قلم سے

کیا دوسروں کے لئے زندہ رہنے کی اس سے بہتر مثال اور کوئی مل سکتی ہے ۔ کیا ایک عالم بھی سینہ پر ہاتھ رکھکر اور خدا کو حاضر ناظر سمجھ کر فرما سکتا ہے ۔ کہ وہ سب کچھ محتاجوں کو دے چکے ہیں ۔ ان کے ان کے گھر آتے ہیں ۔ وہ اپنے مکانوں میں جھاڑو خود دیتے ہیں ۔ کیا انکے گھروں میں زیورات اور نفیس نفیس لباسوں کی بہتات نہیں ہے ۔ حضرات بات یہ ہے ۔ کہ :-

گر بما لطلبی معنا لقیت ۔ ذرہ طلبی تعن دیر لست

میں نے اپنے ایک عالم دوست سے یہی سوال کیا ۔ تو آپ کیا فرماتے ہیں ۔ کہ ایک راہ تقوی ہے جس پر رسول اکرم عمل پیرا تھے ۔ ایک راہ فتویٰ ہے یعنی یہ کہ یہ چیزیں جائز ہیں ۔ لیکن انہیں غالباً یہ خبر نہ تھی ۔ کہ قرآن نے متقیوں کی نجات لکھی ہے ۔ جو تقویٰ پر چلنے والے ہیں مفتیوں کی نہیں ۔ کیا امامرون

الناس بالبر و تنسون انفسکم

یعنی لوگوں کو تم نیکی کی ہدایت کرتے ہو ۔ اور اپنے نفسوں کو بھول جاتے ہو ۔ کی خلاف ورزی کی ۔ اس سے زیادہ نمایاں نظیر اور کوئی ہو سکتی ہے ؟ میں نہیں سمجھتا ۔ کہ جو علماء خود رسول اکرم کے اسوہ پر نہیں چلتے انہیں کیا حق حاصل ہے ۔ کہ دوسروں کو وہ بات کہیں ۔ جو خود نہیں کرتے ۔

ایک یہ اعتراض کیا جاتا ہے ۔ کہ کل کو گورنمنٹ

نمازوں اور نوافل سے روکیگی

اور یہ کہ قرآن میں اس کا اگر یہ جواز موجود نہیں ہے ۔ تو کیا مسلمان اسے برداشت کر لیں گے ۔ عالموں کی طرف سے اس قسم کے اعتراضات کچھ ان کی شان کے زیادہ شایان نہیں ہیں ۔ لیکن جو عام معلومات انہیں حاصل ہیں ۔ اس لحاظ سے کچھ عجب بھی نہیں ہے ۔ میں سمجھتا ہوں ۔ کہ بعض ذاتی افعال ہوتے ہیں جس کے لئے انسان خود اس کے لئے ذمہ دار ہوتا ہے ۔ اور بعض ایسے فعل ہوتے ہیں جن کے لئے وہ سوسائٹی کو جواب دہ ہوتا ہے ۔ نماز ، روزہ ، حج وغیرہ یہ ذاتی افعال ہیں ۔ سوسائٹی پر اس کا اثر نہیں ہوتا ۔ اس واسطے کونسی گورنمنٹ ایسی بے وقوف ہو سکتی ہے ۔ کہ اس میں مداخلت کرے ۔ لیکن جو سوسائٹی کے جرم ہیں ۔ اس میں گورنمنٹ کا دخل انداز ہونا ضروری ہے ۔ مثلاً حیدر آباد والی نظیر کو ہی لیجئے ۔ اگر کوئی مولوی صاحب منبر پر کھڑے ہو کر فرمائیں ۔ کہ صغرا بی بی حمید اللہ خاں کی جائز منکوحہ تھی ۔ حضرت عائشہ کی شادی چھ برس کی عمر میں ہوئی ۔ اور رخصت ۹ برس کی عمر میں ہوئی ۔ اور صغرا کی عمر ۱۳ برس کی تھی ۔ اور نابالغہ کے ساتھ مقاربت بھی جائز ہے ۔ پس اگر وہ حمید اللہ کے اس فعل سے مر گئی ۔ تو حمید اللہ کو کچھ نہ کہا جائے کیونکہ یہ جائز فعل تھا ۔ اور اگر گورنمنٹ نے کچھ دست اندازی کی ۔ تو یہ مداخلت فی الدین ہے ۔ اگر گورنمنٹ اس قسم کے مشوروں پر عمل کرنا شروع کر دے ۔ تو اس حمید اللہ خاں کے واقعات کی تعداد اس کثرت کو پہنچ جائے ۔ کہ خود یہی مولوی صاحبان گورنمنٹ کا دروازہ کھٹکھٹانا شروع کر دینگے ۔ کہ اس خرابی کو بند کیا جائے یا یہ بھی ممکن ہے ۔ کہ وہ اسے پسند فرماتے ہیں ۔ کیونکہ عمل تو اسوہ کے مطابق ہوا ہے ۔ یہ نتیجہ خواہ مخالف نکلے ۔ اور وہ اتفاقی ہے اگر کسی حصہ ملک کی حکومت اس قسم کی ذہنیت رکھنے والے لوگوں کے ہاتھ میں آجائے ۔ خواہ وہ علمائے دین ہوں ۔ یا ہندو دھرم کے پنڈت ۔ تو دنیا ایک لمحہ بھر کے لئے رہنے کے قابل نہ رہے ۔ ایک یہ اعتراض بھی ہے ۔ کہ

یہ قانون اسلامی تہذیب و عصمت کو تباہ کر دیگا

کیونکہ ان کے اپنے الفاظ میں اس کی وجوہات یہ ہیں ۔ کہ جیسا کہ ہر شخص جانتا ہے ۔ اور یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے ۔ کہ مسلمان عصمت مآب خواتین کے لئے ہوس رانی کے وہ تمام دروازے بند ہیں جو دوسری اقوام کی عورتوں کو حاصل ہیں ۔ اور اس صورت میں ان کی عفت و عصمت کی حفاظت کی ایک ہی شکل ہے ۔ کہ جس وقت وہ بالغہ ہو جائیں ۔ فوراً ان کی شادی کر دی جائے ۔ بالغہ ہو جانے اور قوائے جسمانیہ کی صحت و قوت کی حالت میں ان کے لئے سال دو سال تو کیا ۔ دو چار مہینے بھی گذرنے مشکل ہو جاتے ہیں ۔ تو گویا اس کے یہ معنے ہوئے

اصل اعتراض کی طرف رجوع کرنے سے پہلے ہم اول اس حصہ کو لینا چاہتے ہیں ۔ جس میں اسے ایک ناقابل انکار حقیقت بتایا گیا ہے ۔ کہ دوسری اقوام کی عورتوں پر ہوس رانی کے دروازے کھلے ہوئے ہیں ۔ جو مسلمان عورتوں پر بند ہیں ۔ میرا خیال ہے ۔ کہ ہر شریف کی یہی رائے ہو گی ۔ کہ اگر یہ بات درست بھی ہے ۔ تب بھی اس کے اظہار سے پہلو تہی کرنا چاہئے تھی ۔ کیونکہ انسان دوسروں کو کم بینی کی نظر سے دیکھے بغیر بھی اپنے تورع کا اظہار کر سکتا ہے ۔ زید کو حق حاصل ہے ۔ کہ یہ کہے کہ میرے پاس اتنا مال ہے ۔ اور اتنی دولت ہے ۔ اور دیکھو میں ہر وقت کا گر انڈیل جوان ہوں ۔ لیکن اخلاقاً اسے یہ حق حاصل نہیں ہے ۔ کہ وہ یہ بھی ساتھ کہے ۔ کہ بکر کو دیکھو ۔ فاقہ کھا رہا ہے ۔ اور وہ اکیلا نیل ہوتا ہے ۔ کسی واقعہ کے اظہار کا یہ اخلاقی پہلو ہے ۔ اب ہم اس کی اصلیت کی طرف آتے ہیں ۔ کہ دوسری قوموں کی دیویوں کی نسبت یہ الزام کہاں تک درست ہے ۔ دوسری قومیں یہی ہمارے ابنائے وطن ہندو سکھ اور عیسائی ہیں ۔ جب صغر سنی کی شادی کی لعنت کا ذکر آتا ہے ۔ تب بھی ”برادران ہند“ کو مد نظر رکھکر ہندوؤں کو نشانہ ملامت بنایا جاتا ہے ۔ کہ یہ لعنت ان میں ہے ۔ اور جب سن بلوغ کی شادی پر زور دیا جاتا ہے ۔ تب بھی انہیں ہدف ملامت بنایا جاتا ہے ۔ کہ وہ بلوغ کی عمر تک شادی کا انتظار کر سکتے ہیں ۔ کیونکہ ان کے ہاں دروازے ہوس رانیوں کے بہت کھلے ہیں ۔ سوال پیدا ہوتا ہے ۔ کہ جس قوم میں نابالغی ہی میں شادیاں ہونے کا رواج ہے ۔ وہاں ہوس رانیوں کے کون سے موقعے مل سکتے ہیں ۔ کیونکہ نابالغیت میں ہی جب شادی ہو گی ۔ تو اخلاقی لغزشوں کی نوبت ہی نہ پہنچے گی ۔ گویا اس لحاظ سے یہ الزام خود الزام لگانے والے کے لئے باعث شرم ہے ۔ اور اب رہی دوسری بات کہ بلوغ کے زمانہ میں شادیاں ہوں جیسا کہ برادران ہنود نے خود اس قانون کو تجویز کیا ہے ۔ تب بھی بے جا ہوس رانیوں کے جذبات نہیں پیدا ہو سکتے ہیں ۔ کیونکہ بالغ لڑکیوں کے خاوند موجود ہوں گے ۔ یہ الزام اس وقت درست ہو سکتا تھا ۔ اگر برادران وطن یہ تحریک پیش کرتے ۔ کہ ۲۵ برس کی عمر میں شادیاں کرنے کا قانون بنا یا جائے ۔ ان علما کو یاد رکھنا چاہئے ۔ کہ برادران وطن نہایت فہمیدہ قوم ہے ۔ اور میرے خیال میں مسلمانوں سے زیادہ فہمیدہ تر ۔ اسے نہ بھلایا جائے ۔ کہ اس قوم کی رگوں میں سری رامچندر اور سری کرشن کا خون بہ رہا ہے ۔ اس کا فلسفہ اور علم الہیات ایک خاص درجے پر پہنچے ہوئے ہیں ۔ اس کے اسلاف دنیا کے مشہور ترین مشاہیر کی صف میں جگہ پاتے ہیں ۔ کیا ایسی قوم ہو ۔ اور اس میں ہم ہوس رانیوں کے دروازے کھلے پائیں ۔ یہ ٹھیک ہے کہ مذہباً اور بعض باتوں میں جو اخلاقی ہیں ۔ ہمیں ان سے اختلاف ہو ۔ لیکن اس کے یہ معنے نہیں ۔ کہ ہم کسی قوم کی اچھی صفات کی وجہ سے اس کی تعریف بھی نہ کریں ۔ پس ہر صورت میں یہ الزام غلط ہے ۔ اور میرا دوستانہ مشورہ ہے ۔ کہ جہاں تک ہو سکے ۔ اسے پہلی ہی فرصت میں واپس لینا چاہئے ۔

اب رہا ۔ اصلی معاملہ ۔ قانون نے ۱۴ برس شادی کی عمر مقرر کی ہے اب سوال تو یہی ہے ۔ کہ اگر کوئی ۱۴ برس سے پہلے بالغ ہو جائے ۔ تو اس کا کیا علاج ۔ اور بقول اس کے کہ اگر اس کی شادی نہ کی گئی ۔ تو عصمتیں تباہ ہو جائیں گی ۔ یہ سوال نہ صرف مسلمانوں کے لئے بلکہ ہمارے ۲۵ کروڑ برادران وطن کے سامنے بھی موجود ہے ۔ دیکھنا یہ ہے ۔ کہ وہ کیا کریں گے ۔ کیا وہ لڑکیوں کے لئے ہوس رانی کے دروازے کھول دینگے ۔ میرا قلم تو اس کے لکھتے ہوئے بھی کانپتا ہے ۔ مگر جواب یہ ہے ۔ کہ اول تو عملاً ایسی بہت کم صورتیں وقوع میں آئیں گی ۔ جہاں چودہ برس سے پہلے زمانہ بلوغت شروع ہو جائے ۔ لیکن اگر شاذ صورتوں میں ایسا ہو بھی جائے ۔ تو پھر قدرتاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے ۔ کہ جہاں زمانہ بیٹے بیٹیوں والا ہے ۔ وہاں علمائے دین بھی اس سے خالی نہ ہونگے ۔ تو ان کی سولہ سولہ اٹھارہ اٹھارہ برس کی لڑکیاں کنواریاں موجود ہیں ۔ اور اس سے انکار کرنا ممکن نہ ہو گا ۔ تو وہاں کیا کیفیت درپیش آتی ہیں ۔ اور اگر وہ ” قابل اعتراض نہیں ہیں ۔ تو یہی حالت اور جگہ بھی ہو سکتی ہے ۔ ایسی مثال تو عام مسلمانوں میں تو درکنار خود ان اصحاب میں جو اس بیان کے دعویدار ہیں ۔ کہ علامات بلوغ ظاہر ہوتے ہی بچوں کی شادیاں نہ کر دی جائیں ۔ تو وہ اخلاقاً بگڑ جاتے

اعلان نکاح

۲۳ دسمبر ۱۹۲۹ء کو شیخ عبد الرحمن پسر شیخ محمد نصیب ساکن احمدیہ بلڈنگس لاہور کا نکاح مسمات سردار بیگم بنت شیخ دیوان بخش ساکن ستھیاں پورہ تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور کے ساتھ پانچ سو روپیہ مہر پر حضرت امیر سلمہ اللہ نے پڑھا اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ یہ تعلق فریقین

نہیں ملنا ناممکن ہو گی ۔ کہ جہاں لڑکی میں ظاہری علامت بلوغت نمایاں ہوئی نہیں ہے اگلے دن اس کی شادی کر دی گئی ہو ۔ اس کا علاج تو یہی ہے ۔ کہ قانون پاس کر دیا جائے ۔ کہ نابالغی میں ہی شادیاں کر دی جایا کریں ۔ اس سے علماء کے وہ تمام اندیشے دور ہو جائیں گے ۔ جو ہوس رانیوں کے متعلق پیدا ہو رہے ہیں ۔

یہاں ہم علماء کے اس بیان کو ایک دفعہ پھر دہراتے ہیں ۔ کہ ” بالغہ ہو جانے اور قوائے جسمانیہ کی صحت و قوت کی حالت میں ان کے لئے سال دو سال تو کیا دو چار مہینے بھی گذرنے مشکل ہو جاتے ہیں “ اور واقعات کی روشنی میں پھر دیکھتے ہیں ۔ کہ یہ کہاں تک درست ہے ۔ اس موقعہ پر چند ایک انوکھے واقعات ہمارے سامنے آتے ہیں ۔

(۱) مسلمان طلباء اور مشنری اسپیریٹ تعلیم کی غرض سے ولایت جاتے ہیں ۔ اور وہاں پانچ پانچ چھ چھ برس صرف کرتے ہیں ۔ (۲) علمائے دین بھی تبلیغی دوروں پر اپنے گھروں سے چار چار پانچ پانچ ماہ غیر حاضر رہتے ہیں ۔ (۳) مدرسۃ العلوم دیوبند اور دیگر مرکزی مدرسوں میں بالغ طالب علم اکثر مسلسل طور پر چھ چھ سات سات مہینے گذارتے ہیں ۔ چھٹیوں میں گھر جاتے ہوں گے ۔ اور دیوبند کے مدرسہ کے متعلق اگر یہ درست ہے ۔ کہ وہاں بخارا اور جاوا کے طالب علم بھی پڑھتے ہیں ۔ تو انہیں تو برسوں اپنے گھروں سے دور رہنا پڑتا ہے ۔ اگر وہ بیاہے ہوئے ہیں ۔ تو ان کی بیویاں وہاں اکیلی رہ جاتی ہیں ۔ اور اگر وہ بیاہے ہوئے نہیں ہیں ۔ تو وہ دیوبند میں خود ان تمام جذبات کے ساتھ رہتے ہیں ۔ جن کو علماء اتنی اہمیت دے رہے ہیں ۔ جیسا کہ بقائے حیات کے لئے روح یا تنفس ۔

(۴) ہمارے علماء خصوصاً اور عوام حج کو جاتے ہیں ۔ تو آمد و رفت میں کم و بیش اوسطاً چار مہینے صرف ہو ہی جاتے ہیں ۔ اور سب حج

خبریں

—— لاہور ۳ جنوری ۔ پولیس نے غلام محمد ایجنٹ اخبارات لاہور کے پاس ایک پولیس افسر معہ چند سپاہیوں کے آیا اور اخبار ” پیام جنگ “ کے متعدد پرچے اپنے قبضہ میں لے لئے ۔ یہ اخبار ابھی ابھی جاری ہوا ہے ۔ پولیس کے سوال کے جواب میں ایجنٹ نے کہا ۔ کہ ایک سکھ خود اخبارات دے جایا کرتا ہے ۔ معلوم ہوا ہے ۔ کہ پرکاش سٹیم پریس میں بھی ایک سب انسپکٹر اور چند سپاہی اسی غرض سے گئے ۔

—— ۳ جنوری کو لاہور میں بھاٹی دروازہ کے قریب ایک چک ساز کی دوکان میں آگ لگ گئی ۔ چونکہ دوکان پھوس کی بنی ہوئی تھی ۔ آگ فوراً پھیل گئی ۔ اور دیکھتے دیکھتے ساتھ والی دکان بھی جلکر راکھ کا ڈھیر ہو گئی ۔ بیان کیا جاتا ہے ۔ کہ یہ آگ کسی شرارت کا نتیجہ ہے ۔

—— عدالت عالیہ لاہور میں کرسمس کی تعطیلات کے بعد تمام وکلا اپنے مخصوص لباس میں چیف جسٹس سر شادی لال کے کمرہ میں موجود تھے ۔ اس کے بعد عدالت عالیہ کے تمام جج ایک جلوس کی صورت میں نکلے ۔ وکلا نے ان کو جھک کر سلام کیا ۔ اس کے بعد یہ لوگ واپس چلے گئے ۔ اور ان کا فوٹو لیا گیا ۔ معلوم ہوا ہے کہ موسم گرما میں عدالت عالیہ کے کھلنے پر پھر اسی قسم کی تقریب ہو گی ۔

—— ۲۸ دسمبر ۲۹ء کی شام کو واٹر ورکس کے میدان میں مسلمانان لاہور کا ایک عام جلسہ منعقد ہوا جس میں مولانا غلام مرشد نے ایک فاضلانہ وعظ فرمایا اور اس کے بعد میاں عبد الحی صاحب رکن اسمبلی کے اس مسودہ قانون کی پر زور تائید کی گئی جس میں حکومت سے درخواست کی گئی ہے ۔ کہ نکاح وراثت اور دیگر اسلامی امور کے متعلق مسلمانوں کے مقدمات کو اسلامی شریعت کے مطابق طے کیا جائے ۔

—— ۳ جنوری کو لاہور میں لوکو اور کیرج شاپ کے مزدوروں اور کارکنوں کا ایک عام جلسہ منعقد ہوا جس میں مسٹر سبھاش چندر بوس نے تقریر کی ۔ مقرر نے کہا کہ دیگر ممالک میں مزدور برسر اقتدار ہیں ۔ اگر آپ قربانیاں کر سکیں ۔ تو آپ بھی حکومت کر سکتے ہیں ۔ ہندوستان مزدوروں ہی کے ذریعہ آزاد ہو سکتا ہے چونکہ ریلوے بورڈ کے ارکان غیر ہندوستانی ہیں ۔ اس لئے اس محکمہ میں ہندوستانیوں کے ساتھ بے انصافی ہو رہی ہے تمہیں مزدوروں کو منظم کرنے کی کوشش کرنی چاہئے ۔

—— باریسال (بنگال) میں بابو ستیش چندر وکیل کے مکان کی تلاشی لی گئی وارنٹ اس کی شادی شدہ لڑکی مسز شوشا ما کے نام کا تھا ۔ شوشا ما نے اپنی ماں کے نام ایک خط لکھا تھا ۔ جسے پولیس نے اپنے قبضہ میں لے لیا ۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس تلاشی کا تعلق اس ڈاکہ سے ہے ۔ جو ضلع راجشاہی میں ڈاک گاڑی پر ڈالا گیا تھا ۔

—— کانگرس کی قرارداد کامل آزادی کے متعلق مسٹر جناح نے ایک بیان کے دوران میں کہا ۔ میرے نزدیک مہاتما گاندھی کا سارا سیاسی فلسفہ متضاد بیانوں کی ایک پوٹ ہے اور ایک معقول و دانشمند انسان کے لئے اس کی تقلید غیر ممکن ہے ۔ ہندوستان کسی متشددانہ یا غیر متشددانہ کارروائی سے اس قدر فوائد حاصل نہیں کر سکتا

تعلیم نسواں اور مسلمان

چند قابلِ غور امور

(شیخ محمد انعام الحق صاحب اسسٹنٹ ایڈیٹر "پیغام صلح" کے قلم سے)

ہم اس زمانہ کو غالباً پیچھے چھوڑ آئے ہیں جب کہ تعلیم کی ضرورت واہمیت ثابت کرنے کے لئے قوم کے سمجھدار افراد کے سامنے دلائل پیش کرنے پڑتے تھے۔ اور حامیانِ تعلیم نسواں کے مختلف طریق پر مخالفت کی جاتی تھی۔ اب راستہ بہت کچھ صاف ہوچکا ہے۔ رکاوٹیں ایک ایک کرکے دور ہو رہی ہیں۔ آپ کو شرفاء کے بہت سے ایسے گھرانے ملیں گے جو کل تک لڑکیوں کی تعلیم کو عیب خیال کرتے تھے۔ لیکن آج فخریہ اس پر عامل ہیں۔ ہر طبقہ کی مسلمان لڑکیاں سکولوں میں جانے لگی ہیں۔ اور ہم چند اعلیٰ تعلیم یافتہ مسلمان خواتین کے نام بھی لے سکتے ہیں۔ بے حد قدامت پسند اور تنگ خیال افراد کے ایک محدود طبقہ کے علاوہ ساری قوم اس کی تائید کر رہی ہے

انقلابات کا زمانہ

ہمارے گذشتہ جمود وسکون اور غلط روی کے مقابلہ میں یہ تبدیلی نہایت خوشگوار اور حوصلہ افزا معلوم ہوتی ہے۔ مگر ہم جس زمانے میں زندگی بسر کر رہے ہیں وہ انقلابات کا زمانہ ہے۔ ترقی کی دوڑ بہت تیز ہوگئی ہے۔ انتہائی جدوجہد زندگی کی سب سے پہلی اور اہم ترین شرط قرار دی جاچکی ہے۔ لہذا ہمارے لئے ترقی کا صحیح معیار اپنی گذشتہ سست رفتاری اور غفلت نہیں بلکہ دوسری اقوام کی تیز رفتاری اور بیداری ہے۔ ہمیں یہ دیکھنے کے ساتھ ہی کہ ہم کس قدر آگے بڑھے ہیں۔ یہ بھی دیکھنا ہوگا کہ اوروں سے کس قدر پیچھے ہیں۔ اسی معیار کو مدِنظر رکھتے ہوئے ذرا غور سے اندازہ لگائیے کہ تعلیم نسواں کے لحاظ سے ہماری قوم کہاں ہے۔ آپ کو اپنی درماندگی نظر آجائے گی۔ دیگر ممالک کو جانے دیجئے۔ خود ہمارے برادرانِ وطن اس میدان میں ہم سے بہت آگے ہیں۔ اور نہایت تیزی سے بڑھے چلے جا رہے ہیں۔ یوں تو ہم تعلیمی۔ اقتصادی۔ سیاسی غرضکہ ہر لحاظ سے ہندوستان کی دیگر اقوام کی نسبت بہت درماندہ ہیں۔ تعلیم ذکور ہی کو لیجئے۔ ہمارا کام دوسروں کے مقابلہ میں کچھ حقیقت نہیں رکھتا۔ تاہم تھوڑا بہت ضرور ہو رہا ہے۔ جو نہ ہونے سے بہرحال بہتر ہے۔ مگر تعلیم نسواں کے متعلق ہماری تمام جدوجہد نسبتاً اس قدر حقیر ہے جسے کوئی وقعت نہیں دی جاسکتی۔ اگر آپ کو اس میں کچھ شک ہو تو زنانہ درسگاہوں اور طالبات کے اعداد وشمار ہماری صداقت کی گواہی دے سکتے ہیں۔ تعلیم نسواں کی اہمیت اور زمانہ آئندہ کی ضروریات کی روشنی میں موجودہ صورت حالات پر نظر ڈالی جائے تو حالات کچھ حوصلہ افزا معلوم نہیں ہوتے مسلمانوں نے تعلیم ذکور کے بارے میں غفلت برتی اس کا خمیازہ کھینچ رہے ہیں۔ جس کی تفصیل کی ضرورت نہیں۔ اس سلسلے میں بھی ہماری یہی روش رہی تو ہمیں اپنی حالت پر ماتم کرنے کے لئے تیار رہنا چاہئے

مسلمانوں کی بے توجہی

بظاہر یہ ایک تعجب انگیز بات معلوم ہوتی ہے۔ کہ مسلمان باوجود تعلیم نسواں کی اہمیت کو محسوس کرتے ہوئے اُس کی طرف پورے طور پر متوجہ کیوں نہیں ہوتے۔ خاص کر اعلیٰ تعلیم کے متعلق ان کا طرزِ عمل بہت قابلِ افسوس ہے عام طور پر لڑکیوں کی تعلیم پرائمری یا زیادہ سے زیادہ مڈل پر ختم ہو جاتی ہے۔ اگر افلاس کا عذر پیش کیا جائے تو یہ رکاوٹ تعلیم ذکور کے راستے میں بھی حائل ہے۔ لیکن ہم دیکھ رہے ہیں کہ نسبتاً بھی تعلیم نسواں کے لئے کچھ نہیں ہو رہا ہے۔ اگر کہا جائے کہ مسلمانوں نے اس کی اہمیت کو حقیقی طور پر محسوس نہیں کیا تو ممکن ہے کہ ایک حد تک قابلِ قبول ہو۔ مگر ایسے مسلمانوں کی تعداد کچھ کم نہیں جو اپنی لڑکیوں کو اعلیٰ تعلیم دلانا چاہتے ہیں۔ اس کی اصلی قدر وقیمت سے بخوبی واقف ہیں۔ ان کی مالی حالت بھی اس کی اجازت دیتی ہے۔ قدامت پسند لوگوں کی مخالفت کا بھی انہیں خوف نہیں۔ مگر کسی نامعلوم وجہ سے اپنی خواہش کو پورا کرنے کی جرأت نہیں کرتے۔ ایسی مثالیں بھی موجود ہیں کہ لڑکی کو تعلیم کا شوق ہے اس کی عمر بھی کچھ زیادہ نہیں۔ والدین بھی چاہتے ہیں کہ وہ اعلیٰ تعلیم حاصل کرے۔ لیکن باوجود اس کے وہ اپنے ارادہ کو پورا نہ کر سکے۔ اور ان کی یہ خواہش حسرت بن کر رہ گئی

تعلیم نسواں کی اہمیت

تعلیم نسواں کا مسئلہ ہمارے اہم ترین قومی مسائل میں سے ہے۔ حالات کا تقاضا ہے کہ اس پر خاص توجہ کی جائے۔ ہماری دیگر قومی مصروفیات اور گوناگوں مشکلات اس کی اہمیت کو ہرگز کم نہیں کر سکتیں۔ اس سلسلہ میں ہمارا پہلا فرض یہ ہے کہ ہم ان رکاوٹوں کی جستجو کرکے دور کریں۔ جن کی وجہ سے سمجھدار اور روشن خیال مسلمان بھی اپنی خواہش کے خلاف [illegible] اعلیٰ تعلیم نہیں دلاتے۔ ہماری صورت

یہ ممکن ہے کہ قوم کے اربابِ فکر ودانش تمام حالات کو مدِنظر رکھتے ہوئے اس پر ٹھنڈے دل سے غور کریں اور پھر ایک سنجیدہ اور معقول راستہ تجویز کیا جائے۔ جن بزرگوں نے تعلیم نسواں کی ترقی وترویج کے لئے کوششیں کی ہیں۔ یا کر رہے ہیں ان کے بارِ احسان سے قوم کبھی بھی عہدہ برآ نہیں ہوسکتی۔ اور ان کی مساعی فی الحقیقت نہایت قابلِ قدر ہیں۔ جن کا اعتراف نہ کرنا احسان فراموشی ہے۔ مگر ان کوششوں سے وہ نتائج مرتب نہیں ہوئے۔ جن کی توقع دلائی جاتی تھی۔ یا جن سے ہماری قومی ضروریات وابستہ ہیں۔ اس کھلی ہوئی حقیقت سے کسی کو مجالِ انکار نہیں ہوسکتی۔ یہ اس بنیادی غلطی کا نتیجہ ہے جو طریقِ تعلیم اور نصاب کے انتخاب میں کی گئی ہے۔ ہمارے قریباً تمام مردانہ وزنانہ سکولوں میں مغربی طریقِ تعلیم جاری ہے۔ جس میں اصولی طور پر کوئی تبدیلی نہیں کی گئی۔ ظاہر ہے یہ کسی صورت میں بھی ہمارے لئے موزوں نہیں سکتا۔ ہماری مذہبی معاشرتی اور ملکی ضروریات یورپ سے بہت زیادہ مختلف ہیں۔ جن کو موجودہ طریقِ تعلیم اس وقت تک پورا نہیں کرسکتا جب تک اس میں کافی طور پر تبدیل نہیں کیا جاتا۔

مغربی تہذیب کے زبردست اثرات

جب تعلیم ذکور کی ابتدا ہوئی تھی اس وقت بھی اس بات کا خیال نہ رکھا گیا۔ چنانچہ اسی کا نتیجہ ہے کہ ہمارے نوجوان روز بروز مغربیت کے دلدادہ اور مذہب اور مشرقیت سے بیگانہ ہو رہے ہیں۔ آج سے پچاس ساٹھ سال پیشتر تعلیمی جدوجہد کرتے وقت جو امیدیں قائم کی گئی تھیں وہ ایک ایک کرکے غلط ثابت ہو رہی ہیں سب سے زیادہ افسوسناک امر یہ ہے کہ ہمارے نوجوانوں نے زیادہ تر مغربی تہذیب کی ضرر رساں باتوں کو ہی پسند کیا ہے جن سے اب یورپ وامریکہ بھی بیزار ہو رہے ہیں۔ اور ہمارے لئے وہ کئی وجوہ سے بہت زیادہ باعث نقصان ہیں۔ بیچارے غلط رو نوجوانوں کو طرح طرح کے الزام دئے جاتے ہیں مگر اس غلط روی میں ان کا بہت کم قصور ہے مغربی طرز کی تعلیم دے کر ان سے یہ توقع رکھنا کہ وہ اسلامی اور مشرقی روایات کے حامل ہوں۔ اپنے نفس کو دھوکا دینا ہے۔

مشرق اور مغرب کا فرق

تعلیم نسواں کے متعلق بھی ہم اسی غلطی کا اعادہ کر رہے ہیں جس کے نتائج ہی ملکی ترقی میں بہت بڑی روک ثابت ہو رہے ہیں۔ آج ہمارے تعلیم یافتہ نوجوان مغربی تہذیب کے دلدادہ نظر آرہے ہیں۔ نو تعلیم یافتہ خواتین بھی اسی شوق میں مبتلا ہیں۔ مسلمانوں نے اس غلطی کے نتائج کو جہاں تک کہ ان کا نوجوانوں سے تعلق ہے خاموشی سے برداشت کرلیا۔ لیکن لڑکیوں کے بارے میں وہ ایسا گوارا نہیں کرسکتے۔ اس کی چند وجوہ ہیں۔ تعلیم ذکور کے متعلق مغربی طرز تعلیم اختیار کرنے میں کسی قدر مجبور بھی تھے۔ اوّل تو ہمیں اس سے پہلے جدید طرز تعلیم کا کوئی تجربہ نہ تھا۔ دوسرے حکومت کا اثر اور سرکاری محکموں میں ملازمت حاصل کرنے کی شرائط بھی ایسا کرنے پر مجبور کرتی تھیں۔ لیکن عورت کے متعلق ہمارا زاویہ نگاہ مغرب سے بالکل علیحدہ ہے۔ مغرب عورت کو شمع محفل بنانا چاہتا ہے۔ اور مشرق چراغ خانہ۔ موجودہ تعلیم لڑکیوں کو مغربی تعلیم میں رنگ رہی ہے جس کو ہماری قوم بحیثیت مجموعی باوجود تہذیب نو کی اندھادھند تقلید کے گوارا نہیں کرسکتی۔ بس یہی وہ خطرہ یا رکاوٹ ہے جو مسلمان لڑکیوں کی اعلیٰ تعلیم کے راستہ میں حائل ہے۔

کمبھ کا میلہ

کمبھ کے عظیم الشان میلہ کے چند مکروہ اور افسوسناک مناظر میں سے ایک اٹھتالیس ہزار انسانوں (سادھوؤں) کا بیکار جم غفیر ہے کہ جو ہاتھ پاؤں توڑ کر غریب ہندوستان کی کمزور پیٹھ کا بوجھ ہو گیا ہے۔ اور دوسرا ان ننگ انسانیت لوگوں کے ٹھٹ ہیں۔ کہ جن کے سروں پر تہذیب اور شائستگی کھڑی ماتم کر رہی ہے۔ مگر ہندو عورتیں اور مرد ان کے قدموں پر گر کر خود ان ننگ دھڑنگ سادھوؤں کے دلوں میں قدوسیت کا غرور پیدا کر رہے ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ دن دگنے اور رات چوگنے ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ گذشتہ اماوس کے موقعہ پر ان کا بہت بڑا جلوس نکالا گیا۔ جلوس کے دونوں طرف بے شمار عورتیں بٹھائی گئی تھیں۔ اور مرد ان کی پشت پر کھڑے تھے۔ ہندو قوم کا یہ بہت ہی تاریک پہلو ہے کہ جو اخلاقِ انسانی کو تباہ وبرباد کرنے والا ہے۔ اور تیسرا مکروہ نظارہ پنڈوں کی لوٹ اور کھسوٹ ہے۔ کہ جس کی اکثر رپورٹیں سیوا سمتی کے والنٹیروں سے ہوتی رہتی ہیں۔ ان تین مناظر کو نظر انداز کرکے یہ میلہ اپنی شان کا ایک نمایاں [illegible] اندر مسلمانوں

کی سات کروڑ آبادی کے لئے بیسیوں سبق موجود ہیں۔ ہندوستان بھر کی سیوا سمتیوں کے مرد اور عورتیں والنٹیر ہو کر یہاں آئی ہیں۔ اور یہ ہزارہا کی تعداد میں ریلوے سٹیشن کے ہر حصہ میں۔ پلیٹ فارم۔ دروازوں پلوں۔ میدانوں اور سواری کے اڈوں پر مخلوقِ خدا کی بے نظیر خدمت کرتے ہوئے دیکھے گئے۔ بیماروں۔ بھولے بھٹکوں۔ مصیبت زدوں پریشان اور درماندہ حال لوگوں کے ساتھ ان کی دوا۔ خدمت شفقت اور تسلی مسیحائی کا کام کرتی تھیں۔ ۲۵ لاکھ انسانوں کے جم غفیر کا انتظام کرنا جن کا نصف حصہ عورتیں تھیں اور اس خوبی وخوش اسلوبی کے ساتھ کرنا ان لوگوں کے اعلیٰ نظام اور قومی خدمت کے سچے جوش کا کام تھا۔ ورنہ ایک مہینہ تک پے در پے آمدورفت اور کثرت ہجوم کے باعث کس قدر نقصان کا اندیشہ تھا۔ ہندوستان کے کس قدر نامی گرامی ویدک ڈاکٹری اور یونانی کے ہندو اطباء نے اپنی اپنی خدمات دوائیں اور سامان لوگوں کے لئے مفت جمع کئے ہوئے تھے۔ ان کا اندازہ گنگا کنارے کے مسلسل نمایاں بورڈوں سے ہوسکتا تھا۔ عورتوں کے لئے زنانہ ویدک طبیب موجود تھیں۔ سیوا سمتی کے صرف ایک انگریزی دواخانہ سے اس تاریخ کو ۲۴۰۰ بیماروں کو اور ویدک دواخانہ سے ۷۴۴ مریضوں کو طبی امداد اور دوا مفت دی گئی۔ یہ صرف ایک دن کی امداد ہے۔ اس کو ایک مہینہ پر پھیلا کر اندازہ کیجئے کہ اس پر کس قدر روپیہ خرچ کیا گیا ہوگا۔ اس ایک دن میں چودہ سو بھولے بھٹکے بچوں اور عورتوں کو ان کے رشتہ داروں کو تلاش کرکے ملایا گیا۔ گم شدہ مال اور نقدی کی رقمیں جو سیوا سمتی میں جمع ہوئیں وہ بذریعہ اشتہارات اور اخبارات مشتہر کرکے ان کے مالکوں کو واپس پہنچا دی گئیں۔ تیراک منڈلیاں ڈوبتوں کو بچانے کا کام کر رہی تھیں۔ اشنان کے مقامات پر سخت بھیڑ اور ہجوم کے ریلے کے اندر کہ جہاں سینکڑوں انسانوں کے نیچے دب جانا یقینی تھا۔ سکاؤٹوں کی ان تھک کوششوں کی بدولت صرف ایک عورت کا نقصان ہوا۔

ڈاکخانہ۔ تارگھر۔ اشنان کے مقامات اور سڑکوں پر ہر جگہ سیوا سمتی کے یہ ہمدرد دیوتا لوگوں کی مدد کے لئے موجود تھے۔

مذہب اگر صرف چند ایک عقاید اور عبادات کا نام نہیں بلکہ نصف سے زاید حصہ مخلوقِ خدا کی خدمت اور ہمدردی مخلوق کا نام ہے تو مسلمانوں سے مجھے یہ کہنے دو کہ ہندوؤں نے بہت حد تک اس کو پا لیا ہے۔ سوائے آریہ سماج کے کیمپ کے جہاں دل آزار لٹریچر کی بھرمار تھی ہر جگہ پیار اور ہمدردی کی لہریں موجود تھیں۔ آئندہ بحث مباحثے اور خوش آئند نظارے کبھی اشاعت مذہب کا کام نہ دینگے مخلوقِ خدا کی خدمت تبلیغی جماعتوں کا نصب العین ہونا چاہئے۔ ہماری انجمنوں کے دروازے اس کے لئے ہمیشہ کھلے رہنے چاہئیں۔ لوگ اپنی گم کردہ راحت وآسائش کو تمہارے ہاتھوں سے دوبارہ پائیں کہ اسلام کی تبلیغ کا ذریعہ صدر اول میں یہی تھا۔ اور کنتم خیر امت اخرجت للناس۔ تم خیر امتہ اس لئے اور اس وقت تک ہو کہ جب لوگوں کی بھلائی کے لئے کام کرو۔

عبد الحق از الہ آباد

ایک ضروری اعلان

منشی ہدایت اللہ صاحب بوٹ مرچنٹ صدر پشاور اور چودہری غلام نبی خاں صاحب پوسٹ ماسٹر دیرینہ احمدی۔ احمدیہ میوچل ریلیف فنڈ کے باقاعدہ ممبر تھے۔ شیخ صاحب ۲ جنوری ۱۹۳۴ء کو اور چودہری صاحب ۲۳ جنوری ۱۹۳۴ء کو وفات پا چکے ہیں۔ بروئے قاعدہ ۸ قواعد فنڈ ہر ایک ممبر کو ایک ایک روپیہ بطور امداد آپ کو دینا لازم ہے۔ لہذا جملہ ممبران احمدیہ میوچل فنڈ اس اعلان سے ایکماہ کے اندر مبلغ دو روپے فوراً بھیجدیں۔ کہ ہر دو کے ورثا کو رقم دی جائے۔ اگر اس مجوزہ عرصہ فنڈ میں کسی ممبر صاحب یہ رقم نہ بھیجی تو ان کے چندہ ممبری جمع کردہ سے بروئے قاعدہ وضع کرکے دے دی جائے گی۔

غلام محمد
برائے سیکرٹری

مضمون نگار

اصحاب کی خدمت میں گذارش ہے کہ مضمون صاف اور خوش لکھا کریں خاص کر آیات واحادیث تو ضرور ہی خوشخط لکھا کریں۔ تاکہ کاتب لکھتے وقت صحت اور آسانی سے لکھ سکے۔

خبریں

—— نئی دہلی ۶ مارچ۔ ہز ایکسیلنسی وائسرائے نے مہاتما گاندھی کے الٹیمیٹم کا جو جواب دیا ہے اس کا مکمل متن حسب ذیل ہے:-

ڈیر مسٹر گاندھی! ہز ایکسیلنسی وائسرائے کو آپ کا ۲ مارچ کا مکتوب موصول ہوا۔ انہیں یہ معلوم کر کے افسوس ہوا کہ آپ نے ایک ایسا طریق عمل تجویز کیا ہے جس سے بلاشبہ قانون شکنی عمل میں آئے گی۔ اور جو امن عامہ کے لئے خطرناک ثابت ہوگا۔

آپ کا صادق

(دستخط) جی کننگھم پرائیویٹ سیکرٹری

—— فری پریس کو معلوم ہوا ہے کہ وائسرائے نے گاندھی جی کو جواب دینے سے پیشتر اسمبلی کی جماعت مخالفین کے چند ارکان سے مشورہ کر لیا تھا۔

—— معلوم ہوا ہے کہ پنجاب کونسل کی یونینسٹ پارٹی دو حصوں میں تقسیم ہو گئی ہے۔ جدید جماعت کا نام انڈیپنڈنٹ یونینسٹ پارٹی ہوگا۔

—— لاہور ۷ مارچ۔ آج ۲ بجے بعد دوپہر مقامی پولیس نے کامریڈ بلدیو متر بجلی ایڈیٹر کرک کو زیر دفعہ ۱۲۴ الف تعزیرات ہند گرفتار کیا۔ گرفتاری کی وجہ ایک مضمون اور ایک نظم بتائی جاتی ہے۔ جو اس پرچہ کی ۲۷ جنوری کی اشاعت میں شائع ہوئے تھے۔

—— موثق ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ ڈاکٹر انصاری نے گاندھی جی کو ایک خط بھیجا ہے۔ جس میں یہ درج ہے کہ ڈاکٹر صاحب کو گاندھی جی کی پالیسی سے اتفاق نہیں۔ خط کی تفصیلات ابھی تک معلوم نہیں ہوسکیں۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے سر سپرو کی کانفرنس کے لئے کامیابی کے لئے دلی خواہش کا اظہار کیا ہے۔

—— بمبئی ۷ مارچ۔ یورپ کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ آج سہ پہر کو سردار ولبھ بھائی پٹیل کو بمقام راس اس جرم میں گرفتار کر لیا گیا ہے کہ انہوں نے اس حکم کے خلاف ورزی کی ہے جو عام جلسوں میں ایک مہینہ تک تقریر کرنے کی ممانعت کے متعلق نافذ کیا گیا تھا۔ سردار موصوف کو مجرم قرار دے کر تین ماہ قید محض اور پانچسو روپیہ جرمانہ یا عدم ادائیگی جرمانہ میں تین ہفتہ مزید قید کی سزا دی گئی۔ ان کو بورسا لے جانے سے پیشتر انہوں نے اخبارات کو ایک پیغام دیا۔ جس میں بیان کیا کہ گجرات کی خوش قسمتی ہے کہ میں گرفتار ہو گیا ہوں۔ میں عوام کو صرف یہ پیغام پہنچانا چاہتا ہوں کہ گجرات میں امن قائم رکھیں۔

—— احمد آباد ۷ مارچ۔ سردار ولبھ بھائی پٹیل کے قید ہونے کا تار موصول ہونے پر گاندھی جی نے اپنے آشرم میں دعا کے موقع پر کہا کہ اس خبر کا خلوص دل سے خیر مقدم کرنا چاہئے۔ اب میں رضاکاروں کے پہلے جتھے کے ساتھ ۱۲ مارچ کو روانہ ہونے کی تجویز بدل دوں گا۔ ممکن ہے کہ کل یا پرسوں روانگی کا حکم دیدوں۔ گاندھی جی نے اپنے دستخط سے کارخانہ داروں۔ کارکنوں دوکانداروں اور تمام باشندگان شہر کے نام ایک عام اپیل شائع کی۔ کہ کل گجرات کے بے تاج بادشاہ سردار ولبھ بھائی پٹیل کے قید ہونے کی تقریب پر ہڑتال منائیں۔

—— دہلی ۵ مارچ۔ سر رائے پی پٹرو نے جو آل پارٹیز کمیٹی کے صدر ہیں مختلف پارٹیوں کے لیڈروں سے مشورہ کی تاریخ ۱۰ اپریل مقرر کی ہے۔ بمبئی میں مسٹر جینا کی پیش کردہ چودہ شرائط پر مزید مباحثہ ہوگا۔

—— لندن ۶ مارچ۔ آج صبح بحری کانفرنس کے فرانسیسی مندوبین موسیو ماردیو کے سوا سب لنڈن پہنچ گئے۔

—— قسطنطنیہ ۶ مارچ۔ سابق شاہ امان اللہ جو کچھ عرصہ سے یہاں مقیم تھے روما واپس چلے گئے۔

—— دہلی ۶ مارچ "ہندوستان ٹائمز" کا نامہ نگار خصوصی رقمطراز ہے کہ سیاسی حلقوں میں اس قرار داد کو بہت زیادہ اہمیت دی جارہی ہے جو ۲۱ مارچ کو آل انڈیا کانگرس کمیٹی کے آئندہ اجلاس میں بحث کے لئے پیش ہونے والی ہے۔ یہ قرار داد درج ذیل ہے۔

"ہندوستان کے لوگ کرنسی نوٹوں کو ہاتھ لگانے سے انکار کر دیں ہر پا ہیسری یا کرنسی نوٹ کے بدلے میں جو ان کے قبضہ میں ہے حکومت سے نقدی کا مطالبہ کریں۔ اور آئندہ کاغذ کو قبول کرنے سے انکار کر دیں"

معلوم ہوا ہے کہ اس قرار داد کی پنجاب یوپی اور دہلی کے بہت سے کانگرسی اصحاب حمایت کریں گے۔

—— یروشلم کا ایک پیغام مظہر ہے کہ حکومت فلسطین کی درخواست پر عربوں اور یہودیوں کے رہنما لنڈن میں ایک کانفرنس منعقد کرنے کی تجویز پر غور کر رہے ہیں۔ چنانچہ اس امر کا بھی فیصلہ کیا گیا تھا کہ یہودیوں کو اس گفت وشنید میں فریق مقدمہ نہ بنایا جائے بلکہ یہ سوال قوم برطانیہ کے سامنے مسئلہ فلسطین ہی کی حیثیت تک محدود رکھا جائے۔ اور اسی حالت میں اس کی تشریح کر کے تمام واقعات اصلی رنگ میں برطانیہ پر واضح کر دیئے جائیں۔ نیز اپنے جائز مطالبات اور جائز شکایات پیش کرنے کی کوشش کی جائے اور قوم برطانیہ کو صاف صاف بتا دیا جائے کہ اعلان بالفور میں جو حکمت عملی مندرج ہے اس پر عمل کرنے سے کیسے کیسے خطرات پیش آنے کا اندیشہ ہے

—— لاہور ۶ مارچ۔ مولانا سید اسماعیل غزنوی نے آج رات کے سوا دس بجے امرتسر سے ٹیلیفون کے ذریعے یہ خبر ارسال فرمائی ہے۔

اذان کمیٹی امرتسر کی طرف سے مولانا عبدالرحمان صاحب اذان ونماز کے لئے مسجد ظفروال میں متعین کئے گئے تھے۔ کل ۵ مارچ کو نماز عشا کے وقت ظفروال کے بیشمار سکھوں نے ان پر حملہ کر دیا۔ مولوی صاحب نے بصد مشکل اپنی جان بچا کر ایک نورباف کے گھر میں پناہ لی۔ سکھوں نے از سر نو ظفروال میں اذان ونماز کی ممانعت کر دی ہے۔ اور غریب مسلمان بے حد پریشان ہیں۔

—— محترمہ حاجیہ امتیاز فاطمہ بیگم صاحبہ سیکرٹری انجمن تحفظ حقوق مسلمات اطلاع دیتی ہیں کہ میاں عبدالحی صاحب کے بل کی حمایت کے لئے ہوم ممبر کی خدمت میں مسلمان خواتین کا جو وفد جانے والا ہے اس کی ترتیب نہایت سرگرمی سے جاری ہے اب تک بیگم صاحبہ مولانا محمد علی (امیر جماعت احمدیہ) بیگم صاحبہ ظہور احمد۔ بیگم صاحبہ خان بہادر سید سلیمان۔ دختر خان بہادر سید سلیمان۔ لیڈی ڈاکٹر۔ بیگم عبدالغنی بیرسٹر (ایم۔ ایل۔ سی۔ بہار) مسز بیگ۔ اور بیگم صاحبہ شاہ نواز کے اسمائے گرامی تو قطعی طور پر معین ہو چکے ہیں۔ اور بیگم رضا اللہ (دہلی) بیگم آصف علی۔ بیگم رحیم (آئی۔ سی۔ ایس) بیگم مولانا محمد علی (کامریڈ) بیگم خواجہ حسن نظامی۔ بیگم ڈاکٹر انصاری۔ بیگم ڈاکٹر کچلو کے اسمائے گرامی تجویز کئے گئے ہیں۔ ان خواتین کی خدمت میں خطوط لکھ دیئے گئے ہیں اور جواب کا انتظار ہے۔

—— ایتھنز ۶ مارچ۔ اشتراکیوں کے ایجنٹوں کی ایک انٹرنیشنل ڈے کی تقریب پر ٹاؤن ہال میں فراہم ہونے کے لئے اشتہارات تقسیم کئے تاکہ زیادہ اجرتوں کا مطالبہ اور لیبر حکومت قائم کرنے کی کوشش کی جائے۔

—— احمد آباد ۶ مارچ۔ مہاتما گاندھی نے ۱۲ ماہ حال کو اپنے ساٹھ ہمراہیوں کے ساتھ سول نافرمانی کی مہم شروع کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ مختلف صوبوں کے ستر کے قریب رضاکاروں نے مہاتما گاندھی کے ساتھ پہلے جتھے میں روانہ ہونے کے لئے اپنے نام لکھا دیئے ہیں۔ گذشتہ شب دعا کے وقت گاندھی نے رضاکاروں کو بتایا کہ وہ اپنے ارادوں میں استقلال پیدا کریں۔ تاکہ مقصد حاصل کئے بغیر کوئی بھی واپس نہ آئے۔ انہیں اس بات پر یقین نہیں کرنا چاہئے کہ وہ صرف قید ہی ہوں گے۔ ان پر حملے کئے جانے اور بہت سی دوسری باتوں کا بھی احتمال ہے۔ اگر وہ اپنے آپ میں ان سب باتوں کو برداشت کرنے کی ہمت نہیں پاتے تو ابھی اپنے نام واپس لے لیں۔ اگر مہم شروع کرنے کے بعد کسی نے دل چھوڑ دیا تو اس کا انہیں افسوس ہوگا۔ اس کے بعد گاندھی جی نے ان عورتوں سے جو آشرم کے مختلف حصوں میں اقامت گزیں ہیں کہا کہ وہ سب ایک ہی مکان میں رہنا شروع کر دیں۔ کیونکہ ۱۲ مارچ کے بعد صرف چند ایک مرد آشرم میں رہ جائیں گے۔

مہاتما گاندھی کی سرکردگی میں جس مقام پر پہلا جتھا ستیہ گرہ کرے گا وہ تعلقہ جلال پور ضلع سورت میں واقع ہے۔ تجویز کیا گیا ہے کہ ہر روز دس میل پیدل سفر کیا جائے۔ صبح اور شام کو کوچ ہوا کرے گا۔ اور دوپہر کے وقت آرام۔

—— لاہور ۶ مارچ۔ ابھی ابھی اطلاع ملی ہے کہ مقدمہ سازش احمد گڑھ کے مفرور ملزم بیشر جنگ کو ریاست نابھہ نے برطانوی گورنمنٹ کے حوالے کر دیا ہے۔ اور اسے لاری میں بٹھا کر لدھیانہ لے جایا گیا ہے۔ مفصل حالات کا انتظار ہے۔

—— باریسال ۷ مارچ۔ مسٹر سیش داس گپتا ابھی ابھی سابرمتی آشرم سے واپس آئے ہیں۔ سواجیہ سیوک سنگھ کے ایک اجلاس میں انہوں نے اعلان کیا کہ مدناپور میں نمک تیار کیا جائے گا۔ اور سول نافرمانی شروع کر دی جائے گی۔

—— بمبئی ۷ مارچ سر سی ایس رنگا آئر نے جو آج انگلینڈ سے واپس آئے ہیں ایک اخبار کے نمائندے سے ملاقات کے دوران میں کہا کہ سوشلسٹوں کو ہندوستان کے جذبات سے بڑی ہمدردی ہے۔ اور وہ مہاتما گاندھی کو سول نافرمانی شروع کرنے کی اجازت نہیں دیں گے آپ کو امید ہے آخری دم شاید عجیب صورت حالات پیدا ہو جائے۔ آپ نے یہ بھی خیال ظاہر کیا کہ شاید وزیر اعظم مہاتما جی کو ان کے ساتھ گفت وشنید کرنے کے لئے انگلینڈ مدعو کرے۔

—— جلگاؤں ۸ مارچ۔ مقدمہ سازش لاہور کے سلطانی گواہ جے گوپال کو قتل کرنے کی کوشش کے سلسلہ میں دو بنگالی زمیندار ناتھ ککرجی اور دھوتی بھوش بھولک گرفتار کئے گئے تھے۔ انہیں پولیس نے رہا کر دیا ہے۔

—— جیسور ۷ مارچ۔ بندا بیلا۔ عدم ادائے ٹیکس کی ستیہ گرہ اب تک جاری ہے۔ باوجود گرفتاریوں اور قرقیوں کے دیہاتی مضبوط ہیں۔ ایک لیڈر کو زیر دفعہ ۸۔ ضابطہ فوجداری ۲۰ روپے جرمانہ یا ایک ماہ قید محض کی سزا ہوئی ہے۔ اس نے جیل جانا منظور کر لیا۔

—— بندا بیلا میں ایک مسلمان عورت کو زیر دفعہ ۳۵۲ دس روپیہ جرمانہ کی سزا ہوئی۔ کیونکہ اس نے سرکل انسپکٹر کو جھاڑو سے باہر نکال دیا جب کہ وہ یونین بورڈ کے ٹیکس کی وصولی کے لئے اس کی گائے قرق کر رہا تھا۔

—— سٹینڈرڈ جیوٹ مل میں دو ہزار مزدوروں نے ہڑتال کر دی ہے معلوم ہوا ہے کہ انجمن مزدوراں کے صدر اور سیکرٹری کو زیر دفعہ ۱۴۴ حکم دیا گیا ہے کہ وہ کسی جلسہ میں تقریر نہ کریں۔

—— بمبئی ۶ مارچ۔ کچھ عرصہ ہوا مسٹر جیوا راج نیلسی ایک سیکنڈ کلاس کے ڈبہ میں وکٹوریہ ٹرمینس سے متونگا سفر کر رہے تھے کہ ایک اینگلو انڈین نے جو ریلوے کا ملازم تھا۔ ان پر حملہ کیا۔ مسٹر نیلسی نے اپنے وکلا کی وساطت سے ریلوے کو نوٹس دیا۔ معلوم ہوا ہے کہ ریلوے نے اس اینگلو انڈین کو ملازمت سے برخواست کر دیا ہے واقعہ یوں تھا کہ اس اینگلو انڈین نے جو شراب میں مدہوش تھا مسٹر نیلسی کی کھدر کی ٹوپی پر برافروختہ ہو کر ان پر حملہ کیا۔ اور کہا تم ہی وہ بدذات ہو جس نے وائسرائے کی سپیشل ٹرین پر بم پھینکا تھا۔

—— لاڑکانہ ۷ مارچ۔ شاردا ایکٹ کے ڈر کی وجہ سے صرف اس شہر میں تین صد بچوں کی شادیاں چند دنوں میں ہونے والی ہیں۔

—— واردھا کیمپ ۷ مارچ۔ مسٹر منی لال کوٹھاری سیکرٹری گجرات پراونشل کانگرس کمیٹی کو ایک دانی نے جو اپنا نام ظاہر کرنا نہیں چاہتے کانگرس کے کام کے لئے پچاس ہزار کا دان دیا ہے۔

—— لاہور ۶ مارچ۔ آج سشن جج لاہور کی عدالت میں ایک اسی سالہ بڈھے آسا سنگھ ساکن نوع کھڑک ونانہ کے خلاف مقدمہ زیر دفعہ ۳۰۲ تعزیرات ہند کی سماعت ہوئی۔ ملزم کے خلاف الزام یہ ہے کہ اس کا ایک لڑکی سے ناجائز تعلق تھا۔ اور لڑکی کی عمر صرف پندرہ سال کے قریب تھی۔ لڑکی کے والد نے اس کی شادی کر دی۔ جس پر بوڑھے کے تن بدن میں آگ لگ گئی۔ اور اس نے ایک دن موقعہ پا کر لڑکی کو جان سے مار ڈالا۔

اشتہار زیر دفعہ ۵ - رول ۲ مجموعہ ضابطہ فوجداری

بعدالت جناب افسر مال صاحب بہادر جھنگ

دعویٰ یا اپیل دیوانی۔

رام کشن ولد ونو رام مہاجن سکنہ احمد پور تحصیل شورکوٹ مدعی

بنام درمحمد شاہ ولد فتح شاہ سید سکنہ تتالپور تحصیل کبیر والہ ضلع ملتان مدعا علیہ

دعویٰ ۔/45 تین بابت پیداوار

مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں مسمی درمحمد شاہ ولد فتح شاہ مذکور تعمیل سمن سے دیدہ دانستہ گریز کرتا ہے اور روپوش ہے لہٰذا اس اشتہار ہذا بنام درمحمد شاہ ولد فتح شاہ مذکور جاری کیا جاتا ہے کہ اگر درمحمد مذکور تاریخ ۱۷ مارچ ۱۹۳۰ء کو حاضر عدالت ہذا میں نہیں ہوگا تو اس کی نسبت کارروائی یک طرفہ عمل میں لائی جائے گی۔ آج بتاریخ ۲۷ فروری ۱۹۳۰ء کو بدستخط میرے و مہر عدالت کے جاری ہوا

دستخط و مہر عدالت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم   نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۱۸	۱۵ ذی الحجہ ۱۳۴۸ھ	نمبر ۳۲

خطبہ جمعہ

فرمودہ ۲ مئی ۱۹۳۰ء

از حضرت امیر ایدہ اللہ سلمہٗ

تبٰرک الذی بیدہ الملک و ھو علیٰ کل شیءٍ قدیر . . . .
. . . . . الیٰ لھم عذاب السعیر

فرمایا بڑی بابرکت وہ ذات ہے جس کے ہاتھ میں بادشاہت اور حکومت ہے۔ وھو علیٰ کل شیءٍ قدیر۔ تمام چیزیں اس کے قبضۂ قدرت میں ہیں۔ موت اور حیات اسی کی پیدا کردہ ہیں۔ تاکہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے کون اچھے عمل کرنے والا ہے۔

زندگی اور حیات کا پیدا کرنا تو بظاہر سمجھ آتا ہے مگر فرماتا ہے۔ موت کو بھی اس نے پیدا کیا ہے۔ اس کی صفت میں زندہ کرنا اور اس کی صفت میں مارنا بھی و یمیت زندہ کرنا اور مارنا ہے۔ زندگی اور موت دونوں اس کی مخلوق ہیں۔ مگر یہاں موت کی پیدائش کا ذکر پہلے ہے۔ اور حیات کا ذکر بعد میں ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ اس قانون کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ ہر موت کا نتیجہ حیات ہے۔ ویسے تو یہ مضمون بہت وسیع ہے مگر اس وقت میں صرف اس قدر ذکر کرنا چاہتا ہوں کہ انسان اس زمین پر اللہ تعالےٰ کی قدرتِ کاملہ کا انتہائی نمونہ ہے۔ اس لئے اس کو خلیفۃ اللہ بھی کہا گیا ہے۔ اور یہی ایک ایسی ہستی ہے جس میں اللہ تعالےٰ کے سارے قانون نہایت اعلیٰ پیمانہ پر کام کرتے نظر آتے ہیں۔ کس قدر مخلوق ہے جو انسان کے لئے قربان ہوتی ہے جس کی موت کا نتیجہ انسان کی زندگی ہے۔ تو کیا انسان کی موت کے ساتھ پھر کچھ بھی نہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ خلق الموت و الحیات میں یہ ارشاد بھی ہے کہ اس کی موت بھی ایک نئی زندگی ہے۔ جو اتنی موتوں سے ایک انسان کو بناتا ہے۔ وہ انسان کی موت سے اس کو ایک اور نہایت بلند اور ارفع زندگی کی طرف لے جاتا ہے

قرآن شریف میں اس قسم کے ارشادات اور بھی کئی مقامات پر آئے ہیں۔ جعل الظلمٰت والنور یعنی اس نے اندھیرا بھی بنایا اور روشنی بھی۔ اصل غرض یہی ہے کہ روشنی پھیلے۔ یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ موت اور حیات کا لفظ قرآن شریف میں بہت وسیع معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ زمین کی موت اور حیات کا ذکر بھی قرآن شریف میں ہے۔ شہروں کی موت اور حیات کا ذکر بھی ہے۔ قوموں کی موت اور حیات کا بھی ذکر ہے۔ ہر چیز کی موت اور حیات الگ رنگ رکھتی ہے۔ انسان کی موت اور حیات کا ذکر دو طرح پر ہے۔ ایک ظاہری موت و حیات۔ ایک روحانی۔ جیسے ثم بعثنٰکم من بعد موتکم یہ روحانی موت کے بعد روحانی زندگی کا عطا کرنا ہے۔ او من کان میتاً فاحییناہ و جعلنا نوراً یمشی بہ فی الناس۔ یہاں خود ہی بتا دیا کہ مردہ کو زندگی دینے سے مراد اسے نور ایمان کا دینا ہے۔ احیاء کا سب سے بڑا کام یہی احیاء انسان ہے یعنی روحانی زندگی۔ اس چلتے پھرتے انسان کے زندہ کرنے کا کام انبیاء کے سپرد ہوتا ہے اور وہ مخلوق کو ایک اور قسم کی زندگی دیتے ہیں۔

حضرت عیسےٰ کے مردے زندہ کرنے کا ذکر بھی قرآن شریف میں ہے اور محمد رسول اللہ کے مردے زندہ کرنے کا ذکر بھی قرآن شریف میں ہے۔ لوگ لفظ پرستی سے حضرت عیسیٰ کے مردوں سے مراد وہ مردے زندہ کرنے کے لئے آیا کرتے ہیں۔ احیاء۔ احیاء کو یوں سمجھئے انسان کی تعمیر کہیئے۔ یہ دو قسم کی ہے۔ ظاہر مال و دولت۔ مکان جائداد و دیگر آسائش کا سامان بھی انسان کو بناتا ہے۔ مگر اس کے علاوہ ایک اور تعمیر ہے جو اندرونی تعمیر کہلاتی ہے۔ اور وہ انبیاء کرتے ہیں۔ اعلیٰ درجے کے اخلاق۔ نیکی۔ تقویٰ۔ ہمت۔ دیانت امانت وغیرہ پیدا کر کے انسان کو اندر سے بنایا جاتا ہے۔ خوب یاد رکھو کہ جو شخص انسان کو اندر سے بناتا ہے وہ باہر سے بھی بنا سکتا ہے جو شخص باہر سے بنا ہوا ہے مگر اندر سے بنا ہوا نہ ہو۔ وہ کوئی مفید تعمیر نہیں۔

مگر جو شخص اندر سے بن گیا ہو وہ بیرونی تعمیر کے سامان بھی خود بخود پیدا کر لیتا ہے۔ بیرونی تعمیر اندرونی تعمیر کی ممد نہیں مگر اندرونی تعمیر بیرونی تعمیر کی ممد ہے۔ غرض انبیاء انسان کی اندرونی تعمیر کرتے ہیں۔ اور جب تک انسان اندر سے نہیں بنتا اس کے لئے ناکامی ہی ناکامی ہے۔ محمد رسول اللہ صلعم کا نمونہ دیکھئے۔ باہر کے کوئی سامان نہ تھے۔ نہ ماں باپ نہ مال و دولت نہ جائداد۔ مگر اندرونی تعمیر نہایت درجہ بلند تھی۔ اس لئے بیرونی سامان بھی خود بخود مہیا ہو گئے۔ پس جو شخص اپنے کیرکٹر یا اپنے اخلاق کو بنا لیتا ہے تو وہ باہر سے بھی بن جاتا ہے۔ مگر انسانوں کو اندر سے بنانے کے لئے بعض اوقات اہلاک اور تخریب سے بھی کام لینا پڑتا ہے اور وہ اس طرح ہے کہ جو چیز اس کی تعمیر میں روک ہو۔ اس کو توڑنا اور برباد کرنا ضروری ہوتا ہے۔ یہ اہلاک کا کام اصل غرض نہیں ہوتی۔ اصل غرض یہی ہوتی ہے کہ انسان کو بنایا جائے۔ مگر بنانے کے لئے اہلاک اور تخریب لابد ہوتی ہے۔ جب تک بدن کی قوت کو دبایا نہ جائے بد رسوم اور بد عادات کو مٹایا نہ جائے انسان کی تعمیر نہیں ہو سکتی۔ غرض انبیاء کو بھی تخریب اور اہلاک سے کام لینا پڑتا ہے۔ مگر جس طرح اللہ تعالےٰ موت سے حیات کو پیدا کرتا ہے اسی طرح انبیاء بھی اہلاک سے صرف احیاء کا کام لیتے ہیں۔ ان کی غرض تخریب اور اہلاک نہیں ہوتی

تعمیر کے جس قدر بھی کام ہوتے ہیں مشکل ہوتے ہیں۔ مگر تخریب کا کام آسان ہوتا ہے۔ اور لوگوں کو جلد متوجہ کرنے والا۔ دنیا میں جتنے مشکل کام ہوتے ہیں۔ لوگ ان کی طرف توجہ بھی کم دیتے ہیں مگر آسان کام کی طرف توجہ بھی جلد ہوتی ہے اور کثرت سے ہوتی ہے۔ پس کسی تحریک کی طرف لوگوں کی کثرت سے توجہ ہونے سے دھوکا نہ کھانا چاہیئے کہ یہ کام بھی ضرور کوئی بڑا بلند کام ہے۔ بسا اوقات یہ ہوتا ہے کہ ایک تخریب کا کام سامنے ہو تو لوگ اس کی طرف بہت جلد متوجہ ہو جاتے ہیں۔ لیکن انہی لوگوں کے سامنے تعمیر کا کام رکھا جائے تو حرکت تک نہیں کرتے۔ تعمیر کا کام نہایت بلند مگر ساتھ ہی نہایت مشکل کام ہے یہی تعمیر کا کام اللہ تعالےٰ نے اس صدی کے مجدد کے سپرد کیا۔ حضرت مسیح موعود کے سامنے اصل کام مسلمانوں کے احیاء کا ہی تھا۔ اور اس تعمیر اور احیاء کو قرآن شریف اور محمد رسول اللہ صلعم کے ذریعہ سے آپ نے انجام دینے کی کوشش کی مگر جس طرح ہر تعمیری کام کی مشکلات کی وجہ سے لوگ اس کی طرف کم توجہ کرتے ہیں آپ کے ساتھ بھی کم لوگ ہوئے۔ پھر ہر تعمیر آہستہ سے ہوتی ہے۔ مگر ہر اہلاک جلد ہوتا ہے۔ دجال کے لئے احادیث میں آیا ہے کہ نمک کی طرح پگھل جائے گا۔ یعنی اس کی بربادی کا سامان خود اس کے اندر موجود ہوں گے اور یہ ظاہر ہے کہ جس چیز میں اس کی بربادی و تباہی کے سامان موجود ہوں وہ جلد گر جاتی ہے۔ جس طرح ہمارے نبی کریم صلعم کے سامنے اصلی غرض بتوں کو مٹانا نہ تھا۔ بلکہ انسان کا تعلق اللہ تعالیٰ سے قائم کرنا اصل غرض تھی کہ اس کی اندرونی تعمیر ہو۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود کے سامنے بھی تثلیث کو مٹانا اور مذاہب باطلہ کا قلع قمع اصل غرض نہ تھی مگر چونکہ تعمیر کے کام میں یہ روکیں تھیں اس لئے ان کا ذکر کرنا بھی ضروری تھا۔ اب یہ کام یہی اصل غرض ہماری اس جماعت کے سامنے ہے جو حضرت مسیح موعودؑ کی جانشین ہے۔

ہم اتنے بڑے کام کو جب ہی کر سکتے ہیں جب ہم اپنی تمام و کمال توجہ اس کی طرف لگا دیں۔ اور ہمیں ایک دھن لگ جائے دنیا کے کسی کامیاب انسان کی توجہ کو کوئی چیز اپنی طرف کھینچ نہیں سکی۔ وہ ایک مجنون کی طرح ایک طرف لگ جاتے ہیں اور کسی دوسری طرف دیکھتے تک نہیں۔ اس میں شک نہیں کہ اکثر اوقات ناکامیوں آہستہ آہستہ۔ ایک کشتی کرنے والا پہلے گرتا ہے مگر وہ بار بار گرنے سے وہ اپنے پٹھوں میں ایک نئی طاقت اور قوت محسوس کرتا ہے۔ اور آئندہ گرا دینے کی تیاری اپنے اندر پاتا ہے۔ ہم تو اللہ تعالےٰ کے فضل سے کامیاب ہیں۔ لیکن اگر ہم ناکام بھی ہوتے تو کام کی بلندی اس بات کی مقتضی تھی کہ ہماری توجہ اور کسی طرف نہ ہوتی۔ اور ہم اپنی دھن میں لگے رہتے دنیا میں خواہ کچھ ہی ہوتا۔ میں اب بھی آپ کو یہی نصیحت کرتا ہوں کہ اس بلند کام سے اپنی نظر کو ہٹا کر دوسری طرف نہ کرو۔ اور اسی ایک دھن میں مجنونوں کی طرح لگ جاؤ۔ کہ کسی ناکامی سے بھی تمہاری ہمت پست نہ ہو۔

ڈلہوزی جاتے وقت قبل ازیں میں ہمیشہ جمعہ پڑھ کر جایا کرتا تھا۔ مگر اس دفعہ اپنی غرض سے پہلے ہی جانا چاہتا تھا۔ لیکن خدا کو منظور نہ ہوا۔ بعض باتیں آپ سے کہنی مقدر تھیں۔ اس لئے حسب ارادہ نہ جا سکا۔ اب میں خصوصیت سے آپ کو آپ کے تعمیری پروگرام کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ جو دو تین ماہ ہوئے آپ نے بنا کر اپنے سامنے رکھا تھا۔ اس تعمیری کام کے کئی شعبے آپ نے مقرر کئے تھے۔ اور ہر شعبہ کو ایک ایک دوست نے اپنے ذمہ لیا تھا۔ وہ تفصیلات سیکرٹری صاحب کے پاس موجود ہیں۔ میں آپ کو یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اپنی تمام تر توجہ کو اس تعمیری پروگرام کی طرف لگا دو۔ تمہارا وجود ہی خدمت اسلام کے لئے ہے۔ اسلام کی اشاعت اور مسلمانوں کے احیاء کو اپنی زندگیوں کی اصل غرض سمجھو۔ اور میری غیر حاضری میں اس پروگرام کو تکمیل تک پہنچانے کی کوشش کرو۔ جب آپ لوگ اس کام کو پوری قوت کے ساتھ کرنے لگیں تو پھر دوسری جماعتوں کو بھی اس طرف توجہ دلائی جائے تاکہ ساری قوم اپنی پوری قوت کے ساتھ ایک کام میں لگ جائے۔ ہماری توجہ اور قوت کا ایک ایک ذرّہ اس قوم کے بنانے پر خرچ ہونا چاہیئے۔ اور اس وقت تک دم نہ لیں جب تک اس پس ماندہ قوم کو بام رفعت پر پہنچا کر نہ چھوڑیں۔ آج بڑی ضرورت ہے کہ ہم اس کام کی طرف توجہ دیں۔

قرآن شریف کا درس خدا کے فضل سے شروع ہے۔ ایک دوست نے جسمانی ورزش کا کام اپنے ذمہ لیا تھا۔ مگر ابھی تک ابتدا بھی نہیں کی۔ تجارت کا کام تھا کہ مسلمانوں میں اسے مروج کیا جاتا اور یہ وقت تو اور بھی موزوں تھا۔ مگر توجہ نہیں دی گئی۔ حضرت مولانا نور الدین مرحوم سے کسی نے کہا کہ تجارت کرنا چاہتا ہوں مگر روپیہ نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ تجارت کے لئے روپیہ کی ضرورت نہیں۔ خوش معاملگی۔ حسن اخلاق محنت اور دیانتداری وغیرہ کی ضرورت ہے۔

ہم دیکھ رہے ہیں کہ آجکل لوگوں کی طبائع کا تمام رجحان کھدر وغیرہ سادے لباس کی طرف ہے۔ مسلمان ان چیزوں کی تجارت نہایت آسانی سے کر سکتے ہیں۔ اور کسی بڑے سرمایہ کی ضرورت نہیں۔

رسم و رواج کے متعلق بھی کام تھا مگر نہ ہو سکا اور اس نہایت مفید کام کی طرف بھی قوم نے توجہ نہ دی۔ یہاں متعدد لیکچروں کا انتظام تھا۔ مگر اس کی ابتدا بھی اب تک مجھے نظر نہیں آتی۔ یہ کام نوجوانوں کے سپرد کیا گیا تھا۔ اور یہی نوجوان ہیں جنہوں نے آگے چل کر رہبر بننا ہے مگر افسوس انہوں نے بھی کچھ نہ کیا۔ میں ان تمام احباب کو جنہوں نے ان کاموں کا بیڑا اٹھایا ہے توجہ دلاتا ہوں کہ اس حصّہ کو اپنی زندگی کا بہتر حصہ سمجھ کر انجام دیں۔ کیونکہ یہی ایک چیز ہے جس سے حقیقی خوشی پیدا ہو گی۔

قوم کے سرداروں سے میری درخواست ہے کہ تعمیری کام کی طرف آپ اپنی ساری طاقت لگا دیں۔ اور اس امر پر بار بار زور دیں۔ جب بار بار بات کہی جاتی ہے تو وہ اثر کر جاتی ہے یہ خیال نہ کرنا چاہیئے کہ لوگ خود ان کاموں کی اہمیت کو سمجھتے ہیں۔ سمجھانے والوں کو چاہیے کہ وہ مختلف پیرایوں میں اسی ایک کام کی اہمیت کی طرف توجہ دلاتے رہیں اور تھکیں نہیں جب تک کہ اس کام کو ہوتا نہ دیکھ لیں . . . . . .

. . . .

اس عملہ سے بھی جو انجمن کا کاروبار کرتا ہے میری ایک

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۱۸ | ۱۳ر محرم الحرام ۱۳۴۹ھ | نمبر ۴۴

حضرت مسیح موعودؑ کے اصلی جانشین لاہوری احمدی ہیں کہ قادیانی

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی دینی خدمات خداتعالیٰ کے فضل سے کچھ ایسی عالمگیر شہرت حاصل کر چکی ہیں۔ کہ منت کش بیان نہیں رہیں۔ چار دانگ عالم میں ان خدمات کا چرچا ہے۔ اور اپنے پرائے سب ہی عزت و احترام سے اعتراف کرتے ہیں۔ آج اگر اسلام جس کی تصویر اپنوں نے ہی بگاڑ رکھی تھی پھر دوبارہ اپنے منور چہرہ سے دنیا کی آنکھوں میں چکا چوند پیدا کر رہا ہے۔ تو یقین جانئے اس کا باعث ایک بڑی حد تک اسی انجمن کی ان تھک مساعی ہیں۔

اس انجمن نے جہاں اسلام اور صداقت اسلام پر بے شمار کتابیں انگریزی میں لکھکر عیسائیوں کی الماریوں اور ان کے عام مطالعہ کی میزوں تک پہنچائیں تو وہاں ہزاروں سالوں کے دیدک سربستہ رازوں کو بے نقاب کر کے آریوں اور ہندو دنیا کو محو حیرت کر دیا۔ یہی وجہ ہے کہ آج اسلام کے یہ دو بہت ہی بڑے دشمن اپنے بڑھتے ہوئے حوصلوں کو لپیٹ کر بیٹھے ہیں۔ اور قلعہ اسلام پر ان کے آئے دن کے حملے خواب و خیال ہو کر رہ گئے۔

انجمن کی بے لوث خدمات کا ہی یہ اثر ہے۔ کہ دنیا کے تمام مختلف طبقات سے برنت ایسے خطوط آتے رہتے ہیں۔ کہ ہمیں اپنی تصانیف کو دنیا کی دیگر زبانوں میں ترجمہ کرنے کی اجازت دیجئے۔ کہ حفاظت و اشاعت اسلام کا جو کام اس بہترین لٹریچر سے ہو سکتا ہے اور کسی طریقے سے نہیں ہو سکتا۔ لٹریچر کی مانگ اور ترجمہ کی اجازت کے علاوہ ہر جگہ سے مبلغین کے لئے عاجزانہ درخواستیں آتی رہتی ہیں۔ اور انجمن کی امداد کا برنت کی طرح انتظار کیا جاتا ہے خواہ ہر ہندوستان میں تو جہاں کسی آریہ یا عیسائی نے سر اٹھایا کہ مسلمانوں نے احمدیہ بلڈنگس لاہور میں اطلاع کر کے اپنے مخالف کا سر کچلنے کا سامان حاصل کر لیا۔ یہ نرے زبانی دعاوی ہی نہیں۔ بلکہ واقعات ہیں۔ جو روزانہ دنیا کے سامنے آتے رہتے ہیں۔ پھر ایسی حالت میں تحدیث نعمت کے طور پر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور اپنے آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا حقیقی جانشین اور حضور کے علم و عرفان کی اصلی وارث قرار دے۔ تو اس میں جھوٹ ہی کیا ہے۔ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس دنیا میں حفاظت و اشاعت اسلام کا کام کرنے آئے تھے۔ اور یقیناً ایسا ہی تھا۔ تو خوب یاد رکھنا چاہئے۔ کہ آج یہ کام جس کے ہاتھوں پر انجام پا رہا ہے۔ اور جو اس کام کو زندہ رکھنے میں شب و روز سر توڑ کوششوں میں مصروف ہے۔ تو وہ صرف احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور ہی ہے مگر قادیانی ہیں کہ ان کھلے کھلے حقائق سے بھی آنکھیں بند کر لینا چاہتے ہیں۔ چنانچہ "الفضل" ۲ جون کی اشاعت میں "حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی علمی وراثت کے مدعی" کے عنوان سے ایک مضمون شائع ہوا ہے جس میں بزعم خود یہ ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی گئی ہے۔ کہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور مذہبی اور سیاسی عقائد میں حضرت مسیح موعود سے شدید اختلاف رکھتی ہے یہی وجہ ہے کہ یہ انجمن آنحضور کی حقیقی جانشین کہلانے کی مستحق نہیں "مذہبی شدید اختلاف" کے ثبوت میں الفضل نے یہ پیش کیا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے بن باپ ہونے کے قائل تھے۔ مگر لاہوری احمدی حضرت عیسےٰ کو بن باپ نہیں مانتے۔ یہ ہے ہمارا حضرت مسیح موعود سے "مذہبی شدید اختلاف"! جو بات کی خدا کی قسم لاجواب کی۔

ہمیں حیرت ہے کہ قادیانی ذہنیت کو کیا ہو گیا ہے۔ اور کن اوچھے ہتھیاروں سے کام لیا جا رہا ہے۔ آخر یہ کونسی اتنی وزن دار بات تھی جس کو "مذہبی شدید اختلاف" کے ثبوت میں پیش کیا گیا۔ کیا حضرت عیسےٰ کا بن باپ ہونا اور اس بات پر ایمان لانا ہی کوئی مذہب ہے۔ اور جو ایسا نہ کرے۔ وہ "مذہبی شدید اختلاف" [illegible]

طرف سے کچھ نہ پیش کرتے ہوئے صرف حضرت مولانا نورالدین صاحب مرحوم و مغفور کے چار فقرات نقل کر دیتے ہیں۔ تاکہ قادیانی جماعت کو غور کا موقعہ ملے۔ آپ لکھتے ہیں۔

(۱) جو اسلام قرآن کے صحیفہ فطرت نے ہم کو سکھایا ہے۔ اس میں کہیں نہیں کہا کہ تم اسلام لاؤ کہ مسیح بن باپ تھے۔

(۲) ہم کو نبی کریم نے نہیں فرمایا۔ کہ اسلام میں یہ بھی ہے کہ تم مان لو۔ کہ مسیح بے پدر تھا۔

(۳) ہمارے پیارے صحابہ کرام اور ہمارے آئمہ اربعہ فقہا اور دیگر آئمہ عظام نے ہمیں کہیں ہدایت نہیں کی کہ اسلامی ضروریات سے ہے۔ کہ مان لو مسیح بے باپ تھا

(۴) ہم کو ہمارے صوفیائے کرام نے اپنی تعلیمات میں کہیں تاکید نہیں فرمائی کہ اسلام میں قرب الٰہی کے مدارج و سالک و صلاح نفس و حصول اخلاق فاضلہ کیلئے لابد ہے۔ کہ یہ بھی یقین کرو کہ مسیح بے باپ تھے۔

ان سارے نمبروں کا مختصر نتیجہ یہ نکلا

قرآن شریف۔ محمد الرسول اور صحابہ کرام۔ آئمہ اربعہ فقہا نے ودیگر آئمہ عظام صوفیائے کرام کے نزدیک حضرت عیسےٰ کا بن باپ ہونا اسلام نہیں) اور نہ اسلام کا اس مسئلہ سے کوئی تعلق ہے۔ پھر خود حضرت مولانا مرحوم نے لکھا ہے کہ۔

"یہ مسئلہ اسلام کا جزو نہیں ہے"

کیا قادیانی حضرات مندرجہ بالا عبارات پر غور فرمانے کی زحمت گوارا فرمینگے کہ جس چیز کو وہ ایک مذہب قرار دیکر اس کی بنا پر حضرت مسیح موعودؑ سے ہمارا "مذہبی شدید اختلاف" ظاہر کرنا چاہتے ہیں۔ وہ چیز حضرت مولانا مرحوم کے نزدیک مذہب و اسلام نہیں اور نہ ہی اسلام کی کوئی جزو ہے۔

علاوہ ازیں حضرت مولانا نوردین صاحب مرحوم کا عقیدہ بھی یہی تھا کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام بن باپ نہ تھے۔ بلکہ ان کا بھی باپ تھا۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں۔

"میں خود مدت تک باوجودیکہ اسلام میرا ایمان اور میری جان ہے اس بات کو (مسیح کے بن باپ ہونے کو) مانتا رہا۔ مگر اب میں اس بات کا قائل نہیں رہا"۔ ان تمام حوالہ جات کے لئے دیکھو کتاب نوردین صفحہ ۱۹۱ و صفحہ ۱۸۲

الفضل کے استدلال کے مطابق حضرت مولانا نوردین صاحب بھی اس قابل نہیں۔ کہ انہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اصلی جانشین قرار دیا جا سکے کیونکہ وہ بھی حضرت مسیح موعود کے عقیدہ کے خلاف حضرت عیسےٰ کو باباپ مانتے تھے۔ اور "مذہبی شدید اختلاف" کے مرتکب تھے۔ مگر جناب میاں صاحب کو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی لکھنے والے حضرت مولانا نوردین صاحب کو خلیفۃ المسیح اول ہی تعین کرتے اور حضرت مسیح موعود کا اصلی و حقیقی جانشین مانتے ہیں پس اگر حضرت مولانا نوردین صاحب مسیح کو باباپ ماننے کے باوجود حضرت مسیح موعود کے اصلی جانشین قرار دیئے جا سکتے ہیں۔ تو احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے کیا قصور کیا ہے کہ اسے کشتنی اور گردن زدنی قرار دیا جائے۔ ہم نے بارہا قادیانیوں کو کہا۔ کہ حضرت مسیح موعود کا یہ عقیدہ کہ حضرت عیسےٰ بن باپ تھے۔ کوئی الہامی عقیدہ نہ تھا۔ بلکہ ایک اجتہادی عقیدہ تھا اجتہاد میں غلطی لگ سکتی ہے۔ آپ کوئی ایسی عبارت پیش کریں جہاں یہ لکھا ہو کہ حضرت صاحب الہاماً ایسا مانتے تھے۔ اور پھر وہ الہام بھی نقل کرتا ہو گا۔ مگر یاد رہے کہ آپ نہ کوئی ایسی عبارت پیش کر سکتے ہیں نہ الہام۔

اس کے بعد حضرت مسیح موعود سے ہمارے "سیاسی شدید اختلاف" کے ثبوت میں الفضل نے روزنامہ "زمیندار" کے حوالہ سے حضرت مولانا صدرالدین صاحب کے ایک خطبہ کا ذکر کیا ہے جس میں مولانا موصوف نے کھدر کے استعمال پر زور دیا۔ کہ ہندوستان کا کروڑوں روپیہ باہر جانے سے بچ جائے اور ہندوستان کی دولت میں اضافہ ہو۔ مولانا صدرالدین صاحب کے ان خیالات کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے سیاسی شدید اختلاف" قرار دیا ہے اور تقسیم بنگالہ کی شورش کے زمانہ کا ایک حوالہ پیش کیا گیا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود نے تحریک سودیشی کو بغاوت سے تعبیر کیا تھا۔ یہ تو گذشتہ زمانہ کی بات ہے۔ اور حضرت نے حالات کو سامنے رکھکر تحریک سودیشی کے متعلق فرمایا تھا۔ کہ یہ تحریک اپنے اندر بغاوت کی خفیہ ملونی رکھتی ہے۔ ورنہ الفضل کے پیش کردہ حوالہ میں حضرت صاحب نے یہ بھی لکھا ہے۔

"اپنے وطن کی چیز کا استعمال بیشک عمدہ بات ہے۔ خود گورنمنٹ بھی اسکو پسند کرتی ہے کہ تمام ضروری اشیا کی ساخت کا ہنر ہندوستانی سیکھیں اور حرفت و تجارت میں ترقی کریں"۔

حضرت مولانا صدرالدین صاحب نے بھی تو یہی فرمایا ہے کہ "دیسی کپڑا استعمال کرنے کی وجہ سے ہر سال ہندوستان کا کروڑوں روپیہ انگلستان [illegible]

کی دولت میں اضافہ ہو"۔

کہئے مولانا نے کونسی بغاوت کی تعلیم دی۔ کیا اپنے گھر چلنے سے کپڑا تیار کر لینا بھی کوئی بغاوت ہے۔ ہندوستان ہر سال کروڑوں روپیہ کا کپڑا انگلستان، چین، جاپان سے خریدتا ہے۔ اگر خود ہندوستان کپڑا تیار کرے۔ اور اپنا کروڑوں روپیہ باہر جانے سے بچا لے۔ تو نہ یہ انگلستان کے خلاف بغاوت ہے نہ چین سے اعلان جنگ۔ نہ جاپان سے کوئی لڑائی۔

لوگوں کا عام خیال ہے کہ قادیانی جماعت کے افراد گورنمنٹ برطانیہ کے محکمہ سی۔ آئی۔ ڈی میں خدمات انجام دینا مذہبی فرائض میں سے ایک نہایت ہی مقدس فریضہ سمجھتے ہیں۔ صوبہ سرحد میں اکثر سٹیشن ماسٹر۔ پوسٹ ماسٹر۔ سکول ماسٹر قادیانی دیکھے جاتے ہیں۔ جو سرحدی اقوام کے حالات و خیالات سے وقتاً فوقتاً گورنمنٹ کو اطلاع کرتے رہتے ہیں۔ مگر ہمیں کبھی یقین نہیں آیا تھا آج ہمیں دفتر ناظر امور خارجہ قادیان کی ایک مطبوعہ چٹھی کو جو کہ اپنی جماعت والوں کے نام ہے دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے جس میں خصوصیت سے یہ فقرے قابل غور ہیں۔

"اپنے علاقہ کی سیاسی تحریکات سے پوری طرح واقف رہنا چاہئے اور کانگریس کے اثر کے بڑھنے اور گھٹنے سے مرکز کو اطلاع دیتے رہیں۔ اگر کوئی سرکاری افسر سیاسی تحریکوں میں حصہ لیتا ہو یا کانگریسی خیالات رکھتا ہو۔ تو اس کا بھی خیال رکھیں اور یہاں اطلاع دیں"۔

ان فقرات سے پتہ چلتا ہے۔ کہ دال میں کالا ضرور ہے۔ پھر ایسے حالات میں جبکہ قادیانی جماعت گورنمنٹ کی طرف سے کار خاص پر لگی ہوئی ہے کسی صدرالدین کے سودیشی خیالات کو کس طرح برداشت کیا جا سکتا ہے۔ کیا جماعت سے سرکاری افسران کے خلاف خفیہ ڈائریاں حاصل کرنا ہی حضرت مسیح موعود کی جانشینی ہے۔ اور یہی وہ وراثت ہے۔ جو حضرت مسیح موعود کے علم و عرفان سے اہل قادیان کے حصہ میں آئی ہے۔ ہندوستان کے سرکاری افسران کو قادیانیوں سے خبردار رہنا چاہئے۔ کہ یہ لوگ ان پر نگران مقرر ہوئے ہیں۔

قادیانی جماعت سے ایک سوال

آجکل قادیانی جماعت اور ان کے محترم امام حضرت میاں بشیرالدین محمود احمد صاحب کو مسلمانوں کے حقوق کی بہت فکر ہے کہیں نہرو رپورٹ پر تبصرے لکھے جا رہے ہیں۔ کہیں کانگرسی تحریکات پر اظہار رائے ہوتا ہے۔ وائسرائے و دیگر ذمہ دار حکام اور رہنماؤں کو پے در پے متوجہ کیا جا رہا ہے۔ مسلمانوں کے حقوق کے تحفظ کی ہر وہ کوشش جو ظاہرداری اور ذاتی اغراض سے علیحدہ ہو کر کی جائے ہمارے نزدیک بے حد قابل قدر ہے۔ خواہ وہ کسی شخص یا جماعت کی طرف سے ہو۔ ہم بھی مسلمان ہیں۔ اس لحاظ سے ہم قادیانی جماعت اور ان کے محترم امام کی ان مساعی کا شکریہ ادا کرنے کے بعد اس امر کو بالکل قطع نظر کرتے ہوئے کہ ان مساعی کی اصل غرض و غایت کیا ہے۔ ان سے ایک سوال کرنے کی اجازت چاہتے ہیں۔

مسلمانوں کے لئے سب سے بڑی دولت اسلام ہے۔ ایک فرزند توحید کا اپنے تئیں مسلمان کہلانا اور سمجھنا اس کا سب سے بڑا حق ہے۔ دوسرے حقوق اس کے بعد آتے ہیں۔ ہمیں یقین ہے کہ تمام قادیانی احباب کو اس سے انکار نہ ہو گا۔ مگر ہم حیران ہیں۔ جن لوگوں کے حقوق کی حفاظت کے لئے آجکل قادیانی جماعت پر خواب و خور حرام ہو رہا ہے ان کو وہ مسلمان ہی نہیں سمجھتی۔ کیا وہ تمام مسلمان جو حضرت مرزا صاحب کو نہیں مانتے اور میاں صاحب کی بیعت سے آزاد ہیں۔ قادیانی جماعت کے نزدیک کافر نہیں ہیں؟ اگر اس سوال کا جواب اثبات میں ہے تو ہم یہ مطالبہ کرنے میں حق بجانب ہوں گے کہ یا تو میاں صاحب تمام غیر قادیانی مسلمانوں کو مسلمان سمجھیں اور ان کے کفر کا فتویٰ واپس لے لیں کیونکہ ان کا سب سے بڑا حق یہی ہے جو میاں صاحب نے بزعم خود غصب کر رکھا ہے۔ یا پھر ان "کلمہ گو کافروں" کے حقوق کی حفاظت کی فکر نہ فرمائیں۔ کیونکہ یہ "کافر" باوجود کم عقل ہونے کے اچھی طرح جانتے ہیں کہ ہم کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھنے والی جماعت ہمارے حقوق سے کوئی ہمدردی نہیں رکھ سکتی۔

ہمارا مخلصانہ مشورہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم　　　نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۱۸　　بروز جمعہ ۱۴ صفر المظفر سنہ ۱۳۴۹ھ　　نمبر ۴۷

ہندو دہرم اور عیسائیت پر اسلام کی عظیم الشان فتح

مسئلہ طلاق

(۲)

انْ هُوَ ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ وَلَتَعْلَمُنَّ نَبَاَهٗ بَعْدَ حِيْنٍ (سورۂ ص)

یہ قرآن ساری دنیا کی اقوام کے لئے شرف اور فضیلت کا موجب ہے اور تم یقیناً اس کی خبر ایک وقت کے بعد معلوم کر لوگے۔

قرآن کریم کے ان الفاظ کے اندر ایک عظیم الشان پیشگوئی ہے اور اس کی حقانیت کی ایک زبردست دلیل ہے صحیفہ اسلام اور اصول اسلام کی صداقت کی دلیل اس سے بڑھ کر اور کیا ہوسکتی ہے کہ اقوام عالم اسلام کے ساتھ اپنی انتہائی دشمنی کے باوجود اس کی تعلیم پر عمل پیرا ہو رہی ہیں۔ اور اپنے اپنے مذاہب کے اصولوں کو خیرباد کہہ رہی ہیں۔ توراۃ کی کتاب استثناء باب ۲۴ آیت ا میں جناب موسیٰؑ نے فرمایا تھا۔

"اگر کوئی مرد کوئی عورت لے کے اس سے بیاہ کرے اور بعد اس کے ایسا ہو کہ وہ اس کی نگاہ میں عزیز نہ ہو۔ اس سبب سے کہ اس نے اس میں کچھ پلید بات پائی۔ تو وہ اس کا طلاق نامہ لکھ کر اس کے ہاتھ میں دے۔ اور اسے اپنے گھر سے باہر کرے۔ اور جب وہ اس کے گھر سے نکل گئی تو جا کے دوسرے مرد کی ہوئی۔"

اس قانون کی بنا پر یہود میں طلاق ایک کھیل اور تماشا تھا۔ بات بات پر عورت کو طلاق نامہ لکھ کر علیحدہ کر دیا جاتا تھا۔ لیکن مظلوم اور بیکس عورتوں کی آہیں بے اثر کیسے رہ سکتی تھیں۔ عورتوں پر اس انتہائی ظلم کا نتیجہ یہ ہوا کہ سوسائٹی آہستہ آہستہ ناقابل برداشت مشکلات میں گھر گئی۔

آخرکار سمجھدار علمائے یہود نے اس آیت پر غور کرنا شروع کیا۔ یہود کا فرقہ ھلل اس کا مطلب یہ بیان کرتا تھا کہ ادنیٰ سے ادنیٰ وجہ بھی طلاق کے لئے کافی ہوسکتی ہے۔ مثلاً اگر عورت گوشت کی ہنڈیا میں نمک زیادہ ڈال دے تو اس قصور پر اس کو طلاق دی جاسکتی ہے۔ بلکہ اس میں اس قدر غلو سے کام لیا گیا کہ اگر مرد کسی دوسری عورت کو اپنی بیوی سے بہتر پائے تو اس پر بھی بیوی کو طلاق دے سکتا تھا۔ اس فرقہ نے مندرجہ بالا آیت کا ترجمہ یوں کیا۔

"کہ اگر وہ اس میں کوئی بات پائے یا کوئی مکروہ فعل دیکھے تو وہ اس کا طلاقنامہ لکھ کر اس کے ہاتھ میں دے۔ الخ"

اسی فرقہ کے عالم عقیبہ نے اقرار کیا کہ اگر عورت ناپسند ہو تو بھی مرد اس کو طلاق دے سکتا ہے۔ اس نے اس آیت کا مطلب یوں بیان کیا۔

"اگر وہ عورت مرد کی نگاہوں میں محبوب نہ ہو تو یہ پہلی وجہ طلاق ہے اور اگر اس میں صفائی اور پاکیزگی نہ ہو تو یہ دوسری وجہ طلاق ہے۔"

اس کے خلاف یہود کے دوسرے فرقہ شمیٔ نے اس آیت سے یہ استنباط کیا کہ عورت کو طلاق نہیں دی جاسکتی۔ جب تک کہ عورت کسی ایسے فعل کا ارتکاب نہ کرے۔ کہ جو رسوائی کا باعث اور نیکی کے خلاف ہو۔ یہ فرقہ جناب مسیح سے بہت قریب زمانہ میں موجود تھا۔ اس کے خیالات کا اثر جناب مسیح پر پڑا اور انہوں نے بھی طلاق کی بابت فرمایا:۔

"یہ بھی لکھا گیا ہے کہ جو کوئی اپنی جورو کو چھوڑ دے اسے طلاق نامہ لکھ دے۔ پر میں تمہیں کہتا ہوں کہ جو کوئی اپنی جورو کو زنا کے سوا کسی اور سبب سے چھوڑ دے۔ اس سے زنا کرواتا ہے۔ اور جو کوئی اس چھوڑی ہوئی سے بیاہ کرے زنا کرتا ہے۔"

(متی باب ۵ آیت ۳۱)

انجیل نویس متی کی غلط بیانی

ایک مرتبہ فریسی جناب مسیح کے پاس آئے اور اس سے کہا:۔

کیا روا ہے کہ مرد ہر ایک سبب سے اپنی جورو کو چھوڑ دیوے۔ اس نے جواب میں اس سے کہا۔ کیا تم نے نہیں پڑھا کہ خالق نے شروع میں انہیں ایک ہی مرد اور ایک ہی عورت بنائی۔ اور فرمایا کہ اس لئے مرد اپنے ماں باپ کو چھوڑے گا اور اپنی جورو سے ملا رہے گا اور وے دونوں ایک تن ہوں گے۔ اس لئے اب وے دو نہیں لیکن ایک تن ہیں۔ پس جسے خدا نے جوڑا ہے اسے انسان نہ توڑے۔ انہوں نے اس سے کہا پھر موسیٰؑ نے کیوں حکم دیا کہ طلاقنامہ اسے دیکر اسے چھوڑ دے۔ اس نے ان سے کہا موسیٰؑ نے تمہاری سخت دلی کے سبب تم کو اپنی جوروؤں کے چھوڑ دینے کی اجازت دی پر شروع سے ایسا نہ تھا۔"

(متی باب ۱۸ آیت ۴-۳)

انجیل متی کے بیان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جناب مسیح نے

(۱) حضرت موسیٰؑ سے پیشتر طلاق کے حکم کی نفی کی۔ حالانکہ اس وقت شریعت نہ تھی۔

(۲) ماں اور باپ کا رشتہ جو قدرتی ہے اس کو توڑنے کا حکم دیا۔

(۳) زن و شو کا رشتہ جسے انسان جوڑتے ہیں اسکے توڑنے پر تہدید کی۔

(۴) توراۃ موسیٰؑ کے ایک حکم کو وقتی مصلحت قرار دیکر منسوخ کر دیا۔ حالانکہ مسیحؑ اس کے مجاز نہ تھے۔

(۵) کتاب پیدائش کی آیت سے غلط استدلال کیا۔

(۶) اور پھر زنا کی صورت میں طلاق کا جواز بتا کر اپنے استدلال پر بھی قائم نہ رہے۔ مفسرین نے جناب مسیح کے ان فقرات پر بڑی تفصیل کے ساتھ بحث کی ہے۔ مگر ہمارا مقصد عیسائی مذہب میں مسئلہ طلاق پر نہایت مختصر ریویو کرنا ہے۔

بہرحال عیسائیت میں انجیل کے ان گول مول فقرات کی بنا پر طلاق کی ممانعت ہو گئی اور عیسائی دنیا صدیوں اس اصول پر اڑی رہی اور طرح طرح کی سوشل خرابیوں کا خمیازہ اٹھانے لگے۔ باوجود اسلامی اصول کا مقابلہ کرتی رہی۔ لیکن خداوند عالم کے زبردست ہاتھ نے آخر عیسائی دنیا کو مجبور کر دیا کہ وہ مسیح کے جوئے سے اپنی گردن آزاد کر کے محمد رسول اللہ کے جوئے کے نیچے آئیں۔ اور عیسائی حکومتوں میں عیسائی قانون طلاق (بچین ڈای وورس بل) پاس ہو گیا اور اسلام نے عیسائی مذہب پر اپنے اصول کے لحاظ سے ایک عظیم الشان فتح حاصل کی۔

ہندو مذہب میں طلاق

ہندو قوم بھی اپنے ہاں رشتۂ ازدواج کو ناقابل شکست سمجھتی رہی۔ اور ان کے مناظر بڑے فخر سے کچے ٹانکے اور پختہ جوڑ کی مثال اسلامی نکاح اور ہندو شادی کے لئے پیش کرتے رہے۔ ان کے ہاں عقد نکاح کی پختگی یہاں تک ناقابل شکست سمجھی جاتی تھی کہ اگر چھ ماہ کی لڑکی بھی بیوہ ہو جائے تو وہ ساری عمر دوسرا نکاح نہ کرسکتی تھی۔ کیونکہ جوڑ پختہ لگ چکا ہوتا تھا مرنے والا مرجاتا تھا۔ مگر رشتہ نکاح کی مضبوطی کا یہ حال تھا کہ یا تو بیوہ ساتھ ہی دھکتی ہوئی دہکتی ہوئی آگ میں جل جاتی تھی۔ یا ساری عمر مرنے والے کے نام پر بیٹھی رہتی تھی۔ انیسویں صدی کے مہرشی سوامی دیانند جی مہاراج بھی بیوہ کے نکاح کے مخالف تھے۔ اور اس بیماری کا علاج ایک مکروہ نسخہ سے تجویز کرتے تھے کہ جو ان کی وفات کے بعد نصف صدی بھی چل نہ سکا۔ اور آریوں نے کھلم کھلا اپنے سوامی جی کے خلاف بیواؤں کے نکاح کا فیصلہ کر دیا۔ اسلامی اصول کی یہ پہلی فتح تھی۔ کہ جو سوشل اصلاح کے میدان میں اسلام کو حاصل ہوئی۔ طلاق و خلع کے قوانین کی ضرورت ہندو قوم میں بیواؤں کے نکاح سے بھی زیادہ شدت کے ساتھ محسوس کی جا رہی ہے۔ چنانچہ سوشل کانفرنس کے صدر فرماتے ہیں کہ

"آج سے نہیں برسوں سے سوشل کانفرنس بیواؤں کی شادی کا رزولیوشن برابر ہر سال پاس کیا کرتی ہے۔ اور اب تو برابر یہ خبریں اخباروں میں شائع ہوتی ہیں کہ ہر سال بیواؤں کی شادیوں کی تعداد بڑھتی جاتی ہے۔ اگر غور سے دیکھا جائے تو ایسی طلاق کے رائج کرنے کی تجویز جس کا ابھی ذکر کیا گیا ہے۔ بیواؤں کی شادی کا محض ایک ضمیمہ ہے۔ جب آپ بیواؤں کی شادی کر دینا منظور کرتے ہیں تو ان عورتوں کو دوسری شادی کے حق سے کیسے محروم رکھ سکتے ہیں۔ جن کی حالت بیواؤں سے بدتر ہی ہوگی۔ بہتر کیسے کہی جاسکتی ہے۔ جس بیوی کو خاوند نے گھر سے نکال باہر کیا ہے وہ کس حالت اور صورت میں بیوہ سے بہتر کہی جاسکتی ہے۔ جس کو گھر سے نکال باہر نہ کیا سہی گھر میں رکھ کر ہر طرح کی اذیت اور کوفت دی جاتی ہے اور اس کی چھاتی پر مونگ دلے جاتے ہیں۔ اس کے بچوں کی پرورش ایسے گھروں میں ہوتی ہے۔ جو ہر طرح کے ظلم اور بدکرداری کا روز ہنگامہ پیش کرتا ہے۔ تو اس کی حالت بیوہ سے کس طرح اچھی کہی جاسکتی ہے اور کس بنا پر اس کی گلوخلاصی کرنے سے انکار کیا جاسکتا ہے۔"

اس کے بعد جناب صدر نے واقعات اور دلائل سے مخالفین کے اعتراضات کے جواب دیئے ہیں۔ مثلاً جو مرد اپنی بیویوں کے علاوہ ادھر ادھر جھک مارتے پھرتے ہیں ان کی بیویاں زندہ درگور رہتی ہیں۔ مگر ہندو دہرم میں اس کا کوئی علاج نہیں بعض لوگ ولایتی بیویاں لے آتے ہیں۔ ان کی پہلی بیویاں مصیبت کی زندگی کاٹتی اور خون کے گھونٹ پیتی رہتی ہیں۔ کیونکہ خاوند ان کو طلاق نہیں دے سکتا۔ اکثر بیکار، پاگل اور ناقابل ہوتے ہیں۔ عمر بھر کے لئے جیل اور پاگل خانہ کی ہوا کھاتے ہیں۔ ان کی بیویاں بیکار دربدر ماری ماری پھرتی ہیں۔ صدر صاحب کے خیال میں ہندو قوم میں اس کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ مگر اس کا علاج سوائے طلاق اور خلع کے اور کچھ ہو نہیں سکتا۔ اور ان کا مشورہ ہندو قوم کو یہی ہے کہ جلد از جلد طلاق کا رواج ہو جانا چاہئے۔ ورنہ قوم کی کشتی تباہی کے قریب پہنچ گئی ہے۔

"مدیر الفضل" کی دماغی کیفیت

ہمارے دوست مدیر "الفضل" کہ جن پر حضرت فضل عمر کی فضل فرمائیوں (دبروزن کرم فرمائیوں) کی بارش کچھ ایسی بے طرح ہو رہی ہے کہ ان کا دماغی کیف علم و عقل کی حدبندیوں سے یکسر آزاد ہو گیا ہے۔ متانت اور شرافت تو اس نے مدتوں سے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۱۸ | دوشنبہ ۱۵ ربیع الاول ۱۳۴۵ھ | نمبر ۵۲

پادری پال کی سلطان التفاسیر پر ایک نظر

صیاد نۂ دلا تو تخجیر مکن
چیزے کہ نخواندۂ تو تفسیر مکن

علوم جدیدہ کی نگاہ میں مجرم دن بدن ایک حد تک معذور اور دماغی نقص کی وجہ سے سزا کے نہیں بلکہ علاج کے مستحق سمجھے جانے لگے ہیں۔ اس کے علاوہ قید خانوں کے تجارب اور اعضائے انسانی کی ساخت کا مطالعہ کرنے والے دونوں اس امر پر متفق ہیں۔ کہ سخت سے سخت سزائیں مجرمین کو جرائم سے روکنے کے لئے بیکار ہیں۔ اس لئے آئندہ سزا کی تخفیف اور قید خانوں کی بجائے مجرموں کا علاج ہسپتالوں میں کئے جانے کے مسئلہ پر غور کیا جا رہا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ارتکاب جرائم کا ایک اور پہلو بھی قابل غور ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ جرائم فارغ البالی اور ارزانی کے زمانہ میں کم ہوتے ہیں۔ تنگ دستی اور قحط کے زمانہ میں ان کی تعداد بہت بڑھ جاتی ہے۔ ظاہر ہے کہ ان حالات میں بھی ارتکاب جرائم کی وجہ مجرمین کی عادت نہیں۔ بلکہ سوسائٹی کے نظام کا نقص ہے۔

مسلمان شاکی ہیں کہ ان کے مذہب پر آریہ اور عیسائی آئے دن ڈاکے ڈالتے ہیں۔ لیکن غور کیجئے کہ اس کی وجہ کیا ہے؟ سوائے اس کے کہ مسلمانوں کے نظام کا نقص کہا جائے اور کوئی وجہ نظر نہیں آتی۔ عیسائی اور آریہ اپنی تعلیم کے لحاظ سے اسلام کے سامنے کوئی صداقت نہیں رکھتے۔ لیکن ان کے اندر ایک نظام ہے۔ یعنی سوسائٹی تنگدست اور دنیوی شوکت سے محروم نہیں۔ ہمارے پاس روپیہ ہو اور ہماری سوسائٹی منظم ہو تو پادری پال۔ پادری عبدالحق اور احمد مسیح بھلا کہیں عیسائی رہ سکتے ہیں۔ عیسائی رہنا تو آئندہ کی بات ہے۔ یہ عیسائی ہو ہی نہیں سکتے تھے۔ مدرسہ الٰہیات پادری پال کو ۲۵ کے بجائے پچاس دیدیتا۔ پادری احمد مسیح کو فتحپوری کی مسجد والے نابینا سمجھ کر دھتکار نہ دیتے۔ پادری عبدالحق کے والد اپنے بیٹے سے اچھا سلوک رکھتے۔ ان لوگوں کا سر پھرا تھا کہ ایسے زمانہ میں کہ لوگ ایک ہی خدا سے تنگ آئے بیٹھے ہیں یہ باپ بیٹا اور روح القدس کا تین الگ الگ سمتوں میں کھینچنے والا قلادہ اپنے گلے میں ڈال لیتے۔ اب دیکھئے دعا مانگنے میں ہی کتنی دقت ہے۔ تینوں کی رائے متفق ہو تو کسی غریب کی مشکل حل ہو۔ اور اگر تینوں کی رائے ہمیشہ اور ہر حالت میں ایک ہوتی ہے۔ تو تین ہونے ہی بے فائدہ ہیں۔ کثرت کا کچھ تو فائدہ ہو۔ آراء کا اختلاف ہو۔ بحث مباحثہ ہو۔ دلائل و براہین ہوں۔ مجارٹی منارٹی وکثرت اور قلت آراء ہو کر فیصلہ ہو۔ کسی کی رائے صائب ہو۔ اس کا بول بالا ہو۔ کوئی کھسیانہ ہو کر اپنی رائے واپس لے ورنہ محض حساب کے تین عدد۔ جو برابر ہیں ایک کے یعنی [illegible]

ہمیں معاف رکھیں یہ حساب کی کتاب کے تین عدد کسی مصرف کے نہیں بات اپنے مرکز سے ہٹ کر دور چلی گئی۔ مجرمین کی تخفیف سزا کا نظریہ تھا۔ اور یہ نظریہ امریکہ میں اب یہاں تک پہنچ چکا ہے۔ کہ شاید ایک دو سال میں ہی اس پر عملدرآمد بھی شروع ہو جائے۔ ہم نے مانا کہ بعض لوگوں کا دماغ ناقص ہوتا ہے ان کے اعضاء کی ساخت میں فتور ہوتا ہے۔ سوسائٹی کا نظام خراب ہونے سے بھی جرائم کی کثرت ہو جاتی ہے۔ مگر ارتکاب جرائم کرنے والوں کی ایک اور قسم بھی ہے ان کا دماغ بھی خراب نہیں ہوتا۔ اچھے بھلے اعضاء کے کایلی افنان ہوتے ہیں۔ ان کا پیٹ بھرنے کے لئے دو تین مہینوں سے کافی رقم فراہم کر کے (کیونکہ ایک ہی مہینہ کا تاوان کی تنخواہ سے دیوالہ نکل جائے) ماہانہ ان کو دی جاتی ہے۔ مگر ان کے اندر سے ہمیشہ ھل من مزید کی آواز نکلتی رہتی ہے۔ ایسے لوگوں کے متعلق نہیں معلوم ماہرین قانون اور علم الاعضاء والے لوگ مل کر کیا فیصلہ کریں۔

ہم سے پوچھے تو ایک شخص جو بھوک سے تنگ آ کر ڈاکہ ڈالتا ہے۔ کسی جذبہ سے مشتعل ہو کر کوئی جرم کرتا ہے۔ عادت کے طور پر جرم سے باز نہیں رہ سکتا۔ یہ سب لوگ ایک حد تک معذور ہیں۔ ان کا علاج ہسپتال میں ہونا چاہئے۔ مگر وہ شخص کہ جو اپنے تنور شکم کو دمبدم گرم کرنے کے لئے دوسروں کے ایمان پر ڈاکہ ڈالتا ہے۔ جھوٹی روایات اور دروغ آمیز عبارات سے مذہب اور دین پر جھوٹ باندھتا ہے اور دنیا کی سب سے بڑی صداقت کو محض زر قلب کے لئے ملتبس کرتا ہے۔ اس سے بڑھ کر مجرم اس سے بڑھ کر خائن اور اس سے بڑھ کر سزاوار غضوبت و سزا اور کوئی ہو نہیں سکتا۔ جرم آجکل لوگوں کی ہیئت اجتماعیہ کو شکست کرنے کی حیثیت سے خوفناک اور قابل سزا سمجھا جاتا ہے۔ لیکن اس شخص سے بڑھ کر کون مجرم ہے۔ کہ جو روپیہ کے لئے نسل انسانی کی سب سے بڑی ہیئت اجتماعیہ یعنی اسلام پاک کو مٹانا چاہتا ہے۔ اور اس چیز کی حمایت کرتا ہے کہ جو دنیا میں صلح کرانے کے لئے نہیں بلکہ تلوار چلانے کے لئے آئی۔ (انجیل)

حفاظت قرآن کے اسباب

پادری پال کی علمی قابلیت کا تذکرہ گذشتہ نمبر میں ہو چکا۔ حفاظت قرآن میں شک لانا اپنی جہالت اور کوتہ نہمی کا ثبوت دینا ہے۔ کیونکہ اسلام کے بدترین دشمنوں نے بھی یہ اقرار کیا ہے کہ قرآن آج بھی لفظ بلفظ وہی موجود ہے۔ کہ جو کسی وقت محمدؐ کے منہ سے نکلا تھا۔ (میور)

ونیا، جہان کی مذہبی کتب میں سے قرآن کریم کو ہی یہ فخر حاصل ہے کہ [illegible] کی زندگی

دوسری جمیل صحابہ سے لکھا بھی گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہ صرف خود قرآن کریم کے حافظ تھے بلکہ بہت سے اکابر صحابہ آپ کے سامنے حافظ قرآن موجود تھے۔ پس قرآن کریم جہاں مادی اشیاء پر لکھا جاتا تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ حفاظ کے سینوں میں بھی محفوظ ہوتا جاتا۔ اور حفظ قرآن کا یہ تواتر اگر تحریر کے لحاظ سے آنحضرت صلعم تک پہنچتا ہے تو حفظ کے لحاظ سے بھی آج دنیا بھر کے مشہور حفاظ اپنا سلسلہ روایت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچاتے ہیں۔ کیا انجیل اور تورات یا دیگر کتب مقدسہ میں سے حفظ کتاب کا یہ اہتمام اور تواتر کسی اور کتاب کو نصیب ہوا۔ لطف تو اسی بحث میں آ سکتا ہے کہ حفاظت اناجیل اور تورات پر قرآن کریم کی حفاظت کے ساتھ ساتھ بالمقابل بحث ہو۔ ورنہ اپنی کتاب کی تاریخ کو چھوڑ کر امام رازی اور بخاری کی پناہ ڈھونڈھنا تورات اور اناجیل کو تحریف سے پاک نہ ٹھہرا دیگا۔ کسی عیسائی میں ہمت ہے تو قلم اٹھا کر دیکھ لے۔ ورنہ عیسائیوں کو خوش کر کے میاں الماس بنانا اور روپیہ اکٹھا کرنا بھی کوئی مشکل کام ہے۔

مشیت الٰہی نے قرآن کی حفاظت کے سامان پہلے سے مہیا کر رکھے تھے۔ اہل عرب کا حافظہ دنیا بھر میں ایک بے نظیر خصوصیت رکھتا تھا۔ ان کا حافظہ مسیح کے حواریوں کا حافظہ نہ تھا۔ کہ شام کو مسیح نے پطرس سے کہا کہ مرغ کی اذان سے پیشتر تم میرا انکار کروگے۔ جناب پطرس نے جواب دیا کہ ہرگز نہیں۔ مجھے تو جان بھی دینی پڑی تو دیدوں گا۔ پر انکار نہ کروں گا۔ صبح ہوتے ہوتے دنیا نے دیکھا کہ وہی پطرس انکار کرتا ہے۔ اور تین دفعہ انکار کرتا ہے۔ آہ موت کس قدر خوفناک چیز ہے۔ اس کا خیال آنا ہی تھا۔ کیا اُستاد اور کون شاگرد۔ لعنت بھیجکر کہا کہ میں اس کو نہیں جانتا۔ کیا ایسے لوگوں کی روایات پر اعتبار کر کے اناجیل تالیف کرتے ہو۔ ہمارے محدثین تو ایسے ڈھلمل ایمان اور زود فراموش کی بات سننا بھی گوارا نہ کریں۔ عرب اس بلا کے ذہین اور حافظ تھے کہ اپنا سلسلہ نسب۔ کلام عرب اور واقعات زمانہ ان کے نوک زبان تھے۔ حماد راویہ کو ۲۷ ہزار قصائد حفظ تھے۔ اور وہ بھی اس ترتیب اور خوبی کے ساتھ کہ ہر ایک حرف تہجی کے ۰۰۰ اشعر۔ خلیفہ ولید بن یزید نے اس کا امتحان لیا۔ اور کامیاب ہونے پر ایک لاکھ درہم اس کو انعام دیا۔ ابو تمام صاحب حماسہ کو ۱۴۰۰۰ ارجوزے (بڑے قصائد) عہد جاہلیت کے یاد تھے۔ علامہ اصمعی کو ۱۶۰۰۰۔ ابو ضمضم ۱۸۰ شاعروں کے اشعار روایت کرتا تھا۔ (حوالجات کے لئے دیکھئے تاریخ ابو خلکان جلد اول صفحہ ۱۲۱ کتاب الشعراء ابن قتیبہ صفحہ ۹ اور مزہر سیوطی جلد ۲ صفحہ ۲۳۷)

کیا یہ لوگ قرآن کو یاد کر کے بھول سکتے تھے لیکن ان کا حافظہ اس قدر تیز ہونے کے باوجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حفظ اور کتابت دونوں سے کام لیا۔ ہر آیت جس وقت نازل ہوتی تھی اس کو لکھواتے تھے۔ یاد کراتے تھے۔ اور پھر سنا بھی کرتے تھے۔ مکہ میں ارقم مخزومی کا گھر قرآن کا تلاوت خانہ تھا۔ مدینہ میں آ کر حضور نے اصحاب صفہ کے نام سے ایک جماعت اسی غرض کے لئے مقرر کی کہ جن کا کام سوائے حفظ قرآن کے اور کچھ نہ تھا۔

رسول اللہ صلعم کے زمانہ کے حفاظ اور کاتب

مہاجرین میں حضرت ابوبکر۔ حضرت عمر۔ حضرت عثمان اور حضرت علی۔ طلحہ۔ سعد۔ ابن مسعود۔ حذیفہ۔ سالم مولیٰ حذیفہ۔ ابوہریرہ۔ عبداللہ بن سائب۔ عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہم حافظ قرآن تھے۔

عورتوں میں حضرت عائشہؓ۔ حضرت حفصہؓ اور ام سلمہؓ حافظہ تھیں۔ انصار میں سے عبادہ بن الصامت۔ ابو حلیمہ مجمع بن جاریہ۔ فضالہ بن عبید۔ مسلمہ بن مخلد۔ تمیم داری۔ عقبہ بن عامر۔ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہم حافظ تھے۔ حفظ قرآن کا شوق اسقدر ترقی کر گیا تھا کہ لوگ راتوں کو اٹھ اٹھ کر اس کی سوزانہ تلاوت

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۱۸ | ۱۱ ذی قعدہ ۱۳۴۸ھ | نمبر ۲۵

آریہ سماجی اور اسلام

(۱)

ہمعصر آریہ گزٹ لاہور نے ۲۹ مارچ ۱۹۳۰ء کی اشاعت میں جو افتتاحیہ "بانئے اسلام کو گالیاں" کے عنوان سے لکھا ہے اس کا ابتدائی فقرہ خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:-

> لاہوری احمدی پارٹی کے آرگن پیغام صلح نے ہمارے ایک ایڈیٹوریل نوٹ پر اپنا لیڈر لکھا ہے۔ پیغام صلح اپنے قادیانی بھائیوں سے زیادہ مہذب اور زیادہ سنجیدہ ہے۔ "پیغام صلح" کو شکایت ہے کہ آریہ سماجی حضرت محمد صاحب کو گالیاں دیتے ہیں۔ ہم اس سے بالکل انکار کرتے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں کہ یہ قطعاً غلط ہے۔ آریہ سماجی کسی بھی مذہب کے کسی پیغمبر اولیا یا اوتار کو گالیاں نہیں دیتے بلکہ اس کے برخلاف ہم ان کی عزت کرتے ہیں۔ جہاں تک عزت "الدمہ" ؟ (وشواس اور خوشامد کا درجہ حاصل نہیں کرتی ہے۔

ہمارے ہمعصر نے قادیانی اخبارات کے مقابلہ میں پیغام صلح کو زیادہ مہذب اور زیادہ سنجیدہ ہونے کی سند عطا کی ہے۔ شکریہ۔ لیکن اگر خود آریہ گزٹ "پیغام صلح" سے زیادہ مہذب اور زیادہ سنجیدہ ہونے کا دعویٰ کرتا اور اس دعوے کے ثبوت میں ناقابل تردید دلائل پیش کیا جاتے تو ہمیں یقیناً دلی مسرت حاصل ہوتی۔ تہذیب اور سنجیدگی کا اخلاقی ضابطہ اس امر کا متقاضی ہے کہ ہم غیر مذاہب کے بزرگوں یا رشیوں کے احترام کا نہ صرف زبانی دعویٰ کریں بلکہ اس کا عملی ثبوت دیں۔ بیشک ہمیں یہ شکایت ہے کہ آریہ سماجی نبی کریم صلعم کی شان میں جن کا مبارک نام سنتے ہی دنیا کے چالیس کروڑ مسلمان فرط عقیدت سے اپنی گردنیں جھکا دیتے ہیں علانیہ اور دیدہ و دانستہ نازیبا الفاظ استعمال کرتے ہیں اور حضور کی مقدس ذات پر ایسے الزامات عاید کرتے ہیں جن کی کوئی اصلیت نہیں۔ کیا ہمارا ہمعصر اس حقیقت سے انکار کر سکتا ہے کہ اگر آریہ سماجی مصنفوں اور مضمون نگاروں کی تحریروں سے مذکورہ بالا نازیبا الفاظ یا بے بنیاد الزامات کو ایک جا جمع کیا جائے تو اس سے ایک اچھی خاصی کتاب تیار ہو سکتی ہے؟ کیا ہمارا ہمعصر ان تمام مقدمات سے خالی الذہن ہو چکا ہے جو مسلم پبلک یا گورنمنٹ کی طرف سے ان آریہ مصنفین اور مقررین پر چلائے گئے ہیں۔ جو مسلمانوں کے مذہبی جذبات اور حسیات کو پائے استحقار سے ٹھکراتے کے عادی ہو چکے ہیں۔ اور جن کی مسلم آزاری ایک لاعلاج مرض کی صورت اختیار کر چکی ہے؟ کیا ہندوستان کا کوئی صوبہ ایسے دہرم بھکشوؤں سے خالی ہے جنہوں نے اپنے قلم اور زبان سے حضور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس ذات پر ناپاک حملے کرنا اور آپ کی تعلیم کے خلاف ہندوؤں کے ذہنوں میں زہر ٹپکانا اپنی زندگی کا مشن قرار دے رکھا ہے؟ کیا ہمارے ہمعصر نے آریہ مصنفین کی ان کتابوں کو نظرانداز کر دیا ہے جو مقامی حکومتوں کی جانب سے قابل ضبطی قرار دی گئی ہیں؟

اگر آریہ گزٹ کا یہ دعویٰ حقیقت پر مبنی ہے کہ آریہ سماجی نہ صرف نبی کریم صلعم بلکہ کسی مذہب کے کسی پیغمبر اولیا یا اوتار کو ہرگز گالیاں نہیں دیتے تو پھر کسئے دن آریہ مصنفین اور مقررین پر مقدمات کیوں دائر کئے جاتے ہیں۔ اور ان کی کتابیں کیوں ضبط ہوتی ہیں؟ ہم حیران ہیں کہ ہمارا ہمعصر کیوں ایک کھلی ہوئی حقیقت پر پردہ ڈالنے کی بے سود کوشش کر رہا ہے؟ اگر آریہ سماجی پرچارک اپنی سرگرمی اور مستعدی کو صرف اپنے دہرم کی خوبیوں کے بیان کرنے تک محدود یا اپنے مذہب کا دوسرے مذاہب سے مقابلہ کرتے وقت تہذیب اور شائستگی کو ملحوظ رکھیں تو ہندوؤں اور مسلمانوں کے باہمی تعلقات میں کبھی وہ کشیدگی پیدا نہ ہو جس نے ہندوستان کی فضا کو مکدر کر رکھا ہے ہمارا ہمعصر غالباً مذہب کے فلسفہ اور اس کی غایت سے بے خبر نہیں ہے اور وہ مختصر الفاظ میں یہی ہے کہ ہر سچا مذہب انسان کو اپنے خالق کی پہچان کا سیدھا راستہ دکھاتا ہے اور اسے انسانیت کے اعلیٰ مقام تک پہنچا دیتا ہے۔ تاریخ بتا رہی ہے کہ جن قوموں نے خدا کو نہیں پہچانا یا اس کے احکام کی خلاف ورزی کی وہ ہلاک ہو گئیں۔ دنیا میں انسانیت کا نظام یا شیرازہ صرف اسی صورت میں قائم رہ سکتا ہے کہ انسان جابروں اور ظالموں کی طاغوتی طاقت کے سامنے جھکنے کے بجائے براہ راست اپنے پروردگار سے تعلق پیدا کرے اور یہی کو اپنا ہوتا ہے۔

نبی کریم صلعم نے ایک ایسے زمانہ میں جبکہ عرب کے باشندے جہالت اور ضلالت، بداطواری اور سیہ کاری مفسدہ پردازی اور خانہ جنگی کی لعنت میں مبتلا تھے توحید کی تعلیم پیش کی۔ لوگوں کو بت پرستی سے منع کیا اور تمام بنی نوع انسان کو محبت اور اخوت کا پیغام پہنچایا۔ دنیا میں عالمگیر اخوت اور امن کی صورت پیدا کرنے کے لئے اس سے بہتر اور اعلیٰ تعلیم اور کیا ہو سکتی ہے کہ قرآن شریف نے دنیا کی تمام اقوام کو اس حقیقت سے آگاہ کیا کہ خداوند کریم اپنی سنت قدیمہ کے مطابق ہر زمانہ میں ہر قوم کی اصلاح کے لئے ہادی بھیجتا رہا ہے۔ قرآن کی اس تعلیم کی رُو سے فرزندان توحید سری رام چندر جی، سری کرشن، حضرت بابا نانک کو خدا کا فرستادہ سمجھتے ہیں اور ان کا احترام کرتے ہیں۔ اگر اسلام کی طرح دوسری غیر مسلم اقوام بھی اس اصول کی پابندی کو اپنا مذہبی فرض سمجھیں تو مذہبی پیشواؤں کے برخلاف دریدہ دہنی کا اشتعال انگیز سلسلہ خود بخود بند ہو جائے گا۔ مگر ہمیں افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ آریہ سماجی پرچارکوں اور عیسائی پادریوں نے دنیا کے اس برگزیدہ اور کامل انسان (صلی اللہ علیہ وسلم) کے خلاف پروپیگنڈا کرنا اور زہر اُگلنا اپنی زندگی کا سب سے بڑا مقصد قرار دے رکھا ہے۔ جس کے نزدیک ابتدائے آفرینش سے تمام دنیا کے روحانی پیشوا قابل احترام ہیں۔

فلسطینی عربوں کی جد و جہد

فلسطین کے عربوں کی سفارت نے ریوٹر کے نمائندے سے بیان کیا ہے کہ فلسطین کی تحقیقاتی کمیشن نے فلسطین کی زمین اور یہودیوں کے ترک وطن کے مسائل کے متعلق جو تجاویز پیش کی ہیں وہ امید افزا ہیں۔ بشرطیکہ فلسطین کے متعلق آئندہ جو حکمت عملی اختیار کی جائے وہ مبہم نہ ہو۔ سفارت مذکور اپنی شکایات اور تجاویز کو ایک یادداشت کی شکل میں قلمبند کر رہی ہے جو برٹش گورنمنٹ کے سامنے پیش کی جائے گی۔ لارڈ بالفور آنجہانی کی یہود نوازی فلسطین میں ایک ایسے مہیب فتنہ کی صورت اختیار کر چکی ہے۔ کہ جب تک اعلان بالفور کو منسوخ نہیں کیا جائے گا۔ یا اس میں ایسی ترمیم نہیں کی جائے گی جس سے فلسطین کے عربوں کے ملکی، سیاسی اور اقتصادی حقوق ہمیشہ کے لئے محفوظ ہو جائیں اس وقت تک یہودیوں اور عربوں کی خونریز کشمکش کا سلسلہ برابر جاری رہیگا۔ فلسطین کے عرب اپنے ملک کے مالک تھے۔ لیکن لارڈ بالفور مرنے سے پہلے یہودیوں کو عربوں پر مسلط کر گئے۔ کوئی غیور قوم ایسے ناجائز اور جابرانہ تسلط کو گوارا نہیں کر سکتی۔ ڈاکٹر وائزمین نے جو صیہونی تحریک کے صدر ہیں عربوں کی سفارت کے متعلق یہ خیال ظاہر کیا ہے:-

"جب تک عربوں کے دل میں یہ خیال جاگزیں رہے گا کہ وہ ہمیں فلسطین کو اپنا قومی وطن بنانے سے جو ہمارا حق ہے جبراً روک سکتے ہیں اس وقت تک ہمارے لئے ان سے گفت و شنید کرنا بہت مشکل ہے۔" اگر یہودی کی پیٹھ پر برطانیہ کا ہاتھ نہ ہوتا تو اسے کبھی عربوں کے وطن کو اپنا قومی وطن بنانے کی جرأت نہ پڑتی۔ برطانیہ کی نوآبادیوں میں کئی ایسے وسیع علاقے موجود ہیں جہاں یہودی آباد ہو سکتے تھے۔ لیکن برطانیہ کے ارباب حل و عقد کی مصلحت یہی تھی کہ یہودیوں کو فلسطین کے عربوں پر مسلط کر کے ان کی سیاسی طاقت کو فنا کر دیا جائے۔ اس وقت یہودی خداوندان برطانیہ کے محبوب ہیں۔ کیونکہ وہ بے قیاس دولت کے مالک ہیں۔

غافل اور بےحس مسلمان

گورو کل کے سالانہ گذشتہ اجلاس میں دس ہزار ہندو شامل ہوئے۔ جب چندہ کے لئے اپیل کی گئی تو ایک لاکھ روپیہ نقد چندہ جمع ہوا۔ ایک مہاجن سیٹھ جھورا مل نے سوامی شردھانند کی یادگار قائم کرنے کے لئے تیس ہزار روپیہ تنہا جمع کرنے کا اعلان کیا تھا۔ چنانچہ انہوں نے اپنا وعدہ پورا کر دکھایا اور ۳۱ ہزار ایک سو روپیہ کی رقم داخل کر دی۔ یہ ہے ایک زندہ قوم کی زندگی کا نشان۔ کیا برادران وطن کے مقابلہ میں فرزندان توحید ایسی زندگی کا عملی ثبوت دے رہے ہیں؟ ہمیں ندامت اور دلی رنج کے ساتھ اس امر کا اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ آج مسلمانوں میں مالی ایثار کا وہ جذبہ نہیں پایا جاتا جس کے لئے ان کے نامور اسلاف ایک غیر فانی شہرت حاصل کر چکے ہیں۔ ہم ایک عرصہ سے نہ صرف جماعت احمدیہ لاہور بلکہ جملہ برادران اسلام سے اپیل کر رہے ہیں کہ وہ برلن مسجد کی واگذاری کے لئے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کریں۔ اگر خدا کا گھر ایک مسلمان کی افسوسناک بے عنوانی کی بدولت مکفول ہے تو سمجھنا چاہیئے کہ تمام دنیا اور بالخصوص ہندوستان کے مسلمانوں کی عزت مکفول ہے۔ مگر ابھی مسلمانوں نے یہ محسوس نہیں کیا کہ ان کی عزت ان کی غیرت ان کی حمیت خطرہ میں ہے۔ احساس کا یہی وہ المناک فقدان ہے جس سے ہماری مشکلات میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔ اور ان کے ازالہ کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ ہندوؤں میں ایک جھورا مل اپنے قومی لیڈر کی یادگار قائم کرنے کے لئے تنہا تیس ہزار جمع کرنے کا بیڑہ اُٹھاتا ہے اور بگراں قدر رقم فراہم کر کے اپنی اس طاقت کا عملی ثبوت دیتا ہے جس کے بغیر کوئی قوم زندہ نہیں کہلا سکتی۔ یہ صحیح ہے کہ مسلمان من حیث القوم اقتصادی پہلو سے بہت پست اور کمزور ہیں۔ لیکن پھر بھی ان میں ہزاروں ایسے اشخاص موجود ہیں جو اگر چاہیں تو برلن مسجد کی واگذاری کے لئے مطلوبہ رقم چند منٹوں کے اندر فراہم کر سکتے ہیں۔ سوال روپے کا نہیں بلکہ احساس کا ہے مشکل یہی ہے کہ جو دل پتھر کی طرح سخت ہیں ان پر گرم آنسوؤں کے قطرے بھی اثر نہیں ڈال سکتے تو ان میں یہ احساس کیسے پیدا کیا جائے؟ سعدی نے سچ کہا ہے "تونگری بدل است نہ بہ مال"۔

"امت مسلمہ ہند" کا جلسہ

حال ہی میں امرتسر میں "امت مسلمہ ہند" کے نام سے مسلمانوں کی ایک نئی جمعیت قائم ہوئی ہے جس کا افتتاحی اجلاس ۱۹ اور ۲۰ اپریل ۱۹۳۰ء کو بمقام امرتسر منعقد ہوگا۔ جو مطبوعہ اعلان اس اجلاس کے متعلق ہمیں موصول ہوا ہے اس کے حسب ذیل الفاظ سے اجلاس کا مقصد واضح طور پر ظاہر ہوتا ہے:-

> اس مقدس اجتماع کا مقصد قرآن مجید کی زندہ جاوید تعلیمات کو نہایت معقول پیرایہ میں بیان کرنا اور مسلمانوں کے موجودہ اختلافات کے ازالے اور ان کے قومی تشتت اور افتراق کو رفع کرنے کی تدابیر سوچنا ہے تاکہ حقیقت کبریٰ جو آیات ذیل سے واضح ہے آشکار کر دی جائے
>
> ایہا الرسل ..... ان ھذہ امتکم امۃ و احدۃ و انا ربکم فاتقون تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا و بینکم ..... الخ
>
> (اے تمام رسولو (مذاہب کے رہنماؤ) پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور نیک کام کرو۔ یقیناً میں تمہارے اعمال سے خبردار ہوں تم سب اصول اور حقیقت کے اعتبار سے ایک ہی جتھہ ہو اور میں تم سب کا پالنے والا ہوں۔ پس ڈرو مجھ سے۔ (اے مختلف آسمانی کتابوں کے ماننے والو) اس بات کی طرف آؤ جس کو ہم اور تم دونوں یکساں طور پر مانتے ہیں۔ یہ کہ ہم سوائے خدائے واحد کے کسی کی پوجا نہ کریں اور کسی کو اس کا شریک نہ بنائیں۔

اعلان میں بیرونجات کے اصحاب کو اطلاع دی گئی ہے کہ ۱۰ اپریل تک صوفی غلام مصطفیٰ تبسم ایم اے سیکرٹری استقبالیہ کمیٹی امت مسلمہ ہند امرتسر کو اطلاع بھیج دیں تاکہ ان کی رہائش اور کھانے کا خاطر خواہ انتظام ہو سکے۔ ہمیں اس جدید جمعیت کے مذکورہ بالا اغراض و مقاصد سے پوری ہمدردی ہے۔ ہم ہر ایسی تحریک کا پوری گرم جوشی کے ساتھ خیر مقدم کرنے کے لئے تیار ہیں جس کا مقصد وحید مسلمانوں کی موجودہ مخالفتوں کا ازالہ کرنا اور ان کے قومی انتشار و افتراق کو رفع کرنے کی تدابیر سوچنا ہے۔ اس سے زیادہ مبارک تحریک اور کیا ہو سکتی ہے کہ فرزندان اسلام کی بکھری ہوئی طاقتوں کو ایک مرکز پر جمع کیا جائے۔ تاکہ ان کا اجتماع اور اشتراک عمل انجمن کے بند سلیم کی طرح اپنی طاقت کے حیرت انگیز کرشمے دکھا سکے۔ ہم میں خدا کے فضل و کرم سے یہ طاقت موجود ہے لیکن خود غرض اور نفس پرست مولوی تکفیر کے ناپاک عمل سے اسلام کی اس لازوال روحانی طاقت کو ضائع کر رہے ہیں۔ جو اسلام کے

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۱۸ | ۱۶ ربیع الثانی سنہ ۱۳۴۹ھ | نمبر ۶۰

مذہبی اخبارات پر ایک نظر

کسی ملک اور قوم کی بدقسمتی اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگی کہ اس کے رہنما ہی ان کی گمراہی اور ضلالت کا باعث ہو رہے ہوں۔ ملکی اور قومی تمام فسادات جو ملک میں آئے دن بپا ہوتے ہیں اور نفرت و حقارت کی وہ خلیج جو مذاہب اور فرقوں کے مابین وسیع ہوتی چلی جاتی ہے اگر غور سے دیکھا جائے تو ان کی تہ میں اخبارات اور علماء کے زہریلے جراثیم کام کر رہے ہیں۔ اور یہی بزرگ ہستیاں دشمنی کی اس خلیج کو نہایت عزم و استقلال کے ساتھ پاٹنے میں مشغول ہیں۔ آج سے ایک ماہ پیشتر ان نام نہاد مذہبی اخبارات کو میں بہت ہی کم پڑھتا تھا۔ لیکن آج کل اپنے فرض کی ادائیگی کی وجہ سے مجھے بادل ناخواستہ ان اخبارات کو دیکھنا پڑتا ہے۔ جن ذلیل ترین ہتھیاروں سے یہ ایک دوسرے کے خلاف کام لیتے ہیں ان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اپنے مذہب پر ان لوگوں کو خود بھی کوئی ایمان نہیں۔ محض اپنی دکانداری کو چمکانے کے لئے قوم قوم کی رٹ لگائی جا رہی ہے حقیقت الامر یہی ہے کہ یہ قوم کی رٹ بھی قوم کی خاطر نہیں۔ بلکہ اپنی تجارت کے قیام کے لئے ہے قوم کے بغیر چونکہ ان کو اپنا توام بتلا پڑ جانے کا خدشہ ہے اس لئے دوسروں کے خلاف جائز و ناجائز طور پر اس کو ابھار کر اپنا دسترخوان پرلطف بنایا جا رہا ہے۔

آریہ اخبارات کو دیکھئے کہ وہ ایک طرف تو اپنے مذہب سے بیزار ہیں اور آئے دن اس کے اندر نئے نئے پیوند لگانے میں مصروف ہیں۔ مہاشہ کرشن کی کوششیں جو وہ آریہ دہرم کو گرانے کے لئے کر رہے ہیں ان کا ذکر گذشتہ سے پیوستہ اخبار میں ہو چکا۔ ڈی اے وی کالج کے پروفیسر اور ان کی کوشش کا ذکر بھی کسی گذشتہ اشاعت میں ہو چکا ہے۔ اجمیر کہ جہاں آریوں کا مرکز اور سوامی جی کا مرن استھان ہے وہاں جو کچھ ہو رہا ہے وہ بھی آپ سن چکے۔ تاہم اپنے اس مذہب کی بوسیدگی اور مرمت سے مایوس ہو جانے کے بعد باوجود وہ مسلم اخبارات کی سیر کے زیر عنوان اہل حدیث، الفضل، الفاروق، پیغام صلح، الجمعیۃ اور دوسرے مسلمان اخبارات میں سے کاٹ چھانٹ کر آریوں کے سامنے ایک ایسی معجون پیش کرتے ہیں کہ جس سے آریہ مسلمانوں کے خون کے پیاسے ہونے کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کی آپس کی خانہ جنگی کا بھی لطف اٹھاتے ہیں اور انہیں اسلامی کتب کی ورق گردانی کی زحمت گوارا کئے بغیر اس قدر مواد مل جاتا ہے کہ ہمارے مذہب کی جزئیات تک بھی ان سے مخفی نہیں رہتیں۔ آریہ انہی ہمارے عطا کردہ ہتھیاروں کو ہر ایک مسلمان فرقہ کے خلاف چلاتے ہیں۔ اہل حدیث کا حربہ سنیوں کو قتل کرنے کے لئے اور اہل قرآن کا اہل حدیث کے لئے مولوی ثناء اللہ کے ہتھیار احمدیوں کے خلاف احمدیوں کے تفنگ اہل حدیث کے لئے۔ عیسائی اخبار نور افشاں کو مولوی ثناء اللہ کمک پہنچا رہے ہیں۔ اور پادری برکت اللہ اخبار اہل حدیث کے نامہ نگار ہیں۔ اور یہ محض اس لئے کہ احمدیوں کی مخالفت میں اہل حدیث اور عیسائیت کا اتحاد ضروری ہے۔ مگر یہی پادری پال آج سے کچھ عرصہ پیشتر احمدیوں سے اتحاد چاہتے تھے۔ اس لئے کہ مولوی ثناء اللہ کے خلاف ان کو کچھ لٹریچر مہیا کر دیا جائے۔ چنانچہ وہ خود کئی دفعہ احمدیہ بلڈنگس میں اس غرض کے لئے بنفس نفیس آئے۔ یہی سنیوں کے خلاف لکھنے کے لئے مولانا احمد علی صاحب شیعہ سے راہ و رسم پیدا کی۔ اور یوں مانگے تانگے حوالجات کی بنا پر آج وہ محدث، مفسر، مناظر اور فاضل اجل بننے کا ادعا کر رہے ہیں۔ مسلمانوں کی بدبختی اس سے بڑھ کر کیا ہوگی کہ جب آریہ احمدیوں کے خلاف اہل حدیث کے حوالجات نقل کرتے ہیں تو مولانا ثناء اللہ صاحب پھولے نہیں سماتے اور جب الفضل کا حوالہ [illegible] رہتی۔ پادری پال احمدیوں کے خلاف اہل حدیث کی کتب نقل کرتے ہیں تو مولانا ثناء اللہ جزاک اللہ و مرحبا کا تانتا باندھ دیتے ہیں۔ اسلامی غیرت اور حمیت یہاں تک اڑ گئی ہے کہ پادری برکت اللہ کے مضامین اہل حدیث میں احمدیوں کے خلاف شائع ہوتے ہیں۔

مولوی ثناء اللہ تھوڑی دیر کے لئے گریبان میں منہ ڈال کر سوچیں کہ حدیث لا تدخلوا الجنۃ حتیٰ تومنوا ولا تومنوا حتیٰ تحابوا کا کیا یہی مطلب ہے کہ جس پر وہ عمل پیرا ہیں؟ تو پھر ہمیں بھی اجازت دیں کہ ہم ان کے متعلق وہ سارا غلیظ لٹریچر ترتیب وار شائع کریں۔ کہ جو ہمیں اپنی امرتسر کی زندگی سے ملتا چلا آیا ہے۔

کانگرس اسلام اور مسلمانوں کی رواداری

کانگرس کمیٹی امرتسر کا ایک ہزار روپیہ کسی ہندو مہاجن کے پاس امانت تھا۔ اس کو یہ معلوم ہوگیا کہ اس کا پتہ حکام گورنمنٹ کو چل گیا۔ اس نے خوف کھا کر کانگرسی کارندوں کو روپیہ واپس لے جانے کے لئے اطلاع دیدی۔ کانگرس کمیٹی نے فیصلہ کیا کہ یہ روپیہ سردست صدر کانگرس کے پاس رہے۔ فیصلہ تو ہوگیا۔ مگر اکثر کانگرسی ممبروں کے دل میں ہول ہونے لگا۔ کیونکہ صدر کانگرس اتفاق سے ایک مسلمان تھا۔ ہندوؤں نے خفیہ طور پر ہندو ساہوکار کو کہلا بھیجا کہ مسلمان صدر کو روپیہ نہ دے جب مسلمان صدر کو اس کی اطلاع ملی تو اس نے جھٹ کانگرس سے استعفا دیدیا۔ مگر مسلمانوں کی سادگی دیکھئے۔ کہ جب ہندو ممبروں نے بہت منت سماجت کی تو پھر وہ کانگرس میں حصہ لینے لگ گئے۔ اور اپنی اس بے عزتی کی بھی پروا نہ کی۔

اس گئے گذرے زمانے میں بھی مسلمانوں کی رواداری دوسری قوموں کے لئے قابل تقلید ہے۔ آئے دن کسی نہ کسی جگہ سے یہ خبر آتی رہتی ہے کہ سکھوں نے فلاں گاؤں میں اذان دینے سے مسلمانوں کو روک دیا۔ فلاں ریاست میں ہندوؤں نے کلمہ بلند آواز سے پڑھنے کی ممانعت کر دی۔ فلاں ریاست میں امدی ہوتا جرم ہے۔ فلاں ریاست میں مسلمان مولوی کسی کے گھر میں جا کر ٹھہر نہیں سکتا۔ دور کیوں جاؤ جموں اور کشمیر ہی کی ریاست میں مسلمانوں کو مذہبی آزادی نصیب نہیں جلسوں پر پابندیاں ہیں۔ اور مذہبی لیکچروں کو روکا جاتا ہے۔ ہندو اور سکھ مسلمانوں کو بڑے بڑے شہروں میں امن سے خدا کی عبادت بھی نہیں کرنے دیتے ضد اور تعصب سے بیجے بجا بجا کر خلل اندازی کرتے ہیں۔ لیکن مسلمان ہیں کہ نہ ہندوؤں کو اپنے مندروں میں گھنٹے بجانے سے روکتے ہیں۔ اور نہ کبھی سکھوں کو عبادت سے منع کرتے ہیں۔

وید وں کے ماننے والے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتے ہیں۔ لیکن مسلمان کبھی بھی ان کے رشیوں کو برا بھلا نہیں کہتے۔ عیسائی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر دشنام طرازی کرتے ہیں۔ لیکن مسلمان ان کے نبی پر درود اور سلام بھیجتا ہے۔ سکھ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں گستاخانہ کتابیں لکھتے ہیں لیکن مسلمان گورو نانک کو ولی اللہ سمجھتے ہیں۔ ہندوستان کی فضاء کو اس ظلم و ستم کی تاریکی نے مکدر کر رکھا ہے۔ یہی مذہبی اعتقادات اور خیالات کہ جو قوموں کو متفق اور متحد کرنے کے لئے بنائے گئے تھے۔ یہی قوموں اور مذاہب کے اندر فسادات اور خونریزی کا موجب ہو رہے ہیں۔ کاش ہندوستان کے مذہبی لیڈر اس حقیقت کو سمجھیں۔

پادری پال کی شرمناک دہوکہ دہی

کسی گذشتہ نمبر میں ایک مراسلت ایڈیٹر اخبار نور افشاں کے اعتراضات کے جواب میں شائع ہوئی تھی۔ جس میں یہ ذکر تھا کہ نور افشاں نے قادیان کے رسالہ ریویو آف ریلیجنز سے ایک اقتباس نقل کیا ہے۔ کہ جس کا ماحصل یہ ہے کہ اہل قادیان قرآن کریم کی آیات میں بھی اختلافات بیان کرتے ہیں۔ ہم نے اس کے نیچے ایک نوٹ لکھا تھا۔ کہ یہ قادیانیوں پر غلط اتہام ہے۔ ہمارے اس نوٹ کے باوجود ایڈیٹر الفضل نے پیغام صلح کو گالیاں دیں ہمیں اس پر مطلق رنج نہ ہوا۔ کیونکہ ہم خواہ ان کی خیر خواہی ہمدردی اور ہدایت ہی میں کچھ لکھیں۔ مگر انہیں چونکہ ہم سے گہری الفت ہے اس لئے انہیں پیار بھی آتا ہے۔ تو گالیاں ہی دیتے ہیں۔ اور سچ پوچھئے تو ہمیں بھی ان کی گالیوں کا مزا سا پڑ گیا ہے۔ جواب تلخ می زیبد لب لعل شکر خارا [illegible] دیتے ہیں۔ دیکھئے "الفضل" اب کے ہمیں کتنی گالیاں دیتا ہے۔

"قرآن کا قطعاً کوئی اختلاف مذکور نہیں ہے بلکہ وہاں ان لوگوں کو ملزم کرنے کے لئے کہ جو اپنی لاعلمی و جہالت یا دھوکہ دہی کی نیت سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلام میں بزعم خود اختلاف بتا کر یہ نتیجہ نکالنا چاہتے ہیں کہ نعوذ باللہ حضرت اقدس یوں تھے جیسی انہیں اپنے خیالات پر قابو نہ تھا۔ یہ کہا گیا ہے کہ اگر محض کسی دشمن کے خیال میں کسی کے کلام میں اختلاف نظر آنے سے اس کا مجنون ہونا لازم آجاتا ہے تو پھر اس زد سے آنحضرت صلعم بھی محفوظ نہیں رہیں گے۔ کیوں کہ آپ کے دشمن بھی تو قرآن کریم و حدیث میں اختلاف بتلاتے ہیں۔ تو پھر کیا ہمارے معترض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی نعوذ باللہ . . . . ماننے کو تیار ہیں، اور ظاہر ہے کہ یہ کہنے سے کہ دشمن اور معاند کی آنکھ کو کسی کلام میں اختلاف نظر آتا ہے۔ اس بات کو ہرگز مستلزم نہیں ہے۔ کہ درحقیقت بھی ایسا ہی ہے۔ پس رسالہ مذکور میں ہرگز ہرگز یہ نہیں لکھا ہوا کہ فی الواقع قرآن مجید میں اختلاف ہے۔ حاشا وکلا و آلا ان لعنۃ اللہ علی الکاذبین المفترین اور اگر کوئی پادری یا مہاشا و پنڈت یہ ثابت کر دے کہ وہاں واقعیت و اصلیت کے رنگ میں کوئی ایک اختلاف بھی قرآن مجید کی طرف منسوب کیا گیا ہے تو ہم اسے یکصد روپیہ انعام دینے کو تیار ہیں۔

جناب من ہم تو ایسے شخص کو جو کلام الٰہی میں اختلاف و تناقض کا قائل ہو مومن اور مسلمان ہی نہیں سمجھتے۔ پھر کیونکر ممکن ہے کہ ہمارے رسالے میں ایسا لکھا جائے۔ پس اصل حقیقت وہی ہے۔ جو اوپر مذکور ہوئی کہ جو کچھ لکھا گیا تھا وہ محض بقول دشمنان اسلام ہی تھا۔ اور یہ کہ اگر اس قسم کی جہالت کو استعمال میں لایا جائے۔ کہ جس قسم کی جہالت دشمنان سلسلہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات میں تناقض و تضاد ثابت کرتے وقت استعمال کرتے ہیں۔ تو قرآن مجید بھی اس نشانہ اغراض سے معصوم و مامون نہیں رہ سکتا۔ لیکن ہمارے نزدیک جس طرح ہمارے نکتہ چیں اپنی جہالت اور قلت تدبر کی وجہ سے حضرت اقدس کے کلام میں تناقض دیکھ رہے ہیں۔ اسی طرح بلکہ اس سے بھی بہت بڑھ کر ہمارا ایمان اور یقین ہے کہ معاندین قرآن اپنے تعصب اور کمی ہی کی وجہ سے اس میں اختلاف دیکھ رہے ہیں۔ ورنہ وہ ہر قسم کے اختلاف اور تضاد سے قطعی منزہ اور پاک ہے۔ ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافاً کثیراً۔ چنانچہ رسالہ مذکور کے صفحہ پر صاف طور پر یہ عبارت لکھی ہوئی موجود ہے:۔

"نادان معترض نے یہ ثابت کرنے کے لئے کہ حضرت اقدس کو جنون تھا زیر عنوان "مرزا صاحب کو اپنے خیالات پر قابو نہیں تھا" چار شاہد پیش کر کے اپنی جہالت و نادانی پر چار شہادتیں قائم کر دی ہیں۔ کیونکہ اس سے یہ امر قرار پایا، کہ اگر بزعم دشمن کسی کے کلام میں چار اختلاف پائے جائیں۔ تو اس کے مجنون ہونے میں کوئی شبہ نہیں رہتا۔ میرا خیال ہے کہ یہ نادان درپردہ آنحضرت صلعم کو بھی مجنون سمجھتے ہیں۔ نعوذ باللہ من ذالک۔ کیونکہ خود قرآن مجید ہی میں ان احول آنکھ والوں کو ان کے شرعی نصاب "(چار) سے کہیں زیادہ اختلاف نظر آ رہے ہیں۔ چنانچہ ملاحظہ ہوں مندرجہ ذیل آیات، اور پھر صفحہ پر ہے "علاوہ ازیں قرآن مجید میں اور بھی بہت سے اختلافات دکھلائے گئے ہیں۔ ملاحظہ ہو میزان الحق وغیرہ تصنیفات دشمنان اسلام"۔ . . پس اس وضاحت کے ہوتے ہوئے پھر یہ ظاہر کرنا کہ گویا حقیقت کے طور پر قرآن کے اختلاف گنائے ہیں۔ دیانت اور امانت کے صریح خلاف ہے۔"

فرمانروائے ریاست بہاولپور کا عطیہ

کسولی جو سگ گزیدہ ہسپتال کے لئے مشہور کوہستانی مقام ہے اور اس میں ہندوستان کے ہر گوشہ سے سگ گزیدہ آکر علاج کروانے میں ہندوؤں کی طرف سے وہاں ایک دہرم سالہ مدت سے موجود ہے ہسپتال کے کواٹروں کے زیادتی کرایہ کی وجہ سے غریب ہندو وہاں آکر ٹھہر جاتے ہیں۔ مسلمانوں کے ٹھہرنے کے لئے کوئی جگہ نہ تھی۔ وہ یونہی بے چارے مارے مارے پھرتے تھے۔ آج سے کچھ عرصہ پیشتر متعلقہ داران جہلم پور کے عطیہ سے دو کمرے جامع مسجد کے احاطہ میں تعمیر کرا دئے گئے تھے۔ اب حضور نواب صاحب بہاولپور نے ایک ہزار روپیہ اس مسافر خانہ پر دوسری منزل تعمیر کرنے کے لئے عطا فرمایا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۱۸ | ۱۲ رجمادی الاوّل | نمبر ۶۸

رام چندرجی کے سوانحات پر ایک نظر

(۳)

گذشتہ نمبر میں ہم زمانہ رامائن کے تمدن اور آریہ قوم کی اس وقت کی معاشرت پر کچھ لکھ چکے ہیں۔ ہم نے اس میں بتایا ہے کہ اس زمانہ میں عورت کی حیثیت کچھ ایسی بلند نہ تھی۔ تعدد ازدواج سے ترقی کر کے لوگوں میں کثرت ازدواج کی رسم موجود تھی۔ اس کے علاوہ راجہ اور ذی مقدرت لوگ لونڈیوں کا لشکر بھی رکھتے تھے۔ غلام مرد اور غلام عورتیں بھی ہوتی تھیں۔ اور عورت کی نسبت نہایت پست خیالات کا اظہار کیا جاتا تھا۔ اونے اونے سے شبہ پر ان کو گھر سے نکال دیا جاتا تھا۔ بچپن کی شادی کا بھی رواج تھا چنانچہ رام چندرجی کی عمر شادی کے وقت تیرہ چودہ سال کی اور سیتا کی عمر صرف چھ سال کی تھی۔ رامائن آرنیہ کانڈ سرگ ۴۷ شلوک ۴۔۱۰۔۱۱ میں لکھا ہے۔ سیتا جی کہتی ہیں۔

"جب ہمارے بیاہ کو بارہ برس ہو گئے۔ اس وقت میرے دولہا کی عمر پچیس کی تھی اور میری اٹھارہ کی"

ایک جگہ اور کہتی ہیں:-

"بیاہ کے بعد اکشواکو کے گھرانہ میں میں نے بارہ برس عیش و عشرت سے بسر کئے۔ تیرھویں برس راجہ دشرتھ نے رام کو گدی پر بٹھانے کی تجویز کی"۔ (سندر کانڈ سرگ ۳۳)

شادی کے وقت سیتا کے دودھ کے دانت گرتے اور نئے نکلتے تھے۔

"دودھ کے دانت گرنے سے دانت چھید سے تھے۔ اور نئے نکلتے دکھائی دیتے تھے۔ (اُتر رام چرتم انک ۱)

راجہ پریکشت کے والد ابھی منیو کی شادی بھی سولہ سال سے کم عمر میں ہوئی تھی۔

پردہ اور رامائن

راون کے قتل کے بعد بھیشن جب سیتا کو رام چندرجی کے سامنے آنے کے لئے بلاتے ہیں تو پردہ کا حکم دیتے ہیں

ویشنیشو ناکرِ ا پھو پیتشو ناید ھیشو سویموکے
ناکریو نو ودِ واہیے وادرشنم دشیتے اِنتریہہ

ترجمہ: مصیبت کے وقت مجبوریوں جنگ اور رسم سویمور اور بیاہ شادی میں عورتوں کو دیکھ لینا گناہ نہیں۔

سا ایشا ویدِ گتا چیو کرچھرین چہ سمنو تا
درشنے ناستی دوشو اسیا مت سمیپے وشیشتہ

یہ (سیتا) بھی مصیبت زدہ ہے مجبوریوں میں گرفتار ہے۔ اس کے دیکھنے میں بھی گناہ نہیں۔ خصوصاً میں جب اس کے پاس ہوں۔

اب سیتا جو کبھی بے پردہ باہر نہیں نکلی تھی کس شان سے لوگوں میں آتی ہے۔ اس کو والمیک جی نے شاعرانہ انداز میں خوب نبایا ہے۔

لجیا تو ولینتی اسو بینو گا تریشو میتھلے

"شرم کے مارے دہری ہوئی جاتی تھی۔ گویا اپنے آپ کو اپنے ہی جسم میں چھپا رہی تھی۔

سیتا ہمیشہ نقاب اوڑھے رہتی تھی سنسکرت کا مشہور شاعر بھاس کہتا ہے۔
رامہ: میتھلے اپنیام اوگنھنم

رام چندرجی کہتے ہیں اے سیتا اپنے نقاب کو اٹھا۔

شراب اور گوشت کا استعمال عام تھا

جب اشو میدھ یگیہ کی تیاری کے لئے وششٹ جی حکم دیتے ہیں تو فرماتے ہیں۔

"مہاتوں کے لئے خیمے لگ جائیں اور ان میں گوشت اور شراب کافی مقدار میں مہیا کیا جائے"۔ اپنے لوگوں کے لئے شراب اور گوشت کا انتظام ہو (بال کانڈ سرگ ۱۲)

بن باس کو جاتے ہوئے رام لچھمن اور سیتا جب گنگا پار ڈیرے جماتے ہیں تو پہلی ہی رات دریا کا صاف اور تازہ پانی پیا اور ایک ہرن شکار کیا۔ اور خشک لکڑیوں کی آگ جلا کر گوشت کو بھون لیا۔ پھر لچھمن کے رام نے سیتا کے ساتھ شکار تقسیم کیا۔ جو انہوں نے اپنے ہاتھوں تیار کیا تھا۔

(اجودھیا کانڈ سرگ ۵۲)

چترکوٹ کے پاس بھی رام چندرجی کے شکار کرنے کا ذکر ہے۔ یگیوں میں بھی گوشت اور شراب پیش کئے جاتے تھے۔

(ایودھیا کانڈ سرگ ۵۵)

سنسکرت بولی اور سمجھی جاتی تھی

راون سنسکرت میں سیتا سے گفتگو کرتا تھا۔ سیتا جی اس کو بخوبی سمجھتی تھیں۔ ہنومان جی بھی سنسکرت جانتے تھے۔ بلکہ ان کی سنسکرت دانی کی بہت تعریف لکھی ہے۔ کیونکہ انہوں نے سورج دیوتا کے ساتھ رات دن گشت کر کے اس کو خود سورج دیوتا سے سیکھا تھا۔ اس زمانہ کی عورتیں تک سنسکرت جانتی اور بولتی تھیں۔ مگر اس کے ساتھ ہی پراکرت یا خالص ہندی کا بھی رواج تھا۔ ہنومان جی نے سیتا سے پراکرت ہندی میں ہی گفتگو کی اس گفتگو کا ایک حصہ نظم بھی ہے کہ جس میں ہنومان رام چندرجی کے عقائد کا ذکر کرتا ہے۔

جنت اور دوزخ کا خیال بھی پایا جاتا ہے

ارنیہ کانڈ کے سرگ ۲۰ میں اور کئی ایک جگہ پر بہشت نعیم بہشت کا ذکر نہایت وضاحت سے ہے۔ جس میں حور و غلمان دودھ اور شہد کی نہریں رواں ہیں۔

ذات پات کا خیال

رامائن کے زمانہ میں ذات پات کا خیال نہایت سختی سے رکھا جاتا تھا۔ برہمن۔ چھتری۔ ویش۔ اور شودر اپنے اپنے مقررہ پیشہ کے سوا دوسرا پیشہ اختیار نہ کر سکتے تھے۔ چنانچہ اتر کانڈ سرگ ۷۴ میں ایک مشہور واقعہ کا ذکر ہے۔

کہ ایک بوڑھا برہمن اپنے مردہ لڑکے کی لاش لے کر راجہ رام چندر جی کے دربار میں آیا پہلے مرے ہوئے بیٹے کے رنج میں ہائے بیٹا ہائے بیٹا کرتا ہوا دھاڑیں مار کر رونے لگا۔ اور کہا کہ میں نے گذشتہ جنم میں کونسا ایسا گناہ کیا تھا۔ کہ جو میں اپنے اکلوتے بیٹے کو آج مرا ہوا دیکھ رہا ہوں مجھے بالکل یاد نہیں کہ میں نے کوئی کھوٹا کام کیا ہو۔ پھر نہیں معلوم کہ یہ میرا بیٹا کس گناہ کے بدلے میری رسومات تجہیز و تکفین کئے بغیر مجھ سے پیشتر مر گیا۔ یہ اندوہناک نظارہ آج تک دیکھنے میں نہیں آیا۔ کہ برہمن کی معصوم کونپل یوں قبل از وقت مرجھا جائے۔ یقیناً یہ رام چندر جی کا ہی برا کام اس کا باعث ہے۔ کہ جن کے راج میں یہ برہمن کا لڑکا قبل از وقت مر گیا۔ کیونکہ دوسری حکومتوں میں تو بچے نہیں مرتے اس لئے اے راجہ رام چندر جی آپ میرے اس بیٹے کو زندہ کریں۔ نہیں تو میں اور میری بیوی لاوارثوں کی طرح تیرے دروازہ پر جان دیدینگے تب آپ کو برہمن کے قتل کا گناہ ہوگا۔ تو کیا آپ کو آرام ہوگا۔ جب دھرم کے مطابق رعایا کا خیال نہیں رکھا جاتا تب راجہ کے راج میں لوگ بن آئی موت مرتے ہیں۔ یقیناً آپ کی حکومت میں لوگ کھوٹے کام اور باطل پیشے اختیار کئے ہوئے ہیں کہ جس سے بے وقت موتا موتی ہو رہی ہے۔ ایسی ایسی باتیں کہتا ہوا وہ برہمن چیخ چیخ کر روتا تھا۔

راجہ رام چندر جی نے برہمن کی جب یہ آہ و زاری سنی تو وزرا اور رکھیوں منیوں کو مشورہ کے لئے طلب کیا۔ ان میں سے راز دان حقیقت نارد منی نے کہا۔ کہ ست یگ میں چونکہ لوگ اپنے اپنے دھرم پر چلتے تھے برہمن ہی صرف خدا کی عبادت کرتے تھے اس لئے کوئی شخص بے وقت کی موت نہ مرتا تھا۔ مگر اس کے بعد تریتا یگ میں چھتری عبادت کرنے لگ گئے۔ تو دھرم کا ایک پاؤں لنگڑا گیا۔ اور لوگوں کی عمر بھی معین اور محدود ہو گئی۔ ست یگ میں برہمن چھتری اور ویش سب گوشت پر گذران کرتے تھے۔ تریتا یگ میں کھیتی باڑی کر کے گذر اوقات کرنے لگے۔ ویش اور شودر دونوں برہمنوں اور چھتریوں کی خدمت کر کے پیٹ پالتے تھے۔ کیونکہ یہی ان کا اصل مذہب ہے دواپر یگ میں دھرم کے دو پاؤں ٹوٹ گئے اور ویش بھی خدا کی عبادت کرنے لگ گئے۔ کل یگ میں شودر کو عبادت کرنے کا حق ہے مگر اس وقت دواپر یگ میں اگر شودر عبادت کرتا ہو تو یہ پرلے درجے کی بدی ہے۔ آپ کے راج میں تو ایک احمق شودر خدا کی عبادت کرتا ہے۔ جہاں کہیں آپ اس پاپ کو ہوتے دیکھیں اس کو روکیں۔ اس سے لوگوں کی عمر بڑھے گی۔ اور مر [illegible] راجہ رام چندر جی

نے یہ سن کر مردہ لڑکے کی لاش تیل میں رکھوا دی۔ اور خوشبوؤں سے اس کی حفاظت کی تدبیر کی۔ آپ نے ایک آسمانی طیارے کو بلایا اور اس میں سوار ہو کر اس شخص کی تلاش میں نکلے کہ جو شودر ہونے کے باوجود خدا کی عبادت کرتا تھا۔ اپنے راج کے مغربی حصہ کو دیکھا تو وہاں کوئی ایسا شودر نظر نہ آیا۔ مشرق اور جنوب میں بھی کوئی ایسی بات نظر نہ آئی۔ شمال کی طرف آ کر انہوں نے ایک ایسے شخص کو دیکھا کہ جو سر نیچے اور ٹانگیں اوپر کئے عبادت کرتا تھا۔ رام چندرجی نے اس کے پاس کھڑے ہو کر بصد انتظار اس سے دریافت کیا۔ تو معلوم ہوا کہ وہ ہی شودر ہے اور اس کا نام شمبوک ہے۔ اس کی کہانی سن کر رام چندرجی نے فوراً تلوار کا ایک ہاتھ مارا اور اس کی گردن اڑا دی کہ تو شودر ہو کر خدا کی عبادت کرتا ہے۔ اس کا قتل ہونا تھا کہ رام چندرجی پر آسمان سے پھولوں کی بارش ہو گئی اور دیوتاؤں نے خوش ہو کر برہمن کا مرا ہوا بیٹا زندہ کر دیا۔

(بقیہ صفحہ اول)

پراہا سفر کے دوران میں میں ہانڈل برگ بھی پہنچا۔ جہاں سے نصف گھنٹہ کی راہ ایک چھوٹا سا مقام وہاں ایک جرمن شہزادہ نے ۱۷۸۰ء میں ایک نہایت خوبصورت مسجد بنوائی تھی۔ یہ مسجد ایک بہت بڑے وسیع خوبصورت باغ کے اندر واقع ہے۔ اور اسی باغ میں شہزادے کا ایک خوبصورت محل بھی ہے۔ ان کے علاوہ اور بھی قابل دید چیزیں ہیں مسجد کا کل رقبہ معہ صحن کے قریباً ایک ہزار مربع گز ہے۔ مسجد ایک گول کمرہ پر مشتمل ہے جس کا رقبہ دس گز مربع ہوگا۔ مسجد کی بیرونی شکل ہماری برلن مسجد سے ملتی جلتی ہے۔ دو خوبصورت مینار ہیں جن کے درمیان ایک گنبد ہے۔ مسجد کے باہر اور اندر عربی حروف میں معہ ترجمہ المانوی قرآن کریم و احادیث کندہ شدہ ہیں جن میں سے چند حسب ذیل ہیں۔

(۱) المال والدنیا - ذرون وتبقی الاعمال الصالحۃ
(۲) العلم تاج للفتی و العقل طوق من ذہب
(۳) قلب الاحمق فی فیہ ولسان العاقل فی قلبہ
(۴) اتقن لک ذھباً مغیابیں وعلساً یک قیاس
(۵) الذی طلبہ کلہ فاتہ کلہ
(۶) الحدیث من فضۃ والسکوت من ذہب۔
(۷) الوحدۃ خیر من معاشرۃ السوء

گو عربی عبارات میں اغلاط ہیں۔ تاہم ان کا مطلب سمجھ لینا کچھ مشکل نہیں ایسی خوبصورت اور معنی خیز احادیث کو پڑھ کر ایمان تازہ ہوتا ہے۔ کہ آنحضرت کے اقوال میں کیسے کیسے موتی موجود ہیں۔ کاش یہ فلسفیانہ اور حکمت کی باتیں یہاں کے لوگوں تک پہنچ سکیں تاکہ آپ کی عظمت ان کے دلوں پر بیٹھ جائے۔ اب یہ مسجد بطور عبادت گاہ استعمال نہیں ہوتی۔ بلکہ محض ایک قابل دید عمارت شمار کی جاتی ہے۔ اس تمام باغ اور عمارات کا انتظام وہاں کی مقامی حکومت کے ہاتھ میں ہے۔

ہانڈل برگ سے ہو کر ڈرسڈن پہنچا۔ وہاں جا کر معلوم ہوا کہ مسلمانوں کی اچھی خاصی جماعت موجود ہے۔ لیکن غیر منظم حالت میں ہیں۔ میں کوشش کر رہا ہوں کہ جرمن مسلم سوسائٹی کی ایک شاخ وہاں قائم ہو جائے۔ میں چاہتا ہوں کہ ہمارا صدر برلن میں رہے۔ اور ملک کے مختلف مقامات پر شاخیں قائم ہو جائیں لیکن اس کام کے لئے آدمی اور روپیہ کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں میں احساس پیدا کر دے۔ تاکہ وہ اس مبارک کام میں ہمارے ممد و معاون بن جائیں اور یہ کام پورے زور سے جاری رہ سکے۔ اور اسلام کو ان ممالک میں قوت حاصل ہو جائے۔

ضروری

۷ر اکتوبر کی اشاعت میں ایک ضروری فہرست شائع ہوئی ہے۔ اسے تمام

خریدار صاحبان

ملاحظہ فرمائیں۔ اس کے متعلق اگر کوئی امر دریافت طلب ہو تو جلد دریافت کر لیں اور چندہ بہت جلد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغامِ صلح

لاہور

جلد ۱۸ | یوم سہ شنبہ ۲۹ جمادی الثانی ۱۳۴۹ھ | نمبر ۴۷

برادرانِ اسلام سے اپیل

حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ کی طرف سے یہ اپیل ایک ٹریکٹ کی صورت میں شائع کی گئی ہے۔ دوستوں کو دفتر سے بعینہ ڈاک ارسال ہے جن کو ابھی تک نہیں پہنچی وہ دفتر سے اس کی کچھ کاپیاں منگوا کر مسلمانوں میں تقسیم کریں۔ اور اس کو کامیاب بنانے کی مقدور بھر کوشش کریں۔ یہ ایک ایسا کام ہے کہ جس کے کرنے کی بہت جلد ضرورت ہے۔ (ایڈیٹر)

مسلمانوں کی موجودہ حالت

ہندوستان میں مسلمانوں پر جو حالت گذر رہی ہے اس سے آج کون ناواقف ہے۔ جہالت، افلاس، قرضہ، فضول خرچی، سستی، بے پروائی اور سب سے بڑھ کر پراگندگی، تفرقہ اور کسی نظام کے نہ ہونے نے ان کی وقعت دوسری قوموں کے دلوں سے نکال دی ہے۔ ان کی آواز کی شنوائی کہیں نہیں ہوتی۔ نہ ابنائے وطن ان کی پروا کرتے ہیں۔ نہ غیر ملکی حکومت کو ان کے حقوق کا خیال ہے۔ وہ بھی غالب فریق کے ساتھ ہے مگر ہم دوسری قوموں کا رونا کیوں روئیں۔ کہ وہ مسلمانوں کو کھا جانے کے لئے تیار ہیں۔ کمزور، کم ہمت مٹ ہی جایا کرتے ہیں۔ یا رہتے ہیں۔ تو ذلیل ہو کر رہتے ہیں۔ غیروں کا رونا رونا فضول ہے۔ انگریز ہو یا ہندو مخبر صادق کے الفاظ قابلِ غور ہیں۔ سب کچھ تیرہ سو سال پہلے بتا دیا ہے۔ قال رسول اللہ صلعم یوشک الامم ان تداعی علیکم کما تداعی الاکلۃ الیٰ قصعتہا فقال قائل ومن قلۃ نحن یومئذ قال بل انتم یومئذ کثیر ولکنکم غثاء کغثاء السیل ولینزعن اللہ من صدور عدوکم المھابۃ منکم ولیقذفن اللہ فی قلوبکم الوھن قالوا وما الوھن قال حب الدنیا وکراھیۃ الموت۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وقت آتا ہے کہ قومیں تمہارے اوپر اس طرح گریں گی جس طرح بہت کھانے والے بڑے پیالہ پر گرتے ہیں۔ تو ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ یہ اس لئے ہوگا کہ ہم اس دن تھوڑے ہوں گے۔ فرمایا نہیں۔ بلکہ تم اس دن تعداد میں بہت ہوگے۔ لیکن تم اس کوڑے کرکٹ کی طرح ہوگے جسے سیلاب بہا لیجاتا ہے اور اللہ تعالیٰ تمہارے دشمنوں کے سینوں سے تمہارا رعب نکال دے گا اور تمہارے دلوں میں وھن (کمزوری کم ہمتی کام کرنے کی ناقابلیت) ڈال دیگا۔ لوگوں نے پوچھا وھن کیا ہے۔ فرمایا دنیا کی محبت اور (خدا کے رستے میں) جان دینے کو ناپسند کرنا۔ یہ نقشہ ہماری حالت کا جو مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کھینچا ہے کتنا صحیح نقشہ ہے۔ آج واقعات کے گہرے مطالعہ کے بعد بھی ایک بار یک بین نگاہ اسی نتیجہ پر پہنچے گی جو آپ کے قلب صافی نے تیرہ سو سال پہلے کھینچ دیا۔ ہم میں سستی عمل کی کمزوری اور ایمان کی کمزوری پیدا ہوئی ہے اور اس کے ساتھ ہر قسم کی بلند ہمتی کے کام میں ہمارا قدم پیچھے ہے۔ اور دنیا کی قوموں کے دلوں سے ہماری عزت اور ہمارا رعب نکل گیا ہے۔

سعئ عمل کی ضرورت

موجودہ حالت تو جو کچھ ہو سو ہو۔ اس سے بہت زیادہ بھیانک منظر مسلمانوں کے مستقبل کا ہے۔ اگر دوسری قومیں بھی اسی طرح سوئی ہوئی ہوتیں جس طرح ہم سوئے ہوئے ہیں تو شاید ہم کچھ دن اور اسی غفلت میں رہ کر زندہ رہ سکتے۔ مگر تمام قومیں بیدار ہیں اور اپنی ترقی کی جدوجہد میں دیوانہ وار مصروف ہیں۔ یہاں تک کہ ان کے بچے اور عورتیں بھی قومی ترقی کے نشے میں سرشار ہیں۔ حتیٰ کہ وہ ...

گذر چکے۔ وہ بھی آج بیدار ہیں۔ اور جدوجہد میں مصروف ہیں۔ مگر ہماری حالت یہ ہے کہ ہم قوم کی حالت پر روتے ہیں۔ مگر کرتے کچھ نہیں۔ اپنے بھائیوں پر افسوس کرتے ہیں۔ کہ وہ نہیں کرتے۔ مگر خود کبھی توجہ نہیں کرتے کہ ہم کیا کر رہے ہیں۔ کسی نے لیڈروں کو کوس لیا۔ کسی نے پیروں اور ملاؤں کو برا کہہ لیا۔ مگر اس سے قوم کا کچھ نہیں بن سکتا۔ اس سے بھی انکار نہیں ہو سکتا کہ لیڈروں، پیروں اور علماء کی خود غرضیوں نے قوم کو تباہ کیا۔ لیکن ان کا علاج بھی یہی ہے۔ کہ قوم میں قوتِ عمل پیدا ہو۔ اسی قوت سے ہی وہ خود غرضوں کے پنجے سے نجات حاصل کر سکتی ہے۔ اور ہر فرد واحد یہ سمجھے کہ قوم کی ڈوبتی ناؤ کو پار لگانے کے لئے اس نے بھی کچھ سہارا دینا ہے۔ درحقیقت ابھی تک قوم کے دل میں پورا احساس نہیں۔ کہ ان کی حالت کیا ہے۔ اور کیا ہونیوالی ہے۔ ورنہ ہر قوم کا فرد دیوانہ وار قوم کو بچانے کی جدوجہد میں مصروف ہو جاتا۔ ہر مسلمان بھائی کے سامنے آج پہلا سوال یہ نہ ہونا چاہیئے کہ زید کیا کر رہا ہے۔ اور بکر کیا کر رہا ہے۔ بلکہ سوال یہ ہونا چاہیئے۔ کہ میں خود کیا کر رہا ہوں یا کیا کر سکتا ہوں۔ اگر ہم میں سے ہر شخص کے دل میں یہ احساس پیدا ہو جائے کہ میں اپنے وجود کو قوم کے لئے کس طرح مفید بنا سکتا ہوں تو ہماری قوم بھی دنوں میں بن سکتی ہے۔ جو شخص اپنے آپ کو قوم کے لئے مفید بنانے کی کوشش کرے گا۔ وہ نہ صرف قوم کو بنا دے گا بلکہ خود اپنے آپ کو بھی کچھ بنا لے گا۔ لہٰذا میری ہر مسلمان بھائی سے یہ درخواست ہے کہ وہ یہ سوچے کہ وہ اپنے وجود کو قوم کے لئے کس طرح مفید بنا سکتا ہے۔

ایک تجویز

میں بھی اس وقت آپ کے سامنے ایک بات پیش کرتا ہوں جس کر آپ اپنے وجود کو اسلام کے لئے اور مسلمانوں کے لئے مفید بنا سکتے ہیں۔ اور اپنا نقصان کئے بغیر ایسا کر سکتے ہیں۔ میں ایک خیالی بات آپ کے سامنے پیش نہیں کرتا۔ وہ بات پیش کرتا ہوں جسے میں نے خود آزمایا۔ اور پھر اکیلے میں نے ہی نہیں آزمایا۔ میری طرح اور ہزاروں نے آزمایا۔ کہ یہ نسخہ اس وھن کو دور کرتا ہے۔ جسے مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کی ساری بیماریوں کی جڑ قرار دیتے ہیں۔ اور اس قوتِ ایمانی کو پیدا کرتا ہے۔ جس کے سامنے ساری دنیا کی مخالفت ہیچ ہو جاتی ہے۔ قوتِ ایمانی کے پیدا کرنے والے تو انبیاء رہی ہیں مگر اللہ تعالیٰ نے جب نبوت کو آنحضرت صلعم پر ختم کیا تو قوتِ ایمانی کو بار بار زندہ کرنے کے لئے مجددین کا سلسلہ قائم کیا۔ ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علیٰ راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا۔ اسی وعدہ الٰہی کے مطابق چودھویں صدی کے سر پر امام وقت نے مسلمانوں کو پکار کر کہا کہ اسلام خطرہ میں ہے اپنے چھوٹے چھوٹے اختلافات کو چھوڑ دو اور اسلام کو دشمن سے بچانے کی جدوجہد میں مصروف ہو جاؤ۔ مخالفت کا طوفان برپا ہوا بعض اس لئے کہ دشمن جس جس موقعہ سے اسلام پر حملہ کرتا تھا۔ اس کا سدباب اس روحانی پیشوا نے کیا اور وہ باتیں مسلمانوں کے مروجہ خیالات کے خلاف تھیں۔ مگر مجدد وقت ...

حملوں کا دفاع شروع کیا۔ اور اسلام اور محمد رسول اللہ صلعم کی عزت کی حفاظت کو سب باتوں پر مقدم کیا۔ یہی جماعت احمدیہ ہے جس کی بنیاد صرف اسلام کی حفاظت و اشاعت کے لئے رکھی گئی ہے جس کے افراد اعدائے اسلام کے مقابل پر اسلام کے سپاہی ہیں۔ چنانچہ تھوڑے ہی عرصہ میں یہ قلیل جماعت اسلام کے بدترین دشمنوں کے دلوں میں اپنا رعب بٹھا چکی ہے۔ اور اس کی بلند ہمتی کا اس بات سے کافی ثبوت ملتا ہے کہ اس زمانہ میں جب مسلمانوں پر چاروں طرف مایوسی چھا رہی ہے۔ اس جماعت نے اسلام کا علم یورپ عیسائیت اور دہریت کے مرکز یورپ کے اندر جا کھڑا کیا ہے۔ ان ممالک میں لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی آواز کو بلند کیا ہے۔ جہاں آج تک یہ آواز سنی نہ گئی تھی۔ اور جہاں اسلام اور پیغمبر اسلام کی نہایت تاریک تصویر کھینچی جاتی تھی۔ اور جہاں اسلام کو وحشیانہ مذہب بنا کر لوگوں کے دلوں میں اس سے تنفر پیدا کیا جاتا تھا۔ وہاں اس کے خوبصورت چہرہ کو ایسی خوبی سے دکھایا ہے کہ سینکڑوں دلوں کو مسخر کر کے محمد رسول اللہ صلعم کی غلامی میں داخل کر لیا ہے۔ اگر صلیب اور ہلال کی جنگ کسی زمانہ میں مادی رنگ میں تھی تو آج وہی جنگ روحانی رنگ میں جاری ہے۔ اور جس جماعت نے دشمن کے عین مرکز میں اسلام کا جھنڈا بلند کیا ہے اس نے خدمت اسلام کا چھوٹا سا کام نہیں کیا۔ آپ دنیا میں بلند مرتبہ پر ہوں یا ایک معمولی انسان کی زندگی بسر کر رہے ہو۔ مگر کیا آپ کا دل نہیں چاہتا کہ آپ بھی اس جماعت میں شامل ہوں۔ جس کی ہمت اس قدر بلند ہے جس کا ایمان اس قدر مضبوط ہے۔ کہ وہ اسلام کے غلبہ کو ایک حقیقت ثابتہ یقین کرتی ہے جو خدمتِ اسلام کے لئے ہر ایک قربانی کرنے کو تیار ہے۔ اگر یہ اچھے اوصاف ہیں تو آپ ان اوصاف کو اپنے اندر پیدا کرنے کے لئے کیوں قدم نہیں اٹھاتے۔ اور اس میں کیا روک ہے۔ جس جماعت میں شامل ہوں گے یقیناً ایک ادنیٰ کوشش سے اس کے رنگ میں رنگے جائیں گے۔ اور اور اس کے دو فائدے ہوں گے۔ ایک آپ خود اوصاف بلند کے مالک بن جائیں گے اور وہ وھن جس نے مخبر صادق کے قول کے مطابق اس وقت مسلمانوں کو غثاء کغثاء السیل (سیلاب کے آگے بہنے والا کوڑا کرکٹ) بنا رکھا ہے۔ آپ کے دل سے نکل جائیگا۔ اور اس کی جگہ ایک زبردست قوتِ ایمانی پیدا ہو جائے گی۔ اور دوسرے آپ کی قوم آپ کی اس چھوٹی سی خدمت سے دنیا میں بلند مقام پر پہنچ جائے گی۔

کامیابی کی راہ

اشاعتِ اسلام کے کام کی اہمیت نہ صرف اس لحاظ سے ہے کہ یہ خود حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کے نقشِ قدم پر قدم ہے بلکہ اس ملک ہندوستان میں مسلمانوں کا مستقبل اگر روشن ہو سکتا ہے۔ تو صرف اشاعتِ اسلام کی تحریک سے اگر ہم نے کوئی زبردست کوشش اسلام کو غیر مسلموں تک پہنچانے اور ان کو دائرہ اسلام میں لا کر اپنے لئے موجبِ قوت بنانے کی نہ کی تو وہ بہرحال تہیہ کر چکے ہیں کہ مسلمانوں کو اپنے اندر جذب کرنے کے لئے پورا زور لگائیں۔ اور ان کی تعداد کو کم کر کے اور ان کی روایات کو مٹا کر ان کو ایک مغلوب فریق کی حیثیت میں ہندوستان میں جگہ دیں۔ تعجب آتا ہے جب ایک طرف ان لوگوں کا جذبہ اپنے مذہب کو پھیلانے کا دیکھا جاتا ہے جنہوں نے آج تک کبھی اپنے مذہب کو تبلیغی مذہب نہ سمجھا تھا۔ اور اس کے بالمقابل مسلمانوں کی پست ہمتی کو دیکھا جاتا ہے۔ جن کے ساتھ نہ صرف اللہ تعالیٰ کا کھلا اور صاف وعدہ تھا کہ وہ دین اسلام کو تمام دینوں پر غالب کردیگا۔ بلکہ اس وعدہ کا ایفا خود ملک عرب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں کر کے دکھایا گیا اور اس کے بعد بھی اسی وعدے کا ظہور تھا۔ کہ یہودی، عیسائی، آتش پرست، ہندو، بدھ مذہب کے پیرو کنفیوشس کے پیرو لاکھوں اور کروڑوں کی تعداد میں ہر ملک میں اسلام میں داخل ہوتے چلے گئے۔ اور دوسرے کسی مذہب کی نہ تو کتاب میں یہ وعدہ ہے کہ اس دین کو سب دینوں پر غالب کر دیا جائے گا۔ اور نہ ہی عملاً ایسا ہوا۔ حتیٰ کہ عیسائیت جو اسلام سے چھ سو سال پہلے میدانِ تبلیغ میں موجود تھی۔ وہ اگر اپنے اندر جذب کر سکی تو صرف بت پرست اقوام کو مگر اس کے بالمقابل اسلام ہر مذہب سے اپنا خراج وصول کرتا رہا ہے۔ جو درحقیقت اسی وعدہ الٰہی کا ایفا ہے۔ جو قرآن شریف میں مسلمانوں کو دیا گیا تھا۔ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ۔ خدا وہ ہے جس نے اپنا رسول، ہدایت اور دین حق دیکر بھیجا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغامِ صلح

جلد ۱۸ | یوم پنجشنبہ ۲۰ رجب المرجب ۱۳۴۹ھ | نمبر ۸۲

ہماری مشکلات پر

قادیان میں

خوشی کا اظہار

(از حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہٖ)

خدا کی شان ایک زمانہ وہ تھا کہ ایک بھائی کو تکلیف پہنچتی تھی۔ تو دوسرا اس کی مدد کرتا یا کم سے کم اظہار ہمدردی ہی کرتا لیکن آج یہ ذہنیت یہاں تک بدلی ہے کہ ایک تکلیف میں ہو تو دوسرا خوش ہوتا ہے۔ میں نے ایک خطبہ میں اپنی جماعت کو اس کی موجودہ مالی مشکلات کی طرف توجہ دلائی تھی۔ اور یہ بتایا تھا کہ موجودہ مالی مشکلات اس بات کا نتیجہ ہیں کہ ہم اپنی سعی اور جدوجہد میں جو خدا کے دین کے لئے ہم کرتے تھے کچھ سُست ہو گئے ہیں۔ اور جماعت کو اس طرف توجہ دلائی تھی کہ خدا کی نصرت کو جذب کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ ہم اپنی جدوجہد میں قوت پیدا کریں۔ اس پر قادیان کا سرکاری اخبار خوشی میں پھولا نہیں سماتا۔ اور "غیر مبائعین کا قدم تنزل کی طرف" عنوان قائم کر کے دو ورق سیاہ کرتا ہے۔ جائے تعجب ہے کہ قادیان والے جہاں ساری دنیا کے مسلمانوں کو خارج از اسلام قرار دیتے ہیں۔ وہاں ہم پر اتنی مہربانی تھی۔ کہ یہ مسلمان تو ہیں۔ مگر فاسق۔ بھلا فاسق ہی سہی۔ آخر ان کے نزدیک ہم مسلمان تو تھے۔ تو انہیں اس بات پر کیوں خوشی ہوئی کہ مسلمانوں کی ایک جماعت مشکلات میں پھنسی۔ ان کی ساری تحریر کے نیچے یہ چھپی ہوئی خوشی نظر آتی ہے کہ بس اب یہ جماعت نابود ہو جائے گی۔ اور "لیمزقنہم" کی پیشگوئی پوری ہو جائے گی۔ اور پھر صرف ہم قادیان والے ہی مسلمان روئے زمین پر رہ جائیں گے۔ اور باقی سب کفر ہی کفر ہوگا۔ یہ ذہنیت بھی عجائبات عالم میں سے ہے۔ کہ صرف ہم چند متنفس ہی جنت کے وارث ہوں۔ اور باقی اور دگر سب کفر ہی کفر ہو۔ ظلمت ہی ظلمت نظر آئے۔ اس مشہور کہانی کے مطابق جو اچھوت اقوام کے کسی فرد کی نسبت بیان کی جاتی ہے۔ "بہشت کچھ کھانہ" نہ بن جائے۔

اس قدر تو قادیان والوں کو علم ہے کہ ہم بھی آخر اشاعتِ اسلام ہی کرتے ہیں۔ اور اشاعتِ اسلام کے کام کو کوئی بھی کر رہا ہو نقصان پہنچے۔ تو یہ کسی مسلمان کے لئے خوشی کا موجب نہیں ہو سکتا۔ لیکن پھر میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ کیا ایسے اوقات ہر فرد پر اور ہر قوم پر نہیں آجاتے۔ ایک وقت خوشحالی کا ہوتا ہے۔ تو بعض حالات کے ماتحت ایک وقت تکلیف کا بھی آجاتا ہے۔ اس موجودہ مشکل کو تو میں کوئی بڑی مشکل نہیں سمجھتا۔ ذرا سی غفلت کا نتیجہ ہے۔ جماعت میں کام کے لئے وہی پہلی رُوح پیدا ہو جائے گی۔ تو وہی ترقی کا قدم اُٹھنے لگے گا۔ لیے ایسے راستبازوں پر جن کی قربانیوں سے ہماری قربانیوں کو کوئی نسبت ہی نہیں۔ وہ مشکلات کے اوقات بھی آجاتے ہیں۔ جن کا نقشہ یوں کھینچا ہے مستہم البأساء والضراء وزلزلوا حتی یقول الرسول والذین معہ متی نصر اللہ۔ اور میں یہ توقع رکھتا ہوں کہ ہماری جماعت میں بہت سے آدمی خدا کے فضل سے اسی مقام پر کھڑے ہیں۔ کہ اگر قوم کو بچانے کے لئے انہیں اپنا سب کچھ بھی خدا کی راہ میں دینا پڑے تو وہ دیدیں گے۔

اس وقت بھی میں سمجھتا ہوں کہ باوجود اس غفلت کے جو گذشتہ دو تین سال میں ہماری طرف سے ہوئی ہے اس چھوٹی سی جماعت کا باستثناء اللہ ... [illegible]

تو آسان ہے۔ لیکن اگر کوئی ہمت ہے تو بالمقابل اپنے چندہ کے اعداد پیش کریں۔ اور ہمیں سو میں ایک یا دو بتانے والے ہی دکھا دیں کہ ان کا سالانہ چندہ ہم سے پچاس گنا نہیں۔ دس گنا ہے۔ چلو پانچ گنا ہی دکھا دیں۔ یوں تو اعداد کا پیش کر دینا بھی آسان ہے۔ کہ یہاں سے میاں صاحب ولایت کو تشریف لے گئے۔ تو چار یا پانچ لاکھ جماعت کی تعداد بتا رہے تھے۔ اور ولایت پہنچ کر وہ تعداد دس لاکھ بن گئی۔ اخبار میں "لاکھوں" روپے سالانہ چندہ بتا لینا کوئی مشکل نہیں۔ ایک سال کے چندہ کے اعداد اپنے رجسٹرات کے پیش کریں۔ مگر صرف چندہ کہ جو ان کی انجمن کو ملتا ہے۔

بسا اوقات یہ کہہ دیا جاتا ہے کہ یہ جماعت کی قربانی نہیں بلکہ دوسرے مسلمانوں سے چندہ لینے کا نتیجہ ہے۔ یوں ہی سہی۔ تو کیا دوسروں سے چندہ یوں ہی آجاتا ہے۔ پھر اب تو کئی سال سے قادیان والے ہم سے بھی زیادہ کوشش دوسروں سے چندہ لینے کی کرتے ہیں۔ انہوں نے خود بھی آزما لیا ہوگا کہ یہ کوئی آسان کام نہیں ہے۔ غلام بھیک صاحب کی حیثیت کا شخص ایک ایسی جمعیت تبلیغ کے لئے جو ایک مرکزی حیثیت رکھتی ہے۔ چندہ کرنے نکلتا ہے تو دو ہزار روپے ماہوار تک اوسط پہنچتی ہے۔ یہ اس جمود کی وجہ سے ہے جو مسلمانوں میں عام طور پر پایا جاتا ہے۔ اور پھر تبلیغ و اشاعت کی طرف سے بالخصوص بے پروائی برتی جاتی ہے۔ اسی سے اندازہ کریں کہ ہم کس قدر وصول کر لیتے ہوں گے۔ ہاں ہمیں اس سے انکار نہیں کہ ہمارے بعض معاون بڑی فراخدلی سے ہماری مدد کرتے ہیں۔ لیکن عامہ حالت جمود کی ہی ہے۔

میں تو فی الواقعہ اس جماعت کے وجود کو اعجاز سمجھتا ہوں۔ ہمیں چار پانچ آدمی کہا جاتا تھا جب ہم الگ ہوئے ہیں۔ ہمارے پہلے سالانہ جلسہ پر آنے والوں کی تعداد قادیان کے اخبارات نے ساٹھ لکھی تھی۔ اور مجھے اب بھی اقرار ہے کہ ہماری تعداد قادیان کی جماعت کے بالمقابل بہت قلیل ہے۔ لیکن چند آدمیوں کا الگ ہو کر از سرِ نو کام شروع کر کے اور ایسی حالت میں شروع کر کے کہ نہ ان کے پاس مکان ہے نہ دفتر۔ نہ جائداد ہے نہ کوئی کتاب یا ٹریکٹ ہے نہ کوئی مبلغ ہے۔ پندرہ سولہ سال کے عرصہ میں اسے یہاں تک پہنچا دینا کہ آج وہ قوم سات آٹھ لاکھ کی جائداد منقولہ و غیر منقولہ کی مالک ہے۔ دو ہائی سکول اس عرصہ میں بنا لئے۔ جگہ جگہ مشن قائم کر لئے۔ لاکھوں کی تعداد میں ٹریکٹ اور رسالے دنیا کے کناروں تک پہنچا لئے۔ ایک اردو۔ ایک انگریزی۔ ایک جرمن۔ ایک جاوی۔ ایک ملائی اخبارات جاری کر لئے۔ برلن جیسے مقام میں جہاں سے قادیان کی اتنی بڑی جماعت ہمت ہار کر چلی آئی۔ مسجد بنا لی۔ غور کر کے دیکھو تو یہ اللہ تعالیٰ کی نصرت اعجاز کے رنگ میں اس چھوٹی سی جماعت کے ساتھ نظر آتی ہے یا نہیں۔ قادیان میں قومی جائداد اختلاف کے وقت سے آج تک کتنی بڑھی؟ اس کا نام لینے کی بھی جرأت نہ ہوگی۔ ہائی سکول سے جو اس وقت کامیابی سے چل رہا تھا اور ڈیڑھ سو کے قریب اس میں بورڈر تھے کیا کالج بن گیا؟ یا بورڈروں کی تعداد اس وقت کی تعداد سے ایک تہائی کے قریب رہ گئی ہے؟ چندوں نے اس وقت سے کس قدر ترقی کی؟ ...

[illegible]

بھی بڑی بڑی قربانیاں کرنے والے لوگ ہیں۔ لیکن یہ میرا یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نصرت جو ہماری اس چھوٹی سی جماعت کے ساتھ ہے وہ اعجازی رنگ اپنے اندر رکھتی ہے۔ ہاں اگر قادیان میں اس سے بہت بڑھ کر خدا کے دین کو قوت پہنچانے کے لئے کام ہو۔ مسلمانوں کی تکفیر کے لئے نہیں۔ کافروں کو مسلمان کرنے کے لئے ہو تو ہمارے لئے یہ بھی خوشی کا موجب ہوگا۔

دو باتیں اور بھی ہیں۔ جن کی طرف میں معمولی حالات میں توجہ نہ کرتا۔ لیکن چونکہ اب یہ مضمون میرے سامنے آ گیا ہے۔ اس لئے چند لفظ ان کے متعلق بھی لکھتا ہوں۔

قادیان کے سرکاری اخبار کو اس بات پر بڑی خوشی ہوئی ہے کہ میرے دوست بھی مجھ پر کچھ الزام دیتے ہیں۔ شاید اس نے یہ سمجھا کہ یہ اس کا بدلہ ہو گیا۔ جو میاں صاحب کے مریدوں نے میاں صاحب پر الزام لگائے ہیں۔ لیکن میں کسی اعتراض کو جو مجھ پر کیا جائے یا کسی الزام کو جو مجھ پر دیا جائے۔ یہ کہ کر ٹالنے کے لئے تیار نہیں کہ مجھ پر اگر کوئی شخص جھوٹا اعتراض بھی کرے گا تو اس پر عذاب آئیگا قادیان کی پیری مریدی کی ذہنیت میں یہ باتیں چل جاتی ہیں۔ ہمارے ہاں آزادیٔ رائے ہے۔ اس لئے ایسی باتوں سے میرا کام نہیں چلتا۔ میں جانتا ہوں کہ آزادیٔ رائے کے نقصانات بھی ہیں جب وہ آزادی صحیح محل پر استعمال نہ ہو۔ لیکن قومی ترقی کے لئے اس کو باوجود اس کے نقصانات کے بھی لینا ضروری ہے۔ اور دوسرے یہ اسلام کا دیا ہوا حق ہے۔ اگر میرے کسی دوست نے اس خیال کا اظہار کیا ہو کہ میں تصنیف میں مشغول رہنے کی وجہ سے انتظامی کام کی طرف زیادہ توجہ نہیں دیتا تو میرا فرض ہے کہ میں حقیقت کو اس پر ظاہر کر دوں۔ کہ میں شروع سے ہی دونوں کام یعنی تصنیف اور انتظام اکٹھے کرتا رہا ہوں۔ قادیان میں جب میں ترجمہ قرآن شریف کا کام کرتا تھا۔ تو سکول اور بورڈنگ ہوس کی ساری عمارت اپنی نگرانی میں بنوائی۔ یہاں تک کہ اینٹیں بھی بازار سے لینے کی بجائے اپنی نگرانی میں تیار کرائیں۔ اور یہ علاوہ اس سارے کام کے تھا۔ جو انتظام کے متعلق مجھے کرنا پڑتا تھا۔ یہاں تک کہ چندہ کی تحصیل کا انتظام بھی میں خود ہی کرتا تھا۔ اور دفتر سیکرٹری میں ایک یا دو کلرک میرے ساتھ تھے۔ اب بھی میں اسی طرح دونوں کام کرتا ہوں۔

دو سال ہوئے جب قادیان کے سرکاری اخبار نے ایک فرضی چٹھی جس میں مجھ پر طرح طرح کے حملے کئے گئے تھے۔ شائع کی۔ جس کے لئے بالآخر انہوں نے معافی مانگی۔ ممکن ہے اس کے بعد خفیہ پروپیگنڈا کی صورت اس کو دیدی ہو مگر میں اس کے متعلق یقینی طور پر کچھ نہیں کہہ سکتا۔ البتہ یہ صحیح ہے کہ وہ ہر وقت اس فکر میں ضرور ہیں کہ کسی طرح ہم ناکام ہوں۔ اس لئے اگر کوئی اعتراض ان وساوس کی بنا پر جو جماعت میں اس طرح پر پھیلائے جا رہے ہیں ان کے پھیلانے والے قادیانی حضرات ہوں یا کوئی اور مجھ پر کئے جائیں تو میں ان کا جواب دینے کے لئے ہمیشہ تیار ہوں۔ اور میں یہ بھی بتا دینا چاہتا ہوں کہ کسی شخص سے میرے دل میں اعتراض کی بنا پر کبھی رنج نہیں ہوگا۔ اعتراض کو میں خوبی کی بات سمجھتا ہوں۔ خواہ وہ غلط ہی ہو۔ مگر اعتراض یہ ہے کہ میرے سامنے میری غلطی بیان کر دی جائے۔ جو باتیں میری پیٹھ کے پیچھے کی جائیں گی۔ وہ یا غیبت میں داخل ہوں گی یا بہتان میں۔ اس لئے اعتراض کرنے والے کو میں تو اپنے دوستوں میں ہی سمجھتا ہوں۔ اپنے خیر خواہوں میں سمجھتا ہوں۔ تو اگر میں نے یہ کہہ دیا کہ "بعض دوست" میری تصنیف پر الزام دیتے ہیں تو اس میں کونسی عجیب بات تھی۔ جو الزام تھا اس کی نوعیت بھی بتا دی۔ اور یہ بھی بتا دیا کہ یہ خیال غلط ہے۔ شاید یہ جواب قادیان کے سرکاری اخبار کو اس لئے بُرا معلوم ہوا کہ قادیان میں الزامات کے جواب دینے کا اور طریق مروّج ہے۔

ہاں اس اخبار نے یہ بھی لکھا ہے کہ وہ الزام اس لئے درست ہے کہ میں نے ڈلہوزی جیسی جگہ پر کوٹھی بنوائی ہے۔ اور کہ جب کچھ پر روپے کے متعلق سوال کیا جاتا ہے۔ تو کہہ دیا جاتا ہے کہ یہ میری تصانیف کی آمدنی ہے۔ اور اپنی دیدہ ریزی سے میں نے جو کچھ کمایا ہے۔ وہ اس پر صرف کیا ہے۔ اگر فرض کر لیا جائے کہ تصانیف کی آمدنی سے ہی کوٹھی بنی۔ تو یہ بھی آمدنی انہی لوگوں کی جیبوں سے نکلی جن سے مولوی صاحبان کی انجمن کو چندے وصول ہوتے تھے۔" (الفضل)

ایک طرف تو یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہماری جماعت میں چند سو

[illegible]

جلد ۱۸ | لاہور - یوم شنبہ مطبوعہ ۱۳ شوال ۱۳۴۸ء مطابق ۱۵ مارچ ۱۹۳۰ء | نمبر ۱۸

بدرگاہِ قاضی الحاجات

(از حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

اے قدیر و خالقِ ارض و سما — اے رحیم و مہربان و رہنما
اے کہ میداری تو بر دلہا نظر — اے کہ از تو نیست چیزے مستتر
گر تو مے بینی مرا پُر فسق و شر — گر تو دیدہ استی کہ ہستم بدگہر
پارہ پارہ کُن منِ بدکار را — شاد کُن ایں زمرۂ اغیار را
بر دلِ شاں ابرِ رحمت ہا ببار — ہر مرادِ شاں بفضلِ خود برار
آتش افشاں بر در و دیوارِ من — دشمنم باش و تبہ کُن کارِ من
در مرا از بندگانت یافتی — قبلۂ من آستانت یافتی
در دلِ من آں محبت دیدۂ — کز جہاں آں راز را پوشیدۂ
با من از روئے محبت کار کُن — اندکے افشاء آں اسرار کن
اے کہ آئی سوئے ہر جوئندۂ — واقفی از سوزِ ہر سوزندۂ
زاں تعلق ہا کہ با تو داشتم — زاں محبت ہا کہ در دل کاشتم

خود بروں آ از پئے ابراءِ من
اے تو کہف و ملجاؤ ماوائے من

جہلم میں میر محمد شاہ صاحب کی بصیرت افروز تقریر

مورخہ ۷ مارچ ۱۹۳۰ء کو میر محمد شاہ صاحب گیلانی پشاور سے ساڑھے چار بجے شام کی ٹرین سے جہلم میں اُترے۔ مقامی جماعت احمدیہ جہلم نے ان کی تشریف آوری کو نعمتِ غیر مترقبہ خیال کر کے ان کی خدمت میں عرض کیا کہ بعد نماز مغرب ہمیں اپنے وعظ سے مستفیض فرمائیں۔ چنانچہ نماز مغرب کے بعد مسجد قصاباں میں صاحب موصوف نے

باوجود علالت اور تکان کے ختم نبوت پر مختصر سی تقریر فرمائی۔ چونکہ یہ تقریر حاضرین و سامعین کے لئے بڑی موثر اور دلپذیر تھی اس لئے سب حاضرین نے ان سے عرض کیا کہ آپ کل بھی تقریر فرمائیں۔ تاکہ ایک دو گھنٹہ اور لوگوں کو آپ کی تقریر سے مستفید ہونے کا موقع مل جائے۔ حسب درخواست حاضرین دوسرے دن بوقت ۴½ بجے شام میدان متصل مسجد قصاباں میں ایک جلسہ منعقد ہوا جس میں میر صاحب نے اوّل [illegible] اور اخیر

میں کتب مصنفہ حضرت مرزا صاحب سے نہایت مدلل طور پر ختم نبوت کو ثابت کیا۔ چونکہ یہ تقریر قادیانی عقاید کے سراسر خلاف تھی اس لئے وہ جلسے کو درہم برہم کرنے کے لئے دورانِ تقریر میں پریزیڈنٹ صاحب کے منع کرنے کے باوجود بے محل اور غیر متعلق سوال کرتے رہے مگر پبلک پر کچھ اثر نہ ہوا۔ اس پر میر صاحب نے فرمایا کہ اگر آپ صاحبان کوئی سوال کرنا چاہتے ہیں تو خوشی سے کریں۔ مگر اس طرح بے فائدہ شور کرنا لاحاصل ہے۔ اس کے بعد ابو شاہ عالم صاحب قادیانی نے کہا کہ مسیح موعود کو نبی ماننے کی وجہ سے اگر قادیانی کافر ہو جاتے ہیں تو غیر احمدی بھی اس جلسہ سے خوش ہو کر نہ جائیں گے۔ کیونکہ وہ بھی آنے والے مسیح کو نبی مانتے ہیں۔ اس لئے وہ بھی کافر ہوئے۔ اس سے ابو صاحب کا منشا یہ تھا کہ حاضرین جلسہ پر ختم نبوت کے متعلق جو اثر ہوا ہے وہ زائل ہو جائے۔ اور ان کو ہمارے متعلق بھی بدگمانی پیدا ہو اور نفرت کے جذبات لے کر جاویں۔ مگر میر صاحب نے نہایت متانت سے جواب دیا کہ ہمارا کام اور منشا تو کفار کو مسلم بنانا ہے۔ نہ کہ مسلم کو کافر۔ گذشتہ محققین کا اس پر اتفاق ہے کہ آنے والا مسیح نبی نہ ہو گا۔ چنانچہ کتاب مجمع البحار میں لفظ حکم کے ماتحت جہاں امام مالک کا قول نقل کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ فوت ہو گئے ہیں۔ اس کے ساتھ اس کے دوبارہ نزول کے متعلق لکھا ہے۔ کہ "لا نبی" کہ وہ نبی نہیں ہو گا۔ اور کتاب فتح الباری میں نزول عیسےٰ کی حدیث کی تشریح میں لکھا ہے کہ ینزل فی آخر الزمان مجدد الاسلام یعنی زمانہ میں امر اسلام کے لئے بطور مجدد کے آئیں گے۔ باقی رہا عوام کا عقیدہ سو وہ ایک پرانے نبی کو لاتے ہیں۔ مگر آپ قادیانی لوگ ایک غیر نبی کو نبی بنا کر لاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ نبی کو نبی کہنا کوئی ہرج نہیں۔ مگر ایک غیر نبی کو نبی بنانے کا نتیجہ آپ خود سمجھ لیں کہ کیا ہو سکتا ہے۔ ہم تو کسی کلمہ گو کو کافر نہیں کہتے۔

چنانچہ پبلک اس جواب سے بہت خوش ہوئی۔ اور قادیانیوں سے کوئی جواب نہ بن سکا۔ اور جلسہ بعد دعا ختم ہوا۔ والسلام

خاکسار عبد العزیز خلف شیخ قمر الدین سوداگر چشمہ جہلم

دعوتِ اسلام کا اکیسواں سالانہ جلسہ

دعوتِ اسلام کا اکیسواں سالانہ جلسہ قصبہ سکندر راؤ ضلع علی گڑھ میں بتاریخ ۱۸-۱۹-۲۰ مارچ ۱۹۳۰ء (مطابق ۱۶-۱۷-۱۸ شوال ۱۳۴۸ھ) منعقد ہوگا۔ مولوی عصمت اللہ صاحب مناظر اسلام مولوی مظفر بیگ صاحب ساطع اور مولوی عبد الحق صاحب ودیارتھی بھی رونق افروز جلسہ ہوں گے۔ امید ہے کہ برادران اسلام جلسہ میں بہ تعداد کثیر شامل ہو کر داخل حسنات ہوں گے۔

رحمت بیگ از سکندر راؤ

جو کچھ بطور گذارہ ملتا ہے وہ لے۔ خدا کا فضل سمجھیں اور اس کام کو خدا کا کام سمجھ کر کریں۔ اور محنت سے جی نہ چرائیں۔ میں کسی کی خاص طور پر شکایت نہیں کر رہا۔ مگر اتنا ضرور کہوں گا کہ ہمارے عملہ کو اس کام کی طرف بہت توجہ کی ضرورت ہے۔ سرکاری کاموں میں بھی لوگ توجہ اور محنت سے کام کرتے ہیں۔ یہ تو خدا کا کام ہے۔ معاون حضرات سے عرض ہے کہ اپنے مالوں سے انجمن کی امداد کریں۔ اور اپنے اندر ایسی صورت پیدا کر دیں کہ آپ میں نادہندگی نہ رہے ورنہ یاد رکھو آپ کی سستی اور غفلت بہت سے لوگوں کی ٹھوکر کا باعث بن سکتی ہے۔ آپ لوگ اس کام کے لئے اپنی تمام قوتوں کو صرف کر دیں۔ اور اپنا تمام زور اشاعت اسلام پر لگا دیں۔ اس کے علاوہ دوسرا کام کس قدر بھی اچھا اور بھلا کیوں نہ لگے توجہ نہ دیں۔ اے خدا ہمیں اپنی رضا کی راہوں پر چلنے کی توفیق دے۔ اور ہمیں صراط مستقیم کی ہدایت کر۔ آمین۔

ایک عجیب کارڈ

آج تک احمدیوں کو کافر تو کہا جاتا رہا مگر اتنی مہربانی ضرور روا رکھی گئی تھی کہ احمدیوں کو خدا کو ایک ماننے۔ محمد صلعم کو اپنا نبی اور قرآن کو اپنی کتاب سمجھنے نماز پڑھنے اور قبلہ کی طرف رخ کرنے کی اجازت دی جاتی رہی۔ اور مقام شکر تھا کہ احمدیوں کو کافر سمجھنے کے باوجود مکفرین انہیں خدا۔ رسول۔ قرآن۔ نماز۔ اور قبلہ سے محروم نہ رکھتے تھے۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ بعض معاندین اپنے عناد میں ترقی کر رہے ہیں۔ اور اب وہ گوارا نہیں کرتے کہ احمدیوں کو مندرجہ بالا "مراعات" دی جائیں۔ چنانچہ حضرت امیر ایدہ اللہ کی خدمت میں ایسی ہی ذہنیت کے مالک ایک صاحب نے ایک کارڈ بھیجا ہے جس میں لکھا ہے کہ چونکہ ہم نے آپ لوگوں کو دائرہ اسلام سے خارج کر دیا ہے۔ اس لئے ہمارا قرآن ہمیں واپس دیدو۔ اگر سیدھی طرح نہ دیا تو ہم بذریعہ عدالت لیں گے۔

بسوخت عقل ز حیرت کہ ایں چہ بوالعجبی ست

قارئین کرام سے بڑی ہی بے انصافی ہوگی اگر ہم ذیل میں اس عجیب کارڈ کو من وعن نقل نہ کر دیں گے۔ لکھا ہے:۔

"مہربان مولوی محمد علی صاحب پریذیڈنٹ احمدیہ لاہور السلام علیکم۔ ہم تحفظ ناموس شریعت اسلام کے لئے خدا کی طرف سے آئے ہیں۔ اور ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ آپ لوگ چونکہ قرآن پاک کی توہین کرتے ہیں اس لئے کہ آپ لوگوں میں کوئی عمل نہیں ہے اس لئے آپ کا کوئی حق قرآن پاک سے نہیں ہے وہ ہماری کتاب ہم کو واپس دیدو اور دائرہ اسلام سے ہم نے آپ لوگوں کو خارج کر دیا۔ اور اگر آپ اس بات کا فیصلہ نہ کریں گے تو بذریعہ عدالت آپ سے قرآن لے لیا جائے گا۔ اور نہ ہی عملی رنگ میں وحدت ان میں دیکھی جاتی ہے۔ خط لکھ دیئے ہیں۔"

آپ کی ادبیات سے قطع نظر کرکے قارئین کرام کو ہم صرف یہ توجہ دلاتے ہیں کہ یہ کارڈ احمدیوں سے بذریعہ عدالت قرآن واپس لینے کا نوٹس تو ہے ہی۔ مگر ان صاحب کو تحفظ ناموس شریعت اسلام کے لئے مامور من اللہ ہونے کا بھی دعویٰ ہے۔ جن کو خدا کے اس مامور نے دائرہ اسلام سے خارج کر دیا۔ انہیں السلام علیکم لکھنا گویا تحفظ ناموس شریعت اسلام کی پہلی مثال ہے۔

احمدیوں سے تو قرآن واپس مانگا گیا ہے۔ جو لوگ وحدت کے قائل نہیں اور نہ ہی عملی رنگ میں وحدت ان میں دیکھی جاتی ہے۔ ان کو بھی خطوط لکھے گئے ہیں۔ غالباً ان سے خدا واپس مانگا گیا ہوگا اور اگر انہوں نے بھی دینے میں انکار کیا تو شاید ان سے بھی بذریعہ عدالت خدا واپس لیا جائیگا۔

یہ ہیں موجودہ زمانہ میں مسلمانوں کے اشتغال۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آج اقوام عالم موت وحیات کے مسئلہ کو حل کرنے میں لگی ہوئی ہیں۔ اور ہر ایک قوم میدان عمل میں نکل پڑی ہے۔ اس کوشش میں ہے کہ اس نے اس جہان میں رہنا ہے۔ تو [illegible]

پر سب سے پہلے اس کا قدم پہنچے مگر واہ رے۔ بہر حال مسلمان ہیں کہ ان ہی فرسودہ خیالات میں پڑے دقیانوسی طور وطریق میں مزے لے رہے ہیں۔ ان کی زبان ان کی قلم ان کے مال اگر حرکت کرتے ہیں تو اس لئے نہیں کہ وہ اپنے مخالفین اسلام کی مرمت کو توڑیں۔ یا اسلام کو کوئی فائدہ پہنچے۔ بلکہ اس لئے اور صرف اس لئے کہ اپنے بھائیوں میں سے کسی بھائی کے سر پر ایک ایسی کاری ضرب لگے کہ اس کا تمام بھیجا اس کے ناک کے سوراخوں کے راستہ باہر آ پڑے۔

کیا مسلمانوں کو ابھی اور انتظار ہے کہ زمانہ انہیں بالکل ہی مٹا دے تو انہیں ہوش آئے؟ کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ مسلمان کسی مفید وعملی کام میں اپنی زبان وقلم کی طاقتوں اور مال کی کششوں کو لگا دیں۔ تا تحفظ ناموس شریعت اسلام کا کام صحیح معنوں میں ہو سکے۔

اس کارڈ پر "مامور من اللہ" صاحب کا نام درج نہیں اور گمنام کارڈ ہے۔ ڈاک خانہ کی مہر پر Vandan لکھا ہے۔ خدا اس گمنام "مامور من اللہ" کو اس اصلی "مامور من اللہ" کے پہچاننے کی توفیق دے۔ جس کا نام چار دانگ عالم میں شہرت پذیر ہو چکا ہے۔

"احرار" کی حقیقت

ہمارا ایک مقامی معاصر جو اپنی جہالت اور تعصب کی وجہ سے حضرت مرزا صاحب اور جماعت احمدیہ کے خلاف اکثر بہتان طرازی کرتا رہتا ہے۔ آج کل لوگوں کے بھڑکانے اور نفرت دلانے کے لئے بار بار لکھ رہا ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے مسلمانوں کو ہر حالت میں حکومت کی غلامی کا سبق دیا ہے۔ جو بالکل غلط ہے اور یہ الزام واقعات کی روشنی میں کئی بار صاف کیا جا چکا ہے۔ اس اخبار کے فاضل مالک کے گذشتہ خیالات اور کارناموں کو مدنظر رکھتے ہوئے حیرت ہوتی ہے کہ وہ کس برتے پر یہ باتیں کر رہا ہے۔ صاحب ممدوح کا وہ قصیدہ جو آپ نے ملک معظم کی رسم تاجپوشی پر لکھا تھا انہی صفحات میں ایک سے زاید مرتبہ درج ہو چکا ہے۔ آج آپ کی تحریر کا ایک اور اقتباس پیش کیا جاتا ہے۔ ہمارے دوست نے سید جمال الدین افغانی مرحوم کے حالات زندگی پر ایک مختصر کتاب لکھی ہے۔ جو رسالہ صوفی پنڈی بہاؤالدین کی طرف سے شائع ہوئی ہے۔ اس میں ارشاد ہوتا ہے:۔

"سید جمال الدین نے نادر کو اس ظالمانہ حکم کی تنسیخ پر آمادہ کیا اور ان کی کوششوں سے مسلمانوں کو مذہبی آزادی حاصل ہوگئی۔ وہ آزادی جو انہیں جان سے زیادہ پیاری ہے۔ لیکن جسے وحشی اور ظالم حکومت نے ان سے بجبر چھین رکھا تھا۔ کیا اس واقعہ کو پیش نظر رکھ کر ہم مسلمانان ہند کو درگاہ رب العزت میں سجدہ شکرانہ بجا نہ لانا چاہیئے۔ کہ ہماری قسمت کی باگ ایک ایسی شریف النفس اور مصلحت اندیش قوم کے ہاتھ میں دی گئی جس کی جہانداری کے دستور العمل کا پہلا اصول موضوعہ یہ ہے کہ رعایا کو کامل مذہبی وعمرانی آزادی دی جائے۔ اور ان کے عقاید کا پورا ادب ملحوظ رکھا جائے۔ علمائے اسلام نے ہندوستان کو اگر دار الحرب نہیں بلکہ دار الاسلام قرار دیا ہے۔ تو ان کا یہ فتویٰ بے وجہ نہیں ہے (ص۲۱)"

یہ ایک علیحدہ بحث ہے کہ ہمارے فاضل دوست مولانا ثم آغا ثم رفیق کے گذشتہ خیالات صحیح ہیں یا موجودہ۔ مگر مندرجہ بالا سطور سے اس قدر تو صاف ظاہر ہوتا ہے کہ آقائے محترم کسی زمانہ میں اپنے ہی قول کے مطابق اوّل درجہ کے ٹوڈی رجعت پسند قوم فروش اور غلامی کے درس دینے والے رہے ہیں۔ اور یہ شیوہ مکروہ برسوں ان کا وظیفہ حیات رہا ہے۔ جب ہمارے احرار کے گذشتہ کارنامے اس قدر گھناؤنے ہوں تو خدا جانے وہ حضرت مرزا صاحب پر کیوں اعتراض کرتے ہیں۔ حالانکہ ان کے لئے اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھنا ہی کافی ہے۔

اطلاع [illegible]

حضرت مرزا صاحب اور سرسید مرحوم

اسی کتاب میں آگے چل کر آپ نے یہ ثابت کرنا چاہا ہے کہ ہندوستانی مسلمانوں کی بیداری سید جمال الدین افغانی کی کوشش کا نتیجہ نہیں بلکہ سرسید مرحوم کی مساعی کی مرہون منت ہے۔ اس سلسلہ میں آپ فرماتے ہیں:۔

"مسلمانوں کا اس سچے یقین کے ساتھ کہ ہندوستان کی حدود کے اندر انہیں اپنے پولیٹکل تفوق کی احیاء کی ضرورت نہیں ہے۔ انگریزوں کے ساتھ اتحاد ویکجہتی کے عقیدت مندانہ تعلقات رکھنا ان تعلقات کے استحکام میں انگریزوں کے اس طرز عمل کا جس میں ہندوستانی مسلمانوں کو انتظام حکومت میں خاص خاص مراعات کے ساتھ شریک کر لیا ہے۔ حصہ لینا اور اس طور دنیائے اسلام سے ہندوستانی خطہ میں بجائے اس کے کل مسلمان اپنے سیاسی کھنڈروں پر ایک خالص اسلامی محل از سر نو تعمیر کرنا چاہیں ایک اینگلو مسلم محل کی تعمیر میں مصروف ہو جانا۔ کیا یہ تمام واقعات پروفیسر براؤن تک نہیں پہنچے۔ اور کیا یہ سید جمال الدین کے سانچے میں ڈھلے ہیں؟ ہندوستان کے مسلمانوں کو خواب غفلت سے جس شخص نے جگایا اور انہیں حضیض ذلت سے نکال کر اوج عزت پر جس شخص کی مساعی جمیلہ نے پہنچایا وہ سید احمد خاں ہے۔ جو اپنی زبردست شخصیت اور حیرت انگیز قابلیت اور دل ودماغ کے لحاظ سے سید جمال الدین سے کم نہیں سمجھا جا سکتا ہے" ص۲۹

حضرت مرزا صاحب اور حضرت سرسید مرحوم کے سیاسی خیالات ان کی تحریروں کی شکل میں آج بھی موجود ہیں۔ اگر کسی کو چشم انصاف میسر ہے تو وہ ان دونوں کا موازنہ کرکے بتلائے کہ کیا حکومت سے تعاون کے سلسلہ میں حضرت مرزا صاحب نے سرسید سے زیادہ زور دیا ہے؟ مگر ہمارے "آغائے قوم" "اینگلو مسلم محل" کی تعمیر کو سرسید مرحوم کا سب سے بڑا کارنامہ قرار دے کر انہیں مسلمانان ہند کا سب سے بڑا محسن قرار دیتے ہیں اور حضرت مرزا صاحب ان کے نزدیک اس لئے خاکم بدہن امت مسلمہ کے دشمن ہیں۔ کہ انہوں نے قومی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے حکومت سے معمولی تعاون کو مفید سمجھا تھا۔ اور پرامن رہنے کی تاکید کی تھی۔

کیا جہالت اور تعصب کی اس سے زیادہ افسوسناک مثال اور کوئی مل سکتی ہے؟

یوم پشاور

ہم نے ۳۰ر اپریل کی اشاعت میں ہنگامہ پشاور کے عنوان سے ایک نوٹ میں اس حقیقت کو آشکارا کیا تھا کہ پشاور میں حکومت اور عوام کے درمیان جو تصادم ہوا ہے اس میں مسلمانوں نے کانگرس کے اشتعال دلانے پر حصہ لیا ہے۔ اور تقریباً تمام زخمی اور مقتولین مسلمان ہیں اور یہ واقعہ موجودہ دور میں اپنی کوئی مثال نہیں رکھتا۔ مگر باوجود اس کے کانگرس نے محض اس وجہ سے کہ یہ لوگ مسلمان ہیں مقتولین کے ورثا اور زخمیوں کی امداد کا کوئی انتظام نہیں کیا۔ اگر کسی جگہ ہندوؤں کو اس قسم کا نقصان برداشت کرنا پڑتا تو کانگرس کا طرز عمل اس سے بہت مختلف ہوتا۔

اس نوٹ کے شائع ہونے کے بعد ۲ رمئی کو بہت سے مقامات پر یوم پشاور منایا گیا۔ جلوس نکلے۔ جلسے منعقد ہوئے۔ اور حکام اور حکومت کے خلاف آتشبار تقریریں کی گئیں مقتولین کی بہادری کی تعریفیں ہوئیں۔ ان کے ورثا اور زخمیوں سے اظہار ہمدردی کے رزولیوشن پاس ہوئے۔ اور سب سے زیادہ اہل پشاور کی اس شاندار قربانی کو پیش کرتے ہوئے مسلمانوں کو تحریک سول نافرمانی کے سپاہیوں میں کود پڑنے کی دعوت دی گئی اس ہنگامہ خیزی سے بعض اصحاب کو یہ خیال پیدا ہو گیا ہے کہ کانگرس پشاور کے ان بدنصیب مسلمانوں سے واقعی ہمدردی رکھتی ہے۔ ان کا یہ خیال بالکل غلط ہے۔ کانگرس نے یوم پشاور کو دھوم دھام سے منا لیا۔ مگر مقتولین کے بدنصیب ورثاء اور ان زخمیوں کے لئے جو ہسپتالوں میں پڑے سڑ رہے ہیں امداد کا کوئی بندوبست نہ کیا۔ زبانی تعریفوں اور ہمدردیوں کا ایک طول

میا ں ۔ علان کو تو قادیانی جماعت کی اس پر معنی جدو جہد میں بعض ایسی چیزیں نظر آ رہی ہیں جو بہت سے شکوک وشبہات کا باعث قرار دی جا سکتی ہیں ۔ ان پر ہماری نکتہ چینی قادیانی احباب کی انتہائی مشکلات کا باعث ہو سکتی ہے ۔ اور یہ عین ممکن ہے کہ اس سلسلہ میں ہماری لب کشائی کے بعد وہ اپنی جدو جہد سے بالکل دست بردار ہو جائیں ۔ مگر ہم حُسن ظن سے کام لیتے ہوئے تسلیم کر لیتے ہیں کہ قادیانیوں کی اس کوشش اور دوڑ دھوپ کی اصل وجہ مسلمانوں سے ہمدردی اور اسلامی اخلاص ہی ہے ۔ میاں صاحب نے بعض مجبوریوں کی وجہ سے غلطی سے اپنے مریدوں کے علاوہ تمام مسلمانوں کو دائرہ اسلام سے خارج کر دیا تھا بے شک غلطی بڑے بڑے آدمیوں سے بھی ہو جاتی ہے اور اپنی غلطی کو تسلیم کر لینا عیب نہیں بلکہ ایک زبردست خوبی ہے ۔ اس لئے ہم حضرت میاں صاحب کو یہ مخلصانہ مشورہ دیں گے کہ وہ اپنی غلطی کو واضح طور پر تسلیم کرتے ہوئے غیر قادیانی مسلمانوں کو کافر سمجھنا چھوڑ دیں ۔ اور اپنے وفا شعار مریدوں کو بھی اس کی ہدایت فرماویں ۔ ورنہ مسلمانوں کو کافر سمجھتے ہوئے ان کے حقوق کی حفاظت کا مدعی ہونا دنیا کے ہر ایک سمجھ دار شخص کے نزدیک ایک بے معنی بات ہوگی

باطل کے پنجے سے دو معصوم روحوں کی رہائی

مولوی انوار الحق صاحب ایک مسیحی مبلغ تھے جن کو عیسائی مشن نے ابتدائے طفولیت سے خاص طور پر تعلیم دے کر مسلمانوں میں تبلیغ کرنے کے لئے تیار کیا تھا ۔ اور قاہرہ میں تین سال تک اسلامیات کی وہ تعلیم دلائی تھی ۔ جس میں اسلام کو ایک بدنما صورت میں پیش کرنا سکھایا جاتا ہے ۔ اس تعلیم کے بعد انوار الحق صاحب کو باضابطہ پادری بنا لیا گیا ۔ اور انہوں نے اپنا کام شروع کیا ۔ اسی سلسلہ میں پادری صاحب موصوف نے ایک کتاب تصنیف کی جس کا نام الناسخ والمنسوخ فی القرآن ہے ۔ یہ کتاب شائع ہو چکی ہے ۔ خدا کی قدرت اور قرآن کریم کا اعجاز دیکھئے ۔ کہ انوار الحق صاحب کو مشن کا حکم بھی یہی تھا ۔ اور خود ان کا مقصد بھی یہی کہ قرآن حکیم میں مسلمانوں کو گمراہ کرنے کا سامان تلاش کریں ۔ مگر قرآن حکیم نے خود انہی کو سیدھی راہ دکھا دی ۔ انہوں نے کتاب کی تیاری کے لئے جو کلام اللہ اور اس کی تفاسیر کی چھان بین کی تو ان کا دل مسلمان ہو گیا ۔ حتیٰ کہ کتاب بھی ایسی لکھی کہ صرف ناسخ و منسوخ آیات بالمقابل دکھا دیں اور کچھ نہیں لکھا ۔ اس کے بعد وہ سید جالب صاحب دہلوی مدیر ہمت لکھنؤ کی صحبت سے فیض یاب ہوئے ۔ مشن سے ایک سو دس روپے ماہانہ پاتے تھے ۔ اس پر لات ماری اور مولانا شاہ وارث حسن کوڑہ جہاں آبادی کے ہاتھ پر مسلمان ہو گئے ۔ قبول اسلام کے بعد وہ طرح طرح کے مصائب میں مبتلا ہوئے ۔ اسی ہجوم مصائب میں ان کی زوجہ محترمہ اور اکلوتے لڑکے کا انتقال ہو گیا ۔ دو معصوم لڑکیاں ایک ڈھائی سال کی دوسری ڈیڑھ سال کی رہ گئیں ۔

مولوی انوار الحق نے بعض مسلمانوں سے امداد چاہی ۔ لیکن جن لوگوں تک وہ پہنچ سکے ۔ انہوں نے بے اعتنائی برتی ۔ ناچار انہوں نے ان دونوں لڑکیوں کو پلسمنٹ مشن اسکول پٹنہ کے حوالے کر دیا ۔ اور یہ معاہدہ کیا کہ جب وہ ان کو واپس لینگے تو جس قدر روپیہ مشن ان کی پرورش و تربیت پر صرف کرے گا ادا کریں گے ۔ کچھ عرصہ ہوا سید جالب صاحب نے ان کے حالات سے مجھ کو مطلع کیا ۔ چنانچہ میری تحریک پر جمعیتہ مرکزیہ تبلیغ الاسلام نے بقدر گنجائش ان کو امداد دی ۔ اس کے بعد ان کی ایک عرضداشت بندگان عالی حضور نظام خلد اللہ ملکہ کی خدمت میں بھجوائی ۔ لیکن ان دونوں معصوم روحوں کا معاملہ اس قدر نازک اور فوری توجہ کا محتاج تھا کہ مزید انتظار میں طرح طرح کے خطرات نظر آتے تھے ۔ اس لئے مبلغ چار سو چالیس روپے کے صرف سے ان دونوں لڑکیوں کو مشن سے واپس لے لیا ۔ اور ان کی پرورش کے لئے سر دست ایک رقم ماہانہ مقرر کی ۔ امید ہے کہ حضور نظام خلد اللہ ملکہ کی سرکار سے مولوی انوار الحق صاحب کے لئے کوئی مناسب سبیل ہو جائیگی ۔

سید غلام بھیک نیرنگ

مراسلات

جناب ایڈیٹر صاحب اخبار پیغام صلح لاہور

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

ایک عریضہ حضرت خلیفہ ثانی کی خدمت میں مورخہ ۲۸ کو دار الامان قادیان میں ارسال کیا گیا ۔ جس کا مضمون صفحہ ۔۔ پر اور اس کا جواب صفحہ ۳ پر درج کیا جاتا ہے ۔ اس جواب سے خاکسار کو کچھ سمجھ نہیں آئی اس لئے آپ کو یہ تکلیف دی جاتی ہے کہ یہ چند سطور اپنے اخبار میں درج فرما کر کسی صاحب سے اس کا مفصل جواب حاصل کر کے اخبار ہذا میں درج کر دیویں ۔ تاکہ اس عاجز کے علاوہ دیگر خریداران اخبار کو بھی فائدہ حاصل ہو سکے ۔

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

سیدنا و مولانا حضرت خلیفہ الثانی صاحب ایدہ اللہ بنصرہٖ

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ ۔ کچھ دنوں سے اس عاجز کو یہ خیال دامنگیر ہے کہ جس طرح حضرت مسیح ناصری نے استعاری رنگ میں الوہیت کا دعویٰ کیا تھا اسی طرح ان کے مثیل حضرت مسیح محمدی نے ظلی نبوت کا دعویٰ کیا ۔ نہ حقیقی نبوت کا ۔ بدیں وجہ حضرت مسیح موعود کو مقام نبوت پر کھڑا کرنیوالی جماعت اس جماعت کی مانند ہے جس نے حضرت مسیح اوّل کو الوہیت کے مقام پر کھڑا کیا تھا ۔ اور مسیح موعود کو مجدد ماننے والی جماعت (لاہوری پارٹی) مسیح اوّل کو نبی اللہ ماننے والی جماعت کے مشابہ ہے ۔ لہٰذا التماس ہے کہ حضور براہ کرم اس مسئلہ پر روشنی ڈال کر صحیح نتیجہ پر پہنچا دیویں ۔ فقط

تابعدار

علی محمد احمدی سیکنڈ ماسٹر لوئر مڈل سکول روپو چک تحصیل نارووال حال قادیان دار الامان مورخہ ۲۸

جواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکرمی السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

حضرت نے آپ کا خط مورخہ ۲۸ اپریل ۱۹۳۵ء کے جواب میں فرمایا ہے ۔ کہ یہ شبہ پیغامیوں نے ڈالا تھا ۔ اور اس کا جواب تفصیلی طور پر میں دے چکا ہوں ۔ جس کا خلاصہ یہ ہے ۔ کہ مسیح علیہ السلام نے کہا تھا ۔ کہ میں انہی معنوں میں خدا کا بیٹا ہوں ۔ جن معنوں میں کہ پہلے نبی تھے ۔ لیکن مسیحیوں نے ان کو اور رنگ میں خدا کا بیٹا مانا ۔ اور گمراہی میں پڑ گئے ۔ لیکن اس موقع پر وہ بات نہیں ۔ حضرت مسیح علیہ السلام نے فرمایا کہ امور غیبیہ کی کثرت ہی وہ چیز ہے جس کے مطابق میں نبی ہوں ۔ مسیح اوّل کی مثال کے مطابق وہی غلطی پر ہو سکتے ہیں کہ جو اس مثال کے خلاف کوئی اور معنے لیں ۔ اور اس امر میں خلاف پیغامی کرتے ہیں ۔ نہ کہ ہم لوگ ۔ پہلے لوگوں کو بھی انہی معنوں میں نبی کہتے ہیں ۔ اور آپ کو بھی اور مسیحیوں کی طرح فرق نہیں کرتے ۔ والسلام

خاکسار یوسف علی

پرائیویٹ سیکرٹری

جناب من ! اگر غور سے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ حضرت مسیح موعود پر جو الزامات ان کے دشمنوں نے لگائے تھے ۔ وہی ان کے فرزند ارجمند حضرت خلیفہ ثانی نے اپنے عقاید بنا لئے ہیں ۔ مثلاً حضرت مسیح موعود کو نبی ماننا اور اس نبوت جدیدہ پر ایمان نہ لانے والے کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھنا وغیرہ وغیرہ ۔

آپ ضرور کہیں گے کہ حضرت مسیح موعود کی تحریرات اور الہامات میں لفظ نبی ۔ رسول ۔ مرسل وغیرہ بکثرت استعمال ہو چکے ہیں ۔ اس کے جواب میں عرض ہے کہ ان الفاظ کے بار بار استعمال کرنے کرانے کا منشائے الٰہی یہی تھا ۔ کہ حدیثات نبوی جن میں مسیح موعود کی بابت نبی اللہ لکھا ہے ۔ باطل نہ ہوں ۔ اسی واسطے حضرت مسیح موعود نے اپنے قلم سے بار بار ظلی نبی ۔ بروزی نبی وغیرہ الفاظ استعمال کئے ہیں ۔ اور صاف لکھ دیا ہے کہ اس نبوت سے میری مراد صرف محدثیت ہے ۔ اگر حضرت مسیح موعود کی نبوت تامہ کاملہ کو مانا جائے تو آئینہ کمالات صفحہ ۔۔ کی رُو سے حضرت مسیح موعود کی الوہیت پر بھی ایمان لانا پڑے ۔ جو اس سے بھی زیادہ بد نتائج پیدا کرے گا ۔ فقط

تابعدار علی محمد احمدی سیکنڈ ماسٹر لوئر مڈل سکول [illegible] نارووال ۱۱

حضرت زید بن حارثہ

(از جناب مولانا محمد عصمت اللہ صاحب)

گذشتہ سے پیوستہ

اے کاش ان بیراہ رو معترضین کی آنکھیں کھلی ہوتیں ۔ اور یہ انصاف کی آنکھ سے حقیقت کو دیکھتے ۔

اب رہا زید کا باپ حارثہ ۔ سو اس کے متعلق علامہ زرقانی نے ابن خلاہ کی روایت سے یہ تصریح کر دی ہے کہ وہ بھی اسلام لے آیا تھا ۔ اور علامہ ابن حجر عسقلانی نے تو اصابہ میں ان کے حالات لکھے ہیں ۔ اور انہیں زمرہ صحابہ میں شامل کیا ہے ڈوب مرنے کا مقام ہے کہ ان حالات کے باوجود انہیں عیسائی لکھتے ہوئے شرم نہیں آتی ۔ زید آنحضرت صلعم کو بہت عزیز تھے ۔ اور وہ آپ کی خدمت گذاری اور اطاعت و فرمانبرداری کو ذریعہ افتخار سمجھتا ۔ اور ایک دم کے لئے آپ کی خدمت سے جدا ہونا گوارا نہیں کرتا تھا ۔ چنانچہ لکھا ہے ۔ کہ بنی کلب کے چند آدمی حج کے لئے مکے میں آئے اور انہوں نے زید کو پہچان لیا ۔ گھر جا کر زید کے والد اور چچا کو اطلاع دی وہ دونوں مکے میں آئے ۔ اور آنحضرت صلعم کا پتہ دریافت کیا ۔ تو معلوم ہوا کہ آپ مسجد میں ہیں ۔ فوراً آپ کے پاس پہنچ کر گذارش کی کہ ہم حضور کے غلام زید کی تلاش میں آئے ہیں ۔ تاکہ فدیہ دے کر اسے اپنے ہمراہ لے جائیں ۔ آپ نے فرمایا اس معاملے میں زید کو اختیار حاصل ہے وہ چاہے میرے پاس رہے ۔ چاہے تمہارے ساتھ چلا جائے ۔ زید سے پوچھا گیا ۔ تو اس نے اپنے والد اور چچا کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا ۔ اور کہا کہ میں آنحضرت صلعم جیسے مربی اور محسن کو چھوڑ کر کہیں نہیں جا سکتا ۔ اگرچہ اس وقت زید کو طعنے بھی دئے گئے اور کہا گیا ویحک یا زید اتختار العبودیۃ علی الحریۃ وعلیٰ ابیک وعمک و اھل بیتک مگر زید نے کہا ۔ قد رایت فی ھذا الرجل شیئاً ما انا بالذی اختار علیہ احداً یعنی میں نے آپ سے ایسے سلوک اور احسان دیکھے ہیں کہ آپ کے بالمقابل کسی دوسرے کو اختیار نہیں کر سکتا ۔

زید سابقین اولین میں سے تھے ۔ زہری کہتے ہیں ما نعلم ان احداً اسلم قبل زید ابن حارثۃ ہم نہیں جانتے کہ زید ابن حارثہ سے پہلے بھی کوئی اسلام لایا ہو ۔ یعنی یہی سابق الاسلام ہیں مگر اس روایت میں امام زہری ہی منفرد ہیں ۔ ابن حجر عسقلانی کہتے ہیں کہ واقدی نے بھی سلیمان بن یسار کی سند سے اس روایت کو لیا ہے ۔ اور اس کی توثیق کی ہے ۔ اور زائدہ کا بھی یہی خیال ہے ۔

زید ابن حارثہ غزوہ بدر ۔ اور اس کے مابعد کے غزوات میں شامل ہوئے ۔ اور غزوہ موتہ میں شہید کر دئے گئے ۔ اور اس وقت زید ہی امیر العسکر تھے ۔ اور آنحضرت صلعم نے انہیں اپنے بعض اسفار میں خلیفہ بھی بنایا اور عقد مواخات کے وقت حضرت حمزہ کو آپ کا بھائی قرار دیا ۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلعم نے جس سریے میں زید کو بھیجا تو امیر بنا کر بھیجا ۔ اور پیچھے باقی رہ گیا ۔ تو خلیفہ بنا دیا ۔ اس روایت کی سند بھی قوی ہے ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے اپنی خادمہ ام ایمن سے آپ کا نکاح کر دیا ۔ حضرت اسامہ انہی کے بطن سے پیدا ہوئے ۔ پھر حضرت زینب بنت جحش کے ساتھ نکاح کیا ۔ انہیں طلاق دے دی ۔ تو ام کلثوم بنت ۔۔ کے ساتھ شادی کر دی

آپ غزوہ محرم میں ۵۵ سال کی عمر میں شہید ہوئے ۔

درخواست ہائے دعا

— چوہدری رحمت خاں صاحب بدر کارکن احمدیہ انجمن اشاعت اسلام عرصہ سے علیل ہیں اب ان کو پہلے سے افاقہ ہے ۔ احباب انکی کامل صحت کے لئے دردِ دل سے دعا کریں ۔

— میری ایک عزیزہ جو حیدر آباد دکن میں مقیم ہیں مرض صرع (مرگی) سے بیمار ہیں تمام احباب ان کی صحت کے لئے دعا کریں ۔ (محمد انعام الحق)

— امسال سلسلہ کے بہت سے نوجوان یونیورسٹی کے مختلف امتحانات میں شریک ہوئے ہیں ان کی کامیابی کے لئے دعا کی جائے ۔

— معلوم ہوا ہے کہ بولشویک حکومت روسی مسلمانوں پر بہت ظلم کر رہی ہے ان کا ایمان عزت اور جان و مال خطرے میں ہے ۔ کسی گذشتہ اشاعت میں اس کے متعلق ہم تفصیلاً لکھ چکے ہیں [illegible]

شذرات

(از محمد انعام الحق)

قارئین کرام جناب سید عبدالمجید صاحب پنشنر جج چیف کورٹ کپورتھلہ کے اسم گرامی سے واقف ہوں گے۔ آپ کے مضامین اور نظمیں وقتاً فوقتاً "پیغام صلح" میں شائع ہوتی رہتی ہیں۔ ۴ جولائی کو موصوف کا ایک والا نامہ خاکسار راقم الحروف کے نام آیا جس میں آپ تحریر فرماتے ہیں :-

چند دنوں سے میں دیکھ رہا ہوں کہ بہرہ شذرات میں قادیانی جماعت اور اُن کے امام کے خلاف چند ایک مضامین حاضرہ کے متعلق تنقید کا ایک ناگوار سلسلہ آپ کے قلم سے نکل رہا ہے۔ خواہ واقعات اور حالات کچھ ہی ہوں۔ اس موجودہ مسموم فضا کے لحاظ سے جس میں اسلام چاروں طرف گھرا ہوا ہے اس قسم کے تبصرے کچھ مفید اثرات پیدا نہ کریں گے .... میں جانتا ہوں کہ الفضل کا لب و لہجہ نہایت سوقیانہ اور متانت سے گرا ہوا ہوتا ہے۔ لیکن اسے برداشت کرکے زیادہ وسعت قلبی کا ثبوت دیجئے .... ان کی گالیوں کو برداشت کیجئے۔ اگر کسی اصولی معاملے میں تردید ضروری ہو تو ایسے الفاظ میں تردید کیجئے جن سے انہیں متانت کا سبق ملے"۔

موصوف نے جس نیک جذبہ کے ماتحت یہ والا نامہ رقم فرمایا ہے۔ اس کی ہم پوری قدر و عزت کرتے ہوئے ان کی خدمت میں عرض کرنا چاہتے ہیں کہ قادیانی جماعت کی ان سرگرمیوں میں جو تحفظ حقوق المسلمین کے نام آجکل جاری ہیں ہمیں بعض مشکوک چیزیں نظر آئیں۔ جو مسلمان قوم کے لئے انتہائی مضر ثابت ہو سکتی ہیں۔ . . . . اس لئے ہم نے قادیانی جماعت اور ان کے امام محترم سے مطالبہ کیا کہ وہ غیر قادیانی مسلمانوں کو کافر سمجھنا چھوڑ دیں۔ اور اپنی مشکوک پوزیشن واضح کریں۔ ہمارا یہ ایک فرض تھا۔ موجودہ حالات کی بنا پر ہم ایسا لکھنے پر مجبور تھے۔ لیکن ہمارے سوال کا جواب دینے اور اپنی مشکوک پوزیشن صاف کرنے کی بجائے معاصر "الفضل" نے ایسے غیر متعلق اور بے معنی مضامین شائع کرنے شروع کر دیئے۔ جن کا لب و لہجہ موصوف کے نزدیک بھی "نہایت سوقیانہ اور متانت سے گرا ہوا ہے"۔

قادیانی جماعت سے ہمارا اصولی اختلاف ہے۔ ہم تکفیر اہل قبلہ کو دنیائے اسلام کا سب سے بڑا فتنہ سمجھتے ہیں۔ اس کا سدّباب ہماری زندگی کے اہم ترین مقاصد میں سے ہے۔ اور قادیانی جماعت نے نہایت بے دردی سے اسلام کی تعلیمات اور حضرت مسیح کے ارشادات کے خلاف چالیس کروڑ مسلمانانِ عالم کو کافر قرار دے رکھا ہے۔ علاوہ ازیں وہ تحفظ حقوق المسلمین کے نام سے بعض ایسے کام رہی ہے۔ جو نہایت مشکوک ہیں۔ اس لئے ہمارا یہ مطالبہ بالکل صحیح ہے۔ اگر ہمارے اس جائز مطالبے کو پورا کرنے کے بجائے "الفضل" ایک ناخوشگوار بحث کا آغاز کر دے اور ذاتیات پر اُتر آئے تو یہ اس کا قصور ہے۔ اور نتائج کا ذمہ دار بھی وہی ہے۔ ہم اس کی اس غیر معقول روش کی وجہ سے اپنے جائز اور ضروری مطالبے سے دست بردار نہیں ہو سکتے۔ چالیس کروڑ مسلمانوں کو بیک جنبش قلم کافر بنا دینا یا تحفظ حقوق مسلمین کے نام کی آڑ لیکر کسی "کارِ خاص" کی تکمیل کرنا شاید کسی کے نزدیک معمولی بات ہو۔ لیکن ہم اسے ہرگز برداشت نہیں کر سکتے۔

موصوف نے طرز تحریر کے متعلق جو مشورہ دیا ہے اس کا شکریہ۔ ہم پہلے سے ہی محتاط ہیں۔ ہر شخص "الفضل" اور "پیغام صلح" کی تحریروں کا موازنہ کرکے دیکھ سکتا ہے۔ موصوف کی زیادہ توجہ "الفضل" کی طرف ہونی چاہیئے۔ جس کی نسبت انہیں بھی اقرار ہے کہ اس کا لب و لہجہ نہایت سوقیانہ اور متانت سے گرا ہوا ہوتا ہے۔ باقی معاملے میں تردید ضروری ہو تو ایسے الفاظ میں تردید کیجئے جن سے انہیں متانت کا سبق ملے" اس کی نسبت عرض ہے کہ "الفضل" اور اس کے ہم نوا اخبارات کی گالیوں کو ہم نے ہمیشہ خاموشی سے برداشت کیا ہے۔ اگر یہ بات ہوتا تو "پیغام صلح" کے کالم بھی "الفضل" کی طرح سوقیانہ مضامین سے لبریز نظر آتے۔ جو کچھ لکھا جاتا ہے اصولی حالات کے سلسلہ میں ہی لکھا جاتا ہے۔ کبھی کبھی جو تلخی اور ناخوشگواری پیدا ہو جاتی ہے۔ اس کی ذمہ داری "الفضل" کے سوقیانہ پن پر ہے۔ قادیانیوں کو متانت کا سبق دینا موجودہ حالات میں ہمیں تو ناممکن نظر آ رہا ہے۔ اس سلسلہ میں ہماری ہر ایک کوشش ناکام رہی۔ آپ بھی یہ تجربہ کرکے دیکھ لیں۔

خط کے آخر پر موصوف نے تحریر فرمایا ہے "میری اس عبارت پر جو محض اخوت اسلامی پر مبنی ہے اور جس کی وجہ سے میں نے چند ایک مشورے دیئے ہیں مجھے معاف فرمائیں گے" ہم اس تکلیف فرمائی کے بہت ممنون ہیں۔ "پیغام صلح" اور خاکسار راقم الحروف ہر ایک مفید مشورے اور نیک ہدایت کا خیر مقدم کرنے کے لئے ہر وقت تیار ہیں۔ اور ان پر عمل کرنے کی ہر ممکن کوشش کرنا اپنا اخلاقی فرض سمجھتے ہیں۔

اس والا نامہ کے موصول ہونے کے دوسرے روز "الفضل" کی ۵ر جولائی کی اشاعت نظر سے گذری جس کے صفحہ ۶ پر موصوف ہی کا ایک طویل مضمون "پیغام صلح . . . . کے متعلق" درج ہے۔ جس میں انہوں نے "پیغام صلح" پر کچھ اعتراضات کئے ہیں ہمارے قابل عزت اور مخلص ناصح کے لئے بہتر طریق تو یہ تھا کہ ہمارے طرز تحریر میں ان کو جو نقائص نظر آئے تھے ان سے ہمیں براہ راست مطلع کر دیتے اور اسی طرح "الفضل" سے کرتے۔ لیکن وہ "پیغام صلح" کی خامیوں کے اظہار کے لئے "الفضل" کے کالم موزوں سمجھتے ہیں۔ اور "الفضل" کے سوقیانہ پن کا اقرار خاکسار راقم الحروف کے خط میں کرتے ہیں۔ غالباً اس میں انہوں نے کوئی مصلحت سمجھی ہوگی۔

مذکورہ بالا مضمون میں سب سے پہلے انہوں نے "پیغام صلح" کے ۲۴ر اپریل کے پرچہ کی ایک مراسلت کے متعلق شکایت کی ہے اس کے بعد فرمایا ہے :-

"جب کبھی میں نے "الفضل" یا اس کے مضمون نگار کے لب و لہجہ کے خلاف "پیغام صلح" کو لکھا تو وہ شائع کر دیا جاتا رہا ہے۔ لیکن جب پیغام صلح کے خلاف لکھا تو وہ ردی کی ٹوکری میں ڈال دیا گیا۔ یا وعدہ کر لیا گیا کہ آئندہ لحاظ رکھا جائے گا"

یہ دونوں شکائتیں "شذرات" کی تحریروں سے تعلق نہیں رکھتیں۔ اس لئے اس کے متعلق پھر کسی وقت عرض کیا جائے گا۔

ہم نے لکھا تھا کہ قادیانی جماعت تحفظ حقوق المسلمین کا شور مچا رہی ہے۔ پہلے وہ مسلمانوں کو مسلمان سمجھے۔ اور تکفیر نوازی سے باز آئے۔ اس کے بعد اس سلسلہ میں کچھ کرے۔ اس کے متعلق فاضل مضمون نگار رقمطراز ہیں کہ :-

"حضرت میاں صاحب تو مسلمان ہیں۔ اگر کوئی ہندو یا دہریہ بھی ایک حق بات میں مسلمانوں کے حقوق کی حمایت پر آمادہ ہو تو کیا اس سے بھی یہی کہا جائیگا کہ تم مسلمانوں کو ملیچھ اور ڈشٹ سمجھتے ہو۔ تمہیں ان کی حمایت کی کیا پڑی۔ اگر حمایت ہی مقصود ہے تو پھر پہلے مسلمان ہو جاؤ۔ تب ان کی حمایت کرو۔ یا انہیں ملیچھ سمجھنا چھوڑ دو"۔

یہ مثال قادیانی [illegible] طرز عمل ایک ہندو یا دہریہ کی حیثیت سے ہماری حمایت کرے گا۔ لیکن قادیانی جماعت قادیانیوں کے علاوہ سب مسلمانوں کو کافر سمجھتی ہے۔ اور پھر انہی کافروں کے نام پر تحفظ حقوق مسلمین کا شور مچا رہی ہے۔ ان کے عقاید و عمل میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ ہندو یا دہریہ ہم سے خواہ کتنا ہی مختلف العقیدہ کیوں نہ ہو۔ لیکن آخر ہمیں مسلمان تو سمجھیگا۔ قادیانیوں کو اس سے بھی انکار ہے۔ غیر قادیانی مسلمانوں کو کافر سمجھنا ان کے نزدیک قریباً جزو ایمان ہے۔ چونکہ ہم بجا طور پر تکفیر اہل قبلہ کو دنیائے اسلام کا سب سے بڑا فتنہ سمجھتے ہیں۔ اس لئے قادیانیوں کے اس طرز عمل کو ہرگز نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔

فاضل مضمون نگار نے ہم پر سوال کیا ہے کہ "پیغام صلح" نے اس سکھ نوجوان کی تعریف کیوں کی جس نے طغروال کے سکھوں کی نسبت برسر اجلاس کہا تھا کہ مسلمانوں کو اذان دینے سے بند کرنا سکھوں کا ایک جابرانہ فعل ہے۔ اور اگر وہ تشدد سے باز نہ آئے۔ تو وہ جا کر طغروال میں اذان دیگا اس کے متعلق وہ تحریر فرماتے ہیں :-

"اس پر ایڈیٹر صاحب (ایڈیٹر پیغام صلح) نے اس سکھ جوان کی تعریف کے پل باندھ دیئے۔ اور واقعی اس کی جرأت قابل تعریف تھی۔ لیکن یہ سمجھ نہ آیا کہ اس وقت سوال کیوں پیدا نہیں ہوا کہ سکھ بھی معاف رکھیں۔ ہمیں ان کی حمایت کی ضرورت نہیں"

اس اعتراض کا جواب بھی مندرجہ بالا سطور میں آچکا ہے۔ اگر وہ سکھ مسلمانوں کو مسلمان نہ سمجھتا اور ان کے اسلام سے انکار کرتا تو اس صورت میں ہمارا سب سے پہلا مطالبہ یہی ہوتا کہ وہ پہلے مسلمانوں کو مسلمان سمجھے۔ اس کے بعد کچھ اور کرے۔

ہمارے لائق مضمون نگار نے میاں صاحب کی تحفظ حقوق مسلمین کی سرگرمیوں کے متعلق ہمیں مخاطب کرکے کہا ہے :-

"وہاں اتنا حسن ظنی سے اور کام لیتے کہ حضرت خلیفۃ المسیح کی ان کارروائیوں کو مسلمان کی حقیقی ہمدردی پر محمول کرتے لیکن اگر حسن ظنی سے کام لینا بھی مقصود نہ تھا تو کم سے کم یہی خیال فرما لیتے۔ کہ آخر حضرت خلیفۃ المسیح کے مریدوں کی تعداد بھی لاکھوں تک ہے۔ انہوں نے اپنے مریدوں کے مفاد کی حفاظت کی خاطر یہ کیا ہے اور اس طرح بالواسطہ دوسرے مسلمانوں کی حمایت کا بھی پہلو اس سے نکل آیا"۔

حسن ظنی سے ہم ہر وقت کام لینے کے لئے تیار ہیں۔ لیکن ہمارے سامنے بعض ایسے حقائق بھی ہیں۔ جن کی طرف سے آنکھیں بند نہیں کی جا سکتیں۔ یہ تو ہم سمجھتے ہی ہیں کہ میاں صاحب جو کچھ کر رہے ہیں اپنی جماعت یا اپنے لئے کر رہے ہیں۔ لیکن اس سے بالواسطہ دوسرے مسلمانوں کی حمایت کا پہلو نہیں نکلتا۔ کیونکہ قادیانی جماعت اور ان کے امام محترم کے مقاصد جن میں "کارِ خاص" بھی شامل ہے کم از کم ہندوستان کے سات کروڑ مسلمانوں کے لئے ازحد نقصان دہ ہیں۔

اس کے بعد لکھا ہے :-

"میرا اپنا خیال ہے کہ اگر ذرا وسعت قلب سے کام لیا جاتا تو لکھنا چاہیئے تھا کہ تمام مسلمانوں کو شکرگذار ہونا چاہیئے کہ باوجود اختلاف عقاید کے بھی میاں صاحب نے جمہور مسلمانان ہند کے حقوق کی نہایت خوبی سے حمایت فرمائی"۔

اگر فی الحقیقت میاں صاحب ایسا کرتے تو ہم بصد مسرت اس کا اعتراف کرتے۔ لیکن افسوس ہمیں تو اور کچھ نظر آ رہا ہے۔ فاضل مضمون نگار کے حسن ظن کی نسبت ہمیں اپنی آنکھوں پر زیادہ اعتبار ہے۔ میاں صاحب نے قادیانیوں کے لئے جداگانہ نیابت کی کوشش کی تھی۔ جو کامیاب نہ

ایک بوڑھی عورت اُمّ ورقہ نامی رہتی تھی۔ نہایت نیک عابدہ زاہدہ اور پڑھی لکھی تھی۔ آنحضرت صلعم اس کی ملاقات کو کبھی کبھی تشریف لے جایا کرتے تھے۔ وہ بھی قرآن کو لکھا کرتی اور یاد کیا کرتی تھی۔ آپؐ نے اس کا نام شہیدہ رکھا تھا۔ بدر کی جنگ کے بابت اس نے بھی عرض کی کہ حضور مجھے اجازت دیں کہ میں بھی ساتھ چلوں۔ زخمیوں کی مرہم پٹی اور تیمارداری کروں شاید مجھے بھی شہادت کا درجہ مل جائے۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالےٰ نے تیری شہادت کا سامان کر دیا ہے۔ اور اس کو جانے کی اجازت نہ دی۔ قرآن کریم کی حافظ ہونے کی وجہ سے آپ نے اس کو محلہ کی عورتوں کی امامت کی اجازت دے رکھی تھی۔

حفظ قرآن کے اس انتہائی ذوق و شوق کے علاوہ کتابت قرآن کا انتظام بھی اسقدر اعلیٰ اور عظیم الشان تھا جس کا ہزارواں حصہ بھی کسی دوسری کتاب کو نصیب نہیں ہوا۔ ابوداؤد کی حدیث میں ہے کہ جب کوئی آیت اترتی تو حضور فوراً توقف کسی کاتب وحی کو بلا کر لکھوا دیتے۔ کہ یہ آیت فلاں سورۃ کی ہے۔ اس کو فلاں آیت سے پہلے اور فلاں آیت کے بعد لکھو۔ مکہ میں حضرت ابوبکرؓ۔ حضرت عثمانؓ حضرت علیؓ وغیرہ لکھا کرتے تھے۔ اور مدینہ میں ان کے علاوہ زبیر بن العوام۔ ابی بن کعب۔ حنظلہ ابن الربیع۔ زید بن ثابت۔ ابی ابن فاطمہ۔ عبداللہ بن ارقم۔ شرجیل بن حسنہ۔ عبداللہ بن رواحہ۔ امیر معاویہ۔ خالد بن سعید اور ان کے بھائی ابان وغیرہ تھے۔ اپنے اپنے طور پر لکھنے والے ان کے علاوہ تھے۔

عبداللہ بن مسعود کی خوش الحانی آپ کو پسند تھی۔ نہ یہ کہ جیسا پادری پال نے دھوکا دیا ہے کہ صرف ان کا قرآن ہی صحیح تھا۔ کہ جس میں سورۃ فاتحہ نہ تھی۔ اس لئے آنحضرت صلعم نے ان سے قرآن سیکھنے کو کہا۔ اس قدر حفاظ اور کاتبوں کے ہوتے ہوئے بھلا کسی شخص کو ہمت تھی کہ وہ قرآن شریف میں سے کچھ کم کر دیتا یا اس میں کچھ بڑھا دیتا۔ ہاں یہ جدا بات ہے کہ کسی ایک آدھ نے اپنے خاص نسخہ میں غلطی سے کوئی بات لکھ لی ہو۔ مگر کاتبوں اور حفاظ کی کثرت کے سامنے اس کی کوئی حقیقت نہ تھی۔ اور نہ عقلاً ہونی چاہیے۔ یہ لوگ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اگر آپ غلطی کرتے تو ٹوک دیتے۔ ایک ہی مرتبہ قرأت میں آپ کو نسیان ہوا۔ مگر حفاظ نے وہیں جواب طلب کر لیا۔ غرض حفاظ اور کاتبوں کی اس کثرت کی وجہ سے قرآن شریف میں ایک حرف کی کمی بیشی ناممکن تھی۔ قرآن نہ ہوا مرقس کی انجیل ہو گئی کہ آخر پر ۹ آیات اصلی پرانے نسخہ میں نہ تھیں۔ یاروں نے گھر سے بنا کر لکھ دیں۔ کیونکہ نہ کتابت کا اہتمام نہ اس کے حفظ کرنے کا انتظام۔ جو کچھ جی میں آیا کلیسا نے کمیٹی کر کے لکھ دیا۔ جس کو جی چاہا اڑا دیا۔ اس پر ہمارے دوست پادری عبدالحق کہتے ہیں کہ جی تصحیح ہوئی ہے تحریف نہیں ہوئی۔ نہیں معلوم تصحیح غلط کی ہوئی ہے یا صحیح کی تصحیح کر دی گئی۔

ابن مسعودؓ نے اپنے نسخہ میں سورہ فاتحہ نہ لکھی اس کے جوابات سنئے۔

۱۔ قاضی ابوبکر کہتے ہیں کہ "ابن مسعودؓ کا فاتحہ اور معوذتین کو قرآن نہ ماننا صحیح ثابت نہیں ہوا۔

۲۔ امام نووی کتاب مہذب کی شرح میں لکھتے ہیں "تمام مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ معوذتین اور سورۃ فاتحہ قرآن میں داخل ہیں۔ اس بارہ میں ابن مسعودؓ کا جو قول نقل کیا گیا ہے وہ سراسر باطل اور کسی طرح صحیح نہیں۔

(۳) ابن حزم کتاب شرح المعلیٰ تتمیم المحلیٰ میں لکھتا ہے کہ "یہ ابن مسعود پر جھوٹا الزام اور قول موضوع ہے۔ کیونکہ ابن مسعودؓ کی جو قرأت زرؔ کے واسطہ سے عاصم نے لی ہے۔ اس قرأت میں فاتحہ اور معوذتین شامل قرآن ہیں۔

(۴) بعض علماء کا قول ہے کہ ابن مسعودؓ کا مطلب صرف یہ تھا کہ کتابت میں چونکہ غلطی کا احتمال ہے اس لئے اس کو لکھنا نہ چاہئے حفظ کرنا چاہیے۔

(۵) جب صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ سورہ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی اور نہ کبھی تھی تو پادری پال کا یہ قول کس قدر لغو ہے۔ کہ سورہ فاتحہ بعد کا بائیبل سے انتخاب ہے۔

(۶) خود قرآن کریم سورۂ فاتحہ کے بارہ میں فرماتا ہے ولقد آتیناک سبعاً من المثانی والقرآن العظیم۔ ہم نے تجھ کو ... میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی تفسیر موجود ہے۔ کہ سبعاً من المثانی سے مراد سورہ فاتحہ ہے اور یہ امر مسلم ہے کہ سورہ حجر جس میں یہ آیات ہے مکہ میں نازل ہوئی تھی۔ پس سورہ فاتحہ یقیناً ابتدائی زمانہ کی وحی ہے۔

(۷) پادری پال میں اگر ہمت ہے تو وہ کسی روایت سے یہ ثابت کر دکھلائے کہ ابن مسعود پانچ وقت کی نمازوں میں سورۂ فاتحہ نہ پڑھتے تھے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں جب سورۂ فاتحہ کی قرأت کرتے تھے تو ابن مسعودؓ بعد میں ان سے جھگڑا کیا کرتے تھے۔ کہ آپ قرأۃ میں غیر قرآن کیوں پڑھتے ہیں۔

(۸) آپ کی اس ساری بحث کا دارومدار تفسیر اتقان پر ہے۔ شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی عجالۂ نافعہ میں احادیث کو چار حصوں میں تقسیم کر کے چوتھی قسم کے متعلق لکھتے ہیں:-

"طبقہ رابعہ احادیثے کہ نام و نشان آنہا در قرون سابقہ معلوم نبود و متاخرین آنہارا روایت کردہ اند.....
و علی کل تقدیر ایں احادیث قابل اعتماد نیستند و مایہ تصانیف شیخ جلال الدین سیوطی در رسائل و نوادر خود ہمیں کتابہاست"

یہ ہے جلال الدین سیوطی کی کتابوں اتقان وغیرہ کے متعلق محققین اسلام کا فتویٰ۔

(۹) ہاں اتقان میں بیان کردہ یہ اصول حدیث بالکل حق ہے کہ "فما نقل احاداً ولم تیواتر لقیطع بانہ لیس من القرآن قطعاً" یعنی جو خبر واحد کے ساتھ منقول ہو اور اس پر تواتر نہ ہو تو یہ فیصلہ شدہ امر ہے کہ وہ ہرگز قرآن میں سے نہیں۔ اب ابن مسعود کی روایت خبر واحد ہے۔ اور اس پر تواتر نہیں۔ اس کے بالمقابل سورہ فاتحہ تمام حفاظ اور کاتبوں سے قرآن کا جز سمجھا گیا ہے۔ اور اس پر تواتر ہے۔ پس ابن مسعودؓ کا قول اگر کوئی ہو بھی تو ناقابل التفات ٹھہرے گا۔ پال صاحب نے خود ہی اتقان کی اس عبارت کو نقل کیا ہے۔ مگر سمجھا خاک نہیں کہ اس کا مطلب کیا ہے۔ اب اگر ابن مسعودؓ کا قول احاد میں سے نہیں تو کسی دوسرے صحابی کا قول اس کی تائید میں دکھایا جائے۔ ورنہ پادری صاحب اپنے دام میں خود ہی گرفتار ہو گئے۔

(۱۰) سورۂ فاتحہ ہی سبعاً من المثانی ہے کہ جو آنحضرت صلعم کو عطا کی گئی۔ یہ صحیح بخاری میں ہی نہیں بلکہ حضرت عمرؓ حضرت علیؓ۔ ابی ہریرہؓ۔ حسنؓ۔ ابی العالیہؓ۔ مجاہد۔ ضحاک سعید بن جبیر اور قتادہ بلکہ خود ابن مسعودؓ نے سبعاً من المثانی سے مراد سورہ فاتحہ لیا ہے۔ ان صحاح کی کتابوں کے بالمقابل از روئے علم الاصول حدیث اور آپ کس کی روایت لائیں گے؟۔

اب فرمائیے جناب پال آپ کا ایک ہی سہارا ابن مسعودؓ بھی جاتا رہا۔ وہ بھی سبعاً من المثانی سے سورۂ فاتحہ مراد لیتے ہیں۔ اور اس کو وحی رسول اللہ صلعم سمجھتے ہیں۔

پادری پال کے سفسطہ کا جواب

ہاں پال صاحب کا خیال ہے کہ اگر ابن مسعودؓ سورۂ فاتحہ کو وحی الٰہی سمجھتے تو اپنے قرآن میں ضرور اس کو لکھتے۔ اول تو باقی کل صحابہ کرامؓ کے بالمقابل اکیلے ابن مسعودؓ کی رائے کوئی وقعت نہیں رکھتی۔ تاہم اس حجت کو بھی ہم توڑ کر رکھ دیتے ہیں۔ یہ تو احادیث سے ثابت ہے کہ ابن مسعودؓ سبعاً من المثانی سے مراد سورۂ فاتحہ لیتے تھے۔ اور اس کے وحی الٰہی ہونے سے انہوں نے کبھی انکار نہیں کیا۔ اگر پادری صاحب کے پاس ایسا کوئی حوالہ ہو تو پیش کریں۔ البتہ ابن مسعود کی حجت یہ تھی کہ ولقد آتیناک سبعاً من المثانی والقرآن العظیم میں سبعاً من المثانی اور قرآن عظیم معطوف معطوف علیہ ہیں۔ یہ دونوں ایک نہیں ہو سکتے۔ ان کو الگ الگ لکھنا چاہیے۔ ایک جگہ جمع نہیں کرنا چاہیے۔ ان کی یہ حجت صحیح تھی یا غلط اس سے ہمیں بحث نہیں۔ وہ کتاب اللہ یعنی جس کے لکھنے کا حکم ہے اس کو قرآن عظیم سمجھتے تھے۔ اور سورۂ فاتحہ کو زبانی یاد رکھنے۔ اور بار بار دہرانے اور پڑھنے کی چیز سمجھتے تھے۔ کیونکہ سبعاً من المثانی سے وہ خود سورۂ فاتحہ مراد لیتے ہیں۔ اس پر بھی ... سے منقول ہے کہ عبداللہ بن مسعودؓ نے آخر ...

اب پادری صاحب بیٹھے سر پیٹتے رہیں۔ ابن مسعود کا سہارا بھی جاتا رہا۔

ہاں ابن صلتہ کے بارہ میں جو آپ نے ٹھوکر کھائی ہے اور جس کے لئے آپ نے مذکورہ بالا ٹریکٹ چھاپی تھی اس کے متعلق آپ کی علمی پردہ دری انشاء اللہ تعالےٰ اگلے نمبر میں کریں گے۔

(باقی۔ باقی)

دیہی اصلاح پر ایک مفید کتاب

یہ معلوم کرنا موجب مسرت و اطمینان ہے کہ دیہی اصلاح کے موضوع پر بعض قابل مصنفوں کو قلم اٹھانے کی ضرورت محسوس ہوئی ہے۔ اور دیہی اصلاح پر قابل قدر لٹریچر پیدا ہو رہا ہے۔ حال میں ایف ایل برین ایم سی آئی سی ایس ڈپٹی کمشنر جہلم نے ایک بہت مفید اور کار آمد کتاب لکھی ہے۔ اس کتاب کا نام "دیہاتی سقراط" ہے۔ کتاب کا موضوع جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے ہمہ گیر ہونے کے علاوہ دیہی آبادیوں کو ان خرابیوں کا انسداد سکھاتا ہے۔ جو اس کی مجلسی اور اقتصادی زندگی کے لئے مدت مدید سے لعنت ثابت ہوتی رہی ہیں۔ اور جن کے انسداد کے بغیر وہ ہرگز فراغ بالی اور خوش حالی کی زندگی بسر نہیں کر سکتے۔ "دیہاتی سقراط" کا دیباچہ لارڈ اروِن جیسے مدبر نے لکھا ہے۔ جن میں فطرتاً دیہی زندگی اور اہل دیہات سے تعلق رکھنے والے مسائل کے ساتھ بہت قدیم اور گہری دلچسپی ہے۔ کتاب کی عبارت اس قدر آسان اور سلیس ہے کہ معمولی خواندہ شخص بھی اس کے مفہوم کو بغیر کسی قسم کی دقت کے سمجھ سکتا ہے۔ پیرایۂ بیان کی دلکشی کا اندازہ اس امر واقعی سے ہو سکتا ہے کہ آپ کتاب کو ایک بار شروع کر کے ختم کئے بغیر نہیں چھوڑ سکتے۔ کون نہیں جانتا کہ کتاب کا موضوع ایک بالکل خشک موضوع ہے۔ لیکن مسٹر برین نے تمثیلی طرز تحریر اختیار کر کے اسے نہایت دلچسپ بنا دیا ہے۔ کہ وہ بلحاظ دلچسپی ایک اچھا خاصہ رنگین افسانہ معلوم ہوتی ہے۔ کتاب کے مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس میں ان تمام مسائل کو زیر بحث لایا گیا ہے۔ جو کسی نہ کسی حیثیت سے دیہی زندگی کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔ اور پھر ان سب کے تعلق میں قابل عمل اصول اور آسان تدابیر بیان کی گئی ہیں۔ اس سلسلہ میں یہ امر بھی کچھ کم قابل ذکر نہیں کہ مسٹر برین نے جن اشیاء کی ضرورت جتائی ہے وہ سب کی سب ہندوستان کی بنی ہوئی اور سودیشی ہوتی ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ بعض بعض جگہ انہوں نے بعض امور پر زور دار نکتہ چینی بھی کی ہے۔ لیکن اس حقیقت سے بھی انکار نہیں ہو سکتا کہ ان کی لدشش ہر حالت میں ہمدردانہ اور اصلاح پسندانہ ہے۔

جب ہم اس امر واقعہ کو پیش نظر رکھتے ہیں کہ دیہی اصلاح ایک نہایت ضروری شئے ہے اور اس پر مسٹر برین جیسے مصلح دیہات افسر نے کتاب لکھی ہے تو ہماری نظر میں اس کی قدر اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ ہماری رائے میں یہ کتاب لڑکوں لڑکیوں دیہات اور شہروں کے عام خواندہ لوگوں افسروں اور دیہی اصلاح کے سلسلہ میں پرچار کرنے والوں کے لئے یکساں مفید ہے۔ اور ہم امید کرتے ہیں کہ اس کی ایسی ہی قدر کی جائے گی جیسی قدر کی وہ مستحق ہے۔ آخر میں ہم قابل مصنف کو ان کی اس بے نظیر تصنیف پر مبارکباد دیتے ہیں۔

(دیدہ ور)

عالم اسلام

معاصر السیاسیہ قاہرہ ناقل ہے۔ کہ مصر کی ترقی پذیر اصلاحی سرگرمیاں قابل رشک حیثیت اختیار کر رہی ہیں۔ اس سلسلہ میں جمعیت مکارم اخلاق ظاہرہ اور جمعیۃ ارشاد خلق خاص طور پر مبارکباد کے قابل ہیں ... [illegible]

جلسہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی

دہریت کی تاریک فضا میں اسلام کی شعاعیں

خدا کا ہزار ہزار شکر ہے کہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی کے ممبران کو اللہ تعالیٰ سبحانہ اپنے فضل وکرم سے یہ توفیق بخشی کہ وہ متواتر جلسے کرتے ہوئے دسویں سالانہ جلسہ تک پہنچے۔ اس انجمن کے صرف سالانہ جلسے ہی نہیں ہوتے بلکہ سال میں دو تین دفعہ دیگر تبلیغی لیکچر بھی ہوتے ہیں۔ لیکن یہ یاد رہے کہ اس کا ماہواری چندوں کی مد پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ ماہواری چندوں کی رقم سالم کی سالم مرکزی انجمن میں بھیجدی جاتی ہے۔ یہ اس انجمن کا مقامی فنڈ ہے جو ایسے اخراجات برداشت کر رہا ہے۔

لاہور سے حضرت امیر قوم ایدہ اللہ بنصرہ۔ حضرت مولوی صدرالدین صاحب بی اے۔ مولوی محمد یوسف صاحب گرنتھی۔ مولوی عصمت اللہ صاحب۔ مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع۔ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب مولوی عبداللہ صاحب وکیل سرینگر تشریف لائے تھے۔ خطبہ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب نے پڑھایا۔ اس کے بعد مولوی عبداللہ صاحب وکیل نے تقریر فرمائی۔ آپ کی تقریر بڑی ہی پُرمعارف تھی۔ کل پانچ اجلاس تھے۔ جمعہ کی رات کو جو اجلاس ہُوا اس میں کافی تعداد تھی۔ لیکن جو دو اجلاس ہفتہ کو دن کے وقت ہوئے ان میں سامعین کی تعداد توقع سے بہت کم تھی جس کی وجہ یہ تھی کہ لاٹ صاحب کی راولپنڈی میں تشریف آوری کی وجہ سے اکثر دفاتر آخری ہفتہ کی تعطیل کی وجہ سے بند ہوگئے تھے۔ لیکن ان کے علاوہ جتنے اجلاس ہوئے وہ پُر رونق تھے۔ خصوصاً اتوار کے تینوں اجلاس۔

اس حقیقت سے کوئی متنفس انکار نہیں کرے گا۔ کہ آج کل لامذہبیت کی تیز ہوا چل رہی ہے۔ اس پر کانگرس کی ہنگامہ خیز فضا نے عوام کی توجہ کو مذہب سے اور بھی بیزار کر دیا ہے۔ اس لامذہبیت کی زہر آلود فضا میں مذہبی جلسوں کا کامیاب ہونا تو درکنار ان کا انعقاد بھی ناممکن ہے۔ لیکن خداوند کریم کا یہ خاص فضل اور احسان ہے کہ باوجود ان تمام مشکلات کے ہمارا سالانہ جلسہ پوری کامیابی حاصل کرکے انجام کو پہنچا۔ اگر کوئی شخص واقعات سے انکار کرے تو یہ اس کی نادانی ہے۔ آزمائش شرط ہے۔ کوئی جماعت اس رنگ اور اس شان کا مذہبی جلسہ کرکے ہماری طرح کامیابی حاصل کر سکے تو ہم تسلیم کر لیں گے۔ اپنے اپنے حجروں میں بیٹھ کر چند دوستوں کو تقریر سنا دینا اور پھر اخبار میں یہ اعلان کر دینا کہ فلاں جگہ عظیم الشان جلسہ ہُوا ہے ایک عام بات ہوگئی ہے۔ آج دنیا میں مذہبی جلسے قریباً قریباً بند ہو چکے ہیں۔ کیونکہ پبلک روز بروز مذہب سے بے پروا اور بیگانہ ہو رہی ہے۔ ان دل شکن اور یاس انگیز مشکلات کی موجودگی میں ہم جماعت احمدیہ کے ممبران کو خواہ وہ مقامی ہوں یا بیرونجات کے مبارکباد دیتے ہیں کہ ان کا جلسہ کامیاب رہا ہے۔

حضرت امیر ایدہ اللہ کی دو تقریریں ہوئیں۔ "ایک مذہب کی ضرورت" پر دوسری "سلسلہ احمدیہ کی خصوصیات" پر تقریریں کیا تھیں حقائق ومعارف کا دریا بہہ رہا تھا۔ سامعین زیادہ تر تعلیم یافتہ احباب تھے اس کے علاوہ کالج کے طالب علموں نے اسلامیہ ہائی سکول کے ہال میں حضرت امیر جماعت اور مولوی صدرالدین صاحب کے لیکچر کرائے۔ مولوی صدرالدین صاحب کا لیکچر انگریزی میں تھا۔ اگرچہ بہت قلیل وقت میں اطلاع شائع کی گئی تاہم کثرت سے لوگ جمع ہوگئے۔ اور ہال بھر گیا تھا۔

مناظرہ

قادیانی جماعت کے ساتھ بڑا خرے کا مناظرہ ہُوا مضمون مناظرہ "اجرائے نبوت بروئے قرآن" تھا۔ شرائط طے ہونے کے بعد ان کو زبانی یہ کہا گیا کہ اتوار کے اسی دوسرے اجلاس میں ۱/۲ ۲ گھنٹہ مناظرہ کے لئے رکھا گیا ہے۔ اس اجلاس میں حضرت امیر ایدہ اللہ نے تقریر شروع کی۔ چونکہ آپ کو چار بجے کے بعد جلسہ گاہ سے رخصت ہو کر پشاور جانا تھا اس لئے اپنے مضمون کو کسی قدر ادھورا چھوڑ کر رخصت ہوگئے۔ اس مضمون کو مولوی صدرالدین صاحب صدر جلسہ نے پورا کرنا چاہا اور پبلک کی زبردست خواہش تھی کہ اس مضمون کو پورا کیا جائے۔ محمودی جماعت نے شور مچا دیا کہ مناظرہ پہلے کیا جائے۔ اور بار بار اپنی اس ناروا حرکت کا اعادہ کرتی رہی۔ خیر صدر جلسہ نے تقریر شروع کر دی۔ اس تقریر میں واقعات کو پیش کرتے ہوئے اور سلسلہ احمدیہ کے قول اور فعل یا بالفاظ دیگر عقائد اور کام کو پیش رکھتے ہوئے مسلم پبلک سے اپیل کی۔ کہ کیا باقی مسلمانوں کا حق نہیں کہ وہ حضرت صاحب کی مشن میں شامل ہو جائیں۔ انکار کی صورت میں وہ قیامت کے دن خدا کو کیا جواب دیں گے۔ لیکن افسوس کہ محمودی اس مضمون کو سننا گوارا نہیں کرتے تھے۔ باوجود اس امر کے کہ مناظرہ کے لئے ابھی کافی وقت باقی رہتا تھا۔ پھر بھی تقریر کو روکنا چاہتے تھے۔ محمودی جماعت ہم کو ہر وقت مطعون کرتی رہتی ہے۔ کہ ہم حضرت مسیح موعود کے مشن کو پیش کرنے سے جھجکتے ہیں۔ یہ خلاف واقعہ ہے اہالیان راولپنڈی گواہ ہیں کہ ہم نے کس شد ومد سے احمدیت کو پیش کیا۔ لیکن افسوس ہے محمودی جماعت پر کہ جو اس بات کو بھی گوارا نہیں کر سکتی کہ حضرت مجدد صاحب کی ضرورت اور اہمیت کو لوگ ممبران جماعت احمدیہ لاہور کی زبان سے سنیں۔ راولپنڈی کی محمودی جماعت ان واقعات پر غور کرے جو ان کے سامنے جلسے میں ان کو پیش آئے۔

محمودیوں کی طرف سے مولوی غلام احمد صاحب اور ہماری طرف سے مولوی عصمت اللہ صاحب مناظر تھے۔ اس مناظرہ میں مولوی غلام احمد صاحب پر کیا گذری اور انجام مناظرہ کیا ہُوا؟ اس کا اندازہ سامعین ہی اچھی طرح لگا سکتے تھے۔ مولوی غلام احمد صاحب کے حرکات وسکنات اور قیل وقال کا اپنی پوری توجہ سے مشاہدہ کر رہے تھے۔ غرضکہ محمودی مولوی کو پوری ندامت اٹھانی پڑی۔ اور بُری طرح شکست کھا کر جلسہ گاہ سے فوراً رخصت ہوگئے۔ جلسہ ختم ہونے کے بعد سامعین جلسہ کی کیا حالت تھی؟ لوگ ہر جگہ یہی چرچا کر رہے تھے کہ قادیانی جماعت کے عقاید کی بیہودگی روز روشن کی طرح آشکارا ہو چکی ہے امید ہے کہ کبھی دوبارہ مناظرہ کا نام نہیں لیں گے۔

یہ دوسرا موقعہ ہے کہ یہی محمودی مولوی صاحب پھر شکست کھا کر راولپنڈی سے نامراد واپس جاتے ہیں۔ پہلی دفعہ بھی انہیں مولوی صاحب پر ان کی اپنی محمودی جماعت نے ناتجربہ کاری کا فتویٰ لگایا تھا۔ چنانچہ ان کے اپنے پریزیڈنٹ بابو فرزند علی صاحب نے ایک تحریر میں اپنے انہی مولوی صاحب کی شکست کو تسلیم کیا۔ اب پھر بیچارے غلام احمد صاحب کو اپنی ناکامی دیکھنی پڑی۔

تیسرا اجلاس رات کے وقت ہُوا یہ آخری اجلاس تھا۔ مولوی صدرالدین صاحب کی تقریر معارف اور حقائق کا ایک گنجینہ تھی۔ سامعین کی تعداد کثیر تھی۔ جنہوں نے پوری توجہ اور دلچسپی سے تقریر کو سُنا۔ کچھ وقت گرنتھی صاحب کو دیا گیا۔ اس کے بعد جلسہ خیر وخوبی سے ختم ہُوا۔ باہر سے جو مہمان آئے تھے ان کے کھانے اور رہائش کا انتظام انجمن نے کیا ہُوا تھا۔ اس جلسہ میں ہمارے ایک دوست نے جن کا نام حکیم محمد اکبر صاحب ہے جو دیوبند کے تعلیم یافتہ ہیں اور طبابت کرتے ہیں حضرت امیر ایدہ اللہ کے ساتھ تبادلہ خیالات کرنے کے بعد جب کہ ان کی پوری تسلی اور تشفی ہو چکی حضرت امیر کے ہاتھ پر بیعت کی۔ ان کے علاوہ دو اور اصحاب بھی بیعت میں داخل ہوئے۔

خاکسار غلام ربانی

سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر جماعت ہفتہ عشرہ کے لئے ڈلہوزی تشریف لے گئے ہیں۔

— مولانا صدرالدین صاحب نے مسجد احمدیہ بلڈنگس میں بعد نماز مغرب قرآن شریف کا درس شروع کر دیا ہے جو احباب اس درس میں شامل ہونا چاہتے ہیں وہ اس موقعہ سے فائدہ اٹھائیں۔

— چوہدری رحمت خاں بیدر رکن صدر دفتر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور ناحال بیمار ہیں۔ احباب ان کے لئے دعا فرمائیں۔

برلن مسجد میں عید الفطر کا روح افزا منظر

ایک جرمن خاتون کا قبول اسلام

برلن دار الحکومت جرمنی میں ماہِ رمضان کا مبارک مہینہ یکم مارچ ۱۹۳۱ء بروز ہفتہ ختم ہُوا۔ اور ۲۲ر مارچ بروز اتوار عید الفطر کا اجتماع ہُوا۔ ماہِ رمضان کے دوران میں یہاں کے جملہ مسلمانان کی طرف سے یہ کوشش کی گئی کہ عید یہاں کی مسجد میں اکٹھی منائی جائے۔ چنانچہ ایک کمیٹی منتخب کی گئی ہے۔ اس کمیٹی کی طرف سے تمام پروگرام تیار ہُوا۔ مگر اخیر میں چند مفسدہ پردازوں کی وجہ سے پایۂ تکمیل کو نہ پہنچ سکا۔ جس کا نتیجہ یہ ہُوا کہ حسب دستور چند اصحاب مسجد میں نہ آئے۔ خیر یہ ایک لمبی داستان ہے جو پیغام صلح کے ناظرین کو گذشتہ عید کے موقع پر سنائی جا چکی ہے۔

دعوتی رقعے کم وبیش چار صد کی تعداد میں جملہ مسلمانان برلن ودیگر غیر مسلم احباب کی خدمت میں بھیجے گئے۔ صبح دس بجے لوگ جوق در جوق مسجد کی طرف آنے لگے۔ اور ساڑھے دس بجے کے قریب حاضرین کی تعداد کم وبیش تین صد تک پہنچ گئی۔ اس کے بعد خاکسار نے اعلان کیا کہ ہر ایک مسلم مرد عورت اور بچہ پر صدقۃ عید الفطر فرض ہے۔ لہذا ہر ایک مسلمان سے درخواست کی جاتی ہے کہ وہ سونے کا ایک مارک (۱۰ آنے) فی کس کے حساب صدقۃ عید الفطر ادا کرے۔ جس پر حاضرین میں سے کافی تعداد نے لبیک کہی اور اس طرح سے کم وبیش ۵۰-۴۰ مارک کی رقم جمع ہوگئی۔ اس کے بعد عید کی نماز ادا کی گئی۔ مسلمانوں کی تعداد کم وبیش ڈیڑھ صد تھی۔ الحمد للہ علیٰ ذالک آج تک اس خانۂ خدا میں اس قدر تعداد میں مسلمان جمع نہ ہوئے تھے۔ ذالک فضل اللہ

امامت خاکسار نے کرائی۔ مقتدیوں میں ہر ملک[1] وملت اور ہر درجہ کے لوگ شامل تھے۔ مثلاً گورے۔ کالے۔ زرد اور سرخ رنگ والی اقوام کے لوگ بغیر کسی نسلی امتیاز کے دوش بدوش کھڑے اور معبود حقیقی میں بصد عجز ونیاز رکوع وسجود کر رہے تھے۔ اور اس منظر کو دیکھ کر اسلام کی سادگی اور عظمت اور عالمگیری کا سکہ خود بخود دل پر بیٹھا جاتا تھا۔

نماز کے بعد المانوی زبان میں خطبہ پڑھا گیا جس میں ماہِ رمضان کی علت غائی پر فلسفیانہ رنگ میں روشنی ڈالی گئی۔ جس سے سامعین پر نہایت عمدہ اثر ہُوا۔ اخبارات کے نمائندے کثیر تعداد میں موجود تھے اور نماز اور خطبہ کے دوران میں علاوہ نوٹوں کے تصاویر بھی لی گئیں۔

خطبہ کے بعد مسلمان ایک دوسرے سے گلے ملے جس سے غیر مسلم پبلک پر اسلامی اخوت کا بڑا گہرا اثر ہُوا۔

خطبہ کے بعد ایک جرمن خاتون نے اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کیا۔ اس کا اسلامی نام "راحت" رکھا گیا۔ اس واقعہ نے غیر مسلم پبلک کے سامنے اسلام کی سادگی اور اخوت کا نقشہ پیش کیا۔ اسلام کیا سیدھا اور پاک مذہب ہے۔ مسلم ہونے کے لئے کسی خاص رسم ورواج کی ضرورت نہیں ہے۔ بندہ نے اس موقعہ پر پھر بتایا کہ اسلام میں کس قدر وسعت اور روحانیت ہے۔ اور مسلمان کس قدر وسیع القلب واقع ہُوا ہے۔ یہی خاتون جو اس وقت مسلمان ہوئی ہے کس قدر وسیع القلب ہو گئی ہے۔ ابھی چند منٹ پیشتر یہ صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عزت کرتی تھی۔ مگر اب اسلام ہونے پر اس کا قلب اس قدر وسیع ہوگیا ہے کہ نہ صرف حضرت محمد مصطفیٰ (فداہ امی وابی) بلکہ اس کے ساتھ حضرت عیسےٰ۔ موسیٰ اور تمام انبیا کی دل سے تعظیم وتکریم کرتی ہے۔

اس کے بعد حاضرین کی خوراکہات سے تواضع کی گئی جس کا سارا خرچ ہمارے دوستوں نے یعنی مسٹر عبدالسبحان اور ڈاکٹر ممتاز علی خان بھٹی نے برداشت کیا تھا۔ جزاک اللہ احسن الجزاء

اس کے بعد یہاں ہندوستان ہاؤس میں جملہ مسلمانان ودیگر غیر مسلم احباب نے مل کر دوپہر کا کھانا تناول فرمایا۔ ان تمام موقعوں پر اخبارات کے نمائندے موجود تھے۔

نوٹ:- ماہ رمضان کے مبارک ماہ میں دو اور نفوس حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ ایک نوجوان مرد اور ایک عورت اللّٰھم زد فزد۔

خاکسار محمد عبداللہ

امام برلن مسجد

[1] ترک۔ تاتار۔ افغان۔ ایرانی۔ ہندوستانی۔ جرمن۔ مصری۔

ناظرین خط وکتابت کے وقت نمبر خریداری کا حوالہ ضرور دیا کریں۔

شذرات

(از شیخ محمد انعام الحق)

ایک طویل غیر متوقع اور خلافِ عادت خاموشی کے بعد "الفضل" نے ۲۴ ستمبر کی اشاعت میں ہم پر پھر عنایت فرمائی ہے۔ یعنی گالیوں سے لبریز ایک نوٹ "پیغام سچا ہے یا پرکاش" کے عنوان سے لکھا ہے۔ مطلب کی بات تو کوئی نہیں۔ وہی دشنام طرازی اور سوقیانہ طرزِ تحریر جو "الفضل" کی نمایاں خصوصیات ہیں۔ اس میں بھی بدرجہ اتم موجود ہیں۔ ابتدا میں اس بات پر اصرار کیا کہ مدیر شذرات "جہل مرکب" سے ارشاد ہوتا ہے "عین اس وقت جب کہ ایڈیٹر صاحب "پیغام صلح" جو ہمارے خلاف صرف جہل مرکب ثابت کر دینے کی وجہ سے بہت غم و غصہ کا اظہار کر رہے تھے۔ مگر جن کی جہالت کا تازہ اظہار "پیغام صلح" میں ہی کسی گمنام ونشان نے انہیں عزیزی کہتے "ایک غلطی کا ازالہ" کی شکل میں کیا ہے"

"جہل مرکب ثابت کر دینے" کے متعلق صرف اس قدر گذارش ہے کہ کوئی بات کہہ کر اس کو دلائل و براہین سے ثابت کر دینا آج تک "الفضل" اور اس کے پیروں سے نہ ہو سکا۔ ہمارے معاصر کو اپنے متعلق بہت شدید غلط فہمی ہو گئی ہے۔ اس کی وجہ غالباً دماغی توازن کا صحیح نہ ہونا ہے۔ غم و غصہ کا اظہار بھی ہماری طرف سے کبھی نہیں ہوا۔ "الفضل" ہی کھری کھری سننے کی باتیں سن کر آپے سے باہر ہوا جا رہا ہے۔

مینلا ڈیمبر کا مقالہ افتتاحیہ خاکسار راقم الحروف نے لکھا تھا جس سے بعض احباب کو کچھ غلط فہمی ہو گئی۔ چنانچہ قبلہ مولوی عبدالحق صاحب نے ایک نوٹ کی شکل میں جس کا عنوان "ایک غلطی کا ازالہ" تھا۔ یہ غلط فہمی دور کر دی۔ اس کو "الفضل" ہمارے "جہل مرکب" ہونے کی دلیل کے طور پر پیش کر رہا ہے۔ گویا اپنے ناظرین کی کسی غلط فہمی کو دور کرنا جہالت ہے۔ خیر تھوڑی دیر کے لئے ہم یہ اصول تسلیم کر لیتے ہیں۔ لیکن پھر "الفضل" اپنے حضرت خلیفۃ المسیح کو کیا کہیگا۔ جنہوں نے "ایک غلط فہمی کا ازالہ" کے عنوان سے ۱۵ اگست کو خطبہ دیا۔ اور صاف طور پر کہا۔ انسان خواہ کتنی ہی احتیاط سے کوئی بات کرے۔ پھر بھی میں نے دیکھا۔ بعض لوگوں کو اس کے متعلق غلط فہمی ہو جاتی ہے۔ اور جب تک متواتر تفصیل اور وضاحت سے بات نہ سمجھائی جائے۔ بہت سے لوگ اس کے سمجھنے سے قاصر رہتے ہیں"۔

اب "الفضل" کے لئے دو ہی راستے ہیں۔ یا تو وہ صاف طور پر اقرار کرے کہ اس نے مدیر شذرات "کو جہل مرکب" کہہ کر اپنی نادانی اور جہالت کا ثبوت دیا ہے۔ یا پھر اپنے خلیفۃ المسیح کو بھی وہی تسلیم کرے جو ہمیں کہتا ہے۔

"قادیانیوں کے کارخاص کے متعلق ہم "الفضل" اور موقر معاصر "انقلاب" کو مخاطب کر کے بہت کچھ لکھ چکے ہیں۔ "انقلاب" کے شذرہ کی اشاعت تک تمام قادیانیوں پر سکتے کا عالم طاری رہا۔ مذکورہ بالا شذرہ کی اشاعت پر کچھ ہوش ٹھکانے ہوئے تو گالیاں دینی شروع کر دیں۔ ہم نے خفیہ سرکلر کی عبارت اور گوجرانوالہ کے خفیہ جلسہ کی کارروائی تک شائع کر دی لیکن "الفضل" کی طرف سے یہی ارشاد ہوتا رہا "ثبوت دو" "میدان میں آؤ" "ڈوب مرو" اس کے بعد پھر خاموشی طاری ہو گئی۔ اس طویل خاموشی کو اس کی تازہ لب کشائی نے توڑا ہے لیکن ہمارے معاصر کا بولنا بھی "مردہ بولیگا تو کفن ہی پھاڑے گا" کے مصداق ہے

الفضل کے بیان کے مطابق "ایک آریہ اخبار نے کہیں یہ الفاظ لکھ دیئے ہیں "حکومت کی جس وفاداری کے لئے قادیانیوں کا مجسم ہوا اعتقاد و وفاداری کا بھی دیوالہ نکل رہا ہے"۔ خدا جانے پرکاش نے یہ الفاظ کب اور کس سلسلہ میں لکھے۔ اس کی اصل عبارت کا سیاق و سباق کیا ہے۔ الفضل نے اس میں کس قدر کتر بیونت کی ہے۔ باوجود اس کے ارشاد ہوتا ہے :

"بہتر ہو کہ "پرکاش" اور "پیغام صلح" دونوں آپس میں فیصلہ کر لیں کہ ان میں سے کون سچا ہے۔ کیونکہ یہ دونوں باتیں ایک وقت درست نہیں ہو سکتیں۔ کہ احمدی (قادیانی) گورنمنٹ کے "کارخاص" پر بھی لگے ہوئے ہوں اور ان کی گورنمنٹ کے متعلق وفاداری کا دیوالہ بھی نکل چکا ہو"۔

ہمارا اور پرکاش کا آپس میں کوئی تعلق نہیں۔ اور نہ ہمیں اس سے فیصلہ کرنے کی ضرورت ہے۔ وہ اپنی تحریر کا خود ذمہ دار ہے۔ چونکہ اس کی اصل تحریر ہمارے سامنے نہیں ہے۔ اس لئے ہم اپنی رائے کا اظہار بھی نہیں کر سکتے [illegible]

ہیں۔ اس کی تکمیل کی خاطر اتحاد المسلمین کی رٹ لگائی جا رہی ہے۔

"الفضل" شاید پرکاش کے محولہ بالا چند الفاظ نقل کر کے سمجھتا ہوگا کہ ایک بہت بڑی مسکت دلیل دی ہے۔ جو "پیغام صلح" کو بالکل خاموش و لاجواب کر دے گی۔ اگر ایسا ہی ہے تو ہم اپنے معاصر کو بتانا چاہتے ہیں کہ اس قسم کی بے معنی اور مہمل باتیں اہل خرد کے نزدیک حماقت اور بد حواسی کا درجہ رکھتی ہیں۔ ہمارے معاصر کے سامنے صرف ایک ہی راستہ ہے۔ اس کو چاہئے کہ وہ اپنے دماغی توازن کو قائم کر کے ہماری گذارشات پر غور کرے۔ اگر وہ اس کے نزدیک درست ہیں۔ تو انہیں تسلیم کر لے۔ اگر ان میں اسے کوئی غلطی نظر آتی ہے۔ تو شریفوں کی طرح مدلل اعتراض کرے۔ اور جواب لے۔ مگر یہ بات اس سے ناممکن ہے۔ وہ تو سوقیانہ طرز تحریر اور دشنام طرازی ہی کا ماہر خصوصی ہے۔

مسلمان خواتین کی تعلیمی ترقی

مس ایچ۔ ایم۔ حسین صاحبہ بی اے۔ بی ٹی۔ ایم آر اے ایس علیگڈھ زنانہ انٹرمیڈیٹ کالج کی پرنسپل تھیں۔ اس کا تقرر اس عہدہ پر دو سال قبل عمل میں آیا تھا۔ اس عرصہ میں تعلیم نسواں کو ترقی دینے اور ہر دلعزیز بنانے میں بہت مفید کام کرتی رہی ہیں۔ موصوفہ نے اسی کالج میں خود بھی تعلیم پائی ہے۔ اور انجمن خواتین ہند کی شعبہ علی گڈھ کی معتمدہ رہی تھیں۔ یو۔ پی گورنمنٹ نے مس موصوفہ کو وظیفہ عطا کیا ہے تاکہ وہ اکسفورڈ میں اپنی تعلیم کو مکمل کریں۔ اور وہ ولایت روانہ بھی ہو گئی ہیں۔ وہاں وہ مزید تعلیم حاصل کریں گی۔

مسلمانوں کے افلاس کے

تین بڑے اسباب۔

جھوٹا پیر۔ رسمی مولوی اور ساہوکار۔ ان سے خود بچو اور مسلمانوں کو بچاؤ۔ (ایک مسلم)

ڈیرہ غازیخاں کے حکومت سے مطالبات

ڈیرہ غازیخاں ریپورٹر نے ڈیرہ کی مفلسی غربت اور تعلیمی پستی کی طرف نہایت دردناک الفاظ میں گورنمنٹ کو توجہ دلائی ہے۔ ان کے مطالبات حسب ذیل ہیں۔ اقتصادی مشکلات میں مدد دی جائے۔ سرحدی قانون میں اصلاح نہری آبپاشی کی اصلاح، دریائے سندھ پر ذرائع آمد و رفت کی رکاوٹوں کو دور کیا جائے۔ زنانہ ہسپتالوں کی ضرورت۔ سیلاب رود کوہی کے نکاس کے سکیم۔ تمنداری کا منصب موروثی نہ ہو۔ انتخابی ہو۔ ذیلداروں کا تقرر بذریعہ انتخاب ہو۔ یہ بھی شکایت ہے کہ وہاں چوری کی کثرت ہے۔ باوجود حکام کو میموریل بھیجنے کے کوئی انتظام نہیں ہوا نیز تعلیمی نقائص کو دور کر کے اس کی تعلیم کی اشاعت کو وسعت دی جائے۔

اپنے دل سے پوچھئے

آپ اپنے دوستوں اور عزیزوں کے خط کس شوق سے پڑھتے ہیں ہم قرآن اللہ تعالیٰ کا ایک عظیم الشان خط ہے جو محمد رسول اللہ جیسے پیارے محبوب کے ذریعے سے تمہارے نام بھیجا گیا ہے۔ کیا آپ نے اسکو کما حقہ، پڑھنے اور سمجھنے کی کوشش کی ہے۔ اگر نہیں تو اب بیان القرآن کو پڑھئے کہ جو دور جدید کی بہترین تفسیر ہے آپ اسے ماہوار قسط پر بھی لے سکتے ہیں۔ ایڈیٹر

جو تمدن روحانیات اور اخلاقیات کی سنگین بنیاد پر قائم نہیں کیا گیا اسے تمدن کہنا اصطلاح تمدن کی توہین ہے۔ لہٰذا صحیح تمدن۔ پائیدار تمدن۔ غیر متزلزل تمدن وہی ہو سکتا ہے جس میں حقوق مادی اور مدارج مرد و زن کی کوئی بھی تخصیص نہ ہو۔ اور اس تمدن کو اسلامی تمدن کہا جاتا ہے اس تمدن سے وابستہ دنیا میں نیک نام اور آخرت میں نیک انجام ہوں گے۔ اور اس کی جزویات سے تہی دست خواہ وہ کہلانے کو مسلمان ہی [illegible]

عالم نسواں

حرمت حقوق نسواں اور اسلام

حقوق حیثیت صنف نسواں پر ناقدانِ اسلام نے بہت کچھ حاشیہ آرائی کی ہے اور بعض کوتہ بین دشمنانِ اسلام نے اسلامی معاشرت کو منافی حقوقِ نسواں قرار دیا ہے۔ اس ضمن میں سب سے زیادہ صرف نظر و نقد رسم پردہ پر کیا گیا ہے۔ لیکن صاف ظاہر ہے کہ ایسے لوگوں نے تعلیمات اسلامی کی ان بصیرت افروز گہرائیوں کا مطالعہ نہیں کیا۔ جن کی رو سے اسلام نے فرقہ نسواں کو ایسی ممتاز اور برگزیدہ حیثیت بخشی ہے۔ جس کی مثال کسی اور سلسلہ معاشرت میں نظر نہیں آتی۔ سب سے پہلے داعی اسلام نے نہیں ہے، بلکہ خود قرآن حکیم نے نہایت وضاحت سے اس امر کی تصریح کر دی ہے کہ افراد اناث کسی اعتبار سے مردوں سے کمتر حیثیت نہیں رکھتیں۔ ان کی عبادت، ان کی تکمیل۔ شعائر اسلامی پروردگار کی نظروں میں اسی درجہ مستحسن ہیں۔ جس درجہ مردوں کی ہیں۔ ان کے فرائض مردوں سے کم نہیں لہٰذا ان کے حقوق ہر وضع کے دستبرد سے محفوظ ہیں۔ علاوہ بریں عورتوں کو حق وراثت کا مستحسن گردان کر اسلام نے فرقہ نسواں کی وہ مہتم بالشان خدمت کی ہے جس کی تقلید میں دنیا کی غیر مسلم اقوام اس بیسویں صدی میں اس طرح کے قوانین کے نفاذ کی فکر میں ہیں۔ جائے غور ہے کہ جس سلسلہ روحانیت نے صف تمدن میں عورتوں کو مردوں کا ہمدوش کر کے یتیموں اور بیواؤں کا حق مردوں پر فائق کیا ہے۔ اس سلسلہ کے نام لیوا اغیار کا ہدف تضحیک بن رہے ہیں اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ کور باطن دنیا کی کور باطنی اس دور جدید کے روز روشن میں بھی دور نہیں ہوئی۔ گویا چشمۂ اسلام سے اپنی پیاس بجھاتے ہیں۔ مگر اس کے اعتراف کی توفیق نہیں رکھتے۔ ان کے سوا وہ نام نہاد مسلمان جو مغربی تمدن کے دلدادہ بن کر معارف اسلامی سے تہی دست ہو چکے ہیں یہ سب سے زیادہ قابل ہمدردی ہیں۔ کیونکہ انہیں معلوم نہیں کہ جیسے کچھ قوانین تبیح نکاح و طلاق و ضوابط حق وراثت و ولایت اسلام نے صنف نازک کو ودیعت کئے ہیں۔ اہل یورپ آج اپنے پانصد سالہ دور ترقی کے بعد ان کی بھونڈی سی نقل کرنے کے لئے بھی تیار نہیں جس کے عمل میں بی عورتیں اس مہلک گرداب میں گرفتار ہیں۔ جسے عورتوں کی آزادی کہا جاتا ہے۔

مردوں نے عورتوں کے حقوق کی پرواہ نہ کی اور عورتیں اپنی دیرینہ بے بسی سے عاجز آ کر اس طریق عمل پر آمادہ ہوئیں۔ جن کے حیا سوز مظاہرات سے یورپ کے بیوت و قصور معمور ہیں۔ مرد اس آزادی سے چیں بجبیں ہوتے ہیں۔ مگر سرچشمہ کھل چکا ہے۔ اور سیلاب بے پناہ کو روکنے کی کوئی تدبیر کارگر نہیں ہوتی اور وہ وقت قریب ہے۔ جب دنیا کو معلوم ہو جائے گا۔ کہ جو اصول معتدل و مبرہن برائے یقین حقوق مرداں و تحفظ حیثیت زناں اسلام نے قائم کئے تھے۔ وہ اب تک قائم ہیں۔ اور وہی دنیائے حال و مستقبل کی معاشرتی افراط و تفریط کا ازالہ کر سکتے ہیں۔ اور اس دنیا کی خیر و فلاح اسی میں ہے کہ اس کی طرف رجوع کرے۔

ارتقائے تمدن انسان کے اس نہایت ہی مختصر اور جزوی جائزے کے بعد یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ چند الفاظ میں ان بیانات کا اعادہ کیا جائے۔ جن کا ذکر تمہید کلام میں آ چکا ہے۔ ناظرین نے غور فرمایا ہوگا کہ تلقین مساوات و اخوت تبلیغ علوم اور تحفظ حقوق نسواں کے ابواب میں اسلام ہی وہ معیار ہے جس کی میزان عدل میں چھوٹے اور بڑے اور مرد و عورت کی تمیز نہیں رہتی۔ مگر یہ معجز العمل حقیقت کس کی کارفرمائی کا نتیجہ ہے؟ یہ صحیح ہے کہ صحیفہ حق یعنی قرآن عظیم البیان نے ان احکامات کی تلقین کی۔ مگر اس کے ساتھ حامل وحی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان احکامات کو اپنے عمل و فعل سے رفعت تصدیق تک پہنچایا۔ اور انسان ضعیف البنیان کو ان دشوار گذار بلندیوں کا سہل راستہ بتایا۔ جس کے مقصد میں دنیائے ماضی و حال کی کئی ایک قومیں جادہ پیما ہوئیں مگر اسوۂ محمدیہ کی شمع ہدایت سے بے فیض ہونے کے سبب منزل مقصود تک نہ پہنچ سکیں۔ کیونکہ قول برحق یہ ہے کہ جو تمدن دنیاوی ملیہ افروی کا اہل نہیں وہ عاجز اور بیکس انسانوں کے حقوق کا امین نہیں ہو سکتا۔

۔ لہ وہ انجام کار اس دینِ حق کو تمام دینوں پر غالب کرے۔ اور سچ یہ ہے۔ کہ اسلام کے اصول ہی ایسے ہیں۔ کہ جوں جوں دنیا میں علم کی روشنی پھیلے گی۔ ان کی قبولیت بھی دلوں میں گھر کرتی جائے گی۔ آج اسلام کی خالص توحید کے سامنے کس شخص کا دل نہیں جھک جاتا۔ اسلام کی اخوت اور مساوات نسل انسانی کا اصول کس سے خراجِ تحسین وصول نہیں کرتا۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اسلام تمام قوموں میں خدا کی طرف سے روشنی بھیجا جانے کا اور پیغمبروں کے مبعوث کیا جانے کا اصول قائم کر کے تمام دنیا کے مذاہب میں امن، صلح اور اتحاد کی بنیاد رکھتا ہے۔ تو ایک طرف وعدہ الٰہی دوسری طرف اس کے ایفا پر دنیا کی تاریخ کی شہادت تیسرے اس کے اصول کی زبردست کشش ان باتوں کے ہوتے ہوئے مسلمانوں کی اشاعتِ اسلام کی تحریک کی طرف سے غفلت اور بے پروائی اور وہ بھی اس وقت جب دوسری قومیں ان تینوں باتوں سے محرومی کے باوجود اپنے اپنے مذہب کے پھیلانے کے لئے پورا زور صرف کر رہی ہے۔ اس پر ایک غور کرنے والے کے تعجب کی انتہا نہیں رہتی۔ آج پالیٹکس میں محویت دنیا کی دوسری قوموں کو بھی ہے۔ مگر اس کے ساتھ ساتھ اپنے مذہب کو پھیلانے پر بھی ہر قوم اپنا پورا زور صرف کر رہی ہے۔ اپنے مذہب کی اشاعت سے اگر غافل ہیں تو صرف مسلمان۔ جن کے پالیٹکس بھی فی الحقیقت اشاعتِ اسلام سے وابستہ ہیں۔ اور جن کا مستقبل بھی اشاعت اسلام کے سوائے تاریک نظر آتا ہے۔ کیونکہ گو وہ ہر ملک میں پہنچ گئے اور گو ہر قوم سے انہوں نے ایک بھاری تعداد کے رنگ میں خراج وصول کر لیا۔ مگر پھر بھی وہ تھوڑے ملکوں کو چھوڑ کر ہر جگہ اقلیت میں ہیں اور اس اقلیت کو اکثریت میں تبدیل کرنے کا حربہ صرف اشاعتِ اسلام ہے۔ جو ایک تجربہ کردہ حربہ ہے۔ کاش اسے مسلمان پوری توت سے استعمال کرتے۔ اور دیکھتے کہ ان کی دنیوی ترقی اور ان کا دنیوی غلبہ بھی کس طرح اس سے وابستہ ہے۔ غرض اشاعتِ اسلام کا اہم مقصد اس جماعت کا سب سے پہلا مقصد ہے۔ اور آپ اگر اس جماعت میں شامل ہو جائیں گے تو یہی مقصد آپ کی زندگی کا بھی سب سے بلند مقصد ہو جائیگا۔ اور آپ کا وجود قوم کے لئے بہت سے فوائد کا موجب ہو جائیگا۔

اشاعتِ اسلام کے مزدور

آج ایک نہیں ہزاروں اور لاکھوں دل اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ واقعی جماعت احمدیہ ایک منظم جماعت ہے۔ واقعی اس نے اسلام کی خدمت کا بڑا عظیم الشان کام کیا ہے۔ واقعی اس نے اسلام کے دشمنوں کے دلوں میں اسلام کا رعب قائم کیا ہے۔ اور حالانکہ ان کا دل چاہتا ہوگا کہ خدمتِ اسلام کا یہ کام اور زیادہ ترقی کرے۔ مگر وہ آگے نہیں بڑھتے اور خود اس کے اندر شامل ہو کر اس کو ترقی دینے کی کوشش نہیں کرتے۔ کیوں؟ اس لئے کہ بعض کے دلوں میں تو کچھ خوف ہے اور بعض میں ابھی تک کچھ غلط فہمیاں احمدیت کے مفہوم اور اس کی غرض وغایت کے متعلق ہیں۔ اور حقیقت یہ ہے۔ کہ جس چیز سے لوگ ڈرتے ہیں وہی درحقیقت خوبی پیدا کرنے والی چیز ہے جس سے ایک شخص کا وجود اپنے لئے اور قوم کے لئے زیادہ مفید بنتا ہے۔ بہت لوگ ہیں جن کے دلوں میں یہ خیال ہے کہ ہم کیوں ایک وسیع اسلامی اخوت کو چھوڑ کر ایک محدود جماعت کے اندر شامل ہوں۔ یہ بڑی **بھاری غلط فہمی ہے۔** آپ احمدی ہو کر بھی اس وسیع اسلامی اخوت کے اندر اسی طرح ہیں جس طرح دوسرے مسلمان۔ بلکہ اس کے اندر شامل ہو کر آپ اسلامی اخوت کے ایک ایسے مضبوط چٹان پر کھڑے ہو جاتے ہیں جس کو کوئی اختلاف کا طوفان متزلزل نہیں کر سکتا۔ کیونکہ جماعت احمدیہ[1] نے مسلمانوں کی اخوت کا آج وہی اصول دنیا میں زندہ کیا ہے جو اسلام نے ابتدا میں پیدا کیا تھا۔ یعنی یہ کہ ہر کلمہ گو ہر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اقرار کرنے والا مسلمان ہے۔ اور کوئی شخص حق نہیں رکھتا کہ اسے کافر یا دائرہ اسلام سے خارج قرار دے۔ ہماری جماعت (جماعت احمدیہ لاہور) کی بنیاد ہی اسی اصول پر ہے۔ کہ مسلمانوں کی تکفیر کے خیال کو دنیا سے مٹا دیا جائے۔ اور وہ ایک دوسرے کے اختلافات کی برداشت ہی نہیں عزت کرنا سیکھیں۔ تو ایسی جماعت کا فرد بن کر آپ بھی اس اصول کے عملی موئدین میں داخل ہو جائیں گے۔ اور اسلامی اخوت کے خوبصورت چہرے سے تکفیر کے بدنما داغ کو مٹا کر اسے دنیا کے لئے اور زیادہ موجب کشش بنا سکیں گے۔ اور اخوت اسلامی کو اپنی اس اصلیت پر دوبارہ قائم کر دیں گے جس پر اس کی بنیاد ابتدا میں رکھی گئی تھی۔

احمدیت کا نصب العین

کبھی کسی شخص کے دل میں یہ خیال آتا ہے کہ ہمیں مجدد وقت سے وابستگی کی کیا ضرورت ہے۔ قرآن شریف ہمارے پاس ہے اور وہ ہمارے لئے بس ہے۔ ہمیں کسی امام وقت کی ضرورت نہیں۔ یہاں بھی وہی غلط فہمی ہے۔ مجدد وقت کے ساتھ وابستگی کے یہ معنے نہیں کہ ہم قرآن شریف کو چھوڑ کر اپنے لئے کوئی امام تجویز کر رہے ہیں۔ بلکہ یہ وابستگی درحقیقت قرآن کریم پر ازدیاد ایمان کا موجب ہے۔ کیا آپ دیکھتے نہیں کہ احمدیوں کا ایمان قرآن کریم کی طاقت پر اس قدر ہے کہ وہ سمجھتے ہیں کہ یہ خدا کا کلام اپنی روحانی طاقت سے ساری دنیا کو فتح کر لے گا۔ تو مجدد وقت کے دامن سے وابستگی آپ کے قرآن شریف پر۔ قرآن شریف کے دنیا کو فتح کر لینے کی طاقت پر۔ ایمان کو نقصان نہیں پہنچاتی۔ بلکہ اسے اور زیادہ کرتی ہے۔ اگر ایک احمدی کا ایمان قرآن شریف پر اس قدر طاقتور نہ ہوتا۔ تو وہ صلیب اور دہریت کے مرکز یورپ میں کیونکر قرآن شریف کو لے کر پہنچتا۔ اور پھر مقام غور ہے کہ آخر قرآن شریف ہی یلقی الروح من امرہ علی من یشاء من عبادہ میں اور کونوا مع الصادقین میں مجددین کی بشارت دیتا ہے۔ اور ان کے ساتھ ہونے کا حکم دیتا ہے۔ اور حدیث نبوی اس کی صراحت فرماتی ہے۔ ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علی راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا اور امت کے اندر وہ بزرگ جن کی روحانیت کے سامنے کل مسلمانوں کی گردنیں جھکتی ہیں۔ جیسے ہمارے ملک میں مجدد الف ثانی اور حضرت شاہ ولی اللہ رہ اس کے عملی گواہ ہیں۔ تو کیا اس قدر صراحت کے ہوتے ہوئے یہ خدا اور اس کے رسول کے حکم کی نافرمانی نہ ہوگی کہ ہم مجدد وقت کا ساتھ دینے سے انکار کریں۔ پھر وہ مجدد بھی کس لئے آپ کو اپنے ساتھ ہونے کی دعوت دیتا ہے۔ صرف اس لئے کہ آپ خدمت اسلام کے کسی کام کے اہل ہو جائیں حفاظت واشاعتِ اسلام کا کچھ کام کریں۔ اس نے ان لوگوں کو جنہوں نے اس کا دامن پکڑا تھا اس خدمت کا اہل بنا کر دکھا دیا کہ واقعی اس پر آسمان سے کوئی روح نازل ہوئی ہے۔ اور اللہ تعالےٰ نے اس امت کے لئے ایک نئی زندگی کا موجب بنایا ہے۔ کیونکہ یہ زندگی اس نے ان لوگوں کے اندر پیدا کر دی ہے جو اس کے پاس آئے اور بیٹھے۔ غرض کہ مجدد کا ساتھ دینا جس سے بعض طبائع خائف ہیں خدا اور اس کے رسول کے حکم کی فرمانبرداری ہے۔ خدمت اسلام کی اہلیت حاصل کرنا ہے۔ قرآن شریف پر ازدیاد ایمان کا موجب ہے۔ محمد رسول اللہ صلعم سے زبردست جذبہ محبت پیدا کرنے کا ذریعہ ہے۔ تو یہ نقصان نہیں فائدہ کا موجب ہے۔ آپ کے لئے آپ کی قوم کے لئے فائدہ کا موجب ہے۔ اور اس میں تامل کرنا سستی کرنا اچھا نہیں۔ کیونکہ یہ خدا اور اس کے رسول کے حکم کی نافرمانی ہو جائے گی۔

وفاتِ مسیح میں حیاتِ اسلام ہے

بعض لوگ کہہ دیتے ہیں۔ کہ ہم کسی مجدد یا مسیح کے آنے کو نہ مانیں تو ہمارا نقصان ہے۔ - - - - اور اسلام کا کیا بگڑتا اور اسلام کا کیا نقصان ہے۔ اس کا جواب دینے سے پہلے میں یہ دریافت کرتا ہوں۔ کہ اگر آپ مان لیں گے تو آپ کا کیا بگڑتا ہے۔ لیکن اگر آپ ذرا بھی غور سے کام لیں۔ تو معلوم ہوگا کہ واقعی نہ ماننے میں نقصان بھی ہے۔ مان لیتے ہیں تو اسلام کا فائدہ اور آپ کا بھی فائدہ ہے۔ کیونکہ آپ اسلام کے سپاہی اور اس کے خادم بن جاتے ہیں۔ اور آپ کے دل سے وہم دور ہو کر اسلام کی طاقت پر ایک نیا ایمان آپ کے دل میں پیدا ہو جاتا ہے۔ تو کیا اپنے فائدہ کی بات کو چھوڑنا نقصان نہیں؟ جو شخص اپنے فائدہ کی بات کو چھوڑتا ہے اپنی قوم کے فائدہ کی بات کو چھوڑتا ہے۔ وہ یقیناً اپنا بھی نقصان کرتا ہے اور اسلام کا بھی نقصان کرتا ہے۔ پھر آخر مسیح کے آنے کی پیشگوئیاں صاف طور پر صراحت کے ساتھ موجود ہیں۔ اور صحیح سے صحیح حدیث کی کتابوں میں موجود ہیں۔ کیا ان پیشگوئیوں کو غلط قرار دینے سے آپ کو کچھ فائدہ ہوگا۔ یہ تو آج زمانہ شہادت دے چکا کہ حضرت عیسیٰ فوت ہوگئے اور وہ واپس نہیں آئیںگے۔ تو جن حدیثوں میں انکی آمد کا ذکر ہے انکو یا آپ جھوٹا کہیں گے یا انکی تاویل کر کے سچا مان لیں گے۔ جھوٹا کہ دینے سے آپکو کچھ حاصل نہیں۔ آخر کتنا بھی حدیث کو آپ گرائیں ظن کا مرتبہ تو دیں گے پھر جو بات ظن کے طور پر بھی آنحضرت صلعم کی طرف منسوب ہے اسے جھوٹا کہنا اچھا ہے۔ یا اس کی تاویل کر کے اسے مان لینا اچھا ہے۔ آخر آپ کو اس بات پر ایمان ہے کہ آنحضرت صلعم کی زبان سے آئندہ زمانے کے متعلق پیشگوئیاں نکلیں جن میں سے بعض اس وقت بالصراحت پوری ہو رہی ہیں۔ اور بعض تاویلی رنگ میں۔ لیکن مسلمانوں کے لئے وہ دونوں بہرحال ازدیاد ایمان کا موجب ہیں۔ مسیح کی آمد کے متعلق تین باتوں میں سے ایک بات آپ کو ماننی پڑے گی۔ یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد ثانی کا انتظار کیا جائے۔ یا ان حدیثوں کو جھوٹا کہا جائے جن میں ان کی آمد کا ذکر ہے۔ یا ان حدیثوں کو صحیح مان کر یہ تاویل کی جائے کہ اس سے مراد ان کے مثیل کا آنا ہے۔ جو ہو چکا۔ صورت اوّل خلاف قرآن شریف ہے۔ جو بالتصریح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کا ذکر کرتا ہے۔ اور علاوہ اس کے یہ انتظار کی حالت مسلمانوں کی قوتِ عملی کو بے کار کئے ہوئے ہے۔ صورت ثانی اس لئے غلط ہے کہ اس طرح بہت سی دینی صداقتوں کو رد کرنا پڑے گا۔ اور خود مجموعہ حدیث پر سے اعتماد اٹھ جائے گا۔ کیونکہ نہ صرف صحیح ترین کتب حدیث میں ان احادیث کا ذکر ہے جو حضرت مسیح کے نزول سے تعلق رکھتی ہیں۔ بلکہ چودہ مختلف صحابی ان احادیث کے راوی ہیں۔ اور علاوہ ازیں ان کو رد کر کے بہت سی پیشگوئیوں کو جو آج اپنے ظاہری معنے میں بھی پوری ہو چکی ہیں۔ کس طرح غلط کہا جائے گا۔ جب ایک حصہ ظاہری معنے میں پورا ہو چکا تو وہ دوسرے حصہ کے مجازی رنگ میں پورا ہونے پر خود ایک زبردست گواہ ہے۔ اور خود یہ بات بھی خلاف اصول ہے کہ جب ایک پیشگوئی اپنے مجازی معنے سے پوری ہو چکی ہے۔ تو اسے جھوٹا کہا جائے۔ کیونکہ پیشگوئیوں میں لازماً مجاز اور استعارہ ہوتا ہے۔ تیسری صورت کی تائید ہر طرف سے ہوتی ہے۔ کیونکہ جہاں پیشگوئیوں میں ایک طرف مسیح کی آمد کا ذکر ہے۔ اس کے ساتھ ہی یہ لفظ موجود ہیں۔ اماماکم منکم وہ تمہارا امام تم میں سے ہوگا۔ یعنی باہر سے نہیں آئے گا۔ اور پھر انہی احادیث (بخاری) میں چار حدیثوں میں حضرت عیسیٰ نبی اللہ (نبی اسرائیلی) اور آنے والے عیسیٰ کے دو الگ الگ حلیے موجود ہیں۔ یعنی دو حدیثوں میں حضرت عیسیٰ نبی اللہ کا حلیہ دیا گیا ہے۔ گورا رنگ۔ گھنگریلے بال۔ اور دو میں آنے والے عیسیٰ کا حلیہ دیا گیا ہے۔ گندم گوں رنگ اور سیدھے بال۔ اگر ذرا تامل سے بھی کام لیا جائے۔ تو صاف نظر آتا ہے کہ حضرت عیسیٰ جو بنی اسرائیل میں آئے تھے۔ وہ خود دوبارہ نہیں آئیں گے۔ کیونکہ اوّل وہ ہم میں سے نہیں۔ اور حدیث کہتی ہے اماماکم منکم دوسرے ان کا حلیہ الگ ہے۔ آنے والے مسیح کو امتِ محمدیہ کا ایک فرد قرار دیا گیا ہے۔ اور اس کا حلیہ بھی اور دیا گیا ہے۔ جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس کا نام مسیح رکھنا روحانی مشابہت کی وجہ سے ہے۔ اور مطلب صرف اس قدر ہے کہ جیسے حالات میں بنی اسرائیل میں حضرت عیسیٰ آئے جب یہود کی حکومت اٹھ گئی تھی اور وہ خود لفظ پرستی کے جھگڑوں میں پڑ کر نکمے ہو گئے تھے ایسے ہی حالات میں امتِ محمدیہ میں ایک مسیح آئے گا جو اس وقت کا مجدد ہوگا۔ اس وقت مسلمانوں کی بھی قریباً وہی حالت ہو گئی ہے۔ حکومت ہاتھ سے نکل گئی ہے اور وہ لفظ پرستی کے جھگڑوں میں پڑ کر نکمے ہو گئے ہیں۔ مسیح موعود ان تمام فرقی جھگڑوں سے انہیں بلند کر کے اشاعت وحفاظت اسلام کے مقدس کام کی طرف توجہ دلاتا ہے۔ جس سے ان کے جھگڑے ختم ہوں۔ اور وہ اسلام کی حقیقت پر قائم ہو جائیں۔ بہرحال اس عقیدہ سے کہ آنے والا مسیح آچکا ماننے والے کو بھی فائدہ پہنچتا ہے۔ اور اسلام کو بھی۔ کیونکہ اس وقت تک تو مسلمان سب اسی پر اس پر لگائے بیٹھے ہیں۔ کہ مسیح آسمان پر سے اترے۔ اور وہ اشاعت اسلام کا کام کرے۔ لیکن جب اس کا آنا مان لیا جائے تو حالتِ انتظار ختم ہو کر انسان کام میں لگ جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جماعتِ احمدیہ سرگرمی اور جوش سے اشاعت اسلام کے کام میں لگی ہوئی ہے۔ کیونکہ اسے سمجھ آ گیا ہے کہ یہ کام ہمارے ہی کرنے کا ہے۔ باہر سے آکر کوئی اور نہیں کرے گا۔

---

[1] یہ وقت حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے پیروں کے اس وقت دو فریق ہیں جن میں ایک فریق جو جماعت احمدیہ لاہور (یا احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور) کے نام سے موسوم ہے انہی صحیح عقاید پر قائم ہے جن کی تعلیم بانی سلسلہ نے دی تھی اور دوسرا فریق قادیانی ہے۔ جنہوں نے غلو کر کے بانی سلسلہ کو نبی کا مرتبہ دیا ہے اور اس نئی نبوت کے قائم کرنے کا یہ نتیجہ ہے کہ وہ دنیا کے تمام کلمہ گو مسلمانوں کو جو ان کے ساتھ نہیں کافر کہتے ہیں۔ مگر کام وہ بھی اشاعت اسلام کا ہی کرتے ہیں۔ گو اسی طرح غلو اختیار کر لیا ہے جس طرح حضرت عیسیٰ کے پیروؤں نے حضرت عیسیٰ کے حق میں غلو کر کے انہیں نبوت سے اٹھا کر خدائی کے مرتبہ تک پہنچا دیا۔

انگریزی خوانوں کی تعداد ہی اس قدر بڑھ گئی کہ بارہ ہزار ترجمۃ القرآن انگریزی انہوں نے خرید لیا۔ بارہ ہزار سیرت بھی وہی خرید لے گئے۔ حالانکہ قادیان کی اتنی بڑی جماعت میں جو ہم سے پچاس یا سو گنا اپنے آپ کو کہتے ہیں۔ میاں صاحب کی کوئی کتاب شاید دو ہزار تک بھی نہ بکتی ہو۔ دوسرے میں حیران ہوں کہ میری طرف جو جواب منسوب کیا گیا ہے۔ وہ کہاں سے لیا گیا۔ میں نے تو آج تک یہ کبھی نہیں کہا۔ اور جو کہا تھا اُسے وہی اخبار اپنی اشاعت ۲۰ میں نقل کر چکا ہے۔ بدیں الفاظ

"میری کچھ زمین قادیان میں تھی۔ جس کا ایک حصہ میں نے اڑھائی ہزار میں فروخت کر دیا۔ کچھ زمین والد مرحوم کی وفات پر میرے حصے آئی۔ ساڑھے چار ہزار کے قریب اس میں سے فروخت کر دی ہے۔ تین چار دوستوں نے مجھے مدد دی ہے۔ (کوئی دو اڑھائی ہزار کے درمیان) اور اس طرح مجھے مکان بنانے کا موقعہ مل گیا۔" میں حیران ہوں کہ جو اخبار خود یہ نقل کر چکا ہے۔ کہ میرا بیان اُس روپے کے متعلق جس سے ڈلہوزی میں مکان بنوایا گیا ہے وہ اب آشنا بڑا جھوٹ کیوں بناتا ہے۔ کہ میری طرف وہ بات منسوب کرتا ہے۔ جو میں نے کبھی کہی نہیں۔ حالانکہ اگر میں بالفرض اپنی تصنیف کی آمد سے بھی اپنے لئے مکان بنواؤں تو کسی شریعت کا کسی ملک کا کسی سوسائٹی کا کوئی قانون مجھے اس پر الزام نہیں دے سکتا۔ کیا حضرت مسیح موعود اپنی کتابوں کو قیمت پر فروخت نہ کرتے تھے۔ مجھے علم نہیں میاں صاحب اپنی کتابوں کی فروخت سے فائدہ اٹھانا یا ان سے اپنا گذارہ کرنا جائز سمجھتے ہیں یا نہیں۔ لیکن بہرحال ان کے گذارہ کی بھی کوئی صورت تو ہوگی۔ اور گو انہوں نے لاکھ ڈیڑھ لاکھ کی جائداد پیدا کر لی ہے۔ لیکن جہاں تک مجھے علم ہے اس کے باوجود بھی اور نذر و نیاز کے روپے کے علاوہ بھی وہ چھ سو روپیہ ماہوار لیتے ہیں۔ گو اس کا نام قرضہ رکھ کر لیتے ہوں۔

میں نے اگر اپنی جائداد کو بیچ کر مکان بنا لیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہُوا کہ انجمن کو چھ سو روپے سالانہ کی بچت ہو گئی۔ جو وہ پہلے بطور کرایہ دیتی تھی۔ تو یہ قوم کا نقصان نہیں فائدہ ہے۔ قادیان میں قصرِ خلافت بنے تو اعتراض نہیں۔ وہ جائز ہے۔ لیکن میرا اپنی جائداد بیچ کر مکان بنوانا اور اس سے قوم کو ہی فائدہ پہنچانا قابل اعتراض ہے۔

ایک بڑا موٹا عنوان یہ بھی رکھا گیا ہے کہ "میں امارت سے الگ ہونے کو تیار ہوں" ان مذبوحی حرکات سے قادیانی اصحاب جماعت لاہور کو نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ میں نے یہ لفظ کہے تھے۔

"اگر جماعت کو آگے چلانے کا کام میرے سپرد کیا گیا ہے تو مجھے تو سوائے اس کے کوئی رستہ نظر نہیں آتا کہ اس جماعت کے ممبر وہی لوگ ہوں جو اس کے کاموں میں حصہ لیتے اور اس کے استحکام میں ساعی ہوں اور اگر جماعت اس پر خوش نہیں تو وہ اپنے لئے کسی اور امیر کا انتخاب کر سکتی ہے۔ اور میں خوشی سے اس منصب سے الگ ہونے کے لئے تیار ہوں گا۔"

اس سے یہ نتیجہ نکالنا کہ میں امارت سے الگ ہونے کو تیار ہوں بگڑے ہوئے دماغ کا کام ہے۔ میں نے اس بات کو ایک ایسی شرط کے ساتھ مشروط کیا ہے جو پائی نہیں جاتی۔ یعنی یہ کہ اگر جماعت اس پر خوش نہیں۔

معلوم نہیں قادیان میں یہ خبر کس نے پہنچائی کہ جماعت میری اس تجویز پر خوش نہیں۔ کہ جماعت کے ممبر وہی لوگ ہوں گے جو عملی طور پر اس کے کاموں میں حصہ لیں۔ اور اس کے استحکام میں ساعی ہوں۔ میں تو ساری جماعت کو اس پر خوش دیکھتا ہوں۔ کیونکہ حضرت صاحب نے خود لکھا ہے کہ جو تین ماہ تک چندہ ادا نہ کرے وہ جماعت میں شامل نہیں۔ ہاں یہ بھی میں کہہ دینا چاہتا ہوں کہ میں امارت کو وہ چیز نہیں سمجھتا جو اہل قادیان سمجھتے ہیں۔ جس کے بیٹا نے خلافت ملنے پر یوں اظہار تشکر فرمایا تھا۔ ؎

شکر للہ مل گیا ہم کو وہ لعل بے بدل

مجھے اب یہ یاد نہیں کہ کیا اس کا دوسرا مصرعہ بھی ساتھ تھا یا نہیں۔ یعنی

کیا ہُوا اگر قوم کا دل سنگِ خارا ہو گیا

[illegible] لگا تھا۔

میں تو امامت کو قوم کی بہتری اور فائدہ کی ایک چیز سمجھتا ہوں۔ جو خلافت یا امامت قوم کے دل کو سنگ خارا بنا کر ملے وہ لینے کے لائق نہیں اور یہ ایک [illegible]

اخویم مکرم خواجہ کمال الدین صاحب کا رویا

(از حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ)

ہمارے محترم دوست خواجہ کمال الدین صاحب کو جیسا کہ وہ فرماتے ہیں کچھ مدت سے دوسرے کام میں انہماک کی وجہ سے سلسلہ کی طرف سے بے اعتنائی رہی۔ بلکہ بعض حالات میں ان کے طرز بیان نے ہمارے بعض احباب کے دلوں میں یہاں تک خیال پیدا کر دیا کہ وہ گویا احمدیت سے ہی انکار کر رہے ہیں۔

خواجہ صاحب کی خدماتِ دینی ایسی اعلیٰ درجہ کی ہیں کہ ان سے دوست دشمن کسی کو بھی انکار نہیں۔ لیکن جس محسن نے انہیں اس بلند مقام پر پہنچایا اس کی طرف سے غفلت یا بے پروائی کسی صورت میں بھی جائز نہ تھی۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ آخر یہ امر ان پر بذریعہ رویا منکشف ہُوا۔ سال گذشتہ انہیں اس بارہ میں ایک مکاشفہ ہُوا۔ اور اب حال ہی میں پھر ایک رویا ہُوا۔ جس کے ایک حصہ سے بعض احباب کے دلوں میں کچھ غلط فہمی پیدا ہوئی ہے۔ یہ رویا خواجہ صاحب نے اپنی کتاب مجدد کامل کے اشتہار میں شائع کرایا ہے۔ اور اس کے ابتدائی الفاظ حسب ذیل ہیں:۔

"صبح کے کوئی ساڑھے چار بجے ہوں گے جب میں نے نہایت رفیع الشان عمارت دیکھی۔ باہر میں کھڑا تھا۔ کہ اچانک ایک شخص اس کے دروازے سے نکلا۔ جو مجھے کسی عدالت کا اردلی نظر آیا۔ وہ نہایت ہی خوفزدہ تھا۔ جب وہ میرے نزدیک آیا۔ تو وہ حضرت قبلہ مولوی محمد علی تھے۔ انہوں نے مجھے اس خوف زدگی میں اشارہ کیا کہ میری طلبی اندر ہوئی ہے۔"

مجھے تعجب ہے کہ اس سے کسی کا خیال اس طرف جائے کہ اس میں میری کوئی تحقیر ہے۔ "امیر قوم اردلی ہے" کا فقرہ تو بعض احباب کو شاید ناگوار معلوم ہو۔ لیکن اگر اسی کو بدل کر یوں کہہ دیا جائے کہ

سید القوم خادمہم

تو اس کو کوئی بُرا نہیں منائے گا۔ بلکہ اس پر فخر کیا جائے گا۔ حالانکہ دونوں کے معنے اور مفہوم میں کچھ فرق نہیں۔ بلاشبہ جس شخص کو قوم اپنی قیادت کے لئے چُنے وہ ان کا خادم ہی ہوتا ہے۔ اور اگر وہ ان کی خدمت نہیں کرتا تو اس منصب کا اہل نہیں۔ مجھے اس بات کا بھی اعتراف ہے کہ میں قوم کی خدمت کا جس کے لئے انہوں نے امیر بنایا تھا حق ادا نہیں کر سکا۔ اور شاید خواجہ صاحب کے رویا میں ایک یہ غرض بھی ہو کہ قوم کی خدمت کی طرف زیادہ توجہ کی جائے۔ لیکن اس رویا کو پڑھ کر میرا ذہن جس بات کی طرف گیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ عدالت کا اردلی ہونے کی حیثیت میں ملزموں کو یعنی ان لوگوں کو جو اپنے فرائض کی ادائیگی میں غفلت اور بے پروائی سے کام لیتے ہیں۔ اس دربار عالی میں پیش کرنے کا دشوار کام بھی امیر کے سپرد ہے۔ جیسا کہ اس موقعہ پر بھی خواجہ صاحب کو بھی میں نے کہا۔ کہ آپ کی طلبی اندر ہوئی ہے۔ اور وہ ان کی طلبی بحیثیت ملزم تھی۔ جیسا کہ ان کے رویا میں آگے ذکر ہے اصل میں تو لفظ اردلی انگریزی لفظ orderly ہے اور اردلی اس non-commissioned افسر کو کہا جاتا ہے۔ جس کا یہ کام ہوتا ہے کہ وہ کسی اعلیٰ افسر کے احکام یا پیغام آگے پہنچائے۔ سو اس میں شک نہیں کہ امیر ہونے کی حیثیت سے میرا یہی کام ہے کہ میں مامور وقت مجدد زمان مسیح موعود کے احکام اپنی جماعت کو پہنچاؤں۔ یا اس کام پر اپنی جماعت کو لگائے رکھوں۔ جس کی انجام دہی کے لئے حضرت مسیح موعود تشریف لائے تھے۔ عدالت کا اردلی بھی جب ملزم کو بلاتا ہے تو وہ اس کی اپنی آواز نہیں ہوتی۔ بلکہ اس اعلیٰ افسر کی آواز ہوتی ہے جو حکم دینے کا مجاز ہے۔

اگر خواجہ صاحب مجھ سے مشورہ لیتے تو میں انہیں رویا کی اشاعت کا مشورہ نہ دیتا۔ اس لئے کہ ہمارے خواب کتنے ہی صاف ہوں۔ آخر ہم لوگ مامور نہیں۔ شاید بعض احباب کے دل میں یہ خیال گذرے کہ خواجہ صاحب نے اس اشتہار میں اپنے آپ کو مامور بھی لکھا ہے۔ مگر وہاں لفظ مامور اپنے اصل معنی پر نہیں۔ خواب میں خواجہ صاحب کو ایک تنبیہ ہوئی ہے کہ تم نے غفلت اور لاپروائی کیوں اختیار کر رکھی ہے۔ جس سے مطلب صرف اس قدر ہے کہ غفلت کو چھوڑ دو۔ مثلاً اگر کوئی شخص نماز نہیں پڑھتا اور خواب میں اسے کہا جائے کہ تم نماز کیوں نہیں پڑھتے۔ تو اس کے یہ معنی نہیں کہ اب وہ نماز پڑھنے کے لئے مامور ہو گیا۔ نماز پڑھنے کے لئے تو ہم سب مامور ہیں۔ ایسا ہی حضرت مسیح موعود کو پیش کرنے کے لئے بھی ہر ایک احمدی مامور ہے۔ مگر یہاں بھی لفظ مامور اپنے اصل معنے پر نہیں۔ اسی طرح وہ لفظ خواجہ صاحب کی تحریر میں استعمال ہُوا ہے۔ ورنہ غفلت پر تنبیہ ہونے سے ماموریت کا مقام مل جانا بے معنی ہے۔

میں جو کچھ حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیم کو سمجھا ہوں۔ اس سے مجھے یہی نظر آتا ہے۔ کہ آپ نے جہاں اللہ تعالیٰ سے مکالمہ مخاطبہ کے سلسلہ کو بڑی اہمیت دی ہے اور مسلمانوں کو یہ بتایا ہے کہ نبوت کا دروازہ بند ہونے کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے ساتھ مکالمہ مخاطبہ کا سلسلہ بند نہیں ہُوا۔ وہیں اس کوچے کی مشکلات سے آگاہ بھی کیا ہے۔ اس بارے میں ہمارے قادیانی دوستوں کو بھی بڑی ٹھوکر لگی ہے۔ کہ وہ اپنے خوابوں کو اتنی اہمیت دیتے ہیں کہ واقعات کو بھی ان کے سامنے ہیچ سمجھتے ہیں۔ حضرت صاحب نے کتاب حقیقۃ الوحی میں جہاں اللہ تعالیٰ کے ساتھ مکالمہ مخاطبہ کا ذکر کیا ہے وہیں اس بات سے ڈرایا بھی ہے کہ اپنے خوابوں اور الہاموں پر اس قدر بھروسہ نہ کرو کہ محکمات کے سامنے ان کی کوئی حیثیت سمجھو۔ چنانچہ پہلے ہی صفحہ پر لکھتے ہیں کہ:۔

"اکثر لوگ ... اپنے خوابوں اور الہاموں پر بھروسہ کر کے اپنے ناراست اعتقادوں اور ناپاک مذہبوں کو ان خوابوں اور الہاموں سے فروغ دینا چاہتے ہیں"۔

اور پھر صفحہ ۲ پر لکھتے ہیں کہ:۔

"بعض ایسے بھی ہیں کہ چند خوابیں یا الہام ان کے جو ان کے نزدیک سچے ہو گئے ہیں ان کی بنا پر وہ اپنے تئیں اماموں یا پیشواؤں یا رسولوں کے رنگ میں پیش کرتے ہیں"۔

چنانچہ آپ نے خواب و الہام کے لحاظ سے لوگوں کی تین قسمیں کی ہیں۔ جن میں قسم اول تو قابل ذکر ہی نہیں۔ اس میں مسلم، کافر، فاسق، فاجر سب شامل ہیں۔ اور قسم دوم میں ان لوگوں کا ذکر کیا ہے۔ جن کو بعض اوقات سچی خوابیں آتی ہیں۔ یا سچے الہام ہوتے ہیں۔ لیکن ان کا انسانی قالب شعلۂ نور سے جل کر نیست و نابود نہیں ہوتا۔ چنانچہ اس ذیل میں آپ نے ان لوگوں کا ذکر کیا ہے۔ جو "کسی حد تک زہد و عفت کو اختیار کرتے ہیں اور علاوہ اس بات کے ان میں رویا اور کشف کے حصول کے لئے ایک فطرتی استعداد ہوتی ہے ۔ ۔ ۔ ۔ وہ اپنی اصلاح نفس کے لئے بھی کسی قدر کوشش کرتے ہیں۔ اور ایک سطحی نیکی اور راستبازی ان میں پیدا ہو جاتی ہے۔ جس کی آمد سے ایک محدود دائرہ تک رویائے صادقہ اور کشوف صحیحہ کے انوار ان میں پیدا ہو جاتے ہیں"۔ ایسے لوگوں کے متعلق لکھا ہے کہ وہ حالت خطرہ میں ہوتے ہیں۔ کیونکہ ان کی نفسانی خواہشات بکلی منقطع نہیں ہوئی ہوتیں۔ اور لکھا ہے کہ

"ایسے لوگوں کو بھی کسی قدر کچھ معارف اور حقائق معلوم ہو جاتے ہیں۔ مگر اس دودھ کی طرح جس میں پیشاب بھی پڑا ہو"۔

اور تیسری قسم ان لوگوں کی بیان کی ہے جو "خدا تعالیٰ سے اکمل اور اصفیٰ طور پر وحی پاتے ہیں۔ اور کامل طور پر شرف مکالمہ و مخاطبہ ان کو حاصل ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور نفسانی قالب ان کا شعلۂ نور سے جل کر بالکل خاک ہو جاتا ہے"۔ ایسے لوگوں کے متعلق لکھا ہے کہ "خدا کا کلام اس پر اسی طرح نازل ہوتا ہے۔ جیسا کہ خدا کے پاک نبیوں اور رسولوں پر نازل ہوتا ہے"۔

ظاہر ہے کہ اس تیسری قسم میں وہی لوگ آ سکتے ہیں جو مامور ہوں۔ یا کوئی ایسے اولیاء اللہ جو فنا فی اللہ کے مرتبہ کو پہنچ چکے ہوں۔ اور ان کی نفسانی خواہشات بالکل [illegible]

ہے جو بعض وقت طاقتور اور بعض وقت ناتوان کندھوں پر ڈالا جاتا ہے۔ اور میں اپنے آپ کو مؤخر الذکر میں ہی شامل کرتا ہوں۔ اگر میں اس قابل نہ ہوں کہ قوم کو فائدہ پہنچا سکوں۔ یا اس کی صحیح معنے میں قیادت کر سکوں۔ یا میں دیکھوں کہ میری قوم میرے ساتھ چلنا نہیں چاہتی۔ تو قوم کو اختیار ہے کہ وہ مجھے الگ کر دے۔ اور مجھے اختیار ہے کہ میں خود الگ ہو جاؤں۔ ہاں میں وہ نہیں۔ جس نے یہ کہا تھا کہ میں خلافت کو اب کسی صورت میں چھوڑ نہیں سکتا۔ یہاں تک کہ اگر ایک بھی شخص مجھے خلیفہ نہ مانے۔ تو بھی میں ہی خلیفہ ہوں۔

مجھے افسوس ہے کہ مجھے یہ چند باتیں لکھنی پڑیں۔ جن میں سے شاید بعض باتیں قادیانی اصحاب کو ناگوار معلوم ہوں۔ مگر میں نے مجبوراً یہ لکھی ہیں

—— پٹنہ ۳ جنوری۔ مولانا مظہر الحق صاحب تھوڑا عرصہ ہوا ان کے دنوں میں ممتاز کانگرس رہنما تھے اپنے مکان واقعہ چھپرا ضلع فریدپور میں فالج گرنے سے انتقال کر گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

—— اصلاح کی تازہ اشاعت میں اعلیٰحضرت محمد نادر خان غازی خلد اللہ ملکہ و سلطانہ کا ایک فرمان شائع ہوا ہے جس کے رو سے اعلیٰحضرت نے افغانستان میں شریعت کے احیاء حفاظت اور ترقی اور افغان قوم کی فلاح و بہبود کے لئے کابل میں جمعیۃ العلماء کے قیام کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ اس جمعیۃ میں مختلف علاقوں اور صوبوں کے علماء فضلاء اور اکابر شریک ہوں گے۔ مثلاً قندھار ۳ فرد۔ ہرات ۲ فرد۔ مزار شریف ۲ فرد قطغن و بدخشاں ۲ فرد۔ ولایت کابل ۴ فرد۔ فراہ ۱ فرد۔ میمنہ ۱ فرد سمت شرقی ۳ فرد سمت جنوبی ۲ فرد۔ افغانستان میں جو امور قابل اجرا ہوں گے۔ ان کے متعلق پہلے جمعیۃ العلماء سے مشورہ حاصل کیا جائیگا۔

—— لندن یکم جنوری۔ ڈاکٹر سپرو نے رائٹر کے نمائندے سے دوران ملاقات میں کہا۔ میرے خیال میں کانگرس کے فیصلے نہایت اضطراب انگیز ہیں۔ ان طریقوں کی تائید و حمایت نے جو روسی اصولوں پر مبنی ہیں۔ ہندوستان کے مقصد کو برطانیہ اور دنیا کی نگاہ میں ذلیل کر دیا ہے۔ اگر بدقسمتی سے عام خلاف ورزی قانون کا ارتکاب شروع ہو گیا۔ تو تمام معقولیت پسند ہندوستانیوں کا فرض ہوگا۔ کہ وہ امن و نظام قائم کرنے کے مناسب ذرائع کی تائید کریں۔

—— لندن ۲ جنوری۔ ڈاک خانہ نے اعلان کیا ہے۔ کہ ۷ جنوری سے لندن اور برلن کے درمیان براہ راست ڈھائی پنس فی مربع سنٹی میٹر کی شرح سے تصویریں خاکے اور فوٹو بذریعہ ٹیلیگراف بھیجے جاسکیں گے۔

—— سول اینڈ ملٹری گزٹ لاہور کا نامہ نگار خصوصی رقمطراز ہے۔ مجھے معلوم ہوا ہے۔ کہ پرنٹروں کے لئے سائمن کمیشن کی رپورٹ کی ترتیب اور تیاری کا کام بہت مشکل اور دیر طلب ہے۔ اسلئے یہ رپورٹ مارچ کے پہلے ہفتہ سے قبل شائع نہیں ہوگی۔

—— ڈائرکٹر محکمہ اطلاعات پنجاب اعلان کرتے ہیں:۔ ہندوستانی ہوائی ڈاک کے لئے جو کراچی اور دہلی کے درمیان چلے گی عنقریب خاص ٹکٹ جاری کئے جائیں گے۔ جو دو آنہ فی ٹکٹ کے حساب سے محدود تعداد میں مراکز کراچی۔ جودھپور دہلی اور تمام صوبجاتی صدر مقامات سے دستیاب ہوسکیں گے۔ دوسرے مقامات کے باشندے بھی قریب ترین مرکز یا مقامی ڈاک خانہ سے درخواست کرنے پر یہ ٹکٹ حاصل کرسکتے ہیں۔ اس صورت میں درخواست کنندوں کو چاہئے کہ ٹکٹ کا محصول واپسی ڈاک کا ٹکٹ اور بیمہ کی فیس درخواست کے ساتھ بھیجیں۔ عوام کو اطلاع دی جاتی ہے کہ ان ٹکٹوں کا استعمال لازمی نہیں۔ عام ٹکٹ بھی ہوائی جہاز کے لئے استعمال ہوسکتے ہیں۔

—— نئی دہلی۔ انڈین پولیس سروس کے امتحان مقابلہ میں جو ستمبر ۲۹ء کو منعقد ہوا تھا۔ مندرجہ ذیل امیدوار کامیاب ہوئے۔ اور مختلف صوبوں میں ان کا عارضی تقرر ہو گیا ہے۔ پرشوتم لال مہتہ (بنگال) لشمبر دیال (صوبجات متحدہ) محمد علی (پنجاب) آر۔ بی سمارسندر (برما) وزیر چند مہرا (صوبہ سرحد)

—— کلکتہ۔ فری پریس کو معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے۔ کہ بنگال میں عنقریب ایک نئی سیاسی جماعت ترتیب دی جائے گی۔ جو اپنے مقصد میں دیگر صوبجات کے ساتھ اشتراک عمل کرکے کونسلوں وغیرہ کی نشستوں پر قبضہ کرے گی خیال کیا جاتا ہے۔ کہ بنگال کونسل کے کانگرسی ارکان کانگرس کے حکم کی تعمیل میں مستعفی ہوجائیں گے۔ اور اس کے بعد نئی سیاسی جماعت میں شامل ہوکر دوبارہ کونسل میں واپس آجائیں گے۔ انہیں یقین ہے۔ کہ وہ دوسری دفعہ بغیر مقابلہ کے واپس آسکیں گے۔

—— کلکتہ پولیس کے خاص لپشہ سے آج شمالی اور جنوبی کلکتہ میں متعدد پوسٹر پکڑے ہیں۔ جن پر انقلاب کا لفظ اور ریوالور کی تصویر بنی تھی۔

—— لندن۔ نیشنل شوری کمپنی نے خودکشی کے بیمہ کی پہلی پالیسی کل جاری کی۔ نیویارک کے ایک کیمیاوی اشیاء بنانے والے کی زندگی ۲ ہزار پونڈ میں بیمہ کی گئی ہے۔ اور یہ پالیسی دو سال کے اندر خودکشی کرنے کے خلاف ہے خیال کیا جاتا ہے۔ کہ خودکشی کے بیمہ کی تحریک امریکہ میں بہت مقبول ہوگی کیونکہ آجکل تمام دنیا کے ممالک کی بلنسبت امریکہ میں بہت زیادہ خودکشی کی وارداتیں ہوتی ہیں۔

—— لندن۔ شہزادہ ویلز ۳ جنوری کو پھر افریقہ کو روانہ ہو گئے ہیں تاکہ اپنی اس سیاحت کو جو ملک معظم کی علالت کی وجہ سے ملتوی کرنی پڑی تھی پایہ تکمیل کو پہنچائیں۔ روانگی غیر سرکاری تھی لیکن جب وہ قصر سینٹ جیمز سے روانہ ہوئے۔ اور پھر واٹرلو سٹیشن پر پہنچے۔ تو لوگوں کے اجتماع کثیر نے آپ کو الوداع کیا۔

—— مسٹر موہن سنگھ نے جو شنبہ کو انگلستان سے ہندوستان کو پرواز کرنے والے تھے۔ اپنی پرواز کو آئندہ ہفتے کے آغاز تک ملتوی کر دیا ہے۔ کیونکہ مس جہاز پر وہ روانہ ہونے والے تھے۔ اس کو "مس انڈیا" کا نام دینے کی تقریب جو مسز ستیا مبرا ادا کرینگی۔ ابھی تک پایہ تکمیل کو نہیں پہنچی۔ یہ پرواز

• ہز ہائنس سر آغاخان کے مقرر کردہ انعام کے سلسلہ میں ہوگا۔

—— طہران۔ ایرانی سفیر مقیم لندن کو اختیار دیدیا گیا ہے۔ کہ وہ حکومت کی طرف سے یونان کے ساتھ اتحاد چونگی کے محصول۔ تجارت اور جہاز رانی کے متعلق ایک مستقل معاہدے پر دستخط کر دے۔

—— کلکتہ ۴ جنوری۔ بنگال کونسل کی کانگرس پارٹی کے رہنما مسٹر جے ایم سین گپتا کونسل کی رکنیت سے مستعفی ہو گئے۔ اپنی پارٹی کے تمام ارکان کے نام آپ نے ایک سرکلر جاری کیا ہے۔ کہ وہ بھی استعفے بھیجدیں۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ اس وقت تک تین ارکان نے استعفے داخل کر دیئے ہیں۔ مفصلات میں کانگرس کا پیغام پہنچانے کے لئے مسز سین گپتا صوبے کا دورہ کرنیوالے ہیں۔

—— سلہٹ ۴ جنوری۔ آسام کونسل کی کانگرسی جماعت کے لیڈر مسٹر نراین چودھری بھی مستعفی ہو گئے ہیں۔

—— لاہور ۴ جنوری۔ لاہور ہائیکورٹ نے ایک اعلان شائع کیا ہے جس روز دہلی بم کیس اور مقدمہ سازش لاہور کے سلسلے میں ہائیکورٹ میں اپیلیں سنی جائیں گی۔ اس روز عوام کے لئے داخلہ ٹکٹ کے ذریعہ ہوگا۔ جو درخواست پر رجسٹرار ہائیکورٹ لاہور سے ۴ جنوری تک مل سکتا ہے۔

—— لاہور ۴ جنوری پنجشنبہ کو کانگرس کی مجلس عاملہ نے جو قرار دادیں منظور کیں۔ ان سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ مہاتما گاندھی کی کامل آزادی اور مقاطعہ کی حکمت عملی کو ترقی دینے کے لئے ابتدائی تدابیر اختیار کی جارہی ہیں۔ ۲۶ جنوری کو "یوم آزادی کامل" کی تقریب منائی جائیگی۔ اور ہندوستان بھر میں جلسے منعقد کرکے لوگوں سے اپیل کی جائے گی۔ کہ وہ کامل آزادی کی حکمت عملی کو منظور کرلیں۔

—— ایک کمیٹی مقرر کی گئی ہے۔ جو ڈاکٹر کچلو۔ ڈاکٹر سید محمود اور لالہ دنی چند پر مشتمل ہے۔ اس کی غرض و غایت یہ ہے کہ قانون جرائم سرحد اور قانون فسادات و قتل وغیرہ کے متعلق جو شمال مغربی سرحدی صوبے میں نافذ ہیں اور جنہوں نے عام شہریوں کی زندگی کو ناقابل برداشت بنا دیا ہے تحقیقات کرے کمیٹی ان قوانین کا معائنہ کریگی۔ شہادتیں لے گی۔ اور انہیں جلد سے جلد منسوخ کرلینے کے ذرائع پیدا کریگی۔

—— لاہور ۳ جنوری۔ پنڈت موتی لال نہرو نے جو اسمبلی کی کانگرسی جماعت کے رہنما ہیں۔ اپنی جماعت کے ارکان کو فرداً فرداً حسب ذیل مکتوب بھیجا ہے:۔

امید ہے کہ آپ کی نظر سے میرا وہ بیان گذر چکا ہوگا۔ جو میں نے ایسوشی ایٹڈ پریس کو بھیجا ہے۔ اور جس میں مرکزی مجالس وضع قوانین کی کانگرس پارٹی کے ارکان سے استدعا کی تھی۔ کہ وہ لاہور کانگرس کی منظور کردہ قرارداد کی اطاعت کرتے ہوئے اپنے استعفے گورنر جنرل کو بھیجدیں۔ اور مجھے اطلاع دیں کہ انہوں نے استعفے بھیج دیئے ہیں۔

—— قاہرہ۔ نحاس پاشا رئیس حزب الوفد نے ایک مجلس وزارت مرتب کی ہے وہ وزیر اعظم ہوں گے۔ اور واصف پاشا وزیر خارجہ کی خدمات انجام دیں گے۔ نحاس پاشا نے اپنے ایک مکتوب میں شاہ فواد کو لکھا ہے۔ کہ مصر کے لئے حقیقی آزادی کا حصول اور برطانیہ سے ایک پائیدار مفاہمت ان کے اہم ترین مقاصد میں ہے۔ نحاس پاشا نے وزارت داخلہ کا قلمدان اپنے قبضہ میں رکھا ہے۔

—— نیویارک۔ ہندوستان میں جو واقعات بروئے کار آرہے ہیں ان سے امریکہ ہمدردانہ طور پر دلچسپی لے رہا ہے۔ چنانچہ امریکہ کا ایک جریدہ "ہیرلڈ ٹریبیون" ہندوستان اور امریکہ کی باہمی تجارت کی جانب توجہ منعطف کراتا ہوا لکھتا ہے۔ کہ ہندوستان صرف خواب و خیال کی دھندلی سرزمین نہیں۔ جس میں سلامی اور جوگی بستے ہیں۔ صغرسنی میں شادیاں کی جاتی ہیں اور بیوہ عورتوں کو جلا دیا جاتا ہے ہمیں اس ملک کے استحکام کے مسئلہ سے دلچسپی ہے۔ اور اس سلسلہ میں برطانیہ نے جو کام کیا ہے۔ وہ اس کے لئے سرمایہ فخر و مباہات ہے

—— جریدہ الاہرام قاہرہ قسطنطنیہ کے ایک پیغام کی بنا پر لکھتا ہے۔ کہ حال ہی مقام انگورہ قراخان کے اعزاز میں جو روسی وزارت خارجہ کا نمائندہ ہے ایک دعوت اکل و شرب دی گئی۔ قراخاں اور ترکی وزیر خارجہ نے دعوت کے دوران میں تقاریر کیں۔ جن میں اس امر کا اظہار کیا گیا تھا۔ کہ روس اور ترکی کے مابین دوستانہ تعلقات استوار ہیں جنہیں گذشتہ زمانہ کے تجربات نے زیادہ مستحکم کر دیا ہے۔

—— لاہور ۵ جنوری۔ آج الفنسٹن تھیٹر میں ایک مسلمان سینما دیکھتا ہوا دفعتہً جان بحق ہوگیا۔ پولیس کے ذمہ دار افسر وہاں پہنچ گئے۔ لاش باہر نکالی اور اسے پوسٹ مارٹم کے لئے لے گئے۔

کیا مذہبِ اسلام ہماری ترقی کے سدِّ راہ ہے؟

آج کل بدقسمتی سے نہ صرف ہمارے اکثر نوجوان بعض لیڈرانِ قوم بھی اسی خیال میں مبتلا نظر آتے ہیں۔ کہ مذہب قومی ترقی کے راستہ میں ایک سدِّ راہ بنا ہوا ہے۔ اور جب تک ہم مذہب کو خیرباد نہ کہیں گے یا کم از کم اسے جہد للبقا میں سب سے آخری جگہ نہ دیں گے ہم من حیث القوم میدانِ ترقی میں دوسری قوموں کے دوش بدوش نہیں چل سکتے۔ دراصل یہ خیال مذہب سے محض ناواقفیت کی وجہ سے ان لوگوں کے دلوں میں پیدا ہو گیا ہے۔ نیز دوسری قوموں کی مذہب سے بے اعتنائی بھی اس خیال کی ذمہ دار ہے۔ مگر ہمارے نوجوانوں اور لیڈروں کو یاد رکھنا چاہیئے کہ مذہب اسلام ہی صرف دنیا میں ایسا مذہب ہے جو قومی ترقی۔ قومی تعمیر اور حصولِ آزادی کے لئے مکمل پروگرام اپنے ماننے والوں کے سامنے پیش کرتا ہے باقی تمام مذاہب اس بات سے عاری ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ اکثر آزاد خیال لوگ مذہب کے طوق کو اپنے گلے سے اتار کر پھینکنا چاہتے ہیں۔ لیکن ان کے برعکس اسلام مسلمانوں کو بلند مقام پر پہنچاتا ہے اور وہ اصلاح قومی کی بنیاد انفرادی اصلاح پر رکھتا ہے۔ کیونکہ انفرادی اصلاح ریختہ بنیاد کی مانند ہے۔ جس عمارت کی بنیادیں پختہ نہ ہوں وہ عمارت باوجود ریختہ کاری کے کبھی پختہ نہیں ہوتی۔

اسلام کی غرض و غایت

قرآن شریف فرماتا ہے ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتیٰ یغیروا ما بانفسہم۔ یعنی اللہ تعالیٰ کسی قوم کی حالت تنزل سے ترقی کی طرف نہیں بدلتا جب تک کہ اس قوم کے افراد فرداً فرداً اپنی اصلاح نہیں کرتے۔ ترقی کے لئے اصلاح اخلاق و اصلاح حال کی ضرورت ہے اور دراصل مذہب اسلام کی غرض و غایت بھی یہی ہے۔ کما قال اللہ تعالیٰ "وامنوا بما نزل علیٰ محمد وھو الحق من ربھم کفر عنھم سیئاتھم و اصلح بالھم" یعنی محمدؐ اور قرآن پر ایمان لانے کی غرض ہی یہی ہے۔ کہ تمہاری اخلاقی بیماریوں کا علاج ہو۔ اور تمہاری اقتصادی حالت اچھی ہو یہ اصلاح قربانی چاہتی ہے۔ تمہارے مالوں کی۔ تمہارے اوقات کی اور ضرورت پڑے تو تمہاری جانوں کی اور چونکہ یہ کام جوانمردی عزم استقلال اور جوان ہمتی چاہتا ہے۔ اس لئے قوم کے ان لوگوں سے جو ان صفات سے متصف ہوں علی العموم اور نوجوانوں سے بالخصوص اپیل کرتا ہے اور کم ہمتوں نامردوں کو مٹا دینے کی دھمکی دیتا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے ھا انتم ھٰؤلاء تدعون لتنفقوا فی سبیل اللہ فمنکم من یبخل ومن یبخل فانما یبخل عن نفسہ واللہ الغنی وانتم الفقراء وان تتولوا یستبدل قوماً غیرکم ثم لا یکونوا امثالکم۔ یہاں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم تمہیں جو دعوتِ انفاق فی سبیل اللہ دیتے ہیں یہ محض تعمیر قومی کے لئے ہے اور جو اس دعوت کو رد کرتا ہے وہ اپنی خود جڑیں کاٹ رہا ہے۔ اسے سمجھ لینا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کو تمہارے مالوں کی ضرورت نہیں۔ وہ غنی ہے اور تم ہمیشہ اس کے محتاج ہو۔ اس انفاق سے تمہاری اپنی بہتری مقصود ہے۔ اس میں تمہاری تعمیر کا راز مضمر ہے۔ اگر تم نے اس کام سے اعراض کیا تو یاد رکھو تم مٹا دیئے جاؤ گے اور تمہاری جگہ ہم نوجوان جواں ہمت اولوالعزم مستقل مزاج اور خوددار لوگ کھڑے کر دیں گے۔ جو تمہاری طرح کم ہمت بودے اور بخیل نہیں ہوں گے

تنظیم کی ضرورت

قوم جب تک منظم نہ ہو کسی تعمیری کام کو نہیں کر سکتی اور تنظیم کی ضرورت اور فوائد عدم تنظیم کے نقصان کو اللہ تعالیٰ نے گذشتہ تاریخ کو پیش کر کے بتایا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے واذکروا نعمت اللہ علیکم اذ کنتم اعداءً فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخواناً وکنتم علیٰ شفا حفرۃ من النار فانقذکم منھا۔ یعنی تمہارا زمانہ کفر میں اسلام لانے سے پہلے تم غیر منظم تھے۔ اور اسی وجہ سے تم ایک دوسرے کے دشمن بنے ہوئے تھے۔ گویا کہ تم آگ کے کنارے پر کھڑے تھے اور بجائے تعمیری کام کے تم اپنی تخریب کے درپے رہتے تھے۔ خدا تعالیٰ نے تم پر احسان کیا۔ اسلام جیسی نعمت عطا کی اور اس نعمت نے تمہیں بچا لیا تمہیں منظم کر دیا۔ اور تمہاری تنظیم نے وہ رنگ دکھایا کہ نہ صرف سارے عرب بلکہ قیصر و کسریٰ کے ممالک کا تمہیں مالک بنا دیا۔ آج بھی وہی اسلام ہے اور وہی قرآن ہے مگر مسلمان ہر جگہ ذلیل ہے کیوں؟ اس کی وجہ صرف یہی ہے کہ قرآن حکیم پس پشت ڈال دیا گیا ہے۔ ہر ایک اپنی ہوا و ہوس کے پیچھے لگا ہوا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے جب اسلام کی نعمت عطا کی تھی تو فرمایا تھا لینظر کیف تعملون۔ مگر افسوس مسلمانوں نے اپنی حالت کو ایسا بنا دیا کہ فخلف من بعدھم خلف اضاعوا الصلوٰۃ واتبعوا الشھوات کا مصداق بن گئے۔ مسلمانوں کو یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ انہیں کوئی خود ساختہ سکیم اس ذلت سے نجات نہیں دے سکتی۔ ان کے دکھ کا واحد علاج قرآن شریف میں ہے اور وہ اس بات کا ڈنکے کی چوٹ سے اعلان کرتا ہے کہ فیہ شفاءٌ للناس

شیخ غلام قادر احمدیہ بلڈنگس لاہور

مصارف حج

جو لوگ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ موٹروں پر جانا چاہتے ہیں اور جہاز کے تیسرے درجہ میں سفر کریں گے ان کو ساڑھے آٹھ سو روپیہ اور جو لوگ اونٹ پر سفر کریں گے ان کو ساڑھے چھ سو روپیہ ہمراہ لے جانا چاہیئے۔ جن بھائیوں کے پاس اس سے کم رقم ہو وہ قطعاً تشریف لے جانے کا قصد نہ کریں۔

حکومتِ حجاز نے اخراجات کی حسبِ ذیل تفصیل اشاعت کے لئے بھجوائی ہے۔ قرابطینہ کا محصول آمدورفت ۱۲۔ پاسپورٹ کی تصدیق دونوں دفعہ اور نگرانی جماعت کا حق جہاز راں کمپنی سے وصول کیا جاتا ہے۔

کرایہ کشتی جہاز سے ساحل جدہ تک ۱۲؍ جہاز جب درمیان ہو۔ جہاز جب قریب ہو ۱۲؍ معلم ایجنٹ جدہ کا حقِ خدمت ۲؍ کشتی سے ساحل تک سامان کی اجرت ۱؍ مزدوری سامان ساحل سے قیام گاہ تک ۱۲؍ کرایہ مکان جدہ فی سہ رات ہر تین رات سے زیادہ قیام ہو تو فی رات ۴؍ بلدیہ جدہ کا محصول ہر شغدف پر جس میں دو حاجی سوار ہو سکتے ہیں ۱۲؍ (فی حاجی ۴؍) مزدوری سامان واپسی کے وقت قیام گاہ سے کشتی تک ۲؍ ایجنٹ معلم کا حقِ خدمت واپسی کے وقت ۱۲؍ کرایہ مکان جدہ واپسی کی تین رات تک فی رات ۲؍ تین رات سے زیادہ قیام ہو تو فی رات ۱۲؍ واپسی کے وقت کرایہ کشتی اسی حساب ہوگا۔ معلم مکہ مکرمہ کا حقِ خدمتگاری ۵ کرایہ مکان و تیرو وغیرہ قیام مکہ مکرمہ کے لئے ۱۲۔ زمزمی جو زمزم مکان پر روزانہ لائے گا ۵؍ کرایہ خیمہ ایام حج کے لئے ۱۲۔ عرفات اور جدہ سے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے اونٹوں کا کرایہ حکومت بعد میں فیصلہ کرے گی۔

حجاز میں مختلف سکے رائج ہیں۔ مثلاً قرش امیری جو ہمارے سکہ کے ۱۲؍ کے برابر ہوتا ہے۔ قرش موسی جو ہمارے ۲؍ کے برابر ہوتا ہے۔ قرش سعودی جو ہمارے ۱؍ کے برابر ہوتا ہے۔ اس حساب کو یاد رکھیں۔

یہاں سے روپیہ انگریزی سونے کے پونڈوں میں لے جانا چاہیئے۔ وہاں جا کر حسبِ ضرورت ان کو سعودی سکوں میں تبدیل کرا لیں۔ روپیہ جہاز میں کپتان جہاز کے پاس جمع کرا دینا ضروری ہے۔ مکہ مکرمہ میں پہنچ کر اپنے معلم کے پاس جمع کرا دیں۔ اور رسید لے لیں۔

بوجھل اشیا ہمراہ نہ لے جائیں۔ گھی آٹے ترکاریاں حجاز میں مل سکتی ہیں۔ جہازوں میں دیسی خوراکوں کا انتظام موجود ہے۔ اس لئے جہاز میں پکانے کا سامان ہمراہ لے جانا تکلیف کا باعث ہوگا۔ (وکیل)

خواتینِ مصر کے اخلاق کی حفاظت

چونکہ عورت کے دل و دماغ نازک ہونے کے باعث سینما کے مضر اثرات سے جلد متاثر ہو جاتے ہیں اس لئے حکومت مصر نے عورت کو سینما دیکھنے کی قانوناً ممانعت کر دی ہے۔ لیکن ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ مردوں کے لئے کیوں یہ مخرب اخلاق چیز روا رکھی گئی ہے۔ جب تک مردوں کے اخلاق درست نہ ہوں عورتوں کے اخلاق کی بھی کما حقہٗ حفاظت نہیں ہو سکتی۔ آزاد

(بقیہ صفحہ ۶)

ڈاکٹر کچلو نے ایک پرجوش تقریر کرتے ہوئے مصالحت کرانے سے متعلق کہا۔ اور کہا کہ ہمیں چھوٹی چھوٹی باتوں پر نہیں جھگڑنا چاہیئے۔ کیونکہ ملک ایک خاص پروگرام پر عمل کرنے کے لئے تیاری کر رہا ہے۔

اس کے بعد شیخ صادق حسن صاحب رئیس نے تقریر کرتے ہوئے مندرجہ بالا شرائط کو منظور کیا۔ اور کہا کہ سکھوں اور مسلمانوں کو باہم مل کر رہنا چاہیئے۔ سات بجے شام کے بعد دیوان ختم ہوا۔ اور مصالحت ہو گئی۔

ـــ ظفروال، ۷ فروری۔ معلوم ہوا ہے کہ آج صبح کے وقت حکیم امین الدین نے اذان دی۔ مگر سکھوں نے تعرض نہیں کیا۔ اس کے بعد وہاں کے مسلمانوں نے باجماعت نماز صبح ادا کی۔ اور معلوم ہوا ہے کہ آج نماز جمعہ بھی وہاں ہی ہوگی۔ جتھے واپس آ گئے ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۱ | ۱۳ر شوال ۵۸ھ | نمبر ۱۸

ڈاکٹر مونجے کی نظر فریب قوم پرستی

اگرچہ ہندو حلقوں میں ڈاکٹر مونجے ایک "آل انڈیا لیڈر" سمجھے جاتے ہیں۔ لیکن قوم پرستی کے نقطۂ خیال کو مدنظر رکھتے ہوئے ان کی تقریروں اور تحریروں سے فرقہ دارانہ تعصب کی جھلک نمایاں طور پر نظر آتی ہے۔ ڈاکٹر صاحب ہندو مہاسبھا کے ایک بہت بڑے رکن ہیں اور اس حیثیت سے وہ ہندو قوم میں ایسی روح پھونکنے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے جس سے بالواسطہ یا بلاواسطہ مسلمانوں کے مفاد کو شدید نقصان پہنچنے کا احتمال رہتا ہے۔ پچھلے دنوں جب آپ نے ڈی' اے' وی ہائی اسکول لاہور کے جلسہ تقسیم انعامات کی صدارت کے فرض انجام دیئے تو آپ نے اپنی تقریر کے دوران میں یہ ارشاد فرمایا کہ "اُستاد کا سب سے بڑا کام یہ ہے کہ اپنے شاگردوں کو فرقہ دارانہ (تعصب) اور اختلاف رائے کے خلاف پوری جدوجہد سے کام لینے کا مشورہ دیں۔ ان دونوں باتوں کا اس ملک میں قوم پرستی کے نشوونما پر بہت بُرا اثر پڑ رہا ہے"۔ کیا مشفقانہ اور حکیمانہ مشورہ ہے؟ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گاندھی اور ٹیگور بول رہے ہیں۔ لیکن جب ان حضرت نے ہندوستان کی موجودہ حالت پر بحث شروع کی تو "فرقہ دارانہ تعصب" نے آپ کو اس قدر از خود رفتہ کر دیا کہ آپ کو اتنا بھی خیال نہ رہا کہ میں پہلے کیا کہہ چکا ہوں۔ اور اب کیا کہنا چاہیئے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ "ہندوستان کے تمام باشندوں کو بلا تفریق مذہب و ملت اپنے آپ کو ہندو کہنا چاہیئے۔ جو اپنے ملک کے اصلی مالک ہیں۔ اور انہیں اسی جذبہ سے آزادی کی لڑائی لڑنا چاہیئے"۔

ڈاکٹر مونجے نے اپنے آپ کو ڈاکٹر مشہور کر رکھا ہے۔ عام لوگ انہیں سچ مچ ڈاکٹر یا معالج خیال کرتے ہوں گے۔ لیکن انہیں کیا معلوم ہے کہ یہ ڈاکٹر خود اس مرض میں بہت بُری طرح مبتلا ہے جس کا وہ معالج سمجھا جاتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جب تک ہندوستان میں ڈاکٹر مونجے جیسے لوگ عوام کے لیڈر رہیں گے ہندو مسلم سوال کبھی حل نہیں ہوگا۔ کوئی اس آدمی سے پوچھے کہ کیا تم ہندوستان کے سات کروڑ مسلمانوں کو مجبور کر سکتے ہو کہ وہ اپنے آپ کو ہندو سمجھیں؟ اور کیا تاریخی پہلو سے یہ دعویٰ صحیح ہے کہ ہندو اس ملک کے اصلی مالک ہیں؟ اصل مالک تو گونڈ، بھیل اور وہ کروڑوں اچھوت ہیں جن کی ذلیل اور پست زندگی آج اہلِ ہند اور بالخصوص ہندوؤں کے دامنِ سیرت پر ایک بدنما دھبا ہے۔ مگر "مذہبی تعصب" انسان کو اندھا کر دیتا ہے۔ مونجے اپنی ان لغو اور نامعقول باتوں کے باوجود ہندو قوم کی آنکھ کا تارا ہے۔ وہ ہندوؤں کی آنکھ میں دن دہاڑے خاک جھونکتا ہے۔ مگر یہ خاک ان کے لئے سرمہ کا حکم رکھتی ہے۔ خواہ اس سے ان کی بصیرت زائل ہی ہو جائے۔

رفیق کے بجائے "اخی یا برادر"

ہمعصر تازیانہ اپنی ۴ مارچ ۱۹۳۸ء کی اشاعت میں رقمطراز ہے:۔

ایک وقت تھا کہ ہندوستانی لیڈر فدائے ملت اور فدائے قوم کہلاتے تھے۔ اس کے بعد مولانا کہلانے لگے۔ پھر مولانا سے ترقی کر کے آقا بن گئے۔ اب آقا سے تنزل کر کے رفیق کہلانے لگے۔ رفیق فلاں اور رفیق فلاں۔ سبحان اللہ رفیق کہلانے کا کس درجہ شوق ہے ...... ان بزرگوں کو بالشویک بننے کا بہت شوق ہے۔ لیکن اگر خدانخواستہ انہیں بالشویکوں سے کبھی واسطہ پڑ گیا تو چھٹی کا دودھ یاد آجائے گا۔ زمین چھین کر ملازموں میں تقسیم کر دی جائے گی۔ موٹر اہل محلہ کا مشترکہ سرمایہ قرار دیا جائیگا۔ جس کو ضرورت پڑے لے جائے۔ عالیشان کوٹھی یا تو سرائے کا کام دے گی یا مدرسے کا۔ یا بورڈنگ ہوس کا۔ یا گاؤں کے تمام آدمی وہاں اپنا باورچی خانہ بنا لیں گے۔ بینک میں جس قدر روپیہ ہوگا وہ فریقوں میں تقسیم کر کے صحیح معنوں میں آپ کے رفیق قرار دیئے جائیں گے۔"

اگر بالشویکوں نے مذہب کو صفحۂ ہستی سے مٹا دینے کا تہیّہ کر لیا ہے تو وہ اپنی لامذہبیت کے اظہار میں ایک حد تک حق بجانب قرار دئے جا سکتے ہیں۔ اس لئے کہ زار روس نے آسمانی باپ کی حکومت نے مذہب کے نام سے اپنی رعایا کے حقوق کو جس تنگ دلی اور بے دردی سے پامال کیا ہے اس کی تفصیل ایک دردناک داستان ہے۔ لیکن سمجھ میں نہیں آتا کہ ہمارے جن مسلمان بھائیوں نے اپنے آپ کو بالشویکوں کی تقلید میں رفیق کہنا شروع کر دیا ہے۔ ان پر کامریڈ (رفیق) کے لفظ کا کیوں جادو چل گیا ہے۔ لینن نے جو لفظ اپنی قوم کے افراد کے لئے آج تجویز کیا ہے دنیا کا مصلح اعظم (صلی اللہ علیہ وسلم) آج سے تیرہ صدی پہلے اس سے بہتر لفظ مسلمانوں کے لئے وضع کر چکا ہے۔ یہ لفظ "اخی" ہے۔ "اخی" میں اخوت اور محبت پائی جاتی ہے۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تمام مسلمان ایک بہت بڑے کنبہ کے افراد ہیں۔ اور بھائیوں کی طرح زندگی بسر کرتے ہیں۔ کُلُّ مومنٍ اخوۃٌ "رفیق" میں وہ بات نہیں۔ دو اجنبی بھی تھوڑی دیر کے لئے رفیق ہو سکتے ہیں۔ رفاقت کا سلسلہ زیادہ دیر تک قائم نہیں رہتا۔ مگر اخوت کا رشتہ کبھی نہیں ٹوٹتا۔ نجد کے اعراب نے اخوان کے نام سے ایک زبردست جماعت قائم کر رکھی ہے مسلمانوں کا بچاؤ اسی میں ہے کہ وہ اسلام کے دامن میں پناہ لیں اور اسی کی روایات کو زندہ کریں۔ اسلام بنی نوعِ انسان اور بالخصوص مسلمانوں کے لئے رحمت ہے۔ اس لئے شکر گذاری اور وفاشعاری کا جذبہ اسی امر کا متقاضی ہے کہ ہم بجائے "رفیق" کے اپنے لئے "اخی" یا "برادر" کا لفظ استعمال کریں۔

ایک نیا فتنہ

سرگودھا میں سکھوں نے پچھلے دنوں ایجوکیشنل کانفرنس کے اجلاس میں یہ قرارداد پاس کی تھی کہ پنجابی کو عدالتی زبان قرار دیا جائے۔ چنانچہ سکھوں کا ایک وفد بسرکردگی سردار سندر سنگھ مجیٹھیہ۔ سر شادی لال چیف جسٹس اور گورنر پنجاب کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے یہ درخواست پیش کی کہ پنجابی زبان کو عدالتی زبان تسلیم کیا جائے۔ اور سکھوں کو جوڈیشل سروس میں کافی حصہ دیا جائے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ سر شادی لال اور ہزاکسیلنسی گورنر دونوں نے اس وفد سے ہمدردی کا اظہار کرنے کے بعد وعدہ کیا کہ اس کے مطالبہ پر ہمدردانہ غور کیا جائے گا۔ اس مسئلہ پر ملک کے اخبارات اور رسائل میں بیسیوں مضامین شائع ہو چکے ہیں۔ کہ اردو زبان اہل ملک کی مشترکہ زبان ہے۔ کیونکہ یہ مختلف ملکی اور غیر ملکی زبانوں کا مجموعہ ہے۔ یہ ایک مسلّمہ حقیقت ہے کہ پنجاب کی عدالتی اور علمی زبان اردو ہے۔ ہندوؤں، سکھوں اور مسلمانوں کے قومی اخبارات اسی زبان میں شائع ہوتے ہیں۔ ہم اپنے سکھ بھائیوں سے دریافت کرتے ہیں کہ اگر گذشتہ نصف صدی سے زیادہ عرصہ کے دوران میں اردو ان کی قومی و دماغی ترقی کا ذریعہ رہی ہے۔ تو اب وہ کونسے نئے حالات پیدا ہو گئے ہیں۔ جن کی بنا پر پنجابی کو عدالتی زبان قرار دینے کا مطالبہ کیا جاتا ہے۔ اس مطالبہ کے متعلق یہ امر بھی دریافت طلب ہے کہ کیا سکھوں کا یہ منشا ہے کہ اردو کے بجائے پنجابی زبان کو عدالتی زبان قرار دیا جائے یا اردو کے ساتھ پنجابی کو بھی رواج دیا جائے پہلی صورت میں پنجاب کی گیارہ فیصدی آبادی کا مطالبہ ایک شوخ چشمانہ جسارت ہے دوسری صورت میں حکومت کا کام اور خرچ بڑھ جائیگا۔ ہم حیران ہیں کہ حکومت نے کن مصالح کی بنا پر زبان کی تفریق کو جائز قرار دیا ہے؟

بدقسمت پنجاب

جس بدبخت ملک کے باشندوں کی ذہنیت میں مذہبی تعصب اس قدر سرایت کر جائے کہ وہ زبان کے معاملہ میں بھی اتحادِ عمل کی صورت کو قائم رکھنا نہیں چاہتے۔ وہ اس غلامی سے کیسے آزاد ہو سکتا ہے۔ جس کے خلاف اخباروں میں کالموں کے کالم سیاہ کئے جاتے ہیں۔ پنجاب کی ہندو سبھا کو بھی لگے ہاتھوں سر شادی لال اور گورنر پنجاب کی خدمت میں فوراً یہ درخواست پیش کر دینی چاہیئے کہ ہندی کو عدالتی زبان قرار دیا جائے۔ اگر راجا نریندر ناتھ اور ڈاکٹر گوکل چند اپنا وفد لے کر جائیں گے تو ہمیں امید ہے کہ سر شادی لال اور ہزاکسیلنسی گورنر پنجاب ان کی درخواست پر زیادہ ہمدردی اور توجہ کا اظہار کرینگے۔ اس لئے کہ پنجاب میں سکھوں کی بہ نسبت ان کی آبادی بہت زیادہ ہے۔ ایجی ٹیشن ... خاص جسارت ہے۔ اگر باہمی منافرت اور تفریق کی تحریک اسی طرح جاری رہی تو وہ زمانہ دُور نہیں جبکہ ہندوؤں، سکھوں اور مسلمانوں کو ایک دوسرے کی بولی سمجھنے اور جواب دینے کے لئے ترجمان رکھنے پڑیں گے۔ لطف یہ ہے کہ تفرقہ اندازی کا یہ کھیل اس وقت کھیلا جا رہا ہے جبکہ مہاتما گاندھی اپنے سیاسی پروگرام کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے ملک میں اتحاد اور اتفاق کی فضا پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ ہندوستان کے مستقبل کا انحصار اس کے بین الاقوامی اتحاد اور اشتراکِ عمل پر ہے لیکن یہ صورت اس وقت تک پیدا نہیں ہو سکتی جبتک کہ فرقہ وارانہ مسائل کو آبادی کے تناسب کی بنا پر طے کرنے کا اصول تسلیم نہیں کیا جائے گا۔ مسلمانوں کی طرف سے مہاسبھائی لیڈروں کے سامنے جب یہ سوال پیدا کیا جاتا ہے تو وہ دماغی قابلیت کا معیار پیش کرتے ہیں۔ اگر دماغی قابلیت کا معیار آبادی کے تناسب پر مقدم سمجھا جاتا ہے تو پھر انگریزی دماغ کا حق سب سے افضل ہے۔ لہٰذا انگریزی حکومت کی مخالفت کیوں کی جائے؟

امریکہ کے کروڑپتی مخیّر

دنیا کی تمام اقوام میں امریکہ کا تمول ضرب المثل ہو گیا ہے۔ اس قابلِ رشک تمول کا قابلِ تعریف پہلو یہ ہے۔ کہ امریکہ کے کروڑپتی قومی خیرات کے لئے اس قدر روپیہ دیتے ہیں کہ جس کے سامنے قارون کے خزانے کی بھی کچھ حقیقت نہیں۔ ڈاکٹر ٹالبٹ ولیمس جو ایک مشہور امریکن ہیں لکھتے ہیں کہ اہل امریکہ نے بیس ملین ڈالر بڑی بڑی درسگاہوں کی تعمیر پر صرف کئے ہیں۔ چالیس ملین امدادی کاموں پر۔ تقریباً پچاس ملین تبلیغی، تعلیمی اور طبی اغراض پر۔ مشرق قریبہ کی ریلیف ایسوسی ایشن (امدادی جمعیت) کی طرف سے تقریباً پچاس ملین امدادی امور پر۔ کیا امتِ مرحومہ کے لکھ پتی افراد نے بھی کبھی اس سوال پر غور کیا ہے کہ ان کی دولت کا بہترین مصرف کیا ہے۔ اور انہوں نے کس قدر رقم ایسے کاموں پر صرف کی ہے۔ جس سے قوم کے غریب افراد کی زندگی میں ایک خوشگوار انقلاب پیدا ہو سکتا ہے؟

سکھوں نے پھر اذاں بند کر دی

لاہور میں مولانا سید اسمٰعیل غزنوی کی یہ اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ اذاں کمیٹی امرتسر کی طرف سے مولانا عبدالرحمٰن صاحب اذاں و نماز کے لئے مسجد ظفروال میں متعین کئے گئے تھے۔ ۶ مارچ کو نماز عشا کے وقت ظفروال کے بیشمار سکھوں نے ان پر حملہ کر دیا۔ مولوی صاحب نے بصد مشکل اپنی جان بچا کر ایک نورباف کے گھر میں پناہ لی۔ سکھوں نے از سرِ نو ظفروال میں اذان و نماز کی ممانعت کر دی ہے۔ اور غریب مسلمان بے حد پریشان ہیں۔ اگر یہ اطلاع صحیح ہے تو ہم حیران ہیں کہ حکومت کیوں ظفروال کے سکھوں کی اس ظالمانہ روش کا انسداد نہیں کرتی۔ کیا یہ ممکن ہے کہ حکومت ظفروال میں امن قائم رکھنا چاہے اور سکھ علانیہ اس کو ہنگامہ اور فساد میں منتقل کر دیں؟ آخر حکومت نے کس مصلحت کی بنا پر سکھوں کو ڈھیل دے رکھی ہے۔ اور وہ من مانی کارروائی کر رہے ہیں؟ کیا ظفروال سے انگریزی راج اٹھ گیا ہے؟ اگر ظفروال میں سکھ راج قائم ہو گیا ہو تو کیا ہزاکسیلنسی گورنر پنجاب اپنی مسلم رعایا کے مذہبی حقوق کی حفاظت کے مسئلہ پر توجہ فرمائیں گے؟

ایک مسرت انگیز اتحاد

خدا برادرانِ وطن کا بھلا کرے کہ ان کی غاصبانہ روش کے صدقہ میں مسلمان لیڈروں کے دل میں اس امر کا احساس پیدا ہوا کہ جب تک وہ سیاسی مسائل میں متحد نہیں ہوں گے وہ ہمیشہ کمزور رہیں گے۔ اور برادرانِ وطن ان کی کمزوری سے پورا فائدہ اٹھائیں گے۔ مسلمانوں کی دو لیگوں (شفیع لیگ و جناح لیگ) نے اب صرف ایک لیگ کی صورت اختیار کر لی ہے۔ یہ لیگ پہلی دو لیگوں کی بہ نسبت زیادہ طاقتور ہوگی۔ اور اس کی تجاویز آئندہ حقارت کے ساتھ نظرانداز نہیں کی جائیں گی۔ فرزندانِ اسلام باہمی مخالفت سے جو ذاتی اغراض اور نفسانی خواہشات پر مبنی ہے۔ اس قدر شدید نقصان اٹھا چکے ہیں کہ اس کا صحیح اندازہ نہیں کیا جا سکتا۔ اس نقصان کی تلافی صرف اسی صورت میں ہو سکتی ہے کہ ہم ہمیشہ کے لئے سنبھل جائیں اور اپنے نفس کو قوم کی فلاح و بہبود کے لئے قربان کر دیں۔ آج مسلمانوں میں سب سے بڑا مجاہد وہی ہے جو قوم کی ہستی کے لئے اپنی ہستی کو فنا کر دے۔ کہ اسی میں حیاتِ ابدی کا راز پوشیدہ ہے۔

یہ سب کچھ اپنی تحریک کو فروغ دینے کے لئے کررہی ہے۔ یوم پشاور بھی اسی غرض سے منایا گیا تھا۔ شاید کہ دیا جائے کہ کانگرس نے ایک تحقیقاتی کمیٹی بھی مقرر کردی ہے۔ یہ سچ ہے سابق اسمبلی کے صدر مسٹر پٹیل کی زیر صدارت ایک تحقیقاتی کمیٹی مقرر ہوئی ہے۔ مگر صاحب صدر صوبہ بمبئی میں براجمان ہیں۔ اور پشاور میں بدنصیب زخمی ایڑیاں رگڑ رگڑ کر جان دے رہے ہیں۔ مقتولین کی بیوائیں یتیم بچے اور بوڑھے والدین فاقہ کشی کررہے ہیں۔ ان کے لئے کانگرس۔ ہاں اس کانگرس کے خزانہ میں جونک کی ایک ایک پڑیہ سینکڑوں ہزاروں کو فروخت کررہی ہے ایک پیسہ بھی نہیں۔ جلیانوالہ کا حادثہ ہنگامہ پشاور سے کچھ زیادہ نہ تھا۔ لیکن اس زمانہ میں گاندھی سے لے کر مالوی اور نہرو سب بھاگے بھاگے پھر رہے تھے۔ فوراً امدادی فنڈ کھل گئے تھے۔ اور دنوں میں لاکھوں روپیہ جمع کر لیا گیا تھا۔ لیکن اب ان تمام کو سانپ سونگھ گیا ہے۔ اور کوئی ٹس سے مس تک نہیں ہوتا۔

بے شک سیاسی امور پر رائے زنی کرنا ہمارے دائرہ عمل سے باہر ہے مگر ہم یہ بھی برداشت نہیں کرسکتے کہ مسلمانوں کے خون کو اس قدر بے حقیقت سمجھ لیا جائے۔ کہ ہر کوئی جب ضرورت پڑے اس کو ہندو راج کے قیام کی تکمیل اور ہندو تحریکات کے فروغ کے لئے بے دریغ استعمال کرے۔ سمندر کی سطح سے گہرائی کے اسرار کا اندازہ نہیں ہوسکتا۔ اس کے لئے گہرائی کے اندر ہی اترنا پڑتا ہے۔ موجودہ کانگرسی تحریکات کے مقاصد کو معلوم کرنے کے لئے بھی اس کی گہرائیوں کا مطالعہ کرنا ضروری ہے۔ ہم مسلمانوں کو صرف اسی طرف متوجہ کرنا چاہتے ہیں

بہادر سکھوں کا عزم

مشہور سکھ اخبار "شیر خالصہ" نے اپنی ۸ رمئی کی اشاعت کے مقالہ افتتاحیہ میں سکھوں کو تحریک سول نافرمانی سے علیحدہ رہنے کی تلقین کی ہے۔ اس سلسلہ میں وہ رقمطراز ہے:-

"قومی جھنڈے میں ہندوں اور مسلمانوں کا رنگ دیا گیا ہے اور سکھوں کو اس سے بھی محروم رکھا گیا ہے یہ بھی سراسر ایک بے انصافی تھی۔ کانگرس اگر ایسا کردیتی تو کوئی بڑی بات نہ تھی مگر وہ سکھوں کو ہندوؤں اور مسلمانوں کی صف میں نہیں لانا چاہتی ...... مگر غیور سکھ قوم اس توہین کو برداشت نہیں کرسکتی۔ وہ ابھی نصف صدی کا عرصہ ہوا ہے کہ ایک حکمران قوم تھی۔ اور اب بھی جب موقع ملا حکمران ہوگی۔ غلامی سے نکل کر غلامی میں پھنسنا کوئی دانشمندی نہیں"

ہندوستان میں سکھوں کی آبادی ایک فیصدی کے قریب ہے۔ ظاہر ہے کہ اس قدر قلیل آبادی کو قومی جھنڈے میں کوئی رنگ نہیں دیا جاسکتا۔ لیکن غیور سکھ اس کو بھی اپنی توہین سمجھتے ہیں۔ اور محض اس وجہ سے ان کا ایک مقتدر اخبار ان کو تحریک سول نافرمانی سے علیحدہ رہنے کا مشورہ دے رہا ہے۔

کیا پچیس فیصدی آبادی رکھنے والی مسلمان قوم سکھوں کے اس دم خم کو دیکھ رہی ہے؟ سکھ ایک فیصدی ہونے کے باوجود محض اس وجہ سے کانگرس میں شامل نہیں ہوتے کہ قومی جھنڈے میں ان کا رنگ نہیں رکھا گیا۔ دوسری طرف ہمارے "احرار" ہیں کہ صدہا خطروں کو اپنی قوم کے سامنے دیکھتے ہوئے اور اس کے مذہبی تمدنی اقتصادی اور سیاسی حقوق کی حفاظت کا انتظام کئے بغیر اس کو سول نافرمانی کی آگ میں جھونک دینے پر اصرار کررہے ہیں۔ طرز عمل کا یہ فرق اس لئے ہے کہ سکھ ایک غیور زندہ اور منظم قوم ہے اس کے لیڈروں کو سب سے پہلے اپنی قوم کے حقوق کی حفاظت مقصود ہے۔ اور ہمارے "احرار" اپنے تئیں ان تمام باتوں سے بالاتر سمجھتے ہیں۔ مسلمانوں کی تنظیم اور ان کے حقوق کی حفاظت سے زیادہ انہیں ہنگامہ پرور تحریکات کی ترقی کا خیال رہتا ہے۔ دوسروں کے نزدیک قوم کے حقوق کی حفاظت زندگی کی اولیں شرط ہے۔ لیکن ہمارے احرار اس کو بزدلی رجعت پسندی اور خود غرضی سمجھتے ہیں کیونکہ

ہمعصر موصوف کا یہ فقرہ کہ "غیور سکھ قوم اس توہین کو کبھی برداشت نہیں کرسکتی وہ ابھی نصف صدی کا عرصہ ہوا ایک حکمران قوم تھی اور اب بھی جب موقعہ ملا حکمران ہوگی" مسلمانوں کی خاص توجہ کا مستحق ہے۔ کیا ہمسایہ اقوام کے اس قسم کے خیالات و عزائم کی موجودگی میں مسلمانوں کے سیاسی مستقبل کو محفوظ سمجھا جاسکتا ہے؟ ضرورت ہے کہ مسلمان ایک فیصدی سکھوں کے اس نعرہ مستانہ پر ٹھنڈے دل سے غور کریں۔

ہندوؤں سے شکایت

معاصر مذکور اسی اشاعت میں کانگرسی ہندوؤں سے شکایت کرتا ہوا لکھتا ہے "اب ان کو (سکھوں کو) کانگرسی لیڈروں کے وعدوں پر کوئی اعتبار نہیں رہا۔ مہاتما گاندھی نے سکھوں سے سینکڑوں وعدے کئے اور ان کو پورا نہ کیا۔ پنڈت موتی لعل نے کئی دم دلاسے دیئے اور پروا نہ کی"۔

ہندو سکھوں کو اپنی قوم کا ایک حصہ کہا کرتے ہیں۔ ویسے بھی سکھ تمدنی اور معاشرتی لحاظ سے ہندوؤں کے بہت قریب ہیں۔ ان کو شکایت ہے کہ ان سے مہاتما گاندھی اور پنڈت موتی لعل نہرو جیسے مقتدر ہندو لیڈروں نے بارہا جھوٹے وعدے کئے۔ جب ہندو لیڈر اپنی قوم کے ایک زبردست حصہ سے سینکڑوں بار وعدہ خلافی اور دھوکا کرسکتے ہیں تو وہ مسلمانوں سے جو کریں تھوڑا ہے۔ ہندو سکھوں کو اپنا بھائی کہتے ہیں۔ ان کی شکایت آپ کے سامنے ہے۔ اچھوتوں پر بھی وہ اخوت کے ڈورے ڈال رہے ہیں۔ ان بدنصیبوں پر جو گذرتی ہے اسے بھی ہر کوئی جانتا ہے۔ کیا آپ کے نزدیک ان حالات کی موجودگی میں مسلمانوں کا بغیر کسی سمجھوتے کے ہندوؤں کے ساتھ شامل ہونا قرین دانشمندی ہے؟ وطن پرستی، آزادی اور خود اعتمادی کے ہنگامہ پرور وعظ اور طول طویل چپے دار مضامین ممکن ہے بڑی چیز ہوں۔ لیکن یاد رہے کہ حالات و واقعات کی طرف سے آنکھیں بند کرلینا اور اپنے حقوق اور مستقبل کی طرف سے یکسر بے پروا ہوجانا بھی کسی لحاظ سے مفید نہیں ہوسکتا۔

کامیاب زندگی

حضرت مولانا محمد علی امیر جماعت احمدیہ لاہور تحریر فرماتے ہیں:

"چودھری غلام حیدر خاں صاحب کی فرمائش پر میں نے کتاب "کامیاب زندگی" کو کئی مقامات سے دیکھا ہے۔ کتاب کا اصل موضوع یہ ہے کہ وہ کونسی باتیں ہیں جن سے انسان اپنی زندگی کو کامیاب بنا سکتا ہے۔ اور کونسے امور ہیں جو اس ترقی کے راستہ میں حائل ہوتے ہیں۔ اور بالآخر اس کی زندگی کو ناکام بنا دیتے ہیں۔ بظاہر یہ ایک خشک سا مضمون ہے۔ مگر کتاب کا طرز بیان بہت دلچسپ ہے۔ اس کتاب میں ہر شخص کے لئے خواہ وہ زندگی کے کسی شعبہ میں کام کرتا ہو۔ تاجر ہو یا ملازم۔ سرمایہ دار ہو یا مزدور بالخصوص ان نوجوانوں کے لئے جو زندگی کی کٹھن منزل میں داخل ہورہے ہیں نہایت کارآمد باتیں ہیں۔ جو انسان کی روزمرہ زندگی میں مشعل کا کام دینے والی ہیں۔ اس کتاب میں یہ لکھا گیا ہے کہ کس طرح اچھے اخلاق اور اچھی عادات کا اثر انسان کے روزمرہ کے کاروبار پر پڑتا ہے۔ کس طرح عزم و استقلال، محنت، سچائی، دیانت، امانت، توجہ اور تندہی سے کام کرنا انسان کی دنیا کے لئے مفید ہے۔ اور پست ہمتی، تلون، سستی کاہلی، جھوٹ، بددیانتی اس کی دنیا کو برباد کرتے ہیں۔

اس کتاب کا اصل امریکہ کے ایک مشہور ماہر اقتصادیات کی انگریزی کتاب ہے۔ جس کا ترجمہ چودھری غلام حیدر خاں صاحب نے سلیس اور عام فہم اردو میں کیا ہے۔ کیا اچھا ہو اگر ہمارے نوجوان ناولوں اور دیوانوں پر اپنا وقت برباد کرنے کے بجائے اس قسم کی مفید اور کارآمد کتابوں کو اپنے مطالعہ میں رکھیں۔ جن سے ان کی زندگی سنور جائے۔ اور وہ خوشی جو چند لمحوں کے لئے وہ کسی ناول یا شعر سے حاصل کرسکتے ہیں ان کی اپنی زندگی میں ایک حقیقت بن کر ہمیشہ کے لئے ان کا ساتھ دے۔ یہ کتاب اس قابل ہے۔ کہ ہر ایک نوجوان کے ہاتھ میں ہو۔ قیمت غیر مجلد عمر مجلد ۱۲ر یہ کتاب [illegible]

آہ! بیگم صاحبہ بھوپال

بھوپال ۱۲ رمئی کی اطلاع ہے کہ علیا حضرت نواب سلطان جہاں بیگم والدہ محترمہ نواب صاحب بھوپال کی حالت آج صبح یکایک بگڑ گئی اور قبل از دوپہر حرکت قلب بند ہوجانے کی وجہ سے آپ کا انتقال ہوگیا انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحومہ کے معدہ پر عمل جراحی کیا گیا تھا۔ حالت نہایت درجہ امید افزا تھی۔ مگر آج صبح یکایک دگرگوں ہوگئی۔ انجام نہایت اطمینان سے ہوا۔ اور آخری دم اپنے پیارے فرزند نواب صاحب بھوپال کو بلوا کر ان الفاظ سے دعا اور برکت دی۔

"میں اب اس دنیا سے رخصت ہوں۔ اور تم کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتی ہوں"۔

پیغام صلح۔ ہمیں اس جانکاہ حادثہ پر اعلیحضرت نواب صاحب بھوپال سے دلی ہمدردی ہے۔ اور علیا حضرت کی وفات کو مسلمانان عالم کا ایک ناقابل تلافی نقصان سمجھتے ہیں۔ مرحومہ و مغفورہ کی خدمات دینیہ محتاج بیان نہیں۔ عالم اسلام میں مرحومہ کو ایک خاص عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ غرض

خدا بخشے بہت سی خوبیاں تھیں مرنے والی میں

آخر پر ہم نہایت عاجزی سے خدا تعالیٰ کے حضور دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ مرحومہ کو غریق رحمت کرے۔ اور پسماندگان کو صبر کی توفیق عطا فرمائے۔

وفات حسرت آیات

ہمارے سلسلہ کے بزرگ علامہ مولانا مولوی عبدالستار صاحب اطلاع دیتے ہیں کہ آپ کے والد محترم ۳۰ راپریل ۳۰ء بوقت ۱۲ بجے شب اس عالم فانی سے عالم بقا کو رحلت فرما گئے۔ یکم مئی کو مرحوم و مغفور کو نہایت عزت و شان سے سپرد خاک کیا گیا۔

ہمیں علامہ ممدوح سے اس ناقابل برداشت صدمہ میں انتہائی ہمدردی ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو غریق رحمت کرے۔ اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔

۹ رمئی کو احمدیہ بلڈنگس میں مرحوم کا غائبانہ جنازہ پڑھا گیا۔ باہر کے احباب بھی اپنی اپنی جگہ نماز جنازہ ادا کریں۔

اسسٹنٹ ایڈیٹر

جدید انگلش ٹیچر اور زبان خلق

جناب شیخ محمد حسین صاحب سب جج حصار۔ فرماتے ہیں۔ میں نے آپ سے ایک جلد جدید انگلش ٹیچر" (مصنفہ صدیق الحسن خان سابق ہیڈ ماسٹر اسلامیہ سکول شملہ) منگوائی تھی۔ میں نے اس کو بچوں کے لئے نہایت مفید پایا ہے۔ مہربانی کرکے دو کتابیں اور بذریعہ وی پی ارسال کرکے مشکور فرمائیں۔

جناب ایم غلام احمد خاں صاحب ویٹرنری کمپاؤنڈر مریدکے جدید انگلش ٹیچر سے میری علمی لیاقت میں بدرجہا ترقی ہوئی ہے اس سے پہلے میں کتنی کتابیں پڑھا کرتا تھا۔ لیکن آپ کے انگلش ٹیچر نے مجھے ان سب سے بے نیاز کردیا ہے"

ناظرین! اس کتاب کی مقبولیت کا راز اس میں ہے کہ پہلے ہی سبق سے یہ فقرے بنانا سکھاتی ہے۔ اس کے ایک ایک سبق سے فقرے بنانے کی لیاقت بڑھتی چلی جاتی ہے۔ اور تھوڑے ہی عرصہ میں انگریزی گفتگو ترجمہ اور خط و کتابت میں بہت اچھی لیاقت حاصل ہوجاتی ہے۔ قیمت صرف ڈیڑھ روپیہ علاوہ محصولڈاک۔ ملنے کا پتہ:- قمر برادرز (۹) شملہ

اگر ایک لائق اُستاد کا کام نہ دے۔ تو قیمت واپس منگوالیں

اصول پرستی

ایک مسلمان کے قلم سے

۱۲۱

جذبات کی پیروی

گزشتہ نمبر میں عرض کیا تھا کہ اگر کسی بات سے انسانی افعال میں نتیجہ مرتب ہوتا ہے تو وہ اصول پرستی ہے یہاں تک کہ غلط اصول کی پیروی بھی کوئی نہ کوئی نتیجہ پیدا کرتی ہے۔ لیکن بے اصولا پن کبھی کوئی نتیجہ نہیں لاتا۔ جب ایک انسان کے افعال سے یہ بات ظاہر ہو رہی ہے تو کوئی قوم کبھی ترقی نہیں کر سکتی جب تک وہ اصولوں کے ماتحت ہر ایک چیز کو قربان کرنا نہ سیکھ لے۔ انسان میں جتنے جذبے ہیں۔ ان کا استعمال اپنے اپنے محل اور موقعہ پر ایک خوبی ہے۔ اور یہ محل اور موقعہ شناسی تب ہی آتی ہے جب انسان کوئی اصول اپنے سامنے رکھے۔ ورنہ اگر اصول تراشے بغیر جذبات کی پیروی شروع کر دی جائے تو کوئی جذبہ خواہ کتنا اچھا کیوں نہ ہو فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔ جذبات کو اصول کے ماتحت کرنا جذبات کو قابو میں لانا اور ان کو ٹھیک راستہ پر چلانا ہی مذہب کا ایک واحد مقصد ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ جذبوں کے جوش میں آکر بعض وقت وہ کام ہو جاتے ہیں جو اس جوش کے بغیر نہیں ہوتے۔ لیکن جذبات کو جوش میں لانا تب ہی فائدہ مند ہوتا ہے جب ان کو کسی اصول کے ماتحت چلایا جائے۔ پہلے طمانیت اور سکون سے اصول تراشنے چاہئیں۔ اور اس کے بعد جب واضح ہو جائے کہ فلاں اصول اچھا ہے اس پر چلنے کے لئے جذبہ کو اپیل کرنا فائدہ مند ہوتا ہے۔ ورنہ اگر جذبات کا استعمال اصول کے ماتحت نہ کیا جائے تو نتیجہ تباہی و بربادی ہوتا ہے۔ قرآن شریف نے جذبات کی پیروی کو جب کہ وہ اصول کے ماتحت نہ ہو سب سے بڑا بت کہا ہے۔ فرمایا افرئیت من اتخذ الٰھہ ھواہ۔ کیا اس شخص کی حالت پر غور کیا ہے۔ جو اپنے جذبات کو معبود بنا لیتا ہے۔ یعنی اصولوں کو چھوڑ کر جذبات کے پیچھے اٹھ چلتا ہے۔

انسانی کمال

مذاہب میں جس قدر اختلاف خیال کیا جاتا ہے اور جو دنیا میں بڑی وجہ اس مخاصمت و مخالفت کی ہے وہ اس بات کو نہ سمجھنے سے پیدا ہوئی ہے کہ انسان کا کمال کس بات میں ہے۔ چونکہ سب انسانوں میں تمام جذبے یکساں مقدار و طاقت میں رکھے نہیں گئے اس لئے جو جذبہ کسی فرد میں تیز ہوتا ہے۔ وہ اسی کے استعمال کو کمال خیال کرتا ہے۔ اگر ایک دوسرے میں جذبہ محبت غالب ہے تو وہ ہر جگہ پر اسی جذبہ سے کام لینا سمجھتا ہے۔ ایک اور فطرتی کمزوری جو انسان کو لاحق ہے وہ یہ ہے کہ جو باتیں اس کے کسی جذبہ کو حد درجہ کی تحریک متعلق اگر کوئی سنسنی خیز واقعات انسان کے سامنے آئیں تو اس کی طبیعت فوراً متاثر ہوتی۔ اور ایک زبردست تحریک اس کے اندر پیدا ہوتی ہے۔ لیکن کمال انسانی یہ نہیں ہے کہ وہ ایک جذبہ سے متاثر ہو کر اس کی غلامی میں کوئی نمایاں کام کر دکھلائے۔ یا یہ کہ کسی دوسرے مخالف جذبہ کے ماتحت آکر وہ کسی دوسرے رنگ میں کوئی حیرت انگیز واقعات پیدا کر دے۔ بلکہ کمال انسانی محض اس بات میں مضمر ہے کہ ایک انسان تمام قسم کے جذبوں کا مالک ہوتا ہوا ان سب کو اپنے اپنے محل و موقعہ اور مناسب مقدار و خوراک میں استعمال کرے۔ مقصد انسان کا اصلاح خلق انسانی ہونا چاہئے نہ یہ کہ وہ اپنے جذبوں کے اتباع میں بلا سوچے سمجھے اور بغیر کسی اصول وضع کئے کے چلا جائے۔

سب سے بڑا شرک

میرا خیال ہے کہ دنیا میں سب سے بڑا معبود جو توڑنے کے لائق ہے وہ انسان کے اپنے اندر موجود ہے اور اپنے جذبوں کی اتباع ہے یہ نہ سمجھ لینا چاہئے کہ اس تمام بحث سے یہ نتیجہ نکلا کہ انسانی جذبات گندی اور لعنت کی شئے ہیں۔ بلکہ ٹھیک بات یہ ہے کہ تمام انسانی افعال کے محرک اس کے جذبات ہی ہیں۔ جو بھی افعال ہم سے سرزد ہوں خواہ ان کو ہم نیک سمجھیں یا بُرا۔ وہ سب جذبات کے متحرک ہونے سے ہی پیدا ہوتے ہیں۔ پس یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ جذبات کا کلیتہً نکال دینا یا ایک انسان کا ان سے معرا ہو جانا کوئی کمال ہے جیسا یہ غلط خیال جاگزیں ہو گیا ہے کہ جذبات کے اتباع میں ہی انسان کی نجات ہے۔ بلکہ صحیح اعتدال کا راستہ یہ ہے کہ ایک انسان تمام جذبات کا مالک ہو۔ وہ ان جذبات کے استعمال پر اس قدر قدرت رکھتا ہو کہ اگر مثلاً اس کے جذبۂ غصہ کو انتہائی تحریک دلائی جائے۔ لیکن وہ یہ سمجھتا ہو کہ اس موقعے پر غصے کا استعمال کرنا غلط ہے۔ تو وہ اس تحریک سے متاثر ہو کر غصے کا غلام نہ بن جائے وہ جذبہ کو اس لئے استعمال نہ کرتا ہو کہ جذبے کو تحریک ہوتی ہے اور وہ اس تحریک کو دبا نہیں سکتا۔ بلکہ وہ کسی جذبے کو محض اس وجہ سے استعمال کرتا ہو کہ اس کی اس وقت ضرورت ہے۔ اس کے استعمال سے اس موقعہ پر بنی نوع کو فائدہ پہنچتا ہے۔ لیکن یہ مقام تب ہی حاصل ہوتا ہے جب انسان نے اپنے اندر سے سب سے بڑے بت کو یعنی جذبات سے متاثر ہو کر ان کے ماتحت کام کرنے کو توڑ پھینکا ہو۔ وہ اپنے آپ کا خود مالک ہو گیا ہو۔ یا اس کو دوسرے لفظوں میں یوں کہہ سکتے ہیں کہ اس کے دل پر کسی جذبے کا تسلط نہ رہا ہو۔ ہاں مگر اس کا دل ان جذبات سے خالی بھی نہ ہو گیا ہو۔ بلکہ تمام جذبے اس کے اندر پوری قوت و طاقت کے ساتھ موجود ہوں۔ مگر وہ صرف خدا کے حکم کے ماتحت تحریک میں آسکتے ہوں۔ ان پر اگر کوئی حکمران ہو تو وہ اطاعت الٰہی کا جوش ہی ہو۔ جب یہ مقام حاصل ہو جائے۔ تو کہہ سکتے ہیں کہ کسی شخص نے اسلامی توحید کو پا لیا۔

مسلمانوں کا سب سے بڑا عیب

آج مسلمان قوم کا سب سے بڑا عیب ان کی قوم کے سامنے کسی اصول کا نہ ہونا ہے۔ کبھی ایک کام ان کے سامنے آتا ہے وہ ان کو اچھا دکھائی دیتا ہے۔ اس کو کرنے دوڑتے ہیں۔ کبھی دوسری طرف ہوا کا رخ چلتا ہے تو پھر قوم دوسرے جذبے کے ماتحت اس کی پیروی کرنے لگ جاتی ہے۔ کبھی ایک بات میں قوت کو ضائع کیا جاتا ہے۔ پھر چند روز بعد وہ چھوڑ کر دوسری بات پکڑ لی جاتی ہے۔ چند دنوں کے بعد ایک تیسری شئے کو۔ غرض کہ کسی بات پر قرار نہیں۔ جس بات میں جذبات کو اپیل ہو۔ جس شئے میں جذبات کو بھڑکایا جائے۔ سب سے بڑی دلچسپی لینے والے اس میں مسلمان ہوں گے۔ اگر کہیں مشاعرہ ہو۔ تو مسلمان ان میں سب سے زیادہ حصہ لیں گے۔ کیوں! اس لئے کہ اس میں ایک جذبہ کو جوش آتا ہے۔ اگر کسی جگہ لڑائی جھگڑا کا معاملہ ہو۔ تو وہاں مسلمان سب سے پہلے موجود ہوگا۔ غرضکہ اگر مسلمان کو کوئی سنتر جوش دلاتی ہے تو وہ جذبہ کے ماتحت کام کرتا۔ اگر اس سے یہ کہا جائے کہ قوم کی تعمیر کوئی کام ہے تو اس کی طبیعت اس کر گھبراتی ہے۔ وہ محنت نہیں کر سکتا۔ اصول پر چلنا ایک سخت محنت چاہتا ہے۔ وہ تعمیری کام نہیں کرنا چاہتا۔ کیونکہ اس سے نفس پر ایک جبر کرنا پڑتا ہے۔ وہ ایک عمدہ اصول کو ہاتھ میں لے کر اس پر برسوں چل نہیں سکتا۔ کیونکہ اس میں اسے بہت سے جذبات کو ماتحت کرنا پڑتا ہے۔ اور جذبات کو ماتحت کرنا ہی سب سے دشوار امر ہے۔

پیر پرستی

جو کچھ مسلمان کرتا ہے وہ جذبات کا ایک رنگ رکھتا ہے مسلمان خرچ بھی کرتا ہے۔ مگر اسی جگہ پر جہاں اس کا کوئی جذبہ حرکت میں آئے۔ خواہ وہ عقل کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔ پیر پرستی کیا شئے ہے اور اس پر مسلمان کیوں اس قدر مال و دولت ضائع کر دیتے ہیں۔ محض ایک جذبہ کی پیروی کا کرشمہ ہے۔ خواہ ایک پیر خلاف شرع افعال کھلم کھلا کرتا ہے۔ خواہ وہ کوئی اور رشد کی بات نہ بتلائے۔ لیکن ایک جذبہ کے ماتحت ایک مسلمان اس کو اپنی عزت اور اپنا مال سپرد کر دیتا ہے۔ پیر پرستی کے جذبے کے ماتحت وہ کسی عقل کی بات کو سننے کے لئے تیار نہیں۔ اس سے کتنا متر مارس۔ اس کو دلائل دیں لیکن اس کی سمجھ میں کچھ نہیں آتا۔ اس لئے کہ اس کا دماغ ایک جذبہ کے ماتحت آگیا ہوا ہے۔ پھر اگر ایک مسلمان کو پیر پرستی سے نفرت ہوتی ہے۔ تو وہ آزادی رائے کے جذبہ کے ماتحت کام کرتا ہے۔

آزادی رائے

جیسا کہ کسی شخص کی پیروی نیک کام میں ایک اچھی بات ہے۔ اسی طرح آزادی رائے بھی جب وہ کسی اصول کے ماتحت ہو نہایت اچھی شئے ہے۔ لیکن جس طرح اس جذبہ تقلید کو مسلمان ایک مذاہب نکردہ رنگ دیکر پیر پرست بن جاتا ہے اسی طرح آزادی رائے کے جذبہ کو ایک مسلمان نہایت ہی [illegible] کوئی وجہ

وہ ایک جذبے کو چھوڑتا ہے تو دوسرے کے پیچھے چل پڑتا ہے۔ اگر دوسرے کو چھوڑتا ہے تو ایک تیسرے جذبہ کو اپنا رہنما خیال کر بیٹھتا ہے۔ اس کے جذبات کی پیروی میں ایک لذت محسوس ہوتی ہے۔ اصول پر چلنے سے اس کو نفرت ہے۔ اصول کے پیچھے چلنے کو وہ ایک بڑا دشوار اور دور و دراز کا رستہ خیال کرتا ہے۔ اصول کی خاطر وہ اپنی ایک انگلی نہیں ہلا سکتا۔ ہاں جذبہ کے ماتحت اس کا جان و مال یا سر ہی کٹ جائے تو اس کی اسے پروا نہیں۔ سب سے بڑا کام جو مذہب کرانا چاہتا ہے جذبات کو اصول کے ماتحت کرنا ہے۔ اور سب سے مشکل مرحلہ ایک مسلمان کے لئے یہ ہے کہ وہ جذبات کو اصولوں کے ماتحت لے آئے۔ پھر آپ سمجھ سکتے ہیں کہ مسلمان کیوں ناکام و نامراد ہیں۔

جزائر فجی میں ایک سنسکرت دان مبلغ کی ضرورت

قابلِ توجہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

ستیہ جینی جی بی اے ویدک مشنری اپنے مذہب کے بہ چلد کے لئے خاص جوش اور ولولہ رکھتے ہیں اور انہوں نے ۱۲ سال وکالت کر کے اپنی باقی ماندہ زندگی کو اپنے دھرم کی اشاعت کے لئے وقف کر دیا ہے۔ انہوں نے نہ صرف ہندوستان میں اپنے مذہب کا پرچار کیا ہے بلکہ برما۔ سیام۔ جزائر فجی۔ جنوبی امریکہ ٹرینیڈاڈ۔ جاپان میں بھی سالہا سال تک کام کرتے رہے ہیں۔ اور جہاں جہاں انہوں نے کام کیا ہے۔ وہاں کے حالات بھی انہوں نے کتابی صورت میں شائع کئے ہیں۔ مجھے ان کی ایک کتاب "جزائر فجی کی یاترا" کے پڑھنے کا اتفاق ہوا ہے۔ اس کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں مسلمانوں میں بالکل بے حسی ہے۔ اور اس کے بالمقابل عیسائیت آریہ سماج اپنے پورے زور سے کام کر رہی ہے۔ آریہ سماج کے کئی ایک مناظرے بھی مولویوں سے ہو چکے ہیں۔ جن میں مولوی ان کی رپورٹ کے مطابق ناکام رہے ہیں۔ آریہ سماج کا تبلیغی کام ایک نظام کے ماتحت ہو رہا ہے۔ ہندوستان سے بھی وہاں کام کرنے کے لئے پرچارک جاتے رہتے ہیں۔ لیکن افسوس ہے کہ وہاں کے مسلمانوں کی اپیل کے باوجود یہاں کی کوئی تبلیغی انجمن آج تک کوئی مبلغ نہیں بھیج سکی۔ حالانکہ وہ تنخواہ، کرایہ آمد و رفت دینے کے لئے تیار ہیں۔ لہٰذا خاکسار کی احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور سے مؤدبانہ گذارش ہے کہ وہ وقت کی نزاکت اور ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے وہاں جلد از جلد ایک ایسے مبلغ کے بھیجنے کا بندوبست کرے جو سنسکرت دان ہو۔ نوجوان ہو۔ بیوی بچوں سے آزاد ہو۔ اور کم از کم اپنی زندگی کے تین سال وقف کر سکتا ہو۔ اس کے علاوہ جس نے عیسائیت سے بالعموم اور آریہ سماج سے بالخصوص کئی ایک کامیاب مناظرے کئے ہوئے ہوں۔ اور کافی تجربہ رکھتا ہو۔ وہاں کی مقامی انجمن نے بھی ہماری انجمن سے ایک مبلغ ایک مدرس مانگا ہے۔ اور اخراجات سفر اور تنخواہ دینے کی ذمہ داری اُس نے اپنے سر لی ہے۔

خاکسار عبد اللہ خان ٹیچر بدوملہی

مسلمان ڈاکٹر کی ضرورت

بنگال کی ایک کمپنی کو ایک مسلمان سب اسسٹنٹ سرجن کی ضرورت ہے۔ تنخواہ ابتدائی ۵۵ روپے ماہوار معہ مفت مکان رہائشی کے۔ ورنہ دس فیصدی تنخواہ پر کرایہ دیا جائے گا۔

درخواستیں معہ نقول سسندات و عمر وغیرہ بہت جلد بھیجی جائیں۔ ۲۰ جون سے پہلے

درخواستوں کا سرنامہ خالی چھوڑ دیا جائے۔ اور اس اشتہار کا اس میں ذکر نہ ہو۔

محمد منظور الٰہی
آنریری جائنٹ سیکرٹری
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

بقیہ شذرات

جاری ہے۔ کیونکہ اس کے بغیر اور کوئی چارہ نہیں ہے۔

"الفضل نے بھی اس مضمون پر مختصر الفاظ میں اظہار رائے کیا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:۔

"غیر مبائعین کا سب سے بڑا مقصد حضرت امام جماعت احمدیہ اور آپ کی جماعت کی مخالفت کرنا سمجھتے ہیں۔ اور اس وجہ سے ہر بات میں خواہ ان سے تعلق رکھتی ہو یا نہ ٹانگ اڑاتے رہتے ہیں۔"

مندرجہ بالا الفاظ پڑھ کر یہ ماننا پڑتا ہے کہ فاضل مضمون نگار نے اپنے والانامہ میں "الفضل" کی تحریروں کی نسبت جو رائے ظاہر فرمائی ہے وہ بالکل درست ہے۔

آخر پر ہم جناب سید عبدالمجید صاحب کا شکریہ ادا کرتے ہوئے ان کو یقین دلانا چاہتے ہیں کہ ہماری تحریروں کی وجہ تعصب یا عناد بالکل نہیں۔ ہم اصولی طور پر اس بحث کو اختتام تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ انشاء اللہ ہماری طرف سے ضابطہ اخلاق کی خلاف ورزی ہرگز نہ ہوگی۔ اگر کبھی فرائض بعض تلخ حقائق کو بے نقاب کرنے پر مجبور کردیں تو ہمیں معذور سمجھا جائے۔

دعا ہے کہ خدا ہماری نیتوں اور ارادوں کو بغض عناد کے مغاسنت سے پاک رکھے۔ اور ہماری سرگرمیاں انتقامی جذبات سے ملوث نہ ہونے پائیں۔ اور وہ سورج ہم پر طلوع نہ ہو۔ جب ہم بلا وجہ اور بلا ضرورت کسی کے خلاف اپنی زبان و قلم کو حرکت میں لائیں۔ لیکن اے خدا! تو ہمیں اس دن کے لئے کبھی زندہ رکھ۔ جب ہم باوجود طاقت کے باطل کی مخالفت اور حق کی حمایت سے باز آجائیں۔

(بقیہ نوٹ صلا)

صاحب نے ان سے غیر احمدیوں کے بارے میں صرف اس قدر دریافت کیا تھا کہ آپ لوگ دوسرے مسلمانوں کو کہ جن کے حقوق کے غم میں بظاہر حضور ہز ہولی نس دن بدن لاغر ہوتے چلے جا رہے ہیں ان کا سب سے پہلا حق یعنی مسلمان ہونا بھی عطا فرماتے ہیں یا نہیں۔ اس سیدھے سے سوال کے جواب میں مدیر الفضل الٹے اپنے آقا اور مولا کے ٹکڑوں کا حق ادا کرتے ہوئے شیخ صاحب کو وہ سنائی ہیں کہ شیخ محمد انعام الحق صاحب اس کا عوض و معاوضہ دینے سے ہمیں بھاگتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ کیوں نہ ہو۔ ان لوگوں نے اخبارات کو بھی بینک سسٹم پر چلا رکھا ہے۔ جو شخص سب سے زیادہ گالیاں جمع کرتا ہے اس کی آمدنی اور سود در سود سے میاں صاحب کے فضل و رحم کا خزانہ ان کی سعادتوں میں دن رات اضافہ کرتا رہتا ہے۔ ایڈیٹر فاروق اور مدیر "الفضل" نے تہیہ کیا ہے کہ وہ اس بنک میں اس قدر دولت جمع کر جائیں کہ سات پشتوں تک کام آئے۔ ورنہ کوئی وجہ نہیں ہو سکتی کہ ایک مدیر اخبار ایک معمولی سا سوال سن کر اس قدر حواس باختہ ہو جائے کہ اس کے جواب میں کوئی دور کی نسبت بھی پیدا نہ ہو سکے۔ قارئین کرام کی دلچسپی کے لئے اس سوال اور اس کے جوابات آمنے سامنے رکھ کر محمودی ڈاکٹروں سے ہی "الفضل کی دماغی کیفیت کے متعلق فیصلہ چاہتے ہیں۔

سوال	جواب
جماعت قادیان اور اس کے امام محترم غیر قادیانی مسلمانوں کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں۔ تو پھر تحفظ حقوق مسلمین کی سرگرمیوں کا کیا مطلب ہے	(۱) شیخ انعام الحق مرتد ہو گیا تھا۔
	(۲) اس وقت اسلام اور بانیٔ اسلام کو گالیاں دیتا تھا۔
	(۳) یہ ہمارے پاس نوکری کے لئے آیا تھا۔
	(۴) ہم نے اس کو اس کا اہل نہ سمجھا۔
	(۵) اس کے دل میں خباثت بھری ہوئی ہے۔
	(۶) یہ جاہل مطلق ہے۔ وغیرہ وغیرہ

بدھ مذہب کے علماء کی تبلیغی جدوجہد

مولمین میں بدھ مذہب کی اشاعت جس خاموشی اور سرگرمی کے ساتھ کی جاری ہے اس کا اندازہ ذیل کے واقعہ سے ہو سکتا ہے۔ یہاں ایجوکیشنل کانفرنس کے ایک سفیر لکھتے ہیں:۔

مولمین میں حافظ محمد صالح صاحب نے ہمیں ایک گیارہ سالہ بنگالی زیرباری لڑکا دکھایا۔ جس کا اسلامی نام احمد بن مطیع الرحمٰن ہے۔ بچہ پانچویں جماعت برمی پاس کر چکا ہے۔ اس کو پیٹری میٹی یعنی بدھ مذہب کی دینی تعلیمی انجمن کی طرف سے تین تمغے ملے ہیں۔ ایک چاندی کا تمغہ ۱۹۲۷ء میں ملا۔ اور دو سونے کے تمغے ۲۹-۱۹۲۸ء میں ملے ہیں۔

احمد مولمین میں متواتر دو سال سے بدھ مذہب کی تعلیم میں اول نمبر پاس ہوتا چلا آرہا ہے۔

تمغہ جات کے ماسوا احمد کو پیٹری میٹی کی طرف سے دو کتابیں انعام میں بھی ملی ہیں۔ ایک گوتم بدھ کی سوانح عمری اور دوسری زینا لٹھا۔ پکانیتی جو بدھ مذہب کی معتبر و مستند قیمتی کتاب ہے۔ احمد سے جب ہم نے توحید و رسالت کے متعلق سوالات کئے تو وہ بیچارہ منہ دیکھتا رہ گیا۔ احمد کی طرح ہمیں اور بھی بہت سے بچے دکھائے گئے۔ جن کو پیٹری میٹی کی طرف سے مختلف قسم کی اشیا انعام ملی ہیں۔ حاجی عبدالرحیم صاحب متولی بنگالی مسجد نے ہم سے بیان کیا کہ تقریباً بیس مسلمان لاوارث بچیاں عیسائی مشنوں نے لے لی ہیں۔ اور بیس کے قریب بچے بھی عیسائیوں نے پالے ہیں۔

مسلمانوں کو دیکھنا چاہئے کہ کام کرنے والے کیونکر کام کرتے ہیں۔ جب تک یہی طریقے مسلمان اختیار نہیں کریں گے ان کی تبلیغی سعی و جہد کا کامیاب ہونا مشکل ہے۔

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ و دیگر بزرگان سلسلہ بدستور بخیریت اور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

— مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع ہفتہ عشرہ کے لئے ...... تشریف لے گئے ہیں۔ وہاں کی جماعت نے جلسہ سالانہ کی شمولیت کے لئے مدعو کیا تھا۔

— مولانا عصمت اللہ صاحب وزیرآباد سے واپس تشریف لے آئے ہیں۔ وہاں ان کے عرصہ قیام میں قادیانی اصحاب جگہ جگہ بحث و تبادلہ خیالات کرتے رہے۔ لیکن مولانا کے مقابلہ پر آنے کی کسی قادیانی کو جرأت نہ ہوئی۔

— مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی کی صحت پہلے سے بہتر ہے۔

— جناب مرزا یعقوب بیگ صاحب نے انگریزی اخبارات میں جو چند مضامین حالات حاضرہ کے متعلق لکھے تھے ان کو عوام اور ہر طبقہ و خیال کے اہل الرائے اصحاب نے بہت پسند کیا۔

— جناب خواجہ کمال الدین صاحب مانسہرہ (ضلع ہزارہ) کے قریب ایک گاؤں میں مقیم ہیں۔ ان کی صحت پہلے کی بہ نسبت کچھ بہتر ہے۔

— جناب سرضیاء الدین صاحب ٹیلی کلارک ای۔ بی ریلوے کلکتہ نے پانچ روپے مسٹر ممتاز احمد صاحب فاروقی کی معرفت بعد واگذاری برلن مسجد عنایت فرمائے ہیں۔ جزاک اللہ۔

اخبار پیغام صلح

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا آرگن ہے جس کا مقصد وحید تبلیغ اسلام ہے۔ اس کی توسیع اشاعت میں کوشش کرنا مبلغین اور مصلحین کی اس پاک جماعت کی رفاقت کا حاصل کرنا ہے۔ جو اقوام عالم میں اشاعت امن اور صلح کے لئے خدا کی طرف سے مامور کئے گئے ......

بقیہ صفحہ اول

تمہارے درمیان اللہ تعالیٰ کی فعلی شہادت کافی فیصلہ ہے کہ میں اپنے قول میں صادق ہوں؟ یا تم اپنی بات میں سچے ہو؟ اس کے علاوہ جس کے پاس کتاب کا علم ہے۔ وہ بھی میری صداقت کی گواہی دے گا۔ اصل انجیل اگرچہ دنیا میں موجود نہیں، تاہم روایت کے طور پر جن کتابوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بشارات منقول ہیں۔ (اور اسی بنا پر ان کو اناجیل کہا جاتا ہے)۔ ان کی شہادت اور فیصلہ بھی عیسائیوں پر حجت ہوگا۔ اس لئے عیسائیوں کو چاہئے کہ وہ اپنی اناجیل کی بنا پر ہی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پرکھ لیں۔ جب لفظ انجیل کے معنے ہی خوشخبری کے ہیں تو وہ یقیناً کسی آنے والے کی نسبت بشارت ہوگی۔ اور فی الواقعہ ہے۔ جناب مسیح اس یوم ہدایت کے لئے صرف صبح کا ستارہ ہے کہ جو عنقریب دن نکلنے کی خوشخبری دے رہا ہے۔

اس آیت میں عیسائیت کی ناقابل انکار تردید ہے

ایک اور معنی اس آیت کے یہ ہیں کہ جس طرح تورات کے بعد انجیل نے اگرچہ اس کی تصدیق کی تاہم عملی رنگ میں عہد جدید (انجیل) نے عہد عتیق کو منسوخ کر دیا۔ چنانچہ سینٹ پال کا قول ہے:۔

"پس اگلا قانون اس لئے کہ کمزور اور بے فائدہ تھا۔ کیونکہ شریعت نے کچھ کامل نہ کیا مگر ایک بہتر امید درمیان داخل ہوئی۔ جس کے وسیلے ہم خدا کے حضور پہنچتے ہیں۔"

(عبرانیوں کا خط $\frac{7}{18-19}$)

"اور جب اس نے نیا کہا تو پہلے کو پرانا ٹھہرایا۔ پردہ جو پرانا اور اونے ہے سو مٹنے کے نزدیک ہے۔"

(نامہ عبرانیوں $\frac{8}{13}$)

پہلے دانت کے بدلے دانت تھا دیکھو خروج $\frac{21}{23-25}$ مسیح نے اس کو منسوخ کرتے ہوئے کہا:۔

"تم سن چکے ہو کہا گیا آنکھ کے بدلے آنکھ اور دانت کے بدلے دانت۔ پر میں تمہیں کہتا ہوں کہ ظالم کا مقابلہ نہ کرنا۔ بلکہ جو تیرے داہنے گال پر طمانچہ مارے دوسرا بھی اس کی طرف پھیر دے۔"

(متی $\frac{5}{38-39}$)

اس قسم کی بیسیوں آیات ہیں جن میں پہلے شریعت کے عہد کو توڑ کر اس کے خلاف حکم دیا گیا ہے۔ اور اکثر موقعہ پر جناب مسیح نے توراۃ موسیٰ کے بعض قوانین کو وقتی مصلحت کے احکام بتایا۔ اور ان کے خلاف حکم دیا۔ پس اس طرح مسیح نے اپنے بعد آنے والے روح حق کے بارہ میں پیشگوئی کی۔ اے اہل انجیل کو چاہئے کہ وہ انجیل کی اندرونی شہادت کی بنا پر قرآن یا روح حق کے آنے کے بعد انجیل کو منسوخ سمجھیں۔ اصل انجیل اگرچہ دنیا میں موجود نہیں لیکن اس کی پیشگوئیاں جن کتابوں میں نقل ہوئی ہیں اور ان کے نقل کرنے والے خود عیسائی بزرگ تھے ان کو بھی چونکہ عیسائی اناجیل ہی کہتے ہیں اس لئے ان کی شہادت بھی عیسائی حضرات پر حجت ہوگی۔ (باقی باقی)

شذرات

(از شیخ محمد انعام الحق)

میلاد نمبر بغیر کسی تیاری اور اہتمام کے نکالا گیا۔ ضخامت بھی معمولی تھی۔ لیکن اس پر بھی احباب نے بہت پسند کیا۔ تنگیٔ وقت کے لحاظ سے آرڈر بھی خاصے آگئے۔ احباب کی اس ذرہ نوازی کا شکریہ۔ یہ سب حضور سرکار دوجہاںؐ کے نام پاک کی برکت ہے۔ یا ناظرین کرام کا حسن ظن۔

یہ پرچہ معمول سے بہت زیادہ تعداد میں چھپوایا گیا تھا۔ باوجود اس کے تمام فرمائشوں کی تعمیل نہ ہوسکی۔ فرمائشیں اب تک موصول ہو رہی ہیں۔ دفتر میں ایک کاپی بھی موجود نہیں ہے۔ اس لئے ہم ان کی تعمیل سے قاصر ہیں۔ ۲۷ جولائی کے پرچہ میں اطلاع دیدی گئی تھی کہ تمام آرڈر ۲ اگست تک آجانے چاہئیں۔ افسوس بعض احباب نے اس کا خیال نہ رکھا۔ ورنہ ایسی صورت پیش نہ آتی۔

چند روز ہوئے لاہور کے نیم سرکاری اخبار سول اینڈ ملٹری گزٹ نے اطلاع دی تھی کہ پھول سنگھ ڈاکو نے ٹوہانہ ضلع حصار میں فرقہ وارانہ فساد کی وجہ سے آٹھ مسلمانوں کو بندوق سے شہید کر دیا۔ مزید تحقیق کے بعد معاصر مذکور کو معلوم ہوا کہ اس ہولناک واردات کی وجہ فرقہ وارانہ جذبات نہ تھے۔ کیونکہ پھول سنگھ نے ان مسلمانوں کو شہید کرنے کے علاوہ متعدد ہندوؤں کو بھی قتل کر دیا ہے۔ ہندو روزنامہ "ملاپ" اس پر اظہار کرتا ہوا رقمطراز ہے:۔

> مسلمان اخبارات نے سول کی جھوٹی اطلاع کو الہامی چیز سمجھ کر "مسلمانوں کے خون کی ارزانی" کے عنوان دینے شروع کردئے تھے۔ وہ اب ضرور پشیمان ہوں گے۔ کہ انہوں نے ایک دشمن ہند کی بات پر اعتبار کرکے "پرائی چھاچھ پر مونچھیں منڈوانے کا مصداق" بنکر کیوں جھک ماری۔

مسلمان اخبارات پر تو "ملاپ" نے یہ بازاری پھبتی کردی لیکن اس کا اپنے برادر بزرگ "پرتاپ" کے متعلق جس نے اس ننگ انسانیت اور وحشی صفت ڈاکو کو "گئو بھگت" کا خطاب دیا تھا۔ کیا خیال ہے؟

چونکہ عرصہ دراز سے گئو ماتا کو زیادہ تر پھول سنگھ ایسے بھگت اور سورما دستیاب ہو رہے ہیں۔ اس لئے اس خبر پر مسلمان اخبارات کا بے چین ہوجانا لازمی تھا۔ انہوں نے اس اطلاع کو شائع کرنے کے علاوہ صرف یہ لکھا کہ حکومت کو پھول سنگھ کی گرفتاری اور معاملے کی تحقیقات کی طرف پوری توجہ دینی چاہئے۔ جو کسی لحاظ سے قابل اعتراض نہیں ہے۔ مگر "ملاپ" بھی یہ سوقیانہ پھبتی کہنے میں حق بجانب ہے۔ کیونکہ آریہ اخبارات کی ذہنیت ہی اسی قسم کی ہے۔ اور بازاری طرز تحریر ان کی نمایاں خصوصیت ہے۔ جس طرح ایک سانپ کے ڈسنے پر کسی کو تعجب نہیں ہوتا اسی طرح ہمیں آریہ اخبارات کی اس قسم کی اخلاق سوز حرکتوں پر حیران نہیں ہونا چاہئے۔

عرصہ دراز سے آریہ سماج کے پلیٹ فارم سے یہ آواز آرہی ہے کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا۔ نعوذ باللہ بانیٔ اسلامؐ نے اپنے عقاید کی تبلیغ بزور شمشیر کی۔ یہ غلط اعتراض ہر ایک آریہ سماجی مقرر۔ اخبار نویس اور مصنف کا تکیہ کلام ہے۔ مگر اسے جھوٹ کہا جاسکتا ہے۔ لیکن پائداری سے وہ ہمیشہ محروم ہی رہے گا۔ بہتان طرازی کی جاسکتی ہے لیکن اس کی بنیادیں کبھی بھی مضبوط نہیں ہوسکتیں۔ صداقت آخر صداقت ہے۔ کذب تھوڑے سے عرصہ کے لئے اس پر پردہ ڈال سکتا ہے لیکن غالب نہیں آسکتا۔ یہ خدائے برتر و توانا کا اٹل قانون ہے جس پر دنیا کی بڑی سے بڑی طاقت اور وسیع سے وسیع پروپیگنڈا بھی فتح نہیں پاسکتے۔

لاہور کا مشہور ہفتہ وار اخبار "آریہ گزٹ" آریہ سماج کی کالج پارٹی کا آرگن ہے۔ اور بے شمار بار اسلام اور بانیٔ اسلام پر بزعمہ شمشیر تبلیغ

مقالہ افتتاحیہ کا عنوان "دیانند کے سچے چیلے بنو" ہے۔ اس مقالہ کی چند سطریں ملاحظہ ہوں:۔

> "یہی حال اسلام کا ہے حضرت محمد صاحب کے متعلق کسی کے خیال کچھ ہوں اور خواہ کوئی انہیں نیاگ بیبیا آدمی (ترک لذات وغیرہ) میں مہاتما بدھ اور حضرت عیسےٰ مسیح کی کوئی (درجہ) دے یا نہ دے لیکن یہ ماننا پڑتا ہے کہ انہیں بھی ششش یدگیہ (قابل پیرو) ہی ملے۔ اسلام کا ابتدائی زمانہ مظالم برداشت کرنے کا زمانہ ہے اور خود حضرت محمد صاحب اور ان کے صحابہ اور ابتدائی ایام کے مسلمانوں نے مخالفین کی ہر ایک سختی اور صبر کو بڑی مستقل مزاجی سے برداشت کیا۔ اور اپنے پائے استقلال میں لغزش نہ آنے دی جس سے اسلام کی طاقت بڑھتی گئی۔ اور اس نے بھی ایک دفعہ دنیا کو ہلا دیا"

کیا اب بھی کوئی صداقت کی بے پناہ طاقت سے انکار کرسکتا ہے ؟

معلوم ہوتا ہے آجکل قادیانی جماعت اور ان کے امام محترم کار خاص میں بے حد مصروف ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کو بہت سے ایسے کاموں کیلئے کچھ بھی فرصت نہیں۔ جو اس سے قبل مسلمانوں کو پھانسنے کی خاطر گندم نما جو فروشی کے طریق پر کئے جاتے تھے۔ گذشتہ دو سال قادیانی جماعت "یوم النبی" خاص اہتمام سے مناتی رہی ہے۔ کئی ماہ قبل اس کی تیاری شروع ہوجاتی تھی۔ پوسٹر و پمفلٹ شائع ہوتے۔ "الفضل" کا خاص نمبر نکلتا۔ "امام محترم" بہ نفس نفیس ہدایات دیتے۔ مردوں اور عورتوں کے علیحدہ علیحدہ جلسے ہوتے۔ قادیانی مومن جگہ جگہ "کافر مسلمانوں" کو ان جلسوں میں شامل کرنے کی خاطر سفتوں جوتیاں چٹخاتے پھرتے۔ اس کے بعد الفضل اور بعض دوسرے اخبارات میں مبالغہ آمیز اور فرضی روئیدادیں شائع ہوتیں۔ لیکن اس سال بالکل سناٹا ہے۔

بہت سے اسلامی اخبارات و رسائل نے عید المیلاد النبی پر خاص نمبر شائع کئے جو نہ کرسکے انہوں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرۃ مبارک اور عید المیلاد النبی پر مضامین لکھے۔ لیکن قادیانی اخبار "الفضل" نے اس سلسلہ میں ایک لفظ بھی لکھنا گوارا نہ کیا۔ یہ یوم مبارک ۸ اگست کو تھا۔ اس سے قبل ۷ اگست کا پرچہ شائع ہوا۔ جو قادیان سے ۶ اگست پوسٹ کیا گیا ہے۔ اس میں حضور خلیفۃ المسیح کی صحت اور ناظر صاحبان کے دورے کے متعلق کی اطلاع قادیانی مناظر کی کامیابی کی خوشخبری، قادیانیوں کو تیار رہنے کی تاکید میں ایک طویل مضمون مذہب اور سائنس پر حضرت خلیفۃ المسیح کا لیکچر، نظارت دعوت و تبلیغ کی رپورٹ، انگریزی رسالہ کی توسیع اشاعت کی اپیل۔ خبریں، اشتہارات غرضکہ سب کچھ درج ہے۔ لیکن حضور سرکار دوجہاں کی ذات مبارک کے متعلق ایک سطر بھی نہیں۔ یہی حال عید المیلاد کے روز شائع ہونے والے پرچہ کا ہے۔ انا للہ

کیا اب بھی ہمارے اس کہنے میں کسی ہوشمند شخص کو شک ہے کہ قادیانی جماعت "یوم نبی" بعض اغراض کے حصول کی خاطر منایا کرتی تھی۔ اگر یہ غلط ہے پھر کوئی وجہ نہیں کہ اس سال قادیانی جماعت اس سلسلہ میں کچھ نہ کرتی۔ اور ان کا اخبار ایک لفظ بھی لکھنا گوارا نہ کرتا۔

آج کل اسلام اور بانیٔ اسلام کی ذات مبارک پر چاروں طرف سے حملے کئے جارہے ہیں۔ مدافعت کی زبردست ضرورت محسوس ہو رہی ہے۔ اس سے قبل تو درد مند مسلمانوں کو اپنی قوم کی غفلت اور بے حسی کا رونا تھا۔ لیکن اب اس نامراد قوم میں سے ایک ایسی تکفیر نواز جماعت پیدا ہوگئی ہے۔ جو سرکار دوجہاں کے چالیس کروڑ غلاموں کو محض اپنے امام کی بات رکھنے کی خاطر کافر کہہ رہی ہے۔ اور

کے حصول کا سامان کر رہی ہے۔ کوئی ہے جو اس مار آستین کی تباہیوں اور غلط کاریوں پر ماتم کرے ؟

گذشتہ ہفتہ "الفضل" نے پھر ہم پر عنایت فرمائی ہے۔ اس کا شکریہ۔ میلاد نمبر کی تیاری اور علالت کی وجہ سے اس کی طرف متوجہ نہ ہوسکے۔ بشرط خیریت آئندہ اشاعت میں کچھ عرض کیا جائے گا اس چند روز کی خاموشی کی وجہ مصروفیت و علالت ہے۔ قادیانی احباب کو ہماری وفاداری پر شک نہ کرنا چاہئے ہم ان کی خدمت سے ہرگز ہرگز ہاتھ نہیں اٹھائیں گے۔

"پرکاش" اور "نگار"

"نگار" ایک ماہوار ادبی رسالہ ہے۔ جس کے ایڈیٹر اور نامہ نگار ضرورت سے زیادہ آزاد ہیں۔ اسی آزادی میں کہیں یہ بھی لکھ گئے کہ اسلام عالمگیر مذہب ہے۔ تو ہم عرب کی رسوم کی پابندی کیوں کریں۔ کیوں وضو کریں۔ کیوں غسل جنابت کریں۔ اس پر آریہ اخبار "پرکاش" نے کمال خوشی کا اظہار کیا ہے۔ اس کا خیال ہے کہ تعلیم یافتہ مسلمان اسلام میں ترمیم کرنا چاہتے ہیں۔

"پرکاش" کو واضح ہو

کہ نگار آزاد پارٹی کے سرغنہ دراصل لالہ لاجپت رائے ہیں جنہوں نے ولایت سے آکر اعلان کردیا تھا کہ

مجھے ویدوں پر وشواش (یقین) نہیں رہا

اس وقت پرکاش نے لالہ صاحب موصوف پر جس غیظ و غضب کا اظہار کیا تھا وہ اسے یاد کرلینا چاہئے۔ بس وہی کافی ہے۔

(اہلحدیث)

مُسلم شماری

کیلئے پہلا قدم

مسلم شماری سنت نبوی ہے۔ صحیح حدیثوں سے ثابت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے صحابہ نے ایمان لانے والے مسلمانوں کا نام ایک رجسٹر میں درج فرمایا تھا۔ یہ ایک قابل عمل اور نہایت ضروری سنت ہے۔ ہندوستان میں کتنے کلمہ گو مسلمان ہیں؟ ہمیں صحیح طور پر معلوم نہیں لہذا:۔

جمعیتہ مرکزیہ تبلیغ الاسلام انبالہ شہر کی ہدایات پر عمل کرو

(۱) جس جگہ کوئی تبلیغی انجمن قائم نہ ہو۔ وہاں جلد سے جلد انجمن قائم کرو۔ اور اس کی اطلاع جمعیتہ مرکزیہ تبلیغ الاسلام انبالہ شہر کو دو۔

(۲) چندہ داروں کے نام بھی لکھوا ہے اپنے حلقہ اثر میں مسلم شماری کی ضرورت اور اہمیت بتاؤ۔

(۳) مفصل ہدایات مرکزی دفتر سے طلب کرو۔

جب تک مرکزی دفتر سے ہدایات ملیں بیکار مت بیٹھو اور ایک ایک گھنٹہ اپنے قصبہ اور گاؤں کا گشت کرو۔ اور اس خاص کام کے لئے چندہ جمع کرکر بنام

سید غلام بھیک نیرنگ معتمد عمومی جمعیتہ مرکزیہ تبلیغ الاسلام انبالہ شہر روانہ کرو

داعی الی الخیر

محمد عبد الحی عفا عنہ ناظم تبلیغ جمعیتہ تبلیغ الاسلام

صوبجات متحدہ شہر آگرہ

جہلم میں چار عظیم الشان لیکچر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام جہلم کے سالانہ جلسہ کے حالات قبل ازیں "پیغام صلح" میں شائع ہو چکے ہیں۔ جہلم کی پبلک ہمارے لیکچروں سے اس قدر محظوظ ہوئی۔ کہ دوبارہ لیکچر کے انتظام کے لئے ہمیں پے درپے تحریک کی گئی۔ آخر پبلک کے حد سے زیادہ بڑھے ہوئے اشتیاق کو دیکھ کر ہم نے جناب مولانا محمد عصمت اللہ صاحب و جناب مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع کو بذریعہ تار جہلم تشریف لانے کی تکلیف دی۔ ان دونوں حضرات کی تشریف آوری پر لیکچروں کا انتظام کیا گیا۔

۱۲ اپریل کی شب کو ساڑھے آٹھ بجے جناب مولانا محمد عصمت اللہ صاحب نے "ختم نبوت بروئے قرآن شریف" کے عنوان سے ایک بصیرت افروز لیکچر دیا۔ اس لیکچر میں آپ نے اپنے مخصوص انداز میں قرآن شریف سے ثابت کیا۔ کہ محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت ختم ہو چکی ہے اور آنحضور کے بعد نہ نیا نبی آسکتا ہے۔ نہ پرانا۔ یہ لیکچر پورے دو گھنٹے جاری رہا۔ اور لوگوں نے نہایت دلچسپی سے سنا۔

۱۳ اپریل کی شب کو ساڑھے آٹھ بجے جناب مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع نے حضرت مرزا صاحب کے دعویٰ پر ایک مفصل لیکچر دیا۔ آپ نے حضرت مرزا صاحب کی کتب اور تحریرات سے بحث کرتے ہوئے حضرت صاحب کے اصل دعویٰ کو نہایت فصاحت سے پیش کیا۔ اور قادیانیوں کے اعتراضات کا دندان شکن جواب دیا۔ خاتمہ پر آپ نے حضرت مرزا صاحب کی کتب سے چند معیار نبوت پیش کئے۔ اور فرمایا کہ ان معیاروں پر جو خود حضرت صاحب نے لکھے ہیں۔ اگر کوئی شخص حضرت مرزا صاحب کو نبی ثابت کر دے تو میں انہیں مان لینے پر تیار ہوں۔ ان معیارات کو سن کر لوگوں پر ایک خاص اثر ہوا۔ اور ہر ایک آدمی سمجھ گیا کہ ان معیارات پر حضرت مرزا صاحب ہرگز ہرگز نبی نہیں ہو سکتے۔ لیکچر ختم ہونے پر قادیانیوں نے کچھ گڑبڑ کرنی چاہی۔ مگر ناکام رہے ایک قادیانی نے ایک سوال بھی کیا۔ جس کا جواب اُسے دیدیا گیا۔ مگر کسی قادیانی کو یہ توفیق نصیب نہ ہوئی کہ ہمارے لیکچرار کے بیان کردہ معیاراتِ نبوت (جو خود حضرت مسیح موعود نے لکھے ہیں) کو لے کر ان پر حضرت مرزا صاحب کی نبوت کو پرکھ کر دکھا دیتا۔ یہ لیکچر بھی نہایت خیر و خوبی اور کامیابی سے ختم ہوا۔

۱۴ اپریل کو بارش ہو گئی۔ اس لئے کوئی لیکچر نہ ہوا۔

۱۵ اپریل کو پبلک نے ویدک دہرم اور اسلام پر کچھ سننا چاہا۔ چنانچہ شب کو جناب مرزا مظفر بیگ ساطع نے "ویدک دہرم اور اسلام" پر ایک نہایت ہی جامع مدلل اور دلنشیں لیکچر دیا لوگوں کی یہ حالت تھی کہ بت بنے ہوئے تھے۔ اور مسحور نظر آتے تھے۔ کئی لوگوں پر رقت کا عالم طاری تھا۔ مسلمان چھوڑ خود ہندو حضرات بھی بے حد متاثر تھے۔ پبلک کی طرف سے بار بار تحسین و آفرین کی صدائیں بلند ہوتی تھیں اور ایک عجیب سماں نظر آرہا تھا۔ آخر شب کے گیارہ بجے لیکچر ختم ہوا۔ دوسرے روز شہر کے بچہ بچہ کی زبان پر اس لیکچر کا چرچا تھا۔ حتیٰ کہ ہماری جماعت سے انتہائی بغض رکھنے والوں نے بھی ہمیں مبارکباد پیش کی اور بے حد تعریف کی ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔

اس لیکچر کے بعد ہمارے مبلغین کا پروگرام واپس لاہور جانے کا تھا۔ مگر پبلک نے اصرار کیا۔ کہ جناب مولانا محمد عصمت اللہ صاحب کا ایک لیکچر اور ہونا چاہئے۔ چنانچہ پبلک کے اشتیاق کو مدنظر رکھتے ہوئے جناب مولانا محمد عصمت اللہ صاحب نے ۱۶ اپریل کی شب کو "قرآن اور وید" پر ایک نہایت دلچسپ لیکچر دیا۔ اور قرآن شریف کی تعلیمات کا ویدوں کی تعلیم سے مقابلہ کر کے بتلایا کہ آج دنیا کس مذہب کے جھنڈے تلے آکر اطمینان حاصل کر سکتی ہے۔ آپ نے مختلف طریقوں سے قرآن شریف کی عظمت کو بیان فرمایا۔ جس کو لوگوں نے بے حد پسند کیا۔ اور کھلے دل سے داد دی۔ آخر یہ پُر لطف لیکچر مسلمانوں کو تلقین اتحاد اور دعا پر ختم ہوا۔ ان ایام میں اتفاقاً آریہ سماج کا سالانہ جلسہ بھی ہو رہا تھا۔ آریوں کو مناظرہ کے لئے چٹھی لکھی گئی۔ مگر سہ

"نقارہ دہرم کا بجتا ہے آئے جس کا جی چاہے
صداقت وید اقدس آزمائے جس کا جی چاہے"

کی آواز بلند کرنے والوں کو مقابلہ کی ہمت نہ ہوئی۔ اور مناظرہ سے تحریری طور پر انکار کر دیا۔ ادھر قادیانی جماعت بھی بہت جوش میں تھی۔ مگر چند خطوط لکھ کر رہ گئی۔ اور ہمارے آخری خط کا جواب نہ دے سکی۔ اور یوں میدان مناظرہ سے عملی طور پر پیٹھ دکھا گئی۔

فالحمد للہ علیٰ ذالک

خاکسار عبد العزیز

منقولات

بہائی مذہب اور اتحاد مذاہب

مذہبی بے اطمینانی نے اہل یورپ کو مشرقی مذاہب کی طرف شدّت سے متوجہ کر دیا ہے اور اب وہ ان کے اندر اپنی روحانی طمانیت کا سامان ڈھونڈ رہے ہیں۔ بالخصوص جدید مشرقی مذاہب کے ساتھ ان کو اور بھی زیادہ دلچسپی ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ بہائی مذہب کے ساتھ جو مشرقی مذاہب میں ایک جدید مذہب ہے ان کو بہت زیادہ شغف پیدا ہو گیا ہے۔ مصر کے ایک صاحب نظر نے اہل یورپ کی اسی دلچسپی کے سلسلہ میں اپنا ایک نہایت دلچسپ ذاتی واقعہ بیان کیا ہے۔ جس سے بہائی مذہب کے بعض نظریات و معتقدات کا پتہ چلتا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ "دس سال سے زیادہ کا زمانہ گذرا کہ میں نے مذہبی تحقیقات و مطالعہ کی ابتدا کی اور رفتہ رفتہ یہ ذوق اس قدر بڑھا کہ دوست و احباب کی ملاقات کا کوئی موقع اس دلچسپ بحث سے خالی نہ جاتا تھا۔ اسی زمانے میں ایک بار میں نے اسکندریہ کا سفر کیا۔ اور وہاں ایک شخص سے میرے دوستانہ تعلقات قائم ہو گئے۔ جو میرا ہم مذاق تھا اور اس حیثیت سے عباس عبد البہا کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا۔ اور قریب قریب انہیں کا ہم عقیدہ ہو گیا تھا۔ اس نے مجھ کو بھی ان کی ملاقات کی ترغیب دی اور کہا کہ "تم جس قسم کے مذہبی مباحث کی جستجو کتابوں میں کرنا چاہتے ہو ان کا مشاہدہ خود اپنی آنکھوں سے کر لوگے۔ میں اس وقت تک ایران کے جدید پیغمبر "عبد البہا" سے واقف نہ تھا۔ لیکن جب میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا تو وہ مجھ کو ایک نہایت باوقار بزرگ معلوم ہوئے۔ جن کے چہرے زہد و تقشف سے زیادہ علم و تجربہ کے آثار نمایاں تھے۔ ان کے کمرے میں ایک منشی ایک کرسی پر الگ بیٹھا ہوا تھا۔ جس سے وہ ایک خط لکھوا رہے تھے۔ اور اس کی نسبت بعد کو معلوم ہوا کہ وہ ترکی وزیر جنگ شوکت پاشا کے نام تھا۔ انہوں نے پہلے ہم کو اشارے سے بیٹھنے کو کہا اور جب خط لکھوا کر فارغ ہوئے تو ہمارے لئے ایک نہایت دولت مند ایرانی رئیس چائے لایا۔ اور جب تک ہم چائے پیتے رہے نہایت خشوع و خضوع کے ساتھ کھڑا رہا۔ اس کے بعد اس نے چائے کی پیالیاں اُٹھائیں اور ادب سے اُلٹے پاؤں واپس گیا تاکہ عبد البہا کی طرف پشت نہ ہونے پائے۔ اس وقت کسی قدر ترشح ہو رہا تھا اس کے بعد نصف گھنٹہ تک خوب بارش ہوئی۔ پھر آسمان صاف ہو گیا۔ اس حالت میں ہم لوگ ایک بند کمرے میں بیٹھے ہوئے شیشے کی کھڑکیوں سے گھر کے باغ کا جس کے درختوں کے ساتھ ہوائیں چہل کر رہی تھیں۔ نظارہ کر رہے تھے۔ اور اُن کی شادابی اور تروتازگی کو دیکھ رہے تھے۔ عبد البہا نے بھی ان درختوں کو دیر تک دیکھا پھر ہماری طرف متوجہ ہوئے۔ اور ہم کو یہ معلوم ہوا کہ وہ ایک گہری نیند سے بیدار ہوئے ہیں یا خود ہم کو ایک گہری نیند سے بیدار کر رہے ہیں۔ پھر انہوں نے فرمایا۔

سُبحان اللہ! ہر چیز کو اس کی روزی مل جاتی ہے۔ جہاں درخت ہوتے ہیں وہاں پانی برس ہی جاتا ہے۔ لیکن میں نے کہا: یا یہ کہ جہاں بارش ہوتی ہے۔ وہاں درخت اُگ ہی جاتے ہیں۔

اب انہوں نے میری طرف بغور دیکھ کر فرمایا
"ایسا بھی ہو سکتا ہے"

میں نے کہا "تو ان دونوں باتوں میں سے کون سی بات صحیح ہے؟"

انہوں نے ایک نہایت باوقار ترنم ریز لہجے میں فرمایا:۔
"دونوں باتیں قریب قریب ایک ہی ہیں۔ اور دونوں یکساں طور پر صحیح ہیں"

اس کے بعد تھوڑی دیر تک خاموش رہے۔ پھر فرمایا:۔
"ہم صرف اُس نقطہ اتحاد کو دیکھتے ہیں جہاں دو باتوں میں اتفاق ہوتا ہے اس نقطہ کو نہیں دیکھتے جہاں سے ان کے اختلافات کی سرحد شروع ہو جاتی ہے۔ اس لئے دو باتیں گو وہ کتنی ہی مختلف ہوں ہم کو باہم مربوط نظر آتی ہیں۔

اس کے بعد وہ اسی ترنم ریز لہجے میں بار بار اسی بات کو دہراتے رہے۔ پھر فرمایا:۔
"لوگوں کے درمیان بہت سے اختلافات ہیں۔ جن میں یکسانی اتفاق پیدا ہو سکتا ہے۔ کیا تمام مذاہب کا سرچشمہ ایک نہیں؟ کیا تمام قومیں متحد الاصل نہیں ہیں؟ بایں ہمہ لوگوں کے درمیان اختلافات ہیں لیکن کیوں؟ اس لئے کہ ان کو متفق ہونے کا طریقہ معلوم نہیں۔

"میں نے اس موقع سے فائدہ اٹھا کر ان کی خدمت میں اپنی جدید کتاب "خلاصۃ الیومیۃ" پیش کی جو چند ہی ہفتہ پیشتر چھپی تھی۔ اور میں نے اس کے پہلے ہی صفحے میں عام انسانی شیرازہ بندی کے متعلق لکھا تھا کہ:۔

> تمدنی ترقیاں تمام دنیا کے ساتھ انسان کا تعلق پیدا کرا رہی ہیں اور وطنی حد بندیاں اب عنقریب ٹوٹ جائینگی۔ اور زمین تمام نوع انسان کا عام وطن ہو جائے گی۔ یہ اقتصادی ہلچل جو جلب منفعت کے لئے دور دراز قوموں میں روابط پیدا کر رہی ہے۔ ایک دن لوگوں کے مصالح عامہ میں اتحاد پیدا کر دیگی اور اس طرح جنگ کا خاتمہ ہو جائے گا۔ اور ہر طرف امن و امان کا پھریرا اُڑنے لگیگا"

میں نے ان کے ہاتھ میں کتاب دی تو اسی فقرے کی طرف ان کی توجہ مبذول کرائی۔ انہوں نے اس حقیر علمی ہدیہ کو بخوشی قبول فرمایا اور اس فقرے کو بغور پڑھ کر بولے:۔
"انشاء اللہ انشاء اللہ آپ نے خوب لکھا" "آپ نے خوب لکھا"۔
لیکن جب ان کو معلوم ہوا کہ اس وقت مجھ کو اقتصادیات کے ساتھ خاص دلچسپی ہے تو فرمایا:۔
"لیکن اس وقت دنیا مادیات کے نشے میں چور ہے حالانکہ امن و امان کا راستہ روح کے اندر سے نکلتا ہے۔ دنیا صرف دو بازوؤں سے اڑ سکتی ہے' ایک مادہ کا بازو اور دوسرا روح کا بازو لیکن وہ اس وقت صرف ایک بازو سے اڑ رہی ہے۔ اور اس کا دوسرا بازو ٹوٹا ہوا ہے۔ اس لئے دنیا دو حصوں میں منقسم ہو گئی ہے۔ لیکن جب تک اس کے مادی اور روحانی مقاصد میں اتفاق نہ ہوگا وہ اپنے ذروۂ کمال تک نہیں پہنچ سکتی۔ بلکہ اگر موجودہ روش پر چلتی رہی تو سخت مصیبت کا سامنا ہوگا جس سے خدا ہم دونوں کو محفوظ رکھے"۔

یہ واقعہ عالمگیر جنگ سے دو سال پیشتر کا ہے۔ اس کے بعد میں نے چند مہینے عبابیہ میں قیام کیا اور دوران قیام میں اپنے بعض احباب کے ساتھ ایک ایرانی حلوا فروش کی دوکان پر جایا کرتا تھا۔ جس کو ہم لوگ فیلسوف کہا کرتے تھے۔ کیونکہ وہ فلسفیانہ زندگی بسر کرتا تھا۔ اور مذاہب و سیاسیات کے متعلق عالمانہ اور ماہرانہ گفتگو کیا کرتا تھا۔ ایک دن جب میں نے اس سے بھی اُسی قسم کی باتیں سنیں جس قسم کی باتیں عبد البہا سے سُنی تھیں تو اس سے دریافت کیا کہ کیا تم بہائی ہو اس نے اثبات میں جواب دیا۔ میں نے کہا کہ
"تم نے یہ باتیں خود عبد البہا سے سُنی ہیں؟ اس نے کہا
"ہاں اور یہ پیشین گوئی پوری ہو کر رہے گی"
عباس عبد البہا بھی اپنے مخاطبین کو اسی مصیبت عظمیٰ سے ڈرایا کرتے تھے۔ اور ان کے اتباع اس پیشین گوئی کی صداقت پر یقین کامل رکھتے ہیں۔
(معارف)

صداقت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

(از جناب شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی مبلغ اسلام)

گذشتہ سے پیوستہ

گذشتہ اشاعت میں میں نے گرنتھ صاحب کی اس پیشگوئی کا ذکر کیا تھا جس میں نہکلنک اوتار کے لئے سورج اور چاند کے نشان دکھانے کا ذکر تھا۔ وہ کونسا زبردست نشان ہے جو سورج اور چاند نے اس عظیم الشان مصلح کی تائید و صداقت کے لئے دکھانا تھا۔ اس کا ذکر سنن دار قطنی و حجج الکرامہ وغیرہ کتب میں بایں الفاظ موجود ہے۔

عن محمد ابن علی قال ان لمھدینا اٰیتین لم تکونا منذ خلق السمٰوات والارض ینکسف القمر لاول لیلۃ من رمضان و ینکسف الشمس فی النصف منہ

یعنی ظہور امام مہدی علیہ السلام کے لئے اللہ تعالیٰ نے دو نشان تبلائے ہیں۔ وہ یہ کہ رمضان کے مہینہ میں ۱۳ر تاریخ کو چاند کو اور ۲۸ تاریخ کو سورج کو گرہن لگے گا۔

گرہن تو ہمیشہ دنیا میں لگتے رہتے ہیں۔ بہت ممکن ہے کہ رمضان ہی میں دو گرہن کبھی لگے ہوں۔ یا آئندہ لگیں۔ اس لئے ان نشان کے گرہنوں کو خاص طور پر ممیز کر دیا۔ کہ جب سے کائنات بنی ہے ان تاریخوں میں گرہن اس طرح کبھی نہیں لگے۔ علم جوتش کے جاننے والے اس بات کو اچھی طرح سے جانتے ہیں کہ قوانین قدرت میں چاند و سورج کے گرہن کے متعلق یہ اصول ہے کہ چاند کو قمری مہینہ کی ۱۳۔۱۴۔۱۵ کو اور سورج کو قمری مہینہ کی ۲۷۔۲۸۔۲۹ تاریخوں میں گرہن لگا کرتا ہے اور یہی اصول ہے کہ اگر چاند کو گرہن کی تاریخوں میں سے پہلی تاریخ یعنی ۱۳ کو گرہن لگے تو سورج کی بھی گرہن کی پہلی تاریخ یعنی ۲۷ کو گرہن لگیگا۔ اگر چاند کو درمیانی تاریخ ۱۴ کو گرہن لگے تو سورج کو بھی درمیانی تاریخ یعنی ۲۸ کو گرہن لگے گا۔ اسی طرح اگر چاند کو آخری تاریخ ۱۵ کو گرہن لگے تو سورج کو لازماً آخری تاریخ یعنی ۲۹ کو گرہن لگے گا۔ مگر یہ گرہن جو زبان نبوی سے ظہور امام مہدی کے لئے ایک زبردست نشان بتایا گیا ہے۔ چاند کی پہلی تاریخ یعنی ۱۳ اور سورج کی درمیانی تاریخ یعنی ۲۸ کو لگنا بتایا گیا ہے۔ جو آج تک نہ ہوا اور نہ ہو سکتا ہے۔ یہاں آکر جوتش بھی عاجز ہے۔ حضرت اقدس جناب مرزا غلام احمد صاحبؑ نے سنہ ۱۸۸۹ء میں مہدویت کا دعویٰ کیا۔ اور سنہ ۱۸۹۴ء میں اللہ تعالیٰ نے یہ مذکورہ بالا نشان ظاہر کرکے اپنے مامور کی صداقت پر مہر تصدیق ثبت کر دی۔ اس نشان کو دیکھنے والوں نے نہ صرف یہ کہ دانستہ امام مہدی کا انکار کیا بلکہ بعض نے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پاک کا بھی انکار کر دیا۔ اور کہا کہ یہ حدیث ضعیف ہے۔ موضوع ہے۔ وغیرہ۔ اور بعض نے حدیث کا انکار تو نہ کیا پر تاویل ایسی کی کہ بڑے بڑے عقلمند اس کے سمجھنے سے عاجز رہے۔

تاویل یہ کی کہ بموجب الفاظ حدیث چاند کی پہلی تاریخ کو گرہن لگنا لکھا ہے اور یہ گرہن ۱۳ کو لگا ہے لہٰذا یہ وہ گرہن نہیں۔ کہ جس کا پیشگوئی میں ذکر ہے۔ سبحان اللہ۔ کیا زبردست نشان اور وہ ایسا مہمل رکھا جائے۔ کہ کسی کو اس کی اطلاع بھی نہ ہو سکے۔ پہلی کا تو چاند ہی ایسا خفیف ہوتا ہے کہ بعض مرتبہ کہیں دکھائی دیتا ہے اور کہیں پتہ بھی نہیں لگتا۔ پھر اگر اس کو گرہن لگ جاوے تو کس کو اس نشان کا پتہ لگیگا۔ زیادہ سے زیادہ لوگ یہ سمجھیں گے کہ آج چاند ظاہر نہیں ہوا۔ جیسا کہ اکثر عیدین پر ہوتا ہے۔ یہ تاویل بالکل غلط ہے۔ حافظ محمدؒ صاحب لکھوکی والے نے بھی کتاب احوال الآخرت میں چاند کی ۱۳ تاریخ کو ہی گرہن لگنا لکھا ہے۔ وہ لکھتے ہیں۔

تیرھویں چن سیتویں سورج گرہن ہوسی اس سالے
وچ رمضان مہینے لکھیا ہک روایت والے

اگر کہو کہ اس حوالہ میں تو چاند کو ۱۳ کو گرہن لگنا لکھا ہے تو سورج کو ۲۷ کو لکھا ہے تو اس کا یہ جواب ہے کہ یا تو یہ سہو کاتب ہے ۲۸ کو ۲۷ لکھ دیا گیا اور یا حافظ صاحب کو بروئے علم نجوم یا کسی منجم سے یہ پتہ لگ گیا ہوگا کہ اگر چاند کو ۱۳ کو گرہن لگے تو سورج کو ضرور ۲۷ کو لگیگا۔ ۲۸ کو نہیں۔ اس لئے انہوں نے حسب قانون قدرت ۱۳ کو چاند اور ۲۷ کو سورج کو لکھ دیا۔

المختصر یہ وہ زبردست نشان ہے جس کے متعلق گورو گرنتھ صاحب

۴ بیں سیں

نہکلنک وچی ڈنک چڑھسو بلی وانند جیو

کے الفاظ میں پیشگوئی موجود ہے۔ جو ایک طرف مسلمانوں کو امام مہدی کے قدموں میں آنے کی دعوت دیتی ہے تو دوسری طرف سکھ بھائیوں کو بھی بیانگ دہل کہتی ہے کہ اس عظیم الشان اوتار کی پیروی کرنا اور اس کا دین اختیار کرنا۔ پس مبارک ہے وہ مسلمان اور سکھ جو اس آواز کو لبیک کہتا ہے۔

مسٹر فلبی کا قبول اسلام

مسٹر فلبی کہ جو کسی زمانہ میں یہاں پنجاب میں کمشنر رہ چکے ہیں جنہوں نے ہمارے حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کو ایک جھوٹے مقدمہ میں بہت ہی تکلیف پہنچائی تھی خدا کا شکر ہے کہ انہوں نے مکہ معظمہ میں اسلام قبول کر لیا ہے۔ کیا تعجب ہے کہ قبلہ ڈاکٹر صاحب کی کوئی دعا ہی ان کے قبول اسلام کا موجب ہوگئی ہو۔ تازہ عربی اخبار ام القریٰ سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے ایک خط سلطان ابن سعود کو لکھا ہے۔ آپ چودہ سال سے دین اسلام کا مطالعہ کر رہے تھے۔ اور اس عرصہ میں کتب اسلامیہ کا مطالعہ نہایت غور و خوض کے ساتھ کیا ہے۔ آپ لکھتے ہیں کہ:۔

"مجھے یہ شرف حاصل ہو چکا ہے کہ آپ کے سامنے اس امر کا اظہار کروں کہ میں نے دلی شوق سے اسلام قبول کرنا چاہتا ہوں اور باقی تمام مذاہب اور ادیان کو ترک کر دیا ہے مگر میں یہ بھی بیان کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے قبول اسلام کے لئے میرے دل کو کھول دیا ہے۔ اور اس دین کو عقیدت راسخ اور کامل دلی تسلی کے ساتھ قبول کرنے کی ہدایت کی ہے۔ اس لئے میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور میں اس امر کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کا بندہ اور رسول برحق ہے۔ اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھد ان محمداً عبدہ و رسولہ۔ اور میں جو کچھ قرآن کریم اور سنت رسول میں مرقوم ہے۔ اس کو تسلیم کرتا ہوں۔ اور اس کو بھی کہ جس پر سلف صالح تھے۔ ان تمام تفاصیل دینیہ کے لحاظ سے کہ جو کتب سلف صالح میں موجود ہیں خصوصاً شیخ ابن تیمیہ اور ابن القیم اور زمانہ مابعد میں شیخ محمد بن عبدالوہاب سے جو کچھ مجھ پر ظاہر ہوا ہے میں نے اس کی حقانیت کو معلوم کر لیا ہے۔ اور اس کی قرار واقعی رغبت سے قبول کی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو اور تمام مسلمانوں کو بخشے۔ اور میں امید کرتا ہوں کہ آپ میرے اس اسلام کو قبول کریں گے کہ جو مجھ سے عقیدہ بصیرت عقل اور حسن نیت سے صادر ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی حق کی طرف راہ دکھانے والا ہے۔

آپ کا مخلص فلبی

اس کے بعد آپ کا نام عبد اللہ فلبی تجویز کیا گیا اور آپ کو طواف کعبہ اور سعی کی اجازت دی گئی۔ آپ اپنے قبول اسلام کے دلائل پر ایک مفصل کتاب لکھنا چاہتے ہیں کہ جو عنقریب شائع کی جائے گی۔

مدیر "الفضل" توجہ دیں

ایک صاحب دو مرتبہ ہمارے پاس آچکے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ کسی قادیان کے مولوی صاحب نے جہلم میں یہ بیان کیا تھا کہ حضرت مسیح موعود نے اپنی ایک کتاب میں لکھا ہے کہ

"جو شخص حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش بلا باپ نہیں مانتا وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے"

ان کی روایت یہ بھی ہے کہ ان مولوی صاحب سے جب حوالہ طلب کیا گیا تو انہوں نے جواب دیا کہ کوئی شخص بذریعہ اخبار چیلنج دے تو ہم بتانے کو تیار ہیں

ہمارے خیال میں مذکورہ الفاظ حضرت صاحب کی کسی کتاب میں نہیں۔ ایڈیٹر "الفضل" یا کوئی اور صاحب تکلیف فرما کر حوالہ تحریر کر دیں۔ ایک متلاشی کو اس طرح جواب دینا مناسب نہیں۔

تازہ خبریں

—— لاہور ۹ ستمبر حکومت پنجاب نے پراونشل کانگرس کمیٹی اور سٹی کانگرس کمیٹی کو خلاف قانون قرار دیدیا ہے۔ چنانچہ آج علی الصباح ہونے سردار ہرونت سنگھ سب انسپکٹر پولیس نے چالیس کے قریب پولیس کانسٹبلوں کو جمیعت لے کر بریڈلا ہال میں پنجاب پراونشل کانگرس کمیٹی منسٹرل کو کادل کے دفاتر اور سردار ندھان سنگھ کے سکونتی مکان کا محاصرہ کر لیا۔ اور سردار مذکور کو بیدار کرکے انہیں بتایا گیا کہ پولیس پنجاب پراونشل کانگرس کمیٹی سردار منا سنگھ ڈکٹیٹر پنجاب جنگی کونسل اور سردار ندھان سنگھ عالم کے وارنٹ برائے تلاشی زیر دفعہ ۱۷ الف ضابطہ فوجداری لے کر آگئی ہے۔ اسی طرح باقی تمام کانگرس کمیٹیوں کی تلاشی ہوئی۔

—— انجمن نوجوانان اسلام امرتسر کا ایک اجلاس ۲ ستمبر کو ہوا اور مندرجہ ذیل قرار دادیں منظور کی گئیں :۔

انجمن نوجوانان اسلام امرتسر کا یہ اجلاس وائسرائے ہند اور ریذیڈنٹ ریاست جے پور سے نہایت پر زور طریق پر مطالبہ کرتا ہے کہ قصبہ جوہون ریاست جے پور میں جو بندش کلمہ نماز اور اذان پر عاید ہیں وہ فوراً اٹھالی جائیں۔ اور جو حکم ۲ ستمبر سنہ کو مجسٹریٹ ضلع نے دیا تھا وہ صاف الفاظ میں منسوخ فرمایا جائے اور مسلمانوں کی جائدادیں اور املاک جو ریاست نے قرق کی ہیں وہ واگذاشت کی جائیں۔ اور فتنہ پرداز اور مفسد حکام کو جنہوں نے ایسا مسلم کش حکم دیکر ہندوستان کے مسلمانوں کے احساسات مذہبی کو مجروح کیا ہے ملازمت سے برطرف کیا جائے۔ (سیکرٹری)

—— شملہ ۸ ستمبر۔ سول اینڈ ملٹری گزٹ کا نامہ نگار شملہ رقمطراز ہے :۔

پنجشنبہ کی رات کے بعد جب افغان حملہ آوروں نے شمالی کرم کی سرحد پر دریائے کرم عبور کرکے آتش میل کے محاذ پر حملہ کیا اور پسپا ہونے سے پیشتر دو میل تک آگے بڑھ گئے تھے۔ ہر رات حملے ہو رہے ہیں چنانچہ آپ بھی ملیشیا کی چوکیوں تک بڑھ آتے ہیں۔ جہاں سے پسپا کر دئے جاتے ہیں۔

اس قسم کے لگاتار حملوں کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ فوجی حکام نے فیصلہ کیا ہے کہ ایک مہم شروع کی جائے۔ میجر جنرل جے۔ ایف۔ ایس۔ ڈی کوان کمان افسر کوہاٹ ڈسٹرکٹ نے شمالی افواج کی کمان ہاتھ میں لے لی ہے اور اپنا صدر مقام پارا چنار مقرر کیا ہے۔ مسلح کاریں اور توپخانے وہاں بھیجے گئے ہیں۔

—— لنڈن ۸ ستمبر۔ سول اینڈ ملٹری گزٹ کا نامہ نگار مقیم لنڈن کو باوثوق ذریعہ سے معلوم ہوا ہے کہ لارڈ ارون کے جانشین کے لئے کسی شخص کے تقرر پر غور نہیں کیا گیا۔ بعض حلقوں میں اب بھی توقع کی جاتی ہے کہ وائسرائے توسیع میعاد منظور کر لیں گے۔

—— شملہ ۷ ستمبر۔ کل رائل ایر فورس کے دیکھ بھال کرنے والے ہوائی جہازوں نے میران شاہ۔ کوہاٹ پشاور اور رسالپور سے پرواز کرکے قبائلی علاقہ پر نگاہ دیکھ بھال کی ہوائی پارٹی کے بالائی دروں میں قبائل کی جماعتیں نقل و حرکت کرتی ہوئی دیکھی گئیں۔ معلوم ہوتا تھا کہ وہ دیہات پر حملہ کر رہی ہیں۔ ایک مکان دیکھا گیا تھا۔ جو جل رہا تھا۔ بالائی وزیرستان میں دریائے کابل کے اوپر پرواز کرتے ہوئے پیڑول پر تار بھی لئے گئے لیکن کوئی بڑا اجتماع نظر نہیں آیا۔ علاقہ پیواڑ میں غنیم کی سرگرمیاں ترقی پذیر ہیں جہاں غنیم نے سرحد کی لائن پر مورچے بنالئے ہیں اور ملیشیا کی چوکیوں اور پکٹوں پر مؤثر فائر کر رہا ہے دیکھ بھال کرنیوالے جہازوں نے جو مقامات پر اشتہار پھینکے دیں۔ آج صبح ایک ہوائی جہاز پر نت ارہنے جمکنی قبیلہ کے خواجہ خیلوں اور خانی خیلوں میں مخالفت اختیار کرنے کے کوئی آثار دکھائی نہیں دیتے۔

—— دہلی ۸ ستمبر۔ ملک معظم کے پوسٹ ماسٹر جنرل نے ایک ہدایت شائع کی ہے اس دفعہ ڈاک کی جو اشیاء موصول ہوتی ہیں ان مرطانی مال کے مقاطعہ کی تحریرات درج ہیں اس لئے انہیں ڈاک سے نکال کر اس ملک کو واپس کر دیا جائے جہاں سے بھیجی گئی ہیں۔

—— بنارس ۸ ستمبر۔ کل صبح پولیس چوکی کے سامنے درگا باڑی کے نزدیک ایک بم پھینکا گیا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ بم لکڑی کے بکس میں بند سڑک کے کنارے پڑا تھا۔ ایک بڑھیا نے اسے عجیب چیز سمجھ کر اٹھا لیا۔ ایک دھماکا ہوا جس سے بڑھیا کے دونوں ہاتھ اڑ گئے۔ اس کی حالت خطرناک ہے۔

—— پولیس نے قسطنطنیہ میں ۴۴ آدمی گرفتار کئے ہیں جن میں پانچ عورتیں ہیں ان پر تین الزام لگائے گئے ہیں۔ (۱) بالشویکی پروپیگنڈا (۲) "مسیح استامبول" نامی جریدے میں شرکت (۳) ہنگامہ آرائی کی غرض سے اشتہار چھپوانا (انقلاب)

—— لنڈن ۸ ستمبر معلوم ہوتا ہے کہ افواج برطانیہ نے ان غیر ملکی بحری فوجوں پر خفیہ وار سے حملہ کیا ہے جو کئی سال سے طیاروں کو تباہ کرنے والی توپوں کا تجربہ کر رہی ہیں یہ توپیں عنقریب برطانی بیڑے میں لائی جائیں گی۔ جو چار یا آٹھ نالیوں سے فائر کریں گی۔

—— لنڈن ۹ ستمبر۔ برطانی آبدوز کشتی "ڈین" ہیلی فیکس سے انتہائی تیزی کے ساتھ سینٹو ڈومنگو کو جا رہی ہے جہاں اسے آج شام پہنچ کر حکام کو امدادی کام میں مصروف ہیں ہر ممکن امداد بہم پہنچانا ہے۔ کیونکہ قیامت خیز طوفان باد سے سینٹو ڈومنگو میں پانچ ہزار اشخاص ہلاک ہوئے اور ابھی کھنڈرات سے لاشیں اٹھائی جا رہی ہیں۔ طوفان باد سے تین گھنٹے [illegible]

گورنمنٹ کے نیم حکم پر ایمان کی بھینٹ

حضرت میاں صاحب کے خطبات - اعد تقسار پر ہمیشہ جامع اور مانع ہوتی ہیں - آپ جس موضوع پر قلم اٹھاتے ہیں اس میں بال کی کھال نکال کر رکھ دیتے ہیں - ۲۶ اکتوبر سنہ رواں کو آپ نے ایک خطبہ داڑھی کی بابت کیا ہے - اور نہایت تفصیل کے ساتھ اس امر کو سمجھایا ہے کہ ہر چیز کی قیمت اس کے فائدہ کے لحاظ سے ہوتی ہے - قوم کا رواج بھی ایک مفید چیز ہے - کہ اس سے دوست و دشمن میں تمیز پیدا ہوتی ہے - اور اس سے باہمی اتحاد و یگانگت اور محبت پیدا ہوتی ہے - داڑھی شعار اسلام ہے - اس لئے اس قومی اتحاد کو فائدہ پہنچتا ہے - اس کے بعد ارشاد ہوتا ہے :-

ہماری جماعت کے بعض لوگ

مجلس شوریٰ کے موقعہ پر تو بہت زور و شور سے یہ بات پیش کرتے ہیں کہ ہمارے بچوں کو اسلامی شعائر کا پابند ہونا چاہیئے - مگر حالت یہ ہے کہ ان کے اپنے گھروں میں یہ بات نہیں - کئی سال سے اس بات پر زور دیا جا رہا تھا کہ احمدیہ ہوسٹل لاہور میں رہنے والوں کے لئے داڑھی کا رکھنا ضروری قرار دیا جانا چاہیئے - اور وہاں رہنے والوں کو مجبور کرنا چاہیئے کہ وہ داڑھی رکھیں لیکن جب اس پر عمل درآمد شروع کیا گیا تو میں یہ معلوم کر کے حیران ہو گیا - ہوں کہ وہ لوگ جن کے زبان داڑھی رکھنے کے متعلق وہ الفاظ جو مجلس شوریٰ میں اپنے منہ سے نکالتے رہے ہیں ابھی تک میرے کانوں میں گونج رہے ہیں - اپنے بچوں کو وہاں سے نکال کر لے گئے -

ایک دفعہ ایک شخص نے مجھ سے پوچھا - کہ کیا داڑھی میں اسلام ہے میں نے کہا ہرگز نہیں مگر

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت

میں یقیناً اسلام ہے مجھے افسوس ہے کہ جن لوگوں نے مجلس شوریٰ میں اس بات پر زور دیا تھا عملاً وہ خود ہی اپنے فیصلے سے کھسک گئے - مجھے ایک شخص نے یہ بھی کہا کہ آپ لاہور کے ہوسٹل کو لئے پھرتے ہیں - حالانکہ یہاں بھی بعض لڑکے داڑھی نہیں رکھتے - (اور جو یہاں نہیں رکھتے - وہ وہاں کیا رکھیں گے - مجھے تو اس کے متعلق علم نہیں - اور میرے ذہن میں تو ایسا لڑکا کوئی نہیں - لیکن اگر کوئی ہو تو یہ بھی بہت افسوس کی بات ہے - یہاں داڑھی رکھنے کی عادت ڈالنی چاہیئے - کیونکہ اپنی سوسائٹی میں ایک عادت ڈالنا بہت آسان ہوتا ہے - مگر دوسری سوسائٹی میں جا کر مشکل ہو جاتا ہے -

میں نے یہ بھی ہے دیکھا ہے کہ بعض لڑکے جب جوانی کے قریب آتے ہیں - تو ان کی شکل دیکھ کر خیال ہوتا ہے کہ شاید داڑھی منڈی ہوئی ہے - کچھ عرصہ ہوا - میں نے ایک لڑکے کو دیکھ کر یہی خیال کیا - اور جب ہیڈ ماسٹر سے کہا گیا - کہ لڑکوں کو داڑھی رکھنے کی تاکید کریں - تو انہوں نے کہا - مجھے تو ایسا کوئی لڑکا معلوم نہیں جو داڑھی منڈاتا ہو - میں نے اس لڑکے کا نام بتایا - اور انہوں نے جب تحقیقات کی تو معلوم ہوا کہ اسے ابھی داڑھی آئی ہی نہیں - تو ایسا بھی ہو جاتا ہے - اور ممکن ہے - میرے پاس شکایت کرنے والے کو بھی ایسا ہی دھوکا لگا ہو - جیسا مجھے لگ گیا تھا - لیکن اگر یہ صحیح ہے تو ہیڈ ماسٹروں اور اساتذہ کا فرض ہے کہ اس بات کا خاص خیال رکھیں - کہ طالب علم

شعائر اسلامی کی پابندی

کریں - کیونکہ اس سے یکجہتی پیدا ہوتی ہے -

میں امید کرتا ہوں کہ ذمہ دار افسر اس بات کا خاص خیال رکھیں گے - اور جماعت کے احباب سے بھی مجھے امید ہے کہ اپنے بچوں کو شعائر اسلامی کا پابند بنانے کی پوری پوری کوشش کریں گے - یہ خیال نہیں کرنا چاہیئے کہ ان باتوں کا فائدہ کیا ہے - یہی فائدہ بتانے کے لئے میں نے یہ لمبی چوڑی تمہید بیان کی ہے - اور بتایا ہے کہ ہر چیز کے فائدے الگ الگ اور موقع کے لحاظ سے ہوتے ہیں - بعض چیزوں کو پہچاننا ہر ایک کا کام نہیں -

اہل نظر

ہی ان کی قدر و قیمت کا اندازہ لگا سکتے ہیں اور اس لئے ان کا حکم نظر انداز نہیں کیا جا سکتا -

ایک ڈاکٹر ایک نسخہ دیتا ہے اور کہہ دیتا ہے کہ دوائیاں اسی نسبت سے ملائی جائیں - جو چیز دو قطرے لکھی ہے - اس کے دو ہی قطرے ڈالے جائیں - تین نہ ہوں - وہ اس کی کوئی وجہ نہیں بتا سکتا - کہ کیوں ایسا کیا جائے لیکن وہ کہتا ہے میرا سالہا سال کا تجربہ یہی کہتا ہے کہ اس طرح فائدہ ہوگا - اور ہم اگر اس ڈاکٹر کو تجربہ کار مانتے ہیں تو اس کی بات کو ضرور قابل عمل سمجھتے ہیں - اور اس پر عمل بھی کرتے ہیں - خواہ وہ ہماری عقل کے خلاف [illegible] - کس قدر افسوس کا مقام ہوگا کہ ہم ایک ڈاکٹر کی بات تو بغیر کسی عقلی دلیل کے ماننے کے لئے تیار ہوں لیکن خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی بات کے متعلق پوچھیں - کہ اس کا کیا فائدہ ہے - ایک معمولی حیثیت کے ڈاکٹر کی بات تو ہم مان لیں لیکن نبیوں کے سردار کی بات کے متعلق دلائل پوچھیں - اس سے معنے یہ ہوں گے کہ ہمارے اندر

اطاعت کی روح

نہیں ہے - سوگرنہ بغیر فائدہ کا خیال کئے اسے مان لیتے -

پس احباب کو چاہیئے کہ اپنے بچوں کو شعائر اسلامی کے مطابق زندگی بسر کرنے کا عادی بنائیں - کیا یہ کوئی کم فائدہ ہے کہ ساری دنیا ایک طرف جا رہی ہے اور ہم کہتے ہیں ہم اس طرف چلیں گے - جس طرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم لے جانا چاہتے ہیں - اس سے دنیا پر کتنا رعب پڑے گا - دنیا زنگا رنگ کی دلچسپیوں اور ترغیبات سے اپنی طرف کھینچ رہی ہو - مگر ہم یہ ہر ایک ہی کہے کہ میں اس راستہ پر جاؤں گا جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تجویز کردہ ہے - تو لازماً دنیا اتنی کی کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے خلاف کوئی بات نہیں کرنی چاہیئے - کیونکہ اس کے متبعین اس کے

گرویدہ اور جاں نثار

ہیں - لیکن جو شخص خواسے گن گن کر مانتا ہے وہ دراصل مانتا نہیں - ماننا وہی ہے جو ایک دفعہ یہ سمجھ کر کہ میں جس کی اطاعت اختیار کر رہا ہوں وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے - آئندہ کے لئے عہد کر لیتا ہے - کہ جو بات یہ کہے گا اسے مانوں گا - اور اطاعت کی اس روح کو مد نظر رکھتے ہوئے سوائے ان صورتوں کے کہ گورنمنٹ کے کسی حکم یا نیم حکم سے داڑھی پر کوئی پابندی عاید ہو جائے سب کو داڑھی رکھنی چاہیئے - ہاں اس صورت میں داڑھی نہ رکھنے کی اجازت ہو سکتی ہے کیونکہ سرکاری ملازمتوں کے لحاظ سے بھی ہمیں جماعت کو کمزور نہیں ہونے دینا چاہیئے - مگر یہ ایسی ہی صورت ہے جیسے بیماری کی حالت میں شراب کا استعمال جائز ہے -

پیغام صلح :- حضرت میاں صاحب نے داڑھی کے شعار اسلامی اور سنت رسول اللہ ہونے پر زور دیا - اور آپ کی اس سنت پر اطاعت کو لازمی قرار دیا بہت اچھا کیا - مگر آخر پر آ کر اس شعار اسلامی اور سنت رسول کو گورنمنٹ کے حکم بلکہ نیم حکم مل جانے پر خود ہی منسوخ کر دیا - اور ایسی صورت میں داڑھی نہ رکھنے کے جواز کا فتویٰ دیدیا - اب حل طلب سوال صرف یہ رہ جاتا ہے کہ گورنمنٹ کے حکم بلکہ نیم حکم پر بھی شعار اسلامی اور سنت رسول اللہ کو قربان کیا جا سکتا ہے تو کیا اگر گورنمنٹ شراب پینے کا حکم یا نیم حکم دیدے تو کیا اس کے جواز کا فتویٰ بھی جناب میاں صاحب دینے کے لئے تیار ہیں - اور پھر یہ بھی سمجھ میں نہیں آیا کہ گورنمنٹ کا حکم تو ہوا مگر نیم حکم کیا بلا ہے - اس سے مراد گورنمنٹ کے لوگوں کا عمل تو نہیں - اور اگر یہی مراد ہے تو پھر داڑھی منڈوانے کا نیم حکم تو موجود ہے - ایسی صورت میں داڑھی نہ رکھنے کے جواز کا فتویٰ ملنا چاہیئے -

اگر احمدیہ ہوسٹل والوں نے اپنے پیر و مرشد کے حکم کو ٹھکرا کر گورنمنٹ کے نیم حکم پر عمل کر لیا تو ان پر اس قدر خفگی کیوں ہے ؟ نہیں معلوم گورنمنٹ کے حکم بلکہ نیم حکم پر بھی آپ کس کس سنت اور فرض کو قربان کرنے کے لئے تلے کھڑے ہیں - اور پھر یہ بھی سمجھ میں نہیں آیا کہ گورنمنٹ کا نیم حکم تو اب بھی بہت سی باتوں کے لئے موجود ہے - نہ صرف شراب پینا بلکہ سور کھانا اور کلبوں میں عیش و عشرت منانا - اور یہ ظاہر ہے کہ ایسے احکام ہم مشرب اور ہم پیالہ و ہم نوالہ لوگوں کو ہی پتہ کیا کرتے ہیں - تو کیا اس نیم حکم کی بنا پر ان سب باتوں کے جواز کا فتویٰ ہمارے میاں صاحب دینے کے لئے تیار ہیں ؟

آہ ! کہاں وہ حضرت مسیح موعودؑ کا زمانہ کہ ملکہ قیصرہ اور دوسرے عیسائی بادشاہوں کو دعوت اسلام دی جا رہی ہے - اور ان کے قبول اسلام کے لئے دعائیں کی جا رہی ہیں - اور کجا ان کے نام نہاد خلیفۃ المسیح ثانی کا عہد کہ گورنمنٹ کے صرف نیم حکم یا جنبش ابرو پر دین و ایمان اور شعار اسلام کو قربان کرنے کے جواز کا فتویٰ بارگاہ خلافت سے صادر ہو رہا ہے ؟

اے عقل چہ تدبیرے اے ہوش چہ افسونے
شد رہزن ایمانم آں سادہ پرکارے

تاریخ گورو گرنتھ صاحب

(از قلم جناب محمد یوسف صاحب گرنتھی)

(۷)

اس طرح یہ پانچ مشہور سب سے ابتدائی نسخے گرنتھ صاحب کے ہیں - یعنی

۱ - گورو ارجن صاحب کا لکھوایا ہوا - بھائی گورو داس کے ہاتھ کا لکھا ہوا - جو اب کرتارپور میں ہے - سمت ۱۶۶۱ بکرم میں لکھا گیا -

۲ - بھائی بنو والا - عرف کھاری بیڑ (یعنی بیتھ جلد) جس کو بھائی بنو کے ہم سفیروں نے مانگٹ جاتے وقت راستے میں نقل کیا تھا - جو اس وقت موضع مانگٹ ضلع گجرات بھائی بنو کے خاندان میں موجود ہے -

۳ - لاہوریوں والا - جو بند بندی کے وقت لاہور کی جماعت نے نقل کیا تھا - سمت ۱۶۶۱ بکرم میں لکھا گیا - اب نہ معلوم کہاں ہے -

۴ - پلکھن پتاوری کے لئے جو گورو ارجن صاحب نے رہنمائے پوتھے سندھو سے لکھوایا - جو آجکل راولپنڈی میں ہے - سمت ۱۶۶۲ بکرم میں لکھا گیا - اس کا مفصل ذکر گذشتہ نمبر میں گذر چکا ہے -

۵ - دمدمہ صاحب والا - جو گورو گوبند سنگھ صاحب نے لکھوایا - بھائی منی سنگھ جی نے لکھا - سمت ۱۷۶۳ بکرم میں لکھا گیا - اب کابل میں بتایا جاتا ہے -

ان کے علاوہ اور بھی بہت سے قلمی گرنتھ صاحب اس وقت ہندوستان کے مختلف حصوں میں موجود ہیں - جن میں سے چند ایک کا ذکر احباب کی واقفیت کے لئے ذیل میں کیا جاتا ہے -

۱ - بمقام چک کا نا متصل اکھنور - ریاست جموں میں ایک قلمی گرنتھ صاحب ہے جو سمت ۱۶۶۲-۶۳ بکرم کا لکھا ہوا ہے - اس پر بھی گورو ارجن صاحب کے دستخط موجود ہیں -

۲ - بمقام راولپنڈی دہرم سالہ بھائی بوٹا سنگھ حکیم میں ایک قلمی گرنتھ صاحب ہے - جو حکیم صاحب کے آباؤ اجداد نے سمت ۱۶۶۲ بکرم میں لکھنا شروع کیا اور سمت ۱۶۹۱ بکرم میں پورا ہوا - اس کے آخر پر چھٹے ساتویں - نوویں اور دسویں گورو صاحبان کے دستخط ہیں -

۳ - بمقام کان گڈھ ڈاک خانہ و ریلوے اسٹیشن بریشٹھنڈہ جاکھل لائن ریاست پٹیالہ میں سردار سردم سنگھ کے گھر ایک قلمی گرنتھ صاحب سمت ۱۷۱۸ بکرم کا لکھا ہوا ہے -

۴ - بمقام موضع پنڈی لالہ ضلع گجرات بھائیوں کی دہرم سالہ میں ایک قلمی گرنتھ صاحب سمت ۱۶۷۵ بکرم کا لکھا ہوا موجود ہے - اس کے شروع میں چھٹے گورو ہرگوبند صاحب کے دستخط موجود ہیں - اور انہیں گورو صاحب کی ایک تصویر بھی اس میں ہے - یہ بھائی بنوں والی جلد کی نقل معلوم ہوتی ہے -

۵ - بمقام ایک گلی نانگے کی - دہرم سالہ بھائی نہان سنگھ جی کوٹ والے کی میں ایک قلمی گرنتھ صاحب سمت ۱۷۳۵ بکرم کا لکھا ہوا موجود ہے - اس کے ترتیب کلام میں بہت اختلاف ہے -

۶ - بمقام پشاور گلی تھتیاں کی - بھائی مول سنگھ کے گھر میں ایک قلمی گرنتھ صاحب بحروف فارسی موجود ہے - سلطنت مغلیہ کے زمانہ میں مول سنگھ موصوف کے خاندان کے آبا و اجداد میں بھائی کشا - بھائی ڈلی چند - بھائی مہرا - بھائی سکھانند شاہی دیوان تھے - اور گورو گوبند سنگھ صاحب کے سکھ تھے - مگر گورمکھی نہیں جانتے تھے - اس لئے انہوں نے گرنتھ صاحب کو کسی سے بحرف فارسی لکھوایا - پھر اس کو صحت کے لئے گورو گوبند سنگھ صاحب کی خدمت میں لائے - گورو صاحب بہت خوش ہوئے اس کا مطالعہ کیا - پھر بطور تصدیق اپنے دستخط اس پر کئے - اور آخر میں گورو تیغ بہادر صاحب کا کلام بھی درج کرا دیا - گورو صاحب کے پاس اپنی اور دیگر جملہ گورو صاحبان کی تصاویر تھیں - وہ بھی ان کو دیدیں - ان میں ایک تصویر گورو نانک صاحب کے حج کے موقع کی حاجیوں کے لباس میں ہے اور ایک کٹار (تلوار) اور ایک اپنی پاپوش بھی ان کو برائے یادگار بخشی - یہ سب چیزیں اب تک ان کے خاندان میں موجود ہیں -

۷ - بمقام نابھہ سردار پریم سنگھ صاحب کے گھر ایک قلمی گرنتھ صاحب ہے - اس کا سائز چھوٹا ہے - ساتویں گورو صاحب کے اس پر دستخط ہیں - شروع کے ۳ ورق گم ہیں جس سے سن کا پتہ نہیں چلتا - لیکن تاریخ ہائے وفات چھ گورو تک لکھ کر آگے لکھا ہے کہ باقی گورووں کی تاریخہائے

گھبراہٹ کی باتیں

اور بھی چند چھوٹی چھوٹی باتیں ہیں جن کی وجہ سے جماعت احمدیہ میں شامل ہونے سے بعض دلوں میں گھبراہٹ سی پیدا ہوتی ہے۔ حالانکہ وہ سب باتیں انسان کے اپنے لئے بھی فائدہ کا موجب ہیں۔ مثلاً یہ کہ اس وقت جب کہ جماعت احمدیہ کے متعلق بہت سی غلط فہمیاں پھیلی ہوئی ہیں۔ اور دوسری طرف قادیانی عقائد نے غلو کرکے جماعت کو بدنام کر رکھا ہے۔ اس جماعت میں شامل ہونے سے بدنامی یا کم از کم انگشت نمائی ہوتی ہے۔ یہ بات تو درست ہے۔ لیکن یہی انگشت نمائی ہی وہ چیز ہے جو غیر اللہ کا خوف دل سے دور کرکے انسان کو صحیح معنے میں موحد بناتی ہے یہ خواہش کہ کوئی ہم کو برا نہ کہے یا برا نہ سمجھے آج ہماری قوم میں سے بہت سی خوبیوں کو نابود کر چکی ہے۔ اور جو شخص اسقدر اخلاقی جرات دکھائے گا کہ وہ حق بات کے قبول کرنے میں کسی کی پروا نہ کرے۔ وہ یقیناً بہت سی خوبیوں کا مالک بھی ہو جائے گا۔ ایسا ہی ممکن ہے کسی کے دل میں یہ خیال بھی پیدا ہو کہ اس جماعت میں شامل ہونے سے چندوں کا بوجھ اٹھانا پڑتا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ جو لوگ اس جماعت میں شامل ہوتے ہیں ان کے شامل ہونے کی غرض یہی ہوتی ہے۔ کہ وہ خدمت دین میں حصہ لیں۔ اور اس خدمت کے لئے کچھ قربانی کرکے دکھائیں۔ اور اگر یہ نہیں تو پھر اس جماعت میں شامل ہونے کی ضرورت بھی کچھ نہیں مگر خوب یاد رکھئے کہ اللہ تعالے کے رستے میں قربانی بلکہ کسی قسم کی بھی قربانی دین کے لئے ہو یا ملک کے لئے ہو۔ یا قوم کے لئے ہو یہی انسانیت کا سب سے بڑا جوہر اور انسان کا بلند سے بلند مقام ہے۔ جس قدر کوئی زیادہ قربانی کرے گا اسی قدر بلند مقام پر پہنچ جائے گا۔ اگر کسی آوارہ مزاج بچے کا یہ خیال ہو کہ کسی مدرسہ میں داخل ہو کر محنت کرنی پڑتی ہے اس لئے مدرسہ میں داخل ہی نہ ہونا چاہئے۔ تو وہ اپنی ساری عمر برباد کرے گا۔ اور جو جس قدر محنت کرے گا اسی قدر پھل پائیگا۔ اسی طرح انسانیت کے بلند مقام پر پہنچنے کے لئے اپنے آپ کو اور اپنی قوم کو بنانے کے لئے قربانی ہی سب سے بڑا ذریعہ ہے۔ اور پھر سب سے بڑی قربانی خدا کے لئے قربانی ہے۔ اور مسلمان جو آج اس قدر گرے ہوئے ہیں تو صرف اس لئے کہ ان میں قربانی کا شوق نہیں رہا۔ جب تک یہ تڑپ ان کے سینوں کے اندر موجود تھی وہ دنیا کی قوموں میں سب سے آگے تھے۔ اس جوہر کے جاتا رہنے سے انہوں نے اپنا بلند مقام کھو دیا۔ اور آج اسی قربانی کی تڑپ کے ہی سینوں میں پیدا ہونے سے وہ پھر بلند مقام پر پہنچ سکتے ہیں۔ ورنہ خدا کے لاتبدیل قانون کے مطابق جو قوم قربانی کرنا نہیں جانتی وہ دنیا میں بھی ذلیل ہو جاتی ہے۔ کیا یہ سچ نہیں کہ جب ہم کسی کو قربانی کرتا دیکھتے ہیں۔ خواہ وہ کتنے بھی ادنےٰ مقصد کے لئے ہو۔ تو ہم بے اختیار اس کے مداح ہو جاتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہماری اپنی فطرت بھی اس بات پر گواہ ہے کہ قربانی اچھی چیز ہے۔ پس اگر اس جماعت میں شامل ہونے سے یہ خوبی آپ کے اندر پیدا ہو جائے کہ آپ کچھ قربانی اپنے دین اور اپنی قوم کے لئے کر سکیں تو اس سے آپ کا نقصان کچھ نہیں ہوا۔ بلکہ آپ ایک بلند مقام پر پہنچ گئے۔ اور انہی قربانیوں سے تھوڑے دنوں میں آپ کی قوم بھی ایک معزز قوم بن جائے گی۔ یہ خیال کہ ہمیں کچھ مال دینا پڑے گا ہمارا نقصان ہوگا محض ایک وسوسہ ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے الشیطٰن یعدکم الفقر۔ یعنی یہ شیطان ہے جو تم کو ڈراتا ہے۔ کہ خدا کی راہ میں دے کر تم فقیر ہو جاؤ گے۔ خدا کی راہ میں دینے سے کسی قسم کی قربانی سے فقیر کوئی نہیں ہوتا۔ بلکہ قومی عمارت بنتی ہی اسی طرح ہے۔ اور جب قوم کی حالت بہتر ہوگی تو اس کے ہر ایک فرد کی حالت خود بہتر ہوگی۔ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ خدا کی راہ میں دینے سے مال کم نہیں ہوتا۔

بیعت خدمت اسلام اور پیری مریدی میں فرق

بعض لوگ بیعت کے نام سے گھبراتے ہیں۔ اور یہ خیال کر لیتے ہیں کہ یہ بھی کوئی پیری مریدی کا سلسلہ ہے۔ اور چونکہ پیری مریدی سے پیر صرف مریدوں کے مال پر عیش اڑاتے بلکہ طرح طرح کے فسق و فجور کے کام کرتے ہیں۔ اس لئے بیعت کا نام سن کر بعض دلوں میں شاید یہ خیال پیدا ہو کہ یہاں بھی یہی صورت نہ ہو۔ اس سلسلہ کے بانی حضرت مرزا غلام احمد صاحب چونکہ اپنی نیکی اور تقویٰ اور علم و فضل کے لحاظ سے اپنے زمانہ میں بڑی شہرت رکھتے تھے۔ اس لئے بعض دفعہ لوگ ان سے یہ خواہش کرتے تھے کہ آپ ہم سے بیعت لے لیں۔ مگر آپ ہمیشہ انکار کرتے۔ کہ مجھے اللہ تعالے کی طرف سے ایسا حکم نہیں ملا۔ آخر جب آپ کو یہ حکم ہوا کہ حفاظت و اشاعت اسلام کے عظیم الشان کام کے لئے ایک جماعت تیار کرو۔ تو اس کے ساتھ ہی یہ حکم بھی ہوا کہ ایسے لوگوں سے جو اس غرض کے لئے آپ کا ساتھ دیں بیعت بھی لو۔ پس خود بانی سلسلہ کی بیعت پیری مریدی کے رنگ میں نہ تھی۔ بلکہ اس رنگ کی بیعت تھی جس کی نظیر میں خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں پائی جاتی ہیں۔ کہ اپنے صحابہ سے بیعت بھی لیا کرتے تھے۔ بیعتِ عقبہ اور بیعتِ رضوان اسی قسم کی مشہور بیعتیں ہیں۔ یہ بیعت دشمن کے مقابلہ کے لئے ایک اقرار تھا۔ کہ ہم کو خواہ اپنے سر دینے پڑیں ہم دینِ اسلام کی حفاظت میں قدم پیچھے نہ ہٹائیں گے۔ ایسی ہی بیعت حضرت مرزا صاحب نے لی۔ کہ دینِ اسلام کی حفاظت کے لئے ہمارا قدم پیچھے نہ ہٹے گا اس لئے آپ کے الفاظ بیعت میں ایک بڑا اقرار

"میں دین کو دنیا پر مقدم رکھونگا"

یعنی دین کے لئے ہر قسم کی قربانی کروں گا۔ ظاہر ہے کہ آپ کو مجددیت کے مقام پر کھڑا کرنے کی غرض تو یہ تھی کہ دینِ اسلام کی حفاظت واشاعت کی جائے۔ اور اتنا بڑا مقصد حاصل نہ ہو سکتا تھا۔ جب تک کہ ایک جماعت آپ کے ساتھ اس کام کو انجام دینے والی نہ ہو جس میں نسلاً بعد نسلٍ لوگ شامل ہوتے رہیں۔ تاکہ یہ جماعت اور اس کے ساتھ حفاظت و اشاعتِ اسلام کا کام ترقی کرے۔ اور اس میں بڑے بڑے مقابلے اور بڑی بڑی مشکلات کا سامنا تھا۔ اس لئے جو شخص اس جماعت میں شامل ہونا چاہے وہ ہاتھ میں ہاتھ دیکر اقرار کرتا ہے کہ اسے جس وقت بلایا جائے حفاظت واشاعتِ اسلام کے کام میں اپنی طاقت کے مطابق کوشش کرے گا۔ خواہ کتنی بھی مشکلات کا مقابلہ ہو۔ اور جب انسان ایک دفعہ اقرار کر لیتا ہے۔ تو پھر اس کے اندر ایک کام کرنے کے لئے عزم بھی زیادہ پیدا ہو جاتا ہے صرف یہی بیعت ہے جو احمدیہ جماعت لاہور میں شمولیت کے لئے لی جاتی ہے۔ ہاں یہ سچ ہے کہ بیعت میں ایک تعلق روحانی بھی پیدا ہوتا ہے۔ اور روحانی رنگ میں بھی بیعت کرنے والا ایک فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ مگر نہ یہاں پیری مریدی اپنے عام معنے میں ہے نہ نذر و نیاز ہے جو کچھ کوئی دیتا ہے وہ محض حفاظت واشاعتِ اسلام کی نیک غرض پر خرچ ہوتا ہے۔ اور سیدھا انجمن کے خزانے میں جاتا۔ اور وہاں سے قواعد و ضوابط کے مطابق خرچ ہوتا ہے۔

حضرت مرزا صاحبؑ نے دعویٰ نبوت نہیں کیا

بعض دلوں میں اب تک یہ خیال جاگزیں ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے دعویٰ نبوت کیا اور اس وجہ سے وہ جماعت احمدیہ میں شامل ہونے سے انکار کرتے ہیں۔ اس بات کا بارہا اعلان ہو چکا ہے کہ یہ خیال غلط ہے خود حضرت مرزا صاحب کی زندگی میں ان پر یہ الزام دیا گیا۔ کہ آپ نبوت کا دعویٰ کرتے ہیں۔ تو انہوں نے ایک دفعہ نہیں بیسیوں مرتبہ یہ لکھا کہ یہ تمہاری غلطی ہے" نبوت کا دعویٰ نہیں محدثیت کا دعویٰ ہے جو خدا تعالے کے حکم سے کیا گیا" میں نبوت کا مدعی نہیں۔ بلکہ ایسے مدعی کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں"۔ "ہم بھی مدعی نبوت پر لعنت بھیجتے ہیں" اس بات پر محکم ایمان رکھتا ہوں۔ کہ ہمارے نبی صلعم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ نیا ہو یا پرانا" ان لوگوں نے مجھ پر افترا کیا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ یہ شخص نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے" جب آپ کی زندگی میں آپ کے سامنے آپ پر ایک الزام لگا اور آپ نے خود اپنے قلم سے اس کا جواب بیسیوں مرتبہ لکھ دیا۔ اور خدا کی قسم کھا کر کہا کہ میرا دعویٰ نبوت کا نہیں تو اب کسی کو کوئی حق نہیں پہنچتا کہ آپ کی طرف دعویٰ نبوت منسوب کرے۔ اور یہ خیال کہ اگر آپ دعویٰ نبوت نہ کرتے تو قادیانی جماعت کیوں ایسا مانتی۔ ایسا ہی ہے جیسا کوئی کہے کہ اگر حضر[illegible] کرتے تو

کی عادت رہی ہے۔ بعض لوگ تو ایک شخص کی نیکی کا بھی انکار کر دیتے ہیں۔ اور بعض اس کے حق کے میں غلو کرکے اسے اپنے حقیقی مرتبہ سے بہت بڑھا دیتے ہیں۔ یہودیوں نے حضرت عیسیٰ کی نبوت سے بھی انکار کیا۔ اور عیسائیوں نے انہیں نبوت سے اٹھا کر خدائی کے مرتبہ پر بٹھا دیا۔ حضرت مرزا صاحب کو مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ ہے اور یہی رنگ یہاں نظر آتا ہے۔ ایک طرف تو وہ مسلمان ہیں جو باوجود آپ کی کھلی کھلی خدمات دینی کے اور خدا کا نام دنیا کے کناروں تک پہنچانے کے اور ایک جماعت کے قائم کر دینے کے جو طرح طرح کی قربانیاں کرکے خدا کے دین کی خدمت میں مصروف ہے۔ آپ کے مجدد ہونے کا بھی انکار کر رہے ہیں۔ اور دوسری طرف آپ کے پیرووں میں سے ایک گروہ نے غلو کرکے آپ کے لئے مقام نبوت تجویز کیا۔ اور لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اقرار کرنے والوں کو کافر کہنے کا بارِ عظیم اپنی گردن پر لیا۔ اور پیری مریدی کا وہ رنگ قائم کر دیا جسے دور کرنے کے لئے آپ تشریف لائے تھے۔ مگر ان غلطیوں کا بار انہی لوگوں پر ہے۔ جنہوں نے یہ کیں۔ حضرت مجدد اس کے ذمہ دار نہیں اور خدا کے فضل سے آپ کا سادہ اور صحیح مذہب احمدیہ جماعت لاہور میں موجود ہے۔ اور ہر ایک مسلمان کا فرض ہے کہ افراط و تفریط سے بچتا ہوا مجدد وقت کا ساتھ دے۔ اور حفاظت واشاعتِ اسلام کے اس کام میں مدد دے جس کے لئے آپ مامور ہوئے۔ اگر آپ امت محمدیہ میں یہ تفرقہ نہیں دیکھنا چاہتے کہ ایک نئی نبوت قائم ہو تو اس غرض کو بھی آپ اسی طرح حاصل کر سکتے ہیں۔ کہ حضرت امام کا ساتھ دیتے ہوئے اس جماعت کو قوت دیں۔ جو اس عقیدہ کو باطل کرتی ہے۔

بیداری کا وقت

آخر پر میں آپ کو پھر اسلام کی موجودہ بیکسی کی حالت کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ اس وقت ہماری جماعت نے باوجود قلت تعداد کے اسلام کی خدمت کا بڑا بھاری کام کیا ہے۔ جو کام ہمارے سامنے ہے اس سے اس کام کو کچھ نسبت نہیں۔ جو ہوا ہماری جماعت کے سامنے صرف یہی مقصد نہیں کہ دینِ اسلام کو دنیا کے تمام ممالک میں پہنچایا جائے۔ قرآن کریم کے ترجمے مختلف زبانوں میں کئے جائیں۔ نبی کریم صلعم کی سیرت کا صحیح نقشہ دنیا کی تمام زبانوں میں کھینچا جائے۔ اسلامی مشن جگہ جگہ قائم کئے جائیں۔ بلکہ اس کے ساتھ ہی ہمارے سامنے دوسرا اہم مقصد یہ بھی ہے۔ کہ مسلمانوں کی موجودہ حالت میں اصلاح ہو۔ جیسا کہ میں نے شروع میں کہا۔ سودی قرضوں، رسم و رواج کی پابندیوں، افلاس، بیکاری، فضول خرچی جہالت اور دیگر امور کی وجہ سے اس ملک کے اندر مسلمانوں کی حالت روز بروز دوسری قوموں کے مقابلہ میں گرتی جا رہی ہے۔ ان امور کی اصلاح کے لئے بڑے وسیع پیمانہ پر انتظام کی ضرورت ہے۔ اور علاوہ اشتہاروں، پوسٹروں، ٹریکٹوں کی صورت میں پروپیگنڈے کی یہ ضرورت ہے کہ ایک نظام کے ماتحت دردِ دل رکھنے والے مبلغین دیہات میں پھریں۔ اور مسلمانوں کی اقتصادی حالت کو بہتر بنانے کی کوشش کریں۔ انہیں قوم کے مفید اجزا بنائیں۔ ایسا ہی مسلمانوں کی تعداد گورنمنٹ سروس میں بہت ہی قلیل ہے۔ اور ان پر یہ دروازہ روز بروز بند ہوتا چلا جاتا ہے۔ مسلمان نوجوان بے کار پھرتے ہیں۔ اور ضرورت ہے کہ اس دروازے کو کھولنے کی سخت جدوجہد کی جائے خدا کے فضل سے ہماری جماعت میں ایک نظام موجود ہے۔ کارکن بھی اللہ کے فضل سے اچھے میسر آسکتے ہیں لیکن جب تک ہمارے مسلمان بھائی کثیر تعداد میں جماعت کے اندر شامل ہو کر ان کاموں کو تکمیل دینے کیلئے کھڑے نہ ہو جائیں اور قربانیاں کرنے کیلئے تیار نہ ہوں اس وقت تک نری باتوں سے یہ کام نہیں ہو سکتا۔ ایسا نہ ہو کہ ہمارے سوتے سوتے ہماری قوم اور اس کے ساتھ ہم خود تباہ ہو جائیں۔ میں بزرگانِ قوم سے، نوجوانوں سے امراء اور غرباء سب سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ ہمارے ساتھ شامل ہو کر اشاعت و حفاظتِ اسلام اور مسلمانوں کی بہتری کے کاموں کو قوت دیں۔ دوسری قومیں دوڑتی ہوئی آگے جا رہی ہیں ہم میں ابھی تک حرکت بھی نظر نہیں آتی۔ خدا کے لئے وہ لوگ جن کو کچھ بھی حالات کا علم ہے بے حسی اور بے حرکتی کو چھوڑیں انگشت نمائی کے خیال کو بھی چھوڑیں۔ جہاں اچھا کام ہوتا دیکھیں۔ اس میں کود پڑیں۔ والسلام

خاکسار۔ محمد علی

پریزیڈنٹ احمدیہ انجمن اشاعتِ اسلام۔ احمدیہ بلڈنگس

جلد ۱۸ | لاہور - یوم شنبہ مطبوعہ ۱۱ شعبان ۱۳۴۸ھ مطابق ۱۱ جنوری ۱۹۳۰ء | نمبر ۳

نوائے آدم

(از جناب مولوی حامد علی خاں صاحب)

نور ہوں، نور کا سیلاب اُگلنا ہے مجھے — صُورتِ چشمۂ خورشید اُبلنا ہے مجھے
نہ سمائے گا یہ طوفانِ تمنّا دل میں — بادۂ تُند ہوں شیشہ سی اُچھلنا ہے مجھے
پھیل کر دونوں جہانوں پہ میں چھا جاؤنگا — شاخِ نورس ہوں ابھی پُھولنا پھلنا ہے مجھے

وضعِ عالم سے دبا ہوں نہ دبوں گا میں کبھی — کیونکہ آئینِ دو عالم کو بدلنا ہے مجھے
مُنفعل کیوں ہو مری ہمّتِ عالی مجھ سے — مجھ کو معلوم ہے گر گر کے سنبھلنا ہے مجھے

نہ تڑپ اِس قفسِ تنگ سے آخر اے دل — چیر کر پہلوئے گیتی کو نکلنا ہے مجھے
مضطرب میرے لئے برقِ تجلّی کیوں ہے
حاصلِ عشق ہوں ہر حال میں جلنا ہی مجھے

جنوبی افریقہ کی یورپین آبادی اور اسلام

کسی شخص نے یہ کہا ہے کہ جنوبی افریقہ کے یورپین باشندے اسلام کی اشاعت کو خوف اور خطرہ کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اسلام کو جس نے ہسپانیہ میں تہذیب اور مراکش میں علم کی روشنی پھیلائی۔ اور دنیا کے سامنے عالمگیر اخوت کی تعلیم پیش کی جنوبی افریقہ کے سفید فام لوگ اسلام کے ظہور پر ہراساں معلوم ہوتے ہیں۔ کیونکہ انہیں ڈر ہے کہ اگر افریقہ کی دیسی اقوام نے اسلام قبول کر لیا تو وہ گورے رنگ کی اقوام سے مساوی حقوق کا مطالبہ کریں گے۔ ہاں وہ اسلام سے بجا طور پر ڈرتے ہیں۔ اس لئے کہ اگر انسانی اخوت ایک گناہ ہے اور افریقہ کی سیاہ رنگ اقوام کا مساوی حقوق طلب کرنا ایک خطرناک بات ہے تو پھر یورپینوں کا خطرہ بے بنیاد نہیں ہے۔ کیونکہ میں دیکھ چکا ہوں کہ جب افریقہ کا تر دلو بپتسمہ لے کر مسیح کی بادشاہت میں داخل ہوتا ہے تو معاشرتی پہلو سے وہ عیسائیوں کی ہمسری نہیں کر سکتا۔ لیکن جونہی وہ دائرہ اسلام میں داخل ہوتا ہے اُسے اسی پیالہ سے پانی پینے اور اسی رکابی میں کھانا کھانے کی عزت حاصل ہو جاتی ہے جسے مسلمان استعمال کرتا ہے یہی وہ بات ہے جس سے یورپین ڈرتے ہیں۔

(مہاتما گاندھی)

اِسلام ایک غیر مُسلم کی نظر میں

اسلام کا عَلم

پروفیسر ٹی ایل وسوانی تحریر فرماتے ہیں:-

میرے نزدیک اسلام کا عَلم ایک بے معنی شے نہیں ہے۔ یہ عَلم ستارہ اور ہلال پر مشتمل ہے۔ ہلال شیو کی پیشانی پر بھی پایا جاتا ہے۔ ہلال کہتا ہے اپنے مزاج کو ٹھنڈا رکھو۔ اور اپنے جذبات پر قابو پاؤ۔ مجھے محمدؐ صلعم کا یہ دل آویز قول یاد ہے کہ "بہترین جہاد یہ ہے کہ اپنے نفس پر فتح حاصل کرو۔" ستارہ میرے نزدیک [illegible] جب کبھی رات کے وقت ستاروں کی طرف دیکھا ہے تو میں نے اپنے دل سے یہی کہا ہے۔ "یہ ہے ہمارا انجام۔ ستارہ ہمیں اس غیر محدود ہستی کی طرف توجہ دلاتا ہے جو ملک قومیت اور اقوام کی حدود سے بالاتر ہے۔

کئی سال ہوئے کہ جب مجھے عدن جانے کا اتفاق ہوا تو میں نے چند عربوں کو دیکھا۔ وہ بھُوکے نظر آتے تھے۔ وہ علم سے بے بہرہ تھے۔ اس وقت میرے دل میں پیغمبر اسلام کا خیال آیا اور میں نے کہا "اے پیغمبر تیری قوم تیرے پیغام کی شوکت و عظمت سے کب آگاہ ہوگی؟"

ایک مولوی

جب میں پورٹ سعید کی ایک بڑی مسجد کے اندر داخل ہوا تو وہ اس نمازیوں سے بالکل خالی تھی۔ مگر ایک مولوی وہاں موجود تھا اس نے مجھ سے باتیں کیں لیکن وہ اسلام کی رُوح سے معرّا تھیں۔ اور نہ اُن سے پیغمبر اسلام کی شوکت و عظمت مترشح ہوتی تھی۔ مولوی نے مجھ سے کچھ روپیہ مانگا۔ میں نے ایک ٹوٹے اور بجھے ہوئے دل سے کہا "اے پیغمبر تیری قوم تیرے پیغام کی شوکت و عظمت سے کب آگاہ ہوگی؟"

اسلامی زندگی کی روشن تصویر

فرانس کے مشہور مصنف پائر لوٹی نے ترکی پر چار ضخیم کتابیں لکھی ہیں۔ جن میں اسلامی زندگی کی تصویر کا روشن پہلو دکھایا ہے۔ جرمنی کے شہرہ آفاق مورخ ٹریٹشکے کو مسلمانوں سے کوئی اُلفت نہ تھی لیکن اتنا اُسے بھی کہنا پڑا:- "اگر ایک طرف صلیب کی قربان گاہ پر ملحد زندہ جلائے گئے تو دوسری طرف ہلال کے سایہ عاطفت میں ہر شخص اپنے عقیدے کے مطابق زندگی بسر کر سکتا تھا۔" اسلام کی نسبت یہ کہنا کہ یہ ایک مجنونانہ مذہب ہے میری ناچیز رائے میں محمدؐ صلعم کے پیغام کی نسبت غلط بیانی سے کام لینا ہے۔ نبی کریم صلعم نے صاف اور پر زور الفاظ میں یہ فرمایا کہ "مذہب میں کوئی جبر نہیں"۔

رحمت اللعالمین

نبی کریم صلعم کی زندگی کے واقعات سے محبت اور روحانی کیفیت کی جھلک نظر آتی ہے۔ آپ کا قلب عاجزی۔ مسکنت اور تمام بنی نوع انسان کے لئے دلی محبت کے جذبات سے معمور تھا۔ آپ فرماتے ہیں کہ "میں تمہاری طرح ایک انسان ہوں۔ اور مجھے خدا کا بندہ سمجھو"۔ ایک صحابی نے آپ سے درخواست کی کہ جو لوگ آپ پر ایمان نہیں لاتے آپ اُن پر لعنت بھیجیں۔ آپ نے فرمایا کہ "میں اس لئے نہیں بھیجا گیا کہ خدا کی مخلوق پر لعنت بھیجوں۔ بلکہ میں بنی نوع انسان کے لئے رحمت کا پیغام لے کر آیا ہوں"۔

اسلام کی تاریخ کا ایک نیا باب

اسلام کی تاریخ اعلیٰ درجہ کے کارناموں سے بھری پڑی ہے۔ کہاں ہیں اسلام کے وہ زندہ اور دنیا کے سامنے [illegible] اسلام کے تارکو

چاہیے اور ایک خواب دیکھتا ہے۔ کہ میں نے فلاں شخص کو اس حال میں دیکھا۔ اور فلاں کو اس حال میں دیکھا۔ اور پھر اپنے اس رویا پر اسے اتنا فخر ہوتا ہے۔ کہ قرآن و حدیث کی بھی اس کے مقابل کچھ پروا نہیں ہوتی۔ یہ ایک خطرناک حالت ہے۔ جس میں بہت لوگ مبتلا ہوگئے ہیں۔ اور موجودہ قادیانی بزرگوں نے انہیں اسی راہ پر ڈالا ہے۔ بلکہ اسی کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ قادیانی جماعت میں نبی پر نبی پیدا ہوتے چلے جاتے ہیں۔ پھر ایک اور دقت ہے کہ ایک رویا تو وہ ہیں جن میں کوئی آئندہ کی بات بتائی جائے لیکن آج کل جو زیادہ خوابوں کا سلسلہ جاری ہے۔ تو اس میں زیادہ تر ایک آدمی کو دوسرے کی حالت خواب میں نظر آتی ہے۔ اور یہ ایسا خطرناک عالم ہے۔ کہ میں نے قادیان میں بعض خواب بینوں کو دیکھا۔ کہ آج کسی پر خوش ہیں تو خواب میں وہ فرشتہ نظر آتا ہے۔ اور ذرا اس پر ناراض ہوئے تو اگلے ہی دن وہ عقرب کی شکل میں نظر آگیا۔ سو اس قسم کی خوابیں محض اپنی خواہشات کا آئینہ ہوتی ہیں۔ کہ فلاں کو ہم نے اس حالت میں دیکھا۔ اور فلاں کو فلاں حالت میں دیکھا۔ میں تو سمجھتا ہوں کہ ایسی خواب سوائے مامور من اللہ کے کسی شخص کی بھی اس قابل نہیں کہ اس پر کوئی عمارت بنائی جاسکے۔ یا اسے کچھ قابل توجہ سمجھا جائے۔

اس لئے میں اپنی جماعت میں خوابوں کی اشاعت کے سلسلہ کو ناپسند کرتا ہوں۔ اور میں خواجہ صاحب کو کبھی یہ مشورہ نہ دیتا کہ وہ اپنی خوابوں کو شائع کریں۔ ہاں جو خواہیں کسی کو آئیں ان سے وہ جو فائدہ چاہے اٹھا سکتا ہے۔ لیکن مجھے جب خواجہ صاحب نے اپنی اس خواب سے پہلے اطلاع دی۔ تو عربی میں لکھ کر اطلاع دی تھی۔ گو چونکہ وہ عربی لکھ نہیں سکتے۔ میں اس کا پورا مطلب ان کی عربی سے نہ سمجھ سکا تھا۔ مگر یہ خیال مجھے اسی وقت گذرا تھا کہ اس میں کوئی ایسی بات ہے۔ جس کو وہ پسند نہیں کرتے۔ کہ دوسرے لوگوں تک پہنچایا جائے۔

خواجہ صاحب کے اسی اشتہار سے ایک اور غلط فہمی بھی بعض احباب کو شاید ہو۔ کہ گویا انجمن نے کبھی تبلیغ احمدیت ہی کو تاہی کی ہے۔ میں کہتا ہوں یہ ایک خیال ہے جو قادیان کی طرف سے ان کی جماعت کے دلوں میں ڈالا گیا ہے۔ کہ ہم تبلیغ احمدیت نہیں کرتے۔ اور انہوں نے ہی اس کو آگے پھیلایا ہے۔ تبلیغ احمدیت دو طرح پر ہو سکتی ہے۔ ایک لٹریچر کے ذریعہ سے ایک مبلغین کے ذریعہ سے۔ مبلغین کی ہمارے پاس کمی ضرور رہی ہے مگر لٹریچر کا جہاں تک سوال ہے۔ اس کے ذریعہ سے ہم نے جس قدر ممکن تھا تبلیغ کی ہے۔ بلکہ شاید اس قدر لٹریچر پھیلایا ہے۔ کہ قادیانی جماعت بھی اس کا مقابلہ نہ کر سکے۔ انجمن اب تک حضرت مسیح موعود کی کتابوں میں سے تصنیفات احمدیہ کے نام سے چار ہزار سے زیادہ صفحات دوبارہ چھپوا چکی ہے۔ اور ان کو بالکل معمولی قیمت پر اور بہت سا حصہ مفت دیتی رہی ہے۔ اور اب بڑی تعداد میں نصف قیمت کر کے بھی یہ کتابیں دوسروں کو پہنچانے کی کوشش کی ہے۔ اس قیمتی لٹریچر کے علاوہ انگریزی اور اردو میں وہ کتابیں ہیں۔ جو میں نے سلسلہ کے متعلق لکھی ہیں۔ جن لوگوں کا یہ خیال ہے کہ یہ کتابیں زیادہ قیمتی ہونے کی وجہ سے باہر نہیں نکلیں وہ بھی غلطی ہے۔ النبوۃ فی الاسلام پانچ سو صفحات کی کتاب تھی۔ جو ایک روپے بلکہ دوسروں کے لئے بارہ آنے پر بکتی رہی مسیح موعود تین سو صفحات کی کتاب تھی۔ جو ایک روپے پر بکتی رہی کیا اس سے ارزاں کوئی دے سکتا ہے۔ اب دوسرے ایڈیشن میں شاید ان کتابوں کی قیمت، بوجہ گرانی کاغذ کچھ بڑھا دی ہے۔ ہاں انجمن کی یہ غلطی ضرور ہے کہ اس نے ان کتابوں کے نکلنے کے ساتھ احباب کو یہ توجہ نہ دلائی کہ وہ ان کی بیس بیس پچاس پچاس سو سو کاپیاں خرید کر مفت تقسیم کریں۔ اگر انجمن ایسا کرتی تو ہزار ہزار ڈیڑھ ڈیڑھ ہزار کی بجائے یہ کتابیں پانچ پانچ دس دس ہزار کی تعداد میں نکل جاتیں۔ اور ان میں سے بالخصوص کتاب مسیح موعود ایسی مدلل لکھی ہے کہ جس شخص نے اسے پڑھا ہے اس پر سلسلہ کی صداقت بالکل روشن ہوگئی ہے۔ پھر اس کے علاوہ انجمن نے جو مفت ٹریکٹوں کا سلسلہ جاری کیا ہے جس میں چالیس چالیس، ساٹھ ساٹھ، اسی اسی صفحات کے بھی ٹریکٹ ہیں۔ جو مفت دیے جاتے ہیں۔ اور جو تعداد میں دس دس پندرہ پندرہ بیس بیس ہزار چھپے ہیں۔ ضرورت مجددشائد اب تک کوئی پچیس ہزار چھپ چکا ہوگا۔ "عبودیت کا آخری سہارا" غالباً پندرہ ہزار چھپ چکا ہے۔ دعوت عمل کوئی بیس ہزار چھپ چکا ہوگا۔

مجھے افسوس ہے کہ انجمن میں کوئی شخص کافی پروپیگنڈا کرنیوالا نہیں۔ کہ احباب کو ان امور کی اطلاع دے۔ تا کوئی غلط فہمی ان کو نہ ہو۔ جب لارڈ ہیڈلے آئے اور ان کو ایڈریس دیا گیا۔ تو اس وقت جس قدر مفت ٹریکٹ انجمن کی طرف سے چھپ چکے تھے ان کا حساب

میں نے کیا تھا تو ساٹھ لاکھ صفحات بنتے تھے۔ اس کے بعد بھی میرا خیال ہے اور چار پانچ لاکھ صفحات ہو چکے ہوں گے۔ یہ کوئی چھوٹی سی بات نہیں۔ انجمن خاموشی سے جس قدر کام کر سکتی تھی کرتی رہی ہے۔ اور اگر اس قدر لٹریچر شائع نہ ہوتا۔ اور پھر اس کا کثیر حصہ مفت شائع نہ ہوتا تو اس وقت تمام ممالک میں احمدی جماعتیں کس طرح بن جاتیں اصل بات صرف یہی ہے کہ ہمارا پروپیگنڈا کا حصہ کمزور ہے۔

میں اس غلط فہمی کو بھی دور کرنا چاہتا ہوں کہ ہم کتاب لکھ دیں۔ تو تبلیغ احمدیت کا فرض ادا ہو جاتا ہے۔ اصلی تبلیغ کرنے والے وہ لوگ ہیں جو اس کتاب کو پھیلاتے ہیں۔ اور یہ جس قدر کام انجمن نے کیا وہ درحقیقت انہی ماہوار چندوں سے اور دوسرے وقتی چندوں سے ہوا جو جماعت دیتی ہے۔ اور اگر میں نے یہ کتابیں اور ٹریکٹ لکھے ہیں تو میں نے صرف اپنا فرض ادا کیا ہے۔ ان کو دوسروں تک پہنچانے اور صحیح معنے میں تبلیغ کرنے والے وہ لوگ ہیں جن کا روپیہ اس پر خرچ ہوا۔ اس حیثیت سے میرا حق اس میں اسی قدر ہے جتنا ایک فرد جماعت ہونے کے لحاظ سے میرا اس میں خرچ ہوا۔ اب ان لوگوں پر جن کے روپے سے یہ کام ہوا کوئی ملامت نہیں کہ انہوں نے خود اپنی قلم سے کیوں نہیں لکھا۔ میرا خیال ہے کہ اگر خواجہ صاحب جماعت کے ایک فرد ہونے کی حیثیت سے ہی اس میں حصہ لیتے رہتے اور دوسرے افراد جماعت کی طرح چندہ دیتے رہتے تو بھی وہ اس زجر کے نیچے نہ آتے۔ اور میں امید رکھتا ہوں کہ آئندہ بھی انہیں کسی مزید رویا کی ضرورت نہ ہوگی۔ کہ وہ اس حصہ غفلت کو دور فرمائیں۔ اور بحیثیت فرد جماعت بلکہ ٹرسٹی ہونے کے چندہ بھی دیتے رہیں تاکہ ان کے مال کا کچھ حصہ اس باقاعدہ نظام کے ماتحت جو انجمن کے ذریعہ سے قائم ہے اور جس کے اصل قائم کرنے والے خود حضرت مسیح موعود ہیں۔ تبلیغ اسلام کے ساتھ ساتھ تبلیغ احمدیت پر خرچ ہوتا رہے۔ تا کام کرنے والی جماعت بھی بڑھے اور مستحکم ہو۔ اور فی الحقیقت یہ بھی اشاعت اسلام ہی ہے۔

شاید یہ خیال بعض قلوب میں گذرے کہ خواجہ صاحب کے رویا میں یہ نظر آتا ہے کہ میں بھی ان کے ساتھ بحیثیت ملزم بلایا گیا ہوں مگر رویا کے پہلے حصہ میں صاف موجود ہے۔ انہوں نے مجھے عدالت کے کمرے کے اندر سے آتے ہوئے دیکھا۔ اور ایک اردلی کی حیثیت میں دیکھا۔ اور کہ میں انہیں بلا کر اندر لے گیا ہوں۔ تو یہ کبھی نہیں ہوتا کہ اردلی بھی ملزموں میں شمار کر لیا جائے۔ جب میں ایبٹ آباد میں تھا۔ تو میں نے وہاں ایک جج کا قصہ سنا تھا۔ کہ فریقین میں صلح کرانے کے لئے اس نے ایک تیسرے معزز کو جو وہاں موجود تھا مقرر کر دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد ثالث اور فریقین آئے۔ اور انہوں نے کہا کہ صلح نہیں ہوئی۔ تو جج نے حکم دیا کہ تینوں کو یعنی فریقین کو بھی اور ثالث کو بھی حوالات میں لے جاؤ۔ بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ وہ عدالت دربار الٰہی تھا جس کا نقشہ خواجہ صاحب نے کھینچا ہے۔ تو وہاں اتنا اندھیر کہاں ہوگا کہ ایک اردلی کو بھی ملزم بنا لیا جائے۔ باقی رہا خوف کا طاری ہونا۔ سو خوف کی حالت میں تو خواجہ صاحب نے خود حضرت مسیح موعود کو بھی دیکھا۔ کہ آپ بھی کانپ رہے تھے۔ اور ایسے مقام پر کھڑا ہو کر کون نہیں کانپے گا۔ میرا خیال ہے کہ خواجہ صاحب نے اس محبت کی وجہ سے جو انہیں میرے ساتھ ہے مجھے یہاں بھی اپنے ساتھ رکھنا پسند کیا۔ اور اسی لئے انہوں نے اس خطاب کو جو حضرت مسیح موعود نے کیا یہ سمجھا کہ وہ ہم دونوں سے تھا۔ حالانکہ اقرب تو خطاب بھی صرف انہی سے ہے بہرحال یہ محض ایک توجیہ ہے۔ مگر اپنی بریت کے لئے نہیں بلکہ اس غلط فہمی کو رفع کرنے کے لئے کہ میں یا ہماری انجمن نے اس بارے میں اسی قدر غفلت برتی ہے جیسی خواجہ صاحب نے۔ اگر اس کام کے ہونے ہوئے بھی جس کا میں نے اوپر مختصر طور پر حوالہ دیا ہے پھر بھی میں ملزم ہوں تو مجھے اعتراف بھی ہے کہ میں ان احسانات کا جو حضرت مسیح موعود کے مجھ پر ہیں کہ ایک ذرہ سے مجھے کہاں تک پہنچایا۔ حق ادا نہیں کر سکا۔ اور اگر خواجہ صاحب مجھے اپنے ساتھ ملزموں میں ہی رکھنا چاہتے ہیں۔ تو بھی میں خوش ہوں۔ ع پائے در زنجیر پیش دوستاں ہی سہی۔

ضروری اعلان

احمدیہ انجمن خواتین کا پانچواں سالانہ جلسہ ۲۴ دسمبر ۱۹۴۳ء کو مسلم ہائی سکول برانڈرتھ روڈ میں زیر صدارت محترمہ بہن ... بیگم صاحبہ ایم اے۔ ایم او ایل منعقد ہوگا۔ لاہور کی سب بہنوں سے گذارش ہے۔ کہ وہ اپنے جلسہ کو کامیاب و پُر رونق بنائیں۔ جلسے کے اشتہار چھپ گئے ہیں۔ جو بہن تقسیم کرنا چاہیں اہلیہ محترمہ حضرت مولانا محمد علی صاحب احمدیہ بلڈنگس سے طلب فرمالیں۔ بیرونی بہنیں ۲۳ دسمبر کی شام کو لاہور پہنچنے کی کوشش فرمائیں۔ کرسمس کی تعطیلات سے قبل سفر کرنے سے راستہ کی تکلیف سے ایک حد تک نجات ہوگی۔ اور یہاں بھی ان کی رہائش کے لئے انشاء اللہ ہر طرح آسائش مہیا کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ تاریخ روانگی سے مطلع فرمائیں۔

نمائش

حسب دستور دستکاری کی نمائش بھی جلسے کے ساتھ ہی ۲۴ دسمبر کو ہوگی۔ اشیاء آرہی ہیں۔ اور ان پر نمبر و قیمتوں کی چٹیں لگائی جا رہی ہیں۔ باقی بہنوں سے بھی التماس ہے کہ وہ جلد سے جلد اپنی دستکاری روانہ فرمائیں۔ عین جلسے کے موقعہ پر دستکاری دینا نہایت تکلیف اور نقصان کا موجب ہوتا ہے۔ ۱۵ دسمبر تک تمام دستکاری پہنچ جانی چاہیئے۔ اور کسی بہن کو اس قومی کام میں حصہ لینے سے محروم نہ رہنا چاہیئے۔

احمدیہ خواتین کی کانفرنس

۲۶ دسمبر کی شام کو سات بجے احمدیہ خواتین کی کانفرنس مسلم ہائی سکول کے بالائی ہال میں ہوگی۔ عموماً مہمان بہنیں اسکول کی بالائی منزل پر ٹھہرائی جاتی ہیں۔ اس لئے ان کو جمع ہونے میں کوئی دقت نہ ہوگی۔ اس کانفرنس میں متعدد مفید و ضروری تجاویز پیش ہوں گی۔ اور خصوصیت سے اس پہلو پر غور کیا جائے گا کہ سلسلہ احمدیہ کی توسیع و استحکام میں ہم مستورات کس طرح معاون ہو سکتی ہیں۔ ہر احمدی بہن کا فرض ہے کہ وہ کانفرنس میں شامل ہو۔ خصوصاً بیرونی جماعتوں میں سے تو کثرت سے خواتین کو تشریف لانا چاہیئے۔ تاکہ وہ اپنی جگہ واپس جا کر فیصلہ شدہ تجاویز پر عمل کر سکیں۔

جماعتہائے راولپنڈی، جہلم و وزیر آباد، گوجرانوالہ، گجرات، سیالکوٹ، لائل پور، شیخوپورہ، جموں، امرتسر، دہلی، فیروزپور، پشاور، جھنگ، گورداسپور وغیرہ وغیرہ سے خاص طور پر عرض ہے کہ وہ اپنے اپنے ہاں سے مستورات کو ساتھ لا کر قومی اجتماع میں تقویت کا موجب ہوں۔

اگر کوئی بہن کانفرنس میں کوئی تجویز پیش کرنا چاہیں تو مطلع فرمائیں۔

نوٹ:- چونکہ عین جلسے کے وقت بات چیت کرنے سے جلسے میں گڑبڑ پیدا ہوتی ہے۔ اس لئے سب بہنوں کو چاہیئے کہ کھانے کے بعد مہمانہ خواتین کے ہال میں جمع ہو کر تبادلہ خیالات کریں۔ خاکسار: رشیدہ صفیہ اسسٹنٹ سیکرٹری احمدیہ انجمن خواتین لاہور

انجمن حمایت اسلام کا سالانہ جلسہ

سیکرٹری صاحب انجمن مذکور اطلاع دیتے ہیں کہ ۲۷-۲۸-۲۹ دسمبر کو ہوگا ہز ہائی نس نواب صاحب بہادر ... کا ۲۷ دسمبر کی صبح کو ۱/۲ ۹ بجے استقبال کیا جائے گا اور جلسہ کا افتتاح ہز ہائی نس تقریر فرمائیں گے۔

۴ بجے شام کو پارٹی اور بعد نماز مغرب ڈنر ہوگا۔ شمولیت کے لئے تین روپیہ اور سات روپیہ علی الترتیب ہوگا۔ جو صاحب شمولیت کا ارادہ رکھتے ہوں چندہ ... صاحب انجمن حمایت اسلام کے نام ارسال فرمائیں۔

خبریں

—— پشاور ۶ر فروری۔ سردار عبدالحکیم خاں سابق وکیل التجارت اور سردار امین اللہ جان برادر عزیز اعلیٰ حضرت غازی امان اللہ آج بوقت ۶ بجے شام زیر حراست کر لئے گئے ہیں۔ مسٹر ڈیلی (افسر اعلیٰ خفیہ پولیس) نے سردار موصوف کی قیامگاہ کا محاصرہ کر لیا ہے۔ اور پولیس کے انگریز اور ہندوستانی افسروں کی نگرانی میں باقاعدہ خانہ تلاشی ہو رہی ہے۔ تفصیلات ابھی تک موصول نہیں ہوئی ہیں۔ شہر میں اس واقعہ نے عجیب کھلبلی ڈال دی ہے۔

—— لندن ۳ر فروری آج ایک جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے سر مائیکل اوڈوائر نے نہایت متکبرانہ لہجہ میں کہا کہ ہندوستان میں پھر بغاوت سر اٹھا رہی ہے۔ اوڈوائر صاحب کا خیال ہے کہ اس بغاوت کے رہنما وہ لوگ ہیں جنہیں مارشل لا کے زمانہ میں غلطی سے ہلکی سزائیں دی گئی تھیں۔ تقریر کے اخیر میں جنرل ڈائر نے کہا کہ اگر دسمبر میں میں لاہور میں ہوتا تو کسی کو یونین جیک کی بجائے انقلابی جھنڈا نصب کرنے کی جرأت نہ ہوتی۔

—— روما ۴ر فروری۔ سردار من موہن سنگھ پاڈولا اور کونیزا کے درمیان ایک پہاڑی سڑک پر سخت کہر میں نیچے گر پڑے جس کی وجہ سے ان کی بائیں آنکھ میں خفیف زخم پہنچا اور جسم پر بہت سی خراشیں آگئیں۔ اس لئے وہیں موضع سان فرانسیسو کے شفاخانہ میں پہنچا دیا گیا۔ ان کے طیارہ کی مشین کو سخت نقصان پہنچا ہے۔

لاہور ۶ر فروری کل تقریباً ۵ بجے شام کو موضع اٹاری سو وہاں بم چل گیا۔ واقعات حسب ذیل ہیں:۔

۵ بجے شام کے قریب ایک شخص گوپال سنگھ اپنے مویشیوں کے لئے چارہ کاٹ رہا تھا جب وہ نصف کے قریب چارہ کاٹ چکا تو اچانک ایک ہولناک دھماکا ہوا۔ جس سے گوپال سنگھ بری طرح زخمی ہو گیا۔ اسے فوراً اٹھا کر تھانہ میں پہنچا دیا گیا۔ اور تھانہ میں رپورٹ کی گئی۔ تھانہ امرسدھو کی پولیس فوراً موقع پر پہنچی اور تحقیقات شروع کر دی سپرنٹنڈنٹ پولیس کو اسی وقت اطلاع بھیجی گئی۔ چنانچہ وہ رات کو وہاں پہنچے۔ اور جائے وقوع کا معائنہ کیا۔

آج صبح مجروح کو لاہور ہسپتال میں داخل کیا گیا مسٹر ہارڈنگ سپرنٹنڈنٹ پولیس کئی بار ہسپتال میں گئے ہیں لیکن مجروح ابھی تک بے ہوش ہے۔ لہذا اس کے بیانات ابھی تک قلمبند نہیں کئے گئے۔

بعض پولیس افسروں کا خیال ہے کہ مجروح وہاں بم بنا رہا تھا۔ اور بم بناتے ہوئے کسی غلطی سے وہ اچانک پھٹ گیا اور گوپال سنگھ زخمی ہو گیا۔ بہر حال جب تک مجروح کے ہوش و حواس درست نہیں ہوتے اس معاملہ پر مزید روشنی نہیں پڑ سکتی۔

میکسیکو سٹی ۵ر فروری۔ آج ایک نوجوان نے میکسیکو کے صدر پر قاتلانہ حملہ کیا۔ پریذیڈنٹ روبیو کابینہ وزارت سے حلف وفاداری کی رسم ادا کر کے واپس تشریف لے جا رہے تھے کہ ایک نوجوان نے ان پر چھ فائر کئے۔ ایک گولی ایک راہرو کے لگی۔ جسے ہسپتال پہنچایا گیا۔ حملہ آور گرفتار ہو گیا۔ وزیر جنگ نے اس پر سوالات کئے لیکن اس نے جواب دینے سے انکار کر دیا ہے۔ حکام کا خیال ہے کہ وہ ایک مذہبی جنونی ہے۔

—— پریذیڈنٹ روبیو کے منہ پر زخم آیا ہے۔ گولی نکال لی گئی ہے۔ ڈاکٹروں کا بیان ہے کہ پریذیڈنٹ روبیو کی حالت خطرناک نہیں ہے۔ ایک گولی پریذیڈنٹ کی بیوی کو چھوتی ہوئی گذر گئی۔ پریذیڈنٹ کی بھتیجی بھی خفیف طور سے زخمی ہوئی۔ ایک گولی سے موٹر کار کا شیشہ ریزہ ریزہ ہو کر ڈرائیور پر جا پڑا۔ حملہ آور کا نام ڈینیل فلورز ہے۔ اس کی عمر ۲۲ برس ہے وہ واسکال کیلا کا جس کو پریذیڈنٹ روبیو نے انتخابات میں شکست دی ہے پیرو ہے۔

—— نیو دہلی ۶ فروری معلوم ہوا ہے کہ آل پارٹیز کانفرنس کے انعقاد کے متعلق سر تیج بہادر سپرو کی تجویز پر غور کرنے کے لئے ۲۷و۲۸ فروری کو تمام جماعتوں کے نمائندوں کا ایک پرائیویٹ جلسہ بمقام دہلی منعقد ہو گا

—— ڈھاکہ ۶ر فروری۔ حالت حسب معمول ہے۔ بی سرکار جو فسادات میں مجروح ہوا تھا ہسپتال میں فوت ہو گیا اور بہت سے مسلمان بھی گرفتار کر لئے گئے ہیں۔ دفعہ ۱۴۴ کا نفاذ منسوخ کر دیا گیا ہے۔ نواب صاحب کے مکان پر ایک جلسہ میں آئندہ فرقہ وارانہ فسادات کو روکنے کے لئے مستقل کونسل مصالحت کی از سر نو تنظیم ہوئی۔

—— پشاور ۶ر فروری۔ اعلیٰ حضرت محمد نادر شاہ غازی نے جرم بغاوت و غداری میں کرنیل محمد سامی اور محمد ولی خاں کی تحقیقات کے لئے ایک خاص عدالت تحقیقات زیر سرکردگی سردار عبدالہادی خاں مقرر کرنے کا اعلان کیا ہے تحقیقات سہ شنبہ کو شروع ہو گئی۔ واضح ہو کہ ولی محمد خاں وہی ہیں جو امان اللہ خاں کی سیاحت یورپ کے دوران میں ایجنٹ قائمقام بادشاہ مقرر کئے گئے تھے۔

—— نئی دہلی ۴ر فروری۔ اسمبلی میں تماشائیوں کی گیلریاں بند کرنے کے متعلق مسٹر آرتھر مور نے ایک سوال پیش کرنے کا نوٹس دیا تھا۔ اس کے متعلق اسمبلی کے سیکرٹری نے مسٹر مور کو لکھا ہے کہ دارالعوام کی روایات کے مطابق جناب صدر کے متعلق کوئی سوال پیش نہیں کیا جا سکتا۔ اس لئے آپ کو سوال پیش کرنے کی اجازت نہیں۔ تاہم جو اطلاع آپ حاصل کرنا چاہتے ہیں وہ سیکرٹری سے حاصل کر سکتے ہیں۔

—— فرینک بگر جس نے برطانی عجائب خانہ سے بم برآمد کیا تھا سکاٹلینڈ یارڈ میں زیر حراست ہے اس کے خلاف قانون مادہ ہائے آتشگیر کے ماتحت مقدمہ چلایا جائے گا۔ سکاٹ لینڈ یارڈ کو یقین ہے کہ یہ معاملہ محض ایک مذاقیہ تھا۔

—— نئی دہلی ۶ فروری۔ اسمبلی کی گیلریوں کے معاملہ کے متعلق سر جیمز کریرار اور پنڈت مدن موہن مالویہ اور مسٹر جناح نے طویل گفتگو کی۔ معلوم ہوا ہے کہ پنڈت مالویہ نے چند تجاویز پیش کیں لیکن کوئی تسلی بخش نتیجہ برآمد نہ ہوا۔ اب مزید گفت و شنید کی توقع ہے۔ ایک غیر مصدقہ اطلاع یہ بھی ہے کہ جمعہ کو مسٹر پٹیل اسمبلی میں کوئی بیان پیش کرینگے۔ یہ بھی افواہ ہے کہ اگر ایوان کے اندر آپ کے اختیارات کو تسلیم نہ کیا گیا تو آپ مستعفی ہو جائیں گے۔

—— بمبئی ۶ فروری۔ ریلوے بورڈ نے جی آئی پی ریلوے کے ایجنٹ کو اختیار دیا ہے کہ وہ عملہ ماتحت کو ہڑتال کے ایام میں کام پر مستعد رہنے کا صلہ بصورت انعام دیں جس کی شرح حسب ذیل ہے:۔

ایک سو سے کم ماہوار لینے والے کو سو فیصدی۔ ایک سو یا اس سے زیادہ تنخواہ لینے والوں کو پچاس فیصدی بشرطیکہ انہیں کم از کم سو روپیہ ماہوار نہ حاصل ہو سکے۔

—— پشاور ۶ر فروری۔ افغانستان میں علما کو حکومت کے معاملہ میں بہت رسوخ حاصل ہے اس لئے اعلیٰحضرت نادر خاں نے علماء سے راہ و رسم پیدا کرنے کے لئے افغانستان کی جمعیت العلماء سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ تمام جمعیت کی سفارش پر اعلیٰحضرت ایک صدر کو نامزد کرینگے۔ اس جمعیت کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ دوسرے مسلم ممالک کی اس قسم کی انجمنوں سے رابطہ و اتحاد پیدا کیا جائے۔

—— امان اللہ خاں کی واپسی کے متعلق اب افواہوں کی تصدیق ہونے لگی ہے۔ تازہ ترین خبر یہ ہے کہ انہوں نے یورپ کی ایک فرم کو ہوائی جہاز اور اسلحہ جنگ کا آرڈر دیا ہے۔ یہ خبریں اگرچہ صیغۂ راز میں رکھی جاتی ہیں مگر امان اللہ خاں کے بعض گہرے رفیق جانتے ہیں اور کبھی نہ کبھی ظاہر کر بیٹھتے ہیں۔ اس سلسلہ میں سب سے معتبر خبر "چہرہ" کی ہے۔ جو امان اللہ خاں کی واپسی کو ایک امر یقینی بتاتا ہے۔

—— افغانستان میں موسم سرما کی وجہ سے نقل و حرکت بند ہے پھر بھی امان اللہی پارٹی شمال و مغرب میں تقاضا کر رہی ہے۔ ہندوستان کی طرف امان اللہ خاں کی جماعت کو زیادہ امید نہیں شاہ نادر خاں کی پارٹی ان افواہوں کو کوئی وقعت نہیں دیتی اور صرف اتنا کہنے پر اکتفا کرتی ہے کہ اس وقت افغانستان میں انقلاب پیدا کرنا افغانستان کے لئے بہت مضر ہے۔ اور جو لوگ ایسے انقلاب کرانا چاہتے ہیں۔ وہ اس کے دشمن ہیں۔

—— "چہرہ" میں ترکستان کا مکتوب شائع ہوا ہے جس میں امان اللہ خاں کی آمد کو یقینی بتایا گیا ہے یہاں تک کہ امان اللہ خاں کو آنے کی دعوت دیدی گئی ہے صرف سوال اتنا ہے کہ کس راستہ سے آئیں۔ اور درمیانی طاقتوں کی اجازت کس طرح حاصل کریں۔ ایک زبردست جماعت ان کے حق میں موجود ہے اور نادر خاں کی حکومت ابھی تک متزلزل حالت میں ہے۔ ایک بھی امیدوار تخت کے پیدا ہوتے ہی نادر خاں کو مشکل پڑ جائے گی۔

نامہ نگار مذکور رقمطراز ہے کہ امان اللہ خاں کا روپیہ اب بھی حدود افغانستان پر دفینوں کی شکل میں موجود ہے۔ اور ساتھ دینے والے آدمی بھی ہیں۔ صرف بدقسمتی یہ ہے کہ وہ دور پڑے ہیں۔ اور افغانستان کی ہمسایہ سلطنتیں ان کے قیام کی ... اثر پڑتا ہے۔ اور روس بھی بلا وجہ اپنے حلیف افغانستان سے خواہ مخواہ چھیڑ کرنا نہیں چاہتا۔

—— امرتسر ۶ر فروری مسلمانوں کا پہلا جتھہ ظفروال میں اذان دینے کے لئے روانہ ہو گیا ہے اس میں شیخ صادق حسین سابق ممبر اسمبلی بھی شامل ہیں۔ اور لاہور کے بھی چند اصحاب شامل ہیں۔ یہ جتھہ ۲۵ اشخاص پر مشتمل ہے۔

—— ڈھاکہ ۶ر فروری۔ کئی مسلمانوں کو فسادات کے سلسلہ میں گرفتار کر لیا گیا ہے۔ آج حالات رو بہ اصلاح ہے۔ اور دفعہ ۱۴۴ واپس لے لی گئی ہے۔

—— دہلی ۶ر فروری۔ ریلوے بجٹ اسمبلی میں ۱۷ فروری کو پیش ہو گا۔

—— لکھنؤ ۶ فروری۔ آج صبح اودھ کے سابق شاہی خاندان کی طرف سے وائسرائے کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ مہاراجہ کشمیر بھی اس موقعہ پر موجود تھے

—— معلوم ہوا ہے کنگ نادر خاں نے امیر حبیب اللہ کی بیویوں اور حرموں کے لئے وظائف جو امان اللہ خاں کے وقت تھے بحال کر دئے ہیں۔

—— پشاور ۴ر فروری۔ اطلاع ملی ہے کہ نادر خاں کی گورنمنٹ نے سگرٹوں کی درآمد پر بھاری محصول چنگی لگا دیا ہے۔

—— معلوم ہوا ہے کہ انگلستان میں گورنمنٹ کو پچھلے سال ڈاک خانہ کے محکمہ سے ۹ لاکھ پونڈ کا نفع ہوا ہے۔

—— دھاریوال ۶ر فروری۔ کل تیس رضاکاروں کا دوسرا جتھا بسرکردگی شیخ صادق حسن قریباً ایک بجے دھاری وال میں پہنچ گیا۔ جس لاہور اور امرتسر کے رضاکار شامل تھے

—— معلوم ہوا ہے کہ کل جس وقت امرتسر سے جتھا روانہ ہوا تو سردار سہاگ سنگھ وکیل امرتسر میں پہنچے۔ اور ڈاکٹر کچلو سے ملاقات کی۔ اور مصالحت کرانے کی درخواست کی۔ شیخ میاں اللہ دتا کے مکان پر ایک مجلس مشاورت ہوئی اور ڈاکٹر کچلو۔ سردار سہاگ سنگھ ملک لال دین قیصر اور سردار تارا سنگھ کی معیت میں ایک مصالحتی بورڈ مقرر ہوا۔ جو اسی وقت بذریعہ موٹر ظفروال میں پہنچا۔

—— موضع ظفروال میں بہت سی پولیس مسلح اور غیر مسلح پہنچی ہوئی تھی اور لاتعداد ہتھکڑیاں وہاں پہنچی ہوئی تھیں۔ سپرنٹنڈنٹ پولیس اور ڈپٹی کمشنر گورداسپور بھی موقعہ پر موجود تھے۔ قریباً ساڑھے تین بجے شام پہلا قافلہ جس میں شیخ صادق حسن۔ ملک لال دین قیصر اور پانچ اور رضاکار شامل تھے دھاریوال سے روانہ ہو کر ظفروال میں پہنچے۔ ڈاکٹر کچلو وغیرہ بھی پہنچ چکے تھے۔ قافلہ گاؤں سے کچھ قدم دور سے ٹھہرا لیا گیا اور مصالحت کی کوشش ہونے لگی۔ ہندو مسلمان ارد گرد کے دیہات اور بٹالہ امرتسر لاہور اور دھاریوال کے پہنچے ہوئے تھے۔

گوردوارہ میں جو متنازعہ مسجد کے قریب واقع ہے سکھوں کی طرف سے ایک دیوان منعقد کیا گیا اور ڈاکٹر کچلو سردار سہاگ سنگھ شیخ صادق حسن وغیرہ کی ایک مجلس مشاورت منعقد ہوئی اور مصالحت کی تجاویز سوچی گئیں۔

اس مجلس میں فیصلہ کیا گیا کہ ایک تحقیقاتی کمیٹی مقرر کی جائے جو اس امر کا فیصلہ کرے کہ آیا مولوی خیر الدین نے یہ الفاظ کہے تھے کہ:۔ "اذان جوتے کے زور سے دلاؤں گا" اور جس دن کہ مقدمات واپس لئے گئے تھے اور جو مسلمان یہاں پہنچے تھے سکھوں کو شکایت تھی کہ انہوں نے گالیاں دی ہیں اس کی تحقیقات کی جائے۔ اور کل سے اذان کی اجازت دی جائے۔ جو قافلے آئے ہوئے ہیں وہ واپس چلے جائیں۔ گاؤں والے سوائے مولوی خیر الدین کے خود اذان دیں۔

اس کے بعد یہ مصالحتی بورڈ گوردوارہ میں جہاں دیوان ہو رہا تھا پہنچا۔ حاضری تین چار ہزار کے قریب تھی۔ سب سے پہلے سردار سہاگ سنگھ نے ایک تقریر کرتے ہوئے سکھوں کو مصالحت کرنے کی تلقین کی۔ اور کہا کہ یہ دھرم کا کام ہے اور سکھوں کو چاہئے کہ اس میں دخل نہ دیں ورنہ پنتھ بدنام ہو جائے گا۔

سردار سہاگ سنگھ تقریر کر رہے تھے کہ ڈپٹی کمشنر گورداسپور دیوان میں پہنچا اور کہا کہ امرتسر والوں کو نہیں چاہئے کہ یہاں آ کر فیصلہ کریں ہم خود اس میں دخل نہیں دیتے اس گاؤں کے سکھوں اور مسلمانوں کو آپس میں سمجھوتہ کرنا چاہئے۔ اس کے بعد ڈپٹی کمشنر نے نمبرداروں کو بلا کر کہا کہ اذان ہو گی تو پولیس چلی جائے گی۔ اور اگر اذان نہ ہوئی تو پولیس یہاں بیٹھی رہیگی۔ نمبرداروں نے کہا کہ اذان ہو گی۔

اس کے بعد ماسٹر تارا سنگھ تقریر کے لئے کھڑے ہوئے اور کہا کہ عجیب بات ہے کہ انگریز تمہارے درمیان مصالحت کرا سکتے ہیں۔ مگر امرتسر والے نہیں کرا سکتے۔ بھائیو اگر تم نے مصالحت نہ کی تو پنتھ بدنام ہو جائے گا۔ اور تحریک وطنیت کو سخت نقصان پہنچیگا۔

(بقیہ صفحہ ۵ پر دیکھو)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علےٰ رسولہ الکریم

پیغامِ صلح

جلد ۱۸ | ۹ شعبان ۱۳۴۸ھ | نمبر ۳

جماعت کا فیصلہ

کامیابی کا انحصار پابندی اور اطاعت پر ہے

۱۰ دسمبر کے خطبہ جمعہ میں جسے ہم گذشتہ نمبر میں شائع کرچکے ہیں حضرت امیر جماعت نے حاضرین اور برادران جماعت کو احمدیہ کانفرنس کے اس فیصلہ کی طرف توجہ دلائی تھی کہ وہ انجمن کی مالی مشکلات کو ملحوظ رکھتے ہوئے جماعت کے کاروبار کو چلانے اور خدا کے نام اور نبی کریم صلعم کی تعلیم کو پھیلانے کی غرض سے اپنے مال کا ایک مقررہ حصہ اپنی حیثیت کے مطابق ادا کریں یہ حصہ اب ایک آنہ فی روپیہ قرار دیا گیا ہے۔ پہلے یہ تین پیسے فی روپیہ تھا۔ آپ کے یہ الفاظ جماعت کی خاص توجہ کے قابل ہیں۔

"اس پابندی میں بے شک تکلیف ہوگی۔ لیکن اگر آپ کو اپنی جماعت کی وحدت اور اس کے نظام کی حرمت کا ثبوت دینا ہے تو پھر مذکورہ بالا فیصلہ کی تعمیل کیجئے۔ یہاں بڑوں اور چھوٹوں کو برابر ہو جانا چاہیئے۔"

ہمارے جو بھائی کسی نظام یا ضابطہ کے ماتحت کام کرنے اور قومی یا مذہبی مقاصد کی تکمیل کے لئے باقاعدہ چندہ دینے کے عادی نہیں ہیں۔ ان کے لئے ایک مقررہ رقم کے ادا کرنے کی پابندی واقعی تکلیف دہ ہے۔ جو لوگ پہلے تین پیسہ فی روپیہ کے حساب سے اپنا چندہ پابندی کے ساتھ ادا کرتے رہے ہیں ان کے لئے ایک پیسہ فی روپیہ کی بیشی ایسا بار نہیں جو ناقابلِ برداشت ہو۔ بشرطیکہ دین کو دنیا پر مقدم رکھنے اور اللہ اور اس کے رسول برحق کی رضاجوئی حاصل کرنے کا مخلصانہ جذبہ ان کے دلوں میں جاگزیں ہو۔ سوال ایک پیسہ فی روپیہ کی بیشی کا نہیں بلکہ اس احساس کا ہے۔ کہ ہر مسلمان کو خدا کے نام اور نبی کریم صلعم کی مقدس تعلیم کو پھیلانے کی غرض سے خندہ پیشانی کے ساتھ مالی قربانی کا عملی ثبوت دینا چاہیئے۔ اور جب اس حقیقت کو اچھی طرح سمجھ لیا جائے کہ مال اور جان تو اسی کی ہے جس نے ہمارے لئے اپنی نعمتوں اور بخششوں کے دروازے کھول رکھے ہیں۔ تو پھر اس کی راہ میں ایک آنہ فی روپیہ کے حساب سے ایک مقررہ رقم کے ادا کرنے میں بخل سے کام لینا یقیناً کفرانِ نعمت ہے جس کا روح فرسا تصور انسان کو لرزہ براندام کرنے کی طاقت رکھتا ہے۔

ایک پیسہ فی روپیہ کی بیشی انفرادی طور کوئی زیادہ اہمیت نہیں رکھتی یعنی جو شخص جس کی ماہوار آمدنی ۷۵ روپے ماہوار ہے۔ پہلے ایک روپیہ دو آنہ نو پائی دیا کرتا تھا۔ اب اسے ایک روپیہ نو آنے یعنی سوا چھ آنے زیادہ دینے پڑیں گے۔ لیکن جب جماعت کے ہزاروں افراد جماعت کے مذکورہ بالا فیصلے کی تعمیل کو اپنا فرض سمجھ لیں اور اس فرض کی انجام دہی میں کبھی غفلت یا بے پروائی سے کام نہ لیں تو اس سے انجمن کی مالی حالت میں ایک روح افزا انقلاب پیدا ہو جائے گا۔ ہم اپنے بھائیوں کو یقین دلاتے ہیں کہ ایک آنہ فی روپیہ کا خدائی ٹیکس ان کے لئے رحمت و برکت کا باعث ہوگا۔ کیونکہ اس صورت میں رزاقِ مطلق خود ان کی روزی کا کفیل ہوگا۔ اور وہ کسی صورت میں گھاٹے میں نہیں رہیں گے۔ گھاٹے میں وہی رہیں گے جو خدا کے نام کے مقابلہ میں اپنے کام کو زیادہ وقعت دیں گے۔

یاد رکھنا چاہیئے کہ اس معاملہ میں حضرت امیر جماعت کا روئے سخن جماعت کے ان اصحاب کی طرف نہیں ہے جو زیادہ صاحب ثروت ہیں بلکہ چندہ کی ادائیگی جماعت کے ہر فرد پر عاید ہوتی ہے۔ خواہ اس کی آمدنی کے وسائل کتنے محدود ہوں۔ ہم اگر اپنے خانگی اخراجات اور معاملات پر غائر نظر ڈالیں تو ہمیں تسلیم کرنا پڑے گا کہ جن مالی مشکلات نے ہماری زندگی کو تلخ کر رکھا ہے وہ دراصل ہماری اپنی بےعنوانیوں اور بے اعتدالیوں کا نتیجہ ہیں۔ ہم بہت سی صورتوں میں اپنی خواہشات کے غلام ہیں۔ حالانکہ اگر سادہ زندگی اور کفایت شعاری کے اصول کو سختی کے ساتھ مدنظر رکھا جائے تو ہماری سی مشکلات کا خود بخود خاتمہ ہو جائے گا۔

ہمیں افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ جماعت کے اکثر افراد چندہ کے باقاعدہ ادا کرنے کے معاملہ میں اس قدر بے پروا واقع ہوئے ہیں کہ جب تک دفتر کی طرف سے بار بار یاد دہانی یا تقاضے کا سلسلہ جاری نہ رکھا جائے روپیہ وصول نہیں ہوتا۔ کیا ہمارے بھائی اس بُری اور نقصان دہ عادت کو ترک نہیں کر سکتے؟ کیا وہ خیال نہیں کرتے کہ ان کی اس بے توجہی سے دفتر کو وقت اور خط و کتابت کی شکل میں کس قدر شدید نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔ جب چندہ ادا کرنا ہے اور لازمی طور پر ادا کرنا ہے تو پھر سستی یا بے پروائی کو کیوں روا رکھا جاتا ہے؟ کاش وہ یہ محسوس کریں کہ ان کی سیرت کے اس کمزور پہلو سے انجمن کے مالی مفاد کو کس قدر شدید نقصان پہنچتا ہے۔ ایک مسلم یا مومن کی شان یہی ہونی چاہیئے کہ جب وہ کسی بات کا وعدہ کرے تو اُسے اس وقت تک قرار نہ آئے جب تک وعدہ پورا نہ ہو جائے۔ اس کی زبان دستاویز کی حیثیت رکھے۔ اور غیر مسلم اقوام اس کے قول کو بطور سند کے پیش کریں۔

آج ہی سے یہ عہد کر لینا چاہیئے کہ جماعت کے فیصلہ کے مطابق ہمیں جو رقم انجمن کے بیت المال میں داخل کرنی ہے اُسے گھڑی کی باقاعدگی کی طرح ایک مقررہ وقت پر ادا کر دینی چاہیئے۔ ہماری کامیابی کا راز اسی باقاعدگی اور پابندی میں ہے۔ جماعت کا ہر فرد انجمن کی مشینری کا ضروری پرزہ ہے۔ یہ مشینری صرف اُسی صورت میں خوش اسلوبی کے ساتھ چل سکتی ہے کہ اس کا ہر پرزہ خواہ وہ بظاہر کتنا ہی حقیر اور چھوٹا ہو وقت پر چلے۔ مشکلات سے عہدہ برآ ہونے کے لئے لازمی ہے کہ ہم پابندیوں کے مختلف مدارج طے کریں۔ ہماری نجات اسی میں ہے کہ ہم ایک ادنیٰ سپاہی کی حیثیت سے اپنے کمانڈر کا حکم ماننے کے لئے ہر وقت تیار رہیں۔

حکومت کے حکم سے نماز اور اذان بند

موضع ظفروال میں جو کارخانہ دھاریوال (ضلع گورداسپور) سے تین میل کے فاصلہ پر واقع ہے سکھوں کی آبادی ہے۔ اور وہی زمینوں کے مالک ہیں۔ مسلمان وہاں کمین کی حیثیت سے رہتے ہیں۔ سکھوں نے اپنی اکثریت کے بل بوتے پر مسلمانوں کو مسجد میں نماز پڑھنے اور اذان دینے سے روک دیا ہے۔ جب انجمن اشاعتِ اسلام امرتسر کا ایک مشترکہ وفد اصل حالات کی تحقیقات کے لئے موضع ظفروال میں پہنچا تو اس نے دیکھا۔ کہ مسجد کا دروازہ بند ہے اور کوڑا کرکٹ پھیلا ہوا ہے۔ جب سکھوں سے جو مسجد کے باہر جمع ہو گئے تھے دریافت کیا گیا تو انہوں نے جواب دیا کہ چونکہ گاؤں کے مسلمان کمیوں نے اذان دینے پر اصرار کیا۔ اس لئے اب سکھوں نے عہد کر لیا ہے کہ وہ ان کو اذان اور نماز کے لئے مسجد میں نہ جانے دیں گے۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ سکھوں نے مسجد کے امام مولوی خیرالدین کو پیٹا۔ اور کئی گھنٹہ تک حبس بے جا میں رکھا جب ضلع کے ڈپٹی کمشنر سے مسلمانوں نے فریاد کی تو مظلومین کی دادرسی کے بجائے انہیں اُلٹا یہ حکم دیا گیا کہ چونکہ اس قصبے میں سکھوں کی اکثریت ہے اس لئے دفعہ ۱۴۴ کی رُو سے تمہیں حکم دیا جاتا ہے کہ تاحکم ثانی مسجد میں ہرگز اذان نہ دو۔ اس حکم کے بعد سکھوں نے مسجد کا دروازہ بند کر دیا۔ سکھوں کے حوصلے اور زیادہ بڑھ گئے ہیں۔ کیا ڈپٹی کمشنر کے اس حکم سے حکومت پر یہ الزام عاید نہیں ہوتا کہ وہ زبردستوں کے مقابلہ میں زیردستوں کی مدد کرنے سے عاجز ہے؟ سوال سکھوں کی اکثریت کا نہیں۔ بلکہ مسلمانوں کے جائز مطالبہ کا ہے۔ کیا گاؤں میں سکھوں کی اکثریت کے یہ معنے ہیں کہ حکام بھی ان کی چیرہ دستی کے سامنے سر تسلیم خم کریں؟ اگر یہ گاؤں انگریزی علاقہ میں ہے تو کیا سرکار کا یہ فرض نہیں ہے کہ وہ اپنی رعایا کے کمزور فریق کی حمایت کا حق ادا کرے؟ ڈپٹی کمشنر کا مسلمانوں کو اذان دینے سے منع کرنا اور انہیں عدالت کا دروازہ کھٹکھٹانے کا مشورہ دینا یقیناً ایک مستحسن فعل نہیں ہے۔ ظفروال کے سکھ اپنے اس متعصبانہ فعل پر نازاں ہوں گے۔ لیکن انہیں شاید یہ معلوم نہیں کہ ان کی یہ کارروائی حضرت بابا نانک کی تعلیم کے سراسر خلاف ہے۔ کس قدر حیرت کا مقام ہے کہ حضرت بابا نانک تو اپنے کلام میں نماز اور اذان کی فضیلت بیان کریں لیکن ان کے متبعین کو مسجد میں خدا کی عبادت بند کرنے پر اصرار ہو۔ کیا ہم ہمعصر "اکالی" سے مسلمانوں کے ساتھ انصاف کرنے کی توقع رکھ سکتے ہیں؟

ہمیں افسوس ہے کہ ظفروال کے سکھوں نے اپنی اکثریت کے ناجائز استعمال سے ایک بُری مثال قائم کی ہے۔ خدا نہ کرے کہ مسلمان ان علاقوں میں جہاں اُن کی اکثریت ہے غیر مسلموں کی کمزوری سے فائدہ اُٹھائیں۔ اسلام ایسے بزدلانہ اور نامردانہ افعال کا ہرگز روادار نہیں۔

ناظرین خط و کتابت کے وقت نمبر خریداری ضرور تحریر فرمایا کریں

کانگرس کا لامذہب صدر

انڈین نیشنل کانگرس کے سوشلسٹ (اشتراکیت پسند) صدر مسٹر جواہرلال نہرو نے اپنی تقریر میں اس رائے کا اظہار کیا ہے کہ ان کے نزدیک دورِ حاضرہ میں ہندوستان کے اندر تمام مذاہب کے لیبل اُتر جائیں گے۔ جس کا یہ مطلب ہے۔ کہ لوگ اپنے مذہبی عقاید سے برگشتہ ہو جائیں گے۔ معلوم ہوتا ہے کہ مسٹر جواہرلال نے ہندو مذہب کو جس کے وہ برائے نام پیرو معلوم ہوتے ہیں۔ محض ایک ڈھکوسلا سمجھ رکھا ہے "گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے" ایک مشہور مثل ہے۔ ممکن ہے کہ ہندو مذہب اور بالخصوص اچھوت کے مسئلے نے انہیں اپنے آبائی مذہب سے متنفر کر دیا ہو۔ لیکن دوسرے مذاہب کے متعلق نہیں اس وقت تک رائے دینے کا کوئی حق حاصل نہیں جب تک کہ وہ حق کے طلبگار اور صداقت کے متلاشی کی حیثیت سے بےتعصبی اور غیر جانبداری کے ساتھ ان کا مطالعہ کرنے کی زحمت گوارا نہ کریں۔ ہم پوچھتے ہیں کہ کیا مسٹر جواہرلال نے اسلام کی تعلیم پر غور کرنے کے لئے اپنا وقت صرف کیا ہے۔ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو کیا ان کا ضمیر یا اُن کی سوشلزم انہیں اس بات کی اجازت دیتی ہے کہ وہ بغیر تحقیقات کئے اسلام کی سوشلزم پر لینن کی سوشلزم کو ترجیح دیں؟ کیا دنیا کا کوئی مذہب اسلام کے مقابلہ میں بنی نوع انسان کو محبت اخوت اور مساوات کا پیغام دینے اور اس کے لئے دینی اور دنیاوی ترقیوں کے وسائل بہم پہنچانے کا دعویٰ کر سکتا ہے؟ تاریخ اس سوال کا صحیح جواب دے سکتی ہے۔

مذہب پہلے اور ملک پیچھے

مسٹر جواہرلال نہرو غالباً اس خیال میں ہیں کہ مذہب انسان کی بنائی ہوئی چیز ہے جسے وہ میلے کپڑے کی طرح جب چاہے اُتار پھینک سکتا ہے ہندوستان کی تعلیم یافتہ آبادی میں ایک جماعت ایسے لوگوں کی موجود ہے جن میں مسلمان بھی شامل ہیں۔ جو علی الاعلان یہ کہتے ہیں کہ ملک پہلے اور مذہب پیچھے۔ حضرت مولانا محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ نے اس نکتہ کو اپنے خطبۂ جمعہ میں واضح کر دیا ہے۔ آپ نے فرمایا: "حقیقت یہ ہے کہ مذہب پہلے اور ملک پیچھے ہے۔ مسلمان من حیث القوم مذہب کو کبھی پیچھے نہیں رکھ سکتے۔ کیونکہ مذہب خدا کا حکم ہے۔ اگر ملک پہلے اور مذہب پیچھے کے اصول کو مان لیا جائے تو اس کے یہ معنی ہیں کہ ملک پہلے اور خدا کا حکم پیچھے۔ لیکن مسلمان ایسا نہیں کر سکتا۔" بات یہ ہے کہ ہر سچا مذہب انسان پر قیود اور پابندیاں عائد کرتا ہے۔ وہ سیاسیات میں کبھی مکر و فریب۔ دغا اور بدعہدی کو جائز قرار نہیں دیتا۔ وہ کبھی زبردستوں کو زیردستوں پر دست تعدی دراز اور غاصبوں کو کمزوروں اور یتیموں کے حقوق غصب کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔ لیکن زمانہ حال کی سیاست ہر قوم کو اپنے خاص مفاد کی حفاظت کے لئے ناجائز سے ناجائز اور ناپاک سے ناپاک افعال کے ارتکاب کی اجازت دیتی ہے۔ مذہب خدا کا فرمان ہے جو دنیا کی تمام مخلوق کے لئے واجب الاذعان ہے۔ لیکن اگر سرکش۔ مغرور اور ظالم انسان اس کے حکم کی پروا نہیں کرتا تو اس میں مذہب کا کیا قصور ہے؟ اگر انسان اپنی نفسانی خواہشات پر خدا کے حکم کو مقدم سمجھے تو ان سے کبھی وہ ہولناک فتنے اور خونریز ہنگامے پیدا نہ ہوں جن کی وجہ سے دنیا جہنم بنی ہوئی ہے۔ کیا مسٹر جواہرلال نے کبھی اس بات پر بھی غور کیا ہے کہ یورپ کے بڑے بڑے سیاسی مدبر کیوں مذہب سے برگشتہ رہتے ہیں۔ اور کیوں اس بات پر زور دیتے ہیں کہ سیاسیات میں مذہب کو کوئی دخل نہیں ہونا چاہیئے؟ مذہب سے ان کی بےنیازی کی سوائے اس کے اور کوئی وجہ نہیں کہ وہ اپنے سیاسی منصوبوں اور ریشہ دوانیوں کو جنہیں ایشیا اور افریقہ کی کمزور اقوام کے خلاف روا رکھا جاتا ہے۔ آزادی کے ساتھ بروئے کار لاسکیں۔ حالانکہ مذہب یعنی خدا کا حکم اس کی ہرگز اجازت نہیں دیتا۔

بے دین کلیمنشو

بیوٹرمین فرانس کے معمر اور نامور مدبر موسیو کلیمنشو کے انتقال کی خبر آچکی ہے۔ جو ۸۸ سال کی عمر میں اس دنیا سے رخصت ہوا۔ کلیمنشو دہریہ تھا۔ مگر بقول "فری تھنکر" اس بے حیا بڈھے کو اپنی دہریت پر ناز تھا۔ اور وہ مرتے دم تک اپنے ملحدانہ عقاید پر قائم رہا۔ وہ اس وقت بھی جب کہ موت کی ساعت اُسے قریب دکھائی دیتی تھی علانیہ یہ کہتا تھا کہ میں نہ خدا کا قائل ہوں۔ نہ شیطان کا۔ نہ بہشت کا نہ دوزخ کا۔ کائنات کے متعلق بھی اس کا یہی خیال تھا۔ کہ نہ اس کی ابتدا ہے نہ انتہا۔ وہ عیسائیت کو ایک ڈھکوسلا سمجھتا تھا۔ اور یہ کہا کرتا تھا کہ انسان کو دنیا کے واقعات کے مطابق اپنا عقیدہ

جلد ۱۸ | لاہور - یوم شنبہ مطبوعہ ۱۵ ر رمضان ۱۳۴۸ھ مطابق ۱۵ فروری ۱۹۳۰ء | نمبر ۱۲

ارشادات حضرت مسیح موعودؑ

دُعا اور قضا و قدر

آجکل مسلمانوں میں ایک ایسا گروہ بھی پایا جاتا ہے جو کہتے ہیں کہ دُعا کچھ چیز نہیں ہے۔ اور قضا و قدر بہر حال وقوع میں آتی ہے۔ لیکن افسوس کہ یہ لوگ نہیں جانتے کہ باوجود سچائی مسئلہ قضا و قدر کے پھر بھی خدا تعالےٰ کے قانون قدرت میں بعض آفات کے دُور کرنے کے لئے بعض چیزوں کو سبب ٹھہرا رکھا ہے۔ جیسا کہ پانی پیاس بجھانے کے لئے۔ اور روٹی بھوک کے دور کرنے کے لئے قدرتی اسباب ہیں۔ پھر کیوں اس بات سے تعجب کیا جائے کہ دعا بھی حاجت براری کے لئے خدا تعالےٰ کے قانون قدرت میں ایک سبب ہے جس میں قدرت حق نے فیوض الٰہی کے جذب کرنے کے لئے ایک قوت رکھی ہے۔ ہزاروں عارفوں، راستبازوں کا تجربہ گواہی دے رہا ہے۔ کہ درحقیقت دعا میں ایک قوت جذب ہے اور ہم بھی اپنی کتابوں میں اس بارے میں اپنے ذاتی تجارب لکھ چکے ہیں۔ اور تجربہ سے بڑھ کر اور کوئی ثبوت نہیں۔ اگرچہ یہ سچ ہے کہ قضاء قدر میں پہلے سے سب کچھ قرار پا چکا ہے۔ مگر جس طرح یہ قرار پا چکا ہے کہ فلاں شخص بیمار ہو گیا اور پھر یہ دوا استعمال کرے گا تو وہ شفا پا جائے گا۔ اسی طرح یہ بھی قرار پا چکا ہے۔ کہ فلاں مصیبت زدہ اگر دُعا کرے گا تو قبولیت دعا سے اسباب نجات اس کے لئے پیدا کئے جائیں گے۔ اور تجربہ گواہی دے رہا ہے کہ جس جگہ خدا تعالےٰ کے فضل سے یہ اتفاق ہو جائے کہ معہ شرائط دعا ظہور میں آئے وہ کام ضرور ہو جاتا ہے۔ اسی کی طرف قرآن شریف کی یہ آیت اشارہ فرما رہی ہے۔ ادعونی استجب لکم۔ یعنی تم میرے حضور میں دُعا کرتے رہو۔ آخر میں قبول کروں گا۔ تعجب کہ جس حالت میں باوجود قضاء و قدر کے مسئلہ پر یقین رکھنے کے تمام لوگ بیماریوں میں ڈاکٹروں کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ تو پھر دعا کا بھی کیوں دوا پر قیاس نہیں کرتے۔

دُعا اور علاج

ہم یقیناً جانتے ہیں کہ کسی مرض کے متعلق ڈاکٹروں اور طبیبوں کے ہاتھ میں کوئی ایسی دوا نہیں جس پر دعویٰ کر سکیں۔ کہ وہ قضاء و قدر کے ساتھ پوری لڑائی کر کے تمام قسم کی طبائع کو ضرور کسی مرض سے قطعاً نجات دیدے گی۔ بلکہ ہمارا یقین ہے کہ اب تک طبیبوں کو ایسی دوا میسر ہی نہیں آئی۔ اور نہ آ سکتی ہے۔ کہ جو قطعاً ہر ایک طبیعت اور عمر اور ہر ایک ملک کے آدمی کو مفید پڑے۔ اور ہرگز خطا نہ جائے۔ لہٰذا باوجود تدبیر کے بہر حال دعا کا خانہ خالی ہے۔ . . . . . .

پھر جب کہ قانون قدرت یہی بتلا رہا ہے کہ علم طب ظنی ہے اور تمام تدابیر اور معالجات بھی ظنی تو اس صورت میں کس قدر بدنصیبی ہے۔ کہ ایسے ظنیات پر بھروسہ کر کے مبدا فیض اور رحمت سے بذریعہ دُعا طلب فضل نہ کیا جائے۔ دعا سے ہم ہے اور دوا کی بھی معلوم ہے وہ ہماری دستگیری فرمائے۔ اور چاہے تو وہ دوائیں ہمارے لئے میسر کرے جو نافع ہوں۔ اور یا اپنے فضل و کرم سے وہ دن ہی ہم کو نہ دکھلاوے کہ ہمیں دواؤں اور طبیبوں کی حاجت پڑے۔ کیا اس میں شک ہے کہ ایک اعلیٰ ذات تمام طاقتوں والی موجود ہے۔ جس کے ارادے اور حکم سے ہم جیتے اور مرتے ہیں۔ اور جس طرف اس کا ارادہ جھکتا ہے تمام نظام زمین اور آسمان کا اسی طرف جھک جاتا ہے۔ اگر وہ چاہتا ہے کہ کسی ملک کی حالت صحت کسی وقت عمدہ ہو تو ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے۔ جن سے پانی اس ملک کا ہر ایک عفونت سے محفوظ رہے۔ اور ہوا میں کوئی تغیر طبعی پیدا نہ ہو اور غذائیں صالح میسر آئیں اور دوسرے تمام مخفی اسباب کیا ارضی اور کیا سماوی جو مضر صحت ہیں ظہور اور بروز نہ کریں۔

دُعا کا اصل مقصد اطمینان قلب ہے

(بعض لوگ) اپنی نظر خطاکار کی وجہ سے یہ اعتراض کر بیٹھتے ہیں کہ بہتیرے ایسے آدمی نظر آتے ہیں کہ باوجود اسکے کہ وہ اپنے حال اور قال سے دعا میں فنا ہوتے ہیں پھر بھی اپنے مقاصد میں نامراد رہتے اور نامراد مرتے ہیں۔ اور بمقابل ان کے ایک اور شخص ہوتا ہے کہ نہ دعا کا قائل اور نہ خدا کا قائل۔ وہ ان پر فتح پاتا ہے اور بڑی بڑی کامیابیاں اس کو حاصل ہوتی ہیں۔ سو جیسا کہ ابھی میں نے اشارہ کیا ہے اصل مطلب دعا سے اطمینان اور تسلی اور حقیقی خوشحالی کا پانا ہے۔ اور یہ ہرگز صحیح نہیں کہ ہماری حقیقی خوشحالی صرف اسی امر میں میسر آ سکتی ہے۔ جس کو ہم بذریعہ دُعا چاہتے ہیں۔ بلکہ وہ خدا جو جانتا ہے کہ ہماری حقیقی خوش حالی کس امر میں ہے وہ کامل دُعا کے بعد ہمیں عنایت کر دیتا ہے۔ جو شخص روح کی سچائی سے دُعا کرتا ہے وہ ممکن نہیں کہ حقیقی طور پر نامراد رہ سکے۔ بلکہ وہ خوش حالی جو نہ صرف دولت سے مل سکتی ہے اور نہ حکومت سے اور نہ صحت سے۔ بلکہ خدا کے ہاتھ میں ہے جس پیرایہ میں وہ چاہے وہ عنایت کر سکتا ہے۔ ہاں وہ کامل دعاؤں سے عنایت کی جاتی ہے۔ اگر خدا تعالےٰ چاہتا ہے تو ایک مخلص صادق کو عین مصیبت کے وقت میں دُعا کے بعد وہ لذت حاصل ہو جاتی ہے۔ جو ایک شہنشاہ کو تخت شاہی پر بھی حاصل نہیں ہو سکتی۔ سو اسی کا نام حقیقی مرادیابی ہے جو آخر دعا کرنے والوں کو ملتی ہے۔ اور ان کی آفات کا خاتمہ بڑی خوشحالی کے ساتھ ہوتا ہے لیکن اگر اطمینان اور سچی خوشی حاصل نہیں ہوئی تو ہماری کامیابی بھی ہمارے لئے ایک دکھ ہے۔ سو یہ اطمینان اور رُوح کی سچی خوشحالی تدابیر سے ہرگز نہیں ملتی۔ بلکہ محض دُعا سے ملتی ہے۔ مگر جو لوگ خاتمہ پر نظر نہیں رکھتے وہ ایک ظاہری مرادیابی یا نامرادی کو دیکھ کر مدار فیصلہ اسی کو ٹھہرا دیتے ہیں۔ اور اصل بات یہ ہے کہ خاتمہ ... ہوتا ہے ... مشغول

کیا حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام گناہگار تھے؟

ایک مفتی مولوی کی گستاخی

افسوس ہے کہ آجکل کے بعض نام نہاد مولوی۔ مفتی اسلام کی تخریب کے درپے ہو رہے ہیں۔ اور اسلام جس قدر ان کے ہاتھوں نالاں ہے دوسروں سے اس قدر نہیں۔ غیر مذاہب کے لوگ خصوصاً آریہ اور عیسائی آنحضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بہتان تراشتے رہتے ہیں۔ جن کی تردید بارہا کی جا چکی ہے۔ مگر اس کا علاج کیا کیا جاوے کہ یہ نام نہاد مولوی صاحبان بھی ان بہتانوں کی تائید کرتے رہتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلعم سے گناہ سرزد ہوتے رہے اور آپ ان گناہوں کی معافی مانگتے رہے۔ اور اس طرح سے مخالفین کو اور بھی زیادہ زور کے ساتھ الزام لگانے کا موقع دیتے ہیں۔ خدا ان سے سمجھے۔ اور ایسے الزام لگانے سے باز رکھے۔

اسی قسم کا ایک بہتان زمیندار کی اشاعت مورخہ ۱۶ر جنوری ۱۹۳۰ء میں مفتی محمد نعیم صاحب لدھیانوی کے قلم سے تراشا گیا ہے۔ جو فضیلت شعبان المعظم کے مضمون کے تحت میں ہے اس میں مفتی صاحب لکھتے ہیں :-

"برادران اسلام! کس قدر افسوس اور حسرت کا مقام ہے کہ وہ برگزیدہ انسان جس کے اگلے اور پچھلے تمام گناہ حق جل و علا شانہ نے معاف فرما کر اپنی رحمت میں ڈھانپ لیا ہے"

مفتی صاحب کا یہ فقرہ پڑھ کر ہر ایک صحیح الدماغ اور سلیم عقل رکھنے والے باغیرت مسلمان کا دل جوش میں آ جاتا ہے اور فوراً یہ خیال آتا ہے کہ نعوذ باللہ کیا ایسی عظیم الشان ہستی (فداہ ابی و اُمی) سے بھی کبھی کوئی گناہ سرزد ہوا تھا؟ اور کیا ایسا عقیدہ رکھنے والے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی آنحضرت صلعم کی عزت ہو سکتی ہے؟ یہ ایسی بات ہے جو صریحاً قرآن مجید کے خلاف ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت ارشاد فرماتا ہے ما ضلّ صاحبکم وما غوی یعنی آپ طریق حق سے نہیں بہکے اور آپ کا اعتقاد بھی صحیح ہے یعنی عملی طور اور علمی طور پر بھی آپ کا قدم صواب پر ہے۔ کسی کی عصمت کا ذکر اس سے زیادہ جامع الفاظ میں نہیں ہو سکتا۔ عام طور پر صرف گناہ سے بچنے کا نام عصمت رکھا جاتا ہے۔ مگر قرآن مجید نے آنحضرت صلعم کو نہ صرف گناہ سے محفوظ قرار دیا ہے۔ بلکہ عقیدہ کو بھی غلطی سے پاک بتایا۔ یہ آیت آپ کی عصمت پر نص صریح ہے۔ تاریخی طور پر بھی جو واقعات آنحضرت صلعم کے متعلق ثابت ہیں یہ بات ان کے بھی خلاف ہے کہ آپ سے کبھی کوئی گناہ سرزد ہوا تھا۔ قبل از نبوت آپ کی دیانت و امانت خاص و عام میں مشہور ہو چکی تھی چنانچہ آپ کا نام بھی الامین ہو گیا تھا۔ علاوہ ازیں قرآن نے بھی آپ کی پہلی زندگی کو بطور نمونہ پیش کیا ہے۔ فقد لبثت فیکم عمراً من قبلہ افلا تعقلون۔ عقاید کے لحاظ سے بھی حضور علیہ الصلوٰۃ کا توحید پر قائم ہونا ثابت ہے جیسا کہ آپ کے شام کے سفر سے ظاہر ہے۔ غرض کیا بلحاظ عقاید اور کیا بلحاظ اعمال آپ شروع ہی سے جادۂ صواب پر تھے۔ اخیر میں جناب مفتی صاحب سے درخواست کرتا ہوں۔ آپ خدا کے آگے توبہ کریں اور آئندہ ایسی

اجتہاد اور نئی فقہ کی ضرورت

(علامہ احمد کے قلم سے)

(۲)

اظہار حق کے لئے اجتہاد کی ضرورت

کسی امام یا مجتہد نے اس بات کی کبھی پروا نہیں کی کہ اس کی رائے اور اجتہاد کثرت کے خلاف ہے اور نہ وہ کثرت کی مخالفت کو کوئی جرم سمجھتے تھے۔ بلکہ قرآن و حدیث کے رُو سے جو بات وہ حق سمجھتے تھے اس کا چھپانا کتمان حق اور داخل وعید خیال کرتے تھے۔ غرض قرآن کریم نے اجتہاد کا دروازہ کھولا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی خود اجتہاد کیا۔ اپنی امت کو اس کا حق دیا۔ صحابہ نے اجتہاد کیا۔ تابعین نے اجتہاد کیا۔ تبع تابعین نے اجتہاد کیا۔ اور ہر ایک عالم کو اجتہاد کا حق دار اور آزادی رائے کا مالک سمجھا۔ بلکہ چوتھی صدی میں بھی عموماً اجتہاد کا دروازہ کھلا رہا۔ مگر میری زیر نظر یہاں صرف قرون ثلثہ ہیں۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تعریف فرمائی ہے اور ان کی خیریت اور نیکی کی شہادت دی ہے۔ اور چوتھی صدی کے لئے ان کی شہادت قابل بحث ہے۔ پس اجتہاد کا دروازہ بند کرنا اہل علم سے آزادی رائے کا حق چھین لینا ان کی علمی قابلیت کو بیکار کرنا اور بعض اجتہادی اختلافات کی بنا پر ان کو کافر سمجھنا قرآن کریم کی مخالفت ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت ہے۔ صحابہ کی مخالفت ہے۔ تابعین کی مخالفت ہے۔ تبع تابعین کی مخالفت ہے کیونکہ آنحضرت صلعم نے علی الترتیب خیر ہونے کی شہادت دی ہے۔ اور جو لوگ بات بات میں ایک زعمی اجماع کو پیش کرتے ہیں وہ اس بات پر غور کریں کہ صحابہ رضوان اللہ علیہم نے اجتہاد کیا۔ اور عملاً ان کا اس پر اجماع ہے۔ اسی طرح تابعین رضی اللہ عنہم نے اجتہاد کیا۔ اور ان کا بھی عملاً اس پر اجماع ہے۔ اسی طرح تبع تابعین نے بھی اجتہاد کیا۔ اور ان کا بھی عملاً اجتہاد اور رائے کی آزادی پر اجماع ہے۔ کیا وہ قرون ثلثہ کے اجماع کی مخالفت کو اپنے لئے پسند کر سکتے ہیں۔ اگر وہ پسند نہیں کرتے اور ہرگز پسند نہیں کریں گے۔ تو قرآن کریم نبی کریم کے اسوہ حسنہ قرون ثلثہ کے اجماع کو ماننے ہوئے کس طرح وہ اجتہاد اور آزادی رائے کے دروازہ کو بند کرتے ہیں۔ اجتہاد اور آزادی رائے کے دروازہ کو بند کرنا اور مخالفت فی الاجتہاد کی بنا پر ... کا فتویٰ لگانا ایک بدعت ہے۔ جس کے لئے نہ قرآن کریم میں کوئی جگہ ہے نہ آنحضرت کے اسوۂ حسنہ میں نہ قرون ثلثہ میں۔ بلکہ یہ بعد کی بدعت مخترعہ ہے۔ جس کی بنا صرف خود غرضی۔ تنگ نظری۔ نفس پرستی اور جہالت پر ہے۔ اجتہاد اور آزادی رائے کا دروازہ مطلقاً بند کرنا صرف مقلدین کے اصول میں سے ہے۔ اور مقلدین کا یہ بھی مسلمہ قاعدہ ہے کہ مقلد کا قول حجت نہیں ہے۔ پس مقلدین کا یہ قول کہ مقلد کا قول حجت نہیں ہے اور صرف مجتہد کا قول حجت ہے۔ ان کے اس پہلے اصول کو خود ہی باطل کر دیتا ہے۔ کہ اجتہاد اور آزادی رائے کا حق کسی کو اس زمانے میں نہیں۔ کیونکہ اجتہاد کے دروازہ کا بند ہونا انہیں کا قول ہے۔ اور وہ کہتے ہیں کہ ہمارا قول حجت نہیں ہے اور فی الواقع مقلدین کی زبان سے ایسی ہی غیر معقول اور متضاد باتیں نکلتی رہتی ہیں۔ کیونکہ تقلید کی بنا ہی بے بصیرتی اور دلیل و استدلال سے لاعلمی پر ہے۔

اصول اجتہاد

بعض کے نزدیک اجتہاد کا دروازہ کھلا ہے۔ لیکن سوائے ان لوگوں کے جو ان کے اپنے اصول مقررہ کے اندر ہوں وہ کسی کو مجاز نہیں سمجھتے کہ نئے اصول قرآن و حدیث سے استنباط کر کے ان کو مد نظر رکھ کر اجتہاد کیا جائے گویا کہ وہ فروعات میں اجتہاد و استنباط کے دروازہ کو کھلا رکھتے ہیں۔ لیکن اجتہاد و استنباط فروعات کے لئے نئے اصول کو قرآن و حدیث سے اجتہاد و استنباط کر کے مقرر کرنے کو درست نہیں سمجھتے۔ یعنی اصول اجتہاد کے لئے اجتہاد کرنے کا دروازہ بند سمجھتے ہیں۔ بالفاظ دیگر جو اصول کسی جماعت یا کسی امام و مجتہد نے اجتہاد کے لئے مقرر کئے ہیں۔ وہ قطعی اور ناقابل ترمیم ہیں۔ نہ ان میں کمی ہو سکتی ہے نہ زیادتی ان اصول اجتہاد کو قرآن و حدیث کا مرتبہ دیا گیا ہے۔ جیسا کہ قرآن و حدیث میں ترمیم نہیں ہو سکتی ویسا ہی ان اصول میں بھی نہیں ہو سکتی جو اجتہاد کی بنا پر اجتہاد کے لئے پہلے مقرر کئے گئے ہیں۔ یہ لوگ فروعات میں اجتہاد کو جائز سمجھتے ہیں۔ مگر اصول اجتہاد کے لئے اجتہاد کو درست نہیں سمجھتے۔ غرضکہ ایسے لوگ اصول اجتہاد میں خود بھی مقلد ہیں اور دوسروں کو بھی اپنے یا اگلوں کے مقررہ اصول اجتہاد کا مقلد اور پابند بنانا چاہتے ہیں۔ یہ بھی ایک قسم کے مقلدین ہیں۔ جو اپنے کو تقلید سے آزاد سمجھتے ہیں۔ کیونکہ فروعات میں خود بھی اجتہاد کرتے ہیں اور اوروں کو بھی اس کا حق دیتے ہیں۔ مگر اصول اجتہاد میں وہ مقلد محض ہیں اور ان میں اور ان لوگوں میں جو فروعات میں بھی اجتہاد کو درست نہیں سمجھتے بہت تھوڑا فرق ہے۔

مگر جس طرح فروعات میں اجتہاد کو بند کرنے کے لئے کوئی دلیل نہیں ہے اسی طرح اصول اجتہاد میں اجتہاد کے دروازہ کو بند کرنے کے لئے کوئی دلیل نہیں ہے۔ فروعات کا استنباط اجتہاد سے کیا گیا ہے اور اصول اجتہاد کو بھی اجتہاد کی بنا پر مقرر کیا گیا ہے۔ تو جس طرح فروعات میں استنباط جائز ہے اسی طرح اصول اجتہاد میں بھی اجتہاد جائز ہے۔ نہ اگلے فروعات کو قرآن و حدیث کا مرتبہ دیا جا سکتا ہے نہ کسی جماعت یا امام کے اصول اجتہاد کو قرآن و حدیث کا درجہ دینا درست ہے۔ کہ جو اصول انہوں نے مقرر کئے ہیں وہ قطعی اور ناقابل ترمیم ہیں۔

جن اماموں کے اصول اجتہاد کو معیار اجتہاد ٹھہرایا گیا ہے۔ انہوں نے اصول اجتہاد میں اجتہاد کرنے اور نئے اصول مقرر کرنے کی ممانعت کبھی نہیں کی۔ اور کس طرح ممانعت کرتے جب ان کے لئے جائز تھا کہ قرآن و حدیث سے اصول اجتہاد مستنبط کر کے مقرر کریں۔ تو وہ اس بات سے اوروں کو کس طرح روک سکتے ہیں۔ کہ وہ بھی اپنے فہم اور سمجھ کے مطابق قرآن و حدیث کی بنا پر اصول اجتہاد مقرر کریں۔ حنفیوں اور شافعیوں کے اصول اجتہاد میں اسی طرح دیگر آئمہ اور محدثین کے اصول اجتہاد اور معیار صحت حدیث میں بہت سے اختلافات ہیں۔ اور انہوں نے باہم ایک دوسرے کے اصول اجتہاد پر خوب بحث کی اور اعتراضات کئے مگر وہ اس حق سے کسی کو محروم نہ کرتے تھے کہ کوئی اپنے فہم اور قابلیت کی بنا پر ان کے اصول اجتہاد کے خلاف اور اصول اجتہاد بنا لیں۔ اور وہ اوروں کو اصول اجتہاد کے وضع کرنے کا اسی طرح حق دار سمجھتے تھے جس طرح اپنے کو۔ پس جن آئمہ کرام کے اصول اجتہاد کو معیار اجتہاد ٹھہرایا جاتا ہے۔ اور انہی کے اصول اجتہاد کو واجب تقلید سمجھا جاتا ہے۔ اور کسی کو ان کے اصول سے باہر جانے کی اجازت نہیں دی جاتی۔ جب خود انہوں نے اجازت دی ہے اور ان کا عملی اجماع اس کے ثبوت کے لئے کافی ہے تو اور کسی کو کوئی حق نہیں پہنچتا کہ اصول اجتہاد میں اجتہاد کرنے اور نئے اصول اجتہاد مقرر کرنے کی ممانعت کرے اور جو منع کرے گا وہ خود ہی اپنے آئمہ واجب التقلید کی مخالفت کا مجرم ٹھہرے گا۔

اجماع کا سوال

بعض حضرات فروعات میں اجتہاد کرنا اس شرط پر جائز اور درست سمجھتے ہیں کہ متقدمین سلف صالحین کے اجتہاد کے خلاف نہ ہو۔ ان کی رائے میں اگر سلف صالحین کی جماعت کثیرہ یا ان کے زعم میں ان کے اجماع سے کسی کا اجتہاد مخالف ہو تو وہ ناجائز اور ناقابل اعتبار ہے۔ وہ آج کے اجتہاد پر یہ پابندی عاید کرتے ہیں کہ وہ سلف صالحین کی متفقہ یا غالب اکثریت کے اجتہاد کے خلاف نہ ہو۔ مگر کسی مسئلہ کے متعلق سلف صالحین کے اتفاق اور اجماع کا ثبوت بہم پہنچانا کوئی آسان کام نہیں ہے صرف یہ کہ دینے سے کہ فلانے مسئلہ پر اجماع ہے اجماع ثابت نہیں ہوتا۔ جب تک یہ ثابت نہ کیا جائے کہ اس زمانہ میں اتنے علماء مجتہدین تھے۔ اور روایات صحیحہ سے یہ ثابت کیا جائے کہ فلانے مسئلہ میں ان سب کی رائے ایک تھی۔ یہ ایک الگ بحث ہے کہ اجماع کی تعریف کیا ہے۔ اور اس کی حیثیت کیا ہے حجت ہے یا نہیں۔ اور اجماع کا ثبوت کیونکر ہو سکتا ہے۔ اس کے لئے ایک طویل فرصت چاہئے۔ اور اللہ نے چاہا تو یہ ساری بحث کسی وقت پیغام صلح کے ناظرین کے سامنے آجائے گی۔ مگر جہاں تک میرا خیال ہے محققین نے اجماع یا کثرت کی مخالفت کی پروا کبھی بھی نہیں کی۔ جب قرآن و حدیث کی رُو سے ان کو ایک بات حق نظر آئی تو ان کے سامنے اجماع کی روک کبھی بھی حائل نہیں ہوئی۔ جب اجماع پر بحث ہوگی تو اس وقت میں اس کے نظائر بھی پیش کر دوں گا۔

اجتہاد پر پابندی

اجتہاد پر صرف یہ پابندی عاید ہوتی ہے کہ وہ قرآن و حدیث کے خلاف نہ ہو۔ کیونکہ قال اللہ اور قال الرسول کے مقابلہ میں رائے اور اجتہاد کوئی چیز نہیں۔ مگر متقدمین کے فروعات مستنبطہ کو یہ حیثیت ہرگز حاصل نہیں ہے کہ ان کو بھی قرآن و حدیث کا رتبہ دیا جائے اور اس کی وجہ سے اجتہاد پر ایک اور پابندی عاید کی جائے۔ فروعات مستنبطہ اجماعی ہوں یا اکثریت کے ہوں۔ وہ وحی تو ہے نہیں۔ وہ بہر حال رائے اور اجتہاد پر مبنی ہیں۔ رائے اور اجتہاد کو کسی صورت میں وحی کا درجہ نہیں دیا جا سکتا ... معصوم ہے۔

اور اجتہاد کے متعلق خواہ وہ کتنی بڑی اکثریت یا اجماع پر مبنی ہو یہ دعویٰ نہیں کیا جا سکتا کہ وہ خطا اور سہو سے معصوم اور محفوظ نہیں ہے۔ اس واسطے اس کے خلاف اجتہاد کرنا بھی جائز اور درست ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ فروعات اور جزئیات خاص حالات اور خاص ضروریات کو مد نظر رکھ کر کلیات سے شریعت کے مصالح ملحوظہ کی بنا پر مستنبط کئے گئے ہیں۔ اور جب حالات جزئیہ اور ضروریات وقتیہ بدلتے رہتے ہیں تو نئے حالات اور ضروریات کے لئے شریعت کے کلیات اور مصالح کو مد نظر رکھ کر نئے احکام مستنبط کرنا چاہئے۔ یہ ضروری نہیں کہ کسی خاص وقت اور خاص حالت کی بنا پر جو فتویٰ پہلے دیا گیا ہو۔ اسی کو آنے والے تمام حالات پر حاوی کیا جائے۔

وقتی احکام

کتب حدیث کا اگر غور سے مطالعہ کیا جائے تو صاف معلوم ہو گا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض ایسے احکام دئے تھے جن کا تعلق خاص وقت اور جزئی حالت سے تھا۔ تشریع عام سے اس کا کوئی بھی تعلق نہ تھا۔ مثلاً آپ کا کسی سفر میں ان کے وقت یہ فرمانا کہ کسی اونٹ کے گلے میں کوئی قلادہ (جس میں گھنٹی ہو) نہ رہے تمام کو اُتار دو۔ یہ ایک وقتی مصلحت تھی۔ کیونکہ اس سے دشمن کو اسلامی لشکر کا پتہ معلوم ہو سکتا تھا۔ اس لئے قلادہ اُتار دینے کا حکم دیا۔ اسی طرح کسی موقع جنگ پر آپ کا بطور حوصلہ افزائی یہ فرمانا کہ جو کسی کافر کو قتل کرے۔ اس کا سامان بطور انعام کے اسی کو ملے گا۔ مصلحت وقت کے عین مطابق تھا۔ اسی قبیل میں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طبی احکام ہیں۔ اور گھوڑوں کے رنگوں کے متعلق ہدایات بھی اسی قسم میں سے ہیں۔ حج کے موقعہ پر طواف میں (رمل) کا فعل جو کیا جاتا ہے اُس کے متعلق حضرت عمر کا خیال بھی تھا کہ یہ فعل ہم نے مشرکوں کو اپنی قوت اور شجاعت دکھلانے کے لئے کیا تھا اب اس کی ضرورت نہیں ہے۔ مگر بعد میں اس کے متعلق اس کا خیال بدل گیا غرضکہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض ضروری احکام جو خاص حالات اور خاص مصالح کی بنا پر صادر ہوتے تھے ایک تشریعی حیثیت نہیں رکھتے تھے تو متقدمین کے فروعات اور جزوی احکام کو کس بنا پر تشریع عام کا رنگ دیا جائے۔ کیا ان کا رتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بڑھ گیا کہ جو حیثیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جزوی احکام کو حاصل نہیں ہے۔ وہ فقہا اور متقدمین کے فروعات اور جزئیات مستنبطہ کو دیا گیا ہے۔

قرآن اور حدیث میں احکام کی صراحت اور عدم صراحت

بعض احکام کو اللہ تعالیٰ نے صراحت سے قرآن کریم میں بیان فرما دیا ہے۔ اور بعض کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لہٰذا اور بہت سے احکام ایسے ہیں جن کا ذکر قرآن کریم میں صراحت سے موجود نہیں۔ اور نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی صراحت فرمائی ہے۔ نہ ایسا کبھی ہوا ہے کہ سارے جزئیات کے احکام بیان ہوئے ہوں۔ پس جن کا ذکر صراحت سے نہیں ہے ان کو ہر زمانہ کے علمائے مجتہدین کے اجتہاد اور رائے پر چھوڑا گیا ہے کہ مناسب حالات اور ضروریات جزئیہ کے لئے شریعت کے کلیات اور مصالح کو مد نظر رکھ کر اجتہاد کیا جائے۔ اگر اللہ تعالیٰ کو یہ منظور ہوتا کہ صحابہ کرام یا تابعین یا تبع تابعین یا دیگر آئمہ مجتہدین کے فقہ اور فروعات اور جزئیات اجتہادیہ کا بھی وہی رتبہ ہے جو ان جزئیات کا ہے جن کا ذکر قرآن اور حدیث میں صراحت سے ہے اور وہی قرآن و حدیث کے جزئیات مصرحہ کی طرح ہر ایک زمانہ کے لئے ہیں۔ اور جو رتبہ وحی کے احکام صریحہ کا ہے وہی رتبہ ان کے فقہ کے احکام صریحہ کا ہے۔ تو ضرور تھا کہ ان کا ذکر قرآن و حدیث میں صراحت سے ہوتا کہ وحی کی طرح وہ خطا اور سہو سے محفوظ ہوں۔ اور ہر ایک زمانہ کے لئے وہ ایک ناقابل ترمیم قانون کی طرح ہو۔ کیونکہ وحی کے قانون میں انسان ترمیم نہیں کر سکتا۔

ایک جدید فقہ کی ضرورت

مگر چونکہ ان کا ذکر قرآن و حدیث میں صراحت سے نہیں ہے اور وہ اجتہاد اور رائے کے سپرد ہیں اور رائے اور اجتہاد کا قانون ہر ایک زمانہ اور تمام حالات پیش آمدہ کے لئے کافی نہیں ہو سکتا کیونکہ انسان کا علم ناتمام ہے ناقص ہے۔ سارے حالات پر حاوی نہیں ہے اس لئے فقہائے متقدمین کی فقہ کو ہر ایک زمانہ کے لئے قانون سمجھنا بہت بڑی غلطی ہے اور حالات موجودہ میں ایک ایسی فقہ کی ضرورت ہے جو موجودہ مشکلات کو حل کر سکے۔ اور اس پر یہ پابندی کبھی بھی عاید نہیں ہو سکتی کہ متقدمین کی فقہ کے خلاف نہ ہو۔ تلک امۃ قد خلت لها ما کسبت ولکم ما کسبتم ولا تسئلون عما کانو یعملون۔

طوفان اور چٹان

انسان کو فطرت کا ایک زرّیں سبق

(از جناب شیخ محمد انعام الحق صاحب ہوشیارپوری)

دریاؤں اور سمندروں میں جب طوفان آتے ہیں بہت تباہی پھیلاتے ہیں۔ بڑی بڑی کشتیاں اور کوہ پیکر جہاز ڈوب جاتے ہیں۔ مغرور و تباہ کار لہریں ساحلی علاقوں میں ایک عام تباہی پھیلا دیتی ہیں۔ بستیاں اجڑ جاتی ہیں عمارتیں گر جاتی ہیں۔ درخت جڑ سے اکھڑ جاتے ہیں۔ انسان اور جانور تنکوں کی طرح بہ جاتے ہیں۔ میلوں تک زمین دریا برد ہو جاتی ہے۔ غرضکہ قریب کی کوئی چیز متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتی۔ مگر یہ خوفناک طوفان پتھریلی چھوٹی چھوٹی چٹانوں کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے ہیں۔ لہریں اپنی پوری طاقت سے آ کر ان سے ٹکراتی ہیں کبھی کبھی ان کو اپنے آغوش میں لے کر نظروں سے اوجھل بھی کر دیتی ہیں۔ مگر چند گھنٹوں یا دنوں کے بعد جب طوفان فرو ہوتا ہے۔ تو چٹانیں بدستور نمودار ہو جاتی ہیں۔ اور اپنی خاموش زبان سے دنیا کو بتاتی ہیں کہ ہم نے طوفان کا کامیابی سے مقابلہ کیا ہے۔

قدرت کا یہ خوفناک کھیل انسانوں کے لئے بھی اپنے اندر ایک بہت بڑا سبق رکھتا ہے کیونکہ دریاؤں اور سمندروں کی طرح انسانی بستیوں اور ان میں بسنے والوں کے خیالات و اعتقادات میں بھی طوفان آیا کرتے ہیں۔ وہ بھی ان آبی طوفانوں کی طرح تباہی و بربادی پھیلایا کرتے ہیں۔ کبھی ایک زبردست فاتح اٹھتا ہے اور اپنی ملک رانی اور جوع الارض کی ہوس میں دنیا کے مختلف ممالک و اقوام میں ایک قیامت برپا کر دیتا ہے۔ اس کی بے شمار خونخوار فوجیں ٹڈی دلوں کی طرح پھیل جاتی ہیں۔ چاروں طرف لاشوں کے ڈھیر۔ شہروں اور بستیوں کے کھنڈر دکھائی دینے لگتے ہیں۔ فضا تلواروں کے جھنکاروں۔ زخمیوں کی چیخوں۔ بیواؤں اور یتیموں کے شور و فغاں سے معمور ہو جاتی ہے۔ شکست خوردہ قومیں اپنے ختم شدہ اقبال کی ماتم گساری میں مصروف ہو جاتی ہیں۔ لیکن ان کے دل پاش نالے فاتحین کے پُرغرور بلند نعروں میں دب جاتے ہیں۔ کبھی عقاید باطلہ ایک خوفناک طوفان کی طرح فرزندان آدم میں رائج ہو جاتے ہیں انسان راستی و سلامتی کے راستے سے بھٹک جاتا ہے۔ باطل کی تاریکیاں کچھ عرصہ کے لئے نور ہدایت پر غالب آ جاتی ہیں۔ کبھی عیش و عشرت کا زور ہوتا ہے۔ انسان نفس پرستی کے سیلاب میں بہ جاتا ہے۔ پاکبازی پر نفسانی خواہشات غالب آ جاتی ہیں۔ اسی طرح کبھی مختلف سیاسی تحریکات جاری ہو کر لوگوں کے خیالات طبیعت خاطر اور امن و امان میں رخنے پیدا کر دیتی ہیں۔ ان تحریکات کے بعض فوائد سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن بااوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ لوگ ان کی ہنگامہ پسندی میں غرق ہو کر اصل مقصد کو بھول جاتے ہیں۔ قومی جوش مصلحت پسندی اور ضبط پر غالب آ جاتا ہے اس قسم کے طوفانوں سے بہت زیادہ نقصان ہوتے ہیں۔ بڑے بڑے آدمی ان کی رَو میں بہ جاتے ہیں۔ ان سے بچاؤ کی صرف یہی صورت ہوتی ہے کہ انسان چٹان کی طرح اپنے اندر مضبوطی پیدا کرے۔ چھوٹی چھوٹی چٹانیں شاندار پُر رونق ساحلوں۔ کوہ پیکر جہازوں اور بڑے بڑے میدانوں اور بستیوں کے مقابلے میں بالکل حقیر معلوم ہوتی ہیں۔ لیکن باوجود اس کے طوفان ان پر بالکل غالب نہیں آ سکتا۔

دنیا کی تاریخ آپ کے سامنے ہے۔ آپ دیکھ سکتے ہیں۔ کہ ان طوفانوں کا کامیاب مقابلہ صرف وہی اشخاص اور قومیں کر سکتی ہیں جنہوں نے ان کی عظمت، وسعت اور طاقت کی پروا نہ کرتے ہوئے اپنے اندر چٹان ایسی مضبوطی اور جماؤ پیدا کیا ہے۔ دنیا کے سب سے بڑے انسان حضرت نبی کریم کی مبارک زندگی پر ایک نظر کیجئے۔ آپ کی بعثت کے وقت دنیا جہالت و گمراہی

بالکل بے سروسامانی کی حالت میں اپنا عظیم الشان مشن شروع کیا۔ اور بڑی بڑی مخالفتوں اور مصیبتوں کے طوفان میں ایک چٹان کی طرح اپنے مقاصد پر قائم رہے۔ طوفان پر طوفان بپا ہوئے۔ کبھی کفار مکہ نے ظلم و ستم اور جنگ و جدل کے ذریعے مسلمانوں پر عرصہ حیات تنگ کیا۔ کبھی یہودیوں کی مخالفتوں اور عہد شکنیوں اور منافقین کی سازشوں کی وجہ سے مشکلات کا سامنا ہوا۔ تو کبھی قیصر کی قہار فوجوں نے فرزندان توحید پر یورشیں کیں۔ مگر دنیا نے دیکھ لیا کہ یہ سب طوفان فرو ہو گئے۔ اور جیت مکہ کے ایک یتیم اور بے سروسامان لڑکے ہی کی ہوئی۔ رسول کریم کی وفات کے بعد عرب میں فتنہ ارتداد رونما ہوا۔ مگر حضرت ابوبکر صدیق نے اس طوفان کی مطلق پرواہ نہ کی۔ تاریخ اسلام شاہد ہے کہ محض اس زبردست انسان کی استقامت اور عزم کے طفیل یہ فتنہ غیر متوقع طور پر تھوڑے ہی عرصہ میں ختم ہو گیا۔ تاتاری فاتحین کا سیلاب کس قدر بے پناہ تھا؟ سلطنت عباسیہ ایسی عظیم الشان اسلامی سلطنت چشم زدن میں اس کی نذر ہو گئی۔ دنیا کی آدھی اسلامی آبادی ان انسان نما درندوں نے موت کے گھاٹ اتار دی۔ آگ و خون کے اس خطرناک طوفان میں ایک مجاہد جلال الدین خوارزم شاہ اپنے مٹھی بھر جان نثاروں کے ساتھ ایک چٹان کی طرح ڈٹ گیا۔ تاتاری طوفان پھیلا اور بڑھا۔ بہت سے اسلامی ممالک اس میں غرق ہو گئے۔ حتیٰ کہ جلال الدین بھی شہید ہو گیا۔ لیکن اس کا مقدس خون اسلام اور مسلمانوں کی حیات تازہ کا باعث بن گیا۔

یہ پرانی باتیں ہیں۔ ابھی تھوڑا عرصہ ہوا کہ ایک مجدد آیا۔ اس وقت دنیائے اسلام مخالفین کے پے در پے حملوں کی آماجگاہ بنی ہوئی تھی۔ مسلمان غفلت کی نیند سو رہے تھے۔ علمائے ملت رہبری کی بجائے رہزنی کر رہے تھے۔ اس نے تجدید کا صور پھونکا۔ مخالفت کا ایک زبردست طوفان اٹھا۔ عیسائیوں اور آریوں کے علاوہ مسلمان بھی جانی دشمن ہو گئے۔ عوام نے بائیکاٹ کیا۔ علماء نے کفر کے فتوے دیئے۔ اس آواز حق کو دبانے کے لئے سب نے مل کر ہر ممکن کوشش کی لیکن یہ مامور من اللہ ایک چٹان کی طرح مضبوطی سے اپنی جگہ جما رہا۔ نتیجہ آپ کے سامنے ہے۔ طوفان کی فلک بوس لہریں خودبخود فنا ہو گئیں۔ اور مرزا کی چٹان آج بھی مسلمانوں کو روشنی کے مینار کا کام دے رہی ہے۔

گذری ہوئی باتیں آپ نے سن لیں۔ موجودہ حالات پر غور کیجئے۔ آج بھی بہت سے خطرناک طوفان بپا ہیں۔ اور دنیائے اسلام ان میں روز بروز غرق ہو رہی ہے۔ مغربی تہذیب سیاست کا خوفناک دیو اسلامی تہذیب و تمدن اور مسلم ممالک کو نگلے جا رہا ہے۔ عیسائیت کا طاغوتی جال عالم اسلام کے گوشے گوشے میں پھیلا ہوا ہے۔ لامذہبی کی زبردست رو نوجوانوں کو دین کی طرف سے بے پروا بنا رہی ہے۔ مسلمان خدا کو بھول رہے ہیں۔ قرآن و حدیث کو فراموش کر بیٹھے ہیں۔ وطن پرستی کا گمراہ کن عقیدہ وحدت اسلامی کا خوفناک دشمن ثابت ہو رہا ہے۔ مسلمانوں کے اندرونی اختلافات فرقہ بندیاں علمائے سوء کی زر پرستیاں اس پر مستزاد ہیں۔ یہ عام حالت ہے۔ خاص ہندوستان پر نظر کیجئے۔ یہاں ان تمام آفات کے علاوہ اشدھی سنگھٹن کے بکھیڑے ہیں۔ برادران وطن کی سیاسی چالیں ہیں۔ موجودہ سیاسی تحریکات کے ہنگامے ہیں۔ جن میں مسلمان ایک بے بس و ناچیز تنکے کی طرح بہے جا رہے ہیں۔ وثوق کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ کم از کم ہندوستانی مسلمانوں پر اس سے زیادہ کٹھن گھڑی کبھی نہیں آئی۔

لاہور کی احمدی جماعت [illegible] ہندوستانی مسلمانوں کا ایک قلیل

موجود ہے۔ کہ ان حالات میں کیا کیا جائے۔ بہت سی مذہبی معاشرتی اور سیاسی گتھیاں ایسی ہیں جو روز بروز سلجھنے کی بجائے زیادہ الجھ رہی ہیں۔ میں محسوس کر رہا ہوں کہ جماعت کے بہت سے دماغ اس وجہ سے پریشان ہو رہے ہیں۔ ممکن ہے کہ بعض کمزور دل بھائی اس طوفان کی لہروں کو دیکھ کر سہم رہے ہوں۔ یہ سب کچھ درست لیکن آپ دیکھ رہے ہیں کہ طوفان سے بچنے کی تدبیر چٹان ایسی مضبوطی پیدا کر لینا ہی ہے۔ ہماری جماعت بے شک چھوٹی اور طوفان زبردست و عالمگیر مگر طوفان فرو ہو جایا کرتے ہیں۔ چٹانیں بدستور موجود رہا کرتی ہیں۔

ہماری جماعت ایک مجدد کی قائم کردہ ہے۔ اس کے بتائے ہوئے راستے پر چل رہی ہے۔ اس کے سامنے ایک مفید ترین مقصد ہے۔ اس مقصد کی تکمیل ہماری کامیابی اور سعادت ہے۔ اگر راستہ صحیح ہے تو پھر ہم کیوں نہ ادھر ادھر بھٹکے بغیر اس پر گامزن رہیں۔ کیونکہ منزل مقصود پر پہنچنے کی صرف یہی ایک تدبیر ہوا کرتی ہے۔ بہت سے نظارے ہیں جو ہماری نظروں کو اپنی طرف متوجہ کرنا چاہتے ہیں۔ بہت سے ہنگامے اور شور ہیں۔ جو ہماری توجہ اور کانوں کو ان کے اصل کام سے ہٹا لینا چاہتے ہیں بہت سے خطرے ہیں جو ہمیں ڈراتے اور سہاتے ہیں۔ مگر یاد رہے سلامتی اور کامیابی اسی میں ہے کہ ہم اپنے منزل مقصود کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنے راستہ پر گامزن رہیں۔

میں جو کچھ کہنا چاہتا تھا کہہ دیا۔ پڑھنے والوں کو سمجھنے اور غور کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ طوفان اور چٹان کی مثال ہمارے لئے ایک زبردست سبق ہے۔ جسے فراموش کرنا بڑی غلطی ہوگی۔

خبریں

——۴ر جون۔ سردار سردول سنگھ کوئیشر صدر پراونشل کانگرس کمیٹی اور مختار مطلق (ڈکٹیٹر) ورکونسل پنجاب کل راولپنڈی میں زیر دفعہ ۱۲۴ الف گرفتار کر لئے گئے۔ آج انہیں لاہور کے بورسٹل جیل میں رکھا گیا۔

—— دہلی ۲ر جون۔ غیر ملکی کپڑے کے تھوک فروش تاجروں نے کانگرس کے پکٹنگ کے خلاف جو کل سے شروع ہوگا احتجاج کے طور پر دس روز کے لئے اپنی دوکانیں بند کر دی ہیں۔

—— مدراس ۴ر جون۔ ہز ایکسیلنسی وائسرائے نے گذشتہ شب وائسرائیگل لاج میں ملک معظم کے یوم ولادت کی تقریب پر پانچ سو سے زیادہ اصحاب کا خیر مقدم کیا۔

—— مدراس ۴ر جون حسب معمول کل ملک معظم کے یوم ولادت کی تقریب پر فوج اور پولیس کی پریڈ ہوئی۔

—— شملہ ۳ر جون۔ سرکاری اعلان شائع ہوا ہے سر سٹینلے جیکسن گورنر بنگال ۵ جون کو چار ماہ کی رخصت پر روانہ ہو جائیں گے۔ ان کی جگہ ہیو سٹیفن صن قائمقام گورنر بنگال مقرر ہوئے اور جیسا کہ پہلے اعلان ہو چکا ہے۔ آنریبل سر سپے بی سنگھن آئی سی ایس بہار اور اڑیسہ کے گورنر کا کام کریں گے۔

—— الہ آباد ۴ جون۔ کانگرس کی مجلس عاملہ کا اجلاس آج شام کو منعقد ہوگا۔ ڈاکٹر سید محمود کے علاوہ مسٹر راجندر پرشاد مسٹر منوا پرشاد گپتا۔ مسٹر شیروانی۔ اور بابو پرشوتم داس ٹنڈن محض چند ایک اصحاب کی شرکت کی توقع ہے۔ مجلس عاملہ تمام سیاسی صورت حالات پر تبصرہ کرے گی۔ اور آرڈی ننسوں کے پیش نظر اپنی پہلی قرارداد پر دوبارہ غور کرے گی۔

اینگلو انڈین اخبارات اور اشاعت جاری رکھنے والے ہندوستانی اخبارات کے متعلقہ کے مسئلہ پر خاص طور پر بحث ہوگی۔

—— رنگون ۴ جون۔ شہر میں صورت حالات کامل طور پر حسب معمول ہو گئی ہے۔ بندرگاہوں میں تمام کاروبار شروع ہو گیا ہے۔

—— دہلی ۴ جون۔ دہلی کے مشہور رئیس رائے بہادر لالہ سلطان سنگھ حرکت قلب کے بند ہو جانے سے انتقال کر گئے۔ اور ان کی ارتھی کے ساتھ احباب اور رہنمایان شہر کا کافی مجمع تھا۔

—— کلکتہ ۲ جون۔ اطلاع آئی ہے کہ پرتاپ دگھی پرگنہ کنائے ضلع مدناپور میں پولیس کے فائر کرنے سے دو آدمی ہلاک ہو گئے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ یک شنبہ کو بعد دوپہر اہل دیہہ نے نمک بنانے کے ارادہ کا اعلان کیا۔ دو سب انسپکٹران ان کو ایسا کرنے سے روکنے کے لئے موقعہ پر گئے۔ پولیس نے پہنچتے ہی چند ایک اشخاص کو گرفتار کر لیا۔ سینہ گرہیوں نے پولیس والوں کا محاصرہ کر لیا اور ان سے بائیسکل مانگا۔ جو ایک افسر کی ملکیت تھا۔ اس کے بعد جلدی ہی اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس اور ۲۸ کانسٹیبل پہنچ گئے۔ اہل دیہہ نے ان کو بھی اسی طرح محصور کر لیا۔ جب ہجوم کو منتشر کرنے کی تمام کوششیں ناکام رہیں تو پولیس نے چند ایک فائر کئے۔ جن سے ۲ آدمی ہلاک اور متعدد مجروح ہوئے۔

ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس موقعہ واردات کی طرف روانہ ہو گئے ہیں۔

—— طہران ۲ر جون۔ بین الاقوامی ویگن لٹ (آمد و رفت) کا ایک نمائندہ اس غرض سے طہران آیا ہے کہ خانقین۔ وسی دن اور حلب کے راستہ طہران اور قسطنطنیہ کے درمیان موٹروں کی آمد و رفت کا سلسلہ قائم کرنے کی تجاویز کا مطالعہ کرے۔

توقع ہے کہ طہران و لندن کے درمیان آمد و رفت کا سلسلہ جس میں صرف دس دن لگیں گے عنقریب شروع ہو جائے گا پہلے یہ سروس ہفتہ میں دوبار ہوگی۔ لیکن جب راستہ میں ہوٹلوں کا انتظام ہو گیا۔ تو ہفتہ میں تین بار کر دی جائے گی۔

—— لندن ۳ جون۔ سر میکس میکس گلنٹن کے لارڈ بن جانے اور مسٹر بین ٹرنر وزیر معدنیات کے متوقع استعفا کی وجہ سے کابینہ وزارت میں لمبی تبدیلیوں کی توقع ہے۔ عام خیال کیا جاتا ہے کہ مسٹر جے ایچ ٹامس دفتر آبادیات میں تبدیل ہو جائیں گے۔ تاکہ وہ امپیریل کانفرنس میں عملی حصہ لے سکیں۔

—— مسٹر ہنری آرنلڈ کو جس نے گلبرٹ اور سلیوان کے تھیٹر میں پندرہ ہزار سے زیادہ پارٹ کئے۔ ملک معظم کی سالگرہ کے موقعہ پر سر کا خطاب عطا کیا گیا۔

—— شملہ ۶ جون۔ پشاور کی تازہ ترین اطلاع مظہر ہے کہ چار اور پانچ جون کے درمیانی شب کو آفریدی بہت بڑی تعداد میں ضلع پشاور میں داخل ہو گئے۔ آفریدیوں نے مشہور کر دیا کہ ان کا ارادہ چھاؤنی پر حملہ کرنے کا ہے اور مقامی خلیل اور مہمندوں کے دیہات والوں کو شرکت کی دعوت دی۔ انہوں نے انکار کر دیا۔ اور حملہ نہیں ہوا۔ لشکر گروہوں میں تقسیم ہو گیا۔ ایک بڑی جماعت رات کی تاریکی میں مغرب کی پہاڑیوں کی طرف چلی گئی۔ لیکن متعدد گروہ حدود ضلع ہی میں رہے۔ اور شہر کے جنوب کی طرف چھاؤنی کے نواح میں باغات میں گھس آئے۔

صبح کو موٹر کے ملاحظہ سے معلوم ہوا کہ درخت کاٹ دئے گئے ہے۔ اور پشاور سے باڑا فورٹ جانے والی سڑک کے نیچے کی نالیاں تباہ کر دی گئی تھیں۔ پشاور کوہاٹ روڈ پر بھی درخت کاٹ دئیے گئے ہیں۔ آفریدیوں کے تین سو چار سو کے درمیان افراد کی جماعتیں کھجوری میدان کے مغرب کی طرف واپس جاتے ہوئے دیکھی گئیں۔ ان پر رائل ایر فورس نے حملہ کیا جس میں بظاہر کچھ کامیابی ہوئی۔ ۵ر تاریخ کی صبح کو پشاور سے آفریدیوں کو کوہاٹ اور باڑہ کی سڑکوں کے درمیانی رقبہ سے نکالنے کے لئے فوج کا ایک کالم روانہ ہوا۔ جو غنیم کے مختلف گروہوں کے ساتھ شام تک نبرد آزما رہا۔ پشاور شہر سے جنوبی علاقے کی حالت کی وجہ سے ان کے نکالنے میں مشکل پیدا ہو رہی ہے۔ اس قسم کی کارروائی میں بہت نقصان جان لازمی ہے۔ جو فوج کو اٹھانا پڑا ہے۔ لیکن تعداد ابھی تک معلوم نہیں ہو سکی۔

—— کوئٹہ ۶ جون۔ چیف کمشنر بلوچستان کا ایک اعلان مظہر ہے کہ ۴ر جون کو ۱/۲ ۳ بجے شام کے قریب سرحد پار کے ایک ذی حملہ آوروں کا ایک گروہ سٹر نامے آرای کیپٹن فریز قائمقام جنرل سٹاف افسر ویسٹرن کمانڈ اور مسز فریز کو معہ دو ہندوستانی موٹر ڈرائیوروں کے اٹھا کے لے گیا۔ یہ واردات چمن سے ۷ میل کے فاصلہ پر کوئٹہ چمن روڈ پر رونما ہوئیں۔

—— شملہ ۷ جون۔ معلوم ہوا کہ کیپٹن اور مسز فریز جنہیں حملہ آور ۴ جون کو چمن کے قریب سے اغوا کر کے لے گئے تھے۔ رہا کر دئے گئے ہیں۔ اور سلامتی کے ساتھ چمن پہنچ گئے ہیں۔

پنجشنبہ کی رات کو گلستان میں بھی ایک حملہ ہوا۔

—— شملہ ۷ جون۔ معلوم ہوا ہے کہ پنجاب کونسل کا گرمائی اجلاس ۳۱ر جولائی کو شملہ میں شروع ہوگا۔

—— شملہ ۷ جون۔ ہندوستان میں مردم شماری ۲۶ جنوری ۱۹۳۱ء اور برما میں ۲۴ فروری کی رات کو ہوگی۔

—— شملہ ۷ جون۔ آج مسٹر ہیگ ہوم ممبر گجرات اور بالعموم احاطہ بمبئی کی صورت حالات پر حکومت بمبئی سے بحث و تمحیص کرنے کے لئے شملہ سے بمبئی کی جانب روانہ ہوئے۔

—— بمبئی ۷ جون۔ ناردرن ڈویژن کمشنر ڈسٹرکٹ کلکٹر ڈپٹی انسپکٹر پولیس اور سکھوں کی رجمنٹ جو ڈنگری میں مقیم تھی دھارا سانا سے چلی گئی۔

—— بمبئی ۶ جون بمبئی کی جنگی کونسل کے فیصلے کے مطابق فورٹ بازار میں آج صبح غیر ملکی کپڑے کی دوکانوں پر پکٹنگ شروع کر دیا گیا۔

حضرت امیر ایدہ اللہ لاہور میں

۵ر جون شب کو حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ڈلہوزی سے لاہور تشریف فرما ہوئے۔ ۶ر جون کو آپ نے خطبہ جمعہ پڑھا۔ اور احباب سے ملاقاتیں کیں۔ جنرل کونسل کے اجلاس سے فارغ ہو کر ۸ جون کی شب کو واپس ڈلہوزی تشریف لے گئے۔

ضرورت ہے

صرف دو سو ایسے صاحب عزم و ہمت احمدی احباب کی جو تین ماہ کے عرصہ میں اپنی جماعت کے واحد اردو آرگن

اخبار پیغام صلح

کے لئے پانچ پانچ خریدار پیدا کر دیں۔ اگر ہمارا یہ مطالبہ پورا ہو جائے تو آپ کا قومی اخبار ہر حیثیت سے ترقی کر سکتا ہے۔ اخبار کو زیادہ شاندار اور مفید بنانے کیلئے بہت سی تجاویز زیر غور ہیں۔ مگر وہ اسی وقت عملی صورت اختیار کر سکتی ہیں جب احباب اس معمولی مطالبے کو پورا کر دیں۔ خریدار ہونیوالے اصحاب کا چندہ پیشگی آنا چاہیئے یا وی پی کی اجازت ہونی چاہیئے۔

(منیجر اخبار پیغام صلح لاہور)

دو ہندوؤں کے ذہن میں اسلام اور مسلمانوں کا تصور

اسلام کو مسلمانوں نے بدنام کیا ہے۔ آپ اس بیان کو ممکن ہے۔ غلط تصور کریں۔ لیکن آپ ذرا غور فرمائیں گے۔ تو معلوم ہو جائے گا۔ کہ مسلمان عام طور پر اسلام کا ایک غلط نقش غیر مسلموں کے دلوں پر بٹھا رہے ہیں۔

ممکن ہے بعض مسلمان اس کو محسوس نہ کرتے ہوں۔ لیکن آپ کو یہ سن کر تعجب نہیں ہونا چاہئے کہ اس کو ناسلمان بھی محسوس کر رہے ہیں۔ آپ نے پنڈت سندر لال کا نام سنا ہوگا۔ اُن کا ایک مضمون حمایت اسلام میں بھی شائع ہو چکا ہے۔ پنڈت صاحب لکھتے ہیں :-

"مسلمانو! مجھے دُکھ ہے۔ کہ تم مسلمان نہیں رہے!
تم نے سات کروڑ ہو کر اسلام کے نام کو دھبہ لگایا"

ایک غیر مسلم کو دُکھ ہے کہ مسلمان۔ مسلمان نہیں رہے۔ لیکن تعجب ہے کہ مسلمانوں کو اس کا کچھ احساس نہیں۔ دُکھ نہیں۔ وہ سات کروڑ ہو کر اسلام کے نام کو دھبہ لگا رہے ہیں۔ اور اس پر مسلمان ہونے کے دعویدار ہیں!

پنڈت جی بالکل بجا فرماتے ہیں کہ :-

"اگر اس وقت ایک لاکھ مسلمان بھی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے پیرو ہوں تو ساری دنیا کو آزاد کر سکتے ہیں"۔

یہ حقیقت ہے اور بیّن حقیقت ہے۔ لیکن اگر مسلمان اس کو سمجھنے کی کوشش ہی نہ کریں۔ اگر وہ اپنی سیزدہ صد سالہ تاریخ کو دریائے فراموشی میں غرق کر دیں۔ اگر وہ صادق فرزندان اسلام کے انقلاب انگیز کارناموں کو قابل اعتنا نہ سمجھیں تو یہ کس کا قصور ہے؟ اس صورت میں ساری دنیا کو "آزاد" کرانا تو درکنار کیا وہ اپنی نجات کا باعث بھی ہو سکتے ہیں؟

اب ایک دوسرے ہندو کے خیالات سنو۔ اس کا نام پروفیسر ویا داس دت ایم اے و اے آر سی ایس ہے۔ پروفیسر صاحب کے مضامین بھی ہم ان کالموں میں شائع کر چکے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں :-

"تمام عظیم الشان حکماء و دانشوران عالم میں سے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سب سے زیادہ ہمارے نزدیک ہیں۔ آپ تاریخی زمانہ کے اندر پیدا ہوئے ہیں۔ اور ان کی ولادت کو ابھی صرف تیرہ سو سال ہوئے ہیں۔ لیکن یہ کیا قہر ہے۔ کہ آپ ہی سب سے کم سمجھے گئے ہیں"۔

پروفیسر ویا داس اس کے بعد قرآن پاک کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور لکھتے ہیں :-

"انسان کو جس قدر الہامات ہوئے ان میں سے قرآن پاک کو سچائی کے ساتھ سب سے زیادہ عالمگیر سب سے زیادہ ہمہ گیر اور سب سے زیادہ حالات زمانہ کے عین موافق کہا جا سکتا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی اس کو سب سے زیادہ غلط سمجھا گیا ہے۔ اور اسی کو سب سے زیادہ غلط معنے پہنائے گئے ہیں"۔

اس کا کون ذمہ دار ہے؟ اگر مسلمان رسول پاک کے اسوۂ حسنہ کی پیروی اخلاص، صداقت اور وفاداری کے ساتھ کرتے۔ اگر وہ آپ کی ظاہری شکل و صورت کی تعریف کرنے کے بجائے آپ کے کمالات روحانی و مادی کو اپنے دل کی گہرائیوں میں جگہ دیتے اور ان کو اپنی زندگی کے لئے مشعل ہدایت بناتے۔ اگر وہ قرآن پاک کی عالمگیری۔ ہمہ گیری اور حالات زمانہ سے موافقت پیدا کرنے کی صلاحیت کو عملاً مان لیتے اور اپنی زندگی کو اس کے سانچہ میں ڈھال لیتے تو آج نہ تو کوئی رسول پاک کو کم یا غلط سمجھتا اور نہ تعلیمات قرآن کی غلط ترجمانی کا احساس ایک

بس یہ بیان کہ اسلام کو مسلمانوں نے بدنام کیا ہے۔ بے اندیشہ تردید صحیح اور بالکل صحیح ہے۔ لیکن جب اس قدر تحقیق ہو چکا۔ تو کیا اب ہم کو پھر غفلت سے سو جانا چاہیئے۔ کیا یہ ہمارا فرض نہیں کہ ہم اس نقص عظیم کو جو ہماری اکثر خرابیوں کا موجب ہے جس نے مسلمانوں کو دنیا کی نگاہوں میں مبتذل اور اسلام کو ذلیل بنا رکھا ہے۔ رفع کرنے کی کوشش کریں؟ صرف صحیح اسلامی تعلیم ہی اس نقص کو رفع کر سکتی ہے۔ جو مشورہ ذرا بد سے پاک ہو۔ جو اسلام کو ایک پیچ در پیچ راہ اور ایک معمہ کی شکل میں ظاہر نہ کرتی ہو۔ بلکہ اس کی سادگی اور پاکیزگی کا نقش دلوں میں بٹھانے والی ہو۔ اگر مسلمان اپنی درسگاہوں میں اس قسم کے علمی اور عملی تعلیم کا انتظام کریں۔ تو ان کے نام نیک پر سے یہ بدنما دھبہ اٹھ جائے۔ کہ

"اسلام کو مسلمانوں نے بدنام کیا ہے"

(حمایت اسلام)

مسلمان اور شدھی

جب تک مسلمانوں میں ہندو رسم و رواج کی پابندی کی جاتی ہے یہ اندیشہ رفع نہیں ہو سکتا کہ ان کا جاہل طبقہ کسی نہ کسی وقت شدھی کا شکار نہ ہو جائے گا۔ ملکانوں پر شدھی والوں کا جادو اس لئے چلا تھا کہ وہ ہندو رسم و رواج کے سختی سے پابند تھے۔ اور آج بھی شدھی سبھا کی توجہ سب سے زیادہ انہیں لوگوں کی طرف ہے جو ہندوانہ رسوم کے بندھن میں جکڑے ہوئے ہیں۔

مسلمانوں کی زندگی کے اس پہلو پر شدھی کے حامیوں کو اس درجہ بھروسہ ہے کہ وہ ان مسلمانوں میں جن کو اسلامی تہذیب نے ہندو تہذیب سے بیگانہ بنا دیا ہے از سر نو قدیم ہندو تہذیب پھیلانا چاہتے ہیں۔ تاکہ وہ ایک دفعہ اور ہندوانہ لباس میں نظر آئیں۔ حال ہی میں رسالہ شدھی سماچار (۱۵ جون ۱۹۳۶ء) میں بھارت شدھی سبھا دہلی کے جنرل سیکرٹری نے شدھی اور سوراج کے عنوان سے ایک مضمون شائع کرایا ہے۔ جس میں اس نے اس بات پر زور دیا ہے کہ پڑوسی بھائیوں (مسلمانوں) کو ہندوستانی تہذیب کا پجاری قدیم ہندوستانی رسم و رواج (سنسکرتی) کا فرمانبردار بنانے کی کوشش برابر جاری رکھنی چاہیئے۔ جب تک کہ ہم پڑوسیوں کے دل میں یہ خیال نقش نہ کر دیں تب تک ہندوستانی آزادی میں پڑوسی بھائی پورا ساتھ دے سکیں گے۔ یہ بالکل خواب و خیال ہے۔

معنی صاف ہیں۔ اور ان کی وضاحت سیکرٹری صاحب نے ذیل کے الفاظ سے کر دی ہے۔ "شدھی اس تہذیب کو پیدا کرنے والی ایک اکسیر ہے اس لئے ہم سوراجیہ کی لڑائی کے ساتھ اس مذہبی تحریک شدھی کو بھی جاری رکھنا ضروری سمجھتے ہیں۔

مسلمانوں کو ان کوششوں کا شکار بننے سے قطعی انکار کر دینا چاہیئے۔ اور خود تنظیم اتحاد کے زیر سایہ تبلیغ اسلام کا فرض اس خوبی سے انجام دینا چاہیئے کہ مسلمانوں کو شدھ کرنے والے خود بخود لوائے اسلام کے سامنے اپنی گردنیں جھکا دیں۔

مسلمان کنجوس ہیں

(از حضرت خواجہ حسن نظامی)

مسلمان قوم ہر بات میں فیاض بلکہ فضول خرچ ہے۔ لیکن تعلیم کے معاملہ میں مسلمانوں کی قوم کا بڑا حصہ بخیل اور کنجوس ہے۔

وہ اپنے بچوں کی تعلیم میں خرچ کرنا نہیں جانتے۔ اور ان کی تعلیم کی ضرورت کی قدر و قیمت معلوم نہیں ہے۔ وہ شادیوں میں اور غمیوں میں اور نیاز و نذر میں اور مقدمہ بازیوں میں اور عیاشیوں میں اور اچھا کھانے اور اچھا پہننے میں تمام دنیا کی قوموں سے زیادہ فیاض اور فراخدل ہیں۔ مگر بچوں کی تعلیم کا وقت آتا ہے تو وہ نہایت تنگ دل بن جاتے ہیں۔ اور ان کو اپنی مفلسی کا خیال ستانے لگتا ہے۔

ہندو سب سے زیادہ کنجوس ہیں

ہندو قوم کھانے میں اور کپڑے میں اور آرام و آرائش کے اسباب زندگی میں بہت زیادہ کنجوس ہے۔ لیکن شادی غمی اور ناموری کے معاملات میں وہ قوم کنجوس نہیں ہے۔ خاص کر اولاد کی تعلیم کے لئے ہندو قوم اتنا زیادہ خرچ کرتی ہے کہ ہندوستان کی کوئی قوم اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ اور اس سے ثابت ہوا کہ ہندوؤں کو اپنی اولاد کی تعلیم کا احساس مسلمانوں سے بہت زیادہ ہے۔ اور وہ اس بات کو سمجھ گئے ہیں کہ انسان کی زندگی کی آئندہ فلاح و بہبود تعلیمی ترقی پر منحصر ہے۔

ہندوستان کی کچھ قومیں پارسی اور عیسائی اور سکھ وغیرہ بھی ہیں۔ مگر یہ سب قومیں تعلیمی فیاضی میں مسلمانوں سے کئی حصہ زیادہ بڑھی ہوئی ہیں۔ خصوصاً سکھ قوم تعلیم کے لئے بہت زیادہ خرچ کرتی ہے۔ اور اس کا یہ احساس دن بدن بڑھ رہا ہے۔

ہندوستانی عیسائیوں کے لئے یورپ اور امریکہ کے عیسائی مشن کروڑوں روپے خرچ کرتے ہیں۔ اور خود دیسی عیسائیوں میں بھی تعلیم کے لئے خرچ کرنے کا بہت بڑا احساس موجود ہے۔

مسلمان مفلس نہیں ہیں

بیشک مسلمان مفلس ہیں۔ لیکن ذرا غور سے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ وہ مفلس نہیں ہیں۔ کیونکہ جتنے تھیئٹر ہیں۔ ان میں زیادہ مسلمان ہی نظر آتے ہیں۔ اور ہر شہر کے سینما بھی مسلمانوں سے بھرے رہتے ہیں۔ اور بازاری عورتوں کے ہاں بھی زیادہ مسلمان ہی جاتے ہیں۔ شب برات کی آتشبازی روپیہ جلانے والے اور عید الفطر اور محرم کے تہواروں میں کروڑوں روپے پانی کی طرح بہانے والے بھی مسلمان ہی ہوتے ہیں۔ پھر کیونکر کہا جا سکتا ہے۔ کہ مسلمان مفلس ہیں۔

حضرت شیخ سعدیؒ نے فرمایا کہ تونگری اور دولتمندی دل سے ہوتی ہے۔ مال سے نہیں ہوتی۔ پس مسلمان قوم بھی اس لئے مفلس نہیں ہے۔ کہ اس کا دل تونگر ہے اور اگر مسلمان قوم مفلس ہے تو محض اس لئے ہے کہ اس کی آمدنی کے ذرائع محدود ہیں اور خرچ ہر مسلمان کا اس کی آمدنی سے بڑھا ہوا ہے۔

آخری علاج

ان سب حالتوں پر غور کرنے سے مجھے تو یہی علاج آخری اور کارگر علاج معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے اندر اصلی اور صحیح احساس پیدا کیا جائے۔ اور تعلیمی فیاضی پیدا کی جائے۔ اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ قوم کے سب اخبارات اور سب لیکچرار رات دن تعلیم کی ضرورت اور تعلیم کی خوبیاں اور تعلیم کے آسان طریقے مسلمانوں کو سمجھائیں۔ اس سے خود بخود مسلمانوں میں تعلیم کا احساس پیدا ہو جائیگا۔ اور تعلیم کا احساس پیدا ہوتے ہی مسلمانوں کی تعلیمی کنجوسی بھی جاتی رہے گی۔ اور وہ بھی ہندوؤں اور سکھوں اور پارسیوں اور عیسائیوں کی طرح اپنی اولاد کی تعلیم میں جی کھول کر خرچ کرنے لگیں گے۔

تعلیم کا مقصد

ایک ضرورت یہ بھی ہے کہ مسلمان قوم کو تعلیم کے اصلی مقصد اور اصلی فائدہ سے آگاہ کر دیا جائے۔ کیونکہ بعض مسلمان نوکری کے لئے تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ اور بعض مسلمان جو تجارت پیشہ ہیں وہ صرف اتنی تعلیم کافی سمجھتے ہیں۔ جو ان کے تجارتی کاروبار میں آسانیاں پیدا کر سکے۔ اور والیان ریاست اور امرا تعلیم کا مقصد یہ سمجھتے ہیں کہ وہ انگریز حکام سے

(بقیہ کالم ۳)

غرض یہ کہ مسلمانوں کا کوئی طبقہ بھی ایسا نہیں ہے جو تعلیم کے اصلی مقصد اور اصلی فائدہ کو پیش نظر رکھ کر اولاد کو تعلیم دلاتا ہو۔ اور یہ سمجھتا ہو کہ تعلیم سے انسان میں آدمیت پیدا ہوتی ہے اور تعلیم یہ سکھاتی ہے کہ زندگی کی مشکلات کیا کیا ہیں۔ اور ان مشکلات پر غالب آنے کی کیا کیا صورتیں ہیں۔ اور انسان ان تمام مشکلات [illegible] ترقی

کیا حضرت مرزا صاحبؑ نبی تھے؟

ا- کیا وہ کوئی کتاب لائے ؟

۲- کیا الیوم اکملت لکم دینکم کے یہ معنی نہیں کہ اب آئندہ کوئی امر محدثہ کسی کے کفر اور اسلام کا موجب نہیں ہو سکتا۔

۳- کیا اب محمد رسول اللہ صلعم پر ایمان لا کر کوئی مسلمان نہیں ہو سکتا ؟

۴- کیا حضرت مرزا صاحب انبیاء کی طرح معصوم تھے ؟

۵- کیا ان کی وحی کلمہ محفوظ رکھی گئی ؟

۶- کیا انہوں نے کوئی ورثہ جائداد نہیں پایا؟

۷- کیا ان کی جائداد کا کوئی وارث نہیں ہوا ؟

۸- کیا گذشتہ انبیاء میں کوئی نبی ظلی۔ بروزی اور مجازی نبی کہلاتا؟

۹- کیا ان کی وحی کی صداقت کا معیار حدیث بھی تھی ؟

۱۰- کیا کبھی انہوں نے اپنی وحی کو حدیث اور سنت پر قربان بھی کر دیا ؟

۱۱- کیا مرزا صاحبؑ کی کسی کتاب میں لکھا ہے کہ ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم نبی اور رسول ہیں ؟

حضرت مرزا صاحبؑ محدث تھے

۱- وہ کتاب نہیں لائے

۲- اُن پر ایمان یا اُن کا کفر مسلم اور کافر نہیں بناتا۔

۳- محدثیت نبوت کو منسوخ نہیں کرتی۔ بلکہ نبوت نبوت کو منسوخ کرتی ہے۔

۴- نہ مجھے اور نہ کسی انسان کو بعد انبیاء علیہم السلام کے معصوم ہونے کا دعویٰ ہے۔ (قول مسیح موعودؑ)

۵- آپ کے (حضرت مسیح موعود کے) ہزاروں الہامات ہیں جو آپ نے شائع نہیں کئے۔ (قول محمود)

۶-۷- انبیاء نہ ورثہ پاتے ہیں اور نہ ان کا مال ورثہ میں ان کی اولاد کو ملتا ہے۔ بلکہ وہ قوم کا مال ہوتا ہے۔ لیکن حضرت صاحب نے ورثہ پایا بھی اور آپ کی جائداد کے وارث حضرت میاں صاحب ہوئے بھی

۸- حضرت صاحب بخلاف انبیاء ظلی، بروزی، مجازی اور امتی کی اصطلاحات استعمال کرنے کے بغیر لفظ نبی اپنے متعلق استعمال کرنے سے منع فرماتے تھے ؟

۹-۱۰- آپ اپنے الہامات کو حدیث اور قرآن پر عرض کرتے تھے اور بصورت موافقت ہی قبول کرتے تھے۔

۱۱- ان کی کسی کتاب میں نہیں لکھا کہ ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم نبی اور رسول ہیں۔

ضلع چمپارن میں خون مسلم کی ارزانی

ایک مسلمان شہید اور دو زخمی ہوئے

کانگرس کی مخالفت خون آشامی

چمپارن ۲۸ اگست۔ معلوم ہوا ہے کہ ۱۱ اگست کو موضع بڑگاؤں تھانہ بیگا ضلع چمپارن کے ایک ہندو نے گنڈاسا کے ساتھ ایک مسلمان کو مار ڈالا اور دو کو سخت زخمی کر دیا۔ بے گناہ مسلمانوں کو خون کے گھاٹ اتارنے اور ناکردہ گناہ مسلمانوں کو زخمی کرنے کے لئے سنگدل قاتل نے یہ بہانہ بنایا کہ یہ لوگ سوراج اور سول نافرمانی کی تحریک میں شامل نہیں ہوئے۔

پولیس مصروف تفتیش ہے۔ قاتل کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔ لیکن اس قتل اور اندھیر نگری سے ہر طرف سنسنی پھیل رہی ہے۔ اور بے اطمینانی چھائی ہوئی ہے۔ (الامان)

ناظرین:۔ خط و کتابت کے وقت نمبر خریداری ضرور لکھا کریں۔

هو الناصر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم

الحاد گاہ چوموں میں بندش ذکر کلمہ طیبہ

ریاست ٹونک کا ریاست جے پور کو انتباہ

از عدالت شرع شریف صدر ریاست اسلامیہ ٹونک

کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ کا ذکر آہستہ اور زور سے ہر طرح جائز ہے۔ پھر مسلمانوں کو ذکر جہری لا الہ الا اللہ سے دوسری قوموں کا روکنا محض نفسانیت اور ایک نیا تعصب ہے اور سخت تعجب ہے کہ مخالفین کا کوئی نقصان بھی نہیں۔ لہٰذا مسلمانوں کا اس ذکر کے نہ کرنے پر پابند کرنا خلاف انصاف ضرور ہے۔ جو آزادی رسم مذہب کے یقیناً منافی ہے۔ اس کے کیا معنے کہ اہل ہنود تو گنگا جی وغیرہ کی جے بازار میں پکارتے پھریں اور اہل اسلام کلمہ طیبہ زور سے پڑھیں تو انہیں مجرم قرار دیا جائے رعایا ہونے کی حیثیت سے اہل اسلام اور اہل ہنود برابر ہیں۔ حکام جے پور کو چاہئے کہ نفسانیت اور تعصب دور کر کے انصافانہ فیصلہ صادر کریں۔ اور کسی فریق کی ناجائز دل شکنی نہ کریں۔ ورنہ یاد رہے کہ ہر ایک کو ایک دن زبردست احکم الحاکمین کے روبرو پیش ہونا ہے۔

مواہیر و دستخط مفتیان کرام عدالت شرع شریف صدر ریاست اسلام ٹونک

مورخہ ۳۰ ربیع الاول ۱۳۴۹ھ

مہر محکمہ شرع شریف ریاست اسلام ٹونک	مہر مولانا خلیل الرحمن	دستخط مولانا محمد حسن	مہر مولانا سید احمد مجتبیٰ	مہر مولانا انوار الحسن	دستخط مولانا عبید الرحیم	مہر محکمہ شرع شریف ریاست اسلام ٹونک

دستخط

قاضی محمد عرفان صاحب

اخبار احمدیہ

درخواست دعاء

میں وقتاً فوقتاً اپنے معزز احباب کو بیمار بچے کے لئے دعا کرنے کی تکلیف دیتا رہا ہوں۔ اور میں ممنون ہوں کہ انہوں نے دعا کی جزاہم اللہ احسن الجزاء ڈاکٹروں نے اگرچہ ٹانگوں سے جواب دیدیا تھا۔ مگر بارگاہ ایزدی سے میں مایوس نہ ہوا تھا۔ دعا و دوا برابر کرتا رہا۔ خدا کے فضل و کرم سے یہ حالت ہے کہ ٹانگیں خود ہلاتا ہے۔ زخم بھر چکا ہے۔ کمر میں بھی آرام ہے۔ ہاں بخار کا افاقہ نہیں۔ دعا کریں کہ اللہ کریم اسے بھی دور فرمائے۔ پٹیالہ سول ہسپتال میں علاج ہو رہا ہے۔

مجھے انجمن نے چک $\frac{27}{2.L}$ ڈاکخانہ اکاڑہ ضلع منٹگمری میں اقوام جرائم پیشہ کا سپرنٹنڈنٹ کر کے بھیجا ہے۔ جہاں میں ان لوگوں کی اصلاح کے لئے مقدور بھر کوشش کرتا ہوں۔ درس قرآن مجید بھی دیا جاتا ہے۔ احباب کو اپنی دعاؤں میں انشاء اللہ نہ بھولوں گا۔ امید ہے آپ لوگ بھی مجھے نہ بھولیں گے۔

(خاکسار محمد نصیب)

شملہ کی تازہ آمدہ اطلاعات سے معلوم ہوا ہے کہ قادیانی جماعت کے امام محترم وہاں کار خاص میں بے حد مصروف ہیں۔ کوئی جلسہ کوئی سبھا کوئی میٹنگ ایسی نہیں کہ جس میں آپ بنفس نفیس شامل نہ ہوتے ہوں۔ بڑے بڑے لوگوں کو شرف ملاقات بخشا جاتا ہے۔ پرائیوٹ سیکرٹری صاحب پہلے مقام مطلوب پر جا کر حضور کے انتہائی شوق کا اظہار کرتے ہیں۔ دعوت حاصل ہونے کے بعد حضور معہ رفقاء خاص تشریف لے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ ایک مشاعرہ کی مجلس کو بھی حضور نے منفوز فرمایا۔ مشاعرے کے سیکرٹری صاحب اتفاقیہ یہاں آنکلے۔ تو اس ذرہ نوازی کے بہت مشکور پائے گئے۔

کامیابی کا گُر

ہر شخص رات کو جب اپنے بستر پر آرام کے لئے لیٹے تو اپنے دن بھر کے اعمال کا جائزہ لے کہ اس نے اپنے دنیوی فرائض کی ادائیگی کے علاوہ اسلام اور مسلمانوں کے فائدہ کے لئے کیا کام کیا

ایڈیٹر "نورافشاں" اور پادری عبدالحق

پیغام صلح میں ایک عرصہ سے آپ کے رسائل اور ٹریکٹوں کے جواب میں مضامین شائع ہو رہے ہیں۔ مگر نہ تو پادری ایس ایم پال نے کوئی جواب دیا ہے۔ اور نہ پادری عبدالحق صاحب نے توجہ دی ہے۔ ہم آپ کے آرام میں خلل انداز ہونا نہیں چاہتے۔ تاہم گذشتہ کی طرح اتنا ہی لکھ دیں کہ ہم جواب نہیں دیں گے۔ تاکہ ہم اس سلسلہ مضمون کو بھی شائع کر دیں جو ہم نے جواب الجواب کے لئے محفوظ رکھا ہوا ہے۔

لنگوٹ بند دیانند کے آریہ سماج کی جے

۲۰ ستمبر کا آریہ گزٹ لکھتا ہے کہ کچھ عرصہ سے آریہ سماج کے خلاف ایک نئی قسم کا پروپیگنڈا شروع ہوا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ آریہ سماج ٹھنڈا پڑ گیا ہے۔ اب وہ جوش و خروش نہیں رہا اس کا مستقبل بہت تاریک نظر آتا ہے۔ اور یہ انتہائی رنج اور افسوس ہے کہ اس پروپیگنڈے کا شکار وہ لوگ بھی ہو گئے ہیں جن پر پورا بھروسا تھا۔ . . . ایسے لوگوں کو ایڈیٹر صاحب نے تین حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ ایک نیک نیتی سے آریہ سماج کو کوسنے والے۔ تاکہ آریہ سماج غصہ کھا کر تیز ہو جائے۔ دوسرے شہرت پسند کہ جو سوامی دیانند کی غلطیاں نکالتے ہیں۔ تیسرے مطلب پرست آریہ سماجی۔ ان سب کا علاج آخر یہ ایڈیٹر صاحب نے یہ بتایا ہے کہ ایک بار سچے دل سے بولو:۔

لنگوٹ بند دیانند کے آریہ سماج کی جے!

نسخہ تو اچھا ہے مگر اس پر عمل یوں ہونا چاہئے کہ ہر روز ہر ایک آریہ سماجی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ صبح سویرے کپڑے اتار کر لنگوٹی باندھے اور اپنے مکان کی چھت پر کھڑے ہو کر زور سے بولے

"لنگوٹ بند دیانند کے آریہ سماج کی جے"

یا کم از کم دونوں آریہ سماجوں کے (مرد اور عورت) ایک دن مقرر کر کے لنگوٹی باندھیں اور سارے شہر میں

لنگوٹ بند دیانند کی آریہ سماج کی جے

پکارتے ہوئے نگر کرتن کریں اس طرح سے تو یقیناً سب میں جوش بھر جائے گا اور آریہ سماج کا ٹھنڈا پن دور ہو جائے گا۔

عیسائی دُنیا

لاہور سے "نور افشاں" کے علاوہ مسیحیوں کا ایک رسالہ "اخوت" بھی شائع ہوتا ہے۔ اس کے اگست نمبر میں ایک بہت اچھا اڈیٹوریل شائع ہوا ہے۔ ہمارے دوست مسٹر موسیٰ خاں صاحب دیکی ہنے ہمیں بتایا کہ وہ مضمون فی الحقیقت ایڈیٹر صاحب کا نہیں۔ کیونکہ اس کے ایڈیٹر ایف ایم نجم الدین عتیق و لیسنس ٹم اد بڑ کی پوری شان کے مصداق ہیں۔ ان کی قلم سے سلمانوں اور عیسائیوں میں اتفاق اور اتحاد پیدا کرنے والا مضمون نہیں نکل سکتا۔ مضمون کا خلاصہ درج ذیل ہے:۔

"مذہب کی غرض دنیا میں نسل انسانی میں امن اور اخوت کو پیدا کرنا ہے۔ بے جا تعصب اور ناحق کوشی سے اقوام میں دشمنی اور فساد پیدا ہوتے ہیں۔ ضرورت زمانہ کے مطابق ہر مذہب نے رواداری کی تلقین کی ہے۔ مسیح کی ساری تعلیم کا خلاصہ یہ ہے کہ خدا انسان کا رحیم و کریم پروردگار اور مہربان باپ ہے۔ اور تمام نسل انسانی بھائی بھائی ہے۔ مسیح نے ہمیں یہ تعلیم نہیں دی کہ تم باپ دادوں کے غلط عقاید پر قائم رہو۔ بلکہ حکم دیا ہے کہ سب کو آزماؤ۔ اور بہتر کو اختیار کرو۔ لیکن موجودہ وقت میں بہت سے عیسائیوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ اقوام میں نفرت پھیلانا ہی مسیحیت ہے اور یہ خیال کر لیا گیا ہے کہ جو غیر اقوام کرتی ہیں۔ یا جو دوسرے مذاہب کے شعار ہیں ان کے خلاف کرنا ہی عیسائیت ہے۔

السلام علیکم نہایت عمدہ دعائیہ کلمہ ہے جسے مسیح نے حواریوں کے لئے استعمال کیا۔ مگر اب عیسائی گڈ مارننگ کو اس پر ترجیح دیتے ہیں۔ اور اس کو محض اسلامی شعار سمجھ کر اس سے نفرت کرتے ہیں۔

ترکی ٹوپی کو نفرت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ کیونکہ اس کو بھی مسلمان پہنتے ہیں۔ حالانکہ کوئی بھی لباس مقرر نہیں۔

شلوار، پاجامہ، انگرکھا اور لونگی والے لوٹے کو ترک کرنا ہی عیسائیت سمجھا جاتا ہے۔ کوٹ پتلون کے ساتھ پاٹ اور صابون کا ہونا مستلزم مسیحیت سمجھا جاتا ہے۔

ڈاڑھی کیتھولک پادری بھی رکھتے ہیں۔ مگر یہاں اس کو بھی مسلمانی سمجھ کر صفایا کرایا جاتا ہے۔ حالانکہ جناب مسیح کی بھی ڈاڑھی تھی۔

سوٗر کا گوشت کھانا مسیحیت میں بالذات حرام نہ سہی مگر جس سے ہمسایہ قوم کا دل دکھتا ہے وہ چیز حلال ہوتے ہوئے بھی حرام ہے۔

اچھے بھلے ناموں کو بدلنا یہ بھی نامعقول اور متعصبانہ رویہ ہے۔ آج کل اسلام اور مسلمانوں سے خواہ مخواہ کینہ رکھا جاتا ہے۔ حالانکہ بڑے بڑے متعصب مصنفین نے اقرار کیا ہے کہ اسلام نصف صداقت ہے۔ لیکن آپ اگر بے تعصبی اور تحقیق کی نظر سے دیکھیں گے تو نصف سے کہیں زیادہ صداقت اس میں پائیں گے اور ہم تو یہاں تک کہنے کو تیار ہیں کہ ایک عیسائی بیشتر ارکان اسلامی پر عمل کر کے بھی عیسائی رہ سکتا ہے۔

عیسائیوں میں خرسلیفورس دمشقی حضرت محمد صلعم کی نبوت کا قائل تھا۔ اور انجیل میں کوئی آیت ایسی نہیں جس کی بنا پر محمد صلعم کی تکفیر لازم آتی ہے۔

سلمانوں کے کلمہ، نماز، زکوٰۃ اور روزہ میں خلاف عیسائیت کوئی بات نہیں۔ پس اگر ہم میں وسعت پیدا ہو جائے تو عیسائیت اور اسلام کے سارے اختلافات مٹ سکتے ہیں کیونکہ اسلام اور عیسائیت میں بالکل قریبی رشتہ ہے۔"

تازہ خبریں

بمبئی ۱۳ر اکتوبر۔ تھانہ لمنگٹن روڈ بمبئی میں سارجنٹ ٹیلر اور اس کی بیوی پر ایک موٹر میں سے گولیاں چلانے کا جو واقعہ ۱۰ر اکتوبر کو ہوا تھا۔ اس کے سلسلہ میں موٹر کا ڈرائیور بابت نامی گرفتار کر لیا گیا ہے اور اس نے بعض سنسنی خیز باتوں کا انکشاف کیا ہے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ اسے سلطانی گواہ بنایا جائیگا۔

سارجنٹ اس کی بیوی اور ان کے ساتھیوں پر ۲۰ گز کے فاصلہ سے ۱۵ سے لے کر ۲۰ تک گولیاں چلائی گئیں۔ جو گولیاں چلائی گئی تھیں ان کے ٹکڑوں سے معلوم ہوا کہ وہ دو آٹو میٹک پستولوں اور ریوالور سے چلائی گئی تھیں۔

لاہور ۱۳ر اکتوبر۔ اطلاع موصول ہوئی ہے کہ گذشتہ رات کو ایمپرس روڈ پر گولی چلنے کا واقعہ ہوا ہے۔ مسٹر سامنہ جو پنجاب پولیس کے سارجنٹ ہیں گذشتہ رات اپنے بنگلے کے سامنے جو کہ ایمپرس روڈ پر واقع ہے پھر رہے تھے۔ تقریباً سوا گیارہ بجے رات جبکہ وہ اپنے سونے والے کمرے کی طرف جا رہے تھے کسی نے ان پر پستول سے فائر کیا۔ نشانہ خطا گیا اور آپ بچ گئے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ حملہ آور سائیکلوں پر سوار تھے۔ اور ریوالوروں سے مسلح تھے۔ جو کہ وہاں سے بھاگ گئے۔

پشاور ۱۴ر اکتوبر۔ پشاور ضلع میں جو حکم جاری کیا گیا ہے وہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے:۔

برٹش آفیسر دو یا زیادہ کی تعداد میں مسلح ہو کر پشاور شہر میں جائیں اور وہ موٹر یا کسی اور سواری پر ہوں۔ انگریز عورتوں کو ابھی شہر جانے کی مطلقاً اجازت نہیں۔

کلکتہ ۱۳ر اکتوبر۔ مسٹر زیڈ کلف جو بنگال کے ہوائی جہاز کلب کے ممبر ہیں گذشتہ شام کو ۵ بجے ہوائی جہاز میں پرواز کر رہے تھے کہ جہاز ٹوٹ کر دم میں زمین پر آگرا۔ جس سے آپ کے ضربات آئیں۔ حالت خطرناک نہیں۔

بمبئی ۱۳ر اکتوبر۔ وائسرائے کے تازہ ترین آرڈیننس کے مطابق اضلاع احمد آباد۔ بھڑوچ۔ سورت اور کیرہ میں نواحات بمبئی میں ولی پارلی داندا۔ گھاٹکوپر۔ بھانڈوپ اور ملند میں جن کانگرس کمیٹیوں اور دیگر انجمنوں کو خلاف قانون قرار دیا گیا ہے۔ ان کی تعداد ۰۷ ہے۔ ایسی سب سے زیادہ کمیٹیاں اور انجمنیں ضلع کیرا میں ہیں۔

(بقیہ صفحہ اول)

رب کی دو اور صفات

کا ذکر کیا ہے۔ الذی علم بالقلم۔ وہ جو علم دیتا ہے قلم سے۔ یہ بھی ہستی باری کی ایک بہت بڑی دلیل ہے۔ اس دلیل کے دینے میں تعجب اس بات پر ہے کہ وہ شخص جو لکھنا پڑھنا نہیں جانتا بلکہ اس کا اس کی قوم میں رواج تک نہیں۔ سکول کالج تو اس ملک میں کیا ہوں گے۔ معمولی نوشت و خواند کا بھی وہاں کوئی تذکرہ نہیں۔ ایسا شخص کہ جو ایسے ملک میں پیدا ہوتا ہے۔ اس کی وحی میں علم قلم سے سکھانے کا ذکر ہے۔ خلق یا پیدا کرنا یہ بڑی بھاری صفت ہے۔ اور ہستی باری کو انسان کی فطرۃ میں نقش کر دینا یہ اس سے بھی زیادہ روشن دلیل ہے۔ اسی طرح یہ دلیل کہ وہ قلم سے علم سکھاتا ہے نہایت اہم امر ہے۔ قلم سے علم سکھانا اس لئے کہا کہ علم قلم کے بغیر محفوظ نہیں ہوتا۔ یہ علم کی ترقی کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔ زبانی علم انسان کی زندگی کے ساتھ ختم ہو جاتا ہے مگر قلم سے لکھا ہوا علم ایک زمانہ کے لئے محفوظ ہو جاتا ہے۔ "علم بالقلم" سے یہی مراد ہے کہ انسان جو علم کوشش سے حاصل کرتا اور اس کا ذخیرہ کرتا ہے۔ اس سے بھی خدا کی ہستی کا علم حاصل ہوتا ہے۔ زمین اور آسمان جو کچھ نظر آتا ہے چھوٹے چھوٹے ستارے جو آسمان پر موجود ہیں غرضیکہ تمام مخلوقات کا علم قلم کے ذریعے سے ملتا ہے۔ اور قدرت کی تمام طاقتوں کو مسخر کر کے انسان نے جو علم حاصل کیا ہے خواہ وہ حیوانات کا علم ہو یا دیگر مظاہر قدرت کا۔ اس کے حاصل کرنے کا قلم بہت بڑا ذریعہ ہے۔ باوجود امی ہونے کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنے علم کو قلم سے ہی محفوظ کرایا۔ اس کے بعد کی آیت علّم الانسان ما لم یعلم سے مراد وہ علم نہیں کہ جو با تعلم حاصل ہوتا ہے۔ بلکہ اس سے مراد وہ علم ہے کہ جو کوشش سے حاصل نہیں ہوتا۔ یعنی وہ علم جو انسان اپنی کوشش اور سعی سے نہیں جانتا اور نہ وحی الٰہی ہے کہ انبیاء کے ذریعہ سے انسان کو ملتا ہے۔ تو ان آیات میں

ہستی باری تعالیٰ کے متعلق چار اقسام کے دلائل

کا ذکر کیا گیا ہے۔ ایک تو مخلوق کو دیکھ کر خالق کی تلاش۔ دوسرے انسان کی اپنی فطرت کی شہادت کہ جس میں اس کی محبت کا نقش کندہ ہے۔ تیسرے تجربہ کا علم کہ جو قلم کے ذریعہ سے حاصل ہوتا ہے۔ اور چوتھے وحی الٰہی یا انبیاء کے ذریعہ سے علم کا دیا جانا۔ فطرت میں ہستی باری تعالیٰ کے متعلق جو نقش کندہ ہے وہ اگرچہ نہایت زبردست ثبوت اس ہستی کا ہے۔ مگر کبھی کبھی وہ نقش دھندلا پڑ جاتا ہے۔ اس لئے اس نقش کو تیز کرنے کے لئے انبیاء کو وحی کے ذریعہ اس کا علم دیا جاتا ہے۔ کہ جو آکر اس نقش کو روشن کرتی ہے۔ یہ چار ذرائع کہ جن سے اس کی ہستی کا علم ہوتا ہے ان کو قرآن شریف میں الگ الگ مقامات پر تشریح کر کے اور کھولا گیا ہے۔ یہاں ان چار آیات کو بھی دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ دو آیات اِقرأ و ربک الاکرم سے ادھر ہیں اور دو اس کے بعد ہیں۔ ایک الاکرم کے معنی ہیں کہ تیرا رب بزرگی اور عظمت والا ہے۔ رب کے معنی ہیں تربیت کرنے والا۔ مگر وہ جو درجہ بدرجہ پرورش کر کے کمال کو پہنچانے والا ہے۔ وربک الاکرم کے معنی یہ ہوئے کہ تیرا ربوبیت کرنے والا بزرگ اور اشرف ہے۔ جس سے بتانا یہ مقصود ہے کہ چونکہ تیرا ربوبیت کرنے والا بزرگ ہے اس لئے جس کی وہ پرورش کرے گا اس میں بھی بزرگی اور عزت پیدا ہو جائے گی۔ یہ علم کہ جس سے بزرگی اور عزت ملتی ہے خواہ وہ علم بالقلم یعنی قلم سے حاصل ہونے والا دنیوی ہو۔ یا "ما لم یعلم" یعنی وحی الٰہی سے حاصل ہونے والا اخلاقی اور روحانی علم۔ یہ دونوں ہی بزرگی اور عزت کے حصول کے ذرائع ہیں۔ خواہ وہ دنیا کا کوئی علم ہو یا دین کا ہی۔ اور خدا کا عطا کردہ۔ غرض ان پانچ آیات میں بیج کے طور پر اللہ تعالیٰ کی ہستی کے متعلق بتایا گیا ہے کہ اس کا علم کیونکر حاصل ہوتا ہے۔ یہاں پر اس اعتراض کے جواب میں کہ فطرۃ میں جو علم ہستی باری کا نقش ہے اس کا اکثر لوگوں کو علم نہیں۔ اس لئے یہ دلیل ان پر حجت نہیں ہو سکتی۔ آپ نے فرمایا اس میں کوئی شبہ نہیں کہ

وہ علم کہ جو فطرۃ میں نقش ہے

تاریکی کو پورے طور پر دُور نہیں کرتا۔ اور نہ وہ اس قدر مضبوط ہوتا ہے۔ کہ وہ شکوک اور شبہات کو دُور کر سکے۔ تاہم منکر بھی جب کبھی ان پر کوئی مصیبت پڑتی ہے۔ تو وہ اس کی طرف جھکتے ہیں۔ اور اس کے علاوہ وہ خود بھی cause [illegible] یا علت اولیٰ کو مانتے ہیں۔ بت پرست بھی بتوں کے پیچھے ایک نظر نہ آنے والی ہستی کو مانتے ہیں۔ غرض یہ آیات کہ جن میں ہستی باری کے ذرائع علم کا بیان ہے ترتیب کے لحاظ سے اس کے اندر سمو والا ترقی کرنے [illegible]

کا مشاہدہ ہمیں صرف اس نتیجہ پر پہنچاتا ہے۔ کہ اس مخلوق کا کوئی پیدا کرنے والا ہونا چاہیئے۔ اس کے بعد فطرۃ کا نقش بھی اسی طرف کشش کرتا ہے۔ انسانی روح کی اس طرف طبعی کشش کا ذکر بعد کی آیت میں یوں بیان کیا گیا ہے۔ کلا ان الانسان لیطغیٰ ○ ان راٰہ استغنیٰ ○ ان الیٰ ربک الرجعیٰ انسان اگرچہ سرکشی کرتا ہے۔ جب اپنے آپ کو وہ بے پروا سمجھتا ہے۔ مگر بالآخر تیرے رب ہی کی طرف سے لوٹتا ہے۔ وہ کشش جو اس کی فطرۃ میں موجود ہے اس کی وجہ سے انسان غافل ہو کر بھی بالآخر اللہ تعالیٰ کی طرف کھنچتا ہے۔ یہ دوسرے درجہ کی دلیل ہے۔ اسی طرح علم کی شہادت سے انسان کی نظر وسیع ہوتی ہے۔ اور جوں جوں وہ تجربہ کے علم کا مطالعہ کرتا ہے اسے معلوم ہوتا ہے کہ اس وسیع کائنات میں جتنی بھی بے شمار اور مختلف اشیاء نظر آ رہی ہیں وہ ساری کی ساری ایک قاعدہ اور ترتیب پر ہیں۔ ایک ہی قانون ان سب پر حاوی ہے۔ کہیں بے ترتیبی اور خلل نظر نہیں آتا۔ تو وحدت قانون کی بنا پر ہستی باری پر اور تسلی ہوتی ہے۔ مگر ان سب سے بڑھ کر اس ذات کا حقیقی علم اور اس کی صفات کا

صحیح پتہ وحی الٰہی سے ہی ملتا ہے

اور اس سے انسان کے اندر یقین پیدا ہوتا ہے کہ وہ ہستی فی الواقعہ موجود ہے۔ اس کے سوا اور کوئی ذریعہ یقینی طور پر اس کا علم عطا نہیں کرتا۔ یہاں یہ بھی اعتراض ہو سکتا ہے اور لوگوں نے کیا بھی ہے کہ خدا کو ماننے کا یا اس کی ہستی پر ایمان لانے کا فائدہ کیا ہے۔ اور اگر ہم اس کو نہ مانیں تو ہرج کیا ہے۔ اور اگر مان لیں تو فائدہ کیا؟ اس کی ہستی کو ماننے کا فائدہ اور اس کے نہ ماننے کا ہرج بھی وحی الٰہی خود ہی بتاتی ہے۔ فی الحقیقت کسی چیز کا محض مان لینا کوئی ایسی فائدہ کی چیز نہیں البتہ اس کی صفات کو اگر انسان اپنا آئیڈیل بنا لے تو خدا کی ہستی پر ایمان ایک فائدہ کی چیز ہے۔ اس کی صفات سے فائدہ اٹھائے۔ اور ان کو اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کرے۔ اور وہی اخلاق پیدا کرے۔ اب خلاصہ کے طور پر اس مضمون کو سن لو۔ کہ سب سے پہلی دلیل ہستی باری کی خلق اور مخلوق پر نظر کرنے سے پیدا ہوتی ہے۔ دوسری شہادت اس کی اپنی فطرۃ کی شہادت ہے۔ اور تیسری یہ کہ علم سے بھی اس کے نشانات ملتے ہیں۔ مگر ان سب پر ایک اور بہت بڑا ذریعہ وحی کشف اور رویا کا ہے۔ کہ جس کے ذریعے سے علم حاصل ہوتا ہے کہ جو فی الحقیقت ایک اور عالم کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔ مخلوق پر غور کرنے سے صرف چند ایک صفات کا انسان کو علم ہو سکتا ہے۔ باقی کا نہیں۔ مثلاً مخلوق پر غور کر کے اس کے مدبر علیم اور طاقتور ہونے کا علم ہو سکتا ہے۔ اس ہستی کو ماننے کی جو غرض ہے وہ تو پوری نہیں ہوتی۔ کیونکہ وہ غرض تو دل پر اثر پیدا کرتا ہے۔ اور وہ اس طرح پوری ہو سکتی ہے کہ انسان اس کی صفات پر کامل غور اور توجہ کر کے اپنے اندر صفات حسنہ پیدا کرے۔ اور اپنے آپ کو نقص اور عیب سے بچالے۔ اور مذہب کے آنے کی یہی غرض ہے اور اس کی وحی نے واضح طور پر تعلیم دی ہے۔ بغیر اس وحی کے بغیر آپ اس کو معلوم نہیں کر سکتے۔ البتہ اس کی تائید ضرور ہوتی ہے۔

اس مضمون کے متعلق اور آیات قرآن شریف بھی آپ نوٹ کر لیں۔

قرآن شریف کا کمال

یہ ہے کہ کس ترتیب کے ساتھ ہر ایک مضمون کو شرح و بسط کے ساتھ بیان کرتا ہے۔ یہ ترتیب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تو وہم میں بھی نہ ہوگی۔ کہ اس طرح پر درجہ بدرجہ ایک مضمون ترتیب دیا جائے۔ یہاں پہلی وحی میں تو تمام اصولوں کو مختلف الفاظ میں جمع کر دیا ہے۔ اب آگے چل کر اس کی تفصیل کرتا ہے۔ مثلاً سورہ سبح اسم ربک الاعلیٰ الذی خلق فسوّیٰ والذی قدّر فھدیٰ۔ تسبیح بیان کر اپنے اعلیٰ رب کی جس نے پیدا کیا۔ پھر اس کا تسویہ کیا۔ جس نے ہر چیز کی ایک حدبندی کی اور پھر اس کو ترقی کی راہ پر لگا دیا۔ یہاں خلق کے ساتھ تین اور چیزوں کا ذکر ہے۔ پیدا ہوتے وقت ہر چیز کمزور ہوتی ہے اس لئے یہاں خلق کے بعد فسوّیٰ فرمایا۔ یعنی ترقی کرتے کرتے کمال کو حاصل کرتی ہے۔ اس کے بعد فرمایا الذی قدّر اس نے ہر شے کی ایک حدبست اور اندازہ مقرر کر دیا۔ ہر چیز کی ایک تقدیر بنا دی ہے۔ مگر یہ مولویوں والی تقدیر نہیں۔ اس قسم کی تقدیر کا کوئی ذکر قرآن شریف میں نہیں۔ غرض جو چیز پیدا ہوئی ہے۔ آگ، ہوا، پانی۔ آسمان، زمین اور حیوانات ہر ایک کی ایک حدبندی کی وہ اس سے باہر نہیں جا سکتی۔ انسان کے بچہ کو خواہ کتنی بھی غذائیں کیوں نہ دو وہ ہاتھی کا بچہ نہیں بن سکتا۔ دو درخت مختلف قسم کے قریب قریب لگا دیجئے۔ ہر ایک اپنی تقدیر کے مطابق پیدا ہوگا اور [illegible] سے آگے نہیں جا سکتا [illegible]

مقصود پر پہنچا دینا۔ وہ اللہ صرف پیدا ہی نہیں کرتا۔ بلکہ اس کے اندر ترقی کی استعداد اور قابلیت رکھتا ہے۔ پھر منزل مقصود پر پہنچانے کا سامان بھی خود ہی عطا کرتا ہے۔ دوسری جگہ ایک اور آیت ہے۔ انہ ھو یبدئُ و یعید۔ ابتدا بھی وہی کرتا ہے۔ اور پھر لوٹاتا بھی ہے۔ ابتدا اور ہے اور اعادہ کا قانون اور ہے۔ اس کے علاوہ ایک سورۃ الملک کی آیت ہے الذی خلق سبع سمٰوٰت طباقا ما تریٰ فی خلق الرحمٰن من تفٰوت ○ فارجع البصر ھل تریٰ من فطور الخ۔ جس نے سبع سمٰوات کو یکساں بنایا ہے۔ رحمٰن کی خلق میں تم تفاوت نہ پاؤ گے۔ ہر چیز کو غور سے دیکھو۔ تو کیا تمہیں اس خلق میں کوئی فتور نظر آتا ہے۔ تفاوت سے نقص مراد ہے۔ کیا اس وسیع مخلوقات میں کہیں کوئی خلل نظر آتا ہے اور فتور یہ ہے کہ ایک وقت کام کرے۔ اور دوسرے وقت نہ کرے۔ اس طرح ایک دو آیات سورہ طور کی ہیں اَم خلقوا من غیر شیءٍ الخ قابل غور ہیں اور ایک آیت سورہ ذاریات۔ والسماء بنینٰھا بایدٍ و انا لموسعون ہے۔

شذرات

(از شیخ محمد انعام الحق)

کسی گذشتہ اشاعت میں ہم نے جناب ایڈیٹر صاحب "الفضل" بالقابہ کے کمالات مدیری کا ذکر کرتے ہوئے لکھا تھا کہ کسی کو گالیاں دینی ہوں یا اپنے "امام عالی مقام" کی تعریف کرنی ہو۔ یا قادیانی جلسوں اور مناظروں کی فرضی رپورٹیں شائع کرنی ہوں تو موصوف بڑی بھلی طرح کام چلا لیتے ہیں۔ لیکن کسی سنجیدہ موضوع پر کچھ لکھنا ان کے بس کا روگ نہیں ہے جب کبھی آپ اس قسم کی جرأت کرتے ہیں عجیب عجیب گل کھلاتے ہیں مثال کے طور پر ہم نے "الفضل" ۱۸ نومبر صفحہ ۳ کالم اوّل کا حوالہ دیا تھا۔ اس کے علاوہ یہ بھی عرض کیا تھا۔ کہ موصوف عموماً لاجواب اور زچ ہو کر دشنام طرازی شروع فرما دیا کرتے ہیں۔ شریفوں کی طرح اپنی غلطی کا اعتراف کر لینا یا کم از کم خاموش رہنا ان کی عادت نہیں ہے۔

یہ کھری کھری باتیں سن کر آپ کو خوب تاؤ آیا۔ اور اسی حالت میں دم کٹی چھپکلی کی طرح پیچ و تاب کھاتے ہوئے ۴ر دسمبر کی اشاعت میں "پیغام صلح کا وقار اخلاق" کے عنوان سے ایک طویل شذرہ لکھ مارا جو قادیانی تہذیب و شرافت اور موصوف کے کمالات مدیری کا نمونہ اور ہمارے قول کی عملاً تائید ہے۔

سب سے اوّل تو مدیر موصوف خاکسار راقم الحروف پر برسے ہیں۔ بیسیوں طعنے اور گالیاں دینے کے بعد ارشاد ہوتا ہے۔

"وہ (یعنی خاکسار راقم الحروف) اپنے دعوے کے ثبوت میں چند الفاظ نقل کرنا (پیغام صلح کے) وقار اخلاق کے خلاف قرار دیتا ہے۔ اور چاہتا ہے کہ جو کچھ وہ کہ رہا ہے اسے بلا ثبوت ہی مان لیا جائے۔"

جو احباب مدیر "الفضل" بالقابہ کی دماغی کیفیت کے متعلق ضرورت سے حسن ظن رکھتے ہیں۔ اب ان کا کیا ارشاد ہے؟ ہم نے "الفضل" کی تحریر کا حوالہ دیا۔ اور ناظرین سے استدعا کی وہ پرچہ خود دیکھ لیں۔ تاکہ کسی شک و شبہ کی مطلق گنجائش نہ رہے۔ لیکن مدیر موصوف کچھ اور ہی فرما رہے ہیں۔ ان کی خدمت عالی میں گذارش ہے کہ حوالہ عرض کیا جا چکا ہے۔ اصل الفاظ متانت اور مذاق سلیم سے بہت گرے ہوئے ہیں اس لئے نقل نہیں کئے۔ بلا ثبوت کسی بات کو منوانا مدیر "الفضل" بالقابہ یا ان کے پیر کا شیوہ ہے۔ جنہوں نے صاف طور پر کہ رکھا ہے جو مجھ پر سچے اعتراض بھی کرے گا تباہ ہو جائے گا۔

"الفضل" خاکسار کو ناگفتہ بہ حالات کی بار بار دھمکی دیتا ہے۔ ہم اس سے پہلے بھی درخواست کر چکے ہیں اور اب پھر کرتے ہیں۔ کہ اسے جو کچھ معلوم ہے۔ بڑے شوق سے شائع کرے۔ ابھی تک مباہلہ کے فائل لوگوں کے پاس موجود ہیں۔ پھر حیرت ہے کہ ہمارے معاصر کو گفتنی اور ناگفتنی میں امتیاز کیوں ہے؟

اصولی بحث میں بلا ضرورت ذاتیات کا ذکر قابل افسوس حرکت ہے۔ لیکن مدیر "الفضل" بالقابہ دشنام طرازی ہرزہ سرائی، مبالغہ آمیزی اور فحش نویسی کی طرح اس کے بھی عادی ہو چکے ہیں۔ ہم نے ان کی ایک طبع شدہ نامناسب تحریر پر اعتراض کیا۔ اور انہوں نے اس کے جواب میں گفتہ بہ و ناگفتہ بہ کا قصہ شروع کر رکھا ہے۔ ہم مدیر موصوف سے ہی سوال کرتے ہیں کہ فرض کیجئے ایک اخبار اپنے کسی معاصر کی تحریر یا طرز عمل پر شریفانہ طریق پر اعتراض کرے اور وہ مدلل و معقول جواب دینے کی بجائے معترض کے ناگفتہ بہ حالات لکھے۔ اس کے اور منیجر اخبار کے پر اسرار جھگڑے کا ذکر کرے اڑا اپنے اخبار کے کالموں میں اس جھگڑے کے ہیرو کو لے کر معترض کے گھر کی چاردیواری کے اندر پہنچ جائے اور وہاں عجیب غریب باتوں کا انکشاف کرے تو مدیر موصوف کا اس کے متعلق کیا ارشاد ہوگا؟ ذرا گریبان میں منہ ڈال کر ایمانداری سے جواب دیجئے۔

ہم نے ایڈیٹر "الفضل" کے کمالات مدیری کی مثال پیش کرتے ہوئے لکھا تھا۔ "ہم تسلیم کرتے ہیں کہ مذکورہ بالا سطور مدیر "الفضل" بالقابہ بد حواسی کی حالت میں لکھے گئے ہیں۔ اس شذرہ کو پڑھنے کے بعد ہی جب وہ اپنے کارنامہ کو ملاحظہ فرمائیں گے تو انہیں ذرا مشکل ہی سے پتہ چلے گا" ہمارا یہ خیال حرف حرف صحیح نکلا۔ چنانچہ آپ اپنے شذرہ کے آخر پر ارشاد فرماتے ہیں

"ہم نہایت ممنون ہوں گے اگر بذریعہ خط وہ الفاظ اور ان پر جو اعتراض انہیں (یعنی خاکسار کو) سوجھے ہیں ان سے مطلع فرمائیں گے۔"

حضرت! بذریعہ خط کیوں؟ بذریعہ اخبار ہی گذارش ہے۔ کہ ویسے تو ہمیشہ کی طرح ۱۸ نومبر کا پورا مقالہ افتتاحیہ نوراً علی نور ہے لیکن اس کے کالم اوّل کی ۱۹ ویں تا ۲۳ ویں سطور سب سے زیادہ قابل اعتراض ہیں۔ ان میں بہت سے ذم کے پہلو ہیں۔ غور سے پڑھئے۔ اگر پھر بھی کچھ سمجھ میں نہ آئے تو کسی پڑھے لکھے سمجھ دار سنجیدہ مزاج آدمی سے پوچھ لیجئے۔ مگر خیال رہے ایسا آدمی آپ کو جماعت قادیان سے باہر ہی ملیگا۔ علاوہ ازیں یہ بھی گذارش ہے۔ آپ کسی اور ہی کام کے لئے موزوں ہیں۔ اس لئے اسی میں مصروف رہئے۔ سیاسیات یا دوسرے موضوعات پر کچھ لکھنے کی کوشش نہ فرمایا کریں۔

شریفوں کی طرح بات کا جواب دینے کی بجائے "الفضل" نے اپنے اس شذرہ میں بھی بہتان طرازی کی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:-

"وہ اخبار جس کے ادارۂ تحریر کا وقار اخلاق اس قدر بڑھا ہوا ہو کہ بی سردی کی یاد اور شانتی سے شانتی حاصل ہونے کا ذکر اپنے لئے نہایت مرغوب سمجھے۔ اور ایسے ایسے فصیح و بلیغ محاورات ایجاد کرے جن میں ایک بیٹی کا اپنے باپ کے ساتھ جا سونا بھی ہو۔ اس میں "الفضل" کے چند الفاظ کیونکر درج ہو سکتے ہیں۔"

جو احباب "پیغام صلح" کو بغور اور باقاعدہ مطالعہ کرتے ہیں۔ وہ "الفضل" کے مندرجہ بالا الفاظ پڑھتے ہی لکھنے والے کی شرمناک غلط بیانی پر لعنت بھیجیں گے۔ البتہ دوسرے ناظرین کو حقیقت حال سے آگاہ کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ قبلہ مولانا عصمت اللہ صاحب چندر کے نگولے کے مناظرہ میں قادیانیوں کو شکست فاش دینے کے بعد جب لاہور پہنچے تو ایک دو روز بوجہ ناسازی طبع مکان سے باہر کم آئے۔ چونکہ مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی کی ان سے بے تکلفی ہے۔ اس لئے انہوں نے مزاحاً لکھ دیا کہ مولانا عصمت اللہ صاحب بی سردی کی یاد میں کمبل اوڑھے سہمے بیٹھے ہیں۔ "شانتی سے شانتی حاصل ہو" اخبار میں کبھی نہیں لکھا گیا۔ یہ "الفضل" کی بہتان طرازی ہے۔

واقف کار احباب یہ کہنے میں یقیناً ہمارے ساتھ متفق ہوں گے کہ "بیٹی کا اپنے باپ کے ساتھ جا سونا" کا حوالہ جس طریق پر "الفضل" نے دیا ہے۔ وہ صحافتی بے ایمانی اور خبث باطن کی ذلیل ترین مثال ہے۔ ۲۳ یا ۲۴ اکتوبر ۱۹۳۰ء کا ذکر ہے کہ مولانا عبدالحق صاحب دفتر پیغام صلح میں بیٹھے کام کر رہے تھے کہ ان کو اطلاع ملی کہ شاہ محمد خان صاحب مرحوم کی شیر خوار لڑکی قمر النساء کا جو مولانا موصوف کی کم نصیب نوجوان بیوہ صاحبزادی کی اکلوتی بچی تھی انتقال ہو گیا ہے۔ خط میں لکھا تھا کہ قمر النساء گیارہ ماہ بعد اپنے باپ کا نام لیتی ہوئی ان کی گود میں جا سوئی۔ ایک شخص کی نوجوان بیوہ لڑکی کی گود خالی ہو جاتی ہے۔ خیال کیجئے اس کو یہ خبر سن کر کس قدر رنج ہوا ہوگا۔ مولانا نے خط کے اصل الفاظ ہی اخبار احمدیہ میں بطور اطلاع درج کر دیئے جو ۲۷ اکتوبر کے پرچہ میں شائع ہوئے ہیں۔ اصل حقیقت اور "الفضل" کے الفاظ کا مقابلہ کیجئے اور سوچئے کہ خلیفہ قادیان کا سرکاری گزٹ صداقت اور شرافت سے کس قدر دور جا چکا ہے۔ اگر ایک شیر خوار یتیم لڑکی کی موت پر لکھ دیا جائے کہ وہ اپنے مرحوم باپ کی گود میں جا سوئی تو اس میں کیا ہرج کیا قباحت ہے؟ ہر شخص اور جماعت کی الگ الگ ذہنیت ہوتی ہے۔

جن لوگوں کے اعمال کی ایک بہت ہی ہلکی سی جھلک "مباہلہ" کے اوراق [illegible]

جب ہم اس اعتراض کے ساتھ معترض کے حالات و ماحول پر نظر کرتے ہیں تو وہ ہمیں یہ ذہنیت رکھنے پر مجبور نظر آتا ہے۔

مناظرہ چندر کے نگولے میں قادیانیوں نے منہ کی کھائی۔ قادیانی مناظر کی قبلہ مولانا عصمت اللہ صاحب کے سامنے ایک نہ چل سکی۔ حق و صداقت کے مقابلہ میں محمودی باطل کو ذلیل و رسوا ہونا پڑا۔ اس مناظرہ کی کیفیت ناظرین کرام کسی گذشتہ اشاعت میں ملاحظہ فرما چکے ہوں گے۔ اس کے ساتھ ہی غیر از جماعت اصحاب کی آراء بھی ان کی نظر سے گذری ہوں گی۔ مناظرہ میں شکست کھانے کے بعد چند روز تک قادیانی زبانی ہرزہ سرائی اور دشنام طرازی میں مصروف رہے۔ اس کے بعد ۲۵ر نومبر کے الفضل میں ایک قادیانی کی مراسلت شائع ہوئی جس میں لکھا کہ محمودیوں کو عظیم الشان فتح ہوئی۔ اگر فتح اسی چیز کا نام ہے جو قادیانیوں کو چندر کے نگولے کے مناظرہ میں حاصل ہوئی۔ تو خدا کرے ایسی فتح ان کو روز روز ہر ایک کام میں نصیب ہو۔ ۲۵ر نومبر کی اشاعت کے بعد ۲۷ر نومبر کے پرچہ میں پھر ایک قادیانی کا مضمون شائع ہوا جس میں خوب جی بھر کے دشنام طرازی کی گئی ہے۔ سچ ہے۔ اگر قادیانی باوجود شکست کھانے اور ذلیل و رسوا ہونے کے اپنی فتح کا دعویٰ نہ کریں تو شتر مرغ کی خصوصیت کا اظہار کس طرح ہو؟

کسی مناظرے کے نتیجہ کا فیصلہ فریقین کی بجائے کوئی غیر جانبدار شخص یا جماعت ہی کر سکتی ہے۔ چنانچہ ہم نے بہت سے غیر از جماعت اصحاب کی آراء شائع کیں اور اس کے ساتھ ہی ایک معزز قادیانی کا مختصر خط بھی درج کر دیا۔ اس کے مقابل قادیانی مناظر اپنی جماعت کے افراد کی مراسلیں جو غالباً وہ خود ہی لکھ کر دے آئے ہوں گے۔ شائع کر رہے ہیں۔ کسی غیر جانبدار شخص یا فریق کی تحریر شائع کرنے کی انہیں اب تک جرأت نہیں ہوئی۔ اس کے علاوہ جن غیر از جماعت اصحاب نے از روئے انصاف قادیانیوں کی شکست کا فیصلہ دیا ہے ان کو بھی برا بھلا کہا جا رہا ہے۔ ان کی تحریروں کو ہماری منت سماجت کا نتیجہ بتایا جا رہا ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ اتنے مسلمانوں میں سے قادیانیوں کو ایک حق گو بھی نہ ملا جو سچی بات کہ دیتا؟

"الفضل" قادیانی جماعت کو مسلمانوں کا ہمدرد ظاہر کر کے ہم کو مار آستین کہا کرتا ہے۔ اور اس کے ساتھ یہ بھی بتایا کرتا ہے۔ کہ ہز ہولی نس میاں صاحب کو مسلمانوں کے ہر ایک طبقہ میں رسوخ و شہرت حاصل ہے۔ اور تمام مسلمان رہنما ان کے مشورہ پر عمل کرتے ہیں۔ حیرت ہے باوجود قادیانیوں کی اس ہمدردی اور رسوخ کے مسلمانوں نے ان کے حق میں سچی بات نہ کہی۔ اور "پیغامیوں" کو تحریریں دیدیں۔ اس کا مطلب یہ ہے مسلمان دروغ گو اور احسان فراموش ہیں۔ یا قادیانیوں کو فی الحقیقت ذلیل ترین شکست نصیب ہوئی ہے۔ ہم قادیانی مناظر اور "الفضل" کو یقین دلاتے ہیں کہ موخر الذکر بات ہی درست ہے۔ اگر اب بھی ان کو اپنے ناکام رہنے اور ذلیل و رسوا ہونے میں شک ہے تو آئندہ کسی مناظرہ میں کسر نکال دی جائے گی۔ یار زندہ صحبت باقی۔

ضروری التماس

جناب مولوی عصمت اللہ صاحب مبلغ اور شیخ غلام محمد صاحب محصل انجمن ۹ر دسمبر ۱۹۳۰ء کو لاہور سے انبالہ چھاؤنی، سہارن پور، دہلی، کرنال، سکندرآباد کے دورہ کے لئے نکل رہے ہیں۔ ۲۴ر دسمبر تک وہ اپنا دورہ ختم کریں گے۔ سب احباب اپنی اپنی جگہ ان کی پوری امداد فرمائیں۔

سیکرٹری

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام

لاہور

کھُلی چٹھی

بنام پنڈت دہرم بھکشو مصنف کلام الرحمٰن ویدیسی با قرآن (ضبط شدہ)

جناب ایڈیٹر صاحب السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

پچھلے دنوں پنڈت دہرم بھکشو صاحب یہاں آئے تھے۔ جیسا کہ ان کی عادت ہے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے خلاف اور مسلمانوں کی نماز پر بہت سی پھبتیاں اڑائیں۔ اس پر یہ کھلی چٹھی ایک ہندو دوست نے لکھی ہے ملاحظہ کے لئے ارسال خدمت ہے۔ (محمد عبد اللطیف چار مینار حیدرآباد دکن)

پیارے بھائی پنڈت دہرم بھکشو جی!

آریہ سماج کے سالانہ جلسہ کی تقریب پر جناب کی جملہ تقاریر اور مناظرے سننے کا مجھے اتفاق ہوا ہے۔ بحیثیت ایک انسان ہونے کے اور ساتھ ہی حق کا متلاشی اور امن و شانتی کا جویا۔ مجھے یہ دیکھ کر از حد افسوس ہوا کہ آپ جیسا انسان جو لاکھوں نہیں کروڑوں بلکہ اربوں اشخاص کو ویدک دہرم کی فضیلتوں، خوبیوں اور شانتی وایک اصولوں اور پرامن تعلیم کی طرف بلاتا ہو۔ خود اپنے اندر تا حال (باوجود اتنی کوشش اور محنت اور علم کے) شانتی، میانہ روی، بردباری، محبت اور دوسرے کے جذبات و خیالات کی عزت و احترام کرنے کے صلاح کن اور زریں اصولوں کو جگہ نہ دے سکا۔ مذہب اور اس کی شریعت کا کام اور مقصد دنیا داروں کو امن شانتی اور خدا کی بندگی اور اطاعت سکھلانا ہوا کرتا ہے۔ ہر مذہب کی سچائی، اس کی تعلیم کی گہرائی اور ہر دلعزیزی اور ہمہ گیری کی شان اس کے وکیلوں کے اقوال و افعال اور طرز کلام اور طرز بیان اور اس مذہب کے پیرووں کے طرز عمل سے مترشح ہوا کرتی ہے۔

آپ کی منطق۔ آپ کی فصاحت اور آپ کی تجسس اور کھوج کا میں مداح ہوں۔ آپ کی محنت اور راہ حق کی تلاش میں آپ کا انہماک ہر غیر جانبدار انسان کے دل میں آپ کے لئے عزت کا جذبہ پیدا کرتا ہے۔ مگر افسوس ہے تو اس بات کا کہ آپ نے مذاہب کے سرسری علم کے حصول کے بعد ہی آپ نے اپنے آپ کو دنیا میں پرچار کرنے کے قابل تسلیم کر لینے میں دھوکہ کھایا ہے۔ اگر چندے اس تعلیم کو اپنے اندر سرایت کرنے کا موقع دیا ہوتا تو آج آپ کی زہر آلودہ، تعصب کے رنگ میں رنگی ہوئی گوہر افشانیاں ہمارے ملک کی پرامن فضا کو اس درجہ مکدر نہ کر دیتیں۔

آپ کے جملہ لیکچر ایک خاص مطلب اور نکتہ نگاہ کو لئے ہوئے ہوا کرتے ہیں۔ اور کہ سچائی حقیقت اور راستی کو ان سے بہت دور کا لگاؤ بھی نہیں ہوا کرتا۔ مثال کے طور پر ان سینکڑوں دلیلوں اور تمثیلوں میں سے ایک کو لیتا ہوں۔ آپ نے اپنے مطلب کو سدھ کرنے کے لئے اور ہندوؤں کے دلوں میں ایک ہنگامی جوش پیدا کرنے کے لئے مہاتما گاندھی کو ہندو کہہ کر یہ غلط نظریہ لوگوں کے آگے رکھا کہ صرف ہندو دہرم ہی ایک دہرم ہے کہ جس میں ہر زمانے میں پھل لانے کی قدرت اور طاقت ہے۔ پیارے بھائی کیسی گمراہ کن کس قدر لغو اور کس قدر بودی بات آپ نے لوگوں کے آگے رکھی ہے۔ گاندھی جی اول تو سرے سے ہندو آپ ہی نہیں، اور پھر جس دہرم (ویدک دہرم) سے آپ کی مراد تھی اس سے کوسوں دور۔ ان کا اصلی مذہب جینی، دوسرے وہ آجکل کی دنیا کی عام اصطلاح میں "لامذہب" اور تیسرے اگر وسیع نظر سے دیکھا جائے تو آئندہ آنے والے سیاسی مذہب کے بانی۔

ایسے ہی سکھوں کے گرو صاحبان کی طرف اشارہ کر کے لوگوں سے پھبتیاں کہیں۔ حالانکہ حق یہ ہے کہ آپ اور آپ کے سماج اور اس کے بانی کی نظر میں سکھوں کا فرقہ ایک جاہلوں اور ذمیوں کا فرقہ ہے اور اسی مذہب کے ایک مقدس گرو صاحب کی عزت پر شرمناک حملہ کر کے چند سال ہوئے آپ کے ایک بھائی نے یہ ثابت کر دیا تھا کہ آپ کے سماج کی نظر میں سکھوں کے مذہب کی اور اس کے گرو صاحبان کی کیا قدر و منزلت ہے (اشارہ بٹالہ کیس گرو ارجن صاحب کے قتل کی طرف ہے) کس کس بات کا اشارہ کراؤں۔ آپ کی چالیں یا گرما گرم تقاریر اگر ایک قلیل عرصہ کے لئے لوگوں کو گمراہ کر بھی دیں، تب بھی حقیقت اور صداقت انکشاف ہوتے پر اس کا اثر ہی الٹا ہوگا۔

غضب خدا کا سری کرشن مہاراج اور سری رام چندر مہاراج کا نام لیتے وقت آپ کو لفظ سری استعمال کرنے کا خیال نہ رہے اور سوامی دیانند کے نام کے ساتھ سری ۱۰۸ اور ان تمام خود ساختہ جدید القاب کے جوڑ دیا جائے۔ رام اور کرشن کی جو تھوڑی بہت قدر ہو رہی ہے۔ اس کی ذمہ دار سنگھٹن کی تحریک ہے۔ ورنہ آریہ سماج کے آج سے چند سال پیشتر کے اخبارات رسالے اور پمفلٹ دیکھنے سے پتہ چل سکتا ہے کہ آریہ سماج کے ہاتھوں سے وہ متبرک اور برگزیدہ ہستیاں کن کن گندہ چھریوں سے زخمی کی جاتی رہی ہیں۔ اور اگر تقاریر کے الفاظ کو گرفت سے پکڑنے کا کوئی آلہ دریافت ہو سکے تو پھر شانتی سبھاؤں اور رام اور کرشن کی عزت کرنے والے لوگوں کے آگے آریہ سماج کا سب پول کھل جائے۔

میں اس بات کے اعتراف سے بھی گریز نہیں کرتا کہ آپ لوگوں کو بہت اچھا ابھار سکتے ہیں۔ اور کہ ہندو بھائیوں کے نوجوان طبقہ سے خراج تحسین بھی آپ نے بڑی بھاری تعداد میں وصول کیا ہے۔ مگر کیا ہی اچھا ہوتا۔ اگر کوئی دیرپا تعلیم اور شانتی وایک پیغام اور ان کے اچار اور چال چلن سدھارنے کا مصالحہ آپ ان کے حوالے کر جاتے کہ جس سے وہ مستفید ہو سکتے۔ مگر افسوس، اس کے برعکس آپ ان کے دلوں میں نفرت۔ عناد اور خصومت کا بیج بو چکے ہیں۔

آریہ سماج کی اسلام سے دھینگا مشتی اور کشمکش ملک کے لئے ایک لعنت عظیم ثابت ہو چکی ہے۔ اور ہو رہی ہے۔ خیالات کا تبادلہ اپنے مذہب کی اشاعت سے تبلیغ جائز اور برحق ہونی چاہئے۔ مگر گذشتہ سالوں کا تجربہ کیا بتلا رہا ہے؟ جاننے والے جانتے اور دیکھنے والے دیکھ رہے ہیں۔ کہ ملک کی غلامی کی بیڑیاں آگے سے قوی اور قوی تر ہوتی چلی جا رہی ہیں۔ اور عنقریب مستقبل میں ان کے ہلکے ہونے اور ٹوٹ جانے کی کوئی امید نظر نہیں آتی۔ آپ کا دوران مباحثہ میں یہ ڈینگ مارنا کہ میں کھادی پہنتا ہوں اور نیشنلسٹ ہوں، بالکل ہرزہ سرائی کا مترادف ہو جاتا ہے جبکہ آپ کے اقوال اور افعال سے ملک کی گردن کا پھندا دن بدن سخت سے سخت تر ہوتا چلا جا رہا ہے۔

آپ کا مسلمانوں کی کتاب کو جھوٹا کہنا اس امر کی بین دلیل ہے کہ آپ کا مذہب عالمگیر نہیں ہو سکتا۔ دوسری طرف اسلام کی صداقت رواداری اور وسعت کو دیکھئے کہ وید مقدس کو سچا اور خدا کی طرف سے مانتا ہے۔ آپ کے تمام رشیوں۔ منیوں اور اوتاروں کو سچا مانتا اور ان کو قابل عزت لائق احترام تسلیم کرتا ہے۔ مسلمان بھائی جب سری کرشن اور سری رام مہاراج کا اسم مبارک زبان پر لاتے ہیں تو اپنے عقیدے اور عقیدت کے طور اور اظہار پر "علیہ السلام" سے ان کو یاد کرتے ہیں۔ برعکس اس کے آپ کی تنگ نظری ملاحظہ ہو کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک نام کے ساتھ آپ لوگوں نے اپنے مذہب اور سنسکرت زبان کی روایات اور رواج اور قاعدے کے بموجب تا حال کچھ ایزاد نہیں کیا۔ تو کیا وہ مذہب جو خدا کو ایک اس کے سب پیغمبروں، رسولوں اور برگزیدہ انسانوں کو سچا اور منجانب اللہ سمجھتا ہے۔ دنیا میں عالمگیر ہونے کی صلاحیت رکھتا ہے یا کہ وہ تنگ نظر کوتاہ اندیش اور متعصب مذہب جو خود اپنے مذہب اور ملک کے اوتاروں اور پیغمبروں کو جھوٹا سمجھتا ہو؟

اگر آپ اس علاقہ کے ان لوگوں کو کہ جن کو آپ لوگ خوش اعتقادی سے "ہندو" کہتے ہیں اور جو جہاں تک مذہبی عقیدے اور روحانیت کا تعلق ہے ایک عجیب طرفہ معجون یا بالفاظ دیگر "چوں چوں کا مربہ" مذہب رکھتے ہیں۔ ویدک دہرم کا پیغام صرف وید مقدس اور ستیارتھ پرکاش کی تعلیم کے ذریعہ پہنچانے کی سعی اور عزم بالجزم کرتے تو آپ کی کوشش قابل قدر اور باعث صد آفرین گردانی جاتی۔ مگر افسوس کہ آپ نے ویدک دہرم کی تعلیمات کے ہتھیار کو اس جگہ ناقابل عمل اور ناکافی طور پر بے تیز پا کر ہندو سنگھٹن کے اوچھے اور اپنے اندر سیاسی جذبات اور اغراض کو لئے ہوئے زہریلے ہتھیار کو استعمال کیا۔

مسلمانوں کو بندر، چیل، سانپ اور کوتے سے تشبیہ دیتے ہوئے آپ لوگوں نے اس صداقت کو مجرمانہ طور سے فراموش کر دیا۔ کہ ہندو و مسلمان دونوں کو اس جگہ مل جل کر رہنا ہے۔ ہندوؤں کو یہ کہہ کر لعنت کرنا کہ وہ ترکی ٹوپی کیوں پہنتے ہیں اور اس پر ان کا نعرہ تحسین بلند کرنا اس امر کی کھلی ہوئی شہادت ہے کہ آپ ان کے دلوں میں مسلمانوں کے متعلق تعصب اور عناد کے جذبات ابھارنے میں بہت حد تک کامیاب ہو گئے ہیں۔

اگر آریہ سماج کا دعویٰ ان کے عقیدہ اور دہرم کا صحیح عکس ہے۔ اگر درحقیقت وہ ملک میں امن اور شانتی کا راجیہ قائم کرنا چاہتے ہیں تو میں پوچھتا ہوں کہ کیا آپ کا موجودہ رویہ درست ہے؟ آپ کا منظور نظر اور چہیتا ویدک دہرم جب مطابق تاریخ کے کئی بار دنیا میں ناکام رہ چکا ہے تو پھر از سر نو اس کی تجدید کرنے اور ملک کو پھر سے اس نفسا نفسی بے اتفاقی باہمی عناد پرخاش اور خصومت اور بت پرستی وغیرہ کی بدترین صفات کے چکر میں سے گذارنے کی کیوں کوشش کی جا رہی ہے۔ صدیوں کے آزمودہ کو پھر سے آزمانے کی حماقت کا ارتکاب کیا معنے رکھتا ہے؟ کیا اب لازم نہیں آتا کہ دنیا کی فلاح اور بہبودی اور بنی نوع انسان کی بھلائی اور برتری اور ہمارے اطمینان قلب شانتی اور روحانی راحت و آرام کو مد نظر رکھتے ہوئے کسی دوسری شریعت یا کسی اور مذہبی تعلیم اور نظام کو آزمائش کا موقع دیا جائے۔

کیا یہ بہتر نہ ہوگا کہ ہم ہندوستان کے رہنے والے ایک دوسرے پر اعتماد بھروسا اور یقین رکھتے ہوئے اپنی اور آنے والی نسلوں کی بہتری اور سود و زیاں کو مد نظر رکھ کر گذرے ہوئے تجارب کی روشنی میں اور اس زمانہ تک کے حاصل کردہ علم کی امداد سے یکجا بیٹھ کر ایسی تجاویز پر غور و فکر کریں کہ جس سے ہمارے درمیان کی یہ عدم اعتمادی، دشمنی اور نفرت کی روز افزوں خلیج پاٹی جا سکے؟ ہم سب جو کہ حقیقی بھائی ہیں۔ باوجود ظاہری مذہبی اختلاف و امتیاز کے آپس میں گلے مل سکتے ہیں۔ اگر آپ جیسے مذہبی معلم اور ٹھیکہ دار اپنی گفتار اور اس کے طرز بیان پر قابو پا لیویں۔

ہماری آپس کی موجودہ سرکشی ہم کو کبھی بھی ایک دوسرے کے نزدیک نہ ہونے دے گی۔ چہ جائے کہ رسہ ٹوٹ جائے۔ اور دونوں کھینچنے والی ٹولیاں سر کے بل قعر مذلت میں (جو کہ ان کے پس پشت ہے) جا گریں۔ اور کہ جہاں سے نکالنے اور ابھارنے کے لئے وقت اور قدرت کو پھر سے بڑی بڑی ہستیاں پیدا کرنی پڑیں۔ کون کہیگا کہ ہمارا یہ فعل قابل ستائش اور مبنی بر عقل و دانش ہوگا۔

خدا ایک ہے اس کی قدرت کے قوانین سب کے لئے مشترک اس کی فطرتی شریعت غیر متبدل اور پر معانی۔ اس کا منشا کبھی بھی انسان کی آپس میں دھینگا مشتی اور سر پھٹول نہیں ہو سکتا۔

ہم انسان بڑے بڑے مسائل کے آن واحد میں حل کرنے کی صلاحیت اور استعداد رکھتے ہیں۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ ہمارے آپس میں معمولی سے اختلافات شانتی اور امن کی شاہراہ پر ہمارے لئے سنگ گراں ثابت ہوں۔

جب ہمارے اندر خدا کو پانے اور اس کا تقرب حاصل کر کے دائمی راحت اور نجات حاصل کرنے کی بزرگ ترین خواہش موجزن ہو اور جب ہم یہ سمجھ لیویں کہ انسانی افعال اس سے بڑھ کر کے کوئی خواہش اپنے اندر پیدا نہیں کر سکتا تو پھر کوئی وجہ نظر نہیں آتی کہ ہم اس انتہائی مقصد کے حصول کے لئے انتہائی قربانی کرنے کو کیوں طیار نہ رہیں۔

طوالت کے خوف سے اب اختتام کی طرف آتا ہوں اور آپ سے خصوصاً اور عوام سے عموماً دست بستہ یہ التجا ہے کہ اے ایک خدا کی مخلوق آپس میں امن شانتی اور محبت و پیار سے رہنا سہنا سیکھو۔ کسی کی دل آزاری کسی مذہب، کسی قانون اور کسی شریعت میں جائز نہیں ہے۔ ہر دل میں خدا کا جلوہ ہے۔ ہر دل اس کا تخت ہے۔ اس لئے ہر دل کی عزت حرمت اور توقیر ہر دل پر لازمی اور لابدی ہے ایک دوسرے کے ساتھ بلا امتیاز مذہب و ملت بھائی بھائی کی طرح برتاؤ کرو۔ خدا تمہارے عقیدوں ارادوں اور خیالات کا علم رکھتا ہے۔ وہ تمہارے اعمال کو دیکھتا ہے۔ اچھے اور نیک عمل کرو۔ ہر بزرگ اور مذہبی پیشوا کی عزت کرو نہ کسی کو برا۔ کسی کو جھوٹا کسی کو حقیر نہ کہو نہ جانو۔

بھائی دہرم بھکشو! خدا آپ کو توفیق بخشے کہ آپ ٹھنڈے دل سے میری ان سطور کو مطالعہ فرمائیں۔ اور سوچیں اور غور کریں کہ دوسروں کے دلوں کو شانت کرتے دوسروں کو راہ حق اور صراط المستقیم پر لاتے اور چلانے کے لئے پہلے آپ کا ان خوبیوں سے مزین ہونا ضروری ہے۔

آپ کے الفاظ کی گرمی۔ طرز بیان اور بیان کے وقت آپ کی بے تابی اور اضطراب کھلے میدانوں اور علی الاعلان بتلا رہے ہیں کہ آپ کی روح تا حال تشنہ ہے۔ آپ کے اندر کا دہرم بھکشو تا حال "پنڈت" اور "برہمن" نہیں بنا۔ میں خدا سے دعا کرتا ہوں اور ہر شب کرتا رہوں گا کہ آپ کو صراط المستقیم دکھائے۔ اور آپ کے دل کو شانتی بخشے۔ آپ بھی ضرور کوشش کریں۔ مانگنے پر وہ دے گا۔ اور مستحق ہونے پر آپ پائیں گے۔ آمین۔

آپ کا سچا دوست

ایس ڈی کرمانی [illegible] ۲۵ مئی ۱۹۳۰ء

نظامِ جماعت

(از جناب ڈاکٹر اللہ بخش صاحب میڈیکل آفیسر گورنمنٹ کالج لاہور)

احمدیہ جماعت کے دو فریق ہیں - کوئی کہتا ہے کہ بنیاد اختلاف فلاں بات ہے - اور دوسرا سمجھتا ہے کہ مابہ النزاع فلاں بات ہے لیکن اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ فریقین میں جو تفریق ہے وہ ان اصولوں کے متعلق ہے - جس پر جماعت کو کام کرنا چاہئے - اس میں کوئی شک نہیں کہ اہل قبلہ کی وحدت کو پاش پاش کرنا ایک ایسا فعل ہے جو قادیانیوں کی طرف سے ظہور میں آیا ہے - مگر عملاً یہ دیکھا جاتا ہے - کہ ایک قادیانی اپنے روزمرہ کے افعال و حرکات - حیات و جذبات میں ایک اہل قبلہ کو اس طرح نہیں سمجھتا جس طرح ایک کافر کو خیال کرتا ہے - اس سے زیادہ نمایاں فرق وہ ہے جو جماعت کے نظام سے وابستہ ہے حضرت مسیح موعود نے ایک سچے عامل قرآن کی طرح اپنی جماعت کا نظام اپنی زندگی میں ایک انجمن کے سپرد کیا - اور جیسا کہ اصلی جمہوریت کی روح ہے اس کے مطابق انجمن کے نظام کے متعلق یہ ہدایت کی کہ جس بات میں کثرت رائے سے فیصلہ ہو اس پر عملدرآمد ہونا چاہئے - کسی جماعت کے کام کرنے کے دو ہی طریقے ہو سکتے ہیں - ایک تو یہ کہ کسی ایک شخص کو جماعت اپنا رہبر یا ہادی تسلیم کر لے - اور انتظامی معاملات میں اس کے پیچھے قدم بقدم چلتی جائے - اس طریق کار میں یہ فائدہ تو ضرور ہے کہ اگر جماعت کا [illegible] صحیح رستہ پر چلے - اس کی نیات و افعال ٹھیک ہوں تو جماعت صحیح راستہ پر جائے گی - اور یک جہتی اور قوت جماعت میں رہے گی - لیکن اگر جماعت کا پیشرو غلطی پر ہو - اس کے افعال و نیات میں فتور ہو تو پھر تمام جماعت کی جماعت غرق ہو جائے گی - چونکہ اس طریق کار کا جو یہ پہلو ہے اس کے نتائج بہت مضر اور ایک جماعت کی آزادی کی روح کو کچل دینے والے ہیں - اور چونکہ اسلام کا ایک خصوصی امتیاز یہ ہے کہ وہ ہر طور کی غلامی سے نجات دلاتا اور انسان کو انسان کے برابر مرتبہ دیتا ہے - اس لئے اسلام نے ایک جماعت کے نظام کو کلیتاً کسی واحد شخص کے سپرد کرنے اور باقی لوگوں کو بھیڑ بکری کی طرح اس کے پیچھے چلے جانے سے منع کیا ہے -

دوسرا طریقہ کسی جماعت کا مل کر کام کرنے کا یہ ہوتا ہے کہ جماعت کے چیدہ نمائندے اپنی منشا کے مطابق اس کے نظام کو چلائیں - آج یہی طریق کار دنیا کی عظیم الشان سلطنتوں کو چلا رہا ہے - جو نمائندے جماعت کے نظام کے لئے منتخب ہوتے ہیں وہ سب معاملات آپس میں کثرت رائے سے فیصلہ کرتے اور اس کے مطابق جماعت کو چلاتے ہیں - جو ممبر کسی بات میں کثرت رائے سے اختلاف کرتے ہوں - وہ یا تو اپنی رائے کی پختگی و صحت کی بابت دوسروں کو یقین دلا کر اپنے مطابق فیصلہ کرا لیتے ہیں - اور یا اگر دوسرے لوگ کثرت سے ان کے موافق نہیں ہوتے تو پھر وہ اپنی رائے کو چھوڑ کر اسی بات پر عمل شروع کر دیتے ہیں - جس کا کثرت رائے نے فیصلہ کیا - ہاں اگر کوئی ایسا اہم معاملہ ہو جس پر جماعت کی بہبود و فلاح کا تمام دار و مدار ہے اور اس میں کثرت رائے سے اختلاف کرنیوالے اپنے آپ کو کثرت کے فیصلہ کے مطابق نہ کر سکتے ہوں تو پھر وہ جماعت کی نمائندگی سے الگ ہو جاتے ہیں - جماعت کی اکثریت کو اپنے طور پر کام کرنے دیتے ہیں - اور وہ خود اُس سے الگ ہو جاتے ہیں - لیکن یہ صرف اسی وقت ہوتا ہے جب کوئی بڑا عظیم الشان معاملہ جماعت کی پالیسی کا ہو - جب تک ایک جماعت اس مقصود و مدعا کو سامنے رکھ کر کام کر رہی ہو جس کے لئے وہ قائم ہوئی ہو اور جب تک اس کے نظام میں کوئی بڑی نمایاں خرابی واقع نہ ہو جائے جو باوجود توجہ دلانے کے درست نہ ہو سکے تب تک تمام نمائندے اس جماعت کے باوجود اپنے تمام اختلافوں کے کثرت رائے کے ماتحت کام کرتے ہیں - اور جب تک وہ جماعت کے نمائندے ہیں - تب تک وہ ان فیصلوں کو عمل میں لاتے اور دوسروں کو عمل میں لانے کی تلقین کرتے ہیں - خواہ کسی معاملہ میں کسی خاص نمائندہ کی رائے کثرت سے الگ ہی کیوں نہ ہو - لیکن ہر ایک محکم اصول جماعت کے نظام کا ہے کہ ہر ایک نمائندہ جب تک وہ نمائندہ کی حیثیت رکھتا ہے - وہ اپنی جماعت نمائندگان کے فیصلوں کی نہ صرف خود قدر و منزلت کرتا رہے - بلکہ ہر جگہ ان فیصلوں کی حمایت و تائید کرے - ورنہ یہ صاف ظاہر ہے کہ اگر خود جماعت کے نمائندے اپنے فیصلوں کی قدر و حمایت نہ کریں گے - تو پھر دوسرے عام ممبر کیونکر کسی فیصلہ کی قدر کریں گے - یہ تو بات سمجھ میں آ سکتی ہے کہ کوئی شخص کسی جماعت کا نمائندہ نہ رہ کر اس کے فیصلوں کو غلط و غیر صحیح ثابت کرے - لیکن یہ نہایت بے اصولا پن ہے کہ ایک شخص ایک جماعت کا نمائندہ ہوتے ہوئے اپنی جماعت نمائندگان کے فیصلوں کی ہتک اور بے قدری کرے -

جب کسی جماعت کے کام کرنے کے دو ہی طریق ہوئے ایک شخص نظام کے ماتحت اور دوسرا نمائندگان کی حیثیت سے تو جس جماعت نے شخصی نظام کو ٹھکرا کر دوسرا پہلو جماعت کے نظام کا قائم کیا ہو اس کے لئے خاص طور پر ضرورت ہے کہ وہ یہ ثابت کر دکھلائے کہ عمل میں ان کا نظام جماعت کے لئے شخصی نظام کے مقابلہ پر بہت اعلیٰ و ارفع ہے - وہ جماعت یہ ثابت کر دے کہ اگر ایک طرف ان میں یہ روح موجود ہے کہ ایک ادنیٰ سے ادنیٰ ممبر ان کے بڑے سے بڑے رکن کو صاف بات کہہ سکتا ہے تو دوسری طرف اسی شدت سے یہ روح اس جماعت میں موجود ہے - کہ جب جماعت کا ایک فیصلہ ہو جائے - تو تمام کے تمام افراد اس فیصلہ پر عمل کرنے اور کرانے میں ایسے متحد و متفق دکھلائی دیتے ہیں کہ جس کی نظیر کسی دوسرے نظام میں موجود نہیں - جو شخصی حکومت کے ماتحت ہے - ورنہ یہ امر صاف ظاہر ہے کہ اگر شخصی نظام میں تقلید و پیر پرستی کا رنگ غالب آ کر جماعت کے مردہ و بے روح ہونے کا احتمال ہے - تو پھر اس دوسرے نظام میں اگر افراد جماعتی کسی فیصلہ کو ایسی یک جہتی و ثبوت سے نہ پکڑیں گویا کہ وہ ایسا امر ہے جس پر ان کی جماعتی زندگی کا انحصار ہے - تو ایسی صورت میں اسی نظام میں آزادی رائے کا وہ رنگ آ جائے گا جو جماعت کے انتشار میں غرق کر کے اسے بالکل تکما و بود اکر دیگا - اور پھر اس سے جماعت کی تفریق میں کوئی کسر باقی نہ رہیگی -

اسلام کا مذہب بھی ایک ایسا مجموعہ محاسن و انوار ہے جس کا مقابلہ کوئی دوسرا مذہب نہیں کر سکتا - ایک دعا فاتحہ کے رنگ میں ایسی سکھلا دی ہے کہ اگر ہر وقت ایک انسان اھدنا الصراط المستقیم کی دعا پڑھتا رہے - اور عملی زندگی میں اس دعا کے مطابق چلنے کی کوشش کرے تو وہ یقیناً تباہی و بربادی سے بچا رہیگا جس وقت انسان کسی خاص طرف زیادہ جھک جاتا ہے - اور کسی جذبہ کے ماتحت وہ اپنی عقل و دانش کو کھو بیٹھتا ہے - تو سوائے اس کے اور کچھ نہیں ہوتا - کہ وہ دعائے اھدنا الصراط المستقیم کو نظر انداز کر دیتا ہے - جہاں ایک طرف قرآن کریم نے آزادی رائے کو انسانوں کے لئے ایک رحمت کا باعث اور ترقی کے لئے ایک جڑ قرار دیا - وہاں ہی اس نے انسانوں کو یکجہتی و اتفاق جیسی نعمت سے محروم نہ رکھنے کے لئے وامرھم شوریٰ بینھم کی تعلیم بھی دی - آزادی رائے کے یہ معنے نہیں - ایک شخص محض اپنی رائے کو اتنی اہمیت دے کہ جماعت کے نظام و اتفاق کو برباد و تباہ کر دے - آزادی رائے کا مقصد تو یہ تھا کہ سب انسان اپنی اپنی حیثیت و قابلیت کے مطابق ترقی جماعت میں حصہ لیں - اور سب لوگ ایک بھیڑ اور بکری کی طرح ایک انسان کے پیچھے اندھا دھند نہ چل پڑیں - لیکن اگر آزادی رائے یہ رنگ اختیار کر جائے کہ ہر شخص اپنی ہی رائے کو قابل عمل سمجھتا ہو تو پھر اسے [illegible] ترقی تو کیا کرنی ہے - وہ ایک ادنیٰ سے ادنیٰ کام بھی سرانجام دینے کے قابل نہ ہوگا - اور اس میں اتفاق و اتحاد کی وہ پُر فضا ہوائیں کہاں ہوں گی - جو ہر ترقی کے پودے کے لئے پیغام حیات ہیں - پس میں احمدیہ جماعت لاہور کو اس بات میں مبارکباد دیتا ہوں کہ انہوں نے اپنی جماعت کا نظام صحیح اصولوں اور قرآن کے طریقوں پر قائم کیا ہے - کہ جماعت کا نظام ایک شخص واحد کے سپرد کر کے پیر پرستی جیسی خوفناک وبا سے جماعت کو بچایا ہے - یہ بہت ہی تشکر اور اطمینان کا موجب ہے کہ مسلمانوں کی اس حالت میں بھی ایک ایسی جماعت ہے جو اتفاق و اتحاد سے اپنے کاروبار کو اسلام کے صحیح اصولوں پر سرانجام دے - لیکن میں اس جماعت کو یہ مشورہ ضرور دوں گا کہ جس طرح ہر ایک بات میں افراط و تفریط کا رنگ آ جایا کرتا ہے - اور کسی چیز کو اس کا درجہ نہ دینا ایسا ہی مضر ہوتا ہے جتنا کہ اس کے بارہ میں غلو کرنا - تو ایسا نہ ہو کہ جب اسی جماعت نے آزادی رائے کا اعلیٰ و ارفع اصول قائم کیا ہے - اس کا نتیجہ یہ ہو کہ یہ جماعت اس پہلو میں غلو کر کے اتفاق و اتحاد یکجہتی و یکرنگی کے جوہروں سے معرا ہو جائے - مشورہ کے وقت اپنے اپنے نقطہ نگاہ اور اپنی اپنی رائے کو بغیر کسی خوف و ہراس اور حیا و جھجک سے پیش کرنا چاہئے - لیکن جس وقت جماعت کا فیصلہ کسی امر پر ہو جائے تو اس فیصلہ کو قوت دینے اور اس پر عمل کرانے اور کرنے میں اس محنت و جانفشانی اس تندہی اور یکرنگی سے کام لینا چاہئے - کہ ایک دنیا دنگ رہ جائے - کہ یہ لوگ جو آزادی رائے کے اسقدر حامی و مؤید ہیں - ان میں اتفاق و اتحاد کا یہ رنگ موجود ہے جو شخصی نظام میں مفقود ہے - اور ان میں اپنی رائے کو قومی رائے کے ماتحت کرنے کا وہ ایثار ہے - جو اس قوم میں نہیں جو ایک واحد شخص کے پیچھے چل پڑی ہے -

---

اخبار احمدیہ

لائل پور سے جناب محمد فضل قادر صاحب اطلاع دیتے ہیں کہ ان کا لڑکا عمر چار سال صرف بارہ تیرہ روز بیمار رہ کر انہیں داغ مفارقت دے گیا ہے - انا للہ وانا الیہ راجعون -

آپ کی ایک صاحبزادی بھی بیمار ہے - اور آپ ان مصائب کی وجہ سے اکثر پریشان رہتے ہیں - احباب درد دل سے دعا فرمائیں - کہ خدائے عزوجل ہمارے اس بھائی کی پریشانی کو رفع کر کے اطمینان قلب دے - اور تمام مصائب کو دور کرے آمین -

---

درخواست جنازہ غائب

برادرم ڈاکٹر عصمت اللہ صاحب دریند سے اطلاع دیتے ہیں کہ سمندر خاں صاحب کی اہلیہ صاحبہ کو جو نہایت نیک اور صالح بی بی تھیں اور حضرت صاحب کی بیعت میں اسوقت شامل ہوئی تھیں کہ جب ریاست میں احمدیت کے خلاف فتنہ سخت تھا - فوت ہو گئی ہیں احباب ان کی نماز جنازہ غائب پڑھیں - ان کی اس کے متعلق وصیت بھی تھی -

اپنے بھائی سمندر خانصاحب سے ہم ان کے اس صدمہ پر افسوس کرتے ہیں اور اللہ تعالےٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ان کے متعلقین کو صبر جمیل عطا فرماوے - مرحوم سابق وزیر ریاست کی دختر تھیں -

خطبہ عید الفطر

للّٰہ ما فی السمٰوات و ما فی الارض ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔
۔ ۔ ۔ ۔ فانصرنا علی القوم الکافرین ۔

عید کا دن مسلمانوں کے لئے خوشی اور تفریح کا ہے ۔ مگر نبی کریم صلعم نے ہر اس چیز میں جو انسان کو اس کے خالق کی یاد سے غافل کر دینے والی ہے خدا کا ذکر شامل کر دیا ہے ۔ آپ کھیلوں میں خوشی سے شریک ہوں ۔ میلوں میں جائیں ۔ لیکن اس کے ساتھ آپ خدا کی یاد سے کبھی غافل نہ رہیں ۔ اور اس کے سامنے آپ کی گردن جھکی رہے ۔ باوجود یکہ مسلمان شارع اسلام کی تعلیم سے دُور جا پڑے ہیں ۔ لیکن پھر بھی اگر دنیا کی کسی قوم میں من حیث الجماعت خدا کے خوف کا جذبہ پایا جاتا ہے تو وہ مسلمان ہیں ۔ دوسری اقوام کے مذہبی میلوں میں خدا کا کوئی ذکر نہیں ہوتا ۔ مثلاً عیسائیوں کے کرسمس اور ہندوؤں کی ہولی میں خواہشات نفسانی کا پورا جوش نظر آتا ہے ۔ لیکن مسلمانوں کی خوشی میں خدا کے ذکر سے اعتدال اور میانہ روی کی شان پائی جاتی ہے عید کی تقریب میں جو بات نمایاں طور پر دکھائی دیتی ہے وہ مسلمانوں کا اجتماع عظیم ہے ۔ جو اسلامی اخوت اور مروّت کا ایک رُوح پرور منظر پیش کرتا ہے ۔ دوسری بات جو خصوصیت سے نظر آتی ہے وہ غربا سے ہمدردی ہے ۔ آپ سب جانتے ہیں کہ صدقۂ فطر نمازِ عید کا ایک ضروری جزو ہے ۔ لیکن بہت کم لوگوں نے اس کی ضرورت اور اہمیت پر غور کیا ہے ۔ اسلام نے مسلمانوں کے لئے صدقۂ فطر اس لئے لازمی قرار دیا ہے کہ عید کے دن کی خوشی سب مسلمانوں کے لئے یکساں ہو ۔ اگر امرا اس خوشی کا لطف اٹھائیں تو ان کے غریب بھائی بھی ان کی اس راحت میں شریک ہوں ۔ اور تمام اسلامی برادری ایک رنگ میں رنگی ہوئی نظر آئے ۔ حقیقی اخوت اور ہمدردی کی اس سے بہتر تعلیم اور کیا ہو سکتی ہے

احمدیت

اب میں احمدیت کے متعلق دو چار باتیں کہنا چاہتا ہوں ۔ میں عقاید کی بحث میں اس وقت نہیں پڑتا بلکہ اس احمدیت کو آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں جو عملی طور پر آپ کی قوم کے اندر آ چکی ہے ۔ یا آنی چاہئے ۔ قوم کی عملی قوت میں ایک رنگ ہے جو ان لوگوں پر بھی چڑھتا رہتا ہے ۔ جو اس کے اندر وقتاً فوقتاً شامل ہوں ۔ یہی صبغۃ اللہ ہے ۔ جو شخص اللہ کے دین میں داخل ہوتا ہے وہ قدرتی طور پر اس کے رنگ کو اختیار کر لیتا ہے پس ہمارے رنگ میں ایسی کشش ہونی چاہئے کہ باہر سے آنے والا شخص اسی رنگ میں رنگین ہو جائے ۔ اگر ہم احمدیت کی ابتدائی تاریخ پر نظر ڈالیں تو احمدیت کا سب سے نمایاں پہلو ہمیں یہ نظر آتا ہے کہ جب کوئی شخص حضرت مسیح موعود کے ہاتھ پر بیعت کرتا تھا تو اس کے علم و عمل میں تبدیلی پیدا ہو جاتی تھی ۔ بیعت کرنے والوں میں ایسے بھی تھے جو اچھے اور نیک تھے اور ایسے بھی تھے جو ہر قسم کی برائیوں میں مبتلا تھے ۔ نماز پڑھنے والے ۔ تہجد گزار ۔ سچ بولنے والے بھی آپ کی بیعت میں داخل ہوئے ۔ اور بدکاریوں میں گرفتار لوگوں کا مال کھانے والوں نے بھی آپ کی طرف رجوع کیا ۔ نیکوں نے اگر نیکی میں ترقی کی تو بدکاروں نے بدکاری کی غلامی سے نجات پائی اور نیکی کے بلند مرتبے پر قائم ہو گئے ۔ غرض ہر شخص نے آپ کی صحبت سے فائدہ اٹھایا ہر ایک پر نیکی کا تسلط بڑھا ۔ اور بدی کا تسلط دُور ہُوا ۔ ہمیں احمدیت کی ان روایات کو قائم رکھنا ہے تم نیکی اور راستبازی میں ایسے ممتاز نظر آؤ کہ لوگوں کی تمہاری طرف انگلیاں اُٹھیں ۔ اسی طرح حضرت صاحب کے پاس بیٹھنے والوں کی طرف انگلیاں اُٹھتی تھیں ۔ اگر ایسے لوگ تھے جو ایک غلط فہمی کی وجہ سے آپ کی بیعت کرنے والوں کو مرتد اور کافر کہتے تھے تو ایسے بھی تھے جو اس بات کا اقرار کرتے تھے کہ جو شخص آپ کی صحبت میں بیٹھتا ہے وہ نیکی اور راستبازی میں ممتاز ہو جاتا ہے ۔ پس آج بھی اپنی جماعت کے اندر یہی خصوصیت پیدا کرو ۔ تم میں سے ہر ایک ایسا ہو جسے ایک طرف اگر لوگ اس کو احمدیت کی وجہ سے ملعون کریں تو دوسری طرف اس کی نیکی اور حسن معاملہ کی طرف ان کا سر جھکے اچھا معاملہ یا سلوک کرنے سے انسان کو اسی دنیا میں معاوضہ مل جاتا ہے جیسا کہ آپ نے دیکھا ہوگا بدی کی نیکی اور دیانت داری کی قدر نہیں ہوتی ۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ نیکی مغلوب ہو اور بدی فروغ پا لے ۔ خوب یاد رکھو کہ تم محض روپیہ کمانے سے رفعت و عظمت کے اعلیٰ مقام تک نہیں پہنچ سکتے ۔ تم اگر عزت حاصل کر سکتے ہو ۔ تو اخلاق نیکی اور دیانت سے ۔ اس میں شک نہیں کہ بدی پر غالب آنا آسان کام نہیں ہے ۔ لیکن اگر کامیاب زندگی بسر کرنا چاہتے ہو تو اپنے اندر نیکی اور راستبازی کے اوصاف پیدا کرو ۔ احمدیت یہی ہے کہ تم دوسرے لوگوں کے حقوق ادا کرنے میں بڑے محتاط رہو ۔ اگر تم اپنے بھائی سے چھوٹی سے چھوٹی نیکی بھی نہیں کر سکتے تو تم اس کے لئے جوابدہ ہو گے اپنی قوم اور جماعت کے افراد تو کہیں رہے ہندوؤں اور عیسائیوں کے ساتھ بھی تمہارا معاملہ اچھا ہونا چاہئے ۔ جہاں تک ہو سکے اپنے نفس پر غالب آنے کی کوشش کرو تاکہ تم ٹھوکر نہ کھاؤ ۔ خدا ترسی دوسرے سے معاملہ کرنے سے معلوم ہو سکتی ہے ۔ نماز اور تسبیح سے نہیں ۔

علم کی محبت

دوسری خصوصیت یہ ہے کہ تمہارے دل میں علم کی محبت علم کی تڑپ اور علم کی ترقی کا ولولہ بدرجۂ اتم ہو ۔ حضرت مرزا صاحب نے کوئی خاص مدرسہ قائم نہیں کیا تھا ۔ بایں ہمہ اُمّی اور عالم دونوں نے آپ کی صحبت سے فائدہ اٹھایا ۔ اسی صحبت اور فیض کے صدقے میں وہ علم دوست بن گئے اور دوسروں سے بازی لے گئے ۔ ان میں سے اُمیوں نے مباحثوں میں بڑے بڑے مولویوں کو زیر کیا ۔ حضرت صاحب کی صحبت سے فائدہ اٹھانے والے اُمیوں میں سے ایک میں بھی ہوں ۔ کیونکہ کالجوں کے ایم اے علم دین کے لحاظ سے عموماً اُمّی ہوتے ہیں ۔ آج کالجوں میں لامذہبیت کی رَو چلی ہوئی ہے اور دہریت ۔ دین سے بیزاری اور شعار دینی کی تحقیر کرنا فیشن ہو گیا ہے ۔ جو شخص قرآن کو سوچ سمجھ کر لامذہب ہوتا ہے مجھے اس پر کوئی افسوس نہیں ۔ لیکن افسوس ان پر ہے جو قرآن نہیں پڑھتے ۔ اور دہریت کی طرف جا رہے ہیں ۔ کس قدر غور کا مقام ہے کہ غیر مسلم تو اقرار کرتے ہیں کہ قرآن کریم کو دل میں نفرت لے کر پڑھنا شروع کرو تو یہ اپنی محبت خود دلوں میں پیدا کر لیتا ہے ۔ لیکن مسلمانوں کے فرزند یورپ کے ان فلاسفروں کے برابر بھی قرآن کریم کی طرف توجہ نہیں کرتے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ جو ان کو دین سکھانے والے ہیں وہ دین کے اصول سے غافل ہو کر چھوٹی چھوٹی باتوں میں جھگڑے پیدا کر رہے ہیں ۔ کبھی مونچھوں پر بحث ہوتی ہے کبھی داڑھی پر کبھی آمین بالجہر پر ۔ اسی کو گویا اسلام سمجھا جاتا ہے ۔ حضرت مرزا صاحب کے پاس جو علماء آئے آپ نے ان کی توجہ کو فروعات سے ہٹا کر اصول پر لگا دیا ۔ یہ ایک بڑا گُر تھا جو حضرت مرزا صاحب نے اپنی جماعت کو سکھا دیا ۔ اور فروعات کی اُلجھنوں سے ان کو آزاد کر دیا ۔ میں پھر آپ سے کہتا ہوں کہ آپ قرآن کا علم حاصل کریں ۔ نبی کریم صلعم کی سیرت کا مطالعہ کریں ۔ صحابہ کرام کے حالات پڑھیں اور حدیث دیکھیں ۔

قوتِ عمل

تیسری نمایاں خصوصیت ہماری جماعت کی جسے ہمیں اپنی قومی روایت کہنا چاہئے اور جس کی طرف میں خصوصیت سے اپنی جماعت کو توجہ دلانا چاہتا ہوں ۔ وہ قوتِ عمل ہے قوتِ عمل صحیح علم سے پیدا ہوتی ہے حضرت مرزا صاحب نے ہمیں صحیح علم دے کر ہمارے اندر قوتِ عمل پیدا کی یہ اسی قوتِ عمل کا نتیجہ ہے کہ جہاں ایک آدمی بھی حضرت صاحب کی صحبت سے فیض اُٹھا کر چلا گیا اُس نے وہاں ایک جماعت قائم کر دی ۔ آج یہ ضرورت ہے کہ ہم اپنی اسی قوتِ عمل کی روایت کو ضائع ہونے سے بچائیں ۔ اگر دل میں یہ فکر ہے کہ کچھ کرنا ہے تو دماغ قوتِ عمل کا راستہ صاف کر دیتا ہے ۔ قوتِ عمل کو کام میں لانے کے ہر موقع سے فائدہ اٹھانا چاہئے ۔ دین کی اشاعت کو تو ہر احمدی اپنا پہلا فرض سمجھتا ہے ۔ اسے ہر وقت یہ فکر ہونی چاہئے کہ وہ اس میں عملی طور پر کس طرح مدد کر سکتا ہے ۔ مگر اس کے علاوہ تمہاری جماعت کی یہ امتیازی خصوصیت ہونی چاہئے کہ تم خدمت اسلام کے ہر کام کے لئے ہر وقت تیار رہو اگر کوئی مسلمان کسی احمدی کے پاس حاجت لے کر جائے تو وہ مایوس نہ جائے جہاں تک تمہارے بس میں ہے تم اس کی حاجت براری کے لئے زور لگاؤ ۔ اللہ تعالیٰ راستہ کھول دے گا ۔ نبی کریم کا ارشاد ہے :-

من کان فی حاجۃ اخیہ کان اللّٰہ فی حاجتہ جو شخص اپنے بھائی کی ضرورت پوری کرتا ہے اللہ اس کی حاجت پوری کرتا ہے ۔ غرض کہ تم جہاں کہیں جاؤ ۔ وہاں کچھ کام کرنے کے لئے تیار رہو ۔ قوتِ عمل کا یہی وہ جذبہ ہے جس کی بدولت تم دوسروں کی رہنمائی اور رہبری کر سکتے ہو ۔ اسی کی بدولت قومیں آگے بڑھ جاتی ہیں ۔ جب اللہ کی طرف سے نبی کریم صلعم کو دنیا کی اصلاح کا حکم ہوا تو حضرت خدیجہ نے آنحضرت کے اضطراب کو دیکھ کر جو ایک بڑے کام کی ذمہ داری کے احساس سے پیدا ہوتا ہے یہ فرمایا کہ آپ غریبوں کی مدد کرتے ہیں ۔ سچ بولتے ہیں ۔ لوگوں کی امانتیں ادا کرتے ہیں ۔ آپ کبھی اپنے مشن میں ناکام نہیں رہ سکتے ۔

اتحادِ عمل

احمدی قوم کی روایات میں سے ایک بات اور میں اس وقت بیان کرنا چاہتا ہوں ۔ حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی کا سب سے بڑا مقصد یہ تھا کہ وہ دین کی اشاعت کے لئے ایک ایسا گروہ پیدا کریں جو مسلمانوں کو سیدھا راستہ دکھائے ۔ آپ نے اتحادِ عمل کے اصول کو اختیار کیا ۔ آرگنائزیشن (تنظیم) ہی ایک ایسی چیز ہے جس کے ذریعہ سے قوم کا بکھرا ہُوا شیرازہ مربوط ہو سکتا ہے حضرت صاحب نے ایک ایسے زمانہ میں جب کہ مسلمانوں کی قوت پراگندہ تھی کام کرنے والوں کی ایک جماعت کھڑی کر دی ۔ اور ان کے اندر ایک نظام قائم کر دیا ۔ کہ ایک آواز پر چلیں ۔ اتحادِ عمل کا حقیقی رنگ یہی ہے کہ تم ایک آواز پر بے اختیار کام کی طرف دوڑو ۔ اگر یہ خوبی قوم کے اندر پیدا ہو جائے تو کوئی مشکل نہیں جو حل نہ ہو جائے جب قوم متفق ہو کر قوتِ عمل کا ثبوت دینے پر آمادہ ہو جائے تو توپ اور ہوائی جہاز بھی بے کار ہو جاتے ہیں ۔ اگر سب کے دل میں زبردست خواہش پیدا ہو جائے کہ خدا کا دین غالب ہو کر رہے گا اور ہم اکٹھے ہو کر اس کام کو کرنا ہے تو ناکامی ہباءً منثورا ہو جائے گی ۔

انجمن کا قیام

حضرت مرزا صاحب مامور تھے ۔ آپ کی زندگی میں جماعت کے تمام افراد آپ کی مرکزی شخصیت سے وابستہ تھے لیکن آپ کی وفات کے بعد صورت حالات بدلنی تھی ۔ اس لئے وفات سے کچھ عرصہ پہلے آپ کے دل میں یہ ڈالا گیا کہ اپنی وفات کے بعد اتحادِ عمل کی صورت قائم کر دیں ۔ اس مقصد کی تکمیل کے لئے آپ نے ایک ایسی انجمن قائم فرمائی جو قوم کے نمائندوں پر مشتمل تھی ۔ آپ نے صاف اور واضح الفاظ میں فرمایا کہ "میرے بعد یہی انجمن کام کرے اور تمام امور کثرت رائے سے طے ہوں" بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ انجمن کیا چیز ہے ؟ مگر یہ وہ راستہ ہے جو خدا نے اپنے مامور کو سمجھایا ۔ جس طرح تم پہلے اللہ کے مامور کی آواز پر توجہ کرتے تھے اسی طرح اب اس کی بنائی ہوئی انجمن کی آواز پر توجہ کرو ۔ نبی کریم صلعم کا بھی یہی ارشاد ہے کہ اپنے معاملات میں شوریٰ کرو ۔ اور ایک کی رائے پر مت چلو ۔ اس ملک میں بہت سے ایسے پیر ہیں جن کے مرید بھیڑ چال کا درجہ رکھتے ہیں ۔ مگر یہ صورت دیر تک قائم نہیں رہتی ۔ مامور روز روز پیدا نہیں ہوتے ۔ چونکہ حضرت مسیح موعود اشاعتِ اسلام کی تحریک کو زندہ رکھنا چاہتے تھے اس لئے آپ نے انجمن بنائی تاکہ دین کی اشاعت کا کام ہوتا رہے ۔ آج خدا کے فضل سے تمہاری جماعت معزز اور کامیاب ہے اگر کام کا انحصار ایک فرد واحد کی ذات پر ہے تو کام ہو چکا ۔ کام کا انحصار قوم کی زندگی پر ہے ۔ پس اتحادِ عمل کے لئے انجمن کی بنیاد کو مستحکم کرنا چاہئے جتنا اسے مضبوط کرو گے اسی قدر قوم زیادہ طاقتور ہوگی ۔ قوم میں طاقت صرف اسی صورت میں پیدا ہو سکتی ہے کہ نقائص رفع کئے جائیں تاکہ زنجیر کی کوئی کڑی کمزور نہ رہے ۔ حضرت عثمان کے زمانے میں ایک شریر آدمی کھڑا ہُوا ۔ جس کی فتنہ پردازی مہلک ثابت ہوئی اس سے تمہیں سبق لینا چاہئے ۔ اور مفسدہ پردازوں کی باتوں سے متنبہ رہنا چاہئے ۔ تمہیں ہر وقت اپنی قوم کے نفع و نقصان کا خیال رکھنا چاہئے ۔

(بقیہ صفحہ ۶ پر)

لفظ ہندو اور آریہ پر دلچسپ بحث

لفظ ہندو کے متعلق آریہ سماج کے بانی اور پنڈت لیکھرام نے بہت کچھ گل افشانی کی ہے۔ اس لفظ کے معانی کو ایک نیا رنگ دے کر ہندو قوم کے جذبات کو محض اس لئے مجروح کیا گیا ہے کہ وہ اپنے اس پرانے نام کو چھوڑ کر آریہ کہلانے لگ جائیں۔ اور یوں آریہ سماج کے شمار واعداد میں غیر معمولی اضافہ ہو کر ملکی اور قومی حقوق میں دال بٹانے کے قابل ہو سکیں۔ ساری ہندو قوم اور ہندو بزرگوں کو اس لفظ کی آڑ لے کر گالیاں دینا اور اپنا اُلّو سیدھا کرنا یہ آریوں ہی کا کام تھا۔ ہندو قوم جو آج سے نہیں بلکہ ہزاروں سال سے ہندو کہلاتی ہے جس کے بزرگ رشی منی اوراوتار ہندو کہلاتے رہے۔ ہندوستان کی تاریخ میں یقیناً یہ پہلا حملہ ہے کہ جو ان بزرگوں پر ان کے نام کی وجہ سے کیا گیا۔ دنیا میں قومیں اور شخصیتیں اپنے نام اور بزرگوں کی عزت کے لئے جانیں دیدیتے ہیں۔ مگر بھارت کے اس نام نہاد فرقہ نے اپنے تھوڑے سے دنیوی مفاد کی خاطر بزرگوں کے نام ان کی علمیت اور عزت پر حملہ کر دیا۔ صفحہ عالم پر وہی قوم زندہ قوم کہلانے کی حقدار ہے جو اپنے علم اور تہذیب پر مر مٹنے کا جذبہ اپنے اندر رکھتی ہے۔

لفظ ہندو کے معنی اگر فی الحقیقت چور۔ ڈاکو۔ غلام سیاہ فام اور حرامزادہ کے ہیں۔ جیسا کہ آریہ سماج کے بانی اور پنڈت لیکھرام بیان کرتے ہیں تو پھر کسی زندہ قوم کی غیرت اس بات کو کب گوارا کرے گی کہ وہ ایک منٹ کے لئے بھی اس کو اپنی نسبت آپ استعمال کرے۔ بلکہ کسی دشمن کے منہ سے بھی سننے کی تاب نہ لا سکے۔ اور اگر یہ محض شرارت اور آریہ سماج کے شمار واعداد کی کثرت دکھانے کے لئے ایک پروپیگنڈا ہے تو یہ ایک ایسا مکروہ حملہ ہے جو ہندو قوم۔ ہندو دہرم اور ہندو تہذیب پر کیا گیا ہے یہ کہنا کہ ہندو ایک ایسا نام ہے جو دشمنان ہندو دہرم نے ہندوؤں کو عطا کیا غلط محض اور بیکار لوگوں کا گھوڑا ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ ہمارا دشمن ہمیں ایک گالی دے اور ہمارے بزرگ اس قدر جاہل اور بے علم ہوں کہ وہ اس نام کو اپنے لئے خوشی خوشی اختیار کر لیں۔ اور ہزار ہا سال تک ہندوستان میں کوئی اتنا بھی سنسکرت دان اور فارسی خوان پیدا نہ ہو کہ جتنے سوامی دیانند جی اور پنڈت لیکھرام صاحب تھے۔ کہ جن کی سنسکرت دانی اور فارسی خوانی طلباء گوروکل اور لکھے پڑھے آدمیوں کے لئے اچھا خاصا ہنسی کا گول گپا بنی ہوئی ہے۔

اس لفظ ہندو کے متعلق اس سے پیشتر بھی بہت کچھ لکھا جا چکا ہے لیکن ذیل کی تحقیقات قارئین اخبار کی دلچسپی کا باعث ہوگی۔

الفاظ کا اچھے اور برے مفہوم میں استعمال

اس بحث کو شروع کرنے سے پیشتر الفاظ کے معانی کا فلسفہ سمجھ لینا ازبس ضروری ہے یہ قرین قیاس ہے کہ کوئی لفظ اچھے اور برے دونوں قسم کے مفہوم میں زبان زد ہو اور اس سے بڑھ کر یہ بھی درست ہے کہ کسی زمانہ میں ایک لفظ اعلیٰ اخلاق کے مفہوم میں مستعمل ہو۔ لوگ اس کو برے مفہوم میں استعمال کرنے لگ جائیں۔ کیونکہ جس طرح عام قوانین قدرت میں ہر چیز کے لئے ارتقاء اور تنزل یا گرنا اور ترقی کرنا مقدر ہے۔ اسی طرح الفاظ کے استعمال میں بھی اچھے اور برے مفہوم کا پیدا ہو جانا اکثر دیکھنے میں آتا ہے۔ اس کی ایک بڑی بھاری وجہ قومی اخلاق کی بلندی اور پستی ہے۔ دوسرا سبب قوموں کے سیاسی اور تمدنی مدو جزر ہیں۔ اور تیسرا باعث ایک ہی جگہ بود و باش رکھنے والی قوموں کا تفرقہ اور عناد ہے۔ آریوں اور ایرانیوں کے باہمی چپقلش اس کی بہترین مثال ہے۔ کہ کس طرح سے ایک دوسرے نے محض قومی دشمنی کی بنا پر یا ایک دوسرے کو چڑانے کے لئے نہایت اعلیٰ اور بلند مفہوم ذہن میں پیدا کرنے والے الفاظ کو برے معنوں میں استعمال کرنا شروع کر دیا۔ مثلاً ہندوؤں کے ہاں لفظ دیو ایک مقدس اور پاک مفہوم کو اپنے اندر لئے ہوئے ہے مگر ایرانی لوگ اس کو شیطان اور شریر کے معنوں میں استعمال کرنے لگ گئے۔

آریوں میں لفظ شیطان کی عظمت

عربی زبان اور مسلمانوں کے ہاں شیطان کے معنی خدا سے دور ہستی کے ہیں کہ جس نے خدا کے حکم کے موجب انسان کی فرمانبرداری سے انکار کر دیا۔ اس لئے وہ خدا کی درگاہ سے ملعون اور راندہ ہوا کہلایا۔ یا یوں سمجھ لو کہ وہ تکبر اور اهنکار کے اس جذبہ کا نام ہے کہ جو انسان کو الٰہی نافرمانی پر برانگیختہ کرتا ہے۔ ویدک لٹریچر میں دیوا سر سنگرام ملائک اور شیاطین کی باہمی جنگ کا ذکر تمام سناتن کتابوں میں موجود ہے۔ اس کو نیکی اور بدی کی جنگ کہو یا ملائک اور شیاطین کی لڑائی۔ بات وہی ہے کہ جو مسلمانوں کے ہاں بھی پائی جاتی ہے۔ مگر آریہ سماجی مسلمانوں کو محض چڑانے کے لئے اس شیطان کی بہت عزت کرتے ہیں۔ اس کو خدا پرست اور پکا موحد قرار دیتے ہیں۔ ان کے مناظر بڑے فخر سے شیطان کہلانا پسند کرتے ہیں۔ شیطان کے لئے رحمت کی دعائیں مانگتے اور صلوٰۃ و درود بھیجتے ہیں۔ اخباروں کا نام شیطان رکھتے ہیں۔ شاید ان کے ہاں جو خدا کا نافرمان اور اس کا حکم نہ ماننے والا ہو وہ بڑا موحد اور بہادر ہوتا ہے۔ آہ ایک قوم کی دشمنی اور عناد انسان کو کہاں سے کہاں تک پہنچا دیتا ہے؟ وہ برے سے برے الفاظ کو اپنے لئے اچھا سمجھنے لگ جاتے ہیں۔ جاہلیت کے زمانہ میں ایک عربی شاعر نے کہا

الا لا یجھلن احد علینا
فنجھل فوق جھل الجاھلینا

خبردار کوئی ہم سے جہالت نہ کرے ورنہ ہم سو جاہلوں سے بڑھ کر ایک جاہل ہیں۔ اسی قسم کی صدا یا آواز کی بازگشت اس دور تمدن و تہذیب میں بھی ہمیں سنائی دے رہی ہے۔ تاہم ابھی تھوڑے آریہ ہیں کہ جو اس لفظ شیطان کو اپنے لئے فخریہ استعمال کرنے لگے ہیں۔ پنڈت لیکھرام جی اپنی کلیات میں اس کا بہت احترام اور اکرام کرتے ہیں مگر بڑا پر لطف زمانہ وہ ہوگا کہ جب یہ پرچارک اپنے مقصد میں کامیاب ہو کر قوم کی قوم کو اپنا ہم خیال بنا کر اس لفظ کو اختیار کرنے کا ریزولیوشن پاس کریں گے۔ ہم خود کسی شریف آدمی کی نسبت اس لفظ کا استعمال بہت برا سمجھتے ہیں۔ مگر اس کا کیا علاج کہ بعض آریہ اس کا استعمال اپنے لئے فخر سے کرتے ہیں۔

لفظ ہندو کے صحیح معنے

اگر الفاظ کے معانی کو دشمنوں کے نکتہ نگاہ سے دیکھنا ہے تو وہ تو اچھے الفاظ کو بھی برے معنوں میں استعمال کریں گے۔ اس لئے لفظ ہندو کی تحقیقات کے لئے ہمیں فارسی لغت اور ایرانی زبان کو نہیں دیکھنا چاہیئے۔ کیونکہ ان کی دشمنی ہندوؤں سے یہاں تک بڑھی ہوئی ہے کہ ہندو جس کو دیوتا یا پرمیشور کہتے ہیں۔ وہ تو اس کو بھی شیطان اور سرکش کے معنوں میں بولتے ہیں۔ اس لئے ہندو قوم کی اصطلاحات کے لئے ہمیں سنسکرت لٹریچر اور سنسکرت لغت کی ورق گردانی کرنی چاہیئے۔ ہندو دہرم کی مذہبی کتب کی رو سے سندھو ایک لفظ ہے کہ جو ایک قطعہ ملک اور اس میں بسنے والی ایک قوم کا نام ہے۔ ویدوں میں سندھو اور بعد میں ہندو انہی معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ یعنی ایک حصہ ملک اور ہندو قوم کا نام۔ لفظ سندھو کا ہندو ہو جانا سنسکرت زبان کی رو سے کوئی تعجب کی بات نہیں۔ سنسکرت لٹریچر اور ویدوں میں ہم نے دیکھا ہے اکثر صرف سین نے ہا کا چولا بدل لیا ہے۔ مثلاً سری سے ہری۔ سرا سے ہرا۔ سرت سے ہرت۔ سرسوتی سے ہرسوتی۔ سپتے سے ہپتے۔ سارا سے ہارا ہو گیا ہے۔ ویدوں میں اس ملک ہندوستان کا نام نہ تو کہیں بھارت ہے اور نہ آریہ ورت یہ دونوں نام بعد کے ہیں۔ اس ملک کا پرانا نام جو ویدوں میں پایا جاتا ہے وہ سندھو ہے اور اسی کا دوسرا نام ہندو ہے۔ رگوید میں ایک منتر آتا ہے۔

اسندان ستومان پربھر منیشا سندھو ادھی کشیتو بھاویہ یہ سوتے مہسرم امیت سوان اتورتو راجا شرو اچھانہ یہ (ککشیوان رشی) ملک سندھو میں بستے ہوئے شہنشاہ بھاویہ کے بیٹے (سونیہ) کے اعلیٰ قصائد کو عقل سے بناتا ہوں جس شہرت پسند جلدی نہ کرنے والا نے میرے ہزاروں سوم یگیہ پورے کئے۔ رگوید منڈل اسوکت ۱۲۶ منترا

اس منتر میں ایک رشی جس کا نام ککشیوان ہے وہ ملک سندھو میں بسنے والے راجا بھاویہ کے بیٹے سونیہ کی خیرات اور دان کا ذکر کرتا ہے۔ منتر کی عبارت سے ظاہر ہے کہ یہاں سندھو دریا کا نام نہیں۔ بلکہ ملک کا نام ہے جو خصوصیت سے حصہ ملک کا نام ہے۔ جو دریائے سندھ سے سیراب ہوتا ہے۔ سنسکرت کی گرامر (قواعد زبان) میں سندھو اس شخص کا نام بتایا گیا ہے کہ جو اس حصہ ملک کا باشندہ ہو جسے آجکل سندھی کہتے ہیں۔

ویدوں میں پنجاب کا نام سپت سندھو ہے

وید منتروں میں نہ صرف دریائے سندھ کو ہی سندھو کہا گیا ہے۔ بلکہ پنجاب کے سات دریاؤں (سندھ اور سرسوتی کو ملا کر) سپت سندھو کہا ہے۔ اسی بنا پر [illegible] سات دریاؤں کی زمین کہا گیا ہے۔ رگوید منڈل ۹ سوکت ۸۶ منتر ۷ میں سوم بوٹی کے پتہ ہمالیہ کی چوٹی اور سپت سندھو کا میدان بتایا گیا ہے۔ جس سے یہ ظاہر ہے کہ اس ملک کا پرانا نام یا ویدوں کے زمانہ کا نام سپت سندھو یا سات دریاؤں کا علاقہ ہے۔ اور اس ملک کے رہنے والے کو حسب قواعد پانینی گرامر سندھوہ (سندھی) یا ہندو اور ہندی کہا جاتا تھا کیونکہ یہ ہم پہلے ثابت کر چکے ہیں کہ سنسکرت میں سین حرف ہا سے بدل جایا کرتا ہے۔ اب بھی یہ ملک پانچ دریاؤں کی وجہ سے پنجاب اور اس کے باشندے پنجابی کہلاتے ہیں۔ ویدوں کے زمانہ میں اس ملک کے سپت سندھو اور باشندوں کو سیندھوہ یا ہندو کہتے تھے۔ چاروں ویدوں کے کسی منتر میں اس ملک کا نام آریہ ورت یا بھارت ورش نہیں آیا۔ یہ نام سب بعد کے تجویز کردہ ہیں۔

شکریہ

جن چند احباب کو اخبار پیغام صلح کی توسیع اشاعت کا خاص طور پر خیال رہتا ہے اور اس کے لئے مسلسل کوشش کرتے رہتے ہیں۔ ان میں سے ہمارے مکرم جناب فضل داد صاحب کیمپ کلرک کو اپریٹو سوسائٹی گجرات خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ موصوف باوجود بے حد مصروف رہنے کے ہمیشہ نئے خریدار فراہم کرتے رہتے ہیں۔ چنانچہ اس ہفتہ بھی ان کی کوشش سے دو خریداروں کا اضافہ ہوا ہے۔ ہم اپنے اس قابل عزت بھائی کا خاص طور پر شکریہ ادا کرتے ہوئے اور ان کی قابل قدر مساعی کو تمام ناظرین کے سامنے بطور نمونہ پیش کرتے ہیں۔

منیجر

درس قرآن کریم

بعض دوستوں کو شاید علم نہ ہو کہ حضرت مولانا صدرالدین صاحب بی اے، بی ٹی ہر روز بعد از نماز شام سوائے جمعۃ المبارک کے نصف گھنٹہ کے لئے درس قرآن کریم فرمایا کرتے ہیں۔ جو دوست اتنا تھوڑا سا وقت نکال سکتے ہیں وہ اس میں شامل ہو کر علوم قرآن سے واقفیت حاصل کریں اور اپنے دوسرے دوستوں کو بھی اس میں شامل ہونے کی تحریص دلائیں۔

محمد منظور الٰہی آنریری جائنٹ سیکرٹری

ضروری اطلاع

جناب فضل داد صاحب کیمپ کلرک کو اپریٹو سوسائٹی سرگودھا سے گجرات تبدیل ہو گئے ہیں آئندہ احباب گجرات کے پتہ سے ان سے خط و کتابت کریں نیز وہ جملہ احباب سے دعا کی درخواست [illegible]

علم دوست اصحاب کیلئے نادر موقع

صرف ایک ماہ کے لئے ۲۱ مئی تا ۲۰ جون ۱۹۳۰ء

صرف ایک ماہ کے لئے ۲۱ مئی تا ۲۰ جون ۱۹۳۰ء

اسلامی کتابوں کی قیمت میں حیرت انگیز رعایت

نام کتاب	اصل قیمت (روپے)	اصل قیمت (آنے)	رعایتی قیمت (روپے)	رعایتی قیمت (آنے)
سلسلہ تصنیفات جلد اول اعلیٰ کاغذ جو براہین احمدیہ کے ہر چہار حصص پر مشتمل ہے	۲	۸	۱	۴
سلسلہ تصنیفات جلد اول ادنے کاغذ	۱	۱۴	۰	۱۵
سلسلہ تصنیفات جلد دوم جو تین کتب سرمہ چشم آریہ۔ شحنہ حق۔ ایک عیسائی کے تین سوالوں کا جواب پر مشتمل ہے	۲	۰	۱	
سلسلہ تصنیفات جلد سوم جو تین کتب فتح اسلام۔ توضیح المرام اور ازالہ اوہام۔ ہر دو حصص پر مشتمل ہے	۲	۸	۱	۴
سلسلہ تصنیفات جلد چہارم جو چار کتب الحق مباحثہ لدھیانہ۔ الحق مباحثہ دہلی۔ آسمانی فیصلہ اور نشان آسمانی پر مشتمل ہے	۳	۸	۱	۱۲
سلسلہ تصنیفات جلد پنجم جو پانچ کتب آئینہ کمالات اسلام۔ برکات الدعا۔ جنگ مقدس۔ حجۃ الاسلام اور سچائی کا اظہار پر مشتمل ہے	۳	/۸	۱	۱۲
سلسلہ تصنیفات جلد ششم جو سات عربی کتب تحفہ بغداد۔ کرامات الصادقین۔ حمامۃ البشریٰ۔ نور الحق حصہ اول۔ نور الحق حصہ دوم۔ اتمام الحجۃ۔ سر الخلافۃ پر مشتمل ہے قیمت	۳	۴	۱	۱۰
سوانح عمری حضرت مسیح موعود علیہ السلام		۴		۲
ملفوظات احمدیہ جلد اول۔ حضرت صاحب کی تقاریر کا مجموعہ	۲	۴	۱	۲
درثمین حضرت مسیح موعود کی اردو فارسی نظموں کا مجموعہ	۰	۱۱		۸
مرآۃ الحقیقۃ	۰	۵	۰	۲
مکاشفات	۰	۴	۰	۱
رسالہ نماز	۰	۸		۴
نصاب منظوم	۰	۱	۰	/
نور الحق حصہ اول	۱	۰	۰	۸
نور الحق حصہ دوم	۰	۸		۴
واقعات صلیب		۱		سر
النبوۃ فی الاسلام انگریزی	۰	/۶		۲
فتح الاسلام انگریزی	۰	/۶		/۳

بیان القرآن

یعنی

اُردو ترجمہ و تفسیر قرآن کریم معہ عربی متن

اس تفسیر میں ہر ایک بات عام فہم عبارت میں واضح کی گئی ہے۔ بڑے بڑے لوگوں نے اس کے متعلق بہت عمدہ آراء کا اظہار کیا ہے قرآن کریم کے ایک مقام کو دوسرے مقام سے حل کیا گیا ہے صفحات ۲۹۲۲ کے دو ہزار صفحات علاوہ فہرست مضامین تین جلدوں میں۔

اصل قیمت مجلد بیس روپیہ (عنہ) رعایتی قیمت دس روپیہ (عنہ)

مجلد پچیس روپیہ (عنہ) پندرہ روپیہ (عنہ)

محصول ڈاک علاوہ

النبوۃ فی الاسلام

نبوت رسالت محدثیت پر مفصل بحث کی گئی ہے اور حدیث شریف اور حضرت مسیح موعود کی کتب سے ثابت کیا گیا ہے کہ نبوت آنحضرت پر ختم ہو گئی۔ اصل قیمت ۔ رعایتی

اسلامی اصول کی فلاسفی

حضرت مسیح موعود کا وہ معرکۃ الآراء لیکچر جو آپ نے جلسہ اعظم مذاہب کیلئے تحریر فرمایا۔ اصل قیمت ۱۲ ۔ رعایتی ۴/

ویدک بہشت

ویدوں میں جو سورگ کی حقیقت بیان ہے اس کو معہ حوالوں کے بیان کیا ہے

اصل قیمت ۔ رعایتی

یجر وید

یجر وید سے ہی ابتدائی ادھیاؤں کا نہایت مستند ترجمہ ہندو دوستوں نے بھی پسند کیا ہے

اصل قیمت ۔۔۔

رعایتی ۔۔۔ ۱۰/

حمائل حرمین

بے نظیر حمائل شریف طبع جرمنی۔ شائقین کلام اللہ کیلئے عجیب و غریب تحفہ ہے

اصل قیمت ۔ رعایتی

مسیح موعود

سلسلہ عالیہ احمدیہ پر مفصل بحث کی گئی ہے۔ سلسلہ کے متعلق تحقیقات کرنے والوں کے لئے نہایت ضروری ہے

اصل قیمت ۔ رعایتی ۱۲/

اسلامی اصول کی فلاسفی انگریزی

حضرت مسیح موعود کے معرکۃ الآراء لیکچر کا انگریزی ترجمہ۔ کاغذ نہایت اعلیٰ چھپائی دیدہ زیب

اصل قیمت ۔ رعایتی

احمدیہ موومنٹ

سلسلہ عالیہ احمدیہ کی غرض و غایت اور اس کے کام پر مفصل کتاب

اصل قیمت ۔۔۔ ۱۰/

رعایتی ۔۔۔ ۵

محمد اینڈ کرائسٹ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد مصطفےٰ صلعم کے حالات و معجزات پر مدلل کتاب

اصل قیمت ۔

رعایتی ۔ ۱۲/

عسل مصفیٰ

ہر دو حصص

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات اور حضرت مسیح موعود کے دعاوی و مجددیت پر مفصل بحث

اصل قیمت ۔ رعایتی

نام کتاب	اصل قیمت (روپے)	اصل قیمت (آنے)	رعایتی قیمت (روپے)	رعایتی قیمت (آنے)
نکات القرآن حصہ سوم	۰	۱۰		۲
نکات القرآن حصہ چہارم	۰	۸	۰	۲
آیت اللہ	۰	۳	۰	۱
احمد مجتبیٰ	۰	۳	۰	۱
اسرار شریعت جلد اول۔ دوم۔ سوم	سے/	۰	۱	۰
الوصیت	۰	/۲	۰	/۱
حدوث مادہ	۰	۵	۰	۲
حقیقت اختلاف	۰	۵	۰	۲
شناخت مامورین	۰	۳	۰	۱
رسالہ زکوٰۃ	۰	۳	۰	/۱
روزہ	۰	۴	۰	۲
رسالہ نجات	۰	/۱	۰	/۰
سند بہشت	۰	۳	۰	/۱
تقدیر	۰	/۶	۰	/۲
اسرار الکتب	۰	۷	۰	۲
اصطفیٰ	۰	/۱	۰	/ـ
اظہار النصائح	۰	۶	۰	۱
القول المجید	۰	۸	۰	۲
اعلام الناس	۰	۵	۰	۲
اعجاز القرآن	۰	/۱	۰	/۰
الحق مباحثہ لدھیانہ	۰	۱۲	۰	۴
الحق مباحثہ دہلی	۱	۴	۰	/۶
سراج الوہاج	۰	۴	۰	۱
بیان القرآن پارہ اول	۱	۰	۰	۴
بیان القرآن پارہ سوم	۱	۴	۰	۴
بیان القرآن پارہ چہارم	۱	۴	۰	۴
بیان القرآن پارہ پنجم	۰	۱۲	۰	۴
بیان القرآن پارہ ششم	۰	۱۲	۰	۴
بیان القرآن پارہ ہفتم	۰	۰	۰	۴

پارہ اول تا ہفتم رعایتی

القول المبین اصل قیمت ۳ رعایتی ۔ اسلام اور دیگر مذاہب اصل قیمت ۔ رعایتی

برکات الدعا ۴/ ۲/ جنگ مقدس ۳/ ۸

حجۃ الاسلام ۴/ ۲/ درس اعصب ۴ ۱/

رباعیات حامد ۳/ ۔/ ستۃ ضروریہ ۳/

سر الخلافۃ ۸/ ۴/ شحنہ حق ۵/ ۲/

عصمت انبیا ۹ ۴ غلامی ۴ ۲/

تمام آرڈر ۲۰ جون ۱۹۳۰ء تک

خبریں

— شملہ ۴ر جولائی۔ معلوم ہُوا کہ ابھی تک اس بات کا فیصلہ نہیں ہُوا کہ لندن میں گول میز کانفرنس کے دوران میں کون کون اصحاب نمائندگی کے فرائض انجام دیں گے اس سلسلہ میں معلوم ہوتا ہے۔ کہ بعض حلقوں میں ان نمائندوں کے فرائض کے متعلق جو وہ انجام دیں گے غلط فہمی پھیلی ہوئی ہے۔ حکومت ہند کے نمائندے کانفرنس کے ارکان شمار نہیں کئے جائیں گے۔ وہ حکومت ہند کی طرف سے وزیر ہند کو معلومات بہم پہنچائیں گے۔ اور حکومت ہند کے خیالات پیش کرنے کے لئے موقع پر موجود رہیں گے۔

— شملہ ۴ر جولائی۔ آج آنریبل ملک فیروز خان نون کے زیر اہتمام آل پارٹیز مسلم کانفرنس کے رہنماؤں کا جلسہ منعقد ہُوا۔ اور سائمن رپورٹ پر ابتدائی بحث وتمحیص ہوئی۔ توقع ہے کہ کانفرنس یک شنبہ تک اپنی کارروائی ختم کرلے گی۔

— شملہ ۴ جولائی۔ آج آنریبل ملک فیروز خان نون کے زیر اہتمام آل پارٹیز مسلم کانفرنس کے رہنماؤں کا جلسہ منعقد ہُوا۔ اور سائمن رپورٹ پر ابتدائی بحث وتمحیص ہوئی۔ توقع ہے کہ کانفرنس یک شنبہ تک اپنی کارروائی ختم کرلے گی۔

— الہ آباد۔ ۴ جولائی۔ مسٹر گردھاری لال اگروال نے عدالت عالیہ الہ آباد میں پنڈت موتی لال نہرو اور ڈاکٹر سید محمود کی گرفتاری اور سزایابی کے جواز پر اعتراض کیا۔ چونکہ مسٹر اگروال کسی فریق کی طرف سے پیش نہیں ہوسکتے تھے اس لئے انہوں نے عدالت عالیہ سے استدعا کی کہ بطور خود کاغذات طلب کرکے نگرانی اور نظر ثانی کے اختیارات عمل میں لائے جائیں۔

— بغداد کا ایک پیغام مظہر ہے ایک غیر ملکی کمپنی نے وزیر تعمیرات کو اطلاع دی ہے کہ البا کے ۲۵ میل کے فاصلہ پر مغربی صحرا میں بعض کانوں سے گندھک نکل سکتی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ان کانوں سے سالانہ تین لاکھ ٹن گندھک برآمد ہوگی۔ وزیر تعمیرات براہ راست معلومات حاصل کرنے کے لئے خود موقع پر گئے۔

— یوت محل ۱۰ر جولائی۔ قوانین جنگلات کی خلاف ورزی کرنے والوں کا پہلا جتھا جس میں آٹھ ہزار رضاکار شریک تھے۔ مسٹر اینے سابق رکن کونسل کی قیادت میں پوساد کو روانہ ہوگیا۔ جہاں سے آٹھ میل کے فاصلہ پر ۱۰ر جولائی کو ستیہ گرہ شروع کیا جائیگا رضاکاروں کو شاندار الوداع کہی گئی۔ کلہاڑیوں اور بیاروں کی گاڑیاں ڈولیاں اور پٹیاں وغیرہ ان کے ساتھ تھیں۔ اور سند یافتہ ڈاکٹر بھی ہمراہ تھے۔

— شاہ حافظ عالم جنیدی الہ آباد سے برقی پیغام کے ذریعہ سے مطلع کرتے ہیں کہ مولانا سید شاہ محمد فاخر عرف رشید میاں تحریک خلافت کے زمانے کے رہنما کا طویل علالت کے بعد انتقال ہوگیا۔

— قصور ۳۰ جولائی۔ آج ڈپٹی اورنگ زیب کی عدالت سے مولانا قریشی اور ان کے چھ ساتھی جن کے خلاف زیر دفعہ ۱۰۷ مقدمہ چل رہا تھا رہا کردیئے گئے۔

— شملہ ۵ر جولائی۔ مندرجہ ذیل سرکاری اعلان شائع ہُوا ہے۔ گورنر باجلاس کونسل کی رائے میں مندرجہ ذیل انجمنیں آئین ونظام کے قیام میں مزاحمت کرتی ہیں اور امن عامہ کے لئے موجب خطرہ ہیں اس لئے ان اختیارات کی رو سے جو دفعہ ۱۶ قانون ترمیم ضابطہ فوجداری مجریہ ۱۹۰۸ء کے رو سے انہیں حاصل ہیں انہیں مجالس خلاف قانون قرار دیتے ہیں۔

گوجرانوالہ کانگریس کمیٹی جس میں جنگی کونسل اور مجلس عاملہ بھی شامل ہیں۔

— بمبئی ۴ جولائی۔ مسٹر ولبھ بھائی پٹیل نے پنڈت مالویہ کو ایک مکتوب لکھا ہے جس میں پنڈت جی کی اپنی خدمات مجلس عاملہ کے سپرد کرنے کا خیر مقدم کیا گیا اور انہیں پنڈت موتی لال نہرو کی جگہ مجلس عاملہ کا رکن مقرر کردیا ہے۔

— پشاور ۴ر جولائی۔ نیزاہ کی تازہ ترین اطلاع مظہر ہے کہ پشاور پر حملہ کرنے کی غرض [illegible]

اور قبائل کے جرگے منعقد کررہے ہیں۔ لیکن ابھی تک متحد نہیں ہوئے۔ اس لئے خیال کیا جاتا ہے کہ مزید کسی حملے کا احتمال نہیں۔ قدیم قبائلی خیالات کے علاوہ آفریدی بھی اچھی طرح جانتے ہیں کہ ایسے حملے کرنا کس قدر حماقت ہے۔ گذشتہ ماہ کی ناکامی ان کے سامنے ہے کیونکہ برطانی فوج کا مقابلہ مشکل ہے۔ جو ہر ایک حالت کا مقابلہ کرنے کو تیار ہے۔

— ٹرکی میں کمال پاشا کی پارٹی نے اپنی مخالفت کی روز افزوں ترقی سے خائف ہوکر ایک نیا مسودہ قانون مرتب کیا ہے۔ جس کے رُو سے ہر ایسے شخص کو جو موجودہ حکومت سے آزادی حاصل کرنے کے لئے کوئی کارروائی کرے سزا دی جائے گی۔

— گجرات ۷ جولائی۔ معلوم ہُوا ہے کہ ایک شخص محمد عالم ولد محمد یعقوب سکنہ کراچی جو گجرات جیل میں چار سال قید کی سزا بھگت رہا ہے اور "بی کلاس" کا قیدی ہے ڈاکٹر گوپی چند بھارگو اور ڈاکٹر ستیہ پال کے اغوا سے جو اس جیل میں قید تھے۔ بند دین گیا ہے۔ (انقلاب)

— لندن ۷ جولائی۔ رائٹر ایجنسی کے چیف ایڈیٹر مسٹر ہربرٹ جینز حرکت قلب کے بند ہوجانے کی وجہ سے انتقال کرگئے

— شملہ ۸ر جولائی۔ ایوان ہند کے افتتاح کے موقعہ پر ملک معظم نے سر انول چندر چیٹرجی کو کے سی ایس آئی اور مسٹر جے سی بی ڈریک کو پی ای کا خطاب عنایت فرمایا۔

— لندن ۷ جولائی۔ سر آرتھر کانن ڈائل مشہور ومعروف ناول نویس اور ماہر روحانیات وفات پاگئے۔

— امرتسر ۸ جولائی۔ کٹڑہ ددلو کے حادثہ بم کے دوسرے روز بعد کل رات کو ۹ بجے بازار سیے وال میں کپڑے کے ایک کارخانہ میں ایک اور زور کا دھماکا ہُوا۔ پولیس پہنچ گئی۔ لوہے کی میخوں کے چند ٹکڑے برآمد ہوئے۔ کہا جاتا ہے کہ دو اور بم ایک مٹی کے پیالے میں پڑے تھے۔ پولیس مصروف تفتیش ہے۔

— الہ آباد ۸ جولائی۔ نوجیون پریس جو حکومت نے ضبط کرلیا ہے چالیس ہزار روپے کی مالیت کا ہے۔ مہاتما گاندھی نے اسے عوام کا مال قرار دیدیا تھا۔ اور مسٹر ولبھ بھائی پٹیل۔ جمنا لال بجاج اور مہادیو ڈیسائی کو اس کا ٹرسٹی مقرر کیا تھا۔

— نہایت افسوس کے ساتھ لکھا جاتا ہے کہ گذشتہ شنبہ کو شام کے وقت ٹھیک چھ بجے سید جالب دہلوی مدیر روزنامہ ہمت کا انتقال ہوگیا۔

— پونا ۷ر جولائی۔ کانگرسی رضاکاروں نے بمبئی لیجسلیٹو کونسل کے اجلاس میں شامل ہونے سے روکنے کے لئے جو آج شروع ہُوا ہے۔ کونسل کے ارکان اور وزراء کے مکانوں پر پکٹنگ لگا دیا۔ کونسل ہال پر بھی پکٹنگ لگا دیا گیا تھا۔ پچیس پکٹنگ کرنے والے گرفتار ہوئے۔ کونسل ہال سے ایک سو گز کے فاصلے ہی پر پکٹنگ کرنے والوں کو روک لیا گیا تھا۔ آج سہ پہر کو پندرہ ہزار اشخاص کا ایک جلوس نکالا گیا۔ جب چھاؤنی کے رقبہ میں پہنچے انہیں پولیس نے روک لیا۔ جس پر وہ امن کے ساتھ منتشر ہوگئے۔

— پشاور ۸ر جولائی۔ کل رات مسعودوں کے ایک لشکر نے سرار وغا کی چوکی پر حملہ کیا۔ متعدد فائر کئے اور خاصہ داروں کی ایک اور چوکی کو آگ لگادی۔ ایک خاصہ دار مجروح ہُوا۔ سرالی کے اوپر ایک پل توڑ دیا گیا۔ اس لشکر کے پندرہ سو آدمیوں کا ایک دستہ کوٹ کئی کی چوکی کی طرف روانہ ہوگیا۔ ہوائی جہازوں نے مظاہرہ کیا۔ تین گاؤں کو انتباہ کیا گیا۔

حاجی صاحب ترنگزئی کا صاحبزادہ باپ سے رخصت ہوکر افغانستان چلا گیا۔

— شملہ ۸ر جولائی۔ حکومت ہند نے ۵ر جولائی تک ملک کے حالات کی جو رپورٹ وزیر ہند کے پاس بھیجی ہے اس میں لکھا ہے کانگرسیوں کی پُرجوش سرگرمیوں کے باوجود ملک کی حالت میں کئی امور میں نمایاں ترقی کے آثار دکھائی دیتے ہیں۔ جیسا کہ قبل ازیں اطلاع دی گئی ہے صوبہ سرحد میں بڑی سرعت کے ساتھ

گجرات کے بعض علاقوں میں اس بات کے نشانات ملتے ہیں کہ اس تحریک کی کچھ طاقت زائل ہورہی ہے۔ اکثر صوبجات کی سرگرمیاں کمزور ہوگئی ہیں۔ یقین ہے کہ سول نافرمانی کی تحریک زیادہ نشوونما نہیں حاصل کرسکتی۔

تجارتی اور صنعتی حلقے اس کے عواقب کو خطرناک سمجھنے لگے ہیں۔ سیاسی مسائل کو آئینی طور پر حل کرنے کی تعمیری کوششوں میں اضافہ ہورہا ہے۔ بالخصوص مسلمان اپنے مطالبات کو لندن کانفرنس میں پیش کرنے کی جانب متوجہ ہیں۔

— شملہ ۹ر جولائی۔ مولوی محمد یعقوب ۷۸ آراء سے مرکزی مجلس وضع قوانین کے صدر منتخب ہوگئے۔ مولوی صاحب کے مقابلہ میں ڈاکٹر نند لال کھڑے ہوئے۔ لیکن وہ صرف ۴۲ آرا حاصل کرسکے۔

— قاہرہ ۸ر جولائی۔ حزب الوفد کی مجلس منتظمہ نے منصورہ میں ایک مجلس منعقد کرنے کی تجویز پیش کی۔ لیکن حکومت نے اسے ممنوع قرار دیدیا۔ پولیس اور فوج نے جلسے کو جانے کے تمام راستے مسدود کردئے۔

— نحاس پاشا کی کار نے جس کے پائیدانوں پہ تقریباً بیس طلبا بھی کھڑے تھے۔ پولیس کا پہلا حلقہ توڑ ڈالا۔ لیکن پولیس کے حلقے نے جو سنگینیں لگی ہوئی رائفلوں سے مسلح تھا کار کو روک لیا۔ دو لڑکے مجروح ہوگئے۔ ایک سپتال پہنچ کر شہید ہوگیا۔ اس اثنا میں دریائی محاذ اور چھپروں سے فوج پر اینٹیں اور پتھر برسائے گئے۔ ایک فوجی افسر کے چوٹ آئی۔ فوج نے ۱۲ فائر کئے۔ نقصان جان کا اندازہ معلوم نہیں ہوسکا۔

— قاہرہ ۹ر جولائی۔ منصورہ میں نقصان جان کی تفصیل اب معلوم ہوگئی ہے۔ حکومت کی طرف سے تین آدمی ہلاک اور ۳۷ مجروح ہوئے۔ اور حامیان وفد کے ۳ آدمی شہید اور بارہ مجروح ہوئے۔ اب حالت پر قابو پا لیا گیا ہے۔

— الہ آباد ۹ جولائی۔ آل انڈیا کانگرس کمیٹی کا دفتر عارضی طور پر احمد آباد میں قائم کیا جائے گا۔ جو سردست قائمقام صدر مسٹر ولبھ بھائی پٹیل کا ہیڈ کوارٹر ہے۔

— لاہور ۹ر جولائی۔ آج شام کو باغ بیرون موچی دروازہ میں ایک جلسہ ہُوا۔ جس میں چودہری افضل حق نے اعلان کیا کہ وہ حکومت کی متشددانہ حکمت عملی کے خلاف بطور احتجاج پنجاب کونسل سے مستعفی ہوگئے ہیں۔

— رتنک میں ساردا ایکٹ کے ماتحت ایک مسلمان کو مجرم قرار دیئے جانے اور سزایاب ہونے کی خبر موصول ہونے پر حکومت پنجاب نے ڈپٹی کمشنر کے نام بذریعہ تلغراف اس مطلب کی ہدایات نافذ کی ہیں کہ گورنر باجلاس کونسل حکم سزا معاف کرکے سزایاب شخص کی فوری رہائی کی ہدایت کرتے ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

عروج و زوال اسلامیاں

از جناب مولوی ظفر حسین صاحب اشک خلیلی بی اے کپورتھلہ

مکافات عمل سے زندگی مستور ہے میری — قدم اٹھتے تو ہیں اشک منزل دور ہے میری
رہ امید میں بے طرح گھبرایا ہوا سا ہوں — وساوس سے فریب یاس میں آیا ہوا سا ہوں
کبھی کہتا ہوں اس آغاز کا انجام کیا ہوگا — کبھی سوچتا ہوں محشر اسلام کیا ہوگا
کبھی دل میں خیال دوش برچھی بن کے گڑتا ہے — کبھی اندیشۂ امروز جاں پر وار کرتا ہے
میں کیا تھا اور کیا ہوں دور کی نسبت نہیں بس میں — پشیماں ہو کے غرق نامرادی ہوں نہیں اس میں
مجھے نیرنگیاں عالم کی رہ رہ کے ستاتی ہیں — مری مایوسیاں صورت بدل کر لوٹ آتی ہیں
پریشاں ہو رہا ہوں نقش بے نہنا نہیں ملتا — مجھے مقصود لا محدود کا رستہ نہیں ملتا
پریشاں کر دیا مجھ کو خیالات پریشاں نے — مری کردار کا بیڑا ڈبویا بار عصیاں نے

کرم اے ناخدا کشتی پڑی ہے سخت مشکل میں
ہوا بے رخ ہے اور گرداب حائل مجھ میں ساحل میں

ہوئی تدریس انداز غلط پر اس طرح جاری — کہ افسانہ بنی ہم مکتبی تعلیم کہنہ کی!
تمدن اٹھ گیا اسلامیوں میں عصبیت آئی — یہ تنگی نظر تقویت ایمان کہلائی
ہمیں میں اتحاد اعتقادات مسلم تھا — ہمیں میں اختلافی مسئلوں کا مشغلہ کم تھا
کبھی ہم ساری دنیا کے تمدن کا وسیلہ تھے — علوم و دولت و اقبال میں انکا ذریعہ تھے
جہاں کو روشنی دینے کا فخر و ناز تھا ہم کو — کبھی انسانیت کا یاد کچھ انداز تھا ہم کو
ہمیں نے کچھ عظیم آثار چھوڑے ہیں زمانے میں — تمدن کے ہزاروں نقش چھوڑے ہیں زمانے میں
ابھی تاریخ شاہد ہے ہماری کارناموں کی — زمیں افلاک پر مرثیہ خواں ہے ان غلاموں کی
ہمارے نام پر شوکت برستی ہے فسانوں میں — ہمارا تذکرہ باقی ہے اب تک روح باتوں میں

مگر یہ سب کرشمہ صدق و نیک اطوار کا پھل تھا
الٰہی کیا ہوا وہ دور عظمت آج جو کل تھا

کہاں ہے وہ تدبر جس نے عربوں کو اچھالا تھا — کہاں ہے وہ تہور جس نے ایراں کو روند ڈالا تھا
کہاں ہے وہ سیادت جس نے روما کو مٹایا تھا — کہاں ہے وہ قیادت مصر جس نے پھر جلایا تھا
کہاں ہے وہ حقیقت جس نے مشرق کو ابھارا تھا — کہاں ہے وہ صداقت جس نے مغرب کو نکھارا تھا
کہاں ہیں وہ جہانبانی جہانگیری کے منصوبے — کہاں ہیں وہ جوانمردی کے دریا جن میں ہم ڈوبے
کہاں ہیں اب وہ دل تھا ولولہ جنمیں شہادت کا — کہاں ہیں اب وہ سر تھا شوق جنمیں بادشاہت کا
وہ علم و فضل کی دولت وہ صنعت کیا ہوئی آخر — وہ غیروں کی زباں پر نیکنامی کیا ہوئی آخر
وہ راہ ارتقا میں پیشگامی کیا ہوئی آخر — وہ غیروں کی زباں پر نیکنامی کیا ہوئی آخر
یقیں آتا نہیں یہ چیز ایسی مٹنے والی تھی — ہماری عزت و توقیر کی دنیا خیالی تھی

نہیں وہ مرنے والے اٹھ گئے اب نام باقی ہیں
مئے تیسیر مولی اور خالی جام باقی ہیں

نہیں ہے اب وہ ہم میں نور ایماں کی ضیا بازی — کہ جسکے سامنے باطل کی تاریکی رہی عاصی
نہ ہم میں اب وہ پہلوں کی آئینی صداقت ہے — نہ خودبینی نہ خودداری نہ اخلاق و شرافت ہے
نہ اب وہ اتحاد باہمی ہے جس کی برکت سے — سوؤں کا کام دو کر بیٹھتے تھے صدق نیت سے
نہ اپنوں سے مروت ہے نہ ہمسایوں سے ہمدردی — نہ ہے حب وطن ہم میں نہ آہنگ جہاں گردی
نہ تجدید اور نہ آئین کہن پر کاربندی ہے — جہاں کی آنکھ میں ہم پست ہیں لیکن بلندی ہے
نہ گمراہوں میں گر رہے ہیں راہ راست پر ہم ہیں — بھٹکتے پھر رہے ہیں وائے کیا بے راہبر ہم ہیں
مگر یہ سنگریزے شان رکھتے ہیں نگینوں کی — ضیا دیتی ہے آج قرآں کے آئینوں کی

ہمیں اے کاش اپنی کیفیت کا ہوش آ جائے
اسی صہبائے آفت کوش کا اک جوش آ جائے

مگر شان گذشتہ کا شرف آسان ہے اب بھی — کفیل ان سب بڑے انعام کا قرآں ہے اب بھی
اگر قرآں کی تعلیم سے وابستگی کر لو! — اگر اپنا عمل منت پذیر زندگی کر لو
تو ماضی کی طرح پھر حال بھی ذیشان ہو جائے — قبول حضرت حق خدمت ایمان ہو جائے

جہاں میں بول بالا ہو خدا کے نام لیووں کا
نبیٔ ہاشمی خیر الوریٰ کے نام لیووں کا

اینگلو عربک کالج دہلی

سرمایہ تعمیر

بخدمت جملہ مربیان تعلیم :-

اینگلو عربک کالج چھ سال سے عربک ہائی سکول اجمیری دروازہ کے مستعار کمروں میں قائم ہے کالج کی تازہ اور تیزی کے ساتھ توسیع کی وجہ سے اس کے لئے ایک علیحدہ عمارت اور زائد گنجائش کی ضرورت ہے۔ طلباء کالج کی تعداد گذشتہ دو سال میں ۱۵۰ سے ترقی کر کے ۵۰۰ تک پہنچ گئی ہے۔ اور امسال یہ امید کی جاتی ہے کہ ہم کو اس سے بھی زیادہ تعداد کے لئے گنجائش کا انتظام کرنا ہوگا۔

گنجائش ضروریہ کے لئے ایک جدید عمارت کے مشرق کی سمت تعمیر کرنے کی تجویز ہے پوری کوشش کی جا رہی ہے کہ نئی عمارت کی ساخت و طریقہ تعمیر موجودہ عمارت سے موزوں طریقے سے ملتی ہوئی ہو۔ او لیکچروں کے چھ کمرے اور ایک ہال کے تعمیر کرنے کی تجویز ہے۔ ہال میں ۶۰۰ کی تعداد بخوبی سما سکے گی۔ نقشہ اور تخمینہ تیار ہو چکا ہے۔ او لوکل گورنمنٹ نے اس تجویز میں ہماری امداد کا وعدہ کیا ہے۔ عمارت کی تکمیل میں تخمیناً ایک لاکھ پچاس ہزار روپیہ صرف ہوگا۔ فی الحال

ہمارا ارادہ ہے کہ پچھتر ہزار روپیہ پبلک سے فراہم کریں۔ انتظامیہ کمیٹی جملہ مربیان تعلیم سے استدعا کرتی ہے کہ وہ اس تجویز میں فراخدلی سے عطیات دیکر ہماری اعانت فرمائیں۔ عطیات کے چیک بنام ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر صدر انتظامیہ کمیٹی عربک کالج دہلی تحریر ہونے چاہئیں۔

طلباء کالج نے تحصیل عطیات کا کام شروع کر دیا ہے اپنی اپنی رسید بکوں میں عطیات وصول شدہ

احباب کی خدمت میں ایک ضروری گذارش

احباب نے گذشتہ سالانہ جلسہ کے موقع پر ۱۰ اپریل ۱۹۳۰ء تک موعودہ رقوم کی فراہمی اورادائیگی کا ذمہ لیا تھا۔ اپریل کا پہلا ہفتہ ختم ہو چکا۔ لیکن مجھے علم نہیں کہ احباب نے اس میں کیا کوشش کی ہے۔ اور وہ کوشش کہاں تک بارآور ہوئی ہے۔ اسی اندیشہ سے میں نے ۲۲/۲۴ مارچ کو احباب کی خدمت میں فرداً فرداً تاکیدی طور پر عرض کیا تھا۔ کہ اپنی کوششوں کے نتائج سے مجھے مطلع فرمائیں جو جوابات موصول ہوئے ہیں ان کی تعداد بہت قلیل تھی۔ اس لئے پھر ان کو ۳۱ مارچ کو یاد دہانی کرائی گئی۔ مگر جواب اس کا بھی مایوس کن ہے۔ اب پھر ان دوستوں کی خدمت میں عرض کی جاتی ہے کہ اپنے وعدوں کے ایفا پر خاص توجہ مبذول فرمائیں۔ اور بلا توقف اپنی جمع شدہ رقوم روانہ فرما دیں۔ اگر موعودہ رقم میں کچھ کمی رہ گئی ہے تو آخر اپریل تک پوری کرنے کی سعی فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

خاکسار محمد جان آنریری جنرل سیکرٹری

خبریں

—— معاصر السیاسہ رقمطراز ہے کہ فلسطین کے دینی عظمت کو مد نظر رکھتے ہوئے آجکل سیاح اور زائرین بڑی کثرت سے آ رہے ہیں۔ ماہ حال میں ۷۵۲ سیاح وارد فلسطین ہوئے۔

—— ہمعصر السیاسہ قاہرہ رقمطراز ہے کہ جدید مصری پارلیمنٹ عالیہ کے اجلاس میں حسب ذیل تمدنی اور اخلاقی مسائل بحث کے لئے پیش ہوں گے۔

(۱) سڑکوں کی توسیع مکانات کی ترتیب اور درستی

(۲) قانون املاک، زرعی حالت اور مالیہ کا مسئلہ۔

(۳) ابتدائی مدارس کے متعلق ضروری کارروائی۔

(۴) ماہرین فنون لطیفہ کا مسئلہ اور صنائع لطیفہ کی خریداری کا معاملہ۔

ان امور کے علاوہ اور امور بھی زیر بحث آئیں گے۔ اور مالی، تجارتی اور صنعتی امور کے متعلق خاص قانون بنانے کے لئے کمیٹیوں کا تقرر کیا جائیگا۔

—— بیت المقدس کی اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ حکومت ڈاک اور تار کے سلسلہ میں جدید انتظامات عمل میں لانے والی ہے۔ اس مقصد کے لئے ایک عظیم الشان بلڈنگ سال حال میں تیار کی جائے گی۔

ڈاکخانہ جات کے مدیر عمومی مسٹر ہڈسن نے اس امر کی تصریح کی ہے کہ فلسطین میں تار کے موجودہ سلسلہ کو ختم کر دیا جائے گا اور ان کی جگہ جدید قسم کے تار لگائے جائیں گے۔

—— معاصر الفتح قاہرہ رقمطراز ہے کہ امسال مصر کی وزارت اوقاف نے حرمین الشریفین کے محتاج اور غریب اشخاص کے لئے ۵۰۰۰ پونڈ کی منظوری صادر کی ہے۔ گذشتہ سال کی نسبت سے اس سال ۵۰۰ پونڈ زیادہ منظور کئے گئے ہیں۔

—— کلکتہ ۴ اپریل۔ سٹیٹسمین کا سیاسی نامہ نگار مقیم بمبئی لکھتا ہے کہ گاندھی جی اب ایک نئی تحریک شروع کرنے والے ہیں۔ وہ ۳۰ اپریل کے بعد ایک اور قانون کے توڑنے پر غور کر رہے ہیں مہاتما جی نے یہ بات ابھی تک اپنے چند معتمد اصحاب کو سنائی ہے۔ افواہ ہے کہ ریلوے کے قانون کی خلاف ورزی کی جائے گی۔

—— پشاور ۸ اپریل۔ صوبہ سرحد کی کانگرس کمیٹی نے ۵ اپریل کے اجلاس عمومی میں یہ قرار داد منظور کی ہے کہ صوبے کے شراب خانوں پر پہرہ لگایا جائے۔ ایک سب کمیٹی بنائی گئی ہے۔ جو صوبہ میں ستیہ گرہ کے لئے نمک کی کانوں کا جائزہ لے گی۔ ستیہ گرہ مہم کی قیادت و رہنمائی کرنے کے لئے ایک مجلس جنگ بھی مقرر کی گئی ہے۔

—— کمپ اٹ ۸ اپریل۔ آج پھر مہاتما گاندھی اور ان کے رفقاء نے ستیہ آگرہ کیا۔ آج خلاف معمول کوئی کانسٹیبل موجود نہ تھا۔ عورتوں نے گاندھی جی سے کہا کہ ہم ستیہ آگرہ کرنے کے لئے بالکل تیار ہیں۔ گاندھی جی نے ایک زبردست تقریر کی۔

—— کلکتہ ۸ اپریل۔ پریزیڈنٹ پٹیل یہاں آ گئے ہیں۔ معلوم ہوا ہے کہ وائسرائے سے ملاقات کے بعد انہوں نے استعفا دینے کا ارادہ بدل دیا ہے۔ شاید اس ملاقات کا اثر ہے کہ وائسرائے نے گاندھی جی کو ابھی گرفتار نہ کرنے کا فیصلہ کیا ہے غالباً حکومت انہیں دو ماہ تک کھلا چھوڑے رکھے گی۔

—— کلکتہ ۷ اپریل۔ آج صبح للوہ میں ایسٹ انڈین ریلوے ورکشاپ کے

کہ یورپین فورمین نے ان کے دو آدمیوں پر حملہ کیا۔ تحقیقات پر جس کے لئے آج کی تاریخ مقرر تھی کارکنان نے عرضداشت پیش کرنی چاہی۔ لیکن معلوم ہوا ہے کہ حکام نے اس پر زیادہ توجہ نہیں کی۔

شیخوپورہ ۷ اپریل۔ یہاں منادی کرائی گئی ہے کہ ۱۰ بجے شب کے بعد کوئی شخص گھر سے نہ نکلے۔ حکم کے خلاف ورزی کرنے والے کو سزا دی جائے گی۔

—— امرتسر ۸ اپریل۔ آج پولیس نے خالصہ کالج کے تین طلباء مہر سنگھ اودھا سنگھ اور نرائن سنگھ کو زیر دفعہ ۳۰۲ تعزیرات ہند ۲۲ فروری کو خالصہ کالج کے حادثہ بم کے سلسلہ میں گرفتار کر لیا۔

—— پشاور ۸ اپریل مختلف قبائل کے بہت سے نمائندے ملک کے مختلف حصوں سے چل کر کابل پہنچے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ ملک کے ہر حصہ میں کامل امن و امان ہے صرف منگلوں اور جنڈرانوں میں ابھی آپس میں صلح نہیں ہوئی۔ سمت مشرقی سے کسی مزید بدامنی کی اطلاع موصول نہیں ہوئی۔ حکیم صاحب کنار اسمار میں ایک جرگہ منعقد کر رہے ہیں۔

—— نیویارک ۷ اپریل یہاں کے اخبارات نے اہالیان امریکہ کے نام گاندھی جی کا ایک پیغام شائع کیا ہے جس میں گاندھی جی نے اپنے بیشمار امریکی دوستوں کا حوالہ دے کر کہا ہے کہ محض ہمدردی کافی نہیں۔ رائے عامہ کے بین اظہار کی ضرورت ہے۔

—— ۸ اپریل سرکے ایف نریمان اور علی بہادر خاں کو سیکنڈ پریزیڈنسی مجسٹریٹ نے آج ایک ایک ماہ قید محض کی سزا دی عدالت کے کمرے اور احاطہ میں لوگوں کا جم غفیر موجود تھا جب سزا کا حکم سنایا گیا تو بعض لوگوں نے مسٹر نریمان کے گلے میں پھولوں کے ہار ڈالنے کی کوشش کی لیکن مجسٹریٹ نے سختی کے ساتھ منع کر دیا۔ دونوں کو زیر دفعہ ۷۴ سالٹ ایکٹ سزا دی گئی۔

—— بمبئی ۸ اپریل سیٹھ جمنالال بجاج۔ مسٹر گوکل داس بھٹ اور مسٹر شردوالا جو گذشتہ شب قانون نمک کی خلاف ورزی پر گرفتار ہوئے تھے آج سینڈرا کے مجسٹریٹ کی عدالت میں مجرم قرار دئے گئے اور ہر ایک کو دو سال قید بامشقت تین سو روپیہ جرمانہ اور بصورت عدم ادائیگی جرمانہ ۶ ہفتہ کی مزید قید کی سزا کا حکم ہوا۔

خبریں

گفتگوئے صلح کے واقعات

(۱) پنڈت موتی لال سے سلوکومب کا انٹرویو۔
(۲) نہرو۔ سلوکومب اور جیکر کی کانفرنس اور شرائط صلح کی ترتیب
(۳) پنڈت موتی لال نے مطالبہ کیا کہ حکومت مطالبہ ہند کی تائید کا پرائیویٹ طور پر یقین دلا دے۔
(۴) پنڈت جی جیکر سپرو کی ثالثی پر رضامند ہوئے۔
(۵) وائسرائے سے ثالثوں کا انٹرویو۔
(۶) گاندھی اور نہروؤں سے ملاقات کے لئے وائسرائے سے اجازت طلب کی گئی ہے۔
(۷) وائسرائے نے اجازت دیدی۔
(۸) گاندھی جی سے یروده جیل میں ملاقات۔ اور شرائط صلح کا ابتدائی خاکہ۔
(۹) نہروؤں سے نینی جیل میں ملاقات۔
(۱۰) یروده جیل میں گاندھی اور نہروؤں کی کانفرنس۔
(۱۱) وائسرائے سے ثالثوں کی ملاقات۔
(۱۲) دوبارہ نہروؤں سے نینی جیل میں ملاقات۔
(۱۳) یروده جیل میں ایک اور کانفرنس۔

——— بمبئی ۷ ستمبر۔ شنبہ کو آدھی رات کے وقت دہراوی (بمبئی) میں گنپتی کے ایک جلوس پر ہندوؤں اور مسلمانوں میں فساد ہو گیا۔ وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ اہل جلوس نے ایک مسجد کے سامنے جو جلوس کے رستے میں واقع تھی۔ باجا بجانے پر اصرار کیا۔ پولیس نے جلد موقع پر پہنچکر امن بحال کر دیا۔ مجروحین میں سے جو ہسپتال پہنچائے گئے۔ ایک ہندو رات کے دوران میں ہلاک ہو گیا۔

——— بمبئی ۸ ستمبر۔ اب معلوم ہوا ہے کہ ہندوؤں اور مسلمانوں کے فساد میں جو ۲۶ اشخاص مجروح ہوئے تھے۔ ان میں سے ایک ہندو اور ایک مسلمان شہید ہو گیا۔ رات بھر زبردست پولیس پہرے پر متعین تھی۔ آج صبح ہندو اہل جلوس نے گنپتی کی مورتی کی روانگی کے مقام پر واپس لیجانے پر اصرار کیا اور کہا۔ کہ ہم اسی رستے سے جلوس لے جائیں گے۔ پولیس اور ہندو مسلم رہنماؤں کی طویل گفت و شنید کے بعد ہندو اس امر میں کامیاب ہو گئے۔ کہ مورتی کو دریا برد کرنے کے لئے سمندر پر لے جائیں۔

سمندر سے واپس آتے ہوئے ہندوؤں کا مسلمانوں سے تصادم ہو گیا جو مسجد میں منتظر بیٹھے تھے۔ صبح کو فریقین کے رہنما اس بات پر متفق تھے کہ واپسی کے وقت جلوس مسجد کے سامنے سے نہ گذرنے پائے۔ لیکن جب ہندو واپسی کے وقت (خلاف وعدہ) مسجد کے قریب پہنچ گئے تو مسلمان لاٹھیاں اٹھا کر مقابلہ پر آمادہ ہو گئے۔ اس پر پولیس نے عارضی طور پر شرپسندوں کی خاطر ہوا میں تین فائر کئے۔ نصف درجن اشخاص کو فساد میں خفیف زخم آئے سخت اشتعال پیدا ہو رہا ہے۔

——— بمبئی ۷ ستمبر۔ دھراوی میں اشتعال کم ہو جانے کے بجائے زیادہ شدید ہو رہا ہے۔ کل ایک اور آدمی ہسپتال میں وفات پا گیا۔ جس سے مقتولین کی کل تعداد تین تک پہنچ گئی ہے۔ خونریزی کے اکے دکے واقعات آج بعد دوپہر گلی کوچوں میں ہوئے۔ نصف درجن کے قریب مجروحین ہسپتال پہنچائے گئے۔ دو آدمی شدید مجروح ہوئے۔ لاٹھیوں وغیرہ سے مسلح ہزار مسلمان اہم مقام کے ارد گرد پھر رہے ہیں۔ ہندوؤں کو بھی لاٹھیاں بہم پہنچائی گئی ہیں۔ یہ لاٹھیاں کانگرس نے بہم پہنچائیں۔ یا حکومت نے۔ پیغام پکار کر کہ رہا ہے کہ ہندو انجمنیں بھی ہندو پروپیگنڈے کو مقدم سمجھتی ہیں۔

آج ساڑھے سات بجے شب مسلمان رہنماؤں اور کانگرسیوں نے مشتعل ہجوم سے اپیل کی کہ پرامن طریق پر منتشر ہو جائیں۔ چنانچہ ہجوم کی اکثریت منتشر ہو گئی۔ (کئی گھنٹے تو رخصت ہو گئے لیکن) پانسو کے قریب مسلمان لاٹھیوں اور چاقوؤں سے مسلح بعد میں بھی ایسوسی ایٹڈ پریس کے نمائندے نے دیکھے۔

خلافت اور کانگرس کے رضاکار فساد زدہ علاقہ میں گشت کر رہے ہیں۔

نیز بااعلیٰ افسروں کی سرکردگی میں مسلح پولیس کی ایک زبردست جماعت بھی ان کے ساتھ ہے۔ اب حالت پرامن معلوم ہوتی ہے۔

——— شملہ ۸ ستمبر۔ ۴ و ۵ ستمبر کی درمیانی رات کو سرحد کرم کے غنیم نے خار لاچی ملیشیا کی چوکی اور ہماری فوجی چوکیوں پر جو موضع چجاس دریائے کرم کے دونوں کناروں پر واقع ہیں سخت حملہ کیا۔ سات بجے شام کے قریب غنیم کے مورچوں کو زبردست کمک پہنچ گئی۔ ۵ ستمبر کو ملیشیا کی توپیں استعمال میں لائی گئیں۔ اور پھٹنے والے ۳۵ گولوں کے فائر کئے گئے۔ پہلا گولہ غنیم کی عین وسط میں گرا۔ ہماری حفاظتی چوکیاں اور بھاگنے والے قبائل موضع چیپا کی سخت گولہ باری کی زد میں آ گئے۔ گولہ باری سے غنیم کا پروگرام رد و بدل ہو گیا۔ اور غنیم کی گولہ باری نو بجے تک بند ہو گئی۔ اس کے بعد سخت حملہ کیا گیا۔ آدھی رات کے قریب اور دشمن قبائل بھی حملہ میں آکر شریک ہو گئے۔ غنیم کی مرکزی فوج دریائے کرم کے کنارے دو میل آگے بڑھ آئی۔ اور اہل چیپا کو کچھ نقصان جان پہنچایا۔ جو گاؤں کی مداخلت کر رہے تھے۔ خار لاچی پر جو حملہ ہوا وہ خاص طور پر شدید تھا۔ اور چیپا قوم کو اپنے دیہات کی مدافعت کے لئے سخت جنگ کرنی پڑی۔

قریب ایک بجے کے نصف شب کے بعد کئی سو دشمن خار لاچی ملیشیا چوکی کی گولیوں کی زد کے حدود تک پہنچ گئے۔ ملیشیا نے اس وقت تک گولی بند رکھی جب تک غنیم تین سو گز کے فاصلہ پر نہ پہنچ گیا۔ سات آدمی ہلاک اور سات مجروح اور کرم ملیشیا کے تین مجروح۔

اطلاعات سے پایا جاتا ہے کہ پیواڑ میں غنیم کا کثیر اجتماع ہو گیا ہے۔ مدافعت کی ضروری تدابیر عمل میں لائی گئی ہیں۔ ۶ تاریخ کی صبح کو خار لاچی کے علاقہ میں سکون تھا۔ امید کیجاتی ہے کہ شدید نقصانات کی وجہ سے غنیم کی سرگرمیاں کم ہو گئی ہیں۔ کرم کی دوسری جانب خواجہ خیل اور چکنی قبائل کے سرکردہ وکیل گفتگوئے مصالحت کے لئے بھیجے گئے ہیں۔

——— شملہ ۸ ستمبر۔ صوبہ سرحد کی تازہ ترین اطلاع مظہر ہے کہ کل علاقہ صافی کی حدود میں بالائی مہمند پر پرواز کرنے والے ہوائی جہاز پر ایک چھوٹی سی جماعت نے فائر کئے۔ آفریدیوں کے تمام قبائل کا ایک جرگہ آج بمقام دوا رد ہونے والا ہے۔

ظاہر ہے کہ سرحد کرم کے غنیم قبائل ابھی تک شکست کو تسلیم نہیں کرتے۔ وہ اس وقت خار لاچی کے بالمقابل اپنے مورچوں پر بدستور قابض ہیں۔ اور ۵ ستمبر تک حملے کرتے رہے۔ جب توپوں کی گولہ باری سے انہیں خاموش کیا گیا۔ ۶ تاریخ کی شام کو انہوں نے دریائے کرم کے دونوں کناروں پر از سر نو حملہ کرنے کی کوشش کی لیکن حملہ نہیں کیا۔ پیواڑ میں جدید لشکر کے اجتماع کی خبر تصدیق ہو گئی ہے۔

وادی کرم کی دوسری سمت میں موسیٰ زئیوں اور پیدا چکنی کے قبیلہ کے ایک فرقہ نے تمام بندوقیں جو ان سے بطور جرمانہ طلب کی گئی تھیں ہمارے حوالے کر دی ہیں۔ چکنیوں کے دوسرے قبیلوں کی درخواست کرنے پر انہیں تین دن کی مہلت دی گئی ہے۔ کہ وہ تصفیہ کے لئے آئیں۔

——— الہ آباد ۸ ستمبر۔ آج صبح پنڈت موتی لال نہرو کو نینی سینٹرل جیل سے رہا کر دیا گیا۔

——— نینی تال ۸ ستمبر۔ حال ہی میں اعلان کیا گیا تھا کہ پنڈت موتی لال نہرو کے پرائیوٹ طبی مشیروں کی رپورٹ پر حکومت کے معائنہ کے لئے ایک طبی بورڈ مقرر کیا ہے۔ اس بورڈ کی رپورٹ سے پایا جاتا ہے کہ پنڈت صاحب کی صحت کے متعلق کسی قسم کا خطرہ نہیں۔ تاہم ان کی صحت میں ایسی بدنظمی موجود ہے جو ان کی عمر اور جسمانی حالت کے پیش نظر ایسی ہے کہ ترقی کرتی جائے۔ تو اندیشہ ہے۔ کہ خوفناک صورت اختیار کر لے۔

رپورٹ کے بعد پنڈت موتی لال نہرو کی حرارت بہت بڑھ گئی۔ اور وہ عارضہ عود کر آیا جس کی وجہ سے ان کا طبی معائنہ کرایا گیا تھا۔ اس لئے مقامی حکومت نے حکومت ہند کے مشورہ سے ان کی رہائی کا حکم دے دیا۔ آج صبح وہ رہا کر دئے گئے۔

——— راجشاہی ۸ ستمبر۔ مسٹر دیدر ناتھ چودھری کے مکان کے احاطہ میں بم پھٹنے سے زور کا دھماکا ہوا لیکن کسی کو چوٹ نہیں آئی۔ ا... نام ایک نوجوان بنگالی کو بھاگتے ہوئے موقع پر گرفتار کر لیا گیا ہے۔

خبریں

ار ا، جس میں کہ سیاسی طے تبدیلی کے تمام ممکن احتیاطی سامان مہیا کر دیئے گئے تھے۔ انگلستان سے روانہ ہو کر فرانس کو بھی طے نہ کر سکا اور خطرے کا احساس کرتے ہوئے اپنے مسافروں کو بخیر و عافیت پہنچے نہ اتار سکا۔ اس جہاز کی طرف سے آخری پیغام یہ ملا تھا کہ تمام مسافر کھانا کھا کر اور سگرٹ پی کر سونے کی تیاریاں کر رہے ہیں۔ جب تک تمام مسافر سو گئے۔ لیکن ان میں سے اکثر کے لئے یہ نیند موت کی نیند بن گئی۔ رات کے دو بجے جہاز کی سٹیئرنگ بگڑ گئی۔ دھماکا ہوا۔ اور یہ ہوائی مائی ٹینک آگ کے شعلوں میں لپٹا ہوا نیچے آ گرا۔ مُردوں میں لارڈ ٹامسن وزیر محکمہ پرواز بھی تھے۔ جو ہندوستان کی وائسرلٹی۔ امیدواروں میں تھے۔ یقین ہے کہ ہر شخص کو اس حادثہ فاجعہ پر دلی رنج ہوگا۔

—— پشاور ۹ اکتوبر۔ ملک محمد خان کوکی خیل اور ملک محمد حسین خان قنبر خیل ۵ اکتوبر کو تیراہ سے پشاور کو روانہ ہوئے۔ لیکن خلافیوں نے انہیں قنبر خیل اور سوانا کی سرحد کے مقام اتصال پر روک لیا۔ اور واپس جانے پر مجبور کر دیا۔ بعض سرکاری ملک اور سفید ریش مختلف راستوں سے پشاور آنے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔

—— شملہ ۱۰ اکتوبر۔ وائسرائے نے نواں آرڈیننس یعنی خلاف قانون مجالس کا آرڈیننس نافذ کیا ہے تا کہ مقامی حکومتیں خلاف قانون مجلس کی غیر منقولہ جائداد پر قبضہ اور منقولہ جائداد کو ضبط کرنے کے لئے مؤثر تدابیر اختیار کر سکیں۔

اس آرڈیننس کو نافذ کرتے ہوئے وائسرائے نے ایک طویل بیان شائع کرایا ہے جس میں سول نافرمانی کے کارکنوں کی علانیہ بے ضابطگیوں اور قانون شکنیوں پر اظہار افسوس کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ان کے انسداد کے لئے قانون ترمیم ضابطہ فوجداری ناکافی ثابت ہوئی۔ اس لئے اس آرڈیننس کی رو سے مقامی حکومتوں کو اختیار دیا جاتا ہے کہ وہ خلاف قانون جماعتوں کی منقولہ جائداد اور بعض حالتوں میں غیر منقولہ جائداد بھی ضبط کر لیں۔ لیکن اس خیال کے پیش نظر کہ ان لوگوں کو نقصان نہ پہنچے۔ جنہوں نے اپنی جائدادیں کسی وجہ سے خلاف قانون جماعتوں کے حوالہ کر دیں لیکن انہیں ان تحریک کے ساتھ کوئی ہمدردی نہیں۔ مقامی حکومتوں کو اختیار دیا گیا ہے۔ کہ ان کو مناسب معاوضہ دیں۔ یا ان سے اس بات کا عہد لے کر یہ جائدادیں ان کو واپس دیدیں کہ وہ آئندہ ان کو ایسی جماعتوں کے استعمال کے لئے نہیں دیں گے۔

—— لاہور ۹ اکتوبر۔ بھگت سنگھ کے والد سردار کشن سنگھ صاحب ڈپٹی کمشنر لاہور کے پاس اس امر کی درخواست کرنے والے ہیں کہ ان کو اپنے بیٹے کے ساتھ ملاقات کرنے کی اجازت دی جائے۔ کیونکہ سردار موصوف کا ارادہ ہے کہ بھگت سنگھ کی سزائے موت کے خلاف پریوی کونسل میں اپیل کریں۔ یہ بھی تجویز ہے کہ جیلخانے کے انسپکٹر جنرل صاحب کو تار دیئے جائیں۔ تا کہ وہ ملاقات کرنے کی اجازت دیدیں۔ نیز حکومت پنجاب کے چیف سیکرٹری کو اس مضمون کا تار دیا جائے کہ وہ سزائے موت کے حکم کی تعمیل کو اپیل کے نتیجہ تک ملتوی کر دیں۔

—— الہ آباد ۱۰ اکتوبر۔ آل انڈیا آدی ہندو پسماندہ اقوام کی مجلس کا آٹھواں اجلاس نومبر کے پہلے ہفتہ میں مسٹر آیچ اور راؤنڈ لی پی اے آف کلکتہ کی زیر صدارت منعقد ہوگا۔

—— انبالہ چھاؤنی ۸ اکتوبر۔ معلوم ہوا ہے کہ مسٹر وی جے پٹیل ایک بڑے افسر کو معافی طلب کرنے کا نوٹس دینے والے ہیں۔ کیونکہ افسر اس نے مسٹر پٹیل کو ملک معظم کا دشمن کہ کر پکارا۔ نیز اس نے اگلے روز جب کہ موخر الذکر انبالہ کے ڈسٹرکٹ جیل میں مقید تھے تو ان کے ساتھ مصافحہ کرنے سے انکار کر کے ان کی ہتک کی تھی۔

—— بمبئی ۸ اکتوبر۔ مسٹر سین گپتا نے پیرا فس اور بمبئی پراونشل کانگرس کمیٹی کے عہدہ داروں کے ساتھ مشورہ کیا۔ موجودہ کشمکش میں مزدوروں کی تنظیم پر بحث و تمحیص کی۔ اور بائیکاٹ کی تحریک کو سخت تر کرنے کا مشورہ دیا۔ مسٹر گپتا کے دل پر مزدوروں کی ان مساعی کا خاص اثر ہوا۔ جو وہ تحریک مقاطعہ کو کامیاب بنانے کے لئے عمل میں لا رہے ہیں۔ مسٹر گپتا کہتے ہیں بائی کاٹ کی تحریک بہترین مدافعانہ تحریک ہے۔

—— ماسکو ۹ اکتوبر۔ سویٹ گورنمنٹ۔ نے منچوریا کے جنگی لارڈ مسٹر سولن کے نام موکڈن میں ایک نوٹ ارسال کیا ہے جس میں سویٹ حکومت کے خلاف منچوریا کے سفید روسیوں کی مسلسل سرگرمی کے خلاف احتجاج کیا گیا ہے۔ نیز سفید روسیوں سے فلفور اسلحہ لے لینے اور ان کو منچوریا سے خارج کرنے کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ نیز ان تمام روسیوں کو حکومت چین کی ملازمت سے برطرف کرنے پر زور دیا گیا ہے۔ جو سفید روسیوں کے تنظیم کے کام میں سرگرم حصہ لے رہے ہیں۔

—— چٹاگانگ ۹ اکتوبر۔ ریم بکار چکرورتی جس کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ وہ ان سرغنوں میں سے ایک ہے۔ جنہوں نے ۱۸ اپریل کی رات کو اسلحہ خانہ پر حملہ کیا تھا۔ اور جس کے بارے میں ۵ ہزار روپیے کے انعام کا اعلان کیا گیا تھا۔ آج علی الصبح کوئی واقع پٹیہ تھانہ میں ہرپنچند رکے مکان پر گرفتار کر لیا گیا۔ ہر یش معہ دو نوجوانوں کے جن کی عمر ۱۶ اور ۱۸ سال کی ہے۔ گرفتار کر لیا گیا۔ یہ چاروں شہر میں لائے گئے۔ اور ان کے لئے مہلت تفتیش لے لی گئی۔

—— پٹنہ ۹ اکتوبر۔ بیان کیا جاتا ہے کہ شاہ محمد زبیر کا انتقال ہو گیا۔ مرحوم کونسل آف سٹیٹ کے رکن اور مونگیر ڈسٹرکٹ بورڈ کے صدر رہ چکے تھے۔

—— لندن ۸ اکتوبر۔ کپتان پیری رپ سابق بین الاقوامی چوگان باز جس نے انگلستان کی طرف سے امریکہ کے مقابلہ پر ۱۹۱۰ء میں پولو کے کھیل میں نمایاں حصہ لیا تھا۔ آج صبح اپنے گھر پر گولی سے ہلاک پایا گیا۔

—— لنڈن ۹ اکتوبر۔ مسٹر ڈی دلیرا نیشنل کانگرس کی شاخ لنڈن کی اس دعوت کو نامنظور کر دیا ہے۔ جس کے ذریعہ سے آپ سے گول میز کانفرنس کے مخالفانہ مظاہرہ میں شامل ہونے کی استدعا کی گئی تھی۔ برخلاف اس کے آئرلینڈ کی طرف سے ہندوستانی حقوق کی حمایت اور امداد کرنے کا ارادہ ظاہر کیا ہے۔

—— احمد آباد ۱۱ اکتوبر۔ آج ساڑھے تین بجے شام پنڈت جواہر لال نہرو کو نینی تال کے جیل خانہ سے رہا کر دیا گیا۔

—— الہ آباد ۱۲ اکتوبر۔ پنڈت جواہر لال نہرو نے اپنی رہائی کے بعد کانگرس کی صدارت اپنے ہاتھ میں لے لی ہے۔ آپ آج شام کو ایک پبلک جلسہ کے روبرو تقریر کریں گے۔ کل سوری جائیں گے۔ جہاں سے الہ آباد کے راستے دہلی، بمبئی اور بعض دیگر مقامات کا دورہ کریں گے معلوم ہوا ہے کہ آپ کانگرس کے پروگرام کو مزید ترمیموں اور اضافوں کے ساتھ جاری رکھیں گے۔ ابھی سے اگر یہ امید لگائی جائے۔ کہ آپ کانگرسی پروگرام کے متعلق کوئی قطعی بیان دیں۔ تو یہ امید قبل از وقت ہوگی۔ آپ پہلے ہی سے شہر کے بڑے بڑے کانگرسی اداروں کا معائنہ بھی کر چکے ہیں۔

—— الہ آباد ۱۲ اکتوبر۔ پنڈت جواہر لال نہرو نے ایک تازہ ترین بیان شائع کیا ہے۔ جس میں آپ لکھتے ہیں کہ ۶ ماہ کی جبری غیر حاضری کے بعد میں اپنے فرائض کا جائزہ لے رہا ہوں۔ اور اس اعلیٰ منصب کو دوبارہ سنبھال رہا ہوں جس پر مجھے میری محبوب قوم نے لاہور کے جلسہ میں ممتاز کیا تھا۔ اپنے عہدے کا چارج لینے کے بعد میں مستعد قائمقام صدر صاحبان کا شکریہ ادا کئے بغیر نہیں رہ سکتا جنہوں نے میری غیر حاضری میں کمال دلیری اور ایثار کے ساتھ جنگ آزادی کو جاری رکھا۔ میں اپنی عزیز قوم کی خدمت میں اس عظیم الشان جدوجہد کے لئے احترام اور قدرشناسی کا تحفہ پیش کرتا ہوں۔ میں خدائے بزرگ سے دعا کرتا ہوں کہ مجھے کافی دانش اور طاقت عطا کرے۔ تا کہ میں اپنے آپ کو ہندوستان کا سپوت ثابت کر دوں لاکھوں ہندوستانی لاٹھیوں کی مار کھا چکے ہیں۔ چالیس پچاس ہزار محبان وطن جیل خانوں میں مقید پڑے ہیں۔ خدا کرے کہ ان کی قربانیاں بار آور ثابت ہوں۔ اور ہمارے دل میں اپنے عزیز وطن کو آزاد کرانے کے لئے دگنی چوگنی طاقت کے ساتھ۔ جدوجہد جاری رکھنے کا جذبہ پیدا ہو۔

—— شملہ ۱۱ اکتوبر۔ شملہ میں زبردست افواہیں پھیل رہی ہیں کہ سر ملکم ہیلی کے آئندہ وائسرائے ہونے کا امکان ہے۔ ان کے متعلق متضاد آراء کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ بعض کا خیال ہے کہ وہ اعلیٰ درجہ کے وائسرائے ثابت ہوں گے۔ لیکن فریق مخالف اس بنا پر ان کی سخت مخالفت کرے گا۔ کہ وہ رجعت پسند ہیں۔

—— وائسرائے کا نیا آرڈیننس جاری ہونے کے بعد بمبئی پولیس نے فی الفور کارروائی شروع کر دی ہے [illegible]

—— مقدمہ سازش لاہور (جس کا فیصلہ گذشتہ ہفتہ کو ہوا) اور ایک جدید وسیع سازش کے سلسلہ میں مصرحہ ذیل مفرور ملزموں کی گرفتاری یا سراغرسانی کے لئے حکومت پنجاب نے جو انعامات مقرر کئے ہیں ان کی مجموعی مقدار بیس ہزار روپیہ تک پہنچتی ہے۔ ان انعامات کے اعلان میں ڈپٹی انسپکٹر جنرل خفیہ پولیس نے لکھا ہے کہ اگر کسی شخص نے ان ملزموں کو پناہ دی۔ یا ان کو کسی قسم کی امداد دی۔ تو وہ سات سال قید یا مشقت کا مستوجب ہوگا۔

—— امرتسر ۱۱ اکتوبر۔ گذشتہ رات کپڑے کی پرانی منڈی میں ایک بم کا دھماکا سنائی دیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ منڈی کی تمام دوکانیں فی الفور بند کر دی گئیں۔ یہ بھی سنا گیا ہے کہ دو آدمی زخمی ہوئے ہیں۔ گورنمنٹ گزٹ کی ایک غیر معمولی اشاعت میں آج بعد دوپہر شائع کیا گیا ہے کہ گورنر جنرل با اجلاس کونسل نے احمد آباد، بھڑوچ، کیرا اور سورت کے اضلاع کی تمام کانگرس کمیٹیوں اور ان کی شاخوں کو نئے آرڈیننس کے ماتحت انجمن ہائے خلاف قانون قرار دیا ہے۔ کہ یہ انجمن تحریکات کی تنظیم اور نشو و نما میں سرگرم ہیں۔ جن کی علت غائی قانون شکنی ہے۔ یا جس کا مقصد آئینی نظم و نسق میں ناجائز مداخلت کرنا ہے یا قیام امن میں رخنہ اندازی کرنا ہے۔ ایسی کانگرس کمیٹیوں کی تعداد جن کو خلاف قانون قرار دیا گیا ہے ۹۹ ہے۔ گورنمنٹ گزٹ میں مختلف اضلاع کے ۲۸ ایسے کانگرسی دفاتر بتائے گئے ہیں جن پر اسی آرڈیننس کے تحت فوراً قبضہ کر لیا جائے گا۔

—— الہ آباد ۱۱ اکتوبر۔ صوبہ متحدہ آگرہ و اودھ کی حکومت نے اعلان کیا ہے کہ ضلع بنارس کی تمام کانگرس کمیٹیوں اور نوجوان سبھاؤں کو خلاف قانون قرار دیا گیا ہے۔

—— دہلی ۱۱ اکتوبر۔ آج صبح سابق جمعیت العلماء کے صدر اور ورکنگ کمیٹی کے کارکن مفتی کفایت اللہ گرفتار کر لئے گئے۔

—— الہ آباد ۱۱ اکتوبر۔ یہاں اطلاع موصول ہوئی ہے کہ پنڈت موتی لال نہرو بہر حزن تشویشناک ہے۔

—— ام القریٰ کی تازہ اشاعت سے معلوم ہوا ہے۔ کہ سلطنت حجاز نے جو چار نئے عربی جہاز خریدے تھے وہ جدہ پہنچ گئے ہیں۔

—— موسم حج قریب آ گیا ہے۔ مختلف کمپنیاں حاجیوں کو جہاز پہنچانے کا انتظام کر رہی ہیں۔ ایک کمپنی نے سردست چار جہاز حاجیوں کے لئے وقف کر رکھے ہیں۔ مزید جہازوں کے انتظام کی امید ہے۔

—— افواہ ہے کہ غازی مصطفیٰ کمال پاشا جنہوں نے چند سال ہوئے اپنی بیوی کو طلاق دیدی تھی اب ترکی کی "ملکہ حسن" سے جس کی عمر سولہ سال ہے نکاح کی تجویز کر رہے ہیں۔

—— معلوم ہوا ہے کہ حکومت لبنان جدید قانون مطابع کا مسودہ تیار کر رہی ہے امید کی جاتی ہے کہ اس قانون سے اخبار نویسوں کے حقوق کی حفاظت ہو سکے گی۔ اور وہ انتظامی قیود کی دست برد سے نجات حاصل کر لیں گے۔

—— پشاور ۱۱ اکتوبر۔ معلوم ہوا ہے کہ محمود میں چیف کمشنر صوبہ سرحد کے ساتھ ملاقات کرنے اور حکومت ہند کی شرائط کو سننے کے لئے آفریدیوں کا جو جرگہ طلب کیا گیا تھا سو وہ ٹوٹ گیا ہے۔ چنانچہ اب تمام ضلع پشاور میں جنگی تیاریاں جاری ہیں۔

—— لاہور ۱۲ اکتوبر۔ لاہور شہر میں انقلاب پسند مفروروں کی گرفتاری کے لئے انعام کی تشہیر کے لئے جو بڑے بڑے پوسٹر سرکار کی طرف سے لگائے گئے ہیں ان کی حفاظت کے لئے پولیس کا پہرہ لگایا گیا ہے تا کہ ان پوسٹروں کو کوئی آدمی پھاڑ نہ سکے۔ پولیس کے آدمی لاٹھیاں لے کر پوسٹروں کے نزدیک کھڑے ہیں۔

—— لندن ۱۱ اکتوبر۔ معلوم ہوا ہے کہ مسٹر بالڈون اور مسٹر لائڈ جارج کو گول میز کانفرنس میں بطور ڈیلی گیٹ نہیں لیا جائے گا اور مسٹر میکڈانلڈ موجودہ وزیر اعظم برطانیہ بھی کانفرنس میں صرف اسی وقت آئیں گے کہ جب کوئی رسم ادا کرنی ہوگی۔

—— رگبی ۱۰ اکتوبر۔ حکومت برطانیہ اپنے ملک کے بیکاروں کے لئے کام پیدا کرنے اور ان کی تعداد کو کم کرنے کے لئے از حد کوشش کر رہی ہے اسی سلسلہ میں مسٹر ہربرٹ ماریسن ٹرانسپورٹ وزیر نے بتایا ہے کہ گذشتہ تک قریبا تیرہ کروڑ پونڈ بیکاروں کی امداد کے لئے خرچ کئے جا چکے ہیں۔

—— لاہور ۱۲ اکتوبر۔ معلوم ہوا ہے کہ پنجاب میں تمام ڈاکخانوں کے نام گورنمنٹ نے اس مطلب کا سرکلر جاری کیا ہے کہ چونکہ کچھ عرصہ سے ملک میں ٹریفک کم ہو جانے کے باعث ڈاکخانہ کی آمدنی میں بہت کمی واقع ہو گئی ہے اس لئے اگر ڈاکخانے کا کوئی ملازم رخصت پر جائے تو اس کی

ضرورت ہے

اوائل ۱۹۳۲ء میں انجمن کو ایک مبلغ کی بغرض تعلیم برلن بھیجنے کی ضرورت ہے۔ جماعت کے جو نوجوان دینی خدمات اس غرض کے لئے پیش کرنا چاہتے ہوں وہ حسب ذیل سوالات کے جواب کے ساتھ اپنی درخواستیں ۵ دسمبر سے پیشتر سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور کے نام بھیجدیں۔

(۱) آپ نے کون کونسی ڈگریاں حاصل کی ہیں۔

(۲) زبان عربی کی تعلیم کہاں تک حاصل ہے۔

(۳) دینی تعلیم کس قدر حاصل ہے۔

(۴) کیا آپ نے جرمن زبان سیکھی ہے یا سیکھنے کا کوئی انتظام کیا ہے یا ایسا انتظام زیر غور ہے۔

(۵) کیا آپ کو لیکچر دینے یا مضامین لکھنے میں کچھ مہارت ہے اگر نہیں تو کس قدر عرصہ کے لئے۔

(۶) کیا آپ مستقل طور پر انجمن کو اپنی خدمات پیش کرتے ہیں۔

(۷) کیا آپ روانگی سے پیشتر انجمن سے کسی قسم کی امداد چاہتے ہیں یعنی اس درمیانی عرصہ میں بطور مبلغ اپنے آپ کو تیار کرنے کے لئے انجمن سے کچھ لینے کی ضرورت سمجھتے ہیں۔ (ان ایام میں آپ کو کچھ کام صرف اپنے آپ کو مبلغ تیار کرنے کا حسب ہدایت انجمن کرنا ہوگا جس کے لئے قریباً دو گھنٹے روزانہ وقت آپ کو دینا ہوگا۔)

(۸) اگر آپ مستقل طور پر اپنی خدمات پیش نہیں کرتے تو کیا پانچ سال تک آپ برلن ٹھہریں گے۔

(۹) کیا اس عرصہ قیام جرمنی میں آپ علاوہ مشن کے کام کے ذاتی طور پر کوئی ڈگری وغیرہ حاصل کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں جس سے مشن کے کام کو نقصان نہ پہنچے۔

(۱۰) سوال ۹ کا جواب اگر اثبات میں ہے تو اس صورت میں آپ کس قدر تنخواہ لینا منظور کریں گے۔

سید غلام مصطفےٰ سیکرٹری انجمن اشاعت اسلام لاہور

ضروری اعلان

اپنا نمبر خریداری تلاش کیجئے

ماہ نومبر ۱۹۳۰ء میں جن خریدار صاحبان کا چندہ ختم ہوتا ہے ان کے نمبر خریداری ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔ براہ کرم وہ بواپسی اپنا چندہ ارسال فرمائیں۔ ورنہ ہفتہ عشرہ کے بعد وی پی ارسال ہوں گے۔

۳۵۰ و ۲۶۵ و ۲۵۵ و ۱۳۴ و ۱۲۹ و ۵۴
۴۷۴ و ۴۹۶ و ۵۶۰ و ۵۲۰ و ۵۱۸ و ۵۱۷
۱۱۰۴ و ۱۰۸۶ و ۱۰۸۵ و ۹۹۰ و ۹۸۶ و ۸۰۷ و ۸۰۱
۱۵۱۲ و ۱۵۱۰ و ۱۳۱۵ و ۱۳۰۹ و ۱۳۰۶ و ۱۳۰۴
۱۶۸ و ۱۵۱۸ و ۱۵۱۷ و ۱۵۱۶ و ۱۵۱۵ و ۱۵۱۴
۱۵۲۴ و ۱۵۲۶ و ۱۵۳۱ و ۱۵۲۷ و ۱۶۳۷ و ۱۶۶۶
۱۶۶۲ و ۱۶۶۳ و ۱۶۷۱ و ۱۶۶۹ و ۱۵۲۱ و ۱۵۲۲
۱۶۴۶ و ۱۶۴۵ و ۱۶۳۷ و ۱۶۸۶

وی پی وصول کر لیجئے!

جن احباب کا چندہ ماہ ستمبر یا اکتوبر ۱۹۳۰ء میں ختم ہوتا تھا ان کو اس سے قبل بذریعہ خطوط و اخبار اطلاع دی جا چکی ہے۔ اب کافی انتظار کے بعد ان کے نام وی پی کئے جا رہے ہیں۔ مہربانی کر کے وہ وصول فرمائیں۔ کافی عرصہ پہلے اطلاع دیکر وی پی کئے جاتے ہیں۔ پھر ان کو واپس کرنا بہت نامناسب بات ہوگی۔

منیجر پیغام صلح لاہور

وضع کرنا چاہیے۔ اس نے عام اپنے دوستوں سے کہا کہ میں دوسرے لوگوں سے زیادہ خوش وخرم رہتا ہوں کیونکہ میں دیوتاؤں اور شیطانوں کی گرفت سے آزاد ہوں۔ لیکن بیان کیا جاتا ہے کہ جیسا کہ اس کی خواہش تھی وہ آرام سے نہیں مرا۔ بلکہ آخری لمحوں میں اُسے شدت کا درد محسوس ہوا۔ اس کا آخری فعل یہ تھا کہ اس نے اپنے نوکر اور شوفر کے ہاتھوں کو بوسہ دیا۔ اُس کے آخری الفاظ یہ تھے کہ "میرے مرنے پر آنسو نہ بہائے جائیں" اس کی وصیت یہ تھی کہ میری تربت پر کوئی رسم ادا نہ کی جائے۔ اور نہ قوم میرے جنازہ کو دھوم سے نکالے مگر مرنے والے کی سب سے نرالی خواہش یہ تھی کہ اسے استادہ حالت میں دفن کیا جائے تاکہ وہ جس طرح زندگی میں سیدھا کھڑا رہتا تھا موت کے بعد بھی کھڑا رہے۔ بایں ہمہ دنیا کے اس "بے حیا" ملحد کو اپنے وطن سے بیحد محبت تھی۔ وطن اس کی زندگی اور اس کا مذہب تھا۔ لیکن وطن کی یہ محبت دنیا کے لئے سب سے بڑی لعنت ثابت ہوئی۔ کیونکہ کلیمنشو نے ۱۸۷۰ء کی شکست کا انتقام جرمنی سے ۱۹۱۴ء کی جنگ میں لیا۔ اگر کلیمنشو کے دل میں خدا کا خوف ہوتا اور وہ اپنے خالق کے حکم کی اطاعت کو اپنا ایمان سمجھتا تو دنیا جنگ عظیم کے خوفناک اور زہرہ گداز نتائج سے محفوظ رہتی۔

محمد دی پرافٹ کا بنگالی ترجمہ

ناظرین کرام کے لئے یہ خبر دلچسپی کا باعث ہوگی کہ کلکتہ کی مسلم پبلشنگ کمپنی نے حضرت مولانا محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ کی انگریزی کتاب "محمد دی پرافٹ" اور انگریزی قرآن کے دیباچہ کا بنگالی میں ترجمہ کرنے کی اجازت طلب کی ہے۔ مولانا نے انجمن کی طرف سے کمپنی کو ترجمہ کرنے کی باقاعدہ اجازت دیدی ہے۔ "محمد دی پرافٹ" نہ صرف ہندوستان کے اسلامی حلقوں بلکہ یورپ اور بلاد مغرب میں بھی غیر معمولی طور پر مقبولیت حاصل کر چکی ہے اس کی مقبولیت کا اندازہ اس امر سے ہو سکتا ہے کہ ہندوستان اور یورپ کی مختلف زبانوں میں اس کے ترجمے شائع ہو رہے ہیں۔ ہمیں امید ہے کہ قرآن کے دیباچہ اور "محمد دی پرافٹ" کا بنگالی ترجمہ بنگال میں زیادہ مقبول ہوگا۔ اور اگر مسلمانان بنگال نے ان کتابوں کے بنگالی ترجمہ سے پورے طور پر فائدہ اٹھایا تو تبلیغی نقطہ خیال سے یہ کلکتہ کی مسلم پبلشنگ کمپنی کا ایک قابل ستائش کارنامہ ہوگا۔ ہماری دعا ہے کہ خداوند کریم اس کمپنی کو اس کے نیک ارادوں میں کامیاب کرے۔

کانپور کی علماء کانفرنس

کانپور کی موتمر اسلامی اور علماء کانفرنس منعقدہ ۲۲ دسمبر ۱۹۲۹ء میں جو اہم قراردادیں پاس کی گئیں ان کا مفاد حسب ذیل ہے:۔ (۱) سارda ایکٹ مداخلت فی الدین ہے۔ موتمر حکومت سے مطالبہ کرتی ہے کہ مسلمانوں کو اس ایکٹ سے مستثنیٰ قرار دیا جائے۔ (۲) سارda ایکٹ کے نفاذ سے مسلمانوں کو مستثنیٰ کرنے کے لئے ایک نمائندہ کمیٹی مقرر کی جاتی ہے جو ضروری تدابیر اختیار کرے۔ (۳) سب نمائندگان اور ارکان مجلس استقبالیہ اختتام جلسہ پر ہر جگہ جلسے منعقد کریں۔ اور منظور شدہ تجاویز کو لوگوں کو ذہن نشین کرائیں۔

(۴) اگر تاریخ نفاذ ایکٹ مارچ تک مسلمانوں کو اس کے نفاذ سے مستثنیٰ نہ کیا گیا تو مسلمان کانفرنس کی مقرر کردہ کمیٹی کی تجویز کے مطابق قانون شکنی پر آمادہ ہو جائیں (۵) یہ کانفرنس فلسطین میں برطانوی انتداب اور اعلان بالفور کی یہود نوازی سے پورے شدومد کے ساتھ اپنی بیزاری کا اعلان کرتی ہے مسلمانان ہند اس وقت تک مطمئن نہیں ہوں گے جب تک کہ فلسطین ایک آزاد خود مختار ملک نہ بنے۔ (۶) یہ کانفرنس اعلیٰ حضرت محمد نادر شاہ غازی اور ان کے رفقا کو ان کی شاندار فتوحات پر مبارکباد دیتی ہے۔ (۷) یہ کانفرنس آل انڈیا مسلم کانفرنس منعقدہ ۱۳۱ دسمبر ۱۹۲۸ء و یکم جنوری ۱۹۲۹ء کے فیصلہ کو جو مسلمانوں کے سیاسی مطالبات کے متعلق ہے صحیح تسلیم کرتی ہے۔ (۸) یہ کانفرنس ہندو ریاستوں کے ان مظالم پر جو مسلمانوں کے متعلق روا رکھے جاتے ہیں۔ دلی رنج کا اظہار کرتی ہے۔ اس کانفرنس کی رائے میں سربرآوردہ مسلمانوں کے وفود دیسی ریاستوں میں بھیجے جانے چاہئیں۔ (۹) یہ کانفرنس حکومت کو متنبہ کرتی ہے کہ اگر صوبہ سرحد میں اصلاحات نافذ نہ کی گئیں تو مسلمان صوبہ سرحد کے باشندوں کو ان حقوق کے حصول کے لئے ہر امکانی طریقہ سے مدد دیں گے۔ (۱۰) یہ کانفرنس گول میز کانفرنس کو صرف اسی صورت میں قابل اعتماد سمجھ سکتی ہے جب کہ اس میں مسلمانوں کے ایسے نمائندے شامل کئے جائیں جن کو جمہور مسلمان اپنا صحیح ترجمان اور رہنما سمجھتے ہوں۔ (۱۱) یہ کانفرنس تمام علماء و مشائخ اور رہنماؤں کو توجہ دلاتی ہے کہ وہ لامذہبیت کے خیالات کے انسداد کے لئے ہر ممکن سعی فرمائیں۔ قرآن مجید کی تلاوت کس طرح کی جائے کہ مسلمان اس کے ترجمہ سے آگاہ ہو جائیں۔ (۱۲) یہ کانفرنس ان مطالبات کی تائید کرتی ہے جو سیاسی قیدیوں کی آزادی کے لئے پیش کئے گئے ہیں۔ اور امید کرتی ہے کہ ماپلے بھائی اور مالیگاؤں کے بھائی جلد سے جلد رہا کئے جائیں گے۔ ہم نہیں کہہ سکتے کہ علماء کی یہ ایک درجن قراردادیں عملی پہلو سے کہاں تک نتیجہ خیز ثابت ہوں گی؟ اس لئے کہ عام طور پر مسلمانوں کی قراردادیں محض ایک رسم پوری کرنے کے لئے قلمبند کر لی جاتی ہیں۔ یہ کاغذی ناؤ سے زیادہ وقعت نہیں رکھتیں۔ یہی وجہ ہے کہ حکومت کے ذمہ دار ارکان پر ان کی منظور کردہ تجاویز کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ غنیمت ہے کہ علماء نے الحاد اور لامذہبیت کے انسداد کی طرف توجہ کی ہے۔ لیکن انہیں پہلے اپنے افتراق اور تشتت پر ماتم کرنا چاہئے تھا۔ جو ان کی جماعت کو پریشان کر رہا ہے۔ تکفیر کا ناپاک مشغلہ بھی ان کی توجہ کا محتاج تھا۔ جو الحاد اور لامذہبیت کی اشاعت سے زیادہ تباہ کن ہے۔

مراسلات

قادیان کا نیا علم کلام

الفضل مورخہ ۱۳ دسمبر ۱۹۲۹ء صفحہ ۱۱ پر۔ پھر اس بات کو دہرایا گیا ہے کہ سید محفوظ الحق علمی دراصل بہائی تھا۔ وہ احمدی نہ تھا۔ لیکن علمی نے باصرار اس واقعہ سے انکار کیا ہے ملاحظہ ہو قادیان نمبر ۱ ۲۴ اگست ۱۹۲۹ء نیز یہ بھی ارشاد ہوا ہے کہ بہائی اپنا مذہب چھپاتے ہیں اور ان کا رویہ منافقانہ ہے۔ لیکن علمی نے قادیان نمبر مذکور صفحہ ۹ پر یاد دلایا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح قادیانی نے کسی فرضی نام سے اپنے کسی مرید کو ناخواندہ بنا کر اور فرضی مقاصد بتا کر کسی بڑے اسلامی مرکز میں خفیہ کارروائی کے لئے بھیجا تھا۔ نیز ایک معزز قادیانی نے قادیان سے ایک فرضی غیر احمدی نامہ نگار کے رنگ میں جلسہ سالانہ کی رپورٹ ایک غیر احمدی اخبار میں شائع کرائی تھی

پس جو الزام علمی پر لگایا جاتا ہے اس کا ثبوت نہیں ملتا۔ اور جو الزام علمی کی طرف سے خلیفہ صاحب پر قائم ہوا ہے اس کی تردید نہیں ہوتی۔ تو ایسی صورت میں یہ کیونکر فیصلہ ہو سکتا ہے کہ کونسا فریق حق پر ہے۔ اسی پرچہ میں اہل بہا کے سیلاب سے بچنے کے لئے "الفضل" نے پھر یہی معذرت پیش کی ہے کہ اہل بہا اجرائے نبوت کے قائل نہیں۔ اور قادیانی علماء اسی ایک لفظ کی آڑ لے کر ہمیشہ بچنا چاہتے ہیں۔ اور "الفضل" نے ۲۹ نومبر ۱۹۲۹ء کے پرچہ میں یہ اصول بنایا ہے۔ کہ:

صاحب البیت ادری بما فیہ۔ چنانچہ اسی قاعدہ کے ماتحت اہل بہا کے اقوال نقل کر کے ثابت کرنا چاہتا ہے کہ اہل بہا اللہ کو نبی اور رسول نہیں کہتے۔ بلکہ خدا کا اوتار مانتے ہیں۔ پس اسی قاعدہ کے ماتحت علمائے قادیان ملزم ہیں۔ اور ثابت ہوتا ہے کہ اہل بہا اللہ کو رسول اعظم تسلیم کرتے ہیں۔ اور وہ اجرائے نبوت کے قائل ہیں۔ بات صرف اس قدر ہے کہ باوجود اجرائے نبوت آئندہ اصطلاح نبی کا استعمال نہیں کرتے۔ ملاحظہ ہو کتاب شرح آیات مورخہ مصنفہ علامہ ابوالفضل صفحہ ۱۴۳۔ کہ جمعی کثیر از ہر مذہب و ملت از اقطار عالم برائے زیارت آں رسول اعظم (بہاء اللہ) بہ بلاد مقدسہ مسافرت خواہند نمود۔

علاوہ اس کے اہل بہا نے بارہا آیت میثاق النبیین کو پیش کر کے بہاء اللہ کی رسالت کو ثابت کیا ہے۔ جہاں کہ صریح طور پر اثبات رسالت مقصود ہے۔ لیکن ہمارے قادیانی مقدسین صرف ایک محدود لفظ نبی کی آڑ لے کر دنیا کو بیوقوف بنانا چاہتے ہیں۔ اور بار بار یہی فرماتے ہیں کہ بہائی اجراء نبوت کے قائل نہیں۔ اگر وہ اجرائے نبوت کے قائل نہیں تو نبا عظیم کے معتقد کس طرح ہیں جو کہ تمام نبوتوں پر محیط ہے۔ حیرت کا مقام ہے کہ اصل مدعا کو چھوڑ کر قادیانی اب تک ایک معمولی لفظ کے چکر میں مبتلا ہیں۔ ع

چوں غرض آمد ہنر پوشیدہ شد
صد حجاب از دل بسوئے دیدہ شد

یاد رہے کہ اہل بہا ختم نبوت کے قائل ہیں۔ مگر اجراء نبوت سے ان کو انکار نہیں۔ یہ ایک لفظی اور اصطلاحی بحث ہے۔ اور کچھ ملاحظہ ہو کتاب مناظرات الدینیہ للشیخ محمد الناطق البہائی صفحہ ۸۷۔ کہ جواب از آیت خاتم النبیین چند مطلب است۔ اول آنکہ قرأت معروف وسلم خاتم بفتح تا است کہ کنائیۃ از زینت است و صریح در ختم و تمام شدن نیست۔ دوم آنکہ الخاتم لما سبق والفاتح لما استقبل والمہیمن علیٰ ذالک کلہ یعنی ختم کنندہ ظہورات گذشتہ وکشائندہ یعنی ابتدا کنندہ ظہورات آئندہ ومحیط است بر ہمہ صریح است۔ در ایں کہ ابتدا ظہورات آئندہ بوجود ایشاں است۔ سوم آنکہ ترجمہ نبوت غیب گوئی یا از غیب خبر دادن است۔۔۔ ایں اسم وسمت بوجود مقدس حضرت محمد ختم شد۔ و تشریع بدورہ ولایت شد یعنی صاحب اختیار مطلق بودن وجواب از حدیث لانبی بعدی علاوہ از آنچہ در جواب خاتم النبیین گذشت آنست کہ مقصود از کلمہ بعدی زمان بلا فاصلہ بعد از حضرت رسول است۔ نہ ایں کہ تا ابد مراد باشد۔ انتہیٰ بلفظہٖ۔ اب اس تمام عبارت فاضل بہائی سے واضح ہے کہ اہل بہاء نبوت کو مسدود نہیں کہتے۔ وہ اجراء نبوت کے قائل ہیں۔ صرف اصطلاح تبدیل ہوگئی ہے۔ اب دورہ نبوت نہیں بلکہ دورہ ولایت مطلقہ ہے۔ نبوت ہو یا ولایت مطلقہ۔ نزول وحی سماوی و رسالت الٰہی کا سلسلہ جاری ہے۔ ان حوالہ جات اور عبارات سے یہ بھی واضح ہوگیا ہے کہ تمام قادیانی علم کلام کا ماخذ اور سرچشمہ ایک بہائی فاضل کی کتاب کا ایک ہی صفحہ ہے۔ الفضل مورخہ ۱۳ دسمبر ۱۹۲۹ء صفحہ ۱۱ پر میری نسبت یہ الزام ہے۔ کہ میں بہائیوں کا مداح اور ثناخواں ہوں۔ اس الزام کا جواب یہ ہے کہ اگر قرآن کریم اور احادیث صحیحہ سے نبوت یا رسالت کا دروازہ کھولنا قابل تعریف و تمجید ہے تو ایسی تعریف کے مستحق اہل قادیان کے اساتذہ کرام ہو سکتے ہیں۔ بلکہ خود بھی اہل قادیان کا فرض ہے کہ اہل بہاء کے شکر گذار ہوں۔ من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ۔ بالآخر "الفضل" نے اپنے اور اہل بہاء کے عقاید میں فرق دکھلایا ہے لیکن دیکھنا یہ ہے کہ اصول میں اتحاد ہو تو فروع میں اختلاف ہونا اہم بات نہیں۔ جب رسالت جاری ہے اور ایک شخص خدا کا رسول ہے تو وہ رسول اگر بامر الٰہی احکام توریت منسوخ کر سکتا ہے اور بجائے بیت المقدس مکہ قبلہ مقرر کر سکتا ہے تو ایسے رسول کا بامر الٰہی یہ بھی اختیار ہے کہ احکام قرآنی کو منسوخ کر کے عکا کو قبلہ مقرر کرے۔ اس قسم کے مباحثات ملایانہ ہیں۔ خرافات سے بڑھ کر زیادہ قابل وقعت نہیں۔ اور نہ اہل قادیان ایسے دلائل سے کامیاب ہو سکتے ہیں تا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد باب رسالت کو جاری رکھ کر اپنی موروثی شریعت کا رونا رونا بیوقوفی ہے۔ سیقول السفہاء من الناس ما ولّٰہم عن قبلتہم التی کانوا علیہا قل للہ المشرق والمغرب۔ بات صرف ایک ہی تنقیح طلب ہے۔ کہ آیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خدا کی طرف سے رسول آ سکتے ہیں۔ یا نہ۔ اگر آ سکتے ہیں تو بامر الٰہی ان کا اختیار ہے۔ کہ جو چاہیں منسوخ کریں۔ اور جو چاہیں نہ کریں۔

اس بنا پر اہل قادیان کا سارا علم کلام بمقابلہ اہل بہاء مجموعہ خرافات و اوہام ہے۔ اخباروں میں صفحات کے صفحات سیاہ کر دینے سے کچھ فائدہ نہیں۔ اصل دلیل کو حل کرنے کی ضرورت ہے۔ علماء قادیان کو ایک طرف تو یہ اصرار ہے کہ بہاء اللہ نے اوتار ہونے کا دعویٰ کیا۔ اور خدا کا اوتار خدا ہی ہوتا ہے۔ دوسری طرف اخبار "الفضل" ۱۳ دسمبر ۱۹۲۹ء میں حضرت میرزا محمود احمد صاحب کو کلمۃ اللہ مان کر اقرار کیا ہے کہ خدا نے اسے اپنے کلمہ تمجید سے بھیجا ہے اور خدا نے اپنی روح اس میں ڈالی ہے۔ ملاحظہ ہو "الفضل" ۱۳ دسمبر ۱۹۲۹ء کالم نمبر ۱ و نمبر ۲۔ اب بتاؤ کہ حضرت میاں محمود جو خدا کا کلمہ ہے اور جس کو خدا نے کلمہ تمجید سے بھیجا ہے اور جس میں خدا نے اپنی روح ڈالی ہے کرشن اوتار سے بڑھ کر خدا کا اوتار ہوا یا نہ۔ اگر بہائی یہ کہیں کہ بالوہیت حق لایزل بے مثال جمال قدم خود عین است و مطمئن گشتم تو قادیانی یہ کہتا ہے کہ بکلمۃ اللہ بودن و بروح اللہ بودن میرزا محمود کہ موجب ظہور جلال الٰہی است ایمان مے آریم۔ روح اللہ جلال الٰہی جمال قدم ایک ہی بات ہے۔ جب میاں محمود احمد صاحب میں خدا کی روح داخل ہوئی تو خدائے قادیان مجسم ہوگیا۔

۲۰ دسمبر ۱۹۲۹ء — محمد عبد اللہ وکیل۔ سرینگر

بقیہ صفحہ اول

کارناموں کو پیش کریں۔ ابھی اسلامی تاریخ ختم نہیں ہوئی ہے اس میں نئے ابواب کا اضافہ ہوگا۔ حال ہی میں مصطفےٰ کمال پاشا نے اسلام کی تاریخ میں ایک نئے باب کا اضافہ کیا ہے۔

اسلام کا احسان علوم و فنون پر

میں نے اپنی کتاب "سپرٹ اینڈ سٹرکل آف اسلام" (اسلام کی روح

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۱ | [illegible] رمضان [illegible] | نمبر ۱۲

قادیانی پیر اور افترا پردازی

[illegible] الفضل میں "نبی کا نام پانا" کے عنوان سے ایک مضمون شائع ہوا جس میں حضرت مسیح موعودؑ کے اس قول پر کہ "خدا تعالیٰ نے میرا نام نبی رکھا ہے" اور "تیرہ سو سال میں میں ہی نبی کا نام پانے کے لئے مخصوص کیا گیا ہوں"۔ ہمارے قادیانی ہمعصر نے بحث کرتے ہوئے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ حقیقی معنوں میں نبی تھے۔ ہمارا ہمعصر لکھتا ہے:۔

غیر مبائعین کو یاد رکھنا چاہئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہی نہیں لکھا کہ خدا تعالیٰ نے میرا نام نبی رکھا ہے بلکہ یہ بھی فرمایا ہے:۔

[illegible] اور حکمت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے افاضۂ روحانی کا کمال ثابت کرنے کے لئے یہ مرتبہ بخشا ہے کہ آپ کے فیض کی برکت سے مجھے نبوت کے مقام تک پہنچایا (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۵۰) پھر یہ بھی فرمایا ہے۔ "صریح طور پر مجھے نبی کا خطاب دیا گیا"

ہمارا دعویٰ یہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے کبھی اس نبوت کا دعویٰ نہیں کیا۔ جو قادیانی گدی ان سے منسوب کرتی ہے۔ اہل نظر خوب جانتے ہیں کہ ختم نبوت کے مسئلہ کو محض اس لئے طول دیا جا رہا ہے کہ جن لوگوں کے ایمان اس گدی کے قیام سے وابستہ ہیں۔ وہ اپنے ان عقاید پر مضبوطی کے ساتھ جمے رہیں۔ جن کے لئے قادیانی گدی کا پروپیگنڈا ایک وسیع پیمانہ پر کیا جاتا ہے۔ اس گدی کے قیام و استحکام کے لئے صداقت اور حقانیت کے نام سے جو روش اختیار کی گئی ہے وہ ایسی نہیں کہ ہم خداوندان قادیان کو مبارکباد کا ہدیہ پیش کریں۔ کیا صداقت اور حقانیت اسی کا نام ہے کہ حضرت مسیح موعود کے قول میں سے صرف وہ الفاظ ناظرین کے سامنے پیش کئے جائیں جو انہیں حقیقت سے آگاہ کرنے کے بجائے اُلٹا انہیں غلط فہمی میں مبتلا کر دیں؟ اس میں شک نہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ کے مذکورہ بالا الفاظ سے پڑھنے والا یہی نتیجہ نکالے گا کہ حضرت مرزا صاحب فی الحقیقت نبوت کے مدعی ہیں۔ لیکن اگر حضرت مرزا صاحب کا پورا فقرہ درج کر دیا جاتا جس کا صرف مفید مطلب حصہ نقل کر دیا گیا ہے تو نتیجہ وہ نکلتا جو خداوندان قادیان کی سفلی اغراض و مقاصد کے خلاف ہے۔

حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۱۵۰ پر حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

(یاد رہے کہ بہت سے لوگ میرے دعویٰ میں نبی کا نام سن کر دھوکہ کھاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ گویا میں نے اس نبوت کا دعویٰ کیا ہے جو پہلے زمانوں میں براہ راست نبیوں کو ملی ہے لیکن وہ اس خیال میں غلطی پر ہیں۔ میرا ایسا دعویٰ نہیں ہے بلکہ خدا تعالیٰ کی مصلحت اور حکمت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے افاضۂ روحانیہ کا کمال ثابت کرنے کے لئے یہ مرتبہ بخشا ہے کہ آپ کے فیض کی برکت سے مجھے نبوت کے مقام تک پہنچایا (اس لئے میں صرف نبی نہیں کہلا سکتا بلکہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے اُمتی اور میری نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ظل ہے نہ کہ اصلی نبوت۔ اسی وجہ سے حدیث اور میرے الہام میں جیسا کہ میرا نام نبی رکھا گیا ہے ایسا ہی میرا نام امتی بھی رکھا ہے تا معلوم ہو کہ ہر ایک کمال مجھ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور آپ کے ذریعہ سے ملا ہے")

ہم [illegible] اور حق پوشی کی داد دئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ کہ اس نے [illegible] حذف کر دیا ہے۔

حالانکہ نفس مضمون کے اعتبار سے یہ دونوں جملے خاص اہمیت رکھتے ہیں کیونکہ اول الذکر آپ کے دعویٰ کے متعلق ہے اور آخر الذکر آپ کے دعویٰ کا نتیجہ ہے۔ جو بیانی حصہ جو الفضل نے پیش کیا ہے وہ محض تشریح ہے۔

ایک معمولی لکھا پڑھا شخص بھی حضرت مرزا صاحب کے امر متذکرہ کو پڑھ کر آسانی کے ساتھ اس نتیجہ پر پہنچ جائے گا کہ جن لوگوں نے یہ مشہور کر رکھا ہے کہ آپ نے نبی کریم صلعم کے بعد جو خاتم النبیین ہیں نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ وہ افترا پردازی اور غلط بیانی کے جرم کے مرتکب ہیں۔ کیا مذکورہ بالا جملہ کے جلی الفاظ روز روشن کی طرح عیاں نہیں ہیں۔ اور کیا اُن سے بحث کا دروازہ ہمیشہ کے لئے بند نہیں ہو جاتا؟ کیا ان الفاظ کا حوالہ نہ دینا یا ان کو حذف کر جانا پڑھنے والوں کی آنکھوں میں خاک جھونکنا نہیں ہے جب خود حضرت مرزا صاحب صاف اور واضح الفاظ میں یہ فرماتے ہیں کہ "میرا ایسا دعویٰ نہیں ہے .... اور میری نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ظل ہے نہ کہ اصل نبوت"۔ تو اس پر بھی قادیانی گدی کی طرف سے اس آواز کا بلند کرنا کہ حضرت مسیح موعودؑ حقیقتاً نبی تھے سوائے اس کے اور کیا معنے رکھتا ہے کہ بھولے بھالے لوگوں کی جہالت اور لاعلمی سے پورا فائدہ اُٹھایا جائے۔ اور اس طور پر گدی کے مفاد کو ہر پہلو سے محفوظ رکھا جائے۔

مقام غور ہے کہ حضرت صاحب جہاں یہ لکھتے ہیں کہ آپ کے فیض کی برکت نے مجھے نبوت کے مقام تک پہنچایا" وہاں ساتھ ہی یہ بھی لکھتے ہیں کہ "میں صرف نبی نہیں کہلا سکتا"۔ کیا یہ دیانتداری ہے کہ اس فقرہ کو جس میں دعویٰ نبوت کا صاف انکار ہے چھوڑ دیا جاتا ہے۔ کیونکہ جو شخص مدعی نبوت ہوگا وہ کبھی یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں صرف نبی نہیں کہلا سکتا۔ پھر اس کے ساتھ یہ مزید تشریح بھی اسی متروکہ عبارت میں موجود تھی۔ کہ میں ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی ہوں اور ان الفاظ کی تشریح بھی خود آپ کے کلام میں موجود ہے۔ کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی کون ہوتا ہے دیکھو ازالہ اوہام صفحہ ۵۳۲-۵۳۳۔ "سو یہ بات کہ اس کو امتی بھی کہا اور نبی بھی اس بات کی طرف اشارہ ہے دونوں شانیں امتیت اور نبوت کی اس میں پائی جائیں گی۔ جیسا کہ محدث میں ان دونوں شانوں کا پایا جانا ضروری ہے"

اب جہاں نبوت کے مقام تک پہنچانے کا ذکر ہے وہیں یہ بھی صراحت موجود ہے کہ آپ صرف نبی نہیں کہلا سکتے۔ بلکہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی ہیں۔ ازالہ اوہام میں یہ الفاظ آ چکے ہیں کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی محدث ہوتا ہے۔ پس یہ دعویٰ محدثیت کا ہوا نہ کہ نبوت کا۔

خاتمہ پر ہم "الفضل" کو حضرت مرزا صاحب کے حسب ذیل الفاظ کی طرف توجہ دلاتے ہیں:۔

"نبوت کا دعویٰ نہیں بلکہ محدثیت کا دعویٰ ہے جو خدا تعالیٰ کے حکم سے کیا گیا ہے۔ میں نبوت کا مدعی نہیں بلکہ ایسے مدعی کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔ ان لوگوں نے مجھ پر افترا کیا ہے۔ جو یہ کہتے ہیں کہ یہ شخص نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے"

کیا اب بھی "الفضل" حضرت مرزا صاحب کو نبی قرار دینے کی جرأت کر سکتا ہے؟ کیا ان الفاظ سے "نبی کا نام پانے" اور "حقیقی معنوں میں نبی کے منصب پر مامور ہونے" کا فرق اظہر من الشمس نہیں ہے؟ کیا ان صاف اور صریح الفاظ کے باوجود حضرت صاحب سے یہ بات منسوب کرنا کہ آپ نے نبی ہونے کا دعویٰ کیا تھا خود آپ کے قول کے مطابق افترا نہیں ہے؟ یہ افترا پردازی نہیں بلکہ حضرت مرزا صاحب کی تعلیم کے خلاف ایک کھلی بغاوت ہے۔ جسے خداوندان قادیان محض اپنی خلافت کا اقتدار قائم رکھنے کے لئے جائز سمجھتے ہیں۔

کس قدر عجیب بات ہے کہ حضرت مرزا صاحب تو نبی کریم صلعم کے بعد نبوت کے مدعی کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں۔ لیکن یہ لوگ مسیح موعود کے انتقال کے بعد انہیں نبوت کے منصب پر مامور کرنے کے درپے ہیں۔ تاکہ دوکان کی رونق میں فرق نہ آئے۔ اور جو لوگ ایمان کی جنس کے گاہک ہیں وہ بددل نہ ہو جائیں۔ "الفضلیوں" کی "معاملہ فہمی اور عاقبت اندیشی" کا تقاضا تو یہ ہونا چاہئے تھا کہ جب حضرت مرزا صاحب نے نبوت کے بجائے محدثیت کے دعویٰ پر زور دیا اور نبوت کے مدعی کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا تو اس وقت حضرت مرزا صاحب کو یہ کہہ کر روک دیا جاتا کہ "حضور آپ نے یہ کیا غضب کر دیا؟ ہمیں تو آپ کے دعویٰ نبوت سے کام لینا ہے ابھی دنیا احمقوں سے بھری پڑی ہے۔ ہم کیوں نہ ان کی حماقت، جہالت اور [illegible]

کا نام ہے کہ جب دیکھا کہ اب میدان صاف ہے اور خدا کا مامور اس دنیا سے رخصت ہو چکا ہے تو اس کے صاف اور صریح الفاظ کے مفہوم کو جس میں تاویل کی خفیف سے خفیف گنجائش بھی نہیں پائی جاتی حیرت انگیز ڈھٹائی اور شوخ چشمی کے ساتھ محض اس لئے بدلنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ کہ کہیں قادیانی خلافت کی سر بفلک عمارت جس کے استحکام کا انحصار احمقوں؟ اور سادہ لوحوں کی کورانہ عقیدت پر ہے شک اور بدگمانی کے زلزلہ سے زمین کے برابر نہ ہو جائے۔

ہم چاہتے ہیں اور دل سے چاہتے ہیں کہ اس بحث کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ ہو جائے۔ اور قادیانی جماعت حضرت مرزا صاحب کی تعلیم کو اس کے اصلی اور حقیقی رنگ میں پیش کرے۔ تاکہ دنیا میں اشاعت اسلام کے متعلق آپ کے اس اہم بالشان مشن کو فروغ حاصل ہو جس کے لئے آپ خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور کئے گئے تھے۔ وفاداری، حق پسندی اور ارادت کیشی کی شرط تو یہی ہے کہ حضرت مرزا صاحب کی تعلیم سے سر مو انحراف نہ کیا جائے اور اس بارہ میں صحابہ کرام کے ایمان اور قوت عمل کی روایات کو پیش نظر رکھا جائے۔ لیکن حضرت مرزا صاحب کو حقیقی معنوں میں نبی ثابت کرنے کی دیوانہ وار کوشش کرنا اور اس عقیدہ کی اشاعت میں جسم اور دماغ کی پوری طاقت سے کام لینا یقیناً ایک فتنۂ عظیم ہے۔ جس کے سدباب کے لئے ہمیں غیر معمولی محنت اور سرگرمی سے کام لینا چاہئے۔

دولت کا مُہلک مصرف

برطانیہ کے وزیر خزانہ مسٹر سنوڈن نے ایک وائرلس پیغام میں اس حقیقت کا انکشاف کیا ہے کہ دنیا کی مختلف حکومتیں یا قومیں ہر سال اپنے اسلحہ پر نوّے کروڑ پونڈ یعنی گیارہ ارب ستر کروڑ روپے کی رقم صرف کرتی ہیں۔ اس عظیم الشان رقم کے مصرف کی نسبت حسب ذیل ہے: یورپین ممالک ۶۰ فیصدی۔ امریکہ ۲۰ فیصدی۔ دنیا کے باقی ماندہ ممالک ۲۰ فیصدی۔ برطانیہ کے جنگی قرضہ کی مقدار ۷ ہزار ملین پاونڈ یعنی سات ارب پونڈ (۹۱ ارب روپیہ) ہے۔ قرضہ کے اس خوفناک بار کو ہلکا کرنے کے لئے برطانیہ کو ہر سال ۳۵۰ ملین پونڈ (چار ارب ۵۵ کروڑ روپیہ) کی رقم ٹیکس سے وصول کرنی پڑتی ہے۔ عام لوگ شاید ان اعداد کی حقیقت اور اہمیت پر توجہ نہ کریں۔ لیکن انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ ان دماغ کو چکرا دینے والے اعداد کا ہندوستان کے افلاس سے ایک گہرا تعلق ہے۔ طلائی سکوں کے جو انبار ایسے آلات حرب کی تیاری پر صرف کئے جاتے ہیں۔ جن کے استعمال سے دنیا جہنم بن جاتی ہے۔ وہی اگر خدا کی غریب اور کمزور مخلوق کی بھلائی پر صرف کئے جائیں تو اسی دنیا میں بہشت کا سماں پیدا ہو سکتا ہے۔ لیکن بدگمانی، حرص اور نفس پرستی کے جذبات انسان کو اس قدر اندھا کر دیتے ہیں کہ وہ ملکوتی صفات سے کوئی سروکار نہیں رکھنا چاہتا۔ غور سے دیکھا جائے تو دولت کا ناجائز مصرف اور اس کے تباہ کن نتائج بجائے خود ایک عذاب الٰہی ہیں جس سے صرف وہی قوم بچ سکتی ہے جو خدا کی مخلوق کی خدمت کو اپنی عبادت سمجھے۔

افغانستان میں بغاوت

گو افغانستان میں ہز مجسٹی شاہ نادر خاں کی حکومت سے امن کی صورت قائم ہو گئی ہے اور شاہ موصوف ملک کے اندرونی انتظام کے استحکام پر پوری توجہ فرما رہے ہیں لیکن سیاسی پہلو سے افغانستان کا مطلع ابھی پورے طور پر صاف نہیں ہوا۔ پشاور کی تازہ خبروں سے معلوم ہوا ہے کہ آٹھ سو شنواریوں نے گذشتہ اتوار کی شام کو سیپنا کوٹھا پر جو طورخم کے قریب ہے حملہ کر دیا اور خوگیانی سپاہی انگریزی علاقہ میں پناہ لینے پر مجبور ہو گئے۔ ہمعصر سول اینڈ ملٹری گزٹ کا نامہ نگار لکھتا ہے کہ بعض لوگوں کے خیال میں اس حملہ کی وجہ شہزادہ امین جان اور سردار عبدالحکیم خاں کی گرفتاری ہے بعض کی یہ رائے ہے کہ جب سے شنواریوں کے لیڈر محمد عالم نے شاہ نادر خاں کو بادشاہ تسلیم کر لیا ہے اس قبیلہ کے آدمیوں میں شدید اختلاف پیدا ہو گیا ہے۔ جب تک مفصل حالات معلوم نہ ہوں افغانستان کے متعلق صحیح رائے قائم نہیں کی جا سکتی۔ بہر حال بغاوت کی چنگاری خواہ کیسی ہی خفیف ہو ایک خوفناک شعلہ کی صورت اختیار کر سکتی ہے۔ اور ہمیں امید ہے کہ شاہ نادر خاں کی بیدار مغزی سے اس فتنہ کا بہت جلد تدارک ہو جائیگا۔

دریاست جے پور کی مسلم آزار سوتی

اس سے قبل ہم چومون (ریاست جے پور) میں حکام ریاست کی [illegible]

ایڈیٹر صاحب "فاروق" کی خوش فہمی

غلط بیانی کی ایک بدترین مثال

(از مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع مسلم شرری)

۸ مارچ ۱۹۳۰ء کے اخبار "فاروق" میں "ایک معزز غیر مبائع کا نبوت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لانا" کے الفاظ سے ایک سرخی نظر سے گذری۔ اس سرخی کے ظاہری الفاظ سے خیال گذرا کہ شاید احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے ساتھ تعلق رکھنے والے کسی احمدی نے اپنے سابقہ عقاید میں تبدیلی کرکے اہل قادیان کے عقاید و خیالات کو تسلیم کر لیا ہے۔ مضمون پڑھا اور بار بار پڑھا۔ مگر باوجود کوشش کے ہم سمجھ نہ سکے۔ کہ سارے مضمون میں وہ کونسی چیز ہے جس کی بنا پر ایسی بھڑکتی ہوئی سرخی قائم کی گئی۔

جناب قاضی سمیع اللہ صاحب اسسٹنٹ ڈائرکٹر آف ایگریکلچر سرگودہا اپنے ایک عزیز کی عیادت کی غرض سے قادیان تشریف لے جاتے ہیں۔ وہاں ایڈیٹر "فاروق" سے بھی ملاقات ہوتی ہے۔ اثنائے گفتگو میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس مشہور و معروف مکتوب کا بھی ذکر آتا ہے۔ جو ۲۳ مئی ۱۹۰۸ء کو ایڈیٹر اخبار عام کے نام لکھا گیا تھا۔ اس مکتوب میں حضرت صاحب نے اپنی نبوت کی جو تصریحات کی ہیں ان پر قاضی صاحب اپنا ایمان ظاہر کرتے ہیں اور پھر لکھ دیتے ہیں کہ

"اخبار عام مورخہ ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء میں جو تحریر حضرت مسیح موعود کی دربارہ اپنے دعویٰ کے شائع ہوئی ہے بندہ کا اسی پر ایمان ہے"

ایڈیٹر صاحب "فاروق" کی خوش فہمی ملاحظہ ہو کہ آپ نے اس واقعہ کو اپنے اخبار میں "ایک معزز غیر مبائع کا نبوت مسیح موعود پر ایمان لانا" کی چمک دار سرخی سے شائع کرکے بھولے بھالے "مبائعین" پر یہ ظاہر کرنا چاہا کہ گویا قاضی صاحب لاہوری احمدیوں کو غلطی خوردہ سمجھ کر اپنے سابقہ عقاید چھوڑ بیٹھے ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود کو اہل قادیان کی طرح نبی ماننے اور دنیا کے دیگر چالیس کروڑ کلمہ گو مسلمانوں کو کافر اور خارج از دائرہ اسلام سمجھنے لگ گئے ہیں۔ لاحول ولا قوۃ۔

اخبار عام میں حضرت مسیح موعود کا جو مکتوب شائع ہوا تھا اس میں کوئی ایک لفظ بھی ایسا نہیں جس سے اہل قادیان کے موجودہ عقیدہ نبوت کی تائید ہوتی ہو۔ بلکہ حضور علیہ السلام نے اس مکتوب میں جابجا تشریحات در تشریحات سے کام لے کر معاملے کو صاف کر دیا اور کھول کر بیان کیا کہ آپ کی مراد نبوت سے صرف اسی قدر ہے کہ آپ کو خدا تعالیٰ سے شرف ہمکلامی حاصل ہے۔ اور کہ خدا آپ پر بہت سی غیب کی باتیں ظاہر کرتا اور آئندہ زمانوں کے راز کھولتا ہے۔ چنانچہ آپ کے اپنے الفاظ یہ ہیں:۔

"جس بنا پر میں اپنے تئیں نبی کہلاتا ہوں وہ صرف اس قدر ہے کہ میں خدا تعالیٰ کی ہمکلامی سے مشرف ہوں۔ وہ میرے ساتھ بکثرت بولتا اور کلام کرتا ہے۔ اور میری باتوں کا جواب دیتا ہے۔ اور بہت سی غیب کی باتیں میرے پر ظاہر کرتا اور آئندہ زمانوں کے وہ راز میرے پر کھولتا ہے کہ جب تک انسان کو اس کے ساتھ خصوصیت کا قرب نہ ہو دوسرے پر وہ اسرار نہیں کھولتا"

اسی کے آگے فرماتے ہیں:۔

"انہیں امور کی کثرت کی وجہ سے اس نے (خدا نے) میرا نام نبی رکھا"

یہ ہے حضرت مسیح موعود کی مراد نبوت سے۔ کہ آپ کا نام صرف اسی وجہ سے نبی رکھا گیا کہ آپ کو خدا سے شرف ہمکلامی حاصل تھا۔ اور آئندہ زمانوں کے حالات سے آپ پر کھولے جاتے تھے۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں۔ اسی نبوت کے بارہ میں آگے لکھتے ہیں کہ:۔

"سو میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں اور اگر میں اس سے انکار کروں تو میرا گناہ ہوگا"

گویا یہ اہل قادیان والی نبوت نہیں جس کے انکار سے انسان کافر اور خارج از دائرہ اسلام ہو جاتا ہے اور ظاہر ہے کہ اس نبوت کا مفہوم وہیں تک محدود ہے۔ جہاں تک حضرت مسیح موعود نے اس کی خود تشریح کر دی کہ اس نبوت کو دوسرے الفاظ میں خدا سے شرف ہمکلامی اور آئندہ حالات کے متعلق پیشگوئیاں کرنا کہا جا سکتا ہے اور بس۔ پھر اسی "اخبار عام" والے مکتوب میں آگے چل کر فرماتے ہیں۔

"سو میں صرف اس وجہ سے نبی کہلاتا ہوں کہ عربی اور عبرانی میں نبی کے یہ معنی ہیں کہ خدا سے الہام پاکر بکثرت پیشگوئی کرنے والا"

کیا اس مکتوب کے یہ فقرات ایسے نہیں جن پر بار بار غور کیا جائے؟ کیا حضرت مسیح موعودؑ بار بار اپنی نبوت کو شرف مکالمہ مخاطبہ اور پیشگوئیوں تک ہی محدود نہیں فرماتے اور بار بار "صرف اس وجہ" "صرف اس وجہ سے" لکھ کر معاملے کو صاف نہیں کر دیتے؟ مگر اہل قادیان ہیں کہ اس صاف اور سلجھے ہوئے مکتوب سے بھی حضرت صاحب کے مذہب کے خلاف اپنے موجودہ عقیدہ نبوت کو ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ دنیا میں دیانت اگر کسی شے کا نام ہے تو اسی مکتوب سے ہر انسان بآسانی اس نتیجہ پر پہنچ سکتا ہے کہ حضرت صاحب کی مراد نبوت سے کیا تھی۔ متذکرہ صدر حقائق کے علاوہ ہم ذیل میں اسی زیر بحث مکتوب سے حضرت صاحب کی ایک اور عبارت نقل کرکے قارئین کرام سے اپیل کرتے ہیں۔ کہ وہ ٹھنڈے دل سے غور کریں۔ اور کسی صحیح نتیجہ پر پہنچیں۔ حضرت صاحب لکھتے ہیں:

"اس زمانے میں کثرت مکالمہ مخاطبہ الہیہ اور کثرت اطلاع بر علم غیب مجھے ہی عطا کی گئی ہے اور جس حالت میں عام طور پر لوگوں کو خوابیں بھی آتی ہیں۔ بعض کو الہام بھی ہوتا ہے۔ اور کسی قدر ملونی کے ساتھ علم غیب سے اطلاع بھی دی جاتی ہے۔ مگر وہ الہام مقدار میں نہایت قلیل ہوتا ہے۔ اور اخبار غیبیہ بھی اس میں نہایت کم ہوتی ہیں۔ اور باوجود کمی کے مشتبہ اور مکدر اور خیالات نفسانی سے آلودہ ہوتی ہیں۔ تو اس صورت میں عقل سلیم خود چاہتی ہے۔ کہ جس کی وحی اور علم غیب اس کدورت اور نقصان سے پاک ہو اس کو دوسرے معمولی انسانوں کے ساتھ نہ ملایا جائے۔ بلکہ اس کو کسی خاص نام کے ساتھ پکارا جائے تاکہ اس میں اور اس کے غیر میں امتیاز ہو۔ اس لئے محض مجھے امتیازی مرتبہ بخشنے کے لئے خدا نے میرا نام نبی رکھ دیا۔ اور یہ مجھے ایک عزت کا خطاب دیا گیا ہے"

حضرت مسیح موعودؑ کی اس عبارت پر حاشیہ آرائی کی چنداں ضرورت نہیں۔ نہایت صاف صاف الفاظ میں حضرت صاحب نے لکھ دیا ہے کہ آپ کو نبی کا نام صرف امتیازی مرتبہ بخشنے کی غرض سے دیا گیا ہے۔ اور یہ ایک عزت کا خطاب ہے۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں۔ غرض حضرت صاحب کے مکتوب میں کہیں بھی اس نبوت کا ذکر موجود نہیں۔ جو آج اہل قادیان کی طرف سے منوائی جا رہی ہے۔ پس اگر قاضی سمیع اللہ صاحب نے حضرت صاحب کے مکتوب میں نبوت کی تصریحات پر اپنا ایمان ظاہر کیا۔ اور پھر لکھ بھی دیا تو انہوں نے کونسی بات اپنے مسلک کے خلاف کی اور کونسی نئی چیز سامنے آئی۔ جس کی بنا پر مبائعین کرام کو ایک فرضی خوشی منانے پر مجبور کیا جاتا ہے۔ اور اخبار میں "ایک معزز غیر مبائع کا نبوت مسیح موعود پر ایمان لانا" کی سرخی سے دنیا جہان کی آنکھوں میں خاک ڈالی جاتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس مشہور و معروف مکتوب کو نقل کرتے ہوئے ایڈیٹر صاحب "فاروق" نے ایسے الفاظ استعمال کئے کہ گویا ایڈیٹر صاحب سلسلہ کی اختلافی تحقیقات میں اپنے حق میں کسی نئی چیز کا اضافہ کر رہے ہیں۔ جس کے شائع ہوتے ہی تمام دنیا میں اہل قادیان کی صداقت کا اعلان ہو جائے گا۔ اور لوگ تسلیم کر لیں گے کہ لاہوری احمدی غلطی پر تھے۔ آپ لکھتے ہیں:۔

"آج ہم ناظرین "فاروق" کی واقفیت اور ازدیاد ایمان کے لئے ایک ایسا زبردست ثبوت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کا پیش کرتے ہیں جو مبائعین اور غیر مبائعین کے درمیان حضرت اقدس کے دعویٰ نبوت کے متعلق فیصلہ کن ہے۔"

اہل قادیان کو اگر اسی مکتوب سے حضرت صاحب کی نبوت سمجھ میں آئی ہے تو پھر یہ اچھی نبوت ہے۔ جس کا اعلان حضرت صاحب اپنی وفات سے صرف تین دن قبل کرتے ہیں۔ اس سے پہلے اس کا کوئی پتہ بھی نہیں ہوتا۔ اور یہ خوب نبوت ہے کہ جس کے اعلان کے بعد حضرت صاحب کو ایک ہفتہ بھی دنیا میں رہنے کی مہلت نہیں ملتی۔ اور تین دن کے اندر اندر اس دنیا سے چل دیتے ہیں۔

پھر ایڈیٹر صاحب آگے لکھتے ہیں:۔

"خدا کے فضل سے خاکسار ایڈیٹر فاروق نے اخبار عام کا یہ پرچہ بہت مشکل سے بہم پہنچا کر اپنے پاس رکھا تھا۔ جو آج کام آیا۔ یہ پرچہ بالکل نایاب ہے۔ میرا ارادہ ہے کہ اس کی نقلیں طبع کرا کر شائع کروں"

نہ معلوم کیوں ایک مشہور و معروف چیز کو جو ہزاروں بار فریقین ایک دوسرے کے سامنے پیش کر چکے ہیں جو مدت گزری ضمیمہ النبوۃ فی الاسلام اور خلیفہ قادیان کی کتاب حقیقۃ النبوۃ میں شائع ہو چکی ہے۔ ایک ایسے رنگ میں پیش کیا گیا ہے کہ گویا مبائعین کرام کے "ازدیاد ایمان" کے لئے بالکل کوئی نئی چیز ہے۔ اور اس کے پیش کرنے میں "آئینہ کا سہرا ایڈیٹر صاحب..." [illegible]

خطبۂ عید الفطر

(بقیہ صفحہ ۳)

اتحادِ عمل کی دعوت

جو لوگ کام کرنیوالے اور قربانی کرنیوالے ہیں وہ بلاشبہ جماعت کے خیرخواہ ہیں۔ لیکن جو لوگ مالی قربانی کے وقت پیچھے ہٹتے ہیں ان کی باتیں ہمارے نزدیک قابل وقعت نہیں ہیں۔ افسوس ہے کہ ہمارے بعض دوست آسودہ حال ہیں مگر خدا کے راہ خرچ کرنے میں وہ بخل دکھاتے ہیں۔ یہ اچھی بات نہیں۔ خدا کے راستہ میں اپنے اندر قوت پیدا کرو تاکہ جو شخص باہر سے آکر تم میں شامل ہو وہ تمہارے رنگ میں رنگا جائے۔ خدا کا دین سخت مصائب میں گھرا ہوا ہے جس طرح تم اپنے مقدمات اور گھروں کے معاملات میں اپنے کاروبار میں مشکلات کو دیکھ کر بے چین اور مضطرب نظر آتے ہو اسی طرح تمہیں اپنے دین کے لئے بے چین اور مضطرب ہونا چاہئے۔ تمہیں ہر وقت اس بات کی فکر ہونی چاہئے کہ کن ذریعوں سے اور کس ذریعہ سے قوم کو مدد دی جائے اور کن وسائل سے اسکی قوت کو بڑھایا جائے۔ دوسروں سے بھی یہ ضرور کہو کہ اگر یہ جماعت کوئی مفید کام کر رہی ہے تو آؤ اس کے ساتھ مل کر کام کرو۔ ہمارے عقاید وہی ہیں جو دوسرے مسلمانوں کے ہیں۔ اگر کلمہ پڑھنے والوں کو کافر قرار دیا گیا تو اتحاد عمل کیسے ہو سکتا ہے؟ خاتمہ پر میں اپنے احباب سے یہی کہونگا کہ خدا کے راستے میں خرچ کرو۔ نیکی کا رنگ۔ اتحاد کا رنگ۔ عمل کا رنگ پیدا کرو جب عام لوگوں کو اس بات کا یقین ہو جائے گا کہ یہ اچھا کام کرتے ہیں تو وہ آپ کے ساتھ شامل ہو جائیں گے۔

اخبارِ احمدیہ

—— حضرت امیر جماعت خدا کے فضل و کرم سے بخیریت ہیں اور بدستور اپنے دینی مشاغل میں مصروف ہیں۔

—— خواجہ کمال الدین صاحب کی صحت پہلے کی بہ نسبت قابل اطمینان ہے۔ مگر کامل افاقہ کے لئے ابھی کچھ وقت چاہئے۔ احباب دعا فرمائیں۔

—— ۸ مارچ کو اخویم ماسٹر فقیر اللہ صاحب رکن صدر دفتر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کی والدہ صاحبہ کا پشاور میں انتقال ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ ایک نیک اور صالح خاتون تھیں۔ عمر تقریباً اسّی سال تھی۔ خداوند کریم مرحومہ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ مقامی جماعتوں سے درخواست ہے کہ مرحومہ کے لئے غائبانہ نماز جنازہ ادا کریں۔

—— پیغام صلح کی کسی گذشتہ اشاعت میں ہم میاں فضل کریم صاحب ٹھیکہ دار کا یہ اعلان شائع کر چکے ہیں کہ راولپنڈی میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا جلسہ ۲۹-۳۰-۳۱ مارچ کو منعقد ہوگا۔ لیکن حضرت امیر جماعت کا یہی منشا ہے کہ جلسہ ۲۸-۲۹ اور ۳۰ مارچ ۱۹۳۰ء کو منعقد کیا جائے۔ لہذا احباب آخری تاریخوں کو نوٹ کر لیں۔

—— شیخ محمد نصیب صاحب انچارج شعبہ تحصیل صدر دفتر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور رخصت پر ہیں۔ اور تبدیلی آب و ہوا کی غرض سے موضع شہاب پورہ ڈاک خانہ بٹالہ ضلع گورداسپور تشریف رکھتے ہیں۔ پہلے کی بہ نسبت ان کی صحت اچھی ہے مگر کمزوری باقی ہے۔ ان کا صاحبزادہ بدستور علیل ہے۔ احباب شیخ صاحب کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

اگر اجازت ہو تو ہم ایڈیٹر صاحب "فاروق" سے عرض کریں گے کہ اخبار عام والے مشہور و معروف مکتوب کی نقلیں طبع کرنے کی ضرورت نہیں (بشرطیکہ تجارتی اغراض مد نظر نہ ہوں) کیونکہ اس مکتوب کو کافی سے زیادہ شہرت حاصل ہو چکی ہے۔ ہاں اگر آپ سلسلہ کے اختلافات کو مٹانے کی دلی خواہش رکھتے ہیں تو برائے خدا اپنی کتاب "دین الحق" کو دوبارہ طبع فرما کر دنیا میں پیش کرنے کی نیکی کیجئے۔ آپ کی اس کوشش سے بہت سی سعید روحوں کو حق کی شناخت میں مدد ملے گی۔ اور خدا آپ کو اجر عظیم دے گا۔ اگر آپ کتاب "دین الحق" کے طبع کرنے کا اعلان کر دیں تو پانچ سو نسخوں کے خریدار ہم ہیں اس کے لئے آپ اپنی ہر طرح کی تسلی کر سکتے ہیں۔ اور اگر کسی وجہ سے آپ کتاب "دین الحق" خود طبع کرنے کی زحمت گوارا نہ فرمائیں تو ہمیں اجازت دیں ہم اپنے خرچ سے اس کی نشر و اشاعت کا بندوبست کریں گے۔ امید ہے کہ آپ جلد از جلد دونوں صورتوں میں سے کسی ایک کو اختیار کریں گے۔ ورنہ دنیا یہ سمجھنے پر مجبور ہوگی ؎

بیخودی بے سبب نہیں غالب
کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

قتل مرتد اور مسیحیت

عرصہ گذرا کہ پادری زبیر نے "شریعت ارتداد" کے نام سے ایک ٹریکٹ شائع کرکے یہ ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی تھی کہ اسلام میں مرتد کی سزا قتل ہے ہم نے اسی وقت "قتل مرتد اور مسیحیت" کے عنوان سے جواباً ایک مضمون سپرد قلم کیا تھا۔ آج پھر پادری برکت اللہ صاحب ایم۔ اے۔ اسی پرانے راگ کو لیکر اٹھے ہیں تا اس ساز پر الاپیں جس کی ساری کی ساری تاریں توڑ کر رکھدی گئی۔ اور وہ اب کبھی بھی آشنا ئے مضراب نہیں ہوسکتا۔ ذیل میں ہم اپنے محولہ بالا مضمون کو قند مکرر کے طور پر درج کرنیکی اجازت چاہتے ہیں تا "نور افشاں" کے فاضل مضمون نگار پادری برکت اللہ صاحب ایم۔ اے کو اپنے گھر کا بھی علم ہوجائے کہ قتل مرتد کی تعلیم کس مذہب نے دی۔ یوں تو انہیں اختیار ہے کہ "نور افشاں" میں جسقدر چاہیں ظلمت فشانیاں کراہیں۔ مگر ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ ہمارے اس مضمون کو پڑھ لینے کے بعد پادری صاحب موصوف کی آنکھوں سے ایک پردہ اٹھ جائے گا۔ اور وہ بے اختیار پکار اٹھیں گے۔

ہم الزام اُنکو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا

اگرچہ ہمارے اس مضمون میں اصل مخاطب پادری زبیر صاحب ہیں۔ مگر موجودہ حالت میں زبیر کی جگہ برکت اللہ اور ٹریکٹ "شریعت ارتداد" کی جگہ پادری برکت اللہ صاحب کا مضمون "عالمگیر مذہب اسلام یا مسیحیت" سمجھنا چاہیئے۔

اسسٹنٹ ایڈیٹر

پادری زبیر صاحب نے جو کہ عربی کے ایک بہت بڑے فاضل ہیں۔ حال ہی میں ایک ٹریکٹ شائع کیا ہے جسکا نام ہے "شریعت ارتداد" اس ٹریکٹ میں پادری صاحب موصوف نے بزعم خود یہ ثابت کرنے کی بیسود کوشش کی ہے کہ اسلام میں مرتد کی سزا قتل ہے۔ پادری صاحب نے اپنے اس ٹریکٹ میں قرآن شریف کی چند آیتوں کے غلط تراجم و مفسرین کے طبع زاد اجتہاد کو پیش کرکے اپنا الو سیدھا کرنا چاہا ہے پادری صاحب کے اس ڈھول کا پول کھولنے کیلئے تو ایک مستقل مضمون لکھنے کا ارادہ ہے جو کہ انشاءاللہ ٹریکٹ ہی کی صورت میں قارئین کرام تک پہنچیگا۔ مگر اس وقت میں صرف یہ دکھانا چاہتا ہوں کہ پیروان یسوع دوسروں کی آنکھ کا تنکا دیکھنے کو تو جھکتے ہیں۔ مگر اپنی آنکھ کا شہتیر انہیں نظر نہیں آتا۔ کاش بجائے اس کے کہ فاضل پادری صاحب اسلام کو ملزم گردانتے اور نشانہ سب و شتم بناتے۔ پہلے اپنے ہی گریبان میں منہ ڈالکر اپنے گھر کا حال دیکھ لیتے۔ مجھے حیرت ہے کہ جب خود عیسائی مذہب اور اس کی الہامی کتب میں قتل مرتد کو جائز قرار دیا گیا ہے اور بڑے زور سے مرتد کی سزا قتل بیان کی گئی ہے تو پادری صاحب کو اسلام کی طرف توجہ کرنے کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی۔ انہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ اسلام کی الہامی کتاب قرآن شریف میں ارتداد کی سزا قتل کہیں نہیں بیان کی گئی۔ بلکہ قرآن شریف تو فرماتا ہے۔ فمن شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر۔ لست علیہم بمصیطر۔ فمن شاء اتخذ الی ربہ سبیلا۔ لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی وغیرہ قرآن شریف کی مندرجہ بالا تعلیم کی موجودگی میں قرآن شریف پر یہ الزام لگانا کہ وہ مرتد کی سزا قتل تجویز کرتا ہے۔ سورج پر اندھیرا پھیلانے کا الزام اور عطر سے بدبو کو منسوب کرنا نہیں تو اور کیا ہے۔ ہم بڑے زور سے دعویٰ کرتے ہیں کہ قرآن شریف کا مقدس دامن ایسی آلائشوں سے کلیتاً پاک وصاف ہے۔ مگر برعکس اس کے توریت وانجیل کا دامن ان بدنما داغوں سے داغدار ہے۔ چنانچہ ذیل میں بدنصیب مرتدین کو تلوار کے سایہ میں مقدس توریت ومقدس انجیل کی عدالت میں پیش کیا جاتا ہے۔ امید ہے کہ مسیحی حضرات مرتدین کے مقدمہ میں دلچسپی سے کام لیں گے۔

استثناء ۱۳/۶ تا ۱۰ اگر تیرا بھائی جو تیری ماں کا بیٹا ہے یا تیرا ہی بیٹا یا بیٹی یا تیری ہمکنار جورو یا تیرا دوست جو تجھے تیری جان کے برابر عزیز ہو تجھے پوشیدہ میں پھسلائے اور کہے کہ آؤ غیر معبودوں کی بندگی کریں جن سے تو اور تیرے باپ دادے واقف نہیں تھے۔ یعنی ان لوگوں کے معبودوں میں سے جو تمہارے گرداگرد تمہارے نزدیک یا تم سے دور زمین کے اس سرے سے اُس سرے تک رہتے ہیں تو تو اس سے موافق نہ ہونا اور نہ اس کی بات سننا۔ تو اس پر رحم کی نگاہ نہ رکھنا تو اس کی رعایت نہ کرنا۔ تو اسے پوشیدہ نہ رکھنا۔ بلکہ تو اسے ضرور قتل کرنا۔ اس کے قتل پر پہلے تیرا ہاتھ پڑے اور بعد اس کے سب قوم کے ہاتھ۔ اور تو اُسے سنگسار کرنا تاکہ وہ مرجائے کیونکہ اس نے چاہا کہ تجھے خداوند تیرے خدا سے اسی سے جو تجھے زمین مصر سے غلام خانے میں سے نکال لایا برگشتہ کرے۔ تب سارے بنی اسرائیل سنکے ڈرینگے اور تمہارے درمیان پھر ویسی شرارت نہ کرینگے۔ اگر تو ان شہروں میں سے کسی کی بابت جو خداوند تیرے خدا نے تجھے سکونت کیلئے بخشے یہ افواہ سنے کہ بعضے لوگ بنی بلیعال تمہارے درمیان سے نکل گئے (مرتد ہوگئے) اور اپنے شہر کے لوگوں کو یہ کہہ کے گمراہ کیا کہ آؤ ہم چلیں اور غیر معبودوں کی جنہیں تم نے نہیں جانا بندگی کریں۔ تب تجھے پوچھنا اور تلاش کرنا اور خوب تحقیق کرنا ہوگا۔ اور دیکھ اگر یہ بات سچ ہو اور یقین کو پہنچے کہ ایسا نفرتی کام تمہارے درمیان کیا گیا تو تو اس شہر کے باشندوں کو تلوار کی دھار سے ضرور قتل کرے گا۔ اور اسے اور سب کچھ جو اس شہر میں ہے اور وہاں کے مواشی کو تلوار کی دھار ہی سے نیست اور نابود کرے گا۔ اور اس کی ساری لوٹ وہاں کے کوچے کے بیچوں بیچ اکٹھی کرے گا۔ اور اس شہر کو اور وہاں کی لوٹ کو خداوند اپنے خدا کے لئے آگ سے جلا دیگا اور وہ ہمیشہ کو ایک ٹیلا ہوگا۔ پھر بنایا نہ جائے گا۔ اور ان حرم کی چیزوں میں سے کچھ تیرے ہاتھ سے لگا لپٹا نہ رہے تاکہ خداوند اپنے قہر تند سے باز آئے اور تجھ پر کرم کرے اور تجھ پر رحم فرمائے اور تجھے زیادہ کرے جیسا کہ اس نے تمہارے باپ دادوں سے قسم کی ہے جس وقت کہ تو خداوند اپنے خدا کی آواز سنے کہ تو اس کے حکموں کو جو آج میں تجھے فرماتا ہوں حفظ کرے تاکہ تو اس کو جو خداوند تیرے خدا کی نظروں میں بھلا ہے بجا لائے۔

استثناء ۱۷/۲ تا ۷ اگر تمہارے درمیان تیری بستی کے پھاٹک کے اندر جو خداوند تیرا خدا تجھکو دیتا ہے کہیں کوئی مرد یا عورت پائی پائی جائے جس نے خداوند تیرے خدا کے حضور بدکاری کی ہو کہ اس کے عہد کو توڑا ہو اور جا کے غیر معبودوں کی بندگی کی ہو۔ اور انہیں سجدہ کیا ہو خواہ سورج کو خواہ چاند کو خواہ آسمانی فوج کے کسی جرم کو جن کی پرستش کا حکم میں نے نہیں کیا۔ اور یہ تجھے کہا جائے اور تو سن پائے اور تحقیقات کرے اور دیکھو یہ سچ نکلے اور یہ بات یقین کو پہنچے کہ اسرائیل میں ایسا گھنونا کام ہوا تو اس مرد یا اس عورت کو جس نے یہ بُرا کام کیا اپنے پھاٹکوں پر باہر لا۔ اور اس مرد یا عورت پر یہانتک پتھراؤ کیجو کہ وہ مرجائیں۔ وہ جو واجب القتل ہے۔ دو یا تین آدمیوں کی گواہی سے قتل کیا جائے لیکن ایک ہی آدمی کی گواہی سے وہ قتل نہ کیا جائے۔ گواہوں کے ہاتھ پہلے اس پر اُٹھیں تاکہ اس کو قتل کریں اور ان کے بعد باقی سب لوگوں کے ہاتھ۔ تم یوہیں اپنے بیچ سے شرارت کو نیست و نابود کیجیو۔

خروج ۳۵/۲ چھ دن تک کاروبار کیا جائے اور ساتویں دن تمہارے لئے روز مقدس خداوند کے آرام کا سبب ہوگا۔ جو کوئی اس میں کام کرے گا مار ڈالا جائے گا۔

گنتی ۱۵/۳۲ تا ۳۶ اور جب بنی اسرائیل بیابان میں تھے انہوں نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ سبت کے دن لکڑیاں جمع کرتا تھا۔ تب وہ اس کو جو لکڑیاں جمع کر رہا تھا پکڑ کے موسیٰ اور ہارون اور ساری جماعت کے پاس لائے انہوں نے اسے قید میں ڈالا کیونکہ ان کو نہیں کہا گیا تھا کہ اس سے کیا کیا جائے۔ تب خداوند نے موسیٰ کو فرمایا کہ یہ شخص مار ڈالا جائے۔ ساری جماعت خیمہ گاہ کے باہر اس پر پتھراؤ کرے۔ چنانچہ ساری جماعت اسے خیمہ گاہ کے باہر لے گئی اور اسے سنگسار کیا وہ مرگیا۔

خروج ۲۲/۲۰ جو کوئی فقط خداوند کے سوا کسی معبود کے لئے قربانی کرے وہ عذاب سے مار ڈالا جائے۔

خروج ۳۲/۱۹ تا ۲۹ اور یوں ہوا کہ جب وہ لشکر گاہ کے پاس آیا اور بچھڑا اور راگ ناچ دیکھا تب موسیٰ کا غضب بھڑکا اور اس نے تختے اپنے ہاتھوں سے پھینک دئے اور پہاڑ کے نیچے توڑ ڈالے اور اس نے اس بچھڑے کو جسے انہوں نے بنایا تھا اور اس کو آگ سے جلایا اور [illegible] پانی پر چھڑک کر

بنی اسرائیل کو پلایا۔ اور موسیٰ نے ہارون کو کہا کہ ان لوگوں نے تجھ سے کیا کیا کہ تو ان پر ایسا بڑا گناہ لایا ہارون نے کہا کہ میرے خداوند کا غضب نہ بھڑکے۔ تو اس قوم کو جانتا ہے کہ بدی کی طرف مائل ہے سو انہوں نے مجھے کہا کہ ہمارے لئے ایک معبود بنا جو ہمارے آگے چلے کہ یہ مرد موسیٰ جو ہمیں مصر کے ملک سے چھڑا لایا۔ ہم نہیں جانتے کہ اسے کیا ہوا۔ تب میں نے انہیں کہا کہ جس کسی کے پاس سونا ہو وہ توڑ لائے۔ انہوں نے مجھے دیا اور میں نے اسے آگ میں ڈالا سو یہ بچھڑا نکلا۔ اور جب موسیٰ نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ بے قید ہوگئے کہ ہارون نے انہیں ان کے مخالفوں کے روبرو ان کی رسوائی کیلئے بے قید کرایا تھا۔ تب موسیٰ لشکر گاہ کے دروازہ پر کھڑا ہوا اور کہا جو خداوند کی طرف ہو سو میرے پاس آئے۔ تب سب بنی لاوی اس پاس جمع ہوئے اور اس نے انہیں کہا کہ خداوند اسرائیل کے خدا نے فرمایا کہ تم میں سے ہر مرد اپنی کمر پر تلوار باندھے اور ایک دروازے سے دوسرے دروازے تک تمام لشکر گاہ میں گذرتے پھر و اور ہر مرد تم میں سے اپنے بھائی کو اور ہر ایک آدمی اپنے دوست کو اور ہر ایک آدمی اپنے قریب کو قتل کرے۔ اور بنی لاوی نے موسیٰ کے کہنے کے موافق کیا۔ چنانچہ ان لوگوں میں سے قریب تین ہزار مرد مارے گئے اور موسیٰ نے کہا کہ آج خداوند کے لئے اپنے تئیں مخصوص کرو۔ ہر ایک مرد اپنے بیٹے اور اپنے بھائی پر حملہ کرے۔ تاکہ وہ تمہیں آج ہی برکت دے۔"

عبرانیوں ۱۰/۳۸ تا ۳۹ "اور میرا راستباز بندہ ایمان سے جیتا رہیگا اور اگر وہ ہٹے گا تو میرا دل اس سے خوش نہ ہوگا۔ لیکن ہم ہٹنے والے نہیں کہ ہلاک ہوں بلکہ ایمان رکھنے والے ہیں کہ جان بچائیں"

انجیل کی رو سے بھی وہ زندہ رہ سکتا اور جان بچا سکتا ہے جو مذہب سے نہ ہٹے اور مرتد نہ ہو اور نہ ہلاک کیا جائے گا۔ اس کی مفصل تشریح اسی عبرانیوں ۱۰/۲۸ تا ۳۰ "جب موسیٰ کی شریعت کا نہ ماننے والا دو یا تین شخصوں کی گواہی سے بغیر رحم کئے مارا جاتا ہے تو خیال کرو کہ وہ شخص کسقدر زیادہ سزا کے لائق ٹھہرے گا جس نے خدا کے بیٹے کو پامال کیا"۔ یہوداہ ۱/۴ "کیونکہ بعض ایسے شخص چپکے سے ہم میں آئے ہیں جن کی اس سزا کا ذکر قدیم زمانے (شریعت موسوی) میں پیشتر لکھا گیا تھا۔ یہ بے دین ہیں۔ اور ہمارے خدا کے فضل کو شہوت پرستی سے بدل ڈالتے ہیں۔ اور ہمارے واحد مالک اور خداوند یسوع مسیح کا انکار کرتے ہیں"

ظاہر ہے کہ قدیم زمانے یعنی شریعت موسیٰ میں ایسے لوگوں کی سزا قتل ہے اور انجیل اس کی موید ہے۔ توریت کے متعلق جناب یسوع متی ۵/۱۷ تا ۲۰ میں فرماتے ہیں "یہ نہ سمجھو کہ میں توریت یا نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے آیا ہوں۔ کیونکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک آسمان اور زمین ٹل نہ جائیں ایک نقطہ یا ایک شوشہ توریت سے ہرگز نہ ٹلیگا جب تک سب کچھ پورا نہ ہوجائے پس جو کوئی ان چھوٹے سے چھوٹے حکموں میں سے بھی کسی کو توڑے گا اور یہی آدمیوں کو سکھائے گا وہ آسمان کی بادشاہت میں سب سے چھوٹا کہلائے گا لیکن جو ان پر عمل کرے گا اور ان کی تعلیم دیگا وہ آسمان کی بادشاہت میں بڑا کہلائے گا"

انجیل کے محولہ بالا مقام میں جناب یسوع نے نہایت زور سے توریت کے احکام (قتل مرتد وغیرہ) پر عمل کرنے کی تاکید فرمائی ہے اور فرمایا کہ تم نہ صرف خود ان احکام پر عمل کرو بلکہ اور لوگوں کو بھی اس کی تعلیم دو۔ اور ان احکام (مرتد کو سنگسار و قتل وغیرہ کرنا) پر عمل کرنا خدا کی بادشاہت سے محرومی کا باعث ہے یہی وجہ ہے کہ یسوع کے متبعین نے یہوداہ۔ عبرانیوں کے متذکرۃ الصدر حوالجات میں قتل مرتد کی حمایت کی ہے اور مسئلہ قتل مرتد کے لئے تو خود جناب مسیح نے نہایت کھلے کھلے الفاظ میں فیصلہ فرما کر موسیٰ اور اس کی شریعت کی تائید فرمائی۔ چنانچہ دیکھو لوقا ۱۹/۲۷ لکھا ہے کہ "مگر میرے اُن دشمنوں کو جنہوں نے نہ چاہا تھا کہ میں ان پر بادشاہی کروں۔ یہاں لاکر میرے سامنے قتل کرو"

مندرجہ بالا توریت وانجیل کے حوالجات سے بخوبی ثابت ہوگیا ہے کہ مسیحیت میں قتل مرتد کو جائز قرار دیا گیا ہے اور انجیل و توریت کے حکم کے مطابق ہزاروں کی تعداد میں مرتدین کو قتل و سنگسار کیا گیا ہے۔ کہاں ہیں آزادئ ضمیر کے دعویدار آئیں اور توریت وانجیل کو اٹھا کر دیکھیں کہ وہ مرتدین اور مذہب کے بارے میں آزاد خیال آدمیوں کے حق میں کیا فرما رہی ہیں۔ انجیل و توریت

جلد ۱۸ | لاہور - یوم شنبہ مطبوعہ ۱۷ر محرم ۱۳۴۹ھ مطابق ۱۵ر جون ۱۹۳۰ء | نمبر ۴۱

کیفیات

از قلم حضرت خواجہ کمال الدین صاحب

مرض افزود علمِ قرآنے — واہ! چہ رحجان کرد سامانے
مرضم، مرحبا چہ خوشقدمی — یافتم از تو گنجِ عرفانے
شیخ گوید کہ اینک از مرضیت — آرے آرے برد خدا جانے
شش شدہ پارہ پارہ ہر نفسے — نفخ روح شد بہ ایں شانے
اے عجب تر انجوان مرض الموت — یافتم نعمتے ز رحمانے
راست گفتہ بہ خنجرِ تسلیم — کشتہ شد ہر کہ یافتہ جانے
طعم او از کلامِ ربانی — طاہرِ قدس را عجب شانے
جسم و جانم شدہ نحیف و نزار — لیک تازہ نہ دستِ ایمانے

آہ توفیق دہ کہ بنویسم
آنکہ القا شدہ دریں آنے

استدعاءِ دُعا

کوئی دردمند اہلِ دل دستِ دعا اُٹھائے

حضرت خواجہ صاحب کو اللہ پاک نے گذشتہ جنوری میں صحت عطا فرمائی۔ ایام بیماری میں بیش بہا مضامین آپ نے لکھوائے۔ آخر ان مضامین نے تصنیف تعریفی " تمدنِ اسلام" کی شکل اختیار کرلی۔ جو ۲۶ × ۲۰ کے ۴۰۰ صفحات تک لکھی جا چکی ہے۔ یہ کتاب حالات حاضرہ کی ضروریات کے مطابق قرآن کریم پر ایک نیا علم کلام ہے

آغاز مئی میں حضرت خواجہ صاحب کی طبیعت اردو کتاب لکھوانے سے یکلخت رک گئی۔ اور یہی خیال پیدا ہوا کہ یہ باتیں یہی تھا کہ یہ کتاب انگریزی میں ہی لکھی جاوے۔ لیکن انہوں نے اپنی نقاہت کے باعث یہی فیصلہ کیا کہ سردست ان نئے خیالات و باتوں کو اردو زبان میں جمع کر لیا جائے۔ اور اس طرح گویا اس انگریزی کتاب کے لئے نوٹ لکھوانے شروع کئے۔ لیکن انہیں نوٹوں نے ایک مستقل کتاب کی صورت اختیار کرلی۔

گذشتہ ۶ مئی کو آپ نے مجوزہ انگریزی کتاب بھی لکھوانی شروع کردی، اور سترہ صفحات لکھوا بھی دیئے لیکن جب ۲۶ مئی

سے تین گھنٹہ پیشتر دائیں شش سے یکلخت آپ کو خون آنا شروع ہوگیا اور بڑی مقدار میں آیا۔ دس یوم تک یہ سلسلہ کم و بیش جاری رہا۔

یوں تو ۴ جون ۱۹۲۷ء کو مرض سل کے جراثیم آپ کے سینہ میں پیدا ہو ہی چکے تھے۔ اور گذشتہ تین سال تک اس مرض سے آپ نے خوب مقابلہ کیا۔ لیکن اس طویل عرصہ میں مرض نے یہ کیفیت کبھی بھی اختیار نہیں کی

موت کا وقت ایک معین ہے۔ قبلہ ام کو اس دنیا سے رخصت ہونے میں ایک لحہ بھر کے لئے تامل نہیں۔ اور وہ اپنے آپ کو ایک کامیاب و خوش نصیب سے خوش نصیب انسان جانتے ہیں۔ البتہ ایک حسرت ان کے دل میں ابھی باقی ہے۔ اور وہ یہ کہ مقتضیات زمانہ کے مطابق جو نیا علم کلام اُس "معلم حقیقی" نے انہیں القا فرمایا ہے۔ وہ اسے کہیں دل ہی میں لے کر ہی دنیا سے رخصت نہ ہو جائیں۔

جس رات خون کی شدت تھی۔ اُسی رات اللہ تعالے نے آپ کو مسئلہ تمدن کے متعلق ایک ایسا امر ذہن نشین کرایا۔ جس سے قرآن کریم کی عظیم الشان صداقت ظاہر ہوتی ہے۔

خدا کی طرف سے علم کا آنا شاید تکلیف کو چاہتا ہے۔ صداقت مذکورہ کے انکشاف پر حیرت ہوتی ہے۔ کہ ایک طرف تو ایک مجاہد مراحل موت طے کر رہا ہے۔ اور دوسری طرف قرآنی انکشافات کا یہ حال ہو رہا ہے۔ اللہ تعالے ہی بہتر جانتا ہے۔ کہ اس میں اصل مصلحت کیا ہے۔

یہی قرآنی انکشافات مرضِ سل کی صعوبتناک شکل میں ہیں۔ حضرت خواجہ صاحب کی راحت و اطمینان کا موجب ہو رہے ہیں۔ کیا عجب! کہ پیش آمدہ مقاصد کی تکمیل کے لئے انہیں مہلت مل جاوے۔

حضرت خواجہ صاحب نے شاعری کا کبھی شوق نہیں کیا۔ ہاں طبیعت کا رحجان اگر اس طرف ہو تو دوسری صورت ہے۔ چنانچہ چند ایک کیفیات کا اظہار انہوں نے فرمایا ہے۔ جنہوں نے نظم کی صورت اختیار کرلی ہے۔ اور یہ خیالات انہی ایام بیماری کے ہیں۔ یہ نظم اس پیش نظر اشاعت میں شائع ہو رہی ہے۔

اخیر میں میں نہایت درد کے ساتھ ان کی صحت کامل کے لئے احباب سے دعاؤں کا ملتجی ہوں۔ آگے بھی دوستوں کی دعاؤں ہی سے ہی اللہ پاک

یوگوسلافیا کے مسلمانوں کی حالت

اخبار "البلاغ الجزائری" نے یوگوسلافی کے مسلمانوں کے متعلق اپنے ایک خاص نامہ نگار کا مکالمہ شائع کیا ہے جس کا ترجمہ ناظرین "پیغام صلح" کے لئے ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ یوگوسلافی کی اسلامی دنیا مختلف اقوام کا ایک مجموعہ ہے۔ زبان اور ضبیت کے لحاظ سے ایک قوم دوسری کے مخالف ہے۔ ان لوگوں کی تشکیلات دینیہ یعنی دار الافتاء و دار القضا اور محکمہ اوقاف دو قسموں پر منقسم ہے۔ ایک بوسنیا وہرسک۔ دوم سربیا جنوبی۔

بوسنا وہرسک کو پہلے حکومت کی طرف سے دینی آزادی عطا ہوئی تھی جیسی کہ اس کو داخلی طور پر سیاسی آزادی حاصل تھی۔ جب بوسنا کے باشندوں نے نئی تہذیب یعنی یورپی تمدن کے پلیٹ فارم پر قدم رکھا۔ تو حکومت نے ان کی ترقی کے لئے مدارس اور کالج اور صنعت و حرفت کے لئے کارخانے کھول دیئے۔ اور تجارتی اور اقتصادی میدانِ ترقی میں آگے قدم بڑھایا۔ اور دینی اور دنیوی حیثیت سے ایک نئی تہذیب سے رنگین ہوگئے۔ جنگ عظیم کے بعد یہ لوگ ایک جمہوری حکومت (جو مختلف اقوام سے مرکب ہے) کے ماتحت ہوگئے

جیسا کہ ہم پہلے لکھ چکے ہیں بوسنا کے باشندوں کے تمام مذہبی ادارے یعنی ادارۂ افتا۔ ادارۂ قضا۔ ادارۂ معارف اور ادارۂ اوقاف ایک باضابطہ مستقل شکل میں تھے۔ بوسنا کا مرکز سارا یا دفسہے۔ جہاں مسلمانوں کا قاضیوں کے لئے ایک مدرسہ ہے۔ اور بہت سے دینی مدارس ہیں۔ اور خیراتی کاموں کے لئے وہاں ایک کمیٹی مقرر ہے جس کی شاخیں تمام ملکوں میں پھیلی ہوئی ہیں۔ اور ہر ایک کمیٹی نہایت سرگرمی سے اپنے مفوضہ خدمات یعنی فقراء و یتامیٰ وغیرہ کی امداد اور تربیت انجام دے رہی ہے۔ اور اس کمیٹی نے بھی بہت سے ابتدائی مدارس اور مدارس عالیہ اور بورڈنگ بچوں اور بچیوں کے لئے بنائے ہیں۔ خلاصہ یہ کہ بوسنا کے مسلمانوں نے بہت ترقی کی ہے۔ اور اجتماعی اور انفرادی طور پر تمام ترقی کے شعبوں میں انہوں نے ایک نمایاں اصلاح کی۔

نامہ نگار مذکور لکھتے ہیں:-

"بہرحال ہم (یعنی سربیا جنوبی کے مسلمان) بہت ردی حالت میں ہیں۔ نہ ہم میں اخوت ہے اور نہ ہم میں قومیت اور نہ ہمارے پاس کوئی اقتصادی اور تجارتی وسائل ہیں۔ ہمارے دینی ادارے ایک بے روح جسم کی مانند ہیں۔ سربیا جنوبی کے مسلمان شب و روز جنگ نہیں ہیں۔ تعلیم کے لئے ان کے پاس کوئی مدارس ہیں اور نہ کوئی کالج۔ اور نہ خیراتی کاموں کے لئے کوئی کمیٹی ہے۔ ہاں بے شک علوم دینیہ اور فنون عربیہ کی تعلیم کے لئے مدارس موجود ہیں۔ لیکن وہ بھی اپنی دقیانوسی شکل میں ہیں۔ ممکن نہیں کہ کوئی شخص اپنی قدیمی وضع سے ایک بالشت بھر بھی باہر قدم رکھے۔

ان مدارس میں جو تعلیم دی جاتی ہے اس کا وجود اور عدم دونوں برابر ہے۔ نصاب تعلیم کیا ہے ایک مجموعہ خرافات ہے۔ جو قرآن کریم کی تعلیم اور سیرتِ محمدی سے بالکل منافی ہے۔ اور قانونِ قدرت کے خلاف ہے۔ ہرگز کوئی شخص جو ان مدارس کا تعلیم یافتہ ہو۔ یہ بات قبول نہیں کرے گا۔ کہ زمین متحرک ہے۔ وہ ایک جامد فکر کی تصویر ہے۔ اور کورانہ تقلید کا پیرو۔

علماء کی جماعت کا تو نام نہ لیجئے۔ یہ لوگ اصلاح سے بہت دور جا پڑے ہیں۔ بلکہ خود اصلاح کے محتاج ہیں۔ اور خواب غفلت میں مدہوش ہیں۔ دوسروں کی اصلاح سے ان کو کیا واسطہ۔ مالدار لوگ گو بہت ہیں۔ لیکن تمام عیش پرست ہیں۔ تصدق فی سبیل اللہ اور اعانت فقیر کے نام سے بھی وہ آشنا نہیں۔ چہ جائیکہ وہ عملی اقدام کریں۔ ان کے تمام اموال محرمات میں خرچ ہوتے ہیں۔ بہت کم لوگ ہوں گے کہ فقراء کی دستگیری کی طرف ہاتھ بڑھائیں۔

نوجوانوں کی حالت نہایت ہی خراب ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ تمدن اور تہذیب علم اور ثروت سے نہیں۔ بلکہ اچھی خوراک اور پوشاک سے حاصل ہوتی ہے۔ ہر نئی چیز کی اتباع خواہ وہ دین اسلام کے مخالف ہی کیوں نہ ہو۔ ان کے نزدیک تمدن اور تہذیب میں داخل ہے۔

اوصاف حمیدہ سے جو انسانیت کا خلاصہ لازمہ ہیں بے بہرہ ہیں۔ بہت ہی کم لوگ ہوں گے جو اخلاق حمیدہ رکھتے ہوں۔ یا حقیقی علم اور شرف سے متصف ہوں۔ ہاں یہاں سربیا جنوبی میں ایک ملاحدہ کی جماعت بھی ہے۔ جو قرآن کریم کی تعلیم نماز۔ حج۔ زکواۃ وغیرہ سے بالکل انکاری ہیں۔ شب و روز شراب سے مخمور رہتے ہیں۔ اور بلحاظ مشیخیت ان کے کئی نام ہیں۔ کوئی طریقہ المرقیہ ہیں۔ کوئی قادریہ ہیں۔ کوئی افاعیہ۔ کوئی سعدیہ۔ کوئی سانیہ۔ کوئی تره باشیہ۔ کوئی بکتاشیہ وغیرہ وغیرہ۔

اگر کوئی ان کو قرآن کریم کی دعوت کی طرف بلائے۔ تو وہ کہتے ہیں "ہ ـ ماتا [illegible] کی طرف نہیں مانتے۔ الغرض ان لوگوں کا تہذیب و تمدن شرف اور عزت سے کیا واسطہ ہے۔ اپنے مرشد کو خدا بنا لیا ہے۔ ان کے معبود فی الحقیقت قبور۔ یا اصحاب القبور ہیں۔ تمام قضاء حاجات اور شفاعت قبور سے مانگتے ہیں۔ الغرض سربیا جنوبی کے مسلمان نہایت ردی حالت میں ہیں۔ میرے پاس وہ الفاظ نہیں جو ان کے تصنع اعمال کو پیش کریں۔

یوگوسلافی مسلمانوں کی دو ریاستیں تھیں۔ ایک بوسنا۔ ہرسک دوم سربیا جنوبی۔ اب وہ دونوں ریاستیں ایک ہی ریاست میں تبدیل ہوگئیں۔ اور حکومت نے تمام مسلمانوں کے لئے ایک رئیس مقرر کیا ہوا ہے۔ جس کا دار الاقامت دار الخلافہ ہے۔ اور مسلمانوں کی ایک علمی انجمن ہے اور ایک اوقاف اور معارف کی انجمن ہر ایک کا مرکز (بوسنا) مرکز سارا یہ میں اور دوسرے کا مرکز (سربیا جنوبی) اسکوب میں ہے۔

نو بڑے بڑے مفتی ہیں۔ اور ہر ایک کے لئے ایک شرعی قاضی ہے۔ اور ہر ایک جماعت کے لئے ایک امام ہے۔ اس قانون کی بنا پر حکومت نے اس کو دینی خود مختاری عطا کی ہوئی ہے۔

اسی سال رمضان میں تمام یوگوسلافی مسلمانوں کے لئے ایک رئیس اکبر حکومت کی طرف سے مقرر کیا گیا ہے۔ اور اس کے انتخاب سے نئے مفتی اور قاضی منتخب ہوں گے۔ یہ تحریر یوگوسلافی مسلمانوں کا ایک مختصر نقشہ ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ کے معزز اخبار میں شائع ہو۔ کیونکہ آپ انہیں مسلمان بھائیوں کے حالات معلوم کرنے کے لئے نہایت مشتاق ہیں۔

اخبار احمدیہ

(۱) گذشتہ دوشنبہ کو حضرت شاہ صاحب ایک مقدمہ میں شہادت دینے کے لئے لاہور تشریف لائے۔ اور اسی روز رات کی گاڑی میں واپس کوہ مری تشریف لے گئے۔

(۲) مولانا عصمت اللہ صاحب ابھی تک رخصت پر ہیں اور آبتین چڑھا کر موسمی میوہ جات آم وغیرہ کے ساتھ دو دو ہاتھ کر رہے ہیں۔

(۳) ہمارے نوجوان مبلغ شیخ لال حسین صاحب کی اہلیہ صاحبہ بیمار ہیں۔ احباب ان کے لئے درد دل سے دعا کریں۔ کہ اللہ تعالےٰ ان کو شفاء کلی عطا فرمائے۔ اور شیخ صاحب کو ابتلا سے نجات دے۔

مراسلات

ہولناک قتل

پندرہ بے گناہ مسلمان نشانۂ بندوق بنائے گئے

مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب "پیغام صلح" زاد عنایتکم
السلام علیکم - ایک سچا واقعہ درج ذیل کیا جاتا ہے۔
اپنے اخبار گوہر بار میں درج فرما کر شکریہ کا موقعہ دیجئے۔
پہلے یہ خبر اخبار زمیندار میں ہمارے ایک کرم فرمانے روانہ کی تھی۔ چونکہ اخبار زمیندار والے کانگرس کا جھوٹا کھانے میں مصروف ہیں۔ ان کو مسلمانوں کی تکالیف کی کیا پرواہ ہے۔ ان کو تو صرف اپنے حلوے مانڈے سے کام ہے اس لئے انہوں نے درج نہیں کی۔ اصل واقعہ یہ ہے۔ جس کی صحت کا میں ذمہ دار ہوں۔

ہولناک قتل اور وحشتناک حالت

مورخہ ۲۳ جولائی ۱۹۳۷ء کو بمقام ٹوہانہ ضلع حصار بوقت ساڑھے سات بجے شام ایک گرو بھگت المعروف خونی بھگت ہرپھول سنگھ نے شہر سے باہر محلہ قصاباں کی طرف پندرہ اشخاص کو نشانہ بندوق بنا دیا۔ جن میں سے ۱۲ نوفوت ہو گئے۔ اور تین ہسپتال میں ہیں۔ جن کی حالت نازک بتائی جاتی ہے۔

مقتولین میں سے ۹ مسلمان اور ۳ ہندو مالی ہیں۔ ہندو مالی کھیت میں سے کام کر کے واپس آ رہے تھے۔ ان سے دریافت کیا کہ تم کون ہو۔ انہوں نے اپنے کو ہندو بتلایا۔ لیکن قبل ازیں ایک مقتول نے جو مسلمان تھا اس نے اپنے آپ کو ہندو بتلا کر بچنے کی کوشش کی تھی۔ قاتل نے اس مسلمان کے سر سے دوپٹہ اتار کر چوٹی دیکھی۔ چوٹی نہ ہونے کی وجہ سے نشانۂ بندوق بنا دیا۔ مالیوں کو بھی اس نے کہا۔ کہ تم سب مسلمان ہو۔ اور گولی مار دی۔ مقتولین میں ایک مسلمان تحصیلدار امدادی اور اسکا محرر بھی ہیں۔ جو واپسی میں نشانہ بنا دئے گئے۔ جو سیر کرنے باہر گئے ہوئے تھے۔ اور واپسی میں قاتل مذکور نے پوچھ کر کہ تم کون ہو۔ اور مسلمان بتلانے پر نشانہ گولی بنا دئے گئے۔ اور ایک تیسرے شخص نے جو تحصیلدار امدادی کے ساتھ تھا بھاگ کر جان بچائی اور جس نے تمام واقعہ بیان کیا۔ قاتل ایک زبردست سازش کر کے بھیجا گیا معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ ہندوؤں نے اس کے اس فعل پر تحسین وآفرین کے گیت گانے شروع کر رہے ہیں۔ اور اخبار پرتاپ مورخہ ۲۹ جولائی میں اس کو گرو بھگت کا خطاب دیا گیا ہے۔ اور معتبر ذریعہ سے معلوم ہوا ہے۔ کہ مقامی پولیس افسران نے مدد کیلئے تار دیا۔ دوبارہ تار دینے پر ۲۰ گھنٹے بعد گارد آئی۔ جس نے

. . . .

. . . .

. . . .

ٹوہانہ میں آ کر ڈیرے ڈال دیئے ہیں۔ اور نہ ہی مقامی پولیس نے اور نہ ہی گارد والوں نے قاتل مذکور کا تعاقب کیا اور نہ شہر میں گشت کی۔ ٹوہانہ کے مسلمانوں کو کامل یقین ہے کہ قاتل کی پشت پر ایک زبردست گروہ ہے جس کا سراغ لگانا نہایت ضروری ہے۔ لیکن افسران بالا دست چونکہ سب کے سب ہندو ہیں۔ واقعہ مذکور کو سرسری نظر سے دیکھتے ہیں۔

آج مورخہ یکم اگست سن حال کو مندرجہ ذیل کارروائی ایک ماتمی جلسہ میں عمل میں آئی۔

(۱) باشندگان بڈلاڈہ کا یہ ماتمی جلسہ شہیدان ٹوہانہ کے وحشیانہ قتل پر جو بالکل بے خبری کی حالت میں عمل میں آیا۔ نہایت رنج وافسوس کا اظہار کرتا ہے اور متوفیان کے پسماندگان سے دلی ہمدردی رکھتا ہے۔

(۲) مسلم باشندگان بڈلاڈہ زین خان نائب تحصیلدار ٹوہانہ اور ان کے محرر کے وحشیانہ قتل پر رنج وافسوس کا اظہار کرتا ہے اور متوفی کے پسماندگان سے دلی ہمدردی رکھتا ہے۔

(۳) اس بات کو مد نظر رکھتے ہوئے کہ متوفی تحصیلدار اور ان کے محرر کے پسماندگان کی بسر اوقات صرف متوفیان کے سر پر تھی یہ جلسہ سفارش کرتا ہے۔ کہ گورنمنٹ پنجاب متوفیاں کے پسماندگان کی مدد فرمائے۔ اور پنشن وغیرہ منظور فرما کر مسلمانوں کو شکریہ کا موقع دے۔ اور یہ تمام ایک منظم سازش کا نتیجہ ہے۔

(۴) اس جلسہ کی رائے میں ہرپھول سنگھ قاتل کی مدد پر در پردہ ایک ہندو عنصر ہے۔ جیسا کہ ۲۹ جولائی ۱۹۳۷ء کے اخبار پرتاپ میں اس کو گرو بھگت کے خطاب سے یاد کیا گیا ہے۔ افسران بالا کی خدمت میں گذارش ہے کہ اس سازش کا سراغ لگا کر خاطیان کو کیفر کردار کو پہنچا دیا جائے۔ تاکہ منافرت کی خلیج وسیع صورت اختیار نہ کرے۔

(۵) یہ جلسہ میاں عیسے بیوپاری بڈلاڈہ کے بے رحمانہ قتل پر جو ضروری کام کے لئے ٹوہانہ گئے ہوئے تھے اظہار افسوس کرتا ہے اور ان کے پسماندگان سے دلی ہمدردی رکھتا ہے۔

(عبدالعزیز ٹوہانوی بقلم خود۔ ضلع حصار)

نہایت ضروری گذارش

۱۸ اگست ۱۹۳۷ء کو ریلوے کے ڈویژنل افسروں کے دفاتر میں ذیل کے مقامات پر تار بابوؤں۔ پارسل۔ گڈس۔ بکنگ سٹرکوں وغیرہ کا انتخاب ہوگا۔ مسلمان باوجودیکہ کثرت سے حاضر ہوتے ہیں۔ لیکن جب بھرتی میں مسلمانوں کی کمی کی شکایت حکام بالا کو جاتی ہے تو جواب دیا جاتا ہے کہ مسلمان بھرتی کے لئے کم آتے ہیں۔ حالانکہ یہ خلاف واقعہ امر ہے اس لئے اس عذر کو دور کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ان مقامات کے کوئی ہمدرد مسلمان اپنے ذمہ یہ فرض لیں کہ وہ مجموعی تعداد امیدواران اور ان میں سے کتنے مسلمان تھے۔ ممکن ہو تو تمام مسلمان امیدواروں کے نام وپتے وتعلیمی لیاقت سے ہمیں اطلاع دیکر مشکور کریں۔ تاکہ ہم اس بارہ میں کچھ مفید تجاویز قوم کے بے روزگاروں کے لئے کر سکیں۔ مقامات جہاں انتخاب ہوگا۔ لاہور۔ دہلی۔ راولپنڈی۔ ملتان۔ فیروزپور۔ کرنٹہ کراچی ہیں۔

غلام محمد
برائے جنرل سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام
احمدیہ بلڈنگس لاہور

اشتہار دہندگان کیلئے زرین موقعہ

ہے کہ وہ اپنے اشتہار "پیغام صلح" میں شائع کرا کر معقول فائدہ اٹھائیں۔ کیونکہ یہ اخبار نہ صرف ہندوستان بلکہ دنیا کے تقریباً

پادری پال کا التباس خط و باطل

مخدوم بندہ جناب ایڈیٹر صاحب
السلام علیکم - یکم اگست کے نور افشاں میں پادری پال صاحب نے پیغام صلح سے ایک مضمون نقل کیا ہے جس سے اپنے مضامین کی اہمیت ظاہر کی ہے۔ سچی اور حق بات کوئی عیسائی کہے یا آریہ کہے۔ مسلمان کو اس کی سچائی کا اعتراف کرنے میں تامل کرنا نہیں چاہیئے۔ لیکن جس بات کی سچائی میں شک ہو وے۔ اس کی نسبت کچھ کلام کرنے میں بشرطیکہ اظہار حق کی غرض سے ہو قباحت معلوم نہیں ہوتی۔ اس مضمون کی نقل کے ساتھ کچھ نوٹ بھی اضافہ کرتے ہیں۔ ان میں سے چند نوٹ تو صحیح ہیں مگر چند نوٹوں کی صحت مشتبہ معلوم ہوتی ہے۔ اس لئے ان کی نسبت کچھ گذارش کی جاتی ہے۔ اور یہ گذارش اعتراض کی نظر سے نہیں ہے۔ بلکہ تحقیق حق کی غرض سے ہے۔ اس لئے امید ہے کہ پادری صاحب اپنے نور افشاں کے آئندہ نمبر میں اس کا جواب درج فرمائیں گے۔ اور میں امید کرتا ہوں کہ جیسے میں جناب موصوف کی سچی باتوں کی سچائی کا اعتراف کرتا ہوں۔ اسی طرح میری بات سچی ہو تو اس کا پادری صاحب ممدوح اعتراف کریں گے۔ ھل جزاء الاحسان الا الاحسان۔

میں اس بات کا اقرار کرتا ہوں کہ پادری صاحب باوجود افغان ہونے کے اپنی تحریر وتقریر میں جوش افغانی "لمو تعدی" بہت کم ظاہر کیا کرتے ہیں۔ مگر سچ بات یہ ہے کہ وہ بھی بشریت سے پاک نہیں ہیں۔

اس مضمون میں جو آپ کی نسبت یہ فقرہ لکھا تھا
"شروع میں اسلام کے خلاف کچھ مضامین ورسالے لکھتے رہے۔ مگر اس طریق میں کچھ نمایاں کامیابی نظر نہ آئی"
آپ اس پر نوٹ لکھتے ہیں۔
"بالکل غلط ہے۔ میں نے ایک مضمون بھی اسلام کے خلاف نہیں لکھا۔ البتہ اسلام اور مسیحیت کو متحد کرنے کے لئے بہت سے مضامین اور رسالے لکھے ہیں"

اب گذارش یہ ہے کہ میں نے جناب پادری صاحب کا "ہمارا قرآن" اور "میں مسیحی کیوں ہوا" دیکھے ہیں۔ ان میں سے پہلا رسالہ تو اسلام ومسیحیت کا متحد ہونا نہیں تو متفق ہونا ظاہر کرتا ہے۔ اس لئے میں اس کی نسبت کلام نہیں کرتا۔ مگر اس کے مقدمہ میں ایم کے خان صاحب نے دو سوال کئے ہیں۔ اور وہ دونوں اسلام کے خلاف ہیں۔
مگر دوسرا رسالہ شروع سے آخر تک اسلام کے خلاف ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اسلام کے ذریعہ سے نجات حاصل نہیں ہو سکتی۔ میں اس لئے مسیحی ہو گیا ہوں۔ کیا یہ رسالہ اسلام ومسیحیت کو متحد کرتا ہے؟

پھر نور افشاں کے اسی نمبر کے صفحہ ۹ پر زیر عنوان۔ معذرت نامہ مرزا نقل کرتے ہیں۔

معذرت اوّل۔ اگر میرے کلام میں سرقے ہیں تو وہ قرآن میں بھی ہیں۔ اگر بعض پر بلاغت فقرے اور مثالیں۔ جو قرآن شریف میں موجود ہیں شعرائے جاہلیت کے قصائد میں دیکھے جائیں تو ایک لمبی فہرست تیار ہو گی۔

معذرت دوم۔ قرآن میں بھی غلطیاں ہیں . . . . اور یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ بعض جگہ خدا تعالےٰ انسانی محاورات کا پابند نہیں ہوتا۔

میں مسلمان ہونے کی وجہ سے اللہ پر اور قرآن پر جو اعتراض کئے جائیں اور بلا دلیل ہوں ان کو برداشت نہیں کر سکتا ہوں۔ اس لئے ان دونوں اعتراضوں کا جواب لکھتا ہوں۔ خواہ پال صاحب یا کوئی قادیانی صاحب اس کا

جلد ۱۸ | لاہور - یوم سہ شنبہ مطبوعہ ۱۵ ذیقعدہ ۱۳۴۸ھ مطابق ۱۵ اپریل ۱۹۳۰ء | نمبر ۲۶

مذہب اور روس کی بالشویک حکومت

ہمعصر فری تھنکر (لندن) اپنی ۲۳ مارچ کی اشاعت میں لکھتا ہے :-

"روس میں گرجے حکومت کی ملکیت ہیں۔ حکومت انہیں بیس آدمیوں کی مذہبی جماعت کو بغیر کسی فیس کے استعمال کے لئے دے دیتی ہے۔ گرجے کی تمام کتابیں اور چیزیں بھی مذہبی فرائض کی بجا آوری کے لئے ان کے حوالہ کر دی جاتی ہیں۔ ہر گرجا کو حفظان صحت کے سرکاری قواعد کی سختی کے ساتھ پابندی کرنی پڑتی ہے۔ کئی گرجے اس عدم پابندی کی وجہ سے بند کر دیئے گئے۔ اگر گرجا یا مذہبی اشیاء کے استعمال کے لئے کوئی درخواست موصول نہیں ہوگی تو ٹاؤن سوویٹ اس مضمون کا ایک نوٹس گرجا کے دروازے پر چسپاں کرے گی۔ اور اگر سات دن کے بعد بھی کوئی درخواست نہیں دی جائے گی تو گرجا کی عمارت دوسرے کاموں کے لئے استعمال کی جائے گی۔

کلیسا کے عہدیدار کسی تجارتی کاروبار میں حصہ نہیں لے سکتے۔

مذہب کی تعلیم کسی پبلک یا سرکاری عمارت یا مدرسہ میں نہیں دی جائے گی۔ بلکہ اس کا انتظام خاص کالجوں میں ہوگا۔ جنہیں مذہبی تعلیم دینے کا لائسنس حاصل ہے۔

جو لوگ کسی مذہبی جماعت یا نظام میں شامل ہونا چاہتے ہیں ان کی عمر اٹھارہ سال ہونی چاہئے۔ کلیسا۔ جیوری کے فرائض انجام دینے کا مجاز نہیں ہے۔ اور نہ وہ کسی چندہ یا سرمایہ فراہم کرنے کے لئے مجبور کر سکتا ہے۔ کلیسا کے لئے کوئی مرکزی سرمایہ قائم نہیں ہو سکتا جس قدر روپیہ فراہم ہو اس کا مصرف اسی گرجا تک محدود رہیگا جس کے لئے روپیہ جمع کیا گیا ہے۔

کلیسا کے متعلق اور بہت سے انتظامی امور ہیں جن کی پابندی سے شدت پائی جاتی ہے۔ لیکن اس پابندی کو جبر اور ظلم قرار دینا لغویت ہے۔ یہ کہنا کہ روس میں عبادت کی ممانعت کر دی گئی ہے محض جھوٹ ہے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ زار کی حکومت کے مقابلہ میں آج روس کو بہت زیادہ مذہبی آزادی حاصل ہے

مسٹر جان ویدر جو سوویٹ کے بہت بڑے مخالف ہیں اپنی کتاب موسومہ "روس میں جاسوسی" کے صفحہ ۱۹۹ پر لکھتے ہیں :-

"زار کی حکومت دوسرے مذاہب کے متعلق اس قدر رواداری کو ملحوظ نہیں رکھتی تھی جس قدر کہ سوویٹ ملحوظ رکھتی ہے۔ روس میں کروڑوں مسلمان آباد ہیں مگر حکومت ان کی مذہبی آزادی میں مخل نہیں ہوئی۔ اسی طرح بدھ، ہندو اور چینی اپنے مذہبی عقاید میں آزاد ہیں یہودیوں کو اب اپنے مذہبی معاملات میں کامل آزادی حاصل ہے۔ روسی تاریخ کے آغاز سے انہیں یہ آزادی کبھی نصیب نہیں ہوئی تھی۔"

مسٹر ... جو ۱۹۲۸ء میں روس گئے تھے روسی زندگی کے متعلق اپنی کتاب کے صفحہ ۱۴۱ پر لکھتے ہیں :- "لوگوں نے گرجوں کو بند اور انہیں سینما میں منتقل کر دینے کی جس قدر خبریں سن رکھی ہیں وہ سب یار لوگوں کے تراشے ہوئے قصے ہیں۔"

ڈاکٹر ای۔ جے ڈلن نے جو انگلستان کے ان چند افراد میں سے ہیں جنہیں روس کے صحیح حالات معلوم ہیں ۱۹۲۸ء میں لکھا :"سوویٹ روس میں شہریوں کو اس امر کا پورا حق حاصل ہے کہ جس مذہب یا عقیدہ کو چاہیں اس کے پیرو ہوں۔ اور اگر وہ گرجوں کے اخراجات کو برداشت کرنے کے لئے تیار ہیں تو وہ انہیں قائم رکھ سکتے ہیں۔ لیکن کسی مذہبی جماعت کا کوئی فرد کمیونسٹ پارٹی میں شریک نہیں ہو سکتا۔"

مسٹر آرنلڈ بنٹ نے جو ۱۹۲۹ء میں روس گئے تھے مذہبی جماعتوں اور گرجوں کے خلاف جور و تشدد کا کوئی واقعہ نہیں دیکھا۔ اور نہ انہیں کوئی ایسا گرجا نظر آیا جسے حکومت نے جبراً بند کر دیا ہو۔ بلکہ مسٹر موصوف نے ڈیلی ایکسپریس کے ناظرین کو اس حقیقت سے آگاہ کیا کہ "میں نے ماسکو کے شہر میں سینکڑوں گرجوں میں لوگوں کو فریضہ عبادت بجا لاتے دیکھا"۔ مسٹر مارس ہنڈس نے حال میں ایک کتاب شائع کی ہے جس کا نام "انسانیت کی جھلکی" ہے اس کتاب میں مصنف نے بالشوزم کے متعلق غیر ہمدردانہ خیالات کا اظہار کیا ہے۔ لیکن اس میں یہ کہیں نہیں لکھا کہ جو لوگ مذہب کے دلدادہ ہیں انہیں مذہبی خیالات کی بنا پر جور و ستم کا تختہ مشق بنایا گیا ہے۔ مصنف مذکور نے بتایا ہے کہ بولشویکوں نے مذہب کے خلاف جو پروپیگنڈا کیا ہے۔ اس میں انہیں عظیم الشان کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ روس کے نوجوان مذہب کے بالکل قائل نہیں رہے۔

لیکن اسی کے ساتھ مسٹر مارس ہنڈس لکھتے ہیں : "بالشویک گرجوں میں جانے والوں پر نہ تو جرمانہ کرتے ہیں اور نہ ان سے کوئی ٹیکس وصول کرتے ہیں۔ دیہات میں قدیم خیالات کے لوگ اب گرجوں میں اس کثرت سے نہیں جاتے جس طرح کہ وہ انقلاب سے پہلے جایا کرتے تھے۔ سینکڑوں گرجے محض اس لئے بند ہو گئے کہ لوگوں نے ان کی امداد اور نگہداشت کے فرض کو چھوڑ دیا۔ کیونکہ گرجا اب ایک ویرانہ نظر آتا ہے۔ زائرین کی تعداد اس قدر کم ہو گئی ہے کہ ان کا چڑھاوا عیسائی ملانوں کے گذارے کے لئے کافی نہیں ہوتا۔

میں تسلیم کرتا ہوں کہ مذاہب کے متعلق اس کی بالشویک حکومت کے قواعد سخت ہیں لیکن ساتھ ہی یہ امر پیش نظر رہنا چاہئے۔ کہ روس کے عام باشندے جہالت اور ناقابل قیاس توہمات کی لعنت میں مبتلا ہیں اور اس کی سابقہ حکومت کس طرح روسیوں کی جہالت سے فائدہ اٹھایا کرتی تھی۔ جہالت اور مذہب ایک ہی درخت کی دو شاخیں تھیں۔ اور زار کی سلطنت اس شجر کی نشو و نما میں دلچسپی لیتی تھی۔ زار کے سب سے زبردست ایجنٹ اس کے مذہبی عہدیدار تھے۔

مسٹر ای۔ اے ایلسٹر اپنی کتاب بنام "روس طلوع ..." تک بطور حربہ کے کام میں لائے جاتے تھے۔ ہر گاؤں کا پوپ اسی پہلو سے زار کا پولیسمین تھا۔ حکومت اس کی خدمات کا معاوضہ دیتی تھی۔ گرجوں کے لئے حکومت کی طرف سے بیش قرار رقمیں مقرر تھیں۔ دیہات کے پادری ویسے ہی جاہل اور ان پڑھ تھے جیسے کہ عام لوگ خانقاہیں ایسے آدمیوں سے بھری رہتی تھیں جو بیکاری میں اپنا وقت گذارتے تھے۔ وہ محض اس لئے مذہبی زندگی اختیار کرتے تھے کہ حصول معاش میں انہیں کوئی دقت پیش نہ آئے۔ یہ راہ ان کے لئے نہایت آسان تھی۔ ان میں ایسے بھی تھے جو اپنی عیاری اور سیہ کاری پر پردہ ڈالنے کا سلیقہ بھی نہیں جانتے تھے۔

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ (۳: ۶۴)

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا

سہ روزہ آرگن

پیغامِ صلح

ادارۂ تحریر

عبد الحق

مظفر بیگ

حضرت مسیح موعود اور آپکی جماعت کا مذہب

اغراض و مقاصد

۱- مذاہب عالم کو دعوت اسلام۔

۲- فضائل اسلام اور قرآن کی نشر و اشاعت

۳- مسلمانوں کی باہمی تکفیر کو مٹا کر آپس میں رواداری کی تلقین کرنا۔

۴- مجدد وقت حضرت مسیح موعود کی تعلیم اور خدمات اسلام سے دنیا کو روشناس کرانا۔

جلد ۱۸ | لاہور - یوم دوشنبہ مطبوعہ ۲۱ ربیع الثانی سنہ ۱۳۴۹ ہجری مطابق ۱۵ ستمبر سنہ ۱۹۳۰ عیسوی | نمبر ۶۱

ہماری تبلیغی ڈاک

پروفیسر محمد عبد اللہ صاحب انچارج مسلم مشن برلن اطلاع دیتے ہیں کہ جرمن مسلم سوسائٹی جرمن حکومت کی طرف سے رجسٹرڈ ہو چکی ہے۔ اور اس کے زیر اہتمام مسٹر محمد امین فاروقی نے تین تقاریر ذیل کے عنوانات پر کیں:۔

(۱) یورپ اور اسلام جنگ عظیم کے بعد۔

(۲) یورپ اور اسلام قبل جنگ عظیم۔

پہلا لکچر یکم اپریل سنہ ۱۹۳۰ء کو اور دوسرا یکم جون سنہ رواں کو دیا گیا۔ جن کے دوران میں فاضل لکچرار نے ہماری انجمن کی تبلیغی جد و جہد پر نہایت بسط کے ساتھ روشنی ڈالی۔

تیسرا لکچر ایک غیر مسلم جرمن فاضل کا عقلیاتِ مذہب پر ہوا کہ جس کے دوران میں اس نے مذہب حقہ کے اصولوں کو وضاحت کے ساتھ بیان کیا۔ ماہ جون میں پروفیسر صاحب کا اپنا لکچر تعلیماتِ اسلامی پر ہوا۔ کہ جس کے خاتمہ پر ڈاکٹر مارکوس اور مسٹر ممتاز علی خان بھٹی نے ایک دلچسپ بحث کی کہ جس میں سامعین نے نہایت گہری دلچسپی لی۔

قرآن کریم کا روزانہ درس مسلمانوں کو دیا جاتا ہے اور نماز جمعہ بھی باقاعدہ مسجد میں ادا کی جاتی ہے۔ مگر موسم سرما میں لکڑی کے فرش پر نماز ادا کرنا نہایت تکلیف دہ ہوگا۔ جب تک قالین کے لئے چندہ جمع نہ ہو جائے اس کے بعد میلاد النبی کے جلسہ کی روئیداد ہے کہ جو گذشتہ نمبر میں شائع ہو چکی ہے۔

(ایڈیٹر)

جاوا

مرزا ولی احمد بیگ صاحب مبلغ تبلیغی مشن جاوا لکھتے ہیں۔ کہ گذشتہ ماہ میں انجمن کی چار نئی شاخیں جاوا میں قائم کی گئی ہیں۔ جزائر شرق الہند کے اخبارات میں اس اعلان کے بعد کہ ہماری سوسائٹی سرکاری طور پر ڈچ گورنمنٹ سے تصدیق کر دی گئی ہے۔ بہت سے جاوی اور بعض اعلیٰ آفیسر ہماری سوسائٹی کے باضابطہ ممبر ہو گئے ہیں۔ ہمارے سلسلہ کا اثر تمام جزائر شرق الہند خصوصاً جاوا میں پھیل گیا ہے کہ جس کے تمام بڑے بڑے شہروں میں ہماری سوسائٹی کے نمائندے موجود ہیں۔

قرآن مجید کے ڈچ ترجمہ کی طباعت شروع ہو گئی ہے اور تین ماہ میں اس کے ختم ہو جانے کی امید ہے۔ ہمارے نوجوان جاوی محمد ثابت اور عبد المکافی۔ سابق طلباء اشاعت اسلام کالج لاہور نہایت مفید کام اپنے اپنے شہروں میں کر رہے ہیں۔ مختلف شہروں کے ممبروں کی فہرست ارسال خدمت ہے تاکہ ان کے ساتھ براہ راست تعلقات قائم کئے جا سکیں۔ ضلع سنجس میں اپنی تحریک مضبوط کرنے کے لئے

ہمارے گذشتہ سالانہ اجلاس میں دو ضروری اہم اور عملی تجاویز پیش کی گئی تھیں۔ اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لئے فراہمی فنڈ۔ جس کا مدعا یہ تھا۔ کہ جزائر کے ان غریب طلباء کو قرضِ حسنہ دیا جائے۔ کہ جو ہالینڈ میں اپنی اعلیٰ تعلیم کو حاصل کرنا چاہتے ہوں۔ تین سو گلڈرز (قریباً ۳۰۰ روپیہ) اکٹھے ہو گئے۔ بینڈنگ کے حاکم نے کہ جو احدی ہے۔ اس فنڈ کا مربی ہونا منظور کر لیا ہے۔ دوسری تجویز کتب فنڈ کے قیام کی تھی جس کا مقصد یہ تھا کہ کافی روپیہ میرے پاس جمع ہونا چاہیئے تاکہ ہم لٹریچر کو ملک میں شائع کر سکیں۔ اس کے لئے دو سو گلڈر (قریباً دو سو روپیہ) فوراً جمع ہو گئے۔ تمام جماعتوں نے ان دونوں فنڈز کو کامیاب اور مستقل بنانے کا وعدہ کیا۔ جاوی ماہانہ رسالہ "احمدیت" اب پندرہ روزہ ہو گیا ہے۔ اور اس کا حجم بھی بڑھا دیا گیا ہے۔ سیلبیا سماٹرا اور دوسرے قریبی جزائر میں ہماری سوسائٹی کے ممبر ہمارا لٹریچر مفت تقسیم کرنے اور فروخت کرنے میں مصروف ہیں۔ ہالینڈ میں بھی ہمارا ایک بھائی اشاعت لٹریچر میں لگا ہوا ہے۔

نائیجیریا (برٹش مغربی افریقہ)

مسٹر سلمان پی اڈیمی ہمارے سلسلہ کا ایک رکن اطلاع دیتا ہے کہ وہ یہاں کی جماعت کا ایک فوٹو بھیج رہا ہے (وصول ہو چکا ہے) دس ممبر فوٹو لینے کے وقت غیر حاضر تھے۔ سال گذشتہ کی جماعت کے فوٹو کے ساتھ مقابلہ کرنے سے پتہ لگتا ہے کہ اس میں بہت ترقی ہوئی ہے۔ ہز ہائینس اوبا بھی جس کا فوٹو علیحدہ ارسال ہے۔ اگرچہ مسلمان نہیں مگر ہمارے سلسلہ کے ساتھ محبت رکھتا ہے۔ اس نے اپنا پہلا بیٹا (ولیعہد) اسلام کی خدمت کے لئے ہمارے سپرد کر دینے کا وعدہ کیا ہے۔

ہز ہائینس نے دو قطعات زمین ہمیں عطا فرمائے ہیں۔ ایک مسجد کے لئے اور دوسرا سکول کی بلڈنگ کے لئے۔ دونوں قطعات ضلع کونسل میں ہماری انجمن کے نام رجسٹری ہو چکے ہیں۔ احمدیہ مسجد کی تعمیر اگست سنہ ۱۹۳۰ء میں شروع ہو جائے گی۔ جو ۳۰۰۰ پونڈ کی لاگت کی ہوگی۔ ہمارے ممبر اگرچہ غریب ہیں تاہم وہ مسجد اور سکول کی عمارت کے لئے روپیہ فراہم کرنے میں بے حد کوشاں ہیں۔ ہم ہر روز اتوار کو صبح آٹھ بجے انگریزی میں لکچر دیتے ہیں۔ اور زبان عربی کی تعلیم ۹ سے ۱۱ بجے تک ہوتی ہے۔

جزائر فلپائن

مسٹر اسمنگ ... لکھتے ... نے یہاں

لٹریچر مسلموں اور غیر مسلموں میں تقسیم کر رہے ہیں۔

مسٹر لکم اوکا اطلاع دیتے ہیں کہ میں آپ کی مرسلہ اسلامی کتب سے نہایت ہی محظوظ ہوا ہوں۔ جو پہلی اسلامی اعلیٰ انگریزی کتب ہیں۔ کہ جن کو میں نے دیکھا ہے۔ جس دن مجھے وہ وصول ہوئیں اسی دن میں نے ان کو پڑھ کر چھوڑا۔ اس امر نے بھی ہمیں بہت ہی فرحت دی کہ دنیا بھر میں آپ کے اسلامی مشن موجود ہیں کہ جن کا ہمیں اس سے پیشتر علم نہ تھا۔ کتب دوستوں میں تقسیم کر دی گئی ہیں۔ اور مزید کتب کی مانگ بڑھ رہی ہے۔

اس جزیرہ میں مسلمانوں کی آبادی دس لاکھ ہے کہ جو زیادہ تر رمننڈ ناؤ جزیرہ میں ہے مسلمانوں نے کبھی بھی ان ہسپانوی مقبوضات کو فتح نہیں کیا۔ یہ ہمیں معلوم نہیں کہ اسلام ان میں کیسے داخل ہو گیا؟

خلیج فارس

الحاج عبد اللہ ولیم سن ایک انگریز نو مسلم لکھتا ہے۔ میں نے ابھی محصول خانہ سے آپ کی کتب وصول کی ہیں اور میں ان کتب مرسلہ کے لئے آپ کا بہت مشکور ہوں۔ وہ اور میرے وطنی دوست اس میں دلچسپی لیتے ہیں۔ اور ہمارے بہت سے ہم مذہب کہ جو اس سے پیشتر آپ کے سلسلہ کے مخالف تھے جب سے انہوں نے آپ کے پمفلٹ دیکھے ہیں ان کے خیالات تبدیل ہو گئے ہیں۔ میں سفارش کرتا ہوں کہ ان میں سے چند ایک کا ترجمہ عربی زبان میں ہونا چاہیئے۔ کیونکہ یہ خود آپ کی جماعت کے لئے مفید ہوگا تاکہ آپ کی اسلامی خدمات کا لوگوں کو علم ہو۔ "پیدائش مسیح" نامی کتاب بھی مجھے مل گئی ہے۔ جو نہایت مفید ہے۔ بہت اچھا ہوا کہ آپ نے صرف ایک نسخہ بھیجا ۔ کیا آپ کم از کم چھ نسخے مجھے بھیجیں گے۔ مجھے اس کی قیمت سے اطلاع دیں۔ ایک ایک نسخہ "محمد دی پرافٹ" اور محمد اینڈ کرائسٹ کا بھی اور ارسال کریں۔ وہ کتاب کہ جس کے عربی ترجمہ کی میں سفارش کرتا ہوں وہ بیک ٹو دی قرآن (Back to the Quran) ہے۔

میں لائٹ میں نہایت راحت پاتا ہوں۔ اور اب موطا امام مالک اور حدیث صحیح مسلم پڑھ رہا ہوں۔

یہ امر آپ کی اور میرے دوسرے مسلمان بھائیوں کی دلچسپی کا باعث ہوگا کہ وہ میری زندگی کے متعلق کچھ تھوڑا سا سین سر عبد اللہ کوئلم کی کتب پڑھنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے قبول اسلام کی مجھے توفیق بخشی۔

عدن کے قریب قصبہ لحجہ میں یہ سنہ ۱۸۹۲ء کی بات ہے میں نے عدن پولیس سے استعفا دیدیا۔ مذہب اسلام کو اختیار کر کے میں نے اس امر کی شہادت دی کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ اور محمد اس کا بندہ اور رسول ہے۔ (اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمداً عبدہ ورسولہ) اور ختنہ کرانے کے بعد میں ہندوستان چلا گیا

جلد ۱۸ | لاہور۔ یوم یکشنبہ مطبوعہ ۲۵ جمادی الاول ۱۳۴۹ ہجری مطابق ۱۹ اکتوبر ۱۹۳۰ عیسوی | نمبر ۶۹

ہماری تبلیغی ڈاک

چین

اخویم عثمان صاحب لکھتے ہیں کہ:۔

آپ کا خط ملا۔ بہت مسرت ہوئی۔ انگریزی ترجمۃ القرآن کی وصولی پر جس قدر بھی خوشی اور شکریہ کا اظہار کروں کم ہے۔ سر دست ذیل کے امور قابل توجہ ہیں۔ قرآن کریم کے چند نسخے برائے فروخت ارسال کر دیں۔ فروخت ہو جانے پر قیمت ارسال کر دی جائے گی۔ جو اخبارات و رسائل آپ نے بھیجے تھے وہ میں نے ایک انگریزی دان دوست کو دیئے ہیں تاکہ وہ ان کے تراجم چینی زبان کے رسالہ جات میں شائع کر رہے ہے۔ جس سے یہاں کے مسلمانوں کو فائدہ پہنچے۔ یہاں چینی رسائل نکلتے ہیں ان کی ایک ایک کاپی ارسال ہے۔ میرا ارادہ ہے کہ آپ کے پاس آ کر تکمیل علوم دینیہ کروں۔ اور ہندوستان کے مسلمانوں کے حالات اپنی آنکھ سے مشاہدہ کروں۔

اٹلی

اخویم عثمان کلوجا صاحب جو البانیا کی فوج میں بھرتی ہو کر اٹلی میں تعلیم کی تکمیل کر رہے ہیں۔ تازہ خط میں لکھتے ہیں کہ: آپ کا خط ملا جس سے بے حد خوشی حاصل ہوئی۔ جملہ رسالہ جات بھی پہنچ گئے ہیں۔ جو تقسیم کر دیئے گئے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ اسلامی ممالک کے اچھے اچھے اخبارات مطالعہ کے لئے باقاعدہ منگوائیں۔ اس لئے آپ ان کے ناموں سے اطلاع دیں۔

چین

اخویم محمد اسماعیل صاحب لکھتے ہیں:۔

دین کی تبلیغ کا شوق چینی مسلمانوں میں بہت کم ہے۔ ملک بھر میں جہاں جہاں پرانے زمانہ کی مساجد صدیوں سے بنی ہوئی ہیں ان کے ساتھ مکانات و دکانیں وقف ہیں۔ اسی لئے ان کے اخراجات چلتے رہتے ہیں۔ ورنہ اگر ان مسلمانوں کے سروں پر ان کا خرچ ہوتا تو کبھی کی برباد ہو گئی ہوتیں۔ سب مساجد میں عربی کی تعلیم کے مکاتب ہیں۔ جس قدر بھی اسلامی رسائل اس ملک سے شائع ہوتے ہیں۔ وہ ان مساجد کے اوقاف سے شائع ہوتے اور مفت تقسیم ہوتے ہیں۔ جس صوبہ میں میری سکونت ہے اس کے دار الصدر کے سوا باہر دیہاتی آبادی مسلمانوں کی بالکل نہیں۔ چند گاؤں میں تھوڑے تھوڑے مسلمان بستے ہیں۔ شمالی چین اور مغربی چین کے صوبوں میں مسلمانوں کا خوب زور ہے۔ ہمارے یہاں کا پرچہ اس وقت چین کے سب اسلامی پرچوں سے اول نمبر پر ہے۔ گو لوکل میں اتنا اثر نہیں رکھتا۔ لیکن چین کے دوسرے صوبوں میں اس کا اثر روز افزوں ترقی پر ہے۔ اور دور دراز صوبوں ... اسلامی آبادی زیادہ ہے۔ وہاں اس وقت تک ایک بھی اسلامی رسالہ یا اخبار نہ تھا ہمارے ہاں کے رسالہ کی تقلید میں اب نئے نئے پرچے شائع ہونے شروع ہو گئے ہیں۔ اور مسلمانوں میں بیداری پیدا ہو رہی ہے۔ ابھی دو رسالے ایک شانگھئی سے اور دوسرا شانسی سے نکلنے شروع ہوئے ہیں۔ ابھی تک مساجد کے اوقاف پر پرانے خیال کے ملاؤں کا قبضہ ہے۔ لیکن انشاء اللہ ہماری تحریک تمام مسلمانوں میں بیداری پیدا کر کے رہیگی۔ آپ کے رسائل دعوت عمل اور محمد مصطفےٰ سے اقتباسات ہمارے رسالہ میں شائع ہو چکے ہیں۔ اور آپ کا لٹریچر مسلمانوں میں بیداری پیدا کرنے کا نہایت مفید کام کر رہا ہے۔ چند پتے ارسال ہیں۔ ان سے خط و کتابت کریں اور اپنے انگریزی اسلامی لٹریچر ان کو بھیجدیں۔

الجیریا (شمالی افریقہ)

اخویم حسن بن عبد العزیز صاحب لکھتے ہیں کہ:۔ آپ کا مکتوب گرامی پہنچا۔ باعث مسرت ہوا۔ انجمن احمدیہ لاہور کے اعمال مجیدہ کا جو نقشہ آپ نے پیش کیا ہے۔ وہ تمام امت مسلمہ کے لئے باعث تشکر ہے۔ بلا ریب آپ کی جماعت نے ایسے وقت میں اشاعت اسلام کا بیڑا اٹھایا۔ جب کہ امت مسلمہ کی تمام اقوام کی ہمتیں پست ہو چکی تھیں۔ اور انہوں نے اس عظیم الشان فرض کو نسیاً منسیا کر دیا تھا۔ اور ہر شخص شخصی اشغال میں غرق ہو چکا تھا۔ اور غیرت اسلامی اور نصرت دینی سے بعید اور سماع حق اور قبول صداقت سے معرا نظر آتا تھا۔ وہ نصرت اسلامی کے لئے اپنے لبوں کو جنبش نہیں دیتے تھے۔ چہ جائیکہ اس مبارک کام کے لئے ہاتھ بڑھائیں۔ - - - - - - - - -

- - - - - - - ملت اسلامیہ کی حالت

بحیثیت قوم کُلٌّ یَّعْمَلُ عَلٰی شَاکِلَتِہٖ کی مانند ہو چکی تھی۔ اللہ تعالیٰ آپ کی انجمن کو جزائے خیر دے۔ کہ اسے اس مبارک فرض کو اپنی گردن پر اٹھا لیا اور تمام ملت اسلامیہ کی سرخروئی کو بحال رکھنے کی کوشش میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں رکھا۔ فجزاہ اللہ عنی وعن سائر المسلمین و عباد اللہ الصالحین فی الدنیا والآخرۃ۔ شریعت اسلامیہ کے اہم مسائل میں سے مہتم بالشان مسئلہ تبلیغ دین ہے۔ جبتک مسلمان اس فرض کی ادائیگی پر کاربند رہے۔ تب تک وہ بحیثیت قوم منظور نظر بارگاہ خداوند رہے۔ لیکن جونہی انہوں نے اس مبارک فرض سے اعراض کیا تو اسد نے بھی ان سے اعراض کر لیا۔ نتیجہ وہ ہوا جو اس وقت عالم اسلام خود اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہے۔

موجودہ زمانہ میں اقوام یورپ ہر طرح سے مہذب ہیں اور علم کے رو سے تمام ایشیائی اقوام سے بہت آگے ہیں۔ روشن خیالی کے لحاظ سے مذہبی ...

اگر ہم خدا کا پیارا پیغام ان تک نہ پہنچائیں۔ اور ان کو اس نعمت سے محروم رکھیں۔ آپ کی انجمن نے دعوت تبلیغ میں جو طریق اختیار کیا ہے۔ وہ نہایت اعلیٰ ہے۔ اور یہ امر میرے لئے باعث مسرت ہے۔ کہ آپ لوگ سیاسیات سے الگ رہتے اور تکفیر المسلمین کے دشمن ہیں اور ہمارا بھی یہی عقیدہ ہے کہ مسلمان قوم گو فروعات میں باہم اختلاف رکھتی۔ لیکن الحمد للہ اصول میں سب متفق ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو توفیق دے کہ وہ باہمی اتحاد کی طرف قدم اٹھائیں۔

آپ کا ارسال کردہ قرآن کریم وغیرہ نبوی انگریزی مجھے پہنچ گئے ہیں ان کو چوم کر آنکھوں سے لگایا۔ مزید برآں میں آپ کی انجمن کا اس کی ان خدمات حسنہ کے صلہ میں جس قدر بھی شکریہ ادا کروں کم ہے۔ ترجمۃ القرآن وغیرہ کی چھپائی میں جو سعی بلیغ کی گئی ہے۔ وہ باعث مزید تشکر و امتنان ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی انجمن کو ان اعمال حسنہ کا بہتر بدلہ دے۔ اگر فرانسیسی اور ہسپانوی زبانوں میں قرآن کے تراجم آپ نے چھپائے ہوں تو وہ بھی نمونۃً بھیجدیں۔ بالآخر مجھے اپنی دعاؤں میں یاد فرمایا کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ مجھے توفیق عطا فرمائے کہ میں بھی آپ کی انجمن کی مالی مدد کر سکوں۔

جاوا

اخویم مرزا ولی احمد بیگ صاحب لکھتے ہیں:۔

جماعت احمدیہ پورو دکرتو نے مذہبی کلاسیں کھول دی ہیں۔ جس میں ہفتہ میں تین بار پبلک کو مذہبی تعلیم دی جاتی ہے۔ اور ہفتہ میں دو بار احمدی مبلغین کے لئے خاص کلاسیں جاری ہیں جن میں ان کو قرآن، احادیث اور احمدیت کی تعلیم دی جاتی ہے۔ اس وقت جماعت اعزازی ہیں جن میں سے سات مستورات اور آٹھ مرد ہیں۔ جو ہفتہ میں ایک بار یعنی اتوار کے دن گرد و نواح کے علاقہ میں جا کر اسلام اور سلسلہ کی تبلیغ کرتے رہتے ہیں۔ یہاں کے ہائی سکول میں ہر ہفتہ میں ایک بار مذہبی تعلیم دیتا ہوں۔ اور مہینہ میں ایک بار باہر کی جماعتوں کی ترقی اور تنظیم کے لئے دورہ کرتا ہوں۔

جلد ۱۸ | لاہور ۔ یوم شنبہ مطبوعہ ۲۳ جمادی الثانی ۱۳۴۹ سنہ ہجری مطابق ۱۵ نومبر ۱۹۳۰ سنہ عیسوی | نمبر ۷۵

اخبار احمدیہ

حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ بخیریت خدمات دین میں مشغول ہیں۔ اور ہر جمعرات اور سوموار کو قرآن شریف کا درس ہوتا ہے۔ کہ جس میں شہر کے لوگ نہایت شوق کے ساتھ حصہ لیتے ہیں۔ سوال و جواب سے بھی لطف اٹھایا جاتا ہے مضمون ہستی باری تعالیٰ ابھی تک جاری ہے۔

حضرت خواجہ کمال الدین صاحب کچھ چند دنوں سے واپس لاہور تشریف فرما ہیں ان کی صحت گذشتہ سال کی نسبت اچھی ہے۔ وہ بھی اپنے دینی مشاغل میں مصروف ہیں۔

حضرت مولانا صدر الدین صاحب جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب بخیریت اپنے فرائض کی ادائیگی میں کوشاں ہیں۔

حضرت ڈاکٹر شاہ صاحب دو ماہ کی رخصت پر ہیں اور انجمن کے کاروبار میں سرگرمی سے مشغول ہیں

مولانا عصمت اللہ صاحب اپنے اوصورے سے دورہ کے سلسلہ میں لاہور تشریف لائے اور کل ہم اکو محمودی مولویوں سے دو چار ہاتھ کرنے کے لئے چند روز کے لئے بھیجے جائیں گے (بعد کی اطلاع ہے کہ قبلہ مولوی علیہ الحق صاحب کو بھی اپنے ہمراہ لے گئے ہیں (انعام))

شیخ محمد نصیب صاحب آجکل چک نمبر ۲۷ (اوکاڑہ) میں جرائم پیشہ پر سپرنٹنڈنٹ۔ ان کے چھوٹے بچہ عبد القادر کی صحت اب بہت حد تک روبا صلاح ہے

شیخ محمد یوسف صاحب گرہمتی شیخوپورہ تبلیغی سلسلہ میں گئے ہیں۔ ان کی طبیعت میں اب قدرے سکون ہے۔ تاہم بے چینی زیادہ ہے۔ اور وہ خود دوستوں سے طالب دعا ہیں۔

خاکسار ایڈیٹر انجمن اسلامیہ نور پور ضلع کانگڑہ کی درخواست پر ان کے سالانہ جلسہ پر تقریر کرنے کے لئے گیا تھا۔ ۹ کی شب کو اور ۱۰ کی صبح کو دو تقریریں اسلام اور دیگر مذاہب کے موضوع پر ہوئیں۔ مسلمانوں کے علاوہ آریہ سکھ اور سناتنی سب لوگوں نے تقریروں میں دلچسپی لی۔ سیکرٹری صاحب نے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا آخر پر شکریہ ادا کیا۔ کہ انہوں نے جلسہ میں شمولیت کے لئے اپنا مبلغ بھیجا۔

گذشتہ ہفتہ کی شب کو محمد یعقوب خان صاحب ایڈیٹر دی لائٹ کا ایک لیکچر بزبان انگریزی ینگ مین اشاعت اسلام یونین احمدیہ بلڈنگس میں ہوا۔ موضوع تقریر بدعات مذہب تھا۔ آپ نے ہربرٹ سپنسر اور نیٹشے وغیرہ منکران مذہب کے خیالات کی توضیح کرتے ہوئے بیان کیا کہ یہ لوگ اصل میں مذہب کے منکر نہیں۔ بلکہ ان کے سامنے جو مذہب کی تصویر تھی اس کی انہوں نے تردید کی ہے۔ اور بتایا کہ جس چیز کو یہ لوگ مذہب کی بنیاد قرار دیتے ہیں وہ فی الحقیقت مذہب ہی نہیں۔ جذبۂ خوف دل کی کمزوری اور غلامی کی روح ان لوگوں نے مذہب کی اصل قرار دی ہے لیکن اسلام ان تینوں کے خلاف ہے۔ وہ خوف ضعف دل اور غلامی کی روح کو دور کرنے اور کچلنے کے لئے آیا ہے۔ فی الحقیقت مذہب ایک دو دھاری تلوار ہے۔ کہ جس سے اگر ایک طرف نیکی اور تقدیس کی زندگی پیدا ہوتی ہے تو دوسری طرف بیوقوف لوگوں کے لئے یہ ایک ذہنی افیم بھی ہے۔ کہ جس کو آڑ بنا کر فتنہ و فساد اور حماقت کو فروغ دیا جاتا ہے۔ اس زمانہ میں مذہب اختلافات اور مذہبی جنگوں کا نام نہیں بلکہ اب مذہب ذہنی آزادی کا نام ہے۔ کہ جو حقیقت کی آنکھ کو روشن کرنے اور کھولنے کے لئے آیا ہے۔ تاکہ حقیقت کو مکدر کرنے والے خیالات قبر پرستی۔ پیر پرستی اور مولوی پرستی کو ختم کیا جائے۔ زندگی کی کشمکش میں وہ بہادری اور جرات سے لڑا سکتا ہے۔ تاکہ انسان اس کے ذریعہ سے اپنے عمل کی بہشت کو حاصل کرے۔ اگر فرشتوں نے آکر سب کچھ کرنا ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنگوں میں اسقدر تکلیف کیوں اٹھاتے۔ اللہ تعالیٰ خود آکر فرشتوں کے ساتھ ان کے سارے کام بنا دیتا۔ لیکن یہ ظاہر ہے کہ ایسا نہیں ہوا۔ بلکہ اسلام نے جو تعلیم دی وہ کسی پر بھروسہ کرکے بیٹھ رہنے کی تعلیم نہ تھی۔ بلکہ وان لیس للانسان الا ما سعیٰ کے الفاظ میں وہ ایک پیغام عمل تھا۔ کہ جو ہماری آنکھوں پر سے غفلت کے پردے اٹھاتا ہے جن باتوں کو لوگوں نے مذہب سمجھ رکھا ہے وہ صرف بدعات مذہب ہیں۔ کہ جن کا اصل مذہب کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ اس کے بعد آپ نے بتایا کہ مذہب کی بنیاد عقل پر ہے۔ قرآن شریف جس طرح اللہ تعالیٰ کی قولی کتاب ہے اسی طرح نیچر اس کی فعلی کتاب ہے۔ اس لئے قرآن کریم اولو الالباب کو اس نیچر کی کتاب کے مطالعہ کی دعوت دیتا ہے۔ آخر پر مختصر سے سوال و جواب کے بعد یہ جلسہ بخیر و خوبی ختم ہوا۔

پٹھان کوٹ میں ایک پُر لطف مناظرہ

نور پور میں یہ بھی سنا گیا کہ ۸ اور ۹ نومبر کو شیعیان اولیٰ اور شیعیان آخری یعنی بہشتی مقبرہ کے مجاوروں میں مباحثہ تھا۔ افسوس ہے کہ ہم اس میں شامل نہ ہو سکے۔ ورنہ دو محبان اہل بیت کے ذوقی اور وجدانی اشارات سے ہم بھی بہرہ اندوز ہوتے۔ ایسا اندازہ ہوتا ہے کہ سب سے پہلے شیعیان اولیٰ نے یومنون بالغیب سے اپنے امام مہدی غائب پر نص صریح پیش کی اور محبان اہل بیت قادیان نے وبالآخرۃ ھم یوقنون سے آخری زمانہ میں نازل ہونے والی وحی سے بیٹری جمائی۔

انہوں نے کہا آیت واذا فرغت فانصب میں حضرت علی کی نصب خلافت کا حکم ہے جس پر یہ حواریان محمودیوں سامع نواز ہوئے۔ ومن اللیل فتھجد بہ نافلۃ لک عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا ۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوا تھا کہ راتوں کو اٹھ اٹھ کر تہجد کی نماز میں نوافل کی کثرت کیا کر۔ تاکہ تیری امت میں ایک شخص کو مقام محمود پر مبعوث کر دیا جائے۔ لو سنو اپنے شیعو اس کی دلیل کہ ہمارے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کا نام محمود ... [illegible]

میں تو حضرت علی کا نام تک بھی نہیں۔ مگر ہماری نص صریح میں مقام محمود سارۃ المسیح سے بھی زیادہ روشن ہے۔ ع
زہے چہ باشد جسے روشن تر

اتنے میں شیعہ مولوی نے نہایت جوش سے والسابقون السابقون اولٰئک المقربون سے حضرت علی اور شیعیان علی کے سابقون الاولون ہونے پر اچھوتا استدلال کیا جس کے جواب میں مقام محمود کے پجاری نے پوری تیاری کے ساتھ آیت وآخرین منھم لما یلحقوا بھم کی ولدیں پکڑ کر انہی سابقون الاولون میں اپنے آپ کو بھی شامل کر دکھایا۔ ادھر سے حضرات حسینی کے وسائل و مناقب قرآن و حدیث سے پیش ہوئے۔ اور ان کی بے نظیر قربانی کو اس پر بطور شہادت لائے۔ اور اس پر اس قدر مرثیہ خوانی کی کہ میدان مناظرہ دشت کربلا بن گیا۔ تو ادھر سے یہ دلیل لبصنا و بکا پیش کی گئی کہ اس حسین کو اگر دشمنوں نے شہید کیا تھا تو یہ حسین (میاں محمود) اس لئے آیا کہ اپنے دشمنوں کو موت کے گھاٹ اتارے۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ اس یوسف کنعان کو بھائیوں نے کنوئیں میں ڈال دیا تھا۔ یہ یوسف قادیان اس لئے آیا ہے کہ اپنے بھائیوں کو کوئیں میں گرائے۔

قادیانی مولانا کی ان دلائل پر محمودی پبلک ایک سرے سے دوسرے سرے تک جھوم جھوم جاتی تھی۔ سبحان اللہ۔ الحمد للہ اور محمود خلیفۃ اللہ کے وجدانی ورد و وظائف سے منہ کی رال اور جھاگ اپنے دونوں طرف پھینکتے ہیں اگر این، ڈبلیو آر کا انجن نہیں تو شملوی مولانا عمر الدین ضرور بنی ہوئی تھی۔ مناظرہ کیا ہوگا دراصل خاصی کھلا اور کیف جماعتوں کا سنگم تھا۔

دیوار گریہ کا قضیہ

مصالحانہ تصفیہ کی کوشش

معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ حکومت فلسطین آجکل بعض سرکردہ اشخاص سے دیوار گریہ کے قضیہ کے مصالحانہ حل کے متعلق مشورہ لے رہی ہے۔ لیکن تاحال اس سلسلہ میں کوئی فیصلہ نہیں ہوا۔

یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ لیڈروں کے درمیان اس مسئلہ پر مناقشت شروع ہو گئی ہے۔ چنانچہ بعض نے ایک اسلامی کانفرنس منعقد کرنے کی تجویز پیش کی ہے۔ جس میں اس سوال پر غور کیا جائے گا اور دیگر تجاویز بھی پیش کی جائیں گی۔ کہا جاتا ہے کہ بعض عرب ملے اس وقت تک ہر قسم کی مفاہمت مسترد کر دینگے۔ جب تک موجودہ صورت حالات جاری رہیں گی۔ نیز اس بارے میں اپنی آراء ظاہر کرنے سے بھی انکار کر دیں گے۔

ناظرین: خط و کتابت کے وقت اپنے نمبر خریداری کا حوالہ ضرور دیا کریں۔

شذرات

(از مولوی عبدالحق صاحب ودیارتھی)

موسم آتے ہیں اور گذر جاتے ہیں۔ پھول بہار دکھاتے ہیں اور بکھر جاتے ہیں۔ تتلیاں جنتی ہیں اور رنگ بدلتی ہیں۔ خیالات اٹھتے ہیں اور بیٹھ جاتے ہیں۔ ان میں سے کسی چیز کو بھی اپنی حالت پر قرار نہیں۔ کائنات کا ذرہ ذرہ بدلتا ہے۔ اور بدلتا چلا جاتا ہے۔ لیکن یہ عمل کون و فساد جس سُرعت کے ساتھ برکاتِ خلافت میں کام کرتا ہے شاید دنیا کے اور کسی نظامِ ترکیبی میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔ بلکہ نہیں مل سکتی۔ ابھی کچھ زیادہ عرصہ نہیں گذرا کہ مدراس میں مسز اینی بیسنٹ نے ایک حُسن و جمال کے پتلے کو گریٹ ورلڈ ٹیچر (دنیا کا ہادیٔ اعظم) بنا کھڑا کیا تھا۔ مدراس میں ابھی ہم موجود ہی تھے کہ وہاں تھیاسوفیکل سوسائٹی کی پچاس سالہ یادگار منائی گئی۔ ہم بھی اپنے دوست عزیز اللہ کے ساتھ اس میں شامل ہوئے۔ پبلک کا ہجوم اور تھیوسوفی میں حُسن کی فراوانی دیکھ کر ہمارا ماتھا ٹھنکا۔ کہ یہاں کچھ گل کھلنے والے ہیں۔ چنانچہ اس کے بعد اس راجہ اندر کے اکھاڑے کی بہت سی باتیں سننے میں آئیں۔ مگر ایک تازہ گل جو اب کھلا ہے اس کی بُو باس سونگھنے کے قابل ہے۔ کہ مسز موصوفہ کا تجویز کردہ پیغمبرِ اعظم اور ہادیٔ عالم یورپ کی حسین اور جمیل پریوں پر پیغمبری اور ہدایت کی ساری پونجی ہار بیٹھا ہے۔ خلافت آسمانی اور تجلیات روحانی کو آگ دکھا کر سینما کے ایکٹروں میں شامل ہو گیا ہے۔ شباب کی امنگیں کہ جو علمِ خلافت روحانی کے بارِ گراں کے نیچے دبی ہوئی تھیں۔ دفعتہً بیدار ہو گئی ہیں۔ اور بقول معزز مدیر انقلاب "مغرب کا طوفانِ حُسنِ جمال اپنی بے پناہ موجوں کے سامنے تقویٰ تو درکنار پیغمبری تک کو بہالے گیا"۔

مدراس میں ہمیں مسٹر کرشنا مورتی کی تقریر سننے کا بھی اتفاق ہوا۔ آپ نے اپنے مامور من اللہ اور ہادیٔ عالم ہونے کی ایک اچھوتی دلیل دی تھی۔ یعنی یہ کہ میں بے حد حسین ہوں اور انبیاء ہمیشہ حسین ہی ہوتے رہے ہیں۔ اللہ اللہ کیا نیرنگیٔ زمانہ ہے کہ وہی حُسن جو ان کی پیغمبری کی دلیل تھا آج انہیں سینما میں قلابازیاں کھلا رہا ہے۔ خوبیٔ اتفاق کہیے یا قسمت کی یاوری کہ قادیان کے ایک مسن بزرگ بھی قادیانی خلافت مآب کے مامور من اللہ ہونے کی دلیل مولانا یار محمد صاحب وکیل نور پورہ کو حُسن میں بے نظیر ہونا بتاتے ہیں۔ خوبروؤں اور حسن والوں کو تو ویسے بھی دنیا مسیحا اور یوسف ثانی کہا کرتی ہے۔ خواہ ان میں کوئی حسن سیرت ہو یا نہ ہو۔ خیر آپ مسٹر کرشنا مورتی کے حسن کی بازیگری دیکھ چکے۔ اب حسین خلافت کی قلابازی بھی ملاحظہ ہو۔ وہ موجۂ خلافت کہ جو آج سے ۱۲ سال پہلے موجزن ہوا۔ ماشاء اللہ اس میں ایسی روانی، تیزی اور بیقراری تھی۔ کہ اس کو دونوں ہاتھوں سے تھامنا مولانا شیر علی جیسے آزمودہ کار اور فرشتۂ قدرت بزرگ کا بھی کام نہ تھا (برکاتِ خلافت کا ٹائیٹل اعتذار) برکاتِ خلافت کی موج تھی۔ کہ مولانا کے دونوں ہاتھوں سے اچھلی پڑتی تھی۔ تاہم مولانا کے ہم مشکور ہیں کہ ان کی ہمتِ مردانہ نے کچھ کیا۔ اور اس موجۂ پُرجوش کا ایک حصہ "برکاتِ خلافت" کی مینا و رنگین میں محفوظ کر لیا کہ جس سے آج ہم پنجابیوں کے کام و دہن لذت اندوز ہو رہے ہیں۔

وہ برکاتِ خلافت کہ جو ۱۹۱۴ء میں جوش زن تھے گو آج پایاب ہو رہے ہیں اور تازہ انوار خلافت نے ان پر جھاڑو ڈال رکھی ہے۔ تاہم وہ [illegible] برکات خلافت کے نام سے معنون رسالہ [illegible]

ہمارا سالانہ جلسہ کیا ہے؟

ہماری قوم کا امتحان ہے

جو اس امتحان میں بلاوجہ غیر حاضر ہوتا ہے

قومی ملزم ہے

جو اس کی تیاری کر کے نہیں آتا وہ

کامیاب ہونے کی توقع نہیں کر سکتا

ہمارا سالانہ جلسہ

۲۶-۲۷-۲۸ دسمبر

ہز ہائینس حضور نواب صاحب بہاولپور نے ایک اجلاس کی صدارت قبول فرمائی ہے

مشہور و معروف جرمن مُستشرق ڈاکٹر جرمنوس ڈاکٹر ٹیگور کی یونیورسٹی (شانتی نیکتان) میں اسلامیات کے پروفیسر ہیں صرف اس لئے تشریف لا رہے ہیں کہ ہنگری میں اسلام پر لیکچر دیں

جناب ڈاکٹر عبدالوہاب صاحب جو سیام میں اسلامی تحریکات کے بانی مبانی ہیں سیام سے تشریف لے آئے ہیں۔ اور اپنے وطن میں اشاعتِ اسلام کے موضوع پر تقریر فرمائیں گے۔

بقیہ

کسی کو شاید ہونے آپ لکھتے [illegible] کہ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ گورنمنٹ ایک حد تک سیاسی امور کی طرف توجہ رکھنے کی اجازت دیتی ہے لیکن میں دیکھتا ہوں کہ اس کام کا انجام خراب ہوگا۔ اس لئے میں اپنی جماعت کو اس کی اجازت نہیں دیتا۔ (برکاتِ خلافت صفحہ ۵)

اس کے علاوہ میاں صاحب نے قوم کے سیاست میں پھنسنے سے تین چار نہایت خطرناک نتائج کے رونما ہونے کا صریح خطرہ ظاہر کیا ہے۔ اس سارے مضمون کو پڑھ کر ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں۔

۱۔ حضرت صاحب نے کبھی سیاست میں پڑنے کی اجازت نہیں دی۔

۲۔ میاں صاحب اپنے تجربہ اور یقین کی بنا پر اس کو جماعت کے لئے خوفناک خطرہ سمجھتے تھے۔

۳۔ اس میں فائدہ کی نسبت نقصان بہت زیادہ ہے۔

۴۔ اگرچہ بظاہر وقت فائدہ کی چیز نظر آئے۔ لیکن اس کا انجام خراب ہوگا۔

۵۔ کانگرس ہی نہیں بلکہ مسلم لیگ میں شامل ہونا بھی خطرہ سے خالی نہیں۔

۶۔ حضرت صاحب نے جائز حد تک بھی اس میں حصہ لینے سے روک دیا ہے۔

۷۔ میاں صاحب کے خیال میں احادیث سے بھی یہ ثابت ہے کہ سیاست میں قطعاً حصہ نہ لو۔ بلکہ جائز حقوق بھی طلب نہ کرو۔

۸۔ سیاست کا خون جس کے منہ کو لگ گیا۔ وہ اس کو چھوڑ نہیں سکتا۔ بلکہ اس کے اندر ہی اندر گھستا جاتا ہے۔

۹۔ اسلام کے مکان کو چاروں طرف سے آگ لگی ہوئی ہے۔ ایسے وقت میں جو شخص سیاست میں پڑتا ہے۔ وہ اسلام میں نہیں ہے۔ کیونکہ وہ اسلام کی خدمت سے الگ ہو جاتا ہے۔

اب یہ ساری باتیں اپنے قادیانی دوستوں کے سامنے رکھ کر ہم سوال کرتے ہیں۔ کہ وہ سربانِ خلافت کی رنگین فضا سے ذرا باہر آ کر بتائیں کہ آج کل خلیفۃ المسیح ثانی اور ان کی جماعت کن اشغال میں مصروف ہے؟ کیا یہ مشاغل حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیم کے خلاف نہیں؟ کیا وہ قوم کے لئے خطرناک نہیں۔ کیا اس کا انجام خراب نہ ہوگا؟ کیا وہ اس میں پڑ کر خدمتِ اسلام سے الگ نہیں ہوئے؟

خلافت سیاسی کے غلغلے اور کاروبار خاص کے شغلے۔ وہ نہرو رپورٹ کے تبصرے۔ وہ ہائی کورٹ کے ججوں کے محضر نامے اور وہ سائمن رپورٹ پر خامہ فرسائیاں۔ اور وہ وائسرائے کے در پر جبہ سائیاں۔ یہ سب اس برکاتِ خلافت کی قلابازیاں نہیں تو اور کیا ہیں؟

اپنے سالانہ جلسہ کو کامیاب اور بارونق بنانے کی کوشش کرو

۴۴ سال غزردہ ہونے کی وجہ سے اس قابل ہو گیا ہے کہ اس کا ایک ایک جرعہ زبان پر رکھ کر چکھا جائے۔ ہمارے میاں صاحب کی اولوالعزمانہ ہمت قابل داد ہے۔ کہ وہ ایک قوم کی قوم کو کس درجہ حیران اور مبہوت بنا لیتے ہیں اور ان کو آہستہ آہستہ کشتیٔ نوح سے گرا کر ٹشیانک جہاز پر اُتارتے چلے جاتے ہیں۔ قوم ہے کہ وہ آنکھیں موندے اپنا علم و عقل سربانِ خلافت پر نچھاور کر گئے۔ منارۃ المسیح سے منہ موڑ کر لندن کی گمراہ کن سڑک پر ان کے پیچھے پیچھے چلی جا رہی ہے اور کوئی نیم مدہوش اتنا نہیں پوچھتا کہ یہ آئمہ ان کا آج پیچھے کب سے فرض ہو گیا۔ ۱۹۱۴ء کے برکاتِ خلافت میں آپ نے سیاست کی ایک سرخی پر۔ آکے جماعت کو خطرہ کی یہ جھنڈی دی تھی۔

"میں جب اس کشمکش کو مدنظر رکھ کر حضرت مسیح موعود کی تعلیم پر غور کرتا ہوں اور ان لوگوں سے کہ جو آپ کے ساتھ رہنے والے تھے پوچھتا ہوں تو وہ یہ اظہار نہیں دے سکتے کہ حضرت صاحب نے ان کو کبھی سیاست کی طرف مائل کیا ہو یا کبھی ان کی توجہ کو اس طرف پھیرا ہو" اور پھر اس کے نیچے جلی حروف میں یہ الزام [illegible] سیاست سے جماعت کو کیوں روکا جاتا ہے [illegible]

چوہدری غلام حسین صاحب ریٹائرڈ سٹیشن ماسٹر

ہماری جماعت میں چوہدری صاحب موصوف ایک درد دل رکھنے والے بزرگ ہیں۔ افسوس ہے کہ آپ کی صحت خراب ہو رہی ہے۔ آپ نے اس مایوسی کے عالم میں بھی کہ جب ان کی کوئی معقول آمدنی نہیں اور ان کا خلف الرشید بیکار گھر پر بیٹھا ہے۔ آپ نے اپنی انتہائی تنگی کے باوجود ۲۵۰ روپیہ کا قرضہ جو گذشتہ سال مرحمت فرمایا تھا۔ انجمن کو چندہ میں دے دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس جوان ہمت بزرگ کو صحت عطا فرمائے۔ احباب ان کے لئے خاص طور پر دعا کریں۔ آپ اپنی صحت سے بہت کچھ مایوس ہو چکے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی قدرت اور بخشش سے کوئی بات بھی انہونی نہیں۔ انکی صحت کے لئے احباب سے مکرر التماس ہے۔ فی الحقیقت ایسے ہی باہمت بزرگوں کے ہونے سے قومیں زندہ ہوتی ہیں۔

ایڈیٹر

اندر جہالت کی تاریکی چھائی ہوئی تھی طب، سائنس، فلسفہ تعلیم اور فنون لطیفہ کی ترقی اور اشاعت میں کس قدر حصہ لیا ہے۔ میرے خیال میں یہ بلا مبالغہ کہا جا سکتا ہے کہ کم سے کم پانچ صدیوں تک اسلام نے تہذیب اور شائستگی کی مشعل کو بلند رکھا۔

جمہوری مذہب

اسلامی تہذیب کی اہمیت اور قدر و قیمت کا اندازہ تہذیب کے دو اہم پہلوؤں سے ہو سکتا ہے۔ ایک تو سوسائٹی میں عورتوں کا درجہ اور دوسرا حکومت کی نوعیت۔ نبی کریم صلعم نے سوسائٹی میں عورت کے درجہ کے متعلق اعلیٰ درجہ کی تعلیم پیش کی ہے۔ آپ نے اپنی قوم کے لئے جمہوریت کا مذہب تجویز فرمایا۔ اسلام لازمی طور پر ایک جمہوری مذہب ہے۔ معاشرتی تعلقات میں اسلام مساوات کی تعلیم دیتا ہے۔ مساوات کا اصول غریبوں کے لئے ایک خاص کشش رکھتا ہے۔ سترھویں صدی میں وسط یورپ کے کسانوں نے اسلامی علم کا خیر مقدم کیا۔ یہ علم ان کے لئے امید کا پیغام لایا تھا۔ کہ ہم سب ایک انسانی اخوت سے تعلق رکھتے ہیں۔

دنیا کی ایک حیرت انگیز کتاب

میں اگرچہ ایک غیر مسلم ہوں لیکن میرے نزدیک قرآن دنیا کی ایک ایک حیرت انگیز کتاب ہے۔ قرآن میں اسلام کے جن تین اصول کا بار بار ذکر کیا گیا ہے۔ وہ یہ ہیں:- اوّل خدا کی بزرگی اور برتری اللہ اکبر۔ دوئم خدا کی محبت اللہ رحمان۔ سوئم قسمت۔ قسمت کے متعلق میں جانتا ہوں کہ بہت سے مسلمانوں اور غیر مسلموں میں غلط فہمی پھیلی ہوئی ہے۔ در اصل قسمت کے یہ معنی ہیں کہ اپنے آپ کو خدا کی مرضی کے حوالے کر دیا جائے۔ یہ قربانی کا اصول ہے۔ اگر ہندوستان کے نوجوانوں کے دلوں میں قسمت کا اعلیٰ مفہوم جاگزیں ہو جائے تو وہ کیا کچھ نہیں کر سکتے۔ اگر وہ خدا کی مرضی کے لئے ہر قسم کے دکھ اور مصیبتیں برداشت کرنے کے لئے تیار ہو جائیں تو وہ قوم کو آزاد کرا سکتے ہیں۔ فرزندان توحید نے قسمت کے اعلیٰ مفہوم کو مدنظر رکھتے ہوئے زمانہ وسطیٰ میں دنیا کی قوموں کو اسلام کا پیغام پہنچایا۔ دنیا کی اقوام پھر تاریکی میں بھٹکنے والی ہیں۔ پھر ایک نیا تاریک زمانہ آنے والا ہے یورپ اقتدار پرستی، محدود قومیت، خفیہ اور تاریک ڈپلومیسی کے امراض میں مبتلا ہے۔ یورپ کو پھر ایک پیغام کی ضرورت ہے۔ جس میں لوگوں کو بتایا جائے کہ دنیاوی حکومت کے اقتدار کے بجائے خدا کا علم بلند کیا جائے یورپ میں اس وقت ایسے اثرات کام کر رہے ہیں جن کی بدولت میری دانست میں پھر یورپ کے اندر بربریت کی فضا چھا جائے گی یہ اثرات اب بھی زائل ہو سکتے ہیں اگر مغرب صحرائے عرب کے اس قدیم پیغام کو اپنے دل میں جگہ دے:- اللہ اکبر اللہ و رحمان۔

تنقید

حکمت لاہور

۱۸×۲۲ کی تقطیع اور پچاس صفحوں کی ضخامت کا ایک ماہوار رسالہ ہے جس کے ایڈیٹر زبدۃ الحکماء حکیم سید نوازش علی صاحب ہیں۔ نومبر ۱۹۲۹ء کی فہرست مضامین سے حکمت لاہور طبی معلومات اور دیگر مفید مضامین کا گنجینہ معلوم ہوتا ہے جن کے مطالعہ سے رسالہ کے ناظرین خوب فائدہ اُٹھا سکتے ہیں۔ اگرچہ ہندوستان میں انگریزی ادویات کا آجکل زیادہ چرچا ہے اور تعلیمیافتہ لوگ حکیموں کی نسبت ڈاکٹروں سے زیادہ رجوع کرتے ہیں۔ لیکن اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ اقتصادی پہلو سے یونانی طریق علاج ہندوستان کے طبقہ عوام کے لئے زیادہ مفید ہے۔ ہندوستان کی آب و ہوا اور باشندوں کی طبائع کے لحاظ سے بھی یونانی ادویات جو ہندوستان کی جڑی بوٹیوں سے تیار کی جاتی ہیں قدرتاً زیادہ موثر اور نفع بخش ہیں۔ بشرطیکہ ادویات خالص ہوں۔ ہندوستان میں انگریزی ادویات کی تجارت سے غیر ملکی تاجر کروڑوں روپے کما رہے ہیں اگر یونانی طریق علاج کو تکمیل کے درجہ تک پہنچایا جائے اور حکیم اور وید فن طب کو فروغ دینے کے لئے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کریں۔ تو فرزندان ہند یونانی ادویات کی تجارت سے فائدہ کثیر حاصل کر سکتے ہیں۔ ان حالات میں حکیم سید نوازش علی صاحب کی طبی خدمات یقیناً قابل ستائش ہیں کیونکہ ان کا رسالہ یونانی طب کے احیا میں ایک نمایاں حصہ لے رہا ہے۔ حکمت کا سالانہ چندہ بذریعہ منی آرڈر عہر ہے۔ نمونہ کا پرچہ مفت بھیجا جاتا ہے ملنے کا پتہ یہ ہے:-

منیجر رسالہ حکمت والا سرا مسجد دروازہ حویلی تیر نوالی لاہور

اخبار احمدیہ

یہ خبر نہایت خوشی سے سُنی جائے گی کہ ہمارے سلسلہ کے نہایت ہی مکرم و مخلص بزرگ ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب کے فرزند ارجمند سید شبیر حسین صاحب کے ہاں خداوند تعالیٰ نے اپنے فضل سے ۲۴ دسمبر ۱۹۲۹ء کو فرزند عطا فرمایا ہے۔ ہم برادران جماعت کی طرف سے جناب شاہ صاحب کی خدمت میں ہدیہ مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ اور دُعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مولود مسعود کو ملک اور قوم کے لئے باعث فخر و عزت بنائے اُسے دراز عمر عطا فرمائے اور دین کے معاملہ میں شاہ صاحب مکرم کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق بخشے۔ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا۔ (محمد نصیب)

ضروری فہرست

جلسہ سالانہ کے ایام میں خریدار صاحبان نے جو رقوم محرر پیغام صلح کو بابت چندہ اخبار ادا فرمائیں ان کی فہرست ذیل میں درج کی جاتی ہے۔ اس فہرست میں کوئی رقم درج نہ ہوئی ہو یا اور کسی قسم کی غلطی ہو تو جلد دفتر اخبار پیغام صلح کو مطلع کیا جائے تاکہ بعد تحقیقات اصلاح ہو سکے۔ ایسی تمام شکایات ہفتہ عشرہ کے اندر آ جانی چاہئیں۔ نمبر خریداری اور پتہ ضرور لکھا جائے دفتر محاسب یا اور ذرائع سے جو رقوم ادا کی گئی ہیں وہ اس کے علاوہ ہیں۔ ان کی فہرست انشاء اللہ آئندہ اشاعت میں درج ہوگی

خاکسار منیجر

نمبر خریداری	نام و پتہ	رقم
۲۹۷	مرزا سلطان احمد صاحب دروازہ سرد چاہ پشاور	سے
۱۹۷	بابو غلام حسین صاحب نوہری والہ ضلع گوجرانوالہ	سے
۱۳۳۷	بابو خیر الدین صاحب پنڈی بہاؤالدین ضلع گجرات	سے
۶۱۱	ماسٹر رحیم بخش صاحب گورنمنٹ ہائی سکول سیالکوٹ	سے
۵۸	قاضی محبوب عالم صاحب اپیل نویس گوجرانوالہ	سے
۸۴۴	جناب سید احمد صاحب بدوملی۔ ضلع گجرات	سے
۱۴۹۴	شیخ اللہ بخش صاحب سوداگر چرم جائینٹ بدوملی	سے
۵۷۷	محمد صادق صاحب طالبعلم پسرور ضلع سیالکوٹ	للعہ
۷۳	قاضی ظہور اللہ صاحب سوداگر چوب پسرور ضلع سیالکوٹ	صر
۱۳۰	مستری یعقوب علی صاحب جموں	سے
۲۷۲	سید ممتاز علی صاحب چک نمبر ۲۱۲ ضلع لائلپور	سے
۷۴۶	میر اکبر خاں صاحب کلرک دفتر چیف کمشنر صوبہ سرحد پشاور	سے
۵۲	امر الہی صاحب کنجاہ۔ ضلع گجرات	سے
۳۴۲	میاں احمد دین صاحب درزی۔ گوجرانوالہ	للعہ
۱۵۴۳	خانصاحب عبد القیوم خاں صاحب پھلڑہ ریاست پھلڑہ ضلع ہزارہ	سے
۳۸۷	سردار نیاز علی صاحب پنشنر صوبیدار کریانوالہ۔ ضلع گجرات	سے
۵۷۱	ملک عمر حیات صاحب نمبردار شنبکا ضلع کیمبل پور	سے
۲۷۷	چوہدری محمد حسین صاحب بھاگٹ نوالہ ضلع شاہپور	سے
۵۷۴	چوہدری عشرت علی صاحب سکنہ کالی۔ ڈاکخانہ خاص براستہ کلاس والہ ضلع سیالکوٹ	سے
۱۶۳۱	عبد العزیز صاحب طالب علم معرفت نظر مولا عنایت اللہ سوداگر راولپنڈی	للعہ
۵۷۲	مرزا نصر اللہ بیگ صاحب۔ کلانور ضلع گورداسپور	سے
۲۶۳	ایم مولا بخش صاحب ڈرائیور ریلوے سٹیشن جھنگ	عہ

مغرب میں اسلام کی ضیاباری

مسجد ووکنگ (انگلستان) کی تازہ ڈاک مظہر ہے کہ حلقہ اسلام میں ایک اور مفیدترین اضافہ ہوا ہے جناب مسٹر ونسنٹ کیف جو فرنیچر کی دنیا میں ایک مشہور آدمی ہیں۔ بطیب خاطر مسلمان ہوئے ہیں جن کا اسلامی نام عبد الکریم رکھا گیا ہے۔

صاحب موصوف کی قبولیت اسلام نے ہمیں اپنے نظریہ میں اور بھی مضبوط کر دیا ہے۔ ووکنگ مشن کے اسلامی لٹریچر نے ہی اُنہیں اسلام کی طرف متوجہ کیا۔ اسی کے مطالعہ نے اُنہیں صداقت حقہ پر قائم کر دیا۔ نشر و اشاعت مسلم لٹریچر کے سوائے اور کوئی رستہ جو آسان سے آسان اور کم خرچ بھی ہو اشاعت اسلام کے لئے ہماری سمجھ میں نہیں آیا گویہ ہماری سالہا سال کی درخواست ہے لیکن مغرب میں ہر ایک نئی قبولیت اسلام ہمیں مجبور کرتی ہے کہ ہم اپنی دیرینہ درخواست بار بار دوستوں کے سامنے پیش کریں

خادم خواجہ میاں آنریری سیکرٹری مسلم مشن ووکنگ دفتر لاہور

جلد اطلاع دیجئے

جلسہ کے ایام میں ایک صاحب نے جن کا نام غالباً نظام امیر یا نظام الہی ہے مبلغ چھ روپے بابت چندہ اخبار "پیغام صلح" کو دیئے تھے۔ اور اپنا نمبر خریداری ۵۴ لکھایا تھا۔ یہ نمبر غلط ہے۔ کیونکہ ۵۴ نمبر منشی سلطان احمد صاحب عرضی نویس سیکرٹری جماعت کوئٹہ ہے۔ براہ کرم وہ صاحب جلد اپنے پورے پتہ اور نمبر خریداری سے اطلاع دیں۔ تاکہ کھاتہ میں اندراج ہو سکے۔ منشی سلطان احمد صاحب سیکرٹری جماعت کوئٹہ سے بھی درخواست ہے کہ وہ بھی مطلع فرمائیں کہ انہوں نے تو کوئی رقم بابت چندہ اخبار "پیغام صلح" ادا نہیں فرمائی؟ کثرت کار کی وجہ سے محرر پورا پتہ لکھ نہ سکا اور یہ غلطی ہو گئی۔ "منیجر پیغام صلح" لاہور

شر، صفے اور اذان دینے کے مجاز نہیں ہیں۔ جن مسلمانوں نے بدقسمتی سے اس حکم کی خلاف ورزی کو اپنا فرض سمجھا اور اللہ کے نام کو بلند کیا انہیں سزا دی گئی۔ تازہ اخباری اطلاع سے معلوم ہوتا ہے کہ ان سزاؤں کا سلسلہ اب تک جاری ہے اور مسلمانوں سے پھر پانچ پانچ سو روپے کے مچلکے طلب کئے گئے ہیں۔ جے پور کے حکام کی جابرانہ روش اور حکومت ہند کے ذمہ دار افسروں کی بے اعتنائی ہمارے ان قومی اور مذہبی لیڈروں کی خاص توجہ کے قابل ہے۔ جو ایسے حالات میں بھی کہ مسلمانوں کی مذہبی آزادی خطرہ میں ہے ایک دوسرے کی تخریب و تذلیل کے ناپاک مشاغل میں سرگرم نظر آتے ہیں۔ جب خود مسلم لیڈر اپنی قوم کی حالت پر رحم نہیں کرتے تو غیر مسلم حکام سے یہ توقع رکھنا کہ وہ چوموں کے غریب مسلمانوں کے مذہبی جذبات و حسیات کا احترام کریں بالکل عبث ہے۔ کاش ہمارے لیڈر اور علماء وقت کی نزاکت کو محسوس کریں اور اپنے ذاتی اختلافات کو بالائے طاق رکھ کر اسلام کے وقار کی خاطر متحد اور متفق ہو جائیں۔ اور ایسا طریق کار اختیار کریں کہ خداوندان حکومت ان کے جائز مطالبات کو تسلیم کرنے پر مجبور ہو جائیں۔

تنقید

برتھ آف جیزس

"برتھ آف جیزس" (مسیح کی پیدائش) انگریزی زبان میں ایک چھوٹی سی پچاس صفحہ کی کتاب ہے۔ جو ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کی تالیف ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے جو لاہور کی احمدیہ جماعت کے معزز رکن ہونے کے علاوہ ایک اعلیٰ درجہ کے مضمون نگار ہیں حضرت مسیح کی پیدائش کے مسئلہ کو قرآن اور انجیل کے حوالوں کی بنا پر ایسے دلچسپ اور مدلل پیرایہ میں سلجھایا ہے۔ کہ جو لوگ حق کے طالب ہیں اور حضرت مسیح کی پیدائش کے متعلق غلط فہمیوں میں مبتلا ہیں ان کا "برتھ آف جیزس" کے مطالعہ سے پورا اطمینان ہو جائے گا۔

ہندوستان میں پادریوں کی بیسیوں درسگاہیں ہیں جن میں مسلمانوں کے بچے بھی بہ تعداد کثیر تعلیم پاتے ہیں۔ مسلمان طلباء کو حضرت مسیح کی پیدائش اور الوہیت کے متعلق ایسی باتیں سننی پڑتی ہیں یا سنائی جاتی ہیں جو ہمارے آقا و مولے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے منافی ہوتی ہیں۔ اس لئے مشن سکولوں کے طلباء کو خصوصیت کے ساتھ "برتھ آف جیزس" کا مطالعہ کرنا چاہیے۔ تاکہ وہ جھوٹے اور غلط عقاید کے مضر اثرات سے محفوظ رہیں۔ جو تعلیم یافتہ نوجوان پادریوں کے مقابلہ میں اشاعت اسلام کے فرض کو انجام دینا چاہتے ہیں ان کے لئے اس کتاب کا مطالعہ نہایت ضروری ہے۔ قیمت ۴/ دارالکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور سے طلب کریں۔

اللہ

انجمن خدام الدین لاہور نے "اللہ" کے نام سے ۶۷ صفحہ کی ایک چھوٹی سی کتاب شائع کی ہے جس کے مؤلف مولانا مولوی احمد علی صاحب امام مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور ہیں۔

اس کتاب میں اللہ جل شانہ کے اسماء مبارک کی شرح بیان کی گئی ہے جو اس لحاظ سے زیادہ قابل قدر ہے کہ اگر ایک طرف خالق ذوالجلال کے ہر نام کی تشریح کر دی گئی ہے تو دوسری طرف بندوں کو اس کی رحمت اور بخشش غفاری اور قہاری کے مختلف پہلوؤں سے آگاہ کیا گیا ہے ہم صرف اسی صورت میں اپنے خالق کو پہچان سکتے ہیں کہ کائنات عالم پر ایک غائر نظر ڈالیں اور پھر اس نکتہ کو ملحوظ رکھیں کہ انسان کی زندگی اپنے خالق کے فضل و کرم سے کس قدر وابستہ ہے؟ ہم دنیا کی بہت سی مصیبتوں اور پریشانیوں سے بچ سکتے ہیں اگر ہم سچے دل سے اللہ سے ڈریں۔ اور ہر وقت اس کے فضل و کرم کے امیدوار رہیں۔

کتاب کی چھپائی رنگین ہے۔ جس نے اس کے حسن کو دوبالا کر دیا ہے۔ دو آنہ کے ٹکٹ بھیجنے پر انجمن خدام الدین کے دفتر واقعہ شیرانوالہ دروازہ لاہور سے مل سکتی ہے۔ جو لوگ زیادہ تعداد میں منگوائیں انہیں ایک روپیہ میں سو جلدیں دی جائیں گی۔ لیکن محصول ڈاک ان کے ذمہ ہوگا۔

ضروری تصحیح۔ اخبار پیغام صلح مورخہ ۷ فروری ۱۹۳۰ء میں بیس روپے چندہ والی تحریک میں حصہ لینے والوں کی جو فہرست شائع ہوئی ہے افسوس ہے کہ اس میں معہ ۲۰ کی ایک رقم درج ہونے سے رہ گئی۔ جو مکرم معظم جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کی معرفت ۱۶ دسمبر ۱۹۲۹ء کو جمع ہوئی۔ لہٰذا اس طرح تلافی کی جاتی ہے۔ (محمد نجیب)

تعلیم نسواں اور مسلمان

(۲)

موجودہ تعلیم کے نتائج

(شیخ محمد انعام الحق صاحب اسسٹنٹ ایڈیٹر پیغام صلح کے قلم سے)

عام طور پر یہ شکایت پیدا ہو رہی ہے کہ تعلیم یافتہ لڑکوں کی طرح تعلیم یافتہ لڑکیوں پر بھی لامذہبی، فیشن پرستی، بے جا آزادی اور فضول خرچی کی مضر عادات مسلط ہیں۔ وہ روز بروز زیادہ آرام طلب اور بیکار ہوتی جا رہی ہیں۔ میکے میں نہ وہ سعادت مند بیٹی ثابت ہوتی ہیں، نہ سسرال میں قابل بہو۔ ان نتائج کو دیکھ کر لوگوں کے دل دہڑک رہے ہیں۔ اور وہ لڑکیوں کی اعلیٰ تعلیم کے نام سے کانوں پر ہاتھ دھر لیتے ہیں۔

میں تعلیم یافتہ لڑکیوں کو کوئی خاص الزام دینا نہیں چاہتا۔ یہی کمزوریاں تعلیم یافتہ نوجوانوں میں بھی موجود ہیں۔ مگر واضح رہے کہ ہر ایک قوم کی چند ایک خصوصیات ہوا کرتی ہیں۔ جنہیں وہ اپنی زندگی میں پورے طور پر کبھی بھی ترک نہیں کر سکتی۔ مسلمان مغرب کی نسبت عورتوں کی عصمت و عفت اور شرم و حیا کے بارہ میں بہت حساس واقع ہوئے ہیں۔ اور ان کی یہ خصوصیت اس دور انحطاط میں بھی نمایاں طور پر موجود ہے۔ مسلمانوں پر مغربی رنگ خواہ کس قدر غالب آ جائے لیکن وہ اس قیمتی سے قیمتی اور ضروری سے ضروری چیز کو بخوشی پسند نہیں کریں گے۔ جو عورتوں کی عصمت و عفت کی ضامن نہ ہو۔ کیا موجودہ تعلیم جو ہماری لڑکیوں کو مغربی تہذیب کی دلدادہ بنا رہی ہے پورے طور پر اس امر کی ضمانت دے سکتی ہے؟ بزرگان قوم کو اس پر ذرا ٹھنڈے دل سے غور کرنا چاہیے۔

یہ نتائج قوم کے لئے ناقابل برداشت ہیں

یہ سچ ہے کہ ہمارے مذہبی اعتقادات و اعمال میں ضعف آ رہا ہے مشرقی تہذیب کی بساط الٹ رہی ہے۔ پرانے طور طریقے تہذیب نو کے سامنے رفتہ رفتہ ہتھیار ڈال رہے ہیں۔ لیکن ہمارے جسموں کے اندر اسلاف کرام کے خون کے جو چند قطرے باقی ہیں انہوں نے ایک طوفان اضطراب پیدا کر رکھا ہے۔ ہم لباس۔ رسم و رواج حتیٰ کہ ایک حد تک خیالات و اعتقادات بھی بدل سکتے ہیں۔ لیکن فطرت نہیں بدلی جا سکتی۔ کیا آپ نہیں دیکھ رہے کہ جہاں کہیں بھی مسلم خواتین نے مغربی عورتوں کی اندھا دھند تقلید کی ہے نئی نئی پیچیدگیاں اور مشکلات پیدا ہو رہی ہیں۔ خانگی زندگی خوشگوار نہیں رہی۔ کسی جگہ طلاقوں کی بھرمار ہے کہیں خودکشی کا مرض ترقی کر رہا ہے۔ ذرا غور سے دیکھنے کی شرط ہے۔ ٹرکی۔ ایران۔ مصر بلکہ ہندوستان کے بعض گھرانوں میں بھی ایسی بے شمار مثالیں مل سکتی ہیں۔ تو پھر آپ ان حقائق کی موجودگی میں ہندوستانی مسلمانوں سے جو عورتوں کے متعلق بہت محتاط اور قدامت پسند واقع ہوئے ہیں کس طرح توقع کر سکتے ہیں کہ وہ تعلیم نسواں کی ترقی میں پورے طور پر عملی حصہ لیں گے؟

طریق تعلیم و نصاب میں اصلاح کی ضرورت

ہمارے لئے تعلیم نسواں کی ترقی اس وقت تک ممکن نہیں جب تک ہم اپنے مذہبی احکام اسلامی اور مشرقی تہذیب اور قومی خصوصیات کو بالکل خیرباد کہہ کر اپنے آپ کو مذہبی رنگ میں نہ رنگ لیں یا طریق تعلیم اور نصاب میں مناسب تبدیلی نہ کر لیں۔ اول الذکر صورت جیسا کہ میں پہلے بیان کر چکا ہوں بہت مشکل ہے۔ اس کے لئے کوشش کرنا بھی ہمارے لئے سخت نقصان دہ ہوگا۔ اگر بالفرض محال ہم ایسا کرنے میں کامیاب بھی ہو جائیں تو یہ ہماری قومی موت کے مترادف ہوگا۔ دوسری صورت البتہ قابل عمل اور فائدہ مند ہے۔ اس طرح ہم اپنی لڑکیوں کو ایسی تعلیم دے سکیں گے جن کی فی الحقیقت ان کو ضرورت ہے اور جس کے نتائج نقصان دہ ہونے کی بجائے نہایت مفید اور خوشگوار ہوں گے۔ ہماری ہمسایہ اقوام نے یہی کیا ہے۔ وہ یا تو مغرب کے قریب ہو گئی ہیں یا اپنے لئے ایک علیحدہ راستہ تجویز کیا ہے۔

اگر ہم چاہیں کہ مغربی طریق تعلیم کو بالکل ترک کر دیا جائے تو یہ بھی ایک غلطی ہوگی۔ بلکہ اس میں مناسب تبدیلی کی ضرورت ہے۔ اب تک اس میں جو معمولی تغیر و تبدل ہوا ہے اس کو "نمائشی" کے لفظ سے یاد کیا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ اس کے بعد ہمیں نصاب کی طرف متوجہ ہونا پڑے گا۔ نصاب کے متعلق قوم کے دور اندیش اور بالغ نظر افراد میں مدت سے خیال پیدا ہو چکا ہے لیکن کوئی قابل ذکر عملی کام ابتک نہ ہو سکا۔ سب سے زیادہ ضروری یہ ہوگا کہ ایسا ماحول پیدا کیا جائے جس میں [illegible] محفوظ رہ کر مسلمان بچیاں تعلیم حاصل کر سکیں۔

بزرگان قوم سے اپیل

آجکل جبکہ تعمیری کاموں کے لئے ہماری قوم ہمت ہار چکی ہے اور اس کی تمام تر طاقت خانہ جنگی اور تخریبی جدوجہد پر صرف ہو رہی ہے ایک ایسا عظیم الشان تعمیری پروگرام پیش کرنا کچھ ناموزوں سی بات معلوم ہوتی ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں۔ یہ ایک بہت بڑا کام ہے اس کے لئے ان تھک محنت اخلاص اور بے شمار روپے کی ضرورت ہوگی۔ آجکل انہی چیزوں کی ہماری قوم کے پاس کمی ہے۔ مگر اس کے ساتھ ہی ہمیں اس بات کو بھی اچھی طرح سے ذہن نشین کر لینا چاہیے۔ کہ قوم کے لئے اس کام کو سر انجام دینا نہایت ضروری ہے۔ کوئی قوم عورتوں کو جاہل رکھ کر ترقی نہیں کر سکتی۔ غلط تعلیم جہالت سے بھی زیادہ نقصان دہ ہوتی ہے۔ ہم نے کئی مفید اور ضروری کاموں کو دیر سے شروع کیا جس کی وجہ سے خاطر خواہ نتائج حاصل نہ ہوئے۔ اور بعد میں اپنی غفلت پر پچھتائے۔ زمانہ جلد جلد رنگ بدل رہا ہے انقلاب کی بادِ تند نئے نئے طوفان برپا کر رہی ہے بہتر ہوگا کہ اس ضروری کام کی ابتدا موزوں وقت کے گذر جانے سے پیشتر ہی کر دی جائے تاکہ بعد افسوس نہ کرنا پڑے۔

کیا بزرگان قوم وقت کی اس سب سے بڑی ضرورت پر غور کرنے کیلئے تیار ہیں؟

بڑے لاٹ صاحب کا ورود

نائب السلطنت ہز اکسیلنسی وائسرائے بہادر یا بزبان عوام بڑے لاٹ صاحب لکھنؤ تشریف لا رہے ہیں۔ راقم ان سطور کے شائع ہونے تک تشریف لا بھی چکیں گے! آپ کی آمد کی سب سے پہلی برکت جو ظاہر ہو رہی ہے وہ یہی نہیں کہ قیدی جیلخانوں سے چھوڑے جائیں گے۔ کاشتکاروں کا لگان معاف ہوگا۔ طالب علموں کی فیسیں معاف ہوں گی۔ بھوکوں کو کھانا کھلایا جائے گا۔ ننگوں کا تن ڈھانکا جائے گا بلکہ یہ کہ حسب الحکم پرنسپل صاحب بہادر کیننگ کالج کے ہوسٹلوں میں کسی طالب علم کے پاس کوئی مہمان، خواہ وہ اس کا بھائی یا باپ ہی کیوں نہ ہو، وائسرائے بہادر کی تشریف آوری سے کئی دن قبل نہ ٹھہر سکے گا! یہ برکت تو تشریف آوری سے قبل ظاہر ہوئی۔ اب تشریف آوری کے وقت کیا کیا ہوگا؟ اس کے جواب میں ذیل کا سرکاری پروگرام پڑھ لیجئے:۔

مارٹینیر پارک میں دربار ہوگا جس میں صوبہ بھر کے خان بہادر، آنریری مجسٹریٹ، راجہ، مہاراجہ، نواب، رئیس، شرفائے لکھنؤ سے نہ سہی شرف دیدار سے مشرف ہوں گے۔ پھر لاٹ صاحب سرکاری جلوس کے ساتھ چوکڑی پر سوار گھوڑ دوڑ دیکھنے تشریف لے جائیں گے۔ ایک روز یونیورسٹی کی عمارتوں کی سیر ہوگی۔ ایک شب سول سروس کلب میں ڈنر ہوگا۔ ایک وقت چرچ پریڈ کا ملاحظہ ہوگا۔ اور وقت کا ایک حصہ لکھنؤ کی پرانی عمارتوں اور قدرتی مناظر سے لطف اٹھانے میں صرف ہوگا سب سے نیا یہ کہ دورہ کے اختتام کے ساتھ ایک شب تعلقداروں کی طرف سے دعوت ہوگی جس میں خوب دل کھول کر حوصلے نکالے جائیں گے بہترین قسم کی آتشبازی چھوڑ کر چھوڑنے نہیں؛ ان بچوں کے باپ اور ان باپوں کے باپ اپنا دل خوش کریں گے اور گھر پھونک تماشا دیکھنے کی پرانی ضرب المثل کا نیا اور عملی ثبوت پیش کریں گے! یہ سرکاری "شب برات" اگر مسلمانوں کی رعایت سے ہوگی۔ تو اسی شب مبارک کو سرکاری "دیوالی" بھی ہندوؤں کی رعایت سے منائی جائے گی گورنمنٹ ہاؤس سے لے کر قیصر باغ تک اور پھر لب دریا دو اڑھائی میل کا رقبہ عین اس وقت جب کہ لکھنؤ کے ہزاروں گھروں میں چراغ جلانے کو ایک پیسہ کا تیل بھی میسر نہ ہوگا۔ بجلی کے قمقموں اور گلاس کے چراغوں کی جگمگاہٹ سے دیوالی کے بڑے بڑے تہوار منانے والوں کو شرمائے گا!

اس سارے پروگرام میں غریب رعایا سے ملنے جلنے اور مل جل کر اس کے دکھ درد سے باخبر ہونے کی کوئی مد آپ کو نہ ملے تو اس پر حیرت نہ کیجئے۔ اقبال سرکار سلامت رہے، خزانہ اور فوج، پولیس اور خفیہ پولیس قائم رہے۔ ہندو مسلمانوں کی پھوٹ برقرار رہے۔ لاٹ صاحب بہادر کو آخر ننگوں اور بھوکوں اور بے گھروں اور فاقہ کشوں سے ملنے جلنے کی ضرورت ہی کیا ہو سکتی ہے۔ البتہ حیرت اس پر کیجئے کہ یہی لاٹ صاحب بہادر جس وقت کسی دربار میں اسمبلی چیمبر میں یا کسی دعوت کے موقعہ پر تقریر فرمانے کو کھڑے ہوں گے تو سب سے پہلے آپ نفس نفیس کو ہندوستان کی غریب بے زبان رعایا کے حقوق کا محافظ اور ان کی جان و مال کا نگہبان اور ان کی عزت و شرافت کا پاسبان ارشاد فرمائیں گے۔ اللہ کی یہ کروڑوں مخلوق سسکتی ہوئی زندگی کے

خبریں

——— پٹنہ ۴ جنوری۔ مشہور قوم پرست رہنما مولانا مظہر الحق پرسوں اس دنیائے فانی سے عالم جاودانی کی طرف کوچ فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم پر فالج گرا تھا۔

لندن ۴ جنوری۔ ولایات متحدہ امریکہ میں کرۂ ارض کے دوسرے حصوں کی بہ نسبت خودکشی کی وارداتیں زیادہ ہوتی ہیں۔ اب وہاں کی بیمہ کمپنیوں نے خودکشیوں کے خلاف بیمہ کرنا شروع کر دیا ہے۔ چنانچہ اس نوعیت کی پہلی پالیسی چھ ہزار پونڈ کے عوض ایک عطار کے نام جاری کی گئی۔ اس پالیسی کی میعاد دو سال ہے۔

——— پیرس ۴ جنوری۔ تلاشی اور گرفتاری کے وارنٹوں کی تعمیل میں پولیس ہر اس مقام پر سرگرم عمل رہی جہاں فیسسٹوں کے مخالفین کی سازش کا شبہ کیا جا سکتا تھا۔ مارسیلز، بیسان کان اور اطالوی سرحد پر پولیس کی سرگرمیاں بالخصوص قابل ذکر ہیں۔ تین اشخاص کی گرفتاری عمل میں آئی ہے۔

اگلے دن ایک اطالوی کے مکان سے مادہ آتش گیر کی بہت بڑی مقدار برآمد ہوئی تھی۔ جس سے یہ حقیقت بے نقاب ہوئی کہ فرانس میں فیسسٹوں کے برخلاف زبردست سازش ہو رہی ہے۔

——— لندن ۳ جنوری۔ ڈیلی ٹیلیگراف رقمطراز ہے کہ وائسرائے کی سپیشل کو جو حادثہ پیش آیا۔ اس کے بعد انگلستان میں سکاٹ لینڈ یارڈ (خفیہ پولیس) نے ہندوستانی طلباء کی نگرانی شروع کر دی ہے۔ اور اس امر کا سراغ لگانے کی کوشش کی جا رہی ہے کہ آیا ہندوستان کی انقلاب پسند جماعت کے ساتھ ان طلباء میں سے کسی کا تعلق تو نہیں؟

——— مسلم یونیورسٹی علی گڈھ کا سالانہ جلسہ تقسیم اسناد شنبہ ۲۷ جنوری کو تین بجے بعد دوپہر سٹریچی ہال میں منعقد ہوگا۔

جو فارغ التحصیل طالب علم ڈگری حاصل کرنے کی غرض سے آئیں وہ گون پہن کر آئیں۔ یہ چیزیں یونیورسٹی کے درزی خانہ سے کرایہ پر مل سکتی ہیں۔

——— لاہور ۴ جنوری۔ میاں سعد اللہ مرحوم کی وفات سے لائل پور ... کے مسلم حلقہ نیابت کی جو نشست پنجاب کونسل میں خالی ہوئی ہے اسے پُر کرنے کے لئے ۷ جنوری کو کاغذات نامزدگی وصول کئے جائیں گے۔

——— برلن ۴ جنوری۔ ہیم سیٹن میں جو قرنطینہ قائم کیا گیا ہے اس میں روس کے چار ہزار پناہ گزیں ٹھہرائے گئے ہیں۔ ان لوگوں کے درمیان ایک پراسرار وبا پھیلی ہوئی ہے جس سے اب تک ۲۰ بچے ضائع ہو چکے ہیں۔ اس وبا کی نوعیت یہ ہے کہ خسرہ نمودار ہو جانے کے بعد تیز بخار ہو جاتا ہے اور آنکھ اور رخسارے کے درمیان کی جگہ تپ جاتی ہے۔

——— لندن ۲ جنوری۔ سررشتہ ڈاک خانہ نے اعلان کیا ہے کہ ۷ جنوری سے تصاویر خاکے اور فوٹوگراف لندن سے تلغراف کے ذریعے براہ راست برلن میں منتقل کئے جا سکیں گے۔

شرح اُجرت ۲½ پنس فی مربع سینٹی میٹر مقرر کی گئی ہے۔

——— منڈی ہائیڈرو الیکٹرک سکیم کے متعلق جو مجلس تحقیقات سر چونی لال مہتہ کے زیر صدارت مقرر ہوئی ہے وہ لاہور میں ۳۱ جنوری کو پہنچے گی۔ اور شہادتیں قلمبند کرے گی۔

——— غازی مصطفےٰ کمال پاشا قسطنطنیہ میں پہنچ گئے ہیں۔ جہاں وہ روس کی وزارت خارجہ کے نمائندہ قرا خان کا استقبال کریں گے۔ تمام ترکی صحائف و جرائد قرا خان کی آمد پر اظہار مسرت کر رہے ہیں۔ اس واقعہ کو سیاسی اہمیت دی جاتی ہے۔ بلکہ ایک اطلاع مظہر ہے کہ ترکی وزیر خارجہ نے قرا خان کا استقبال انگورہ ریلوے سٹیشن پر کیا۔

——— شام کے سیاسی مسائل کا حل کرنے کے لئے جو کوششیں ہو رہی تھیں وہ معرض التوا میں ڈال دی گئی ہیں۔ ایم پریان بیروت میں پہنچ گئے ہیں۔ وہ ایم پوسٹ سے دیر تک گفتگو کرتے رہے ابھی تک اس گفتگو کے نتائج معلوم نہیں ہوئے۔

——— شام کے قوم پسندوں کی ایک مؤتمر دمشق میں منعقد ہوگی۔ جس میں موجودہ سیاسی مسائل پر بحث و تمحیص کی جائے گی۔ اور یورپ میں نمائندگان کا ایک وفد بھیجنے کے مسئلہ پر غور ہوگا۔

——— اطالوی اخبار جیرنل ڈی اطالیہ لکھتا ہے کہ فرانس کا جنگی بیڑہ جب یوگوسلافیہ کے ساحل کے قریب بحیرہ ایڈریاٹک میں پہنچا تو اطالیہ کے خلاف نہایت معاندانہ مظاہرے کئے گئے۔ یہ واقعہ اطالیہ اور یوگوسلافیہ کے باہمی تعلقات پر اثر انداز ہوگا۔

——— جریدہ اُم القریٰ رقمطراز ہے کہ حکومت مصر صنعت و حرفت اس امر پر غور و خوض کر رہا ہے کہ مصر میں شیشہ کا ایک کارخانہ کھولا جائے تاکہ اس ملک کو ممالک غیر سے شیشہ نہ منگوانا پڑے۔

——— جاپان کے مسلمانوں کا ایک جلسہ یاماہو میں منعقد ہوا اور فیصلہ ہوا کہ جاپان میں ایک عظیم الشان مسجد تعمیر کی جائے۔ ۱۵ ہزار سوین (جاپانی سکہ) کے وعدے کئے گئے۔ جاپان کے روسی مسلمانوں نے ۱۰ ہزار سوین ادا کرنے کا وعدہ کیا۔

ملک کے مختلف حصوں میں اسی نوعیت کے زبردست جلسے ہو رہے ہیں۔

——— جریدہ انیس کابل رقمطراز ہے کہ حکومت افغانستان نے سرکاری طور پر ایک جمعیت العلماء افغانستان کے قیام کا فرمان صادر کیا ہے۔ یہ جمعیت افغانستان کے جید اور چیدہ چیدہ علماء پر مشتمل ہوا کرے گی۔ اس کے ارکان دو قسم کے ہوا کریں گے۔ ایک تو ایسے اشخاص جو بحیثیت عہدہ اس مجلس کے رکن ہوں گے یہ ارکان حسب ذیل ہیں:۔ رئیس العلوم عربی۔ نائب محاکمہ عالیہ کابل۔ و نمائندہ ریاست عالی تمیز۔ (عدالت عالیہ) عیدین کے سرکاری خطیب۔ و حکومت کی طرف سے نامزد شدہ چند علمائے کرام۔

——— دوسری قسم کے ارکان بذریعہ انتخاب عام لئے جائیں گے ولایت کابل سے ۴ ولایت قندہار سے چار۔ ہرات سے دو قطغن و بدخشاں سے دو مزار شریف سے ۲۔ سمت مشرقی سے ۳۔ سمت جنوبی سے ۲۔ فراہ سے ایک۔ میمنہ سے ایک

——— جمعیت العلماء کے وظائف و مقاصد یہ ہیں کہ مسلمانوں کو احکام شرعیہ سے آگاہ کرنا۔ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے لئے رسائل شائع کرنا۔ ملک کے علمائے علم و فضل کا امتحان کر کے درجات کا مقرر کرنا۔ اور نیم ملاؤں کو علماء کی صف سے نکال دینا۔ آئمہ مساجد کی تعلیم و تربیت۔ دینی اور اخلاقی کتابوں کا فارسی میں ترجمہ۔ ایک دینی رسالے کا اجراء۔ دار الترجمہ کا قیام۔ ملکی اور غیر ملکی جرائد و رسائل میں دینی امور کی تحریرات پر نظر رکھنا۔ اور ان کے تراجم کرنا۔ اور جواب لکھنا۔ مصر شام ہندوستان اور دیگر اسلامی ممالک کے علماء کے ساتھ تبادلہ خیالات کرتے رہنا۔

——— نیو دہلی ۳ جنوری۔ انڈین پولیس سروس کے امتحان مقابلہ میں معرفہ تحت امیدوار کامیاب ہوئے جنہیں مختلف صوبجات میں بطور پروبیشن کے تعینات کر دیا گیا ہے۔

مسٹر پرشوتم لال مہر . . . . بنگال
مسٹر بشیر دیال . . . . صوبجات متحدہ
مسٹر محمد انور علی . . . . پنجاب
مسٹر آر۔ ایس ہملٹ . . . . برما
مسٹر وزیر چند مہر . . . . صوبہ سرحدی

——— ٹوکیو ۲ جنوری۔ بحری کانفرنس کے جاپانی وفد کا رئیس چند روز میں وزیر اعظم اور وزیر خارجہ انگلستان کے ساتھ غیر سرکاری گفت و شنید کرنے والا ہے۔ رئیس مذکور کا بیان ہے کہ واشنگٹن میں اسی قسم کی گفت و شنید سے ہمیں امریکن نکتہ خیال کا علم حاصل ہو گیا ہے۔ اور امریکن مندوبین کو بھی ہمارے نقطۂ نظر سے آگاہی ہو گئی ہے۔

——— اضلاع متحدہ امریکہ کے سفیر نے ترکی وزارت خارجہ کو ایک مکتوب بھیجا ہے جس پر التجا کی ہے کہ موخر الذکر روس اور چین کے اختلافات دور کرنے کے لئے میثاق کیلاگ کے مطابق ماسکو حکومت سے خط و کتابت کرے ترکی وزیر خارجہ نے جواب دیا ہے کہ اس کے نزدیک اس قسم کی کوشش مفید ثابت نہیں ہوگی۔

——— طہران ۲ جنوری۔ ایرانی سفیر مقیم لندن کو حکم موصول ہوا ہے کہ وہ یونان کے ساتھ مستقل تجارتی محصولاتی بحری۔ اور دوستانہ عہدنامہ پر دستخط کر دے۔

——— سنتا مونیکا (کیلیفورنیا) ۲ جنوری خشکی سے تین میل کے فاصلہ پر دو ہوائی جہازوں میں جن میں پانچ پانچ آدمی سوار تھے ٹکر ہو گئی۔ دسوں سواریاں ہلاک ہو گئیں۔ یہ جہاز فلمیں تیار کرنے میں مصروف تھے۔

——— اخبار الاہرام قاہرہ روم کی ایک اطلاع کی بنا پر رقمطراز ہے کہ شاہ بلغاریہ عنقریب سیاحت کے لئے روم کو روانہ ہو جائیں گے۔ اور اس کے بعد یورپ کے دیگر بڑے شہروں کی بھی سیاحت کریں گے۔

——— یروشلم ۲ جنوری۔ صنعت ریشم سازی کی تعلیم کے لئے حکومت فلسطین ریشم کے کیڑوں کی پرورش کا انتظام کر رہی ہے۔ شہتوت کے پودے اس صنعت کے شائقین کو مفت تقسیم کئے جائیں گے۔ اس سلسلہ میں مظاہروں اور تقریروں کے انتظامات بھی زیر غور ہیں۔

——— نیو دہلی ۷ جنوری۔ کانگریسی ارکان کا رویہ غیر یقینی ہو گیا ہے۔ اس لئے اسمبلی میں قراردادوں اور تحریکوں کی جو اطلاعات موصول ہوئی ہیں ان کے متعلق بھی یقینی طور پر نہیں کہا جا سکتا کہ کون کونسی پیش ہوں گی۔ اور ان کا انجام کیا ہوگا۔ البتہ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ کانگریسی ارکان کی غفلت کے باعث مخالفین کو کامیابی کا موقع ضرور مل جائے گا۔

——— میرٹھ ۱ جنوری۔ مقدمہ سازش میرٹھ کے فیصلے کی تاریخ پھر ۹ جنوری تک ملتوی کر دی گئی ہے۔

——— واشنگٹن ۶ جنوری۔ سینٹ بلین نے امریکہ کی سینٹ میں ہندوستان کے بارے میں ایک قرارداد پیش کی ہے جس میں سفارش کی ہے کہ ہندوستان کی آزادی تسلیم کر لی جائے اور تجویز کیا ہے کہ پریذیڈنٹ جب مناسب موقعہ پر ہندوستان کی آزادی اور مطلق العنانی کو تسلیم کریں تو ان کی حمایت کی جائے۔ اس کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ سینٹ میں اس قرارداد کو مذاق خیال کیا جاتا ہے۔ اور سینٹ بلین کا اس مسئلہ میں کوئی ہم خیال نہیں ہے۔

——— رگبی ۶ جنوری۔ سر رابرٹ وینسٹارٹ۔ سر رانلڈ لنڈسے کی جگہ مستقل طور پر نائب وزیر خارجہ مقرر ہو گئے ہیں۔

——— سر لنڈسے ایک ماہ کے اندر اندر انگلستان سے واشنگٹن چلے جائیں گے جہاں انہیں سفیر مقرر کیا گیا ہے۔

رگبی ۶ جنوری۔ کل فسادات فلسطین کے تحقیقاتی کمیشن کے ارکان لندن واپس آ گئے۔

کمیشن نے فلسطین میں نو ہفتے تک قیام کر کے چھ یوم فی ہفتہ اور چھ گھنٹے فی یوم اجلاس کئے۔ اور بہت سی شہادتیں قلمبند کیں۔ چند مزید گواہوں کی شہادتیں لندن میں قلمبند کی جائیں گی۔ اور رپورٹ غالباً آئندہ چھ ہفتوں کے اندر پیش کی جائے گی۔

——— واشنگٹن ۶ جنوری۔ وائٹ ہاؤس میں الوداعی دعوت کے بعد جو سہ شنبہ کو پریذیڈنٹ ہوور کی طرف سے دی جائے گی لندن کی بحری کانفرنس میں شریک ہونے کے لئے ریاستہائے متحدہ امریکہ کا وفد جو تقریباً ایک سو اشخاص پر مشتمل ہوگا مسٹر سٹمسن کے زیر قیادت نیویارک سے روانہ ہوگا۔ جہاں سے وہ پنجشنبہ کو "جارج واشنگٹن" نامی جہاز پر سوار ہو کر انگلستان کی طرف جائے گا۔

——— شنبہ کو مسٹر میکڈانلڈ تمام وفود سے ملاقات کریں گے

——— روما ۵ جنوری۔ شہزادی میری جوز کی شادی کے شاہانہ جشن کے موقعہ پر روما کا شہر دلہن کی طرح آراستہ و پیراستہ ہے۔ اور ہر طرف مسرت و شادمانی کے پھول برس رہے ہیں۔

——— حکومت عراق نے فیصلہ کیا ہے کہ مرحوم عبد المحسن بے السعدون سابق وزیر اعظم کے ورثاء کو مالی امداد دی جائے۔ اس مقصد کے لئے پچاس ہزار روپیہ کی رقم علیحدہ کی گئی ہے۔ جو ایک ایک ہزار ماہوار کی اقساط میں بطور پنشن دیا جائے گا۔

عراق کی وزارت تعلیم نے بھی مرحوم وزیر اعظم کے بیٹے علی بے السعدون کی تعلیم کا خرچ جو اس وقت ولایت میں زیر تعلیم ہے برداشت کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

——— بعض مصری حلقوں میں افواہ ہے کہ برطانیہ اور مصر کے درمیان ۱۸۹۹ء کا معاہدہ سوڈان منسوخ کئے جانے کی توقع ہے مجوزہ تنسیخ کا نتیجہ ہوگا کہ مصری افواج سوڈان واپس چلی جائیں گی۔ اور اس ملک کی حکومت میں برطانیہ عظمیٰ اور مصر کو برابر کا حق حاصل ہوگا۔ نیز سوڈان کی ملکیت اور اس کی پیداوار سے دونوں حکومتیں یکساں طور پر فائدہ اٹھائیں گی۔

جلد طلب کیجئے

جن اصحاب کو پیغام صلح کے گذشتہ سال کے پرچے مطلوب ہوں وہ بہت جلد طلب کریں۔ چند نمبروں کے علاوہ تمام پرچے دفتر میں موجود ہیں جو ایک آنہ فی پرچہ کے حساب سے ارسال ہوں گے جن اصحاب کو کم تعداد میں پرچے درکار ہوں وہ ٹکٹ بھیجیں۔

منیجر ...

اقتباسات

افغانستان میں مجلس العلماء

یہ خبر مسرت کے ساتھ سنی جائے گی کہ اعلیحضرت نادر خاں نے افغانستان میں ایک مجلس العلماء کے قیام کا فرمان جاری کیا ہے۔ جس میں قندھار۔ ہرات۔ مزار شریف قطغن و بدخشان۔ ولایت کابل افراہ۔ ہمسند اور سمت مشرقی کے ممتاز علماء میں سے ایک ایک دو دو ممبر منتخب کئے جائیں گے۔ یہ مجلس شریعت کے احیاء و حفاظت و ترقی اور افغانوں کی فلاح و بہبود کے لئے مختلف تجویزوں پر غور کرے گی یہ وقت ہے کہ افغانستان کے علماء ہوش و فہم سے کام لیں۔ اور سمجھیں کہ اسلام اور مسلمان قوموں کی درستی و اصلاح و ترقی کے لئے اُن کو کیا کیا کرنا ہے۔ اور یہ باور کریں کہ جس طرح توپ کے منہ پر رکھ کر اُڑا دینے سے علماء کی اصلاح نہیں ہو سکتی اسی طرح ان کے تکفیر کے تو پخانہ سے امت کی اصلاح نہیں ہو سکتی۔

اسی سلسلہ میں ہم کو بعض تلخ حقیقتوں کا بھی اعتراف کرنا ہے کہ علماء کی جماعت میں ایسے افراد تمام دوسری جماعتوں کے افراد سے زیادہ ہیں۔ جنہوں نے محض اپنے طرۂ دستار کی بلندی کو اپنے وقار و عظمت کا معیار ٹھہرا لیا ہے۔ وہ نیچے سے لیکر اُونچے تک ہر ایک سے اس کے متوقع ہیں کہ وہ اُن کی محض ان کے علم کی خاطر تعظیم کرے حالانکہ علم بلا عمل نہ دین میں عزت کی چیز ہے اور نہ دنیا میں ہمیشہ سے یہ ہوتا آیا ہے۔ اور ہوتا رہیگا۔ کہ جو مخدوم بنا ہے وہ پہلے خادم ہوا ہے۔

ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد

علماء اگر مخدوم بننا چاہتے ہیں تو پہلے ان کو خلوص دل کے ساتھ امت کا خادم بننا چاہئے۔ تعلیم کی اشاعت علم کی خدمت دین کی تبلیغ۔ اخلاق کی تعلیم۔ عوام کی مدد۔ بگڑوں کا بنانا۔ گرتوں کو سنبھالنا۔ غریبوں کی تسلی۔ امیروں کی درستی۔ گمراہوں کی رہنمائی اور بیکسوں کی دستگیری ان کا فرض ہو۔ اپنا کھانا نہیں بلکہ بھوکوں کو کھلانا۔ اپنا پہننا نہیں بلکہ ننگوں کو پہنانا۔ اپنی فکر نہیں بلکہ دوسروں کا غم۔ ان کے ہر روز کا کام ہو۔ یہ ہے دین و دنیا میں اُن کے وقار کا اصلی معیار۔ ؎

شبان وادیٔ ایمن گہے رسد بمراد　　کہ چند سال بجاں خدمت شعیب کند

ہم کو سوچنا چاہیے کہ ہم نے مسلمانوں کی کتنی تعلیم گاہیں بنائیں۔ کتنے شفاخانے قائم کرائے۔ کتنی مسجدیں آباد کرائیں۔ کتنے شرابیوں کو پرہیزگار اور کتنے بیکاروں کو بکار بنایا۔ کتنے غریبوں کی امداد کی۔ کتنے امیروں کو ان کی غلط کاریوں سے روکا۔ کتنے بیماروں کی خدمت کی۔ کتنے گمراہوں کی ہدایت کی کتنے مسرفوں اور فضول خرچوں کو معتدل اور انجام بین بنایا۔ اور کتنے بخیلوں کو سخاوت اور فیاضی کی تعلیم دی۔ مسلمانوں کو اس دنیا میں اور اُس دنیا میں کامیاب اور خوش حال بنانے کی کیا کوششیں کیں؟

علماء کی ناکامیوں اور بدنامیوں کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے اپنے اور اپنے اہل وعیال کی پرورش کا ذریعہ اپنی موہوبت کو قرار دیا۔ اور اسی کو حصول زر کا پیشہ بنایا۔ حالانکہ ہم سے زیادہ جانتے ہیں۔ کہ علمائے سلف نے ہمیشہ اس کو احتیاط اور تقوی کے خلاف سمجھا۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ ہم ہر تحریک میں اس پر نظر رکھتے ہیں کہ اس سے ہمارے عزوجاہ پر کیا اثر پڑے گا۔ جو ہمارے کسب زر کا ذریعہ ہے۔ حالانکہ اس یقین میں کوئی شک نہیں کہ جہاں اپنی غرض آئی اخلاص رخصت ہو گیا۔ کامیابی کوسوں دور ہو گئی۔

جدید تعلیم کی غرض نہ اخلاقی ہے نہ روحانی اور نہ اس سے اس بلند معیار کی توقع کی جا سکتی ہے۔ ابھی حال میں خود انگریز حاکم اعلیٰ انٹرلی سی رائے نے اس کے نقائص پر جو تقریریں کی ہیں وہ اخبار بین طبقہ سے پوشیدہ نہیں ایسی حالت میں قوم کی اخلاقی و روحانی و تعلیمی تعمیر کے وہ نہ طالب ہیں نہ اہل ہیں۔ ان کا منتہائے نظر صرف عہدہ اور منصب ہے اور جو کچھ وہ اضطراب کرتے ہیں وہ صرف اسی کے لئے۔ مگر علماء اس حکومت میں نہ عہدہ کے اہل ہیں اور نہ منصب کے مستحق۔ اس لئے اگر وہ ذرا بلند ہمتی۔ استغنا اور اخلاص کے ساتھ کام کریں تو ان کی دنیاوی سر بلندی کا بھی کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ (معارف)

یورپ کے ممالک میں فلسطینی وفد کا دورہ

انشوری ۱۵ شعبان ۱۳۴۸ھ۔ لندن کا سرکاری پیغام مظہر ہے کہ عرب کی انتظامی کمیٹی نے یورپ کے تمام ممالک میں ایک وفد بھیجنا تجویز کیا ہے جن کی صدارت و قیادت کے لئے سید محمد حسین افندی جمعیتی مفتی اعظم اور رئیس مجلس اسلامی اعلیٰ کو منتخب کیا ہے۔ اور راغب بک یعونی بک وعبد الہادی وفرا افندی وجمال بک حسینی (مقیم لندن) اس کے ارکین تجویز کئے ہیں۔

تجویز مذکورہ کو قاہرہ اور فلسطین تمام عربی اداروں نے نہایت خوشی کے ساتھ منظور کیا ہے۔ وفد عنقریب سفر کرنے والا ہے۔

حجاج بیت اللہ کی جدہ میں آمد

ام القریٰ ۱۳ شعبان المعظم بحری راستہ سے جو حجاج جدہ تک پہنچ چکے ہیں اُن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

۲ شعبان کو تو ساری جہاز پہنچا جس پر ۹۴۵ حاجی تھے۔ جن میں سے ۴۰ نابالغ بچے تھے۔

۳ شعبان کو سامری جہاز آیا جس میں ۹ آدمی تھے۔

۵ شعبان کو مصوعہ جہاز سولین کی طرف سے آیا جس میں ۸ آدمی تھے نہیں تاریخوں میں علوی جہاز بمبئی سے آیا جس میں ۵۰۲ آدمی تھے۔ جن میں ۱۴ بچے تھے۔ پھر ایک جہاز سولین کی طرف سے آیا جس میں ۱۰۸ آدمی سوار تھے۔

۷ شعبان کو بصرہ سے ایک جہاز آیا جس پر ۱۰۰۴ ٹن سامان تھا اور صرف سات آدمی تھے۔

۹ شعبان کو ایک جہاز سنگاپور کی طرف سے آیا جس میں ۳۶۸ حاجی تھے۔ جن میں ۳۶ بچے تھے اسی طرف سے ایک اور جہاز آیا ۲۷۱ حاجی تھے جن میں سو چھوٹے بچے تھے۔

۱۰ شعبان کو ایک جہاز بانٹ سوڈان سے واپس آیا۔ ۲۳ حاجی تھے۔ انہیں تاریخوں میں ایک جہاز اور بھی آیا جس میں ۱۹۰ آدمی ۱۳۰۰۰ ٹین تیل اور تارکول کے تھے۔

۱۱ شعبان کو ایک جہاز اور پہنچا جس پر ۳۶۷ آدمی تھے۔ انہیں تاریخوں میں ایک جہاز اور آیا جس میں ۹۰ آدمی تھے اسی طرح اور بھی جہاز آئے جن میں بہت سے آدمی تھے۔

الغرض بحری راستوں سے آنے والوں کی مجموعی تعداد اب تک ۲۲۸۱۷ تک پہنچ گئی ہے۔

جسمانی صحت قائم رکھنے کے نیز مفید نصائح

(۱) مقدور کے موافق سادہ مگر مقوی غذا کھائیں۔ مرغن اور مسالے چیزیں کھانا مضر ہیں۔

(۲) نو عمر لڑکوں کو زیادہ گوشت اور زیادہ مصالح دار غذائیں نہ دینی چاہئیں۔ البتہ غذائیں حتی المقدور معین اوقات پر دینی چاہئیں۔ چھابڑیوں اور بازاروں میں تنہا کھانا نہایت مکروہ عادت ہے۔

(۳) کھانے کے بعد یہ دیکھنا ضروری ہے کہ بچے دانتوں کو اچھی طرح صاف کرلے۔ کھانا اچھی طرح چبالے۔ اور نہایت آرام و اطمینان سے کھائے۔

(۴) کچے اور زیادہ پکے ہوئے پھل بچہ کو ہرگز نہ دیئے جائیں۔ باسی چاول بھی مضر صحت ہیں۔

(۵) لیمونیڈ۔ سوڈا۔ برف والے شربت کا کثرت سے استعمال صحت کے لئے مضر ہے۔

(۶) کھانے میں زیادہ پانی پینا ہضم کو خراب کرتا ہے۔

(۷) میدانی کھیل کھیلنے چاہئیں۔ اور کھلی تازہ ہوا میں دن کا زیادہ تر حصہ رہنا چاہئے۔

(۸) شادی کم از کم بیس سال کی عمر میں ہونی چاہئے۔ مگر جب لڑکا پڑھائی وغیرہ سے فارغ ہو سکے۔

(۹) کپڑے ہر موسم کے مطابق ہونے چاہئیں۔ سردی کے موسم میں اگر کشمیرہ۔ فلالین نہ ملیں تو روئی دار کپڑے بنوا دینے چاہئیں۔ بعض نوجوان بانکپن کی بدولت نمونیا کا شکار ہو جاتے ہیں۔

(۱۰) جوان لڑکے کے لئے سات گھنٹے ہر روز سونا ضروری ہے صبح سویرے اُٹھ کر سیر کو جانا صحت کے لوازمات سے ہے۔

(۱۱) والدین کو دیکھنا چاہئے کہ بچہ پڑھنے میں جھک کر نہ بیٹھے۔ نہ ہی لیٹ کر پڑھے۔ بلکہ جہاں تک ممکن ہو سیدھا بیٹھ کر اور اگر تھک جائے تو کھڑا ہو کر یا چل پھر کر پڑھے

(۱۲) آنکھوں کی حفاظت نہایت ضروری ہے۔ والدین کو خیال رکھنا چاہئے کہ لڑکا کتاب کو [illegible] روشنی میں نہ پڑھے۔ رات کو چھت والے لیمپ کے نیچے پڑھے۔ اور اگر چھت والا لیمپ نہ ملے تو لیمپ اس طرح رکھے کہ روشنی پیٹھ کی طرف سے بائیں شانے کے اُوپر سے کتاب پر پڑے۔

(۱۳) لڑکا صبح اٹھ کر ٹھنڈے پانی کے چھینٹے آنکھوں پر دیا کرے اگر آنکھوں میں کچھ نقص محسوس ہو تو فوراً ڈاکٹر سے ملاحظہ کرائے اگر عینک کی ضرورت ہو تو فوراً خریدے۔ (عورتوں کا اخبار)

انجمن اتحاد و ترقی

ہمارے بعض اسلامی اخبارات کے درمیان ایک مدت سے رائے کا اختلاف ذاتی عناد کی صورت اختیار کر چکا ہے اور اس ذاتی عناد کے جذبہ کے ماتحت ہمارے بعض واجب الاحترام اور مقتدر اہل قلم بسا اوقات اپنے مدمقابل کے متعلق اپنے قلم کو حرکت دیتے وقت دائرہ تہذیب سے باہر ہو جاتے ہیں بازاری آوازے اور سوقیانہ پھبتیاں کسنے میں بھی متامل نہیں ہوتے یہی افسوسناک ذہنیت جاسے بعض مقررین میں پیدا ہو گئی ہے۔ لاہور کے بعض نوجوانوں نے ایسے اخبار نویسوں اور ایسے مقررحضرات کی اصلاح کے کام کا بیڑا اٹھایا ہے اور انجمن اتحاد و ترقی کے نام سے ایک مجلس کی بنیاد ڈالی ہے۔ ہمیں یہ تو معلوم نہیں کہ یہ انجمن اپنے حصول مقصد کے لئے کس طریق کار کو اپنے لئے اختیار کرے گی لیکن ہم اس امر کی ضرورت محسوس کرتے ہیں کہ اس خرابی کی اصلاح ہونی چاہیے۔ (انصاف)

مراسلات

میلہ کنبھ

(مولانا عبد الحق صاحب ودیارتھی کے قلم سے)

کنبھ کی ابتدائی تاریخ

کنبھ سنسکرت میں گھڑے کو کہتے ہیں۔ اس کے متعلق کسی قدر مختلف سی روایت عام طور پر مشہور ہے۔ مگر ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ کنبھ ایک راس یا برج کا نام ہے جو فلکی بروج میں گیارہواں برج کہلاتا ہے۔ جب سورج مینڈھے کے برج میں داخل ہوتا ہے اس وقت کے دو تین گھنٹے نہایت متبرک سمجھے جاتے ہیں۔ اس وقت برہسپتی تارا کنبھ کی راس یا برج میں ہوتا ہے۔ کہتے ہیں کہ سورج جنوبی راستہ سے پھر کر شمالی سمت کو واپس آنا شروع کرتا ہے۔ اس موقعہ پر چار جگہ میلہ لگتا ہے۔ ہردوار۔ الہ آباد۔ اوجین اور ناسک میں۔ مہینہ بھر لوگ روٹی نہیں کھاتے۔ پھل دودھ وغیرہ کی اجازت ہوتی ہے۔ ان جگہوں پر جھونپڑیوں میں رہتے ہیں۔ اور ہر روز سورج نکلنے سے پیشتر دریا میں تین دریاؤں کے ملنے کی جگہ پر غسل کرتے ہیں۔ بعض لوگ صرف تین دن ہی غسل کرکے ۳۰ دن کا غسل سمجھ لیتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ اس میلے کا آغاز راجہ رام چندر جی کے زمانے سے ہے کہ جب وہ سیتا کی تلاش میں چودہ برس پھرتے اور یہاں غسل کرتے رہے

چینی مورخ کا بیان

چینی مورخ ہونت سانگ نے بھی اپنے سفرنامہ میں اس کا ذکر کیا ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ یہاں یاتری لوگ ڈوب مرنے کو بہت ہی ثواب کا کام سمجھتے ہیں۔ اور یہ خیال کرتے ہیں کہ یہاں ڈوب مرنے سے سورگ مل جاتا ہے۔ اب وہ بات تو نہیں رہی البتہ اب ساہوکار اور مہاجن لوگ آکر ہزاروں سادھوؤں کو کھانا خوب کھلاتے ہیں۔ اور یگیہ کرتے ہیں۔ چنانچہ اس سال بھی پنڈت مدن موہن مالوی جی نے تین لاکھ روپیہ کا یگیہ کیا یعنی لاکھ روپیہ کا گھی شہد چینی۔ پستہ۔ بادام۔ کیسر۔ کستوری وغیرہ خرید کر آگ میں منتر پڑھ پڑھ کر پھونک دیا گیا۔

سادھوؤں کی رقابت

مختلف قسم کے سادھو ہزارہا کی تعداد میں آتے ہیں۔ ان کے الگ الگ خیالات اور اعتقادات ہیں اور آپس میں ان کی رقابت نہایت شدید ہے۔ الگ الگ ان کی جماعتیں اور گروہ ہوتے اور اپنے اپنے اکھاڑوں میں ٹھہرنے کے باوجود پھر بھی ان کی آپس میں جنگ ہو جاتی ہے۔ وہ ذرا ذرا سی بات پر بگڑ بیٹھتے ہیں آجکل نرملے سادھو اور دوسرے ہندو سادھوؤں میں بہت چشمک پائی جاتی ہے نرملے سادھو گرونانک کو مانتے ہیں اس لئے یہ سکھوں اور ہندوؤں کے بین بین ایک گروہ ہے۔ سکھ ان کو اپنی طرف کھینچ رہے ہیں۔ مگر دوسرے ہندو ان کو اُن سے الگ کرنے کی کوشش میں ہیں۔ (باقی آئندہ)

خبریں

—— گاندھی جی کے ایک رفیق ولبھ بھائی پٹیل بیٹہ گرہ کے سلسلہ میں گرفتار کر کے تین ماہ کے لئے قید کر دئے ہیں۔ ہندو اور کانگرسی اس کے خلاف اظہار ناراضگی کر رہے ہیں۔

—— لاہور ۱۰ مارچ۔ انگریزی کی مشہور شاعرہ مسز سروجنی نیڈو لاہور آئی ہوئی ہیں اور سر محمد شفیع کے ہاں فروکش ہیں۔

—— افواہ تھی کہ حکومت گاندھی جی کو ستیہ گرہ شروع کرنے سے پیشتر گرفتار کر لے گی۔ لیکن اب اس کی ذمہ دار حلقوں میں تردید کی جاتی ہے۔

—— لاہور ۱۰ مارچ۔ آج صبح لالہ خوشحال چند جی خورسند ایڈیٹر "ملاپ" کو زیر دفعہ ۱۲۴ الف نو ماہ کی قید بامشقت اور ۲۰۰ روپیہ جرمانہ کی سزا دی گئی۔ بصورت عدم ادائیگی جرمانہ انہیں مزید تین ماہ کی سزا کاٹنی پڑے گی۔ یہ مقدمہ اس مضمون کی بنا پر دائر کیا گیا تھا جو "ملاپ" کانگرس نمبر میں پنجاب کے خاموش سپاہی کے زیر عنوان شائع ہوا تھا۔

—— سکندر آباد ۱۰ مارچ۔ نظام ریلوے پر ہڑتال بدستور جاری ہے۔ سڑیوں کی آمد و رفت بالکل مسدود ہو چکی ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ ریلوے ایجنٹ خوشگوار مفاہمت کرنے کے لئے ہڑتالیوں سے گفت و شنید کر رہا ہے۔

—— معلوم ہوا ہے کہ گاندھی جی کے رفیق ولبھ بھائی پٹیل جی سے معمولی قیدیوں کا سلوک ہو رہا ہے۔

—— نئی دہلی ۱۰ مارچ۔ کل اسمبلی کے اجلاس میں پنڈت مالویہ نے سردار ولبھ بھائی پٹیل کی گرفتاری پر بحث وتمحیص کرنے کی غرض سے تحریک التوائے اجلاس پیش کرنے کی خواہش ظاہر کی۔ جناب صدر نے اسے درست قرار دیا۔ چنانچہ چار بجے پنڈت جی نے تحریک پیش کر دی۔ اس پر تقریر کرتے ہوئے پنڈت جی نے اس حکمت عملی کی نہایت زور سے مذمت کی۔ آخر میں پنڈت جی کی تحریک ۶۳ آرا کی مخالفت اور ۳۰ آرا کی حمایت میں مسترد ہو گئی۔

—— پشاور ۹ فروری کل صبح بنگے کلکتہ میل سے شاہزادہ امین جان اور سردار عبد الحکیم خاں کو حکومت نے نامعلوم جگہ پر بھیج دیا ہے۔ ابھی تک معلوم نہیں ہوا کہ وہ کہاں بھیجے گئے ہیں۔

—— سابرمتی ۱۰ مارچ۔ سول نافرمانی کی مہم کو مد نظر رکھتے ہوئے سابرمتی آشرم میں لوگ جوق در جوق جمع ہو رہے ہیں۔ چونکہ آشرم کے تمام مکینوں کو سول نافرمانی کے لئے بھرتی کیا جا رہا ہے۔ اس لئے اگر تماشائیوں کے اجتماع کا یہی حال رہا تو آشرم کے منتظمین کام کا انتظام نہیں کر سکیں گے۔

—— نئی دہلی ۱۰ مارچ۔ سیاسی صورت حالات میں تیزی کے ساتھ تغیر واقع ہو رہا ہے۔ وائسرائے آج اجمیر سے واپس آ گئے ہیں۔ اس وقت انتظامی کونسل کے دو طویل جلسے ہو چکے ہیں۔ صورت حالات کا خلاصہ یہ ہے کہ حکومت کشمکش و پیچ میں ہے اور محسوس کرتی ہے کہ خواہ گاندھی جی گرفتار کر لئے جائیں یا نہ کئے جائیں اسے آئندہ خطرہ کا مقابلہ کرنا پڑے گا۔

—— کہا جاتا ہے کہ ہنوز حکومت نے کوئی فیصلہ نہیں کیا۔ اس اثنا میں حکومت عالی کو صورت حالات سے پورے طور پر مطلع کر دے گی اور اس کی رائے معلوم کرے گی۔

—— رنگون ۱۰ مارچ۔ کمشنر پولیس رنگون نے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ رنگون کی عدالت میں مسٹر سین گپتا صدر بلدیہ کلکتہ کے خلاف زیر دفعہ ۱۲۴ الف استغاثہ دائر کر دیا ہے۔ اور صدر موصوف کے خلاف قابل ضمانت وارنٹ جاری کئے گئے ہیں۔ ۱۹ مارچ کو مقدمہ کی سماعت ہو گی۔ مسٹر گپتا نے رنگون میں ایک تقریر کی تھی۔ یہ مقدمہ اس کی بنا پر ہے۔

—— علی گڑھ ۱۰ مارچ۔ آج سات بجے صبح علی گڑھ یونیورسٹی کے محکمہ علم کیمیا (کیمسٹری) کے صدر ڈاکٹر قاسم علی مسعودی دل کی حرکت بند ہو جانے کے باعث انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ یونیورسٹی اور اس کے ملحقہ ادارات مرحوم کے ماتم میں بند کر دئے گئے۔

—— جڑانوالہ ۱۰ مارچ کو ۴۲ کانگرسی گرفتار کر لئے گئے ہیں۔

—— نئی دہلی ۱۰ مارچ۔ حکومت ہند کے دفاتر یکم اپریل کو دہلی میں بند ہو جائیں گے اور ۱۳ اپریل کو شملہ میں کھلیں گے۔

—— جمعیۃ العلماء دہلی نے اپنے ۸ مارچ کے اجلاس میں طے کیا ہے کہ مجلس تحفظ ناموس شریعت کی طرف سے آخری مکتوب وائسرائے کے نام بھیجا جائے جس میں اتمام حجت کے مدارج کو واضح کر دیا جائے اور بتا دیا جائے کہ اگر ۳۱ مارچ تک یہ قانون مسترد نہ کیا گیا تو یکم اپریل سے یہ مجلس اسلامی شریعت کی حفاظت کے لئے نافرمانی کی کوئی موثر صورت اختیار کرنے میں حق بجانب ہو گی۔

—— نظام اسٹیٹ ریلوے لائن اور اس کے کل املاک کو کمپنی سے خرید لینے کے لئے حضور نظام نے منظوری عطا فرما دی ہے۔

—— گول میز کانفرنس کے سلسلہ میں عنقریب نواب مہدی یار جنگ بہادر، صدر المہام سیاسیات اور نواب سر حیدر نواز جنگ بہادر، صدر المہام فنانس دہلی تشریف لے جانے والے ہیں۔

—— میسور کے دیوان جناب سر مرزا محمد اسماعیل صاحب کے متعلق جنوبی ہند میں یہ افواہ گرم ہے کہ وہ جنوبی ہند کی دیسی ریاستوں کی طرف سے آئندہ گول میز کانفرنس میں نمائندہ مقرر ہوں گے۔ غالباً اسی مقصد سے انہوں نے ریاست ہائے حیدر آباد دکن۔ کوچین اور ٹراونکور کا دورہ کیا اور ان ریاستوں کے والیوں سے مکمل گفت وشنید کی۔

—— شہر مدراس میں نسوانی ابتدائی تعلیم مسلمان لڑکیوں کے لئے باقی حصوں میں اس سال جبری کر دی جائے گی۔ اور ان کے لئے پردے اور سواری کا مناسب انتظام ہو گا۔

—— لاہور ۱۲ مارچ آج ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی عدالت میں تین سکھوں کے خلاف بندہ دیام شالہ میں بندہ بیراگی کا بت توڑنے کے الزام میں مقدمہ کی سماعت ہوئی۔ ملزموں کے وکیل نے سماعت کے التوا کی درخواست کی بحث مباحثہ کے بعد مقدمہ ملتوی ہوا۔

—— راولپنڈی ۱۲ مارچ۔ ملک امیر عالم اعوان مدیر "ترجمان سرحد" راولپنڈی کو سہ پہر کے وقت مقامی پولیس نے ۱۲۴ الف کی بنا پر گرفتار کر لیا۔ ملک صاحب کو ایک موٹر کار میں بٹھا کر حوالات بھیجا گیا۔ آپ کو عدالت میں پیش کیا جائے گا۔ اس وقت کانگرسی رہنما آپ کو ضمانت دینے کے لئے مجبور کر رہے ہیں۔

—— کلکتہ ۱۱ مارچ شہزادہ امین جان اور سردار عبد الحکیم خاں جو کل پشاور سے یہاں پہنچے ہیں آج "ارونڈا" جہاز سے پولیس کے پہرے میں رنگون کی طرف روانہ ہو گئے ہیں۔

—— پٹیالہ ۱۱ مارچ معلوم ہوا ہے کہ سر فریڈرک گاشلیٹ سابق آڈیٹر جنرل ہند تین سال کے لئے پٹیالہ کے وزیر مالیات مقرر ہوئے ہیں۔

—— نئی دہلی ۱۲ مارچ۔ سرکاری گزٹ کی غیر معمولی اشاعت میں گورنر جنرل کی طرف سے حج کمیٹی کے صدر اور ارکان کی خدمات کی تعریف و توصیف کی گئی ہے۔ اور خان بہادر ایم۔ آئی حق کی موت پر اظہار افسوس اور ان کے قابل تعریف کام پر اظہار خوشنودی کیا گیا ہے۔

—— علی گڑھ ۱۲ مارچ۔ مسلم یونیورسٹی سکول کا سالانہ جلسہ تقسیم انعامات پندرہ ماہ حال کی شام کو منعقد ہو گا۔

—— بمبئی ۱۲ مارچ۔ مرہٹی زبان کے ہفتہ وار اخبار ہندوستان کے شام کے ایڈیشن میں شائع ہوا ہے کہ سردار ولبھ بھائی پٹیل کو غیر مشروط رہائی دے دی گئی ہے تفصیلات ابھی معلوم نہیں ہوئی ہیں۔

—— احمد آباد ۱۲ مارچ آج صبح گاندھی جی پوجا پاٹھ کے بعد اپنے اشرم کے بیماروں کو آخری بار دیکھا اور ساڑھے ۶ بجے ۷۸ رضا کاروں کے ہمراہ جن میں ہر ایک کے پاس ایک ایک سامان کا تھیلا اور ایک ایک لاٹھی تھی چل پڑے گاندھی جلوس کے رہنما تھے۔ یہ جلوس احمد آباد کی حدود سے نکل کر اسلامی پہنچ گیا۔ جگہ جگہ لوگوں نے جھنڈیوں، پھولوں، ڈھولوں اور کرناؤں کے ساتھ خیر مقدم کیا آج یہ اسی جگہ قیام کرے گا۔ کل گاندھی نواں گاؤں جائیں گے۔ متعدد فلم کمپنیاں جن میں ایک جرمن کمپنی بھی ہے اس پارٹی کی فلم اتارنے کے لئے ساتھ ہے۔

—— لاہور ۱۲ مارچ سارجنٹ دا را لگورنمنٹ کے سلسلہ میں ۱۱ مارچ کو گورو دت بھون میں ہندوؤں ہندوؤں کی کبڈی ٹیم کے بہترین کھلاڑیوں کی ٹیم کے ساتھ مسلم ٹیم کا میچ تھا۔ مسلم ٹیم نے ۹۲ کے مقابلہ میں ۲۵ پوائنٹ سے ہندو ٹیم کو شکست دی۔

ہندو قوم کے نام اعلان ضروری

کچھ عرصہ ہوا ایک کتاب "تہذیب مرزا" نامی آریہ سماج کے ایک گندے اور بدزبان ممبر کی طرف سے شائع ہوئی ہے۔ اس کتاب میں نہایت گندے الفاظ میں حضرت مسیح موعود بانی سلسلہ احمدیہ کو یاد کیا گیا ہے۔ نفس مضمون کا تو جواب دیں گے ہی لیکن سوال اس بدزبانی کا ہے جو اس میں اختیار کی گئی ہے۔ ہم آریہ سماجوں کو اس امر کی طرف توجہ دلاتے ہیں کہ اگر اس قسم کا لٹریچر ان کی نظر میں پسندیدہ ہے تو اس کا ایسا موثر جواب ہم دے سکتے ہیں۔ اور دیں گے۔ کہ پھر ان کے زبانے کچھ نہ بنے گی۔ لیکن اگر وہ بھی اس طرز تحریر کو ناپسند کرتے ہیں تو ہم ایک ماہ تک اس کا انتظار کریں گے۔ کہ پرتی ندھی سبھا لاہور اور گوروکل کانگڑی اور دوسری ذمہ وار انجمنوں کی طرف سے اس کتاب کے خلاف پروٹسٹ شائع کیا جائے اور آریہ دوکانداروں کو مجبور کیا جائے کہ وہ اس کتاب کی فروخت کو اس وقت تک بند کر دیں جب تک کہ مصنف گالیوں کا حصہ نکال کر صرف علمی مضامین کو باقی نہ رہنے دے۔ اگر ایک ماہ کے اندر اندر آریہ صاحبان کی طرف سے ایسی کوئی کارروائی نہ ہوئی تو ۱۰ اپریل سے ہم بالکل آزاد ہوں گے۔ اور اس لٹریچر کا جواب اسی رنگ میں دیں گے۔ جس کی وہ مستحق ہے۔ اور اس وقت سارا الزام آریہ سماج پر ہو گا۔ نہ کہ ہم پر۔

ناظر دعوت تبلیغ قادیان۔

تقریباً ایک ماہ ہوا کہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے اس کتاب کے خلاف ایک خاص قرار داد پاس کی اور حکومت کو اس کے قابل اعتراض مضامین کی طرف توجہ دلائی۔ (زیر غور بتاریخ ہے۔ اسسٹنٹ ایڈیٹر پیغام صلح)

گمشدہ کی تلاش

عزیز عبد القدوس فرزند احمد گل صاحب مرحوم ساکن شیخاں ضلع کوہاٹ تحصیل ٹیری۔ جس کا حلیہ یہ ہے۔

سرخ رنگ۔ سر کے بال سرخ عمر تقریباً چودہ سال۔ دائیں آنکھ کے کونے میں زخم کا نشان۔ تعلیم آٹھویں جماعت فارسی تک ہے۔ ۱۹ ستمبر ۱۹۳۰ء سے غائب ہے۔ اگر کسی صاحب کے پاس جاوے۔ یا کسی کو اطلاع ملے تو اس کو روک کر فی الفور دفتر صدر انجمن میں اطلاع بھیجدیں۔ جو صاحب اطلاع دیں گے۔ مبلغ دس روپیہ ان کو انعام ملے گا۔ تمام جماعتیں اس اعلان کو خاص طور پر نوٹ کر لیں حضرت امیر کا ارشاد ہے۔

غلام محمد اسسٹنٹ سیکرٹری

میں خون کا ایک دریا بہہ رہا ہے جس کی ہر موج رہ رہ کر زندین کی آزادی کا نوحہ و آزاد خیال لوگوں کی مرگ کا افسانہ بزبان حال پیش کر رہی ہے۔ انجیل و توریت کے اس خلاف انصاف حکم کے مقابلہ میں قرآن شریف کی تعلیم لااکراہ فی الدین کو دیکھکر قرآن شریف کی عظمت و صداقت کے سامنے انسان کا بے اختیار سر جھک جاتا ہے ؎

ہاں تنگ نہ کر ناصح ناداں مجھے اتنا
یا چل کے دکھا دے دہن ایسا کمر ایسی

جن لوگوں کی الہامی کتب میں اسقدر بے رحمانہ تعلیم موجود ہو وہ جو کچھ بھی کریں کم ہے۔ اور بنی نوع انسان پر جتنا ظلم بھی کریں تھوڑا ہے۔ چنانچہ مثال کے طور پر چند واقعات اس جگہ پیش کر کے دکھاتا ہوں کہ مقدس یسوع کے پیرو توریت و انجیل کے حکم پر عملدرآمد کرنے میں کسقدر غالی تھے۔ دیکھو ہسٹری آف دی انٹیلکچوال ڈویلپمنٹ مصنفہ ڈاکٹر جان ولیم ڈریپر صفحہ ۱۸۸
۱۴۸۱ء و ۱۸۰۸ء کے درمیان صرف اختلاف رائے کی وجہ سے تین لاکھ چالیس آدمی سزایاب ہوئے ان میں سے بتیس ہزار آدمی ایسے تھے جو زندہ جلائے گئے۔ اور یہ سب کے سب عیسائی تھے۔ پھر دیکھو ہسٹری مذکورہ صفحہ ۲۴۶ سرولیٹس کو اختلاف رائے کی وجہ سے نہایت بیدردی سے دھیمی دھیمی آگ پر زندہ بھونا گیا۔
پھر دیکھو ہسٹری مذکورہ صفحہ ۲۴۶ شاہ چارلس پنجم کے عہد ۱۵۲۶ء میں ... ہزار عیسائی اس وجہ سے قتل کر دئے گئے کہ وہ بچوں کو بپتسمہ دینا ضروری نہ سمجھتے تھے۔
پھر دیکھو صفحہ ۲۵۸ بردنو کو اس عقیدہ کی بنا پر کہ وہ مخالف زانا جیل، کو سائنس سے خالی سمجھتا تھا۔ زندہ جلا دیا گیا۔ وغیرہ وغیرہ علی ہذا القیاس بہت سے ایسے واقعات ہیں جن سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ مسیحی حضرات قتل مرتد کو نہ صرف جائز سمجھتے رہے ہیں بلکہ اس پر عمل بھی کرتے رہے ہیں۔ ارتداد تو بہت بڑی شے ہے معمولی سے اختلاف رائے اور بچوں کے بپتسمہ سے انکار کی وجہ سے بھی لاکھوں بے گناہ بندگان خدا کو زندہ آگ پر بھونا۔ اور تلوار کے گھاٹ اتار دیا جاتا تھا۔ "ہمارا مذہب محبت ہے" کہہ دینے سے حقائق پر پردہ نہیں پڑ سکتا۔ اور بے گناہوں کا خون چھپ نہیں سکتا ؎

قریب ہے یارو روز محشر چھپیگا کشتوں کا خون کیونکر
جو چپ رہیگی زبان خنجر۔ لہو پکارے گا آستیں کا

"مرزا سالک"

(بقیہ صفحہ اوّل)

لیکن اب محکمہ تعلیم میں کام کرتے ہیں۔ سرگرم۔ مذہبی جوشیلے اور نوعمر آدمی ہیں۔ یہاں مسلمان عموماً خواب خرگوش میں پڑے ہیں۔ لیکن اب قدرے بیداری نمودار ہو رہی ہے۔ نومسلم مسٹر عثمان بھی سرگرمی سے اشاعت اسلام میں مصروف ہے۔
اس ملک میں بدامنی بہت ہو گئی ہے۔ اس صوبہ کا نام کوانگ ٹنگ ہے۔ جس کے مغرب میں صوبہ کوانگ سی ہے ہر دو صوبہ جات کی باہمی جنگ لگی رہتی ہے۔ گذشتہ سال موخرالذکر صوبہ والے حملہ آور ہو کر سرحد کے قریب آ گئے تھے اور ہمیں سخت خطرہ ہو گیا تھا۔ لیکن پسپا کر دیئے گئے۔ اس لئے میرا ارادہ اس شہر کو چھوڑ کر کسی محفوظ جگہ چلے جانے کا ہے۔ جملہ احباب کی طرف سے آپ سب کو السلام علیکم۔

خبریں

— لاہور ۸ رمئی۔ آج شام کے چار بجے مسٹر لوئیس ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے ڈاکٹر ستیہ پال۔ ڈاکٹر محمد عالم اور مولانا ظفر علی خاں کے خلاف مقدمات کا فیصلہ سنا دیا۔ فاضل مجسٹریٹ نے ان اصحاب کو دفعہ ۱۲۴ الف تعزیرات ہند کے ماتحت مجرم قرار دیتے ہوئے مختلف میعاد کی سزائیں دیں۔ ڈاکٹر ستیہ پال کو تین سال مولانا ظفر علیخاں کو دو سال اور ڈاکٹر محمد عالم کو ڈیڑھ سال کی سزائے قید کا حکم ہوا تینوں اصحاب کے لئے سپیشل کلاس کی سفارش کی گئی ہے

اور حکومت افغانستان کی خواہش کے مطابق لندن میں ایک باقاعدہ معاہدہ قرار پایا ہے جو انگلستان و افغانستان کے معاہدہ ۱۹۲۱ء پر مہر تصدیق ثبت کرتا ہے۔ ہزمیجسٹی کا سفیر افغانستان جو ہندوستان میں پہنچ چکا ہے فی الفور کابل کی طرف روانہ ہو جائیگا۔
— لندن ۸ رمئی۔ برطانیہ مصری عہدنامے کے متعلق گفت و شنید کا سلسلہ بالکل منقطع ہو گیا۔ کیونکہ حکومت برطانیہ سوڈان کے مستقبل کے متعلق نحاس پاشا کے مطالبات کو کسی صورت منظور کرنے کے لئے تیار نہیں تھی۔ ۱۹ گھنٹے کے بحث و مباحثہ کے بعد اس مضمون کا ایک اعلان کرایا گیا۔ برطانی تجاویز میں جو مراعات شامل تھے ان سے زیادہ کابینہ وزارت برطانی پارلیمنٹ کے پاس سفارش کرنے کا مجاز نہیں تھا۔ اس سلسلہ گفت و شنید کے منقطع ہونے سے ۱۹۲۴ء کی حالت برقرار رہے۔ نحاس پاشا کا وفد جن چار امور کے تصفیہ کے لئے لنڈن میں آیا تھا ان میں سے تین کا تصفیہ تقریباً ہو گیا تھا۔ لیکن سوڈان کے مسئلے پر کوئی تصفیہ نہ ہو سکا اور گفت و شنید بند ہو گئی۔
— لاہور ۱۳ رمئی۔ امرتسر سے سکھوں کا جو جتھا پشاور جانے کے لئے روانہ ہوا تھا۔ آج لاہور پہنچا۔ ماسٹر تارا سنگھ پہلے ہی گرفتار کر لئے گئے تھے۔ آج باغبانپورہ کے قریب دوسرے جتھے دار بھی گرفتار کر لئے گئے تھے۔ جتھا لنڈے بازار سے جلوس کی شکل میں شہر میں داخل ہوا۔ راستے میں لوگوں نے جتھے والوں کا شاندار استقبال کیا۔ اور جتھے کے ارکان پھولوں سے لاد دئے گئے۔ جابجا ان کی تواضع کی گئی۔ جلوس مختلف بازاروں سے ہوتا ہوا باغ بیرون موری دروازہ پہنچا جہاں ایک جلسہ زیر صدارت مولانا عبدالقادر صاحب منعقد ہوا۔ جس میں جتھے کی خدمت میں سپاسنامہ پیش کیا گیا۔
— جلال پور ۸ مئی۔ آج مسٹر عباس طیب جی اور ان کے ۵۹ رضاکاروں کے مقدمہ کا فیصلہ سنا دیا گیا۔ مسٹر عباس طیب جی کو چھ ماہ قید محض۔ مقامی کارکن مسٹر جگت رام دیو کو چھ ماہ قید بامشقت اور باقی رضاکاروں کو تین تین ماہ قید بامشقت کی سزا دی گئی۔ چار ملزم جو اٹھارہ سال سے کم عمر کے لڑکے تھے انتباہ کے بعد چھوڑ دیئے گئے۔
— دہلی ۱۳ رمئی۔ مولانا عباس طیب جی کی گرفتاری پر احتجاج کے طور پر آج دہلی میں مکمل ہڑتال ہے۔ ہندو اور مسلمانوں کی تمام دکانیں بند ہیں۔ تانگے۔ گاڑیاں اور ٹریم کاریں تک چلنی بند ہو گئی ہیں۔ ۲ رضاکار ہڑتال کا اعلان کر رہے تھے گرفتار کر لئے گئے۔ رضاکار عورتوں کا ایک جتھا بازاروں میں پھر رہا ہے۔
— الہ آباد ۱۳ رمئی۔ مسز سروجنی نائیڈو جن کی بابت اعلان کیا گیا ہے وہ مسٹر عباس طیب جی کی جانشین ہوں گی۔ آج صبح الہ آباد سے روانہ ہو گئیں۔
— آج صبح دارالعوام میں مسٹر ویجوڈ بین نے اعلان کیا کہ سائمن کمیشن کی رپورٹ کی پہلی جلد (تاریخی مقدمہ) ۱۰ جون کو شائع ہو گی۔ اور دوسری جلد (کمیشن کی سفارشات) ۲۴ جون کو شائع ہو جائیں گی
— لاہور ۱۳ رمئی۔ بنوں کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ بنوں اور رزمک کے درمیان کی سڑک آمد و رفت کے لئے بند کر دی گئی ہے۔ اور وزیرستان کی طرف ہوائی جہازوں کے مظاہرے کئے گئے۔
کوہاٹ کا ایک پیغام مظہر ہے کہ گذشتہ چند دنوں میں تیس سے زیادہ کانگرسی گرفتار ہو چکے ہیں۔
— شولاپور ۱۳ رمئی۔ گذشتہ شب ساڑھے دس بجے سے شولاپور کے رقبہ بلدیہ میں مارشل لا کے نفاذ کا اعلان کر دیا گیا۔
— نواسری۔ ۱۳ رمئی۔ مسٹر عباس طیب جی کی گرفتاری کے بعد مہاتما گاندھی کے فرزند مسٹر منی لال گاندھی تین سو والنٹیروں کا جتھا لے کر سالٹ ورکس دہرسانہ کی طرف روانہ ہو گئے۔
— گورنمنٹ بنگال نے ایک اعلان جاری کیا ہے۔ جس میں یہ درج ہے کہ ضلع مدناپور اور تملوک۔ چٹال اور کونٹائی کے سب ڈویژن میں جس قدر بھی سول نافرمانی کی کونسلیں ہیں وہ تمام کی تمام خلاف قانون کونسلیں قرار دے دی گئیں۔
— شملہ ۱۲ رمئی۔ مغویانہ جلسوں کے روکنے کا قانون بنوں اور ڈیرہ اسمٰعیل خاں کے اضلاع میں بھی نافذ کر دیا گیا ہے۔ اب سارے سرحدی صوبہ میں یہ قانون نافذ ہے۔
— وارسا ۱۲ رمئی۔ عید کے دن وارسا کے مسلمان ایک جگہ اکٹھے ہوئے جس میں ایک ریزولیوشن میں دنیا بھر کے مسلمان ممبروں پوپ اور آرچ بشپ آف کنٹربری سے یہ اپیل کیا گیا کہ روس کے مسلمانوں کی حفاظت کریں۔ کیونکہ روس میں بہت سے مسلمانوں کو مار دیا گیا ہے اور تیس ہزار مسجدیں بند کر دی گئی ہیں۔
— امرتسر ۱۲ مئی۔ آج باوا نانک سنگھ ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے ڈاکٹر کچلو۔ شیخ حسام الدین۔ ڈاکٹر ستنت رام اور سردار تیجا سنگھ چوہڑکانہ کے مقدمہ کا فیصلہ سنایا۔ ڈاکٹر کچلو کو تین جرائم کی بنا پر ہر جرم میں ایک ایک سال قید بامشقت کی سزا دی گئی۔ تینوں سزائیں یکے بعد دیگرے شروع ہوں گی۔ شیخ حسام الدین۔ ڈاکٹر ستنت رام اور سردار تیجا سنگھ چوہڑکانہ کو ڈیڑھ ڈیڑھ سال قید بامشقت کی سزائیں دی گئیں۔ مجسٹریٹ نے سفارش کی ہے کہ ملزمین درجہ خاص یا اے کلاس میں رکھے جائیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم — نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۱۸ | ۸ صفر المظفر ۱۳۴۹ھ | نمبر ۴۸

پادری عبدالحق کے کلام حق پر نظر

پادری صاحب کی پیش کردہ آیات کا مجموعی جواب

(۴)

آیات ولیحکم اھل الانجیل بما انزل اللہ فیہ۔

(اہل انجیل انجیل پر عمل کریں)

" ۲ - یا اھل الکتاب لستم علیٰ شیءٍ حتیٰ تقیموا التوراۃ والانجیل (اے اہل کتاب تمہاری کچھ حیثیت نہیں جب تک تم توراۃ اور انجیل پر قائم نہ رہو)۔

• ۳ - ولو انھم اقاموا التوراۃ والانجیل (اور اگر وہ توراۃ اور انجیل پر قائم رہتے)۔

ان آیات کا مجموعی جواب یہ ہے۔ کہ ان میں انجیل اور توراۃ کے غیر محرّف ہونے کا ذکر تک نہیں۔ اور نہ کوئی ان آیات سے اس قسم کا استدلال کرسکتا ہے۔ بلکہ ان میں توراۃ اور انجیل کے منسوخ ہونے اور ناقابلِ عمل ہونے کا ذکر ہے۔ ان کے محرّف اور مبدل ہونے کا بیان ہے۔ عیسائیوں کے لئے زجر اور توبیخ کا اظہار ہے۔ کہ جب تم ان کو الہامی کتابیں مانتے ہو تو پھر ان میں تغیّر و تبدل کیوں کرتے ہو۔ انہیں پر فیصلہ کیوں نہیں کرتے۔ یعنی اگر یہ اناجیل کلام الٰہی اور الہامی ہیں اور ان کی تعلیم وقتی اور آنی نہیں بلکہ ابدی اور دائمی ہے۔ تو ذرا آج کل اس پر عمل کر تو دکھاؤ۔ احکام جنگ۔ قوانین سیاسی۔ عورت کی حیثیت۔ ماں باپ کی عزت۔ اخلاقِ فاضلہ اور اقتصادیات کے جتنے اصول ہیں ان سب میں تو تم اناجیل کو پس پشت ڈال کر قرآن کی پیروی کرتے ہو۔

اگر اناجیل پر فیصلہ کرنا ہے تو لڑائی کے وقت شریروں کا مقابلہ نہ کرو۔ نہ فوج رکھو۔ نہ پولیس۔ نہ عدالتیں۔ کیونکہ جب شریر کا مقابلہ ہی نہیں کرنا تو یہ سب محکمے تو شریروں کی خاطر و تواضع کے لئے ہیں۔

عورت کی حیثیت کے متعلق بائبل کے ارشادات

۱: چاہیے کہ عورت چپ چاپ فرمانبرداری سے سیکھے۔ اور میں اجازت نہیں دیتا۔ کہ عورت سکھلاوے یا آپ شوہر پر حاکم بن بیٹھے۔ بلکہ خاموشی کے ساتھ رہے۔ کیونکہ پہلے آدم بنایا گیا۔ بعد اس کے حوّا۔

۲ - اے عورتو! اپنے شوہروں کی ایسی فرمانبردار ہو جیسے خداوند کی۔ کیونکہ شوہر جورو کا سر ہے جیسے کہ مسیح بھی کلیسیے کا سر اور وہ بدن کا بچانے والا ہے۔ تو بھی جیسے کلیسیا مسیح کی فرمانبردار ہے ویسے ہی جوروان بھی ہر بات میں اپنے شوہروں کی ہو دیں۔

افسیون ۵ / ۲۲-۲۴

تمہاری عورتیں کلیسیا میں چپکی رہیں۔ کہ انہیں بولنے کا حکم نہیں ہے۔ بلکہ چاہیے کہ فرمانبردار رہیں۔ جس طرح شریعت میں بھی لکھا ہے۔ اور اگر وے کچھ سیکھنا چاہیں تو گھر میں اپنے خصم سے پوچھیں۔ کیونکہ شرم کی بات ہے۔ کہ عورتیں کلیسیا میں بولیں۔

نامہ اکرنتیون باب ۱۴ آیت ۳۴-۳۵

شریعت کے جس حکم کا حوالہ اس آیت میں دیا گیا ہے۔ وہ مندرجہ ذیل ہے۔

" اس نے۔ (خدا نے) عورت سے کہا کہ میں تیرے حمل میں تیرے درد کو بڑھاؤں گا۔ اور درد سے تو لڑکے جنے گی۔ اور اپنے خصم کی طرف تیرا شوق ہوگا اور وہ تجھ پر حکومت کرے گا (پیدائش ۳ / ۱۶)

" ہر ایک مرد کا سر مسیح ہے اور عورت کا سر مرد۔ مسیح کا سر خدا۔ جو مرد دعا یا نبوت کرتے وقت اپنے سر کو ڈھانپتا ہے۔ وہ اپنے سر کو بے حرمت کرتا اور ہر عورت جو بغیر سر ڈھانپے دعا یا نبوت کرتی ہو اپنے سر کو بے حرمت کرتی ہے۔ کیونکہ یہ اس کے سر مونڈنے کے برابر ہے۔ کیونکہ اگر عورت اوڑھنی نہ اوڑھے تو اس کی چوٹی بھی کٹ جاوے۔ پر اگر عورت چوٹی کاٹنے یا سر مونڈنے سے بے حرمت ہوتی ہے۔ تو اوڑھنی اوڑھے۔ مرد کو نہ چاہیے کہ اپنے سر کو ڈھانپے۔ کہ وہ خدا کی صورت اور اس کا جلال ہے۔ اور عورت مرد کا جلال۔ اس لئے کہ مرد عورت سے نہیں۔ بلکہ عورت مرد سے ہے اور مرد عورت کے لئے نہیں۔ بلکہ عورت مرد کے لئے پیدا ہوئی۔ (اکرنتیون باب ۱۱ نیز دیکھو طیطس ۲ / ۵)

پطرس کہتا ہے:۔

" اے عورتو! تم اپنے اپنے شوہروں کے تابع رہو۔ اس طرح مقدس عورتیں بھی۔ جو اگلے زمانہ میں خدا پر بھروسہ رکھتی تھیں اپنے آپ کو سنوارتیں اور اپنے شوہروں کے تابع رہتی تھیں۔ چنانچہ سارہ ابراہام کی فرمانبرداری کرتی اور اسے خداوند کہتی تھی۔"

" آدم نے فریب نہیں کھایا۔ پر عورت فریب کھا کر گناہ میں پھنسی" (نامہ اتمطاؤس ۲ / ۱۴)

سینٹ پال کے اسی قول کی بنا پر عیسائی بزرگوں نے کہا:۔

• عورت جہنم کا دروازہ ہے۔ اور تمام گناہوں کی بنیاد ہے۔ (ٹرٹلین)

" عورت کی کوئی تفریق نہیں اور ان میں سے ایک بھی کسی مصرف کی نہیں۔

" میری مصیبت یا عیش کی گھڑیوں میں کبھی کوئی عورت میری چھت کے نیچے نہ سونے پائے۔ (پلاٹس)

عورت تمام عیوب کا منبع ہے۔ اس کی محبت مرد کی نفرت سے زیادہ خطرناک ہے۔ نوجوان جو شادی کے لئے عورت تلاش کرتا ہے۔ وہ بالکل اس مچھلی کی طرح ہے جو کانٹے کی طرف جا رہی ہے۔ (سقراط)

" عورت سے زیادہ بدتر اور خراب کوئی چیز بھی نہیں۔" (ہومر)

" میں عورت کے متعلق صرف اس بات کا قائل ہوں کہ وہ مر کر بھی دوبارہ زندہ نہ ہوگی" (دانتی غیر)

" عورت [illegible] خود دھوکا دینے والی ہے" (ارسطو فینز)

" اگر ہم شیطان کی طرف بڑھیں تو عورت ایک ہزار قدم چل کر ہماری رہنمائی کرتی ہے (سولمنس)

" کلیسائے روم کے بزرگوں کے اقوال عورت کی نسبت اس سے زیادہ سخت ہیں۔ اس لئے کہ خود خداوند یسوع مسیح نے اپنی ماں کی نسبت نہایت حقارت آمیز الفاظ استعمال کئے:۔

" اے عورت مجھے تجھ سے کیا کام" (یوحنا ۲ / ۴)

اصل یونانی میں " اے عورت" کے لئے "گنے" کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ کہ جو نہایت حقارت کا خطاب ہے اور مرزاپور کی مطبوعہ انجیل میں اس کا ترجمہ اے رنڈی کیا گیا ہے۔ یہ ہے وہ عورت کی عزت اور حیثیت کہ جو انجیل میں بیان کی گئی ہے۔ کہ جس پر پادری برکت اللہ صاحب ایم اے مضمون نگار اخبار نور افشاں اور دوسرے پادریوں کو ناز ہے

اخلاقِ فاضلہ اور انجیل

وہ اخلاق کہ جن کا اظہار اناجیل میں جناب مسیح کی طرف منسوب کیا گیا ہے غیر اقوام کو کتے اور سؤر۔ سانپوں کے بچے حرامزادے۔ اور علمائے یہود کے لئے مکروہ سے مکروہ گالیاں دی گئی ہیں۔ بیت المقدس کی اہانت اور تحقیر کی گئی ہے۔ آج مہذب دنیا ان الفاظ کے سننے سے بھی کانوں پر ہاتھ رکھتی ہے۔ ہمیں یہ معلوم ہے کہ عیسائی حضرات قرآن کریم کے بعض الفاظ پر اعتراض کرتے ہیں۔ جب کوئی صاحب ہمارے مقابل قلم اٹھائیں گے تو ہم اناجیل کے متعلقات موقع اور محل کے لحاظ سے ان کا استعمال اور قرآن کریم کے الفاظ کا فلسفہ ان کو سمجھائیں گے۔ ان شاء اللہ

غرض ان تمام معاملات میں اس وقت بھی ساری عیسائی دنیا اناجیل کی تعلیم کو پس پشت ڈال کر چار و ناچار قرآن کریم پر عمل کر رہی ہے۔ خدا کا کلام انہیں تنبیہ کرتا ہے کہ اگر اہل انجیل ہو اور سچے اہل انجیل ہو تو آج ہی سے اپنے اعمال اور معاملات میں قرآن کو چھوڑ کر انجیل پر عمل کرکے دکھاؤ۔ ہمارا یہ دعویٰ ہے کہ کوئی حکومت اور سلطنت تمدن اور تہذیب محض انجیل کی تعلیم پر چلنے سے آج دنیا میں قائم نہیں رہ سکتی۔ اور پھر انجیلی تعلیم بھی وہ کہ جو جناب لوتھر سے پیشتر دنیا میں جاری تھی۔ کیونکہ سینٹ لوتھر کو تو خود عیسائی علمانے محمدؐ کا شاگرد ہونے کا طعن دیا ہے

ولیحکم اھل الانجیل بما انزل اللہ فیہ کا ایک اور ترجمہ

آیت کے الفاظ قابلِ غور ہیں۔ ولیحکم اہل الانجیل فرمایا ہے ولیعمل اھل الانجیل نہیں فرمایا۔ یعنی یہ نہیں کہا کہ اہل انجیل انجیل پر عمل کریں۔ بلکہ فرمایا اہل انجیل فیصلہ کریں۔ اسلام اور محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اس کی بنا پر جو اس میں اللہ تعالےٰ نے نازل کیا ہے۔

یعنی اہل انجیل انجیل پر فیصلے کریں۔ کس قدر حق اور صداقت سے بھرا ہوا جملہ ہے۔ کہ انسان کی روح محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقِ دعویٰ پر وجد کرنے لگ جاتی ہے۔ اسلام اور قرآن کریم کے اعتقادات اگر تمہیں اپنے خیالات کے مخالف نظر آتے ہیں تو اس کا فیصلہ اپنی اناجیل سے کر لو۔ اور اگر انجیل میں کوئی آیت اسلام کے خلاف ہو تو پرانے زمانہ کی اناجیل سے مقابلہ کرو۔ جناب مسیح کی اور حواریوں کی زبان کے محاورات کو دیکھو۔ تو تمہیں قرآن کریم اور محمدؐ رسول اللہ کی صداقت روزِ روشن کی طرح نظر آجائے گی۔ اس کا ثبوت آپ لوگوں کے ترمیم شدہ نسخے اور موجودہ زمانہ کی تنقید اعلیٰ (Higher Criticism) ہے۔

(باقی باقی)

جواب معقول عطا فرمائیں۔ تو میں ان کا نہایت ممنون ہوں گا۔

معذرت اوّل میں جو لکھا ہے

"اگر بعض پڑ بلاغت فقرے الخ"

اس کی نسبت یہ گذارش ہے کہ میں نے کئی عیسائی علماء کی کتابیں دیکھی ہیں۔ جنہوں نے بڑی کوشش سے ثابت کرنا چاہا ہے کہ قرآن نے پہلی کتابوں سے سرقہ کیا ہے۔ مگر چند معمولی فقروں کے سوا وہ لمبی فہرست چھوڑ کر ایک چھوٹی فہرست بھی سرقوں کی نہیں لکھ سکے۔ خدا کی صفات کے متعلق تو دنیا کے سارے مذاہب کم و بیش متفق ہیں۔ مگر ان کے سوا شاعری کلام کا سرقہ آج تک کوئی نہیں دکھا سکا۔ اگر کوئی قرآن کے الفاظ کو دوسرے مصنفوں کے کلام میں دکھا کر کہہ دیوے کہ یہ سرقہ ہے تو یہ انصاف نہیں ہے۔

معذرت دوم کے نیچے لکھا ہے۔ "قرآن میں بھی غلطیاں ہیں" الخ

اللہ تعالیٰ جو سارے جہان کا مالک ہے سارے انسانوں کا مالک ہے۔ وہ انسان کی زبان کا بھی مالک ہے۔ وہ جس طرح چاہے زبان میں تصرف کرے۔ اس کو غلطی کہنا خود غلطی ہے۔ غلطی انسان کیا کرتا ہے۔ خدا غلطی نہیں کیا کرتا۔ وہی صحیح ہے۔

ایسا بے سمجھ کون ہو سکتا ہے۔ جو انسان کے بنائے ہوئے قواعد کو صحیح کہے۔ اور خدا کے بنائے ہوئے قواعد یا الفاظ یا ترکیب کو غلط کہے؟

اگر انسان کسی کو بُرا کہے تو گناہگار ہے۔ اگر خدا کسی کو بُرا کہے تو وہ مالک ہے۔ انسان تکبر و تعلّی کرے تو گناہگار ہے خدا اپنی بڑائی کرے تو اس کو لائق ہے۔ اگر کوئی تکبر کرے اور اپنی صفائی میں یہ دلیل پیش کرے کہ خدا جو متکبر ہے۔ اگر میں نے تکبر کیا تو کیا گناہ کیا؟ ایسے عذر کو کون تسلیم کر سکتا ہے۔

اس میں شک نہیں کہ پادری پال صاحب کو ایسی بحث چھیڑنے سے آخرت میں نہیں تو دنیا میں تو بڑی عزت حاصل ہوتی ہے۔ اپنی جماعت کے لوگوں سے امیر المناظرین۔ اور سلطان المفسرین کا لقب پا لینا بڑی بات ہے۔ مگر خدا کی نظر میں اور آخرت میں خلوص اور دنیا کی عزت و بڑائی سے زہد اختیار کرنا ہی نجات کا موجب ہو سکتا ہے۔

(ایک مسلم)

پیغام صلح:۔ پادری پال اپنی تحریرات میں التباس حق و باطل کرنے کے عادی ہیں۔ ان کا مقصد جیسا کہ ان کی خفیہ سوسائٹی نے قرار دیا ہے محض یہ ہے کہ مسلمانوں کے مذہب پر سخت سے سخت حملہ بھی کر دیا جائے اور پھر بھولے بن کر یہ بھی کہہ دیا جائے کہ ہم تو دونوں مذاہب عیسائیت اور اسلام کو متحد ثابت کر رہے ہیں۔ گویا انہوں نے جناب یسوع کے اس پہلے مشنری دند کی چال کو صحیح معنوں میں اختیار کیا ہے۔ کہ کبوتر کی طرح بھولے بنو۔ اور سانپ کی طرح ہوشیار رہو۔ کتب مقدسہ سے معلوم ہوتا ہے کہ سانپ ایک پرلے درجہ کا منافق جانور ہے۔ کہ جس کی کوشش اپنے سر کو بچا کر دوسرے پر حملہ کرنا اور شورزمین میں چھپا رہنا ہے۔ "ہمارا قرآن" کیا اور ان کی دوسری کتابیں کیا۔ ان کا جواب ہم لکھ چکے ہیں ان سے ان کی چالاکیاں معلوم ہو سکتی ہیں۔

بقیہ صفحہ ۳

خطبات لوگوں کے سامنے سناتے ہیں۔

علماء اور اساتذہ کے یہ لیکچر نہایت اہم علمی و اخلاقی عنوانوں پر ہوتے ہیں۔ گذشتہ ہفتہ میں مختلف مساجد اور ہالوں میں جو لیکچر دیئے گئے۔ وہ درج ذیل ہیں۔

اسمائے گرامی حضرات اساتذہ	مقام
حضرت الاستاذ سید عبد الوہاب	ساوات ہال قاہرہ
استاذ محمد محمود وکیل	مسجد طلعت بک
استاذ محمود غنیمی وکیل	
استاذ محمود صدقی	مسجد ناصر قاہرہ
پروفیسر محمد عبد العزیز خولی	مسجد ابنائے عثمان
استاذ محمد عدولی	مسجد برقوق

اکمل کا اقص جواب

(از نتیجہ قلم جناب مرزا غلام ربانی صاحب راولپنڈی)

سلسلہ کے لئے دیکھو پیغام صلح ۱۵ جولائی ۱۹۵۳ء

میاں اکمل نے رسالہ تشحیذ جنوری ۱۹۵۳ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت میں ایک برہان ساطع یہ دی تھی کہ:۔

اگر مسیح موعود نے دعویٰ مہدئیت کیا ہے تو کیوں۔ کیا عیاذاً باللہ آپ دنیا پرست تھے۔ اگر تھے تو آخر اس کا کوئی نشان۔ چار پانچ لاکھ مریا اس قدر روپے کی آمد کہ ڈاکخانہ کے رجسٹروں سے پتہ لگ سکتا ہے پھر آپ نے کوئی جائیداد خریدی۔ کوئی زمین حاصل کی۔ کوئی مکان عالیشان اپنی ذات کے لئے بنوایا۔ یا اپنی اولاد کے لئے گدی نشینی کی وصیت کی۔ ہرگز نہیں۔ جب ان میں سے کوئی بھی بات نہیں تو آپ بتائیے۔ پھر یہ دعویٰ کیوں کیا"

الفاظ صاف ہیں۔ چونکہ حضرت صاحب کا دامن ان آلودگیوں سے پاک تھا۔ لہٰذا اسی معیار کے مطابق آپ اپنے دعویٰ میں صادق تھے۔ اور حق یہ ہے کہ آپ دنیا پرست نہیں تھے۔

میاں اکمل

سے ہم نے یہ سوال کیا تھا۔ کہ کیا آپ کی مقرر کردہ مذکورہ بالا کسوٹی پر آپ موجودہ گدی نشین قادیان کے دعاوی کو پرکھ سکتے ہیں۔ یا نہیں۔ جو کہ خلیفۃ اللہ۔ مصلح موعود۔ خلیفۃ المسیح۔ امام مامور من اللہ وغیرہ جملہ دعاوی کے دعویدار ہیں۔ میاں اکمل صاحب نے جو جواب دیا ہے وہ

واقعی

اس امر کا زندہ ثبوت ہے کہ محمودی جماعت کے افراد نے اپنا علم اور عقل غرضیکہ سب کچھ خلیفہ صاحب کے سپرد کر دیا ہوا ہے۔ جس سے کوئی شخص عقلاً نقلاً اب انکار نہیں کر سکتا۔ مزید اطمینان کی ضرورت ہو۔ تو محمودی جماعت کے اخبار

الفضل کی شہادت

ملاحظہ فرمائی جاوے۔ جو کہ ۵ر جولائی ۱۹۵۳ء کے الفضل میں شائع ہو چکی ہے۔ اب میں اکمل کی ایک ایک بات کو لیتا ہوں۔

تزکیہ نفس۔ آپ نے ہم میں کونسا عیب دیکھا ہے۔ جو کہتے ہیں کہ ہم میں تزکیہ نفس نہیں ہے۔ آپ کے تزکیہ نفس کو چاہوں تو بیان کر سکتا ہوں۔ مگر میری تہذیب مجھے اجازت نہیں دیتی۔ صرف اس قدر آپ کو دوستانہ نصیحت کرتا ہوں کہ تخلیہ میں کبھی خدا سے ڈرا کریں۔ اور اگر نماز کی توفیق ملتی ہے تو استغفار کیا کریں۔

علمی لیاقت:۔ آپ فرماتے ہیں کہ علمی لیاقت یہ ہے کہ رسالہ کا نام نہیں جانتے۔ کس قدر خلاف تقویٰ بات ہے۔ یہ تو کاتب کی سہو تھی۔ الفضل میں اس قسم کی سینکڑوں غلطیاں اگر ہم چاہیں تو پکڑ سکتے ہیں۔ لیکن ہم تنکوں کا سہارا لینا پسند نہیں کرتے۔ کیا یہ امر واقعہ نہیں کہ دو دفعہ اس رسالہ کا نام مضمون کے اندر صحیح بھی لکھا ہوا موجود ہے۔ پھر اعتراض کیا معنی۔ پھر آپ لکھتے ہیں اور اپنے خود ساختہ مذہبانہ طریق پر یوں خطاب کرتے ہیں:۔

"کوئی اس بھلے مانس سے پوچھے کہ یہ کسوٹی میں نے کس کے لئے بیان کی۔ کیا ہر گدی نشین کے لئے"؟

میاں اکمل گھبراہٹ میں یہ بات منہ سے نکال کر خود گرفتار بلا ہو گئے۔ اور ایسے پھنسے کہ رہائی مشکل ہے۔

لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

آپ کے استفسار کا یہ جواب ہے۔ کہ یہ کسوٹی ہر ایک گدی نشین کی صداقت کے پرکھنے کے لئے خصوصاً جو کہ اپنے آپ کو "خدا کا مقرر کردہ خلیفہ" منواتا ہے۔ اس استفسار سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ اپنے پیر کو مستثنیٰ کرنے کی کوشش میں ہیں۔

اگر آپ کی یہی خواہش ہے تو شوق سے جو چاہیں کریں۔ کسوٹی بھی آپ ہی کی مقرر کردہ ہے۔ اور پیر بھی آپ ہی کا ہے۔ ترازو بھی آپ کا مال بھی آپ کا۔ برتن بھی آپ کے بنانے والے بھی آپ۔ دوسرے کو کیا غرض جو دخل در معقولات دے۔ ہاں اسقدر ضرور [illegible]

کہ آپ کے پیر کے برگزیدہ باپ کے مجسمہ صداقت پر کاری چوٹ نہ آ جائے۔ اگر کسوٹی وہی ہے جس کے ذریعے سے آپ حضرت مسیح موعود کے دامن کو دنیا پرستی کے بدنما داغ سے مبرا ثابت کر چکے ہیں۔ تو جو کوئی گدی نشین اس کسوٹی پر پورا نہیں اُترتا۔ وہ یقیناً دنیا پرست ہے۔ خواہ نبی کی ذریت سے ہو یا کسی مجدد کا بیٹا۔

ستدگی یا بہ پیغمبر زادگی درکار نیست

ہم نے میاں محمود احمد صاحب کی طرف کے دعاوی منسوب کئے تھے۔

(۱) خلیفۃ اللہ (۲) مامور من اللہ (۳) مصلح موعود (۴) خلیفۃ المسیح (۵) امام اس کے علاوہ لفظ وغیرہ بھی لکھ دیا تھا کیونکہ کچھ دعاوی ابھی شمار کرنے باقی تھے۔ آپ نے سوائے مامور من اللہ کے دعویٰ کے باقی دعاوی کی نسبت سکوت اختیار کیا ہے۔ لیکن مامور من اللہ کے دعویٰ پر نہ معلوم کیوں آپ نعل در آتش ہو گئے اور شور مچا دیا اور کہا کہ یہ کذب ہے۔ افترا ہے کہ میاں صاحب نے "مامور من اللہ" ہونے کا دعویٰ کیا۔ اور کہ ایسا دعویٰ ہرگز نہیں کیا۔

میاں اکمل صاحب۔ شور مچانے سے کچھ نہیں بنتا۔ ذرا حقائق اور واقعات کی طرف آیئے۔ یہ تو بتاؤ کہ کیا یہ حقیقت نہیں۔ کہ میاں صاحب "خدا کا مقرر کردہ خلیفہ" ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ یہ وہ دعویٰ ہے جس پر مباہلہ کرنے کی لوگوں کو دعوت بھی دیتے ہیں۔ ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ اس دعویٰ سے میاں اکمل صاحب ہرگز انکار نہیں کریں گے۔ اور اگر بدقسمتی سے کبھو عقل کی مشعل کو ٹیک کر انکار بھی کر دیں۔ تو میاں صاحب کی بد دعا سے گداگری تک نوبت پہنچ جائے۔ اور اگر یہ اقرار ہے تو مہربانی کر کے بتا یا جائے کہ "مامور من اللہ" میں اور "خدا کی طرف سے مقرر کردہ خلیفہ" ہر دو دعاوی میں کیا فرق ہے۔ کسی عقلمند کے نزدیک تو کوئی فرق نہ نکلیگا۔ ہاں پیر کے حوالہ اپنا علم و عقل کر دینے والوں کی اور بات ہے

کیا یہ حقیقت نہیں کہ حضرت مسیح موعود "مامور من اللہ" بھی تھے اور خدا کا مقرر کردہ خلیفہ بھی؟ مزید تسلی کے لئے الوصیت مطالعہ فرما دیں۔ اگر فرق ہے۔ تو تشریح کر دیں۔ یوں تو حجام کو۔ درزی کو اور اسی طرح گدی نشینوں، پیروں کے ایجنٹوں کو خلیفہ خلیفہ کر کے پکارا جاتا ہے۔ اور وہ کہہ سکتے ہیں کہ ہم خدا کے مقرر کردہ خلیفہ ہیں۔ حجام نے حجامت کرنی شروع کر دی۔ لوگوں نے حجامت کرانی شروع کر دی۔ کام چل نکلا۔ لوگوں نے خلیفہ خلیفہ پکارنا شروع کر دیا۔ اس نے کہا کہ میں خلیفہ خدا کا مقرر کردہ ہوں۔ اس لئے اور خاص کر گدی نشینوں اور پیروں کے ایجنٹ۔ ان کے خلیفہ ہونے میں تو کوئی شبہ نہیں۔ وہ کہتے ہیں ہم خدا کے مقرر کردہ خلیفہ ہیں۔ اپنے پیر کی دعا اور اپنے پیر کی مدد۔ اُدھر خدا کی مہربانی پھر خلیفہ ہونے سے کون انکار کر سکتا ہے۔

اسی طرح ایک تحصیلدار بھی کہہ سکتا ہے کہ میں بھی "خدا کا مقرر کردہ تحصیلدار ہوں۔ خدا کی عنایت سے میں تحصیلدار بنا۔ بھلا اس کی تحصیلداری سے کوئی انکار کر سکتا ہے۔

میاں اکمل صاحب ذرا ہوش سے قلم اُٹھائیں اس قسم کے بودے دلائل کی ضرورت نہیں۔ آپ معقولیت کے میدان میں اُتریں۔ اناپ شناپ باتیں بنانے سے کچھ نہیں بنتا۔ کیا ان الفاظ میں مریدوں کو دھوکا دینا تو مدنظر نہیں۔ اگر اسی طرح خدا کے مقرر کردہ خلیفہ ہوتے تو سینکڑوں آدمی قوم کے انتخاب شدہ موجود ہیں۔ باقی گدی نشین کیوں خلیفہ نہیں۔ وہ بھی تو اپنے آپ کو کسی نہ کسی مجدد کی گدی کے جانشین قرار دیتے ہیں۔ حاصل کلام یہ کہ اگر میاں صاحب "خدا کے مقرر کردہ خلیفہ" ہونے کے دعویدار نہیں تو یقیناً وہ اپنے خیال میں "مامور من اللہ" ہونے کے دعویدار نہیں۔ اور یہی وہ بات ہے جس پر اکمل میاں سٹپٹائے جس کو ہم نے پایہ ثبوت تک پہنچا دیا۔

(باقی آئندہ)

ناظرین: [illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۱۸ | ۱۵ ذی قعدہ ۱۳۴۸ھ | نمبر ۲۶

آریہ سماجی اور اسلام

(۲)

ہم اس امر کو تسلیم کرتے ہیں کہ ہندوؤں کے مختلف مذہبی فرقوں میں آریہ سماجی تحریک کے بانی سوامی دیانند پہلے شخص ہیں جنہوں نے عملاً دنیا کے سامنے اس امر کا اعلان کیا کہ ہندو دھرم بھی ایک تبلیغی دھرم ہے۔ تبلیغ کا یہ سبق انہوں نے کس سے پڑھا؟ مسلمانوں اور عیسائیوں سے۔ یہ ایک مسلم حقیقت ہے کہ تبلیغی مذاہب میں اسلام اور عیسائیت ایک ممتاز حیثیت رکھتے ہیں۔ ہمعصر آریہ گزٹ لکھتا ہے:-

"ہندو ساکن تھے تبلیغ کو وہ بالکل فراموش کر چکے تھے۔ اس کے برخلاف مسلمان اور عیسائی برابر اپنی تبلیغ میں مصروف تھے۔ اس مذہبی جدوجہد میں چونکہ ایک مذہب قطعاً حصہ نہیں لیتا تھا وہ اپنے حریفوں کے مقابلہ پر آنا اپنا دھرم نہیں سمجھتا تھا۔ ہندوؤں کو برابر تبدیل کیا جاتا تھا۔ یہ امن نہیں تھا بلکہ یک طرفہ لڑائی تھی۔ اگر اس یکطرفہ لڑائی کو ہمارے مسلمان دوست امن کے نام سے پکاریں تو یہ ان کی خوش فہمی ہے۔ آریہ سماج نے ہندو جاتی کو "فراموش شدہ شدھی" کا پاٹھ پڑھایا"

یہ ہمارے ہمعصر کی "خوش فہمی" ہے کہ وہ دعوت اسلام کو "یکطرفہ لڑائی" سے تعبیر کرتا ہے۔ ایک مسلمان مبلغ کا یہ ایمان ہے کہ اسلام دین فطرت ہے اور دینی اور دنیاوی سہارے ایک ایسی نعمت ہے جس سے ہر انسان کو بہرہ اندوز ہونا چاہئے۔ پس اس نقطۂ خیال سے جب کوئی مسلمان مبلغ کسی غیر مسلم کو محبت اخلاق اور ہمدردی سے دعوت اسلام دیتا ہے تو وہ "یکطرفہ لڑائی" نہیں بلکہ اوّل الذکر کا بہت بڑا احسان ہے جس کا فریق ثانی کو شکر گذار ہونا چاہئے۔ کیونکہ مسلمان مبلغ کی یہ دلی آرزو ہے کہ اس کا غیر مسلم بھائی اس نعمت سے مالا مال ہو۔ جس سے وہ خود متمتع ہو رہا ہے۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ فریق ثانی اس دعوت کو رد کر دے۔ یا اسے اپنے ایمان کے خلاف سمجھے۔

ہم ہمعصر آریہ گزٹ سے دریافت کرتے ہیں کہ آریہ سماج ہندو جاتی کو کیوں "فراموش شدہ شدھی" کا پاٹھ پڑھا رہی ہے؟ اگر ہمارے ہمعصر کا یہ جواب ہے کہ "فراموش شدہ شدھی" کا پاٹھ غیر ہندو اقوام کو اس لئے پڑھایا جاتا ہے کہ وہ ہندو دھرم کی خوبیوں سے فائدہ اُٹھائیں۔ اور گناہوں سے بچے رہیں تو غیر ہندو اقوام کے افراد کو آریہ پرچارکوں کا شکر گذار ہونا چاہئے کہ وہ ان کے سامنے ایسی چیز پیش کر رہے ہیں جس پر ان کی جسمانی اور روحانی ترقی کا انحصار ہے۔ کوئی معقولیت پسند شخص "فراموش شدہ شدھی" کی تحریک کو لڑائی قرار نہیں دے گا۔ آریہ سماجی پرچارکوں کو پورا حق حاصل ہے کہ ہندو دھرم کی تبلیغ کے لئے انتہائی جدوجہد سے کام لیں۔ لیکن "شدھی کا پاٹھ" صرف اسی صورت میں قابل ستائش نتائج پیدا کر سکتا ہے۔ جبکہ آریہ پرچارک انسانیت کا بہترین نمونہ ہوں یعنی ان کی ظاہری اور باطنی زندگی اخلاقی اور روحانی پہلو سے اسقدر پاکیزہ ہو کہ وہ لوگوں کے دلوں کو آسانی کے ساتھ مسخر کر سکیں۔ مگر آریہ سماجیوں نے "شدھی کا پاٹھ" پڑھانے کے لئے جن دھرم بھکشوؤں کو اس خدمت پر مامور کیا ہے وہ اسلام کے خلاف اپنی بدزبانی اور دریدہ دہنی سے اپنے مشن کو خود نقصان پہنچا رہے ہیں۔ وہ عام ہندوؤں کو مسلمانوں کے خلاف بھڑکانے میں تو شاید کامیاب ہو جائیں گے اور اس طریق سے اسلام میں "ہندو جاتی کو ہڑپ" ہونے سے بچا لیں گے۔ لیکن کیا ہمارا ہمعصر شدھی کے ایسے پاٹھ پر جو اخلاقی اور روحانی معیار سے گرا ہوا ہو مسرت اور اطمینان کا اظہار کر سکتا ہے؟

ہمارے ہمعصر کی یہ تعلّی ملاحظہ ہو:- "جب کہ تبلیغ کے مقابلہ پر شدھی کا سدرشن چکر آیا جو مسلمان اب تک بلا کسی روک ٹوک کے ہندو جاتی کو ہڑپ کرتے جاتے تھے اور قدم آگے ہی آگے رکھتے جاتے تھے۔ ان کی گرمیٔ رفتار کو شدھی نے ٹھنڈا کیا۔ دو جانبوں کا آمنا سامنا ہوا۔ آمنا سامنا ہونے پر ٹکر ضروری تھا۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ مسلمان اس ٹکر کی تاب نہ لا سکے۔ ان کے قدم اکھڑ گئے اور وہ نہایت نامہذب اور غیر شایاں لفظوں میں آریہ سماج کو دنیا کے سامنے رکھنے لگے"۔ آریہ گزٹ کو اختیار ہے کہ اپنے دل کو خوش کرنے کے لئے تصور کے پردہ پر تبلیغ کے مقابلہ میں شدھی کی فوجوں کو صف بستہ دیکھے اور پھر تبلیغ اور شدھی کی فیصلہ کن لڑائی کا نقشہ تیار کر کے دنیا کے سامنے یہ اعلان کر دے کہ "کہ مسلمان اس ٹکر کی تاب نہ لا سکے۔ ان کے قدم اکھڑ گئے۔ اور وہ نہایت نامہذب اور غیر شایاں لفظوں میں آریہ سماج کو دنیا کے سامنے رکھنے لگے۔" لیکن واقعات کچھ اور کہتے ہیں۔ جن کی تفصیل ان مقدمات کی روئداد سے معلوم ہو سکتی ہے۔ جو حکومت کی طرف سے ان آریہ سماجی پرچارکوں پر چلائے گئے۔ جن کے نزدیک مسلمانوں کے پیغمبر اور ہادی برحق حضور محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ناشائستہ الفاظ کا استعمال کرنا "فراموش شدہ شدھی" کا سب سے بڑا پاٹھ ہے۔

پرکاش کی شرمناک لاعلمی

ہمعصر پرکاش لاہور نے ۱۳ اپریل ۱۹۳۰ء کی اشاعت میں "قصور ان کا بتاتے تھے قصور اپنا نکل آیا" کے عنوان سے جو نوٹ لکھا ہے اس میں پیغام صلح مورخہ ۳ اپریل ۱۹۳۰ء کے مقالہ افتتاحیہ بعنوان "اسلام کا خون تکفیر کی شمشیر سے" کا حسب ذیل اقتباس درج کیا ہے:-

"لاہور کے احمدی "کافر" سہی "مرتد" سہی "اچھوت" سہی سب کچھ "سہی لیکن انہیں بھی سبز گنبد والے آقا کی غلامی کا ویسا ہی دعویٰ ہے جیسا کہ کفر کا فتویٰ دینے والے مولاناؤں کا۔ اگر اتمام حجت کے طور پر یہ مان بھی لیا جائے کہ لاہور کے احمدی گمراہ ہیں تو کیا ان کی اصلاح کا یہ طریقہ ہے کہ انہیں دائرہ اسلام سے خارج کر دیا جائے اور ان سے روٹی بیٹی کا کوئی تعلق نہ رکھا جائے۔"

مذکورہ بالا اقتباس پر ہمارا ہمعصر یہ حاشیہ چڑھاتا ہے:-

"الفاظ کیا ہیں احمدیوں کی بے بسی کی منہ بولتی تصویر ہیں یہ حقیقت ہے کہ تکفیر کا تیر مرزا غلام احمد نے چلایا اور اپنے مریدوں کو ہدایت کی کہ غیر احمدیوں سے روٹی بیٹی کا تعلق نہ رکھنا۔ لیکن آج احمدی ہیں کہ جو اپنا قصور تھا وہ مسلمانوں کے گلے مڑھ رہے ہیں . . . . ."

ہمیں افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ مدیر "پرکاش" جب کبھی لاہور کی احمدی جماعت کے متعلق قلم اٹھاتے ہیں۔ تو پہلے اپنی آنکھوں پر تعصب کی عینک چڑھا لیتے ہیں تاکہ صداقت اور حقیقت سے کوئی سروکار نہ رکھا جائے۔ مدیر "پرکاش" کو "کافر" سہی "مرتد" سہی "اچھوت" سہی "سب کچھ" سہی" کے الفاظ سے "احمدیوں کی بے بسی کی منہ بولتی تصویر" نظر آتی ہے۔ لیکن جو صاحب بصیرت ہیں وہ ان الفاظ کے دادیں کے مفہوم سے خوب آگاہ ہیں۔ اس مفہوم سے لطف اندوز ہونے کے لئے مذاق سلیم چاہئے جو قدرت کا ایک بہترین عطیہ ہے اور بہت کم خوش نصیب لوگوں کے حصہ میں آتا ہے۔ "پرکاش" آریہ جماعت کا مذہبی اخبار ہے جا اپنے ناظرین کے دلوں پر یہ اثر ڈالنا چاہتا ہے کہ اسے احمدی تحریک اور اس کے بانی کے تمام حالات معلوم ہیں۔ لیکن اس سے زیادہ شرمناک غلط بیانی یا لاعلمی اور کیا ہو سکتی ہے کہ وہ اس "حقیقت" پر مصر ہے کہ "تکفیر کا تیر مرزا غلام احمد" نے چلایا۔ حالانکہ دنیا جانتی ہے کہ تکفیر کے تیر چلانے میں تقدیم مولوی صاحبان کی طرف سے ہوئی حضرت مرزا صاحب کی طرف سے نہ تھی۔ رشتہ کے معاملہ میں بھی جب احمدی جماعت نے یہ دیکھا کہ فریقین کے درمیان جھگڑے اور فساد کا ایک لامتناہی سلسلہ شروع ہو جائے گا تو یہی بہتر سمجھا گیا کہ احمدی لڑکیوں کے رشتے احمدی جماعت ہی میں کئے جائیں۔ لیکن یہ عارضی اور ہنگامی تجویز تھی۔ جہاں احمدیوں اور غیر احمدیوں کے تعلقات برادرانہ اور مصالحانہ ہیں وہاں روٹی اور بیٹی کے معاملہ میں کوئی رکاوٹ نہیں۔

[illegible]

کے پارہ پارہ ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ جب اسلام غیر مذاہب کے متبعین کو حق قبول کرنے اور اپنی آغوش میں لینے کی دعوت دیتا ہے تو وہ مسلمانوں کو اپنے دائرہ سے کیسے خارج کر سکتا ہے؟ پس جو مولوی اپنی ذاتی اغراض یا دنیاوی مصالح کی بنا پر کسی کلمہ گو کو کافر قرار دیتے ہیں وہ اسلامی احکام کی صریح خلاف ورزی کرتے ہیں۔

رہبر یا رہزن؟

اخبارات میں سندھ کے ایک نوجوان پیر (عمر ۲۲ سال) کی گرفتاری کی خبر شائع ہو چکی ہے۔ یہ حضرت "پیر پگارہ" کے نام سے مشہور ہیں جن کے مریدوں کی تعداد لاکھوں تک بتائی جاتی ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ جب پولیس کے ڈیڑھ سو سپاہیوں نے پیر کی عظیم الشان حویلی کا محاصرہ کیا اور تلاشی لی تو چار ہزار گولیاں دو پستول ۲۷ رائفلیں اور افیون اور شراب کی ایک بڑی مقدار برآمد ہوئی۔ ان کے علاوہ ایک صندوق سے ایک نوجوان (عمر ۲۲ سال) مسمی ابراہیم برآمد ہوا۔ جو چند ماہ سے گم تھا اور جس کی ماں کو بقول بعض اشخاص اس پیر نے قتل کرا دیا تھا۔ پیر کے خلاف قتل، چوری، نقب زنی اور ڈاکوؤں کی اعانت کے الزامات عاید کئے گئے ہیں۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ پولیس کو خود پیر کے قریبی رشتہ داروں نے اطلاع دی تھی۔ افسوس ہے کہ سوائے شاذ مستثنیات کے عام طور پر پیروں کی اخلاقی حالت گفتہ بہ ہے۔ بعض پیر ایسی شرمناک بے اعتدالیوں کے مرتکب ہوتے ہیں۔ کہ ان کا وجود ملت اسلامیہ کے لئے باعث ننگ و عار ہے۔ مریدوں کی حد سے زیادہ عقیدت اور ان کے نذرانے انہیں بدمست کر دیتے ہیں۔ وہ بدمستی کے عالم میں شریعت کے احکام کی علانیہ خلاف ورزی کرتے ہیں۔ مریدوں کی یہ مجال نہیں کہ پیر سے کیفیت طلب کریں۔ کیونکہ وہ پیر کے خلاف کسی بات کو اپنے دل میں جگہ دینا اپنے ایمان کے خلاف سمجھتے ہیں۔ کعبہ کے بت پتھر کے تھے اور وہ اپنے پجاریوں کو کوئی نقصان نہیں پہنچاتے تھے۔ مگر جب نبی کریم صلعم نے یہ دیکھا کہ پتھر کے ان بتوں کی پرستش خدائے ذوالجلال کی پرستش کے سد راہ ہے تو آپ نے ان کے خلاف علم جہاد بلند کیا۔ اور آخر ان کی ہستی کو فنا کر دیا۔ کس قدر عبرت کا مقام ہے کہ آج دنیا کے سب سے بڑے بت شکن (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اُمت گوشت اور خون کے بنے ہوئے بتوں کی پوجا کر رہی ہے جو پتھر کے بتوں سے زیادہ خوفناک ہیں۔ کیونکہ یہ سادہ لوح مسلمانوں کے دل و دماغ پر ایسے حاوی ہو جاتے ہیں کہ وہ بدنصیب پیر کی منشا کے بغیر مطلق حرکت نہیں کر سکتے۔ یہ غلامی کی بدترین اور ناپاک ترین شکل ہے۔ حالانکہ دین فطرت کی رُو سے مسلم نہ صرف خود آزاد ہے بلکہ اپنے ہم جنسوں کو آزاد کرانے کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ محمدؐ کے غلام کبھی کسی کے غلام نہیں ہو سکتے۔ خدا مسلمانوں کو ایسے پیروں کی گرفت سے محفوظ رکھے جو خدا کی مخلوق کو صراط مستقیم پر چلانے کے بجائے الٹا ان کو گمراہ کر رہے ہیں۔

"مرزائی اور مسلمان"

ہندو جرائد اور بالخصوص آریہ سماجی ایک عرصے سے اس روش پر کاربند ہیں کہ جب کبھی احمدیوں اور عام مسلمانوں میں کسی معاملہ کے متعلق شدید اختلاف پیدا ہو جاتا ہے تو وہ عامہ مسلمین کو احمدیوں کے خلاف بھڑکانے کا موقعہ ہاتھ سے جانے نہیں دیتے۔ شاہ ابوالمعالی کے قبرستان کا واقعہ مذکورہ بالا روش کی "تازہ ترین مثال ہے"۔ "گرو گھنٹال" لاہور نے قبرستان کے معاملہ کے متعلق اپنے اخبار میں یہ سرخی جمائی "مرزائیوں اور مسلمانوں میں لڑائی"۔ اس سرخی کو پڑھ کر ایک اجنبی کے دل میں قدرتی طور پر یہ خیال پیدا ہوگا کہ خبر نہیں یہ "مرزائی" کون لوگ ہیں۔ حالانکہ دونوں ایک خدا ایک رسول اور ایک قرآن کے ماننے والے ہیں۔ دونوں ایک ہی آقا کی غلامی کو اپنی سعادت سمجھتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ آریہ سماجیوں کو احمدی مبلغین کی تبلیغی سرگرمیاں نہایت شاق گذرتی ہیں۔ ان کے خیال میں انتقام کی بہترین صورت یہی ہے کہ عامہ مسلمین کے جذبات احمدیوں کے خلاف برانگیختہ کئے جائیں۔ لیکن انہیں واضح رہے کہ ان کی "پھوٹ ڈلواؤ اور کام نکالو" کی حکمت عملی کبھی نتیجہ خیز اور دیرپا ثابت نہیں ہوگی۔ اس لئے کہ احمدی تبلیغی نقطۂ خیال سے ایک مجاہد کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اور ان کی زندگی اسلام کے لئے وقف ہے۔ اسلامی جماعتیں اور انجمنیں خود ان کی خدمات سے پورا فائدہ اُٹھا رہی ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد | ۲۰ ربیع الثانی ۱۳۴۹ھ | نمبر ۶۱

باز گو از نجد و از یاران نجد
مولانا ثناء اللہ کی تفسیر دانی

جرمنی کے مشہور شاعر گوئٹے نے بہشت کے ٹھیکیداروں (ملاؤں اور پادریوں) کے متعلق ایک لطیف افسانہ لکھا ہے۔

وہ کہتا ہے کہ ایک صحراء میں ایک زاہد کو بڑی حیرت ہوئی جب ایک بڑ پار انسان نے اسے خطاب کیا:۔

"یا ولی اللہ! میرے واسطے بھی دعا کیجئے کہ مجھے بھی جنت میں داخل ہونے کا موقع ملے۔ روحانی خوشی کی ہم کو بھی بڑی آرزو ہے۔"

زاہد نے جواب دیا مجھے تو تیری آرزو بڑی سخت معلوم ہوتی ہے اور پوری ہوتی نظر نہیں آتی۔ فرشتوں کا قرب اور تو؟ جس کے پاؤں بکرے کے سے ہیں۔ اس بڑپا انسان نے جواب دیا:۔

میرے پیروں نے کیا قصور کیا۔ میں نے تو بہت سے
سیدھے سپاٹ آدمیوں کو جن کے گدھوں کے سر تھے،
جنت میں جاتے دیکھا ہے۔

ہمارے مخالف مولانا لوگ حضرت مسیح موعود کے متعلق خوردہ گیری اور ناجائز نکتہ چینی پر اتراتے ہیں تو اپنے بڑے بڑے کارنامہ ہائے کفر کو اکثر بھول جاتے ہیں۔ قریباً قریباً ایسے ہی دراز ریش علماء کے حق میں جناب مسیح نے فرمایا تھا کہ اے ریاکار فقیہو اور فریسیو تم پر افسوس۔ تم مچھر کو تو چھانتے ہو پر اونٹ نگل جاتے ہو۔

یادش بخیر مولانا ثناء اللہ اپنے اخبار میں حضرت مرزا صاحب پر کبھی توہین انبیاء کا الزام لگاتا ہے اور کبھی تفسیر بالرائے کا طعنہ دیتا ہے۔ پر لطف یہ ہے کہ کسی اصولی بحث پر آپ کو لکھنے کی کبھی جرأت نہیں ہوئی۔ توہین انبیاء اور تفسیر بالرائے کے جس قدر آپ مرتکب ہوئے ہیں۔ غالباً اور کوئی ادنےٰ سے ادنیٰ مفسر بھی مرتکب نہ ہوا ہوگا۔ آپ دو تفسیروں کے ماشاء اللہ مفسر ہیں۔ یہ بتلانے کی ضرورت نہیں کہ آپ کی باقی تصانیف کی طرح تفسیر بھی اشتہاری اور تجارتی اغراض کو اپنے اندر لئے ہوئے ہے۔ اسلام پر اعتراض آئے۔ قرآن مجید کی بے حرمتی ہو۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور انبیاء کرام کی توہین ہو آپ کی بلا سے۔ مولانا اپنی زبان کے چٹخارہ کو ہر موقعہ پر قائم رکھتے ہیں۔

بالکل ٹھیک اسی طرح کہ جس طرح انہوں نے مباحثہ کی فیس سو روپیہ روزانہ مقرر کر رکھی ہے۔ مولانا چت گریں یا پٹ مگر وہ اپنی فیس پہلے سے طے کر لیتے ہیں۔ واقعات موجود ہیں۔ اور مولانا اس سے انکار نہیں کر سکتے۔ البتہ جہاں احمدیوں کے بھی پہنچنے کا شبہ ہوا وہاں اتنی احتیاط ضرور برتی جاتی ہے کہ براہ راست خط و کتابت کی بجائے یہ راز کی بات کسی اپنے پرانے آشنا کی زبانی پہنچائی جاتی ہے۔ ظاہر ہے کہ ناواقفوں کو خط لکھنے میں راز درون پردہ کے افشا ہو جانے کا خطرہ ہوتا ہے ہم ان کے مناظروں پر ریویو کرنا نہیں چاہتے البتہ جبل پور کے مناظرہ کا نتیجہ اور وہ بھی ایک شعر میں جو انہی کے کسی ہم خیال نے بتایا تھا اس غرض سے سنا دیتے ہیں کہ مولانا شعر خوانی کے ضرورت سے زیادہ شائق ہیں۔ اس کو بھی حفظ کر لیں طورگاہ گاہ پڑھ لیا کریں۔

شیر پنجاب ہے کوئی تو کوئی طوطی ہند
آئی حیوانوں کے ہاتھوں میں عنان اسلام

آپ نے دو تفسیریں لکھیں۔ جن پر آپ کو بڑا ناز تھا۔ مگر آپ کے ہم مشرب علماء نے سلطان ابن سعود کے سامنے اس کے ہفوات اور کفریات پیش کرکے انصاف چاہا۔ بیچاری بی کھسیا نوچے۔ کسی قدر شرما کر اور لجا کر یہ عذر پیش کیا کہ غیر مذاہب کے ڈر کے مارے یہ تفسیریں یوں کی گئی ہیں۔ ورنہ ہمارا کا عقیدہ یہ نہیں۔ جل جلالہٗ شیر پنجاب ابھی برتہ پر تو نام رکھوایا ہوگا۔ یہاں کے علماء اہل حدیث نے بھی آپ کی تفسیر کے اغلاط شائع کئے۔ اور ان کی بنا پر چالیس وجوہ کفر سے مولانا کا خارج از اسلام۔ کافر۔ معتزلی اور نیچری ہونا ثابت کیا۔ بعض علماء اہل حدیث نے نرمی سے کام لیا۔ اور کہا کہ ثناء اللہ نے اب توبہ کر لی ہے۔ مگر اس پر پھر علماء کا مطالبہ ہوا کہ اس کی توبہ تو جب صحیح ہو کہ وہ اپنی تمام تصنیفات کو جو مشتمل بر مخالفات اور کفریات ہیں جمع کرکے جلا دے۔ اور یہ بھی اعلان کرے کہ جس کے پاس میری کتاب ہو اس کو جلا دے۔ اور جب یہ توبہ نامہ شائع کرے تو اس کے بعد اس سے ایک سال تک مقاطعہ کیا جائے۔ یعنی قطع سلام و کلام و معاملہ کریں تاکہ اس کا ثابت رہنا معلوم و مجرب ہو جائے۔ پھر مزید تحقیق کے بعد یہ لکھا کہ ایسے شخص کی توبہ کا بھی کوئی اعتبار نہیں۔ کیونکہ ایک مرتبہ اس نے مولوی احمد اللہ اپنے استاد کے روبرو توبہ کی۔ دوسری مرتبہ مولوی عبدالجبار شاہ صاحب کے سامنے کان پکڑے۔ مگر پھر بھی اپنی کتب اور عقاید کی اصلاح نہیں کی۔ اس لئے یہ شخص زندیق ہے۔ اور زندیق کے متعلق حکم یہ ہے کہ لا تقبل توبۃ الزندیق۔ زندیق کی توبہ بھی قبول نہیں ہوتی۔ پس اس کے اپنے امام ابن تیمیہ کے فتوے کے رو سے اسکو قتل کرنا چاہئے۔

(القول الفاصل مولوی عبدالاحد خان پوری)

یہ تو آپ کی تفسیر پر علماء اہل حدیث کا فتویٰ ہے۔ روشن خیال طبقہ کی نظر میں آپ کی تفسیر کی کیا قدر ہے۔ اس کے لئے دوسرے نمبر کا انتظار کیجئے۔

پادری پال کا مبلغ علم

الٹی سمجھ کسی کو بھی ایسی خدا نہ دے
دے آدمی کو موت پہ یہ بد ادا نہ دے

ہم نے ہزار مرتبہ لکھا کہ پادری صاحب عربی تو کجا اردو تک سمجھنے سے بھی عاری ہیں۔ مگر ان کو ابھی تک یہ خیال ہے کہ وہ فاضل عربی ہیں۔ ان کی سمجھ کا نمونہ دیکھئے۔ ڈاکٹر صادق علی صاحب نے شملہ سے ان کو ایک خط لکھا اس میں انہوں نے یہ بھی کہیں لکھ دیا کہ اپنی کتاب شیر افگن کے ٹائیٹل کی پیشانی پر شعر ذیل درج فرمائیں۔ تو شاید نامناسب نہ ہوگا۔

نہ مارا جنگ کرکے نفس سرکش کو جوانی میں
جو بڈھا ناتواں اک شیر نر مارا تو کیا مارا

مگر ساون کے وہ جو ہوتے ہیں تا کہ جن کو ہمیشہ سبز ہی سبز نظر آیا کرتا ہے۔ بس ٹھیک ان کی طرح پادری صاحب نے سمجھا کہ مجھے ڈاکٹر صاحب نے شیر افگن کا خطاب دیدیا۔ باچھیں کھل گئیں۔ ہنسی اور خوشی کا عالم نہ پوچھئے۔ خالی موچھوں کی جگہ پر ہاتھ پھیرتے ہوئے تمسخر آمیز لہجہ میں کہا کہ اگر مولوی ثناء اللہ صاحب منظور کریں تو ہمیں اس کے قبول کرنے سے انکار نہیں۔ ڈاکٹر صاحب بھی حیران ہوں گے کہ میں نے کیا وعظ کیا اور پادری صاحب کیا سمجھے۔ مگر وعظ کو بھی چاہئے تھا کہ وہ

سکھ وا کو دیجئے جا کو سکھ سہائے

پر عمل کرتے۔ یہ تو یسوع مسیح کی بھیڑیں نہیں کہ جنہوں نے گڈریئے کے اشارے کو نہ کبھی سمجھا اور نہ سمجھنے کی کوشش کی۔

رہا ڈاکٹر صاحب کا یہ کہنا کہ پادری صاحب پیغام صلح کے مضامین کا جواب لکھیں گے پیغام صلح تو ان کو موت کا کھیت نظر آرہا ہے۔ کہ جس کی طرف منہ کرتے ہوئے ان کی روح کانپتی ہے جبھی تو اس کا نام پیغام جنگ لکھتے ہیں۔ یہ جوان کی تہذیب اور شائستگی کا ادنےٰ نمونہ ہے۔

وید کا نئی دلھن کو وعظ

آریہ گزٹ راوی ہے کہ راجپوت کے آریہ پنڈت جے دیو جی نے اتھرو وید کا ترجمہ کیا ہے۔ اس میں وہ اتھرو وید کانڈ ۱۴ سوکت ۱ منتر ۴۲ کا ترجمہ یوں کرتے ہیں۔

جس جوش اور خوبصورتی سے بازاری طوائف کا . . . . .
مقام بھر پور ہے . . . .
[illegible]

خوبی سے نئی دلھن کو اس کے رشتہ دار اور ماں آراستہ کریں۔"

پنڈت جگدیش چندر جی اس پر بہت غصے ہوئے ہیں۔ آپ نے نئی دلھن کو اسی منتر سے یہ وعظ کیا ہے۔

"جیسے گائے کا تھان یعنی دودھ کا استھان ہوتا ہے جیسے شفاف پانی اور حواس ہوتے ہیں۔ اسی طرح نئی دلھن ہو۔"

مولوی عصمت اللہ صاحب اور مرزا مظفر بیگ صاحب کو ان معنوں میں غوطہ لگا کر کچھ مطلب نکالنا چاہئے۔ کہ آخر نئی دلھن ہو تو کیسی ہو۔

عمل تسخیر

اتھرو وید کا دوسرا وعظ یوں ہے:۔

گائے کو اس کے بچھڑے کے ذریعے تسخیر کرنا چاہئے۔ گوشت خور کو گوشت سے۔ شرابی کو شراب سے۔ جوئے باز کو جوئے بازی سے اور زناکار کو عورت کے ذریعے تسخیر کرنا چاہئے۔ نہایت راز کی بات ہے۔ نہ جو دید نے بتائی ہے۔ مگر جگدیش چندر جی اس پر خوش نہیں۔

ستیارتھ پرکاش کے متعلق
دیانند اسکول کے ٹیچر کی رائے

ستیارتھ پرکاش کے فحش اور گندی ہونے پر عدالتوں کے فیصلے موجود ہیں۔ بڑے بڑے ہندو لیڈروں کی آرا موجود ہیں۔ مگر آریہ سماجی ہیں کہ ماننے میں نہیں آتے۔ آریہ گزٹ لکھتا ہے کہ اب دیانند سکول کے ایک ٹیچر نے رسالہ آنند میں یہ شائع کیا ہے کہ

"ستیارتھ پرکاش جیسی فحش کتاب کے مقابلہ میں
دوسری کوئی ایسی مذہبی کتاب پیش نہیں کی جاسکتی"

آریہ کبھی کبھی اس پر بھی غور کر لیا کریں کہ

"تہمتی ہے تجھے خلق خدا غائبانہ کیا"

کیا جموں و کشمیر آریہ ریاست ہے؟

جموں اور کشمیر میں مسلمان علماء کی تقاریر پر جس طرح پابندیاں عاید کی جاتی ہیں اس کا ذکر کئی مرتبہ اخبارات میں آچکا ہے۔ مگر دوسری طرف آریہ نوازی کا یہ حال ہے کہ صرف ایک مہینہ میں درجن بھر مرد و عورت مسلمانوں کو صرف جموں میں آریہ بنایا گیا ہے۔ خبر نہیں وہاں کے مسلمان کس خواب غفلت میں پڑے ہوئے ہیں۔ (یہ خبر آریہ گزٹ سے نقل کی گئی ہے)

"نور افشاں" کی ظلمت فشانی

پادری ایس ایم پال نے حسب عادت "الفضل" سے کتر بیونت کرکے ایک مضمون خدا کی ذات کے متعلق نقل کیا ہے اس میں صرف بائبل کے چند حوالجات کی کسر رہ گئی ہے۔

مثلاً خدا کا ٹھنڈے وقت باغ میں سیر کرنا۔ آدم کو آوازیں دے دے کر تلاش کرتے پھرنا۔ کشتی میں یعقوب سے پچھاڑ کھانا۔ ہاتھ جوڑ کر پیچھا چھڑوانا۔ اہولہ اور اہولیبہ کے عشق میں گرفتار ہونا۔ مناد بابل سے دہشت کھا کر لوگوں سے فریب کرنا۔ آگ کے ستون میں بنی اسرائیل کے آگے آگے چلنا۔ قوس قزح کے رنگ میں صلح کا چارٹر دینا۔ خلوق پیدا کرکے پچھتانا۔ قوم نوح کو غرق کرکے ہاتھ ملنا۔ مریم کے بلوطوں میں تشریف فرما ہونا۔ وغیرہ وغیرہ یہ خدا باپ کا حال تھا اب بیٹے کی سنئے کہ ایک عورت کے محض چھو دینے سے آپ کی قوت خارج ہو گئی۔ بھوک سے چڑ کر درخت کو گالی دی۔ ماں کی بے عزتی کی۔ بادشاہ کے خلاف بغاوت کی۔ خدا باپ سے خفا ہو کر دنیا سے تشریف لے گئے۔ اتنے حوالجات اس میں اور نقل کر دیں۔ تو مضمون ایک حد تک مکمل ہو جائے گا۔

ناظرین خط و کتابت کرتے وقت نمبر خریداری کا حوالہ [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۱۸ | ۲۵ جمادی الاول | نمبر ۶۹

احمدیت پر پادری پال کی نظر عنایت

ہمارے دوست مسٹر ایس ایم پال نے "نورافشاں" کی تازہ اشاعت میں حضرت مرزا صاحب کے متعلق ایک مضمون لکھا ہے کہ جو اپنی متانت اور سنجیدگی کے لحاظ سے جناب یسوع مسیح کے روح کلام کا بہترین نمونہ ہے۔ خلق و اخلاق مسیحی کا یہ عکسی آئینہ یوں نقش انداز ہے کہ :۔

"جب سے مرزا صاحب نے مسیحائی کا دعویٰ کیا ہے اس وقت سے لیکر اس وقت تک مسلمانوں پر جو تباہی و بربادی، نکبت اور فلاکت طاری ہو رہی ہے اس کی مثل کسی اور جھوٹے مدعی مسیحائی کے زمانہ میں نہیں مل سکتی ہے۔"

آج کل ہم احمدیوں پر پادری صاحب نے جو نظر عنایت مبذول کر رکھی ہے وہ ان کے ہر پرچہ سے ظاہر ہے۔ گالی، استہزاء اور تمسخر سے چاشنی دیے ہوئے دو تین مضمون ہر اخبار میں سفیدی پر سیاہی پھیرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ کہ جن کا جواب لکھنا ہمارے لئے بہت مشکل ہے۔ ہماری اور ان کی پوزیشن میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ ان کے یسوع مسیح نے تمام راستبازوں کو گالیاں دی ہیں صرف اپنے آپ کو نجات کا دروازہ ٹھہرا کر اپنے سے پیشتر آنے والوں کو چور اور بٹمار قرار دیا ہے۔ اور پھر اس کے بعد تا قیامت تمام ایماندار وں کے گناہوں کو اپنی مضبوط پیٹھ پر لے کر ذبح عظیم کا درجہ حاصل کر لیا ہے۔ نہ ان کے کئے ہوئے گناہ گناہ ہیں اور نہ ان کی سزا ان کو ہوگی۔ گویا گناہ کی ذاتی ذمہ داری کا احساس تک بھی باقی نہیں چھوڑا۔ اس لئے

ع۔ سیاں بھئے کوتوال اب ڈر کاہے کا

ہم صلیب اور کفارہ کے منکر بات منہ سے نکالتے ہوئے بھی ڈرتے ہیں۔ تمام دنیا کے انبیاء اور راستبازوں کی عزت کرتے ہیں۔ ان کے معصوم اور برگزیدہ ہونے پر ایمان لاتے ہیں۔ اس لئے جناب یسوع مسیح کی تقلید کرتے ہوئے آپ کو حق ہے کہ راستبازوں کو گالیاں دیں۔ پر ہم کسی بزرگ کو برا نہیں کہہ سکتے۔ انجیل نویسوں نے خود جناب یسوع کی والدہ کو ایمان نہ لانے کی وجہ سے کوسا اور اس کا شجرہ نسب تمر۔ راحب۔ روت اور بنت سبع جیسی عصمت فروش عورتوں سے جا ملایا۔ اور جناب یسوع نے خود گنے چنے حقارت آمیز لفظ سے اپنی والدہ کو خطاب کیا۔ حالانکہ عہد نامہ عتیق میں صاف لکھا ہے کہ :۔

"جو کوئی ماں یا باپ کو برا کہے ضرور جان سے مارا جائے۔ بلکہ سنگسار کیا جائے۔"

حضرت مرزا صاحب کی مسیحائی

اب رہا آپ کا اصل اعتراض کہ مرزا صاحب کی مسیحائی نے مسلمانوں پر مسلسل تباہی ڈالی ہے۔ جس کے ثبوت میں آپ نے "پیغام صلح" کا ہی ایک طویل مضمون مسلمانوں کی موجودہ حالت کے متعلق نقل کیا ہے۔ اس کے جواب میں صرف اسی قدر لکھ دینا کافی ہوگا کہ بلاشبہ مسیح موعود دنیا میں امن و راحت اور دولت کا بہترین قاسم بن کر آیا۔ مگر افسوس دنیا کے فرزندوں نے اسے اس لئے قبول نہ کیا کہ اس کے پاس روپیہ اور پونڈوں کی تھیلیاں نہ تھیں۔ کہ جو وہ مسلمانوں میں تقسیم کر دیتا۔ اور نہ کبھی کوئی مصلح دنیا میں دنیوی دولت کو بکھیرنے کے لئے آیا۔ کیونکہ یہ صحیفوں میں لکھا ہے کہ "اونٹ کا سوئی کے ناکے میں سے گذر جانا آسان ہے پر دولتمند کا خدا کی بادشاہت میں داخل ہونا مشکل ہے۔" وہ دولت جو لوگوں کو آسمانی بادشاہت کا نہیں نرکا وارث بنا دے ایسی دولت اور حکومت تو جناب مسیح کے خیال

حالت اس کا دور کرنا۔ مسلمانوں کے اپنے ہاتھ میں ہے۔ اگر مسلمان خود اپنی اصلاح کی کوشش نہیں کریں گے تو ایک مسیح موعود تو کیا لگا تار بیسیوں مدعیان بھیجنے بھی ان کی بگڑی کو بنا نہیں سکتے۔ کیا جناب مسیح نے انجیر کے درخت کو پھل لگانے کی کوشش نہیں کی۔ پھر کیا وہ اس میں کامیاب ہو گئے ؟۔ نہیں بلکہ انہوں نے اس پر لعنت کی۔ اور اس کو جڑ سے سکھا دیا۔ ہاں اگر مسلمان حضرت مسیح موعود کو قبول کرتے اور ان کی تعلیم پر عمل کرتے۔ تو آپ کا اعتراض کسی قدر حق بجانب ہوتا۔

اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ مسیح موعود آئے۔ مسلمان اس کی تکفیر کریں۔ اس کی تیار کردہ راہ پر چلنے کی کوشش نہ کریں۔ یا ایسے مسلمانوں کی حالت بدل جائے تو اس کے یہ معنی ہوں گے کہ مسیح دنیا میں آئے تو اس کا قبول کرنا برکت کا موجب نہیں بلکہ اس کا رد کر دینا دنیا کے امن کا باعث ہے۔ تو اس نظریے کی حقیقت ہر عقلمند کی نگاہ میں جو کچھ ہوگی وہ ظاہر ہے۔ اگر مسیح آیا اور وہ حقیقی اور صادق مسیح موعود تھا تو اس کی مخالفت سے قوم دکھ اٹھائے گی۔ فلاکت و ادبار کے بادل اس پر امنڈ آئیں گے۔ یہاں تک کہ وہ اس مصلح کے قدموں پر جھکا دی جائے۔ اور وہ اس نمک سے نمکین کی جائے کہ جو اس کا ذائقہ درست کرنے کے لئے آسمان سے نازل کیا گیا — آپ خدا کی حکمت اور دانائی کو عبث ٹھہراتے ہیں۔ اور پھر اس سے اپنی بہتری کی امید رکھتے ہیں۔ کیا یہی مطالبہ جناب مسیح کے وقت میں یہود کا نہ تھا۔ وہ مسیح کو ظاہری شان و شوکت اور بادشاہت کے لباس میں دیکھنا چاہتے تھے۔ اور صرف روحانی نجات کا دروازہ نہیں بلکہ اپنی چھنی ہوئی عظمت اور حکومت دنیوی کا قیام جناب مسیح کی آمد سے وابستہ سمجھتے تھے۔ لیکن ایک غریب بڑھئی کہ جس کی بیوی کو وضع حمل کے لئے دنیا کے کسی معمولی سے معمولی چھپر کا سایہ بھی نصیب نہ ہوا۔ اس کے ہاں اس مسیح کے پیدا ہونے نے ان کی امیدوں پر پانی پھیر دیا۔ اور وہ خواب کہ جو وہ حضرت سلیمان کے آخری دنوں سے لے کر دیکھ رہے تھے بالکل بے حقیقت نکلا۔ وہ جو غربت اور فلاکت کے دنوں میں پیدا ہوا اور مایوسی و ناکامی کی انتہائی گھڑیوں میں صلیب پر چڑھا کر ختم کر دیا گیا اور اس کے پیرو متواتر قسطنطین کے ہاں تک مارے مارے پھرتے رہے۔ کیا یہ صدیوں کا حسرت ناک نظارہ یہود کو مسیح سے ہر طرح نا امید کرنے کے لئے کافی نہ تھا۔ یہود کی حالت دن بدن بد سے بدتر ہوتی گئی۔ مگر کیوں۔ اس لئے نہیں کہ جیسا پادری پال کا خیال ہے کہ مسیح سچا نہ تھا۔ بلکہ اس لئے کہ اس قوم کا لباس بوسیدہ ہو چکا تھا۔ اور وہ کوئی نیا پیوند قبول کرنے کے ناقابل ہو چکی تھی۔ ہاں اس کے پیرو بھی کمزور تھے۔ اس لئے مسیح کی آمد نے ان کو کوئی خاص فائدہ نہ پہنچایا۔ بلکہ ان کے دکھ اور مصائب ترقی کر گئے۔ دولہا اور براتی دونوں نے دنیا میں دکھ اٹھایا۔ وہ آیا تو اس نے اپنے ماں باپ پر مصائب کے پہاڑ لا ڈالے۔ سفر کی مصیبت۔ شہر میں جان نہ پہچان سرائے کی طرف رجوع اور اس میں بھی جگہ کا نہ ملنا۔ بالآخر اصطبل میں وضع حمل اور مولود کا کھرلی میں چیتھڑے لپیٹ کر رکھا جانا۔ اس کے بعد بادشاہ کے خوف سے بھاگنا۔ ہزارہا بچوں کا اس کی وجہ سے قتل کیا جانا اور سینکڑوں بے گناہ ماؤں کا ان کی برکت سے اپنی ہری بھری گودوں سے خالی ہو جانا۔ پھر مصر سے واپس آکر جان کے خوف سے بھاگتے پھرنا۔ یہ فلاکت و ادبار کی کالی گھٹائیں تھیں۔ کہ جو جناب یسوع کے مجسم ہوتے ہی ماں باپ پر چھا گئیں۔ آپ بڑھے۔ تو اپنے ماننے والوں کے لئے مصائب کا باعث بنے۔ لوگوں کو گالیاں دیں۔ گالیاں کھائیں۔ پٹے۔ جو وعدے بارہ تخت بارہ حواریوں کو دینے کے کئے وہ کپڑے بیچ کر تلواریں خریدنے کے باوجود بھی پورے نہ ہوئے۔ ناچار غریب حواریوں میں بد اعتقادی پیدا ہوئی۔ اور وہ ایک ایک کر کے آپ سے الگ ہو گئے۔ اور نہایت مایوسی اور حسرت کے کلمات منہ سے نکالتے ہوئے یعنی ایلی ایلی لما سبقتانی۔ اے میرے خدا اے میرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا کہتے ہوئے جان دی۔

مسیح موعود نے دنیا میں جو دولت تقسیم کی ہے۔ وہ یورپ اور دنیا کے کناروں تک پہنچ چکی ہے۔ "پر نبی بے عزت نہیں مگر اپنے وطن میں" یہ مسیح اسرائیلی کا مقولہ مثیل مسیح کے حق میں بھی اگر پورا ہو جائے تو کوئی ہرج نہیں۔ مسلمانوں کی فلاکت و ادبار کی گھٹا صرف اسی صورت میں چھٹ سکتی ہے کہ جب لوگ اس مسیح موعود کی بتائی ہوئی راہ پر گامزن ہوں۔ اس سے انکار کر کے ان کی فلاح کی امید رکھنا ایک موہوم امید ہے۔ اور خدا کی حکمت اور دانائی کو باطل ٹھہرانا ہے۔

گیارہ سوالات کے گیارہ جوابات

سلسلہ اشاعت گذشتہ

سوال ۔ کیا انبیاء سابقین تمام بے خانماں تھے۔ اور ابراہیم اور سلیمان علیہ السلام بادشاہیوں کے مالک نہ تھے۔ انبیاء کی جائداد پدری کا لوگوں میں تقسیم ہونا کہیں سے ثابت نہیں ہے۔ البتہ قوم کا مال یا بیت المال کو وہ خورد برد نہیں کرتے۔

جواب ۔ شیعہ حضرات کے سوا باقی کل مسلمان فرقوں اور علماء کا اس امر پر اتفاق ہے کہ انبیاء کا ترکہ صدقہ ہوتا ہے۔ اور اس پر حضرت ابوبکر صدیق نے عمل کیا۔ کہ جس پر شیعہ آج تک آپ کو کوستے ہیں۔ کہ انہوں نے لا نورث وما ترکنا فھو صدقۃ کی حدیث پر فیصلہ کیوں کیا۔ حضرت داؤد علیہ السلام کے حضرت سلیمان علیہ السلام کے علاوہ انیس بیٹے اور تھے۔ اگر ذاتی ترکہ کی تقسیم کا ذکر قرآن شریف میں ہوتا تو ورثہ سلیمان داؤد کو ہوتا۔ اسی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیٹوں میں سے بائیبل کی بنا پر سوائے اسحاق کے کسی کو کچھ نہ ملا۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام اور ان کی محترمہ ماں کو گھر سے باہر نکال کر وادی غیر ذی زرع میں چھوڑ دیا گیا۔ کیا ان کا حق نہ تھا کہ وہ باپ کی کمائی سے حصہ لیتے۔ بائیبل سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء کے وارث ان کے علم، برکت اور روحانیت کے لحاظ سے وارث کہلاتے ہیں کہ جو اصل ورثہ ہے۔ ان کے دنیوی ورثہ کا کوئی ذکر قرآن اور حدیث میں موجود نہیں۔

سوال ۔ کیا گذشتہ نبیوں میں سب نبی کے نام سے پکارے گئے۔ فریسی یا دیگر زبانوں میں دیوتا اور اوتار رشی منی نہیں کہلائے۔ بدھ کس کا لفظ اوتار سے بھی زیادہ درشت ہے۔ کرشن کا اوتار وغیرہ اب تک الفاظ میں استعمال نہیں ہوتے۔

جواب ۔ غیر زبانوں میں نبیوں کو کیا کہا گیا۔ اس پر بحث نہیں۔ بحث صرف اس امر پر تھی کہ آیا وہ لوگ کہ جو صحف اولیٰ میں نبی کہلائے یا ان کو خدا نے نبی کر کے پکارا۔ کیا ان میں سے کسی نے اپنے متعلق یہ تاویل کی کہ میں ظلی، بروزی اور مجازی نبی ہوں — میں صرف نبی نہیں کہلا سکتا۔

سوال نمبر ۹ ۔ حضرت مرزا صاحب تو حدیث کو بھی جو قرآن کے مخالف تھی رد کرتے تھے پھر ان کا اپنی وحی کو قرآن کے سوا حدیث پر عرض کرنا کہاں سے استنباط کیا گیا۔

جواب ۔ حمامۃ البشریٰ کے ص ۱۳ اور مواہب الرحمٰن کے ص ۹۶ پر حضرت صاحب نے ایسا ہی لکھا ہے کہ میں اپنے الہام کو حدیث صحیح اور قرآن دونوں پر پیش کرتا ہوں۔ اور صرف بصورت موافقت قبول کرتا ہوں۔

سوال نمبر ۱۰ ۔ کیا جناب مرزا صاحب کے تمام دعاوی مسیح موعود و مہدی موعود اور امام اور حکم اور عدل۔ بشیر و نذیر وغیرہ ایک لفظ مجدد تک محدود ہو جاتے ہیں۔

جواب ۔ بے شک چودھویں صدی کے مجدد کے یہ سب نام ہیں جو مختلف کاموں کے لحاظ سے یہ سارے خطابات ہیں۔ خفا ہونے کی بات نہیں۔ حضرت مرزا صاحب بلاشبہ مسیح موعود اور مہدی ہیں اور امام زمانہ ہیں۔ حکم و عدل ہیں۔ ان سے ہمیں انکار نہیں۔ البتہ ہم آپ کو نبی نہیں مانتے۔

سوال نمبر ۱۱ ۔ کیا حضرت مرزا صاحب مسیح موعود ہو کر رسول اللہ کی پیشگوئی کے مطابق پورے نہیں اترے۔ اگر اترے ہیں اور اس سے آپ کو انکار نہیں ہے تو خدا اور رسول کا منکر آپ کے خیال میں کیا ہوتا ہے۔

جواب ۔ مسلمانوں نے عام طور پر یہ نہیں کہا کہ وہ مسیح یا مہدی کی حدیث کے منکر ہیں۔ وہ یہ ضرور کہتے ہیں کہ مرزا صاحب مسیح اور مہدی نہیں۔ حدیث رسول اللہ کے وہ ہرگز منکر نہیں۔ البتہ مرزا صاحب کی تعیین کے منکر ہیں۔ اسی لئے حضرت مرزا صاحب نے فرمایا کہ میرے دعویٰ کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر نہیں ہو سکتا۔ حضرت مرزا صاحب نبی بھی ہوں تو بھی آپ کا منکر کافر نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ قرآن شریف میں آپ کا نام انبیاء کی فہرست میں نہیں ہے۔ وہ انبیاء کہ جن کے نام قرآن شریف میں نہیں ان کے متعلق ہمارا ایمان مجمل ہے مفصل نہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

لاہور

جلد ۱۸ | یوم شنبہ ۲۳ رجادی الثانی ۱۳۴۹ھ | نمبر ۷۵

خطبہ جمعہ

(فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ)

مورخہ ۷ نومبر ۱۹۳۰ء

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا کہ قرآن شریف یا اسلام نے بعض الفاظ کے اندر بعض معانی کو داخل کرکے مذہبی خیالات کے اندر ایک انقلاب پیدا کر دیا ہے۔ ان میں سے ایک یہ لفظ رب دو حرف کا ایک لفظ ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر سب سے پہلی جو وحی نازل ہوئی ہے اس میں بھی لفظ رب آتا ہے۔ اللہ کا نام اس میں نہیں آیا۔ گویا سب سے پہلے اللہ کو لفظ رب سے ہی یاد کیا گیا ہے۔ اس کے بعد دوسری وحی یا ایھا المدثر قم فانذر ۔ میں بھی لفظ رب موجود ہے۔ تیسری وحی میری تحقیقات میں یہی الحمد للہ رب العالمین ہے اس میں بھی یہ لفظ موجود ہے۔ پہلی دونوں وحیوں میں تو ربک کہا تھا۔ مگر یہاں اس کو رب العالمین بتایا ہے۔ یہ رب کیا چیز ہے۔ اس کا ایک لفظ میں ترجمہ دوسری کسی زبان میں نہیں ہو سکتا۔ جو ترجمہ ہوتا ہے وہ غلط سلط کیا جاتا ہے پورے طور پر وہ اس کے مفہوم کو ادا نہیں کرتا۔ اس کے اصل معنی ہیں ادنےٰ حالت سے درجہ بدرجہ ترقی دیتے ہوئے اعلیٰ حالت کو پہنچانے والا۔ کہ جو اصول ارتقاء کا خلاصہ ہے۔ ارتقاء کا مسئلہ آج تمام سائنسدانوں کو مسلم ہے۔ اور یہ وہ مسئلہ ہے کہ جس سے عیسائیت کا کچھ باقی نہیں رہا۔ مگر

اسلام کی بنیاد ہی ارتقاء پر ہے

سب سے پہلی وحی میں یہ لفظ رب کے جو اصول ارتقاء کا بیج ہے۔ موجود ہے۔ اور پھر اس لفظ کا اعادہ باقی تمام صفات الٰہی سے زیادہ قرآن شریف میں ہوا ہے۔ ۹۶۰ مرتبہ اور کوئی صفت قرآن شریف میں نہیں آئی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ صفت مذہبی خیالات میں ایک عظیم الشان انقلاب پیدا کرنے والی ہے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہو یا تمام انسان ہوں کہ جن کو اللہ تعالےٰ نے نطفہ سے پیدا کیا۔ سبزی ترکاری ہو یا حیوانات ہوں۔ ہر ایک کے لئے وہ رب ہے۔ یعنی ہر چیز کو ادنےٰ حالت سے آہستہ آہستہ اعلیٰ درجہ تک وہ اس کو پہنچانے والا ہے۔ عیسائیوں نے خدا کو خدا باپ کرکے پکارا ہے۔ اور وہ اس پر فخر کرتے ہیں۔ کہ خدا کی محبت کا ذکر باپ کے لفظ میں ہے۔ مگر قرآن شریف نے آب کی بجائے لفظ رب کو اختیار کیا ہے۔ کہ جو آبؔ کے مفہوم سے بہت زیادہ وسعت اپنے اندر رکھتا ہے۔ بلکہ باپ کے خیال سے جو ایک تنگی سی پیدا ہوتی ہے جو لفظ رب کے اندر نہیں۔ خدا کو باپ پکارنے سے جو تنگ خیالی پیدا ہوتی ہے۔ اس کا نمونہ انجیل کے اندر سامری عورت کا قصہ موجود ہے۔ کہ جس میں ایک عورت جناب مسیح سے تعلیم حاصل کرنے کے لئے آتی ہے۔ مگر وہ بچوں کی روٹی کتوں کو دینے سے انکار کرتے ہیں۔ یعنی بنی اسرائیل کو تو اپنے بیٹے قرار دیتے ہیں۔ اور اس غیر اسرائیلی عورت کو کتیا قرار دیتے ہیں۔ گویا اس لفظ باپ کو خدا کے لئے اختیار کرکے اپنے آپ کو بیٹے اور باقی اقوام کو غیر قرار دیکر نفرت اور جدائی کی ایک دیوار کھڑی کر دی ہے۔ قرآن شریف نے رب العالمین کہ کر اس تنگی کی دیوار کو اڑا دیا ہے بلکہ یہاں تک وسعت دی ہے کہ وہ ہمارے دشمنوں کا بھی رب ہے۔ جیسا کہ فرمایا ھو ربنا و ربکم وہ ہمارا بھی رب ہے اور تمہارا یعنی دشمنوں کا بھی رب ہے۔ سورہ فاتحہ انسان کے دل میں بہتر سے بہتر سبق پیدا کرنے والی تعلیم ہے۔ اور اس لئے اس کو دن اور رات کی نمازوں میں بار بار دہرایا ہے۔ بلکہ ایک ایک نماز میں آٹھ آٹھ اور دس دس مرتبہ دہرایا ہے۔ تاکہ اس کے سبق دل پر جم جائیں۔ میں نے پچھلے جمعہ کے خطبہ میں بتایا تھا کہ رب العالمین کے جملہ میں قرآن شریف نے خدمت خلق کا سبق انسان کے دل پر نقش کرنا چاہا ہے۔

اپنے دل پر کس کیفیت کو لے کر کرے۔ اس کا ذکر بھی اس جملہ میں موجود ہے۔ خدا پرورش کرتا ہے۔ ان کو کھانے کے لئے اور ان کی تربیت کے لئے سامان دیتا ہے۔ کس طرح دیتا ہے اس کا ذکر اسی لفظ رب میں موجود ہے۔ کہ ادنیٰ سے ادنیٰ حالت سے اٹھا کر اعلیٰ سے اعلیٰ مقام پر پہنچاتا ہے۔

مگر خدمت کی صرف دو وجوہ ہو سکتی ہیں

ایک یہ کہ کوئی شخص کسی منفعت کے حاصل کرنے کے لئے دوسرے کی خدمت کرتا ہے۔ منفعت کی خاطر خدمت کسی شخص کی ہی نہیں۔ بلکہ انسان بیل اور کتے کی بھی کر لیتا ہے۔ اور اس میں اس کو مد نظر اپنا فائدہ ہی ہوتا ہے۔ دوسری وجہ خدمت غرض سے خالی ہوتی ہے اور وہ محض کسی کے ساتھ طبعی محبت کی وجہ سے کی جاتی ہے۔ جیسے ماں اپنے بچہ کے ساتھ محبت کرتی ہے کہ جو محض طبعی محبت کی وجہ سے ہوتی ہے۔ پس جو خدمت بھی ہم کریں یا تو وہ کسی منفعت کی غرض سے ہوگی اور یا محض محبت کی وجہ سے اب سوال یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ جو انسان کی یا مخلوقات کی پرورش کرتا ہے ان دونوں وجوہ میں سے اس کی کونسی وجہ ہے ظاہر ہے کہ خدا کے مخلوق سے منفعت حاصل کرنے کا خیال مسلمہ صفات الٰہی کے خلاف ہے۔ وہ ہر ضرورت سے بالاتر۔ ہر منفعت کے خیال سے پاک ہے۔ وہ قادر مطلق ہے۔ کسی چیز کا وہ محتاج نہیں پس وہ جو کچھ کرتا ہے۔ محض مخلوق کی بہتری کے لئے کرتا ہے۔ اس کی کوئی غرض اس سے وابستہ نہیں۔ کیونکہ وہ تمام چیزوں اور ضرورتوں سے بے نیاز ہے۔ چنانچہ قرآن شریف میں فرماتا ہے ما ارید منھم من رزق وما ارید ان یطعمون ان اللہ ھو الرزاق ذو القوۃ المتین۔ میں ان سے کچھ رزق نہیں چاہتا۔ اور نہ یہ چاہتا ہوں کہ وہ مجھے کچھ کھلائیں۔ اللہ ہی بہت بڑا رزق کا دینے والا طاقتور اور وہ مضبوط ہے۔ وہ اگر مخلوق کی پرورش کرتا ہے۔ تو اس کی وجہ محض مخلوق سے محبت ہے۔ عیسائی لوگ یہ کہتے ہیں اسلام میں خدا کی محبت کا کوئی خیال نہیں۔ یہ تعلیم اسلام سے جہالت کا نتیجہ ہے۔ لفظ رب ہی بتاتا ہے کہ وہ کس قدر محبت کرنے والا ہے اور ایک جگہ یہ بھی ہے یحبھم و یحبونہ کہ وہ ان سے (مومنوں سے) محبت کرتا ہے۔ اور وہ اس سے محبت کرتے ہیں۔ پس ہم کو جو بات لفظ رب سے سیکھنی چاہئے وہ یہ ہے کہ چونکہ غرض والی خدمت ناقص اور ادنیٰ ہوتی ہے اور اعلیٰ خدمت وہی ہے جو اللہ تعالےٰ کی ربوبیت کی طرح غرض سے خالی ہو۔ اس لئے ہماری خدمت کی بنیاد بھی محبت ہونی چاہئے۔ نہ کہ غرض۔ انبیاء کا کام بھی غرض سے خالی خدمت مخلوق ہوتی ہے۔ اور وہ اپنے پیغام کی تبلیغ بھی کسی غرض سے نہیں کیا کرتے۔ اس لئے بار بار ان کی زبان سے کہلوایا جاتا ہے ما اسئلکم علیہ من اجر۔ ان کی تبلیغ محض محبت انسانی کی مضبوط چٹان پر مبنی ہوتی ہے۔ اس لئے اشاعت اسلام بہترین بے غرض خدمت اسلام ہے۔ ہمارے نبی کریم صلعم کو ارشاد ہوتا ہے قل ان صلوتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین۔ کہ دو کہ میری نماز اور میری قربانی میری زندگی اور میری موت رب العالمین کے لئے ہے۔ نہ صرف آپ کو یہ حکم ہے بلکہ ہر ایک

مسلمان جب نماز پڑھنے کے لئے کھڑا ہوتا ہے

تو اپنے خدا کے حضور میں اقرار کرتا ہے کہ میری نماز اور میری قربانی میری زندگی اور میری موت سب اللہ کے لئے [illegible]

ظاہر ہے اس لئے کہ اس میں اور کوئی غرض ہو سکتی ہی نہیں۔ اس کے بعد قربانی کا ذکر ہے۔

اس میں شبہ نہیں کہ قربانی جانور کے ذبح کرنے کو بھی کہتے ہیں۔ مگر یہاں اس سے مراد محض جانور کا ذبح کرنا نہیں۔ بلکہ قرآن کریم نے قربانی کے مفہوم میں بڑی وسعت کو داخل کیا ہے۔ اور یہاں نماز کے ساتھ جو بار بار خدا کے حضور حاضر ہونے کا نام ہے۔ بلکہ ہر دن میں کئی مرتبہ حاضر ہونے کا نام ہے ایک ہی وقت میں بار بار جھکنے اور گرنے اور مؤدبانہ کھڑے ہونے کا نام ہے۔ اس قربانی کا ذکر جو سال میں ایک دفعہ کوئی جانور ذبح کر دیا جائے اور وہ بھی شاید ایک فیصدی لوگوں کو بھی میسر نہیں آتی نماز کے ساتھ صرف ایسی قربانی کا ذکر موقع اور محل کے لحاظ سے بالکل شایاں نہیں۔ بلکہ یہاں اس قربانی کا ذکر ہے جو انسان مخلوق خدا کی خدمت کے لئے کرتا ہے۔ اور یہی جانور کی قربانی کا اصل مفہوم بھی ہے۔

تو گویا سمجھایا ہے کہ مسلمان کو جس طرح نماز محض اللہ کے لئے ہے اسی طرح وہ مخلوق خدا کی خدمت جس رنگ میں بھی کرے۔ محض اللہ کے لئے کرے۔ اگر اشاعت اسلام کے لئے کہ جو مخلوق کی بہت بڑی خدمت ہے مال اور جان کو کوئی شخص دیتا ہے تو یہ بھی محض اللہ کے لئے ہو۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کی زندگی کو دیکھیں تو وہ جو کچھ کرتے تھے محض اللہ تعالےٰ کے لئے کرتے تھے۔ مخلوق اور لوگوں سے بھی اس کا کوئی اجر نہ چاہتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت عمرؓ سے بڑھ کر کون خدمت خلق کرے گا۔ کہ جن کے اسلام لانے پر چھپا ہوا دین ظاہر ہو گیا۔ اور خلافت کے زمانہ میں جس قدر مملکت کو وسیع کیا اس کی مثال تاریخ میں نہیں ملتی۔ آپ کے متعلق احادیث میں ایک واقعہ لکھا ہے کہ جب آپ کے آخری مہلک زخم لگا۔ تو انصار میں سے ایک جوان آپ کے پاس آیا اور کہا کہ یا امیر المومنین اللہ تعالےٰ آپ پر بہت ہی خوش ہوگا۔ کہ اول آپ کا مرتبہ اسلام میں بھی بہت بلند تھا۔ اور آپ کو اپنی خدمات کے لحاظ سے بڑی فضیلت حاصل تھی پھر آپ بادشاہ بنے اور اسلام کو کس قدر قوت ملی۔ حضرت عمرؓ نے جواب دیا:۔

لیتنی ابن اخی کفافا لا علی ولا لی

میں نے جو کیا ہے کاش یہ برابر برابر کی ہو۔ نہ مجھ پر وبال ہو نہ میرے لئے منفعت کا موجب۔ یہ وہ بے نظیر انسان تھا جس حکومت کے دنوں میں پیوند لگے ہوئے کپڑے پہنے۔ اور موٹا کھا کر گذارہ کیا۔ اور زمین کے فرش پر سویا۔ بادشاہت میں اس قدر خدمت کرکے اور اس طرح گذارہ کرکے پھر بھی اس خدمت پر فخر نہیں کرتا۔ بلکہ خدا کی گرفت کا خوف دل پر ہے۔ کہ آخر انسان سے خطا بھی ہوتی رہتی ہے۔

کاش یہی روح ہر ایک مسلمان کے اندر پیدا ہو جائے۔ جو کام کیا جائے خدا کے لئے کیا جائے۔ نہ معاوضہ اور غرض کا خیال ہو۔ نہ زید یا بکر کو خوش کرنے کا خیال نہ کسی کی تعریف کی پروا۔ مگر آج کیا حالت نظر آتی ہے۔ ذرا اپنے بھائی سے ناراض ہوئے تو خدا کے دین کی خدمت کو جواب دیا۔ چھوٹے چھوٹے باہمی جھگڑوں پر خدا کے کام کو چھوڑ دینا بہت ہی بری بات ہے۔ اگر کوئی شخص اپنے بھائی سے خفا ہو کر نماز نہیں چھوڑ دیتا تو اس سے ناراض ہو کر مخلوق خدا کی خدمتگذاری کیوں چھوڑے۔ جس طرح نماز اللہ کے لئے ہے۔ مخلوق خدا کی خدمت بھی اللہ کے لئے ہے۔ مگر اس کے خلاف آج جگہ جگہ مثالیں نظر آتی ہیں۔ کہ فلاں شخص نے فلاں سے رنج ہو کر جماعت کا کام چھوڑ دیا۔ یہ شکایت متعدد مقامات سے پہنچی ہے۔ ان باتوں سے جماعت بہت سست ہو گئی ہے۔ اور اس میں کمزوری آ گئی ہے۔ کیا دنیا میں یہ کوئی کام کرنے کے طریق ہیں۔ زید اور بکر کا جھگڑا ہو اور خدا کا کام نقصان اٹھائے۔ یہ کہاں کی عقلمندی ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ ان معاملات میں جماعت نے وہ نمونہ نہیں دکھایا۔ جو ان کو دکھانا چاہئے تھا۔

حضرت صاحب نے ایک مرتبہ فرمایا

کہ یہ اعلاء کلمۃ اللہ کا کام جو ہم کر رہے ہیں۔ اگر اس کے متعلق خدا کی طرف سے یہ آواز آ جائے کہ اس کے بدلہ تم کو جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ تو بھی ہم اس کام کو نہ چھوڑوں گا۔ خدا اور اس کے رسول کے کام کو چھوڑنا اس سے بڑھ کر اور کوئی ناکامی اور نامرادی نہیں ہو سکتی۔ بات یہ ہے کہ جس کام سے عشق اور محبت ہو جائے اسے تو انسان کسی صورت میں چھوڑ نہیں سکتا۔ خواہ مشکلات کے پہاڑ سامنے کیوں نہ آ جائیں۔ جو کام عشق اور محبت کے ساتھ کیا جائے اور اس کے اندر دو دلی نہ ہو۔ اس میں اللہ برکت بھی بہت دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نوجوان احباب سے خطاب

عزیزان مکرم!

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ'

مجھے ہمیشہ اس بات کا افسوس ہوتا ہے سالانہ جلسہ پر میں اپنے نوجوان احباب کو بہت کم تعداد میں دیکھتا ہوں۔ اور اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ ان کے والدین نے خود ان پر اس کی اہمیت کو واضح نہیں کیا۔ اور کوئی ظاہری سامان کشش اس میں ایسا موجود نہیں۔ جو خود بخود ان کو اس طرف کھینچ لے۔ مگر نوجوانوں کی یہ غفلت قوم کے مستقبل کے لئے بڑی خطرناک ہے۔ اسلام اور مسلمانوں کو اس ملک ہند میں ایک سخت جدوجہد کا سامنا ہے۔ یوں بھی دنیا کی تاریخ میں ہی نظر آتا ہے۔ کہ کسی قوم کی زندگی اور ترقی کا انحصار اس جدوجہد پر ہے۔ جو وہ کرتی ہے۔ مگر اس جدوجہد کی ضرورت اور بھی زیادہ اس وقت نظر آتی ہے۔ جب اردگرد بجائے ہمدردی کرنے والوں کے وہ لوگ ہوں۔ جن کی ذہنیت بدقسمتی سے یہ ہو چکی ہو کہ دوسری قوم کے انسانوں کو ذلیل حالت میں رکھنے میں ہی ان کی قوم کی کامیابی ہے۔ اور ہماری ہر گرنے کو وہ اپنی فتح سمجھتے ہوں۔ اس لئے قوم کے نوجوانوں کا فرض ہے کہ وہ آسانی اور آرام طلبی کے خیالات کو رخصت کرکے اپنے آپ کو اس سخت ترین جدوجہد کے لئے تیار کریں جس سے مسلمان قوم اس ملک میں عزت کی زندگی بسر کر سکتی ہے۔ اس کے لئے میں اپنے احمدی نوجوان احباب کو جلسہ میں شمولیت کی دعوت دیتا ہوں۔ کیونکہ آئندہ قوم کی خدمت گذاری کا بوجھ انہوں نے ہی اٹھانا ہے۔ بعض احباب کا یہ خیال کہ ان کے آنے یا نہ آنے سے اتنے مجمع میں کونسا فرق پڑ سکتا ہے۔ یا یہ خیال کرکے کہ وہ کوئی اہم کام سرانجام دینے کے قابل نہیں۔ اپنے آپ کو محروم کر لیتے ہیں۔ آنے نہ آنے کا سوال تو یہ ہے۔ کہ جس طرح ایک شخص کے دل میں یہ خیال اٹھتا ہے۔ دوسرے کے دل میں بھی یہی اٹھے گا۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ نوجوان بہت کم آتے ہیں۔ رہا کام کرنے کا اہل یا اہل نہ ہونا۔ سو اللہ تعالیٰ نے تو تمام انسانوں کو ہی کام کرنے کا اہل بنایا ہے۔ نااہل انسان اپنے آپ کو اپنی غفلت سے بنا لیتا ہے۔ جو جس قدر کسی کام کی طرف توجہ کرے گا۔ اسی قدر اس کی اہلیت اس کے اندر پیدا ہوتی چلی جائے گی۔ جو کوئی انسان بھی قدم اٹھائے خدا تعالیٰ مدد کرنے کو تیار ہے۔

مجھے یہ بھی ڈر ہے کہ ہمارے اکثر نوجوان احباب نے اپنی قوم کے کام کو نہیں سمجھا۔ اور سمجھ بھی کیونکر سکتے ہیں۔ جب وہ اس کام میں عملی حصہ اتنا تھوڑا لیتے ہیں۔ میں اپنے نوجوان دوستوں کو یقین دلاتا ہوں کہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا عظیم الشان کام جو اس نے چند سالوں میں سرانجام دیا ہے یہ ہے کہ دنیا کا نقطۂ خیال اسلام کے متعلق بدل دیا ہے۔ اسلام کو جس قدر دنیا کے لوگوں نے تنگ خیالی کا مرادف سمجھا ہوا تھا۔ آج انجمن کے لٹریچر سے جو دنیا کے کناروں تک پہنچ چکا ہے۔ لوگوں کو یہ معلوم ہونے لگا ہے۔ کہ آزادی اور وسعت خیالی کا بہترین مرقع ہی اسلام ہے۔ اگر عیسائیت نے مذہب سے تنفر کو پیدا کیا ہے تو یقیناً یاد رکھئے کہ اسلام کی وجہ سے پھر دنیا میں مذہب سے محبت اور مذہب کا احترام پیدا ہوگا۔ اور جوں جوں اسلام کی عزت دنیا میں زیادہ ہوگی اس کے ساتھ ہی مسلمانوں کی محبت اور عزت بھی بڑھے گی۔ تو کیا اسلام اور مسلمانوں کے وقار کو دنیا میں قائم کرنا کوئی چھوٹی سی بات ہے۔ اسی غرض کے لئے میں اپنے نوجوان احباب کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ آئیں اور سوچیں کہ اسلام کے اس وقار کو دنیا میں قائم کرنے کے لئے اور لوگوں کے دلوں کو اسلام کی طرف کھینچنے کے لئے محمد رسول اللہ صلعم کی عزت و احترام کو پیدا کرنے کے لئے وہ کس کس طرح مدد دے سکتے ہیں۔ اور وہ اپنی اپنی جگہ پر کیا کام کر سکتے ہیں۔

یہاں لاہور میں ایک ینگ مین اشاعت اسلام یونین ہمارے احمدی نوجوانوں نے قائم کی ہوئی ہے۔ جس میں دوسرے مسلمان نوجوان بھی شامل ہوتے ہیں۔ اور ایک بیداری اور عمل کی روح کام کرتی ہوئی نظر آتی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اگر جماعت کے سارے نوجوان اس طرح کام شروع کر دیں۔ تو وہ ہر جگہ جہاں جماعت کی تعداد اچھی ہے مسلمان نوجوانوں میں کام کے لئے بیداری پیدا کر سکتے ہیں۔ اس دفعہ بالخصوص انگریزی میں بھی نہایت قیمتی لیکچروں کا انتظام کیا گیا ہے۔ مثلاً ایک لیکچر "جرمنی میں اسلام" پر ہوگا۔ جو مشہور جرمن فاضل پروفیسر جرمنوس دیں گے۔ جنہیں صرف اسی غرض کے لئے ہماری انجمن نے خصوصیت جلسہ کی دعوت دی ہے۔ اور انہوں نے اس دعوت کو قبول کر لیا ہے۔ پروفیسر صاحب آجکل ٹیگور یونیورسٹی میں پروفیسری کا کام کر رہے ہیں۔ ان کے لیکچر سے یہ اندازہ کرنے کا موقعہ ہوگا کہ وسط یورپ میں اسلام نے کیا فتوحات حاصل کی ہیں۔ اور اس کی وہاں توسیع کا کیا کیا موقع اور کس قدر سامان ہیں۔ اسی طرح ڈاکٹر عبد الوہاب خان مینی (سیام) سے تشریف لا رہے ہیں۔ جو "سیام میں اسلام" کے موضوع پر لیکچر دیں گے۔ اور بتائیں گے کہ اس ملک میں اسلام کے لئے کس قدر کامیابی کا موقع ہے۔ امید ہے انشاء اللہ اس قسم کے چند اور بھی قیمتی لیکچر انگریزی اور اردو میں ہوں گے۔ جو ہمارے نوجوانوں کے خیالات اور معلومات میں بیش قیمت اضافہ کا موجب ہوں گے۔

ایسے موقعے جہاں اتنی اتنی دور سے ایسے فضلا مجتمع ہوں بہت کم میسر آتے ہیں۔ اس لئے میری اپنے محترم بزرگوں سے بھی درخواست ہے کہ وہ جماعت کے نوجوانوں کو ساتھ لائیں۔ اور خود ان نوجوان احباب سے بھی درخواست ہے کہ وہ اس فائدہ کے مقابل جو خصوصیت جلسہ سے انہیں حاصل ہوگا۔ ان تکالیف کو جو سفر میں پیش آتی ہیں۔ ہیچ سمجھیں۔ والسلام

(محمد علی)

اس

شنبہ ۴

امتحان میں

کامیاب کس طرح ہو سکتے ہو؟

اپنے بھولے ہوئے سبق کو یاد کرکے آؤ

(بقیہ صفحہ ۲)

ہے۔ کپڑوں کا جنون ہے۔ سامان خریدنے کا جنون ہے۔ جائدادیں بنانے کا جنون ہے۔ تو خدمت اسلام کا جنون پیدا ہونا صرف نقطۂ خیال کا بدلنا ہے۔

افسوس ہے کہ ادنیٰ ادنیٰ باتوں کے لئے تو مسلمانوں کے دلوں میں جنون پیدا ہو جاتا ہے۔ مگر خدا کے لئے ایک اعلیٰ اور بلند مقصد کے لئے جنون کا پیدا ہونا مشکل ہے۔ کاش اس قسم کا جنون محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے پیدا ہو جائے۔ اور یہ خیال دل میں آ جائے۔ کہ سب سے زیادہ عشق اور محبت کی چیز ایک مسلمان کے لئے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود ہے۔ جیسا کہ حدیث میں آتا ہے لا یؤمن احدکم حتیٰ اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین تم سے کوئی مومن نہیں ہو سکتا۔ یہاں تک کہ میں اس کے نزدیک اس کے باپ اور اس کے بیٹے اور سب لوگوں سے زیادہ محبوب نہیں ہو جاتا۔ آپ خود ہی اپنے متعلق یہ فیصلہ کیجئے کہ کیا عشق محمد کا یہ جنون آپ کے اندر پیدا ہو گیا ہے۔ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا عشق سب محبتوں پر غالب آ جائے۔ زبانی دعوے کوئی کام نہیں دیتے۔ جنون ہی کام دیتا ہے۔

سالانہ جلسہ میں صرف ۲۰ دن رہ گئے ہیں۔ اور آپ نے یہ وعدہ بھی کیا ہوا ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم کریں گے۔ اسی دن ہم سمجھیں گے جس دن دنیا کے پیار پر بھی دین کی وقعت زیادہ پیدا ہو جائے گی۔ ان ۲۰ دنوں میں ہی روزانہ مانگنا ہوگا۔ قوم کو کامیاب کرنے کی خدا کے دین کو قوت دینے کی وسعت آپ کو لگ جائے۔

ایک افسوسناک خبر

مولانا عصمت اللہ صاحب کے خط سے یہ معلوم کرکے بہت ہی افسوس ہوا کہ شیخ مولا بخش اور میاں محمد [illegible]

خبریں

کلکتہ ۸ر دسمبر۔ مسٹر سمپسن انسپکٹر جنرل جیلخانجات آج صبح اپنے دفتر واقعہ رائٹرز بلڈنگ میں گولی کا نشانہ بنائے گئے۔ آپ کے قتل کی تفتیش اس طرح بیان کی جاتی ہے کہ تین بنگالی دفتر سے باہر آکر کھڑے ہوئے اور آپ کے ساتھ ملاقات کرنے کی خواہش ظاہر کی۔ لیکن انہیں بتایا گیا کہ مسٹر موصوف کام میں مصروف ہیں۔ ملاقاتیوں میں سے ایک کو ملاقاتی کارڈ پر کرنے کی درخواست کی گئی۔ لیکن اس نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ اس پر انہوں نے چپڑاسی کو دروازے سے ہٹا دیا۔ اور جبراً اندر داخل ہو گئے۔ مقتول اس وقت فائلوں کو دیکھ رہے تھے۔ جب حملہ آور اندر گھس آئے تو وہ پیچھے کی طرف سرک گئے۔ لیکن ہر سہ نوجوانوں نے ان پر گولیاں چلا دیں۔ اور پھر باہر کی طرف بھاگ گئے۔ واپسی پر سیڑھیوں سے نیچے اترتے اور برآمدے میں سے گذرتے ہوئے وہ مسلسل فائر کرتے گئے۔ اور اس طرح اپنے آپ کو بچاتے ہوئے لال بازار کی طرف بھاگ گئے۔ جب خطرے کی گھنٹی بجائی گئی تو وہ بچ کر نکل گئے تھے۔ مسٹر جے ڈبلیو نیلسن نے حملہ آوروں کو روکنے کی کوشش کی وہ شدید زخمی ہو گئے۔ ایک غیر مصدقہ افواہ مشہور ہے کہ ہر سہ حملہ آوروں نے خودکشی کر لی۔

نئی دہلی ۸ر دسمبر۔ ٹریبیون کا نامہ نگار خصوصی رقمطراز ہے گول میز کانفرنس کے متعلق خفیہ اطلاعات سے بعض دلچسپ انکشافات ہوئے ہیں۔ یہ اطلاعات جو رازدارانہ انداز میں لکھی گئی ہیں مظہر ہیں کہ کانفرنس میں عجیب سی گفتگو ہو رہی ہے۔ تمام کے تمام مندوبین ایک پرفریب حلقے میں گھوم رہے ہیں۔ کیونکہ مندوبوں کے دلوں میں اپنے حریف کی طرف سے شکوک و شبہات موجود ہونے کا اظہار کیا جاتا ہے۔

لندن ۸ر دسمبر۔ ہفتہ مختتمہ کے دوران میں گول میز کانفرنس کے مندوبین نے متعدد اہم اجلاس منعقد کئے۔ ایک اجلاس نواب صاحب بھوپال کی قیام گاہ پر منعقد ہوا۔ جہاں کی کارروائی سے مندوبین کی اس زبردست خواہش کا اظہار ہوتا ہے کہ انتہا پسند فرقہ پرستوں سے قطع تعلق کرکے ان چند گنتی کے ناقابل مصالحت ارکان کی شخصیتوں کو بے نقاب کر دیا جائے۔

لندن ۸ر دسمبر۔ معلوم ہوا ہے کہ ہفتہ مختتمہ میں ہندوؤں اور مسلمانوں کے تصفیہ اختلافات کے متعلق کوئی ترقی کا قدم نہیں اٹھایا گیا۔ مختلف مندوبین نے نواب صاحب بھوپال کی قیام گاہ میں ایک اجلاس منعقد کرکے غیر ضابطہ بحث و تمحیص کو از سر نو شروع کرنے کی نہایت معقول ذرائع پر گفت و شنید شروع کی۔

لاہور ۹ر دسمبر۔ چھاؤنی سے اطلاع آئی ہے کہ ایک فوجی سپاہی نے اپنے دو افسروں کو گولی کا نشانہ بنا کر خودکشی کر لی۔ واقعہ یوں بیان کیا جاتا ہے کہ آج ساڑھے ۲ بجے بعد دوپہر ایک سپاہی نے پریڈ کے میدان میں پنجاب رجمنٹ کے کپتان جے ڈبلیو ملینگن پر گولی کا فائر کیا۔ کپتان مذکور گولی لگتے ہی جاں بحق ہو گیا۔ اس کے بعد قاتل نے ایک حوالدار کو بھی گولی کا نشانہ بنایا۔ وہ بھی اسی جگہ مر گیا۔ بعد میں حملہ آور سپاہی نے اپنے آپ کو گولی مار کر خودکشی کر لی۔ مزید حالات کا انتظار ہے۔

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے جلسہ میں کیا ہوگا

۱۔ صداقت اسلام اور فضائل اسلام پر تقاریر ہوں گی۔

۲۔ غیر مذاہب کے ساتھ تبادلہ خیالات اور مناظرے ہوں گے

۳۔ اتحاد اسلام کو پراگندہ کرنے والے فرقہ (محمودیہ) کے ساتھ مباحثے ہوں گے۔

۴۔ ڈاکٹر جرمنوس اور دیگر فضلاء دہر یہ کے لیکچر ہوں گے۔

۵۔ اشاعت و ترقی اسلام کے وسائل اور ذرائع پر بحث ہوگی۔

۶۔ دنیا بھر کے ممالک میں اسلام کی موجودہ حالت پر تبصرے ہوں گے وغیرہ وغیرہ۔ آپ بھی ان پاک مقاصد میں حصہ لینے کے لئے تشریف لائیے

۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸ دسمبر کو اپنے دنیوی کاموں سے ضرور فرصت نکالئے اور ان کو خدا کے لئے اور دین خدا کے لئے وقف کر دیجئے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۱۸ | ۱۷ محرم ۱۳۴۹ھ | نمبر ۴۱

مسئلہ ولادت مسیح

خلیفہ قادیان و دیگر قادیانی بزرگوں کے خیالات

"پیغام صلح" کی گذشتہ اشاعت میں زیر عنوان "حضرت مسیح موعودؑ کے اصلی جانشین لاہوری احمدی ہیں کہ قادیانی" قادیانیوں کے چند اعتراضات کا جواب دیا گیا تھا جسے احباب نے بے حد پسند فرمایا ہے چنانچہ ہمارے [illegible] بزرگ [illegible] محمد منظور الٰہی صاحب نے بھی ایک چٹھی کے ذریعہ اظہار خوشنودی فرمایا ہے علاوہ ازیں مسئلہ ولادت مسیح پر آپ نے اپنے ایک خط کی نقل بھی برائے اشاعت دی ہے۔ یہ خط آپ نے مولوی جلال الدین صاحب شمس قادیانی مبلغ کے اعتراضات کے جواب میں اپنے ایک دوست کو لکھا ہے۔ اس خط میں آپ نے خلیفہ قادیان و دیگر قادیانی بزرگوں کے خیالات دربارہ ولادت مسیح کے نہایت قیمتی اور یاد رکھنے کے قابل حوالجات بہم پہنچائے ہیں۔ ہم خانصاحب کی چٹھی اور مضمون کو درج ذیل کرنیکا فخر حاصل کرتے ہیں۔ (ایڈیٹر)

ایڈیٹر پیغام صلح کے نام چٹھی

جناب ایڈیٹر صاحب پیغام صلح

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ نے اپنے اخبار کے تازہ نمبر میں قادیانی اخبار "الفضل" کے اس بیہودہ اعتراض کا نہایت معقول جواب دیا ہے جو اس نے ولادت مسیح کے بارے میں ہمارا "شدید مذہبی اختلاف" حضرت مسیح موعودؑ سے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ قادیانی جماعت کے اخبارات کا مقصد محض ہمارے خلاف پروپیگنڈا ہوتا ہے۔ ورنہ اسی مسئلہ پر ہم میاں محمود احمد صاحب کے خیالات کا اظہار کئی بار بذریعہ اخبار پیغام صلح کر چکے ہیں۔ لیکن ان پر کچھ لکھنے کی بجائے وہ بار بار ایک ہی تان توڑ رہے ہیں۔

مصر سے مولوی جلال الدین شمس قادیانی نے یہی اعتراض مع دیگر اعتراضات کے ہمارے ایک دوست کو بغداد لکھا تھا جس کا مفصل اور تحقیقی جواب لکھا جا رہا ہے۔ ولادت مسیح چونکہ پہلا اعتراض تھا۔ اس لئے اس کا جو جواب میں نے لکھا ہے وہ برائے عام اشاعت ارسال خدمت ہے۔

خاکسار محمد منظور الٰہی۔

ایک دوست کے نام خط

رب اشرح لی صدری ویسر لی امری واحلل عقدۃ من لسانی

مکرم ومعظم اخویم سلمہ اللہ تعالیٰ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کا خط مع مولوی جلال الدین صاحب کے طویل خط کے پہنچا۔ میں نے ان کے خط کا اختصار کر لیا ہے۔ اس لئے ہر امر پر مزید روشنی ڈالتا ہوں۔ اگر انسان میں ضد اور پیچ نہ ہو تو وہ اصل حقیقت جلد پا لیتا ہے۔ لیکن اگر ضد و تعصب ہو تو مخالف کی صاف اور صریح بات کو بھی ایچاپیچی میں ادھر اُدھر کر دیتا ہے۔ مولوی صاحب کے خط سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کو اکثر اختلافی باتوں کا علم تک نہیں۔ لیکن ان پر زور استاد دیتے ہیں کہ گویا وہ ان کے سامنے ظہور پذیر ہوئیں۔ وہ اپنے پیر کی جتنی چاہیں تعریفیں کریں۔ ہم ان کو برا نہیں کہتے۔ کیونکہ جس کا کھائیے اس کا گیت گائیے۔ مشہور مثل ہے۔ لیکن اصل واقعات کو توڑنا موڑنا اچھی بات نہیں۔ ہمیں تو وہ گروہ شیعہ کے ساتھ تطبیق دیتے ہیں۔ لیکن یہ نہیں بتا سکتے کہ ہم خود ان کے بیان کردہ واقعات ان کے گروہ کو ہی شیعوں کا مثیل ثابت کرتے ہیں۔ لیکن خیر ہم اسے اتنی اہمیت نہیں دیتے۔ وہ جو چاہیں ہمارا نام رکھیں۔ ہم حق بیان کرنے سے باز نہ آئیں گے۔

(۱) سب سے پہلا اعتراض مولوی صاحب نے مسیحؑ کی ولادت بے باپ کا اٹھایا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود نے اسے اپنا عقیدہ فرمایا ہے۔ لیکن حضرت مولانا محمد علی صاحب اور ان کے رفقاء نے اس کے خلاف کیا۔ جواباً عرض ہے۔

۱۹۱۸ء میں میاں محمود احمد صاحب سے کسی شخص نے ولادت مسیحؑ کے بارے میں دریافت کیا۔ اس کا جواب جو میاں صاحب نے اپنے خادم ڈاک عبدالرحیم نیر صاحب سے لکھوایا۔ حسب ذیل ہے:-

> حضرت خلیفہ ثانی فرماتے ہیں: "گو میں کسی نص صریح کے ماتحت یہ عقیدہ نہیں رکھتا کہ مسیح بن باپ پیدا ہوئے تھے صرف استنباط ہے جس کے خلاف اور لوگ بھی دوسرے عقیدہ کا استنباط کرتے ہیں۔ البتہ تاریخی شہادت کے رُو سے احمدی جماعت کا یہی عقیدہ ہے کہ حضرت مسیح بن باپ پیدا ہوئے تھے۔"

اب یہاں نہ قرآن نہ حدیث کی نص رہی نہ حضرت مسیح موعودؑ کا فیصلہ بلکہ صرف تاریخی شہادت جو پیش نہیں کی گئی۔ عقیدہ کی بنیاد بن گئی۔

اور لیجئے! تشحیذ الاذہان ماہ اپریل ۱۹۱۳ء مضمون "عظمت مسیح" کے ماتحت ایک عیسائی کو جواب دیتے ہوئے میاں صاحب لکھتے ہیں:-

> میں سب سے اول آپ (مسیحؑ) کی ولادت کے مسئلہ کو لیتا ہوں۔ پادری صاحب فرماتے ہیں کہ یہ مسئلہ تمام مسلمانوں کا متفقہ مسئلہ ہے اور سوائے سرسید کے جنہوں نے صرف عقلی دلائل سے اس کو رد کیا ہے اور کسی نے قرآن شریف سے اس کا انکار نہیں کیا۔ مگر میں آگے چل کر بتاؤں گا کہ یہ بات غلط ہے کہ کسی نے قرآن شریف سے اس مسئلہ کا انکار نہیں کیا۔ بلکہ ثابت کروں گا کہ لوگوں نے اس مسئلہ پر قرآن شریف سے ہی روشنی ڈالی ہے۔ اور ثابت کیا ہے کہ مسیح بن باپ کے نہیں بلکہ باپ سے پیدا ہوا۔

پھر آگے لکھتے ہیں:-

> "اب میں ان لوگوں کا خیال بتاتا ہوں۔ جو کہتے ہیں کہ حضرت مسیح بن باپ کے پیدا نہ ہوئے تھے۔ بلکہ جس طرح سب دنیا پیدا ہو رہی ہے اسی طرح آپ کی بھی پیدائش تھی۔ اور میری اس سے یہ غرض ہے کہ یہ ایک اختلافی مسئلہ ہے اور یہ کہ بعض لوگ آپ کے باپ کے قائل ہیں۔ جس سے سب بحث ہی باطل ہو جاتی ہے۔"

یہاں میاں صاحب نے اسے ایک اختلافی مسئلہ قرار دیا ہے اور اسی بنا پر ایک دشمن اسلام کے مقابل پر اس بحث کو ہی (کہ مسیح کا باپ تھا یا نہ تھا) باطل ٹھہرا دیا ہے۔ نہ معلوم میاں صاحب کے مرید اس پر کیا کہیں گے

اور سنئے! "قادیانی پارٹی کے لیڈروں نے "اظہار حقیقت" نام رسالہ شائع کیا۔ جس میں حافظ روشن علی صاحب۔ مولوی سرور شاہ صاحب، مولوی اسماعیل صاحب۔ مولوی غلام رسول صاحب راجیکی وغیرہ چالیس بڑے بڑے آدمیوں کے دستخط تھے۔ اس میں ذیل کے اعتراض کا "ان سے تعلق جو مسیح کو باباپ مانتے ہیں" یہ جواب دیا ہے۔

> اس کا پہلے تو تم ہی جواب دو۔ کہ کیا ان سے مسیح موعودؑ کا تعلق تھا۔ یا کہ نہیں۔ شریعت اسلام سے ثابت کرو کہ جو مسیح علیہ السلام کو باباپ مانیں۔ وہ اسلام سے خارج کئے جائیں۔ یا خلفاء کے منکروں کی طرح فاسق اور کافر قرار دئے جائیں۔ (اظہار حقیقت صفحہ ۲۳)

میں قادیانی پارٹی کے ممبران سے پوچھتا ہوں۔ کہ کیا وہ اب بھی اپنی ان تحریروں پر قائم ہیں۔ حضرت مولانا نورالدین صاحب کی کتاب "نورالدین" کے حوالے اور ۱۹۱۳ء کے خط کی نقل میں ابھی دینا پسند نہیں کرتا۔

حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی کتاب مواہب الرحمٰن میں جہاں حضرت مسیحؑ کے بن باپ ہونے کا [illegible] کے بھی

> ومن عقائدنا ان عیسیٰ ویحییٰ قد ولدا بطریق خرق العادۃ ..... فان یحییٰ ما تولد من القوی الاسرائیلیۃ البشریۃ بل من قدرۃ اللہ الفعال ...... وکان تولد یحییٰ من دون مس القوی البشریۃ وکذالک تولد عیسیٰ من دون الاب

کیا مولوی شمس الدین صاحب اور ان کی پارٹی کا حضرت یحییٰ کے بارے میں بھی یہی عقیدہ ہے۔ اگر انہوں نے اس پر کچھ لکھا تو مزید حوالہ جات پیش کر دئے جائیں گے۔ لیکن اتنا ضرور کہوں گا کہ حسب تحریر جماعت انصار اللہ

> شریعت اسلام سے ثابت کرو کہ جو مسیح علیہ السلام کو باباپ مانیں وہ اسلام سے خارج کئے جائیں۔ یا خلفاء کے منکروں کی طرح فاسق اور کافر قرار دئے جائیں (اظہار حقیقت صفحہ ۲۳)

اسلامی تیوہار اور ہندو

ہندو قوم کی ذہنیت کا یہ ایک نہایت ہی تاریک پہلو ہے کہ وہ اپنی اکثریت اور طاقت کے غرور میں مسلم اقلیت کو مذہبی تیوہار بھی اطمینان وچین سے نہیں منانے دیتی۔ ہر سال بقر عید اور محرم کے ایام میں ہندوؤں کی اس شرمناک ذہنیت کا مظاہرہ ہوتا رہتا ہے۔ آج کل کانگرسی تحریکات کا خوب چرچا ہو رہا ہے۔ فضا ہندو مسلم اتحاد کے دلفریب ترانوں سے گونج رہی ہے۔ گو ان چیزوں کی اصل حقیقت سے ہم پورے طور پر آگاہ ہیں۔ تاہم خیال تھا کہ ہندو قوم اپنے اغراض ومقاصد کی خاطر ہی اس سال مسلمانوں کو تنگ نہیں کرے گی۔ مگر افسوس ہمارا یہ خیال صحیح ثابت نہ ہوا۔ بقر عید کے روز آسام میں ہولناک فساد ہو گیا۔ اس کی تفصیلات اخبار بین اصحاب سے پوشیدہ نہ ہونگی۔ وہاں گنومانتک کے مونہا سیوتوں نے مسلمانوں کے خون سے خوب ہولی کھیلی اور بےحس مسلمانوں نے حسب معمول اس کو خاموشی سے برداشت کر لیا۔ اب تازہ خبر ہے کہ محرم کے جلوس پر ویلور (جنوبی ہند) میں فساد ہو گیا۔ حالات اس قدر نازک ہو گئے کہ پولیس کو فائر کرنے پڑے جن سے دو آدمی ہلاک اور ۲ مجروح ہوئے۔ اس فساد کی مصدقہ تفصیلات ابھی تک ہم تک نہیں پہنچیں۔ وہ خواہ کچھ ہی ہوں۔ مگر ہندوؤں کا عید اور محرم کے ایام میں ہر سال ایک وسیع سازش کے ماتحت فساد برپا کرنا ہر ایک شریف انسان کے نزدیک قابل نفرت ہے۔ اور غالباً ان کی آئندہ نسلیں بھی اپنے بزرگوں کے اس فعل پر لعنت بھیجا کریں گی۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ مسلمان بے طاقت اور غیر منظم ہیں۔ ان کا پریس کمزور ہے ان کی ہر ایک آواز صدا بصحرا ہو کے رہ جاتی ہے۔ ہندوؤں کے مظالم کو خاموشی سے برداشت کر لینا ان کی کچھ عادت سی ہو گئی ہے۔ لیکن ہندوؤں کو بھی معلوم ہونا چاہئے کہ اب زمانہ بہت ترقی کر گیا ہے۔ آج ایک گئے یا کسی درخت کی چند شاخوں کے عوض انسانوں کو زخمی اور ہلاک کر دینا اس قدر آسان نہیں ہے جس قدر کہ پہلے تھا۔ اگر ہندو سے مذہبی خدمت سمجھتے ہیں تو سمجھتے رہیں۔ لیکن تمام مہذب دنیا کے نزدیک یہ ایک فعل شیطانی ہی ہے۔ ہندو اس کے مرتکب ہونے کے بعد اپنے تئیں عالمگیر ملامت سے محفوظ نہیں رکھ سکتے۔

کانگرسی رہنما کہاں ہیں؟

شاید کہہ دیا جائے کہ ان فسادات کی وجہ سے ساری ہندو قوم کو الزام نہیں دیا جا سکتا۔ ہم اس اعتراض کو صحیح تسلیم کر لیتے۔ اگر ذمہ دار ہندو رہنما فسادی ہندوؤں کو مطعون کرتے ہوئے مظلوم مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت کا ذمہ لے لیتے۔ مگر حالات تو یہ ہیں کہ مسلمانوں پر عرصۂ حیات تنگ کیا جا رہا ہے۔ ان کے سر توڑے جا رہے ہیں۔ ان کے خون سے سنگدلی سور ما ہولی کھیل رہے ہیں۔ اور تمام ہندو لیڈر بالکل خاموش بیٹھے ہیں۔ گذشتہ آٹھ دس سال میں بیسیوں مقامات پر فسادات ہوئے۔ ہندوؤں نے مسلمانوں پر ہولناک مظالم کئے لیکن گاندھی جی سے لے کر چھوٹے

ہماری تبلیغی ڈاک

چین

سٹر یتو پینگ سے لکھتے ہیں: ۔آپ کا خط ۲۸ نومبر ۱۹۲۹ء ملا۔ خط سے پہلے آپ کا مرسلہ پیکٹ کتب پہنچ چکا تھا۔ جس میں انگریزی و چینی کتابیں تھیں جن کے لئے ہم تہ دل سے شکر گزار ہیں۔ یہاں ہم نے سکول و کالج کی ایک سوسائٹی بنائی ہے جس میں اسلام پر لیکچر دئے جاتے ہیں۔ آپ کی کتابیں بے حد مفید ہیں جن کے تراجم ہم عنقریب شائع کریں گے اور اپنے چینی رسالے کے ذریعے سے ملک میں عام طور پر پھیلا دیں گے۔ گذشتہ نمبر ہمارے رسالے کے ارسال ہیں۔ پانچ روپیہ کی حقیر رقم اشاعت اسلام کے لئے ارسال ہے۔ مہربانی کر کے سلسلۂ خط و کتابت باقاعدہ جاری رکھیں۔

برادر لی تنگ پی لکھتے ہیں: ۔گذشتہ دو سال میں لائٹ کا مطالعہ کرتا ہوں۔ لیکن میری غفلت کہ میں نے اس عرصہ میں ایک لفظ آپ کو نہ لکھا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آپ نے اسے بند کر دیا۔ میں اسے اپنے چینی مسلمان دوستوں کو مطالعہ کے لئے دیا کرتا تھا جس سے ان کے درمیان بیداری کی لہر پیدا ہو گئی ہے۔ اور اب انہوں نے بچوں کی تعلیم کے لئے مدارس کھول دیئے ہیں۔ جگہ بہ جگہ اخبارات جاری ہیں اور مسلمانوں کی بہتری کے لئے کئی سوسائٹیاں بن گئی ہیں۔ گو پرانی لکیر کے فقیر بنے ہوئے ہیں۔ مسٹر اولیری گی کی کتاب "عربی خیالات اور ان کا مقام تاریخ میں" کا چینی ترجمہ کر رہا ہوں۔ کیونکہ یہ دلچسپ کتاب ہے۔ لائٹ کے کئی مفید مضامین کے تراجم میں نے چینی اخباروں اور رسالوں میں شائع کرائے تھے۔ جن سے مسلمان نوجوانوں میں زندگی کی ایک لہر پیدا ہو گئی ہیں۔ میں اپنے آپ کو خدمت اسلام کے لئے آپ کی انجمن کے سپرد کرتا ہوں۔ جو کام آپ پسند کریں وہ مجھ سے لیں۔

جزیرہ فلپائن

برادر مصطفےٰ اصاحب لکھتے ہیں: ۔ مہربانی فرما کر اپنا انگریزی لٹریچر بھیج دیں۔ خصوصاً دعوت عمل اور نمونہ قرآن انگریزی۔ آپ یہاں کے مسلمانوں کی حالت معلوم کر کے تعجب کریں گے قریباً ۱۰ فیصدی مسلمانوں کی آبادی ہے۔ باقی عیسائی ہیں۔ اور اول الذکر میں سے بہت کم لوگ ہیں جو اپنے مذہب کی حقیقت سے باخبر ہیں۔ اور اس کی وجوہات حسب ذیل ہیں

(۱) مسلمانوں کی مذہبی کمزوری۔

(۲) کسی مبلغ کا نہ ہونا

(۳) پرانے اماموں کا احکام قرآن اور اس کے تراجم سے واقف نہ ہونا۔

تنگ کرتی ہے کہ وہ بتوں اور قبروں کو پوجتے ہیں اسی لئے عیسائی ان کے مذہب کا مضحکہ اڑاتے ہیں۔ اس لئے ضرورت ہے کہ مسلمانوں کو باخبر کرنے کے لئے ان میں آپ کا لٹریچر پھیلایا جائے۔ آپ کے لٹریچر نے نوجوان طبقے میں بیداری پیدا کر دی ہے اور ہم بڑے غور سے مسلمانوں کی بیداری میں مصروف ہیں۔ آپ کے لٹریچر نے ہماری مذہبی اور اخلاقی بیداری کے لئے بیحد مفید کام کیا ہے۔ ورنہ ممکن تھا کہ اسلام اس ملک سے مٹ جاتا۔

ایران

برادرم شاہو بروی صاحب لکھتے ہیں: ۔آپ کا خط اور کتابیں پہنچ گئیں یہ میرے لئے ازدیاد ایمان کا باعث ہوا۔ التبلیغ اور حیاۃ البشری نے میرا سینہ کھول دیا۔ اب مجھ پر وفات مسیح کی اصل حقیقت منکشف ہو گئی۔ مہربانی فرما کر وقتاً فوقتاً خط لکھتے رہا کریں۔ میں جماعت کی ترقی کے لئے پورے زور سے کوشش کر رہا ہوں۔ پانچ روپے چندہ ارسال خدمت ہے۔ میں پادریوں کی مجالس میں ہمیشہ جایا کرتا ہوں۔ اور جو اعتراضات وہ اسلام پر کرتے ہیں ان کی تردید کر دیا کرتا ہوں۔ انجمن کی مختلف تصانیف کے فارسی تراجم کرنے میں مصروف ہوں۔ اور اب پیدائش مسیح کا ترجمہ کر رہا ہوں۔

ترکی

این حسین صاحبہ لکھتی ہیں کہ: ۔ ہمارا باہمی خط و کتابت کا سلسلہ بند ہے جس کے لئے مجھے نہایت افسوس ہے۔ خصوصاً اس بات کا کہ میں اپنا وعدہ جو آپ سے دو سال ہوئے کیا تھا پورا نہ کر سکی۔ جن کتابوں کے ترکی تراجم کا میں نے وعدہ کیا تھا وہ بوجوہات چند پورا نہیں کر سکتی۔ کیونکہ اس وقت میں یورپ میں تھی۔ اور یہاں کے تغیرات سے ناواقف تھی۔ اور یہ تغیرات ایسے ہیں کہ موجودہ حالات میں کچھ کرنا خطرات کا موجب ہے۔ کیا آپ کی انجمن نے کبھی اس طرف توجہ کی ہے کہ وہ کام جو پروفیسر عبد اللہ صاحب کر رہے ہیں وہ مسلمان عورتوں سے لیا جائے۔ جو یقیناً وزاتی سے بہتر نتائج پیدا کر سکتی ہیں۔ ایک اسلامی رسالے میں اسلامی شادی کی فلاسفی کا مضمون پڑھ کر میں اس نتیجہ پر پہنچی ہوں کہ ایسا مضمون تعلیمیافتہ ترکی خاتونوں کے نزدیک سخت قابل نفرت ہے۔ بلا روک کثرت ازدواجی مسلمانوں کی موجودہ پستی کا ایک سبب ہے۔ جس نے ان کی ترقی کرنے کی قوت کو مٹا دیا ہے۔ اور عورتوں کے بارے میں جو حقوق ان پر ہیں ان سے غافل کر دیا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اپنی اولاد کے بارے ... اولاد

انسان نہیں چاہتے۔ یعنی اجڈ اور ناتعلیم یافتہ بے وقوف والدین کی اولاد دنیا میں کسی مصرف کی نہیں۔ ہمیں ایسے لڑکے اور لڑکیاں درکار ہیں جن کا زاویہ نگاہ عقل و فکر پر مبنی ہو۔ اس زمانے میں کثرت ازدواجی یہ نتائج پیدا نہیں کر سکتی۔ لیکن خدا تعالیٰ پر سچا ایمان کر سکتا ہے۔ ہم عورتیں ایسا لٹریچر بھی نہیں پڑھ سکتیں جو کثیر الازدواجی کی تائید کرے اور ہر سمجھدار لڑکی اس اسلامی مسئلہ کو زمین پر پٹک دے گی۔ آپ اسلام کی محبت تب ہی دنیا کی تعلیمیافتہ مسلمان عورتوں میں پیدا کر سکتے ہیں۔ کہ آپ ایسے مضامین سے اجتناب کریں۔ حضرت نبی کریم صلعم باخبر انسان تھے۔ اور انہوں نے سوسائٹی کی بہتری کے لئے بہت عمدہ احکام دیئے۔ ہم عورتیں اپنے معاملات کو بہتر طریق پر سلجھا سکتی ہیں۔ معلوم ہوا ہے کہ ابن سعود ملک الحجاز کی ۱۲۵ حرم ہیں۔ اس سے زیادہ دوزخ ان غریب عورتوں کے لئے کہاں ہو گی؟ دوسرا امر یہ ہے کہ اخبارات میں مسلمان عورتوں کو جنس لطیف لکھا جاتا ہم مسلمان عورتوں کے لئے ناقابل برداشت ہے۔ مقابلتاً مرد عورتوں سے زیادہ بیوقوفی کر بیٹھتے ہیں۔ اس لئے ایسے الفاظ آپ کے اخبارات رسالہ جات و لٹریچر میں نہ آنے چاہئیں۔ چند پتے بھیجتی ہوں۔ یہ خواتین آپ کا لٹریچر پڑھ کر خوش ہوں گی۔

عقل و علم کے حدود

قدیم مصری اپنے مردوں کی لاشوں کو مصالحہ دے کر ہزاروں سال تک محفوظ رکھنے کا فن جانتے تھے۔ چنانچہ دو دو تین تین ہزار برس کی پرانی لاشیں ان کے ہاں سے بکثرت نکل چکی ہیں۔ چھ سات سال ہوئے "دکاننار قوم" برطانیہ کو معلوم ہوا کہ فرعون مصر طوطنخ آمون کی لاش اب تک ایک غار میں محفوظ ہے۔ اور چونکہ یہ روایات کانوں میں پڑی ہوئی تھیں کہ فراعنہ کے ساتھ زر و جواہر کا بھی ایک بڑا ذخیرہ دفن ہوتا تھا اس لئے "دکاننار قوم" کے "لارڈ کارنارون" انجنیروں ڈاکٹروں وغیرہ کی ایک پوری پارٹی کو لے کر تحقیقات" ...... کی غرض سے اس گنج مخفی پر حملہ آور ہو گئے۔ مقبرہ کی کھدائی شروع ہوئے چند ہی ہفتے ہوئے تھے کہ لارڈ کارنارون کو ایک مچھر نے کاٹا ——— کیا عجب ہے کہ یہ مچھر اسی مچھر کی نسل سے ہو جس نے نمرود کو ہلاک کیا تھا ———

اور بہتر سے بہتر علاج و معالجہ کے باوجود لارڈ صاحب بصد حسرت و یاس اس خزانہ کو چھوڑ کر دنیا سے رخصت ہو گئے اب انگریزی اخبارات میں شائع ہوا ہے کہ اتنے عرصہ میں لارڈ صاحب کی پارٹی کے ایک دو نہیں پورے انیس اشخاص ایسے ہی غیر متوقع و ہولناک طریقوں سے (خودکشی، قتل سے ...

ہماری تبلیغی ڈاک

سوئٹزرلینڈ (یورپ)

ملک شام کے مشہور لیڈر امیر شکیب ارسلان لکھتے ہیں :-

خط آپ کا ملا جس سے کمال خوشی ہوئی - اشتغال کثیرہ کی وجہ سے جواب جلد نہ لکھ سکا - جس کے لئے معافی کا خواستگار ہوں - انگریزی کتاب موصول ہوگئی ہے جو آپ کی طرف سے ہدیہ ہے مجھے آپ کے مقاصد کا علم سب سے پہلے ینگ مسلم تحریک کے ذریعہ سے ہوا تھا - جو اشاعت اسلام کا کام آپ کر رہے ہیں میں اسے استحسان کی نظر سے دیکھتا ہوں - ہمیں یہاں سیاسی اور وطنی مشکلات کا سامنا ہے کیونکہ میں یہاں ایک تنہا شخص ہوں - جو کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھتا ہوں اور میرے نزدیک یہی ایک ذریعہ ہے جس سے ہماری تمام مشکلات حل ہو جاتی ہیں - میں شب و روز اس کام میں لگا رہتا ہوں - عربی اخبارات جو آپ کے پاس جاتے ہوں گے ان میں آپ میرے اکثر مضامین دیکھتے ہوں گے - جن میں میں مسلمانوں کو بیدار کرنے کی کوشش کرتا رہتا ہوں - ان مضامین کو مختلف ممالک کے اخبارات نقل کرتے رہتے ہیں - علاوہ ازیں اپنے خطوط میں بھی اپنے احباب کو اشاعت اسلام کی ترغیب دلاتا رہتا ہوں اور ان کی حوصلہ افزائی کرتا رہتا ہوں اور اس کام کی طرف مجھے عیسائی مشنریوں کے طرز عمل نے توجہ کرنے پر مجبور کیا ہے - جو تمام روئے زمین پر پھیلے ہوئے ہیں - اور وہ باطل کی حمایت میں بڑے تشدد سے کوشاں ہیں - لیکن ہم دین حق کی نصرت سے غفلت میں ہیں اور میرا یقین ہے کہ ان مشکلات میں ہم صبر سے منزل مقصود تک پہنچ سکتے ہیں - انہیں باتوں کو مدنظر رکھ کر میں نے اللہ تعالےٰ کی توفیق سے مصر میں ایک ینگ مسلم ایسوسی ایشن قائم کی ہے جس کے ممبر دو ہزار کے قریب ہیں - جو تمام کے تمام عالم و فاضل اور اہل الرائے ہیں - ہمیں امید نہ تھی کہ یہ انجمن اتنے تھوڑے عرصہ میں اس قدر ترقی کر جائے گی - اس کی شاخیں مصر کے علاوہ فلسطین اور شام میں بھی قائم ہوگئی ہیں - اور امید ہے کہ مستقبل میں اس کی شاندار ترقی ہوگی - میں اس انجمن کے مقاصد کو اعلیٰ بنانے میں بھی کوشاں ہوں اور اس کے کارکنوں سے میری باقاعدہ خط و کتابت ہے -

حال ہی میں وہاں سے ایک لمبا خط آیا ہے جس میں حسن مآل کی خوشخبری دی ہے - اس انجمن کے کارکنوں میں خاص انتخاص خاص طور پر قابل ذکر ہیں - ہر جمعہ کے روز لیکچروں کا باقاعدہ انتظام ہے - اور اس کا اثر سیاسی جماعت پر بہت ہو رہا ہے - جو لوگ قبل ازیں اس سے دور بھاگتے تھے اب وہ اس کے بہت قریب آتے جا رہے ہیں - [illegible]

دلی تمنا ہے کہ ہندوستان میں بھی اس انجمن کی شاخیں قائم ہو کر اتحاد و اتفاق کا سلسلہ قائم ہو جائے - اور اس میں کوئی امر مانع بھی نہیں ہے عیسائی پادریوں کے اسلام پر حملے اور بالخصوص ان کی بیت المقدس والی کانفرنس نے مسلمانوں کو جگا دیا ہے اور مصر فلسطین اور شام و عراق کے مسلمان اس خطرناک دشمن اسلام کا مقابلہ کرنے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے ہیں - اور ان کو پادریوں کی مخفی شرارتوں کا پتہ لگ گیا ہے - ہم نے بھی مشنریوں کی وسوسہ اندازیوں اور ان کی کرتوتوں سے مسلمانوں کو آگاہ کر دیا ہے - یہ کام چار سال سے برابر ہو رہا ہے - اس کے بعد ۱۹۲۹ء کی بھی کانفرنس نے وہ مضرات شائع کئے جن کا مسلمانوں کو علم تک نہ تھا - ایک مسلمان نے ان کی رپورٹوں کے تراجم عربی کے اخبار جامعہ عربیہ قدس میں شائع کر دیئے - جن کو تمام عربی اخبارات نے نقل کر کے اچھی طرح عوام تک پہنچا دیا - اور یہ امر مختلف جگہ اسلامی انجمنوں کے قیام کا سبب بن گیا - خصوصاً ینگ مسلم ایسوسی ایشن نے اس سے بہت ترقی کی - اور اس انجمن نے پادریوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا - اور ان کی شرارتوں سے مسلمانوں کو آگاہ کیا - جس پر مختلف ممالک اسلامی میں اس کے خلاف صدائے احتجاج بلند ہوئی -

مصر کی انجمن کے رئیس کا ذکر کرنا بھی ضروری ہے - یہ شخص بڑا ہی غیرت مند جرأت والا - مخلص اور ذی عزت ہے - جس کے ساتھ اس جمعیت کی ترقی کی امیدیں وابستہ ہیں -

میں نے آپ کی جماعت لاہور کے مقصد کو خوب سمجھ لیا ہے - اور وہ یہ کہ سیاسیات سے الگ رہ کر اشاعت اسلام کو اپنا نصب العین بنانا - اور جس طرح فوج ملک کے حدود کی حفاظت کرتی ہے اسی طرح جماعت احمدیہ لاہور دین کی حدود کی حفاظت کرتی ہے - اور جو کچھ آپ کر رہے ہیں اسے بھی میں نے بخوبی سمجھ لیا ہے - اور میں اسے بہت ہی اچھا خیال کرتا ہوں - سیاسیات سے دور رہنا اسلامی مبلغین میں حریت عمل پیدا کرتا ہے - گو حکمران حکومتیں ایسی انجمنوں کے متعلق سوء ظن سے کام لیتی اور ان سے ڈرتی ہیں اور اگر بالفرض آپ لوگ سیاسیات میں دخل بھی دیں تو وہ آپ کو تبلیغ اسلام کے کام سے روک سکتی ہیں - کیونکہ اکثر ممالک اسلامی انہی کے ماتحت ہیں - ینگ مسلم ایسوسی ایشن بالکل محدود ہے اور وہ بھی سیاسیات میں دخل نہیں دیتی - میں بطور آگاہی آپ کو اطلاع دیتا ہوں کہ آپ کے دشمن بہت ہیں جو آپ کے خلاف پروپیگنڈا کرتے رہتے ہیں - کہ جماعت احمدیہ لاہور سیاسی امور سے اجتناب اس وجہ سے کرتی ہے کہ [illegible] انگریزوں سے معاہدہ کیا [illegible]

پروپیگنڈا کرتے رہیں - میں ہی اکیلا شخص ہوں جو اس کو بہتان سمجھتا ہوں - جس میں سوائے حسد اور جہالت کے اور کچھ بھی نہیں - اور یہ خیال بلا تحقیق مخالف اخبارات سے لے لیا گیا ہے - آپ کے لئے بہتر ہے کہ مسلمان ممالک کے لوگوں کو اپنی جماعت کے اعتقادات اور اعمال سے پورے طور پر واقف کریں - اور اس کے بد اثر کو ان کے دلوں سے دور کریں - اور اس امر کی تصریح کریں کہ آپ کی جماعت سیاسیات میں اس لئے دخل نہیں دیتی کہ وہ انگریزوں کے سیاسی امور کا پروپیگنڈا کرتی ہے - بلکہ محض اس لئے کہ سیاسی امور میں دخل دینے سے اصل مقصد جو اشاعت اسلام ہے وہ فوت ہو جاتا ہے - یہ ضروری بات ہے کہ جو کام تقسیم عمل کی طرز پر کیا جائے وہ نہایت مفید نتائج پیدا کرتا ہے - سیاسی امور علیحدہ جماعت کے سپرد ہونے چاہئیں - اور اشاعت و تبلیغ اسلام علیحدہ جماعت کے اور ہر دو جماعتیں ایک دوسرے کے کام میں دخل اندازی نہ کریں - اسلامی تعلیم کے رو سے اشاعت اسلام ایک رکن عظیم ہے جس پر اسلامی سیاست کا دارومدار ہے - اگر اسلام پھیلا اور خصوصاً یورپ کے ملکوں میں تو وہاں سے اسلام کے ایسے مجاہد پیدا ہونگے جو مسلمانوں سے ہر قسم کے شرور کو روک لیں -

میں آپ کے خیالات مذہبی اور سیاسی کو اچھی طرح جانتا ہوں اور انشاء اللہ آپ پر جو حملے ہوتے ہیں ان کا باقاعدہ دفاع کرتا رہونگا - اور آپ کے طریق عمل کو بیان کیا کروں گا - اور جو پروپیگنڈا آپ کے خلاف کیا جا رہا ہے اسے دلائل کے ساتھ رد کیا کروں گا - بلکہ گذشتہ ایام میں بھی ایک دو دفعہ میں نے آپ کی مدافعت کی ہے اور وہ بھی صرف اس وجہ سے کہ عالم اسلامی پر جہالت کا پردہ چھایا ہوا ہے - اور مسلمانوں کو اپنے دوستوں خیر خواہوں کا علم نہیں - اس لئے میں نے ضروری سمجھا کہ تفصیل کے ساتھ آپ کی مدافعت کروں - بسا اوقات لوگ میرے بارے میں خیال کرنے لگ جاتے ہیں کہ جماعت احمدیہ لاہور میری مالی مدد کرتی ہے - جس وجہ سے میں ان کی مدافعت کرتا رہتا ہوں - بعینہ جس طرح آپ کے متعلق یہ خیال لوگوں کے دلوں میں بٹھا دیا گیا ہے - کہ جماعت احمدیہ لاہور کی انگریز اموال سے مدد کرتے ہیں - اس لئے کہ وہ انگریزوں کا سیاسی پروپیگنڈا کرتے ہیں - بسا اوقات لوگ کہتے ہیں کہ برلن مسجد انگریزوں کے روپیہ سے بنی ہے - میں ایسے معترضین کو جواب دیا کرتا ہوں کہ انگریزوں کو جرمنی میں مسجد بنانے کا کیا فائدہ اور انگریزوں جیسی قوم جو اپنے مذہب پر اس قدر پکی ہے کیونکر ایسی جماعت مسلمین کو مدد دے سکتی ہے - جو یورپ کی عیسائی اقوام کو حلقہ بگوش اسلام کر کے ان کے مذہب کو کمزور کرنے پر زور لگا رہی ہو - اس لئے ایسا اعتراض کوئی معقولیت پر مبنی

ان حالات میں دنیا کا ہر ایک خردمند شخص یہ سمجھنے پر مجبور ہے کہ یا تو تمام ہندو رہنماؤں کو فسادی ہندوؤں کے ان افعال سے پورا پورا اتفاق ہے۔ یا وہ مسلمانوں کے مذہبی حقوق، جان و مال اور عزت کو اس قدر حقیر سمجھتے ہیں کہ ان کا ہندوؤں کے ہاتھوں سے ظالمانہ طریق پر تباہ ہو جانا ان کے نزدیک بالکل معمولی بات ہے۔ اس کے علاوہ کوئی تیسری وجہ ہماری سمجھ میں بالکل نہیں آتی۔

ہم نے جو کچھ کہا ہے اگر یہ غلط ہے تو پھر تمام ہندو مسلمان کانگرسی لیڈروں کو مرد میدان بن کر اپنے گوشہ عافیت سے نکل کر شکمی سورماؤں کے ان شیطانی افعال کو روکنے کی ہر ممکن سعی کرنی چاہئے ورنہ ان کا ہندو مسلم اتحاد کا دعویٰ اور اسلامی حقوق کی حفاظت کا وعدہ کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔

کانگرس مکمل آزادی کے لئے جدوجہد کر رہی ہے۔ آزاد ہندوستان کی قسمت کے مالک یہی کانگرسی لیڈر ہوں گے۔ اگر آج یہ لوگ مظلوم مسلمانوں کی حفاظت سے اس قدر غافل ہو سکتے ہیں تو پھر مسلمانوں کا "سوراج" کے نام سے بھی بیزار ہو جانا بالکل قدرتی امر ہے۔ اگر یہ سچ ہے کہ قول و فعل کی یکسانی ہر ایک ایماندار اور با اصول شخص کے لئے لازمی ہوتی ہے تو پھر ہمیں توقع رکھنی چاہئے کہ کانگرسی لیڈروں کی مہر سکوت بہت جلد ٹوٹ جائے گی۔ اور وہ شکمی ہندوؤں کی ان نازیبا حرکات پر واضح طور پر ملامت کرتے ہوئے آئندہ کے لئے ان کے مکمل انسداد کی پوری کوشش کریں گے۔ مگر جہاں تک گذشتہ تجربات اور ہندو لیڈروں کی ذہنیت کا تعلق ہے۔ ہماری اس توقع کے پورے ہونے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔

برطانیہ عظمیٰ کی مسلم سوسائٹی لنڈن کے زیر اہتمام لیکچروں کا سلسلہ

شاہجہان مسجد ووکنگ کی تازہ ڈاک میں ہمیں ابھی اطلاع ملی ہے کہ ذیل کے تین عظیم الشان لیکچر گذشتہ ماہ مئی ۱۹۳۰ء میں مسلم سوسائٹی لنڈن کے زیر اہتمام نہایت خیر و خوبی سے منعقد ہوئے۔ جس میں سامعین کی تعداد کافی تھی۔ اور اہالیان لنڈن نے ان لیکچروں کے سننے میں بہت دلچسپی لی۔ پہلا لیکچر ۴ مئی ۱۹۳۰ء کو اتوار ۷ بجے شام ہوا۔ جس میں فاضل دہر جناب پروفیسر ہارون مصطفیٰ الیون "کرتم دو آرلئے کے درمیان کتنی دیر توقف کرو گے" کے موضوع پر دیا۔

دوسرا لیکچر ۱۱ مئی ۱۹۳۰ء کو ۷ بجے شام لنڈن مسلم پریئر ہوس میں ہوا۔ جس میں عالیجناب سر عبد القادر خاں صاحب نے جنہوں نے وسط ایشیا و جمہوریت سویٹ میں سفر کیا ہوا ہے "اہل سویٹ کے ماتحت اسلام" کے موضوع پر دلچسپ لیکچر دیا۔

تیسرا لیکچر جناب مولوی عبد المجید صاحب ایم اے امام مسجد ووکنگ نے مورخہ ۱۸ مئی ۱۹۳۰ء کو "اخلاق اسلامی" پر دیا۔

لیکچروں کا یہ سلسلہ لوگوں میں اسلام کے متعلق دلچسپی پیدا کرنیکا موجب ہو رہا ہے

خادم خواجہ عبد الغنی

سیکرٹری دی ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ لاہور عزیز منزل

شذرات

(از محمد انعام الحق)

آج کل حضرت میاں بشیر الدین محمود احمد صاحب امام جماعت قادیان سیاسیات میں بہت دلچسپی لے رہے ہیں۔ اس سے پہلے تو آپ کی سیاسی مساعی عموماً تحفظ حقوق مسلمین تک ہی محدود رہتی تھیں۔ مگر گذشتہ ہفتہ آپ نے ایک اور قدم آگے بڑھایا ہے۔ مسز سروجنی نیڈو کو دھاراسانہ کے ذخیرہ نمک پر حملہ کرنے کے جرم میں حکومت نے ۹ ماہ قید کی سزا دی تھی۔ میاں صاحب کے نزدیک یہ فیصلہ حکومت کی ایک زبردست غلطی ہے۔ چنانچہ آپ نے یہ تسلیم کرنے کے باوجود کہ "گو قانون شکنی ایک بُرا فعل ہے . . . . ان کے (مسز سروجنی نیڈو) یا کسی اور کے قانون شکنی کے ارتکاب کو میں کسی صورت میں بھی جائز نہیں سمجھتا" وائسرائے سے تنبیہ آمیز الفاظ میں مسز موصوفہ کی رہائی کا مطالبہ کیا ہے۔ میاں صاحب جیسے خالص اور کٹر مذہبی رہنما کا "بلبل ہند" کی رہائی کی کوشش کرنا ایک ایسا نادر واقعہ ہے۔ جو مختلف سیاسی اور مذہبی حلقوں میں غیر معمولی دلچسپی سے دیکھا جا رہا ہے۔ اور لوگ اس پر عجیب و غریب خیال آرائیاں کر رہے ہیں۔

اگر مولانا صدر الدین صاحب صرف کھدر کے استعمال کی ہدایت فرمائیں تاکہ ہندوستان کا کروڑوں روپیہ باہر جانے سے بچ جائے اور مسلمان بافندوں اور زمینداروں کو فائدہ پہنچے۔ تو یہ "الفضل" کے نزدیک "حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے شدید سیاسی اختلاف" ہے۔ اور میاں صاحب قانون شکنی کے حامیوں اور مرتکبوں کی رہائی کا مطالبہ کریں اور ان کی سزایابی کو حکومت کی غلطی قرار دیں تو یہ حضرت مسیح موعودؑ کے صحیح جانشین ہونے کی دلیل اور اسلام اور احمدیت کی بھاری خدمت ہے۔ قادیانی احباب اپنے جذبہ تعصب و عناد سے مجبور ہو کر ایک اصول قائم کرتے ہیں۔ اور اسی کے مطابق دوسروں کے اعمال کا جائزہ لے کر فتویٰ لگا دیتے ہیں۔ لیکن جب اپنی باری آتی ہے تو اپنے ہی وضع کردہ اصول کو یکسر فراموش کر دیا جاتا ہے۔ قادیانیوں کے نزدیک شاید یہ ایک ہنرمندی ہو۔ لیکن دنیا کا ہر ایک انصاف پسند انسان تو اس فعل کو شرافت اور ایمانداری کے خلاف ہی بتائیگا۔ مگر ہمارے قادیانی احباب کو غالباً اس کی کچھ زیادہ پروا نہیں۔

جناب خواجہ حسن نظامی صاحب نے مسلمانان ہند کے سامنے یہ تجویز پیش کی ہے کہ ۲۲ محرم کو جمعہ کے روز نماز جمعہ کے بعد علیا حضرت نواب سلطان جہاں بیگم صاحبہ سابق والیہ بھوپال کے لئے دعائے مغفرت کی جائے۔ یہ تجویز نہایت معقول ہے۔ ہمیں امید ہے کہ ہر طبقہ و خیال کے مسلمان اس پر عمل کریں گے۔ ہم اپنے ناظرین کو اس کی طرف خاص طور پر توجہ دلاتے ہیں۔ علیا حضرت مرحومہ نے مسلمان قوم کی جو شاندار خدمت کی ہے وہ کوئی راز نہیں ہے۔ تعزیت اور اظہار ہمدردی کے خطوط۔ تاریں اور جلسے وغیرہ دنیوی رسوم سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتے۔ جن میں عموماً ظاہرداری کا پہلو غالب ہوتا ہے۔ مگر اس تجویز پر عمل کر کے ہم اپنی دلی محبت، عقیدت، اسلامی اخوت اور صحیح قدردانی کا اظہار کرتے ہوئے مرحومہ کی روح کو مسرور کر سکتے ہیں۔

ملاپ مورخہ ۱۳ جون میں "چرخہ کی پوجا کا دن" کے عنوان سے مندرجہ ذیل خبر شائع ہوئی ہے:

"راجمندری ۱۹ جون۔ راجمندری کی استریوں (عورتوں) نے سوموار کو چرخا کی پوجا کا دن بڑے جوش و خروش سے منایا۔ ہزاروں استریوں نے کھدر میں ملبوس ہو کر اس تقریب میں حصہ لیا۔ چرخہ کو پھول اور پھل چڑھائے گئے۔ اور قومی گیت گائے گئے۔ اس کے بعد چرخہ کا ایک عظیم الشان جلوس نکالا گیا۔"

کانگرسی ہندو ایک طرف خدا کے وجود سے بھی انکار کر رہے ہیں۔ مذہب ان کے نزدیک ایک بیکار چیز ہے۔ دوسری طرف گاندھی کو اوتار کہا جا رہا ہے۔ چرخہ کی پوجا ہو رہی ہے۔ کانگرسی ہندوؤں کی اندھا دھند تقلید کرنے والے مسلمانوں کو اس افراط و تفریط پر ذرا ٹھنڈے دل سے غور کرنا چاہئے۔ ان میں سے بہت سوں نے اپنے ہندو دوستوں کو خوش کرنے کی خاطر وطن کو مذہب سے افضل قرار دیا۔ گاندھی کو نبی اور اوتار مانا۔ کیا اب وہ معبود حقیقی سے غافل ہونے کے بعد چرخے ایسی حقیر اشیاء کے سامنے بھی اپنا سر نیاز جھکا دیا کریں گے؟ خدا ہر مسلمان کو اس شرمناک شرک سے محفوظ رکھے۔

یہ خبر خدا اور مذہب کے منکرین کے لئے بھی اپنے اندر ایک عظیم الشان سبق رکھتی ہے۔ انسان لاکھ خدا کے وجود سے انکار کرے۔ مذہبی احکام و قوانین سے سرکش ہو جائے۔ لیکن اس کا فطرتی جذبہ عبودیت آخر اُسے کسی نہ کسی کے سامنے کسی نہ کسی بہانے سے جھکنے پر مجبور کر ہی دیتا ہے۔ اس بیسویں صدی کو روشن خیالی اور ترقی کا زمانہ کہا جاتا ہے۔ لیکن آجکل بھی آزادی کے شیدا خدا اور مذہب سے بے پروا ہونے کے بعد چرخوں کے سامنے سربسجود ہو ہی گئے۔ آزاد خیالی اور قوم پرستی کے دعویدار اخبار ان خبروں کو فخر و مباہات سے شائع کر رہے ہیں۔ مذہب کو تلانجلی دینے والے "روشن خیال" اصحاب بتا سکتے ہیں اس گمراہی کی کیا وجہ ہے؟ اور انسان کی اس اخلاقی پستی کا علاج اسلامی تعلیمات کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے؟

خلیفہ قادیان کو مباہلہ کی دعوت اور انکا انکار

"اخبار مباہلہ" خلیفہ قادیان پر ناگفتہ الزام لگاتا اور فیصلے کے لئے خلیفہ مذکور کو مباہلہ کی دعوت دیتا رہا۔ مگر خلیفہ مذکور مباہلہ کرنے سے انکاری رہے۔ آخر ۱۶ اپریل کے پرچہ "الفضل" میں خلیفہ قادیان کی ایک تقریر نقل ہوئی۔ جس میں انہوں نے یہ دعوے کیا کہ کسی فعل مستلزم سزا میں مباہلہ کرنا کسی امام یا متبع امام کا قول نہیں ہے۔ دکھائیں تو ایکسو روپیہ انعام دونگا۔ اسکے جواب میں ہمارے قابل مضمون نگار صابری صاحب بریلوی نے ایک مضمون بھیجا ہے جس میں اقوال حضرت مرزا صاحب سے استدلال کر کے دعویٰ ثابت کیا ہے ہم اقوال آئمہ سے جواز مباہلہ بتاتے ہیں۔

قال فی الجمل وقع البحث عند شیخنا العلامة الدوانی قدس اللہ سرہ۔ فی جواز المباهلة لعبد النبی صلی اللہ علیہ وسلم فکتب رسالة فی شروطها المستنبطة من الكتاب والسنة والآثار وكلام الائمة وحاصل كلامه فيها انها لا تجوز الا فی امر مهم شرعاً وقع فيه اشتباه وعناد لا يتيسر دفعه الا بالمباهلة فيشترط كونها بعد اقامة الحجة والسعی فی ازالة الشبهة وتقديم النصح والانذار وعدم نفع ذالك ومساس الضرورة اليها انتهى۔ (تفسیر فتح البیان زیر آیت ابتہال)

ترجمہ مختصر:۔ علامہ دوانی نے جواز مباہلہ میں ایک کتاب لکھی ہے اس کا ملخص یہ ہے کہ ضروری شرعی امر میں مباہلہ کرنا جائز ہے۔ جس میں شبہ اور عناد ہو۔ جو مباہلہ کے بغیر دور نہ ہو سکے۔ وغیرہ"

اس حوالہ میں "امر مہم شرعی" ایک عام جامع لفظ ہے۔ یعنی بہت بڑا ضروری کام جس پر شرعی حکم وارد ہو۔ جیسے چوری بدکاری زناکاری وغیرہ۔ قادیانی صورت نزاع میں شرائط مذکورہ سب پائی جاتی ہیں۔ سننے والوں کو خلیفہ کے حق میں اشتباہ بھی ہے۔ الزام لگانے والوں کو عناد بھی ہے۔ اشتباہ کا ثبوت اس سے زیادہ کیا چاہیئے کہ خود لاہوری

مبارکباد

احباب یہ سن کر خوش ہوں گے کہ ہمارے نوجوان دوست ڈاکٹر اللہ بخش صاحب گورنمنٹ کالج میں میڈیکل آفیسر مقرر ہوئے ہیں اور ڈاکٹر وزیر احمد صاحب نے ایم۔ بی۔ بی۔ ایس کا امتحان پاس کیا ہے۔ ہمارے یہ دونوں دوست نوجوان اور پرجوش فرزندان اسلام میں سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں ترقی کی تمام منازل طے کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور اپنی رضا کی راہوں پر چلائے۔ "پیغام صلح" اپنے ان دونوں کرم فرماؤں کو دلی مبارکباد پیش کرتے ہوئے عرض کریگا ؎

نگاہ لطف کے امیدوار ہم بھی ہیں

شذرات

(از شیخ محمد انعام الحق)

کسی باطل عقیدے کی غلطی اور نقائص کو جان لینے کے بعد بھی اس کو نہ چھوڑنا اور اس کی حمایت پر اڑے رہنا گمراہی کی بدترین صورت ہے۔ اس کی خاطر انسان کو اور بہت سے شرمناک گناہوں کا مرتکب ہونا پڑتا ہے۔ آج کل قادیانی جماعت اسی گمراہی میں مبتلا ہے۔ اس کے امام نے آج سے کچھ عرصہ پیشتر چند ذاتی اغراض کے حصول کی خاطر اپنے مریدوں کے علاوہ تمام مسلمانانِ عالم کو کافر قرار دیدیا تھا۔ یہ ایک باطل عقیدہ ہے جس کی غلطی اور نقائص قادیانیوں پر بخوبی واضح ہو چکے ہیں۔ لیکن وہ پیر پرستی میں مبتلا ہونے کی وجہ سے ابھی تک اس باطل عقیدہ کی حمایت پر اڑے ہوئے ہیں۔ اس لئے اس قسم کے گمراہوں کو جو کچھ کرنا پڑا ہے وہ سب کچھ بیچارے مجبوراً کر رہے ہیں۔ اس پیر پرست ٹولی کی گمراہی پر شیطان خوش ہو رہا ہے۔ ہدایت اور نیکی آنسو بہا رہی ہے۔

چند ماہ سے قادیانی جماعت اور اس کا امام محترم سیاسیات میں خاص دلچسپی لے رہے ہیں۔ اور ان کی طرف سے "تحفظ حقوق مسلمین" کے پرفریب نام سے نہایت مشتبہ کارروائیاں جاری ہیں۔ اس سلسلہ میں بعض نہایت عجیب و غریب باتیں معلوم ہوئیں۔ اور جستجو پر بہت سے خوفناک اور سنجیدہ انکشافات بھی ہوئے۔ اس لئے ہم نے مجبوراً میاں صاحب اور قادیانی جماعت سے مندرجہ ذیل سوال کیا:-

ا۔ جماعت قادیان اور اس کے امام محترم غیر قادیانی مسلمانوں کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں یا نہیں؟

ب۔ اگر ان کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں تو پھر "تحفظ حقوق مسلمین" کی سرگرمیوں کا کیا مطلب ہے۔ ہر ایک مسلمان کا سب سے بڑا حق اپنے تئیں مسلمان سمجھنا اور کہلانا ہے۔ دوسروں سے مسلمانوں کے نام پر حق مانگنے سے قبل کیا میاں صاحب اور جماعت قادیان ان کو یہ حق دینے کے لئے تیار ہیں؟ پہلے حصے کا جواب **"ہاں یا نہیں"** **صرف ایک لفظ** ہونا چاہئے۔ دوسرے حصے کے لئے بھی چند الفاظ یا دو تین سطریں کافی ہیں۔ زیادہ تفصیلات اور **اگر مگر** کی ضرورت نہیں۔

اس کے علاوہ قادیانیوں کا ایک نہایت خفیہ سرکلر ہمارے ہاتھ لگ گیا۔ جو ناظر امور خارجہ کی طرف سے قادیانی مقامی جماعتوں کو ارسال کیا گیا تھا۔ جس میں خاص طور پر ہدایت کی گئی ہے کہ:-

"اپنے علاقہ کی سیاسی تحریکات سے پوری طرح واقف رہنا چاہئے اور کانگرس کے اثر کے بڑھنے اور گھٹنے سے مرکز قادیان کو اطلاع دیتے رہیں۔ اگر کوئی سرکاری افسر سیاسی تحریکوں میں حصہ لیتا ہو۔ یا کانگرسی خیالات رکھتا تو اس کا بھی خیال رکھیں اور یہاں (قادیان) اطلاع دیں۔"

چونکہ سرکلر کے مندرجہ بالا الفاظ سے شبہ ہو سکتا ہے کہ قادیانی جماعت جاسوسی کے فرائض انجام دے رہی۔ اس لئے ہم نے مطالبہ کیا کہ وہ اس سرکلر کے متعلق بھی اپنی پوزیشن صاف کرے۔

اس سرکلر کی نسبت تو تمام قادیانی اور ان کا امام خاموش ہیں۔ اس خاموشی کی وجہ سے ان کے جاسوس ہونے کا شبہ قدرتی طور پر زیادہ قوی ہو گیا ہے البتہ ہمارے مندرجہ بالا سوال کا جواب معاصر "الفضل" نے مندرجہ ذیل الفاظ میں عنایت فرمایا ہے

(۱) "پیغام صلح" روز پیدائش سے ہی نت نئے ہاتھوں کا تختہ مشق بنتا چلا آیا ہے۔

(۲) آج کل اس کے "ادارہ تحریر" میں جو اصحاب شامل ہیں وہ اپنے تمام پیشروؤں سے عجیب چیز ہیں۔

(۳) مدیر شذرات کو "پیغام صلح" پر زیادہ تصرف حاصل ہے۔ اور وہ اپنی شان کے اظہار کے لئے اپنے مضامین پر اپنا نام درج کرتا ہے۔

(۴) وہ جہل مرکب ہے۔

(۵) وہ آریہ ہو گیا تھا۔ اور آریوں کے ہاں اسے اچھوت سمجھا جاتا تھا۔

(۶) وہ ہمارے پاس آکر ملازمت کا خواہاں ہوا تھا۔

(۷) وہ مرتد ہونے کی حالت میں اسلام اور بانی اسلام علیہ السلام کی شان میں گستاخیاں کرتا تھا۔

(۸) اس کے دل پر اس بد اعمالی اور بیہودگی کی وجہ سے سیاہی پھر چکی ہے۔

(۹) ہمیں اس میں رشد اور سعادت کا کوئی شائبہ نظر نہیں آیا۔

ہم ہر ایک سمجھدار اور انصاف پسند شخص سے درخواست کرتے ہیں کہ ہمارے سوال اور اس جواب کو ملاحظہ فرمانے کے بعد قادیانیوں کی شرافت، اصول پسندی اور مدیر "الفضل" کی دماغی کیفیت کے متعلق اپنی رائے کا اظہار فرمائیے۔

ارشاد ہوتا ہے کہ:-

(۱) "پیغام صلح" روز پیدائش سے ہی نت نئے ہاتھوں کا تختہ مشق بنا چلا آ رہا ہے۔

لیکن "الفضل" روز پیدائش سے ہی منشی غلام نبی صاحب کے تجربہ کار ہاتھوں میں ہے اور ان کی زندگی کے ساتھ ہی فنا ہو جائے گا۔ اور منشی صاحب کو باوجود تجربہ کاری اور کہنہ مشقی کے شرافت، متانت اور معقولیت سے ایک سطر بھی نہیں لکھنی آتی۔ البتہ ہرزہ سرائی اور دشنام طرازی میں خوب ماہر ہیں۔ اور ان کی جماعت اور امام انہی باتوں سے بہت خوش ہوتے ہیں۔

(۲) آجکل اس کے ادارہ تحریر میں جو اصحاب شامل ہیں وہ اپنے تمام پیشروؤں سے عجیب چیز ہیں۔

"پیغام صلح" کے ادارہ تحریر (مولوی عبد الحق صاحب ودیارتھی اور مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع) "عجیب چیز ہیں" یا مدیر "الفضل" اپنی دماغی خصوصیات کی وجہ سے عجائبات میں شمار ہونے کے قابل ہیں۔ اس کا فیصلہ ہمارے سوال اور "الفضل" کے جواب کو دیکھ کر دنیا خود کر سکتی ہے۔

باقی باتیں خاکسار راقم الحروف کے متعلق ہیں۔ ان الزامات کی صفائی کسی آئندہ صحبت میں پیش کر دوں گا۔ "الفضل" نے میرے متعلق لکھا ہے:-

"اگر ضرورت ہوئی تو ہم اس کے متعلق تفصیل سے کسی دوسرے وقت لکھیں گے"

خدا جانے وہ ضرورت کب پیش آئے گی۔ ہمارے سوالات اور خفیہ سرکلر کے انکشاف سے تمام قادیانی چیخ اٹھے ہیں۔ امام محترم اور ان کے مصاحبین علیحدہ پریشان ہو رہے ہیں۔ "شذرات" کے گولے پیر پرستی اور تکفیر نوازی کے قلعہ پر دھنادھن برس رہے ہیں۔ یہی تو وقت ہے کہ "الفضل" اپنے کمالات دکھلا کر حق نمک ادا کرے۔

ہم نے سوال کچھ کیا تھا۔ "الفضل" جھگڑا لے بیٹھا۔ کہ مکفرین حضرت مسیح موعود مسلمان ہیں یا کافر۔ اس کا جواب ہم ۲۷ جون کے شذرات میں عرض کر چکے ہیں۔ اور اس کے ساتھ ہی کہہ دیا تھا کہ "دائرہ تہذیب و قانون کے اندر رہ کر قادیانی جماعت ہم پر ہر ایک سوال کر سکتی ہے۔ اس کا جواب دیا جائے گا۔" "الفضل" کے تمام سوالات کا جواب اور الزامات کی صفائی ہمارے ذمہ ہے۔ چونکہ پہلے ہم نے سوال کیا تھا اس لئے ہمیں جواب بھی پہلے ملنا چاہئے۔ جب تک قادیانی اور [illegible]

ان کے سوالات کا جواب دینے پر مجبور نہیں۔ اور اپنے سوال کا جواب حاصل کرنے کا ہمیں ہر طرح سے حق حاصل ہے جس سے کوئی انصاف پسند اور عقلمند انسان انکار نہیں کر سکتا۔"

غالباً اپنی دماغی کیفیت کی وجہ سے "الفضل" نے مندرجہ بالا سطور پر غور نہیں فرمایا۔ اور مکفرین حضرت مسیح موعود کا قصہ شروع کر دیا۔ آجکل ملانوں کے زیر اثر چند مسلمان جن کی تعداد آٹے میں نمک کے برابر بھی نہ ہو گی حضرت مسیح موعود کے مکفر ہیں۔ ان سے قطع نظر کرکے باقی مسلمانوں کے متعلق "الفضل" یا اس کے امام محترم کا کیا خیال ہے۔ کیا وہ باقی مسلمانوں کو جو حضرت صاحب کے مکفر نہیں مسلمان سمجھنے کے لئے تیار ہیں۔ اس سلسلہ میں بھی ہم "الفضل" کے تمام اعتراضات کا شافی جواب عرض کریں گے۔ لیکن پہلے وہ ہمارے سوال کا جواب عنایت کرے۔ یا اقرار کرے کہ اس کے پاس بہتان طرازی۔ لا یعنی الزامی سوالات اور بے سروپا باتوں کے علاوہ اور کوئی جواب نہیں۔

آخر پر ہم پھر عرض کئے دیتے ہیں کہ ہمیں قادیانیوں کی سیاسی سرگرمیوں میں بہت سی مشکوک چیزیں نظر آئی ہیں۔ اسی وجہ سے ہم نے ان سے پوزیشن صاف کرنے کا مطالبہ کیا۔ اور بار بار سوال کا جواب طلب کر رہے ہیں۔ اس میں بغض و عناد یا ذاتی عداوت کو مطلق دخل نہیں۔ اگر قادیانی جماعت اپنی پوزیشن صاف کر دے اور اس سوال کا تسلی بخش جواب دے تو ہم اس سلسلہ میں ان کے خلاف کچھ نہیں لکھیں گے۔ لیکن ان کی خاموشی فضول اور غیر متعلق باتوں اور بہتان طرازی اس بات کا یقین دلا رہی ہے کہ ضرور کچھ دال میں کالا ہے۔ اس لئے ہم پھر ایک بار قادیانیوں کو متوجہ کرتے ہیں۔ اگر انہوں نے ہمارا مطالبہ پورا نہ کیا۔ تو ہم اس بات کا مناسب وقت پر حسب ضرورت اعلان کرنے میں حق بجانب ہوں گے۔ جس کو تادم تحریر اپنے تک ہی محدود رکھے ہوئے ہیں۔

ہم احباب سے درخواست کریں گے کہ وہ قادیانی جماعت اور ان کے امام محترم کی ہدایت کے لئے دردِ دل سے دعا کریں۔ خدا ان لوگوں کو راہ راست پر لائے۔ اور تکفیر نوازی اور عقیدہ اجرائے نبوت کے گناہ کے علاوہ اس شیوہ مکروہ سے بھی باز رکھے۔ جو مذہبی، اخلاقی، قومی، ملکی غرضکہ ہر ایک لحاظ سے بہت ہی قابل اعتراض ہے۔ آمین ثم آمین۔

نہایت ضروری اطلاع

مندرجہ ذیل نمبر کے خریدار صاحبان کا چندہ ماہ جولائی میں ختم ہوتا ہے۔ ان کو اطلاعی کارڈ بھی بھیجے گئے ہیں۔ اب اخبار کے ذریعہ سے اطلاع عرض ہے کہ ایک دو روز میں ان کے نام وی پی جاری کئے جائیں گے۔ ان کو ضرور وصول کر لیا جائے۔ اخبار کو روپے کی اشد ضرورت ہے۔

۲۱ - ۲۰ - ۱۹ - ۱۷ - ۱۶ - ۱۳ - ۱۱ - ۸ - ۵ - ۴
۱۴۸ - ۱۲۱ - ۸۵ - ۴۸ - ۴۷ - ۴۴ - ۴۰ - ۲۳ - ۲۲
۳۹۷ - ۳۶۹ - ۲۴۵ - ۲۳۹ - ۲۳۷ - ۲۳۵ - ۱۵۸
۹۳۵ - ۷۳۰ - ۵۸۷ - ۵۱۶ - ۴۶۳ - ۴۵۹ - ۴۵۷
۱۳۵۹ - ۱۳۵۰ - ۱۲۳۹ - ۱۲۳۵ - ۱۲۰۵ - ۹۴۶
۱۴۴۴ - ۱۴۴۱ - ۱۴۴۰ - ۱۴۳۹ - ۱۴۳۵ - ۱۴۳۲
۱۴۴۳ - ۱۶۴۱ - ۱۵۶۶ - ۱۵۶۱ - ۱۵۵۹ - ۱۴۴۵

خطبہ جمعہ

۲۰ ذی قعدہ سنہ ۱۳۵۴ھ

والعصر ان الانسان لفی خسر الا الذین امنوا وعملوا الصلحت وتواصوا بالحق وتواصوا بالصبر۔

اس چھوٹی سی سورت میں بڑی جامع اور حیرت انگیز تعلیم موجود ہے۔ فرمایا کہ ہر انسان گھاٹے میں ہے۔ سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لاتے ہیں اور اچھے کام کرتے ہیں۔ اور حق بات ایک دوسرے کو دیتے ہیں اور ایک دوسرے کو صبر کی تلقین کرتے ہیں۔ اگر غور کیا جائے تو ایمان اچھے عمل حق بات کا دوسروں کو پہنچانا اور صبر کی تلقین کرنا ہی انسانی کامیابی کے چار مدارج ہیں۔ یعنی پہلے انسان ایک سچی بات کو مان لیتا ہے پھر اس کے مطابق کام کرتا ہے۔ پھر حق کو اپنے تک محدود نہیں رکھتا۔ بلکہ وہ دوسروں کو بھی پہنچاتا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی دوسروں کو تلقین کرتا ہے کہ سچائی پر عمل پیرا ہونے کے لئے صبر یعنی قوت برداشت کی ضرورت ہے۔ ان چاروں کو اپنے اندر جمع کئے بغیر انسان خسران کی حالت سے نہیں نکل سکتا۔ الفاظ اور جملے نہایت مختصر ہیں مگر کس قدر معنی خیز ہیں۔ امنوا کے مقابل پر تواصو بالحق رکھ کر بتا دیا کہ مراد حق بات کا قبول کرنا ہے عملوا الصلحت کے بالمقابل تواصوا بالصبر رکھ کر بتا دیا کہ انسان میں جب تک صبر نہ ہو وہ اعمال صالحہ نہیں کر سکتا۔ صبر یا اعلیٰ درجہ کی قوت برداشت اپنے اندر پیدا کر کے ہی انسان کوئی بلند کام کر سکتا ہے یا ذلیل کرنے والی باتوں سے بچ سکتا ہے۔ اس چھوٹی سی سورت میں اس قدر جامعیت مضمون کو دیکھ کر یہ معلوم ہو سکتا ہے کہ قرآن شریف کا چیلنج فاتوا بسورۃ من مثلہ کس قدر پر از صداقت ہے۔ غرض قرآن کریم نے مختصر مگر جامع پیرایہ میں انسان کو سمجھایا ہے گھاٹے میں نہ جاؤ۔ اپنا نقصان مت کرو۔

انسان کی فطرت

ہے کہ وہ گھاٹا قبول نہیں کرتا۔ اسی لئے فرمایا کہ گھاٹے اور نقصان کی طرف مت جاؤ۔ گویا اچھی باتوں کا نہ کرنا اور غفلت میں پڑے رہنا بھی گھاٹے کا موجب ہے۔ گویا فرماتا ہے کہ ہم نے تمہارے اندر اچھی طاقتیں ودیعت کی ہیں۔ اگر تم انہیں استعمال نہیں کرو گے تو تمہارا قدم گھاٹے کی طرف اٹھے گا۔ قرآن شریف میں تو یہ سورت لکھی ہوئی ہے۔ لیکن جو اہل نظر ہیں وہ اسے

قدرت کے ہر صفحہ

پر لکھا ہوا دیکھتے ہیں۔ [illegible] بھی یہی لکھا ہوا پائے گا کہ جو شخص اپنی خداداد طاقتوں سے کام نہیں لیتا وہ یقیناً نقصان کی طرف جا رہا ہے۔ وہ اسے زمین پر بھی لکھا ہوا پائے گا۔ کیونکہ انسان کی تاریخ میں کوئی ایسی قوم نہیں جو اس سورت کی صداقت کا ثبوت نہ دیتی ہو۔ جو قوم غفلت میں رہی وہ ہمیشہ گھاٹے میں رہی اور آخر مٹ گئی۔ اس لئے قرآن شریف نے والعصر یعنی زمانہ کے لفظ میں تاریخ کی شہادت کی طرف توجہ دلائی ہے۔ چاہے کوئی آئندہ آنے والے واقعات کو دیکھ لے اور چاہے گذشتہ تاریخ کو دیکھ لے یہ بات سورج کی طرح روشن نظر آئے گی۔ کہ خدا کی دی ہوئی طاقتوں سے کام نہ لینا اس حقیقت پر ایمان نہ لانا یا ایمان لانے کے بعد اس پر عمل پیرا نہ ہونا انسان کے لئے خسران کا موجب ہے۔ مگر جہاں قوموں کی تاریخ اس امر پر شاہد ہے

نبی کریم صلعم کے زمانہ

کی شہادت بھی یہی ہے۔ کیونکہ اس تھوڑے سے زمانہ کے اندر ایسے واقعات جمع ہو گئے جو بڑی بڑی لمبی تاریخوں میں نہیں ملتے۔ ایک طرف دنیا کی ساری تاریخوں کو رکھو اور دوسری طرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صرف بیس سال کی تاریخ کو تو آخر الذکر تاریخ زیادہ نتیجہ خیز اور سبق آموز ہے کہ قوت ایمانی اور قوت عمل دنیا میں کیسے کیسے انقلاب پیدا کر سکتی ہے۔ یہ قوت ایمانی اور قوت عمل ہی تھی جس نے ان انسانوں کو جو نہایت ذلیل اور پست تھے۔ رفعت و عظمت کے اعلیٰ مقام تک پہنچا کر رہبر اور ہادی بنا دیا۔ ایک وہ زمانہ تھا کہ وہ سب خوبیوں سے عاری تھے۔ ایک بیس سال کے عرصہ میں ان پر وہ وقت آیا کہ ان میں سب اچھی باتیں جمع ہو گئیں۔ ان کی روحانیت کا یہ عالم تھا کہ تارک الدنیا راہب بھی اس بلند مقام کو نہ پہنچ سکے جو دنیا میں رہ کر اور دنیا کے کام کو سرانجام دیتے ہوئے انہیں مل گیا۔ ایک ہی مثال لے لیں۔ - - - - - -

- - - حضرت عمرؓ کی حیثیت پر نظر ڈالئے۔ ایک طرف وہ عظیم الشان فاتح ہیں جن کے سامنے دنیا کی طاقتور سلطنتیں پاش پاش ہو گئیں۔ اس جلیل القدر مرتبہ کے باوجود وہ ملکی نظم ونسق کے علاوہ مظلوموں کی دادرسی غربا کی خبرگیری اور رعایا کی بہبودی سے غافل نہ تھے۔ مگر اس کے ساتھ آپ کی زہد و تقویٰ اس قدر زبردست تھی کہ جب آپ منبر پر خطبہ دے رہے تھے تو آپ نے دفعتہً آواز بلند کہا۔ کہ مسلمانو! پہاڑ کی طرف ہٹ جاؤ۔ حاضرین کے استفسار پر آپ نے فرمایا کہ آپ نے مسلمانوں کے لشکر کو اس وقت دشمن سے برسر جنگ سے خطرہ میں دیکھ کر انہیں ہدایت کی کہ پہاڑ کی طرف ہٹ جائیں۔ یہ آواز ایک برقی پیغام کی طرح اسی وقت اسلامی لشکر میں پہنچ جاتی ہے اور اس کا تعمیل اسی کے مطابق عمل پیرا ہوتا ہے۔ تنہا سوچنے اور غور کرنے والوں کے لئے یہ ایک حیرت انگیز بات نہیں ہے کہ ایک ہی شخصیت میں جسمانی ترقی اور روحانی ترقی کے اوصاف بدرجہ کمال پائے جاتے ہیں۔ ایک ہی انسان میں بظاہر دو متضاد اوصاف کا جمع ہونا بہت مشکل ہے۔ ایک طرف دنیاوی معاملات میں پورا انہماک دکھانا اور دوسری طرف تقویٰ کا اس درجہ پر پہنچا ہوا ہونا ایک ایسا کمال ہے جس سے بڑے بڑے زاہد محروم ہیں۔ اسلام فرزندان توحید سے یہی چاہتا ہے کہ وہ اپنے اندر روحانی اور جسمانی کمالات پیدا کریں۔ یہاں ہمارے دوستوں نے

چند کام

گذشتہ رمضان سے پہلے یا اس مہینے میں اپنے ذمہ لئے تھے۔ میں ان کاموں کو سرانجام دینے کی طرف اپنے احباب کی توجہ نہیں دیکھتا۔ مگر یا ان میں اپنے ان دوستوں سے مایوس نہیں ہوں بشرطیکہ انہیں یاد ہو کہ یہ فرائض انہوں نے اپنے ذمہ لئے تھے۔ اور وہ انہیں انجام دینے کا پورا ارادہ رکھتے ہیں۔ ایک دفعہ ہمارے ایک دوست نے کسی انگریز پروفیسر سے کتاب مانگی۔ لینے والے نے پوچھا کہ میں اس کتاب کو اپنے پاس کب تک رکھ سکتا ہوں اس نے جواب دیا جب تک کہ آپ یہ بھول جائیں کہ کتاب میری ہے۔ میں نے یہ واقعہ آپ کو اس لئے نہیں سنایا کہ لوگ میری کتابوں کو لے کر بھول جاتے ہیں مگر یاد رکھئے بھول جانا بجائے خود

ایک بڑی بیماری

ہے ولا تکونوا کالذین نسوا اللہ فانسٰھم انفسھم جو شخص خدا کو بھولتا ہے۔ خدا اسے دنیا آپ بھلوا دیتا ہے۔ فذوقوا بما نسیتم لقاء یومکم ھذا انا نسینٰکم جب تم نے اس دن کی ملاقات کو بھلا دیا۔ تو ہم بھی تمہیں بھلا دیں گے۔ اس لئے جن احباب نے وہ کام اپنے ذمے لئے تھے وہ ان کو بھول نہ جائیں۔ اپنی ذمہ داری کو بھول جانا بہت خطرناک غلطی ہے۔ مجھے خوشی ہے کہ ان میں سے ایک دوست پنڈت تاؤ بخش نے اپنی ذمہ داری کو خوب محسوس کیا ہے اور وہ مردانہ وار اپنے کام کو انجام دے رہے ہیں۔ ان کا کام تھا نماز کے لئے احباب کو جگانا۔ وہ خوب تندہی سے اس کام کو کرتے ہیں۔ مسجد میں رونق ہوتی ہے۔ گو مجھے افسوس سے یہ بھی کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے بعض احباب کے دلوں میں

نماز کی اہمیت

کا وہ احساس نہیں جو ہونا چاہئے۔ آج اس مادہ پرستی اور دہریت کے زمانہ میں بعض لوگ تو یہ کہہ دیتے ہیں کہ نمازیوں کی نماز سے کیا ہوتا ہے۔ نہ ان کے اخلاق ٹھیک ہیں نہ ان کی دنیا درست ہے۔ چلو اس کا ہمیشہ کے لئے فیصلہ کر دو یعنی اس سے کوئی سروکار نہ رکھو۔ یہ خیالات آج کل تعلیم یافتہ طبقہ میں بالخصوص بہت ہیں۔ مگر یہ کوتاہ نظری ہے۔ یہ ویسی ہی بات ہے جیسا کوئی شخص بڑے کالج یا یونیورسٹی سے اچھے طالب علم نکلتے نہ دیکھے تو کہہ دے اس عمارت کو ہی گرا دینا چاہئے۔ اگر کسی تعلیم گاہ سے لائق انسان پیدا نہیں ہوتے تو ضرورت اس بات کی ہے کہ ان نقصوں کو دور کیا جائے جو پڑھنے یا پڑھانے والوں میں ہیں۔ اس تعلیم گاہ کو برباد کر دینا کوئی عقلمندی کا کام نہیں۔ نماز تو انسان کے اخلاق کو بلند کرنے اور اس کے اندر پاکیزہ جذبات پیدا کرنے کا ایک ذریعہ ہے اگر ایسا نہیں ہوتا تو نماز کو جواب نہیں دینا چاہئے۔ بلکہ جو نقص پڑھنے یا پڑھانے والوں میں ہیں انہیں دور کرنا چاہئے۔ نماز کے متعلق

سب سے زبردست شہادت

نبی کریم صلعم کی ہے۔ جب تک دنیا میں یہ شہادت موجود ہے اور پھر صحابہ کے عمل کی مثال ہمارے سامنے ہے نماز کی اہمیت کبھی کم نہیں ہو گی۔ [illegible] جس کی بدولت مسلمانوں میں قوت عمل۔ کیریکٹر (سیرت) اخلاق اور باطنی اوصاف پیدا ہوتے ہیں۔ یاد رکھو کہ دنیا کی بلند سے بلند عمارت

کیریکٹر کی عمارت

سے بلند نہیں ہو سکتی۔ انسان دنیا میں بڑی بڑی عمارتیں بناتا ہے مگر کوئی عمارت اس بلند روحانی عمارت کا مقابلہ نہیں کر سکتی جو انسان اپنے اندر بناتا ہو۔ [illegible] اور قول کا بنا ہوا اخلاق بنا ہوا ایک پہاڑ جسے تا ناس پہاڑ کی بنیاد کو قائم رکھتی ہے کسی شخص کا مرتبہ اس کی جائیداد اور عمارت سے بلند نہیں ہوتا۔ بلکہ اس کے اخلاق کی تعمیر سے بلند ہوتا ہے یہی تعلیم قرآن کریم کی ہے۔ ان اکرمکم عند اللہ اتقٰکم اور یہی دنیا کی شہادت ہے۔ یاد رکھو کہ باطنی قوت ہی تمہارے ساتھ جائے گی۔ بیرونی چیزیں تمہارے کام نہیں آئیں گی۔ اندرونی کیریکٹر

جائیداد سے زیادہ قیمتی اور کارآمد

چیز ہے۔ اگر تم نے عمارت اپنے اندر نہیں بنائی۔ تو پھر ان الانسان لفی خسر کے مصداق ہو یعنی تمہارا قدم گھاٹے کی طرف ہے۔ نماز یہ کیریکٹر بناتی ہے۔ دنیا میں ایک وہ لوگ ہیں جن کے اندر ذلیل خواہشات پیدا ہوتی ہیں۔ کسی کا مال چرا لیا۔ رشوت لی۔ دوسروں کی بہو بیٹیوں پر بدنظری کی کسی کو نقصان پہنچایا۔ اور ایک وہ لوگ ہیں جن کے اندر بلند خواہشات پیدا ہوتی ہیں۔ کسی مصیبت زدہ کے کام آنا۔ کسی محتاج کی امداد کرنا۔ اپنی اغراض کو مقدم نہ کرنا بلکہ دوسروں کے کام آنا۔ یہی وہ خواہشات اور جذبات ہیں جو نماز پیدا کر سکتی ہے بشرطیکہ انسان اپنے اندر اسی حالت کے پیدا کرنے کی کوشش کرے۔ نماز کا خلاصہ کیا ہے۔ سورہ فاتحہ جو بار بار پڑھی جاتی ہے۔ سورہ فاتحہ کیا ہے ایک دعا ہے۔ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم ہم کو ان لوگوں کے رستے پر چلا جن پر تو نے انعام کیا۔ وہ وہی لوگ ہیں جو بے نفسی سے مخلوق خدا کی خدمت کرتے ہیں۔ ان کی راہ پر چلنے کی آرزو درحقیقت اپنے اندر وہی خوبیاں پیدا ہونے کی تڑپ ہے

تنہائی اور یکسوئی

کی حالت میں خدا کے سامنے کھڑا ہو کر آرزو کرنا کہ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم ایک ایسا علاج ہے جس سے ناپاک اور فاسد خیالات قطعی طور پر زائل ہو جاتے ہیں۔ اور انسان کے اندر وہ جذبات عالیہ پیدا ہو سکتے ہیں جن کی وجہ سے وہ شرف انسانیت کو حاصل کر سکتا ہے۔ پس ہماری جماعت کو نماز کے ذریعہ اپنے عمل میں دکھا کر لوگوں کو اس طرف بلانا چاہئے۔

اخباری دیانت

ہندوستان میں جو اخبارات انگریزوں کے ہاتھ میں ہیں ان میں ایک مشہور روزنامہ کلکتہ کا انگلشمین تھا۔ جو مدتوں آب و تاب سے جاری رہنے کے بعد اب بجائے روزنامہ کے ہفتہ وار ہو گیا۔ ادھر چند سال ہوئے یہ روزنامہ آزاد و خود مختار نہ تھا۔ بلکہ کلکتہ ہی کے ایک دوسرے اور مشہور تر روزنامے کے ہاتھ فروخت ہو چکا تھا۔ لیکن باوجود اس کے اس کے کالموں میں "سٹیٹسمین" سے جنگ و جدال جاری رہتی تھی۔ اب بمبئی کے مشہور و معروف روزنامہ "ٹائمس آف انڈیا" اس کے تعزیتی نوٹ میں لکھتا ہے۔

(۲۶ مارچ سنہ ۳۶ء)

چند سال اُدھرسے وہ عملاً "سٹیٹسمین" کی ماتحتی میں آگیا تھا۔ مگر بیرونی دنیا کے لئے یہ دونوں اخبارات اب بھی ایکدوسرے کے حریف تھے اور جو اندرونی راز سے بے خبر تھے۔ وہ یہ دیکھ دیکھ کر لطف اٹھایا کرتے تھے۔ کہ ایڈیٹوریل کالموں میں ایک دوسرے کے خلاف اب بھی گالم گلوچ جاری ہے۔

یہ شہادت "ٹائمس آف انڈیا" کی ہے کسی کالے آدمی کی نہیں۔ چند سال ہو ایک معزز دوست سے پنجاب کے ایک بہت مشہور نامور شخص نے فرمایا تھا کہ لاہور کے جو دو مسلمان روزنامے ایک دوسرے کے خلاف بیزار نہ زہر اگلا کرتے ہیں یہ آپس کی سازش سے ہے۔ دونوں پہلے باہم صلاح کر لیتے ہیں کہ فلاں مسئلہ کی حمایت ایک اخبار کرے گا اور مخالفت دوسرا تاکہ دونوں نفع میں رہیں اور کسی صورت میں ہاتھ سے جانے نہ پائے۔ اس وقت یہ روایت سن کر دل کو ندامت محسوس ہوئی تھی۔ اور یہ مصرعہ کسی طرح یاد نہ پڑا تھا۔

ہر فتنہ کہ می خیزد از کعبہ تو می خیزد

یہ علم آج ہوا کہ اس فن کے بھی اُستاد "آنجناب" ہی ہیں۔ ہمارے دیسی اخبار نویسوں کی حیثیت اس باب میں بھی شاگردوں سے زیادہ نہیں۔ جب اسٹیٹسمین اور انگلشمین جیسے متمول اور کہنہ مشق پرچوں کا یہ حال ہو تو اردو کے غریب

شذرات

(از جناب مولوی عبدالحق صاحب)

پادری ڈین انجی ڈین آف سینٹ پال بھی بڑے مزے کے پادری ہیں۔ آپ کو جو کچھ سوجھتی ہے عیسائیت کی تخریب کی ہی سوجھتی ہے۔ حال ہی میں آپ نے عورتوں اور مردوں کے لئے برہنہ غسل کا فتویٰ دیا ہے۔ پیغام صلح ولایت کے اخبار نے اس کو نقل کیا ہے آپ فرماتے ہیں کہ

"ہمیں ہوا اور روشنی کے استعمال کرنے میں یورپ کے تمام ممالک سے پیچھے رہ جانے کا خطرہ ہے۔ ہماری آب و ہوا کا بھی اس میں کچھ دخل ہے۔ مگر اس کی اصل علت یہ ہے کہ ہم نے ابھی تک یہ بھی نہیں سیکھا کہ ایک لطیف مزاج آدمی انسانی جسم سے شرم نہیں کرتا کیونکہ خدا نے اس کو عُریاں پیدا کیا ہے۔"

پہلے ہمارا خیال تھا کہ سمندر کے کنارے جو انگریز جماعتوں کے برہنہ غسل ہوتے ہیں ان کا عیسائی مذہب سے کوئی تعلق نہیں۔ مگر اب معلوم ہوا کہ عیسائی پادری ان ہنگاموں میں پیش پیش ہیں۔

حال ہی میں پادریوں کی ایک کانفرنس آکسفورڈ میں ہوئی ہے کہ جس میں پادری ڈگلس وائٹ نے شادی بیاہ کے موجودہ عیسائی قوانین میں ترمیم کرنے کا مطالبہ کیا ہے۔ اور اس امر پر بہت زور دیا ہے کہ عیسائیت کے یہ قوانین موجودہ ضروریات کے لئے نہایت ناموافق ہیں۔ مگر دوسری طرف۔ روشن خیال پروٹسٹنٹ اس کوشش میں ہیں کہ عیسائی تعلیم کو جڑ سے ہی اُڑا دیا جائے۔ کیونکہ اب حالات بالکل ہی بدل گئے ہیں۔ اور عیسائیت ان کے موافق نہیں رہی۔ مگر رومن کیتھولک عیسائی شریعت میں ایک شوشہ کی تبدیلی کرنے کے بھی خلاف ہیں چنانچہ آسٹریا جو رومن کیتھولک ملک ہے۔ وہاں سختی کے ساتھ عیسائی قانون پر عمل ہوتا ہے۔ اور اسی لئے وہ ناجائز اولاد کے پیدا کرنے میں سب سے بڑھا ہوا ہے۔ اور یہ طلاق وغیرہ کے قانون کی سختی کا ثمرہ ہے کہ جسے عیسائیت نے پیدا کیا ہے۔

پادری ڈین انجی اس پر بھی بولنے سے نہ رہے۔ چنانچہ آپ نے نیوکاسل کی منعقدہ کانفرنس میں ایک انوکھی تجویز پیش کی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ نکاح دو طرح کے ہونے چاہئیں۔ ایک تو گرجے کے اندر کہ جو نا قابل تنسیخ ہوں اور دوسرے گرجے کے باہر کہ جو منسوخ ہو سکیں۔ پادری صاحب کو یہ مشکل اس لئے پیش آئی ہے کہ لوگوں کی عام رو عیسائی قانون کے خلاف ہے۔ ایک طرف تو پادری صاحب کو عیسائی مذہب کی رعایت منظور ہے مگر دوسری طرف رجحان عامہ کو بھی دبایا نہیں جا سکتا۔ اس پر ڈیلی ہیرلڈ کے ایڈیٹر صاحب لکھتے ہیں۔ کہ ہر شخص جب شادی کرے گا تو اس کی پہلی نیت یہی ہوگی کہ نکاح فسخ نہ ہو۔ اور وہ گرجے کے اندر نکاح کو پسند کرے گا۔ مگر کچھ عرصہ کے بعد اختلافات شروع ہو جاتے ہیں کہ جن کا نکاح کے وقوع کے وقت خیال بھی نہیں ہوتا۔ بلاشبہ اختلافات کو دور کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ پر اگر وہ دور نہ ہو سکیں تو اس کا علاج سوائے طلاق کے اور کچھ نہیں ہو سکتا۔ ڈین انجی نے علاج تو سوچا۔ مگر اس پر مزید غور اور فکر کی ضرورت ہے۔ گرجے کے اندر کے نکاحوں کے لئے بھی طلاق کی کوئی صورت ہونی چاہئے۔ تاکہ زناکاری اور باقی مصائب کا علاج ہو سکے۔"

عیسائیت کو اپنے اس تصور پر بہت ناز ہے کہ "خدا محبت ہے" شریف بھولی بھالی بیبیاں تو اس تصور پر عاشق ہیں۔ غیر مذاہب کے بالمقابل ان کو عیسائیت کی سب سے بڑی خوبی یہی نظر آتی ہے۔ اس تصور کا نٹشے مشہور دہریہ یوں مذاق اڑاتا ہے،

"اے بدنصیب آدم کے بیٹے! تو کیوں رو رہا ہے؟ تجھے بتایا گیا ہے کہ تو وحشی ہے۔ تو ظالم ہے۔ خونخوار ہے۔ تو نے اپنے بھائی کا گلا کاٹ ڈالا۔ اور اس کے گھر میں آگ لگا دی۔ تو گمراہ ہے تجھے تیرے ازلی دشمن شیطان نے ورغلایا ہے۔"

تجھے سکھایا گیا ہے کہ تو عشق کے لئے پیدا ہوا۔ تیری زندگی اُنس ہے۔ تیرا مقصود محبت ہے۔ تیرا رہنما خدا ہے۔" یہ تیرا استاد کوئی فہمی تھا۔ یا اس کی ماں ہی ماں تھی۔ باپ کوئی تھا ہی نہیں؟

تجھے شیطان نے ورغلایا؟ خوب! اس تیز داڑھوں والے شیر کو کس نے ورغلایا کہ سیاہ آنکھوں والی ہرنی کے بچے کا گلا دبوچے؟

تجھے شیطان نے ورغلایا؟ خوب! اس تیز پنجوں والے شاہین کو کس نے ورغلایا کہ کبوتر کا گلا چیرے۔

تو عشق کے لئے پیدا ہوا؟ تیری زندگی اُنس ہے؟ تیرا مقصود محبت ہے؟ جھوٹ محبت صرف اس لئے پیدا کی گئی کہ تو اپنے بھائی کا گلا کاٹ سکے۔ محبت صرف اس لئے پیدا کی گئی کہ شیر ہرنی کو پھاڑ سکے۔ تیری ماں کو تیرے بھائی سے محبت تھی اس کا کیا حشر ہوا؟ ہرنی کو اپنے بچے سے محبت تھی اس کا کیا حال ہے؟

محبت؟ محبت وحشت ہے! محبت ظلم ہے!! محبت خونخواری ہے۔ اور خدا؟ آہ۔ یہ شیطان سے پوچھو۔

عیسائیوں کے اس بڑھے ہوئے جوشِ محبت نے بالآخر بائیبل کی ایک آیت پر زد ماری۔ ماہ مئی کے سنڈے اکسپرس میں خروج باب ۲۰ آیت ۵ کے متعلق ایک نئی تحقیقات کا ذکر کیا گیا ہے۔ یہ تحقیقات واشنگٹن کے ایک دینی طالب علم بنجمن ڈانیتھ نے کی ہے۔ آیت مذکورہ میں لکھا ہے

"کیونکہ میں خداوند تیرا غیور خدا ہوں۔ اور باپ دادوں کی بدکاریاں ان کی اولاد پر جو مجھ سے عداوت رکھتے ہیں تیسری اور چوتھی پشت تک پہنچاتا ہوں۔"

مسٹر ڈانیتھ کو کارڈینل گیکوسیٹ نے جو بائیبل کے ترجمہ کی اصلاح کے صدر تھے۔ دو سال ہوئے بلایا تھا۔ ڈانیتھ نے کئی گھنٹوں کی مسلسل بحث کے بعد ثابت کر دیا کہ "انتقام اور غضب کا خدا" ایک غلط عبارت ہے۔ آپ نے اس آیت کا ترجمہ یوں کر کے دکھایا ہے کہ

"کیونکہ میں خداوند تیرا خدا رحم اور محبت کا خدا ہوں۔ اور تیسری اور چوتھی پشت تک باپ دادوں کے گناہوں کو ان کی اولاد کے گناہوں کی سزا دہی کے وقت ملحوظ رکھتا ہوں" (یعنی ان کی سزا میں تخفیف کر دیتا ہوں)

مسٹر ڈانیتھ کا خیال ہے کہ ترجمہ میں غلطی ۲۵۰ قبل مسیح میں ہوئی تھی جبکہ ستر یہودی علماء نے عہد عتیق کا ترجمہ عبرانی سے یونانی میں کیا۔

مسٹر ڈانیتھ کے ترجمہ پر سنڈے اکسپرس کے ایڈیٹر نے خوشی کا اظہار کیا ہے۔ کیونکہ یہ ترجمہ عیسائی تصورِ الٰہی کے مطابق ہے۔ لیکن اس امر پر رومن کیتھولک پادری ووڈلاک لکھتا ہے کہ

"میری سمجھ میں تو یہ بات آتی نہیں کہ کلیسا ابتدائی کے علماء بائیبل کے احکام شرعی کو بہت زیادہ اہمیت دیتے آئے ہیں۔ پس کس طرح ممکن تھا کہ ایسی خطرناک غلطی سینکڑوں کیتھولک اور پروٹسٹنٹ علماء کی نگاہ و دوربین سے پوشیدہ رہتی اور ایسے علماء نے ایسی فاش اور عظیم غلطی کو محسوس نہ کیا؟"

تعجب ہے کہ کس طرح یہ لوگ اپنے موجودہ خیالات کے مطابق بائیبل کی مرمت کرتے رہتے ہیں۔ اور پھر پادری عبدالحق مزے سے کہہ دیں گے کہ بائیبل میں تحریف نہیں ہوئی۔ صرف تصحیح ہوئی ہے۔

دمشق میں مشرقی خواتین کی اہم کانفرنس

چند روز ہوئے کہ دمشق میں مشرقی خواتین کی ایک کانفرنس منعقد ہوئی جس میں تقریباً تمام اسلامی ممالک کی نمائندہ خواتین نے شرکت کی۔ ایک ہفتہ کی بحث و تمحیص کے بعد حسب ذیل تجاویز منظور کی گئیں۔

(۱) پردہ یکسر اٹھا دیا جائے** (۲) لڑکے اور لڑکی کو نکاح سے قبل ایک دوسرے کو دیکھنے کی اجازت دی جائے۔ (۳) مہر کی رقم زیادہ نہ ہو۔ (۴) طلاق کے ساتھ عورتوں کا حق خلع بھی تسلیم کیا جائے۔ (۵) شادی کے لئے قانونی عمر کم از کم اٹھارہ سال مقرر کی جائے۔ (۶) لڑکوں اور لڑکیوں کی ابتدائی تعلیم جبری کر دی جائے (۷) ۱۴ سال سے کم عمر کے بچے ملازم نہ رکھے جائیں (۸) عربی تہذیب و تمدن اور عربی صنعت کو فروغ دیا جائے۔ بہت پر زور تقریریں ہوئیں۔ ایک مقررہ نے فرمایا کہ ہمیں مردوں کے دلوں سے [illegible] لونڈی ہے

** پردہ کی تنسیخ پر گرما گرم مباحثہ ہوا۔ لیکن کثرت رائے سے یہ قرارداد بھی منظور ہو گئی۔

مغربی تعلیم ہندوستان میں

(از میاں تصدق حسین صاحب خالد ایم۔ اے، پی۔ ایچ۔ ڈی، پی۔ سی۔ ایس ڈیرہ اسماعیل خان)

ہندوستان میں مشرق اور مغرب کا حقیقی معنوں میں ۱۸۵۷ء کے بعد ملاپ ہوا جب مغربی خیالات مغربی تعلیم، مغربی تمدن اور مغربی تہذیب مشرق میں کارگر ہونے لگے۔ مشرق فطرتاً مذہب پرست ہے۔ اور بالخصوص ہندوستان۔ جہاں تعدد مذاہب کے باعث اعتقادات طبیعتوں پر راسخ ہو چکے ہیں۔ لیکن سائنس جہاں جانا ہے عقل کو اپنا تابع بنا لیتا ہے۔ اور جب تک کسی چیز کا مشاہدہ نہ کرے اس پر یقین نہیں آتا۔ اس کے خلاف مذہب کا تمام تر انحصار ایمان بالغیب پر ہے۔ اور قرآن مجید صاف صاف یؤمنون بالغیب کی تعلیم دیتا ہے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ہندوستان میں بھی مادیین اور عقلیین کا آغاز ہو گیا۔ عقلیات کا تعلق دماغ سے ہے۔ اور مذہب کا دل یعنی جذبات سے۔ عقلیات کے نزدیک جذبات کی کچھ وقعت نہیں۔ اس کا لازمی نتیجہ مذہب اور سائنس کا تصادم اور پرزور تصادم تھا۔ جس سے بعض ایسے اشخاص پیدا ہو گئے۔ جو عقل پرستی کے زعم میں مذہب اور مذہبیات کا تمسخر اُڑانے لگے۔ لیکن جہاں تک ہمارا خیال ہے ہندوستان کی موجودہ مذہبی زندگی کا راز اسی تصادم میں ہے۔"

اس عصر میں ہندوستان کی مذہبی حالت

۱۸۵۷ء بلکہ اس کے پیشتر سے لے کر ۱۸۷۵ء تک جو حالت مذہب کی ہندوستان میں تھی اس کی حقیقت تاریخ کے کسی طالب علم سے مخفی نہیں۔ اور خود ہماری ادبیات میں اس کی عبرتناک حالت کے کئی مرقعے ملیں گے۔ لوگوں کی طبیعتیں بالکل مذہب کی طرف مائل نہ تھیں۔ اخلاق بالکل کمزور اور کھوکھلے ہو چکے تھے۔ عوام کے نزدیک مذہب لایعنی توہمات کا مجموعہ تھا اور بس۔ یہاں تک کہ حامیانِ مذہب و علوم مذہبی کا جمہور اہلِ علم عقل و علم و مصالح و حکم اور فلسفہ و اسرار کی ضرورت سے منکر محض تھا۔ روحانی عسرت اور بے چینی متضاد اور بدلتے ہوئے خیالات اور شکوک ہر طرف آشکار تھے۔ یقین عمیق ترین غار میں پناہ گزیں تھا۔ رسوم اور رواج کی تشدد آمیز پابندیاں سوسائٹی کو جکڑے تھیں اور "آرٹ"، "تخلیق"، "تخیل"، اور "حقیقت" مفقود تھے۔

یونانی میں دیوتی مس اپالو کی زندگی کا باعث تھا۔ ہندوستان میں روحانیت کا دم قدم لا ادریت اور الحاد کا مرہون منت ہے۔ مادے نے مذہب پر حملہ کیا۔ اور وہ لوگ جن کا مذہب اوہام پرستی تھا اپنے مذہب سے ہٹ کر علیحدہ ہو گئے۔ تعلیم جدید نے مذہب کا تو کچھ نہ بگاڑا۔ البتہ توہم پرستی کا قلع قمع کر دیا۔ یہ ضرور ہے کہ مادیت کے غلیظ بادل روحانیت کے آسمان پر چھا گئے۔

اصلاح مذہب و اخلاقیات کی مساعی

یہ وقت تھا جب روحانیات کے بخ بستہ جذبوں کو جوش آیا۔ سر سید نے خطبات احمدیہ مرزا غلام احمد قادیانی نے اسلام اور براہین احمدیہ وغیرہ۔ شبلی نے علم الکلام اور مولوی نذیر احمد نے رویائے صادقہ وغیرہ سے مذہبی اور اجتماعی زندگی میں آزادی کی روح پھونکی۔ چراغ علی۔ حالی۔ آزاد۔ ذکاء اللہ اور محسن الملک نے بھی اس میں معتد بہ حصہ لیا۔ آریہ سماج کی تحریک بھی اسی زمانے کا نتیجہ ہے سوامی دیانند اور اس کے متبعین نے قدیم بت پرستی کے خلاف باقاعدہ جہاد کر کے اسلامی توحید کی تبلیغ شروع کی۔ یہ مذہبی تعلیم و تلقین احیائے دین کا باعث ہوئی۔ اور الحاد و مادہ کی ترقی کو کمزور کر دیا لیکن اس جگہ ہم نہایت زور سے کہہ دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ ہندوستان میں مادہ پرستی کو ہرگز ہرگز وہ فروغ حاصل نہیں ہوا جو اسے یورپ میں ہوا۔ اور خود یورپ کے متعلق پروفیسر ایڈورڈ بڈمد لکھتا ہے

"میرا خیال ہے کہ سائنس کی کوا زمخصوص تر وضاحت کے ساتھ عیسائیت (مذہب) کی موت ہوتی چلی جا رہی ہے۔ جرمنی میں تو اس نے ایسا ہی کیا ہے۔ اور اب وہاں کے بہترین سوچنے والے دماغ ملحد یا متشکک نہیں۔ اور ہر رنگ کے تمام عقلی خیالات میں جن سے اس نے ہمارے ملک کے بہترین دل و دماغ پر اثر کیا ہے۔ اس بات کی صریح شہادت پاتا ہوں کہ یہاں بھی عقلیات کا طوفان تھمتا چلا آتا ہے۔

شذرات

(از جناب مولوی عبدالحق صاحب ودیارتھی)

حیدرآباد دکن سے یہ مسرت بخش خبر حال ہی میں موصول ہوئی ہے کہ اعلیٰحضرت نظام کی شاہانہ توجہ سے وہاں اردو لغت کی تجویز منظور ہو گئی ہے۔ اور اس کام پر ایک ہزار روپیہ ماہوار الاؤنس مولوی عبدالحق صاحب سیکرٹری انجمن ترقی اردو کو دس سال کے لئے دیا جانا منظور ہوا ہے۔ مولوی صاحب موصوف ایک نہایت قابل بزرگ ہیں۔ اور اس وقت ہندوستان بھر میں اردو دانی کے لحاظ سے ان جیسی قابلیت کا آدمی ملنا محال ہے۔ اور ہمیں یہ بھی یقین ہے کہ وہ اس کام کو کر گزریں گے۔ لیکن موجودہ زمانہ ہنگامہ خیز ایجادات کا زمانہ کہلاتا ہے۔ یورپ کے معمل اور کارخانے اس کثرت کے ساتھ دنیا کے معلومات میں علوم جدیدہ کے شذرات کا اضافہ کر رہے ہیں کہ اس لغت کے تیار ہوتے ہوتے دنیا کہیں سے کہیں پہنچ جائے گی۔ اور کچھ تعجب نہیں کہ اس لغت کی تیاری کے فوراً بعد ہی ایک اور لغات جدیدہ کی ضرورت محسوس ہونے لگے۔ اور یہ سلسلہ لامتناہی نہیں معلوم کہاں جا کر ختم ہو۔ اگر یورپ کے نوادرات نو وارد ہی ہمارے سامنے رہتے تو شاید لغت کے بعد پے در پے ضمیموں کا سلسلہ اس لغت کو ایک حد تک مکمل کرتا رہتا۔

مگر مشکل یہ آن پڑی ہے کہ جہیں آئندہ آنے والے علوم کے سیل بے پایاں اور ان کی نئی نئی اصطلاحات ہی کو بند لگا کر قابو میں نہیں لانا۔ بلکہ گذشتہ زمانہ کی لغت کے متعلق بھی ہم طوفان در بغل نظر آ رہے ہیں۔ یورپ تو خیر یورپ ہے یہاں ہندوستان میں ہی دارالمصنفین قادیان اپنے امام محترم کی قیادت میں ہماری زبان اور لغت کے متعلق وہ وہ نوادرات عجیبہ قادیانی معمل سے رات دن برآمد کر رہے ہیں۔ کہ اگر لغت اور اس کے معانی میں قتل کشی کی یہی رفتار جاری رہی تو ہندوستانیوں کو اپنے حیوان ناطق ہونے میں بھی شبہ ہونے لگیگا۔ منطقی حضرات نے دے کر باقی تمام حیوانات پر انسان کی فضیلت کا باعث اس کا نطق ہی قرار دیا تھا۔ اور ہمیں بھی کچھ کچھ خیال گذرنے لگا تھا۔ کہ ہم لوگ جو انسان کہلاتے ہیں ایک دوسرے کو اپنا مطلب اور مفہوم سمجھا سکتے ہیں۔ بعض لوگوں نے تو اس میں یہاں تک غلو کیا کہ اپنی فصاحت اور بلاغت کے ترانے بڑی بڑی کتابوں میں ڈھالنے شروع کر دیئے اور لغت کے ضخیم ضخیم کتابے لکھ مارے۔ مگر خدا بھلا کرے دارالمصنفین قادیان کا کہ جنہوں نے علمی دنیا پر یہ احسان کیا ہے کہ انسان کو اپنی اس ایک ہی منطقی تعریف والانسان حیوان ناطق سے بھی ہٹنے لا کر حیوانات میں مساوات کا درجہ پیدا کر دیا ہے۔ اور اگر الفاظ کے معانی میں کج کشی کا سسٹم اسی تیزی سے جاری رہا تو انشاء اللہ بہت جلد ہمیں پروفیسر محمد حسین صاحب آزاد مرحوم کی طرح عالم بیخودی میں اس شعر کو بار بار دہرانے کے سوا چارہ نہ رہے گا کہ ؎

ہم وہاں ہیں جہاں سے ہم کو بھی کچھ ہماری خبر نہیں آتی

مولوی عبدالحق صاحب کو اردو لغت لکھتے ہوئے حضرت میاں صاحب کے مندرجہ ذیل نوادرات ادبیہ کو ملحوظ رکھنا چاہیئے ایسا نہ ہو کہ دس سال کی کڑی محنت پر بارگاہِ خلافت سے یہ فتویٰ صادر ہو جائے

اس دفتر بمعنی غرق مے ناب بہتر

(۱) شوریٰ کا عربی لفظ اردو کے شور بمعنی غل غپاڑے سے نکلا ہے اور اس کے اصل معنی شور یعنی غل مچانے کے ہیں۔

(۲) غلام احمد کی کوئی ترکیب نہیں۔ نہ یہ فارسی ترکیب ہے نہ عربی نہ اردو نہ پنجابی نہ انگریزی کیونکہ اگر یہ فارسی ہوتی تو غلامِ احمد ہوتی۔ عربی ہوتی تو غلامُ احمد ہوتا۔ اردو ہوتی تو احمد کا غلام ہوتا۔ انگریزی میں غلام آف احمد ہوتا۔ اور پنجابی ہوتی تو احمد دا غلام ہوتا۔ پس غلام احمد کوئی نام نہیں ہو سکتا۔ اصل نام احمد ہے اور غلام صرف خاندانی لقب ہے۔

(۳) بعض کے معنی صرف ایک کے ہوتے ہیں۔ خصوصاً جب اس کے بعد افراد کا لفظ آ جائے۔ تو اس کے معنی ایک سے زیادہ کے ہو ہی نہیں سکتے۔ مثلاً اس امت میں بعض افراد نے نبی کا نام پایا یعنی ایک نے اور صرف ایک نے نبی کا نام پایا۔

(۴) ختم کے معنی ختم کرنا۔ بند کرنا نہیں بلکہ جاری کرنا ہے۔

(۵) بعد کا حرف تحدید زمانہ کرنے میں نہایت مؤثر ہے۔ مثلاً لانبی بعدی۔ یعنی میرے فوراً بعد کوئی نبی نہیں۔

(۶) ظل اپنے اصل سے بڑھ کر ہوتا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ حضرت صاحب نہ صرف نبی بلکہ اس سے بڑھ کر ظلی نبی ہیں۔ ظل اللہ یعنی اللہ سے بھی بڑھ کر اللہ کا سایہ۔

ازیں قبیل سینکڑوں الفاظ ہماری زبان میں مروّج ہیں کہ جن کے معانی کی تہ تک صرف ہمارے میاں صاحب پہنچے ہیں۔ کیا ہی اچھا ہو کہ مولوی عبدالحق صاحب لغت اردو لکھنے سے پہلے چند سال تک حضرت خلیفۃ المسیح ثانی سے استفادہ کر لیں۔

بڑے میاں تو پھر بڑے میاں ہی ہوتے ہیں۔ مگر اس شمع خلافت سے اقتباس نور کرنے والے تو سبحان اللہ نوراً علیٰ نور ہو جاتے ہیں۔ قادیان کے تکیہ مینار کے نیچے بیٹھ کر ہمارے پرانے دوست مدیر "الفضل" نے بھی تازہ اشاعت میں ہمیں ایک نکتہ سمجھایا ہے۔ کہ فاسق کافر سے بھی بدتر ہوتا ہے۔ اے مسلمانو! دوڑیو۔ بھاگیو۔ امیر جماعت احمدیہ لاہور نے تمہیں فاسق لکھا ہے۔ یہ تمہارے مارِ آستین ہیں۔ ہم تمہارے بڑے خیرخواہ ہیں۔ یعنی تمہیں صرف کافر سمجھتے ہیں۔ تم میں سے کوئی معصوم بچہ بھی مر جائے تو اس کو صرف کافر سمجھ کر جنازہ نہیں پڑھتے۔ اور اگر کسی کا ماں باپ بھی مر جائے اور وہ حضرت مرزا صاحب نہیں بلکہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے حلقۂ ارادت میں نہ ہو۔ کافر بھی نہ کہتا ہو۔ برا بھی نہ بولتا ہو۔ تاہم وہ کافر مردود اور جہنمی ہے۔ اس کا جنازہ پڑھنا ناجائز ہے۔ کسی احمدی لڑکی کا رشتہ غیر احمدی کے ساتھ حرام در قطعی حرام ہے۔ اس لئے کہ غیر احمدی صرف کافر ہیں جنہوں نے حضرت مرزا صاحب کا نام بھی نہیں سنا۔ اور آپ کے دعوے کی آواز کان میں بھنک تک بھی نہیں پہنچی۔ وہ بھی کافر مطلق اور خارج از دائرہ اسلام ہے۔

امیر جماعت احمدیہ غیر احمدیوں کا جنازہ پڑھنا جائز سمجھتے ہیں۔ ان کے ساتھ رشتہ ناطہ کو جائز قرار دیتے ہیں۔ کسی شخص کو محض مرزا صاحب کے دعویٰ کے انکار کی وجہ سے کافر نہیں ٹھہراتے۔ تمام کلمہ گوؤں کو مسلمان سمجھتے ہیں۔ لہٰذا وہ اے مسلمانو تمہارے مارِ آستین ہیں۔ فاسق کافر سے بھی بدتر ہوتا ہے۔ مثلاً قرآن شریف میں فلا رفث ولا فسوق ولا جدال فی الحج آیا ہے۔ اور دوسری جگہ بئس الاسم الفسوق بعد الایمان فرمایا ہے۔ یہاں فسوق کے معنی معمولی گالی گلوچ نہیں۔ بلکہ شاید کفر سے بھی بدتر کوئی چیز ہوگی۔ دوسری جگہ آتا ہے وما یضل بہ الا الفاسقین اس کے معنی جناب میاں صاحب کی تفسیر میں یہی ہوں گے کہ نہیں گمراہ کرتا ہے۔ مگر ان کو جو کافروں سے بھی بدتر ہیں۔

کیا لطیف ارشاد ہوتا ہے کہ منافقوں کو فاسقون کو کہا گیا ہے اور منافق کے متعلق ان المنافقین فی الدرک الاسفل ہے منافق جہنم کے سب سے نچلے درجہ میں ہوں گے۔ وہی دہرم سَت لشو والی دلیل یعنی خلق السموات والارض بالحق۔ آسمان اور زمین حق سے بنایا حق کو سنسکرت میں ست کہتے ہیں۔ اور ست کے معنی مادہ ہیں۔ لہٰذا آسمانوں اور زمین کو مادہ سے بنایا۔ بھائی جان ان تمام آیات میں جو آپ نے پیش کی ہیں کفر اور فسق ملے ہوئے ہیں۔ کافر فاسق بھی ہوتا ہے۔ لیکن ہر فاسق کافر نہیں بلکہ معمولی گالی گلوچ پر بھی لفظ فسق کا اطلاق ہو جاتا ہے۔ اور شریعت کے کسی معمولی سے حکم کو ٹالنے پر بھی یہی لفظ استعمال ہوتا ہے۔ اور بڑے سے بڑے حکم کے ٹالنے پر بھی سباب المسلم فسوق شاید آپ نے کبھی سنا ہو۔ آپ خواہ مخواہ ... اب پڑتے ہیں۔

اگر گورنمنٹ آج ہم حکم دیدے کہ غیر احمدیوں کو کافر نہ کہو۔ - - - - - تو جناب قرآن و حدیث اور تقریبات حکم و عدل تمام طاق پر دھری رہ جائیں۔ اور حضرت میاں صاحب الناس علیٰ دین ملوکہم پر ہو الحق کے نعرے لگاتے ہوئے قبلۂ شملہ کی طرف منہ کر کے سجدہ میں گر جائیں۔

در بتکدہ رفت آں شیخ بخود شد و نشناسد
زنار ز تسبیح، تسبیح ز زنارے

ریویو

آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس علی گڑھ کی زیر سرپرستی کانفرنس گزٹ ایک پندرہ روزہ اخبار کا اجرا ہوا ہے۔ اخبار کے مقاصد تعلیمی اور اصلاحی مضامین ہیں۔ اس وقت تک دو پرچے آ چکے ہیں کاغذ لکھائی چھپائی اور مضامین بہت اچھے ہیں۔ اور مقاصد اخبار اس قدر اہم ہیں کہ مسلمانوں کو اس طرف توجہ دینی چاہئے۔

ایڈیٹر ریاست کا مکتوب بنام وائسرائے

ہز ایکسیلینسی لارڈ اروِن وائسرائے ہند

یور ایکسیلینسی یہ مقام صد درجہ قابل افسوس ہے کہ صوبہ سرحد کے حالات ابھی تک روبا صلاح نہیں ہو سکے۔ اور سرحدی قبائل اور حکومت ہند کے تعلقات میں کوئی نمایاں تغیر و ترمیم پذیر نہیں ہوا۔ جہاں تک حالات اور واقعات کا تعلق ہے جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب وائس پریزیڈنٹ میڈیکل کونسل پنجاب کے بیان سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے کہ حالات کو بہتر بنانے میں گورنمنٹ نے ہی کوتاہی کی ہے۔ اگر ارباب حکومت ذرا بھی دوراندیشی اور معاملہ فہمی سے کام لیتے تو آج ایسے حالات پیدا نہ ہوتے۔ جو حکومت کے علاوہ تمام باشندگانِ سرحد کی مشکلات کا باعث ہوتے۔ مرزا صاحب سرحد کے حالات کو بچشم غور ملاحظہ کرنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ حکومت نے امن و مصالحت کی کوئی کوشش نہیں کی بلکہ ان لوگوں کو گرفتار کر کے جنہیں حکومتِ ہند سے کوئی پرخاش یا کانگرس سے کوئی تعلق نہ تھا سرحدی قبائل میں ایک آگ لگا دی۔ میرے خیال میں اب بھی جیسا کہ مرزا صاحب نے فرمایا ہے حکومت حالات کو بہتر بنا کر امن قائم کر سکتی ہے۔ اور اس کا واحد علاج یہی ہے کہ سرحدی لوگوں کے رہنماؤں کو رہا کر دیا جائے۔ اگر یور ایکسیلینسی نے غور و تدبر سے کام لے کر اس وقت خان عبدالغفار خاں کو آزاد کر دیا تو وہ فضا کو بالکل پرامن بنا سکتے ہیں۔ اگر حکومت نے ایسا کیا تو یہ اس کی دوراندیشی کی دلیل ہوگی۔ ورنہ اس وقت جب کہ ملک میں آزادی کی لہر پوری تیز رفتاری سے بڑھی چلی جا رہی ہے سرحد کی ہنگامہ آرائی یور ایکسیلینسی کی حکومت کو ان حالات سے دوچار کر دے گی جن کا مقابلہ انتہائی مشکل ہوگا۔ اور بہت ممکن ہے یہ نبرد آزمائی صرف سرحد کے آزاد قبائل تک ہی محدود نہ رہے اور اس کی آگ ایک عظیم الشان جنگ کی بنیاد رکھ دے۔ خدانخواستہ اگر ایسا ہوا تو ہندوستان کی انگریزی حکومت تو کیا خود برطانیہ بھی اس کے صدمہ سے جانبر نہ ہو سکے گی۔ (ریاست)

(بقیہ صفحہ ۳)

— کلکتہ ۱۵ اکتوبر۔ جہاز ٹوکوماری کے ایک ملازم نیوڈاموگی کے قبضے سے ۲ ہزار روپے کی کوکین برآمد ہوئی تھی۔ عدالت نے اسے ایک سال قید بامشقت اور ایک ہزار روپیہ جرمانہ یا تین ماہ مزید قید کی سزا دی۔

— مدراس ۱۶ اکتوبر۔ معلوم ہوا ہے کہ پنڈت موتی لال نہرو کے سامنے یہ تجویز پیش کی جا رہی ہے کہ لوگوں کو مردم شماری کا ہمہ گیر مقاطعہ کرنا چاہیئے۔ اور اس سلسلہ میں ان سے جو سوالات کئے جائیں ان کا کوئی جواب نہ دیں۔

ناظرین۔ خط و کتابت کے وقت اپنے نمبر خریداری کا حوالہ ضرور دیں۔

ہندوستان میں نئی ایجاد
منیجر صاحب نے کینوس کا ڈک شو تیار کیا ہے جو چمڑے سے
بالکل مبرا ہے جس کا سول ربڑ کا ہے۔ جو ثمل ولائتی کٹ شوز
کے بنایا گیا ہے۔ اور بجائے سول چپکانے کے اندر سے سلائی
کی گئی ہے جس کی وجہ سے پانی یا تیل میں بھیگ جانے سے
سول اپنی جگہ نہیں چھوڑتا۔ سلائی اتنی مضبوط ہے کہ اگر چھ ماہ کے
اندر ٹوٹ جائے تو کمپنی دوسرا شو مفت روانہ کر دے گی۔
قیمت صرف دو روپیہ علاوہ محصول ڈاک۔ فرمائش کے ہمراہ
پیر کا ناپ آنا ضروری ہے۔ تاجروں کو خاص رعایت
پتہ:- اختر اینڈ کمپنی سینٹری روڈ لکھنؤ
وئید حکیم بننے کا آسان ذریعہ
سب جگہ سوداگروں کے یہاں فروخت ہونے والی مشہور معروف دوائیں
بال جیون گھی
پرمیہانتک گولیاں
پاچن پرچورن
کھانسانتک
طلاء اکسیر
بھوجن بہار
المشتہر:- منیجر بال جیون کاریالیہ علی گڑھ شہر (یو۔پی)
جدید مطبوعات
جدید مطبوعات
جدید مطبوعات
حمائل شریف ترجمہ اُردو مع حواشی
مترجمہ
حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب ایم اے ایل ایل بی
(۱) یہ حمائل تفسیر بیان القرآن کا خلاصہ ہے۔ بین السطور ترجمہ اور حاشیہ پر مختصر تفسیری نوٹ درج ہیں۔ ۲۰×۳۰/۱۶ سائز کے ایک ہزار صفحات پر مشتمل ہے۔
ہدیہ سفید کاغذ مجلد قسم اول ۶-۸-۰ روپے
〃 〃 〃 دوئم ۵-۸-۰ 〃
〃 〃 بے جلد ۴-۸-۰ 〃
〃 خاکی کاغذ مجلد ۴-۰-۰ 〃
(۲) حضرت ابوبکرؓ یعنی سوانح حضرت ابوبکر صدیقؓ قیمت ۵/
(۳) حضرت عمرؓ 〃 〃 عمر فاروقؓ ۶/
(۴) حضرت عثمانؓ 〃 〃 عثمان ذوالنورینؓ ۴/
(۵) حضرت علیؓ 〃 〃 علی مرتضےٰؓ ۴/
سائز ۲۰×۳۰/۱۶ ۔ کل صفحات ۳۲۴
محصول ڈاک قیمت کے علاوہ ہوگا
ملنے کا پتہ:- منیجر دار الکتب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور
www.aaiil.org

جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام سامانہ کا سالانہ جلسہ

اسلام کی فتح

آریہ سماج کو شکست فاش

۲۳، ۲۴، ۲۵ - نومبر کو احمدیہ انجمن اشاعت اسلام سامانہ ریاست پٹیالہ کا سالانہ جلسہ قرار پایا - اور ۲۱ - ۲۲ - ۲۳ نومبر کو آریہ سماج سامانہ کا جلسہ سالانہ بھی تھا - لہذا ضروری سمجھا گیا - کہ ہمارے مبلغین قبل از وقت پہنچ جائیں تاکہ آریہ سماج کے جلسہ میں شریک ہوسکیں - چنانچہ خدا کے فضل سے ۲۲ نومبر کی صبح کو جناب مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع مشہور مناظر اسلام و شیخ بشیر احمد صاحب ملی پوری مسلم مشنری تشریف لے آئے اور ہم اس قابل ہو سکے کہ آریوں کے مقابلہ میں اپنے پہلوان کو تیار رکھیں - ۲۲ نومبر کی شب کو سوامی رودرانند جی نے آریہ سماج کے پلیٹ فارم پر للکار دی - کہ میں مناظرے کے لئے تیار ہوں جس کا جی چاہے - مقابلہ میں آوے - ۲۳ نومبر کی صبح کو یہ علم جب جناب مرزا مظفر بیگ صاحب کو ہوا تو ان سے نہ رہا گیا - فوراً تمام شہر میں منادی کرا دی کہ تمام اہل اسلام دو بجے بعد دوپہر سماج مندر میں پہنچ جائیں - کہ آریوں سے مناظرہ ہوگا -

وقت مقررہ پر جوق در جوق مسلمان جمع ہونے شروع ہوگئے - اور ایک خاص شان سے سماج مندر کی طرف روانگی ہوئی - آگے آریوں کا جلسہ شروع تھا - پنڈت صاحبان سٹیج پر جلوہ افروز تھے - پنڈال میں داخل ہوتے ہی جناب مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع نے بلند آواز سے فرمایا کہ سوامی رودرانند جی کے اعلان کے مطابق ہم حاضر ہو گئے ہیں - ایک میز اور دو کرسیاں ہمیں مہیا کی جائیں - اور مناظرہ شروع کیا جائے - اس پر آریہ سماج کے پردھان لالہ شادی رام جی اور دیگر اراکین سماج شور مچانے لگ گئے کہ نہیں صاحب یہاں کوئی مناظرہ نہیں ہوگا - نہ ہم نے کوئی چیلنج دیا ہے - آپ خواہ مخواہ ہی مناظرے کے لئے چلے آئے ہیں - مرزا صاحب نے فرمایا کہ سوامی رودرانند جی نے چیلنج دیا ہے - اس چیلنج پر ہم حاضر ہوئے ہیں - یہ جواب ملا کہ ہم سوامی جی کے ذمہ دار نہیں - ہم مناظرہ نہ کرائیں گے - اور نہ اس کے لئے تیار ہیں - اس پر جناب مرزا صاحب نے فرمایا کہ پنڈتوں کی ہمت تو یہی ہے کہ چیلنج دے کر بھی راہ فرار اختیار کرتے ہیں - تو آج سے ہمارا جلسہ بھی شروع ہے - میں اس سٹیج پر تمام پنڈتوں کو للکارتا ہوں - کہ جس پنڈت صاحب کا دل چاہے ہمارے پنڈال میں آکر مناظرہ کرلے - اس للکار اور اعلان کے بعد تمام مسلمان آریہ سماج کے فرار اور گریز کی خوشی مناتے ہوئے مرزا صاحب کو لئے اپنے پنڈال میں واپس آئے - جناب مرزا صاحب نے اپنے سٹیج پر کھڑے ہو کر وید اور قرآن کے عنوان سے پورے دو گھنٹے ایک نہایت جوشیلی اور پھڑکتی ہوئی تقریر کی اور روز روشن کی طرح ثابت کر دیا کہ آج اگر کوئی زندہ اور الہامی کتاب ہے تو وہ قرآن پاک ہے - اور ویدوں کی کوئی حیثیت نہیں - کہ وہ مقابل میں آسکیں - مرزا صاحب نے بہت سی باتیں آریہ پنڈتوں کو نوٹ کرائیں - اور کہا کہ جاؤ اپنے پنڈتوں سے اس کا جواب مانگو - اور ویدوں سے تلاش کرو - یہ لیکچر بے حد مقبول ہوا - عصر کا اجلاس ختم ہونے پر جناب مولانا مولوی عبدالحق صاحب فاضل سنسکرت تشریف لائے - اور یوں خدائے عزوجل نے مسلمانان سامانہ کو ایک مشہور و معروف فاضل کے قیمتی پر از معلومات خیالات سے مستفید ہونے کا موقع دے دیا -

رات کے اجلاس میں شیخ بشیر احمد صاحب و جناب مولوی عبدالحق صاحب کا لیکچر ہوا - شیخ صاحب نے صداقت اسلام پر لیکچر دیا - اور بتایا کہ فطرت کے مطابق اگر کوئی مذہب ہے تو وہ اسلام اور صرف اسلام ہے - آپ ایک معزز نومسلم ہیں - ایک نومسلم کے منہ سے صداقت اسلام پر دلائل سننا سامانہ کی مسلم پبلک کے لئے پہلا موقعہ تھا - چنانچہ شیخ بشیر احمد صاحب کا بحیثیت ایک نومسلم کے یہاں تشریف لانا مسلمانان سامانہ کے لئے نہایت ہی مسرت کا موجب ہوا - تمام لوگ بے حد محظوظ ہوئے - اور شیخ صاحب نے نہایت کامیابی سے اپنے مضمون کو نباہا - ان کے بعد جناب مولانا عبدالحق صاحب نے اسلام کے عالمگیر ہونے پر ایک لیکچر دیا - آپ نے اپنے اس فاضلانہ لیکچر میں بہت سے واقعات و حالات حاضرہ کی بنا پر ثابت کیا کہ دنیا آج اسلام کی طرف جھکی چلی آرہی ہے - اور تمام مذاہب اسلام کے اصولوں کو لیتے چلے جا رہے ہیں - اگرچہ مولانا موصوف بوجہ سفر تھکے ہوئے تھے - تاہم تکلیف گوارا کر کے اپنے مضمون کو نہایت شرح و بسط کے ساتھ پورا کیا - جس سے پبلک بے حد متاثر ہوئی - اور اس طرح پہلے دن کی کارروائی ختم ہوئی -

دوسرے روز یعنی ۲۴ نومبر کو آریہ سماجیوں پر پیہم بوچھاڑ آخر رنگ لائی - اور نوجوان و جوشیلے آریوں نے اپنے پنڈتوں کو یہ کہہ کر کہ اگر مناظرہ نہ ہوا - تو سماج کی ناک کٹ جائے گی غیرت دلائی - آخر پریذیڈنٹ بر جان پنڈت کے مطابق پنڈتوں کو ہاں کرنی پڑی - صبح ہوتے ہی چند آریہ سماجی نوجوان ہمارے مکان پر آئے - اور کہا - اگرچہ ہم نے اپنے جلسہ میں آپ کو کوئی وقت نہیں دیا - لیکن آپ اپنے جلسہ میں

> **تمہارا سبق پڑھانے والا کون ہے**
>
> **نمبر؟ محمد رسول اللہ**
>
> **اور**
>
> **سبق کیا پڑھایا تھا**
>
> **جہاد اور انفاق**
>
> ان اللہ اشتری من المومنین انفسهم واموالهم بان لهم الجنة

ہمیں ضرور وقت دیں - ہمارے پنڈت صاحبان تیار ہیں - اس پر ہم نے انہیں بہت شرمندہ کیا - کہ خود ہی تم نے اعلان کیا تھا - لیکن جب ہم تمہارے اعلان کے مطابق سماج مندر میں پہنچے تو بد اخلاقی سے ہمیں جواب دیا گیا - مگر ہم اس طرح نہیں کریں گے - جاؤ ہمیں منظور ہے - آج دو بجے بعد دوپہر مناظرے کے لئے ہمارے جلسہ میں پنڈتوں کو لے آؤ - ہم نے آریوں سے اس فیصلہ کے بعد مناظرہ کا اعلان بذریعہ منادی کرایا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ لوگ ہزارہا کی تعداد میں جلسہ گاہ میں جمع ہو گئے - حتیٰ کہ لوگوں کے بیٹھنے کے لئے کوئی جگہ نہ رہی - جناب مولانا عبدالحق صاحب کو کرسی صدارت پیش کی گئی - میدان مناظرہ میں سوامی رودرانند کو مقابلہ میں آنے کی تو جرأت نہ ہوسکی - البتہ آریہ سماج کی طرف سے پنڈت چرنجی لال صاحب پریم کو کھڑا کیا گیا - ادھر اسلام کی طرف سے جناب مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع میدان مناظرہ میں اترے اور الہامی کتاب پر مناظرہ شروع ہوا - مرزا صاحب نے پنڈت جی کے قرآن پاک پر اعتراضات کے ٹکڑے اڑاتے ہوئے ویدوں پر وہ بوچھاڑ کی کہ الامان - الحفیظ - پنڈت چرنجی لال صاحب اس قدر بوکھلا گئے کہ حالت دیکھنے سے تعلق رکھتی تھی - نہ انہیں خود ہی کچھ سمجھ میں آتا تھا اور نہ ان کے امدادی پنڈت صاحبان ان کو کچھ مدد پہنچا سکے - جناب مرزا صاحب نے دوران مناظرہ میں ویدوں کی تحریف کا ایک ایسا بین و روشن پہلو پیش کیا کہ پبلک پھڑک اٹھی - ویدوں کے مختلف مطالب کے شائع شدہ چند نسخے میز پر رکھ دیئے - اور ان [illegible]

کہ وہ بھی قرآن پاک کے دو نسخوں میں کوئی فرق دکھائیں - یہ ایک ایسا وزنی پتھر تھا جو آخر دم تک آریہ مناظر سے نہ اٹھ سکا - اور آریہ اس قدر ذلیل ہو رہے تھے - کہ توبہ ہی بھلی - آخر یہ عظیم الشان مناظرہ پورے دو گھنٹے کے بعد اسلام کی فتح اور آریہ سماج کی شکست کا اعلان کرتا ہوا ختم ہوگیا - آریوں کے منہ پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں - اور دیگر ہندوؤں نے علی الاعلان کہنا شروع کر دیا کہ آریہ پنڈت کو مرزا صاحب کے مقابلہ میں زبردست شکست ملی - یہ آریوں کے لئے اور بھی مصیبت کا سامان تھا - تمام شہر کے مسلمانوں کو وہ مسرت حاصل ہوئی جو آج تک کبھی بھی حاصل نہ ہوئی تھی - اور یہی نظر آرہا تھا کہ آج مسلمانوں کے گھروں میں عید ہے - اکثر مسلمانوں نے بطور شکریہ مسجدوں میں جا کر نوافل ادا کئے - رات کے اجلاس میں ایک مولوی صاحب نے مرزا صاحب کی اس عظیم الشان کامیابی پر ایک پنجابی قصیدہ پڑھا - دوسرے دن ایک اور نوجوان نے تہنیت کا قصیدہ پڑھ کر مرزا صاحب کو مبارکباد پیش کی - مسلمان گلے مل مل کر کے ایک دوسرے کو مبارکباد دیتے تھے - بہت سے نیک دل اور انصاف پسند ہندوؤں نے بھی ہمیں مل کر ہماری کامیابی پر کھلے دل سے مبارکباد پیش کی حتیٰ کہ بعض نوجوان آریہ سماجی ممبروں نے بھی ہمارے پاس آکر خود اپنی شکست کا اقرار کرتے ہوئے یہ ظاہر کیا کہ پنڈت چرنجی لال صاحب واقعی مناظرہ میں عہدہ برآ نہیں ہو سکے - یہ ان کی کم واقفیت کا نتیجہ تھا - غرض سامانہ کی تاریخ میں یہ ایک عدیم المثال فتح تھی - جو خدا کے فضل سے مسلمانوں کو نصیب ہوئی -

۲۴ نومبر کی شب کو جناب مولانا مولوی عبدالحق صاحب فاضل سنسکرت کا ویدوں پر لیکچر تھا - آپ نے عالمانہ طریق پر اپنی بلند پایہ تحقیقات کو پیش کرتے ہوئے ویدوں کی تاریخ اور حقیقت کو بے نقاب کیا - اور ایسے ایسے علمی نکات پیش کئے کہ لوگ عش عش کر اٹھے -

یہ پر اثر و پر از معلومات لیکچر قریباً دو گھنٹے جاری رہا - اور لوگوں پر بہت سے ویدک سربستہ رازوں کا انکشاف ہوا -

۲۵ نومبر عصر کے اجلاس میں پہلے جناب بشیر احمد صاحب نے اتحاد بین المسلمین پر ایک پر جوش لیکچر دیا - اور اپنے درد دل کو ایسے موثر الفاظ میں پیش کیا - کہ بہت سے لوگوں کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے - ایک نومسلم کا مسلمانوں کو اتحاد کی تعلیم دینا مسلمانوں کے لئے نہایت مسرت بخش اور عبرت کا باعث تھا - جس سے جملہ اہل اسلام بے حد متاثر ہوئے - شیخ صاحب کے بعد خاکسار راقم الحروف نے بحیثیت سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام سامانہ کھڑے ہو کر کل اہل اسلام کی امداد کا شکریہ ادا کیا - اور کامیابی جلسہ پر مبارکباد پیش کرتے ہوئے متحد ہو کر کام کرنے کی ترغیب دی - ازاں بعد جناب مرزا مظفر بیگ صاحب نے دیگر آریہ سماجی اعتراضات کے جواب پر ایک فاضلانہ تقریر کی اور عام فہم الفاظ میں بہت سے قیمتی جوابات مسلمانوں کو ذہن نشین کرائے - اس تقریر پر ہمارا یہ عظیم الشان جلسہ نہایت خیر و خوبی سے ختم ہو گیا - فالحمد للہ علیٰ ذالک -

رات کو محلہ امام گڑھ میں جناب مرزا حمید بیگ صاحب پنشنر کیپٹن کی طرف سے جناب مرزا صاحب کے لیکچر کا انتظام کیا گیا تھا - شائقین وقت مقررہ پر پہنچ گئے - مرزا صاحب سے خواہش ظاہر کی گئی کہ سیرت نبی کریم صلعم پر لیکچر دیا جائے - چنانچہ جناب مرزا صاحب نے نہایت دردناک پیرایہ میں ایک گھنٹہ تک حضور صلعم کے حالات پیش کئے - اور مسلمانوں کو کام کرنے پر ابھارا -

خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے محض اپنے افضال و اکرام سے ہماری ناچیز مساعی کو نوازا - اور ہمارے جلسہ کو ہر پہلو سے رونق اور کامیابی بخشی - تمام مسلمانان سامانہ نے متفقہ طریق پر ہمارا ہاتھ بٹایا - اور ہمارے مبلغین کی خدمات کو دیکھ کر گرویدہ ہو رہے ہیں -

۲۵ نومبر کی دوپہر کو ایک معزز قادیانی مرزا مظفر بیگ صاحب کی ملاقات کے لئے تشریف لائے - اور اختلاف سلسلہ پر گفتگو شروع ہوگئی - مرزا صاحب نے آپ کی ایسے دلچسپ طریق پر تسلی کی کہ ہمارے قادیانی دوست کو تسلیم کرنا پڑا اور اقرار کیا کہ اگر جناب خلیفہ صاحب (محمود احمد صاحب) دیگر مسلمانوں کے کفر کا فتویٰ دیتے ہیں تو میں اس کا قائل نہیں - اس کے علاوہ انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ ایک غلطی کا ازالہ نامی ٹریکٹ حضرت مسیح موعود نے اپنی کسی غلطی کے ازالہ میں شائع نہیں کیا - بلکہ ایک مرید کی غلطی کے ازالہ پر شائع کیا تھا - غرض ہم اپنے اس قادیانی دوست کی ہمت کی داد دیتے ہیں - ورنہ قادیانی حضرات تو اپنا علم و عقل سب کچھ [illegible]

ملک کے لئے دیوانے ہوتے ہیں۔ تمہارا کام اس سے بلند تر ہے۔ وہ خدا کا کام ہے۔ اس کے لئے محبت عشق بلکہ اس سے بھی بڑھ کر دیوانگی کی ضرورت ہے۔ اس وقت انجمن مشکلات کے اندر ہے۔ لوگوں کے ہمت ہار دینے کی وجہ سے طرح طرح کے بوجھوں کے نیچے ہے۔ سردست تو زمین کا بھی بوجھ ہی ہے۔ کچھ عرصہ تک خرچ ہی خرچ کرنا ہوگا۔ اس لئے یہ بھی قوم پر گویا ایک بوجھ پڑ گیا ہے۔ اس کو ہمت کے ساتھ اٹھانا چاہئے بعض لوگ جب چندہ کا سوال آتا ہے تو کہہ دیتے ہیں کہ ہم کیا کریں۔ انجمن نے ہماری دستگیری نہیں کی۔ مگر یہ یاد رکھنا چاہئے کہ انجمن قوم سے الگ کوئی چیز نہیں۔ جو شخص یہ کہتا ہے وہ خود قوم کا فرد اور انجمن کا ممبر ہے۔ جو کچھ کرنا ہے افراد نے ہی کرنا ہے اس لئے اس کا ہر شخص جواب دہ ہے۔ آپ سب انجمن کے ممبر ہیں اور آپ نے ہی یہ سب کام کرنے ہیں۔ دوسری طرف

انجمن کا سالانہ جلسہ بھی سامنے ہے

اس کے لئے بھی ابھی تک حرکت نظر نہیں آتی۔ بہت لوگ سست ہو گئے ہیں۔ وہ عشق اور محبت جو حضرت صاحب کے زمانہ میں تھا وہ اب نہیں۔ اگر وہ جوش اور عشق صرف مرزا صاحب کے لئے تھا۔ تو وہ تو بیشک فوت ہو گئے۔ لیکن اگر وہ اشاعتِ اسلام کے لئے تڑپ اللہ تعالیٰ کیلئے تھی تو فان اللہ حی لا یموت وہ تو زندہ ہے۔ اس پر تو کبھی موت نہیں آتی۔ تو وہی جوش اب بھی ہونا چاہئے مسلمان نوجوانوں کی حالت بہت خراب ہے۔ ان کو زندگی کے اہم سوالات سے گویا کوئی تعلق ہی نہیں۔ اور اس کی وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ ہماری قوم کے نوجوانوں کے سامنے کوئی نصب العین نہیں۔ کوئی بلند مقصد نہیں۔ دوسرے لوگوں کے سامنے اگر کوئی آئیڈیل نہیں تو نہ سہی۔ مگر ہمارے سامنے تو نہایت اعلیٰ درجہ کا آئیڈیل موجود ہے۔ خدا اور اس کے رسول کا کام محمد رسول اللہ صلعم کی عزت کی حفاظت۔ اس کے لئے کیوں دیوانگی جوش اور عشق پیدا نہیں ہوتا۔ اس کمزوری سے نقصان کسی ایک شخص کو نہیں ہوگا۔ بلکہ قوم اور دین کا ہوگا۔ دین کی خدمت کے لئے کوئی تمہیں دنیا کے کام چھوڑنے کے لئے نہیں کہتا۔ ان میں بھی دوسروں سے بڑھ کر رہو۔ لیکن اس کے ساتھ تمہارے اندر دین کے لئے بھی عشق ہو۔ جب تک اس کے لئے زور نہیں لگاتے تمہارا مستقبل تاریک ہے۔ ایک ہی چیز تمہاری ہستی کو بچا سکتی ہے۔ اپنی فکر معاش اور طالب علمی کے ساتھ ساتھ تھوڑا سا درد محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی اپنے اندر پیدا کرو۔ یہی چنگاری تمہارے اندر راحت پیدا کر دے گی۔ ورنہ محض کھانا پینا اور آرام کی زندگی تمہارے کس کام آئے گی۔ اپنی جگہ پر ہر شخص مدت دین کے لئے اٹھ کھڑا ہو۔ یہاں سے ایک اپیل احباب کے نام بھیجی گئی ہے۔ اس پر عمل کرنا شروع کر دیں۔ یہ کام کا وقت ہے دنیا میں کمزور اور سست بچا نہیں کرتے۔ بلکہ وہ دوسروں کے نیچے دب جایا کرتے ہیں۔

ضروری اعلان

اپنا نمبر خریداری تلاش کیجئے

ماہ نومبر میں جن خریدار صاحبان کا چندہ ختم ہوتا ہے ان کے نمبر خریداری ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔ براہ کرم وہ بذریعہ ڈاک اپنا چندہ ارسال فرمائیں۔ ورنہ چند روز کے بعد وی پی ارسال ہوں گے۔

۳۵۰، ۲۶۵، ۲۵۵، ۱۳۴، ۱۲۹، ۵۴
۴۴۶، ۶۹۶، ۵۶۰، ۵۲۰، ۵۱۸، ۵۱۷
۱۱۰۲، ۱۰۸۷، ۱۰۸۵، ۹۹۰، ۹۸۶، ۸۰۷، ۸۰۱
۱۵۱۲، ۲۵۱۰، ۱۳۱۵، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۴
۱۶۶۸، ۱۵۱۸، ۱۵۱۷، ۱۵۱۶، ۱۵۱۵، ۱۵۱۴
۱۵۲۴، ۱۵۲۶، ۱۵۳۱، ۱۵۲۷، ۱۶۳۷، ۱۶۶۶
۱۶۷۶، ۱۶۷۳، ۱۶۷۱، ۱۶۶۹، ۱۵۲۱، ۱۵۴۳
۱۶۴۶، ۱۶۴۵، ۱۶۳۷، ۱۶۸۶

مینیجر پیغام صلح لاہور

شذرات

(از شیخ محمد انعام الحق)

کئی کافی دنوں کے بعد خاکسار راقم الحروف محفلِ شذرات میں حاضر ہو رہا ہے۔ اس طویل غیر حاضری کی وجہ میری علالت ہے۔ قریباً دو ماہ سے بیمار ہوں۔ اکتوبر کے تیسرے ہفتہ میں علالت نے شدید صورت اختیار کر لی۔ حتیٰ کہ بغرض علاج میو ہسپتال میں داخل ہونا پڑا۔ خیر! خدا نے قادیانیوں کی بے شمار بددعاؤں کے باوجود بزرگوں کی دعاؤں کے طفیل اپنا فضل کیا۔ اب قریباً بالکل افاقہ ہے۔ معمولی کمزوری باقی ہے۔

اس غیر حاضری میں "الفضل" پر دشنام طرازی کے کئی دورے ہوئے اور اس نے اپنے سوقیانہ پن کا خوب ہی مظاہرہ کیا۔ ہمارے اس سوال کا کہ آپ غیر قادیانی مسلمانوں کو کافر سمجھتے ہیں یا نہیں جواب تو اب تک نہیں دیا جا سکا۔ البتہ اس معقول مطالبہ سے زچ ہو کر حسبِ عادت کذب بیانیاں شروع کر دیں۔ اسی سلسلہ میں ۱۶ر اکتوبر کی اشاعت میں ایک لایعنی مضمون بھی شائع ہوا ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ "پیغامی" مسلمانوں کو فاسق سمجھتے ہیں۔ اس کا دنداں شکن جواب تو دیا جا چکا ہے۔ لیکن مضمون نگار صاحب نے آخر پر بجائے بدحواسی و جنون ایک بہت ہی پر لطف بات لکھ دی ہے۔

ارشاد ہوتا ہے :-

> پس جملہ مسلمانوں کو اچھی طرح یاد رکھنا چاہئے کہ اہلِ "پیغام" ان کو کفار سے بدتر قرار دیتے ہیں۔ (لعنۃ اللہ علی الکاذبین) اور ان کا محض زبانی دعویٰ کہ ہم مسلمانوں کے حقیقی خیر خواہ ہیں۔ بالکل بے بنیاد دعویٰ ہے۔ یہ صریح طور پر مارِ آستین ہیں۔ جو مسلمانوں کا لباس پہن کر ان کو ڈبونے کے ارادے کر رہے ہیں پس مسلمانوں کو ان کے فریب سے ہوشیار رہنا چاہئے"۔

جزاک اللہ۔ سچ ہے۔ آپ جیسے ناصح مشفق کسی کو خوش قسمتی سے ہی ملتے ہیں۔ مگر گذارش اس قدر ہے کہ جن مسلمانوں کو آپ نے مخاطب فرمایا ہے۔ وہ کون ہیں ؟ قادیانی یا "کافر مسلمان"؟ اگر قادیانی ہیں تو واقعی ان کو ہم سے بچ کر ہی رہنا چاہئے۔ ورنہ ان کے عقاید اور جماعت کی خیر نہیں۔ اگر "کافر مسلمان" مراد ہیں تو سوال ہو سکتا ہے کہ جب آپ ان کو کافر سمجھتے ہیں۔ تو پھر مسلمان کہہ کر مخاطب کیوں کرتے ہیں۔ زبان سے مسلمان کہنا اور دل سے کافر سمجھنا منافقت نہیں تو اور کیا ہے۔ اس قسم کی حرکت کرنے والی جماعت سے زیادہ مارِ آستین اور کون ہو سکتا ہے؟

پہلے تو ہمارا معاصر صرف دشنام طرازی۔ ہرزہ سرائی۔ غلط بیانی۔ بدحواسی اور افترا پردازی پر اکتفا فرمایا کرتا تھا۔ لیکن اب اس نے ہم کو دھمکیاں دینی بھی شروع کر دی ہیں۔ اس کی ۹ر اکتوبر کی اشاعت کے چند چند الفاظ ملاحظہ ہوں :-

> خدا تعالیٰ شاہد ہے۔ کہ ہماری طبعی شرافت دامنگیر ہے۔ ورنہ ان کی مجال کیا کہ یوں شوخیاں کریں۔ نہایت ہی قلیل عرصہ میں "پیغام صلح" کو چھٹی کا دودھ یاد آ جائے۔ خدا کے فضل سے ہمارے قلم کی ایک جنبش ان لوگوں کو (یعنی ہم کو) مدتوں انگاروں پر لوٹنے کے لئے کافی ہے"

حضرت آپ کی طبعی شرافت میں کس کو شک ہو سکتا ہے۔ "الفضل" اور "فاروق" کے کالم گواہ ہیں۔ باقی رہا آپ کا قلم سو یہ بھی اپنے اندر بڑے گن رکھتا ہے۔ آپ کا یہ ارشاد تو بالکل غلط ہے کہ اس کی ایک جنبش "پیغامیوں" کو انگاروں پر لوٹانے کے لئے کافی ہے۔ انگاروں پر تو آپ خود ہی لوٹ رہے ہیں۔ مگر چونکہ آپ اور آپ کا قلم اپنی خصوصیات کے لحاظ سے روایتی ودارِ ستار سے کم نہیں اس لئے یقین ہے کہ اس کے جنبش میں آتے ہی ایک زبردست زلزلہ آئے گا۔ بڑے بڑے طوفان اٹھیں گے۔ قادیانی جماعت میں ہڑبونگ مچ جائے گی۔ کسی گذشتہ اشاعت میں بنی مرغ کی خصوصیات بیان ہو چکی ہیں۔ اس لئے مذکورہ بالا دھمکی کی نسبت کچھ زیادہ عرض کرنا بے فائدہ ہے۔

یہ ابوالعطا مولوی اللہ دتا صاحب جالندھری بھی قادیانی جماعت کے عجائبات میں سے ہیں۔ [illegible] اپنے سفیر مضمون نگار سمجھنے کی غلط فہمی

میں نہایت شدت سے مبتلا ہیں۔ ۲۱ر اکتوبر کے "الفضل" میں آپ نے پیغام صلح کی تقلید میں شذرات لکھے ہیں۔ جس میں مطلب کی بات ایک بھی نہیں۔ خالص رطب و یابس ہے۔ ہر دو سطر کے بعد ہمیں ایک دھمکی یا چیلنج دیا گیا ہے۔ ایک جگہ مندرجہ ذیل الفاظ ہیں۔ حضرت امیر ایدہ اللہ کو دعوتِ مباہلہ بھی دی ہے۔

> اور جس طرح غیر احمدی حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر سرکار پرستی کا طعن کیا کرتے تھے۔ آپ لوگ بھی "تشابہت قلوبہم" کی تصدیق میں ان کی تقلید کر رہے ہیں۔ یاد رہے کہ ہم مولوی محمد علی صاحب سے اس باب میں ان کی شہادت کے بعد مباہلہ تک کے لئے تیار ہیں۔ تاکہ پبلک پر حقیقت کا انکشاف ہو سکے"۔

ابوالعطاء مولوی اللہ دتا صاحب کی خدمت میں گذارش ہے کہ دوسروں کو مباہلہ کی دعوت دینے سے قبل مباہلہ کا چیلنج دینے والوں کی دعوت مباہلہ قبول کرنے کے لئے اپنے امام عالی مقام کو تیار کیجئے۔ تاکہ پبلک نتائج مباہلہ سے کوئی زیادہ مفید سبق حاصل کر سکے۔

سنا ہے کہ سیشن جج گورداسپور کی عدالت سے حضرت میاں صاحب کے جاں نثار مخلص مرید محمد علی کو مستری محمد حسین کے قتل کے جرم میں سزائے موت کا حکم ہوا ہے۔ اب قادیانی ہائیکورٹ میں اپیل کریں گے۔ اس خبر کے سننے والے سوال کرتے ہیں۔ کہ اپنے جاں نثار مرید کے لئے میاں صاحب نے دعا کیوں نہ کی۔ اگر کی تو بے اثر کیوں رہی اور اس سلسلہ میں انہوں نے آج کوئی رویا بھی بیان نہ فرمائی۔ بالکل چپ سادھ رکھی ہے۔ بعض لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ میاں صاحب کی تیر بہدف دعاؤں کا اثر اس موقعہ پر ظاہر ہو تو جانیں۔ غرضیکہ جتنے منہ اتنی باتیں ہمیں کیا لوگ جانیں میاں صاحب اور قادیانی جانیں۔ پوچھنے والوں کو اور کوئی جواب دے یا نہ دے۔ لیکن "الفضل" تو ضرور یہی بے نقط سنا دے گا۔ کہ تم ہمارا اپنا بنایا بھرم کیوں بگاڑ رہے ہو اسی ڈھونگ کے طفیل تو ہمیں روٹی ملتی ہے۔

میاں صاحب کی خدمت میں ہماری صرف اس قدر درخواست ہے کہ اس سلسلہ میں کچھ ارشاد فرمانا ہو۔ تو ہائی کورٹ کے فیصلہ سے قبل ابھی ہی ارشاد فرما دیجئے۔ اگر آپ نے حسبِ عادت بعد میں کہا کہ میں نے رویا میں یہ دیکھا کہ وہ دیکھا۔ تو وہ ذرا ناقابلِ اعتبار ہوگا۔

پیر پرستی ایک ایسی زبردست لعنت ہے جو انسان کے قوائے عقلیہ کو بالکل مفلوج کر کے اس کو توہم پرست اور بے عقل بنا دیتی ہے۔ اگر تاریخ عالم کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ انسان کی روحانی و اخلاقی پستی اور قوموں کی تباہی میں پیر پرستی کو بہت کچھ دخل ہے جہاں خاکسار راقم الحروف کی رہائش ہے وہاں بہت سے کالج کے طلبا بھی رہتے ہیں۔ ان میں ایک قادیانی نوجوان بھی ہیں جو اسکول کے زمانہ میں چند ماہ ہمارے ہم جماعت رہ چکے ہیں۔ دوران علالت میں جب ایک روز تکلیف زیادہ ہو گئی تو آپ فرمانے لگے جب تک تم حضرت میاں صاحب کے خلاف لکھتے رہو گے ہرگز تندرست نہیں ہو سکتے۔ میں نے "پیغام صلح" کی فائل اٹھا کر ان کے ہاتھ میں دے دی اور درخواست کی انہیں جو نامناسب تحریریں ہیں وہ بتا دیجئے۔ اگر فی الحقیقت وہ قابل اعتراض ہوئیں تو میں انہیں واپس لے لوں گا۔ اور صاف طور پر اپنی غلطی کا اقرار کر لوں گا۔

فائل تو انہوں نے جہاں سے میں نے اٹھائی تھی وہیں رکھ دی اور فرمانے لگے "مناسب غیر مناسب کا سوال نہیں۔ حضرت میاں صاحب کے خلاف کچھ لکھنا ہی بری بات خواہ کچھ ہو" اب آپ اس سے اندازہ کر لیجئے کہ جب پیر پرستی بیسویں صدی کے ایک تعلیم یافتہ نوجوان کی عقل و خرد کو اس طرح برباد کر سکتی ہے تو اور اس سے کیا نہ ہو سکیگا۔ یہ ہے میاں صاحب کے اس ارشاد عالیہ کا نتیجہ کہ مجھ پر کوئی کچے اعتراض بھی کرے گا تو وہ تباہ ہو جائے گا۔ انا للہ

سنا ہے کہ میرے بعض ہم وطن قادیانی یہ بھی کہتے ہیں کہ میرے بار بار بیمار ہونے کی وجہ حضرت میاں صاحب کی بددعا ہے۔ بدیں وجہ شک

اگر میری بیماری حضرت میاں صاحب کی بددعا کا نتیجہ ہے۔ تو صحت ضرور کسی کٹر "پیغامی" کی دعا کے طفیل ہوئی ہے۔ گویا قادیانیوں اور "پیغامیوں" میں وہی فرق ہوا جو زہر اور تریاق میں ہوتا ہے۔

لیکن حضرت میاں صاحب خود بھی دائم المرض ہیں۔ اگر بیماری [illegible]

قوم پرستی کا جھوٹا دیوتا

الحاج یروٹولڈ ہم ایک جرمن مسلم ہیں جن کا اسلامی نام شیخ محمد سعید ہے گذشتہ ہفتہ ڈاک میں حضرت مولانا محمد علی صاحب کو ان کی طرف سے ایک چٹھی موصول ہوئی جس میں انہوں نے دنیائے اسلام میں اس مجنونانہ تقلید پر دلی رنج کا اظہار کیا ہے۔ جو قوم پرستی کے متعلق مغربی خیالات کی کی جاتی ہے اس بارے میں شیخ محمد سعید صاحب کی رائے حسب ذیل ہے:۔

"دنیائے اسلام میں قوم پرستی ایک بہت بڑی کمزوری ہے۔ یورپ اس قوم پرستی یعنی جنگ کی بدولت ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا ہے۔ اور ہمارا براعظم جس میں فتحمند ممالک شامل ہیں اس جنگ سے بہت کمزور ہو گیا ہے۔ آپ نے یونائیٹڈ سٹیٹس آف یورپ (یورپ کی ریاستہائے متحدہ) کے نظام قائم کرنے کی تحریک کا ذکر سنا ہوگا۔ اس خیال سے یقینا یورپ کو تقویت پہنچے گی۔ مسلمانوں کو ایک زبردست مذہبی خلیفہ کے ماتحت یونائیٹڈ سٹیٹس آف اسلام" (اسلام کی حکومت متحدہ) قائم کرنی چاہئیے تا کہ قدیم قومی خیالات کی کورانہ تقلید کے بجائے اسلام کو پھر وہی سابقہ شوکت و عظمت حاصل ہو جائے۔ جو اسے قرونِ اولیٰ میں حاصل تھی۔ یورپ نے اسلام کے زبردست اثر کی بدولت نشوونما کے مدارج طے کئے ہیں۔ اور ہم یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ اگر دنیا میں امن اور ترقی کا دور دورہ ہوگا تو صرف اسلام کے صدقہ میں۔ قوم پرستی کے دیوتا نے خدائے واحد کے ساتھ اپنی جگہ بنالی ہے لیکن ہم سوائے اللہ کے دیوتاؤں سے کوئی سروکار نہیں رکھنا چاہتے۔"

ہمارے جرمن بھائی نے جو خیال ظاہر کیا ہے اس میں ایک بڑی حد تک صداقت پائی جاتی ہے۔ دورِ حاضرہ میں انسان کی نوے فیصدی مشکلات کا باعث قوم پرستی کا یہ جھوٹا دیوتا ہے جس کی مغرب میں پرستش کی جاتی ہے۔ یہ اسی جھوٹے دیوتا بلکہ شیطان کی پرستش کا نتیجہ ہے کہ انسان انسان کو غلام بنا رہا ہے۔ انسان انسان پر مظالم توڑ رہا ہے۔ انسان انسان کی کمزوری سے فائدہ اٹھا رہا ہے۔ ہمیں اس امر کے اظہار میں ذرا تامل نہیں کہ اس قسم کی قوم پرستی کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ درحقیقت یہ اسلام کی تعلیم کے سراسر خلاف ہے۔ اسلام ذات نسل یا رنگ کی تفریق کے بغیر مساوات کا حامی ہے۔ اس کے مقابلہ میں مغرب کی قوم پرستی نے دنیا میں انسانی آبادی کے بیشتر حصہ کو غلامی کی لعنت میں مبتلا کر رکھا ہے۔ قوم پرستی کا قومی نعرہ ہے "میرا ملک خواہ وہ حق بجانب ہو یا خطاکار"۔ اسلام کا نعرہ ہے "سچائی اور انصاف" دونوں کے نصب العین میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ اگر دنیا میں امن پسندی اور نیک نیتی کی فضا پیدا ہو سکتی ہے تو اس کی صرف ایک ہی راہ ہے۔ اور وہ راہ اسلام کا نصب العین ہے۔ قوم پرستی کا رات دوسری طرف جاتا ہے۔

قوم پرستی کا مجرمانہ تخیل

شیخ محمد سعید اپنے اس رنج کے اظہار میں بالکل حق بجانب ہیں کہ دنیائے اسلام میں انسانیت کا اعلیٰ معیار۔ قوم پرستی کے ایک تنگ خود غرضانہ اور مجرمانہ تخیل کے درجہ تک گر گیا ہے۔ یہ تخیل مشرق میں مغرب سے داخل ہوا ہے ہمیں ندامت کے ساتھ اس امر کا اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ یہ الزام بالکل صحیح ہے۔ کیا ہندوستان کے سربرآوردہ لیڈر بار ہا یہ فقرہ اپنی زبان سے نہیں نکال چکے ہیں:۔ "ملک پہلے اور مذہب پیچھے"۔ یہ جیسا کہ ہمارے بھائی سعید نے بجا طور پر کہا ہے۔ مغرب کی نقالی ہے۔ ہم دنیا پر یہ ظاہر کرتے ہیں کہ ہم مغرب کے اقتدار سے آزاد ہونے کے لئے جدوجہد کر رہے ہیں۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ مغرب کے تفوق کا اثر ہمارے ضمیر کی گہرائی تک پہنچ گیا ہے۔ ہم یورپ کا جسمانی جوا شاید اپنی گردن سے اتار پھینکیں۔ لیکن اس سے زیادہ افسوسناک منظر اور کیا ہو سکتا ہے کہ ہم مغرب کا دماغی جوا خوشی کے ساتھ اپنی گردن میں ڈالتے ہیں۔ اور اس پر فخر و ناز کرتے ہیں۔ چند سال کی بات ہے کہ ایک امریکن سیاح ترکی میں پہنچا۔ اور اس نے وہاں کے وزیر تعلیم سے سوال کیا کہ ترکی انقلاب کا کیا مقصد تھا؟ وزیر نے جواب دیا کہ اس وقت تک ہمارا منہ مشرق کی طرف تھا لیکن اب ہم نے اپنا رُخ مغرب کی طرف پھیر لیا ہے۔"

عبادت کی بہترین شکل

ہم قوم پرستی کی مذمت میں بہت کچھ کہہ چکے ہیں۔ بایںہمہ ہم صحت بخش قوم پرستی کے قائل ہیں۔ جو اسلام کی روح ہے۔ ہم یہاں تک کہنے کے لئے تیار ہیں کہ وطن کی محبت اور وطن کی آزادی کے جذبہ میں اسلام اپنی پوری شان کے ساتھ نظر آتا ہے۔ اسلام جیسا کہ ہم نے بارہا ان کالموں میں بتایا ہے رسوم کا مجموعہ نہیں ہے۔ حق العباد اسلام کی بہترین عملی صورت ہے۔ اور جو عبادت اس اعلیٰ مقصد کے مد و معاون نہیں۔ وہ عبادت نہیں۔ انسانی برادری میں اپنی قوم کے آدمیوں کا حق ہم پر زیادہ فائق ہوتا ہے۔ خواہ اسے وطن کہو یا قوم پرستی۔ یا کچھ اور مگر اسلام کی تعلیم کے مطابق ملک کی آزادی ترقی اور خوشحالی کے لئے تمام کوشش عبادت کی بہترین شکل ہیں۔ مگر اس قسم کی قوم پرستی غیر ملکیوں کے خلاف عناد کے ناپاک جذبہ سے معرا ہوتی ہے۔

خطبہ میں اس امر کا اعلان فرمایا تھا کہ آئندہ عرب کو عجم پر کوئی فضیلت نہیں ہوگی۔ اگر انہوں (غیر ملکیوں) نے ہمارے حقوق کو غصب کر لیا ہے اور وہ ہمارے خلاف جابرانہ کارروائی کرنے کے جرم ہیں تو پھر ہمیں ان کے مقابلہ میں منظم ہونا چاہئیے۔ اور مردانگی اور شجاعت کے جوہر دکھا کر انہیں اپنے ملک سے نکال دینا چاہئیے۔ اسلام میں ایسی لڑائی جہاد کے پروقار نام سے مشہور ہے۔ لیکن لڑائی کی ایک خاص حد ہے۔ مسلمان اس حد سے آگے قدم نہیں بڑھا سکتا۔ غیر ملکیوں سے نفرت کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا۔ یہ ہے اسلام کی قوم پرستی یا زیادہ صحیح الفاظ میں خود اسلام۔ اس لئے مسلمانوں کو آزادی کی جنگ میں شریک ہونے کا پورا اختیار حاصل ہے۔ انہیں اپنے وطن کی فلاح کے لئے دن رات کام کرنا چاہئیے۔ لیکن قوم پرستی کا جھوٹا نشان کیوں استعمال کیا جائے جو مغرب میں بنایا جاتا ہے یہ وہ نشان ہے جس سے ظلم نا انصافی لالچ غصب وغیرہ کی جھلک نمایاں طور پر نظر آتی ہے۔ کیوں نہ اسلام کے علم کے نیچے رقص کن ... جائے۔ اسلام کے علم سے شجاعت شرافت اور راستبازی پائی جاتی ہے۔

مغربی تہذیب

ہمارے خیال میں مغرب میں بہت سی ایسی باتیں ہیں جنہیں ہم اسلام کے صراط مستقیم سے منحرف ہوئے بغیر فائدہ کے ساتھ قبول کر سکتے ہیں۔ نبی کریم صلعم کا ارشاد ہے کہ حکمت کا گمشدہ موتی مسلم کی جائداد ہے۔ اور اسے جہاں کہیں ملے حاصل کر لینا چاہئیے۔ اور اس میں شک نہیں کہ مغربی تہذیب میں دانائی اور اچھائی کی بہت سی باتیں ہیں۔ لیکن یہ یقیناً اس فعل کو حق بجانب قرار نہیں دیتیں۔ جنہیں ہمارے بھائی سعید "نقالی" کہتے ہیں۔ بندر اچھی اور بری دونوں باتوں کی نقل اتار لیتا ہے۔ اس میں تمیز کی قابلیت نہیں اگر مغرب میں بہت سی باتیں اچھی ہیں تو اُن میں سیاہ دھبے بھی موجود ہیں قوم پرستی کا جذبہ بھی یہاں تک کہ اس سے تنگ دلی علیحدگی اور غاصبانہ روش کا مفہوم پایا جاتا ہے ایک تاریک دھبہ ہے اس لئے ہمارے قوم پرستوں کو لنڈن نیویارک یا ماسکو کا گیت گانے کے بجائے اسلام کی طرف رجوع کرنا چاہئیے۔ جو ان کے لئے قوم پرستی کا بہترین نمونہ پیش کرتا ہے۔ اگر ہم دنیائے اسلام میں انگریزوں اور امریکنوں یا روسیوں کے خیالات کا تتبع کریں گے تو ہمیں اس سے کوئی زیادہ مدد نہیں ملے گی۔ دنیائے اسلام میں تو اسلام ہی کی شان پیدا کرنی چاہئیے۔

ہمارا قومی جھنڈا

ہم نے قومی جھنڈے کے مسئلہ پر بہت غور و فکر کیا ہے۔ اور ہمارا یہ پختہ اور قطعی فیصلہ ہے کہ اگر ہم اسلام سے اپنی پشت پھیر لیں اور لنڈن یا ماسکو کی طرف اپنے چہرے کا رخ بدل دیں تو یہ انتہا درجہ کی ناشکر گذاری ہوگی۔ اسلام نے ہمیں ایسا ترکہ دیا ہے جس پر دنیا کی طاقتور سے طاقتور قوم بجا طور پر فخر کر سکتی ہے۔ جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ اسلام کے بڑے بڑے لیڈر ملک غیر کی اقوام کے اصول اختیار کرتے ہیں تو ہمارا سر فرط ندامت سے جھک جاتا ہے۔ قرآن روح افزا اور حیات افروز باتوں سے بھرا پڑا ہے۔ لیکن چونکہ ہم میں میمونی صفات پیدا ہو گئی ہیں اس لئے ہم قرآن کے جواہر ریزوں کو سنگریزے سمجھ کر پھینک دیتے ہیں۔ ہندوستان نے حال ہی میں آزادی کا قومی جھنڈا بلند کیا ہے ہمیں ان اغراض و مقاصد سے پوری ہمدردی ہے جو اس جھنڈے سے وابستہ ہیں۔ ہم اس جذبہ کی پوری قدر کرتے ہیں جو آزادی کے جھنڈے کا محرک ہے۔ لیکن ان تمام باتوں کے باوجود ہمارے خیال میں مسلمان کے لئے یہ موزوں اور بہتر ہے کہ وہ اسلام کے جھنڈے کے نیچے کھڑا ہو جائے۔ جو ہر پہلو سے قطعی طور پر ایک بہتر جھنڈا ہے۔ غور سے دیکھا جائے تو جو جھنڈا جواہر لال نے بلند کیا ہے وہ ہند وراج کی آمد آمد کا نشان ہے کیونکہ اس جھنڈے کا محرک مغرب کی غاصبانہ قومی پرستی کا تخیل ہے جس کا مقصود یہ ہے کہ دوسروں کو نقصان پہنچا کر کامیابی حاصل کی جائے۔ مسلمان کے لئے بظاہر آزادی کا یہ جھنڈا حکومت کے جوئے کی تبدیلی سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔ لیکن محمدؐ نے جو جھنڈا بلند کیا ہے وہ تمام بنی نوع انسان کی آزادی کا ہے۔ تمام قوموں کی مساوات کا ہے۔ سچائی۔ انصاف اور انسانیت کا ہے۔ یہ تو کوئی اچھا سودا نہیں ہے کہ مسلمان محمد صلعم کے جھنڈے کے بجائے جس کے نیچے خالد، طارق اور ضرار جیسے مجاہدین اسلام نے شجاعت و بسالت کے جوہر دکھلائے الٰہ آبادی پنڈت کے جھنڈے تلے جمع ہو جائیں۔ کیوں نہ ہلال کا پر وقار علم جس کے ساتھ صدیوں کے جانبازانہ اور شجاعانہ کارنامے وابستہ ہیں ہم میں جرأت اور استقلال کا جذبہ پیدا کرے؟ اور کیوں ہم سہ رنگی کھدر کے علم کے گرد جمع ہوں جو ابھی کسی آزمائش ...

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر جماعت خدا کے فضل و کرم سے بخیریت ہیں اور خدمتِ اسلام میں مصروف۔

— مسٹر ڈانی کا مقدمہ ۸ رفروری ۱۹۴۸ء کو لاہور کی عدالت میں پیش ہوا تھا۔ لیکن مجسٹریٹ کی علالت کی وجہ سے ۲۲ فروری تک ملتوی ہو گیا ہے۔

— میراں شاہ (علاقہ وزیرستان) سے شیر حسن سپاہی ٹوچی سکاؤٹ ملیشیا لکھتے ہیں "میں ایک مشکل میں مبتلا ہوں سب بھائی میرے لئے دعا مانگیں۔ کہ خداوند کریم میری اس مشکل کو حل کرے"۔ احباب دعا کریں۔

— مولوی عبدالحق صاحب ودیارتھی اور مولوی عصمت اللہ صاحب مبلغین احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور آج کل میلہ کنبھ میں اپنے تبلیغی فرائض انجام دے رہے ہیں۔ ہر دو اصحاب ایک ٹریکٹ بعنوان "ہندوؤں کی مشکلات کا حل" کی ہزاروں کاپیاں اردو اور انگریزی میں مفت تقسیم کے لئے لے گئے تھے۔ ان کے علاوہ نبی کریم کی سیرت مرتبہ مولانا قریشی کی بہت سی کاپیاں غیر مسلم جماعتوں میں مفت تقسیم کے لئے ان کے حوالہ کر دی گئی تھیں۔ مذکورہ بالا میلہ کے متعلق مولوی عبدالحق صاحب کے مضامین پیغام صلح میں شائع ہو رہے ہیں۔ جو بڑی دلچسپی سے پڑھے جاتے ہیں۔

— شیخ محمد نصیب صاحب افسر انچارج تحصیل صدر دفتر خدا کے فضل و کرم سے پہلے کی بہ نسبت رو بصحت ہیں۔ لیکن ابھی دفتر میں کام کرنے کے قابل نہیں ہوئے۔ احباب کامل صحت کے لئے دعا فرماویں۔

اعلان

ٹریکٹ کارگذاری انجمن بنام "احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور" جو جلسہ سالانہ کے پہلے ہزاروں کی تعداد میں مفت شائع ہو چکا ہے جلسہ پر آنے والے اصحاب کی درخواست پر دوبارہ اردو و انگریزی میں چھپ کر تیار ہو گیا ہے۔ علاوہ ان دوستوں کے جنہوں نے اس اشتہار کی خاص تعداد لینے کا آرڈر دیا تھا۔ دیگر اصحاب بھی پانچ روپے ہزار کے حساب سے قیمت بھیجکر اشتہار منگا لیں اور اپنے اپنے شہروں میں تقسیم کریں۔

(محمد نصیب)

اعلان

آئندہ کے لئے تجویز کی گئی ہے کہ انجمن کے ملازم محصل و مبلغ جو احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور کے لئے چندہ فراہم کریں۔ انہیں چندہ وصول کرنے کی سندات اور رسید بکیں دی جایا کریں۔ جس کی رُو سے وہ اشاعت و حفاظت اسلام کے لئے چندہ فراہم کرنے کے مجاز ہوں۔ اور ہر رقم کی باضابطہ رسید دے سکیں۔ چندہ دینے والے احباب ان ہر دو باتوں کا خیال رکھیں اور دھوکا نہ کھائیں۔ اس تجویز کے ماتحت پیر شمس الدین صاحب ٹریولنگ ایجنٹ کتب فروش کو اس غرض کے لئے انگریزی اردو سندات اور رسید بکیں دی گئی ہیں۔ جن پر انجمن کی مہر اور انجمن کے ذمہ دار عہدہ داروں کے دستخط ثبت ہیں۔

محمد نصیب انچارج دفتر تحصیل

رسالہ "المھدی"

اس سے قبل رسالہ "المھدی" (سہ ماہی) پر اخبار میں ریویو نکل چکا ہے۔ لیکن محض ریویو سے دوستوں کو اس کی خوبیوں کا اندازہ نہیں لگ سکتا۔ اس لئے یہ انتظام کیا گیا ہے کہ پہلے نمبر کی کچھ کاپیاں بطور نمونہ رعائتی قیمت پر تقسیم کر دی جائیں۔ اس لئے جو دوست اس کا نمونہ دیکھنا پسند کرتے ہوں۔ وہ ۳ کے ٹکٹ ڈاک برائے محصول وغیرہ بھیجکر نمونہ منگا لیں۔ بک ڈپو سے کتابیں طلب کرنیوالے احباب اسے وی پی میں شامل کروا سکتے ہیں۔

مینیجر دار الکتب اسلامیہ۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور

ضروری اطلاع

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغامِ صلح

جلد ۱۸ | ۱۷ شوال ۱۳۴۷ھ | نمبر ۱۹

آریہ سماجی ذہنیت

دونوں کتابیں ضبط کے عنوان سے ہمعصر آریہ گزٹ لاہور لکھتا ہے:-

احمدی ایجی ٹیشن رنگ لائی۔ گورنمنٹ نے شری پنڈت دہرم بھکشو جی اور شری ماسٹر لکشمن جی کی دونوں محققانہ کتابوں کو ضبط کیا۔ ہم دیکھتے ہیں اور افسوس سے دیکھتے ہیں۔ جب احمدیوں کی طرف سے آریہ سماج کے سمبندھ میں گندی سے گندی کتابیں بھی شائع ہوتی ہیں اور آریہ جگت کے زبردست پروٹسٹ کرنے پر بھی گورنمنٹ نہایت تساہل سے کام لیتی ہے۔ حینوں تصنیفات میں گذارتی ہے لیکن جہاں آریہ سماجی ان گندی کتابوں کے جواب میں عالمانہ تصنیف لکھتے ہیں وہاں کیا ہوتا ہے۔ مسلمانوں کا ذرا سا شور کرنے پر بھی گورنمنٹ ایکشن لیتی ہے یہ مسلمانوں کی وفاداری کا صلہ ہے جو ان کو مل رہا ہے۔ آریہ سماجی تو گورنمنٹ کی نظروں میں باغی ہیں اور رہی ہیں جنہوں نے سب سے پہلے سوراج کا جھنڈا ہندوستان میں بلند کیا۔"

گورنمنٹ صوبجاتِ متحدہ پنڈت دہرم بھکشو کی کتاب موسومہ "کلام الرحمٰن وید ہے یا قرآن" کی ضبطی کا اعلان کر چکی ہے۔ اب حکومت پنجاب نے بھی اسے قابلِ ضبطی قرار دیا ہے۔ احمدی جماعت یقیناً آریوں کی ہر ایسی کتاب کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرنا اور حکومت کو قابلِ اعتراض مضامین کی طرف توجہ دلانا اپنا فرض سمجھتی ہے۔ جس میں آقائے دوجہاں حضور محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک ذات پر حملے کئے جائیں گے۔ مسلمانوں کی گندی کتابوں کے جواب میں آریوں کی یہ اچھی عالمانہ اور محققانہ تصنیف ہے۔ کہ حکومت اس کی اشاعت کو قانوناً روک دیتی ہے تاکہ ملک میں فساد اور خونریزی کی فضا نہ پیدا ہو جائے۔ ایسے علم اور ایسی تحقیق کا وجود جس کا مقصود دوسروں کی دل آزاری اور توہین ہو یا باشندہ دنیا کے لئے ایک لعنت ہے۔

ہم اپنے ہمعصر کو صاف الفاظ میں بتا دینا چاہتے ہیں کہ اگر آریوں کی "عالمانہ اور محققانہ تصنیف" کے جواب میں مسلمان "گندی" کتابیں لکھیں گے تو ہم ان کی اس روش کو ہرگز مستحسن خیال نہیں کریں گے۔ کیونکہ اسلام ہمیں تمام مذاہب کے احترام کی تعلیم دیتا ہے یہی وجہ ہے کہ ہم رام چندر جی۔ کرشن جی اور حضرت باوا نانک کی ویسی ہی عزت کرتے ہیں جیسی کہ اپنے بزرگانِ دین کی۔ اور اسی سے اسلام کی صداقت اور عظمت کا ثبوت ملتا ہے۔ قدرت کا یہی قانون ہے کہ ہر زمانہ اور ہر قوم میں خدا نے اپنی مخلوق کی ہدایت کے لئے اپنے خاص بندے مامور کئے۔ اس کے برعکس ہمارے آریہ سماجی دوست دنیا کے اس جلیل القدر اور کامل انسان کی مبارک ذات پر ناپاک حملے کرنے سے دریغ نہیں کرتے جو اپنی امت کو ان کے رشیوں کی سچے دل سے عزت کرنے کی تعلیم دیتا ہے۔ کیا دماغ کی کجی فطرت کی پستی اور ناسپاسی کی اس سے بدتر کوئی مثال ہو سکتی ہے؟ ہمارے ہمعصر کو واضح رہے کہ حکومت! اپنے امپیریل مفاد کے مقابلہ میں مسلمانوں کی اس مفروضہ وفاداری کی مطلق پروا نہیں کرتی۔ کیا ہمارا ہمعصر کوئی ایسی مثال پیش کر سکتا ہے کہ کسی مسلمان مصنف نے ہندو مذہب یا اس کے رشیوں پر اشتعال انگیز حملے کئے ہوں اور ہندوؤں کی صدائے احتجاج کے باوجود حکومت نے ایسے مصنف کے خلاف محض اس بنا پر کوئی کارروائی نہ کی ہو کہ وہ "وفادار قوم" کا ممبر ہے؟ کوئی غیور اور خوددار مسلمان ایسی "وفاداری" پر ناز نہیں کر سکتا جو اس کے ہمسایوں کی دل آزاری اور توہین کی محرک ہو۔ ہم ہندوؤں کے ساتھ ایک امن پسند اور ہمدرد ہمسایہ کی طرح زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن اگر ہندو اور بالخصوص آریہ اپنی زبان اور قلم سے امن کی فضا کو مکدر کر دیں تو مسلمان اپنے بچاؤ کے لئے ضروری تدابیر اختیار کرنے میں بالکل حق بجانب ہیں۔

ہمیں افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ جو طریقہ آریہ سماجیوں نے اپنے مذہب کی اشاعت کے لئے اختیار کر رکھا ہے اس میں اخلاق اور انسانیت کا شائبہ تک نہیں پایا جاتا۔ مثال کے طور پر ہم اپنے ہمعصر کے ایک اور ایڈیٹوریل نوٹ بعنوان "کیا قرآن کے متعلق بھی یہی سننے کو تیار رہو گے؟" کا حوالہ دیتے ہیں۔ جس میں وہ رقمطراز ہے:-

الفضل کے کالموں میں پنڈت دہرم بھکشو جی کی تازہ تصنیف کے سمبندھ میں ایک نہایت گندہ اور دل آزار مضمون شائع ہوا ہے۔ مضمون کو ٹھیک اسی زبان میں لکھا ہے جس زبان میں مرزا غلام احمد قادیانی عیسائیوں اور آریوں کو گالیاں دیتے تھے۔ آگے اس نابکار مضمون نگار نے وید مقدس کے سمبندھ میں لکھا ہے۔ "لیکن جب وید خود مردہ ہو چکے ان کی تاثیر کا زمانہ ختم ہو گیا وہ محض ایک افسانہ ہو کر رہ گئے تو ان کی حمایت کہاں تک ممکن ہے"۔ کیوں مسلمانو! اسی سپرٹ میں اور اسی زبان میں قرآن کے متعلق یہ لکھا جائے گا تو پھر تم چیخ نہ اٹھو گے۔ حکومت کے قدموں پر قرآن شریف کی حفاظت نہ ڈالو گے؟

کسی مذہبی کتاب کو مردہ کہنا یا اس کی نسبت یہ رائے ظاہر کرنا کہ اس کی تاثیر کا زمانہ ختم ہو گیا اور وہ محض ایک افسانہ ہے یقیناً گالی نہیں ہے۔ اگر کوئی غیر مسلم قرآن شریف کی نسبت یہ الفاظ استعمال کرے تو ہم انہیں ہرگز گالی سے تعبیر نہیں کریں گے۔ بلکہ ہم قرآن کی تعلیم سے معترض کو اس امر کا معقول ثبوت دیں گے کہ قرآن ایک زندہ کتاب ہے جس کی روزانہ کروڑوں مسلمان تلاوت کرتے ہیں۔ علاوہ بریں اس کتاب کے زندہ ہونے کی اس سے زیادہ روشن مثال اور کیا ہو سکتی ہے کہ قرآن مجید دنیا کے لاکھوں مسلمانوں کے سینوں میں محفوظ ہے اور یہ اپنی حفاظت اور اشاعت کے لئے کاغذ اور چھاپے کی سیاہی سے بے نیاز ہے۔ کیا دنیا کی کوئی قوم اپنی مذہبی کتاب کے متعلق یہ دعویٰ کر سکتی ہے؟

بات یہ ہے کہ آریہ گزٹ لاہور بھکشو جی اور لکشمن جی کی "عالمانہ اور محققانہ تصانیف" کی ضبطی کا غصہ مسلمانوں اور بالخصوص احمدیوں پر نکالنا چاہتا ہے۔ بھکشو جی اور لکشمن جی اگر اپنے ویش اور مذہب کے سچے بھگت ہیں تو انہیں اسلام کو اپنے حملوں کا تختۂ مشق بنانے اور فرزندانِ توحید کے دلوں میں نفرت اور حقارت کے جذبات برانگیختہ کرنے کے بجائے اپنے مذہب کی خوبیوں کی اشاعت پر زور دینا چاہئے تاکہ اشاعت کا اصلی مقصد پورا ہو۔ اسلام پر بے بنیاد حملوں کا سلسلہ جاری رکھنے سے تو حملہ آوروں کی اپنی کمزوری اور بے بضاعتی ظاہر ہوتی ہے۔ روحانی دنیا میں بداخلاقی اور افترا پردازی کا سکہ ایک لمحہ کے لئے نہیں چل سکتا۔ یہاں صرف صداقت دیانت اور محبت کے سکے چلتے ہیں۔

کپورتھلہ کی جدید عالیشان مسجد

پیغامِ صلح کی کسی گذشتہ اشاعت میں ہم کپورتھلہ کی جدید عالیشان مسجد کی تعمیر کا ذکر کر چکے ہیں۔ جس پر چار لاکھ روپے لاگت آئی ہے۔ مسجد کی تعمیر کے معاملہ میں ہز ہائینس مہاراجہ کپورتھلہ کی خاص دلچسپی کا اندازہ اس امر سے ہو سکتا ہے کہ پہلے آپ نے مراکش کی قطبیہ مسجد کو خود دیکھا اور پھر اسکے نمونہ کے مطابق اپنی نگرانی میں اس مسجد کا نقشہ تیار کرایا۔ اس مسجد کا صرف ایک مینار ہے جو "ماذنہ" کہلاتا ہے اسی لحاظ سے ہندوستان کی یہ مسجد باعتبار فن تعمیر اپنا ثانی نہیں رکھتی۔ ہز ہائینس نے مسجد کے مصارف کے لئے تین ہزار روپیہ سالانہ کے مستقل عطیہ کی منظوری عطا فرمائی ہے جس سے امام اور موذن کی تنخواہ اور دوسرے ضروری مصارف پورے ہوں گے۔ مسجد میں برقی روشنی پانی اور احاطہ کے دلکشا چمن کے دوام و قیام کے مصارف خود ریاست ادا کرے گی۔ ۱۴ مارچ یعنی جمعہ کے روز مسجد کی افتتاحی رسم عمل میں آئی۔ لوگ آٹھ بجے صبح ہی سے جمع ہو گئے۔ جب ڈیڑھ بجے بعد دوپہر مہاراجہ صاحب مسجد میں داخل ہوئے تو مسلمانوں نے اللہ اکبر کے نعرے بلند کئے۔ مسلمانوں کی تعداد دس ہزار بتائی جاتی ہے۔ مہاراجہ صاحب نے دیوان عبدالحمید وزیر اعظم کپورتھلہ کو حکم دے رکھا تھا کہ جب ہم مسجد میں داخل ہوں تو کوئی شخص ہماری تعظیم کو نہ اٹھے۔ کیونکہ خدا کے گھر میں خدا کے سوا اور کسی کی تعظیم جائز نہیں۔ چنانچہ سب مسلمان بیٹھے رہے۔ مہاراجہ صاحب کے ساتھ نواب صاحب بہاولپور۔ سر محمد شفیع۔ سر عبدالقادر۔ میجر فضول محمود۔ آنریبل فریڈرک (ایجنٹ گورنر جنرل) خواجہ حسن نظامی۔ مولانا سید احمد صاحب امام مسجد دہلی اور دیگر اکابر موجود تھے۔ ہز ہائینس نے اس تقریب پر ایک موزوں تقریر فرمائی۔ مسلمانوں کی طرف سے خواجہ حسن نظامی صاحب اور سر عبدالقادر نے مہاراجہ صاحب کا شکریہ ادا کیا۔ امام صاحب جامع مسجد دہلی نے نماز پڑھائی۔ ہز ہائینس کی طرف سے شیرینی۔ فواکہات اور مشروبات کا ایک وسیع پیمانہ پر انتظام کیا گیا تھا۔ دیہاتی مسلمان رعایا کے لئے لذیذ کھانے کا ایک علیحدہ انتظام کیا گیا تھا۔ غرض کہ یہ تقریب ہر پہلو سے نہایت کامیاب تھی۔

مسلمانوں کی المناک جہالت

مسلمان علماء نے شاردا ایکٹ کی مخالفت کا جو بیج بویا تھا۔ وہ بنگال کی سرزمین میں اگا اور ایک حیرت انگیز قلیل عرصہ کے اندر نشوونما کے مدارج طے کرنے کے بعد پھل لایا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ بنگال کے بعض اضلاع کے اندر ہندو مسلم گھرانوں میں صغر سنی کی گیارہ ہزار شادیاں ہوئی ہیں۔ ہمیں زیادہ افسوس ان مسلمانوں کی جہالت پر ہے۔ جنہوں نے اپنے شیر خوار بچوں اور بچیوں کی شادی کر کے شاردا ایکٹ کے نفاذ سے بچنے کی یہ صورت نکالی ہے۔ رنگپور (بنگال) میں ایک مسلمان نے اپنی بچی کو جسے دنیا میں آئے ابھی ایک ہفتہ ہی گذرا تھا ایک گیارہ سال کے لڑکے سے اس وقت بیاہ دیا۔ جبکہ دلہن اپنی ماں کا دودھ پی رہی تھی۔ ان احمقوں نے علماء کی اشتعال انگیز مخالفت سے متاثر ہو کر شریعتِ اسلامیہ کی علانیہ خلاف ورزی کی ہے۔ جو کسی صورت میں شیر خوار بچوں کی شادی کو جائز قرار نہیں دیتی۔ اس ناعاقبت اندیشانہ روش کا ان معصوموں کی آئندہ زندگی پر جو اثر پڑے گا۔ اس کا تصور اہلِ نظر کے لئے یقیناً روح فرسا ہے۔

"خدا ہمارے ساتھ ہے"

"ہماری لڑائی ایک صاف یعنی دھوکے اور فریب سے مبرا لڑائی ہے۔ ہماری نیت نیک ہے۔ خدا ہمارے ساتھ ہے۔ اور جب خدا ہمارے ساتھ ہے تو پھر اس لڑائی میں شکست کا کوئی امکان نہیں ہے۔"

یہ الفاظ ہیں جو مہاتما گاندھی نے اس وقت زبان سے نکالے جبکہ وہ آزادی کی مہم پر روانہ ہونے والے تھے۔ بظاہر یہ جنگ چیونٹی اور ہاتھی کی ہے۔ ایک طرف ایک چھوٹی سی ننھی جماعت ہے جس کے پاس کوئی ایسی چیز نہیں جس پر سامانِ حرب کا اطلاق ہو سکے۔ دوسری طرف ایک ایسی منظم اور عظیم الشان سلطنت ہے جس کی حدود میں آفتاب غروب نہیں ہوتا۔ تاہم اس ننھی جماعت کے معمر منحنی اور کمزور جنرل کو اپنی کامیابی کا پورا یقین ہے۔ کیونکہ اس کا ایمان ہے کہ خدا اس کے ساتھ ہے۔ مہاتما گاندھی نے مہم پر روانہ ہونے سے قبل وہی الفاظ استعمال کئے ہیں جو نبی کریم صلعم نے غارِ حرا میں جبکہ دشمن آپ کے تعاقب میں تھے حضرت ابوبکر صدیق سے فرمائے تھے۔ ان اللہ معنا۔ خدا ہمارے ساتھ ہے۔ . . . . . . تاریخ اپنے واقعات کو اکثر دہرایا کرتی ہے کاش ایمان کا یہی روح افزا جذبہ ہمارے سیاسی اور مذہبی لیڈروں کے سینوں میں موجزن ہو۔

"نہ خدا نہ ملک"

ہمعصر لائٹ نے اپنی ۷ مارچ کی اشاعت میں "نہ خدا نہ ملک" کے معنی خیز عنوان سے ایک افتتاحیہ لکھا ہے جو اس شعر سے شروع ہوتا ہے۔

نہ خدا ہی ملا نہ وصالِ صنم
نہ ادھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے

اس افتتاحیہ کا حسب ذیل فقرہ خاص طور پر قابلِ ذکر ہے:-

مسلمانوں میں قیادت زیادہ تر ایک زینہ کی حیثیت رکھتی ہے جس سے بامِ رفعت تک پہنچنا مقصود ہے۔ اور جو ہی مسلمان اس اعلیٰ مقام تک پہنچ جاتا ہے وہ سیڑھی کو حقارت کے ساتھ ایک طرف پھینک دیتا ہے۔ کسی لیڈر کا نام لو۔ جو مسلمانوں کی فلاح و بہبود کے لئے کام کر رہا ہے۔ اور ہم آپ کو بتا دیں گے کہ وہ کس مقصد کے لئے قومی خدمت انجام دے رہا ہے۔ آپ ایسی سوسائٹی سے زندگی کی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغامِ صلح

جلد ۱۸ | ۱۹ ذی الحجہ ۱۳۴۸ھ | نمبر ۳۴

مذہب اور وطن

انسان کا بلند ترین نصب العین

(از محمد انعام الحق)

دنیا مادی حیثیت سے بے شک ترقی کر رہی ہے۔ لیکن رُوحانی لحاظ سے رُو بہ تنزل ہے۔ تمام نیکیوں اور پاکیزگیوں کا سرچشمہ خدائے واحد کا تصور ہے۔ لیکن آج وہ اسی قادر مطلق کو یکسر بھلا دینا چاہتی ہے۔ انسان کے آرام و آسائش کے لئے بے شمار ایجادیں عالم وجود میں آچکی ہیں۔ لیکن اس کا اطمینانِ قلب روز بروز مفقود ہو رہا ہے۔ علوم و فنون کی اشاعت و خدمت کا چاروں طرف چرچا ہے۔ لیکن تمام اخلاقِ فاضلہ طمع و لالچ، خود غرضی و نفس پرستی کی کند چھریوں سے ذبح کئے جا رہے ہیں۔ ذرا غور سے دیکھا جائے تو آج اولادِ آدم وحشت و بربریت میں جنگل کے درندوں سے بھی بازی لے جا چکی ہے۔ غرضکہ انسان بڑھ رہا ہے اور انسانیت پیچھے ہٹ رہی ہے۔

شاید آپ سمجھ رہے ہوں کہ اس آزاد خیالی اور روشنی کے زمانہ میں جب کہ متمدن دنیا خدا کے وجود سے بھی انکار کر رہی ہے بت پرستی کا خاتمہ ہو چکا ہوگا۔ لیکن آہ آپ غلطی پر ہیں۔ اس جہالت جدید کے دور میں انسان نے بڑے بڑے خوفناک بُت تراشے ہیں۔ اور ان پر بڑی سے بڑی قربانیاں چڑھائی جا رہی ہیں۔ ان میں سے سب سے بڑے بت کا نام "وطن" رکھا گیا ہے۔ آپ نے گذشتہ جنگ یورپ کے حالات پڑھے ہوں گے یہ جنگ اسی بُت کے نام پر کی گئی تھی۔ اس کے نقصانات اس بت کے چڑھاوے تھے۔

"وطن کی خدمت انسان کا بلند ترین نصب العین ہے" یہ ہے وہ سبق جو تہذیب جدید کے استاد ہمیں دے رہے ہیں۔ دنیا آنکھیں بند کئے اس کی رٹ لگا رہی ہے۔ خدا، مذہب اور انسانیت کو فراموش کرنے کے بعد اب انہیں صرف یہی ایک سبق یاد ہے۔ مذہب ان کے نزدیک ایک فرسودہ اور نکمی چیز رہ گیا ہے۔ جس سے جنگ و جدل جہالت اور تنگ خیالی کے سوا اور کچھ حاصل نہیں ہو سکتا۔

وطن پرستی کا شور اب ہندوستان میں بھی پوری طاقت سے بلند ہو رہا ہے۔ مسلمانوں کو برادرانِ وطن کی طرف سے بار بار کہا جا رہا ہے کہ مذہب و ملت کو فراموش کر کے خالص ہندوستانی بن جاؤ۔ بیرونِ ہند کے مسلمانوں سے رشتہ توڑ ڈالو۔ مکہ و مدینہ کے خیالات کو اپنے دل سے دُور کر دو۔ کیونکہ وطن پرستی کے مسلک میں یہ باتیں کفر کا درجہ رکھتی ہیں۔ اب وطن ہی تمہارا مسجود اور دیوتا ہونا چاہئے۔ مسلمانوں کے دماغ ایک غیر محسوس طریق پر اس وطن پرستی کے شور سے متاثر ہو رہے ہیں۔ اس سے پہلے وہ مذہب کو ہی انسان کا بلند ترین نصب العین سمجھے ہوئے تھے۔ لیکن اب ایک دوسری چیز "وطن" بھی ان کے سامنے ہے۔ ان دونوں میں سے انہیں بہر حال ایک کو انتخاب کرنا ہوگا۔ مسلمانوں کے لئے دونوں میں سے کونسی چیز بہتر ہوگی؟ اس سوال پر ہمیں پوری احتیاط اور نہایت دانشمندی سے غور کرنا چاہئے۔

وطن پرستی کیا ہے؟ صرف اپنے ملک یعنی اس صفحہ ارض کے ایک محدود ٹکڑے کی خدمت کی کوشش کرنا مثال کے طور پر ایک جرمن اپنی تمام مساعی ملک جرمنی کی ترقی کے لئے وقف کر دیتا ہے [illegible]

دنیا کی حکومت اور دولت، اس کے قبضہ میں آجائے۔ اس کے لئے وہ کسی انگریز کا گلا کاٹ لینا۔ کسی فرانسیسی کو تباہ کر دینا۔ افریقہ یا ایشیا کے کسی خطہ کو محکوم بنا کر اس کے باشندوں سے، جانوروں سے بھی زیادہ ذلیل سلوک کرنا۔ یہ تمام مکروہ باتیں جائز سمجھتا ہے کیونکہ ان سے اس نے ملک کو فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ جائز و ناجائز کا سوال اس کے سامنے کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ کیا دنیا کے ایک محدود خطے اور اس کے باشندوں کی خدمت کو اپنا مقصد بنا لینا اور اس کے لئے انسانیت کے بڑے سے بڑے نقصان کی پروا نہ کرنا انسان کا بلند ترین نصب العین ہے؟ مثلاً آپ ہندوستانی ہیں۔ لیکن کیا آپ کی ضمیر گوارا کر سکتی ہے کہ آپ ہندوستان کو مالدار بنانے کی خاطر افریقہ یا یورپ کو مفلس بنا دیں۔ آپ کے ملک میں آبادی کے لحاظ سے جگہ ناکافی ہے۔ تو آپ اپنی نو آبادیاں قائم کرنے کے لئے دوسرے ملکوں کے باشندوں پر عرصہ حیات تنگ کر دیں۔ آپ ایک ہندوستانی پر جان تک نثار کرنے کے لئے تیار رہتے ہیں۔ لیکن ایک انگریز ایک جاپانی ایک چینی کی بڑی سے بڑی مصیبت پر آپکے پاس ایک ناتمام آہ بھی نہیں ہوتی۔ کیا یہ انسانیت کی ہلاکت اور شرافت و ہمدردی کا خون نہیں؟ تو پھر کیا وطن پرستی اسی کا نام نہیں ہے؟ آج زبردست وطن پرست وطن پرستی کے نام پر ظلم کر رہے ہیں۔ زیر دست اسی کے نام پر تڑپ رہے ہیں۔ ممکن ہے کل کو حالات بدل جائیں۔ اور مظلوم ظالم کی جگہ لے لیں۔ مگر کیا اس ردّ و بدل سے دنیا کے مجموعی دکھ درد میں کوئی کمی آسکتی ہے؟ آہ! اس طرح تو ہمیشہ ظلم و جور اور چیخ و پکار کا سلسلہ شروع رہیگا۔ سیاسی حالات خواہ کسی قدر تبدیل کیوں نہ ہو جائیں۔ لیکن وطن پرستی کے شجر سے دنیا کو ہمیشہ یہی تلخ پھل ملے گا۔

دوسری طرف مذہب یعنی اسلام ہے۔ جس کا خدا رب العالمین اور جس کا رسول رحمت للعالمین ہے۔ جو رنگ نسل کے امتیازات اور ملکوں اور وطنوں کے جغرافیائی حدود سے بالاتر ہے۔ جس کا مقصد دنیا میں اخوت و مساوات پھیلانا ہے۔ جو زبردست کو زیر دست پر ظلم کرنے سے روکتا ہے۔ جو تمام بنی نوع انسان کی ترقی و بہبودی کا یکساں خواہاں ہے۔ دنیا کی تمام نسلوں اور ملکوں کے باشندے اس کے جھنڈے تلے بھائیوں کی طرح اکٹھے ہو سکتے ہیں۔ جو بلال رضؓ کو ہاشمیوں کا آقا بنا سکتا ہے جس کی فرمانروائی میں افریقہ کا سیاہ فام اور یورپ کا گورا آدمی یکساں حیثیت رکھتے ہیں۔ جو اپنے اور غیر دونوں کے دکھ پر دُکھی ہوتا ہے۔ اور اپنے اور پرائے دونوں کی مدد کے لئے تیار رہتا ہے۔ جو چاہتا ہے کہ دنیا میں ظلم کی آگ بالکل ٹھنڈی ہو جائے۔ اور فضا میں کسی مظلوم کی چیخ بلند نہ ہونے پائے جس کی خدمت میں دنیا کی تمام قوموں اور وطنوں کی خدمت آجاتی ہے۔

یہ دونوں نصب العین آپ کے سامنے ہیں۔ آپ خود فیصلہ کر سکتے ہیں کہ بلند ترین نصب العین وطن ہے یا اسلام۔ دعا ہے کہ خدا ہمیں صحیح انتخاب کی توفیق دے۔

پارس کا اعتراف

پیغام صلح کی ۲۰ اپریل کی اشاعت میں "لالہ لاجپت رائے کا مجسمہ" کے عنوان سے ایک مراسلہ شائع ہوا تھا کہ گول باغ لاہور میں لالہ جی آنجہانی کا جو بت نصب ہے اس کے نیچے کی عبارت ہندی اور انگریزی حروف میں ہے اردو کا کہیں نام و نشان بھی نہیں۔ اس پر ہم نے رائے زنی کرتے ہوئے لکھا تھا کہ لالہ جی کو پنجاب کا مسلمہ لیڈر کہا جاتا ہے اور اردو پنجاب کی عدالتی اخباری۔ ادبی اور کاروباری زبان ہے پھر کیا وجہ اس مسلمہ لیڈر کے بت کے نیچے صوبہ کی مسلمہ و مشترکہ زبان کا ایک حرف بھی نہیں۔ حالانکہ پنجابیوں کی غالب تعداد ہندی اور انگریزی سے ناواقف ہے۔ صرف اردو ہی پڑھ اور سمجھ سکتی ہے۔ ہمارے نزدیک اس کی وجہ محض ہندوؤں کا تعصب اور تنگدلی ہے۔

معزز ہندو ہمعصر "پارس" اس پر "ایک معقول اعتراض" کے عنوان سے اظہار خیال کرتا ہوا رقمطراز ہے:-

"اعتراض کی معقولیت میں کوئی شبہ نہیں

لالہ لاجپت [illegible] آریہ

[illegible]

جس سوسائٹی کا آرگن اردو میں شائع ہو رہا ہے اسے اردو سے اتنی چڑ کیوں ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اس بات سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ اردو ہندوستان بھر کی مشترکہ زبان ہے اور اس سے بے اعتنائی کسی صورت میں بھی مناسب نہیں ہے۔ خود لاجپت رائے تمام عمر زیادہ تر اردو میں ہی لکھتے رہے ان کی مقبول تصنیفات بیشتر اردو میں ہیں۔ روزنامہ بندے ماترم ان کی زندہ یادگار ہے۔ پھر اس صورت میں آریہ سوراجیہ سبھا کا اردو سے اجتناب سمجھ میں نہیں آیا۔"

ہم اپنے معاصر کی اس جرأت اور اعتراف حقیقت پر اسے مبارکباد دیتے ہیں۔ کاش ہمارے دوسرے ہندو معاصرین کو بھی اس بات کی توفیق ہوتی۔ لیکن ہماری یہ وہ خواہش ہے جو کبھی پوری نہیں ہو سکتی۔

اردو اور ہندو قوم

ہمارا ہمعصر "آریہ سوراجیہ سبھا" کے طرز عمل پر اظہار تعجب کرتا ہے۔ مگر ہندو قوم میں سبھا مذکور کے طرز عمل کی بے شمار مثالیں مل سکتی ہیں۔ آریہ سماج زیادہ تر زبان اردو کو ہی اپنی تبلیغ و اشاعت ذریعہ بنائے ہوئے ہے اور وہی اس کا سب سے بڑا دشمن ہے۔ شمالی ہند میں بہت سے آریہ اخبار اردو میں شائع ہوتے ہیں۔ اردو کے ذریعے اپنی قوم کی خدمت کرتے ہیں۔ بے شمار روپیہ کماتے ہیں۔ باوجود اس کے ان کے پروگرام میں اردو کی مخالفت بھی شامل ہے اور وہ ہمیشہ ہر موقع پر اس شیوہ مکروہ سے نہیں چوکتے۔ ہمارے معاصر کے نزدیک تو صرف "آریہ سوراجیہ سبھا کی اردو سے چڑ اور بے اعتنائی ہی مقام تعجب ہے لیکن آریہ سماج اور اس کی تقلید میں اکثر ہندو نہ صرف اردو سے بے اعتنائی کرتے ہیں بلکہ اس کو تباہ کرنا اپنا قومی اور مذہبی فرض سمجھتے ہیں۔

ہمارے محترم معاصر کو اقرار ہے کہ "اردو ہندوستان بھر کی مشترکہ زبان ہے اور اس سے بے اعتنائی کسی صورت میں بھی مناسب نہیں"۔ مگر صرف اس قدر لکھ دینا ہی کافی نہیں ہو سکتا۔ ہندو قوم کا طرز عمل اس کے سامنے ہے۔ اگر وہ اردو کو ہندوستان کی مشترکہ زبان سمجھتا ہے اور قومی زبان کی حفاظت اور ترقی کی ضرورت سے بھی آگاہ ہے تو اسے ہندوؤں کے اس افسوسناک طرز عمل کے خلاف آواز اٹھانی چاہئے۔ اور انہیں قومی زبان کی مخالفت اور تباہی کے گناہ کبیرہ سے باز رکھنے کی ہر ممکن کوشش کرنی چاہئے۔ زبانی باتیں عملی دنیا میں کوئی وزن نہیں رکھتیں۔

علیاحضرت بیگم بھوپال کا انتقال

گذشتہ ہفتہ کا سب سے المناک واقعہ فخر نسواں علیاحضرت نواب سلطان جہاں بیگم صاحبہ سابق والیہ بھوپال کا انتقال ہے اس قحط الرجال کے زمانہ میں مسلمان عورتوں میں تو درکنار مردوں میں بھی کوئی ایسی شخصیت نظر نہیں آتی جو اتنی گوناگوں قابلیتوں کی جامع ہو۔ جس کی ساری عمر دین و ملت کی خدمت میں بسر ہوئی ہو۔ علیاحضرت مرحومہ کی زندگی نے یہ ثابت کر دیا تھا کہ موجودہ زمانہ میں بھی مسلمان اسلامی تہذیب و تمدن کے حدود کے اندر رہ کر ایک ایسی زبردست خاتون پیدا کر سکتے ہیں۔ مرحومہ اعلیٰ درجہ کی مدبر حکمران ہونے کے علاوہ لائق مصنفہ۔ اسلامی تحریکات کی زبردست معاون۔ علم و فن کی بالغ نظر سرپرست اور مسلم یونیورسٹی کی چانسلر بھی تھیں۔ اور آپ کی عظمت کا شہرہ ہندوستان سے نکل کر تمام اسلامی دنیا اور یورپ و امریکہ تک جا پہنچا تھا۔

علاوہ ازیں آپ کی ذات مسلمانانِ ہند کی تمام مفید علمی تحریکات اور مسلم خواتین کی تعلیمی و اصلاحی سرگرمیوں کے لئے ایک آیہ رحمت تھی۔ آپ جو جگہ خالی کر گئی ہیں موجودہ حالات میں اس کا پُر ہونا بہت مشکل نظر آتا ہے۔

ہماری [illegible] دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ علیاحضرت مرحومہ کی مغفرت [illegible]

وقت اٹھانے کی بابت خط لکھا تاکہ شبہ دور ہو۔ بس ہمارا پیش کردہ حوالہ دیکھکر خلیفہ قادیان کو دفع الزام کے لئے مباہلہ کرنے سے انکار نہ ہونا چاہیئے۔

دوسرا پہلو۔ ممکن ہے یہ حوالہ قادیانی جماعت نے بھی دیکھ لیا ہو۔ اس لئے انہوں نے فوراً دوسرا پہلو بدلا۔ چنانچہ "الفضل" مورخہ ۱۶ مئی میں دوسرے پہلو کا اظہار یوں کیا گیا ہے۔

"الزام زنا وغیرہ پر ثبوت بذمہ مدعی ہوگا۔ اگر وہ گواہ نہ لائے تو جھوٹا ہے۔ ہاں جس پر الزام لگایا جائے وہ اس وقت تک کہ الزام دہندہ اس سے مطالبہ مباہلہ نہ کرے اپنی بریت کو زیادہ نمایاں کرنے کے لئے مباہلہ کی بھی دعوت دے سکتا ہے۔ اگر مطالبہ ہو جائے تو وہ بھی مباہلہ کی دعوت نہیں دے سکتا۔ اور نہ منظور کر سکتا ہے۔ یہ ہمارا عقیدہ ہے"

اہلحدیث:۔ اس اقتباس کے دو حصے ہیں (۱) ملزم بغرض بریت خود مباہلہ کی درخواست کرے تو جائز ہے۔ (۲) مدعی اگر ملزم سے مباہلہ طلب کرے تو ملزم مباہلہ منظور نہ کرے۔ بہت خوب۔ پہلا حصہ تو متنازعہ نہیں، دوسرا متنازعہ ہے جس میں قادیانی پارٹی مدعی عدم جواز ہے۔ لہٰذا اس کی دلیل پیش کرنا اُس پر واجب ہے۔ ہم اس دلیل کو سننے کے لئے ہمہ تن گوش ہیں۔ قادیانی خلیفہ اور قادیانی پریس اس دعوے کی دلیل شرعیات سے جلدی پیش کریں اور اگر پیش نہ کر سکیں تو ہمارا پیش کردہ حوالہ اور صابری صاحب کا مندرجہ ذیل مضمون بغور پڑھیں"

"مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری"

قادیانی اخبارات آجکل مغالطہ اندازی کے ساتھ پراپیگنڈا کر رہے ہیں۔ کسی شریف آدمی کو بدنام کرنا تو بیشک بہت برا فعل ہے۔ لیکن خلیفہ قادیان جو شب و روز یہ دعوے کرتے ہیں یا ان کی طرف سے کیا جاتا ہے کہ ان سے بڑھکر کوئی مقدس اور مطہر روئے زمین پر نہیں۔ ایسے مدعی کے دعوے کا امتحان کر کے اُس کے اسرار کو طشت از بام کرنا کوئی گناہ نہیں ہے۔ بلکہ مخلوق خدا کی بہت بڑی خدمت ہے۔ قادیانیوں کو چاہیئے کہ اپنے امام کے اس دعوے کو مدنظر رکھکر ان کی پوزیشن کو صاف کرانے کی کوشش کریں۔

اہل قادیان کی منہ زوری اور ٹھکانہ لہجے سے وہ دور نہیں ہو سکتا جب تک کہ خود ملزم میدان میں نہ نکلے اور اپنے مقتدا کے حکم کے مطابق مباہلہ یا قسم مؤکد بعذاب نہ اٹھائے۔

خلیفہ صاحب مسلمانوں سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ ایسے امور پر مباہلہ کے متعلق اپنے اماموں کا قول پیش کریں۔ یہ ان کی صریح مغالطہ اندازی ہے مسلمان کیوں اماموں کا قول پیش کریں جبکہ انہیں معلوم ہے کہ خلیفہ صاحب اپنے نبی مرزا صاحب ہی کے قول کو مانتے ہیں اور کو نہیں۔ اس لئے ہم حضرت مرزا صاحب ہی کا قول سناتے ہیں تا امت قادیانیہ کے حق میں حجت تامہ ہو۔

حضرت مرزا صاحب کا مذہب ایسے امور کے متعلق بالکل صاف ہے۔ آپ نے ایک عام اصول لکھا ہے جس میں کسی تاویل کی کچھ گنجائش ہی نہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ

> "اسلام میں لعنت اللہ علی الکاذبین کہنا ایک بددعا ہے جس کے یہ معنی ہیں کہ جو شخص کاذب ہے وہ خدا کی رحمت سے ناامید ہو۔ اور اس کے قہر کے نیچے آجائے۔ اسی لئے قرآن شریف میں ایسے مردوں یا ایسی عورتوں کے لئے جن پر مجرم ہونے کا شبہ ہو اور کوئی گواہ نہ ہو جس کی گواہی سے سزا دی جائے ایسی قسم رکھی ہے جو مؤکد بہ لعنت ہو۔ تا اُس کا نتیجہ وہ ہو جو گواہ کے بیان کا نتیجہ ہوتا ہے یعنی سزا اور قہر الٰہی"۔

(نزول المسیح صفحہ ۵، حاشیہ زیر عبارت متعلقہ مباہلہ)

حضرت مرزا صاحب کا یہ اصول خلیفہ قادیان کے متعلق بالکل صاف ہے کہ اُنہیں بغیر چون و چرا کے مباہلہ یا مؤکد بہ لعنت حلف اٹھانا چاہئے۔ ایسے واضح قول کے ہوتے ہوئے جو بقول نبی قادیان اسلام اور قرآن مجید کا حکم ہے جناب خلافت مآب آئمہ کے اقوال کو کیا کرینگے۔ جن کی اہل قادیان کے نزدیک کچھ وقعت نہیں ایسی ہلکی ہلکی باتیں کر کے بہانہ سازی کرنے میں کچھ بھی فائدہ نہیں [illegible]

اہلحدیث:۔ آجکل قادیانوں کے "مباہلہ" والوں سے کئی ایک مقدمات فوجداری دائر عدالت ہیں جن میں ایک مقدمہ خون کا بھی ہے۔ ممکن ہے کسی کو وہم ہو کہ اب مباہلہ کی کیا حاجت سو اس کا دفعیہ یہ ہے کہ مقدمات سے ان الزام کا فیصلہ نہیں ہوسکیگا جو خلیفہ قادیان پر لگائے گئے ہیں۔ خاص ان کے لئے مباہلہ کی ضرورت ہے۔

(ماخوذ از اہل حدیث بعد حذف طعن و تعریض)

پیغام صلح:۔ دیکھئے خلیفہ قادیان یا "الفضل" کی طرف سے کیا جواب ملتا ہے۔ ہم اس جنگ سے الگ رہنا پسند کرتے ہیں ہاں حالات کا قارئین کرام تک پہنچا دینا بھی ضروری ہے۔ اس لئے مندرجہ بالا مضمون اہلحدیث سے نقل کر دیا ہے۔ اہل قادیان کی طرف سے جو جواب شائع ہوا ہم انشاء اللہ اسے بھی قارئین کرام تک پہنچا دیں گے۔

جزائر فجی میں عیسائیت اور آریہ سماج کی تبلیغی جدوجہد

(از جناب محمد عبداللہ صاحب ٹیچر مسلم ہائی سکول بدو ملہی)

پیشتر ازیں ایک مختصر مضمون آریہ سماج اور عیسائیت کی تبلیغی جدوجہد کے بارے میں جو انہوں نے جزائر فجی میں جاری کی ہوئی ہے دے چکا ہوں اب ناظرین "پیغام صلح" کی مزید واقفیت کے لئے تفصیلی حالات درج کرتا ہوں:۔

جزائر فجی میں جو تقریباً ۹ ہزار میل بمبئی سے اور ۶ ہزار میل کلکتہ سے دور ہیں اور اٹھارہویں صدی میں جبکہ علم و فضل کی روشنی کی کرن ان جزائر میں نہیں پہنچی تھی۔ قدیم باشندے وحشی تھے۔ انسان کا گوشت تک کھا جاتے تھے۔ نہایت ہی قبیح اور گری ہوئی رسومات ان میں رائج تھیں۔ اس وقت سب سے پہلے ۱۸۳۰ء میں عیسائی پادری جان بلگس نے جو لندن مشنری سوسائٹی سے تعلق رکھتا تھا۔ قدم رکھا۔ اس کے ساتھ دو اور پادری بھی تھے۔ جو وہ ٹاٹی سے لایا تھا۔ یہ تینوں ٹونگا میں پہنچے۔ لیکن وہاں سے ایک کالی ٹینی (Lakemba) ان کو لکوسا میں لے گیا۔ لیکن وہاں ان کو کوئی کامیابی نہ ہوئی۔ اس لئے پھر یہ ٹھنی جزیرہ میں چلے گئے۔ وہاں گرجا بنایا اور کئی آدمیوں کو عیسائی بنایا۔ اس کے بعد یہ بیلین چرچ میں مل گئے۔ اس کے بعد ۱۸۳۴ء میں ٹونگا میں عیسائی دھرم کا جوش پھیل گیا۔ وہاں ایک بھاری جلسہ کیا گیا۔ یہاں ولیم کراس اور پادری کارگل کام کرنے کے لئے مقرر کئے گئے۔ انہوں نے وائیو یا میں ٹھہر کر فجی کی زبان سیکھی پھر ایک کتاب لکھی۔ جس سے لڑکے لکھنا پڑھنا سیکھ سکیں۔ اور ایک کتاب سوال و جواب کے طور پر بنا کر اس میں عیسائی مت کے موٹے موٹے اصول لکھے۔

۱۸۳۵ء میں دونوں پادری ٹونگا کے کئی عیسائیوں کو ساتھ لے کر لکیوا میں گئے۔ ٹونگا کے بادشاہ جارج (جو عیسائی بن چکا تھا) نے لکیوا کے سردار کو کچھ تحائف دیکر یہ اشارہ کیا کہ پادریوں کی آؤ بھگت کریں۔ اس سردار نے ان کا خیر مقدم کیا اور گرجا بنانے کے لئے زمین دی۔ انہوں نے وہاں ٹھہر کر پہلے مرقس کی انجیل کا کائی بیتی میں ترجمہ کیا۔ اور سکول کھولا۔ کچھ وقت اچھا گذرا۔ پھر کھلبلی مچ گئی۔ پادریوں کے پاس جتنا ذخیرہ خورد و نوش کا تھا۔ وہ ختم ہوگیا۔

اس زمانہ میں جہاز اس طرف نہیں آتے تھے۔ بیچارے پادری آلو اور نمک پر گذارہ کر لیتے تھے۔ انہوں نے اپنا تمام سامان بھی کھانے پینے کے لئے بیچ ڈالا۔ یہاں تک کہ پادری کارگل کے پاس ایک چائے کا پیالہ جس کا ایک حصہ ٹوٹا ہوا تھا رہ گیا۔ سب بال بچے سخت تکلیف میں تھے۔ پادری کراس بیمار ہوگیا۔ لیکن تندرست ہوگیا۔ پہلے دو برس میں ۲۱ کس عیسائی بنے۔ ان میں زیادہ تر ٹونگا کے رہنے والے تھے۔ اور فجی میں آکر آباد ہوگئے تھے۔ لکیوا کے سردار نے ان کے برخلاف کئی باتیں مشہور کیں۔ کراس صاحب ریوان چلے گئے۔ اور وہاں بیمار ہو کر فوت ہوگئے۔ سوموسو کے میموریل چرچ میں ان کی جگہ اب تک موجود ہے۔

۱۸۳۹ء [illegible]

مسٹر لینتھ جی آئے۔ جو ٹونگا میں پادری رہ چکے تھے۔ اور ڈاکٹری بھی جانتے تھے۔ انہوں نے آتے ہی ایک ہسپتال کھول دیا۔

۱۸۴۲ء میں پادری ہنٹ نے متی کی انجیل کا زبان فجی میں ترجمہ کیا۔ تیس برس پادری ہنٹ وہاں کام کر کے مر گئے۔ اسی طرح پراٹسٹنٹ اور رومن کیتھولک پادریوں کو بہت تکالیف برداشت کرنی پڑیں۔ نہ ہی کوئی ڈاک کا انتظام تھا۔ نہ ہی خورد و نوش کا سامان۔ کئی برس تک ہم وطنوں اور رشتہ داروں سے الگ پڑے رہے۔ کائی بیتی کے سرداروں نے کئی دفعہ اپنی قوم کو اکسایا کہ ان کو پکڑ کر کھا جاؤ۔ ان کے مکان لوٹ کر برباد کر دیئے جاتے۔ اور آگ لگا دی جاتی۔ پادری ہنٹ کی جاں نثاری۔ اخلاص۔ اور قربانی آئندہ آنے والی نسل کے لئے ایک مثال رہیگی۔ اس نے کئی بیتی زبان میں وعظ اور لیکچر لکھے ۱۸۵۳ء میں نئے عہدنامے کا فجی زبان میں ترجمہ ہوگیا۔ پادری ڈیوز ہنڈل نے فجی زبان کی گریمر اور لغت تیار کی اس پادری کے ذریعہ ۱۸۵۴ء میں راجہ ککو کہنے عیسائی مذہب قبول کیا۔ اس کے راج میں آدمیوں کھانے کی رسم تھی۔ پادری کے وعظ سے یہ رسم کچھ مدت تک بند ہو گئی۔

۱۸۶۷ء میں پادری تھامس بیکر کو کائی بیتی لوگوں نے مار ڈالا۔ وہ ۲۱ جولائی کو آٹھ دس عیسائیوں کے ساتھ وعظ کرنے جا رہے تھے۔ کہ انہوں نے پیچھے سے آکر پکڑ لیا۔ اور ایک لمبے دستے والے ہتھیار کے ساتھ اس کے سر کو پھوڑ ڈالا۔ اس کے بعد جھاڑیوں سے کائی بیتی لوگوں کا ایک گروہ نکل آیا۔ اور پادریوں کا خاتمہ کر دیا۔ ان میں سے دو آدمی کسی طرح بھاگ کر نکل گئے۔ اور انہوں نے یہ حال پادریوں کی بیویوں کو سنایا۔ لیکن انہوں نے کمزوری نہ دکھائی۔ اور صبر و سکون سے کام لیا۔ اس جگہ کائی بیتی لوگوں کا ایک جلسہ ہوا۔ اور وہ شکار کرنے والی کشتیوں کے ذریعہ پادریوں کی عورتوں کو پکڑ کر لے گئے۔ ریوا میں یہ خبر سن کر مسز کالورٹ اور مسز لیتھ ایک کشتی لے کر وہاں پہنچیں۔ اور سرداروں کے مکان پر جہاں عورتوں کے جانے کا حکم نہیں تھا بے دھڑک چلی گئیں۔ انہوں نے سنجوف سردار سے جا کر کہا کہ عورتوں پر رحم کرو۔ بوڑھا سردار ان کی شجاعت اور دلیری کو دیکھ کر محو حیرت رہ گیا۔ اور کہا کہ جو مر گئیں وہ واپس نہیں آسکتیں۔ اور جو زندہ تھیں وہ چھوڑ دیں۔ اس وقت تک نو مر چکی تھیں۔ اور پانچ زندہ بچالی گئیں۔ اس زمانہ میں پادریوں نے اپنا پرچار نہایت ہی حوصلہ سے جاری رکھا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک ہزار گاؤں میں بائیبل کا پرچار ہوگیا۔

میتھوڈسٹ فرقہ اس وقت تک کام کر رہا ہے۔ ۸۰ کے قریب کائی بیتی پادری ہیں۔ اور اسی ہزار کائی بیتی گرجوں میں ہر اتوار گرجا کرنے کے لئے آتے ہیں۔ اب اس مشن کا مرکز دتی یبود میں ہے۔ وہاں کائی بیتی کا اعلےٰ سکول ہے۔ لڑکوں کو کاریگری اور ہنر سکھایا جاتا ہے۔ مشن کا ایک اخبار بھی سووا سے نکلتا ہے۔

۱۸۴۴ء میں رومن کیتھولک مشن سووا میں قائم ہوا۔ پادری روسے۔ اور بیری ہرٹ اس مشن کو جاری کرنے والے تھے ۱۸۸۷ء میں بشپ کا قبضہ اس پر ہوا۔ ۱۸۹۴ء میں سووا میں ایک بھاری گرجا بنایا گیا۔ آسٹریلیا سے پتھر منگوائے گئے۔ اس وقت ۹۰۰ پادری ۲۰۰۰ سکول اور ۵۳۰۰ ایسے سکول ہیں۔ جہاں صرف اتوار کے دن تعلیم دی جاتی ہے۔ (باقی آئندہ)

ایک خادم اسلام نوجوان کی وفات

پشاور سے برادر امام الدین صاحب لکھتے ہیں کہ:۔ مورخہ ۶ جون ۱۹۳۳ء کی شب کو فضل خالق خان کلرک خیبر ایجنسی یکایک قضائے الٰہی سے فوت ہوگئے ہیں۔ مرحوم ایک خوش خو۔ با اخلاق اور صالح نوجوان تھا۔ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی شاخ پشاور کا سرگرم کارکن ہونے کے علاوہ پشاور اور صوبہ سرحد کی دیگر قومی اور ملکی مجالس میں بھی مرحوم اکثر نہایت انہماک سے حصہ لیا کرتا تھا۔ مذہبی تحریکوں میں آپ پیش پیش رہا کرتے تھے۔ آپ کی جدائی اور مفارقت سے جہاں پشاور کی انجمن احمدیہ شاخ لاہور میں ایک طرح کا غم و ماتم نمایاں ہے۔ وہاں دیگر انجمنوں کے اراکین بھی آپ کی جدائی میں گریاں ہیں۔ غرضکہ فضل خالق خاں کی ہر دلعزیزی اور مذہبی اور قومی سرگرمیاں ایک عرصہ دراز تک اراکین انجمن احمدیہ کو خصوصاً اور دوسرے فدایان اسلام کو عموماً [illegible]

تفریح اور ترویج

سودیشی پر ایک دلچسپ مکالمہ

لالہ رام بھروسے سے بڑی مدت کے بعد ملاقات ہوئی۔ جو از سرتا پا کھدر میں ملبوس تھے۔ انہوں نے آداب اور بندگی سے چھوٹتے ہی فرمایا۔ "اب کوئی ولائتی چیز نہ خریدنی چاہئے۔

بشیر نے کہا بہت اچھی۔ تب تو آپ مہاتما گاندھی سے بھی چار قدم آگے بڑھ گئے ہیں۔ "کیوں" انہوں نے متعجب ہو کر دریافت کیا۔

بشیر: "بہت سی چیزیں ہیں جن کے استعمال کے بغیر آپ کا کام نہیں چل سکتا"

لالہ: "کونسی ایسی چیز ہے۔ دو ایک کا نام تو بتلائیے۔

بشیر: "سوئی کو ہی لے لیجئے۔ بلا سوئی کے آپ کا کام ہرگز نہ چل سکے گا۔ اور سوئی ہندوستان میں بنتی ہی نہیں"

لالہ جی: "سوئی نہیں بنتی۔ کیا کہا؟ کیا کوئی ایسی تدبیر نہیں کہ بلا سوئی کے کام چل جائے۔

بشیر: "اس کی تدبیر تو ہے"۔

لالہ: "کیا"

بشیر: آپ کوٹ کے لئے کپڑا تو خرید لے۔ مگر سلائیے نہیں۔

لالہ: "تو کیا کریں ؟

بشیر: "سے اوڑھے رہیئے"

لالہ: "اور قمیض کا کپڑا کیا کریں ؟"

بشیر: "اسے بھی اوڑھے رہیئے" پہلے قمیض کا کپڑا اوڑھ لیا۔ اس کے اُوپر سے کوٹ کا کپڑا اوڑھ لیا۔

لالہ: "یہ تدبیر کچھ سمجھ میں نہیں آئی"۔

بشیر: "دوسری تدبیر یہ ہے کہ سریش یا گوند سے چپکا لیا جائے

لالہ: لیکن جب بھارت فینسی لانڈری سے وصل کرائیں گے تو ایک ایک کوٹ کے چار چار ہو جائیں گے"۔ اور دھلائی بھی ایک ایک کوٹ کے الگ الگ حصہ کی دینی پڑے گی۔

بشیر: "سودیشی اور ملک کی خاطر یہ خسارہ بھی برداشت کر لیا جائے اور پہنتے وقت اس کو پھر گوند سے چپکا لیا جائے"۔

لالہ: "ارے بھائی یہ تو جھگڑا ہے۔ کوئی اور تدبیر سوچئے۔ ہم نے توکل پنڈت جی سے سنا ہے کہ ویدوں کے زمانہ میں یہاں سوئیاں بھی بنتی تھیں۔ اور جرمن والوں نے ہمارے ہی ویدوں سے اس کا نسخہ لیا ہے۔

بشیر: "سوئیاں تو ضرور بنتیں۔ مگر ببول کے کانٹوں کی۔

لالہ: تو ببول کے کانٹے کیا سوئی کی جگہ استعمال نہیں ہو سکتے۔ ہمارے رشیوں نے بھی اس کپڑے سینے کی کیا عمدہ تجویز نکالی۔ نہ مشین بنانی پڑی نہ لوہا ڈھالنے کی ضرورت رہی۔ ہم بھی اسی کے ساتھ کپڑے سی لیا کریں گے۔ مگر اس میں ڈورا کیسے ڈالا جائیگا؟

بشیر: سوراخ کر لیا جائے۔ لیکن ایک بات ہے۔ ٹوٹ جائیگا۔ اور موٹے کپڑے میں کام نہیں دے گا۔

لالہ: "اس کے لئے اسے رہے یا پیتل سے مڑھا لیا جائے۔ تب نہیں ٹوٹے گا۔

بشیر: "ہاں یہ بھی ٹھیک ہے۔ جب یہی کرنا ہے تو سوئی ہی کیوں نہ بنا لی جائے۔

لالہ: "یہ تدبیر تو آپ نے خوب سوچی۔ اچھا سوئی تو سودیشی بن گئی۔ اب * * *

بشیر: "ابھی کہاں بن گئی۔ نہ آپ ولائتی مشین خریدیں اور نہ سوئی بنے۔ البتہ ایک تدبیر اور ہے اور وہ ابھی سوجھی ہے۔

لالہ: "وہ کیا؟"

بشیر: "کپڑا بنانے والی مِل اگر کپڑے کے تھان نہ بن کر کوٹ قمیص واسکٹ بنا کرے تو کتنا اچھا ہو۔ نہ سوئی کی ضرورت نہ سلائی کی جھنجٹ۔

لالہ: "آہا یہ آپ نے خوب سوچا۔ بولو مہاتما گاندھی کی جے من موہن مالوی کی جے"۔

بشیر: "مگر کپڑا بننے کی مشینیں بھی سب ولایت ہی سے آتی ہیں"۔

لالہ: "تو پھر ڈھاک کے تین پات۔ ویسی کپڑا سودیشی سوئی۔ (ببول کے کانٹے) سے باریک سی کر گلے کے گرد لٹکا لینا چاہئے۔ اور باقی سارے جسم

رسالہ "البصیرت" کا اجرا اور اُس کا التوا!

ابتدا اگر مایں کسی قدر طبیعت جو گرمائی تو مولانا عصمت اللہ صاحب اور مجھے ایک رسالہ کے اجرا کی سوجھی۔ کاروباری سلسلہ میں مسلمانوں کا ذہن و دماغ عموماً علت و معلول کا تقدم و تاخر معلوم کرنے کی تکلیف نہیں اُٹھایا کرتا۔ اکثر یوں سمجھ لیا جاتا ہے۔ کہ کوٹلے مل گئے تو حقہ خود بخود موجود ہو ہی جائے گا۔ ہم نے بھی یہی سوچا کہ رسالہ نکل آئے۔ انجمن کی اجازت بعد میں مل جائیگی۔ بصیرت کے اجرا کی دیر ہے۔ لوگ تو سیپ کی طرح منہ پھیلائے پھر رہے ہیں۔ ساون کی لطیف بوندیں سمجھ کر فوراً اس پر ٹوٹ پڑیں گے۔ یہ ظاہر ہے کہ جو کام عقلمندی اور دُور اندیشی کے اس زریعے پر شروع کیا جائے گا۔ کامیابی اس کے قدم چومنے کے لئے دوڑی چلی آئے گی۔ ہم نے بھی حصولِ مقصد کو بہت قریب اور یقینی سمجھ کر جھٹ سے رسالہ نکال مارا۔ اس کے بعد نہ آؤ دیکھا نہ تاؤ۔ پے در پے دو تین "بصیرت" لگاتار شائع کر دیئے۔ دوسرے رسالوں اور اخبارات میں بھی ہڑبونگ مچا دی۔ کہ دوڑیو! بھاگیو!! مولوی عبد الحق اور مولوی عصمت اللہ صاحب نے رسالہ نکال دیا۔ جب کامیابی (یعنی صرف کام کی کثرت) یہاں تک پہنچی تو مکتب صحافت کے ہمارے ابتدائی استاد راجہ غلام قادر خاں صاحب کے منہ میں بھی پانی بھر آیا۔ اُن کو تو چونکہ ایسے معاملات میں ضرورت سے زیادہ تجربہ حاصل ہے۔ اس لئے وہ مولانا عصمت اللہ صاحب سے پوچھ ہی تو بیٹھے کہ کتنے ہو گئے ہیں رسالہ "بصیرت" کے خریدار ؟ مولوی صاحب نے کامیابی کے نشہ میں جھوم کر پورے جوش کے ساتھ جواب دیا کہ ۴۹ تو کبھی کے ہو گئے! راجہ صاحب سے اور تو کچھ ہو نہ سکا۔ مگر ہماری سادگی پر زیر لب مسکرا کر رہ گئے۔ اس کے بعد زمانہ نے پلٹا کھایا۔ ہماری اس کامیابی پر بہت لوگ رشک کھانے لگے۔ بلکہ بعض کے پیٹ میں تو حسد کے مارے نفخ ہو گیا۔ ایسے لوگوں نے شدہ شدہ انجمن کے دفتر کی ہوا تک بگاڑ دی۔ کہ نہیں معلوم یہ اپنے اس رسالہ کے ساتھ کون کون سی ولایت فتح کر لیں گے۔ دودھ کا جلا چھاچھ پھونک پھونک کر پیتا ہے۔ دفتر نے آرڈر اشتوع کر دیا۔ کہ خبردار آئندہ "بصیرت" نکلنے نہ پائے۔ یہ قاعدہ نمبر فلاں کی دفعہ فلاں کے ماتحت ناجائز ہے۔ قواعد کی کتاب کو دونوں ہاتھوں سے تھام کر اور آنکھوں کے آگے تان کر مولوی عصمت اللہ صاحب نے اس قاعدہ کے ایک ایک لفظ کا پہلے تو جائزہ لیا۔ اور پھر اپنی پوری مناظرانہ مستعدی کے ساتھ اس پر بحث کی۔ لیکن حکومت کا فیصلہ جامد تھا۔ اپنی جگہ سے ہٹ نہ سکا۔

ادھر اخراجات کا یہ عالم کہ ۱۵۰ روپے تو وصول اور صرف ۴۰۰ روپیہ خرچ بصیغہ قرض۔ اس کے بعد کے واقعات اور ان کی بنا پر ہمارے حسیات مع اپنے تاثرات کے اس قدر شدید ہیں کہ اخبار کی نزاکت ان کی متحمل نہیں ہو سکتی۔

قصہ مختصر یوں ہو جاتا ہے۔ کہ رسالہ جو دوسروں کی بصیرت افزائی کے لئے جاری کیا گیا تھا۔ الٹا ہمیں یہ سبق دینے کہ آپ لوگ کسی کام کی بسم اللہ کرنے سے پیشتر علت و معلول کا ضرور خیال رکھا کریں۔ ورنہ نتیجہ ابتر رہے گا۔ سنداً یہ چند سطور لکھ دی ہیں تاکہ آئندہ ہر ابتدا کنندہ انجام کو پہلے سے سوچ لیا کرے۔

"پیغام صلح"

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا آرگن ہے۔ جس کا مقصدِ وحید تبلیغ اسلام ہے۔ اس کی توسیع اشاعت میں کوشش کرنا مبلغین و مصلحین کی پاک جماعت کی رفاقت کا حاصل کرنا ہے۔ جو اقوام عالم میں اشاعتِ امن اور صلح کے لئے خدا کی طرف سے مامور کئے گئے ہیں۔ کیا قارئین کرام میں سے ہر ایک اس نعمت عظمیٰ کو حاصل کرنے کی مقدور بھر کوشش نہ کرے گا۔

سنگ آمد و سخت آمد

ہم اپنے مطالعہ کی میز پر بیٹھے تھے کہ چھوٹی بچی اختر نے تنگ کرنا شروع کیا۔ کہ ابا ہمیں کہانی سناؤ۔ چار و ناچار اپنے وقت کا خون ہوتے دیکھ کر ہم نے ایک مختصر سی کہانی کہی۔

"ایک بنگالی جس کا نام موہن بابو تھا گھر سے باہر کہیں سفر پر گیا۔ سفر پیادہ پا تھا۔ دن بھر کی دوڑ دھوپ کے بعد شام کو تھک ٹوٹ کر گھر کو واپس آیا۔ تکان سے جسم چور چور تھا۔ دل کسی اور کام کی بجائے سب سے پہلے آرام کرنا چاہتا تھا۔ مگر وہ اپنے دوسرے خیالات میں ایسا غرق ہُوا۔ کہ اسے تن بدن کی ہوش نہ رہی۔ مگر اس کے اندر دل کا تقاضا بار بار یہی رہا کہ چارپائی پر لیٹ جانا چاہئے۔ یکایک اس کے جسم میں حرکت ہوئی۔ اس نے خواب گاہ کا دروازہ کھولا۔ اپنی چارپائی پر اپنا سوٹا رکھ کر اس پر کمبل اوڑھا دیا۔ اور خود ایک کونے میں کھڑا ہو گیا۔ اب اس کے اندر ایک اطمینان تھا۔ اور وہ یہ سمجھنے لگا کہ میں نے سوٹا تو کونے میں کھڑا کر دیا ہے۔ اور خود چارپائی پر لیٹ گیا ہوں"

اختر نے کہا۔ ابا کیا دنیا میں ایسے حواس باختہ بھی لوگ ہوتے ہیں۔ یہ کہ کر وہ تو چلی گئی۔ مگر چھوٹی بچی کی بات معقول تھی۔ ہم انسانی ہوش و حواس کے نفسیاتی معمہ کے حل کرنے میں مشغول ہو گئے۔ یہاں تک کہ یکایک اخبار "الفضل" کی ایک سرخی نے ہمیں چونکا دیا۔ . . . . مضمون زیر عنوان کے مطالعہ سے معلوم ہوا کہ شیخ محمد انعام الحق صاحب نے ایڈیٹر "الفضل" یا اس کی وساطت سے ہز ہولی نس کی جوتیوں کے سب غلاموں[1] سے دریافت کیا تھا کہ آپ لوگ غیراز جماعت لوگوں کو جن کے فرشتوں کو بھی حضرت مسیح موعودؑ کی ذات گرامی کی خبر نہیں ہوئی کافر سمجھتے ہیں یا مسلمان؟ سوال کیا تھا۔

سنگ آمد و سخت آمد

والا معاملہ ہو گیا۔ ہوش و حواس ٹھکانے نہ رہے۔ بلبلا کر بول اُٹھے۔ کہ مولانا محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ بھی تو منکرین مسیح موعود کو کافر سمجھتے ہیں۔ شیخ صاحب کے سامنے اپنی دلیل کو یوں ڈال کر مدیر "الفضل" تو کونے میں اطمینان سے کھڑے ہو گئے۔ اور دل میں یہ سمجھ لیا کہ ہم شیخ صاحب کو پھنسا کر بسم اللہ کے گنبد میں آ بیٹھے ہیں۔ مگر حضرت میاں صاحب کی محض جوتیوں کے غلام' اگر اپنی عقل' سمجھ' دین۔ ایمان سب کچھ پیر پرستی کی گدی پر قربان نہیں کر چکے تو سوچیں اکیلے اکیلے تنہائی میں بیٹھ کر دو دو مل کر فکر اور غور کو باہم لڑا کر سوچیں کہ ایک شخص یہ کہتا ہے۔ کہ جو شخص ہماری گدی کا پرستار نہیں وہ کافر اور واجب القتل ہے۔ دوسرا کہتا ہے کہ نہیں جو کسی کو ناحق قتل کرے وہ واجب القتل ہے۔ کیا ان دونوں باتوں میں کوئی فرق نہیں ؟

ہمیں تو مدیر الفضل کے اس جواب پر چنداں تعجب نہیں ہوا۔ اس سے پیشتر قادیانی مے سے ایک مدہوش اس سے بھی عجیب تر اس سوال کا جواب دے چکے ہیں۔ قبلہ میر مدثر شاہ صاحب محمودیوں کو پچھاڑ کر زیر لب مسکرا رہے تھے۔ کہ مدعیان علم کلام جدید سے سند یافتہ ایک نئے مناظر صاحب تشریف لائے اور فرمایا کہ ہم اگر غیر احمدیوں کو کافر کہتے ہیں تو کیا ہوا۔ تم لوگ تو اس سے زیادہ سخت کہتے ہو۔ میر صاحب نے حیران ہو کر دریافت کیا۔ کہ ہم لوگ کیا کہتے ہیں۔ جواب دیا۔ کہ ہم تو صرف کافر ہی کہتے ہیں تم تو غیر احمدی مولویوں کو مکفر کہتے ہو۔ دیکھو اخبار پیغام صلح کا نمبر فلاں اور صفحہ فلاں۔ یہ جواب اسقدر مسکت تھا کہ قبلہ میر صاحب با ایں ہمہ مناظرانہ قابلیت کے لاجواب ہو کر رہ گئے۔

---

[1] بعض آجکل کے قادیانی ایسا فخر سے لکھتے ہیں اور اس کو اپنی سعادت عظمیٰ سمجھتے ہیں۔

خبریں

—— کلکتہ ۸ راگست - ایک سرکاری اعلان شائع ہوا ہے کہ کرنسی نوٹوں کی پالیسی کے پیش نظر حکومت ہند عنقریب نئے نمونے کے پچاس روپیہ والے نوٹ تیار کرنے والی ہے - ان نوٹوں کی ظاہری شکل موجودہ پچاس روپیہ کے نوٹوں سے بالکل مختلف اور سو روپیہ کے نوٹوں کے مشابہ ہوگی -

یہ نوٹ ۱۵ راگست کو کرنسی آفس سے جاری کئے جائیں گے - پرانے پچاس روپیہ والے نوٹ نئے نوٹوں کے اجراء کے بعد کارآمد ہوں گے -

—— حیدرآباد سندھ ۵ راگست - سکھر کے ہندو مسلم فساد کی تفصیلات سے پایا جاتا ہے کہ ۵ آدمی ہلاک اور ۲۰ سے زیادہ مجروح ہوئے - فساد اس بات پر ہوا کہ ایک مسلمان تانگے والا آرہا تھا - ہندوؤں کے جلوس سے اس کا تنازعہ ہو گیا - ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے دفعہ ۱۴۴ نافذ کر دی ہے -

—— بمبئی ۴ راگست - اخبار انگلشمین رقمطراز ہے کہ مسٹر جیکر پونا سے واپس آ گئے ہیں - ایسا معلوم ہوتا ہے کہ صلح کی کوششیں معرض تعویق میں پڑ گئی ہیں - سیاسی حلقوں میں بیان کیا جاتا ہے کہ گاندھی صلح کے خواہشمند ہیں - لیکن پنڈت جواہر لال نہرو مخالفت کرتے ہیں - اس لئے انہیں ایک خط لکھا کرنے کی تجویز کی گئی تھی - مسٹر جیکر نے اپنے ایک دوست سے کہا کہ اب انہیں اس قدر امید نہیں رہی -

—— آل انڈیا مسلم کانفرنس کے سالانہ اجلاس لکھنؤ کی مجلس استقبالیہ کی تاسیس کے لئے ۳ راگست ۱۹۳۰ء کو سلیم پر ہاؤس میں ایک جلسہ منعقد ہوا - اس جلسہ میں صوبہ کے ممتاز ارکان اور عمائد شریک تھے -

جناب راجہ سید احمد علی خاں صاحب کی تحریک پر باتفاق رائے حضرت مولانا شاہ قطب الدین عبدالوالی صاحب فرنگی محلی صدر جلسہ منتخب ہوئے -

—— الٰہ آباد ۵ راگست - معلوم ہوا ہے کہ وائسرائے نے نہروؤں کو گفتگو صلح کے سلسلہ میں یرودہ جیل میں لے جانے کی اجازت دیدی ہے - لیکن اس خبر کی سرکاری طور پر تصدیق نہیں ہوئی -

بعد کی خبر - سیاسی حلقوں میں اس خبر کی تصدیق ہو گئی ہے -

—— لندن ۳ راگست - مسٹر وارث علی آئی سی ایس ریٹائرڈ نے آل انڈیا مسلم لیجسلیٹرس ایسوسی ایشن کی شاخ لندن سے استعفا دیدیا ہے تاکہ معاملات ہندوستان پر بحث و تمحیص کے متعلق وہ پوری آزادی کے ساتھ اظہار خیالات اور مسلمانان ہند کے اہم مفاد کے لئے انفرادی حیثیت سے کام کر سکیں -

—— للے (بلجیم) ۴ راگست - جمعیۃ تجارت کارکنان پارچہ بافی کی مجلس منتظمہ نے آج ہڑتال کرنے کا فیصلہ کیا ہے جس میں تقریباً ایک لاکھ کارکن شامل ہوں گے -

—— بمبئی ۴ راگست - کل پنڈت مالویہ اور مسٹر وٹھل بھائی پٹیل کے مقدمے کی جو کارروائی شروع ہوئی اس کے دوران میں رقت انگیز مناظر دیکھنے میں آئے - اور ایک موقع پر پنڈت مالویہ اپنی تقریر کے دوران میں اشکبار ہو گئے - جب انہوں نے بیان کیا کہ میں قانون شکنی کے لئے جلوس میں شامل نہیں ہوا تھا - بلکہ اس لئے کہ فضول اور تکلیف دہ حکم کو میں اپنی توہین سمجھتا تھا -

—— لاہور ۵ راگست - اطلاع موصول ہوئی ہے کہ مسز ایل آر ٹنشی پنجاب کی جنگی کونسل ڈکٹیٹر مقرر کی گئی ہیں -

—— شملہ ۶ راگست - شمال مغربی سرحد میں آفریدیوں کی مخالفانہ سرگرمیوں میں پھر ترقی کے آثار دکھائی دے رہے ہیں - یکم اگست کو بمقام باغ ایک جرگہ ہوا جس میں متعلقہ ملاؤں اور نوجوان آفریدیوں نے فیصلہ کیا کہ حکومت انگریزی کے خلاف ایک لشکر فراہم کیا جائے - اور چھوٹی چھوٹی جماعتوں میں وادی باڑہ سے گذر کر کھجوری میدان کی طرف مجتمع پشاور پر حملہ کرنے کی غرض سے پیشقدمی کی جائے - کھجوری میدان میں آخری اجتماع کی تاریخ ۶ راگست مقرر کی گئی ہے -

—— ہندوستان ٹائمز اپنی اشاعت مورخہ ۶ راگست میں شملے کے نامہ نگار کے حوالہ سے لکھتا ہے کہ رائے صاحب بھولا ناتھ ایڈ سنز نے مسٹر اے سی مارس پلیڈر کے ذریعہ سے مسٹر روپ لال مہتہ ڈکٹیٹر جنگی کونسل شملہ کو ایک نوٹس دیا ہے کہ اگر پکٹنگ اٹھایا نہ گیا تو آپ کے مسٹر مہتہ کے خلاف دس ہزار روپیہ کے ہرجانہ کا دعویٰ دائر کیا جائے گا -

—— پٹنہ ۵ راگست - حکومت بہار کا ایک اعلان مظہر ہے کہ سول نافرمانی کی تحریک کے سلسلہ میں سزایاب اشخاص کی تعداد کثیر کے پیش نظر پٹنہ میں ایک عارضی جیل خانہ تعمیر کیا جائے گا جس میں پندرہ سو قیدی رکھے جا سکیں گے -

—— لارڈ برکن ہیڈ نمونیہ میں مبتلا ہیں اور سخت بیمار ہیں

—— کلکتہ ۵ راگست - یہاں آج کی عدالت عالیہ میں مسٹر جسٹس کاسٹیلو نے حکومت بنگال کے وکیل مسٹر اے کے بوس کی بیوی مسز منجولا بوس کو طلاق کے مقدمہ میں ان کے شوہر کے زانی و ظالم ہونے کی بنا پر ڈگری دیدی ہے - بچہ بیوی کے حوالے کیا گیا - نیز سے مصارف مقدمہ ادا کئے گئے -

—— رگبی ۱۰ راگست - وزیر اعظم آج سہ پہر کو لندن پہنچ گئے - آپ کل اوسی ماؤتھ سکاٹ لینڈ روانہ ہوں گے - اور اگر موسم موافق رہا تو یہ سفر ہوائی جہاز میں کریں گے -

—— بمبئی ۱ راگست - آج بعد دوپہر چیف پریزیڈنسی مجسٹریٹ نے کانگرسی رہنماؤں کے مقدمہ کا فیصلہ سنا دیا - تمام ملزموں کو مجرم قرار دیتے ہوئے - پنڈت مالوی مس منی بن پٹیل مس رتن بن لد مسز ہر نام کور اور مسز امر کور کو ایک ایک سو جرمانہ یا پندرہ پندرہ روز قید محض کی سزا دی -

سردار پٹیل - مسٹر جے رام داس دولت رام - مسٹر شروانی - ڈاکٹر باڈیکر - مسٹر ایس ڈی پلیکر - مسٹر رام کرنت مہتہ - مسٹر کے جی این آر اور مسٹر ونیکٹا رام کو تین تین ماہ قید محض کی سزا دی گئی -

مجسٹریٹ نے اپنے فیصلہ میں لکھا کہ پنڈت مالویہ کی ضعیف العمری اور اس بات کے پیش نظر کہ انہوں نے مخالفت کے خیال سے کمشنر پولیس کے حکم کی خلاف ورزی نہیں کی - بلکہ محض پبلک وجوہ کی بنا پر ایسا کیا - اس لئے انہیں کم سزا دی گئی -

پنڈت مالوی اور عورتوں نے جرمانہ دینے سے انکار کر دیا جب مجسٹریٹ صاحب عدالت کی کرسی پر بیٹھے تو پنڈت مالوی کے بیٹے نے پنڈت جی کو خط دیا اور کہا کہ وہ جرمانہ ادا نہیں کریں گے انہوں نے مجسٹریٹ سے درخواست کی کہ اگر کوئی اور شخص پنڈت جی کا جرمانہ ادا کرے تو اسے قبول نہ کیا جائے - لیکن مجسٹریٹ نے کہا کہ اگر کسی نے خواہ وہ کوئی بھی ہو عدالت میں جرمانہ ادا کیا - تو وہ قبول کیا جائے گا -

—— پشاور ۷ راگست - وادی بارہ میں افریدیوں کی نقل و حرکت کی اطلاع آئی ہے - رائل ایئر فورس کے جہاز دستے ان پر بم گرا رہے ہیں - کل دن بھر گولہ باری ہوتی رہی - لیکن آج موسم کی خرابی کی وجہ سے بند ہے - آفریدی لشکر جس کی نسبت کہا جاتا ہے کہ پانچ ہزار اشخاص پر مشتمل ہے - اب کھجوری میدان کے مغرب میں جمع ہو رہا ہے - افواج ان کے روکنے کے لئے روانہ ہو رہی ہیں - پشاور کی فوج کو نوشہرہ کی پلٹنوں کی کمک بہم پہنچائی گئی ہے - نیز تمام جنگی چوکیوں پر مزید سپاہی بھیج دیئے گئے ہیں -

حکام نے باشندگان پشاور کے نام ایک اعلان شائع کیا ہے کہ نو بجے سے پہلے شہر میں واپس آ جائیں - اس کے بعد دروازے بند کر دئے جائیں گے اور چھاؤنیوں پر پہرے کھڑے ہو جائیں گے -

—— پشاور ۷ راگست - زبردست افواہ پھیل رہی ہے - کہ افریدیوں کا لشکر پشاور پر حملہ کرنے کے لئے آ رہا ہے - افواج تمام جنگی اہمیت والے مقامات کی حفاظت کر رہی ہیں - اور ہوائی جہاز دن بھر گشت لگاتے رہتے ہیں -

شہر کے دروازے [illegible] بجے بند کر دئے جاتے ہیں -

—— پشاور ۸ راگست - کل رات کا ایک بڑا حصہ گذرنے کے بعد افریدیوں کے ایک لشکر نے جس کی تعداد معلوم نہیں ہو سکی - پشاور سے ایک میل کے فاصلہ پر موضع لنڈی پر حملہ کیا - کچھ تھوڑی سی لڑائی کے بعد بہت سا نقصان اٹھا کر پسپا ہو گیا - اصلی حملے کی آج رات توقع ہے -

—— حیدرآباد (سندھ) ۷ راگست - سہ شنبہ کو سکھر میں پھر بلوہ ہو گیا - مسلح مکرانیوں نے پھر ہندو راہ گیر مرد اور عورتوں پر حملہ کیا - اور دو کانیں لوٹیں - زخمی اشخاص کی تعداد کا اندازہ دو سو ہے - اور بیس ہندو ہلاک ہوئے ہیں - کچھ مسلمان بھی زخمی ہوئے ہیں - اور کچھ دوسرے اشخاص بھی ہلاک ہو گئے ہیں - چند ایک گرفتاریاں عمل میں آئی ہیں - سکھر کے نواح سے بھی بلوہ اور غارتگری کی اطلاعات موصول ہوئی ہیں - پنجاب کی ایک سکھ رجمنٹ صورت حال کی حفاظت کر رہی ہے - بیان کیا جاتا ہے کہ سکھر میں یورپین افسروں پر پتھر پھینکے گئے -

—— کراچی ۶ راگست - سکھر کے ہندو مسلم فساد نے کل زیادہ خطرناک صورت اختیار کر لی - اور دوبارہ فساد ہو گیا جس میں بارہ آدمی ہلاک اور تقریباً ۱۳ سو مجروح ہوئے -

بعض دکانیں لوٹی گئیں - دو دکاندار کلہاڑیوں سے ہلاک کئے گئے - حالت خطرناک ہو گئی - اس لئے پولیس کو فائر کرنے پڑے - جن سے ایک آدمی ہلاک اور تین مجروح ہوئے - دفعہ ۱۴۴ کا نفاذ کر دیا گیا - جس سے ۵ آدمیوں سے زیادہ کا اجتماع ممنوع قرار دیا گیا - امدادی سپاہی شہر میں گشت لگا رہے ہیں -

—— سکھر میں قتل و غارت کا بازار گرم ہے - فساد زدہ علاقہ پر مشین گنیں لگا دی گئی ہیں - کراچی سے زائد پولیس بھیجی گئی - ہندو مسلمانوں کے محلوں میں نہیں جا سکتے - اور مسلمان ہندوؤں کے محلوں میں نہیں جاتے - فساد اندرونی تک پھیل گیا ہے - گرد و نواح کے لیٹروں کو لوٹ مار کا اچھا موقع مل گیا ہے -

—— اوٹاکمانڈ - سرکار اعلان ہوا ہے کہ سابقہ تعداد کے علاوہ سول نافرمانی کے ایک سو پندرہ حوالاتیوں نے معافی مانگ لی تو تنبیہ ہو رہنے سبھی آئندہ سرگرمیوں میں حصہ نہ لینے کا اقرار کر کے رہائی حاصل کر لی - اس وقت کل معافی مانگنے والوں کی تعداد ۶۰۰ ہے

—— الٰہ آباد ۷ راگست - پنڈت موتی لال اور جواہر لال نہرو ابھی تک نینی جیل میں ہیں - ان کو یرودہ جیل لے جانے کے احکام ابھی تک موصول نہیں ہوئے - مسٹر تیج بہادر کل صبح واپس آئیں گے -

—— پشاور ۸ راگست - چارسدہ کے نامی تاجر حاجی شاہ جو خان عبدالغفار خاں کے ساتھ گجرات سپیشل جیل میں بند تھے اور جنہیں حال ہی میں ضمانت داخل کر دینے پر جیل سے رہا کر دیا گیا تھا خودکشی کر لی ہے کیونکہ ان کی اس کارروائی پر ان کے دوستوں نے اظہار نفرت کیا تھا -

—— نینی تال ۸ راگست - ہمانسی سے تار موصول ہوا ہے کہ ایک انقلاب پسند کو آج رات کے پونے گیارہ بجے کمشنر کے مکان کے برآمدہ سے گرفتار کر لیا گیا - گرفتاری کے وقت اس کے پاس سے بم اور پستول برآمد ہوا - بیان کیا جاتا ہے کہ گرفتاری کے وقت وہ انقلاب پسند حملہ کرنے والا ہی تھا -

بیان کیا جاتا ہے - گرفتاری پر اس نے تسلیم کیا کہ اس کا ارادہ کمشنر پر بم پھینکنے کا تھا -

خبریں

— عراق کے تمام آزاد خیال اخبار حکومت نے بند کر دیے ہیں۔
— اخبار ام القریٰ مکہ معظمہ راوی ہے کہ ۱۳ جنوری ۱۹۳۰ء تک ۸۶۷۲۲ حاجی جدہ پہنچ چکے ہیں۔
— عراق میں بیکاری اور افلاس روز بروز ترقی پر ہیں جن کی وجہ سے عراقی ارباب فکر و دانش بہت متفکر ہو رہے ہیں۔
— مہاراجہ پٹیالہ نے بسنت کے موقعہ پر جو دربار منعقد کیا تھا اس میں انہوں نے کانگرس کی تحریک آزادی کی سخت مذمت کی۔
— صوبہ سندھ میں امسال کپاس کی فصل بہت خراب ہوئی ہے۔ حکومت نے نواب شاہ اور حیدر آباد کے تعلقوں میں نصف مالگذاری معاف کر دی۔
— ماہرین اعداد و شمار کا بیان ہے کہ امریکہ میں دنیا کے تمام ممالک سے زیادہ حادثات سے موتیں ہوتی ہیں۔
— یورپ کے بعض شہروں میں تجربہ کے طور پر ربڑ کی سڑکیں بنائی گئی تھیں جو بہت کم لاگت اور اچھی ثابت ہوئیں۔ اب روز بروز ان کا رواج زیادہ ہو رہا ہے۔
— ایک مصری اخبار رقمطراز ہے کہ ولیعہد اطالیہ کی شادی میں امان اللہ خاں سابق شاہ افغانستان مع ملکہ ثریا بھی شامل ہوئے۔
— مہاراجہ کپور تھلہ نے چار لاکھ کے صرف سے کپور تھلہ میں ایک سادہ بہترین نمونہ ہے مسجد مکمل ہو چکی ہے اس کے افتتاح کی رسم عنقریب ادا کی جائے گی۔ کہا جاتا ہے کہ اس تقریب پر بعض مسلم والیان ریاست اور لیڈروں کو بھی مدعو کیا جائے گا۔
— امریکہ کے مشہور موجد ایڈیسن نے ایک خاص قسم کی گھاس سے جو امریکہ میں بکثرت ہوتی ہے ربڑ تیار کرنے کا طریقہ معلوم کر لیا ہے۔ جو بہت کم خرچ ہے۔ اس کے ذریعہ صرف ۲ پنس کے خرچ سے ایک پونڈ کی ربڑ تیار ہو جایا کرے گی۔
— ایک غیر مصدقہ خبر ہے کہ سابق شاہ امان اللہ خاں دوبارہ تخت کابل پر قبضہ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ انہوں نے یورپ کی ایک فرم کو ہوائی جہاز اور اسلحہ جنگ کا آرڈر بھی دے رکھا ہے یہ تمام امور صیغہ راز میں رکھے گئے تھے مگر شاہ موصوف کے بعض گہرے رفیق انہیں کبھی کبھی ظاہر کر بیٹھتے ہیں۔
— ایران کا مشہور اخبار چہرہ نما سابق شاہ امان اللہ خاں کی واپسی کو یقینی بتاتا ہے۔
— شاہ نادر خاں کی جماعت ان افواہوں کو کوئی وقعت نہیں دیتی اور صرف اس قدر کہنے پر اکتفا کرتی ہے کہ افغانستان میں انقلاب پیدا کرنا افغان قوم کے لئے بہت مضر اور تباہ کن ثابت ہوگا۔ جو لوگ ایسے انقلاب کے لئے ساعی ہیں وہ افغانستان کے شدید ترین دشمن ہیں۔
— اس سے قبل ایک بھنگی مسمی جیبنی بنگال کونسل کا ممبر منتخب ہو چکا ہے۔ اب ایک مذہبی موچی نے کنا ٹائی غیر مسلم حلقہ کی طرف سے رکنیت کے لئے نامزدگی کے کاغذات داخل کر دیے ہیں۔ اس کے مقابلہ پر ایک سیر سٹر ہے۔
— لاہور ۹ فروری۔ آج محمڈن ہال (بیرون موچی دروازہ) میں مسلم خواتین کا ایک اجلاس زیر صدارت والدہ صاحبہ مسٹر سلیم منعقد ہوا۔ اس جلسہ کی غرض وغایت یہ ہے کہ مسلم خواتین کی ایک انجمن بنائی جائے۔ جو مسلم خواتین کے اخلاق کی اصلاح کرے اور لڑکیوں کو قرآن مجید کی تعلیم دے۔ مسلم طالبات غیر مسلم سکولوں میں تعلیم پانے کی وجہ سے عام طور پر اس سے محروم رہتی ہیں۔ انجمن کا نام زیر تجویز ہے۔
— لکھنؤ ۹ فروری۔ کل لکھنؤ یونیورسٹی میں وائسرائے کی آمد پر طلبہ نے مکمل ہڑتال کر دی اور اپنی جماعتوں سے غیر حاضر رہے۔
— ملتان ۸ فروری۔ کل محصول آبیانہ کی عدم ادائیگی کی تحریک کا تیسرا دن تھا خبر ہے کہ دسہرہ کے میدان کے قریب دہلی دروازہ کے پاس اچانک ایک بم پھٹ گیا اور ایک ۱۸ سالہ لڑکا سخت مجروح ہوا۔ اس کے بائیں ہاتھ پر عمل جراحی کیا گیا اور اسے بالکل کاٹ دیا گیا۔ اس کے پیٹ، چہرہ اور دائیں ہاتھ پر بھی شدید زخم آئے اس کے دو ساتھی بچ گئے۔ ان کے مکانات کی تلاشیاں لی گئیں۔ پولیس کو موقع واردات سے کچھ آتشگیر مادہ دستیاب ہوا ہے۔

پاسی کو عام معافی دیدی ہے۔
— جی آئی پی ریلوے کے ملازمین نے ہڑتال کر رکھی ہے جس کی وجہ سے حکام بہت پریشان ہو رہے ہیں۔
— امسال آل انڈیا مسلم راجپوت کانفرنس کا اجلاس زیر صدارت نواب نصر اللہ خاں سابق رانا ہرنام سنگھ والئے ریاست امود صوبہ بمبئی ۱۴ و ۱۵ مارچ ۱۹۳۰ء کو انبالہ میں منعقد ہوگا۔
— ملک لعل خاں صاحب نائب صدر بلدیہ گوجرانوالہ نے یوم آزادی کی تقریب پر صدر کی غیر حاضری میں ٹاؤن ہال پر قومی جھنڈا لہرانے کی اجازت دیدی تھی جس کی وجہ سے حکومت نے ان کو بلدیہ کی رکنیت اور نائب صدر کے عہدہ سے برطرف کر دیا ہے۔
— گوجرانوالہ کی تازہ اطلاعات سے پایا جاتا ہے کہ ملک لعل خاں کی برطرفی کی خبر سن کر تمام شہر میں ایک زبردست ہیجان پیدا ہو گیا ہے اور ایک عظیم الشان جلسہ میں حکومت کی اس کارروائی پر اظہار ملامت کیا گیا۔
— لاہور ۹ فروری۔ آج بعد دوپہر ایس پی ایس کے ہال میں "مذہب کیا ہے اور اس کی ضرورت ہے یا نہیں" کے عنوان پر ایک مناظرہ ہوا تمام مذاہب کے نمائندوں نے اظہار خیالات کیا۔ جن میں سے مولوی محمد یعقوب خاں صاحب ایڈیٹر لائٹ اور جہا تما ہنس راج کی تقریریں بہت موثر ثابت ہوئیں۔ مذہب کے ماننے والوں کے دلائل کا حاضرین پر بہت اثر ہوا۔
— لاہور ۹ فروری۔ کل بعد دوپہر ریلوے ملازمین کا ایک عام جلسہ تالاب میلا رام کے باغ میں منعقد ہوا جس میں لاہور کے تمام ریلوے محکموں اور کارخانوں کے کارکن اور اہلکار شریک ہوئے۔ جلسہ میں اعلان کیا گیا کہ اگر ایجنٹ نے ہمارے مطالبات پورے نہ کئے تو ہم ورکرز یونین کی قرارداد کے مطابق ہر وقت ہڑتال کرنے کو تیار ہیں۔ جی آئی پی کی ہڑتال کے ساتھ اظہار ہمدردی اور ہر قسم کی امداد کا وعدہ کرتے ہوئے حکومت ہند سے مطالبہ کیا کہ مجلس مصالحت مرتب کر کے تصفیہ کراوے۔
— ہوشیارپور ۸ فروری۔ آج پولیس نے مقامی کانگرس کمیٹی کے صدر شام داس اور شیخ سردار محمد صاحب صدر نوجوان بھارت سبھا کو زیر دفعہ ۱۲۴ الف گرفتار کر لیا۔
— اخبار ہندوستان ٹائمز کا نامہ نگار رقمطراز ہے کہ حال میں بمبئی سے جو یہ خبر شائع ہوئی تھی کہ گاندھی جی نے سول نافرمانی کے لئے نمک کے محصول کو منتخب کیا ہے اور جسے وہ کانگرس کی مجلس عاملہ کے آئندہ اجلاس میں پیش کرنے والے ہیں بالکل غلط ہے۔
— پشاور ۱۰ فروری۔ حکومت صوبہ سرحد نے سردار امین اللہ خاں برادر سابق شاہ امان اللہ خاں اور شاہ موصوف کے وکیل التجارۃ سردار عبدالحکیم کو گرفتار کر لیا تھا اور ان کے مکانوں کی تلاشی لی تھی۔ گرفتاری کی وجوہ پر حکومت سرحد نے ایک اعلان شائع کیا ہے۔
— اعلان مذکور میں بیان کیا گیا ہے۔ "یہ دونوں ہمارے حلیف اور ہمسایہ ملک افغانستان کے امن کو درہم برہم کرنے کی سازش کر رہے تھے۔ جس کا ثبوت مل گیا ہے۔ نیز موثق ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ انہوں نے شنواری قبیلہ کو از سر نو بغاوت پر برانگیختہ کرنے کا منصوبہ کیا۔
— انقلاب کے نامہ نگار خصوصی کو معلوم ہوا ہے کہ سردار امین اللہ خاں کے افغانستان میں شورش پھیلانے کے لئے خفیہ طور پر گذرنے کی افواہ تھی حکومت افغانستان کو بھی اس کی اطلاع مل چکی تھی۔ چنانچہ اُس نے سردار موصوف کی گرفتاری کا انتظام کر رکھا تھا۔ اگر وہ انگریزی علاقہ کو عبور کر کے سرحد افغانستان میں داخل ہوتا تو فوراً گرفتار کر لئے جاتے۔
— سردار محمد سرور خاں سابق سفیر شاہ امان اللہ خاں کے ایڈیکانگ کے بھائی ہیں اور عہد امانی میں قندہار کے گورنر تھے کابل کے گورنر کئے گئے ہیں۔
— پشاور ۸ فروری۔ آج بعد دوپہر حضرت مُلا شور بازار پشاور پہنچے اور آج شب مصر جانے کے لئے عازم بمبئی ہوں گے۔
— نئی دہلی ۸ فروری۔ [illegible]

والے مجرم کا سراغ لگائے گا اُسے پندرہ ہزار روپیہ انعام دیا جائیگا۔
— ایک مشہور یورپین سیاح جو نہایت گہری نظر سے ترکی کی جدید ترقیات کا مطالعہ کر چکا ہے۔ رسالہ "ایشیا" امریکہ میں رقمطراز ہے کہ ترک شراب سے احتراز کرتے ہیں۔ صرف سوڈا لیمونیڈ یا قہوہ پیتے ہیں۔
— حیدر آباد سندھ کی پولیس نے جعلی سکے بنانے کی ایک سنگین سازش کا سراغ لگایا ہے اور پولیس کے ایک اہلمد اور بعض زمینداروں کو گرفتار کر لیا ہے۔
— وائسرائے نے لکھنؤ کے تعلقداروں کے سپاسنامہ کے جواب میں فرمایا کہ اگر ہندوستان میں ابتری پھیلانے کی کوشش کی گئی تو حکومت کا فرض ہوگا کہ سوسائٹی کو تباہی سے بچائے۔
— پٹنہ ۸ فروری۔ بہار کونسل کے اجلاس میں مسلم ارکان نے دو مسودات قانون پیش کئے۔ کہ مقامی مجالس میں مسلمانوں کو پوری پوری جداگانہ نیابت ملنی چاہئے لیکن کونسل نے انہیں مسترد کر دیا۔ سر گنیش دت وزیر نے مسودہ کی مخالفت کی۔ ہندوؤں نے یہ اعتراض کیا کہ یہ مسودے قومیت کے منافی ہیں۔ صرف مسلم ارکان نے مسودوں کے حق میں رائے دی۔ سر فخر الدین صاحب وزیر غیر جانب دار رہے۔
— ڈھاکہ ۸ فروری۔ فسادات کے سلسلہ میں آج پولیس نے متعدد اشخاص کی خانہ تلاشیاں لیں۔ اور ان کو گرفتار کر لیا۔ لیکن وہ بعد میں ضمانت پر رہا ہو گئے۔
— لاہور ۸ فروری۔ آج سپیشل مجسٹریٹ کی عدالت میں مقدمہ سازش کی سماعت ہوتی تھی۔ لیکن اس اطلاع پر کہ دو ملزموں کے سوا باقی تمام ملزموں نے عدالت میں حاضر ہونے سے انکار کر دیا مقدمہ کی کارروائی ۱۲ فروری تک ملتوی کر دی۔
— بیگم سر عبد القادر کی تحریک پر انجمن تحفظ حقوق مسلمات کے ماتحت ایک سب کمیٹی قائم کی گئی ہے۔ جس کا نام مجلس اصلاح رسوم رکھا گیا ہے۔ یہ مجلس عنقریب اپنا کام شروع کر دے گی۔
— سر عبد القادر کے دولت کدہ پر لیڈی عبد القادر کی تحریک پر انجمن تحفظ حقوق مسلمات کا ایک جلسہ منعقد ہوا جس میں قرار پایا کہ اب چونکہ میاں عبد الحی صاحب مسودہ قانون وراثت قرعہ اندازی میں کامیاب ہو چکا ہے اس لئے ارکان اسمبلی کی توجہ کو اس مسودہ قانون کی تائید کی طرف منعطف کیا جائے۔ چنانچہ مجلس کی طرف سے اسمبلی کے تمام ممبروں کی خدمت میں خطوط بھیجے گئے ہیں۔ جن میں ان سے تائید مسودہ مذکور کی استدعا کی گئی ہے
— بڑودہ ۱۰ فروری۔ گذشتہ ہفتہ دیوان راؤ بہادر وی ٹی کرشنا چاریہ کی زیر صدارت ریاست کی اسمبلی کا ایک اجلاس ہوا۔ جس میں اس مسودہ قانون پر بحث کی گئی۔ کہ کثرت ازدواج مستوجب سزا قرار دی جائے۔ اور ہندو عورت کو شوہر سے طلاق حاصل کرنے کا حق حاصل ہو۔ ایوان نے اس قانون پر غور کرنے کے لئے نو ارکان کی ایک کمیٹی مقرر کر دی ہے۔
— بمبئی ۱۰ فروری۔ جی آئی پی ریلوے کی ہڑتال بدستور جاری ہے۔ صورت حالات میں ابھی تک کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔
— اخبار "ریاست" دہلی اس خبر کا ذمہ وار ہے کہ حکومت ہند عنقریب ہندوستان کے دو نئے صوبوں میں ہندوستانی گورنر مقرر کرنے والی ہے۔ اور لارڈ ارون ملک کی فضا کو درست کرنے کا بہترین ذریعہ خیال کرتے ہیں۔ ان دونوں ہندوستانی گورنروں کے ناموں کے متعلق ابھی وثوق کے ساتھ کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ لیکن بعض حلقوں میں سر تیج بہادر سپرو اور مسٹر جناح کے نام لئے جا رہے ہیں۔
— ظفروال کی تازہ خبر ہے کہ سکھوں نے مصالحت کے بعد دوبارہ بدعہدی کی اور وہ مسلمانوں کو طرح طرح سے تنگ کر رہے ہیں۔
— ڈھاکہ ۹ فروری۔ دو ہندوؤں کے خلاف اس الزام میں مقدمہ چل رہا ہے کہ انہوں نے فساد کے دنوں میں قرآن کریم کی بے حرمتی کی اور اس کا ایک نسخہ نذر آتش کر دیا۔ اب یہ ملزم ایک ایک ہزار روپیہ کی ضمانت پر رہا ہیں۔
— مکہ معظمہ کا ایک پیغام مظہر ہے کہ سلطان ابن سعود نے ملک معظم جارج پنجم کو ایک خاص یادداشت ارسال کی جس میں اس واقعات کے متعلق جو یروشلم میں مسجد اقصیٰ پر کی گئی۔ اپنا نظریہ بیان کیا۔ ملک معظم نے سلطان ابن سعود کو اپنے ہاتھ سے اس یادداشت کا جواب لکھ کر بھیجا ہے جس میں لکھا ہے کہ ہمارے لئے یہ امر موجب مسرت ہے اور امید ہے کہ آپ بھی یہ سن کر خوش ہوں گے کہ یروشلم میں حرم شریف پر کوئی دست اندازی نہیں کی

خبریں

—— کانگرسیوں کے جواب میں حکومت نے اپنی ہفتہ وار رپورٹ شائع کردی۔ جس میں یہ لکھا ہے کہ کانگرسیوں کا مقصد صلح نہ تھا۔ بلکہ کانگرس کا مقصد پیگنڈا کرنا تھا۔ ورنہ گورنمنٹ ہر طرح ہنگامی قوانین کو واپس لینے اور اکثر قیدیوں کو رہا کرنے کے لئے تیار تھی۔

—— ترکوں اور کردوں کی جنگ میں ترکوں کو فتح حاصل ہو گئی۔ اب کرد جنوب کی طرف واپس ہو رہے ہیں۔ ترکوں نے اہم جنگی مقامات پر قبضہ کر لیا ہے۔

—— ہز ہائینس نواب صاحب بھوپال گول میز کانفرنس میں شریک ہونے کے لئے ولایت جا رہے ہیں۔

—— ایوان تجارت بنگال نے مطالبہ کیا ہے کہ تمام کانگرس کمیٹیوں کو خلاف قانون قرار دیا جائے۔ اس نے ملک کی تجارت کو بہت نقصان پہنچایا ہے۔

—— برانیٹ جو پشاور میں قتل ہو گیا تھا۔ اس کے ملزمان کو بری کر دیا گیا ہے۔ عبدالرحمٰن ملزم کو بلوے کے جرم میں ۳ سال قید سخت کی سزا دی۔

—— بمبئی میں انتخابات پر پکٹنگ لگا یا گیا۔ مس لیسب جی اور ۹۰ رضا کار گرفتار کر لئے گئے۔

—— دو بنگالیوں کے ہاں زیورات اور بینتیس کارتوسوں کی چوری ہو گئی۔ چوروں کا پتہ نہیں ملا۔

—— ملک امیر عالم اعوان ایڈیٹر سرحد جیل میں بیمار ہیں۔ طبی معائنہ کے بورڈ کے لئے درخواست کی گئی ہے۔

—— فرید پور جیل میں سیاسی قیدیوں نے بلوہ کر دیا۔ وارڈ غرہ جیل وغیرہ پر خشت باری کی۔ بی چکرورتی نے سب کو ورغلایا تھا۔ پولیس کی آمد پر امن بحال ہو گیا۔

—— لالہ منوہر لال بلا مقابلہ منتخب ہو گئے۔ کہ جو مسلم کش پالیسی کے مشہور وزیر ہیں۔ مسلمانوں کو اس پر کیا کرنا چاہئے۔ اس پر ایڈیٹر انقلاب اور مسلم آؤٹ لک نے ضروری مضامین لکھے ہیں۔

—— گول میز کانفرنس کے نمائندوں کے متعلق یہ شکایت ہے کہ مسلمانوں کے معتمد علیہ ممبر منتخب نہیں کئے گئے۔

—— لاہور کے سیاسی مقدمات میں طلبہ فضل دین۔ چودھری محمد امین۔ مسٹر رام چند۔ مسٹر احمد کرم اور دسہرہ بم کا مقدمہ پیش ہوا۔ اور مختصر سی کارروائیوں کے بعد آئندہ پیشی پر ملتوی ہوئے۔

—— سازش لاہور کے مقدمہ کا فیصلہ ۸ اکتوبر تک سنا دیا جائیگا۔ ملزموں کو حاضر ہو کر عذر معذرت کرنے کا موقعہ دیا گیا۔ مگر انہوں نے انکار کر دیا ہے۔

—— ٹیچرز ایسوسی ایشن لاہور نے مولوی محمد دین ہیڈ ماسٹر اسلامیہ ہائی سکول شیرانوالہ کی تعزیت کا رزولیوشن پاس کیا۔ دیال سنگھ کالج بند ہونے کی وجہ سے اب تک ذکر سکے تھے۔ کالج کھلتے ہی جلسہ اظہار تعزیت کیا گیا۔

—— تیراہ پر قبضہ کی تجویز ملتوی کر دی گئی۔ آفریدی ہوائی جہازوں کی بم اندازی سے سخت متنفر ہیں۔

—— لالہ رام پرشاد وکیل کو پولیس مین کی ہتک کرنے پر فرد جرم لگ گئی۔

—— نوشہرہ کی سڑک یورپینوں کے لئے کھل گئی۔

—— کانگرس نے مصنوعی امیدوار کونسل بھنگی اور کمہار کو کھڑا کر کے ان لوگوں کی انتہائی ہتک کی ہے یہ سب ہندو ذہنیت کی وجہ سے ہے۔

—— کراچی سے کلکتہ تک ہوائی جہاز کا سلسلہ آئندہ سال کے شروع سے قائم ہو جائے گا۔

—— گول میز کانفرنس نومبر کے دوسرے ہفتہ میں شروع ہو گی۔

—— الہ آباد اور امرتسر میں گرفتاریوں کا سلسلہ زور شور سے شروع ہے سزایابیاں بھی ہو رہی ہیں۔

—— شاہ ایران تجارت کو ترقی دینے کے لئے بہت کوشش کر رہے ہیں۔ اکتوبر میں آپ اس غرض سے ہندمیں تشریف لائینگے۔

—— عراق اور برطانیہ کا جھگڑا اسلجھ رہا ہے۔ گفتگو لعہ ہ کی سندرگاہ ...

اور دوسرے مسائل کے متعلق تھی۔ خیال کیا جاتا ہے۔ کہ اس علاقہ سے سبھی غیر ملکیوں کو ملازمت سے برطرف کر دیا جائے گا۔ چند انگریز برقرار رہیں گے۔

—— وائسرائے کی ٹرین کے حادثہ بم کا سراغ مل گیا ہے۔ اس کے متعلق ایک وسیع سازش کا پتہ ملا ہے۔ چالیس اشخاص گرفتار ہو چکے ہیں۔

—— لائل پور کے ایک ہندو سائینس دان کی رہنمائی میں یہ کارروائی ہوئی تھی جو ایک مالدار آدمی ہے۔

—— وہراڈون میں گنپتی دیوتا کے جلوس کے موقع پر ہندوؤں نے مسلمانوں کی مسجد پر دو روز تک خشت باری کی اصل وجہ مسجد کے سامنے باجا بجانا تھا۔ کہ جس پر مسلمانوں نے اعتراض کیا۔ اور ہندوؤں نے باوجود اقرار کے وعدہ خلافی کی تحقیقات سے فساد کی ذمہ داری ہندوؤں کے سر پر عاید ہوئی۔ مسلمان رضاکاروں نے فساد بڑھنے نہ دیا۔

—— علاقہ کرم میں ہوائی جہازوں پر گولیوں کی بارش کی گئی۔ مخالف قبائل ابھی تک پیواڑ کی سرحد کے مقامات پر قابض ہیں۔ اور چوکیوں پر گولیاں برساتے ہیں۔ خانی خیل اور وادی بارہ میں قبائل کی نقل و حرکت شروع ہے۔

—— فیروزپور میں ایک سو آدمی گرفتار کئے گئے۔ بلا لائیسنس جلوس نکالا تھا۔

—— بمبئی میں ۲۴ گھنٹے میں ۲۵ انچ بارش ہوئی۔ طوفان نوح کا نظارہ پیش آ گیا۔ ٹریم گاڑیاں اور لوکل ریل گاڑیاں بند ہو گئیں۔ مضافات اور شہر کا سلسلہ آمد و رفت بند ہے۔

—— ڈلہوزی سکوائر کلکتہ کے حادثہ بم کے متعلق دو اشخاص کا تعاقب کیا گیا۔ ایک موٹر ڈرائیور کہ جس کے ہاتھ میں دو بم ایک چھ گولی کا ریوالور اور ایک سیسہ کپنا جو گر کر مر گیا اور دوسرا گرفتار ہو گیا۔

—— کلکتہ میں ایک مکان کی تلاشی ہو رہی تھی۔ ایک نوجوان جو سبزی کی گٹھڑی میں بم لایا تھا گرفتار کر لیا گیا۔

—— اخبار ریاست دہلی سے دو ہزار کی ضمانت طلب کی گئی۔

—— ہندو اخبارات اس امر پر بہت زور دے رہے ہیں کہ ہندوؤں میں مرنے کی طرف زیادہ رجحان ہے اور ان کی آبادی دن بدن کم ہو رہی ہے۔ بلکہ پیدائش کی طرف بہت کم میلان ہے کہ جس کا نتیجہ ان کو خوفناک نظر آتا ہے۔

—— ریاست حیدرآباد نے مولوی عبدالحق ناظم انجمن ترقی اردو کو ایک ہزار روپیہ ماہانہ اردو لغت کی تیاری کے لئے عرصہ دس سال کے لئے دینا منظور کیا ہے۔

—— پنجاب ریاستی پرجامنڈل کا اجلاس آئندہ اکتوبر لدھیانہ میں ہونا قرار پایا۔

—— امریکہ میں ناجائز شراب کی تجارت کا جہاز پکڑا گیا۔ ہوائی جہاز نے اس کا سراغ لگایا اور اس کو پکڑنے کے لئے بم گرائے۔ بحری جہاز نے ڈر کر گرفتاری منظور کر لی۔

—— جاپان سے مہاشا فضل حسین صاحب نے ایک کتاب "ہندو راج کے منصوبے" نہایت عمدہ اقتباسات اخبارات سے لے کر تیار کی ہے۔ کار خاص میں بے حد انہماک کا نتیجہ ہے۔ کتاب اچھی ہے۔

یکم جنوری سنہ ۲۹ء کو پاگل خانہ پنجاب لاہور میں ۹۹۱ اشخاص تھے ۷۹۱ مرد اور دو سو عورتیں۔

—— لائل پور میں کامل چھ گھنٹے تک گرفتاریاں اور تماشا ہوتی رہیں۔ ۱۳۰ اشخاص گرفتار کر لئے گئے۔

—— سرحدی قبائل کے لشکر انگریزی علاقہ میں انگریزی مورچوں پر حملے کر رہے ہیں پیواڑ کے محاذ پر قبائل نے لشکر بڑھے ہوئے ہیں۔

—— مصری عورتوں کے لئے جدید قانون بنا ہے کہ وہ ننگے بازو کر کے نہ چلیں ان کے خاوندوں کو دو دفعہ فہمائش کریں۔ تیسری دفعہ ان کے خلاف مقدمہ کیا جائے ...

عالم اسلام کی تازہ خبریں

—— عرب کے بہت سے شہروں مدینہ اور طائف وغیرہ میں بارش نہایت اچھی ہو گئی ہے مکہ اور جدہ میں گرمی کی شدت بدستور ہے۔

—— سلطان ابن سعود آج یا کل طائف سے مکہ معظمہ کی طرف کوچ فرمائیں گے اور وہاں سے بعض امور کے معائنہ کے بعد طائف واپس آئیں گے۔

—— ام القریٰ لکھتا ہے کہ نہایت موثق ذریعہ سے معلوم ہوا ہے کہ حکومت حجاز نے شادی بیاہ کے متعلق ایک قانون وضع کیا ہے کہ بر بحث مباحثہ کے لئے مجلس شوریٰ میں پیش کیا گیا ہے۔ اس کے بنیادی اصول مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) حجاز میں رہنے والے لوگوں کے لئے کہ جو سن رشد کو پہنچ جائیں جبری شادی کا

(۲) عورتوں کے مہر کی تحدید۔

(۳) بیوی اور شوہر کی حیثیت کے مطابق دونوں طرف کے اخراجات کی حد بندی۔

—— سرحد کے حالات بدستور ہیں۔ حکومت کابل نے قبائل کے نام حکم بھیجا ہے کہ وہ غیر علاقے میں حملہ کرنے سے باز رہیں اس پر حاجی ملکوں نے صلح کی درخواست کی ہے۔ پیواڑ میں انگریزی توپ خانہ نے شدید گولہ باری کی اس شورش کی ذمہ دار کانگرس ہے اس کا اقرار قبائل صاف صاف کرتے ہیں۔ قبائل کی سرگرمیوں کے مرکز پیواڑ اور خارلاچی میں بعض قبائل کی آپس میں بھی جھڑپ ہو جاتی ہے۔ دس ہوائی جہازوں نے جمرات کو طوری خیلوں پر گولیاں چلائیں۔ پیواڑ میں انگریزی فوج کو بھی بہت نقصان پہنچا۔ قبائل نے حکومت افغانستان کے حکم کو بھی نہیں مانا۔ اس لئے صورت حالات نہایت نازک ہو گئی ہے۔ انگریزی فوج صرف مدافعت کر رہی ہے آگے بڑھنے سے تمام مشرقی افغانستان کے بھڑک اٹھنے کا خطرہ ہے۔

—— لاہور میں بموں کا ایک سراغ مل گیا ہے۔ پولیس نے چھوٹی راوی سے ۱۴ بم برآمد کئے اور بہت سا مصالحہ بم سازی بھی ملا ہے جو لوگ گرفتار ہوئے ہیں ان میں صرف ایک مسلمان ہے۔

—— فلسطین میں یہود کو آباد کرنیکا مقصد انگریزوں کی ہمدردی نہ تھی بلکہ عربوں کی طاقت کو کمزور کرنا تھا۔ گذشتہ فسادات میں عربوں پر متشددانہ کارروائیاں کی گئیں۔ عربوں کے بھڑک اٹھنے کا خطرہ یقینی ہے۔

—— گول میز کانفرنس کے مسلم نمائندے ہز ہائینس سر آغا خاں۔ نواب سر عبدالقیوم غلام مصطفٰے خاں بھٹو۔ مسٹر فضل حق۔ مسٹر اے ایچ غزنوی۔ خان بہادر حافظ ہدایت حسین۔ مسٹر ایم اے جناح۔ مولانا محمد علی۔ سر محمد شفیع۔ مسٹر شاہ نواز۔ کیپٹن راجہ شیر محمد خاں۔ سر سید سلطان احمد۔ مسٹر ظفر اللہ۔

—— الہ آباد میں پنڈت موتی لال کا داماد بھی گرفتار کر لیا گیا ہے۔

بقیہ صفحہ

میری اس وقت تک ختنہ کوئی ضروری امر نہیں۔ مگر میری دلی خواہش یہ تھی کہ ظاہراً و باطناً ہر لحاظ سے اسلام میں پختہ ہو جاؤں۔ ہندوستان سے میں عراق پہنچا۔ کیونکہ مجھے عدن کے حکام نے جدہ جانے کی اجازت نہ دی تھی۔ اور عراق سے بھی قریب تھا کہ واپس کر دیا جاؤں۔ اور بصرہ میں اترنے دینے سے بھی برٹش گورنمنٹ نے انکار کر دیا۔ مگر میں عربی لباس پہن کر کویت میں آنکھ بچا کر نکل گیا۔ یہ ۱۹۲۸ء کی بات ہے جو بصرہ کی آخری بندرگاہ ہے۔ اس سال میں نے مکہ معظمہ کا حج کیا۔ اور عربی لباس میں مدینہ کی زیارت کی۔ ریگستانی راستہ سے کویت سے جبل۔ جبل شمر اور پھر مکہ پہنچا تھا۔ مگر ہمیشہ انگریز نومسلم ہونے کا اقرار کرتا تھا۔ ہر شخص نے میرے ساتھ نہایت عمدہ سلوک کیا۔ جب میں حاجیوں کے قافلہ کے ساتھ تھا تو مجھے ایک بدو نے بھی کسی نے خرچ کرنے کی اجازت نہ دی۔ مکہ معظمہ میں شریف مکہ نے میرے لئے خاص کوارٹر کا انتظام کر دیا۔ اسی طرح مدینہ میں بھی میرے ساتھ سلوک ہوا۔ اس وقت سے میں خالص عربی سرچشمہ سے اسلام کے مطالعہ میں مصروف ہوں۔ کہ جس کو میں بخوبی لکھ پڑھ سکتا ہوں جب میں عرب میں ہوتا ہوں تو عربی لباس کو ترجیح دیتا ہوں۔ مگر دوسری جگہ اپنا قومی لباس کوٹ پتلون ٹوپی وغیرہ پہنتا ہوں۔ میں یہ بھی بیان کر دینا چاہتا ہوں کہ میں ہمیشہ نماز انگریزی لباس میں پڑھتا ہوں۔ مجھے وضو کرنے یا نماز پڑھنے میں کوئی تکلیف یا دقت محسوس نہیں ہوتی۔ مجھے ہمیشہ یہ سن کر افسوس ہوتا ہے کہ بہت سے نئی روشنی کے مسلمان نوجوان نماز سے اپنے آپ کو اس لئے معذور سمجھتے ہیں کہ انہیں یورپین لباس میں نماز پڑھنے میں تکلیف ہوتی ہے۔

خبریں

— لاہور ۱۵ اکتوبر۔ نواب مظفر خاں صاحب ڈائرکٹر محکمہ اطلاعات پنجاب حسب ذیل سرکاری اعلان شائع کرتے ہیں :۔
ہز ایکسیلینسی گورنر پنجاب نے مندرجہ ذیل اصحاب کو وزارت کے عہدوں پر مامور فرمایا ہے :۔
سر جوگندر سنگھ۔ ملک فیروز خاں نون۔ اور ڈاکٹر گوکل چند نارنگ۔ سر جوگندر سنگھ کو محکمہ زراعت۔ ملک فیروز خاں نون کو سررشتہ تعلیم۔ اور ڈاکٹر گوکل چند نارنگ کو سیلف گورنمنٹ کے قلمدان تفویض کئے گئے ہیں۔

— اخبار سندو جو لاہور سے ہفتہ وار شائع ہوتا ہے اپنی ۲۲ ستمبر ۱۹۳۰ء کی اشاعت میں اس خبر کا ذمہ دار ہے کہ شملہ میں مردم شماری مکمل ہو چکی ہے۔ اور وہاں کے مسلمان شمار کنندوں نے تمام بھنگیوں کو بطور مسلمان درج کیا ہے۔ یہ بیان بالکل بے بنیاد ہے۔ ابھی تک تو ابتدائی مردم شماری بھی نہیں ہوئی۔ جو شہر اور ضلع شملہ کے لئے جنوری ۱۹۳۱ء میں کی جائے گی۔ مردم شماری کے لئے آخری تاریخ ۲۶ فروری ۱۹۳۱ء کی رات ہے۔

— بمبئی ۱۴ اکتوبر۔ لیمنگٹن روڈ کے حادثہ کی تفتیش کے سلسلہ میں پولیس نے آج صبح دادر میں ایک اسکول ماسٹر کے گھر کی تلاشی لی۔ اور وہاں سے ایک بلا لائسنس ریوالور اور کچھ کارتوس برآمد کئے۔ پولیس نے ان پر قبضہ کر لیا۔ پولیس نے اس سلسلے میں تین اور آدمیوں کو گرفتار کیا ہے گرفتار شدوں کا پولیس نے ریمانڈ حاصل کر لیا ہے۔

— رنگون ۱۴ اکتوبر۔ آج سر جارج ہین ڈ الہنے ملکی، فوجی اور مذہبی افسروں کی موجودگی میں دس لاکھ برطانوی مقتولوں کے یادگاری کتبہ کی جو جنگ عظیم میں ہلاک ہوئے تھے نائن کے گرجا میں نقاب کشائی کی۔ یہ کتبہ جنگی قبرستانوں کے کمیشن نے نصب کیا تھا۔

— شیخوپورہ ۱۴ اکتوبر۔ چند سال پیشتر خاں میں آج تک ہندوؤں اور مسلمانوں میں کامل اتفاق و اتحاد قائم تھا لیکن اب کانگرسی پروپیگنڈے سے مسلمانوں کو علیحدگی اختیار کر لینے پر ہندو اور سکھ زمیندار مسلمانوں کو طرح طرح کی اذیتیں دے رہے ہیں۔ حال ہی میں مسلمانوں نے سفید زمین پر ایک مسجد کی تعمیر شروع کی تو ہندوؤں نے زمین کی ملکیت کا جھوٹا دعوی پیش کر کے مسلمانوں کے خلاف نالش دائر کر دی۔ ۹ اکتوبر کو تاریخ سماعت تھی۔ عدالت میں مسلمانوں کی طرف سے مصالحت کی تجویز پیش ہوئی۔ مقدمہ ملتوی ہو گیا۔ لیکن دوسرے ہی دن ہندو اپنے وعدے سے پھر گئے۔ مسلمانوں کا مقاطعہ کرنے کے لئے انہوں نے ہڑتال شروع کر دی جس سے مسلمان سخت مصیبت میں مبتلا ہیں۔

— سندھ مازم کی ضمانت ضبط ہو گئی۔ جدید ضمانت داخل کرنے کے لئے دس روز کی مہلت دی گئی۔

— سندھ مازم کو بمبئی سے ایک اطلاع موصول ہوئی ہے کہ مولانا عبد القادر قصوری نصیب اعدائہ علیل ہیں۔ ڈاکٹر رجب علی پٹیل ایم ڈی لنڈن نے ان کا معائنہ کیا۔ ان کے خون کا دوران ۲۰۵ درجہ پر ہے۔ حالانکہ صحت کی حالت میں صرف ۱۴۰ درجے پر ہوتا ہے۔

— پولیس نے کانگرس ہاؤس پر قبضہ کر لیا۔ بمبئی میں ۱۲۵ کانگرسیوں کی گرفتاری۔

— ٹائمز آف انڈیا کا نامہ نگار خصوصی رقمطراز ہے :۔
اس اطلاع کی تصدیق ہو گئی ہے کہ آفریدیوں کے ایلچی موسے خیل اور دیگر مہمند قبائل کی ہمدردی حاصل کرنے کے لئے کوشش کر رہے ہیں۔ اب اس بات کی تصدیق ہو گئی ہے کہ وہ قبائل کے جذبات مشتعل کرنے میں ناکام رہے۔ اور نہ انہیں کسی قسم کی امداد ملنے کی صورت پیدا ہوئی۔ سرخ قمیصوں والے بھی جنہوں نے یکایک پکٹنگ لگا کر آفریدیوں کو امداد دینے کے لئے ایک خاص موقع پیدا کرنے کی کوشش کی تھی ناکام رہے ہیں۔ جیسا کہ پہلے ہی پیشین گوئی کی گئی تھی۔ بڑا جرگہ بھی ناکام ثابت ہوا جس میں معدودے چند آفریدی۔ شنواری اور مہمند شریک ہوئے۔ حاجی صاحب ترنگ زئی بھی اس سے علیحدہ رہے۔ غالباً انہیں معلوم ہو گیا تھا کہ اعلیحضرت شہریار افغانستان نے ہزاہا ان کا داخلہ بند کر دیا ہے۔

— بمبئی ۱۶ اکتوبر۔ آج منڈوی میں جدید کانگرس ہاؤس کا افتتاح ہوا چونکہ مسلسل امن قائم ہے اس لئے تمام کارخانوں کے علاقوں سے فوج واپس بلا لی گئی ہے۔ شہر میں تین دن سے ہڑتال شروع ہے۔ کل کی ۱۸۰ گرفتاریوں کے علاوہ آج ۲۵۰ اشخاص گرفتار کر لئے گئے۔ جس میں بینا بمبئی کے صدر کے صاحبزادے مسٹر عزیز حسین بھائی لال جی سیکرٹری آخری جنگی کونسل بھی شامل ہیں۔

— بمبئی ۱۷ اکتوبر۔ آج بعد دوپہر پولیس نے جدید کانگرس ہاؤس پر چھاپہ مارا۔ اور دو آدمیوں کو جو وہاں تھے گرفتار کر کے سامان ضبط کر لیا۔ اس ایوان کا افتتاح آج صبح ہی مسٹر عثمان سبحانی جدید کانگرسی ڈکٹیٹر نے ایک جلسہ عام میں کیا تھا۔ مسٹر عثمان سبحانی کی گرفتاری بھی یقینی ہے۔

— لاہور ۱۶ اکتوبر۔ قارئین کرام کو یاد ہوگا کہ مقدمہ سازش لاہور کے پانچ گواہاں سلطانی جو رہا کر دئے گئے ہیں ان میں سے سب سے زیادہ اہم شہادت مسٹر جے گوپال کی تھی۔ معلوم ہوا ہے کہ حکومت کی طرف سے اسے ایک ریوالور دیا گیا ہے تاکہ وہ اپنی حفاظت کے لئے استعمال کر سکے۔

— انبالہ چھاونی ۱۵ اکتوبر۔ بیان کیا جاتا ہے کہ سٹرلنگ کا وزن ۷ پاؤنڈ کم ہو گیا ہے۔ اور وہ بہت کمزور ہو گئے۔

— پشاور ۱۵ اکتوبر۔ گذشتہ شب شہر پشاور کے ایک محلہ میں آگ لگ گئی۔ جس سے ۵ مکانات کو نقصان پہنچا۔ جس کا اندازہ پچاس روپیہ کیا جاتا ہے۔ آگ کی وجہ معلوم نہیں ہوئی۔

— امرتسر ۱۵ اکتوبر۔ جنڈیالہ گورو متصل امرتسر کے بزازوں نے اس بات کو منظور کر لیا ہے کہ کانگرس کو اپنے فیصلہ پر نظر ثانی کا موقع دیا جائے۔ اور اس وقت تک بدیشی کپڑے کی فروخت بند رکھی جائے۔ اس لئے کانگرس نے پکٹنگ ہٹا لیا ہے۔

— ملتان ۱۰ اکتوبر۔ پشاور کے چونتیس پٹھانوں کے خلاف پرانے سینٹرل جیل ملتان میں فساد کرنے کی بنا پر جس میں سردار ہردیال سنگھ ڈپٹی جیلر شدید مجروح ہوا تھا۔ اور ازمیر نامی قیدی زخموں سے ہلاک ہو گیا تھا رائے صاحب لالہ نند لال مجسٹریٹ نے سینٹرل جیل میں مقدمہ کی سماعت کے لئے مقرر کئے گئے ہیں۔

قیدیوں نے شکایت کی کہ ڈپٹی جیلر ہردیال سنگھ ان کے ہمراہی قیدی کا قاتل ہے۔ اس لئے اس پر بھی مقدمہ چلایا جائے۔ مجسٹریٹ نے ان سے کہا کہ حکام سے درخواست کریں۔

— شملہ ۱۰ اکتوبر۔ ملک دین اور اکاخیل کے اکابروں کے متعلق اطلاع آئی ہے کہ مجرود پہنچ رہے ہیں۔ تیراہ کا قبائلی جرگہ تین دن کی بحث و تمحیص کے بعد ٹوٹ گیا۔ خیال کیا جاتا ہے کہ ملکوں اور دیگر اکابر کی پارٹیاں اور مخالف قبائل سرکاری جرگہ میں شمولیت کے لئے روانہ ہو گئے ہیں۔

— برلن ۱۵ اکتوبر۔ برلن کے دو سو چھتر کارخانوں میں دھات کا کام کرنے والے ایک لاکھ بیس ہزار کارکنوں نے اجرتوں کی تخفیف کے خلاف بطور احتجاج ہڑتال کر دی۔

— ۱۴ اور ۱۵ اکتوبر کی درمیانی شب کو مسلمانان انبالہ شہر کا ایک عظیم الشان جلسہ ہوا۔ ذیل کی تین قراردادیں پیش کیں :۔
(۱) مسلمانان انبالہ کا یہ عظیم الشان اجتماع بمبئی کے ریٹائرڈ سینج مسٹر منو بردستو کی اس ناپاک کارروائی کے خلاف اظہار نفرت کرتا ہے جو اس نے کتاب حضرت خلیفہ ثانی عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سوانح حیات میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی فرضی تصویر شائع کی ہے۔ اور حکومت بمبئی سے پر زور مطالبہ کرتا ہے کہ فوراً اس کتاب کو تلف کر کے مسلمانوں کے مجروح قلوب کو تسکین دے۔ اور اس کے مؤلف کو مجبور کرے کہ وہ اظہار ندامت کر کے مسلمانوں سے معافی مانگے۔
(۲) مسلمانان انبالہ شہر کا یہ جلسہ عام بمبئی کے انگریزی اخبار ٹائمز آف انڈیا کے ہفتہ وار بالتصویر ایڈیشن کے ایڈیٹر کی اس کارروائی کے خلاف جو اس نے مسلمانوں کے محبوب ترین بزرگوں حضرت رابعہ بصری علیہا الرحمۃ۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمۃ۔ حضرت خواجہ شاہ عبد القادر جیلانی علیہ الرحمۃ کی فرضی تصاویر شائع کر کے کی ہے دلی اظہار نفرت کرتا ہے۔ اور حکومت بمبئی سے پر زور مطالبہ کرتا ہے کہ وہ فی الفور اس کے ایڈیٹر اور پبلشر کے خلاف کوئی قانونی کارروائی کر کے مسلمانوں کی تسکین کرے۔
(۳) مسلمانان انبالہ شہر کا یہ جلسہ عام شہر کے لوگوں کی عموماً اور مسلمانوں کی خصوصاً اخلاقی حالت کو دیکھتے ہوئے کہ وہ جوئے اور سٹہ بازی میں روز بروز تباہ و برباد ہوتے جاتے ہیں اور جوئے اور سٹہ کی دوکانیں سربازار کھلی رہتی ہیں لیکن حکام ضلع بالکل پرواہ نہیں کرتے ان کی اس غفلت پر اظہار افسوس کرتے ہوئے حکام سے درخواست کرتا ہے کہ وہ قانون کو جنبش دے کر فی الفور اس کا انسداد کریں۔ اور شہر کے لوگوں کو تباہی سے بچا لیں۔

— سڈنی۔ (آسٹریلیا) میں ایک ہوائی طیارہ کو نہایت عیاری کے طریق سے چرا لیا گیا۔ ہوائی جہاز کی چوری کا یہ واقعہ اپنی نوعیت میں پہلا واقعہ اور نئی اختراع ہے۔ ایک شخص نے اعلان کیا ہے کہ میں ہوا بازی کا ماہر معلم ہوں۔ آپ ایک متمول سوداگر کے بیٹے کے پاس پہنچے جو ہوا بازی کی تعلیم کا سرٹیفکیٹ حاصل کرنا چاہتا تھا۔ اور اسے پارک کے ہوائی سنٹر میں لے گیا۔ جہاں پہنچ کر اس نے اپنی سندات پیش کیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ سندات بھی جعلی تھیں۔ جعلی ہوا باز اپنے شاگرد سمیت ایک ہوائی طیارہ میں بیٹھ کر کاٹوا کو روانہ ہو گیا۔

— پشاور ۱۵ اکتوبر۔ گذشتہ دو تین دن سے فوجوں سے بھری ہوئی سپیشل ٹرینیں پشاور آ رہی ہیں۔ خیال کیا جاتا ہے کہ آفریدیوں پر جارحانہ اقدام کیا جائیگا۔

— پشاور ۱۴ اکتوبر۔ سرحد کے ہر شہر میں منادی کر دی گئی ہے کہ اگر کوئی آفریدی یا پٹھان پشاور جانا چاہے تو پہلے ڈپٹی کمشنر سے پروانہ راہداری حاصل کرے۔ اگر کوئی پاسپورٹ کے بغیر پکڑا گیا تو اسے سزائے قید دی جائیگی۔

— کلکتہ ۱۵ اکتوبر۔ مسٹر سبھاش بوس کو پنڈت جواہر لال نہرو کا ایک تار موصول ہوا ہے جس میں لکھا ہے کہ پنڈت موتی لال نہرو کی حالت تشویش انگیز ہے۔

— پشاور ۱۵ اکتوبر۔ یہ اطلاع ہے کہ پشاور میں پکٹنگ لگانے والے رضاکار سرخ پوشوں سے تعلق رکھتے ہیں غلط اور بے بنیاد ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ پشاور یا چارسدہ کے جو رضاکار پکٹنگ لگا رہے ہیں وہ سرخ قمیص نہیں پہنتے۔ بلکہ جدید کانگرس کمیٹی کے ماتحت کام کر رہے ہیں۔ معلوم ہوا ہے کہ پکٹنگ کے دوران میں ۲۰ رضاکار روزانہ سزایاب ہوتے ہیں۔

— لاہور ۱۵ اکتوبر۔ بھگت سنگھ کے باپ سردار کرتار سنگھ نے گورنر پنجاب۔ حکومت پنجاب کے ہوم ممبر اور انسپکٹر جنرل جیلخانہ جات کے نام حسب ذیل برقی پیغام ارسال کیا ہے :۔ مہربانی کر کے مقدمہ سازش لاہور کے ملزموں کو پریوی کونسل میں اپیل کرنے کے لئے قانونی مشیر کے ساتھ مشورہ کی اجازت دیں۔ چونکہ وقت تھوڑا ہے۔ اس لئے فوری کارروائی ضروری ہے۔ مسٹر امرناتھ ایڈووکیٹ انارکلی لاہور کو جواب سے مطلع کریں۔

(بقیہ مضمون صفحہ ۵)

مت خیال کرو۔ کہ نبوت کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ والتداہن میں بھی جلوہ ہے رب اکبر کی مضبوط پکڑو۔ دامن محمد صلعم کی پکھلو دیکا راستہ تم سیدھا۔ ہم خدا کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ خواب میں بھی بتلایا گیا ہے کہ بعد محمد صلعم کے کسی کو نبوت نہیں دی جاتی ہے تک آپ کی نبوت کا فیض جاری رہے جیسے چاند کی روشنی چاند کی ذات پر ختم ہے مگر روشنی کا فیض جاری ہے۔ جو فیضیاب ہو رہے ہیں مگر جو اندھے ہیں وہ فیضیاب نہیں ہوتے ہیں۔ پس جو محمد صلعم کی سچے دل سے محبت سے اتباع نہیں کرتا وہ فیضیاب نہیں ہوتا ہے اور جو سچے دل سے اتباع کرتا ہے وہ فیضان نبوت سے فیضیاب ہوتا ہے۔ خود مرزا صاحب نے لکھا ہے۔ فیضان نبوت سے یہ مت خیال کرو کہ صاحب نبوت ہوتا ہے۔ مرزا صاحب کی اس عبارت کو خوب غور کے ساتھ پڑھو۔ ہم پھر اپنے مطلب کی طرف آتے ہیں۔

اے میرے مکرم بھائی جو آیت قرآن شریف وحدیث و اقوال مرزا صاحب آپ نے پیش کیا ہے وہ سب اسی عبارت سے کچھ لو۔ خوب غور کرو اور میرے سوالیہ کا جواب بہت جلد ارسال کرو۔ تاکہ شائع کرا دیں پیغام صلح میں جس میں پبلک کو فائدہ پہنچے۔ اور قسم ہے پروردگار کی جلد جواب دو۔ آپ نے لانبی بعدی کی تشریح غلط بیان کیا ہے جب آپنے ہر ایک ایک لفظ کا جواب دوں گا۔ پہلے ابن اللہ و نبی اللہ کا فیصلہ ہو جانے تو بہتر ہے۔ زیادہ سلام۔

مراسلات

قادیان میں کوئی صاحب غلام غوث صاحب ہیں ان کی اور عزیز احمد صاحب کی باہم خط و کتابت مسئلہ نبوت پر جاری ہے۔ دونوں صاحبان کی یہ خواہش ہے کہ اس کو اخبار میں شائع کر دیا جائے۔ اخبار کے کالم دوستوں کے ایسے لمبے لمبے مضامین کے متحمل نہیں ہوتے۔ تاہم اب کی بار اس خط و کتابت کو شائع کر دیا جاتا ہے۔ (ایڈیٹر)

غلام غوث بنام عزیز احمد

برادرم مکرم و محترم! السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

آپ کا والا نامہ سرفرازی بخش ہوا۔ گو اختلاف رائے درمیان ہے مگر میں آپ کی یادآوری کا قدردان ہوں۔ اوّل میں آپ کے ہی فرمائے ہوئے الفاظ میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی اور آپ کو بھی محمدؐ کی سدھاتی تعلیم عطا کرے۔ آمین۔

میرا خیال ہے کہ آپ نے میرے سابقہ عریضہ کو بغور ملاحظہ نہیں فرمایا۔ ورنہ آپ کی طرف سے یہ سوالات نہ ہوتے۔ میری رائے میں والا نامہ کا ماحصل چھ امور پر منقسم ہے۔

(۱) مرزا صاحب نے اپنے آپ کو ابن اللہ کہا ہے۔ اور ایسا ہی مسیح ناصری کو ابن اللہ کہا گیا ہے اسی طرح مرزا صاحب نے اپنے آپ کو نبی کہا ہے۔ مرزا صاحب نہ ابن اللہ ہیں نہ نبی اللہ۔ مرزا صاحب نے جو اپنے آپ کو نبی کہا ہے۔ عارفانہ رنگ میں کہا ہے۔ اس میں تاویل کی ضرورت نہیں ہے۔

جواب۔ اس امر کے جواب میں عرض ہے کہ ریویو آف ریلیجنز ۱۹۰۲ء سے شروع ہوا[۱]۔ اور اس کے ایڈیٹر جناب مولانا محمد علی صاحب ایم اے مقرر ہوئے۔ واقعی وہ ایسی خاص خدمت بجا لاتے رہے کہ ان دنوں میں یہ انہیں کا حصہ تھا۔ مگر افسوس کہ خلافت ثانیہ کی تقرری پر یہ بے چارے خادم دین زمانہ کی گردش میں آکر اس دارالامان سے نکل گئے۔ جس کی نسبت حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہوا ہے۔ کہ قادیان ہمیشہ کے لئے مرکز رہیگا۔ اور قادیان تخت گاہ رسول ہے۔ الغرض ۱۹۰۲ء سے فروری ۱۹۱۴ء تک کل پرچے ۱۹۶ ہوتے ہیں۔ میرے پاس اس وقت بقدر ۱۱۰ موجود ہیں۔ میں ان میں تین سو سے اوپر مقام دکھا سکتا ہوں۔ جن میں بڑے بڑے مضبوط دلائل سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوّت کو ثابت کیا ہوا ہے۔ منہاج نبوّت سے کہیں نبی ثابت کیا ہے۔ اور کہیں رسول۔ کہیں مرسل۔ کہیں آخری زمانہ کا مصلح۔ کہیں آخری زمانے کا نبی۔ کہیں آخری نبی۔ کہیں نذیر۔ کہیں بشیر۔ کہیں ہندوستان کا نبی کہیں مقدس نبی۔ کہیں حضرت مرزا غلام احمد نبی۔ کہیں قادیانی نبی اور بہت سی جگہ بار بار اور بتکرار احمد نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

میں ایسے مقامات کو سینکڑوں جگہ دکھا سکتا ہوں۔ آپ جس کو منصف قرار دیں میں اسی کو منصف مان لوں گا بشرطیکہ وہ غیر مبائع نہ ہو۔ اگرچہ آپ کا میرے دل پر قبضہ نہیں۔ ہاں اگر منصف نے عارفانہ رنگ ہی بتلایا تو میری زبان بند ہو جائے گی[۲] اور میں پھر آپ کو اس امر میں مخاطب نہ کر سکوں گا۔ ہاں اگر سابقہ نبیوں کی طرح صریح طور پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوّت ثابت ہو گئی تو آپ پر بھی میری ہی طرح حق لازم ہوگا۔

اور یہ بھی مناسب ہے کہ آپ پہلے مولانا مولوی محمد علی صاحب ایم اے سے دریافت فرمالیں کہ آیا ریویو آف ریلیجنز میں ایسا درج ہے؟ یا کم سے کم رسالہ جات کا ہی ملاحظہ فرمالیں۔ اور جن مقامات کو بمنزلہ اولادی یا مثل ابن اللہ آپ نے دیکھا ہے یہ دونوں قسم کے مقامات کو بھی کسی ویسے ہی منصف کے آگے رکھ دیا جاوے۔ تاکہ ظاہر ہو جاوے کہ بمنزلہ اولادی یا مثل ابن اللہ وغیرہ کی کس طرح خود حضرت مسیح موعود نے تشریح کر دی ہوئی ہے۔ اور نبی اللہ کو بھی کیسے صاف لفظوں میں کھولا ہے[۳] ہاں بیشک تاویل کی ضرورت نہیں۔ تاویل کرنا نہ میرا حق ہے نہ آپ کا۔ (مگر آپ نے تاویل کر دی ہے)

ان رسالجات کے سوا[۴] (۱) مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی (۲) ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب لاہوری۔ (۳) جناب خواجہ کمال الدین صاحب وکیل (۴) مولوی مبارک علی صاحب سیالکوٹی (۵) مرزا خدابخش صاحب اتالیق (۶) سید میر مدثر شاہ صاحب پشاوری (۷) منشی محمد نصیب صاحب نیا غیر مبائع۔ ان سب کے فرمائے ہوئے کلمات نبوّۃ و رسالت مسیح موعود کی تصدیق میں میرے پاس بحوالہ جات موجود ہیں جن کو آپ دریافت کر سکتے ہیں۔

باقی دارد

---

[۱] قارئین پیغام صلح "سوال" کو پڑھ کر جواب کا لطف اٹھائیں۔ کہ سائل کیا کہتا ہے۔ سائل کا سوال ہے کہ حضرت صاحبؑ نے لفظ نبی اللہ کا استعمال عارفانہ یا صوفیانہ اصطلاح میں استعمال کیا ہے۔ عجیب جواب دیتا ہے کہ ریویو آف ریلیجنز اور لاہوری ممبران جماعت کی تحریرات میں یوں لکھا ہے۔ شاید ہندوستانی محاورہ ماروں گھٹنا اور پھوٹے آنکھ ایسے ہی موضوع کلام کے لئے وضع ہوا ہے۔ (ایڈیٹر پیغام صلح)

[۲] حضرت صاحب خود فرماتے ہیں بعض اوقات خدا تعالیٰ کے الہامات میں ایسے الفاظ استعارہ اور مجاز کے طور پر اس کے بعض اولیا کی نسبت استعمال ہو جاتے ہیں اور وہ حقیقت پر محمول نہیں ہوتے۔ آنیوالے مسیح موعود کا نام جو صحیح مسلم وغیرہ میں زبان مقدس نبوی سے نبی اللہ نکلا اور انہی مجازی معنوں کی رو سے ہے۔ جو جناب صوفیائے کرام کی کتابوں میں مسلّم اور ایک معمولی محاورہ مکالمات الٰہیہ کا ہے۔ ورنہ خاتم الانبیاء کے بعد نبی کیسا۔ (حاشیہ انجام آتھم صفحہ ۲۸) (ایڈیٹر)

[۳] جیسا اس حوالہ میں رسول کے لفظ سے صرف اسی قدر مراد ہے کہ خدا تعالیٰ سے علم پاکر پیشگوئی کرنے والا معارف پوشیدہ بتانے والا۔ سو چونکہ ایسے لفظوں سے محض استعارہ کے رنگ میں ہیں اسلام میں فتنہ پڑتا ہے۔ اور اس کا نتیجہ سخت بد نکلتا ہے۔ اس لئے اپنی جماعت کے معمولی بول چال اور دن رات کے محاورات میں یہ لفظ نہیں آنے چاہئیں۔ اور دلی ایمان سے سمجھنا چاہئے کہ نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین (ضمیمہ الحکم جلد ۳ نمبر ۲۹) (ایڈیٹر)

[۴] ان تمام بزرگوں نے اس لفظ کو انہی معنوں میں استعمال کیا ہے۔ کہ جن معنوں میں حضرت صاحب نے خود کیا ہے۔

بنام غلام غوث صاحب انسپکٹر قادیان

آغاز مطلب سے پیشتر ہم آپ کو خدا کا واسطہ دیتے ہیں کہ دل سے تعصب کو نکال کر میرے عریضہ کو بہت غور سے ملاحظہ کریں۔ کیونکہ دنیا چند روزہ ہے صرف ایمان ہی انسان کے لئے نفع ہے۔ یہ ہم خوب جانتے ہیں جو باتیں انسان کے دل میں رائج ہو جاتی ہیں وہ مشکل سے نکلتی ہیں۔ تب خبیث روح و سعید روح میں جنگ شروع ہو جاتی ہے۔ یہی حالت انسان کی ہے۔ تب انسان کو چاہئے کہ خدا کی طرف رجوع کرے۔ بیشک حقیقت حال سے آگاہ ہو جائے گا۔ اگرچہ خدا کی قسم کھا کر آپ نے عرض کیا تھا کہ مجھ کو خواب میں یہ بتلایا گیا ہے کہ بعد محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی کو نبوت نہیں دی جاتی ہے۔ تاکہ محمد صلعم کی نبوت کا فیض جاری ہے اور خدا کی قسم اس بنا پر مسیح موعود علیہ السلام کے کلام کی فہم سعید عطا کیا گیا ہے۔ ورنہ مجھے کوئی لیاقت و سمجھ کی استعداد نہیں۔ خیر آپ کے صحیفہ والا کا جواب عرض کیا جاتا ہے۔ مگر پھر جواب دینے سے قبل دریافت ہے کہ حضرت مرزا صاحب کا دعویٰ کیا ہے کیونکہ شریعت محمدیہ کے رو سے خواہ صاحب شریعت نبی ہو یا غیر شریعت ہو۔ یا محمد صلعم کے اتباع سے نبی بنا ہو۔ نبی ہو کر مامور ہوگا۔ اس کے انکار سے انسان کافر ہی ہو جاتا ہے۔ پس آپ کا یہی مسلمہ مذہب ہے۔ کہ مرزا صاحب نبی ہیں۔ بموجب عقیدہ آپ کے مرزا صاحب کا نبی ہونے کا دعویٰ ہے۔ اور اسی بنا پر حضرت مرزا صاحب کے نہ ماننے والے کو آپ کافر کہتے ہیں۔ اور یہ سچ ہے کہ نبی کا منکر کافر ہوتا ہے۔ مگر دیکھو ذرا خدا کا خوف کر کے غور کرو۔ ایک ہی لفظ مرزا صاحب نے فرما کر آپ کے مذہب کے دیوار کو منہدم کر دیا ہے۔ دیکھو مسیح موعود صاحب لفظوں میں فرماتے ہیں کہ میرے دعوے کے انکار سے کوئی شخص کافر نہیں ہو جاتا ہے۔ اب اس جگہ نہ تشریح کی ضرورت ہے اور نہ آپ کا عذر حیلہ کام دے سکتا ہے۔ ہاں مرزا صاحب دعوے کے لفظ کو نہ لکھتے تو بھی کچھ آپ کا مسلمہ ثابت ہوتے۔ اب تو کوئی عذر نہیں ہے۔ پھر بتلاؤ مرزا صاحب کا دعویٰ کیا ہے۔ خیر آپ کے صحیفہ والا کا بہ تفصیل جواب ہے۔ غور کرو۔

مکرم قبلہ جناب بڑے بھائی صاحب دام مجدکم۔ بعد سلام علیک کے عرض ہے۔ آپ کا صحیفہ والا وارد ہوا۔ پڑھ کر نہایت افسوس ہوا۔ بہت بہت دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو حقیقت حال سے آگاہ کرے۔ آمین آپ کے صحیفہ والا کو بخدا بہت غور سے پڑھا۔ مگر افسوس سوال دیگر و جواب دیگر۔ آپ میرے سوالوں و مطلب کو بالکل ہضم کر گئے۔ اگر یہی حالت رہی تو فیصلہ ہو چکا۔ علاوہ میرے سوالوں کے جواب دینے کے آپ یہ لکھتے ہیں۔ کہ مولوی محمد علی صاحب نبی مانتے تھے۔ خواجہ کمال الدین صاحب نبی مانتے تھے۔ اور مولوی محمد علی صاحب مضبوط دلائل سے مسیح موعود صاحب کی نبوّت کو ثابت کیا ہے۔ ڈاکٹر یعقوب بیگ صاحب نبی مانتے تھے۔ جناب مولوی احسن صاحب نبی مانتے تھے۔ ہم کہتے تھے کہ نبی نہیں۔ بلکہ خدا مانتے تھے۔ مگر آپ کا مطلب کیا ہے۔ میرا سوال تو یہ ہے کہ خواہ صاحب شریعت ہو یا غیر شریعت ہو۔ نبی کا منکر ہمیشہ کافر ہوتا ہے۔ مگر حضرت مسیح موعود صاحب دعویٰ کے متعلق لکھتے ہیں کہ میرے دعویٰ انکار سے کوئی کافر نہیں ہوتا ہے۔ اس کا یہاں جواب ہے اور آپ نے اس کا کیا جواب دیا ہے۔ سارا جہان نبی مانے اس سے غرض کیا ہے۔ یہ کیسا انوکھا نبی ہے۔ کہ اس کے انکار سے کافر نہیں ہوتا۔ آپ جناب میر مولوی محمد علی صاحب کے کلام کو نہیں سمجھ سکے۔ آگے عرض کروں گا۔

دوسرا سوال یہ ہے کہ خود حضرت مسیح موعود لکھتے ہیں کہ جہاں جہاں نبی، رسول کا لفظ آگیا ہے اس کو کاٹا ہوا سمجھو۔ اور اس سے مراد محدث ہے۔ محدث سمجھ لو۔ مرزا صاحب سے بڑھ کر ہم اور آپ زیادہ نہیں سمجھتے ہیں۔ خود مدعی کا بیان ہے۔ آپ عذر کرتے ہیں۔ کہ جہاں جہاں نبی کو کاٹا ہوا لکھا ہے مستقل نبی کے لئے لکھا ہے۔ مستقل نبی نہ سہی غیر مستقل نبی تو ہیں اور آپ کا دعویٰ تو نبی کا ہے۔ پر میرے دعویٰ کے انکار سے کافر نہ ہونا کیا معنے ہوں گے۔ ذرا آپ کے خلیفہ صاحب سمجھا دیں تو بہتر ہے۔

تیسرا سوال یہ ہے کہ جب ہندوستان میں شور ہوا کہ یہ شخص یعنی مرزا صاحب نبی کا دعویٰ کرتا ہے تو آپ لکھتے ہیں کہ یہ بالکل افترا ہے۔ اے لوگو! میرا محدث ہونے کا دعویٰ ہے۔ نہ کہ نبی پہلا جس کو خود مرزا صاحب افترا قرار دیں۔ اس کو آپ نبی کہتے ہیں۔ غیر شریعت نبی سہی۔ گویا آپ نبی کہہ کر بہتان و افترا کر رہے ہیں۔ اب اس سے بڑھ کر مرزا صاحب کیا اور صفائی سے کہیں گے کہ جو مجھ کو نبی کہتا ہے افترا کرتا ہے۔ کہ غیر شریعت نبی کا منکر کافر ہوتا ہے۔ پھر انکار کیسا ہے۔ ہم کب کہتے ہیں کہ صاحب شریعت تھے۔ بہرحال بموجب عقیدہ آپ کے غیر شریعت نبی ہونے کا تو دعویٰ ہے۔ پھر میرے دعویٰ کے انکار سے کافر نہ ہونا کیا معنے ہوسکتے ہیں۔ اس کا جواب جلد دیجئے۔ پس ان الفاظ کے ہوتے ہوئے پھر بھی مرزا صاحب نے نبی کہا ہے۔ تو سوائے عارفانہ رنگ کے اور کیا سمجھا جائے گا۔

چوتھا سوال یہ ہے کہ جس طرح مرزا صاحب نے اپنے کو ابن اللہ کہا ہے۔ اسی طرح نبی اللہ بھی کہا ہے۔ اگر مرزا صاحب کے لئے ابن اللہ کی کوئی خصوصیت نہیں ہے تو نبی اللہ کی بھی کوئی خصوصیت نہیں ہونی چاہئے۔ کیونکہ نبی اللہ کی تمام تشریحات موجود ہیں۔ پس ابن اللہ و نبی اللہ سوائے عارفانہ رنگ میں کیا معنے بن سکتے ہیں۔ ورنہ ماننا پڑتا ہے جو مرزا صاحب کو نہیں مانتا ہے وہ کافر ٹھہرتا ہے۔ بوجہ ہونے نبی اللہ کے اور جو مرزا صاحب کو مانتا ہے وہ مشرک ٹھہرتا ہے بوجہ ہونے ابن اللہ کے۔ کیونکہ جو تشریحات مرزا صاحب نے کئے ہیں۔ آپ حقیقی معنے بنا لیتے ہیں۔ یوں سمجھ لو حقیقی نبی کا منکر بھی کافر ہے۔ اور مجازی کا بھی کافر ہے۔ اگرچہ محدث مرزا صاحب نے مراد لیا ہے۔ مگر پھر بھی جہاں جہاں نبی کا لفظ آیا ہے آپ نبی ہی مانتے ہیں۔ اس لئے لازم ہوا کہ آپ کا منکر کافر ہو۔ اور جو آپ کو یعنی مسیح موعود کو مانتا ہے وہ مشرک ٹھہرتا ہے۔ بوجہ ابن اللہ کے۔ کیونکہ آپ عارفانہ رنگ میں نہیں مانتے ہیں۔ پس لازم آتا ہے کہ آپ کا ماننے والا مشرک ہو۔ پس مولوی محمد علی صاحب کا یہ کہنا بالکل درست ہے۔ بلکہ نہایت درست ہے کہ محدث والی نبوت ہے۔ کیونکہ محدث بھی ایک رنگ نبوت کا اپنے اندر رکھتا ہے۔ مگر وہ دراصل نبی نہیں ہوتا ہے۔ جس کو مرزا صاحب نے یوں لکھا کہ میرے دعوے کے انکار سے کوئی کافر نہیں ہو جاتا ہے۔ کیونکہ محدث کا منکر کافر نہیں ہوتا ہے۔ اور دوسری جگہ کھول کر بتلا دیا کہ کافر کہنا ان نبیوں کی شان ہے جو احکام جدید و لاتے ہیں۔ ماسوا اس کے جس قدر ملہم ہوں اور جناب الٰہی میں بڑی سے بڑی شان رکھتے ہوں۔ ان کے دعوے کا انکاری کوئی کافر نہیں ہوتا۔

(باقی دارد)

جلد ۱۸ | لاہور - یوم چہارشنبہ مطبوعہ ۱۴ شعبان ۱۳۴۸ھ مطابق ۱۵ جنوری ۱۹۳۰ء | نمبر ۴

خطاب بہ علماءِ سُو

ذوقِ تکفیر

نتیجۂ فکر سید عبدالمجید صاحب متخلص بہ یاسؔ و عاصمؔ کپورتھلہ

شغلِ تکفیر بآں قدر و شان ست کہ بُود
ارتقاءِ خردِ شیخ محال است و جنوں
پیکرِ زُہد بیامیختہ با زرق و ریا
شیخ باریش و عبا درخورِ منبر گشت است
حیف قرآن بہ تو وجہِ کفاف است مگر
ہمرہاں از پئے ملت بہ سر دار روند
تو مگر دار شدی از پئے اخوان ہیہات!
دیگراں زندگی خود بہ فنا می جویند
حیف! با خالق و مخلوق نداری کارے
ایں عجب بیں کہ بایں ہم نرسیدیم بکام
ہمرہاں جرعہ کش از کوثر و تسنیم شدند
ما مگر تشنہ لبانیم ز خود کامیٔ خویش
ہاں! بیا مسلم ما! دیدۂ عبرت بکشا
بُتِ طاغوت بہ بیں کالبدِ شیخ گرفت

گرمیٔ مجلس زہاد ہماں ست کہ بود
ہمچناں ماند و لاریب ہماں ست کہ بود
واعظِ ما بہ ہماں سیرت و شاں ست کہ بود
ورنہ پوشیدہ ہماں زور نہاں ست کہ بود
جہلِ تو شیخ! ز قرآں بہ ہماں ست کہ بود
ہمچناں ذوقِ شہادت بہ بیاں ست کہ بود
شوقِ خونریزیت اے شیخ! ہماں ست کہ بود
ہمچناں حظِ تو در مرگِ جہاں است کہ بود
مقصدت آہ! ہماں حورِ جناں است کہ بود
ما ہمانیم و ہماں شورِ اذاں است کہ بود
جوئے فیضش بہ ہماں لطف رواں است کہ بود
ہاں ہماں ذوقِ ترفع بمیاں است کہ بود
غلبۂ کفر باسلام ہماں است کہ بود
باز آں گرمیٔ بازارِ بتاں است کہ بود

روزگاریست کہ او گشت چو رب الارباب
در گہش کوست پئے کفر فروشی مخصوص
باز در کعبہ نشاندیم بتانِ آزر
ہمچناں از پئے بربادیٔ ایں دیر نوی
گشت افسانۂ پارینہ، شکوہِ اسلام
باورم گر نہ کنی، بیں کہ بہ ہر شہر و دیار
کارِ اسلام رسید است بہ پایاں لیکن
علماء ہست کہ در باغِ جناں می ماند
ایکہ پرسی بچہ در قعرِ مذلت رفتیم؟
ہمچناں از جدل و بحث و نزاعِ علما
کارواں رفت بمنزل گہِ مقصود مگر
گرچہ مردی و برفتی، مگر اے شیخ، ترا
عاصمؔ تفتہ بہ اندیشۂ فردا و کنوں
آہ! کیں گلشنِ اسلام بتاراج برفت

قدرتش بر دلِ جمہور ہماں است کہ بود
ہمچناں مرجعِ عصیاں طلباں است کہ بود
قبلہ ام حیف! ہماں دیرِ مغاں است کہ بود
مسلمِ ما! بہ تو قرآں بہ جہاں است کہ بود
ہاں، جہانداریٔ اسلام زماں است کہ بود
از نشانہائے بہ ہر ذرہ عیاں است کہ بود
ذوقِ تفریق ہماں آفتِ جان است کہ بود
بہرِ اسلام ہماں فصلِ خزاں است کہ بود
ہمچناں غفلتم از سود و زیاں است کہ بود
قلبِ اسلامیاں در آہ و فغاں است کہ بود
مسلمِ ما، بہ ہماں خوابِ گراں است کہ بود
ہمچناں چشم بہ دنیا نگراں است کہ بود
ہمچناں، داورِ ما! گریہ کناں است کہ بود
حرمتِ واعظ و شیخ و ملک الحاج برفت

مراسلات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم   نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

بازیگروں کا قبول اسلام

یدخلون فی دین اللہ افواجا

دین کی نصرت کے لئے کتنا زماں پرشور ہے

اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانیکے دن

خوشی کا مقام ہے کہ بازی گروں کے باقی خاندان جو ابھی حالت تذبذب میں تھے۔ چودہری غلام حیدر صاحب و اساتذہ سکول نہائی شبانہ روز کوششوں سے مشرف باسلام ہو گئے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔ چنانچہ کل شام کے سات بجے بازی گروں کے ڈیرہ کے باقیماندہ تمام آدمی معہ بیوی بچوں کے چودہری صاحب کے مکان پر جمع ہوئے۔ انہیں صفوں پر بٹھایا گیا۔ چند زبانی باتوں کے بعد حکیم اللہ دتا صاحب و غاکسار نے خصوصیات اسلام پر پنجابی زبان میں تقریریں کیں۔ اس کے بعد انہیں کلمہ طیبہ پڑھایا گیا۔ اور اس کا مفہوم بتایا گیا۔ اس کے بعد انہوں نے اپنے سابقہ نام بتلائے۔ ان کے اسلامی نام تجویز کئے گئے۔ بعض نے اپنے نام پہلے سے سوچے ہوئے تھے۔ مکمل فہرست تیار کرنے کے بعد ان کی ضیافت کھانے سے کی گئی جس کا انتظام چودہری صاحب نے کیا ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ چودہری صاحب کو جزائے خیر دے۔ اور ان کے مال و اولاد میں برکت دے۔ آمین۔ اس تقریب سعید پر چند معزز سکھہ چودہری صاحب کو مبارکباد دینے کے لئے آئے اور کہا کہ بہتر ہے کہ تمام ہندو مسلمان ہو جائیں۔

فہرست نومسلمین

نمبر سلسلہ	سابقہ نام	اسلامی نام
(۱)	دھنا سنگھ نمبردار	عبدالرحمٰن
(۲)	ہیرا بائی (زوجہ)	مریم
(۳)	سردارا (پسر)	سردار احمد
(۴)	وزیر (پسر)	وزیر احمد
(۵)	سنت سنگھ (پسر)	محمد صادق
(۶)	خوشالی (دختر نمبردار)	فاطمہ
(۷)	ننھو	جہان خاں
(۸)	ہیرا بائی (زوجہ ننھو)	محمدی بی
(۹)	گلاب (پسر ننھو)	گلاب دین
(۱۰)	رکھی (زوجہ گلاب)	امتہ رکھی
(۱۱)	ہیرا سنگھ (پسر گلاب)	محمد الدین
(۱۲)	لال سنگھ (پسر گلاب)	لال دین
(۱۳)	دلیپ سنگھ پسر گلاب)	جلال دین
(۱۴)	دیالی	دولت بی بی
(۱۵)	سداگی	سردار بی بی
(۱۶)	کیسری	کرم بی بی
(۱۷)	کشتی (زوجہ سردار)	زینب بی بی
(۱۸)	سوبھا	محمد یار
(۱۹)	کشتی (زوجہ سوبھا)	اقبال بیگم
(۲۰)	وریام (پسر سوبھا)	رحمت اللہ
(۲۱)	امیر (پسر سوبھا)	امیرالدین
(۲۲)	دیال سنگھ ولد ننھو	محمد حسین
(۲۳)	گنگو (زوجہ دیال سنگھ)	رمضان بی بی
(۲۴)	مکھ سنگھ (پسر دیال سنگھ)	عبدالغنی
(۲۵)	کیسری (دختر دیال سنگھ)	حسین بی بی
(۲۶)	ایسری (دختر دیال سنگھ)	عائشہ بی بی
(۲۷)	منگل سنگھ	محمد خان
(۲۸)	کیسری والدہ منگل سنگھ	
(۲۹)	کیسری زوجہ منگل سنگھ	خانم بی بی
(۳۰)	باغی دختر "	نواب بی بی
(۳۱)	جوالا سنگھ	قاسم
(۳۲)	سادھو پسر جوالا سنگھ	صادق علی
(۳۳)	رام چند	نورالدین
(۳۴)	مانکور (زوجہ رام چند)	امام بی بی
(۳۵)	پیاری (دختر رام چند)	عزیزہ
(۳۶)	راج کور -	صرداد بی بی
نمبر سلسلہ	سابقہ نام	اسلامی نام
(۳۷)	جیواں (دختر رام چند	خانم بی بی
(۳۸)	ہرنام سنگھ	غلام علی
(۳۹)	راج کور (زوجہ ہرنام سنگھ)	راج بی بی
(۴۰)	ایسری (دختر ہرنام سنگھ)	سراج بی بی
(۴۱)	کیسری (دختر ہرنام سنگھ)	کرم بی بی
(۴۲)	ہیرا بھائی " "	مہر بی بی
(۴۳)	کرتارو " "	تاج بی بی
(۴۴)	بیے سنگھ	مختار علی
(۴۵)	لچھمی (زوجہ بیے سنگھ)	سکینہ بی بی
(۴۶)	اوجاگر (پسر بیے سنگھ	عبداللہ
(۴۷)	امر سنگھ (پسر بیے سنگھ	اللہ دتا
(۴۸)	کشن سنگھ پسر بیے سنگھ)	محمد دین
(۴۹)	آتما سنگھ (پسر بیے سنگھ)	احمد دین
(۵۰)	دیال	غلام قادر
(۵۱)	ہرکور (زوجہ دیال)	رحمت بی بی
(۵۲)	جوالا (پسر دیال)	فتح محمد
(۵۳)	امر سنگھ (پسر دیال)	محمد حسین
(۵۴)	خوشالی (دختر دیال)	فتح بی بی
(۵۵)	زیرو (دختر دیال)	عمر بی بی
(۵۶)	لال سنگھ	علی احمد
(۵۷)	کیسری (زوجہ لال سنگھ)	رسول بی بی
(۵۸)	خوشالی دختر لال سنگھ	خورشید بی بی
(۵۹)	جادلی (دختر لال سنگھ)	حسین بی بی

خاکسار محمد عبداللہ ٹیچر مسلم ہائی سکول - بدوملہی - ضلع سیالکوٹ

برادران اسلام کی خدمت میں

ایک ضروری گذارش

تمام بھائیوں کو معلوم ہوگا کہ انجمن کے ماتحت قصبہ بدوملہی ضلع سیالکوٹ میں عرصہ آٹھ نو سال سے جی۔ ایچ مسلم ہائی اسکول نہایت کامیابی کے ساتھ چل رہا ہے۔ سٹاف کے ممبر نہایت قابل ہیں۔ جن میں تین ٹرینڈ گریجوایٹ ہیں۔ جو نہایت تندہی سے پڑھاتے ہیں۔ اور اسکول کے کامیاب بنانے کے لئے ہر ممکن کوشش کر رہے ہیں۔ علاوہ بریں سکول کی عمارت نہایت اچھے اور موزوں موقع پر بنی ہوئی ہے۔ ایک تو ریلوے اسٹیشن کے قریب ہے دوسرے قصبہ بدوملہی سے نصف میل دکن کی طرف نہایت صحت افزا میدان میں واقع ہے جہاں ہر طرف سے صاف اور ستھری ہوا آتی ہے۔ شہروں کی طرح بدبو اور تعفن کا کہیں نام و نشان نہیں۔ طلبا کے دوڑنے بھاگنے ورزش اور کھیلوں کے لئے بہت کھلی جگہ ہے جس کی ایک سکول کو سخت ضرورت ہوتی ہے بنیادی تعلیم کے ساتھ دینی تعلیم کا خاص طور پر خیال رکھا جاتا ہے۔ چنانچہ ناظرہ قرآن شریف کا ترجمہ سیرت خیر البشر باقاعدہ نصاب تعلیم میں رکھے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی کے حالات اور ان کی مقصد زندگی سے طلبا کو لیکچروں اور واعظوں کے ذریعے آگاہ کیا جاتا ہے۔ شہروں میں عام طور پر لڑکوں کو اشیائے خوردنی کا چسکا پڑ جاتا ہے۔ اس طرح وہ ہر روز بہت سے پیسے فضول خرچی میں ضائع کر دیتے ہیں۔ تماشوں۔ تھیئیٹروں اور اس قسم کی بہت سی فضول باتوں میں اپنے والدین کا روپیہ خرچ کرتے ہیں۔ اس جگہ یہ عادتیں خودبخود دور ہو جاتی ہیں کیونکہ وہ کے شہر سے باہر قابل اساتذہ کی نگرانی میں عذبات سفلی کو برانگیختہ کرنے والی باتوں سے علیحدہ رہتے ہیں۔ بورڈنگ ہاؤس میں خرچ بہت کم ہوتا ہے۔ گویا شہر کی بہ نسبت تیسرا حصہ خرچ بمشکل ہوتا ہے۔ ہیڈ ماسٹر صاحب بورڈنگ ہاؤس میں جو سکول کے پاس ہی ہے رہتے ہیں اور طلبا کی خاص طور پر نگرانی کرتے ہیں اور ان کی تعلیم اور اخلاقی حالت کو درست کرنے کے لئے ہر وقت کوشاں رہتے ہیں۔ بورڈنگ ہاؤس میں کھانے پینے کی چیزیں بالعموم ایسی پکتی ہیں جو سادہ مگر صحت کے لئے مفید ہوں۔ کھانا صاف [illegible]

تیار کیا جاتا ہے۔ سپرنٹنڈنٹ بورڈنگ سند یافتہ حکیم حاذق ہیں۔ ریاضت جسمانی کے لئے ہر قسم کی کھیلیں کھلائی جاتی ہیں جس کی مسلمانوں کو اس زمانے میں سخت ضرورت ہے۔ مثال کے طور پر عرض کیا جاتا ہے کہ کچھ عرصہ قبل ازیں ایک طالب علم نصیرالدین جو ہزارہ کے ضلع سے لاہور آیا تھا سخت بیمار ہو گیا۔ ہر چند علاج کرتا رہا لیکن اس کو چنداں فائدہ نہ ہوا۔ یہاں آنے سے اس کی صحت اور حالت بہت اچھی ہے الغرض یہ سکول کیا بلحاظ تعلیم اور اخلاق کی درستی اور کیا بلحاظ کفایت شعاری اور حفظان صحت ہر ایک بات سے اس قابل ہے کہ حضرت برادران جو اپنے لڑکوں کو تھوڑے خرچ سے باقاعدہ تعلیم دلانا چاہتے ہیں ضرور داخل فرمائیں۔ لاہور سے بدوملہی قریباً ۳۰ میل کے فاصلہ پر ہے اور ریل کرایہ ... لگتا ہے۔ آدمی ایک دن میں لاہور سے واپس آ جا سکتا ہے سیالکوٹ سے بدوملہی قریباً ۴ میل اور کرایہ ریل ۵ آنے ہے۔ والسلام

حکیم اللہ دتا منشی فاضل۔ مدرس مسلم ہائی سکول بدوملہی ضلع سیالکوٹ

احیائے دین کی حقیقی شاہراہ

کتاب اور صاحب کتاب کا باہمی ربط

(از قاضی عبدالمجید صاحب قریشی بی۔ اے ضلع لاہور)

اگر دنیا بھر کے کتب خانوں سے بہترین اصول چن کر ایک کتاب میں جمع کر دئے جائیں تو اس سے کائنات میں عالمگیر اتحاد و اخوت کا مسئلہ حل نہ ہو جائیگا۔ بہتر سے بہتر اخلاقی اور اجتماعی اصولوں کی ترتیب کے بعد بھی اصل سوال جو قابل حل ہے یہ رہ جاتا ہے کہ خلق خدا سے ان اصولوں کی پابندی کیونکر کرائی جائے گی۔ اس غرض کے لئے ایک انسانی زندگی کی ضرورت ہے۔ ایک عملی مثال کی ضرورت ہے۔ ایک اسوۂ حسنہ کی ضرورت ہے۔ جو پیکر عمل بن کر دنیا کے سامنے آئے اور اپنے اعمال و اخلاق کی بلندی اور دلفریبی سے دنیا کا محبوب بن جائے۔ اس کی عقیدتوں کو مسخر کرلے۔ اس کی محبت و نیازمندی کا محور و مرکز قرار پا جائے۔ کہ جو شخص بھی اس کو دیکھے اس کے پاس بیٹھے۔ اس کے پاس سے گذرے اس کی عملی زندگی کی اطاعت اور اس کے احکام کی پیروی پر مجبور ہو جائے

یاد رکھو کہ جب سے یہ دنیا بنی ہے انسانوں نے کسی عملی مثال کی مدد کے بغیر محض کتابوں میں لکھے ہوئے اصولوں اور سچائیوں کی کبھی پیروی نہیں کی۔ یہی وجہ ہے کہ جب بھی خدا نے دنیا میں کوئی کتاب نازل کی ہے اس کے ساتھ ایک رسول بھیجا ہے اور اگر آپ مذاہب عالم کی تاریخ کا متفق علیہ فتویٰ سننا چاہیں تو وہ یہ ہے کہ کتاب کی زندگی ہمیشہ صاحب کتاب کے تابع ہوگی۔ جب تک صاحب کتاب کی عملی زندگی لوگوں کے سامنے ہوگی وہ کتاب پر عمل کریں گے۔ اور جب یہ زندگی سامنے نہ رہیگی وہ کتاب کو چھوڑ بیٹھیں گے۔ کتاب میں ترمیم کر لیں گے۔ یا اس کے احکام کو اپنی خواہشات کے سانچے میں ڈھالنا شروع کر دیں گے۔

دیکھو اسی اصول کے ماتحت تمام مذاہب عملاً نابود ہو گئے۔ اور تمام کتابیں مٹ گئیں پہلے ان مذاہب کے پیغمبروں کی عملی زندگی لوگوں کے دماغ سے محو ہوئی۔ پھر انہوں نے اس کتاب کو جو وہ لائے تھے پس پشت ڈال دیا۔ بدھ۔ زرتشت مسیح۔ موسیٰ سب کے ساتھ یہی گذرا ہے۔

اسلام کی اصلی قوت یہی ہے کہ خدائے پاک نے پیغمبر اسلام کے اسوۂ حسنہ کو بقائے دوام کے نور سے ہمیشہ کی زندگی عنایت فرمائی جب تک حضور کا اسوہ حضور کے اخلاق اور حضور کی سیرت کا نقش دلفریب لوگوں کے دلوں اور دماغوں کو دلفریبی اور عشق انگیزی کی دعوت دیتا رہیگا۔ اسلام اور قرآن کے احکام لوگوں کے اعمال پر مسلط رہیں گے۔ لیکن جب یہ نقش دھندلا پڑا (ناممکن ہے کہ دھندلا پڑے) جب یہ تصویر بگڑی (محال ہے کہ بگڑے) تب اسلام کی قوت میں ضعف آجائیگا۔

آج مسلمانوں میں الحاد۔ اعراض اور بدعملی پھیل رہی ہے اس کا اصلی اور بنیادی سبب یہ ہے کہ ان کے قلوب میں عشق رسول کا پورا پورا جوش باقی نہیں رہا۔ یہ کس طرح ممکن ہے کہ رسول اللہ کا عاشق رسول اللہ کے احکام کا عاشق نہ ہو۔ اب رہا یہ سوال کہ رسول اللہ کا عشق کیونکر پیدا ہو اس کا جواب یہ ہے کہ ہم رسول اللہ کی سیرت کو پڑھیں۔ یعنی حضور کو دیکھیں اور بار بار دیکھیں۔ حضور کے قدموں میں بیٹھیں اور بار بار بیٹھیں۔ اس سے رسول اللہ کا عشق پیدا ہوگا اور یہ عشق ہمارے قلوب میں دین کی سچی حرارت اور احکام دین کی اطاعت کی لازوال قوت پیدا کر دے گا۔ علامہ ابن تیمیہ کا مذہب یہی ہے اور یہی وہ چیز جس پر تمام اکابر صوفیا نے زور دیا ہے

[illegible]

تشریعی و غیر تشریعی اور براہِ راست نبوت کی اصل حقیقت

(جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن کے قلم سے)

(۱)

سوال - کیا نبی دو طرح کے ہوتے ہیں ۔ تشریعی اور غیر تشریعی اور یہ براہِ راست نبوت کیا ہوئی ۔ کیا کوئی بالواسطہ نبوت بھی ہوا کرتی ہے؟

جواب - نبوت کی تقسیم تشریعی اور غیر تشریعی - براہ راست اور بالواسطہ قرآن میں مطلق کوئی نہیں ۔ قرآن میں تو ہر ایک ایسے شخص کو جو خدا کی طرف سے بذریعہ وحی کوئی ہدایت لے کر آتا ہے نبی اور رسول کہا گیا ہے اور جو کچھ وہ اما یاتینکم منی ھدی کے ماتحت ہدایت لاتا ہے وہ خدا کی وحی ہوتی ہے جسے قرآن کی اصطلاح میں کتاب کہا جاتا ہے ۔ جیسا کہ قرآن میں نبیوں کا ذکر کر کے فرمایا کہ انزل معہم الکتٰب یعنی تمام نبیوں کے ساتھ کتاب نازل کی ۔ دوسری جگہ صاف طور پر موسیٰ و عیسیٰ اور ذکریا اور ہارون کو نبیوں کی ایک ہی ذیل میں رکھ کر سب کو کتاب اور حکومت روحانی اور نبوت کا ملنا فرما کر تشریعی و غیر تشریعی کا فرق مطلق نہ رکھا ۔ فرماتے ہیں :-

کلا ھدینا ونوحاً ھدینا من قبل ومن ذریتہٖ داوٗد وسلیمان وایوب ویوسف وموسیٰ وھارون وکذالک نجزی المحسنین وذکریا ویحییٰ وعیسیٰ والیاس کل من الصٰلحین .... اولٰئک الذین اٰتینٰھم الکتٰب والحکم والنبوۃ - ترجمہ سب کو ہم نے ہدایت دی ۔ اور ہم نے نوح کو ہدایت دی اس سے پہلے اور اس کی ذریت میں سے داؤد اور سلیمان اور ایوب اور یوسف اور موسیٰ اور ہارون کو اور ہم اسی طرح نیکوکاروں کو جزا دیتے ہیں ۔ اور ذکریا اور یحییٰ اور عیسیٰ کو سب صالحین میں سے تھے ...... یہ وہ لوگ ہیں جنہیں ہم نے کتاب اور روحانی حکومت اور نبوت عطا کی ۔

نبوت کے لوازمات

یہاں لفظ کتاب اور حکم اور نبوت قابلِ غور ہیں ۔ یعنی نبوت کے ساتھ دو چیزیں لازم ملزوم کے طور پر ہیں ۔ ایک تو کتاب دوسرے حکم ۔

کتاب

(۱) کتاب اس وحی کو کہتے ہیں جو نبی کو ہوتی ہے اور جس میں بنی نوع انسان کے لئے کوئی ہدایت ہوتی ہے ۔ اگر کوئی نئی ہدایت نہ ہو تو نبی کی نبوت ہی بے معنی ہے کیونکہ حقیقت تو یہ ہے کہ نبی کا وجود اس لئے نہیں ہوتا کہ کسی آدمی کی شخصیت کو خدا کے سوا خواہ مخواہ منوایا جائے اور پھر محض اس شخصیت کے انکار کی وجہ سے لوگوں کو کافر قرار دیا جائے ۔ بلکہ نبی کا وجود محض اس لئے ہوتا ہے کہ وہ کوئی نئی ہدایت خدا کی طرف سے لوگوں کو پہنچائے ۔ پھر جو اسی ہدایت کا منکر ہوتا ہے وہ کافر ٹھہرتا ہے ۔ جیسا کہ قرآنِ کریم میں آتا ہے فاما یاتینکم منی ھدی فمن تبع ھدای فلا خوف علیھم ولا ھم یحزنون ہ والذین کفروا وکذبوا بایٰتنا فاولٰئک اصحٰب النار ھم فیھا خٰلدون ۔ پس جب جب میری طرف سے تمہارے پاس ہدایت آوے تو پھر جو کوئی میری ہدایت کا اتباع کرے گا اُن پر کوئی خوف نہ ہوگا ۔ اور نہ وہ غمگین ہوں گے ۔ اور جو لوگ انکار کریں گے وہ ہماری آیتوں کی تکذیب کریں گے ۔ یہی لوگ آگ والے ہیں ۔ جس میں وہ رہا پڑے یہاں صاف بتلایا ہے کہ اصل چیز وہ ہدایت ہے جو خدا کی طرف سے آتی ہے ۔ اور اسی کا انکار کفر ہوتا ہے ۔ جو عذاب کا موجب ہوتا ہے ۔ نبی کو ماننا اس لئے ضروری ہوتا ہے کہ وہ خدا کی طرف سے ہدایت لاتا ہے ۔ چنانچہ سورۂ بقرہ کے پہلے رکوع میں جہاں ایمانیات کو تین حصوں میں تقسیم کیا ہے اس میں ایک تو ایمان بالغیب رکھا ہے ۔ دوسرے ایمان بالآخرت ۔ اور تیسرے اس وحی پر ایمان جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنحضرت صلعم پر اور آپ سے قبل نازل ہوئی ۔ جیسا کہ فرمایا والذین یؤمنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک

یہاں نبیوں پر ایمان لانے کا الگ ذکر نہیں کیا ۔ بلکہ نبیوں پر ایمان کو وحی پر ایمان کے ذیل میں ضمناً رکھا ۔ تاکہ معلوم ہو کہ نبی پر ایمان صرف اس لئے ضروری ہوتا ہے کہ وہ وحی کے ذریعے سے دنیا کو ہدایت پہنچاتا ہے ۔ اگر اس کی وحی میں نئی ہدایت کوئی نہیں تو اس کے انکار پر کفر اور عذاب کا اطلاق بے معنی ہے ۔ خواہ مخواہ کسی کی شخصیت کو منوانے کی ضرورت کیا ہو سکتی ہے ۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود نے بھی تریاق القلوب میں یہی فرمایا ۔ کہ " اپنے دعوے کے انکار کرنے والے کو کافر کہنا صرف ان نبیوں کی شان ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے شریعت اور احکام جدیدہ لاتے ہیں "

پھر اسی آیت یؤمنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک کو قرآن میں سورۂ بقرہ کے آخر میں آیت اٰمن باللّٰہ وملٰئکتہ وکتبہ ورسلہ میں ایمان بالکتب اور ایمان بالرسل سے تعبیر فرما کر خود ہی تشریح کر دی کہ نبیوں پر جو کچھ نازل ہوتا ہے اُسے کتاب کہتے ہیں ۔ یعنے جس چیز کو سورۃ کے ابتدا میں " ما انزل الیک وما انزل من قبلک " فرمایا ۔ اسی کو سورۃ کے آخر میں کتبہ فرمایا ۔ جس سے بات صاف ہو گئی ۔ کہ وحی نبوت ہی کا دوسرا نام کتاب ہے ۔ اگر کوئی شخص نبی ہوگا تو ضروری ہے کہ اُسی کے ساتھ کوئی کتاب بھی ہو ۔ جو کسی ہدایت کو خدا کی طرف سے بندوں کو پہنچا دے ۔

حکم

(۲) دوسری چیز جو نبی کے لئے ضروری ہے وہ حکم ہے ۔ یعنی وہ روحانی مملکت کا بادشاہ ہوتا ہے یعنی وہ کسی پہلے نبی کا تبع نہیں ہوتا ۔ بلکہ اپنی وحی کا براہ راست تبع ہوتا ہے ۔ جیسا کہ قرآن میں ہے " ان اتبع الا ما یوحیٰ الیّ " یعنی میں اتباع نہیں کرتا مگر اسی کی جو میری طرف وحی کی جاتی ہے ۔ وہ اگر پہلی شریعت کے مطابق کوئی حکم دیتا ہے تو صرف اس لئے کہ اس کی اپنی وحی ایسا کرنے کو کہتی ہے ۔ ورنہ اگر اس کی اپنی وحی سابقہ شریعت یا اس کے بعض احکام کو منسوخ کر دے تو وہ اپنی وحی کی اتباع کرے گا ۔ سابقہ شریعت کی نہیں کرے گا ۔ کیونکہ اس کو حکم یعنے روحانی حکومت ملی ہوئی ہے ۔ یعنی اس کی وحی کل سابقہ وحیوں پر حاکم ہے ۔ وہ خود مطاع ہے ۔ جیسا کہ قرآن میں آتا ہے وما ارسلنا من الرسول الا لیطاع باذن اللّٰہ ۔ کہ ہم کوئی رسول نہیں بھیجتے ۔ مگر وہ اللہ کے حکم سے مطاع ہوتا ہے ۔ پس جب ایک شخص کو نبی اور مطاع مان لیا پھر تشریعی و غیر تشریعی کی شرط لگانا بے فائدہ ہے ۔ جب وہ نبی ہے اور اس کی وحی وحی نبوت ہے تو پھر ضروری ہے کہ وہ اپنی وحی کا تبع ہو ۔ اور لوگوں کے لئے مطاع ہو ۔ جہاں اس کی وحی پہلی شریعت کی تائید کرے گی وہ تائید کرے گا ۔ جہاں اُسکی وحی پہلی شریعت کی تنسیخ کرے گی وہ تنسیخ کرے گا ۔ جب اُسے نبی مان چکے اور وہ مطاع خدا کے حکم سے بن چکا پھر اگر اُسے شریعت سابقہ کی یا اس کے کسی حکم کی تنسیخ کی کوئی وحی نازل ہو تو کیا حق ہے ۔ کہ اس کے ماننے والے وہاں روٹھ بیٹھ جائیں ۔ اور کہیں کہ اجی جناب ہم آپ کو نبی تو مانتے ہیں مگر ہم آپ سے اپنی پرانی شریعت کے احکام منسوخ کروانا نہیں چاہتے ۔ اس سے بڑھ کر نخوت اور کیا ہوگی؟ جب اُسے نبی مانا ہے تو جو کچھ وحی وہ پیش کرتا ہے مانو ۔ یہ کیا کہ جب تک تائید میں وحی آتی رہی نبی مانتے رہے اور جب تنسیخ میں کوئی وحی آگئی تو کہنے لگے یہ تو ہم نہیں مانتے کیونکہ اس سے ہماری پرانی شریعت کا حکم منسوخ ہوتا ہے ۔ یہ نخرا نہیں ہے تو اور کیا ہے ۔ یہ تو ان یہود کا طریق تھا جن کو مغضوب قرار دیا گیا یا تو نبی نہ مانا ہوتا اور جب نبی مان لیا تو اس کے ساتھ یہ پخ لگانی کہ ہم ایسا حکم نہیں مانیں گے ۔ جو کسی سابقہ حکم شریعت کو منسوخ کرے جہالت اور زبردستی ہے ۔ ایک نبی کو آج کسی شریعت کی تائید میں وحی نازل ہو رہی ہے ۔

کیا پتہ ہے کہ کل اسے بعض احکام سابقہ کو منسوخ کرنے کی وحی ہو جائے اور ضرور ہے کہ ایسا ہو ۔ ورنہ جب پچھلی شریعت اور ہدایات میں کوئی ترمیم و تنسیخ کی ضرورت ہی نہیں تو پھر نبی کی بھی ضرورت نہیں ۔ جو شخص محض تجدید کے لئے آتا ہے ۔ وہ مجدد ہوتا ہے نہ کہ نبی ۔ نبی تو جب ہی آئے گا جب پچھلی شریعت کو یا اس کے کسی حکم کو رد و بدل کرنا ہے ۔ لہٰذا اس کی وحی حاکم ہوگی ۔ اور تمام شرائع سابقہ اس کی محکوم ہوں گی ۔ اور وہ صرف اپنی وحی کا متبع ہوگا ۔ اور خدا کے حکم سے جس حکم سابقہ کو چاہے گا بدل دے گا ۔ پس اس کو نبی ماننے والوں کا فرض ہے کہ بلا چون و چرا اس کے حکم کو مانیں ۔ اگر سابقہ شریعت کو بدلنا نہیں چاہتے اور اس کے کسی حکم کو بھی منسوخ ہوتا ہوا دیکھنا نہیں چاہتے تو اس کے لئے لازم ہوگا کہ نبیوں کا سلسلہ بند مانا جائے ۔ نبوت کا دروازہ کھلا مان کر اور اس کے ماتحت کسی شخص کو نبی تسلیم کر کے اس کی وحی پر حد بندی لگانا بالکل بے معنی بات ہے ۔ نبی مجبور ہے کہ اپنی وحی کی اتباع کرے ۔ اور نبی کو ماننے والے مجبور ہیں کہ اپنے نبی کی وحی کی اطاعت کریں ۔ اس کی وحی تمام سابقہ وحیوں پر حاکم ہے ۔ اس وحی پر شریعت اور غیر شریعت کی حد بندی انسان لگا نہیں سکتا ۔ سب نبیوں کو وحی نبوت ہوتی ہے ان کی وحی میں کوئی فرق نہیں ہوتا ۔ پس جس کو آج بعض احکام کی تائید میں وحی ہو رہی ہے ۔ بالکل ممکن ہے کہ کل اُسے بعض احکام کی تنسیخ میں وحی ہو جائے ۔ بلکہ ضرور ہے کہ ایسا ہو ۔ ورنہ نبی کے آنے کی ضرورت نہ تھی ۔ صرف مجدد کافی تھا ۔ پس نبی کی وحی پر کوئی حد بندی قائم نہیں ہو سکتی ۔ اس لئے قرآن شریف نے تشریعی اور غیر تشریعی کی کوئی حد بندی قائم نہیں کی ۔ اور نہ ہو سکتی تھی ۔ قرآن نے تو موسیٰ و ہارون ۔ ذکریا و یحییٰ ۔ داؤد اور عیسیٰ سب کو تمام انبیاء ایک ذیل میں رکھ کر سب ہی کو کتاب اور روحانی بادشاہت اور نبوت کے ملنے کا اعلان کر دیا ہے ۔ اب اپنی طرف سے تقسیم کرنا لاحاصل ہے ۔

حضرت مسیح موعود نے تقسیم کن معنوں میں کی؟

رہا یہ اعتراض کہ حضرت مسیح موعود نے تشریعی و غیر تشریعی کی تقسیم ایک غلطی کے ازالہ میں کی ہے ۔ یہ ایک غلط فہمی ہے ۔ آپ نے بیشک یہ فرمایا کہ " نبی کے لئے شارع ہونا شرط نہیں " مگر یہ معترض کے لئے مفید مطلب نہیں کیونکہ شارع اس کو کہتے ہیں جو بانی شریعت ہوتا ہے ۔ یعنی جو ابتداءً کسی قوم کو شریعت دیتا ہے ۔ بعد میں جو نبی آتے ہیں تو اللہ تعالیٰ یہ نہیں کیا کرتا کہ ہر دفعہ نئی شریعت قوم کو دے ۔ بلکہ عادتِ الٰہی یہ ہے کہ ضرورتِ زمانہ کے لحاظ سے بعض احکام سابقہ کو منسوخ یا ترمیم کر دیتا ہے ۔ اور بعض احکام جدیدہ عطا فرماتا ہے ۔ پس جو نبی شروع میں ایک قوم کو شریعت دیتا ہے ۔ اُسے لوگ اپنی اصطلاح میں شارع کہتے ہیں ۔ اور بعد میں نبی جو آتے ہیں گو احکام شریعت میں ترمیم و تنسیخ کرنے کے مجاز ہوتے ہیں اور کرتے بھی ہیں ۔ لیکن لوگوں کی اصطلاح میں وہ شارع نہیں کہلاتے ۔ یاد رہے کہ یہ قرآن کی اصطلاح نہیں بلکہ لوگوں کی اپنی اصطلاح ہے ورنہ کوئی نبی نہیں جو مطاع نہ ہو ۔ اور جس کی وحی گذشتہ وحیوں پر حاکم نہ ہو ۔ اس لئے کوئی نبی کسی گذشتہ نبی کا امتی نہیں کہلا سکتا ۔ اور نہ اسے ضرورت ہے کہ وہ اپنی وحی کو کسی گذشتہ نبی کی وحی پر عرض کرے ۔ اور اگر اپنی وحی اس کے خلاف پائے تو اپنی وحی کو رد کر دے ۔ یہ تو ایک ملہم اور محدث امتی کا کام ہو سکتا ہے ۔ نبی کا کام تو یہ ہے کہ اگر اپنی وحی کو کسی سابقہ وحی کے خلاف پاوے تو سابقہ وحی کو رد کر دے اور اپنی وحی کی اتباع کرے اور اسی لئے اس کی بعثت ہوتی ہے کہ یا تو وہ قوم کو نئی شریعت دے اور یا کسی سابقہ حکم کی تنسیخ کر کے حکم جدید لوگوں کو پہنچا دے ۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود ٹھیک یہی بات تریاق القلوب میں تحریر فرماتے ہیں :-

" یہ نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے کہ اپنے دعوے کے انکار کرنے والے کو کافر کہنا صرف ان نبیوں کی شان ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے شریعت اور احکام جدیدہ لاتے ہیں ۔ لیکن صاحب الشریعت کے ماسوا جس قدر ملہم اور محدث ہیں گو وہ کیسی ہی جناب الٰہی میں اعلیٰ شان رکھتے ہوں اور خلعت مکالمہ الٰہیہ سے سرفراز ہوں اُن کے انکار سے کوئی کافر نہیں بن جاتا "

حضرت صاحب نے تو فرمایا تھا " کہ یہ نکتہ تو یاد رکھنے کے لائق ہے " مگر افسوس ہے کہ جماعت کے ایک کثیر حصہ نے اسی نکتہ کو بھلا دیا ۔ یہاں حضرت صاحب نے صاف طور پر بتا دیا ہے کہ نبی شریعت لاتا ہے ۔ یا کم از کم احکام جدیدہ لاتا ہے اور شریعت یا احکام جدیدہ کا انکار ہی موجب کفر ہوتا ہے ۔ جو شریعت نہ لائے یا احکام جدیدہ نہ لائے اُسے آپ نے ملہم اور محدث فرمایا ہے ۔ کیونکہ اس کا نام اسلامی اصطلاح میں ۔ نبی نہیں ہو سکتی صرف اُسے کہیں گے ۔ جو شریعت یا احکام جدیدہ لائے ۔

مواہب الرحمٰن میں بھی یہی فرمایا :-

" خدا را مکالمات و مخاطبات است با ولیائے خود دریں امت و ایشاں را رنگ انبیاء دادہ می شود ۔ و در حقیقت انبیاء نیستند

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سوانح حیات

سلسلہ احمدیہ کی ایک بہت بڑی ضرورت

(از شیخ محمد انعام الحق صاحب ہوشیارپوری)

میں نے پیغام صلح کی ۲۷ اپریل کی اشاعت میں ایک مضمون "حضرت مسیح موعود کی صداقت واقعات کی روشنی میں" کے زیر عنوان لکھا تھا۔ جس میں بطور تمہید عرض کیا تھا کہ جہاں تک مذہب کا تعلق ہے بعض منطقی طبائع سے قطع نظر کرکے عام لوگ صرف دلائل سے مطمئن نہیں ہو سکتے۔ ان کی تسلی کے لئے واقعات کو پیش کرنا بھی ضروری ہوتا ہے۔ انسانی فطرت کا یہ خاصہ ہے کہ وہ عموماً دلائل سے قبل واقعات کی طرف متوجہ ہوتی ہے۔ میں نے اس سلسلہ میں بزرگان جماعت کو حضرت مسیح موعود کے حالاتِ زندگی کی فراہمی وترتیب کی طرف بھی توجہ دلائی تھی۔ آج اس موضوع پر ذرا تفصیل سے گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔ غالباً اس ضمن میں میرا کچھ لکھنا کہ کسی داعی کی دعوت کی قبولیت بہت بڑی حد تک اس کے حالاتِ زندگی اور اس کی جدوجہد کے نتائج پر منحصر ہے بلا ضرورت ہوگا۔

ایک شخص بلند اور اہم ترین مقاصد کو لے کر اٹھتا ہے۔ اس کے پاس زبردست دلائل بھی موجود ہوں۔ لیکن اس کے حالاتِ زندگی اگر اولوالعزمی، صداقت، پاکبازی کا ثبوت بہم نہیں پہنچاتے۔ اور اس کی جدوجہد شاندار نتائج سے خالی رہتی ہے۔ تو اسے نبوت کا شرف ہرگز حاصل نہیں ہو سکتا۔ جبکہ ایک داعی مامور من اللہ ہونے کا دعویٰ کرتا ہو۔ تو لوگ اس کے حالات کی پرکھ کو تو بہت زیادہ ضروری سمجھتے ہیں۔ اس سے میرا مطلب دلائل کی اہمیت و ضرورت سے انکار کرنا نہیں ہے۔ بے شک اپنی جگہ پر یہ بھی بہت بڑی چیز ہیں۔ لیکن اگر کسی داعی یا اس کے متبعین کی نسبت سمجھ لیا جائے کہ وہ صرف دلائل کے بل بوتے پر اپنی دعوت کی طرف دنیا کو متوجہ ومائل کر سکیں گے۔ تو یہ بڑی غلطی ہوگی۔ کیونکہ تاریخ اور تجربہ کا فتویٰ یہی ہے۔ جماعت احمدیہ کو اس غلطی میں مبتلا نہیں ہونا چاہئے۔

ہماری جماعت کے سامنے ایک عظیم الشان مقصد ہے۔ ہم نے ان چالیس کروڑ مسلمانوں کو جو بکھرے ہوئے ذرّوں کی طرح منتشر پڑے ہوئے ہیں ایک مرکز پر جمع کرنا ہے۔ آج کل ان کی حالت ناگفتہ بہ ہے۔ ان کا مستقبل نہایت تاریک نظر آرہا ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ ان کو اس ذلیل حالت سے نکال کر بلند ترین جگہ پر پہنچا دیں۔ اور ان کا مستقبل بھی ان کی ماضی کی طرح شاندار ہو۔ آج فرزندانِ توحید تثلیث کے بُت کے آگے سربسجود ہیں۔ محمدؐ کے پیرو اپنے رسول پاک کے اسوۂ حسنہ کو فراموش کر بیٹھے ہیں۔ ہم نے انہیں اس چیز کو یاد دلانا ہے۔ اس کے علاوہ دنیا کی دوسری قوموں کو اسلام کی دعوت دینا ہے یہ کام جس قدر عظیم الشان اور اہم ہے اسی قدر مشکل بھی ہے۔

اب ذرا اس کام کی مشکلات وضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنی جماعت کے ذرائع پر بھی غور کیجئے۔ جماعت احمدیہ کے افراد کی تعداد کچھ زیادہ نہیں اور اسی تعداد کے لحاظ سے ہمارے ذرائع بھی محدود ہیں۔ جو پیش نظر مقصد کے حصول کو بالکل ناکافی ہیں۔ اس لئے سب سے پہلے ضرورت ہے کہ جماعت کی تعداد بڑھائی جائے۔ جماعت احمدیہ دراصل اسلامی فوج ہے جس قدر اس فوج کے سپاہیوں میں اضافہ ہوگا اسی قدر اس کی فتوحات کی رفتار تیز ہوگی۔ اس ضرورت کو تسلیم کر لینے کے بعد اب ذرا مسلمانوں کی موجودہ روش پر غور کیجئے۔ تمام باخبر اور سمجھ دار مسلمان جماعت احمدیہ کی خدمات کے معترف ہونے کے باوجود اس میں شامل ہونا نہیں چاہتے۔ میں ایسے بہت سے روشن خیال اور ذی فہم نوجوان مسلمانوں سے واقف ہوں جو ہماری جماعت کی اسلامی خدمات کی بے حد تعریف کرتے ہیں اور ان کے نزدیک حضرت امیر ایدہ اللہ اور جماعت کے بعض دوسرے بزرگ، مسلمان قوم کے بہترین افراد ہیں۔ مگر وہ حضرت مسیح موعود کو ماننے کے لئے تیار نہیں۔ میں ہمیشہ ان سے سوال کرتا ہوں کہ جب ایک شخص کے مرید آپ کے نزدیک ہر لحاظ سے بہترین آدمی ہیں۔ اور ان مریدوں کو بھی اقرار ہے کہ ہم نے اپنے مرشد کے فیض صحبت سے ہی یہ سب کچھ حاصل کیا ہے۔ اور وہ بالکل سچا اور پاکباز انسان تھا۔ تو پھر اس شخص کو قبول کر لینے میں آپ کے سامنے کونسی رکاوٹ ہے؟

اس پر وہ حضرت مسیح موعود کے متعلق ایسی باتیں سناتے ہیں اور اس قسم کے بے بنیاد شبہات کا اظہار کرتے ہیں جو بالکل غلط ہیں۔ میں ان سے کہتا ہوں کہ آپ حضرت صاحب کی کتابیں مطالعہ کریں۔ مگر وہ ان بے بنیاد باتوں کو پیش کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ جو شخص عمل میں ایسا ہے ہم اس کی کتابیں پڑھ کر کیا کریں؟ ان میں بعض اصحاب سرسری نظر سے کتابیں دیکھتے بھی ہیں۔ مگر چونکہ وہ عام طور پر پھیلی ہوئی غلط باتوں سے متاثر ہونے کی وجہ سے خالی الذہن نہیں ہوتے اس لئے عموماً کتابوں کے مطالعہ کا ان پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔

اس وقت میں حضرت صاحب کی ایک مستند سوانح عمری کی ضرورت نہایت شدت سے محسوس کرتا ہوں۔ اگر ان لوگوں کے سامنے ایسی کتاب رکھ دی جائے یا انہیں اس کے درج شدہ واقعات سنائے جائیں۔ تو مخالفین پر حیرت انگیز اثر ہو سکتا ہے۔

جس طرح پادریوں نے حضرت نبی کریمؐ کے متعلق یورپ میں غلط باتیں پھیلا رکھی ہیں بالکل اسی طرح مسلمان مُلّا حضرت مسیح موعود کے خلاف بہتان طرازی کرتے رہتے ہیں۔ اور ایک عرصہ دراز سے اس شیوہ مکروہ میں مصروف ہیں۔ ہمارے قادیانی احباب کے طرز عمل نے ملّاؤں کے پھیلائے ہوئے افترات کو اور تقویت دے دی ہے۔ جس طرح حضرت نبی کریم کی مستند سوانح عمریوں کی اشاعت سے ایک عظیم الشان انقلاب ہو گیا ہے۔ یقیناً اسی طرح حضرت مسیح موعود کی مستند اور علم فہم سوانح عمری کی اشاعت جماعت احمدیہ کے دائرہ کو حیرت انگیز طور پر وسیع کر سکتی ہے۔ .... اگر ہم واقعات کی مدد سے صرف اس قدر ہی دنیا کو منوا دیں کہ حضرت مسیح موعود راستباز انسان تھے۔ انہوں نے کبھی غلط بیانی سے کام نہیں لیا۔ تو ملّاؤں کی پیدا کی ہوئی غلط فہمیوں کا بہت بڑی حد تک ازالہ ہو سکتا ہے۔

میں سچ کہتا ہوں کہ مسلمانوں اور غیرمسلموں میں حضرت صاحب کے متعلق اس قسم کی غلط باتیں مشہور ہیں جنہیں آپ سننے کے لئے بھی تیار نہیں ہو سکتے۔ مخالفین ان سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ لوگوں کو ہماری مخالفت پر اکساتے ہیں۔ اور ہماری بہت سی طاقت اس مخالفت کا مقابلہ کرنے میں صرف ہو جاتی ہے۔ آپ ذرا غور کریں۔ کہ اس دبا کا علاج سوائے اس کے اور کیا ہو سکتا ہے کہ ہم حضرت صاحب کی اصل تصویر لوگوں کے سامنے پیش کریں۔ مگر افسوس یہ تصویر ہمارے پاس نہیں ہے۔ مواد موجود ہے۔ حضرت صاحب کے اقوال تحریریں خطوط و دیگر حالات (جو صرف آپ کے خادموں کے دماغ میں محفوظ ہیں) غرضیکہ سب کچھ ہے مگر کیا اس بکھرے ہوئے خام مصالحہ سے مقصد حاصل ہو سکتا ہے؟ کیا جماعت کے نوجوان افراد اور آئندہ نسل کے لئے صرف سنی سنائی باتیں کافی ہوں گی؟ اگر یہی حالت رہی تو وہ وقت دور نہیں جب جماعت کے افراد حضرت مسیح موعودؑ کے واقعاتِ زندگی سے بڑی حد تک ناواقف ہوں گے۔ کیا یہ وقت ہمارے لئے انتہائی نامبارک نہ ہوگا؟ کیا بزرگان جماعت نے ان آئندہ پیش آنے والے واقعات پر کبھی غور کیا ہے؟ مجھے یہ کہہ لینے کی اجازت دیجئے کہ حضرت مسیح موعود کی یاد کو فراموش کر بیٹھنے کے بعد جماعت کے بقا و استحکام کی امید بھی لاحاصل ہوگی۔

ہماری جماعت نے ایک قلیل عرصہ میں بہترین اسلامی لٹریچر پیدا کیا اور اب بھی برابر اسی کوشش میں مصروف ہے۔ اس کی اس خصوصیت کا ہر دوست دشمن کو اعتراف ہے۔ مگر میں یہ عرض کرنے کی معافی چاہتا ہوں کہ انجمن اپنے ایک ضروری فرض یعنی حضرت مسیح موعودؑ کی مستند اور مفصل سوانح عمری کی اشاعت کو فراموش کئے ہوئے ہے۔ ممکن [illegible] عالم فاضل مصنف اور لائق مقرر موجودہ دور سے بہتر پیدا کر سکے۔ مگر حضرت صاحب کی سوانح عمری کی ترتیب کا کام اسی وقت احسن طریق پر انجام پذیر ہو سکتا ہے۔ آئندہ نسل اس فرض کو کما حقہٗ ادا نہیں کر سکے گی۔ وقت کی رفتار پر کسی کو قابو نہیں ہر ایک پیدا ہونے والے کے لئے مرنا ضروری ہے۔ موجودہ نسل نے تو حضرت صاحب کو اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ ان کے فیض صحبت سے مشرف ہوئے۔ وہ دعوت و تبلیغ کے فرض کو اپنی ذاتی معلومات اور دماغ میں محفوظ واقعات کی مدد سے انجام دے سکتے ہیں لیکن آئندہ نسل کے لئے تو صرف اس عہد کی مستند سوانح عمری ہی شمع ہدایت کا کام دے سکتی ہے جس کا اس وقت تک ہمارے بزرگوں نے کوئی انتظام نہیں کیا۔

یہ چند باتیں جو عرض کی گئی ہیں دراصل بہت بڑی جسارت ہے۔ جو میں حالات کی مجبوری کی وجہ سے کر بیٹھا ہوں۔ کیا میرے بزرگ ان معروضات پر غور کریں گے؟ اس کام کو کس طریق پر انجام دینا چاہئے؟ اس کا بہتر فیصلہ وہی کر سکتے ہیں۔ مگر میرے خیال ناقص میں مناسب ہوگا کہ پہلے تمام واقعات کو ضبط تحریر میں لا کر ان کی اچھی طرح سے جانچ پڑتال کر لی جائے۔ اس کے بعد ترتیب کا کام آسانی سے ہو جائے گا۔

(بقیہ صفحہ ۲)

فرمائے اور ان کے جملہ متعلقین اور خصوصاً موجودہ والئے بھوپال اعلیحضرت نواب محمد حمید اللہ خان بہادر کو صبر جمیل عطا فرمائے ہمیں امید ہے کہ اعلیحضرت موصوف اپنی جلیل القدر والدہ کے صحیح جانشین ثابت ہوں گے۔

تنقید

"اسلام مذہب بشریت"

یہ چھوٹا سا ۲۴ صفحہ کا رسالہ جو حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور کی انگریزی تالیف "اسلام دی ریلجن آف ہیومینٹی" کا فارسی ترجمہ ہے۔ جماعت احمدیہ لاہور کی شاخ ایران نے شائع کیا ہے۔ ترجمہ زمانہ حال کی فارسی کے مطابق نہایت عمدگی سے کیا گیا ہے۔ گو چھاپہ میں اغلاط رہ گئی ہیں۔ جو دوسرے ایڈیشن میں درست ہو جائیں گی۔ تاہم کتاب بحیثیت مجموعی نہایت عمدہ ہے۔ آخری صفحہ پر "نہضت احمدیہ" کے ماتحت جماعت احمدیہ کے اعتقادات و اعمال کو شائع کر دیا گیا ہے۔ ایک ہزار کاپی چھپوائی گئی ہے۔ قیمت فی کاپی تین شاہی رکھی گئی ہے۔ جو غالباً ڈیڑھ آنہ معہ محصول ڈاک ہوگی۔ ایران کی جماعت کا ارادہ ہے۔ کہ اس کے بعد ذیل کی مطبوعات کے فارسی تراجم شائع کئے جائیں جو تیار ہو رہے ہیں۔ (۱) محمد و مسیح (۲) سیرۃ خیر البشر (۳) منبع الہی قرآن کریم (۴) تاریخ خلافت راشدہ (۵) مذہب بابی

ایران کے تمام بڑے بڑے شہروں میں عیسائی مشنریوں کے کالج۔ سکول۔ ہسپتال مردانہ و زنانہ کھلے ہوئے ہیں اور ہر جگہ کثرت سے ایرانی لوگ عیسائی ہو رہے ہیں۔ جیسا کہ مشنریوں کی رپورٹوں سے ظاہر ہوتا ہے۔ مسلمانوں کی طرف سے اس عظیم خطرہ کا کوئی تدارک نہیں ہوا۔ ہماری جماعت ایران کے نوجوان جو سب کے سب ایرانی اور عیسوی کالجوں کے تعلیم یافتہ ہیں۔ پوری مستعدی سے پادریوں کا مقابلہ کر رہے ہیں۔ جملہ احباب ان کی کامیابی کے لئے دعاؤں سے مدد دیں۔

(محمد منظور الہی)

مولانا عبدالحق ودیارتھی کی علالت

جناب مولانا عبدالحق صاحب کئی روز سے سخت علیل ہیں ملیریا بخار کی شکایت ہے۔ بہت کمزور ہو رہے ہیں۔ جملہ احباب سے درخواست ہے کہ وہ دعا کریں۔ کہ خداوند کریم ان کو جلد صحت کلی عطا فرمائے۔

مینیجر پیغام صلح

لیڈی ریڈنگ ہسپتال پشاور میں رات کے ۱۱ بجے کے قریب واقعہ ہوا ہے۔ خداوند کریم مرحوم کو جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور ان کے پسماندگان اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

مرحوم اخبار لائٹ اور پیغام صلح کا خریدار اور میوچل ریلیف فنڈ کا سیکرٹری تھا۔

مہربانی کرکے مرحوم کا غائبانہ جنازہ پڑھ کر اس کی وفات کی خبر کو اخبار پیغام صلح اور لائٹ کی کسی قریبی اشاعت میں نہایت اندوہگین پیرایہ میں درج کیا جائے۔ فقط والسلام

(امام الدین ممبر جماعت احمدیہ اشاعت اسلام پشاور)
مہانہ ناشری پشاور

پیغام صلح :- ہمیں اس حادثہ جانکاہ میں مرحوم کے پسماندگان سے دلی ہمدردی ہے۔ اور مرحوم کے لئے مغفرت کی دعا کرتے ہیں۔ مرحوم شریف، علم دوست، اور خادم اسلام نوجوان تھے۔ مرحوم نے صرف ایک خورد سال لڑکی اپنی یادگار چھوڑی ہے۔ احمدیہ بلڈنگس میں ۱۳ جون نماز جمعہ کے بعد مرحوم کا غائبانہ جنازہ پڑھایا گیا تھا۔ احباب بھی اپنی اپنی جگہ غائبانہ نماز جنازہ پڑھ کر مرحوم کی روح کو اطمینان پہنچائیں۔

خبریں

—— کراچی ۸ جون۔ حج کمیٹی کے صدر حاجی عبدالغنی نے حسب ذیل برقی پیغام ارسال کیا ہے :-

مغل لائن کا جہاز "شجاع" جس میں کراچی اور بمبئی کو آنے والے حاجی سوار ہیں ۸ جون کو جدہ سے روانہ ہو گیا۔ توقع کی جاتی ہے کہ یہ جہاز ۱۶۔ ۱۷ جون کو کراچی پہنچ جائے گا۔

—— لندن ۶ جون۔ دارالعوام میں مسٹر ہینڈرسن نے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے بتایا کہ ہندوستان میں اندرونی اور بیرونی امن قائم رکھنے کے لئے حکومت ہند کے پاس کافی ذرائع موجود ہیں۔

—— ممباسہ ۷ جون۔ انڈین ڈیلی میل کا نامہ نگار رقمطراز ہے کہ اینگلو انڈین پنشنر اور کسان یورپینوں پر زور دے رہے ہیں کہ جب تک ہندوستانی ہندوستان کی تحریک آزادی سے علیحدگی اختیار نہ کریں ہندوستانی تاجروں کا مقاطعہ کیا جائے۔

—— بمبئی ۶ جون۔ بمبئی کی جنگی کونسل کے چھ ارکان کی گرفتاری عمل میں آ چکی ہے۔ اور چار دوسرے ارکان کی گرفتاری کے وارنٹ جاری ہو چکے ہیں۔ جن میں پنڈت مدن موہن مالویہ کے فرزند پنڈت مکند لال بھی شامل ہیں۔

—— پشاور ۱۰ جون۔ پشاور بتدریج حسب معمول حالت اختیار کر رہا ہے بہت سی دوکانیں جو آفریدیوں کے جدید خطرے کی وجہ سے جلدی ہی خالی کر دی گئی تھیں پھر سامان سے آراستہ کی جا رہی ہیں اور کھل گئی ہیں۔ ہندو باشندے جو ایبٹ آباد اور دوسرے پائیں مقامات کو بھاگ گئے تھے واپس آ رہے ہیں۔ دیہات کے تمام اضلاع پر امن ہیں۔

—— آگرہ ۹ جون۔ شیعہ اور سنیوں میں تنازعہ برپا ہو جانے کی وجہ سے تمام شہر اور اس کے مضافات کے تعزیے اپنی اپنی جگہ پر روک دیئے گئے۔ اور دفن نہیں کئے گئے۔ سخت جوش پھیلا ہوا ہے۔

—— لندن ۲ جون۔ رود بار انگلستان میں کہر کی وجہ سے ایک برطانی اور سویڈنی جہاز میں ٹکر لگنے سے ۷ جانیں ضائع ہوئیں۔

—— بمبئی ۷ جون۔ گذشتہ شب نامعلوم اشخاص نے مولانا احمد سعید ناظم جمعیتہ العلماء پر حملہ کیا۔ آپ موٹر کار میں ڈاکٹر ... کے مکان کو جا رہے تھے۔ کہ ایک اور کار سامنے آ گئی۔ اس موٹر کار میں جو اشخاص سوار تھے انہوں نے کار سے نکل کر مولانا پر لاٹھیوں سے حملہ کر دیا مولانا زخمی ہوئے لیکن ڈاکٹر گور کے مکان پر پہنچ گئے۔ حملہ آوروں نے ان کا تعاقب کیا۔ چونکہ مولانا ڈاکٹر گور کے مکان میں داخل ہو چکے تھے اس لئے حملہ آور ڈاکٹر گور کے ملازموں پر حملہ کر کے بھاگ گئے۔

—— مدراس ۹ جون۔ محرم کے جلوس کے دوران میں ویلور میں فساد ہو گیا۔

—— مدراس ۱۰ جون۔ ویلور میں ہندو مسلم فساد کی مزید تفصیلات سے معلوم ہوتا ہے کہ جب محرم کے تمام جلوس دریا کے کنارے پہنچ گئے تو دہرم راج مندر کے قریب فساد برپا ہو گیا۔ ہندوؤں کا بیان ہے کہ مسلمانوں نے مندر میں آ کر ان کے دیوتا کی توہین کی۔ مسلمان کہتے ہیں کہ ہندوؤں نے جلوس پر مادہ آتشگیر اور پتھر پھینکے۔ کہا جاتا ہے مسلمانوں نے مندر کے ہندوؤں پر لاٹھیوں سے حملہ کیا۔ اور کھلی جنگ شروع ہو گئی۔

—— ویلور ۱۰ جون۔ پولیس کے فائروں سے دو آدمی ہلاک اور چھ شدید مجروح ہوئے۔

—— گورنر جنرل نے اسمبلی کے پریزیڈنٹ کے انتخاب کی تاریخ ۹ جولائی مقرر کی ہے۔

—— پشاور ۱۰ جون۔ سرحد افغانستان کی دوسری جانب ان چوکیوں پر جہاں حاجی ترنگ زئی کا لشکر مقیم ہے آج کامیاب ہوائی تاخت کی گئی۔ بعض مہمند رئیسوں نے جرگہ منعقد کرنے کے لئے پیغامات ارسال کئے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ حاجی کا لشکر بڑی حد تک محفوظ رہا کیونکہ اس کے آدمی ایک ایک کر کے الگ ہو رہے ہیں۔

—— ۱۰ جون۔ کل شام کراچی میل سے مولانا سید اسمعیل غزنوی مولانا مہر کے ساتھ ہی حجاز سے تشریف لے آئے تھے آپ نے لاہور میں صرف ایک گھنٹہ [illegible] امرتسر تشریف لے

—— لاہور ۸ جون۔ لائل پور کا ایک برقی پیغام مظہر ہے کہ گذشتہ شب کمپنی باغ میں ایک جلسہ ہو رہا تھا جس میں مقامی موجود تھے۔ جلسہ گاہ میں ایک بم پھٹا۔ کوئی زخمی نہیں ہوا۔ اور نہ کوئی اور نقصان پہنچا۔ آج صبح پولیس نے لائل پور کانگرس کمیٹی اور نوجوان بھارت سبھا کے دفتروں کی تلاشی لے کر انہیں مقفل کر دیا۔ اس سلسلہ میں اب تک چوبیس گرفتاریاں عمل میں آئی ہیں۔

—— بمبئی ۸ جون۔ اطلاع ملی ہے کہ کھنبال ضلع کیرا میں بلوہ ہو گیا۔ فساد کی ٹھیک وجہ تو ابھی معلوم نہیں۔ لیکن کہا جاتا ہے کہ ہندوؤں نے تعزیہ پر پتھر برسائے اور جو لوگ تعزیہ اٹھائے ہوئے تھے انہیں زخمی کر دیا۔ ہندوؤں کا رویہ تہدید آمیز تھا۔ کھنبال چوکی کے ایک ہیڈ کانسٹیبل نے ہجوم کو انتباہ کر دیا کہ اگر وہ منتشر نہ ہوئے تو گولی چلائی جائے گی۔ لیکن پتھر برابر برسائے جاتے رہے۔ اس پر دو فائر کئے گئے۔ اور ہجوم منتشر ہو گیا۔

—— اطلاع ملی ہے کہ باسا باری میں ایک مسلمان کے مکان کو رات کے وقت آگ لگا دی گئی۔ لیکن کچھ نقصان ہونے کے بعد ہی بجھا دی گئی۔

—— ڈھاکہ ۹ جون۔ محرم کی تقریب کے سلسلہ میں آخری رسوم پر امن طریق سے اختتام پذیر ہوئیں۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اور نواب صاحب ڈھاکہ بنگال بازار اور سکری بازار میں جہاں ہندوؤں کی آبادی ہے جلوس کے ساتھ رہے۔

—— چاٹگانگ ۹ جون۔ جوگندرا گپتا اسلحہ پر حملہ کے سلسلہ میں بیان کردہ مجرم اننت گپتا کے والد کو اس کے گاؤں میں نظر بند کر دیا گیا ہے۔ کرفیو اور امتناعی احکام جاری ہیں۔

—— شملہ ۱۰ جون۔ گورنر جنرل نے کونسل آف سٹیٹ کے اجلاس میں سرکاری کام کے لئے ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷ اور ۱۸ جولائی کی تاریخیں مقرر کی ہیں۔ اور غیر سرکاری امور کے لئے ۔ اور ۱۷ جولائی کی مقرر ہوئی ہیں۔

ہز ایکسیلنسی نے اسمبلی کے اجلاس میں غیر سرکاری مسودوں پر بحث کے لئے ۱۵ جولائی اور غیر سرکاری قرار دادوں پر بحث کے لئے ۱۶ اور ۱۷ جولائی کی تاریخیں مقرر کی ہیں۔

—— شملہ ۱۰ جون۔ خیال کیا جاتا ہے کہ وائسرائے اسمبلی کے آئندہ اجلاس میں دونوں ایوانوں کے سامنے تقریر فرمائیں گے۔ ممکن ہے ہز ایکسیلنسی ۹ جولائی کو تقریر فرمائیں۔

—— شملہ ۱۰ جون۔ ایک غیر معمولی گزٹ میں کرنل سے۔ ڈی۔ کرانورڈ اور مسٹر لال چند نادل رائے کے اسمبلی کی رکنیت سے مستعفی ہو جانے کا اعلان کیا گیا ہے۔

—— پونا ۱۰ جون۔ آج مقامی حکام کے درمیان گجرات میں مالیہ اراضی کی عدم ادائیگی کے متعلق اہم کانفرنس ہوئی۔ نیز حکام نے ان امور کے بارے میں مسٹر بینگ حکومت ہند کے ہوم ممبر سے بھی بحث و تمحیص کی۔ مسٹر ہیگ حکومت بمبئی کے ساتھ بہت سے معاملات کے متعلق مشورہ کرنے میں سخت مصروف ہیں۔

—— کلکتہ ۱۱ جون۔ کل موضع پنچلا میں جو ہوڑہ سے ۱۷ میل کے فاصلے پر ہے پولیس نے مسلمانوں کے ایک ہجوم پر گولی چلا دی۔ جس سے ایک فقیر شہید ہو گیا۔ اس کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ مسلمانوں نے ایک ہندو دیہاتی کی کثیر المقدار مچھلی لوٹ لی۔ کیونکہ اس نے اس کی حوالگی سے انکار کر دیا تھا اور جب پولیس تحقیقات کے لئے گئی۔ تو مسلمان دیہاتیوں نے اسے گھیر لیا۔ اور اس پر حملہ کرنے کے لئے اینٹ پتھر جمع کر لئے۔ پنچلا تھانہ کے افسر نے مسلمانوں کی اس تہدید آمیز روش سے گھبرا کر ریوالور کے دو فائر کئے۔ جس سے ہجوم منتشر اور فقیر شہید ہو گیا۔

—— بمبئی ۷ جون۔ خیال کیا جاتا ہے کہ حکومت نے تینوں ریاستوں کو کہا ہے کہ وہ قومی تحریک کو شکست دینے میں امداد کریں۔ ریاست بھاؤنگر کے باشندے جو بمبئی میں اقامت گزیں ہیں عنقریب ایک جلسہ منعقد کریں گے جس میں ریاست سے کہا جائے گا کہ قومی تحریک کے خلاف کوئی کارروائی نہ کرے۔

—— لکھنؤ ۱۱ جون۔ کرفیو آرڈر کی میعاد آج ختم ہو گئی تھی۔ لیکن بعد

میاں اکمل صاحب یا ایڈیٹر رسالہ تشحیذ الاذہان سے ایک سوال

رسالہ تشحیذ الاذہان بابت ماہ جنوری ۱۹۱۲ء میں میاں اکمل صاحب کا ایک طویل مضمون حسن اتفاق سے آج میری نظر سے گذرا۔ عنوان مضمون "احمدی جماعت کا عقیدہ امام مہدی کے متعلق" تھا۔ اس کے اندر کئی سرخیاں تھیں۔ منجملہ ایک سرخی "آپ (مسیح موعود علیہ السلام) کی صداقت پر برہان ساطعہ" بھی ہے۔ اس سرخی کے تحت میں میاں اکمل صاحب نے ایک دلیل ساطعہ حضرت مرزا صاحب کی صداقت میں مخالفین کے سامنے پیش کی ہے۔ اور وہ ایسی ہے کہ واقعی مخالف کا ناطقہ بند کر سکتی ہے۔ اور اس کی وجہ یہ کہ کوئی شخص واقعات کو جھٹلا نہیں سکتا۔ اس دلیل میں میاں اکمل صاحب نے ذیل کے الفاظ میں واقعات کو پیش کیا ہے۔

"اگر آپ (مخالف لوگ) ان میں سے کچھ بھی نہیں پڑھتے تو کم از کم خدا کے لئے اتنا ہی غور کریں کہ آپ (مسیح موعود) نے اگر افترا سے دعویٰ (مہدیت) کیا ہے۔ تو کیوں؟ کیا۔ کیا آپ ...... معاذ باللہ دنیا پرست تھے۔ اگر تھے۔ تو آخر اس کا کوئی نشان بھی۔ چار پانچ لاکھ مرید اس قدر روپے کی آمد کہ ڈاکخانہ کے رجسٹروں سے پتہ لگ سکتا ہے۔ پھر آپ نے کوئی جائداد خریدی۔ کوئی زمین حاصل کی۔ کوئی مکان عالیشان اپنی ذات کے لئے بنوایا۔ یا اپنی اولاد کے لئے گدی نشینی کی وصیت کی ہرگز نہیں۔ جب ان سے کوئی بھی بات نہیں۔ تو آپ بتلایئے کہ پھر یہ دعویٰ کیوں کیا ......"

مذکورہ بالا دلیل ساطعہ اُس رسالہ میں ہے۔ جس کے ایڈیٹر خود میاں محمود احمد صاحب موجودہ گدی نشین تھے۔ الفاظ بالکل صاف ہیں۔ واقعی آپ (مسیح موعودؑ) کی صداقت پر ساطعہ دلیل ہے۔ واقعات کی شہادت زبردست شہادت ہوتی ہے۔ کیونکہ واقعات کو کوئی جھٹلا نہیں سکتا۔ یہ بالکل سچ ہے کہ حضرت مرزا صاحب دنیا پرست نہیں تھے۔ کیونکہ دنیا پرستی کا کوئی نشان ان کے متعلق نہیں ملتا۔

نہ آپ نے کوئی جائیداد خریدی۔ نہ کوئی زمین حاصل کی۔ نہ کوئی مکان عالی شان اپنی ذات کے لئے بنوایا۔ اور نہ اپنی اولاد کے لئے گدی نشینی کی وصیت کی۔ جب ان میں سے کوئی بھی بات نہیں تو واقعی وہ اپنے دعاوی میں سچے تھے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ کیا آج بھی ہم یا میاں اکمل یا ایڈیٹر صاحب رسالہ تشحیذ اسی مذکورہ بالا کسوٹی پر موجودہ گدی نشین قادیان کے دعاوی کو پرکھ سکتے ہیں یا کہ نہیں۔ خلیفۃ اللہ۔ مصلح موعود۔ خلیفۃ المسیح۔ مامور من اللہ۔ امام وغیرہ جملہ دعاوی کے دعویدار ہیں۔ اگر مذکورہ بالا برہان ساطعہ کی موجودگی میں واقعات تصدیق کر دیں۔ تو انکار کی وجہ نہیں۔ اور اگر واقعات اس کے خلاف ہوں تو پھر وہ صادق نہیں ٹھہر سکتے۔ بلکہ وہ دنیا پرست ہیں۔ اب میں ایک ایک کو ذرا اختصار سے لیتا ہوں۔

(۱) کیا یہ حقیقت نہیں۔ کہ میاں صاحب نے واقعی جائداد بنائی اور بڑے قطعے زمین کے خرید ے۔ جس پر بقدر ۱½ لاکھ یا پونے دو لاکھ روپیہ خرچ آیا۔ آخر یہ روپیہ کہاں سے آیا۔ اس کا مطالبہ کئی اخبارات نے کیا ہے۔ لیکن جہاں تک مجھے یاد ہے۔ آج تک اس کا کوئی جواب نہیں آیا۔ حالانکہ مطالبہ کئی بار ہوا۔

(۲) کیا یہ حقیقت نفس الامری نہیں۔ کہ میاں صاحب نے اپنی ذات کے لئے عمارات تعمیر کرائیں۔ صرف قصر خلافت پر کم سے کم ۱۸۰۰۰ روپیہ خرچ آیا۔ اوّل اوّل کہا جاتا رہا کہ قرض لے کر خرچ کیا ہے۔ مگر سوال یہ ہے کہ اب کہاں سے روپیہ کی کمی پوری ہوئی۔

(۳) تیسری بات رہ گئی ہے۔ کہ کیا اپنی اولاد کے لئے گدی نشینی کی وصیت کی۔ اس امر پر زیادہ دلیل دینے کی ضرورت نہیں۔ جب یہ ثابت ہو گیا کہ میاں صاحب خود گدی نشین نہیں بلکہ تمام دنیا کے گدی نشینوں سے نمبر لے گئے ہیں۔ پھر وصیت کے ثابت کرنے کی کیا ضرورت۔ بایں ہمہ چند امورات اس کے متعلق بھی قابل غور ہیں۔ میاں محمود احمد صاحب کی گدی نشینی سے پہلے انصار اللہ پارٹی اور خود میاں صاحب اپنی خط و کتابت میں اور تحریرات کے شروع میں ایک فقرہ لکھا کرتی تھی۔ جو کہ اب بھی دیکھنے میں آتا ہے۔ وہ یہ تھا۔ "......" نہ ہوا کہ اس سے کیا مطلب ہے۔ حتیٰ کہ میاں محمود احمد صاحب گدی پر تشریف فرما ہوئے۔ پھر پتہ لگا کہ انصار اللہ پارٹی کا قبل از وقت ارادہ تھا۔ کہ ہو نہ ہو ہم لفظ "فضل" سے "فضل عمر" کی پیش گوئی کو میاں صاحب پر چسپاں کر کے ہی چھوڑیں گے چنانچہ بخیال خود خوش بھی کہ وہ حقیقی موعود ہیں۔ اسی طرح آج بھی میاں صاحب نے اس فقرہ مذکورہ بالا کے ساتھ ایک اور لفظ ایزاد کر دیا ہے۔ اور وہ ہے "ھوا لناصر" اور انصار اللہ پارٹی بھی تیار ہو گئی ہے۔ ہاتھوں کا چومنا شروع۔ مرید تعریفوں کے پُل باندھ رہے ہیں۔ اور ہم پیش گوئی کرتے ہیں کہ اگر وصیت تاحال نہیں کی تو وقت پر ہو جائے گی۔ اور میاں ناصر صاحب فرزند دلبند میاں صاحب گدی نشین بن جاویں گے۔ اگر کوئی کہے کہ ایسا ہرگز نہیں ہوگا۔ کیونکہ میاں صاحب اپنے عقیدہ کا اعلان کر چکے ہیں۔

"کہ باپ کے بعد بیٹا خلیفہ نہیں ہونا چاہیئے"۔

اس کا جواب یہ ہے۔ میاں صاحب کے خاندان میں (بقول میاں صاحب) عقیدے بدلتے ہی رہتے ہیں۔ پہلے عقیدہ ہوگا۔ وقت پر نہیں ہوگا۔ تبدیل ہو جائے گا۔

اگر ابھی گدی نشینی کے ثبوت میں کچھ کسر ہے۔ تو لیجئے۔ اور عرض کرتا ہوں۔ آپ پیروں اور گدی نشینوں کے حالات کا عام طور پر مطالعہ کریں۔ وہ سیاہ و سفید کے مالک جو موجودہ بات کریں۔ ان پر اعتراض کرنے والا جیسی عقل کو ان کی مجالس میں دخل نہیں۔ ہمیشہ ان کی تعلیم کم بخت جاہل مریدوں کو یہی ہوتی ہے۔ جو کچھ ہم کہتے ہیں۔ یہ امورات شریعت ہیں۔ جہاں تک عقل کی رسائی نہیں۔ حالانکہ سینکڑوں بدعات اور خلاف شریعت امورات وہاں وقوع پذیر ہوتے ہیں۔ سجادہ نشینان اپنا اُلو سیدھا کرنے کے لئے جھوم جھوم کر یہ شعر پڑھتے تھے۔

بہ مئے سجادہ رنگیں کن گرت پیر مغاں گوید
کہ سالک بے خبر نہ بود ز راہ و رسم منزلہا

یہ شعر کہنے والے بیچارے حافظ صاحب نے (خدا ان کو غریق رحمت کرے) کیسے نیک ارادے سے اور کس عمدہ موقع پر فرمایا تھا۔ لیکن آہ! دنیا پرستی کا ستیاناس ہو۔ آج کل اس کو اس دنیا کے پرستار کہاں استعمال کر رہے ہیں۔ مرید یہ ہیں کہ وہ اندھا دھند تقلید کئے جا رہے ہیں۔ وہ کریں بیچارے تو کیا کریں۔ عقل و علم تو پیر صاحب کے سپرد کر چکے تھے۔ جب بینائی چلی گئی پھر دیکھنا کیا۔

اب آیئے ذرا موجودہ گدی نشین قادیان کی روش ملاحظہ ہو۔ کیا یہ سچ نہیں کہ جو بھی میاں محمود احمد موجودہ خلیفہ صاحب کی بیعت کرتا ہے۔ وہ اپنا علم و عقل غرضیکہ سب کچھ خلیفہ کے سپرد کر دیتا ہے حتیٰ کہ ہر ایک علمی بلند پروازی اور اپنی ہر ایک حقیقی نکتہ نوازی اسی ایک وجود کے ماتحت کر دیتا ہے۔ جب کبھی مریدین میاں صاحب سے ملنے کا اتفاق ہوا۔ انہوں نے گلا کیا۔ کہ آپ لوگ ہم پر الزام لگاتے ہیں۔ کہ ہم نے اپنی عقل بھی میاں صاحب کے سپرد کر دی ہے۔ لیکن واقعات کو کون جھٹلا سکتا ہے۔ ہم ان کی مزید تسلی کے لئے "الفضل" ۵ جولائی ۱۹۳۰ء کا حوالہ پیش کر کے دوستانہ نصیحت کرتے ہیں۔ کہ آپ سب کچھ اپنے خلیفہ کے حوالے کر دو۔ مگر عقل ان کے سپرد نہ کرو۔ کیونکہ یہی وہ چیز ہے۔ جس سے انسان اور حیوان میں تمیز ہو سکتی ہے۔ "بے علم نتواں خدا را شناخت" ؎

ہمیں کچھ کیں نہیں بھائیو نصیحت ہے غریبانہ
کوئی جو پاک دل ہووے دل و جاں اُس پہ قرباں ہے

عبارت یہ ہے۔ یہ وہ الفاظ ہیں۔ جو کہ بیعت میں آپ اقرار کرتے ہیں۔ پھر انکار کے کیا معنے۔

"ہر ایک احمدی جس طرح بیعت کرتے ہوئے زبان سے اقرار کرتا ہے کہ اس نے اپنی جان و مال، اپنا علم و عقل غرضیکہ سب کچھ خلیفہ کے سپرد کر دیا ہے اسی طرح اپنی ہر ایک حرکت و سکون سے اس کا ثبوت نہ دے اور اپنی ہر ایک خواہش۔ ہر ایک آرزو۔ ہر ایک علمی بلند پروازی۔ [illegible] جو کہ چکا ہے اور جس کے قبضہ میں ہر ایک چیز دینے کا اقرار کر چکا ہے ...."

یہ الفاظ محتاج تشریح نہیں۔ اردو عبارت ہے اور مطلب صاف۔ اس کا صاف مطلب یہ ہوا کہ جناب میاں صاحب ہی عقل کل ہیں۔ جس بات کو کہیں نیک وہ نیک ہے۔ جس کو بد کہیں وہ بد ہے۔ قرآن مجید کی آیات کا مطلب صرف وہی درست ہوگا جو میاں صاحب فرمائیں گے۔ مریدوں کی تمام علمی بلند پروازیاں میاں صاحب کے علم کی تصدیق کی محتاج۔ مریدوں کی ہر قسم کی حقیقی نکتہ نوازیاں غلط۔ اگر میاں صاحب ان کی تصدیق نہ کریں۔ خواہ وہ نکتہ نوازی حقیقی ہی کیوں نہ ہو۔ اگر یہ حالت ہے تو واقعی مرید کو کیا حق ہے کہ وہ اعتراض کرے۔ اعتراض ہوتا ہے عقل سے اور علم سے۔ وہ دونوں سپرد ہو گئے خلیفہ صاحب کے۔

جملہ معترضہ

کچھ عرصہ ہوا اخبار "پیغام صلح" نے ایک اعتراض کیا تھا۔ کہ میاں صاحب کا یہ فرمانا کہاں تک درست ہے کہ "اگر میری ذات پر سچے اعتراض بھی کرو گے تو ہلاک ہو جاؤ گے"۔ (درس القرآن صفحہ ۲۳)

میں افسوس کرتا ہوں کہ "پیغام صلح" نے اس پر خواہ مخواہ اپنا وقت ضائع کیا۔ اور اس کے جواب میں "الفضل" نے جو کئی بار اخبار کے کالم سیاہ کئے وہ بھی ایک لغو فعل تھا۔ جواب اس کا صاف تھا۔ میاں صاحب نے تو درست فرمایا تھا۔ مگر کس کے لئے۔ ان کے لئے نہیں جن کے پاس علم و عقل ہے۔ اور جو علم و عقل کی شمع لے کر چلتے ہیں۔ بلکہ میاں صاحب کا روئے سخن ان لوگوں کی طرف ہے۔ جو اُن کے اپنے مرید تھے۔ جنہوں نے علم و عقل غرضیکہ ہر ایک چیز بیعت کرتے وقت میاں صاحب کے سپرد کر دی ہوئی ہے۔ عقل مند مخاطب نہیں بلکہ وہ مخاطب ہیں۔ جنہوں نے اپنی عقل دوسرے کے سپرد کر دی ہے۔ عقل مند کو سچے اعتراض کرنے کے حق سے کوئی روک نہیں سکتا۔ اور نہ وہ ہلاک ہو سکتا ہے۔ بلکہ جاہل بیوقوف جو عقل سے خالی ہے۔ اس کو اعتراض کرنے کا کوئی حق نہیں۔ اگر کرے گا تو بلاشبہ ہلاک ہو جائے گا۔ پس اس فتویٰ میں صرف ان کی اپنی جماعت مخاطب ہے۔ جو عقل و علم کو خیر باد کہہ چکی ہے۔ جو بل ھم اضل کا مصداق ہیں۔ کہا جائیگا کہ ہمارے ہاں تو مجلس شوریٰ بھی ہوتی ہے۔ ہوگی۔ ہمیں انکار نہیں۔ مگر چوپٹ اور شطرنج کے کھیل سے بڑھ کر اس مجلس شوریٰ کی کوئی حقیقت نہیں۔ بادشاہ بھی ہے۔ وزیر بھی موجود۔ پیادہ بھی موجود۔ گھوڑا بھی موجود۔ مگر سب بے حقیقت۔ یہ بت ہیں جن میں جان نہیں۔ مجلس شوریٰ موجود۔ مگر اس مجلس کے افراد میں سب کچھ ہے۔ مگر عقل نہیں۔ منظور وہی ہوگا۔ جس کو خلیفہ پسند کرے۔ ہزار ممبران ایک طرف ہیں۔ وہ مجلس میں ایک قانون بناتے ہیں۔ جب خلیفہ کے روبرو وہ پیش ہوتی ہے تو وہ اس کو رد کر دیتے ہیں۔ اب اعتراض کوئی کس طرح کر سکتا ہے۔ سچا اعتراض بغیر عقل کے نہ ہوا۔ اب سوائے خاموشی کے چارہ نہیں۔ خلیفہ کہتا ہے حضرت مسیح موعود کی تحریرات سال ۱۹۰۲ء سے پہلے کی منسوخ ہیں۔ مرید جواب دیتے ہیں۔ صدق الخلیفۃ اللہ۔ خلیفہ صاحب نے سچ فرمایا۔ دو تین ماہ کے بعد پھر خلیفہ صاحب فرماتے ہیں۔ کہ مسیح موعود کی تحریرات ۱۹۰۱ء سے پہلے کی منسوخ ہیں۔ پھر مرید وہی جواب دیتے ہیں۔ صدق الخلیفۃ اللہ۔ خلیفہ صاحب نے سچ فرمایا ہے۔ غرضیکہ سینکڑوں ایسی باتیں ہیں جن کا شمار کرنا ضخیم کتاب کو چاہتا ہے۔ کیا یہ گدی نشینی نہیں۔ کیا یہ کورانہ تقلید باقی پیر خانوں میں نہیں پائی جاتی۔ اگر یہ گدی نشینی نہیں اور یہ دنیا پرستی نہیں تو پھر بتاؤ گدی نشینی اور دنیا پرستی کس جانور کا نام ہے۔

آمدم برسر مطلب۔ کیا ایڈیٹر صاحب "تشحیذ" واقعات مذکورہ کی موجودگی میں برہان ساطعہ خود پیش کردہ کی روشنی میں موجودہ خلیفہ قادیان کو حق بجانب سمجھتے ہیں۔ یہ تو میں مانتا ہوں کہ عقیدے تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔ علمی روشنی میں اگر ایک عقیدہ غلط ثابت ہوا تو اس کو چھوڑ کر دوسرا تبدیل کر لیا۔ لیکن سچا دعویٰ اور براہین ساطعہ کبھی، غلط نہیں ہوتے۔ اور نہ تبدیل ہوتے ہیں۔ اور نہ کوئی واقعات کو جھٹلا سکتا ہے۔

خاکسار

غلام ربانی

جلد ۱۸ | لاہور - یوم جمعہ مطبوعہ ۱۹ ربیع الاول ۱۳۴۹ ہجری مطابق ۱۵ اگست ۱۹۳۰ عیسوی | نمبر ۵۳

قرآن مجید کا ایک عظیم الشان معجزہ

رحمۃ اللعالمین کا گنہگاروں پر احسان

ایڈیٹر پرکاش "ہندوستان میں مسلمانوں کے لئے اسلامی قانون کے نفاذ پر طعنہ زنی کرتا ہوا کہتا ہے کہ کیا مسلمان اس کو پسند کریں گے کہ مسلمان چور کے ہاتھ کاٹ دیئے جائیں۔ مسلمان علماء تو معلوم نہیں اس کا کیا جواب دیں البتہ ہمیں ایڈیٹر پرکاش کی بے خبری پر تعجب ہے کہ اس نے کس منہ سے یہ اعتراض مسلمانوں پر کر دیا۔ کیا اس کو گوروکل پارٹی کا آرگن اور آریہ سماج میں ایک رکن قوم کی حیثیت رکھنے کے باوجود اتنا بھی معلوم نہیں کہ چور کے ہاتھ کاٹنے کی سزا خود ویدک دہرم کا قانون ہے۔ چنانچہ منوسمرتی ادھیاء ۸ شلوک ۳۳۴ میں لکھا ہے کہ

ییِن ییِن ییتھا انگیین استینو نرِیشو وِچیشٹے
تت تت ایو ہرتسیہ پرتیادیشلئے پارتھِوہ

ترجمہ:۔ چور جس جس عضو سے دوسرے لوگوں کا مال چرا دے راجا اس کا وہی عضو چوری کے جرم کی سزا میں کٹوا ڈالے۔

نیز دیکھو ستیارتھ پرکاش مولفہ سوامی دیانند سملاس چھ فقرہ ۱۰۷۔ اسی کے قریب قریب مضمون دوسرے شاستروں میں بھی ہے۔ یاگوولکیہ سمرتی میں ہے

"جو کوئی ٹکے سونے کو رنگ دیکر اچھا بنا کر بیچے اور جو خراب گوشت بیچے تو اس بیچنے والے کا ایک ہاتھ یا ایک پاؤں یا کوئی عضو کاٹ ڈالنا چاہیے۔"

(یاگوولکیہ سمرتی $\frac{2}{304}$)

اگر آپ کا اعتراض چور کے ہاتھ کاٹنے پر نہیں بلکہ جرم کی نوعیت کے لحاظ سے سزا کی سختی پر ہے تو اصول کے رنگ میں سوال یہ ہونا چاہیئے کہ کس مذہب نے جرائم کی سزائیں حد سے زیادہ سختی برتی ہے۔ کسی مذہب کا جس طرح مجرموں کو ناقابل سزا ٹھہرانا (جیسا کہ انجیلی یسوع نے ایک زناکار عورت اور اپنے شاگردوں کو چوری کے لئے ناقابل سزا قرار دیا بلکہ کفارہ کا ڈھونگ رچا کر تمام قسم کی بدکاریوں کی کھلم کھلا اجازت دیدی۔ شریعت یعنی جرائم کی سزا کے قانون کو لعنت قرار دیا) عقل کی رو سے اور قانونی نکتہ نگاہ سے نہایت خوفناک ہے۔ اسی طرح مجرموں کو حد سے زیادہ سزا [illegible]

شاستر اور توراۃ کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کتب میں سزا کی بنا محض طلب انتقام سمجھی گئی ہے۔ اور اکثر حالتوں میں جرائم کی سزا اپنی حدود سے گزر کر بجائے خود سنگین جرم کی حد تک پہنچا دی گئی ہے۔ یہ احکام کس بنا پر دیئے گئے۔ اس کی حکمت سمجھنے سے ہم قاصر ہیں۔ تاہم وہ لوگ جو ویدک دہرم یہودیت یا عیسائیت کو رہتی دنیا تک کا ایک ہی سچا مذہب قرار دیتے ہیں۔ ان کو علوم جدیدہ کی رَو کے سامنے اپنے مذہب کی صف کو لپیٹنا پڑے گا۔ کیونکہ علوم جدیدہ کی نگاہ میں مجرمین کو سخت سزائیں دینا جرائم کے روکنے کے لئے مفید ثابت نہیں ہوا۔ بلکہ اکثر حالتوں میں مضر ثابت ہوا ہے۔ مثلاً ویدک دہرم کے مندرجہ ذیل احکام میں سزا کو بجائے خود سنگین جرم بنا دیا گیا ہے۔ کہ جو نہ صرف جرائم کے روکنے کے لئے غیر مفید ہیں بلکہ موجودہ قانونی نکتہ نگاہ میں وحشیانہ سزائیں کہلاتی ہیں۔

وید اور دہرم شاستر کی مجوزہ سزائیں

(۱) مجرموں کو جنگلی درندوں سے ٹکڑے ٹکڑے کروا دینا

(یجر وید ادھیاء ۵ اشتر ۱ دغیرہ وغیرہ)

(۲) الٹا لٹکا کر خشک لکڑی کی طرح جلانا

(یجر وید ادھیاء ۱۳ منتر ۱۲ وغیرہ وغیرہ)

(۳) جس طرح بلی چوہے کو تڑپا تڑپا کر مارتی ہے اسی طرح کچوکے دے دے کر مارنا (یجر وید ادھیاء ۱۶ منتر ۶۶ و ۶۵)

(۴) ایک ایک عضو کاٹ کر مجرموں کو نہائی تکلیف کے ساتھ قتل کرنا۔ (اتھرو وید کانڈ ۱۲ سوکت ۵ منتر ۵۱ - ۷۱)

(۵) خاردار شکنجوں سے مجرموں کو کچلنا (اتھرو وید کانڈ ۵ سوکت ۳)

(۶) آرہ اور کلہاڑے سے چیر دینا۔

(اتھرو وید کانڈ ۸ سوکت ۳ منتر ۱۰)

(۷) نازک اعضاء کو ایک ایک کر کے کاٹنا۔

(اتھرو وید کانڈ سوکت ۲ منتر ۸ - ۶)

(۸) مجرموں کا خون پی لینا۔ مہابھارت کی جنگ میں بھیم سین نے وشاسن کا خون پی کر اپنی قسم [illegible] کرن پر [illegible]

نے وشاسن کو قتل کیا اور اس کو ذبح کر کے اس کا خون پیا تو یہ الفاظ منہ سے نکالے

"کہ میرے دشمن کا خون میری ماں کے دودھ سے بھی زیادہ شیریں ہے۔ شہد مکھن شیریں شراب وغیرہ بلکہ دنیا کی تمام لذیذ نعمتوں سے زیادہ لذیذ ہے۔"

(۹) قتل کرنے کے بعد اعضاء پیس دینا

(اتھرو وید کانڈ ۱۲ سوکت ۵ منتر ۱۷)

(۱۰) ملزموں کا امتحان۔ آگ ہاتھ میں دینے۔ پانی میں ڈبونے اور جلتے لوہے کے جسم پر لگانے سے لینا چھاندوگیہ اپنشد رامائن اور دیگر کتب مقدسہ اہل ہنود میں ایسی ایسی اذیتیں لکھی ہیں۔ کہ جن کو سنسکرت میں دویہ کہتے ہیں۔ ان تمام سزاؤں پر غور کیجیے کہ یہ محض انتقام کا جذبہ اپنے اندر رکھتی ہیں۔ مجرمین کی اصلاح یا ان کے جرم کے لحاظ سے سزا کی حد بندی کا خیال کہیں قریب بھی پھٹکنے نہیں پایا۔

رحمۃ اللعالمین کا گنہگاروں پر احسان

پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مجرموں کو ایسی ایسی اذیتیں اور وحشیانہ سزا دینے سے منع کر کے گنہگاروں کے حق میں جو احسان عظیم کیا ہے۔ دنیا اس احسان سے عہدہ برا نہیں ہو سکتی۔

(۱) بخاری میں ہے کہ نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن النھبیٰ والمثلۃ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ناک۔ کان۔ آنکھ۔ منہ وغیرہ کاٹنے سے منع فرمایا۔

(۲) فرمایا آگ کا عذاب دینا صرف رب النار کا حق ہے۔ کوئی شخص کسی زندہ انسان یا جانور کو آگ میں نہ جلائے۔

(۳) نہی عن قتل الصبر قیدیوں کو گاڑ کر۔ باندھ کر اور لٹکا کر مارنے سے منع فرمایا۔

(۴) نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن قتل النساء والصبیان (صحاح ستہ) بچوں اور عورتوں کو قتل کرنے سے منع فرمایا۔

(۵) منہ پر ضرب لگا کر عیب دار بنانے سے منع کیا۔ اذا قاتل احدکم فلیجتنب الوجہ (بخاری و مسلم)

(باقی ملاحق)

ووکنگ انگلستان میں

عید الفطر کی تقریب

اگرچہ انگلستان میں موسم سرما حد درجہ ناخوشگوار ہوتا ہے اور اس وجہ سے عیدین کے موقعوں پر موسم کی خرابی اجتماع مسلمین و غیر مسلمین کی راہ میں حائل ہو جاتی ہے۔ لیکن اس مرتبہ احباب کثیر تعداد میں شریک تقریب ہوئے۔ اس کو دیکھ کر یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ انہوں نے موسم کی خرابی کا مطلق لحاظ نہیں کیا۔ چنانچہ امسال چار صد احباب سے زیادہ عید کے موقع پر ووکنگ میں جمع ہوئے۔ اور ان کی موجودگی ایک سطحی نظر والے کے لئے بھی نہایت دلچسپ نظارہ تھی۔ اور جو لوگ اس معاملہ کو غور سے دیکھنے کے عادی ہیں ان کے لئے بھی اس اجتماع میں قابل قدر اہمیت مضمر تھی۔ کیونکہ اس کی بدولت ان لوگوں کو اس بات کے اندازہ کا موقعہ ملا کہ اسلام میں اخوت اور یگانگت کی روح فوق العقل طریق پر کار فرما ہے۔ جس کی بدولت موجودہ زمانہ کی نسلی اور تمدنی مسائل کا قرار واقعی طور پر حل دستیاب ہو سکتا ہے۔

ایک درجن سے زیادہ اقوام کے مسلمان نمائندے اس تقریب سعید پر ووکنگ مسجد کے دلکشا سبزہ زار میں جمع ہوئے۔ جو نہ صرف جزائر برطانیہ کلاں سے بلکہ دنیا کے مختلف ممالک سے آئے ہوئے تھے۔ تاکہ ووکنگ میں جمع ہو کر عید منائیں۔ یہ تقریب ہمیشہ ماہ رمضان کے خاتمہ پر عمل میں آتی ہے۔ عید کی نماز ۲ مارچ ۱۹۳۰ء کو اتوار کے دن ۱۱ بجے ادا کی گئی۔ اور نماز میں انگریز نومسلموں کے علاوہ ہندی، مصری، عربی، ایرانی، شامی، ملائی، عراقی اور روسی مسلمان بھی شامل تھے۔

نماز کے بعد مولوی عبد المجید صاحب ایم اے امام مسجد ووکنگ نے ایک مختصر مگر بلیغ خطبۂ عید ارشاد فرمایا۔ احباب کے لئے ناممکن تھا کہ ایسی سخت سردی میں زیادہ دیر تک گھاس پر بیٹھے رہیں۔ اس لئے فاضل خطیب نے مصلحتاً اختصار سے کام لیا۔ خطبہ کے دوران میں موصوف نے اسلامیات کے متعلق مسیحی احباب کی سرد مہری اور تغافل شعاری پر اظہار افسوس کیا۔ علی الخصوص ان لوگوں کے طرز عمل پر جو سلطنت برطانیہ میں رہتے ہیں۔ موصوف نے کہا کہ میں سمجھ نہیں سکتا کہ انگریز احباب اس مذہب کی تعلیمات سے اس درجہ بے خبر کیوں ہیں۔ جو دنیا کی آبادی کے پانچویں حصہ کو دل و جان سے زیادہ عزیز ہے۔ خصوصاً جبکہ یہ ظاہر بات ہے۔ کہ سلطنت برطانیہ کے مفاد ان دس کروڑ لوگوں سے وابستہ ہیں جو برطانوی جمہوریت میں مساویانہ حقوق رکھنے والے افراد ہیں کس قدر رنج کا مقام ہے کہ ذمہ دار اصحاب، مدبرین ملک ارباب صحافت نے جو رائے عامہ پر اثر ڈال سکتے ہیں ابھی تک اس بات کا احساس نہیں کیا۔ کہ ان کی تحریر و تقریر کہاں تک موثر ہو سکتی ہے۔

ضمناً انہوں نے اس ناپاک اور دل آزار لٹریچر کا تذکرہ بھی کیا جو "بریٹانیا اینڈ ایو" جنوری نمبر میں شائع ہوا ہے۔

بعد ازاں انہوں نے مسیحی دوستوں سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اہل اسلام آپ لوگوں سے صرف اس بات کے متمنی ہیں کہ آپ پیغمبر عرب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی عظمت کا اندازہ لگانے کی کوشش کریں۔ کاش ہمارے مسیحی دوست اپنے اقوال و افعال سے آنحضرتؐ کی ویسی ہی عزت کرنی سیکھ جائیں جیسی وہ اور مسلمان دونوں جناب مسیح کی کرتے ہیں۔

مسلمان تو خود ان کے پیشوا کی تکریم کرتے ہیں پھر بھلا ان کو مسیحیوں سے کوئی بنائے مخالفت کیوں ہونے لگی۔ آخر میں انہوں نے مسلمانوں کی توجہ ان کی سابقہ عظمت کی طرف مبذول کی اور کہا آپ کو محسوس کرنا چاہئے کہ آپ کے اسلاف کس قدر عزت اور شوکت کی زندگی بسر کر چکے ہیں۔ پس یہ گذشتہ عظمت آپ کی آئندہ شوکت و شان کے لئے بمنزلہ مدارج ابتدائی ہونی چاہئے۔ اور آپ کو وہ عظمت و شان حاصل کرنی چاہئے جس کا نقشہ ڈاکٹر سر اقبال مدظلہ نے اپنی شہرۂ آفاق تصنیف اسرار خودی میں کھینچا ہے۔ اور یہ بات اس وقت حاصل ہو گی جب آپ اپنے اسلاف کے کارناموں اور ان کی عظمت کو سامنے رکھیں۔

شرکائے نماز میں ہز ایکسیلنسی وزیر افغانستان، وزیر مصر، وزیر عراق کے اسماء خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔ مسلمانوں کے علاوہ بہت سے ہندو اور مسیحی احباب نے بھی فراخدلی کے ساتھ اس تقریب سعید میں حصہ لیا۔ خطبہ کے بعد احباب نے باہمدگر معانقہ و مصافحہ کیا۔ مبارکباد دی اور کچھ وقت باہم گفتگو اور تبادلۂ خیالات میں صرف کیا۔ ایک بجے کے قریب چائے اور لوازمات سے مہمانوں کی تواضع کی گئی۔ جس کے لئے مسجد کے سامنے سبزہ زار میں ایک خوبصورت شامیانہ ایستادہ کیا گیا تھا۔

ہز ہائنس سر آغا خاں اور ان کی بیگم محترمہ جنہوں نے ووکنگ مشن کی امداد میں ہمیشہ فراخ حوصلگی کے ساتھ حصہ لیا ہے اور اس کے مقاصد سے ہمیشہ ہمدردی ظاہر فرمائی ہے۔ چونکہ اس موقعہ پر انگلستان سے باہر تشریف فرما ہیں اس لئے شریک تقریب نہ ہو سکے۔

یہ امر بھی قابل تذکرہ ہے کہ اس تقریب سعید اور اس کی مختلف دلچسپیوں کی فلمیں بھی لی گئیں۔ اور اس وجہ سے امام موصوف کا وہ خطبہ جو انہوں نے نماز کے بعد سنایا اور جس میں اسلام کے متعلق بہت سی بے بنیاد باتوں اور غلط بیانیوں کا قرار واقعی ازالہ کیا گیا ہے۔ بہت سے سنجیدہ اصحاب اور ارباب غور و فکر کے لئے فائدہ اور دلچسپی کا باعث ہو گا۔

خادم خواجہ عبد الغنی

سکریٹری مسلم مشن ووکنگ ... عزیز منزل برانڈرتھ روڈ لاہور

مسلمانان پانی پت کے مطالبات

مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب تسلیم۔

مندرجہ ذیل تجویز ۱۴ر ذی قعدہ ۱۳۴۸ھ مطابق ۱۴ اپریل ۱۹۳۰ء کو بعد نماز جمعہ مسلمانان پانی پت کے ایک جلسہ عام میں بالاتفاق منظور ہوئی بغرض اشاعت ارسال خدمت ہے شائع فرما کر مرہون فرماویں۔

تجویز نمبر ا مسلمانان پانی پت کا یہ جلسہ حکومت پنجاب کے اس جواب پر جو اس نے امسال "مسئلہ قربانی پانی پت" کے معروضات پر دیا ہے نہایت رنج و ملال کا اظہار کرتا ہے کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ حکومت ہمارے ان مطالبات کو جن کے حاصل کئے بغیر "اصلاحات مسٹر لطیفی" کی تکمیل نہیں ہو سکتی۔ اور نہ ہی مسلمانان پانی پت حکومت کے فیصلے درباره مسئلہ قربانی پانی پت کو کم از کم ان مطالبات کے پورے ہونے بغیر تسلی بخش تصور کر سکتے ہیں۔ ذرا بھی قابل توجہ تصور نہیں کرتی۔ اور برابر دو سال سے ایک ہی جواب دیئے جا رہی ہے۔ حالانکہ ہمارا ایک مطالبہ بھی ایسا نہیں جو حد اعتدال سے بڑھا ہوا ہو۔ اور قابل قبول نہ ہو۔ مسلمانان پانی پت کی اس آئینی جد و جہد پر حکومت پنجاب کا موجودہ جواب نہایت مایوس کن۔ حوصلہ شکن اور غیر موزوں اور بے محل ہے۔ حکومت ملک کے موجودہ ہیجان کو ہرگز نظر انداز نہ کرے۔ اور نیز حکومت و حکام کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ ہماری مشکلات و مصائب پر غور کرتے ہوئے یہ دیکھیں کہ ہم اپنے اس مذہبی شعار کی آزادی کے لئے آج پانچ سال سے انتہائی صبر و تحمل کے ساتھ آئین کا احترام قائم رکھتے ہوئے کٹھن سے کٹھن منازل طے کر رہے ہیں۔ جبکہ آج سرزمین ہند میں ہر جماعت قانون شکنی پر آمادہ و مجبور ہو چکی ہے لیکن ان حالات میں بھی مسلمانان پانی پت ادب کے ساتھ مگر پُر زور الفاظ میں مندرجہ ذیل مطالبات پیش کر کے ملتجی ہیں کہ حکومت ان کو درجہ قبولیت دے کر موقعہ شناسی سے کام لے اور اپنی دوراندیشی و مآل اندیشی کا ثبوت پیش کرے۔

مطالبات

(۱) مسلمانان پانی پت کو حکومت پنجاب کے اس فیصلہ کی نقل مرحمت فرما دینی چاہئے۔ جس کے تحت میں ۱۹۲۷ء سے پانی پت شہر میں مسلمانوں کو اپنے اپنے گھروں میں "فریضہ قربانی" ادا کرنے کا حق دیا گیا ہے۔

(۲) مسئلہ قربانی کا موجودہ "فیصلہ" جو بصورت حکم از آنریبل مسٹر المالطیفی سابق ڈپٹی کمشنر کرنال مسلمانان پانی پت تک پہنچا ہے بعد تکمیل بحیثیت قانون خصوصی بمنظوری حکومت پنجاب پانی پت میں ہمیشہ کے لئے نافذ کیا جائے۔

(۳) حکم مجریہ ۲۹ر مئی ۱۹۲۷ء کی شرائط نمبر ۱ سے یہ الفاظ نکالے جائیں جن سے شریر ہندوؤں کو شرارت کرنے کا موقعہ ملتا ہے۔ اور مسلمانوں کو دقت میں ڈالا گیا ہے" اور نیز قریب کے گھروں کے ایسے رہنے والوں کی نظروں سے پوشیدہ ہو جو مذہبی وجوہات سے گاؤکشی پر اعتراض کرتے ہوں"۔

(۴) ہر مخلوط محلہ میں ایک ایک مکان اس محلہ کی مسلم آبادی کا منتخب کر کے وہاں کی مسلم آبادی کی قربانی کے لئے مقرر کر دیا جائے۔ اور ایسے مکانات کو نوٹ حکم مجریہ ۱۹ مئی ۱۹۲۷ء نمبر ۲ کے تابع کر دئے جائیں۔ یہ انتظام نہایت آسانی سے ہو سکتا ہے کیونکہ قریب قریب ہر محلہ میں جو مخلوط ہیں ایسے ایسے چھوٹے چھوٹے سربستہ کوچے مل جائیں گے جو خالص مسلمانوں کے ہیں اور کسی غیر مسلم کو مثل آزاد رقبوں کے کوئی خیالی تکلیف نہیں ہو گی۔

(۵) گلی گندھیاں محلہ مادھو گنج دروازہ کی نقشہ میں صحت کر کے گلی مذکور کو آزاد رقبہ میں داخل کر دیا جائے۔ جب کہ وہ خالص مسلم آبادی اور بالکل ایک طرف ہے یہ مسلم آبادی سولہ مکانوں پر مشتمل ہے ان ۱۶ مکانوں میں سے صرف ایک ہندو مکان کے دروازہ اور ایک ہندو مکان کی پشت نیز ایک ٹھاکر کی پشت کا الحاق ہے۔

(۶) کھاری کوئی متصل دھرم سالہ برہمنان کی وہ گلی جو دھرم سالہ مذکور کے پہلو پر واقع ہے بلحاظ اپنے محل وقوع اس امر کی مقتضی ہے کہ وہاں کے مسلم باشندوں کی تعداد کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس کو ممنوعہ رقبہ سے نکال کر آزاد رقبہ میں شامل کر دیا جائے۔ اس گلی کی کل آبادی ۷ مسلم اور ۲ ہندو مکانات پر مشتمل ہے اور یہ دو ہندو مکانات بھی شروع گلی پر واقع ہوئے ہیں۔

(۷) محلہ سرور بنا ممنوعہ حصہ بوجوہات ذیل اس امر کا محتاج ہے کہ اس پر نظر ثانی کی جائے (الف) غیر مسلم مکانات کل ۲۲ ہیں اور مسلم مکانات ۴۶ کی تعداد میں ہیں پس بلحاظ کثرت مسلم آبادی آزادی کا حق رکھتی ہے (ب) غیر مسلم آبادی اس گوشت خور قوم کی ہے جو گائے کا احترام مثل ہندوؤں کی اونچی ذاتوں کے نہیں کرتی۔ اور نہ ہی اہل ہنود ان کو اپنے برابر تصور کرتے ہوئے اعلیٰ قومی حقوق سے حصہ دار خیال کرتے ہیں۔ پس اگر حکام نے عمیق نظری اور دوبارہ غور و فکر سے کام لیا تو ممنوعہ رقبہ میں سے کچھ اور مکانات آزادی کی نعمت سے متمتع ہو سکتے ہیں۔

(۸) اسی طرح محلہ سرلئے کھرنی بھی نظر ثانی کا محتاج ہے اس محلہ کو بھی غیر محدود طریقہ سے ممنوع قرار دیدیا گیا ہے۔ اس محلہ میں اکثر حصے خالص مسلم آبادی کے ہیں اور ہر حصہ بحیثیت ایک چھوٹی سی گلی کے واقع ہوا ہے۔

مسلمانان پانی پت یہ سمجھنے سے قطعاً قاصر ہیں کہ گھاٹی کہاراں واقع محلہ افغاناں کو کس حیثیت سے ممنوعہ رقبہ میں شامل کر دیا گیا ہے جبکہ: اول وہ آبادی کلیتہً مندرجہ ذیل حضرات کی ملکیت ہے اور بحیثیت رعیت رہتے ہیں۔ (۱) وارثان قاری بشیر محمد خان صاحب مرحوم (۲) حافظ سلامت اللہ خانصاحب۔ (۳) حافظ بشیر احمد خانصاحب (۴) وارثان شرافت اللہ خانصاحب۔ دوم کہار اپنی وہی حیثیت رکھتے ہیں جو نیچ ذات ہندوؤں میں رکھتی ہے۔ سوم جب وہ مکانات جن میں کہ مسلمان آباد ہیں مگر بوجہ ملکیت ہنود ممنوعہ رقبہ قرار دیئے گئے ہیں تو ایسے ہی وہ مکانات اور وہ علاقہ جو مسلمانوں کی ملکیت ہے مگر اس میں غیر مسلم بحیثیت رعیت رہتے ہیں آزاد کیوں نہ قرار دیا گیا۔ جب کہ بمقابلہ پر ممانعت ملکیت پر منحصر رکھی گئی ہے۔ مثلاً (۱) محلہ بیاری شہیدی میں مکانات دوندی والا (۲) محلہ چوندہ میں مکانات نانوں مل (۳) محلہ گھوسیاں میں مکانات سپھول چند وغیرہ۔

(۱۰) مخلوط محلوں کی بھی فہرست مثل خالص محلہ جات شائع کر دی جائے

(۱۱) ان محلہ جات کو جو از روئے نقشہ خالص مسلم و غیر مسلم اور یا مخلوط آبادی قرار دی گئی ہے موقعوں پر نشان کرا دی جائے۔

ایکا مخلص ابو عامر اقبال احمد انصاری

معتمد انجمن اسلامیہ پانی پت

جواہر لال نہرو

صدر آل انڈیا کانگرس کمیٹی گرفتار ہو کر نینی تال جیل میں بھیج دئے گئے

انجمن اور ووکنگ مشن کے تعلقات

چونکہ انجمن اور ووکنگ مشن کے تعلقات کے متعلق بعض تحریرات میں جو ان ایام میں شائع ہوئی ہیں کچھ غلط فہمی معلوم ہوتی ہے۔ لہذا احباب کی اطلاع کے لئے جنرل کونسل کے وہ فیصلے جو ۲۸ء و ۲۹ء میں ہوئے ہیں یہاں نقل کئے جاتے ہیں۔ اس سے پہلے متفرق اوقات میں جو تجاویز متعلق انتظام ووکنگ مشن خواجہ صاحب کی طرف سے پیش ہوتی رہی ہیں اور جو ان پر فیصلے ہوتے رہے ہیں ان کو سر دست نقل کرنے کی ضرورت نہیں سمجھی گئی۔

(۱) نقل ریزولیوشن ۱۳۴ مورخہ ۲۵ دسمبر ۲۸ء

خواجہ صاحب نے ذیل کی شرائط تحریری طور پر جنرل کونسل کے سامنے پیش کیں۔ جو باتفاق رائے منظور کر لی گئیں۔

نقل تحریر خواجہ کمال الدین صاحب۔

میں مشن (یعنی ووکنگ مشن) کو مفصلہ ذیل شرائط پر انجمن کے سپرد کلیۃً کرتا ہوں۔ اور اگر انجمن ان شرائط کو منظور کرے تو اس کے بعد انجمن کے تمام فیصلہ جات ووکنگ مشن کے متعلق مجھ پر قطعی اور واجب التعمیل ہوں گے۔

شرائط حسب ذیل ہیں :-

(۱) مشن کی کل خط و کتابت اور مشن کے متعلقہ اشتہارات اغراض امداد مشن کے لئے مشن کے نام پر ہوگی۔

(۲) موجودہ سب کمیٹی ووکنگ مشن کو بجٹ کے اندر ہر قسم کے اختیارات حاصل ہوں گے۔ اور اس کے معاملات مینجنگ کمیٹی کی وساطت سے جنرل کونسل میں پیش ہوں گے۔ یہ سب کمیٹی مستقل ہوگی اور خواجہ کمال الدین صاحب اس کے ممبر ہوں گے۔ انتخاب ممبران سالانہ ہوگا۔ اس سب کمیٹی کے کسی فیصلہ کی اپیل جب کسی ملازم کی موقوفی یا تنزل کا سوال ہو مینجنگ کمیٹی میں ہو سکے گی۔ اس سب کمیٹی کا لائف سیکرٹری خواجہ عبد الغنی ہو۔

(۳) بشیر فنڈ۔ ریزرو فنڈ اور سنگاپور والا روپیہ۔ مکان یہ سب انجمن کے سپرد ہوگا۔ اور انہی اغراض پر خرچ ہوگا جن اغراض کے لئے وہ جمع ہوا ہے۔

(۴) مشن کی رسیدیں مشن کے نام پر ہوں گی اور محاسب انجمن کے دستخط ان پر بحیثیت فنانشل سیکرٹری ووکنگ مشن ہوں گے۔ اور مشن کا روپیہ بھی اس کے نام پر آئے گا۔

میری طبعی خواہش ہے کہ میرے مرنے کے بعد میری یادگار رہیں اور میرے خاندان کو اس مشن سے دلچسپی رکھنے کے لئے میری صلبی اولاد سے ایک شخص بشرطیکہ وہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا ممبر ہو اس کام میں شامل ہے۔ مورخہ ۲۵ دسمبر ۱۹۲۸ء۔

دستخط خواجہ کمال الدین

(۲) نقل ریزولیوشن ۱۴۵ مورخہ ۲۶ و ۲۷ اکتوبر ۲۹ء

ریزولیوشن مجلس منتظمہ ۳۴۳ مورخہ ۷ اگست ۲۹ء۔ تجویز حضرت خواجہ کمال الدین صاحب دربارہ انتظام ووکنگ مشن و ریویو اور مسلم ٹرسٹ کہ آئندہ ان ہرسہ کا انتظام ایک ٹرسٹ کے سپرد ہو۔ جس کا تعلق احمدیہ انجمن اشاعت اسلام سے نہ ہو۔ ٹرسٹ کے ممبر جو خواجہ صاحب نے تجویز کئے ہیں حسب ذیل ہیں۔ ان سے خواجہ صاحب نے استمزاج کر لیا ہے۔ وہ راضی ہیں۔

لارڈ ہیڈلے۔ سر عباس علی بیگ۔ مولوی عبد المجید صاحب امام مسجد ووکنگ۔ خواجہ نذیر احمد صاحب۔ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب۔ حضرت مولانا محمد علی صاحب۔ ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب۔ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب۔ ڈاکٹر غلام محمد صاحب۔ خواجہ عبد الغنی صاحب۔ آنریبل سر میاں محمد شفیع صاحب۔ میاں احسان الحق صاحب بیرسٹر و سشن جج۔

خواجہ صاحب یہ بھی تحریر فرماتے ہیں کہ اس تجویز کا اعلان کرنے سے ہی ان کو بہت حوصلہ افزا تاریں وصول ہوئی ہیں۔

اس پر جنرل کونسل نے فیصلہ کیا کہ الحاق بدیں شرط منظور ہے۔ کہ انجمن کی طرف سے جو بارہ میں سے پانچ ممبر لئے گئے ہیں وہ بطور انجمن کے نمائندے کے ہوں گے نہ کہ شخصی حیثیت سے اور آئندہ انتخاب کا حق انجمن کو ہوگا۔ جو ممبر اس وقت انجمن کی طرف سے نامزد کئے گئے ہیں ان کو انجمن منظور کرتی ہے۔ الحاق اس تاریخ سے مؤثر ہوگا۔ جب اس شرط کے ساتھ [illegible] مکمل ہو جائے گا۔

(۳) ریزولیوشن ۱۶۹ مورخہ ۲۵ دسمبر ۲۹ء

چونکہ خواجہ صاحب نے جنرل کونسل کا فیصلہ مطابق ریزولیوشن نمبر

مراسلات

عزیز احمد بنام غلام غوث

مکرم بندہ جناب ایڈیٹر صاحب السلام علیکم

کچھ عرصہ سے قادیاں سے جناب بھائی غلام غوث صاحب و مجھ خاکسار میں بابت نبوت حضرت مسیح موعودؑ صاحب خط و کتابت جاری ہے لہذا میرے اس خط کا جواب نہ دے سکے آج تک انتظار دیکھ کر آپ کو تحریر ہے کہ اس خط کو جلد "پیغام صلح" میں شائع کر دیں۔ کیونکہ ان کو لکھ چکا تھا کہ جواب اس کا قسم ہے پروردگار کی ضرور دیں۔ جواب نہ آنے پر "پیغام صلح" میں شائع کرایا جائے گا۔ وہ خط یہ ہے:-

بنام جناب غلام غوث صاحب انسپکٹر پنشنز قادیاں ضلع گورداسپور

مکرم میرے پیارے بڑے بھائی صاحب دام مجدکم

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ بفضلہ تعالیٰ خیریت ہے اور عافیت مزاج آنجناب مع متعلقین بدرگاہ خدا چاہتا ہے۔ شکر خدا ہے کہ آپ نے اس خاکسار کو بعد مدت یاد فرمایا۔ اور میری ہدایت کے لئے سعی بلیغ کر کے حوالہ قرآن شریف و حدیث و اقوال مرزا صاحب پیش فرمایا۔ آپ کی اس ہمدردی کا تہ دل سے شکر گذار ہوں۔ صرف اتنا افسوس ضرور ہے کہ آپ نے میرے عریضہ کو غور سے نہیں پڑھا۔ جو مجھے افسوس کے ساتھ اظہار کرنا پڑا ہے آپ نے ناحق مسیح موعود کے حوالہ کے لکھنے کی تکلیف گوارا فرمائی۔ یہ تو اچھے طور سے پچاس مرتبہ دیکھا سنا ہے۔ مگر رونا صرف یہی تو ہے۔ کہ آپ اور آپ کے خلیفہ صاحب حضرت مرزا صاحب کے کلام کو نہیں سمجھ سکے۔ میرے بھائی مکرم جو کچھ مرزا صاحب نے لکھا ہے اور فرمایا ہے سب درست ہے۔ سب ٹھیک ہے۔ میں بھی مانتا ہوں۔ مگر افسوس آپ لوگوں کے سمجھ کا پھیر ہے۔ جو کچھ حضرت مرزا صاحب نے لکھا ہے جناب من! عارفانہ رنگ میں لکھا ہے۔ کہ جیسا کہ حضرت بسطامی رضی اللہ عنہ نے اپنے کو کہا ہے کہ میں محمدؐ ہوں۔ میں ابراہیم ہوں۔ میں عیسیٰ ہوں۔ پس اسی طرح حضرت مرزا صاحب نے اپنے کو نبی کہا ہے یا حدیث میں لفظ نبی کا آیا ہے۔ مگر دعویٰ کے متعلق نہیں ہے۔ دعوے کے متعلق حضرت مسیح موعود صاحب صاف لفظوں میں لکھتے ہیں۔ کہ میرے دعوے کے انکار سے کوئی شخص کافر نہیں بن جاتا۔ اب آپ کو خدا کا واسطہ دیتے ہیں کہ مرزا صاحب کا دعویٰ کیا تھا۔ اگر نبی ہونے کا دعویٰ ہے تو نبی کا منکر ہمیشہ کافر ہوتا ہے۔ پھر انکار کیا یہ کیسا نبی ہے کہ اس کے انکار سے کافر نہیں بنتا۔ بھلا جو شخص اپنے کو ترا محمد کہے اس کی کتنی بڑی شان ہوگی۔

ایک صرف نبی کہنے پر آپ اتنا کیوں غلو کرتے ہیں۔ افسوس محمد صلعم سے پیار نہیں ہے۔ محمد صلعم تو سب سے افضل و نبی سے بھی افضل ہیں۔ مگر اس کے لئے کیا فیصلہ دربار خلافت نے کیا ہے۔ آپ خواہ مخواہ مرزا صاحب کے نبوت ثابت کرنے میں محو ہو رہے ہیں۔ اب آپ کوئی بات سمجھ نہیں سکتے۔ پہلے آدمی ہیں تو عیسائیوں کا اعتراض ہے کہ وہ الہامی کتاب میں ابن اللہ کا لفظ موجود ہے۔ اب بتایئے عیسائیوں کا قصور ہے یا خدا کا قصور ہے۔ کیا مرزا صاحب نے اپنے کو ابن اللہ نہیں کہا ہے۔ یا اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو ابن اللہ نہیں کہا ہے۔ اگر کہا ہے تو اس میں عیسیٰ علیہ السلام کی کیا خصوصیت ہے اور اس میں حضرت مرزا صاحب کی کیا خصوصیت ہے۔ یوں تو سبھی خدا کے بیٹے ہیں۔ عیسائیوں کی یہی تو غلطی ہے۔ کہ عیسیٰ علیہ السلام کو خصوصیت سے ساتھ خدا کا بیٹا کہتے ہیں جس طرح آپ مسیح کے مثیل کو خصوصیت کے ساتھ نبی اللہ کہتے ہیں۔ پس جس طرح عیسائی دھوکا میں پڑ گئے ہیں اسی طرح آپ بھی دھوکا میں ڈوب گئے جس طرح وہ گمراہ ہو گئے آپ بھی گمراہ ہیں۔ پس جس قدر مجددین گذرے ہیں ایک رنگ نبوت کا اپنے اندر رکھتے ہیں۔ مگر دراصل وہ نبی نہیں ہوتے۔ جب قطعی فیصلہ ہے کہ خدا کے بیٹا بیٹی نہیں ہے۔ اگر خدا کسی کو بیٹا کہے یا بیٹا کہہ کے پکارے تو بیٹا نہیں ہو سکتا ہے۔ یہ ایک اصطلاح ہے جو خدا و انسان اپنے اپنے محاورہ میں بولتے ہیں۔ خود مثیل مسیح کا کلام ہے افسوس صد افسوس ہے کہ آپ مرزا صاحب کی تعلیم سے بالکل [illegible] بالکل نہیں سمجھ سکے۔

ناحق میاں صاحب کی تعریف میں دریا بہا رہے ہیں۔ انسان ہیں کچھ اور نہیں ہیں۔ پس اسی طرح جب قطعی فیصلہ ہے کہ لا نبی بعدی۔ بعد میرے کوئی نبی نہیں۔ اور یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے شان میں ہے۔ جب حضرت عمر رضی اللہ نبی نہیں ہو سکے تو اب کوئی بھی نبی نہیں۔ صاحب شریعت کا اڑ لینا ٹھیک نہیں۔ اگر اب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کو نبی کہیں یا نبی کہہ کر پکاریں تو نبی دراصل نہیں ہو جاتا ہے۔ مگر ایسا شخص مثل نبی کے مانا جائے گا۔ اور مثل نبی کے کام کرے گا۔ اور محمد صلعم کے فیضان نبوت سے فیضیاب ہوگا جو افراد امت میں شامل ہے۔ دیکھو شیخ اپنے گروہ میں مثل نبی کے ہوتا ہے مگر وہ صاحب نبوت نہیں ہوتا ہے۔ اور اس حدیث کا بھی یہی مطلب ہے۔ کہ میری امت میں ایسے لوگ ہوں گے جیسے قوم بنی اسرائیل کے نبی۔ اور مرزا صاحب کا بھی یہی مطلب ہے جس کو آپ اور آپ کے خلیفہ صاحب نہیں سمجھ سکے۔ دیکھو خود مرزا صاحب کہتے ہیں کہ اس امت میں کوئی نبی نہیں۔ مگر نبیوں کے مانند خدا سے ہمکلام ہو جاتے ہیں۔ دیکھو اس امت میں کوئی رسول نہیں مگر رسولوں کی مانند روشن نشان ان کے ہاتھ پر ظاہر ہوتے ہیں۔

اب خلاصہ میری تحریر کا یہ ہے کہ جو کچھ مرزا صاحب نے اپنے کو لکھا ہے محض عارفانہ رنگ میں لکھا ہے۔ ورنہ آپ کو ماننا پڑے گا کہ ابن اللہ و نبی اللہ کا کیا اور مطلب ہے۔ ذرا مجھے بھی سمجھا دیجئے۔ تاویل کی ضرورت نہیں۔ اگر تاویل کریں گے تو دونوں لفظوں کی تاویل کریں۔ دیکھئے کیا معنے بنتے ہیں۔ پس اس حالت میں جو مرزا صاحب کو نہیں مانتا ہے وہ کافر ٹھہرتا ہے۔ بوجہ ہونے نبی اللہ کے۔ اور اور جو مرزا صاحب کو مانتا ہے وہ مشرک ٹھہرتا ہے۔ بوجہ ہونے ابن اللہ کے۔ کیونکہ مرزا صاحب نے دونوں لفظوں کو اپنی طرف عاید کیا ہے۔ بموجب عقیدہ آپ کے اس جگہ حقیقی و مجازی کی ذکر نہیں۔ کیونکہ جس طرح حقیقی نبی کا منکر کافر ہوتا ہے آپ مجازی نبی کے منکر کو بھی کافر کہتے ہیں۔ پس ابن اللہ کی مرزا صاحب کے لئے کوئی خصوصیت نہیں ہے۔ تو نبی اللہ کی بھی کوئی خصوصیت نہیں ہونی چاہئے۔ کیوں۔ خود مسیح موعود کا کلام ہے۔ کہ اے لوگو! میرا محدث ہونے کا دعویٰ ہے نہ کہ نبی۔ اگر پھر بھی اپنے کو مرزا غلام احمد صاحب نے نبی کہا ہے تو سوائے عارفانہ رنگ کے اور کیا ہو سکتا ہے۔ کیونکہ نبی کی شان نہیں ہے کہ ایک منٹ کے لئے دعویٰ کو تبدیل کرے۔ آپ کوئی نظیر اسلام سے پیش کر سکتے ہیں۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر دنیا میں مبعوث ہوئے ہیں۔ کس نے کس وقت اپنی نبوت سے انکار کیا ہے۔ پھر بھی نبی کہا ہو۔ اور وہ نبی مانے گئے ہوں۔ تو آپ ہرگز نہیں پیش کر سکتے۔ پھر آپ کا اور آپ کے خلیفہ کا کیا حق ہے کہ شریعت محمدیہ میں ایک نئی نبوت کو قائم کریں۔ اے میرے مکرم بھائی مجھے افسوس ہے کہ آپ شریعت محمدیہ و مذہب اسلام سے واقف نہیں ہیں۔ ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو محمد صلعم کی ندھانی تعلیم عطا کرے اور مرزا صاحب کی تعلیم کی فہم سعید عطا کرے۔ آپ مسیح موعود کی تمام کتابیں بہت غور کے ساتھ دیکھا کریں۔ وانشد آپ کا عقیدہ جلد [illegible] ہو جائے گا۔ بہت غور کرو۔ اپنے تفرقہ۔ [illegible]

(بقیہ کالم پہلا صفحہ)

مورخہ ۲۷ اکتوبر ۲۹ء منظور نہیں کیا۔ اس لئے یہ کونسل فیصلہ مذکور کو منسوخ کرتی ہے اور اپنے فیصلہ نمبر ۱۳۴ مورخہ ۲۵ دسمبر ۲۸ء کو بحال رکھتی ہے۔ اس فیصلہ کی نقل بطور یاد دہانی خواجہ صاحب کی خدمت میں لکھ کر بھیجدی جاوے۔

(۴) مندرجہ صدر فیصلے کے بعد خواجہ صاحب کی تحریک پر بعض ممبروں نے معاملہ دوبارہ غور کرنے کے لئے اس کو جنرل کونسل میں لانے اور اس پر نظر ثانی کرنے کی سفارش کی۔ جس پر ریزولیوشن ۲ مورخہ ۲۹ء میں فیصلہ ہوا کہ

چونکہ خواجہ صاحب نے کونسل ہذا کے فیصلہ مورخہ ۲۸ اکتوبر ۲۹ء کو منظور نہیں کیا اور یہ لکھا ہے کہ ان کی پیش کردہ تجاویز کی نامنظوری کی صورت میں نئے سال کے شروع میں وہ اپنی ذمہ داری پر مشن کے متعلق خود مناسب کارروائی کر لیں گے۔ اور کونسل ان کی تجاویز کو منظور نہیں کر سکتی۔ کیونکہ ان میں مزید جھگڑے پیدا ہوں گے۔ اس لئے ان تمام جھگڑوں کو ختم کرنے کے لئے کونسل ہذا ان کو اجازت دیتی ہے کہ وہ جس طرح چاہیں مشن کا انتظام کریں۔

غلام مصطفیٰ

سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

۱۴۵

خریدار صاحبان کی خدمت میں ضروری التماس

پرچہ نہ ملنے کی شکایت کا انسداد کس طرح ہو سکتا ہے؟

کچھ عرصہ سے ہر ممکن احتیاط کے باوجود اخبار نہ پہنچنے کی شکایات بہت زیادہ تعداد میں موصول ہو رہی ہیں جہاں تک دفتری انتظامات کا تعلق ہے ان کے انسداد کی انتہائی کوشش کی گئی لیکن یہ کم ہونے میں نہیں آتیں اخبار یہاں سے مقررہ تاریخ پر پوسٹ کر دیا جاتا ہے۔ اگر کبھی خاص وجہ سے کچھ دیر ہو جاتی تو اس کا باقاعدہ اعلان کر دیا جاتا ہے چٹوں کو درست کرنے کاٹنے اور چسپاں کرنے وقت خاص نگرانی کی جاتی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ "پیغام صلح" کے خریدار صاحبان کو پرچہ نہ پہنچنے کی تہ میں کسی پُراسرار سازش کا بڑا حصہ ہے ایسی صورت میں ہم معزز خریدار صاحبان کے تعاون کے بغیر اس افسوسناک اور تکلیف دہ شکایت کا انسداد نہیں کر سکتے اس لئے ان سے مندرجہ ذیل امور پر عمل کرنے کی درخواست کرتے ہیں۔

(۱) پرچہ نہ ملنے کی صورت میں دفتر کو اطلاع دینے کے علاوہ مقامی ڈاکخانہ سے بھی دریافت کرنا چاہئے اور اپنی شکایات اپنے ضلع کے صدر ڈاکخانہ کو لکھنی چاہئے۔ اور جب تک وہاں سے کوئی تسلی بخش کارروائی نہ ہو برابر لکھتے رہنا چاہئے۔ ایسے امور کے متعلق آپ ڈاکخانہ کو بلا ٹکٹ کے خط لکھ سکتے ہیں۔ اس خط میں پوسٹ ماسٹر کو مخاطب کیا جائے۔ اس کے بعد اگر ضرورت ہو تو جنرل پوسٹ ماسٹر لاہور کو لکھا جائے

(۲) تمام خریدار صاحبان اپنے پتہ کی چٹوں کو بغور دیکھ لیں اگر اس میں معمولی سے معمولی اصلاح کی بھی ضرورت ہو تو فوراً مطلع فرمائیں۔

(۳) اگر کسی صاحب کو اس سلسلہ میں کسی بات کا سراغ لگے یا اس شکایت کے انسداد کی کوئی مفید تجویز ذہن میں آئے تو وہ منیجر اخبار کو مطلع فرمائیں۔

(۴) پرچہ نہ پہنچنے کی صورت میں پرچہ زیادہ سے زیادہ ایک ہفتہ کے اندر طلب کر لینا چاہئے۔

(۵) دفتر اخبار سے خط و کتابت کرتے وقت نمبر خریداری کا حوالہ لازمی ہے۔

معزز خریدار صاحبان کو اخبار نہ پہنچنے کی صورت میں کارکنان سے ناراض نہ ہونا چاہئے ہم ان کو یقین دلاتے ہیں کہ دفتر اس شکایت کو دور کرنا اولین فرض سمجھتا ہے۔ لیکن اس کے انسداد کے لئے ان کا تعاون ضروری ہے۔

خاکسار منیجر اخبار "پیغام صلح" لاہور

پروگرام دوسرا دورہ وفد مشتملہ

مولوی عصمت صاحب و شیخ غلام محمد صاحب

احباب کی سہولت کے لئے یہ پروگرام شائع کیا جاتا ہے۔ اس حلقہ میں اگر کسی جگہ کا نام موجود نہ ہو اور وہاں جماعت کے دو چار احمدی موجود ہوں تو وہ اس کے متعلق وفد کو یاد کر بہیں اطلاع کر دیں۔ اور اگر وہ وفد کو اپنے ہاں بلوانا چاہتے ہوں تو اس سے بھی اطلاع دیں حتی الوسع وفد اس پروگرام کے مطابق کام کرے گا۔ لیکن کام کی نوعیت کے لحاظ سے اگر کچھ تبدیلی کرنی پڑی تو اس کی اطلاع وفد کی طرف سے متعلقہ جگہ بھیجنے کا انتظام رہے گا سب احباب کل کر پوری توجہ سے اس وفد کی کامیابی کی کوشش کر کے عند اللہ ماجور ہوں۔

نام علاقہ	ایام قیام
گجرات خاص و مفصلات	۱۹ر نومبر تا ۲۱ر نومبر ۱۹۳۰ء
بھیرہ	۲۲ و ۲۳ر نومبر 〃
چک نمبر ۶ پنیا - بھلوال	۲۴ - ۲۵ر نومبر 〃
سرگودہ	۲۶ تا ۲۹ر نومبر 〃
چک نمبر ۸۱ جنوبی	۳۰ - ۳۱ر نومبر 〃
چک پنجاں شاہ پور صدر	۱ - ۲ر دسمبر 〃
جھنگ مگھیانہ	۳ - ۴ - ۵ - ۶ دسمبر ۱۹۳۰ء
ٹانڈلیانوالہ	۷ - ۸ دسمبر ۱۹۳۰ء
جڑانوالہ	۹ - ۱۰ دسمبر ۱۹۳۰ء
لائل پور	۱۱ - ۱۲ - ۱۳ دسمبر ۱۹۳۰ء
گوجرہ	۱۴ - ۱۵ دسمبر 〃
ٹوبہ ٹیک سنگھ	۱۶ر دسمبر 〃
چک جھمرہ	۱۷ر دسمبر 〃
چنیوٹ	۱۸ - ۱۹ر دسمبر 〃
شیخوپورہ	۲۰ - ۲۱ دسمبر 〃

سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

احیاءِ سنت

ایک اور بیوہ کا نکاح

۹ر نومبر ۱۹۳۰ء کو شیخ عبد الرحمٰن صاحب . . . جج کی بیوہ ہمشیرہ رشیدہ بیگم کا نکاح بعوض چار ہزار روپے حق مہر راولپنڈی میں پڑھا گیا۔ شیخ صاحب راجپوت قوم میں سے ہیں جن میں بیوہ کا نکاح نہایت درجہ معیوب گنا جاتا ہے۔

پچھلے دنوں سنا ہے ہوشیار پور اور جالندھر کے اضلاع میں راجپوت قوم میں اصلاح معاشرت کے ضمن میں جب بیوہ کے نکاح کا مسئلہ پیش ہوا تو بڑے راجپوتوں نے سخت مخالفت کی اور ان کی اس جاہلیت کی حمیت کے آگے یہ تجویز پاس نہ ہو سکی۔ شیخ صاحب شاہ پور کے ضلع کے رہنے والے ہیں۔ مگر ہیں وہی راجپوت۔ ان کا احیاءِ سنت کی یہ مثال قائم کرنا نہایت درجہ مستحسن ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے اور ڈاکٹر سید فضل حسین صاحب کا شوق احیاءِ سنت کا اور بھی زیادہ خوبی کی بات ہے۔ کہ انہوں نے خاص طور پر اپنے لئے بیوہ کے رشتہ کو تجویز کیا۔ نکاح کے بعد ڈاکٹر صاحب موصوف نے پچاس روپے عطیہ اشاعتِ اسلام تبلیغی فنڈ کے لئے عطا فرمایا۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔ میں بھی حصول ثواب کے لئے اس نکاح میں شمولیت کے واسطے لدھیانہ سے راولپنڈی گیا تھا۔ کیونکہ حدیث شریف میں ہے کہ میری ایک سنت کو زندہ کرنا سو شہیدوں کا ثواب ہے۔

راقم خاکسار بشارت احمد عفی عنہ

اوکاڑہ کی زمین کیلئے کاشتکاروں کی ضرورت

ہم خرما و ہم ثواب

برادران سلسلہ کو معلوم ہو چکا ہے کہ محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے انجمن کو ۴۲ مربعہ زمین کی ملکیت اوکاڑہ سے دو میل کے فاصلہ پر مل چکی ہے۔ زمین آباد شدہ ہے۔ ۱۵ مربعہ زمین عارضی کاشت کے لئے بھی مل سکتی ہے۔ ان . . . مربعہ زمین کو پانی بذریعہ توڑا اور باقی کو انجن پمپ سے پہنچایا جاتا ہے۔ اس کل زمین کی آمدنی اشاعتِ اسلام میں لگائی جائے گی۔ زمین کی آمد کو بڑھانا اور اس میں ترقیات کرنا یہ اب جماعت کے اپنے اختیار میں ہے جو احباب سلسلہ کاشتکاری کا کام کرتے ہیں۔ وہ دوسروں کی زمین یا اپنی تھوڑی سی زمین پر اپنا قیمتی وقت لگانے کی بجائے انجمن کی زمین کو کاشت کرنا چاہیں اور اس میں محنت کر کے معقول آمد پیدا کرنے کے خواہشمند ہوں۔ تو وہ اس زمین سے خود بھی فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ اور انجمن کو بھی فائدہ پہنچا سکتے ہیں۔ ایسے احباب جو وہاں انجمن کا مزارعہ بننا چاہتے ہیں۔ وہ واپسی ڈاک مجھے اطلاع دیں۔ کہ ان کے کتنے آدمی کارکن ہیں۔ ان کی عمر کیا ہے۔ ان کے ہل کس قدر ہیں۔ اور وہ کتنی زمین لینا چاہتے ہیں اپنے اخراجات انہیں خود برداشت کرنے ہوں گے۔ اس علاقہ میں حصہ نصف نصف ہے۔ پانی جو انجن سے اٹھایا جاتا ہے اس کا معاوضہ انجمن اخراجات کے تخمینہ معلوم کرنے کے بعد جو مقرر کرے گی وہ دینا ہوگا۔ پہلے پادری صاحبان اس آبپاشی کا دس روپیہ ایکڑ معاوضہ لیتے تھے۔

خاکسار۔ سید محمد حسین

دفتر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور

وی پی وصول کر لیجئے

جن اصحاب کا چندہ ماہ ستمبر یا اکتوبر میں ختم ہوتا تھا ان کو اس سے قبل بذریعہ خطوط و اخبار اطلاع دی جا چکی ہے۔ اب کافی انتظار کے بعد ان کے نام وی پی کئے جا رہے ہیں مہربانی کر کے وہ وصول فرمائیں۔ کافی عرصہ پہلے اطلاع دے کر وی پی کئے جاتے ہیں۔ ان کو واپس کرنا بہت نامناسب بات ہوگی۔

منیجر پیغام صلح لاہور

جلد ۱۸ لاہور یوم جمعہ مطبوعہ ۲۸ رجب ۱۳۴۹ھ ہجری مطابق ۱۹ دسمبر ۱۹۳۰ء عیسوی نمبر ۸۴

مانگرول

(از نتائج افکار محمد مرتضیٰ خاں صاحب بی اے)

کیا عجب فرحت فزا ہے نوبہارِ مانگرول — جاں فدائے مانگرول و دل نثارِ مانگرول

جلوہ فرمائے حکومت ہیں جہانگیرِ زماں — آفتابِ عزّ و جاہ و مہرِ وقارِ مانگرول

عہد اس کا عہدِ صدیقی کی ہے گویا جھلک — یادگارِ بزمِ یثرب شہریارِ مانگرول

دانش و حکمت کو اُس کی دیکھ پائے گر کبھی — روحِ افلاطوں بصد جاں ہوشیارِ مانگرول

دیکھ کر راہِ خدا میں اس کا بارانِ گہر — چشمِ نیساں بھی ہوئی ہے شرمسارِ مانگرول

از پئے مسلم شہا! خوانِ کرم گسترده
اے خوشا وقتت! خوشا لیل و نہارِ مانگرول

وہ ولیعہد بہادر عبدِ خالق جس کا نام — جس سے روز افزوں ہے حُسنِ پائدارِ مانگرول

اس کے اوصافِ حمیدہ کی ہیں کیا لکھوں ثنا — رشکِ ابنائے زماں فخرِ دیارِ مانگرول

نامور گشتی بعالم بسکہ از خُلقِ کریم
خوش لقب داد است خلقت "نامدارِ مانگرول"

چشمِ بدبین سے سدا محفوظ اور مصئوں رہے — ہو خداوندِ دو عالم پاسدارِ مانگرول

شاہِ ما از لطفِ حق پیہم جہانگیری کند
عبدِ خالق دائما اندر جہاں میری کند

احمدیہ انجمن اشاعتِ اسلام کے سالانہ جلسہ کے ایک اجلاس کی صدارت

اعلیٰحضرت ہز ہائی نس نواب صاحب بہادر والئی بہاولپور

جلسہ سالانہ ۱۹۳۰ء
دفتر اخبار "پیغام صلح" کی ضروری اطلاعات

جلسہ سالانہ پر تشریف لانیوالے خریدار صاحبان مفصلہ ذیل اطلاعات بغور ملاحظہ فرمالیں۔ ان پر عمل کرنے سے ان کو اور دفتر کو بہت سہولت ہوگی۔

(۱) حسبِ دستور سابق امسال بھی اخبار "پیغام صلح" کا دفتر جلسہ گاہ کے قریب ہی کسی نمایاں مقام پر موجود ہوگا اور دن بھر کھلا رہیگا۔ وہاں آپ آئندہ سال کا چندہ و دیگر واجب الادا رقوم باقاعدہ رسید جمع کرا سکتے ہیں۔ اگر آپ کو اخبار کے متعلق کوئی شکایت ہو تو اسے بھی محرر سے کہہ کر رفع کرلیں۔

(۲) جن احباب کا چندہ دسمبر ۱۹۳۰ء میں ختم ہو چکا ہے یا جنوری ۱۹۳۱ء میں ختم ہوگا ان کو بذریعہ خطوط اطلاع دی جا چکی ہے۔ وہ ضرور اپنا چندہ جمع کرائیں۔ اس طرح اخبار کے لئے ایک معقول رقم جمع ہو جائے گی۔ دوسرے آپ اور دفتر وی پی کے اخراجات اور زحمت سے بچ جائینگے۔ جن احباب نے اکتوبر اور نومبر میں وی پی واپس کئے ہیں وہ بھی اپنا بقایا اور چندہ جمع کرائیں۔

(۳) اس موقعہ پر خریدار صاحبان کو تمام بقایاجات ادا کرکے حساب صاف کر دینا چاہیئے۔ جن احباب کی میعاد خریداری ختم ہو چکی۔ بھی انہیں آئندہ سال کا چندہ جمع کرا دینا چاہیئے۔ آجکل اخبار کو روپیہ کی اشد ضرورت ہے۔

(۴) جلسہ کے ایام میں باہر سے تشریف لانے والے احباب اور اخبارات کے دفاتر بے حد عدیم الفرصت ہوتے ہیں تمام خریدار صاحبان اپنا نمبر خریداری نوٹ کرکے ہمراہ لائیں۔ اس طرح حساب کتاب دیکھنے اور چندہ جمع کرنے میں بہت سہولت ہوگی۔ اور بہت سا وقت جو رجسٹروں کی ورق گردانی میں ضائع ہو جاتا ہے بچ جائیگا۔ نمبر خریداری اخبار کی چٹ کے بائیں طرف درج ہوتا ہے سوائے اس کے جو نمبر لکھا جاتا ہے وہ ڈاکخانہ کا نمبر ہے۔ اس سے خریدار صاحبان کا کچھ تعلق نہیں۔ اپنا نمبر نوٹ کرتے وقت اس بات کا خاص خیال رکھیں۔

(۵) جو خریدار صاحبان کسی وجہ سے جلسہ سالانہ پر تشریف نہ لا سکیں اور کسی دوسرے کے ہاتھ چندہ ارسال فرمائیں وہ بھی رقم ادا کرنیوالے صاحب کو نمبر خریداری نوٹ کرا دیں۔

(۶) بیرونی جماعتوں کے عہدہ دار صاحبان کی خدمت میں بھی درخواست ہے کہ وہ تمام احباب کو مندرجہ بالا امور سے آگاہ کر دیں۔ ہم جماعت کے ہر ایک فرد سے توقع رکھتے ہیں کہ وہ اپنے قومی اخبار کو ترقی دینے کے لئے ہر امکانی کوشش کریگا۔ جو اسی صورت میں ممکن ہے کہ تمام واجب الادا رقوم جلسہ سالانہ پر ضرور ادا کر دی جائیں اور نئے خریدار بکثرت فراہم کئے جائیں۔

خاکسار [illegible] منیجر اخبار "پیغام صلح" لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم   نحمدہٗ و نصلّی علیٰ رسولہ الکریم

پیغامِ صلح

جلد ۱۸ | ۱۴ر شعبان ۱۳۴۸ھ | نمبر ۴

عیسائیوں کی تبلیغی سرگرمیاں

قرآن کی اشاعت کے متعلق مسلمانوں کا فرض

اگر ہم یورپ اور امریکہ میں مسیحیت کی تبلیغی انجمنوں کی اس سرگرمی کو مدِنظر رکھیں جو دنیا کے مختلف حصوں میں انجیل کی اشاعت کے لئے حیرت انگیز باقاعدگی کے ساتھ روا رکھی جاتی ہے تو ہمیں اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ دنیا کے دیگر مذاہب کی تبلیغی انجمنوں کی متفقہ کوشش بھی عیسائیوں کے تبلیغی نظام کا مقابلہ نہیں کر سکتیں۔ اس لئے کہ یورپ اور امریکہ کی مسیحی مجالس انجیل کی اشاعت پر بے دریغ روپیہ صرف کرتی ہیں۔ ان مجالس کے پاس روپیہ کی کمی نہیں اور کیسے کمی ہو سکتی ہے جبکہ بڑے بڑے کروڑپتی سرمایہ دار اور مسیحی حکومتیں مسیحیت کی اشاعت کو سیاسی مصالح کی بنا پر نہایت ضروری سمجھتی ہیں۔ اگر صرف انجیل ہی کی اشاعت پر مسیحیت کے فروغ کا انحصار ہوتا تو ایشیا اور افریقہ کی غیر مسیحی اقوام مسیح کی بادشاہت میں مدت کی داخل ہو گئی ہوتیں۔ لیکن عیسائی مبلغین کو اپنے اس مقصد میں کامیابی نہیں ہوئی کیونکہ اسلام ان کی ترقی کے راستہ میں حائل ہے اور یہ ایسا زبردست حریف ہے کہ مسیحی دنیا کے بڑے بڑے اکابر تسلیم کرتے ہیں کہ جب تک دنیا میں اسلام موجود ہے عیسائیت کے عالمگیر تفوق کا خواب ہرگز پورا نہیں ہو سکتا۔

لنڈن کی برٹش اینڈ فارن بائیبل سوسائٹی ہی کو لیجئے۔ جس نے سالِ گذشتہ کے دوران میں انجیل یا اس کے مختلف حصوں کی ایک کروڑ دس لاکھ جلدیں فروخت کیں۔ اسی طرح سکاٹ لینڈ کی نیشنل بائیبل سوسائٹی نے نوّے لاکھ انجیل کی کاپیاں سال گذشتہ میں تقسیم کیں۔ اس طرح انجیل کی تقسیم شدہ جلدوں کی کل تعداد دو کروڑ ساٹھ لاکھ تک پہنچ جاتی ہے۔ برٹش اینڈ فارن بائیبل سوسائٹی کی قدامت اور اس کے کام کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے ہو سکتا ہے کہ اس سوسائٹی کی بنیاد ۱۸۰۴ء میں ڈالی گئی یعنی اسے قائم ہوئے ایک سو چھبیس سال کا زمانہ گذر چکا ہے۔ اس عرصہ میں اس نے ۴۹ کروڑ ستر لاکھ جلدیں تقسیم کی ہیں۔ گذشتہ پانچ سال کے دوران میں یہ پانچ کروڑ ۲ لاکھ جلدیں تقسیم کر چکی ہے۔ انجیل کا اس وقت تک دنیا کی ۸۰۶ زبانوں میں ترجمہ ہو چکا ہے۔ اور ہر سال ترجمہ کے اس عظیم الشان کام میں جدید ترجمہ کا اضافہ ہوتا رہتا ہے۔

جو لوگ بصارت سے محروم ہیں انہیں بھی مسیح کا پیغام پہنچایا جاتا ہے۔ ان کے لئے اُبھرے ہوئے حروف والی انجیل کی کتابیں تیار کی جاتی ہیں۔ برٹش اینڈ فارن بائیبل سوسائٹی نے انگریزی زبان میں ایک ابھرے ہوئے حروف والی انجیل چھاپی ہے جو پانچ ہزار ۶۷۳ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کی کل ۳۹ جلدیں ہیں۔ جو سات فیٹ لمبی الماری میں رکھی جاتی ہیں۔ قیمت بارہ پاؤنڈ ہے۔ ہر نابینا جو اُبھرے ہوئے حروف پڑھ سکتا ہے کسی ذمہ دار پادری کی سفارش پر اس انجیل کی ایک جلد مفت حاصل کر سکتا ہے۔ بائیبل سوسائٹی نے انگریزی کے علاوہ ۳۷ اور زبانوں میں بائیبل تیار کی ہے۔ مذکورہ بالا اشاعت کو ملحوظ رکھتے ہوئے ہمیں مسیحی مجالس کے تبلیغی کارناموں کی داد دینی پڑتی ہے۔ اور سچ تو یہ ہے کہ مسیحی مبلغین نے مسیح کا پیغام دنیا کے تاریک سے تاریک گوشوں میں پہنچا کر اپنی فرض شناسی اور دینی خدمت کا ایسا نمونہ پیش کیا ہے جو چودھویں صدی کے مسلمانوں کے لئے باعثِ تقلید ہے۔

[illegible]

کے ذمہ دار اصحاب قرآن کی اشاعت اور تقسیم کے معاملہ میں اپنے نامۂ اعمال پر نظر ڈال کر بتائیں کہ

ا۔ کیا ان کی کوئی ایسی باقاعدہ مجلس یا جماعت ہے۔ جو برٹش فارن بائیبل سوسائٹی کی طرح سوا سو سال سے قائم ہے۔

ب۔ انہوں نے گذشتہ ایک صدی یا نصف صدی یا ربع صدی۔ یا پانچ سال کے اندر قرآن کی کتنی جلدیں شائع اور مفت تقسیم کی ہیں؟

ج۔ انہوں نے ہندوستان کی کتنی زبانوں میں قرآن کا ترجمہ کیا؟

د۔ کیا انہوں نے بھی اندھوں کے لئے اُبھرے ہوئے حروف والا قرآن تیار کرنے کی ضرورت محسوس کی ہے؟

ان سوالوں کا ہمارے علماء کے پاس سوائے اس کے اور کوئی جواب نہیں کہ وہ نفی میں جواب دیتے ہوئے اپنی گردنیں شرم سے جھکا لیں اور خاموش ہو جائیں۔ ممکن ہے کہ کوئی صاحب غصہ اور جوش میں آکر چند ایسے نام پیش کر دیں جو تبلیغِ اسلام کے لئے خاص شہرت حاصل کر چکے ہیں۔ لیکن سوال گنتی کی چند انفرادی کوششوں کا نہیں بلکہ ایک زبردست تبلیغی نظام کا ہے۔

ہم اخبارات سے یہ معلوم کرکے خوش ہو جاتے ہیں کہ افریقہ میں اسلام حیرت انگیز سرعت کے ساتھ پھیل رہا ہے اور جب عیسائی مبلغین یہ کہتے ہیں کہ افریقہ میں اسلام کے بے پناہ سیلاب کی وجہ سے عیسائیت خطرے میں ہے تو ہم مطمئن ہو جاتے ہیں۔ اور عیسائی مجالس کی تبلیغی کوششوں کو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ مسلمانوں میں ایسے بھی ہیں جو یہ کہہ کر کہ "خدا اپنے دین کا خود محافظ ہے اور وہ اسلام کی حفاظت کا وعدہ کر چکا ہے" اپنے ان فرائض سے دیدہ و دانستہ غافل ہو جاتے ہیں جو اسلام کی اشاعت کے متعلق ان پر عاید ہوتے ہیں۔ کیا افریقہ میں اسلام کی ترقی اور اشاعت کی دل خوش کن کہانی کا ہندوستان کے مسلمانوں کے دل و دماغ پر یہ اثر پڑنا چاہیے کہ دین کی خدمت اور اسلام کی حفاظت کے لئے ان کی قوتِ عمل پر فالج گر جائے۔ اور وہ صرف خدا کے وعدہ پر اعتماد کرکے اپنی ان طاقتوں سے کام لینا چھوڑ دیں۔ جو فرزندانِ اسلام کو اللہ کا نام روشن کرنے اور محمدؐ کا پیغام پھیلانے کے لئے عطا کی گئی ہیں۔ وہ دنیا کی طرف جھکے ہوئے ہیں۔ لیکن دین سے غافل ہیں۔ حالانکہ اسلام ان کی دنیا کا خود ضامن ہے۔ ان کا دین دنیا سے علیحدہ نہیں۔ دونوں میں وہی تعلق ہے۔ جو روح کو جسم سے ہے۔ جسم بغیر روح کے محض ایک لاش ہے۔

ہمیں پہلے خود نمونہ بننا چاہیئے

اسلام کی سچائی اور عظمت کی اس سے بین دلیل اور کیا ہو سکتی ہے کہ باوجودیکہ عیسائیوں کے مقابلہ میں مسلمانوں کا کوئی زبردست تبلیغی نظام نہیں اور نہ مسلمانوں کے پاس قاروں کا خزانہ ہے کہ وہ دین کی اشاعت کے لئے روپیہ کو پانی کی طرح خرچ کریں۔ لیکن پھر بھی اسلام ایک زندہ طاقت ہے اور یہ طاقت دنیا کی ان کمزور قوموں کے لئے مقناطیسی کشش رکھتی ہے۔ جو یورپین تہذیب کا سبز باغ دیکھنے کے بعد اپنے سفید فام آقاؤں کے وحشیانہ سلوک سے سخت متنفر ہو جاتی ہیں۔ اور اسلام کے دامن میں پناہ لیتی ہیں۔ جو رنگ و نسل کے امتیاز کو حرفِ غلط کی طرح مٹا دیتا ہے۔ اور کمزوروں اور ناتوانوں کو اخوت اور مساوات کے عمل سے اس اعلیٰ مقام تک پہنچا دیتا ہے جو ان کا پیدائشی حق ہے۔ کیا دینِ فطرت سے خود زندگی حاصل کرنے اور دوسروں میں زندگی پیدا کرنے کے لئے یہ ضروری نہیں ہے کہ ہم قرآن پاک کی اشاعت اور اس کے ترجمہ کے معاملہ میں وہی طریق کار اختیار کریں جو مسیحی مجالس نے اختیار کر رکھا ہے۔

لاہور کی احمدیہ انجمن اشاعت اسلام جو ہندوستان کی سب سے بڑی منظم تبلیغی جماعت ہے مذکورہ بالا فرض کو اپنی ہمت اور استطاعت کے مطابق انجام دے رہی ہے۔ لیکن یہ کام اس قدر عظیم الشان ہے اور اس کے لئے اس قدر سرمایہ کی ضرورت ہے کہ جب تک برادرانِ اسلام اس کام میں انجمن کا ہاتھ نہیں بٹائیں گے ہمیں مطلوبہ نتائج کے حصول میں ہرگز کامیابی نہیں ہوگی۔ یہ صحیح ہے کہ ہندوستان کی مختلف مذہبی جماعتوں میں عقاید کے لحاظ سے شدید

[illegible]

قرآن پر سب کا اتفاق ہے تو یہ کس قدر بدقسمتی ہے کہ فروعات کو اصول پر مقدم سمجھا جاتا ہے۔ کیا قرآن کی اشاعت اور مختلف زبانوں میں اس کے ترجمہ کا سوال ایسا نہیں ہے کہ تمام تبلیغی اداروں کے کارکن متفقہ کوشش سے کام لیں۔ لیکن غیر اقوام کو قرآن کا پیغام پہنچانے سے قبل یہ ضروری ہے کہ ہم پہلے خود اس پیغام پر عمل کریں۔ اور دنیا کو اپنے قول اور فعل سے دکھا دیں کہ تمام مسلمان خواہ وہ کسی جماعت یا عقیدہ کے ہوں۔ آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ اور اسلام کی خدمت کے لئے مل کر کام کرنا اپنی سعادت سمجھتے ہیں۔ اگر ہر مسلمان قرآن پاک کی تعلیم اور نبی کریم صلعم کے اسوہ حسنہ کے مطابق ایک سچا مسلمان بننے کا تہیہ کرے اور تکفیر، افتراق اور تشتت کے ناپاک مشاغل سے آئندہ کوئی سروکار نہ رکھے تو ہم اپنی قوتِ عمل سے ایک قلیل عرصہ کے اندر ایک بہت بڑا انقلاب پیدا کر سکتے ہیں۔ کیا برادرانِ اسلام اس کے لئے تیار ہیں؟

چودھویں صدی کا "فاروق"

فرزندانِ اسلام اس نکتہ سے بے خبر نہیں ہیں کہ حضرت عمرؓ "فاروق اعظم" کے لقب سے محض اسلئے مشہور ہوئے کہ آپ نبی کریم صلعم کی مقدس تعلیم کے صدقہ میں صداقت اور بطالت۔ خلوص اور منافقت میں وہی فرق دکھایا کرتے تھے جو کھوٹے اور کھرے سکے میں پایا جاتا ہے لیکن چودھویں صدی کے "فاروق" نے جو ایک ہفتہ وار اخبار کی شکل میں قادیان "دارالامان" سے نکلتا ہے صداقت کو جس رنگ میں پیش کیا ہے اس پر سفید جھوٹ بھی ندامت کے آنسو بہاتا ہے۔ قادیان کے سالانہ جلسہ کی کامیابی کا گیت گاتے ہوئے ہمارے ہمعصر نے پیغام پارٹی پر بھی اپنی توجہ مبذول فرمائی ہے۔ بیخودی اور تعلّی کی لے میں ارشاد ہوتا ہے:-

> "غرض یہ کہ امسال کا جلسہ ہر نوع اور ہر طریق میں گذشتہ تمام سالوں سے سبقت لے گیا۔ یہاں تک کہ پیغام پارٹی کے بھی چند دوست تشریف لائے۔ اور یہ بھی خبر نہایت خوش کن ہے کہ پیغام پارٹی کا جلسہ بھی باوجود لاہور میں پچاس ساٹھ دیگر ہونے والے جلسوں کے جو کانگرس وغیرہ میں تھے نہایت شاندار اور بارونق ہوا۔ جس میں قریباً سوا سو کے پیغامی مہمان پیغام بلڈنگ میں "حضرت امیر ایدہ اللہ" کے تعمیل ارشاد اور دعوتِ عامہ پر لبیک کہنے کو آگئے تھے۔
>
> اس طرح پیغامی جلسہ بڑی دھوم دھام سے ہوا۔ اللہ تعالیٰ اس سے زیادہ ان کی دھوم مچائے۔ آمین"

اگر ہمارے قادیانی ہمعصر کے دل کو قریباً سوا سو "پیغامی مہمانوں کی تعداد" بتانے سے اطمینان اور راحت حاصل ہو سکتی ہے تو چشم ما روشن دل ما شاد۔ البتہ اتنا افسوس ضرور ہے کہ جو مقام حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود کے بصیرت افروز خطبات اور مولانا حکیم نورالدین صاحب مرحوم کے حکمت آموز ارشادات کی وجہ سے غیر فانی شہرت حاصل کر چکا ہے۔ وہاں آج ایسے جذبات کا مظاہرہ کیا جاتا ہے جن سے سچائی اخلاق۔ فیاضی اور رواداری کی خفیف سے خفیف جھلک بھی نظر نہیں آتی۔ "فاروق" کو قادیاں کے جلسہ گاہ کی چودہ پندرہ ہزار تعداد مبارک ہو۔ لیکن سوال یہ ہے کہ جس آنکھ کو "پیغام بلڈنگس" میں قریباً سوا سو "پیغامی مہمان نظر آئے ہیں کیا اس کی بصارت اور پیش کردہ نتائج پر بھروسہ کیا جا سکتا ہے؟ "فاروق" نے اپنے ناظرین کو یہ بتانا مناسب نہیں سمجھا کہ ان قریباً سوا سو "پیغامی مہمانوں" نے ۲۸ ہزار روپیہ چندہ دیا ہے۔ اور احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے سالانہ اخراجات کا ایک بڑا حصہ یہی "قریباً سوا سو" پیغامی ادا کرتے ہیں۔ افسوس ہے کہ ہمارے ہمعصر نے "سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ" کی تقریر فضائلِ قرآن کو توجہ سے نہیں سنا جو حقائق و معارف سے پُر بتائی جاتی ہے۔ کیا قرآن حکیم میں کسی جگہ قلت کا مضحکہ اُڑایا گیا ہے؟ کیا خالقِ اکبر نے اپنے سرکش بندوں کے دلوں پر اپنی کبریائی کا نقش بٹھانے کے لئے اقلیت کو اکثریت پر غالب نہیں دکھایا؟ کیا اسلام کی ترقی کا راز اس کی اکثریت میں پوشیدہ تھا؟ خاتمہ پر ہماری یہ دُعا ہے کہ خداوند کریم تمام مسلمانوں کو حسد کی جلن سے محفوظ رکھے اور انہیں ایک دوسرے کے رنج و راحت میں شریک ہونے اور جسم اور دماغ کی طاقت کو حق و صداقت کی اشاعت پر صرف کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

شانِ احمد

از حضرت مسیح موعودؑ

شانِ احمد را کہ داند جز خداوند کریم
آنچناں از خود جدا شد کز میاں افتاد میم

زاں نمط شد محو دلبر کز کمالِ اتحاد
پیکرِ او شد سراسر صورتِ ربِ رحیم

بوئے محبوبِ حقیقی میدمد زاں روئے پاک
ذاتِ حقانی صفاتش مظہرِ ذاتِ قدیم

گرچہ منسوبم کند کس سوئے الحاد و ضلال
چوں دلِ احمد نمی بینم دگر عرشِ عظیم

منت ایزد را کہ من بر رغمِ اہلِ روزگار
صد بلا را میخرم از ذوقِ آں عینِ النعیم

از عنایاتِ خدا و از فضلِ آں دادارِ پاک
دشمنِ فرعونیانم بہرِ عشقِ آں کلیم

آں مقام و رتبتِ خاصش کہ بر من شد عیاں
گفتمے گر دیدمے طبعے دریں راہِ سلیم

در رہِ عشقِ محمدؐ ایں سر و جانم رود
ایں تمنا ایں دعا ایں در دلم عزمِ صمیم

ہماری تبلیغی ڈاک

چین

برادرم اسماعیل صاحب لکھتے ہیں: چینی لوگ مہمان نواز نہیں ہیں اور غیر ملکیوں کو خصوصیت سے اچھی نگاہ سے نہیں دیکھتے۔ شمالی چین میں گو مسلمانوں کی کثرت ہے مگر بیداری کی لہر حال ہی میں شروع ہوئی ہے۔ ماہوار اسلامی جرائد بھی پیکن اور تینتسین سے شائع ہوتے ہیں۔ مگر صرف آٹھ آٹھ صفحات پر نہایت کم حیثیت کے۔ جنوبی چین کے مسلمان ابھی تک خوابِ غفلت میں پڑے سو رہے ہیں۔ شہر کانٹن میں تین ہزار مسلمانوں کی آبادی ہے۔ پانچ مساجد قدیم زمانہ کی ہیں۔ جن میں سے تین بڑی بھاری مساجد ہیں۔ لیکن عموماً مسلمان اسلام سے کم واقف ہیں۔ یہاں کوئی اسلامی اخبار نہ تھا۔ لیکن تھوڑا عرصہ ہوا کہ ایک چینی مسلمان عالم علاقہ یونن سے یہاں آیا ہے جس نے مسلمانوں میں بیداری پیدا کرنی شروع کر دی ہے۔ اور ایک ماہوار رسالہ چینی زبان میں شائع کر دیا جس کے نو نمبر اس وقت تک نکل چکے ہیں۔ تازہ ترین پرچہ ارسال ہے دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ اس کی کوششوں میں برکت ڈالے۔

عیسائی مشنریوں کا جال

سارے چین میں اس قدر پھیلا ہوا ہے کہ شاید ہی کسی دوسرے ملک میں ہو۔ اس چھوٹے سے شہر میں جہاں میں رہتا ہوں۔ کم از کم پندرہ عیسائی مشنری ہیں۔ میرا چینی نوکر جو ترجمان کا کام کرتا ہے۔ ۲۲ سال کا نوجوان ہے عیسائیت کی طرف رجوع رکھتا تھا۔ دو سال کی لگاتار کوشش سے اسلامی تعلیم سے خوب واقف ہو کر قریب دو ماہ ہوئے مسلمان ہو گیا ہے۔ اناجیل اور عیسائی لٹریچر پر خوب حاوی ہے۔ اور مباحثات میں بڑے بڑے پادریوں کو لاجواب کر چکا ہے مشنری پہلے اس کی آؤ بھگت کیا کرتے تھے۔ اب اُن کے پاس جاتا ہے تو گھبراتے ہیں۔ اسلام کی طرف سے خوب بحث کرتا ہے۔ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اسے اس کفرستان میں اسلام کا بیج بونے کی توفیق عطا کرے۔ چینی عالم صاحب جن کا ذکر کر چکا ہوں۔ وہ آپ کی

جماعت لاہور کی تبلیغی مساعی

سے خوب واقف ہیں۔ [illegible] ایک نقوی

محمد علی صاحب کے ترجمۃ القرآن انگریزی کے بارے میں شائع ہوا تھا۔ اور جسے چین کے اسلامی رسالہ جات نے بھی نقل کیا تھا۔ اس پر انہوں نے اپنے رسالہ میں نوٹ دیا ہے کہ بھول، چوک، سہو و خطا انسانی فطرت کا خاصہ ہے جس کی اصلاح ہو سکتی ہے۔ محض اتنی سی بات پر اس شخص (حضرت مولانا محمد علی صاحب) سے عداوت و بغض نہیں رکھنا چاہئے جس کی کوششیں تبلیغِ اسلام کے لئے غیر مذاہب اور غیر بلاد میں اسقدر وسیع ہوں۔ میں نے آپ کے مرسلہ رسالہ جات انگریزی پرافٹ آف اسلام اسلام و نمونہ لائٹ ان کو دیدئے ہیں جس کا انہوں نے بہت شکریہ ادا کیا۔ اور اپنے تازہ پرچے میں اعلان کر دیا ہے کہ آئندہ پرچہ میں سوائے پرافٹ آف اسلام کے چینی ترجمہ کے اور کوئی مضمون شائع نہ ہوگا۔ اس کے بعد وہ اسے کتابی صورت میں شائع کر دیں گے۔ وہ آپ سے خط و کتابت کر کے سلسلہ کی باقی کتب کے متعلق اس امر کی اجازت طلب کرنا چاہتے ہیں۔ ان کا چینی زبان میں ترجمہ کیا جائے۔ آپ اُن سے براہِ راست خط و کتابت کریں۔ اُن کا پتہ ارسال ہے۔

برادر موصوف دوسرے خط میں لکھتے ہیں: ۔ایک عرصہ میں کانٹن نہیں جا سکا۔ آج اپنے نومسلم دوست کو آپ کا پیغام دے کر عالم صاحب کے پاس بھیجا ہے۔ آئندہ ہفتہ خود بھی اُن سے ملوں گا۔ چینی مسلمان عموماً خوابِ غفلت میں پڑے ہوئے ہیں۔

صوبہ یونن میں مسلمانوں کی کثرت

ہے۔ وہاں سے ایک اسلامی رسالہ شائع ہوتا ہے۔ ایک ماہوار رسالہ تینتسن سے اور ایک ماہوار رسالہ مانچوریا کے شہر مکڈن سے اور دو تین پیکن سے نکلتے ہیں۔ جن میں سے ایک دو روزہ ہے۔ عیسائیوں کا ملک بھر میں دور دورہ ہے۔ اُن کے اخبارات و رسالہ جات میں اسلام کے خلاف کبھی کبھی مضامین نکلتے رہتے ہیں۔ چین کے تمام اسلامی رسالے مسٹر عثمان نومسلم کے نام آتے ہیں۔ کسی ایک میں بھی عیسائیت کے خلاف ایک حرف نہیں ہوتا۔ کانٹن کے رسالہ نے اس کام کا بیڑا اُٹھایا ہے۔ عثمان خود بھی ہوشیار آدمی ہے۔ میں خود عیسائیوں کے اعتراضات کے جوابات اپنی طرف سے بھیجا کرتا ہوں۔ اس لئے اس رسالہ نے تھوڑے عرصہ میں بڑا کام کیا ہے۔ دو تین پرچوں میں صرف عیسائیت کے خلاف ہی مضامین نکالے گئے۔ اور یہ پرچے سب عیسائی مشنوں اور چینی سکولوں اور مختلف سوسائٹیوں میں بھیجے گئے جس سے بہت اچھا اثر پیدا ہوا۔ اور عیسائیوں کے حلقہ میں

ہلچل مچ گئی

چینیوں کے دلوں میں عیسوی مذہب سے نفرت پیدا ہو رہی ہے ۲۷ر دسمبر ۱۹۲۹ء کو کانٹن کے سکولوں کے لڑکے موٹروں میں بیٹھ کر عیسویت کے خلاف شائع کردہ اشتہارات تقسیم کرتے رہے۔ اور عیسائیوں پر نفرت و حقارت کے نعرے لگاتے سنے گئے۔ یہ رسالہ مسجد کے وقف سے شائع ہوتا ہے۔ ایک ہزار تعداد اشاعت ہے۔ ملک بھر

اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ . . . . . اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِیْنَ ھُمْ مُّحْسِنُوْنَ

(سورہ نحل) کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

ان آیات میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اپنے رب کے رستہ کی طرف بلاتے رہو حکمت اور وعظ کے ساتھ

حکمت اور وعظ کے معنے

حکمت کا لفظ قرآن شریف میں بہت وسیع معنی میں استعمال ہوا ہے۔ فقاہت یعنی کسی چیز کو گہری نظر سے دیکھنا اور اس پر غور کرنا بھی اس میں شامل ہے۔ موعظہ یعنی وعظ کا مطلب اچھی باتوں کی طرف بلانا اور بُری باتوں سے روکنا ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اور مخاطب ہر ایک انسان ہے کہ لوگوں کو خواہ وہ مسلمان ہوں یا کافر۔ اپنے رب کے رستے کی طرف بلاتے رہو۔ اور اس کام کو برابر کرتے رہو۔

دو خصوصیتیں

مگر تمہارا یہ بلانا اپنے اندر دو خصوصیتیں رکھتا ہو۔ ایک تو یہ کہ حکمت کے ساتھ اور فہم و فراست کو کام میں لاکر اور دین میں غور کرنے کے بعد دعوت دو۔ دوسرا یہ کہ لوگوں کو اس راستہ کی خوبصورتی دکھلاؤ یعنی انہیں ایسی باتوں کے کرنے کی ترغیب دو جن کا انجام اچھا ہے۔ اور ایسی باتوں سے روکو جن کا انجام بُرا ہے۔ دعوت کا لفظ حکمت کے ساتھ رکھا گیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر زمانہ میں خدا کی طرف بلانے والوں کو اس زمانہ کے علم اور حالات کے مطابق عقل سے کام لینا چاہئے۔ اسلام اور حق ایک ہی چیز ہے۔ مگر اس کو پیش کرنے کا ہر زمانہ میں اس زمانہ کے ماحول کے لحاظ سے ایک علیحدہ طریق ہوتا ہے۔

فقاہت کی ضرورت

یہ آیت اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ جس میں ہر ایک بلانے والے کو حکم ہے کہ فہم و فراست کو عقل و فکر کو کام میں لاکر لوگوں کو حق کی طرف بلائے۔ بتاتی ہے کہ قرآن شریف اور دین میں غور و فکر سے فقاہت سے کام لینا ایک ایسی چیز ہے . . . . . جس کی ہر ایک زمانہ میں ضرورت ہے۔ اس کا دروازہ کبھی بند نہیں ہو سکتا۔ بدقسمتی سے مسلمانوں نے فقاہت کے دروازہ کو نبی کریمؐ کے تھوڑے عرصہ بعد اپنے اُوپر بند کر لیا۔ اور یہ سمجھ لیا کہ فہم و فراست اور قرآن شریف اور دین میں غور و فکر کرنا پچھلے زمانے کے لوگوں کا کام تھا ہم کو قرآن شریف کے پیچھے نہیں بلکہ ان لوگوں کے پیچھے چلنا چاہئے۔

اس غلطی کے نتائج

یہ ایک بھاری غلطی تھی اور اس کی وجہ سے ایک انقلاب آگیا۔ تاریخ بتاتی ہے کہ اس غلط خیال کی وجہ سے مسلمان بجائے ترقی کے تنزل کی طرف جانے لگے۔ غور و فکر اور بیداری کے بجائے ان پر غفلت اور کورانہ تقلید کی مردنی چھا گئی۔

ہر ایک چیز کی ابتدا بیج کے طور پر ہوتی ہے

ہر ایک چیز ابتدا میں بیج کے طور پر ہوتی ہے۔ حق بھی پہلے پہل بیج کی طرح ہوتا ہے۔ اور باطل بھی۔ شروع میں ہر ایک چیز کی کوئی حقیقت معلوم نہیں ہوتی۔ لیکن کچھ عرصہ گذر جانے کے بعد یہ بڑے بڑے انقلابات کا باعث بن جاتی ہے۔ مسلمانوں نے اپنے اُوپر فقاہت کا دروازہ بند کر کے جو غلطی کی تھی اس کا اثر بھی کچھ عرصہ بعد ظاہر ہونا شروع ہوا۔ حکومت، علمی ترقی، اخلاق، مخلوقِ خدا کی ہمدردی غرضکہ رفتہ رفتہ وہ تمام خصائص اعلیٰ کو کھو بیٹھے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ان کے دماغ آزاد رہنے کی بجائے کورانہ تقلید کے غلام ہو گئے تھے۔ اس زمانہ میں اسلام کو بہت نقصان پہنچا۔

مفسرین کی غلطیاں

اگر آپ تفاسیر پر ایک نظر ڈالیں تو آپ حیران رہ جائیں گے۔ ان میں ایسے قصے کہانیاں درج ہیں جنہیں عقل اور اصلیت سے دُور کا تعلق بھی نہیں۔ جب میں نے قرآن شریف کا ترجمہ شروع کیا تو بہت سی تفاسیر کو دیکھا۔ ان میں ایسی تفاسیر بھی تھیں۔ جن کی بنا روایات پر تھی۔ کسی تفسیر میں کچھ قابلِ اعتراض باتوں کا ہونا تو کوئی حرج کی بات نہیں۔ تفسیر ابن جریر کی بنا بھی روایات پر ہے۔ اور گو اس میں بہت سی کمزور روایات بھی ہیں۔ مگر فی الجملہ یہ بہت مفید تفسیر ہے۔ لیکن ایک تفسیر "دُرِّ منثور" میں تو ایسی غلط اور بیہودہ روایات درج ہیں کہ میں سمجھتا ہوں کہ اس کو پڑھ کر بجائے قرآن شریف پر ایمان بڑھنے کے بہتوں کو سخت ٹھوکر لگے گی۔ میں خود اس کے چند صفحات سے زیادہ نہیں پڑھ سکا۔ اس قسم کی روایات نے لوگوں کے دلوں میں جگہ لیکر قرآن شریف کا مقام گرا دیا۔ قرآن شریف دنیا کی رہنمائی کے لئے ایک چراغ تھا۔ وہ پیچھے ہٹا دیا گیا۔ جو کسی نے لکھ دیا وہ آگے کر دیا گیا۔ اس زمانہ میں کہانیوں کا مذاق بہت زیادہ تھا۔ ابن خلدون مفسرین کے متعلق لکھتے ہوئے کہتے ہیں کہ عرب لوگ امی تھے۔ اور خلقت کی پیدائش وغیرہ کے متعلق انہوں نے یہودیوں عیسائیوں وغیرہ سے جاہلوں کی طرح جاہل نے کہانیاں سُن رکھی تھیں۔ جب یہ لوگ مسلمان ہوئے تو انہی کہانیوں نے تفاسیر میں جگہ لے لی۔ کعب احبار وغیرہ کی روایات کو وہ انہیں اسرائیلیات میں داخل کرتے ہیں۔ مفسرین نے ان کو اپنی تفاسیر میں بھر دیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ قرآن شریف پیچھے رہ گیا۔ بے حقیقت اور فروعی مسائل پر سارا زور صرف ہونے لگا غرضکہ اسلام کی جو صحیح اور دلکش تصویر رسول اللہ صلعم اور صحابہ نے کھینچی تھی وہ مٹا دی گئی۔

علماء کا طرزِ عمل

قرآن شریف کا حکم تھا کہ لوگوں کو حکمت کے ساتھ بلاؤ۔ لیکن آہستہ آہستہ یہ حالت ہو گئی کہ غیروں کو اسلام کی طرف بلانے کے لئے تو مہدی کی تلوار کی ضرورت سمجھی گئی۔ اور اپنوں کے لئے بھی علماء کے دل میں صرف اس قدر ہمدردی رہ گئی کہ کوئی ذرا سا اعتراض کرے تو اس کے لئے گالی اور موقعہ ملے تو ڈنڈا رہ گیا۔ آج بھی علماء کی عام طور پر یہی حالت ہے۔ کوئی کسی مولوی کے پاس اعتراض لیکر جائے تو کفر کا فتویٰ اور گالی فوراً موجود ہو گی۔ اگر ذرا زیادہ اصرار کرے تو ڈنڈے کے استعمال سے بھی پرہیز نہ ہوگا۔ اس طرزِ عمل سے وحدتِ اسلامی تباہ ہو گئی۔ اصول کی طرف سے بے پروائی برتی جانے لگی۔ اور ہر ایک معمولی بات پر کفر کا فتویٰ ملنے لگا۔

فیج اعوج

نبی کریم صلعم نے خود اس زمانہ کے متعلق جو الفاظ فرمائے ہیں۔ وہ اس معاملہ میں مسلمانوں کی رہنمائی کرنے والے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ خیر القرون قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم اور اس کے بعد فرمایا ثم یفشو الکذب یعنی بہترین زمانہ تو خود آپ کا یعنی آپ کے صحابہ کا ہے۔ پھر اس سے اُتر کر ان سے ملنے والوں کا یعنی تابعین کا پھر اس سے اُتر کر ان سے ملنے والوں یعنی تبع تابعین کا یہ تین قرن قریباً قریباً تین صدیاں ہیں۔ اور یہی وہ زمانہ ہے جس میں مسلمان دین میں تفقہ اور اجتہاد سے کام لیتے رہے۔ اس کے بعد انہوں نے فقاہت اور اجتہاد کے دروازے کو اپنے اُوپر بند سمجھ لیا۔ قرآن کریم پر تدبر کو چھوڑ دیا۔ چھوٹے فروعی مسائل پر بحثیں باقی رہ گئیں۔ اور دین کے اصول سے دُور پڑ گئے۔ طرح طرح کی روایات سے تفسیروں کو بھر دیا۔ انہی کو رسول اللہ صلعم نے فیج اعوج فرمایا ہے۔ یعنی ایسا گروہ جو کج روی اختیار کرے گا۔ اور خود قرآن شریف میں ہے کہ پہلے الامر کو اللہ تعالیٰ مضبوط فرمائے گا۔ ثم یعرج الیہ فی یوم کان مقدارہ الف سنة مما تعدون۔ یعنی ایک ہزار سال کے عرصہ میں وہ امر اسی کی طرف چڑھ جائے گا۔ یہ گویا مسلمانوں سے سچے علم کے اُٹھ جانے کا زمانہ ہے۔ اور قرآن کریم نے خود اسے ایک ہزار سال قرار دیا ہے۔ تین سو سال تدبیر امر اور ایک ہزار سال فیج اعوج کا۔ قرآن و حدیث کے رُو سے قرار پاتا ہے۔

مجدد کی ضرورت

کیا کوئی اس بات سے انکار کر سکتا ہے کہ ان حالات میں ایک مجدد کی ضرورت تھی۔ جو دین کی تجدید کرتا اور علماء اور مفسرین نے اپنے غلط طریقِ عمل سے اسلام کے روشن چہرے پر جو بدنما دھبے لگائے تھے۔ ان کو دُور کر کے اسلام کی صحیح تصویر دنیا کو دکھلاتا اور رسول اللہ صلعم کی صحیح تصویر کو دنیا میں پیش کرتا۔ یاد رکھئے کہ اسلام اور رسول اللہ کے خلاف غیر مذاہب کے لوگ مثلاً عیسائی اور آریہ جو کچھ کہہ اور لکھ رہے ہیں اس کا بڑا حصہ ہماری کتابوں سے ماخوذ ہے۔ گو پیرایہ بدلا ہوا ہو۔ ہمارے مفسرین غلط اور ناپاک روایات کے جو انبار لگا گئے ہیں۔ معترضینِ اسلام ان پر رنگ چڑھا کر ان کو اسلام کے خلاف ہتھیار کے طور پر استعمال کر رہے ہیں۔ یہ حالات بتاتے ہیں کہ اس زمانہ میں مجدد کی خاص طور پر ضرورت تھی جو اسلام کی سچی تصویر کو ان تمام غلط عقائد سے پاک کر کے دنیا میں پیش کرتا۔ اسی مجدد کا نام مسیح ہے۔ ایک حدیث میں ہے لن یخزی اللہ امة انا اولھا والمسیح آخرھا۔ یعنے اللہ تعالیٰ اس امت کو رسوا نہیں کرے گا جس کا میں پہلا ہوں اور مسیح آخر ہے۔ اس کو اتنی اہمیت کیوں دی؟ صرف یہ بتانے کے لئے کہ اسلام کی وہ سچی تصویر جو رسول اللہ صلعم کے زمانہ میں تھی وہی بالآخر مسیح بھی دنیا میں پیش کرے گا۔ اسی حقیقی

مسیح کا مقام

آپ سمجھ سکتے ہیں یہ کس قدر بلند مقام ہے جس پر مسیح کو کھڑا کیا گیا ہے۔ چنانچہ وہ مسیح اور مجدد پیدا ہوا۔ اس نے یہی عظیم الشان کام تجدید کا کیا کہ فیج اعوج کی غلطیوں سے اسلام کو پاک کر کے اس کی صحیح تصویر دنیا میں پیش کیا جائے۔ سب سے بڑا ہتھیار اسلام کو بدنام کرنے کا یہ ہے کہ اسے جبر اور تلوار کا مذہب قرار دیا جائے۔ اس خیال کو دور کیا اور بتایا کہ اسلام اپنی روحانی طاقت سے دنیا میں پھیلا ہے۔ لیکن لوگوں نے ناسخ منسوخ قرآن کریم کے اندر قرار دے کر اور یوں اس میں اختلاف کو مان کر اسے من عند غیر اللہ کا مصداق بنا رکھا تھا۔ اس نے قرآن شریف کو پاک ثابت کیا۔ رسول اللہ صلعم کے متعلق جس قدر غلط باتیں مشہور کی جاتی تھیں ان سے آپ کا دامن پاک ثابت کیا۔ اب اس مسیح کے بعد اس کی جماعت اس کے مقام پر کھڑی ہے۔ اسلام کے متعلق ایک ہزار سال سے غلطیوں کا سلسلہ جاری ہے ان کو دُور کرنے کے لئے ایک وقت چاہئے۔ یاد رکھئے کوئی شخص جو کسی اصلاح کے کام پر مامور ہو سارا کام خود ہی نہیں کیا کرتا۔ بلکہ وہ ایک جماعت پیدا کر کے اس کو صحیح راستہ پر لگا دیا کرتا ہے باقی کام کو انجام دینا اس جماعت کا فرض ہوتا ہے۔ ہمارے حضرت صاحب نے بھی ہم کو راستہ بتا دیا۔ اب ہمارا فرض ہے کہ لوگوں کو اپنے رب کے راستے کی طرف بلائیں اور اسلام اور رسول اللہ کے خلاف جو غلط باتیں اور خیالات دنیا میں مشہور ہیں ان کو دور کریں۔

اپنوں اور غیروں دونوں کی اصلاح کی ضرورت

اس وقت صرف غیر مسلموں کے خیالات کی اصلاح کی ضرورت نہیں بلکہ ہمارے مسلمان بھائی بھی غلطیوں کا شکار ہو رہے ہیں۔ ان میں بھی غلط خیالات موجود ہیں۔ وہ فروعات پر الجھتے ہیں۔ اصل اور حقیقت کو بھلا بیٹھے ہیں۔ بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ غیروں سے زیادہ مسلمانوں کی اصلاح کی ضرورت ہے۔ میں بیان کر چکا ہوں کہ آریوں اور عیسائیوں نے جو کچھ اسلام اور رسول اللہ صلعم کے خلاف لکھا وہ بہت حد تک مسلمانوں کی کتابوں سے لیا ہے۔ خود اس کو آگے کتنا ہی بگاڑا ہو۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کی اصلاح سب سے زیادہ ضروری ہے آپ سمجھ سکتے ہیں یہ کس قدر اہم اور عظیم الشان کام ہے جو ہمارے سپرد کیا گیا ہے آؤ اور مردانہ عزم کے ساتھ آؤ۔ اور اس راستہ پر گامزن ہو جاؤ۔ جو ہمیں حضرت صاحب بتا گئے ہیں۔ اور عہد کرو کہ ہمیں اسلام اور حضرت نبی کریم صلعم کو اصلی رنگ میں دنیا کے سامنے پیش کرنا اور ان کے متعلق اپنوں اور غیروں میں جو غلط باتیں مشہور ہیں ان کو دُور کرنا ہے۔ تم میں کام کرنے اور مسلمانوں کو بیدار کرنے کی طاقت موجود ہے۔ لیکن اس سے کام نہیں لیا جاتا۔ ضرورت ہے کہ اس طاقت کو پورے طور پر کام میں لایا جائے۔ اگر تم حکمت سے کام لو۔ قرآن شریف پر غور و فکر اور حدیث اور تاریخ اسلامی کا مطالعہ کرو تو پھر تم یقینی طور پر اس عظیم الشان کام کو انجام دے سکتے ہو۔

بقیہ نوٹ صفحہ ۲

کیا توقع رکھ سکتے ہیں۔ جو نیاوت کے اعلیٰ اوصاف سے معرا ہو۔ گاندھی کو جانے دیجئے۔ کیا آپ مسلمانوں میں ایک نہرو ایک مالویہ ایک موتیجے ایک سو باس ایک سین گپتا ایک پٹیل (اسمبلی کا پریزیڈنٹ یا سردار) بتا سکتے ہیں؟ کس قدر حسرت کا مقام ہے کہ ہندو لیڈر شدید اختلافات کے باوجود ایک دوسرے کا احترام کرتے ہیں۔ اور ایک مرکز پر جمع ہو جاتے ہیں۔ لیکن مسلمان لیڈر اختلاف کی صورت میں ایک دوسرے کی تخریب اور تذلیل کے ناپاک شغل میں منہمک دکھائی دیتے ہیں۔ مسلم کسی زمانہ میں دنیا کا رہنما تھا۔ اور اس کی رہنمائی نے ایک انقلاب عظیم پیدا کر دیا تھا لیکن آہ! آج وہ اسلام سے روگرداں ہے۔ اور اس لئے ہر جگہ ذلیل و خوار نظر آتا ہے۔ اس وقت خدا کی رسی کس کے ہاتھ میں ہے؟ اور ایک مرکز پر کون جمع ہیں؟ وہ جنہیں "کافر" کہا جاتا ہے۔

مسلمانوں کا مستقبل اور مذاہب

(زعفران احمد صاحب متعلم فرسٹ ایر کلاس)

موجودہ زمانہ میں مسلمان جس پستی کی حالت میں ہیں وہ محتاج بیان نہیں۔ آج کل ہمارے اندر مذہبی جوش مفقود۔ قومی رُوح غائب اور فتنہ و فساد کی بہتات ہے۔ ہماری اخلاقی حالت نہایت پست اور افسوسناک ہے۔ کیا کبھی آپ نے اس کے اسباب پر غور کیا ہے؟ کیوں اب ہمارے سینوں میں ترقی کا جوش موجزن نہیں ہے؟ کیا وجہ ہے کہ ہم باوجود دنیا میں ایک زبردست تعداد میں موجود ہونے کے مردہ قوم تصور کئے جاتے ہیں؟ وہ کونسی چیز ہے جس نے ہمیں اس حالت کو پہنچا دیا ہے۔ وہ ہم میں کونسی کمی ہے جس کی وجہ سے ہم آجکل قعر مذلت میں پڑے ہوئے ہیں؟ وہ کونسی ایسی شے ہے۔ جس کے نہ ہونے نے ہمیں پستی کے ایسے گہرے غار میں جا گرایا ہے؟

اے میرے معزز ناظرین! یہ قیمتی شے یہ بے بہا موتی یہ بیش قیمت لعل۔ یہ قومی زندگی کی روح یہ مردہ قوموں کو زندہ کرنے والی۔ یہ گم گشتہ قوموں کو راہ راست پر لانے والی۔ چیز **مذہب** ہے۔ ہاں یقیناً یہی وہ چیز ہے جس کی ہمیں اشد ضرورت ہے۔ ہاں مذہبی جوش ہی ایک ایسی اکسیر ہے جس کی ہماری بیمار قوم کو حاجت ہے۔ ہاں بے شک یہی وہ تریاق ہے جس سے ہماری زہر خوردہ قوم دوبارہ زندگی حاصل کر سکتی ہے۔

آج کل مادیت کا رنگ غالب ہے۔ مذہب جیسی مقدس اور ضروری چیز کی اہمیت دلوں سے مفقود ہے یورپ جو مادیت کا مرکز ہے مذہب کے خلاف بہت زبردست جدو جہد کر رہا ہے۔ خیر وہ تو اوج کمال کو پہنچ چکا ہے مگر غضب تو یہ ہے کہ "بینڈ کی راز کام بیدا شد"۔ مسلمانوں نے بھی یہی سمجھا کہ یقیناً مغربی اقوام کی ترقی کا راز "لا مذہبی" ہے۔ مگر افسوس خواب کی تعبیر غلط تھی۔ انہوں نے بھی یہی خیال کیا کہ بیشک الحاد پرست ٹھیک کہتے ہیں مذہب دنیا کے امن و امان میں خلل پذیر ہوتا ہے۔ پیشتر اس کے کہ میں مسلمانوں کی موجودہ حالت اور مستقبل سے بحث کروں یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ چند تواریخی مثالوں سے مذہب کی اہمیت پر روشنی ڈالوں۔ مذہب کی غرض و غایت قیام امن اصلاح نفس اور تزکیہ روح ہے۔ دنیا میں جتنے مذاہب بھی موجود ہیں ان کی تعلیم اس کے علاوہ نہیں۔ پھر نہیں سمجھ میں آتا کہ الحاد پرستوں کے اس دعوے کی سچائی کہ مذہب دنیا کے امن و امان میں خلل پذیر ہوتا ہے کس طرح قائم رہتی ہے۔ یہ بالکل ٹھیک ہے کہ بعض اوقات مذہب نسل انسانی کے امن و عافیت کی تباہی کا باعث ہوتا ہے۔ مگر یہ اس کا قصور نہیں۔ یہ اس کی تعلیم کا اثر نہیں بلکہ اس کے اس کے ناقص العقل پیرووں کی غلط تقلید کا نتیجہ ہے۔ یہ تو سب مذاہب کی عام تعلیم ہے۔ اب میں اصل موضوع کی طرف رجوع ہوتا ہوں۔

اسلام دنیا میں صرف ایک ہی پیغام لے کر آیا تھا اور وہ یہ کہ انسانیت کے بکھرے ہوئے عناصر کو ایک سلک میں منسلک کر دے۔ اس کا مقصد قوموں کو مجتمع کرنا ہے نہ کہ منتشر کرنا۔ اسی کی تعلیم کا اثر تھا کہ عرب جیسا فرقہ بند ملک اسلام کے جھنڈے کے نیچے قومیت اور یگانگت کے رنگ میں رنگا گیا۔ کسی شاعر نے مذہب کے بارے میں کیا خوب کہا ہے۔ ؎

> قوم مذہب سے ہے مذہب جو نہیں تم بھی نہیں
> جذب باہم جو نہیں محفل انجم بھی نہیں

آج قدیم قومیں روبہ تنزل ہیں۔ اور زور سے کانپ رہی ہیں ان کے نظام کا ہر ستون پے در پے گر رہا ہے لیکن اگر ہم ذرا غور کریں تو معلوم ہوگا کہ ان کی تباہی کا موجب ان کی بربادی کا باعث ان کے تنزل کا سبب قوتِ ایمانی کی کمی اور نظام اخلاق کا انحطاط ہے۔ یہی ایک ایسی چیز جو قومی زندگی کی روح کہلائے جانے کی مستحق اور ہر قوم کی ترقی و تنزل کا محور ہے۔ جب کسی قوم کے جوش مذہبی میں ضعف آجائے یا اس کے نظام اخلاق میں کمزوری پیدا ہو جائے تو فوراً سمجھ لینا چاہئیے کہ وہ قوم بہت جلد صفحہ ہستی سے مٹنے والی ہے۔ جس طرح ہر شخص میں ایک خاص روح ہوتی ہے جس سے وہ اپنے تمام کام انجام دیتا ہے اسی طرح ہر قوم کی بھی ایک خاص روح ہوتی ہے۔ اور یہ اس کے مخصوص اخلاق و خواص ہوتے ہیں۔ جو اس کے تمام تغیرات اور انقلابات کے ذمہ دار ہوتے ہیں۔ اخلاق مذہب کا جزو لاینفک ہے کیونکہ کوئی قوم بغیر اخلاق کے اور کوئی نظام اخلاق بغیر مذہب کے زندہ نہیں رہ سکتا۔ اس بنا پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہر قوم کی زندگی کے رکن اعظم صرف دو ہیں۔ مذہب اور اخلاق۔ اور تاریخ عالم شاہد ہے کہ یہ ہمیشہ سے قوموں کی زندگی نہایت اہم عنصر اور تاریخ کا نہایت نمایاں جزو رہے ہیں۔ میں تو یہاں تک کہنے کو تیار ہوں کہ ہماری زندگی کا اہم اصول اگر کوئی چیز ہے تو "مذہبی اصول" ہیں۔ قدیم سلطنت ایران کی مثال ہمارے لئے بالکل کافی ہے۔ اس کے تنزل میں ایک زبردست راز مضمر ہے اس کا نتیجہ ہمارے لئے سبق آموز اور عبرت خیز ہے۔ جس وقت تمام عرب اسلام کی روشنی سے منور ہو چکا تھا۔ تو اس کی ہمسایہ عظیم الشان سلطنت ایران کفر کے بحر بے پایاں میں غرق تھی۔ یہ اسلام کا وہ زمانہ ہے جس کو ہم مذہبی نقطۂ نظر سے اپنا عہد زریں کہہ سکتے ہیں۔ اس وقت ایران کا شمار دنیا کی زبردست اور عظیم الشان قوتوں میں تھا۔ اس کا نظام حکومت عرب کے مقابلہ میں کہیں زیادہ مستحکم تھا۔ ذہانت کے اعتبار سے اس طاقتور سلطنت کا یہ زمانہ عہد کمال کہلائے جانے کا مستحق ہے۔ مگر باوجود اس تمام شان و شوکت اور طاقت و دولت کے اس کو عرب کے خانہ بدوش بدوؤں کے سامنے سرنگوں ہونا پڑا۔ وہ مسلمانوں میں کونسی ایسی طاقت موجود تھی۔ جس نے ایران جیسی سلطنت کے پرخچے اڑا دیئے؟ وہ کونسی ایسی شے تھی جس نے دم بھر میں ایران کو تہ و بالا کر دیا۔ دربار کسریٰ میں تہلکہ ڈال دیا۔ ایران کے عظیم الشان محلوں کی اینٹ سے اینٹ بجا دی۔ مسلمانوں کی شاندار فتوحات کا راز دولت و حشمت نہیں۔ طاقت و قوت نہیں بلکہ ان سب سے بالاتر چیز "قوت ایمانی" تھی۔ جس پر ہمارے آباؤ اجداد کے برگزیدہ اخلاق کا دارومدار تھا۔ اس مثال سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ ذہانت کتنی ہی ترقی کر جائے لیکن مذہب اور اخلاق کی قائمقام نہیں ہو سکتی۔ ایک قوم اگر مالی حیثیت سے مفلس ہے تو وہ زندہ رہ سکتی ہے علمی افلاس بھی کسی قوم کو دفعتہً تباہ نہیں کر سکتا لیکن جو قوم اخلاقی حیثیت سے مفلس ہو جس کے اندر مذہبی جذبہ بالکل ناپید ہو اس کی زندگی کی کون ضمانت کر سکتا ہے۔ دور کیوں جائیے۔ اپنی ہی قوم کی تاریخ پر ایک نظر ڈال لیجئے اور اس کے گذشتہ کارناموں کو یاد کیجئے۔ یہ ہماری ہی قوم تھی جس نے دنیا میں سب سے پہلے حقیقی معنوں میں جمہوری سلطنت قائم کر دکھلائی۔ عباسی حکومت کے کارنامے کیا سیاسی کیا ادبی دنیا کی نظروں سے پوشیدہ نہیں ہیں۔ تمام ممالک مشرق سے مغرب تک ہمارے ہی زیر نگیں تھے۔

> مغرب کی وادیوں میں گونجی اذاں ہماری
> تھمتا نہ تھا کسی سے سیل رواں ہمارا

آہ! اپنے قومی کارناموں کو کہاں تک یاد کروں۔ کس طرح بتلاؤں کہ ابو عثمان۔ البیرونی۔ بوعلی ابن سینا اور ابن رشد مسلمانوں ہی میں پیدا ہوئے تھے۔

تواریخ کے اوراق کی ورق گردانی سے معلوم ہوگا کہ مسلمانوں نے جب احکام شریعت کو فراموش کر دیا اور اخلاقی کمزوریوں اور بداعتدالیوں میں مبتلا ہوئے تو بالآخر پامال ہو گئے۔ قرطبہ۔ بغداد۔ دمشق۔ قاہرہ اور دہلی وہ مقامات ہیں جہاں دنیا اسلامی جاہ و حشم کے حیرت انگیز نظارے کر چکی ہے۔ کس کو یقین آ سکتا تھا کہ یہ ساری دولت و قوت ایک دن ہماری قوم سے رخصت ہو جائے گی چونکہ قوم احکام الٰہی سے روگردانی کر چکی تھی اخلاقی کمزوریاں پیدا ہو گئی تھیں۔ گھن لگ چکا تھا۔ وہ اس شان و شوکت جاہ و حشمت اور طاقت و قوت کو زیادہ دیر تک نہ سنبھال سکی۔ اور ان کی اولوالعزمی حوصلہ مندی اور وہ تمام اوصاف جو مسلمانوں کے مایہ ناز تھے رخصت ہو گئے۔ اور بالآخر لاکھوں مسلمانوں نے اپنی قوم کی بربادی کا حسرتناک منظر دیکھا۔ آج کل ہم اسی اخلاقی انحطاط کی حالت میں ہیں۔ اب تو واقعہ یہ ہے ؎

> گر سلف دیکھیں ہمارے زندہ ہو کر اب ہمیں
> آئے نسبت اور قرابت سے ہماری ان کو عار

قرآن شریف میں جہاں اقوام قدیمہ کے انقلابات اور تغیرات کا ذکر آیا ہے ان کی وجہ روحانیت کو قرار دیا گیا ہے کسی قوم کی زندگی کی بنیاد محض اتفاق وقت خارجی حالات یعنی نظام حکومت پر قائم نہیں ہوتی بلکہ اس کے نظام اخلاق پر۔ اگرچہ ہماری حالت نہایت نازک ہے۔ لیکن نسخہ موجود ہے۔ گو کہ ہم راستہ سے بھٹک گئے ہیں مگر رہنما ساتھ ہے۔ حالانکہ ہم بیمار ہیں لیکن اکسیر موجود ہے۔ قرآن شریف جیسا مجرب نسخہ ہمارے پاس ہے۔ محمد رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جیسا رہنما ہماری رہبری کے لئے موجود ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ ہم اس قعر پستی کی حالت میں ہیں۔ اس کا سبب صرف یہ ہے کہ ہم اس نسخہ کا استعمال نہیں کرتے اپنے رہنما کے بتلائے ہوئے راستہ پر نہیں چلتے۔ ہماری مثال اس طبیب کی سی ہے جس کے پاس ایک مجرب نسخہ موجود ہے اور وہ خود اس بیماری میں مبتلا ہے۔ مگر اس کا استعمال نہیں کرتا۔ ہمارے پاس بھی وہی تعلیم (قرآن) ہے جس کی وجہ سے ہمارے آباؤ اجداد نے حیرت انگیز ترقی کی تھی لیکن افسوس صد افسوس! پھر بھی ہماری حالت نہیں سنبھلتی ؎

> دریا رود از چشم لب تر نہ شود ہرگز
> ایں طرفہ تماشا ہیں لب تشنہ بہ آب اندر

اس وقت ضرورت صرف اس بات کی ہے کہ ہمیں صحیح معنوں میں تعلیم دی جائے۔ کیونکہ ہماری قوم محض مذہبی جذبہ سے متاثر ہو کر پورے طور پر کام کر سکتی ہے۔

جیسا کہ میں اوپر عرض کر چکا ہوں کہ ہماری گذشتہ ترقی کی بنیاد صرف مذہب ہی پر قائم تھی۔ اور مذہبی جوش نے ہی ہم کو اوج کمال تک پہنچا دیا تھا۔ اسی طرح ہماری آئندہ بہبودی کی امیدیں اسی سے وابستہ ہیں۔ اس مسئلہ پر ہماری ترقی یا تنزل کا دارومدار نہیں بلکہ ہماری بقا اور حیات کا انحصار ہے اور غلط راستہ کی طرف ایک قدم بھی ہم کو ہمیشہ کے لئے صفحہ ہستی سے ناپید کرنے کے لئے ناکافی ہے۔ مسلمانوں میں حُب وطن کا جذبہ مذہبی جذبے کے مقابلہ میں نہایت کمزور ہے۔ اور اسی بنا پر میری یہ رائے ہے کہ مسلمانوں کا مستقبل ان کے "مذہبی جذبہ" اور "نظام اخلاق" سے وابستہ ہے مسلمانوں کی ترقی اور قومی زندگی کا سنگ بنیاد مذہب اور محض مذہب ہو سکتا ہے۔ اور یہی ایک ایسا جذبہ ہے جس سے متاثر ہو کر ہماری قوم پورے طور پر میدان عمل میں ترقی کی شاہراہ پر گامزن ہو سکتی ہے۔

ماخوذ

خبریں

—— شملہ ۷ر جولائی۔ فسادات پشاور کی تحقیقاتی سلیمان کمیٹی محکمہ سول اور فوجی حکام کی کارروائی کی حمایت کرتی ہے۔ حکومت نے اس کا فیصلہ منظور کر لیا ہے۔ جسٹس سلیمان کا خیال ہے۔ کہ ڈسپیچ رائیڈر (ہرکارہ) پر حملہ کرنے سے پیشتر سلو کاروں سے چند آدمی کچلے گئے۔ اگر یہ نا مبارک واقعہ نہ ہوتا تو حالت ایسی ہولناک صورت اختیار نہ کرتی۔ جسٹس پیکھراج پیش کردہ شہادت کی بنا پر اس نتیجہ کو حق بجانب نہیں سمجھتے۔

—— لندن ۴ر جولائی۔ فری پریس کو معلوم ہوا ہے کہ ڈاکٹر بیسنٹ نے مسٹر ولبھ بھائی پٹیل کانگرس کے قائمقام صدر کو جو آج کل بمبئی میں ہیں۔ تار دیا ہے اور کانگرس کمیٹی کی مجلس عاملہ میں بطور رکن اپنی خدمات پیش کی ہیں۔ اس لئے ڈاکٹر بیسنٹ کا مقصد حکومت کی کانگرس کی مجلس عاملہ سے جنگ اور پنڈت موتی لال نہرو کی گرفتاری اور مزدور حکومت کی ہندوستانی سواج سے دشمنی کا جواب دینا ہے۔

—— شملہ ۷ر جولائی۔ لیڈی اردن اس ماہ کے آخر میں مختصر سیاحت کے لئے انگلینڈ جانے والی ہیں۔ ماہ اکتوبر کے شروع میں شملہ واپس آجائیں گی۔

—— شملہ ۷ جولائی۔ مہاراجہ کشمیر۔ نواب بھوپال اور مہاراجہ بیکانیر ۱۳ ماہ رواں کو شملہ پہنچیں گے اور وائسرائے اور لیڈی اردن کے مہمان ہوں گے۔

—— شملہ ۷ر جولائی۔ مدراس۔ بمبئی۔ بہار۔ اڑیسہ۔ برما۔ صوبجات متوسط اور آسام کے گورنر ۲۰ ماہ حال کو شملہ پہنچیں گے اور وائسریگل لاج میں قیام کریں گے۔

—— شملہ ۷ر جولائی۔ اسمبلی کا آخری اجلاس آج مولوی محمد یعقوب صاحب ڈپٹی پریزیڈنٹ کی صدارت میں شروع ہوا۔ مخالف جماعت کی نشستوں پر نیشلسٹ پارٹی اپنے رہنما مسٹر جیکار کی قیادت میں بیٹھی تھی۔ اس پارٹی کے سب ۲۳ رکن ہیں۔ اجلاس بھرا ہوا تھا۔ بہت سے نئے ارکان نے حلف وفاداری لیا۔

—— احمد آباد ۶ر جولائی۔ نوجیون مہاتما گاندھی کے گجراتی ہفتہ وار اخبار کا بیان ہے۔ کہ مہاتما گاندھی کے مکتوب سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان کی صحت اچھی ہے۔ ان کے وزن میں کوئی فرق نہیں آیا۔ وہ اپنے وقت کا زیادہ حصہ تکل سوت پر کاتنے میں صرف کرتے ہیں۔ آپ سلائی کی مشین پر آدھ گھنٹے تک ٹوپیاں سیتے ہیں۔ اور اپنا باقی وقت مطالعہ میں گذارتے ہیں۔ آپ نے کیلا کالے کرنے جو جیل میں آپ کے رفیق ہیں مرہٹی سیکھنا شروع کر دی ہے۔ آپ گیتا زبانی یاد کر رہے ہیں۔ گذشتہ دفعہ جب آپ جیل میں تھے تو جائے ضرور میں کتابیں پڑھا کرتے تھے۔ کیونکہ آپ کا خیال ہے کہ جائے ضرور بھی ایسی ہی صاف ستھری ہونی چاہئے جیسے ایک لائبریری۔ اس دفعہ جائے ضرور میں گیتا زبانی یاد کرتے ہیں۔

—— ڈھاکہ ۴ر جولائی۔ وکرام پور میں مختلف مقامات پر برقی تار کاٹنے کے سلسلہ میں متعدد نوجوان گرفتار ہوگئے جن کے اقبال جرم کے سلسلہ میں پچاس خانہ تلاشیاں اور بہت گرفتاریاں عمل میں آئیں۔ معلوم ہوا ہے ایک سپیشل ٹریبونل میں ایک مقدمہ سازش کی سماعت ہوگی۔

—— بمبئی ۷ر جولائی۔ آج بعد دوپہر بمبئی کونسل کا اجلاس شروع ہوگیا۔ ۶ نئے ارکان نے حلف وفاداری لیا۔

—— سکندر آباد ۷ جولائی۔ معلوم ہوا ہے کہ مجلس منتظمہ نے شہریار دکن کے حضور میں ایک قرار داد پیش کی کہ چند اشخاص کو جو سیاسی سرگرمیوں میں حصہ لے رہے ہیں جلا وطن کر دیا جائے۔ اس بات کی تصدیق ہو گئی ہے کہ مولوی محمد غوث معلم دینیات کو خارج البلد کر دیا ہے۔ وہ آج رات کو مدراس کو روانہ ہو گیا۔

—— جوابی تعاونی پارٹی کے فیصلہ کو مد نظر رکھتے ہوئے ڈاکٹر مونجے صدر ہندو مہاسبھا اسمبلی کی رکنیت سے مستعفی ہو گئے جوابی تعاونی پارٹی نے فیصلہ کیا تھا۔ کہ اس بار [illegible] کر تمام ارکان قانون ساز سے مستعفی ہو جائیں۔ چنانچہ اب ڈاکٹر مونجے نے استعفا دیدیا ہے۔

—— لندن ۵ر جولائی۔ لنکاشائر کی روئی کی صنعت کے متعلق حکومت کی طرف سے مقرر شدہ تحقیقاتی کمیٹی نے اپنی رپورٹ میں اہم تجاویز پیش کی ہیں۔ کمیٹی نے سفارش کی ہے کہ سستی اور کم درجہ کی روئی سے مال تیار کر کے سستے داموں مشرق میں فروخت کیا جائے۔ تاکہ لنکاشائر کی تجارت کو مشرق میں جو ضعف پہنچ رہا ہے۔ اس کا علاج ہو سکے۔

—— الاباما ۵ر جولائی۔ ایک گورے یورپین کے ایک حبشی کے ہاتھ ایک موٹر کار فروخت کرنے کے دوران میں طرفین میں لڑائی شروع ہو گئی۔ چند گورے اور سات حبشی مارے گئے۔ اور دو حبشی ایک مکان میں زندہ جلا دیئے گئے۔ اور ایک کو ہجوم نے پھانسی دیدی۔

—— اسیایہ قاہرہ کا نامہ نگار بغداد رقمطراز ہے کہ حکومت عراق پٹرول کی نالیوں اور ریلوے لائن کو بحیرہ روم تک توسیع دینے کے مسئلہ پر غور کر رہی ہے۔ حکومت نہیں چاہتی کسی ایسے راستہ سے ان کی توسیع منظور کرے جو مرکزی عراق سے نہ گزرتا ہو۔ چنانچہ اس کا ایک وفد اسی مقصد کی حمایت کے لئے لندن جانے والا ہے۔

—— امرتسر ۷ جولائی۔ غازی عبد الرحمٰن ڈکٹیٹر جنگی کونسل کو آج بابا نانک سنگھ ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے دو جرموں میں ایک ایک سال قید بامشقت کی سزا دی۔ دونوں سزائیں ایک ساتھ شروع ہوں گی۔ ملزم کے لئے اے کلاس کی سفارش کی گئی ہے۔

—— لاہور ۱۱ جولائی۔ گوردتا ملزم سکنہ امرتسر عمر ۱۸ سال نے آج خانصاحب سربلند خاں مجسٹریٹ درجہ اول کی عدالت میں معافی مانگ لی۔ ملزم عدالت کے کمرے میں آیا۔ تو زار زار رو رہا تھا۔ اس نے کہا کہ جب لاہور سے امرتسر سے روزگار کی تلاش میں آیا۔ اور یہاں بھارت سبھا کے دفتر میں مقیم ہوا۔ کانگرس والوں نے مجھے زبردستی وردی پہنا کر پکٹنگ کرنے کا حکم دیا۔ اب میں معافی مانگتا ہوں۔ اور آئندہ ایسا ہرگز نہ کروں گا۔

—— لائل پور ۹ر جولائی۔ کل موضع برج میں نو دیہات کے مالکان اراضی نے ایک جلسہ منعقد کر کے یہ قرار داد منظور کی کہ وہ اس وقت مالیہ کی ایک پائی بھی ادا نہ کریں گے۔ جب تک حکومت اس میں ۵۰ فیصدی تخفیف نہ کر دے گی ان نو دیہات کے نام حسب ذیل ہیں۔

برج۔ سریالی۔ رتاچوا۔ چک نمبر ۵۳۔ چک نمبر ۵۵ بڈالہ۔ مل چک۔ واریا۔ اور گندی دینی

—— پوساد ۱۱ر جولائی۔ پوساد کا ایک پیغام مظہر ہے کہ جنگی سینہ گرہ کا دوسرا دستہ آج صبح ڈاکٹر مونجے کی قیادت میں قانون شکنی کے لئے گیا۔ لیکن گرفتار کر لیا گیا۔ ۶ رضا کاروں کو غیر مشروط رہائی مل گئی۔ ڈاکٹر مونجے کو پانچ روپے جرمانہ تا عدم ادائیگی جرمانہ کی صورت میں عدالت کے برخاست ہونے تک سزائے قید دی گئی تھی۔ رضا کاروں کو فہمائش کے بعد چھوڑ دیا گیا۔

—— شملہ ۱۱ر جولائی۔ اسمبلی کے ڈپٹی پریزیڈنٹ کے انتخاب کا نتیجہ حسب ذیل نکلا:۔

سر ہری سنگھ گوڑ ۶۲ ووٹ۔ مسٹر ایم سی راجا ۱۱۵ ووٹ کرنیل گڈنی ۷۱۔ نتیجہ شائع ہونے پر زور تالیاں بجائی گئیں۔

—— شملہ ۱۱ر جولائی۔ معلوم ہوا ہے کہ مرکزی مجلس قانون ساز کے ہندو ارکان صورت حال پر غور کرنے کے لئے یکشنبہ کو ایک جلسہ کریں گے۔ توقع کی جاتی ہے کہ یہ جلسہ اسمبلی کی جماعت مخالفین کے رہنما مسٹر جیکار کو اس بات کا اختیار دے گا کہ وہ کانگرس کے ساتھ مفاہمت کرانے کے لئے وائسرائے سے گفت و شنید کریں۔

—— شملہ ۱۰ جولائی۔ ٹریبون کا نامہ نگار خصوصی رقمطراز ہے۔ مجھے معلوم ہوا ہے۔ کہ آج متعدد رضا کار عورتوں نے ارکان اسمبلی کی قیامگاہ لانگ ویڈ ہوٹل پر اس غرض سے پکٹنگ لگائی گئی تھی۔ کہ انہیں اسمبلی میں جانے اور اس کی کارروائیوں میں حصہ لینے سے روک دیا جائے۔

ناظرین کے خط و کتابت نمبر خریداری کا حوالہ ضرور دیا کریں ورنہ تعمیل ارشاد محال ہوگی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۱ | ۱۵ ربیع الاول ۱۳۵۲ھ | نمبر ۳۵

جنم اشٹمی

یوم پیدائش شری کرشن علیہ السلام

۱۷ اگست کو اس عظیم الشان شخص کی پیدائش کا دن ہے۔ کہ جس کو ہندو برادرانِ وطن شری کرشن بھگوان کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ ہاں وہ عظیم الشان شخص کہ جس نے ہندوستان کی سرزمین کو فرعون کنس سے پاک اور صاف کیا۔ وہ کنس کہ جو رشتہ کے لحاظ سے آپ کا ماموں تھا۔ لیکن سلطنت اور حکومت کی بڑھتی ہوئی حرص کی وجہ سے آپ کا جانی دشمن تھا۔ اس قدر ظالم اور سفاک شخص کہ جس نے محض اس وہم کی بنا پر کہ کہیں بہنوئی کا بیٹا اپنے باپ دادوں کے تخت و تاج کو مجھ سے واپس نہ لے لے بہن کی اولاد کے خون کا پیاسا ہو گیا۔ جونہی ان کے گھر میں لڑکا پیدا ہوا اور کنس کو اس کی اطلاع ملی وہ فوراً ان کے گھر پر آیا۔ اور نرم و نازک بچہ کو اپنی گود میں لے لیا۔ ماں باپ نے سمجھا کہ شاید ننھی کونپل یا معصوم کلی سمجھ کر ترس کھائے گا۔ اور پیار کرے گا۔ مگر ظالم نے بچہ کو ٹانگ سے پکڑ کر سر کے گرد ایک گردش دی اور اس زور کے ساتھ فرش پر پٹک مارا کہ بچہ کا سر پھٹ کر پاش پاش ہو گیا۔ کہ جس کو دیکھتے ہی ماں باپ کا کلیجہ شق اور دل غم و اندوہ کی انتھاہ تاریکی میں ڈوب کر رہ گیا۔ بھائی کی سنگدلی کا چرچا متھرا کے بچہ بچہ کی زبان پر تھا۔ لیکن ظالم اور بے رحم کنس کے خوف سے کسی میں یہ جرأت نہ ہوئی۔ کہ اس انتہائی وحشت اور بربریت پر کوئی اس کو ٹوکتا یکے بعد دیگرے ہر سال ماں باپ کی گود خدا کی دین سے ہری بھری ہوتی تھی۔ لیکن ظالم کنس سفاک کنس ہر بار ان کی نو ماہ کی جان جوکھوں کی کمائی کو برباد کر دیتا تھا۔ یہاں تک کہ دیوکی جی کے چھ بچے اس بے رحم بھائی کے ہاتھوں ذبح کر دیئے گئے۔ ساتواں بیٹا بلرام پیدا ہوتے ہی گوکل نامی ایک گاؤں میں پہنچا دیا گیا۔ پر محل میں یہی مشہور تھا کہ دیوکی کا حمل اس سال ضائع ہو گیا۔ کنس نے ہر چند تحقیق کی مگر اس پر یہ بھید نہ کھل سکا۔

شری کرشن جی کی آمد

اس کے بعد آٹھواں حمل تھا کہ جس کی نسبت پیشگوئیوں میں مشہور تھا کہ وہ عظیم الشان اوتار مبعوث ہونیوالا ہے کنس نے دیوکی جی والدہ کرشن پر نظر بندی اور قید کی سختی کو بڑھا دیا۔ مگر ایک روز جب دیوکی جی دریائے جمنا میں غسل کرنے کے لئے گئیں تو وہاں جشودھا نام ایک گوالن سے گھر کی اس مصیبت کا ذکر آیا۔ اتفاق سے جشودھا بھی حاملہ تھی۔ اور اس کے دن بھی پورے تھے۔ جشودھا دیوکی جی کی اس مصیبت پر ترس کھانے لگی۔ اور اس پر یہاں تک اثر ہوا کہ اس نے دیوکی جی سے اس کے بچے کے بدلہ میں اپنے بچہ کو پیش کرنے کی درخواست کی تھوڑی دیر کی رد و کد کے بعد یہ تجویز قرار پا گئی۔ جناب کرشن پیدا ہوئے۔ اور اپنے والد باسدیو کے ہاتھوں راتوں رات گوکل جشودھا کے ہاں پہنچا دیئے گئے۔ اگرچہ درمیان میں دریائے جمنا حائل تھا۔ تاہم وہ خدا کہ جس نے موسیٰ کی ننھی اور نازک سی نیا (کشتی) کو پار لگایا تھا۔ اسی نے جناب کرشن اور ان کے والد کو معجزانہ طور پر دریا کے چڑھاؤ کے باوجود پار پہنچا دیا۔ اور کنس کو اطلاع دی گئی۔ اس نے آکر جشودھا کی معصوم بچی کو دیوکی جی سے لے کر پاؤں کے نیچے مسل ڈالا۔ یہ وہ قربانی اور عظیم الشان قربانی تھی کہ جو جشودھا نے کرشن جی کے بدلہ میں دی۔ گوکل کے چھوٹے سے گاؤں اور بندرابن میں کرشن اور بلرام دونوں بھائی پلتے اور بڑھتے رہے۔ یہاں تک کہ وہ اپنی بھرپور جوانی کو پہنچ گئے۔ اس بال اوستھا (بچپن کی عمر) کے کچھ قصے ہیں۔ کچھ رنگینیاں ہیں۔ حسن و عشق کی داستانیں ہیں۔ کہ جن پر سے ہم یوں گذر جاتے ہیں کہ گویا یوسف کی عصمت ان تمام عیوب سے پاک تھی۔ کہ جو ان کی طرف مصر کی عورتیں منسوب کرتی تھیں۔ گوپیاں اور ان کی محبوبہ رادھا سب کچھ سہی مگر دیوکی کے لال کا دامن کبھی بھی تر نہیں ہوا۔ یہ وہ عقیدہ اور یقین ہے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم مسلمانوں کے دلوں میں خدا کے انبیاء اور رسولوں کے متعلق پیدا کیا ہے ان خار دار جھاڑیوں اور مخدوش حالات سے کرشن جی اور بلرام جب آگے بڑھے تو ان کے سامنے متھرا کے میدان میں ایک عظیم الشان دنگل تھا۔ کہ جس میں کنس اپنی تمام طاقت و قوت کے ساتھ خیمہ زن تھا۔ کنس فرعون کے پاس مادی طاقت اپنے پورے اہتمام کے ساتھ موجود تھی۔ لیکن بلرام اور کرشن کی طرف مظلوموں کی آہیں اور رعایا کے دلی جذبات کے تلاطم موجزن تھے۔ جن کے اندر کنس کی ساری طاقت غرق ہو گئی۔ یہاں تک کہ کرشن جی نے اس سفاک اور ظالم کنس کو تلوار کے گھاٹ اتار دیا۔ جے جے کار کے نعروں سے متھرا کی زمین گونج اٹھی۔ اور ظلم و ستم کی تاریک رات کا خاتمہ ہو گیا۔ اہلکاروں نے رعایا نے متھرا کی راجدھانی آپ کے حضور پیش کی۔ مگر آپ نے یہ کہہ کر اس پر لات مار دی کہ میں نے کنس کو سلطنت کے لالچ سے قتل نہیں کیا۔ بلکہ محض ظلم کو مٹانے کے لئے یہ سب کچھ کیا۔ اور پھر کنس کے والد کو بلا کر کہ جسے کنس نے تخت سے معزول کر کے قید کر رکھا تھا۔ متھرا کا تخت اس کے حوالے کر دیا۔ اور خود بنارس میں حصول تعلیم کی غرض سے تشریف لے گئے۔ اور وہاں جا کر سنسکرت علوم اور تصوف میں بہرہ وافر حاصل کیا۔

شری کرشن جی کی ہجرت

کچھ عرصہ کے بعد کنس کے سسر راجہ جراسندھ نے متھرا پر چڑھائی کر دی۔ اور اس نے یکے بعد دیگرے اٹھارہ حملے متھرا پر کئے۔ اور ہر دفعہ کرشن جی اور بلرام نے ان کو شکست دی۔ بالآخر انیسویں مرتبہ اس کا حملہ بہت سخت تھا۔ اس کی وجہ سے آپ کو اپنے خاندان سمیت کاٹھیاواڑ کی طرف ہجرت کرنی پڑی۔ اسی دوران میں برار کے علاقہ کے راجا کی بیٹی رکمنی سے آپ کی شادی ہوئی۔

اس کے بعد آپ کی زندگی کا سب سے بڑا معرکہ کوروؤں اور پانڈوؤں کی جنگ ہے۔ یہ دونوں قومیں شمالی ہند میں حکمران تھیں۔ پانڈوؤں کی کمان ارجن کے ہاتھ میں تھی۔ کہ جو جناب کرشن کا شاگرد رشید تھا۔ اس جنگ میں کوروؤں کو شکست اور پانڈوؤں کو فتح نصیب ہوئی۔ یہ ایک لمبا قصہ ہے۔ کہ جس کی تفصیل ایک بہت بڑی ضخیم جلد مہابھارت میں موجود ہے۔

اس جنگ کے دوران میں جناب کرشن نے ارجن کو وہ پیغام حیات دیا کہ جو گیتا کے نام سے مشہور ہے۔ کہ جس کی چند ایک تعلیمی خوبیوں اور اسلامی نکتہ نگاہ سے سوانح کرشن پر ایک نظر آئندہ نمبر میں انشاء اللہ تعالیٰ ڈالی جائے گی۔

اخبار احمدیہ

ایک پرملال انتقال

مرزا محمد زرین صاحب کہ جو ہماری جماعت کے ایک پرجوش مبلغ تھے۔ قضاء الٰہی سے فوت ہو گئے ہیں حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ نے یہاں مسجد احمدیہ میں ان کی نماز جنازہ غائبانہ پڑھائی تھی۔ احباب بھی اپنی [illegible] غائبانہ

شذرات

(از شیخ محمد انعام الحق)

میلاد نمبر کی مصروفیت اور علالت کی وجہ سے دو تین نمبروں میں قادیانیوں کے کار خاص (خفیہ) کے متعلق کچھ نہیں لکھا جا سکا۔ اس پر قادیانی اصحاب بغلیں بجا رہے ہیں۔ ان کے بعض حلقوں میں ایک دوسرے کو مبارکباد دی جا رہی ہے کہ "شذرات" کی مصیبت عظمیٰ سے نجات ملی۔ مگر ان کو معلوم ہونا چاہئیے کہ یہ خاموشی عارضی تھی۔ ہماری تحریروں میں تعصب اور ذاتی عناد کو مطلق دخل نہیں ہے۔ ہم جو کچھ لکھتے ہیں اصلاح کی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے ایک اصول کے ماتحت لکھتے ہیں۔ جب تک اصلاح کی ضرورت اور ہمارے قلم میں حرکت کرنے کی طاقت موجود ہے۔ یہ سلسلہ انشاء اللہ جاری رہیگا۔ خواہ کچھ ہو۔

اس فتنہ خو کے در سے اب اٹھتے نہیں اسد
اس میں ہمارے سر پہ قیامت ہی کیوں نہ ہو

"پیغام صلح" کے صفحات میں خفیہ سرکار کا انکشاف ہوتے ہی قادیانیوں کے دل دھڑکنے لگے۔ چہروں پر ہوائیاں چھوٹنے لگیں۔ کارکنوں کی جواب طلبی ہوئی۔ "پیغام صلح" کو گالیاں دی جانے لگیں۔ لیکن ہمارے پے در پے مطالبات کے باوجود اپنی صفائی میں ان سے ایک لفظ بھی نہ کہا جا سکا۔ معزز معاصر "انقلاب" نے اصل حالات معلوم نہ ہونے کی وجہ سے یہ سمجھ لیا کہ خفیہ سرکار مسلمانوں کے فائدے کے لئے اور کانگرسی خیالات کے ہندو افسروں کی مسلم کشی کے متعلق اطلاعات فراہم کرنے کے لئے جاری کیا تھا۔ اسی خیال کے ماتحت اس نے اپنی ۱۹ جولائی کی اشاعت میں ایک شذرہ لکھا۔ جس کا جواب ہم عرض کر چکے ہیں۔ کافی دن گذر جانے کے باوجود معاصر موصوف نے اس سلسلہ میں کچھ نہیں لکھا۔

مشہور ہے ڈوبتے کو تنکے کا سہارا۔ قادیانی اصحاب جو ہمارے پے در پے مطالبات کے باوجود خفیہ سرکار کے متعلق بالکل خاموش تھے۔ اس شذرہ کے شائع ہوتے ہی اچھل پڑے۔ "الفضل" نے اس کو موٹی سی سرخی دے کر نقل کیا۔ اپنی طرف سے بھی ایک تمہیدی نوٹ لکھا۔ جو قادیانی تہذیب و شرافت کا آئینہ ہے۔

ارشاد ہوتا ہے:-

"پیغام صلح" نے جماعت احمدیہ پر یہ شرمناک الزام لگایا کہ وہ کار خاص پر متعین ہے۔ اور اس کے ثبوت میں ناظر صاحب امورِ خارجہ قادیان کی ایک چٹھی کا اقتباس شائع کیا تھا۔ جو انہوں نے بیرونی جماعتوں کو ارسال کی تھی۔ ہم چونکہ اچھی طرح سمجھ چکے تھے کہ محض بغض و عناد اور سوزش و جلن کی وجہ سے یہ سب بیہودہ سرائی پیغام کی طرف سے کی جا رہی ہے اس لئے اسے درخورِ اعتناء نہ سمجھا۔ لیکن معزز انقلاب (۱۹ جون) نے مندرجہ بالا عنوان سے پیغام کی بیہودگی پر ایک شذرہ سپردِ قلم کیا ہے۔ جس سے ہمارے اس خیال کی پوری پوری تائید ہوتی ہے۔ کہ "پیغام" محض آتشِ حسد کے انگاروں پر لوٹنے کی وجہ سے ہمارے خلاف بہتان طرازی اور الزام تراشی کا ناپاک شغل اختیار کئے ہوئے ہے۔ ورنہ ممکن نہیں کہ اس میں کام کرنے والے اپنی پیش کردہ باتوں کی نامعقولیت کو محسوس نہ کر سکتے ہوں۔ اپنی معاملہ فہمی اور سیاست دانی کے متعلق ایک غیر جانب دار اور موقر جریدہ کی رائے معلوم کرنے کے بعد اگر کچھ بھی غیرت ہے۔ تو "پیغام صلح" کو ڈوب مرنا چاہئیے"۔

ہم "الفضل" کو یہ یقین دلانے کے بعد کہ بازاری طرز تحریر میں اس کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اس سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ "انقلاب" کے مندرجہ بالا شذرہ کے شائع ہونے سے قبل تو اس نے ہمیں درخورِ

کامیابی کی بہترین صورت

یاد رکھو کہ جو انسان دنیا میں ایک خاص لائحہ عمل یا ایک خاص نصب العین رکھتا ہے اور جس کی تکمیل کے لئے اس کے اندر ایک زبردست جذبہ موجود ہے۔ دنیا اس کے راستہ میں کوئی رکاوٹ نہیں ڈالے گی۔ جس کام کا تم نے بیڑہ اٹھایا ہے اُس کو انجام دینے کے لئے پہاڑ کی طرح اپنے ارادے پر قائم رہو۔ یہی استقلال تمہاری زندگی کی بنیاد کو مستحکم کرتا ہے۔ اگر تم اپنی سیرت کو پائدار رکھنا اور قوتِ برداشت میں اضافہ کرنا چاہتے ہو۔ تو اس کی بہترین صورت یہ ہے کہ جس کام کو تم انجام دینا چاہتے ہو۔ اس کی پوری ذمہ داری کا بار اپنے سر لو۔ اور جس بات کی تم میں کمی ہے اس کے حاصل کرنے کی پوری کوشش کرو۔ اگر تمہاری سیرت۔ دلیری قوت برداشت اولوالعزمی اور استقلال کے اوصاف سے عاری ہے۔ تو ان اوصاف کو یہ سمجھ کر پیدا کرو۔ کہ یہ تمہارا قدرتی حق ہیں۔ تمہارے دل میں اس امر کا پختہ یقین ہو جانا چاہئے کہ یہ اوصاف تمہاری ذات سے تعلق رکھتے ہیں۔ تمہیں ان کے حصول کے لئے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرنا چاہئے۔ تمہارے دل میں یہ احساس پیدا ہو جانا چاہئے کہ تم میں یہ اوصاف موجود ہیں پھر دیکھو کہ تمہاری کامیابی کا امکان کس حیرت انگیز طور پر امید افزا نظر آتا ہے۔

عظیم الشان نتائج پیدا کرنیوالے لوگ

گرانٹ میں یہ اوصاف موجود تھے اُسے اس بات کا پورا یقین تھا کہ وہ جس کام کا بیڑا اٹھاتا ہے اُسے پورا کر کے چھوڑتا ہے مشکل سے مشکل اور نازک سے نازک موقع پر بھی وہ یہ غور کرنے کے لئے کام سے نہیں رُکتا کہ کہیں اس میں ناکامی کا امکان تو نہیں پایا جاتا۔ اس نے کبھی اپنے دل میں شک کو جگہ نہ دی بلکہ ہمیشہ اپنے ارادوں پر قائم رہا۔ دنیا میں لنکن واشنگٹن اور گرانٹ جیسے لوگ ہی عظیم الشان نتائج پیدا کر سکتے ہیں۔ ہر جگہ ایسے آدمیوں کی ضرورت ہے۔ جنہیں اپنی ذات پر بھروسا ہوتا ہے۔ اور جن میں قیادت کے ضروری اوصاف پائے جاتے ہیں۔ ایسے آدمی نڈر اور دلیر ہوتے ہیں۔ انہیں اپنی رائے پر اس لئے اعتماد ہے کہ انہیں اپنی اخلاقی طاقت کا احساس ہے۔

کبھی اس امر کو تسلیم نہ کرو کہ جو اہم معاملہ تمہارے سامنے ہے تم میں اس سے عہدہ برآ ہونے کی اہلیت نہیں ہے۔ کیونکہ ایسے خیال کا دل میں لانا ہی ناکامی کو بلاوا دینا ہے۔ تمہیں بڑے زور سے یہ ارادہ ظاہر کرنا چاہئے کہ تم اس کام کو کر سکتے ہو۔ جس وقت تمہارے دل میں اپنی قابلیت کے متعلق شک پیدا ہو جائے گا۔ اس وقت تمہیں یقیناً ناکامی کے سامنے جھک جانا پڑے گا۔ جتنی مرتبہ تم اپنی کمزوری یا ناقابلیت کا اظہار کرو گے یا اپنی قابلیت کے متعلق دل میں شک کو جگہ دو گے۔ تمہارے اعتماد نفس میں کمزوری پیدا ہو جائیگی جس کے یہ معنے ہیں کہ تمہاری کامیابی کا امکان اور زیادہ موہوم ہو جائیگا

ترقیوں کے چند اور اعداد

فرنگستان کے ہر حصہ میں میار رفتار موٹروں اور موٹر سائیکلوں کے ذریعہ سے ہر سال انسانی ہلاکتوں میں جو ترقیاں ہوتی رہتی ہیں ان کے اعداد ان اوراق میں بارہا پیش ہو چکے ہیں چند تازہ اعداد "ٹائمس آف انڈیا" (بمبئی ۸ مارچ ۱۹۳۰ء) کی وساطت سے ملاحظہ ہوں۔ یہ اعداد صرف شہر لنڈن سے متعلق ہیں:۔

۱۹۲۱ء میں	۵۷۱	نفوس سڑکوں پر ہلاک ہوئے۔
۱۹۲۲ء میں	۶۵۵	" " " "
۱۹۲۳ء میں	۶۶۸	" " " "
۱۹۲۴ء میں	۸۴۴	" " " "
۱۹۲۵ء میں	۸۴۰	" " " "
۱۹۲۶ء میں	۱۰۰۳	" " " "
۱۹۲۷ء میں	۱۰۵۶	" " " "
۱۹۲۸ء میں	۱۲۴۴	" " " "
۱۹۲۹ء میں	۱۳۶۲	" " " "

زخمیوں کی تعداد اوسطاً ہلاک ہونے والوں کی تگنی چوگنی بنتی ہے۔ چنانچہ ۱۹۲۹ء کی آخری سہ ماہی میں ۳۰۷ ہلاک ہوئے اور ۱۴۱ زخمی ہوئے۔ تین مہینے میں ۳۰۷ ہلاک گویا ہر روز چار انسان ایسے [illegible]

خبریں

—— الہ آباد ۱۱ اپریل۔ صوبجاتِ متحدہ کی حکومت نے حسب ذیل اعلان شائع کیا ہے: ۔

معلوم ہوا ہے کہ ۱۰ اپریل کو بعد دوپہر الہ آباد میں قانون نمک ہند کے خلاف کوئی حقیقی جارحانہ کارروائی نہیں کی گئی۔ زمین یا نمک کی دوسری کانوں سے قطعاً نمک تیار نہیں کیا گیا۔ پانی بوتلوں میں بھر کر لایا گیا۔ جس میں خود نمک ملا دیا گیا اور پھر جوش دینے کے بعد وہی نمک نکالا گیا۔

—— الہ آباد ۱۱ اپریل۔ حکومت کے اس اعلان کے متعلق کانگرسیوں کا بیان ہے کہ بوتلیں پانی سے بھری ہوئی تھیں۔ لیکن پانی میں قدیم مکان کی کیچڑ ملی ہوئی تھی۔

—— مارگھریتہ (آسام) ۱۰ اپریل۔ کل شام ڈبرو سدیا ریلوے پر ہوائی مینٹین سٹیشن کے قریب ایک ڈاؤن مال گاڑی بھینسوں کے ایک گلہ سے ٹکرا گئی۔ جس سے انجن کا فائرمین ہلاک ہو گیا۔ اور تیرہ ڈبے پٹڑی سے اتر گئے۔ ڈرائیور خفیف طور پر مجروح ہوا۔

—— الہ آباد ۱۱ اپریل۔ بنارس کے کلکٹر کو انڈین سالٹ ایکٹ کے ماتحت اسسٹنٹ کمشنر کے اختیارات دے دئے گئے ہیں۔ اور تحصیلدار اور ان سے بڑے درجے کے افسروں کو سالٹ ریونیو انسپکٹر بنا دیا گیا ہے۔

—— ناسک ۱۰ اپریل۔ اچھوتوں اور اچھوتوں کے درمیان لڑائی کی وجہ سے ناسک میں دفعہ ۱۴۴ کا نفاذ کر دیا گیا ہے۔ جس کی رو سے کالا رام مندر کے نزدیک اجتماع ممنوع قرار دیئے گئے ہیں۔ اچھوتوں نے ستیہ گرہ بند کر دیا ہے۔ پولیس نے چار ہزار ستیہ گرہیوں کو شہر سے نکال دیا۔

—— لاہور ۱۱ اپریل۔ گورنر باجلاس کونسل نے ڈپٹی کمشنر گوڑگانواں کو انڈین سالٹ ایکٹ کے ماتحت اسسٹنٹ کمشنر کے اختیارات دئے ہیں۔ اور ضلع گوڑگانواں کی پولیس کے تمام سب انسپکٹروں کو سالٹ ریونیو انسپکٹر بنا دیا گیا ہے۔ نیز پنجاب کی پولیس کے تمام سپرنٹنڈنٹوں اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹوں اور ڈپٹی سپرنٹنڈنٹوں کو سالٹ ایکٹ کے ماتحت سالٹ ریونیو افسروں کے اختیارات دے دئے گئے ہیں اور پنجاب کی پولیس کے تمام انسپکٹروں کو اس سے کم درجے کے سالٹ ریونیو افسروں کے اختیارات تفویض ہوئے ہیں۔

—— دہلی ۱۰ اپریل۔ افواہ پھیل رہی ہے کہ حکومت ہند ان اتہامات کی تحقیقات کے لئے جو ہندوستانی ریاستوں کے باشندوں کی کانفرنس نے اپنی رپورٹ میں مہاراجہ پٹیالہ کے خلاف لگائے ہیں۔ ایک کمیٹی مقرر کرنے کی تجویز کر رہی ہے۔ اس لئے ممتاز وکلا کی خدمات حاصل کرنے کی کوشش ہو رہی ہے اس سلسلہ میں سر محمد شفیع۔ سر تیج بہادر سپرو۔ اور سر دار راما سوامی کے نام بھی لئے جاتے ہیں۔ یہ بھی افواہ ہے کہ سابق مہاراجہ نابھ کو پھر بحال کر دیا جائے گا۔ یہ افواہ بھی تصدیق طلب ہے۔

—— کلکتہ ۱۱ اپریل۔ عورتوں کی سول نافرمانی کرنے والی کمیٹی نے فیصلہ کیا ہے کہ یوم جلیانوالہ باغ کو منانے کے لئے بڑے بڑے بازاروں میں غیر ملکی پارچہ کی دکانوں پر پکٹنگ لگایا جائے اور شہر کے شاہراہوں میں ممنوع نمک فروخت کیا جائے۔

—— بمبئی ۱۱ اپریل۔ گاندھی جی کے حکم کی تعمیل میں بمبئی کی عورتوں نے شریمتی پرین بک کپتان (مسز یا تیری شالہ) کی قیادت میں غیر ملکی پارچہ اور شراب کی دکانوں پر پکٹنگ لگانے کی مہم کی تنظیم شروع کر دی ہے جلدی ہی کام شروع کر دیا جائے گا۔

—— قسطنطنیہ ۹ اپریل۔ فرانسیسی اور ترکی مشترکہ عدالت خصوصی نے سابق سلطان عبدالحمید کے وارثوں کا دعویٰ خارج کر دیا ہے۔ جو سابق سلطان کو جائداد کی ضبطی کا معاوضہ حاصل کرنے کے لئے دائر کیا گیا تھا۔ یہ دعویٰ شام اور لبنان کی جائداد کے متعلق تھا جس کی قیمت کئی لاکھ پونڈ ہے۔

—— ایرانی اخبارات نے ایران کی وزارت ڈاکخانہ جات کی ان ساعی کو شائع کیا ہے جو وہ تار برقی کی توسیع کے متعلق کر رہی ہے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ امسال ٹیلگراف کا سلسلہ بہت وسعت اختیار کرے گا حکومت نے اس مقصد کے لئے اپنے جدید میزانیہ میں ۶۲ ہزار تومان (ایرانی سکہ) خرچ کرنے کا ارادہ کیا ہے

یورپ کی مختلف کمپنیوں کو تین ہزار من تار کے لئے جو آرڈر دیا گیا تھا اس کی تکمیل ہو چکی ہے۔ اور مال بندرگاہ بوشہر پر پہنچ چکا ہے

—— معاصر الفتح قاہرہ اپنی [illegible]

جدید تمدنی سرگرمیوں میں مصروف ہے۔ حال ہی میں ایک شرکت برق قائم کی گئی ہے اس کمپنی کے قیام کا مقصد یہ ہے کہ حجاز کے لئے بجلی فراہم کرے۔ حکومت حجاز کے سرکاری اخبار ام القریٰ نے کمپنی کے حصص کی تفصیل اور قواعد و ضوابط کے شائع کرنے کا اعلان کیا ہے۔

—— ام القریٰ رقمطراز ہے کہ حجاز کے محکمہ تعلیم نے ایک جدید درس گاہ قائم کی ہے۔ اس درسگاہ میں جدید اصول شہریت کی تعلیم دی جائے گی۔ اس درسگاہ کے لئے اس وقت پچاس طلبا کا انتخاب ہو چکا ہے کتابیں اور دوسری تعلیمی ضروریات کی تمام اشیا فوری طور پر فراہم کی جا چکی ہیں۔

—— معاصر گلشن ایران رقمطراز ہے کہ اب یقینی طور پر بلوچستان کی بغاوت کا خاتمہ ہو گیا۔ اگرچہ دوست محمد خاں کی گرفتاری سے صورتِ حالات تبدیل ہو گئی تھی لیکن موسم سرما میں وسائل نقل و حرکت کی مشکلات کی وجہ سے باغیوں کی سرکوبی کامل طور پر نہ ہو سکی تھی۔ اس فرصت میں دوست محمد خاں اور اس کا بھائی نوشیرواں خاں برابر باغیانہ سرگرمیوں میں مصروف رہے۔ لیکن موسم بہار کے آتے ہی ان لوگوں کے خلاف کامیاب حملہ کیا گیا۔ حکومت تمام مشکلات پر غالب آ چکی ہے۔ اس وقت کلی طور پر بغاوت کے اثرات مابعد کا ازالہ ہو چکا ہے۔ اور حکومت کے انتظامات حسب دستور جاری ہیں۔

—— لاہور ۱۳ اپریل۔ آج صبح ۸ بجے دریائے راوی کے کنارے قومی جھنڈا لہرانے کی رسم ادا ہوئی۔ بیساکھی کے تہوار کی وجہ سے دریا پر خلقت کا ہجوم بہت زیادہ تھا۔ مشہور کانگرسی رہنما کنارے پر موجود تھے۔ رضاکاروں کے مختلف جتھے بھی پہنچے ہوئے تھے۔ نعروں کے درمیان ڈاکٹر ستیہ پال نے قومی جھنڈا لہرانے کی رسم ادا کی۔ رضاکاروں نے جھنڈے کی سلامی کا گیت گایا۔

—— گذشتہ جمعہ کو وائسرائے کی اگزکٹو کونسل کے رکن سر فضل حسین کی دختر مسمات اصغری بی بی کا نکاح ایچیسن چیف کالج کے طالبعلم مسمی سردار محمد نواز کے ساتھ پڑھا گیا۔

—— چند روز ہوئے لاہور میں جن مسلمانوں کو گرفتار کیا گیا تھا ان کی نسبت معلوم ہوا ہے کہ پولیس نے ملزموں کو علیحدہ علیحدہ حوالات میں رکھا ہے۔ ملزموں کے رشتہ داروں نے ضمانت کے لئے درخواستیں پیش کیں مگر نامنظور ہوئیں۔

بمبئی ۱۲ اپریل۔ آج کانگرسیوں نے نمک فروخت کرنے کی مہم شروع کر دی ہے ایک ہزار آدمی کانگرس ہاؤس سے روانہ ہوئے۔ اور پانچ ہزار روپے کا نمک فروخت کر آئے۔ اس میں سے دو ہزار ۳۰ روپے کا نمک عورتوں نے بمبئی میں فروخت کیا۔ اس کے علاوہ قومی ہفتہ کا آخری دن منانے کے لئے بڑی سرگرمی سے تیاریاں ہو رہی ہیں

—— کراچی ۱۲ اپریل۔ سندھ کے مختلف علاقوں کے تمام ستیہ گرہی رضاکار آج شام کو کراچی پہنچ جائیں گے۔ لیکن کل کو یہاں پر ستیہ گرہ کرنے کی جو تجویز کی گئی ہے ابھی تک پردہ راز میں ہے۔ ستیہ گرہیوں کے چار جتھے احکام کا انتظار کر رہے ہیں ہر شام کو عام جلسے ہوتے ہیں۔ پیشنبہ کو ڈیڑھ پاؤ نمک بنایا گیا۔ جو ۱۳ آنہ پر فروخت ہوا۔ انتخاب بلدیہ کی سرگرمیوں سے کانگرسی ستیہ گرہ کو بہت نقصان پہنچا۔

—— امرتسر ۱۳ اپریل۔ آج شام کو یہاں جو ممنوعہ نمک بنایا گیا اس کی بابت ڈاکٹر کچلو نے اعلان کیا کہ یہ نمک نیلام کے ذریعہ سے فروخت کیا جائے گا۔ معلوم ہوا ہے کہ یہ نمک ایک ہزار روپے میں فروخت ہوا ہے۔ جس میں آٹھ سو پچپن روپے نقد اور باقی زیورات کی شکل میں وصول ہوئے ہیں۔ بچوں اور عورتوں نے بھی نمک خریدا کل پھر نمک بنایا جائے گا۔

(بقیہ صفحہ ۴)

ہے۔ مسلمانوں کو سمجھنا چاہئے کہ اپنے مذہب کے حفظ و بقا اور اشاعت و ترقی کی واحد تدبیر یہ ہے کہ صاحب مذہب کی عملی زندگی کی اشاعت کی جائے اور اہل مذہب کے قلوب کو اس زندگی کے عشق و الفت سے وارفتہ اور بے خود بنا دیا جائے۔ حصولِ ایمان کی صحیح ترین شاہراہ یہی ہے جیسا کہ حضور نے فرمایا لا یومن احدکم حتیٰ اکون احب الیہ من ولدہ و والدہ والناس اجمعین۔

تاریخ گرو گرنتھ صاحب

(از جناب شیخ محمد یوسف صاحب)
(گذشتہ سے پیوستہ)

اس عنوان کے گذشتہ نمبر میں دکھایا گیا ہے کہ گورونانک صاحب کی وفات کے بہت عرصہ بعد گوروارجن مہاراج نے گورونانک و دیگر ماسبق گورو صاحبان کے کلام کو جگہ جگہ سے تلاش کرکے جمع کیا۔ کچھ بھائی بُدھا اور ڈھ کے مسودے سے کچھ گوئندوال کے مسودوں سے کچھ پران سنگل سے اور کچھ زبانی لوگوں سے جو کچھ دستیاب ہوا۔ اس سب میں سے انتخاب کرکے نقل کیا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ گورونانک صاحب و دیگر ماسبق گورو صاحبان کا کلام محفوظ نہیں رہا تھا۔ گوروارجن صاحب کا ان مسودات میں سے انتخاب کرنا ہی اس امر کا کافی ثبوت ہے کہ ان میں تغیر و تبدل ہو چکا تھا۔ اگر ان میں تغیر و تبدل نہ ہوا ہوتا تو گوروارجن صاحب ضرور سارا کلام نقل کر لیتے۔ نہ معلوم ان مسودوں پر کس کس خیال کے لوگوں کے ہاتھ پھرے ہیں۔ اگر کوئی یہ کہے کہ ان مسودات میں بالکل تغیر و تبدل نہیں ہوا تھا تو پھر گوروارجن صاحب پر الزام آتا ہے۔ کہ آپ نے گورونانک صاحب کے کلام کو جوں کا توں سارے کا سارا سنگت تک نہیں پہنچایا۔ اب خواہ گوروارجن صاحب نے گورونانک کے کلام میں تغیر و تبدل کیا اور خواہ آپ سے پہلے کسی نے کیا۔ بہرحال گورونانک صاحب کے اصل کلام میں ضرور ملاوٹ ہوئی ہے۔ اور آج گورو گرنتھ صاحب میں گورونانک صاحب کا جو کلام موجود ہے اس کے متعلق یقین کے ساتھ یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ گورونانک صاحب کے منہ بولے الفاظ ہیں۔ کیونکہ جو مسودے قلمی اس وقت کہیں کہیں پائے جاتے ہیں ان کو تو گوروارجن صاحب کے عمل نے مشکوک ثابت کر دیا۔ کہ آپ نے ان کا کثیر حصہ محرف سمجھ کر گرنتھ صاحب میں درج کرنے سے احتراز کیا۔ اور جو کلام موجود گرنتھ صاحب میں ہے اس کی صحت کے لئے کوئی کسوٹی موجود نہیں۔ صرف گرنتھ صاحب میں لکھا جانا کوئی ثبوت نہیں کیونکہ گرنتھ صاحب میں جو کچھ ہے وہ انہیں مسودوں سے انتخاب شدہ ہے۔ جو مشکوک ثابت ہو چکے ہیں۔ علاوہ ازیں موجودہ گرنتھ بھی زمانہ کی دست بُرد سے محفوظ نہیں رہا۔ جیسا کہ آئندہ انشاء اللہ دکھایا جائے گا۔ لہٰذا یہی یقینی اور صحیح بات ہے کہ گورونانک صاحب کا اصل کلام آج موجود نہیں۔

قصہ کوتاہ جب اس طرح گوروارجن صاحب کی کئی سال کی لگاتار کوشش سے کلام منتخب ہو گیا۔ تو اس تمام انتخاب کے ساتھ گوروارجن صاحب نے بہت سا اپنا کلام اور کچھ کبیر۔ رو داس۔ نامدیو۔ باوا فرید وغیرہ بھگتوں کا کلام شامل کرکے گورو گرنتھ صاحب کا مسودہ تیار کیا۔ اور اس مسودے کو ساتھ لے کر امرتسر سے پورب کی طرف ایک میل کے فاصلہ پر ایک بیریوں کے جنگل میں ایک جوہڑ کے کنارے (جس کا نام اب رام سر ہے) خیمہ زن ہوئے۔ گوروارجن صاحب خود خیمہ کے اندر بیٹھ کر لکھواتے جاتے۔ باہر بھائی گورو داس جی بیٹھے لکھا کرتے۔ سکھ سنگت بھی بیٹھی سنا کرتی۔ روزانہ صبح سے ڈیڑھ پہر تک لکھوانے از ان بعد لنگر تقسیم ہوتا۔ پھر شام کو دوسرے کاروبار ہوتے۔
(بانی بیورا ص۳۔ تواریخ گورو خالصہ ص۲۸)

بھگتوں کے کلام کے متعلق سکھوں میں دو قسم کے خیالات ہیں۔ بعض تو یہ کہتے ہیں کہ بھگت خود عالم بالا سے بحالت کشف گوروارجن صاحب کے پاس آکر اپنا کلام لکھواتے تھے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ ایک مرتبہ جب بھائی گورو داس نے گوروارجن صاحب سے دریافت کیا کہ مہاراج یہ بھگتوں کا کلام آپ کہاں سے لکھواتے ہیں تو گوروارجن صاحب نے فرمایا کہ بھگت بہشت سے آکر اپنا کلام لکھواتے ہیں۔ بلکہ بھائی گورو داس کا شک رفع کرنے کے لئے ان کو بھی بھگتوں کا درشن کرا دیا۔ (تواریخ گورو خالصہ ص۴۴) اور بعض کہتے ہیں کہ بھگتوں کا کلام جو دنیا میں موجود ہے اس میں سے جو مناسب سمجھا گوروارجن صاحب نے گرنتھ صاحب میں لکھوا دیا۔ اس کا بڑا ثبوت یہ بھی ہے کہ جو مجمع گوئندوال میں بھائی موہن جی سے جو دو مسودے دستیاب ہوئے تھے۔ ان میں بھگتوں کا کلام بھی درج تھا۔ (تواریخ ص۴۴) جس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ گورونانک صاحب بھی اپنے خیالات کی تائید میں دوسرے بزرگوں کا کلام پیش کر دیا کرتے تھے۔ اس لئے بہت ممکن ہے کہ گوروارجن صاحب نے اس سنت پر عمل کیا ہو۔ یعنی اور یہ بھی ممکن ہے کہ ان کی کتابوں سے گوروارجن صاحب نے انتخاب کرکے گرنتھ صاحب میں لکھوایا ہو۔

بھائی گورو داس جی جب ایک حصہ لکھ چکتے تو گوروارجن صاحب اس کو دوبارہ خود دیکھتے۔ اگر بالکل ٹھیک لکھا ہوتا تو آخر میں "شدھ" (صحیح ہے) لکھ دیتے۔ اور اگر کوئی غلطی ہوتی تو نشان لگا کر آخر میں "شدھ کیجے" (صحیح کر لیجئے) لکھ دیتے۔ چنانچہ یہ دونوں نمونے اب تک بھی گرنتھ صاحب میں موجود ہیں۔ یعنی کئی واروں کے آخر "شدھ" اور گوڑی کی وار کے آخر پر "شدھ کیجے" لکھا ہوا ہے۔

اس طرح جب سارا کلام لکھا گیا اور سمت ۱۶۶۰ یا سمت ۱۶۶۱ بکرم میں ایک قلمی کتاب کی شکل میں جمع ہو گیا۔ تو گوروارجن صاحب نے اس کا نام گورو گرنتھ صاحب رکھا۔ اور اپنے سکھوں کو حکم دیا کہ لاہور جاکر اس کی جلد بندھوا لاؤ۔ (کیونکہ امرتسر اس وقت آباد نہ تھا) اور بھائی بنو ساکن موضع مانگٹ کو بطور منیجر اس کام پر مامور کیا۔ بھائی بنو نے عرض کی کہ میرے موضع کے سکھ خواہش مند ہیں کہ ان کو اس گرنتھ صاحب کی اب زیارت کرائی جاوے۔ اور اس وقت حسن اتفاق سے لاہور جلد بندھوانے جانا ہی ہے۔ لہٰذا اگر حضور کی اجازت ہو تو تھوڑی دور تک جاکر موضع مانگٹ کے سکھوں کو زیارت کروا لاؤں۔ گوروارجن صاحب نے فرمایا کہ تاحال کوئی دوسری کاپی گرنتھ صاحب کی ہوئی نہیں۔ صرف یہی ایک نسخہ ہے اور جماعتیں دور دور سے زیارت کے لئے آرہی ہیں۔ باینہمہ تمہارے جیسے مخلص مرید کو بھی انکار میں جواب دینا ہماری طبیعت گوارا نہیں کرتی۔ لہٰذا تم صرف ایک رات کے لئے موضع مانگٹ میں قیام کرنا۔ وہاں کی جماعت کو زیارت کروا کر خوش کرو۔ اور پھر لاہور سے جلد بندھوا کر واپس آجانا۔
بانی بیورا ص۱

(باقی۔ باقی)

نماز ادا نہ کرنے اور وید نہ پڑھنے کی سزا

اخبار اہلحدیث کے ایک فتوے کا مذاق اڑاتے ہوئے ایڈیٹر پرکاش لکھتا ہے کہ "اگر تارک نماز کو قتل کرنے کے فتوے پر عمل کیا جائے تو اسلام کی مردم شماری کا نتیجہ کچھ اور ہی ہو۔ ورنہ نام کے مسلمانوں سے خانہ پوری کی جائے گی"۔ جو شخص ایک مذہب کا اقرار کرتا ہے۔ اس کو اس کے قواعد و ضوابط کی بھی پابندی کرنی چاہئے۔ اس کی خلاف ورزی کا نتیجہ جو کچھ ہونا چاہئے وہ ایک اصول گورنمنٹ اور مذہب کے قانون اور قواعد سے ظاہر ہے۔ تارک نماز کے قتل کا فتویٰ مولانا ثناء اللہ نے نہیں دیا۔ یہ آپ کی شرارت ہے کہ ان کی طرف اس کو منسوب کر دیا ہے۔ البتہ اس کا قابل مواخذہ ہونا کسی عقلمند کے نزدیک جائے اعتراض نہیں۔ مگر جو وید نہ پڑھے وہ شودر ہوتا ہے۔ اور شودر کی حیثیت ظاہر ہے۔ اگر تمام وید نہ پڑھے ہوئے ہندوؤں کے ساتھ قانون شودروں جیسا سلوک کرے تو فرمائیے کتنے برہمن کتنے چھتری اور ویش رہ جائیں گے اور یہ تینوں ہی آریہ کہلاتے ہیں۔ دسرہ پرچاہ آریہ وید کتاب ہے [illegible] نو آریوں میں سے موجودہ مردم شماری میں کتنے اپنے کو شودر لکھواتے ہیں۔ اور اپنے ورن کے مطابق شودروں کے ساتھ جا شامل ہوتے ہیں اور ابد الآباد کے لئے بعد موت موری کے کیڑے بنتے ہیں۔

بقیہ ص۵ کالم ۳

وہ کہا جاتا ہے کہ وہ اس مسئلہ کے حل کی کوشش کر رہے ہیں۔ لیکن یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ برطانیہ کی متعینہ پالیسی کے خلاف جس کی بنا اعلان بالفور کے اعلان پر ہے کیسی کوئی دوسری پالیسی اختیار کر سکتے ہیں۔ حالانکہ یہی اعلان فلسطین کے مسلمانوں اور عیسائیوں کی عام تباہی کا موجب ہوا۔

یمن میں ڈاک کا محکمہ

شیخ الاسلام کا تقرر

یمن کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ جلالۃ الملک سلطان یمن نے ٹیلیفون۔ تار اور ڈاک کے محکمہ کی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے وزارت کے لئے شیخ سیف الاسلام الحسن کا تقرر فرمایا ہے۔ آپ عنقریب چارج لے کر اس شعبہ از سر نو منظم کریں گے۔

مصر و ہسپانیہ میں تجارتی معاہدہ

کچھ عرصے سے مصر و ہسپانیہ میں تجارتی معاہدہ کے متعلق جو گفت و شنید ہو رہی ہے اس کی تکمیل ہو گئی ہے۔ معاہدہ کے متعلق جو کاغذات [illegible] ثانسو سویر شاہ اسپین کی حکومت کے پاس بھیجے گئے تھے۔ وہ صادرات خارجیہ مصر کے دفتر میں چند ضمیموں کے ساتھ موصول ہو گئے

(مدینہ)

تاریخ گورو گرنتھ صاحب

(سلسلہ ۷)

از جناب شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی مبلغ اسلام

گذشتہ نمبروں میں یہ دکھایا گیا ہے کہ سکھوں کی مذہبی کتاب گرنتھ صاحب میں بے انتہا تغیر و تبدل ہوا ہے۔ اور اس وقت جس قدر قلمی نسخے کہیں کہیں ملتے ہیں۔ وہ سب باہم مختلف ہیں۔ مگر باوجود اس تمام تغیر و تبدل کے سکھ صاحبان اکثر یہ کہا کرتے ہیں کہ گذشتہ زمانہ میں گورو صاحبان کے کلام میں تحریف ہوئی ہو تو ہوئی ہو۔ مگر گورو ارجن صاحب اور گورو گوبند سنگھ صاحب کی تقسیم کے بعد موجودہ مروجہ گرنتھ صاحب اصل کلام ہے۔ اس میں کوئی کلام ایسا نہیں کہ جس کے متعلق یہ کہ سکیں کہ یہ الحاقی ہے۔ بالفرض اگر موجودہ کلام میں کوئی ترمیم یا تنسیخ یا تحریف نہیں ہوئی تو بھی گورو ارجن صاحب کا ایک انبار کلام سے انتخاب کرنا ثابت کرتا ہے کہ اگر گورو ارجن صاحب کے بعد نہیں تو آپ سے پہلے گورو نانک و دیگر گورو صاحبان کے کلام میں تو ضرور تحریف ہوئی۔ لیکن اس فرض محال کو چھوڑتے ہوئے ہم اپنے سکھ بھائیوں کو یہ بتا دینا چاہتے ہیں کہ موجودہ مروجہ گرنتھ بھی تحریف سے خالی نہیں۔ مثال کے طور پر راگ مالا کو ہی لے لیجئے۔ جو موجودہ مروجہ گرنتھ ہے۔ اس کے متعلق سکھ مورخین کا یہ فتویٰ ہے۔ کہ یہ الحاقی کلام ہے نہ معلوم کب اور کس نے گرنتھ میں ملا دیا۔ اپنے اس دعویٰ کی دلیل میں ہم دو ایک تاریخوں کے حوالے درج کر دینا ضروری سمجھتے ہیں۔ تا کہ مسلمان واقفیت حاصل کریں اور سکھ صاحبان ہدایت پائیں سو ہو نہ ا۔

۱۔ سکھوں کی سب سے پرانی اور مشہور تاریخ سورج پرکاش مداس رُت ۷ انک ۹۳ تا ۴۱ میں لکھا ہے۔

۱۔ لکھے سمت سوئے سو رو سری گرنتھ صاحب کے ماہ
اتم سب کے لکھ مداونی مندرت حر لگی جن راہ
۲۔ بھوگ سگل بانی کو کا ئیہہ تہا جس کی کہی نہ جائے
بھوجل بھیو کو جہاج وڈ پربھو کر پالتے پار پرا وے
۳۔ راگ مال بیہری گورو کی کرت نہ ہیں مندوتی لگ گورین
اسمیں شبہ نسنے کچھ کر بیہہ جے سنے اولو کو بین
۴۔ مادھونل عالم کوی کینس تس میہ ترنکاری کہی ہیں
راگ راگنی نام گنے تیہہ پانے سری ارجن کرنت ہے نہ
۵۔ اوشدھ نہیں لکھی یہ گورنے کدھو سکھ کا ہو لکھ دین
راگ نام سب جانے داگی ایہ کارن لکھ دئی پر بین

ترجمہ

۱۔ سارے سوئے گورو گرنتھ صاحب میں لکھ کر سب کے آخر مندا ونی (مہر) لکھ کر کلام کو ختم کیا۔

۲۔ یہ مہر تمام کلام کو ختم کرتی ہے۔ یہ وہ کلام ہے جس کی تعریف بیان سے باہر ہے۔ دنیا کے خطرناک سمندر کو عبور کرنے کا یہ کلام جہاز ہے۔ جو خدا کے فضل سے ضرور ساحل پر پہنچا دے گا۔

۳۔ رنگ مالا۔ (گرنتھ صاحب میں ایک کلام کا نام ہے) گورو صاحبان کا کلام نہیں ہے۔ مہر تک ہی گورو صاحبان کا کلام ہے۔ اس میں کوئی شک نہ کرنا۔ شک ہو تو اپنی لاعلمی سمجھنا۔

۴۔ مادھونل عالم شاعر نے یہ راگ مالا (اپنی کتاب علم موسیقی میں) لکھی ہے۔ اس میں ترنکاری بتلائی ہے۔ راگوں اور راگنیوں کے نام اس میں اس نے گنے ہیں۔ یہ گورو ارجن صاحب کی تصنیف نہیں ہے۔

۵۔ یہ معلوم نہیں کہ یہ گرنتھ میں گورو نے لکھی ہے یا کہ کسی اور سکھ نے کسی وقت لکھ دی ہے۔ غالباً اس لئے کسی نے لکھ دی کہ راگی (گانے والے) راگ راگنیوں کے نام جان لیں۔

۲۔ رہت نامہ بھائی چوپا سنگھ انک ۱۶۲ میں لکھا ہے کہ
"گورو گرنتھ صاحب کا بھوگ شلوکوں پر پاوے"

یعنی گورو تیغ بہادر صاحب کے کلام پر جو گرنتھ صاحب کے آخر میں ہے گرنتھ کو ختم کرے۔ اگر راگ مالا شامل ہوتی تو ختم اس پر لکھا تھا۔ کیونکہ مروجہ نسخوں میں راگ مالا سب سے آخری کلام ہے۔ لہذا بھائی چوپا سنگھ جی کا یہ فرمان کہ گرنتھ صاحب کا بھوگ شلوکوں پر پاوے صاف ظاہر کرتا ہے کہ راگ مالا گرنتھ صاحب کا حصہ نہیں۔

۳۔ سکھوں کے مشہور مصنف بھائی کاہن سنگھ صاحب گیانی ساکن نابھہ اپنی تصنیف گورمت سدھاکر کلا ۱۱ کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں:

"بہت لوگ گرنتھ صاحب کا ختم راگ مالا پڑھ کر کرتے ہیں۔ لیکن راگ مالا گوربانی نہیں۔ یہ عالم شاعر نے اکبر کے زمانہ میں ۱۶۹۱ء میں گورو گرنتھ صاحب کے جمع ہونے سے مدتوں پیشتر لکھی تھی۔ مادھونل شاعر (جو عالم شاعر سے بھی مدتوں پیشتر ہوا ہے) کی کتاب "مادھونل سنگیت" میں یہ راگ مالا اسی طرح لکھی ہوئی موجود ہے۔ . . . صرف ونحو کے مخالف ہمارے کئی بھائی راگ مالا یہ عبارت پرتھم راگ بھیرو وے کرہی . . . . کمشٹ ان گاوے۔ دیکھ کر بھی ضد کرتے ہیں۔ کہ راگ مالا مادھونل سنگیت میں سے نہیں لی گئی۔ وہ اتنا نہیں سوچتے کہ راگ مالا کی یہ مذکورہ عبارت کسی گذشتہ مضمون سے تعلق رکھتی ہے۔ اور وے اور ان ضمیروں کے لئے اوپر کہیں نام آ چکے ہیں۔ (یعنی گرنتھ صاحب میں جو راگ مالا درج ہے اس میں ان ضمیروں کے لئے نام کہیں مذکور نہیں اور مادھونل کی کتاب میں جو راگ مالا مکمل ہے اس میں ان ضمیروں کے مراجع موجود ہیں) پٹیالہ بابا آلہ سنگھ کے برج اور کئی اور جگھوں میں پرانے قلمی گرنتھ صاحب دیکھنے میں آئے ہیں۔ ان میں یہ راگ مالا نہیں ہے۔"

۴۔ تاریخ گورو خالصہ مصنفہ بھائی گیان سنگھ صاحب حصہ دوم
"تمام کلام لکھوا کے گورو ارجن صاحب نے آخر میں مندا ونی (مہر) لکھ کر کلام کو ختم کیا۔ کیونکہ مہر کے معنی بند کرنے کے ہیں۔ جس طرح خط لکھ کر آخر میں مہر لگا کر بند کیا جاتا ہے۔ جس کا مطلب ہوتا ہے۔ کہ اب اس کے بعد کچھ نہیں۔"

راگ مالا کے متعلق بھائی صاحب اس صفحہ کے حاشیہ پر لکھتے ہیں کہ:—

"اس میں کسی محلے کا نام نہیں۔ نہ نانک نام بھی اس میں نہیں۔ گورو صاحب کی شاعری سے یہ نہیں ملتی۔ گورو گرنتھ صاحب کے سب راگوں کی فہرست اس میں نہیں۔ اور اس کے بیان کردہ تمام راگ گورو گرنتھ صاحب میں نہیں۔ - - - - - - - - - - - خدا کے نام کی گورو کی تعریف بھی اس میں نہیں۔ مادھونل کی کتاب علم موسیقی میں گورو گرنتھ صاحب کے جمع ہونے کے زمانہ سے ۹ سال پیشتر یہ راگ مالا موجود تھی۔ (اس سے صاف ظاہر ہے کہ بھائی گیان سنگھ بھی دبی زبان سے اس کو الحاقی تسلیم کرتے ہیں)"

۵۔ گرنتھ صاحب کی لغت پنڈت تارا سنگھ صاحب ساکن پٹیالہ کی جلد ۲ ص ۵۴۳ پر لفظ مندا ونی (مہر) کی ذیل میں پنڈت صاحب لکھتے ہیں:—

"راگ مالا گوربانی نہیں"

ان جملہ حوالجات سے یہ بالبداہت ثابت ہے کہ راگ مالا الحاقی کلام ہے۔ کتاب میں اگر ایک جگہ بھی الحاق ثابت ہو جائے تو ساری کتاب مشتبہ و مشکوک ہو جاتی ہے۔　(باقی باقی)

وسعتِ اسلام

اسلام کا خدا رب العلمین ہے۔

اسلام کا رسول رحمۃ اللعالمین ہے۔

قرآن کے نزدیک اسلام چند نام نہاد رسمی عقاید کا نام نہیں بلکہ اس نے فطرت اور اسلام کو دو مترادف چیزیں بتلایا ہے۔ اور اس تمام قانون اور نظام فطرت کا نام اسلام رکھا ہے۔ جو صرف نوع انسان ہی کا نہیں، بلکہ اس ساری کائنات کا مشترکہ دین ہے۔

اسلام سے پہلے تمام مذاہب کے پیرووں نے اپنی اپنی جتھہ بندیوں کو اس خیال پر قائم کر رکھا تھا کہ ان کے مخصوص مذہب کے سوا باقی تمام مذاہب جھوٹے ہیں۔ اس کے برخلاف اسلام نے اپنے وجود کو تمام مذہبوں۔ تمام نبیوں۔ اور تمام آسمانی کتابوں کی صداقت کی تصدیق پر جو اپنے اندر رکھتے ہیں قائم کیا ہے۔ اور اعلان کیا ہے کہ دنیا کی ہر قوم میں خدا کے نبی آئے۔ یہ تمام نبی ایک جماعت کے افراد تھے۔ ان کی تعلیم ایک تھی۔ ان سب کی تصدیق و احترام ضروری ہے اور اس طرح تمام گذشتہ مذاہب کو اس نے اپنے دائرہ وسعت میں شامل کر لیا ہے۔

اسلام نہ صرف تمام نوع انسان کو، بلکہ تمام کائنات کو ایک ذات واحد کی حیثیت دیتا ہے اور بتلاتا ہے کہ یہ سب کچھ ایک مشترکہ غرض کے لئے پیدا ہوا ہے۔ اور اسی اصول کی بنا پر وہ اپنے پیرووں کو حکم دیتا ہے۔ کہ وہ ان تمام کاموں کی تکمیل میں جن کی بنیاد نیکی اور ارتقاء پر ہو ایک دوسرے کی مدد کریں۔

اسلام صرف مذہبی فرقہ بندیوں ہی کا مخالف نہیں، بلکہ عالم انسانیت میں بھی ہر قسم کی فرقہ بندی کا، خواہ وہ کسی نام سے کی جائے مخالف ہے۔

اسلام سے پہلے انسان سمجھتا تھا کہ گوشہ نشینی، ورد و وظائف اور دنیا سے قطع تعلق دین ہے۔ اور فکر معاش۔ حصول زر و مال اور علاقہ اہل و عیال دنیا ہے۔ اسلام نے دین و دنیا کے اس غلط فرق کو مٹایا۔ اور اعلان کیا کہ احکام خداوندی کے مطابق اپنی دنیا کا ... اصل دین ہے۔ اسلام نے رہبانیت اور ترک جہاد کے مقابلہ پر ... اور نسل کو ترقی دینا واجب ٹھہرایا۔ اور اس کو بہترین حق پرستی قرار دیا۔ کہ انسان اپنے نوار سے خود بھی فائدہ اٹھائے۔ اور دوسروں کو بھی فائدہ پہنچائے۔ اور اسی بنا پر اس نے اپنے احکام میں انسان کی سہولت اور استطاعت کو مد نظر رکھا ہے۔

ایک عام نظر

اسلام سے پہلے طہارت جسم کو معیوب سمجھا جاتا تھا۔ اسلام نے اسے جزو نماز ٹھہرایا۔ اسلام سے پہلے عورتیں اور غلام اپنی پستی کے باعث عام انسانی ترقی کی راہ میں حائل تھے۔ اسلام نے ... مساوات کے حقوق دیئے۔ اسلام سے پہلے زینت و مسرت ... دینداری کے خلاف سمجھا جاتا تھا۔ اسلام نے اس کے جواز کا فتویٰ ... اور اسی قسم کی دوسری انتہا پسندیوں کی اصلاح کی۔ نوع انسان پر علم و فضل اور اخوت و مساوات کی راہیں کھولیں۔ اور اعلان کیا کہ اسلام میں نئے اور پرانے مسلمان کا درجہ برابر ہے۔ اسلام نے کسی قوم کو اچھوت قرار نہیں دیا۔ اسلام کسی حسب نسب کا قائل نہیں۔ نہ اس میں کالے اور گورے کی تفریق ہے۔ اور نہ خون اور زبان کا امتیاز۔ وہ کہتا ہے کہ اللہ کے نزدیک وہی انسان زیادہ مکرم ہے جو زیادہ متقی ہے۔ اسلام نے انسانی جذبات و خواہشات کی ہلاکت تجویز نہیں کی۔ بلکہ ایسے اصول پیش کئے جن سے انسان کے اپنے جذبات اصلاح پذیر ہو کر اخلاق فاضلہ کی صورت اختیار کر لیں۔ اسلام جدوجہد کا حکم دیتا ہے۔ انسان کی جبلی شرافت و معصومیت کا اعلان کرتا ہے۔ محنت اور کسب حلال کو عبادت قرار دیتا ہے۔ اختلاف رائے کو رحمت ٹھہراتا ہے۔ لباس جسم اور دل کی پاکیزگی پر زور دیتا ہے۔ مختصر یہ کہ انسان کو ساری کائنات کا سردار، خدا کا خلیفہ اور اس کی نعمتوں کا امین قرار دیتا ہے اور اس منصب عظیم کے حصول کے لئے اس کے سامنے زندگی کا ایک ... دستور العمل پیش کرتا ہے اور پھر اس دستور العمل کی صداقت پر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زندگی کو ایک دلیل، ایک معیار اور ایک مثال قرار دے کر ساری دنیا کو اپنی طرف کھینچتا ہے اور آزادی دوام کے بہشت میں داخل کر دیتا ہے۔　(ایمان)

خبریں

— آئندہ چہار شنبہ کو ملک معظم دارالامرا کی شاہی گیلری میں گول میز کانفرنس کا افتتاح فرمائیں گے۔ لیکن بعد ہیں کانفرنس کے اجلاس قصر سینٹ جیمز میں منعقد ہوں گے۔ انتظامات مکمل ہو گئے ہیں۔ کچھ عرصہ سے کانفرنس کے سیکرٹریٹ کے دفتر اسی قصر میں مقیم ہیں۔ گذشتہ چند روز سے ہندوستانی ریاستوں اور برطانی ہندوستان کے مندوبین کے غیر رسمی ابتدائی جلسے بھی اسی محل میں ہو رہے ہیں۔

— بمبئی ۷ر نومبر۔ ہندوؤں اور مسلمانوں میں مفاہمت کی کوششیں برابر جاری ہیں۔ چنانچہ آج صبح اسی غرض کے لئے ایک اجلاس منعقد ہوا جس میں تمام غیر مسلم جماعتوں کے نمائندے شریک ہوئے۔ اجلاس میں مسلمانوں کی اس تجویز پر غور و خوض کیا گیا کہ غیر مسلموں کے چھ نمائندے ہز ہائینس آغا خاں سر محمد شفیع اور ایم اے جناح کے ساتھ جو مسلمانوں کے خیالات و آراء کی ترجمانی کرنے کے مجاز قرار دیئے گئے ہیں۔ گفت و شنید کریں۔ بنا بریں اس مقصد کے لئے سر تیج بہادر سپرو۔ مسٹر آر جیکر۔ سردار اجل سنگھ۔ ڈاکٹر مونجے۔ ڈاکٹر امبیدکر آدم اے ٹی پیر سلوام کا تقرر عمل میں آیا۔ ہندوؤں اور مسلمانوں کی یہ کانفرنس کل کام شروع کریگی۔

— فری پریس کی اطلاعات مظہر ہیں کہ ۴ نومبر کی صبح کو غیر مسلم مندوبین نے مسٹر جناح کے چودہ نکات پر بحث مباحثہ جاری رکھا۔ لیکن کسی نتیجہ پر نہ پہنچ سکے۔ اس لئے جلسہ ۹ بجے شام تک ملتوی ہو گیا۔ مسئلہ زیر بحث یہ تھا کہ ہندو مسلم مسئلہ کے تصفیہ کے لئے ایک مختصر سی کمیٹی مرتب کی جائے جس میں آٹھ مسلمان آٹھ غیر مسلم مندوبین شامل ہوں اور انہیں فیصلہ کے کامل اختیارات دیئے جائیں۔

جن برطانی سیاست دانوں کے ہندوستانی مندوبین کو ملاقات کا موقعہ ملا۔ انہوں نے یہی کہا کہ برطانی مندوبین ہندوستان کی اعلیٰ درجہ کی سیاسی ترقی کا مطالبہ بھی اسی صورت میں کر سکتے ہیں جب ہندوستانی فرقہ وار اور جماعتی مسائل کے متعلق پہلے اتحاد کر لیں۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ تمام مباحث میں فرقہ وار مسئلہ سب سے زیادہ اہم کہا جاتا ہے۔

— افواہ ہے کہ بھگت سنگھ۔ سکھدیو اور راجگورو نے حکام جیل کی بدسلوکی کے خلاف احتجاج کرنے کی خاطر فاقہ شروع کر دیا ہے۔ دریافت کرنے پر حکام جیل خانہ نے اس کی تصدیق نہیں کی اور بتایا کہ اگر ان سے کسی قسم کی بدسلوکی ہوتی تو ان کے وزن میں کیوں اضافہ ہو جاتا۔

— لندن ۸ر نومبر۔ آج شام کو فرقہ وار مسائل پر بحث و تمحیص کرنے کے لئے ہندوؤں اور مسلمان نمائندوں کی مشترکہ کانفرنس زیر صدارت ہز ہائینس آغا خاں منعقد ہوئی۔ مسلم مطالبات کے چودہ نکات پر بالتفصیل غور و بحث ہوئی۔ کل بعد دوپہر پھر جلسہ ہوگا۔ مشترکہ کانفرنس کے اجلاس کے بعد شام کو مسلم نمائندے علیحدہ جلسہ کریں گے۔

گول میز کانفرنس کے ہندو مندوبین قصر بکنگھم میں گئے۔ جہاں مسٹر وجوڈ بین وزیر ہند نے انہیں درباری کمرے میں ملک معظم اور ملکہ معظمہ کی خدمت میں باریاب کرایا۔ شاہ جارج اور ملکہ میری نے تمام مندوبین سے مصافحہ فرمایا۔

— لندن ۸ر نومبر۔ آج مولانا محمد علی اپنی بیگم کی معیت میں لندن تشریف لے آئے ہیں۔ ممدوح کی صحت کسی قدر اچھی ہے۔

— پشاور ۱۱ر نومبر۔ معلوم ہوا ہے کہ آفریدی جرگہ پر شغد و نقام جلانے کے جرم میں دس ہزار روپیہ جرمانہ کیا گیا ہے۔ تیراہ میں قبائل کے موجودہ حادثات قتل کے ذمہ دار قبیلہ ذکا خیل کے آدمی ہیں۔

— شیر ودار ۱۱ر نومبر۔ ستیا گرہی رضا کاروں کی زیر قیادت تقریباً ایک ہزار آدمیوں نے ۹ر ماہ حال کو ذخیرہ نمک پر چھاپہ مارا اور ۵ سو من نمک اٹھا کر لے گئے حملہ آوروں نے یہ نمک فی الفور فروخت کر دیا۔ دس رضا کار گرفتار کر لئے گئے۔

— الہ آباد ۱۱ر نومبر۔ مسز شیام کمار نہرو مسز کرشنا نہرو۔ پنڈت سندر لال پنڈت کے ڈی مالویہ اور مسٹر منظر علی سوختہ میں سے ہر ایک کو پچاس پچاس روپے جرمانہ یا ایک ایک ماہ قید محض کی سزا دی گئی۔

— الہ آباد ۱۲ر نومبر۔ کسی نامعلوم شخص نے مس کرشنا نہرو کا جرمانہ ادا کر دیا۔ جب پنڈت موتی لال نہرو نے یہ خبر سنی تو کہنے لگے کہ جرمانہ ادا کرنے والے نے میری بیٹی اور ملک کے ساتھ سخت دشمنی کی۔

— احمد آباد ۱۱ر نومبر۔ مسٹر جیون لال دیسائی بیرسٹر ایٹ لا نے جو اس عمارت کے مالک ہیں جس میں گاندھی جی کا پریس واقع تھا اور جسے حکومت نے پریس آرڈیننس کے ماتحت ضبط کر لیا ہے۔ حکومت کو دو ماہ کا نوٹس دیا تھا۔ کہ جب سے حکومت نے اسے ضبط کر لیا ہے اس وقت سے آج تک کا چار سو روپیہ ماہوار کرایہ ادا کیا [illegible]

کے خلاف دعویٰ کرنے والے ہیں۔

— چیف پریزیڈنسی مجسٹریٹ نے دفعہ ۱۴۴ کے ماتحت ایک حکم نافذ کیا ہے جس کے رو سے دو ہفتہ تک شہر میں پبلک مقامات میں مظاہرے اور جلسے کرنا ممنوع کر دیا گیا ہے۔ کیونکہ ان کی رائے میں ایسے جلسے اور مظاہرے سے نقص امن اور خطرات کا باعث ہیں۔

— لاہور ۱۲ر نومبر۔ آج ہاشم کرشن کے بیٹے دبرانذر اور دیگر ۴ نوجوانوں کا مقدمہ سٹرے لال کے روبرو پیش ہوا۔ ملزموں کو سردار بھگت سنگھ وغیرہ کی سزا پر پکٹنگ کرنے کے جرم میں تین تین ماہ قید کی سزا ہوئی تھی۔ عدالت نے ملزموں کو سزا میں تخفیف کرتے ہوئے حکم دیا کہ ملزم ۱۸ر اکتوبر کو گرفتار ہوئے۔ اور ایک ماہ جیل میں رہے۔ یہ سزا کافی ہے۔ اس لئے باقی ماندہ سزائیں منسوخ کی جاتی ہیں۔

— پشاور ۱۲ر نومبر۔ مولانا اللہ بخش یوسفی اسسٹنٹ سیکرٹری پشاور خلافت کمیٹی کے خلاف مقدمہ زیر دفعہ ۱۲۴ کی سماعت ۱۲ر نومبر کو سٹی مجسٹریٹ کی عدالت میں شروع ہو گئی۔ مولانائے موصوف فرنٹیئر ٹریجڈی کی ضبط شدہ رپورٹ شائع کرنے کا الزام عائد کیا گیا ہے۔

— حکومت پنجاب نے مزید ۱۴۷ قیدیوں کی رہائی کا حکم دیا ہے۔ جو سول نافرمانی کی تحریک کے سلسلہ میں مجرم گردانے گئے تھے۔ اور سزایاب ہو چکے تھے۔ ان کی رہائی کا حکم اس شرط پر دیا گیا ہے۔ کہ وہ اس امر کا اقرار کریں کہ وہ آئندہ حکومت کے خلاف کسی کارروائی یا مظاہرہ میں حصہ نہیں لیں گے۔ مذکورہ بالا قیدیوں نے ایک تحریری بیان کے ذریعے یہ شرط منظور کر لی ہے۔

— لندن ۱۳ر نومبر۔ جب سے انگریز ہندوستان پر قابض ہوئے ہیں یہ پہلا موقعہ ہے کہ شاہ انگلستان نے باہمی مشورہ کی کانفرنس کی بحیثیت شہنشاہ ہند صدارت فرمائی۔ اور اس تاریخی اجتماع کو شاہانہ برکات سے مشرف کیا جس کے سامنے نہایت اہم مسائل درپیش ہیں۔ کانفرنس کے افتتاح کے موقعہ پر دارالامراء کی شاہی گیلری میں شاہانہ تزک و احتشام کا مظاہرہ ہوا۔ سارا ہال برطانیہ اور ہندوستان کے ممتاز اصحاب سے لبریز تھا۔ سنہری تخت وسط میں رکھا ہوا تھا۔ جو سارے منظر پر فائق نظر آتا تھا۔ وزیر اعظم۔ والیان ریاست اور ان کے وزیر تخت کے دائیں جانب بیٹھے ہوئے تھے۔ وزیر ہند اور دوسرے برطانوی نمائندے بائیں جانب تھے۔ برطانی ہند کے مندوبین کی نشستیں تخت کے سامنے تھیں۔ عورتوں نے ہلکے رنگ کی ساڑھیاں پہن رکھی تھیں۔ برما کے نمائندے اپنے قومی لباس میں ملبوس تھے۔ والیان ریاست نے عموماً سیاہ رنگ کے لباس زیب تن کر رکھے تھے۔ جن لوگوں کو امید تھی کہ اس موقع پر والیان ریاست اپنے بیش بہا جواہرات پہن کر آئیں گے وہ بڑے مایوس ہوئے۔ بارہ بجے کی گھنٹی بجتے ہی ساری گفتگو دفعتاً ختم ہو گئی۔ تمام حاضرین سر و قد کھڑے ہو گئے۔ اور ملک معظم تشریف لے آئے۔ وزیر اعظم آپ کے ہمرکاب تھے۔ ملک معظم نے اپنی تقریر جو اشاعت دیرروزہ میں شائع ہو چکی ہے آٹھ منٹ میں ختم کر دی۔ بعد ازاں مندوبین کو سلام کہہ کر تشریف لے گئے۔

وزیر اعظم کی تقریر ۱۰ منٹ تک جاری رہی۔ ساری تقریب پچاس منٹ میں ختم ہو گئی۔ مقررین کی تقریروں پر متعدد بار اظہار تحسین کیا۔ مہاراجہ کشمیر نے بیان کیا۔ کہ تمام والیان ریاست اور باشندگان ہند عزت اور مساوات کے مرتبہ کے خواہاں ہیں۔ نیز جب مسٹر شاستری نے یہ توقع ظاہر کی کہ ہماری کانفرنس دانش و تدبر کی کانفرنس کے طور پر ہمیشہ یاد کی جائے گی تو حاضرین نے خاص طور پر تالیاں بجائیں۔ تقریروں کے بعد باقی کام چند منٹ میں مکمل ہو گیا۔ وزیر اعظم نے تجویز پیش کی کہ کانفرنس کے کام کے لئے ایک مستقل کمیٹی بنا دی جائے۔ تمام شرکا نے یہ تجویز منظور کر لی۔ مہاراجہ الور۔ وزیر ہند۔ مہاراجہ بیکانیر۔ کرنل ہکسر سر سموئیل ہور۔ سر اکبر حیدری۔ سر مرزا اسمٰعیل۔ مسٹر جیکر۔ مسٹر جناح۔ مسٹر بی این مترا۔ لارڈ ریڈنگ۔ سر تیج بہادر سپرو۔ مسٹر شاستری۔ سر محمد شفیع۔ سردار اجل سنگھ اور کرنل کارڈ اس کمیٹی کے ممبر مقرر ہوئے۔ بعد ازاں کانفرنس ۱۷ر نومبر پر ملتوی ہو گئی۔

سائمن کمیشن پر حکومت ہند کی یادداشت شائع ہو گئی۔ سفارشات کا خلاصہ حسب ذیل ہے:-

(۱) حکومت ہند کا نظام فیڈرل (وفاقی) ہونا چاہیئے۔ کیونکہ ہندوستان کا نصب العین یہی ہے۔ کہ اس کی حکومت میں صوبجات اور ریاستیں مساوی حیثیت سے شریک ہوں۔

(۲) صوبجات کو کامل خود اختیاری حکومت دی جائے۔ اور قانون و انتظام کا شعبہ بھی نمائندگان جمہور کی طرف منتقل کر دیا جائے۔

(۳) اسمبلی میں ۱۰۵ ممبر ہونے چاہئیں جن میں سے پچاس مسلمان ہوں۔ ان کے علاوہ صوبہ سرحد سے ۳۔ بلوچستان سے ایک اور کورگ سے ایک نمائندہ لیا جائے۔ (گویا مجموعی طور پر مسلمانوں کی تعداد ڈیڑھ سو میں سے ۵۳ ہو گی)

(۴) صوبہ دہلی کی طرف سے اسمبلی میں دو نشستیں ہونی چاہئیں۔ (ایک ہندو اور ایک مسلمان)

(۵) کونسلوں کی مدت عمر بجائے [illegible]

(۶) پنجاب اور بنگال میں مسلمانوں کی نیابت کے متعلق حکومت ہند نے کوئی قطعی تجویز پیش نہیں کی۔ لیکن رجحان یہ ہے کہ حکومت پنجاب کے امکان کی تجویز منظور کی جائے۔ یعنی انچاس فیصدی نیابت دی جائے۔

(۷) نیابت جداگانہ قائم رکھی جائے۔ اور بعض صوبوں میں مسلمانوں کی اقلیت کو جو زائد نشستیں دی گئی ہیں وہ برقرار رکھی جائیں۔

(۸) سکھوں کے لئے پنجاب کونسل میں حکومت پنجاب نے جتنی نشستیں تجویز کی ہیں (یعنی سترہ اٹھارہ فیصدی) ان سے زیادہ نہیں دی جا سکتیں۔

۹۔ صوبہ سرحد کے متعلق حکومت ہند نے جتنی بحث کی ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس کے نزدیک اس صوبہ کو مانٹیگو چیمسفورڈ کی اصلاحات سے بہتر نظام حکومت نہ دیا جانا چاہئے۔ جو ہندوستان کے باقی حصوں کے تقریباً مساوی ہوگا۔

۱۰۔ بلوچستان کی حالت بدستور رہے۔

۱۱۔ برما کی علیحدگی اصولاً منظور ہے۔ لیکن حکومت کے نزدیک سرمایہ و دیگر معاملات کے متعلق بعض تحفظات نہایت ضروری ہیں۔

۱۲۔ سندھ کے متعلق کوئی قطعی رائے نہیں دی گئی۔ بلکہ سائمن کمیشن کی طرح اس کے مستقبل کو انتظامی و مالی قابلیت کی تحقیق پر منحصر رکھا گیا ہے۔

— لاہور ۱۳ر نومبر۔ اعلان کیا گیا ہے کہ پنڈت موتی لال نہرو کی ہدایات کے مطابق تمام صوبہ پنجاب میں یوم جواہر لال ۱۶ر نومبر کو منایا جائے گا۔ دوپہر کے بعد جلوس نکالے جائیں گے۔ جلوسوں کے صدر قومی جھنڈا بلند کرنے کی رسم ادا کریں گے۔ اور ایک قرارداد کے ذریعے سے پنڈت جواہر لال کی اس تقریر کے ساتھ اتفاق رائے کا اظہار کریں گے جو حال ہی میں آپ نے الہ آباد میں کی تھی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۱۸ | ۲۸ رجب سنہ ۱۳۴۹ھ | نمبر ۸۴

آریہ سماج کے سالانہ جلسہ پر ایک نظر

آریہ سماج کا سالانہ جلسہ آیا اور چلا گیا۔ آریہ اخبار نویس لکھتے ہیں کہ جلسہ نہایت شاندار تھا۔ لوگ کثرت سے ان جلسوں میں شامل ہوئے۔ اور مقررین نے پورے جوش کے ساتھ تقاریر کیں کہتے ہیں کہ تقریر کرنے والوں نے لوگوں کے دلوں میں دہرم اور مذہب کی برقی لہریں دوڑا دیں۔ یہ سب سچ ہے اور اس میں ذرہ بھر جھوٹ نہیں جس کثرت سے لوگ آریہ سماج لاہور کے جلسوں میں شامل ہوتے ہیں۔ قادیانیوں کی ساری دنیا کی آبادی بھی باایں ہمہ ادعاء کثرت اعداد و شمار اس کے بالمقابل کم ہی معلوم ہوتی ہے۔

لیکن قابل غور یہ امر ہے کہ لوگوں کا یہ اجتماع اور مقررین کی دل ہلا دینے والی تقریریں کس غرض کے لئے آخر اس قوم کا نصب العین اور مطمح نظر کیا ہے؟ کیا ویدک دہرم یا وید کی اشاعت! لیکن کونسے وید اور کونسا ویدک دہرم؟ کہ جن کی نسبت یہ بیان کیا گیا کہ آریوں کے بڑے بڑے پنڈت ویدوں میں تحریف اور گڑبڑ کے قائل ہیں۔ سوامی سات ولیکر پنڈت بھگوت دت۔ بھائی پرمانند۔ سوامی ہری پرشاد کا سرسری نام لے دینا ہی کافی ہے۔ اس سے پیشتر آریہ کہتے تھے کہ سوامی دیانند جی کا بھاشیہ ہمارے نزدیک مسلم اور مستند ہے۔ لیکن آج اس بھاشیہ کو بچوں کا کھیل مصلحت وقت کا راگ اور سائن اچاریہ کے بالمقابل ادنیٰ بھاشیہ خود آریہ پنڈت قرار دے رہے ہیں۔ ویدوں میں جو کچھ ہے وہ آریہ پنڈت سے دیو اجیری اور رکھیم کرن کے بھاشیہ سے ظاہر ہے کہ جس کی تردید متعصب اور زمانہ ساز پنڈت اخبارات میں آجکل کر رہے ہیں۔

پھر کیا اس قوم کا نصب العین ویدک دہرم ہے؟ کونسا ویدک دہرم؟ آیا وہ۔ کہ جس کی صف سوامی دیانند جی نے مدت ہوئی لپیٹ دی۔ یا وہ کہ جس کی بنیاد خود سوامی جی نے رکھی۔ پرانک ویدک دہرم کو چھوڑیئے۔ سوامی جی کا نیا ویدک دہرم بھی آریہ سماج کے جلسوں میں دم توڑتا ہوا نظر آرہا تھا۔ سوامی جی نے ویدک دہرم کی سنسکار بودھی لکھی آریہ سماج نے اس کو رد کر کے نئی سنسکار ودھی بنالی۔ سوامی جی نے وطن و دستھا پر زور دیا۔ لیکن خود آریوں نے ذات پات توڑک منڈل کے سامنے ہتھیار ڈال کر اس کو اڑا دیا۔ سوامی دیانند نے ہندو سے آریہ بنایا۔ لیکن آریہ آریہ سے پھر ہندو بن گئے۔

آریہ سماج کے جلسے میں مسئلہ طلاق کے رائج کرنے پر زور دیا گیا۔ حالانکہ سوامی جی اس کے ہرگز قائل نہ تھے۔

وید شروع میں ایک ہی تھا۔ بیاس جی نے چار کر دیئے۔ اس کے تمام سناتن دہرمی قائل ہیں۔ آریہ سماجی شروع سے ہی چار مانتے تھے۔ اب آریہ سماج کے سب سے بڑے وید دان سوامی سات ولیکر بھی شروع سے ایک ہی وید ہونے کے قائل ہو گئے۔ چار وید گئے تو چار رشی بھی گئے۔

آریہ سماج کا بہت بڑا مسئلہ تناسخ تھا۔ اب ذات پات توڑک منڈل نے ذات پات کو توڑ کر اس مسئلہ کی جڑ پر کلہاڑا رکھ دیا ہے۔ آریہ سماج کا مخصوص مسئلہ ودھوا وواہ (بیوہ کا نکاح ثانی) نہ کرنا تھا۔ آریہ سماج نے اس کی ناکہ پڑ صدی۔ سوامی جی نے ۲۴ سال یا ۴۸ سال تک ماں باپ سے [illegible]

کہ کتنے فیصدی آریہ اس پر عمل کر رہے ہیں۔ اب تو گورو کل ہردوار میں بھی طلباء ویدک مشنری بننے کی بجائے پولیٹیکل لیڈر بننے ہوئے ہیں۔

اس مختصر سی تمہید کے بعد اب جلسہ کی تقریروں پر نظر ڈالئے۔ سب سے پہلے سوتنترانند جی نے بتایا کہ وید میں ایشور سے پرارتھنا کی گئی ہے کہ آپ ہماری رکھشا حفاظت کریں۔ آریہ تکشہ لگا سے کتنی بے معنی دعا ہے۔ ایشور فاعل مختار نہیں۔ بلکہ بالاضطرار ہے۔ انسان کی روح نے اسے مجبور کیا کہ وہ اس کو مذہب دے۔ اس کو دینا پڑا۔ اب جو کچھ ملے گا وہ اعمال کے مطابق ملے گا۔ دعا کیسی اور پرارتھنا کس سے؟ ایشور تو سوامی جی کے خیال کے مطابق ارواح کا بڑا بھیا ہے۔ وہ ہمیں دے ہی کیا سکتا ہے۔ وہی جو ہم اس سے اپنے دست و بازو سے لے لیں۔

پھر کہا کہ مراقبہ کے ایک لمحہ میں جو راحت ملتی ہے اس کے بالمقابل دنیا کا سارا سکھ کوئی چیز نہیں۔ کتنا پرانا اور زبیل خیال ہے کہ جس کا کوئی ثبوت دے نہیں سکتا۔ کیا یہی فلسفہ عبادت ہے۔ کہ جس کے پیدا کرنے پر آریہ سماج کو ناز ہے۔

یہ بھی غلط ہے کہ وید میں کہیں لکھا ہے کہ جو وید کے مطابق ہو وہ دہرم ہے اور جو وید کے خلاف ہو وہ ادہرم ہے۔ اس قسم کا کوئی منتر چاروں ویدوں میں نہیں۔ آپ کہتے ہیں کہ جو خانہ داری میں پڑکر مناسب وقت پر اولاد پیدا نہیں کرتے وہ پاپی ہیں۔ اگر یہ سچ ہے تو جن میں ایشور نے اولاد پیدا کرنے کی طاقت رکھی ہے انکا سنیاسی بن جانا اس سے بڑھ کر پاپی بننا ہے۔ اور بال برہم چریہ (رہبانیت) تو سرے سے ایشور نیم (قانون فطرت) کے خلاف ہوگا۔ آخر پر آپ نے دعا کی کہ ہمیں بدھی (عقل) حاصل ہو۔ اگر آپ نے گذشتہ جنم میں عقل حاصل کرنے کے کام نہیں کئے تو عقل نہیں مل سکتی۔ بلکہ سارے سماج مل کر بھی نعرہ لگائے تو عقل کی ایک رتی بھی نصیب نہیں ہو سکتی۔

پنڈت پریاورت نے "نرہ حق" پر تقریر کی۔ یعنی یہ کہ سچ بولا کرو۔ یہی ایک کام کی چیز تھی کہ جس پر پرکاش کو تاؤ آیا۔ اور اس کا مذاق اڑایا۔ کیوں نہ ہو۔ سوامی جی بھی تو مصلحت وقت کے ماتحت جھوٹ کو اچھا کہہ گئے ہیں پنڈت دھرمیندر ناتھ ترک شرومنی ایم اے نے طلاق اور وراثت عورتوں کا حق بتا کر ویدک دہرم کی جڑ پر تبر چلایا۔ سوامی سروانند نے ہمارے اس مضمون کی تائید کی۔ کہ آریہ سماج اپنے دہرم سے گر گیا ہے۔ اس کے ذمہ دار آریوں کے اپنے لیڈر ہیں۔ سوامی ستیانند جی نے عبادت پر زور دیا۔ مگر یہ یاد رہے کہ یہ وہی ستیانند ہیں جو آریوں کی کشتی کو سناتن دہرم کے گھاٹ پر واپس لا رہے ہیں۔ اور رام نام کا بھولا ہوا وظیفہ ان کو یاد دلا رہے ہیں۔ سوامی اچھیانند جی نے کہا کہ وید کا پڑھنا پڑھانا سننا سنانا یہ ہمارا اولیں فرض ہے۔ افسوس ہے کہ وید میں یہ کہیں نہیں لکھا۔ پھر آپ نے کہا کہ "اب آریوں کا وید پر اعتقاد نہیں رہا"۔ اعتقاد کیسے ہو۔ جوں جوں لوگ وید پڑھیں گے اعتقاد اٹھتا ہی جائے گا۔

پھر آپ نے کہا کہ "اوم پرماتما کا اعلیٰ نام ہے" افسوس ہے کہ سوائے یجروید کے تینوں ویدوں میں اس کا کوئی ذکر نہیں۔ اور یجروید میں بھی یہ مبعد میں ملایا گیا ہے۔ عورتوں کے لئے ان کا دہرم خاوند کی خدمت کرنا ہی بتا کر سوامی جی نے ویدک دہرم میں عورت کی حیثیت ظاہر کر دی۔

پنڈت لوکناتھ جی نے مہاتما گاندھی اور دوسرے ہندو لیڈروں کے کئے کرائے پر یہ کہ کر پانی پھیر دیا کہ عدم تشدد توجینیوں کا عقیدہ ہے۔ ویدک دہرم تو جنگ اور جہاد کا مذہب ہے۔ وہ لوگ جو مہاتما گاندھی اور کانگرس کی پالیسی کو ویدک دہرم کی خوبی بتایا کرتے ہیں آئندہ کے لئے کان پکڑیں۔ یہ ویدک دہرم کے بالکل خلاف ہے۔ لیکن آریوں نے اس بیان کردہ ویدک دہرم پر کہاں تک عمل کیا یہ قابل غور امر ہے۔

اس سے پیشتر کہ ہم بقیہ مضامین پر نظر کریں۔ یہاں مقصود ہی ویر تھیر کہ جس قدر ہم دیکھ چکے ہیں اس پر ایک اور پہلو سے نگاہ دوڑا لینی چاہئے کیا یہ کل لیکچر اور ویدک دہرم کا اکھڑا ہوا نقشہ مسلمانوں کے لئے تبلیغ اسلام میں کامیابی کی خوشخبری نہیں۔ آریوں کو اگرچہ لفظ اسلام سے دشمنی ہے لیکن اس کی روشنی کے وہ دلدادہ ہیں۔ اس کام کو پورے جوش کے ساتھ شروع کرنے کی بہت جلد ضرورت ہے۔ لوہا گرم ہو چکا ہے۔ اسلام کے سانچے میں اس کو ڈھال لینے کی ضرورت ہے۔ اس [illegible]

کے سالانہ جلسہ پر تشریف لائیے۔ کہ جو ۲۶-۲۷-۲۸ دسمبر کو لاہور میں منعقد ہوگا۔ اگر آپ ہندوستان میں۔ امن و امان کے خواہاں ہیں تو اشاعت اسلام کو اب ہندوؤں میں پورے جوش کے ساتھ شروع کیجئے۔ لیکن یہ کام آپ ایک منظم جماعت کے ساتھ شامل ہو کر ہی کر سکتے ہیں۔

مردم شماری ہو رہی ہے

مسلمانوں نے ہمیشہ اپنی سادگی کی وجہ سے برادران وطن سے دھوکا کھایا ہے۔ اور اب بھی غفلت کا متوالا مسلم خواب شیریں کے لطف اٹھا رہا ہے۔ مگر ہندو قریباً ایک صدی سے بیدار ہو چکا ہے۔ گذشتہ مردم شماریوں میں ہندو شمار کنندوں نے مسلمانوں کی تعداد کو جس طرح گھٹا کر دکھایا ہے وہ اب کوئی راز کی بات نہیں رہی۔ رسالہ "تبلیغ" آشیانہ نے چند اضلاع کا ایک مختصر سا نقشہ مردم شماری درج کیا ہے۔

یوپی کے ضلع مین پوری میں مسلم اور نومسلم راجپوتوں کی آبادی تقریباً دس ہزار ہے۔ مگر رپورٹ مردم شماری میں صرف ۲۹۳ لکھی ہے۔ ایٹہ میں ۱۵ ہزار ہے۔ مگر رپورٹ میں صرف ساڑھے تین ہزار درج ہے۔ فرخ آباد میں ۱۳ ہزار ہے مگر رپورٹ میں صرف ۱۰۱ اشخاص۔ اٹاوہ میں ۴ ہزار ہے۔ مگر رپورٹ میں صرف ۸۰ درج ہے۔

کانپور میں ۱۱ ہزار " " " ۱۲۴ "

فتحپور ۱۲ ہزار " " " "

یہ ہے ہمارے ہندو برادران وطن کا بنیا پن۔ کیا اب بھی مسلمان اس خوفناک ظلم اور وحشت کے خلاف ہوشیار نہ ہوں گے۔ خدا کے لئے فوراً بیدار ہو جائیے۔ اور ہر شہر میں متعدد کمیٹیاں بنا کر کام کی نگرانی شروع کیجئے۔ اور اس کے لئے پیشتر سے تجاویز سوچئے۔ لاہور کی آریہ سماج اور ہندوؤں نے اپنے اپنے سالانہ جلسوں پر اس موضوع پر تقاریر رکھ کر اپنا نظام عمل مقرر کر لیا ہے۔ مگر افسوس ہے کہ نہ تو انجمن حمایت اسلام نے اور نہ اور کسی انجمن نے اس کی طرف کوئی عملی قدم اٹھایا ہے۔

خطرہ ارتداد اور مسلمانوں کا جمود

آل انڈیا شدھی سبھا کی رپورٹ کے مطابق سنہ ۲۹ء میں مسلمان مرتدین کی تعداد چار ہزار سترہ ہے۔ اور آریوں نے اس سال میں ان کے مرتد کرنے پر ۲۲ ہزار روپیہ خرچ کیا ہے۔ یہ ارتداد کا حملہ مسلمانوں کی تعداد کو دن بدن گھٹاتا چلا جا رہا ہے۔ افسوس ہے کہ یہ دل ہلا دینے والے شمار و اعداد بھی مسلمانوں کو خواب غفلت سے بیدار نہیں کرتے۔ یہ آریوں کی صرف ایک سبھا کی کارگذاری ہے۔ اگرچہ اس کی شاخیں بھی اس میں شامل ہیں۔ تاہم مسلمانوں کی تمام انجمنوں نے ملکر بھی ایک سال میں سارے ہندوستان کے اندر اتنے مسلمان نہ بنائے ہونگے۔

ہندوستان کے دو ہز ہولی نس

ہمارے قادیانی ہز ہولی نس صاحب کے بالمقابل بوہروں میں بھی ملا سیف الدین طاہر ہز ہولی نس ہیں۔ ان دونوں حضرات کے عقائد اور طریق کار میں جو اشد مماثلت ہے اس پر غور کیجئے۔ خطاب دونوں کے یکساں ہیں۔ دونوں کو کان اللہ نزل من السماء کا مصداق سمجھا جاتا ہے۔ دونوں کی جماعت مسلمانوں کو کافر سمجھتی ہے۔ دونوں اپنی اپنی امتوں میں امام واجب الاطاعت ہونیکا ادعا رکھتے ہیں۔ دونوں جمہوریت کے دشمن ہیں۔ دونوں اپنی بھیڑوں کو دوسروں کی کتابیں پڑھنے سے روکتے ہیں۔ دونوں نے اب کے شملہ کا حج کیا۔ وائسرائے سے ملاقاتیں کیں۔ اور اپنے اپنے ذاتی اغراض کے لئے گورنمنٹ کی انتہائی وفاداری کے وعدے کئے۔ اور ہر وقت سر بکف رہنے کا اظہار دیا۔ دونوں نے اپنے اپنے ایجنٹوں کی معرفت حکام اور بڑے بڑے لوگوں سے ملاقات کے اوقات مقرر کئے۔ دونوں کا لنگر شملہ میں ہر نووارد کے لئے جاری تھا۔ اس میں فرق صرف اس قدر ہے کہ بمبئی کا ہز ہولی نس قادیان کے ہز ہولی نس پر روپیہ بہانے میں سبقت لے گیا۔ اس لئے علمائے کرام نے باوجود اس علم کے کہ ملاں صاحب خدا کا نائب ہونے کا دعویٰ رکھتے ہیں [illegible]

[illegible]

خطبۂ جمعہ

۱۰ر جنوری [illegible]

ق والقرآن المجید۔ خداوند کریم نے قرآن کی قسم کھائی ہے۔ اس قرآن کی جو بزرگی والا قرآن ہے یعنی قرآن کی صداقت پر قرآن کو ہی گواہ کے طور پر پیش کیا ہے۔ اور وہ شہادت دی ہے جسے بار بار اور مختلف پیرایوں میں بیان کیا ہے۔ کہ یہ مردہ زمین کو زندہ کرتا ہے۔ مُردہ دلوں کو زندہ کرتا ہے۔ مُردہ قوموں کو زندہ کرتا ہے۔ یہ حقیقت کبھی کھلے الفاظ میں اور کبھی تمثیلات کے پیرایہ میں بیان کی گئی ہے۔ چنانچہ یہاں پر آگے چل کر فرماتا ہے ونزلنا من السماء ماءً مبارکا فانبتنا بہ جنٰت وحب الحصید۔ یعنی آسمان سے پانی اُترتا ہے تو اُس کے ساتھ باغ اُگ آئے ہیں اور یہ مثال دے کر فرمایا کذالک الخروج۔ اسی طرح اس قرآن کے ساتھ بھی مردے زندہ ہو جائیں گے۔ اور یہی اس کلام منجانب اللہ ہونے کی دلیل ہے کہ وہ مُردوں کو زندہ کرتا ہے۔ اس لئے فرماتا ہے کہ تم ایک مُردہ قوم ہو۔ لیکن تم میں اگر زندگی پیدا ہو سکتی ہے تو صرف

قرآن کی برکت

سے۔ چنانچہ وہ زندگی پیدا ہوئی۔ پھر ایک وقت ایسا آتا ہے کہ وہ قوم جس کو قرآن نے زندہ کیا تھا وہ پھر اپنی پہلی حالت کی طرف عود کرتی ہے مگر افسوس کہ اس وقت یہ قوم قرآن شریف کی طرف توجہ نہیں کرتی حالانکہ اسی میں اس کی زندگی کے تمام وسائل موجود ہیں۔ فرزندانِ اسلام جس قدر مصائب میں مبتلا ہیں ان سب کا صرف یہی علاج ہے کہ قرآن کریم کو مقدم کیا جائے اور اسے اپنا رہبر بنایا جائے۔ کوئی کہتا ہے کہ ہماری قوم مُردہ ہو گئی ہے اس لئے کہ ایمان مفقود ہے۔ مگر ایمان بھی قرآن ہی پیدا کر سکتا ہے۔ کوئی کہتا ہے مسلمانوں میں اب بلند ہمتی کا مادہ نہیں رہا۔ اور اس لئے قوم پستی کی طرف جا رہی ہے۔ مگر یہ پستی بھی قرآن ہی دُور کر سکتا ہے۔ کوئی کہتا ہے قوم کو افلاس نے تباہ کر رکھا ہے۔ اس افلاس کو بھی قرآن کریم ہی رفع کر سکتا ہے ہم میں بہت سے لوگ ہیں جو غیر قوموں کی حالت دیکھ کر یہ رونا روتے ہیں کہ مسلمانوں کے سامنے کوئی نصب العین نہیں۔ اور چونکہ دوسری قومیں ایک خاص نصب العین رکھتی ہیں اس لئے وہ ترقی کر رہی ہیں لیکن غور کرو تو یہ نصب العین بھی قرآن کریم ہی ہمارے لئے تجویز کرتا ہے۔ اور

کیسا عجیب نصب العین

ہے۔ ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للّٰہ رب العالمین میری نماز اور میری قربانی میرا جینا اور میرا مرنا صرف اللہ کے لئے ہے۔ جو تمام جہانوں کی ربوبیت کرنے والا ہے۔ اس آیت میں خطاب نبی کریمؐ ہی سے کیا گیا ہے۔ اس لئے فرمایا کہ یہ بھی کہہ دو انا اوّل المسلمین۔ سب سے پہلا مسلم یا تابع فرمانبردار۔ اس نصب العین کو سب سے بڑھ کر سامنے رکھنے والا میں ہوں۔

درحقیقت یہاں جس بات کی طرف توجہ دلائی گئی ہے وہ اللہ کی ربوبیت عالمین ہے اور بتایا یہ ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ تمام جہانوں کی ربوبیت کرتا ہے اسی طرح عبودیت کامل پر پہنچے ہوئے انسان کی زندگی کی غرض بھی ساری مخلوق کی خدمت ہے۔ اور یہ سب سے بلند منصب ہے۔ یہ بات صرف نبی کریم صلعم کے لئے ہی مخصوص نہیں کی گئی۔ قرآن شریف ہم سب کی ہدایت کے لئے ہے۔ حدیث میں یہی الفاظ سورہ فاتحہ سے پہلے دہرانے کی تاکید ہر مسلمان کو ہے۔ فرق یہ ہے کہ اوّل المسلمین کی بجائے انا من المسلمین کہنا سکھایا۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ بلند مقصد جس کو مذکورہ بالا آیت میں پیش کیا گیا ہے وہ رسول کے لئے نہیں بلکہ تمام مسلمانوں کے لئے ہے۔ جس دل کے اندر مخلوقِ خدا کی خدمت کا جذبہ پیدا ہو جائیگا۔ اُس کے اندر باقی تمام جذبات بھی پیدا ہو جائیں گے۔ آج ملک یا قوم یا وطن کی خدمت کا جذبہ سب سے بلند سمجھا جاتا ہے۔ لیکن

بلند ترین جذبہ

وہی ہے جو قرآن شریف نے پیش کیا ہے۔ خدا کی مخلوق کی خدمت میں قوم۔ ملک یا وطن کی خدمت بلکہ اپنے بال بچوں کی خدمت بھی شامل ہے "ملک پہلے اور مذہب پیچھے" کا فقرہ کثرت سے زبانوں پر ہے مگر اس کا صحیح مفہوم سمجھنے کی کوشش نہیں کی جاتی۔ اس چھوٹے سے فقرے نے بہت سے نوجوانوں کو دہریہ اور مذہب سے آزاد کر دیا ہے اور انہوں نے ملک اور قوم کو بھی ایک بت بنا لیا ہے۔ آج ملک اور قوم کے جذبے نے انسان کے ساتھ بحیثیت انسان محبت اور ہمدردی کے جذبے کو بہت حد تک پامال کر دیا ہے۔ بلکہ اس کی جگہ دوسری قوموں سے ایک نفرت کا جذبہ دلوں میں پیدا کر دیا ہے۔ اور خود غرضی کو بہت ترقی دی ہے۔ یہ بھی ایک مرض ہے جس کا علاج صرف

اسلام کی تعلیم

ہے۔ بہت سے لوگ حکومت کے تشدد سے متاثر ہو کر یہ کہتے ہیں کہ انگریز ہندوستانیوں کو تباہ کر رہے ہیں۔ اور انہیں غلام بنا رہے ہیں۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ قریباً قریباً ہر قوم اپنی ترقی کے لئے دوسری قوم کو تباہ کرنے کے درپے ہے۔ خود ہندوستان میں ہندوؤں کی عام ذہنیت یہی ہے کہ مسلمان اُن کے غلام ہو کر رہیں۔ یہ سچ ہے کہ اگر ان حالات میں مسلمان نقصان اُٹھا رہے ہیں تو یہ اُن کا اپنا قصور ہے کہ وہ اپنے اندر قوت پیدا نہیں کرتے جو قوم اپنی آنکھیں کھلی نہیں رکھے گی اور اپنے حقوق کی حفاظت کے لئے جدوجہد سے کام نہیں لے گی اُس کے ساتھ یہی سلوک ہوگا۔ جو مسلمان یہ کہتے ہیں کہ ہمارے سامنے کوئی نصب العین نہیں وہ اسلام کی تعلیم سے بالکل بے خبر ہیں۔ مسلمانوں کے لئے اس سے زیادہ بلند نصب العین اور کیا ہو سکتا ہے کہ وہ تمام بنی نوع انسان کی خدمت کو اپنا سب سے بڑا فرض سمجھیں۔ اس میں شک نہیں کہ اس مقصد کی تکمیل آسان نہیں۔ مگر ناقابلِ حصول بھی نہیں۔ جس قدر کوئی مقصد زیادہ بلند ہوگا اُسی قدر عملی پہلو سے وہ مشکل نظر آئے گا۔ لیکن خدا کے ایسے بندے موجود ہیں جنہوں نے اس بلند مقصد کو پایۂ تکمیل تک پہنچا کر دنیا کو دکھا دیا کہ کام کرنے والے جب کسی کام کا تہیہ کر لیتے ہیں تو کوئی مشکل ان کے سدِراہ نہیں ہو سکتی۔ جیسا کہ میں بیان کر چکا ہوں ہندوستان کے اکثر قوم پرست نوجوانوں کے نزدیک اس سے زیادہ بلند مقصد اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ کہ ملک کو مذہب پر مقدم سمجھا جائے۔ ایک بڑے فاضل نے اس تقدیم کی یہ دلیل پیش کی ہے کہ ہم مذہب کو بدل سکتے ہیں لیکن ملک کو نہیں بدل سکتے۔ یہ مذہب کے متعلق بہت ہی پست خیال ہے۔ مذہبی صداقت انسان کے اندر سے ملک اور حالات کی تبدیلی سے بھی نہیں نکلتی۔ لیکن اگر اس بات کو صحیح بھی سمجھ لیا جائے تو پھر روحانیت پر نفسانیت کو مقدم سمجھنا پڑے گا۔ بعض لوگوں کے نزدیک مذہب کی حقیقت اس سے زیادہ کچھ نہیں کہ اپنے اپنے رنگ میں عبادت کا فرض ادا کر لیا جائے خواہ اس رنگ کا تعلق مندر سے ہو یا مسجد سے یا گرجا سے۔ تو اس صورت میں شاید اس فقرے کا مطلب یہ ہو سکے کہ خدا کی جس رنگ میں چاہو عبادت کر لو۔ اور غرض اپنے ملک اور قوم کی خدمت ہو۔ مگر مذہب کا یہ ایک نہایت ہی تنگ مفہوم ہے۔ اسلام میں تو

عبادت کا حقیقی منشا

بھی مخلوقِ خدا کی خدمت ہے۔ جو ملکی، قومی اور خانگی زندگی کی تمام خدمتوں پر حاوی ہے۔ ممکن ہے کہ بعض لوگوں کا یہ خیال ہو کہ مذہب سے جھگڑے پیدا ہوتے ہیں لیکن یاد رکھنا چاہئے کہ مذہب جھگڑا پیدا کرنے کی تعلیم نہیں دیتا۔ جس بات سے جھگڑا پیدا ہوتا ہے وہ انسان کی اپنی نفسانیت ہے۔ مذہب انسان کے اخلاق کو درست کرتا ہے۔ دوسروں سے نفرت کا جذبہ مذہبی جذبہ نہیں۔ اور اسلام تو اعلیٰ درجے کی تعلیم دیتا ہے اس غلط خیال کو کہ مذہب جھگڑے پیدا کرتا ہے دُور کرنا خود ہر مذہب کے پیروؤں کا کام ہے۔ مذہب جو خدا سے تعلق اور محبت پیدا کرنے کا رستہ بتاتا ہے وہ مخلوقِ خدا سے نفرت اور اس کی تخریب کی تعلیم کیونکر دے سکتا ہے۔ جس قدر لوگ خدا سے تعلق رکھنے والے دنیا میں ہوئے ہیں وہ نسلِ انسانی کے خیرخواہ اور خادم ہی ہوئے ہیں۔

میرے ان تمام دوستوں کو جو یہاں جمع ہیں سمجھ لینا چاہیے کہ جس چیز کو لوگ بے حقیقت سمجھتے ہیں وہی دراصل ایک خاص اہمیت رکھتی ہے۔ میری مراد اس تعلق سے ہے جو خدا کے ساتھ ہونا چاہئے۔ دنیا میں اس تعلق سے بڑھ کر کوئی طاقت نہیں یہی وہ

سب سے اعلیٰ اور بڑا تعلق

ہے جس کی بدولت رسول کریمؐ نے دنیا کو فتح کیا۔ اعلیٰ درجہ کی سچائی اور اخلاق اس تعلق کے بغیر ہرگز پیدا نہیں ہو سکتے۔ ہمارے لائحہ عمل میں سب سے پہلے جس مقصد کو جگہ دینی چاہئے۔ وہ یہی ہے کہ خدا کے ساتھ تعلق پیدا کیا جائے۔ اور خدا کی مخلوق کی خدمت کو نصب العین قرار دیا جائے۔ لوگ خدمتِ وطن کو سب سے بلند مقصد خیال کرتے ہیں۔ مگر ایک مسلمان کے لئے وطن سے بہت زیادہ عزیز چیز اسلام ہے اور یہ وطن سے بلند تر چیز بھی ہے۔ خدمتِ وطن کے جذبے کی تحقیر کئے بغیر میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ خدمتِ اسلام کے بلند جذبے کے سامنے اگر ضرورت ہو تو خدمتِ وطن کے جذبے کو قربان کرنا پڑے گا دنیا میں یہی اصول برتا جاتا ہے کہ اعلیٰ چیز کی خاطر ادنیٰ چیز قربان کی جاتی ہے۔ اور اسلام وطنیت سے بلند تر شے ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس صدی کے مجدد اور امام وقت نے اپنی جماعت سے یہ عہد لیا کہ "میں د[illegible]

اخبار احمدیہ

حضرت امیر خدا کے فضل سے خیریت سے ہیں اور خدمتِ اسلام میں مصروف ہیں۔

ہمارے سلسلہ کے مخلص دوست قاضی محبوب عالم صاحب ساکن گوجرانوالہ بوجہ بیماری دمہ بہت علیل ہیں۔ دعا کے لئے درخواست کرتے ہیں۔ احباب دُعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ کامل صحت عطا فرمائے۔ باوجود بیمار ہونے کے ان کا اخلاص انہیں جلسہ سالانہ میں لے آیا۔ واپس جا کر زیادہ بیمار ہو گئے۔

شیخ محمد جان صاحب سوداگر وزیرآباد جو حضرت مسیح موعودؑ کے قدیمی اصحاب سے ہیں علیل ہیں۔ ان کے لئے بھی دُعا کی جائے۔

ایسے ہی مکرم شیخ رحمت اللہ صاحب مرحوم مغفور کے حقیقی بھائی جناب شیخ عبدالرحمٰن صاحب پنشنر ای۔اے۔سی لاہور کچھ دنوں سے قلب بڑھ جانے کے سبب سے علیل ہیں۔ گو پہلے سے آرام ہے تاہم کامل صحت کے لئے دُعا کی جائے۔

مولوی محمد یعقوب خان صاحب ایڈیٹر لائٹ کی اہلیہ صاحبہ تاحال علیل چلی آ رہی ہیں ان کی صحت کے لئے دُعا کریں۔

جو احباب سالانہ جلسہ میں شامل تھے ان کو اور نیز دیگر احباب کو بذریعہ اخبار معلوم ہے کہ کانفرنس میں بالاتفاق تمام اپنی آمدنی سے ارفی روپیہ چندہ ماہوار ادا کرنا منظور ہوا ہے لہٰذا اس قومی فیصلہ کی جملہ احباب کو عموماً اور ممبران جنرل کونسل کو خصوصاً قدر و منزلت کرنی چاہئے۔ اس نظام کو قائم کرنے کے لئے مرکز سے نقشے بھیجے جا رہے ہیں۔ سیکرٹری و پریذیڈنٹ صاحبان اور جہاں یہ انتظام نہ ہو وہاں کے دیگر احباب، ان کی خانہ پوری کر کے جلد ارسال فرمائیں۔

جو احباب جلسہ پر واگذاری مسجد برلن کے لئے چندہ کا وعدہ کر گئے ہیں وہ جلد ایفا فرمائیں تاکہ جلد سے جلد مسجد فک کرائی جائے۔ اور ناحق کا سود نہ دینا پڑے۔

جن دوستوں نے جلسہ پر وعدہ فرمایا کہ انجمن کے فنڈ کو مضبوط بنانے اور اخراجات کو تخفیف میں نہ لانے کی غرض سے آخر اپریل تک چندہ جمع کر کے بھیجیں گے وہ واپس جا کر ابھی سے فراہمی چندہ کا فکر کریں اور یہ انتظار ہرگز نہ کریں کہ ابھی وقت بہت ہے کام پورا ہو چکنے پر وقت بچ رہے تو مضائقہ نہیں۔

بیس روپے والی تحریک کا روپیہ جن دوستوں کے پاس جمع ہو وہ جلد روانہ کر دیں۔ فہرست مکمل ہو رہی ہے تاکہ اس میں ان کا نام آ جائے ورنہ نام رہ جائے گا۔

نیز رسید بکیں بھی واپس فرما کر مشکور فرمائیں۔ تاکہ حساب صاف ہو

میاں عبدالعزیز صاحب وکیل راولپنڈی کی والدہ ماجدہ نے ۳ر جنوری ۱۹۳[illegible]ء کو اسّی سال کی عمر میں انتقال کیا ہے۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ بڑی دیندار اور پاکباز تھیں۔ احباب کرام سے جنازہ غائبانہ کی استدعا ہے۔ (محمد نصیب)

درخواست دُعا۔ اخویم داراب خاں جو ٹرینیڈاڈ میں ہماری جماعت کے نہایت مخلص ممبر ہیں اپنی اہلیہ کی شفا کے لئے جملہ احباب سے دعا کے خواستگار ہیں۔ اسی طرح اخویم غلام احمد صاحب ٹیلر ماسٹر پونچھ کی اہلیہ صاحبہ عرصے سے علیل ہیں ان کی صحت کے لئے بھی دعا فرمائی جائے۔

بیعت۔ ذیل کے احباب پونچھ نے جماعت میں شمولیت اختیار کی ہے۔

(۱) غلام [illegible] صاحب ٹیلر ماسٹر سکنہ پونچھ۔
(۲) مستری [illegible]دین صاحب راتھر سکنہ پونچھ
(۳) عزیز [illegible] صاحب درزی " "
(۴) عزیز جو صاحب ولد ملاں محمد جو صاحب " "
(۵) مستری محمد جو صاحب " "
(۶) احمد الدین درزی " "

جائنٹ سیکرٹری

جلد طلب کیجئے

جن احباب کو "پیغام صلح" کے گذشتہ سال کے پرچے مطلوب ہوں وہ جلد طلب کریں۔ چند نمبروں کے علاوہ تمام پرچے دفتر میں موجود ہیں۔

[illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد نمبر ۱۸ | ۱۹ر رمضان | نمبر ۱۳

مجاہدے کا مہینہ

عشرۂ مبارکہ اور قبولیت کی شب

دُعا اور انفاق

(حضرت امیر جماعت کے قلم سے)

مسلمانوں کے مجاہدے کا مہینہ۔ رمضان مبارک اب ختم ہونے کو ہے اور اس کے آخری عشرہ میں ہم داخل ہونے والے ہیں۔ ہمارے ہادی نے اس ماہ کو دعا اور انفاق مال کے لئے خاص کیا ہے۔ کیونکہ یہ دو ایسی چیزیں ہیں جو ہر حالت میں انسان کے مجاہدہ میں معاون ہوتی ہیں۔ اور پھر رمضان میں سے اس کا آخری عشرہ اور بھی زیادہ خصوصیت رکھتا ہے جس میں رسول اللہ صلعم مسجد میں اعتکاف فرماتے تھے جس میں تہجد کے لئے اپنی بیویوں کو خصوصیت سے جگایا کرتے تھے جس میں قبولیت کی رات ہے۔ جسے خدا کے کلام میں لیلۃ القدر اور لیلۃ مبارکہ کہا گیا ہے۔ پس جو کام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا۔ وہ ہمیں بھی کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ جہاں آپ کی گردن جھکی وہاں ہماری اکڑنی نہ چاہئے۔

ضرورت دُعا

سو اوّل میں دُعا کے لئے ہی اپنے احباب سے التجا کرتا ہوں۔ اپنے لئے دُعا تو ہر ایک کرتا ہی ہے۔ جب تکلیف ہوتی ہے۔ جب مشکلات میں مبتلا ہوتا ہے خدا کے دروازے پر گرتا ہے۔ اور بسا اوقات اپنی آنکھوں سے دیکھ لیتا ہے کہ جو مشکل کسی طرح حل نہ ہوتی تھی وہ آستانہ الٰہی پر سر رکھنے سے حل ہو گئی۔ اپنے عزیزوں کے لئے دوستوں کے لئے بھی انسان کے دل میں تحریک پیدا ہوتی ہی رہتی ہے۔ میں ایک ایسے امر کے لئے دعا کی درخواست کرتا ہوں جس کے لئے میں جانتا ہوں کہ ہمارے تمام احمدی احباب کے دلوں میں درد تو ہے لیکن بسا اوقات غفلت کے نیچے وہ درد دبا رہتا ہے۔ آج ہماری قوم ایک ایسے سخت ابتلا کے نیچے ہے کہ جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے وعدوں پر بھروسا نہیں وہ اس کی زندگی سے اس کے دوبارہ دنیا میں اُبھرنے سے مایوس ہو رہے ہیں۔ مگر وہ شخص جس کا ایمان محمد رسول اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر ہے وہ جانتا ہے کہ ان ابتلاؤں کے آنے کی خبریں مخبر صادق نے دی تھیں۔ اور اُن کے دُور ہونے کی خبر بھی آپ نے دی ہے اور جو کچھ محمد رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے وہ ہو کر رہیگا۔ اور یہ ایمان ہر احمدی کا بھی ہے۔ بلکہ یہ ایمان ہی وہ اصل چیز ہے جو مجدد وقت نے اپنے دامن سے وابستہ لوگوں کے دلوں میں پیدا کیا۔ پس وہ تمام مخالف سامانوں کو دیکھ کر بھی وہی کہیں گے جو نازک ترین وقتوں میں اصحاب رسول اللہ صلعم نے کہا۔

ولما را المومنون الاحزاب قالوا ھذا ما وعدنا اللہ ورسولہ وصدق اللہ ورسولہ

وما زادھم الا ایمانا و تسلیما

اسی طرح گو آج دنیا میں مسلمانوں کو کچل دینے کے اسباب جمع ہو گئے ہیں لیکن جو لوگ محمد رسول اللہ صلعم کی صداقت کے بے شمار نمونے اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے ہوں ان کا ایمان ان فتنوں اور ابتلاؤں کو دیکھ کر اور بھی زیادہ ہوگا۔ اور میں یقین رکھتا ہوں کہ ہر ایک احمدی کا ایمان ایسا ہی ہے۔ تو جہاں ان سب باتوں کا مقابلہ کرنا اور ان کو دُور کرنے کی کوشش کرنا ہمارا فرض ہے وہیں ان کے مقابلہ کے لئے اپنے آپ کو عاجز پاتے ہوئے آستانہ الٰہی پر گر جانا ہماری فطرت کا تقاضا ہے۔ ہاں رات کی تنہائی میں جب نہ صرف دنیا ہی حالت سکون میں ہوتی ہے بلکہ انسان کی اپنی طبیعت میں بھی سکون کی حالت پائی جاتی ہے۔ جب خدا کی رحمت انسان سے قریب آجاتی ہے اس وقت

مگر جس طرح ایک قوم کی متحدہ کوشش وہ کچھ کر سکتی ہے جو اکیلے انسان کی کوشش نہیں کر سکتی۔ اسی طرح ایک قوم کی متحدہ دُعائیں بھی غیر معمولی طاقت پیدا ہو جاتی ہے۔ اس لئے میری یہ درخواست اپنے جملہ احباب سے ہے کہ رمضان مبارک کے اس آخری عشرہ میں موجودہ مصائب کے دور ہونے کے لئے ہم سب کے سب خصوصیت سے دعائیں مانگ جائیں۔ اگر ہم جسمانی طور پر اکٹھے ہو کر آستانہ الٰہی پر سر نہیں رکھ سکتے تو ایک ہی وقت اس آستانہ پر گر کر اور عملاً ایک ہی آواز میں اس کے فضل اور رحمت کو اور اس کی نصرت اور تائید کو مانگ کر توجہ الٰہی کے جاذب ہو سکتے ہیں۔ اس کے لئے میں چاہتا ہوں کہ ہمارے سب احباب جن کو اللہ تعالیٰ توفیق دے۔

پچھلی رات چار اور پانچ بجے کا درمیانی وقت

دیں۔ اور سب کے سب نہایت عاجزی سے حضور الٰہی میں یہ دُعا کریں کہ وہ ہماری اور ہماری قوم کی دستگیری فرمائے۔ اور ہماری مردہ قوم کو زندہ کرے ان باتوں کو ہمارے اور ہمارے بھائیوں کے اندر سے دُور کرے۔ جو قوم کو تباہی کی طرف لے جا رہی ہیں۔ اور ان رستوں پر چلنے کی توفیق اور طاقت دے۔ جو اس کی فلاح کا موجب ہیں۔ کیونکہ اگر قوم بچ سکتی ہے تو وہ اپنی حالت کو بدل کر ہی بچ سکتی ہے۔ ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم وہ ہماری قوم کو یہ توفیق دے کہ وہ قرآن کریم کو جس نے پہلی مرتبہ ایسی زندگی دی تھی اپنا رہنما بنائیں اور ان پاک جذبات کو اپنے دل میں جگہ دیں۔ جو رسول پاک نے اپنی قوم میں پیدا کر دئے تھے۔ ان میں یہ قوت پیدا کرے کہ وہ اپنے مالوں کو اسراف سے اور رسم و رواج کی ریاکاری سے بچا کر خدا کے رستے میں اس کے رسول کی عزت کی حفاظت میں اپنی قومی بہبود کے کاموں پر خرچ کریں۔ وہ ہماری قوم کی اس ذہنیت کو بدل دے کہ ہم اپنے مسلمان بھائیوں کی مخالفت میں اپنی ساری طاقت صرف کر دیں۔ اور فروعی اختلافات پر ایک دوسرے کو کافر ٹھہرا کر ان کے دشمن ہو جائیں اور ہم میں وہی اتحاد کی لہر پیدا کر دے۔ جس نے پہلے سخت ترین اعدا کو ایک دوسرے کے بھائی بنا کر ان کو ہلاکت کے گڑھے میں گرنے سے بچایا تھا۔ ہاں اور اپنے لئے اور اپنی جماعت کے لئے بھی دعا کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ ہم کو اس قابل بنائے اور ہم سے وہ کام لے کہ ہم اس کے دین کے خادم کہلا سکیں اور جس غرض کے لئے ہماری جماعت کو کھڑا کیا گیا تھا وہی ہمیشہ ہمارا اصلی نصب العین رہے۔ وہ ہمارے دلوں سے اس بخل کو دُور کرے۔ جو خدا کے رستے میں خرچ کرنے سے روکتا ہے۔ کیونکہ اشاعت اسلام کا کام جو ہمارا نصب العین ہے یہ چاہتا ہے کہ ہم اپنے مالوں کو خوشدلی سے اُس کے رستے میں خرچ کریں۔ اور اپنے دنیا کے کاموں کو پیچھے رکھ کر اس کے دین کی ضرورتوں کو مقدم کریں۔ وہ اپنے رسول کی محبت کا جذبہ ہمارے دلوں میں اس قدر زبردست کرے کہ ہم صحیح معنوں میں دین کو دنیا پر مقدم کرنے والے ہوں۔ وہ ہماری خطاؤں اور غفلتوں سے درگذر فرما کر اپنے رحم اور فضل کا معاملہ ہمارے ساتھ کرے اور اپنی نصرتوں اور تائیدات سے ہماری جماعت کو خدام اسلام کی ایک زبردست جماعت بنا دے۔ ایسے خدام کی جو

یحبھم ویحبونہ اذلۃ علی المومنین اعزۃ علی الکافرین

کے مصداق ہوں۔ وہ ہمیں وہ کارکن اور مبلغ عطا فرمائے جن میں اخلاص اور سچائی کا جوہر دل ہو اور جو جماعت کے فیصلوں کی عزت اور احترام کرنے والے ہوں۔ وہ ہماری بیویوں اور بچوں کے دلوں میں اپنے رسول کی محبت اور اپنے دین کی خدمت کا جوش پیدا کرکے انہیں ہمارے لئے قرۃ العین بنا دے۔ وہ ہمارے ایمان میں بھی وہ قوت دے کہ اس کے سامنے ہم مشکلات کو ہیچ سمجھیں۔ اور وہ ہماری جماعت کو ان تکالیف سے بھی نجات دے۔ جن میں وہ اس وقت ہے۔

انفاقِ مال

دوسری ضرورت ان ایام مجاہدہ کی یہ ہے کہ ہمارے ہاتھ سے کچھ خصوصیت کے ساتھ اللہ کے رستے میں خرچ ہو جائے کیونکہ دعا بھی وہی قبول ہوتی ہے جو درد دل سے نکلتی ہے۔ اور جب انسان کے اندر ایک کام کے لئے درد دل پیدا ہو تو وہ اس کو کامیاب کرنے کے لئے ہر ممکن کوشش کرتا ہے۔ اور انفاق مال کے بغیر کوئی کوشش کامیاب نہیں ہوتی۔ پھر انفاق مال سے قرب الٰہی بھی ملتا ہے کیونکہ مال کی محبت ہی وہ چیز ہے جو انسان کو خدا سے دُور رکھتی ہے۔ اور جب مال کو اللہ کی راہ میں خرچ کیا جائے تو دنیا کی محبت کی جگہ خدا کی محبت لے لیتی ہے۔ اور مال خدا کے رستے میں خرچ کرنے سے ایمان بھی مضبوط ہوتا ہے الذین ینفقون اموالھم ابتغاء مرضات اللہ وتثبیتا من انفسھم اور اس وقت انفاق مال کے لئے ایک سخت دینی ضرورت بھی ہمارے سامنے ہے اور وہ ہے

برلن مسجد کی واگذاری

وہ مسجد جس کو ہم نے ... ایک ظالم ... قرضہ کا سود بھی ہماری قوم پر پڑ رہا ہے۔ جس قوم کی ہمت نے یورپ کے عین وسط میں ایک اتنی عظیم الشان مسجد کھڑی کر دی۔ کیا اس کی ہمت کے سامنے یہ بات کچھ مشکل ہے کہ وہ مسجد کو اس چھوٹی سی رقم سے آزاد کرالے۔ یہ مسجد کی آزادی نہیں ہماری قوم کی آزادی ہے۔ کیونکہ مسجد رہن نہیں بلکہ ہماری قوم کی عزت رہن ہے۔ اور قرض کی غلامی کا حرف مسجد پر نہیں ہماری قوم پر ہے۔

سالانہ جلسہ پر احباب نے قریب قریب اس قدر رقم کے وعدے کئے تھے۔ کہ وہ اپریل سے پیشتر جمع کر دیں گے۔ جس سے مسجد واگذار ہو جائے۔ میں امید کرتا ہوں کہ وہ احباب اپنی اپنی جگہ پر ان وعدوں کے ایفا کی کوشش میں لگے ہوئے ہوں گے۔ گو افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ہماری قوم کے بعض عمائد نے اس مشکل وقت میں اپنی قوم کی ایک معمولی اعانت سے دست کشی اختیار کی اور ایک سال کے لئے اس قرضہ کی رقم کو دو بھر رکھا جس سے مسجد فوراً آزاد ہو سکتی تھی مسجد تو بہر حال آزاد ہو جائے گی۔ لیکن مجھے جو اس سے صدمہ ہوا ہے۔ وہ ذرا مشکل سے دور ہوگا۔ بہرحال جو کام تھوڑے احباب نے کر دینے سے انکار کیا وہ اب ساری قوم کو کرنا ہے۔ تو جہاں ہم دوسروں سے کچھ لینے نکلیں گے وہاں ہمارا فرض ہے کہ

اپنی جیب سے بھی کچھ دیں

کوئی ایک پیسہ دے یا ایک روپیہ یا سینکڑوں روپے دے۔ یہ اس کا اختیار ہے لیکن اس عام تحریک میں ہمارے سب دوست شامل ہوں۔ جتنی تھوڑی رقم سے چاہیں ہوں۔ ہماری بیویاں بھی شامل ہوں۔ ہمارے بچے بھی شامل ہوں۔ ایک پیسہ ایک بچہ بھی دے سکتا ہے۔ ایک روپے سے کوئی غریب نہیں ہو جائے گا۔ کسی مال دار کے مال سے ایک سینکڑہ نکل جانے سے کمی نہ آئے گی۔ میں صرف ایک ہی بات چاہتا ہوں کہ یہ تحریک عام ہو۔ اور اس میں بڑے اور چھوٹے مرد اور عورتیں سب شامل ہوں جس رقم سے چاہیں ہوں۔ اس غرض کے لئے میں یہ تجویز کرتا ہوں کہ عشرہ آخرہ کے دونوں جمعوں میں اس تحریک کو کامیاب بنانے کی کوشش کی جائے۔ سیکرٹری جماعت کا یہ فرض ہوگا کہ وہ ایک پرچہ جو اس غرض کے لئے چھپوا کر سب جماعتوں کے پاس بھیجا جاتا ہے اور رمضان کے جمعہ میں پہنچا دیں۔ اور جو لوگ مسجد میں اس دن نہ ہوں ان کے گھروں میں پہنچا دیں۔ بلکہ ان کی مستورات کو اور بچوں کو بھی پہنچا دیں۔ اور دوسرے جمعہ سے پیشتر جو کچھ کوئی خوشی سے دے لے لیں۔ ہر شخص پر یہ زور تو دیا جائے کہ وہ کچھ دے۔ مگر اُس پر یہ زور نہ دیا جائے کہ وہ کس قدر دے۔ میں امید کرتا ہوں کہ کارکن احباب اس تجویز کے کامیاب بنانے میں میرے معاون ہوں گے اس کے لئے یہ ضروری ہوگا کہ جہاں جہاں جماعت ہے اور جمعہ ہوتا ہے وہاں یہ میری تحریر خطبہ میں یا خطبہ کے بعد سنا دی جائے۔ اور مرسلہ پرچے تقسیم کر دئے جائیں۔ اور جہاں جمعہ کا انتظام نہیں وہاں کوئی دوسرا انتظام کیا جائے۔ اور یہ کل روپیہ برلن مسجد کی واگذاری کے نام سے دوسرے جمعہ تک بھیج دیا جائے۔ ۲۸ر رمضان کا جمعہ اس رقم کی فراہمی کا آخری دن ہوگا۔ اس غرض کے لئے کارکن احباب کو یہ سات دن خاص جد و جہد میں صرف کرنے ہوں گے۔ مگر میں امید کرتا ہوں کہ وہ اس جد و جہد کو دینی جہاد سمجھتے ہوئے اس میں کسی قسم کی سستی نہ دکھائیں گے۔ اگر وہ دن کو یہ جہاد کریں اور رات کو اللہ تعالیٰ سے دعائیں گذاریں تو اللہ تعالیٰ ان کی کوششوں کو ضرور کامیاب فرمائے گا۔

ظفروال کے ناعاقبت اندیش سکھ

افسوس ہے کہ ظفروال میں سکھوں اور مسلمانوں کی مفاہمت کے باوجود صورتِ حالات قابلِ اطمینان نہیں ہے اخباری اطلاعات سے ظاہر ہوتا ہے کہ دونوں قوموں کے ذمہ دار افراد کے دل ایک دوسرے سے صاف نہیں ہیں۔ تازہ ترین اطلاع یہ ہے کہ قصبۂ ظفروال کی موجودہ صورت حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے حکومت کی جانب سے موضع مذکور میں بارہ کنسٹیبل اور ایک سب انسپکٹر عارضی طور پر متعین کر دئیے گئے ہیں۔" اگر ظفروال کے سکھ اور مسلمان نیک اور ہمدرد ہمسایوں کی طرح ایک دوسرے کے جذبات اور حسیات کا احترام کرنا اپنا فرض سمجھتے تو کوئی ہنگامہ پیدا نہ ہوتا۔ اور نہ حکومت کو ان پر پولیس کا پہرہ لگانے کی ضرورت پیش آتی۔ اس معاملہ میں ناگوار اور افسوسناک نتائج کی ذمہ داری تمام تر سکھوں پر عاید ہوتی ہے۔ جو آبادی کا جزو غالب ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ چند فتنہ پرداز آدمیوں نے سکھوں کو مسلمانوں کے خلاف بھڑکانے کا اجارہ لے رکھا ہے۔ وہ اپنا فائدہ اسی میں سمجھتے ہیں کہ ان دونوں قوموں کے افراد میں ہر وقت جوتا چلتا رہے کیا ظفروال کے سکھوں میں کوئی ایسا شخص نہیں جو اپنے بھائیوں کو اپنے گرو کی امن پسندانہ اور صلح جویانہ تعلیم کی طرف توجہ دلائے؟ کیا ان کی حمیت و غیرت اس امر کو گوارا کر سکتی ہے کہ وہ کٹھ پتلی کی طرح مداری کے تار پر ناچتے رہیں؟ کیا ان کا

اسلام کی عالمگیر صداقت

ہندو اسلام کے مذہبی اصول اختیار کر رہے ہیں

(۱) ہندو اب بچپن کی شادی کو ترک کر دیں گے۔ اس سے پیشتر بچپن کی شادی ان کے مذہب کا ایک جزو تھا۔

(۲) ہندو سمندر پار جانا گناہ سمجھتے تھے۔ اب وہ سمندر پار جانا تجارت اور تعلیم کے لئے ضروری سمجھتے ہیں۔

(۳) ہندوؤں کی کثیر جماعت گوشت خوری کے خلاف تھی۔ اب وہ علانیہ گوشت خوری کی تائید کر رہی ہے۔

(۴) ہندوؤں میں ودھوا بیاہ حرام تھا۔ اب وہ ودھوا بیاہ یعنی بیوہ کی دوسری شادی کرنا قوم کی خدمت سمجھتے ہیں۔

(۵) ہندوؤں میں لڑکی کو حق وراثت نہیں دیا جاتا۔ اب وہ اس کی کوشش کر رہے ہیں کہ ہندوؤں کو یہ حق حاصل ہو کہ وہ لڑکی کو بھی حصہ دیا کریں۔

(۶) ہندوؤں میں عورت کو طلاق دینا یا عورت کا طلاق حاصل کرنا گناہ تھا۔ لیکن اب اس کے لئے بھی قانون بنایا جا رہا ہے۔

(۷) ہندوؤں میں اچھوتوں سے نفرت تھی اب اُنہیں گلے لگانے کی تحریک زور پکڑ رہی ہے۔

(۸) ہندو عورتوں میں غیر مذاہب کے مردوں سے شادی کرنا حرام تھا اب کرناٹک کی ہندو عورتوں نے اس کے حق میں رزولیوشن منظور کرایا ہے۔

اسلام کی تعلیم

مسلمان جوان لڑکیوں کی شادیاں کرتے ہیں۔ اور کسی مجبوری کی وجہ سے بچپن کی شادی کر بھی دیں تو رخصتی بلوغیت سے قبل نہیں ہو سکتی۔ یہ اسلام کا اصول ہے۔ اسلام نے سمندر پار جانے کی ممانعت نہیں کی۔ اسلام نے گوشت اور سبزیاں کھانے کی اجازت دے رکھی ہے۔ اور حرام و حلال جانوروں میں تفریق کر دی ہے۔ اسلام میں بیوہ عورت کی شادی کا قانون ہے۔ اسلام میں لڑکی کو وراثت کا حق دیا جاتا ہے۔ اسلام میں عورت کو سخت ضرورت کے وقت طلاق دینے کی اجازت ہے۔ گو اُسے معیوب ہی کہا جاتا ہے۔ اسلام میں اچھوت کوئی نہیں۔ تمام کلمہ گو مسلمان بھائی ہیں۔ صرف اسلام میں اجازت ہے کہ اہل کتاب عورتوں سے مسلمان مرد شادیاں کر سکتے ہیں مثلاً یہودیوں اور عیسائی عورتوں سے مسلمان شادیاں کر سکتے ہیں۔ پس ہندو اسلام کے تمام بڑے بڑے اصول اختیار کر رہے ہیں۔ اور اپنے دھرم کے اصول مٹا رہے ہیں۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ ہندوؤں کو گو مسلمانوں سے کچھ عرصہ تک نفرت رہے گی مگر اسلام سے انہیں محبت ہو جائے گی۔ اور وہ اسے دنیا کے لئے بہترین دین مان لیں گے اور ہو سکتا ہے کہ ہندوؤں کی اس تبدیلی سے مسلمانوں پر بھی اثر پڑے اور وہ بھی سچے مسلمان بن جائیں۔ سچے مسلمان بن جانے کی صورت میں ہندوؤں اور مسلمانوں میں پیار و محبت پیدا ہوگا اور دونوں قومیں شیر و شکر ہو کر بھائی بھائی بن جائیں گی۔

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی
تا کس نہ گوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری (تازیانہ)

غلامانہ ذہنیت

کسی گذشتہ اشاعت میں ہم نے دکھایا تھا کہ حقیقی غلامانہ ذہنیت کیا ہے۔ اور اس نے ہندوستانیوں کے دلوں میں کہاں تک گھر کر لیا ہے۔ حال میں لباس کے مسئلہ پر معاصر "معارف" میں ایک مضمون مولوی ابوالاعلیٰ صاحب کے قلم سے نکلا ہے جس میں اُنہوں نے لباس کے تمام پہلوؤں سے بحث کی ہے۔ اور آخر میں لکھا ہے کہ "ہمارے ملک میں کثرت ایسے لوگوں کی ہے جو اپنے ملک کے لباس و معاشرت کو اس لئے اختیار کرتے ہیں کہ وہ ان کے نزدیک حصول عزت کا ذریعہ ہے۔ مجھے یہ کہنے میں ذرا باک نہیں کہ اس طبقے کا داغ ہندوستان کی پیشانی پر غلامی کے داغ سے زیادہ بدنما ہے ایسی غلامی تو محض قومی طاقت کے ضعف کا نتیجہ ہوتی ہے۔ اور ہو سکتا ہے کہ کوئی شخص کمزور ہونے کے باعث کسی طاقتور سے مغلوب ہو جائے لیکن اس طبقے کی پیدائش اور روز افزوں کثرت اس بات کی علامت ہے کہ ہندوستان کی غلامی اس کے جسم سے گذر کر رُوح تک پہنچ چکی ہے۔ اور وہ اپنی نظروں میں آپ ذلیل ہو گیا ہے۔ جو لوگ ہندوستانی ہو کر ہندوستان ہندوستانیت اور ہندوستانی تہذیب کو ذلیل سمجھیں جن کو ہندوستانی کی طرح بولنا۔ ہندوستانی کی طرح کھانا ہندوستانی کے سے کپڑے پہننا۔ اور ہندوستانی کی طرح رہنا سخت شاق گذرے اور جو اپنے آپ کو ہندوستان سے منسوب کرتے ہوئے شرمائیں ان کی ذہانت و قابلیت اور عزت و ناموری میں ہندوستان کا کوئی فائدہ نہیں۔ غلامانہ ذہنیت کا یہی نتیجہ ہو سکتا ہے اور ہوگا اگر ہندوستانی کسی قسم کی ترقی کرنا چاہتے ہیں تو ان کو سب سے اوّل اس غلامانہ ذہنیت کو دُور کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

(حمایت اسلام)

دھات کے زمانے کا ایک شہر

یوروشلم کا ایک برقی پیغام مظہر ہے کہ فادر الیکسس میلین کے زیر ہدایات پادریوں کے ادارہ "انجیلی" کو پانچ ہفتوں کی کھدائی کے بعد یردن کے مشرقی میدان کے وسط میں کھنڈر دستیاب ہوئے ہیں جن کے متعلق یقین کیا جاتا ہے کہ وہ زمانہ انجیل کے شہر سوڈم کے ہیں۔

برتنوں اور دیگر اشیاء سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ شہر "دھات کے زمانے" میں بنا تھا۔ اس کی تہذیب و معاشرت ترقی یافتہ تھی۔ اور یہ زمانہ تاریخ کے آغاز میں ہولناک آتش زدگی سے تباہ ہو گیا تھا۔

وی پی آرہے ہیں

ہمیں امید تھی کہ خریدار صاحبان جلسہ سالانہ پر تمام واجب الادا رقوم ادا کر دیں گے۔ اور جن اصحاب کا چندہ ختم ہو چکا ہے یا عنقریب ختم ہونیوالا ہے وہ آئندہ سال کے لئے چندہ جمع کرا دیں گے۔ مگر نہایت افسوس سے عرض کرنا پڑتا ہے کہ باوجود ہمارے بار بار اپیل کرنے کے احباب نے بہت کم توجہ کی۔ ان کی اس عدم توجہی کا اخبار کی مالی حالت پر بہت بُرا اثر پڑتا ہے۔ جن اصحاب کا چندہ ختم ہو چکا ہے ان کے نام وی پی بھیجے جا رہے ہیں۔ براہ کرم ان کو ضرور وصول فرما لیا جائے۔ ورنہ اخبار کی مالی مشکلات میں زیادہ مضاعفہ ہو جائیگا۔ امید ہے خریدار صاحبان ہماری اس استدعا کو منظور فرما کر اپنے ایک اہم فرض سے سبکدوش ہونگے۔ اور ہمیں شکریہ کا موقعہ

سحر کی حقیقت

سحر کا لفظ کتب لغت میں بھی موجود ہے۔ اور کتب حدیث میں بھی موجود ہے۔ اور قرآن کریم میں بھی بہت سی جگہ یہ لفظ سحر اور اس کے مشتقات موجود ہیں۔ کتب لغت میں اس کے مختلف معنے درج ہیں۔ لسان العرب میں ہے ہر وہ کام یا بات جس کا ماخذ لطیف اور باریک ہو اور اس کے اسباب اور مواد پر عام لوگوں کو عموماً علم نہیں ہوتا۔ وہ سحر ہے۔ افسوں سحر ہے جو آنکھ پر قبضہ کر لیتا ہے۔ اور چیز اپنی اصلی شکل کے خلاف کسی اور رنگ میں نظر آتی ہے۔ اور کمال ذہانت بھی سحر ہے۔ حدیث میں آیا ہے اِنَّ مِنَ البیان لَسِحرًا بعض بیان سحر ہوتا ہے۔ جس کے معنی ابوعبیدہ نے کئے ہیں کہ ایک شخص کسی کی تعریف کرے۔ یہاں تک کہ اپنی صداقت کا لوگوں کو قائل کر لے۔ پھر مذمت کرے یہاں تک کہ لوگوں کو اپنی صداقت کا قائل کر دے۔ اور ابن اثیر نے لکھا ہے کہ وہ کلام یا بیان سامعین کے دلوں کو اپنی طرف پھیر لیتا ہے۔ اور ساحر ذہین عالم کو بھی کہتے ہیں۔ اسی طرح مکر و فریب خفیہ تدبیریں اور چغل خوری جو ایک خاص فن ہے جس کی وجہ سے دو آدمیوں یا قوموں میں فساد ڈالا جاتا ہے۔ یہ سب سحر ہے۔ تفسیر کبیر میں سحر کے اقسام پر بحث کی ہے اور اس کے کچھ آٹھ قسم گنے ہیں۔ یہ تمام معنی سحر کے بجائے خود صحیح اور درست ہیں مگر لفظ سحر ایک خاص معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ اور وہ خاص معنی گویا کہ اس کا ایک اصطلاحی معنے بن گیا ہے۔ تفسیر روح المعانی میں سحر کی تعریف کی ہے۔

اَمْرٌ غَرِیبٌ یُشْبِهُ الخَارِقَ وَلَیْسَ بِهٖ اِذْ یَجْرِیْ فِیْهِ التَّعَلُّمُ — ایک نادر کام جو بظاہر عادت کے خلاف نظر آتا ہے مگر فی الواقعہ وہ ایسا نہیں ہوتا کیونکہ یہ تعلیم سے حاصل ہوتا ہے۔

افعال کا ارتکاب

پھر لکھا ہے کہ سحر کے حاصل کرنے میں شیطان کے قرب سے مدد لی جاتی ہے اس طرح پر کہ قبیح کاموں کا ارتکاب کرنا پڑتا ہے۔ زبان سے ایسے منتر جنتر پڑھے جاتے ہیں جس میں شرک کے الفاظ۔ شیطان کی تعریف اور اس کی تسخیر کے الفاظ ہوتے ہیں۔ اور عملاً ستاروں کی پرستش کرنی پڑتی ہے۔ اور جنابت کی حالت میں رہنا ہوتا ہے۔ اور اور فسق و فجور کے کام کرنے پڑتے ہیں۔ اور عقیدہ بھی گندہ رکھنا پڑتا ہے۔ اور ان باتوں کو اچھا سمجھنا پڑتا ہے جس سے شیطان کا تقرب اور اس کی محبت حاصل ہوتی ہے۔ اس لئے کہ شیطان صرف اُن سے تعاون کرتا ہے۔ جو شریر ہوں۔ اور شیطان کی طرح قول و فعل اور اعتقاد رکھتا ہو۔ اور پھر لکھا ہے کہ جمہور کے نزدیک سحر خارق عادت چیز کا نام ہے جو ناپاک شخص سے ناجائز افعال کے ارتکاب کی وجہ سے سرزد ہوتا ہے اور جمہور کے نزدیک اس کے لئے حقیقت ہے۔ اور ان کے نزدیک سحر سے خارق عادت کام ہوتے ہیں۔ اور اس سے کسی پر جسمانی اور دماغی امراض ڈالے جا سکتے ہیں۔ اور کسی کو قتل بھی کر دیا جاتا ہے۔ دو آدمیوں میں فساد بھی ڈالا جا سکتا ہے۔ بغیر چغل خوری کے

سحر کی کوئی حقیقت نہیں

بعض محققین کے نزدیک سحر صرف تخیل کا نام ہے اور اس کی کوئی حقیقت نہیں۔ ابو جعفر استر آبادی شافعی اور ابوبکر رازی حنفی اور علامہ ابن حزم اور ایک جماعت کا یہی مذہب ہے۔ فتح الباری باب السحر

ان کے نزدیک نہ تو سحر کسی خاص افسوں اور علم کا نام ہے نہ اس کی کوئی حقیقت ہے نہ اس کے ذریعہ خارق عادت امور سرزد ہوتے ہیں۔ معتزلہ کا بھی یہی مذہب ہے۔ ان کے نزدیک نہ تو فرعون کے ساحروں کی لاٹھیوں کی حقیقت بدلی تھی نہ ان کی رسیوں کی۔ بلکہ وہ صرف لوگوں کی نظروں میں چلتی ہوئی حرکت کرتی ہوئی نظر آتی تھیں۔ اور قرآن کریم کے ظاہر الفاظ سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ ان کے سحر کا اثر صرف لوگوں کی نظروں تک محدود تھا۔ لاٹھیوں اور رسیوں کی تبدیلی حقیقت پر کوئی اثر نہ تھا۔ سورہ اعراف میں اس کے متعلق صرف یہ لفظ ہیں سحروا اعین الناس واسترھبوھم۔ ساحروں نے لوگوں کی آنکھوں کو مسحور کر دیا اور ان کو ڈرایا۔ اور سورہ طٰہٰ میں آتا ہے یخیل الیہ من سحرھم انھا تسعی ان کے سحر کی وجہ سے حضرت موسیٰ کو یہ خیال ہوا کہ وہ (رسیاں اور لاٹھیاں) دوڑ رہی ہیں۔ اور فی الحقیقت وہ رسی جاندار چیز نہیں تھی۔

سحر کے متعلق سر سید مرحوم کا نظریہ

سر سید احمد خاں صاحب مرحوم نے جہاں سورۂ اعراف کی تفسیر میں سحر پر بحث کی ہے۔ وہاں انہوں نے سحر کی حقیقت مصطلحہ صرف اس قدر لکھی ہے کہ بعض لوگوں میں ایک خاص قوت اور استعداد ہوتی ہے اور اُن کی قوت متخیلہ نہایت مضبوط ہوتی ہے جو بعض خاص امور کے علم کو بہت جلد اور تیزی سے لیتی ہے اور اس قوت کو تیز اور مضبوط کرنے کے لئے بعض خاص قسم کی ورزشیں ہوتی ہیں جس سے وہ قوت بہت ترقی کر جاتی ہے اور یہاں تک پہنچ جاتی ہے کہ صاحب قوت اپنی قوت متخیلہ کا اثر اپنے پر بھی ڈال سکتا ہے اور دوسروں پر بھی ڈال سکتا ہے۔ اپنی قوت متخیلہ کے اثر سے خود بھی ایک چیز کو اپنی شکل اور رنگ کے خلاف اور شکل و رنگ میں دیکھ سکتا ہے۔ اور دوسروں کو بھی اسی طرح دکھا سکتا ہے اور لکھا ہے کہ اس کا تعلق کسی خاص مذہب اور خاص اعتقادات سے کچھ نہیں ہوتا۔ بلکہ نیک بد صالح و فاسق موحد اور مشرک ہر ایک اس تعلم کو حاصل کر سکتا ہے۔ اور یہی فرعون کے ساحروں نے کیا تھا۔ اور اسی قوت متخیلہ کے اثر سے حضرت موسیٰ کو اپنا ہاتھ سفید نظر آیا اور لاٹھی اژدہا نظر آیا۔ اور اسی قوت کے اثر سے اوروں کو بھی اسی طرح دکھایا۔

مگر سید صاحب کی اس تشریح کی بنا پر یہ لازم آتا ہے کہ حضرت موسیٰ بھی ساحروں میں سے ایک ساحر تھے۔ اور بڑے ساحر تھے۔ اور فرعون نے جو حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون کی نسبت یہ کہا تھا کہ ان ھذان لسٰحران۔ یہ دونوں ساحر ہیں۔ اور اپنے ساحروں سے کہا انہ لکبیرکم الذی علمکم السحر۔ یہ تمہارا وہ بڑا ہے جس نے تم کو سحر کی تعلیم دی۔ وہ سب صحیح اور درست تھا۔

اور یہ بھی لازم آتا ہے کہ جس طرح حضرت موسیٰ نے اپنی قوت متخیلہ کا اثر فرعون کے ساحروں پر ڈالا اور اپنا ہاتھ فرعون کو سفید دکھایا اور اپنی لاٹھی کو اس طرح دکھایا کہ وہ اژدہا بن کر ساحروں کی دوڑتی ہوئی رسیوں اور لاٹھیوں کو نگل گیا۔ اسی طرح فرعون کے ساحروں نے بھی حضرت موسیٰ پر اپنی قوت متخیلہ کا اثر ڈالا اور اپنی لاٹھیوں اور رسیوں کو ان کی نظر اور خیال میں دوڑتی ہوئی دکھایا۔

فاذا حبالھم وعصیھم یخیل الیہ من سحرھم انھا تسعی۔

ساحروں کی لاٹھیاں اور رسیاں حضرت موسیٰ کے خیال میں دوڑتی ہوئی نظر آئیں۔

انبیاء پر جادو نہیں چل سکتا

مگر انبیاء پر ساحروں کے اثر پڑنے کا اصول ہی باطل اور غلط ہے اور اسی بات کو مان کر بخاری کی وہ حدیث صحیح تسلیم کی گئی ہے۔ جس میں ذکر ہے کہ لبید بن اعصم یہودی یا منافق نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سحر کیا تھا۔ جس کا اثر آپ پر یہ ہوا کہ یخیل الیہ انہ یفعل الشی وما فعلہ۔ آپ کو خیال ہوتا تھا کہ آپ ایک کام کرتے ہیں۔ اور فی الواقعہ آپ وہ کام نہ کرتے تھے۔ محدثین نے اس حدیث کو صحیح تسلیم کیا ہے۔ اور طرح طرح کی تاویلیں کی ہیں۔ اور اس بات کو مانا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سحر کا اثر ہوا تھا۔ اور جن لوگوں نے اس حدیث سے انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ اس بات کے تسلیم کرنے سے نبوت کا کام مشتبہ ہو جاتا ہے۔ ان کو محدثین مبتدع بدعتی کہتے ہیں جیسا کہ آگے چل کر میں نقل کروں گا۔ مگر قربان جائیں ایسے متبدعین کے جو انبیاء علیہم السلام پر سحر کا اثر پڑنا انکار کریں۔ اور مقام نبوت سے اس کو منافی سمجھیں۔

قرآن کریم پر جب غور کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء کی قوت روحانی اتنی بڑھی ہوئی ہوتی ہے کہ کسی ساحر کے سحر کا اثر ان پر نہیں پڑ سکتا۔ نہ تو اس سحر کا اثر پڑ سکتا ہے جو جمہور کا مذہب ہے کہ سحر ایک خارق عادت چیز ہے شیطانی تعوذات شیطانی اعمال شیطانی اعتقادات اور شیطان کے قرب اور محبت سے حاصل ہوتی ہے۔ کیونکہ انبیاء علیہم السلام پر شیطان کا کوئی تصرف نہیں چل سکتا۔ نہ اُنکی روحانی طاقت پر اثر ڈال سکتا ہے۔ نہ اُن کے دماغ پر اثر ڈال سکتا ہے۔ کیونکہ وہ بنظر قرآن کریم معصوم ہیں۔ شیطان کا کوئی وسوسہ اُن کے دل میں نہیں ڈالا جا سکتا۔ اور شیطان کو خود اللہ تعالیٰ نے مخاطب کر کے فرمایا ان عبادی لیس لک علیھم سلطان۔ میرے بندوں پر تیرا کوئی تصرف اور غلبہ نہیں۔ تو وہ ساحر جو شیطان کے شاگرد اور مقرب ہیں اُن کا اثر کس طرح انبیاء پر پڑ سکتا ہے۔

انبیاء کی زبردست روحانی طاقت

اس کے علاوہ انبیاء کی قوت روحانی اور دماغی اس قدر زبردست ہوتی ہے کہ وہ اوروں پر اپنا روحانی اثر ڈال کر شیطانی تصرفات شیطانی حرکات شیطانی خیالات سے ان کو پاک اور صاف کر دیتے ہیں۔ حتیٰ کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تو یہاں تک فرمایا ہے اعاننی اللہ علیہ فاسلم۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو مدد دے کر شیطان پر غالب کر دیا ہے۔ یہاں تک کہ وہ مسلمان ہو گیا تو جس ذات مقدسہ کی قوت روحانی اس قدر زبردست ہو کہ اس نے اپنے شیطان کو مسلمان کر دیا ہو۔ کیا کوئی عقلمند کہہ سکتا ہے کہ شیطان کا اثر شیطان کے فعل کا اثر یا شیطان کے کسی حواری کے سحر کا اثر اس پر ہو سکتا ہے۔ انبیاء علیہم السلام خود بھی شیطان [illegible] اپنے [illegible] پیروؤں کو بھی

اس پر غالب کر دیتے ہیں۔ اور ان کی بعثت کی غرض بھی یہی ہوتی ہے کہ شیطان کو مغلوب کر دیا جائے۔ اور اگر شیطان بھی اپنا اثر ڈال دے اور ان کے دماغ میں خلل ڈال دے کہ وہ کریں کچھ اور سمجھیں کچھ تو نہ نبوت کا کام پورا ہو سکتا ہے اور نہ نبوت کا مقام امن میں رہتا ہے نہ تبلیغ رسالت دخل شیطانی سے محفوظ رہ سکتی ہے اور اس طرح نبوت کا سارا کام درہم برہم ہو جاتا ہے۔ فتح الباری میں مازاری کے حوالہ سے اس حدیث پر ایک اعتراض نقل کیا ہے جو بخاری میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سحر کا اثر ہوا تھا۔ اعتراض یہ ہے کہ اگر اس بات کو صحیح تسلیم کر لیا جائے کہ نبی پر سحر کا اثر ہو سکتا ہے اور قوت متخیلہ میں خلل آ جاتا ہے۔ تو اس سے منصب نبوت بہت گر جاتا ہے مشکوک ہو جاتا ہے۔ اور جو شریعت وہ لاتا ہے وہ قابل اعتبار نہیں ٹھہر سکتی۔ اور ممکن ہے کہ وہ یہ خیال کرے کہ مجھ پر وحی اترتی ہے اور وحی نہ اتری ہو۔ اور یہ خیال کرے کہ میں جبریل کو دیکھتا ہوں۔ اور اس کو نہ دیکھتا ہو۔ مگر اس اعتراض کو مبتدعۃ کی طرف منسوب کیا ہے۔ مگر مشکل یہ ہے کہ جو بھی کوئی عقل کی بات کہے کوئی نہ کوئی فتویٰ اس پر لگایا جاتا ہے۔

ساحر نبی کے مقابلہ میں کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا

انبیاء علیہم السلام پر اس سحر کا کوئی اثر نہیں ہو سکتا۔ جو قوت متخیلہ کا کام ہے یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ کوئی شخص انبیاء پر اپنی قوت متخیلہ کا اثر اس طرح ڈالے کہ انبیاء کی قوت متخیلہ میں خلل ڈال دے۔ اور اس کی وجہ سے اشیاء کو اپنی اصلی شکل و شباہت کے خلاف کسی اور شکل و شباہت میں دیکھیں کیونکہ اس سے بھی مقام نبوت مشتبہ ہو جاتا ہے۔ اور نبوت کا کاروبار ناقابل اعتبار ٹھہرتا ہے۔ اگر اس طرح اثر انبیاء علیہم السلام پر کوئی ڈال دے کہ ان کے دماغ میں فرق آ جائے تو تو ساحر یا مخالف کامیاب ہوا۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ولا یفلح الساحر حیث اتی۔ ترجمہ۔ ساحر کامیاب نہیں ہو سکتا خواہ کہیں سے بھی آ جائے۔ جب ساحر کامیاب نہیں ہو سکتا تو وہ کسی نبی کے دماغ اور قوت متخیلہ پر کوئی اثر نہیں ڈال سکتا۔ ورنہ وہ کامیاب ہو جائے گا۔

جادو کی رسیوں اور لاٹھیوں کی حقیقت

حضرت موسیٰ کو جو ساحروں کی رسیاں اور لاٹھیاں دوڑتی ہوئی نظر آئیں تو اُن کی وجہ یہ نہیں تھی کہ انہوں نے حضرت موسیٰ کے دماغ یا قوت متخیلہ پر اثر ڈالا تھا جس کی وجہ سے لاٹھیاں اور رسیاں دوڑتی ہوئی نظر آئیں۔ کیونکہ ساحر انبیاء کے دماغ اور قوت متخیلہ پر کوئی اثر نہیں ڈال سکتے۔ اور چونکہ حضرت موسیٰ کے دماغ پر کوئی اثر نہیں پڑا تھا اس لئے اس وقت ان کو یہ وحی بھی ہوئی لا تخف انک انت الاعلیٰ والق ما فی یمینک تلقف ما صنعوا انما صنعوا کید ساحر ولا یفلح الساحر حیث اتی۔ اگر اس وقت ان کے دماغ پر سحر کا اثر تھا تو یہ وحی ان پر کس طرح اتری اور وہ کس طرح اسے سمجھے اور وحی کو بغیر سمجھے قوت کس طرح ملی؟

اصل میں انہوں نے کوئی شعبدہ کیا۔ جس سے وہ رسیاں اور لاٹھیاں دوڑتی ہوئی نظر آئیں۔ جس کے اسباب حضرت موسیٰ اور دیگر ناظرین سے مخفی تھے حضرت موسیٰ کے دماغ پر کوئی اثر نہیں ہوا۔ اور اگر حضرت موسیٰ پر بھی جادو کا اثر اس طرح تھا کہ اس کے دماغ پر اثر ہوا تھا۔ تو پھر فرعون کا کہنا حضرت موسیٰ کو درست ٹھہرتا ہے کہ

انی لاظنک یا موسیٰ مسحورا۔ ترجمہ۔ اے موسیٰ میں گمان کرتا ہوں کہ تجھ پر سحر کا اثر ہے اور اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر [illegible] درست ہے تو پھر آنحضرت صلعم کی نسبت کافروں کا یہ قول [illegible] ان تتبعون الا رجلا مسحورا۔ سورہ فرقان۔ [illegible] والوں کو اللہ تعالیٰ نے ظالم ٹھہرایا ہے۔ اور فرمایا وقال [illegible] ان تتبعون الا رجلا مسحورا۔

اور ظالم لوگ کہتے ہیں کہ تم صرف ایسے شخص کے پیچھے [illegible] پر سحر کیا گیا ہے پس کتب حدیث کی جو روایت ہرگز صحیح [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کا اثر ہو گیا تھا۔

صاحب — ڈاکٹر — اور علا — تھا۔ یا — جدا تو — میں — ہو ضو — ہو — بو قہ — انہ

اعتکاف

وعھدنا الیٰ ابراھیم واسمٰعیل ان طھرا بیتی للطائفین والعٰکفین والرکع السجود۔ اس آیت میں بیت اللہ شریف کو جن امور کے لئے مخصوص کیا گیا ہے۔ ان میں سے ایک اعتکاف ہے۔

اعتکاف کے معنی کسی کی طرف متوجہ ہونا اور اس کی عظمت کے لحاظ سے اس کے ساتھ تعلق پیدا کرنا ہے۔ اصطلاح شریعت میں ماہ رمضان

وما اصابک من سیئۃ فمن نفسک

آجکل مسلمان اخباروں میں عموماً مسلمانوں کی بدبختی کی اور غیر مسلمین کے ظلم و عداوت کی شکایتیں شائع ہوتی رہتی ہیں۔ "الجمعیت" نے ایک مرتبہ ایک طول طویل نوحہ شائع کیا تھا۔ کہ زمانہ مسلمانوں کا دشمن ہوگیا ہے۔ یہ فلک کوزہ پشت جہان میں مسلمانوں کی ہستی دیکھنا بھی گوارا نہیں کرتا ہے۔ وغیرہ

اب تھوڑے دن ہوئے کہ ایک اخبار میں کسی مقدس عالم کی طرف سے ایک آرٹیکل لکھا ہوا دیکھا ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جان بل ہی دجال ہے۔ جس کی خبر پہلی حدیثوں میں آچکی ہے۔

اس میں شک نہیں کہ مسلمانوں کی حالت زار پر جتنا نوحہ کیا جائے تھوڑا ہے۔ لیکن اس بدبختی کے دور کرنے کا علاج کرنا چاہئے۔ صرف دوسروں کو گالیاں دینے سے مسلمانوں کی بدبختی دور نہیں ہو سکتی ہے۔ مولانا ممدوح نے ایک خبر واحد کی بنا پر جان بل کو دجال ثابت کرنے کی کوشش کی ہے مگر قرآن شریف جو سارے مسلمانوں کے نزدیک حجت قطعی ہے اس کو بالائے طاق رکھ دیا۔ جس نے پہلے ہی خبر دے دی ہے۔ وان تتولو یستبدل قوما غیرکم ثم لا یکونوا امثالکم (سورہ محمد رکوع ۴) اے مومنو! اگر تم حق سے روگردانی کروگے تو اللہ تعالیٰ تمہاری جگہ دوسری قوم حکمرانی کرنے کے لئے لے آئے گا۔ جو تمہاری مانند روگردانی والے ہوں گے۔ یہ قرآنی نص ہے جس کی خبر کو پورا ہوتے ہوئے سب آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ اگر اس کا اعتراف کریں تو اپنی خودپسندی اور تعلّی خاک میں ملتی ہے۔ اس لئے قطعی حجت سے آنکھیں بند کرکے اپنی ذلت کے احساس کو ذرا تسکین دینے کے لئے ظنی خبر کے سایہ میں پناہ ڈھونڈتے ہیں۔ ایسی باتوں سے مسلمانوں کو فائدہ کے بجائے سخت ضرر پہنچتا ہے۔ کیونکہ جو امور ان کی بدبختی کے موجب ہوئے ہیں وہ انہیں بہتر کام سمجھ کر کرتے رہیں گے۔ حقیقۃ الامر یہ ہے کہ ہماری ساری بدبختی ہمارے ہی اعمال کا نتیجہ ہے۔ وما اصابکم من مصیبۃ فبما کسبت ایدیکم۔ تم کو جو مصیبت پہنچتی ہے تمہارے ہی اعمال کا نتیجہ ہے۔ تو اپنے مرض کا علاج تو اپنے ہی حالات کی اصلاح کرنے سے ہو سکتا ہے۔ نہ دوسروں کو گالیاں دینے سے اور اسلام کے مرثیے پڑھنے سے ہم لوگوں نے قرآن شریف کو بالکل متروک کر دیا ہے۔ وقال الرسول یارب ان قومی اتخذوا ھذا القرآن مھجورا۔ سورہ فرقان رکوع ۳۔ اور کہیگا رسول۔ اے میرے رب میری قوم نے اس قرآن کو متروک کر دیا تھا۔ قرآن شریف پکار کر کہہ رہا ہے۔ ذالک بان اللہ لم یک مغیرا نعمۃ انعمھا علی قوم حتی یغیروا ما بانفسھم وان اللہ سمیع علیم۔ سورہ انفال رکوع ۷۔ یہ انقلاب اس لئے ہوتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جو نعمت کسی قوم کو بخشتا ہے وہ کبھی اس کو بدلا نہیں کرتا۔ جب تک وہ لوگ اپنی حالت کو نہ بدل ڈالیں اور بے شک اللہ جاننے والا ہے۔

عالم ہو کر یہ کہنا کہ زمانہ مسلمانوں کا دشمن ہو گیا ہے۔ یا تو شرک ہے اور زمانہ سے مراد خدا ہے تو خدا کی شکایت ہے اور یہ دونوں باتیں مسلمان عالم کی قلم و زبان سے شایاں نہیں۔ اور پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان ینصرکم اللہ فلا غالب لکم وان یخذلکم فمن ذا الذی ینصرکم من بعدہ۔ سورہ آل عمران رکوع ۱۷۔ اگر تم کو مدد دے تو کوئی تم پر غالب نہیں آسکتا۔ اور اگر اللہ تم کو خوار کرے تو پھر تم [illegible] فاعتبروا یا اولی الابصار۔ فی الواقع [illegible]

نہیں ہو سکتے ہیں۔ ومن یجعل اللہ [illegible]

(۴) [illegible] نساء رکوع ۲۰

[illegible] کی تکفیر، تفریق۔ بغض و عناد [illegible] ی خود غرضیوں اور ہنایا [illegible] دینے کی وجہ سے ہیں [illegible] زیب ہو کر دو جہاں پر [illegible] فلک ناہنجار کا شکوہ

[illegible] است کہ بر ماست۔ رہا [illegible] خود فرماتا ہے۔ [illegible] ان اللہ لیس بظلام [illegible]

ڈاکٹر صادق علی کھورتھلہ

انجمن ترقی تعلیم امرتسر کا خاص جلسہ

اجلاس ممبران انجمن ترقی تعلیم امرتسر منعقدہ ۱۵ مارچ ۱۹۳۵ء میں آئندہ تین سالوں کے واسطے حسب ذیل عہدہ داران و ٹرسٹیان منتخب ہوئے ہیں۔

عہدہ داران

(۱) پریذیڈنٹ - میاں محمد شریف صاحب
(۲) وائس پریذیڈنٹ اول - خان بہادر شیخ عبدالرحمٰن صاحب
(۳) " " ثانی - خان بہادر مولوی امام الدین صاحب
(۴) فنانشل سیکرٹری - میاں الہٰی بخش صاحب
(۵) آنریری جنرل سیکرٹری - بابو قمرالدین صاحب
(۶) سیکرٹری دفتر - مولوی عزیز بخش صاحب

ٹرسٹیان از امرتسر

میاں اللہ دتا صاحب۔ میاں محمد حسین صاحب۔ میاں محمد امین صاحب۔ میاں دوست محمد صاحب۔ مولوی عبداللہ صاحب منہاس۔ شیخ عبدالرحیم صاحب وکیل۔ شیخ صادق حسن صاحب۔ شیخ محمد صدیق صاحب بابو علی بخش صاحب میاں محمد عبداللہ صاحب۔

ٹرسٹیان از لاہور و بیرونجات

لاہور سے:- ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب۔ شیخ محمد منیر صاحب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب۔ سید غلام مصطفیٰ شاہ صاحب۔ خانصاحب خلیفہ فضل حسین صاحب۔

دیگر مقامات سے:- خان بہادر قریشی محمد حیات صاحب سی۔ آئی۔ ای۔ آنریری مجسٹریٹ درجہ اول۔ شاہ پور۔ مولنا مولوی عبدالقادر صاحب قصوری۔ مولوی فضل الدین صاحب وکیل گوجرانوالہ۔ بابو خداداد صاحب پنشنر آڈیٹر شملہ۔ شیخ محمد شریف صاحب اگزکٹو انجنیئر سیڈرسول۔

اس سال کے واسطے آڈیٹر بابو خداداد خاں صاحب مقرر ہوئے ہیں۔

ضروری التماس

سال رواں میں ۴۷ طلباء زیر تعلیم کو انجمن کی طرف سے ۱۱۱۵/- ماہوار وظائف دئے جا رہے ہیں۔ اور اب سال آئندہ کیواسطے درخواستیں آ رہی ہیں۔ جن کے لئے گنجائش صرف اسی صورت میں ہو سکے گی کہ ہی خواہان قوم انجمن کی مالی امداد بذریعہ چندہ عطیہ جات کریں۔

(عزیز بخش سیکرٹری انجمن ترقی تعلیم مسلمانان ہند امرتسر)

(بقیہ صفحہ ۴)

زیرا کہ قرآن حاجتِ شریعت را بکمال رسانیدہ است و داده نمی شود۔ مگر فہم قرآن و نہ زیادہ می کنند و نہ کم می کنند۔ ازالۂ [illegible]

یہاں صاف فرما دیا کہ اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء سے مکالمات و مخاطبات تو کرتا ہے اور انہیں انبیاء کے رنگ میں رنگین بھی کر دیتا ہے مگر وہ درحقیقت انبیاء نہیں ہوتے۔ اور انبیاء نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ قرآن نے شریعت کو کمال پر پہنچا دیا۔ اگر شریعت کو مکمل نہ کر دیا ہوتا تو یہی لوگ انبیا ہوتے کیونکہ نبی کا کام تو ہوتا ہے شریعت میں کوئی کمی یا بیشی کرنا۔ اور اب یہ ہیچ نہیں ہو سکتا کیونکہ شریعت مکمل ہو گئی۔ اس لئے یہ لوگ نبی بھی نہیں ہو سکتے۔ ان کو صرف فہم قرآن ملتا ہے۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اس سے بڑھ کر صفائی کیا ہوگی۔ بتا دیا کہ نبی وہی ہوتا ہے جو شریعت میں کمی بیشی کرنے کے لئے مامور ہو۔ جب شریعت میں کمی بیشی نہیں ہو سکتی تو نبی بھی نہیں آسکتا۔ تجدید کرنے والا نبی نہیں ہوتا۔ مجدد ہوتا ہے۔

عقل کے پورے کیا فرماتے ہیں؟

ہم نے سنا ہے بعض عقل کے پورے یہاں یہ فرماتے ہیں کہ یہ اولیاء کے لئے مرزا صاحب نے ایسا فرمایا ہے۔ اپنے لئے نہیں۔ سمجھ نہیں آتا کہ اپنے لوگوں کی نسبت کیا کہئے۔ جب شریعت مکمل ہو گئی اور اس میں کمی بیشی نہ ہو سکنے کی وجہ سے نبوت کی ضرورت نہ رہی اور اسی لئے اولیائے امت میں سے باوجود انبیاء کے رنگ میں رنگین ہو سکنے کے کوئی نبی نہ بنا تو مرزا صاحب کے لئے یہ قاعدہ کس طرح ٹوٹ جائے گا۔ کیا آپ کے زمانہ میں شریعت اسلام نامکمل ہو گئی تھی کہ اس کی تکمیل کے لئے کسی نبی کی ضرورت پڑ گئی۔ برین عقل و دانش بباید گریست۔

(باقی دارد)

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر جماعت ۱۴ مارچ کو انجمن احمدیہ دہلی کے سالانہ جلسہ میں شریک ہونے کی غرض سے دہلی تشریف لے گئے جلسہ ۱۵ اور ۱۶ مارچ کو منعقد ہوا۔ مولوی عصمت اللہ صاحب۔ مولوی عبدالحق صاحب ودیارتھی اور مولوی مظفر بیگ صاحب ساطع بھی شریک جلسہ ہوئے۔ حضرت امیر ۱۷ کی شام کو واپس تشریف لے آئے

— اخویم جناب اے آر سلیمان میاں جی صاحب کے ہاں اللہ تعالیٰ نے فرزند عطا فرمایا ہے۔ جس کی خوشی میں آپ نے ۲۵ اشاعت اسلام کے لئے عطیہ عطا فرمایا ہے۔ برادر ممدوح نے سب سے بڑھ کر قابل تحسین یہ کام کیا کہ آپ نے گھر پر لکھ بھیجا کہ اس موقع پر فضول رسموں سے پہلوتہی کی جائے۔ تمام جماعت کی طرف سے برادر موصوف کی خدمت میں ہدیہ تہنیت پیش کیا جاتا ہے۔ اور دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مولود مسعود کو صحت تندرستی کے ساتھ عمر دراز عطا فرمائے۔ اسی خوشی میں برادر ابراہیم صاحب نے ایک صاحب کے نام اخبار لائٹ چھ ماہ کے لئے مفت جاری کرایا ہے۔

— اخویم سید تصدق حسین صاحب بغداد جو بڑی تن دہی اور اخلاص سے سلسلہ کی ترقی میں ساعی ہیں دعا کے لئے درخواست کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے کاروبار میں برکت اور ترقی عطا کرے۔

— اخویم محمد شیر گل صاحب محمرہ (عراق) میں خوب تبلیغ میں مصروف ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے

— مولوی علی میاں قریشی شاہ نظامی صاحب علاقہ کاٹھیاواڑ میں بڑی تن دہی سے تبلیغ اسلام کے کام میں مصروف ہیں۔ آپ کئی مفید اسلامی رسائل کو اپنے خرچ پر گجراتی زبان میں چھپوا کر مفت تقسیم کر چکے ہیں۔ ایسے مخلص خادمان اسلام کی مدد کرنا ہر ایک مسلمان کے لئے ضروری ہے۔

— برادرم ڈاکٹر برکت علی صاحب کو ایک دیانتدار۔ محنتی کمپونڈر کی ضرورت ہے جو نسخہ سازی عمدگی سے کر سکے۔ سابقہ تجربہ رکھتا ہو صرف دیہی احمدی درخواست کریں جو کام سے پورے طور پر واقف ہوں۔ تنخواہ ۱۵ ماہوار۔ تین ماہ کے تجربہ کے بعد ۲۵ ماہوار سالانہ ترقی تین روپیہ تا پچاس روپیہ ماہوار۔ سہارنپور میں رہنا ہوگا۔

— برادر شمس الدین صاحب ڈرائیور افریقہ حال دھنی جہلم کا صاحبزادہ علیل ہے جملہ احباب اس کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

(بقیہ صفحہ ۷)

— لندن ۱۷ مارچ۔ مہاتما گاندھی جی کے جیش رضاکاران میں جدید رضاکاروں کا اضافہ ہوا ہے۔ ایک رضاکار تو گجرات کے ودیا پیٹھ کے پرنسپل کالی کا فرزند ہے یہ گوشن کالج میں تعلیم پاتا تھا۔ لیکن اس نے مہاتما جی کی تحریک سول نافرمانی میں شریک ہونے کے لئے تعلیم ترک کر دی۔

— پیرس ۱۶ مارچ۔ آج یہاں سابق مختار سلطنت ہسپانیہ پریموڈی ریویرا فوت ہو گئے

— جریدہ "ام القریٰ" (مکہ) رقمطراز ہے کہ ۲۰ رمضان تک ۳۷۸۲۵ حجاج پہنچ چکے ہیں۔ بہت سی سہولتیں بہم پہنچا دی گئی ہیں۔ جدہ سے مکہ تک دو روز کی بجائے تین گھنٹے کا اور جدہ سے مدینہ تک دس روز کے بجائے ایک روز کا سفر رہ گیا ہے۔

— لندن ۱۵ مارچ۔ امریکہ و جاپان کے درمیان ایک سمجھوتہ ہوا ہے لیکن یہ صرف اسی صورت میں قابل عمل دکامد ہوگا کہ تمام متعلقہ طاقتیں اس پر اتفاق کریں۔ ان طاقتوں میں جاپان بھی شامل ہے۔ توقع ہے کہ حکومت جاپان چند دنوں میں اپنا جواب ارسال کرے گی۔

— ایک اطلاع مظہر ہے کہ حوادث فلسطین کی تحقیقاتی کمیٹی اخیر فروری تک اپنی رپورٹ وزیر مستعمرات کے پاس بھیج دے گی۔ کہا جاتا ہے کہ رپورٹ میں اضطرابات اور فسادات کے اسباب ہی سے بحث نہیں کی گئی ہے بلکہ ان تدابیر کا ذکر کیا گیا ہے جو آئندہ فسادات کا سد باب کرنے کے لئے لازمی ہیں۔

— لندن ۷ مارچ۔ گاندھی جی کا یوم سکوت ہے اور رضاکار بھی استراحت کریں گے۔ آج مقامی تعلیمی مجلس کے ہائی سکول میں چھٹی منائی گئی۔ سکول کے طلباء اور اساتذہ دوپہر کے وقت رضاکاروں سے ملاقات اور گفتگو کریں گے گاندھی جی رات کے نو بجے قفل سکوت توڑیں گے۔

(بقیہ صفحہ اول)

ہندوستانی مسلمانوں کے ذریعے سے حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ ایسی بیہودہ باتیں کسی عقلمند کے دماغ میں نہیں آسکتیں۔ جو حقائق سے آگاہ ہو۔ جس طرح میں نے کہا۔ کہ اسلام تنزل کی حالت میں ہے اور جو کوئی فساد کا بیج عالم اسلامی میں ڈالا جاتا ہے۔ تو وہ مسلمانوں کے ہی دماغوں سے نکلتا ہے۔ انسان کو چاہئے کہ مخاطب کے علم و عقل کے مطابق بات کرے۔

آپ کی جماعت کو چاہئے کہ اپنا نصب العین دو قسم کی دعوت کو بنائے۔ اول مواعظ۔ خطوط۔ مساجد۔ جلسوں اور اخبارات و کتب کے ذریعہ اشاعت اسلام کرنا اپنے کام کی حقیقت کو لوگوں کے سامنے تفصیل سے کھول کھول کر بیان کرنا اور اس فرقہ قادیانی سے علیحدگی اختیار کرنا جو مخالف اسلام اصول کی تعلیم دے کہ مرزا غلام احمد نبی اور رسول تھے۔ کیونکہ یہ عقیدہ ایسا نہیں کہ مسلمان قرآن و حدیث کی موجودگی میں اسے برداشت کر سکیں۔ ایسے خیالات والے فرقہ کے خیالات سے آپ اپنی بریت کرتے رہیں۔ اور اس فرقہ کے عقاید باطلہ کی پورے زور سے تردید کرتے رہیں۔ انشاء اللہ آپ کی جماعت کے عقاید و اعمال ایسے صحیح اور مدلل ہیں کہ دنیا ان کو قبول کرتی چلی جائے گی۔ صرف آپ کی طرف سے پورا زور لگانے کی ضرورت ہے۔

میں نے حضرت مولانا مولوی صدر الدین صاحب سے برلن میں مباحثہ کیا۔ جس سے مجھ پر واضح ہو گیا کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب کا دعویٰ محض مجددیت کا تھا۔ جس پر کسی بھی مسلمان کو اعتراض کی گنجائش نہیں۔ کیونکہ اسلام میں ہر صدی پر مجدد آتے رہے ہیں۔ حضرت مرزا صاحب اور مولانا محمد علی صاحب کی تصانیف اسلام کی ایسی صحیح تصویر پیش کرتی ہیں کہ جس سے اسلام کی شوکت بڑھتی ہے۔ اور ان دلائل کے ذریعہ سے ہم ہمیشہ مخالفین اسلام پر فتح حاصل کرتے رہتے ہیں۔ معقول آدمی کبھی یہ وہم بھی نہیں کر سکتا کہ ایسے خادم اسلام بزرگ کبھی ایسی بات کے قائل ہو سکتے ہیں۔ جس کا وجود نہ قرآن میں اور حدیث میں یعنی اجرائے نبوت بعد حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔

اخبار احمدیہ

— اخویم صدر الدین و غلام حسن شاہ صاحبان نے سرینگر کشمیر میں ایک کمیشن ایجنسی قائم کی ہے۔ ہمارے احباب خصوصاً تاجر صاحبان ان سے معاملہ کر کے انشاء اللہ فائدہ حاصل کریں گے۔ کشمیر کی ہر چیز وہ مناسب کمیشن پر مہیا کر سکیں گے۔ پتہ خواجہ صدر الدین غلام حسن شاہ صاحبان معرفت خواجہ علی محمد صاحب افسر محلہ فتح کدل سری نگر کشمیر۔

— ہمارے ایک مخلص دوست جو اول ڈویژن میٹرک پاس اور نہایت ہونہار ہیں متلاشی روزگار ہیں۔ ہمارے احباب جو مختلف محکمہ جات میں ملازم ہیں اگر اپنے ایسے پرہیزگار مسلمان بھائیوں کی امداد کرنے کا خاص خیال رکھیں تو نہایت بابرکت کام ہو۔

— ملک احمد خاں صاحب ای اے سی خلف جناب ملک غلام حیدر خاں صاحب پنشنر تحصیلدار راولپنڈی اس جہانِ فانی سے رحلت فرما گئے ہیں۔ مرحوم سلسلہ احمدیہ سے ایک خاص دلچسپی رکھتے تھے۔ خدا مغفرت کرے۔ مرحوم کا جنازہ غائبانہ احباب اپنے اپنے ہاں پڑھیں

پیغام صلح - ہمیں اس صدمہ میں ملک غلام حیدر صاحب سے دلی ہمدردی ہے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس نصیب کرے اور ملک صاحب و دیگر پسماندگان کو صبر جمیل۔

— ۱۳ رمئی کو علیا حضرت بیگم صاحبہ بھوپال کے انتقال کی خبر سنتے ہی انجمن کے تمام دفاتر بند کر دیئے گئے۔

— لاہور ۱۴ رمئی۔ آج جملہ اساتذہ و طلباء مسلم ہائی اسکول احمدیہ انجمن اشاعتِ اسلام لاہور کا ایک جلسہ علیا حضرت بیگم صاحبہ بھوپال کی وفات حسرت آیات پر اظہار رنج کرنے کے لئے منعقد ہوا۔ مرحومہ کے لئے دعائے مغفرت کی گئی۔ اور ایک قرار داد میں پسماندگان سے اظہار ہمدردی کیا گیا۔

خبریں

— پونا ۱۳ رمئی۔ پونا کے دوکانداروں کے ایک مجمع نے آج حکام پولیس کی خدمت میں حاضر ہو کر متواتر ہڑتالوں کی شکایت کی اور کہا کہ ان سے کاروبار کو سخت نقصان پہنچا ہے۔ اس وفد سے ہمدردی کا اظہار کیا گیا۔ لیکن اہل وفد سے کہا کہ حکام اس کے متعلق کچھ نہیں کر سکتے۔ مشورہ کیا گیا کہ مقامی رہنماؤں سے اپیل کی جائے۔ ان ہڑتالیوں سے سبزی اور فروٹ والوں کو سخت نقصان پہنچ رہا ہے۔ یہ لوگ مال لے کر پونا آتے ہیں اور وہاں یکایک ہڑتال کی وجہ سے بازار بند پاتے ہیں شراب اور تاڑی کی دوکانوں پر بڑی سرگرمی سے پہرے لگائے جاتے ہیں۔

— ہینکو ۱۳ رمئی۔ وزارت خارجہ اطلاع دیتی ہے کہ ہزاروں ڈاکوؤں کی ایک جماعت یگ یانگ پر قبضہ کر کے وہاں کے پندرہ ہزار باشندوں کو تہ تیغ کر دیا۔ اور پانچسو اشخاص کو قیدی بنا کر لے گئے۔ گذشتہ چند روز سے ضلع میں لوٹ اور غارت گری کا بازار گرم ہے گاؤں کے گاؤں تباہ کر دیئے گئے ہیں۔

— لاہور ۱۴ رمئی۔ آج امرتسر کا جتھا جو ایک سو تین سکھوں پر مشتمل ہے عازم پشاور ہوا۔ لوگ کثیر تعداد میں الوداع کہنے کے لئے جمع ہوئے۔ روانگی سے پیشتر مولانا عبد القادر قصوری اور ایک اور صاحب نے تقریریں کیں۔ جن کے جواب میں سردار وساکھا سنگھ نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ اب صرف ہمدردی سے کام چلے گا۔ آپ کی تقریر کے بعد خوب نعرے لگائے گئے۔ سردار منگل سنگھ نے تمام رضاکاروں کو ہار پہنائے اور انہیں لاریوں میں سوار کرا دیا۔ لاریوں کے آگے بینڈ بج رہا تھا۔ اس کے بعد جتھا گوجرانوالہ کی طرف روانہ ہوا۔ جہاں آج رات کو قیام ہوگا۔

— شولاپور ۱۴ رمئی۔ کانگرسی جھنڈوں کی نمائش ممنوع قرار دینے کے لئے مارشل لا کے ماتحت جو قواعد نافذ کئے گئے ہیں:-

(ا) کوئی شخص کانگرس یا نام نہاد قومی جھنڈے یا اسی قسم کے نشان کی نمائش کرنے کا مجاز نہ ہوگا۔ اور نہ کسی ایسے فعل یا غلطی کا مرتکب ہوگا۔ جو (الف) عمدہ نظام یا تحفظ عامہ کے منافی ہو۔ یا (ب) ملک معظم کی افواج کی نقل و حرکت یا کامیابی کو روکنے یا گمراہ کرنے کے مرادف ہو۔ یا

(ج) جس کا یہ مفہوم نکلنے کا احتمال ہو کہ وہ شخص کوئی ایسا فرض یا فرائض انجام دے رہا ہے یا انجام دینے کا بہانہ کرتا ہے۔ جو حکام مجاز کے مقرر کردہ اشخاص انجام دے رہے ہیں۔ درآنحالیکہ نہ اس کو اس فرض کی انجام دہی کے لئے مقرر نہ کیا گیا ہو۔ اس کی سزا زیادہ سے زیادہ دس سال قید با مشقت اور جرمانہ ہے۔

— شولاپور ۱۴ رمئی۔ مارشل لا کے نفاذ کے بعد لوگ جوق در جوق شہر کو چھوڑ رہے ہیں۔ شولاپور سے جانے والی کی ریل گاڑیاں کھچا کھچ بھری ہوئی ہیں۔

— کلکتہ ۱۳ رمئی۔ آج شام کارپوریشن کے اجلاس میں رنج و غصہ کے نظارے رونما ہوئے۔ دو گھنٹے کے مباحثہ کے بعد ۱۴ مسلمان ارکان مسٹر اے کے فضل حق کی سرکردگی میں ڈپٹی میئر کے رولنگ کے خلاف بطور احتجاج واک آوٹ کر گئے۔ اس وقت ایوان متعدد مجالس منتقلہ مرتب کر رہا تھا۔ مسلمان اقلیت میں تھے۔ . . . مخالفت کی ترمیمات کی وجہ سے بہت کم کام ہو سکا۔ مسلمان چاہتے تھے کہ اجلاس کی مدت عمر ۴۰ منٹ سے زیادہ نہ ہو۔ لیکن اکثریت کا مطالبہ تھا کہ اگر کام ختم کرنے کے لئے ضرورت ہو تو تمام رات اجلاس جاری رہے۔ تحریک پر ووٹ لئے جانے لگے تو مسلمانوں نے اعتراض کیا۔ لیکن ڈپٹی میئر نے رولنگ دے دیا۔ مسلم ارکان نے پائنٹ آف آرڈر اٹھایا۔ لیکن وہ بھی مسترد کر دیا۔ مسلمانوں نے فیصلہ کیا وہ سب کمیٹیوں میں شامل نہ ہوں۔ اور واک آوٹ کر گئے۔ اس سے پیشتر ایوان نے بیگم صاحبہ بھوپال کی وفات پر قرار داد تعزیت منظور کی اور دس منٹ تک اجلاس ملتوی کر دیا گیا

— لندن ۱۳ رمئی۔ سائمن کمیشن کی رپورٹ پہلی جلد پر تمام ارکان نے دستخط کر دیئے۔ اور کتاب کو ملک معظم کے ملاحظہ کے لئے بھیج دیا گیا دار العوام میں ایک بیان کے دوران میں مسٹر ویجوڈ بن وزیر ہند نے کہا کہ سائمن رپورٹ کی پہلی جلد تیار ہو چکی ہے۔ اور اس وقت وزیر اعظم کے ہاتھ میں ہے اور دوسری جلد بھی عنقریب مکمل ہو جائیگی رپورٹ کا خلاصہ بیان کرنے کے متعلق ایک سوال کے جواب میں آپ نے کہا کہ ایسا کرنا مفاد عامہ کے خلاف ہوگا۔

— دھاراسانہ ۱۴ رمئی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ دھاراسانہ کے ذخیرہ نمک پر حملہ کرنے کے لئے دھاراسانہ۔ احمد آباد اور سورت کے اضلاع سے پانچ پانچ ہزار رضاکار آئیں گے۔ اس طرح علاقہ گجرات سے ۱۵ ہزار رضاکار جمع ہو جائیں گے۔ پانچسو رضاکار پہنچ بھی گئے ہیں۔ لیکن سوال یہ درپیش ہے کہ کتنے رضاکار بیک وقت ذخیرہ نمک پر حملہ کریں گے۔ اس کا جواب حکومت کی روش پر موقوف ہے۔ مسز نائیڈو جتھا کی رہنمائی کریں گی۔ جن کے آج رات کو دھاراسانہ پہنچ جانے کی توقع ہے۔

— پشاور ۱۴ رمئی۔ سول کا نامہ نگار خصوصی رقمطراز ہے کہ رائل ایئر فورس کا ایک ہوائی جہاز آج انجن خراب ہو جانے کی وجہ سے درہ خیبر میں گر گیا۔ جہاز چلانے والے اور اس کے ساتھی ہلاک ہو گئے۔

— امرتسر ۱۳ رمئی۔ آج خالصہ کالج کے بم کے مقدمہ میں مہر سنگھ سلطانی گواہ کی مزید شہادت قلمبند کی گئی۔ گواہ نے بتایا کہ کس طرح اوجاگر سنگھ ملزم نے اس کے ساتھ مشورہ کیا تھا۔ کہ پروفیسر جودھ سنگھ پر بم پھینکا جائے۔ اور کس طرح انہوں نے بم بنانے کی کوشش کی۔ ابھی گواہ کا بیان ختم نہیں ہوا تھا کہ عدالت کا اجلاس برخواست ہوا۔

— لاہور ۱۵ مئی۔ آج بورسٹل جیل میں مسٹر ڈیس ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ لاہور نے ڈاکٹر گوپی چند کے مقدمہ زیر دفعہ ۱۲۴ الف تعزیرات ہند کا فیصلہ سنا دیا۔ ڈاکٹر صاحب کو دو تقریروں کی بنا پر چھ چھ ماہ قید محض کی سزا دی گئی۔ یہ سزائیں یکے بعد دیگرے شروع ہوں گی۔ مجسٹریٹ نے سفارش کی ہے کہ ڈاکٹر صاحب کو اے کلاس میں رکھا جائے۔

— لاہور ۱۵ مئی۔ اطلاع موصول ہوئی ہے کہ لاہور کے سرافوں نے تمام بنکوں کو نوٹس دیدیا ہے کہ اگر ان کے پاس بدیشی مال کی کوئی ہنڈی آئے تو وہ اسے منظور نہ کریں۔ اور واپس کر دیں۔ نیز مقامی بدیشی مال کے ایجنٹوں اور غیر ملکی دلالوں کو مطلع کر دیا ہے کہ وہ ان کے لئے نہ کوئی مال منگائیں اور نہ کوئی مال ان کے نام بھیجا جائے۔

— پشاور ۱۵ رمئی۔ منگلوار کی رات کو قلعہ جمرود پر (جو پشاور چھاونی سے گیارہ میل کے فاصلہ پر ہے) ذکا خیل آفریدی حملہ آوروں کے ایک چھوٹے سے غیر ذمہ دار گروہ نے گولیاں چلائیں۔ خطرہ کا الارم بجا دیا گیا۔ اور حملہ آوروں کو کوئی نقصان پہنچانے سے پہلے پسپا ہونے پر مجبور کیا گیا۔ مہمند کی حالت میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ بادشاہ گل جو کہ حاجی آف ترنگ زئی کا بیٹا ہے۔ کے آدمی پہاڑی غاروں میں چھپے ہوئے ہیں۔ لیکن حاجی ابھی تک ہیڈ کوارٹرز میں ہے سرسول ملٹکا۔

— پشاور ۱۵ رمئی۔ بنوں سے خبر ہے کہ انسپکٹر جنرل پولیس اور ڈپٹی کمشنر پر حال میں ایک پاگل آدمی نے حملہ کر دیا۔ جو گرفتار کر لیا گیا۔ بنوں کے سول افسروں نے شہر میں قیام امن کے لئے فوج اور فرنٹیئر کانسٹیبلری کو طلب کیا ہے۔ یوتھ لیگ کے ممبروں کی گرفتاریاں ہو رہی ہیں۔

— الہ آباد ۱۶ رمئی۔ چونکہ کانگرس کی کارکن کمیٹی کا اجلاس منعقد کرنا مشکل ہے۔ اس لئے کمیٹی کے تمام اختیارات پنڈت موتی لال نہرو قائمقام صدر کو دیدے گئے۔

— لاہور ۱۶ مئی۔ کسی دوسری جگہ یہ خبر درج کی جا چکی ہے کہ آج لاہور میں مسٹر کے سنتانم۔ مولانا عبد القادر قصوری۔ ڈاکٹر ٹھاکر داس۔ مسٹر محمد حیات اور ریتن والنٹیئر گرفتار کر لئے گئے ہیں۔ اس کے بعد مسٹر اچنت رام ممبر سرونٹس آف پیپلز سوسائٹی پر پولیس نے ہاتھ صاف کیا۔ اب اطلاع موصول ہوئی ہے کہ سردار سردول سنگھ کویشر کو بھی جبکہ وہ الہ آباد سے کانگرس کی ورکنگ کمیٹی میں شمولیت کے بعد واپس آ رہے تھے تو راستہ میں پولیس نے انہیں گرفتار کر لیا۔

— امرتسر ۱۶ رمئی۔ مسٹر آصف علی۔ صدر منتخب ...

عالم اسلام

—— معاصر الفتح رقمطراز ہے کہ امسال نیروبی مشرقی افریقہ کے کئی حاجیوں نے مراسم حج ادا کرنے کے لئے بذریعہ ہوائی جہاز مکہ معظمہ تک اپنا سفر طے کیا۔ ان حضرات کو ایک ہزار دو سو انگریزی پونڈ اپنا سفر خرچ برداشت کرنا پڑا۔

بحرین کی خبروں سے معلوم ہوتا ہے کہ احسا اور بحرین میں لاسلکی سٹیشن کے قیام کی سکیم کو عملی جامہ پہنایا جا چکا ہے۔ اس کے بعد بحرین اور احسا کے درمیان براہ راست مخابرہ کیا جائے گا۔ جلالت الملک سلطان ابن سعود کی حکومت نے یہ ارادہ ظاہر کیا ہے کہ فنون لاسلکیہ کی تعلیم کے لئے ایک علمی وفد کو لندن بھیجا جائے۔

بصرہ کی اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ آثار قدیمہ کے بعض ماہرین نے خلیج فارس میں ساحل بحرین پر ایک بے نام و نشان قوم کی قبروں کو انکشاف کیا ہے۔

محققین کی تحقیقات کے مطابق اس قوم کا طرز عمل یہ تھا کہ جب اس قبیلہ کا کوئی سردار مرتا تھا تو اس کے ساتھ غلاموں، باندیوں اور تمام سامان کو دفن کر دیا جاتا تھا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس قوم کا دور حیات عرب قوم سے پہلے واقع ہوا ہے۔

معاصر سیاست قاہرہ رقمطراز ہے کہ مصر کی مجلس شوریٰ نے اپنے حالیہ اجلاس میں علوم و فنون کی ترقی اور مختلف مدات میں حسب ذیل مصارف کی منظوری عطا کی ہے۔

(۱) آثار مصریہ کی تحقیقات کے لئے .. .. .. ۶۹۱۷ پونڈ
(۲) عربی آثار کے انکشاف کے لئے .. .. .. ۱۰۷۵۹ پونڈ
(۳) علمی وفود کے اخراجات کے لئے .. .. .. ۱۶۷۰۰ پونڈ
(۴) اخراجات اوقاف کے سلسلہ میں .. .. ۱۰۴۵۴۹۲ پونڈ

مصر کی جمعیۃ رابطہ شرقیہ کی جانب سے حضرت احمد شفیق پاشا نے فلسطین کے برطانی مندوب کو ایک برقیہ ارسال کیا ہے جس میں عربوں کی سزائے موت کو انسانی جذبات کے خلاف ظاہر کیا گیا ہے۔ اور عفو کی پالیسی پر زور دیا گیا ہے۔

معاصر السیاسیہ قاہرہ نے وزارت خارجیہ مصر کا ایک حکم شائع کیا ہے جس کے مطابق حضرت علی فوزی آفندی (کیمبرج) کو امریکہ میں قنصل مقرر کیا ہے۔ قنصل صاحب ممدوح اپنے فرائض کی ادائیگی کے لئے عنقریب نیویارک روانہ ہو جائیں گے۔

حکومت عراق نے اپنے ایک خاص فرمان کے ذریعہ سے ڈاکٹر استاذ احمد بک قدری کو اسکندریہ میں اعزازی قنصل جنرل مقرر کیا ہے آپ نے اپنی مفوضہ خدمات کا چارج لے لیا ہے۔

معاصر اطلاعات رقمطراز ہے کہ ایران کی اقتصادیات کے متعلق جو پروگرام تیار کیا گیا تھا اس کی تصدیق کر دی گئی ہے۔

آقائے فروغی خان وزیر اقتصادیات پروگرام کے متعلق مختلف ادارے قائم کر رہے ہیں۔ اور ان کو قابل حضرات کے سپرد کر دیا گیا ہے۔ وزارت کے لئے مسعودیہ بلڈنگ کو منتخب کیا گیا ہے۔ جہاں ضروری اہتمام کیا جا رہا ہے۔

معاصر اطلاعات طہران رقمطراز ہے کہ اصفہان کے انسپکٹر تعلیمات کی تقریروں سے متاثر ہو کر وہاں کے کارخانہ مصنوعات وطنی کے کارکنوں نے طے کیا ہے کہ کپڑے کی فروخت کرنے سے جسقدر آمدنی ہو گی اس میں ۲۵ فیصدی محکمہ تعلیم کو دیا جائے گا۔

اصفہان کے رئیس معارف نے یہ طے کیا ہے کہ سکولوں کے لڑکوں کے لئے ایک خاص قسم کا لباس تیار کیا جائے۔

معاصر اطلاعات طہران ایران کے خارجی تعلقات کے متعلق رقمطراز ہے کہ امور خارجیہ کے کمیشن نے اپنے ایک جلسہ میں اولاً ایران اور ہالینڈ کے معاہدہ کی مودت پر غور و خوض کیا۔ چونکہ تمام ممبران متفق الرائے تھے اس لئے اس معاہدہ کو ایک خاص تجویز کے ساتھ مجلس شوریٰ ملی کی تصدیق کے لئے بھیج دیا ہے۔

اس کے بعد حکومت اطالیہ سے جو معاہدہ ہوا ہے اس پر بحث و تمحیص ہوئی۔ اور اس کو منظور کر لیا گیا۔ ان دونوں معاہدوں میں چار چار دفعات اور ایک ایک ضمیمہ ہے جس میں دولتین کے مفاد، حقوق اور تعاون کو مدنظر رکھا گیا ہے

معاصر اطلاعات ایران رقمطراز ہے کہ امسال علوم دینیہ کے امتحانات میں ۲۷۴ طلبہ میں سے ۲۱۷ نے امتحان میں شرکت کی۔ امتحان متواتر کئی روز تک ہوتا رہا۔ وزارت معارف کی جانب سے ایک خاص کمیٹی کا تقرر عمل میں آیا۔ جو نتائج کا اعلان کرے گی۔

معاصر الفتح قاہرہ رقمطراز ہے کہ فلسطین کی مجلس اسلامی اعلیٰ نے صالح حزارحی یہودی کے خلاف اس بنا پر عدالت میں استغاثہ دائر کیا ہے کہ اس نے دین حنیف ... کیا۔ عدالت نے ضروری کارروائی کے بعد یہودی مذکور کو ایک سال قید کا حکم سنایا۔

مصری جرائد نے مشہور زعیم امیر تیمور پاشا کے انتقال کی خبر شائع کی ہے۔ ممدوح کے انتقال سے مصر کے اعلیٰ طبقوں کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا ہے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

امیر عمر طوسون اور تمام ممتاز اشخاص اور اداروں نے آپ کے صاحبزادہ اسمٰعیل تیمور بے کے نام تعزیتی خطوط ارسال کئے ہیں۔

پیرس ۲۳ مئی - رویٹر کا ایک تار مظہر ہے کہ مشرق اقصیٰ میں فرانس کے پاس انتداب کے ماتحت ملک شام اور آس پاس کا جو علاقہ تھا وہ آزاد کر دیا گیا ہے۔ اس کی حکومت آئندہ جمہوری ہو گی۔ ایک ایوان کی پارلیمنٹ میں رہے گی۔ صدر جمہوریہ ہمیشہ مسلمان ہوا کرے گا ماہرین اور اہل دروز کے علاقے گورنروں کے ماتحت رہیں گے۔ گورنروں کے مشورہ کے لئے مجلس شورا ہوا کرے گی۔ لبنان کی دستوری حکومت جس کا اعلان ۱۹۲۶ء میں کیا گیا تھا بدستور رہے گی۔

عربی جرائد رقمطراز ہیں کہ دولت علیہ انگورہ نے دو عورتوں کو عدالت عالیہ میں عہدہ قضا پر مقرر کیا ہے۔

قسطنطنیہ کا ایک پیغام مظہر ہے کہ حکومت ترکی اس مسئلہ پر غور کر رہی ہے کہ سویڈن کی ایک کمپنی کو جو گندھک کا کاروبار کرتی ہے گندھک ٹھیکہ عطا کر دے۔ کمپنی اس ٹھیکہ کے لئے دو کروڑ ریال دینے کے لئے تیار ہے۔ یہ اجارہ حاصل کرنے کے بعد سویڈس سلفر کمپنی ایشیا میں اپنے کام کو وسعت دے گی۔ اور یورپ میں اپنے مرکز کو مضبوط کرے گی۔ جہاں اس کا کاروبار ہالینڈ، برطانیہ عظمیٰ اور روس کے سوا تمام ممالک سے بڑھا ہوا ہے۔

دی مسلم فینسی لانڈری ورکس

مولوی محمد اشرف صاحب نے جو کہ ہماری انجمن کے مبلغ بھی رہ چکے ہیں "دی مسلم فینسی لانڈری ورکس" متصل مسلم ہائی سکول واقعہ احمدیہ بلڈنگس کھول کر اونی۔ سوتی۔ ریشمی۔ سلمہ ستارہ غرض ہر قسم کے پارچات کی دھلائی کا انتظام اعلیٰ پیمانہ پر کیا ہے۔ تمام احمدی احباب کا قومی فرض ہے کہ اپنے ایک احمدی بھائی کے ہاں اپنا اپنا کام بھیج کر اس کے کاروبار کو فروغ دیں۔

جلد ۱۸ | لاہور ــ یوم شنبہ مطبوعہ ۲۲ صفر ۱۳۴۹ ہجری مطابق ۱۹ جولائی سنہ ۱۹۳۰ عیسوی | نمبر ۴۹

تیری نائب کاٹتے ہیں اب جڑیں اسلام کی

اے کہ تیری ذاتِ اقدس باعثِ تکوینِ دہر — اے کہ تجھ پر مفتخر ہیں انبیاء مرسلین
بارگاہ ایزدی سے مل گئے اعزاز سب — تو ہے ختم المرسلین محبوب رب العالمیں
لطف جنت آفریں تیری عنایت کی نظر — نارِ دوزخ سے سوا تیری نگاہِ خشمگیں
کیوں نہ تیرے عشق میں سرشار ہو مومن کا دل — تیرے صدقہ میں ملی ہے دولتِ دنیا و دیں
جگمگا اٹھی فضا توحید کے انوار سے — خیرہ دنیا میں ہوئی پھر چشمِ شیطانِ لعیں

تیرے نائب کاٹتے ہیں اب جڑیں اسلام کی — قوم کے حق میں وہی ہیں مارِ آستیں
اہلِ ثروت کیلئے ہے مرگ اب نامِ زکوٰۃ — بے دھڑک دنیا پہ قرباں کر رہے ہیں اپنا دیں
رہنما ملت کے جو سمجھے ہوئے اب راہزن — تیرے اور رب کے سوا ملت کا اب کوئی نہیں
بڑھ گئی ہے حد سے خواری امتِ مرحوم کی — اب دعا فرمائیے یا رحمۃ اللعالمیں

زاہدی (الامان)

عیسائی نما مسلمانوں کی جہالت

(از قلم خانصاحب رایہ محمد منظور الٰہی صاحب)

ایک شخص منشی عبد اللہ صاحب معمار امرتسری نے اخبار اہلحدیث کے ذریعہ سے یہ ثابت کرنے کی فضول کوشش کی تھی کہ حضرت مسیح موعودؑ نے حضرت عیسیٰؑ کے بارہ میں معاذ اللہ توہین آمیز کلمات اپنی کتب میں لکھے ہیں۔ مسلمانوں کی یہ بدقسمتی ہے کہ وہ بجائے حقیقت پر غور کرنے کے الفاظ کے ہیر پھیر میں اپنے بزرگوں کے بارے میں غلط بیانیاں شروع کر دیتے ہیں۔ منشی صاحب کا سابقہ مضمون تو میری نظر سے نہیں گذرا۔ لیکن جو کچھ خلاصہ انہوں نے اپنے اعتراضات کا ۱۱ جولائی ۳۰ء کے اہلحدیث میں درج کیا ہے۔ اس پر کچھ روشنی ڈالنا مناسب معلوم ہوتا ہے تاکہ منشی صاحب اور اس کے ساتھ دیگر کج فہم مسلمانوں پر اصل حقیقت ظاہر ہو جائے۔

خلاصہ اعتراض نمبر ا (حضرت) مرزا صاحب متوفی (رحمۃ اللہ علیہ) نے حضرت یسوع مسیح کے حق میں لکھا ہے کہ ان کی تین نانیاں اور تین دادیاں زناکار تھیں۔ (اہلحدیث)

جواب۔ بے شک اناجیل مروجہ کے مطالعہ سے یہی معلوم ہوتا ہے۔ دلائل حسب ذیل ہیں:۔

انجیل متی میں یسوع مسیح کا نسب نامہ لکھا ہے۔ جس میں بجائے مردوں کے حسب ذیل عورتوں کے نام بھی درج ہیں۔ تمر۔ راحب۔ روت۔ اور یا کی بیوی۔ اب ان کے حالات سنیے۔

(۱) پیدائش باب ۳۸ آیت ۲۴ میں لکھا ہے :۔ "اور یوں ہوا کہ قریب [illegible]

(۲) یشوع ۲-۱ میں لکھا ہے :۔ "چنانچہ وے گئے اور ایک فاحشہ کے گھر میں جس کا نام راحب تھا آئے اور وہیں ٹکے"۔

(۳) روت باب ۳ و ۴ میں روت کے حالات پڑھنے کے لائق ہیں۔ اور یا کی بیوی کے حالات کتاب سموئیل میں درج ہیں۔"

پادری عماد الدین صاحب نے اپنی کتاب تواریخ المسیح اور متی کی تفسیر میں لکھا ہے کہ چونکہ یسوع ایسے ہی بدکار مردوں اور عورتوں کی نجات کے لئے آیا تھا۔ اس لئے اس نے ایسے لوگوں کے سلسلہ نسب میں آنے سے پرہیز نہیں کیا۔ اس لئے یسوع مسیح کے نسب نامہ میں ایسی بدکار عورتیں نظر آتی ہیں۔

ہمارے بھولے بھالے مسلمان مروجہ اناجیل کو تو پڑھتے نہیں مگر اعتراض کرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ نے حضرت عیسیٰ ابن مریمؑ پر ایسے اعتراضات کئے ہیں۔ سچ بات تو یہ ہے کہ اگر کوئی مسلمان حضرت عیسیٰ ابن مریمؑ کا وہی نسب نامہ صحیح سمجھتا ہے جو متی میں درج ہے تو اسے یہ بھی صحیح تسلیم کرنا پڑے گا کہ اس کی نانیوں اور دادیوں میں زناکار عورتیں موجود تھیں۔ اور یہ ہم اپنی طرف سے نہیں کہتے۔ بائیبل کے حوالے موجود ہیں۔

منشی صاحب موصوف نے حضرت مسیح موعودؑ کی اس عبارت کہ "اس درماندہ انسان کی پیشگوئیاں کیا تھیں" کا حوالہ مانگا ہے۔ حالانکہ اگلی عبارت میں صاف لکھا ہے۔ کہ یسوع مسیح کی جو عیسائیوں کا مردہ خدا ہے "پیشگوئیاں کیا تھیں۔ صرف یہی کہ زلزلے آئیں گے۔ قحط پڑیں گے۔ لڑائیاں ہوں گی"۔

اگر منشی صاحب اناجیل میں سے اس سے بڑھ کر کوئی پیشگوئیاں یسوع مسیح کی دکھا دیں۔ تو یہ عبارت خود غلط ہو جائے گی۔ لیکن وہاں انہیں سوائے ایسی پیشگوئیوں کے اور کچھ نہ ملیگا۔

یسوع مسیح کے معجزات کے بارے میں لکھا ہے۔ متی ۱۶-۴ -

"اس زمانے کے بد اور حرام کار لوگ نشان ڈھونڈتے ہیں۔ پر یونس نبی کے نشان کے سوا کوئی نشان انہیں دکھایا نہ جائے گا"۔

اگر منشی صاحب کا یہ اعتقاد ہے کہ جو کچھ عیسائی اناجیل میں یسوع کے بارے میں لکھا ہے وہ سب حضرت عیسیٰ پر صادق آتا ہے۔ اس لئے اناجیل کی تحریروں کی بنا پر جتنے اعتراضات اول الذکر کے چال چلن پر قائم ہوتے ہیں وہ حضرت عیسیٰ پر بھی صادق آتے ہیں۔ تو ایسا ایمان ان کو ہی نصیب ہو۔ ہم ایسے شخص کو پیغمبر تو کجا معمولی نیک انسان بھی ماننے سے قاصر ہیں۔

اعتراضات ۲۔۳۔۴ کا مختصر جواب اتنا ہی کافی ہے کہ ایک شخص حسب ذیل الفاظ میں اپنے ایمان کا اظہار کرتا ہے۔

"اس عاجز نے سنا ہے۔ کہ اس شہر (دہلی) کے بعض اکابر علماء میری نسبت یہ الزام مشہور کرتے ہیں کہ یہ

کرنی شروع کردی۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ "انقلاب" کے شذرہ کی اشاعت سے قبل اگر اس کے پاس ہمارے بیان کی تردید میں دلائل تھے تو وہ کیوں خاموش رہا۔ اس شذرہ کے دیکھتے ہی کیوں اُبال آگیا؟

دراصل بات یہ ہے کہ ہمارا بیتہ صحیح تھا۔ قادیانی جماعت یقیناً کار خاص پر لگی ہوئی ہے۔ انکشاف ہوتے ہی ایک تو قادیانیوں میں افراتفری مچ گئی۔ دوسرے اقرار یا انکار دونوں مشکل تھے۔ انکار کرتے تو بنا بنایا کام بگڑتا تھا۔ اقرار کرتے تو ملک و قوم کی طرف سے لعنت ملامت ہوتی۔ اس لئے خاموشی ہی بہتر سمجھی گئی۔ اسی اثنا میں معزز "انقلاب" کا شذرہ شائع ہوا۔ اسی کو ڈوبتے ہوئے (؟) کی طرح پکڑ لیا۔ ساتھ ہی تمہیدی نوٹ میں ٹسوے بہا کر اپنی بیگناہی بھی ثابت کرنے کی کوشش کی۔ جو بالکل کامیاب نہ ہوسکی۔ دلائل کی بجائے "پیغام صلح" کو جو گالیاں دی گئی ہیں۔ انہوں نے رہا سہا بھرم بھی کھودیا۔ بہت سوں کا شک یقین میں تبدیل ہوگیا۔

معزز "انقلاب" کے شذرہ کا جواب تو اسے دیا جا چکا ہے۔ اگر قادیانیوں کے پاس ہمارے سوال کا کوئی معقول جواب ہے۔ تو عنایت فرمایا جائے۔ سوقیانہ پن اور دشنام طرازی سے تو ان کی پوزیشن زیادہ ہی مشکوک ہوتی جائے گی۔

دیکھئے کیا الٹا زمانہ آیا ہے۔ ہم نے قادیانیوں کے کار خاص میں مسلمانوں کا نقصان دیکھا۔ اور ایک زبردست ثبوت کے ساتھ اس کو قوم پر ظاہر کردیا۔ اس پر "الفضل" کی طرف سے ہمیں کہا جاتا ہے۔ کہ ڈوب مرو۔ اور قادیانیوں نے ملک و قوم کے مفاد و عزت کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اپنے ذاتی مفاد کے لئے ایک نہایت ہی افسوسناک اور قابل اعتراض کام اپنے ذمہ لیا۔ اس کے لئے خفیہ سرکلر جاری کئے۔ اپنی مقامی جماعتوں کو ہدایات دیں۔ اور خدا جانے کیا کچھ کیا۔ انہیں زندہ رہنا چاہئے۔ یہ تو ہم جانتے تھے قادیانیوں کے امام نے چالیس کروڑ مسلمانوں کو بیک جنبش قلم دائرہ اسلام سے خارج اور یہودی بنا رکھا ہے۔ لیکن ہمیں یہ نہیں معلوم تھا کہ ان کے نزدیک لعنت و نیکی کا معیار بھی بدل چکا ہے۔ انا للہ

"الفضل" اور اس کے امام محترم کو معلوم ہونا چاہئے کہ ان کی حرکتوں کا سلسلہ جاری رہا تو وہ دن دور نہیں کہ ہمیں کیا بلکہ مسلمانوں کو ڈوب مرنے کے سوا اور کوئی چارہ نہ ہوگا۔ ایک ہم ہی نہیں۔ بلکہ تمام مسلمان ان کی حرکتوں سے تنگ آچکے ہیں۔

بوئے گل نالۂ دل دود چراغ محفل
جو تری بزم سے نکلا سو پریشاں نکلا

دعا ہے کہ خدا قادیانیوں کو ہدایت دے۔ اور وہ کار خاص اور اسلامیین اپنے کاموں سے باز آجائیں۔ یا اس بار سے ملت مرحومہ کو نجات دے۔ آمین۔

الفضل نے اپنی ایک اشاعت میں خاکسار راقم الحروف کے متعلق بہتان طرازی فرماتے ہوئے وعدہ فرمایا تھا کہ پھر کبھی یہ عنایت فرمائی جائے گی۔ لیکن یہ وعدہ ایفا نہ ہوا۔ اور ہم انتظار ہی کرتے رہ گئے۔

تھی خبر گرم کہ غالب کے اڑیں گے پرزے
دیکھنے ہم بھی گئے تھے پہ تماشا نہ ہوا

مدیر "الفضل" کے حضور میں خاکسار راقم الحروف کی عاجزانہ درخواست ہے۔ کہ خوب جی بھر کے حسرت نکالی جائے۔ پہلے تو انہوں نے اپنی خواہش یا ضرورت یا عادت سے مجبور ہو کر بہتان تصنیف فرمائے تھے۔ اب تو ہم خود کہہ رہے ہیں پھر کیا عذر ہے۔

آج واں تیغ و کفن باندھے ہوئے جاتا ہوں میں
عذر میرے قتل کرنے میں وہ اب لائیں گے کیا

ناظرین پیغام صلح سے درخواست ہے کہ وہ خط و کتابت کے وقت نمبر خریداری کا حوالہ ضرور دیا کریں۔ ورنہ تعمیل ارشاد محال ہوگی۔

نیز اگر اخبار آپ کو نہ پہنچے تو اپنے ڈاکخانے سے ضرور تحقیقات کریں۔ کیونکہ دفتر سے اخبار برابر بھیجا جاتا ہے۔

توراۃ اور انجیل محرف ہیں

پادری عبد الحق صاحب کے کلام حق پر ریویو

(۷)

پادری صاحب کی صرف ایک ہی دلیل باقی رہ گئی ہے۔ کہ جس کا جواب ہم اس نمبر میں دیدینا چاہتے ہیں۔ آپ کی تحریر کا ملخص درج ذیل ہے۔

الف:۔ جب انبیاء پر شیطان کا زور نہیں چل سکتا۔ تو ان کے کلام پر کیسے چل سکتا ہے۔

ب:۔ بائیبل کہتی ہے "ہمارے خدا کا کلام ابد تک قائم ہے" (یسعیا ۴۰/۸)

"آسمان اور زمین کا ٹل جانا شریعت کے ایک نقطے کے مٹ جانے سے آسان ہے" (لوقا ۱۶/۱۷)

"آسمان اور زمین ٹل جائیں گے۔ لیکن میری باتیں ہرگز نہ ٹلیں گی۔" (متی ۲۴/۳۵)

"خداوند کا کلام ابد تک قائم رہے گا" (۱پطرس ۱/۲۵)

"میرا کلام جو میرے منہ سے نکلتا ہے وہ میرے پاس بے انجام نہ پھرے گا۔ بلکہ جو کچھ میری خواہش ہوگی وہ اسے پورا کرے گا۔ اور اس کام میں جسے میں نے بھیجا ہے۔ موثر ہوگا" (یسعیا ۵۵/۸-۱۱)

قرآن کہتا ہے "وتمت کلمت ربک صدقا وعدلا لا مبدل لکلماتہ"۔ "ولا مبدل لکلمات اللہ"۔ "ما یبدل القول لدی"۔ "فلن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا۔ ولن تجد لسنۃ اللہ تحویلا"۔ "انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون"۔

کتب مقدسہ توراۃ و انجیل اور قرآن کریم کی مندرجہ آیات سے ثابت ہے کہ کلام الٰہی میں تحریف ممکن نہیں۔

جواب

الف:۔ واقعی ہم بھی حیران ہیں کہ جب انبیاء پر شیطان کا زور نہیں چل سکتا تو ان کے کلام پر کیسے چل گیا۔ مگر کیا۔ سچ مچ پادری صاحب بھی مانتے ہیں۔ کہ انبیاء پر شیطان کا زور نہیں چل سکتا۔ یا یہ دلیل صرف ہمارے ہی لئے خصوصیت سے تیار کی گئی ہے؟ عقیدہ تو پادری صاحب کا یہ ہے کہ جناب مسیح کے سوا کوئی بھی بیگناہ نہیں۔ تو کیا شیطان کے زور کے سوا ہی ان انبیاء نے (نعوذ باللہ) گناہ کئے۔

انبیاء فاعل بالارادہ ہوتے ہیں۔ ان کا گناہ نہ کرنا ان کی جد و جہد کا نتیجہ ہوتا ہے۔ کہ جو درجات اور مقامات عالیہ کے حصول کا باعث ہوتا ہے۔ اور چونکہ وہ خود اپنی امتوں کے لئے نمونہ ہوتے ہیں۔ اور ان کا عمل ان کی کتاب کی عملی تفسیر ہوتا ہے اس لئے وہ اپنی سعی عمل اور کوشش سے گناہ سے محفوظ رہتے ہیں۔ تاہم یہ سب کچھ وہ خدا کے فضل سے ہی سمجھتے ہیں۔ لیکن کلام کوئی ذی روح چیز نہیں۔ کہ وہ لوگوں کی شیطنت اور شرارت کا اپنی ذات سے مقابلہ کر سکے۔ اس لئے جس طرح باقی نعماء الٰہی میں تغیر و تبدل ہو کر نعماء خراب ہو جاتی ہے۔ ہاں ان کے خراب ناقابل استعمال ہو جانے پر قدرت ان خراب شدہ نعمتوں کو دوبارہ صاف اور ستھرا کر کے انسان کو واپس دیدیتی ہے۔ اسی طرح کلام الٰہی میں بھی شریر ملاوٹ کر دیتے ہیں۔ مگر خدا کی حکمت اس کو دوبارہ صاف اور مصفا کر کے عطا کرتی ہے۔ چنانچہ آپ لوگوں کا عقیدہ بھی یہی ہے۔ سنئے پولوس کیا کہتا ہے۔

"پس اگلا قانون اس لئے کہ کمزور اور بے فائدہ تھا اٹھ گیا۔ کیونکہ شریعت نے کچھ کامل نہ کیا" (نامہ عبرانیوں ۷/۱۸)

"جب اس نے نیا عہد کہا تو پہلے کو پرانا ٹھہرایا۔ پر وہ جو پرانا [illegible]

"تم جو شریعت سے راستباز بنا چاہتے ہو سو مسیح سے جدا ہوئے" (نامہ گلیتیوں ۵/۴)

دگویا عملاً اب شریعت کا کوئی فائدہ نہیں۔ مسیح نے اسے منسوخ کردیا۔ عہد نامہ جدید نے عہد نامہ عتیق کو منسوخ کردیا۔ اس کے لئے دیکھئے خروج ۲۱/۲۳-۲۵ اور متی ۵/۳۸-۳۹، ۵/۴۵ لوقا ۶/۲۷ وغیرہ وغیرہ۔ کیا اب بھی قانون اور شریعت کے بدلنے میں کوئی شبہ رہ گیا۔ جب عملاً کتب مقدسہ توراۃ وغیرہ منسوخ ہوگئیں۔ توان کی دنیا میں ضرورت ہی کیا رہ گئی۔ یہاں تو کلام الٰہی کو خود خدا نے بدل دیا۔ اب اس میں جو مردہ ہے کوئی کچھ ملائے یا گھٹائے۔ جو جی میں آئے کرے۔ خدا کو اس سے کیا؟ میں اگر آپ کے جواب میں صرف اس جواب پر قناعت کروں تو میں سمجھتا ہوں کہ میں نے آپ کے اعتراض کا جواب دیدیا۔ مگر مزید اطمینان کے لئے آپ کے پیش کردہ حوالہ جات پر بھی نظر کرتا ہوں۔

یسعیا ۴۰/۸ اور ۵۵/۸-۱۱ میں کلام پیشگوئی کی قسم سے ہے یعنی پیش کردہ عبارت کا مطلب یہ ہے کہ میری پیشگوئیاں پوری ہونگی۔ اور بغیر پوری ہونے کے نہ رہیں گی۔ عام قانون شریعت یا کلام الٰہی میں تحریف نہ ہونے کا وہاں کوئی ذکر نہیں۔

لوقا ۱۶/۱۷ میں بھی خدا کے کلام میں تحریف نہ ہونے کا کوئی شائبہ تک نہیں۔ اس میں یہ لکھا ہے کہ خدا کی بادشاہت آئے گی۔ یہ ٹل نہیں سکتی۔ اور اگر مراد یہ ہوتی کہ شریعت جوں کی توں رہیگی۔ تو اس سے اگلی آیت میں شریعت موسوی (توراۃ) کے حکم طلاق کو کیوں منسوخ کردیا۔ متی ۲۴/۳۵ میں مسیح موعود کے دوبارہ آنے کے نشانات ہیں۔ ان کے متعلق کہا گیا ہے کہ یہ باتیں نہ ٹلیں گی ضرور پوری ہوں گی۔

قرآن کریم سے پیش کردہ آیات میں بھی آئندہ پیشگوئیوں کے نہ ٹلنے کا ذکر ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ کتب مقدسہ میں تحریف نہیں ہوئی۔ سنت اللہ کے نہ بدلنے کا جہاں ذکر ہے وہاں عام قوانین مستمرہ قدرت میں تبدیلی نہ ہونے کا ذکر ہے۔ توراۃ اور اناجیل کی تحریف کے متعلق حوالہ جات پہلے درج ہو چکے ہیں۔

کتب مقدسہ سے توراۃ کی تحریف کا ثبوت

مندرجہ بالا جواب دیدینے کے بعد مجھے چاہئے کہ آپ پر اتمام حجت کرنے کے لئے توراۃ میں تحریف کے حوالجات عہد نامہ عتیق سے ہی پیش کردوں۔ یرمیاہ نبی کی کتاب میں لکھا ہے۔

"جب یہ گروہ تجھ سے پوچھے کہ رب کا بھاری پیغام (وحی) کیا ہے؟ تو ان سے کہہ دے کہ کونسی وحی!! میں تم سے انکار کرتا ہوں۔ کہ وہ رب کا قول ہے۔ جو نبی یا کاہن یا گروہ کہے گا۔ کہ رب کی وحی ہے۔ میں اس کو سزا دونگا اور اس کے گھر والوں سے بدلہ لونگا۔ اسی طرح پر کہو تم لوگ اپنے ساتھی سے۔ بھائی اپنے بھائی سے کیا جواب دیا رب نے اور کیا کلام کیا رب نے؟ لیکن رب کی وحی کا ذکر نہ کرو۔ کیونکہ ہر ایک آدمی کا سخن اس کے لئے بوجھل کلام ہوگا۔ کیونکہ تم نے زندہ خدا رب الافواج ہمارے خدا کے کلام کو بدل ڈالا ہے۔" (یرمیاہ ۲۳/۳۳-۳۶)

اسی کتاب میں دوسری جگہ لکھا ہے۔

"تم کیونکر کہتے ہو کہ ہم تو دانشمند ہیں۔ اور خداوند کی شریعت ہمارے پاس ہے۔ دیکھ حقیقت میں اسے لغو بنا رکھا ہے۔ اور نقل نویسوں کا قلم باطل ہے" (یرمیاہ ۸/۸)

ان دو حوالجات سے صاف طور پر ظاہر ہے کہ نقل کرنے والوں نے شریعت میں تحریف کردی ہے۔ اور خدا کے کلام کو بدل ڈالا ہے۔ بائبل کی تحریف لفظی کو دیکھنا ہو تو علماء توراۃ ولیمسن، کوئنن، ریوینڈ گرک پیٹرک اور ڈاکٹر دستھ کی متفقہ [illegible]

جلد ۱۸ | لاہور - یوم شنبہ مطبوعہ ۱۹ شوال ۱۳۴۸ھ مطابق ۱۹ اپریل ۱۹۳۰ء | نمبر ۳۴

صدائے اسلام

از جناب میر غلام بھیک صاحب نیرنگ

گلشنِ عرفاں کو دینے رنگ و بو آیا ہوں میں — اس چمن میں بن کے آئینِ نمو آیا ہوں میں
ناامیدوں کو سنایا میں نے پیغامِ امید — ساتھ لیکر مژدۂ لاتقنطو آیا ہوں میں
روح کو ہوں قبلۂ حق کیلئے قبلہ نما — دل میں بنکر رازِ جاں کی جستجو آیا ہوں میں

سنتِ باری کی ہے احکام میں میرے جھلک
اصل فطرت کے مطابق ہو بہو آیا ہوں میں

سب رسولوں کی زبانوں پر مرا افسانہ تھا — شمعِ بزمِ راز تھا میں ہر نبی پروانہ تھا
اختلافِ فرع نے گو ڈال رکھی تھی نقاب — جلوہ گر اول سے میرا عارضِ جانانہ تھا
دم مرا بھرتا تھا موسیٰ میرا شیدا تھا خلیل — عیسیٰ ابن مریم بھی میرے حسن کا دیوانہ تھا
دورِ آخر میں کیا کامل مجھے اس نور نے — جس کی شمعِ بزم کا روح الامیں پروانہ تھا
سب بنی آدم کو اس نے ایک کنبہ کر دیا — اس کے حسنِ خلق سے اپنا ہر اک بیگانہ تھا

اس کے ہاتھوں سے بنا اک نخل سبز و بارور
میں خلیل اللہ کا بویا ہوا اک دانہ تھا

ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

مخفی شرک

آج کل ایک قسم کا مخفی شرک ترقی کر رہا ہے۔ جو اندر ہی اندر لوگوں میں زہر کی طرح اثر کر رہا ہے۔ اور روز افزوں ترقی پر ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ بجائے اللہ تعالیٰ پر کامل اعتماد اور بھروسا کرنے کے دنیاوی اسباب پر اعتماد اور بھروسہ رکھا جاتا ہے۔ ہم یہ ہرگز نہیں کہتے اور نہ یہ ہمارا مذہب ہے کہ اسباب کی رعایت بالکل نہ کی جائے۔ نہیں بلکہ چونکہ اللہ تعالیٰ نے رعایت اسباب کی انسان کو ترغیب دی ہے۔ اور اس حد تک جہاں تک کہ یہ رعایت ضروری ہے۔ اگر رعایت اسباب نہ کی جائے تو یہ اللہ تعالیٰ کے ایک عظیم الشان فعل کی توہین اور قوائے انسانی کی بے حرمتی کرنا ہے۔ کیونکہ اگر ان قوائے جسمانی و ذہنی سے بالکل کام نہ لیا جائے۔ جو اللہ تعالیٰ نے انسان کو عطا کئے ہیں اور بیکار چھوڑ دیا جائے تو اس کے یہ معنی ہوں گے کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کے فعل کو لغو اور عبث قرار دیا ہے۔ جو اس نے ہمیں قویٰ عطا فرمائے اور ہمارے نزدیک یہ ایک بڑا گناہ ہے۔ پس ہمارا یہ منشا اور مذہب ہرگز نہیں کہ اسباب کی رعایت بالکل نہ کی جائے۔ بلکہ

ہمارا مذہب

یہ ہے کہ جائز حد تک اسباب سے کام لینا نہایت ضروری ہے۔ آخرت کے سکھ کے حصول کے لئے بھی اسباب سے ہی کام لینا پڑتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے احکام کی بجا آوری۔ بدیوں سے بچنا اور نیکیوں کو اختیار کرنا اسی لئے ہے کہ اس جہان اور دوسرے جہان میں انسان کو آرام نصیب ہو۔ گویا یہ نیکیاں اسباب کے قائمقام ہیں۔ اسی طرح پر اللہ تعالیٰ نے دنیاوی ضروریات کے پورا کرنے کے لئے اسباب کو اختیار کرنے سے منع نہیں کیا۔ نوکری کرنے والا نوکری کرے۔ زمیندار زمینداری کرے۔ مزدور مزدوری کرے۔ تاکہ وہ اپنے اہل و عیال و اطفال و دیگر متعلقین اور خود اپنے نفس کے حقوق کو ادا کر سکے۔ پس ایک جائز حد تک اسباب سے کام لینا درست ہے اور اس سے ممانعت نہیں بلکہ حد سے تجاوز کر کے صرف اسباب پر ہی بھروسا کر لینا اور سارے امور کا دارومدار اسباب پر ہی رکھ لینا شرک ہے۔ جو انسان کو اس کے

اصل مقصد

سے دور پھینک دیتا ہے۔ مثلاً اگر کوئی شخص یہ کہے کہ اگر فلاں سبب نہ ہوتا تو وہ بھوکا مر جاتا۔ یا اگر فلاں جائداد یا فلاں کام نہ ہوتا تو اس کا برا حال ہو جاتا اور فلاں دوست نہ ہوتا تو اسے بہت تکلیف ہوتی۔ یہ باتیں اس قسم کی ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کو ہرگز پسند نہیں کرتا۔ اور یہ نہیں چاہتا کہ فلاں جائداد اور دیگر اسباب و احباب پر اس قدر بھروسا کر بیٹھے کہ خدا تعالیٰ سے بکلی دور جا پڑے یہ خطرناک قسم کا شرک ہے۔ اور قرآن شریف کی تعلیم کے صریح خلاف ہے جہاں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وفی السماء رزقکم وما توعدون۔ پھر فرمایا ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ اور پھر فرمایا من یتق اللہ یجعل لہ مخرجا ویرزقہ من حیث لا یحتسب اور پھر وھو یتولی الصالحین غرضکہ قرآن شریف اس قسم کی تعلیم سے بھرا پڑا ہے کہ وہ متقیوں کا متولی اور متکفل ہوتا ہے۔ پھر ایسی صورت میں اگر ایک انسان دنیاوی اسباب پر تکیہ اور توکل کر لے۔ تو اس کے یہ معنی ہوئے کہ وہ خدا تعالیٰ کی ان صفات کا انکار کرتا ہے۔ اور ان اسبابوں کو ان صفات سے حصہ دیتا ہے۔ اور اپنے لئے ایک اور خدا ان اسباب کا تجویز کرتا ہے۔ چونکہ اس طرح سے انسان خدا تعالیٰ کے خلاف ایک دوسرے پہلو کی طرف جھکتا ہے تو گویا وہ شرک کی طرف قدم اٹھاتا ہے۔ دنیا میں جو لوگ حکام وقت کی طرف زیادہ جھکے ہوتے ہوتے ہیں اور ان سے انعام و خطابات حاصل کر لیتے ہیں ان کے دلوں میں حکام کی ایک خاص عظمت پیدا ہو جاتی ہے۔ جو خدا تعالیٰ کی سی ہوتی ہے۔ اور وہ ان

احکام کے پرستار

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ آرگن

پیغامِ صلح

ادارۂ تحریر: عبد الحق، مظفر بیگ

جلد ۱۸ لاہور یوم جمعہ مطبوعہ ۲۴ ربیع الثانی ۱۳۴۹ ہجری مطابق ۱۹ ستمبر ۱۹۳۰ عیسوی نمبر ۶۲

ہماری تبلیغی ڈاک

فارس

برادر منوچہر اپنی حال کی رپورٹ میں لکھتے ہیں کہ ہماری جماعت اپنی قلیل آمد کے باوجود بالآخر اللہ تعالےٰ کے فضل سے کامیاب ہوگئی ہے۔ ایک مختصر سی جگہ مل گئی ہے کہ جو مسجد کا کام بھی دے گی اور ہماری جماعت کا مرکز بھی بنے گی۔ اس کا افتتاح یکم محرم ۱۳۴۹ھ کو ہوگیا ہے۔ اس وقت سے ہم ہر ایک جمعہ کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھتے ہیں۔ اور اسلام پر لیکچر بھی دیتے ہیں۔ اور عیسائی عقاید کی تردید کرتے ہیں۔ ہمارے جلسوں کے علاوہ اس جگہ ہفتہ میں ایک مرتبہ نئے لوگوں کو سلسلہ میں شامل ہونے کی دعوت بھی دی جاتی ہے۔ پس اس کے لئے ہم اللہ تعالیٰ کا شکر کرتے ہیں۔ کہ اس نے ہماری تحریک کو ایک پرائیویٹ تحریک نہیں رہنے دیا۔ بلکہ اس کو شہرت دیدی ہے اور اس مفید تبدیلی سے خوشگوار نتائج پیدا ہونے کی امید ہے۔

سیریا

برادر محمد ادیب عبدالعزیز دمشق سے اطلاع دیتے ہیں کہ مسٹر امیر علی ٹرینیڈاڈ جو عربی کی تحصیل کے لئے مصر گیا تھا وہ سیریا پہنچ گیا ہے۔ اور ہم نے اس کی رہائش کا انتظام کر دیا ہے۔ اور اس کا تعارف سید عبدالقادر المغربی سے کرا دیا ہے۔ عرب فضلاء اکاڈمی کے ممبروں اور دوسرے فضلاء سیریا اور ہمارے سلسلہ کے احباب سے بھی ملاقات ہو چکی ہے۔ یہ اہم اسلامی ضرورت ہے۔ اگر ہم مصر میں تبلیغ اسلام کا مرکز قائم کریں کہ جو فی الحقیقت تین براعظموں کا مرکز ہے یعنی یورپ ایشیا اور افریقہ کا۔ جہاں سے ہم سب جگہ اپنا لٹریچر اور تعلیمات پھیلا سکتے ہیں۔ اخراجات شروع میں ایک ہزار روپیہ ماہوار سے زیادہ نہ ہوں گے کچھ مدت کے بعد ہمیں مقامی مدد کا بھی یقین ہے کیونکہ تمام مصری عماید ہمارے سلسلہ کے ہمدرد ہیں۔ باوجودیکہ وہ قادیانیوں اور ان کی کوششوں کو ناپسند کرتے ہیں۔ انجمن کو اس تجویز پر غور ڈالنی چاہئے۔

سیام

ڈاکٹر عبدالوہاب خاں اسلامک مشن سیام صاحب صدر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کی خدمت میں لکھتے ہیں کہ ۱۹۲۴ء سے پیشتر میں ایک غیر مسلم سے بھی زیادہ منکر تھا۔ اگرچہ میں ایک فاضل مسلمان کے گھر پیدا ہوا تھا اس کی وجہ جو میری سمجھ میں آتی ہے یہ تھی کہ میری تعلیم خالص مسیحی سکول اور ہندو ماحول میں ہوئی تھی۔ مسلمان میرے کفر اور لے دینی کی وجہ سے مجھے حقارت سے دیکھتے تھے۔ اگرچہ میں کوئی بدچلن نہ تھا۔ رفتہ رفتہ مجھے ہندوستان مختلف وجوہات سے چھوڑنا پڑا۔ جب میں پرلس سیٹنگ کے بڑے ہسپتال کا انچارج تھا تو میرے دوست مسٹر نور محمد خاں نے آپ کا انگریزی ترجمۃ القرآن جو وہ اس سٹیٹ میں اپنے پاس رکھتے تھے دیا۔ بمشکل میں نے ابھی اس کا دیباچہ ہی ختم کیا تھا کہ میرے شکوک نہایت عمدگی کے ساتھ دور ہوگئے۔ میرے دل میں یہ تحریک شدت سے پیدا ہوئی کہ اسلامی زندگی پر عمل کرنا چاہئے۔ میری زندگی کو یوں مادیت سے روحانیت کی طرف پھیر لانے والے آپ ہی ہیں۔ اب خدا نے مجھے جو نعمت اسلام عطا کی ہے میں نہایت جرأت کے ساتھ اپنی زندگی اور اپنی آمدنی کو دنیا کے دکھاوے کیلئے نہیں بلکہ اسلام کی محبت کیلئے وقف کرتا ہوں۔ آپ میری تحریرات سے معلوم کرتے ہوں گے کہ میں اسلامی لٹریچر سے کس قدر بے بہرہ ہوں۔ اس کے لئے مجھے ایک معلم کی ضرورت ہے کہ جس کے بغیر وہ مشن کہ جو میں نے یہاں قائم کیا ہے گر جانے کا اندیشہ ہے۔ اس مہینے مجھے ایک ہزار نسخہ رسالہ اسلام "دی ریلیجن اوف ہیومینیٹی" سیامی زبان میں ترجمہ شدہ ملا کہ جو سیام میں مفت تقسیم کر دیا گیا۔

امریکہ

مسٹر کارل پولسن ماسک سٹ سے لکھتے ہیں کہ میں نے آج سے چار سال پہلے انگلستان آپ کے انگریزی ترجمۃ القرآن کے لئے لکھا۔ مگر وہاں سے کوئی جواب نہ ملا۔ کئی ایک وجوہات سے میں دوبارہ نہ لکھ سکا مجھے معلوم نہیں کہ مجھے اپنے آپ کو مسلمان کہنے کا حق ہے یا نہیں۔ مگر مجھے اس کا فی الحقیقت نہایت اشتیاق ہے۔ سکول چھوڑنے کے کچھ عرصہ بعد (میں مشنری متعلم تھا) میں نے ان سوالات کے جواب تلاش کرنے شروع کئے۔ کہ جنہوں نے مجھے پریشان کر رکھا تھا۔ نرسم پرست ہو کر میں انتہا پسند نہ بلکہ دوسری جگہ جواب تلاش کرنے کی کوشش کی۔ اور مذاہب کے متعلق تمام کتب کو پڑھ ڈالا کہ جو مجھے اس وقت مل سکیں اس سے اسلام میں میری دلچسپی بڑھ گئی۔ میں نے یہ خیال کیا کہ میں کس مپرسی کی حالت میں ہوں۔ کوئی شخص میری بات پر کان نہ دھرے گا۔ اور میں خود اپنی مدافعت نہیں کر سکتا۔ اور نہ اپنی حالت کو بہتر بنا سکتا ہوں۔ میں نے عیسائی مفسرین کی بے انصافی اور بغض کو محسوس کر لیا۔ اور ان سوالات کے جواب تلاش کرنے لگا۔ [illegible] لائبریری میں [illegible] ایک حوالجات کی کتاب کو دیکھنے کے لئے [illegible] ہوتی ہیں۔ اور وہ صرف ایک نسخہ ریڈنگ روم میں استعمال کرنے کو دے سکتے ہیں کیونکہ اس کتاب کو باہر لے جانے کی اجازت نہیں۔ حیرت ہے کہ مجھے آپ کی ایک کتاب مل گئی۔

جس قدر وقت میں صرف کر سکتا تھا اس کے پڑھنے پر صرف کیا۔ اس کے بعد میں اپنے عہدے سے برخواست ہوگیا۔ اور گھر بار کو چھوڑ دیا۔ ایک مہینہ کی تلاش کے بعد میں بحری جہازوں کے محکمہ میں آگیا۔ میں نے ۵۰۰ ڈالر ملازمت کے دنوں میں اندوختہ کئے۔ مگر میں ادھر ادھر بے کاری میں پھرنا چاہتا تھا۔ اس کے علاوہ گھر میں بھی میری ضرورت نہ تھی۔ ایک سال کے بعد مجھے موقوف کر دیا گیا۔ اور میں بالکل بے کار ہوگیا۔ میں نے رات کو کام کرنا شروع کر دیا اسی طرح تین سال تک کام کیا۔ اس کے دوران میں کچھ مسائل پر غور کرنے کا بہت وقت ملا۔ میں نے اپنی تحقیقات کے طریق کو بدل دیا کیونکہ میری تعلیم و تربیت عیسائی عقاید میں ہوئی تھی۔ اور عیسائیت کے خیال رکھنے کی وجہ سے میرا نکتہ نگاہ بھی مسیحی تھا۔

میں نے محسوس کیا کہ اس طریق کے بدلنے سے ہی میری نگاہ چمک اٹھی ہے۔ اور میں نے پکا مسلمان بننے کا ارادہ کر لیا۔ اور ایک تو یہ کہ شہر کی لائبریری میں برطانیہ کے ایک کتب فروش کی فہرست دیکھی۔ کہ جس میں ایک کتب شایع کرنے والے کا پتہ تھا کہ جو آپ کی کتب فروخت کرتا تھا۔ میں نے فوراً آرڈر دیکر کتابیں منگوالیں۔ کہ جن کی تلاش میں ہر ایک شہر کی لائبریری میں کیا کرتا تھا۔

آپ نے میری مشکلات کا اندازہ لگا لیا ہوگا۔ گھر والے میری تحقیر کرتے ہیں۔ میرا کوئی دوست تعلیم دینے اور مدد کرنے والا نہیں۔ تاہم میں اپنے آپ کو پہلے سے بہت اچھا پاتا ہوں۔ میری عمر ۲۲ سال کی ہے۔ ۱۶ سال کی عمر سے میں نے کام شروع کیا۔ میں جرمنی زبان لکھ پڑھ اور بول سکتا ہوں۔ میں نے اپنی ملازمت کے دوران میں امریکہ کے ملک کا بہت سا حصہ دیکھا ہے۔ دو سال ہوئے میری شادی ہوگئی ہے۔ علاوہ ایک بچہ بھی ہے۔ اور ایک لڑکی دو مہینہ کی ہے میں ہفتہ میں ایک سے چار دن تک کام کرتا ہوں جس کا معاوضہ چالیس چودہ ڈالر ہوتا ہے۔ کہ جس میں اس ملک کے اندر تنہا آدمی کا گذارہ بھی نہیں ہوتا۔ ایک وہ بھی وقت تھا کہ جب میں ۴۵ ڈالر فی ہفتہ کماتا تھا۔ اور ۲۰ ڈالر میں انداز کرتا تھا۔ مگر اب میں جس قدر خوش ہوں اس سے پیشتر ایسا خوش نہ تھا۔ مجھے یہ معلوم ہے کہ مذہبی اعتقاد کی طمانیت انسان کو راحت بخشتی ہے۔

مجھے آپ جس قدر جلد خط لکھ سکیں لکھتے رہیں۔ کیونکہ میرا یہاں کوئی مسلم دوست نہیں۔ اس ملک کے حالات سے مجھے نفرت ہے۔ جو نہایت گندے اور مکروہ ہیں۔

ناظرین سے گذارش ہے کہ خط و کتابت کے وقت اپنے نمبر خریداری کا حوالہ دیا کریں۔

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ ٥ (۳: ۶۴)

حضرت مسیح موعود اور آپکی جماعت کا مذہب

اغراض و مقاصد

۱۔ مذاہب عالم کو دعوت اسلام۔
۲۔ فضائل اسلام اور قرآن کی نشر و اشاعت
۳۔ مسلمانوں کی باہمی تکفیر کو مٹا کر آپس میں رواداری کی تلقین کرنا۔
۴۔ مجدد وقت حضرت مسیح موعود کی تعلیم اور خدمات اسلام سے دنیا کو روشناس کرانا۔

جلد ۱۸ | لاہور۔ یوم پنجشنبہ مطبوعہ ۲۹ جمادی الاول سنہ ۱۳۴۹ ہجری مطابق ۲۳ اکتوبر سنہ ۱۹۳۰ عیسوی | نمبر ۷۰

مغربی تہذیب کا سراب

(از جناب ڈاکٹر اللہ بخش صاحب۔ ایس۔سی۔ ایم۔ بی۔ ڈی۔ پی۔ ایچ۔ لنڈن)

۱۶ اکتوبر کو پیغام صلح میں ایک دوست کا خط شائع ہوا ہے۔ ہمارے اس دوست نے ۔ ۔ ۔ اپنے شکوک و شبہات کو پیش کرکے ان کا ازالہ چاہا ہے۔ چنانچہ ہمارے دوست کے اپنے الفاظ یہ ہیں:۔

"میں یہ تمام باتیں پیش کرکے اور ٹرکی کی موجودہ ترقی اور سابقہ زمانہ کی طرف توجہ دلاکر عرض کرتا ہوں کہ انسان کونسی راہ اختیار کرے۔ میں جانتا ہوں کہ میں یہ باتیں کسی ایسے شخص کو نہیں لکھ رہا جو مجھے جھٹ سے کافر کہکر ختم کردے گا۔ اس لئے میں جرأت کرتا ہوں کہ اپنا دل کھول کر بیان کروں۔ اور اس درماں کا علاج اگر آپ سے حاصل ہوسکے تو مشکور ہوں گا۔"

ہمارے مکرم دوست کو جو غلطی لگ رہی ہے۔ وہ کوئی نئی اور انوکھی شے نہیں۔ فرق صرف اس قدر ہے کہ جب دجال کے طلسم میں تمام دنیا پھنسی ہوئی تھی اور حضرت مسیح موعود نے صحیح صحیح نقشہ اس دجال کا کھینچ دیا تھا۔ اس وقت تو دنیا نے ان پاک رازوں سے اعراض کیا اور اب وہ پردہ اُٹھ چکا ہے۔ مغربی تہذیب نے دنیا کے امن و امان میں جو آگ لگائی ہے اس کی تپش اب ہر جگہ محسوس ہورہی ہے

اس تہذیب نے نسل انسانی کی ترقی میں کیا کیا رکاوٹیں اور مشکلات ڈال رکھی ہیں۔ بعض لوگوں کی ظاہر بین آنکھ سے ابھی وہ پردہ نہیں اُٹھا اور وہ دجال کے دام فریب میں ابھی پھنسے ہوئے حقیقتی جہنم کو جنت تصور کررہے ہیں۔ ہمارے دوست اپنے اس خط میں حالات بچشم غور ملاحظہ فرمانے کے بعد یوں رقمطراز ہیں:۔

"برخلاف اس کے یہ قوم جو مذہب کے خلاف ہے ان کے حالات جو مشاہدہ میں آتے ہیں وہ یہ ہیں کہ ہر انسان کو انسان سمجھا گیا ہے۔ ہر وقت ان کی بہتری کا خیال ہے۔ بدنی صحت، مالی مشکلات کا انتظام۔ ان میں جرأت کا مادہ پیدا کیا گیا ہے۔ ان کے اخلاق قابل رشک ہیں۔ رات دن انسانی بھلائی غرباء کی بہتری کی جدوجہد"

میں نے اہم فقروں کو جلی کردیا ہے۔ پھر آپ فرماتے ہیں:۔

"آپ یہاں آکر ان کے اخلاق دیکھیں۔ میں نے جس جماعت کے ساتھ عمر بسر کی مال، وقت، کنبہ، برادری خدا کے نام پر قربان کیا۔ وہ ممبروں پر وعظ اور اخوت مومنانہ کے لکچر محض فصاحت و بلاغت ہی نظر آئی۔ لیکن یہ لوگ بھائیوں کی طرح سے ملتے کبھی لڑتے جھگڑتے میں نے کسی کو نہیں دیکھا۔ دل آزاری جانتے ہی نہیں۔ حسن ظنی کا مادہ۔ کمال صفائی تو مشہور ہے۔ جھوٹ بھی بولتے نہیں دیکھا۔ صرف اگر ضرورت ہے تو یہ ہے کہ یہ لوگ مذہب کی ضرورت کو محسوس کریں۔ ورنہ وہ سب باتیں جو قرآن کہتا ہے یہ لوگ مانتے ہیں۔"

اگر ہمارے دوست اتنا کہتے کہ یورپین اقوام اپنی اپنی قوم اور ملک کی بہتری کے لئے کوشش کرتے ہیں تب تو شاید کسی حد تک بات بن بھی جاتی مگر وہ کہتے ہیں "ہر انسان کو انسان سمجھا گیا ہے" اگر فی الواقع مغربی تہذیب اخوت انسانی کا سبق دیتی تو دنیا میں یہ بے چینی اور بے امنی کس لئے ہوتی؟ کہتے ہیں رات دن انسانی بھلائی غرباء کی بہتری کی جدوجہد اگر یہ صحیح ہے کہ غرباء کی ہمدردی میں غرق ہیں تو یہ سوشلزم اور بولشوزم کے انقلابات کیوں رونما ہوئے؟ کیا یہ تحریکات غرباء کی بے چینی اور اضطراب کا اندازہ ظاہر نہیں کرتیں؟ آپ یہ بھی لکھتے ہیں کہ یہ لوگ "لڑتے جھگڑتے نہیں" "دل آزاری جانتے ہی نہیں"۔ لیکن دنیا نے تو یورپ کی جنگ عظیم بھی دیکھ لی۔ اور دل آزاری کا قصہ تو مفتوح اقوام سے پوچھنا چاہیے۔

دنیا ایک ہیجان میں ہے۔ جنگ عظیم نے مغربی طلسم کو پاش پاش کردیا۔ مغربی تہذیب کی قلعی پورے طور پر الم نشرح ہو چکی ہے۔ آج دنیائے مغرب کی ذہنیت حرص و لالچ اور طمع ہوا و ہوس سے بخوبی آشکارا ہوگئی ہے۔ یورپین تہذیب کے نتائج ہماری آنکھوں کے سامنے ہیں۔

درخت کے پھل

حضرت مسیح نے کیا ہی سچ فرمایا۔ درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے۔ یورپین تہذیب کے دلدادوں کو چاہیے کہ وہ ایک مجموعی نظر اس بات پر ڈالیں کہ یورپین تہذیب نے دنیا کو کیا کیا اعلیٰ چیزیں عطا کیں۔ بے شک یورپین تہذیب نے بہت اعلیٰ اور قابل تعریف ایجادات مادہ کو انسانی تسخیر میں لانے کے لئے کیں۔ اور انسانی آرام و آسائش کے مادی سامان عمدہ سے عمدہ پیدا کردئے۔ لیکن ہم نے یہ دیکھنا ہے کہ کیا باوجود ان تمام ایجادات اور آسائشوں کے یورپین تہذیب نے خود اپنے یورپ میں اور پھر دنیا کے دوسرے حصص میں جہاں جہاں یہ تہذیب گئی وہاں کیا اس تہذیب نے [illegible]

تمام ترقیوں کی جڑ اور تمام صلح کاریوں کا منبع ہے؟ آج سے تیس یا پچاس سال قبل جب کہ دنیا پر یورپین تہذیب پر سے پردہ نہ اٹھا تھا شاید کسی کو اس موضوع پر دلائل دینے کی ضرورت پڑتی۔ لیکن کیا آج بھی اس بات کی ضرورت ہے کہ یہ ثابت کیا جائے کہ یورپین تہذیب و تمدن ہرگز ہرگز اس طمانیت اور راحت کو انسانی سوسائٹی میں پیدا نہیں کرسکی۔ جو ایک حقیقی تہذیب کو پیدا کرنی چاہیے۔ آج یورپین تہذیب نے باوجود اس قدر تفاخر کے اپنے اپنے ملک کے اندر درمیانہ طبقہ انسان کو وہ حقوق نہیں دیئے جو کہ مذہب اسلام نے اصولوں میں بلکہ اسلام کے پیروں نے اپنے زر خرید غلاموں کو اپنی عملی زندگی میں عطا کئے۔ کیا کوئی قوم کوئی مذہب کوئی تہذیب ایسی مثالیں پیش کرسکتی ہے۔ کہ اس کے کسی بادشاہ نے اپنے غلام کو اپنا تاج و تخت دیدیا ہو؟ اور یہاں تو ایک خاندان کا خاندان ہی خاندان غلاماں کہلاتا ہے۔ یورپ کا ایک متکبر دولت مند اپنے کسی ہم قوم متوسط طبقہ کے آدمی سے ہاتھ ملانا پسند نہیں کرتا۔ وہ اس کوچہ اور گلی میں جانا اپنی بے عزتی اور ہتک تصور کرتا ہے جس میں غرباء رہتے ہوں۔ ایک دولت مند اس بازار کی کوئی چیز لینا برداشت نہیں کرسکتا جو اس کے متوسط درجہ کے لوگوں کے لئے ہے۔ مجھے ایک لطیفہ یاد آیا۔ کہ ہمارے ایک مکرم نے کہا کہ ان سے ایک انگریز دولتمند محض اس لئے بگڑ گیا کہ کسی موقعہ پر انہوں نے اتفاقاً اس کا اور دوسرے درمیانہ درجے کے انگریز کا فوٹو اکٹھا لیا!! ایک طرف یہ حالات دیکھئے جو خود اپنے چشم دید ہیں۔ اور دوسری طرف ہمارے مکرم دوست کے بیان کردہ نقشہ اور یورپین تہذیب کا مرقع ان الفاظ میں پڑھیے کہ یہ اقوام انسانی بھلائی اور غرباء کی بہتری ہر انسان کو انسان سمجھا گیا ہے ہر وقت ان کی بہتری کا خیال تو انسان کے منہ سے انا للہ وانا الیہ راجعون نکل پڑتا ہے۔ انسانی بھلائی اور غرباء کی بہتری ہر انسان کو انسان سمجھنا بغیر اس امتیاز کے کہ وہ کس قوم، ملک اور رنگ و نسل کا ہے یہ باتیں جس طرح مذہب اسلام نے اصولوں میں واضح کرکے دکھلائیں اور عملی رنگ میں جو جامہ ان کو پہنایا۔ پھر صدیوں تک اسلام کے پیروں نے ان کو ہر وقت اپنی روزمرہ زندگی میں جس طور سے کرکے دکھلایا اس کی دنیا شاہد ہے۔ کیا یہ غلط ہے کہ اخوت نسل انسانی کا جو علمی اور عملی درس قرآن نے دیا ہے کہیں اور نہیں پایا جاتا؟ کیا یہ مبالغہ ہے کہ اسلامی تہذیب و تمدن نے دنیا میں وہ اطمینان و سکینت پیدا کی جس کی نظیر نہیں ملتی؟ کیا اس میں کوئی شک ہے کہ مسلمان فاتحین نے مفتوح قوموں کو وہ وہ حقوق و مراعات دیئے۔ جن کی وجہ سے وہ ہمیشہ کے لئے ان کے مددگار و معاون بنی رہیں؟ اور اگر تباہی آئی تو محض مسلمانوں کی آپس کی خانہ جنگی اور حسد کی وجہ سے۔ اگر موقع ملا تو اپنے مکرم دوست کی خدمت میں یورپین تہذیب کی ایک ایک شاخ کھول کر بتلاؤں گا کہ کہاں تک وہ سچی حقیقی تہذیب کہلانے کی مستحق ہے۔ یورپین تہذیب لالچ و حرص طمع انسانی کی بہترین محرک اور خطرناک مددگار ہے۔ اس نے افراد کو قوم کے اندر اور اقوام کو دنیا کے اندر کوئی اطمینان و سکون نہیں دلایا ہے۔

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ آرگن

پیغامِ صلح

ادارۂ تحریر عبد الحق

حضرت مسیح موعود اور آپکی جماعت کا مذہب

اغراض و مقاصد

۱- مذاہب عالم کو دعوت اسلام
۲- فضائل اسلام اور قرآن کی نشر و اشاعت
۳- مسلمانوں کی باہمی تکفیر کو مٹا کر آپس میں رواداری کی تلقین کرنا۔
۴- مجدد وقت حضرت مسیح موعود کی تعلیم اور خدمات اسلام سے دنیا کو روشناس کرانا۔

جلد ۱۸ | لاہور۔ یوم چہارشنبہ مطبوعہ ۲۷ جمادی الثانی سنہ ۱۳۴۹ ہجری مطابق ۱۹ نومبر سنہ ۱۹۳۰ عیسوی | نمبر ۷۶

مناظرہ چندر کے منگولے میں محمودیوں کو شکست فاش

غیر از جماعت علماء کا اعلانِ حق

ایک معزز محمودی کا اعتراف

کبھی کے گذشتہ شذرات میں آپ اصیل مرغ اور ٹینی مرغ کے عادات اور خصائل تو سن چکے۔ اس کے بعد کئی ایک جگہ ہمیں باہر دورہ پر جانے سے معلوم ہوا کہ لوگوں نے اس کو بہت پسند کیا ہے۔ اور وہ جو ہمیں اوائل میں قادیانیوں کے ٹینی مرغ ہونے میں کچھ شبہ سا ہونے لگا تھا اب بارش کی طرح کثرت شہادت نے ہمیں اس پر قائم نہیں ہونے دیا۔ البتہ مرقد مسیح موعودؑ کے بعض تازہ زائرین نے یہ شکایت کی کہ ہمیں ٹینی مرغ کیوں کہا گیا؟ ہم تو مرد ہیں۔ بپاس خاطر آں عزیزاں عرض کیا جاتا ہے کہ مردوں کی بھی تین قسمیں ہیں۔ بعض مرد بالقوہ ہوتے ہیں اور بعض مرد بالفعل مگر ان دو کے علاوہ مردوں کی ایک تیسری قسم بھی ہے۔ اور وہ ہیں صرف مرد منطقی۔ مگر ہماری بیان کردہ اس تیسری شق سے کوئی صاحب یہ نہ سمجھ لیں کہ ہم علم منطق جاننے والوں کو مرد منطقی کا خطاب دیتے ہیں۔ بلکہ ہماری مراد اس سے یہ ہے کہ وہ مرد کہ جن کو بلحاظ کثرت نطق و جریان لسان مرد کا نام یا خطاب دیا جاتا ہے وہ صرف مرد منطقی ہیں۔ اور اس نعمت خداداد کے پانے کے لئے ہمارے قادیانی بزرگ ہی مخصوص کئے گئے ہیں۔ اور ان سے پیشتر یہ کثیر حصہ نعمت ۱۳۵۰ سال اوپر سے لے کر آج تک کسی کو میسر نہیں آیا۔ ہمارے حضرت میاں صاحب آٹھ آٹھ نو نو گھنٹے تقریر کر سکتے ہیں۔ مدیر "الفضل" ایک ہی سانس میں ہزاروں گالیاں دے سکتے ہیں۔ مولانا اللہ دتا صاحب جالندھری چند منٹوں میں سینکڑوں جا و بیجا اور انت سنت حوالجات اور اقتباسات پڑھ سکتے ہیں۔ ان لوگوں کے اس جریان زبان اور سلسل قول کو دیکھ کر ہم نے ان کو صرف مرد منطقی کا نام یا خطاب دیا ہے۔

ایک ایسے ہی ٹینی مرغ یا مرد منطقی چندر کے منگولے ضلع سیالکوٹ میں مولوی عصمت اللہ صاحب کے سامنے گردن ہما کا کر آموجود ہوئے۔ مولانا نے ہر چند اسے باشارہ ڈنڈا ادب سے بیٹھ جانے کا سبق دیا۔ مگر اس کی اکڑی ہوئی گردن کسی طرح خم ہونے میں نہ آئی۔ ناچار مولانا کو دو تین پنخیاں دے کر اس کے پر پرزے ڈھیلے کرنے پڑے۔ بحث تو تھی اس بات پر کہ آیا قرآن کریم اور حدیث صحیح کی بنا پر اجراء نبوت ثابت ہے۔ یا ختم نبوت۔ مولانا یار محمد نے اس کا یہ جواب دیا کہ حضرت مرزا صاحب نے اپنی تحریرات میں لفظ نبی کا استعمال کیا ہے۔ جواب کی معقولیت قابل داد ہے۔ دوسری بحث یہ تھی کہ کیا حضرت مرزا صاحب کی تحریرات میں نبوۃ کا دعوی ہے۔ مولانا یار محمد نے اس کا نہایت مسکت جواب یہ دیا کہ مولانا محمد علی نے ریویو آف ریلیجنز میں اور احمد حسین فرید آبادی محمودی نے حضرت مرزا صاحب کو سنہ ۱۹۱۳ء کے اخبار "پیغام صلح" میں نبی لکھا ہے۔ اور اس کے بعد حضرت صاحب کی تحریرات پر ایسے بدحواس ہو کر چھرتے کہ بس چھوٹتے ہی چھوٹے۔ انہوں نے مڑ کر نہیں دیکھا کہ مولوی عصمت اللہ صاحب کیا پوچھ رہے ہیں۔ اور میں کس طرف سرپٹ ہوا جاتا ہوں۔

لوگ ہمیں اس مناظرہ کی روئیداد سنانے کو کہ رہے ہیں۔ بھلا ایسے بگٹٹ مناظر کے پیچھے ہم کہاں تک بھاگے بھاگے جاتے۔ کہ اس کی گردنیوں اور قلابازیوں کا پورا پورا فوٹو دکھا سکتے۔ کچھ مردم شناس اور علم آشنا لوگ وہاں موجود تھے۔ ان کے ذاتی مشاہدات کا ذکر کر دینا ہی کافی ہے۔ اور وہ یہ ہے :-

"کل مورخہ ۱۵ نومبر سنہ ۱۹۳۰ء کو مولوی محمد یار صاحب قادیانی اور مولوی عصمت اللہ صاحب کے درمیان زیر صدارت مولوی عبد الحق صاحب ودیارتھی و مولوی غلام احمد صاحب قادیانی اجراء و ختم نبوت کے مضمون پر ۴ گھنٹے تک مناظرہ ہوا۔ ہم لوگ اس مناظرہ میں شریک تھے۔ جس نتیجہ پر ہم پہنچے وہ حسب ذیل ہے:

(۱) قادیانی مناظر نے ختم نبوت کے مناظرے میں شرائط کی خلاف ورزی کر کے اپنی کمزوری کا ثبوت دیا۔ اور قرآن و حدیث سے استدلال کرنے کی بجائے مرزا صاحب کے اقوال پیش کرنے اور ردکنے پر بھی نہیں رکا۔

(۲) دوسرے مناظرہ میں بھی شرائط کی خلاف ورزی کی اور مرزا صاحب کا دعوے متعلق نبوت پیش کرنے کی بجائے "پیغام صلح" کا نائٹل پڑھنے لگ گیا۔ اس پر بھی گرفت کی گئی۔ مگر باز نہ آیا۔

(۳) مولوی عصمت اللہ صاحب نے تین مرتبہ انعام کا وعدہ کیا اور مولانا محمد علی صاحب مظفری کو حکم قرار دیا۔ کہ ان کے فیصلے پر انعام دیدوں گا۔ مولانا کا فیصلہ مولوی عصمت اللہ صاحب کے حق میں ہوا۔ اور قادیانی مناظر انعام سے بھی محروم رہا۔

(۴) مولوی عصمت اللہ صاحب کا دعوی کہ نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا صفات پر ختم ہو چکی ہے قرآن و حدیث کی رو سے ثابت ہو گیا۔ جس کی تردید قادیانی مناظر نہیں کر سکا۔

(۵) قادیانی مناظر اپنے دعوے یعنی مرزا صاحب کی نبوت کو آخر تک ثابت نہیں کر سکا۔

حافظ حبیب اللہ مبلغ اسلام۔ ساکن گرزیردالہ تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ
بقلم خود

مسکین علی محمد امام مسجد اکال گڑھ تحصیل ناروو ال۔ ضلع سیالکوٹ
بقلم خود

خان محمد زمان نقشبندی مجددی علاقہ منگولہ بقلم خود

مولوی محمد عبد اللہ حکیم حاذق ساکن منگولے تحصیل نارووال ضلع سیالکوٹ
بقلم خود

سہاگ خاں سفید پوش منگولہ بقلم خود۔
مستری محبوب علی سکنہ منگولے بقلم خود
عنایت اللہ ساکن نوشہرہ تحصیل پسرور۔

مورخہ ۱۶ نومبر کو گاؤں والوں کے اصرار سے وہاں ایک جلسہ تقاریر منعقد کیا گیا کہ جس میں دخل در معقولات کرنے کے لئے محمودی معہ اپنے مولاناؤں کے اس شان سے تشریف لائے کہ ہر ایک نے اپنی صلیب اپنی پیٹھ پر اٹھائی ہوئی تھی۔ اور ہاتھوں میں لمبے لمبے ڈنڈے سنبھالے ہوئے تھے۔ اور مولوی عصمت اللہ صاحب کی تقریر میں شور مچانا شروع کر دیا اس پر لوگوں نے مندرجہ ذیل فیصلہ دیا۔ (ایڈیٹر)

۱۵ نومبر سنہ ۱۹۳۰ء کو مناظرے میں جو نمایاں شکست قادیانی مناظر مولوی محمد یار کو ہوئی۔ اور مولوی عصمت اللہ صاحب کو جس قدر ان کے مقابل پر عظیم الشان فتح حاصل ہوئی اس کے اظہار کے لئے مورخہ ۱۶ نومبر سنہ ۱۹۳۰ء کو ہم لوگوں نے ایک جلسہ عام کیا۔ جس میں جناب مولانا عصمت اللہ صاحب ختم نبوت پر تقریر فرمانے رہے تھے۔ اتنے میں مولوی محمد یار مذکور معہ اپنے طرفداروں کے آیا۔ اور تقریر کے درمیان دخل دینے لگا۔ مولوی صاحب نے اسے اس ناجائز دخل سے روکا۔ تمام حاضرین جلسہ کو مولوی محمد یار کی یہ نامعقول حرکت ناپسند ہوئی۔

ہم مولوی محمد یار کی اس نامعقول حرکت پر نفرت کا اظہار کرتے ہیں اور اعلان کرتے ہیں کہ مولوی محمد یار نے جس قدر شکست کھائی تھی۔ آج اسے منہ کی کھانی پڑی۔ آیا تو تھا کل کی ندامت مٹانے مگر ذلت اور بھی گلے کا ہار ہو گئی۔ دستخط

سہاگ خاں بقلم خود۔ عنایت اللہ بقلم خود۔ محمد خاں بقلم خود۔ خدابخش مستری بقلم خود۔ محمد مالک بقلم خود۔ محمد اسلم بقلم خود۔ مولوی محمد عبد اللہ بقلم خود۔

میاں صاحب کے ایک اپنے معزز مرید کی شہادت

مکرم چوہدری غلام حیدر خانصاحب رئیس بڈملی نے ایک خط اپنے طور پر بابو محمد اسحاق صاحب ٹیلگراف ماسٹر کو لکھا چوہدری صاحب کا خط اور ماسٹر صاحب کا جواب درج ذیل ہے:-

مکرمی بابو محمد اسحاق صاحب! السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ مزاج شریف۔ میں ۱۵ نومبر کو موضع منگولے کے مناظرہ میں شامل نہ ہو سکا کیونکہ میں ایک ضروری کام کیواسطے نارووال چلا گیا تھا۔ میں آپ سے دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ مناظرہ کا جو نتیجہ ہوا ہے اس سے مطلع فرما دیں۔

(جواب) مکرمی چوہدری صاحب وعلیکم السلام۔ اس مباحثے میں میرے خیال میں مولوی عصمت اللہ صاحب غالب رہے۔ (محمد اسحاق بقلم خود)

اب بھی اگر قادیانیوں کے ٹینی مرغ ہونے میں کسی کو شبہ ہو تو وہ قادیانیوں

نمبر ۱
ہر ایک دوست
اپنی جگہ پر غور کرے
کہ کیا
خالی ہاتھ سے شروع کر کے
سترہ سال کے عرصہ میں
تعمیر اسلام کا یہ عظیم الشان کام
نصرت الٰہی
کا کھلا ہاتھ اپنے اندر نہیں رکھتا؟
لئن شکرتم لازیدنکم
اس قدر نصرت کو حاصل کر کے قدم پیچھے ہٹانے کا موقع نہیں۔ بلکہ یہ کام اب آپ کی طرف سے مزید قربانیوں کو چاہتا ہے۔ تاکہ اس سے بھی
زبردست ہاتھ نصرت الٰہی کا ظاہر ہو

نمبر ۲
مفت لٹریچر
ذیل کی صورتوں میں شائع ہوا ہے یا ہو رہا ہے۔
۷۰ لاکھ کے قریب صفحات مفت ٹریکٹوں کی صورت میں
ایک سہ ماہی رسالہ جرمن زبان میں
ڈیڑھ سو پرچہ ہر اشاعت اخبار لائٹ کا
ایک ہزار کے قریب قرآن شریف ترجمہ انگریزی تفسیر
۸ ہزار کے قریب سیرت آنحضرت صلعم
۴ ہزار صفحات حضرت مسیح موعود کی کتب کے دوبارہ چھپوائے ہیں جن میں سے بہت سا حصہ مفت تقسیم کیا

نمبر ۳
انجمن کی جائداد
غیر منقولہ و منقولہ
علاوہ
۱۴ مربعہ زمین
جو حال میں لئے ہیں
ساڑھے سات لاکھ کے قریب
ہے

ہماری انجمن کے کام کی بنیاد
نمبر ۱
وہ علم ہے
جو ہم نے
حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے
ورثہ میں پایا
اس علم کے کونے کی اینٹ
قرآن کریم
کا انگریزی ترجمہ اور تفسیر ہے
جس کے متعلق حضرت مسیح موعود نے فرمایا کہ یہ اس کا کام ہے
جو میری شاخ ہے

نمبر ۲
یہ علوم متفرق طور پر
ہندوستان کی ۹ زبانوں
ایشیا " ۶ زبانوں
یورپ " ۷ زبانوں
میں ترجمہ ہو چکے ہیں
اور اس طرح یہ پودہ دنیا کے بہت سے ممالک میں
مستقل جڑ پکڑ چکا ہے

نمبر ۳
انہی علوم کے ذریعہ سے
انگلستان میں ایک ہزار کے قریب
جرمنی میں ایک سو کے قریب
ہندوستان میں تین ہزار کے قریب
نفوس اسلام میں داخل ہو چکے ہیں

نمبر ۴
اس وقت انجمن کے
دو مشن اچھوتوں میں
دو مشن ایشیائی ممالک میں
ایک مشن یورپ میں
دو ہائی سکول اور تین اخبار و رسالے
چل رہے ہیں

احمدیہ انجمن خواتین اسلام لاہور
کا
پانچواں سالانہ جلسہ
زیر صدارت
محترمہ خدیجہ بیگم صاحبہ بی اے (آنرز) ایم اے ایم او ایل (گولڈ میڈلسٹ) ایچ۔ پی۔ ایم۔ آر۔ اے۔ ایس (لنڈن) پی۔ ای۔ ایس

اشاعت اسلام کی تحریک کو قوت اور وسعت دینے کے لئے مسلمان خواتین کا ایک جلسہ ۲۴ دسمبر ۱۹۳۰ء کو ساڑھے نو بجے صبح مسلم ہائی سکول واقع احمدیہ بلڈنگس برانڈرتھ روڈ میں منعقد ہوگا جس میں لائق اور اہل علم خواتین تقریر کریں گی۔ چونکہ اشاعت اسلام تمام مسلمانوں کا متفقہ فرض ہے اس لئے سب مسلمان بہنوں سے گذارش ہے کہ وہ اس جلسہ میں تشریف لا کر ممنون فرمائیں۔ جلسے کے ساتھ ہی دستکاری کی نمائش بھی ہوگی۔ جس میں مستورات اور بچوں کی ضروریات اور خانہ داری کے متعلق ہاتھ سے بنائی ہوئی نفیس اشیاء کا معقول ذخیرہ موجود ہوگا۔ اس نمائش کی آمدنی صرف اشاعت اسلام پر صرف ہوگی ہے۔ اس لئے اس میں اشیاء کا خریدنا ہم خرما و ہم ثواب کا مصداق ہے۔ پردے کا معقول انتظام ہوگا۔

الداعیات

لیڈی سر عبدالقادر	۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ جج ہائیکورٹ	بیگم محمد رفیع صاحب	(بیرسٹر ایٹ لا)
لیڈی ذوالفقار علی خاں	(آف مالیر کوٹلہ)	بیگم مولانا محمد علی	(امیر جماعت احمدیہ)
بیگم راجہ غضنفر حسین خاں	۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔	بیگم شیخ عظیم اللہ	آنریری سکریٹری انجمن حمایت اسلام
بیگم شیخ رحمت اللہ خاں	آنریری مجسٹریٹ و رئیس	مسز بیگ	(انسپکٹرس زنانہ مدارس انجمن حمایت اسلام)

نوٹ: ننھے بچے جلسے میں ماؤں کی تکلیف و پریشانی کا موجب ہوتے ہیں۔

خبریں

ممالک خارجہ

—— بعض اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی تھی کہ شاہ نادر خاں سخت بیمار ہیں۔ لیکن اب موثق ذرائع سے اس کی تردید ہوگئی ہے۔

—— بمبئی کا ایک اخبار رقمطراز ہے کہ شاہ امان اللہ کی مخالفت کا جو زور مخالفین کے پروپیگنڈے سے افغانستان میں ہوگیا تھا وہ اب بالکل ٹوٹ گیا ہے۔ وہاں کی پبلک دل سے متمنی ہے کہ شاہ موصوف دوبارہ سریر آرائے سلطنت ہوں۔ لیکن بعض خبریں اس کی تردید کرتی ہیں۔

—— افغانستان کی تازہ خبر ہے کہ ایک سابق وزیر محی الدین صاحب نے ۲۰ لاکھ روپے کی مالیت کے مکانات و اراضی فروخت کردی ہے اور اس رقم کو محتاجوں اور یتیموں کی اعانت کے لئے وقف کر دیا ہے اس میں سے کچھ رقم نادار بچوں کی تعلیم کے لئے بھی وقف کر دی گئی ہے۔

—— قسطنطنیہ ۹ مارچ۔ غازی امان اللہ خاں انگورا سے روما کو روانہ ہوگئے ہیں۔

—— معلوم ہوا کہ امسال حج حج اکبر ہوگا۔

—— کابل سے آنے والے مسافر بیان کرتے ہیں کہ شاہ نادر خاں نے غداران وطن کے مقدمہ کی سماعت کے لئے جو عدالت مقرر کی تھی اس کے فیصلہ پر غور کرنے کے بعد ولی محمد خاں نائب السلطنت شاہ امان اللہ خاں کو حبس دوام اور ترکی جنرل محمود سامی کو سزائے موت کا حکم دیا ہے۔

—— بصرہ کی اطلاع ہے کہ باغی فیصل الدوش ...... اور ابن لامع اور ابن حصلین کو جنہیں حکومت برطانیہ نے گرفتار کرکے سلطان ابن سعود کے حوالے کر دیا تھا عدالت میں پیش کرنے کے لئے الریاض جا رہے تھے کہ آخر الذکر راستے میں کسی جگہ فرار ہوگیا۔ حکومت نجد نے عراق اور کویت کی حکومتوں سے استدعا کی ہے کہ اگر یہ شخص ان کے قابو آجائے تو اسے گرفتار کرکے اس کے حوالے کر دیا جائے۔ نجدی حلقوں میں ابن حصین کے فرار نے بڑی تشویش پیدا کر دی ہے۔

—— مصر کا ایک اخبار رقمطراز ہے کہ حکومت نجد و حجاز کے لئے ایک انگریزی جنگی جہاز خریدنے کی غرض سے گفت و شنید ہو رہی ہے افواہ ہے کہ مصر کا ایک سابق بحری افسر اس جدید جہاز کا منتظم بنایا جائے گا۔ یہ جہاز ساحلوں کی حفاظت کے لئے ایک مختصر سا بیڑہ مہیا کرنے کا پیش خیمہ ثابت ہوگا۔

—— ایک غیر مصدقہ خبر ہے کہ وہابیوں کے لشکر شرق اردن کی سرحد پر جمع ہو رہے ہیں۔ انہوں نے نیمہ طویہ پر حملہ کر دیا ہے اس قبیلہ کا سردار قتل کر دیا گیا ہے۔

—— پیرس سے ایک جدید اسلامی ہفتہ وار اخبار "الاسلام" نام سے جاری ہوا ہے۔ جس کے ایڈیٹر محمود عزت آفندی مصری ہیں۔ اس کا پہلا پرچہ شائع ہو چکا ہے۔ جس میں مٹونس، الجیریا اور مراکش کے نامہ نگاروں کے مضامین درج ہیں۔ یہ اخبار اسلامی ممالک کی سیاسی خدمات کے خیال سے جاری کیا گیا ہے۔

—— حجاز کی تاریخ میں پہلی مرتبہ سلطان ابن سعود شاہ حجاز کی تخت نشینی کی سالگرہ کی تقریب پر ڈاک خانہ کے محکمہ نے خاص ٹکٹ جاری کئے۔ یہ ٹکٹ چار دن تک استعمال ہوتے رہے۔ جو ٹکٹ بچ رہے وہ تلف کر دئے گئے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ ٹکٹ نایاب ہو جائیں گے اور بڑی قیمت پائیں گے

—— بغداد ۱۰ مارچ۔ آج صبح عراق کی حکومت مستعفی ہوگئی۔

—— لندن کا ایک پیغام مظہر ہے کہ منجملہ دیگر احباب کے جنہوں نے سید جماعت الحسینی نمائندہ اعراب فلسطین کی حمایت میں تقریر کی۔ بلدیہ نیویارک سابق صدر کرنل سلوشن بھی تھے۔ متعدد انگریزوں نے مسلمانان فلسطین کی حمایت کے لئے اپنی خدمات پیش کیں۔

—— معلوم ہوا ہے کہ ایک فرانسیسی کسان نیم کے قرب و جوار میں اپنی زمین پر ہل چلا رہا تھا کہ اُسے مجاہدین فرانس کے چند ڈھانچے ملے جنہوں نے ۷۳۰ء میں فرانس پر حملہ کیا تھا۔ لاشیں مدفون اور ان کے منہ قبلہ رُخ تھے۔

—— یروشلم کا ایک پیغام مظہر ہے کہ پروفیسر شعیب مقیم قاہرہ کی طرف سے مجلس اعراب کو یہ اطلاع موصول ہوئی ہے کہ امیر العدل ارسلان کی معیت میں قومی پروپیگنڈے کے لئے امریکہ جانے والے ہیں کمیٹی کا ارادہ ہے کہ ایک وفد ہندوستان بھی بھیجا جائے۔

—— بغداد سے ایک مصری اخبار کا نامہ نگار رقمطراز ہے کہ شاہ فیصل اور سلطان ابن سعود کے مابین ساحل کویت کے قریب جو کانفرنس ہوئی اس میں حسب ذیل معاملات تصفیہ کے لئے پیش ہوئے۔

(۱) کنوؤں کا مسئلہ (۲) اوقاف نبوی کا مسئلہ جن کی مقدار ۳ لاکھ روپیہ ہے۔ (۳) مسئلہ تسلیم حرمین (۴) مال غنیمت (۵) قبائل کا تعلیم (۶) دونوں ملکوں میں معاہدہ دوستی رونما کرنا۔

—— یروشلم ۱۱ مارچ۔ آج کورٹ آف اپیل نے یہودی پولیس کے سپاہی ہنکنسز کے مقدمہ کا فیصلہ سنا دیا۔ اس شخص کو گذشتہ اگست کے فسادات میں ایک عرب کنبہ کو تہ تیغ کرنے کے جرم پر سزائے موت دی گئی تھی۔ اس سزا کی بجائے پندرہ سال قید کی سزا دی گئی ہے۔

—— طہران ۱۲ مارچ۔ کابل کے ایک برقی پیغام کے ذریعہ سے معلوم ہوا ہے کہ بچہ سقہ کے ۷۵ ساتھی جو اس کے زوال کے بعد خان محمد ڈاکو کے ساتھ مل گئے تھے۔ باضابطہ ثبوت کے بعد شاہ نادر خاں کے حکم سے کل پھانسی پر دے گئے۔

—— مصر کے انسپکٹر جنرل پولیس مصری پولیس میں عورتوں کی ایک جماعت کا اضافہ کرنے کے مسئلہ پر غور کر رہا ہے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں لندن کی زنانہ پولیس کی کپتان مس میری ایلسن اسکندریہ پہنچ گئی ہیں تاکہ اس موضوع پر وہ بحث کرسکیں اور اس کے قیام میں مدد دے سکیں۔

—— طہران کا ایک پیغام مظہر ہے کہ ۱۹۲۱ء کے معاہدہ تجارت کی تجدید کے لئے ایران و روس کے درمیان گفت و شنید پایہ تکمیل کو پہنچ گئی ہے۔

—— لندن ۱۵ مارچ۔ معلوم ہوا ہے کہ بحری کانفرنس میں نمائندگان برطانیہ و امریکہ کے درمیان جو شدید اختلاف پیدا ہوگیا تھا اب وہ رفع کر دیا گیا ہے۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جاپان کے مطالبہ کے متعلق بھی سمجھوتہ ہوگیا ہے۔

—— لندن ۱۵ مارچ۔ اطالوی وزیر خارجہ اور وزیر خارجہ فرانس کے درمیان بہت دیر تک خفیہ ملاقات ہوئی۔ اور اس میں اطالیہ کے اس مطالبہ پر بحث کی گئی کہ اسے فرانس کے مطابق بحری قوت حاصل ہونا چاہیے۔ فرانسیسی وزیر خارجہ نے اس خفیہ ملاقات کے بعد ایک نمائندہ اخبار سے دوران ملاقات میں کہا کہ ابھی تک معاملہ کھٹائی میں پڑا ہے۔

ہندوستان

ریاست میسور میں گاؤکشی کے انسداد کی تدابیر اختیار کرنے کے لئے جو کمیٹی بنائی گئی تھی اس کی رپورٹ شائع ہوگئی ہے۔ اقتصادی نظریہ پر بحث کرنے کے بعد ارکان نے متفقہ طور پر سفارش کی ہے کہ بچھڑوں اور دودھ دینے والی اور حاملہ گایوں کے ذبیحہ و قتل کے انسداد کی تدابیر اختیار کی جانی چاہئیں بعد ازاں تمام جانوروں کی حفاظت کے قوانین بنانے چاہئیں۔ جو اپنی خوراک وغیرہ کے اخراجات خود ادا کر سکتے ہیں۔

—— پنجاب کونسل کے سترہ مسلم اراکین نے اعلان کیا ہے کہ جداگانہ حلقہ ہائے انتخاب مسلمانوں کے لئے بے حد ضروری ہیں۔

—— ڈپٹی کمشنر لاہور کو ایک خط کے ذریعہ قتل کی دھمکی دی گئی ہے۔

—— راولپنڈی کی خبر ہے کہ ۱۳ مارچ کو مولانا محمد اسمٰعیل جائنٹ سیکرٹری راولپنڈی کانگرس کمیٹی گنج منڈی کے ایک جلسے سے واپس آرہے تھے کہ آٹھ اشخاص کی پارٹی نے ان پر قاتلانہ حملہ کر دیا۔ ان کی حالت خطرناک ہے۔

—— احمد آباد ۱۳ مارچ۔ وائسرائے کے جواب پر تبصرہ کرتے ہوئے گاندھی جی اپنے اخبار کے تازہ پرچے میں رقمطراز ہیں "میں نے سو دبارہ اور دوزانو ہو کر روٹی مانگی تھی۔ اس کے عوض مجھے وائسرائے کی طرف سے پتھر ملا۔ میری رائے ہے کہ انگریز قوم صرف طاقت کو مانتی ہے۔ اس لئے مجھے وائسرائے کے جواب سے کوئی حیرت نہیں ہوئی وہ امن عامہ کا راگ الاپتے ہیں اور قوم جانتی ہے کہ یہ جیل کا امن ہے۔ ہندوستان ایک بڑا جیل خانہ ہے۔" آخر پر وہ لکھتے ہیں کہ میں اس قانون کی خلاف ورزی کرنا اپنا مقدس فرض تصور کرتا ہوں۔

—— مدراس ۱۶ مارچ۔ تامل ہند و کانگرس کمیٹی کے جلسہ میں مسٹر مدلہار صدر۔ مسٹر سری نواس آئنگر۔ اور مسٹر ستیہ مورتی کے استعفے منظور کر لئے گئے ہیں۔

—— لاہور ۱۶ مارچ۔ کل مہاشہ خوشحال چند خورسند ایڈیٹر ملاپ کی سزا کے خلاف عدالت عالیہ لاہور میں مرافعہ دائر کیا جائے گا۔ مہاشہ جی کو بغاوت کے الزام میں سزائے قید دی گئی ہے۔

—— لاہور ۱۵ مارچ۔ دہرم بھکشو کی ناپاک کتاب کلام الرحمن وید ہے یا قرآن زیر دفعہ ۲۹۵ الف کے ماتحت ضبط کر لی گئی۔

—— دہلی ۱۶ مارچ۔ معلوم ہوا ہے کہ سر سروپ سنگھ کونسل آف سٹیٹ میں شاردا ایکٹ میں ترمیم پیش کریں گے۔

—— دہلی ۱۵ مارچ۔ ابھی تک وائسرائے کی ٹرین کے حادثہ بم کے ملزموں کا کوئی سراغ نہیں ملا۔ کل اس سلسلہ میں پنجاب۔ بنگال اور صوبجات متحدہ کے اعلیٰ احکام محکمہ تفتیش جرائم کی ایک کانفرنس منعقد ہوئی۔ اور سراغ لگانے کے لئے مختلف وسائل و ذرائع پر بحث کی گئی۔

—— کلکتہ کے ایک انگریزی اخبار کو نئی دہلی سے اطلاع موصول ہوئی ہے کہ جب گاندھی سمندر کے کنارے نمک بنانے پہنچ گئے۔ تو پٹھان سپاہی ان کے جتھے کو روکیں گے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ خبر مسٹر پی ایل منترو زیر قانون سے معلوم ہوئی۔

—— کلکتہ ۱۵ مارچ۔ آج علی پور کے مجسٹریٹ نے موضع گنگبد اور مامل کے پندرہ باشندوں کو نمک سازی کے جرم میں آٹھ آٹھ آنے کی سزا دی۔ ملزمین نے اقرار جرم کرتے ہوئے کہا کہ ہم نے نمک اس وجہ سے بنایا کہ بے حد غریب ہیں۔ اور نمک بازار سے خریدنے سے قاصر ہیں۔

—— جالندھر ۱۴ مارچ۔ پولیس نے جالندھر میں ایک بہت بڑی سیاسی سازش کا سراغ لگایا ہے اور ۱۱ آدمیوں کو مادۂ آتش گیر کے ذریعہ قتل کی سازش کرنے کے الزام میں گرفتار کر لیا ہے۔ تحقیقات کے دوران میں ایک ملزم کے مکان سے "دو بم" برآمد کئے جو ناریل کے برابر بڑے تھے۔

—— کپورتھلہ ۱۳ مارچ۔ آج ہز ہائی نس نواب صاحب بہاول پور نے اس جامع مسجد کا افتتاح کیا۔ جو مہاراجہ صاحب نے ساڑھے چار لاکھ کے صرف سے بنوائی ہے رسم نہایت شان و شوکت سے ادا کی گئی۔ نواب صاحب بہاول پور۔ سر محمد شفیع۔ سر عبد القادر۔ میر مقبول۔ خواجہ حسن نظامی۔ شمس العلماء مولانا سید احمد صاحب امام جامع مسجد دہلی۔ نواب صاحب لوہارو۔ چند انگریز افسروں کے علاوہ قریباً ایک لاکھ مسلمان موجود تھے۔ افتتاح کے بعد نماز جمعہ ہوئی۔ خطبہ مولانا سید احمد صاحب نے پڑھا۔

—— رنگون ۱۵ مارچ۔ امین جان اور عبد الحکیم خاں جو کل یہاں پہنچے تھے اسی شام کو پولیس کے پہرے میں کالا کی طرف روانہ ہوگئے۔

—— گاندھی جی کا سفر بدستور جاری ہے۔ خیال ہے کہ وہ یکم اپریل تک منزل مقصود تک پہنچ جائیں گے۔ راستے میں ہر جگہ ان کا حوصلہ افزا استقبال ہو رہا ہے۔ مخالف و موافق فریق اس تحریک کے نتیجہ کا بے صبری سے انتظار کر رہے ہیں۔

—— نیو دہلی ۱۵ مارچ۔ آج سرکاری گزٹ میں نمک کے متعلق ایک اہم اعلان شائع ہوا ہے جس میں لکھا تھا کہ سینٹرل بورڈ آف ریونیو نے سول کانسٹیبلوں کے صوبہ بمبئی کے تمام پولیس عہدیداروں کو سالٹ ریونیو افسر کے اختیارات عطا کر دئے ہیں۔

—— نیو دہلی ۱۷ مارچ۔ مسٹر آر۔ اے میکانکی برطانی سفیر کابل اور ان کے میجر پارسنز کل دہلی سے روانہ ہو کر پشاور کے راستے کابل پہنچ جائیں گے۔

—— حکومت نے ریاست پٹیالہ کے متعلق تازہ ترین فیصلہ یہ کیا ہے کہ آئندہ مہاراجہ صاحب کو ذاتی مصارف کے لئے ساڑھے بارہ لاکھ روپیہ دیا جائے گا۔ اور کل آمدنی میں سے ۲۰ لاکھ روپیہ سالانہ بچایا جائے۔ جو قرضخواہوں کو واپس دیا جائے گا۔

(بقیہ صفحہ ۵)

ہیں۔ ہو نہ ہو اس میں کوئی حقیقت ضرور ہے۔ بڑے بڑے نامور سائنس دان کہتے ہیں کہ کچھ طلسم سا معلوم ہو رہا ہے۔ مگر سمجھ میں نہیں آتا کہ ماجرا کیا ہے!

—————— یہ ہے دانایان فرنگ اور محققین مغربیہ کے علم و عقل کا معیار کہ ایک طرف عالم آخرت سے انکار۔ جن و فرشتہ سے انکار۔ عرش کرسی سے انکار۔ لوح و قلم سے انکار۔ حور و جنت سے انکار اور وحی و نبوت سے انکار کے حوصلے اور بلند پروازیاں اور دوسری طرف اپنے ہی ہم جنسوں کی سحر سازیاں اور طلسم بندیاں اپنے دماغوں کی رسائی اور اپنی عقل کی کارگزاری سے ماورا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۱۸ | ۲۵ محرم الحرام ۱۳۴۸ھ | نمبر ۴۲

اُولی الامر منکم پر کانگریسیوں و قادیانیوں کا جھگڑا

آج کل کانگرس والوں کو جہاں گورنمنٹ سے مقابلہ ہے۔ وہاں قادیانیوں کا سامنا بھی ہے۔ اور بیچارے سخت مشکل میں آئے ہیں۔ یا دھر اگر دورِ جدید کے قادیانی ایڈیٹر صاحب مولوی ظفر علیخاں کے اخبار "زمیندار" کے مقابلہ میں "زمیندار" کے نام سے ایک اخبار کا ڈیکلریشن داخل کر رہے ہیں تو اُدھر گاؤں گاؤں گھوم پھر کر قادیانی مبلغین کانگرس کے پروپیگنڈے کو بے اثر بنا رہے ہیں۔ وعظوں اور لیکچروں کے ذریعہ گورنمنٹ برطانیہ کی وفاداری کا سبق دیا جا رہا ہے۔ اور "اولی الامر منکم" کی تفسیر کے دریا بہائے جا رہے ہیں غرض گورنمنٹ کی سختیوں اور قادیانیوں کی بوالعجبیوں نے کانگرسیوں کا توان دنوں یہ حال کر رکھا ہے ؎

غم صیاد فکر باغباں ہے
وہ گلشن میں ہمارا آشیاں ہے

ابھی چند روز کا عرصہ گذرا کہ کانگرس کے ایک کارکن نے لائلپور کے حالات بیان کرتے ہوئے پبلک کو سنایا ہے کہ جہاں ہم لوگ گاؤں گاؤں پھر کر کانگرس کا پروپیگنڈا کر رہے ہیں۔ وہاں قادیانی مولوی بھی برابر اپنے وعظوں سے ہمارے اثر کو زائل کرنے میں مصروف ہیں اور "اولی الامر منکم" کے غلط معنے کرتے ہوئے لوگوں کو انگریزوں کی غلامی کا سبق پڑھا رہے ہیں۔ اس پر ایک کانگرسی "علامہ" اٹھے اور "اولی الامر منکم" پر روشنی ڈالی کہ "اولی الامر" کوئی مسلمان ہی ہو سکتا ہے۔ انگریز نہیں۔ لفظ "منکم" کسی غیر مسلم کو برداشت نہیں کر سکتا۔ ہمیں ان کانگرسی "علامہ" سے حرف بحرف اتفاق رہا۔ مگر یہ سمجھ نہ آئی کہ جو لوگ ایک ہندو (گاندھی) کو اپنا "اولی الامر" بنا بیٹھے ہوں اور اس کی اطاعت میں ماریں کھانا۔ جیل جانا وغیرہ بطیب خاطر قبول کرتے ہوں۔ وہ کس منہ سے لفظ "منکم" کا وعظ سنا سنا کر قادیانیوں کو ملامت کرتے ہیں۔ اگر کوئی قادیانی جواباً یہ کہہ دے تو یقیناً وہ حق بجانب ہوگا۔ کہ ؎

میں اپنی چشم شوق کو الزام خاک دوں
تیری نگاہ نرم سے کیا کچھ عیاں نہیں

ایک کا "اولی الامر" انگریز ہے تو دوسرے کا "ہندو"۔ مگر حیرت ہے۔ کہ لفظ منکم کی تفسیر کرتے دونوں کی زبانیں نہ خشک ہوتی ہیں نہ رکتی ہیں اور دونوں اپنے آپ کو سچا بھی کہتے ہیں۔

قادیانیوں کو تو ہم کچھ نہیں کہتے وہ ایک عرصہ سے کار خاص پر لگے اپنے "اولی الامر" کی خدمت بجا لا رہے ہیں۔ مگر ہمیں افسوس ہے ان کانگرسی "علاموں" پر جو اولی الامر منکم کی "منکم" کو سمجھنے کے باوجود گاندھی کی اطاعت میں مرے جاتے ہیں۔ اور فتوے دے رہے ہیں۔ کہ آج گاندھی کی تحریک میں شامل ہونا مسلمانوں کا مذہبی فرض ہے مسلمانوں نے ایک بار گاندھی سے مل کر اپنی یونیورسٹیوں۔ کالجوں سکولوں اور تجارتوں کو تباہ و برباد کر لیا ہے۔ مخلوط انتخاب سے منوہر لال جیسے خطرناک اور مسلمان بچوں اور بچیوں کے قاتل وزیر تعلیم کو اپنے ہاتھوں راکو نے کا تلخ تجربہ کر لیا ہے۔ اس پر بھی مسلمان اگر گاندھی سے مل کر

بہتر ہمیں کسی زندہ دل شاعر کے اس شعر کو بصد افسوس پڑھنے کی اجازت دیجئے گا۔ ؎

بدھو میاں بھی حضرت گاندھی کے ساتھ ہے
گو مشت خاک ہے مگر آندھی کے ساتھ ہے

سکھ اور گائے

کسی سکھ نے گائے کی حمایت میں "سکھ دھرم میں گائے کی پوزیشن" کے نام سے ایک پمفلٹ شائع کیا ہے۔ لاہور کا مشہور سکھ اخبار "شیر خالصہ" اس پر اظہار رائے کرتا ہوا رقمطراز ہے :-

اس پمفلٹ میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ گوروبانی کے مطابق سکھ دھرم میں گائے کی وہی پوزیشن ہے جو ہندو مذہب میں ہے۔ جو کچھ انہوں نے لکھا ہے وہ سب کچھ مضحکہ خیز ہے اور ان کی کاوش بیکار ہے اور وہ اپنے عقیدہ کو اس پمفلٹ میں حل کرنے سے قاصر رہے ہیں سکھوں میں گائے کی پوزیشن صاف ہے۔ وہ اس کو ایک مفید دودھ دینے والا جانور (سمجھتے ہیں) اور اس لئے اس کا مارا جانا ملکی نقصان خیال کرتے ہیں۔ مگر جہاں تک ماس کھانے کا تعلق ہے سکھ قوم میں گائے بکری میں کوئی فرق نہیں

معاصر موصوف کی یہ رائے بالکل صحیح ہے کہ سکھ دھرم میں گائے کی کوئی عظمت نہیں۔ مگر اس سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ہندوؤں کے اثر کی وجہ سے سکھوں کی بھاری اکثریت ہندوؤں کی طرح ہی گائے کی عزت کرتی ہے۔ کئی مقامات پر ہندوؤں کے ورغلانے پر سکھ بھائیوں نے محض گائے کی خاطر مسلمانوں پر زیادتی کی۔ قادیان اور ملک پور کے واقعات مثال کے طور پر پیش کئے جا سکتے ہیں۔ کیا ہم اپنے محترم معاصر سے امید کر سکتے ہیں۔ کہ وہ اپنی قوم کو گائے کے متعلق سکھ دھرم کے اصلی احکام سے پورے طور پر آگاہ کرے گا۔ تاکہ آئندہ ہندو اپنے اغراض کی خاطر بہادر اور سادہ لوح سکھوں کو مسلمانوں کے خلاف ورغلانے میں کامیاب نہ ہو سکیں ؟

ہندوستان کیلئے مبارک دن

ہندو قوم گائے کو قابل پرستش سمجھتی ہے۔ مسلمانوں کو اس پر کوئی اعتراض نہ ہونا چاہئے۔ لیکن ہندوؤں کا مسلمانوں کو بھی اس چوپائے کی عزت پر مجبور کرنا ناقابل برداشت ہے۔ ایک توحید پرست قوم ایک حقیر جانور کی پرستش و عزت پر کبھی آمادہ نہیں ہو سکتی۔ ہندوؤں کی یہ نازیبا حرکت اور تاریک ذہنیت ہی ہندو مسلم فسادات کی سب سے بڑی وجہ ہے۔ ان فسادات میں عام طور پر ہندو سکھوں کو مسلمانوں سے لڑوا دیتے ہیں۔ اس طرح دو شریف بہادر اور توحید پرست قوموں کی طاقت ایک گوسالہ پرست قوم کی ضد کی خاطر خواہ مخواہ ضائع ہو جاتی ہے۔ اگر سکھ اپنے مذہب کے احکام کی پابندی میں گائے کی ناجائز پاسداری چھوڑ دیں تو ہندوؤں کے ضدی اور پرجوش دماغ ایک حد تک سکون میں رہیں۔ پھر ممکن ہے کہ وہ اس معاملہ پر ٹھنڈے دل سے غور کر کے کسی صحیح نتیجہ پر پہنچنے کے قابل ہو سکیں۔ یہ دن یقیناً ہندوستان کے لئے ایک مبارک دن ہوگا۔ جس کا قریب لانا بہت بڑی حد تک سکھ قوم کے اختیار میں ہے۔

سائمن رپورٹ اور مسلمان

سائمن رپورٹ کی جلد اول شائع ہو چکی ہے۔ اس جلد میں کمیشن نے ہندوستان کی موجودہ حالت اور اس کے مستقبل کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ سفارشات دوسری جلد میں ہوں گی اصلیت تو اس کی اشاعت پر ہی ظاہر ہوگی۔ لیکن جلد اول کے مطالعہ سے اسقدر ضرور معلوم ہوتا ہے کہ کمیشن نے مسلم حقوق و مطالبات پر پوری توجہ نہیں دی۔ بلکہ بعض مقامات پر تو مایوس کن خیالات کا اظہار کیا ہے۔ مگر اس کے ساتھ ہی امید قائم کی جا سکتی ہے کہ کمیشن سفارشات میں مسلمانوں سے وہ سلوک نہیں کرے گا جس کے خطرے کا برادران وطن خواہش مند تھے۔

مسلمانوں کے ساتھ معمولی انصاف بھی ہو تو ہندوؤں کا ایک بہت بڑے طبقہ کے لئے ناقابل برداشت ہے اس وجہ سے وہ سائمن رپورٹ کی مخالفت کی زبردست تیاریاں کر رہے ہیں۔ ہم پورے وثوق سے یہ پیش گوئی کرتے ہیں کہ دوسری جلد کی اشاعت کے ساتھ ہی ہندو ایک طوفان بے تمیزی برپا کر دیں گے۔ اور ان کی طرف سے اس امر کی ہر ممکن کوشش ہوگی کہ مسلمان کسی قسم کا فائدہ نہ اٹھا سکیں۔ چونکہ یہ رپورٹ مسلمانان ہند کے سیاسی، معاشرتی اور اقتصادی مستقبل پر کافی اثر انداز ہوگی اس لئے مسلمانوں کو اس آنے والے طوفان کے مقابلہ کے لئے پورے طور پر تیار رہنا چاہئے۔ اگر وہ اس نازک موقع پر بھی بدستور غافل رہے۔ تو ان کا اپنے مستقبل اور آئندہ نسلوں کے لئے کوئی اچھی امید رکھنا بے فائدہ ہوگا۔

اپنے ناظرین سے

کچھ عرصہ سے اخبار مالی مشکلات میں مبتلا ہے۔ اس کی طرف ناظرین کرام کو کئی بار توجہ دلائی گئی ہے۔ لیکن ہمیں نہایت افسوس سے عرض کرنا پڑتا ہے کہ باوجود بار بار اپیل کرنے کے کوئی خاطر خواہ اثر نہیں ہوا۔ "پیغام صلح" جماعت کا واحد اردو آرگن ہے اس کی خدمات آپ کے سامنے ہیں۔ اس کی ضرورت سے کوئی صاحب انکار نہیں کر سکتے۔ پھر خدا جانے احباب ہماری استدعا پر توجہ کیوں نہیں کرتے۔ جو چند بھائی توسیع اشاعت کی کوشش کرتے رہتے ہیں ان کے ہم ممنون ہیں۔ مگر وہ انگلیوں پر شمار ہو سکتے ہیں۔ اثر وقت اخبار کو ترقی دینے کے لئے جماعت کے ہر ایک فرد کی امداد کی ضرورت ہے۔

ایک ہی امر کے لئے بار بار اپیل کرنے کے یہ معنی ہیں کہ یا تو کہنے والے کی بات میں اثر نہیں یا سننے والوں سے قوت عمل مفقود ہو چکی ہے۔ ہماری پے در پے اپیلوں کے بے اثر رہنے کی وجہ خواہ کچھ ہو۔ بہر حال یہ بات جماعت کے لئے موجب نیک نامی نہیں۔ اردو ہندوستانی مسلمانوں کی قومی زبان ہے۔ اگر ہماری جماعت اپنی قومی زبان کے واحد اخبار کو بھی مالی مشکلات سے آزاد نہیں کر سکتی تو دنیا اسے ایک زندہ اور باعمل جماعت کہنے کے لئے بجا طور پر تیار نہ ہوگی۔

معذرت

"پیغام صلح" روزنامہ "انقلاب" کے مطبع مسلم پرنٹنگ پریس میں چھپتا ہے۔ ۱۴ جون کو ۱۸ جون کی اشاعت کی کاپیاں بھیجی گئیں۔ تاریخ اشاعت کو صبح کے وقت معلوم ہوا کہ پریس کی برقی موٹر خراب ہو گئی ہے اس وجہ سے انقلاب بھی نہیں چھپ سکا امید تھی کہ مرمت کے بعد بہت جلد پریس کام کے قابل ہو سکیگا۔ لیکن یہ امید پوری نہ ہوئی۔ کارکنان پریس کی انتہائی کوشش اور دوڑ دھوپ کے باوجود ۲۳ جون تک خاطر خواہ مرمت نہ ہو سکی۔ اس عرصہ میں ۱۸ جون کو چند گھنٹہ کے لئے پریس چلا کر ۱۵ جون کا پرچہ طبع کیا گیا۔ لیکن اسکی طباعت بمشکل ختم ہوئی تھی کہ موٹر فوراً دوبارہ خراب ہو گئی ۱۵ جون کی اشاعت کی تاخیر اور ۱۹ کے ناغہ کی وجہ یہی خرابی تھی۔ پریس آرڈیننس کی وجہ سے ڈیکلریشن کی شرائط بہت سخت ہو گئی ہیں ورنہ ایک دو اشاعتوں کی طباعت کا کسی دوسرے پریس میں انتظام کر لیا جاتا اس تاخیر اور ناغہ کی وجہ سے ناظرین کرام کو انتظار کی زحمت ہوئی ہوگی جس کا ہمیں پورے طور پر احساس ہے امید ہے کہ ہماری مجبوریوں کو مد نظر رکھتے ہوئے وہ ہمیں معاف فرمائیں گے پیش نظر پرچہ آٹھ صفحات پر شائع کیا جاتا ہے تاکہ ۱۹ کے ناغہ کی کسیقدر تلافی ہو جائے

مدرسین ضلع جہلم کو ضروری اطلاع

بحکم چیرمین صاحب بہادر ضلع جہلم کے تمام مدرسین صاحبان کو مطلع کیا جاتا ہے کہ محکمہ تعلیم کے تمام سرکلر "نئی زندگی" میں صفحہ ۳ پر شائع کئے جایا کریں گے۔ تاکہ مدرسین مطالعہ اخبار کے بعد انہیں ریکارڈ کی خاطر علیحدہ فائل میں رکھ لیا کریں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۱۸	۲۲ صفر المظفر ۱۳۴۹ھ	نمبر ۴۹

پادری عبدالحق صاحب کی کتاب

کلام حق پر ریویو

(۵)

پادری صاحب لکھتے ہیں: "یہ کیونکر ممکن ہے کہ کوئی شخص یا کوئی خاص گروہ کسی نامعلوم طور پر معجزانہ صورت میں دنیا بھر کے انجیلی نسخوں میں کتر بیونت کر سکتا ہے؟"

بلاشبہ مسلمانوں کو دھوکا دینے کے لئے یہ بہت ہی مضبوط اعتراض ہے۔ اس لئے کہ مسلمانوں کے ہاں قرآن شریف ہر مسلمان کے گھر میں موجود ہے۔ اور مسلمانوں کے بیسیوں فرقے ہیں کہ جو آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ انتہائی دشمنی رکھتے ہیں۔ پھر کیسے ممکن ہے کہ تمام روئے زمین کے مسلمانوں کے گھروں میں جو قرآن شریف موجود ہیں ان میں معجزانہ طور پر تحریف ہو جائے۔ پھر اگر ایک فرقہ والے مل کر تحریف کریں تو دوسرے فرقے کب ان کو چین لینے دیں گے۔ ایک شور عظیم برپا کر دیں گے اور اس طرح تحریف ایک تاریخی واقعہ بن جائے گی۔ مگر باقی سارے فرقوں کے قرآن مجید پھر بھی محرف نہ ہوں گے۔ اب ہمارے عیسائی دوست یہی دلائل اناجیل کے غیر محرف ہونے کے لئے پیش کرتے ہیں۔ یہ ظاہر ہے کہ عیسائیوں میں مسلمانوں سے زیادہ فرقے ہیں۔ اور ان کی باہمی دشمنی بھی زیادہ شدید ہے۔ تو ایسی صورت میں کیسے ممکن ہے کہ وہ مل کر انجیل میں تحریف کر دیں۔ مسلمانوں نے قرآن کریم کی صحت کے بارہ میں بطور اصول تواتر اس دلیل کو پیش کیا۔ عیسائیوں نے اسی کو اپنا لیا۔ اور کہا کہ اس دلیل کی بنا پر ہمارے ہاں بھی تحریف نہیں ہوئی۔ لیکن واقعات کیا کہتے ہیں۔ عیسائی مذہب کی تاریخ کیا کہتی ہے۔ اور پادری صاحبان کا اپنا اقرار کیا ہے۔ پادری عبدالحق صاحب خود ہی لکھتے ہیں کہ

"عہد جدید کے کل صحیفے ۲۷ ہیں۔ جن کے جملہ ابواب کا شمار ۲۶۰ ہے۔ اور کل آیات کے نمبروں کی تعداد ۷۹۵۶ ہے۔ ان میں سے ۷۹۳۹ تو قطعاً غیر مشکوک ہیں اور صرف ۱۶ آیتیں اور ایک آیت کا حصہ مشکوک ہے"۔

پادری صاحب کا اقرار ہے کہ ½۱۶ مقامات پر اناجیل میں حاشیہ کو متن میں داخل کر دیا گیا۔ اب ہم حیران ہیں کہ پادری صاحب کے زور بیان کی طرف دیکھیں۔ یا ان کے اقرار کی طرف دیکھیں۔ پادری صاحب کے دلائل تو کہتے ہیں کہ تحریف نہیں ہوئی بلکہ نہیں ہو سکتی۔ لیکن اقرار یہ ہے ½۱۶ مقامات پر حاشیہ داخل متن ہو گیا تھا۔ اس کی تصحیح کر دی گئی۔ اگر حاشیہ کا غفلت۔ بھول اور کوتاہی سے متن میں داخل کر دینا تحریف نہیں تو پھر تحریف کس کو کہتے ہیں۔

یہ بھی غلط ہے کہ صرف ½۱۶ آیات میں ہی تحریف ہوئی ہے۔ ہمارے پاس یونانی اناجیل کے مختلف نسخے موجود ہیں۔ ان کے اندر (addition) الحاق اور (omission) اخراج بیسیوں نہیں بلکہ سینکڑوں آیات میں دکھایا گیا ہے۔ حاشیہ میں ان سب کی تفصیل موجود ہے۔ کہ جس کو ہم آئندہ نمبر میں بالتفصیل بیان کریں گے۔ انشاء اللہ۔

ایک ضروری اعلان

قابلِ توجہ احباب

انجمن نے ۲۹ اکتوبر ۲۹ء کو مجلس معتمدین کے اجلاس میں چند ضروری امور کا فیصلہ کیا تھا جن کا تعلق قریباً تمام جماعت سے ہے۔ اس وقت بھی ان امور کے متعلق اطلاعات دی گئی تھیں لیکن اب پھر مناسب معلوم ہوا ہے کہ بذریعہ اخبار جملہ دوستوں کو ان امور سے اطلاع دی جائے اور عرض کیجائے کہ مہربانی کر کے سب دوست ان امور کا پورا پورا احترام کریں۔ اور اپنی قوم کو بنانے کی فکر کریں اور اپنے وقت اور مال کا کافی حصہ خدا کیلئے وقف کریں اور صحابہ کرام کے نمونوں کو اپنے سامنے رکھیں جنہوں نے اپنی قوم کے بنانے میں کامل فرمانبرداری کا نمونہ دکھایا۔ اور جس قدر خدا کے وعدے تھے ان سب کو اپنی آنکھوں سے پورا ہوتے دیکھکر اپنی زندگی میں لطف اٹھایا۔ خدا تعالیٰ ہمیں بھی توفیق دے کہ ہم کوئی خدمت اس کی راہ میں سرانجام دیکر اس کے فضلوں کے جاذب ہو سکیں۔

فیصلہ جات مجلس معتمدین

(۱) موجودہ جنرل کونسل کے ممبران کی خاص امداد کا نوٹ سیکرٹری و افسر تحصیل کے مشورہ سے ایک رجسٹر میں ہر سال کے آخر پر ہوتا رہیگا یعنی آخر دسمبر۔ اور ممبران کے انتخاب کے وقت یہ نوٹ انتظامیہ کمیٹی اور جنرل کونسل کے علم میں لائے جائینگے۔ سیکرٹری کا فرض ہوگا کہ ایسا رجسٹر رکھے اور اسکی تکمیل کرے۔ یہ رجسٹر خاص سیکرٹری کی تحویل میں رہیگا۔

(۲) جسقدر انجمنوں یا جماعتوں کو حق انتخاب دیا گیا ہے۔ ان کے ممبران کی تعداد اور ان کا سالانہ چندہ اس رجسٹر پر درج ہوتا رہیگا اور یہ بھی کہ ان کو کس قدر ممبران کے انتخاب کا حق دیا گیا اور اس کے ساتھ انجمنوں اور جماعتوں کی بھی معہ تعداد ممبران و سالانہ چندہ ایک فہرست رہیگی جن کو حق انتخاب نہیں دیا گیا آئندہ حق انتخاب دیتے وقت یہ ہر دو فہرستیں انتظامیہ و مجلس معتمدین میں پیش کی جائیں گی۔

(۳) اس رجسٹر میں ایک فہرست میزان چندہ کے لحاظ سے ایسے احباب کی رہیگی جو سال میں ایک سو روپیہ سالانہ سے زیادہ چندہ خود ادا کرتے ہیں یا سال کے اندر ایکسو روپیہ سے زیادہ چندہ وصول کر کے بھیجتے ہیں بشرطیکہ یہ چندہ جماعت کا نہ ہو۔ نہ ہی انجمن کے ملازم محصلین ان میں آئیں گے۔ ان کے ناموں کے سامنے بھی سالانہ رقم ادا کردہ کا اندراج ہوگا یا توسیع جماعت میں نمایاں کام کرتے ہیں یا کسی علمی قابلیت کی وجہ سے ممتاز ہیں اور خدمت دین کا کام کرتے ہیں۔

(۴) جن انجمنوں یا جماعتوں کو حق انتخاب دیا جائے انہیں ہدایت کی جائے کہ وہ انتخاب کرنے کے وقت ممبر کی مالی امداد اور دینی خدمات کو مدنظر رکھیں اور انتخاب میں مقدم ان لوگوں کو کریں جنکی مالی امداد اور دینی خدمات زیادہ ہیں۔ انجمن کے سیکرٹری کا فرض ہوگا کہ جب اس کے انتخاب شدہ نام آئیں تو وہ اپنے رجسٹر سے مقابلہ کر کے انتخاب کردہ ممبران کے نام کے سامنے نوٹ کرے اور اگر زیادہ امداد اور خدمت کرنیوالے ممبران کو منتخب نہیں کیا گیا تو اس انجمن یا جماعت کو اس طرف توجہ دلائے۔

(۵) جو لوگ چندہ دینے سے انکاری ہوں اور چھ ماہ تک باوجود یاد دہانی چندہ ادا نہ کریں انہیں مجلس معتمدین کا ممبر منتخب نہ کیا جائے اور نہ ایسا شخص مجلس معتمدین کا ممبر رہ سکتا ہے۔

(۶) کونسل یہ توقع رکھتی ہے کہ ممبران کونسل اپنے اپنے شہروں اور علاقوں میں مقامی جماعتوں کے نظم و نسق اور فراہمی چندہ کی ذمہ داری کا پورا پورا خیال رکھیں۔ جو افراد جماعت مقررہ شرح سے چندہ ادا نہیں کرتے یا جماعت کی تحریکوں میں حصہ نہیں لیتے انہیں ان امور کی طرف متوجہ کریں اور اگر ضرورت سمجھیں تو مرکزی انجمن سے اس کے لئے امداد لے لیا کریں۔

(۷) ضروریات انجمن کو مدنظر رکھتے ہوئے شرح چندہ ماہوار تین پیسہ کی بجائے "ا ر ماہوار فی روپیہ آمد پر کرنے کی تجویز آئندہ کانفرنس میں پیش کی جائے"۔ یہ تجویز گذشتہ جلسہ سالانہ پر کانفرنس میں پیش ہو کر باقاعدہ پاس ہو چکی ہے۔

خاکسار: صدر الدین

پادری ٹامسن کی ہسٹری آف دی انگلش بائیبل کے صفحہ ۱۴ اور صفحہ ۳۲ کو پڑھو۔ کہ جس میں یہودی احبار کی عمداً تحریفات کا بالتفصیل ذکر ہے۔

سائیکلو پیڈیا برٹانیکا میں لفظ "بائیبل" کے زیر عنوان جو تنقید ہے۔ اس میں لکھا ہے

"عرصہ دراز تک کتب مقدسہ کا مطالعہ جرح و تعدیل کے مستند اصول سے محروم رہا۔ یہود محض اس عبری نسخہ کی پیروی کرتے تھے جس کی نسبت یہ مشہور تھا کہ غالباً دوسری صدی عیسوی میں جمع کیا گیا۔ اور بعد ازاں احتیاط سے محفوظ رکھا گیا۔ لیکن اس نسخہ میں چند تحریفات تو ایسی ہیں جو اب صاف نظر آتی ہیں اور غالباً ایک کافی تعداد تک ایسی تحریفات اور بھی موجود ہیں۔ کہ جن کی اب یا کبھی بھی پورے طور پر قلعی نہ کھل سکے گی"

اس مختصر سے ریویو میں میں نے کوشش کی ہے کہ پادری صاحب کے کل سوالات کا جواب دیدیا جائے۔ ہاں اگر کوئی بات رہ گئی ہو تو ہم آئندہ اس کا جواب دینے کے لئے تیار ہیں۔

مسلمانوں پر لفظ کفر کا اطلاق

ابن اثیر نے اپنی کتاب نہایہ میں لکھا ہے۔ الکفر صنفان احدھما الکفر باصل الایمان وھو ضدہ والاخر الکفر بفرع من فروع الاسلام فلا یخرج بہ من اصل الایمان یعنی کفر دو طرح پر ہے۔ ایک اصل ایمان کا کفر اور وہ ایمان کی ضد ہے اور دوسرا اسلام کے فروع میں سے کسی فرع کا کفر تو اس سے انسان اصل ایمان سے خارج نہیں ہوتا۔ گویا کسی فرع کا انکار کرنے والے پر لفظ کفر کا استعمال لغوی معنوں کے رو سے ہے یعنی ایک بات جس سے کوئی شخص اصل ایمان سے خارج نہیں ہو جاتا۔

حضرت مسیح موعود کی تصدیق

حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۷۹ پر آپ تحریر فرماتے ہیں:۔

"کفر دو قسم ہے (۱) اوّل یہ کفر کہ ایک شخص اسلام ہی سے انکار کرتا ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا رسول نہیں مانتا۔ (دوم) دوسرے یہ امر کہ مثلاً وہ مسیح موعود کو نہیں مانتا۔ اور اس کو باوجود اتمام حجت کے جھوٹا جانتا ہے۔ جس کے ماننے اور سچا جاننے کے بارہ میں خدا اور رسول نے تاکید کی ہے۔ اور پہلے نبیوں کی کتابوں میں بھی تاکید پائی جاتی ہے۔ پس اس لحاظ سے کہ وہ خدا اور رسول کے فرمان کا منکر ہے کافر ہے"

اس عبارت میں پہلا کفر تو ایک ہی ہے۔ کہ اسلام کو ہی نہیں مانتا۔ اور نہ آنحضرت کو خدا کا رسول مانتا ہے۔ جسے ابن اثیر نے ضد ایمان کہا ہے۔ اور جو دائرہ اسلام سے خارج کرنے والی چیز ہے۔ دوسرے کفر کی ایک مثال دیکر مثلاً کے لفظ سے شروع کیا یعنی جیسی یہ مثال فرع ہے۔ ویسے ہی اور بھی فروع ہو سکتی ہیں۔ چنانچہ اس مثال کے آخر پر فرمایا۔ پس اس لحاظ سے کہ وہ خدا اور رسول کے فرمان کا منکر ہے۔ کافر ہے۔ جس سے معلوم ہوا کہ وہ خدا اور رسول کو تو مانتا ہے ان کا منکر نہیں۔ ہاں خدا و رسول کے جو بہت سے فرمان ہیں جن میں سے ایک مسیح موعود کا ماننا بھی ہے۔ اس کو نہیں مانتا۔ گویا فرع کا کافر ہے۔ فرع کے کفر کی مثالیں یہ (۱) لا ترجعن بعدی کفارا یضرب بعضکم رقاب بعض یعنی دیکھو میرے بعد کافر نہ بن جانا کہ بعض بعض کی گردنیں مارو۔

(۲) اذا قال الرجل للرجل انت لی عدو فقد کفر احدھما بالاسلام۔ یعنی جب ایک شخص دوسرے کو کہے۔ تو میرا دشمن ہے۔ تو ان میں سے ایک نے اسلام کے ساتھ کفر کیا (۳) من اتی حائضاً فقد کفر۔ یعنی جو شخص حیض والی عورت کے پاس جاتا ہے۔ اس نے کفر کیا۔

(۴)۔ سباب المسلم فسوق و قتالہ کفر یعنی مسلمان کو گالی دینا فسق ہے اور اس کے ساتھ جنگ کرنا کفر ہے۔

(۵) لا یزنی الزانی وھو مومن ولا یسرق السارق وھو مومن یعنی زانی جب زنا کرتا ہے تو وہ مومن نہیں ہوتا۔ اور چور چوری کرتا ہے تو وہ مومن نہیں ہوتا۔

(۶) ازہری کا قول ہے۔ قد یقول المسلم کفراً یعنی مسلمان بھی کبھی کفر کی بات کہ دیتا ہے۔

فرع کے کفر کی مثالیں حضرت مسیح موعودؑ سے: جو شخص جھوٹ اور فریب کو نہیں چھوڑتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص دنیا کے لالچ میں پھنسا ہوا ہے۔ اور آخرت کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم نہیں رکھتا۔ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص پورے طور پر ہر بدی سے اور ہر ایک بدعمل سے یعنی شراب سے قمار بازی سے۔ بدنظری سے خیانت سے۔ رشوت سے اور ہر ایک ناجائز تصرف سے توبہ نہیں کرتا۔ وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص پنجگانہ نماز کا التزام نہیں کرتا وہ میری جماعت سے نہیں ہے۔ جو شخص دعا میں لگا نہیں رہتا اور انکسار سے خدا کو یاد نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ اور جو شخص بد رفیق کو نہیں چھوڑتا جو اس پر بد اثر ڈالتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص اپنے ماں باپ کی عزت نہیں کرتا اور امور معروفہ میں جو خلاف قرآن نہیں ہیں۔ ان کی بات کو نہیں مانتا اور ان کی تعہد خدمت سے لاپرواہ ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص اپنی اہلیہ اور اس کے اقارب سے نرمی اور احسان کے ساتھ معاشرت نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص اپنے ہمسایہ کو ادنیٰ ادنیٰ چیز سے محروم رکھتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص نہیں چاہتا کہ اپنے قصوروار کا گناہ بخشے اور کینہ پرور آدمی ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ (کشتی نوح)

ان سب باتوں میں نفی کمال مراد ہے۔ نہ کہ نفی حقیقت۔

پس معلوم ہوا۔ کہ اگر بعض کمزوریوں کی وجہ سے کسی مسلمان پر کفر کے لفظ کا استعمال ہو۔ تو وہ دائرہ اسلام سے خارج نہیں سمجھا جاتا۔ اور ایسے الفاظ خواہ حدیث میں ہوں یا کسی اور بزرگ کے کلام میں۔ ان میں نفی کمال ہی مراد لیا جائے گا۔ حضرت مسیح موعودؑ یا احمدیہ سلسلہ کے دیگر بزرگوں نے جو یہ تحریر فرمایا ہے۔ کہ مکفرین کا کفران پر لوٹتا ہے۔ تو اس سے یہ ہرگز مراد نہیں کہ مکفرین دائرہ اسلام سے خارج سمجھے جائیں۔ بلکہ اسی حد تک مراد ہے کہ چونکہ کسی فروعی اختلاف کی بنا پر انہوں نے ایک مسلمان کو کافر کہا۔ جو اصول اسلام کے منکر نہیں اس لئے بطور سزا یہ لفظ اس پر وارد ہوگا۔

حضرت مولانا محمد علی صاحب کے جتنے حوالے "الفضل" نے اپنی اشاعت میں دیئے ہیں ان سے بجز اس کے کوئی مراد نہیں۔ کیونکہ حضرت مولانا صاحب کبھی اس بات کے قائل نہیں سمجھے گئے۔ کہ کوئی کلمہ گو کسی مولوی کے کافر کہ دینے پر۔ دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ یا حضرت مسیح موعودؑ کے منکر اسی طرح دائرہ اسلام سے خارج ہیں جس طرح عیسائی و دیگر غیر مسلم۔

مراسلات

حکیم ظہیرالدین صاحب اروپی کی ایک طویل مراسلت قادیان سے "احمدیہ سٹور قادیان" کے حساب اور ان کا روپیہ خورد برد ہو جانے کے متعلق موصول ہوئی ہے۔ ایسے معاملات میں چونکہ یہ معلوم کرنا مشکل ہے کہ غلطی کس کی ہے؟ اور کس کی نہیں؟ اس لئے ہم اس حصہ مراسلت کو اخبار میں شائع نہیں کرتے۔ حکیم صاحب خود جس طرح چاہیں ان سے سمجھ لیں البتہ اس کا دوسرا حصہ جو عقائد کے متعلق ہے۔ وہ درج ذیل ہے۔ (ایڈیٹر)

عقائد قادیانیہ

[illegible]

احباب نے تو بطور تمسخر یا شاید بطور ہمدردی یہ کہا کہ چند روز ہوئے پیغام صلح میں بعنوان حضرت صاحب پر قادیانیوں کے بہتان کی تردید ایک نوٹ شائع ہوا۔ ایسی نوٹ بازیاں چھوڑ دو۔ سٹور احمدیہ سے جو روپیہ واپس نہیں ملتا تو محض اس لئے کہ آپ مخالفت کرتے ہو میں نے کہا امانت کو بغیر ہماری اجازت کے خود بخود اپنے مفاد میں خرچ کرنا کیا یہ ایسا نمونہ ہے جو مجھے آپ کی خوبیوں کا گرویدہ کر سکتا ہے۔ سچ ہے ؎

تقوے کے جامے جتنے تھے سب چاک ہو گئے
جتنے خیال دل میں تھے ناپاک ہو گئے

پیغام صلح والے نوٹ میں محض علمی بات ہے۔ آپ کہتے ہیں کہ ۱۹۰۱ء سے پہلے حضرت مسیح موعودؑ نبوت کے لئے شریعت لازمی سمجھتے تھے۔ بعد میں ان کو علم ہوا کہ نبی کے لئے ضروری نہیں کہ وہ شریعت لاوے۔ میں کہتا ہوں یہ حضرت مسیح موعود پر افتراء محض ہے۔ حضرت مسیح موعود نے نبوت کا دعویٰ کبھی نہیں کیا۔ وہ اخیر عمر تک ختم نبوت کے عقیدہ پر قائم رہے۔ اور باب نبوت مسدود سمجھتے رہے۔ اور سلسلہ مرسلین کو خاتم النبیین پر منقطع سمجھتے رہے ؎

ہر نبوت را بروشد اختتام

ان کا آخر تک مذہب رہا۔ یہ فیض نبوت سے وحی پانا۔ یا فنا فی الرسول کے رنگ میں محمد احمد بننے کا دعویٰ کرنا۔ یہ تصوف کے مسائل حقہ ہیں۔ جس پر یہ حقیقت وارد ہو۔ وہ ایسا کہے تو عنداللہ گرفت نہیں۔ پس مجاز کے طور پر الفاظ بولنا ثابت کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود ختم نبوت کے اسی طرح سے قائل تھے جیسے ختم شریعت کے۔ اور خود میں نے بھی حضرت مسیح موعود کے دعوے کو صحیح نہ سمجھا تھا۔ جب کہ میں نے کتاب نبی اللہ کا ظہور لکھی تھی۔ لیکن حضرت مسیح موعود ختم نبوت کو ذہن میں رکھ کر کلام کرتے تھے۔ اور ان کا ایمان تھا کہ شریعت قرآن کریم پر ختم اور نبوت محمد رسول اللہ پر ختم۔ پس صحیح مذہب وہی ہے جو حضرت مسیح موعود کا ہے۔ پیغام صلح میں جو نوٹ نکلا اس میں کیا غلطی ہے؟ آپ لوگ غلط باتیں حضرت صاحب کی طرف منسوب کرتے ہیں۔

اس کے بعد ایک دو صاحب بولے کہ ہم تو لا الٰہ الا اللہ احمد جری اللہ کو ہی حق سمجھتے ہیں۔ اور دہی عقاید احمدیہ کا صحیح خلاصہ ہے۔ اور ڈاکٹر غلام غوث صاحب مہاجر نے تو حد کر دی انہوں نے مجھے بار بار فرمایا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے تو صلح حدیبیہ میں اپنے ہاتھ سے رسول اللہ کا لفظ کاٹ دیا تھا اور پھر بھی وہ رسول اللہ بنے رہے۔ اور ہمارا ایمان ہے کہ وہ رسول اللہ ہیں۔ تو حضرت مسیح موعود جنہوں نے لفظ رسول اللہ کو کاٹا نہیں بلکہ لوگوں کو کہا کہ تم لفظ رسول اور نبی کو کاٹا ہوا سمجھ لو۔ اور خود بعد کی کتب میں بڑے زور سے ان الفاظ کو استعمال کیا۔ وہ رسول اللہ کیوں نہ سمجھا جائے۔ میں نے جواب دیا کہ اس لئے نہ سمجھا جاوے۔ کہ وہ رسالت اور نبوت کو حضرت محمد رسول اللہ صلعم پر مسدود ختم اور منقطع سمجھتا ہے۔ پھر میں نے ڈاکٹر غلام غوث صاحب مہاجر سے کہا کہ آپ اپنے اس عقیدہ کی اشاعت کیوں نہیں کرتے؟ تو وہ فرمانے لگے چونکہ حضرت خلیفۃ المسیح یہ فرماتے ہیں کہ ۱۹۰۱ء سے پہلے حضرت مسیح موعود اپنے آپ کو نبی رسول نہ سمجھتے تھے۔ اور یہ کاٹا ہوا سمجھو والی بات ۱۹۰۱ء سے بہت پہلے کی ہے۔ اس لئے میں اپنے عقیدہ کی اشاعت نہیں کرتا پھر انہوں نے کسی خاص احمدی بزرگ کا ذکر کیا جس کا نام مجھے یاد نہیں رہا۔ کہ وہ یہ عقیدہ رکھتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود ابتدا ہی سے اپنے آپ کو نبی سمجھتے تھے۔ یہ ہیں موجودہ عقائد قادیانیہ۔

(محمد ظہیرالدین حکیم حال وارد قادیان ۱۰ جون)

اشتہار دہندگان

کے تجارتی اغراض کیلئے پیغام صلح بہترین پرچہ ہے۔ جو نہ صرف ہندوستان بلکہ دنیا کے تقریباً ہر حصہ میں جاتا ہے۔ اس اشتہا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　　نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغامِ صلح

جلد ۱۸ | ۱۹؍ ذی قعد ۱۳۶۸ھ | نمبر ۲۷

آریہ سماج اور اسلام

(۳)

ہمعصر آریہ گزٹ لکھتا ہے :-

"ہندو دہرم کے برخلاف انیسویں صدی میں ایک دہلوی مسلمان نے ایک کتاب لکھی جس کا جواب منشی اندرمن صاحب نے دیا۔ اور اس کے ساتھ ہی مذہب اسلام پر ایک محققانہ کتاب لکھی۔ اس کے بعد مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے خصوصاً اور عام مسلمان مولویوں نے عموماً ہندو مذہب کے برخلاف لکھنا شروع کیا۔ چونکہ تبلیغ کے مقابلہ پر اس وقت آریہ سماج ہی ایک تھا اس لئے نہ صرف آریہ سماج نے مسلمانوں کے الزام کا جواب دیا۔ بلکہ قرآن شریف اور حضرت محمد صاحب کی زندگی کے وہ واقعات بھی دنیا کے سامنے رکھے۔ جو ابھی تاریکی میں تھے"۔

ہمارے ہمعصر نے عام "مسلمان مولویوں" اور بالخصوص حضرت مرزا غلام احمد صاحب پر یہ الزام عاید کیا ہے کہ انہوں نے ہندو مذہب کے "برخلاف" لکھنا شروع کیا۔ اگر کوئی شخص ہندو مذہب کے متعلق اظہار حق کے طور پر یا اصلاح کی غرض سے ایک معقول اور مہذب پیرایہ میں اپنے خیالات کا اظہار کرتا ہے جن سے کسی خاص جماعت کی دل آزاری ہرگز مقصود نہیں ہے تو وہ کسی صورت میں ہندو مذہب کا مخالف یا دشمن قرار نہیں دیا جا سکتا۔ یہ صحیح ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے ہندو مذہب کے "برخلاف" کئی کتابیں لکھی ہیں لیکن ان سے محض اظہار حق مقصود تھا۔ ہندوؤں کی دل آزاری یا توہین مدِ نظر ہوتی تو آپ کبھی شری کرشن جی اور شری رام چندر جی کا وہ احترام ملحوظ نہ رکھتے۔ جو خدا کے برگزیدہ بندوں کے لئے مخصوص ہے۔

اگر حضرت مرزا غلام احمد صاحب "آریہ گزٹ" کی رائے میں ہندو دہرم کے دشمن ہیں تو ہندو مذہب سے آریہ سماجی تحریک کے بانی سوامی دیانند کی دشمنی حضرت مرزا صاحب کی بہ نسبت بدرجہا زیادہ بڑھی ہوئی ہے۔ ہندو مذہب میں "سناتن دہرم" کا عنصر زیادہ غالب ہے۔ دنیا جانتی ہے کہ سناتنی ہندو مورتی پوجا کے قائل ہیں۔ ہندوستان کے ہزاروں مندروں میں روزانہ مورتی پوجا ہوتی ہے۔ لیکن آریہ سماجی مورتی پوجا کے سخت خلاف ہیں۔ سوامی دیانند نے جن شدید اور اشتعال انگیز الفاظ میں مورتی پوجا کا کھنڈن کیا ہے ان کی تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں۔ سناتنی ہندوؤں سے پوچھئے کہ وہ سوامی دیانند کو اپنے دل میں کیا سمجھتے ہیں۔ اور ان کے عقاید کی نسبت کیا رائے ظاہر کرتے ہیں؟ یہ کہنا تو مبالغہ نہیں ہے کہ سوامی دیانند ہندوؤں کے محمود غزنوی تھے۔ جو کام سلطان محمود غزنوی نے تلوار سے لیا وہی سوامی جی نے اپنے قلم کی نوک سے لیا۔ باایں ہمہ سوامی دیانند ہندو مذہب کے مصلح سمجھے جاتے ہیں۔ اور ان کی نسبت ایک لمحہ کے لئے بھی ہمارے ہمعصر کے دل میں یہ خیال پیدا نہیں ہوتا کہ انہوں نے ستیارتھ پرکاش لکھ کر ہندو مذہب میں تفرقہ ڈالا۔ اور سناتنی ہندوؤں کو دل آزاری کا موقعہ دیا۔

جیسا کہ ہم اوپر لکھ چکے ہیں حضرت مرزا غلام احمد صاحب نے بھی ایک مصلح کی حیثیت سے ہندو مذہب کا اسلام سے مقابلہ کیا۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ حضرت مرزا صاحب کی تحریروں میں جو ہندو مذہب کے متعلق لکھی گئی ہیں ہرگز عناد اور انتقام کا جذبہ نہیں پایا جاتا۔ جس شخص کی یہ تعلیم ہو کہ اسے اپنے دشمن کے لئے بھی دعا کرنی چاہئے وہ کبھی کسی کا دشمن نہیں ہو سکتا۔ مقصود تو یہ تھا کہ جن سچائیوں اور حقیقتوں پر پردہ پڑا ہوا ہے وہ آشکارا ہو جائیں۔ لیکن آریہ سماجی حضرت مرزا صاحب کے اس حق پرستانہ جذبہ کو عناد اور انتقام پر محمول کرتے ہیں۔ اور عناد اور انتقام ہی سے اس کا جواب دینا چاہتے ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ آپ اسلام کے متعلق پوری آزادی سے لکھئے۔ مگر تہذیب، شائستگی اور معقولیت کی حد کے اندر رہ کر۔ حق کی تلاش ہے تو پہلے قرآن کو غور سے پڑھئے۔ اور پھر نبی کریم صلعم کی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر ایک غائر نظر ڈالئے۔ اگر آپ کا دل عناد اور انتقام کے ناپاک جذبہ سے بالکل پاک و صاف ہے تو پھر یقیناً آپ کا زاویہ نگاہ بدل جائے گا۔ آپ کو تصویر کا روشن پہلو نظر آئے گا۔ لیکن جب مسلمانوں کو الزامی جواب دینے کے لئے یہ تہیہ کر لیا جائے کہ "قرآن شریف اور حضرت محمد صاحب کی زندگی کے وہ واقعات بھی دنیا کے سامنے رکھے جائیں "جو ابھی تاریکی میں ہیں" تو پھر ہمارے ہمعصر کو اسلام کا ہر پھول کانٹا نظر آئے گا۔ نبی کریم صلعم کی زندگی کا کوئی ایسا واقعہ نہیں جو "تاریکی" میں ہو۔ دنیا میں اگر کسی پیغمبر کی زندگی کے پورے حالات حیرت انگیز تفصیل کے ساتھ روایت کے ذریعے سے لوگوں تک پہنچے ہیں۔ تو وہ نبی کریم صلعم کی مبارک ذات ہے۔ سری کرشن، سری رام چندر، بدھ، کنفیوشس، حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ کی تعلیم سے تو دنیا کم و بیش آگاہ ہے۔ لیکن ان کے سوانح حیات پر لاعلمی کا پردہ پڑا ہوا ہے۔ اور اس لئے یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ دنیا کے کامل انسان کے مفصل حالات بنی نوع انسان کی رشد و ہدایت کے لئے ایک مکمل دستور العمل کا حکم رکھتے ہیں۔

ہمعصر آریہ گزٹ سوال کرتا ہے کہ "کیا محمد صاحب (صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی پر ریویو کرنے کا حق حاصل ہے"؟ بیشک اسے یہ حق حاصل ہے۔ مگر ریویو کرنے کیلئے ضروری ہے کہ تبصرہ کرنے والا پہلے نبی کریم صلعم کی زندگی کے تمام حالات سے جو اسلامی کتابوں میں درج ہیں واقفیت حاصل کرے۔ اس کے لئے قرآن کا مطالعہ نہایت ضروری ہے تاکہ ایک غیر مسلم غیر جانبدارانہ حیثیت سے یہ اندازہ کر سکے کہ جو تعلیم عرب کے ایک یتیم امی نے دنیا کے سامنے پیش کی وہ انسان کو تہذیب اور شائستگی کے اعلیٰ معیار تک پہنچانے کے لئے کس قدر انقلاب آفریں ثابت ہوئی ہے؟ اگر نبی کریم صلعم کے اسوہ حسنہ کے باوجود جن سے سینکڑوں کتابیں بھری پڑی ہیں اور جو تاریخی پہلو سے نہایت مستند سمجھی جاتی ہیں ہمارا ہمعصر اس ٹوہ میں لگا ہوا ہے کہ قرآن شریف اور نبی کریم صلعم کی زندگی کے ان واقعات پر روشنی ڈالی جائے جو "ابھی تاریکی" میں ہیں۔ تو ہم صاف کہیں گے کہ ہمارے ہمعصر کا اپنا دل تاریک ہے اور وہ دوسروں کو بھی تاریکی میں رکھنا چاہتا ہے۔ برہمو سماج بھی ہندو مذہب کی ایک شاخ ہے۔ لیکن آریہ سماجیوں اور برہمو سماجیوں کے مذہبی اصول میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ آریہ سماجی دوسرے مذاہب اور بالخصوص اسلام کے خلاف پروپیگنڈا کرنا اپنی زندگی کا ایک پراشن سمجھتے ہیں۔ لیکن برہمو سماجی تمام مذاہب کے بانیوں کا احترام کرنا اپنا مذہبی فرض خیال کرتے ہیں۔ سوامی شردھے پرکاش نے نبی کریم صلعم کی جو سیرت لکھی ہے وہ اسلامی حلقوں میں ایک غیر معمولی شہرت حاصل کر چکی ہے۔ سوامی صاحب نے نبی کریم صلعم کی زندگی پر ریویو کیا ہے۔ مگر ایسے مستحسن پیرایہ میں کہ خود مسلمان اس کا اعتراف کرتے ہیں۔ لیکن آریہ سماجیوں کو اسلام کی کوئی خوبی نظر نہیں آتی۔ عیب ہی عیب نظر آتے ہیں۔ جس کی سوائے اس کے اور کوئی وجہ نہیں کہ دل صاف نہیں۔ اور جب دل صاف نہ ہو تو رنگیلا رسول جیسی دل آزار اور اشتعال انگیز کتابوں کا لکھا جانا ایک لازمی نتیجہ ہے۔

اگر آریہ سماجی قرآن کی اس تعلیم کو تسلیم کر لیں کہ ہر زمانہ اور ہر قوم میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہادی بھیجے گئے ہیں۔ تو تمام مذہبی مناقشوں کا فوراً خاتمہ ہو سکتا ہے۔ اسلام کے پیرو اس تعلیم پر عامل ہیں۔ آریہ سماجی نبی کریم صلعم کی شان میں خواہ کیسی ہی نازیبا اور ناشائستہ الفاظ استعمال کریں لیکن ہمیں کبھی ان کے اوتاروں اور رشیوں کی بے ادبی کرنے کی جرأت نہیں ہو سکتی۔ اسی سے اسلام کی روحانی فوقیت کا ثبوت ملتا ہے۔ غنیمت ہے کہ ہمارا ہمعصر اپنے طویل مضمون کے خاتمہ پر یہ رائے ظاہر کرتا ہے : "ہاں اگر کوئی شخص دانستہ غلط الزام کسی مذہب کے پرچارک پر لگاتا ہے وہ نہ صرف ایک بڑا گناہ کرتا ہے۔ بلکہ اس کے ہم مذہبوں کا فرض ہے کہ وہ اس پر لعنت بھیجیں اور حکومت وقت کو مجبور کریں وہ اس کے ساتھ قانونی سلوک کرے [illegible] تعرض ہو" وہ نہ صرف اپنے مذہب کو کمزور بناتا ہے بلکہ مذہبی آزادی اور مذہبی فضیلت کو کم کرتا ہے"۔ کاش جو کچھ کہا جاتا ہے اس پر عمل بھی کیا جائے۔ کیا ہمارے ہمعصر نے "رنگیلا رسول" کے مصنف پر لعنت بھیجی تھی؟ لیکن جب یہ فرض کر لیا جائے کہ اس دل آزار کتاب میں "سچ سچ" ظاہر کیا گیا ہے" تو اس کا ہمارے پاس کوئی جواب نہیں۔

ایک بیجا اعتراض

۳۰ مارچ سنہ کے پیغام صلح میں ہم نے "ایک مجنونانہ حرکت" کے عنوان سے ایک شذرہ لکھا تھا جس میں ناظرین کرام کو دہلی کی مجلس تحفظ ناموس شریعت کے مرتبہ پروگرام کی دفعہ (ب) کی طرف توجہ دلائی گئی تھی جس کی رُو سے ایسے لڑکوں اور لڑکیوں کا جن کی عمریں "قانونی عمر" سے کچھ کم ہوں اور ایسے چھوٹے بچوں اور بچیوں کا جو بالکل کمسن ہوں نکاح جائز قرار دیا گیا تھا۔ اس پر ہم نے یہ رائے ظاہر کی تھی کہ "کیا شریعت اسلامیہ کی رُو سے یہ جائز ہے کہ حکومت کے قانون کو توڑنے یا اُسے بے اثر کرنے کے لئے قانونی عمر سے کم عمر والے لڑکوں اور لڑکیوں اور کمسن بچوں کا جب کہ ان میں اپنی شادی کی ذمہ واریوں کا احساس تک نہیں پایا جاتا نکاح کیا جائے۔ اور ایسی شادیوں کے عواقب کا جن کا ان بچوں کی آئندہ زندگی سے ایک گہرا تعلق ہے۔ کوئی خیال نہ رکھا جائے؟ کیا سول نافرمانی کے مذبح پر قوم کے معصوم بچوں کی آئندہ زندگی بطور بھینٹ کے نہیں چڑھائی جا رہی ہے کیا اسلام یا انسانیت کا کوئی ضابطہ ایسی قربانی کو روا رکھتا ہے؟ حضرات علماء شوق سے سول نافرمانی کا علم بلند کریں۔ ہم انہیں منع نہیں کرتے۔ لیکن مذہب کے نام پر قوم کے کمسن بچوں کی کمسنی سے اس طرح فائدہ اٹھانا ہمارے نزدیک ایسا فعل نہیں جو علماء کے لئے باعث فخر ہو۔ ایک وقت آئے گا اور یقیناً آئے گا جبکہ علمائے دین اس مجنونانہ حرکت پر نادم ہوں گے"۔ اس پر ہمعصر "سچ" لکھنؤ اپنی ۱۱؍ اپریل کی اشاعت میں لکھتا ہے :-

"کاش اس جنون کے مقابلہ میں اپنی "ہوشیاری" کی شرح بھی فرما دی گئی ہوتی۔ اور اس "مجنونانہ حرکت" کے بالمقابل اپنے "دانشمندانہ سکون" کے حقائق و اسرار بیان فرما دئے گئے ہوتے۔ "جنون" کا اطلاق اس فیصلہ پر شاید اس لئے ہوا ہے۔ کہ یہ جمہور مسلمین کا متفقہ فیصلہ ہے اور جمہور مسلمین کا کسی ایک نقطہ پر اتحاد و اتفاق قدرۃً "احمدی یا مرزائی" کمپ میں اضطراب پیدا کر دیتا ہے۔ یا "جنون" کا لقب اسے اس لئے عطا ہو رہا ہے کہ اس میں سرکار ابد قرار سے رشتہ وفادارانہ ہوا خواہی جوڑنے کے بجائے اس کے ایک قانون سے بغاوت کی تلقین کی گئی ہے۔ اور قانون شکنی کا نام سنتے ہی "احمدیہ بلڈنگس" کے در و دیوار میں زلزلہ سا پڑ جاتا ہے۔ جو لوگ ہمیشہ دوسروں کی زبان درازی اور اپنی مظلومیت کے گلے شکوے میں سے رہتے ہیں۔ خدا معلوم وہ کیوں زباندرازی و تلخکامی میں اتنے بیباک ہو جاتے ہیں"۔

سچائی پر تعصب کا پردہ

ہمارے دل میں ہمعصر "سچ" کا خاص احترام رہا ہے اور اس لئے رہا ہے کہ وہ سچی باتوں کو ایک سادہ اور دلنشیں پیرایہ میں بیان کرتا ہے۔ اور اس نے مذہبی یا فرقہ دارانہ تعصب کے بدنما داغوں سے اپنے دامن کو اب تک بچائے رکھا ہے۔ لیکن "سچ" کے مذکورہ بالا نوٹ میں لاہور کی احمدی جماعت کے متعلق جس قدر الفاظ و اوپر میں لکھے گئے ہیں ان سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ جس دل سے یہ الفاظ نکلے ہیں ان میں "احمدیوں" یا "مرزائیوں" کے خلاف نفرت اور حقارت کے جذبات موجزن ہیں۔ ہمارے محترم ہمعصر نے ہمارے اعتراض کا مسکت جواب دینے کے بجائے ہم پر

"اس جنون کے مقابلہ میں اپنی ہوشیاری"

"اس مجنونانہ حرکت کے بالمقابل اپنے دانشمندانہ سکون کے "حقائق و اسرار"

"احمدی یا مرزائی کمپ میں اضطراب"

"سرکار ابد قرار سے رشتہ وفادارانہ ہوا خواہی"

"احمدیہ بلڈنگس کے در و دیوار میں زلزلہ"

"زباندرازی اور تلخکامی میں اتنے بیباک"

کے توہین آمیز فقرے چست کئے ہیں۔ اور محض اس جرم میں کہ ہم نے قانونی عمر سے کم عمر والے لڑکوں اور لڑکیوں اور کمسن بچوں اور بچیوں کے نکاح کو علمائے اسلام کی منشاء کے خلاف [illegible] خلاف شریعت قرار دیا۔ اگر ہمارا ہمعصر سچائی اور بے تعصبی کی عینک سے [illegible] ہمارے [illegible] نوٹ کو پھر پڑھنے کی زحمت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پیغامِ صلح

جلد ۱۸ | ۲۴ر ربیع الثانی ۴۹ھ | نمبر ۷۲

مولانا ثناء اللہ کی قرآن دانی

(۲)

گذشتہ نمبر میں ہم یہ بتا چکے ہیں کہ مولانا ثناء اللہ کی تفسیر کی حیثیت اس کے اپنے معلموں اور ہم مشرب لوگوں کے نزدیک کیا ہے۔ اور خود مولانا کی نگاہ میں اس کی جو قیمت کیا ہے وہ ابن سعود کے دربار میں مولانا خود ہی بتا چکے ہیں۔ فی الحقیقت اس قسم کے بندگان درہم و دینار اپنی تصنیفات کے متعلق بہت سی مشکلات میں گھرے ہوئے ہوتے ہیں۔ اگر پرانی طرز پر تفسیر کرتے ہیں تو لوگوں کو علماء وسلف کی تفاسیر چھوڑ کر ان کو خریدنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ اور اگر کوئی نیا پیوند لگاتے ہیں۔ تو وہ ان کو سر سید احمد مرحوم۔ حضرت مرزا صاحب اور دوسرے روشن دماغ مصنفین کی تصنیفات کے سوا کہیں مل ہی نہیں سکتا۔ مولاناؤں کی بدقسمتی سے اب زمانہ انہی بزرگان کا زمانہ ہے۔ دقیانوسی خیالات کو اب چراغ سحری سمجھئے۔ چار و ناچار دل میں تقیہ کرکے اپنی کتابوں کو انہی بزرگوں کی تعلیمات سے رونق دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ کہ جس پر ان کو اپنے ہی علماء کی طرف سے نیچری اور مرزائی ہونے کے خطابات مل جاتے ہیں۔ مولانا ثناء اللہ کے بارہ میں تو علماء کا فتویٰ کوئی غلط بھی نہیں۔ بلکہ ان پر ابن سعود کے دربار میں اقبالی ڈگری ہو چکی ہے۔ ان کے لئے تو میدانِ محشر یہیں قائم ہو چکا۔ اور ان کے نفس نے جان لیا کہ اس کی تفسیر ہی ان کو بقول علماء اہلِ حدیث جہنم کی طرف رہنمائی کرے گی۔ اور مولانا اس وقت اپنی بائیں بغل میں اس کو دبائے ہوئے یہ شعر پڑھتے ہوں گے۔

روزِ قیامت ہر کسے در دست گیرد نامۂ
من نیز حاضر می شوم تفسیر قرآں در بغل

پنچے لال بجھکڑوں کی ایک کہانی کہا کرتے ہیں۔ کہ ایک شخص نے کہا کہ دریا میں آگ لگتی ہوگی تو مچھلیاں کہاں جاتی ہوں گی۔ دوسرے نے جواب دیا کنارے کے درختوں پر چڑھ جاتی ہوں گی۔ تیسرے نے کہا واہ۔ یہ بھی کوئی گائے بھینس ہیں کہ درختوں پر اڑتی پھریں گی۔ بعینہ ان تین لال بجھکڑوں کا سا فوٹو ہمیں ان مولاناؤں کی تفاسیر میں نظر آتا ہے۔ کہ جو معقول پسند مسلمانوں کی گمراہی اور ضلالت کے اجارہ دار معلوم ہوتے ہیں۔ تعلیم یافتہ لوگوں کا عذر یقیناً میدانِ محشر میں قابلِ پذیرائی ہوگا۔ کہ ہمارے گمراہ کرنے والے امتِ محمدیہ کے یہ قرلیسی اور فقیہی ہیں۔ مولانا کو یہ ضد ہے کہ قرآنِ کریم میں آئندہ کے متعلق جس قدر واقعات کا ذکر کیا گیا ہے۔ ان میں کہیں استعارہ اور مجاز کے رنگ میں دنیا کے اندر پیش آنے والے واقعات کا ذکر نہیں۔ بلکہ جو کچھ ہے صبحِ قیامت کا ہی نقشہ ہے۔ اس لئے مولانا کی تفسیر کو سمجھنے کے لئے آپ سورۂ تکویر (اذا الشمس کورت الخ) کو دل میں ٹکا لیجئے۔ اور اس کے ساتھ ہی دنیا سے آنکھیں بند کرکے صبحِ قیامت کا فوٹو مولانا کے کیمرہ سے کھینچ کر اپنے سامنے رکھ لیجئے۔

پہلا سین:۔ سورج کو تہ کرکے ایک طرف رکھ دیا گیا ہے۔ یعنی سورج بھی ایک چٹائی تھی جو لپیٹ دی گئی۔ یا سورج موجود ہے۔ مگر اس کے نور کو لپیٹ دیا گیا ہے۔ بشرطیکہ نور اور صف میں کوئی لطیف تشبیہ ہو۔

دوسرا سین:۔ یکا یک ستارے جھڑنے لگے۔

تیسرا سین:۔ کوہ ہمالیہ اپنی جگہ سے حرکت کرکے مولوی [illegible]

چوتھا سین:۔ ایک لق و دق میدان میں دس دس ماہ کی حاملہ اونٹنیاں کلیلیں بھرتی ہوئی نظر آرہی ہیں۔ مگر یہ پوچھئے گا کہ میدانِ محشر میں ان اونٹنیوں کا کیا کام آپ یوں ہی سمجھ لیجئے۔ کہ سورج لپیٹا جا چکا۔ ستارے پیوندی بیروں کی طرح جھڑ کر گر پڑے۔ کوہ ہمالیہ رقص کرتا چلا آرہا ہے۔ مگر اونٹنیاں اور وہ بھی دس دس ماہ کی حاملہ ابھی تک زندہ ہیں۔ مذہب میں عقل کو کیا کام؟ اور زمین اپنی جگہ پر قائم ہے۔

پانچواں سین:۔ ہم نے دیکھا وحشی جانور مارے ڈر کے بستیوں میں گھسے چلے آرہے ہیں۔ کہ جو سورج کی تباہی۔ ستاروں کے انہدام پہاڑوں کے روئی کے گالوں کی طرح اڑنے کے باوجود نہایت امن سے زندہ تھے۔ او بجلی کے قمقمے انہیں امرتسر کے کٹڑہ سفید کی راہ دکھا رہے ہیں۔ کہ جہاں مولانا بیٹھے چائے پی رہے ہیں۔

چھٹا سین:۔ پہاڑ تو پہلے ہی اپنی جگہ چھوڑ چکے تھے۔ مگر دریا پاٹنے کی باری اب آئی۔ اتنی مدت دریاؤں کو پہاڑ بحفاظت تمام ساتھ ساتھ لئے پھرتے تھے۔

ساتواں سین:۔ ابھی ابھی ہم نے دیکھا تھا کہ اونٹنیاں موجود ہیں۔ وحشی جانور بھاگے چلے آرہے ہیں بستیاں آباد ہیں۔ یا یکا یک نقشہ پلٹ گیا۔ زندہ کوئی بھی نہیں۔ دنیا سنسان ہے۔ اور زمین کی ہر چیز میں سے ذرات بھاگ بھاگ کر لوگوں کے جسم مرتب ہو رہے ہیں۔ فرشتے روحوں کو جنگلی پرندوں کی طرح پکڑ پکڑ کر ان کے جسم میں گھسیڑ رہے ہیں۔ اور صبح قیامت اب نمودار ہونے لگی ہے۔

آٹھواں سین:۔ سب سے پہلے زندہ درگور کی ہوئی لڑکیوں کی پلٹن اپنے اپنے پوتڑوں سمیت گہواروں میں سوار اللہ میاں کے حضور پیش کی گئی اور اس نے ان کے قصور پوچھے۔ کہ جس وجہ سے وہ زندہ گاڑی گئی تھیں۔ (مولانا ہوشیار رہنا یہاں آریوں کا کوئی لونڈا سوال کرکے لاجواب نہ کردے۔ کہ ان معصوم تنلیوں کے قصور کس جنم سے گئے۔ اگر کہو کہ ان کا قصور کوئی نہیں تھا تو ان سے پوچھا کیوں گیا۔ پوچھنا تو لڑکیوں کو زندہ گاڑنے والوں سے تھا۔ نہ کہ معصوم بچیوں سے)

نواں سین:۔ نامہ اعمال کھولے جا رہے ہیں۔ (یہ نامۂ اعمال خدا کے علم میں موجود ہے۔ یا الگ کسی رجسٹر میں یا کسی صحیفے میں بند ہیں۔ کیونکہ ایسے مقامات پر آپ کسی مجاز اور استعارہ کے تو قائل نہیں)

دسواں سین:۔ آسمان کی کھال کھینچی جا رہی ہے۔ سورج پہلے ہی تہ کرکے رکھ دیا گیا۔ ستارے جھڑ گئے تھے۔ حشر پہلے ہی بپا ہو چکا تھا۔ یہ آسمان کی کھال کھینچنا اب یاد آیا۔ شاید اس کی ضرورت گیارھویں سین کے لئے ہو۔ آسمان اور اس کی کھال یہ ذرا تشریح طلب معمہ ہے۔

گیارھواں سین:۔ دوزخ دہکائی جا رہی ہے۔ شعلے آسمان تک بلند ہو رہے ہیں۔ نہیں آسمان کہاں؟ اس سے بھی بلند۔ مگر یہ بھی تو سوچ لیجئے کہ سورج موجود نہیں۔ ستارے ندارد ہو چکے۔ پہاڑ اڑ چکے دریا اور سمندر پاٹ دیئے گئے۔ تو کیا زمین اب تک موجود ہے۔ کہ جس پر یہ دوزخ دہکائی جا رہی ہے۔ اس سے تو دہکا دہکایا سورج ہی اچھا تھا۔ اگر اس سے یہ خدمت لے لی جاتی۔

بارھواں سین:۔ بہشت قریب لائی جائے گی۔ کس کے قریب زمین کے یا آسمان کے یا لوگوں کے۔ آسمان کی کھال اتر جانے سے تو وہ خود بخود نیچے لڑھک آئی ہوگی۔

تیرھواں سین:۔ اس وقت ہر شخص جان لے گا کہ وہ کیا (زادِ آخرت) حاضر لایا ہے۔

جل جلالہٗ خدا خدا کرکے یہ ڈراونا اور مہیب شو ختم ہوا مگر ان تمام نشانیوں کے سین سنانے کا فائدہ محض ڈرانا اور دھمکانا ہے یا اور بھی کچھ۔ اگر مولانا یہ سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے تو مولانا اس وقت کونسی جگہ بیٹھے ہوں گے۔ کہ جب نہ زمین برامن ہے اور نہ آسمان قائم ہے۔ اگر مولانا نے اپنی آنکھوں سے اس بپا شدہ محشر کو نہیں دیکھنا۔ تو اس کے سنانے کا فائدہ کیا۔ بس یہی کہ خدا ایسا کر سکتا ہے؟

قرآن انگریزی میں کیوں نہیں؟

اس سوال کے جواب میں فاضل مدیر لائٹ نے لکھا تھا کہ "کیا تم خدا کو ہدایت دینا چاہتے ہو۔ یہ کیوں نہیں کہتے کہ وہ اپنا کام بہترین طور پر کرنا جانتا ہے .... زبان لگاتار تبدیل ہوتی [illegible]

وہ آج بیسویں صدی میں ایک بیہودہ چیز ہوتی۔ کیونکہ اس میں اس قدر تبدیلی ہو گئی ہے کہ وہ آج پہچانی بھی نہیں جاتی۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے بڑا دانائی سے کام لیا۔ کہ جو قرآن کو انگریزی زبان میں نہ اتارا۔ اور اس کے عوض میں مولانا محمد علی جیسے ہیرو کو بھیج دیا تاکہ وہ بیسویں صدی کی مروجہ انگریزی میں قرآن انگریزی دانوں کے سامنے رکھیں"۔

اس پر مہاشہ کرشن بی اے لکھتا ہے کہ:۔

"اس جواب سے ثابت ہے کہ اسلام مذہب میں عقل کے دخل کی اجازت نہیں دیتا"

اصل میں اس کو کہتے ہیں مار دن گھٹنا اور پھوٹے آنکھ۔ جواب کی معقولیت کو دیکھئے اور مہاشہ جی کی اس سمجھ اور عقل پر بولو رام۔ پڑھئے فاضل مدیر "لائٹ" نے نہایت خوبی سے بتایا ہے۔ کہ عالمگیر مذہب کی زبان وہ ہو سکتی ہے کہ جس میں کم سے کم تغیر ہو یا اس ملک کی زبان میں ہمیشہ ہمیش کے لئے وہ کتاب اس زبان کی خوبی کا سٹنڈرڈ (معیار) مقرر ہو جائے۔ وہ زبانیں جو پیدا ہوئیں اور رفتہ رفتہ دنیا سے نیست و نابود ہو گئیں یا روز بروز معرضِ ہلاکت میں ہیں وہ عالمگیر کتاب کی زبان نہیں ہو سکتیں۔ خدا کی حکمت یہی ہے کہ وہ ایسی زبانوں میں عالمگیر پیغامِ حیات کو نازل نہ کرے۔ ہاں ہر زمانہ کی ضرورت کے مطابق ایسے لوگ پیدا ہوتے رہیں کہ جو ان زبانوں میں کتاب کا ترجمہ کرتے رہیں۔ ایسا نہ ہو کہ وید کی طرح اس کی حالت یہ ہو جائے کہ زبان دیکھو تو مردہ۔ ترجمہ کرنے والے مفقود۔ صحیح طور پر سمجھنے والے ندارد۔ بتائیے ایسی کتاب کو ایسی مردہ زبان میں نازل کرنے سے فائدہ؟

ویدک دھرم کی جڑ اور مہاشہ کرشن کا کلہاڑا

کونڈ کی دونوں آریہ سماجوں نے بھیال خود پنڈت جے دیو جی اجمیری کے وید کے ہندی ترجمہ کے خلاف اظہار نفرت کیا۔ اس کو فحش اور عقاید آریہ سماج پر ایک مہلک ضرب قرار دیا۔ ریزولیوشنوں کی نقل جہاں آریہ گزٹ کے نام بھیجی گئی وہاں پرکاش کے پاس بھی پہنچائی گئی۔ آریہ گزٹ نے اس کو فوراً چھاپ دیا۔ مگر مہاشہ کرشن اس کو ہضم کئے بیٹھے ہیں۔ اس پر آریہ گزٹ کا ایڈیٹر لکھتا ہے اور بجا لکھتا ہے کہ کیا اب مہاشہ کرشن نے قسم کھا لی ہے کہ وہ ویدک دھرم پر حملہ کرنے والے آریوں کے خلاف کچھ نہ لکھیگا۔ اس لئے کہ حملہ آور مہاشہ کرشن کے ہم نوالہ و ہم پیالہ ہیں۔ مگر آریہ گزٹ کو یہ معلوم ہونا چاہئے کہ مہاشہ کرشن تو ملیح ۱۹۲۶ء میں اس کی تعریف کر چکے ہیں۔ اور اس کے لئے ترجمہ کرنے والوں کی پیٹھ ٹھونک چکے ہیں۔ کہ شاباش بچھو ایسا ہی کرنا۔

حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کا مکتوب گرامی

بخدمت جناب ماسٹر انعام اللہ خاں صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ میں تو عرصہ سے خاموش ہوں۔ کچھ لکھنے کی نہ فرصت۔ نہ ہمت۔ شاید عمر کا تقاضا ہو۔ "ھو الآخر" پر آپ نے کچھ لکھنے کے لئے ارشاد فرمایا تو ایک مختصر سا مضمون لکھ کر پیغام صلح میں شائع کرنے کے لئے بھیجدیا تھا۔ مگر کاتب صاحب کی مہربانی سے الفاظ بدل گئے۔ سطریں چھوٹ گئیں۔ مضمون ویسے ہی خشک اور طرز تحریر ویسے ہی ژولیدہ تھی۔ اس پر کاتب صاحب کا یہ التفات اس امر کی کافی ضمانت تھی کہ کوئی اس مضمون کو سمجھ نہ سکے۔ مجھے ڈر ہے کہ آپ کچھ نہ سمجھے ہوں گے اور اگر سمجھے ہوں گے تو محض اپنی خداداد ذہنیت سے۔ اگر سمجھ نہ سکے ہوں تو تحریر فرمائیں میں علیحدہ پرائیویٹ خط کے ذریعے کچھ عرض کر دوں گا۔ کیونکہ اخبار کی کتابت کے صحیح کرنے والے اصحاب بھی ان خشک مضامین میں دلچسپی نہیں پاتے۔ ورنہ سطریں اس بیدردی سے کاتب نہ چھوڑ جاتا۔

المرقومہ ۱۴ر ستمبر ۱۹۳۰ء راقم خاکسار بشارت احمد

از لدھیانہ

پیغام صلح: ہمیں اس کا نہایت ہی رنج ہے۔ دوبارہ مقابلہ کرنے سے معلوم ہوا کہ ایک جگہ سے نصف سطر کے قریب باوجود احتیاط کے حضرت ڈاکٹر صاحب کے مضمون میں سے عبارت چھوٹ گئی ہے اس کے لئے [illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغامِ صلح

جلد ۱۸ | پنجشنبہ ۲۹ جمادی الاوّل | نمبر ۲

خطبہ جمعہ

۲۳ جمادی الاول

فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ

تشہد اور تعوذ کے بعد سورۃ فاتحہ پڑھ کر فرمایا۔ میں نے گذشتہ خطبہ جمعہ میں بھی اس سورۃ کو پڑھا تھا۔ اور اب بھی اس کو دہرایا ہے۔ میں نے کہا تھا کہ مذہب کی اصل غرض انسان کے دل کی حالت کو بدلنا ہے۔ دل جس کو ہم عربی میں قلب کہتے ہیں۔ اور آج کل کی اصطلاح میں ذہنیت کہا جاتا ہے۔ مذہب کا اصل مقصد اس ذہنیت کو بدلنا ہے یا یوں سمجھو کہ اصل غرض اس ذہنیت کی اصلاح ہے۔ قرآن مجید کا خلاصہ سورۃ فاتحہ ہے۔ جیسا کہ اس کے دوسرے نام ام القرآن سے ظاہر ہے۔ اس نام سے ہی معلوم ہوتا ہے کہ قرآن شریف نے اس کو بہت اہمیت دی ہے۔ اس کی تلاوت ہر روز نمازیں ہوتی ہے۔ اور نماز میں اس کو کئی کئی مرتبہ دہرایا جاتا ہے جس سے یہ ثابت ہے کہ انسانی زندگی کے سنوارنے میں اس کو بہت بڑا دخل ہے۔ اسلام پاک کی غرض دنیا میں صرف یہی نہیں کہ انسان کو دنیا میں اچھے طور پر رہنا سکھائے۔ جس طرح کسی وقت یہ کہنا پڑتا تھا کہ مذہب کی اصل غرض یہ نہیں کہ وہ صرف آخرت کے متعلق کچھ سکھائے۔ اب یہ کہنا پڑتا ہے۔ کہ مذہب کی غرض صرف یہی نہیں کہ وہ دنیا میں اچھی طرح رہنے کا طریق سکھلائے۔ بلکہ اس کی بڑی غرض یہ ہے کہ وہ انسان کو دوسری زندگی کے لئے تیار کرے۔ زندگی بعد الموت بہت بڑا اصول ہے۔ کہ جس پر ایمان لانے کے بغیر انسان کے اعمال اچھے نہیں ہو سکتے۔ قرآن کریم میں سے اگر اس ایمان بالآخرت کے حصّہ کو نکال دیا جائے تو باقی صرف چند اخلاقی سبق رہ جاتے ہیں۔ قرآن کریم یہ بھی سکھاتا ہے کہ اس دنیا کی زندگی میں انسان کس طرح رہے اور یہ بھی کہ آئندہ زندگی میں روح کو راحت کیونکر مل سکتی ہے۔ یا مختصر الفاظ میں یہ سمجھو کہ

قرآن کریم کی تعلیم کا خلاصہ یہ ہے

کہ دنیا کی زندگی کو جنت کس طرح بنایا جا سکتا ہے۔ اور آخرت میں جنت کیونکر حاصل ہو سکتی ہے۔ سورۃ فاتحہ پر اس قدر زور دینے کی غرض بھی یہی معلوم ہوتی ہے۔ کہ اسلام کا مقصد چونکہ ایک خاص ذہنیت کو پیدا کرنا ہے۔ اور اس کے پیدا کرنے کے لئے سورۃ فاتحہ میں نہایت اعلیٰ تعلیم دی گئی ہے۔

سورۃ فاتحہ کو دو حصّوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ اور اس کی یہ تقسیم الفاظ کے لحاظ سے بھی ہے۔ اور معنوں کے لحاظ سے بھی یعنی اس کی کل سات آیات ہیں۔ ان میں سے پہلی ساڑھے تین آیات میں اللہ تعالیٰ کی حمد ہے۔ اور باقی ساڑھے تین آیات دعا کے متعلق ہیں۔ پہلا حصّہ یعنی الحمد للہ رب العالمین الرحمٰن الرحیم مالک یوم الدین ایاک نعبد تک حمد ہے۔ اور اس کے بعد ایاک نستعین سے لے کر ولا الضالین تک اس خدا کے حضور کہ جس کی حمد کی گئی ہے گرنا سکھایا گیا ہے۔ ساڑھے تین آیات اگر اللہ تعالیٰ کی حمد سکھاتی ہیں۔ تو ساڑھے تین ہی دعا سکھاتی ہیں۔ اور اس طرح سے

یہ سورۃ نصف حمد اور نصف دعا پر

مشتمل ہے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے قسمت الصلوٰۃ بینی و بین عبدی نصفین اب اس پر غور کیجئے حمد کیا چیز ہے۔ اور دعا کیا چیز ہے۔ اللہ کی حمد یعنی اس کی خوبیاں بیان کرنا یا اس کی تعریف کرنا۔ خدا کو حمد کی ضرورت کیا ہے۔ وہ اپنی ذات کے لحاظ سے ایک کامل اور مکمل ہستی ہے۔ کہ جس کو کسی کی حمد کی ضرورت نہیں۔ نہ اس کی تعریف کرنے سے اس کو کوئی فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ اور نہ انکار کرنے سے اس کا کوئی نقصان ہو جاتا ہے۔ اصل فائدہ تو انسان کو پہنچتا ہے۔ خدا کی حمد کرنے سے انسان کے دل کے اندر کیا کیفیت پیدا ہوتی ہے۔

اس کو ہم نے معلوم کرنا ہے۔ اللہ تعالےٰ کی حمد انسان کے دل میں راحت اور سکون کی کیفیت پیدا کرتی ہے۔ جب انسان سچے دل سے الحمد للہ کہے اور اس کے معنوں پر بھی توجہ کرے تو یہ کیفیت پیدا ہوتی ہے ورنہ محض الفاظ کے رٹنے سے دل پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ البتہ معنوں کو سمجھ کر الفاظ کے دل پر نقش ہونے کے بعد جو خیال دل پر غالب ہوگا اس سے وہ کیفیت پیدا ہوگی۔ الحمد للہ پڑھتے ہوئے اگر معنوں پر نظر رہے تو دل میں ایک کیفیت، راحت و سکون غالب ہوگی۔ اور سورۃ فاتحہ کا یہ نصف حصّہ اسی غرض کے لئے ہے یعنی نصف حصّہ حمد سے دل میں راحت و سکون پیدا کرنا مقصود ہے۔

حمد سے کیونکر راحت و سکون پیدا ہوتی ہے

کیونکہ اللہ تعالےٰ کی حمد اس کی قضا و قدر پر راضی ہونا ہے۔ انسان جو کچھ چاہتا ہے وہ بسا اوقات حاصل نہیں ہوتا۔ اور ہماری اکثر امیدوں اور آرزوؤں کو نا امیدی کا منہ دیکھنا پڑتا ہے۔ اگر انسان یہ سمجھ لے کہ وہ خدا نہیں کہ جس کی تمام تمنائیں اور آرزوئیں پوری ہوں۔ بلکہ ایک بیکس انسان ہے۔ کہ جو خدا کی قدرت اور مرضی کے ماتحت ہے۔ اللہ تعالیٰ کی وہ قدرت اور مرضی کہ جو ہمارے ارد گرد ہر طرف موجود ہے اس پر راضی ہونا اور اپنے آپ کو اس کے تابع کر دینا اسی سے دل کے اندر راحت و سکون پیدا ہوتا ہے۔ اور اگر انسان اس پر راضی نہ ہو تو ہر وقت ایک دکھ اور جلن اس کے اندر موجود رہتی ہے کہ فلاں کام میری مرضی کے مطابق کیوں نہ ہوا۔ اور فلاں چیز مجھ کو کیوں حاصل نہ ہوئی۔ اپنے دل سے اگر اس جلن اور دکھ کو دور کر دیا جائے اور انسان راضی بقضائے الٰہی ہو جائے تو یہ اس کے لئے سکھ اور راحت کا موجب ہوگا۔ اور یہ سبق الحمد للہ سے ملتا ہے۔

سورۃ فاتحہ کا دوسرا حصّہ دعا ہے

اور یہ دعا ایک تڑپ کا نام ہے۔ کہ جو دل میں پیدا ہو اور یہ تڑپ پیدا نہیں ہو سکتی جب تک کہ انسان دعا کے وقت اپنے دل میں یکسوئی پیدا نہ کرے۔ بسا اوقات انسان جب نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے۔ تو اس کے خیالات کہیں اور بھٹکتے ہیں۔ وہ اپنے منہ سے کچھ کہتا ہے۔ لیکن اس کے دل میں کچھ اور ہوتا ہے۔ دل میں جب تک یکسوئی نہ ہو دعا سے تڑپ بھی پیدا نہیں ہوتی۔ پس نماز سے انسان کے اندر دو چیزیں پیدا کرنا مقصود ہے۔ ایک سکون پیدا کرنا اور دوسرا تڑپ پیدا کرنا۔ یہ دو چیزیں دل میں پیدا ہو کر کیا فائدہ دیتی ہیں۔ ان میں سے ایک سے تو انسان اپنے آپ کو ارد گرد کے حالات کے مطابق بنا لیتا ہے۔ اور دوسرے یعنی دل میں تڑپ پیدا ہونے سے انسان کا قدم آگے اٹھتا ہے۔ گویا یہ انسان کی ترقی کے لئے نہایت ضروری چیز ہے۔ پس سورۃ فاتحہ دو کیفیتیں قلب کے اندر پیدا کرتی ہے۔ ایک سکون اور ایک تڑپ۔ انسان نہ تو نرے سکون سے ترقی کر سکتا ہے نہ نری تڑپ سے۔ بلکہ یہ دونوں کیفیتیں جمع ہو جاتی ہیں تو تب انسان حقیقی ترقی کرنے کے قابل ہوتا ہے۔ وہ مطمئن بھی ہوتا ہے۔ اور آگے بھی بڑھتا ہے۔ ان میں سے آج میں صرف اس کیفیت کا ذکر کروں گا جو قلب میں سکون پیدا کرتی ہے راحت اور سکون یعنی ارد گرد کے حالات کے مطابق اپنے دل کو بنا لینا انسان کو کام کے قابل بنانے کے لئے ایک نہایت ضروری امر ہے۔

اکثر اوقات ہمارے ارد گرد کے حالات ہماری منشا کے مطابق نہیں ہوتے۔ ہماری بہت سی خواہشات اور آرزوؤں کے الٹ ہو جاتا ہے انسان اس پر قادر نہیں۔ کہ وہ ان نا[illegible]

کے مطابق بدل لے۔ یہ اس کی طاقت اور قدرت سے باہر ایک امر ہے انسان کو جو کچھ حاصل ہے وہ یہی ہے کہ اپنے قلب کو ارد گرد کے حالات کے مطابق بنا لے۔ وہ فضا جو اس کے چاروں طرف موجود ہے جب تک اس کے مطابق اپنے دل کو نہیں بنا لیتا اس کے اندر راحت اور سکون پیدا نہیں ہوتی۔

پس الحمد للہ کا یہ فائدہ ہے

کہ جب اس پر مصیبت آتی ہے اور گھر باہر اس کے خلاف منشا کام ہوتے ہیں۔ گھر میں بیوی جو لتسکنوا الیہا کی مصداق ہے۔ یعنی اس سے انسان کو سکون ملتا ہے اس کی مرضی کے خلاف کوئی کام کرتی ہے بچے جنہیں وہ محبت سے پالتا اور پرورش کرتا ہے کبھی اپنی طبیعت کے خلاف ان سے دیکھنا اور سننا پڑتا ہے۔ باہر کے لوگ تو دشمن ہوتے ہی ہیں بعض اوقات دوستوں سے بھی نا اتفاقی اور مخالفت ہو جاتی ہے۔ ان دکھوں، مصیبتوں اور پریشانیوں میں گھرے ہوئے آپ نماز کی طرف آئیے تو آپ کے منہ سے نکلتا ہے الحمد للہ۔ کس قدر راحت اس الحمد للہ میں ہے۔ اس کے یاد دلانے کا موقع بھی نماز میں رکھا ہے۔ کیونکہ نماز میں انسان کو یکسوئی حاصل ہوتی ہے۔ اور یکسوئی کی حالت میں انسان کے دل پر جو اثر پیدا ہوتا ہے وہ دوسرے اوقات میں نہیں ہوتا۔ اس وقت جب آپ دنیا سے الگ ہو کر خدا کے سامنے کھڑے ہوتے ہیں اس وقت یہ کلمہ الحمد للہ اگر آپ کے دل سے نکلے تو پریشانی اور تکلیف کی حالت کو فوراً تبدیل کر کے اس کی جگہ ایک ٹھنڈک اور سکون پیدا ہو جاتا ہے۔ مگر یہ صرف اسی وقت ہوتا ہے کہ جب انسان کے دل سے الحمد للہ اس کے مفہوم کو سمجھ کر نکلے۔ خاموشی سے نکلے۔ یا بلند آواز سے نکلے۔ مگر دل میں یکجہتی اور یکسوئی ہو تو اس کا اثر باہر کے حالات پر کیا ہوگا جیسا آگ پر پانی کا ہوتا ہے۔ اگر آگ کم ہے تو اس کے لئے پانی کا ایک چھینٹا ہی کافی ہوگا۔ لیکن اگر زیادہ ہے تو اس پر بار بار پانی ڈالنے کی ضرورت ہوگی اسی طرح جس قدر ناموافق حالات اور تکالیف کی کثرت ہوگی الحمد للہ ان کے لئے پانی کا چھینٹا ہے ارد گرد کے حالات جس قدر زیادہ ناموافق ہوں گے اسی قدر دل میں دکھ۔ درد۔ اور غصّہ کی آگ شعلہ زن ہوگی۔ اور اس کے مطابق زیادہ غور و فکر کے ساتھ بار بار الحمد للہ پڑھنے یا اس آگ پر متواتر پانی چھڑکانے کی ضرورت ہوگی۔ جب تک انسان دنیا میں موجود ہے دوست و دشمن کے ساتھ جھگڑے کم و بیش ناگزیر ہیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر اعلیٰ اخلاق

والا کون شخص ہو سکتا ہے کیا آپ کے دشمن نہ تھے۔ انسانی قلب کی حالت ایسی ہی ہے۔ آپ کے قلب کو دکھ بھی محسوس ہوتا تھا۔ مگر اس کا علاج یہی الحمد للہ تھا۔ جب آپ نماز کے لئے کھڑے ہو جاتے تھے تو مصائب کے پہاڑ اور تمام دکھ درد ہلکے ہو جاتے تھے۔ کبھی کبھی آپ پر جان فدا کرنے والوں میں بھی جھگڑے ہو جاتے تھے۔ اور مجلس میں بیٹھے جھگڑ پڑتے تھے۔ یہاں تک کہ آپ کو ایک مرتبہ یہ کہنا پڑا اَبِدَعْوَی الْجَاهِلِيَّةِ وَأَنَا فِيكُمْ۔ تم جاہلیت کی باتوں کی طرف جا رہے ہو۔ حالانکہ میں تم میں موجود ہوں کبھی کبھی جھوٹے الزام تک لگ جاتے تھے۔ چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ پر اتہام لگایا گیا اور آپ کے دل کو اس سے بہت سخت تکلیف پہنچی۔ مگر ان تمام دکھوں، دردوں اور غموں کا علاج الحمد للہ تھا کہ جو آپ کے قلب کی حالت کو سکون اور راحت میں بدل دیتا تھا۔ یہ پریشانیاں اور غموم انسان کے بہت سے قیمتی وقت کو ضائع کر دیتی ہیں۔ ادنیٰ مخالفت پیش آنے پر چھوٹی چھوٹی ناکامیوں پر انسان کڑھتا رہتا ہے۔ ایک شخص نے یہ کہا کہ یہ بیماری صرف ہندوستانیوں میں ہے اور انگریزوں کو میں اس سے پاک دیکھتا ہوں یہ بھی غلط ہے۔ انگریزوں میں بھی یہی حالت نظر آتی ہے۔ اس کا علاج صرف ایک ہے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے اور ایک دوسرے سے غصّہ کو دور کرنے کیلئے ہی تو الحمد للہ سکھایا گیا ہے۔ کہ تمہارے دلوں کے اندر اس سے راحت و سکون پیدا ہو۔ سورۃ فاتحہ کا دوسرا حصّہ کہ جس میں دعا ہے وہ یہ سکھاتا ہے

کہ تم نے جھگڑوں کے باوجود ترقی کرنے سے نہیں رکنا

آپس میں تنازعہ ہو۔ ایک دوسرے پر اعتراضات ہوں ہوا کریں مگر تم نے اپنا قدم پیچھے نہیں اٹھانا۔ بلکہ جو کچھ اپنی زندگی کا نصب العین مقرر کر چکے ہو اس کی طرف اپنے قدم کو بڑھانا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کی یہی حالت تھی۔ کہ جھگڑوں کے باوجود ان کا قدم آگے بڑھنے سے نہ رکتا تھا ان کے قلب کی حالت کو اسلام نے بدل دیا تھا۔ ان کی تاریخ کا لفظ لفظ اس پر شاہد ہے کہ ان کی کیفیت قلبی بالکل تبدیل ہو گئی تھی۔ اور کسی قسم کی تکلیف، پریشانی، مصیبت یا جھگڑا ان کے قدم کو روکتا نہ تھا۔ آج یہی کیفیت قلبی پھر بدلی ہوئی ہے۔ دو شخص آپس میں لڑتے ہیں تو ایک کہتا ہے کہ میں سلسلہ سے الگ ہوتا ہوں دوسرا کہتا ہے کہ میں تو فلاں کی بیعت سے الگ ہوں۔ آپس کے لڑائی جھگڑے کی وجہ سے اس طرح تبدیل مذہب کرنا یا ایک دوسرے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

جلد ۱۸ | یوم چہار شنبہ ۲۷ جمادی الثانی ۱۳۴۵ھ | نمبر ۴۶

نکاحِ بیوگان

حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قبلہ کی مساعیٔ حسنہ

(از محمد انعام الحق)

نکاح بیوگان کے متعلق پیغام صلح میں متعدد بار لکھا جا چکا ہے۔ خدا اور رسول کے احکام قومی و اخلاقی ضروریات اور ہمسایہ قوم کی اس سلسلہ میں جدوجہد کی روشنی میں غفلت شعار مسلمانوں کو بار بار بتلایا جا چکا ہے۔ کہ اب ہمیں رسم و رواج "برادری" اور "عزت" کے خوفناک و گمراہ کن بت کو توڑ کر احکام الٰہی کے آگے جھک جانا چاہئیے۔ ورنہ نوجوان بیواؤں کی سرد سرد آہیں اور گرم گرم آنسو جو وہ اپنی بدنصیبی اور قوم کی جہالت پر رات کی تاریکیوں اور علیحدہ گوشوں میں چھپ چھپ کر بہاتی ہیں رنگ لائے بغیر نہیں رہیں گے اس کے ساتھ ہی ہم نے اپنے نوجوانوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا تھا کہ ہندو قوم میں اس تحریک کو تقویت دینے والے زیادہ تر نوجوان ہیں۔ ان کو بھی میدانِ عمل میں نکل کر اپنے جوش دینی اور غیرت ملی کا ثبوت دینا چاہئیے۔ لیکن افسوس ہمارے نوجوان اب اسی لئے رہ گئے ہیں کہ وہ ہر اس صدائے جوان کو ہوشیار و بیدار کرنے کے لئے بلند کی جائے اپنے کان بند کر لیں۔ اور قوم ان کی غفلت شعاری اور اپنی بدنصیبی پر ماتم کرتی رہے۔ چنانچہ ہماری یہ صدا بھی صدا بصحرا ثابت ہوئی۔

یہ حالت یقیناً نہایت افسوسناک اور یاس کن ہے۔ لیکن خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے ایک پیر جواں ہمت کو اس ضروری کام کی توفیق دی۔ اور اس نے تن تنہا اس مبارک تحریک کا آغاز کر دیا۔ ہماری مراد حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قبلہ سے ہے۔ آج کل وہ نکاح بیوگان کی طرف خاص طور پر توجہ دے رہے ہیں۔ اخبار کے ذریعے احباب کو معلوم ہو چکا ہوگا کہ ان کی کوشش سے گذشتہ چند روز کے اندر ہی معزز احمدی گھرانوں کی دو بیواؤں کے نکاح ہو چکے ہیں۔ ان میں سے ایک سیٹھ احمد الدین صاحب جہلم کی صاحبزادی اور دوسری شیخ عبد الرحمان صاحب سب جج کی ہمشیرہ ہیں۔ موخر الذکر خاتون راجپوت برادری سے ہیں۔ جن کے ہاں عقد ثانی نہایت معیوب سمجھا جاتا ہے۔ قبلہ ڈاکٹر صاحب نے ان دونوں تقریبوں میں لدھیانہ سے جہلم اور راولپنڈی پہنچکر حصہ لیا۔ اور خود خطبہ نکاح پڑھایا۔

کیا اس پیر جواں ہمت کا یہ کارنامہ اور عشق احیاءِ سنتِ نبوی دیگر احبابِ سلسلہ اور خاص کر ہمارے غفلت شعار نوجوانوں میں کوئی حرکت عمل پیدا نہ کرے گا؟ ہر ایک کام کے آغاز میں بہت سی مشکلات ہوتی ہیں ہر کوئی اپنے اندر اس کی ہمت نہیں رکھتا۔ لیکن اب تو کام کا آغاز ہو چکا ہے۔ کیا اس آغاز کو انجام کی طرف لے جانے کیلئے بھی ہمارے ہاتھ حرکت میں نہ آئیں گے؟ کوئی تحریک اس وقت تک خاطر خواہ ترقی نہیں کر سکتی۔ جب تک نوجوان دلی شوق اور عزم راسخ کے ساتھ اس میں حصہ نہ لیں۔ کیونکہ عملی کام کرنے والے یہی ہوتے ہیں۔ ہمارے نوجوانوں کی جو حالت ہے۔ وہ ظاہر ہے۔ ہم نے بار بار صدا بلند کی۔ لیکن انہوں نے جان بوجھ کر اسے نہ سنا۔ مگر ایک پکارنے والا اس کے لئے مجبور ہے۔ کہ وہ بار بار پکارے۔ اس لئے ہم پھر ان کی خدمت میں گذارش کریں گے کہ وہ اس مبارک کام میں پوری طاقت سے حصہ لیں۔ کیا ہندو نوجوانوں کی مثال ان کے اندر حرکت پیدا کرنے کے لئے کافی نہیں ہے؟ ہندو مذہب میں بیوہ کی شادی بالکل منع ہے۔ حتیٰ کہ ان کے جدید فرقہ آریہ سماج کے بانی سوامی دیانند جی نے بھی اس کو ممنوع قرار دیا ہے۔ لیکن جب ہندو نوجوانوں نے دیکھا کہ قومی ترقی و اصلاح کے لئے یہ ایک زبردست روک ہے۔ تو انہوں نے ہر چیز سے بے پروا ہو کر اس تحریک کو پھیلایا۔ ان کی ہمت و کوشش کا ہی نتیجہ ہے۔ کہ آج ہندوستان میں ہندو بدھوا آشرموں اور بدھوا سہائک سبھاؤں کا ایک جال پھیلا ہوا ہے۔ جن کے ذریعہ ہر ہفتہ سینکڑوں ہندو بیواؤں کی شادیاں ہوتی ہیں۔

اسلام نے بیوہ کے نکاح کو نہ صرف جائز قرار دیا۔ بلکہ اس کی تاکید کی ہے۔ لیکن آج مسلمان اس حکم الٰہی سے غافل ہو کر رواج کے بت کی پوجا کر رہے ہیں۔ یہ لعنت ان میں ہندوؤں سے آئی تھی مگر اب تو ہندو بھی اپنے مذہب کے احکام کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اسلامی تعلیم کے آگے جھک گئے ہیں۔ تو اس صورت میں فرزندانِ توحید کی یہ غفلت انتہائی افسوسناک نہیں؟ کیا مسلمان اسلام کی روشن تعلیم کے باوجود تمام دنیا کی جہالتوں اور تاریکیوں کے سرمایہ دار بننے کے لئے ہی زندہ ہیں؟

نکاح بیوگان کی بندش کے نقائص کسی سے پوشیدہ نہیں ہیں۔ ہندوؤں کو حالات نے ہی اسلامی تعلیم کے آگے سر جھکانے پر مجبور کیا ہے۔ رسم و رواج کی خوفناک و منحوس بیڑیاں خواہ کتنی ہی مضبوط کیوں نہ ہوں لیکن فطرت کے قوانین ان سے بھی زیادہ مضبوط ہیں۔ رسم و رواج پیدا ہوتے اور اپنی موت مرتے رہتے ہیں۔ لیکن خدا کے قائم کردہ فطرت کے قوانین میں تبدیلی غیر ممکن ہے۔ نوجوان بیواؤں کو شادی کی اجازت نہ دینا اخلاقی طور پر بہت ہی نقصان دہ ہے۔ اس کی تشریح کی ضرورت نہیں۔ یہ خطرہ مسلمان قوم کے سامنے اپنی پوری طاقت سے آگیا ہے۔ اب یہ ہمارے نوجوانوں کے اختیار میں ہے کہ وہ قوم کو اس خطرے سے بچا لیں۔ یا اپنی غفلت کی وجہ سے اس کے حوالے کر دیں۔

آخر پر ہم حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قبلہ کا شکریہ ادا کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں جنہوں نے ہمت مردانہ سے کام لے کر اس ضروری تحریک کا آغاز کیا۔ خدا ان کی عمر اور ہمت میں برکت اور دیگر افراد قوم کو ان کی تقلید کی توفیق دے۔ سیٹھ احمد الدین اور شیخ عبد الرحمٰن صاحبان بھی مستحق شکریہ ہیں۔ جنہوں نے رسم و رواج اور برادری کی طعنہ زنی کی پرواہ نہ کرتے ہوئے قوم کے سامنے ایک نیک مثال قائم کی۔ خدا ان رشتوں کو بابرکت کرے۔ اور ان سے نیک نتائج مرتب ہوں۔ آمین ثم آمین۔

مسلمانوں کا دردناک افلاس

گذشتہ ہفتہ انگریزی اردو کے اکثر اخبارات میں مندرجہ ذیل خبر شائع ہوئی ہے:۔

"راج شاہی ۸ نومبر ضلع راج شاہی کے ہنگاری نامی ایک گاؤں میں افلاس اور غربت کی وجہ سے خودکشی اور قتل کے ایک ہیبت ناک واقعہ کی اطلاع آئی ہے۔ اس موضع میں دو بھائی جو مسلمان تھے الگ الگ مکانوں میں لیکن قریب ہی رہا کرتے تھے۔ خاندان میں نااتفاقی کی وجہ سے چھوٹا بھائی کسی قدر سخت مصیبت [illegible] حالت تھی کہ وہ اور اس کے بچے چوبیس گھنٹے میں صرف ایک ایک وقت روٹی پر گذارہ کرتے تھے جس دن کا یہ واقعہ ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ بڑے بھائی کو یہ معلوم ہوا کہ اس کے چھوٹے بھائی کے گھر میں گذشتہ ۴۸ گھنٹے سے بس اللہ کا نام ہے۔ تو اس نے اپنے بھائی کی تکلیف سے متاثر ہو کر ایک سیر چاول بغیر اپنی بیوی کے علم کے اس کو بھجوا دئیے۔

جس وقت یہ چاول ابل رہے تھے۔ بڑے بھائی کی بیوی کو خبر لگ گئی۔ چنانچہ اس نے اپنے خاوند کی غیر حاضری میں آکر ہنڈیا کو گرا دیا جس وقت چھوٹے بھائی کو علم ہوا۔ تو اسے بہت رنج ہوا کہ وہ ایک کمرے میں گیا۔ اور چھت میں رسی ڈال کر خودکشی کر لی۔ تقریباً ایک گھنٹہ بعد اس کی بیوی کمرے کے اندر گئی۔ اور اپنے شوہر کو مردہ پایا۔ تو اس سے نہ رہا گیا۔ اور اس نے بھی اپنے شوہر کی رفاقت میں خودکشی کر لی بڑے بھائی کو جو دیر سے باہر گیا ہوا تھا۔ جب اپنی بیوی کی شرارت اور اس کے انجام کا پتہ چلا تو اس سے برداشت نہ ہو سکا۔ اس نے پہلے تو اپنی بیوی کو ایک گنڈاسے سے ہلاک کیا۔ اس کے بعد خود بھی اپنے بھائی کی محبت میں خودکشی کر لی۔"

یہ ہیبت ناک اور عبرت انگیز واقعہ کسی تشریح کا محتاج نہیں۔ ہندوستان میں فرزندانِ توحید کے افلاس کی جو کیفیت ہے وہ اس سے بخوبی واضح ہوتی ہے۔ اس قسم کے افلاس کو بنگالی مسلمانوں سے مخصوص سمجھنا غلطی ہوگی۔ بلکہ اس کی مثالیں ہندوستان کے ہر ایک حصہ میں مل سکتی ہیں۔

ہولناک مستقبل

مسلمانوں کے افلاس کی موجودہ صورت بھی نہایت تشویشناک ہے۔ لیکن آپ یقین جانئیے کہ اگر یہی حالت رہی تو مستقبل اس سے بھی زیادہ ہولناک ہوگا جب کہ اس قسم کے واقعات ہر ایک اسلامی آبادی میں بکثرت ہوا کریں گے۔ اور افلاس سے جو اخلاقی و قومی مفاسد پیدا ہو سکتے ہیں وہ پوری طاقت سے فرزندان توحید پر قبضہ کر لیں گے۔ کیا ہمارے ان امراء نے جن کا روپیہ عیش و عشرت کے لئے وقف ہے کبھی ان دردناک حقائق پر غور کیا ہے؟ کیا ہمارے ان زمینداروں کو جو مشرکانہ و مسرفانہ رسم و رواج پر ہزاروں روپیہ برباد کر دیا کرتے ہیں ان باتوں کی خبر ہے؟ کیا ہمارے فیشن نواز اور خوش پوش و خوش خور نوجوانوں کو افراد ملت کی اس تباہ کن حالت کا علم ہے؟ اور سب سے زیادہ یہ کہ ہمارے ان پیروں اور گدی نشینوں نے جو عجیب عجیب طریقوں سے اپنی روحانیت کا پروپیگنڈا کرتے اور کرواتے ہیں اور جن کی زندگیاں زہد و اتقاء کے بلند بانگ دعووں کے باوجود نہایت گھناؤنی اور مسرفانہ ہیں کبھی اپنے مغربی فرنیچر سے آراستہ شدہ کمروں بیش بہا پوشاکوں اور اعلیٰ درجہ کی موٹروں سے تھوڑی دیر کے لئے علیحدہ ہو کر سوچا ہے۔ کہ مریدوں کی نذروں سے جمع شدہ سرمایہ سے ان کی یہ رنگ رلیاں کسی طرح بھی جائز ہیں؟ آج ضرورت ہے کہ مستقبل کے ہولناک منظر کو مدنظر رکھتے ہوئے ہر ایک شخص اپنے اعمال و اخراجات کا محاسبہ کرے۔ اور سادگی و کفایت شعاری کو اپنا اصول زندگی بنائے۔ اور اسراف حکم الٰہی کے مطابق بہت بڑا عیب سمجھا جائے۔ اس کے ساتھ سب سے بڑی کوشش یہ ہونی چاہئیے کہ جو پیر قوم کے روپیہ سے عیش پرستی کر رہے ہیں ان کو قوم کا سب سے مجرم سمجھ کر اس قدر مطعون کیا جائے کہ آئندہ کے لئے ان کو ایسا کرنے کی ہرگز جرأت نہ ہو سکے۔

آفتاب اسلام کی ضیاباریاں

مس الیٹ ایک اینگلو انڈین لیڈی نے اسلام قبول کیا اسلامی نام فاطمہ الیٹ رکھا گیا اور اس کے بعد انکا نکاح ڈاکٹر محمد فاضل صاحب ایم بی بی ایس سے پانچ سو روپے مہر پر ہوا۔

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے سترھویں

سالانہ جلسہ ۱۹۳۰ء کا پروگرام

۲۶-۲۷-۲۸ دسمبر ۱۹۳۰ء

جمعہ - ہفتہ - اتوار

---

۲۶ دسمبر ۱۹۳۰ء بروز جمعہ

پہلا اجلاس ۱۰ بجے سے ½۱۲ بجے تک

۱۰ سے ¼۱۰ بجے تک تلاوت قرآن و نعت

¼۱۰ سے ¼۱۱ — کیا حضرت مرزا صاحب نے نبوت کا دعوے کیا؟ — سید بدر شاہ صاحب مناظر اسلام - نصف گھنٹہ تقریر. نصف گھنٹہ سوال و جواب۔

¼۱۱ سے ½۱۲ بجے تک — مغرب میں تبلیغ اسلام — (کیا مغرب میں مذہب کے لئے جستجو نہیں؟ ہم مغرب میں تبلیغ اسلام پر کیوں زور دیتے ہیں۔ اس کے متعلق بعض اعتراضات کا جواب) — مولوی مصطفیٰ خاں صاحب ایڈیٹر اسلامک ورلڈ

خطبہ و نماز جمعہ ½۱ سے ¾۲ بجے تک

دوسرا اجلاس ¾۲ سے ¾۴ بجے تک

تلاوت و نعت

¾۲ سے ½۳ بجے تک — اچھوت اقوام میں تبلیغ اسلام — (اس کی اہمیت۔ اس کے مشکلات۔ اب تک اس میں کیا کامیابی ہو چکی ہے۔ آئندہ کی لائحہ عمل۔ احباب اس میں کس طرح مدد دے سکتے ہیں) — مولانا عصمت اللہ صاحب مبلغ و مناظر اسلام

½۳ سے ½۴ بجے تک — ہنگری میں اسلام بزبان انگریزی — علامہ ڈاکٹر جرمنوس پی ایچ ڈی مستشرق ہنگری

احمدیہ کانفرنس ۸ بجے بعد نماز عشا

---

۲۷ دسمبر ۱۹۳۰ء بروز ہفتہ

کانفرنس ½۷ بجے سے ¼۹ تک

پہلا اجلاس اعلیحضرت ہز ہائی نس نواب صاحب والئے بہاولپور کے استقبال اور جلوس کی خاطر ملتوی رہیگا

نماز ¾۱۲ سے ¼۱ بجے تک

دوسرا اجلاس ¼۱ سے ۴ بجے تک

تلاوت قرآن و نعت

¼۱ سے ½۲ بجے تک — ہندوستان میں مسلمانوں کے لئے آنیوالے خطرات۔ مسلمانوں میں احساس کی کمی۔ قوت عمل کی کمزوری۔ اقتصادی بربادی۔ توکل اور تقدیر کا غلط مفہوم۔ رسم و رواج میں اسراف۔ پس انداز نہ کرنے کی عادت۔ افلاس۔ بعد ارتداد۔ اسلامی تہذیب و تمدن کو مٹانے کی کوششیں۔ پریس اور پروپیگنڈا کی کمزوری — ایڈیٹر پیغام صلح

½۲ سے ¼۳ بجے تک — سالانہ رپورٹ

ایڈریس بہ خدمت ہز ہائی نس نواب صاحب بہادر والئے بہاولپور

تیسرا اجلاس ½۷ بجے سے ½۹ بجے تک

تلاوت و نعت

½۷ سے ½۸ بجے تک — سیام میں اسلام (بزبان انگریزی) — مولانا ڈاکٹر عبدالوہاب صاحب آف سیام

½۸ سے ½۹ بجے تک — (پیغام اسلام بزبان انگریزی) — مولوی محمد یعقوب خاں صاحب ایڈیٹر "لائٹ"

جلسہ مستورات مسلم ہائی سکول ہال میں ۲۷ دسمبر ۱ بجے سے ۴ بجے تک ہوگا۔ پروگرام علیحدہ انجمن خواتین کی طرف سے شائع ہو چکا ہے۔

۲۸ دسمبر ۱۹۳۰ء بروز اتوار

صبح ½۶ سے ¼۷ بجے تک — سکھ لٹریچر میں پیشگوئیاں — شیخ محمد یوسف صاحب نومسلم۔ سابق سردار پیارے سنگھ

پہلا اجلاس ¾۹ سے ¼۱۲ تک

تلاوت و نعت

¾۹ سے ¾۱۰ بجے تک — کیا حضرت مرزا صاحب کے دعویٰ کے انکار سے کوئی مسلمان کافر ہو سکتا ہے؟ — سید بدر شاہ صاحب مناظر اسلام نصف گھنٹہ تقریر اور نصف گھنٹہ سوال و جواب

¾۱۰ سے ۱۲ بجے تک — سلسلہ احمدیہ میں شامل ہو کر میں نے کیا دیکھا — مختلف احباب تقریر فرمائیں گے۔

۱۲ سے ½۱ بجے تک — دنیا کا آئندہ مذہب

(موجودہ دنیا میں معاملات کا انقلاب۔ نئے اور اہم مسائل۔ ان کا حل۔ دوسرے مذاہب اس کو کہاں تک پورا [illegible]) — مولانا صدر الدین صاحب مبلغ اسلام

نماز ½۱ سے ½۲ بجے تک

دوسرا اجلاس ½۲ سے ۴ بجے تک

تلاوت قرآن و نعت

½۲ سے ۴ بجے تک — اگر سلسلہ احمدیہ نہ ہوتا — (سلسلہ احمدیہ سے پہلے مسلمانوں کی عام ذہنیت۔ اسلام کے متعلق غیر اقوام کے خیالات۔ اسلام کے متعلق مسلمانوں کا اپنا تخیل۔ (مہدی و مسیح کا انتظار اور مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ سے انکار۔ قرآن سے بے اعتنائی۔ تلوار اور اسلام)۔ کیا احمدیت نے تفریق کو بڑھایا؟ علیحدہ نام کیوں رکھا گیا؟ سلسلہ احمدیہ میں بیعت کا صحیح مفہوم۔ مسلمانوں کو کیوں شامل ہونا چاہئے۔) — [illegible]

(بقیہ صفحہ ۲)

گران کی مدح میں قصائد پڑھے۔ اور جیبوں میں روپیہ بھر کر رخصت ہوئے۔ امام الہند سید احمد صاحب امام جامع مسجد دہلی اور مفتی کفایت اللہ صاحب صدر جمیعۃ العلماء سے لے کر چھوٹے موٹے ایڈیٹران اخبار تک ۱۹ بزرگان قوم نے ان کے استقبال کے لئے اعلان شائع کیا۔ بوہرا قوم بھی بڑی ہوشیار قوم ہے۔ اس نے ان تمام مولویوں۔ پیروں۔ سجادہ نشینوں۔ ایڈیٹروں اور انجمنوں کے سیکرٹریوں کے تمام سپاسنامے ایک ایک کتاب میں چھاپ دیئے ہیں۔ جس میں سے حسب ضرورت ہم تھوڑا تھوڑا کبھی کبھی مسلمانوں کی عبرت کے لئے شائع کریں گے۔ کہ ایک شخص جو صرف مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اس کے متعلق ان مولویوں نے کتنا شور مچایا۔ مگر وہ شخص کہ جو امام معصوم، نائب خدا ہونے کا مدعی ہے اس کی ان مولویوں نے کس قدر آؤ بھگت کی۔ بوہرا قوم کی بعض نایاب کتابیں بھی ہمارے پاس موجود ہیں۔ ان میں سے ان کے عقاید بھی پبلک کے سامنے رکھیں گے۔ مسیح موعود بھی اگر روپیوں کی تھیلیاں ان لوگوں میں تقسیم کر دیتا تو ان مولویوں میں سے ایک بھی کبھی انکار نہ کرتا۔

گلہ وار دانت. باد رچوں خدائے عاصیاں

نوح را باد. ندارند از پئے پیغمبری

ہمیں افسوس ہے کہ قادیاں کے ہز ہولی نس کو مسلمانوں کا فروں کے غم میں دبلا ہو جانے کے باوجود یہ طمطراقانہ استقبال نصیب نہ ہوئے۔ اور انہیں شملہ سے صرف گردن جھکا کر واپس آنا پڑا۔

جلسہ سالانہ پر آنیوالے اصحاب کے لئے ضروری ہدایات

رعائتی واپسی ٹکٹ

جلسہ سالانہ پر تشریف لانے والے احباب ریلوے کے واپسی ٹکٹ خرید فرمائیں۔ اس طرح بہت کفایت رہے گی۔ آج کل دو قسم کے رعائتی ٹکٹ مل سکتے ہیں۔

ویک اینڈ واپسی ٹکٹ

یہ ٹکٹ ۲۵ دسمبر بروز جمعرات یعنی بدھ اور جمعرات کی درمیانی شب کے بارہ بجے کے بعد سے مل سکیگا۔ اور ۳۱ دسمبر بدھ کی رات کو بارہ بجے تک یہ واپسی ٹکٹ استعمال ہو سکیگا۔ رعایت حسب ذیل ہے:

تیس میل تک فاصلے کے لئے	ایک طرف کا پورا کرایہ اور ایک طرف کا نصف۔
۳۱ سے ۴۵ میل تک	ایک طرف کا پورا کرایہ اور ایک طرف کا تہائی
۴۵ میل سے اوپر کے لئے	ایک طرف کا پورا کرایہ اور ایک طرف کا [illegible] تہائی۔

کرسمس واپسی ٹکٹ

جو احباب لاہور میں زیادہ عرصہ قیام چاہتے ہیں وہ کرسمس واپسی ٹکٹ خرید فرمائیں۔ یہ واپسی ٹکٹ ۱۴ جنوری ۱۹۳۱ء تک استعمال

خبریں

—— پشاور ۷ جنوری "سول اینڈ ملٹری گزٹ" لاہور کا نامہ نگار خصوصی رقمطراز ہے:۔ کہ خواجہ ہدایت اللہ خاں جو ہندوستان کے افغان قونصل جنرل مقرر ہوئے ہیں کابل سے یہاں پہنچ گئے ہیں۔ کل وہ سردار محمد عثمان خاں سے اپنے جدید منصب کا جائزہ لینے کے لئے دہلی کی جانب روانہ ہو جائینگے۔ سردار صاحب افغان سفیر مقیم طہران کے سیکرٹری کی حیثیت سے ایران کی طرف جائیں گے

خواجہ ہدایت اللہ خاں سیستان میں غازی امان اللہ خاں کے قونصل تھے۔ اور بعد میں غازی ممدوح نے انہیں علاقہ ہزارہ میں بھیجا تھا۔ جہاں انہوں نے بچہ سقہ کے خلاف جنگ کی

—— امرتسر ۹ رجنوری - پنڈت جواہر لال نہرو نے ایک برقی پیغام کے ذریعے سے ڈاکٹر کچلو کا شکریہ ادا کیا ہے کہ انہوں نے باوجود بے حد مشکلات کے لاہور کانگرس کے انتظامات نہایت خوش اسلوبی اور کامیابی سے انجام دئیے

—— "انتباسہ" قاہرہ رقمطراز ہے کہ ایرانی وزارت خارجہ نے ان دول کے سفراء کو جن کے تجارتی عہدناموں کی میعادیں اختتام کو پہنچ چکی ہیں مستقبل کے عہدناموں کا مسودہ بھیج دیا ہے۔ سیاسی حلقوں میں یقین کیا جاتا ہے کہ ان عہدناموں میں جو شرائط حکومت ایران کی طرف سے پیش کی گئی ہیں قبول کر لی جائیں گی۔

—— ٹیونس ۷ رجنوری جب ٹیونس الجیرس اکسپرس گوبلیا کے قریب پل پر سے گذر رہی تھی تو پل ٹوٹ گیا جس سے ریل کا انجن - دو پوری گاڑیاں اور ایک ڈاک کا ڈبہ ایک نالے میں گر پڑا - ۱۷ اشخاص ہلاک اور ۲۰ مجروح ہوئے۔

—— ملک کی اقتصادی ترقی کے سلسلے میں جمہوریہ ترکی نے جو سرگرمیاں دکھائی ہیں ان میں ایک سرکاری بنک کا قیام بھی ہے - اس بنک کا سرمایہ ۵ کروڑ ترکی پونڈ (لیرا) ہوگا - نصف سرمایہ حکومت بہم پہنچائیگی اور باقی نصف حصہ فروخت کئے جائیں گے۔

—— گذشتہ چار ماہ میں ترکی محکمہ پرواز کو ترقی دینے کے لئے کافی سرمایہ جمع کیا جاچکا ہے محکمہ پرواز کے یوم افتتاح کی تقریب پر ترکی نوجوانوں نے ملک کا دورہ کرکے اس محکمے کی امداد کے لئے بہت بڑی رقم جمع کر لی ہے۔ حکومت ترکیہ نے بھی ایک قاعدہ بنا رکھا ہے جس کے رُو سے اس تقریب پر محصول ڈاک میں اضافہ کر دیا جاتا ہے اور اس ضمن میں جس قدر زائد آمدنی ہوتی ہے۔ وہ محکمہ پرواز کو ترقی دینے میں صرف کی جاتی ہے۔

—— ترکی جنگی جہاز "یاوز" جو پہلے ایک جرمن جنگی جہاز تھا تجربے کے طور پر پانی میں ڈالا گیا تجربہ نہایت کامیاب ثابت ہوا - اور جہاز نے عمدگی کے ساتھ سفر طے کیا - معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ یہ جنگی جہاز مع دوسرے ترکی جہازوں کے آئندہ موسم بہار میں مالٹا کا سفر اختیار کرے گا - کہ برطانیہ کے جہازوں کے بیڑے کا جو ترکی ساحل پر آیا تھا بدلہ اُتارا جائے۔

—— ہیگ ۸ رجنوری - جرمنی کے علاوہ دوسری طاقتوں کے تاوانوں کی کمیٹی بہت کم ترقی کر رہی ہے - بلغاریہ نے آسٹریا کی طرح اپنے غریب ہونے کا عذر پیش کرتے ہوئے کہا ہے کہ وہ گراں قدر تاوان برداشت نہیں کر سکتا - کمیٹی بلغاریہ کے لئے ایک متبادل سکیم کا معائنہ کر رہی ہے

—— ہیگ ۸ رجنوری - فرانس اور جرمنی میں عارضی طور پر کشیدگی رونما ہو گئی ہے - جرمنی کے تاوانات کی کمیٹی کے ایک اجلاس میں مسٹر ٹارڈیو اور مسٹر مولڈن ہائیمر میں تقرار ہو گئی تھی - لیکن ڈاکٹر کرٹیس نے صفائی کراتے ہوئے نمائندوں کو یاد دلایا کہ قربانیاں کرنے کے بغیر ہمیشہ جرمنی ہی آگے نہیں بڑھ سکتا۔

—— اختلافات اس خاص شاذتی کمیٹی کے متعلق رونما ہوا جو جرمنی کے توسیع میعاد طلب کرنے کی صورت میں بین الاقوامی بنک ماتحت قائم کی جائے گی - ترضخواہ طاقتیں اس امر پر اصرار کرتی ہیں کہ ایسی کوئی کمیٹی مسئلہ زیر بحث کے متعلق ان کے فیصلوں کو منسوخ نہیں کر سکتی۔

. اختلافات کے باوجود توقع کی جاتی ہے کہ کانفرنس کا کام آئندہ ہفتہ میں کامیابی سے ختم ہو جائے گا۔

—— دہلی ۱۰ رجنوری - گورنر جنرل نے اسمبلی کے ارکان پنڈت موتی لال نہرو مسٹر ٹی - پرکاشم - جمنا داس مہتہ - ہنسراج - رائے بہادر لال کرشن بکرجی کے استعفے منظور کر لئے ہیں - اور آنریبل مہندرا پرشاد رکن کونسل آف سٹیٹ کا استعفا بھی منظور کر لیا گیا ہے۔

—— بیت المقدس ۸ رجنوری - حکومت کی طرف سے ریدہ الجامعہ العربیہ کی اشاعت اس الزام میں بند کر دی گئی کہ اس نے ایک غلط واقع کی اطلاع شائع کر دی تھی - اس اطلاع میں یہ درج تھا کہ چند صیہونی لیڈر ایک مسلمان افسر کے قتل کی سازش کر رہے ہیں - تحقیق پر معلوم ہوا کہ یہ اطلاع بالکل بے بنیاد تھی۔

—— لندن ۸ رجنوری - مسٹر وجوڈ بن وزیر ہند کا خیال ہے - کہ سائمن کمیشن کی رپورٹ کے شائع ہو جانے کے بعد ہندوستان کا دورہ کریں - اس سے آپ کا مقصد یہ ہے کہ ہندوستان کے بڑے بڑے سیاسی رہنماؤں سے ملاقات کرکے ان سے تبادلہ خیالات کریں اور نیز حکومت حزب الاعمال کی موجودہ حیثیت سے انہیں آگاہ کریں۔

—— رگبی ۷ رجنوری - کرسمس کے بعد وزارت عمال نے اعلان کیا کہ بے روزگاری میں بہت اضافہ ہو گیا ہے - ۳۰ دسمبر کو بے روزگاروں کی کل تعداد ۱۵ لاکھ ۱۰ ہزار ۲۰۰ تھی - یہ تعداد ۲۰ دسمبر کی تعداد سے بقدر دو لاکھ ۶ ہزار ۶ سو ۴۳ کے زیادہ ہے

—— مستقبل قریب میں دریائے ٹیمز (لندن) میں بھی ایسی ہی بھیڑ ہوا کرے گی - جیسی آجکل لندن کے بارونق بازار سٹرینڈ میں ہوتی ہے - جس کی وجہ یہ ہے کہ عنقریب دریائے ٹیمز پر دریائی ٹیکسیاں اور دریائی موٹریں ایسی افراط سے چلنی شروع ہو جائینگی جس طرح اب سڑکوں پر چلتی ہیں - امید کی جاتی ہے کہ لندن میں پانی کی شاہراہیں آمد و رفت کے لئے بہت مقبول ثابت ہوں گی۔

—— کیبیکا (مراکش) کا ایک برقی پیغام مظہر ہے کہ شیشوان کے نزدیک ۳۰ فٹ لمبا اور ۶ فٹ چوڑا گرگٹ کا پنجر دستیاب ہوا ہے - جو معلوم ہوتا ہے کہ اب سے تین لاکھ سال پہلے کا ہے - اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ شمالی افریقہ کی دریافت ارضی کے متعلق موجودہ اصول و قواعد غلط و باطل قرار پائیں گے - ایک علمی وفد وہاں تحقیقات کے لئے جا رہا ہے۔

—— لاہور ۹ جنوری - حال ہی میں برکت علی مسلم ہال لاہور میں پروفیسر خدیجہ بیگم ایم اے - ایم - او - ایل کے زیر صدارت ایک جلسہ منعقد ہوا جس میں پانسو سے زیادہ خواتین شریک ہوئیں - سوسائٹی میں عورتوں کی پوزیشن اور وراثت کے مسئلوں پر بحث و تمحیص ہوئی - ایک قرارداد کے ذریعے سے میاں عبدالحی کے مسودہ قانون وراثت کی تائید و حمایت کی گئی - اور حکومت سے استدعا کی گئی کہ وراثت کے موجودہ قانون میں ایسی تبدیلیاں کی جائیں جن سے مسلم خواتین شریعت حقہ اسلامیہ کے احکام کے مطابق اپنا حصہ وصول کر سکیں

—— انجمن تحفظ حقوق خواتین اسلام کے نام سے ایک انجمن بھی قائم کی گئی ہے - جس کی مستقل صدر خدیجہ بیگم صاحبہ ہوں گی - یہ فیصلہ بھی کیا گیا کہ ہز اکسیلنسی وائسرائے کے نام ایک برقی پیغام ارسال کیا جائے جس میں ان سے درخواست کی جائے کہ وہ اسمبلی کے آئندہ اجلاس میں مسودہ قانون وراثت پیش کرنے کی منظوری عطا فرمائیں۔

—— مرادآباد ۱۰ رجنوری - ڈویژنل سپرنٹنڈنٹ ریلوے اطلاع دیتے ہیں کہ بریلی کے نزدیک ۲۷ ڈاؤن لکھنؤ پشاور اکسپرس کا ۵۵ الف پ مال گاڑی سے تصادم ہو گیا - اکسپرس کا انجن مال گاڑی کے انجن پر چڑھ گیا - نقصان جان اس وقت تک ۲ مردہ اور ۱۴ مجروح ہے انجن والوں میں سے صرف ایک فائرمین کو خفیف زخم آئے ہیں - امید ہے آج ہی لائن صاف کر دی جائے گی۔

—— نئی دہلی ۱۰ رجنوری - بریلی سے موصول شدہ غیر سرکاری اطلاعات سے پایا جاتا ہے کہ نقصان جان اس تعداد سے جو پہلے تار میں بتائی گئی ہے بہت زیادہ ہوا ہے۔

—— مدراس ۱۰ جنوری - استعفوں کی وجہ سے کونسل آف سٹیٹ میں جو دو نشستیں خالی ہوئی ہیں ان میں سے ایک کے لئے بلدیہ مدراس کے صدر اور جسٹس پارٹی کے رہنما مسٹر راما سوامی مدلیار بطور امیدوار کھڑے ہوئے

—— سکندرآباد ۱۰ رجنوری - نانڈیر کے گوردوارہ کے متعلق سکھوں اور مسلمانوں میں جو تنازعہ چلا آتا تھا - اس کی نسبت مسٹر ہربرٹ گوشک جج عدالت عالیہ کلکتہ نے تحقیقات کے بعد فیصلہ کیا تھا کہ گوردوارہ مذکور کا قبضہ سکھوں کو دلایا جائے - اور ۷ رجنوری تک حیات خاں کی نعش کو قبر سے نکال کر دوسری جگہ دفن کیا جائے - چونکہ تاریخ مقررہ تک مسلمانوں نے نعش نہیں نکالی اس لئے کلکٹر ضلع نانڈیر نے حکومت دکن کے حکم سے نعش کو نکال کر دوسری جگہ دفن کرا دیا - اور گوردوارہ سکھوں کے حوالے کر دیا۔

—— خرطوم سے موصول شدہ خبروں سے پایا جاتا ہے کہ سوڈانیہ کی افواج کا النویر کے قبیلے کی ایک جماعت سے مقابلہ ہوا قبیلہ النویر نے سوڈان کے جنوب میں حکومت کے خلاف بغاوت کر دی ہے۔ سواروں کے دستوں نے ان کو شکست دی - دونوں اطراف کے آدمی زخمی ہوئے۔

—— عراق پارلیمنٹ نے طہران میں عراق کا سفارت خانہ قائم کرنے کی منظوری دیدی ہے - جب پاشا العسکری نمائندہ عراق متعینہ لندن کو طہران کے سفارت خانہ کا انچارج بنایا گیا ہے - جو بہت جلد طہران پہنچ جائیں گے - عبدالعزیز بے مظفر کو رشید بے الخوجہ کی جگہ قاہرہ کا قونصل جنرل مقرر کیا گیا ہے۔

—— بیروت کا ایک برقی پیغام مظہر ہے کہ الدارک کے باشندوں اور ترکی ڈاکوؤں کے درمیان حسن آغا کے نواح میں جو سرحد کے قریب واقع ہے ایک لڑائی ہوئی - دو گھنٹے تک گولہ باری ہوتی رہی آخر کار ڈاکوؤں کا سردار مع اپنے تین ہمراہیوں کے مارا گیا - باقی ڈاکوؤں نے اطاعت قبول کر لی۔

—— ہیگ ۹ رجنوری مسئلہ تاوان جنگ کے متعلق فرانس اور جرمنی کے نمائندوں میں جو تکرار ہو گئی تھی اس کا تصفیہ اطمینان بخش طریق پر ہو گیا ہے - اور فرانس کے نمائندے موسیو ٹارڈیو نے معافی مانگ لی ہے۔

—— رگبی ۹ رجنوری - لندن میں اطلاع موصول ہوئی ہے کہ اطالیہ اور فرانس دنیا بھر کی رفتار پرواز کا ریکارڈ ۲۵۷.۰۷ میل فی ساعت جو اس وقت برطانیہ نے قائم کیا ہے مات کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

—— میرٹھ ۱۱ رجنوری - ٹیلیفون پر اطلاع موصول ہوئی ہے کہ مسٹر دھرم ویر سنگھ ایم - ایل - سی صوبجات متوسط کی جگہ کر دیئے گئے ہیں) کے سوا میرٹھ سازش کے باقی تمام ملزموں کو جن کی تعداد اکتیس ہے مسٹر ملر ڈائٹ ایڈیشنل مجسٹریٹ نے زیر دفعہ ۱۲۱ الف تعزیرات ہند زد جرم لگا کر سشن سپرد کر دیا ہے - معلوم ہوا ہے کہ مسٹر آر ایل بارک آئی سی ایس ان ملزموں کی سماعت کریں گے - اور سو گواہان صفائی کی ایک فہرست مسل میں شامل کی جا رہی ہے۔

—— پشاور ۱۱ رجنوری - اس خبر کی صحت کا ایسوسی ایٹڈ پریس ذمہ دار ہے کہ جنرل محمد نادر خاں غازی نے حضرت شور بازار کو سفیر مصر مقرر کیا ہے - امید ہے حضرت صاحب عنقریب پشاور کے راستے مصر کو روانہ ہو جائیں گے۔

—— بریلی ۱۱ رجنوری - کل دو گاڑیوں میں جو ہلاکت خیز تصادم ہو گیا تھا اس کی فہرست واردات مظہر ہے کہ ہلاک اور مجروح ہونے والے اشخاص میں سے تقریباً تمام ہندوستانی اور ایک یا دو اینگلو انڈین تھے۔

—— پیکن ۱۰ رجنوری - شمالی مغربی صوبوں میں سخت سرد ہوا سے ہونا تباہی پھیلا رکھی ہے - جس سے شمالی شانسی میں کم از کم پندرہ ہزار چینی ہلاک ہو گئے ہیں۔

—— بیروت کا ایک برقی پیغام مظہر ہے کہ ایک کانفرنس کے انعقاد کی تجویز ہوئی ہے جس میں حجاز ریلوے لائن کے معاملات پر بحث کی جائے گی - اس کانفرنس کا مقصد یہ ہوگا معان اور مدینہ منورہ کے درمیان ریلوے لائن کو مفید مطلب بنایا جائے تاکہ زیادہ آمدنی کا ذریعہ ہو سکے۔

حجاز کے نمائندوں نے اس غرض کے لئے فرانسیسی سفارت خانہ کے سیکرٹری سے ملاقات کی ہے۔

—— صدر جمہوریہ ترکی نے انگورہ میں کامریڈ قرہ خاں کو شرف باریابی بخشا - کامریڈ قرہ خاں سوویٹ وزارت خارجہ کے نمائندہ ہیں دو گھنٹے تک ملاقات جاری رہی - ترکی وزیر خارجہ اور روسی سفیر ترکی بھی شریک گفتگو تھے - فیصلہ ہوا کہ ۱۹۲۵ء کے عہدنامہ میں جو پیرس میں ہوا تھا تجدید کی جائے۔

—— کامریڈ قرہ خاں نے سوویٹ حکومت کی طرف سے ہز اکسیلنسی غازی مصطفیٰ کمال پاشا کی خدمت میں ایک نایاب تصویر پیش کی جس میں تیمور لنگ کے مقبوضہ واقع سمرقند کا نقشہ پیش کیا گیا تھا - کامریڈ قرہ خاں

کے آخری عشرہ میں مسجد میں عبادت الٰہی کے لئے شب و روز بیٹھنے کو اعتکاف ایک مزید مجاہدہ ہے۔ جس سے دلی جمعیت حاصل ہوتی ہے۔ اور غیر اللہ اور دنیا سے انقطاع کلی حاصل ہوتا ہے۔ عبادت الٰہی کے لئے موقع ملتا ہے۔ قرب الٰہی نصیب ہوتا اور خدا کے سوا سے دوری میسر آتی ہے۔ جو بعض روزہ دار کو یہ امر میسر آسکے۔ یہ مجاہدہ بھی کرنا چاہیئے۔ اعتکاف میں دعا کا اور اس کی قبولیت کا خوب موقع ملتا ہے۔ بے روزے اعتکاف درست نہیں۔ معتکف اگر حالت اعتکاف میں بیمار ہو جائے اور اس پر روزہ قضا ہو تو اعتکاف سے نکل کر گھر واپس آجائے۔ اور جسے خدا توفیق دے۔ وہ اکیسویں رمضان کی صبح نماز فجر کے معاً بعد مسجد میں ہی رہے اور ایک گوشہ مسجد میں قنات یا چادر وغیرہ سے پردہ کرے۔ اور ماہ شوال کا چاند دیکھ کر گھر آجائے۔ اعتکاف میں زیادہ تر شغل ذکر الٰہی یا تلاوت قرآن مجید ہے۔ معتکف کو سوائے رفع حاجت کے گھر جانے کی اجازت نہیں۔ اس حال میں بھی وہ گھر میں ٹھہر نہیں سکتا۔ بلکہ مریض کی خبر چلتے چلتے دریافت کرسکتا ہے۔ معتکف کے پاس اس کے بیوی بچے صرف ملاقات کے لئے بوقت رات جا سکتے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار عشرہ اوّل میں ایک بار عشرہ دوم میں اور ایک مرتبہ عشرہ آخر میں اعتکاف فرمایا۔ جب یہ علم ہوا کہ شب قدر عشرہ آخر میں ہی ہے تو پھر ہمیشہ عشرہ آخر میں اعتکاف فرماتے رہے۔ آپ اعتکاف کی جگہ خیمہ نصب فرماتے۔ اور اس میں تنہائی اختیار فرماتے۔ اور کبھی کبھی سر مبارک کو کنگھی وغیرہ کے لئے حضرت عائشہؓ کے حجرہ کی جانب جھکا دیتے۔ ازواج مطہرات میں سے جو چاہتیں رات کے وقت زیارت کو تشریف لاتیں۔ واپسی کے وقت آپ اُن کا نہایت احترام فرماتے اور کھڑے ہو جاتے۔ لاتباشروھن وانتم عاکفون فی المساجد۔ اعتکاف میں تمام عشرہ مباشرت سے منع فرمایا۔ اس کے سوا تعلقات زن و شوہر جائز فرمائے۔ معتکف کو نماز جمعہ کے لئے جامع مسجد میں جانا جائز ہے۔ اور غسل وغیرہ اسی مسجد میں کرنا چاہیئے۔ جس میں اعتکاف کر رہا ہے۔ عورتیں بھی اعتکاف کرسکتی ہیں۔

قادیان میں حضرت مولوی نور الدین صاحب کے زمانہ میں اعتکاف پر خوب عمل درآمد رہا ہے۔ تقریباً ہر مسجد میں دو چار معتکف ہوتے۔ ایک سال حضرت مولوی نور الدین صاحب۔ حضرت بیوی صاحبہ۔ جناب میاں صاحب اور یہ خاکسار مسجد مبارک میں معتکف تھے۔

ہماری جماعت میں اس مجاہدہ پر عمل ہونا چاہیئے۔ اور جسے خدا توفیق دے۔ اس ماہِ رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف میں بیٹھے۔ اپنے لئے اسلام کے لئے اور جماعت احمدیہ کے لئے بہت بہت دعائیں کرے۔

احباب سے اپنی سرگذشت

چھٹے روزے بعد افطاری میں اچانک بیمار ہوگیا۔ رات ہی رات بلغم کے ساتھ خون آنا شروع ہوگیا۔ اور بائیں جانب درد پیدا ہوا۔ نمونیا کے آثار معلوم ہونے لگے۔ بروز جمعہ افتاں خیزاں مکرم ڈاکٹر غلام محمد ... کے پاس حاضر ہوا۔ تکلیف آنا فاناً بڑھ گئی۔ پھر جا نہیں سکا۔ ... صاحب خود تشریف لائے۔ اور بہت ہی توجہ اور محبت سے دیکھا ... ج کہتے رہے۔ بیماری کا حملہ ایسا تھا کہ رمضان آخری معلوم ہوتا ... س ہی دو سال کا بیمار لنگڑا لنجا لڑکا چارپائی پر تھا۔ اس کا سہم ... ا۔ غرضکہ عجیب ہی نقشہ آنکھوں کے سامنے تھا۔ کہ اپنی مسجد ... اپنے احباب کو اپنی حالت سے اطلاع دے، کر دعا کے لئے ... کیا حضرت امیر سلمہ اللہ اس روز لائل پور تشریف لے گئے ... ئے تھے۔ سُنا ہے کہ مولوی صدر الدین صاحب کے دل میں جو اس ... ت نماز تراویح کے لئے تشریف لائے ہوئے تھے خدا نے درد پیدا کیا ... ہوں نے رقت آمیز لہجے میں میری حالت بیان کر کے دعا کے لئے ... پیل کی۔ مردوں اور مستورات نے درد دل سے دعائیں کیں۔ حضرت امیر ... تشریف آوری پر انہیں اطلاع ہوئی۔ آپ بارش میں ہی عبادت کو تشریف لائے۔ اس وقت مجھے تکلیف زیادہ تھی۔ اور سانس مشکل سے آتا تھا۔ اس لئے کہ ساتھ ہی درد اٹھتا تھا۔ آپ کچھ دیر بیٹھے رہے۔ مگر بہت مغموم معلوم ہوتے تھے۔ آپ کے چلے جانے کے بعد میرا ٹمپریچر گھٹنا شروع ہوا۔ اور یہ چوتھا روز تھا۔ عشاء تک بخار اُتر گیا۔ رات نیند آگئی۔ پانچویں روز صبح کو بالکل آرام تھا۔ ہاں کمزوری ایسی تھی جیسے ایک ماہ سے کوئی بیمار ہو۔ کوئی آٹھ نو بجے حضرت امیر سید غلام مصطفےٰ شاہ صاحب اور ڈاکٹر وزیر احمد صاحب تشریف لائے جب حضور نے مجھے خوش حال دیکھا تو از حد مسرور ہوئے۔ چہرہ پر خوشی کے آثار تھے۔ ایسا کہ جیسے کسی عزیز بچہ کے صحت یاب ہونے پر راحت ہوتی ہے۔ مجھے یقیناً ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس قدر جلد آرام آجانا محض دعاؤں کی وجہ سے ہے۔ اس لئے میں اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرنے کے بعد ان سب حضرات کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے میرے لئے دعا کی۔ اور توجہ سے میرا علاج کیا۔

آخر میں میری یہ عاجزانہ عرض ہے۔ کہ ہر ایک مرد و عورت کو کیا رمضان میں اور کیا اس کے سوا اسلام اور سلسلہ احمدیہ کی ترقی کے لئے تمام مسلمانوں کے لئے عموماً اور احمدیوں کے لئے خصوصاً بہت دعا کرنی چاہیئے۔ پھر اپنی جماعت میں بیمار و مقروض ہیں۔ بعض مقدمات و مشکلات میں مبتلا ہیں۔ بعض اولاد کے لئے تڑپ رہے ہیں۔ جن کی اولاد ہے وہ ان کی صلاحیت چاہتے ہیں کہ ہمارے نقش قدم پر سلسلہ کا کام سنبھالیں۔ بعض بے روزگاری کی مصیبت میں ہیں۔ ان سب کا حق ہمارے ذمہ ہے کہ ان کے لئے دعا کی جاوے۔ اگر ہماری قوم کی حالت اچھی ہے۔ تو ہم بھی خوش اور معزز ہیں۔ اور اگر قوم کی حالت خراب ہے تو ہماری ذاتی اچھی حالت چند روزہ جھوٹی مسرت ہے۔ جو در اصل ہمیں دغا دے رہی ہے۔

۳۲ لاکھ مسلمانانِ کشمیر کی امداد کا سوال

انجمن اسلامیہ جموں کی اپیل

جناب سردار بہادر سکندر خاں صاحب میجر جنرل صدر انجمن اسلامیہ جموں نے شیخ عبد الحق صاحب رئیس جموں کو انجمن کے لئے چندہ فراہم کرنے کی غرض سے ذیل کی سند عطا کی ہے :-

محترم شیخ عبد الحق صاحب رئیس جموں نے مسلمانوں کے افلاس اور پستی تعلیم کو دیکھ کر ان کی امداد بذریعہ فراہمی چندہ کے لئے اپنی خدمات انجمن میں پیش کی ہیں۔ جس کے لئے انجمن ان کا شکریہ ادا کرتی ہے اور ان کو اجازت دیتی ہے کہ وہ ہندوستان کے رؤسا۔ شرفاء و جاگیردار صاحبان۔ تاجر صاحبان و دیگر معززین و ہمدردان اسلام کی خدمت میں حاضر ہو کر توجہ دلائیں۔ کہ انجمن نے مقام جموں (ریاست کشمیر) جس کی مسلمان آبادی نہایت مفلس اور بلحاظ تعلیم نہایت پست ہے، ایک ہائی سکول۔ زنانہ مڈل سکول۔ یتیم خانہ۔ بورڈنگ ہاؤس۔ قائم کر رکھا ہے۔ ان سب شعبوں کے ماہانہ اخراجات تقریباً ایک ہزار روپیہ ہیں۔ علاوہ اس کے انجمن بیواؤں کی پرورش بھی کرتی ہے۔ نادار مفلس طلباء کو سکول اور کالج میں وظائف دے کر تعلیم دلاتی ہے۔ اس کے ہائی سکول میں مسلم و غیر مسلم ساوی تعلیم پا رہے ہیں۔ مدرسین بلا تفریق مذہب و ملت ملازم رکھے جاتے ہیں۔ ڈائرکٹر صاحبان سررشتہ تعلیم ریاست کے قواعد و ضوابط کی باقاعدہ پابندی کی جاتی ہے جس کی وجہ سے اس کو ریاست سے گرانٹ بھی ملتی ہے مگر آئے دن کے اخراجات کی زیادتی انجمن کو مجبور کرتی ہے کہ وہ برادران قوم و وطن کی خدمت میں عاجزانہ اپیل کرے کہ وہ ایسی انجمن کو جس کے ذرائع آمدنی زیادہ تر غریب مسلم آبادی کا محدود ہیں۔ اپنی کریمانہ فیاضی سے بہرہ اندوز کریں۔ لہٰذا یہ سند شیخ صاحب موصوف کو بغرض وصولی چندہ و تقرر وظائف سالانہ انجمن کی طرف سے تفویض کی جاتی ہے۔ رسید بکیں شیخ صاحب کو دی گئی ہیں۔

اکابر مسلمین کی تصدیق و تائید

شیخ عبد الحق صاحب انجمن اسلامیہ ممبر جموں ریاست کشمیر کی جانب سے صوبہ پنجاب اور دیگر صوبجات ہندوستان کے مختلف مقامات کا دورہ کریں گے۔ آپ نے مجھ کو وہ اصل سند دکھائی جو سردار بہادر میجر جنرل سکندر خاں صاحب صدر انجمن مذکور نے اپنے دستخط سے ان کو دی ہے۔ میں اس انجمن اور مسلمانانِ جموں و کشمیر کے حالات سے بخوبی واقف ہوں۔ اور خوب سمجھتا ہوں کہ اس ریاست کے مسلمانوں کو مسلمانانِ بیرونِ کشمیر کی ہر قسم کی تائید و امداد کی ضرورت ہے۔ میں اس تحریر کے رُو سے ان تمام حضرات سے جو اسلام اور مسلمانوں کی ہمدردی کے جذبے سے بہرہ مند ہیں۔ درخواست کرتا ہوں کہ وہ شیخ عبد الحق صاحب کو ان کے کام میں حتی الامکان امداد دیں۔ فقط تحریر ۱۲ر جنوری سنہ ۱۹۳۰ء

دستخط سید غلام بھیک صاحب نیرنگ ایڈووکیٹ ہائی کورٹ انبالہ شہر

جنرل سیکرٹری سینٹرل جمعیۃ تبلیغ الاسلام انبالہ شہر۔

اس تحریر کے نیچے ان معزز اصحاب کے تائیدی دستخط ہیں:-

خان بہادر شیخ سر عبد القادر۔ نواب سر ذوالفقار خاں۔ مولانا شوکت علی

مولانا محمد علی امیر جماعت احمدیہ۔ خان بہادر شیخ امیر علی۔ مولوی غلام محی الدین ایڈووکیٹ

مسلمانانِ لاہور کا اجتماع عظیم

دہرم بھکشو کی ناپاک کتاب کے خلاف نفرت و بیزاری کا اظہار

۱۶ر فروری کو ۲ بجے بعد دوپہر لاہور کے ہندو مسلمانوں اور سکھوں کا ایک مشترکہ جلسہ باغ بیرون موچی دروازہ میں جنرل نماز کمیٹی کے زیرِ اہتمام شاردا ایکٹ اور انسداد توہین بانیانِ مذاہب کے سلسلہ میں منعقد ہوا۔ جس میں دہرم بھکشو لکھنوی آریہ اپدیشک کی نئی تصنیف "کلام الرحمٰن وید ہے یا قرآن" کے خلاف مولوی لال حسین صاحب مبلغ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے یہ ریزولیوشن پیش کیا۔

"اہل لاہور کا یہ جلسہ پنڈت دہرم بھکشو کی دل آزار اور اشتعال انگیز کتاب "کلام الرحمٰن وید ہے یا قرآن" کو ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور اعلان کرتا ہے کہ ایسی غیر ذمہ دارانہ کتاب ہندوستان کی متحدہ قومیت پر ایک کاری ضرب ہے اور ایسی کتابیں ملکی فضا کو مکدر کرنے والی ہیں۔ اس لئے یہ جلسہ مسلمانوں۔ ہندوؤں اور سکھوں سے درخواست کرتا ہے کہ اس کتاب کے خلاف آواز بلند کریں۔ نیز حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ جلد از جلد اس دل آزار کتاب کو ضبط کر کے اس فساد کو روکے۔

مولوی صاحب نے یہ قرارداد پیش کرتے ہوئے مسلمانوں ہندوؤں اور سکھوں سے مؤثر الفاظ میں اپیل کی۔ کہ اگر آپ لوگ چاہتے ہیں کہ ہندوستان میں حقیقی اتحاد ہو اور لوگ امن و امان سے زندگی بسر کریں۔ تو اس کی بہترین صورت یہ ہے کہ بانیان مذاہب اور دوسرے مذہبی بزرگوں کی عزت کی جاوے۔ جو فتنہ پرداز اور مفسد کسی بھی مذہبی بزرگ کی شان میں ناملائم الفاظ استعمال کرے۔ اس کے خلاف تمام مسلمانوں ہندوؤں اور سکھوں کی مذہبی جماعتیں آواز بلند کریں ساتھ ہی گورنمنٹ پنجاب کو متنبہ کیا گیا کہ اگر پنجاب میں اس ناپاک کتاب کا داخلہ بند نہ کیا گیا تو جو بُرے نتائج اس سے پیدا ہوں گے اُس کی ذمہ داری حکومت پر عاید ہوگی۔ مولانا عبد الوہاب صاحب اور مولانا محمد امین الدین صاحب نے اس قرارداد کی تائید کی اور قرارداد بالاتفاق رائے منظور ہوئی۔

(نامہ نگار)

مضمون نگار

احباب کی خدمت میں گذارش ہے کہ مضمون لکھتے وقت خوش خط لکھا کریں تاکہ کاتب آیات اور احادیث اور مضمون کو آسانی سے پڑھ سکے۔

منیجر

ہماری تبلیغی ڈاک

فرانس

ڈاکٹر گرینیر صاحب لکھتے ہیں کہ آپ کا خط ملا جس کے لئے مشکور ہوں مجھے آپ کی انجمن کی کوششوں کا حال معلوم کرکے دلی خوشی ہوئی۔ جو خدائے پاک کا نام دنیا میں بلند کرنے اور اسلام کی ترقی اور کامیابی کے لئے کررہی ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ اسلام کا جہاں تک مادی اور سائنس کی ترقی سے تعلق ہے وہ موجودہ زمانہ میں سب اقوام سے پیچھے ہے۔ حالانکہ بارہویں صدی عیسوی میں وہ کارڈووا اور گرینیڈا کے مسلمانوں کی طفیل ان اقوام کا پیشرو تھا لیکن اب بھی یہ کمی پوری ہوسکتی ہے اور مسلمان اپنی پرانی شان وشوکت اور عظمت دوبارہ حاصل کرسکتے ہیں۔ اگر وہ علوم جدیدہ کے اصول کے لئے پوری توجہ کریں تو آپ اس بات کا اعتراف کرینگے کہ موجودہ زمانہ کے مہذب لوگ کس طرح ان لوگوں کا مذہب قبول کرسکتے ہیں جو ہر جگہ اور ہر ملک میں ترقی سے کوسوں دور ہوں۔ مسلمان جاہل اقوام کس قدر بے شمار ہیں کہ ترکستان سے مراکو تک لکھوکہا لوگ ہر قسم کے علم وہنر سے بے بہرہ ہیں۔ حالانکہ نبی کریم صلعم اور آپکے صحابہ کے وقت اسلام کی تعلیم کا مغز یہ سمجھا جاتا تھا کہ لوگوں میں علم وہنر کو ترقی دی جائے اور بنی نوع انسان سے جہالت وگمراہی کو دور کیا جائے۔ حضرت نبی کریم نے فرمایا تھا کہ علم ایمان سے افضل ہے لوگوں کو علم وحکمت سکھاؤ کہ ایسا کرنے والا خدا کا محبوب ہوتا ہے محنتی آدمی خدا کو پسند فرمانا ہے حکمت بہشت کی کنجی ہے۔ حضرت نبی کریم یہ چاہتے تھے کہ اچھی چیز منتخب کی جائے اور اسے ترقی دی جائے۔ انہی اصولوں پر عمل کرکے قدیم زمانہ کے مسلمانوں نے علوم کے مرکز قائم کئے اور مساجد۔ ہسپتال۔ حیوانات کے شفاخانے وغیرہ انہی کوششوں کے نتائج تھے۔ کارڈووا کی لائبریری میں چار لاکھ نایاب کتابوں کا ذخیرہ موجود تھا اور ہسپین کے مؤرخ دسویں صدی سے بارہویں صدی تک فرانسیسی ہسپانوی اور اطالوی سپاہیوں کی بہ نسبت زیادہ مہذب تھے۔ اس لئے یہ زیادہ مفید ہوگا کہ مسلمان اپنی سابقہ روایات کی طرف رجوع کریں۔ صحرائے اعظم کے شہر ٹمبکٹو میں بارہویں صدی عیسوی میں مسلمانوں کی ایک بڑی یونیورسٹی قائم کی۔ سابقہ علم وحکمت کے اصول اور موجودہ زمانہ کی ترقیات کیلئے جو دوسروں نے حاصل کرلی ہیں ہمیں سخت جدوجہد کی ضرورت ہے۔ اور ہر زبان میں ... قرآن کریم کے تراجم شائع کے لئے مسلسل کوشش کرنی چاہیئے۔ اور ہر مرد اور ہر عورت کو علم ... نا چاہیئے۔ وہ اسلام کا عملی نمونہ اس مقصد کے حصول کے لئے ... ن مدرسوں اور کالجوں میں تعلیم اسلام کے ساتھ ساتھ موجودہ علوم ... [illegible]

سے باخبر کرنا ضروری ہے۔ یورپ کے بڑے بڑے شہروں میں مسلمان طلبار کے لئے ہوسٹل بنائے جائیں۔ مختلف قبائل میں ایسی تحریک پیدا کی جائے کہ وہ علوم وفنون کے لئے دور ودراز علاقوں میں جائیں اور باہمی میل جول سے محبت واخوت اسلامی کو ترقی دیں۔ صحت وتندرستی وعلم صفائی کو دستورالعمل بنائیں تاکہ متعدی بیماریوں سے محفوظ رہ سکیں۔ چونکہ مسلمانوں کی مشترکہ زبان عربی ہے اس لئے ضرورت ہے کہ اس زبان میں کثرت سے ایسے رسالے شائع کئے جائیں جن میں علم صفائی کی تاکید ہو اور غلاظت اور غلیظ رہنے سے پرہیز کرنا از روئے تعلیم اسلام بتایا جائے۔ بہت سے جنگلی قبائل متعدی بیماریوں کا شکار بن کر صفحۂ ہستی سے مٹ جائے ہیں۔ ہم سب بھائیوں کو اسلام اور مسلمانوں کی ترقی کے لئے جدوجہد کرنی چاہیئے۔

جاوا

اخویم مرزا ولی محمد صاحب لکھتے ہیں بحمد اللہ تعالےٰ کے فضل وکرم سے ہماری جماعت کا اثر روز بروز ترقی پذیر ہے۔ قریباً ہر بڑے شہر میں ہماری جماعت کے ممبر موجود ہیں۔ مختلف مقامات کے نمائندگان کی فہرست ارسال ہے جن کے ساتھ آپ براہ راست خط وکتابت کرسکتے ہیں۔ ضلع بنجوماس میں اپنا اثر بڑھانے کے لئے میں نے اپنا ہیڈ کوارٹر پور وکرتو میں بنا لیا ہے۔ سالانہ رپورٹ کی کاپیاں پہنچ گئی ہیں۔ یہ معلوم کرکے خوشی ہوئی کہ عرفان کو سیام کے لئے مشنری مقرر کردیا گیا ہے۔ میرے خیال میں وہاں جانے سے پہلے وہ تھوڑے عرصہ کے لئے یہاں آجائے تو بہتر ہوگا کیونکہ احمدی بھائی اس کی ملاقات کے شائق ہیں۔ اور اس کا آنا مزید سرگرمی کا باعث ہوگا۔

پیرس میں اسلامی شفاخانہ

فرانس کے دارالحکومت کی کارپوریشن نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ پیرس کے نواح میں ایک اسلامی شفاخانہ قائم کیا جائے۔ جس میں ۲۴۰ مریضوں کی گنجائش ہوگی مجوزہ شفاخانہ کے فرنیشن سرجن کمپونڈر اور نوکر سب عربی زبان میں گفتگو کرسکیں گے۔ اس وقت فرانس کی مسلم رعایا کو جو عربی زبان بولتی ہے پیرس کے شفاخانوں میں دقت اور تکلیف محسوس ہوتی ہے کیونکہ ڈاکٹر اور شفاخانوں کے دوسرے ملازم عربی زبان سے بالکل ناآشنا ہیں۔ جدید شفاخانہ کی عمارت اٹھارہ ماہ کے عرصہ میں مکمل ہوجائیگی سنگ بنیاد رکھنے کی رسم ... کے خاتمہ پر ادا کی جائے گی۔

الہ ... [illegible]

جہانِ اسلام

پولیس میں عورتوں کی بھرتی کا سوال

مصر کے اخبار المقطم میں سیدہ علیہ احمد ایک مصری خاتون کا ایک مضمون شائع ہوا ہے جس میں یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ مصر کی پولیس میں عورتوں کو بھرتی کیا جائے دلیل یہ پیش کی گئی ہے کہ مردوں کی بہ نسبت عورتوں میں انسانی ہمدردی کا جذبہ زیادہ پایا جاتا ہے اور وہ جرائم کی تفتیش اور سراغرسانی کے لئے زیادہ موزوں ہیں۔ اس کے جواب میں ایک اور مسلمان خاتون نے یہ رائے ظاہر کی ہے کہ ابھی محکمہ پولیس میں عورتوں کی بھرتی کا سوال قبل از وقت ہے۔ اور خانگی فرائض جن میں بچوں کی تربیت اور پرورش شامل ہے اور جن کی جسمانی اور دماغی نشوونما پر آئندہ نسل کا انحصار ہے پولیس کی ملازمت کے مقابلہ میں زیادہ اہم اور ضروری ہیں۔ اس کے علاوہ انگلستان کی پولیس میں عورتوں کی ملازمت ایک تجربہ کی حیثیت رکھتی ہے اس لئے مصر کو پہلے انگلستان کے تجربہ کا نتیجہ دیکھ کر عملی کارروائی کا فیصلہ کرنا چاہیئے

عراق کی وزارت مستعفی ہوگئی

حال ہی میں عراق کی وزارت مستعفی ہوگئی ہے۔ وزیراعظم نے وزارت کے مستعفی ہونے کی یہ وجہ بتائی ہے کہ وہ ملکی ترقی کے اس لائحہ عمل کو پایۂ تکمیل تک نہیں پہنچا سکی جس کے بنیادی اصول سر عبد المحسن سعدون نے قائم کئے تھے۔ وزارت ایک عرصہ سے یہ مطالبہ کررہی ہے کہ برطانی افسرانِ پولیس اور برطانوی انسپکٹروں کو ان کی میعاد ملازمت کے اختتام پر واپس بلا لیا جائے۔ لیکن ہائی کمشنر نے ان مطالبات کی مخالفت کی ہے۔ عراقی اس اصول پر زور دیتے ہیں کہ عراق عراقیوں کے لئے ہونا چاہیئے جب حکومت عراق نے اپنے ملک سے ہندوستانی عنصر کو غیر ملکی سمجھ کر خارج کردیا تو انگریزوں نے کوئی اعتراض نہ کیا۔ لیکن جب یورپین عنصر پر زد پڑنے لگی تو حالات نے ایک نازک صورت اختیار کرلی ہے۔

رمضان پارٹی

مصر کی برٹش رزیڈنسی نے جامعہ ازہر کے علماء اور شیوخ کو حسبِ معمول رمضان پارٹی دی۔ اس دعوت میں تقریباً ایک سو مہمان شامل تھے۔ ہائی کمشنر اور قاہرہ کے انگریز باشندوں نے جو سب عربی زبان بول سکتے ہیں۔ مہمانوں کا خیر مقدم کیا۔ علما اور شیوخ کے سامنے چائے کی چھوٹی چھوٹی میزیں تھیں اور ہز اکسیلنسی سفیر برطانیہ مہمانوں کے درمیان پھرتے رہے۔ رمضان پارٹی ... [illegible]

جلد ۱۸ | لاہور - یوم جمعۃ المبارک مطبوعہ ۲۳ ذی الحجہ ۱۳۴۸ھ مطابق ۲۳ مئی ۱۹۳۰ء | نمبر ۳۵

عالم اسلام

ترکی مستورات اور مجلس ملیہ

معاصر السیاسۃ قاہرہ رقمطراز ہے کہ انقرہ کی مجلس وطنی مستورات کو حق انتخاب دے چکی ہے۔ حال ہی میں وزیر داخلہ نے اعلان کیا ہے کہ وہ مجلس ملیہ میں اس غرض کے لئے ایک تجویز پیش کرنے والے ہیں۔ کہ ترکی مستورات کو پارلیمنٹ کا ممبر منتخب ہونے کا حق بھی حاصل ہونا چاہئیے۔

پروفیسر محمود کا لیکچر

ٹرکی ایران اور دوسرے اسلامی ممالک لاطینی رسم الخط اور مغربی علم و ادب میں اپنے مخصوص شوق کا اظہار کر رہے ہیں۔ لیکن مصر کے تمام مشہور فضلا عربی زبان اور عربی علم و ادب سے اپنی توجہ ہٹا لینے کے لئے تیار نہیں۔ مصر آج کل علوم کا مرکز بنا ہوا ہے۔ علمی جمعیتیں مصر کی ذہنی و فکری ارتقا میں زبردست کام کر رہی ہیں۔

اسی سلسلہ میں معاصر السیاسۃ قاہرہ کے نامہ نگار خصوصی نے طنطا کی علمی سرگرمیوں کی اطلاع دی ہے۔ نامہ نگار کا بیان ہے کہ یہاں مقامی حکام خاص طور پر عربی ادب کی ترقی سے دلچسپی کا اظہار کر رہے ہیں۔ مقامی حکام کی انجمن نے گذشتہ چہارشنبہ کو استاد محمود بے بشیشی سے درخواست کی تھی کہ آپ عربی ادب اور علوم پر ارکان انجمن کے سامنے ایک لیکچر دیں۔

استاذ موصوف نے وقت مقررہ پر انجمن "موظفین" کے ارکان کے سامنے ایک لیکچر شروع کیا۔ جس میں عہد عباسیہ کی علمی ترقیوں اور مصر میں عربی علوم کے متروہ جذبہ پر نہایت تفصیل سے روشنی ڈالی۔ انجمن کے ... ۵ ارکان کے علاوہ تمام فضلاء اساتذہ اور شیوخ جلسہ میں حاضر تھے۔ آخر میں شیخ غلام بک قاضی نے تمام حاضرین کی طرف سے استاذ موصوف کا شکریہ ادا کیا۔ اور کہا کہ ممدوح کا لیکچر استفادہ کے لحاظ سے ہم سب کی توجہ کا مستحق ہے۔

اساتذہ کے معرکۃ الآرا خطبات

ہمعصر السیاسۃ قاہرہ رقمطراز ہے کہ گذشتہ ماہ میں جامعہ مصریہ کے پروفیسروں نے حسب ذیل عنوانات پر طلبا کے سامنے اپنے لیکچر سنائے

مباحث	لیکچرار
(۱) جاپان اور دول عظمیٰ	پروفیسر روسی استاذ جغرافیہ
(۲) مشرق بعید میں جدید دوستانہ تعلقات	
(۳) اسلامی تصوف	[illegible] استاذ تاریخ اسلام
(۴) قرون وسطی کے اساسی مباحث	پروفیسر کوبینڈ استاذ تاریخ

یہ خطبات جمعیۃ جغرافیہ ملکیہ کے ہال میں حاضرین کو سنائے گئے۔

افغانی سفیر کا اظہار خلوص و مودت

آقائے سردار عزیز اللہ سفیر افغانستان متعینہ طہران نے تمام معززین اور مامورین حکومت کو اپنے یہاں دعوت اکل و شرب میں مدعو کیا۔ اس دعوت میں اسلامی خلوص و محبت کی شان نمایاں تھی۔
مامورین دولت اور وزراء کے علاوہ مدیران جرائد بھی خصوصی طور پر مدعو تھے۔

شاہ پہلوی کی وطن دوستی

مجلہ اتحادیہ پیرس نے اعلیٰ حضرت رضا شاہ پہلوی کے متعلق ایک مقالہ قلمبند کیا ہے جس میں لکھا ہے کہ اعلیٰ حضرت پہلوی حفظان صحت کے اصول کی نشر و اشاعت میں خاص سرگرمی کا اظہار کر رہے ہیں۔
آپ نے اس مقصد کے لئے خاص طور پر شفا خانے قائم کئے ہیں۔ اور بچوں کی نگہداشت و تربیت کے لئے آپ جدید قسم کے شفاخانے قائم کرنے کے لئے غور فرما رہے ہیں۔

بغداد میں ٹڈی دل

حکومت بغداد ٹڈی دل کے اتلاف کے لئے سخت کارروائی کر رہی ہے۔ جن جن مقامات پر ٹڈیاں پائی جاتی ہیں۔ وہاں عمال حکومت انسدادی کارروائی کر رہے ہیں۔ اب تک تیس فیصدی ٹڈیوں کو تباہ کیا جا چکا ہے۔

حوادث فلسطین

القدس ہر مئی۔ گذشتہ ماہ اگست میں جو فسادات بمقام عبران رونما ہوئے تھے ان میں ۹ عربوں پر یہ الزام عاید کیا گیا تھا کہ انھوں نے عبران کالج کے پانچ طلبا کو قتل کر ڈالا ہے لیکن اب ان لوگوں کو بری کر دیا گیا ہے۔

عرب قریہ پر جرمانہ

القدس ہر مئی۔ کو لونیہ نامی ایک عربی گاؤں پر باہمی التزام ۱½ ہزار پونڈ مشترکہ جرمانہ کیا گیا ہے کہ ان [illegible]

مسلمانان ہند اور فلسطین

لندن ۶ مئی۔ دارالعوام میں مسٹر ویجوڈ بین وزیر ہند نے کرنل ہارڈ بیری کو مطلع کیا کہ ان کے پاس ایک تار پہنچا ہے جس میں وہ رزولیوشن درج ہے جو آل انڈیا مسلم کانفرنس نے فلسطین کے متعلق پاس کیا ہے۔ چنانچہ وہ حکومت ہند سے خط و کتابت کر رہے ہیں۔
کرنل ہارڈ بیری نے توجہ دلائی کہ فلسطین کی حالت پر مسلمانوں کو بہت کچھ تشویش ہے۔ اس لئے بہتر ہوگا کہ اس بارہ میں وزیر مستعمرات سے کچھ عرضداشت کی جائے۔
وزیر ہند نے جواب دیا کہ ان کو بخوبی معلوم ہے کہ اعراب فلسطین کے لئے مسلمانان ہند بہت بڑی دلچسپی لے رہے ہیں۔ اور وہ یقین کرتے ہیں کہ یہ قرارداد وزیراعظم اور وزیر مستعمرات کو بھی سوا نہم دی گئی ہے۔ اگر اب تک ایسا نہیں ہوا تو ضرور بھجوا دیں گے۔

عراق کے جدید مالی مشیر

لندن ہر مئی۔ سرکاری طور پر بیان کیا گیا ہے کہ حکومت ہائے عراق و برطانیہ کی درخواست پر سر ای ہلٹن ینگ تشریف لے جا رہے ہیں۔ تاکہ حکومت عراق کو ایسے ضروری اور اہم مسائل پر مشورہ دیں۔ جن کا تعلق بجٹ کرنسی وغیرہ سے ہے۔ آپ وزراء عراق اور برطانوی مشاروں کی ایک خاص کانفرنس کی صدارت بھی فرمائیں گے۔
واضح ہو کہ سر ای ہلٹن ینگ ۱۹۲۱ء میں وزیر مالیات سے ۱۹۲۲ء کی بین الاقوامی مالی کانفرنس منعقدہ مقام ہیگ میں برطانوی وکیل تھے۔

فلسطین میں برطانوی پولیس اور فوج میں اضافہ

جنیوا ۱۵ مئی۔ جمعیۃ الاقوام کی کونسل کے اجلاس میں آج صبح مسٹر آرتھر ہینڈرسن وزیر خارجہ برطانیہ نے فلسطین کی صورت حالات کے بیان دیا۔ جس کے دوران میں بتایا کہ حکومت برطانیہ نے فلسطین میں اپنی فوجی طاقت زیادہ کر دی ہے۔ اور وہ اس میں تخفیف کرنا نہیں چاہتی۔ نیز آپ نے بتایا کہ فلسطین کی پولیس میں برطانوی پولیس کی تعداد میں چار سو اشخاص کا اضافہ کر دیا ہے۔
اس کے بعد مسٹر ہینڈرسن نے کہا کہ یوروشلم میں تنازع دیوار گریہ کے فیصلہ کے لئے ایک کمیشن مقرر کرنے کی تجویز ہو گئی ہے۔

مصر کا تعلیمی وفد

مصر کی وزارت تعلیم نے فیصلہ کیا ہے کہ غیر ممالک میں ایک تعلیمی وفد بھیجا جائے۔ جو دوسرے ممالک میں جا کر ڈرامہ کے فن کے متعلق معلومات فراہم کرے۔

مکہ معظمہ میں پبلک لائبریری

مشہور [illegible]

شذرات

(از شیخ محمد انعام الحق)

گاندھی جی کو بہت بڑا انسان کہا جاتا ہے۔ دنیا ان کو ہندوستان کی اکثریت کا مسلمہ لیڈر سمجھتی ہے۔ کانگرس کے وہ مختار مطلق ہیں۔ بعض لوگوں کے نزدیک تو موجودہ زمانے کے سب سے بڑے انسان ہیں۔ دیوتا ہیں۔ آزادی کے پیغمبر ہیں۔ اخلاق کے پتلے اور انصاف و رواداری کے پیکر ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ ان کی ایک آواز پر کروڑوں انسان آن واحد میں جمع ہو سکتے ہیں۔ ان کا ایک معمولی اشارہ حکومت برطانیہ کو مرعوب کر سکتا ہے۔ ہم اس سوال سے قطع نظر کرتے ہوئے کہ اس خوش فہمی میں کہاں تک اصلیت ہے یہ بتانا چاہتے ہیں کہ گاندھی جی شراب کے بہت بڑے مخالف ہیں۔ اس ام الخبائث کے خلاف انہوں نے عرصے سے جہاد شروع کر رکھا ہے۔ ان کی یہ مخالفت غلو کے درجہ تک پہنچ چکی ہے۔ چونکہ دیگر اشیاء کے علاوہ تاڑی اور کھجور کے درختوں سے بھی شراب تیار کی جاتی ہے اس لئے وہ ان درختوں کو بھی کاٹ ڈالنے کی تلقین کرتے ہیں۔ ان کے چیلے (ہزاروں) لاکھوں درختوں کی جڑ پر اپنے گرو کے حکم کے ماتحت کلہاڑی چلا چکے ہیں۔ گاندھی جی کی شراب کے متعلق یہ جدوجہد ان کے طریق کار سے اختلاف رکھنے کے باوجود ہمارے نزدیک بے حد قابل قدر ہے۔

موجودہ زمانہ کا اتنا بڑا باأثر انسان شراب کے خلاف اس قدر پرزور جدوجہد کرتا ہے لیکن آپ سن کر حیران ہوں گے کہ ان کا اپنا بیٹا شرابی ہے۔ اور وہ باوجود انتہائی جدوجہد کے اس کو شراب نوشی سے باز نہیں رکھ سکے۔ چند ماہ کا ذکر ہے۔ انہوں نے بھرے جلسے میں کہا

"میرا اپنا لڑکا دیانتداری سے اس امر کا اعتراف کیا کرتا ہے کہ وہ شراب کی عادت ترک نہیں کر سکتا۔ اور میں اسے اس صاف گوئی پر مبارکباد دیتا ہوں۔"

اتنے بڑے باأثر انسان کا اپنے بیٹے کو باوجود کوشش کے شراب نوشی سے باز نہ رکھ سکنا ایک ایسی بات ہے۔ جو اس کی کامیابی اور عظمت کو کسی نہ کسی حد تک ضرور مشکوک بنا دیتی ہے۔

شاید کہ دیا جائے کہ بعض بیٹے طبعی طور پر اپنے والدین سے مختلف ہوتے ہیں۔ ان پر تعلیم و تربیت اور وعظ و نصیحت کا کوئی اثر نہیں ہوتا ہے دنیا میں بہت سے نیک والدین کی اولاد بدی کی انتہا تک پہنچی ہوئی ہے۔ ہم اس اعتراض کو تسلیم کرتے ہوئے ایک اور افسوسناک حقیقت کو بے نقاب کرنا چاہتے ہیں۔ پنڈت موتی لال نہرو کانگرس کے سابق و قائم مقام صدر۔ جواں بخت و جواں ہمت جواہر لال نہرو صدر کانگرس کے والد ماجد گاندھی جی کے دست راست اور قابل اعتماد رفیق ہیں۔ گاندھی جی بے شمار بار ان کے خلوص حب الوطنی اور اصول پسندی کی تعریف فرما چکے ہیں۔ آپ کو تعجب ہوگا کہ یہی پنڈت موتی لال اور ان کی دختر ایک ایسی کمپنی کے ڈائرکٹر ہیں جو ولایتی شراب کا کاروبار وسیع پیمانہ پر کرتی ہے۔ اس کمپنی کی دوکان پر آجکل بھی کھلے بندوں شراب فروخت ہو رہی ہے بے شک نیک اولاد پیدا کرنا بہت بڑی حد تک انسان کی ہمت و کوشش سے باہر ہے۔ لیکن دوست اور رفیق کار کا انتخاب تو اس کے اپنے بس کی بات ہے۔

موجودہ عہد تہذیب و دانش کے ایک بہت بڑے انسان کے صاحبزادہ اور دوست کی حالت ملاحظہ فرمانے کے بعد ذرا آج سے ساڑھے تیرہ سو سال قبل کے ملک عرب کا تصور کیجئے۔ اس وقت دیگر سیاہ کاریوں کے علاوہ شراب نوشی بھی عربوں کی ایک خصوصیت تھی۔ عرب بچہ دودھ چھوڑنے کے بعد شراب نوشی شروع کر دیتا تھا ان جاہل و سیاہ کار عربوں میں ایک امی نبی پیدا ہوتا ہے۔ اس نبی نے گاندھی جی کی طرح یورپ کی یونیورسٹیوں میں تعلیم نہ پائی تھی۔ قانون و سیاست کی کتب کا مطالعہ نہ کیا تھا۔ اس کے پاس اخبار اور چھاپے خانے نہ تھے۔ مگر یہ بے سر و سامان امی شراب کے خلاف ایک آواز بلند کرتا ہے۔ اس کے متبعین معاً شراب نوشی سے توبہ کر لیتے ہیں۔ پکٹنگ کی ضرورت پیش آتی ہے نہ اخبارات اور جلسوں کے ذریعہ پروپیگنڈا کیا جاتا ہے۔ وحی آنے کے بعد حضرت نبی کریم صحابہ کرام تک یہ حکم الٰہی سناتے ہیں اور وہ فوراً شراب کے خم توڑ ڈالتے ہیں ... مدینہ کی نالیوں میں پانی کی بجائے شراب بہتی نظر آتی ہے۔

بیسویں صدی کے ایک زبردست لیڈر اور آج سے ساڑھے تیرہ سو سال قبل کے ایک امی عرب کی زندگی میں یہ فرق اس لئے نظر آتا ہے کہ موجودہ زمانہ کا لیڈر (گاندھی) آخر ایک دنیوی لیڈر ہے۔ اس پر کوئی وحی نہیں آتی۔ وہ مخاطبہ الٰہی کے شرف سے محروم ہے اور گذشتہ زمانہ کا امی عرب نبی تھا۔ اس پر وحی نازل ہوتی تھی۔ تمام روحانی اور قدسی طاقتیں اس کی امداد کرتی تھیں۔

ہر ایک نیک کام کرنے والے کی تعریف اچھی چیز ہے۔ کم از کم شراب کے خلاف گاندھی جی اور ان کے رفقا جو جدوجہد کر رہے ہیں وہ یقیناً قابل قدر ہے۔ مگر ہم نے نتائج کے اس عظیم الشان فرق پر اس لئے توجہ دلائی ہے کہ اس میں غور کرنے والوں کے لئے بہت سے رموز پوشیدہ ہیں۔

سائمن رپورٹ کی جلد اوّل جو کمیشن کے مشاہدات اور تحقیقات کے نتائج پر مشتمل ہے۔ شائع ہو چکی ہے۔ سفارشات دوسری جلد میں ہوں گی۔ مگر جلد اوّل سے کمیشن کے رجحان کا کسی قدر اندازہ ضرور لگایا جا سکتا ہے۔ دوسرے لوگوں کی طرح ہندو رہنما اور اخبارات بھی اس کے متعلق اپنی رائے کا اظہار کر رہے ہیں۔ روزنامہ ملاپ (مورخہ ۱۴ جون) میں پنجاب کے مشہور ہندو لیڈر بھائی پرمانند جی نے اپنے خیالات کا اظہار فرمایا ہے۔ وہ فرماتے ہیں۔

"جب میں رپورٹ کا مطالعہ کرتا ہوں تو محسوس کرتا ہوں کہ یہ دستاویز نہایت ہی مہلک ہے۔ پہلے حصہ میں جو امور بیان کئے گئے ہیں ان سے یہ نتیجہ واضح ہوتا ہے کہ کمیشن نے اپنے ذمہ مسلمانوں کے کاز کی حمایت کا فرض لیا ہے۔"

کیا اس رپورٹ میں ہندوؤں کی حق تلفی ہوئی ہے؟ کیا مسلمانوں کے مطالبات سے ہندوؤں کو از روئے انصاف کوئی نقصان پہنچا ہے؟ اس کے متعلق بھائی جی خاموش ہیں۔ لیکن ان کے نزدیک "مسلمانوں کے کاز کی حمایت" ایک ایسی چیز ہے جو اس رپورٹ کو مہلک بنانے کے لئے کافی ہے۔ دیگر ہندو لیڈروں اور اخبارات نے بھی قریباً اسی قسم کے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ گو ان کے الفاظ بھائی جی سے مختلف ہیں لیکن مفہوم کم و بیش ایک ہی ہے۔ اگر مسلمانوں کو جائز حقوق حاصل ہو جانا ہندو قوم کے لئے مہلک ہے تو پھر خدا جانے اتحاد و اتفاق کا دعویٰ کس برتے پر کیا جا رہا ہے۔ مسلمانوں کے لئے ہندوؤں کے یہ خیالات قابل غور ہیں۔

وائسرائے کی بعض تحریروں اور تقریروں سے یہ خیال پیدا ہو رہا ہے کہ حکومت شاید مسلمانوں کو ساردا ایکٹ سے مستثنےٰ کر دے۔ اس پر بہت سے ہندو جن میں کانگرسی بھی شامل ہیں مضطرب ہو رہے ہیں۔ ان کے نزدیک اس قانون میں کسی قسم کی تبدیلی کرنا یا کسی قوم کو اس سے مستثنےٰ کر دینا ایک شیطانی فعل ہوگا۔ اس قانون کے مخالفین کی کوشش بھی ان کے نزدیک شیطانی افعال ہیں۔ بخلاف اس کے جمعیۃ العلماء اس قانون کو شیطانی سمجھتی ہے۔ اور اس کی سب سے بڑی مخالف ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی وہ کانگرس اور ہندوؤں سے زبردست تعاون کر رہی ہے۔ ایک دوسرے کے افعال و خیالات کو شیطانی سمجھنے والی ان دو جماعتوں کا اتحاد یقیناً ایک نادر الوجود چیز ہے دنیا یقیناً اس عجیب و غریب اتحاد کے دلچسپ نتائج کا بےصبری سے انتظار کرے گی۔

درخواست دعا

ہمارے دوست میاں خان محمد صاحب میونسپل کمشنر علی پور اطلاع دیتے ہیں کہ منشی اللہ بخش صاحب ... ڈاکخانہ علی پور ... ایک مخلص ... [illegible]

تفصیل واگذاری برلن مسجد

۳۰ اپریل سنہ ... تک جن احباب کا چندہ واگذاری برلن مسجد کے لئے موصول ہوا تھا اس کی ایک فہرست درج اخبار ہو چکی ہوئی ہے۔ اس کے بعد جن احباب کی طرف سے حوالہ بالا مد میں رقوم وصول ہوئی ہیں ان کی فہرست درج ذیل ہے:-

نمبر	نام چندہ دہندگان	رقم موصولہ: روپے	رقم موصولہ: آنے
۱	جماعت چھاؤنی لاہور	۲۹	۸
۲	جناب شیخ گلاب الدین صاحب وکیل لاہور	۱۰۰	۰
۳	جناب صوفی محمد عبداللہ صاحب سوہا بازار لاہور	۵	۰
۴	جناب ڈاکٹر حسن علی صاحب گوجرانوالہ	۹	۰
۵	جناب چوہدری غلام حسن صاحب لوہریوالہ ضلع گوجرانوالہ	۱۰	۰
۶	جناب مرزا محمد علی صاحب پٹواری نہر بنگلہ کانیاں ضلع لائل پور	۵	۰
۷	جناب شیخ نیاز احمد صاحب سوداگر وزیرآباد	۱۰۰	۰
۸	جناب حافظ محمد حسن صاحب وکیل گجرات	۱۵۰	۰
۹	جناب میر تجاور علی صاحب دہلی	۴۵	۰
۱۰	جناب پروفیسر عنایت علی صاحب علی گڑھ	۷۶	۰
۱۱	از جماعت شملہ	۴۰	۱۵
۱۲	جناب سید عبدالمجید صاحب کپورتھلہ	۲۴	۰
۱۳	جناب شیخ غلام رسول صاحب پسر شیخ قمرالدین صاحب جہلم	۲۰	۰
۱۴	جناب بابو علی بخش صاحب بہاول پور	۱۶	۰
۱۵	جناب قاضی سمیع اللہ صاحب سرگودہ	۵۰	۰
۱۶	جناب منشی عطا الٰہی صاحب گھروٹہ	۱۷	۸
۱۷	جناب ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب پشاور	۱۰۰	۰
۱۸	جناب ڈاکٹر سعید احمد صاحب پشاور	۱۰۰	۰
۱۹	جناب مولوی غلام ربانی صاحب وکیل مانسہرہ	۳۵	۰
۲۰	جناب صفی اللہ صاحب مدرس پنجول ضلع ہزارہ	۱۰	۰
۲۱	جناب خان عبدالقیوم صاحب ریاست پھلڑہ	۱۰	۰
۲۲	از جماعت سری نگر	۲۰	۰
۲۳	جناب منشی محمد بخش صاحب چک ۳۵۵	۲۰	۰
۲۴	از جماعت گوجرہ۔ معرفت ڈاکٹر جلال الدین صاحب	۲۰	۰
۲۵	جناب چوہدری شاہ دین صاحب دہلی	۲۰	۰
۲۶	جناب سید محی الدین صاحب ایٹہ	۱۱	۰
۲۷	جناب اہلیہ صاحبہ ڈاکٹر اللہ بخش صاحب لاہور	۵	۰
۲۸	جناب میاں رحیم بخش صاحب سالٹ سپرنٹنڈنٹ سانبھر	۵	۰
۲۹	جناب مولوی محمد اسحاق صاحب مدرس زروبی ضلع پشاور	-	۸
۳۰	جناب میاں خلیل الرحمان صاحب کلکتہ	۵	۰

(خاکسار عبداللطیف افسر انچارج دفتر تحصیل)

وفات حسرت آیات

۱۳ جون کی شب کو حضرت مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی کی خوردسال لڑکی خورشید بیگم کا انتقال ہو گیا۔ حضرت مولانا خدمت اسلام کے لئے ریاست مانگرول تشریف لے گئے ہوئے ہیں۔ آپ کی عدم موجودگی میں یہ حادثہ اور بھی دردناک ہے۔ ہمیں مولانا اور آپ کے لواحقین سے ایک خاص ہمدردی ہے اور ہم البدل کے لئے دست بدعا ہیں۔

مرنا تو ہر ایک نے ہے مگر پیارے پیارے بچوں کا اپنے والدین کی گودیوں کو خالی کر جانا دردناک ہوتا ہے کسی نے کیا خوب کہا ہے

پھول تو دو دن بہار جانفزا دکھلا گئے

شذرات

(از محمد انعام الحق)

ایک زمانہ تھا کہ اپنے مذہب کی تبلیغ فرزندانِ توحید کی نمایاں خصوصیت تھی۔ وہ سفر و حضر، امن و جنگ، کسی حالت میں بھی اس فریضہ سے غافل نہ ہوتے تھے۔ علمائے سلف اور صوفیائے کرام کی مقدس جماعت کو چھوڑ دیجئے ان کی پاک زندگیوں کا مقصد وحید ہی تبلیغ اسلام تھا۔ مسلمان سپاہیوں، تاجروں اور سیاحوں کے کارنامے بھی اس سلسلہ میں کچھ کم شاندار نہیں ہیں۔ یہی وجہ تھی اسلام نہایت ہی قلیل عرصہ میں دنیا کے آخری گوشوں تک پہنچ گیا تھا۔ نیل اور دجلہ و فرات کے کنارے، افریقہ کے صحرا، مالابار کا ساحل آج بھی ہمارے اسلاف کے جذبۂ تبلیغ کی گواہی دے سکتے ہیں۔ اسلامی تاریخ کے صفحات ہمیں یہ بھی بتاتے ہیں کہ جب کبھی کوئی جابر بادشاہ کسی مسلمان کو قید کر دیتا تو وہ اس فرصت کو غنیمت سمجھ کر ہمہ تن تبلیغ کے کام میں مصروف ہو جاتا۔ قید خانے کی چار دیواری کے اندر ہی قال اللہ و قال الرسول کی صدائیں بلند ہونے لگتیں۔ لیکن یہ اس ختم شدہ دورِ اقبال و سعادت کا ذکر ہے جب ہم سچے مسلمان تھے۔ ہمارے ایمان مضبوط اور ہمتیں بلند تھیں۔ آہ! آج دیگر خصوصیات کے علاوہ تبلیغ اسلام کا مقدس جذبہ جو ہماری حفاظت و ترقی کا ضامن تھا ہم سے رخصت ہو چکا ہے۔ ہندو، پارسی، یہودی وغیرہ غیر تبلیغی مذاہب کے پیرو ہماری جگہ اس کے مالک بن گئے۔

اخبار بین اصحاب ڈاکٹر گوپی چند بھارگو اور ڈاکٹر ستیہ پال صاحبان کے نام سے واقف ہوں گے۔ یہ دونوں پنجاب کے مشہور کانگرسی لیڈر ہیں۔ اور آجکل کانگرسی تحریکات کے سلسلہ ہی میں گجرات جیل میں قید ہیں۔ یہ مذہبی رہنما نہیں۔ بلکہ سیاسی لیڈر ہیں۔ بظاہر ان کا مقصد ہندو مذہب کی تبلیغ نہیں۔ بلکہ آزادیٔ ہند ہے۔ یہ اس کانگرس کے نمایاں رکن اور مشہور کارکن ہیں جو تمام اقوام ہند کی نمائندہ جماعت کہلاتی ہے۔ جس کو کسی مذہب کسی فرقہ وارانہ معاملہ سے کوئی تعلق نہیں۔ ان دونوں صاحبوں کو ہر ایک چیز سے زیادہ وطن اور اس کی آزادی عزیز ہے۔ یہ وہ باتیں ہیں جو بارہا علی الاعلان کانگرسی جلسوں میں کہی جا چکی ہیں۔ کانگرسی اخبارات کے کالموں میں لکھی جا چکی ہیں۔ کوئی باخبر انسان ان سے انکار نہیں کر سکتا ہے۔ مگر آپ سن کر حیران ہوں گے۔ ان دونوں کانگرسی لیڈروں کی کوشش و تبلیغ سے گجرات جیل کا ایک مسلمان قیدی محمد عالم مرتد ہو کر ہندو ہو گیا ہے۔

اس خبر کو سن کر ہم میں سے کوئی محمد عالم کو بُرا بھلا کہے گا۔ کوئی کانگرس اور ان کانگرسی لیڈروں پر اعتراض کرے گا۔ ہمارے خیال میں یہ سب کچھ فضول ہے۔ اس دردناک واقعہ کے ذمہ دار ہم مسلمان ہیں۔ اس کے لئے اگر کسی کو لعنت ملامت کی جا سکتی ہے تو وہ صرف مسلمان کو کی جا سکتی ہے۔ ہمیں یہ کہنے سے پیشتر کہ کانگرس اور کانگرسی ہندو کہتے کچھ ہیں اور کرتے کچھ ہیں یہ سوچنا چاہیے۔ کہ ہم مسلمان کہلانے کے باوجود تبلیغ اسلام سے بے خبر ہیں۔ ہماری غفلت کی وجہ سے ہی ایسے رنجدہ اور شرمناک واقعات پیش آ رہے ہیں۔

دیگر مسلمانوں سے ہم بعد میں خطاب کریں گے۔ اس وقت صرف احمدی احباب اور خصوصاً احمدی نوجوانوں سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ انہوں نے یہ خبر سنی ہے؟ ہندو لیڈر اپنے آپ کو مذہب سے بے تعلق ظاہر کر کے جیل کے اندر اپنے مذہب کی کامیاب تبلیغ میں مصروف ہیں۔ احمدی نوجوانوں نے اپنے تئیں اسلام کا مبلغ ظاہر کر کے کیا کچھ کیا ہے؟ کیا یہ المناک واقعہ ارتداد بھی ہمارے بے حس نوجوانوں میں کوئی حرکت پیدا نہیں کر سکتا؟

مجھے ایک سوال کرنے کی اجازت دیجئے۔ اگر خدانخواستہ قائم دین ہم میں سے کسی کی بہن یا بہو بیٹی مرتد ہو جائے تو ہماری کیا حالت ہو؟ ہمیں کتنا رنج ہو۔ اس کو راہ راست پر لانے کے لئے ہم کیا کچھ نہ کریں۔ ان تمام باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے مندرجہ ذیل خبر ملاحظہ فرمائیے۔

"آریہ مندر ... [illegible]

"۳۰ سنہ ۱۹۳۰ء کو مسماۃ عائشہ دختر نور محمد ذات حجام ساکنہ موضع سندر سیر تحصیل زیرہ ضلع فیروزپور دیدک سے شدھ کی گئی۔ اس کا نام پریتم دیوی رکھا گیا۔"

(پرکاش ۹ جولائی سنہ مفہوم)

کیا مسلمان آپس میں بھائی بھائی نہیں؟ کیا ان کی عزت و وقار مشترکہ نہیں؟ اگر اس سوال کا جواب اثبات میں ہے۔ تو پھر یہ مرتد ہونے والی بدنصیب خاتون یقیناً ہم میں سے ہر ایک کی بہن یا بہو بیٹی ہے۔ یہ ایک ایسے شہر میں مرتد ہوئی جہاں ہزاروں مسلمان بستے ہیں۔ اس کے ارتداد کی خبر آریہ اخبارات میں شائع ہوئی۔ مسلمانوں نے پڑھی اور خاموش ہو رہے۔ کیا اس بے حسی کو دیکھ کر کوئی کہہ سکتا ہے کہ مسلمان زندہ ہیں۔ یا ان میں قومی عزت و وقار اور اپنے مذہب کی حفاظت کا جذبہ موجود ہے؟

یاد رہے کہ جو طاقت اور اسباب عائشہ بی بی کو گمراہ کر سکتے ہیں۔ اگر ہم بدستور غافل رہے تو وہ ہم سے ہر ایک کی بہن اور بہو بیٹی کی گمراہی کا باعث ہو سکتے ہیں۔ یہ الفاظ بیشک تلخ ہیں۔ لیکن ان میں ایک ناقابلِ انکار حقیقت بھی پوشیدہ ہے۔ جو قوم اپنی خواتین کی عزت و ایمان کی حفاظت نہیں کر سکتی اسے غالباً زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں۔ نہ وہ زیادہ دیر تک زندہ رہ سکتی ہے۔

ہم پھر احمدی نوجوانوں سے سوال کرنا چاہتے ہیں کہ انہوں نے یہ خبر سنی ہے؟

ماہ رواں میں اسلامی ہند کا سب سے زیادہ افسوسناک واقعہ جناب سید جالب دہلوی ایڈیٹر روزنامہ "ہمت" لکھنؤ کا انتقال ہے۔ مرحوم ایک صاحب بصیرت، وسیع المعلومات، ایمان دار اور ماہرِ فن اخبار نویس تھے۔ بعض خصوصیات کے لحاظ سے اردو صحافت میں ان کا کوئی ہم پلہ نہیں۔ مرحوم نے کئی سال تک "پیسہ اخبار" لاہور میں کام کیا۔ اس کے بعد "ہمدرد" مرحوم دہلی کو مرتب کرتے رہے۔ اس کے بند ہونے پر لکھنؤ چلے گئے۔ اور قریباً بارہ سال تک روزنامہ "ہمدم" کی ادارت کے فرائض نہایت خوش اسلوبی سے انجام دیئے۔ اب کچھ عرصہ ہوا اپنا ذاتی روزنامہ "ہمت" کے نام سے جاری کیا تھا۔

مرحوم کا طرزِ تحریر نہایت مدلل، دلکش اور عام فہم ہوتا تھا۔ اُنہوں نے اپنی ساری اخباری زندگی میں کبھی بھی ضابطۂ اخلاق کی خلاف ورزی نہیں کی اور ذاتیات کے بکھیڑوں سے ہمیشہ علیحدہ رہے۔ آپ زبانِ اردو کے بھی زبردست حامی تھے۔ اور نہایت خاموشی سے اس کی خدمت میں مصروف رہتے تھے۔ مرحوم کے انتقال سے اسلامی صحافت میں جو جگہ خالی ہوگئی ہے اس کا پُر ہونا بہت مشکل نظر آتا ہے۔ اور یہ ایک ایسا ناقابلِ تلافی قومی نقصان ہے۔ جس پر کوئی دردمند مسلمان آنسو بہائے بغیر نہیں رہ سکتا۔ ہمیں اس حادثہ جانکاہ میں مرحوم کے متعلقین اور معاصر "ہمت" سے پوری ہمدردی ہے۔ خدا مرحوم کی مغفرت فرمائے۔ اور روزنامہ "ہمت" کو ترقی دے۔

مولانا محمد علی صاحب ایڈیٹر "ہمدرد" دہلی کی صحت ویسے تو مدت سے خراب ہے۔ لیکن کچھ عرصہ سے بہت زیادہ تکلیف ہوگئی ہے۔ آجکل وہ شملہ کے ایک ہسپتال میں صاحبِ فراش ہیں۔ تازہ اطلاعات سے پایا جاتا ہے کہ پہلے کی نسبت کچھ افاقہ ہے۔ مولانائے موصوف کے خیالات سے اختلاف کیا جا سکتا ہے۔ لیکن ان کی اسلامی خدمات سے انکار کرنا محال ہے۔ ہم احباب سے درخواست کریں گے کہ وہ ان کی صحت کے لئے دردِ دل سے دُعا کریں۔ آجکل ہماری قوم ایک نہایت ہی نازک دور سے گزر رہی ہے۔ اس کو محمد علی ایسے مخلص اور قابل سیاسی رہنما کی خدمات کی بے حد ضرورت ہے۔

اختلاف رائے کی وجہ سے ذاتیات پر اُتر آنا اور ایک دوسرے ... [illegible]

ایک نہایت ہی افسوسناک کمزوری ہے۔ ہماری تباہی میں اس کمزوری کو بہت بڑا دخل ہے۔ معاصر "الامان" دہلی کی تازہ اشاعت سے معلوم ہوا کہ اس کی پالیسی سے اختلاف رکھنے والی ایک اسلامی جماعت آج کل اس کو نیست و نابود کرنے کے درپے ہے۔ ہمارے معاصر نے اس جماعت کی سرگرمیوں کی جو تفصیل دی ہے۔ وہ بہت ہی رنجدہ ہے۔ اگر معاصر مذکور کا بیان درست ہے (غلط ہونے کی کوئی وجہ نظر نہیں آتی) تو ہم اس جماعت کے خلاف اظہار ناراضگی سے باز نہیں رہ سکتے۔ ہو سکتا ہے کہ "الامان" سے ہمیں بھی کئی معاملات میں بھی شدید اختلاف ہو۔ لیکن اس حقیقت کا اقرار نہ کرنا بھی مشکل ہے۔ کہ معاصر مذکور نے ہمیشہ اپنے خیال اور بساط کے مطابق دین و ملت کی خدمت کی ہے۔ اس کی مخالف جماعت کو خدا ہدایت دے۔ ہم اپنے قابل معاصر سے بھی درخواست کریں گے کہ وہ صبر سے کام لے اور ایک غلط کار اسلامی جماعت کی زیادتیوں سے درگذر کرے۔ مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ مخالف جماعت کو بُرا بھلا کہے بغیر "الامان" کی ہر ممکن امداد کریں۔

قادیانیوں کا ایک خفیہ جلسہ

جناب ایڈیٹر صاحب "پیغام صلح"

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ میں احمدی نہیں۔ مگر مجھے اس سلسلہ کے حالات سے بہت دلچسپی ہے۔ اس لئے میں اکثر "پیغام صلح" اور اخبار "الفضل" پڑھتا رہتا ہوں۔ آج میں نے اخبار "الفضل" مورخہ ۱۲ر جولائی دیکھا۔ اس میں لاہوری پارٹی و قادیانی پارٹی کا گورنمنٹ کے مخبر ہونے کے متعلق جھگڑا دیکھا۔ اخبار "الفضل" نے چیلنج دیا ہے۔ کوئی ایک مثال پیش کرو۔ کہ جس سے یہ ثابت ہو کہ قادیانی جماعت مخبری کا کام دیتی ہے۔ اس لئے ایک اجلاس کی کیفیت جو قادیانی جماعت گوجرانوالہ کا حکیم محمد الدین امیر جماعت قادیانیہ کی بیٹھک میں ہوا اور میں نے تمام کارروائی سڑک پر کھڑے ہو کر اپنے کانوں سے سُنی۔ مختصر طور پر عرض کرتا ہوں:۔

کل حکیم محمد الدین صاحب کی بیٹھک میں ایک اجلاس ہوا۔ جس میں شیخ بشیر احمد وکیل کی شکایت تھی۔ کہ شیخ صاحب دین سیکرٹری امور خارجہ نے باوجود جماعت کی مخالفت کے خود وعدہ کر کے افسر مال کے ایما پر جلسہ میں شامل ہو کر پولیس والوں کے ساتھ جا کر کانگرس والوں کے خلاف شہادت دی۔ حکیم نور الدین نے میر محمد بخش وکیل سے دریافت کیا۔ اُنہوں نے بھی اس فعل کو ناجائز قرار دیا۔ ووٹ دیئے گئے۔ نو سات نے شیخ صاحب دین کے فعل کو جائز قرار دیا۔ اور سات نے ناجائز۔ مگر امیر نے فیصلہ دیا کہ یہ تمام کارروائی میری صلاح اور مشورے سے ہوئی ہے۔ اور بالکل جائز ہے۔ اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ خلیفہ قادیان امیر کو خفیہ ہدایات دے دیتا ہے۔ اور جماعت اس سے بے خبر ہوتی ہے۔ اس لئے وہ اپنی خبر کے مطابق اختلاف کرتے ہیں۔ جہاں تک میں خیال کرتا ہوں دو وکیل ہی اس جماعت میں صاحب علم اور عزت ہیں۔ مگر حکیم محمد الدین دلیری سے اپنے فعل کو جائز قرار دیتا ہے۔ اور جماعت خاموش ہو جاتی ہے۔

اگر آپ ایک ناواقف انسان کی تحریر پر بھروسا نہ کر سکیں تو اپنی جماعت کے کسی آدمی کو لکھ کر معاملہ کی تحقیقات کر لیں۔ اور شہادت کی نقل بھی حاصل کی جا سکتی ہے۔ مجھے الفضل کا چیلنج ناگوار گذرا۔ اس لئے آپ کو اطلاع دیتا ہوں۔ آپ اس تحریر کو اپنے اخبار میں ضرور درج کر دیں۔ تاکہ قادیانی جماعت کے خفیہ رازوں کی قلعی کھل جائے۔

خاکسار عبد الرحیم ۔ ۔ ۔ ۔ محکمہ نہر۔ گوجرانوالہ

اخبار احمدیہ

—— مولوی عصمت اللہ صاحب تین ماہ کی رخصت کے بعد اپنے کام پر حاضر ہو گئے ہیں۔ انہیں بیرونی جماعتوں میں حسب ضرورت سفر کرا کر بیداری پیدا کرنے ۔ جماعت کی تنظیم اور ... کے انتظام کے لئے بھیجا جا رہا ہے آپ ۱۸ر جولائی سنہ کو لاہور سے روانہ ہو جائیں گے سردست آپ جماعت سیالکوٹ۔ جموں۔ پسرور ...

اکمل کا ناقص جواب

(از رشحاتِ قلم جناب مرزا غلام ربانی صاحب راولپنڈی)
(گذشتہ سے پیوستہ)

میاں اکمل صاحب کہتے ہیں کہ سراسر جھوٹ ہے۔" میاں صاحب نے ۱/۲ یا ۳/۴ الاکھ کی کوئی زمین **صرف** اپنے لئے یا اپنے بھائیوں کے لئے نہیں خریدی اور ہرگز نہیں خریدی۔ اگر خریدی ہے تو رجسٹر پیش کرو"

. . . . ۔ اتنی بڑی حقیقت سے یہ بے باکانہ انکار۔ میاں اکمل پیشتر اس کے کہ ہم آپ کے رجسٹری کے مطالبہ کو پورا کریں یہ تو بتائیں کہ آپ نے اس جواب میں جو لفظ "**صرف**" استعمال کیا ہے۔ اس میں کیا راز ہے۔ کیا اس موقع پر لفظ "صرف" کا استعمال کسی مخفی حقیقت کی طرف اشارہ تو نہیں کر رہا۔ ہم اس لئے دریافت کرتے ہیں کہ ہمارا یقین ہے۔ لفظ "صرف" کے نیچے وہی رجسٹری برآمد ہو جائے گی جس کا مطالبہ آپ نے ہم سے کیا ہے۔ اس موقعہ پر آپ نے ہم سے یہ بھی دریافت کیا ہے کہ کیا مولوی صدرالدین صاحب بی اے کے نام پر برلن مسجد نہیں ہے۔ اور کہ کیا امیر جماعت احمدیہ لاہور کے نام پر انجمن کی بعض جائدادیں نہیں ہیں۔ بلاشبہ اب آپ تنکوں کا سہارا لے رہے ہیں۔ وہ نا لیسی باتوں کے استفسار کی آپ کو کیا ضرورت پڑی۔ اگر بفرض محال مان بھی لیا جائے کہ ہمارے ہر دو بزرگان موصوف کے نام پر انجمن کی بعض جائدادیں ہیں۔ حالانکہ بالکل غلط ہے۔ تو کیا اس طرح بابائے قادیاں اس الزام سے بری ہو جائیں گے۔ ہرگز نہیں۔ اس کی مثال یوں سمجھیں جیسے زید بکر کو کہتا ہے کہ تمہاری آنکھ میں نقص ہے۔ اس کو دور کرو۔ لیکن بجائے اس کے کہ بکر اپنے نقص کو دور کرتا۔ بکر زید کو کہتا ہے کہ تمہارے کان میں نقص ہے کیا بکر کے یہ کہنے سے اس کی آنکھ کا نقص دور ہو سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔

آمدن برسر مطلب۔ اس اعتراض کا جواب تفصیل سے سنئے اور گوشِ ہوش سے سنئے۔ حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ کے نام پر انجمن کی کوئی جائداد قطعاً نہیں ہے۔ حضرت مولانا صدرالدین صاحب بی اے بی ٹی۔ کو برلن میں مسجد کی زمین خریدتے وقت رجسٹری کرانے کے موقع پر معلوم ہوا کہ انجمن کے نام وہاں کے قوانین کے مطابق قطعاً کوئی جائداد رجسٹری نہیں ہو سکتی۔ اس لئے مولانا صاحب موصوف کو اپنے نام کرانی پڑی۔ لیکن اس رجسٹری کے ساتھ مولانا صاحب موصوف نے اپنی طرف سے ایک (Declaration) لکھ کر شامل کر دیا کہ یہ زمین اور اس کے تمام اخراجات احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کی طرف سے ہوئے ہیں۔ اور یہ کہ میں انجمن کی طرف سے ایک نمائندہ ہوں۔ اس رجسٹری پر ۳-۴ ہزار روپے کے قریب صرف ہوا۔ انجمن کے نام رجسٹری کرانے کے لئے اس انجمن کا جرمن گورنمنٹ کے نزدیک ایسی جماعت ظاہر کرنا ضروری تھا۔ جس کی جائدادیں ہندوستان میں بھی ہیں۔ اور باہر بھی ہو سکتی ہیں۔ اور یہ ایک باقاعدہ رجسٹری شدہ انجمن ہے۔ اور یہ تمام ثبوت جرمن کونسل کی وساطت سے گورنمنٹ ہند کے تصدیق شدہ ہونے ضروری تھے۔ دوسرا امر انجمن کے نام رجسٹری منتقل کرانے کے لئے انجمن کے سامنے یہ تھا کہ بغیر مزید خرچ کے یہ انتقال ہو جائے۔ یہ قضیہ کوشش کو چاہتا تھا۔ جس کا پہلا حصہ مکمل ہو چکا ہے۔ دوسرا حصہ عنقریب طے ہونے پر انجمن کے نام انتقال ہو جائے گا۔

میاں اکمل صاحب یہ ہے جواب آپ کے مطالبہ کا۔ ہمارے ان بزرگوں کا دامن ایسی آلودگیوں سے بالکل پاک ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ ان کا نام دنیا میں روشن ہو رہا ہے۔ آپ بھی میاں صاحب کی طرف سے حضرت مولانا صدرالدین صاحب کی طرح Declaration کرا دیں۔ کہ یہ انجمن کی جائداد ہے۔ پھر اعتراض دور ہو جائے گا۔

ماہ نور مے فشاند و سگ بانگ مے زند

. . . قصرِ خلافت کے متعلق دریافت کیا گیا تھا۔ جواب دیتے ہیں کہ میاں صاحب نے اپنی ذات کے لئے کوئی عمارت تعمیر نہیں کرائی۔ اگر آپ کا یہ جواب درست ہے تو میاں صاحب آپ اعلان کرا دیں کہ اس قصرِ خلافت کی مالک انجمن ہے۔ نہ خلیفہ اور نہ خلیفہ کی اولاد

لیکن آپ سے یہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔ پھر بات صاف ہو گئی۔ جب آپ کا خلیفہ آپ کے جواب کو درست تسلیم نہیں کرتا تو ہم کس طرح صحیح تسلیم کریں۔ باقی رہا آپ کا یہ کہنا کہ قصرِ خلافت میں پرائیویٹ سیکرٹری کا عملہ ہے۔ یا ترجمہ قرآن کا عملہ وہاں کام کرتا ہے۔ کیا کہا جائے۔ سوائے اس کے کہ عذرِ نامعقول ثابت مے کند الزام را۔

یہ کیوں نہیں کہ دیتے کہ خلیفہ لامکان ہیں۔ اور ان کے لئے ہر ایک مکان ہی ہیں کوئی نہ کوئی انجمن کا کام ہو رہا ہے۔ کسی میں مردوں کا درس تو کسی میں مستورات کا کہیں قرآن مجید کے ترجمہ کا عملہ کام کر رہا ہے۔ کہیں پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کارہائے خلافت میں مشغول ہیں۔

. . . .

. . . .

. . . .

کچھ منقولہ وغیر منقولہ جائداد خلافت کے امورات کی انجام دہی میں زیر استعمال ہیں۔ پیارے اکمل یہ کوئی جواب نہیں۔ آپ مزید غور کریں۔

عجب تر یہ کہ آپ انکار کرتے ہیں۔ کہ قصرِ خلافت پر ۱۸۰۰۰ ہزار روپیہ خرچ نہیں ہوا۔ اگر اتنا نہیں ہوا تو کچھ کم سہی۔ آخر کچھ تو ہوا۔ ورنہ بغیر خرچ کے اسقدر عظیم الشان عمارت کیسے کھڑی ہو گئی۔ سوال تو یہ ہے کہ مالک کون ہے اور روپیہ کہاں سے آیا۔ یہ وہ سوال ہے جس کا جواب نہ کبھی پہلے آپ نے دیا اور نہ اب آپ سے دیا جا سکے گا۔

ہاں

آپ نے حضرت امیر ایدہ اللہ کی ڈلہوزی والی کوٹھی کی طرف بھی اشارہ کیا ہے۔ واقعی سوال تو آپ پر بھی ہوا۔ اگر ہمارے محترم امیر ایدہ اللہ میاں محمود احمد صاحب کی طرح اعتراض ہونے پر جواب نہ دیتے اور خاموشی اختیار کرتے تو ہم سمجھ جاتے کہ دال میں کالا کالا ضرور ہے۔ لیکن آپ نے جوانمردوں کی طرح جواب دیکر اپنا اخلاقی فرض پورا کر دیا۔ اور معترض کی تسلی کرا دی۔ یہی تو اس مردِ خدا میں خوبی ہے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ آپ کی عزت اور شہرت کو بڑھاتا چلا جاتا ہے۔ اور آپکی خدماتِ اسلام خدا کی جناب میں قبول ہو رہی ہیں۔

اس کے بعد آپ فرماتے ہیں "خدا کے فضل اور اس کے رحم کے ساتھ" یہ تو ایک رویا کی بنا پر ہے۔ یہی تو ہم کہتے ہیں۔ خلافت کا سب دارومدار خوابوں پر ہی منحصر ہے۔ یہ بھی رویا ہے۔ اور جو مجھ پر سچے اعتراض کرے گا وہ ہلاک ہو جائے گا۔ یہ بھی رویا ہے۔ گویا یہ سب باتیں خواب و خیال ہیں۔ مگر تعجب ہے کہ جو خواب آتی ہے اپنے ہی مطلب کی۔ آپ میاں صاحب سے دریافت کر لیں "ھوالناصر" کا اضافہ بھی کوئی خواب ہی ہوگا۔ آج نہیں تو کل سہی۔ مگر یقینی بات یہی ہے کہ میاں ناصر صاحب بھی "ھوالناصر" کی وصیت کے ماتحت ضرور خدا کے مقرر کردہ . . . . . . بن کر رہیں گے۔

۵ جولائی کا "الفضل"

آپ فرماتے ہیں کہ یہ ایڈیٹوریل مقام اطاعت کو واضح کرنے کے لئے شائع کیا تھا۔ ہم کب انکار کرتے ہیں۔ یقیناً آپ کی غرض یہی تھی۔ مگر غلو کی طرف آپ کا قدم بڑی تیزی سے جا رہا ہے۔ آپ کا یہ اعلان کہ ہر ایک احمدی نے بیعت کرتے وقت اپنا علم اور عقل و تمیز غرضیکہ سب کچھ خلیفہ کے سپرد کر دیا ہوا ہے۔" علمی رنگ میں سچا ثابت ہو رہا ہے۔ محمودی جماعت عقل و تمیز سے عاری ہو چکی ہے۔ جو کچھ خلیفہ کہتا ہے۔ سچ مان لیتی ہے۔ اور اس پر کوئی پرسش نہیں کرتے

. . . .

. . . .

پھر کہا جاتا ہے کہ ہمارے ہاں مجلس شوریٰ بھی ہوتی ہے۔ بھائی صاحب ہمیں کب انکار ہے۔ ضرور ہوتی ہے۔ اس میں سب کچھ ہے۔ اگر کمی ہے تو یہ کہ صرف کثرت رائے کی قدر نہیں ہوتی۔ بلکہ خلیفہ کو فیصلہ کا اختیار ہے۔ یہ اس کی مرضی خواہ کثرت رائے کے حق میں فیصلہ دے . . . . . . خلیفہ کا بہر حال فیصلہ مقدم۔

آپ نے ہماری مجلس شوریٰ کا ذکر بھی کیا ہے۔ یہاں کم کثرت رائے کی قدر کی جاتی ہے۔ اگر ہمارے امیر ایدہ اللہ کی رائے اپنے ساتھ کثرت رائے نہیں رکھتی۔ تو وہ اپنی رائے کو اصول اسلامی کے ماتحت کثرت رائے پر قربان کر دیتے ہیں۔

اس کے علاوہ اور بھی آپ نے لچر پوچ باتیں لکھی ہیں۔ جن سے ہم درگذر کرتے ہیں۔

. . . .

میرے مضمون کو پڑھیں اور تدبیر سے کام لے کر ایمانداری اور شرافت سے جواب دیں۔ کہ آپ کی قائم کردہ کسوٹی موجودہ خلیفہ کے حق میں کیا فیصلہ دیتی ہے۔ حق پرست یا دنیا پرست۔ باقی پھر سہی ہو

نوٹ:۔ میرے دوسرے مضمون کا انتظار کریں جس میں میں انشاء اللہ مثالیں دے کر بتاؤں گا۔ کہ خلیفہ قادیان نے اپنے مریدوں کی عقل و تمیز پر قبضہ کیا ہے

گوارا کرے۔ تو اسے تسلیم کرنا پڑے گا کہ لاہور کی احمدی جماعت پر یہ صریح افترا، یہ بہتان کہ وہ جمہور مسلمین کو کسی ایک نقطہ پر متحد دیکھنا نہیں چاہتی۔ اور عامہ مسلمین کا اتحاد و اتفاق "قدرتاً احمدی یا مرزائی کیمپ میں اضطراب پیدا کر دیتا ہے"۔ سچ ہے تعصب کے ناپاک اثر سے ہشیار سے ہشیار شخص کے حواس خمسہ کا توازن قائم نہیں رہتا۔ اگر ہم جمہور مسلمین کا شیرازہ اتحاد پراگندہ حالت میں دیکھنے کے متمنی ہوتے تو ہم کبھی ۱۳ جنوری سنہ ۱۹۴۰ء کے پیغام صلح میں میاں عبدالحی صاحب لدھیانوی رکن اسمبلی کے اس مسودہ قانون کا خیر مقدم نہ کرتے جس کا مقصد یہ ہے کہ وراثت منگنی۔ نکاح طلاق وغیرہ کے امور میں جن میں فریقین مسلمان ہوں شریعت کے خلاف کوئی قانون نافذ نہ ہو۔ اس ضمن میں ہم نے یہ توقع ظاہر کی تھی کہ علمائے کرام اس تحریک کی پوری تائید کریں گے۔ اگر ہم سرکار انگریزی سے رشتہ وفا نہ ہوا خواہی جوڑنے "کے اصول پر عمل پیرا ہوتے تو "پیغام صلح" اور "لائٹ" کے ایڈیٹر اور پبلشر کبھی ایک خاص مدت کے لئے قید و بند کی سختی نہ جھیلتے۔ ان حضرات نے حق کے اظہار کے لئے حکومت کے قانون کی مطلق پرواہ نہ کی اور جیل میں جانا گوارا کر لیا۔ ان صریح واقعات کے باوجود ہمعصر سچ "کا یہ کہنا کہ" قانون شکنی کا نام سنتے ہی احمدیہ بلڈنگس کے در و دیوار میں زلزلہ سا پڑ جاتا ہے" سچائی پر پردہ ڈالنا یا اس کا منہ چڑانا ہے۔ خاتمہ پر ہماری دعا ہے کہ خدا ہمارے ہمعصر کے دل کی تنگی کو دور اور اس کی بینائی کو تیز کرے۔ اور اسے سچ سچ کہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

شریفانہ سلوک

محترم ہمعصر "کشمیری" ۱۴ اپریل سنہ ۱۹۴۰ء کی اشاعت میں لکھتا ہے: "ضلع ملتان کے ڈاک خانہ جراہی کے متصل سکھوں کا ایک موضع چک ۱۹۰ کے نام سے آباد ہے وہاں سوائے ایک مسلمان گھر کے جس میں چھ نفوس ہیں اور سب سکھ آباد ہیں۔ ۲۳ مارچ کو قضائے الٰہی سے محمد حسین جو اس گھر کا مالک تھا ایک والدہ ایک بیوہ دو نابالغ لڑکیاں اور ایک نابالغ لڑکا چھوڑ کر مر گیا۔ سکھوں کو خبر ہوئی انہوں نے فوراً ایک آدمی چک ۱۱۸ میں دوڑایا کہ مولوی نور محمد کو بلاؤ۔ موضع جراہی وہاں سے دو کوس کے فاصلہ پر تھا۔ دوسرا ایک آدمی گھوڑے پر سوار کر کے بھیجا۔ کفن دفن کا سامان لے کر واپس آیا چار سکھوں نے قبر کھودنی شروع کی۔ مولوی نور محمد کے ذریعے ارد گرد کے مسلمانوں کو جنازہ پر تیار کیا۔ ساٹھ ستر مسلمان جمع ہو گئے۔ کفن پر جس قدر خرچ آیا وہ سب سکھوں نے اپنی گرہ سے ادا کیا۔ سکھ خود بھی قبرستان تک جنازہ کے ہمراہ گئے اور لاش کو دفن کر کے واپس آئے۔ دفن کے بعد قل وغیرہ کے اخراجات بھی سکھوں نے ہی ادا کئے"۔

موضع مذکور کے سکھوں نے اپنے قلیل التعداد مسلمان ہمسایوں کے ساتھ انسانی ہمدردی اور فرض شناسی کی جو قابل قدر مثال قائم کی ہے۔ اس کا ہم شکر گذاری کے ساتھ اعتراف کرتے ہیں۔ سکھوں کا یہ نیک سلوک حضرت بابا نانک کی تعلیم کا نتیجہ ہے جن کے نزدیک خدا کی عبادت یہی تھی کہ اس کے بندوں کو ہمدردی بھلائی اور محبت کی زندگی بسر کرنے کی طرف توجہ دلائی جائے۔ اگر ہندو مسلمان اور سکھ نیک اور ہمدرد ہمسایوں کی طرح ایک دوسرے کے رنج و راحت میں شریک ہونا اپنا مذہبی فرض سمجھ لیں تو فتنہ پرداز اپنے ناپاک منصوبوں میں کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔ ظفروال کے سکھوں کو اس واقعہ سے سبق حاصل کرنا چاہئے۔

ایک بزدلانہ اور غیر شریفانہ فعل ×

تمام دنیا جانتی ہے کہ حضرت مسیح موعود کی نبوت کے معاملہ میں ہمارا قادیانی جماعت کے امام میاں محمود احمد صاحب سے اصولی اختلاف ہے۔ قادیانی اور لاہوری جماعتوں کے درمیان اختلاف کی یہ خلیج اس قدر وسیع اور عمیق ہو گئی ہے کہ بظاہر اس پر اتفاق کے پل بندھنے کی کوئی صورت معلوم نہیں ہوتی۔ لیکن اس شدید اختلاف کے باوجود "مباہلہ" کے معاملہ میں جہاں تک کہ مقامی اور ذاتی جھگڑوں کا تعلق تھا ہم نے خاموش رہنا مناسب سمجھا۔ مگر جب دیکھا کہ ایڈیٹر مباہلہ نے نہایت شرمناک اور فحش پیرایہ میں قادیان کی احمدی خواتین پر حملے کئے ہیں تو ہم اس امر کا اظہار کرنا اپنا اخلاقی فرض سمجھتے ہیں کہ انسانیت کا کوئی ضابطہ اور اسلام کا کوئی قانون کسی شخص کو خواتین کے متعلق خواہ وہ کسی جماعت یا مذہب سے تعلق رکھتی ہوں دل آزار الفاظ لکھنے کی اجازت نہیں دیتا۔ ہر غیور اور شریف مسلمان کا فرض ہے کہ وہ خواتین کے ننگ و ناموس کا محافظ ہو۔ ہر ملک اور ہر قوم اور خود مسلمانوں میں ایسے بہادر اور نیک آدمیوں کی ایک طویل فہرست مرتب کی جا سکتی ہے جنہوں نے صنف نازک کی ... [illegible]

جسم اور دماغ کی پوری طاقت سے کام لیجئے مگر [illegible] حدود کے اندر رہ کر جو اللہ اور اس کے رسول برحق نے قائم کر دی ہیں۔ لیکن کمزور اور پردہ نشین عورتوں پر ایک مرد کا غیر مہذب اور ناشائستہ تحریر کی شکل میں حملہ کرنا اللہ کی حدود کو دیدہ و دانستہ اور علانیہ توڑنا ہے اس کے علاوہ یہ ایسا بزدلانہ اور غیر شریفانہ [illegible]

خطبہ جمعہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　　نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

بتاریخ ۱۱ ذی قعدہ

قل اللھم مالک الملک تؤتی الملک من تشاء و تنزع الملک ممن تشاء و تعز من تشاء و تذل من تشاء بیدک الخیر انک علیٰ کل شیء قدیر۔

حضرت نبی کریم صلعم کو اللہ نے دعا سکھائی کہ اے اللہ جو سارے جہان کی سلطنت کا مالک ہے تو جس کو پسند کرتا ہے سلطنت دیتا ہے اور جو شخص یا جو قوم تیری نگاہ سے گر جاتی ہے اس سے تو سلطنت چھین لیتا ہے۔ و تعز من تشاء و تذل من تشاء جس کو تو چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جس کو تو چاہتا ہے ذلت دیتا ہے۔ تیرے ہاتھ میں ہر قسم کی بھلائی ہے۔ تو ہر بات میں پوری قدرت اور طاقت رکھتا ہے۔ اللہ نے وعدہ فرمایا کہ ہم تمہیں سلطنت دیں گے۔ فرمایا وعد اللہ الذین امنوا منکم و عملوا الصالحات لیستخلفنھم فی الارض سلطنت کے عطا کرنے کا یہ مقصد ہے کہ اسلام جیسے

پسندیدہ اور برگزیدہ مذہب

کی طاقت کو بڑھانے کے لئے ایک سلطنت درکار ہے۔ و لیمکنن لھم دینھم دنیا میں امن قائم کرنے کے لئے سلطنت درکار ہے۔ و لیبدلنھم من بعد خوفھم امنا اکثر عیسائیوں کو اس پر اعتراض ہے کہ اسلام کے پیغمبر کو دنیا مقصود تھی۔ جس نے اپنے متبعین کو سلطنت کا لالچ کا رجنت و حور و قصور کا لالچ دیا۔ باغات و انہار کا لالچ دیا اس لئے لوگ نبی کریم صلعم کے ساتھ شامل ہو گئے۔ اور دنیا حاصل کرنے کے لئے جانیں قربان کرنے لگے۔ عیسائی پادری، عیسائی مصنفین اور عیسائی مدبرین نے اپنے پروپیگنڈا میں نبی کریم صلعم کا جو فوٹو کھینچا ہے۔ اس میں نبی کریم کے ایک ہاتھ میں تلوار اور دوسرے ہاتھ میں قرآن دیا ہے۔ ان کا مقصد یہ ہے کہ نبی کریم صلعم کو بدنام کیا جائے اور دنیا کو بتایا جائے کہ اسلام روحانیت سے عاری ہے۔ یہ صرف دنیا سکھاتا ہے۔ یہ صحیح ہے کہ قرآن

جہاد کا حکم

دیتا ہے مال کی قربانی کا حکم دیتا ہے اور فرزندان توحید کے دلوں میں نبی کریم کی محبت کا جذبہ پیدا کرتا ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام کو سلطنت عطا ہوئی بنی اسرائیل کو یہ نعمت عطا کی گئی۔ آیات قرآنی میں بار بار ملک کا ذکر آتا ہے دعاؤں میں بھی سلطنت کا وعدہ ہے۔ اس کے لئے دعا بھی سکھائی لیکن اس کا مقصد یہ تھا کہ سیاسیات کی صحیح تعلیم دی جائے۔ انسانی حریت و مساوات کو قائم کیا جائے۔ اور ظلم کو نابود کر دیا جائے۔ حضرت مسیح نے دنیا میں

ایک سادھو کی طرح

زندگی بسر کی ان کے نزدیک وہ شخص باخدا ہے جس کا اس دنیا سے کوئی تعلق نہ ہو۔ عیسائی راہب پہاڑوں پر جاتے تھے۔ غاروں میں رہتے تھے دریا میں کھڑے رہتے تھے۔ وہ مذہب و روحانیت اسی کو سمجھتے تھے۔ بدھ کو سلطنت نصیب ہوئی مگر وہ اس کی مشکلات اور اہم ذمہ داریوں کے بار کو برداشت نہ کر سکے۔ وہ سلطنت کو چھوڑ کر جنگل کو چلے گئے۔ اس کے برعکس نبی کریم صلعم نے اپنے متبعین کو یہ ہدایت فرمائی کہ دنیا مت چھوڑو

لا رھبانیۃ فی الاسلام

اللہ تعالیٰ کو ہماری عبادت اور ہمارے روزوں کی کچھ احتیاج نہیں۔ وہ غنی ہے۔ بے نیاز ہے۔ یاد رکھئے کہ صرف وہی مذہب انسانیت کے لئے باعث رحمت ہو سکتا ہے جو بنی نوع انسان کو دنیا میں ایک پاکیزہ زندگی بسر کرنے کا ڈھنگ سکھائے۔ جس طرح روح کا جسم سے ایک گہرا تعلق ہے اسی طرح مذہب کا دنیا سے ایک خاص تعلق ہے۔ جو مذہب دنیا نہیں سکھاتا وہ ہرگز ہرگز انسان کے لئے حقیقی راحت و مسرت کا سرمایہ دار نہیں ہو سکتا۔ اور نہ ہی وہ کامل مذہب ہے۔ اسی لئے نبی کریم صلعم کو

کامل نبی

کہتے ہیں۔ کیونکہ آپ نے زندگی کے تمام شعبوں کے لئے ہدایات جاری فرمائی ہیں۔ آپ کا اسوۂ حسنہ فرزندان توحید کے لئے ایک کامل دستور العمل ہے۔

یاد رکھئے انسان کے لئے سب سے مشکل کام سلطنت کی اہم ذمہ داریوں سے سبکدوشی حاصل کرنا ہے۔ حکومت وہ چیز ہے کہ اگر ایک طرف اس سے مظالم کا باب کھل جاتا ہے۔ تو دوسری طرف اس کی بدولت نیکیوں کے اسباب مہیا ہوتے ہیں اس لئے اس کامل انسان نے جو فخر موجودات ہیں ہم کو سیاسیات کی تعلیم دی تاکہ انسانی زندگی کے مشکل ترین حصہ کی اصلاح ہو جائے۔ مسلمانوں کو جب حکومت ملی تو انہوں نے دنیا میں

علوم و فنون

کی اشاعت پر زور دیا۔ بغداد میں ایک عالیشان یونیورسٹی قائم کی گئی۔ جس میں امام غزالی کے بھائی جیسے علامہ شخص اسسٹنٹ پروفیسر ہونے کا فخر رکھتے تھے۔ نظامیہ یونیورسٹی اپنی علمی ترقی کے لئے ایک خاص شہرت رکھتی تھی۔ ہسپانیہ میں مسلمانوں نے متعدد یونیورسٹیاں قائم کیں۔ غرضکہ علم کی اشاعت سے مسلمانوں نے دنیا کی بہترین خدمت سرانجام دی۔ یونیورسٹی بغیر سلطنت کے قائم نہیں ہو سکتی۔ نہ صنعت و حرفت کو بغیر سلطنت کے فروغ دیا جا سکتا ہے۔ یورپ میں صنعت و حرفت کی حیرت انگیز ترقی کا راز وہاں کی سلطنتوں سے وابستہ ہے۔ بہر حال سلطنت

ایک زبردست طاقت

ہے۔ جس سے نیکی یا بدی کے وسائل ایک وسیع پیمانہ پر پہنچائے جا سکتے ہیں۔ اس لئے جو مذہب انسان کو سلطنت کا علم نہیں عطا کرتا وہ انسان کے کس کام کا ہے۔ عیسائی مذہب سلطنت کے متعلق کوئی ہدایات جاری نہیں کر سکا۔ اس لئے یورپ کی جنگ عظیم سے جو ہولناک اور انقلاب آفریں نتائج پیدا ہوئے ہیں ان سے دنیا آج تک نہیں بچی۔ یورپ کی سلطنتیں ملک گیری کی ہوس میں اس قدر مبتلا ہیں کہ وہ تمام دنیا پر اپنا تسلط بٹھانا چاہتی ہیں۔ اقوام شرق کی غلامی کی زنجیروں کو مضبوط کرنے کی فکر میں رہتی ہیں۔ نبی کریم صلعم نے سلطنت کے لئے جنگیں کیں۔ جہاد کیا۔ مقابلہ کیا۔ اس لئے کہ دنیا میں سلطنت کے بغیر اصلی نیکی نہیں پھیلائی جا سکتی۔ حضور نے اپنی تعلیم سے عرب کے مختلف قبیلوں کو جو ہر وقت ایک دوسرے سے برسر پیکار رہتے تھے۔ وحدت کی سلک میں منسلک کر دیا۔

انما المومنون اخوۃ

کی آواز نے سب کو ایک کر دیا۔ مقصد یہ تھا کہ بکھری ہوئی طاقتیں ایک مرکز پر جمع ہو جائیں۔ اور بدی کو مٹا دیا جائے۔ ہسپانیہ میں مسلمانوں نے آٹھ سو سال تک حکومت کی۔ انہوں نے اس زمانہ میں نیکی اور پرہیزگاری کی زندگی بسر کی۔ جب کہ یورپ میں تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ ہسپانیہ میں مسلمانوں کی حکومت کے آخری دور میں بادشاہ کمزور ہو گئے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ دشمن یعنی عیسائی ان پر غالب آ گئے۔ اور حکومت ان کے ہاتھ سے نکل گئی۔ اسلام کے دشمن نبی کریم کی سیرت پر اعتراض کرنے کے عادی ہو چکے ہیں۔ دنیا کے جس کامل انسان پر یہ الزام عاید کیا جاتا ہے کہ وہ اپنے متبعین کو دنیا سکھاتا ہے۔ اس کی یہ کیفیت ہے کہ وہ ایک چھوٹے سے کچے مکان میں بیٹھتا ہے۔ یہی اس کی عبادت گاہ ہے۔ یہی اس کا محل ہے یہی اس کا تاج ہے۔ مگر اس بے سروسامانی کے عالم میں بھی دل اس قدر وسیع اور فیاض ہے کہ

لاکھوں کی خیرات

کرتا ہے۔ بیسویں صدی کے بادشاہوں اور امیروں کی زندگی بجز شاذ مستثنیات کے عیاشی اور سیہ کاری میں بسر ہوتی ہے۔ یورپ کے عیسائیوں نے اپنی آنکھوں دیکھ لیا کہ چونکہ حکمرانی اور جہانبانی کی تعلیم کے لئے چونکہ ان کے پیغمبر نے ان کو کوئی علم نہ بخشا۔ تو اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ

روس میں انقلاب

پیدا ہو گیا۔ زار کو گولی سے مار دیا گیا۔ جرمنی اور فرانس میں بھی انقلاب کی ہوا چل رہی ہے آج حریت اور آزادی کے لئے دنیا کی قومیں خون کے دریا بہا رہی ہیں۔ آج مشرق کی قومیں متفقہ طور پر آواز بلند کر رہی ہیں۔ کہ عیسائی سلطنت دنیا کے لئے لعنت ثابت ہوئی ہے۔ بیسویں صدی کا یہ فتویٰ یورپ کی ایک ایک سلطنت کے برخلاف جاری ہو چکا ہے۔ ایک ایک دل کے اندر غیظ و غضب و نفرت موجزن

شذرات

(از جناب مولوی عبدالحق صاحب ودیارتھی)

در تبکدۂ رفت آں شیخ بمجو شرد نشناسد
زنار ز تسبیح، تسبیح نہ زنارے

آہ! قادیان جہاں سے وہ چشمہ نور ہدایت اُبلا کہ جس نے دنیا کی تاریک وادیوں میں چھلکی ہوئی چاندنی کی سرد اور حسین چادریں اتاریں۔ قادیان ہاں وہی قادیان کہ جس کا مسیح مردوں کے لئے پیغام حیات لایا۔ جس کی زندگی کا ہر لمحہ اور جس کی حرکت کا ہر قدم اسلام کی آبیاری اور دین کی اجڑی ہوئی روشوں کو از سر نو درست کرنے اور گلپوش بنانے میں گذرا۔ وہ جو ہر لحظہ کفر و فسق کی تاریکیوں پر بجلی کا کڑکا ہو کر گرا۔ جس کی زندگی اور موت جس کی حرکت اور سکون مرد قوم کی سچائیوں کیلئے وقف تھی۔ وہ جو اشاعت اسلام کیلئے آیا۔ وہ جو اشاعت اسلام کیلئے جیا اور اشاعت و تبلیغ دین میں ہی اپنی جان دے گیا۔ آج اس سچا نفس کا گہوارہ قادیان اس مجدد وقت کی تمام کوششوں، امیدوں، آرزوؤں اور دلی تمناؤں کا صرف ایک نورانی مدفن اور بہشتی مقبرہ ہے۔ اس کے سوا کچھ نہیں۔ آہ! اس کے سوا کچھ نہیں۔ دنیا کی انگلیاں اب اس کی طرف اٹھتی ہیں۔ تو صرف اس لئے کہ یہ اشارہ کریں کہ

وہ ہے مسیح قادیانی کا مزار

ہمارے قادیانی دوست ہم پر چیں بجبیں نہ ہوں تو ہم نہایت ادب سے ان کی خدمت میں عرض کریں کہ اگر آج قرآن کریم کے سارے احکامات منسوخ اور ناقابل عمل ہو کر صرف ایک ہی حکم اطاعت "اولو الامر منکم" قادیانی مینار کی دلفریب روشنی میں چمکتا رہ گیا ہے۔ کہ جس کے لئے تمہارے گوہر کٹتے ہوئے دل کا قیام اور جبین نیاز کی ساری نیازمندی مسجد اقصیٰ میں وقف ہو رہی ہے۔ تو چلو اسکو ہی وفا کوشی اور خالص للہیت کے ساتھ بجا لاؤ۔ لیکن یہ سجدہ کی کونسی قسم ہے کہ جوتے کے آگے زر و سیم کی رو پہلی چمک کو دیکھنے کے لئے کیا جا رہا ہے۔ یہ تو بت پرستوں کی بت پرستی سے بھی ذلیل ترین سجدہ ہے۔ سے و انگبیں کی تمنا میں عبادت کر کے بہشت میں جانا تو غالب جیسے رند کو بھی ناپسند تھا۔

طاعت میں تا رہے نہ مے و انگبیں کی لاگ
دوزخ میں ڈال دو کوئی لیکر بہشت کو

ماتم کی جا ہے اگر جماعت مسیح موعودؑ اس سجدہ ریا کی مرتکب ہو۔

کیا مسیح موعود دنیا میں اس لئے آیا کہ اس کی جماعت اپنی پیشانی دنیا کی چوکھٹ پر رکھے؟ کیا اس کا پیغام، نصب العین، مقصد اور اپنی تمام تر سرفروشیوں کا محور اور نقطۂ گردش تبلیغ و اشاعت دین نہ تھا؟ کیا اس کے جانشین کے لئے یہ شایاں تھا کہ وہ اس کے تخت پر تو بیٹھے پر اپنی قربانیوں، جاں نثاریوں اور سرگردانیوں کی قربان گاہ اس روشن مینار کو بنالے۔ بلکہ اس کی نام لیوا امت کو کعبہ کی چوکھٹ سے برگشتہ کر کے عروس البلاد کا پرستار بنا دے۔ کیا احمدی قوم کا منتہا و مقصود یہی ہے کہ جس کے گرد وہ آج سربسجدہ ہے۔ گورنمنٹ برطانیہ کوئی نادان اور سادہ دل مہ جبین نہیں کہ جس کو باتوں باتوں میں پھسلا لیا جاوے۔ عشوہ طرازی، ہشیاری اور غمازی اس کی ہر ادا سے ظاہر ہے۔ وہ خوب جانتی اور سمجھتی ہے۔ کہ اس سلام روستائی کا کیا مطلب ہے؟ اور شملہ کی بلند و بالا چوکھٹ پر سجدۂ ریائی کس غرض سے ہے؟

تہیدِ وفا سنجاں خاریست نہ پیلے
اسیدِ ہوس کوشاں گل بر سر دستارے

گورنمنٹ کے عشوہ ہائے ناز و نیاز کے غمزۂ آور عشق و محبت کے ترانے کہ جن کا اظہار کرتے ہوئے امام محترم قادیاں کے لب خشک اور سینہ کا تنفس ارتعاش پذیر ہو جاتا ہے۔ ان کا راز وہ خفیہ خطوط عریاں کر کے رکھ دیتے ہیں کہ جو آئے دن حضرت میاں محمود لکھتے رہتے ہیں۔ مسلمان اور ہندو آپ کی دلربائیوں کے دام میں گرفتار ہو سکتے ہیں لیکن گورنمنٹ کافی سے زیادہ ہوشیار ہے۔ ہم نے بارہا الفضل کو بتایا کہ تمہاری کار خاص میں بھی دنیا طلبی کے لئے ہے۔ اس دام فریب کے پیچھے بھی جاہ پسندی اور تجارتی مفاد ہے۔ مگر اس نے ہر بار ہمیں اپنی پُرپیچ زلفوں میں الجھانا چاہا۔ اب ہم ان کا ایک اور خط نمایاں کرنا چاہتے ہیں۔ کہ جو محمل لیلےٰ کی غمازی کرتا ہے۔ اس خط کو شائع کرتے ہوئے ہم صرف سنجیدہ مزاج لوگوں سے اپیل کریں گے کہ وہ ان گدی نشینوں اور رسمی پیروں کے معشوق طناز اور وظیفہ نیم شبی سے اطلاع پاکر اپنے ایمان اور اموال کی حفاظت کریں اور عقل و دانش کی معصوم تتلی کو نوان کے ہاتھوں میں ہرگز نہ دیں کہ یہ بزرگ اس کی جان کے لاگو ہیں۔

اس قسم کے قیمتی خطوط آسانی سے ہاتھ نہیں آتے۔ اتفاق اور محض اتفاق سے ہی یہ پروانے ہمارے ہاتھوں میں آتے اور دنیا کی آنکھوں کو روشن کرتے ہیں۔ اس لئے آپ بھی اس کے دیکھنے کے لئے آئندہ اشاعت کا انتظار کیجئے۔

کسی گذشتہ مضمون میں ہم نے یہ لکھا تھا کہ "مولویوں میں سے اگر زر پرستی کا مرض دور ہو جائے تو مسلمانوں کے سارے فرقے آج ہی دور ہو سکتے ہیں"۔ مہاشہ کرشن ایڈیٹر پرکاش اس پر لکھتے ہیں:-

"کیا مولوی محمد علی صاحب اپنے اس مرید کی نصیحت پر کاربند ہونے کو تیار ہیں"

مہاشہ کو معلوم ہونا چاہئے کہ حضرت مولانا بفضلہ اس ناپاک جذبہ سے پہلے ہی محفوظ ہیں۔ اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ وہ کسی کلمہ گو کو کافر نہیں کہتے۔ کہ جو تفرقہ کی اصل بنیاد ہے۔ لیکن اس کا ایک اور جواب ان کے اپنے اخبار میں موجود ہے۔ مہاشہ جی آج کل اپنے اخبار میں لفظ آریہ کے آگے خطوط وحدان میں ہندو لکھتے ہیں اور پنڈت لیکھرام جی اپنی تہی میں اس لفظ کے معنی چور، ڈاکو، بدمعاش اور حرامی وغیرہ وغیرہ بتاتے ہیں۔ کیا فرماتے ہیں مہاشہ کرشن آریوں کو ہندو لکھنے کے بارہ میں کہ جس کے معنے پنڈت لیکھرام جی آریہ ویر ایسے ایسے لکھتے ہیں۔

کیا عورت کو بھی پڑھا جاتا ہے

کسی گذشتہ اشاعت میں قرۃ العین کی ایک غزل شائع ہوئی تھی۔ اس عورت کا تعارف کراتے ہوئے اخبار میں ایک سطر یوں چھپ گئی۔

"اس عورت کی نظم کہ جس کو پڑھ کر 'الفضل' کے ایڈیٹر قادیان سے بھاگ کر بہائی مذہب میں جا پڑے"۔

مدیر "الفضل" نکتہ نواز ایڈیٹر ہیں۔ اور ان سے انتہائی شفقت کی ہم پہ تہمت بھی ہے۔ نہایت بد ذوقی ہوتی۔ اگر وہ ایسے موقعے پر چپ رہتے۔ آپ اس پر ایک برق پاش تبسم فرما کر پوچھتے ہیں کہ کیا عورت کو بھی پڑھا جاتا ہے؟۔ جہاں تعلقات ایسے گہرے ہوں وہاں انکار مشکل سے بن آتا ہے۔ اس لئے اگر پہلے نہیں تو اب ہم یہی کہتے ہیں۔ ہاں صاحب پڑھا جاتا ہے۔ ایک ادیب کی چند سطریں منقول ہیں۔ اگر غلط ہوں تو اصلاح فرما دی جائے۔ ہم دل و جان سے مشکور ہوں گے۔

"عورت ایک داستان اشتیاق ہے اور ایک تمنائے رنگین۔ مگر کس قدر بے مزہ ہو جاتی ہے۔ کس قدر پھیکی پڑ جاتی ہے جب وہ یہ سمجھ لے کہ اس کو کوئی پڑھنے والا نہیں"۔

تفصیلی جواب کے لئے آئندہ اشاعت کا انتظار کیجئے۔

عالم نسواں

ایک آفریدی لڑکی کے کارنامے

ولایت کے مشہور اخبار ایکسپریس اینڈ اسٹار میں ہندوستانی فوج کے ایک افسر نے ایک آفریدی لڑکی کے کارناموں کے متعلق نہایت دلچسپ واقعات لکھے ہیں۔

وہ لکھتا ہے کہ کئی ذرائع سے یہ خبریں موصول ہو رہی ہیں کہ آفریدیوں کے جس لشکر نے پچھلے دنوں پشاور پر حملہ کیا تھا۔ اس کی رہنما ایک لڑکی ہے۔ جس کا باپ قبائل کا سردار تھا۔ اس کی شخصیت اہل قبائل پر جادو کا سا اثر رکھتی ہے۔ اور لشکر کی ترتیب اور نظم و نسق میں اسے جو کمال حاصل ہے اس کی نظیر سرحدی قبائل کی پوری تاریخ میں نہیں ملتی۔

میں ایک سرحدی چوکی پر متعین تھا۔ افسروں نے مجھے ایک قبیلہ کے سردار کے خیالات معلوم کرنے کا حکم دیا۔ ہمیں اتنا تو معلوم تھا کہ بوڑھا سردار انتقال کر چکا ہے۔ لیکن یہ امر پوشیدہ راز میں تھا کہ اس کا جانشین کون ہے۔ اور اس کے ارادے کیا ہیں اور مجھے یہی معاملہ حل کرنا تھا۔

میں رات کو اپنی مہم پر روانہ ہوا۔ اس وقت ہوا ریت کو اڑا رہی تھی۔ اور کبھی کبھی گولی چلنے کی آواز رات کی خاموشی کے طلسم کو توڑ دیتی تھی۔ چنانچہ میں پتھروں کی آڑ پکڑ کر آہستہ آہستہ آگے بڑھتا گیا۔ اور صبح ہوتے ہوتے ایک گاؤں میں جا پہنچا۔

مسجد میں صبح کی نماز ہو رہی تھی۔ میں بھی نماز میں شریک ہو گیا۔ نماز ختم ہو چکی۔ لوگ ایک وسیع میدان میں جمع ہو گئے۔ یہاں میں نے پہلی مرتبہ اس لڑکی کو دیکھا۔ جو آفریدیوں کی مسلمہ رہنما تسلیم کی جاتی ہے۔ اس نے حاضرین میں مال غنیمت تقسیم کیا۔ اور جب ہر شخص اپنا حصہ لے چکا۔ تو ملا نے کہا۔ کہ اس شجاع آفریدی لڑکی نے کل جس شجاعت کا ثبوت دیا ہے اسے مد نظر رکھتے ہوئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اسے اپنے باپ کے اسلحہ لگانے کی اجازت دیدی جائے۔ اور قبیلہ کا سردار تسلیم کر لیا جائے۔

یہ لڑکی چاہتی تھی کہ وہ اپنے باپ کی جانشین تسلیم کر لی جائے لیکن اسے اندیشہ تھا کہ قبیلہ کا کوئی دوسرا شخص اس کا حق غصب نہ کر لے چنانچہ اس نے اپنی شجاعت کا ثبوت دینے کے لئے سات چھاپے مارے۔ اور اس شوق میں اسے یہ بھی خیال نہ رہا کہ انگریزی علاقے پر حملہ کرنے کا نتیجہ اچھا نہیں ہوگا۔

سوء اتفاق سے ایک آفریدی عورت کو جس سے میں نے انڈے مول لئے تھے میرے متعلق شبہ پیدا ہو گیا۔ میں آفریدی سردار کا راز معلوم کر چکا تھا۔ اس لئے زیادہ توقف مناسب نہ سمجھا۔ اور مراجعت کا قصد کیا۔ لیکن ابھی گاؤں سے تھوڑی دور ہی گیا ہوں گا کہ ایک کشیدہ قامت آفریدی ایک جھاڑی کے پیچھے سے نمودار ہوا۔ اور بندوق چھتیا کر بولا "ٹھہر جاؤ"

شاید چند لمحوں میں گولی میرے سینے سے پار ہو جاتی۔ لیکن مجھے ایک تدبیر سوجھ گئی۔ اور میں نے زور سے سیٹی بجا دی آفریدی نے سیٹی کی آواز سن کر پلٹ کر دیکھا۔ میں نے اس مہلت سے فائدہ اٹھا کر تابڑ توڑ پستول کے کئی فائر کئے۔ ایک گولی اس کے دہنے بازو پر بیٹھی۔ اور آفریدی چکرا کر گر پڑا میں نے آگے بڑھ کر اس کا زخم باندھنا چاہا۔ میرے سر پر استرخانی ٹوپی تھی۔ اس لئے میں نے زخم باندھنے کے لئے اس کی پگڑی اتار لی۔ پگڑی اتارتے ہی لمبے لمبے سیاہ بال اس کے شانوں پر بکھر گئے۔ اور مجھے معاً یاد آگیا کہ مجروح آفریدی درحقیقت وہی لڑکی ہے۔ جسے میں نے ابھی ابھی مال غنیمت تقسیم کرتے دیکھا تھا۔

چند لمحوں میں اس کے ساتھیوں نے مجھے آلیا۔ اب لڑکی کو بھی ہوش آچکا تھا۔ آفریدیوں نے میرے ہاتھ پاؤں باندھ کر مجھے اس کے سامنے پیش کیا۔ وہ مجھے دیکھ کر بولی۔ اسے ہاتھ نہ لگاؤ۔ ہم اپنی تلوار ایک ایسے ناپاک انسان کے خون سے آلودہ کرنا نہیں چاہتے۔ جو عورت پر دغابازی سے وار کرتا ہے۔

نوجوان آفریدی لڑکی کا نام اس نے میری جان بخشی کر دی۔ لیکن

شذرات

از جناب مولوی عبدالحق صاحب ودیارتھی

یہ زمانہ ہوا میں بلند پروازی کا ہے۔ جہازوں کی تیز رفتاری حیرت انگیز طور پر ترقی کر رہی ہے۔ اس سلسلہ میں امریکہ کے ایک بلند پرواز کا واقعہ خاص طور پر تحیر خیز ہے۔ اس نے بلند پروازی کا ایک ریکارڈ قائم کرنے کا ارادہ کر لیا اور سامان درست کر کے اوپر اڑنا شروع کیا چند منٹ میں وہ ایک میل کی بلندی پر پہنچ گیا۔ مزید چند منٹ میں وہ دو میل تک پہنچ گیا۔ کچھ زیادہ عرصہ نہ گذرا تھا کہ وہ ہوائی جہاز پر پرواز کو حرکت دیتا ہوا چھ میل کی بلندی پر جا پہنچا۔ یہاں پہنچ کر اس کی آکسیجن کا ذخیرہ ختم ہو گیا کہ جس کی وجہ سے وہ بے ہوش ہو گیا مگر اس نے عالم اضطرار میں نیچے اترنے کی کل مروڑ دی اس سے اس کے جہاز نے آہستہ آہستہ نیچے اترنا شروع کیا۔ زمین سے تھوڑی دور واپس پہنچنے پر اچھی ہوا کے ملنے سے اس کے پھیپھڑوں نے حرکت شروع کر دی اور وہ زندہ نیچے اتر آیا۔ اس کے بعد اس نے پھر دوبارہ زاد راہ لے کر پرواز شروع کی اور سات میل کی بلندی پر پہنچ گیا۔ یہاں ہوا نہایت رقیق تھی۔ اس نے آکسیجن کا جائزہ لینا شروع کیا اور گارگل اتار کر دیکھا تو اس کی بینائی رخصت ہو گئی جس کی وجہ سے اس کو دوبارہ نیچے اترنا پڑا۔

ولائت والے تو چیر شیپنری کے بل بوتہ پر اوپر اڑتے اور ریکارڈ قائم کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ مگر ہمارے قادیانی دوست بے پر کی اڑا کر گذشتہ ریکارڈ کو مات کرنا چاہتے ہیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اکثر اوقات وہ اس قدر اونچا اڑتے ہیں کہ جہاں پہنچ کر ان کی بینائی اور ہوش و حواس رخصت ہو جاتے ہیں۔ ان کے اوپر اڑنے اور نیچے گرنے سے تو ہمیں کوئی واسطہ نہیں۔ جو اڑیں گے وہ گریں گے بھی۔ افسوس صرف اس ذہنیت پر ہے کہ وہ یہ سمجھنے لگ گئے ہیں کہ حضرت مسیح موعود بھی نعوذ باللہ یوں ہی رفتہ رفتہ منزل بمنزل اپنے آخری دنوں تک اوپر اٹھتے چلے گئے۔ چنانچہ زمانہ مسیح موعود کی تقسیم از روئے حدیث کے زیر عنوان "الفضل" نے ایک تحقیقی مقالہ سپرد قلم کیا ہے۔ اس کے آخری حصہ میں یہ ذکر کیا ہے کہ حضرت صاحب نے مسیح ابن مریم علیہ السلام سے برتری کا صریح طور پر اعلان سنہ ۱۹۰۱ء کو کیا۔ چنانچہ فرمایا :-

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو۔ اس سے بہتر غلام احمد ہے۔

مدیر "الفضل" کا یہ نوٹ کئی لحاظ سے محل نظر ہے۔

۱۔ حضرت صاحب کے شعر میں لفظ بہتر استعمال کیا گیا ہے۔ اور مدیر "الفضل" اس سے مراد برتر لیتا ہے۔ محل استعمال کے لحاظ سے بہتر اور برتر کے مفہوم میں فرق عظیم نظر آتا ہے۔ بہتر کی مصلحت حکمت اور ضرورت کے لحاظ سے بھی ہو سکتا ہے۔ مگر برتر کا مفہوم کلی فضیلت کو ظاہر کرتا ہے۔ مثلاً ہم کہہ سکتے ہیں کہ مسیح اسرائیلی کا اس امت کی اصلاح کے لئے آنا امت کے عقیم ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ اس لئے کسی شخص کا اس امت میں سے مصلح ہو کر آنا مسیح اسرائیلی سے بہتر ہے۔ ان معنوں کے لحاظ سے مسیح موعودؑ کا مسیح اسرائیلی پر فضیلت کلی رکھنا ضروری نہیں۔

۲۔ ابن مریم نبی ہے مگر غلام احمد نبی نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے بعد نبی کا آنا یا مسیح اسرائیلی کا آنا آپ کی ختم نبوت کو توڑتا ہے۔ اس لئے اس امت میں سے کسی کا مسیح موعود کا خطاب پا لینا یہ بہتر ہے ان معنوں کے لحاظ سے بھی اس شعر سے مسیح اسرائیلی پر کلی برتری ثابت نہیں ہوتی۔

۳۔ کسی عیسیٰ مسیح کی آمد کے بھروسہ پر بیٹھے رہنا یا ابن مریم کے آنے کا اور مسلمانوں کی حالت سنوار دینے کا ذکر کرتے رہنا اور خود اصلاح کے لئے ہاتھ پاؤں نہ ہلانا مسلمانوں کا یہ طریق عمل نہایت ہی بربادی بخش ہے کہ جس نے مسلمانوں کے قوائے عمل کو شل کر دیا ہے۔ اس سے بہتر تھا کہ وہ کسی احمد کے غلام کی قیادت میں جدوجہد شروع کر دیتے۔

۴۔ مثلاً اس شعر میں عیسائی مخاطب ہیں۔ مریم کا بیٹا آخر ایک عورت کا بیٹا ہے اور عورت کا بیٹا ہونا معصوم اور منجی ہونے کے خلاف ہے احمد کا فرزند نجات کا ذریعہ ہونے میں اس سے بہتر ہے۔ یہاں بھی غلام احمد کے لئے کلی فضیلت ضروری نہیں۔ اس کا مسلمان ہونا ہی کافی دلیل ہے۔

۵۔ ابن مریم نے اپنی پہلی بعثت میں کیا کیا۔ بنی اسرائیل کی کہاں تک یاوری کی۔ احمد کے غلاموں نے خواہ وہ ابوبکر صدیقؓ ہوں یا عمرؓ و عثمانؓ انہوں نے دنیا کو زیر و زبر کر دیا۔ اور چہار دانگ عالم میں اسلام اور روحانیت کا ڈنکا بجا دیا۔

۶۔ پیش کردہ شعر کا وہ مفہوم جو ہمارے دوست نے پیدا کرنے کی کوشش کی ہے ہماری ان پانچ پیش کردہ معقول تصریحات کو رد کر دینے کے بعد بھی حباب ثبوت کے ہوائی قلعہ سے بڑھ کر نظر نہیں آتا۔ کیونکہ غلام احمد یہ فارسی ترکیب ہے۔ اور حضرت صاحب کا نام اپنی ترکیب کے لحاظ سے بقول حضرت میاں صاحب دنیا جہان کی تمام نحوی ترکیبوں سے بالاتر ہے یعنی غلام احمد ہرگز حضرت صاحب کا نام نہیں۔ ابن مریم پر غلام احمد کی فضیلت کیسی؟

غرض اس شعر پر کتنا ہی غور کرتے چلے جاؤ حضرت مسیح موعود کی مسیح اسرائیلی پر کلی فضیلت ثابت نہیں ہوتی۔ مدیر "الفضل" نے لفظ بہتر کو برتر سے بدل کر حضرت صاحب کے کلام میں خواہ مخواہ تحریف کا ارتکاب کیا ہے۔

ایک ملزم عدالت میں پیش ہوا مجسٹریٹ نے تحقیقات کے بعد کہا کہ تم کو تین آدمیوں نے جرم کرتے دیکھا ہے ملزم نے یہ سن کر قہقہہ لگایا اور کہا۔ کہ اگر تین آدمیوں نے جرم کرتے دیکھا ہے تو کیا ہوا میں لاکھوں آدمی ایسے پیش کر سکتا ہوں کہ جنہوں نے مجھے کبھی جرم کرتے نہیں دیکھا۔ پس کثرت شہادت کو قلت شہادت پر ترجیح دو۔ ہمارے دوست مدیر "الفضل" نے بھی آج ایک اسی قسم کا اچھوتا استدلال کیا ہے۔ آپ لکھتے ہیں :-

"حضرت مسیح موعودؑ نے نبوت کے متعلق بارش کی طرح وحی کے متعلق اپنی شان و منقبت کو جس تحدی سے ۱۹۰۱ء کے بعد بیان فرمایا ہے وہ ناقابل انکار حقیقت ہے۔ لفظ ظلی۔ مجازی یا جزوی فضیلت کی بجائے صریح طور پر نبی اللہ ہونے اور مسیح ابن مریم سے افضلیت کا اعلان فرمایا۔"

اس پر عرض ہے کہ امر واقعہ یعنی نبوۃ کے عہدہ پر فائز المرام ہونے کے متعلق جو وحی بارش کی طرح ہوئی وہ کہاں ہے؟ کس کتاب میں ہے؟ پہلی وحی تو موجود ہے۔ اور وہ قلیل ہے اس کے بعد جو کثرت وحی ہے۔ اور کثرت بھی وہ کہ جو بارش کی طرح ہو کہاں ہے؟ قلت کو آپ بغیر وجود کثرت کے شکست کیسے دے سکتے ہیں؟

افسوس ہے کہ نبوت اور صرف نبوت کے متعلق وہ بارش کی طرح وحی نہ تو کہیں حضرت صاحب نے محفوظ رکھی اور نہ آج ہمارے میاں صاحب ہی اس کو پیش کر سکتے ہیں۔ ورنہ ہم اس کو دیکھتے کہ وہ قرآن و حدیث کے خلاف کہاں تک ہماری روح کی آبیاری کر سکتی ہے۔ اور اگر وحی الٰہی کی وہ بارش حضرت صاحب کے ان تمام دعاوی اور دلائل قرآن اور حدیث اور صوفیاء و مجددین کی تمام تحریرات پر پانی پھیر دینے والی تھی تو اس کو خصوصیت کے ساتھ محفوظ رکھنا چاہئے تھا۔ تاکہ نہ صرف موجودہ زمانہ کے لوگ بلکہ آئندہ آنے والی نسلیں بھی اس سے مستفیض ہوتیں۔ وحی محفوظ میں تو ہمیں کوئی نئی بات معلوم نہیں ہوتی۔ وہی دعویٰ جو شروع میں تھا۔ وہی اعزازی خطابات جن سے ہمیشہ آپ کو خطاب کیا گیا وہی ہمیں ان آخری سات سالوں میں بھی نظر آتے ہیں۔ چلو کتابوں میں نہ سہی حضرت صاحب کے پرانے اصحاب ہی قسم کھا کر لکھ دیں کہ حضرت صاحب پر آخری سات سالوں میں نبوت کے متعلق بڑی شد و مد سے بارش ہوئی تھی۔ کہ جس کے کچھ چھینٹے ہمارے اوپر بھی آ گرے تھے۔ رہی آجکل کی محمودی نسل کی نئی پنیری کے دعوے ان بے چاروں کے اس وقت دودھ کے دانت بھی ابھی برآمد نہ ہوئے تھے ان کی چیں چپڑ چوں کو کون سنتا ہے۔

تعجب تو اس امر کا ہے کہ اس بارش کی طرح وحی کا ذکر خود حضرت صاحب نے بھی دوران وحی میں کسی جگہ نہیں کیا۔ بلکہ حسن اتفاق سے ایک شخص کو آپ پر اعتراض سوجھا۔ تو اس کے جواب میں اپنی وفات سے صرف ۱۱ ماہ پہلے آپ نے اس کے سوال کا جواب دیتے ہوئے اس بارش کی طرح وحی ہونے کا ذکر کیا [illegible] کانوں کان خبر بھی نہ ہوئی پس اس حساب سے یہ مخصوص زمانہ صرف ۱۱ ماہ کا ہے۔

آپ لکھتے ہیں کہ لفظ ظلی اور مجازی کی بجائے صریح طور پر نبی اللہ ہونے کا اعلان فرمایا۔ حضرت میاں صاحب نے تو ہمیں سمجھایا تھا کہ ظلی اور مجازی نبی کی بجائے آخر میں نبی اللہ ہونے کا اعلان کرنا ہمیں سناتے ہیں۔ یہ رجعت قہقری کیسی؟

پھر اس تعجب پر یہ اور تعجب ہے کہ اگر حضرت صاحب نے ظلی اور مجازی کی بجائے صریح طور پر نبی اللہ ہونے کا اعلان فرمایا تھا تو آپ اور آپ کی جماعت ابتک ظلی اور بروزی کی پخ کیوں لگائے پھرتی ہے لطف یہ ہے کہ مسیح اسرائیلی پر کلی فضیلت معلوم ہو جانے کے ایک مہینہ بعد حضرت صاحب نے پھر اس کو جزوی فضیلت قرار دیا کہ جو میاں صاحب کی کی کرائی محنت پر پانی پھیر دیتا ہے۔ یہ ہیں آپ لوگوں کے دلائل کہ جو حضرت مسیح موعود کی عظمت قائم کرنے کی بجائے خود حضرت صاحب کو التی نقضت غزلها من بعد قوة انكاثا کا مصداق ٹھہراتے ہیں۔

تنقید

ہندو راج کے منصوبے

کسی گذشتہ اشاعت میں مہاشہ فضل حسین صاحب کی کتاب "ہندو راج کے منصوبے" پر مختصر نوٹ لکھا جا چکا ہے۔ مہاشہ صاحب کے خط سے معلوم ہوا کہ وہ اس نوٹ پر خوش نہیں ہیں۔ غالباً اس نوٹ میں یہ لکھا گیا تھا کہ یہ کتاب کار خاص میں انتہائی انہماک کا نتیجہ ہے۔ ان کو اس حقیقت کے قبول کرنے سے انکار ہے۔ اگر فی الواقعی ایسا ہی ہے تو ہمیں اس پر مصر ہونے کی ضرورت نہیں۔ کتاب بذات خود نہایت عمدہ اور کثیر حوالہ جات کا مجموعہ ہے۔ شروع میں مسلمانوں نے ہندوؤں پر اپنے زمانہ حکومت میں جو احسان کئے ہیں ان کا ذکر ہے۔ اور پھر مختلف ہندو لیڈروں کے اقوال اور تحریرات سے یہ ثابت کیا ہے کہ مسلمانوں کے متعلق ہندوؤں کے ارادے نہایت فاسد ہیں۔ کتاب پر قیمت درج نہیں۔ غالباً پانچ چھ آنے ہو گی۔ ملنے کا پتہ ملک فضل حسین صاحب احمدی مہاجر قادیان۔

مجدد کامل

ہمیں حضرت خواجہ صاحب کا ایک اشتہار موصول ہوا ہے۔ کہ جس میں انہوں نے ایک ماہانہ رسالہ مجدد کامل اجراء کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ خواجہ صاحب موصوف اپنی طویل بیماری کی وجہ سے عرصہ سے صاحب فراش ہیں ان کے قلم سے ایسے رسالہ کا جاری ہونا نہایت ہی خوشی اور مسرت کا مقام ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے ارادے کو استقلال و ثبات بخشے۔

بادۂ عرفان کے چند قطرے

از درس قرآن مجید

فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ
(مرتبہ ایڈیٹر)

سبح اسم ربک الاعلیٰ الذی خلق فسوّیٰ والذی قدر فھدیٰ ۔ والذی اخرج المرعیٰ فجعلہٗ غثاءً احویٰ ۔ پچھلے درس میں میں نے سورۃ العلق کی آیات اقرأ باسم ربک الذی خلق o خلق الانسان من علق الخ پانچ آیات پر یہ بیان کیا تھا کہ ان میں جو دلائل ہستی باری تعالیٰ پر دیئے جا سکتے ہیں ۔ ان سب کا ذکر کر دیا ہے ۔ ایک مخلوق سے خالق پر استدلال یعنی الذی خلق میں ان دلائل کا ذکر ہے ۔ کہ جو مخلوق میں توجہ کرنے سے دلائل پیدا ہوتے ہیں ۔ دوسرے وہ ثبوت کہ جو انسان کی فطرت کے اندر نقش ہے ۔ یا لفظ علقہ سے اس دلیل کی طرف اشارہ ہے ۔ کہ جو ہستی باری تعالیٰ پر فطرۃً میں شہادت رکھی گئی ہے اور اس سے جو دلائل مستنبط ہوتے ہیں ۔ الذی علّم بالقلم سے وہ دلائل مراد ہیں کہ جو علوم سے حاصل ہوتے ہیں ۔ اور چوتھے وہ دلائل کہ جو انبیاء یا وحی الٰہی کے ذریعہ سے دیئے جاتے ہیں ۔ اور جن کا ذکر علّم الانسان ما لم یعلم میں ہے ۔ ہستی باری تعالیٰ کے متعلق علم ان چار ذرائع کے علاوہ اور کسی ذریعہ سے حاصل نہیں ہوتا ۔ اسی کے متعلق ایک دو باتیں اور کہنا چاہتا ہوں ۔ من علق کے معنی ہیں علقہ سے پیدا کیا ۔ اور وہ انسان کی ابتدائی حالت کا نام ہے یعنی وہ چھوٹی سی چیز جب ماں کے رحم کے ساتھ تعلق پیدا کر لیتی ہے اور غذا کے لئے براہ راست رستہ پکڑ لیتی ہے تو اسے علقہ کہا جاتا ہے ۔ ان آیات میں پہلے درجہ کا نام خلق ہے ۔ دوسرے کا علقہ رکھا ہے ۔ پہلے پہل جب میں نے قرآن شریف کا انگریزی میں ترجمہ کیا تو اس لفظ کے معنی محبت کئے تھے ۔ مگر اول معنی اس کے تعلق کے ہی ہیں ۔ من علق کے معنے تعلق سے پیدا کیا ۔ مگر یہ ترکیب بعینہٖ ایسی ہی ہے جیسے کہ فرمایا خلق الانسان من عجل ۔ انسان جلد بازی سے پیدا کیا گیا ہے یعنی عجلت پسند ہے ۔ اور ایک اور جگہ فرمایا خلقکم من ضعف تم کو کمزوری سے پیدا کیا ۔ یعنی تمہارے اندر کمزوری ہے ۔ تو اس طرح من علق کے معنی ہیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق انسان کی فطرہ میں ہے ۔

دوسری بات جو میں بتانا چاہتا ہوں

وہ یہ ہے کہ علّم الانسان ما لم یعلم میں وحی الٰہی مراد ہے ۔ کیونکہ دوسری جگہ قرآن شریف میں آتا ہے ۔ وانزل اللہ علیک الکتاب والحکمۃ وعلمک ما لم تکن تعلم (نساء رکوع ۱۷) اس میں آنحضرت صلعم کو خطاب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تجھ پر کتاب کو نازل کیا ۔ اور حکمت عطا کی ۔ اور سکھایا تجھ کو کہ جو تو نہیں جانتا تھا ۔ تو یہاں ما لم تکن تعلم سے مراد وحی ہی ہے پس ما لم یعلم سے مراد وہاں بھی وحی الٰہی ہی ہے ۔ اس میں اب کوئی شبہ نہیں رہا ۔

میں نے اس دن چند آیات نوٹ کروائی تھیں ۔ ان میں سے دلیل خلق کو جہاں بطور شہادت لیا ہے اور کھولا ہے وہ سورۃ الاعلیٰ کی وہ آیات ہیں کہ جن کو میں نے ابھی تلاوت کیا ہے ۔ گویا دلیل خلق کی اس سورۃ الاعلیٰ کی ان آیات میں زیادہ وضاحت کی ہے ۔ سبح اسم ربک الاعلیٰ الخ پاک ہے نام تیرے اعلیٰ رب کا کہ جس نے خلق کیا پھر اس کا تسویہ کیا ۔ وہ جس نے پیدا کیا ہے ۔ وہ کون ہے ۔ اور اس کی دوسری صفات خلق کون کون سی ہیں ۔ یہاں پہلی بات یہ بتائی کہ فسوّیٰ ھن خلق کی دلیل ہے ۔ یعنی خلق کے ساتھ کچھ اور باتیں بھی ہیں ۔ اور وہ یہ کہ وہ علم اور قدرت والی ہستی بھی ہے ۔ اس نے پیدا کیا اور فسوّیٰ اسکو ساوی اور یکساں بنایا ۔ خلق عام طور پر دو طرح کی سمجھی گئی ہے ۔ ایک تو یوں کہ جیسے آدم کی پیدائش کہ مٹی کا ایک بت بنا دیا ۔ اور اس میں پھونک مار کر اس کو زندہ کر دیا ۔ اور وہ انسان بن گیا ۔ مگر یہ صحیح نہیں ۔ جو ترکیب اور قاعدہ دوسری اشیاء کے بننے کا ہے اسی طرح آدم بھی بنا ہو گا ۔ یعنی مٹی سے سبزیاں ترکاریاں اور پھر ان سے حیوان کی پیدائش ہوتی ہے ۔ یہاں خلق کے بعد فسوّیٰ فرمایا ہے ۔ سوّی کہ جس کا مصدر تسویہ ہے ۔ اس کے معنی کمال کو پہنچانے کے ہیں جیسا کہ آیت ونفس وما سوّٰھا میں اس کی طرف اشارہ ہے ۔ مفردات امام راغب نے سوّیٰ اور فاستویٰ کو بطور لازم ومتعدی لیا ہے یعنی کمال کو پہنچا اور کمال کو پہنچایا ۔ اردو کا لفظ ساوی اسی سے ہے یعنی برابر و یکساں کرنا ۔ سوّیٰ متعدی ہے ۔ اور استویٰ لازم ہے ۔ فسوّیٰ میں ان قوتوں کے اندر رکھ دینے کی طرف اشارہ ہے ۔ کہ جن کو ترقی اور کمال کے حاصل کرنے کے لئے اندر رکھا ہے ۔ اللہ تعالیٰ کسی شے کو پیدا کرنے کے بعد کچھ قوتیں اور استعدادیں اس کے اندر رکھ دیتا ہے ۔ کہ جن سے وہ شے کمال کو پہنچ جاتی ہے کسی شے کو پہلے ہی کمال پر نہیں پیدا کیا جاتا ۔ بلکہ اندر رکھی ہوئی قوتوں سے ہی وہ کمال کو پہنچتی ہے ۔ فسوّیٰ کے معنی ہیں کمال کو پہنچایا ۔ مگر یہ اسی طرح ہے کہ جس طرح آدم کے متعلق فرمایا وعلّم آدم الاسماء کلھا ۔ آدم کو ہم نے تمام علوم سکھا دیئے یعنی علم کے حاصل کرنے کی استعداد اس میں رکھ دی ۔ اس میں آدم کی کوئی خصوصیت نہیں ۔ ہر ایک زید بکر کے اندر یہ قابلیت موجود ہے ۔ اور ہر انسان اس کا مصداق ہے ۔ غرض تسویہ کے معنی یہی ہیں ۔ کہ اس کے کمال تک پہنچنے کی اس میں قوتیں رکھ دی ہیں ۔ اس کے بعد دوسرا لفظ فرمایا قدّر

تقدیر یا قدر کس چیز کا نام ہے ؟

تقدیر کے دو معنے ہیں یعنی قدرت اور طاقت دینا اور خاص اندازہ پر رکھنا ۔ پہلے یہ فرمایا کہ اس کے اندر استعداد اور قویٰ رکھے ۔ اب فرماتا ہے کہ ان کے ساتھ ایک حد بندی مقرر کر دی ۔ اس اندازہ مقررہ اور حد بندی سے وہ شے باہر نہیں جا سکتی ۔ اور یہ دائرہ حد بندی تمام مخلوق میں مقرر کیا گیا ہے ۔ یا ہر چیز اپنی ترقی کے لحاظ سے ایک قید کے اندر مقید ہے ۔ خواہ سورج ہو یا چاند اور دیگر سیارے ۔ زمین ہو یا اس کی روئیدگیاں ۔ درخت ۔ کیڑے ۔ مکوڑے ۔ حیوانات اور خواہ انسان یہ سارے کے سارے حد بندیوں میں جکڑے ہوئے ہیں ۔ کہ جن سے باہر وہ نہیں نکل سکتے ۔ اگر ایک چیز کے اندر کچھ قوتیں اور استعدادیں ہیں ۔ تو دوسری چیز اس کو ضائع نہیں کر دیتی ۔ ہر ایک پر اس لئے حد بندی لگا دی ہے کہ ایک چیز دوسری کو برباد نہ کر دے ۔ تیسری چیز ہے جو خلق کے ساتھ تعلق رکھتی ہے چوتھی بات فھدیٰ میں بیان کی گئی ہے ۔ یعنی اس کو ہدایت دی ۔ ہدایت کیا چیز ہے ؟ لغت عربی میں اس کے معنی لکھے ہیں ۔ الرشاد والدلالۃ بلطف الیٰ ما یوصل الی المطلوب ۔ لطف اور نرمی کے ساتھ لے جانا اور رہنمائی کرنا اس کی طرف کہ جو مطلوب یعنی منزل مقصود تک پہنچا دے ۔ یہ چوتھا درجہ ہے ۔ ان آیات میں اس مضمون کو بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ پیدا کرتا ہے ۔ اس پر بات ختم نہیں ہو جاتی ۔ پھر اس کے اندر ترقی کے لئے قویٰ اور استعدادیں رکھتا ہے ۔ لیکن یہ قویٰ اور استعدادیں بھی کسی کام نہیں آتیں ۔ اگر باہر خارج میں ترقی کے سامان موجود نہ ہوں ۔ کیونکہ ممکن ہے کہ وہ قوت جو اندر رکھی گئی ہے کام ہی نہ دے ۔ اس لئے باہر بھی سامان موجود ہیں ۔ کہ ان کی مدد سے وہ ترقی کرے ۔ اور بڑھے ۔ ہدایت فی الحقیقت خارجی سامان ہیں ۔ جب تک یہ موجود نہ ہوں اندر کی قوتیں کام ہی نہیں دیتیں ۔ مثلاً آنکھ کے اندر دیکھنے کی قوت (بینائی) موجود ہے ۔ لیکن اگر باہر روشنی نہ ہو تو یہ بینائی کسی کام کی نہیں ۔ کانوں میں سماعت موجود ہے ۔ مگر ہوا نہ ہو تو کوئی شخص سن نہیں سکتا ۔ اسی طرح ہر چیز کی ترقی کے لئے خارجی سامان موجود ہیں ۔ کہ جن سے وہ اپنی منزل مقصود کو پہنچتی ہیں ۔ کسی بنی ہوئی چیز کو یہ سمجھ لینا کہ کسی نے بنایا ہو گا کافی نہیں ۔ مثلاً یہ لوہے کا گرڈر ۔ اگر کوئی اس کو دیکھ کر کہے کہ اس کو کسی نے بنایا ہو گا تو اس کا کیا فائدہ ؟ ان ساری باتوں میں غور کرو گے تو معلوم ہو گا کہ خلق کے پیدا ہونے کے بعد باقی مراتب اور درجات کی کس قدر ضرورت ہے ہر چیز خلق ہوتی ہے ۔ اور پھر آہستہ آہستہ ادنیٰ حالت سے اعلیٰ منزل مقصود کو پہنچتی ہے ۔

اور یہ لفظ رب کا تقاضا ہے

کہ جس کے معنی ہی یہ ہیں کہ ادنیٰ سے اعلیٰ حالت کی طرف لے جانا ۔ آہستہ آہستہ درجہ بدرجہ ترقی دیتے ہوئے ۔ موجودہ سائنس نے اس بات پر بہت زور دیا ہے کہ یہ قانون ساری چیزوں میں جاری ہے ۔ مگر قرآن شریف خود سائنس ہے کہ جس نے آج سے تیرہ سو سال پیشتر اللہ تعالیٰ کے اس قانون کی طرف توجہ دلائی ۔ سبح اسم ربک میں ایک طرف تو رب کا نام لیا کہ جو درجہ بدرجہ کمال تک پہنچانے والا ہے اور پھر خلق کا ذکر کر کے ہر چیز جس طرح ترقی کرتی ہے اس کا ذکر کیا اور ہر چیز کی ترقی کی حد بندی کو بتا کر یہ بھی بتا دیا کہ خارج میں بھی اس کی ترقی کے سامان موجود ہیں ۔ اور یہ چاروں چیزیں اس کی ہستی پر دلالت کرتی ہیں ۔ یہیں تک مضمون ختم نہیں ہو جاتا ۔ قرآن شریف میں پھر ان میں سے ہر ایک درجہ کے لئے کہ مزید تشریح اور توضیح کی گئی ہے ۔ اول خلق کو لیجئے ۔ عربی میں یہ لفظ دو طرح پر استعمال کیا گیا ہے ۔ ایک خلق کے معنے پیدا کرنا ہے ۔ بغیر مادہ اور آلہ کے اور دوسرے یہ کہ وہ ایک چیز سے دوسری چیز بناتا ہے ۔ ابداع الشیٔ من غیر اصل ولا احتذاء یعنی ایک چیز کا بالکل نیا وجود میں لانا جس کی نہ کوئی اصل موجود ہے اور نہ کوئی نمونہ ہے ۔ اس طرح کی خلق کو بغیر مادہ اور آلہ بنانا کہتے ہیں یا نیستی سے ہستی کرنا اس زمانہ میں

آریہ سماج ایک نیا ہندوؤں کا فرقہ

نکلا ہے کہ جنہوں نے اس بات پر بہت زور دیا ہے ۔ کہ پرمیشور بغیر مادہ کے کچھ نہیں پیدا کر سکتا ۔ قرآن کریم نے اس عقیدہ کی تردید کی ہے اور جہاں اس نے یہ بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فلاں چیز کو فلاں سے پیدا کیا ہے شلاً خلقکم من تراب وخلقنا کم من تراب تم کو مٹی سے پیدا کیا ۔ یہاں تراب گویا مادہ ہے ۔ اس سے پیدا کر دیا گیا ۔ مگر یہی لفظ وہاں بھی استعمال ہوتا ہے ۔ کہ جہاں پیشتر سے کوئی مادہ موجود نہیں ۔ شلاً خلق کل شیٔ ۔ اس نے ہر شے کو بنایا ہے ۔ یہاں روح اور مادہ سب اس کے اندر آ گئے ۔ یا فرمایا بدیع السمٰوٰت والارض آسمان اور زمین کو نیست سے ہست کرنے والا ہے اس مسئلہ کا سمجھنا انسان کے لئے خواہ کتنا بھی مشکل کیوں نہ نظر آئے ۔ بلکہ انسان کی نگاہ میں ناممکن ہی کیوں نہ ہو مگر خدا کا علم اور اس کی طاقت انسان جیسا نہیں ہے ۔ اور وہ اپنے کاموں میں ان آلات اور مادہ کا محتاج نہیں ۔ کہ جن کے بغیر انسان کچھ نہیں بنا سکتا ۔ انسان کے دیکھنے کے لئے آنکھیں بکار ہیں ۔ تو کیا خدا کی بھی آنکھیں ہیں ۔ اسی طرح انسان آواز سننے کے لئے ہوا کا محتاج ہے ۔ لیکن خدا کے دیکھنے کے لئے نہ روشنی کی ضرورت ہے اور نہ سننے کے لئے ہوا اور کانوں کی ضرورت ہے قرآن شریف میں خلق کا لفظ نیستی سے ہستی کرنے پر بھی بولا جاتا ہے ۔ اور کئی ایک آیات میں اس کا ذکر موجود ہے ۔ ایک جگہ فرمایا ربنا الذی اعطیٰ کل شیٔ خلقہٗ ثم ھدیٰ ۔ وھو خالق کل شیٔ ۔ ھو اللہ الخالق ۔ قل اللہ خالق کل شیٔ وھو الواحد القھار وخلق کل شیٔ وھو العلیم الحکیم یعنی

جو چیز شے کہلاتی ہے وہ اس کا خالق ہے

شے کے معنی ہیں وہ چیز کہ جس پر خدا کا قانون یا مشیت وارد ہو یا خدا کی چاہی ہوئی چیز اس قسم کی بکثرت آیات ہیں ۔ کہ جن میں اللہ تعالیٰ کے بلا مادہ پیدا کرنے پر دلائل موجود ہیں ۔ انسان کے پیدا کرنے کے متعلق بھی بکثرت آیات قرآن شریف میں موجود ہیں ۔ کہیں یہ ذکر ہے کہ ہم نے اس کو مٹی سے بنایا ۔ کہیں یہ کہ نطفہ سے بنایا ۔ اور کہیں علقہ یا مضغہ سے بنانے کا بیان ہے ۔ قرآن شریف کا اعجاز یہ ہے کہ بعض اشیاء کو بعض ایسی چیزوں سے خلق کرنے کا ذکر کیا ہے ۔ کہ ان کا انکشاف اس وقت نہیں ہوا تھا ۔ بلکہ اس کے بعد بھی مدت تک نہ ہوا تھا ۔ مگر وہ سب انکشافات آجکل ہوئے ہیں ۔ ان میں سے ایک بات یہ ہے ۔ کہ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے ۔ واللہ خلق کل دابۃٍ من ماءٍ فمنھم من یمشی علیٰ بطنہٖ ومنھم من یمشی علیٰ رجلین ومنھم من یمشی علیٰ اربع یخلق اللہ ما یشاء ان اللہ علیٰ کل شیءٍ قدیر (النور) اللہ تعالیٰ نے ہر ایک جاندار کو پانی سے پیدا کیا ہے ۔ ہر ایک جاندار کا پانی سے پیدا ہونا اٹل ہے ۔ اس زمین پر جانداروں کی پیدائش سے پہلے پانی ہی پانی تھا ۔ ایک دوسری جگہ اسی کے متعلق فرمایا وجعلنا من الماء کل شیٔ حی ۔ ہم نے ہر ایک چیز کو پانی سے زندگی بخشی ۔ اس کے بعد جانداروں میں سے سب سے پہلے رینگنے والے جانور پیدا ہوئے ۔ اس کے بعد دو پاؤں والے پرند پیدا ہوئے اور سب سے آخر پر چار پائے پیدا ہوئے اور انسان بھی انہیں میں شامل ہے قرآن کریم نے گویا ان جانوروں کی ترتیب پیدائش وہی بیان کی ہے کہ جو اب سائنسدانوں کے نزدیک اصول ارتقاء کے ماتحت نیا انکشاف ہوا ہے ۔ اسی طرح ایک اور آیت ہے سبحان الذی خلق الازواج کلھا مما تنبت الارض ومن انفسھم ومما لا یعلمون (یٰس) تمام نقائص اور عیوب سے پاک ہے وہ کہ جس نے زمین کی تمام روئیدگیوں کے جوڑے جوڑے پیدا کئے ہیں ۔ اور نسل انسانی کو بھی جوڑے بنایا ۔ اور پھر ان چیزوں کے بھی جوڑے بنائے ہیں کہ جن کو انسان ابھی جانتے بھی نہیں یعنی وہ شئی آنکھ سے نظر بھی نہیں آتیں ۔ بلکہ وہ خوردبین سے دکھائی دیتی ہیں ۔ قرآن

جلد اطلاع دیجئے

جلسہ کے ایام میں ایک صاحب نے جن کا نام غالباً نظام امیر یا نظام الٰہی ہے مبلغ چھ روپے بابت چندہ اخبار "پیغام صلح" مجریہ پیغام صلح کو دیئے تھے۔ اور اپنا نمبر خریداری ۵۴ لکھایا تھا۔ یہ نمبر غلط ہے کیونکہ ۵۴ نمبر منشی سلطان احمد صاحب عرضی نویس سیکرٹری جماعت کوئٹہ کا ہے۔ براہ کرم وہ صاحب جلد اپنے پورے پتہ اور نمبر خریداری سے اطلاع دیں۔ تاکہ کھاتہ میں اندراج ہو سکے۔ منشی سلطان احمد صاحب سیکرٹری جماعت کوئٹہ سے بھی درخواست ہے کہ وہ بھی مطلع فرمائیں کہ انہوں نے تو کوئی رقم بابت چندہ اخبار "پیغام صلح" ادا نہیں فرمائی؟ کثرت کار کی وجہ سے محرر پورا پتہ لکھ نہ سکا اور یہ غلطی ہو گئی۔ (منیجر "پیغام صلح" لاہور)

پیر پرستی

ازقلم شیخ غلام حسین صاحب سکرٹری احمدیہ انجمن سیالکوٹ

بالعموم اخبارات میں اذکار و حوادث اور فکاہات کے عنوان سے پیر پرستی کی تازہ سے تازہ مثالیں و، فعات کے رنگ میں شائع ہوتے رہتے ہیں۔ ۔ عام طور پر یہ خبریں معمولی طبقہ کے افراد کے حالات پر مشتمل ہوتی ہیں۔ اس لئے کسی خاص توجہ کی مستحق نہیں ہوتیں۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ وبا خواہ ادنے طبقہ کے افراد سے تعلق رکھتی ہو یا اعلیٰ طبقہ سے۔ بہر حال ملک اور قوم کے حق میں نہایت ضرر رساں اور افسوسناک ہے۔ اس لئے اس موذی مرض کے خلاف جہاد کرنا عنداللہ و عندالناس باعث ثواب ہے۔ اسی غرض کو مدنظر رکھ کر ہم نے قلم اٹھایا ہے۔ ہم کسی معمولی اور متوسط درجے کے درویش اور بے نوا فقیر کے حالات زندگی پر تبصرہ کرنا نہیں چاہتے۔ بلکہ ایک خاص طبقہ کے مدعیٔ علم و ورع کے چند اقوال کی طرف ناظرین اخبار کی توجہ مبذول کرانا چاہتے ہیں۔ جو اپنے مجیر العقول استدلال، میں مشاق اور گوناں گوں دعاوی کی وجہ سے پبلک میں شہرۂ آفاق ہیں۔ اور باوجودیکہ علوم مروجہ میں اپنی استعداد کا آج تک کوئی ثبوت پیش نہیں کرسکے۔ اس پر بھی ھل من مبارز کا نعرہ لگاتا بیان کی کے دعاوی سے مریدان باصفا اور عام خلق اللہ کو مرعوب کرنے کی کوشش ہوتی رہتی ہے۔ اور اسی قسم کے اخلاق سے ان کے معتقدان خاص جو تحریری اور تقریری پیشہ رکھتے ہیں متجلی ہیں۔ میرے مطمح نظر خلیفہ قادیان ہیں۔ جو اپنے مخصوص دعاوی اور تخیل کی وجہ سے۔ نرالی شان رکھتے ہیں۔ انہوں نے اپنی شہرت کا یہی راز سمجھ رکھا ہے کہ اتحاد اور اجماع امت سے انحراف کرکے افرادی حیثیت قائم کی جائے۔ اس کے لئے وہ عجیب عجیب مسلک سوچتے رہتے ہیں۔ اگر وہ فروعات تک اپنی موشگافیاں محدود رکھتے تو عذر ہوسکتا تھا۔ کہ مثل دیگر فرقہ ہائے اسلام اس فرقہ کا اختلاف بھی اجتہاد تک ہی محدود ہے۔ مگر انہوں نے تو مسائل مہمہ یعنے اصول دین پر ہاتھ صاف کر دئے ہیں۔ چند شواہد مثالاً عرض کئے جاتے ہیں۔

(۱) روئے زمین کے مسلمانوں کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں۔ (آئینہ صداقت ص۳۵)

(۲) جو ان کو (مرزا صاحب کو) سچا تو سمجھتا ہے۔ مگر بیعت نہیں کی وہ بھی کافر ہے۔ (تشحیذ الاذہان اپریل ۱۹۱۱ء)

(۳) ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں۔ (انوار خلافت ص۹۰)

(۴) ایک غیر احمدی کا فرض ہے کہ جب تک وہ بیعت میں داخل نہ ہو مسیح موعود اور اس کے متبعین کو مسلمان نہ سمجھے۔ (منقول از میاں صاحب مندرجہ اخبار فاروق مورخہ ۱۶ جنوری ۱۹۱۶ء)

اس موضوع کے متعلق جو کچھ قرآن شریف اور احادیث صحیحہ میں منقول ہے۔ یا حضرت امام نے ارقام فرمایا ہے۔ وہ سب یا اس میں سے بطور نمونہ ہی کچھ لکھا جاوے۔ تو مضمون میں ایک جامعیت اور شان پیدا ہو جاوے مگر یہ امر ہمارے موضوع سے خارج ہے۔ ہم نے تو صرف جناب میاں صاحب کے کارہائے خصوصی عرض کرنے ہیں۔ سو ناظرین اوپر کے چار حوالوں سے سمجھ سکتے ہیں کہ میاں صاحب کا منشا اس کلام سے اتحاد بین المسلمین ہے یا نفاق بین المسلمین۔

دوسری بات جو قابل توجہ ہے۔ خاتم النبیین کے معنے ہیں۔ جملہ خاتم النبیین کے معنے ابتدائے اسلام سے ۱۹۱۴ء تک اجماعی طور پر سلف اور خلف نے آخری نبی کرکے نبوۃ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مسدود اور منقطع سمجھا ہے۔ مگر اس صدی کے وسط سے اس جملہ کا مفہوم بالکل الٹ دینے کی کوشش کی جارہی ہے۔ اور جملہ خاتم النبیین کی کتر بیونت کرکے اور اس میں سے لفظ ختم کو لے کر اجرائے نبوت کی سعی ناکام کی گئی ہے۔ اگر کتب ہائے لغت کی مجموعی شہادت کو دیکھا جاتا تو معاملہ بالکل صاف تھا۔ زیادہ تر افسوس تو یہ ہے کہ جب میاں صاحب کی اس غلطی کو علم لغت کے ذریعے واضح کیا گیا تو میاں صاحب اور ان کے مریدوں نے اس پر آج تک کوئی توجہ نہ فرمائی۔ ہمارے خیال میں مصلحتاً اور عمداً اس معاملہ میں خاموشی اختیار کی گئی تا کہ بحث اور تمحیص سے حقیقت حال پر زیادہ روشنی نہ پڑے۔ یہ تو لغوی تحقیقات کا حال ہے۔ مگر احادیث کی طرف سرے سے التفات ہی نہیں کیا گیا۔ مرحوم و مغفور مولوی سید محمد احسن صاحب جیسے بلند پایہ فاضل نے اپنے مشہور معروف رسالہ خاتم النبیین میں چالیس احادیث صحیحہ کتب ہائے صحیح بخاری اور صحیح مسلم وغیرہ سے نقل کرکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے کا ثبوت پیش کیا۔ مگر افسوس کہ میاں صاحب موصوف ان پیش کردہ احادیث کی تردید پر آج تک متوجہ نہ ہوئے۔ فریق مقابل کوئی معمولی حیثیت کا آدمی نہ تھا۔ بلکہ اتنا بڑا جید عالم تھا۔ جس کے علم و فضل کا اعتراف خود مسیح موعود کو بھی تھا۔ اس سکوت سے کیا سمجھا جائے۔ یہی کہ میاں صاحب کے ہاتھ میں اس کی معارضہ میں کچھ نہ تھا۔ اور وہ اس امتحان میں ٹوٹلی فیل ہوگئے۔

پھر کچھ دن ہوئے میاں صاحب کی زبان حقائق بیان سے یہ معارف جاری ہوکر ہر کس و ناکس کے گوش گذار ہوا۔ کہ

مکہ کی چھاتیوں کا دودھ سوکھ گیا ہے۔

یہ آواز کلمہ گوؤں کے لئے جس قدر سوہان روح ہے محتاج بیان نہیں۔ کیونکہ مکہ مکرمہ زاداللہ شرفہ کی عظمت اور شان کتب ہائے معتبرہ اسلام میں تواتر کے ساتھ منقول ہے۔ جس سے اس مقدس گھر کا احترام اور فیضان جاریہ معلوم ہوسکتا ہے۔ میں اس جگہ قرآن کریم کی چند آیات کا تبرکاً ذکر کرتا ہوں جس سے اس مضمون کی حقیقت اچھی طرح روشن ہوسکتی ہے۔ سورہ آل عمران میں ہے۔ ان اوّل بیت وضع للناس للذی ببکۃ مبارکاً وھدی للعٰلمین فیہ آیات بینات ومن دخلہ کان آمنا ولله علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا۔

اور سورۂ مائدہ میں اس طرح پر ہے۔ جعل اللہ الکعبۃ البیت الحرام قیاماً للناس والشھر الحرام والھدی والقلائد۔

ان ہر دو آیات میں مکہ معظمہ کے کئی ایک فضائل کا اظہار ہے اوّل اس کو **مبارک** اور **ہدایت** فرمایا۔ یعنی ایسی ہدایت جس کا سلسلہ کبھی منقطع نہ ہو۔ اس کے ساتھ ہی للعٰلمین کا استعمال کرکے بتلایا کہ تمام زبانوں اور ملکوں کے انسان اس سے مستفیض ہوتے رہیں گے۔ پھر اس کو آیات بینات قرار دیا اور فرمایا کہ یہ مقام ابراہیم ہے۔ اور اپنے رہنے والوں کے لئے باعث امن ہے۔ اس کا حج فرض کیا گیا ہے۔ وہ عزت اور حرمت کا گھر ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ اس قدر فیوض اور برکات کے ہوتے ہوئے یہ کہنا کہ اب مکہ کی چھاتیوں کا دودھ سوکھ گیا ہے۔ کس قدر دلیری اور جرأت ہے۔ خوب یاد رکھنا چاہئے کہ مکہ کے دودھ کی نسبت وعدہ ہے۔ کہ وہ رہتی دنیا تک نہیں سوکھ سکتا۔ اور نعوذ باللہ اگر وہ سوکھ گیا ہے تو یہ مختلف گدیاں جو اپنے آپ کو اس کی برانچیں اور شاخیں ظاہر کرتی ہیں۔ کس منہ سے اپنی زندگی کا دعویٰ کرسکتی ہیں۔ یہ عجیب معمہ اور راز ہے کہ اپنے منبع اور جڑ کی نسبت جس کے ذریعہ سے انہیں خوراک میسر ہوتی ہے سوکھ جانے کی خبر دے۔ اور پھر اپنے مشن کی زندگی کا اعلان بھی کیا جاتا ہے۔ مناسک وارکان حج روحانی غذائیں ہیں۔ اگر ان کی تہ میں کوئی حقیقت نہیں رہی تو اس قدر سالانہ اجتماع بھی عبث ہے۔ لکھوکھا زائرین کو کیا مصیبت پڑی ہے۔ کہ وہ اپنے مالوں اور جانوں کو ایسے کام پر خرچ کرتے ہیں جس کا کچھ بھی فائدہ نہیں۔ اور ہم پوچھنا چاہتے ہیں۔ کہ اگر فی الواقعہ حضور کا یہ ارشاد صحیح ہے کہ مکہ کی چھاتیوں کا دودھ خشک ہو گیا ہے۔ تو خود بدولت نے اس قدر دور دراز سفر طے کرکے کیوں زحمت حج گوارا فرمائی تھی۔ اس ارشاد کی موجودگی میں آپ کا یہ عمل صریح مغالطہ دہی ہے۔ امید ہے کہ اگر خود نہیں تو تنخواہ دار مبلغ ضرور اس معمے کو حل کرنے کی طرف توجہ فرمائیں گے۔ ہمارے خیال میں یہ فقرہ جو استعمال کیا گیا ہے اس کی ایک ہی غرض ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ لوگوں کی توجہ دیگر اطراف سے ہٹ کر اپنی طرف ان کو مائل کیا جاسکے۔ اس مطلب برآری کے لئے یہی ایک عبارت موزوں نہیں کی گئی۔ اور بھی بہت سی تحریریں ہیں۔ جو مختلف اوقات میں تصنیف کی گئیں۔ میں اپنے موقع پر ان میں سے کچھ حوالہ پیش کروں گا۔

اسی طرح اجرائے نبوت کی جو کوشش عمل میں آئی دراصل یہ عقیدہ اختیار کرکے اپنی طرف مائل کرنے کے لئے ایک راہ کھولی گئی ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود ضمنی طور پر آلہ کار بنایا گیا ہے۔ کیونکہ بیٹر ایسے مطلب کا نشہ ہونا محال تھا۔ جن لوگوں نے ہمارے قادیانی دوستوں کے لٹریچر کا بغور مطالعہ فرمایا ہے انہوں نے دیکھا ہوگا کہ عام طور پر ہمارے دوستوں نے عادت اختیار کر رکھی ہے کہ اسلام اور انبیاء علیہم السلام کی مدح سرائی میں یہ لوگ ایسے طور سے رطب اللسان رہتے ہیں۔ گویا مرے جاتے ہیں۔ مگر جب ذاتی معاملہ پیش آجائے تو نہ اسلام کا پاس۔ نہ انبیاء علیہم السلام کے مدارج عالیہ کا لحاظ مدنظر رہتا ہے۔ ختم نبوت کے معنے اجرائے نبوت۔ لغت سے استغناء۔ احادیث سے بے پروا۔ مکے کی چھاتیوں سے دودھ سوکھ جانے کا حال تو ناظرین نے گذشتہ حوالوں سے معلوم کر [illegible]

کو واضح کرنے کے لئے دیگر مقدس سے مقدس ہستیوں کے احترام کو کس کس پیرایہ میں کم کیا گیا ہے حسب ذیل ہے۔

اگر حضرت مسیح موعود کے دعاوی اور آپ کے درجہ کے متعلق سوال ہو۔ تو ہم مجبور ہوں گے۔ کہ بتائیں کہ آپ کا آخری درجہ نبی بلکہ اس سے بڑھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ظلی نبی ہونا تھا۔

(القول الفصل ص۲۵)

ناظرین اس حوالہ میں حضرت مسیح موعود کا درجہ نبی سے بڑھ کر تجویز کیا گیا ہے۔ اسی طرح دوسری جگہ تحریر فرماتے ہیں۔

ایک آنحضرت صلعم کے شاگردوں میں سے علاوہ بہت سے محدثوں کے ایک نے نبوت کا درجہ پایا اور نہ صرف یہ کہ نبی بنا بلکہ اپنے مطاع کے کمالات کو ظلی طور پر حاصل کرکے بعض اولوالعزم نبیوں سے بھی آگے نکل گیا۔

حقیقۃ النبوۃ ص۲۵۷

پہلے حوالہ میں نبی سے بڑھ کر درجہ تجویز ہوا۔ اور اس حوالہ میں اولوالعزم نبیوں سے آگے بڑھایا ہے تا آگے ارشاد ہوتا ہے۔

۳۔ یہ بات آپ کی عزت بڑھانے والی ہے کہ آپ کے شاگردوں میں سے ایک ایسا لائق ہوگیا۔ جو دوسرے استادوں سے بھی بڑھ گیا۔ (حقیقۃ النبوۃ ص۱۸۶)

ایک شاگرد ایسا لائق ہوگیا۔ خاص طور سے توجہ طلب ہے۔ دوسرے استادوں سے بڑھ گیا۔ یعنی انبیاء علیہم السلام سے بھی ترقی کر گیا۔ یہی ترقی اور بڑھوتری مقصود بالذات ہے۔

حضرت مسیح موعود محدثیت کی جزوی نبوت سے اوپر کسی اور نبوت کے قائل تھے۔ (حقیقۃ النبوۃ ص۲۳۵)

ظلی نبوت نے مسیح موعودؑ کے قدم کو پیچھے نہیں ہٹایا۔ بلکہ آگے بڑھایا اور اس قدر آگے بڑھایا کہ نبی کریم کے پہلو بہ پہلو لاکر کھڑا کیا۔ (کلمۃ الفصل ص۱۱۳)

میرا ایمان ہے کہ حضرت مسیح موعود اس قدر رسول کریم کے نقش قدم پر چلے۔ کہ وہی ہوگئے۔ لیکن کیا شاگرد اور استاد کا ایک مرتبہ ہوسکتا ہے۔ گو شاگرد علم کے لحاظ سے استاد کے برابر بھی ہو جائے ہاں یہ بھی کہتے ہیں کہ جو کچھ رسول کریم کے ذریعہ سے ظاہر ہو وہی مسیح موعود نے بھی دکھایا۔ اس لحاظ سے برابر بھی کہا جاسکتا ہے۔

(ذکر الٰہی ص۱۹)

ان حوالوں میں نبی کریم صلعم کی برابری کا ادعا کیا گیا ہے۔ اور علم میں ساوی قرار دیا ہے۔ مگر حضرت امام فرماتے ہیں ؎

ایں چشمۂ رواں کہ بخلق خدا دہم
یک قطرۂ ز بحر کمال محمد است

حضرت مسیح موعود کو آنحضرت صلعم کے تمام کمالات پانے کی وجہ سے عین محمدؐ بھی کہہ سکتے ہیں۔ (ذکر الٰہی ص۲۰)

صوفیوں کی اصطلاح میں کامل اتباع اور فنا فی الرسول کی حالت میں تابع اپنے متبوع کا ظل اور بروز تو ہوسکتا ہے۔ مگر امت میں سے یہ کسی کا مذہب نہیں۔ کہ کوئی شخص عین محمدؐ بھی ہوسکتا ہے۔ اس خیال کی تردید میں میں حضرت امام کے دو حوالے درج کرتا ہوں جس سے اس مذہب کی تنقیط آپ سے آپ ہو جائیگی۔

کتاب تحفہ گولڑویہ کے صفحہ ۱۱ پر فرماتے ہیں۔

جیسا کہ ہمارے نبی صلعم حضرت موسیٰ کے مثیل ہوکر اس کے عین نہیں ہوسکتے۔ ایسا ہی تمام محمدی خلیفے جن میں آخری خلیفہ مسیح موعود ہے۔ وہ موسوی خلیفوں کے جن سے آخری خلیفہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہے۔ کسی طرح عین نہیں ہوسکتے۔ باقی دارد۔

اخبار احمدیہ

—— ڈاکٹر عبدالوہاب صاحب سیام سے سالانہ جلسہ میں شمولیت کے لئے تشریف لائے ہیں۔

—— یہ خبر نہایت افسوس سے سنی جائے گی کہ ہمارے عزیز دوست مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع کی والدہ ۱۴ ماہ رواں کو اس دار فانی سے انتقال کر گئی ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون اللہ تعالیٰ مرحومہ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے مرزا مظفر بیگ صاحب اور ان کے والد مکرم قبلہ منور بیگ صاحب سے ہمیں اس صدمہ جانکاہ میں ہمدردی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

قابل توجہ معاونین پیغام صلح

مارچ سنہ ١٩٣٠ء

میں مفصلہ ذیل خریدار صاحبان کا چندہ ختم ہوتا ہے۔ بعض کے ذمہ بقایا بھی ہے ان تمام حضرات کی خدمت میں گذارش ہے کہ وہ واجب الادا رقوم جلد سے جلد بھیج دیں۔ ١٠ مارچ تک انتظار کیا جائے گا۔ اس کے بعد وی پی جانے شروع ہو جائیں گے۔ جن کا وصول کرنا۔ خریدار صاحبان کا اخلاقی و قومی فرض ہے۔

بعض احباب وقت پر چندہ ادا کرنے کی بجائے کئی کئی ماہ کا وعدہ کر لیتے ہیں جن میں سے اکثر ایفا نہیں ہوتے اور اخبار کو مالی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اب یہ طریق ترک کر دیا گیا ہے۔ کافی عرصہ پہلے اطلاع دی جاتی ہے احباب اس عرصہ میں چندہ کا انتظام کر سکتے ہیں۔

اخبار میں اعلان کرنے کے علاوہ ان تمام احباب کے نام خطوط بھی بھیجے گئے ہیں جنمیں حساب کی تفصیل درج ہے کسی صاحب کو کوئی اعتراض یا کسی غلطی کی تصحیح مطلوب ہو تو وہ بہت جلد مطلع فرمائیں خط و کتابت اور ترسیل زر کے وقت نمبر خریداری کا حوالہ دینا نہ بھول جائیں۔ نمبر خریداری اخبار کی چٹ کے علاوہ اس فہرست اور اطلاعی خطوط سے بھی معلوم ہو سکتا ہے۔

وی پی میں منی آرڈر کی نسبت دو آنے زاید خرچ ہوتے ہیں۔ اس لئے چندہ منی آرڈر کے ذریعہ ہی بھیجدینا بہتر ہے۔

منیجر

نمبر خریداری	نام و پتہ	میعاد	بقایا آنہ	بقایا روپیہ	سال آئندہ کا چندہ آنہ	سال آئندہ کا چندہ روپیہ	کل میزان آنہ	کل میزان روپیہ
٤٩٣	جناب منشی شاہ دین صاحب فیض فوٹوگرافر ضلع گورداسپور	١٦ ٣/٣٠	x		.	٦	.	٦
٤٩٨	جناب مستری فضل دین صاحب احمدی محلہ کشمیری سیال کوٹ شہر	٢٠ ٣/٣٠	-	١٢	-	٦	.	١٨
٥٣٧	جناب منشی فضل قادر صاحب زراعتی کالج لائل پور	١٢ ٣/٣٠			-	٦	.	٦
٧٦٧	جناب شیخ منظور احمد خاں صاحب داروغہ اشجار ممدوٹ	١٢ ٣/٣٠	.	٣	-	٦	-	٩
٨٨٧	جناب سید الف شاہ صاحب فتح جنگ ضلع کیمبل پور	١٣ ٣/٣٠	.	.	-	٦	-	٦
٨٩٥	جناب سید لال شاہ صاحب برقی پشاور	١ ٣/٣٠	.	.	-	٣	-	٣
٨٩٦	جناب بابو عبدالمنان صاحب کلرک جہلم	٣١ ٣/٣٠	.	.	.	٦	.	٦
٨٩٨	جناب قاضی محمد اسلم صاحب سب اوورسیر آنند ضلع کاریابہ	٢ ٣/٣٠	.	.	.	٦	.	٦
٩٢٨	جناب فضل دین محمد شیر صاحبان پارچہ فروش پشاور شہر	٣١ ٣/٣٠	-	٦	-	٦	.	١٢
٤٠١	جناب محمد حسین صاحب جمعدار انجن شیڈ امرتسر	٨ ٣/٣٠	.	٤	.	٤	.	٨
٢٢٠	جناب شکر الدین صاحب ناظر کمشنر بہادر راولپنڈی	١٤ ٣/٣٠	.	٦	.	٦	.	١٢
٢١٩	جناب راجہ غلام محمد صاحب کلرک سرگودہ	١٥ ٣/٣٠	.	.	.	٦	-	٦
١٠٥	جناب مہتمم صاحب اسلامیہ لائبریری ٹوبہ ٹیک سنگھ ضلع لائل پور	٢٩ ٣/٣٠	-	٦	.	٦	-	١٢
١٦٢	جناب چودہری مبارک احمد صاحب سیکرٹری میونسپل کمیٹی کوہاٹ	٢٤ ٣/٣٠	-	.	.	٦	.	٦
١٧٠	جناب شیخ کریم اللہ صاحب گجرات	٣٠ ٣/٣٠	.	.	.	٦	.	٦
٣٠٩	جناب قاضی فیض احمد صاحب کلرک بہاول نگر ریاست بہاول پور	٣١ ٣/٣٠	.	.	-	٦	.	٦
١٥٦	جناب انعام اللہ خاں صاحب لورالائی بلوچستان	٣٠ ٣/٣٠	.	.	.	٦	.	٦
١٥٥	جناب عبدالحق صاحب گجرات	٢٩ ٣/٣٠	-	.	.	٦	.	٦
١٤٣	جناب خان زلاور خان صاحب عیدک نارتھ وزیرستان	٤ ٣/٣٠	-	١٧	.	٦	-	٢٣
١٣٩	جناب میاں خاں محمد صاحب سیال احمد پور سیال ضلع جھنگ	٥ ٣/٣٠	.	.	.	٦	-	٦
١٢٠	جناب سردار غلام رسول صاحب قرائی منٹگمری	١٤ ٣/٣٠	-	١١	-	٦	.	١٧
٨٧	جناب منشی ظفر بیگ صاحب بہدوڑہ ریاست پٹیالہ	٢٢ ٣/٣٠	-	٣	-	٣	.	٦
٦٣	جناب سید امجد علی صاحب رہتک	٦ ٣/٣٠	.	.	.	٦	.	٦
٦	جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب جہلم	٣٠ ٣/٣٠	.	.	.	٦	.	٦
٣٥٥	جناب مولوی غلام ربانی صاحب وکیل مانسہرہ ضلع ہزارہ	٣ ٣/٣٠	.	.	-	٦	-	٦
١٠٥٦	جناب امام الدین صاحب شملہ	١٤ ٣/٣٠	.	.	.	٦	.	٦
١٣٠٠	جناب محمد ابراہیم صاحب انسپکٹر آف پولیس بغداد عراق	٢١ ٣/٣٠	.	.	.	٨	.	٨
١٣٧٦	جناب محمد رسول صاحب گمٹ ضلع غازی پور	١٦ ٣/٣٠	-	٤	.	٤	.	٨
١٣٧٤	جناب مہر بخش صاحب سوداگر چرم۔ جہلم بمبئی	١٤ ٣/٣٠	.	٦	.	٦	.	١٢
١٣٧٣	جناب شیخ مخدوم گاڑی حوالدار جمشید پور	١٢ ٣/٣٠	-	١٢	.	٦	.	١٨

نمبر خریداری	نام و پتہ	میعاد	بقایا آنہ	بقایا روپیہ	سال آئندہ کا چندہ آنہ	سال آئندہ کا چندہ روپیہ	کل میزان آنہ	کل میزان روپیہ
١١٤٣	جناب مرزا رحمت بیگ صاحب سکندر راؤ ضلع علی گڈھ	١٥ ٣/٣٠						
١٣٦٨	جناب غلام احمد خاں صاحب رئیس ممدوٹ ضلع فیروزپور	٤ ٣/٣٠	.	-	.	٦	.	٦
١٢٩٤	جناب منشی عبدالکریم صاحب ٹیچر شہر سلطان تحصیل علی پور	١٨ ٣/٣٠	.	٦	.	٦	-	١٢
١١٥٨	جناب مرزا نیاز حسین صاحب Hamnavazi	٢٩ ٣/٣٠	.	.	.	٤	.	٤
١١٥٦	جناب مسٹر عبدالکریم صاحب ڈاک خانہ کنارسی۔ راجپوتانہ	٢٢ ٣/٣٠	.	-	.	٦	.	٦
١١٥٠	جناب رحمت خاں صاحب محلہ کشمیری ریاست پٹیالہ	١٥ ٣/٣٠	.	.	.	٤	.	٤
١٣٧٢	جناب نجیب اللہ صاحب وکیل لائل پور	٨ ٣/٣٠	.	٦	-	٦	-	١٢
١٣٧٩	جناب خان بہادر سردار عبدالغفور خاں ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس جہلم	١٩ ٣/٣٠	.	.	-	٦	.	٦
١٣٨١	جناب فضل الرحمن خاں صاحب نمبردار چک مصری والہ	٢٥ ٣/٣٠	.		.	٦	.	٦
١٣٨٢	جناب شیخ عبدالحق صاحب حسین منزل سیال کوٹ چھاؤنی	٢٦ ٣/٣٠	-	.	.	٤	.	٤
١٣٨٣	جناب سید شاق احمد صاحب انسپکٹر بنکس جہلم	٢٦ ٣/٣٠	-	٦	.	٦	.	١٢
١٣٨٤	محترمہ مسز دیوان حسین بخش صاحب کٹھوعہ ریاست جموں	٢٧ ٣/٣٠	.	٧	.	٦	.	١٣
١٣٨٥	جناب ایم غلام حسین صاحب کوہ مری	٢٧ ٣/٣٠	.	٦	٨	٦	.	١٢
١٣٨٦	جناب نوابزادہ محمد فرید خاں صاحب دربند ضلع ہزارہ	٢٨ ٣/٣٠	.	٦	.	٦	-	١٢
١٣٩٠	جناب سید خادم حسین شاہ صاحب طالب علم علی پور ضلع مظفر گڈہ	١ ٣/٣٠	.	٧	.	٤	.	١١
١٤٧٧	جناب اے ایچ قریشی۔ کلکتہ	١٣ ٣/٣٠	.	.	.	٤	.	٤
١٤٨٠	جناب قاضی عطاالٰہی صاحب پٹواری اروپ ضلع گوجرانوالہ	١٩ ٣/٣٠	.	٤	.	٤	.	٨
١٤٨١	جناب افتخار حسین صاحب طالب علم۔ بریلی۔ یو۔ پی	١٩ ٣/٣٠	.	.	.	٤	.	٤
١٤٨٥	جناب قاضی مختار احمد صاحب میڈیکل سکول امرتسر	٢١ ٣/٣٠	.	.	-	٤	.	٤
١٥٩٨	جناب موسیٰ خاں صاحب احمدی ڈلاکھٹ ضلع ہزارہ	٤ ٣/٣٠	-	.	-	٦	.	٦
١٥٩٩	جناب محمد یونس صاحب چندر کے منگولے ضلع سیال کوٹ	٥ ٣/٣٠	.	.	.	٤	.	٤
١٦٠١	جناب منشی فتح محمد صاحب چک نمبر ٥٦٦	١٩ ٣/٣٠	.	.	.	٤	.	٤
١٦٠٢	جناب اہلیہ صاحبہ سلطان جہاں صاحب مرحوم جھنگ	١٩ ٣/٣٠	-	.	-	٦	.	٦
١٦٠٤	جناب امیر عبداللطیف جان صاحب کیمبل پور	٣ ٣/٣٠	.	.	-	٦	.	٦
١٦٠٦	جناب ماسٹر عنایت اللہ صاحب سیتاپور یو۔ پی	٢٥ ٣/٣٠	.	.	.	٦	.	٦
١٦٠٧	جناب چودہری اللہ دتا صاحب بہلوال ضلع شاہ پور	٢٨ ٣/٣٠	-	٦	.	٦	-	١٢
١٦١٢	جناب محمد دین صاحب طالب علم شہر چنیوٹ	١٤ ٣/٣٠	.	.	.	٤	.	٤
١٦١٩	جناب سید اسمٰعیل شاہ صاحب کلرک کیمپ پنڈی گھیپ ضلع کیمبل پور	١٤ ٣/٣٠	.	.	.	٦	.	٦
١٦٥٥	جناب مسٹر غلام محمد صاحب ٹھیکہ دار کیمپ چینا مدراس	٤ ٣/٣٠	.	.	.	٦	.	٦

آپ پیغام صلح کی مدد کس طرح کر سکتے ہیں؟

(١) لوگوں کو اس کی خریداری کے لئے آمادہ کریں۔

(٢) اپنے شہر کے تاجروں کو اس میں اشتہار دینے کی ترغیب دیں۔

(٣) ایسے اصحاب کے مفصل پتوں سے اطلاع دیں جو اسلامی تحریکات سے ہمدردی اور اخبار بینی کا شوق رکھتے ہوں۔

(٤) تمام بقایا اور سال آئندہ کا چندہ فوراً ادا فرمائیں۔ (منیجر)

جلد ۱۸ | لاہور۔ یوم یکشنبہ مطبوعہ ۱۸ شعبان ۱۳۴۸ھ مطابق ۱۹ جنوری ۱۹۳۰ء | نمبر ۵

کلام اقبال

بیروں زریں گنبد دربستہ پیدا کردہ ام راہے
کہ از اندیشہ برتر پر زند آہِ سحر گاہے

تو اے شاہیں نشیمن در چمن کردی ازاں ترسم
ہوائے او ببالِ تو دہد پرواز کوتاہے

غبارے گشتۂ آسودہ نتواں زیستن ایں جا
بباد صبح دم درپیچ و منشیں بر سرِ راہے

ز جوئے کہکشاں بگذر ز نیلِ آسماں بگذر
ز منزل دل بمیرد گرچہ باشد منزل ماہے

چساں آدابِ محفل را نگہ دارند و می سوزند
مپرس از ما شہیدان نگاہے بر سرِ راہے

اگر زاں برقِ بے پروا درونِ او تہی گردد
بچشمم کوہِ سینا می نیرزد با پر کاہے

پس از من شعرِ من خوانند و دُر یابند و می گویند
جہانے را دگرگوں کرد یک مردِ خود آگاہے

ہماری تبلیغی ڈاک

ترکی

استنبول سے ہمارے دوست لکھتے ہیں :- میں آپ کو نئے ترجمۃ القرآن انگریزی کی اشاعت میں کامیابی پر دلی مبارکباد عرض کرتا ہوں۔ مہربانی فرماکر حضرت امیر کی خدمت میں ان کی عظیم الشان خدمات اسلامی کے لئے تہنیت عرض کر دیں۔ میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کو اپنے فضل و کرم سے ہمیشہ کامیاب و بامراد رکھے۔ امید ہے مجھے ایک نسخہ قرآن بھیجا جائے گا۔ تاکہ میں اس کا مطالعہ کرکے عوام کو اس کے معارف سے آگاہ کر سکوں۔ میرا خیال ہے کہ آپ کو میری تالیفات تاریخ اسلام جس کا پہلا حصہ اثر سعادت تھا ... آخری خلافت راشدہ پہنچ چکی ہونگی۔ میں نے آپ کو صحیح بخاری کے ترکی ترجمہ کی دو جلدیں بھیجدی ہیں۔ جو عنقریب پہنچ جائیں گی۔

میرا ارادہ اب کچھ عرصہ کے لئے تالیفات کا کام بند کر دینے کا ہے تاکہ میں اپنی تمام توجہ قرآن کریم کی طرف دے سکوں۔ یہ صحیح بات ہے کہ قرآن کریم کا ترجمہ ترکی و تفسیر پہلے شائع کرنا چاہیئے تھا۔ لیکن ... میں پہلے لکھ چکا ہوں میں نے اپنے آپ کو اس کام کا اہل نہ سمجھا۔ یہاں کئی دوسرے لوگوں نے قرآن کے ترکی ترجمے شائع کئے۔ لیکن وہ اپنے مدعا میں ناکام رہے۔ بلکہ انہوں نے اس مقدس کام کو نقصان پہنچایا۔ اللہ تعالیٰ ان کو معاف کرے۔

لیکن انشاء اللہ اب میرے لئے موقعہ نزدیک آگیا ہے۔ قرآن کریم کا جو ترجمہ میرے والد بزرگوار کر رہے تھے اب وہ مکمل ہوگیا ہے۔ اب وہ مصر میں اس پر نظر ثانی فرما رہے ہیں جس وقت مجھے اس کا مسودہ پہنچ گیا میں انشاء اللہ اس کا مطالعہ کر لینے کے بعد ترکی میں ترجمہ کا کام شروع کرونگا۔ آپ نے تحریر فرمایا تھا کہ قرآن کریم کے جرمن و اطالین تراجم بھی تیار ہو رہے ہیں۔ مہربانی کرکے ان کی بابت تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

مجھے "لائٹ" باقاعدہ ملتا رہتا ہے جو میرے لئے ہدایت اور روشنی کا موجب ہوتا ہے۔ آپ کو علم ہے کہ مجھے آپ کی جماعت کی تحریکات اور تصانیف سے کس قدر دلچسپی ہے ہمیں جماعت کے تازہ کارناموں کو معلوم کرکے خوشی ہوا ... طرف سے حضرت ... مبارک کا بوسہ لیں۔ اور ان سے عرض کریں کہ ہمارے لئے دعا فرمائیں۔ یہ زمانہ سخت نازک ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی ہے جو ہمیں اپنی حفاظت میں لے۔ اور ہمارا انجام بخیر کرے۔

جملہ برادران سلسلہ کی خدمت میں السلام علیکم عرض کر دیں۔ جو اس مبارک کام میں موجودہ ظلمت اور گمراہی کے زمانہ میں مصروف ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو اس سے بھی زیادہ خدمتِ دین کی توفیق عطا فرمائے۔ اور ان کو ہر میدان میں فتح دے۔

ایران

سیکرٹری جماعت احمدیہ ایران لکھتے ہیں :- آپ کا خط ملا۔ جو لٹریچر اس کے ساتھ آیا تھا وہ نہ صرف طہران میں بلکہ بذریعہ ڈاک تبریز۔ ہمدان۔ اصفہان وغیرہ میں بھی تقسیم کیا جا رہا ہے۔ جو عیسائیوں کے خاص تبلیغی مرکز ہیں۔ جیسا کہ آپ کو ملحقہ مختصر رپورٹ سے معلوم ہو جائے گا۔ دو مزید نوجوان ہماری جماعت میں شامل ہوگئے ہیں۔ جن کے خطوط بیعت ارسال ہیں۔ جماعت احمدیہ ایران کے جملہ ممبران کا فوٹو عنقریب ارسال ہوگا۔ مہربانی فرماکر آپ اپنے فوٹو ارسال فرماکر مشکور فرمائیں۔

ہم آپ کی اس رائے سے اتفاق کرتے ہیں کہ یہاں کی جماعت کا چندہ فارسی زبان کے اسلامی لٹریچر پر جو عیسائیوں کی تردید میں ہو صرف کیا جائے لیکن ایسا نہ ہو کہ ہم مرکز کے مفید اور ضروری لٹریچر سے ہی محروم ہو جائیں انشاء اللہ اس مہینے وہ ٹریکٹ فارسی میں شائع کیا جائے گا جس کا آپ نے ارشاد فرمایا ہے۔ کیونکہ یہ عیسائیوں کی تردید کے لئے بڑا مفید ہے میں نے تین شائع شدہ ٹریکٹ بھیجدئے ہیں۔ ان میں جو نقائص ہوں اُن سے مطلع فرمائیں۔ جملہ برادران حضرت امیر اور ساری جماعت کو اسلام علیکم عرض کرتے ہیں۔ دس روپے "لائٹ" اور سلسلہ کے دیگر لٹریچر کی قیمت کے لئے ارسال خدمت ہیں۔

برادر دہیا لکھتے ہیں :- مرسلہ کتابیں پہنچ گئی ہیں۔ جن کا میں مطالعہ کر رہا ہوں۔ میں بطور احمدی کے اپنے فرض سے غافل نہیں۔ اور اپنی جماعت کی مجالس میں باقاعدہ حاضر ہو کر کتب دینیہ کا مطالعہ کرتا ہوں اور اپنا چندہ باقاعدہ ادا کرتا رہتا ہوں۔ اور اپنے چال چلن اور اعمال کو ایک سچے احمدی کی طرح رکھتا ہوں۔ میں اس بات سے آگاہ ہوں کہ ہم یہاں جماعت احمدیہ کے نمائندے ہیں اور ہمیں اپنی روزانہ حرکات و سکنات سے یہ ثابت کرنا ہے کہ ہم اسلام کے پورے پورے پابند ہیں۔ انشاء اللہ ہماری جماعت ایران میں خوب ترقی کرے گی۔

پادریوں کی تمام کوششیں ہماری ترقی کے روکنے میں ناکام ثابت ہوں گی۔ مسلمانوں کی کوئی جماعت ہماری جماعت سے بہتر اسلام کو عمدگی سے پیش نہیں کر سکتی۔ اس لئے مسلم اور غیر مسلم ہمارے کام اور عقاید کو وقعت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

اطلاع کہ ناظرین خط و کتابت کرتے وقت نمبر خریداری کا

خبریں

ہندوستان

—— امرتسر ۱۳ فروری۔ تازہ اطلاع ہے کہ ظفروال میں سکھوں نے مسلمان مردوں کے علاوہ خواتین کو بھی زدوکوب کیا ہے۔ ایک شخص مسمی فتح دین کو نو زخم آئے ہیں۔

—— معلوم ہوا ہے کہ ظفروال میں سکھوں کی دو پارٹیاں ہوگئی ہیں۔ مسلمانوں نے ان سکھوں کے خلاف جنہوں نے ان کو زدوکوب کیا ہے مقدمات دائر کر دیئے ہیں۔

—— مدیر اخبار ملاپ کے خلاف توہین عدالت کے جرم میں ہائی کورٹ میں ایک مقدمہ چل رہا تھا۔ معلوم ہوا ہے کہ ملزم نے عدالت سے معافی مانگ لی ہے اور وعدہ کیا ہے کہ آئندہ ایسا ہرگز نہ ہوگا۔

—— نئی دہلی۔ ۱۲ فروری کل سر جیمز کوایرانے ڈھاکہ میں ہندو مسلم فساد کے متعلق مسٹر انوار الاعظم کے سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ حکومت بنگال کی اطلاع ہے کہ فساد کی وجہ ان دو نئین سو طلبار کا طریق عمل ہے جو یوم آزادی کے سلسلے میں مظاہرہ کرتے ہوئے ایک مسجد کے سامنے سے نماز کے وقت شور و غل کرتے ہوئے گذرے اُنہوں نے آزادی کے پُر زور نعرے بلند کئے۔ آخر مسجد پر حملہ کر دیا۔

—— نئی دہلی ۱۳ فروری۔ کل اسمبلی کا مختصر سا اجلاس ہُوا۔ جس میں سر جارج شوسٹر نے خطرناک دوائیوں کے متعلق ایک مسودۂ قانون پیش کیا۔ جو منظور ہوگیا۔ اس کے بعد چار اہم سرکاری مسودہ ہائے قانون پیش کئے۔

—— بلدیہ بمبئی نے ایک قرارداد منظور کی ہے جس میں حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ آٹھ سال سے کم عمر کی گائیں ذبح کرنے کی قانوناً ممانعت کر دی جائے۔ مسلمان ارکان اور بلدیہ کے کمشنر نے سخت مخالفت کی لیکن یہ قرارداد کثرت رائے سے منظور ہوگئی۔

—— مالیر کوٹلہ میں وائسرائے نے تقریر کرتے ہوئے ریاست کی ان خدمات کی جو دوران جنگ میں انجام دی گئی تھیں تعریف کی [illegible] اور لندن کانفرنس کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا کہ مجھے ریاستوں کے عام مطالبات کی اہمیت کا پورا احساس ہے۔ اور میں والیان ریاست کو مطمئن کرنے کے لئے ہر ممکن کوشش کروں گا۔

—— بمبئی ۱۳ فروری۔ جی آئی پی ریلوے کی ہڑتال کے سلسلہ میں جنرل سیکرٹری ریلوے فیڈریشن کا ایک برقیہ منظر ہے کہ ہڑتالی اپنے ارادوں پر ثابت قدم اور ہڑتال جاری رکھنے پر تلے ہوئے ہیں۔

—— بمبئی ۱۳ فروری۔ کل ایجنٹ نے اخبارات کو ایک بیان دیا جس میں لکھا ہے کہ ہڑتال کے مقابلہ میں صورت حالات ترقی پذیر ہے۔ نئے ملازم کثیر تعداد میں رکھے جا رہے ہیں۔ گاڑیوں کی آمد و رفت اب تک حسب معمول مقررہ اوقات کے مطابق جاری ہے۔

—— بمبئی ۱۳ فروری۔ ہڑتال بدستور جاری ہے۔ گاڑیوں کی آمد و رفت میں تاخیر ہو رہی ہے۔ حکام نئے آدمی بھرتی کرنے کے لئے بے حد کوشش کر رہے ہیں۔ اب انہوں نے ہڑتالیوں کو ان کے سرکاری سکونتی مکانات سے باہر نکال دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ چنانچہ بعض مقامات پر ۲۴ گھنٹے کا نوٹس دیدیا گیا ہے۔

—— کراچی کی مسلم خواتین نے ایک جلسہ میں میاں عبدالحی کے مسودۂ قانون کی تائید کی ہے۔

—— دہلی کی تازہ اطلاع ہے کہ بعض غرض مند اشخاص کی ریشہ دوانیوں کے باعث میاں عبدالحی صاحب کا مسودہ قانونِ وراثت غیر سرکاری مسودات میں چھبیسویں نمبر پر رکھا گیا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اس دفعہ اسمبلی میں پیش نہ ہوسکیگا۔ کیونکہ غیر سرکاری کام کے لئے اسمبلی میں بہت تھوڑا وقت دیا جاتا ہے۔

—— سر عبد القادر بالقابہ مسٹر جسٹس ظفر علی کی جگہ جو ۱۹ فروری کو اپنے عہدہ سے سبکدوش ہوں گے۔ لاہور ہائیکورٹ کے ایڈیشنل جج مقرر ہوئے ہیں۔

—— اس خبر کی تردید ہو گئی ہے کہ لالہ خوشحال چند مدیر ملاپ نے عدالت سے معافی مانگی دراصل آپ کی جانب سے آپ کے وکیل ڈاکٹر گوکل چند نارنگ نے فاضل ججوں کو یقین دلایا تھا کہ آئندہ "ملاپ" وجہ شکایت پیدا نہ ہونے دے گا۔

—— انجمن اسلامیہ پنجاب نے دہرم بھکشو کی ناپاک کتابچہ کے خلاف ایک قرارداد منظور کی ہے جس میں اس کی اشاعت پر غم و غصہ کا اظہار کرتے ہوئے حکومت سے اس کی ضبطی اور ناشر اور اس کے مصنف کے خلاف قانونی کارروائی کرنے کا مطالبہ کیا ہے۔

—— پرنسپل مشن کالج راولپنڈی نے اپنے طلبار کو سیاسیات میں حصہ لینے کی ممانعت کر دی ہے۔ اور کہا ہے جو لڑکا سیاسیات میں حصہ لے گا وہ کالج سے خارج کر دیا جائے گا۔

—— لاہور ۱۳ فروری۔ آج قریباً ڈیڑھ بجے دوپہر شہر میں ایک ہولناک زلزلہ آگیا۔ جو کئی گھنٹہ تک متواتر آتا رہا۔

—— نئی دہلی۔ ۱۳ فروری۔ جسٹس وزیر حسین سر لوئیس شٹورٹ کی جگہ چیف کورٹ اودھ کے چیف جج مقرر ہوئے ہیں۔ آپ ۱۲ مارچ سے اپنے عہدہ کا چارج لیں گے۔

—— مدراس ۱۳ فروری۔ بیان کیا جاتا ہے کہ حکومت مدراس نے مرکزی حکومت کے ان سوالات کے جواب میں جو قیدیوں کے سلوک کے متعلق ہیں اپنی یادداشت میں فیاضانہ سفارشات کی ہیں اور لکھا ہے کہ جیلوں میں بعض قیدیوں کے ساتھ جو امتیازی سلوک ہوتا ہے بالکل اُڑا دیا جائے۔

—— حکومت بمبئی نے مقامی کونسل کی میعاد میں توسیع کر دی ہے۔

—— ملتان ۱۵ فروری۔ آنریبل ملک فیروز خاں نون کی مساعی سے واٹر ٹیکس کے قضیہ کا تصفیہ ہوگیا ہے۔

—— امرتسر ۱۵ فروری۔ معلوم ہُوا ہے کہ ظفروال کی موجودہ صورت حال کو مدنظر رکھتے ہوئے حکومت نے وہاں تعزیری پولیس تعینات کر دی ہے۔

—— لاہور ۱۴ فروری۔ مقدمہ سازش لاہور کے ملزم اب تک بھوک ہڑتال کئے ہوئے ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ وہ بہت کمزور ہوگئے ہیں۔ بعض کی حالت خطرناک ہے۔

—— نئی دہلی ۱۵ فروری۔ پرانی اور نئی دہلی کے درمیان ایک مقام پر ایک مربع گز زمین پھٹ جانے سے آگ کے شعلے نکلے۔ اور زور کا دھماکا ہُوا۔ ہندو کثیر تعداد میں چڑھاوے لے کر پہنچ گئے۔ ان کا اعتقاد ہے کہ چیچک دیوی نے ظہور کیا ہے۔ ذمہ دار حلقوں میں تحقیقات کرنے پر معلوم ہُوا کہ دلدل میں گیس جمع ہو جانے سے یہ حادثہ ہُوا۔

—— دہلی ۱۴ فروری۔ بیان کیا جاتا ہے کہ حکومت ہند کے دفتر میں ایک سُرخ اشتہار پھینکا گیا ہے۔ جس پر دیسراج معتمد مجلس جمہوریہ کے دستخط ہیں۔

—— پشاور ۱۴ فروری۔ کابل اور پشاور کی سڑک مسدود ہو جانے سے بہت سے ممتاز افغان پشاور میں رک گئے ہیں۔ اور ڈین ہوٹل میں مقیم ہیں۔ ان میں شہزادی سراج البنات ہمشیرہ غازی امان اللہ خاں بھی ہیں۔

—— نیو دہلی۔ ۱۴ فروری۔ آج مسٹر پٹیل اور سر جیمز کریرا کے ساتھ گفت و شنید کرتے رہے۔ اسمبلی کی گیلریوں کے تنازعہ کے متعلق حکومت کی تجاویز پر غور و خوض ہوتا رہا۔ تصفیہ کی کامل امید ہے۔

ممالک خارجہ

—— طہران۔ ۱ فروری۔ معلوم ہُوا ہے کہ غازی امان اللہ خاں نے جرمنی کی طیارہ ساز کمپنی جنکرا اینڈ کو کے ساتھ افغانستان کو طیارے بہم پہنچانے کا جو چہل سالہ معاہدہ کیا تھا شاہ نادر خاں نے اس کی تصدیق کر دی ہے۔

—— گردیز کی اطلاعات سے پایا جاتا ہے کہ کوہ دامنی قبائل کامل طور پر شاہ نادر خاں کے مطیع ہوگئے ہیں۔ اور رائفلوں کی بہت بڑی تعداد حکومت کابل کے حوالہ کر دی ہے۔

—— نجد کی تازہ اطلاعات سے پایا جاتا ہے کہ سلطان ابن سعود نے حکومت برطانیہ کو ایک یادداشت بھیجی ہے جس میں ان باغیوں کا مطالبہ کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ حکومت نجد کے سرکاری مجرم ہیں۔ اور صحرا کی خبروں سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے غیر مشروط طور پر ہتھیار ڈال دیئے تھے۔

—— اخبار ام القری اپنی تازہ اشاعت میں رقمطراز ہے کہ گذشتہ ہفتہ (جنوری کا دوسرا ہفتہ) میں سارے حجاز میں پولیس کے پاس کسی نوع کے جرم کے متعلق کوئی شکایت نہیں پہنچی۔ حقیقت یہ ہے کہ امن کی ایسی حیرت انگیز مثال کوئی ملک پیش نہیں کر سکتا۔

—— حکومت حجاز جدہ اور مکہ معظمہ میں برقی روشنی کے انتظامات پر غور کر رہی ہے۔ اب تک صرف حرم کعبہ میں برقی روشنی تھی۔ یہ تجویز بھی پیش نظر ہے کہ جدہ اور مکہ معظمہ کے درمیان برقی ٹریم گاڑیاں جاری کی جائیں۔

—— الاہرام (مصر) کو روما سے اطلاع ملی ہے کہ شاہ امان اللہ خاں نے اپنے حالات لکھنے شروع کر دئے ہیں۔ جو جلد کتابی صورت میں شائع ہو جائیں گے۔

—— گذشتہ دنوں اخبارات میں خبر شائع ہوئی تھی کہ کرنیل لارنس سرحد موصل پر کردوں کو بغاوت پر اُبھار رہا ہے۔ ایک مصری اخبار اپنے نامہ نگار مقیم بغداد کی اطلاع کے بھروسہ پر اس کی تردید کرتا ہے۔

—— بیروت کا ایک برقی پیغام مظہر ہے کہ مجلس عربیہ فلسطین کے بعض ارکان مستعفی ہو گئے ہیں۔

—— ٹرکی سے خبر آئی ہے کہ آجکل انگورا میں انفلوئنزا کی وبا زوروں پر ہے۔

—— لندن کی خبر ہے کہ وزیر ہند نے پارلیمنٹ میں ایک بیان دیا ہے جس میں یہ امید ظاہر کی ہے کہ عنقریب نابھہ کے نوجوان مہاراجہ کی تعلیم کا تسلی بخش انتظام ہو جائے گا۔ نیز اس معاملہ پر بھی غور کیا جائے گا۔ کہ سابق مہاراجہ نابھہ پر سے عاید کردہ پابندیاں ہٹا دی جائیں۔

—— ایک ایرانی اخبار رقمطراز ہے کہ دوست محمد خاں بلوچ جسے حکومت نے طہران میں راحت و آرام کے جملہ وسائل مہیا کر رکھے تھے اور جو شکار کے بہانے سے بھاگ نکلا تھا۔ بالاخر گرفتار کر لیا گیا ہے۔ حکومت ایران نے اس کی گرفتاری کے شدید احکام جاری کر رکھے تھے۔

—— حکومت ٹرکی ایک سرکاری بنک قائم کرنا چاہتی ہے اور اس مقصد کی تکمیل کے لئے جرمنی سے ایک مشہور مالیات ڈاکٹر کو طلب کیا گیا ہے تاکہ وہ لوگوں کی مالی حالت کا اندازہ کر کے بنک کے قیام کے متعلق حکومت کو مشورہ دے۔

—— گذشتہ چار ماہ میں قسطنطنیہ کے ۴۰۰ سے زاید عیسائی یہودی حلقہ بگوش اسلام ہو چکے ہیں۔ جس کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ تبدیلی مذہب کا قانون بہ نسبت پہلے کے ذرا آسان کر دیا گیا ہے۔ نومسلموں کی اکثریت ارمنوں پر مشتمل ہے۔

—— بروصہ میں پہلا غیر فوجی اسکول ٹرکی کی انجمن ہوا بازی کے زیر سرپرستی آئندہ ماہ اپریل میں جاری ہو جائے گا جس میں طلبار کو سفر اور ڈاک کے ہوائی جہاز چلانے کی تعلیم دی جائے گی۔

—— ٹرکی میں عربی اور فارسی زبانیں متروک ہو رہی ہیں۔ اور ان کی جگہ فرنچ انگریزی اور جرمن زبانیں لے رہی ہیں۔ محکمہ تعلیم نے حکم دیدیا ہے کہ عربی۔ فارسی زبانیں ہائی اسکول کے نصاب تعلیم سے قطعی خارج کر دی جائیں۔ اب صرف اعلیٰ نصاب تعلیم میں ان کی شمولیت باقی ہے۔

—— کچھ عرصہ سے غازی مصطفےٰ کمال پاشا جمعہ کی بجائے اتوار کی تعطیل پر نہایت سنجیدگی سے غور کر رہے ہیں۔ اگر ٹرکی میں دیگر غیر مسلم اقوام کی طرح اتوار کو یوم تعطیل قرار دیدیا گیا۔ تو خیال کیا جاتا ہے کہ اس سے بہت سی سہولتیں پیدا ہو جائیں گی۔ اس تجویز کی سب سے زیادہ قوی مخالفت مذہبی طبقہ کی جانب سے کی جا رہی ہے جو اتوار کو یوم تعطیل قرار دئے جانے کو مذہبی اصول سے برا سمجھتا ہے۔

—— سردار علی احمد جان مرحوم کی بیوہ (غازی امان اللہ خاں کی ہمشیرہ) جنابہ سراج البنات صاحبہ کابل پہنچ گئے ہیں۔ غازی امان اللہ خاں کے پاس روما جانے کی غرض سے بمبئی آئی تھیں۔ لیکن بمبئی پہنچ کر آب و ہوا کی ناسازگاری کے باعث انہوں نے روما جانے کا ارادہ ترک کر دیا تھا۔

—— اخبار سول اینڈ ملٹری کا نامہ نگار لنڈن رقمطراز ہے کہ لبرلوں کی ایک جماعت نے اعلان شائع کیا ہے جس میں اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ ہندوستان کی موجودہ نازک صورت حالات میں طاقت سے کام نہیں لینا چاہئے۔ اور بیان کیا گیا ہے کہ دنیا کا امن ہندوستان کے واقعات کی رفتار پر منحصر ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۱۸ | ۱۲/ شوال ۴۸ھ | نمبر ۲۰

اسلام کا خون تکفیر کی شمشیر سے

ہمعصر حمایت اسلام لاہور نے "اسلام کی شمشیر سے اسلام کا خون" کے عنوان سے ایک افتتاحیہ شائع کیا ہے۔ جو مسلمانوں کے موجودہ افتراق و ادبار کو ملحوظ رکھتے ہوئے واقعی اس قابل ہے کہ ہمارے تمام اسلامی معاصرین اس پر توجہ کریں۔ اور کوئی ایسی راہ نکالیں کہ برادران اسلام عقاید کے اختلاف کے باوجود دشمنان اسلام کے مہیب پروپیگنڈے کے جواب میں اشتراک عمل سے کام لیں اور جب ضرورت پڑے تو ایک مرکز پر جمع ہو جایا کریں۔ ہمارا ہمعصر لکھتا ہے:-

> ہم تمام فرق اسلامی کو اس کسوٹی پر پرکھتے ہیں۔ ہر ایک کا دعویٰ ہے کہ وہ حقیقی اسلام کو پیش کرتا ہے۔ جو نیا فرقہ کتم عدم سے وجود میں آتا ہے وہ یہی دعویٰ لے کر آتا ہے کہ صدیوں سے اسلام ضلالت و ظلمت کے گھٹا ٹوپ میں مبتلا تھا۔ اور اب میں ہی اس کو ازلی روشنی سے منور کروں گا اور میں ہی اس کو ابد تک دنیا کی نظروں میں معزز و محترم بنائے رکھوں گا۔ حقیقت یہ ہے کہ ہر فرقہ اسلام کے نام سے مسلمانوں کو ایک دوسرے کے خلاف صف آرا کر رہا ہے۔ یہی فرقے دنیائے اسلام میں اس مہلک خانہ جنگی کا باعث ہیں جس نے مسلمانوں کو بے حد کمزور کر دیا ہے۔ اور ان کی کمزوری کی یہ حد ہے کہ وہ کمزوری کی شدت کو جانتے ہوئے اس کے ازالہ کی کوشش نہیں کرنا چاہتے اور جدید فرقے گھڑتے چلے جا رہے ہیں۔
>
> اگر اسلام کے مختلف فرقوں کی ابتدائی تاریخ پر ایک محققانہ اور فلسفیانہ نظر ڈالی جائے تو ہمارے ہمعصر کو تسلیم کرنا پڑے گا کہ دراصل ان فرقوں کا وجود اختلاف آرا کا نتیجہ ہے۔ مثلاً اگر اسلام کے کسی امام یا مجتہد نے اپنے زمانہ میں اجتہاد کے عمل سے دین فطرت کو مفاسد سے پاک کرنا چاہا تو اس کے متبعین کی جماعت نے ایک جدید مذہبی فرقہ کی صورت اختیار کر لی۔ حالانکہ امام یا مجتہد کا ہرگز یہ مقصد نہ تھا کہ وہ اپنے اجتہاد سے اسلام کے مسلمہ اصول کو بالائے طاق رکھ کر اللہ اور اس کے رسول برحق کے احکام کی خلاف ورزی کا مرتکب ہو۔ اب بھی اسلام کے "بہتر یا تہتر" فرقے بجز شاذ مستثنیات کے ایک خدا ایک رسول اور ایک قرآن کے ماننے والے ہیں۔ اصول میں سب متفق ہیں۔ لیکن یہ مسلمانوں کی بدقسمتی ہے کہ انہوں نے فروعات کو اصول پر مقدم سمجھ رکھا ہے۔ اور اپنی جماعت کی امتیازی حیثیت کو برقرار رکھنے کے لئے وہ بسا اوقات ایسا طرز عمل اختیار کرتے ہیں جس سے ملت اسلامیہ کا شیرازہ پراگندہ ہو رہا ہے۔

> ہمارا ہمعصر اس حقیقت سے ہرگز انکار نہیں کر سکتا کہ اسلام کی جو تعلیم علم و عمل کے اعتبار سے اس وقت عام علماء پیش کر رہے ہیں وہ یقیناً وہ نہیں ہے جو آج سے تیرہ صدی قبل تھی۔ اگر ہمارے علماء اسلام کی حقیقی تعلیم کا زندہ نمونہ ہوتے اور فرزندان توحید کو اسی صراط مستقیم پر چلاتے جس کا ذکر سورۂ فاتحہ میں ہے۔ تو آج اسلامی دنیا کا نقشہ کچھ اور ہوتا۔ اس میں شک نہیں کہ یہ فرقے دنیائے اسلام میں مہلک خانہ جنگی کا باعث ہیں۔ لیکن اگر اس مہلک خانہ جنگی کے اسباب پر غور کیا جائے تو ہم بہت جلد اس نتیجہ پر پہنچ جائیں گے کہ مذہبی فرقوں کے رہنما دین کے نام سے اپنی دنیا کو دین پر یا دوسرے الفاظ میں اپنی نفسانی خواہشات کو اسلامی اخوت اسلامی مساوات اور اسلامی رواداری پر مقدم سمجھتے ہیں۔ ان رہنماؤں نے اپنی سیادت و قیادت کے دوام و قیام کے لئے اپنے اپنے مرکز قائم کر رکھے ہیں صحابہ کرام کے زمانہ میں اسلام ایک فولادی زنجیر کی حیثیت رکھتا تھا لیکن اب اس زنجیر کی تمام کڑیاں یا حلقے ایک دوسرے سے علیحدہ نظر آتے ہیں ایسی حالت میں اگر فرزندان توحید کی طاقت پارہ پارہ ہو رہی ہے۔ تو یہ ہماری بد اعمالیوں کا نتیجہ ہے خدا نے مسلمانوں کو حکم دے رکھا ہے کہ وہ اس کی رسی کو مضبوط پکڑے رہیں۔ لیکن نفسانیت نے ان کا تعلق اس رسی سے منقطع کر دیا ہے اور اسی لئے وہ ہلاک ہو رہے ہیں۔

ہمارا ہمعصر لاہور کی احمدی جماعت کے متعلق یہ سوال کر سکتا ہے۔ کہ دوسرے فرقے بھی اپنے وجود اور اپنی روش کو حق بجانب ثابت کرنے کے لئے یہی دلیل پیش کر سکتے ہیں۔ لیکن ہم اپنے ہمعصر کو اس امر کا یقین دلاتے ہیں کہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور ہرگز "فرقہ آرائی کی شیدائی" نہیں ہے اور نہ وہ "مناظرہ و مجادلہ" ہی کو اپنی زندگی کا مآل کار سمجھتی ہے اس کا مقصد حیات ہرگز شخصی یا جماعتی نفع نہیں ہے۔ بلکہ وہ دنیا کے سامنے محمدؐ کے دین کو اس کے اصلی رنگ میں پیش کرنا اور تبلیغ کے عمل سے دشمنان اسلام کے پروپیگنڈے کے ناپاک اثرات کو مٹانا اپنی زندگی کا نصب العین خیال کرتی ہے۔ عیسائیوں اور آریوں کے مقابلہ میں حضرت مرزا صاحب کو اپنے جہاد میں جو عظیم الشان کامیابی ہوئی ہے۔ اس کا خود بعض مسلمان علماء کو اعتراف ہے۔ لیکن انہیں میں ایسے بھی ہیں جو مرزا صاحب کو علانیہ کافر کہتے ہیں۔ حالانکہ آپ محمدؐ کی غلامی کو اپنے لئے باعث فخر اور سرکار دوجہاں کی تعلیم کی اشاعت کو اپنا ایمان سمجھتے ہیں۔ یہ اسی ایمان اور اخلاص کا نتیجہ ہے کہ دین کی اشاعت کے لئے جو جماعت آپ اپنی زندگی میں قائم کر گئے تھے وہ لاہور میں حیرت انگیز خاموشی اور استقلال کے ساتھ اپنے فرائض کو انجام دے رہی ہے تبلیغ اسلام کے متعلق اس جماعت کی سالانہ رپورٹ سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ قوت عمل کے لحاظ سے اس کا پایہ کس قدر بلند ہے یہ کہنا مبالغہ نہ ہوگا کہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور ایک چشمہ ہے جو دنیا کے مختلف حصوں کو اسلامی لٹریچر سے سیراب کر رہا ہے۔ یہ محض دعویٰ ہی نہیں۔ بلکہ نکتہ چین حضرات کو صلائے عام ہے کہ وہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے مشن کو آ کر دیکھیں اور اس کے کام کے نتائج کا خود ملاحظہ کریں۔

یہ عجیب تماشا ہے کہ اگر اقبال اپنی قوم کو جو غفلت کی نیند میں سو رہی ہے یہ کہہ کر بیدار کرتا ہے

> مینار دل پہ اپنے خدا کا نزول دیکھ
> یہ انتظار مہدی و عیسیٰ بھی چھوڑ دے

تو لوگ اس کے اس شعر کو مزے لے لے کر پڑھتے ہیں۔ اور اس کی اسلامی حمیت و غیرت کی داد دیتے ہیں۔ لیکن اگر حضرت مرزا صاحب وہی پیغام مسلمانوں کو پہنچاتے ہیں تو علماء غیظ و غضب میں آ کر ان کے خلاف کفر کا فتویٰ جاری کرتے ہیں۔ احمدیوں پر ایک الزام یہ ہے کہ وہ غیر احمدی مولوی کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے۔ لیکن اس کی ذمہ داری احمدیوں پر نہیں بلکہ غیر احمدی مولویوں پر عاید ہوتی ہے۔ جو احمدیوں کو علی الاعلان کافر کہتے ہیں۔ حالانکہ یہ ظالم اتنا نہیں سمجھتے کہ کسی کلمہ گو کو محض اختلاف عقاید کی بنا پر کافر قرار دینا خدا کی مقرر کردہ حدود کو دیدہ و دانستہ توڑنا ہے۔ جو مولوی اس امر کا اعلان کر دیں کہ ہم احمدیوں کو مسلمان سمجھتے ہیں اور انہیں کافر کہنا گناہ خیال کرتے ہیں ان کے پیچھے انہیں نماز پڑھنے میں کوئی عذر نہیں۔ ہم کسی قدر وثوق کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ ہندوستان کی موجودہ مذہبی یا تبلیغی جماعتوں میں کوئی جماعت احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ یہ تعلّی نہیں بلکہ امر واقعہ ہے۔ اس پر بھی ہم محسوس کرتے ہیں کہ دین کی اشاعت کے معاملہ میں اس وقت تک جو کچھ ہو چکا ہے۔ یا ہو رہا ہے وہ منزل مقصود کی ابھی ابتدائی منزل ہے۔ باوجودیکہ علماء نے احمدیوں کو بائیکاٹ کر رکھا ہے اور وہ ان کے راستہ میں روڑے اٹکانا اپنا فرض سمجھتے ہیں لیکن پھر بھی وہ مصالحت اور اشتراک عمل کے لئے ہر وقت تیار ہیں۔ کیونکہ ان کا مقصود فرقہ وارانہ چھیڑ چھاڑ نہیں بلکہ خدا کے دین کی اشاعت ان کا مطمح نظر ہے۔

ہم اپنے ہمعصر کو صاف اور واضح الفاظ میں بتلا دینا چاہتے ہیں کہ اسلام کا خون ان مدعیان اسلام کی شمشیر تکفیر سے ہو رہا ہے۔ جو محض اپنے مذہبی اقتدار کی خاطر احمدیوں کو دائرہ اسلام سے خارج کرنے پر تلے ہوئے ہیں جب تک تکفیر کا حربہ انور شاہ اور عزیز الرحمٰن مرحوم جیسے مولویوں کے ہاتھ میں رہیگا [illegible]

حضور رحمت اللعالمین اور خاتم النبیین کی امت کو کبھی ایک مرکز پر جمع نہیں ہونے دیں گے۔ ان کی سنہری اور روپہلی اغراض کا یہی تقاضا ہے کہ وہ نبیؐ کی امت کو تکفیر کے عمل سے ہر وقت پراگندہ اور منتشر رکھیں۔ ہم کسی کلمہ گو کو خواہ وہ کسی عقیدہ کا ہو کافر کہنا ایک گناہ عظیم سمجھتے ہیں مسیح موعود کی مسیحائی اس امر کی متقاضی تھی کہ دنیائے اسلام میں پھر توحید کا پرچم اپنی پوری شان سے لہرائے اور تکفیر کی وبا کو نیست و نابود کر دیا جائے تاکہ تمام مسلمان اختلاف عقاید کے باوجود اسلام کی دینی اور دنیوی برکتوں سے پورے طور پر بہرہ اندوز ہوں۔

تاجدار دکن کا شاہانہ عطیہ

یہ امر واقعہ ہے کہ مسیح الملک حکیم اجمل خاں مرحوم کے انتقال کے بعد دہلی کی جامعہ ملیہ کی مالی حالت روز بروز زیادہ نازک ہوتی گئی۔ ہندوستان میں جامعہ ملیہ اپنی قسم کی پہلی آزاد درسگاہ ہے جو تعلیمی نصب العین کے اعتبار سے سرکاری درسگاہوں کے مقابلہ میں ایک ارفع حیثیت رکھتی ہے۔ یہ خیال کہ جامعہ کی ڈگری اس کے فارغ التحصیل طلباء کو سرکاری ملازمت کے حصول میں کوئی مدد نہیں دے سکتی۔ اس کی مالی ترقی کے راستہ میں ایک مہیب رکاوٹ ثابت ہوا۔ ابھی ہندوستان میں ایسے مسلمانوں کی تعداد آٹے میں نمک کے برابر بھی نہیں جو علم کو علم ہی کی غرض سے حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ عام طور پر مسلمان والدین کے نزدیک تعلیم کا مقصد یہی ہے کہ ان کے بچوں کو یونیورسٹی کا امتحان پاس کرنے کے بعد کوئی معقول ملازمت مل جائے۔ یہی وجہ ہے کہ جامعہ ملیہ میں صرف وہی طلباء داخل ہوتے ہیں جو سرکاری ملازمت سے کوئی سروکار نہیں رکھنا چاہتے۔ یہ جامعہ ملیہ کی خوش قسمتی ہے کہ اس کی تعلیمی باگ ڈاکٹر ذاکر حسین ایسے فرض شناس قابل اور مخلص پرنسپل کے ہاتھ میں ہے جنہوں نے جامعہ کے لئے اپنی زندگی وقف کر رکھی ہے۔ جب ڈاکٹر صاحب پچھلے دنوں ایک خاص وفد کو لے کر ہندوستان کی سب سے بڑی اسلامی ریاست میں پہنچے تو اعلیحضرت حضور نظام نے وفد کو باریابی کا شرف بخشا۔ اور جامعہ کے لئے ایک ہزار روپیہ ماہوار اور اس کی عمارت کے لئے پچاس ہزار روپیہ کا عطیہ منظور فرمایا جامعہ کی شمع جو کچھ عرصے سے ٹمٹما رہی تھی اعلیحضرت کے اس شاہانہ عطیہ کی بدولت اس قدر روشن ہو گئی ہے کہ اب اس کے بجھنے کا کوئی اندیشہ نہیں رہا۔ پچاس ہزار کی رقم کے متعلق اعلیحضرت نے یہ قید لگا دی ہے کہ اگر خدانخواستہ درسگاہ کسی وجہ سے بند ہو جائے تو اس کی عمارت سرکار نظام کی ملکیت قرار دی جائے گی۔ ہم ڈاکٹر صاحب کو ان کی اس کامیابی پر مبارکباد دیتے ہیں۔ اور ہمیں امید ہے کہ جامعہ ملیہ بتدریج ان تمام توقعات کو پورا کرے گا جو اس سے وابستہ کئے گئے ہیں۔

ایک ناگوار بحث

افسوس ہے کہ شاہ نادر خاں کے معاملہ میں ہمارے دو مقامی ہمعصروں کی اختلاف رائے اخبار بین پبلک کے لئے ایک معمہ ثابت ہو رہی ہے۔ اگر ایک طرف "زمیندار" اپنی پوری قوت اس بات کے ثابت کرنے میں صرف کر رہا ہے کہ شاہ موصوف ایک مہلک بیماری میں مبتلا ہیں اور ان کا دور حکومت ایک چراغ سحری ہے تو دوسری طرف "انقلاب" پبلک کو یہ یقین دلا رہا ہے کہ شاہ نادر خاں بالکل تندرست ہیں اور وہ اپنے ملک کے انتظام میں غیر معمولی سرگرمی اور مستعدی دکھا رہے ہیں۔ لطف یہ ہے کہ دونوں اپنی معلومات کے ذرائع کو معتبر سمجھتے ہیں۔ اس بحث کے طول دینے میں ہمارے معاصرین نے شاید اس حقیقت پر غور نہیں کیا کہ ان کے اخباری وقار کو کس قدر صدمہ پہنچ رہا ہے۔ مسلمانوں میں اس بحث نے تین گروہ پیدا کر دیے ہیں۔ ایک وہ ہیں جو "زمیندار" کو سچا سمجھتے ہیں۔ دوسرے وہ ہیں جو "انقلاب" کو قابل اعتبار خیال کرتے ہیں۔ تیسرے وہ ہیں جو غیر جانبدار ہیں اور دونوں سے بدظن ہیں۔ مسلم پبلک حقیقت حال سے آگاہ ہونا چاہتی ہے۔ مگر ہمارے معاصرین کی "تُو تُو مَیں مَیں" سے حقیقت پر اس قدر بھاری پردہ پڑ گیا ہے کہ مسلمانوں کے لئے سوائے اس کے اور کوئی چارہ نہیں کہ وہ اس وقت تک خاموش رہیں جب تک کہ سچائی خود آشکارا نہ ہو جائے۔

ناظرین خط و کتابت کے وقت نمبر خریداری کا حوالہ ضرور [illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۱۸ | ۲۳ ذی الحجہ ۱۳۴۸ھ | نمبر ۳۵

اسلام کی پکار

احمدی نوجوانو۔ اُٹھو!

(از محمد انعام الحق)

یہ دنیا کبھی بزم اخوت تھی۔ لیکن آج کل تو وہ ایک رزمگاہ کا نقشہ پیش کر رہی ہے۔ "طاقت" قانون سے بالاتر سمجھی جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ زبردست تمام قوانین و ضوابط کی پروا نہ کرتے ہوئے زیر دست کو اپنا زرخرید غلام سمجھتا ہے اور اس کو تمام پیدائشی حقوق سے محروم کر دینا چاہتا ہے۔ سزا و جزا کا فرشتہ غافلوں کو پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ اب حیات و عمل ایک ہی چیز کے دو نام ہیں۔ جو غافل ہیں وہ مٹ جائیں گے۔ آج انتہائی جد و جہد زندگی کی اولیں شرط قرار پا گئی ہے۔ جو شخص یا قوم جد و جہد سے جی چراتی ہے۔ اس کے لئے کرۂ ارض کی وسعتیں بالکل تنگ ہو جاتی ہیں۔ فنا کی خوفناک وادی کے سوا اسے اور کہیں جگہ نہیں مل سکتی۔ اس لئے جو زندہ رہنا چاہتے ہیں وہ ایک مجنونانہ جوش سے مصروف عمل ہیں۔ متمدن و حکمران ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ محکوم آزادی کے لئے بیقرار ہو رہے ہیں۔ جو سو رہے تھے وہ بیدار ہو چکے ہیں۔ جو خاموش و ساکت بیٹھے تھے انہوں نے تیزی کے ساتھ سفر شروع کر دیا ہے۔ آج فضا مظلوموں کی چیخوں کی بجائے حقوق طلبی کے نعروں سے گونج رہی ہے۔ غلاموں کے شور سلاسل کی بجائے آزادی کا نعرہ بلند ہو رہا ہے۔ اور قومیں تو ایک طرف رہیں۔ آج تو امریکہ کے سرخ فام باشندے، افریقہ کے حبشی، قطب شمالی کے اسکیمو، ہندوستان کے اچھوت بھی اسی نشۂ عمل میں سرشار نظر آتے ہیں۔

دنیا میں چالیس کروڑ کے قریب مسلمان آباد ہیں۔ سوال ہو سکتا ہے کہ حیات و عمل کے اس عالمگیر مظاہرہ میں وہ کس قدر حصہ لے رہے ہیں۔ اور جد و جہد کے لحاظ سے ان کے مستقبل کو کہاں تک محفوظ سمجھا جا سکتا ہے۔ آہ! اس سوال کا جواب ہمارے پاس آنسوؤں اور سرد آہوں کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے؟ کہنے کو چالیس کروڑ مسلمان زندہ موجود ہیں۔ لیکن ان کی اس زندگی پر موت بھی ٹھٹھے مار رہی ہے۔ ان میں دینی و ملی احساس ہے۔ نہ ان کی مذہبی، تعلیمی، اقتصادی اور سیاسی حالت درست ہے۔ آپ دنیا کے ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک چلے جایئے۔ ہر جگہ فرزندانِ توحید کی حالت ناگفتہ بہ نظر آئے گی۔ کسی جگہ افلاس و غلامی کی لعنت ان پر مسلط ہے تو کسی جگہ بے دینی و دہریت کی ایمان سوز وباؤں نے انہیں تباہ کر دیا ہے۔ تہذیب جدید کے گمراہ کن خیالات اور ملاؤں کی تنگ خیالی اور جہالت پرستی قریباً ہر جگہ ان کے لئے ایک آفتِ عظیم ثابت ہو رہی ہے۔

آہ آج صحرائے عرب کے کہسار اسلامی شیروں سے خالی ہو چکے ہیں۔ دجلہ فرات اور نیل کے کناروں سے اسلام کی حمایت میں کوئی آواز بلند نہیں ہوتی۔ باسفورس کا ساحل مخالفین اسلام کی یورشوں کا مرکز ہے۔ ہندوستان کا نقشہ آپ کے سامنے ہے۔ دوسرے ممالک کی بھی کم و بیش یہی کیفیت ہے۔ اس حالت کو دیکھ کر آنکھیں اشکبار ہو جاتی ہیں۔ اور دل کسی ہولناک خطرے کو قریب محسوس کر کے دھڑکتا ہے۔ مگر مایوسی کی اس ہولناک تاریکی اور جمود کے اس منحوس سکوت میں امید کی ایک کرن اور زندگی کی ایک لہر بھی دکھائی دے رہی ہے۔ اور وہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا مبارک وجود ہے۔ اس انجمن کی اسلامی خدمات کا ذکر تحصیل حاصل ہوگا۔ دنیا کے تمام باخبر اور [illegible] اہلِ الرائے مسلمان [illegible] [illegible] [illegible] کرتے ہیں کہ صرف

یہی ایک اسلامی جماعت ہے۔ جو حفاظت و اشاعت اسلام اور اصلاح المسلمین کا کام نہایت صحیح طریق اور وسیع پیمانے پر انجام دے رہی ہے۔ اور مسلمانوں کا مذہبی مستقبل صرف اسی جماعت کے ساتھ وابستہ ہے۔

ایک فلاسفر کا قول ہے کہ کوئی جماعت یا تحریک اس وقت تک خاطر خواہ ترقی نہیں کر سکتی جب تک نوجوان اس میں حصہ نہ لیں۔ واقعات و تجربات اس قول کی زبردست تائید کرتے ہیں۔ اس وقت ہندوستان میں بہت سی مذہبی و سیاسی تحریکات جاری ہیں۔ آریہ سماج، کانگرس، ہندو سبھا، اور جمابیر دل وغیرہ ان سب کی قوت کا باعث نوجوان طبقہ ہی ہے۔ اگر یہ صحیح ہے تو معاً سوال پیدا ہوتا ہے کہ جماعت احمدیہ کے نوجوانوں میں کوئی بیداری پائی جاتی ہے یا نہیں؟ ہم اس سوال کو جماعت کے نوجوان احباب کے سامنے پیش کر کے انہی سے اس کا جواب چاہتے ہیں۔ ہم ان کو کوئی طعن نہیں دینا چاہتے۔ مگر کیا یہ غلط ہے کہ وہ حالات کی نزاکت کے لحاظ سے بالکل غافل ہیں؟ اسلام آج اپنے فرزندوں کو پکار رہا ہے۔ دنیا کا بجا طور پر خیال ہے کہ اس پکار پر صرف احمدیہ جماعت لاہور ہی لبیک کہہ رہی ہے۔ لیکن اس جماعت کے نوجوان ابھی تک غافل ہیں۔

ہماری جماعت نے بے شک عظیم الشان کام کیا۔ لیکن یہ اس کام کے سامنے کوئی حقیقت نہیں رکھتا جو ہم نے ابھی کرنا ہے۔ عالم اسلامی کی حالت اور جماعت کے مقاصد احمدی نوجوانوں کے سامنے ہیں۔ کیا ان کا پرجوش خون اسلام کی پکار پر کوئی حرکت نہ کرے گا؟ وقت اپنی رفتار چلتا رہتا ہے۔ ایک نسل کے بعد دوسری نسل اس کی جگہ لے لیتی ہے۔ آج کے بیٹے کل کو باپ بننے والے ہیں۔ اگر یہ سچ ہے تو پھر ہمارے نوجوانوں کو ٹھنڈے دل سے غور کرنا چاہئے کہ وہ اپنے بزرگوں کے صحیح جانشین بننے کی اہلیت رکھتے ہیں یا نہیں؟

ہماری جماعت ایک مجدد، ایک مامور من اللہ کی قائم کردہ ہے۔ خدا کے وعدے سچے ہیں۔ جماعت کے قیام کا مقصد پورا ہو کر رہیگا۔ اگر ہمارے ذریعہ نہیں اور کسی کے ذریعہ سہی۔ مگر کیا احمدی نوجوانوں کا خدمت دین کی سعادت سے محروم رہنا بدقسمتی نہیں؟ آج بے شک چاروں طرف اندھیرا ہی اندھیرا نظر آ رہا ہے۔ ہر طرف خوفناک طوفان اُمڈے ہوئے ہیں۔ بے شمار خطرے ہمارے دل کو سہما رہے ہیں۔ اس کفر و الحاد کے زمانہ میں دین کے خادموں کی قدر کرنے والا کوئی نہیں رہا۔ مگر یاد رہے کہ موافق حالات میں جب کہ سامنے کوئی رکاوٹ نہ ہو اور دنیا تعریف و تحسین کے نعرے بلند کر رہی ہو۔ کوئی کام کر لینا بہادری نہیں۔ بلکہ بہادری اس وقت کام کرنا ہے، جب کہ چاروں طرف تاریکی مسلط ہو طعن و تشنیع کی بارش ہو رہی ہو۔ امید نے اپنا چہرہ مایوسی کی کالی گھٹاؤں میں چھپا لیا ہو۔ حالات یکسر مخالف ہوں۔ دشمن تعداد میں آسمان کے تاروں سے بھی زیادہ ہوں۔ آج مسلمانوں کے لئے ایسا ہی وقت ہے اور اسی وقت کام کرنا بہادری ہے۔

احمدی نوجوانوں نے کئی بار اپنی بیداری کا ثبوت دینے کا ارادہ کیا۔ ان کی انجمنیں بھی قائم ہوئیں۔ لائحہ عمل بھی تجویز ہوا۔ لیکن کوئی قابل ذکر عملی کام ابتک ہمارے سامنے نہیں آیا۔ ہمارے خیال میں مناسب ہوگا کہ سب سے پہلے مرکز کے نوجوان ایک عزم راسخ کے ساتھ پھر میدان عمل میں آئیں اور کچھ کام کر کے دکھلائیں۔ اس کے بعد مقامی جماعتوں کے نوجوانوں کو دعوتِ عمل دیں۔ اس طرح دنیا کو دکھلا دیں کہ احمدی نوجوان اسلام کی پکار پر لبیک کہنے والوں میں سب سے اول ہیں۔

احمدی نوجوانو! جماعت کی امیدو! دین کے مجاہد واحد د وقت کے ہاتھ پر بیعت کرنے والو! اٹھو۔ اسلام کی پکار کو سنو۔ اس وقت وہ نرغے میں ہے۔ ملت اسلامی کو تمہاری امداد کی ضرورت ہے۔ مسلمانان عالم کی نظریں تمہاری جماعت کی طرف لگی ہوئی ہیں۔ اور جماعت تمہاری طرف تک رہی ہے۔ اُٹھو! اپنے بزرگوں کی مایوس نگاہوں کو اپنے جذبۂ عمل سے پیام امید دو۔ تمہارے اسلاف کرام کی پاک روحیں دین کی بے بسی اور ملت کی بربادی پر تڑپ رہی ہیں۔ ان کی تسکین کا سامان بہم پہنچاؤ۔

اُٹھو! آسمان کے فرشتے تمہاری امداد کے لئے تیار بیٹھے ہیں۔ تائید غیبی تمہاری حرکت کے لئے چشم براہ ہے زمانہ مستقبل کے مورخ کا قلم تمہارے قدموں کی جنبش کا منتظر ہے۔ وقت بہت گذر چکا ہے۔ اب غفلت کو ہمیشہ کے لئے خیرباد کہ کر ایک پختہ ارادہ ایک جذبۂ بے اختیار کے ساتھ جماعت کو ترقی دینے کی کوشش میں مصروف ہو جاؤ۔ ایک بلند ترین مقصد اور بہترین لائحہ عمل تمہارے سامنے ہے۔

انکشاف حقیقت

کانگرس کی موجودہ تحریکات کا ایک نمایاں پہلو یہ بھی ہے کہ ان میں عورتیں بھی مردوں کے دوش بدوش نہایت ذوق و شوق سے حصہ لے رہی ہیں۔ اس نئی خصوصیت کو ہندوستان کی سیاسی بیداری اور کانگرسی تحریکات کی کامیابی و مقبولیت کی دلیل کے طور پر پیش کیا جا سکتا ہے لیکن ایک ہندو کانگرسی روزنامہ "ملاپ" کے مندرجہ ذیل انکشاف کو نظر انداز کرنا بھی غلطی ہوگی:۔

"پہلی مرتبہ جب عورتوں کو سیاسی تحریکات میں شامل کیا گیا تھا۔ تو بعض لحاظ سے ان کی شمولیت مضر ثابت ہوئی اور مستورات کے گمراہ کئے جانے کے واقعات پیش آئے اور چند کارکنوں کی بداعمالی سے تحریک کو بھی نقصان پہنچا۔ چنانچہ عورتوں کو اب پھر سول نافرمانی کی مہم میں شامل کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ امرتسر، لاہور اور چند دیگر مقامات پر جلوس نکالے جا رہے ہیں۔ امرتسر کے جلوس میں عورتوں کا اس طرح مردوں کے دوش بدوش چلنا اور بازاروں کی فحش کلامی کو سننا نہایت ہی قابل اعتراض ہے۔ مگر اس سے بڑھ کر تعجب اس بات کا ہے کہ بعض مستورات جو ان جلوسوں میں شریک ہوتی رہتی ہیں وہ مجلسی لحاظ سے شریف عورتوں کے ساتھ چلنے کی حقدار نہیں۔ بعض کے طریق بود و باش پر علانیہ شبہ کیا گیا ہے۔ بعض مستورات تو محض تماش بینی کے خیال سے ہی ان تحریکات میں حصہ لیتی ہیں۔ مگر شریف ہندوستانی عورتیں اس طرح سر بازار پھرنا گوارا نہیں کر سکتیں بہتر ہے کہ ہمارے کارکن عورتوں کی پاکیزگی کو ملحوظ رکھیں۔ تاکہ کسی کو کسی قسم کے شبہ کی گنجائش نہ رہے۔"

یہ کسی مولوی مسلمان اخبار کی تحریر نہیں بلکہ ایک کانگرسی ہندو روزنامہ کے ایک مضمون کا اقتباس ہے۔ آج کل مسلمان مردوں کے علاوہ مسلمان خواتین کو بھی کانگرسی تحریکات میں شرکت کی دعوت دی جا رہی ہے۔ اس دعوت کو قبول کرنے کا معاملہ جن مسلمانوں کے پیش نظر ہے انہیں دیگر امور کے علاوہ "ملاپ" کے اس انکشاف حقیقت پر بھی کافی غور کرنا چاہئے۔ کیونکہ یہ معاملہ سیاسیات کے علاوہ ان کی معاشرت اور قومی عزت و وقار سے بھی تعلق رکھتا ہے۔

"ملاپ" سے ایک سوال

"ملاپ" کی یہ صاف بیانی یقیناً ایک بہت بڑی جرات ہے جس کی ہر ایک شریف انسان قدر کرے گا۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ یہ صدائے حق کانگرس کے موجودہ ہنگامہ کے نقار خانہ میں طوطی کی صدا ہو کر رہ جائے۔ ہم اس جرأت پر اپنے معاصر کو دلی مبارکباد پیش کرتے ہوئے اس سے ایک سوال کرنا چاہتے ہیں۔

کانگرسی تحریکات میں حصہ لینے والی عورتیں قریباً تمام ہندو ہیں۔ مذکورہ بالا مضمون کی اشاعت سے چند روز قبل ہی ہمارے معاصر نے مسلمانوں کو طعن دیا تھا کہ کانگرس کے جلسوں اور جلوسوں میں ہندو خواتین کافی حصہ لیتی ہیں اور مسلمان خواتین مطلق شامل نہیں ہوتیں۔ ہم حیران ہیں کہ "ملاپ" نے حالات سے باخبر ہونے کے باوجود مسلمانوں کو یہ طعن کیوں دیا تھا۔ کیا وہ یہ چاہتا تھا کہ کانگرس کی موجودہ تحریکات کی شمولیت سے جو اخلاقی نقصان ہندو خواتین اٹھا رہی ہیں وہ مسلمان خواتین کو بھی ضرور پہنچے؟ "ہندو مسلم مساوات" کی یہ کوشش بے حد قابل تعریف ہے۔ مگر ہمیں گلہ کرنے سے پیشتر اس حقیقت کو فراموش نہ کرنا چاہئے کہ "ملاپ" ایک آریہ روزنامہ ہے اور مسلمانوں کا آریہ اخبارات سے کسی نیک بات کی توقع رکھنا بالکل لاحاصل ہے قوم پرستی کا دعویٰ آسان ہے۔ لیکن ذہنیت کا تبدیل کرنا بے حد مشکل ہے۔ "ملاپ" اور دوسرے آریہ اخبارات اسی مشکل میں مبتلا ہیں۔

حضرت امیر ایدہ اللہ کا پتہ

احباب کو علم ہوگا کہ حضرت امیر ایدہ اللہ عید سے قبل ہی ڈلہوزی تشریف لے جا چکے ہیں۔ امسال اُن کا پتہ پیٹر بر و کی بجائے "بکر وڈ کاٹیج۔ ڈلہوزی" ہوگا۔ جملہ احباب نوٹ کر لیں۔

کیا احمدیہ تخیّلِ اسلام تبلیغِ اسلام کیلئے چنداں ضروری نہیں؟

ایک غلط فہمی کا ازالہ

از قلم جناب مولانا محمد یعقوب خاں صاحب بی اے، سابق امام مسجد ووکنگ (انگلستان)

"مجھے تو خصائصِ تعلیم احمدیہ میں ایک بات بھی ایسی نظر نہیں آئی کہ تبلیغِ اسلام میں جس کی اشد ضرورت ہو۔" (خواجہ کمال الدین صاحب)

واللہ کہ ہمچو کشتیٔ نوحم زِ کردگار
ایں آتشے کہ دامنِ آخر زماں بسوخت

بے دولت آنکہ دور بماند ز لنگرم
از بہر چارہ اش بخدا نہر کوثرم (مسیح موعودؑ)

حضرت خواجہ کمال الدین صاحب کے مندرجہ بالا الفاظ جو آپ نے رسالہ اشاعتِ اسلام میں ووکنگ مشن کے نئے ٹرسٹ کے متعلق اعلان کرتے ہوئے سپردِ قلم فرمائے ہیں کسی قدر محتاج تشریح ہیں۔ بعض احباب پر جنہوں نے حضرت خواجہ صاحب کا صحیح مفہوم نہیں سمجھا ان الفاظ کا بڑا مایوس کن اور حوصلہ شکن اثر پڑا ہے۔ کئی ایک دوستوں نے مجھ سے اس مایوسی کا اظہار کیا۔ صدیوں سے دنیائے اسلام چشم براہ تھی کہ مسیح نازل ہوگا۔ تو ساتھ ہی اسلام کا گم گشتہ اقبال واپس لائے گا۔ تمام جہان کے ادیان پر مسیح کی بدولت اسلام کا غلبہ ہوگا۔ اسی کے پاک نفوس سے دجال جیسے عظیم الشان فتنہ کا قلع قمع ہوگا۔ اسی کے برگزیدہ سر کے لئے "یکسر الصلیب" کا تاج مقدر تھا یعنے کلیسا کو جو اپنے لاانتہا زمینی ساز و سامان سے اسلام کے نیست و نابود کرنے کے درپے ہے۔ پاش پاش کرنے والا وہی خدا کا بھیجا ہوا مسیح ہوگا۔ ایمان ثریا پر جا چکا ہوگا۔ وہی مسیح اسے دوبارہ زمین پر لائے گا۔ قرآن اُٹھ چکا ہوگا۔ وہی پاک انسان اسے از سرِ نو زندہ کرنے والا ہوگا۔ خود روزِ اول سے ہی سلسلہ احمدیہ کا سنگِ بنیاد یہی راسخ ایمان رہا ہے کہ مسیح موعود کے جھنڈے کے ساتھ اس زمانہ میں اسلام کی فتح و نصرت مقدر ہے۔ اور خود حضرت صاحب بھی فرماتے ہیں کہ زمانۂ حال کے الحاد اور مادہ پرستی کے لئے میں ہی ایک "کشتیٔ نوح" ہوں اور لامذہبی کے عالمگیر شعلوں کے لئے جو تمام دنیا کو محیط ہو رہے ہیں میں ہی "نہرِ کوثر" ہوں۔ لیکن حضرت خواجہ صاحب فرماتے ہیں کہ

"مجھے تو خصائصِ تعلیم احمدیہ میں ایک بات بھی ایسی نظر نہیں آئی کہ تبلیغ اسلام میں جس کی اشد ضرورت ہو۔"

ایسے احباب کی خدمت میں گذارش ہے کہ ان کی یہ مایوسی غلط فہمی پر مبنی ہے۔ حضرت خواجہ صاحب قبلہ کی صحت شاید ہی اجازت دے کہ اس مسئلہ پر مزید روشنی ڈالیں جو تحریک احمدیہ کے لئے زیست اور موت کا مسئلہ ہے۔ جہاں تک میں سمجھتا ہوں "خصائص تعلیم احمدیہ" سے حضرت خواجہ صاحب کا ہرگز یہ منشاء نہیں ہو سکتا جو بعض احباب نے سمجھ لیا ہے۔ آپ کا منشاء اس سے صرف یہ تھا کہ قطعاً نہیں ہو سکتا کہ مغربی ممالک میں مبلغینِ اسلام کی سب سے پہلی کوشش یہ ہونی چاہئے کہ تثلیث کے پنجے سے متلاشیانِ حق کو چھڑا کر اسلام کے سونے موٹے دلکش خط و خال سے روشناس کرائیں۔ اور فرقہ بندی کا وہ اکھاڑہ وہاں قائم نہ کیا جائے جو مشرقی ممالک میں ہمیں نظر آتا ہے۔ اگر احمدی یہ کوشش کریں کہ انگریز نو مسلمان کو مسلمان ہوتے ہی اپنے سلسلہ میں منسلک کریں اور شیعہ، حنفی، وہابی، دیوبندی، بریلوی وغیرہ وغیرہ ہر ایک گروہ ان نو مسلمین کو اپنا شکار بنانا چاہیں تو اشاعتِ اسلام کے عظیم الشان مقصد کو اس بدنما خانہ جنگی سے جس کا بازار وہاں لازماً گرم ہوگا سخت نقصان پہنچیگا۔ اسی اعلیٰ مقصد کو مدِ نظر رکھتے ہوئے حضرت خواجہ صاحب اور آپ کے رفقاءِ کار نے ووکنگ مشن کے متعلق اپنا یہ اصول بنایا ہوا ہے کہ نو مسلمین انگریزوں میں یہ تبلیغ نہیں کرینگے کہ انہیں سلسلہ احمدیہ میں داخل کیا جائے۔

یہ ایک بالکل جداگانہ امر ہے اور کسی صحیح الخیال مسلمان کو اس سے انکار نہیں ہو سکتا۔ کہ اس وقت مغربی تبلیغ گاہ کو فرقہ وارانہ کشمکش کا میدان نہیں بنانا چاہئے۔ لیکن اس سے یہ نتیجہ ہرگز نہیں نکالنا چاہئے۔ جو بعض احباب نے نکالا اور اپنے قلوب کو یہ سمجھ کر خواہ مخواہ مایوسی میں مبتلا کیا کہ گویا حضرت خواجہ صاحب کے نزدیک احمدیت ایک بیکار اور بے حقیقت چیز ہے اور اس کے بغیر بھی تبلیغ اسلام کا کام بخوبی ہو سکتا ہے۔ یہ ایک ایسا خیال ہے جو نہ خواجہ صاحب کے وہم میں ہو سکتا ہے اور نہ ان کے کسی اور کارکن کے۔ بلاشبہ ہم حضرت مسیح موعودؑ کا وجود اور دعویٰ ووکنگ میں نہیں پیش کرتے لیکن اس سے یہ نہ سمجھنا چاہئے جیسے ان احباب نے سمجھ لیا ہے کہ گویا انگلستان میں تحریک اسلام کی عظیم الشان کامیابی کا سہرا حضرت حضرت مسیح موعود کے سر پر نہیں۔ اور کوئی سخت خیرا جا کر وہاں اسلام کا پیغام پہنچانے میں کامیاب ہو سکتا ہے۔ اسلام کی کامیابی کی وجہ صرف وہ تخیل اور تصویرِ اسلام ہے جو حضرت مسیح موعودؑ نے ہمیں دیا۔ ہم بلاشبہ آپ کا نام اور آپ کا دعویٰ انگلستان میں نہیں پیش کرتے۔ لیکن اسلام کا جو تصور اور جو تخیل پیش کرتے ہیں وہ ہر ایک باریک سے باریک خال و خط کے لحاظ سے وہی ہے جو حضرت مسیح موعودؑ لے کر آئے۔ اور یہی وہ دلربا تصویر ہے جو قلوب پر جادو کا کام کرتی ہے۔

میں دو سال تک ووکنگ مشن میں کام کر چکا ہوں۔ اور دعویٰ سے کہتا ہوں کہ مغربی دنیا میں فتح اسلام مسیح موعود کے جھنڈے کے ساتھ وابستہ ہے جیسے حضرت صاحب نے فرمایا ہے ؎

مدّلے فتح نمایاں بنام ما باشد

میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ آج آپ عام ملانوں کا اسلام وہاں لے جا کر آزمائش کریں۔ تو جو چند صد نفوس حلقہ بگوشِ اسلام ہوئے ہیں وہ بھی اسلام سے بدظن ہو جائیں گے۔ کیا آپ ملانوں کے حیاتِ مسیح کا عقیدہ لے جا کر مسیح کی خدائی کا بت توڑ سکتے ہیں۔ وفاتِ مسیح کا عقیدہ مغرب میں تبلیغِ اسلام کے لئے سب سے اولیں حربہ ہے۔ جو ایک مبلغ کے ہاتھ میں ہونا چاہئے۔ اور یہ وہ صحیح اسلامی عقیدہ ہے جو "خصائص تعلیم احمدیہ" میں سے ہے۔ اس کے ساتھ ہی اسی قدر مہتم بالشان اسلامی تخیل عالمگیر اخوتِ انسانی کا تخیل ہے۔ اور یہ بھی اس زمانہ میں صرف تعلیم احمدیہ کے ساتھ مخصوص ہے۔ تمام انبیا پر یکساں ایمان اس قسم کی اخوت کے لئے بمنزلہ سنگِ بنیاد ہے۔ اور قرآن پاک نے اس پر اسی لئے خاص زور دیا ہے۔ لیکن کیا یہ حقیقت نہیں کہ جہاں ملانوں نے اس بلند خیال کو گلدستۂ طاقِ نسیاں بنا کر اس آیتِ قرآنی کو متروک العمل کر دیا تھا "تعلیم احمدیہ" نے اسے از سرِ نو زندہ کر کے ببانگ دہل یہ اعلان کیا کہ جناب کرشن، مہاتما بدھ، حضرت زرتشت اور دیگر تمام ہادیانِ انسانی کو ہم خدا کے فرستادہ اور قابلِ عزت سمجھتے ہیں۔ ایک عام خیال یہ ہے کہ جہاں ایک مسلم خدا کے بہشت میں شب و روز حوروں سے دل لگی میں مصروف ہوگا۔ ایک غیر مسلم ابدالآباد تک اس کے جہنم میں جلتا رہیگا۔ خواہ وہ کتنا ہی پاکباز ہو۔ کیا ایسا گھناؤنا تخیل مغرب میں کامیاب ہو سکتا ہے بہشت و دوزخ کا جو تخیل قرآن پاک سے "تعلیم احمدیہ" نے پیش کیا ہے۔ وہ ایسا معقول ہے کہ کسی کو اس سے انکار نہیں ہو سکتا۔ پھر لیجئے قتلِ مرتد کا مسئلہ جس کو لے کر عیسائی پادری مہذب دنیا کو اسلام سے متنفر کرتے ہیں۔ ملانہ اسلام لے جا کر آپ ان پادریوں کے ہاتھ مضبوط کرینگے۔ اور شاید جو کچھ پادری اسلام کا مضحکہ اڑانے میں تا ہنوز کمی رہے ہوں آپ کا ملا مبلغ اس کمی کو پورا کر دکھائے گا۔ یہ موقع باریکیوں میں جانے کا نہیں ورنہ میں دکھاتا کہ ملانوں کے ہاتھ میں اسلام کی جو تصویر ہے۔ وہ ایک کریہ المنظر چڑیل سے بڑھ کر نہیں۔ "تعلیم احمدیہ" کی سب سے ممتاز اور روشن خصوصیت یہ ہے کہ اس نے جہان کو بتایا کہ یہ چڑیل درحقیقت اسلام کی تصویر نہیں۔ یہ حضرت ملا کی اپنی باطنی شکل کا عکس ہے۔ درحقیقت اسلام ایک حسین سے حسین پری ہے جس پر کوئی انسانی دل فریفتہ ہوئے بغیر [illegible]

خانہ اسلام کو برباد کرنے کی ذمہ دار ہے۔ اس لعنت سے کس نے نجات دلائی۔ "تعلیم احمدیہ" نے خود حضرت خواجہ صاحب نے اسی پر ایک کتاب لکھی ہے۔ جس کا نام ہی یہی ہے کہ "اسلام میں کوئی فرقہ نہیں"۔ کیا آپ مغرب میں یہ اسلام لے جا کر کامیاب ہو سکتے ہیں۔ جو فرقہ بندی کو لعنت سمجھے۔ یا وہ جو چند بالوں یا پاجامے کے چھوٹا یا لمبا ہونے کو بھی مدارِ کفر و اسلام قرار دے کر اسلام کو ٹکڑے ٹکڑے کرتا ہے؟

الغرض اس زمانہ میں ممالک مغربیہ میں اگر اسلام کی کوئی تصویر قلوب کو کھینچ سکتی ہے تو وہ وہی تصویر ہے جو مسیح موعود کے آسمانی کیمرہ نے کھینچ کر ہمارے ہاتھ میں دی۔ یہ محض دعویٰ نہیں۔ ووکنگ کی عظیم الشان کامیابی اس پر گواہ ہے۔ شروع سے لے کر آج تک ووکنگ مشن احمدی کارکنوں کے ہاتھ میں رہا۔ اور جو کچھ انہوں نے پیش کیا وہ یقیناً یقیناً وہی دلکش تصویر ہے۔ جو خصائص تعلیم احمدیہ میں سے ہے۔ نہ حضرت خواجہ صاحب نے نہ آپ کے کسی اور رفیق کار نے سرِ مو اس تعلیم اسلام سے تجاوز کیا جو حضرت مسیح موعود کے پاؤں میں بیٹھ کر انہوں نے حاصل کی۔ اس تعلیم کو اس ملانہ اسلام سے دُور کی نسبت تک نہیں جو عام طور پر مروج ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ جب انگلستان کے اکابر پادریوں سے ووکنگ کے اس دلکش پیغام اسلام کا اور کچھ جواب بن نہ پڑا اور دیکھا کہ لوگوں کے قلوب کو مسخر کئے جا رہا ہے تو اسے کم وقعت کرنے کے لئے انہوں نے یہ آواز اٹھائی کہ "ایک نیا اسلام" ہے اور "ایک نیا محمدؐ" جو ووکنگ پیش کر رہا ہے۔ یہ آواز گو اس لحاظ سے غلط تھی کہ ووکنگ نے تو سوائے اس اسلام کے کوئی چیز پیش نہیں کی جو قرآن پاک کے صفحات میں موجود نہ تھی۔ اور نہ ہی کوئی اور اسوہ نبی پیش کیا جو حضورؐ کا صحیح اسوہ نہ تھا۔ لیکن اس لحاظ سے یقیناً درست تھا کہ جو "اسلام" اور جو "محمدؐ" اس وقت دنیائے اسلام میں مروج ہیں۔ ووکنگ نے ان سے ایک بالکل انوکھی چیز پیش کی جس نے جادو کا کام کیا اور یہ انوکھی چیز وہی تھی جو ثریا پر جا چکی تھی اور جسے حضرت مسیح موعودؑ دوبارہ زمین پر لائے۔

غرض میں ان تمام احباب کو جنہیں مندرجہ عنوان الفاظ سے غلطی لگی ہے یقین دلاتا ہوں کہ اُن کا منشاء سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ ہم انگلستان میں لوگوں کو سلسلہ احمدیہ میں داخل کرنے کی کوشش سردست ٹھیک نہیں سمجھتے۔ کیونکہ اس سے وہاں فرقہ بندی کا بازار گرم ہو جانے کا احتمال ہے۔ ورنہ جو کچھ ہم وہاں پیش کرتے رہے ہیں یا کرتے ہیں وہ وہی ہے جو مسیح موعودؑ سے ہم نے سیکھا۔ کم از کم احباب کو ہمارے نسبت اس قدر حسنِ ظن سے تو کام لینا چاہئے کہ ہم خدا کے فضل سے منافق نہیں۔ کہ اپنا ذاتی تخیلِ اسلام تو وہ ہو۔ جو حضرت مسیح موعودؑ کے قدموں کی طفیل ہمیں حاصل ہوا۔ اور دنیا کے سامنے دیوبندی یا بریلوی اسلام صرف اس لئے پیش کرتے ہوں کہ عامۃ المسلمین کی ہمدردی اپنے ساتھ رکھیں۔ ہم نے وہاں رضاءِ الٰہی کے لئے کام کیا اور عامۃ المسلمین کے ساتھ بے شک ہمارا یہ معاہدہ تو ضرور رہا ہے کہ ہم وہاں لوگوں کو سلسلہ احمدیہ میں داخل نہیں کرینگے۔ اور اس عہد پر کارکنانِ ووکنگ جہاں تک مجھے علم ہے دیانت داری سے کاربند رہے ہیں۔ لیکن ہم نے کبھی کسی سے یہ معاہدہ نہیں کیا کہ اسلام پیش کرتے ہوئے ہم اپنا مافی الضمیر پیش نہیں کریں گے۔ بلکہ وہ پیش کریں گے جو کسی دیوبند میں مروج ہے۔ یا بریلی میں۔

ہم خدا کے فضل سے اسلام کے خادم سپاہی ہیں۔ اسلام فروش نہیں۔ اور نہ ہی کوئی اور اسلام اس زمانہ میں ممالک مغربیہ میں کامیاب ہو سکتا ہے۔ سوائے اس کے جسے حضرت مسیح موعودؑ نے دوبارہ زندہ کیا۔

دفتر کی ضروری اطلاعات

(۱) اس ہفتہ خریدار صاحبان کے پتوں کی نئی چٹیں طبع ہوئی ہیں۔ اگر کسی صاحب کے پتہ میں کوئی غلطی رہ گئی ہو تو وہ بواپسی مطلع فرمائیں۔ تاکہ تصحیح کر لی جائے۔

(۲) تبدیلِ پتہ کے لئے جو خطوط بھیجے گئے تھے۔ ان میں کسی کی تعمیل نہ ہوئی ہو تو دوبارہ مطلع فرمایا جائے۔ ممکن ہے۔ کہ چٹوں کی طباعت کے باعث کسی خط کی تعمیل نہ ہو سکی ہو۔

(۳) ماہِ مئی و جون میں جن اصحاب کا چندہ ختم ہوتا تھا ان کے نام وی پی کئے گئے ہیں۔ براہ مہربانی وہ ان کو وصول فرما کر

انجمن اصلاح و ترقی مسلمانان علاقہ داجل

مسلمانوں میں زندگی کے آثار

داجل ضلع ڈیرہ غازی خاں میں ایک مشہور اور کامیاب منڈی ہے۔ مسلمان گو زمیندار ہیں مگر قرض کی وجہ سے گرفتار پنجہ ہنود ہیں۔ گویا کماتے ہیں مسلمان اور کھاتے ہندو ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ داجل کے ہندو ہر پہلو سے روبہ ترقی ہیں۔ تجارت ان کے ہاتھ میں ہے۔ مذہبی و سیاسی لحاظ سے نمایاں ترقی کر رہے ہیں۔ خاص اس قصبہ میں آریہ سماج کا بڑا چرچا ہے۔ سالانہ جلسہ ہوتا ہے۔ مناظر و لیکچرار آتے اور دیگر بانیان مذاہب کو سخت و سست کہہ کہا کر اپنا کام کرتے چلے جاتے ہیں۔

مقامی مسلمانوں کو ہر دفعہ جگایا گیا۔ غیر کے مہلک ہتھکنڈوں سے ڈرایا گیا۔ آریہ سماج کی بڑھتی ہوئی تحریک کو سامنے رکھ کر غیرت دلائی گئی۔ کہ اُٹھو اور اپنی زندگی کی فکر کرو۔ مگر اثر اُلٹا ہوا۔ اور مرض بڑھتا گیا۔ جوں جوں دوا کی۔ ہائے افسوس مسلمان، کو دنیا کا بہترین انسان کہا گیا۔ شرافت، نیکی اور تقویٰ میں غیروں کے لئے کامل نمونہ تھا۔ بیدار مغزی میں فرد واحد۔ اور شجاعت میں اپنی مثال آپ تھا۔ واعلموا انّ الجنۃ تحت ظلال السیوف تیری زندگی کا راز اور بقا کا مجرب نسخہ تھا۔ تو مظہر و اطہر تھا۔ اور تیرے نمونے سے کافر توحید کا جوا اپنی گردنوں پر ڈال لیتے تھے۔

آہ! اب یہ حالت ہے۔ مشرک جنہیں سراپا نجس کہا گیا۔ تیرے سایہ سے بھاگتے ہیں۔ تیرے ساتھ لگ جانے سے وہ ناپاک ہو جاتے ہیں۔ اور تو ہے کہ غیرت کو مرے سے جواب دے بیٹھا ہے۔ حکومت جس سے تو اور تیرا مذہب زندہ تھا۔ دجال کی نرم پالیسی سے ٹکڑے ٹکڑے ہو کر جا چکی ہے۔ مذہب صرف نام اور رسم تک باقی ہے عمل جو تیری زندگی کا جوہر تھا۔ مٹ کر خاک ہو گیا۔ اور آج تیری امتیازی خصوصیات چوری۔ رہزنی۔ بدمعاشی وغیرہ رہ گئی ہیں۔ تقویٰ نیکی سچائی۔ مردانگی معدوم ہے۔ صراط مستقیم سے بھٹک کر اسی راستہ پر جا پڑا ہے۔ جس سے تجھے بچنے کی دعا سکھلائی گئی تھی۔ اور اب تو وہاں ہے جہاں ہر طرف خار دار جھاڑیاں ہیں۔ گھنا اور سنسان جنگل ہے۔ وہ جنت کسی دوسرے کے پاس ہے جس کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ اور بہشتی میوے کوئی دوسرا کھا رہا ہے۔ جن کے تو لائق تھا۔ اب اگر تو چلتا ہے تو بدی کے کانٹے تجھے لگ لگ کر لہولہان کیا چاہتے ہیں۔ اور اگر تو بیٹھتا ہے تو ویرانے میں بھوک اور پیاس سے جان دینا ہے۔ غرض نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن والا حساب ہے۔

آہ! کتنی بے حسی ہے۔ تجھے بیدار کیا جاتا ہے۔ دعوت عمل کے لئے پکارا جاتا ہے۔ بزرگان سلف کے کارنامے سنائے جاتے ہیں۔ مگر تو ٹس سے مس نہیں ہوتا۔ کیا تیری غیور اور آزاد زندگی ختم ہو چکی ہے۔ کیا تو چاہتا ہے کہ ہمیشہ غلام و ذلیل رہے؟ کل جنہیں تیری غلامی پر بھی فخر تھا۔ آج تیرے سایہ سے بھاگتے ہیں۔ یہ کیوں ہے۔ آخر اس کی کوئی وجہ ہو گی۔ کہ جانوروں تک کو تجھ پر ترجیح دی جاتی ہے۔ خدا کے لئے اُٹھ۔ خود زندہ بن۔ دوسروں کو زندگی کا پیام دے۔ اور دیکھ تیرے کروٹ لینے کی دیر ہے۔ تو ہی بادشاہ بہادر زمانہ میں معزز و منصور ہے۔

داجل میں یا کسی دوسری جگہ جہاں کہیں اسلامی انجمن قائم ہوئی۔ اس کا نصب العین یہی ہے کہ تجھے بیدار کیا جائے۔ مخدوم سید محمد جعفر شاہ صاحب سجادہ نشین (صدر انجمن) ہیں۔ آپ میں خدمت اسلام کا زبردست ولولہ ہے۔ ان کا ایک ایک منٹ اب اسی دھن میں صرف ہو رہا ہے کہ مسلمان سنبھل جائیں۔ رسومات قبیحہ سے بچیں۔ اور سچے مسلمان بن کر دنیا کو مسخر کریں۔

گو انجمن کی ابھی ابتدا ہوئی ہے۔ مگر آثار بہت نیک اور کامیاب معلوم ہوتے ہیں۔ خدا کارکنان انجمن کے عزم و استقلال میں برکت دے اور وہ روز افزوں ترقی کریں۔ آمین۔ اخیر میں جناب مخدوم صاحب قبلہ خلیفہ کریم بخش صاحب۔ میاں محمد یار صاحب خواجہ ملک علی محمد صاحب نمبردار اور مولوی جیند وڈ صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ کہ انہوں نے باوجود مصروفیت کے میرے تبلیغی پروگرام میں کافی مدد کی۔ اور آئندہ بھی امداد کا وعدہ فرمایا۔ خدا ان احباب کو زندہ و سلامت رکھے۔ اور ان کے ہاتھوں اسلامیہ پرائمری سکول کو جو زیر تجویز ہے انجمن سے کامیاب تعلیم گاہ بنا دے۔ آمین ثم آمین۔

میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان سے ایک سوال

جناب والا! کیا آپ مہربانی کر کے بتا سکتے ہیں۔ کہ لاہوری احمدی آپ کے نزدیک مسلمان ہیں یا باقی غیر احمدیوں کی طرح کافر دائرہ اسلام سے خارج۔ یہ بات ابھی تک مجھ پر واضح نہیں ہوئی کہ اس کے متعلق آپ کا اور آپ کی جماعت کا کیا عقیدہ ہے۔ اس امر کے دریافت کرنے کی ضرورت اس لئے پڑی۔ کہ جو اقوال اس وقت تک آپ کی طرف سے اخبار میں شائع ہوتے رہے ہیں۔ اُن میں تناقص ہے۔ جن کو پڑھ کر میں صحیح نتیجہ پر نہیں پہنچ سکا۔ میں اپنے متعلق کہتا ہوں۔ ممکن ہے۔ میرے ہم خیال اور بھی ہوں۔ مثال کے طور پر چند اقوال پیش کرتا ہوں۔

(۱) آپ نے متعدد بار لکھا ہے کہ غیر مبائعین احمدی ہیں۔ کیونکہ آخر وہ مسیح موعود کو تو نہیں ملتے ہیں۔ بلکہ آپ نے غیر مبائعین کے پیچھے نماز پڑھنے کی بھی اجازت دلے رکھی ہے۔ آپ کے اس قول سے تو غیر مبائعین مسلمان ثابت ہوتے۔ اور وہ دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔

(۲) دوسرا قول آپ کا یہ ہے کہ جس طرح مسیح موعود کا انکار انبیا کا انکار ہے۔ اسی طرح میرا انکار (موجودہ خلیفہ قادیان) انبیائے بنی اسرائیل کا انکار ہے۔ جنہوں نے میری خبر دی۔ میرا انکار رسول اللہ صلعم کا انکار ہے جنہوں نے میری خبر دی۔ . . . . . میرا انکار مسیح موعود کا انکار ہے۔ جنہوں نے میرا نام محمود رکھا۔ الفضل ۲۴/۵ مورخہ ۲۴/۹ آپ کے اس قول سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ لاہوری احمدی مسیح موعود کے منکرین کی طرح کافر۔ دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ کیونکہ وہ آپ کا انکار کرتے ہیں۔ (یعنی میاں محمود کی خلافت کا)

(۳) تیسری بات آپ کے اخبار میں ایک اور حیرت انگیز اعلان شائع ہوتا ہے جس کے پڑھنے سے انسان حیرت میں آکر انگشت بدنداں ہو جاتا ہے۔ وہ اعلان اس سرخی سے شائع ہوتا ہے۔

مغربی افریقہ میں تبلیغ اسلام

ایک سو تیرہ افریقین حلقہ بگوش اسلام

. . . . ایام زیر رپورٹ میں ۱۱۳ نفوس عاجز (مبلغ) کے ہاتھ پر بیعت کر کے جماعت میں داخل ہو چکے ہیں۔ یہ لوگ عیسائیوں بت پرستوں اور غیر احمدیوں سے آئے ہیں۔ اور بعض ان میں بھی بھر لوگوں میں سے بھی ہیں جو کسی وقت ہم سے روٹھ کر الگ ہو گئے تھے۔ مگر خدا نے اب ان کو سمجھ دیدی۔ اور پھر واپس آنے کی "توفیق بخشی"۔ الفضل ۲۸/۲ ۲۴ جلد ۲۰

اس کا مطلب یہ ہے جو ۱۱۳ نفوس حلقہ بگوش اسلام ہوئے ہیں۔ وہ مجموعہ ہیں۔ عیسائیوں بت پرستوں۔ غیر احمدیوں اور غیر مبائعین کا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایک غیر مبائع جب تک آپ کی بیعت نہ کرے۔ وہ باقی لوگوں کی طرح آپ کے نزدیک کافر دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

ایک اور ضمنی سوال بھی عرض کر دیتا ہوں۔ حوالہ جات مذکورہ سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ آپ بھی نبی تھے۔ کیونکہ نبی کے انکار سے انسان کافر بنتا ہے۔ حضرت مسیح موعود کی نبوت کے ثبوت میں آپ نے رکیک تاویلات سے یہ نتیجہ نکالنے کی بڑی کوشش کی۔ کہ حضرت مرزا صاحب نے اپنے منکرین کو کافر کہا۔ حالانکہ کوئی ایسی صریح عبارت نہیں۔ اس کے برعکس کھلے الفاظ میں حضرت کا قول موجود ہے۔ کہ میرے انکار سے انسان کافر نہیں بنتا۔ بہر حال آپ نے مرزا صاحب کی نبوت پر ایک دلیل یہ پیش کی کہ چونکہ مرزا صاحب نے اپنے منکرین کو کافر کہا ہے لہذا وہ نبی تھے۔ عبارات مذکورہ بالا سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ بھی اپنے منکرین کو کافر کہتے تھے۔ کیا اس سے لازمی نتیجہ یہ نہیں نکلتا۔ کہ آپ نے نبی کا دعویٰ کیا ہے۔ اگر ظاہر نہیں تو در پردہ ہی سہی۔

نیاز مند غلام ربانی

ملازمت کی ضرورت

(۱) ملٹری اکونٹس ڈیپارٹمنٹ کی کلرکی کے لئے کنٹرولر ملٹری اکونٹس ویسٹرن کمانڈ کوئٹہ اور لوکل آڈٹ افسر سندھ بریگیڈ ایریا کراچی کے دفاتر میں یکم تا ۳ دسمبر ۱۹۳۰ء امتحان داخلہ ہوگا۔

امیدوار گریجوایٹ ہوں۔ لیکن جن مذاہب کی نمائندگی کم ہوگی ان کے امیدوار انٹرنس پاس تک لئے جائیں گے۔

امیدوار عرضیاں اپنی دستخطی بنام سی۔ ایم۔ اے ویسٹرن کمانڈ کوئٹہ کو ۳۰ اگست ۱۹۳۰ء سے پہلے بھیجدیں۔ معہ سندات ذیل:۔

(۱) عمر کی تصدیق ۱۹-۲۵ سال کے درمیان ہو

(۲) چال چلن کی عمدگی کی تصدیق دو معززین سے۔

(۳) تعلیمی سند کی نقول۔

عرضی کی منظوری پر تین روپیہ فیس داخلہ دینی ہوگی۔ امتحان انگریزی ڈکٹیشن۔ کمپوزیشن۔ ریاضی۔ انٹرنس کے امتحان تک کی اور ابتدائی بک کیپنگ۔

(۲) سول اینڈ ملٹری گزٹ لاہور نمبر ۲۵۲۹ کو ایک اچھے جونیئر کلرک کی ضرورت ہے۔ درخواستیں بھیجدی جائیں۔

(۳) میونسپل کمیٹی گوجرہ کو ایک سند یافتہ اکونٹنٹ کی تنخواہ ۵۰-۳-۶۵ روپیہ ماہوار معہ مکان مفت۔ ٹائپ جانتا ہو۔ اور ایک موٹر ڈرائیور کی۔ پانی چھڑکاؤ کی لاری کے لئے۔ تنخواہ ۳۰ روپیہ ماہوار۔ درخواستیں ۲۰ ماہ حال تک پریذیڈنٹ کو پہنچنی چاہئیں۔

(۴) چوہدری عبدالحمید خاں ایم۔ اے۔ پی۔ ایس پرنسپل گورنمنٹ انٹرمیڈیٹ کالج شاہ پور کو ایک استاد کی ضرورت ہے۔ جو دسویں جماعت کے طلباء کو انگریزی۔ ریاضی۔ تاریخ۔ فارسی پڑھا سکے۔ ایم۔ اے۔ بی۔ ٹی کو ترجیح ہوگی۔ تنخواہ ایکصد روپیہ سے ایکسو پچاس روپیہ ماہوار تک۔ مکان خوراک مفت۔

(۵) سیکرٹری میونسپل کمیٹی پسرور ضلع سیالکوٹ ایک سپرنٹنڈنٹ چونگی کی ضرورت ہے۔ جو سابق تجربہ رکھتا ہو۔ انٹرنس پاس ہو۔ درخواستیں معہ نقول سندات ۲۵ جولائی تک پہنچ جانی چاہئیں۔

(۶) ۱۸ نومبر ۱۹۳۰ء کو فوج اور ہندی بحری بیڑے کی کمیشن رینک میں داخلہ کا امتحان دہلی میں شروع ہوگا۔ امیدوار کی عمر ۱۸ سے ۲۰ سال تک یکم جنوری ۱۹۳۰ء کو ہو۔ بحری فوج کے لئے عمر ۱۷ ½ سے ۱۹ ½ تک ہو۔ درخواستوں کے فارم سیکرٹری گورنمنٹ آف انڈیا آرمی ڈیپارٹمنٹ شملہ سے منگوالی جائیں۔ عرضیاں ۱۵ اگست سے پہلے پہنچنی ضروری ہیں۔ (مسلمانوں کو ان محکمہ جات کی طرف خاص توجہ دینی چاہئے۔

(۷) ۱۵ اگست ۱۹۳۰ء کو ریلوے کے ہر ڈویژن میں لاہور راولپنڈی۔ ملتان۔ دہلی۔ فیروزپور۔ کراچی۔ کوئٹہ) ریلوے سکول میں داخلہ کے لئے تار بابوؤں۔ گڈس کلرکوں۔ بکنگ کلرکوں وغیرہ کی بھرتی ہوگی۔ امیدوار کم از کم انٹرنس ورنیکلر میں پاس ہو عمر ۱۸ سے ۲۱ سال کے اندر ہو۔ اپنی اصل سند بھرتی کے وقت پاس ہونی چاہئے۔

محمد منظور الہی۔ آنریری جائنٹ سیکرٹری

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

(بقیہ صفحہ اول)

انکار ہی اور ایسا ہی وجود جبرائیل اور لیلۃ القدر اور معجزات اور معراج نبوی سے بکلی منکر ہے۔ لہذا میں اظہاراً للحق خاص و عام اور تمام بزرگوں کی خدمت میں گذارش کرتا ہوں کہ یہ الزام سراسر افترا ہے۔ نہ میں نبوت کا مدعی ہوں اور معجزات اور ملائک اور لیلۃ القدر وغیرہ سے منکر۔ بلکہ ان تمام امور کا قائل ہوں۔ جو اسلامی عقاید میں داخل ہیں۔ اور جیسا کہ سنت جماعت کا عقیدہ ہے ان سب باتوں کو مانتا ہوں جو قرآن اور حدیث کی رو سے مسلم الثبوت ہیں۔ اور سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں۔ میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صفی اللہ

سیاسیات کا علم عنایت فرمایا۔

دنیا کی انسانی برادری

کا اس سے بہترین تخیل اور کیا ہو سکتا ہے کہ آسمان سب کے لئے زمین سب کے لئے۔ روشنی (دن اور رات) سب کے لئے۔ پھر یہ تاکید ہے کہ سب بھائیوں کی طرح رہیں۔ اسلام نے انسانیت کا جو معیار قائم کیا اس کے نزدیک مسلمان۔ عیسائی اور یہودی سب برابر ہیں۔ اخوت اور مساوات کے یہ اصول آج کسی سلطنت میں نظر نہیں آتے۔ حضرت مسیح کی یہ دُعا کہ "تیری بادشاہت جیسی آسمان پر ہے ویسی زمین پر ہو" حضرت نبی کریم کے وقت پوری ہوئی۔ حضور کی سلطنت میں وہ امن و امان تھا۔ وہ مساوات انسانی کا منظر تھا۔ وہ حریت کا سماں تھا۔ کہ گویا آسمان کی پُر امن سلطنت زمین پر اتر آئی تھی۔ یہ ایک تاریخی واقعہ ہے کہ حضرت عمر نے

ایک غیر مسلم کا وظیفہ

مقرر کیا۔ اسی طرح سلاطین عثمانیہ نے عیسائیت کے لئے پادریوں کو تنخواہیں دے کر اپنی بے تعصبی اور رواداری کا ثبوت دیا۔ اسلام کی یہ تمام شاندار روایات نبی کریم صلعم کی بصیرت افروز تعلیم کا نتیجہ تھیں۔ حیرت کا مقام ہے کہ جو تعلیم کسی مصلح کے لئے سرمایہ نازش ہو سکتی ہے۔ وہ عیسائیوں کے نزدیک قابل اعتراض ہے۔ اس سوال کا پیدا ہونا ایک قدرتی امر ہے۔ کہ کیوں حضرت مسیح نے سلطنت کے لئے احکام جاری نہیں کئے۔ اس کا جواب سوائے اس کے اور کیا ہو سکتا ہے کہ مسیح کی تعلیم ابھی پایۂ تکمیل کو نہیں پہنچی تھی۔ یہ بات خاتم النبیین اور رحمت اللعالمین نے سکھائی۔ کہ مسلمانوں کو کس طرح دنیا کے اندر رہ کر دنیا کو درست رکھنا چاہیئے۔ تاریخ اس امر کی شہادت دے رہی ہے کہ

سمندر اور پہاڑ

مسلمان فاتحین کی پیشقدمی میں کبھی حائل نہیں ہوئے۔ لیکن اس کے ساتھ ان کی کشورکشائی کا ایک اہم مقصد یہ تھا کہ لوگوں کی انسانیت کا معیار بلند کیا جائے۔ مسلمان یورپ کے مشرقی حصہ یعنی وائنا تک پہنچ گئے تھے۔ مشرق اور مغرب دونوں میں ان کی فتوحات کا پرچم ایک خاص شان کے ساتھ صدیوں تک اُڑتا رہا۔ متعصب پادری انہیں ڈاکو کہتے تھے۔ مگر اس کے ساتھ وہ اس امر کا اعتراف کرتے ہیں کہ مسلمان لین دین کے کھرے تھے۔ عادات کے پاکیزہ اخلاق میں سربلند۔ انہیں ڈاکوؤں میں صلاح الدین ایوبی کا نام لیا جاتا ہے جو حروب صلیبیہ میں اپنے دشمنوں کے دلوں پر نہ صرف اپنی حیرت انگیز شجاعت اور تہور بلکہ انسانی ہمدردی اور فیاضی کا ایک غیر فانی نقش بٹھا چکا ہے۔ تاریخ ہمیں بتا رہی ہے کہ جب ایک جنگ میں صلاح الدین کا دشمن بیمار یا زخمی ہو گیا تو سلطان نے اپنا

خاص ڈاکٹر

اپنے حریف کے علاج کے لئے بھیجدیا۔ یہ اسلام کی مقدس تعلیم ہی کا نتیجہ ہے کہ جب لیکھرام قتل ہو گیا تو حضرت مرزا صاحب نے فرمایا کہ اگر میں اس جگہ موجود ہوتا تو میں لیکھرام کی خدمت کرتا مگر اسلام کے دشمن اسلام کے خلاف یہ پروپیگنڈا کر رہے ہیں۔ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ نبی کریم صلعم نے سلطنت قائم کرنے کے لئے زور دیا لیکن لالچ کے لئے نہیں۔ عربوں کو مالامال کرنے کے لئے نہیں۔ بلکہ جیسا کہ میں بیان کر چکا ہوں۔ نیکی اور سچائی کی طاقت کو فروغ دینے کے لئے۔ بدی اور ظلم کو مٹانے کے لئے۔ اسلام دنیا میں اسی لئے آیا کہ حق کی آواز بلند کی جائے۔ اور مظلوموں اور کمزوروں کو ظالموں کے ظلم سے بچایا جائے۔ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حکم دیا گیا اذھب الی فرعون انه طغیٰ۔ فرعون کو سیدھا کرنے کے لئے جاؤ۔ کیونکہ وہ مظالم میں حد سے گذر گیا ہے۔ اسی طرح سے موسیٰ کے مثیل کو عرب کے فرعونوں کی گردن فرازی درست کرنے کے لئے مبعوث کیا گیا۔ جس نے وہ قوم تیار کی جس نے دنیا جہان کے مظالم کو مٹایا۔ اور جہاں گئی بے نظیر عدل و انصاف رحم و کرم کی سلطنت قائم کی۔ کسی سلطنت کے مظالم کی اصلاح کرنا مسلمانوں کا اولین فرض ہے۔

ارشادات حضرت مسیح موعودؑ

(بقیہ صفحہ اول)

مرکز سے ہٹا کر دُور پھینکنے والا ہے۔ اس لئے جملہ انبیاءؑ ہمیشہ یہی تعلیم دیتے رہے ہیں کہ دنیاوی اسباب و توحید میں تناقض نہ ہونے پائے۔ بلکہ ہر ایک اپنے اپنے مقام پر رہے۔ اور مآل کار انسان توحید پر جا ٹھہرے۔ وہ

[illegible]

کیا جائے اور اس پر اتنا بھروسا کر لیا جائے تو اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ دو ضدوں کے تقابل سے ایک ان میں سے ہلاک ہو جائے گی۔ اس لئے ہر امر میں مقدم

خدا تعالیٰ کی توحید

ہونی چاہیئے۔ رعایت اسباب بیشک کی جائے۔ لیکن اسباب کو خدا نہ بنایا جائے۔ توحید پر قائم ہونے سے انسان کے دل میں اللہ تعالیٰ سے ایک خاص محبت پیدا ہو جاتی ہے۔ جبکہ انسان یہ سمجھتا ہے کہ ہر قسم کا نفع اور نقصان اسی ذات کے اختیار میں ہے اور وہی محسن حقیقی ہے اور دنیا کا ذرہ ذرہ اسی کا ہے۔ اور کوئی چیز اس کے اور انسان کے درمیان حائل نہیں۔ تو ایسی پاک حالت کے حاصل کر لینے پر انسان

موحد

کہلاتا ہے۔ حاصل مطلب یہ کہ توحید کی ایک حالت تو یہ ہے۔ کہ انسان پتھروں۔ انسانوں یا کسی دوسری چیز کو خدا نہ بنائے بلکہ ان کو خدا کا شریک ٹھیرانے سے بیزاری اور نفرت کا اظہار کرے اور دوسری حالت توحید کی یہ ہے کہ رعایت اسباب سے نہ گذرے پھر تیسری قسم کی توحید یہ ہے کہ اپنے نفس اور وجود کے اغراض کو بھی درمیان سے اٹھا دیا جائے۔ اور اس کی نفی کی جائے۔ بسا اوقات انسان کے زیر نظر اپنی خوبی اور طاقت بھی ہوتی ہے۔ یعنی وہ یہ سمجھتا ہے کہ فلاں نیکی اس نے اپنی طاقت سے حاصل کی ہے۔ اور اپنی طاقت پر ایسا بھروسا کرتا ہے اور پھر ہر کام کو اپنی ہی طاقت اور زور بازو کا نتیجہ سمجھتا ہے۔ اور اسی طرف سے [illegible] کرتا ہے [illegible] انسان ابھی موحد اسم [illegible] کہلا سکتا ہے جبکہ وہ [illegible]

اسلام کی آمد دہریت کے لباس میں

(از مولوی یعقوب خاں صاحب بی اے ایڈیٹر "دی لائٹ")

افغیر دین اللہ یبغون وله اسلم من فی السموات والارض طوعا وکرھا والیه یرجعون (القرآن)

توتنخ آمن کا مقبرہ شہرۂ آفاق ہو چکا ہے۔ ہزار ہا سال تک سرزمین مصر میں مدفون رہنے کے بعد محکمہ آثار قدیمہ نے اس کے عجائبات کا بیش بہا خزانہ برآمد کیا ہے۔ انہیں عجائبات کے خزانے میں سے ایک عجوبہ یہ نکلا کہ ہزاروں کی تعداد میں بلیوں کی ممیاں دستیاب ہوئیں۔ جیسے زمانہ قدیم میں انسان کو ممی کی شکل محفوظ کرنے کی رسم تھی۔ اسی طرح ان بلیوں کو بھی محفوظ کر کے دفن کر دیا گیا تھا۔ کیوں کہ ان بلیوں کی بطور معبود پرستش ہوا کرتی تھی۔ اور معبود کی عزت و احترام اس امر کی متقاضی تھی کہ اسے فنا کے ہاتھوں سے بچانے کی کوشش کی جائے۔ چونکہ ایک نہایت کثیر تعداد میں یہ ممیاں برآمد ہوئیں اس لئے انہیں نیلام کر دیا گیا۔ اور زمیندار لوگ نہایت قیمت سمجھ کر لے گئے۔ اور اپنے کھیتوں کے لئے انہوں نے ان معبودان باطل کو بطور کھاد استعمال کیا۔ اس واقعہ پر تبصرہ کرتے ہوئے انگلستان کے ایک دہریہ اخبار نے یہ پھبتی چست کی کہ تاریخ عالم میں یہ سب سے پہلے خدا ایسے ہوئے ہیں۔ جو انسان کے لئے کچھ تو مفید ثابت ہوئے۔

بظاہر یہ ایک معمولی دل لگی معلوم ہوتی ہے۔ جو اس دہریہ اخبار نے مذہب اور خدا کے خیال کے ساتھ کی۔ لیکن اس کی تہ میں نگاہ حقیقت بین کے لئے ایک بڑی بھاری حقیقت نظر آتی ہے۔ اور اس حقیقت کو واضح کرنے کے لئے میں نے اس واقعہ کا اس جگہ ذکر کیا ہے۔ وہ حقیقت دنیا کے اندر قدیم الایام سے خدا کا جو تصور و تخیل چلا آتا ہے اور جو علی العموم اب بھی اسلام کے سوا دیگر مذاہب میں مروج ہے وہ یہ ہے کہ خدا ایک نہایت جابر اور نہایت خشمناک شہنشاہ کی طرح تخت پر جلوہ گر ہے اور اس کی ناراضگی اور اس کے غیظ و غضب سے محفوظ رہنے کے لئے انسان کے پاس یہی ذریعہ ہے کہ اس کی عبادت کی جائے۔ اس کے سامنے اپنے آپ کو ذلیل کیا جائے۔ اس کی خوشامد اور تعریف کی جائے۔ تاکہ اس کا مزاج ٹھنڈا رہے۔ اور فصلوں کو تباہ نہ کر دے۔ یا متعدی بیماریاں بھیجکر لوگوں کو ہلاک نہ کر دے۔ یہی وہ تخیل تھا جو مذہب کا سنگ بنیاد تھا

ظاہر ہے کہ موجودہ علوم کی روشنی میں انسانی دل و دماغ جو اس قدر ترقی کے مدارج طے کر چکا ہے ایسے خام خیال کو کسی طرح جگہ نہیں دے سکتا۔ آخر انسان سوچنے لگا۔ کہ میں عبادت کروں تو کس لئے؟ حمد کروں تو کس لئے؟ کائنات میں کوئی ہوّا موجود نہیں جو ہر وقت انسان کا خون خشک کرنے پر تلا ہوا ہے۔ جو کچھ ہوتا ہے ایک مستحکم نظام اسباب کے ماتحت ہوتا ہے۔ آندھی طوفان وبا جس قدر مصائب آتی ہیں ان کے لئے طبعی سامان موجود ہیں اور جس ذہنیت کا اس دہریہ اخبار نے بلیوں کی ممیوں پر مذاق اُڑاتے ہوئے مظاہرہ کیا ہے وہ یہی ذہنیت ہے یعنی یہ کہ خدا انسان کے کسی کام کی چیز نہیں نہ خدا سے انسان کو کوئی فائدہ ہو سکتا ہے۔ وہ خدا کے ہاتھ میں ایک کھلونا ہے اور بس۔ میرے نزدیک یہ دہریہ اس نام نہاد مذہب والے سے اسلام کے زیادہ قریب ہے اس کی فطرت نے اسے مجبور کیا کہ جس چیز سے ہماری کوئی منفعت وابستہ نہیں اس کی عبادت ہم کیوں کریں۔ بالفاظ دیگر عبادت اور پرستش اسی کی چاہیئے۔ جس کے ساتھ انسان کا کسی قسم کا فائدہ وابستہ ہو محض ڈر اور خوف پر خدا کی بنیاد رکھنا ایک توہم ہے۔ کون نہیں جانتا کہ قرآن پاک نے سب سے اول جس خیال کو پیش کیا وہ یہی ہے کہ خدا کوئی بےکار چیز نہیں۔ جس کی طرف تمہیں بلایا جاتا ہے اور نہ ہی وہ کوئی ڈراونا ہوّا ہے۔ وہ تو رب العالمین ہے۔ رات دن اسی فکر میں ہے کہ انسان کی فلاح و بہبود اور نشو و نما کے سامان بہم پہنچائے۔ اسلام کا خدا درحقیقت ایک مفید ترین ہستی ہے جس کے ساتھ انسان تعلق جوڑ سکتا ہے اور اس تعلق جوڑنے کی غرض اس سے بڑھ کر نہیں کہ خود انسان ترقی کے ان اعلیٰ و ارفع مدارج تک پہنچے جن کے لئے دست قضا و قدر نے اسے تراشا ہے۔ گو بظاہر یہ دہریت نظر آتی ہے۔ لیکن دہریت کے لباس میں جو تخیل انسان کے دل و دماغ پر مستولی ہو رہا ہے وہ ایک نہایت اعلیٰ اسلامی تخیل ہے۔ یعنی یہ کہ خدا کو ایک مفید ترین ہستی ہونا چاہیئے۔ اور یہی اسلام کا سنگ بنیاد ہے

(باقی آئندہ)

خبریں

سرحدی خبریں

—— ۱۴ ستمبر خیبر میں مہمندوں اور قاصد واران میں بحث مباحثہ اور کشمکش ہو رہی ہے چکنیوں کے خلاف ہوائی تاخت ہو رہی ہے۔

—— ضلع بنوں میں ۱۴ ستمبر کا جلسہ روکنے کی کوشش کی گئی اور وہ منعقد ہوا۔

—— ۱۵ ستمبر کرم میں امن ہے۔

۱۶ ستمبر۔ وادی کرم میں امن ہونے کی خوشی میں والسرائے نے وہاں کے باشندوں کو مالیہ معاف کرنے کا حکم دیا اور کارخاص بجا لانے والوں کو انعام اور پنشن دی جائے گی۔

—— مخالف قبائل کرم پر چکنیوں کو حملہ کرنے کے لئے اُبھار رہے ہیں۔

سیاسی فضا

—— اخبار ملاپ نے ڈاکٹر ڈ مونجے کے متعلق بعض نہایت اہم انکشافات کئے ہیں۔ کہ یہ شخص مسلمانوں کے خلاف کس طرح زہر پھیلاتا رہا ہے۔

—— گوجرانوالہ میں ایک پندرہ سالہ لڑکے کو تین ماہ قید کی سزا دی گئی۔

—— مشہور بنگالی لیڈر ر ۔ ما سو نے سول نافرمانی کی تحریک کی سخت مذمت کی ہے۔

—— انجمن خدام الدین لاہور نے سرحد میں سختی کرنے کی وجہ سے گورنمنٹ آف انڈیا کے خلاف مسلمانوں کے جذبات بھڑک اٹھنے کا اندیشہ ظاہر کیا ہے۔ اس جلسہ کی روئیداد ہیں اخبارات اور حکام کو بھیجدی گئی ہیں۔

—— ہمارے دوست سید مسعود شاہ صاحب سیکنڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول اکھنور (جموں) کو بعض بے بنیاد شکایات کی بنا پر فسوہلی تبدیل کر دیا گیا ہے۔ اور ان کی جگہ ایک مڈل پاس ہندو کو لگایا ہے۔ حکام محکمہ تعلیم ریاست جموں کو اس طرف توجہ دینی چاہئے۔ سید صاحب اپنے علاقہ میں بے حد قابل تعریف تھے۔

—— لاہور کے سیاسی مقدمات میں سردار ندھان سنگھ۔ پروفیسر رام گوپال شاستری۔ کو سزا دیدی گئی۔

—— میاں عبدالکریم صاحب صدر کانگرس کمیٹی کا مقدمہ آئندہ پیشی کے لئے ملتوی ہوا۔

—— ضلع کچہری لاہور میں کئی ہزار روپیہ کے پوسٹل ٹکٹ غبن کئے گئے۔ ملزم تیرتھ رام گرفتار کیا گیا۔ افسر خزانہ پنڈت کرتار کرشن نے پڑتال سے کئی ہزار روپیہ کے ٹکٹ کم پائے۔

—— مسٹر ایم اے خان کے خلاف ضابطہ فوجداری دفعہ ۱۰۷ کے ماتحت مقدمہ چل رہا ہے۔ جو آئندہ پیشی پر ملتوی ہوا۔

—— مولانا اسمٰعیل غزنوی کو امرتسر میں باوجود کانگرس سے استعفا دینے کے گرفتار کر لیا گیا۔ اور جیل میں آپ سے سلوک اچھا نہ کیا گیا۔ سکھ جیلر نہایت گستاخی سے پیش آیا۔

—— مسلم کلاتھ ہاؤس لاہور پر پکٹنگ کرنے ہوئے۔ اب تک تین سو اکالی گرفتار ہو چکے ہیں۔ ملزموں نے اپنے باپ کا نام گورو گوبند سنگھ اور سکونت انندپور بتائی۔ ملزموں میں سے بعض دوسری دکانوں پر سے بھی گرفتار ہوئے۔

—— گول میز کانفرنس کے نمائندوں میں شفاعت احمد خاں (الہ آباد) کا نام بھی اضافہ ہوا ہے۔

—— سکھر کے چوتھ رام وکیل سول نافرمانی میں حصہ لینے سے معطل کیا گیا۔ اور سند ضبط ہو گئی۔

—— کراچی میں تھراب۔ بدیشی کپڑا۔ ستیہ گرہ کمیٹیاں توڑ دی گئیں۔

—— پنڈت مالویہ کے لئے ان کے شدید اعتقادات کی وجہ سے جیل میں الگ طور پر کھانے کا انتظام کیا گیا ہے۔ معلوم نہیں جبل سے ماروہ اچھوتوں کے ساتھ مل بیٹھنے کے کیسے قائل تھے

—— الٰہ آباد اور کلکتہ میں گرفتاریوں اور سزایابیوں کا سلسلہ جاری ہے۔ سورت میں دفعہ ۱۴۴ کا نفاذ کر دیا گیا ہے۔

—— ضلع رہتک کا مشہور گئو بھگت ڈاکو جگل کشور گرفتار ہو گیا ہے۔ اس کے ساتھیوں کی بھی تلاش ہو رہی ہے۔

—— کراچی کی کوتوالی میں ایک بم پھٹا۔ کوئی گرفتاری نہیں ہوئی۔

—— الہ آباد یونیورسٹی پر پکٹنگ نہیں ہوگا۔

—— امریکہ کے سینٹ میں ہندوستان کے معاملات پر بحث ہوئی۔ برطانیہ کے متشددانہ رویہ کی مذمت کی گئی۔ سینیٹر نے پبلک اطلاع کے لئے اس پر ایک مفصل رپورٹ تیار کی ہے۔

—— خیال ہے کہ گول میز کے صدر لارڈ سینکے ہوں گے۔

—— لاہور ۱۷ ستمبر۔ گذشتہ ماہ جون میں مولانا عبدالقادر قصوری۔ پنڈت کے سنتانم۔ لالہ ٹھاکر داس کپور۔ اور شیخ محمد حیات کو ایڈیشنل مجسٹریٹ لاہور کی عدالت سے چار چار ماہ قید کی سزا دی گئی تھی۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ لاہور نے اس فیصلہ کو ہائی کورٹ میں بھیجا۔ تو مسٹر جسٹس ہریسن نے عدالت ماتحت کے فیصلہ کی مخالفت کی۔ جرم زیر دفعہ ۱۲۴ تعزیرات ہند کو تسلیم نہ کرتے ہوئے ان کی سزا کو بالکل موقوف کر دیا۔ البتہ دفعہ ۱۴۳ تعزیرات ہند کے ماتحت جرم کو تسلیم کر کے صرف ایک ماہ کی سزا باقی رکھی۔ اور حکم دیا کہ ان کو فوراً رہا کر دیا جائے۔ واضح رہے کہ یہ حضرات اپنی پوری قید کاٹ کر ۲۰ ستمبر کو خود ہی رہا ہونے والے تھے۔

—— کو مسلمان لالہ منوہر لال کی وزارت کو پسند نہیں کرتا۔ معزز اسلامی انجمنیں ان کے خلاف قرار دادیں منظور کر رہی ہیں۔ صوبے بھر میں شور مچ رہا ہے۔ حکومت کو تدبر سے کام لینا چاہئے۔

—— ممتاز بنک لمیٹڈ لاہور کے حصہ داروں نے ۱۴ ستمبر کو اپنے غیر معمولی اجلاس عام میں قرار دیا کہ ممتاز بنک لمیٹڈ کے مذعومہ ڈائرکٹروں کو ڈائرکٹری سے علیحدہ کر دیا جائے۔ اور بنک کو لیکوئیڈیشن میں دیدیا جائے۔ دونوں تجاویز متفقہ طور سے منظور ہوئیں۔ اور خان عبدالمجید خان صاحب بی اے وکیل پشاور بنک کے لیکوڈیٹر مقرر ہوئے ہیں۔ جن کا دفتر عارضی طور پر احمد بلڈنگس لاہور میں رہیگا۔

—— شملہ ۱۷ ستمبر۔ سرحد کی اطلاعات مظہر ہیں کہ ۱۵ تاریخ کو کرم میں کوئی فوجی کارروائی نہیں ہوئی۔ ۱۴ اور ۱۵ کی درمیانی شب کو پارا چنار کے جنوب مشرق میں ۲۰ میل کے فاصلہ پر سدہ کے قریب برقی تار کاٹ دئے گئے۔ جیواز۔ خارلاچی اور لکا زنگ کے رقبوں میں امن ہے۔

—— مصدقہ طور پر معلوم ہوا ہے کہ ۱۲۔ ۱۴ ستمبر کو باغ میں جو جرگے منعقد ہوئے۔ جن میں آفریدی مخالفین نے کرم پر حملہ میں شامل ہونے کے سوال پر غور کیا۔ کوئی حتمی فیصلہ نہیں ہوا۔ لیکن تجویز کیا گیا کہ موزئی قبائل سے دریافت کیا جائے کہ آیا وہ کرم پر حملہ کرنے والے آفریدی لشکر کو راستہ دیں گے۔

وزیر ضلع بنوں میں ۱۷ ستمبر کو ایک اور جلسے کے انعقاد کا اعلان کیا گیا ہے۔ متعلقہ ملک اور وزیر جماعتوں کو جلسہ روکنے کے لئے کہا گیا ہے

—— کل کوئی فوجی کارروائی نہیں ہوئی۔ شمال مغربی سرحد پر بالکل امن وامان ہے۔

—— دہلی ۱۷ ستمبر۔ دہلی میں ڈسٹرکٹ کانگرس کمیٹی اور ستیہ گرہ آشرم خلاف قانون قرار دئے گئے۔ ۱۵۰ رضاکار گرفتار کر لئے گئے۔ پولیس آشرم کی تلاشی لے رہی ہے۔

—— سکندرآباد ۱۷ ستمبر۔ حیدرآباد شہر میں طاعون کی وبا پھوٹ پڑنے کے متعلق سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے۔ پلیگ کمشنر نے ۱۱ ہزار دانوں کی اطلاع دی ہے۔

—— محکمہ جموں وکشمیر میں مسلمان اہلکاروں کی اس قدر قلت ہے کہ بے اختیاروں سے حقوق مسلم کی پامالی پر آہ نکل جاتی ہے۔ ہمعصر انقلاب نے ہندو مسلمانوں دونوں گزیٹڈ افسروں کی فہرست دی ہے۔ جہاں مسلمانوں کی آبادی ۹۷ فیصدی ہو۔ وہاں کی یہ حالت نہایت رنجدہ اور دردناک ہے۔

—— کھیوڑہ پنجاب میں تقریر کرتے ہوئے۔ ایم اے غنی نے کہا کہ مزدوروں کو ظالم کانگرس سے کوئی واسطہ نہیں رکھنا چاہئے۔

—— بمبئی ووٹوں کے وقت کانگرسی لوگوں نے ووٹ دینے والوں پر پکٹنگ لگا یا اور کہا ... مگر جب مزدوروں نے کام نہ ...

تو عورتوں کو متعین کیا۔ پولیس نے ۳۰۰ عورتوں کو گرفتار کر لیا۔ اور ووٹ کامیابی سے ہو گئے۔ تو ان کو رہا کر دیا۔

—— پنجاب بھر کی اسلامی انجمنیں لالہ منوہر لال وزیر تعلیم کے خلاف جلسے کر کے اور ریزولیوشن بھیج رہی ہیں۔ اب بھی اگر گورنمنٹ نے اس مسلم کش وزیر کو برطرف نہ کیا تو نہایت جوش پھیل جانے کا خطرہ ہے۔

—— مولانا شوکت علی اور محمد علی یورپ اور اسلامی ممالک کے دورہ کے لئے جانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اغراض خالص مسلمانوں کی خدمت بتائی گئی ہے۔

—— موضع لیل کے ۷۰ بازیگر بھی مسلمان ہو گئے۔ حالانکہ وہ چاروں طرف سے سکھوں میں گھرے ہوئے تھے۔

—— مسلم کلاتھ ہاؤس کے خلاف کانگرسی نہایت وحشیانہ حرکات کر رہے ہیں۔ کبھی پٹرول پھینک جاتے ہیں۔ کبھی دھمکی آمیز خطوط لکھتے ہیں۔ ۱۱ اور ۱۲ کی درمیانی شب کو پٹرول کا ایک ٹین پھینک کر بھاگ گئے۔ یہ حرکات نہایت قابل افسوس ہیں۔ کیا اس کا نام عدم تشدد ہے۔ یا وہ صرف گورنمنٹ کے مقابل پر ہیں۔

—— نواب صاحب بھوپال نے ایک تقریر میں سول نافرمانی اور تشدد آمیز کارروائیوں پر اظہار افسوس کیا

—— بھوانی میں خالص ہندو بزازوں کی دوکانیں ہیں وہاں کانگرسی پکٹنگ نہیں کرتے

—— برطانیہ میں بیکاروں کی کل تعداد ۲۱ لاکھ ہے۔

—— کلکتہ میں بموں کی دریافت کے سلسلہ میں ایک لڑکی بی اے کلاس کی گرفتار کی گئی۔

—— دہلی میں مسٹر آصف علی کو بھی کانگرس ڈکٹیٹر ہونے کی وجہ سے گرفتار کر دیا گیا۔

تعزیت

ہر آنکہ زاد بناچار بایدش نوشید　　ز جام دہر مے کل من علیہا فان

اساتذہ مسلم ہائی سکول لاہور کا یہ جلسہ زیر صدارت جناب سید غلام مصطفےٰ صاحب ہیڈ ماسٹر فرید العصر وحید الدہر حضرت مولانا مولوی محمد الدین صاحب مرحوم ہیڈ ماسٹر اسلامیہ ہائی سکول شیرانوالہ لاہور کی وفات حسرت آیات پر جو ایک قومی اہم امر کے سرکردہ ہونے کے علاوہ احباب وعوام کے لئے بھی چشمہ فیض تھے۔ اظہار افسوس کرتا ہے۔ اور دعا کرتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ ان کو رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ کے زمرہ میں شامل فرما کر ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

مرزا عزیز الرحمٰن سیکرٹری سٹاف ایسوسی ایشن مسلم ہائی سکول لاہور

محمودیوں سے ایک زبردست مناظرہ

غیر احمدی معززین کی فیصلہ کن شہادت

چک نمبر ۵۶۵ تحصیل جڑانوالہ ضلع لائل پور کی محمودی جماعت کا ۱۶-۱۷-۱۸ اکتوبر ۱۹۳۰ء کو سالانہ جلسہ تھا۔ جلسہ سے ایک ماہ پیشتر جماعت احمدیہ چک ۵۶۶ شاخ لاہور کی طرف سے محمودی جماعت کو چیلنج دیا گیا تھا کہ اپنے جلسے کے دنوں میں اختلافی مسائل پر قرآن کریم، حدیث شریف اور حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کی رُو سے ہمارے ساتھ مناظرہ کر لو۔ چنانچہ قادیان سے اجازت لینے کے بعد ہمارے چیلنج کو منظور کر لیا گیا۔ ۱۶ر اکتوبر کو جماعت احمدیہ لاہور کی طرف سے پیر مدثر شاہ صاحب اور مولوی لال حسین صاحب تشریف لائے۔ ۱۷ر اکتوبر کو مولوی لال حسین صاحب ملک بہادر خان صاحب نمبردار چک نمبر ۵۶۶ اور خاکسار راقم الحروف چک نمبر ۵۶۵ میں قادیانی جماعت سے شرائط مناظرہ طے کرنے کے لئے گئے۔ قادیانی جماعت کے سیکرٹری نے ہمیں اور مولوی اللہ دتا صاحب جالندھری کو ایک کمرہ میں بٹھا کر تمام دروازے بند کر دئے۔ تاکہ محمودی جماعت اور گاؤں کے لوگ ہماری گفتگو نہ سُن سکیں۔ اور لوگوں کو محمودیت کی کمزوری کا پتہ نہ چل جائے۔ مولوی لال حسین صاحب نے کہا کہ مقدم قرآن کریم ہے۔ پھر حدیث شریف اس کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات۔ اس لئے پہلے قرآن مجید سے پھر حدیث شریف سے اس کے بعد حضرت صاحب کی تحریرات سے ختم نبوت، اجرائے نبوت اور حضرت مسیح موعود کے دعوے نبوت کے متعلق مناظرہ کیا جائے۔ اس کے جواب میں مولوی اللہ دتا صاحب جالندھری نے صاف الفاظ میں کہہ دیا کہ ہم قرآن اور حدیث سے ختم نبوت پر مناظرہ نہیں کریں گے۔ صرف حضرت مسیح موعود کی تحریرات اور ارشادات سے آپ کے دعوی نبوت کے متعلق مباحثہ ہو سکتا ہے۔ کیونکہ حضرت صاحب کی کوئی تحریر اور ارشاد قرآن و حدیث کے خلاف نہیں ہے۔ ہماری طرف سے حضرت مسیح کے ارشادات کی بنا پر بڑے زور سے کہا گیا کہ ہر حالت میں مقدم قرآن حکیم ہونا چاہئے۔ پھر حدیث صحیح اس کے بعد حضرت مرزا صاحب کی تحریرات۔ ہم نے بہتیرے دلائل دیئے۔ حضرت مرزا صاحب کے ارشادات پیش کئے۔ لیکن انہوں نے قسم اٹھا رکھی تھی کہ قرآن و حدیث کا نام تک نہیں لینا۔ پورے تین گھنٹے کی گفتگو کے بعد جب ہم نے دیکھا کہ مولوی اللہ دتا کا منشا ہے کہ مناظرہ نہ ہو اور کسی طرح یہ سوت کا پیالہ مجھ سے ٹل جائے۔ لیکن ہم تو اس پر تلے بیٹھے تھے کہ جس طرح بھی ہو مناظرہ کیا جائے۔ اس لئے مولوی لال حسین صاحب نے کہہ دیا کہ ہم نے آپ سے مناظرہ کرنا ہے۔ جو شرائط بھی آپ پیش کریں ہمیں منظور ہیں۔ چنانچہ جو شرائط مولوی اللہ دتا صاحب نے پیش کیں ان کو ہم نے قبول کر لیا۔ اور ۱۸ر اکتوبر کو سینکڑوں مسلمانوں اور ہندوؤں کی موجودگی میں صبح ۹ بجے سے بارہ بجے تک اور ۲ بجے بعد دوپہر سے پانچ بجے تک مناظرہ ہوا۔ کہ آیا حضرت مرزا صاحب نے نبی ہونے کا دعوی کیا ہے یا نہیں؟ ہماری طرف سے جناب پیر مدثر شاہ صاحب پشاوری مناظر تھے۔ اور محمودی جماعت کی طرف سے مولوی اللہ دتا صاحب جالندھری۔ اس ۶ گھنٹے کے معرکہ حق و باطل کا جو فیصلہ ہوا اس کے لئے ہمیں اپنی طرف سے کسی حاشیہ آرائی کی ضرورت نہیں۔ حاضرین میں سے معزز اور فہمیدہ حضرات نے جس رائے کا اظہار کیا اور جو تحریر لکھ دی وہ حسب ذیل ہے:۔

"ہم اہل اسلام جو اس مناظرہ میں شریک تھے اور شروع سے اخیر تک موجود رہے تحریر کرتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب نے نبوت کا دعوی نہیں کیا۔ اور مولوی اللہ دتا صاحب جالندھری اس کو ثابت نہیں کر سکا۔ گو بار بار حوالجات پڑھتا تھا۔ ہم کو احمدی جماعت کے کسی فرقہ سے تعلق نہیں ہے۔ لیکن ہم ایک حق بات کو ظاہر کرتے ہیں۔ جو ہمارے سامنے ظاہر ہوئی ہے۔ جو حوالجات لاہوری جماعت کی طرف سے پیش ہوئے ہیں۔ وہ بہت صاف اور واضح تھے۔ مرزا صاحب کا دعوی محدثیت اور مجددیت کا ثابت ہوا ہے۔"

عبداللہ خاں ذیلدار و ممبر ڈسٹرکٹ بورڈ چک ۵۶۹ بقلم خود	مہر محمد خاں سفید پوش چک ۵۶۷	محمد سلیم پٹواری بقلم خود	محمد اسمٰعیل بقلم خود
فیروز الدین بقلم خود	شیخ صدر الدین دوکاندار بقلم خود	عبداللہ چک ۵۶۶ بقلم خود	سید روشن علی شاہ بقلم خود
سید طالب حسین شاہ بقلم خود			

خاکسار غلام احمد احمدی چک ۵۶۶ تحصیل جڑانوالہ ضلع لائل پور

راولپنڈی کے محکمہ ریلوے میں ہندو راج

افسر بھی ہندو ٹھیکہ دار بھی ہندو

راولپنڈی کے محکمہ ریلوے کے دفتر میں اس وقت ۲۲۵ کلرک اور ڈرافٹسمین ہیں جن میں تقریباً ۳۵ مسلمان اور ۱۹۰ ہندو ہیں۔ حالانکہ آبادی کے لحاظ سے مسلمانوں کی تعداد ہندوؤں سے بہت زیادہ ہے۔ مندرجہ بالا کلرکوں اور ڈرافٹسمنوں میں سے بھی اعلیٰ اعلیٰ اسامیوں پر سب ہندو ہیں۔ یہ چھوٹی چھوٹی ملازمتوں کا ذکر ہے۔ اعلیٰ ملازمتوں کا کیا کہنا۔ وہاں تو سب کے سب ہندو ہی ہیں۔ میں اس وقت اس محکمے کے انجینئرنگ کے شعبے کو لیتا ہوں۔ ایس۔ ڈی۔ او سب ہندو۔ اگزیکٹو انجینئر دو ہندو۔ اور ایک انگریز۔ آڈٹ آفیسر اور اس کا اسسٹنٹ ہندو۔ الغرض راولپنڈی ڈویژن میں تین چار انگریز افسروں کے سوا باقی سب کے سب ہندو افسر ہیں۔ جن کی وجہ سے مسلمانوں کو بہت نقصان پہنچ رہا ہے۔

اب ذرا اس محکمے کے ٹھیکہ داروں کا حال سنیئے۔ راولپنڈی۔ کندیاں۔ نوشہرہ اور کیمبلپور میں تقریباً سب کے سب ٹھیکہ دار ہندو ہیں۔ کیونکہ یہاں کے تمام سب ڈویژنل آفیسر ہندو ہیں۔ اور ان کی تمام نوازشیں ہندوؤں پر ہی ہوتی ہیں۔ جو چند ایک مسلمان ہیں۔ وہ [illegible]

ذکر کرتا ہوں۔ اگر ضرورت ہوئی تو ان کی تفصیل بھی عرض کروں گا۔

راولپنڈی کے متصل ہی ایک ریلوے سٹیشن عثمان کھٹر ہے۔ اس کے قریب ایک پل کو گذشتہ طغیانی کی وجہ سے بہت نقصان پہنچا۔ اس کی مرمت کا کام ۳۵ ہزار روپے کا نکلا۔ یہ کام سب پتھر کا تھا۔ مسٹر ورما اگزیکٹو انجینئر نے ٹینڈر طلب کئے۔ تین آدمیوں سے ٹینڈر لئے گئے۔ ایک کا نام لالہ حکم چند دوسرے کا لالہ موتی رام اور تیسرے کا سید حیدر شاہ تھا۔ ان تینوں ٹینڈر دینے والوں میں سے سید حیدر شاہ کے ریٹ بہت کم تھے۔ اور حکم چند کے ریٹ بہت زیادہ تھے۔ علاوہ ازیں شاہ صاحب اس علاقہ کے رہنے والے بھی ہیں۔ حسن اتفاق سے ان دنوں راولپنڈی میں ایک مسلمان ایس، ڈی، او۔ قائم مقام متعین تھے جب ٹینڈر مسٹر ورما کے پاس پہنچے تو آپ نے ایس ڈی او سے کہا کہ ورک آرڈر سید حیدر شاہ کے نام بھیجا جائے۔ ایس، ڈی، او نے ورک آرڈر بنا کر مسٹر ورما کے پاس بھیج دیا۔ صاحب موصوف نے وہ آرڈر اپنے پاس رکھ لیا۔ دو تین روز کے بعد مسلمان ایس ڈی او واپس اپنی جگہ پر چلا گیا اور اس کی جگہ ایک ہندو ایس ڈی او تشریف لے آئے۔ انہوں نے جب آکر دیکھا کہ کام ایک مسلمان کو دیا جا رہا ہے۔ تو ان کی حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی کیونکہ ان کے مذہب میں ہندو کے ہوتے ہوئے ایک مسلمان کو کام ملجانا گناہ عظیم تھا۔ فوراً حکم چند ٹھیکیدار کو بلایا گیا۔ کہ ہم تم کو کام دینا چاہتے ہیں۔ تم حیدر شاہ والے ریٹ یہاں لکھ دو۔ ہم تمہیں اسی کام کے کسی دوسرے حصہ میں فائدہ پہنچا دیں گے۔ چنانچہ اس کو ٹھیکہ دے دیا گیا۔

[illegible] پاس گیا اور عرض کی کہ حضور میں نے پچھلے سال طغیانی کے موقعہ پر ریلوے کی بڑی امداد کی تھی اور میں اسی جگہ کا رہنے والا ہوں۔ اور پہاڑی بھی جس سے پتھر نکلتا ہے میری ہی ہے۔ اس لئے یہ کام مجھے ملنا چاہئے۔ اور میرا ہی حق ہے۔ اس پر ایس ڈی او صاحب حیدر شاہ سے مخاطب ہو کر کہنے لگے یہ سب کچھ ٹھیک ہے مگر ہم تم کو کام دینا نہیں چاہتے۔ سید حیدر شاہ نے ایک تحریری درخواست مسٹر ورما کے پاس بھی گذرانی۔ مگر اس کا بھی وہی حشر ہوا۔ ایک مسلمان کی جو درخواست کا ہندو کے ہاتھ سے ہونا چاہئے تھا۔ ہندو افسروں کا عام قاعدہ یہ ہے کہ اگر ان کے پاس کوئی مسلمان ٹھیکہ دار جاتا ہے تو کہ دیتے ہیں کہ ہمیں ملنے کی فرصت نہیں اور ہندو ٹھیکہ دار بلا روک ٹوک اندر چلا جاتا ہے۔ اور کئی کئی گھنٹوں تک باتیں ہوتی رہتی ہیں۔ پچھلے دنوں کیمبلپور کے ایس ڈی او کے پاس بھی پندرہ سولہ ہزار کا کام حویلیاں لائن پر نکلا۔ ایک مسلمان ٹھیکہ دار ان کے پاس گیا۔ اور کہا کہ اس کام سے مجھے بھی کچھ ملنا چاہئے۔ ایس ڈی او صاحب نے کہا کہ میں فیصلہ کر چکا ہوں کہ وہ کام لالہ حکم چند کو دینا چاہئے۔ مسلمان ٹھیکہ دار نے کہا کہ ہم مدت سے بے کار ہیں انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ یہ کام ہم کو دیا جائے۔ اس پر جواب ملا کہ انصاف ہی کیا گیا ہے۔ کیونکہ کام لالہ حکم چند کو ملا ہے۔ اب پشاور میں پانچ لاکھ روپے کا ایک کام نکلا یہ کام بھی لالہ حکم چند کو دیا گیا۔ ایک مسلمان ٹھیکہ دار نے درخواست کی کہ ہم اس کام کے خیال میں مدت سے بیٹھے ہوئے تھے۔ ہمیں بھی کچھ ملنا چاہئے۔ لیکن صاف جواب دیا گیا۔ مسلمان بے چارہ نہایت ہی مایوسی کی حالت میں واپس چلا گیا۔ محکمہ ریلوے کے اعلیٰ افسر مسلمانوں کی حق تلفی کر رہے ہیں اور اس میں بدنامی حکومت کی ہوتی ہے۔ اس لئے جلد سے جلد اس حق تلفی کا سلسلہ ختم ہونا چاہئے۔ میں ایجنٹ صاحب بہادر اور ڈی ایس صاحب بہادر راولپنڈی سے پوری امید رکھتا ہوں کہ مسلمان ٹھیکہ داروں کے ساتھ یہ بے انصافی ہرگز نہ ہونے دیں گے۔ اور جس قدر تعمیرات کے کام محکمہ ریلوے میں نکلیں گے ان میں مسلمانوں کو ان کا جائز و مناسب حصہ ضرور دیا جائے گا۔

ہندو افسروں کا یہ کہنا کہ مسلمان کام نہیں کر سکتے یا کام کرنا نہیں جانتے نہایت بے بنیاد اور غلط خیال ہے۔ مسلمان ٹھیکہ دار نہایت اچھا کام کر سکتے ہیں۔ اور کرنا جانتے ہیں۔ مگر افسوس ہے کہ ان کو ایسا کرنے کا موقعہ ہی نہیں دیا جاتا۔

(ایک واقف حال)

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام گوجرانوالہ

کی طرف سے ملک فیروز خان نون کیبنٹ ممبر مبارکباد

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی برانچ گوجرانوالہ کا ایک خاص اجلاس زیر صدارت قاضی محبوب عالم صاحب عرائض نویس ۱۷ر اکتوبر ۱۹۳۰ء کو منعقد ہوا۔ اور مندرجہ ذیل رزولیوشن باتفاق رائے پاس ہوا۔

ممبران احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور برانچ گوجرانوالہ آنریبل ملک فیروز خان صاحب نون کی خدمت میں ان کے تقرری بعہدہ وزیر تعلیم پر مبارکباد عرض کرتے ہیں۔ اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ کریم ان کو ہر آفات سے محفوظ رکھے اور کامیابی عطا فرما دے۔ آمین۔ نقل رزولیوشن اخبار انقلاب۔ سنیہ دار۔ سیاست۔ پیغام صلح میں برائے اشاعت ارسال کی جائے۔ (خادم محمد حسین سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام گوجرانوالہ)

امریکہ کے اٹھائیس ہزار مسلمان حبشی

ترکی میں آباد ہونا چاہتے ہیں

اٹھائیس ہزار مسلمان حبشیوں کی جانب سے جو امریکہ میں نسلی تعصب کی وجہ سے مبتلائے آلام و مصائب ہیں آپ سے درخواست کرتے ہیں کہ آپ ہمیں سواحل باسفورس پر متوطن ہو جانے کی اجازت مرحمت فرمائیں یہاں پر ہم ایک ترقی پذیر امریکن شہر بسائیں گے۔ اور حبشیوں کے ساتھ ترکی کی روایتی غیر جانبداری سے بہرہ اندوز ہوں گے۔ یہ درخواست ہے جو غازی مصطفےٰ کمال پاشا کی خدمت میں ڈیٹرائٹ کے ایک نو حبشی محمد علی نے روانہ کی ہے۔ غازی پاشا نے اس درخواست کو عہدہ داران انگورہ کے پاس روانہ کر دیا ہے۔

شریف کا یہ کتنا بڑا انکشاف ہے کہ جس کی اب تصدیق ہوئی ہے۔

اسی طرح ایک اور آیت میں فرمایا

ومن اٰیاتہٖ خلق السمٰوات والارض وما بث فیہما من دابۃٍ وھو علیٰ جمعہم اذا یشاءُ قدیرٌ۔ اور اس کی نشانیوں سے آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنا ہے اور ان دونوں (آسمانوں اور زمین) میں اس نے جانداروں کو پھیلایا ہے۔ اور وہ ان کے جمع کرنے پر جب چاہے قادر ہے۔

گذشتہ مفسرین کو اس آیت کی تفسیر میں بہت سی مشکلات آئی ہیں۔ کبھی یہاں دابہ سے مراد ملائکہ لئے ہیں اور کبھی مطلق حی یا زندگی رکھنے والے لیکن ملائکہ دابہ میں سے نہیں ورنہ یہاں مطلق جان رکھنے والے مراد ہیں بلکہ دابہ چارپایوں کو کہتے ہیں۔ غرض پیدائش اور خلق کے متعلق قرآن کریم نے بعض ایسے ایسے انکشافات کا ذکر کیا ہے کہ جن کا اس وقت علم کسی کے وہم وخیال میں بھی نہ تھا۔ تو یہی آیات کہ جو شروع کی دی ہیں ہیں۔ انہی کو آگے چل کر مختلف رنگوں میں پھیلایا ہے۔

اور اس سورۃ الاعلےٰ کی ابتدائی آیات میں یہ ذکر ہے کہ اس نے ہر چیز کو خلق کیا ہے پھر اس میں ترقی کے لئے قوا اور استعداد دیں رکھی ہیں اور خارج میں وہ اسباب اور سامان پیدا کئے ہیں کہ جن سے یہ استعداد یں ترقی کرتی ہیں۔ اس کے متعلق کچھ اور آیات بھی نوٹ کر لیں۔ ان آیات کے بعد اس سورہ میں فرمایا: الذی اخرج المرعیٰ۔ وہ اللہ جس نے چارہ کو نکالا یا پیدا کیا فجعلہٗ غثاءً احویٰ۔ اور پھر اس کو کوڑا کرکٹ یا سیاہ بنا دیا۔ پہلی چیز جو انسان کے لئے ضروری تھی وہ یہی سبزیاں اور نباتات ہیں۔ اور ان کے بغیر کوئی جاندار زندہ نہیں رہ سکتا۔ چونکہ یہ سب سے پہلے ضرورت کی چیز ہے اس لئے اس کا ذکر پہلے فرمایا اور پھر اس مرعیٰ (چارہ) کے متعلق دوسری جگہ فرمایا اخرج منہا ماءھا ومرعٰہا اس زمین سے پانی نکالا اور چارہ اگایا۔ پانی کا ذکر اس لئے پہلے ہے۔ کہ پانی کے بغیر چارہ ہو نہیں سکتا۔ اور چارہ کے بغیر جانور نہیں ہو سکتے۔ اور یہاں پانی کی نسبت جو کہا اخرج منہا ماءھا زمین سے پانی نکالا۔ اس کے لئے سائنس کو دیکھ لیجئے کہ پانی کہاں سے نکلتا ہے اوپر سے بھی اگر پانی آتا ہے تو وہ بھی نیچے سے ہی اوپر گیا ہوا ہوتا ہے۔ اس کو دوسری جگہ صراحت کے ساتھ بتایا ہے۔ والسماءِ ذاتِ الرجع والارض ذاتِ الصدع۔ شہادت ہے آسمان کی کہ جو لوٹا دینے والا ہے یعنی پانی کو واپس کر دیتا ہے پہلے بخارات کے ذریعے پانی اوپر چڑھتا ہے۔ اس سے بادل بنتے ہیں اور وہ پھر اسے لوٹا دیتا ہے۔ والارض ذاتِ الصدع۔ زمین اس کے ساتھ پھٹ جاتی ہے۔ اس میں روئیدگی پیدا ہوتی ہے۔ اس طرح ایک اور جگہ فرمایا فلینظر الانسان الیٰ طعامہٖ انا صببنا الماءَ صبًّا ثم شققنا الارض شقًّا فانبتنا فیہا حبًّا الخ (سورۃ عبس) انسان اپنے کھانے کی طرف دیکھے۔ پہلے ہم خوب پانی برساتے ہیں۔ پھر ہم زمین کو شق کرتے ہوئے پھاڑتے ہیں۔ اور پھر اس میں اناج اگاتے ہیں۔ یہاں زمین پھاڑنے کی تشریح کر دی ہے۔ کہ اس سے مراد اس کا پھٹ کر روئیدگیاں نکالنا ہے۔ ایک اور آیت میں فرمایا الذی خلق الارض فی یومین وتجعلون لہٗ انداداً ذالک رب العالمین وجعل فیہا رواسی من فوقہا وبارک فیہا وقدر فیہا اقواتہا فی اربعۃ ایام سواءً للسائلین۔ اللہ جس نے زمین کو دو وقتوں میں پیدا کیا ۔۔۔۔ اور اوپر سے اس میں پہاڑ رکھے اور اس زمین میں برکت دی اور اس میں قوتیں اور قوتیں پیدا کیں۔ چار وقتوں میں یہاں بھی صاف طور پر اشیاء میں طاقتیں اور قوتیں رکھنے کا ذکر ہے۔

اخبار احمدیہ

سالانہ ریاست پٹیالہ میں ۲۳، ۲۴، ۲۵ر نومبر کو جلسہ ہوگا۔ مرزا مظفر بیگ صاحب شیخ بشیر احمد صاحب اس تقریب پر تشریف لے جائیں گے اور خاکسار ایڈیٹر بھی انشاء اللہ پہنچے گا۔

چیندر کے گلو سے میں جو جلسہ ہوا اس کی مفصل روئداد بعد میں شائع ہوگی۔ سردست اس کی مختصر سی کیفیت شائع کر دی جاتی ہے۔ مناظرہ کے علاوہ مولوی عصمت اللہ صاحب کا ایک محمودی کش لیکچر ہوا۔ اور خاکسار ایڈیٹر نے بھی ایک یونہی سی تقریر کی۔

بعض حضرات جناب میاں صاحب کے گورنمنٹ کا نیم حکم مل جانے پر داڑھی منڈوا ڈالنے کے جواز کا حوالہ پوچھتے ہیں۔ انہیں معلوم ہونا چاہئے۔ کہ میاں صاحب کا یہ خطبہ "الفضل" مورخہ ۹ر اکتوبر کے صفحہ ۶ پر شائع ہوا ہے۔

شذرات

(از محمد اذعام الحق)

زیبسے ہم مدیر "الفضل" کے روحانی کمالات کے عرصہ سے معترف ہیں لیکن گذشتہ دنوں ان سے چند ایسی کرامات ظاہر ہوئیں کہ ہمیں بالکل ہی قائل ہونا پڑا۔ جس کی ادنےٰ مثال یہ ہے کہ ہمارے ذاتی معاملات کے متعلق محض اپنے کشف وکرامات کے بل بوتے بعض ایسی اطلاعات شائع کر دیتے ہیں۔ جن کا ہمیں اور ہمارے احباب کو مطلق علم نہیں ہوتا۔ بس ان اطلاعات میں کسر اتنی رہتی ہے کہ وہ ذرا بالکل غلط ہوتی ہیں۔ آپ نے اپنے صحیفہ گرامی کی ۲۸ر اکتوبر کی اشاعت میں یہ خبر درج فرمائی تھی۔ کہ خاکسار راقم الحروف کو پیغام صلح سے اس لئے علیحدہ کر دیا گیا کہ وہ نہر ہولی نس میاں صاحب کے خلاف الزام تراشی اور بدگوئی کیا کرتا تھا۔ اس خبر کو شائع ہوئے کافی دن گذر گئے۔ وہی ہم ہیں۔ وہی دفتر ہے۔ وہی پیپر کرسی۔ وہی قلم و دوات اور وہی "الفضل" کی فائل۔ اس لئے ہم اپنے صاحب کرامات دوست مدیر "الفضل" سے صرف اس قدر کہنے کی اجازت چاہتے ہیں کہ آپ کی اطلاع سراسر غلط ہے۔ اس کے علاوہ آپ کے کشف و کرامات میں کوئی نقص نہیں۔

ہم نے میاں صاحب کے خلاف جو جو الزام تراشے ہیں۔ اور جس قدر بدگوئی کی ہے اس کا اندازہ تو واقف کار اصحاب "پیغام صلح" کے ملاحظہ سے بخوبی لگا سکتے ہیں۔ لیکن "الفضل" کی اس اطلاع سے یہ تو ثابت ہو گیا کہ جماعت لاہور اپنے کسی مخالف کی خواہ وہ میاں صاحب ہی کیوں نہ ہوں بدگوئی اور اس کے خلاف الزام تراشی کو برداشت نہیں کر سکتی۔ میاں صاحب، ایڈیٹر "الفضل" و دیگر قادیانی اخبارات و اصحاب جماعت لاہور پر اس قسم کے جو الزامات لگایا کرتے وہ بالکل غلط اور سراسر جھوٹ اور بہتان ہیں۔

خدا جانے یہ قادیانی کس قماش کے لوگ ہیں۔ الزام تراشی، بدگوئی اور دشنام طرازی آپ کرتے ہیں پھر خود ہی دوسرے کو بلا وجہ ان حرکات کا مجرم قرار دے لیتے ہیں۔ گو یہ بات ان کی عادت میں داخل ہو چکی ہے۔ لیکن شرافت اور دیانت کے سراسر خلاف ہے۔

"الفضل" کا بیان ہے کہ ۲۶ر اکتوبر کو کلکتہ میں قادیانیوں کا جو جلسہ ہوا تھا۔ اس کے صدر ایک ہندو صاحب سر ڈی۔ راما تھے۔ اس میں ڈاکٹر صادق نے ایک بڑی قرآنے کی تقریر کی جس کو سن کر صاحب صدر اس قدر متاثر ہوئے کہ علی الاعلان کہہ دیا "اگر مجھے ڈاکٹر صادق کی خوش بیانی کے سننے کا پھر کوئی موقعہ ملے۔ تو ممکن ہے کہ میں اپنا نام راما کی بجائے رحمٰن سے بدل لوں"۔ آریہ اخبارات نہایت تشویش ناک لہجے میں دریافت کر رہے ہیں۔ کہ سر راما کون ہیں"۔ "الفضل" کو اس کا جواب دینا چاہئے۔

اگر سر راما "رحمٰن" سے اپنا نام تبدیل کر لیں تو اس سے زیادہ خوشی کی بات اور کیا ہو سکتی ہے لیکن مدت ہوئی ایک دفعہ "الفضل" میں یہ قابلِ وثوق اطلاع شائع ہوئی تھی کہ ہماری کوشش سے امیر آکدل (سری نگر کے ایک پل کا نام ہے) مسلمان ہو گیا ہے۔ اس واقعہ کی یاد نے ہمیں اپنے معاصر کو توجہ دلانے پر مجبور کیا ہے۔

۱۳ر نومبر کے "الفضل" میں جناب میاں صاحب کا ایک خطبہ جمعہ شائع ہوا ہے۔ ویسے تو میاں کی ہر ایک تحریر و تقریر میں بہت سی انوکھی خصوصیات ہوتی ہیں۔ لیکن اس میں تو کمال ہی ہو گیا ہے تسلسل و مطلب سرے ہی سے غائب معلوم ہوتا ہے۔ معلوم نہیں کہ میاں صاحب کی اصلی تقریر ہے یا اس میں مدیر "الفضل" کے کمالات خصوصی کا بھی کچھ حصہ ہے۔ غرضیکہ یہ معرفت کا کلام ہماری عقل و فہم سے بالاتر ہے۔ قادیانی بھی اسے تبرک سمجھ کر پڑھ لیں۔ تو وہ دوسری بات ہے۔ لیکن انشاء اللہ پلے کسی کے بھی کچھ نہ پڑے گا۔ البتہ اس خطبہ میں انہوں نے اپنی صحت کے متعلق کچھ کہا۔ وہ ضرور تشویشناک ہے۔

اس بات کا ذکر کرنے کے بعد کہ آجکل بیماری کا بہت زور ہے جیسے ہر لوک میں چاروں طرف سے قادیانیوں کی علالت کی اطلاعیں موصول ہو رہی ہیں فرماتے ہیں کہ میری صحت بھی خراب ہے اگر کھانا کھا لیتا ہوں تو بخار ہو جاتا ہے۔ اگر فاقہ کرتا ہوں تو کمزوری بڑھ جاتی ہے

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت میاں صاحب بڑی تکلیف میں ہیں۔ انسان کی صحت و زندگی کا زیادہ تر انحصار ہوا کے بعد غذا ہی پر ہے۔ اس کے کھانے سے ان کو بخار ہو جاتا ہے۔ بخار جس طرح انسان کا بھرکس نکالتا ہے وہ کوئی ہم سے پوچھے۔ ساری عمر ہسپتال کی شکل نہ دیکھی تھی۔ لیکن اس نامراد نے وہاں داخل کرا کے چھوڑا۔

دعا ہے کہ خداوند کریم میاں صاحب کو صحت عاجل عطا فرمائے۔ "الفضل" کی اطلاعات کی بنا پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ میاں صاحب کی اس علالت کی وجہ وہ محنت شاقہ ہے جو انہوں نے سائمن رپورٹ پر تبصرہ تحریر فرمانے میں اٹھائی ہے۔ سنا ہے یہ ایک ضخیم کتاب ہے۔ انگریزی میں چھپ کر بذریعہ ہوائی ڈاک انگلستان روانہ کی جا چکی ہے۔ اور اردو میں زیر طباعت ہے۔ اس میں میاں صاحب نے مسلمان اکابر و اخبارات کے خیالات و آراء کو اپنے الفاظ میں بیان کرنے کی کوشش کی ہوگی۔ اگر یہ کتاب پہلے شائع ہو جاتی تو شاید اس سے کچھ فائدہ ہوتا لیکن اس قدر دیر سے شائع کرنا اور پھر اس کے لئے محنت شاقہ اٹھانا سعی لاحاصل ہی ہے۔ میاں صاحب نے اس پر جو وقت صرف فرمایا ہے۔ اس سے نہیں تو کم از کم اس روپے جو اس کی طباعت پر ضائع ہوا ہے۔ تو ضرور کوئی مفید کام انجام پا سکتا تھا۔ خیر جو کچھ ہونا تھا ہو گیا۔ اپنی اپنی عقل ہے۔ اب میاں صاحب کو ان بکھیڑوں کو چھوڑ کر اپنی صحت کا خیال کرنا چاہئے۔

۶ر نومبر کو دو قادیانی مبلغ سماٹرا اور جاوا کے لئے روانہ ہوئے۔ روانگی کے وقت ان کے امام عالی مقام نے ان کو چند نصائح کیں۔ جن میں سب سے زیادہ زور اس پر دیا کہ وہاں پہنچ کر ڈچ حکومت کے حکام سے ملے رہیں اور ان سے اچھے تعلقات رکھیں۔ ارشاد ہوتا ہے

"حکام سے اچھے تعلقات رکھیں۔ کیونکہ وہاں لوگ ہمارے مخالف ہیں۔ اور ہر طرح سے ہمیں نقصان پہنچانے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ اس وجہ سے حکام کے ساتھ اچھے تعلقات رکھنے ضروری ہیں۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ لوگوں کے خلاف جاسوسی کی جائے یا لوگوں کے خلاف حکام کو بھڑکایا جائے۔"

اس کے ساتھ یہ سیاسی رمز بھی بتلائی کہ فرانسیسی اور ڈچ حکام انگریزوں کی طرح سیاسی امور میں اختلاف رائے کو برداشت نہیں کر سکتے۔ تو پھر ظاہر ہے کہ حکام کو راضی کرنے اور ان سے اچھے تعلقات رکھنے کے کیا معنے ہیں۔ جب میاں صاحب حکومت برطانیہ (جو بقول ان کے سیاسی اختلاف برداشت کر سکتی ہے) کے نیم حکم پر قرآن وحدیث کو پس پشت ڈال سکتے ہیں۔ تو یہ قادیانی مبلغ ڈچ حکام کو راضی کرنے اور ان سے تعلقات قائم کرنے کے لئے اس سے بھی بڑی قربانی بخوشی دیں گے۔ غالباً انہوں نے میاں صاحب سے اس کی منظوری لے لی ہوگی۔ یا میاں صاحب نے خود ہی اجازت دیدی ہوگی۔

جاسوسی کی بھی ایک ہی کہی۔ سوال ہو سکتا ہے کہ جب ہندوستان میں یہ کار خیر جائز ہے تو پھر سماٹرا اور جاوا میں کیوں ناجائز ہے؟ دراصل بات یہ ہے کہ ڈچ حکومت بھی آخر کچی گولیاں تو کھیلی نہیں۔ وہ اندازہ کر رہی ہے کہ قادیانی کس قماش کے لوگ ہیں۔ ایک غیر حکومت کی رعایا سے جاسوسی کا کام لینا ذرا غور طلب بات ہوتی ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ ابھی معاملہ طے ہو رہا ہے۔ اس لئے فی الحال میاں صاحب نے کام شروع کرنے کی ممانعت کر دی۔ اور مبلغوں کو کہا کہ حکام سے اچھے تعلقات پیدا کرو۔ لیکن آغاز کار نہ کرنا۔

اگر کسی خوش فہم کو اس میں کچھ شک ہو تو وہ بتلائے۔ آخر ڈچ کونسل کا قادیان جانا پھر وہاں سے بجلد مستقیم شملے پہنچ کر حضور خلیفۃ المسیح کے دربار میں باریاب ہونا اور پھر تخلیہ میں باتیں کرنا کیا معنی رکھتا ہے؟ واضح رہے کہ ڈچ کونسل میاں صاحب کا کوئی مرید یا معتقد نہیں کہ دعا کے لئے حاضر ہوا ہو۔

ناظرین اخبار سے درخواست ہے کہ خط وکتابت کے وقت

اپنے نمبر خریداری کا حوالہ ضرور دیا کریں۔

نادر موقع

حضرت مسیح موعود علیہ السلام و دیگر بزرگان سلسلہ کی تصنیفات میں

حیرت انگیز رعایت

صرف ایک ماہ کیلئے از ۱۵ ردسمبر سنہ ۱۹۳۰ء تا ۱۵ ر جنوری سنہ ۱۹۳۱ء

صرف ایک ماہ کیلئے از ۱۵ ردسمبر سنہ ۱۹۳۰ء تا ۱۵ ر جنوری سنہ ۱۹۳۱ء

نام کتاب	اصل قیمت	رعایتی قیمت
سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد اول اعلیٰ کاغذ جو براہین احمدیہ کے ہر چہار حصص پر مشتمل ہے	۶/	[illegible]
سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد اول ادنیٰ کاغذ	[illegible]	۱۵/
سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد دوئم جو تین کتب سرمہ چشم آریہ، شحنہ حق، ایک عیسائی کے تین سوالوں کا جواب پر مشتمل ہے	[illegible]	[illegible]
سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد سوئم جو تین کتب فتح الاسلام، توضیح المرام اور ازالہ اوہام ہر دو حصص پر مشتمل ہے	[illegible]	[illegible]
سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد چہارم جو چار کتب الحق مباحثہ لدھیانہ، الحق مباحثہ دہلی، آسمانی فیصلہ، نشان آسمانی پر مشتمل ہے	[illegible]	۱۲/
سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد پنجم جو پانچ کتب آئینہ کمالات اسلام، برکات الدعا، جنگ مقدس، حجۃ الاسلام، سچائی کا اظہار پر مشتمل ہے	[illegible]	۱۲/
سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد ششم جو سات عربی کتب، تحفہ بغداد، کرامات الصادقین، حمامۃ البشریٰ، نور الحق حصہ اول، نور الحق حصہ دوم، اتمام حجت اور سر الخلافت پر مشتمل ہے۔ قیمت	[illegible]	[illegible]
ملفوظات احمدیہ جلد اول حضرت صاحب کی تقاریر کا مجموعہ، قیمت	[illegible]	[illegible]
حمامۃ البشریٰ	[illegible]	/۸
کرامات الصادقین	/۱۲	/۶
آسمانی فیصلہ	/۵	/۰۲
اتمام حجت	/۴	/۲
ایک عیسائی کے تین سوالوں کا جواب	/۶	/۳
درثمین۔ حضرت مسیح موعود کی اردو اور فارسی نظموں کا مجموعہ	/۱۱	/۸
الحق مباحثہ لدھیانہ	/۱۳	/۴

بیان القرآن

یعنی

اردو ترجمہ و تفسیر قرآن کریم معہ عربی متن (نصف قیمت پر)

تالیف۔ حضرت مولانا محمد علی صاحب مؤلف ترجمۃ القرآن انگریزی وغیرہ

اس تفسیر میں ہر ایک بات عام فہم عبارت میں واضح کی گئی ہے۔ موجودہ زمانہ کی بہترین تفسیر ہے۔ جس کے متعلق بڑے بڑے لوگوں نے بہت عمدہ آراء کا اظہار کیا ہے۔ قرآن کریم کے ایک مقام کو دوسرے مقام سے حل کیا ہے ضخامت ۲۹×۲۲ کے دو ہزار صفحات علاوہ فہرست مضامین و انڈکس تین جلدوں میں ہیں۔ اصل قیمت مجلد بیس روپیہ (عـــ۲۰ـــہ)، رعایتی قیمت دس روپیہ (عـــ۱۰ـــہ)

〃 〃 مجلد پچیس روپیہ (عـــ۲۵ـــہ) 〃 〃 (عـــ۱۵ـــہ) روپیہ

حمائل شریف مترجم معہ حواشی

مترجمہ حضرت مولانا محمد علی صاحب ایم اے مؤلف ترجمۃ القرآن انگریزی وغیرہ بین السطور ترجمہ اور حاشیہ پر مختصر تفسیری نوٹ درج ہیں تفسیر بیان القرآن کا مختصر ایڈیشن ضخامت ۲۰×۳۰/۱۶ ایک ہزار صفحات، اصل قیمت مجلد سفید ولایتی کاغذ [illegible] رعایتی [illegible]۔ حنائی مصری کاغذ اصل قیمت مجلد [illegible]۔ رعایتی تین روپیہ [illegible]

عقائد احمدیہ

مصنفہ میر مدثر شاہ صاحب

حضرت مسیح موعود کی تحریرات سے ثابت کیا گیا ہے کہ آپ کا دعویٰ نبوت کا نہ تھا اور محمودیوں کے غلط عقائد کی تردید کی گئی ہے

اصل قیمت [illegible] ۔ رعایتی قیمت [illegible]

النبوت فی الاسلام

نبوت، رسالت، محدثیت اور مجددیت پر مفصل بحث کی گئی ہے۔ اور ثابت کیا گیا ہے کہ نبوت آنحضرت پر ختم ہو گئی۔

اصل قیمت [illegible] ۔ رعایتی قیمت [illegible]

محمد اینڈ کرائسٹ انگریزی

حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حالات اور معجزات پر مدلل کتاب۔

اصل قیمت [illegible] ۔ رعایتی ۱۲/

حمائل مطبوعہ جرمنی

نہایت بے نظیر حمائل شریف جو جرمنی میں طبع کرائی گئی ہے کاغذ اور جلد نہایت خوبصورت۔ خائقین کلام اللہ کیلئے عجیب تحفہ ہے

اصل قیمت [illegible] ۔ رعایتی [illegible]

اسلامی اصول کی فلاسفی

پانچ معرکۃ الآرا مذہبی مسائل پر روشنی ڈالی گئی ہے

اصل قیمت ۱۲/

رعایتی ۴/

نام کتاب	اصل قیمت	رعایتی قیمت
الحق مباحثہ دہلی	[illegible]	/۲
حجۃ الاسلام	/۴	/۲
سر الخلافت	/۸	/۴
جنگ مقدس	/۱۲	/۸
شحنہ حق	/۸	/۴
نور الحق حصہ اول	[illegible]	/۸
〃 حصہ دوم	/۸	/۴
برکات الدعا	/۴	/۲
القول المجد	/۸	/۲
اعلام الناس	/۵	/۲
اعجاز القرآن	/۰۱	/۰
عصمت انبیاء	/۹	/۳
غلامی	/۴	/۲
الوصیت	/۰۲	/۱
الضحیٰ	[illegible]	[illegible]
سراج الوہاج	/۴	/۱
اظہار النصائح	/۵	/۱
القول المبین	/۰۲	/۰
ستہ ضروریہ مباحثہ رامپوری	/۳	/۱
تبلیغ الحق علی عبد الحق	/۱۰	/۵
رسالہ نماز	/۸	/۴
〃 روزہ	/۴	/۲
〃 زکوٰۃ	/۳	/۰۱
〃 تربیت اولاد	/۵	/۰۲
مرآۃ الحقیقت	/۵	/۲
نکات القرآن حصہ سوئم	/۱۰	/۲
〃 〃 چہارم	/۸	/۲
آیت اللہ	/۳	/۱
احمد مجتبیٰ	/۴	/۱
حدوث مادہ	/۵	/۲
حقیقت اختلاف	/۵	/۲
شناخت مامورین	/۳	/۱
رسالہ نجات	/۰۱	/۰

نام کتاب	اصل قیمت	رعایتی قیمت
ویدوں کا بہشت	/۸	/۴
مسئلہ بہشت	/۲	/۱
مسئلہ تقدیر	/۷	/۲
اسماء الٰہیہ	/۷	/۲
احمدیہ مومنٹ	/۱۰	/۵
النبوت فی الاسلام انگریزی	[illegible]	/۲

یجر وید

یجر وید کے بیس ابتدائی ادھیاؤں کا مستند ترجمہ

اصل قیمت [illegible]

رعایتی [illegible]

جمع قرآن

اسمیں ثابت کیا گیا ہے کہ قرآن کریم کی موجودہ ترتیب آیات رسول اللہ صلعم کی ہدایت کے مطابق ہوئی اور جو اعتراضات قرآن پاک کی جمع اور ترتیب کے متعلق ہوتے ہیں انکی تردید کی گئی ہے۔ اصل قیمت ۱۲/ رعایتی [illegible]

مسیح موعود

سلسلہ عالیہ احمدیہ پر مفصل بحث کی گئی ہے۔ سلسلہ کے متعلق تحقیقات کرنیوالے کیلئے اس کا مطالعہ نہایت ضروری ہے۔

اصل قیمت [illegible] ۔ رعایتی ۱۲/

عسل مصفیٰ ہر دو حصص

حضرت عیسیٰ کی وفات اور حضرت مسیح موعود کے دعویٰ مجددیت پر مفصل بحث

اصل قیمت [illegible] ۔ رعایتی [illegible]

نام کتاب	اصل قیمت	رعایتی قیمت
فتح اسلام انگریزی	/۶	/۳
بیان القرآن پارہ اول تا ہفتم فی		[illegible]
المہدی اول تا ہفتم		/۴
رباعیات حامد	/۳	[illegible]
اسلام اور دیگر مذاہب	/۲	[illegible]

تمام آرڈر ۱۵ ر جنوری سنہ ۱۹۳۱ء تک پہنچ جانے چاہئیں۔ اس کے بعد کے آرڈر اس رعایت کے ماتحت نہ آ سکیں گے۔ تعمیل آرڈر قیمت طلب پارسل یا پیشگی ادا کرنے پر کی جائیگی۔ فرمائش کے ہمراہ ہدایت کرنی ضروری

ملنے کا پتہ

منیجر دار الکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

ہے کہ پارسل بذریعہ ریل بھیجا جائے یا ڈاک خانہ۔ اول الذکر صورت میں قیمت کا کچھ حصہ پیشگی آنا چاہیئے۔ محصول ڈاک و دیگر مصارف ہر حالت میں بذمہ خریدار ہوں گے۔

خبریں

—— تازہ ترین اطلاعات سے پایا جاتا ہے کہ مقدمہ سازش لاہور کے قیدیوں نے مقاطعہ جوعی ترک کر دیا ہے گزشتہ پنجشنبہ کو سکھدیو کی حالت یکایک خطرناک ہو گئی۔ اس نے کچھ غذا کھالی اور اسی وقت سے اس کی حالت روز ترقی ہے۔ اس کی مثال دیکھ کر دوسرے قیدیوں نے بھی بھوک ہڑتال ترک کر دی ہے۔

—— شملہ ۹ راگست۔ سرکاری اعلان مظہر ہے کہ مقدمہ سازش لاہور کے تمام ملزموں نے جو بورسٹل جیل میں بند تھے۔ بھوک ہڑتال ترک کر دی ہے۔

—— لاہور کے کانگرسی رضاکاروں کو کابلیوں کی کمک پہنچ گئی۔ بزاز ہٹہ۔ گمٹی بازار اور مزنگ میں چند بدیشی کپڑے کی دکانوں پر پکٹنگ جاری رہا۔ جب کوئی رضاکار گرفتار کر لئے جاتے۔ تو ان کی جگہ دوسرے رضاکار دوبرستے آتے تھے۔

اکالی رضاکار مزنگ سے گرفتار کئے گئے اور انہیں تخویف جرمانہ کے آرڈیننس کے ماتحت تین تین ماہ قید بامشقت کی سزا دی گئی۔ شہر سے پانچ اور رضاکار گرفتار کئے گئے۔ لیکن ان کا مقدمہ دوشنبہ پر ملتوی ہو گیا۔

—— شنبہ کو لوہاری دروازہ کے باہر شراب کی دوکان پر پکٹنگ کرتے ہوئے۔ سات غیر اکالی رضاکار گرفتار کئے گئے۔ اس سے پیشتر دو ہفتہ سے شراب کی دوکانوں پر پکٹنگ بند تھا۔

سزاؤں کی وجہ سے پکٹنگ کی سرگرمیاں نرم پڑ گئی ہیں۔ اب تماشائی بھی اکٹھے نہیں ہوتے۔

جنگی کونسل کے چھٹے ڈکٹیٹر کی گرفتاری گذشتہ دوشنبہ کو ہوئی تھی مگر ابھی تک اس کا جانشین مقرر نہیں ہوا۔ اس سے بھی لاہور میں کانگرسی کارکنوں کی قلت کا مزید ثبوت ملتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اب کسی عورت کو ڈکٹیٹر بنانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

—— مسٹر شیروانی کو پریذیڈنسی مجسٹریٹ بمبئی نے اے کلاس دیدی اور اپنی اس لاعلمی کا افسوس ظاہر کیا کہ مسٹر شیروانی سابق ایم۔ ایل اے۔ ہیں۔

—— مسٹر برہام کو اور مسٹر ادرت کو جنہیں گذشتہ سہ شنبہ کو کانگرسی رہنماؤں کے ساتھ سزا ہوئی تھی افسوس ظاہر کیا کہ ہمیں پولیس سے مارپیٹ کھانے کا موقعہ نہیں دیا گیا۔ اور نہ دیگر کانگرسی رہنماؤں کی طرح زیادہ قید کی سزا دی گئی۔ بلکہ صرف پندرہ روز کی سزا ہوئی۔

—— لاہور کے مشہور کانگرسی کارکن خواجہ غلام محمد کو قانون شکنی کی ترغیب کے جرم میں بروز جمعہ گرفتار کر لیا گیا۔

—— دیسی اور ولایتی شراب کی دوکانوں پر پکٹنگ کرنے کے الزام میں ۸ راگست کو ۳۴ رضاکار گرفتار کر لئے گئے۔

—— ستیہ گرہ کیمپ کے سامنے بھجن گانے اور آمد و رفت میں رکاوٹ پیدا کرنے کے جرم میں ۱۲ رضاکار گرفتار کئے گئے۔

—— اجمیر ۹ راگست کو پنڈت گوری شنکر بھارگو کانگرسی رہنما کو میواڑ میں گرفتار کر لیا گیا۔ میسرز کے پی داس شرما۔ گوپال لال شرما۔ رام سروپ اور بورا بھی گرفتار کر لئے گئے۔

—— فیروزپور ۸ راگست۔ مسز کرشنا دت بارہ دوسری رضاکار عورتوں اور سات کانگرسی کارکنوں سمیت اور لے میں گرفتار کر لی گئیں۔ مسز منی لال پانڈے ایڈوکیٹ چرن نکتن اور چتر سروج شرما پلیڈر کو بالترتیب ۶ ماہ اور ایک ایک سال کی قید بامشقت کی سزا دی۔

—— امرتسر ۹ راگست۔ درگیانہ مندر کے سامنے پکٹنگ بدستور جاری ہے۔ صرف کھدر پوشوں کو اندر جانے دیا جاتا ہے۔ گزشتہ شب ایک یاتری کو جو غیر ملکی لباس میں ملبوس تھا روک لیا گیا۔

—— امرتسر ۸ راگست۔ درگیانہ مندر کے سامنے پکٹنگ بدستور جاری ہے صرف کھدر پوشوں کو اندر جانے دیا جاتا ہے۔ گذشتہ شب ایک یاتری کو جو غیر ملکی لباس میں ملبوس تھا روک لیا گیا۔

اس نے رضاکار کو تان کر ایک گھونسہ رسید کیا۔ رضاکار بیہوش ہو گیا۔ اس نے ہاتھ نہیں اٹھایا۔

—— بمبئی ۸ راگست۔ سردار ولبھ بھائی پٹیل نے اعلان کیا ہے کہ پشاور کی تحقیقاتی کمیٹی کی رپورٹ تین چار روز میں شائع کی جائے گی۔

—— مدراس ۸ راگست کل اوادی سٹیشن کے قریب تار کے کھمبوں سے اسی گز تانبے کا تار کاٹ کر چرا لیا گیا۔ پولیس تفتیش کر رہی ہے۔

—— مدراس ۸ راگست۔ مدورا کا ایک پیغام مظہر ہے کہ کل بودی نیاکنور میں ایک تاڑی کی دکان پر پکٹنگ کے سلسلہ میں پولیس نے گولی چلائی۔ دو ہلاک اور چند ایک اشخاص زخمی ہوئے۔ ۵ زخمی اشخاص مدورا لا کر ہسپتال میں داخل کر دئے گئے ہیں۔

—— کوئٹہ ۸ راگست۔ گذشتہ دوشنبہ کو سرحد پار کے تقریباً چالیس مسلح اچک زئی پشین کے علاقہ میں خوشدل خان، دو ملازی کے اطراف میں داخل ہوئے اور دو گروہوں میں منقسم ہو کر پشین ملازئی کی سڑک پر چند ٹانگوں کو لوٹ لیا۔ اور تانگے کے گھوڑے اور نقدی کے علاوہ موضع عوم خیل سے چند اونٹ بھی لے گئے۔

—— پشین کے اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر ایک جمعیت لے کر تعاقب میں گئے۔ اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر مع بلوچ سرحدی پولیس کی ایک جمعیت اور گورکھوں کا ایک دستہ فوج حملہ آوروں کا راستہ منقطع کرنے کے لئے تاپا میدان کو گئے۔

—— پشین والے متعاقبین اور حملہ آوروں میں لڑائی ہوئی اور ایک دوسرے پر فائر کرتے رہے۔ حملہ آور سرحدی پولیس کے گھوڑے جو چمن سے لے رہے تھے چھوڑ کر بھاگ گئے۔ اس جماعت نے اونٹ بھی واپس لے لئے۔ لیکن راستہ دشوار تھا۔ حملہ آور سرحد عبور کرنے میں کامیاب ہو گئے۔

—— پشاور ۹ راگست (احتساب شدہ) اطلاع آئی ہے۔ کہ آج آفریدیوں نے پشاور شہر کے ریلوے اسٹیشن کے پاس ملٹری سپلائی ڈپو (فوجی ذخیرہ) پر حملہ کیا۔ فوج ریلوے سٹیشن بلوں اور تار اور ٹیلیفون کے دفتروں کی حفاظت کر رہی ہے۔ چھاؤنی کے دروازے بند کر دئے گئے ہیں۔

حمرخان کے باغات میں بھی جنگ ہونے کی اطلاع بھی موصول ہوئی ہے۔

—— شملہ ۱۰ راگست۔ ریلوے اسٹیشن پشاور شہر کے متصل آفریدیوں کی ایک جماعت نے سپلائی ڈپو پر حملہ کیا۔ اور ایک گودام کو جلا دیا۔ تفصیلات ابھی معلوم نہیں ہوئیں۔ خیال کیا جاتا ہے کچھ جھڑپیں بھی ہوئیں۔ جن میں چند ایک اشخاص مجروح و مقتول ہوئے۔

—— پشاور کی تازہ ترین اطلاع مظہر ہے کہ کل رات کچھ کشت و خون ہوا۔ دو آفریدی مقتول اور ایک مجروح ہوا ہے۔ جس کو شہر کے مشرق کی جانب فصیل کے نیچے گرفتار کر لیا گیا گرفتار شدہ آدمی اتمان خیل دولت زئی اورک زئی ہے۔ جو دالوں سے آ کر آفریدیوں کے ساتھ مل گیا تھا۔ اس نے خلافتیوں کا سرخ نیکا پہن رکھا تھا۔ ایک اور آفریدی کل صبح چھاؤنی میں داخل ہو گیا اور ایک سکھ حوالدار کے ہاتھ سے مقتول ہوا۔

رسالہ نمبر ایک گذ کل دن بھر باڑے کے نزدیک سلیمان خیل دیہات میں آفریدیوں سے برسر پیکار رہا۔ سواڑئی کے نزدیک رسالہ نے غنیم کو سخت نقصان پہنچایا۔ آفریدیوں ایک جماعت مالیز بلیشن گدام میں داخل ہو گئی۔ اور ایک جھونپڑے سے ذخیرہ کو جس میں کارک کا سامان تھا آگ لگادی۔ آگ فوراً بجھا دی گئی۔

اس گودام کے نزدیک بہت سے آفریدی مجروح ہوئے۔ معلوم ہوا ہے کہ سو آفریدی نعشوں اور زخمیوں کو لے کر کھوری کو چلے گئے۔ اس موقع پر ایک اور جماعت ضلع پشاور میں داخل ہوئی بھگوری کے غاسود میں جو لشکر پڑا ہوا ہے۔ اسے [illegible]

لیکن کل رات وہ نہیں پہنچے۔ پشاور شہر اور تار دسٹیشن کے درمیان ریلوے لائن کو نقصان پہنچا۔

پشاور کے شمال شرق اور جنوب کی جانب کے تمام بجلی تار اور ٹیلیفون کے سلسلے کاٹ دیئے گئے۔ اب بخوبی واضح ہو گیا ہے کہ آفریدیوں کو پشاور کے دیہات دبستی شمال مشرق کی جانب پکا غلام ارمر کے تین دیہات مروزئی کے تین گاؤں اور تین ایسے گاؤں جو شہر اور چھاؤنی کے بالکل نزدیک ہیں پناہ اور خوراک دی جاتی ہے۔

—— پشاور ۹ راگست۔ خلاف توقع کل رات کوئی جنگ نہیں ہوئی آفریدیوں کی چھوٹی چھوٹی جماعتیں سرحد سے گذریں۔ ان کا مقصد پشاور کی بجائے دوسرے مقامات پر حملہ کرنا ہے۔ جو اس وقت ناقابل تسخیر ہیں۔ ایک غیر مصدقہ اطلاع مظہر ہے کہ آفریدیوں نے حاجی صاحب ترنگزئی کے پاس ایلچی بھیجے ہیں۔ کہ وہ مہمندوں کا لشکر تیار کریں۔ آج آفریدیوں کی جماعتیں شیخ محمدی اور جالاتاؤ کے دیہات میں دیکھی گئیں۔ بم بازی جاری ہے۔

—— جالاتاؤ سے لڑائی کی خبر آئی ہے۔ لیکن تفصیل نہیں موصول ہوئی۔

آفریدی مشرقی پولیس تھانہ پشاور چھاؤنی کے پاس سے گذرتے ہوئے دیکھے گئے۔

کوہاٹ کی سڑک پر موضع ارمور سے بھی جنگ کی اطلاع آئی ہے۔

—— کوہاٹ سے اطلاع آئی ہے کہ وادی باڑہ میں بم گرانے سے جو لوگ مقتول ہوئے ان میں سے سات کی نعشیں آئی ہیں یہ نعشیں قبائل بندئی اور فیروز خیل کنزیوں کی ہیں۔ یہ لوگ جلوگی وارن سے آفریدی لشکر کے ساتھ مل گئے ہوں۔

—— یہ بھی اطلاع آئی ہے کہ تیرہ کے آدم خیل کوشش کر رہے ہیں۔ حسن خیاؤں اور آشو خیاؤں کو نوشہرہ پر حملہ کرنے کے لئے لشکر فراہم کرنے کی ترغیب دیں۔

—— پولیٹیکل ایجنٹ کرم لکھتا ہے کہ مسوزئی اور چمکنی قبائل بھی کسی قدر سرگرم عمل ہیں۔

—— آل انڈیا کانگرس کمیٹی کے مستقل سیکرٹری نے تحریک کی رفتار ترقی کے متعلق مجلس عاملہ کے اجلاس بمبئی میں ایک مختصر سی یادداشت پیش کی تھی۔ جس میں مختلف صوبجات میں کانگرسی کارکنوں کی ان گرفتاریوں اور سزایابیوں کی فہرست درج تھی جن کی اطلاع آل انڈیا کانگرس کے دفتر میں موصول ہو چکی ہے۔

—— مولوی محمد عمر ناظم جلسہ میلاد النبی کانپور برقی پیغام کے ذریعے سے اطلاع دیتے ہیں کہ مسلمانان کانپور نے رسول اکرم صلعم کا یوم ولادت ۷ اور ۸ اگست کو منایا۔ مسلمان کثیر تعداد میں شامل ہوئے۔ اور مقررین نے مسلمانوں کو رسول کریم کے اسوہ حسنہ پر خلوص کے ساتھ پورے طور پر کاربند ہونے کی تلقین کی۔ ۸ راگست کو ڈھائی بجے دوپہر شہر کے مختلف محلوں نے متحدہ طور پر ایک نہایت عظیم الشان جلوس نکالا۔ ہر محلے کے اپنے رضاکار اور ان کا اپنا علم تھا۔ جلوس میں کل ۱۱۱ علم اور چار ہزار رضاکار تھے۔ معتبر اشخاص کا اندازہ ہے جلوس میں ۸۰ ہزار سے زیادہ مسلمان شامل تھے اور یہ جلوس کانپور کی تاریخ میں سب سے بڑا خیال کیا جاتا ہے

—— قسطنطنیہ ۱۱ راگست۔ کردوں کے خلاف فوجی امداد دینے کے متعلق ایران نے ترکی تجاویز پر عمل کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ جس پر انگورہ کے سرکاری حلقہ میں بہت اضطراب پیدا ہو گیا۔ آج حکومت ترکی نے پھر ایرانی حکومت سے کہا ہے کہ تین روز کے اندر اندر بیان کرے کہ وہ ڈیڑھ ہزار باغی کردوں کے خلاف ترکی افواج کی امداد کے لئے تیار ہے یا نہیں۔

—— قاہرہ سے ایک نامہ نگار رقمطراز ہے کہ مصری قوم پرست اخبارات نے شائع کیا ہے کہ شام کے جلاوطن اور محبوس رہنماؤں کو عام معافی دیدی گئی ہے۔ اس بات پر عوام جذبات تشکر کا اظہار کرتے ہیں۔ لیکن ابھی تک اس کی تصدیق نہیں ہوئی

—— مراد آباد ۱۲ راگست۔ مولوی محمد یعقوب معتمد آل انڈیا مسلم لیگ بذریعہ برقی پیغام اطلاع دیتے کہ مسلم لیگ کا اجلاس ۱۶ اور ۱۷ [illegible]

خطبہ جمعہ

۱۲ شوال المکرم ۱۳۴۸ھ

الا تنصروہ فقد نصرہ اللہ اذ اخرجہ الذین کفروا ثانی اثنین اذ ھما فی الغار اذ یقول لصاحبہ لا تحزن ان اللہ معنا فانزل اللہ سکینتہ علیہ وایدہ بجنود لم تروھا وجعل کلمۃ الذین کفروا السفلی وکلمۃ اللہ ھی العلیا واللہ عزیز حکیم۔

خدا کی راہ میں مسلمانوں کو جنگ کرنے کی ترغیب دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ ایک واقعہ کا ذکر کرتا ہے۔ جو نبی کریم صلعم کو پیش آیا۔ فرماتا ہے اے مسلمانو! اگر تم رسول کی مدد کے لئے باہر نہیں نکلتے تو یہ تمہاری اپنی بدقسمتی ہے کہ تم ایک سعادت سے محروم ہو جاؤ گے کیونکہ جہاں تک دین کی نصرت کا سوال ہے اللہ نے ایسے وقت میں نصرت کی جب کہ کفار نے نبی کریم صلعم کو وطن سے نکال دیا۔ اور پھر ایسی بیکسی میں کہ یہ صرف دو آدمی تھے۔ اور تھے بھی ایک غار میں چھپے ہوئے۔ پھر غار میں کیا ہؤا؟ دشمن سر پر آ پہنچا۔ تو آپ کے رفیق ابوبکر صدیق رضؓ کو یہ خطرہ لاحق ہؤا کہ اب ہم پکڑے گئے۔ دشمن غار کے منہ پر ہے۔ مگر بیکسی اور پریشانی کی اس انتہائی حالت میں بھی آپ فرماتے ہیں

لا تحزن ان اللہ معنا

غم مت کرو خدا ہمارے ساتھ ہے۔ یہ ایک چھوٹا سا فقرہ ہے جو نبی کریم صلعم کی زبان مبارک سے نکلا۔ یا اللہ تعالیٰ نے آپ کو الہام کیا۔ اور اس قابل ہے کہ ہر مسلمان کے دل پر اس کا نقش قائم ہو جانا چاہئے قرآن کے اندر کئی چھوٹے چھوٹے ایسے فقرے ہیں جو انسان کی زندگی کے لئے ایک خاص اہمیت رکھتے ہیں۔ بشرطیکہ اس کے دل میں احساس ہو ایک موقعہ پر غار یا حضرت معاذ اس وقت سفیر ہو کر گئے جب قیصر کے ساتھ جنگ شروع ہوئی۔ مسلمان اس وقت نہایت سادہ زندگی بسر کرتے تھے۔ مسلمان سفیر کا لباس بالکل معمولی تھا۔ جب وہ قیصر کے دربار میں پہنچے تو دیکھا کہ زمین فرش بچھا ہؤا ہے۔ آپ نے پاؤں سے فرش کو ہٹا دیا اور خالی زمین پر بیٹھ گئے۔ قیصر کے آدمیوں نے کہا کہ ہم نے تو تمہاری عزت کی۔ مگر تم زمین پر بیٹھتے ہو۔ کہا کہ جو غربا کا حق چھین کر بنائی جائے اُس پر میں نہیں بیٹھ سکتا۔ قیصر نے پوچھا کہ کیا تم میں کوئی بڑا آدمی بھی ہے۔ کہا کہ میرے لئے یہی سعادت ہے کہ میں ان سب میں چھوٹا ہوں۔ پھر قیصر نے پوچھا کہ کیا تم نے ہمارے لشکر دیکھے ہیں۔ ہماری فوجیں دیکھی ہیں؟ جواب دیا کہ ہاں۔ مگر ہمارا خدا فرماتا ہے

کم من فئۃ قلیلۃ غلبت فئۃ کثیرۃ باذن اللہ

خدا کے حکم سے بسا اوقات چھوٹی جماعت بڑی جماعت پر خدا کے حکم سے غالب آ جاتی ہے قرآن کا یہ فقرہ ایسا ہے کہ اس کا نقش بھی ہر مسلمان کے دل پر قائم رہنا چاہئے اور اسے کبھی تعداد کی کثرت اور ساز و سامان کی فراوانی سے ہراساں نہیں ہونا چاہئے۔ قرآن شریف میں بہت سی ایسی چھوٹی چھوٹی آیات ہیں جو انسان کے دل میں قوت ایمانی کو پہاڑ کی طرح مضبوط کر دیتی ہیں۔ کاش مسلمان انہیں اپنے دلوں کی لوح پر لکھ لیا کریں۔ افسوس ہے کہ وہ قرآن کے ان اوراق کو جو جزدان میں بند پڑے رہتے ہیں اپنے دل میں جگہ نہیں دیتے۔ یہ نہ سمجھو کہ چونکہ مسلمان قرآن سے غافل ہیں اس لئے قرآن ناکام ہوگا۔ نہیں اس کی تعلیم پر

غیر مسلم عامل ہیں

وہ عمل کی بدولت دنیا میں مظفر و منصور ہوتے ہیں۔ کل ہی میں نے گاندھی کے ایک مضمون کا فقرہ پڑھا۔ یہ فقرہ اس نے کہاں سے لیا؟ قرآن سے گاندھی تھوڑے سے آدمیوں کے ساتھ ایک زبردست طاقت کے مقابلہ میں نکلا ہے وہ اپنے ساتھیوں کو ان الفاظ میں کہتا ہے کہ ہم اس جنگ میں نہیں ہار سکتے کیونکہ

خدا ہمارے ساتھ ہے

یہ فقرہ قرآن کریم کا ہے کیا مسلمانوں کے لئے یہ شرم کی بات نہیں ہے کہ وہ اس فقرہ کی اہمیت اور حقیقت سے آگاہ ہونا نہیں چاہتے؟ گو یہ فقرہ گاندھی کی زبان سے نہیں بلکہ دل سے نکلا ہے۔ لیکن جن حالات میں یہ فقرہ نبی کریم صلعم کی زبان سے نکلا ان سے موجودہ حالات کو کوئی نسبت نہیں۔ وہاں تو فی الواقعہ دنیا میں کوئی یار و غمگسار نہ تھا۔ سوائے ایک رفیق کے اور قاتل سر پر تھے۔ یہاں تو پھر دلی ہمدردی ہے [illegible] ہم سارا ملک گاندھی کی پشت پر ہے

اور خدا کی معیت کا ثبوت بھی بیکسی سے ملتا ہے۔ کاش جو باتیں غیروں نے قرآن سے لی ہیں وہ مسلمانوں کے پیش نظر ہوتیں۔ مسلمانوں کو اپنے علم و عمل سے دنیا کو دکھا دینا چاہئے تھا کہ اسلام میں کس قدر طاقت ہے پرسوں ایک مسلمان بیرسٹر صاحب سے ملنے کا اتفاق ہؤا۔ جنہوں نے گاندھی کی مہم کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ کیا اس قدر زبردست ایمان کسی مسلمان میں بھی ہے؟ مسلمانوں کی موجودہ حالت کو دیکھ کر لوگوں کے دلوں میں ایسے سوال پیدا ہوتے ہیں۔ میں نے جواب دیا کہ کسی وقت مسلمانوں کا اس سے بڑھ کر ایمان تھا جو محمد رسول اللہ نے پیدا کیا۔ خود آپ کے اس ایمان کو کون جانتا ہے جس نے صحابہ کے دلوں میں اس قدر زبردست طاقت پیدا کر دی تھی کہ دنیا کی کسی طاقت کی ان کے سامنے کچھ حقیقت نہ تھی۔ ایک دفعہ ایرانیوں نے مسلمانوں کے سفیر کو ذلیل کرنے کے لئے

مٹی کی ٹوکری

اس کے سر پر رکھوا دی۔ وہ اُسے لے کر چلے آئے اور کہا کہ تم نے خود اپنی زمین ہمارے حوالے کر دی ہے۔ یہاں تو مقابلہ عدم تشدد سے ہے۔ مگر مسلمانوں کو تلوار سے مقابلہ کرنا پڑا اور جہاں دو طاقتوں میں مساوات نہ ہو۔ عدم تشدد کی نسبت تشدد کا مقابلہ زیادہ سخت ہوتا ہے۔ کیونکہ اس وقت دشمن چھوٹی طاقت کو نیست و نابود کرنے پر پورا زور لگا سکتا ہے۔ غور کیجئے کہ ایران اور روم کی سلطنتوں کے ساتھ مسلمانوں کا مقابلہ ایک ہی وقت میں شروع ہوتا ہے۔ دونوں سلطنتیں فوجوں کی کثرت، ساز و سامان کی فراوانی اور قواعد اور نظام کے اعتبار سے نہایت طاقتور تھیں۔ مسلمان ان کے مقابلہ میں جمعیت اور اسلحہ کے لحاظ سے کچھ بھی نہ تھے۔ لیکن ان کے دل اس قدر مضبوط تھے کہ ان کے سامنے فوجوں اور سامان جنگ کی کثرت کچھ بھی نہ تھی۔ جب سعد بن ابی وقاص نے مدائن کا مغربی حصہ لے لیا اور دریائے دجلہ مشرقی حصہ مدائن میں جو اصلی دارالخلافہ تھا حائل تھا اور کشتیاں سب ایرانی لے گئے تھے تو حضرت سعد نے چند سو سواروں کے ساتھ بلا تامل دریا کے مواج میں اپنے گھوڑے ڈال دیئے اور ایرانی جو کنارے کی دوسری طرف خیمہ زن تھے اس نظارے کو دیکھ کر سراسیمگی کی حالت میں بھاگ نکلے اور باآواز بلند یہ کہنا شروع کیا کہ "دیواں آمدند" "دیواں آمدند"۔ رستم نے ایک دفعہ مسلمانوں سے مخاطب ہو کر یہ کہا کہ ہماری سرحد کے زمیندار نہیں سیدھا کر دیا کرتے تھے۔ مسلمانوں نے جواب دیا کہ ہاں ہم وہی ہیں مگر ایک شخص نے

ہماری کایا پلٹ دی

اور اب ہم اس کی تعلیم کی بدولت تمہاری طاقت کو فنا کر سکتے ہیں۔ غرضیکہ عدم تشدد سے ایک زبردست طاقت کا مقابلہ کرنا آسان ہے جو پہلے ہی کمزور ہے اُسے کون مارے گا۔ لیکن تشدد سے ایسی طاقت کا مقابلہ کرنا بہت مشکل ہے۔ جب ایران اور روما نے ایک ہی وقت تلوار اٹھالی کہ مسلمانوں کو نیست و نابود کر دیں تو مسلمانوں نے عدم تشدد اختیار نہیں کیا بلکہ تلوار سے ان کا مقابلہ کیا اور تلوار سے ہی انہیں نیچا دکھایا۔ اس کے لئے بہت بڑھ کر زبردست ایمانی طاقت کی ضرورت تھی۔ یہاں تو مقابلہ بھی ہے مگر مقابل کی طاقت کے سامنے لیٹے ہوئے بھی ہیں۔ گورنمنٹ کو تشدد کرنے کی فی الحقیقت ضرورت تک نہیں۔ گاندھی نمک بناتے جائیں گے حکومت کے کارندے ضبط کرتے جائیں گے بلکہ حکومت گاندھی کے نمک کو شیشیوں میں بند کر کے اچھے داموں پر فروخت کر سکتی ہے

تشدد اور عدم تشدد

کا مسئلہ حالات پر بھی منحصر ہے حضرت موسیٰ نے کیا کیا؟ وہ بھی پہلے عدم تشدد کی تعلیم دیتے رہے۔ پھر ایک وقت ایسا آیا کہ انہیں دشمن کے مقابلہ میں تلوار کو نیام سے نکالنا پڑا۔ حضرت مسیح کی تعلیم بھی عدم تشدد کے اصول پر مبنی تھی۔ اگر تم ایک گال پر طمانچہ کھاؤ تو دوسری گال بھی آگے رکھ دو۔ اگر حضرت مسیح زندہ رہتے تو خبر نہیں آگے چل کر وہ کیا کرتے اپنی زندگی کے آخری ایام میں حضرت مسیح نے اپنے حواریوں کو حکم دیا کہ جس کے پاس روپیہ [illegible] کے شارحین کو حضرت

مسیح کے اس حکم کی تفسیر میں بڑی دقت پیش آئی۔ اور اس کا مطلب یہ مفہوم بتاتے ہیں کہ اس سے حفاظت خود اختیاری مقصود تھی۔ مثلاً وہ کہتے ہیں پولوس نے جب حاکم کے سامنے اپنی بریت کی تقریر کی تو یہ اسی حکم پر عمل تھا۔ یہ الفاظ سے صرف ہنسی ہے میں نہیں کہہ سکتا کہ گاندھی کا کیا ایمان ہے۔ لیکن اگر قوم میں طاقت پیدا ہو جائے تو وہ طاقت استعمال کرے گی اور اب بھی خفیہ طور پر کر رہی ہے۔ دیکھو غیر مسلم

قرآن کی تعلیم

پر عمل کر رہے ہیں۔ لا تحزن ان اللہ معنا غم مت کرو خدا ہمارے ساتھ ہے۔ آج ہمیں بھی اس فقرہ کو دل پر لکھنے کی ضرورت ہے کیونکہ اسلام کے مخالف سامان بے حد جمع ہو گئے ہیں۔ اور یہی آواز ہے جو ہمارے دل کو مضبوط کر سکتی ہے۔ ہمیں ایک خاص شخص کے ذریعے سے دین کی نصرت کے لئے کھڑا کیا گیا ہے۔ خدا نے اس صدی کے مجدد کو اپنا حکم بنایا۔ جس نے یہ خدمت ہمارے سپرد کی کہ جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو پھیلاؤ۔ لوگ دنیاوی حکومتوں کو تہ و بالا یا ان میں انقلاب برپا کرنے کے لئے اپنی زندگیاں وقف کرتے ہیں۔ لیکن تم سے یہ مطالبہ ہے کہ اسلام اور محمد رسول اللہ صلعم کی

روحانی حکومت

کو قائم کرنے کے لئے اپنے مالوں اور جانوں کو خدا کی راہ میں لگا دو۔ اصل میں جو چیز انبیاء لاتے ہیں جسے غالب کرنا ان کی زندگیوں کا مقصد ہوتا ہے وہ حق ہی ہے اور انبیاء کو جو بعض وقت جنگ بھی کرنے پڑتے ہیں یہ محض ایک عارضی حالت ہوتی ہے۔ جب دشمن حق کو نیست و نابود کرنے کے لئے تلوار نکالتا ہے مگر ان کا دائمی کام تو یہی حق کو غالب کرنا ہے اور اس کے لئے آج تمہاری قوم کو کھڑا کیا گیا ہے۔ جس وقت آنحضرت صلعم کے ساتھ کوئی جمعیت نہ تھی اس وقت بھی یہی حق کے غلبہ کی آواز ہی آپ کو آئی تھی۔ قل جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا حق آگیا اور باطل بھاگ گیا اور یہ اس وقت کی بات ہے جب مسلمان حبشہ کو ہجرت کر گئے تھے۔ اور آنحضرت صلعم تقریباً اکیلے دشمنوں کے اندر رہ گئے تھے۔ باطل کے اس غلبہ کے وقت بھی آپ کو یہی آواز آتی ہے کہ باطل کے اس غلبہ سے خائف مت ہو۔ یہ کبھی اپنے پاؤں پر کھڑا نہیں رہ سکتا۔ کیوں؟ اس لئے کہ حق آگیا۔ آج بھی اسی حق کا علم بلند کرنے کی ضرورت ہے۔ وہی اغراض و مقاصد آج بھی تمہارے سامنے ہیں۔ اگر نبی کریم صلعم ایک جرنیل کی حیثیت رکھتے تھے تو تم ان کی فوج ہو لیکن یاد رکھو کہ فتح کا انحصار

فوج کی وفاداری

پر ہے۔ اگر فوج کا کوئی سپاہی وفادار نہیں تو وہ گولی سے مارے جانے کے قابل ہے جو سپاہی اپنے افسر کا حکم نہیں مانیں گے ان کا کورٹ مارشل ہوتا ہے۔ مسلمانوں پر یہ مصیبتیں اس لئے نازل ہوئی ہیں کہ انہوں نے اپنے جرنیل محمد مصطفیٰ صلعم کے ساتھ وفاداری نہیں کی پس تم اپنے اندر وفاداری کا جذبہ پیدا کرو۔ میں آپ سے یہی اپیل کرتا ہوں کہ اپنے آقا سے عملی وفاداری کا ثبوت دو۔

اخبار احمدیہ

—— ۲۲ اور ۲۳ مارچ ۱۹۳۰ء کو جہلم میں احمدیہ جماعت کا سالانہ جلسہ منعقد ہوگا۔ ۲۲ مارچ ۱۹۳۰ء کو حضرت امیر جماعت جلسہ میں شریک ہونے کے لئے جہلم تشریف لے گئے۔

—— حکیم محمد خان صاحب صدر بازار چھاؤنی لاہور اطلاع دیتے ہیں کہ ۱۴ مارچ ۱۹۳۰ء کو ہمارے مخلص بھائی قاضی نثار محمد صاحب کے خالہ زاد بھائی قاضی نذیر احمد صاحب موٹر لاری سے گر کر جاں بحق ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم کی عمر ۲۲ سال کے قریب تھی۔ خداوند کریم مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ احباب سے درخواست ہے کہ مرحوم کے لئے نماز جنازہ پڑھیں۔

—— میاں مہر بہن بشری اہلیہ چودھری روشن الدین صاحب لکھتی ہیں کہ ان کے بھائی عبدالعزیز صاحب اس سال ایف ایس سی کے امتحان میں شریک ہوں گے۔ بزرگوں سے ان کی درخواست ہے کہ عبدالعزیز صاحب کی کامیابی کے لئے دعا کریں۔

—— شیخ عبدالرحمٰن صاحب ریٹائرڈ ای اے سی۔ جو شیخ رحمت اللہ صاحب مرحوم کے چھوٹے بھائی ہیں کچھ عرصہ سے بیمار ہیں احباب ان کے لئے دعا فرمائیں۔

—— مسلم ہائی سکول لاہور کے جو احمدی طلبا امتحان میٹرک میں شریک ہوئے ہیں ان کی درخواست ہے کہ سکول کے ان تمام طلباء کے لئے جو امتحان دے رہے ہیں کامیابی کی دعا مانگی جائے۔

ادارت

نئے ایڈیٹر صاحبان کی ادارت میں ابھی صرف دو تین پرچے ہی شائع ہوئے تھے کہ اخبار کو عارضی طور پر ان کی خدمات سے محروم ہونا پڑا۔ مولانا عبدالحق صاحب دو بارہ بھی شدید علیل ہو گئے۔ اور مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع کو ایک ضروری کام سے چند روز کے لئے علی پور جانا پڑا۔ چنانچہ پیش نظر اور گذشتہ پرچہ ان احباب کی غیر حاضری میں مرتب اور شائع ہوا ہے۔ آئندہ پرچہ تک بھی غالباً یہ حالت بدستور رہے۔ ناغہ کرنا مناسب نہ سمجھا۔ اس لئے خاکسار راقم الحروف سے جو کچھ ہو سکا ناظرین کے سامنے پیش کردیا۔ ان دو تین اشاعتوں میں ممکن ہے بعض خامیاں نظر آئیں۔ احباب ان کو میری مصروفیت اور ناتجربہ کاری پر محمول فرماکر نظر انداز فرمائیں۔

مولانا عبدالحق صاحب کی حالت پہلے سے بہتر ہے۔ کل سے بخار بھی نہیں ہوا۔ البتہ کمزوری بے حد ہے۔ جملہ احباب ان کے لئے صحت کامل کی دعا فرمائیں۔ مرزا مظفر بیگ صاحب بھی چند روز میں واپس آجائیں گے۔ انشاءاللہ آئندہ ہفتہ سے اخبار فاضل ایڈیٹروں کی ادارت میں شائع ہوگا

جرمن مسلم مشن کی کارگذاری

برلن مسجد میں قالینوں کا فرش نہ ہونے کے باعث موسم سرما کے لکچروں کا انتظام ملحقہ مکان میں باقاعدہ جاری رہا۔ سامعین کی تعداد ۶۰۔۷۰ سے تجاوز ہوتی رہی۔ کیونکہ اس سے زیادہ نشستوں کا انتظام مکان میں نہ ہو سکتا تھا۔

سب سے پہلا لکچر جناب ڈاکٹر حمید مارقوس صاحب کا "اسلام اور نوجوان" کے عنوان پر تھا۔ آپ نے مسلمان نوجوانوں کو دیگر مذاہب کے نوجوانوں کی تحریکات کی طرف توجہ دلائی۔ اور انہیں اپنے اوقات اور اموال کا کچھ حصہ خدمت اور اشاعت اسلام کے لئے وقف کرنے کی تحریک کی۔

دوسرا لکچر مکرم جناب پروفیسر مرزا حسن صاحب کا جو برلن یونیورسٹی میں فارسی زبان کے لکچرار ہیں "اشاعتِ اسلام" کے عنوان پر تھا۔ جو نہایت جامع اور سبق خیز واقفات سے لبریز تھا۔ آپ نے زمانہ حاضرہ کے مختلف اسلامی تحریکات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اس زمانہ میں حقیقی معنوں میں خدمت و اشاعتِ اسلام کا عظیم الشان کام اگر کوئی جماعت مسلمین کا کام کر رہی ہے تو وہ جماعت احمدیہ لاہور ہی ہے۔ لکچر کے دوران میں آپ نے جماعت لاہور و قادیان کے فرق کو نہایت وضاحت سے بیان کیا۔

تیسرا لکچر مکرم جناب ڈاکٹر ممتاز علی خان صاحب بھٹی کا "اسلام اور انسانی غذائیں" کے عنوان پر تھا۔ فاضل مقرر نے عقلی، نقلی، مذہبی اور اخلاقی طور پر اس بات کو ثابت کیا۔ کہ اسلام نے جن غذاؤں کو حرام قرار دیا ہے۔ فی الحقیقت ان کے استعمال سے نہ صرف انسانوں کے اخلاق و روحانیات پر ہی بُرا اثر پڑتا ہے بلکہ وہ ان کی جسمانی صحت کے لئے بھی سخت مضر ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اگر یورپ کی سالانہ تعداد اموات کی وجوہات دریافت کی جائیں تو ان کا کثیر حصہ شراب خوری کی وجہ سے ثابت ہوگا۔ اس طرح یورپ کی ازدواجی زندگی کی بدتری محض کثرت استعمال خنزیر اور شراب کی وجہ سے ہے۔

چوتھا لکچر جناب ڈاکٹر ابوالحسن منصور صاحب کا جو برلن یونیورسٹی کے پی، ایچ، ڈی ہیں "اسلام میں ایمان کے مفہوم" پر تھا۔ آپ نے فرمایا کہ ایمانیات اسلام میں دیگر مذاہب کے مانند کوئی ایسی باتیں نہیں ہیں۔ جو ہمیں مجبوراً منوائی جاتی ہوں۔ اسلام کا ہر ایک اصولی مسئلہ دلائل اور عقل کے ذریعے پرکھا جا سکتا ہے۔ اسلام کفارہ کا سخت دشمن ہے اور اس کی تعلیم عملی تعلیم ہے۔

جملہ معزز مقررین چالیس پچاس منٹ میں مقررہ موضوع پر اپنے خیالات کا اظہار فرماتے تھے۔ جس کے بعد حاضرین کو سوال و جواب کا موقع دیا جاتا تھا۔ اور اس کے بعد عام بحث ہوتی تھی۔ جو کم و بیش دو تین گھنٹہ جاری رہتی تھی۔ لکچروں میں داخلہ بذریعہ ٹکٹ ہوتا تھا۔ تاہم سامعین کثرت سے آجاتے تھے۔ آئندہ یہ لکچر جرمن مسلم سوسائٹی کے زیر اہتمام ہوا کریں گے۔

(محمد منظور الٰہی آنریری جائنٹ سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور)

سوامی شنکر اچاریہ کی تعلیمات کا سنگِ بنیاد

(از مولانا عصمت اللہ صاحب)

ہندو قوم میں قدیم الایام سے ہی تاریخ نویسی کا رواج نہیں ہوا۔ اس قوم کے قابل اہل قلم اگر کچھ لکھتے بھی تھے۔ تو افسانے کے رنگ میں لکھتے تھے۔ تحریر کو جہاں تک ہو سکتا تھا۔ دلچسپ اور دلاویز بنانے کی کوشش کرتے تھے۔ اس جدوجہد کا لازمی نتیجہ یہ ہونا چاہئے تھا۔ اور ہوا بھی۔ کہ کتابیں توحد سے زیادہ دلچسپ بن گئیں۔ مگر واقعہ کی اصلیت اور حقیقت کافور ہو گئی۔ دلچسپی کے اشغال نے اس بات کا بھی خیال نہ رہنے دیا۔ کہ جس کے سوانح عمری ضبطِ تحریر میں آرہے ہیں اُس کے سن ولادت و وفات تک کا تذکرہ کر دیا جائے۔

قدیمی ہندو کتابوں کے حوالے سے کون بتلا سکتا ہے۔ کہ سری رامچندر جی کب پیدا ہوئے اور کب انتقال فرمایا۔ کرشن جی مہاراج کا سن ولادت و وفات کیا تھا۔ مہابھارت کی مشہور لڑائی کس سن میں ہوئی۔ اس میں شک نہیں۔ کہ ان بزرگوں کے حالات پر انگریزی مؤرخوں نے بہت کچھ لکھا ہے اور انہوں نے اپنی تحقیقات سے ان کی ولادت و وفات کے سنوں کو مقرر کر دیا ہے۔ اور آج ہندو قوم انہی سے اپنے خزانہ معلومات کو بھر کر اپنے اسلاف کے جواہر حالات کو سلک تحریر میں پرو کر دنیا کے سامنے لا رہی ہے۔ مگر یہ تمام تحریریں انگریزی مؤرخوں کی مرہونِ منت ہیں۔ اور یہ جواہرات اپنے معدن کے نہیں۔ بلکہ دوسروں کی کانیں کھود کر نکالے گئے ہیں۔

سوامی شنکر اچاریہ جو کہ ہندو قوم میں اپنے زمانے کے بہت بڑے مصلح ہو گذرے ہیں۔ یہی حال ان کے واقعات عمری کا بھی ہے۔ ان کے صحیح حالات بھی افسانہ نگاری کی قابلیت میں گم ہیں۔ آج جو کچھ ان کے متعلق لکھا گیا۔ وہ وہی ہے۔ جن کا ماخذ انگریزی کتابیں ہیں۔ اور بس۔ مگر تاہم اس انبار میں سے چند خوشبودار پھول چنے جا سکتے ہیں۔ میں انہیں جگہ جگہ سے چن کر ایک گلدستہ تیار کر کے قارئین کرام کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

تمام مؤرخ ہندو ہوں یا عیسائی۔ اس امر پر متفق ہیں کہ سوامی شنکر اچاریہ جی علاقہ مالابار کے رہنے والے تھے۔ اور یہی علاقہ ان کا مولد و موطن تھا۔ اور کہ انہوں نے بدھ مذہب کے برخلاف ایک کامیاب ترین جہاد کیا۔ اور اس کے ایوان عالیشان کی اینٹ سے اینٹ بجا دی۔

اس مسلمہ اور متفقہ بیان سے یہ نتیجہ باسانی نکالا جا سکتا ہے کہ مالابار میں سوامی شنکر اچاریہ کی ولادت اس زمانہ میں ہوئی تھی۔ جب کہ بدھ دہرم کا آفتاب ترقی نصف النہار پر پہنچ جانے کے بعد ڈھلنا شروع ہو گیا تھا۔ بدھ دہرم کے زوال اور شنکر اچاریہ کے عروج کا زمانہ ایک ہے۔ اب ہمیں یہ دیکھنا ہے۔ کہ بدھ دہرم کو کس زمانے میں زوال آنے لگا تھا۔ اور اس زمانے میں مالابار میں بدھ مذہب اور ہندو دہرم کی کیا کیفیت تھی۔ بدھ اور ہندو دہرم کے علاوہ کوئی اور مذہب بھی مالابار میں اس وقت موجود تھا یا نہیں۔ اور اگر تھا۔ تو اس کی کیا حالت تھی۔ ترقی پر تھا یا تنزل پر۔ اس کے کیا عقاید تھے۔ اور اس کا مالابار والوں پر کیا اثر پڑ رہا تھا۔ یہ وہ سوالات ہیں جن کے صحیح جوابات پر مذکورہ الصدر عنوان کی تصریح موقوف ہے۔ یعنی ان سوالات کے صحیح جوابات سے معلوم ہو سکتا ہے کہ سوامی شنکر اچاریہ جی کی تعلیمات کا سنگ بنیاد کیا تھا۔ اور جس تعلیم کی اشاعت کا خیال ان کا نصب العین تھا۔ اس کا ماخذ کیا تھا۔ لیجئے میں تاریخی روشنی میں مذکورہ بالا سوالوں کا جواب عرض کرتا ہوں

عربوں کی مالابار میں آمد تو ۶۰۰ء سے کچھ پہلے ہی شروع ہو گئی تھی۔ اور پھر اس کے بعد تو ان کا سلسلہ آمد و رفت لگاتار شروع ہو گیا تھا۔ مشہور مؤرخ ڈاکٹر لیبان فرانسیسی اپنی کتاب تمدن عرب میں تحریر کرتا ہے:۔

"عربوں نے تجارتی تعلقات کو بہت بڑی وسعت اور ترقی دی۔

وہ بہت جلد ساحل کارومنڈل، مالابار، سماٹرا، جزائر بحر ہند کو طے کرتے ہوئے جنوبی چین تک پہنچ گئے"

عیسائی اور یہودی بھی اس زمانے میں بلکہ اس زمانے سے پیشتر مالابار کے ساتھ تجارتی تعلقات رکھتے تھے۔ حضرت عیسیٰ کے حواری سینٹ طوماس نے جنوبی ہند میں آکر میلاپور کے راجہ ساگاموسی نامی کو بپتسمہ دے دیا تھا۔ راجہ کے عیسائی ہو جانے سے رعایا پر کچھ نہ کچھ اثر تو ضرور پڑا ہو گا مشہور مؤرخ فرشتہ لکھتا ہے [illegible]

برسم تجارت از راہ دریا بدوں دیار آمد و شد مے کردند و در آخر الامر میان ملیباریاں و ایشاں بواسطہ منافع دنیوی الفتے بہم رسیدہ بعضے از بازرگانان یہود و نصاریٰ در شہر ہائے ملیبار ساکن شدہ۔ منازل و بساطین ساختند۔

یہ یقینی بات ہے اور سینٹ طوما کے تبلیغی کام اس پر روشن دلیل ہیں۔ کہ عیسائیوں نے مالابار میں آکر جہاں اہلِ مالابار سے اپنے تجارتی تعلقات قائم کئے۔ اور یہاں اپنی نوآبادیاں قائم کیں۔ وہاں اپنے مذہب کی تبلیغ کو بھی ضروری سمجھا۔ اور جہاں تک ہو سکا اس فرض کو انجام دیا۔ یہودیوں نے بھی اپنے فرائض تبلیغ کو پورا کیا۔ نتیجہ یہ کہ مالابار میں نئے یہودیوں اور عیسائیوں کی بھی ایک جماعت قائم ہو گئی۔ اور بدھ دہرم کا آفتاب اقبال گہنانے لگ گیا۔ اور جیسا کہ ہم پہلے ثابت کر چکے ہیں مالابار میں عربوں کا سلسلہ آمد و رفت جاری تھا۔ اس لئے آنحضرت صلعم کی زندگی ہی میں آپ کی بعثت کا حال مالاباریوں کو معلوم ہو چکا تھا۔ انہی ایام میں کچھ مسلمان تاجر بطریق تجارت سراندیپ میں آئے۔ اور آتے ہوئے پیغام اسلام بھی اپنے ساتھ لائے۔ پہلے پہل تو اس پیغام کو عربوں کی اُن نوآبادیوں نے لبیک کہا جو کہ اس علاقہ میں ایک عرصہ سے بود و باش رکھتے تھے۔ اور پھر ان لوگوں کی تبلیغ سے شدہ شدہ علاقہ بھر میں اسلام پھیلنا شروع ہو گیا۔ حتیٰ کہ سراندیپ کے راجہ نے بھی علم اسلام کے آگے سر جھکا دیا۔ فرشتہ لکھتا ہے:۔

ہرآئینہ حاکم سراندیپ پیشتر از رایانِ دیگر مواضع ہندوستان بر حقیقت اسلام مطلع شدہ۔ در عہد صحابہ کرام متقلد قلادہ شریعت مصطفوی گردیدہ بود۔

سراندیپ کے بعد فوراً ہی مالابار میں اسلام کی اشاعت شروع ہو گئی۔ تاجر۔ مناد۔ درویش۔ سیاح برابر اس کام میں لگے رہے۔ اور مالابار میں ایک اچھی خاصی تعداد نومسلموں کی پیدا ہو گئی۔ اس سے بدھ مذہب کو اور بھی زوال آنے لگا۔ برہمنی مذہب تو پہلے ہی مر چکا تھا۔ اگر کچھ لوگ تھے بھی۔ تو وہ بھی بدھ دہرم ہی کی رسومات کے پابند تھے۔ اور رات دن بت پرستی میں محو تھے۔ اور ایک طرح پر اسی دہرم کے پابند تھے۔ اصلی باشندے تو ایک مدت سے بدھ دہرم کے پیرو ہو چکے تھے۔ غرض یہ کہ راجا سے پرجا تک سب بدھ دہرم کے جھنڈے کے نیچے آئے ہوئے تھے۔ کہ پہلی صدی عیسوی میں عیسائیوں کی آمد و رفت شروع ہوئی۔ اور عیسوی مذہب کا پرچار ہونے لگا۔ یہودی بھی اس صدی کے قریب قریب آئے۔ اور اپنے خیالات کی اشاعت میں منہمک ہو گئے۔ پھر عربوں کی آمد و رفت ہوئی۔ اور چھٹی صدی عیسوی میں اسلام کی اشاعت سے مالابار کے در و دیوار گونج اٹھے۔ اور آہستہ آہستہ اس علاقہ میں مسلمانوں کی کئی ایک نوآبادیاں قائم ہو گئیں مسجدیں بن گئیں۔ مدرسے تعمیر ہو گئے۔ ہر قصبہ قریہ میں دن بدن نومسلموں کی تعداد میں اضافہ ہونے لگا۔ یہی وہ زمانہ تھا کہ بدھ دہرم گرتے گرتے مٹنے کے قریب آپہنچا۔ مالابار میں بدھ دہرم کے زوال کا اصلی باعث یہودیت اور عیسائیت و اسلام کا فروغ تھا۔ یہودیت اور عیسائیت نے بدھ دہرم کے قلعے کو اپنے پُر زور حملوں سے کمزور کر دیا۔ اور اسلام نے اُسے گرنے کے قریب تک پہنچا دیا۔ اسی زمانہ میں سوامی شنکر آچاریہ کا ظہور ہوا۔

انسان میں اپنے ماحول سے متاثر ہونے کا قوی مادہ موجود ہے۔ اور اس کے خیالات و اعتقادات کی بنیاد زیادہ تر اپنے ماحول کے اثرات کا ہی نتیجہ ہوتی ہے۔ سوامی جی کا ماحول تو یہودیت، عیسائیت، اسلام اور بدھ دہرم ہی تھا۔ اور انہی کی تعلیمات ان کے خیالات کا سنگِ بنیاد تھی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ نہایت ذہین اور طباع انسان تھے۔ یہودیت، عیسائیت اور اسلام کی تعلیمات کے بالمقابل بدھ دہرم کی تعلیم انہیں نہایت ناقص نظر آئی۔ اور وہ کھلم کھلا اُس کے مخالف ہو گئے اور اپنی ساری عمر اس کی مخالفت میں بسر کر دی۔ یہودیت کی تعلیم بھی اپنی اصلی حالت پر قائم نہیں رہی تھی۔ بہرحال ان کی تعلیم میں بھی توحید کی جھلک ضرور موجود تھی۔ اس زمانے کی عیسائیت بھی موجودہ ترمیم کردہ عیسائیت سے بہت مختلف تھی۔ اس میں بھی توحید کا نور موجود تھا ابھی تک اقنوم ثلاثہ کا عقیدہ رائج نہیں ہوا تھا۔ اور اسلام کا طرۂ امتیاز ہی توحید ہے۔

(باقی آئندہ)

اصول پرستی

(۴)

ایک مسلمان کے قلم سے

جماعت احمدیہ

میں ہمیشہ اس بات کو تعجب کی نگاہ سے دیکھتا رہا ہوں کہ کس طرح ایک چھوٹی سی جماعت جیسا کہ احمدیہ جماعت ہے کوئی عظیم الشان کام سرانجام دے سکتی ہے۔ لیکن جماعت احمدیہ نے باوجود اپنی قلت اپنی غربت اور باوجود مخالفت کے اسلام کی ایک بڑی خدمت اس زمانہ میں کی ہے مذہب اسلام کے متعلق جس قدر بے بنیاد اور غلط خیالات غیروں کے دلوں میں تھے۔ اور جس قدر شبہات خود مسلمانوں کے قلوب میں تھے ان تمام کا مدلل اور معقول پیرایہ میں قلع قمع کر دیا ہے۔ اگر آج دنیا میں کوئی لٹریچر اسلام کے متعلق مقبول ہو رہا ہے۔ تو وہ وہی ہے جو اس جماعت کی طرف سے شائع ہوا۔ طبائع اگر مذہب کے سننے کے لئے تیار ہیں تو وہ انہی اصولوں کے ماتحت میلان ظاہر کر رہی ہیں۔ جن اصولوں پر اس جماعت نے مذہب کو پیش کیا ہے۔ غرضیکہ اس ضلالت اور مادیت کے وقت میں جب کہ دنیا میں ہر ایک قوم کا ہر ایک فرد نعرۂ هل من مزید لگا رہا ہے۔ جب کہ افراد مشترک کا ایک عظیم الشان سیلاب انسانی تمدن کو تباہ و برباد کرنے کے درپے ہے۔ اگر کسی جماعت نے ان باتوں کا سدباب کر کے دکھلایا ہے تو وہ یہی جماعت ہے۔ مگر میرا مقصد کہنے سے یہ ہے کہ کیا وجہ ہے کہ اتنی کمزور جماعت سے ایسا اہم کام ہو سکا۔ وہ صرف یہی وجہ ہے کہ کوئی قوم جب کسی ایک اصول کو اپنے سامنے رکھ کر چلتی ہے تو وہ ضرور کامیاب ہو جاتی ہے۔ جماعت احمدیہ نے شروع ہی سے اپنی بنیاد اور اپنا

اصل الاصول

اشاعت اسلام کو قرار دیا ہے۔ اس وقت تفصیلاً ان باتوں کا ذکر کرنے کا موقع نہیں کہ اشاعت اسلام ہی وہ بات ہے جس سے دنیا کی مادیت و دہریت کا خاتمہ ہو سکتا ہے۔ اگر یہ فرض بھی کر لیا جائے کہ اشاعت اسلام کوئی بڑی ضروری شے نہیں۔ تو بھی یہ ظاہر ہے کہ جب ایک جماعت نے خواہ وہ نہایت قلیل و کمزور ہو اس کا تہیہ کر لیا کہ وہ ایک ہی کام اور چیز کو اپنا نصب العین قرار دے گی اور جب اس جماعت نے اپنی تمام توجہ اور تمام کوشش صرف اسی ایک بات پر صرف کر دی تو محض اس اصول پر چلنے کے نتائج جو دنیا نے بیس تیس برس کے قلیل عرصہ میں دیکھے وہ نہایت عظیم الشان اور دنیا میں ایک انقلاب پیدا کر دینے والے نظر آتے ہیں۔ یا تو آج سے تیس برس قبل وہ وقت تھا کہ دنیا میں یہ خیال غالب تھا کہ کوئی معقولیت پسند انسان مذہب اسلام کو عزت کی نگاہ سے نہیں دیکھ سکتا۔ کیونکہ یہ مذہب جیسا کہ خیال تھا ایک خونخواری اور وحشت کا مذہب ہے اس میں کوئی معقول اور مدلل بات نہیں۔ ایک مسلمان یورپ کی نظروں میں ایک ہاتھ میں تلوار اور دوسرے میں قرآن لے کر کھڑا رہتا ہے۔ اور جو کوئی قرآن کو قبول نہ کرے مسلمان فوراً اس کا گلا کاٹنے کے لئے دوڑتا ہے۔ یہی وہ تصویر ہے جو پادریوں نے محمد رسول اللہ صلعم کی کھینچی۔ اور دنیا میں پیش کی تھی۔ اور یا آج وہ وقت ہے کہ محض اس جماعت کی چھ کوششوں سے دنیا ان تمام باتوں کو وقعت کی نگاہ سے نہیں دیکھتی۔ بلکہ اسلام کے متعلق سنجیدگی سے سننے کو تیار ہے۔ یا وہ وقت تھا کہ دنیائے اسلام ایک خونی مہدی کے انتظار میں بیٹھی تھی کہ وہ آئے اور بلا وجہ خلق خدا کے گلے کاٹے اور خون کی ندیاں بہائے۔ یا آج کسی طرف سے بھی یہ صدا سننے میں نہیں آتی کہ کوئی اس قسم کا مہدی بھی پیدا ہوگا۔ اس طرح پر اگر آج سے تیس برس قبل کوئی پادری یہ بات اعتراض کے رنگ میں پیش کرتا کہ مذہب اسلام کو قبول کرنے والا طبقہ اس وقت کی مادی ترقی یافتہ قوموں میں سے کوئی نہیں۔ تو اس کا جواب ظاہراً ہم سے بن نہ پڑتا۔ لیکن آج وہی پادری اس اعتراض کو کبھی اس رنگ میں پیش نہیں کر سکتا۔ کیونکہ وہ جانتا ہے کہ جن قوموں کو وہ ترقی یافتہ یا معقول و مدلل سمجھتا ہے ان میں بھی ایک طبقہ ایسا پیدا ہو گیا ہے جو اسلام سے دلچسپی رکھتا اور اس کو ماننے کے لئے تیار ہے۔ یہ کوئی معمولی بات نہیں۔ اگر بالفرض یہی طبقہ جو اس وقت نہایت کمزور و قلیل کس قدر حیرت انگیز ہوں گے۔ لیکن یہ تمام باتیں کس وجہ سے ظہور پذیر ہوئیں۔ محض اس لئے کہ ایک چھوٹی سی جماعت نے چند سال کے لئے اپنے سامنے واحد مقصد کو رکھ لیا۔ یہ صرف ایک محکم اصول کو پکڑ کر اس پر کاربند ہونے کے ثمرات ہیں۔

ملکی آزادی

آج کل ہندوستان میں ملکی آزادی کی تحریک نہایت زوروں پر ہے۔ کون شخص ہوگا جو غلامی پسند کرے۔ دل سے ہر انسان طبعاً آزادی کو چاہتا ہے۔ اور یہ تحریک بے شک ہندوستان کی قوموں سے بزدلی اور دوسری "بیتا ذہنیت" کمزوریوں کو مٹانے کے لئے نہایت مفید ہے۔ اور اسی طرح ایک بڑے طبقہ نوع انسان کے اخلاق کو سنوارنے میں مدد دے گی۔ بشرطیکہ یہ اعتدال کے اندر رہے اور ہندوستانی یورپ کی اندھا دھند تقلید اس معاملہ میں نہ کرنے لگ جائیں۔ جیسا کہ وہ اور باتوں میں عین یورپین تہذیب پر چلنا ترقی کے لئے ضروری خیال کئے بیٹھے ہیں۔ بہر حال ملکی آزادی ایک بڑی خدمت ہے۔ جو انسان اپنی قوم کے لئے بجا لا سکتا ہے اسلئے اس وقت طبعاً ہر شخص کا میلان یہی ہے کہ وہ اپنی کوششوں کو اس راہ میں لگا لے۔ اور اس میں بھی شک نہیں کہ آزادی کا جذبہ انسان کو تحریک دیتا اور مشتعل کرتا ہے۔ اس لئے بہت سے افراد جو احمدیہ جماعت سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کے دلوں میں شبہات پیدا ہوتے ہیں کہ کیا ہم بھی اس تحریک میں اپنی طاقت و قوت لگا دیں یا نہیں؟ اس سوال کو حل کرنے کے لئے ہمیں تمام جذبات مشتعلہ سے خالی الذہن ہو کر غور کرنا ہوگا۔

اصول کے طرف رجوع

پہلے نمبر میں میں نے عرض کیا تھا کہ قرآن نے مسلمانوں کو محمد رسول اللہ کی ذات سے کس قدر محبت کرنے کی تلقین کی یہاں تک کہا قل ان کنتم تحبون الله فاتبعونی۔ اگر اللہ سے محبت کا دعویٰ ہو تو محمد کی پیروی کر دکھلاؤ۔ لیکن دوسری جگہ جہاں بعض طبائع محمد رسول اللہ کی وفات کی خبر سن کر قرآن اور اسلام کے اصولوں کے چھوڑنے پر مائل ہوئیں۔ اس وقت اس کی تردید کی گئی۔ افائن مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم اگر محمد رسول اللہ مر جائیں یا مارے جائیں تو کیا اس بات سے تم اصولوں کو چھوڑ دو گے؟ محمد رسول اللہ سے شدید محبت پیدا کرنے کے باوجود قرآن نے حیرت کا اظہار کیا۔ جبکہ لوگوں اصولوں کو اس محبت کے ماتحت کرنے لگے۔ ایک انسان کی محبت اور اطاعت تو اس کی انسانیت کی وجہ سے نہیں سکھلائی۔ وہ تو اس وجہ سے ہے کہ وہ ایک محکم اور بلند اصولوں پر قائم ہے۔ اگر وہ انسان نہ رہے۔ تو اصول تو غلط نہیں ہو جائیں گے۔ یا اصولوں کی پیروی تو ترک نہیں کی جا سکتی۔ غرضیکہ قرآن کے نزدیک اصول کی محبت تمام محبتوں پر غالب ہے۔ اور اصول کی پیروی کا جذبہ اور تمام جذبوں پر فائق ہونا چاہئے۔ پس اس کے ماتحت جماعت احمدیہ بھی اپنے سوال کو حل کر سکتی ہے۔ یہ صحیح ہے کہ ملکی خدمت بہت بڑی نیکی کا کام ہے۔ لیکن کیا جس نصب العین یعنی اشاعت اسلام کو جماعت نے اپنے سامنے رکھا ہوا ہے وہ اس سے بڑھ کر نیکی کا کام نہیں؟ بالفرض اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ ملکی حکومت کا حصول ہندوستان کی مصائب کا علاج ہے تو کیا یہ جماعت احمدیہ تسلیم نہیں کرتی۔ کہ تمام عالم کے مصائب و مشکلات کا حل صرف اور صرف مذہب اسلام کے پھیلانے میں ہے؟ اگر یہ سچ ہے کہ آزادی کی تحریک ہندوستان کی بیماریوں کا علاج ہے تو کیا یہ جھوٹ ہے کہ دنیا کی تمام امراض کا علاج محض اسلام کے اصولوں کی مقبولیت میں ہے؟

سوال کا حل

پس اگر یہ سوال ہو کہ کیا اس وقت جماعت احمدیہ کو ملکی آزادی میں قوت صرف کرنی چاہئے یا نہیں تو اس کا حل اسی بات میں ہوگا کہ پہلے یہ جماعت فیصلہ کرے کہ کیا ایک ملک کو آزاد کرنا بہتر ہے یا جمیع نسل انسانی کو مادیت اور دہریت کی غلامی سے آزاد کرنا اس سے بالاتر۔ میں یہ نہیں کہتا کہ ایک چیز بہتر ہے یا دوسری۔ لیکن میں یہ ضرور کہوں گا کہ اگر دل سے جماعت احمدیہ اس بات پر یقین رکھتی ہے کہ اسلام کے اصولوں میں دنیا کی نجات ہے۔ اگر جماعت کا قلب اس اصول پر اطمینان رکھتا ہے کہ مذہب اسلام ہی دنیا کے مصائب کا علاج ہے [illegible] آ جائیگا ہیں

ہے۔ پس اگر فی الواقع اسلام کے اصول وہ ہیں جو دنیا کو اس کے مصائب سے چھڑا سکتے ہیں اور اگر اس وقت دنیا کو ان کی ضرورت ہے۔ اگر فی الواقعہ جو کام احمدی جماعت نے گذشتہ برسوں میں کیا۔ اس نے اسلام کے بلند کرنے سے دنیا کی جہالت و تعصب کو دور کرنے میں مدد کی ہے۔ تب تو یہ بھی تسلیم کرنا پڑے گا۔ کہ اس نصب العین اور اسی مقصد پر جماعت اپنی کوشش اور توجہ صرف کرے۔ جیسا کہ گذشتہ برسوں میں کرتی رہی ہے۔ لیکن اگر کوئی یہ مانتا ہو کہ موجودہ وقت میں ہندوستان کی آزادی حاصل کر لینا دنیا کی مشکلات کو حل کر دے گا اور اگر کوئی یہ خیال کرتا ہے کہ دنیا میں مادہ پرستی اور دہریت پسندی کا علاج اسی میں مضمر ہے کہ ہندوستان آزاد ہو جائے۔ اگر فی الواقع کسی کا ایمان ہو کہ جب ہندوستان آزاد ہو جائے گا تو وہ اسی مادہ پرستی اور اس خطرناک وطن پرستی میں جس میں یورپ کے تمام آزاد اقوام گرفتار ہیں نہیں جا پڑے گا۔ تب تو یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ ایسے شخص کو ضروری ملکی آزادی میں اپنی توجہ لگانی چاہئے۔ کیونکہ اصولاً وہ اس کو ہی بنی نوع انسان کی خدمت سمجھتا ہے۔ لیکن میرا سوال اس وقت ان لوگوں سے نہیں ہے۔ جو ملکی آزادی کو فی الواقع بہترین خدمت بنی نوع سمجھتے ہیں یہ ایک الگ بحث ہے کہ سب سے اعلیٰ سب سے بلند تر مقصد انسان کی زندگی کا کیا ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص ملکی خدمت کو ہی اپنا نصب العین قرار دیتا ہے تو اصولاً اس پر یہ اعتراض وارد نہیں ہوتا کہ وہ کیوں ملکی آزادی کے لئے جدوجہد کرتا ہے بلکہ اگر وہ ملکی آزادی کے لئے جدوجہد نہ کرے تو اس پر اعتراض وارد ہوگا۔ اعتراض تو ان لوگوں پر وارد ہوگا جو ایک طرف اس اصول کے قائل ہوں کہ اسلام کے اصولوں کو جب دنیا تسلیم کرے گی تب ہی اس کی نجات ہوگی۔ اور وہ یہ مانتے ہوں کہ سب سے بلند نصب العین اسلام ہی پیش کرتا ہے کہ انسان کی خدمت نہ صرف اس کی قوم اور اس کے ملک تک محدود ہو بلکہ اس خدمت کی وسعت اتنی ہو جتنا کہ نسل انسانی کی حد ہے۔ اور موجودہ زمانہ میں اس خدمت کو بجا لانے کا بہترین طریقہ یہی ہے کہ اسلام کے صحیح اصولوں کو فطرت انسانی کے مطابق عقل اور سمجھ کے موافق کر کے شائع اور متعارف کیا جائے۔ لیکن دوسری طرف ایسے لوگ فوری جذبات سے متاثر ہو کر اس بات کے لئے تیار ہو جائیں کہ ملکی آزادی میں اپنی توجہ اور اپنی قوت کو منتشر کر دیں۔ پس یہ کوئی اصول محکم پر چلنا نہ ہوگا۔ کہ ایک قوم نصب العین تو اشاعت اسلام کو قرار دے۔ مگر اپنی قوت و طاقت کبھی ایک چیز پر ضائع کر دے کبھی دوسری پر۔ محض اس لئے کہ موجودہ فضا مختلف جذبات کو تحریک دیتی ہے اگر ایسا ہو تو پھر نتیجہ ظاہر ہے۔ کہ نہ صرف قوم اس نصب العین سے گر جائے گی بلکہ جو کچھ کام پہلے ہو چکا وہ بھی تباہ ہو جائے گا۔ اگر محمد رسول اللہ صلعم کی محبت بھی مسلمانوں کو اشاعت توحید سے روک نہیں سکتی تو یہ نہایت بے اصولا پن ہوگا کہ ایک جماعت اشاعت توحید کو ملکی محبت پر قربان کر دے۔

[illegible] سے درخواست ہے کہ خط و کتابت کے وقت نمبر [illegible]

مراسلات

پادری پال اور قادیانی علماء

اسلام علیکم۔ پادری پال صاحب نے جب سے "نور افشاں" کی ادارت کا کام لیا ہے۔ تب سے اپنے مشنری فرائض ادا کرنے میں بنظیر سرگرمی دکھلائی ہے۔ شروع میں اسلام کے خلاف کچھ مضامین و رسالے نکلتے رہے۔ مگر اس طریق میں کچھ نمایاں کامیابی نظر نہ آئی۔ تو انہوں نے ایک نیا طریق نکالا۔ جو کبھی کسی مشنری پادری کے خیال میں پہلے نہ آیا تھا۔ کہاوت مشہور ہے کہ "سانپ دشمن کی چھاتی میں مارنا چاہیئے"۔ اگر سانپ مرجائے تو بھی مطلب حاصل ہوگیا۔ اور دشمن مرجائے تو بھی مطلب حاصل ہوگیا۔ پال صاحب نے مرزا صاحب مرحوم کے افعال و اقوال کی نکتہ چینی کرنی شروع کی۔ اور اپنی طرف سے کبھی ایک اعتراض نہیں کیا۔ صرف مرزا صاحب کی تحریرات سے یا اُن کے مریدوں کی تائیدات سے کچھ فقرات نقل کردیا کرتے ہیں۔ اگر کبھی کسی احمدی بزرگ نے اس کے جواب میں کچھ تحریر کیا تو پال صاحب نے دو فقرے کی جگہ دس فقرے انہیں بزرگوں کے کلام سے اور نقل کرکے دکھلا دیئے۔ غرض اسی طرح کا عمل پادری صاحب کا کوئی دو سال سے جاری ہے۔ نور افشاں کی اس قسم کی تحریرات میں سب سے بڑے حملے وہ ہیں۔ جو معذرت نامہ مرزا کے زیر عنوان چھپتے رہتے ہیں۔ جب کسی معترض نے مرزا صاحب کی خصلت یا قول یا فعل پر اعتراض کیا اور کوئی عیب یا نقص یا بدی ان کی طرف منسوب کی۔ تو (قادیان سے) اس کے جواب میں کبھی مرزا صاحب کی بریت یا صفائی بیان نہیں کی گئی۔ بلکہ یہ جواب دیا گیا کہ یہ باتیں رسول کریم میں اور قرآن میں بھی پائی جاتی ہیں۔ ایسے جوابوں سے کوئی سیدھے سادے مسلمان جو دین کی حقیقت سے زیادہ واقف نہیں ہیں مطمئن ہو جاتے ہوں گے۔ مگر غیر مسلمین کے لئے تو صرف مرزا صاحب ہی نہیں بلکہ اسلام بھی نشت اعتراضوں کا نشانہ بن گیا۔ قادیانی تحریرات میں تو ایسی باتیں بہت عرصہ میں شائع ہونے کے سبب ضرر رسانی کا موجب معلوم نہ ہوئی ہونگی لیکن پال صاحب نے جواب ڈیڑھ سال کے عرصہ میں ایسے تدریج جمع ہونے والے زہر کے فعل کو نمایاں کردیا اور کسی احمدی بزرگ نے کوئی اطمینان بخش جواب نہ دیا۔ اس سے مجھ کو سخت حیرانی ہوئی۔ اگر میں ان کے جواب دینے کی کوشش کروں تو کچی بات یہ ہے کہ دو سال میں بھی عہدہ برا نہیں ہوسکتا۔ اور ایسے اعتراضات کے جوابدہ بھی احمدی بزرگ ہیں۔ دوسروں کو ان سے زیادہ تعلق نہیں ہے۔

میں مثال کے طور پر سینکڑوں باتوں میں سے ایک دو باتیں نقل کرتا ہوں۔ مرزا صاحب مرحوم کے زیادہ لعنتوں کے لکھنے پر کسی نے اعتراض کیا تھا۔ تو آپ نے جواب دیا تھا کہ اس طرح سے تو سارا قرآن لعنتوں سے بھرا ہوا ہے۔ دیر ہوئی یہ بات "نور افشاں" کے کسی نمبر میں دیکھی تھی۔ تین چار روز ہوئے۔ جو نور افشاں آیا اس میں اسی عنوان کے نیچے یہ بات لکھی دیکھی۔

مرزا صاحب کے کلام میں تناقض ہونے کی معذرت

ایک مسلمان نے مرزا جی کے کلام میں تناقض دکھلا کر اس کو مرزا صاحب کی مراقیت پر حمل کیا ہے جس کو ہم نے ریویو آف ریلجز سے نقل کرتے ہیں۔

"نادان معترض نے یہ ثابت کرنے کے لئے کہ حضرت اقدس کو جنون تھا۔ زیر عنوان۔ مرزا صاحب کو اپنے خیالات پر قابو نہیں تھا۔ چار مثالیں پیش کرکے اپنی جہالت و نادانی پر چار شہادتیں پیش کردیں۔ . .

ریویو کے ایڈیٹر اس کے جواب میں لکھتے ہیں کہ مرزا صاحب کے کلام میں تناقض اس وجہ سے ہے[1] کہ خود قرآن شریف اور احادیث میں بھی کثرت سے تناقض موجود ہیں۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں . . . . .

ملاحظہ ہوں مندرجہ ذیل آیات۔

(۱) فلا انساب بینھم یومئذ ولا یتساءلون . . . .

لیکن دوسری جگہ فرمایا اقبل بعضھم علی بعض یتساءلون۔

(۲) انھم مسئولون . . . . مگر دوسری جگہ فرمایا فیومئذ لا یسئل عن ذنبہ انس ولا جان

(۳) فان خفتم الا تعدلوا فواحدۃ — دوسری جگہ فرمایا ولن تستطیعوا ان تعدلوا بین النساء ولو حرصتم

(۴) فمن افتری علی اللہ کذبا — . . . . . .

من اظلم ممن ذکر فاعرض عنہا . . . .

. . . . ومن اظلم ممن منع مساجد اللہ . . . . من اظلم ممن کتم شہادۃ

(۵) من کان فی ھذہ اعمی فھو فی الآخرۃ اعمی . . . . . . دوسری جگہ فرمایا فبصرک الیوم حدید . . .

(۶) ان امھاتھم الا الائی ولدنھم۔ مگر دوسری جگہ رسول اللہ صلعم کی ازواج کو مومنوں کی مائیں قرار دیا ہے۔

(۷) وجدک ضالاً — دوسری جگہ فرمایا ما ضل صاحبکم

(۸) لا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ . . . دوسری جگہ فرمایا حصب جہنم

(۹) ادعوا الی اللہ علی بصیرۃ — دوسری جگہ فرمایا ان کنت فی شک

(۱۰) لم حشرتنی اعمی — دوسری جگہ فرمایا فبصرک الیوم حدید . . . . (تلک عشرۃ کاملۃ)

۴؍جولائی ۱۹۳۶ء کے نور افشاں سے یہ خلاصہ نقل کیا گیا ہے۔ مجھ کو معلوم نہیں کہ ریویو آف ریلیجنز کا ایڈیٹر کون ہے۔ مرزا صاحب مرحوم کے زمانہ میں تو مولوی محمد علی صاحب اس کے ایڈیٹر ہوتے تھے۔ مجھ کو اس سے مطلب نہیں کہ یہ ایڈیٹر صاحب کون ہیں۔ مگر اس میں شک نہیں کہ مرزا صاحب کی حمایت کے پردہ میں اسلام کی جڑیں ہلا دی گئی ہیں۔ اگر دنیا میں ساری خلقت مسلمان ہوتی اور تقلیدی مسلمان ہوتی تب یہ جواب ان کو ساکت کرنے کے لئے کافی ہوتا۔ دل کو اطمینان جب بھی نہیں ہوسکتا تھا۔ لیکن جب غیر مسلموں نے اس جواب کو سنا ہوگا تو یقیناً کہا ہوگا کہ ہم تو سمجھتے تھے کہ مرزا صاحب ایسے ہیں۔ مگر معلوم ہوگیا کہ اسلام کی بنیاد ہی نامعقول ہے۔

اگر کوئی عیسائی ان ایڈیٹر صاحب سے سوال کرے کہ سارے مسلمان تثلیث کے تناقض کی وجہ سے عیسائیوں پر بڑا اعتراض کرتے ہیں۔ مگر جب قرآن میں دس تناقض موجود ہیں تو مسلمان اپنے گریبان میں منہ ڈال کر عیسائیوں پر اعتراض کرنے سے کیوں نہیں باز آتے۔

معلوم نہیں قرآنی تناقض بیان کرنے والے حضرت نے پوری مطابقت کو تناقض کی صورت میں کس طرح بیان کردیا۔ جو لوگ قرآن کو تھوڑا بہت بھی سمجھتے ہیں ان کی نظر میں قرآن میں کیسا تناقض نہیں پایا جاتا۔ اور اگر بالفرض قرآن میں تناقض ہو تو وہ خدا کا کلام نہیں۔ قرآن خود اس بات کا دعویٰ کرتا ہے۔ کہ اس میں اختلاف نہ پائے جانے کے سبب خدا کا کلام ثابت ہوتا ہے۔ میں کسی کے کلام کی نکتہ چینی نہیں کرنی چاہتا۔ مگر قرآن پر سے بہتان دور کرنے کے لئے تناقضات منقولہ کی تطبیق بیان کرتا ہوں۔ اگر مفصل طور پر لکھوں تو بہت طول ہو جائے گا اس لئے مختصر اشارات لکھتا ہوں۔

نمبر تناقض	جواب
(۱)	قیامت کے دن نسب کارآمد نہ ہوگی۔ باہم لئے کوئی ایک دوسرے سے اچھی نسب ثابت کرنے کے لئے سوال نہ کریں گے۔ مگر پیشواؤں کی اور مقلدین کی بحث قرآن میں بہت جگہ لکھی ہے۔ پیشوا کہیں گے کہ ہم تم سے بری ہیں۔ مثلاً کہیں گے تم نے ہم کو گمراہ کیا تھا۔
(۲)	اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک جج ایک مجرم کو حکم سناتا ہے۔ چھ مہینے کی قید جاؤ۔ تم اپنے اعمال کی جوابدہی میں اس سزا کے مستوجب ہو۔ دوسرے مجرم سے کہتا ہے جاؤ تم کو ایک سال کی قید۔ ہم تم سے جواب نہیں مانگتے۔
(۳)	بے انصافی کا حکم ہے لیکن انسان عورتوں میں عدل نہیں کرسکتا ہے۔ مگر یہ کہیں نہیں لکھا کہ بعض انسان۔ عورتوں میں عدل کرسکتے ہیں۔ اپنی رائے سے تناقض بنا دیا ہے۔
(۴)	یہ تو صاف بات ہے کہ یہ چار قسم کے لوگ بڑے ظالم ہیں۔ یہ چاروں برابر کے ظالم ہیں۔ پھر سمجھ میں نہیں آتا کہ تناقض کہاں نکلا۔
(۵)	پہلی آیت میں دل کے اندھے مراد ہیں۔ دوسری آیت میں آنکھوں کی حس مراد ہے۔ جیسے عین الیقین کا علم حاصل ہوگا۔
(۶)	پہلی بات میں نسبی ماں کا ذکر ہے۔ یعنی زبان سے کہنے سے کوئی کسی کی ماں نہیں ہوسکتی دوسری آیت میں حسبی ماں مراد ہے۔ یعنی امہات المومنین عزت و شرف میں مومنوں کی مائیں ہیں۔
(۷)	پہلی آیت میں مبعوث ہونے سے پہلے کا ذکر ہے دوسری آیت میں مبعوث ہونے کے بعد کا ذکر ہے
(۸)	پہلی آیت کا حکم مومنین سے تعلق رکھتا ہے دوسری آیت میں خدا کی طرف سے حق کا بیان ہے۔
(۹)	پہلی آیت میں رسول کی دعویٰ کا ذکر ہے اور دوسری آیت مومنوں کی تسکین کے لئے رسول کو مخاطب کرکے فرمایا ہے۔ اس کی مثالیں قرآن میں بہت ہیں
(۱۰)	اس مثال میں عشرہ کاملہ کرنے کے لئے پانچویں تناقض کو دہرا دیا ہے۔ اس کا جواب پہلے آچکا ہے۔

افسوس ہے کہ مرزا صاحب کی بریت ثابت نہ کرسکنے کے سبب خدا کو بھی انسانی لغزشوں کا معرض بنا دیا۔ اور اسلام کو معترضوں کا نشانہ بنا دیا۔ اگر اس کی بجائے صرف اتنا کہہ دیتے کہ بشریت کی لغزش پر اعتراض کرنے کی ضرورت نہیں۔ ان کی غلطیاں دیکھنی چاہئیں۔ کتنی بڑی ہیں۔ (ایک مسلم)

پیغام صلح :- اس مضمون کو پڑھنے کے بعد ہم نے بغرض "نور افشاں" کا فائل منگوا کر دیکھا جس میں چھپا اسی کی سہل انگاری کی وجہ سے ۴؍جون کے بعد کوئی پرچہ فائل نہیں کیا گیا۔ سلسلہ مضمون "معذرت نامہ مرزا" کے چند نمبر جو ۴؍جون سے پہلے پہلے شائع ہوچکے ہیں ان کو ہم نے پڑھا۔ اس سلسلہ مضمون میں زیادہ مخاطب قادیانی ہیں اور انہی کے رسائل اور علماء کے حوالجات ہیں۔ براہ راست حضرت مرزا صاحب کی تحریرات پر جو اعتراضات ہیں ان کا جواب انشاء اللہ تعالیٰ ہم لکھیں گے۔ اور شائع شدہ پرچے بھی منگوا کر جواب دیا جائیگا۔

افسوس ہے کہ اس قسم کی تحریرات کا ہمیں علم نہیں ہوا۔ ورنہ فوراً جواب دیدیا جاتا — پادری پال صاحب خود یا کوئی اور صاحب ایسے پرچے بھجوا دیں تو اب بھی جواب لکھا جاسکتا ہے۔ چنانچہ پادری صاحب کی تفسیر کا نمونہ ہمیں مل گیا ہے۔ اس کا جواب [illegible]

---

[1] یہ بہت ممکن ہے کہ ریویو کے ایڈیٹر صاحب نے حقیقی جواب دینے کے بعد کسی ملاں کو اس کے رنج کے عقیدہ کی بنا پر الزامی جوابات دیئے ہوں۔ اور پادری صاحب نے نہایت ہوشیاری سے اس کا ایک حصہ نقل کردیا ہو۔ ورنہ جہاں تک ہمارا علم ہے۔ خود قادیانی دوست بھی قرآن کریم میں تناقض کے قائل نہیں۔ ایڈیٹر

(بقیہ اخبار احمدیہ)

ہمارے مکرم بھائی چودھری عبدالرحمٰن صاحب سب اوورسیر احمدیہ بلڈنگس لاہور کے ہاں اللہ تعالیٰ نے فرزند نرینہ عطا فرمایا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے لمبی عمر بخشے ہم بابو صاحب کی خدمت میں مبارکباد عرض کرتے ہیں۔

— حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ بعض امورات جماعت کی انجام دہی کے لئے آج جمعۃ المبارک کو لاہور میں تشریف فرما ہیں اور غالباً اتوار تک آپ اسی جگہ تشریف رکھیں گے۔

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللَّهِ فَإِن تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ (۳: ۶۴)

حضرت مسیح موعود اور آپکی جماعت کا مذہب

اغراض و مقاصد

رواداری کی تلقین کرنا۔
۴۔ بمطابق حضرت مسیح موعود کی تعلیم اور رضائے اسلام سے دنیا کو روشناس کرانا۔

جلد ۱۸ | لاہور یوم سہ شنبہ مطبوعہ ۲۵ ربیع الاول سنہ ۱۳۴۹ ہجری مطابق ۱۹ اگست سنہ ۱۹۳۰ عیسوی | نمبر ۵۴

سر ولیم جونس نے سنسکرت کس طرح پڑھی؟

سر ولیم جونس جن کی محنت اور کاوش ہی کا ثمرہ ہے کہ آج سنسکرت اقصائے مغرب میں جلوہ فگن ہے۔ اور ہندوستانی عہدِ عتیق کی تہذیب نے دور و دراز ملکوں میں اپنے مشاقوں کی ایک کثیر جماعت پیدا کر لی ہے۔ ہندوستانی اگر اس جلیل القدر ہستی کے عزائم سے آج واقف ہو جائیں تو بلا شبہ اس کا نام بہت اعزاز و احترام سے لینے لگیں۔

یہ وہی سر ولیم جونس ہیں جو ۱۷۸۳ء میں فورٹ ولیم کلکتہ میں اعلیٰ جج مقرر ہو کر تشریف لائے تھے۔ انہی نے بنگال میں ایشیاٹک سوسائٹی قائم کر کے ملک پر اتنا زبردست احسان کیا ہے۔ جو کبھی فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ ایشیاٹک سوسائٹی ہی کی محنتوں اور کاوشوں سے بعض بہت قدیم اور نایاب کتب اور علوم و فنون کو تازہ روشنی دیکھنی نصیب ہوئی ہے۔

سر ولیم جونس کی نسبت معلوم ہوا ہے کہ وہ عربی فارسی گجراتی کناری۔ بنگالی اور اردو کے بھی ماہر تھے۔ آخر میں انہوں نے سنسکرت کی طرف اپنی توجہ مبذول کی اور بہت دقتوں اور امتحانوں کا سامنا کر کے اُسے حاصل کیا

اٹھارہویں صدی عیسوی میں ہندوستانی پنڈتوں میں اس سے زیادہ کوئی معیوب بات نہیں خیال کی جاتی تھی کہ سنسکرت مقدس دیوتاؤں کی مقدس زبان جس کے اسرار سینہ بسینہ اور نسلاً بعد نسلٍ منتقل ہوتے رہے ہیں وہ ایک ملیچھ شودر کے سپرد کر دئے جائیں۔ اس لئے جب سر ولیم جونس نے سنسکرت کے اکتساب کا ارادہ کیا تو ملک کے طول و عرض میں کوئی پنڈت انہیں سنسکرت سکھانے پر آمادہ نہ ہوا۔ باوجودیکہ بیش قرار تنخواہ کی طمع دلائی گئی۔ اور بہت سے وعدے مواعید کئے گئے۔ قدیم ریکارڈ سے اتنا پتہ ضرور چلتا ہے کہ دو تین پنڈت سر ولیم سے تنخواہ کی بابت دریافت کرنے گئے تھے۔ لیکن یہ بات پنڈتوں کی پُر اضطراب برادری سے پوشیدہ نہ رہی اور ان پنڈتوں پر بڑی طرح نزلہ گرا۔ جو پوچھنے گئے تھے حقہ پانی بند۔ برادری کا کوئی رکن ان کے ہاتھ کا پانی نہیں پیئے گا۔ مذہبی کا سرکار اور ناطہ بالکل منقطع۔ ملیچھ اور شودروں کو اپنی پوتر بھاشا سکھائی جائے گی۔ یہ طرز عمل دیکھ کر ان پنڈتوں کا شوق اتالیقی سرد پڑ گیا۔

کرشن نگر کے مہاراج شو چندر سر ولیم کے دوست تھے کو سنسکرت سکھانے کے لئے تلاش کر کے نہ دے سکے

آخر کار ایک پنڈت تیار ہو گیا۔ ان پنڈت جی کا نام رام لوچن کوی بھوشن تھا۔ "جو روز نہ جانا خدا سے ناطہ" ضرب المثل ان پر بالکل صادق آتی تھی۔ ان کے آگے پیچھے کوئی نہیں تھا۔ وہ دنیا میں بالکل اکیلے تھے۔ وید کب بھی جانتے تھے۔ اس لئے چار چھ مریض اکثر ان کے ہاں روزانہ آتے رہتے تھے۔

پنڈت جی کو ان کی برادری نے چھوڑ دیا۔ لیکن سو روپے ماہوار اور سلکیہ سے چورنگی تک مفت پالکی کی سواری ایسی مراعات تھیں۔ کہ پنڈت جی نے برادری اور دوست احباب کی پرواہ نہیں کی۔

پنڈت جی نے سنسکرت سکھانے کے ضمن میں اس قدر سخت شرائط اور پابندیاں رکھی تھیں کہ اگر سر ولیم کے علاوہ کوئی اور ہوتا تو دوسرے ہی دن سنسکرت سیکھنے کے شوق سے باز آ جاتا۔ لیکن آفرین ہے ان کی ہمت کو انہوں نے تمام کڑیاں جھیلیں اور اپنے عزم میں ذرہ برابر فرق نہ آنے دیا۔ بنگلہ کے زیریں حصہ میں ایک کمرہ درس و تدریس کے لئے مقرر ہوا تھا۔ اس میں پنڈت جی کے حکم سے سنگ مرمر کا فرش ہوایا گیا تھا۔ دوسرا پنڈت جی کا یہ ارشاد تھا کہ جب تک وہ پڑھانے کے لئے تشریف لاتے رہیں بنگلے کے احاطہ میں بھی کسی قسم کا گوشت نہ آنے پائے۔ سر ولیم پنڈت جی سے نہار منہ اور خالی پیٹ درس لیا کریں۔ جب وہ بہت منت سماجت کرتے تھے۔ تب کہیں پنڈت جی محض ایک پیالہ چائے پینے کی اجازت دیتے تھے۔ ایک سوار مقرر تھا۔ جو سبق شروع ہونے سے آدھا گھنٹہ پہلے پنڈت جی کے دولت کدے پہم خبر دینے جاتا۔ کہ حضور پڑھائی کا وقت ہو چکا۔ پھر پنڈت جی پالکی میں سوار ہو کر نازل ہوتے تھے۔ کمرے سے ملحقہ ایک کوٹھڑی انہیں محض اس لئے دی گئی تھی کہ وہ پوتر کپڑے جو پنڈت جی پہن کر آتے ہیں کوٹھڑی میں ٹانگ دیں۔ اور صاحب کے سامنے جانے کا لباس زیب تن کر لیں۔ ایک ہندو ملازم تھا جو روزمرہ درس کے کمرے کے در و دیوار اور فرش کو گنگا جل سے پاک و صاف کرتا تھا۔ حتیٰ کہ چند کرسیاں اور میز جو تھیں وہ بھی مطہر کی جاتی تھیں۔ پنڈت جی کا مزاج بہت چڑچڑا تھا۔ اور [illegible] تھے۔ کہ گوشت یہ دیوتاؤں کی زبان ہے۔ لیکن سر ولیم جونس پنڈت جی کی باتوں کا برا نہیں مانتے تھے۔ وہ ان کا بہت احترام کرتے تھے۔ اور ان کی تند مزاجی کا جواب خندہ پیشانی سے دیتے تھے۔

آخر کار سر ولیم نے سنسکرت سیکھ ہی لی۔ یہ بھی اچھا ہوا کہ وہ ولایت ہی میں معمولی اردو سیکھ گئے تھے۔ اس لئے درس میں زیادہ مشکلات کا سامنا نہیں ہوا۔ ورنہ پنڈت جی انگریزی نہیں جانتے تھے۔ اور سر ولیم جونس سنسکرت سے نابلد تھے۔ لہذا بہت مصیبت کا سامنا ہوتا۔ مشہور گورنر جنرل لارڈ وارن ہیسٹنگز سر ولیم کی اس سنسکرت نوازی سے بہت خوش تھے۔ وہ خود مشرقی زبانوں سے بڑی ہمدردی رکھتے تھے۔

ایک مرتبہ ڈرامہ پر پنڈت جی اور سر ولیم سے مباحثہ ہونے لگا۔ اس وقت سر ولیم کو یہ معلوم نہیں تھا کہ سنسکرت میں بھی ڈرامہ کا وجود ہے۔ جب انہیں معلوم ہوا تو بہت حیرت میں پڑ گئے۔ اس کے بعد انہوں نے کالیداس کے مشہور شاہکار شکنتلا کا مطالعہ شروع کیا اور پھر اس کا ترجمہ انگریزی میں کیا۔ ترجمہ بہت ناقص تھا۔ اور خامیوں سے معمور۔ لیکن پھر بھی اہل یورپ کے لئے اس میں انتہائی دلآویزی اور جاذبیت تھی۔ مشہور جرمن شاعر گوئٹے تو یہ ترجمہ پڑھ کر اس قدر مسحور ہوا کہ اس نے شکنتلا پر ایک لطیف نظم کہ ڈالی۔

سر ولیم جونس من حیث المجموع اٹھائیس زبانیں جانتے تھے۔ ۱۷۹۴ء میں ہندوستان ہی میں ان کی وفات ہوئی۔ مسلمانوں کو اس شخص کی سیرت سے سبق حاصل کرنا چاہئے۔ (ماخوذ)

اخبار احمدیہ

شیخ محمد نصیب صاحب لکھتے ہیں:۔

تین ماہ ہو گئے ہیں۔ کہ بیمار لڑکے کو گاؤں سے گیا۔ علاج کرتا رہا۔ اب وہ سوا ماہ سے سول ہسپتال بٹالہ میں ہے۔ جہاں کیپٹن بخشی رام لال صاحب اسسٹنٹ بڑی توجہ اور ہمدردی سے علاج فرما رہے ہیں۔ بخشی صاحب کو خدا نے مریضوں کے لئے ایک درد مند دل بخشا ہے میں ان کا بہت ہی ممنون ہوں اس پریشانی میں تین ماہ لاہور سے غیر حاضر رہا۔ دوستوں کو دعا کے لئے عرض نہیں کر سکا۔ اب حالت یہ ہے کہ زخم قریباً اچھا ہو گیا ہے۔ کمر میں آرام معلوم ہوتا ہے۔ ٹانگوں کے انگوٹھے ہلانے لگا ہے۔ مگر بخار کا کوئی فرق نہیں۔ روزانہ چڑھتا اور اترتا ہے۔ بیماری اب جانب پیٹ و سینہ معلوم ہوتی ہے۔ ڈاکٹروں نے ٹانگوں سے جواب دیدیا ہے۔ جو بہت بہت رنج کی بات ہے۔ ویسے زندگی کی اغلب امید بتاتے ہیں ہیں۔ اپنے تمام دوستوں کی خدمت میں معروض ہوں کہ وہ درد دل سے اس بچہ کے لئے دعا کریں۔ کیا عجب کہ وہ قادر مطلق

مراسلات

اسلامی دُنیا

یکو خشیدانے جہاں آبیہ دیں قوت بشو و پیدا
بہار و رونق اندر روضۂ ملت شو و پیدا

اس دلگداز حقیقت اور روح فرسا صداقت سے کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا کہ عالم اسلامی اس وقت ایک عہد ابتلا اور عصر امتحان سے گذر رہا ہے تمام اسلامی ممالک پر اندرونی اور بیرونی فتن و مصائب کی بلائیں مسلط ہو رہی ہیں اور وہ قوم جو دنیا میں کائنات خلت و اخوت کی بنیادی اینٹ تھی جو محبت و مؤدت کے خمیرے تیار ہوئی تھی جس کے ایمان و اعمال کا مرکزی نقطہ یہ تعلیم تھی کہ "لا یؤمن احدکم حتی یحب لاخیہ ما یحب لنفسہ" یعنی تم میں سے کوئی مومن ہوتا ہی نہیں جب تک کہ وہ اپنے بھائی کے لیے بھی وہی پسند نہ کرے جو وہ اپنے لئے پسند کرے آج اپنوں کی نادانی اور ناعاقبت اندیشی اور بیگانوں کی ہوشیاری [illegible] خودغرضی کا شکار ہو کر

اپنی حیات ملی کو ضائع کر رہی ہے

یہی نہیں بلکہ اسے معلوم بھی نہیں کہ وہ بیج جو دامن عرب کی ریتلی اور سنگلاخ زمین میں بویا گیا تھا جس سے سعادت سماری اور خلافت ارضی کا بڑا اور شاندار درخت پیدا ہوا تھا جس کی شاخیں ایک طرف [illegible] کے دہانہ تک اور دوسری طرف گنگا اور برامہ پترا کی وادیوں تک پھیلی ہوئی تھیں۔ وہ کس طرح ان کی غفلت اور سہل انگاری سے اپنی نمو کی قوتوں کو زائل کر رہا ہے۔ اخوت اسلامیہ کی وہ برقی رو جو اغیار کے دلوں کو دہلا دیتی تھی۔ اور انہیں پیغام موت دیتی تھی۔ کمزور ہو رہی ہے۔ اس سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ

ہم مصائب ملیہ کی خصوصیت سے آگاہ نہیں

ورنہ ہمارے دلوں میں ابھی تک وہ قوت موجود ہے جو حیات ملی کی بقا اور مصائب ملی کے دفاع کے لئے ہم کو سرگرم عمل کر دیتی تھی۔ اس لئے اس مصیبت عظمیٰ کے انسداد کے لئے چند دردمندان اسلام کی تحریک اور مشورہ سے یہ تجویز کی گئی ہے کہ تمام عالم اسلامی کو ایک دوسرے کے حالات اور ضروریات ملی سے واقف رکھنے کے لئے ایک باتصویر اخبار "اسلامی دنیا" کے نام سے شائع کیا جاوے۔ اور یہ اخبار قاہرہ (مصر) سے شائع ہو۔ اس اخبار کے اغراض و مقاصد میں یہ امر خصوصیت سے داخل ہے کہ تمام اسلامی ممالک کے صحیح حالات اور کوائف معتبر اور موثق ذرائع سے بہم پہنچائی جائیں۔ ریوٹر اور بعض دوسری اخباری ایجنسیوں کے ذریعہ جو غلط پراپیگنڈا اسلام اور مسلمانوں کے خلاف کیا جاتا ہے اس کا تدارک کیا جائے۔ اس طرح پر اسلامی دنیا حقیقت میں ایک اسلامی نیوز ایجنسی کی ابتدائی کوشش ہے۔ "اسلامی دنیا" کا فرض ہوگا کہ وہ مشترک مصائب ملیہ سے تمام مسلمانوں کو پورے طور پر واقف کرے۔ اور ان کی اسلامی روح سے پُرزور مطالبہ کرے کہ وہ اپنے برادران ملت کی (خواہ وہ کہیں ہوں) ان مصائب میں اپنی متحدہ قوت اور اخلاقی طاقت سے مدد کریں۔

اس مقصد کے لئے اسلامی دنیا اس تحریک کا بھی علمبردار ہوگا کہ ایک مستقل اسلامی کانفرنس کی دعوت دے اور وہ اسلامی حکومتوں کو اغراض مشترکہ کے لئے عہد اخوت و میثاق خلت کی طرف بلائے۔ وہ تمام اسلامی ممالک میں اپنے نمائندے مقرر کرنے کی کوشش کرے گا۔ وہ کسی اسلامی ملک کی اندرونی اور سیاسی معاملات میں دخل نہ دے گا۔ اس کا مقصد اعظم تمام اسلامی ممالک کو ایک دوسرے کے حالات سے باخبر رکھنا ہے۔ اس مقصد کے لئے اس کا طریق عمل اور نظام کار کیا ہوگا؟ اس پر اس وقت کوئی بحث نہیں کی جا سکتی۔

اخبار کیسا ہوگا؟

یہ ظاہر کرنا ضروری ہے کہ سردست "اسلامی دنیا" دو زبانوں میں شائع ہوگا۔ اردو۔ عربی۔ اردو ایڈیشن میں مصر۔ فلسطین۔ شام۔ حجاز۔ عراق۔ شرق اردن۔ تونس۔ الجزائر۔ مراقش۔ یوگوسلافیہ۔ ترکی [illegible] انگلستان و امریکہ وغیرہ ممالک کی اسلامی خبریں ہوں گی۔ اور عربی ایڈیشن میں ہندوستان، ایران، افغانستان، ترکستان۔ چین۔ جاوا۔ سماٹرا وغیرہ ممالک کے حالات درج ہوں گے۔ سردست

یہ اخبار ہفتہ وار ہوگا اور اسے [illegible] کی ضرورتوں کے لحاظ سے بہت [illegible] منظم کیا جائے گا۔ انشاء اللہ العزیز یہ اخبار [illegible] نمائندہ اس پروگرام کا ہے جو ان کی اشاعت کے لئے تجویز کیا گیا ہے۔

"اسلامی دنیا" کی دوسری غرض یہ بھی ہے کہ وہ اسلامی تجارت کے تعلق [illegible] وسیع اور مضبوط کرے۔ اسی طرح دوسری اصلاحات جو اس کے نقطہ [illegible] حالات پیش آمدہ اور اوقات اسلامی دنیا کی مضبوطی اور وسعت کے ساتھ ساتھ عمل میں آتی جائیں گی۔

میں بصیرت تامہ و شعور کامل کے ساتھ اس امر کا احساس رکھتا ہوں کہ یہ کام نہایت اہم مشغل اور وقت طلب ہے مگر حیات اسلامی اور قوت ملی کے لئے یہ ضرورت ناگزیر ہے۔ اب تک جن فرزندان اسلام سے میں نے اس کے متعلق تذکرہ کیا ہے۔ انہوں نے اس کی ضرورت کو تسلیم کیا ہے اور اپنی ہر قسم کی مدد پیش کرنے میں خوشی کا اظہار کیا ہے۔ میں جتا دینا چاہتا ہوں کہ اسلامی دنیا کا مقصد وحید حیات اسلامی کے لئے ایک متحد دعوت عمل ہے۔ اسلامی دنیا کو ایسے دردمندوں کی ضرورت ہے جو اس کے لئے ہر ممکن مدد دینے میں [illegible] محسوس کرتے ہوں۔ اس کے لئے زرداروں کی ضرورت ہے کہ وہ اس کے فنڈ کو مضبوط کریں۔ اس کے لئے ایسے [illegible] کی ضرورت ہے جو اس کی توسیع اشاعت کے لئے دیوانہ وار کام کریں [illegible] نظر اہل قلم کی ضرورت ہے۔ جو حقائق اسلامی اور حیات [illegible] تشریح و بسط کیساتھ مضامین لکھ سکیں۔ بالآخر اس [illegible] ہے صاحبدل لوگوں کی ضرورت ہے جو اس کے مقاصد و اغراض کی کامیابی اور اس کے کارکنوں کے لئے اخلاص و اہلیت پیدا [illegible] دعا کریں کہ

اندریں وقت مصیبت چارۂ بابیکساں جز دعائے امداد گریۂ اسحاقیست

اسلامی دنیا کی قیمت ہندوستان میں پندرہ روپیے سالانہ جو ہر حالت میں پیشگی وصول ہوگی اور جو صاحب دونوں ایڈیشن خریدنا چاہیں ان سے پچیس روپے سالانہ لئے جاویں گے۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر چاندی کے کچھ ٹکڑے ہم اپنی غفلت اور زوال کی تلافی کے لئے خرچ کر کے اس مقصد وحید کو جو حیات ملی کے [illegible] میں مرکوز ہیں۔ پا لیں تو اس سے بڑھ کر سعادت اور خوش بختی نہیں۔ فرزندان اسلام خوب یاد رکھو یہ وقت نفس پرستی اور تن پروری کا نہیں۔ قصر اسلام ہر طرف سے حملوں کا آماجگاہ ہو چکا ہے

آتشے افتاد در رخت بخیز اے بلال
بیدنش از دود کار مردم دیدہ ارنیست

اُٹھو! پوری قوت سے اس کی حفاظت کے لئے ہر قربانی کے لئے تیار ہو جاؤ۔ اس اخبار کا مرکز میں نے مصر اس لئے تجویز کیا ہے کہ کئی سال تک مصر میں رہنے اور وہاں کے اخباری تجربے کے بعد میں نے اسے ہی اس اہم کام کے لئے مناسب اور موزوں یقین کیا ہے۔ اور بعض اہل [illegible] نے بھی جو خود اخباری اور سیاسی تجربہ رکھتے ہیں میری تائید کی ہے۔ میں نے اپنے پروگرام میں یہ داخل کر لیا ہے کہ تمام ممالک اسلامی میں وقتاً فوقتاً خود [illegible] قابل نامہ نگاروں کو اس مقصد کے لئے انشاء اللہ روانہ کروں گا۔ بالآخر میں ہر اس مسلمان سے جو اس کو پڑھتا ہے رب جلیل اور رسول عربی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے نام کا واسطہ دے کر درخواست کرتا ہوں کہ

وقت کی اس بہت بڑی ضرورت

میں مددگار ہو۔ یقیناً وہ اس مدد کے لئے خدائے تعالیٰ کی تائید اور نصرت کا وارث ہوگا۔ اللہم انصر من نصر دین محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم واجعلنا منہم آمین یا رب العالمین۔ فقط

خط و کتابت کا پتہ: شیخ محمود احمد عرفانی مدیر "اسلامی دنیا" شارع محمد علی نمبر ۱۴ (مصر القاہرہ)

خاکسار شیخ محمود احمد عرفانی

بقیہ صفحہ ۲

نے مسلمانوں کو اس قانون سے مستثنیٰ نہ کیا تو اس کے لئے کوئی دوسری قانون شکنی مجلس تحفظ ناموس شریعت خود تجویز کرے گی۔ اور جب تک یہ قانون نا اون نے حق میں منسوخ نہ ہوگا یہ مجلس چین سے نہ بیٹھے گی

(حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ

[illegible] دہلی)

برٹش مسلم سوسائٹی اور ووکنگ مشن

مغربی ممالک میں عام طور سے خیال کیا جاتا ہے کہ "روزہ" کسی قوم کے افعال [illegible] میں مضرت رساں ہوتا ہے۔ کیونکہ اس کی وجہ سے عمل کرنے کی استعداد میں کمزوری واقع ہو جاتی ہے۔ لیکن جہاں تک برٹش مسلم سوسائٹی زیر صدارت عالیجناب الحاج لارڈ ہیڈلے بالقابہ کی سرگرمیوں کا تعلق ہے یہ خیال بالکل غلط ثابت ہوتا ہے۔ عالیجناب لارڈ ہیڈلے بالقابہ جو کچھ عرصہ ہوا طبی مشورہ کے ماتحت مصر گئے تھے حال ہی میں انگلستان واپس تشریف لائے ہیں۔ اور حسب معمول اپنے محبوب مذہب اسلام کی بہبودی اور ترقی کی تجاویز سوچنے میں مشغول ہیں۔ ۲۵ فروری کو موصوف نے انگلو فلسطینی کلب واقع فرسٹ ایونیو ہوٹل ہائی ہولبورن لندن میں "انگلستان بحیثیت ایک اسلامی طاقت" کے عنوان پر نہایت دلکش تقریر فرمائی۔ کلب کا ہال کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ سامعین کی تعداد اڑھائی سو سے اوپر تھی۔ کرنیل ہیرلڈ سالومن او بی ای ایم سی صدر جلسہ تھے۔ لارڈ موصوف نے مذہب اسلام کی رواداری بالخصوص پر خاص زور دیا۔ اور نہایت واضح طریق پر اسلام کی فوقیت جمیع ادیان عالم پر ثابت فرمائی۔ خصوصاً مسیحی مذہب پر جس کی تاریخ خون آشامیوں اور مردم آزاریوں کی ایک مسلسل داستان ہے۔

لیکچر کے بعد حسب معمول سوالات کی اجازت دی گئی اور جیسا کہ گمان غالب تھا۔ لوگوں نے فلسطین کی موجودہ صورت حال پر بہت سے چبھتے ہوئے سوالات کئے۔ ضمناً اس کی صراحت بھی لازمی ہے کہ سامعین میں بہت سے یہودی بھی تھے جن کے سوالات کو دیکھ کر یہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ اس مشفقانہ سلوک کو قطعاً فراموش کر چکے ہیں۔ جو زمانہ وسطیٰ میں مسلمانوں نے بحیثیت حکمران ان سے روا رکھا تھا۔ بہرحال صاحب صدر نے جناب مولوی عبدالمجید صاحب قائمقام امام مسجد ووکنگ سے درخواست کی کہ وہ ان سوالات کا جواب دیں۔ جس پر مولوی صاحب موصوف نے ایک مفصل تقریر فرمائی۔ اور اسی ضمن میں یہودی احباب کے سوالات کی نوعیت پر اظہار تعجب بھی کیا۔ اور خواہش ظاہر کی کہ یہودی لوگوں کو ان سوالات کے متعلق زیادہ وسعت قلب دکھانی چاہئے کیونکہ ان کی بہبودی بھی مسلمانوں کی بہبودی سے وابستہ ہے۔ اور اس پر بھی زور دیا کہ یہود اور مسلمان صدیوں تک باہم شیر و شکر رہ چکے ہیں۔ پھر ان کا یکایک سابقہ تعلقات کو بالائے طاق رکھ کر مصروف [illegible] ہو جانا کچھ معنی رکھتا ہے۔ اور اس تغیر کا باعث بعض خارجی اثرات ہیں۔

۱۹ فروری کو جناب مولوی عبدالمجید صاحب قائمقام امام مسجد ووکنگ نے [illegible] سائنس۔ ادبیات بین الاقوامی۔ ٹوئن سٹریٹ لندن کے سامنے خلیفہ المامون پر ایک لیکچر دیا۔ پروفیسر مصطفیٰ لیون صدر جلسہ تھے۔ فاضل لیکچرار نے مامون الرشید کی عالمانہ زندگی کو خوبی کے ساتھ پیش کیا۔

جناب مسٹر جمال حسینی صاحب سیکرٹری تحریک ایگزیکٹو نے ۲۵ تاریخ کو ساڑھے تین بجے شام ووکنگ مسجد میں "فلسطین میں اسلامی مفاد" پر نہایت مبسوط تقریر فرمائی۔ اور تقریر کے بعد بحث و تمحیص کا بازار اچھی طرح گرم ہوا۔ کرنیل بلیکنی جو کسی زمانہ میں فلسطین ریلوے کے انچارج رہ چکے ہیں اور محض صدارت کی خاطر لندن سے ووکنگ تشریف لائے تھے۔ اس جلسہ کے صدر تھے۔ انہوں نے صدارتی تبصرہ میں فرمایا کہ "اعلان بالفور" کی بدولت صیہونی جماعت نے جو صورت افتراق و انشقاق فلسطین میں پیدا کر دی ہے اس کی اہمیت کا قرار واقعی اندازہ لگانا ضروری ہے۔ اور میری دلی تمنا ہے کہ عربوں کے ساتھ کامل طور سے انصاف کیا جائے۔ موصوف نے یہ بھی کہا فلسطینی شہروں کے عربی ناموں سے یہ بات ثابت ہے کہ عرب لوگ اس خطہ میں بنی اسرائیل کے آنے سے پہلے ہی آباد ہو چکے تھے اور یہود کی طرح فلسطین ان کا بھی آبائی وطن ہے۔ اور اگر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں انہوں نے اس ملک کو زیرنگیں کیا تو گویا حق بحقدار رسید والا معاملہ تھا۔ جناب مسٹر حسینی صاحب برٹش مسلم سوسائٹی کے زیر اہتمام بھی ایک لیکچر تھا۔ اور اس کے بعد بھی خوب بحث مباحثہ ہوا۔

ووکنگ اور سوسائٹی کے زیر اہتمام لیکچروں کے علاوہ لندن عبادت گاہ مسلم [illegible] روڈ لندن میں ہفتہ وار لیکچروں کا سلسلہ باقاعدہ جاری ہے۔ [illegible] مصری ایمبیسی ایشن آف گریٹ برٹن اینڈ آئرلینڈ نے ہز ایکسیلینسی ڈاکٹر حافظ [illegible] کے اعزاز میں ایک شاندار ضیافت کا اہتمام کیا جو جمعہ کے دن ۲۸ فروری کو ہوٹل میٹروپول لندن عمل میں آئی۔ اس بات پر تمام اسلامی دنیا

خدا کا کام

چند ہفتے گذرے ہیں کہ ہمارے اخبار "پیغام صلح" میں بیگم صاحبہ قبلہ مولانا محمد علی صاحب نے دستکاری کے متعلق ایک مضمون شائع کیا تھا جس میں تاکید کی گئی تھی کہ ہر مسلمان بہن اور خاص کر احمدی بہن دستکاری فنڈ میں ضرور حصہ لیں۔ اور اس طرح اشاعت اسلام میں معاون ومددگار ہوں ہمیں اپنی محترمہ بیگم صاحبہ حضرت امیر کا مشکور ہونا چاہئے کہ وہ ہم کو بار بار اس نیک کام کی طرف توجہ دلا رہی ہیں۔ اور سچ پوچھئے تو ہمارے لئے یہ ہزار غنیمت اور شکر کا موقع ہے۔ کہ ہم جہاں اس فانی دنیا کے جھگڑوں میں رات دن غلطاں وپیچاں رہتے ہیں۔ وہاں خدا نے ہمیں یہ موقع بھی دیا ہے کہ چند گھنٹے اس ابدی گھر کے سنوارنے میں بھی صرف کریں۔ اور ہمیں فخر ہونا چاہئے کہ ہم زندگی کا ایک حصہ گو وہ نہایت قلیل ہے۔ اس خالق ومالک کے کام میں خرچ کریں۔ جس نے ہمارے لئے ہزار ہا آرام وآسائش کے سامان پیدا کئے ہیں۔ اور اس طمانیت قلب اور فخر کو وہی محسوس کر سکتا ہے۔ جس نے اپنا فرض ادا کیا۔ ورنہ کجا ہم عورتیں جن کے دم کے ساتھ بچوں اور خانہ داری کے بیسیوں دھندے ہیں۔ اور کجا خدمت اسلام جیسی نعمت جو بیسیوں اور دیبوں کو ملی۔ خدا کا ہزار شکر ہے کہ اس نے ہمیں مسلمان پیدا کیا۔ پھر اس زمانے میں اپنے مامور کی شناخت کی توفیق دی۔ اور ایک ایسی جماعت کے ساتھ منسلک کر دیا۔ کہ جس کا نصب العین ہی اشاعت اسلام ہے پس پیری معزز بہنو! وقت کو ضائع نہ کریئے خدا نے جو موقع آپ کو دیا ہے اس سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کیجئے۔ یہ کوئی بڑی بات نہیں۔ آپ کی ذراسی حرکت قوم کو بہت آگے بڑھا سکتی ہے۔ قطرہ قطرہ دریا بن جاتا ہے۔ دیکھئے گذشتہ سال بیگم صاحبہ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کی کوشش سے جہلم کی بہنوں نے بڑی ہمت کر دکھائی۔ باوجود سیلاب کی پریشانی اور نقصان کے جو ان کو پہنچا۔ جہلم ہی ایک ایسا شہر تھا۔ جہاں سے اچھی معقول چیزیں آئی تھیں۔ مجھے امید ہے کہ اس سال وہ اپنی گذشتہ روایت کو قائم رکھیں گی۔ کاش کہ ہر شہر میں ایک ایک بہن اس کام کا بیڑا اٹھائے۔ تو وہ بہت سی بہنوں کو اس کام کے لئے آمادہ کر سکتی ہیں۔ میرا تجربہ ہے کہ اکثر بہنیں یہ عذر کر دیتی ہیں کہ ہمیں آتا کیا ہے جو بنا کر دیں۔ مگر یہ بہانہ نہایت بودہ ہے۔ میں آپ کو ایک واقعہ سناتی ہوں۔

گذشتہ سال اکتوبر میں جب دستکاری کا چرچا تھا تو لاہور میں ایک غریب بوڑھی عورت جو بابا احمد دین مرحوم کی بیوہ ہیں جن کی کوئی اولاد یا سہارا نہیں اور قلیل وظیفہ پر بسر اوقات کرتی ہیں۔ انہوں نے جب سنا تو جھٹ حصہ لینے کو تیار ہو گئیں۔ کسی نے کہا بھی۔ آپ خود مستحق امداد اور بیمار ہیں۔ مگر انہوں نے جواب دیا کہ آخر اپنا کام کرتی اور اپنی ضروریات کسی نہ کسی طرح پوری کرتی ہی ہوں۔ تو خدا کا کام کیوں نہ کروں۔ چنانچہ اس با اخلاص بہن نے چند پیسوں کا ٹسر بازار سے خریدا اور دو نہایت خوبصورت ازار بند بنا کر پیش کر دئے۔ جو ڈیڑھ روپے میں فروخت ہو گئے۔ یقیناً ان کا اخلاص اور محبت خدا کے نزدیک نہایت بلند درجہ رکھتا ہے اللہ تعالیٰ ہر ایک بہن کو ایسا اخلاص اور دین کی محبت عطا کرے۔ کہ کوئی شیطانی وسوسہ اس کو نیکی سے نہ روک سکے۔

نیز میری تجویز ہے کہ جمعہ کا مبارک دن اس کے لئے مخصوص کر دینا چاہئے یعنی اس دن بعد نماز ایک گھنٹہ خدا کا کام کیا جائے۔ تاکہ ان کے دلوں میں بچپن سے ہی خدمت اسلام کا شوق ومحبت پیدا ہو۔ امید ہے کہ سب بہنیں اس کو پسند کریں گی۔ بہتر ہو کہ بہنیں اپنی شرکت کے وعدے سے سیکرٹری صاحبہ احمدیہ انجمن خواتین لاہور کو مطلع فرمائیں۔ کیونکہ اس سے ارادے میں پختگی پیدا ہو جاتی ہے۔ میری دعا ہے کہ یہ مبارک تجویز کامیاب ہو اور اشاعت اسلام کو اس سے گرانقدر امداد ملے۔ آمین۔

بنت ڈاکٹر سید محمد حسین

از کوہ مری

مراسلات

مسلمان نوجوانوں سے اپیل

ولقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر ان الارض یرثھا عبادی الصالحون ۞ ان فی ھذا لبلاغاً لقوم عابدین

اسلام جس وقت ابتدائی حالت میں تھا تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تمام عرب نے مسلمانوں کو نیست ونابود کرنے کے منصوبے شروع کر دئے متعدد دفعہ مسلمانوں کو کچل دینے کے لئے قریش نے قبائل عرب کو اکسایا۔ پہلی جنگ قریش نے مقام بدر پر کی۔ ایک ہزار کا لشکر لے کر مدینہ پر دھاوا بول دیا تاکہ اس مٹھی بھر جماعت کو بالکل صفحہ ہستی سے مٹا دیا جائے۔ لیکن نامراد وناکامیاب رہے۔ اس شکست کے بعد تمام عرب نے مخالفت کی لیکن اسلام بجلی کی طرح تمام عرب میں پھیل گیا۔ حاسد ہر مرتبہ ناکامیاب رہے۔ جب عرب میں اسلام کو مکمل فتح ہو گئی۔ تو ایرانیوں اور رومیوں نے اپنی طاقت کے گھمنڈ پر مسلمانوں کو تنگ کرنا شروع کیا۔ مگر تاریخ گواہ ہے کہ کمزور مسلمان کس بے سروسامانی کی حالت میں اٹھے۔ اور تھوڑے ہی عرصہ میں ایران وشام کے مالک ہو گئے۔

الغرض جس ملک اور قوم نے اسلام کو تباہ کرنا چاہا وہ خود تباہ ہو گیا اور اس کی وجہ خود خدا نے بتلائی ہے۔ وانتم الاعلون ان کنتم مومنین۔ جب تک دل مسلم میں توحید کا جوش رہا مسلمان مومن رہے۔ غالب رہے۔ لیکن جب خرمن اسلام پر نفاق کی چنگاری گری جس نے تھوڑے ہی عرصہ میں جلا کر خاک کر دیا فرقہ بندی کی شکل میں اسلام پر ایک زبردست حملہ ہوا۔ جس سے نہ وہ شوکت رہی نہ طاقت رہی۔ ہم دن بدن ذلیل ہونے لگے۔ اور آج دنیا کے اندر ہم تمام قوموں سے پیچھے رہ گئے ہیں۔ آہ کل جو مصلح تھے۔ آج انہیں اصلاح کی ضرورت ہے کل جو حکیم تھے۔ آج بیمار ہیں۔ اور اس کا بھاری سبب فرقہ بندی ہے۔ اور پھر مسلمان مومن نہ رہے۔ دین سے بالکل غافل ہو گئے۔ اس غفلت نے جمود کی حالت پیدا کر دی۔ دشمنان دین سانپ کی طرح بار بار اسلام پر ڈنک مار رہے ہیں۔ لیکن مسلمان ہیں کہ گہری نیند میں پڑے خراٹے لے رہے ہیں۔ اسلام مصیبت میں ہے اور مسلمان غافل ہیں۔ حضرت مجدد الزمان نے اسلام کا یوں نقشہ کھینچا ہے۔

ہر کسے غمخواری اہل واقارب میکند
ایں ہر یک ایں بیکسے را ہیچکس غمخوار نیست
خون دیں بینیم رواں چوں کشتگان کربلا
ایں عجب ایں مردماں را مہر آں دلدار نیست

مسلم نوجوانو! خدا کے لئے اسلام کی خبر لو۔ آہ! دل دہڑکتا ہے روح کانپتی ہے۔ اپنے حبیب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کو بچاؤ۔ ہاں اس کی عزت کے لئے اب کھڑے ہو جاؤ۔ جس کی محبت تمہارے دلوں کی گہرائیوں میں موجود ہے۔ جس کے نام پر ہماری جانیں فدا ہیں۔ ہمارے پاس اگر مال ہے تو محمدؐ ہے۔ اگر ہمارا دین ہے تو محمدؐ ہے ہم مفلس ہیں۔ کنگال ہیں مگر ہمارے دل مسرور ہیں کیونکہ ہمارے دل میں ہمارا انس موجود ہے۔

پس اے مسلم نوجوانو! پیارے اسلام اور اپنے جان سے عزیز نبی کی خاطر باہم اکٹھے ہو کر اٹھو۔ فرقہ بندی اور دین سے غفلت دور کر دو۔ اپنی تمام کوشش اصلاح میں صرف کر دو۔ مسلمانوں کو بیدار کرنے میں مشغول ہو جاؤ۔

مسلمانوں کے دلوں میں تبلیغ اسلام کے لئے ایک آگ لگا دو۔ کیونکہ اب عیسائی پورے زور سے مسلمانوں کو فرزند کر رہے ہیں۔ اور آریہ شدھی پر اپنی پوری طاقت صرف کر رہے ہیں۔ اگر اب بھی مسلمان بے خبر رہے تو پھر ہماری تو یہی دعا ہے جو مجدد زماں نے درگاہ الٰہی میں کی۔

اے خدا ہرگز مکن شاد آں دل تاریک را
آنکہ او را فکر دین احمد مختار نیست

جس طرح مسلمان دین سے غافل ہیں اسی طرح تجارت سے۔ حالانکہ حضور پر نور نے فرمایا ہے کہ ۹/۱۰ حصہ رزق تجارت میں ہے۔ اور اسی ذریعہ سے قومیں برسر اقتدار ہوتی ہیں اور جو قوم تجارت میں ہے۔ . .

. . . . اور جو قوم تجارت چھوڑتی ہے وہ بہت جلد ذلیل [illegible] تجارت کی

طرف خیال نہ کیا۔ تو وہ دن دور نہیں کہ جب کثرت کے ساتھ زمیندار بھیک مانگتے نظر آئیں گے۔ اور ان کی زمین کے مالک لالچی بنئے ہوں گے۔ مسلم نوجوانوں کے فرائض دن بدن بڑھ رہے ہیں۔ اب میدان میں اترنا چاہئے۔ اور اپنی قوم میں تجارت کا شوق پیدا کرنا چاہئے۔ اور ہر ممکن ذریعے سے قوم کو ابھارنا چاہئے۔ اور یہ کام منظم ہو کر کرنا چاہئے۔ انجمنیں بنا کر ایک نظام کے تحت اب میدان میں آنے کی ضرورت ہے۔

قوم کا درد رکھنے والے نوجوانو! آنے والا خطرہ عظیم الشان ہے۔ آہ! شدھی کا خوفناک طوفان پھر آتا نظر آرہا ہے۔ ہندو قوم اب بجائے انگریز کے مسلم سے ٹکر لگانا چاہتی ہے۔ یہ متعدد جگہ کے فسادات اور دنگے بتلاتے ہیں کہ برادران وطن الٹی چال چل رہے ہیں کبھی آواز آتی ہے کہ مسلم کا خون زمین پر بہہ رہا ہے۔ کبھی یہ صدا گونجتی ہے کہ گائے کے لئے مسلمانوں کو ذبح کیا گیا ہے غرضکہ مانند آب ارزاں ہو گیا اب مسلمان کا لہو۔

اے مسلم تیرا خون قیمتی ہے۔ آنکھ کھول۔ دنیا کی تمام طاغوتی طاقتیں تجھے مٹانے کے لئے باہم مل کر حملہ آور ہو چکی ہیں۔ اب خواب سے بیدار ہو۔ تیری جان تیرا اسلام خطرہ میں ہے۔ بیشک ہم نفاق اور سستی کی وجہ سے اس وقت کمزور ہو چکے ہیں۔ بیشک ہماری تعداد ہند میں ان سے تھوڑی ہے۔ لیکن ہمارے ارادے بلند ہیں۔ حوصلے قوی ہیں۔ تین صد تیرہ ہزار کو مار سکتے ہیں۔ ہمارے دشمن ہمیشہ ناکامیاب ونامراد رہے۔ اور خدا کے فضل سے تاقیامت نامراد ہی رہینگے۔ ہمارے سینوں میں توحید موجزن ہے۔ کوئی دوسری طاقتیں ہمیں کچل نہیں سکتیں۔ نوجوانو اٹھو اور زندہ دلی کا ثبوت دو۔ اور ایک بار پھر وحدت کا نظارہ دکھلا دو۔

خاکسار محمد اکبر علی چک ۸۱ جنوبی سرگودھا۔
ڈاکخانہ ماگھٹانوالہ

ممتاز بنک کا قضیہ

ہمارے پاس ممتاز بنک لاہور کے متعلق دو چٹھیاں اخبار میں شائع کرنے کے لئے پہنچی ہیں۔ ایک چٹھی میں موجودہ ڈائرکٹران بنک کی غفلت اور اپنے فرائض کے پورا کرنے میں کوتاہی کا ذکر ہے۔ اور بنک کی حالت کو نہایت یاس انگیز ظاہر کیا گیا ہے۔ اور دوسری چٹھی میں کہ جو ڈائرکٹر صاحبان کی طرف سے ہے پہلی چٹھی کی تردید کر کے غفلت کا الزام بعض سابقہ کارکنان بنک پر لگایا گیا ہے۔ حقیقت الحال کیا ہے۔ اس کا ہمیں کوئی علم نہیں۔ اس لئے ہم نے دونوں کے خطوط کا خلاصہ اخبار میں دے دیا ہے۔

ایڈیٹر

قاضی محمد سلیمان صاحب کے سوانح حیات

علامہ قاضی محمد سلیمان صاحب مرحوم پنشنر جج ریاست پٹیالہ مصنف رحمۃ للعالمین کی سوانح عمری تیار کی جارہی ہے۔ اس لئے ضرورت ہے کہ آپ کے جملہ احباب اور دوست جلد توجہ فرمائیں۔ اور آپ کی زندگی کے جن جن کارناموں اور واقعات سے وہ آگاہ ہوں۔ ہمیں لکھ کر بھیجدیں۔ تاکہ آپ کی ایک جامع سوانح عمری تیار ہو جائے۔

خاکسار: محمد عبد المجید۔ خادم ایڈیٹر "مسلمان" سوہدرہ ضلع گوجرانوالہ

مسلمان قرض سے کیونکر بچ سکتے ہیں

چند نہایت عمدہ اور قابلِ عمل تجاویز

(رقمزدہ جناب چوہدری فتح الدین صاحب ریٹائرڈ انسپکٹر تعلیمات گوجرانوالہ)

یہ امر مسلمہ ہے کہ مسلمان من حیث القوم قرض کے مرض میں مبتلا ہیں جس کا نتیجہ یہ ہے کہ وہ برادران وطن کی نظروں میں ذلیل و خوار ہیں۔ بمشکل پانچ فیصدی مسلمان ہوں گے جو قرض سے بچے ہوں۔ آپ یہ سُن کر حیران ہوں گے کہ قریباً تیرہ کروڑ روپیہ سالانہ مسلمان زمیندار صرف سود ادا کرتے ہیں جس قوم میں سے اس قدر زرکثیر نکل کر ہندوؤں کے پاس چلا جاتا ہو اس قوم کا کیا حشر ہوگا۔ ہر درد مند مسلمان کے دل میں قدرتی طور پر یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ مسلمان کس طرح قرض سے نجات حاصل کرکے غیر قوموں کی نظروں میں عزت و خوشی کی زندگی بسر کرسکتے ہیں۔ ہم ذیل میں چند قابلِ عمل تجاویز پیش کرتے ہیں۔ جن پر عمل پیرا ہو کر مسلمان بھائی قرض سے بڑی حد تک بچ سکتے ہیں۔

سودی قرض سے بچو

مذہب اسلام نے سود دینا بھی ویسا ہی حرام قرار دیا ہے جیسا کہ سود لینا۔ مگر ہمارے علمائے دین نے ابتدا میں سود دینے کے گناہ پر اس قدر زور نہیں دیا جتنا سود لینے کی برائی پر۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانوں نے نڈر ہو کر ہندو ساہوکاروں سے قرض لینا شروع کیا۔ اور بیاج دینے کو غیر مذموم سمجھنے لگے۔ اپنی سادہ لوحی سے ساہوکار کے سود در سود کے پیچ میں ایسے پھنسے کہ ان کے شکنجے سے رہائی مشکل۔ اگر ہوئی بھی تو تمام جائداد اور گھر کا اثاثہ ساہوکار کی نذر کر کے۔ اگر مسلمان بھائی اللہ تعالےٰ کے اس حکم کی پیروی کرتے کہ سود دینا حرام ہے تو آج ان کو یہ منحوس دن دیکھنا نصیب نہ ہوتا۔ شروع شروع میں تو ہندو ساہوکاروں سے قرض نہ لینے سے کچھ تکلیف ہوتی۔ مگر کچھ عرصہ بعد اِدھر اُدھر سے گذارہ کرکے وہ اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کی کوشش کرتے۔ اور مسلمانوں سے بوقت ضرورت قرض حسنہ لینے کے واسطے اپنی ساکھ ضرورتاً قائم کرتے۔ اب بھی مسلمان بھائیوں کو تہیہ کر لینا چاہئے کہ خواہ ان کو فاقہ کشی ہی کیوں نہ کرنی پڑے وہ کبھی بھی ہندو ساہوکار سے قرض نہ لیں گے۔

اگر قرض کی ضرورت بھی پڑے تو معاشی کوآپریٹو سوسائٹی سے لین دین رکھیں ان سوسائٹیوں کا حساب صاف ہوتا ہے۔ باقاعدہ پڑتال ہوتی ہے۔ دھوکا کا خطرہ نہیں ہوتا۔

سالانہ جمع و خرچ کا مرقع

مسلمانوں میں فضول خرچی کی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ ان کو اپنی سالانہ آمدنی اور خرچ کا صحیح اندازہ نہیں ہوتا۔ ہر پڑھے لکھے مسلمان کو اپنے گھر کے آدمیوں کی صلاح مشورہ سے سال میں بارہ ماہ کا میزانیہ یا بجٹ تیار کرنا چاہئے۔ پھر اس بجٹ کی ہر ایک مد پر نظر رکھنی چاہئے کہ مقررہ رقم سے خرچ بڑھنے نہ پائے۔ اس سے بڑا فائدہ یہ ہوگا کہ عورت اور بالغ اولاد کو گھر کا بجٹ پیش نظر ہوگا۔ ان کو اپنے خاوند یا والد سے ایسی رقم کے خرچ کے لئے تقاضا کرنے کی جرأت نہ ہوگی جو خانگی بجٹ میں درج نہ ہو۔ اگر بالفرض ایسی رقم یا خرچ کے لئے تقاضا بھی کریں تو اس خرچ کے لئے وسائل آمدنی سوچنے پڑیں گے۔ یا کسی دوسری مد کو کم کرنا پڑے گا۔ اس تجویز کی کامیابی کے لئے یہ ضروری ہے کہ ہم بیوی کو شریک کار بنائیں۔ اس کو انتظام خانہ داری کا ذمہ وار قرار دیں۔ اور مقررہ رقم اس کے سپرد کرکے اسے کفایت شعاری اور سوچ بچار کی عادت ڈالیں۔ شروع میں ممکن ہے کہ وہ مقررہ رقم سے زاید خرچ کرے مگر آہستہ آہستہ اُسے بجٹ کے اندر رہنے کی خود بخود عادت پڑ جائے گی۔ اور وہ فضول اور خارج از بجٹ خرچ سے بچنے کی کوشش کرے گی۔

ایسے مسلمانوں کے لئے جو اَن پڑھ ہیں اور حساب کتاب نہیں لکھ سکتے یہ کافی ہوگا کہ بیوی اور اولاد کے ساتھ مشورہ کرکے ماہواری خرچ کی فہرست بنائیں۔ اکٹھا سودا خرید کر بیوی کے سپرد کریں اور اس کو تاکید کریں کہ مہینہ گذرنے کے بعد گھر کے ہر ممبر پہ واضح ہو جائیگا۔ اس قدر سودا خرید گیا تھا۔ اتنا [illegible] ماہواری خرچ ہوا۔ اس قدر آمدنی اور بچت ہوئی۔ جب گھر کی آمدنی اور خرچ کا تخمینہ بیوی اور لڑکوں [illegible] ہیگا۔ تو فضول یا زائد از بجٹ خرچ کے لئے خاوند یا والد [illegible] گے۔ اس طرح خود بخود قرض سے بچے رہیں گے۔

ازدواجِ صغرسنی

جب تک لڑکے پورے بالغ اور اپنی روزی آپ کمانے کے لائق نہ ہو جائیں ان کی شادی نہ کی جائے۔ چھوٹی عمر میں شادی کرنے سے لڑکے کی تعلیم ادھوری رہ جاتی ہے۔ بیوی کے آنے سے ایک مستقل زاید خرچ بڑھ جاتا ہے۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ صغر سنی کی شادی سے اولاد کی صحت خراب ہو کر سارے کنبے کے لئے ایک نئی مصیبت کا سامنا ہوتا ہے۔ بوجہ افلاس اور غربت کے قرض لینے پر مجبور ہوتے ہیں۔ بجائے خوشی اور اتفاق کے روائی جھگڑے شروع ہوتے ہیں۔ اور خاندان کی تباہی کا باعث ہوتا ہے۔

غیر شرعی مسرفانہ رسمیں

شادی غمی کے موقع پر فضول غیر شرعی رسموں کو بند کیا جائے۔ بس ایسی رواج پا گئی ہیں۔ جن کی قباحت دل میں ہر شخص تسلیم کرتا ہے۔ مگر اتنی اخلاقی جرأت نہیں ہوتی کہ خود آگے بڑھ کر مثال قائم کرے۔ ایسے موقع پر ہمارے تعلیم یافتہ نوجوانوں کا فرض ہے کہ خود میدان عمل میں پیش قدمی کریں۔ اور اپنے ان پڑھ بھائیوں کے لئے مثال قائم کرکے مشعل راہ بنیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ ایک بُری رسم کو مٹانے والا اور شرعی رسم کو رواج دینے والا خلقِ خدا کی بڑی خدمت کرتا ہے۔ اور ثواب کا مستحق ہوتا ہے۔ اور یہ مسلمہ امر ہے کہ خلقِ خدا کی خدمت سے بڑھ کر اور کوئی عبادت نہیں ہے۔ سچ ہے سہ

طریقت بجز خدمت خلق نیست
بہ تسبیح و سجادہ و دلق نیست

انجمن حمایت اسلام لاہور کا سالانہ جلسہ

مکرم بندہ! السلام علیکم ورحمتہ اللہ۔ انجمن حمایت اسلام کا سالانہ جلسہ بتاریخ ۲۶-۲۷-۲۸ دسمبر ۱۹۳۰ء بروز جمعہ ہفتہ و اتوار اسلامیہ کالج کے میدان میں منعقد ہونا قرار پایا ہے۔ ہمدردان قوم و مددگاران انجمن سے قوی توقع ہے کہ وہ اپنی شمولیت سے جلسہ کی رونق بڑھانے کے علاوہ ہر پہلو سے کامیاب بنانے کی کوشش کریں گے۔ انجمن کی کارروائیوں کا دائرہ قومی ضرورتوں کے لحاظ سے بفضلِ خدا وسیع ہوتا جاتا ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ انجمن کے ہاتھ میں کوئی ایسا سرمایہ نہیں جس سے ان روز افزوں اخراجات کو اطمینان قلب کے ساتھ پورا کیا جا سکے۔ لیکن خدائے مسبب الاسباب کی ذات پر بھروسہ ہے۔ کہ آپ جیسے محبانِ قوم و معاونان انجمن کی ہمت اور فیاضی سے انجمن کے بارگران کا تسلی بخش انسداد و انتظام ہو جائے گا۔ اس وقت انجمن کے سالانہ خرچ کا اندازہ آٹھ نو لاکھ روپیہ کا ہے۔ جو اس امر کی دلیل ہے کہ مالک الملک کی خاص عنایت اور مہربانی سے قوم اپنے فرض منصبی سے غافل نہیں ہے۔ اور ہر ایک ممکن طریق سے اپنی بہبودی و خوشنودی میں کوشاں ہے۔ انجمن ایسی تجاویز پر غور کر رہی ہے۔ جس سے جلسہ میں خاص دلچسپی اور کشش کی شان پیدا ہو۔ لہذا برادران اسلام اپنی قومی تعلیمات کو برقرار رکھتے ہوئے اور اپنے مقدس مذہب اسلام کی عزت اور حرمت کی خاطر اس انجمن کی کارروائیوں کی طرف لطف کی نگاہ ڈالیں۔ اور اس انجمن کو قابل فخر تقویت دیکر اراکین انجمن کی شکر گزاری کے علاوہ عند اللہ ماجور ہوں۔ (نیازمند آنریری جنرل سیکرٹری)

آیندہ مردم شماری اور ہندو

خلاف آئین تجاویز زیر غور ہیں

حکومت کو فی الفور توجہ دینی چاہیئے

معلوم ہوا ہے کہ فروری ۱۹۳۱ء میں ہندوستان کی دس سالہ مردم شماری کا آغاز ہوگا۔ مردم شماری ہندوستان میں بسنے والی اقوام کی ترقی و تنزل اور انکی تعداد اور اہمیت کا آئینہ ہوتی ہے۔ اسی مردم شماری کے نتائج پر حکومت اقوام کو حصہ دیتی اور ان کے حقوق پر غور کرتی ہے۔ اس لئے وہ ہندو اخبارات جو آج کل ایک طرف انگریزی راج کو بیخ و بنیاد سے اکھاڑ دینے کی کوشش میں ہیں وہاں دوسری طرف ہندوستان پر اپنا اثر و رسوخ قائم کرنے کے لئے جائز و ناجائز ذرائع سے کام لینے میں دریغ نہیں کرتے۔ چنانچہ آنے والی مردم شماری کے متعلق ہندو اخبارات منظم پروپیگنڈا سے کام لے رہے ہیں۔ ہم حکومت سے پوچھتے ہیں کہ کیا اس طرح سے مردم شماری کرنے والوں کو مسموم کرانا کسی طرح بھی جائز ہے؟ اور کیا حکومت نے اندازہ کیا ہے کہ اس قسم کی حرکات سے کس قدر غلط نتائج نکلنے کا اندیشہ ہے۔

پرکاش کی تحریر بطور نمونہ

ہمعصر وکیل امرتسر نے اپنے ایک مقالہ افتتاحیہ میں ہندو اخبارات کی روش پر روشنی ڈالتے ہوئے پرکاش کے ایک مضمون کے چند فقرے نقل کئے ہیں۔ جو اس بات کا بین ثبوت ہیں کہ ملک میں کس قسم کی فضا مردم شماری کے متعلق پیدا کی جا رہی ہے۔ پڑھئے اور اندازہ لگایئے۔

"اس وقت حالت یہ ہے کہ جس کی تعداد زیادہ ہوگی اس کے ہاتھ میں طاقت ہوگی۔"

"تعداد بڑھانے کا بہترین طریقہ مردم شماری ہے۔ اس میں ہینگ لگے نہ پھٹکڑی رنگ چوکھا آنے والا معاملہ ہے۔ کسی کو مذہب کی تبدیلی پر مائل کرنا آسان بات نہیں۔ اس میں بہت کچھ خرچ آتا ہے۔"

مندرجہ بالا الفاظ کسی تشریح کے محتاج نہیں۔ ہمعصر پرکاش اوّل تو کثرت تعداد کی قوت کا لوہا مانتا ہے اور پھر اس تعداد کو بڑھانے کے لئے مردم شماری سے بہتر دوسرا موقع نہیں سمجھتا کیونکہ ویسے کسی مسلمان کو ہندو بنانا مشکل ہے اور اس پر بہت سا خرچ آتا ہے۔ مگر مردم شماری کے موقع پر کسی مسلمان کو ہندو لکھ لینا بہت آسان ہے۔ اور اس پر کچھ بھی خرچ نہیں آتا۔ کیا حکومت کا فرض نہیں کہ اس قسم کے گمراہ کن مضامین پہ توجہ دے۔ اور آیندہ مردم شماری کے متعلق اس قسم کی ہدایات جاری کرے جس سے حکومت صحیح اعداد جمع کرنے میں کامیاب ہو۔

صحیح مردم شماری کے ذرائع

سوال پیدا ہوتا ہے کہ حکومت کن طریقوں پر عمل کرکے مردم شماری کے جمع کر سکتی ہے۔ ہمارے خیال میں چند یہ ہیں۔

(۱) ہر حلقہ میں جہاں کوئی شخص مردم شماری کرنے جائے وہاں شمار کنندہ ایک ہندو ہو اور ایک مسلمان دونوں ملکر کام کریں۔

(۲) ہر حلقہ میں جہاں ہندو اور مسلمان رہتے ہوں وہاں کا چودھری محلہ کا کوئی معزز رکن مردم شماری کرنے والوں کے ساتھ ساتھ کچھ صرف کرے اور نگرانی رکھے۔

(۳) افسران بالا اپنے ماتحتوں کو برابر ہدایات جاری کرتے رہیں۔

(۴) مردم شماری کے متعلق اس قسم کے خلاف آئین پروپیگنڈا پر سختی سے نوٹس لیا جائے۔

(۵) جو لوگ اس پروپیگنڈا سے متاثر ہوں اور کوئی خلاف قانون حرکت کریں انہیں شدید سزائیں دی جائیں۔

(۶) حکومت اس کے متعلق ضروری کمیونک شائع کرکے پبلک کو مطلع کرتی رہے

(۷) چونکہ اچھوتوں کے لئے علیحدہ نشستیں قائم کی جا رہی ہیں۔ اس لئے اچھوتوں کو ہندوؤں میں شمار نہ کیا جائے۔

مسلمانوں کا فرض

ہم مسلمانوں کو ان کا فرض بتلانا چاہتے ہیں۔ مگر وہ ہندو اخبارات کی طرح سے یہ نہیں ہے کہ وہ اپنی تعداد زیادہ لکھوائیں۔ یا غیر مسلم اچھوت عوام کو مسلمان لکھوالیں۔ بلکہ یہ کہ وہ اپنی پوری تعداد لکھوائیں۔

. . . . (۲) اپنی زبان اردو لکھوائیں

جس میں وہ لکھنے پڑھتے ہوں (۳) جب ان کے محلہ میں مردم شماری والے پہنچیں تو ان کے ساتھ ہو کر اپنی پوری تعداد لکھوائیں اور نگرانی رکھیں کہ شمار کنندہ کسی قسم کی شرارت نہ کرے۔

ہندوؤں اور مسلمانوں کا مشترکہ فرض

یہ ہے کہ وہ مردم شماری کے معاملہ میں تعصب کو بالائے طاق رکھ دیں۔ اور کوشش کریں کہ مردم شماری سے صحیح تعداد حاصل کی جائے۔ اس صحیح تعداد سے ہی قوموں کو اپنی کمزوریوں کا صحیح طور پر علم ہو سکتا ہے ورنہ غلط اعداد ہر قوم کو گمراہی میں ڈال کر ان کی ترقیوں کو تنزل میں بدل دیں گے۔ (تاج)

مراسلات

غلام غوث بنام عزیز احمد
(گذشتہ سے پیوستہ)

نیز اکبر ان موصوف نیز مبایعین بزرگوں نے ستمبر اور اکتوبر ۱۹۱۳ء کے پیغام صلح میں حلفیہ شہادت سے مسیح موعود علیہ السلام کو نبی رسول نجات دہندہ ثابت کیا ہوا ہے۔[1] اور آپ پر یہ بھی ظاہر ہو کہ حضرت مسیح موعودؑ ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو واصل باللہ ہوئے۔ اس کے بعد بدر کا پہلا پرچہ دوسری جون ۱۹۰۸ء کو نکلا۔ وہ پرچہ دراصل مولوی محمد علی صاحب ایم اے۔ خواجہ کمال الدین صاحب وکیل۔ مرزا یعقوب بیگ صاحب ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب ایسے ہی اکابر اور بزرگان سلسلہ کی طرف سے بیرونی انجمنوں اور جماعتوں کی ہدایات کے لئے تھا۔ ان میں سرخیوں میں نبی کی وفات وغیرہ لکھ کر سرخیوں کے اندر نبوت مسیح موعودؑ پر مضامین لکھے ہوئے ہیں۔ میں آپ کو تکلیف دیتا ہوں کہ آپ اس پرچے کو تلاش کر کے ملاحظہ فرمائیں اور غور فرمائیں۔ اگر حضرت مسیح موعود نبی نہیں تو بقول

درختے کہ اکنوں گرفت است پا ۔ بیروئے شخصے برآید ز جا[2]

اسی وقت کیوں نہ انکار کیا گیا؟

میں نے اس جگہ جان بوجھ کر سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مبایعین کو پیش نہیں کیا۔ ورنہ مبایعین کے اس وقت کے حوالے بھی میرے پاس موجود ہیں۔[3] غرضیکہ یہ سب حوالجات منصف کے پاس رکھے جائیں تاکہ وہ عارفانہ رنگ پر روشنی ڈال سکے۔

(۲) آپ کا دوسرا قیاس یہ ہے کہ آپ فرماتے ہیں کہ اگر نبی ہونے کا دعویٰ ہے تو نبی کا منکر ہمیشہ کافر ہوتا ہے۔ یہ کیسا نبی ہے کہ اس کے انکار سے کوئی کافر نہیں بنتا۔

جواب: - اس کے بارے میں میری یہ عرض ہے کہ میں نے سابقہ عریضہ میں مسئلہ کفر کو کھول کھول کر عرض کر دیا ہوا ہے۔ اس پر غور کر کے ملاحظہ فرمائیں۔ اور ان دلائل کو خواہ وہ آپ کے نزدیک صحیح ہیں یا غلط "پیغام صلح" میں درج بھی ضرور کرائیں۔

(۳) آپ کا تیسرا قیاس یہ ہے کہ صرف نبی نبی کہہ کر غلو کیا جاتا ہے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پیار نہیں ہے۔

جواب - اس کے متعلق میری یہ عرض ہے کہ نبی کہنا غلو نہیں ہوتا۔ اگر قرآن مجید اور حدیث شریف سے نبی ثابت ہو۔ اور مدعی کا دعویٰ بھی نبی ہونے کا ہو۔ اور سلسلہ عالیہ کے ماننے والے بزرگ اور اکابر نبی ہونے کی تصدیق بھی کریں۔ تو اس کو غلو کہنا حق کا خون کرنا ہے۔

واضح رہے عالی ہو کہ ہمیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت اور پیار سب رسولوں سے بڑھ کر ہے جس کے دل میں آنحضرت صلعم کی ایسی عزت اور پیار نہیں۔ وہ مومن کہاں کا۔ یا جس کے سینے میں یہ نہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام نہیں ہیں۔ اور ان کی غلامی کے فیض سے ہی نبی نہیں ہیں اس پر بھی ہزار در ہزار ملکہ بے شمار لعنت ہے۔ غیر مبایعین کو چاہئے کہ ایسے بہتان لگانے سے پرہیز کریں۔ قرآن پاک وہی، حدیث و سنت وہی، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وہی حتیٰ کہ اذان وغیرہ میں شہادت محمد رسول اللہ صلعم یعنی اشہدان محمد رسول اللہ وہی۔[4]

بھائی صاحب! یہ سوچنے کا مقام ہے۔ ہم خدا کی قسم سے گواہی دیتے ہیں کہ ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ حضرت محمد صلعم کی ارفع و اعلیٰ شان کو زیادہ پایا۔[44] اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارفع شان اور علو مرتبہ ہونے کی طفیل حضرت مسیح موعود کو نبوت کا شرف حاصل ہونے پر ایمان لائے۔ سچ کہا ہے۔ ع

آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

۴ - آپ کا چوتھا قیاس یہ ہے کہ آپ تحریر فرماتے ہیں کہ خاتم النبیین اور لانبی بعدی کی تشریح جو سابقہ خط میں ہے غلط ہے۔ اور تشریح فرمانے کا وعدہ فرماتے ہیں۔

جواب: - اس کے بارے میں میری یہ عرض ہے کہ میں نے سابقہ عریضہ میں جو خاتم النبیین اور لانبی بعدی کو عرض کر دیا ہوا ہے[5] اس پر مکرر ملاحظہ فرمائیں۔ اور یہ دلائل بھی خواہ آپ کے نزدیک غلط ہیں یا صحیح "پیغام صلح" میں ضرور درج کرائیں۔ تاکہ ناظرین کو بھی ان پر آگاہی ہو جائے۔ اور خود جو تشریح کا وعدہ فرمایا ہے۔ اس سے محظوظ فرمائیں۔ آپ کی مہربانی ہوگی۔

۵ - آپ اپنے پانچویں قیاس میں فرماتے ہیں کہ افسوس ابھی تک غور نہیں کیا جاتا۔ کہ مرزا صاحب نے بار بار کیوں لکھا کہ ہم ظلی نبی ہیں۔ میرے پر نبوت کی چادر اوڑھائی گئی ہیں ایک پہلو سے نبی ایک پہلو سے امتی۔ میں وہی نبی ہوں۔ نیستم رسول نیاوردہ ام کتاب۔ نیز اس پر بھی غور نہیں فرمایا جاتا کہ مرزا صاحب نے بار بار کہا کہ جہاں نبی کا لفظ ہے کاٹا ہوا سمجھو۔ نبی کی شان نہیں ہے کہ ایک منٹ کے لئے بھی نبوت سے انکار کرے۔

جواب - اس کے بارے میں میری یہ عرض ہے کہ قرآن شریف میں صاف نبی۔ رسول۔ نذیر وغیرہ الفاظ بار بار آئے ہیں ایسا ہی حدیث شریف میں بھی

مگر ظلی نبی۔ امتی نبی۔ مجازی نبی۔ اصلی نبی مستقل نبی حضرت مسیح موعود کی ہی اصطلاح ہے۔ پس مسیح موعود کے ماننے والوں پر لازم ہے کہ وہ حضرت مسیح موعود کی تصنیفات کے ذریعہ علم حاصل کریں کہ ظلی۔ مجازی۔ امتی۔ اصلی۔ مستقل وغیرہ سے کیا مراد ہے۔ خود بخود کر کے کسی غلطی کے مرتکب نہ بنیں۔

---

[1] جس شخص کی طرف سے یہ دجل کیا گیا تھا۔ وہ میاں صاحب کا ہی ایک مرید تھا۔ اطلاع ملنے پر اس کو علیحدہ کر دیا گیا شیعوں کی طرح سے فرضی سند کر حدیث بیان کرنا یا وضع کرنا فالباً آپ بھولے نہ ہوں گے۔ (ایڈیٹر)

[2] حضرت صاحب کی نبوت کا وہ مفہوم کہ حضرت صاحب ویسے ہی نبی ہیں جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء تھے۔ اور جن کو مرزا صاحب کی خبر ہی نہیں پہنچی۔ وہ بھی کافر ہیں۔ اس قسم کا کوئی مفہوم نبوت اس وقت کسی کے خیال میں نہ تھا۔ (ایڈیٹر)

[3] مثلاً ۱۶ فروری ۱۹۱۱ء بدر میں مولوی سرور شاہ صاحب لکھتے ہیں جس شخص کو اللہ تعالیٰ بکثرت شرف مکالمہ سے ممتاز کرے اور غیب کی خبروں سے مطلع کرے وہ نبی ہے۔ اس رنگ میں میرے نزدیک تمام مجددین سابق مختلف مدارج کے انبیاء گذرے ہیں مفتی محمد صادق لکھتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ آپ کے بعد کوئی دوسرا نبی آنے والا نہیں۔ نہ نیا نہ پرانا۔ بدر جلد ۹ نمبر ۱۳ مولوی عمر الدین اور میر محمد ...

بنام غلام غوث صاحب انسپکٹر پنشنر قادیاں
(گذشتہ سے پیوستہ)

جیسے تیسری جگہ تشریح کے ساتھ لکھ دیا کہ اس امت میں کوئی نبی نہیں مگر نبیوں کی مانند خدا سے ہمکلام ہو جاتے ہیں۔ دیکھو اس امت میں کوئی رسول نہیں۔ مگر رسولوں کی مانند روشن نشان ان کے ہاتھ پر ظاہر ہوتے ہیں مگر افسوس آپ اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ امتی کے انکار سے امتی کافر نہیں ہوتا ہے۔ صرف زبانی دعویٰ ہے۔ کہ ہم مرزا صاحب کو غلام اور امتی جانتے ہیں۔ دراصل محمد صلعم سے پیار نہیں ہے۔ اب آپ کا مطلب یہ ہے کہ جہاں جہاں مرزا صاحب نے انکار کیا ہے مستقل نبی ہونے سے انکار کیا ہے۔ مگر غیر مستقل نبی ہونے سے انکار نہیں کیا ہے۔

چلو تھوڑی دیر کے لئے تمام ہوا ہم بھی تسلیم کرتے ہیں۔ مگر غیر تشریعی نبی ہونے کا تو دعویٰ ہے مگر مسیح موعود صاف لفظوں میں فرماتے ہیں کہ دعوے کے انکار کی وجہ سے کوئی کافر نہیں ہوتا ہے تو آپ سے دریافت ہے کہ باوجود نبی ہونے کے تو بھی آپ کے انکار سے کافر نہیں ہوتا ہے۔ تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ کیسا نبی ہے۔ اس کے انکار سے کافر نہیں ہوتا۔ آپ کی عقلمندی و خلیفہ صاحب کی ملمع سازی میری سمجھ میں نہیں آتی ہے۔ ذرا مہربانی فرما کر سمجھا دیجئے۔ میرے پاس تو ثبوت بھی موجود ہے۔ آپ کے پاس کیا ثبوت ہے۔ خاکسار بھی لوگو میرا محدث ہونے کا دعویٰ ہے نہ کہ نبی کا۔ مگر آپکا ایمان و عقیدہ ہے کہ مرزا صاحب کا نبی ہونے کا دعویٰ ہے۔ دعویٰ کے متعلق مرزا صاحب یوں کہیں مگر آپ کی اُلٹی تقلید سمجھ میں نہیں آتی ہے۔ سوائے خلیفہ صاحب کے کوئی بھی نہیں مانتا۔ یہ عجیب بات ہے۔ کیونکہ آپ نے اپنے خلیفہ کی تعریف میں دریا بہا دیا ہے۔ اور ان کے لئے غلطی کا امکان نہیں ہے بھیجو غور کرو بھلے آدمی مرزا صاحب کا صرف محدث ہونے کا دعویٰ ہے۔ کیونکہ محدث کا منکر کافر نہیں ہوتا ہے۔ مرزا صاحب کا مطلب صاف ہو گیا۔ اگر اب بھی کوئی نہیں سمجھ سکے تو سوائے گمراہی کے کیا کہیں۔ پس جناب مولوی محمد علی صاحب نے نبی لکھا ہے۔ تو وہی مراد لیا ہے۔ جو مسیح موعود صاحب نے مراد لے کر بتلایا کہ جہاں جہاں نبی کا لفظ آگیا ہے۔ اس سے محدث مراد لو۔

مگر دعویٰ کے متعلق نہیں اگر نعوذ باللہ حضرت مرزا صاحب کا دعویٰ نبی ہونے کا مان لیا جاوے۔ تو سوائے دیوانے و پاگل کی بڑ کے اور کیا تصور ہوں گے۔ کبھی محدث کہتا ہے کبھی نبی کہتا ہے۔ کبھی نبی ہونے سے انکار ہے۔ کبھی نبی کا اقرار ہے۔ کبھی کافر کہتا ہے۔ کبھی کافر نہیں کہتا ہے۔ کبھی دعوے سے کافر ہوتا ہے۔ کبھی دعویٰ کے انکار سے کافر نہیں ہوتا ہے۔ کبھی خدا کا اپنے کو بیٹا کہتا ہے۔ کبھی اپنے کو غلام کہتا ہے۔ کبھی آقا کے ذریعہ سے آقا بن جاتا ہے۔ کبھی آسمان زمین پیدا کرتا ہے کبھی نہیں کرتا ہے۔ مگر اس کا مطلب سوائے میاں محمود احمد صاحب کے کوئی بھی نہیں سمجھتا۔ اس لئے سارے جہان کے لوگ کافر ہیں۔ اب آپ کو خلیفہ صاحب کو خدا کا واسطہ دیتے ہیں اور قادیان والوں کو منصف قرار دیتے ہیں کہ پاگل میں کیا امتیاز کریں گے۔ اور ان سب لفظوں کے سوائے عارفانہ رنگ کے کیا معنے رکھتے ہیں کیونکہ آپ عارفانہ رنگ کو نہیں مانتے۔ تو ذرا مہربانی کر کے بتلا دیجئے کہ یہ سب کے کیا معنے کریں۔ پس اگر آپ حضرت مسیح موعود صاحب کی عزت رکھنا چاہتے ہیں تو سوائے عارفانہ رنگ کے کوئی معنے نہیں ہوں گے۔ افسوس صد افسوس آپ مرزا صاحب کی نبوت ثابت کرنے میں مبہوت ہو رہے ہیں۔ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کا بھی خیال نہیں۔ آپ حضرت محمد صلعم کی شان میں صرف محمد کا لفظ تحریر میں لایا ہے۔ اور حضرت مرزا صاحب کو مسیح موعود علیہ السلام کے لفظ سے یاد کیا ہے۔ آپ کی تحریر موجود ہے۔ دیکھ سکتے ہیں۔ دراصل محمد صلعم سے پیار نہیں ہے۔ آپ کے خلیفہ میاں محمود احمد صاحب کے شان مرتبہ میں مجھے کوئی کلام نہیں ہے۔ صرف غرض یہ ہے کہ دھوکا میں ڈوب گئے۔ اور نصاریٰ کی مشابہت کو اختیار کر لیا ہے۔ جس کی خبر مخبر صادق نے دیا ہے۔ کہ میری اُمت کے لوگ یہود و نصاریٰ کی چال چلیں گے۔ آپ نے یہ بھی الزام دیا ہے۔ بار بار مرزا صاحب لکھتے ہو۔ علیہ السلام نہیں لکھتے ہو سو بھائی صاحب اللہ کے فضل سے آپ سے زیادہ حضرت مسیح موعود کی شان مرتبہ کو پہچان لیا ہے۔

مگر اس کی قدر شان مرتبہ ہے جو خدا رسول کے نزدیک جائز ہے۔ زیادہ نہیں۔ آپ نے صلح حدیبیہ کا بھی ذکر کیا ہے۔ مگر تشریح نہیں فرمایا۔ خیر اللہ آپ پر رحم کرے کہاں صلح حدیبیہ کہاں دعوت نبوت۔ دیکھو میرے پیارے محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو لئے کفار عرب اگر ایک ہاتھ میں آفتاب دیدو اور ایک ہاتھ میں مہتاب تو بھی اس کہنے سے پھر نہیں سکتا کہ خدا ایک ہے اور میں اس کا رسول ہوں۔ اگر کفار اپنے صلح نامہ میں رسول کے لکھنے کو نہیں چاہتے تو کوئی ہرج نہیں۔ یہ سچ ہے۔ جنگ میں مخالف نہیں پسند کرتا۔ اگر ہم آپ کو بھلا نہیں کہیں تو آپ کی کسر شان نہیں ہوگی۔ کیونکہ ہم مخالف ہیں۔ کافروں کے صلح نامے میں رسول کے لفظ کو علیحدہ کر دینے سے کوئی ہرج نہیں۔

مگر یہاں یہ بات نہیں ہے۔ خود مدعی اقراری ہے۔ جہاں جہاں رسول نبی کا لفظ آگیا ہے اس کو کاٹا ہوا جانو اور اس سے مراد محدث ہے۔ نہ کہ نبی۔ تمام تشریح کر کے بتلا دیا ہے۔ آپ کیسے مومن ہیں کہ ذری بات سمجھ میں نہیں آتی ہے۔ اگر محمد صلعم اپنے نبی ہونے سے انکار کرتے تو کافروں کا سر پھر اتھا کہ جنگ کرتے ہماری اور آپکی جنگ مدعی کے انکار پر ہے۔ اور وہاں اقرار پر ہے۔

بھلے آدمی دعویٰ نبوت و صلح حدیبیہ سے کیا تعلق ہے۔ خیر محمد صلعم کی جو بھی اتباع کرتا ہے محمد صلعم کے فیضان نبوت سے فیضیاب ہوتا ہے۔ مرزا صاحب کو جو شان مرتبہ ملا ہے محض محمد صلعم کی نبوت کا فیض ہے۔ یہی اتباع کرنے سے نبی ہوتا ہے۔ جیسا کہ آپ لوگوں کا خیال ہے تو صحابہ کرام سے بڑھ کر کس نے اتباع کیا ہے۔ نبی کیوں نہیں ہوئے۔ اور نعمت نبوت سے کیوں محروم کر دیئے گئے۔ دراصل بعد محمد صلعم کے کوئی نبی نہیں۔

پانچواں سوال یہ ہے کہ خاتم النبیین کے صرف یہی معنے لئے جائیں کہ آپ مہر نبیوں کے ہیں تو ذرا مہربانی کر کے بتلا دیجئے کہ قرآن شریف میں وہ کونسی آیت ہے کہ جس سے محمد صلعم ختم نبوت مستقلہ کے ہیں۔ من بعد اسمہ احمد۔ اس بعد سے کیا مراد ہے۔ دیکھو حضرت عیسیٰ علیہ السلام خود اس دنیا میں موجود تھے۔ اپنی امت سے کہتے ہیں کہ بعد میرے ایک رسول آئے گا جس کا نام ہوگا احمد۔ پس اس بعد سے بھی یہی مراد ہے۔ لا نبی بعدی بعد میرے کوئی نبی نہیں۔ کیونکہ اس کی تشریح دوسری جگہ فرما دیا ہے۔ بعد میرے نبی ہوتا تو عمر ہوتے اس تشریح کے ہوتے ہوئے اور کیا معنے ہوں گے۔

چھٹا سوال یہ ہے کہ شریعت محمدیہ میں ایسے نبی کا نام و نشان نہیں۔ پھر کسی شخص یا خود مرزا صاحب کا کیا حق ہے کہ اپنے کو مجازی نبی کہیں۔ اگر کہا ہے تو سوائے عارفانہ رنگ کے اور کیا معنے کریں گے۔ کیونکہ نبی کی شان نہیں ہے کہ دوسرے نبی کی شریعت کے خلاف کرے۔

اے میرے مکرم بھائی! اس عریضہ کو بہت غور سے پڑھ کر اور دل سے تعصب کو نکال کر

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ (۳: ۶۴)

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا

سہ روزہ آرگن

پیغامِ صلح

ادارۂ تحریر

عبد الحق

حضرت مسیح موعود اور آپکی جماعت کا مذہب

اغراض و مقاصد

۱- مذاہب عالم کو دعوت اسلام۔

۲- فضائل اسلام او قرآن کی نشر و اشاعت

۳- مسلمانوں کی باہمی تکفیر کو مٹا کر آپس میں رواداری کی تلقین کرنا۔

۴- مجددیت حضرت مسیح موعود کی تعمیر اور خدمات اسلام سے دنیا کو روشناس کرانا۔

جلد ۱۸ | لاہور - یوم سہ شنبہ مطبوعہ ۲ شعبان ۱۳۴۹ ہجری مطابق ۲۳ دسمبر ۱۹۳۰ عیسوی | نمبر ۸۵

جذباتِ حق

(از ابن الاسد فیض لدھیانوی)

سراسر دامنِ کفر و ضلالت چاک کر دوں گا
خس و خاشاک کی صورت جلا کر خاک کر دوں گا

جہاں سے نام تک نابود ہوگا بت پرستی کا
مٹا کر نقشِ باطل بزمِ گیتی پاک کر دوں گا

ستارے گرہی کے جس قدر ہیں ڈوب جائیں گے
درخشاں نیّرِ دینِ شہِ لولاک کر دوں گا

سنا کر مژدۂ فتحِ قریب رزمِ عالم میں
مسلمانوں کو خوفِ غیر سے بیباک کر دوں گا

زمانے کی روش میں فیض تبدیلی عیاں ہوگی
میں پیدا پھر نئی دنیا تہِ افلاک کر دوں گا

نذرِ عقیدت

از جناب محمد اقبال صاحب سیف (جیبوی) متعلم اسلامیہ کالج لاہور

اک ستم تھا اک قیامت تھی خدا کا قہر تھا
امتِ خیر الوریٰ پر چار سو چھایا ہوا

بت شکن غازی کا دنیا میں پریشاں حال تھا
بادلِ کفر و جہالت سر پہ تھا چھایا ہوا

کھو چکے اسلاف کے تھے جوشِ ایمانی کو وہ
جس نے دل مفتوح کئے تھے وصف وہ جاتا رہا

نام تھے اسلامیوں کے کام کفاروں کے تھے
تھے غلامانِ محمدؐ سے بھی بے اعتنا

عالمِ فانی میں جب ان کا یہ ابتر حال تھا
تب جو دیکھا کو رحم ان پر آ گیا

رہبرِ کامل شہنشاہ و فقیر و اولیاء
سرزمینِ قادیاں سے دفعتًہ پیدا ہوا

جاتا رہا خوفِ خزاں آئی گلستاں میں بہار
نخلِ ایماں ہوگیا سرسبز مرجھایا ہوا

لاہور بھی دیکھنے کے قابل شہر ہے

۱- اس لئے کہ وہ پنجاب کا بہت بڑا شہر ہے۔
۲- تمام بڑے بڑے مذاہب کی مجالس کا مرکز ہے۔
۳- بزرگوں کے مزارات اور شاہی یادگاروں کی بہت بڑی جگہ ہے۔
۴- علمی کالجوں، درسگاہوں، لائبریریوں کا بڑا جامعہ ہے۔
۵- تجارت کی بہت بڑی منڈی ہے۔ ہر قسم کا مال فروخت ہوتا اور خریدا جاتا ہے۔

اگر آپ کسی غرض سے بڑے دنوں میں لاہور تشریف لائیں تو

دنیا بھر میں اشاعت اسلام کی سب سے بڑی انجمن

کے سالانہ جلسہ میں ضرور شامل ہوں۔ اس کی تقاریر سے فائدہ اٹھائیں۔ انجمن کے حالات اور کاموں سے واقفیت حاصل کریں سعید بہ پیسہ اور مال کر مدد دیں۔ جلسہ ۲۶، ۲۷، ۲۸ دسمبر کو احمدیہ بلڈنگس لاہور میں ہوگا

ہماری تبلیغی ڈاک

ٹرینیڈاڈ

جناب گوہر علی صاحب تحریر فرماتے ہیں:-

یہاں پر تین قسم کے سکول ہیں۔ مشن اسکول کیتھولک اسکول اور گورنمنٹ اسکول۔ اوپر کے دو اسکولوں کو گورنمنٹ امداد دیتی ہے اس وجہ سے ان اسکولوں کو اسسٹنٹ اسکول کہتے ہیں۔

مشن اور کیتھولک اسکولوں میں مذہب کا بہت دباؤ ڈالا جاتا ہے اور کوئی مسلمان یا ہندو لڑکا اعلیٰ تعلیم اور اعلیٰ عہدہ ان سکولوں میں نہیں پا سکتا۔ جبتک عیسائی نہ بنے۔ آج تک کوئی مسلمان یا ہندو ان مشن کے دو اسکولوں میں ہیڈ ماسٹر نہیں ہوا۔ اور نہ ان دو اسکولوں کے ٹرننگ اسکول میں گھسنے پایا۔ ان اسکولوں میں عیسائی مذہب کی تعلیم بھی بچوں کو دی جاتی ہے۔ ہندو ہو خواہ مسلمان بائیبل کا سبق ضرور دیا جاتا ہے مذہبی گانا ضرور گایا جاتا ہے اور ہیم گیت ضرور سکھائے جاتے ہیں۔ پھر ان اسکولوں میں کام پانے کی غرض سے نوجوان طلباء عیسائی ہو جاتے ہیں۔ اگر کوئی طلباء عیسائی کہنا ہوا تو ہر امتحان میں فیل ہو جاتا ہے اور اس کو جواب ملتا ہے کہ تم اس زندگی میں کامیاب نہ ہو گے یہ جلی حروف کا جملہ ایک مشن اسکول کے منیجر نے ایک مسلمان لڑکے کو

بارے میں کہا تھا۔ اور مسٹر پاٹرک امام شاہ نے تو صاف صاف کہ دیا کہ ہمارے مشن اسکول صرف مذہب پھیلانے کی غرض سے بنے ہیں۔ اور یہ بات انہوں نے سچ کہی۔

اب یہاں کی گورنمنٹ آہستہ آہستہ گورنمنٹ سکول بند کرتی جاتی ہے۔ اور مشن کو اپنا اسکول دیتی جاتی ہے۔ کیونکہ ایسا کرنے سے گورنمنٹ کو خرچہ کم پڑے گا۔ سب کاروبار مشن وغیرہ کے سپرد ہوگا۔ صرف گورنمنٹ کو تھوڑی مدد دینی پڑے گی۔

گورنمنٹ اسکولوں میں مذہب اور ذات پات کی قید نہیں ہے۔ ان اسکولوں میں صرف علم سکھایا جاتا ہے۔ ہندو ہو یا مسلم نرسری (دخت کیمپ) کالج اور ٹریننگ اسکول بھی قانون کے موافق ملے گا۔ اور ملتا ہے۔ اپنی اپنی تقدیر ہے۔ مگر مشن اسکولوں میں نہ تقدیر کام کرتی ہے نہ تدبیر۔ آدمی بننا چاہتے ہو تو عیسائی بنو۔

اب گورنمنٹ اسکولوں کے بند ہو جانے کی وجہ سے رہی سہی امید بھی جاتی رہیگی۔ سیاہ سفید کرنا سب مشن کے ہاتھ میں ہوگا۔ کیونکہ یہاں کے ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ میں سب عیسائی لوگ ہیں۔ گورنمنٹ اسکول بند ہو جانے کی وجہ سے مسلمانوں کو بہت ہی نقصان ہوگا۔ مجبوری سب کچھ کراتی ہے۔ آخر بچوں کو علم حاصل کرنے کے لالچ میں عیسائی ہونا پڑے گا۔

حالانکہ جہاں جہاں گورنمنٹ اسکول بند ہوگئے یا بند ہونے والے ہیں ان مقاموں میں مسلمان اور ہندو زیادہ بستے ہیں اور انہیں کے بچے اسکول جاتے ہیں۔ حالانکہ وہاں اس کے خلاف چاہئے تھا۔

یہاں کوئی مضبوط انجمن نہیں ہے جو ان سب باتوں پر غور کرے۔ سب پیسہ کمانے کی فکر میں لگے ہیں۔ مذہب کی پرواہ نہیں چنانچہ حضور کو یہ عریضہ روانہ کر کے عرض پرداز ہوں کہ حضور اس بارے میں کچھ یہاں کے مسلمانوں پر رحم کریں۔ تاکہ مسلمان بچے عیسائی ہونے سے بچیں۔ اور چار پانچ عرضیاں یہاں کے گورنر صاحب اور ایک امیگریشن آفس میں۔ اور صیغہ تعلیم میں روانہ فرمائیں۔ تاکہ گورنمنٹ سکول بجائے بند ہونے کے مشن اسکولوں کو گورنمنٹ اسکول کر دیویں۔ اور اگر یہ نہ کرے تو کم سے کم جہاں گورنمنٹ اسکول ہیں ان کو بند نہ کرے۔ امید ہے کہ جناب اس پر کوشش کریں گے۔ اور مسلمانوں کا ایمان نہ جانے دیں گے۔

آج کل یہاں ہندوستان سے ایک ریورنڈ اننت رام صاحب آئے ہوئے ہیں۔ اپنے لیکچر میں مسلمانوں کی ہجو بہت کرتے ہیں اور آنحضرت صلعم کی ہجو گوئی پر کمر باندھی ہے۔ ہمارے عیسائی بھائی بہت خوش ہوتے ہیں۔ اخباروں کے کالم سیاہ ہو رہے ہیں۔ جگو انس کے مسلمانوں نے چیلنج دیا۔ مگر اننت رام نے انکار کیا مگر یہ خیال دنیا سے نرالا ہے۔ یعنی میرا خیال ہے کہ اگر کسی کے شکم میں درد کم تھے روٹی کے مسلمانوں کے پیغمبر کی بد گوئی کرنے سے چلے جاتے ہیں اور اس کے بال بچہ کا پیٹ بھی بھرتا ہے تو ہمارا محمدؐ کا کیا بگڑتا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۱۸ | شعبان سنہ ۱۳۴۸ھ | نمبر ۵

آزادی کی پہلی شرط

لارڈ رسل نائب وزیر ہند نے حال ہی میں کیمبرج میں ایک تقریر فرمائی جس کے دوران میں آپ نے صاف صاف کہہ دیا کہ ابھی ہندوستان سنیمراتی حکومت کا اہل نہیں ہے۔ اور جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ایسی حکومت عنقریب ملنے والی ہے وہ اوّل درجہ کے احمق ہیں۔ لارڈ موصوف کی اس تقریر نے ہندوستان کے مادر زاد وفاداروں کو بھی سخت پیچ میں ڈال دیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ جب لارڈ موصوف نے یہ محسوس کیا کہ ان کی یہ صاف گوئی برطانیہ کے امپیریل مفاد کے لئے مضر ثابت ہوئی ہے اور ہندوستان کے سیاسی حلقوں میں برطانیہ کے خلاف بدظنی اور نفرت کی فضا پیدا ہو گئی ہے تو انہوں نے ہوا کا رُخ دیکھ کر ریوٹر ایجنسی کے ذریعہ یہ پیغام پہنچایا کہ افسوس ہے کہ میرے عزیز کی موت نے مجھے اس قدر از خود رفتہ کر دیا تھا کہ میرا دماغی توازن قائم نہ رہا میرا منشا یہ تھا کہ خود انگلستان کو آزاد حکومت کے لئے ارتقائی مدارج طے کرنے پڑے۔ اور اب یہی صورت ہے کہ ہندوستان کے لیڈر ہندوستان میں نظام حکومت کے متعلق برطانیہ کے ساتھ تعاون کے عمل سے ایک ایسا لائحہ عمل اختیار کریں جو امپیریل گورنمنٹ کے لئے قابل قبول ہو"۔ عذر گناہ بدتر از گناہ کی اس سے بہتر مثال اور کیا ہو سکتی ہے؟

انگلستان کے بعض سیاسی حلقوں میں لارڈ رسل کی تقریر کے خلاف غیظ و غضب کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ مگر ہمارے نزدیک اس نمائشی اور مصنوعی غیظ و غضب سے ہندوستانیوں کی آنکھوں میں خاک جھونکنا مقصود ہے۔ کیا یہ قیاس میں آسکتا ہے کہ نائب وزیر ہند جیسا ذمہ دار شخص ہندوستان کے متعلق انگلستان کی مجلس وزرا سے استصواب کئے بغیر ایسے الفاظ منہ سے نکالنے کی جرأت کر سکے جن سے ہندوستان کی سیاسی فضا کے مکدر ہو جانے کا اندیشہ ہو؟

اس تلخ حقیقت پر پردہ ڈالنا ایک بے سود کوشش ہے کہ خود فرزندان ہند کامل آزادی کی پاس شدہ قرارداد پر متفق نہیں ہیں۔ ہندوؤں کی اعتدال پسند جماعت ابھی کامل آزادی نہیں چاہتی۔ ہندوستان کے ۸ کروڑ مسلمان آزادی چاہتے ہیں مگر صرف اسی صورت میں کہ وہ ان صوبوں میں جہاں ان کی اکثریت ہے آزادی سے پورے طور پر فائدہ اٹھا سکیں۔ مسلمان ہرگز اس وقت تک کامل آزادی کے لائحہ عمل پر کاربند ہونے کے لئے تیار نہیں ہیں جب تک کہ انہیں اس بات کا اطمینان نہ دلایا جائے کہ ان کے فرقہ وارانہ حقوق کا پورا احترام کیا جائے گا۔ وہ برادران وطن سے اپنی بدگمانی کے اظہار میں بالکل حق بجانب ہیں۔

ابھی آزادی کی خفیف سے خفیف جھلک بھی نظر نہیں آتی کہ ہمارے بھائی ہندو نہ صرف بہار کی کونسل بلکہ اسمبلی میں بھی گاؤکشی کے خلاف ایک خاص قانون پاس کرانے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں۔ مسلمان ایسے قانون کے خلاف جو مذہبی اور اقتصادی وجوہ کی بنا پر انہیں اپنے جائز حقوق سے محروم کر دے اپنی پوری طاقت صرف کریں گے۔ اس کے علاوہ جو قوم کامل آزادی کے معاملہ میں مسلمانوں سے تعاون اور اشتراک عمل کی توقع رکھتی ہے اس کے ذمہ دار افراد کی ایک زبردست جماعت نے اسلام اور نبی کریم صلعم کی مبارک ذات کے خلاف پروپیگنڈا کرنا اپنی زندگی کا مشن قرار دے رکھا ہے۔ ابھی رنگیلا رسول کا روح فرسا تصور فرزندان توحید کے دلوں سے محو نہیں ہوا کہ اب پنڈت دھرم بھکشو کی نئی کتاب کلام الرحمٰن کی نسبت معلوم ہوا ہے کہ اس میں نبی کریم صلعم کی مقدس ذات پر شرمناک حملے کئے گئے ہیں۔ جب ہندو لیڈروں کی طرف سے اسلام کے خلاف دہا سہائی پروپیگنڈے کے انسداد پر کوئی توجہ نہیں کی جاتی۔ تو کیا ہندوستان میں کامل آزادی کا خواب واقعیت کی صورت اختیار کر سکتا ہے؟

ہم برادران وطن سے زیادہ آزادی کے طلبگار ہیں اور آزادی کی خاطر بڑی سے بڑی قربانی دینے کے لئے تیار ہیں مگر ہمیں پہلے اس امر کا [illegible]

اگر کانگرس کے ذمہ دار لیڈر اپنی زندگی میں ہندوستان کی آزادی کے خواب کی تعبیر دیکھنا چاہتے ہیں تو انہیں پہلے ہندوستان کی اس زبردست اقلیت کے ساتھ سمجھوتہ کر لینا چاہئے جس کے جذبات کو اس وقت تک پائے استحقار سے ٹھکرایا جاتا ہے۔ جب تک یہ سمجھوتہ نہیں ہو گا ہندوستان میں اتحاد کی وہ فضا ہرگز پیدا نہیں ہو سکتی۔ جو آزادی کی پہلی شرط ہے۔

عورتوں کی خطرناک آزادی

عنوان بالا سے نسوانی دنیا جو دہلی کا ایک ماہوار اسلامی رسالہ ہے لکھتا ہے:۔

"ہندوستان کا طبقۂ نسواں جس جہالت اور پستی میں پڑا ہوا ہے وہ انتہا سے زیادہ قابلِ افسوس ہے۔ اور اسے یقینی طور پر تعلیم و ترقی کی طرف لانا ہمارا اخلاقی اور مذہبی فرض ہے۔ لیکن عورتوں کی فطرت کا جن لوگوں نے مطالعہ کیا ہے وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ عورتیں ہر معاملہ میں انتہا پسند ہوتی ہیں۔ چنانچہ حال ہی میں دہلی کے ایک جلسہ میں عورتوں نے بیگم سر عبد القادر کی زیر صدارت انتہا پسندی کا ثبوت دیا ہے۔ اس جلسہ کی کارروائی کو دیکھنے کے بعد یہ فیصلہ کرنا دشوار ہے۔ کہ یہ ہندوستان کی حیا پرور خواتین کا جلسہ تھا۔ یا مغرب کی حیا سوز تقریریں تھیں۔ جو تعلیم و ترقی کے مزید تحریک کے ساتھ ساتھ اس جلسہ میں پردہ اٹھانے کے لئے اور مغربی آزادی حاصل کرنے کے لئے پُر زور تقریریں ہوئیں۔ اور اس قسم کی تحریکیں پیش کی گئیں جن میں مذہبی معاملات کی اس لطیف طبقہ نے فضائے آسمانی میں دھجیاں اڑائیں۔"

مذکورہ بالا جلسہ کی روئیداد کے متعلق ہمارا معاصر زیادہ باخبر معلوم ہوتا ہے اور اگر یہ واقعہ صحیح ہے کہ جلسہ میں آزادی کی لہر کا یہ عالم تھا کہ مسلم خواتین نے جو تقریریں کیں وہ اسلام کے معیار حیا سے گری ہوئی تھیں تو ہم ایسی آزادی کو کسی صورت میں مستحسن خیال نہیں کر سکتے۔ اس میں شک نہیں کہ پردہ کی موجودہ رسم جس کی شدت ہماری مستورات کی جسمانی صحت کے لئے مہلک ثابت ہو رہی ہے قومی نقطۂ خیال سے فوری اصلاح کی محتاج ہے۔ جو قرآنی احکام کے تابع رہنی چاہئے۔ لیکن اگر طبقۂ نسواں کی اصلاح پسند جماعت کے نزدیک آزادی کا مفہوم یہی ہے کہ وہ مذہب کی اخلاقی پابندیوں سے بے نیاز ہو کر اپنی معاشرت کو مغربی سانچہ میں ڈھالیں تو ہم اپنی بہنوں اور بیٹیوں کو اس حقیقت سے آگاہ کر دینا اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ مغربی آزادی کا جو طلسم انہیں اس قدر خوشنما اور دلفریب نظر آتا ہے وہ اس قدر ہلاکت آفریں ثابت ہوا ہے کہ خود یورپ کے اہل الرائے اس کو اپنی خانگی زندگی کے لئے سب سے بڑی لعنت سمجھتے ہیں۔ ہم عورتوں کی آزادی کے حامی ہیں مگر اسی آزادی کے جس کی حد خدا اور اس کے رسول برحق نے ان کے لئے مقرر کر دی ہے۔ ہمارے لئے عورتوں کی وہی آزادی خیر و برکت کا باعث ہو سکتی ہے جو ہماری خانگی زندگی میں حقیقی راحت اور مسرت کی فضا پیدا کر دے۔ عورتیں آزادی چاہتی ہیں۔ مرد بھی آزادی چاہتے ہیں۔ لیکن آزادی کے طلبگاروں کو پہلے یہ تو معلوم کر لینا چاہئے کہ آزادی ہے کیا چیز؟ اسلامی نقطۂ خیال سے آزادی کے فلسفہ پر غور کیا جائے تو ہم بہت جلد اس نتیجہ پر پہنچ جائیں گے کہ کوئی انسان ان پابندیوں سے آزاد ہونے کا دعویٰ نہیں کر سکتا جو انسانیت کے ضابطہ نے ان پر عائد کر رکھی ہیں۔

ہندو عورتوں کی فیشن پرستی

ہمارے ہندو بھائی بھی عورتوں کی آزادی کو خطرہ کی نظر سے دیکھ رہے ہیں۔ اخبار "سُدرشن چکر" جو ہندو پبلک میں وقعت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے اپنی ایک اشاعت میں لکھتا ہے:۔

جوں جوں مغربی تعلیم زیادہ پھیلتی جا رہی ہے لوگ ہر نقطۂ نگاہ سے آزاد بنتے جاتے ہیں یہاں تک کہ آزادی کی ہوا استریوں تک بھی پھیل گئی ہے۔ آزادی بذاتِ خود اچھی چیز ہے بشرطیکہ اس کا استعمال غلط نہ کیا جائے۔ استریوں کی آزادی کا مطلب یہ ہرگز نہیں ہونا چاہئے کہ وہ شرم و حیا جو استریوں کے لئے سب سے زیادہ قیمتی بھوشن ہے اس کو بھی جواب دیدیں۔ بڑے بڑے شہروں میں عورتوں کو فیشن پرستی نے تباہ کر رکھا ہے۔ عورتوں کے نت نئے فیشنوں نے جہاں مردوں کا دم ناک میں کر رکھا ہے وہاں ہندو جاتی کی اقتصادی حالت کو بھی سخت دھکا لگایا ہے [illegible] آزادی [illegible]

[illegible] ہیاری فروشوں کے پاس جا کر بے شرم و بے حیائی کا جس طرح مظاہرہ کرتی ہیں اُسے دیکھ کر ہمارا سر بار ندامت سے جھک جاتا ہے۔"

جب ہندوؤں جیسی متمول اور معاملہ فہم قوم ہندو عورتوں کی فیشن پرستی کو اپنی اقتصادی حالت کے لئے تباہ کن سمجھتی ہے تو مسلمان جن کی ناداری اور افلاس ایک ناقابل رشک شہرت حاصل کر چکا ہے مسلم خواتین کی آزادی اور فیشن پرستی کے عافیت سوز نتائج کی کیسے تاب لا سکتے ہیں؟ ہم احمدیہ انجمن خواتین لاہور کی ان اصلاحی کوششوں کا اعتراف کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ جو مسلمان عورتوں کی فلاح و بہبود کے لئے عمل میں لائی جا رہی ہیں۔

حسینؓ کا ایک سرکش غلام

حکومت بمبئی نے دریائے سندھ سے ایک عظیم الشان نہر نکالنے کا کام سات آٹھ سال سے شروع کر رکھا ہے۔ نہر کے راستہ میں جو قدیم مساجد یا مقابر حائل ہوئیں ان کو صفحۂ ہستی سے مٹانے اور مسلمانوں کے اشتعال انگیز احتجاج سے بچنے کے لئے حکومت نے یہ عیارانہ روش اختیار کی کہ اس نے ان مساجد کو ان کے نام نہاد متولیوں سے خرید لیا۔ اسلام کی بدقسمتی ہے کہ اس میں ایسے لوگوں کی کمی نہیں جو اپنے ذاتی فائدہ کی خاطر ایمان جیسی بیش بہا جنس کو نہایت سستے داموں پر بیچنے کے لئے آمادہ ہو جاتے ہیں۔ لیکن سوال یہ ہے کہ کیا انسانیت اور انصاف کا کوئی ضابطہ حکومت کو اس امر کی اجازت دیتا ہے کہ وہ زمین کو آباد کرنے کے لئے رعایا کی عبادت گاہوں کو مسمار کر دے۔ اگر حکومت بمبئی کے عمال کسی نہ کسی مذہب سے تعلق رکھتے ہیں اور دہریہ نہیں تو کیا ان کا ضمیر یہ گوارا کر سکتا ہے کہ خدا کے گھر کو کسی "بے دین اور غدار" مسلمان سے خرید کر ملیامیٹ کر دیا جائے؟ سنہ ۱۹۲۷ء میں جب مسٹر نور محمد وکیل ایم۔ ایل۔ سی نے مسجدوں کے انہدام کے متعلق کونسل میں سوالات کئے۔ تو حکومت نے تسلیم کیا تھا کہ وہ چار مسجدیں خرید چکی ہے۔ کس قدر شرم اور افسوس کا مقام ہے کہ جب سے سر غلام حسین ہدایت اللہ سر کاؤس جی جہانگیر کے بعد بمبئی کونسل کی انتظامی کونسل کے ممبر ہوئے ہیں ایسی مساجد کی تعداد سات تک پہنچ گئی ہے جو مسمار کرنے کے لئے خریدی گئی ہیں۔ اگر حسین کے اس سرکش غلام کو اللہ کی ہدایت ہوتی تو وہ کبھی عامہ مسلمین کے مذہبی جذبات اور حسیات کو پامال نہ کرتا۔ اور کبھی حکومت کو اس غرض سے مسجدوں کے خریدنے کا مشورہ نہ دیتا۔ کہ نہر کی تکمیل کے لئے ان کا نام و نشان تک مٹا دیا جائے۔ جو مسلمان دنیا کو دین پر مقدم سمجھتے ہیں۔ اور اللہ کے گھر کی اینٹ سے اینٹ بجاتے ہیں۔ انہیں اسی دنیا میں اپنی بے دینی کے نتائج کا خمیازہ بھگتنے کے لئے تیار رہنا چاہئے۔

عبادت گاہوں کے تحفظ کا اہم مسئلہ

حکومت بمبئی کو معلوم ہونا چاہئے کہ اس کا مساجد کو نہر کی تکمیل کے لئے خریدنا اور ان کا مسمار کرنا ایک ایسا وحشیانہ فعل ہے کہ عامہ مسلمین کسی صورت میں اُسے گوارا نہیں کر سکتے۔ مسجد۔ مندر اور گرجا سب ہمارے نزدیک قابلِ احترام ہیں۔ افسوس ہے کہ حکومت بمبئی نے ایک نہایت بُری نظیر قائم کی ہے۔ اس کے یہ معنے ہیں کہ آئندہ دوسرے صوبوں کی حکومتیں بھی کسی سرکاری تعمیر کے لئے مسجدوں کے گرانے میں کوئی تامل نہیں کریں گی۔ کیا یہ مذہب میں صریح دست اندازی نہیں؟ ہندوستان کی تمام اسلامی انجمنوں کا فرض ہے کہ وہ مسمارئ مساجد کے متعلق حکومت بمبئی کی روش کے خلاف پُر زور الفاظ میں صدائے احتجاج بلند کریں۔ اسمبلی کے مسلمان ممبروں کو اس معاملہ پر خاص توجہ کرنی چاہئے۔ اس فتنہ کے سدباب کی صرف یہی صورت ہے کہ عبادت گاہوں کے احترام اور حفاظت کے لئے ایک خاص قانون پاس کرایا جائے جس کی رُو سے آئندہ کوئی شخص مساجد کو فروخت کرنے کا مجاز قرار نہ دیا جائے۔ حکومت جانتی ہے اور اچھی طرح جانتی ہے کہ مسجد کسی شخص کی ملکیت نہیں ہوتی۔ یہ مال وقف ہوتا ہے۔ خود متولی بھی اس کو فروخت کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا۔ کیا اس علم کے باوجود حکومت بمبئی مذکورہ بالا کارروائی کے لئے حق بجانب قرار دی جا سکتی ہے؟ جو شخص خدا کی ہستی کا قائل ہے وہ اس خیال کو ایک لحہ کے لئے بھی اپنے دل میں جگہ نہیں دے سکتا کہ خدا کے گھر کو تباہ و برباد کرنے کے لئے خریدا جائے۔ جو لوگ خدا کے گھر کو مسمار کرنا ایک معمولی بات سمجھتے ہیں انہیں منتقم حقیقی کے انتقام سے ڈرنا چاہئے۔ خدا سے ٹھٹھا کرنے والوں کا انجام اچھا نہیں ہوتا۔

سکھ لیڈروں کی افسوسناک خاموشی

اس سے قبل ہم موضع ظفروال (ضلع گورداسپور) میں سکھوں کی جابرانہ روش اذان کی بندش اور حکومت کے ناانصافانہ طریق عمل کے متعلق اپنے [illegible]

جلد ۱۸ لاہور۔ یوم یکشنبہ مطبوعہ ۲۳ رمضان ۱۳۴۸ھ مطابق ۲۳ فروری ۱۹۳۰ء نمبر ۱۴

ہماری تبلیغی ڈاک

امریکہ

شکاگو سے مسٹر داؤد نومسلم لکھتے ہیں چند دوست پانچ سال ارسال ہے میرے پاس الفاظ نہیں جن کے ذریعے سے میں اس بات کا اظہار کرسکوں کہ مجھے اس کے مطالعہ سے کس قدر فائدہ پہنچا ہے۔ گو میں خود اس کے سچے اصولوں کی اشاعت اتنی نہیں کرسکا۔ تاہم میں نے اپنے محدود حلقہ میں اس چھوٹے سے اخبار کے بے حد مفید مضامین کو پھیلانے کی کوشش کی ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ کاروبار کی بے حد مصروفیت کے سبب میں کچھ عرصہ سے آپ کو خط نہیں لکھ سکا۔ اس غفلت کے لئے معافی کا خواستگار ہوں مجھے بہت دفعہ آپ یاد آئے اور آپ کے تحائف کا میں نے نہایت بے چینی سے انتظار کیا۔ مہربانی کرکے مجھے روحانی تعلیم کی ایک کتاب جلد بھیجیں۔ جو میری اور میرے دوستوں کی روح کے لئے باعث تسکین ہو۔ میرے پاس آپ کا انگریزی قرآن موجود ہے۔ اور میں اس کی باقاعدہ تلاوت کرتا رہتا ہوں۔ لیکن بعض مواقع ایسے آپڑتے ہیں۔ جو بغیر کسی اُستاد کے مجھے مشکل ہوتے ہیں۔ عیسائی پادریوں کی بگڑی ہوئی ذہنیت کے بارے میں میرا آپ سے اتفاق ہے۔ اور فی الحقیقت یہ میرے خیالات کی ترجمانی ہے۔ اور میرا یقین ہے کہ پادری لوگ عموماً منافق طبع ہوتے ہیں۔ کیونکہ ان کے پاس اپنے مذہب کی بنیادی باتوں کے کوئی معقول دلائل نہیں ہوتے۔ جملہ برادران کی خدمت میں السلام علیکم۔

جاوا

اخویم مرزا ولی احمد بیگ صاحب تازہ خط میں لکھتے ہیں: ۱۳ دسمبر ۱۹۲۹ء کو ہمارا ایک عام جلسہ سولو میں ہوا جس میں احمدیت کو جاوا و ملحقہ جزائر میں مقبول عام بنانے پر غور کی گئی۔ اور عیسائی پادریوں کے گمراہ کن پروپیگنڈے کو روکنے کے لئے مختلف تجاویز پاس ہوئیں۔ جن پر عمل کرکے ہم احمدیت کو پورے زور سے پھیلا کر عیسویت کی رفتار کو روکنے میں کامیاب ہوسکتے ہیں۔ جملہ احباب جماعت ہماری کامیابی کے لئے خاص طور پر دعا فرمائیں۔

(جوگجا) مسلم ہائی سکول لاہور اور اشاعت اسلام کالج کی طرز پر ایک احمدیہ ٹریننگ ہائی سکول کھولنے کی تجویز مکمل کی گئی ہے جو انشاء اللہ ایک آدھ مہینہ کے اندر مقام سولو میں جاری کیا جائے گا۔

(رسالہ احمدیہ) ملائی رسالہ احمدیہ کا جو سلسلہ کی اشاعت کا نہایت مفید کام کر رہا ہے حجم بڑھایا گیا ہے۔ اور مارچ سے اسے پندرہ روزہ کردینے کی تجویز ہے۔

(ریڈنگ روم) سولو کے بھائیوں نے ایک احمدیہ ریڈنگ روم کھول دیا ہے جس میں تمام احمدی لٹریچر عوام کے فائدے کے لئے رکھا گیا ہے۔ سلسلہ کی تمام عربی و انگریزی کتب کی ضرورت ہوگی جو مرکز مہیا کرے۔

[illegible]

ترجمۃ القرآن انگریزی کے ڈچ ترجمہ کی تکمیل ہے۔ جس پر نظر ثانی ہو رہی ہے۔ انشاء اللہ رمضان شریف کے بعد اس کی چھپوائی شروع ہو جائے گی۔ جس کے لئے کافی سرمایہ جمع کرلیا گیا ہے۔ اور ایک ہی جلد میں شائع کردیا جائے گا۔

(تمام جماعت احمدیہ عموماً اور مجلس منتظمہ خصوصاً مرزا ولی احمد بیگ صاحب اور ان کے سرگرم رفقاء و ارکان جماعت احمدیہ جاوا کو دلی مبارکباد دیتی ہے۔ کہ انہوں نے نہایت جانفشانی اور خلوص سے اللہ تعالیٰ کے پاک کلام کا ڈچ زبان میں ترجمہ مکمل کیا۔ اور بغیر کسی بیرونی مدد کے اس کی اشاعت کا بیڑا اٹھایا۔ ہم سب کی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی ہمتوں میں بہت بہت برکت ڈالے۔ اور جس قوم یعنی ڈچ کی ہدایت و رہنمائی کے لئے انہوں نے یہ مبارک کام کیا ہے۔ اسے اس کے ذریعہ سے نور ہدایت نصیب کرے اور سارے کی ساری قوم کو اسلام میں داخل کرے۔ جماعت جاوا جتنا بھی اس عظیم الشان کام کی تکمیل پر فخر کرے وہ واجب ہے۔ ایسی فدائی اسلام قوم کے ذریعہ سے ہالینڈ جیسے ملک کا مسلمان ہو جانا ایک معمولی بات ہے حضرت مسیح موعود نے کیا سچ فرمایا ہے ؎

فضلے آسمان ستند ایں بہر صورت شود پیدا

چین

حضرت سید عثمان صاحب چینی عالم لکھتے ہیں: آپ کا خط معہ چند تالیفات انجمن پہنچا۔ جس کے مطالعہ سے بہت خوشی حاصل ہوئی گویا کہ اس نے زخمی جسم پر مرہم کا کام دیا۔ برادرم! چین میں مسلمان کثرت سے ہیں لیکن کفار کی نسبت ان کی تعداد بہت قلیل ہے۔ اس قلت تعداد اور کفار میں گھرا ہوا ہونے کے باعث وہ حقائق اسلام سے بالکل ناواقف اور علم دین کے حصول سے غافل ہیں۔ حقوق اللہ و حقوق العباد کو بہت کم جانتے ہیں۔ یہاں کے علماء دین کا یہ حال ہے کہ وہ چین کی ملکی زبان سے بہت کم واقف ہیں۔ اس لئے اس قابل نہیں کہ وہ اسلامی کتب کے تراجم اس زبان میں شائع کرسکیں۔ سوائے قرآن بلاترجمہ پڑھنے اور چھوٹے موٹے فقہی مسائل جاننے کے وہ اسلام کی تعلیم سے عموماً بے خبر ہیں۔ لوگوں کے صدقات و خیرات پر ان کا گذارہ ہے اسلئے کہ اکثر ان میں سے غریب ہیں۔ چین کے مسلمان امراء کو دین کی مطلق پرواہی نہیں۔ وہ کفار کے علوم حاصل کرکے دنیا کے جمع کرنے میں مصروف رہتے ہیں۔ اسی سے آپ سمجھ سکتے ہیں کہ یہاں کے علماء تبلیغ دین کی کہاں تک اہلیت رکھتے ہیں جب کہ ان کا اثر نہ عوام پر ہے نہ خواص پر۔ یہ کام تو آپ کی باہمت قوم کے کرنے کا ہی ہے۔ جس میں خدا نے اس بات کی اہلیت پیدا کردی ہے کہ وہ تمام مسلمانان عالم کی پیشوا بنے۔ اسلام یہاں روز بروز ضعیف ہو رہا ہے۔ اور نصاریٰ اپنے پورے زور سے اس ملک میں اپنی تبلیغ میں مصروف ہیں۔ بظاہر حالات ان کا مقابلہ مشکل نظر آتا ہے۔ مسلمانوں میں نہ تنظیم ہے اور نہ علوم دینیہ کے ہتھیار۔ ان حالات میں ہماری نظر آپ کی جماعت کی طرف ہیں کہ آپ اسلام کو بچانے کے لئے کیا تدابیر اختیار کرنا چاہتے ہیں۔ موجودہ حالات میں اتنی [illegible] ہوسکتی ہو کہ آپ کا [illegible]

[illegible]

اگر آپ کچھ جلدیں انگریزی قرآن کی بھیجدیں تو اُن کو فروخت کرکے قیمت بھیجدوں گا۔ کیونکہ یہاں کے مسلم اور غیر مسلم شائق ہیں۔

جنوبی آسٹریلیا

شیخ نورالدین صاحب نومسلم لکھتے ہیں: اگرچہ کئی سال آپ کی ملاقات کئے ہوگئے ہیں تاہم خدا کے فضل سے میں ابھی تک مسلمان ہوں۔ اور خدمت اسلام کے لئے ہر طرح حاضر ہوں۔ گویا میرے ارادوں کے بارے میں آپ شبہ میں تھے۔ لیکن ناموافق حالات بھی مجھے مسلمان بننے کے ارادہ سے باز نہ رکھ سکے۔ یہاں کے مسلمانوں کے ساتھ ذاتی تعلقات نے مجھے اسلام پر پختہ کردیا ہے۔ اور میں اپنی تبدیلی مذہب پر خوش ہوں۔ اور یہ بات میری ہمت کو ہمیشہ بلند کرتی رہتی ہے کہ میں ایک وسیع برادری کا ممبر ہوں میری خدمات ہر وقت خدمت اسلام کے لئے حاضر ہیں۔ تازہ ایڈیشن کلام مجید کلام مجید انگریزی کی ایک کاپی باعث شکرگزاری ہوگی۔

مصر

مسٹر امیر علی قاہرہ سے لکھتے ہیں بغرض تقسیم کے لئے لٹریچر پہنچ گیا ہے۔ میں طلباء میں اپنی جماعت کی تحریک کو پھیلانے میں مصروف ہوں۔ ملانوں میں یہاں بھی تنگدلی بہت ہے۔ اور ویسی ہی اُن کے شاگردوں میں۔ جلال الدین قادیانی بھی گذشتہ دس یوم سے یہاں آیا ہوا ہے۔ میں کوشش کر رہا ہوں کہ یہاں کے بعض کتب فروشوں کے ساتھ قرآن کریم انگریزی و دیگر اسلامی لٹریچر فروخت کرنے کا انتظام کیا جائے۔ آپ شرائط ایجنسی سے مطلع کریں۔ میرا ذاتی خیال ہے کہ ہمارے لٹریچر کی یہاں بہت فروخت ہوسکتی ہے۔ بہرحال قرآن کریم و دیگر کتب انگریزی کا ایک ایک نمونہ بھیجدیں۔ تاکہ ایجنسیاں قائم کرنے کا انتظام ہوسکے۔ جاوا کے طلباء ملائی لٹریچر طلب کرتے ہیں۔ وہ بھیجدیں۔ حضرت امیر و دیگر احباب کی خدمت میں سلام علیکم۔

ضروری اطلاع

جماعت احمدیہ لاہور کے جو احباب مقامی جلسے منعقد کرنا چاہتے ہیں وہ براہ کرم ان کے انعقاد کا انتظام مارچ ۱۹۳۰ء میں کریں۔

یہ اطلاع اس لئے دی گئی ہے کہ حضرت امیر۔ مولانا صدرالدین صاحب۔ مولانا عصمت اللہ صاحب اپریل میں دیگر ضرورتوں اور مصروفیتوں کی وجہ سے مذکورہ بالا جلسوں میں شامل نہیں ہوسکیں گے۔

اسسٹنٹ سیکرٹری
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

تشریعی و غیر تشریعی اور براہِ راست نبوت کی اصل حقیقت

(جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن کے قلم سے)

(۲)

میں گزشتہ قسط میں عرض کرچکا ہوں کہ تشریعی غیر تشریعی کا فرق قرآن میں کوئی نہیں۔ یہ لوگوں نے اپنے طور پر دو تقسیمیں کردی ہیں۔ ایک وہ جو پہلی مرتبہ شریعت کسی قوم کو دیتا ہے اُسے شارع یا تشریعی کہ دیا۔ ایک وہ جو نئی شریعت تو نہیں دیتا مگر شریعت سابقہ کے بعض احکام میں ترمیم و تنسیخ کرتا ہے۔ اُسے غیر تشریعی کر دیا۔ مگر قرآن نے کہیں یہ فرق نہیں رکھا اُس نے سب کو نبی ہی کے لفظ سے یاد کیا ہے۔ اور انہیں خدا کی طرف سے ہدایت جسے کتاب کہتے ہیں لانے والا قرار دیا ہے۔ پس نبی کے لئے ضرور ہے کہ وہ کوئی کتاب لائے جس کے ذریعے سے یا تو نئی شریعت قوم کو دے یا کم سے کم احکام جدیدہ لالے۔ دوسرے لفظوں میں اس کے یہ معنے ہیں کہ اگر ہم اس بات کے قائل ہوں گے کہ اب نہ کوئی شریعت آسکتی ہے اور نہ کوئی حکم جدید آسکتا ہے جو گزشتہ شریعت میں کمی بیشی کرنے کا باعث ہو تو اس کے صاف یہ معنے ہیں کہ نبوت ختم ہے اور تجدید دین کرنے والا شخص نبی نہیں ہوسکتا۔ صرف مجدد ہوگا۔

براہِ راست نبی

اسی طرح قرآن میں براہِ راست یا بلاواسطہ نبی اور بالواسطہ نبی کی کوئی تقسیم نہیں۔ یہاں صرف نبی کا ذکر ہے۔ اور نبی کے لئے جہاں یہ ضروری قرار دیا ہے کہ وہ کتاب لائے وہاں یہ بھی ضروری قرار دیا ہے کہ اُسے حکم یعنی روحانی حکومت ملے جس سے مراد یہ ہے کہ اپنے زمانہ میں وہ مملکت روحانی کا بادشاہ ہے۔ اس کی وحی تمام سابقہ وحیوں پر حاکم ہے۔ وہ صرف اپنی وحی کا تبع ہوتا ہے۔ سابقہ وحیوں میں سے جس حکم کی اس کی وحی تائید کرے گی وہ تائید کرے گا۔ اور جس حکم کی اس کی وحی تردید کرے گی وہ تردید کرے گا۔ یہ نہیں ہوسکتا کہ اگر ایک نبی کو وحی کسی سابقہ شریعت کے کسی حکم کی تنسیخ و تردید کے متعلق ہو۔ تو وہ اپنی وحی کو گزشتہ وحی کے سامنے رد کردیگا اور شریعت سابقہ کے حکم کے سامنے اپنی وحی کو غلط سمجھیگا۔ یہ تو ایک امتی اور وحی ولایت پانے والے کی شان ہے نبی کی یہ شان نہیں۔

حضرت مسیح موعود کا ارشاد اپنی نسبت

پس جو شخص اپنی وحی کو گزشتہ وحی یا شریعت کے آگے پیش کرتا ہے اور اگر اس کے خلاف پاتا ہے تو اپنی وحی کو رد کر دیتا ہے۔ وہ یقیناً نبی نہیں۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود اپنی نسبت یہی ارشاد فرماتے ہیں:۔

وماکان لی ان ادعی النبوۃ واخرج من الاسلام والحق بقوم کافرین۔

"وھا انی لا اصدق الہاما من الہاماتی
الّا بعد ان اعرضہ علٰی کتاب اللّٰہ
واعلم انہ کلما یخالف القرآن فھو کذب والحاد
وزندقۃ فکیف ادعی النّبوۃ وانا من المسلمین (حمامۃ البشریٰ ص ۷۹)

ترجمہ۔ اور مجھے یہ کہاں حق پہنچتا ہے کہ میں نبوت کا دعویٰ کروں اور اس طرح اسلام سے خارج ہو جاؤں۔ اور کافروں میں مل جاؤں۔ اور میں تو اپنے الہاموں کو جب تک کتاب اللہ پر عرض نہیں کر لیتا۔ میں ان کو سچا نہیں سمجھتا۔ اور میں جانتا ہوں کہ جب کبھی الہام قرآن کریم کے مخالف ہو تو وہ جھوٹ اور الحاد اور زندقہ ہے۔ اور یہ کیونکر ممکن ہے۔ کہ مسلمان ہو کر میں نبوت کا دعویٰ کروں"

کیا حضرت صاحب نے یہاں صاف طور پر نہیں فرمایا کہ نبوت کا مدعی مسلمان نہیں ہوتا۔ بلکہ کافر ہوتا ہے اور اپنی نسبت فرمایا کہ میرا ہرگز دعویٰ نبوت کا نہیں۔ اور اس کے ثبوت میں اس امر کو پیش کیا کہ میں اپنے الہامات کو کتاب اللہ یعنی قرآن کریم پر عرض کرتا ہوں۔ اگر قرآن کے مخالف ہوں گے تو وہ کذب اور الحاد اور زندقہ ہوگا موافق ہوں گے تو وہ سچے ہوں گے۔ گویا حضرت صاحب کے نزدیک جو شخص اپنے الہامات کو کتاب اللہ پر عرض کرتا ہے وہ کیسے مدعی نبوت ہو سکتا ہے۔ نبی تو وہ ہوتا ہے جو اپنے الہامات کے لئے کسی سابقہ وحی کے سامنے عرض کرنے کا محتاج نہ ہو۔ بلکہ ایک نبی کی وحی جو سابقہ وحی ہے جس امر کی تصدیق کرے گی وہ مانا جائے گا۔ اور جس امر کی تردید کرے گی وہ چھوڑ دیا جائیگا اور یہی قرآن کریم فرماتا ہے کہ نبوت کے ساتھ حکم کا ملنا لازم ملزوم ہے یعنی اس کی وحی گزشتہ وحیوں پر حاکم ہوتی ہے۔ نہ کہ محکوم۔ اور یہی معنے براہِ راست نبوت کے ہیں۔ یعنی نبی وہ ہوتا ہے جو اپنی وحی کا جو خدا کی طرف سے اس پر نازل ہوتی ہے براہِ راست تبع ہوتا ہے۔ وہ اپنی وحی کا کسی سابقہ وحی کے واسطہ سے تبع نہیں ہوتا سابقہ وحی کے واسطہ سے تبع ہونے کے معنے یہ ہیں کہ اگر سابقہ وحی اس کے الہامات کی تصدیق کرے تو وہ اپنے الہامات کی اتباع کرے۔ اور اگر تردید کرے تو وہ اپنے الہامات کی اتباع نہ کرے گویا وہ اپنے الہامات کی اتباع کرنے سے قبل گزشتہ وحی کو تصدیق کے لئے دیکھتا ہے۔ اگر گزشتہ وحی اس کے الہامات کی تصدیق کرے گی تو وہ اس صورت میں اپنی وحی کی اتباع کرے گا۔ ورنہ رد کر دے گا۔ ظاہر ہے کہ یہ شخص براہِ راست اپنی وحی کا تبع نہیں لہٰذا نبی بھی نہیں۔ کیونکہ اسے حکم نہیں ملا۔ جو نبوت کے لئے قرآن کی رُو سے ایک لازمی شرط ہے یعنی اس کی وحی گزشتہ وحی پر حاکم نہیں بلکہ اس کی محکوم ہے۔ جس کے یہ معنے ہیں کہ وہ ایک امتی ہے جس کی گردن پر کسی گزشتہ وحی کا جوا اس قدر زبردست ہے کہ وہ اپنے الہامات پر عمل کرنے سے قبل بھی اس وحی کی تصدیق کا محتاج ہے۔ اور اس وحی کے مقابل میں اپنی وحی تک کو رد کردینے کے لئے مجبور ہے۔ ایسی وحی وحی نبوت نہیں ہوسکتی۔ اور ایسا شخص محض ایک امتی ہے جسے مکالمات و مخاطبات الٰہیہ کا شرف حاصل ہے۔ وہ نبی نہیں ہوسکتا۔

براہِ راست نبوت کے معنے

براہِ راست نبوت کے یہ معنے لینا کہ پہلے نبی تو براہِ راست خدا سے نبوت لیا کرتے تھے اور اب محمد رسول اللہ صلعم کے دربار سے لیتے ہیں۔ نہایت لچر اور شرک فی الصفاتِ باری تعالیٰ ہے جیسا کہ قرآن میں آیا ہے وربک یخلق ما یشاء ویختار ما کان لھم الخیرۃ سبحٰن اللّٰہ وتعالٰی عما یشرکون۔ تیرا رب جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے (نبی) منتخب کرتا ہے۔ انسان کی شان نہیں کہ وہ انتخاب کرے۔ اللہ تعالیٰ پاک اور بلند و برتر ہے اس سے جو شرک کرتے ہیں"۔ پس کسی کو نبوت کے منصب کے لئے منتخب کرنا اللہ تعالیٰ کی صفت ہے نہ کہ کسی انسان کی۔ اگر یہ کہا جائے کہ خدا نے اپنی صفت نبی کے منتخب کرنے کی محمد رسول اللہ صلعم کو دیدی ہے تو پھر ہم کس منہ سے غیر احمدی ملا کو اس امر میں شرک فی الصفات کے ملزم گردان سکتے ہیں۔ جو کہتے ہیں کہ خدا نے اپنی صفت خلق طیر اور عالم الغیب اور شافی امراض ہونے اور احیائے موتیٰ کی حضرت مسیح کو دیدی تھی۔ ایک دفعہ مجھے ایک محمودی عالم کی یہ تحریر پڑھ کر حیرت ہوگئی کہ جیسے کمشنر صاحب تحصیلدار کو حکم بھیجتے وقت ڈپٹی کمشنر کی معرفت حکم بھیجتے ہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ بھی نبوت کا پروانہ اب محمد رسول اللہ صلعم کے دفتر کی معرفت بھیجتا ہے۔ گویا ان کے نزدیک وحی نبوت بھی کوئی لکھا ہوا پروانہ ہوتا ہے جسے خدا تو محمد رسول اللہ کو بھیج دیتا ہے اور آپ اسی پروانے کو فارورڈ یعنی آگے بھیج دیتے ہیں۔ انہیں اتنی سمجھ نہ آئی کہ وحی کوئی تحریری پروانہ تو ہوتا نہیں آواز ہوتی ہے تو حضرت صاحب کو جو آواز آئی تھی کہ جعلناک المسیح ابن مریم اور جری اللّٰہ فی حلل الانبیاء وغیرہ تو یہ محمد رسول اللہ صلعم کی آواز تھی۔ یا خدا کی آواز تھی۔ اگر خدا کی آواز تھی تو پھر وہ درمیانی دفتر آنحضرت صلعم کا کہاں گیا؟

مجدد اور نبی کا فرق

غرضکہ جب بنیادی [illegible] یہ دھی [illegible]

نبیوں کی۔ براہِ راست نبوت کو زبردستی یہ مان لیا گیا کہ حصولِ نبوت کا طرق بدل گیا۔ پہلے براہِ راست ملتی تھی۔ اب محمد رسول اللہ صلعم کے دفتر کی وساطت سے ملتی ہے یہ بالبداہت غلط ہے۔ الہام کرنے والا اور کسی کو منتخب کرنے والا خدا ہوتا ہے۔ محمد رسول اللہ صلعم کی اتباع کی طفیل ایک امتی بے شک اس قدر ترقی کرسکتا ہے کہ خدا اُسے اپنے مکالمہ مخاطبہ کے شرف سے سرفراز کرے۔ اور اس طرح لغوی معنوں میں مجازی طور پر اُسے نبی کا نام دیدیا جائے۔ جو ظاہر ہے کہ ایک اعزازی نام ہوگا۔ اور یہ کہ سکتے ہیں کہ اس شخص کو یہ مرتبہ کہ اُسے نبی کا نام دیا جاسکے۔ آنحضرت صلعم کی اتباع کے طفیل ملا۔ لیکن یہ منصب نبوت کی کوئی قسم نہیں جس کا نام بالواسطہ نبوت رکھا جائے۔ اور اس کے بالمقابل براہِ راست نبوت کو بلاواسطہ نبوت قرار دیا جائے۔ آنحضرت صلعم کے اتباع کے واسطے سے جس کسی کو نبی کا نام دیا جاتا ہے وہ کثرت مکالمہ مخاطبہ کی وجہ سے دیا جاتا ہے وہ نبوت کا ایک جز ہے جو امت محمدیہ میں باقی ہے لیکن قرآن میں جس نبوت کا ذکر ہے وہ بالواسطہ نہیں ہوتی۔ وہ بلاواسطہ براہِ راست خدا کی طرف سے ایک موہبت ہوتی ہے۔ اس کے ساتھ کتاب اور حکم لازم ملزوم کے طور پر ہیں یعنے کوئی نبی نہیں ہوسکتا۔ جو کتاب نہ لائے جس میں مخلوق کے لئے کوئی نئی ہدایت ہو۔ اور کوئی نبی نہیں ہوسکتا جس کی وحی سابقہ وحی پر حاکم نہ ہو نبی براہِ راست اپنی وحی کا تبع ہوتا ہے۔ اور سابقہ وحی کی تصدیق یا تنسیخ اپنی وحی کے ماتحت کرتا ہے۔ نہ کہ کسی سابقہ وحی کے آگے اپنی وحی کو عرض کرکے اپنی وحی کو اگر مطابق پایا تو مانا ورنہ اپنی ہی وحی کو رد کردیا۔ پس یاد رکھو کہ کل طریقے حصولِ نبوت کے بند ہو چکے ہیں کیونکہ شریعت مکمل ہو چکی اب کوئی نیا حکم نہیں آئے گا۔ جس کے لئے نبوت کی ضرورت ہو۔ تجدید کے لئے مجدد کی ضرورت ہوا کرتی ہے۔ نہ کہ نبی کی۔ اور یہی فرق مجدد اور نبی کے درمیان ہے کہ مجدد اپنے نبی متبوع کی وحی میں نہ کمی کرسکتا ہے نہ بیشی۔ اپنے الہامات کو بھی تب ہی قبول کرسکتا ہے جب اس کے متبوع نبی کی وحی انکی تصدیق کرے۔ لیکن نبی براہِ راست اپنی وحی کا تبع ہوتا ہے۔ وہ گزشتہ نبیوں کی وحی کی تب ہی تصدیق کرے گا جب اس کی اپنی وحی ایسا کرنے کو اس کو کہے اور جہاں اس کی وحی پہلے حکموں کے خلاف ہوگی وہ سابقہ احکام کو منسوخ کرکے اپنی وحی کی اتباع کرے گا۔ پس تشریعی اور غیر تشریعی اور براہِ راست نبوت نبوت کی مختلف اقسام نہیں ہیں بلکہ نبوت کی صفات ہیں۔ گویا نبی کے لئے ضروری ہے کہ وہ کوئی شریعت کے بعض احکام لائے۔ اور براہِ راست اپنی وحی کا تبع ہو۔ یہ نبی کی تعریف ہے نہ کہ اس کی قسمیں ہیں۔ جس میں یہ باتیں نہ ہوں وہ نبی نہیں۔

آفتابِ اسلام کی ضیاباریاں

مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب السلام علیکم۔ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

منسلکہ مضمون ازراہ کرم اپنے گرامی صحیفہ کی قریبی اشاعت میں درج فرماکر ممنون فرمائیں۔ عریضہ ہذا کے ساتھ رابرٹ ای۔ واکر کا ایک فوٹو آپ کے ملاحظہ کے لئے ملفوف ہے۔ (خادم خواجہ عبدالغنی سیکرٹری مسلم مشن ووکنگ)

اڈنبرا۔ سکاٹ لینڈ ۲۴ر اکتوبر ۲۹ء

آپ نے جو کتابیں ازراہ خلوص مجھے ارسال فرمائی ہیں ان کا شکریہ قبول فرمائیے حقیقت یہ ہے کہ کتب مذکورہ کے مطالعہ سے مجھے بے حد روحانی مسرت حاصل ہوئی ہے۔ یہ عجیب سی بات معلوم ہوتی ہے۔ کہ بالآخر اسلام میں مجھے وہ سکون خاطر اور طمانیت قلب نصیب ہوگئی جس کے لئے بہت مدت سے سرگرداں تھا۔

عیسائی مذہب سے مجھے کبھی بھی دلچسپی پیدا نہیں ہوئی۔ نہ اس کی تعلیمات سے دل کو اطمینان نصیب ہوا۔ میرا دل بار بار مجھ سے یہی کہا کرتا تھا کہ اس مذہب میں کچھ نہ کچھ نقص ضرور ہے۔ علی الخصوص "موروثی گناہ" کا عقیدہ تو کبھی میری نگاہوں میں جچا ہی نہیں۔ میں "اسلامک ریویو" کا مطالعہ کئی ماہ سے پابندی کے ساتھ کر رہا ہوں۔ یہ رسالہ یہاں کی لائبریری میں آتا ہے۔ اور اس کے مطالعہ سے ہمیشہ یہ صداقت مجھ پر منکشف ہوتی رہی ہے کہ واقعی اسلام منجانب اللہ ہے۔

شراب

لفظ شراب ش ر ا ب چار حروف کا مجموعہ ہے۔

ش ——— شرارتی
ر ——— روگی
ا ——— آدمی
ب ——— بنوگے

یعنی شراب کے چار حروف کو علیحدہ علیحدہ دیکھا جائے تو اس کا یہ مطلب ہو جائے گا۔ کہ شراب پی کر شرارتی اور روگی (بیمار) آدمی بن جاؤ گے۔

انہیں چار الفاظ کو مندرجہ ذیل پیرایہ میں بھی ادا کیا گیا ہے۔

ش - شہوت پرستی، شیطنت پردازی، شرانگیزی پر مائل ہوتا ہے۔

ر - راہ نمائی کرتی ہے جملہ ناکرنی افعال کی طرف۔

الف - سے مراد ہے اندھا ہو جانے کی۔ غفلت کا پردہ آنکھوں پر پڑ جانے کے باعث۔

ب - اشارہ ہے بربادی کا۔

شراب کے متعلق خدا کا حکم

شراب جیسی نقصان دینے والی اور بری چیز کے استعمال سے خدا تعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔

خدا تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں ارشاد فرمایا ہے:-

اے لوگو! جو ایمان لائے ہو۔ شراب اور جوا اور بت ناپاک ہیں۔ یہ شیطان کے کام ہیں۔ پس ان سے بچو تا کہ فلاح پاؤ۔ شیطان ارادہ کرتا ہے۔ کہ شراب اور جوئے سے تم میں عداوت اور بغض پیدا کرے۔ اور نماز اور خدا کی یاد سے تم کو باز رکھے۔ (پ ۷ ع ۱۱)

شراب کے متعلق رسول خدا کا حکم

رسول خدا نے شراب کے استعمال سے بار بار منع فرمایا ہے۔

روایت ہے عبد اللہ ابن عمر سے:-

فرمایا رسول خدا نے جو شراب پیتا ہے اس کی چالیس دن رات نماز قبول نہیں ہوتی۔ اگر توبہ کرے معاف ہو جاتا ہے۔ پھر توڑے پھر توبہ کرے معاف ہوتا ہے۔ جب چار دفعہ توڑے تو اس کی توبہ قبول نہیں ہوتی اور دوزخ میں سے لہو پیپ پلایا جائے گا۔

روائت ہے:-

رسول خدا سے شراب کے متعلق دریافت کیا گیا۔ آپ نے منع فرمایا۔ سائل نے عذر کیا۔ میں صرف دوا کے لئے پیتا ہوں۔ فرمایا یہ دوا نہیں بیماری ہے۔

ابی سعید الخدری سے روایت ہے:-

میرے پاس یتیم کے حصہ میں سے شراب آئی تھی۔ جب سورۃ مائدہ میں آیت حرمت کی آئی۔ میں نے رسول خدا سے پوچھا کہ یہ یتیم کا مال ہے۔ فرمایا اس کو گرا دو۔ حرام کا نفع لینا بھی حرام ہے۔ (ترمذی نسائی ابن ماجہ)

ابو داؤد سے روائت ہے:-

رسول خدا نے کہا کہ ہم سرد جگہ میں رہتے ہیں۔ اور تکلیف سے کام کرتے ہیں۔ ہم گیہوں کو شراب کی صورت میں بنا کر استعمال کرتے ہیں۔ اور اس کے زور سے کام اور سردی کی تکلیف محسوس نہیں ہوتی۔ فرمایا تم کو مست کرتی ہے میں نے کہا ہاں۔ فرمایا اس سے بچو۔ میں نے کہا لوگ نہیں چھوڑیں گے۔ حکم دیا ان کو سخت سزا دو۔ (ابو داؤد)

فرمایا رسول خدا نے تین آدمیوں پر بہشت حرام ہے۔ ہمیشہ شراب پینے والے پر۔ ماں باپ کو تکلیف دینے والے پر۔ اور مرد بے غیرت اور بے حیت اور اس پر جو گھر میں زنا کرائے۔

حضرت انس سے روایت ہے:-

رسول خدا شرابی کو کھجور کی شنی یا جوتے سے مارتے۔ فرمایا رسول خدا نے جو شراب پئے۔ اُس کو مارو۔ اور اگر اس کو چار دفعہ پیتے دیکھو سخت سزا دو۔

شراب کے متعلق حضرت عیسیٰؑ کا ارشاد

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے شراب کی برائی کا ان الفاظ میں اظہار فرمایا ہے۔

دنیا کی محبت گناہوں کی جڑ ہے۔ عورتیں شیطان کا جال ہیں۔ اور شراب برائی کی طرف لے جاتی ہے۔

شراب کے متعلق حضرت علیؓ کا ارشاد

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے شراب کی مذمت فرمائی ہے اور مندرجہ ذیل الفاظ میں اپنے خیالات کا اظہار فرمایا ہے:-

اگر کسی کنوئیں میں ایک قطرہ شراب کا گرے اور اس کو بند کر کے اس پر مکان بنایا جائے۔ میں اس پر ہرگز ہرگز اذان نہ دوں گا۔ اور اگر ایک قطرہ دریا میں پڑ جائے اور اس پر گھاس اُگے میں جانوروں کو وہاں نہ چراؤں گا۔

شراب کے متعلق انجیل، وید اور علماء کی رائیں

انجیل۔ وید۔ مشرق اور مغرب کے علماء نے بھی شراب کی بُرائی خیال کرتے ہوئے اس کے استعمال سے منع فرمایا ہے۔

وہ کون ہے جو افسوس کرتا ہے۔ اور کون غم زدہ ہے۔ اور کون بڑا فضیحت کرنے والا ہے۔ اور کون بیہودہ بولنے والا ہے۔ اور کون بے وجہ گھائل ہے اور کس کی آنکھوں میں سرخی ہے۔ وہ جو دیر تک مے نوشی کرتے ہیں۔ اور وہ جو ملائی ہوئی مے کی تلاش میں رہتے ہیں۔ (انجیل)

شراب سانپ کی طرح کاٹتی اور بچھو کی طرح ڈنگ مارتی ہے (انجیل)

یہ سب سے بُری چیز ہے (وید)

وہ عرق جو نشہ دیتا ہو اور قوت ممیزہ کو خراب کرتا ہو مت پیو۔ (قوانین بدھ)

اُم الخبائث ہے (خواجہ حافظ)

لعنت جملہ لعنت است شراب (سعدی)

مذہب اخلاق حمیدہ اور جملہ فوائد بنی نوع انسان کی دشمن ہے (کیشب چندر سین)

بدبختی، مفلسی اور گناہ کا ماخذ شراب ہے۔ (حضرت عمرؓ)

شراب تمہاری جڑ اُکھیڑ دے گی (شنکر آچاریہ)

الکوحل انسان کو تحت الثریٰ میں پہنچاتی ہے۔ (ڈاکٹر فگر)

شراب خوری اور کمال ایک جگہ جمع نہیں رہ سکتے۔ یعنی شراب عادی اور کامل ہو۔ یہ ممکن نہیں۔

شراب کفایت شعاری اور تندرستی، ایمانداری سب کو خاک میں ملا دیتی ہے۔ (ڈاکٹر سکاٹ)

(حصار اسلام)

اعلان

امرتسر کی انجمن ترقی تعلیم مسلمانان ہند کے مقروضان کو انتباہ

انجمن ۱۹۱۰ء سے قائم شدہ اور زیر ایکٹ ۲۱ ۱۸۶۰ء رجسٹری شدہ ہے۔ اب تک اس انجمن نے آٹھ سو سے زیادہ طالب علموں کو وظائف بصورت قرض حسنہ دیکر اعلیٰ تعلیم سے بہرہ ور ہونے کے قابل بنایا ہے۔ جن میں سے کئی صاحب اب اعلیٰ عہدوں پر ممتاز ہیں۔ اس انجمن کے کام کے چلتے رہنے کا یہی ذریعہ ہے کہ جو طالب علم امداد پا کر تعلیم سے فارغ ہوں وہ بموجب اپنے اقرار و معاہدہ کے اپنے ذمہ کا قرض حسنہ یکمشت یا باقساط واپس کر دیا کریں۔ اور اکثر ایسا کرتے بھی ہیں۔ لیکن بعض صاحب ایسے بھی ہیں جو دینے کا نام نہیں لیتے ہیں۔ اور انجمن کی طرف سے جو خطوط مطالبہ کے جاری ہوتے ہیں ان کا جواب تک نہیں دیتے۔ یا وعدہ کر لیتے ہیں مگر پورا نہیں کرتے۔ ایسے صاحبان انجمن کے کام میں روک ڈالنے والے اور انجمن کو نقصان پہنچانے والے ہیں۔ اور ہر ایک صاحب انصاف جو اس قسم کی شکایت سنتا ہے تو ان کی حالت پر بہت افسوس کرتا ہے۔ یہی نہیں کہ وہ بوجہ خلاف ورزی عہد و اقرار خود اپنے اخلاق پر ایک دھبہ لگاتے ہیں۔ بلکہ اپنے آپ کو مستوجب ادائیگی کل رقم کر کے انجمن کو چارہ جوئی قانونی پر مجبور کرتے ہیں۔ جس سے ان کو مزید دیرباری خرچہ مقدمہ کی بھی ہوتی ہے۔ چنانچہ انجمن نے سال گذشتہ میں دو ڈگریاں کرائی تھیں۔ جو ان کے لئے موجب شرمساری ہوئیں۔ اور انہوں نے بغیر اجرائے ڈگری دائر ہونے کے خود بخود روپیہ واپس دیدیا۔ اب اس سال ہر چند چاہا کہ اور کسی کے برخلاف مقدمہ بازی تک نوبت نہ پہنچے اور مطالبہ کے خطوط جاری ہوتے رہے مگر بعض صاحب جواب تک نہیں دیتے ہیں۔ اس لئے اب لاچار ایسے صاحبان کے برخلاف انجمن کی طرف سے مقدمات دائر کرنے کا تہیہ کر لیا ہے اور عنقریب ان صاحبان کی خدمت میں سمنات ملاقات پہنچیں گے اور ان کے برخلاف ڈگریاں صادر ہونے پر ان کے نام اخبارات میں شائع کئے جائیں گے۔

عزیز بخش
سیکرٹری انجمن ترقی تعلیم مسلمانان ہند۔ امرتسر

نہایئت ضروری اعلان

انجمن نے ایک ماہ کے لئے اپنی قیمتی کتب میں کافی رعایت دینے کی تجویز منظور فرمائی ہے جس کا اعلان اخبار میں دوسری جگہ دیا جاتا ہے۔ اور اس کے علاوہ بھی احباب میں تقسیم کرنے کا انتظام کیا گیا ہے۔ یہ موقع ہر دوست کو غنیمت سمجھ کر اس سے نہ صرف خود فائدہ اُٹھانا چاہیئے بلکہ دوسرے احباب میں بھی کوشش کر کے کثرت سے خریدار بنانے چاہیئں۔ ایک تو اس ذریعے سے اس علمی خزانہ کی یکدم عام اشاعت ہوگی جو حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے ذریعے اس جماعت میں پیدا ہوا اور دوسرے اس وقت جو انجمن کو مالی مشکلات درپیش ہیں اس میں امداد کا باعث ہوگا۔ انجمن کی پندرہ سالہ زندگی میں یہ پہلا موقع خاص وجوہ کے باعث میسر آیا ہے۔ اس سے ہر دوست کو فائدہ اٹھانے کی ضرورت ہے۔ سب احباب جلد اور فوری توجہ دیں۔ اور ان کتب کی خریداری کہاں تک اُنکی کوشش اور طاقت میں ہے اور جسقدر اُن کا حلقہ اثر ہے اس کا علم دیکر بہت جلد آرڈر بھجوا دیں۔ بسہولت خرچ ڈاک کی خاطر بہت سے دوست مل کر ایک ہی آرڈر دے سکتے ہیں۔ لیکن آرڈر میں تمام احباب کی فہرست آجانی چاہیئے۔ کیونکہ کتب فروشوں کو کبھی کتابیں تجارت کی غرض سے دینے کا انجمن کا منشا نہیں ہے۔

www.aaiil.org

جنرل سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

والیٔ مانگرول زندہ باد

ہز ہائینس نواب محمد جہانگیر میاں صاحب کا وجود مبارک اس قحط الرجال میں باعثِ غنیمت ہے۔ آپ کا عمل اس بات کا شاہد ہے کہ آپ کی زندگی کا نصب العین اللہ تعالیٰ کی رضا کے سوائے اور کوئی نہیں۔ آپ کے مال کا بیشتر حصہ تعلیمی تبلیغی۔ اور رفاہِ عام کے کاموں میں صرف ہوتا رہتا ہے۔ ابھی ایک سال کا عرصہ ہُوا ہے۔ کہ خاکسار نے ایک اپیل آپ کی خدمت میں حضرت محمد مصطفےٰ کی سیرت کا سندھی ترجمہ کی مفت اشاعت کے لئے کی تھی۔ چنانچہ آپ نے اپنے اخلاص۔ فیاضی اور دریا دلی کا ثبوت دیتے ہوئے خاکسار کو اطلاع دی کہ میں انجمن کو آپ کی اپیل پر مبلغ ۵۰۰ روپیہ اس کام کے لئے دوں گا۔ چنانچہ سندھی کا ترجمہ چھپ کر بک ڈپو میں آگیا ہے اور انجمن اس کی مفت اشاعت کا مناسب بندوبست کر رہی ہے۔

ابھی چند یوم ہوئے کہ میں نے جناب نواب صاحب کی خدمت میں لکھا۔ کہ میں نے جزائر فجی میں تبلیغ اسلام کے لئے جانا ہے۔ اور وہاں ہندی لٹریچر کی مانگ ہے۔ اس لئے آپ یکصد روپیہ عنایت فرمائیں تو میں ایک رسالہ اسلام پر لکھ کر اس کا ہندی ترجمہ کرا کر شائع کر کے ساتھ لیجا سکوں گا۔ چنانچہ آپ نے خاکسار کی اپیل کو منظور فرمایا اور حسبِ ذیل جواب دیا:۔

"عنایت نامہ محررہ ۲۹ مئی موصول ہو کر کاشف مافیہا ہُوا۔ آپ نے مسلمانانِ فجی کے حالات کا خیال فرما کر اپنی خدمات بغرض تبلیغ اسلام وقف فرمانے کا جو خیال فرمایا ہے نہایت ہی نیک ہے۔ جزاکم اللہ خیر الجزا۔ اور اس کی تیاری میں ایک رسالہ ہندی میں چھاپنے کا تصفیہ کیا ہے۔ بہتر ہے اور اس کے طبع کے اخراجات مجھ سے مبلغ ایک صد روپیہ امداد طلب کی ہے۔ چنانچہ میں آپ کی درخواست کو بخوشی منظور کرتا ہوں۔ اور یہ رقم بوساطت جناب مولانا محمد علی صاحب بھیج رہا ہوں۔ انشاء اللہ آپ کو پہنچ جائے گی۔"

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی عمر میں مال میں اولاد میں برکت پیدا کرے اور آپ کو خدمتِ اسلام کے لئے خرچ کرنے کی بیش از پیش توفیق عطا فرمائے آمین ثم آمین

خاکسار محمد عبداللہ ٹیچر مسلم ہائی سکول بدوملہی۔

جزیرہ فجی کیلئے مسلمان لیڈی ڈاکٹر کی ضرورت

برادران فجی کو ایک مسلمان لیڈی ڈاکٹر کی فوری ضرورت ہے جو اسسٹنٹ سرجن یا سب اسسٹنٹ سرجن کا امتحان پاس ہو۔ گورنمنٹ کی طرف سے بھی اُسے پچھتر پونڈ سالانہ کی امداد ملے گی۔ جو حسبِ ضرورت زیادہ بھی ہو سکیگی۔ پرائیویٹ پریکٹس کا بڑا وسیع میدان ہے۔ وہاں کے مسلمان ہر طرح سے اُسے امداد دیں گے۔ شادی شدہ کے خاوند کی ملازمت کا انتظام بھی ہو سکیگا۔ درخواستیں معہ نقول سندات جلد بھیجدی جائیں۔

خاکسار محمد منظور الٰہی۔ آنریری جائنٹ سیکرٹری۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

مبارک باد

ہمارے نہایت ہی مخلص دوست میاں خان محمد صاحب میونسپل کمشنر علیپور ضلع مظفر گڈھ کے گھر خدا تعالےٰ نے فرزند عطا فرمایا ہے۔ میاں صاحب ممدوح ایک عرصہ سے اولاد کے لئے ترستے تھے آخر ان کی بے لوث خدمات اسلام خدا کے ہاں قبول ہو گئیں۔ اور خدا نے ان کا گھر روشن کر دیا۔ ہم میاں صاحب کی خدمت میں بصد مسرت تہ دل سے مبارکباد پیش کرتے ہوئے [illegible]

ناظم جمعیۃ العلماء دہلی کی دورنگی

ہندوؤں سے خطاب

مولانا احمد سعید ناظم جمعیۃ العلماء کی ایک تقریر کا اقتباس

"دوسرا لفظ جو میں نے ابتدائی تقریر میں عرض کیا تھا وہ لفظ "غلطی" ہے۔ میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ میں نے اس جنگ کو غلطی سے کیوں تعبیر کیا۔ حضرات یہ میرا یقین ہے کہ جنگ کے شروع کرنے میں جلدی کی گئی۔ موجودہ فضا اتنی بڑی جنگ کے ہرگز لائق نہ تھی۔ سب سے پہلے اس امر کی ضرورت تھی کہ فوج کے تمام سپاہیوں کو مطمئن کیا جاتا۔ ان کو بتایا جاتا کہ فتح کے بعد مال غنیمت میں ہر شخص کا کیا حصہ ہوگا۔ لیکن مجھے افسوس ہے کہ ہندوؤں نے فوج کے ایک بہت بڑے بہادر دستے کو نظر انداز کر دیا۔ اور ایک ایسی عظیم الشان جنگ میں مسلمانوں کو بدون مطمئن کئے خود ہی کود پڑے۔ میں ہندوؤں سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ ملک مسلمانوں کا نہیں ہے؟ کیا مسلمان آزادی کے خواہش مند نہیں ہیں؟ کیا وہ تم سے زیادہ بہادر نہیں ہیں؟ کیا انہوں نے پچھلے دنوں قربانیوں میں کوئی کمزوری دکھائی ہے؟

پھر کیا وجہ ہے کہ تم ایسے بہادر رفیق کو چھوڑ کر تنہا میدان میں نکل گئے۔ تمہارا فرض تھا کہ تم جنگ کو موخر کرتے لڑائی کہیں بھاگی نہ جاتی تھی۔ تم چند دن اور صبر کرتے اور سب سے پہلے ہندوستان کی تمام اقوام کو مطمئن کرنے میں اپنی پوری کوشش صرف کرتے۔ اس کے بعد تم دیکھتے کہ کامیابی اور فتحمندی تمہارا استقبال کرتی۔ اور نقشہ جنگ کبھی کا بدل چکا ہوتا۔

میرے دوستو! مجھے معاف کرنا۔ اس جنگ میں سنگھٹنی ہندوؤں نے نہ صرف گاندھی جی کو غلط مشورہ دیا۔ بلکہ اپنی قوت کا اندازہ لگانے میں بھی غلطی کی۔ شدھی اور سنگھٹن کے آٹھ سالہ تحریک سے تمہارے دماغ میں یہ تخیل پیدا ہو گیا کہ تم تنہا انگریز کو اس ملک سے نکال سکتے ہو۔ لیکن میں صاف طور پر بتا دینا چاہتا ہوں کہ انگریز کے سہارے پر مسلمانوں کو پیٹ لینا مسجدوں کے سامنے باجہ بجا لینا۔ اذان کے وقت آرتی کر لینا۔ قربانی کے جانوروں کو چھین لینا۔ مقدمہ بازی میں مسلمانوں کو شکست دیدینا۔ یہ سب آسان۔ حکومت کی امداد سے مسلمانوں کو نیچا دکھا دینا کوئی بڑی بہادری نہیں ہے۔ لیکن مسلمانوں کو چھوڑ کر حکومت سے ٹکرانا اور ملک کو آزاد کرانا یہ بہت بڑا کام ہے۔ میں صاف طور پر یہ عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ تم نے جس چیز کو آسان سمجھا ہے۔ وہ آسان نہیں ہے۔

اگر مسلمانوں کو جنگ میں شریک ہونے کے بعد بھی تم جیت جاؤ تو یہ بہت بڑی حیرت و استعجاب کی بات ہے۔ چہ جائیکہ مسلمانوں کو چھوڑ کر اس میدان کو سر کر لو۔ یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے۔

میرے دوستو! جس ہمت کا تم نے اس وقت مظاہرہ کیا ہے۔ وہ یقیناً قابلِ تعریف ہے۔ میں تمہاری بہادری کو ضرور سراہتا۔ اور یہ کہتا کہ تمہارا تنہا جنگ آزادی کو شروع کر دینا بہت بڑی شجاعت اور بہادری کا کام ہے۔ لیکن مجھے افسوس ہے کہ تم نے ایک بہترین فعل کی تعبیر بدلنے میں مجھے مجبور کر دیا اور اب میں یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ تم نے مجھ کو اپنے ساتھ لینے سے اس لئے چھوڑا ہے کہ فتح کے بعد بھی تم مجھے کچھ نہ دو۔ اور مجھ سے کہدو کہ میاں جی اس مال میں تمہارا کوئی حصہ نہیں ہے۔ اس لئے کہ ہم نے تنہا لڑ کر لیا ہے۔ اور ہم تنہا اس کے مالک ہیں۔

دیکھو اتنی بڑی بہادری کے کتنے افسوسناک معنی میں نے تم کو بتائے ہیں۔ اگر ہم کو ساتھ ملا لیتے تو ہمیں ہرگز یہ کہنے کا موقع نہ ملتا۔ اور میں پوچھتا ہوں کہ اس وقت دینا لینا ہی کیا تھا۔ تمہارے ہاتھ ہی میں اس وقت کیا تھا جو تم مسلمانوں کو دیدیتے۔ یہ تو ایک بات کی بات تھی۔ لیکن افسوس تم کو اتنی عقل بھی نہ آئی کہ مسلمانوں کو باتوں ہی سے خوش کر دیتے۔

دیکھو! میں کہتا ہوں اب بھی وقت ہے۔ مسلمان تمہیں شکست دلوانا نہیں چاہتے۔ وہ خود اس جنگ میں شریک ہونے کے لئے بیچین ہیں۔ لیکن فقط ایک بات کی پیچ آپڑی ہے۔

مسلمانوں کو سب سے بڑا خطرہ یہ ہے کہ تم میدانِ جنگ کو بیچ میں چھوڑ کر بھاگ جاؤ گے۔ تم کم سے کم یہ تو اطمینان دلاؤ کہ جب تک مسلمان راضی نہ ہوگا تم انگریز سے صلح نہ کرو گے۔ میں اپنے ہندو دوستوں سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اپنی پوزیشن پر غور کریں۔ مسلمان ان سے حکومت نہیں مانگتا۔ مسلمان کی خواہش صرف یہ ہے کہ ہندو پانچ صوبوں میں مسلمانوں پر اعتماد کریں۔ اور جن صوبوں میں اس کی اکثریت بہت معمولی ہے۔ اس کے تحفظ کا اطمینان دلا دیں۔ میرے دوستو! یہ کوئی ایسا الم انگیز مطالبہ نہ تھا۔ کہ جو تم پورا نہ کر سکتے تھے۔ لیکن تمہاری تو نیت خراب ہے۔ تم تو تنہا ہی لڑنا چاہتے ہو۔ اور تنہا ہی صلح کرنا چاہتے ہو۔ اور جو انگریز سے مل جائے اسے تنہا ہی کھانا چاہتے ہو۔

بھلا اس تنہا خوری اور خود غرضی سے کیس سوراج مل سکتا ہے۔ میں آپ سے پھر عرض کرتا ہوں کہ جس دستۂ فوج کو آپ نے نظر انداز کر دیا ہے، وہ نظر انداز کرنے کے قابل نہیں ہے۔ اگر آپ کوئی تدبیر نکال سکتے ہیں تو نکالئے اور ہندوستان کو ذلیل شکست سے بچا لیجئے۔"

(دیکھو اخبار "سچ" سوبقہ۔ ۳۰ مئی و ۶ جون ۳۰ء)

ہم نے بلا تصرف مولوی صاحب موصوف کی تقریر کو درج کر دیا۔ اب سوال یہ ہے کہ:۔ کیا ہندوؤں اور کانگریس نے مسلم حقوق کی حفاظت کے متعلق کوئی ضمانت دی؟ کیا ہندوؤں نے مسلمانوں کے مطالبہ کو پورا کیا؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو مولوی صاحب کس امید پر اس جنگ میں ہلاک اور تباہ ہونے کے لئے مسلمانوں کو دعوت دیتے ہیں۔

جو قوم غلامی کی حالت میں صرف وعدہ کرنے کے لئے بھی تیار نہیں وہ کامیابی کے بعد قوت حاصل کر کے مطالبات کو پورا کرنے کے واسطے کیونکر تیار ہو گی؟

(ایک سچا مسلمان)

علماءِ اہلِ سنت کا متفقہ اعلان

اجلاس آل انڈیا سنی کانفرنس منعقدہ بھرال (صوبہ بنگال) مورخہ ۲۰ لغایتہ ۲۲ مئی ۱۹۳۰ء کی منظور شدہ تجاویز زیر صدارت قدوۃ العرفا شیخ المشائخ اعلحضرت مولانا مولوی سید شاہ ابو احمد محمد علی حسین صاحب اشرفی جیلانی زینت سجادہ کچھوچھہ شریف۔

(۱) یہ جلسہ تجویز کرتا ہے کہ موجودہ حالات میں مسلمانوں کو کانگرس کی تحریکات سے علیحدہ رہنا ضروری ہے۔ مذہب کا بھی حکم ہے اور اقتصادی مصالح کا بھی یہی اقتضا ہے۔

(۲) یہ جلسہ جمعیۃ العلما کی گمراہ کن پالیسی پر اظہار نفرت کرتا ہے جو اس نے ہندوؤں کے اشارہ سے مسلمانوں کو کانگریسی تحریکات کی تائید پر ابھارنے میں اختیار کر رکھی ہے۔ اور ظاہر کر دینا چاہتا ہے کہ جمعیۃ العلما صرف چند خود غرض شخصیتوں کا نام ہے جو کٹھ پتلی کی طرح بالکل ہندوؤں کے ہاتھ میں ہیں۔ یہ جماعت مسلمانوں کی نمائندہ نہیں نہ مسلمان اس کو اعتماد کی نظر سے دیکھتے ہیں۔

(۳) یہ جلسہ فلسطین کانفرنس بمبئی کی منظور شدہ تجاویز کی تائید کرتا ہے۔

(۴) یہ جلسہ جناب مولوی عبدالعزیز خاں صاحب قادری رضوی مقیم کلکتہ اور جناب مولوی حکیم سید فضل رحیم صاحب زہری و جناب سیٹھ محمد زکریا ذاکر منیار صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہے جو سنت کی اعانت میں ہمیشہ سرگرم رہتے ہیں۔ اور ان کی مساعی سے دین کو تقویت و تائید ہوتی ہے۔

حاجی محمد احسان الحق نعیمی۔ ناظم محکمہ تبلیغ

کا ایک سچا خدمت گار ثابت کریں

عالم اسلام

——— الجیریا کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ شہر فاس سے تقریباً ایک سو کیلومیٹر کی دوری پر مراکو کے ایک مقام میں ماہ جون کے دوران میں برفباری ہوئی۔ یہ بالکل انوکھی اور نئی بات ہے اور اس سے قبل کبھی کوئی ایسا واقعہ جہاں تک کہ انسانی حافظہ کام دے سکتا ہے پیش نہیں آیا۔

انگورہ کے ایک پیام سے معلوم ہوتا ہے کہ حال ہی میں ایک کردی باغیانہ سازش کا پتہ چلا ہے۔ سازش مذکور کا لیڈر ایک سابق فوجی ترک افسر تھا۔ تحقیقات کے دوران میں افسر مذکور نے نہایت اہم انکشافات کئے ہیں۔ اور یہ بھی خیال کیا ہے کہ وہ انجمن مذکور کا افسر اعلیٰ تھا۔

ترکی رعایا کے چند افراد مقیم پیرس وہاں ایک تجارتی ادارہ کھول رہے ہیں۔ حکومت ٹرکی و فرانس اس تجارتی عمل کو بہ نظر ہمدردی دیکھ رہے ہیں۔

برطانیہ کے یہودیوں نے ایک عظیم الشان جلسہ کرکے طے کیا ہے کہ برطانیہ پر زور ڈالا جائے۔ کہ وہ اپنے امتناعی حکم کو کہ یہودی مہاجرین آئندہ سے فلسطین میں داخل نہ ہوں۔

سیاسی قیدیوں کو عام معافی عطا کرنے کا مسئلہ ماہ نومبر تک ملتوی رہیگا۔ اسمبلی کے انتخابات ماہ نومبر میں شروع ہوئے۔ پھر عام معافی کے احکام شائع کئے جائیں گے۔

مصری ذرائع سے جو ایرانی اطلاعات موصول ہوئی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ لاطینی رسم الخط کے حامیوں نے رسم الخط کی تبدیلی کے لئے از سر نو وسیع پروپیگنڈا شروع کر دیا ہے۔ لیکن اس مرتبہ یہ خاص بات ہے کہ رسم الخط کی تبدیلی کے حامیوں میں دو گروہ ہو گئے ہیں۔ ایک گروہ لاطینی رسم الخط کے اختیار کرنے پر زور دے رہا ہے اور دوسرا گروہ قدیم ایرانی رسم الخط کے اجرا کو پسند کرتا ہے۔ لیکن اس وقت تک دونوں گروہ ناکام ہیں۔ کیونکہ اکثریت عربی رسم الخط کے تحفظ کے حق میں ہے وہی غالب ہے۔

معاصر ام القریٰ مکہ معظمہ نے تمام اسلامی ممالک کے حاجیوں کی تعداد شائع کی ہے۔ جنہوں نے امسال زیارت حرم و مراسم حج کی ادائیگی کا شرف حاصل کیا۔

اسلامی ممالک	تعداد	اسلامی ممالک	تعداد
حاوی حجاج	۳۰۸۷۱	سنقطی حجاج	۹۹
مصری "	۱۷۱۳۶	اہل کیپ ٹاؤن (افریقہ)	۸۵
ہندوستانی "	۱۱۴۵۷	سقالی	۲۸
ایرانی "	۳۲۳۷	عراقی	۲۳۲
افغانی "	۱۲۱۸	ترکی	۱۲۰
سوریہ کے حجاج	۸۵	یمنی	۲۰۵۵
مغربی حجاج	۱۵۸۱	حضری	۶۵۹
فلسطینی	۳۸۳	تکارنی	۳۵۲۰
کردی	۴۲	سوڈانی	۱۱۴۹
چینی	۸۲	شمالی ہالینڈ	۲۰۸
بخاری	۱۶۰۳	اہالی	۱۲۷۹

مصری جرائد کو معلوم ہوا ہے کہ امسال ایرانی صدود پر دس ہزار مسلمان مصیبت زدہ مہاجر پہنچے ہیں۔ ان میں افغان اور روس کے بہت سے پریشان حال مسلمان ہیں۔ حکومت ایران نے اپنی فیاضی سے ان کے قیام کے لئے اور دوسری ضروریات کے لئے ولایت خراسان میں ایک وسیع زمین کو خاص کر دیا ہے۔

معاصر گلشن طہران لکھتا ہے کہ دولت ایران کے اقتصادی پروگرام کے ماتحت وزارت اقتصاد ملی نے صنعت قالین بافی کے تحفظ کے لئے ایک ادارہ قائم کیا کر

خبریں

——— بمبئی ۱۱ر جولائی۔ آج شام کو اسپلینیڈ میدان میں یوم گڑھوالی کے ممنوعہ جلوس کے سلسلہ میں پولیس اور کانگرس کے درمیان جو تصادم ہوا اس میں تین سو سے زیادہ اشخاص مجروح ہوئے۔ منجملہ ان کے ۱۰ شدید زخمی ہیں۔ ایک سو مجروحین کو کانگرس ہسپتال میں رکھا گیا۔ اور باقی ماندہ کی مرہم پٹی کرنے کے بعد گھروں کو جانے کی اجازت دیدی گئی۔

——— شملہ ۱۲ر جولائی۔ تین دن کے مباحثہ کے بعد مرکزی مجلس قانون ساز نے میاں شاہنواز کی تحریک تخفیف ۴۸ آرا کے مقابلہ میں ۶۰ آرا سے مسترد کر لی۔ اور سائمن رپورٹ کو ناکافی اور غیر تسلی بخش قرار دیکر مسترد کر دیا۔ لندن کانفرنس کا ضمنی مطالبہ ایک سو روپے کی تخفیف کے لیے تقسیم آرا کے بغیر ہی منظور ہو گیا۔

——— قاہرہ ۱۰ر جولائی۔ کل تناہ میں ایک ہجوم نے منصورہ میں حکام کے رویہ کے خلاف احتجاج کے طور پر پولیس کی ایک چوکی پر پتھر برسائے۔ پچیس پولیس والے زخمی ہوئے اور ستر بلوائی گرفتار کر لئے گئے۔ دمن ہور میں بھی ایک مظاہرہ ہوا لیکن وہاں کوئی ناخوشگوار حادثہ رونما نہیں ہوا۔

——— لندن ۱۰ر جولائی۔ رائٹر کو معلوم ہوا ہے کہ مسٹر آر۔ ایچ۔ اے کارٹر جو سائمن کمیٹی کے اسسٹنٹ سیکرٹریوں میں سے تھے گول میز کانفرنس کے جنرل سیکرٹری مقرر ہوئے ہیں۔ ان کی امداد کے لئے انڈیا آفس کے ایک افسر مسٹر ایس۔ جی گرسٹ کا تقرر ہوا ہے۔

——— برلن ۱۱ر جولائی۔ ہوسڈروف کی کان کے حادثہ میں جو کان کن کان پھٹنے کی وجہ سے زندہ دفن ہو گئے تھے ان میں سے اکاسی کانکنوں کی نعشیں نکالی جا چکی ہیں۔ اکسٹھ کان کن ابھی تک کاربانک۔ ایسڈ گیس سے بھرے ہوئے ایک گڑھے میں بند ہیں۔

——— سمن سنگھ ۱۳ر جولائی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ کشور گنج سب ڈویژن میں ہندوؤں اور مسلمانوں میں فساد ہو گیا۔ پولیس کے گولی چلانے کے باوجود آتش زنی اور لوٹ مار مار کی وارداتیں وسیع پیمانے پر جاری ہیں۔ سامان کا نقصان بہت زیادہ ہوا۔ کل سرکل افسر آیا تھا۔ گذشتہ شب سے مسلح پولیس فساد زدہ رقبے میں گشت لگا رہی ہے۔

——— الہ آباد ۱۴ر جولائی۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱ جولائی کو الہ آباد میں مسلمانوں کی کانفرنسیں منعقد ہوں گی۔ مسلمانوں کی آئندہ کانفرنس جس نے ۱۹۲۷ء میں پہلا اجلاس منعقد کیا تھا انہیں تاریخوں میں دوسرا اجلاس اس لئے منعقد کرے گی۔ کہ مسلمانوں کے ایک ساتھ مرتب کئے ہوئے مطالبات کے متعلق سائمن کمیشن کے فیصلے پر غور و خوض کرے۔ تنظیم کانفرنس مولانا شوکت علی کے زیر صدارت اپنا پہلا اجلاس منعقد کرے گی۔ اس صوبے کے علماء کی کانفرنسیں بھی انہیں تاریخوں میں منعقد ہوں گی۔ کثیر التعداد مندوبین کے آنے کی توقع ہے۔

——— راولپنڈی ۱۴ر جولائی۔ مقامی کانگرس کمیٹی نے شہر کے مختلف مقامات عبادت پر پکٹنگ لگا دیا ہے "تاکہ جو شخص کھدر سے ملبس نہ ہو گا اسے داخل نہ ہونے دیا جائیگا۔

——— لاہور ۱۴ر جولائی۔ آج ہفتہ ابن چند ایڈووکیٹ نے لالہ لال چند فلک کی طرف سے مسٹر سی۔ ایچ۔ ورنی مجسٹریٹ درجہ اوّل کی عدالت میں ضمانت کی درخواست کی۔ فلک صاحب کے خلاف زیر دفعہ ۱۰۸ ضابطہ فوجداری مقدمہ کی سماعت ہو رہی ہے۔ عدالت نے فلک صاحب کو فوراً طلب کیا۔ آپ نے عدالت میں حاضر ہو کر کہا کہ میں ضمانت داخل کرنے کے لئے تیار ہوں۔ اور اپنے مقدمے میں صفائی پیش کروں گا۔ عدالت نے ملزم کو دس ہزار روپیہ کی ضمانت حاضری پر رہائی کا حکم دیا۔

——— شملہ ۱۴ر جولائی۔ آج اسمبلی کا اجلاس پھر شروع ہوا۔ تماشائیوں کی گیلری میں سر چادلہ اور انجینئر ہوا باز بھی بیٹھے تھے۔ مسٹر ہیگ اور مسٹر باول نے سرحد کے متعلق متعدد سوالات کا جواب دیتے ہوئے مسٹر ضاح کی اس تجویز سے اتفاق کیا کہ صوبہ سرحد میں حالات خوشگوار بنانے کے متعلق بہترین طریق کار سوچنے کے لئے شملہ میں رہنماؤں کے ساتھ مشورہ کیا جائے۔

——— انتہائی رنج و اندوہ سے اطلاع دی جاتی ہے کہ اسلامیہ ہائی سکول شیرانوالہ دروازہ لاہور کے [illegible]

محمد دین ۱۱ جولائی کو طویل علالت کے بعد رہگرائے عالم جاودانی ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

——— شملہ ۱۳ر جولائی۔ حکومت پنجاب کا ایک تازہ اعلان مظہر ہے کہ مہربانہ تخفیف کے آرڈی ننس کہ دفعہ اول کا نفاذ شملہ میونسپلٹی کی حدود میں بھی کر دیا گیا۔

——— نیویارک ۱۲ر جولائی۔ آسٹریلیا کے آرچ ڈیوک لیوپلڈ نے اپنے آپ کو پولیس کے حوالے کر دیا۔ اُسے سفید کر دیا گیا ہے اُس کی خواہش ہے کہ اس کے مقدمہ کی سماعت جلدی کی جائے۔ کیونکہ وہ آسٹریلیا واپس جانا چاہتا ہے۔ جہاں اس کا بھائی آرچ ڈیوک رینر کا حال ہی میں انتقال ہوا ہے۔

——— شملہ ۱۴ جولائی۔ اسمبلی کی نشنلسٹ پارٹی انڈی پینڈنٹ پارٹی اور سوراج پارٹی کے چالیس سے زیادہ ارکان کونسل آف کے چند ارکان نے مسٹر جیکر کی صدارت میں ایک جلسہ منعقد کیا۔ جس میں متفقہ طور پر یہ قرارداد منظور ہوئی کہ جلسہ کے صدر ہندوستان کے سیاسی حالات کی موجودہ پیچیدگیوں کو خوشگوار طریق پر سلجھانے کے لئے جو تدابیر مناسب سمجھیں عمل میں لائیں

——— سول اینڈ ملٹری گزٹ کا نامہ نگار خصوصی مقیم شملہ مطلع کرتا ہے کہ مسٹر گاندھی اور پنڈت موتی لال نہرو سے بلا تاخیر ملاقات کر کے سول نافرمانی کی مہم کو بند کر لینے کی کوشش کی جائے گی۔ نہیں کہا جا سکتا کہ اس کوشش کا نتیجہ کیا نکلیگا۔

یک شنبہ کی رات کو رس نتیجے کے بعد معلوم ہوا تھا کہ اسمبلی کے ہندو ممبروں نے ایک جلسہ منعقد کرکے وائسرائے کی تقریر اور گول میز کانفرنس کے لائحہ عمل پر خوشی کا اظہار کیا ہے۔ لیکن درخواست کی ہے کہ تشدد کو بند کر دیا جائے۔ یہ عام طور پر معلوم نہیں تھا کہ انہوں نے مسٹر جیکر کو گاندھی اور پنڈت موتی نہرو سے ملاقات کی اجازت حاصل کرنے پر مامور کیا ہے۔ تاکہ ان سے سول نافرمانی کی مہم کو بند کرایا جائے۔

اس فیصلہ کو مخفی رکھنے کی انتہائی کوشش کی گئی۔ سیاسی حلقوں میں امید ظاہر کی جاتی ہے کہ لارڈ اروِن کی اپیل کے جواب میں یہ گرم جوشی اور اسمبلی کے دوسرے مقرروں کی پُر زور اپیلیں انجام کار کامیاب ہوگئیں۔ اگر مسٹر گاندھی اور پنڈت موتی لال نہرو سول نافرمانی کے بند کرنے پر راضی ہو گئے تو یہ خیال کرنے کے وجوہ موجود ہیں کہ حکومت بھی مخالف سٹر (مسٹر جیکر کی پارٹی) کے مقرروں کی پیش کردہ لائنوں کے مطابق فیاضی سے کام لے گی۔

ہندو ارکان اسمبلی نے اپنی تجاویز کو اس درجہ مخفی رکھا کہ آج شام کو اسمبلی کے اجلاس ختم ہونے کے بعد بھی بہت کم اشخاص کو ان کے حقیقی حالات کا علم تھا۔

——— معلوم ہوا ہے کہ سر علی امام صاحب نے اس شرط پر سید حسن امام کے بعد سول نافرمانی کا ڈکٹیٹر بننا منظور کیا ہے کہ انہیں (سر علی امام کو) سول نافرمانی اور پکٹنگ کو بند کرنے کا پورا اختیار ہوگا۔ سر علی امام فرماتے ہیں کہ میں پکٹنگ کو بہار اور اڑیسہ کے لئے نقصان رساں سمجھتا ہوں۔ اور اس کی مذمت کرتا ہوں۔ لیکن سودیشی پارچہ کو فروغ دینے کا حامی ہوں۔

——— لندن ۱۴ر جولائی۔ سنڈے ایکسپریس نے ایک افواہ شائع کیا ہے۔ کہ مسٹر ویجوڈ بین وزیر ہند مستعفی ہونے کا ارادہ کر رہے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ وزیر اعظم نے فیصلہ کیا تھا کہ گول میز کانفرنس کو حق حاصل ہوگا کہ وہ سائمن رپورٹ کو نظر انداز کر دے۔ لیکن مسٹر بین اور بعض دوسرے وزراء یہ چاہتے تھے کہ رپورٹ مباحثہ کا موضوع ہو۔ لیکن ان بیانات کی صداقت کے متعلق ابھی کچھ علم نہیں۔

——— مدراس ۱۴ر جولائی۔ سلیم کا ایک پیغام مظہر ہے کہ گزشتہ شب شوپٹ میں ایک ہندو اور ایک مسلمان پہلوان کے درمیان کشتی کے بعد جس کا خاتمہ گڑبڑ میں ہوا مقامی ہندوؤں اور مسلمانوں میں متعدد دفعہ فساد ہوا۔

——— ناگپور ۱۴ر جولائی۔ مصدقہ طور پر معلوم ہو گیا ہے کہ آنریبل دلش مکھ وزیر زراعت وسیف گورنمنٹ نے اپنے عہدہ سے استعفا دیدیا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۱۸ سہ شنبہ ۲ ربیع الاوّل ۱۳۴۹ھ نمبر ۵۴

پادری ایس ایم پال کی سلطان التفاسیر پر ایک نظر

(۳)

پادری صاحب لکھتے ہیں:-

الف:- آنحضرت صلعم کی بعثت سے پہلے عرب میں عیسائی اور یہود بکثرت آباد تھے۔ ان کے بڑے بڑے بادشاہ تھے۔ اور نہایت مشہور، قادر الکلام و یکتائے روزگار شاعر تھے۔ چنانچہ سموئیل بن عادیا اور الربیع بن ابو الحقیق یہودی شاعر تھے۔ امراء القیس۔ امیہ ابن ابی صلتہ۔ حاتم طائی۔ عدی بن زید۔ اور ابو زبید عیسائی شاعر تھے۔

ب:- عرب کے بت پرست اور بے دین شاعروں کی شاعری عشقبازی عیاشی بے حیائی، شراب نوشی اور قمار بازی وغیرہ وغیرہ پر تھی۔ مگر عیسائی شاعروں کا کلام ان تمام معائب و نقائص سے پاک و صاف ہوتا تھا۔ اس میں معرفت، حکمت، پند و نصائح، خدا پرستی، خدا ترسی، سزا و جزا وغیرہ مضامین پائے جاتے ہیں۔ انہی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا مذہب اخذ کیا۔

یہ ہے مشن کالج کے عربک پروفیسر، محدث، مورخ، مفسر، احسن المناظرین اور سلطان المفسرین کا مبلغ علم۔ سرسری نظر سے ان چند سطور کی غلطیاں شمار کیجئے۔

(۱) جن شاعروں کے آپ نے نام گنوائے ان میں سوا امراء القیس کے نہ کوئی قادر الکلام ہے نہ یکتائے روزگار اور نہ نہایت مشہور۔

(۲) امراء القیس کو آپ نے عیسائی شاعر لکھا جو نہ صرف غلط بلکہ اغلط ہے۔

(۳) عیسائی شعراء کے کلام میں پند و حکمت وغیرہ ہے۔ یہ بھی از سرتا پا غلط ہے۔ اس کا ثبوت ابھی ہم انشاء اللہ تعالیٰ دیں گے۔

(۴) مشہور عیسائی شاعروں کا آپ کو نام تک معلوم نہیں۔ مشہور عیسائی شاعر غیاث بن غوث اخطل اور عمرو بن کلثوم ہیں۔ اور ان کے کلام میں جو پند و حکمت ہے وہ ہم انشاء اللہ سنائیں گے۔ عمرو بن کلثوم کا کلام سبعہ معلقہ میں شامل ہے۔ یہ شخص بہت بڑا قادر الکلام اور یکتائے روزگار ضرور تھا۔ کیونکہ اپنی حقیقی والدہ پر عاشق ہو گیا تھا۔ کیوں نہ ہو آخر یہ اس مشہور قبیلہ بنی تغلب کا چراغ تھا کہ جس کی نسبت یہ مثل عرب میں مشہور ہوئی کہ بنی تغلب نے سوا شراب نوشی کے عیسائیت سے اور کچھ نہ سیکھا۔ ان دیندار، خدا پرست اور عارف عیسائیوں کا کلام ملاحظہ ہو۔

اخطل جو کسی گرجے کا پادری ہے کہتا ہے:-

بان الشباب و ربما عللتہ
بالغانیات و بالشراب الاصہب

جوانی مجھ سے رخصت ہو گئی۔ اور میں نے اس کو روکنے کے لئے بارہا یہ حیلہ کیا کہ خوبصورت عورتوں اور سرخ شراب کے ساتھ اپنا شغل رکھا۔

ایس ایم پال صاحب یہ ہے بوڑھا پادری کہ جو "پیرے کہ دم زعشق زند بس غنیمت است" کا مصداق ہے۔

انّ من یدخل الکنیسہ یوما
یلق فیہا جاذرا و ظباء

اس شعر میں پادری صاحب نے گرجے کا اندرونی نقشہ کھینچا ہے۔ اگر [illegible]

غزالان رعنا اس میں پلتے گا۔

اس عشقبازی کی بدولت آپ کو دمشق کے گرجے میں قید بھی کر دیا گیا۔ اس کی سوانح عمری جو بیروت میں چھپی ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ وہ بڑا پکا عیسائی تھا۔ شراب کا بے حد مداح تھا۔ گرجے کے وصایا کا حافظ اور سینہ پر ہر وقت صلیب لٹکائے رہتا تھا۔ اور اسی بنا پر لوگوں میں ذو الصلیب مشہور تھا۔ شراب کا ایسا عاشق تھا کہ جب اس کو دعوتِ اسلام دی گئی تو اس نے کہا کہ

"شراب میرے لئے حلال کر دو اور روزے معاف کر دو تو مسلمان ہوتا ہوں"۔

یہ شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں پیدا ہوا۔ اور خوب بڈھا ہو کر خلفاء راشدین کا زمانہ دیکھ کر فوت ہوا۔

دوسرے عیسائی شاعر کہ جو فی الواقع قادر الکلام اور یکتائے روزگار ہیں وہ عمرو بن کلثوم اپنی حقیقی والدہ کے عاشق ہیں۔ ان کا کلام بھی ملاحظہ ہو۔

قفی قبل التفرق یا ظعینا نخبرک الیقین و تخبرینا
قفی نسالک ھل احدثت صرما لوشک البین ام خنت الامینا

"اے ہودج نشین جانے سے پہلے ذرا سواری ٹھہرا لے کہ میں تجھ کو صدمات فراق سے ہوشیار کر دوں۔ اور تو مجھے اپنے حال سے مطلع کر دے۔ ذرا ٹھہر کہ تجھ سے پوچھ لوں کہ یہ علیحدگی بربنائے فراقِ زمانہ و ضرورتِ سفر ہے یا کہ رازدارِ محبت سے خیانت ہے"

اس کے قصیدہ کا مطلع ہے

الا ھبی بصحنک فاصبحینا ولا تبقی خمور الاندرینا

اے ام عمرو! ہوشیار ہو اور بڑے پیالہ میں صبح کی شراب پلا اور کسی دوسرے کے لئے اندرینا (شام کا قصبہ کہ جو شراب کے لئے مشہور تھا) کی شراب باقی نہ رکھ۔

وکاس قد شربت ببعلبک واخری فی دمشق و قاصرینا

میں نے بعلبک کے مقام پر بہت شراب پی ہے۔ اور پھر اسی قدر میں نے دمشق میں بھی پی ہے۔ اور ایسا ہی مقام قاصرین میں بھی پیتا رہا۔

جاہلیت کے شعراء خواہ وہ عیسائی ہوں یا یہود اور بت پرست ان سب کے کلام میں قماربازی، شراب خوری اور عیاشی و رندی کے اشعار موجود ہیں۔ اس پر پروفیسر میکڈانلڈ۔ گولڈزیہر۔ مارگولیتھ وغیرہ مستشرقین کی کتابیں دیکھئے۔ اور جمہرہ انصاری۔ کتاب المعمرین سجستانی مطبوعہ مصر۔ کتاب الشعراء ابن قتیبہ۔ بلوغ الارب۔ اغانی۔ کتاب العمدہ کسی مولوی سے پڑھوا کر سنئے۔

امیہ ابن ابی صلتہ زمانہ اسلام میں موجود تھا۔ اس نے جو کچھ لیا ہے وہ اسلام سے لیا ہے۔ اس لئے اس کی نسبت صحیح بخاری مسلم اور تاج العروس میں لکھا ہے وکاد امیۃ ابن ابی صلتہ ان یسلم۔ امیہ ابن صلت قریباً قریباً مسلمان ہو چکا تھا۔ ایسے شخص کے کلام کو پیش کرنا کہ جو اسلامی شمع سے اقتباس نور کرتا ہے اور یہ کہنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۂ فاتحہ اس کے کلام سے انتخاب کی تاریخ سے بے خبری اور [illegible]

کا ہمعصر ہے۔

اس کی نسبت یہ کیوں نہیں کہا جاتا کہ اس نے سب کچھ اسلام اور قرآن سے لیا۔ خصوصاً اس صورت میں کہ اس کے اشعار عیسائیت کے عقاید کی تردید میں ہیں۔ کیا اس کے فصیح و بلیغ کلام میں کہیں کفارہ اور تثلیث کی لاطائل الجھنوں کا بھی ذکر ہے۔ اس کا توحید پر زور دینا ہی خود اس امر کی دلیل ہے کہ وہ قطعاً عیسائی نہیں رہا تھا۔ بلکہ جیسا کہ تاریخ سے ثابت ہے

اکاد امیۃ ابن ابی صلتہ ان یسلم

وہ مسلمان ہو چکا تھا۔ اگر اس کے عقاید نصاریٰ کے عقاید ہوتے تو اس کی نسبت یہ نہ کہا جاتا کہ وہ قریباً مسلمان ہو چکا ہے۔ کیونکہ اس کے عقاید اور خیالات عیسائیت کے معتقدات سے یکسر مخالف تھے۔

جس طرح پادری ایس ایم پال نے امراء القیس کو عیسائی شاعر بتانے میں ٹھوکر کھائی ہے اسی طرح اس نے یقیناً ابن صلتہ کے متعلق بھی فاش غلطی کی ہے۔ پادری صاحب میں اگر ہمت تھی تو وہ کسی اسلام سے پیشتر کے عیسائی شاعر کا کلام پیش کرتا۔ اسلامی زمانہ کا شاعر یقیناً اسلامی تعلیم سے متاثر تھا۔ اور عیسائیت سے یکسر بیزار تھا۔

(باقی۔ باقی ہے)

گاندھی پر عیسیٰ المسیح کا اثر

ایڈیٹر پرتاب نے ۱۴ اگست کے ملاپ میں گاندھی جی کے متعلق ایک مقالہ افتتاحیہ سپرد قلم کیا ہے۔ کہ جس میں اس نے بتایا ہے کہ گاندھی جی پر جناب مسیح کی تعلیم "کوئی تیری گال پر تھپڑ مارے تو دوسری گال اس کے آگے کر دے"۔ کا اثر ہے کہ وہ خود اور ان کے پیرو آجکل مار یں کھا رہے ہیں۔ پر اُف نہیں کرتے بلکہ دوبارہ سر اور چھاتی کو آگے کر کے کہتے ہیں کہ لو اور مار لو۔

یہ بہت ہی مبارک جذبہ ہے کہ جو آج چند دنوں میں پیدا ہوا ہے۔ مگر یہ تو تصویر کا ایک رخ دکھایا گیا ہے۔ دوسری طرف جو بم گرائے گئے۔ افسران اور عہدیداران کو قتل کیا گیا۔ پستول اور ریوالور چلائے گئے۔ کشت و خون کے جو نظارے کئے گئے اور آئے دن کئے جا رہے ہیں۔ ان کا اس مضمون میں ذکر نہیں۔ اس بدنت قلیل کے حالات اور واقعات کو سامنے رکھتے ہوئے اس شخص کے سوانح پر غور کرو کہ اس کا مقام کس قدر بلند ہے جس نے مکی زندگی میں تیرہ سال تک پے در پے ماریں کھائیں۔ آپ سے پیشتر دنیا میں بہت سے ہادی و رسول علم و سلوک کی تعلیم دینے کے لئے آئے۔ اور سب نافرمان، گمراہ، ظالم قوموں کے ہاتھوں نالاں و پریشاں رہے۔ بالآخر جھنجلا کر بعض نے ایسے بددعا کی کہ قوم کی قوم تباہ و برباد ہو کر صفحہ ہستی سے نقش باطل کی طرح مٹ گئی۔ لیکن ہاں ذرا بیکسوں کے والی کی شان دیکھئے۔ پیغام ربانی پہنچانے کے جواب میں آپ پر پتھر برس رہے ہیں جسم خون سے رنگین ہے۔ پنڈلیاں زخمی ہیں۔ جوتوں میں خون بھر گیا ہے۔ راستے میں کانٹے بچھائے جاتے ہیں۔ گلے میں چادر ڈال کر کھینچے جاتے ہیں۔ فرق مبارک پر خس و خاشاک ڈالا جاتا ہے۔ باہر نکلتے ہیں تو شریر لڑکوں کا غول پیچھے پیچھے تالیاں بجاتا ہے بڈھے جوان آوازے کستے ہیں۔ روحانی قوت دیکھ کر جادوگر اور دعویٰ نبوت کو سنکر آپ کو مجنون کہا جاتا ہے۔ قرآن مجید سن کر آپ کو گالیاں دی جاتی ہیں۔ وعظ میں شور و غل مچایا جاتا ہے۔ نماز کی ہنسی اڑائی جاتی ہے۔ کعبہ میں جاتے ہیں تو اوپر اونٹ کی نجس اوجھڑیاں رکھی جاتی ہیں۔ سہ سالہ بائیکاٹ کر کے پہاڑی کی گھاٹی میں محصور کر دیئے جاتے ہیں۔ غلہ کپڑے تک روک دیئے جاتے ہیں۔ ایذا رسانی کا کوئی طریقہ باقی نہیں رکھا جاتا۔ حلم کا یہ حال ہے کہ پیشانی پر شکن اور ابرو پر بل نہیں آنے پاتے۔ خاموش ہیں۔ صبر کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں قوم ناسمجھ ہے نادان ہے۔ اللہ ہدایت کرے۔

اسی طرح تبلیغ رسالت رشد و ہدایت کے لئے طائف کی طرف تشریف لے گئے۔ تو وہاں آپ پر اس قدر پتھر پھینکے گئے۔ کہ زخمی [illegible]

خبریں

—— ہمسرام القریٰ اپنی تازہ اشاعت میں رقمطراز ہے کہ امسال حکومت حجاز نے حاجیوں کی سہولت کو مدنظر رکھتے ہوئے مکہ معظمہ کے بعض فوجی کوارٹرز کو حاجیوں کے قیام کے لئے خاص کر دیا ہے۔ یہ انتظام حاجیوں کے لئے بہت اہم ثابت ہوگا۔

—— عمان کی اطلاعات مظہر ہیں کہ قاضی امان کی خدمت میں تین جرمنی اشخاص آئے۔ اور اپنی اس خواہش کا اظہار کیا کہ وہ حلقہ بگوش اسلام ہونا چاہتے ہیں۔ قاضی صاحب نے ضروری مراسم ادا کرنے کے بعد ان کو مسلمان کیا۔

—— معاصر الفتح قاہرہ رقمطراز ہے:۔ یمن کی کونسل نے سیف الاسلام یحییٰ کی دربار میں مسیحی مبلغین کی بے ضابطگی کے خلاف احتجاج کیا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ مبلغین اپنی مذہبی تبلیغ کے لئے ایک شفاخانہ جاری کرنا چاہتے تھے۔ اس مقصد کے لئے انہوں نے اشتہارات شائع کئے۔ اور حکومت سے اجازت حاصل نہیں کی۔ حالانکہ آئینی طور پر ان کو ایسا کرنے کا حق حاصل نہیں تھا۔ امیر محمد نے کونسل کی رپورٹ پر ان لوگوں کو اپنی حدود سے نکال دیا۔

—— معاصر لسیاسیہ رقمطراز ہے کہ فلسطین کے مسئلہ کے متعلق استاذ عیسیٰ افندی مدیر صوت الشعب خاص طور پر سرگرمی کا اظہار کر رہے ہیں۔ آپ اسی سلسلہ میں قاہرہ تشریف لائے ہیں۔ خیال کیا جاتا ہے کہ کچھ عرصہ قیام کرنے کے بعد آپ امیر عادل ارسلان کی معیت میں امریکہ تشریف لے جائیں گے۔ تاکہ امریکہ کی پبلک میں فلسطین کے مسئلہ کے متعلق پروپیگنڈا کیا جائے۔ مصر میں آپ کی سرگرمیوں سے عام ہمدردی کا اظہار کیا جا رہا ہے۔

—— طہران کی اطلاعات مظہر ہیں کہ مسٹر فان ویل ایجنٹ جرمن کمپنی نے اپنے ایک بیان میں اس امر کی تصریح کی ہے کہ کابل اور طہران کے درمیان مستقبل قریب میں ہوائی جہازوں کی آمد و رفت میں بہت سہولت ہو جائے گی۔ امید کی جاتی ہے کہ آئندہ موسم کی تبدیلی تک ضروری انتظامات مکمل ہو جائیں گے۔ اس صورت میں سامان کی نقل و حرکت اور مسافروں کی آمد و رفت میں بہت سہولت ہو جائے گی۔ ایجنٹ کا بیان ہے کہ آئندہ اس سلسلہ کو کابل سے طہران طہران سے انگورہ اور انگورہ سے آستانہ اور آستانہ سے برلن تک وسیع کر دیا جائے گا۔

—— لاہور ۱۴ اپریل۔ آج رات کے ۱۰ بجے میاں سر فضل حسین صاحب باقاعدہ کالکا ایکسپریس سے دہلی روانہ ہوئے تاکہ حکومت ہند میں جا کر اپنے عہدہ جلیلہ کا چارج لیں۔ آپ کی گاڑی بے حد آراستہ کی گئی تھی۔ اور ریلوے اسٹیشن پر شہر بھر کے اکابر کا مجمع آپ کو الوداع کہنے کو موجود تھا۔ کونسل کے ارکان لیڈران وکلا بیرسٹر۔ انجمن اسلامیہ اور انجمن حمایت اسلام کے عہدہ داران اور اکابر اور بعض سرکاری افسر ایڈیٹران اخبار غرض تمام معززین شہر پلیٹ فارم پر موجود تھے۔ میاں صاحب نے ان سب حضرات کا شکریہ ادا کیا۔

—— امرتسر ۱۴ اپریل۔ آج رات ڈاکٹر کچلو نے ایک جلسے میں تقریر کرتے ہوئے لوگوں سے اپیل کی کہ کل پنڈت جواہر لال نہرو کی گرفتاری اور سزایابی کے باعث ہڑتال کی جائے۔ انہوں نے یہ بھی اعلان کیا کہ آٹھ لاکھ سادھوؤں نے حلف اٹھایا ہے کہ وہ خلاف ورزی قانون کرنے کو تیار رہیں۔

—— کابل کے محلہ شہر آرا میں ایک بم پھٹ گیا جس سے ایک نو عمر لڑکا ہلاک اور آٹھ اشخاص مجروح ہوئے۔ معلوم ہوا ہے کہ لڑکے کو شہر کے باہر میدان میں ایک بم ملا اور اس نے گیند سمجھ کر اسے اٹھا لیا۔ اور گھر لے آیا۔ لڑکے نے اسے زمین پر پھینکا اور وہ پھٹ گیا۔ جس سے وہ ہلاک ہوا اور اس کے خاندان کے آٹھ اشخاص مجروح ہوئے۔

—— راولپنڈی ۱۵ اپریل۔ حسن ابدال پنجہ صاحب میں بیساکھی کے تہوار کے دن ایک مسلمان اور ایک ہندو موٹر ڈرائیور کے درمیان لڑائی نے فرقہ وارانہ فساد کی صورت اختیار کر لی۔ اور ہندو مسلمانوں کی عام لڑائی شروع ہو گئی۔ ہندوؤں نے سکھوں کو بھی مدد پر بلا لیا۔ بہت سے اشخاص مجروح ہوئے دس یا بارہ زخمیوں میں سے دو کی حالت خطرناک بتائی جاتی ہے۔ تفصیلات معلوم نہیں ہو سکیں۔

—— پشاور ۱۴ اپریل۔ بلدیہ کابل کے انتخابات تقریباً تمام حلقوں میں جن کی تعداد بیس ہے زبردست مقابلے کے بعد ختم ہو گئے۔ منتخب شدہ کمشنروں میں ہندوؤں کے نمائندے دیوان لچھمن داس بھی شامل ہیں۔

—— ساردا ایکٹ کو توڑنے اور اس کی قانونی عزت کو پامال کرنے میں مسلمانوں نے پورے جوش سے کام لیا۔ ہندوستان کے ہر صوبے سے بکثرت اطلاعات آ رہی ہیں۔ کہ اس قانون کے خلاف مسلمانوں نے نکاح کئے اور کر رہے ہیں۔ مگر میں پھر پورے زور کے ساتھ اعلان کرتا ہوں کہ نابالغ لڑکوں اور لڑکیوں کی (جن کی اٹھارہ اور چودہ سال سے کم ہوں) شادی کرنے میں تو سارا ایکٹ کا خوف نہ کیا جائے مگر کمسن بچوں کی شادی بغیر کسی شرعی ضرورت کے ہرگز نہ کی جائے۔ اور اگر گورنمنٹ

بقیہ صفحہ ۵ پر

تاریخ گورو گرنتھ صاحب

ازقلم جناب شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی مبلغ اسلام

(۴)

گورو ارجن صاحب کے اس فرمان کے مطابق بھائی بنو جی گرنتھ صاحب کو پالکی میں رکھوا کر اور کچھ جماعت ہمراہ لے کر پنجم کی طرف روانہ ہوئے اور قریباً دو کوس پر جا کر قیام کر دیا۔ اور جتنے لکھنے والے ہمراہ تھے۔ سب کے آگے کاغذ، قلم دوات اور گرنتھ صاحب کے اوراق رکھ دیئے۔ محرروں نے خوب ہمت کے ساتھ شام تک نقل کی۔ رات کو وہیں سو رہے۔ صبح اٹھ کر پھر کوچ کیا۔ اور دو کوس پر جا کر پھر ڈیرے ڈال دیئے۔ اور گرنتھ صاحب کی نقل کرنی شروع کر دی۔ دن بھر یہی کام کیا۔ شام کو کھانا کھایا۔ سو رہے۔ تیسری صبح کو پھر دو کوس پر جا کر ٹھہر گئے۔ اور حسب دستور نقل کرنا شروع کر دیا۔ غرض اسی طرح روزانہ کوس دو کوس پر جا کر قیام کرتے اور تمام دن گرنتھ صاحب کی نقل کرنے میں مصروف رہتے۔ حتیٰ کہ موضع مانگٹ پہنچتے پہنچتے دوسری کاپی تیار ہو گئی۔ مگر نہ معلوم کس طرح بہت سا کلام اس نقل میں زاید لکھا گیا۔ جو پہلے گرنتھ صاحب میں نہیں تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس قافلہ میں یا تو چند نئے آدمی آ کر شامل ہو گئے۔ اور انہوں نے وہ کلام جو ان کو زبانی یاد تھا۔ مگر گرنتھ میں لکھا نہ گیا تھا اس نقل میں ملا دیا یا امرتسر سے ہی بھائی بنو کے ساتھ اس قافلہ میں بعض ایسے احباب آئے ہوں گے کہ جن کے پیش کردہ کلام کو گورو ارجن صاحب نے پہلی کاپی میں کسی وجہ سے درج نہ کیا ہو گا۔ وہ انہوں نے اس دوسری کاپی میں ملا دیا۔

بھائی بنو جی نے گورو ارجن صاحب کے حکم کے مطابق موضع مانگٹ میں صرف ایک ہی رات قیام کیا۔ اور وہاں کی جماعت کو زیارت کروا کر پھر لاہور کی طرف روانہ ہو لئے۔ یہاں لاہور کی جماعت کو جب پتہ چلا کہ گورو گرنتھ صاحب تیار ہو گیا ہے اور لاہور جلد بند ہونے کو آ رہا ہے تو یہ لوگ بے انتہا خوش ہوئے۔ اور انتظار کی گھڑیاں گننے لگے۔ بالآخر جب بھائی بنو لاہور پہنچے اور دونوں نسخے جلد بند ہونے کو دیئے تو جماعت لاہور نے جو پہلے ہی منتظر تھی کوشش کر کے بہت سے محرر جمع کئے۔ اور چند ہی روز میں ایک تیسری کاپی نقل کر لی مگر خوبی یہ ہے کہ اس تیسری کاپی میں بہت سا کلام پہلی دونوں کاپیوں سے بھی زاید لکھا گیا۔ چنانچہ اس زاید کلام کا ایک شلوک یہ ہے۔ جو پہلی دونوں کاپیوں میں نہیں ہے۔

دھر اپیرچ ویلڑی — نہہ لال سگند ھا بول
اکھر اک نہ آیو — نانک نہیں قبول

اس کاپی سے بھی پھر آگے بہت سی نقلیں ہوئیں۔ جو آجکل بھی کہیں کہیں پائی جاتی ہیں۔

(بانی بیورا مولفہ خالصہ ٹریکٹ سوسائٹی امرتسر ص۳)

القصہ جب وہ دونوں پہلے گرنتھ صاحب یعنی پہلا گورو ارجن صاحب کا لکھوایا ہوا اور دوسرا بھائی بنو کے ہم سفروں کا نقل کیا ہوا جلدیں بندھ کر تیار ہوئے تو بھائی بنو دونوں کو لے کر واپس امرتسر پہنچے۔ گورو ارجن صاحب نے دریافت کیا کہ یہ دو جلدیں کس طرح ہو گئیں۔ اور اتنے دن کیوں لگے۔ اس پر بھائی بنو جی نے دست بستہ ہو کر مودبانہ عرض کی کہ حضور یہ دوسری کاپی راستے میں جماعت کی مخلصانہ کوشش کا نتیجہ ہے۔ گورو صاحب بہت خوش ہوئے اور فرمایا۔ کہ جماعت کا ایسا شوق یہ ظاہر کرتا ہے کہ عنقریب گرنتھ صاحب سکھوں کے ہر ایک گھر میں پڑھا جائے گا۔

گورو ارجن صاحب نے پہلے گرنتھ صاحب میں سارے کلام کے آخر پر اپنے دستخطوں سے مہر لگا دی ہوئی تھی۔ اور ایک شلوک بھی جس کو گورو بانی کی اصطلاح میں مندونی یعنی مہر کہتے ہیں آخر میں لکھو دیا ہوا تھا۔ جب اس دوسری (راستے میں نقل کی ہوئی) جلد کو کھول کر ملاحظہ کیا تو معلوم ہوا کہ اس میں بہت سا کلام زاید ملایا ہوا ہے۔ مثلاً بابے آتش۔ رتن مال۔ حقیقت راہ۔ مقام راجے شونابھ وغیرہ شبد مہر سے آگے اور رتن جھنجھرا۔ من نج بے لکھمن کو سنگ وغیرہ شبد مہر کے اندر کل تریبھٹو شبد (سورتیں) پہلے گرنتھ کی نسبت اس میں زاید ہیں۔ جو آج تک اس جلد میں پھر ان سب جلدوں میں جو اس سے نقل ہوئیں۔ موجود ہیں۔ اس نقل پر بھی گورو ارجن صاحب نے اپنے دستخط کر دیئے۔ اور بھائی بنو کو فرمایا کہ یہ نسخہ تمہارے خاندان میں رہیگا۔ اس گرنتھ صاحب کو بھائی بنو والی جلد عرف کھاری بیڑ کہتے ہیں۔ یہ جلد آج تک موضع مانگٹ ضلع گجرات پنجاب میں بھائی بنو کے خاندان میں موجود ہے۔ اور پہلے نسخے کو جسے گورو ارجن صاحب نے اپنے سامنے بھائی گورو داس سے لکھوایا تھا۔ گورو صاحب نے بڑا بھاری دیوان لگوا کر سمت ۱۶۶۱ بکرم بھادوں سدی یکم کو امرتسر مقام ہری مندر میں (جہاں اب گولڈن ٹمپل ہے) پرکاش کیا۔ اور بھائی بڈھا جی کو (جو اس وقت سارے پنتھ میں واجب التعظیم بزرگ تھے) اس کا گرنتھی بٹھایا۔ (بانی بیورا ص۳) اس کے بعد چھٹے گورو۔ گورو ہرگوبند صاحب کے زمانہ میں اس گرنتھ صاحب میں چند کلاموں پر گانے کے طرز لکھے گئے۔ اس اثنا میں کچھ لڑائیاں چھڑ گئیں۔ گورو ہرگوبند صاحب جہاں خود مقیم ہوتے گورو گرنتھ صاحب کو بھی بغرض حفاظت نہایت ادب سے اپنے ہمراہ رکھتے۔ قریباً تیس برس تک یہی حالت رہی۔ پھر ایک دن ایسا اتفاق ہوا کہ جب مسمی دھیرمل (جو گورو ہرگوبند سنگھ صاحب کا پوتا اور گورو صاحبان کا جانی دشمن تھا) کا قبضہ اس گرنتھ صاحب پر ہو گیا۔ تو وہ اس کو لے کر اپنے موضع کرتارپور ضلع جالندھر میں جا رہا۔ اور پھر کسی کو نہیں دیا۔ چنانچہ اب تک کرتارپور میں اس گرنتھ صاحب پر دھیر ملیوں کا ہی قبضہ ہے۔

اُس وقت اس گرنتھ صاحب میں گورو نانک۔ گورو انگد۔ گورو امرداس۔ گورو رام داس و گورو ارجن صاحب اور بھگتوں کا کلام تھا۔ مگر دسویں گورو گوبند سنگھ صاحب کی وفات کے بہت عرصہ بعد جب عام خالصہ پنتھ کا دھیر ملیوں کے ساتھ میل جول ہوا تو نویں گورو تیغ بہادر صاحب کا کلام بھی اس میں شامل کیا گیا۔ اس طرح دس گورو صاحبان میں سے پانچ پہلے اور ایک نویں کل چھ گورو صاحبان کا کلام اس آدگرنتھ میں ہے۔ باقی چار گورو صاحبان یعنی گورو ہرگوبند۔ ہررائے۔ ہرکشن۔ گورو گوبند سنگھ صاحب کا کلام اس میں نہیں ہے۔ ان چار میں سے تین گورو صاحبان نے تو اپنا کلام معلوم ہوتا ہے اشعار میں کہا ہی نہیں۔ البتہ گورو گوبند سنگھ صاحب نے بہت سا کلام اشعار میں کہا تھا جس کو آپ کے بعد بھائی منی سنگھ جی نے ایک کتاب کی صورت میں مرتب کیا۔ جس کو اب دسم گرنتھ کہا جاتا ہے۔ یہ خیال غلط ہے کہ دسم گرنتھ کو گورو گوبند سنگھ صاحب نے لکھا ہے۔ اس دسم گرنتھ کی مختصر تاریخ کسی آئندہ اشاعت میں ہدیہ ناظرین ہو گی۔ انشاء اللہ

غرض یہ آدگرنتھ (اصلی نسخہ) دھیرمل لے گیا اور پھر کسی کو نہ دیا۔ گورو ہرگوبند صاحب کی وفات پر جب پاٹھ کرنے (ختم پڑھنے) کی ضرورت پیش آئی تو دھیرمل سے اس گرنتھ کو بڑی عاجزی اور منت سے طلب کیا گیا۔ مگر اس نے نہ دیا۔ اُس وقت بدھی چند کے پاس راگ بلاول بھگتوں کے کلام تک نقل کیا ہوا ایک اور نسخہ تھا۔ مجبوراً اسی کو پڑھ کر ختم پڑھا گیا۔ (بانی بیورا ص۳)

اس کے بعد سمت ۱۷۲۱ بکرم میں گورو تیغ بہادر صاحب کے زمانہ میں مکھن شاہ لبھانے نے دھیرمل کی زیادتی دیکھ کر اس کے گھر کو لوٹ لیا۔ اور گرنتھ صاحب کو بھی لوٹ کے مال کے ساتھ لے آیا۔ اور سب مال لا کر گورو تیغ بہادر کے آگے رکھ دیا۔ (باقی آئندہ)

ضرورت نکاح

ہمارے ایک دوست کہ جو ایک سکول میں ہیڈ ٹیچر ہیں طب میں زبدۃ الحکماء کی سند پائے ہوئے ہیں۔ آمدنی قریباً ۹۰ روپے ماہوار ہے۔ کسی احمدی رشتہ کے متلاشی ہیں۔ نہایت شریف۔ اور متین عادات کے ہیں۔ [illegible] شادی [illegible]

اخبار احمدیہ

درخواست جنازہ غائبانہ۔ حکیم حافظ محمد حنیف اللہ صاحب ٹیری سے اطلاع دیتے ہیں کہ ان کی اہلیہ محترمہ [illegible] فوت ہو گئی ہیں۔ مرحومہ مولانا احمد گل مرحوم کی دختر تھیں۔ اور انہی کے ذریعہ سلسلہ میں داخل ہوئی تھیں۔ مرحومہ تین بچے چھوڑ گئی ہیں۔ مولانا صاحب کو اللہ تعالیٰ صبر جمیل عطا فرمائے۔ جنازہ کے موقعہ پر بھی آپ کو بہت تکلیف پیش آئی۔ علاوہ ازیں وہ اپنے ہندو دوستوں کے بہت مشکور ہیں۔ احباب جنازہ غائبانہ پڑھ کر مرحومہ کے لئے دعائے مغفرت کریں۔

حضرت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کا خط ایبٹ آباد سے موصول ہوا ہے۔ آپ کی صحت اب بہت اچھی ہے۔ اور لاہور یکم اکتوبر تک آپ تشریف لے آئیں گے۔ آپ کا مضمون وائسرائے کے نام کھلی چٹھی کے عنوان سے اخبارات میں شائع ہو چکا ہے بعض دوستوں کی خواہش پر اس کو پیغام صلح میں دیا جائیگا۔

حضرت خواجہ صاحب کی صحت بھی اب اچھی ہے۔ ان کے ایک ارشاد کی تعمیل بہت جلد انشاء اللہ کی جائے گی۔

مولانا عصمت اللہ صاحب ڈلہوزی انجمن اسلامیہ کے جلسے پر تشریف لے گئے تھے۔ ابھی تک واپس نہیں آئے۔

آفتاب اسلام کی ضیاباریاں

جیسا کہ قارئین کرام کو پیغام صلح کے ذریعہ اطلاع مل چکی ہے خاکسار راقم الحروف باہر ایک تبلیغی مہم پر گیا ہوا تھا۔ خدا کا ہزار ہزار شکر ہے کہ ہمیں اس مہم میں ایک خاص کامیابی حاصل ہوئی۔ اور دشمنان اسلام ہر طرح خائب و خاسر رہے۔ کل نواسی (ایک کم اسی) افراد مشرف باسلام ہوئے۔ اللھم زد فزد۔ آئندہ بھی بہت کچھ توقعات ہیں۔ احباب سے عموماً اور بزرگان سلسلہ سے خصوصاً دعا کی گذارش ہے۔ تا کہ خدائے تعالیٰ اپنے افضال و اکرام کا وارث فرماتے ہوئے ہمیں بیش از پیش خدمت اسلام کی توفیق دے۔

خاکسار مرزا مظفر بیگ ساطع

بازی گروں کو آریہ مرتد کرنے کے لئے ہزارہا تجربا دیکھ کے زمین اور مکانات کا انتظام کر چکے تھے۔ مگر ان کے قابو میں آیا ہوا ایک ڈیرا مسلمانوں کے دیہات میں آ کر مسلمان ہونے کا خود بخود اظہار کرنے لگا۔ چنانچہ یہ ڈیرا اب مسلمان ہو چکا ہے۔ اس کے کل نفوس زن و مرد ۶۷ ہیں۔ مسلمانوں نے ان کے رہنے کیلئے زمین دیدی۔

ضروری اعلان

ماہ ستمبر میں مندرجہ ذیل خریدار صاحبان کا چندہ خریداری ختم ہوتا ہے۔ ان کو علیحدہ خطوط بھی لکھے گئے ہیں۔ بذریعہ اخبار بھی عرض کیا جاتا ہے کہ ہفتہ عشرہ کے اندر چندہ ارسال فرمائیں۔ ورنہ وی پی ارسال کئے جائیں گے۔ جن کا وصول کرنا ان کا اخلاقی فرض ہوگا۔

نمبر:

۲۴ - ۵۶ - ۵۹ - ۷۶ - ۷۸ - ۱۶۳
۱۹۸ - ۲۴۸ - ۲۵۰ - ۳۰۴ - ۳۰۵ - [illegible]
۴۳۹ - ۷۴۲ - ۷۶۶ - ۷۷۰ - ۹۶۳
۹۶۷ - ۱۲۸۹ - ۱۲۹۰ - ۱۲۹۳ - ۱۳۰۶۷
۱۳۸۴ - ۱۴۰۳ - ۱۴۷۳ - ۱۴۷۴ - ۱۴۷۵
۱۴۷۶ - ۱۴۸۲ - ۱۴۸۱ - ۱۴۸۳ - ۱۴۸۴
۱۴۸۸ - ۱۴۹۰ - ۱۴۹۱ - ۱۶۵۲ - ۱۶۵۳
۱۶۵۴ - ۱۶۷۷

مینجر

ایک دردمند دل کی دعا

از جناب عبدالرزاق صاحب عارف منتظم دفتر محاسبی
وظیفہ یاب حیدرآباد دکن

محمدؐ سا حامی کہاں ہے بھلا　　محمدؐ سا والی کہاں ہے دلا
محمدؐ سا دلبر کہاں ہے کوئی　　محمدؐ سا رہبر کہاں ہے کوئی
میں امت ہیں ان کے ہوا آشکار　　ترا شکر ہے میرے پروردگار
مجھے ان کا کردے خداوندگار　　مرا جان و دل ان پہ کردے نثار
گنہگار رہوں اور خطاکار بھی　　خدا سے ہوں انکا طلبگار بھی
مجھے کردے اُن کے حوالے خدا　　یہی رحم تیرا ہے مجھ پر سدا
احد اور احمد سے کب ہوں جدا　　انہیں کا ہے فیضان مجھ پر دلا
سوا عشق احمد نہ ہو مجھ کو کار　　اسی کا تو کردے مجھے جاں نثار
ملا ہے اگر کچھ کسی کو بھلا　　وہ صدقہ ہے تیرا شہ انبیا
اطاعت سے تیرے ہو راضی خدا　　یہ دولت عطا کر مجھے کبریا
یہ کار عارف کو میرے خدا　　بچا خواب غفلت سے صبح و مسا
محمدؐ ہیں محبوب رب جہاں　　محمدؐ ہیں سالار کون و مکاں
محمدؐ ہیں نبیوں میں دُرِ یتیم　　محمدؐ ہیں خلق خدا کے رحیم
محمدؐ ہیں دریائے وحدت ولا　　محمدؐ ہیں شافع روز جزا
گنہگار امت کے شافع ہیں وہ　　خدا سے طلبگار رحمت ہیں وہ
اطاعت جو کرتا ہے ان کی ضرور　　خدا اس پر کرتا ہے رحمت ضرور
محمدؐ ہیں مفتاح گنج نہاں　　محمدؐ ہیں درمان رنج جہاں
محمدؐ ہیں نبیوں میں چوں آفتاب　　ستاروں میں ہوتا ہے اک ماہتاب
درخشاں ہے عالم اسی نور سے　　نمایاں ہوئی اک جھلک طور سے
تو موسیٰ گرے جل گیا طور بھی　　جو کہ بن گیا سرمۂ نور بھی
نہ شرقی نہ غربی عجب نور ہے　　عوالم کا مبدا یہی نور ہے
محمدؐ سے خواہاں خدا کا ہوں میں　　خدا سے محمدؐ کا جویاں ہوں میں
عجب شان تیری ہے صل علیٰ　　کہ رحمت میں تیری ہے سب کچھ دھرا
تو ہے نور حق خلق سے تیرا نور　　اسی نور کا ہے عجائب ظہور
گنہگار عارف ہے نادم ترا　　سدا رحم کر اس پہ اے کبریا
کروں وصف تیری میں کیا یا نبیؐ　　زباں لال ہے مثل لالہ یہاں

ولہ

نہیں ہے کوئی ایسی چیز دلبر　　پڑھو نہ ہو الحمد سے اللہ اکبر
تمہارے ظن کا ہے ہمراز اللہ　　تمہارے دم کا ہے دمساز اللہ
تمامی خیر و شر حکمت سے اپنے　　مہیا کر دیا قدرت سے اپنے
ازل سے تا ابد قائم و خورشد　　وہی اک ذات ہے بے مثل و مانند
خدا کا حکم ہے سمجھو برادر　　سبھی محتاج ہیں اس کے برادر
وہی کرتا ہے دن سے رات ظاہر　　وہ کرتا ہے شب سے روز آخر
اگر ہے مانگنا مانگو اسی سے　　ڈرو اس سے رہو خواہاں اسی کے
عبث کیوں مانگتے ہو اوروں سے　　چلو مانگو خدائے لامکاں سے
وہ اک ذات ہے نافع ہماری　　وہ اک ذات ہے شافع ہماری
عجب گنج مخفی کا نقشہ کھینچا ہے　　عجب ملک و مالک کا سانچہ ڈھلا ہے
مجھے شرک و غفلت سے پروردگار
بچالے تو رحمت سے آمرزگار

خبریں

— لنڈن ۱۸ اکتوبر۔ ہندوستانی مندوبین کا آج دوپہر وکٹوریہ ریلوے اسٹیشن پر استقبال کیا گیا۔ مندوبین کانفرنس کے نتیجہ کے متعلق امید افزا خیالات رکھتے ہیں۔ تمام مندوبین پر مولانا محمد علی اور آپ کی پارٹی کی مساعی جمیلہ کا نہایت اچھا اور مستحسن اثر ہوا جو مولانا موصوف نے ہندو مسلمان مندوبین کے متحدہ مطالبہ پیش کرنے کے متعلق کی ہیں۔ قرائن سے پایا جاتا ہے کہ ہندوستان سے رخصت ہونے کے بعد مندوبین نے ملکی مسائل کی نزاکت پر پوری متانت کے ساتھ غور کیا ہے۔ نیز انہوں نے ان مسائل پر اس سے زیادہ اخلاص مندی کے ساتھ غور کیا ہے۔ جتنا کہ ہندوستان میں ممکن ہو سکتا ہے۔

— شملہ ۱۷ اکتوبر۔ کابل سے جو پرائیویٹ اطلاعیں موصول ہوئی ہیں ان سے واضح ہوتا ہے کہ شہریار غازی محمد نادر شاہ کے جشن تخت نشینی کی رسوم آج سے شروع ہونے والی ہیں۔ لیکن ان رسوم میں تاجپوشی کی رسم شامل نہیں ہو گی۔ البتہ سیاسی استقبال۔ شاہی ضیافت۔ نمائش افواج۔ چراغاں اور آتشبازی کے مظاہرے کئے جائیں گے۔
معلوم ہوا ہے کہ جشن کو دیکھنے کی خاطر متعدد غیر ملکی اخبار نویس کابل میں پہنچ گئے ہیں۔

— لکھنؤ ۱۸ اکتوبر۔ پنڈت جواہر لال نہرو نے بلدیہ لکھنؤ کے سپاسنامے کے جواب میں اصلاحات سرحد کا ذکر کرتے ہوئے کہا "حکومت سرحد پٹھانوں کو بے معنی اصلاحات دینا چاہتی ہے۔

— مسٹر ایم۔ اے۔ فتی بیہر جماعت کے رکن مقرر ہو گئے۔

— الہ آباد ۱۷ اکتوبر۔ مسز ایم اے لوکس جو نوجوانی میں غدر کے دوران میں ایک کشتی کے ذریعہ سے جان بچا کر الہ آباد سے کلکتہ چلی گئی تھیں آج بہت بہت بڑی عمر میں انتقال کر گئیں۔ ان کے والد مسٹر گلٹ ان دنوں نیل کی کاشت کرتے تھے۔ مسز لوکس جنہیں اس زمانے کے بہت سے واقعات یاد تھے کبھی کبھی وہ قابل ذکر حوادث سنایا کرتی تھیں۔ جن سے ان کی جماعت کو سابقہ پڑا تھا۔

— بنارس ۱۷ اکتوبر۔ کل شام مسلح پولیس نے ایک کانگرسی جلوس کا راستہ روک لیا۔ جو کہ حوالات سے گرفتار شدہ مقامی رہنماؤں کے اعزاز میں نکلنے والا تھا۔ اس سے لوگوں میں ایک خفیف سا اشتعال پیدا ہو گیا۔

— بھوپال ۱۸ اکتوبر۔ اعلیحضرت نواب بھوپال گول میز کانفرنس میں شریک ہونے کے لئے بھوپال سے لنڈن روانہ ہوئے۔

— لاہور ۱۸ اکتوبر۔ کل رات ہنیکے رکن چنہ روڈ پر ایک چھپر کی دوکان میں آگ لگ گئی۔ دوکان ایک غریب غلہ فروش کی تھی۔ فائر بریگیڈ طلب کیا گیا لیکن اس کے پہنچنے سے پیشتر ہی آگ بجھا دی گئی۔ مگر انجنوں کے ذریعہ سے متصلہ مکانات کو آگ سے بچانے میں بڑی جانفشانی سے کام لیا گیا معلوم ہوا ہے۔ کہ غلہ اور دیگر سامان کے علاوہ پانچ سو روپے کے نوٹ بھی جل گئے۔

— نئی دہلی ۱۸ اکتوبر۔ کل شب کو پولیس نے کانگرس ہاؤس واقع چاندنی چوک پر چھاپہ مارا اور چونکہ مکان اندر سے بند تھا۔ اس لئے پولیس بجلی کے کھمبوں پر چڑھ کر اندر داخل ہو گئی۔ دو گھنٹے کی مکمل تلاشی کے بعد اس نے چند کاغذات کانگرس کمیٹی کا سائن بورڈ اور کانگرس کے تین جھنڈے قبضہ میں کر لئے۔ اور گیارہ کانگرسی گرفتار کئے۔ پولیس کے چلے جانے کے بعد فوراً ہی باقی کانگرسیوں نے ایک نیا جھنڈا نصب کر دیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ جدید ترین آرڈیننس کے نفاذ کے بعد کانگرسی رہنماؤں نے کانگرس کے دفتر سے تقریباً ہر چیز اٹھالی تھی۔ اور صرف دو چٹائیاں اور اسی قسم کی معمولی چیزیں رہنے دی تھیں۔

— الہ آباد ۱۸ اکتوبر۔ آج صبح پنڈت جواہر لال نہرو کے نام زیر دفعہ ۱۴۴ ضابطہ فوجداری ایک حکم اس مضمون کا جاری ہوا کہ آئندہ دو ماہ تک الہ آباد میں کسی جلسے کے اندر تقریر نہ کریں۔ پروگرام کے مطابق انہیں ایک بجے بعد دوپہر رضاکاروں کی کانفرنس کی صدارت ۷ بجے شام اس جلسے میں تقریر کرنی تھی۔

— لنڈن ۱۸ اکتوبر۔ سرحدی حکمت عملی کے متعلق حکومت ہند کے بیان کو ولائتی اخبار "ویک اینڈ ریویو" مژدہ جانفزا قرار دیتے ہوئے رقمطراز ہے کہ کانگرسی انتہا پسند گمان کرتے ہوں گے کہ ہندوستانی اغراض کے لئے ہم سرحدی قبائل سے کام لے رہے ہیں۔ اس میں بھی شک نہیں کہ کانگرس نے آفریدیوں کو خوب ہی [illegible]

ہو گی۔ انہی وجوہ کی بناء پر جریدہ مذکور کا قیاس ہے کہ ایسے سیاسی نصب العین کو جنگی کارروائی سے یقیناً دبایا نہیں جا سکتا۔ بلکہ نوجوان افریدی پارٹی کے حریصانہ تخیلات ہندوستان کے جدید بندوبست کی وجہ سے خود بخود کافور ہو جائیں گے۔ اور جب یہ امر واضح ہو گیا کہ صورت حالات پر پورا پورا قابو ہے تو اس صورت میں بھی نوجوان پارٹی کے حوصلے ٹوٹ جائیں گے۔

— روس کی ایک خبر رساں ایجنسی اس حقیقت کی تصدیق کرتی ہے کہ ترکی دستہ فوج نے جو شام کی سرحد پر متعین تھا ایسے متعدد فرانسیسی افسروں کو گرفتار کیا ہے جو کرد دوستوں کے لباس میں باغی جماعتوں کی کمان کر رہے تھے۔ اور جنہوں نے ترکی علاقہ میں شرارت اور بغاوت پھیلا رکھی تھی۔

— بغداد کا ایک پیغام مظہر ہے کہ جوڈیشل عدالت نے جریدہ [illegible] کے مدیر علی آفندی محمود کے مقدمہ کا فیصلہ سنا دیا ہے۔ اور ملزم کو ایک ماہ سزائے قید۔ اور ۳ سو روپیہ جرمانہ کا حکم دیا ہے بصورت عدم ادائے جرمانہ ملزم کو دو ہفتہ کی مزید قید بھگتنی پڑے گی شیخ محمود مہاری الجواہری مدیر جریدہ الفرات کو بھی پچاس روپیہ جرمانہ کیا گیا ہے بصورت عدم ادائے جرمانہ مدیر مذکور کو ۲۲ یوم کی قید بھگتنی پڑے گی۔ مسٹر علی محمود صبالحسین آفندی مالک اخبار "الشباب" کے مقدمہ کی سماعت عدالت میں تا حال جاری ہے مذکورہ بالا مقدمات حکومت نے پولیس ایکٹ کے ماتحت دائر کر رکھے ہیں۔

— بمبئی ۱۸ اکتوبر۔ سر سیلکم اور لیڈی ہیلی اور مہاراجہ دربھنگہ بھی جہاز قیصر ہند کے مسافروں میں شامل تھے جو آج لنڈن روانہ ہو گیا۔

— بنارس ۱۷ اکتوبر لارڈ ہارڈنگ اس موسم سرما میں ہندوستان آ رہے ہیں۔

— ماسکو کا ایک پیغام مظہر ہے کہ روسی پریس نے جدید ترکی پارٹی کے رہنما فتحی بے کی حکمت عملی پر نکتہ چینی کی ہے۔ جس کی انہوں نے ایڈریس (سپاسنامہ) میں وضاحت کی ہے۔ اور فتحی بے پر فرانس کی حمایت کا الزام لگایا ہے۔ اور ان کو ترکی میں فرانس کے اثر و اقتدار کو تقویت دینے کا ملزم قرار دیا ہے۔

— انگریزی فوج نے پشاور کے مغربی سمت میں بارہ روڈ پر چڑھائی شروع کر دی ہے خیال یہ ہے کہ آفریدیوں کو ان کی چراگاہوں سے متمتع نہ ہونے دیا جائے۔ جمرود میں ۱۵۰۰ آفریدیوں کا جرگہ جمع ہوا۔ پولیٹیکل ایجنٹ سے گفتگو ہوتی رہی مگر ابھی تک نتیجہ کچھ نہیں نکلا۔

— پشاور میں پکٹنگ کے مظاہرے شروع ہیں۔ ۲۰ اکتوبر کو ۱۳ گرفتاریاں ہوئیں۔

— طلبہ کالج اور اساتذہ کی سٹرائیک کی وجہ سے بند تھا اب کھل گیا ہے۔

— بمبئی کے جلسہ میں پولیس اور کانگرس میں چپقلش ہوئی۔ پولیس کو فائر کرنے پڑے۔ اور چند ایک کارکنوں کو گرفتار کر لیا گیا۔

— ڈھاکہ میں ایک مکان سے چار بم برآمد ہوئے۔ تین مرد اور تین عورتیں گرفتار کر لی گئیں۔

— جمرود میں جو آفریدیوں کا جرگہ منعقد ہوا اس نے گذشتہ شورش کی وجہ شیعہ سنی کے فیصلہ پر اظہار ناراضی اور کانگرس پروپیگنڈا قرار دی ہے۔

— بمبئی میں بزازوں کو بدیشی کپڑے کی تجارت میں نقصان پورا کرنے کے لئے دیسی کپڑا بطور قرض دیا گیا۔

— مکرمی ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کا ایک مفصل مضمون تیراہ پر قبضہ کرنے کے خطرات اور ہلاکت خیز حکمت عملی پر انقلاب میں شائع ہوا ہے انشاء اللہ اگلے پرچہ میں مکمل یا اس کا خلاصہ درج کر دیا جائے گا۔

— پنڈت جواہر لال نہرو پھر گرفتار کر لئے گئے۔ وجہ یہ کہ ۱۹ اکتوبر کو ایک تقریر کی تھی۔ ان کی گرفتاری پر کئی ایک جگہ پر ہڑتالیں ہوئیں۔

— اخبار بندے ماترم کا تین ہزار روپیہ ضبط کر کے اب گورنمنٹ نے پانچ ہزار کی ضمانت کا مطالبہ کیا ہے۔

— پشاور کے نزدیک ریلوے لائن پر ایک بم پھٹا۔ جمانی کے ترین بھی پنجاب میل کو تباہ کرنے کی کوشش کی گئی۔ مگر کامیابی نہ ہوئی۔

— پریس آرڈیننس کی میعاد ختم ہونے والی ہے۔ دیکھیں اب کوئی دوسرا آرڈیننس نافذ ہوتا ہے یا نہیں۔

— پشاور کی خلافت کمیٹی نے اعلان کیا ہے کہ سوراج نافرمانی سے ہمارا کوئی تعلق نہیں۔

— جواہر لال نہرو کے بعد [illegible]

(بقیہ خبریں)
ہیں کانگرس کے صدر ہوں گے۔

— بہاولپور روڈ کے حادثہ بم کے سراغ کے سلسلہ میں ایک موٹر پکڑی گئی۔ اور اس کا مالک گرفتار ہو گیا۔

— سید عطاء اللہ بخاری کو دفعہ ۱۰۸ کے ماتحت چھ ماہ کی سزا ہو گئی۔

— مصر کے قومی وفد نے وزارت کے جبر کے خلاف جان و مال قربان کر دینے کا فیصلہ کیا۔

— ۱۱ نومبر کو ۱۱ بجے قبل از دوپہر صلح کی یادگار میں دو منٹ کا روزہ خاموشی ہو گا۔

— امرتسر کے درزیوں اور دھوبیوں سے کانگرس نے درخواست کی ہے کہ وہ بدیشی پارچات نہ سیئیں نہ دھوئیں۔

— سلطان ابن سعود نے چار جدید طیارے خریدے ہیں۔ امیر اور ان کے ارکان نے ان طیاروں میں دیر تک سیر کی۔ آپ آج کل خاص مصروف ہیں۔

— حضرت موسیٰؑ کے روضہ مبارک کو فروخت کرنے کی بعض دنیا پرست عرب کوشش کر رہے ہیں۔ ۱۵۰۰ پونڈ قیمت مقرر ہوئی ہے۔

خریدار صاحبان کی خدمت میں ضروری التماس

پرچہ نہ ملنے کی شکایات کا انسداد کس طرح ہو سکتا ہے

کچھ عرصہ سے ہر ممکن احتیاط کے باوجود اخبار نہ پہنچنے کی شکایات بہت زیادہ تعداد میں موصول ہو رہی ہیں جہاں تک دفتری انتظامات کا تعلق ہے ان کے انسداد کی انتہائی کوشش کی گئی لیکن یہ کم ہونے میں نہیں آتیں۔ اخبار ہر اس سے مقررہ تاریخ پر پوسٹ کر دیا جاتا ہے۔ اگر کبھی خاص وجوہ سے کچھ دیر ہو جاتی تو اس کا باقاعدہ اعلان کر دیا جاتا ہے چٹوں کو درست کرنے، لگانے اور چسپاں کرنے وقت خاص نگرانی کی جاتی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پیغام صلح کے خریدار صاحبان کو پرچہ نہ پہنچنے کی تہہ میں کسی پُر اسرار سازش کا بڑا حصہ ہے۔ ایسی صورت میں ہم معزز خریدار صاحبان کے تعاون کے بغیر اس افسوسناک اور تکلیف دہ شکایات کا انسداد نہیں کر سکتے۔ اس لئے ان سے مندرجہ ذیل امور پر عمل کرنے کی درخواست کرتے ہیں۔

(۱) پرچہ نہ ملنے کی صورت میں دفتر کو اطلاع دینے کے علاوہ مقامی ڈاکخانہ سے بھی دریافت کرنا چاہئے اور اپنی شکایات اپنے ضلع کے صدر ڈاکخانہ کو لکھنی چاہئے۔ اور جب تک شکایت کی کوئی تسلی بخش کارروائی نہ ہو۔ برابر لکھتے رہنا چاہئے۔ ایسے امور کے متعلق آپ ڈاکخانہ کو بلا ٹکٹ کے خط لکھ سکتے ہیں۔ اس خط میں پوسٹ ماسٹر کو مخاطب کیا جائے۔ اس کے بعد اگر ضرورت ہو تو جنرل پوسٹ ماسٹر لاہور کو لکھا جائے۔

(۲) تمام خریدار صاحبان اپنے پتہ کی چٹوں کو غور سے دیکھ لیں اگر اس میں معمولی سے معمولی اصلاح کی بھی ضرورت ہو تو فوراً مطلع فرمائیں۔

(۳) اگر کسی صاحب کو اس سلسلہ میں کسی بات کا سراغ ملے یا اس شکایت کے انسداد کی کوئی مفید تجویز ذہن میں آئے تو وہ منیجر اخبار کو مطلع فرمائیں۔

(۴) پرچہ نہ پہنچنے کی صورت میں پرچہ زیادہ سے زیادہ ایک ہفتہ کے اندر طلب کر لینا چاہئے۔

(۵) دفتر اخبار سے خط و کتابت کرتے وقت نمبر خریداری کا حوالہ لازمی ہے۔

معزز خریدار صاحبان کو اخبار نہ پہنچنے کی صورت میں کارکنان سے ناراض نہ ہونا چاہئے۔ ہم ان کو یقین دلاتے ہیں کہ دفتر اس شکایت کو دور کرنا اولین فرض سمجھتا ہے۔ لیکن اس کے انسداد کے لئے ان کا تعاون ضروری ہے۔

خاکسار منیجر اخبار "پیغام صلح" لاہور

اوکاڑہ کی زمین کیلئے کاشتکاروں کی ضرورت

ہم خرما و ہم ثواب

برادران سلسلہ کو معلوم ہو چکا ہے کہ محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے انجمن کو ۲۴ مربعہ زمین کی ملکیت اوکاڑہ سے دو میل کے فاصلہ پر مل چکی ہے۔ زمین آباد شدہ ہے۔ ۵ امربعہ زمین عارضی کاشت کے لئے بھی ملی ہے۔ ان میں سے ۵ امربعہ زمین کو پانی بذریعہ نہر اور باقی کو انجن پمپ سے پہنچایا جاتا ہے اس کل زمین کی آمدنی اشاعت اسلام میں لگائی جائے گی۔ زمین کی آمد کو بڑھانا اور اس میں ترقیات کرنا یہ اب جماعت کے اپنے اختیار میں ہے جو احباب سلسلہ کاشتکاری کا کام کرتے ہیں۔ وہ دوسروں کی زمین یا اپنی تھوڑی سی زمین پر اپنا قیمتی وقت لگانے کی بجائے انجمن کی زمین کو کاشت کرنا چاہیں اور اس پر محنت کر کے معقول آمد پیدا کرنے کے خواہشمند ہوں۔ تو وہ اس زمین سے خود بھی فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ اور انجمن کو بھی فائدہ پہنچا سکتے ہیں۔ ایسے احباب جو وہاں انجمن کا مزارعہ بننا چاہتے ہیں۔ وہ واپسی ڈاک مجھے اطلاع دیں کہ ان کے کتنے آدمی کارکن ہیں۔ ان کی عمر کیا ہے۔ ان کے ہل کس قدر ہیں۔ اور وہ کتنی زمین لینا چاہتے ہیں اپنے اخراجات انہیں خود برداشت کرنے ہوں گے۔ اس علاقہ میں حصہ نصف نصف ہے۔ پانی جو انجن سے کھینچا جاتا ہے اس کا عوضانہ انجمن اخراجات کے تخمینہ معلوم کرنے کے بعد جو مقرر کرے گی دینا ہوگا۔ پہلے پادری صاحبان اس آبپاشی کا دس روپیہ ایکڑ معاوضہ لیتے تھے۔

خاکسار۔ سید محمد حسین

دفتر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور

نہائی نصیحتی کی محنت کے پھل اور پھول

سرمہ مقوی البصر (رجسٹرڈ) دھند۔ جالا۔ غبار۔ خارش۔ پانی گرنا۔ سرخی اور ضعف بصر کو نافع ہے۔ تندرست آنکھوں میں اس کا استعمال آنے والی بیماریوں کا محافظ ہے۔ یہ سرمہ اپنی مسلمہ خوبی کی وجہ سے تمام ہندوستان اور اس سے متصل ممالک برما۔ سیلون۔ چین۔ ایران۔ عرب۔ روم۔ اور مصر میں منگایا جاتا ہے۔

قیمت فی شیشی ۸/ تین شیشی عہ/ چھ شیشی ۲/ے

سرمہ ابتدائی نزول الماء (موتیا بند) رجسٹرڈ۔ یہ مرض اگرچہ محتاج اپریشن ہے۔ مگر ہمارے دیرینہ تجربات نے یہ ثابت کر دیا ہے۔ کہ یہ دوا اس موذی مرض کے دفعیہ کیلئے زود اثر اور بے ضرر ہے۔ اس دوا کا کم از کم چالیس روز اور زیادہ سے زیادہ چھ ماہ متواتر بلاناغہ استعمال انشاء اللہ یقینی نافع ثابت ہوتا ہے۔ سابقہ پانی آیا ہوا دور ہو کر آئندہ کے لئے پانی کا اترنا یکم قلم موقوف ہو جاتا ہے۔ تین روپے کی قلیل رقم کے خرچ سے آنکھوں کے بے بہا خزانہ کو محفوظ کر لیجئے۔

قیمت فی شیشی ۳/ ۳ شیشی ۸/

بچوں کا سرمہ (رجسٹرڈ) شیر خوار اور اس سے ذرا بڑی عمر کے بچوں کی آنکھوں کے لئے نہایت خالص۔ بے ضرر اور مفید ہو۔ سیاہ سرمہ۔ پیارے بچوں کی روشن اور خوبصورت آنکھوں کیلئے ایک لاجواب چیز ہر طرح سے اطمینان بخش اور قابل بھروسہ۔ بچوں کی آنکھوں کی خوبصورتی کا جزو اعظم۔ نوزائیدہ (چند دنوں کے پیدا ہوئے) بچوں کیلئے بے خطر ہے۔ پیارے بچوں کی نازک اور دلربا آنکھوں کیلئے اس سے بہتر سرمہ کی تلاش بے سود ہے۔

قیمت ایک شیشی خورد	چھ آنہ	۳ شیشی عہ/
″ ایک شیشی درمیانہ (۳ خورد کے برابر)	ایک روپیہ	۳ شیشی ۲/۱۲
″ ایک شیشی کلاں (۵ خورد کے برابر)	ڈیڑھ روپیہ	۳ شیشی للعہ

سرمہ لگانے کی سلائیاں۔ یہ سلائیاں خاص طور سے تیار کی گئی ہیں۔ جرمن سلور کی بنی ہوئی۔ خالص چاندی کا گلٹ۔ طبی طور سے مفید۔ نہایت خوبصورت اور مقبول الطرفین سلائی ۴/ ۳ عدد ۱۱/ ۶ عدد للعہ

پیک ٹکٹ اور خرچہ وی پی بذمہ خریدار

پانچ روپیہ اور اس سے اوپر کی خریداری کیلئے پیک ٹکٹ خرچہ وی پی (فیس پارسل فیس منی آرڈر) کارخانہ اپنے ذمہ لیتا ہے۔

فرمائشیں بنام: **شیخ غلام رسول۔ ڈائمنڈ ہال** لاہور آئی ہاسپٹل

ضرورت ہے

صرف دو سو ایسے صاحب عزم و ہمت احمدی احباب کی جو تین ماہ کے عرصہ میں اپنی جماعت کے واحد اردو آرگن

اخبار پیغام صلح

کے لئے پانچ پانچ خریدار پیدا کر دیں۔ اگر ہمارا یہ مطالبہ پورا ہو جائے تو آپ کا قومی اخبار ہر حیثیت سے ترقی کر سکتا ہے۔ اخبار کو زیادہ شاندار اور مفید بنانے کیلئے بہت سی تجاویز زیر غور ہیں۔ مگر وہ اسی وقت عملی صورت اختیار کر سکتی ہیں جب احباب اس معمولی مطالبہ کو پورا کر دیں۔ خریدار ہونے والے اصحاب کا چندہ پیشگی آنا چاہئے یا وی پی کی اجازت ہونی چاہئے۔

ایجنٹوں کی فوراً ضرورت

ہم کو ایسے با رسوخ ایجنٹوں کی ضرورت ہے جو کہ اپنے شہر یا گاؤں میں ہماری کمیٹی کے قواعد سمجھ کر ممبر بنا سکے۔ قواعد نہایت آسان ہیں۔ جس سے ہر شخص اس کا ممبر ہو سکتا ہے قواعد ایک آنہ کا ٹکٹ بھیج کر طلب کریں۔

سیکرٹری ہمدرد کمیٹی پھلور پنجاب

ISLAMIC LITERATURE

ENGLISH TRANSLATION OF

The HOLY QURAN

By Maulana MUHAMMAD ALI, M.A., LL.B.

With Arabic Text and Commentary

Prices:—Leather Bound, Rs. 25
Pluvinsin cover „ 20
Cloth bound ... „ 15

Without Arabic Text
(With short Notes and Introduction) Rs. a.

Prices:—Flexible Binding, 6 0
Cloth bound ... 5 0

SECOND EDITION OF THE HOLY QUR-AN

OTHER BOOKS
(By the same Author)

	Rs.	a.
Muhammad the Prophet— English	3	0
Urdu	1	8
Muhammad and Christ	1	8
Tarikh Khilafat Rashida— (Four Parts, Urdu)	1	3

OTHER BOOKS
(By the same Author)

	Rs.	a.
Teachings of Islam, English (an English Translation of the ...)	1	12
The Prophet of Islam	0	4
Islam the Religion of Humanity	0	2

BOOKS
(By different Authors)

	Rs.	a.
An Essay on Islam	2	0
The Muslim Prayer Book	0	2
The Birth of Jesus	0	4
The Holy Prayers of the Holy Quran	0	2
The Prophethood in Islam	0	6

OPINIONS ABOUT TRANSLATION OF THE HOLY QURAN

"The copy in hand is a triumph in paper, print and general form, as well as in cost a marvel. To the English-knowing world it is a boon."—*The Simla Times.*

"As a translator, the author has always had the reputation of being accurate and reliable."—*The Hindu, Madras.*

"Maulvi Muhammad Ali's name is a guarantee that the translation is as accurate as it could be, and a careful perusal of the work really justifies the expression of the opinion that few translations into English have reached such a high standard."—*The Madras Mail.*

"The Holy Quran with its illuminating introduction brought out by Maulana Muhammad Ali will contribute to a better knowledge of Islam among the Hindus and that is why every Hindu will welcome it."—*The Bengali, Calcutta.*

Catalogue Free on Application. Postage Extra

Apply to—THE MANAGER, **Darul Kutub Islamia**

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغامِ صلح

جلد ۱۸	یوم سہ شنبہ ۳ شعبان	نمبر ۸۵

برکاتِ خلافت کی نیرنگیاں

وہ جن سے اپنے ہی گیسو سلجھ سکتے نہیں باطن
کریں گے خاک وہ پرسش ترے حالِ پریشاں کی

خوشی یا غمی یا حظ و الم دو الگ الگ جذبات ہیں۔ جن کے خصائص ایک دوسرے سے بالکل متضاد واقع ہوئے ہیں۔ ان دونوں کا تعلق اگرچہ انسانی قلب کے ساتھ وابستہ ہوتا ہے۔ لیکن ان کے اثرات جسم پر ظاہر ہو کر قلب کی زبان ہو جاتے ہیں۔ مسرت اور خوشی کے مظاہرات جسمانی عام طور پر جسم میں دورانِ خون کی تیز روانی ہوتی ہے کہ جس کے ظاہری علائم و آثار چہرہ پر رونق آنکھوں میں چمک حرکاتِ نبض کی تیزی اور عضلات میں موجودہ قوت کا خارج ہونے کے لئے بیقرار ہو جانا ہوتے ہیں۔ کہ جس کی وجہ سے انسان کی زبان اس کے ہاتھ اور اس کے دوسرے اعضاء سے ایسی حرکات صادر ہوتی ہیں کہ جن کو ان اعضاء کی خندہ زنی اور مسرت پاشی کہہ سکتے ہیں۔ اس کے برعکس جب ہم غمگین ہوتے ہیں تو دورانِ خون میں سستی تنفس میں اختلال۔ اعصاب محرکہ بے حس ہو جاتے ہیں۔ جس سے انسان رونے پیٹنے یا کم از کم سرد آہیں بھرنے لگ جاتا ہے۔ یہ وہ مظاہراتِ رنج و الم ہیں کہ جو جذبات و احساسات کی سلامتی یا دماغی صحت کی حالت میں کم و بیش ہر شخص پر حسبِ موقعہ وارد ہوتے ہیں۔ مختصراً آپ یوں سمجھئے کہ پیش آمدہ واقعات کے حسبِ مراتب یہ سب سے پہلے قلب میں ایک کیفیت پیدا ہوتی ہے۔ اور پھر اس کیفیت کے مطابق ہمارے جسم خصوصاً چہرہ اور آنکھوں پر اس کے اثرات ظاہر ہوتے ہیں۔ نفسیات میں ہم نے یہی پڑھا ہے اور علم النفس کا یہ ایک تجربہ شدہ مسئلہ ہے۔ لیکن اس شخص کے بارہ میں کیا کہو گے؟ کہ جو کہے کہ بعض اوقات تم مجھ کو ہنستا ہوا دیکھتے ہو۔ مگر میں دل میں اس وقت رویا کرتا ہوں۔ اور بعض اوقات تم مجھ کو روتے ہوئے دیکھتے ہو۔ مگر میں دل میں قہقہے لگایا کرتا ہوں۔ میں اتنا ہنس سکتا ہوں کہ کوئی تم میں سے اتنا ہنس نہیں سکتا۔ اور میں اتنا رو سکتا ہوں کہ کوئی تم میں اتنا رو نہیں سکتا۔" ہنسنے اور رونے میں سکنے کی بھی ایک ہی کہی۔ بلاشبہ اس اختلالِ جذبات کا مالک انسان نفسیات کی دنیا میں ایک بے نظیر انسان ہے۔ اور یورپ کے علماء سائیکالوجی (علم النفس) کو فوراً اس کی طرف توجہ کرنی چاہیئے۔

(۲)

اگر یہ سچ ہے کہ پیروں اور شیخانِ طریقت کی روحانی توجہ مریدوں اور عقیدتمندوں کو خاک سے اکسیر بنا دیا کرتی ہے۔ تو یقیناً قادیان کے امام محترم اور خلیفہ اولوالعزم کے جذبات اور احساسات کی اس انوکھی سائیکالوجی نے مریدوں پر بھی گہرا اثر ڈالا ہو گا۔ اس صورت میں ہمارے لئے ہی نہیں بلکہ ایک ہوشیار سے ہوشیار ماہر نفسیات کے لئے بھی مدیر "الفضل" کے روئے روشن کو دیکھ کر یہ معلوم کرنا ناممکن ہے کہ حضرت دراصل خوش ہوئے ہیں یا رو دیئے ہیں۔ حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ نے الفضل کی ایک تحریر سے قال و قال سے یہ محسوس کیا کہ مدیر الفضل ان کے ایک خطبہ کے اس حصہ پر کہ جس میں جماعت احمدیہ لاہور کی کسی قدر سستی اور چندہ میں کمی آ جانے کا ذکر تھا خامہ فرسائی کرتا ہوا خوشی میں پھولا نہیں سماتا۔ اس پر ہمارے قادیانی دوست بر سر پیکار ہو گئے اور حضرت امیر کی نسبت جو کچھ لکھا ہے اس کو سرسری نظر سے دیکھ لیجئے۔ تاکہ آپ کو ان لوگوں کی تہذیب اور شرافت کا درجہ معلوم ہو سکے۔ اس کے بعد اصل مضمون کا جواب عرض کیا جائیگا۔ "مولوی محمد علی صاحب کا خطبہ" عنوان "مولوی محمد علی کا شکوہ" "الفضل" کے ایڈیٹوریل نے اس درجہ مشتعل کر دیا۔ بے جا طعن و تشنیع کا سیلاب بہاتے اور غلط اتہامات لگاتے ہوئے "چھپی ہوئی خوشی ہے" کا ادعا۔ "مولوی صاحب کو خدا کی شان یاد آ گئی" جو دراصل ان کی اپنی حالت کا آئینہ ہے۔

اس قسم کے بیسیوں سوقیانہ محاورے چسپاں کرتے ہوئے مدیر "الفضل" نے ایک تحقیر آمیز مضمون سپرد قلم کیا ہے۔ لیکن ہم چونکہ اپنے متعلق ان الفاظ سے بڑھ کر ابلیس۔ شیطان۔ رئیس المنکرین۔ منافق۔ یہودی اور یہودی ایسے ایسے مدیر الفضل کے محبوب خطابات سن چکے ہیں اس لئے ہمیں اس سوقیانہ طرز تحریر پر کوئی تعجب نہیں ہوا۔ اگر وہ یہ خطابات استعمال نہ کرتے تو ان کی قلب ماہیت پر تعجب ہوتا۔

جواب تلخ میزیبد لب لعل شکر خا

(۳)

الفضل کے سارے مضمون کا خلاصہ یہ ہے :-

الف :- ہم آپ کے تکلیف میں مبتلا ہونے پر قطعاً خوش نہیں ہوئے۔

ب :- ہم کثرت سے روپیہ جمع کرنا صداقت اور حق پر ہونے کی دلیل نہیں سمجھتے۔

ج :- ہم نے آپ کے ساتھ احسان اور سلوک کئے ہیں۔

د :- ہماری مصیبت پر آپ کی تحریرات میں خوشی ظاہر اور باہر نظر آتی رہی ہے۔

ھ :- آپ نے ہمارے ساتھ کبھی سلوک نہیں کیا۔

و :- آخر میں ہمیں خس و خاشاک سے تشبیہ دے کر قادیان کی سڑک صاف کرنے کی دھمکی دی ہے۔

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے جلسہ میں کیا کیا ہو گا

۱۔ صداقتِ اسلام اور فضائل اسلام پر تقاریر ہوں گی۔

۲۔ غیر مذاہب کے ساتھ تبادلہ خیالات اور مناظرے ہوں گے۔

۳۔ اتحادِ اسلام کو پراگندہ کرنے والے فرقہ (محمودیہ) کے ساتھ مباحثے ہوں گے۔

۴۔ ڈاکٹر جرمنوس اور دیگر فضلاء دہر کے لیکچر ہوں گے۔

۵۔ اشاعت و ترقی اسلام کے وسائل اور ذرائع پر بحث ہو گی۔

۶۔ دنیا بھر کے ممالک میں اسلام کی موجودہ حالت پر تبصرے ہوں گے۔

۷۔ قرآن کریم کے حقائق و معارف پر تقریریں ہوں گی۔

۸۔ اشاعت اسلام کے دیوانے اور تبلیغ کے قیس جمع ہوں گے۔

آپ بھی ان پاک مقاصد میں حصہ لینے کے لئے تشریف لائیے۔

۲۶-۲۷-۲۸-دسمبر ۱۹۳۰ء کو

اپنے دنیوی کاموں سے ضرور فرصت نکالئے۔ اور ان کو خدا کے لئے اور دین خدا کے لئے وقف کر دیجئے۔ شاید یہ آپ کی غفلت سستی خطاؤں اور گناہوں کا کفارہ ہو سکے اور مسلمانوں [illegible] کے ادبار دور ہو جائیں۔

اب ان باتوں کا ترتیب وار مختصر مگر مسکت جواب سنئے۔

یہ سچ ہے کہ مدیر الفضل مضمون کو لکھتے وقت ہمارے سامنے نہ تھا۔ کہ ہم ان کے چہرہ کی رونق۔ آنکھوں کی چمک۔ دورانِ خون کی تیزی اور پھولے ہوئے نتھنوں کو دیکھ کر بتا سکتے کہ وہ خوشی سے پھولا نہیں سماتا یا معاملہ اس سے دگرگوں ہے۔ لیکن جن لوگوں نے عام اصول نفسیات کے خلاف اپنے دل اور چہرہ کو یوں الگ الگ سمجھا لیا ہو کہ وہ دل میں روتے ہوں تو چہرہ ہنس رہا ہو سکتے ہیں۔ اور اگر ان کا دل بلیوں اچھل رہا ہو۔ تو وہ اپنے رخ کو پژمردہ اداس اور غمگین بنا سکتے ہیں تو ایسے صاحب کمال لوگوں کی نسبت کوئی نفسیات کا بڑے سے بڑا ماہر کچھ نہیں بتا سکتا۔ کہ وہ فی الحقیقت رو رہے ہیں یا ہنس رہے ہیں۔ ہمارے سامنے ان کی تحریر تھی۔ اس کے گدگدے عنوانات۔ تحریر کی شوخی اور تمسخرانہ ادائے بیان ہی تین اجزائے کلام تھے۔ کہ جن سے ایک شخص ان کی قلبی کیفیت کو پڑھ سکتا تھا۔ مثلاً غیر مبائعین کا قدم تنزل کی طرف "مولوی محمد علی صاحب امارت سے الگ ہونے کے لئے تیار" اس مضمون کی یہ دو کالمی ڈبل سرخی تھی۔ اس کے بعد کے چھوٹے چھوٹے عنوانات ملاحظہ ہوں۔ "تنزل کا اعتراف" ڈھول کا پول "مولوی محمد علی صاحب کے دوست سمجھے ہیں"۔ "مولوی محمد علی صاحب کی گھبراہٹ"۔ اس کے ساتھ ہی تمسخرانہ ادا اور گستاخانہ طرز تحریر کا نمونہ بھی قابل ملاحظہ ہے۔ "خوشی سے تیار ہو سکتے ہیں کہ بھی ایک ہی کہی"۔ منصب امارت ہاتھ سے جاتے۔ جماعت ناخوش [illegible] سے اتار کے حضرت امیر ایدہ اللہ کی بجائے "مولوی محمد علی صاحب ایم اے ایل ایل بی وکیل" بننا پڑے۔ اور پھر مولوی صاحب جیسا انسان جو بات بات کو چنگاری سمجھ کر بارود کی طرح بھڑک اٹھتا ہے۔ خوشی سے اس منصب سے الگ ہونے کو تیار ہو۔ ناممکن اور قطعاً ناممکن ہے اگر ہمارا یہ خیال درست نہیں تو اس کی تغلیط اور مولوی صاحب کی خوشی ثابت کرنے کے لئے انہیں منصب امارت سے کچھ عرصہ کے لئے معزول کر دیا جائے۔ اور پھر دیکھا جائے کہ نتیجہ کیا نکلتا ہے۔"

یہ ہے مدیر "الفضل" کی تہذیب اور شرافت کا ادنیٰ نمونہ کہ جس پر حضور خلیفۃ المسیح نازاں اور فرحاں ہیں۔

کیا الفضل نے کثرتِ مال پر فخر نہیں کیا؟

دماغ کی اس وارفتگی کے ساتھ کہ جس کو ہم نمبر ا و ۲ میں بیان کر چکے ہیں۔ اگر ان شیفتگان پیر پرستی میں جھوٹ بولنے کی بھی لت ہو تو ان کے قول و فعل اور علائم و آثار جسمی سے بات کی تہ تک پہنچ جانا اور بھی ناممکن ہے۔ سلسلۂ خلافت کی ابتدائی امتحان سے لے کر آج تک محمودی دنیا کو ایک ہی دلیل سوجھی تھی کہ کثرت اعداد و شمار روپیہ قادیان سے لاہور والے صرف چند گنتی کے آدمی ہیں۔ اجماع امت نے حضرت مرزا محمود احمد صاحب کو خلیفہ ثانی مان لیا ہے۔ قادیان کی جماعت اور جلسہ پر اس کا اژدحام اس قدر ہوتا ہے کہ جس کا صحیح اندازہ ناممکنات سے ہے۔ سال بھر روپیہ جمع کرنے کے لئے بھی جو کوششیں ہوتی ہیں وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ لیکن اس میں کیا مانع ہے کہ قادیان کا سرکاری گزٹ آمد و خرچ کے صحیح اعداد و شمار پیش کرنے سے دم بخود رہ جاتا ہے۔ یہ بھی سچ ہے کہ ہم چندہ کی کثرت پر فخر نہیں کرتے۔ لیجئے اسی اخبار میں یہ لکھا ہے۔

"لیکن خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کے افراد نے مالی ایثار اور قربانی کا وہ نمونہ دکھایا کہ ہر سال ہی آمد میں ترقی ہوتی رہی۔ جو لاکھوں تک پہنچ گئی۔"

("الفضل" مورخہ ۹ دسمبر ۳۰ء کالم ۱)

اسی لاکھوں کی آمد کا ہی ثبوت ہم نے مانگا تھا۔ کہ جس کے پیش کرنے سے عاجز آ کر مدیر "الفضل" پہلو بدل گئے۔ مضمون کی طوالت ہمیں مجبور کر رہی ہے۔ کہ ہم آپ کی باقی ساری باتوں کا جواب ایک ہی مختصر سے خلاصہ کلام کے رنگ میں دیدیں۔

ہمارے ساتھ آپ کے احسانات

۱۔ حضرت مرزا یعقوب بیگ صاحب کو اسیر فرنگ کہنے کے لئے آپ نے "الفضل" میں ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا۔

۲۔ تمام جماعت کی نسبت لیمز قنہم (؟) کے ٹکڑے ٹکڑے کر دینے کا دھیڈ بنایا۔

۳۔ حضرت شیخ رحمت اللہ صاحب مرحوم کو شر الذین انعمت علیہم میں شامل بتایا۔

۴۔ حضرت امیر کو واجب القتل قرار دیکر قادیانی پٹھانوں کو اکسایا۔

۵۔ مولانا یعقوب خاں صاحب اور حضرت امیر پر ناپاک بہتان تراشے۔

۶۔ مکرمی بابو منظور الٰہی صاحب پر افک مبین باندھا گیا۔

۷۔ مکرمی شیخ نیاز احمد صاحب کی نسبت مولوی راجیکی نے تباہی اور بربادی کی پیش گوئی کر کے افترا کیا۔

۸۔ قادیان میں سالانہ جلسہ پر ہماری کتابیں چھین کر ہمارا مذاق اڑایا گیا۔

۹۔ لاہوری جماعت سے مواکلت۔ مجالست۔ مکالمت کو حرام بتا کر یہودیوں سے بدتر بتایا گیا۔

۱۰۔ فضل کریم درانی کے معاملہ میں ایڈیٹر نازیانہ کو قادیان بلا کر ہمارے خلاف پروپیگنڈا کا منصوبہ باندھا گیا۔

۱۱۔ خود میاں صاحب نے اقرار کیا کہ اس یوسف کو بھائیوں نے کنوئیں میں گرایا تھا۔ یہ یوسف (محمود) بھائیوں کو کنوئیں میں غرق کرنے کے لئے آیا ہے۔ اس حسینؓ کو دشمنوں نے شہید کیا تھا۔ یہ حسین (محمود) دشمنوں کو قتل کے گھاٹ اتارنے کے لئے پیدا ہوا ہے۔ واہ سبحان اللہ آپ کے ہم پر احسانات کی بھی کوئی حد ہے۔ باقی بشرط فرصت پھر سہی۔

دیکھ آئینہ میں چہرہ زخم بھی ہے خاک بھی
خون میں ڈوبا ہے دل بھی جسم کی پوشاک بھی

سلہ مدیر الفضل کو اگر یہ الفاظ لکھتے ہوئے شرم نہیں آئی تھی تو خلافت آپ کی پڑھتے ہوئے اس کو بازار پوچھتے۔

تلفروال گرفتار کر لئے گئے ہیں۔ اگر مولانا کی گرفتاری اس جرم کی بنا پر عمل میں آئی ہے کہ انہوں نے اذان دی یعنی اللہ کا نام بلند آواز سے لیا۔ تو ہم اس جرم کے ارتکاب پر انہیں مبارکباد دیتے ہیں۔ مانا کہ تلفروال میں سکھ زمیندار زیادہ طاقتور ہیں کیونکہ وہ صاحب اراضی ہیں۔ لیکن کیا مسلمان سکھوں کی متعصبانہ روش پر اپنی مذہبی آزادی کو جوان کا پیدائشی حق ہے۔ قربان کر سکتے ہیں۔ پھر ایسی آزادی جس سے ان کے ہمسایوں کو کوئی تکلیف نہیں پہنچی؟ ہمیں افسوس ہے کہ حکومت نے اس معاملہ میں مسلمانوں کے مذہبی جذبات کا مطلق احترام نہیں کیا۔ حکومت کی یہ کمزوری کس قدر افسوسناک ہے۔ وہ کمزور کا گلا اس لئے دبا رہی ہے کہ اپنی آواز بلند نہ کرے۔ اور طاقتور کا ساتھ اس لئے دے رہی ہے کہ اس کے ہاتھ سے زیادہ فساد پیدا ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ کیوں نہیں حکومت اس امر کا صاف اعلان کر دیتی کہ تلفروال سے انگریزی حکومت اٹھالی گئی ہے۔ اور مسلمان اپنا خود انتظام کریں جو سکھ لیڈر بھی چپ سادھے بیٹھے ہیں۔ وہ اذان اور لٹھ کی کشمکش کا تماشہ دیکھنا چاہتے ہیں۔ اگر ان میں اپنے مذہب کا کچھ بھی احترام ہے تو وہ پہلے گرنتھ صاحب سے تو اجازت لے لیں۔ کیا بابا نانک صاحب کی تعلیم انہیں ایسا تماشہ دیکھنے کی اجازت دیتی ہے؟ اس قدر لکھ چکنے کے بعد ہمیں معلوم ہوا ہے کہ حکام نے اپنی غلطی کو محسوس کر کے مولانا خیر الدین کو رہا کر دیا ہے۔ اتنا بھی غنیمت ہے۔

ایک مسرت انگیز تقریب

۱۰ جنوری کی شام کو بعد نماز مغرب مسلم ہائی سکول لاہور کے بورڈران نے اپنے بورڈنگ میں جو خواجہ دل محمد روڈ پر واقع ہے۔ حضرت مولانا محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کی خدمت میں ایک ایڈریس پیش کیا۔ جو کسی دوسری جگہ شائع کیا جاتا ہے۔ اس تقریب میں حضرت امیر کے علاوہ ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب۔ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب۔ مولانا صدر الدین صاحب پرنسپل اشاعت اسلام کالج۔ مولوی مصطفےٰ خاں صاحب ایڈیٹر اسلامک ورلڈ۔ مولوی یعقوب خاں صاحب ایڈیٹر لائٹ مولوی عصمت اللہ صاحب اور چودہری غلام حیدر خاں اور دیگر حضرات بھی شامل تھے۔ سب سے پہلے مسلم ہائی سکول کے ہیڈ ماسٹر سید غلام مصطفےٰ شاہ صاحب نے جو اپنے طلباء کی جسمانی اور اخلاقی تربیت کا خاص طور پر خیال رکھتے ہیں۔ اور ان میں قوت عمل کی روح پیدا کرنا اپنا فرض منصبی سمجھتے ہیں۔ بورڈنگ ہوس کی سیر کرائی۔ جو ایک مہذ و منتظمین کی سنیت ہے۔ کمرے بہت صاف نظر آتے تھے۔ لڑکے بڑے لبشاش اور مستعد معلوم ہوتے تھے۔ ایڈریس دینے سے پہلے نوجوان میزبانوں نے اپنے مہمانوں کو پُرتکلف کھانا کھلایا۔ ایڈریس کی کارروائی شروع کرنے سے پہلے ہیڈ ماسٹر صاحب نے حضرت امیر سے بورڈروں کا تعارف کرایا۔ جن میں دو جاوی طالبعلم بھی ہیں۔ ایک لڑکے نے کلام پاک کی تلاوت کی۔ اس کے بعد جب تین چار لڑکوں کی تقریریں ہو چکیں۔ تو ایڈریس پڑھا گیا۔ ایڈریس کے جواب میں حضرت امیر نے ایک مختصر تقریر میں اپنے نوعمر میزبانوں کا شکریہ ادا کیا۔ پھر انہیں ایک سادہ اور دلنشین پیرایہ میں بتایا کہ حضرت مسیح موعود کے مشن کا سوائے اس کے اور کوئی مقصد نہ تھا کہ تجدید کے عمل سے اسلام کو مفاسد سے پاک اور صاف کر دیا جائے۔ احمدیت یہی ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم سمجھا جائے۔ اور اسلام کا پیغام تمام دنیا میں پہنچایا جائے۔ بورڈنگ ہوس کے متعلق آپ نے فرمایا۔ کہ سردست انجمن کے سامنے برلن مسجد کی واگذاری کا اہم مسئلہ ہے۔ اس مسئلہ کے حل ہو جانے کے بعد بورڈنگ ہاؤس کا معاملہ جماعت کی کونسل میں باقاعدہ پیش کر دیا جائیگا بعد ازاں آپ نے طلباء کی کامیابی کے لئے دعا مانگی۔ خاتمہ پر تین چار کمسن طلباء نے کھیل کی شکل میں انسانی زندگی کے چند ایسے دلچسپ پہلو دکھائے۔ کہ حاضرین اپنی ہنسی کو ضبط نہ کر سکے۔ غرضکہ یہ تقریب نہایت کامیاب رہی

ایڈریس بخدمت عالیجناب حضرت مولانا محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ،

بزرگ قوم ایک عرصہ سے ہماری یہ آرزو تھی۔ کہ ہم حضور کو یہاں قدم رنجہ فرمانے کی تکلیف دیں۔ چنانچہ بفضل تعالیٰ آج ہماری یہ آرزو پوری ہوئی۔

جناب والا جیسا کہ آپ جانتے ہیں۔ ہماری قوم روز بروز پستی کے گڑھے میں گر رہی ہے۔ اور اس کی حالت وہی ہوتی جاتی ہے۔ جو کسی زمانہ میں یہودیوں کی تھی لیکن ہم نا امید نہیں ہیں۔ کیونکہ اسلام ہمیں ناامیدی کی تعلیم نہیں دیتا۔ اور کیوں نا امید ہوں۔ جبکہ ہمارا تعلق احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے ساتھ ہے۔ اور وہ اپنے ان فرائض کو خوش اسلوبی کے ساتھ سر انجام دے رہی ہے جن کا بار اس نے اپنے ذمے رکھا ہے

حضور والا! مذہب اسلام ایک ایسا مذہب ہے۔ جس نے دنیا کی سرزمین پر حریت مساوات اور اخلاق کا ڈنکا بجایا۔ لیکن آج بدقسمتی سے مسلمانوں میں دو گروہ ایسے پیدا ہو گئے ہیں۔ جو مذہبی آڑ میں اپنے ذاتی اغراض کو مدنظر اور اسلام کی صحیح تعلیم سے لوگوں کو بے بہرہ رکھتے ہیں۔ اگر ذاتی اغراض اور نفسانی خواہشات اسلام کے سد راہ ہوتیں۔ تو دنیا کا ایک بڑا حصہ رحمتہ اللعالمین کے جھنڈے تلے جمع ہو جاتا۔ اور آدم کی اولاد آرام وچین کی زندگی بسر کرتی۔ لیکن ہماری بدقسمتی سے خود غرض ملاؤں اور پیروں نے اسلام کے گلشن میں خزاں کا نقشہ دکھا دیا ہے۔ ایسی حالت میں ضروری امر تھا کہ کوئی بزرگ اسلام کی صحیح تعلیم کو دنیا کے سامنے پیش کرے۔ خداوند کریم نے اپنی سنت قدیمہ کے مطابق حضرت مرزا صاحب کو دین کی تجدید کے لئے مامور کیا۔ باوجود شدید مخالفت کے اس بزرگ ہستی نے اسلام کا صحیح نقشہ پیش کر دیا۔ ملاؤں اور پیروں کے لئے حضرت صاحب کی دینی خدمت بہت نقصان دہ ثابت ہوئی۔ لیکن اس بزرگ نے دنیا پر دین کو مقدم سمجھا۔ اور اپنے مشن کو پورا کیا۔ آپ کی وفات کے بعد جو نتائج رونما ہوئے۔ وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ ہم اس موقعہ پر اتنا بیان کر دینا مناسب سمجھتے ہیں۔ کہ جب ۱۹۱۴ء میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کی بنیاد ڈالی گئی۔ جس کے گرانبار فرائض کا بار کئی بزرگ ہستیوں نے اپنے ذمہ لیا۔ تو کچھ عرصہ کے بعد انجمن کے ارباب حل وعقد نے یہ ضرورت محسوس کی۔ کہ پنجاب میں مسلمانوں کے بچوں کی تعلیم کے لئے ایک اسلامی درسگاہ قائم کی جائے جس میں نوجوانوں کو دنیا کی کٹھن منزل کے طے کرنے اور ان قوموں کا مقابلہ کرنے کی غرض سے جو اسلام کو دنیا سے نیست ونابود کرنے کی فکر کر رہی ہیں۔ تیار کیا جاتا ہے۔ ہم اس سکول کی ابتدا سے واقف نہیں ہیں۔ کیونکہ ہم صرف تین چار سال سے یہاں سکونت پذیر ہیں۔ لیکن اتنا ضرور جانتے ہیں کہ۔ مسلم ہائی سکول کے پرانے طالبعلم جس قدر اس سکول کے اخلاقی۔ مذہبی اور تعلیمی حالات بتاتے رہتے ہیں۔ وہی آج ہمیں اپنی آنکھوں کے سامنے نظر آ رہے ہیں۔ بلکہ خداوند تعالیٰ کے فضل وکرم سے ترقی کی طرف گامزن ہیں۔ ہم صاف کیوں نہ عرض کریں کہ ہم پہلے پہل اس سکول میں داخل ہونا گناہ کبیرہ خیال کرتے تھے لیکن آجکل ہم دیکھتے ہیں۔ کہ جو کچھ اس سکول کے فیض سے ہم نے حاصل کیا ہے وہ کسی دوسری جگہ حاصل نہیں کر سکتے تھے۔ ہم کو پہلے ڈرایا جاتا تھا کہ احمدی اسلام کے دائرہ سے خارج ہیں۔ ہمیں یہ علم نہ تھا کہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے سب سے بڑے رکن یعنی حضور والا نے قرآن شریف کا ترجمہ انگریزی زبان میں چھپوا کر تمام دنیا کو قرآن مجید کی صحیح تعلیم سے واقف کر دیا ہے۔

ہم سمجھتے ہیں کہ تمام دنیا کے مسلمان اگر آپ کی اس اسلامی خدمت کا شکریہ ادا کرنا چاہیں۔ تو وہ اس فرض سے عہدہ برآ نہیں ہو سکیں گے۔ خواجہ کمال الدین صاحب ومولانا صدر الدین صاحب اور دیگر بزرگوں نے امریکہ اور یورپ میں تبلیغ کے جو اہم فرائض انجام دیئے ہیں۔ اور حضور والا نے جو اسلامی لٹریچر پھیلایا ہے۔ وہ مسلمانوں کے لئے باعث فخر ہے۔ مولوی عبدالحق صاحب ودیارتھی۔ مرزا مظفر بیگ صاحب اور ہمارے معزز ومحترم بزرگ مولوی عصمت اللہ صاحب نے اپنی موثر اور پر جوش تقریر و دلیل جس حیرت انگیز استقلال کے ساتھ شدھی کے بڑھتے ہوئے فتنہ کو دبایا ہے۔ اور بڑے بڑے مہاشاؤں کو شکست فاش دی ہے۔ اسے ایک زمانہ جانتا ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ہندوستان کے مسلمانوں کی زبان ان کا شکریہ ادا کرنے سے قاصر ہے۔ ان تمام باتوں کے علاوہ ہمیں نہ صرف قرآن شریف کی تعلیم اور پنجوقتہ نماز کی تلقین کی جاتی ہے۔ بلکہ اس کو عملی جامہ پہنانے کے لئے ہمارے بورڈنگ ہوس میں ایک ہفتہ وار جلسہ ہوتا ہے جس میں عمدہ عمدہ مسائل پر بحث کی جاتی ہے۔ جو ہمارے لئے بہت مفید ثابت ہوئی ہے۔ اس بحث میں جناب شاہ صاحب (ہیڈ ماسٹر) خود بھی حصہ لیتے ہیں۔ اور کفایت شعاری کی تحریک کو فروغ دینے کے لئے ایک "تھرفٹ سوسائٹی" بھی قائم کی گئی ہے جس میں ہر ایک طالبعلم ہفتہ وار کچھ نہ کچھ رقم جمع کراتا ہے۔ اور ساتھ ہی باہر کے لوگوں کو بری عادات سے بچانے یعنی آتشبازی وغیرہ بری رسوم کو بند کرنے کے لئے پوری کوشش کی جاتی ہے۔

مگر ان تمام امید افزا حالات کے باوجود ہماری ترقی کی رفتار کو ایک بہت بڑی کمی نے روک رکھا ہے۔ اور وہ کمی یہ ہے کہ ہمارے پاس اپنا بورڈنگ ہوس نہیں جس کی سہولتوں کا ہماری عملی زندگی سے ایک گہرا تعلق ہے۔ ہمارے پاس کوئی گراؤنڈ نہیں۔ جس میں کہ ہم اپنی صحت کو برقرار رکھ سکیں۔ ہم جناب کو اس کی طرف

(بقیہ پہلے کالم میں)

(بقیہ کالم ۲)

توجہ دلانا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ کہ سکول کے ساتھ اپنا بورڈنگ ہوس ہونا چاہئے جو کہ فراخ جگہ پر واقع ہو۔ تاکہ اس میں کھیلوں کا پورا انتظام ہو سکے۔ ہم سب بورڈنگ ہوس کی تعمیر میں آپ کا ہاتھ بٹائیں گے۔ جس طرح کہ ہم پہلے بھی انجمن کی خدمت جہانتک ہمارے امکان میں ہے کرتے رہے ہیں۔ ہم آئندہ بھی انشاء اللہ تعالیٰ ایسی تحریکوں میں حصہ لیکر قوم کو فائدہ پہنچائیں گے۔

خاتمہ پر جناب سے یہ مودبانہ گذارش ہے۔ کہ جو طلباء میٹرک یا دوسرے امتحانات میں شامل ہونے والے ہیں۔ ان کی کامیابی کے لئے حضور دعا فرمائیے

والسلام۔ مورخہ ۱۰ جنوری

جناب کے فرمانبردار

بورڈران مسلم ہائی سکول لاہور

یورپ میں تبلیغ اسلام کی مشکلات

ازدواجی تعلقات پر عورت کے اسلام لانیکا اثر

"یورپ میں تبلیغ اسلام کی مشکلات اور ازدواجی تعلقات پر عورت کے اسلام لانے کا اثر" کے مسئلہ کے متعلق مولوی عبدالمجید صاحب امام مسجد ووکنگ نے حضرت مولانا محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور سے استفسار فرمایا تھا۔ جس کا جواب حضرت امیر نے مولانا احمد صاحب سے لکھوایا ہے ہمیں توقع رکھنی چاہئے کہ جملہ برادران اسلام اور دیگر علماء مذکورہ بالا مضمون کی مذہبی اہمیت کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس پر غور وفکر کریں گے اور اظہار رائے سے ان مشکلات کو حل کرنے میں مدد دینگے۔ جو ہمیں تبلیغ اسلام کے متعلق بلاد مغرب میں پیش آ رہی ہیں۔ حضرت امیر کا جواب حسب ذیل ہے۔

ایڈیٹر

اسلام ایک تبلیغی مذہب ہے جو اس کے ظہور کے ساتھ ہی اس کے تبلیغ کا سلسلہ بھی شروع ہوا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی جماعت ہر ایک زمانہ میں انفرادی یا اجتماعی طور سے اسلام کی تبلیغ کرتی رہی یہاں تک کہ مسیح موعود کا زمانہ آیا۔ جن کی بعثت کی غرض ہی مذہب اسلام کی تبلیغ اور مخالفین پر اتمام حجت کرنا تھا۔ مگر چونکہ تبلیغ اسلام کی راہ میں بعض غلط خیالات سد راہ تھے۔ اور مسلمانوں میں ایک مذہبی عقیدہ کا رنگ لے چکے تھے۔ حالانکہ ان غلط خیالات کا تعلق اسلام سے کچھ بھی نہ تھا۔ بلکہ وہ قرآن کریم اور اسلام کی صحیح تعلیم کے بالکل مخالف تھے۔ اس لئے مسیح موعود نے تبلیغ کی راہ کو صاف کرنے کی غرض سے پہلے ان خیالات کی تردید کی۔ کہ یہ خیالات قرآن کریم اور آنحضرت کی عملی زندگی کے بالکل خلاف ہیں۔ ان میں

غلط خیالات

میں سے ایک حیات مسیح کا غلط عقیدہ تھا۔ اور دوسرا یہ کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا۔ حضرت مسیح موعود نے ان دونوں باتوں کی کھلی اور تفصیلی طور سے تردید کی۔ اور فی الواقع یہ دونوں باتیں ایسی ہیں کہ اگر ان کو صحیح مانا جائے تو اسلام کی تبلیغ ناممکن ہو جاتی ہے اور ان کی تردید سے تبلیغ اسلام کی راہ بالکل صاف ہو جاتی ہے۔ اور ہندوستان اور ہندوستان کے باہر یورپ اور دیگر ملکوں میں بڑی کامیابی کے ساتھ اسلام پھیل سکتا ہے۔

تبلیغ کی راہ میں عملی مشکلات

اتفاق سے ہماری شامت اعمال سے اسلامی حکومتیں برائے نام رہ گئیں اور تقریباً ساری دنیا پر غیر مسلم حکومت ہے۔ اور غیر مسلم حکومت کا ہی قانون ہر ایک جگہ چلتا ہے۔ اور اسی پر عمل درآمد ہے۔ اس لئے تبلیغ کی راہ میں عملی مشکلات بسا اوقات حائل ہو جاتی ہیں۔ کیونکہ غیر مسلم حکومت میں تبلیغ کرنا اور وہاں کے لوگوں کو اسلام میں داخل کرنے کی راہ میں وہاں کا قانون مشکلات پیدا کرنے کا موجب ہو جاتا ہے۔ اور چونکہ بیرونی دنیا میں ہماری ہی جماعت تبلیغ اسلام کا کام کرتی ہے اس لئے مشکلات بھی ہمارے سامنے آتی ہیں۔ اور ہماری جماعت ہی ان مشکلات کا حل سوچتی ہے۔ اور حل کرنے کے لئے آگے قدم بڑھاتی ہے۔

ان مشکلات کا حل عموماً اسلام کی ابتدائی زندگی کے احکام اور واقعات سے ہی ہوتا ہے۔ جب اسلام کی حکومت ابھی قائم نہ ہوئی تھی۔ یا حکومت اسلامی کی ابتدا تھی۔ اور ابھی حجاز یا جزیرۃ العرب میں بھی قائم نہ ہوئی تھی۔ بلکہ صرف مدینے اور اس کے اطراف تک ہی محدود تھی اور اس کے باہر اسلامی حکومت نہیں تھی۔ بلکہ قبائل مشرکین یا کسی رئیس کی ایک چھوٹی سی حکومت تھی

اسلام کا ظہور

مکہ شریف سے ہوا جہاں قبائل میں پنچایت کی حکومت کا رواج تھا۔ اس وقت اسلام کی اشاعت کا عجیب وغریب نظارہ نظر آتا ہے۔ باپ مسلمان ہے۔ بیٹا مشرک بیٹا مسلمان ہے۔ باپ مشرک۔ بیوی مسلمان ہے شوہر مشرک۔ شوہر مسلمان ہے تو بیوی مشرکہ۔ ایک ہی خاندان ایک ہی گھر میں ایک وقت میں کوئی خدا پرست ہے۔ کوئی بت پرست۔ اور حکومت مشرکین کی ہے۔ بعینہ یہی نقشہ آج ہمارے سامنے ہے۔ یورپ میں ہماری جماعت اسلام کی تبلیغ کرتی ہے بیٹا مسلمان ہو جاتا ہے باپ غیر مسلم ہے۔ باپ مسلم ہے تو بیٹا غیر مسلم۔ بیوی مسلمان ہے تو شوہر غیر مسلم۔ یا شوہر مسلمان ہے تو بیوی غیر مسلم۔ ایک ہی خاندان یا ایک ہی گھر میں ایک ہی وقت کوئی تثلیث پرست ہے تو کوئی خدا پرست۔ کوئی توحید کا قائل اور مسلمان ہے تو کوئی سرے سے ہستی باری تعالیٰ کا منکر ہے۔ اور حکومت غیر مسلم ہے۔ اس وقت معاشرت اور تعلقات قومی یا مذہبی کی مشکلات سامنے آجاتی ہیں اور یہ مشکلات تبلیغ اسلام کی راہ میں کسی حد تک روک پیدا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۱۸ | ۲۳ رمضان | نمبر ۱۴

دشمنانِ اسلام اور ہمارا فرض

برٹینیا اینڈ ایو (Brittania & Eve) کے نام سے ایک ماہوار انگریزی رسالہ برطانیہ کے پایہ تخت لندن سے شائع ہوتا ہے۔ اس رسالہ کے جنوری (سنہ ۱۹۳۰ء) نمبر میں "تاریخ کی نامور عورتیں" کے عنوان سے جو مضمون درج ہے۔ وہ نبی کریم صلعم کی محترم حرم حضرت عائشہ صدیقہؓ کے متعلق ہے جس بے حیائی اور دریدہ دہنی سے اسلام کی اس جلیل القدر اور مقدس خاتون کے حالات لکھے گئے ہیں وہ اس قدر اشتعال انگیز ہیں۔ کہ ناممکن ہے کہ کوئی انگریزی دان مسلمان جس کے دل میں اسلامی حمیت و غیرت کا ایک خفیف سا جذبہ بھی موجود ہے ان حالات کو پڑھے اور اس کی آنکھوں میں خون نہ اُتر آئے۔ بے حیا مضمون نگار نے جس ناپاک ترین پیرایہ میں دنیا کے مصلح اعظم (صلی اللہ علیہ وسلم) اور حضرت عائشہ کے ازدواجی تعلقات کو ظاہر کیا ہے وہ دراصل اس کی اپنی فطرت کی پستی اور اخلاقی فرومائیگی کا عکس ہے اور اس لئے ہم کسی صورت میں ان شرمناک الفاظ کا ترجمہ مناسب نہیں سمجھتے۔ جو دنیا کی ان دو مقدس ہستیوں کے متعلق استعمال کئے گئے ہیں۔ جن کا نام سنتے ہی دنیا کے چالیس کروڑ مسلمان فرطِ عقیدت سے اپنا سر جھکا دیتے ہیں۔ ہم حکومتِ ہند کے شکرگذار ہیں کہ اس نے اپنی مسلم رعایا کے مذہبی جذبات کو ملحوظ رکھتے ہوئے "برٹینیا اینڈ ایو" کا داخلہ بند کر دیا ہے۔

ہم اس حقیقت کا اعادہ کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ جو شخص اخلاقی یا روحانی پہلو سے انسانیت کا ایک بدترین نمونہ ہے۔ وہ ایک کوڑھی کی طرح ہے۔ جس کی شکل دیکھتے ہی انسان کی روح کانپ اُٹھتی ہے۔ جس ملک یا قوم میں ایسے کوڑھیوں کی تعداد زیادہ ہو اس کی بدبختی میں کیسے کلام ہو سکتا ہے۔ اور چونکہ یہ خوفناک مرض ایک متعدی بیماری ہے اس لئے سوسائٹی کا فرض ہے کہ وہ اس کے سدباب پر خاص توجہ مبذول کرے۔ مذکورہ بالا مضمون نگار غالباً عیسائی ہے۔ اور اگر وہ واقعی اُسی مسیح کے گلے کی بھیڑ ہے جس کی مسکنت حلم اور بُردباری دنیا کے سامنے بطور مثال کے پیش کی جاتی ہے۔ تو پھر جس قدر جلد اس بھیڑ کو جو ایک ناپاک مرض میں مبتلا ہے دوسری بھیڑوں سے علیحدہ رکھا جائے اتنا ہی اچھا ہے۔

یہ خداوند کریم کی حکمت ہے کہ جہاں کانٹے ہیں وہاں پھول بھی ہیں۔ جس ملک میں آج ایسے گندے اور ناپاک لٹریچر کی اشاعت جائز سمجھی جاتی ہے۔ اس میں کارلائل جیسے لوگ بھی موجود ہیں۔ جو عرب کے امی اور یتیم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی برگزیدہ شخصیت کی حضور میں عقیدت کی نذر پیش کرنا اپنی سعادت سمجھتے ہیں۔ کارلائل کی مشہور کتاب "ہیرو ورشپ" جس میں نبی کریم صلعم کی سیرت کو ایک مستحسن اور دلآویز پیرایہ میں بیان کیا گیا ہے تاریخی دنیا میں ایک خاص شہرت حاصل کر چکی ہے۔ دنیا کبھی ایسے آدمیوں سے خالی نہیں رہی۔ جن کا وجود انسانیت کے لئے باعثِ ننگ و عار ہے۔ کیونکہ ان کی حرکتوں سے فتنہ و فساد کا بازار ہمیشہ گرم رہتا ہے۔ عام لوگ ان کے زہریلے پروپیگنڈے سے بہت جلد متاثر ہو جاتے ہیں۔ اسلام کے خلاف غلط بیانی اور افتراپردازی کی وبا پھیلانے والے یہی اشخاص ہیں جو ایک آزاد مہذب اور ترقی یافتہ قوم سے تعلق رکھنے کے باوجود نفسِ امارہ کے غلام ہیں۔ اور اخلاق اور روحانیت کے نقطہ خیال سے ایک ذلیل زندگی بسر کر رہے ہیں۔

روس میں لامذہبیت یا دہریت کی وبا بڑے زور سے پھیل رہی ہے مذہبی آزادی وہاں اب چراغِ سحری معلوم ہوتی ہے یہ وبا یورپ کے دوسرے ممالک میں بھی اپنا اثر دکھا رہی ہے۔ ایشیا میں بھی اس کے خطرات محسوس ہو رہے ہیں کیا مبلغینِ اسلام کو یہ سب کچھ جاننے کے بعد خاموش رہنا چاہیے؟ ہندوستان کے علماء سے یہ توقع رکھنا بے سود ہے کہ وہ اس عالمگیر وبا کے سدباب کیلئے عملی تدابیر اختیار کرینگے اس لئے کہ وہ یورپ اور امریکہ میں اسلام کا پیغام پہنچانا تو درکنار خود اپنے گھر کی خبر نہیں لیتے۔ جہالت اور تعصب کے مرض نے ان کی بصیرت کو زائل کر دیا ہے۔ ان کی تمام "قابلیت" اپنے ہی ان بھائیوں کی تکفیر پر صرف ہو رہی ہے۔ جن کے عقاید سے انہیں فروعی مسائل میں اختلاف ہے گلشنِ اسلام میں اگر تباہی و بربادی اپنی بھیانک صورت دکھا رہی ہے تو یہ انہیں بزرگواروں کی خود پرستانہ اور معاندانہ روش کا نتیجہ ہے۔ ان حالات میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی تبلیغی ذمہ داریاں اور بھی زیادہ بڑھ جاتی ہیں۔ ہمیں اس نازک موقع پر اپنی آنکھیں کھلی رکھنی چاہئیں۔ اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پیغام کو دنیا کے ہر گوشہ میں پہنچانے کے لئے اپنے جسم اور دماغ کی پوری قوت سے کام لینا چاہیے۔ جب ہم دلی خلوص سے اللہ کے دین کی اشاعت کے لئے کمر ہمت باندھ لیں گے اور ان تمام مشکلات سے عہدہ برآ ہونے کا مصمم ارادہ کر لیں گے جو ہر بڑے کام سے وابستہ ہوتی ہیں تو خدا کی نصرت یقیناً ہمارے ساتھ ہوگی۔ ہماری آواز شاید ان دلوں پر اثر ڈالنے میں ناکام رہے جن کی ازلی شقاوت ایک لاعلاج مرض ہے۔ لیکن ہم لاکھوں لوگوں کو دشمنانِ اسلام کے ناپاک پروپیگنڈے کے مہلک اثرات سے بچا سکتے ہیں بشرطیکہ ہم ان کے مقابلہ میں دس گنا زیادہ سرگرمی اور مستعدی سے کام کریں۔ وقت آ گیا ہے کہ ہم نہ صرف ہندوستان بلکہ بیرونی ممالک میں اسلامی لٹریچر کی اس سرعت اور کثرت سے اشاعت کریں کہ دنیا دنگ رہ جائے۔ اسلام اپنے فرزندان کو صاف اور واضح الفاظ میں تنبیہ کرتا ہے کہ اگر وہ اسلام کی گذشتہ شوکت و عظمت کی روایات کو زندہ کرنا چاہتے ہیں تو انہیں ایک زندہ قوم کی طرح اپنی زندگی کا عملی ثبوت دینا پڑے گا۔

کپورتھلہ کی عالیشان مسجد

اسلام اور فرزندانِ توحید کے خلاف ہندو سبھا اور بالخصوص آریہ پرچارکوں نے جو فتنہ خیز پروپیگنڈا شروع کر رکھا ہے۔ اس سے ہندوستان کی سیاسی فضا ایسی مکدر ہو گئی ہے کہ بظاہر ہندوستان کی دو سب سے بڑی قوموں کے باہمی اتحاد کی کوئی صورت دکھائی نہیں دیتی۔ یہ حالت ہندوستان کے مستقبل کو ملحوظ رکھتے ہوئے بلاشبہ یاس انگیز ہے لیکن جب ہم ریاست کپورتھلہ کی اس عظیم الشان اور خوبصورت مسجد پر نگاہ ڈالتے ہیں جو اس وقت ہز ہائینس مہاراجہ صاحب اور آپ کے وزیر باتدبیر خان بہادر میاں عبدالمجید صاحب کی نگرانی اور اہتمام سے تعمیر ہو رہی ہے تو ہمیں اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ اس تاریکی میں بھی امید اپنی جھلک دکھا رہی ہے۔ ایک ہندو والیٔ ریاست کے لئے اس سے زیادہ قابلِ تعریف کارنامہ اور کیا ہو سکتا ہے کہ وہ اپنی مسلم رعایا کے دل کو مٹھی میں لینے کے لئے عملی تدابیر اختیار کرتا ہے۔ ہندوؤں کے شاندار مندر اور سکھوں کے دلکشا گوردوارہ کے ساتھ ایک عالیشان مسجد کی تعمیر ضروری سمجھی گئی۔ جس پر اس وقت تک چار لاکھ روپیہ صرف ہو چکا ہے۔ اور جو عربی فنِ تعمیر کا بہترین نمونہ بتائی جاتی ہے۔ ہز ہائینس کا یہ کارنامہ ان ہندو والیانِ ریاست کے لئے ایک قابلِ تقلید مثال ہے۔ جہاں مسلمان محض اس لئے مذہبی تعصب کا شکار ہو رہے ہیں کہ وہ مسلمان ہیں۔

سول نافرمانی کا مجنونانہ کھیل

۱۵ فروری سنہ۳۰ کی شام کو کانگرس کی مجلس عاملہ کا جو اجلاس ساحل دریا پر منعقد ہوا وہ ایک خاص اہمیت رکھتا ہے کیونکہ مختلف ارکان کی تقریروں کا ماحصل یہ ہے کہ "بگل بجا دیا گیا ہے اور آزادی کامل کی جنگ کا اعلان کر دیا گیا ہے"۔ تازہ خبر یہ ہے کہ مہاتما گاندھی غالباً ۲ مارچ کو وائسرائے کو الٹی میٹم بھیجیں گے پہلا حملہ ۲۰ مارچ کو ٹمک کے سرکاری کارخانوں پر ہوگا ستیہ گرہ کے لئے والنٹیر بھرتی کئے جا رہے ہیں۔ جو نمک کی کانوں اور کارخانوں کی طرف روانہ کر دیئے جائیں گے۔ عدالتوں اور سکولوں کا پھر مقاطعہ ہوگا۔ جنگ آزادی کی اس عجیب و غریب مہم کی کمان جنرل گاندھی کے ہاتھ میں ہوگی۔ جنرل گاندھی اپنی پہلی مہم میں جنگ بردولی کے نام سے مشہور ہے ناکام رہے۔ اور بُری طرح ناکام رہے۔ حالانکہ اس مہم میں ہندو اور مسلمان دونوں متحد تھے۔ اور آزادی کی خاطر بڑی سے بڑی قربانی دینے کے لئے تیار تھے۔ لیکن سمجھ میں نہیں آتا کہ اب جبکہ فرقہ وارانہ حقوق کے متعلق ہندوؤں اور مسلمانوں میں کوئی سمجھوتہ نہیں ہوا اور دونوں کی باہمی کشیدگی اس قدر طول پکڑ گئی ہے کہ خود مہاتما گاندھی پر یاس کی کیفیت طاری ہو گئی۔ اور "چاروں طرف اندھیرا ہی اندھیرا نظر آتا ہے" کے الفاظ بے ساختہ ان کی زبان سے نکل گئے۔ وہ اس مہم میں کیسے کامیاب ہوں گے؟ مسلمان وکلاء اور مسلمان طلباء گذشتہ مہم کے دوران میں مقاطعہ سے جس قدر نقصان اُٹھا چکے ہیں۔ وہ ایک کھلی داستان ہے۔ وائسرائے کو الٹی میٹم بھیجنا اپنی دیوانگی کا ثبوت دینا ہے۔ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ اگر ہندوستان کے ۳۲ کروڑ باشندوں کی ایک بہت بڑی اکثریت بلاتفریق مذہب و ملت ایک دل اور ایک آواز کے ساتھ آزادی کا علم بلند کر دے تو خود برطانیہ کی مشین گنیں اس علم کا احترام کریں گی۔ لیکن "ایک دل اور ایک آواز" پیدا کرنے کے لئے پہلے ہندو سبھا کی موجودہ ذہنیت میں تبدیلی پیدا کرنے کی اشد ضرورت ہے۔ یہ ذہنیت ہندو مسلم اتحاد کے سدِ راہ ہے۔ جب تک ہندوؤں اور مسلمانوں میں کامل اتحاد نہیں ہوگا وہ کبھی رفعت و عظمت کے اس اعلیٰ مقام تک نہیں پہنچ سکتے۔ جو ان کا نصب العین ہے

ایک معرکۃ آلآرا آئینی جنگ

اسمبلی کی گیلریوں کا تنازعہ ایک ایسی پیچیدگی کی صورت اختیار کر گیا ہے کہ وائسرائے ایگزکٹو کونسل کے ممبر اور اسمبلی کی مختلف سیاسی جماعتوں کے لیڈر اپنے ناخن تدبیر سے اس کے سلجھانے میں اب تک کامیاب نہیں ہوئے تازہ اطلاع سے معلوم ہوتا ہے کہ ابھی آخری فیصلہ میں کچھ دن اور صرف ہوں گے یہ کہنا مشکل ہے کہ فیصلہ کیا ہوگا اور کس کے حق میں ہوگا۔ اگر ایک طرف حکومت کے وقار کا سوال خاص طور پر اہم سمجھا جاتا ہے۔ تو دوسری طرف اسمبلی کے صدر کے اختیارات کا سوال بھی ایک خاص اہمیت رکھتا ہے۔ یہ ایک معرکۃ آلآرا آئینی جنگ ہے جس کی سابقہ نظیر نہیں پائی جاتی بالکل ممکن ہے کہ مسٹر پٹیل اس جنگ میں ہار جائیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ مسٹر پٹیل کی کوہ وقاری اور خود داری بجائے خود ایک زبردست فتح کی حیثیت رکھتی ہے۔ ہندوستان اور بالخصوص اسمبلی کی تاریخ میں پٹیل کا نام جلی حروف سے لکھا جائیگا۔ یہ کہنا مبالغہ نہیں کہ مسٹر پٹیل نے آئین کے حربہ سے اسمبلی کے اندر کامل سوراج کا علم بلند کر دیا۔ اور ان کے حکم کے سامنے ہوم ممبر اور کونسل کے دوسرے سفید فام ارکان کو اپنا سر جھکانا پڑا۔

اس قدر لکھ چکنے کے بعد ۲۰ فروری کی اطلاع مظہر ہے کہ صدر اسمبلی نے وائسرائے کے مجوزہ انتظامات منظور کر لئے ہیں۔ جن کی رُو سے حکومت پولیس کے ایک اعلیٰ افسر کی خدمات پیش کرے گی۔ جو اسمبلی کی عمارت کے اندرونی احاطہ کی حفاظت کے لئے صدر کے سامنے جواب دہ ہوگا۔ اس افسر کو اسمبلی کی غور پرداخت کرنے والا افسر کہا جائے گا۔ افسر مذکور کو خاص حالات میں واقعات کی اہمیت کے لحاظ سے اپنی مرضی کے مطابق کارروائی کرنے کا حق حاصل ہوگا۔ اشتراکِ عمل کے اصول کو مدِنظر رکھتے ہوئے اس سے بہتر صورت اور کیا ہو سکتی ہے؟

دہلی سے یہ خبر بھی موصول ہوئی ہے کہ وائسرائے کی ایگزکٹو کونسل کے ارکان شاید اپنے عہدوں سے مستعفی ہو جائیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ انہوں نے وائسرائے سے صاف کہہ دیا تھا کہ جب تک اس اہانت آمیز برتاؤ کی تلافی نہیں کی جائیگی جو پریذیڈنٹ پٹیل نے سر جیمز کریرار ہوم ممبر سے روا رکھا تھا وہ مطمئن نہیں ہوں گے۔

تعصب کی بدترین صورت

جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ ظفروال کے معاملہ کی تہ میں چند یار لوگوں کا ہاتھ ہے۔ جو اپنا اُلّو سیدھا کرنے کے لئے ظفروال کے سکھوں اور مسلمانوں کے دلوں میں نفاق اور بدگمانی کا زہریلا بیج بونے کا کوئی موقعہ ہاتھ سے نہیں جانے دیتے۔ ہم ایک سے زیادہ مرتبہ پیغام صلح میں یہ لکھ چکے ہیں کہ سکھوں کے سب سے پہلے گرو بابا نانک جو اپنے زمانہ کے ایک بہت بڑے موحد اور خدا رسیدہ انسان تھے کبھی اپنے متبعین کو یہ ہدایت نہیں کی کہ مسلمانوں کو اذان دینے سے روکا جائے۔ بلکہ آپ نے اذان کی فضیلت اور اس کی ضرورت کو تسلیم کیا جیسا کہ آپ کے اس ارشاد سے ظاہر ہوتا ہے۔ "خدا ایک سمجھو دیو بانگاں" (یعنی ایک خدا کو تسلیم کرتے ہوئے بے شک اذان دو) سکھوں کی مقدس کتاب گرنتھ صاحب میں لکھا ہے :-

"روجا بانگ نماز کتیب بن بجھے جاسی"

ترجمہ "روزہ رکھنا۔ اذان دینا۔ نماز پڑھنا۔ قرآن شریف کی تلاوت کرنا وغیرہ سب باتیں اگر تم محض دکھاوے کے طور پر بدوں حقیقت جاننے کے کرتے ہو تو یقین جانو اس قسم کا کیا کرایا تمہارا سب اکارت جائیگا" کیا حضرت بابا نانک کے ان ارشادات سے یہ صاف ظاہر نہیں ہوتا کہ وہ توحید اور اللہ اکبر کی آواز کا دلی خلوص سے احترام کرتے تھے؟ اگر سکھ حقیقی معنوں میں اپنے گرو کو اپنا روحانی پیشوا سمجھتے ہیں تو کیا اس کی تعلیم کی علانیہ مخالفت کرنا بابا نانک کے احکام کی صریح خلاف ورزی نہیں ہے؟ سکھوں کو اذان کے معاملہ میں اپنے گرو کی تعلیم کو مدنظر رکھنا چاہیے اور اگر وہ مسلمانوں کے ساتھ بغض و عناد کی وجہ سے ایسا نہیں کرتے تو یہ مذہبی تعصب کی ایک بدترین صورت ہے۔ کوئی مذہب اس وقت تک اپنے مشن

کرتی ہیں۔ یہ مشکلات بعینہ اس طرح کی ہیں جو ابتدائے اسلام میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صحابہ رضی اللہ عنہم کو پیش آئیں جن کا حل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے تعامل اور عملی زندگی سے ہی ہوتا ہے۔

ایک اہم سوال

انہی مشکلات میں سے ایک اہم سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کسی غیر مسلم حکومت میں ایک عورت مسلمان ہو گئی اور اس کا شوہر غیر مسلم ہے۔ عیسائی ہے یا یہودی ہے یا ہندو ہے یا دہریہ ہے۔ اور حکومت کے قانون میں تبدیلی مذہب سے نکاح فسخ نہیں ہوتا۔ اب عورت کا مسلمان ہو کر اپنے غیر مسلم خاوند سے قانون اسلام کی رُو سے درست ہے یا نہیں۔ اگر درست ہے تو کس دلیل سے۔ اور اگر درست نہیں تو بیوی کی اس حالت کا حل کس طرح ہو۔ غیر مسلم حکومت میں قانون مروجہ کے رُو سے تو وہ اپنے شوہر سے جدا نہیں ہو سکتی۔

کتب حدیث اور کتب فقہ میں یہ ایک مشہور اور علیحدہ عنوان ہے کہ جب خاوند بیوی میں سے ایک مسلمان ہو جائے۔ تو نکاح باقی رہتا ہے یا نہیں۔ اور اگر باقی رہتا ہے تو کب تک؟

(۱) فقہا اور محدثین کی ایک جماعت کے نزدیک جب خاوند بیوی میں سے ایک مسلمان ہو جاتا ہے اور دوسرا ابھی غیر مسلم ہے تو نکاح فوراً ٹوٹ جاتا ہے۔ اور ان میں تعلق ازدواج نہیں رہتا۔ اور ایک مسلمان کا مسلمان ہونا ہی فسخ نکاح کا موجب ہو جاتا ہے یعنی احد الزوجین کا اسلام لانا ہی فسخ نکاح کی علت ہے۔

(۲) فقہاء حنفیہ کے نزدیک ایک کے اسلام لانے کے بعد نکاح اس وقت فسخ ہوتا ہے کہ جب دوسرے کو اسلام کی تبلیغ کی جائے۔ اور دعوت الی الاسلام اور تبلیغ کے بعد وہ اسلام نہ لائے۔ اور اگر وہ بھی مسلمان ہو جائے تو نکاح فسخ نہیں ہوتا۔ اور اسی پہلے نکاح کے رُو سے ان کا تعلق ازدواج قائم رہتا ہے۔ اور تجدید نکاح کی ضرورت نہیں ہے۔

(۳) اور ایک جماعت کے نزدیک بلکہ اکثرین کے نزدیک نکاح عدت تک قائم رہتا ہے یعنی جب بیوی مسلمان ہو جائے تو عدت کے اندر اندر اگر شوہر بھی مسلمان ہو گیا تو نکاح نہیں ٹوٹتا۔ اور ان کا تعلق ازدواج قائم رہتا ہے۔ اگر عدت گذر گئی اور شوہر مسلمان نہ ہوا تو نکاح فسخ ہو گیا۔ اور ان کے درمیان زوجیت کا تعلق نہیں رہتا۔ ابن عبدالبر نے اس بات کا دعویٰ کیا ہے کہ عدت کے بعد نکاح قائم نہ رہنے پر اجماع ہے۔ یعنی بالاجماع نکاح فسخ ہو گیا۔ مگر اجماع کا دعویٰ درست نہیں ہے اسلئے کہ

(۴) حضرت علیؓ ابراہیمؒ نخعی اور حمادؒ حضرت امام ابوحنیفہ کے استاد کے نزدیک عدت گذرنے کے بعد بھی نکاح قائم رہتا ہے۔ اور فسخ نہیں ہوتا۔ خود ابن عبدالبر نے بھی اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ بعض علماء ظاہریہ بھی اس بات کے قائل ہیں کہ عدت کے بعد بھی نکاح قائم رہتا ہے۔ اور فسخ نہیں ہوتا۔

(۵) ابن شہاب زہری جو تابعین میں سے ایک اعلیٰ پایہ کے عالم ہیں فرماتے ہیں کہ جب بیوی مسلمان ہو جائے اور شوہر اسلام نہ لائے تو نکاح قائم رہتا ہے۔ البتہ اگر حکومت دونوں کو الگ کر دے یعنی نکاح فسخ کر دے تو نکاح فسخ ہو جائے گا۔

دو علیحدہ علیحدہ مسئلے

مسلمان عورت کا کافر یا مشرک سے نکاح کرانا اور مسلمان عورت کا کافر یا مشرک مرد کی قید نکاح میں رہنا دو الگ الگ مسئلے ہیں۔ پہلی صورت تو کسی طرح بھی جائز نہیں ہے اور فقہا اور محدثین میں سے کوئی اس کے جواز کا قائل ہے۔ نہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے زمانے میں اس کی کوئی مثال ہے۔ نہ قرآن کریم اور احادیث میں اس کے جواز کے لئے کوئی سند نظر آتی ہے۔

سورہ ممتحنہ

دوسری صورت یعنی مسلمان عورت کا مشرک یا کافر مرد کی قید نکاح میں رہنے کے جواز یا عدم جواز کے متعلق قرآن کریم میں سورہ ممتحنہ کی آیت ۱۰ ہے۔ جو ذیل میں درج ہے۔ یا ایھا الذین امنوا اذا جاءکم المومنات مھاجرات فامتحنوھن اللہ اعلم بایمانھن فان علمتموھن مومنات فلا ترجعوھن الی الکفار لا ھن حل لھم ولا ھم یحلون لھن ۔ ترجمہ۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو۔ جب مومن عورتیں تمہارے پاس ہجرت کرتی ہوئی آئیں تو ان کا امتحان لے لیا کرو۔ اللہ ان کے ایمان کو خوب جانتا ہے۔ اگر تم کو معلوم ہو کہ وہ مومنہ ہیں تو انہیں کافروں کی طرف نہ لوٹاؤ۔ نہ وہ عورتیں ان کے لئے حلال ہیں۔ اور نہ وہ مرد ان عورتوں کے لئے حلال ہیں۔

یہ سورت جس میں یہ آیت ہے صلح حدیبیہ کے بعد نازل ہوئی ہے۔ جب مکہ میں مشرکین کی حکومت تھی اور مکہ ابھی فتح نہ ہوا تھا۔ اس آیت سے پہلے مکہ میں کچھ عورتیں تھیں۔ جو مسلمان ہو چکی تھیں۔ بلکہ سورۃ نساء کی آیت ۷۵ میں صراحتہً ہے کہ مکہ کی کچھ عورتیں تھیں جو مسلمان ہو چکی تھیں جن کی دعا کا ذکر اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ سے قرآن کریم میں کیا ہے۔ ربنا اخرجنا من ھذہ القریۃ الظالم اھلھا۔ اے ہمارے رب ہم کو اس بستی سے نکال دے جس کے رہنے والے ظالم ہیں۔ مطلب یہ کہ ان مسلمان عورتوں پر اسی طرح ظلم ہوتا تھا جس طرح مسلمان مردوں پر ہوتا تھا۔ اور صلح حدیبیہ کے ہوتے ہوئے بھی ان کو مذہبی آزادی نہ تھی۔ اس لئے وہ مکہ سے نکلنا اور ہجرت کرنا چاہتی تھیں۔ مطلب یہ کہ اس آیت میں ان مومنہ عورتوں کا ذکر اور حکم ہے۔ جو ظالموں کے ملک سے ہجرت کر کے اسلامی حکومت میں آگئیں۔ اور جو عورتیں ابھی ظالموں کے قبضہ میں ہیں اس آیت میں ان کے متعلق حکم کا کوئی ذکر نہیں ہے۔

مسلمان عورت اور کافر شوہر

آیت کا منشا یہ ہے کہ جو عورتیں اسلام لانے کے بعد ہجرت کر کے آئیں ان کو ان کافروں کے حوالے نہ کرو۔ جن سے وہ بھاگ کر آئیں۔ کیونکہ ان کا ان کافروں کے ساتھ رہنا یا ان سے ان کا نکاح کرنا جائز نہیں ہے۔ اور جو عورتیں ہجرت کر کے نہیں آئیں اور اسلام لانے کے بعد وہ ابھی تک کافروں کے قبضہ میں ہیں ان کے متعلق نہیں فرمایا کہ ان کا اپنے ظالم اور کافر شوہر کے پاس رہنا جائز نہیں۔ تو معلوم ہوا کہ ان عورتوں کا اپنے کافر اور مشرک مردوں کے نکاح میں رہنا درست تھا۔

پس ان مسلمان عورتوں کا اپنے شوہروں کے نکاح میں رہنے کو ناجائز نہ ٹھہرانا جو ابھی ہجرت کر کے نہیں آئیں اور صرف ہجرت کرنے والی عورتوں کے متعلق یہ فرمانا کہ وہ ان کے لئے حلال نہیں بتاتا ہے کہ عورت کا اسلام لانا اپنے کافر شوہر سے تفریق اور فسخ نکاح کا موجب نہیں ہے۔ تو معلوم ہوا فقہاء کے جن تین گروہوں نے عورت کے اسلام لانے کو ہی فسخ نکاح کا موجب ٹھہرایا ہے اور استدلال اسی آیت سے کیا ہے تو یہ درست نہیں ہے۔ کیونکہ اس آیت میں ایک لفظ بھی ایسا نہیں ہے جس سے یہ معلوم ہو کہ عورت کا مسلمان ہو جانا فسخ نکاح کا موجب ہے۔ اور حضرت علیؓ اور ابراہیمؒ نخعی اور اور حمادؒ امام ابوحنیفہ کے استاد اور ابن شہاب کا مذہب درست ہے۔ کہ عورت کا اسلام لانا فسخ نکاح کا موجب نہیں ہے۔ اور عدت کے بعد بھی نکاح باقی رہتا ہے۔ اور دراصل عدت کی بحث کو چھیڑنا ہی یہاں پر بے معنے ہے۔ کیونکہ قرآن کریم میں ان عورتوں کی عدت کا کوئی ذکر نہیں جو اسلام لائیں۔ اور عورت کے اسلام لانے کو طلاق پر قیاس کرنا درست نہیں۔ کجا طلاق اور کجا عورت کا اسلام لانا۔ طلاق کی صورت میں اللہ تعالیٰ نے مرد کو حق رجوع دیا ہے اور طلاق کو موجب تفریق ٹھہرایا ہے۔ عورت کے اسلام لانے کو نہ تو اللہ تعالیٰ نے موجب تفریق ٹھہرایا ہے اور نہ تفریق کو عدت گذرنے پر موقوف رکھا ہے۔

ہجرت کرنے والی عورتیں

ایک اور بات قابل بحث رہ جاتی ہے۔ وہ یہ کہ جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے فلا ترجعوھن الی الکفار لا ھن حل لھم ولا ھم یحلون لھن۔ ان ہجرت کرنے والی عورتوں کو ان ظالم کافروں کے پاس نہ لوٹاؤ۔ نہ وہ عورتیں ان مردوں کے لئے حلال ہیں نہ یہ مرد ان عورتوں کے لئے حلال ہیں۔ اس سے کیا مراد ہے۔ آیا یہ مراد ہے کہ ہجرت کرنے سے نکاح فسخ ہو گیا اور مرد اور عورت میں تعلق زوجیت کا عقد نکاح باقی نہ رہا۔ یا یہ مراد ہے کہ چونکہ ان عورتوں کو مذہبی آزادی اپنے خاوندوں کی طرف سے نہیں ملتی اور ان کو اسلام لانے کی وجہ سے ستایا جاتا ہے۔ ان پر ظلم ہوتا ہے اور ان کے حقوق محفوظ نہیں ہیں اس لئے یہ جائز نہیں کہ ان عورتوں کو ایسی حالات میں اپنے خاوندوں کے حوالے کیا جائے گو نکاح ابھی فسخ نہ بھی ہو اور نکاح کے قائم رہتے ہوئے بھی ان عورتوں کو ان کے پاس بھیجنا درست نہیں ہے۔ مندرجہ ذیل واقعہ اس آیت کے مطلب کو صاف کر دیتا ہے:۔

مسند احمد اور ترمذی ابوداؤد میں ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زینب ابنتہ علی ابی العاص بن الربیع بالنکاح الاول ولم یحدث شیئا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب اپنی صاحبزادی کو پہلے نکاح سے ابو العاص بن ربیع کو واپس کر دیا تھا۔ اور کوئی بھی نیا کام نہیں کیا۔

حضرت زینب کا واقعہ

حضرت زینب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی تھیں۔ حضرت خدیجہ سے وہ ابتدا سے ہی اسلام لا چکی تھیں۔ اور ابو العاص کے نکاح میں تھیں اس لئے ہجرت نہ کر سکیں۔ حافظ ابن قیم لکھتے ہیں کہ ابو العاص اور حضرت زینب کے اسلام میں اٹھارہ برس کا زمانہ تھا۔ ابو العاص جنگ بدر میں قید ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں [illegible] ان سے عہد [illegible]

زینب کو مدینے بھیج دیا۔ اور ابھی تک وہ اسلام نہیں لائے تھے باوجود اس کے حضرت زینب حالت اسلام میں ان کی قید نکاح میں تھیں۔ جب حضرت زینب نے ہجرت کی اور صلح حدیبیہ (جو کہ ۶ھ میں ہوئی) کے بعد سورہ ممتحنہ کی یہ آیت نازل ہو گئی۔ کہ ہجرت کرنے والی عورتیں اپنے کافر خاوندوں کے لئے حلال نہیں۔ تو اس کے بعد ابو العاص مسلمان ہوئے۔ اور مدینہ ہجرت کر آئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب کو اسی پہلے نکاح سے جو مکہ میں ہوا تھا ابو العاص کے پاس واپس کر دیا۔ جس کا ذکر اوپر کی حدیث میں ہے۔ جس سے معلوم ہوا کہ نہ تو اسلام موجب فسخ نکاح ہے اور نہ ہجرت۔ کیونکہ حضرت زینب ابو العاص سے بہت پہلے اسلام لا چکی تھیں اور ہجرت بھی کر چکی تھیں۔ اور ابو العاص اس وقت مکہ میں تھے اور اسلام نہ لائے تھے۔ اور جب وہ مسلمان ہو کر ہجرت کر آئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تجدید نکاح کی ضرورت نہ سمجھی اور نہ پہلے نکاح کو فسخ قرار دیا بلکہ اسی پہلے نکاح کو قائم قرار دے کر حضرت زینب کو ان کے حوالے کر دیا۔

نیز موطا میں ابن شہاب سے مروی ہے کہ "جب کبھی کوئی عورت ہجرت کر کے مدینہ آتی اور اس کا شوہر مکہ میں حالت کفر میں ہوتا تو ہجرت ان کے درمیان موجب تفریق ہو جاتی البتہ اگر اس کا شوہر بھی اس عورت کی عدت گذرنے سے پہلے ہجرت کر آتا تو ہجرت ان کے درمیان موجب تفریق نہ ہوتی"

اس سے معلوم ہوا کہ عورت صرف ان شوہروں سے بعد ہجرت الگ ہوتی جو ہجرت نہ کر آتے۔ اور حالت کفر میں مکہ میں رہتے۔ لیکن موجب تفریق عورت کا اسلام لانا اور ہجرت کرنا نہ تھا۔ اگر صرف اسلام لانا اور ہجرت کرنا موجب فسخ نکاح ہوتا تو نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت زینب کو ابو العاص کے حوالے کرتے۔ بغیر تجدید نکاح کے اور نہ اور کسی مسلمان بیوی کو اسلام لانے اور ہجرت کرنے کے بعد اسی شوہر کو بغیر تجدید نکاح کے واپس کرتے۔ جو اپنی بیوی کے بعد اسلام لاتا اور ہجرت کرتا۔ پس معلوم ہوا کہ آیت کا مطلب یہ نہیں کہ بیوی کے اسلام لانے اور ہجرت کرنے کے بعد اس کا نکاح اپنے مشرک شوہر سے فسخ ہو جاتا ہے۔ اس لئے ان کا اپنے خاوندوں کے پاس واپس کرنا جائز نہیں۔ اور نہ یہ مطلب ہے کہ چونکہ نکاح فسخ ہو گیا۔ اس لئے نہ عورت اپنے خاوند کے لئے حلال اور اور نہ مرد بیوی کے لئے حلال ہے۔ بلکہ آیت کا مطلب یہ ہوا کہ اگرچہ نکاح فسخ نہیں ہوا اور نکاح ابھی باقی ہے تو بھی ان بیویوں کا اپنے خاوندوں کو واپس کرنا جائز نہیں۔ اور نہ ان کا رہنا ان کے ساتھ جائز ہے۔ تو لا ھن حل لھم سے مراد فسخ نکاح نہیں۔ بلکہ یہ مراد ہے کہ ان بیویوں کا ان کے ساتھ رہنا درست نہیں۔ اور اس کی وجہ ان شوہروں کے مظالم تھے نہ فسخ نکاح۔

پس فسخ نکاح نہ بیوی کے اسلام لانے سے ہوتا تھا اور نہ اس کے ہجرت کرنے سے۔ بلکہ ہجرت کرنے کے بعد شوہروں کے اسلام لانے اور ہجرت کرنے کا انتظار ہوا کرتا تھا۔ اور وہ مسلمان ہو کر ہجرت کر آتا تو بیوی اسی پہلے نکاح سے اس کے حوالے ہو جاتی تھی۔ ورنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت حاکم ہونے جج یا قاضی ہونے کے اس نکاح کو فسخ کر دیتے۔ پس فسخ نکاح کا اختیار حکومت کے ہاتھ میں ہے اگر حکومت نکاح کو فسخ کرنا چاہے تو فسخ کر سکتی ہے۔ اسلام نے ہجرت کرنے سے خود بخود نکاح فسخ نہیں ہوتا۔ اور ہجرت کرنے والی عورتوں کے متعلق یہ جو فرمایا ہے ولا جناح علیکم ان تنکحوھن۔ اور اگر ان سے نکاح کر لو تو کوئی حرج نہیں ہے۔ تو اس سے یہ مراد نہیں ہے کہ ہجرت کے بعد ہی ان کا نکاح فسخ ہو گیا اور ان سے نکاح درست ہے۔ بلکہ مراد یہ ہے کہ جب ان کا نکاح فسخ کر دیا جائے تو اس کے بعد تم ان سے نکاح کر سکتے ہو۔

مسئلہ فسخ نکاح

تفسیر ابن کثیر میں آیت مذکورہ کے تحت میں لکھا ہے:۔

الذی علیہ الاکثرون انھا متی انقضت العدۃ ولم یسلم انفسخ نکاحھا منہ وقال آخرون اذا انقضت العدۃ ھی بالخیار ان شاءت اقامت علی النکاح واستمرت وان شاءت فسخۃ۔

اکثرین جس بات کے قائل ہیں وہ یہ ہے کہ جب اسلام لانے کے بعد بیوی کی عدت گذر جائے اور خاوند اسلام نہ لائے تو اس کا نکاح فسخ ہو جاتا ہے اور اوروں نے کہا ہے کہ جب عدت گذر جائے تو بیوی کو اختیار ہے چاہے تو اسی نکاح پر قائم رہے اور ہمیشہ رہے اور چاہے تو نکاح کو فسخ کر دے۔

مگر نکاح کا فسخ کرنا عورت کے اپنے اختیار میں نہیں ہے۔ اگر وہ نکاح فسخ کرنا چاہے تو حکومت اس نکاح کو فسخ کرے گی۔ کیونکہ خاوند بیوی کو پہلے نکاح پر قائم رکھنا یا اُسے فسخ کرنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اختیار میں تھا جب مصلحت جب چاہتے تو نکاح فسخ کر دیتے اور چاہتے تو عدت کے بعد بھی فسخ نہ کرتے۔ پس ابن شہاب زہری کا یہ قول بالکل درست ہے کہ

ان اسلمت ولم یسلم زوجھا فھما علی نکاحھما الا ان یفرق بینھما سلطان۔ زاد المعاد ص ۱۰۸ جلد ۲

اگر بیوی مسلمان ہو جائے اور شوہر اس کا اسلام نہ لائے تو وہ دونوں

ایک باہمت بھائی

ولسر احباب سید تصدق حسین صاحب مقیم بغداد کے اسم گرامی سے واقف ہوں گے۔ آپ جماعت کے ایک سرگرم اور پرجوش رکن ہیں۔ عراق میں ہماری جماعت نے جو شاندار تبلیغی و اصلاحی کام کیا ہے وہ زیادہ تر آپ اور آپ کے رفقا کی مساعی جمیلہ کا نتیجہ ہے۔ آپ دیگر دینی خدمات کی انجام دہی کے ساتھ ہی پیغام صلح کی توسیع اشاعت کا خاص طور پر خیال رکھتے ہیں۔ اور ہر ماہ چند نئے خریدار بہم پہنچاتے ہیں۔ عراق کی مادری اور سرکاری زبان عربی ہے۔ چند پردیسی ہندوستانیوں کے سوا اردو زبان سے کوئی واقف نہیں۔ مگر ہمارا یہ باہمت بھائی اس محدود حلقہ میں سے کافی تعداد میں خریدار بہم پہنچا چکا ہے۔ اور یہ سلسلہ برابر جاری ہے۔ ہم دلی مسرت کے ساتھ سید صاحب کی فرض شناسی کا اعتراف کرتے ہوئے دست بدعا ہیں کہ خداوند کریم ان کی ہمت اور مساعی میں برکت دے۔

کمبھ کا میلہ

(جناب مولوی عبد الحق صاحب ودیارتھی کے قلم سے)

الہ آباد کے پنڈے

سب سے عجیب چیز یہاں کے پنڈے ہیں۔ جو لوگوں کے پیر یا امام سمجھے۔ انہوں نے دریا کنارے الگ الگ گھاٹ سنبھالے ہوئے ہیں ہر ایک کا اپنا جھنڈا ایک خاص نشان والا اڑتا رہتا ہے جو لوگوں کو اُن کا خاندانی پنڈا پہچاننے میں مدد دیتا ہے۔ یہاں ایک عجیب روایت یہ ہے کہ الہ آباد میں دریا کے کنارے اکبر بادشاہ نے قلعہ بنوانا چاہا۔ مگر قلعے کی دیوار کو ہر بار دریا گرا جاتا تھا۔ بادشاہ بہت حیران ہوا۔ اور جوتشیوں کو بلا کر اس کا علاج پوچھا۔ برہمن جوتشیوں نے کہا کہ جب تک ایک برہمن اس جگہ دریا میں غرق نہیں کیا جائے گا قلعہ کی دیوار قائم نہیں رہ سکتی۔ اکبر نے حیران ہو کر برہمنوں سے دریافت کیا تو ایک برہمن اس شرط پر راضی ہو گیا۔ کہ یہاں الہ آباد میں جو میلہ کے موقعہ پر آمدنی ہوتی ہے اگر وہ ہمیشہ کے لئے میرے خاندان کو مل جایا کرے تو میں اس جگہ ڈوبنے کو تیار ہوں۔

ایک برہمن کی قربانی

کہتے ہیں کہ اکبر نے اقرار نامہ لکھ دیا اور وہ برہمن اس جگہ جہاں اب قلعہ بنا ہوا ہے ڈوب مرا اور اب تک اس برہمن کی اولاد یہاں پنڈے ہیں۔ جنہوں نے کل ہندو قوم کو حصے بخرے کر کے تقسیم کیا ہوا ہے۔ اور ہر ایک ہندو اپنے خاندانی پنڈے کے ہاں اشنان کرتا اور اس کو دان (خیرات) دیتا ہے مگر ان میں بھی ایک دوسرے کے ججمانوں (مریدوں) کے اڑا لینے کی فکر رہتی ہے دولت مند پنڈوں نے اپنے سینکڑوں نوکر اس کام کے لئے ملک میں چھوڑے ہوئے ہیں۔ جو اُن کیلئے شکار بناتے رہتے ہیں۔ دوسرے برہمن ان پنڈوں کو حقیر سمجھتے ہیں۔ اور ان کے ساتھ رشتہ ناطہ نہیں کرتے۔ کیونکہ اشنان کے گھاٹ پر خیرات لینا مکروہ کام سمجھا جاتا ہے دوسرا برہمن خواہ کتنا بھی غریب کیوں نہ ہو مگر یہ کام نہیں کرنا چاہتا۔

حجاموں کی چاندی

اس میلہ پر سب سے زیادہ کام حجاموں کا ہوتا ہے۔ کم و بیش چار ہزار حجام اس موقعہ پر جمع ہو جاتے ہیں۔ ہر ایک بیوہ کو سر مرد کو سر اور ڈاڑھی دونوں منڈوانی پڑتی ہیں۔ بلکہ ہر ایک عورت کو بھی ایک دو لٹیں کٹوانا ضروری ہیں۔ اس کی فیس ایک روپیہ تک ہوتی ہے۔

میلہ کی رسوم

حجامت کے بعد اُن کو اُن کے خاندانی پنڈا کے پاس لے جایا جاتا ہے۔ جو اس پر سنسکرت کے اشٹ سنٹ منتر پڑھتا ہے کیونکہ اکثر یہ لوگ جاہل ہیں۔ اس اشنان کرنے والے کا اس کے خاندان کا نام لیکر وہ کہتا ہے کہ اس نے اس مہینے کے فلاں دن اس جگہ گناہ دور کرنے کا اشنان کیا۔ اشنان کے بعد پھول بیچنے والے اور گائے والے اور دودھ والے گھیر لیتے ہیں۔ پھول اور دودھ دریا کی بھینٹ کے لئے ہیں اور گائے برہمن کو خیرات دی جاتی ہے۔ اس کے بعد شرادھ یعنی مُردوں کی فاتحہ اور نذر و نیاز ہوتی ہے۔ اور بعدہٗ اس کو مبارکباد دینے کے لئے پنڈا اُٹھتا ہے اور اس سے ایک مُہر کا تقاضا ہوتا ہے۔ وہ غریب کم و بیش لڑ جھگڑ کر کچھ دے دیتا ہے۔ پنڈا رعب داب سے ڈرا دھمکا کر بہت کچھ لے لیتے ہیں۔ اور مسافر غریب سر منڈا کر اور روپوں کی تھیلی خالی کرا کر محض دل کی تسلی اور آئندہ سورگ کی خوشی میں گھر کو سدھارتا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

نبی کا نام پانے کی خصوصیت
اور اس کی اصل حقیقت

(ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن کے قلم سے)

(۱)

نبوت کے مسئلہ پر اتنا کچھ لکھا جا چکا ہے کہ اب اس پر بار بار لکھتے ہوئے دل اُکتا گیا ہے۔ صاحب انصاف اور ارباب بصیرت کے لئے کافی سے زیادہ لکھا جا چکا ہے۔ لیکن جن لوگوں کو تعصب اور ہٹ دھرمی اور دھوکہ بازی مدنظر ہو وہاں ہنوز روز اول ہے۔ مڑ مڑ کر وہی باتیں دُہراتے رہنا اُن کا کام ہے اسی لئے عرصہ سے میں نے اس لاحاصل جھگڑے سے علیحدگی اختیار کر لی ہے۔ آج پھر اس پر کچھ لکھنے لگا ہوں۔ اور اس کی وجہ میرے ایک بزرگ اور محترم دوست ہیں جن کے ارشاد کی محض تعمیل کے لئے چند سطور عرض خدمت کرنے لگا ہوں۔

حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے بارے میں حضرت مسیح موعودؑ کو اس قدر غیرت تھی کہ آپ نے جب صحیح مسلم میں آنے والے مسیح کی نسبت نبی اللہ کا لفظ دیکھا تو آپ نے فوراً اس کی تاویل کی کہ وہ مجاز کے طور پر استعمال ہُوا ہے۔ خود اپنے الہام میں جب اپنے متعلق کا لفظ نبی کا سنا تو بھی اُس کی تاویل کی کہ وہ مجاز کے طور پر استعمال ہُوا ہے۔ خود اپنے الہام میں جب اپنے متعلق لفظ نبی کا سُنا تو بھی اس کی تاویل کی کہ "یہ مجازی طور پر کثرت مکالمہ مخاطبہ کی وجہ سے استعمال کیا گیا ہے۔" ورنہ خاتم الانبیا کے بعد نبی کیسا؟ خود جہاں کہیں نبی کا لفظ استعمال کیا ہے اس کی تاویل اور تشریح بھی ساتھ ہی بیان کر دی۔ آپ کے دل میں یہ تڑپ تھی کہ آنے والے مسیح کے لئے جو نبی اللہ کا کلمہ آنحضرت صلعم کی پیشگوئی میں استعمال ہو گیا ہے اس سے لوگ کہیں یہ نہ سمجھ لیں کہ نبوت کا دروازہ کھلا ہے۔ اور آنے والا موعود مسیح نبی اللہ ہو گا۔ اس لئے آپ اُس کی طرح طرح سے تاویل کیا کرتے تھے اور اُس موعود کا نام جو نبی رکھا گیا تھا تو اس کی توجیہ کیا کرتے تھے۔ کہ کیوں رکھا گیا یعنی جب نبوت کا دروازہ بند ہے تو کیا وجہ کہ کسی موعود کو نبی اللہ کے نام سے یاد کیا گیا؟ جب تک اس کی وجہ معلوم نہ ہو ایک محقق کے دل میں الجھن ہوتی ہے۔ اس کی وجہ آپ نے یہ دریافت کی کہ نبی کے لغوی معنے ہیں مکالمہ مخاطبہ پانے والا۔ اور نبی کا لفظ اپنے لغوی معنوں کے رُو سے مجازاً مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ سے مشرف انسان پر بولا جا سکتا ہے۔ مگر اس پر پھر یہ اعتراض ہوتا تھا کہ اور بھی تو اولیاؑ و اقطاب و ابدال اس اُمت میں گذرے ہیں اُن کو کیوں نہ نبی اللہ کا نام مجازاً دیا گیا۔ اس کا جواب حضرت مسیح موعودؑ نے یہ دیا کہ ان بزرگوں کو اس کثرت سے مکالمہ مخاطبہ نہ ہُوا کیونکہ مجاز اور استعارہ کے استعمال کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ وہ صفت جس کی وجہ سے کوئی نام مجازاً کسی کو دیا جاتا ہے شدت سے اس شخص میں پائی جائے۔ چونکہ مکالمہ مخاطبہ کی اس قدر کثرت دیگر اولیاء کو نہ ملی اس لئے مجازاً اُن پر یہ نام نہ بولا گیا۔ مسیح موعود میں یہ صفت شدت سے پائی گئی اس لئے مجازاً یہ نام صرف آپ کو ہی دیا گیا۔ مطلب آپ کا مسیح موعود کے نبی کا نام پانے کی توجیہ تھی۔ کہ جب ختم نبوت ہو چکی اور کوئی نبی اب نہیں آ سکتا تو کیا وجہ کہ ایک غیر نبی اُمتی کو نبی کا نام دیا گیا۔ اس قسم کی توجیہ آپ نے حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۱ پر بھی کی تھی۔ مگر ایک مثل ہے "ہر چہ گیرد علتی علت شود" ہمارے محمودی بزرگوں نے اس صفحہ ۳۹۱ کو بزعم خود خدا جانے کیوں حضرت صاحب کے دعویٰ نبوت پر ایک سند گردانا ہوا ہے اور بڑے فخر اور ناز سے اس صفحہ کو لئے پھرتے ہیں۔ بلکہ بعض تو حقیقۃ الوحی کے اس صفحہ پر ایک کاغذ کا نشان رکھ کر کتاب بغل میں دابے پھرتے ہیں۔ اور ضرورت ہو یا نہ ہو بے موقع بے محل صفحہ ۳۹۱ کھول کر پڑھنے بیٹھ جاتے ہیں مجھے بڑی حیرت ہُوا کرتی ہے۔ کہ اللہ اللہ کبھی یہ وہ قوم تھی کہ علم و حکمت اور معقولیت اس کا طغرائے امتیاز تھا۔ یا آج میاں محمود احمد صاحب کی مریدی کے صدقہ میں دل و دماغ کو جواب دے کر محض تادیان کی آواز کے لئے صدائے بازگشت بن کر رہ گئی ہے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

ایک عقلمند کا فرض تھا کہ حضرت مسیح موعود کی کل تحریروں کو یکجائی نظر سے دیکھتا۔ یہ کیا کہ ساری تحریروں پر پانی پھیر دے کر حقیقۃ الوحی کا ایک صفحہ ان کے ہاتھ میں رہ گیا ہے۔ میاں محمود احمد صاحب نے تو صرف ۱۹۰۱ء سے پہلے کی تحریروں پر پانی پھیرا تھا۔ مگر ایک مثل ہے کہ لقمان سے لقمیۃ (ان کے مرید) تیز نکلے۔ یعنے پیر سے مرید کئی قدم آگے بڑھ گئے۔ انہوں نے جب ....

ان کے عقاید کا قلع قمع کرتی ہیں تو انہوں نے مفر اسی میں دیکھا کہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۱ کے ہی دارالامان میں جا چھپیں۔ اور میاں مٹھو کی طرح نبی کے نام کی خصوصیت کی رٹ لگاتے رہیں۔ اتنا نہیں غور کرتے کہ وہ شخص جس نے یہ لکھا تھا کہ نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا اُسی نے اُسی کتاب میں یہ بھی لکھا کہ سمیت نبیاً من اللہ علیٰ طریق المجاز لا علیٰ وجہ الحقیقۃ کہ میرا نام نبی مجاز کے طور پر رکھا گیا۔ نہ کہ حقیقت کے طور پر۔ پھر یہ کیا کہ کتاب کے ایک حصہ کو مانتے ہو۔ اور دوسرے حصہ کو چھوڑتے ہو۔ قرآن تو ایسے لوگوں کو سخت زجر کرتا ہے۔ فرماتا ہے کہ افتؤمنون ببعض الکتاب و تکفرون ببعض کہ کیا کتاب کے ایک حصہ پر ایمان لاتے ہو اور دوسرے حصہ کا انکار کرتے ہو مگر انہیں ہوشیار قرآنی کا کوئی خوف نہیں حضرت مسیح موعود کی تحریروں سے کوئی واسطہ نہیں ساری حقیقۃ الوحی سے کوئی غرض نہیں۔ غرض ہے تو صرف صفحہ نمبر ۳۹۱ سے مگر کیوں؟ آخر اس میں کیا بات ہے؟ جب میں اس کو پڑھتا ہوں تو سچ کہتا ہوں ۔۔ بڑی حیرت اور عبرت ہوتی ہے۔ کہ الٰہی اس قوم کی عقل کو کیا ہو گیا ہے؟ اس صفحہ سے کیا نتیجہ اخذ کر رہے ہیں؟ اس صفحہ میں ایک شخص اپنے نبوت کا نام پانے کی توجیہ کر رہا ہے۔ اور یہ عقلمندوں کا ریوڑ اُسے نبوت کا دعویٰ سمجھ رہا ہے۔ نبوت کا نام پانے کی توجیہ کو نبوت کا دعویٰ سمجھنا کن دماغوں کا کام ہو سکتا ہے۔ یہ ارباب بصیرت خود سمجھ لیں۔ انہیں کوئی نہیں سمجھاتا کہ اے عقلمندو! جو شخص نبوت کا نام پانے کی کسی قسم کی بھی توجیہ کرے گا اس کے تو یہ معنے ہوں گے کہ وہ در اصل نبوت کا انکار کر رہا ہے۔ اگر وہ نبی ہوتا تو نبی کے نام پانے کی توجیہ کیوں کرتا۔ کیا کسی نبی نے کبھی یہ توجیہ کی ہے کہ مجھے نبی کا نام کیوں دیا گیا۔ نبی کا نام پانے کی توجیہ تو وہی کرے گا جو در حقیقت نبی نہ ہو۔ مگر کسی وجہ سے اُسے نبی کا نام دیا گیا ہو۔ تو ضروری ہے کہ ایسا شخص بتائے کہ کیوں باوجود اس کے کہ وہ نبی نہیں اُسے نبی کا نام دیا گیا پس جو نبی کا نام پانے کی کوئی وجہ بیان کرتا ہے وہ در حقیقت ختم نبوت کے معتقدین کے سامنے نبی کے نام کے متعلق معذرت کرتا ہے اور ان کو یقین دلانا چاہتا ہے کہ میرا دعویٰ نبوت کا ہرگز نہیں۔ اور مجھے جو نبی کا نام دیا گیا ہے تو فلاں فلاں وجہ سے دیا گیا ہے۔ چنانچہ حضرت مرزا صاحب نے یہی کہا سب سے پہلے بتلایا کہ میرا دعویٰ نبوت کا ہرگز نہیں۔ اور مجھے جو نبی کا نام دیا گیا ہے تو فلاں فلاں وجہ سے دیا گیا ہے۔ چنانچہ حضرت مرزا صاحب نے یہی کیا سب سے پہلے بتلایا کہ میرا دعوٰے نبوت کا ہرگز نہیں۔ چنانچہ اس عبارت کو یوں شروع کرتے ہیں:-

> "اور پھر ایک اور نادانی یہ ہے کہ جاہل لوگوں کو بھڑکانے کے لئے کہتے ہیں۔ کہ اس شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ حالانکہ یہ سراسر افترا ہے"۔

کیا کوئی نبوت کا مدعی یوں کہا کرتا ہے کہ میری طرف نبوت کا دعویٰ منسوب کرنا سراسر افترا ہے۔ اس کا تو فرض ہوتا ہے کہ وہ ببانگ دہل کہے کہ میں نبوت کا مدعی ہوں۔ لیکن نہیں۔ سب سے پہلے حضرت صاحب نے نبوت کے دعوے سے انکار کیا۔ اور پھر اس کے بعد جو کچھ لکھا وہ بطور توجیہ لکھا۔ اور ایسا لکھنا ضروری تھا۔ کیونکہ سامعین کے دل میں پھر یہ وسوسہ پیدا ہوتا تھا کہ یہ شخص ایک طرف تو نبی کا نام پانے کا مدعی ہے اور دوسری طرف کہتا ہے کہ میری طرف نبوت کا دعویٰ کرنا سراسر افترا ہے تو پھر یہ کیا گورکھ دھندا ہے؟ اس لئے ضروری تھا کہ حضرت صاحب اس کی تشریح فرماتے اور بتاتے کہ باوجود اس کے کہ آپ کا دعویٰ نبی ہونے کا نہ تھا مگر پھر نبی نہ ہوتے ہوئے آپ کو جو نبی کا نام دیا گیا تو کیوں اور کس معنے اور مفہوم کے ساتھ۔ چنانچہ آگے آپ نے اسی کی توجیہ کی ہے جس کی تفصیل بعد میں عرض کروں گا۔

یہاں دیکھنا یہ ہے کہ آپ کا اس طرح نبوت کے دعوے کا انکار کرنا اور نبی کے نام پانے کی توجیہ کرنا کیا صاف اس بات کی دلیل نہیں کہ آپ نبی نہ تھے؟ ایک سچا نبی نبوت کے دعوے کا انکار کیسے کر سکتا ہے۔ اور نبی کے نام پانے کی توجیہ کرنے کی اسے کیا ضرورت ہے؟

آپ نے جو کچھ نبی کے نام پانے کی توجیہ کی اس کے سمجھنے کے لئے علم کلام کے چند قاعدوں کو پہلے سمجھ لینا ضروری ہے۔ ان قاعدوں کو نہ سمجھنے سے ہی ٹھوکر لگتی ہے:-

(۱) پہلا قاعدہ یہ ہے کہ جب ایک چیز کی جنس کا نام دوسری چیز کو دیا جائیگا تو ضروری ہوگا کہ وہ دوسری چیز پہلی چیز کی جنس نہ ہو ورنہ نام دینا بے معنے ہوگا۔ مثلاً شیر کا نام ہم انسان کو تو دے سکتے ہیں۔ مگر خود شیر کو یہ نام دینا بے معنے ہوگا۔ ہمارا یوں کہنا ایک بے معنے اور لغو فقرہ ہوگا کہ فلاں شیر کو شیر کا نام دیا گیا ہے۔ مگر ہم یہ کہ سکتے ہیں کہ فلاں انسان کو شیر کا نام

تحقیقاتی حج کمیٹی کی سفارشات

حاجیوں کی آسائش و راحت کی تجاویز

مجلس تحقیقات حج دس ارکان پر مشتمل تھی۔ آنریبل مسٹر ایچ۔ بی۔ کلیٹن صدر، خان بہادر حاجی عبداللہ حاجی قاسم سیٹھ حاجی عبداللہ ہارون۔ آنریبل سردار ابراہیم ہارون جعفر۔ مسٹر فاضل ابراہیم رحمت اللہ۔ مسٹر حسن علی پی۔ ابراہیم حاجی چودھری محمد اسماعیل خاں۔ مولانا محمد شفیع۔ مولانا سید مرتضیٰ بہادر خان بہادر مخدوم سید راجن بخش صاحب۔ خان بہادر انعام الحق صاحب مجلس کے سیکرٹری تھے۔ افسوس کہ خان بہادر صاحب ۱۷ اکتوبر ۱۹۲۹ء کو پونا میں انتقال فرما گئے۔ حاجی سیٹھ عبداللہ ہارون کی تحریک پر حکومت نے کمیٹی کے تقرر کا فیصلہ کیا تھا۔ ۲۲ مارچ ۱۹۲۹ء کو کمیٹی مقرر ہوئی۔ اس نے اپریل میں سوالات شائع کر دیئے۔ ۹ جون ۱۹۲۹ء سے ۲۲ اگست ۱۹۲۹ء تک مختلف مقامات کا دورہ کیا۔ ۴ اکتوبر ۱۹۲۹ء کو پونا میں رپورٹ پر بحث و تحیص شروع ہوئی اور ۳ دسمبر ۱۹۲۹ء کو اس پر دستخط ثبت ہو گئے۔

رپورٹ کی کیفیت

ساری رپورٹ سترہ ابواب پر مشتمل ہے تمام وسائل و معاملات متعلقہ پر تفصیل کے ساتھ بحث کی گئی ہے۔ ضمیموں سمیت رپورٹ کے ۳۱۴ صفحے ہیں۔ سولہویں باب میں سفارشات کا خلاصہ درج کر دیا گیا ہے۔ کمیٹی کے سوالات میں مختلف صوبوں کے ۲۴۷ آدمیوں نے تحریرات بھیجیں۔ جن سے ۹۱ اصحاب نے کمیٹی کے روبرو شہادتیں دیں۔ ۲۷ اصحاب نے کوئی تحریر نہ بھیجی اور صرف زبانی شہادتیں دیں۔ کمیٹی کے خلاصہ سفارشات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی تمام سفارشات کی تعداد ۲۱۹ ہے۔ ہم ان تمام کو لفظ بہ لفظ نقل کرنے سے قاصر ہیں۔ صرف ضروری اور اہم سفارشات کا مفاد ذیل میں پیش کیا جاتا ہے۔

مصارف حج کا تخمینہ

(۱) حج کمیٹی کو ہر سال مصارف حج کا تخمینہ شائع کرنا چاہیئے۔ اور بہ حالات موجودہ جہاز کے کرایہ آمد و رفت کے علاوہ ساڑھے چار سو روپے کے خرچ کا اندازہ ہے جن لوگوں کے پاس اتنا روپیہ نہ ہو انہیں ارادہ فسخ کر دینے کی ترغیب دی جائے۔

(۲) ہندوستان کی کسی بندرگاہ سے کسی حاجی کو اس وقت تک جہاز پر سوار نہ ہونے دیا جائے جب تک وہ واپسی کے مصارف بطور امانت جمع نہ کرا دے۔ اگر کوئی شخص حجاز میں رہنا چاہے تو برطانی قونصل جدہ کی وساطت سے درخواست دے کر اپنا جمع کردہ روپیہ واپس لے سکتا ہے۔

متفرق انتظامات

(۳) متوفی حاجیوں کی رقوم جن کا کوئی دعویٰ دار نہ ہو آئندہ حکومت کی بجائے حج کمیٹی کو ملنی چاہئیں۔

(۴) ہر بندرگاہ پر ایک آنریری مجسٹریٹ یا مجسٹریٹوں کی بنچ کا انتظام ہونا چاہیئے۔ جو حاجیوں میں فریب دہی اور لوٹ کھسوٹ کی شکایات کے مقدمات کا فیصلہ کرے

(۵) کراچی میں جن حاجیوں کا طبی معائنہ ہو چکتا ہے ان کے مہر لگائی جاتی ہے۔ یہ رسم بالکل بند ہو جانی چاہیئے۔

(۶) بندرگاہوں میں بھی پروانہ ہائے راہداری کا ملنا جاری ہے۔ لیکن بہتر یہ ہے کہ حاجی اپنے اضلاع میں اس قسم کے پروانے حاصل کیا کریں۔

(۷) صوبجاتی کمیٹیاں ہر ضلع یا تعلقہ و تحصیل میں حاجیوں کا ایک رفیق مقرر کر دیں جو عازمان حج کو ضروری اطلاع بہم پہنچاتا رہے۔ نیز راہداری لینے میں امداد کرے۔

(۸) حاکم ضلع درخواست موصول ہوتے ہی ضروری تفصیلات صوبجاتی حج کمیٹی کے نمائندے اور جس بندرگاہ سے حاجی سوار ہونا چاہتا ہے اس کی حج کمیٹی کے سیکرٹری کے پاس بھیجدے۔

راہداری کے ساتھ رقم امانت

(۹) پروانہ راہداری کے لئے درخواست کے ساتھ ہی حاجی ایک رقم جمع کرائے یہ رقم تخمیناً اتنی ہونی چاہیئے کہ جہاز کا کرایہ آمد و رفت خوراک اور ریل کے واپسی کے کرایہ کے لئے کفایت کر سکے۔ اگر حاجی حج کمیٹی کے دے دیا جائے۔

(۱۰) جب کبھی حاجیوں کو سپیشل ٹرینوں کے ذریعے یا پچاس پچاس کے جتھوں کی صورت میں بھیجنے کا انتظام ہو تو ریلوے کمپنیوں کو خاص سہولتوں کا انتظام کرنا چاہیئے۔ یعنی عام مسافروں کے مقابلہ میں حاجیوں کے لئے ٹرین میں نماز وغیرہ کا انتظام ہو سکے گارڈ ایسے ہوں جو حاجیوں کی زبان جانتے ہوں۔

(۱۱) ریلوے بورڈ سے درخواست کی جائے کہ وہ ہر درجے کے حاجیوں کے لئے آٹھ مہینے کے واپسی کے ٹکٹ کا انتظام کرے۔

بندرگاہوں کے انتظامات

(۱۲) اگر کلکتہ کو بندرگاہ حجاج بنایا جائے تو پندرہ سو حاجیوں کی سکونت کے لئے ایک کیمپ کا انتظام ضروری ہے۔ بمبئی میں کسی خاص کیمپ یا نئے مسافر خانے کی ضرورت نہیں۔ کراچی میں چار نئے شیڈوں کی تجویز ہے۔ ان میں سے دو فی الفور بن جانے چاہئیں۔ پرانے شیڈوں کی چھتیں بدل دی جائیں۔ کھانا پکانے کے لئے علیحدہ شیڈ بنائے جائیں۔ کراچی کیمپ میں بہم رسانی آب کی اصلاح کی جائے۔ روشنی کا مزید انتظام ہو مستورات کے لئے حصے علیحدہ کر دئے جائیں سرما کے موسم میں کیمپ میں ڈاکخانہ کا انتظام رہے۔

(۱۳) بمبئی میں بحیا رہ کے لئے سہولتیں بہم پہنچانے کی غرض سے ضروری ہے کہ انتظار والے شیڈ میں توسیع کر دی جائے۔ بجلی کے پنکھے لگا دئے جائیں۔ بنچ مہیا کر دئے جائیں۔ درجہ اول و دوم کے حاجیوں کے طبی معائنہ کے لئے خاص انتظام ہو۔

(۱۴) کلکتہ بدستور بندرگاہ حجاج بنا رہے بحیارہ اور طبی معائنہ کا انتظام ذرا اچھا ہونا چاہیئے۔

(۱۵) جہازران کمپنیاں حاجیوں کا سامان مسافر خانوں سے یا کیمپوں سے جہاز تک لے جانے کے لئے جو خاص فیس وصول کرتی ہیں یہ غریب حاجیوں کے لئے نقصان رساں ہے۔

جہاز پر ملاقات

(۱۶) جہاز پر ملنے والوں کے لئے زیادہ پاسوں کا انتظام ہونا چاہیئے مثلاً کل مسافروں کے بیس فیصدی کی بجائے دس فیصدی حصے کو پاس مل جانے چاہئیں۔ یعنی اگر جہاز پر ایک ہزار حاجی سوار ہیں تو کم از کم سو آدمی پاس لے کر انہیں جہاز پر مل سکیں۔ ملاقاتی پاس تیسرے درجہ کے مسافروں سے ملنے والوں کے لئے بھی کھلے رہنے چاہئیں۔ جہازران کمپنیوں کی مرضی سے ہر پاس کی قیمت تین روپے مقرر کی جائے۔ حج کمیٹی اس طرح جمع شدہ رقم کو حاجیوں کی عام ضروریات میں صرف کرے مقامی حج کمیٹی جن آدمیوں کو خدمت حجاج کے لئے مقرر کرے ان کی محدود تعداد بغیر فیس کے پاس لے کر جہاز پر جا سکے۔

پروانہ ہائے راہداری

(۱۷) پروانہ راہداری آئیلنے ملایا وغیرہ کے پروانوں کی طرز پر ہونا چاہیئے تصویروں کا شامل کرنا درخواست گذار کی مرضی پر موقوف ہو۔ جو حاجی اپنے ضلعوں میں راہداری لے لیں ان سے کچھ وصول نہ کیا جائے۔ لیکن اگر بندرگاہ پر لیں تو پانچ روپے فی راہداری لئے جائیں۔ بندرگاہ کی حج کمیٹی اس طرح جمع شدہ رقم کو حاجیوں کی سہولتوں کے انتظام میں صرف کرے۔ کسی کی راہداری گم ہو جائے تو فوراً دوسری راہداری مل جائے۔

ہرجانہ کی رقمیں

(۱۸) جدہ میں گذشتہ چند سال میں جن لوگوں کو جہازوں کا انتظام نہ ہونے سے زیادہ دیر جدہ میں ٹھہرنا پڑا ان کے ہرجانہ کی رقم کمپنیوں سے فی الفور مل جانا چاہیئے۔ ہرجانہ طلب کرنے والوں میں سے اگر کوئی شخص نہ مل سکے تو وہ رقم بندرگاہ کی حج کمیٹی کے حوالہ کی جائے۔

امانتوں کا روپیہ

(۱۹) امانتوں کا روپیہ حج کمیٹی کے مشورہ سے مقررہ مدت کے لئے کاروبار پر لگا دیا جائے۔ اس طرح جو منافع حاصل ہو وہ حج کمیٹی کے

کوئی حاجی جو جہاز پر سوار نہ ہوا ہو وہ اپنا روپیہ واپس لے سکتا ہے۔ جو حاجی حجاز میں وفات پا جائے اس کی امانت اس کے وارث کو ملے اگر دو سال میں کسی متوفی کا وارث رقم کا مطالبہ نہ کرے تو اس کا حق طلب ضائع ہو جائے گا۔ لیکن اس طرح حاصل شدہ خاص سرمایہ کی صورت میں رکھا جائے جو حج کمیٹی کی تحویل میں ہو۔

جہاز کے ٹکٹ

(۲۰) حکومت کے کسی موزوں افسر کو مقرر کر لیا جائے کہ وہ خاص حالتوں میں یکطرفہ ٹکٹ حاصل کرنے کی اجازت دیدے جہازوں کا کرایہ ایک ہو۔ مقررہ کرایہ سے کم یا زیادہ کرایہ وصول کرنے کو موجب جرم قرار دیا جائے اگر جہازران کمپنی کسی شخص کو مفت ٹکٹ دینا چاہے تو بندرگاہ کی حج کمیٹی سے پوچھ کر دے۔ تین سال کے بچے بغیر ٹکٹ کے سوار ہو سکیں۔ اور بارہ سال کے بچوں سے آدھا ٹکٹ لیا جائے

جہازوں کی روانگی

(۲۱) جہازوں کی روانگی کی تاریخیں مقرر ہوں۔ روانگی سے کم از کم ایک مہینہ قبل اعلان کر دیا جائے۔ مرکزی حج کمیٹی بندرگاہ کی حج کمیٹی اور جہازران کمپنیاں باہمی مشورے سے حج سے پانچ چھ ماہ قبل جہازوں کی روانگی کے پروگرام مکمل کر دیں۔ رمضان کے بعد ہر بندرگاہ سے جہاز براہ راست جدہ جائیں کوئی ایک آدھ جہاز بمبئی سے کراچی جائے۔ تو کم سے کم مدت ٹھہرے۔ اگر زاید جہاز بھیجنے کی ضرورت ہو تو بندرگاہ کی حج کمیٹی مقررہ پروگرام کے مطابق روانہ ہونے والے جہازوں کی سواریوں کو نقصان پہنچائے بغیر جہازوں کا انتظام کر دے۔

موسم حج کے دوران میں ہر جہاز سے دس ہزار روپے کا بانڈ لیا جائے حاجی کو راہداری کی درخواست دیتے وقت جہاز کے واپسی کے کرایہ اور خوراک کے سلسلہ میں تقریباً ایک سو پینسٹھ روپے جمع کرانے چاہئیں۔

خوراک کے انتظامات

(۲۲) ہر ٹکٹ پر نمبر لگائے جائیں تاکہ ان کے مطابق جہاز پر جگہ کی تعیین میں آسانی ہو۔ اس قسم کی کوشش بھی ہونی چاہیئے کہ پانچ پانچ دس دس یا بارہ بارہ آدمیوں کے لئے جگہوں پر نشان کر دئے جائیں۔ کوشش کی جائے کہ حاجی جہاز پر اپنا کھانا خود پکانے پر مجبور نہ ہوں اور موجودہ انتظام کے بجائے انہیں پکا پکایا کھانا ملے۔ حکومت کھانے کے سلسلہ میں تفصیلات مقرر کر دے اور خرچ آدمی کے لئے کسی حالت میں بھی ایک روپیہ روزانہ سے زاید نہیں ہونا چاہیئے اور بارہ برس سے کم عمر کے بچے کے لئے آٹھ آنے روزانہ۔ اسی حساب سے کھانے کا خرچ آمد و رفت کے ٹکٹ کے ساتھ جمع کرایا جائے۔ درجہ اول و دوم کے مسافروں کو بہتر کھانا ملنا چاہیئے۔ ان کو بھی کھانا خود پکوانے کی اجازت نہ دینی چاہیئے

متوفیوں کا غسل و کفن

(۲۳) اگر کوئی حاجی دوران سفر میں یا جہاز میں انتقال کر جائے یا واپس نہ آنا چاہے تو خرچ خوراک میں سے مناسب رقم اسے واپس مل جانی چاہیئے۔ بندرگاہ کی حج کمیٹی کا فرض ہونا چاہیئے کہ وہ ہر جہاز کے سامان خوراک کی مقدار و نوعیت کے متعلق اطمینان کرے۔ اور مقررہ قواعد کی خلاف ورزی کو ذمہ دار افسر کے نوٹس میں لائے۔ ڈاکٹر کو چاہیئے کہ دوران سفر میں حاجیوں کی خوراک پر خاص توجہ مبذول رکھے۔ جہازوں پر پانی کی ٹونٹیوں کا ایسا انتظام ہونا چاہیئے کہ دو سو پچاس آدمیوں سے زیادہ ایک ٹونٹی کو استعمال نہ کریں ہر شخص کو دو گیلن یومیہ کے حساب سے پانی ملنا چاہیئے۔ بحالت موجودہ ایک سو حاجیوں کے لئے تین پاخانوں کا انتظام کافی ہے۔ لیکن پاخانے بہتر قسم کے ہونے چاہئیں۔ ان میں روشنی کا انتظام ہونا چاہیئے۔ بجلی کے پنکھوں کا انتظام ہونا چاہیئے۔

طبی امداد

(۲۴) ضروری ہے کہ جہاز کے ڈاکٹر مسلمان ہوں۔ بہتر آدمیوں کے حاصل کرنے کے لئے ڈاکٹروں کی تنخواہوں کا پیمانہ ڈھائی سو سے چار سو تک کر دیا جائے۔ جہاں سیکنڈ میڈیکل افسر کی ضرورت ہو وہاں سند یافتہ طبیب کو ڈیڑھ سو سے ڈھائی سو تک تنخواہ دے کر مقرر کیا جائے۔ جہازوں پر کوئی ڈاکٹر پرائیویٹ پریکٹس نہ کر سکے۔ جو نسخے دئے جائیں ان کی نقلیں رکھی جائیں جہاز کا شفاخانہ مقررہ اوقات میں کھلا رہے۔ جو بیمار نازک حالت میں چل نہیں ڈاکٹر ہر وقت دیکھ سکے۔ ہر جہاز میں ایک سند یافتہ نرس یا دایہ کا ہونا ضروری ہے۔ اگر کوئی حاجی کسی غیر متعدی وبا سے جہاز پر انتقال کر جائے اور اس کا کوئی رفیق یا رشتہ دار موجود نہ ہو تو کپتان کا فرض ہے کہ غسل و کفن کا خود انتظام کرائے۔ متعدی مرض سے وفات یافتہ حاجی کا غسل و کفن جہاز والے کریں۔ ہر جہاز پر تجہیز و تکفین کا سامان موجود رہے۔ جو مناسب قیمت پر مل سکے

باقی آئندہ۔

(انقلاب)

اخبار مباہلہ کا مقدمہ قتل

قارئین کرام کو یاد ہوگا۔ کہ کچھ عرصہ ہوا کہ ایڈیٹر اخبار "مباہلہ" اپنے چند دوستوں کی معیت میں گورداسپور سے بٹالہ کی طرف بذریعہ موٹر لاری سفر کر رہا تھا کہ اس کا ایک ساتھی مستری محمد حسین ساکن بٹالہ کو ایک شخص نے قتل کر دیا۔ بیان کردہ قاتل میاں صاحب کا ایک مرید قاضی محمد علی ساکن نوشہرہ کلاں ہے ملزم کو اسی وقت پولیس نے حراست میں لے لیا تھا۔ آجکل بٹالہ میں اس پر سرکار کی طرف سے زیر دفعہ ۳۰۲، ۳۰۷ قتل کا مقدمہ چل رہا ہے۔ قارئین "پیغام صلح" کی اطلاع کے لئے اس مقدمہ کی کارروائی کا خلاصہ جو معاصر "الفضل" قادیان سے ماخوذ ہے ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ آئندہ بھی انشاء اللہ یہ سلسلہ جاری رہیگا۔

اس مقدمہ کے لئے ۱۵ مئی کی تاریخ مقرر تھی۔ لیکن اس روز پولیس کسی غلطی کی وجہ سے ملزم کو گورداسپور جیل سے نہ لائی۔ اس لئے مقدمہ دوسرے روز پر ملتوی ہوگیا۔ ۱۶ مئی کو پھر پیش ہوا سرکار کی طرف سے رائے بہادر لالہ رلا رام صاحب وکیل اور ملزم کی طرف سے مرزا عبدالحق صاحب بی اے وکیل اور مولوی فضل دین صاحب پلیڈر پیش ہوئے۔ اس روز مستری فضل کریم گواہ کا بیان ہوا۔

بیان مستری فضل کریم

فضل کریم ولد خواجہ قوم مغل عمر ۴۸ سال پیشہ لوہار ساکن حال امرتسر جو کہوں گا ایمان سے سچ کہوں گا۔

میں اور میرے بچے پہلے احمدی (قادیانی) تھے۔ اور میں بارہ تیرہ سال تک احمدی رہا۔ میرا قیام قادیاں میں سولہ برس تک رہا ہے۔ اب قریباً ڈیڑھ یا سوا ماہ سے قادیاں چھوڑ دی ہے۔ احمدیت کو ترک کئے ہوئے تین سال ہو گئے ہیں۔ ہم جب خلیفہ صاحب سے علیحدہ ہوئے تو ان سے ہمارے تعلقات کشیدہ ہوگئے۔ ڈیڑھ پونے دو سال کا عرصہ ہوا کہ ہم نے مباہلہ کے نام سے ایک اخبار جاری کیا۔ اس اخبار کی اشاعت کا مقصد یہ تھا کہ خلیفہ صاحب کے خلاف جو الزامات یا شکوک ہیں ان کی اشاعت ہو۔ "مباہلہ" کے مضامین کا یہ اثر ہوا کہ خلیفہ صاحب ہم کو نقصان پہنچانے کے درپے ہوگئے۔ ان کی طرف سے وقتاً فوقتاً جو تشدد ہوتا رہا ہے اس کی رپورٹ ہم تھانہ میں دیتے رہے ہیں۔ ہمارے قادیان سے چلے آنے کی یہ وجہ ہوئی کہ سوا یا ڈیڑھ ماہ ہوا ہمیں ایک عورت کے ذریعے یہ اطلاع ملی تھی کہ تمہارے قتل کے منصوبے ہو رہے ہیں۔ اس سے قبل جمعہ کے روز ایڈیٹر مباہلہ کو خلیفہ صاحب کے مریدوں نے زدوکوب کیا تھا۔ حملہ مسجد میں کیا گیا تھا۔ اس کا مقدمہ دیوان سکھانند کی عدالت میں ہے اور ابھی کوئی فیصلہ نہیں ہوا۔ جس روز ایڈیٹر مباہلہ زدوکوب کیا گیا تھا اسی روز مجھ پر بھی حملہ ہوا تھا۔ اس واقعہ کے کچھ روز بعد پھر عورت کے ذریعہ ہمیں اطلاع ملی کہ تم جس حال ہو جانیں لے کر نکل جاؤ۔ کسی مال و اسباب کی پرواہ نہ کرو۔ کیونکہ آج رات کو تمہیں قتل کر دیا جائے گا۔ اس اطلاع پر ہم نے اپنا مکان چھوڑ دیا اور سکھوں کے بورڈنگ میں جاکر پناہ لی۔ دوسری صبح ہم گورداسپور گئے۔ اس کے بعد ہم قادیاں نہیں گئے۔ اور امرتسر کی رہائش اختیار کرلی۔

اس کے بعد گواہ نے بیان کیا کہ فحش نویسی اور اشتعال انگیزی کے الزام میں حکومت کی طرف سے بھی مجھ پر۔ میرے دونوں بیٹوں اور ایڈیٹر مباہلہ پر مقدمہ دائر تھا۔ گذشتہ ماہ کا واقعہ ہے کہ ہم چاروں اس کی پیشی پر گورداسپور گئے تھے۔ عدالت سے چھ بجے کے قریب فارغ ہوگئے۔ اور لاری پر سوار ہونے کے لئے اڈہ پر پہنچے۔ اس کے بعد گواہ نے لاری کی نشستوں کی ترتیب وغیرہ بیان کرنے کے بعد کہا

خبریں

—— بمبئی ۱۶ مئی۔ مسٹر ڈی ایم کنڈا والا تھرڈ پریزیڈنسی مجسٹریٹ نے مسز کملا دیوی چٹوپادھیائے کو زیر دفعہ ۱۱۷ تعزیرات ہند ۶ ماہ قید محض اور ۱۵۰ روپیہ جرمانہ کی سزا دی ہے۔ بصورت عدم ادائے جرمانہ ۳ ماہ قید محض کی مزید سزا کا حکم ہوا ہے۔ اور زیر دفعہ ۷۴ قانون نمک ۲۰ روپیہ جرمانہ یا دو ہفتہ قید محض کی سزا دی گئی ہے۔ دونوں سزائیں اکٹھی شروع ہوں گی۔

—— پشاور ۱۷ مئی۔ آفریدی اور مہمند پرامن ہیں۔ فوجی دستہ رزمک کے علاقے کا دورہ کر رہا ہے۔

—— کلکتہ ۱۷ مئی۔ شب پو ہٹوں کے حادثہ بم کے سلسلہ میں آج صبح پانچ کانگرسی کارکن گرفتار ہوئے۔ اور ان کے مکانات کی تلاشی لی گئی۔

—— پشاور ۱۶ مئی۔ پشاور کی صورت حالات میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی آج صبح پولیس نے فوج کی مدد سے تمام سرکردہ کانگرسیوں کو گرفتار کرنے کے لئے بنوں شہر کا محاصرہ کر لیا۔ کوئی ناخوشگوار حادثہ رونما نہیں ہوا۔ بنوں کے آس پاس کے دیہات کے خلاف بھی کارروائی کی جا رہی ہے۔ جن کی نسبت خیال کیا گیا ہے کہ وہ شہر کے زیر اثر ہیں۔ آج صبح تھل اور کوہاٹ کا بھی محاصرہ کیا گیا۔ تمام کانگرسی کسی مزاحمت کے بغیر گرفتار کر لئے گئے۔

—— پشاور ۱۷ مئی۔ خلافت کمیٹی نے سر لے پی پیٹرو پریزیڈنٹ آل پارٹیز کانفرنس بمبئی کے نام ایک تار ارسال کیا ہے۔ جس میں مطالبہ کیا گیا ہے کہ ہندوستان میں صوبجاتی خود اختیاری کے ساتھ فیڈرل نظام حکومت کی سفارش کی جائے۔ اور اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ ہر وہ دستور اساسی نامنظور کر دیا جائے جس میں سرحد کو حکومت کے نظام میں برابر کا حصہ نہ دیا گیا ہو۔

—— شولاپور ۱۸ مئی۔ آج صبح علی الصبح فوج اور پولیس نے شولاپور سے ۱۲ میل کے فاصلہ پر ایک گاؤں دلپند نامی پر چھاپہ مارا۔ اور دس اشخاص کو گرفتار کر لیا۔ پولیس ان کی تلاش میں تھی۔

ٹھیک طور پر معلوم نہیں ہوا کہ مارشل کب ہٹایا جائے گا۔ لیکن خیال کیا جاتا ہے کہ اگر کوئی اور ناخوشگوار حادثہ رونما نہ ہوا تو ہفتے کے اخیر تک مارشل لا ہٹا لیا جائے گا۔

—— بمبئی ۱۷ مئی۔ مسٹر بریلوی معتمد جمعیت اخبار نویسان ہند لکھتے ہیں۔ کہ کانفرنس نے اپنی ایک قرارداد میں فیصلہ کیا ہے۔ کہ پریس آرڈیننس کے خلاف احتجاج کے طور پر ۲۰ اور ۲۱ مئی کو ہڑتال کی جائے اس لئے امید کی جاتی ہے کہ تمام اخبارات اور مطابع اس ہڑتال کو کامیاب بنائیں گے

—— پٹنہ ۱۷ مئی۔ علی العموم اہل وطن اور علی الخصوص باشندگان صوبہ میں ملکی صنعت وحرفت کو ترقی دینے اور وسیع کرنے اور خالص سودیشی کپڑے کے استعمال کو تقویت پہنچانے کے لئے پٹنہ میں "سودیشی لیگ" کے نام سے ایک انجمن قائم کی گئی ہے۔ لیگ کا کام ان اصولوں پر کیا جائے گا۔ جو کسی سیاسی جماعت یا عقیدہ سے علیحدہ ہوں گے لیگ کا کام چلانے اور اسے مضبوط بنیادوں پر قائم کرنے کے لئے ایک مجلس عاملہ کا قیام عمل میں لایا گیا ہے جس کے صدر سر علی امام اور نائب صدر سچدہ نند سنہا اور ... معتمد عمومی حسن امام ہیں۔

—— شملہ ۱۵ مئی۔ حکومت ہند نے حنفی کمیٹی ... شملہ [illegible]

—— یکم مئی بروز جمعرات ڈیرہ بازی گراں واقع بیگم کوٹ متصل شاہدرہ ... مسلمان ہوگیا۔ اردگرد کے دیہات نومسلمین کی امداد کے لئے سرگرم کوشش کر رہے ہیں۔

—— جالندھر ۱۶ مئی۔ مہاراجہ زادہ ہنسراج اور سردار ہری سنگھ آزادی رات کے بعد گرفتار کر لئے گئے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ گرفتاریاں زیر دفعہ ۱۲۴ الف (بغاوت) عمل میں لائی گئی ہیں۔

—— شملہ ۱۹ مئی۔ معتبر حلقوں میں تحقیقات کرنے پر معلوم ہوا ہے کہ یہ اطلاع کہ حکومت عنقریب مہاتما گاندھی سے گفت وشنید کرنے والی ہے بالکل بے بنیاد ہے۔

—— امرتسر ۱۹ مئی۔ سٹوڈنٹ کانفرنس نے اپنا اجلاس ختم کرنے سے پیشتر ایک قرارداد منظور کی جس میں طلبا سے کہا گیا کہ وہ روزانہ سوت کاتیں اور جسمانی تربیت کے لئے ضروری تدابیر اختیار کریں۔

—— رنگون ۱۹ مئی۔ سائمن رپورٹ کا پہلا حصہ جو دس جون کو شائع ہوگا مکمل ہوگیا ہے۔ وہ اس وقت زیر طبع ہے۔ اسے انگلستان اور ہندوستان میں ایک دن شائع کیا گیا ہے۔ آئندہ چند دنوں میں بہت سی جلدیں ہندوستان میں بھیجی جائیں گی۔

—— رپورٹ کا دوسرا حصہ بھی زیر طبع ہے۔ یہ ۲۴ جون کو شائع ہوگا۔ کل وزیر ہند سے کہا جائے گا کہ رپورٹ کی قیمت کم رکھی جائے تاکہ یہ کثیر تعداد سے شائع ہو سکے

—— امرتسر ۲۰ مئی۔ آج ۴ بجے علی الصبح مقامی کانگرس کے رہنما ... کمان افسر حکیم سکندر خضر گرفتار کر لئے گئے۔ اس وقت حکیم صاحب جلیانوالہ باغ کے اندر تھے۔ پولیس سیڑھیوں کے ذریعے ... پہنچ گئی۔ اور ان کو گرفتار کر لیا گیا۔

—— مغل لائن کا جہاز خسرو جس میں کراچی کو آنے والے ایک ہزار چھ سو حاجی ہیں ۱۹ مئی کو جدہ سے روانہ ہوا۔ تقریباً ۲۷ مئی کو اس کے یہاں پہنچنے کی توقع ہے۔

—— دہلی ۲۰ مئی۔ دفعہ ۱۴۴ تعزیرات ہند کے نفاذ جس کے رو سے دہلی میں جلسوں اور جلوسوں اور پانچ سے زیادہ اشخاص کے مجمع کی ضرورت ہے۔ ایک ماہ کی توسیع کر دی گئی ہے۔

پانچ اور کانگرسی رضاکار جنہوں نے اس حکم کی خلاف ورزی کر کے ایک جلسہ میں تقریر کی۔ کل شام چاندنی چوک میں گرفتار کر لئے گئے۔

—— لاہور ۲۰ مئی۔ ہندوؤں کے کچھ روزانہ اخبارات پریس آرڈیننس کے نفاذ کے پہلے ہی دن بند ہوگئے تھے۔ دی بندے ماترم گورو گھنٹال ضمانت طلب ہونے کی وجہ سے بند ہوگئے۔ بندے ماترم اور ملاپ نے کانگرس کی مجلس عاملہ کے فیصلے کی تعمیل میں اپنی اشاعت بند کر دی۔

آج انڈین پریس ایسوسی ایشن کے فیصلے کے مطابق پریس آرڈیننس کے خلاف احتجاج کے طور پر ٹریبون اور ہندو ہیرلڈ بھی بند رہے۔ اور کل بھی شائع نہ ہوں گے۔ مسلم آؤٹ لک آج نکلا ہے لیکن اس فیصلہ کی تعمیل میں اس کے کل اور پرسوں کے پرچے شائع نہ ہوں گے۔ انقلاب اور سیاست برابر شائع ہو رہے ہیں۔

—— لاہور ۲۰ مئی۔ پنڈت مدن موہن مالویہ اپنے بیٹے پنڈت گووند مالویہ کی معیت میں آج صبح یہاں پہنچے۔ آج شام کو آپ نے ایک جلسہ عام میں موجودہ صورت حالات اور غیر ملکی کپڑے کے مقاطعہ

خبریں

—— شملہ ۱۴ / جون ۔ سول اینڈ ملٹری گزٹ لاہور کا نامہ نگار خصوصی رقمطراز ہے:۔

سر محمد شفیع نے آج وائسرائے سے ملاقات کی اور مسٹر ضیاء الحق کو خاص طور پر بلایا گیا ہے کل ہز ایکسیلنسی سے ملاقات کریں گے۔ ہندوستان کی مسلم لیگ کے ان دو رہنماؤں کی تشریف کو بے حد معنی خیز تصور کیا جاتا ہے معلوم ہوا ہے کہ سر محمد شفیع نے موجودہ حالت اور آئندہ امپریل کانفرنس کے متعلق جس کے سر محمد شفیع ہندوستان کی طرف سے چیف سپوکسمین (مفرد اعلیٰ) ہیں گفت وشنید کی۔

—— ڈھاکہ ۱۴ جون ۔ اطلاع ملی ہے کہ گزشتہ شب کمنلی میں ایک مسلمان شہید کر دیا گیا۔ پولیس کی زبردست جمعیت موقع واردات کی حفاظت کر رہی ہے ۔ دفعہ ۱۴۴ کے ماتحت حکم کی ایک ماہ تک اور توسیع کر دی گئی ہے۔ بہت سے وکلاء اور مقدموں والے آج عدالتوں میں حاضر ہوئے۔ لیکن بازاروں میں ابھی تک بے رونقی ہے۔

—— پشاور ۱۴ / جون ۔ جنرل آفیسر کمانڈنگ ناروں کمانڈ نے کمانڈنگ آفیسر ضلع پشاور کے نام ایک برقی پیغام بھیجا ہے جس میں لکھا ہے ۔ کہ آفریدیوں کے خلاف جو کامیاب فوجی کارروائی کی گئی ہے اس کے لئے کمانڈنگ آفیسر مذکور کو پرتپاک مبارکباد دیتے ہیں ۔ ازراہ عنایت تمام متعلقین کو پیغام پہنچا دیں ۔

—— پشاور ۱۴ / جون ۔ ہمعصر سول اینڈ ملٹری گزٹ کے نامہ نگار خصوصی کو معلوم ہوا ہے کہ فسادات پشاور کی تحقیقاتی کمیٹی کی رپورٹ قریب الاختتام ہے۔ مسٹر جسٹس سر سلیمان اور مسٹر بنکرج آجکل مری میں اپنی رپورٹ مرتب کر رہے ہیں ۔ اور وہ اسے عنقریب گورنر جنرل باجلاس کونسل کے سامنے پیش کر دیں گے ۔

—— الہ آباد ۱۵ / جون ۔ کانگرس کی مجلس عاملہ کا اجلاس غالباً ۲۰ جون کو پھر منعقد ہوگا ۔ تاکہ سائمن رپورٹ پر غور و خوض اور موجودہ سیاسی صورت حالات پر بحث وتمحیص کی جائے ۔ پنڈت موتی لال نہرو نے اب تک دریافت استفسار کے باوجود رپورٹ پر کسی قسم کی رائے کا اظہار نہیں کیا۔

—— پشاور ۱۳ جون۔ حاجی صاحب ترنگزئی کا ایک نائب فقیر صاحب املی نگر نے حاجی صاحب سے اپنے تعلقات منقطع کر لئے ہیں ۔ کل ان سے رخصت ہو کر ایک سو بیس آدمیوں کی معیت میں اپنے مکان واقعہ جوڑ کو چلے گئے ہیں۔ مہمندوں کی حالت میں ابھی تک کوئی تغیر نہیں آیا۔

کل مہمندوں کی سرحد پر بم گرائے گئے ۔ اطلاع آتی ہے کہ ان بموں سے جو دو درز ہوئے پھینکے گئے تھے حاجی صاحب کے آدمیوں کو کثرت نقصان پہنچا ہے۔ حاجی صاحب کا لڑکا اپنا غار چھوڑنے پر مجبور ہو گیا۔ اور اب وہ اندرون علاقہ کسی محفوظ مقام پر چلا گیا ہے ۔

—— شملہ ۱۶ جون۔ سرکاری طور پر اعلان ہو گیا ہے کہ ہز ایکسیلنسی گورنر جنرل نے فیصلہ کیا ہے کہ جدید لیجسلیٹو اسمبلی کا عام انتخاب ستمبر ۱۹۳۰ء میں ہو۔ رائے دہندگان کو ارکان منتخب کرنے کی اطلاع مناسب تاریخ پر دی جائے گی۔ جس کا فیصلہ بعد میں ہوگا۔

نیز اعلان کیا گیا ہے کہ ہز ایکسیلنسی گورنر جنرل کا ارادہ ہے کہ شملہ کے اجلاس کے خاتمہ پر موجودہ کونسل آف اسٹیٹ توڑ دی جائے ۔ ہدایت کی جائے کہ نئی کونسل آف اسٹیٹ کے لئے عام انتخاب نئی اسمبلی کے انتخاب کے ساتھ ہو ۔

—— شملہ ۔ سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے کہ جمعیۃ الاقوام کے موسم سرما کے اجلاس میں ہندوستانی وفد کے رہنما ہز ہائینس مہاراجہ صاحب بیکانیر ہوں گے ۔ نیز ہز ہائینس امپریل کانفرنس میں شامل ہونے والے ہندوستانی وفد کے رکن بھی ہوں گے ۔

—— ۱۴ جون مولانا احمد سعید صاحب مہتمم جمعیۃ العلماء جن پر بمبئی میں بعض اشخاص نے حملہ کیا تھا ۔ آج شام کے آٹھ بجے یہاں پہنچ گئے ۔ باشندگان شہر نے آپ کا شاندار استقبال کیا ۔

—— الہ آباد ۔ ۱۶ جون ۔ پہلی اینگلو انڈین خاتون وکیل مس ایل این کلارک نے آج عدالت عالیہ میں کام شروع کر دیا ۔

—— اوٹا کمانڈ ۔ ۱۶ جون ۔ دیلور میں محرم کے موقع پر جو فساد ہوا اس کے متعلق حکومت نے جو اعلان شائع کیا ہے ۔ اس میں لکھا ہے کہ امسال بھی فساد کی ابتدا ہندوؤں کی طرف سے ہوئی ۔ اگرچہ ہندوؤں نے پولیس کو اطمینان دلایا تھا کہ وہ فساد نہیں کریں گے ۔ لیکن جب جلوس مندر کے سامنے سے گذر گیا ۔ تو ہندوؤں نے لیے ہی شور مچانا شروع کیا ۔ کہ مسلمانوں نے مندر کی بے حرمتی کی ہے ۔

—— مدراس ۱۶ جون ۔ مسٹر اے رنگا سوامی آئنگر ایڈیٹر ہندو شملہ جانے کے لئے روانہ ہو گئے ۔ آپ وہاں اخبار نویسوں کے ایک وفد کی رہنمائی کریں گے ۔ جو ۱۹ جون کو پریس آرڈیننس کے سلسلہ میں وائسرائے سے ملاقات کریں گے ۔ اس وفد میں مسٹر چنتامنی ایڈیٹر "لیڈر"۔ مسٹر کیلکر ایڈیٹر کیسری اور مسٹر کانتی گھوش ایڈیٹر امرت بازار پتر کا شامل ہوں گے ۔

—— المقطم قاہرہ کو بیروت کے ایک برقی پیغام کے ذریعے سے معلوم ہوا ہے کہ شام کے جدید دستور اساسی کا اعلان کر دیا گیا ہے ۔ دستور اساسی تمام تفصیلات میں ان دستور اساسی کے مشابہ ہے جو مجلس دستور اساسی نے مرتب کیا تھا ۔ اس میں صرف ایک دفعہ بڑھا دی گئی ہے ۔ جس میں بعض شرائط قابلیت عاید کی گئی ہیں ۔

یہ بھی اعلان کیا گیا ہے کہ جبل الدروس اور اسکندریہ کو بھی موجودہ حالت کے ماتحت منظم کیا جائے مجلس دستور اساسی منتشر کر دی گئی ہے ۔ ایک نمائندہ اسمبلی منتخب کی جائے گی اور شام ایک جمہوریہ بن جائے گی ۔

—— یروشلم ۱۷ جون ۔ تین عربوں کو پھانسی پر لٹکا دیا گیا ۔ ملزموں کی تمام دکانیں بطور ماتم بند کر دی گئیں ۔ اعراب کی مجالس منتظمہ کے دفاتر پر سیاہی ماتمی کپڑے ڈال کر انہیں بالکل سیاہ پوش کر دیا ۔

—— شملہ ۱۶ جون ۔ معلوم ہوتا ہے کہ چند دنوں میں حکومت ہند لندن میں منعقد ہونے والی گول میز کانفرنس کے اخراجات کے سلسلہ میں اسمبلی کی فنانشل کمیٹی سے منظوری لی گئی ۔ اخراجات کا تخمینہ ۲ لاکھ ۳۱ ہزار روپیہ ہے ۔ مندوبین کی تعداد باسٹھ ہو گی ۔ ان میں سے پچاس برطانوی ہندوستان اور بارہ ہندوستانی ریاستوں سے لئے جائیں گے ۔

—— مصر کی وزارت زراعت نے محمد شوقی باقر آفندی اور طاہر المصری آفندی کو بین الاقوامی زراعتی نمائش میں جو ماہ جون میں بلجیم میں ہو گی حکومت مصر کی نمائندگی کرنے کے لئے منتخب کیا ہے ۔

—— لنڈن ۱۵ جون ۔ سر آرتھر سر سٹرل سٹوارٹ کی جگہ سر سموئیل فینڈلیر مستقل نائب وزیر ہند مقرر ہو گئے ۔ ملک معظم کی سالگرہ کے موقعہ پر سر سٹوارٹ کو کے ۔ سی ۔ آئی ۔ ای کا خطاب ملا تھا ۔ آج ملک معظم نے قصر ونڈسر میں انہیں خطاب کی سند عطا کی ۔

—— پشاور ۱۷ / جون ۔ معلوم ہوا ہے کہ جو افواج پشاور میں مقیم ہیں انہیں ۱۳ جون سے میدان جنگ کی رسد (راشن) ملتی ہے ۔ پشاور شہر سے لوگ تعداد کثیر میں نقل مکان کر رہے ہیں ۔ بہت سے پشاوری ایبٹ آباد ۔ راولپنڈی مری اور دیگر مقامات کو کم از کم عارضی سکونت کے لئے چلے گئے ہیں ۔

—— حیدر آباد ۔ ۱۸ جون ۔ سول کا نامہ نگار خصوصی رقمطراز ہے کہ حضور نظام کی حکومت نے لنڈن کی گول میز کانفرنس میں ریاست حیدر آباد کی نمائندگی کے لئے سر اکبر حیدری وزیر خزانہ سر رچرڈ چینوکس ٹرینچ وزیر مالیات اور نواب مہدی یار جنگ وزیر سیاسیات کو بھیجنے کا ارادہ کر لیا ہے ۔ یہ تینوں وزیر آئندہ جولائی میں شملہ جائیں گے ۔ اور ماہ ستمبر میں عازم انگلستان ہوں گے ۔

—— شملہ ۱۹ جون ۔ مالیات کی مجلس مستقل نے گول میز کانفرنس کے سلسلہ میں ۲۴۵۳ و ۲۱۶۶ اور ۲۴۳۹۳ – ۲۷۰ روپے کے مطالبات منظور کر لئے ہیں ۔ کمیٹی نے لکھا ہے کہ کانفرنس کے ارکان کی صحیح تعداد کا ابھی کوئی فیصلہ نہیں ہوا ۔ لیکن یہ تخمینہ برطانوی ہند سے پچاس اور ہندوستانی ریاستوں سے ۱۲ مندوبین کے لحاظ سے تیار کیا گیا ہے ۔ اندازہ کیا گیا ہے کہ کانفرنس کے کل اخراجات میں سے حکومت کو بھی تخمیناً اسی قدر حصہ دینا پڑے گا ۔ جو ملک معظم کی حکومت کے حصہ میں آئے گا ۔

مجلس مذکور کے ارکان کی تعداد کے ساتھ اتفاق کرتی ہے اور چاہتی ہے کہ اس میں ہندوستان تمام سیاسی جماعتوں کے کامل نمائندے شامل کئے جائیں ۔

مجلس مذکور نے مسٹر ہاول کی تقریر سننے کے بعد صوبہ سرحد کے لئے ایڈیشنل پولیس کے اخراجات کی منظوری دیدی ۔

—— لاہور ۱۶ جون ۔ عام اطلاع کے لئے شائع کیا جاتا ہے کہ اسمبلی اور پنجاب کونسل کے عام انتخابات آئندہ ستمبر ہوں گے ۔ تاریخوں کا اعلان بعد میں کیا جائے گا ۔

—— شملہ ۱۸ / جون ۔ اسمبلی کے آئندہ اجلاس میں مخالف جماعت کی عدم موجودگی کی وجہ سے بحث وتمحیص میں چنداں دلچسپی نہ ہوگی ۔ اور نہ وہ سوالات ہی کچھ زیادہ اہم ہیں جو آئندہ اجلاس میں پیش ہونگے ۔ لیکن گول میز کانفرنس کے اخراجات کی منظوری پر سرگرم بحث کی توقع ہے ۔ نیز امید ہے کہ انگلستان کی جنرل میڈیکل کونسل کے خلاف ایک دو سوالات ہوں گے ۔

—— مدراس ۱۸ / جون ۔ آل پارٹیز کانفرنس کی سب کمیٹی کا اجلاس ۱۵ جولائی کو شملہ میں منعقد ہوگا ۔ جس میں اس یادداشت پر غور و خوض کیا جائے گا جو ہندو مسلم اتحاد اور اقلیتوں کے مسئلہ کے متعلق مختلف اصحاب کے جوابات معلوم کرنے کے بعد سر سپرو صدر کمیٹی تیار کر رہی ہے ۔

—— پشاور ۱۹ / جون ۔ ضلع پشاور کی افواج کو ۱۳ / جون سے میدان جنگ کا راشن (رسد) ملتا ہے ۔

افواج کا ایک لشکر جس میں دو ہندوستانی پلٹنیں اور کچھ ملیشیا (سرحدی) پولیس شامل تھی ۔ کل موضع تنگی کو گیا ۔ اور اتمان زئی کے لشکر کو جو تنگی کے قریب پہنچ چکا تھا پسپا کرنے میں کامیاب ہو گیا ۔ اس کے بعد ہماری افواج نے بغیر فائر کرنے کے پانچ چھ شورش پسندوں کو گرفتار کر لیا ۔ اب اس علاقہ میں امن ہے ۔

ایک اور لشکر جائنٹ ڈپٹی کمشنر پشاور کی معیت میں لوگوں میں اعتماد پیدا کرنے کی غرض سے صوابی کو بھیجا گیا ۔ اور بغیر کسی مزاحمت کے کوہاٹ پہنچ گیا ۔

—— پشاور ۱۹ / جون ۔ چیف کمشنر صوبہ سرحد نے ایک اعلان بذریعہ آلہ نشر الصوت شائع کیا ہے ۔ جس میں پشاور کے تازہ فسادات کی تاریخ اور ان کے انسداد کے لئے جو ذرائع اختیار کئے گئے اور سرحکومت کو تہ و بالا کر کے اپنی حکومت قائم کر کے اپنی حکومت قائم کرنے کی غرض سے کانگرس اور یوتھ لیگ کی دھمکیوں کی تشریح کی گئی ہے ۔

اس اعلان میں لکھا ہے کہ ان کی حکومت جائز شکایات رفع کرنے کی کوشش کر رہی ہے ۔ وہ ان کے تمام اشخاص کو سزا بھی دے گی ۔ جو بغاوت پھیلاتے ۔ جلوسوں اور جلسوں کے ذریعے سے حکومت کے خلاف نفرت کے جذبات مشتعل کرتے اور محصولات ادا نہ کرنے پر لوگوں کو مجبور کر کے یا حکومت کو اس نظام کی بحالی کے کام سے روکتے ہیں ۔

—— حکومت ایران نے فیصلہ کیا ہے کہ فوجی کارخانوں کے لئے چار جرمن ماہرین فن اور معدنیات اقتصادیات اور چند ایک دوسرے شعبوں کے لئے چھ دیگر ماہرین کی خدمات سے فائدہ اٹھایا جائے ۔

—— طہران ۱۷ جون ۔ اطلاع ملی ہے کہ ترکی اور کردستان کی سرحد پر ترکی افواج اور کردوں کی ایک بہت بڑی جماعت کے درمیان تصادم ہو گیا ۔ تفصیلات ابھی تک موصول نہیں ہوئیں ۔

—— حیفہ کا ایک پیغام مظہر ہے ۔ فلسطین کا اخبار الکمال لکھتا ہے کہ یہ امر تشویشناک ہے کہ برطانیہ اور مصر کی گفت وشنید پایہ اختتام کو نہ پہنچ سکی ۔ جریدہ مذکور نے تجویز پیش کی ہے کہ تمام ممالک کی ایک پان عربیک کانفرنس منعقد ہو ۔ جس میں برطانیہ عظمیٰ کے ساتھ ہر ایک ملک کی مشکلات کا حل متفقہ طور پر ہو جائے ۔

ضرورت ملازمین

(۱) جودھپور (مارواڑ) میں ۱۵ جولائی ۱۹۳۰ء سے سرکاری طور پر مسلم سکول جاری ہونیوالا ہے ۔ جس کے لئے گریجوایٹ، انڈر گریجوایٹ انٹرنس پاس اور فارسی اردو سنسکرت پڑھانے کے لئے مسلمان مدرسین کی ضرورت ہے ٹرینڈ استادوں کو ترجیح دی جائے گی ۔ درخواستیں معہ نقول سندات جناب ڈائرکٹر صاحب محکمہ تعلیم ریاست جودھپور مارواڑ بھیجی جائیں ۔ ذیل کے دوستوں کو درخواست کی روانگی سے اطلاع دی جائے ۔ الارچ اینڈ کمپنی انجینئرز و کنٹریکٹرز جودھپور مارواڑ

(۲) محکمہ ملٹری ٹرانسپورٹ کے لئے جیس کلرک ۔ اور دستی سٹورکیپر مقابلہ کا امتحان لے کر رکھے جانے والے ہیں ۔ باہر کے امیدوار ایک آنہ کا ٹکٹ بھیج کر اور لاہور کے معہ شرائط کا پرچہ منگوا لیں ۔ انٹرنس پاس ۲۴ سال سے کم عمر ٹائپ جاننے والے شامل امتحان ہو سکیں گے ۔

خاکسار محمد منظور الٰہی آنریری جائنٹ سیکرٹری

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگز لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

ضمیمہ اخبار پیغام صلح متعلقہ ۱۹ جولائی ۱۹۳۰ء

پادری عبدالحق صاحب کے کلام حق پر ریویو

(۶)

اناجیل کے قدیم نسخوں میں دس لاکھ اختلافات

علماء مسیحی نے عہد جدید کی تصحیح میں گذشتہ کئی صدیوں سے سخت کوشش کی ہے۔ مگر جتنا رفو کیا جاتا ہے۔ اس سے زیادہ چاک اور بڑھ جاتا ہے۔ اس لئے کسی نے سچ ہی تو کہا کہ

"کوئی شخص پرانی قبا پر نئے کپڑے کا پیوند نہیں لگاتا۔ کیونکہ وہ نیا پیوند پرانی قبا سے اور کھینچ لیتا ہے۔ اور اس کا چاک بڑھ جاتا ہے۔"

عہد جدید کی اصلاح اور تصحیح کے لئے انہوں نے تین ذرائع اختیار کئے ہیں۔

(۱) پرانے نسخے جن کی تعداد تین ہزار ہے۔

(۲) لاطینی شامی وغیرہ ترجمے

(۳) دین عیسوی کے آئمہ کے اقوال اور تحریرات۔

عیسائی علماء کی اس شدید جد و جہد کا نتیجہ یہ ہونا چاہیئے تھا۔ کہ عیسائی دنیا کسی ایک نسخے پر قائم ہو جاتی۔ اور اس کے بغیر ان کے اختلافات کا مٹنا ناممکن ہے۔ اور عیسائی مذہب بھی اس اصل بنیادی استواری کے بغیر ہیچ نظر آتا ہے۔ یا اھل الکتاب لستم علیٰ شیئ حتیٰ تقیموا التوراۃ والانجیل۔ مگر ان کوششوں کا نتیجہ برعکس نکلا۔ جوں جوں تحقیقات اور تلاش زیادہ کی جا رہی ہے اناجیل کے نسخوں کے اختلافات بھی بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔ پادری صاحب کا یہ لکھنا کہ صرف ½ ۱۶ آیات مشکوک ہیں قطعاً غلط ہے۔ مشہور جرمن ڈاکٹر میل نے عہد جدید کے چند نسخے جمع کر کے مقابلہ کیا تو تیس ہزار اختلافات عبارت شمار میں آئے۔

جان جمیس ولطیسطین نے مختلف ممالک میں پھر کر اپنے متقدمین کی نسبت بہت زیادہ نسخے بچشم خود دیکھے۔ جب مقابلہ کیا تو دس لاکھ اختلافات شمار کئے

(دیکھو سائیکلوپیڈیا برٹانیکا تحت عنوان اسکرپچر)

پادری ہارن اپنے دیباچہ علوم بائبل جلد ۲ صفحہ ۳۱۷ پر ان اختلافات کے چار وجوہ بتاتے ہیں۔

(۱) ناقلوں کی غفلت اور کوتاہی بھول اور چوک۔ کیونکہ عبرانی اور یونانی حروف آواز اور صورت میں مشابہ ہیں۔ اس لئے جاہل ناقل ایک حرف کی بجائے دوسرا حرف لکھ کر باہم اختلاف ڈال دیا کرتا تھا۔

قلمی نسخے بڑے حرفوں میں لکھے جاتے تھے۔ اور لفظوں بلکہ فقروں کے درمیان جگہ نہ چھوڑتے تھے۔ اس لئے کہیں لفظوں کے اجزاء رہ گئے۔ اور کہیں مکرر لکھے گئے۔ بہت بڑی جہالت ان کی یہ تھی کہ انہوں نے حاشیہ کو اکثر داخل متن کر دیا تھا۔

(۲) کاغذ یا چمڑے کی نزاکت بھی غلطیوں کا باعث بن گئی۔ ایک طرف کے حروف نے دوسری طرف نمایاں ہو کر اشتباہ ڈال دیا۔

(۳) بعض جہلا نے اپنے قیاس سے اصلی متن کو ارادتاً بہتر اور درست کرنے کی نیت سے [illegible]

کوئی انجیل نقل کی۔ اس کے کسی نقطہ کو غلط سمجھ کر اپنے خیال کے مطابق صحیح کر لیا۔ حالانکہ غلطی اس کی اپنی تھی۔ اس پر نکیلس لکھتا ہے:۔ کہ عہد جدید میں دروغ آمیز مقامات کثرت سے اس بنا پر پیدا ہوئے کہ یکساں مقامات یا متشابہ آیات کو اس طرح تبدیل کیا گیا کہ جس سے ان میں ایک دوسرے سے زیادہ کامل مطابقت کی جا سکے۔ بعض لوگوں نے ترجمہ کے مطابق اصل یونانی اور عبری کو درست کر لیا۔ حالانکہ ترجمہ بجائے خود صحیح نہ تھا۔

(۴) اختلاف عبارت کا ایک اور سبب ایسی تبدیلیاں ہیں کہ جو کسی عیسائی فرقہ نے اپنے عقاید کے مطابق اصل کو ڈھالنے کے لئے دانستہ طور پر کی ہیں۔ وہ لوگ جو دیندار کہلاتے تھے۔ انہوں نے بعض خرابیاں ارادتاً کیں۔ یعنی غیر لوگوں کے اعتراضات کو دور کرنے کے لئے اصل عبارت کو ہی بدل ڈالا۔

تحریف اناجیل کے یہ وجوہ اربعہ کہ جو پادری ہارن صاحب نے بیان کئے ہیں پادری عبدالحق اور دوسرے حضرات پادریوں کی آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہیں۔ کیا اب بھی کسی مشنری کو جرات ہو گی کہ محض قیاسات کی بنا پر تحریف اناجیل سے انکار کرے۔

پادری عبدالحق صاحب کی نسبت ہمیں معلوم ہے کہ ان کو اپنے خلاف ذراسی بات بھی سن کر غصہ آجایا کرتا ہے۔ اور ہمارے دوست پادری پال اگرچہ فصیلے نہیں تاہم زبان کے چٹخارے نے ان کو کہیں کا نہیں رکھا۔

خدا کے لئے دونوں سوچیں کہ جب واقعات تاریخی سے ثابت ہے اور آپ لوگوں کو اقرار بھی ہے کہ اناجیل میں گڑبڑ ہوئی اور اس کی تصحیح کی کوشش میں بھی کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی گئی تو پھر یہ کہنا کہ تحریف نہیں ہوئی صرف تصحیح کی گئی ہے کہاں تک عقلمندی اور دانشوری کے قریب ہے۔ امام رازی بلکہ امام بخاری کا خیال ان واقعات کے خلاف کیسے حجت گردانا جا سکتا ہے۔

لیجئے ہم اس مشکل کو بھی حل کئے دیتے ہیں۔ کہ امام بخاری اور امام رازی تحریف لفظی کے قائل نہیں۔ بلکہ معنوی کے قائل ہیں۔ اگرچہ یہ خیال واقعات کے خلاف ہے اور آپ لوگوں کو یہ حوالے کچھ بھی فائدہ نہیں دے سکتے کیونکہ آپ کا اپنا عقیدہ اناجیل اور اس کی تاریخی بنیاد پر قائم ہے۔ بخاری اور رازی پر نہیں۔ تاہم آپ کی خاطر ہم تسلیم کر لیتے ہیں کہ چونکہ ہمارے دو علماء نے تحریف لفظی سے انکار کیا ہے اور تحریف معنوی کا اقرار کیا ہے لہٰذا اصل انجیل میں آپ لوگوں نے تحریف لفظی نہیں کی وہ سرے سے گم ہی ہو گئی تھی۔ جیسا کہ تاریخ سے ثابت ہے کہ اصل ارامی زبان کا نسخہ ۷۰ء میں گم ہو گیا۔ اس کے بعد آپ نے روایات سے جو کچھ اکٹھا کیا اس میں تغیر و تبدل اور تحریف کرتے رہے ہو۔ یا تمہاری تحریف معنوی کا مطلب یہ ہے کہ ترجموں میں [illegible] تو تمہارے

ہوتی ہے۔

(۱) اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ اُوْتُوْا نَصِیْبًا مِّنَ الْکِتٰبِ

(۲) وَمِنَ الَّذِیْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰٓی اَخَذْنَا مِیْثَاقَھُمْ فَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُکِّرُوْا بِہٖ فَاَغْرَیْنَا بَیْنَھُمُ الْعَدَاوَۃَ وَالْبَغْضَآءَ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ

(۱) کتاب کا صرف ایک حصہ ان کے پاس موجود ہے۔

(۲) نصاریٰ سے ہم نے پختہ عہد لیا یعنی انجیل کو قائم رکھنے اور اس پر عمل کرنے کا۔ مگر انہوں نے اسے گم کر دیا حالانکہ ان کو یاد رکھنے کا حکم تھا۔ اسی وجہ سے ان کے باہم فرقوں میں بغض و حسد پیدا ہو گیا اور یہ بغض و حسد قیامت تک ان میں موجود رہیگا نہ اصل انجیل کا تصفیہ ہو گا اور نہ ان کے مناقشات کا فیصلہ ہو سکیگا۔

فَتَقَطَّعُوْٓا اَمْرَھُمْ بَیْنَھُمْ زُبُرًا کُلُّ حِزْبٍۢ بِمَا لَدَیْھِمْ فَرِحُوْنَ۔ انہوں نے اپنے امر (انجیل) کو ٹکڑے ٹکڑے کاٹ دیا اور ہر ایک اپنے ٹکڑے پر خوش ہے۔

خصائص احمدیت

حضرت خواجہ کمال الدین صاحب نے اپنے رسالہ اشاعت اسلام کے کسی نمبر میں ووکنگ مشن کو حوالہ ٹرسٹ کرتے ہوئے مشن کی گذشتہ تاریخ اور اس مشن کے متعلق اپنے طریق عمل پر کسی قدر روشنی ڈالی تھی۔ اس میں ایک فقرہ یہ بھی تھا۔

"مجھے تو خصائص تعلیم احمدیہ میں ایک بات بھی ایسی نظر نہیں آئی کہ تبلیغ اسلام میں جس کی اشد ضرورت ہو"

اس فقرہ کی تفہیم میں بعض دوستوں اور بزرگوں میں اختلاف ہوا چنانچہ اس کی تشریح میں ایک نہایت قیمتی مضمون جناب ماسٹر یعقوب خان صاحب کا "پیغام صلح" میں شائع ہوا۔ حضرت ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب نے اس کا مطلب کچھ اور بیان کیا۔ وہ بھی پیغام صلح میں شائع ہو چکا ہے۔ اب خواجہ صاحب نے خود ہی اس کی توضیح فرمائی ہے۔ ان کے خط کا اقتباس درج ذیل ہے اب اس کے بعد اس موضوع پر کچھ زیادہ لکھنے اور شائع کرنے کی ضرورت نہیں رہی۔

میری صحت کی حالت ایسی نازک ہو گئی ہے کہ اگر شاہ صاحب جیسے عزیز کو مجھے غلط فہمی سے نکالنا منظور نہ ہوتا تو اس عنوان پر جو انہوں نے لکھا ہے۔ میں اسے قابل اعتنا نہ سمجھتا۔

(۱) خصائص احمدیہ۔ اس سے میری مراد وہی ہے جو مکرمی ماسٹر یعقوب خان صاحب نے بیان کی۔ یعنی تبلیغ احمدیت۔ اس کے سوا کسی اور امر کو خصائص مذکورہ میں داخل کرنا صرف لاعلمی کا اظہار کرنا ہے۔ حضرت مرزا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بات بھی ایسی بیان نہیں کی جس میں سلف صالحین اور ان کے ساتھ نہ ہوں۔ حتیٰ کہ وفات مسیح کی تعلیم بھی خصائص احمدیہ نہیں۔ حضرت نے جو لکھا وہ روح اسلام ہے۔

ضروری اطلاع

پیش نظر پرچہ ۱۹ جولائی کا ہے۔ جو بعض مشکلات کی وجہ سے وقت پر شائع نہ ہو سکا۔ اس کے ساتھ ۲ صفحہ کا ایک ضمیمہ بھی لگا دیا گیا ہے جس کو ۲۳ جولائی کا پرچہ تصور کرنا چاہیئے۔ ۲۳ جولائی کا کوئی علیحدہ پرچہ شائع نہ ہو گا ناظرین نوٹ کر لیں

اھد قومی فانھم لا یعلمون۔ خدایا اس قوم کو ہدایت کر یہ مجھے جانتے نہیں۔ زبان مبارک پر جاری تھا۔

جنگ احد میں عتبہ کے پتھر سے دندان مبارک شہید ہوا۔ تو خون کی دھاریں دیکھ کر صحابہ بے قرار ہوگئے۔ اور بد دعا کے لئے اصرار کیا۔ آپ نے پُرزور الفاظ میں فرمایا میں لعنت ملامت اور بد دعا کے لئے نہیں آیا ہوں۔ میں قوم کے لئے رحمت ہوں۔ زحمت نہیں۔ اور پھر دست دُعا اٹھا کر فرمایا۔ الٰہی میری نادان قوم کو سیدھا راستہ دکھا۔ اللھم صل علی محمد وعلیٰ آل محمد وبارک وسلم

طبائع انسانی کا خاصہ ہے کہ ظالموں سے تکلیف پانے پر دلی بخار نکالنے کے لئے کم سے کم زبان سے انتقامی الفاظ ضرور نکل جاتے ہیں۔ لیکن اس عالی ظرف رحم دل، آیۂ رحمت انسان کو دیکھئے۔ اس قدر تکالیف برداشت کرنے کے بعد بھی ظالموں کے لئے ایک جملہ نکلا تو وہ دعا تھی۔

فتح مکہ کے دن کا نظارہ آپ کی رحمدلی شفقت و رحمت کا ایسا اظہر من الشمس ثبوت ہے جس کی نظیر تاریخی صفحات میں ملنی دشوار ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فتح وکامرانی کا پرچم لہراتے ہوئے۔ شاہانہ شان وشوکت سے مکہ میں داخل ہوتے ہیں۔ نصرت واقبال بڑھ بڑھ کر قدم بوس ہو رہے ہیں۔ اللہ اکبر کے فلک شگاف نعروں۔ دلیروں کے دل ہلا دینے والی جرار اور بہادر فوج ساتھ ہے۔ جیاران قریش لرزاں ہیں۔ آپ کے ساتھ جس قدر بد سلوکیاں۔ جور وستم۔ ظلم وتعدی شقاوت وبے رحمیاں کی تھیں سب ان کے پیش نظر ہیں۔ اور پھر جس طرح آپ کے قتل کا انعام مقرر کرکے آپ کو جلا وطنی پر مجبور کیا تھا۔ اس کے انتقام میں قتل عام کا منظر نگاہوں میں ہے۔ موت کا نقشہ آنکھوں میں پھر رہا ہے۔ مگر قربان جایئے اُس ذات رؤف رحیم کے کہ امن کا سفید جھنڈا فضائے آسمانی میں لہرا دیا جاتا ہے۔ مکہ کی گلی گلی میں وانتم الطلقاء لا تثریب علیکم الیوم۔ تم آزاد ہو۔ تم پر آج کوئی تاوان اور باز پرس نہیں ہے۔ کی منادی کردی جاتی ہے۔ سب کے سب قلوب مطمئن ہو جاتے ہیں۔

کیا دنیا ایسا بے مثل۔ رحمدل، سراپا رحمت کوئی اور فاتح پیش کرسکتی ہے۔ جو قابو پانے پر ایسے سرکش، ظالم، اشد ترین دشمن کو یکقلم معاف کردے۔ یقیناً اس کی نظیر نا ممکن ہے۔

غرضیکہ سرور کونین (روحی فداہ) صلی اللہ علیہ وسلم نے باوجود انتہائی وحشیانہ مظالم سہنے کی قدرت رکھتے ہوئے اپنے جانی دشمنوں سے کبھی کسی قسم کا ذاتی انتقام نہیں لیا۔ بلکہ ہمیشہ عفو وکرم سے کام لیتے ہوئے ہدایت کی دُعا کرتے رہے اور یہ تعلیم نبی کا رحم ورافت۔ اللھم صل علی محمد وعلیٰ آل محمد وبارک وسلم۔

پس اس امن وآزادی کی جنگ کے دوران میں اور اس کے بعد بھی اگر کوئی اسوۂ حسنہ ہندوستان کے لیڈروں کے لئے کامل اور مکمل ہو سکتا ہے تو وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا اسوہ ہے اور اگر کامیابی حاصل کرنا مقصود نہیں بلکہ مار کھانا ہی مقصود ہے۔ تو مسیح کی بگڑی ہوئی تعلیم بے شک بہترین تعلیم ہے

درخواست دعا

چودھری غلام حسن صاحب ریٹائرڈ سٹیشن ماسٹر ہمارے سلسلہ کے پرانے بزرگ ہیں۔ آپ مورخہ ۳ جولائی کو علاج کے لئے گجرات جارہے تھے کہ رستہ میں گھوڑے پر سے گر گئے اور آپ کو سخت چوٹیں آئیں۔ آپ اسوقت بہت سخت بیمار ہیں۔ احباب سے دعا کے لئے درخواست کرتے ہیں۔ درد دل سے ان کی صحت کے لئے دعا کی جائے۔

احمدیت کی تعلیمی خصوصیات

(از جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب)

حقیقی اسلام احمدیت ہے

احمدیت کوئی نیا مذہب یا عقیدہ نہیں بلکہ جیسا کہ بانئ سلسلہ نے کئی بار کھول کر بیان کیا ہے۔ وہ زمانہ کے مجدد تھے۔ انہوں نے اس گرد وغبار کو جو زمانہ کے اثر سے اور لوگوں کی تعلیم اسلامی میں معنوی تحریف سے پیدا ہوا تھا۔ اور جس سے اسلام کی اصل شکل کو دنیا سے مخفی کر دیا تھا۔ پاک وصاف کرکے اسلام کا حقیقی دلربا اور خوبصورت چہرہ لوگوں کے سامنے پیش کردیا۔ یعنی موجودہ زمانہ میں جو اسلام کا نقشہ اپنے عقاید یا اعمال سے دنیا کے اسلام غیر مسلموں کے سامنے پیش کر رہی تھی۔ وہ حقیقتاً اسلام نہ تھا۔ اور اس نے لوگوں کو اپنے اندر جذب نہ کر رکھا تھا۔ بلکہ نفرت اور حقارت لوگوں کے دلوں میں پیدا کرتا تھا۔ اس لئے اس اسلام کو لے کر دنیا میں تبلیغ نہیں ہوسکتی۔ آپ نے وہ اسلام جو قرون اولیٰ کا اسلام تھا۔ جو صحابہ کرام کا اسلام تھا۔ جو سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اسوۂ حسنہ کا اسلام تھا۔ اور جس نے پہلے زمانوں میں انسانی دنیا کو اپنا عاشق بنا کر ایک صدی میں مشرق سے مغرب تک اسلام کا ڈنکا بجا دیا تھا۔ وہ پاک دل کو موہ لینے والا اسلام ہمیں سکھایا تاکہ ہم اس کو لے کر دنیا میں اشاعت اسلام کریں۔ پس ان تعلیمی خصوصیات کے بغیر جو مجدد زماں نے سکھلائیں۔ ہم کبھی بھی تبلیغ کے کام میں کامیاب نہیں ہوسکتے۔ پس ضرورت ہے کہ جو مبلغ آجکل بننا چاہے۔ وہ اس تعلیم سے فائدہ اٹھائے۔ چنانچہ دیکھا گیا ہے کہ آریوں اور عیسائیوں کے مقابل میں جب ملانوں اور پیروں کا اسلام ناکام رہا تو احمدیوں کے اسلام کا سکہ انہیں ماننا پڑا۔ اور مشنریوں کے گھروں میں اس نے زلزلہ ڈال دیا اور وہ پکار اٹھے۔ کہ یہ وہ اسلام نہیں ہے جو ہم دنیائے اسلام میں مشاہدہ کر رہے ہیں۔ بلکہ انہوں نے نیا اسلام اختراع کیا ہے۔ حالانکہ جو تعلیم پیش کی جاتی ہے وہ اصل قرآن سے ہے۔ اور جو عمل پیش کیا جاتا ہے وہ اصل اسوۂ حسنہ حضور سرور کائنات علیہ السلام سے ہے۔

پس تعلیمی خصوصیات جو احمدیت نے اسلام میں سکھائی ہیں اگر انہیں موجودہ ملانوں اور پیروں کے پیش کردہ اسلام کے مقابلہ میں نیا اسلام کہا جائے تو بجا ہے۔ کیونکہ اس زمانہ کے دیکھنے والوں کے لئے وہ نیا ہے۔ اگرچہ حقیقتاً وہی پرانا اور اصل اسلام ہے۔ اور وہ اسلام ہے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آج سے تیرہ صدیاں پہلے سکھایا۔ بالفاظ دیگر حقیقی اسلام جو زمانہ کے اثر سے ثریا پر چلا گیا۔ بموجب پیشگوئی حضرت شاہ دوجہاں علیہ الصلوٰۃ والسلام دوبارہ دنیا میں نازل ہوا۔ پس یہ کہنا کہ اس کے بغیر آج اشاعت اسلام میں کامیابی ہوسکتی ہے درست نہیں۔ پس احمدیت کوئی نئی چیز نہیں۔ اس کی تعلیمی خصوصیات وہ ہیں۔ جو حقیقی اسلام کہلانے کا استحقاق رکھتی ہیں۔

(۱) سب سے بڑی خصوصیت احمدی تعلیم میں یہ ہے کہ کل دنیائے اسلام اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ مانتی ہے۔ حالانکہ قرآن کریم تیس آیات میں اس کی تردید فرما رہا ہے۔ سر سید احمد صاحب مرحوم عقلاً اس بات کے منکر تھے۔ لیکن انہوں نے بھی اس مسئلہ پر زور نہیں دیا۔ حضرت مجدد علیہ السلام خود پہلے حیات حضرت عیسیٰ کے قائل تھے۔ اور یہ ایسا عقیدہ تھا۔ جس کی وجہ سے عیسائیت کی تائید اور خود مذہب اسلام کی تردید ہوتی تھی۔ اس مسئلہ کے متعلق اللہ سے علم پاکر مجدد زمانہ علیہ السلام نے اس مسئلہ پر وہ زور دیا کہ اگر اس کو آپ کی زندگی کا سب سے بڑا کارنامہ کہا جائے تو بجا ہے۔ آپ کی ہر تحریر اور تقریر میں اس مسئلہ پر کسی نہ کسی رنگ میں ضرور روشنی ڈالی جاتی تھی۔ کیونکہ اس زمانہ میں جب کہ عیسائی حکومت میں تعلیم میں مال میں تبلیغی رنگ میں گویا ہر [illegible] سبقت لے جا چکے تھے۔ یہ عقیدہ کہ ایک

یہ ثابت کرنے کے لئے کافی ہے کہ وہ اگر خدا نہیں تو انسان بھی نہیں۔ خدا کا بیٹا ضرور ہے۔ حضرت مجدد زمانہ نے مسلمانوں کو اس غلطی سے نکالا اور قرآن اور حدیث سے ثابت کردیا کہ یہ عقیدہ حیات عیسیٰ کا اسلام نہیں ہے۔ بلکہ غیر اسلام ہے اور اسلام کی جڑوں کو کاٹنے والا عقیدہ ہے۔ چنانچہ فرمایا

مسیح ناصری را تا قیامت زندہ می فہمند
مگر مدفون یثرب را ندادند این فضیلت را
ہمہ عیسائیان را از مقال خود مدد دادند
دلیری ہا پدید آمد پرستاران میت را

یہ وہ تعلیمی خصوصیت ہے جس کے بغیر کہ ایک مسلمان کا اسلام میں رہ کر ہر وقت ایمان خطرہ میں تھا۔ اور جس کے بغیر کہ ایک مسلمان عیسائی ممالک میں کبھی تبلیغ اسلام نہیں کرسکتا۔

اس عقیدہ کی وجہ سے آج کل عیسائی مشنری احمدیوں کے مقابلہ سے سخت گھبراتے ہیں۔ قرآن سے ہی نہیں انجیل کر سے بھی آپ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کو ثابت کیا۔ اور اسی طرح جب عیسائیوں کا خدا مر گیا۔ ساری عمارت جو پولوس نے بنائی تھی گر جاتی ہے۔ اور کسر صلیب حقیقی رنگ میں واقع ہو جاتا ہے۔ اگر اس مسئلہ پر قرآن سے روشنی نہ ڈالتے تو آج لکھو کہا مسلمان دائرہ اسلام سے خارج ہو چکے ہوتے۔ اور اس امر کی شہادت اسلامی ممالک سے ملتی ہے جہاں عیسائی تبلیغ تو پہنچی تھی۔ لیکن احمدی تبلیغ نہیں گئی تھی جیسا کہ ٹرینیڈاڈ اور جاوا وغیرہ جزائر۔ اسی طرح یورپ میں اگر تبلیغ اسلام ہوسکتی ہے تو اس وفات مسیح کا عقیدہ رکھنے والوں کے ذریعہ سے۔ وہ جو لوگ مسیح کو زندہ مانتے ہیں وہ تو خود عیسائیت کے مددگار ہیں۔ وہ انہیں مسلمان کیا بنا سکیں گے؟

اب صاف ظاہر ہے کہ حیات مسیح کا عقیدہ قرآنی عقیدہ نہیں۔ لیکن مسلمانوں میں یہ اسقدر رائج ہے کہ ایسا عقیدہ نہ رکھنے والا کافر قرار دیا جاتا ہے۔ حالانکہ یہی اصل اسلام ہے۔ جس پر کل صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اتفاق کیا۔ اور نبی کریم نے بعض کو کئی رنگوں میں ظاہر فرمایا ہے۔

(۲)۔ کل مسلمانوں کا یہ عقیدہ تھا کہ ایک مہدی خونی آئے گا اور بذریعہ تلوار کسر صلیب اور قتل خنزیر کرے گا اور ساری دنیا کو بذریعہ تلوار مسلمان کرے گا۔ اس عقیدہ کو لے کر عیسائی مشنری کل دنیا میں اسلام کو بدنام کرتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ اسلام میں روحانیت نہیں۔ اور کہ حکومت اور تلوار سے ہی آج تک دنیا کے لوگ مسلمان ہوتے رہے ہیں حالانکہ تاریخ سے ثابت ہے کہ یہ ایک بہتان عظیم ہے۔ مکہ میں کس طاقت سے ڈر کر صحابہؓ مسلمان ہوئے۔ مدینہ کے انصار کس تلوار نے مسلمان کئے۔ پھر افغانستان اور چین انڈونیشیا وغیرہ میں کونسے مسلمانوں کی سلطنت تھی۔ جس نے انہیں مسلمان کیا۔ اور آج یورپ میں لارڈ اور فلاسفروں کو کونسی تلوار مسلمان بنا رہی ہے۔ یہ ایک بہتان عظیم ہے جو اسلام پر لگایا گیا ہے۔ اور اس کے لگانے والے خود مسلمان تھے۔ اور پھر اس کو پھیلانے اور اسلام کو کریہہ المنظر شکل میں دکھلانے والے پادری صاحبان۔

اس مسئلہ کے متعلق جو کہ اسلامی مسئلہ ہرگز نہیں تھا۔ مجدد زماں نے اسلامی تعلیم کو پیش کیا۔ اور دکھلایا کہ اسلام تو دنیا میں مذہبی آزادی پھیلانے والا ایک ہی مذہب ہے۔ سوائے اس مذہب کے کسی اور مذہب نے خواہ وہ آریہ ہو یا یہودیت یا عیسائیت لا اکراہ فی الدین کی تعلیم نہیں دی۔ چنانچہ تاریخ کو دیکھا جائے تو پایا جاتا ہے کہ جہاں مسلمان گئے اور ہزاروں سال تک سلطنت بھی کی وہاں بھی دیگر مذاہب کے پیرو اور ان کی عبادت گاہیں محفوظ نظر آتی ہیں۔ پہلے زمانے کے مسلمانوں نے تلوار صرف اس وقت اٹھائی جب انہیں اللہ کے نام کا وعظ کرنے سے تلوار کے ذریعہ روکا گیا۔ لیکن جب یہ حالت کسی ملک میں نہ رہی۔ انہوں نے کامل مذہبی آزادی ہر ایک کو دی مساجد مندر [illegible] سلطنت [illegible] غیر متعصب دکھائی۔ چنانچہ ہندوستان

جلد ۱۸ | لاہور - یوم چہار شنبہ مطبوعہ ۲۳ ذیقعد ۱۳۴۸ھ مطابق ۲۳ اپریل ۱۹۳۰ء | نمبر ۲۸

بائیبل میں آدم کی کہانی

علم و عقل کی روشنی میں

(از مولوی عبد الحق صاحب ودیارتھی)

خداوند نے کہا۔ آو ہم انسان کو اپنی صورت پر اور اپنی مانند بناویں پس اس نے انسان کو اپنی صورت پر پیدا کیا نر او ناری انکو پیدا کیا ان کو برکت دی اور کہا پھلو بڑھو زمین کو معمور کرو اور اس کو محکوم کرو۔ سمندر کی مچھلیوں پر آسمان کے پرندوں پر اور سب چرندوں پر جو زمین پر چلتے ہیں۔ حکومت کرو پھر عدن کے مشرق کی جانب جیحون اور سیحون دجلہ و فرات کی گوہر آفریں اور جنت نشاں وادیوں میں ایک باغ لگایا۔ جس کے اندر ہر ایک درخت جو دیکھنے میں خوشنما اور کھانے میں خوب تھا۔ اگایا اور نیک بد کی پہچان کے درخت کو زمین سے پیدا کیا۔ آدم اور حوا کو اس باغ میں رکھا اور آدم کو حکم دیکر کہا کہ تو باغ کے ہر درخت کا پھل کھایا کر۔ لیکن نیک و بد کی پہچان کے درخت سے نہ کھانا۔ اور سانپ میدان کے سب جانوروں سے جنہیں خداوند نے بنایا تھا۔ ہوشیار تھا۔ اور اس نے عورت سے کہا کیا یہ سچ ہے کہ خدا نے کہا کہ باغ کے ہر درخت سے نہ کھانا۔ عورت نے سانپ سے کہا کہ باغ کے درختوں کا پھل تو ہم کھاتے ہیں۔ مگر اس درخت کے پھل کو جو باغ کے بیچوں بیچ ہے۔ خدا نے کہا کہ تم اس سے نہ کھانا اور نہ اسے چھونا۔ ایسا نہ ہو کہ تم مرجاؤ۔ تب سانپ نے عورت سے کہا کہ تم ہرگز نہ مروگے۔ بلکہ خدا جانتا ہے کہ جس دن اسے کھاؤگے تمہاری آنکھیں کھل جائیں گی۔ اور تم خدا کے مانند نیک و بد کے جاننے والے ہوجاؤگے" (خلاصہ مضمون پیدائش باب ۳-۱)

یہ وہ قصہ ہے۔ کہ جس کی بنا پر ہبوط نسل انسانی کی عالمگیر فرضی عمارت تعمیر کی جاتی ہے لیکن اسے ذرا علم و عقل کی روشنی میں غور کرو۔

۱- خداوند نے انسان کو اپنی صورت پر اور اپنی مانند پیدا کیا خدا میں نیک و بد کی تمیز تھی یا نہیں۔ اگر تھی تو آدم اپنی پیدائش سے خدا کی مانند نہ ہوا۔ کیونکہ اس میں تمیز درخت کا پھل کھانے کے بعد پیدا ہوئی اگر خدا میں تمیز نہیں تھی تو بعد میں کس طرح پیدا ہوئی؟

۲- خدا نے انسان کو کائنات پر حکمران مقرر کیا۔ کیا کوئی حکومت دنیا میں نیک بد کی تمیز کے بغیر قائم رہ سکتی ہے۔ یا ایک دن کے لئے بھی ٹھہر سکتی ہے؟

۳- خدا نے نیکی اور بدی کی تمیز کا درخت اگر آدم کے فائدے کے لئے پیدا نہیں کیا تھا۔ تو کیا اپنے لئے پیدا کیا تھا؟ ورنہ اس کی پیدائش کی اور تیسری غرض کیا تھی؟

۴- اس درخت کی پیدائش سے پہلے خدا میں خود نیکی و بدی کی تمیز تھی یا نہیں؟

۵- باغ عدن کے تمام درختوں میں سے اچھے یا برے درخت کی پہچان آدم اور حوا کو کیونکر حاصل ہوئی؟ جبکہ انہوں نے نیکی اور بدی کی پہچان کے درخت کو ابھی چھوا تک نہ تھا؟

۶- اچھے اور برے درختوں کی پہچان کراتے وقت کیا خود خدا نے ان کو تمیز کے درخت سے پھل نہیں کھلایا؟ ورنہ اچھے اور برے درخت کی شناخت ان کو کیونکر حاصل ہوئی؟

۷- شیطان کو نیکی اور بدی کی تمیز کہاں سے حاصل ہوئی؟ آیا اس کو کسی اور ہستی نے درخت کا پھل کھلوا دیا تھا۔ کہ اس نے معہود ذہنی والا درخت اس کو بتلا دیا۔

۸- شیطان کو یہ علم کہاں سے حاصل ہوا۔ کہ آدم اور حوا کو فلاں درخت سے منع کیا گیا ہے کہیں وہ عالم الغیب تو نہیں یا آدم کو حکم ملتے وقت وہ بھی جنت ہی میں موجود تھا۔

۹- بائیبل میں یہ کہیں نہیں لکھا کہ اس سے پیشتر خدا نے آدم و حوا کو خبردار کر دیا تھا۔ کہ شیطان تمہارا دشمن ہے اس کے دھوکے میں نہ آنا تاکہ وہ اس کی بابت ہوشیار رہتے۔

۱۰- اگر پیشتر سے انہیں اطلاع بھی ہوتی تو خدا اور شیطان میں وہ تمیز کیسے کر سکتے تھے۔ کیونکہ نیکی اور بدی کی تمیز کا درخت تو انہوں نے ابھی چھوا تک نہ تھا (خدا میں نیکی ہے اور شیطان از سرتا پا بدی)

غرض یہ اور اس قسم کی بیسیوں باتیں تھیں کہ جو آدم اور حوا کے دل میں آسکتی تھیں۔ اور یقیناً آئی ہوں گی بہرحال حوا کہ جس پر فریب کھانے کا الزام لگایا جاتا ہے۔ اس نے یہ خیال کیا کہ ہمیں ضرور پھل کھانا چاہیے۔ علاوہ ازیں جہاں تک اس نے اس سوال کو عقل و فکر کے سامنے پیش کیا اسے یہی بہتر معلوم ہوا۔ وہ سوچنے لگی۔ کیا علم کے درخت کا پھل کھانا کوئی بدی ہو سکتی ہے؟ کیا خدا کی منشا ہم کو بے علم اور جاہل رکھنے کی ہے۔ خدا کے متعلق تو ہمیں ایسا خیال کرنا بھی گناہ ہے۔ تو پھر کیا یہ گناہ ہے کہ ہم میں نیک و بد کی تمیز ہو جائے؟ کیونکہ آخر خدا یہی تو کہتا ہے کہ اس درخت کے پھل کھانے سے کھانے والا بدی اور [illegible] بچنا ہی ضرور ہے تو پھر ہوگی تو ہم بدی سے کیسے بچ سکیں گے؟ علاوہ ازیں حوا نے سوچا کہ بھلا ہمارے جاہل اور بے علم رہنے سے خدا کے جلال میں کیا زیادہ ہوگا۔ بلکہ جس قدر علم و معرفت بڑھے گا۔ اسی قدر ہم میں حمد و شکر گذاری کرنے کا احساس زیادہ ہوگا۔ کیا خدا نے ہمیں علم و دانائی حاصل کرنے کے قویٰ نہیں بخشے۔ اور اگر اس نے یہ قوتیں انسان کو دی ہیں تو پھر یہ قوتیں نشو و نما پانی چاہئیں۔ غرض جناب حوا نے بہت ہی سر مارا ہر چند سوچا اور غور کیا۔ ان کی عقل میں کوئی بھی معقول بات نہ آئی۔ کہ کیوں خدا کی طرف سے ممانعت ہو سکتی ہے کہ درخت علم کا پھل نہ کھایا جائے۔ یہ بات انہیں لا ینحل بھید ہی نظر آئی۔ پادری صاحبان خود سوچیں یہ تو کوئی سر ہی تھا۔ جو نہ ہماری سمجھ میں آتا ہے نہ حوا کی سمجھ میں آیا۔ نہ کسی اور انسان کی سمجھ میں آیا۔ اور نہ آئے گا۔ جس درخت کی بابت یہ لکھا ہے کہ اس کو کھا کر انسان عقلمند ہوتا ہے اس کے متعلق یہ گمان کرنا کہ خدا اس کے کھا جانے سے منع کرے گا یہ تو حکیم و علیم خدا کی شان کے خلاف ہے۔ جنت کے باغ میں بھلا اس سے بڑھ کر دیکھنے میں خوبصورت کھانے میں نہایت لذیذ اور کونسا درخت ہوگا۔ حوا کے ذہن میں یہ ساری باتیں یکے بعد دیگرے آئیں اور آخر اس درخت کے پھل کو کھا ہی لیا۔ پھر کیا تھا بدی اور نیکی کے درمیان تمیز کرنے کی قوت اس میں پیدا ہوگئی۔ کیا راحت بخش تبدیلی تھی۔ جو اس میں پیدا ہوئی۔ یہ تو ایک نایاب عطیہ الٰہی تھا۔ جو قسمت کی خوبی اور نصیبہ کی رسائی سے اچانک اس کو حاصل ہوگیا اس نے خوشی کے جوش میں آکر اس پھل کو کھا لیا۔ اور آدم کو دے دیا۔ آدم نے جب عورت کے اندر اس قدر تبدیلی دیکھی تو اس نے بھی خوش ہوکر پھل کھایا۔ پھل کھانا تھا کہ آدم بھی نیک بد کی تمیز میں خدا کی مانند ہوگیا۔ یہ ارتقاء نسل انسانی کی انتہا تھی جو آدم کو اس درخت کا پھل کھانے سے حاصل ہوئی۔ نظام عالم میں ایک اور دانشمند اور حکیم خدا کا اضافہ ہوا۔ تین سے چار ہوگئے۔ دو میں تیسرا آنکھوں میں ٹھیکرا تو لوگ کہا ہی کرتے ہیں۔ مگر تین خداؤں (باپ بیٹا اور روح القدس) کے ساتھ چوتھے کا اضافہ کچھ ایسا منحوس اضافہ نہ تھا۔ مگر اس کو کیا کیجیے کہ وہ خدا بڑا حاسد خدا تھا (خروج باب ۲۰) اسے یہ کب گوارا تھا کہ زمین کے اوپر یا آسمان کے نیچے کوئی دوسرا خدا بھی ہو جائے۔ اور سب سے بڑی فکر کی بات یہ تھی کہ اس باغ میں ایک حیات اور دائمی زندگی کا درخت بھی تھا۔ اغلب تھا کہ آدم اس پر بھی ہاتھ چلائے اور ہمیشہ کی زندگی حاصل کرے۔ کلیتہً واجب الوجود اور قادر مطلق بن بیٹھے۔ اس نے کہا اب ایسا ہو کہ آدم اپنا ہاتھ بڑھائے۔ اور حیات کے درخت سے کچھ بھی لیوے اور کھائے اور ہمیشہ جیتا رہے۔ پیدائش ۳/۲۲ چار و ناچار خداوند خدا کے ہاں اس ہر وقت کی خلش کا ایک ہی علاج تھا کہ وہ آدم اور حوا کو باغ عدن سے باہر کر دے مگر آدم جو علم و حکمت کے درخت سے لذت آشنا ہو چکا تھا اور اس راز کو اچھی طرح

جلد ۱۸ | لاہور یوم سہ شنبہ مطبوعہ ۲۸ ربیع الثانی ۱۳۴۹ ہجری مطابق ۲۳ ستمبر ۱۹۳۰ عیسوی | نمبر ۶۳

رہبرانِ گم کردہ راہ

(از جناب مرزا محمد ہادی صاحب عزیز لکھنوی)

محنت شعارِ منزلِ مقصد تک آ گئے — خلوت میں دیکھتا ہی رہا کرّ و فر کو میں
وقتی خروش تھا اثرِ شعبۂ جنوں — سمجھا مآلِ مسلمِ شوریدہ سر کو میں
حسرت سے دیکھتا ہوں سراسیمہ مضطرب — کنجِ قفس میں طائرِ بے بال و پر کو میں
"او خویشتن گم است کرا رہبری کند" — گم کردہ راہ پاتا ہوں خود راہبر کو میں
وہ دل نہیں حرارتِ مذہب کی جس میں لہر — بجلی گرا کے پھونک دوں ایسے گھر کو میں
بیکار سعیٔ ضبط ہے روکوں گا کیا بھلا — بیتابیٔ تراوشِ خونِ جگر کو میں
بے سود ہر دوا ہوئی ناکام ہر دعا — لاؤں کہاں سے ڈھونڈ کے یارِ اثر کو میں
کل تک تو بت شکن تھا مگر آج کیا ہوا — در پر صنم کدوں کے جھکاتا ہوں سر کو میں
سینہ سے داغ داغ سمجھتا ہوں دلپذیر — گلدستۂ بہار فریبِ نظر کو میں
اندازہ رہبروں کی حقیقت کا جب نہیں — سمجھوں گا کیا بھلا خطرِ رہگذر کو میں

"چلتا ہوں تھوڑی دور ہر اک تیز رو کے ساتھ
پہچانتا نہیں ہوں ابھی راہبر کو میں" (غالب)

عالمِ اسلام

لندن کا ایک پیغام مظہر ہے۔ یہاں افواہ پھیلی ہوئی ہے۔ کہ کرنل لارنس آج کل کردوں کے علاقہ میں ہے۔ اور اسی نے وہاں بغاوت برپا کرائی ہے۔

لیکن ایک سرکاری خبر شائع کرائی گئی ہے۔ جس میں اس افواہ کی تردید کی گئی ہے۔ اور بتایا ہے کہ کرنل لارنس آج کل انگلستان میں فوجی ہوائی مستقر میں کام کر رہا ہے۔ (الاہرام قاہرہ)

قسطنطنیہ۔ استمبر۔ ترکی [illegible] کردیا [illegible] کے خلاف ترکی افواج کی جارحانہ کارروائی نہایت موثر ثابت ہوئی ہے۔ اور باغیوں کے پاؤں اکھڑ گئے۔ چنانچہ اب کرد جنوب مشرق کی طرف واپس ہو رہے ہیں۔ ترکوں نے اہم جنگی مقامات پر قبضہ کر لیا ہے۔ عنقریب سرحد عراق کے ملحقہ علاقہ میں فوجی پیشقدمی شروع کر دی جائے گی۔ افواج پہلے ہی جمع ہو چکی ہیں۔

بھوپال۔ استمبر۔ ہز ہائینس نواب صاحب بھوپال جو ۲۰ ستمبر کو انگلستان روانہ ہونے والے تھے۔ ۱۴ اکتوبر تک اپنی روانگی ملتوی کر دی ہے۔ کیونکہ گول میز کانفرنس نومبر تک اپنا کام شروع نہیں کرے گی۔

قسطنطنیہ کا ایک پیغام مظہر ہے کہ مقبولہ خانم ہز ایکسیلنسی غازی مصطفیٰ کمال پاشا کی ہمشیرہ نئی سیاسی جماعت میں جو فتحی بے نے منظم کی ہے شامل ہو گئی ہے۔

بغداد ۱۱ ستمبر۔ انگلستان اور عراق کے عہدنامہ سے کرد سخت غیر مطمئن اور ناراض ہیں۔ چنانچہ اب عام انتخابات کی سخت مخالفت کر رہے ہیں۔ انہوں نے ووٹ دینے سے بھی انکار کر دیا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مظاہرہ کرنے والوں اور پولیس کے درمیان سرکاری عمارات کے باہر باقاعدہ جنگ ہوئی۔ جس میں ۱۴ آدمی مقتول اور ۳۵ مجروح ہوئے مقتولین میں ایک عراقی سپاہی بھی تھا۔ اور مجروحین میں چار سپاہی اور نو پولیس والے شامل تھے۔ سلیمانی بلوائی ریوالوروں تلواروں اور لاٹھیوں سے مسلح تھے۔ حکام مشتعل کردوں کو مغلوب کرنے کے لئے جنہوں نے غیر سرکاری دفاتر کا محاصرہ کر لیا تھا پولیس طلب کرنے پر مجبور ہوئے۔

مصر کی وزارتِ اوقاف نے مصر کے محکمہ آثار قدیمہ کا سکندریہ میں مسجد دانیال کے قریب سکندر اعظم کے مقبرے کو کھودنے کی اجازت دیدی ہے۔ وزارت مذکور نے یہ شرط عاید کی ہے۔ کہ مقبرہ کھودنے پر نعش کے صندوق کو نہ چھیڑا جائے۔ کھدوائی کے اخراجات محکمہ آثار قدیمہ برداشت کرے گا۔

مصری آثار قدیمہ کی طرف سے سٹر ہاورڈ کارٹر یہ کام اپنے ذمہ لیں گے۔

مشہد ۹ ستمبر۔ شاہ ایران ماہِ اکتوبر کی کسی تاریخ کو مشہد تشریف لائیں گے۔ چنانچہ عمارتوں اور دکانوں کی تعمیر جلد جلد ہو رہی ہے۔ مشہد میں آج کل تجارتی کاروبار بہت بری حالت میں ہے۔ مال درآمد پر بہت سی پابندیاں عاید ہیں۔ ہندوستانی تاجروں کو سب سے زیادہ نقصان برداشت کرنا پڑا ہے۔ شکر کی قیمت بڑھ گئی ہے۔ کیونکہ سودے

قُل یٰاَھلَ الکِتٰبِ تَعَالَوا اِلٰی کَلِمَۃٍ سَوَآءٍ بَینَنَا وَبَینَکُم اَلَّا نَعبُدَ اِلَّا اللّٰہَ وَلَا نُشرِکَ بِہٖ شَیئًا وَّلَا یَتَّخِذَ بَعضُنَا بَعضًا اَربَابًا مِّن دُونِ اللّٰہِ فَاِن تَوَلَّوا فَقُولُوا اشھَدُوا بِاَنَّا مُسلِمُونَ (۳: ۶۴)

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ آرگن

پیغامِ صلح

ادارۂ تحریر
عبد الحق

اغراض و مقاصد

جلد ۱۸ | لاہور۔ یوم دوشنبہ مطبوعہ ۳ رجمادی الثانی ۱۳۴۹ھ ہجری مطابق ۲۷ر اکتوبر ۱۹۳۰ء عیسوی | نمبر ۱۱۱

امام ابو عبد اللہ بن اسمٰعیل البخاریؒ

(از جناب مرزا مسعود بیگ صاحب بی اے)

امت احمدیہ میں وقتاً فوقتاً بڑے بڑے مجددین۔ علمائے فقہا اور مجتہدین گذرے اور دین اسلام کی تجدید و حفاظت کی خدمات بجا لاتے رہے ہیں۔ مگر جو خدمت اس پاک دین کی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی ذات سے ہوئی وہ اپنی نظیر آپ ہے۔ امت مسلمہ ہمیشہ کے لئے اس عظیم الشان شخصیت کی ممنونِ احسان رہے گی۔

امام مرحوم نے اپنی مشہور کتاب الصحیح سولہ سال کی لگاتار محنت اور کوشش کے بعد لکھی۔ آج بیسویں صدی میں رہنے والے لوگ شاید اس کو کوئی بہت بڑا کام نہ سمجھیں۔ کیونکہ اس زمانہ میں ذرائع آمد و رفت عام ہیں۔ بہت تھوڑے عرصہ میں ہم دنیا کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک پہنچ سکتے ہیں۔ زمانہ کی ترقی کے ساتھ ادب اور علم نے بھی اس قدر ترقی کی ہے کہ گھر بیٹھے ہم دنیا کی جونسی کتاب چاہیں منگوا کر مطالعہ کر سکتے ہیں۔ حصول علم میں ہمیں خاص تکلیف اور تگ و دو کی ضرورت پیش نہیں آتی۔ لیکن آج سے بارہ سو سال پیشتر یہ آسائش میسر نہ تھی۔ اور امام بخاری کو ایک ایک حدیث کی خاطر کئی کئی ہزار میل کا سفر طے کرنا پڑا اور بڑی محنت اور جانفشانی کے بعد وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوئے۔ چنانچہ امام مرحوم نے خراسان۔ بلاد الجبال۔ شہر ہائے عراق۔ حجاز۔ شام اور مصر میں سفر کیا۔ اور حدیثیں لکھیں۔ انہوں نے ایک ہزار سے زیادہ شیوخ سے حدیث کے بارے میں استفسار کیا۔ ان شیوخ کو ملنے کے لئے امام مرحوم کو مختلف شہروں کے دورے کرنے پڑے۔ جو بڑے بڑے فاصلوں پر واقع تھے۔ مثلاً بلخ۔ مرو۔ نیشاپور وغیرہ۔

امام بخاری علم نقل اور تفہیم حدیث میں یگانہ تھے۔ حمیدی نے جذوۃ المقتبس میں اور خطیب بغدادی نے تاریخ بغداد میں ایک واقع نقل کیا ہے۔ لکھتے ہیں کہ جب امام مرحوم بغداد میں تشریف لائے تو علمائے حدیث ان کے گرد جمع ہو گئے۔ ان اہالیانِ بغداد نے امام بخاری کے علم حدیث کا امتحان کرنا چاہا۔ اس لئے انہوں نے سو حدیثیں لے کر ان کو دس آدمیوں میں تقسیم کر دیا اور ہر ایک شخص کو دس دس حدیثیں لکھ دیں۔ لیکن انہوں نے حدیثوں کو غلط طور پر لکھا یعنی کسی حدیث کے متن کو لے کر کسی اور حدیث کی سند سے ملا دیا۔ اور اس کی سند کو کسی اور متن سے جوڑ دیا۔ ان دس اصحاب میں سے ہر ایک کو ہدایت تھی کہ جب بخاری علیہ الرحمۃ مجلس میں تشریف لائیں تو وہ کھڑا ہو کر ان الٹ پلٹ حدیثوں کی بابت ان سے استفسار کرے۔ امام موصوف جب تشریف لائے اور مجلس آدمیوں سے بھر گئی تو پہلے شخص نے اٹھ کر پہلی حدیث پڑھی۔ اور بخاریؒ سے استفسار کیا۔ آپ نے فرمایا میں اس کو نہیں جانتا۔ اس نے دوسری حدیث پڑھی اور آپ نے فرمایا میں اس کو نہیں جانتا۔ اس نے تیسری حدیث پڑھی اور آپ نے فرمایا میں اس کو نہیں جانتا۔ علی ہذا القیاس اس نے دسوں حدیثیں ختم کر دیں۔ اور امام بخاری وہی جواب دیتے رہے اسی طرح یکے بعد دیگرے باقی نو آدمیوں نے بھی اپنی اپنی حدیثیں پڑھیں۔ اور امام مرحوم یہی فرماتے رہے کہ میں اس کو نہیں جانتا۔ جب وہ دسوں اصحاب اپنی سو حدیثیں ختم کر چکے تو امام بخاریؒ اٹھ کر کھڑے ہو گئے اور پہلے کی طرف منہ کر کے بولے کہ تیری پہلی حدیث ایسی ہے اور دوسری ایسی ہے۔ اور تیسری ایسی ہے۔ اور دسویں ایسی ہے۔ یعنی آپ نے ہر متن کو اس کی سند اور ہر سند کو اس کے متن کے ساتھ ملا کر صحیح طور پر پڑھ دیا۔ پھر دوسرے شخص کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور اس کی دسوں احادیث کی بھی تصحیح کر دی۔ اسی طرح آپ نے وہ سو حدیثیں درست کر کے پڑھ دیں۔ اہل بغداد یہ دیکھ کر دنگ رہ گئے۔ اور انہوں نے آپ کے حافظہ کا اقرار اور آپ کی فضیلت کا اعتراف کیا۔

امام بخاری نے اپنی جمع کردہ احادیث کو ۹۷ کتب میں تقسیم کیا۔ اور یہ کتب ۳۴۵۰ ابواب میں تقسیم ہوئیں۔ بخاری نے اپنی کتابوں کے موضوع چننے میں خاص دانشمندی سے کام لیا ہے۔ یعنی آپ کے استعمال کردہ موضوعات تمام فقہ کے دائرہ پر حاوی ہیں۔ ہر حدیث سے قبل آپ نے ایک چھوٹا سا دیباچہ لکھا ہے۔ جس کو اصطلاح حدیث میں ترجمہ کہتے ہیں۔ ان تراجم کے اندر عام طور پر آپ نے آیاتِ قرآنی یا کسی حدیث کا کوئی حصہ دیا ہے۔

ابن خلکان اپنی مشہور کتاب وفیات الاعیان میں لکھتے ہیں کہ امام بخاری کے علم میں ۶ لاکھ سے زیادہ احادیث تھیں۔ ان میں سے دو لاکھ ان کو زبانی یاد تھیں۔ ان ۶ لاکھ میں سے بہت چھان بین کے بعد انہوں نے ۷۳۹۳ احادیث صحیحہ چنیں اور بقول بعض ۷۲۹۵۔ اگر ان میں وہ احادیث بھی شامل کر دی جائیں جو انہوں نے تراجم میں نقل کیں تو کل تعداد ۹۰۸۲ بنتی ہے۔ اکثر اوقات ایک ہی حدیث مختلف ابواب میں دہرائی گئی۔ اگر ان دہرائی ہوئی حدیثوں کو نکال کر تعداد دیکھی جائے تو وہ صرف ۲۷۶۲ رہ جاتی ہے۔ اگر بنظر عمیق دیکھا جائے تو امام بخاری نے اتنے بڑے ذخیرہ میں سے صرف ایک فیصدی حدیث کو صحیح گردانا ہے جس حدیث کے متعلق ذرا بھی شبہ تھا اس کو لینے میں امام موصوف نے تامل کیا اور صرف وہ احادیث لیں جن کے صحیح اور بقول ارشادات آنحضرت صلعم ہونے میں ذرا بھر بھی شک و شبہ کی گنجائش نہ تھی۔ یہ امر صاف ظاہر کرتا ہے کہ امام بخاری کس قدر پاک طینت محتاط اور راست گو تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی کتاب [illegible] درجہ دیا جاتا ہے۔

بخاری علیہ الرحمۃ کا کام صد درجہ کی پرہیزگاری اور اتقا پر مبنی تھا۔ چنانچہ محمد بن یوسف الفربری سے روایت ہے کہ امام مرحوم فرماتے تھے کہ انہوں نے کتاب الصحیح میں کوئی حدیث نقل نہیں کی جس سے قبل انہوں نے غسل نہ کیا ہو۔ اور دو رکعت نماز ادا نہ کی ہو۔ اس عظیم الشان کام کا بیڑا اٹھانے کی وجہ بخاری صاحب نے خود فرمائی ہے۔ کہتے ہیں کہ خواب میں انہیں دکھایا گیا کہ وہ جناب سرور کونین کے جسم مبارک سے مکھیاں ہٹا رہے ہیں۔ آپ ایسی خواب دیکھ کر قدرے حیران ہوئے۔ ایک صاحب نے جو فن تعبیر کے ماہر تھے امام بخاری کی تسلی کی اور فرمایا کہ مکھیوں سے مراد وہ جھوٹ ہے جو جناب رسولؐ کے ارشادات میں داخل کر دیا گیا ہے۔ اس بات سے امام مرحوم نے سمجھ لیا کہ ان کے ذمہ احادیث کی چھان بین کا عظیم الشان کام خدا نے سپرد کیا ہے۔ اور کہ رسول اکرمؐ کے کلام میں حق و باطل کی تمیز کرنے کا فخر ان کو حاصل ہوا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ امام علیہ الرحمۃ نے سولہ سال لگاتار محنت کی بڑے بڑے علماء اور شیوخ سے مشورہ کیا اور ہر حدیث کو نقل کرنے سے پیشتر خدا کے حضور جھک کر دعا کی۔ سچ ہے یہ بخاری جیسی عظیم القدر ہستی کا ہی کام تھا۔ اتنی بڑی خدمت کی نظیر دنیا میں بہت کم ملے گی۔ لیکن خدائے ذوالجلال نے بھی بخاریؒ کو وہ رتبہ عطا کیا ہے کہ بہت کم لوگوں کو نصیب ہوا ہو گا۔ نقل ہے کہ کسی نے خواب میں جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جنت کے دروازے پر کھڑا دیکھا۔ اور دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ وہ امام بخاری کی انتظار میں کھڑے ہیں۔ سبحان اللہ۔

اسی طرح خطیب بغدادی لکھتے ہیں کہ محمد بن یوسف الفربری روایت کرتے تھے کہ انہوں نے خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی۔ جناب رسول نے پوچھا کہ تم کہاں جاتے ہو۔ الفربری نے جواب دیا کہ میں محمد بن اسمٰعیل کے ہاں جا رہا ہوں۔ آپ نے فرمایا اسے میرا سلام کہہ دینا۔

امام بخاری لاغر اندام تھے۔ نہ لمبے تھے نہ ناٹے۔ آپ کی ولادت بروز جمعہ بعد از نماز شوال ۱۹۴ھ میں ہوئی۔ جائے ولادت کا صحیح پتہ نہیں لگ سکا۔ آپ کی وفات شب شنبہ بعد از نماز عشاء روز عید الفطر کی رات تھی ۲۵۶ھ میں ہوئی۔ آپ اگلے روز نماز عید الفطر کے بعد دوپہر کے وقت بمقام خرتنگ جو سمرقند کے دیہات میں ایک گاؤں ہے مدفون ہوئے۔ خدا ان پر رحم فرمائے۔

تاریخ

كَانَ البُخَارِيُ حَافِظًا وَمُحَدِّثًا جَمَعَ الصَّحِيحَ مُكَمَّلَ التَّحْرِيرِ
مِيلَادُهُ صِدْقٌ وَمُدَّةُ عُمْرِهِ فِيهَا حَمِيدٌ وَانْقَضَى فِي نُورِ

ناظرین:۔ خط و کتابت کے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں۔

قل یا اھل الکتٰب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا و بینکم الا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ فان تولوا فقولوا اشھدوا بانا مسلمون

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ آرگن

پیغامِ صلح

اداریٔ تحریر عبد الحق

حضرت مسیح موعود اور آپکی جماعت کا مذہب

اغراض و مقاصد

۱- مذاہب عالم کو دعوت اسلام۔
۲- فضائل اسلام اور قرآن کی نشر و اشاعت
۳- مسلمانوں کی باہمی تکفیر کو مٹا کر آپس میں رواداری کی تلقین کرنا۔
۴- مجدد وقت حضرت مسیح موعود کی تعلیم اور خدمات اسلام سے دنیا کو روشناس کرانا۔

جلد ۱۸ | لاہور یوم یکشنبہ مطبوعہ ۲ رجب ۱۳۴۹ ہجری مطابق ۲۳ نومبر ۱۹۳۰ عیسوی | نمبر ۷۷

بادۂ عرفان کے چند قطرے

دلائل ہستیٔ باری تعالیٰ

از درس قرآن مجید۔ فرمودۂ حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ

(مرتبہ ایڈیٹر)

والسماء بنینھا باید وانا لموسعون والارض فرشنھا فنعم الماھدون ۰ ومن کل شیء خلقنا زوجین لعلکم تذکرون ۰ ففروا الی اللہ انی لکم منہ نذیر مبین ۰ ولا تجعلوا مع اللہ الٰھا آخر انی لکم منہ نذیر مبین . . . . الیٰ . . . . یوعدون (الطور) گذشتہ درس میں میں نے مضمون کو باہر سے ہستی باری کے جو دلائل پیدا ہوتے ہیں ختم کر دیا تھا۔ اس لئے نہیں کہ وہ دلائل ختم ہو گئے ہیں۔ یا خود ہی اس کو طول دینا نہیں چاہتا۔ بلکہ اس لئے بھی کہ مجھے اس قدر فرصت نہیں ملتی کہ [illegible] بیان کر سکوں۔ اور حق درس تو [illegible] جس قدر فرصت کی ضرورت ہے وہ مجھے میسر نہیں آتی۔ اور یہاں لاہور میں ابھی نہیں سکتی۔ خلق سے دلیل ہستی باری کے میں نے چار یا پانچ حصے کئے تھے۔ اور پہلے کو بیان کر دیا تھا۔ اب میں دوسرے حصے کو لیتا ہوں۔ سب سے پہلی وحی کی آیت اقرا باسم ربک الذی خلق ۰ خلق الانسان من علق الخ میں میں نے بتایا تھا کہ تمام اقسام دلائل کو جمع کر دیا گیا ہے۔ سب سے پہلی آیت باسم ربک الذی میں ربک الذی خلق فرمایا ہے۔ یعنی تیرا رب جس نے پیدا کیا ہے۔ یوں نہیں کہا باسم اللہ الذی خلق یعنی اللہ کے نام سے نہیں کہا۔ بلکہ لفظ رب کو اختیار کیا ہے۔ حالانکہ لفظ اللہ اسم اعظم ہے۔ اور اس میں تمام صفات الٰہی آ جاتی ہیں۔ لفظ رب کو اس لئے لایا کہ اس کے ساتھ لانے میں خلق پر دلیل پیدا ہو جاتی ہے۔ اور وہ دلیل لفظ اللہ لانے سے پیدا نہیں ہوتی۔ کیونکہ رب کے معنے ہیں۔ کسی چیز کو ادنیٰ حالت سے آہستہ آہستہ اعلیٰ حالت کی طرف لانے والا اور اس کا مفصل بیان پہلے ہو چکا ہے۔ اس کا ایک اور پہلو ہے۔ کہ زمین، آسمان، سورج، چاند ستارے اور ان کے اندر انواع مخلوقات جو کچھ بھی ہمیں نظر آ رہا ہے۔ یا ان کے متعلق جو کچھ بھی تحقیقات آج تک دریافت کر چکی ہے۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب کچھ ادنیٰ حالت سے اعلیٰ درجے کو پہنچا ہے۔ یعنی یہ سب کچھ رب کی شان ہے۔ کل جو کچھ تھا وہ آج نہیں ہے۔ اور آج جو ہے وہ آئندہ کل میں نہ ہوگا۔ ہر ایک چیز ترقی کر رہی ہے۔ [illegible] مخلوق کو دیکھتے ہوئے پیچھے کی طرف چلے جائیں خواہ [illegible]

ادنیٰ حالت نظر آئے گی۔ شروع میں وہ ادنیٰ حالت کیا تھی اس کو ہم نہیں بتا سکتے۔

قرآن کریم اور علوم جدیدہ

سائنس کی تحقیقات ہمیں صرف اس قدر بتاتی ہے۔ کہ یہ تمام جرم کہ جو آج بڑے بڑے کروں کی شکل میں نظر آتے ہیں یہ سب ابتری کی حالت سے نکلے ہیں۔ اور آہستہ آہستہ ترقی کرتے چلے آئے ہیں۔ اور یہ اصول سائنس کو آج مسلم ہے۔ اسی طرح قرآن شریف کا لفظ رب اشارہ کرتا ہے۔ لیکن اس ابتری کی حالت کا ذکر بھی قرآن شریف نے کیا ہے۔ فرمایا ان السمٰوٰت والارض کانتا رتقا ففتقنٰھما زمین اور آسمان ابتری کی حالت میں تھے۔ ہم نے ان کو الگ الگ کر دیا۔

خلق کے دلائل کے بعد دوسری دلیل خلق الانسان من علق سے دی ہے۔ علق کے معنی میں نے تعلق اور محبت کے بتائے تھے۔ یعنی انسان کے اندر اپنی محبت کے مادے کو رکھ دیا۔ اس ذیل میں صرف چند دلائل پیش کر سکوں گا۔ یہ مضمون نامکمل ہے۔ اس پر کافی غور کا موقعہ نہیں ملا۔ اس لئے اس کا گویا جو حق ہے وہ ادا نہیں ہوگا۔ اس من علق یعنی فطرت انسانی کے ساتھ تعلق رکھنے والے دلائل ہستی باری تعالیٰ ہر قسم کے دلائل ہیں۔

انسان اور دوسری مخلوق میں وجہ تمیز احساس ہے

انسان اور دوسری مخلوق میں فرق احساس کا ہے۔ یا یوں سمجھو کہ انسان میں احساس باقی مخلوق کی نسبت بہت بڑھا ہوا ہے۔ اس مخلوق میں جمادات، نباتات اور حیوانات سبھی ہیں۔ ان سب میں ایک نہ ایک قسم کا احساس ہے لیکن جمادات میں بہت کم ہے۔ نباتات میں اس سے زیادہ ہے اور حیوانات میں اس سے بہت زیادہ ہے۔ اور پھر ان میں سے بھی انسان میں سب سے زیادہ ہے اور اس طرح سے مخلوق میں یہ احساس ترقی کرتا چلا آیا ہے۔ انسان میں آ کر یہ صفت بہت ترقی کر گئی ہے۔ اس لئے انسان کو گویا باقی مخلوقات سے متمیز کرنے والی صفت احساس ہے۔ اس احساس میں اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس کی طرف کشش بھی شامل ہے۔ یوں تو اس ذات کے ساتھ ہر چیز کا تعلق اور لگاؤ ہے [illegible] طرف کھینچی

بحمدہ ولاکن لا تفقھون تسبیحھم۔ ہر چیز میں اس کی محبت اور اس کی طرف کشش ہے۔ لیکن تم اس احساس اور کشش کو سمجھ نہیں سکتے۔ تسبح لہ السمٰوٰت السبع والارض ومن فیھن۔ تمام آسمان اور زمین اور جو کچھ اس میں ہے ہستی کا احساس رکھتے ہیں مگر انسان کے اندر وہ احساس الگ رنگ میں موجود ہے۔ اور من علق میں اس طرف توجہ دلائی ہے۔ گویا انسان کی بناوٹ میں یہ چیز موجود ہے اور پھر اس کے ترقی کرنے سے یہ دلیل اور بھی واضح ہو جاتی ہے۔ مگر فی الحقیقت یہ دلیل احساس اسی فطرۃ میں منقوش ہے۔ اس پر جو آیات دلالت کرتی ہیں۔ وہ حسب ذیل ہیں۔ فرمایا فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیھا لا تبدیل لخلق اللہ۔ اللہ کی بنائی ہوئی فطرۃ کہ جس پر اس نے انسانوں کو پیدا کیا ہے اس اللہ کی خلق کو تبدیل مت کرو۔ دوسری جگہ فرمایا واذ اخذ ربک من بنی آدم من ظھورھم ذریتھم واشھدھم علیٰ انفسھم الست بربکم قالوا بلیٰ شھدنا۔ جب تیرے رب نے اقرار لیا بنی آدم سے۔ جبکہ وہ اپنے آبا کی پشت میں ان کی ذریت تھی۔ اور ان کو اپنے آپ گواہ ٹھہرایا۔ کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں۔ انہوں نے کہا ہاں کیوں نہیں۔ ہم اس پر شہادت دیتے ہیں۔ ایک جگہ اور فرمایا ولئن سألتھم من خلق السمٰوٰت والارض لیقولن خلقھن العزیز الحکیم اگر تو ان منکران ہستی باری سے پوچھے کہ کس نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا۔ تو ضرور کہیں گے کہ ان کو ایک غالب حکمت والے نے پیدا کیا ہے۔ اور پھر اس سورت کے آخر پر فرمایا ولئن سألتھم من خلقھم لیقولن اللہ فانی یؤفکون۔ اگر تو ان سے سوال کرے کہ ان کو کس نے پیدا کیا تو وہ ضرور کہیں گے اللہ نے۔ پھر یہ کہاں بہکے پھرتے ہیں۔ ایسے ہی دو آیات سورۃ الطور کی ہیں۔ ام خلقوا من غیر شیء ام ھم الخالقون ۰ ام خلقوا السمٰوٰت والارض بل لا یوقنون کیا ان کو کسی اور چیز نے پیدا کیا ہے۔ یا وہ خود ہی اپنے خالق ہیں۔ کیا انہوں نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے۔ اصل کا تو ان کو یقین ہی نہیں۔ اسی طرح سورۂ عنکبوت میں ایک آیت ہے۔ فرمایا ولئن سألتھم من خلق السمٰوٰت والارض وسخر الشمس والقمر لیقولن اللہ ۲۹/۶۱ اگر تو ان سے پوچھے کہ آسمانوں کو اور زمین کو کس نے پیدا کیا۔ سورج اور چاند کو کس نے مسخر کیا تو وہ ضرور کہیں گے کہ اللہ نے۔

سالانہ جلسہ کے متعلق آخری اعلان

برادران مکرم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ اس وقت تک اپنے قومی اجتماع میں شریک ہونے کے لئے تیار ہو چکے ہوں گے۔ یا نہ شامل ہونے کا فیصلہ کر چکے ہوں گے۔ یہ دوسری صورت کسی قومی وجہ پر بھی ہو سکتی ہے۔ اور اس لئے بھی ہو سکتی ہے کہ آپ اپنے قومی اجتماع کو کافی اہمیت نہیں دیتے۔ اور انسان کا نفس بسا اوقات اسے دھوکہ دیتا ہے۔ کہ جب وہ ایک کام کی اہمیت کو نظر انداز کر دے تو اس میں نہ شامل ہونے کے لئے اسے ادنیٰ سے ادنیٰ عذر بھی قومی معلوم ہوتا ہے۔ اس لئے میں صرف اس قدر کہنا چاہتا ہوں کہ اس موقع پر پھر اس پر غور کر لیں۔

اس اجتماع کی بنیاد اس شخص نے ڈالی جس کو اللہ تعالےٰ نے مامور فرمایا تھا۔ اور اس وقت تو قوم میں روح پھونکنے کے اور بھی بہت سے ذرائع تھے۔ مگر اب صرف یہی ایک ذریعہ ہے۔ تقریر اور لکچر۔ اس اجتماع کے فوائد میں سے صرف ایک ہے ممکن ہے آپ کا یہ خیال ہو کہ ایسی تقریریں آپ نے پہلے بھی سنی ہوئی ہیں۔ یا وہ بذریعہ اخبارات آپ کے پاس پہنچ جائیں گی۔ قومی بہتری اور قومی استحکام کی تجاویز پر عمل پیرا ہونا ہی اصل کام ہے۔ اور وہ آپ تک ضرور پہنچ جائیں گی۔ لیکن اس اجتماع کی ایک برکت ایسی ہے جس کو یقیناً آپ اس کے اندر شامل ہوئے بغیر حاصل نہیں کر سکتے۔ یہ کوئی میلہ نہیں۔ کوئی دنیوی اجتماع نہیں۔ کسی گدی کا عرس نہیں۔ بلکہ ان لوگوں کا اجتماع ہے جنہوں نے اللہ کی رضا کے لئے اور اپنے بال بچوں کے پیٹ کاٹ کر اپنے مالوں کو اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے محمد رسول اللہ صلعم کے ناموس کی حفاظت کے لئے خدا کے کلام کو اور اس کے رسول کے اخلاقِ حمیدہ کو دنیا میں پہنچانے کے لئے خرچ کیا ہے ایسے لوگوں کا اجتماع۔ پھر اس کی غرض بھی سوائے اس کے کچھ نہ ہو کہ خدا کے دین کو قوت پہنچے۔ ایسی برکات کے نزول کا محل ہے جس سے ہر شامل ہونیوالا فائدہ اٹھاتا ہے۔ یہی وہ موقعے انسان کی زندگی میں ہیں۔ جب اس کے قلب پر ایک سکینت نازل ہوتی ہے۔ اور ایک پاک قلب کا اثر دوسرے پر پڑ کر کئی قسم کی تاریکیوں کو دور کر دیتا ہے۔ اور پھر جب ایک ہی وقت میں خدا کے حضور گر کر بہت سے دلوں سے درد کی صدا نکلتی ہے۔ تو وہ اللہ تعالےٰ کے عرش تک پہنچ جاتی ہے۔ یہ وہ فائدہ ہے جس کو آپ گھر بیٹھے حاصل نہیں کر سکتے۔ کسی کتاب اور اخبار سے وہ نہیں مل سکتا۔ یہی ایک قوم ہونے کا فائدہ ہے۔ جسے کسی دوسرے طریق سے کوئی حاصل نہیں کر سکتا۔ اس لئے اگر آپ فیصلہ بھی کر چکے ہیں کہ آپ اپنے قومی اجتماع میں شامل ہونے کی تکلیف نہیں کریں گے تو ابھی وقت ہے کہ اس فیصلے پر پھر غور کریں۔ اور اس وقت تک آپ کا دل غیر حاضری پر مطمئن نہ ہو جب تک ہمارے ایک مکرم بزرگ کی طرح جو اپنی سرکاری ملازمت سے مجبور رہے۔ دل میں یہ احساس پیدا نہ ہو کہ جلسہ سے محرومی ایک بدقسمتی یا شامت اعمال ہے۔ ہاں اگر آپ ان خوش قسمت انسانوں کی طرح ہوں۔ جنہیں خدا کی راہ میں خرچ کرنے کو نہ ملتا تھا تو ان کی آنکھوں سے آنسو نکل پڑتے تھے کہ خدا کے دین کی تنگی کے وقت میں انہیں خدا کی راہ میں خرچ کرنے کو نہیں ملتا۔ تولوا واعینھم تفیض من الدمع حزنا الا یجدوا ما ینفقون۔ تو آپ نے جلسہ کی غرض کو پا لیا۔ اور غیر حاضر رہ کر بھی حاضرین میں شمار ہو گئے۔ اور اگر آپ شمولیت کا فیصلہ کر چکے ہیں مگر اپنی قوم کو قوت پہنچانے کے لئے جو کوشش ضروری تھی اس کا حق آپ نے ادا نہیں کیا تو بھی ایک بات آپ اب بھی ایسی کر سکتے ہیں جو اس فروگذاشت کا کفارہ ہو سکتی ہے۔ آپ صرف اس عزم کو ساتھ لے کر آئیں کہ آپ نے اپنی جماعت کی مشکلات کو دور کر دینا ہے۔ اور اسے کامیابی کی منزل مقصود تک پہنچا کر آرام کرنا ہے۔

انسان کا عزم پھر وہ عزم جو ایمان پر مبنی ہو دنیا کی سب طاقتوں سے بڑی طاقت ہے۔ اس کے سامنے کوئی روک باقی نہیں رہتی۔ پھر اگر ایک جماعت کے اندر یہ عزم پیدا ہو جائے اس میں قوت بھی اسی لحاظ سے پیدا ہو گی۔ خوب یاد رکھو کہ کمی اگر کوئی ہے تو وہ ہمارے اندر ہی ہے۔ باہر نہیں۔ اگر انسان کا عزم پختہ ہو تو اسباب خود بخود مہیا ہوتے چلے جاتے ہیں۔ انسان کے عزم کے سامنے سب طاقتیں جھکتی چلی جاتی ہیں۔ اپنے عزم سے ہی خدا کے فرستادے ناممکن کو ممکن کر دکھاتے رہے ہیں۔ اور اگر ایسا ہی عزم ہمارے اندر بھی پیدا ہو جائے تو وہ ثمرات جو خدا کے برگزیدوں کو ملتے ہیں ہمیں بھی مل سکتے ہیں۔ وہ

انسان کسی کام کا نہیں جس کے فیصلے روز بدلتے رہتے ہیں۔ آج ہوا کا ایک جھونکا آتا ہے وہ دین کے لئے قربانی پر قربانی کرنے کو تیار ہو جاتا ہے اور اس کا جوش پھوٹ پھوٹ کر نکلتا ہے۔ اور ذرا باد مخالف کا جھونکا آیا۔ ذرا وسوسہ کسی نے دل میں ڈال دیا تو نہ خدا باقی رہتا ہے نہ رسول نہ اس کا دین۔ یہ مردانگی نہیں۔ مردانگی یہ ہے کہ انسان ایک دفعہ سوچ لے۔ کہ یہ کام جس کے لئے میں قدم اٹھانے لگا ہوں کیسا ہے۔ لیکن جب سوچ کر ایک دفعہ قدم اٹھا لے تو پھر جب تک ایک مجنون کی طرح کام نہیں کرتا وہ انسانیت کے بہت ادنیٰ مقام پر ہے۔ ایسا انسان دنیا میں کبھی کبھی کامیاب نہیں ہوتا۔ فرشتے خدا کی نصرتیں لے کر ضرور نازل ہوتے ہیں مگر کب؟ جب انسان اپنے آپ کو ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا کا مصداق بنا لے۔

دنیوی کامیابی کا انحصار بھی انسان کے عزم پر ہے۔ سو اس عزم کو اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کرو تو ساری کمزوریوں کی تباری ہو جائے گی۔ زید اور بکر کو اپنا معبود مت بناؤ۔ فلاں نے اچھا نمونہ نہیں دکھایا۔ فلاں دو شخص باہم لڑ رہے ہیں۔ فلاں نے ہم پر زیادتی کی۔ یہ محض وساوس ہیں۔ تم نے فلاں کی خاطر خدا کو اپنا معبود نہ بنایا نہ فلاں کی خاطر خدمت دین کا بیڑا اٹھایا۔ جو کچھ تم نے کہا خدا کے لئے کہا۔ جو کچھ تم نے کیا خدا کے لئے کیا۔ لا یضرکم من ضل اذا اھتدیتم۔ جو گمراہ ہے۔ ہو۔ اس سے تمہارے عزم میں فرق کیوں آئے۔ کام خدا کا ہے اس کا نہیں۔ آپ آئیں اور اس عزم کو ساتھ لے کر آئیں کہ ہم نے اس خدا کے دین کی خدمت کرنے والی جماعت کو کامیابی کے بلند مینار پر پہنچانا ہے۔ یقیناً ہم نے اشاعت اسلام کے مقصد کو سامنے رکھ کر بلند ترین مقصد کو اپنا نصب العین بنانا ہے۔ اگر ایسے بلند مقصد کے لئے تمہارے اندر عزم پیدا نہیں ہو سکتا تو کسی چھوٹے مقصد کے لئے کیا ہو گا۔

میرے دوستو! یہ شیطان ہے جو تمہارے دلوں میں طرح طرح کے وساوس پیدا کر کے تمہارے عزم کو کمزور کرنا چاہتا ہے۔ اور تمہیں دین کی خدمت سے محروم کرنا چاہتا ہے۔ تم شیطان کو کس قدر نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہو۔ کاش تم اس کے کام کو اس قدر نفرت کی نگاہ سے دیکھتے۔ اس کا کام وسوسہ اندازی ہے جو اس کو قبول کر لیتا ہے اسے شیطان سے نفرت کہاں باقی رہ سکتی ہے۔ جب ذرا سا وسوسہ تمہارے سامنے آتا ہے۔ تو اس کو تم اپنے دلوں میں جگہ دیتے ہو۔ اور تم کو خود بھی علم ہوتا ہے کہ اس وسوسہ کی وجہ سے تم خدمت دین سے محروم ہو گئے ہو۔ لیکن اس شیطانی وسوسہ کو تم دھکا نہیں دیتے۔ بلکہ اسے اپنی چیز سمجھتے ہوئے اس پر اصرار کرتے ہو۔ اس کو پختہ کرنے کی کوشش کرتے ہو۔ ایک پختہ اصول یاد رکھئے۔ جس بات سے تمہارا ایمان خدا پر کمزور ہو تم خدا سے دور ہو جاؤ۔ خدمت دین سے محروم ہو جاؤ۔ خوب یاد رکھو کہ وہ شیطانی وسوسہ ہے۔ وہ دھکا دینے کے قابل ہے۔ خدا نے تمہاری دستگیری فرمائی۔ کہ تمہیں ایک مجدد کے ذریعے سے اٹھایا۔ اور اپنے دین کی خدمت پر لگایا۔ کیا تمہیں یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ اس خدمت سے پیچھے ہٹانے والی چیز اس میں سست کرنیوالی چیز خدا کی طرف سے نہیں ہو سکتی۔

میرے دوستو! اللہ تعالےٰ ہماری فطرتوں کا خالق تمہیں آگاہ کرتا ہے کہ شیطان خناس ہے۔ وہ چھپکر آتا ہے اور وسوسہ اندازی سے اپنا کام لیتا ہے۔ تمہارے ہاتھ میں ایک معیار ہے اور وہ بڑا موٹا معیار ہے کہ جو چیز تمہیں خدمت دین میں سست کرے یا اس سے محروم کرے خدا پر تمہارے ایمان کو کمزور کرے وہ شیطانی وسوسہ ہے۔ اسے جلد دل سے نکالنے کی کوشش کرو۔ جہاں وسوسہ سے تمہارا عزم کمزور ہوا تمہاری ہمت پست ہو جائے گی۔ اور نیکی کی توفیق چھن جائے گی۔ اگر تم خدا کے دین کی خدمت کے لئے اپنے اندر عزم پیدا کرنا چاہتے ہو۔ تو ہر ایک ایسے وسوسہ کو دل سے دور کرنے کی کوشش کرو

آخر میں پھر اس بات کو دہراتا ہوں۔ اس اجتماع میں شریک ہونیکو اپنے لئے برکت کا موجب سمجھیں جسکی بنیاد ارشاد الٰہی پر ہے۔ اگر معذوری ہے تو اپنی بیکسی پر اور اس کے ساتھ ہی دین اسلام کی بیکسی پر چار آنسو ہی بہا دیجئے۔ آپ شامل ہوں اور اس عزم کے ساتھ شامل ہوں کہ ہم اپنی طاقت کی ایک ایک رتی اپنی قوم کو کامیاب بنانے کیلئے خرچ کرینگے

اور ادھر ادھر پھر کر نہیں دیکھیں گے۔ جب تک اپنی قوم کو مشکلات سے باہر اور ترقی کی شاہراہ پر دوڑتا ہوا نہ دیکھ لیں گے۔ اگر وہ درد اور یہ عزم تمہارے دلوں میں پیدا ہو جائے۔ تو تم نے مجدد کو شناخت کیا ہے۔ ورنہ تم باوجود اپنے اقراروں کے اس سے ابھی ناآشنا ہو۔ والسلام خاکسار

محمد علی

قادیانی مجاہد کا حضرت مسیح موعودؑ کی تحریف جہاد

دنیا میں لوگوں نے ہمیشہ اپنے بزرگوں کے اقوال۔ اعمال اور روش کی نقل کرنا اپنے لئے باعث سعادت سمجھا ہے اور کوئی بدبخت قوم ہے کہ جو اس تتبع اور نقش قدم پر گامزن ہونے کو بزرگوں کے ساتھ تمسخر اور استہزا کرنا سمجھے۔ سوا یا اس کے کہ جس کی عقل خلافت خالقہ کے بت کی نذر ہو گئی ہو۔ حضرت مسیح موعود کے عقاید کے خلاف انہوں نے عقاید تراشے۔ ان کے اقوال کے خلاف اقوال گھڑے۔ ان کے طریق عمل اور نصب العین یعنی اشاعت اسلام کو چھوڑ کر سیاست کے کاروبار میں یہ منہمک ہوئے۔ اللہ کی شان ہے۔ کہ اب حضرت مسیح موعود کے طرز کلام کا تتبع بھی ان کو تمسخر اور استہزا معلوم ہوتا ہے۔ لے دے کر اب ان مجاہدین قادیان کا جہاد حضرت مسیح موعود کے خلاف ہی رہ گیا ہے۔ ورنہ غیر مذاہب کے بالمقابل تو قادیان کا بوچڑ خانہ ان کی جہادی سپرٹ کا مدت سے قبر ہے۔ بوچڑ خانہ کے انہدام پر ان کا غذی مجاہدین اور ان کے پیر جی نے وہ شور مچایا کہ ہم نے سمجھا قادیانیوں کا ہر ایک گھر بوچڑ خانہ ہی بن جائے گا۔ مگر اب تک اس جہادی سپرٹ کا قادیان میں سے دیوالہ ہی نکلا ہوا دکھائی دیا۔

اخبار احمدیہ

— خواص پور سے بھائی محمد شریف خانصاحب برادر خورد شاہ محمد خانصاحب مرحوم اطلاع دیتے ہیں کہ ان کے ہاں لڑکا تولد ہوا اور ۵ دن کے بعد فوت ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

— خواجہ غلام احمد صاحب احمدی کشمیر سے لکھتے ہیں کہ وہ عرصہ سے بیمار ہیں۔ ان کے لئے احباب درد دل سے دعا کریں۔

— اخویم غلام احمد صاحب سرینگر کی اہلیہ کا انتقال ہو گیا ہے احباب مرحومہ کا جنازہ غائبانہ ادا فرمائیں۔ جماعت کو اپنے عزیز بھائی سے اس صدمہ میں دلی ہمدردی ہے۔ اللہ تعالےٰ مرحومہ کو مغفرت نصیب کرے۔

— ملک محمد اکبر صاحب ہیڈ ماسٹر سری نگر کشمیر جماعت کے بڑے مخلص ممبر ہیں۔ جوشِ تبلیغ آپ میں بدرجہ کمال ہے۔ اپنے کاروبار کے ساتھ ساتھ جماعت کی ترقی میں کوشش کرتے رہتے ہیں۔ گذشتہ دو اڑھائی سال سے مختلف ابتلاؤں میں مبتلا ہیں۔ احباب دعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالےٰ ان کی مشکلات کو دور فرمائے۔ اور انہیں خدمت دین کی بیش از بیش توفیق عطا فرمائے۔ (ایڈیٹر)

آفتاب اسلام کی ضیا باریاں

شیخ بشیر احمد صاحب ڈیرہ غازی خاں سے اطلاع دیتے ہیں کہ ۵۰ اشخاص نے اور اسلام قبول کیا ہے۔ اس سے پیشتر پچاس اشخاص کے قبول اسلام کی خبر پیغام صلح کی کسی گذشتہ اشاعت میں شائع کی جا چکی ہے

مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع | کا موجودہ پتہ صیغہ بازار [illegible]

دیا گیا ہے۔

(۲) دوسرا قاعدہ یہ ہے کہ جب ایک چیز کو اس کی اپنی جنس کے نام سے پکاریں گے تو اس نام کے استعمال کی وجہ ہم ہرگز بیان نہیں کریں گے۔ اور اگر ہم بیان کریں گے تو یہ فعل ہماری حماقت اور لغویت پر دلالت کرے گا۔ ہم کسی چیز کو کسی نام سے پکارے جانے کی وجہ ایسی صورت میں بیان کریں گے جب ایک چیز کی جنس کا نام کسی دوسری ایسی چیز کو دیا گیا ہے۔ جو اس کی جنس میں سے نہیں۔ مثلاً اگر کہیں شیر آجائے اور ہم لوگوں کو خبردار کریں کہ شیر آگیا تو ساتھ ساتھ ہم اس کی وجہ بیان نہیں کرتے جائیں گے کہ ہم نے اس شیر کو فلاں فلاں وجہ سے شیر کہا ہے۔ اگر ہم ایسا کریں گے تو یہ ہماری حماقت اور دیوانگی ہوگی البتہ اگر کوئی بہادر انسان آجائے اور ہم کہیں کہ دیکھئے جناب شیر آگیا تو پھر اس شیر کے نام کی توجیہ کرنی ہمارے لئے ضروری اور نہایت معقول ہوگی۔ کیونکہ جن لوگوں کو علم نہیں ان کی طرف سے یہ مطالبہ نہایت مناسب ہوگا۔ کہ ایک انسان کو شیر کا نام کیوں دیا گیا؟

(۳) تیسرا قاعدہ یہ ہے کہ جب ایک چیز کی جنس کا نام دوسری چیز کو دیا جائیگا تو وہ ہمیشہ مجاز کے طور پر دیا جائیگا نہ کہ حقیقت کے طور پر۔ خواہ مجاز کا لفظ ہم استعمال کریں یا نہ کریں مثلاً جب ہم کسی انسان کو شیر کا نام دیں گے تو ظاہر ہے کہ مجاز کے طور پر دیں گے۔ ہمیں یہ کہنے کی کوئی ضرورت نہیں کہ ہم ایسا مجاز کے طور پر کر رہے ہیں۔

اب ان تینوں متذکرہ صدر قاعدوں کو مدنظر رکھ کر غور و فکر سے کام لیا جائے تو نبی کا نام پانے کی حقیقت صاف صاف خدا کے فضل سے عیاں ہو جاتی ہے۔

(پہلا قاعدہ) اگر کوئی بزرگ اپنی خصوصیت یہ جتائیں کہ مجھ پر یہ خاص فضل ہوا ہے جو میرے جیسے دوسرے امتی لوگوں پر نہیں ہوا کہ مجھے نبی کا نام دیا گیا ہے تو ظاہر ہے کہ ایسا کہنے والا غیر نبی ہے۔ کیونکہ ایک غیر نبی تو اس خصوصیت پر فخر کر سکتا ہے کہ اسے نبی کا نام دیا گیا۔ مگر کسی نبی کا یہ خصوصیت جتانا بے معنی ہے کہ مجھے نبی کا نام دیا گیا ہے جیسے ایک انسان تو اس اپنی خصوصیت پر فخر کر سکتا ہے۔ کہ مجھے شیر کا نام دیا گیا جو اس جیسے دوسرے انسانوں کو نہیں دیا گیا۔ مگر ایک شیر کا اپنی یہ خصوصیت تبلانا کہ مجھے شیر کا نام دیا گیا بالکل بے معنی ہے۔

(دوسرا قاعدہ) پھر اگر وہ بزرگ نبی کا نام پانے کی توجیہ بھی کریں اور بتائیں کہ یہ نام مجھے صرف اس وجہ سے دیا گیا ہے کہ مجھ سے مکالمہ و مخاطبہ اور امتی لوگوں سے بڑھ کر ہوا یعنی اگر مکالمہ و مخاطبہ دوسرے لوگوں سے بڑھ کر نہ ہوتا تو میں بھی یہ نام نہ پاتا تو معاملہ بالکل صاف ہو جاتا ہے کہ وہ بزرگ یقیناً غیر نبی ہے۔ کیونکہ اگر وہ نبی ہے تو اُسے نبی کا نام پانے کی وجہ بیان کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ ایک غیر نبی کو تو البتہ وجہ بیان کرنے کی ضرورت ہے کہ اس نے نبی کا نام اپنے متعلق کیوں استعمال کیا۔ [illegible] اگر ایک نبی اپنے متعلق نبی کا لفظ استعمال کرے تو اس کی وجہ بیان کرنا کہ مجھے نبی کا نام فلاں فلاں وجہ سے دیا گیا۔ ایک بے معنی بات ہے۔

(تیسرا قاعدہ) یہ بزرگ جو غیر نبی ہے جب یہ بتلاتا ہے کہ مجھے نبی کا نام فلاں فلاں وجہ سے دیا گیا ہے تو صاف ظاہر ہے کہ اس کا نبی کا نام پانا مجازاً ہے وہ لاکھ دفعہ مجاز کا لفظ اپنی تحریر میں نہ لکھے مگر ہم قاعدہ نمبر ۳ کے ماتحت مجبور ہیں کہ اس کے نبی نام پانے کو مجاز کے طور پر سمجھیں۔ نہ کہ حقیقت کے طور پر اور اگر وہ بزرگ خود بھی لکھ دے کہ سمیت نبیاً من اللہ علیٰ طریق المجاز لا علیٰ وجہ الحقیقۃ کہ میرا نام خدا کی طرف سے نبی مجاز کے طور پر رکھا گیا نہ کہ حقیقت کے طور پر تو پھر اس کے بعد اس بزرگ کے مجازی طور پر نبی کا نام پانے کو نبوت کا دعویٰ کہنا سراسر افترا۔ بہتان اور ظلم بلکہ شرارت ہے

اب ذرا حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۱ کھول کر پڑھو صاف نظر آ رہا ہے کہ اس عبارت کا لکھنے والا غیر نبی ہے جو نبی کا نام پانے کی خصوصیت پر جائز فخر کر رہا ہے۔ اور اپنے نبی کا نام پانے کی وجوہات بیان کر رہا ہے۔ تا یہ اعتراض درمیان سے اٹھ جائے۔ کہ کیوں ایک غیر نبی کو خاص طور پر نبی کا نام دیا گیا۔ حوالہ پڑھ لو: -

"اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت"
"میں سے گذر چکے ہیں ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس"
"اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا۔ اور دوسرے"
"تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔ کیونکہ کثرت وحی اور کثرت امور"
"غیبیہ اس میں شرط ہے۔ اور وہ شرط ان میں پائی نہیں جاتی۔ اور ضرور"
"تھا کہ ایسا ہوتا تا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی صفائی"
"سے پوری ہو جاتی۔ کیونکہ اگر دوسرے صلحاء جو مجھ سے پہلے گذر چکے"
"ہیں وہ بھی اسی قدر مکالمہ و مخاطبہ الہیہ اور امور غیبیہ سے حصہ لیتے تو"
"وہ نبی کہلانے کے مستحق ہو جاتے تو اس صورت میں آنحضرت صلی اللہ"
"علیہ وسلم کی پیشگوئی میں ایک رخنہ واقع ہو جاتا۔ اس لئے خدا تعالیٰ"
"کی مصلحت نے ان بزرگوں کو اس نعمت کو پورے طور پر پانے سے روک دیا"

کس قدر صاف ہے کہ دوسرے اولیاء اور اقطاب اور ابدال بھی اگر اسی قدر مکالمہ و مخاطبہ الہیہ سے حصہ لیتے تو وہ بھی نبی کہلانے کے مستحق ہو جاتے۔ مگر چونکہ ان کے ساتھ اس قدر مکالمہ نہ ہوا اس لئے انہیں نبی کا نام نہ دیا گیا۔ اس قدر مکالمہ اس لئے نہ ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی میں پھر رخنہ واقع ہو جاتا۔ ورنہ **یہ بات نہیں کہ وہ چونکہ غیر نبی تھے اس لئے نبی نہ کہلا سکتے تھے اور حضرت مرزا صاحب نبی تھے اس لئے نبی کہلائے۔** نہیں نہیں یہ بات نہیں۔ حضرت مرزا صاحب اور ان بزرگوں میں کوئی فرق نہیں سوائے مکالمہ اور مخاطبہ کی کثرت و قلت کے۔ اگر مکالمہ کی کثرت ان کی بھی بڑھ جاتی تو ان کو بھی اسی طرح نبی کا نام دیا جاتا جس طرح حضرت مرزا صاحب کو دیا گیا۔ مگر صرف پیشگوئی میں رخنہ پڑنے کی وجہ سے ایسا نہ کیا گیا۔ ورنہ ان بزرگوں کے کمالات روحانی میں کوئی نقص نہ تھا۔ یہ تمام وجوہ بیان ہو رہی ہیں نبی کا نام پانے کی۔ کیوں؟ صرف اس لئے کہ ایک غیر نبی کو جو زمرۂ اولیاء و ابدال و اقطاب میں سے ہے نبی کا نام کیوں دیا گیا؟ ورنہ نبی کو نبی پانے کی توجیہوں کی کیا ضرورت؟ اس کے بعد ہر ایک ذی فہم مجبور ہو جاتا ہے کہ جو نام اس طرح محض "اعزازی" طور پر لیا جائے گا اسے مجازی نام سمجھے نہ کہ حقیقی اور وہ کیا سمجھے۔ خود حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ ایسا سمجھو۔ سمیت نبیاً من اللہ علیٰ طریق المجاز لا علیٰ وجہ الحقیقۃ۔ کہ مجھے نبی کا نام اللہ کی طرف سے مجاز کے طور پر دیا گیا۔ نہ کہ حقیقی طور پر۔ براہین احمدیہ حصہ پنجم میں نبی کے نام کو صاف ایک اعزازی نام بتایا خود اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود پر یہ وحی نازل کی کہ **لک خطاب العزۃ** کہ نبی کا نام محض ایک **خطاب عزت** ہے۔ پھر کس قدر ظلم ہے ان لوگوں کا جو بار بار حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۱ کو بلا سوچے سمجھے کھول بیٹھتے ہیں اور نبی کا نام پانے کو پیش کر دیتے ہیں۔ اور نہیں سمجھتے کہ اس جگہ تو صرف نبی کا نام پانے کی توجیہ کی گئی ہے۔ کہ کیوں باوجود غیر نبی ہونے کے آنحضرت صلعم نے اپنی پیشگوئی میں آنے والے مسیح موعود کو نبی کا نام دیا۔ اگر وہ نبی تھا تو نبی کو نبی کا نام دیا جانا کیا معنے۔ اور اس میں اس کی خصوصیت کا کیا مطلب؟ اور پھر نبی کو نبی کا نام پانے کی توجیہ کرنے کی کیا ضرورت؟ اگر کسی کے دل پر مہر نہیں لگ گئی تو وہ خدا کے لئے غور کرے کہ کیا کسی نبی نے بھی فخر کیا ہے کہ میں ہی نبی کا نام پانے کے لئے مخصوص ہوں۔ اور میرے نبی کا نام پانے کی فلاں فلاں وجوہات ہیں۔ وہ نبی ہے۔ ایک نبی کو نبی کا نام پانے میں کیا خصوصیت ہو سکتی ہے۔ اور اس نام پانے کی توجیہ کی اسے کیا ضرورت ہے؟ یہ باتیں تو ایک غیر نبی کے ساتھ لازم ملزوم ہو سکتی ہیں۔ جسے کسی وجہ سے اعزازی یا مجازی طور پر نبی کا نام مل گیا ہے۔ وہ اپنی اس خصوصیت پر فخر بھی کر سکتا ہے۔ اور اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس نبی کے نام پانے کی توجیہ بھی کرے۔

ضرورت ہے

زنانہ مڈل سکول کے لئے ایک انگریزی دان معلمہ کی جو انٹرنس پاس اور ٹرینڈ ہو۔ اگر انٹرنس فیل اور ٹرینڈ ہو تو بھی اس کی درخواست پر لحاظ کیا جائے گا۔ علاوہ اس کے دستکاری یعنی سینا پرونا اور کروشیا بھی جانتی ہو۔ تنخواہ کا فیصلہ زبانی یا بذریعہ خط و کتابت طے ہو سکتا ہے۔ درخواستیں حسب ذیل پتہ پر آنی چاہئیں۔

جنرل سیکرٹری
انجمن اسلامیہ قلمرو جموں

ایک ضروری اعلان

جمعۃ الوداع تعطیل کا دن ہے اس لئے لاہور اور قرب و جوار سے اکثر اصحاب نماز جمعہ کے لئے مسجد احمدیہ بلڈنگس میں تشریف لاتے ہیں ان سب برادران محترم کی خدمت میں گذارش ہے کہ احمدیہ بلڈنگس کی گیلری میں مستورات کے لئے بھی نماز ادا کرنے کا با پردہ انتظام ہے اور جمعۃ الوداع کے دن بعد نماز مستورات کا جلسہ ہوگا جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارک پر تقریریں ہوں گی۔ اس لئے آپ مہربانی کر کے اپنے اپنے گھروں میں نہ صرف اس مبارک تقریب کی اطلاع دے دیں۔ بلکہ مستورات کو اپنے ہمراہ لا کر ان کو وعظ و نصیحت سننے کا موقعہ عطا فرمائیں۔

خاکسارہ بیگم مولانا [illegible]

سابق بالخیرات بنو

ہماری جماعت کو علم ہے کہ جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب [illegible] تشریف لے گئے ہیں وہاں درس تدریس کا۔ نماز پنجگانہ اور نماز جمعہ کا باقاعدہ انتظام ہوتا رہا ہے۔ جس سے وہاں کی جماعت جو اس سے قبل کسی شمار و قطار میں نہ تھی ایک زندہ اور کام کرنے والی جماعت ہو گئی۔ بڑے چھوٹے حتیٰ کہ مستورات تک ہر ایک کے دل میں خدمت اسلام کے لئے ولولہ پیدا ہو گیا۔ کوئی تحریک دینی خدمت کے لئے ایسی نہیں جس میں جناب ڈاکٹر صاحب اور وہاں کے لوگ حصہ نہ لیتے ہوں۔ حضرت امیر کی بیس روپے والی تحریک کے جواب میں ڈاکٹر صاحب نے ۳۰ روپے جمع کئے۔ اور وہاں کی جماعت کے اکثر احباب نے معقول حصہ لیا۔ جب یہ فہرست اخبار میں طبع ہوئی تو ڈاکٹر صاحب کا نام نظر انداز ہو گیا۔ اور فہرست میں نہ چھپا۔ ڈاکٹر صاحب نے جب اپنا نام فہرست میں نہ دیکھا تو سخت گھبرائے کہ میں اس جہاد فی سبیل اللہ میں حصہ نہ لینے والوں میں ٹھہرا۔ اس تعلق میں مجھے کارڈ لکھا۔ تحقیقات پر علم ہوا کہ میری غلطی سے ڈاکٹر صاحب کو تکلیف ہوئی ہے۔ میں نے معذرت کی۔ اور اخبار میں اصلاحی نوٹ دیدیا۔ جس پر جناب ڈاکٹر صاحب کا خط آیا۔ جو احباب کے پڑھنے کے قابل ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ خدمت اسلام کے لئے ڈاکٹر صاحب کے دل میں کس قدر تڑپ ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ یہ ولولہ اور جوش خدمت دین کے لئے ہم سب کے دل میں پیدا ہو۔ آمین

وہ خط یہ ہے: -

مکرم معظم جناب شیخ صاحب

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ گرامی نامہ وصول ہوا۔ آپ کی علالت کا حال پڑھ کر افسوس ہوا۔ الحمد للہ کہ آپ اب اچھے ہیں۔ خدا کا شکر ہے۔ کہ غلطی کا پتہ لگ گیا۔ اور وہ رقم جو بیس روپے والی تحریک پر میں نے جمع کی تھی نکل آئی۔ رقم کچھ بڑی نہ تھی۔ مگر مجھے اس بات سے شرم آئی کہ اس تحریک پر لبیک نہ کہنے والوں میں میرا نام بھی مجھے شامل نظر آیا۔ اس سے بڑھ کر ذلت کا کوئی مقام میری سمجھ میں نہیں آتا کہ ایک شخص کو ہم خود اپنا امیر بنائیں۔ وہ خدا کے دین کی خاطر ایک نیک تحریک کرے۔ اور ہمیں خدمت کے لئے حکم دے۔ اور ہم اس حکم کی پروا تک نہ کریں تو پھر ہم سے بڑھ کر ذلیل اور کون ہوگا۔ تھوڑا ہو یا بہت ہمیں کام کرنا چاہئے۔ خدا کے دین کے لئے جو قومی تحریک ہو اس میں حصہ لینا ہمارا فرض ہونا چاہئے۔ ایک مجاہد فی سبیل اللہ کی یہی شان ہے۔ یہ محض سہل انگاری ہے کہ گھر میں لیٹے لیٹے ہم یہ کہہ دیں۔ کہ ہمیں کوئی چندہ نہیں دیتا۔ کوشش کرنی چاہئے۔ کوئی دے یا نہ دے ہم اس کے ذمہ دار نہیں۔ سعی کرنا ہمارا کام ہونا چاہئے۔ اس سعی میں کامیاب کرنا خدا کا کام ہے۔ ہمیں سابق بالخیرات بننا چاہئے۔ میں سچ کہتا ہوں۔ جب میں نے اپنا نام ان مجاہدین کی فہرست میں نہ دیکھا جنہوں نے اس تحریک میں حصہ لیا ہے تو مجھے بڑا صدمہ ہوا ہے۔ مسلمانوں کو خدا کے لئے کام کرنے سے عار آتی ہے۔ مگر اپنے نفس کی خاطر دوسرے لوگوں کی جوتیاں سیدھی کرتے پھرتے ہیں۔

والسلام۔ (بشارت احمد)

خبریں

—— امرتسر ۱۸ مارچ - ہندوستان ٹائمز کا نامہ نگار خصوصی رقمطراز ہے :۔
حال ہی میں جو افواہ مشہور ہوئی تھی - احمد گڑھ ٹرین کی ڈکیتی کے مقدمہ کا مشہور ملزم شیر جنگ سلطانی گواہ بن گیا ہے۔ بعد کی تحقیقات سے اس کی تصدیق ہو گئی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس کے اقراری بیان سے کثیر التعداد سازشی لوگوں کا پتہ چلا ہے۔ اور وائسرائے کی سپیشل ٹرین حادثہ بم اور خالصہ کالج کے سانحہ بم کا بھی سراغ ملا ہے۔

—— معتبر ذریعے سے معلوم ہوا ہے کہ عنقریب صوبے بھر میں گرفتاریوں کی بھرمار کر دی جائے گی اور ایک جابرانہ مقدمہ سازش شروع ہو جائیگا۔
معلوم ہوا ہے کہ ضلع جہلم کے ایک گاؤں سے جرمنی کا بنا ہوا ایک بم ملا ہے

—— معلوم ہوا ہے کہ ضلع جہلم کے ایک گاؤں سے جرمنی کا بنا ہوا ایک بم ملا ہے اور بارہ گرفتاریاں عمل میں لائی گئی ہیں۔

—— ۱۷ مارچ ہندوستان ٹائمز کا نامہ نگار رقمطراز ہے :۔
لاہور میں افواہیں گرم ہیں کہ شیر جنگ نے جو احمد گڑھ ٹرین کی ڈکیتی کے مقدمہ کا ملزم ہے جو عرصہ سے مفرور تھا اور حال ہی میں ریاست نابھ میں گرفتار کیا گیا ہے حیرت انگیز واقعات کے انکشاف کئے ہیں بیان کیا جاتا ہے کہ شیر جنگ کی گرفتاری کے بعد فوراً ہی برطانی پولیس نابھ پہنچکر اسے فیروزپور لائی۔ جہاں اس نے ایسے تعجب خیز واقعات کے چہرے سے پردہ اٹھایا۔ جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ سیاسی قتل کی وارداتیں کرنے اور اسلحہ کے ذریعے سے حکومت کا تختہ الٹنے کے لئے ایک وسیع سازش موجود ہے۔ کہا جاتا ہے کہ بیان کردہ انکشافات سے وائسرائے کی سپیشل ٹرین کے حادثہ بم کا قطعی سراغ مل گیا ہے۔ مزید بیان کیا جاتا ہے کہ شیر جنگ بہر نپالی ہری اطلاع کے بعد پولیس نے سیاسی قتل کی وارداتیں کرنے اور قانون مادہ ہائے آتشگیر کی خلاف ورزی کے الزام میں گیارہ اشخاص کو گرفتار کیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک ملزم کے مکان سے دو ناریل جیسے بم برآمد ہوئے۔

لاہور ۱۷ مارچ مسٹر لوئیس ایڈیشنل مجسٹریٹ لاہور کی عدالت میں چند سکھوں کے خلاف بندہ بیراگی کا بت توڑنے کے الزام میں مقدمہ پیش ہوا۔ آج گواہان صفائی کی شہادتیں قلمبند کی جانے والی تھیں۔ عدالت کے باہر بہت سے سکھ جمع تھے۔ عدالت نے کسی خاص وجہ کی بنا پر مقدمہ ۱۱ اپریل پر ملتوی کر دیا۔

—— نئی دہلی ۱۸ مارچ - اسمبلی کا اجلاس ملتوی کر دیا گیا ہے۔ اور ۲۴-۲۵-۲۶-۲۷ اور ۲۸

—— پنڈت موتی لال نہرو اور پنڈت جواہر لال نہرو آگرہ کے راستے الہ آباد روانہ ہوگئے۔

—— رنگون ۱۹ مارچ آج جبکہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی عدالت میں مسٹر جے ایم سین گپتا کے مقدمہ کی سماعت ہو رہی تھی۔ دوپہر کے بعد پولیس اور عوام کے درمیان جو احاطہ عدالت میں جمع تھے۔ شدید لڑائی ہوئی جس کے نتیجہ کے طور پر دونوں اطراف کے بہت سے اشخاص زخمی ہوئے۔ جن میں چار یورپین سارجنٹ بھی شامل ہیں۔ مسٹر ایس ایس گارسے کشن گجراتی جرنلسٹ بھی زخمی ہوئے۔

چونکہ عدالت کا کمرہ سماعت شروع ہونے سے قبل تماشائیوں سے پر تھا اس لئے ہندوستانیوں کا بہت بڑا مجمع باہر کھڑا تھا۔ جب پولیس امن قائم رکھنے کے لئے کوشش میں مصروف تھی لوگ ہاتھوں میں جھنڈے لئے نعرے لگا رہے تھے۔ مجمع کے ایک دستہ کے ایک ہندوستانی کا جو ہاتھ میں جھنڈا لئے ہوئے تھا سوار پولیس کے ایک سپاہی سے تصادم ہو گیا جس میں سوار کے چوٹ آئی۔ اس کے بعد بلوہ شروع ہو گیا۔ ایک دوسرے پر اینٹ پتھر پھینکے گئے۔ پولیس کمشنر اور فوج نے مجمع کو منتشر کر دیا۔

شہر کے دوسرے حصوں میں بھی بلوے رونما ہوئے اور بہت سے سپاہی زخمی ہوئے۔ پولیس ابھی تک عدالت کے گردو نواح کی حفاظت کر رہی ہے۔ اس وقت چار گرفتاریاں عمل میں آچکی ہیں۔

—— پشاور ۱۹ مارچ - مسٹر میکنزی کابل کے برطانی سفیر آج یہاں پہنچے۔ اور خیبر کے پولیٹیکل ایجنٹ کے پاس قیام پذیر ہیں۔

ذیل [illegible]

برقی پیغام بھیجا۔
"میں سرکار عالی ہز ایگزالٹڈ ہائینس سے اس امر کا اظہار کرنا چاہتا ہوں کہ مجھے سر افسر الملک کی وفات کی خبر پڑھ کر کس قدر صدمہ ہوا ہے جس کی وجہ سے سرکار عالی (ہز ایگزالٹڈ ہائینس) کا ایک نہایت جاں نثار ملازم اور اپنے احباب کا ایک مخلص اور قابل قدر دوست گم ہو گیا ہے۔

—— کلکتہ ۱۹ مارچ - ملک معظم کی ٹکسال کے آٹھ سو کارکنوں نے آج ہڑتال کر دی۔ ان لوگوں نے تنخواہوں میں اضافہ یونین کی سرکاری طور پر تصدیق اور دوسرے بہت سے مطالبات پیش کر رکھے تھے۔ ٹکسال ماسٹر کے یقین دلانے کے باوجود کہ حکومت ان کی شکایات پر غور کرے گی ان لوگوں نے آج کام چھوڑ دیا۔

—— بنارس ۱۸ مارچ - ایک نجی کا برقی پیغام مظہر ہے کہ بریلی جیل میں اسیران مقدمہ کاکوری کی حالت نازک ہے۔

—— لکھنؤ ۱۸ مارچ - صوبجات متحدہ کی حکومت نے ہدایات جاری کی ہیں کہ مسٹر رام چندر پالیول اور مسٹر شری بھگوان کے ساتھ جو علی الترتیب فیروزآباد کی کانگرس کمیٹی کے صدر اور معتمد ہیں اور جنہیں آگرہ کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے عام جلسوں کے متعلق انتظامی حکم کے خلاف ورزی کے باعث زیر دفعہ ۱۸۸ تعزیرات ہند چھ چھ ماہ قید بامشقت کی سزا دی ہے درجہ خاص کے قیدیوں کا سلوک کیا جائے۔

—— کلکتہ ۱۸ مارچ - آج کونسل کے اجلاس میں ایک رکن نے ایک تحریک دوران میں حکومت پر زور دیا کہ امتناع مسکرات کو مقصد قرار دینے کا اعلان کیا جائے۔ اور آئندہ دس سال میں اس کو عملی جامہ پہنایا جائے۔ وزیر آبکاری نے جواب دیا کہ حکومت کی رائے میں امتناع مسکرات کا مسئلہ عملی سیاسیات کے دائرے سے باہر ہے۔ تحریک ۲۲ آراء کے مقابلہ میں ۵۳ آراء سے گر گئی۔

—— باریسال ۱۸ مارچ - آج صبح مسٹر یتن سین یہاں لائے گئے دوپہر کو انہیں جیل کے افسروں پر حملہ کرنے کے مقدمہ میں چھ ماہ قید سخت کی سزا دی گئی اور وہ فی الفور جیل بھیجدے گئے۔ عدالت میں درخواست کی گئی تھی کہ ملزم اس وقت تک عدالت میں ٹھہرایا جائے جب تک ضمانت کی درخواست نہیں دی جاتی۔ لیکن عدالت نے یہ درخواست نامنظور کر دی۔

—— نئی دہلی ۱۹ مارچ - آج اسمبلی میں مسٹر پرکاسم نے حکومت کی توجہ نمک کے متعلق قوانین کی طرف مبذول کرائی - اور کہا کہ یہ قوانین ناجائز ہیں۔ اور ہر محب وطن ہندوستانی کا فرض ہے کہ ان کے خلاف ورزی کرے۔ نیز آپ نے حکومت کی توجہ انبارے کوچک کے ہندوستانیوں کی طرف مبذول کرائی۔

جمبار ۱۹ مارچ آج صبح گاندھی جی کے رضاکاروں کی پابندی وقت کو ملحوظ رکھتے ہوئے راس کی جانب روانہ ہوگئے۔ یہاں سردار و لبھ بھائی پٹیل کو حکم دیا گیا تھا کہ وہ ڈسٹرکٹ پولیس ایکٹ کی رو سے بورسا اور اس کے قرب و جوار میں کوئی تقریر نہ کرے۔ اس حکم کی میعاد ایک مہینے تک ہے جو ابھی ختم نہیں ہوئی۔ یہ حکم دوسرے مقررین کو جنہوں نے سردار ولبھ بھائی پٹیل کی گرفتاری کے بعد تقریریں کیں دکھایا گیا تھا۔ قیاس آرائیاں کی جاتی ہیں کہ آیا گاندھی جی کو یہ حکم دکھا کر تقریر کرنے سے منع کر دیا جائے گا۔ معلوم ہوتا ہے گاندھی جی ایسے حکم کو نہیں مانیں گے۔

—— بورسار ۱۹ مارچ - آج رات گاندھی جی ضلع کیرا کے حدود سے نکل جائیں گے ضلع کے پہلے گاؤں نوا گاؤں میں دیہاتی اہلکاروں نے مہاتما جی کے سامنے استعفے پیش کئے۔ اس سے آگے جس مقام پر آپ نے قیام کیا دیہاتی افسروں نے آپ کی خدمت میں استعفے پیش کئے۔ اس وقت تک ۲۵ گاؤں کے ایک سو فرد تمام راس شراب کے ایک لائسنس دار نے گاندھی جی سے عہد کیا کہ آج سے وہ شراب کی تجارت ترک کر دیگا۔

—— لندن ۱۸ مارچ - آج دار العوام میں کرنیل ہارووڈ بری نے ہندوستان کی صورت حالات کے متعلق سوال کئے آپ کے سوال کے جواب میں کیا مسٹر گاندھی نے اب تک عملی طور پر خلاف ورزی کا قانون کا ارتکاب کیا ہے یا نہیں؟" وزیر ہند نے جواب دیا [illegible]

کرنل ہارووڈ نے ایک سوال میں دریافت کیا کہ ۱۲ مارچ کو گاندھی جی کے کوچ سے لے کر اب تک پولیس کے ساتھ تصادم کے نتیجہ پر کتنے لوگ مجروح ہوئے ہیں۔ وزیر ہند نے جواب دیا کہ سوائے بائیکاٹ کے انہیں کسی مقام سے اس قسم کے تصادم کی اطلاع موصول نہیں ہوئی۔ کرنل ہارووڈ ہندوستان کے بارے میں اور بھی سوالات کرنا چاہتے تھے۔ لیکن انہیں اجازت نہ ملی۔

—— پیرس ۱۸ مارچ - جنرل پریموڈی ریورا کی نعش بڑے احترام سے ریل گاڑی پر سوار کر کے ہسپانیہ بھیج گئی ہے۔ صدر جمہوریہ فرانس کی طرف سے حکومت کا بینڈ ساتھ تھا۔ جرنیل موصوف کا صاحبزادہ اور ہسپانوی سفیر ہینڈ ریک ساتھ جا رہے ہیں۔

—— باوثوق ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ اعلیٰ حضرت غازی محمد نادر شاہ کی توجہات و مساعی شاہانہ سے جو حضور ممدوح قوم اور ملک کی ترقی کے لئے عمل میں لا رہے ہیں۔ افغانستان کی تمام اقوام جدید حکومت کی نہ صرف خیر خواہ ملک اور مصلح بلکہ نعمت غیر مترقبہ تصور کرتی ہیں۔ بفضلہ تعالیٰ اعلیحضرت بالکل تندرست ہیں اور الحمد اللہ کسی عارضہ کی کوئی علامت نظر نہیں آتی۔

خُدا کی راہ میں خرچ کرنیوالے

اخویم عبداللہ صاحب برقی نے کیمپ سلیمان بیگ عراق سے ۶۳/۱۲ (تریسٹھ روپے بارہ آنے) کی رقم بابت "پرافٹ آف اسلام" تحریک حضرت امیر "بیس روپیہ فی کس" و چندہ اخبار پیغام صلح ارسال فرمائی ہے۔ ہم اپنے ان تمام بھائیوں کا دلی شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے محدود کے ایا پاشاعت اسلام کی تحریک میں عملی حصہ لیا ہے۔ خداوند کریم انہیں جزائے خیر دے۔ چندہ دہندگان کی فہرست حسب ذیل ہے

برائے پرافٹ آف اسلام

جناب مستری محمد حیات صاحب سلیمان بیگ — [illegible]
جناب نیاز علی صاحب موٹر ڈرائیور انجانہ — [illegible]
جناب علی اکبر شاہ صاحب بٹلر سلیمان بیگ — [illegible]
جناب عبداللہ صاحب بقایا بابت چندہ محمد سعید انجانہ — [illegible]

تحریک بیس روپیہ فی کس

جناب مسٹر عبدالنبی صاحب الیکٹرک انجینئر خورمانو عراق — [illegible]
جناب مستری محمد حیات صاحب سلیمان بیگ عراق — [illegible]
جناب مستری عبدالحکیم صاحب الیکٹریشن سلیمان بیگ عراق — [illegible]
جناب مستری دوست محمد صاحب سینٹ انجینئر سلیمان بیگ — [illegible]
جناب انعام احمد صاحب ٹرنر کرکوک عراق — [illegible]
جناب محمد میاں صاحب فائرمین کرکوک عراق — [illegible]
جناب مقبول احمد صاحب فٹر کرکوک عراق — [illegible]
جناب مستری بشن صاحب سندھی کرکوک عراق — [illegible]
جناب بابو محمد زمان صاحب کرکوک عراق — [illegible]
جناب سید محمود صاحب فٹر کرکوک عراق — [illegible]
جناب ملا عبدالرحمان صاحب فائرمین کرکوک — [illegible]

چندہ پیغام صلح

جناب مستری محمد حیات صاحب — [illegible]

(بقیہ صفحہ اول)

ایک مصری ہواباز

محمد صدیقی آفندی پہلا مصری ہواباز ہے جس نے فن پرواز میں نہ صرف سلطان مصر بلکہ پبلک کے سربرآوردہ افراد سے خراج تحسین وصول کیا ہے۔ سلطان نے محمد صدیقی آفندی کو ایک خاص تمغہ سے سرفراز فرمایا۔ پارلیمنٹ نے موصوف کو ایک ہزار مصری پونڈ کا خاص عطیہ دینے کا اعلان کیا ہے۔ اسی قدر رقم کا چیک ایک کمیٹی نے دیا ہے۔ جو محمد صدیقی آفندی کے خیر مقدم کے لئے قائم کی گئی تھی۔ مصری ہواباز کی کامیاب پرواز نے مصریوں میں پرواز کی ایک نئی روح پیدا کر دی ہے۔ مصر میں ایک ایرو کلب بنائی جا رہی ہے۔ تاکہ مصریوں میں شوق پرواز پیدا کیا جائے۔ اور اس فن کو ترقی دی جائے۔

امام یمن کا فوجی نظام

مصر کا اخبار المقطم لکھتا ہے کہ جنرل محمود بے جو ترکی کے ایک مشہور اور تجربہ کار جنرل ہیں آج کل یمن ہیں۔ ابھی یہ معلوم نہیں ہوا کہ آیا جنرل [illegible]

علم دوست اصحاب
کیلئے
نادر موقع

صرف ایک ماہ کے لئے از ۲۱ رمئی تا ۲۰ رجون ۱۹۳۰ء

صرف ایک ماہ کے لئے از ۲۱ رمئی تا ۲۰ رجون ۱۹۳۰ء

اسلامی کتابوں کی قیمت میں حیرت انگیز رعایت

نام کتاب	اصل قیمت (آنے)	اصل قیمت (روپے)	رعایتی قیمت (آنے)	رعایتی قیمت (روپے)
سلسلہ تصنیفات جلد اول اعلیٰ کاغذ جو براہین احمدیہ کے ہر چہار حصص پر مشتمل ہے	۸	۲	۴	۱
سلسلہ تصنیفات جلد اول ادنےٰ کاغذ	۱۴	۱	۱۵	۰
سلسلہ تصنیفات جلد دوم جو تین کتب سرمہ چشم آریہ۔ شحنۂ حق۔ ایک عیسائی کے تین سوالوں کا جواب پر مشتمل ہے	۰	۲		۱
سلسلہ تصنیفات جلد سوم جو تین کتب فتح اسلام۔ توضیح المرام اور ازالۂ اوہام ہر دو حصص پر مشتمل ہے	۸	۲	۴	۱
سلسلہ تصنیفات جلد چہارم جو چار کتب الحق مباحثہ لدھیانہ۔ الحق مباحثہ دہلی آسمانی فیصلہ اور نشان آسمانی پر مشتمل ہے	۸	۳	۱۲	۱
سلسلہ تصنیفات جلد پنجم جو پانچ کتب آئینہ کمالات اسلام۔ برکات الدعا۔ جنگ مقدس۔ حجۃ الاسلام اور سچائی کا اظہار پر مشتمل ہے	/۸	۳	۱۲	۱
سلسلہ تصنیفات جلد ششم جو سات عربی کتب تحفہ بغداد۔ کرامات الصادقین۔ حمامۃ البشریٰ۔ نور الحق حصہ اول۔ نور الحق حصہ دوم۔ اتمام الحجۃ۔ سر الخلافت پر مشتمل ہے قیمت	۴	۳	۱۰	۱
سوانح عمری حضرت مسیح موعود علیہ السلام	۴	۲		
ملفوظات احمدیہ جلد اول۔ حضرت صاحب کی تقاریر کا مجموعہ	۴	۲	۲	۱
درثمین۔ حضرت مسیح موعود کی اردو فارسی نظموں کا مجموعہ	۱۱	۰	۸	۰
مرأۃ الحقیقت	۵	۰	۲	۰

بیان القرآن
یعنی
اردو ترجمہ و تفسیر قرآن کریم معہ عربی متن نصف قیمت پر

اس تفسیر میں ہر ایک بات عام فہم عبارت میں درج کی گئی ہے۔ بڑے بڑے لوگوں نے اس کے متعلق بہت عمدہ آراء کا اظہار کیا ہے قرآن کریم کے ایک مقام کو دوسرے مقام سے حل کیا گیا ہے ضخامت ۲۹×۲۲ کے دو ہزار صفحات علاوہ فہرست مضامین تین جلدوں میں۔ اصل قیمت بجلد بیس روپیہ (۲۰) رعایتی قیمت دس روپیہ (۱۰)
" مجلد پچیس روپیہ (۲۵) " پندرہ روپیہ (۱۵)
محصول ڈاک علاوہ

النبوت فی الاسلام
نبوت رسالت محدثیت پر مفصل بحث کی گئی ہے اور حدیث شریف و حضرت مسیح موعود کی کتب سے ثابت کیا گیا ہے کہ نبوت آنحضرت پر ختم ہو گئی۔ اصل قیمت سے رعایتی ۸/

اسلامی اصول کی فلاسفی
حضرت مسیح موعود کا وہ معرکۃ الآراء لیکچر جو آپ نے جلسہ اعظم مذاہب کیلئے تحریر فرمایا۔ اصل قیمت ۱۲/۰ رعایتی ۴/

ویدوں کا بہشت
ویدوں میں جو سورگ کی حقیقت بیان ہے اس کو معہ حوالوں کے بیان کیا ہے
اصل قیمت ۔ رعایتی ۸/

یجر وید
یجر وید کے بیس ابتدائی ادھیائے کا نہایت مستند ترجمہ جسے ہندو دوستوں نے بھی پسند کیا ہے
اصل قیمت - - - ۱/۴
رعایتی - - - - ۱۰/

حمائل حرمین
بے نظیر حمائل شریف مطبوعہ جرمنی۔ شائقین کلام اللہ کیلئے عجیب و غریب تحفہ ہو
اصل قیمت - رعایتی

مسیح موعود
سلسلہ عالیہ احمدیہ پر مفصل بحث کی گئی ہے۔ سلسلہ کے متعلق تحقیقات کرنے والوں کے لئے نہایت ضروری ہے

اسلامی اصول کی فلاسفی انگریزی
حضرت مسیح موعود کے معرکۃ الآراء لیکچر کا انگریزی ترجمہ کاغذ نفیس اعلیٰ۔ چھپائی دیدہ زیب

نام کتاب	اصل قیمت (آنے)	اصل قیمت (روپے)	رعایتی قیمت (آنے)	رعایتی قیمت (روپے)
نکات القرآن حصہ سوئم	۱۰	۰	۲	۰
" چہارم	۸	۰	۲	۰
آیت اللہ	۳	۰	۱	۰
احمد مجتبےٰ	۴	۰	۱	۰
اسرار شریعت جلد اول۔ دوم۔ سوئم	۰	۰	۰	۱
الوصیت	/۳	۰	/۱۱	۰
حدوث مادہ	۵	۰	۲	۰
حقیقت اختلاف	۵	۰	۲	۰
شناخت مامورین	۳	۰	۱	۰
رسالہ زکوٰۃ	۳	۰	/۱	۰
روزہ	۴	۰	۲	۰
رسالہ نوحیات	/۱	۰	/	۰
مسئلہ بہشت	۲	۰	/۱	۰
تقدیر	/۶	۰	/۲	۰
اسمار الٰہیہ	۷	۰	۲	۰
اسفٰے	/۱	۰	/۰	۰
اظہار النصائح	۵	۰		۰
القول المجید	۸	۰	۲	۰
اعلام الناس	۵	۰	۲	۰
اعجاز القرآن	/۱۰	۰	/۰	۰
الحق مباحثہ لدھیانہ	۱۳	۰	۴	۰
" " دہلی	۴	۱	/۶	۰
سراج الوہاج	۴		۱	۰
بیان القرآن پارہ اول	۰	۱	۴	۰
" " سوئم	۴	۱	۴	۰
" " چہارم	۴	۱	۴	۰
" " پنجم	۱۳	۰	۲	۱

عیسائی اور آریہ

جانتے ہیں کہ خاکم بدہن ہندوستان سے اسلام کا نام مٹ جائے چنانچہ وہ ایک عرصہ دراز سے عیسائیت کی تبلیغ اور اشدھی کے پرچار کی آڑ میں اسلام کے خلاف غلط بیانی اور افترا پردازی کا ایک ایسا منظم اور زبردست پروپیگنڈا کر رہے ہیں جس کی حقیقت کو بہت کم مسلمانوں نے محسوس کیا ہے۔ اگر آپ غیر مسلموں کی معاندانہ سرگرمیوں سے آگاہ رہنا اور ان کے متعلق انسدادی تدابیر اختیار کرنا اپنا دینی فرض سمجھتے ہیں تو آپ

سہ روزہ اخبار پیغام صلح

کا باقاعدہ مطالعہ فرمائیں جو مذکورہ بالا معاملات میں آپ کی صحیح رہنمائی کریگا پیغام صلح فرزندان اسلام کی دینی اور دنیاوی اصلاح کا سب سے بڑا علمبردار ہے وہ اسلام کو دنیا کے سامنے اس کے حقیقی رنگ میں پیش کرتا ہے۔ مضامین دلچسپ اور عام فہم۔ کتابت اور طباعت کے اعتبار سے بھی پیغام صلح ایک امتیازی حیثیت رکھتا ہے۔

شرح چندہ سالانہ چھ روپے، ششماہی تین روپے، سہ ماہی دو روپے، طلباء سے سالانہ چار روپے، ممالک غیر سے سالانہ پندرہ شلنگ، نمونہ کا پرچہ مفت۔ (منیجر اخبار پیغام صلح لاہور)

اشتہار کا بہترین ذریعہ

اخبار پیغام صلح ہے

کیونکہ

پیغام صلح:۔ شمالی ہند کا سب سے زیادہ بااثر اور کثیر الاشاعت سہ روزہ اردو اخبار ہے

پیغام صلح:۔ کے ناظرین کا کثیر طبقہ بھی تعلیم یافتہ اور متمول ہے۔ اور اس کو ہر مذہب و ملت کے افراد کا مطالعہ کرتے ہیں۔

پیغام صلح:۔ ایک منظم اور بااثر جماعت کا واحد اردو آرگن ہے۔ اس کا ہر پرچہ کم از کم پندرہ ہزار ہاتھوں میں پہنچتا ہے۔

پیغام صلح:۔ ہندوستان کے ہر حصہ اور دنیا کے تمام ممالک میں بکثرت جاتا ہے۔

پیغام صلح:۔ کی اجرت اشتہارات دیگر اخبارات کی نسبت بہت کم ہے۔

آپ کسی اور اخبار میں اشتہار دینے سے قبل ہمارے نرخ ضرور ملاحظہ فرمالیجئے۔ ہماری معرفت اشتہار کی بہترین کتابت ہوسکتی ہے نفیس و اعلیٰ چربے اور بلاک تیار کرالئے جاتے ہیں نرخ نامہ طلب کرنے پر مفت ارسال ہوگا۔ (منیجر اخبار پیغام صلح لاہور)

غیر مسلم دوستوں اور زیر تبلیغ اصحاب کیلئے بہترین تحفہ

اخبار پیغام صلح کا آخری نبی نمبر

سنہ ۱۹۲۹ء میں عید میلاد النبی کی تقریب سعید پر اخبار پیغام صلح کا ایک خاص نمبر آخری نبی نمبر کے نام سے شائع ہوا تھا جس کو ملک کے تمام سرکردہ اخبارات و رسائل اور ہر مذہب و ملت کے مقتدر اصحاب نے بیحد پسند کیا تھا۔ آخری نبی نمبر کی مقبولیت کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم نے اسکی چند صد کاپیاں زائد چھپوائی تھیں جو برائے فروخت موجود ہیں۔ یہ نمبر ایک مستقل کتاب کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس میں مسلم و غیر مسلم اصحاب کے نہایت معرکۃ الآرا مضامین اور اعلیٰ نظمیں درج ہیں۔ غیر مسلم دوستوں کیلئے اس سے بہتر تحفہ اور کوئی نہیں ہوسکتا۔ خود پڑھئے عزیزوں دوستوں کو سنایئے۔ لوگوں میں مفت تقسیم کیجئے۔ لکھائی چھپائی اور کاغذ اعلیٰ سرورق رنگین اور دیدہ زیب ضخامت چالیس صفحے قیمت ۲/ فی پرچہ ایک روپے کے دس پرچے (علاوہ محصول ڈاک)

ملنے کا پتہ

منیجر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور

ضرورت ہے

صرف دو سو ایسے صاحب عزم و ہمت احمدی احباب کی جو تین ماہ کے عرصہ میں اپنی جماعت کے واحد اردو آرگن

اخبار پیغام صلح

کے لئے پانچ پانچ خریدار پیدا کردیں۔ اگر ہمارا یہ مطالبہ پورا ہوجائے تو آپ کا قومی اخبار ہر حیثیت سے ترقی کرسکتا ہے۔ اخبار کو زیادہ شاندار اور مفید بنانے کیلئے بہت سی تجاویز زیر غور ہیں۔ مگر وہ اسی وقت عملی صورت اختیار کرسکتی ہیں جب احباب اس معمولی مطالبے کو پورا کردیں۔ خریدار ہونیوالے اصحاب کا چندہ پیشگی آنا چاہئے یا وی پی کی اجازت ہونی چاہئے۔

(منیجر اخبار پیغام صلح لاہور)

شذرات

(از شیخ محمد انعام الحق)

اردو ہندوستان کی قومی زبان ہے۔ ہندو مسلم اتحاد کا ایک مفید ثمرہ ہے۔ ہندوستان کی تمام دوسری زبانوں پر ہر لحاظ سے فوقیت رکھتی ہے۔ مگر برادران وطن کا ایک طبقہ ایسا ہے جو قوم پرستی کا دعویٰ کرنے کے باوجود اردو کی مخالفت کرنا اپنا اولیں فرض سمجھتا ہے۔ حکومت نے صوبہ بہار کے چند اضلاع میں بطور تجربہ ہندی کے علاوہ اردو کو بھی عدالتی زبان قرار دیدیا۔ اس پر دشمنان اردو کے ہاں صف ماتم بچھ گئی۔ لاہور کے مشہور آریہ روزنامہ "پرتاپ" اس پر اظہار رائے کرتا ہوا رقمطراز ہے:

"ایک طرف (صوبہ بہار کے) چھ فیصدی مسلمانوں کے لئے اردو رائج کی جاتی ہے۔ دوسری طرف پنجاب کے ۳۴ فیصدی ہندوؤں کے لئے عدالتوں میں ہندی کی اجازت نہیں۔ لیکن ہمارے خیال میں قصور زیادہ تر ہندوؤں کا ہے۔ جو تحریک نہیں کرتے"

"پرتاپ" کو معلوم ہونا چاہئے کہ اردو بہار کے صرف چھ فیصدی مسلمانوں کے علاوہ باقی ۹۴ فیصدی باشندوں کی بھی قومی زبان ہے۔ ہندوؤں پر سنسکرت بھرت سوار ہونے کے باوجود اب تک وہاں کے لاکھوں کا ئستھ، کشمیری پنڈت اور غیر متعصب ہندو مسلمانوں کی طرح ہی اس قومی زبان سے محبت کرتے ہیں۔ پرتاپ کو چاہئے کہ وہ حکومت پنجاب کے سامنے اپنا مطالبہ پیش کرنے سے قبل خود ہندی حروف میں شائع ہو تاکہ اسے معلوم ہو جائے کہ اس مطالبہ میں کس قدر جان ہے۔

مشہور ہے ساون کے . . . . کو ہرا ہی نظر آتا ہے۔ چونکہ قادیانی جماعت کے امام محترم اپنے ۔ ۔ ۔ فا شعار مریدوں کے علاوہ چالیس کروڑ فرزندان توحید کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دیکر ایک زبردست الجھن میں مبتلا ہو چکے ہیں۔ اس لئے قادیانیوں کو سارا جہان الجھن میں دکھائی دے رہا ہے۔ ہم نے قادیانی جماعت اور اس کے امام محترم سے سوال کیا کہ غیر قادیانی مسلمان آپ کے نزدیک دائرہ اسلام سے خارج ہیں یا نہیں؟ اگر خارج ہیں تو تحفظ حقوق المسلمین کی رٹ لگانے کا کیا مقصد ہے؟ اس سوال کو پیش کرتے ہوئے ہم بار بار لکھ چکے ہیں کہ "پہلے حصہ کا جواب "ہاں" یا "نہیں" صرف ایک لفظ ہونا چاہئے۔ دوسرے حصہ کے لئے بھی چند الفاظ کافی ہیں۔ زیادہ تفصیلات اور اگر مگر کی ضرورت نہیں ہے۔ دائرہ تہذیب وقانون کے اندر رہ کر قادیانی جماعت ہم پر ہر ایک سوال کر سکتی ہے۔ اس کا جواب دیا جائے گا . . . . . چونکہ پہلے ہم نے سوال کیا ہے۔ اس لئے ہمیں جواب بھی پہلے ملنا چاہئے۔ جب تک "الفضل" یا قادیانی جماعت اور ان کے امام محترم ہمارے سوال کا جواب نہیں دیتے۔ ہم اس سلسلہ میں ان کے سوالات کا جواب دینے کے لئے مجبور نہیں۔ اور اپنے سوال کا جواب حاصل کرینگا ہمیں ہر طرح سے حق ہے۔ جس سے کوئی انصاف پسند اور عقلمند انسان انکار نہیں کر سکتا۔

مندرجہ بالا سوال کا جواب تو اب تک عنایت نہ ہوا۔ باوجود اس کے "الفضل" ڈینگیں مار رہا ہے کہ "پیغام صلح" اپنے سوال کی الجھن میں پھنس گیا۔ یہ ہوا وہ ہوا۔ انصاف شرافت اور رواداری سے قادیانی جماعت پہلے ہی قطع تعلق کر چکی ہے۔ اب معلوم ہوتا ہے عقل کے پیچھے بھی یہ لوگ لٹھ لئے پھرتے ہیں۔ سوال صاف ہے۔ سوال کے ساتھ ہی ہم نے ایک معقول شرط لگا دی ہے جب قادیانیوں نے اس سوال کا جواب ہی نہیں دیا تو ہم کس طرح الجھن میں پڑ سکتے ہیں؟ مناسب ہوگا کہ "الفضل" ہمارے سوال کو کسی سمجھدار شریف اور انصاف پسند شخص کے سامنے رکھ کر اس سے دریافت کرے کہ الجھن میں اس کے سر ہولی نس ہیں یا "پیغام صلح"۔

ہم پھر قادیانی جماعت اور اس کے امام محترم کو نہایت دلسوزی سے مشورہ دیتے ہیں کہ تکفیر المسلمین کا غلط عقیدہ جو انہوں نے خاص حالات میں ذاتی اغراض کے حصول کی خاطر گھڑا تھا واپس لے لیں اور صاف طور پر اپنی غلطی کو تسلیم کر کے خدا کے حضور میں توبہ کریں۔ ہماری سمجھ میں نہیں آتا۔ جس عقیدہ کی غلطی اور نقائص ان پر بخوبی واضح ہو چکے ہیں اور اس کو وہ ظاہر کرتے ہوئے بھی شرماتے ہیں۔ اسے واپس کیوں نہیں لے لیتے؟۔

مندرجہ بالا سوال کے جواب میں "الفضل" نے خاکسار راقم الحروف اور "پیغام صلح" کے عملہ ادارت کو گالیاں دیں۔ بہتان طرازی کی۔ ہم نے اس کے چند جملے نقل کر کے سمجھدار لوگوں سے "الفضل" کی دماغی کیفیت کے متعلق سوال کیا تھا۔ اس پر ہمارے معاصر کو بہت غصہ آیا۔ اور ۱۳ر جولائی کے پرچہ میں ہم کو پھر جی بھر کر گالیاں دیں۔ بار بار لکھا کہ مدیر شذرات "جہل مرکب" ہے بعض پاگل ایسے ہوتے ہیں کہ چنگا بھلا آدمی ان کے سامنے آ جائے تو وہ اسے "پاگل" کہنا شروع کر دیتے ہیں "الفضل" کے ہمیں "جہل مرکب" کہنے کی بھی یہی وجہ ہے۔ جس پر کسی سمجھدار آدمی کو کوئی رنج نہیں ہو سکتا۔

خفیہ سرکلر میں خاص طور پر تاکید کی گئی تھی۔

"اپنے علاقہ کی سیاسی تحریکات سے پوری طرح واقف رہنا چاہئے۔ اور کانگرس کے اثر کے بڑھنے اور گھٹنے سے مرکز کو اطلاع دیتے رہیں۔ اگر کوئی سرکاری افسر سیاسی تحریکوں میں حصہ لیتا ہو۔ یا کانگرسی خیالات رکھتا ہو تو اس کا بھی خیال رکھیں اور یہاں (قادیان) اطلاع دیں۔

ان الفاظ کا مطلب صاف ہے۔ کہ کانگرسی خیالات اور سیاسی تحریکات میں حصہ لینے والوں کے متعلق اطلاعات فراہم کر کے قادیان بھیجی جائیں۔ تاکہ وہاں سے منزل مقصود تک پہنچا دی جائیں۔ لیکن "الفضل" کی تاویل ملاحظہ ہو۔

"نظارت خارجیہ کے اس اعلان کا مطلب یہ ہے کہ ایسے ہندو سرکاری افسر جو کانگرسی خیالات رکھتے ہوں ان کے متعلق اطلاع دی جائے۔ تاکہ ان کی طرف سے اگر مسلمانوں پر جو کانگرس کی موجودہ تحریک سے علیحدہ ہیں۔ کسی قسم کا ناجائز دباؤ ڈالا جائے۔ تو اس کا انسداد کرنے کی کوشش کی جا سکے"

ذرا خفیہ سرکلر کے اصل الفاظ اور اس عیارانہ تاویل پر غور کریں۔

تھوڑی دیر کے لئے فرض کر لیجئے کہ اس خفیہ سرکلر کا یہی مقصد تھا جو "الفضل" نے بیان کیا ہے۔ لیکن ہم یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ باقی مسلمانوں کو اس سے بے خبر کیوں رکھا گیا۔ اس کے بھجوانے میں زبردست اخفا سے کیوں کام لیا گیا۔ پھر خفیہ خفیہ قادیان اطلاعات منگوانے میں کیا مصلحت ہے؟ بہتر طریق تو یہ تھا کہ جہاں کسی ایسے ہندو افسر کا پتہ چلتا وہاں مسلمانوں کو صورت حالات سے آگاہ کر کے مناسب کارروائی کی جاتی۔ جلسے ہوتے اخبارات میں مضامین چھپتے۔ افسران بالا کو خبردار کیا جاتا۔ لیکن یہ کچھ بھی نہ ہوا۔ صرف . . . . . . اور جاسوسوں کی طرح پوشیدہ طور پر اطلاعات فراہم کر کے قادیان بھیجنے کی ہدایت کی گئی۔ مانا کہ قادیانی ان کاموں میں بہت ہوشیار اور کہنہ مشق ہیں۔ لیکن دوسرے لوگ بھی آخر آنکھیں اور کان رکھتے ہیں۔ ان کو اندھا اور بہرا سمجھ لینا صحیح نہیں ہے۔ خفیہ سرکلر کے الفاظ اور ۔ ۔ ۔ ۔ ۲۰ ۔ ۔ ۔

پر غور کرنے سے قطعی یقین ہو جاتا ہے کہ قادیانی کام خاص پر لگے ہوئے ہیں۔

ہم نے قادیانیوں سے ایک سوال کیا۔ اس کا جواب آج تک نہ بن آیا۔ خفیہ سرکلر کا انکشاف کیا۔ ثبوت کے طور پر اس کا اقتباس چھاپ دیا۔ قادیانیوں سے بار بار پوزیشن صاف کرنے کا مطالبہ کیا۔ لیکن تمام قادیانی اور ان کا امام چپ سادھے بیٹھے رہے۔ اور "انقلاب" کا شذرہ شائع ہونے تک ان کے لبوں پر مہر سکوت لگی رہی۔ آخر اسی شذرہ کو ایک بازاری نوٹ کے ساتھ ڈیڑھ انچ موٹی سرخی دیکر نقل کر دیا۔ اس پر ہمیں کہا جا رہا ہے:

"مرد ہو تو میدان میں آؤ۔ ورنہ اتنے بڑے چوڑے دعوے کرنے کے بعد کوئی ثبوت نہ پیش کر سکنے کی وجہ سے چلو بھر پانی میں ڈوب مرو"

ہم نے ایک خود غرض مکفر اور قوم کی دشمن جماعت کے ایک شرمناک خفیہ سرکلر کا انکشاف کیا۔ اس کا اقتباس شائع کیا۔ قوم کو اس کے نقصان سے بچانے کی کوشش کی یہ بزدلی اور نامردی ہے۔ اس لئے ہمیں چلو بھر پانی میں ڈوب مرنا چاہئے۔ قادیانی تحفظ حقوق مسلمین کی آڑ میں جاسوسیاں کرتے پھریں۔ یہ مردانگی ہے۔ انہیں زندہ رہنا چاہئے۔ اگر یہی حالت رہی تو وہ دن دور نہیں جب قادیانی جماعت ضابطۂ اخلاق و شرافت کے تمام اصولوں پر اسی طرح بدل کر اس پر عامل ہو جائے گی۔

ہم "الفضل" کو بتانا چاہتے ہیں کہ اس کی یہ دشنام طرازی فضول ہے۔ ایک معقول سوال پر گالیاں دینے والا آخر ہوں اور عقلمندوں کی نظروں میں ذلیل ہو جاتا ہے۔ ممکن ہے اس کے بعض ہم مشرب اس سے خوش ہو جائیں۔ ہماری خدمات میں ذاتی بغض و عناد اور تعصب کو مطلق دخل نہیں۔ صرف شرمناک اور نقصان دہ افعال و عقائد کی اصلاح مطلوب ہے۔ اگر آج قادیانی جماعت تکفیر المسلمین اجرائے نبوت کے عقیدہ سے توبہ کر لے اور "کار خاص" کو چھوڑ دے تو ہم ان کی انتہائی عزت کرنے کو تیار ہیں۔ اور ہر ایک مفید کام میں ان کو امداد دینا اپنا فرض سمجھیں گے۔

مسلم سکول اور مسلمان ہیڈ ماسٹر کا مصنوعی جنازہ

مراد آباد میں مدعیان عدم تشدد کی تہذیب و شرافت

مراد آباد۔ ۴ر اگست۔ یہاں پر پنڈت مدن موہن مالویہ اور مسٹر شیروانی وغیرہ کی گرفتاری کی خبر نہایت غم و غصہ کے ساتھ سنی گئی۔ بازاروں میں ہڑتال کر دی گئی۔ اور سکولوں سے طالب علم باہر نکل گئے۔ مسلم ہائی سکول میں کچھ جھگڑا بھی ہو گیا۔ کیونکہ سکول مذکور کے سیکرٹری اور ہیڈ ماسٹر نے سکول بند کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ دوسرے سکولوں کے بعض طلباء مسلم ہائی سکول کو بند کرانے کے لئے آئے تھے۔ ان سے جھگڑا ہو گیا۔ ان کو پیٹا گیا۔ حتیٰ کہ ان میں سے بعض زخمی بھی ہو گئے۔ اس پر طلباء نے سیکرٹری اور ہیڈ ماسٹر مسلم ہائی سکول کا ایک مصنوعی جنازہ مرتب کیا اور اس کو جلوس کے ساتھ نکالا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　　　نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۱۸ | ۲۳ر ذیقعد ۱۳۴۸ھ | نمبر ۲۸

خطبۂ جمعہ

۱۸ر ذی قعدہ ۱۳۴۸ھ

قرآن مجید کی تلاوت کے بعد حضرت مولانا صدرالدین صاحب نے فرمایا :-

اس رکوع کے اندر اللہ تعالےٰ کا حکم آیا ہے کہ تمام مومن ایک انبوہ جماعت بن جائیں۔ نبی کریم صلعم پر اس حکم کا نازل ہونا اور حضور کی برکت سے ایک زبردست جماعت کا بن جانا ایک عظیم الشان معجزہ ہے۔ نبی کریم کے دو معجزے خصوصاً اس قدر زبردست ہیں کہ تا قیامت لوگ ان کو تسلیم کرتے رہیں گے۔ ایک معجزہ قرآن کریم ہے جو ہر زمانے کے لئے بنی نوع انسان کا ایک مکمل دستور العمل ہے۔ دوسرا معجزہ یہ ہے کہ نبی کریم صلعم نے انما المومنون اخوۃ کہ کر مشرق سے مغرب تک تمام مسلمانوں کو ایک کر دیا۔ تمام دنیا کی غیر مسلم اقوام اس امر پر گواہی دیتی ہیں کہ بلاشبہ نبی کریم صلعم کا یہ ایک عظیم الشان کارنامہ ہے۔

اخوت اور مؤدّت

کا اس سے زیادہ دلآویز منظر اور کیا ہو سکتا ہے کہ جب ایک ملک کا مسلمان دوسرے ملک کے مسلمان کو السلام علیکم کہتا ہے تو دوسرا اس سے یہ سمجھ کر بغلگیر ہوتا ہے کہ میرا بھائی آ گیا ہے۔ افغانستان، ترکستان، ایران، ٹرکی اور دیگر اسلامی ممالک کے متعلق پادریوں کی رپورٹیں ہمیں بتاتی ہیں کہ محض السلام علیکم کی آواز ہی اس امر کی علامت ہے کہ بھائی آ گیا ہے۔ روس، اٹلی، جرمنی، فرانس اور دیگر یورپین ممالک کے عیسائی جب اپنے وطن میں جاتے ہیں تو ان کے پاس کوئی ایسا کلمہ نہیں جس سے ایک شخص دوسرے کو اپنا بھائی سمجھ لے۔ حالانکہ سب ایک دوسرے کو شناخت کرتے ہیں۔ اور ایک دوسرے کے مذہبی عقائد سے بھی آگاہ ہیں۔ اور ان سب کا مذہب عیسائیت ہے لیکن پھر بھی ان میں بیگانگی پائی جاتی ہے۔ ان کے پاس کوئی ایسی چیز نہیں جس سے معلوم ہو کہ وہ ایک دوسرے کے بھائی بھائی ہیں۔ وہ اس امر کا اعتراف کرتے ہیں کہ اگرچہ دنیائے اسلام میں ترک۔ افغان۔ عرب۔ ہندی قومی پہلو سے جداگانہ حیثیت رکھتے ہیں۔ لیکن وہ تمام معاملات ملّی میں بھائی بھائی بن جاتے ہیں۔

مسلمانوں کی تنظیم

اور اخوت کی بنیاد رسول اللہ نے ڈالی۔ کسی بادشاہ نے پیدا نہیں کی اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ہم تمہاری بلندی اور ترقی کے لئے اصول بتاتے ہیں تم خدا کا خوف اور تقویٰ اختیار کرو۔ اتقو اللہ حق تقاتہ یہ پہلا گر ہے جو نبی کریم صلعم نے قوم کی مضبوطی کے لئے پیش کیا۔ اور اس بات پر زور دیا کہ جو مومن ہیں وہ خدا کو حاضر و ناظر یقین کرتے ہیں۔ لین دین اور معاشرت کے معاملات میں خدا سے ڈر کر بات کرتے ہیں اور اپنے وعدوں کے پورا کرنے کا خیال رکھتے ہیں۔ پھر فرمایا کہ تمہیں موت نہ آئے مگر اس حالت میں کہ تمہیں خدا فرمانبردار پائے

واعتصموا بحبل اللہ جمیعا

خدا کے رسّے کو سب لوگ مضبوط پکڑے رہیں۔ موجودہ زمانہ جدوجہد کے لحاظ سے رسہ کشی کا ہے لوگوں نے رسول اللہ سے پوچھا کہ حبل اللہ کیا ہے؟ فرمایا کہ القرآن الحبل اللہ والممدود من السماء الی الارض۔ قرآن کریم وہ رسہ ہے جو آسمان سے لٹک کر زمین تک پہنچا ہے۔ و لا تفرقوا اور علیحدہ علیحدہ ٹکڑے نہ ہو جانا۔ پھر فرمایا اس عظیم الشان نعمت کو یاد کرو کہ جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے ہم نے تمہیں ایک کر دیا۔ اور تم خدا کے فضل سے ایک دوسرے کے ... اور ... گئے تھے

آگ کے گڑھے

پر کھڑے تھے۔ ہم نے اخوت کا سبق دے کر تم کو اس آگ کے گڑھے سے نکالا۔ مقصود یہ تھا کہ تم دین اور دنیا میں کامیاب ہو جاؤ۔ ایک مومن دوسرے مومن کے لئے دیوار بن جاتا ہے۔ اسلام کی دیوار ایسی مستحکم ہے کہ گویا اسے سیسہ ڈال کر بنایا گیا ہے۔ تمام مسلمان بمنزلہ ایک جسم ہیں۔ جب جسم کا ایک حصہ بیمار ہو جاتا ہے تو دوسرے عضوں کو بھی تکلیف پہنچتی ہے۔ مسلمانوں کے باہمی تعلقات کے متعلق کئی ایسی حدیثیں ہیں جن میں اس امر کی وضاحت کی گئی ہے کہ اگر ایک مسلمان دوسرے کی تنگی کو دور کرتا ہے تو خدا تعالےٰ اس کی تنگی کو دور کر دیتا ہے۔ افسوس ہے کہ حدیثوں میں ہم ان باتوں کو بطور قصہ کے پڑھتے ہیں۔ کیا دنیا کی کوئی قوم ایسی اخوت اور مودت کی مثال پیش کر سکتی ہے۔ جس کا مدینہ والوں نے عملی ثبوت دیا تھا؟ انصار کو مہاجرین کے تالیف قلوب کا یہاں تک خیال تھا کہ انہوں نے مہاجرین میں اپنے گھروں، مالوں اور بعض صورتوں میں اپنی بیبیوں تک کو تقسیم کر دیا۔ بلاشبہ اخوت اور مودت کا یہ ایک عدیم النظیر نظارہ ہے۔

اخوت کا مقصد

یہ تھا کہ تم نیکی اور تقویٰ میں ایک دوسرے کی مدد کرو۔ علیحدگی اور تفرق میں کوئی قوت نہیں۔ اسلام میں اس امر کی تاکید کی گئی ہے کہ بُرے فعل کے ارتکاب میں کسی شخص کی مدد نہ کرو۔ اگر تم کسی آدمی کو بُرا کام کرتے دیکھو تو اس کی بُرائی کو اپنے قوت بازو سے روک دو۔ اگر یہ نہ ہو سکے تو زبان سے اس کو روکنے کی کوشش کرو۔ اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو اس کو دل سے بُرا سمجھو۔ نبی کریم صلعم ساری عمر بلکہ آخری وقت میں بھی یہ کہتے رہے کہ میں مسلمانوں کے ناموس اور ان کے جان و مال کی وہ عزت کرتا ہوں جو کعبۃ اللہ کی ہے۔ کعبۃ اللہ کا یہاں تک احترام کیا جاتا ہے کہ جو پرندے وہاں رہتے ہیں انہیں ہلاک نہیں کیا جاتا۔ یہاں تک کہ جو کانٹے وہاں ہیں انہیں بھی نہیں ہٹایا جاتا۔ اگر کوئی قاتل اللہ کے گھر میں پناہ لینے کے لئے چلا جائے تو اس کی جان محفوظ ہے۔ اس لئے فرمایا ہے کہ مسلمانوں کی جان و مال اور عزت کی وہی حرمت ہے جو کعبۃ اللہ کی ہے۔ اسی طرح سے فرمایا کہ

من صلے صلوٰتنا واستقبل قبلتنا واکل ذبیحتنا فذالک المسلم الذی لہ ذمۃ اللہ وذمۃ رسولہ فلا تخفروا اللہ فی ذمتہ ۔ یعنی جو ہماری نماز ادا کرے اور ہمارے قبلہ کو قبلہ بنائے اور ہمارا ذبیحہ کھائے پس وہ مسلمان ہے۔ اور وہ اللہ اور اس کے رسول کی امان میں ہے اور اللہ اور اس کے رسول نے اس کو امن و امان کا عہد دیا ہے۔ پس اللہ تعالےٰ کے عہد کو مت توڑو۔

ذمی

اسلامی شریعت میں ذمی کا لفظ آیا ہے۔ ذمی وہ شخص ہے جو کافر ہو اور مسلمان کے ماتحت رہتا ہو۔ وہ مسلمانوں کی حفاظت میں ہے اور انہوں نے اس کی حفاظت کا ذمہ لے رکھا ہے۔ جب نبی کریم صلعم کسی ذمی کو اپنی حفاظت میں لیتے تھے تو مسلمانوں کو تاکید کی جاتی تھی کہ اس کی حفاظت کا فرض بجا لائیں۔ یسعیٰ ادناھم فی ذمتھم ذمۃ المسلمین واحدۃ۔ تمام مسلمانوں کا ایک ہی عہد ہے۔ نبی کریم صلعم کا ارشاد ہے کہ جو ذمی تمہاری رعایا بن جائیں تم ان کے غلاموں اور آدمیوں کو بھی نہ خریدو۔ لا تشتروا رقیق اھل ذمتکم ولا ارضیھم خدا کو حاضر و ناظر سمجھو۔ جب تم ذمی کو اپنی حفاظت میں لے لو تو پھر اس کے مال کی حفاظت کرو۔ اب میں آپ سے یہ دریافت کرتا ہوں کہ کیا مولوی صاحبان یہ وعظ کرتے ہیں کہ

ہماری قوت کا راز

جمعیت میں مضمر ہے؟ اگر اس سوال کا جواب اثبات میں ہے تو پھر وہ کیوں ایک نہیں ہو جاتے؟ اس کی سوائے اس کے اور کوئی وجہ نہیں کہ بے شمار لوگوں کا یہ خیال ہے کہ صرف نماز یا جمعہ پڑھ لینا ہی اسلام ہے۔ صحابہ کرام نیکی پھیلانے کے لئے مشرق اور مغرب میں پھیل گئے مگر جمعیت کی طاقت کے بغیر یہ کارروائی نہیں ہو سکتی تھی۔ اسلام کی برکت سے مسلمانوں کو سلطنت عطا ہوئی۔ اور سلطنت کی بدولت اسلام کو فروغ حاصل ہوا۔ غور سے دیکھا جائے تو سلطنت اور اسلام لازم ملزوم ہیں۔ اور اگر سلطنت کو مالی سے اور اسلام کو باغ سے تشبیہ دی جائے تو ظاہر ہے کہ مالی کے بغیر باغ کے ویران ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ لاہور کی احمدی جماعت کی ذمہ داریاں ... [illegible]

ہے۔ بلکہ اس صدی کے مجدد کو بھی مانتی ہے۔ ہم قادیان میں حضرت مرزا صاحب کے زمانہ میں اخوت، محبت اور ایثار کی پوری شان دیکھ چکے ہیں۔ احمدیوں کا کام یہی ہونا چاہئے کہ وہ تمام مسلمانوں کو متحد کریں۔ اگر آپ نے سارے ہندوستان یا سارے پنجاب کے مسلمانوں کو ایک نہیں کیا تو کم سے کم لاہور والوں ہی کو متحد کر دیتے۔ مگر اس بارے میں اب تک کچھ نہیں ہوا۔ آپ کو حضرت مسیح موعود کی تعلیم اور صحبت کے صدقہ میں

عرفان

حاصل ہے۔ اہل لاہور تو اس نعمت سے محروم ہیں۔ وہ آپ کے پاس کیوں چل کر آئیں؟ آپ کو ان کے پاس چل کر جانا چاہئے۔ کس قدر رنج اور افسوس کا مقام ہے کہ ہم چھوٹی چھوٹی باتوں سے اپنے باہمی اختلافات کے دائرہ کو وسیع کر رہے ہیں کبھی اوپر ہاتھ باندھنے پر اعتراض ہے اور کبھی نیچے ہاتھ باندھنے پر۔ کبھی انگشت شہادت پر اعتراض ہے۔ ہم نے مذہب کو کھیل بنا رکھا ہے۔ ان باتوں سے قومیں ذلیل ہی نہیں ہوتیں بلکہ ہلاک ہو جاتی ہیں۔ کیا یہ تعجب کا مقام نہیں ہے کہ مسلمان توحید پرست ہونے کے باوجود ذلیل و خوار ہیں۔ یہودیوں نے

خدا کے بتائے ہوئے راستہ

کو چھوڑ دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ان پر خدا کی طرف سے ذلت مسکنت اور غضب نازل ہوا۔ انہیں قیامت تک سلطنت نہیں ملے گی۔ ہمیں اللہ تعالےٰ نے تفرقہ ڈالنے سے منع کیا ہے۔ لاہور کی احمدی جماعت کو خدا کا نام بلند کرنے اور اس کا پیغام پہنچانے میں سب سے آگے قدم بڑھانا چاہئے۔ لاہور کے ڈیڑھ لاکھ مسلمانوں کا شیرازہ پراگندہ ہو رہا ہے۔ ان کی طاقتیں بکھری ہوئی ہیں۔ اٹھو، ہمت کرو۔ اور اس انتشار کو دور کرو۔ اگر اس عرفان کے بعد بھی جو آپ کو اپنے امام سے حاصل ہوا آپ نے کچھ نہ کیا تو پھر آپ بھی ویسے ہی ہیں جیسے کہ دوسرے ہیں۔ قوت عمل کے اعتبار سے آپ کے لئے ایک امتیازی شان پیدا کرنا ضروری ہے۔

معاندانہ جذبات

اگرچہ ہم "پیغام صلح" کی گذشتہ اشاعت میں محترم ہمعصر "سچ" لکھنؤ کے ان معاندانہ جذبات کا جو "لاہوری احمدیوں" یا "مرزائیوں" کے متعلق ظاہر کئے گئے ہیں مدافعانہ رنگ میں جواب دے چکے ہیں۔ لیکن "جمہور مسلمین" کا کسی ایک نقطہ پر اتحاد و اتفاق قدرتاً احمدی یا مرزائی کیمپ میں اضطراب پیدا کر دیتا ہے" لاہور کی احمدی جماعت پر ایسا سنگین الزام ہے کہ ہمارے ہمعصر نے غصہ اور جوش کی حالت میں اس امر کا مطلق خیال نہیں کیا کہ کہیں

"ہم الزام ان کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا"

کے مصداق وہ خود تو نہیں؟ ہمارے ہمعصر نے غالباً قصبہ امروہہ کا نام سنا ہوگا جو ضلع مراد آباد میں واقعہ ہے۔ شاید اسلامی جرائد سے محترم ہمعصر کو یہ خبر بھی معلوم ہو گئی ہوگی کہ اس سال امروہہ میں علما کی ایک کانفرنس منعقد ہونے والی ہے "احمدی" یا "مرزائی" علما کی نہیں بلکہ حنفی علما کی جو جمعیت علمائے ہند کے ارکان ہیں۔ ہم موصوف کو ۸ صفحوں کے ایک چھوٹے سے پمفلٹ کی طرف توجہ دلاتے ہیں جس کے راقم "علمائے کرام کے حقیر ترین خادم سید علی متقی خاں جنرل سیکرٹری مجلس استقبالیہ جمعیۃ علمائے ہند امروہہ (یو پی) ہیں۔ اس پمفلٹ کا عنوان ہے۔

جمعیۃ علمائے ہند کا اجلاس

مستعفی جماعت کی افسوسناک رخنہ اندازیاں

مولانا محمد علی اپنی پوزیشن صاف کریں

یہ عنوان اپنی شرح خود کر رہا ہے۔ لیکن اگر اس شرح کی شرح ہمارے محترم ہمعصر کی نظر سے نہیں گذری تو وہ مذکورہ بالا پمفلٹ جنرل سیکرٹری مجلس استقبالیہ جمعیت علمائے ہند سے طلب کر کے ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔

کذب آفریں لفاظی

اس کے علاوہ ہم اپنے ہمعصر کو الجمعیۃ دہلی مورخہ ۲۰ر اپریل کے صفحہ ۳ کالم ۳ کے ایک نامہ نگار (مولوی مسعود عالم ندوی) کے مضمون بعنوان "جمعیۃ علمائے ہند کا اجلاس امروہہ اور مدعیان قیادت کی مسجد ضرار" کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔ اس مضمون کا حسب ذیل اقتباس ہمارے محترم ہمعصر کی خاص توجہ کا محتاج ہے:-

مسلمانوں کے بُرے دن ابھی باقی ہیں۔ رہنمائی کے دعویدار ابھی آپس کی جنگ زرگری سے نہیں فارغ ہوئے۔ امروہہ میں ایک الگ مسجد ضرار بنانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۱۸ | ۸ ربیع الثانی ۱۳۴۹ھ | نمبر ۳۶

اصل انجیل گم ہو گئی

یہ بات بھی کسی کسی کو نصیب ہوتی ہے کہ اس کے دشمن اس کی تحقیقات اور خیالات کی تصدیق کریں۔ تحریف اناجیل کی بحث میں ہم نے یہ ثابت کیا تھا کہ اصل انجیل دنیا سے مفقود ہو چکی ہے۔ موجودہ اناجیل میں سے کوئی انجیل الہامی نہیں۔ خدا کا شکر ہے کہ آخر نور افشاں نے وہی بات کہی جو ہم نے پہلے ہی لکھ دی تھی۔ اب ہمارا اور ان کا فیصلہ ہو گیا ہے۔ وہ کبھی بھولے سے بھی اناجیل کو کلام الٰہی نہ کہیں گے تحریف اور عدم تحریف کی بحث بھی اس کے ساتھ ہی اُڑ گئی۔ خدا کرے ہمارے اور ان کے باقی جھگڑے بھی اسی خوبی سے طے ہو جائیں ؎

رہ یہ ان کو لگا لائے تو ہیں باتوں میں
اور کھل جائیں گے دو چار ملاقاتوں میں

اس پر ایک محققانہ مضمون پادری برکت اللہ صاحب ایم اے کا نور افشاں میں مسلسل چھپ رہا ہے۔ جو اگرچہ انتہا پسند پادریوں کے خیالات کی بنا پر لکھا جا رہا ہے۔ تاہم وہ ہماری تائید میں ہے۔ البتہ کہیں کہیں ذرا ان کی نگاہ کج ہو جاتی ہے۔ جو حسن ادا کے خلاف ہے۔ ؎

گھونگھٹ کی اوٹ اس پہ کی نظریں پھری ہوئیں

مگر اس گھونگھٹ کو اٹھا کر تیز نگاہ کو سیدھا کر لینا ہمارا کام ہے۔ بہرحال پادری برکت اللہ صاحب نے پادری پال کی تصحیف التحریف پر ایک کاری ضرب لگائی ہے۔ اصل انجیل کے بارے میں آپ لکھتے ہیں :-

حواریان مسیح ابتدا ہی سے خداوند مسیح کے اقوال کو احاطہ تحریر میں لے آئے۔ تاکہ خداوند کے اعجازی الفاظ ضائع نہ ہوں۔ اور آپ کے شاگرد ان سے مطلع ہو سکیں۔ اور نومریدوں کو بھی تعلیم دے سکیں۔ چونکہ یہ نسخہ قدیم ترین تھا۔ لہٰذا نہایت معتبر اور مستند تھا۔ اس نسخہ کے مضامین لیا ہے۔ اس موضوع پر علمائے مغرب مدت سے بحث کرتے چلے آئے ہیں۔ اور اب تقریباً اس امر پر متفق ہیں۔ کہ یہ رسالہ تعلیم پر مشتمل تھا[1] اور مقدس مرقس کی انجیل سے پہلے لکھا گیا تھا۔ (یہ یاد رہے کہ سب سے پہلی انجیل مرقس ہی مانی جاتی ہے۔ عبدالحق) کیونکہ اس انجیل کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے ناظرین کے ہاتھوں میں ایک ایسا نسخہ موجود ہے جس میں منجیٔ عالمین (مسیح) کی تعلیم درج ہے۔ یہی وجہ ہے کہ گو مقدس مرقس خداوند مسیح کے ساتھ تعلیم اور تعلیم دینا کو باقی دونوں انجیلوں سے زیادہ استعمال کرتا ہے۔ تاہم وہ خداوند کی تعلیم کا ذکر نہیں کرتا۔ کیونکہ اس کی انجیل کا مرکز صلیبی واقعہ ہے۔ خداوند کی زندگی کے آخری ہفتہ کے واقعات انجیل کے ⅓ حصہ سے زیادہ جگہ لیتے ہیں اور درحقیقت یہ انجیل ایک تمہید اور صلیبی واقعہ کے بیان پر مشتمل ہے۔ بی وائس (B. Weiss) اور دیگر علماء کے خیال میں نسخہ ک (اصل انجیل) میں واقعات صلیب بالکل نہیں

تھے۔ پس ثابت ہو گیا کہ انجیل مرقس کی تصنیف سے پہلے ایک نسخہ مسیحیوں کے ہاتھوں میں موجود تھا جس میں صرف خداوند کے کلمات طیبات شامل تھے۔ مرقس نے اس کمی کو پورا کرنے کے لئے انجیل لکھی جس میں خداوند کی تعلیم کا مفصل ذکر نہ کیا۔ بلکہ خداوند کی زندگی کے چند واقعات کا ذکر کیا۔ لیکن واقعات صلیب قیامت اور صعود آسمانی کا تفصیلی طور پر ذکر کیا۔ ہماری رائے میں سر ولیم ریمزے (Sir William Ramsay) کا خیال درست ہے کہ نسخہ ک (اصل انجیل) صرف خداوند کے زریں اقوال پر ہی مشتمل تھا۔ اور اس میں صلیبی واقعہ کا ذکر نہیں تھا۔ یہ نسخہ صلیبی واقعہ سے پہلے خداوند کی عین حیات میں مرتب کیا گیا تھا۔ . . . . بہرحال تمام علماء اس نسخہ کو قدیم ترین تسلیم کرتے ہیں۔ خداوند کے اقوال کے لئے نسخہ ک (اصل انجیل) سے زیادہ معتبر اور مستند کوئی شے روئے زمین پر نہیں ہو سکتی۔ یہ نسخہ اب ہمارے ہاتھوں میں ایک جداگانہ رسالہ کی شکل میں نہیں ہے۔"

پادری صاحب کی تحریر کا خلاصہ

۱۔ جناب مسیح کی صرف تعلیمات پر مشتمل ایک رسالہ جو جناب مسیح کی زندگی میں موجود تھا۔

۲۔ اس پر کل مسیحی علماء متفق ہیں۔

۳۔ وہ ایک عرصہ کے بعد گم ہو گیا۔

۴۔ اس (رسالہ انجیل) میں واقعات صلیب وغیرہ کا کوئی ذکر نہ تھا۔

۵۔ مرقس نے اس کو پورے طور پر نقل نہیں کیا۔

۶۔ یہی ایک اور صرف وہی ایک نسخہ سب سے قدیم اور مستند تھا۔

یہ تو ہے اصل تحقیقات کہ جس کے ساتھ ہم لفظاً لفظاً متفق ہیں۔ اور جو قرآن کریم کی صداقت اور منجانب اللہ ہونے کا ایک زبردست ثبوت ہے۔

پادری صاحب کا اختلافی نوٹ۔

پادری صاحب فرماتے ہیں :-

"تین اہم نتیجے جو علماء کے نزدیک مسلّم ہیں۔

الف :- پہلی اور تیسری انجیل (متی اور لوقا) کے لکھنے والوں نے مرقس کی انجیل کو نقل کیا ہے۔

ب۔ پہلی اور تیسری انجیل کے نقل کرنے والوں کے سامنے مرقس کے علاوہ ایک اور رسالہ تھا۔ جو انہوں نے نقل کیا ہے۔ وہ سب کا سب تعلیم پر مشتمل اور جو اب ضائع ہو گیا ہے۔

ج۔ متی کے مصنف نے لوقا کو نقل نہیں کیا۔ اور لوقا نے متی سے کچھ نہیں لیا۔ یہ دونوں انجیلیں مختلف اوقات اور مختلف جگہوں میں لکھی گئیں"۔

(یہ غلط ہے۔ لوقا کے سامنے بہت سی اناجیل تھیں۔ کہ جن کو اس نے رد کر دیا۔ اور ان کو غیر معتبر ٹھہرا کر اپنی انجیل کو صحیح قرار دیا۔ جس سے یہ ثابت ہے۔ کہ لوقا کے نزدیک پہلی تمام اناجیل جھوٹی اور غیر معتبر تھیں۔ دیکھو لوقا کی پہلی اور دوسری آیت۔ (پیغام صلح)

۳۔ ہم نے لکھا تھا کہ اصل انجیل ارامی زبان میں تھی۔ کہ جو ضائع ہو گئی۔ اس میں تعلیم مسیح تھی اور وہ موجودہ اناجیل کی طرح محض مسیح کی سنی سنائی سوانح عمری نہ تھی۔ پادری صاحب ۲۹ اگست کے نور افشاں میں اس کی تصدیق کرتے ہیں۔ لیکن مرقس کے متعلق یوسی بیس کے حوالہ سے جو پاپیاس کی روایت نقل کی ہے۔ وہ پطرس کا مترجم تھا۔ یہ کہانی ۱۴۰ء کی ہے۔ پاپیاس نے مرقس کی بابت یہ کہاں سے سُنی اس راوی کا نام کوئی نہیں بتا سکتا۔ پس یہ کہنا کہ مرقس حواریوں سے ملا تھا یا اُن سے براہ راست اس نے دریافت حال کیا تھا مشتبہ ہے۔ اور یہ ایسی ہی گپ ہے کہ جیسی متی کو اصل ارامی زبان کی انجیل کا مصنف قرار دینا۔ یہ گپ بھی جناب پاپیاس ہی کی ہے۔ کہ جس کو آپ خود تسلیم کر چکے ہیں۔ پس ایسے غیر محتاط مصنف کا سہارا لیکر اتنے بڑے دعوے کو بیان کرنا اصول روایت کے خلاف ہے۔

یہ بھی آپ یاد رکھئے کہ وہ مرقس جس نے ملفوظات مسیح سے کچھ نقل کیا تھا۔ انجیل نویس نہیں بلکہ ویسٹ کوٹ (Westcott) اور بعض دوسرے ہمیں بتایا ہے کہ کسی اور شخص نے اس کو لکھا ہے۔ اس لئے تو "According to the Mark" (مرقس کے مطابق) انجیل لکھا جاتا ہے۔ جب تک آپ پاپیاس کی اس روایت کا راوی ہمیں نہیں بتائیں گے۔ اور راوی بھی وہ کہ جو ایک طرف تو پطرس اور مرقس کا ہمعصر ہو اور پھر پاپیاس کے وقت تک زندہ رہا ہو۔ اور اگر ایک نہیں تو دو تین راویوں کا سلسلہ بتایئے۔ اس پر بھی پاپیاس اصول روایت کی بنا پر ایک مجروح راوی ہے۔ کہ جس نے اتنی بڑی گپ ہانکی کہ متی کو ارامی انجیل کا مصنف بنا دیا۔ اس نے مرقس کا اعتبار جمانے کے لئے یقیناً اس کو پطرس کا مترجم بنا دیا ہو گا۔ انجیل اوّل یعنی متی نے اور انجیل سوم کے مؤلف لوقا نے اس اصل ارامی زبان کی انجیل سے کچھ نقل کیا۔ اس کا آپ نے کوئی ثبوت نہیں دیا۔ لوقا نے تو خود فیصلہ کر دیا کہ اس کی انجیل روایات پر مبنی ہے۔ اگر وہ اصل ارامی زبان کی انجیل سے کچھ لیتا۔ تو یقیناً اس کا ذکر کرتا۔ اس طرح اس نے متی کے ذبیح ہونے کی بھی تردید کر دی ہے۔ اس ساری بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ

۱۔ اصل انجیل جو ارامی زبان میں تھی اور جناب مسیح کی تعلیم اس میں تھی۔ وہ دنیا سے مفقود ہو گئی۔

۲۔ مرقس، متی اور لوقا نے اس انجیل میں سے نقل کرنے کا کوئی ثبوت نہیں۔

۳۔ پاپیاس کی دونوں روایتیں اصول روایت کی بنا پر مردود ہیں۔

۴۔ اصل انجیل میں واقعات صلیب وغیرہ کا کچھ ذکر نہ تھا۔ نہ اس میں سوانح مسیح تھے۔ بلکہ وہ صرف تعلیمات پر مشتمل تھی۔

۵۔ وہ رسالہ جناب مسیح کی زندگی میں موجود تھا۔ اور اس میں سے جناب مسیح حواریوں کو تعلیم دیتے تھے۔

قرآن مجید کا اعجاز

پادری عبدالحق صاحب کے کلام حق پر نظر ڈالتے ہوئے ہم نے یہ ثابت کیا تھا۔ کہ قرآن مجید کی رو سے انجیل وہ کتاب یا تعلیم ہے۔ کہ جو جناب مسیح کو عطا کی گئی تھی۔ موجودہ اناجیل اربعہ قرآن شریف اور احادیث کی رو سے ہرگز ہرگز الہامی نہیں۔ فی الحقیقت عیسائی صاحبان کے ساتھ ہماری یہ بحث بہت پرانی ہے۔ عیسائی دوست ہمیشہ یہی کہتے رہے کہ یہ کلام خدا ہے اور ہم اس کی تردید کرتے رہے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی یقیناً یہی اناجیل اربعہ تھیں۔ کہ جن کو عیسائی دنیا حواریوں پر الہام شدہ مانتی تھی۔ اور موجودہ تحقیقات کا اس وقت نام و نشان بھی نہ تھا۔ پھر اس کی کیا وجہ ہے کہ قرآن کریم انجیل کو جناب مسیح کی کتاب بتاتا ہے۔ حالانکہ اس کے نزول کے وقت کوئی نہ جانتا تھا کہ کوئی کتاب ایسی بھی تھی۔ کہ جو جناب مسیح پر نازل کی گئی۔ مگر وہ گم ہو گئی ہے۔ فی الحقیقت قرآن کریم کا یہ بہت بڑا اعجاز ہے اور اس کے ساتھ ہی عیسائی مصنفین کے اس بے بنیاد اعتراض کا زبردست جواب ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کو تورات اور انجیل سے اخذ کیا ہے۔ اگر وہ انہی کتب سے ماخوذ ہوتا تو اس وقت کے رائج عیسائی عقیدہ ہی کو بیان کرتا۔ کہ انجیل اربعہ حواریوں پر الہام شدہ کتب ہیں۔ وہ یہ کبھی نہیں کہہ سکتا تھا کہ انجیل مسیح کو دی گئی تھی۔ پادری صاحبان علمائے مسیحی کی موجودہ تحقیقات کو ایک طرف رکھیں اور دوسری طرف قرآن کریم کی اس صداقت کو رکھ کر فیصلہ کریں تو کیا یہ کلام کسی انسان کا ہو سکتا ہے۔ یا عالم الغیب خدا تعالیٰ کا۔

سابق وزیر تعلیم لالہ منوہر لال

لالہ منوہر لال سابق وزیر تعلیم اپنے مسلم کش کارناموں کی وجہ سے ایسے مشہور ہو چکے ہیں۔ کہ مسلمانوں کو ان کے نام سے تعارف کرانے کی ضرورت باقی نہیں رہی۔ لالہ صاحب نے اپنے زمانہ وزارت میں مسلمانوں پر وہ مظالم توڑے ہیں کہ بجا طور پر

---

[1] Spector's essay on the Literatary Evolution of The Gospel & Studies in the synoptic problem by Dr Sunday

[1] Eusebius & Papias.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۱۸ | ۳ر جمادی الثانی سنہ ۱۳۴۹ ہجری | نمبر ۷۱

"الفضل" کا خاتم النبیین نمبر

گر کسی ڈھب سے کوئی مجھ کو ہنسا دیتا ہے

غم فرقت وہیں کچھ یاد دلا دیتا ہے

اگر یہ سچ ہے کہ علم کلام اسوقت تک کچھ فائدہ نہیں دیتا کہ جب تک انسان دوسروں کے پُر فریب مغالطات سے بھی واقف نہ ہو۔ اور علم طب اس وقت تک بیلے سود ہے کہ جب تک انسان اعضاءِ جسمانی کی تشریح اور ماہیت اشیاء اور ان کے تاثرات سے واقف نہ ہو۔ تو یہ بھی سچ ہے کہ ہر شخص کا عشق اس کے معشوق کو معلوم کئے بغیر سمجھنا بھی محال ہے۔ شیعہ حضرات قرآن شریف کو مانتے ہیں اور اس پر اُن کا ایمان ایسا ہی مضبوط ہو سکتا ہے۔ کہ جیسا دوسرے مسلمانوں کا۔ تاہم قرآن شریف کے مطالب اور اشارات کے سمجھنے میں ان کا نکتہ نگاہ ایک ہی محور کے گرد حرکت کرتا ہے۔ اور ان کے تمام علوم اور فصاحت و بلاغت کے نکات ہر آیت میں حضرت علی اور امامانِ معصوم کے مدح فرسا تخیلات پر ختم ہو جاتے ہیں۔ ان حضرات میں سے بہت کم ایسے علماء ہوں گے کہ جو میدانِ کربلا سے کبھی آگے بڑھے ہوں۔ اسی طرح ہمارے قادیانی دوست کتنا ہی اُونچا اُڑیں مگر وہ قادیان کی موجودہ مسموم فضاء سے کبھی بھی باہر نہیں نکل سکتے۔ کبھی کبھی سال میں ایک مرتبہ محمودی دنیا میں ایک ہنگامہ برپا ہوتا ہے۔ بڑے بڑے پوسٹر شائع ہوتے ہیں۔ گوشہ گزیں اور پردہ نشیں ہستیاں باہر آتی ہیں۔ کہ عشوہ گری اور غمازی سے غیروں کے دلوں پر حُسن و عشق کی بجلیاں گرائیں۔ غالب کو وبائی موسم میں مرنے سے اس لئے پرہیز تھا کہ اس وقت موت کی قیمت بہت ہی گر جایا کرتی ہے۔ ہمارے محمودی دوستوں کو عامۂ مسلمین کے ساتھ مل کر سیرۃ النبی کے جلسوں میں شامل ہونے سے اپنی ساکھ کی نمائش کے بے رونق ہو جانے کا خطرہ ہے۔ اس لئے وہ تنہا اُٹھتے ہیں۔ تاکہ خریداروں کی نگاہیں انہی کے لئے اور صرف انہی کے لئے وقف رہیں۔ اور دنیا ایک عرصہ تک ان کے حُسن و جمال کی مداح رہے۔ سیرۃ النبی کے جلسے ہی نہیں بلکہ اپنی دوسری عشوہ طرازیوں میں بھی وہ عامہ مسلمین سے اپنی محفل الگ گرم کرتے ہیں۔ اور یہ پرکالۂ آفت اس وقت محو رقص و سرود ہوتے ہیں کہ جب دنیا اپنے مشاغل سے تھک کر آرام و سکون کی متلاشی ہوتی ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ شیفتگانِ خودنمائی جب تک کوئی انگلیاں اُٹھنے کا سامان پیدا نہ کریں ان کی محفل میں گرمی ہو نہیں سکتی۔

محمودیت کے سولہ سالہ حسن کی تدریجی ترقی اور عشوہ طرازیوں کا اگر تجزیہ کیا جائے تو اس میں سوائے جذبۂ خودنمائی کی فراوانی کے اور کوئی خوبی آپ بہت کم پائیں گے۔ ان کے تمام اعمالِ حیات اور پاکبازیوں کی تہ میں یہی جذبہ مخفی نظر آئے گا۔ ورنہ اور کوئی معقول وجہ ہمیں نظر نہیں آتی۔ کہ کیوں ساری تحریکوں کا ہنگامہ اور لوگوں کی جدوجہد کا ولولہ ختم ہو جاتا ہے۔ تو حضرت میاں صاحب بصد ناز اُٹھتے ہیں اور اس پر ایک تبصرہ لکھ کر مردہ تحریکات پر اپنی مسیحائی کا افسون پڑھنا شروع کر دیتے ہیں۔ خلافت کا غلغلہ بلند ہوا۔ علماء اسلام نے اس پر گرما گرم بحثیں کیں۔ بلبلۂ خلافت اپنے انتہائی اٹھان تک اُٹھا۔ اور پھر بیٹھ گیا۔ لوگ اس کو بھول گئے۔ اور ان کے دل اس سے سرد ہو گئے۔ تو ہمارے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے بھی انگڑائی لی۔ اور ملک بھر کی ساری بحثوں پر ایک طولانی سفر کر کے اس کا استقصاء کیا۔ اور ... ایک بازیچہ نیاز کر کے محمودیوں کو کھیلنے کے لئے دیدیا ہے۔ نہرو رپورٹ چھپی۔ ملک بھر میں اس پر شور اٹھا۔ میاں صاحب قصرِ خلافت کے دریچہ میں بیٹھے اس کی جان کنی کے منتظر رہے۔ یہاں تک کہ اس نے آخری سانس لی اور مردوں میں جا ملی۔ تو ہمارے خلیفہ صاحب کو اس کے قتل کی سوجھی اور لگے مرے کو مارنے شاہ مدار۔

سائمن صاحب آئے۔ دورے کئے۔ تحقیقات کے نتائج کو آشکارا کر دیا۔ اور گوشہ گمنامی میں جا ہی پہنچے تھے کہ اچانک دربار خلافت سے حکم ملا کہ اس پر جو کچھ آج تک لکھا گیا ہے اس کو ہمارے سامنے پیش کیا جائے۔ تاکہ ہم بھی کچھ خامہ فرسائی کریں۔ سائمن رپورٹ کی روح کو ثواب پہنچانے کے لئے آج کل آپ نے ایک تبصرہ رقم فرمایا ہے۔ کہ جس کوشش میں لگا کر بصد ادب مولانا شیر علی اور خدا جانے کون کون سے بزرگ لاہور لائے ہیں۔ بہر حال تمام معاملات سیاسیہ اور امورات دینیہ میں آخری سہرا جنابِ خلافت مآب ہی کے سر رہتا ہے۔ شاید اس میں لفظ خلافت کے معنوی اثر کا بھی کچھ دخل ہو۔ یہ حقیقت الامر یہ ہے کہ قصرِ خلافت کی پہلی اینٹ سے لے کر دستارِ ولایت کی سبز پگڑیوں۔ غلغلہ انداز مظاہروں گورنمنٹ کے نیم حکموں اور سائمن رپورٹ کے تبصرہ تک سیرۃ النبی کے بلند بانگ اعلانوں کی تہ میں جذبۂ خودنمائی کی کار فرمائیاں ہیں۔ اس کے سوا کچھ نہیں۔ اور اس کے سوا کچھ نہیں۔ الفضل کا خاتم النبیین نمبر ہمارے سامنے ہے۔ اور ابھی تک ہم نے اس کو اپنے مضمون کا زیب عنوان بنانے کے سوا قارئین اخبار کے سامنے پیش نہیں کیا۔

الفضل کا خاتم النبیین نمبر نہایت خوبصورت لالہ گوں اور دلآویز ہے۔ اس ظاہری غازہ غاشی کے علاوہ مضامین کی گوناگونی بھی دلفریب ہے۔ حضرت میاں صاحب کا مضمون "حضرت رسول کریم صلعم ایک ملہم کی حیثیت میں" قرآن کریم کے معجزہ ہونے پر ہے مضمون وہی ہے کہ جو عام طور پر لوگ بیان کیا کرتے ہیں۔ اور آپ نے اس کو اچھا نبایا ہے۔ افسوس ہے تو صرف اس قدر کہ یہ معجزہ گورنمنٹ کے نیم حکم کے سامنے یوں اُڑ جاتا ہے کہ جیسے پانی کے آنے سے تیمم اس پر کسی نے کیا خوب کہا تھا۔

ہو خدا جن کا محافظ مٹ سکیں وہ کس طرح

رہ گئے بُت دہر میں اور بت شکن جاتا رہا

قرآن ہاں وہ قرآن کہ جو دنیا کی تمام حکومتوں کے اُوپر ایک علم تھا۔ آہ! افسوس ہمیں بتوں کی جنبشِ ابرو کے سامنے اس کو سرنگوں کر دیا گیا۔

مضامین کا دوسرا حصہ رسول اللہ علیہ وسلم کی تعلیم میں عورت کی حیثیت پر ہے۔ جس پر تین چار مضامین میں طبع آزمائی کی گئی ہے۔ ان میں سب سے اچھا اور بالکل اچھوتا مضمون بیگم صاحبہ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کا ہے اور اس کا عنوان ہے "آنحضرت کا عدل اپنی بیویوں کے درمیان"۔ ہمیں افسوس ہے کہ اس مضمون کو پڑھ کر ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ یہ مضمون حضرت میاں صاحب کے عقیدہ پر ایک کاری ضرب ہے۔ اس لئے کہ محمودی برات کے دولہا کا یہ خیال ہے کہ اصل حکم ہے تعددِ ازدواج کا ایک بیوی کرنے کا۔ - - - - کوئی حکم قرآن شریف میں نہیں۔ مومن اور پھر کامل مومن وہی ہے کہ جو کم از کم چار بیویوں کا بوجھ اپنے سر پر اٹھا لیتا ہے۔ یا مولانا اکمل کے خیال سے اٹھارہ بیویوں کا۔ اور بیویوں کی اس تعداد میں تادمِ زیست کمی کرنا اپنے نامرد اور ناقص مومن ہونے کا ثبوت دینا ہے۔ تین بیویوں والا اصل مومنانہ سٹینڈرڈ سے ایک درجہ نیچے گرا ہوا ہے۔ اور دو والا دو درجے پست ہے ... کہلا سکتا ہے۔

ہماری اس بحث سے کوئی ناظر یہ نہ سمجھ لے کہ ہم حضرت میاں صاحب کے مقابلہ میں بیگم بشیر احمد صاحب کی ہتک کر رہے ہیں۔ عام لوگوں کے مقام سے بام خلافت بہر حال بلند ہونا چاہئے۔

امام جماعت احمدیہ کا دوسرا مضمون "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک دشمن کی نظر میں" مضمون نہایت اچھا اور اندازِ بیان نہایت پاکیزہ ہے۔ کہ آپ نے سر ولیم میور جیسے دشمنِ اسلام کا اقتباس آنحضرت صلعم کی تصدیق میں پیش کیا ہے۔ اور یہ ثابت کیا ہے کہ نبی اردگرد کے حالات یا ماحول کے تاثرات سے پیدا نہیں ہوتا۔ لیکن گستاخی معاف اگر نبوت موہبت نہیں بلکہ اکتساب ہے تو آپ اس نبوت کے ماحول کے اثرات سے محفوظ کیسے رہ سکتے ہیں۔ اکتساب کے لئے اسباب کی ضرورت ہے۔ اور وہ ماحول کی پیدائش ہیں۔ تدریجی ترقی اپنے اردگرد کے حالات کی محتاج ہوتی ہے۔ جو چیز اکتسابی اور تدریجی ہے اس کو آپ ارتقائی تخلیق سے باہر نہیں نکال سکتے۔ ہم نہیں سمجھ سکے کہ دشمن کی نظر میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک کامیاب اور فوق العادت لعشت ہیں۔ لیکن اس کے ایک نام لیوا کی نگاہ میں وہ اصول ارتقا کا ایک نتیجہ کیوں ہیں؟

مولوی اللہ دتا صاحب کا مضمون "روحانیت کا بلند ترین مقام" بھی قابل غور ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ روحانیت کیا چیز ہے؟ بعض نے تعلقاتِ مدنی و علائقِ انسانی کا رشتہ توڑ کر جنگلوں اور صحراؤں میں بادیہ پیمائی کا نام روحانیت رکھا ہے۔ بعض لوگوں نے ترکِ لذات کا اور بعض نے ریاضاتِ شاقہ وغیرہ وغیرہ کا۔ مگر اسلام نے اپنے تمام اعضاء اور جوارح کو خدا کے حکم کے ماتحت کر دینے کو بلند ترین مقام قرار دیا ہے۔ لیکن ہمیں معاف فرمایا جائے۔ تو ہم مولانا کی خدمت میں عرض کریں کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دعوے میں ارتقا ہے جیسا کہ آپ کے خیال میں حضرت مرزا صاحب منزل بہ منزلِ مجدد۔ محدث وغیرہ منازل طے کرتے ہوئے نبوت کے درجہ پر فائز ہوئے۔ تو یاد رکھئے کہ نبوت کے حصول کا ذریعہ بھی گوشہ گزینی۔ بادیہ پیمائی اور ریاضاتِ شاقہ قرار دینی پڑیں گی کہ جن کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نبی بنے۔ جس راہ پر چل کر حضور نے نبوت کا اکتساب کر لیا۔ وہ راہ ہمارے لئے مسدود کیسے ہو سکتی ہے۔ ہاں تو نبوت کو اکتسابی اور ارتقائی چیز نہ کہو بلکہ موہبت اور رحمانیت کا فیضان اثر سمجھو اور یا نبوت کے بلند ترین بام کے ریاضاتِ شاقہ وغیرہ زینے سمجھو۔

کوئی صاحب ساواتِ نسل انسانی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اعلیٰ تعلیم قرار دیتے ہیں بلاشبہ ہے۔ اور یقیناً ہے۔ لیکن اس قوم اور اس کے اس امام جماعت کی نسبت کیا خیال کیا جائے۔ کہ جس نے خدا کی دی ہوئی اس سب سے بڑی نعمت کو سلب کر لیا اور لوگوں سے اپنا علم اور عقل اور ایمان سپرد کرنے کی بیعت لی۔ اور انسانیت کی حدود کو منہدم کر کے حیوانیت کے دائرہ کو وسیع کر دیا۔

"الفضل" کا خاتم النبیین نمبر (یعنی نبوت کو جاری کرنے والا نمبر) اپنے مضامین کی گوناگونی کے لحاظ سے نہایت دلچسپ نمبر ہے۔ افسوس ہے "پیغام صلح" کا دامن اس قدر تنگ ہے کہ ہم اس میں زیادہ گل حسن چن نہیں سکتے۔ ؎

دامانِ نگہ تنگ و گلِ حُسن تو بسیار

(بقیہ صفحہ ۴ کالم ۲)

مورخہ ۳۰ر اکتوبر جمعرات کے دن سے حضرت امیر ایدہ اللہ کا وہ معرکۃ الآراء درس شروع ہوگا کہ جس میں قرآن شریف کی تفسیر قرآن مجید کے دوسرے مقامات سے کی جائے گی۔

شاہ محمد خاں صاحب مرحوم کی ایک لڑکی قمر النساء مورخہ ۲۰ر اکتوبر کو اپنے باپ کے ا ماہ بعد بابیہ کا نام لیتی ہوئی ان کے ساتھ جا سوئی ... احباب سے دعا ہے کہ وہ ان کی بیوہ کے لئے درد دل سے دعا کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ اس نوعمر بیوہ کو صبر و استقامت عطا کرے۔ خاکسار ایڈیٹر کو اس صدمہ سے بہت ہی تکلیف پہنچی ہے۔ انما اشکوا بثی و حزنی الی اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۱۸ | یوم یکشنبہ ۲ر رجب ۱۳۴۹ ہجری | نمبر ۷۷

خطبہ جمعہ

مورخہ ۱۴ر نومبر ۱۹۳۰ء

فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا کہ آج میں ایک خاص وجہ سے اس ترتیب کو جو میں نے سورہ فاتحہ کی تفسیر کے متعلق اختیار کی تھی چھوڑتا ہوں۔ گذشتہ چند خطبوں میں میں نے الحمد للہ رب العلمین کے متعلق کچھ بیان کیا تھا۔ اور بتایا تھا کہ اس سے کس قسم کی بلند ذہنیت پیدا کرنا مقصود ہے۔ الرحمن الرحیم ملک یوم الدین ۔ ایاک نعبد و ایاک نستعین کو درمیان سے چھوڑ کر اھدنا الصراط المستقیم کو لیتا ہوں۔

عیسائیوں اور آریوں کا اعتراض

بعض لوگوں کا کام ہی عیب شماری ہوتا ہے۔ ہر ایک چیز میں نقص نکالنا اور اس پر خواہ مخواہ اعتراض کرنا ان کی عادت ہوتی ہے۔ ایسے لوگوں میں عیسائیوں اور آریوں کو درجہ امتیاز حاصل ہے۔ انہوں نے [illegible] اھدنا الصراط المستقیم پر بھی اعتراض کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ مسلمانوں کا بار بار اس جملہ کو دہرانے کا یہ مطلب ہے کہ ان کو ہدایت کا رستہ نہیں ملتا۔ اور وہ ساری عمر تاریکی میں ہی پڑے رہتے ہیں۔ لیکن یہ اعتراض بالکل بے معنی اور ان کی کم فہمی کا نتیجہ ہے۔ اھدنا الصراط المستقیم کا نعرہ اس شخص کی زبان سے نکلتا ہے جو الحمد للہ رب العالمین۔ اللہ تعالی کی ہستی کا قائل، اس کی ربوبیت کا قائل، اس کی حمد کرنے والا۔ پھر اس کے بعد اس کی رحمانیت کا قائل، اس کی رحمت کا قائل، اس کے مالک ہونے کا قائل۔ پھر ایاک نعبد میں صرف اسی کی عبادت کا قائل ہے۔ اس کے سوائے کسی کی عبادت نہیں کرتا۔ پھر ایاک نستعین میں اس سے دعا کرتا ہے۔ اور اسی کی مدد مانگتا ہے۔ کیا ایسے مقام پر پہنچے ہوئے شخص کو گمراہ کہا جا سکتا ہے۔ بلکہ وہ تو ہدایت کا بلند مرتبہ حاصل کر چکا ہے۔ تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہدایت پا لینے کے باوجود اھدنا کیوں کہتا ہے۔

اھدنا کے صحیح معنی

اصل میں مسلمانوں نے بھی لفظ اھدنا کا مفہوم سمجھنے میں عموماً غلطی کی ہے۔ اس کے معنی "دکھلا" نہیں جیسا کہ عام طور پر کئے جاتے ہیں بلکہ "چلا" ہیں۔ لفظ ہدایت کا زبان عربی میں صحیح مفہوم دلالۃ بلطف الی ما یوصل الی المطلوب ہے۔ یعنی کہ لطف کے ساتھ اس طرح لے جانا اور رہنمائی کرنا جو اسے منزل مقصود تک پہنچا دے۔ — اس لئے اھدنا کا مطلب یہ نہیں کہ کہنے والے کو سیدھا رستہ نہیں ملا۔ اور وہ اس کو دیکھنے کی خواہش کرتا ہے۔ بلکہ اس خواہش اور التجا کا اظہار ہے کہ اللہ تعالے اسے سیدھے رستہ پر چلاتا رہے۔ شاید آپ اس کو ایک مولویانہ موشگافی خیال کریں۔ لیکن ایسا نہیں۔ آپ غور کریں تو معلوم ہوگا کہ دیکھنے اور چلنے کی خواہش سے جو مختلف ذہنیتیں پیدا ہوتی ہیں ان میں ایک عظیم الشان فرق ہے۔ ایک دیکھنے کی خواہش رکھنے والا جب کسی چیز کو دیکھ لیتا ہے تو اس کی کوشش و سعی ختم ہو جاتی ہے۔ لیکن ایک چلنے کی خواہش رکھنے والے کی حالت اس سے مختلف ہے۔ اس کی خواہش رستہ پر گامزن ہونے کے بعد ختم ہونے کی بجائے بڑھتی ہی جائے گی۔

آگے بڑھنے کی تڑپ

یہ آگے بڑھنے کی تڑپ ہی ایک ایسی چیز ہے جو انسان کو ترقی کے اعلیٰ درجہ پر پہنچا سکتی ہے جس قدر اس کے قدم آگے بڑھیں گے حوصلہ بھی بلند ہوتا جائے گا۔ غور کریں ایک شخص جو الحمد للہ رب العالمین الرحمن الرحیم ملک یوم الدین ایاک نعبد و ایاک نستعین کا دل سے اقرار کر چکا ہے اور اس کو دن میں کئی مرتبہ دہراتا ہوا اھدنا الصراط المستقیم کی خواہش رکھنے پر کس قدر ترقی کرے گا۔ اھدنا کا لفظ معمولی معلوم ہوتا ہے لیکن اس کے اندر جو بات بتلائی گئی ہے وہ بہت بڑا اثر اپنے اندر رکھتی ہے۔ اور اس سے عظیم الشان نتائج مرتب ہوتے ہیں۔

آج مسلمانوں کو اسی چیز کی ضرورت ہے

آج مسلمانوں کو اسی چیز کی ضرورت ہے۔ ان کے دل سے ترقی کرنے اور آگے بڑھنے کی خواہش جاتی رہی ہے۔ کوئی قوم اس خواہش کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتی۔ آپ صحابہ کرام کی زندگیوں کی طرف دیکھیں انہوں نے اس خواہش کی بدولت ہر لحاظ سے عدیم المثال ترقی کی ہے۔ ان کی ترقی [illegible] خواہش کے آگے کوئی چیز روک ثابت نہ ہو سکتی تھی۔ روحانیت میں انہوں نے اس قدر ترقی کی کہ اس کی مثال ملنی مشکل ہے۔ اخلاق کے لحاظ سے دیکھا جائے تو انہوں نے نہایت بلند پایہ خلق حاصل کیا۔ زہد و عبادت، علوم و فنون۔ ملکی فتوحات غرضکہ ہر ایک چیز میں انہوں نے ترقی کی اور ان کا قدم ہمیشہ آگے کی طرف بڑھا۔ یہ سب کچھ اس ذہنیت کا اثر تھا۔ جو اھدنا سے پیدا ہوتی ہے۔

تمام بڑے بڑے کام کرنے والے وہی لوگ ہوتے ہیں۔ جن کے دل میں حرکت اور ترقی کی زبردست خواہش ہوتی ہے۔ اور وہ کسی روک کو خاطر میں نہیں لاتے۔ سمندروں کی گہرائی۔ ملکوں کی وسعت۔ جنگلوں کی وحشت، پہاڑوں کی بلندی، برفانی ملکوں کی سردی، صحراؤں کی باد سموم یہ سب چیزیں ان کے جذبہ ترقی کے آگے بے حقیقت ہوتی ہیں۔

احمدیت حرکت کا نام ہے

لوگ احمدیت کی بہت سی تعریفیں کرتے ہیں۔ کوئی ہمیں مرزئی کہتا ہے۔ کوئی کچھ کوئی کچھ۔ لیکن دراصل احمدیت بھی ایک حرکت کا نام ہے۔ جو مجدد وقت نے ہمارے اندر پیدا کی۔ یہ حرکت ایک خاص پہلو میں سہی یعنی تبلیغ اسلام میں۔ مگر تبلیغ اسلام اور مسلمانوں کی ترقی و بقا کے لئے اشد ضروری چیز ہے۔ اس کے لئے اگر کوئی جماعت کام کر رہی ہے تو یہی احمدی ہیں۔ خواہ یورپ امریکہ اور ہندوستان میں دیکھ لیں یا اور کسی ملک میں۔ مجدد وقت نے ان کے قلوب میں ایک حرکت پیدا کی یہ اسی حرکت کا نتیجہ ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اگر احمدیت اسی کا نام ہے اور مجدد وقت کا یہی کام تھا تو پھر اس نے وفات مسیح، مسیح موعود و مہدی معہود کے جھگڑے کیوں شروع کر دیئے۔ ایک غور کرنے والے پر یہ بات بخوبی واضح ہو سکتی ہے کہ ان باتوں کے بغیر اشاعت اسلام کے لئے راستہ صاف نہ ہو سکتا تھا۔ وفات مسیح ہی کو لیجئے۔ مسیح کو زندہ مان کر ہم عیسائیت کا مقابلہ کس طرح کر سکتے ہیں؟ آپ ذرا سوچئے کہ مسلمان تو خضر و الیاس کو بھی زندہ مانتے ہیں لیکن حضرت مسیح موعودؑ نے اس کے متعلق کوئی زور نہیں دیا۔ اور وفات مسیح پر اس قدر زور دیا۔ دراصل یہ تبلیغ اسلام کے راستہ میں ایک روک تھی۔ جس کو دور کرنا مجدد کے لئے ازبس ضروری تھا۔

مسیح و مہدی موعود کا دعویٰ

اسی طرح مسیح اور مہدی کا دعویٰ ہے۔ مسلمانوں کا خیال تھا کہ ایک مہدی آئے گا۔ اور وہ تلوار کے زور سے دنیا کو مسلمان کرے گا۔ اور ہمارے گھر مال و دولت سے بھر دے گا۔ اس خیال نے ان کی روح عمل کو بالکل مردہ کر دیا تھا۔ وہ عرصہ سے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھے ہوئے تھے۔ ان میں حرکت پیدا کرنے کے لئے ضروری تھا کہ اس جمود اور خیال کو دور کیا جائے۔ علاوہ ازیں مہدی کے متعلق یہ عقیدہ کہ وہ لوگوں [illegible] مسلمان کرے گا [illegible] اور

زبردست روک تھی [illegible] اسلام بدنام ہو رہا تھا۔ کہ گویا یہ تلوار کا مذہب ہے۔ اور تلوار کے زور سے پھیلایا گیا۔ اور اپنی روحانیت سے اس نے قلوب کو مسخر نہیں کیا۔ دراصل یہ باتیں اشاعت اسلام کے رستے میں روک تھیں جن کو مجدد وقت نے دور کیا۔ اسی طرح ہمارے رستے میں بھی جو روک آئے گی ہم بھی اسے دور کریں گے۔ کیونکہ ہم نے تو آگے چلنا ہے۔ اور ہر رکاوٹ کو دور کر کے قدم آگے بڑھانا ہے۔

ہماری ترقی کی ایک مثال

خدا کے فضل سے ہمارا قدم جب سے ہم لاہور آئے ہیں آگے بڑھتا چلا گیا۔ جس وقت ہم قادیان سے لاہور آئے۔ بالکل بے سر و سامان تھے۔ نہ ہمارے پاس لٹریچر تھا۔ نہ کارکن اور دفتر تھا اور نہ ہی کوئی نظم موجود تھا۔ ہم نے اسی بے سروسامانی کی حالت میں خدا پر بھروسہ کر کے کام شروع کیا اور روز بروز آگے کی طرف بڑھتے گئے۔ جس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

پہلے پانچ سال کے چندے کا اوسط	=	۱۵۰۰۰
دوسرے " " "	=	۴۸۰۰۰
تیسرے " " "	=	۷۵۰۰۰

یہ ترقی ہے۔ یہ حرکت ہے۔ یہ زندگی ہے۔ اس عرصہ میں ہمارا قدم آگے کی طرف ہی بڑھتا گیا۔ اور پندرہ سال تک ہماری قوم کی ترقی اور بڑھتا ہوا جوش ایسا تھا جس کی شہادت ان اعداد سے ملتی ہے۔

افسوسناک رکاوٹ

اس کے بعد میں ایک افسوسناک منظر پیش کرنا چاہتا ہوں۔ افسوس ہماری یہ ترقی رک گئی ہمارا قدم ترقی کی بجائے تنزل کی طرف اٹھنے لگا جس کی کیفیت مندرجہ ذیل اعداد و شمار سے واضح ہو سکتی ہے۔

چندہ ۱۹۲۶-۲۷ء	۸۷۰۰۰
چندہ ۱۹۲۷-۲۸ء	۷۸۰۰۰
چندہ ۱۹۲۸-۲۹ء	۶۵۰۰۰
چندہ ۱۹۲۹-۳۰ء	۶۲۰۰۰

گویا تین سال کے عرصہ میں ہم نے اپنی قوم کو ۲۵ ہزار کا نقصان پہنچایا ہے۔ یہ ہماری غفلت اور سستی کا نتیجہ ہے۔ یاد رکھو کہ اس غفلت کا اگر علاج فوری نہ کیا گیا تو ہمارا قدم پیچھے ہٹتا چلا جائے گا۔ اور یہ زندگی کا رستہ نہیں۔

بعض اعتراض

بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ اخراجات زیادہ ہیں۔ ہم نے اخراجات کو ممکن حد تک کم کیا۔ ہر طرح سے تخفیف کی۔ جرمن مشن کے اخراجات کم کئے۔ ہندوستان میں کئی مشن بند کئے۔ ملازم کم کئے۔ اشاعت اسلام کالج کو ملتوی کیا۔ لیکن اصل کمزوری ہماری غفلت میں تھی۔ کہ ہم نے آمدنی کے بڑھانے کے لئے پورا زور نہیں لگایا۔ بعض دوست سارا الزام میری تصنیف پر دیتے ہیں۔ مگر یہ تصنیف کی بیماری میری پرانی بیماری ہے۔ قادیان میں بھی میں انتظامی کام تصنیف کے ساتھ کرتا تھا۔ یہاں پندرہ سال تک کس قدر تصنیف کا کام کیا۔ مگر اس کے ساتھ ہی اللہ تعالے کے فضل سے قوم کا قدم کس قدر ترقی کی طرف اٹھا۔ تصنیف نے تو قوم کو فائدہ پہنچایا ہے۔ اور اس کی شہرت اور عزت کو بڑھایا ہے۔ گذشتہ تین سال میں تو یہ کام بھی رکا رہا ہے۔ جماعت کے قدم میں یہ سستی قابل افسوس ہے۔ اور اس کی ذمہ داری سب پر ہے۔ میں بھی آپ سب کے اندر شامل ہوں۔ یہ حالت یقیناً قابل افسوس اور تشویشناک ہے۔ اگر ہم نے اس وقت سنبھلنے کی کوشش نہ کی تو ہماری تمام گذشتہ قربانیاں اور جدوجہد بھی ضائع جائیں گی۔

ایک التجا

اس وقت صرف معمولی ہمت کی ضرورت ہے۔ میری جماعت کے ہر ایک فرد سے یہ التجا ہے کہ وہ اپنی ذمہ داری کا احساس کرے۔ صرف رجسٹر میں احمدیوں کے نام لکھے رہنے سے ہمیں کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔ احباب جو عملاً ہمارے ساتھ شرکت نہیں کرتے اپنا فرض ادا نہیں کرتے۔ اگر ان کے دعووں میں خدمت دین و ملت کا کوئی ولولہ۔ اگر ان کے مالوں میں اشاعت اسلام کے لئے کوئی حصہ نہیں ہے۔ تو ان کا وجود ہمارے لئے بمنزلہ صفر کے ہے۔ اس وقت قوم بہت سی مشکلات میں ہے۔ اس کی زندگی خطرہ میں ہے۔ ضرورت ہے کہ ہم سب کوشش کر کے اس کو اس خطرہ سے نکالیں۔ یاد رکھئے افراد کی زندگی بھی قوم کے ساتھ ہی ہے۔ قوم کی تباہی افراد کی تباہی ہوگی۔

بیعت کا مطلب

اس وقت مجھے ایک عزیز کا قصہ یاد آ رہا ہے۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ میں آپ کے خیالات سے متفق ہوں۔ آپ کے کام میں شرکت ہم [illegible]

دفتر اخبار "پیغام صلح" کی ضروری اطلاعات

خریدار صاحبان کی خاص توجہ کے قابل

جلسہ پر تشریف لانے والے خریدار صاحبان ذیل کی اطلاعات بغور ملاحظہ فرمائیں۔ ان پر عمل کرنے سے ان کو اور دفتر کو بہت سہولت ہوگی:-

(۱) حسب دستور سابق امسال بھی اخبار "پیغام صلح" کا دفتر جلسہ گاہ کے قریب ہی کسی نمایاں مقام پر موجود ہوگا۔ اور دن بھر کھلا رہیگا۔ وہاں آپ آئندہ سال کا چندہ و دیگر واجب الادا رقوم بالمقابل رسید جمع کرسکتے ہیں۔ اگر آپ کو اخبار کے متعلق کوئی شکایت ہو تو اسے بھی موقعہ پر رفع کرالیں۔

(۲) جن احباب کا چندہ دسمبر ۱۹۳۰ء میں ختم ہو چکا ہے یا جنوری ۱۹۳۱ء میں ختم ہوگا ان کو بذریعہ خطوط اطلاع دی جا چکی ہے۔ وہ ضرور اپنا چندہ جمع کرائیں۔ اس طرح اخبار کے لئے ایک معقول رقم جمع ہو جائے گی۔ دوسرے آپ اور دفتر وی پی کے اخراجات اور زحمت سے بچ جائینگے۔ جن احباب نے اکتوبر اور نومبر میں وی پی واپس کئے ہیں وہ بھی اپنا بقایا اور چندہ جمع کرائیں۔

(۳) اس موقعہ پر خریدار صاحبان کو تمام بقایا جات ادا کرکے حساب صاف کر دینا چاہئے۔ جن احباب کی میعاد خریداری ختم ہو چکی ہے انہیں آئندہ سال کا چندہ جمع کرا دینا چاہئے۔ آج کل اخبار کو روپے کی اشد ضرورت ہے۔

(۴) جلسہ کے ایام میں باہر سے تشریف لانے والے احباب اور اخبارات کے دفاتر بے حد عدیم الفرصت ہوتے ہیں۔ تمام خریدار صاحبان اپنا نمبر خریداری نوٹ کرکے ہمراہ لائیں۔ اس طرح حساب کتاب دیکھنے اور چندہ جمع کرنے میں بے حد سہولت ہوگی۔ اور بہت سا وقت جو رجسٹروں کی ورق گردانی میں ضائع ہو جاتا ہے بچ جائے گا۔ نمبر خریداری اخبار کی چٹ کے بائیں طرف درج ہوتا ہے۔ دائیں طرف ۸۳۸ کا جو نمبر لکھا جاتا ہے وہ ڈاک خانہ کا نمبر ہے۔ اس سے خریدار صاحبان کا کچھ تعلق نہیں۔ اپنا نمبر نوٹ کرتے وقت اس بات کا خیال رکھیں۔

(۵) جو خریدار صاحبان کسی وجہ سے جلسہ سالانہ پر تشریف نہ لا سکیں اور کسی دوسرے کے ہاتھ چندہ ارسال فرمائیں وہ بھی رقم ادا کرنے والے صاحب کو نمبر خریداری نوٹ کرا دیں۔

(۶) بیرونی جماعتوں کے عہدہ دار صاحبان کی خدمت میں بھی درخواست ہے کہ وہ تمام احباب کو مندرجہ بالا امور سے آگاہ کر دیں۔ ہم جماعت کے ہر ایک فرد سے توقع رکھتے ہیں کہ وہ اپنے قومی اخبار کو ترقی دینے کے لئے ہر امکانی کوشش کرے گا۔ جو اسی صورت میں ممکن ہے کہ تمام واجب الادا رقوم جلسہ سالانہ پر ضرور ادا کر دی جائیں۔ اور نئے خریدار بکثرت فراہم کئے جائیں۔

ذیل میں ان احباب کے نمبر ہائے خریداری کی فہرست دی جاتی ہے جن کا چندہ دسمبر ۱۹۳۰ء یا جنوری میں ختم ہوگا۔ عدم گنجائش کی وجہ سے نام نہیں دیئے گئے۔ تمام احباب بغور فہرست ملاحظہ فرما کر اپنا نام تلاش کرلیں۔

ماہ دسمبر

۲۹ - ۳۱ - ۵۰ - ۵۲
۵۸ - ۷۳ - ۹۳ - ۹۴
[illegible] - ۱۲۶ - ۱۳۰
۱۴۴ - ۱۸۸ - ۲۰۵
۲۳۳ - ۲۳۶ - ۲۷۲
۳۳۸ - ۳۳۹ - ۳۴۵
۳۶۲ - ۴۲۵ - ۴۴۹
۴۹۵ - ۵۴۴ - ۵۵۷ - ۵۶۳
۵۶۸ - ۵۶۹ - ۵۷۱ - ۵۷۲
۵۷۴ - ۵۷۵ - ۵۷۷ - ۵۷۸ - ۵۸۰ - ۵۸۵
۵۹۶ - ۵۹۷ - ۶۰۱ - ۶۱۱ - ۶۱۲ - ۶۳۶
۶۴۶ - ۶۷۳ - ۷۱۱ - ۸۱۰ - ۸۱۲ - ۸۱۵
۸۲۲ - ۱۰۱۶ - ۱۰۱۷ - ۱۰۱۹ - ۱۰۵۴ - ۱۰۶۲
۱۰۹۴ - ۱۳۱۱ - ۱۳۱۲ - ۱۳۱۳ - ۱۳۱۴ - ۱۳۱۷
۱۳۱۸ - ۱۳۲۰ - ۱۳۲۳ - ۱۳۳۱ - ۱۳۳۳ - ۱۳۳۴
۱۳۳۵ - ۱۳۴۷ - ۱۳۴۸ - ۱۳۵۲ - ۱۵۳۶ - ۱۵۳۳
۱۵۳۸ - ۱۶۳۵ - ۱۶۳۶ - ۱۶۷۸ - ۱۶۸۰ - ۱۶۸۳
۱۶۸۵ - ۱۶۸۷ - ۱۶۹۷ - ۱۷۲۳ - ۱۷۳۶ - ۱۷۳۹

ماہ جنوری

۳ - ۷ - ۹ - ۳۳
۳۶ - ۳۸ - ۳۹
۷۴ - ۱۱۹ - ۱۳۳
۱۳۸ - ۱۴۹ - ۱۶۸
۲۷۷ - ۳۴۲ - ۳۴۳
۳۷۴ - ۵۴۵ - ۶۱۵
۶۱۹ - ۶۴۷ - ۶۵۳
۸۱۴ - ۸۲۵ - ۸۲۹
۸۳۰ - ۸۳۳ - ۸۳۶ - ۸۳۹ - ۸۴۱
۸۴۴ - ۸۵۰ - ۸۵۵ - ۸۵۹ - ۸۶۱ - ۸۷۹ - ۹۵۲
۱۰۲۷ - ۱۰۳۱ - ۱۰۵۱ - ۱۰۶۱ - ۱۰۶۵ - ۱۰۶۷ - ۱۰۷۰
۱۰۷۳ - ۱۰۷۹ - ۱۰۸۲ - ۱۱۰۰ - ۱۳۳۶ - ۱۳۳۸
۱۳۴۰ - ۱۳۴۲ - ۱۳۴۴ - ۱۳۵۱ - ۱۳۵۸
۱۴۳۸ - ۱۴۵۱ - ۱۵۴۰ - ۱۵۴۱ - ۱۵۴۲ - ۱۵۴۳
۱۵۴۴ - ۱۵۴۵ - ۱۵۴۷ - ۱۵۴۸ - ۱۵۴۹ - ۱۵۵۰
۱۵۵۱ - ۱۵۵۲ - ۱۵۵۳ - ۱۵۵۴ - ۱۵۶۲ - ۱۵۶۳ - ۱۵۶۴
۱۵۶۸ - ۱۵۷۸ - ۱۵۷۹ - ۱۶۴۲ - ۱۶۴۶ - ۱۶۸۴
۱۶۹۲ - ۱۶۹۳ - ۱۶۹۶ - ۱۶۹۸ - ۱۷۴۱ - ۱۷۴۳

خاکسار مینیجر

احمدیہ خواتین کی کانفرنس

احمدیہ انجمن خواتین اسلام کا سالانہ جلسہ ۲۴ دسمبر ۱۹۳۰ء کو ہوگا

جیسا کہ گذشتہ اشاعت میں ذکر کیا جا چکا ہے

احمدیہ انجمن خواتین اسلام کا سالانہ جلسہ ۲۴ دسمبر ۳۰ء کو صبح ۱۰ بجے مسلم ہائی سکول

میں منعقد ہوگا۔ اس کے علاوہ احمدیہ خواتین کی کانفرنس ۲۶ دسمبر کو صبح دس بجے مسلم ہائی سکول کے سائنس ہال میں ہوگی۔ ہر احمدی بہن کا فرض ہے کہ وہ اس کانفرنس میں شامل ہو۔ اس کے علاوہ چند تقریریں ہیں۔ ایسی تجاویز بھی پیش کی جائیں گی جو سلسلہ کے استحکام کے متعلق ہوں گی۔ پچھلے پرچہ میں غلطی سے جلسہ مستورات ۲۷ دسمبر کو ہوگا درج ہے یہ غلط ہے۔ مستورات کے جلسہ کی تاریخیں ۲۴ اور ۲۶ ہیں

احمدیہ خواتین کانفرنس کی تاریخیں ۲۴ دسمبر ۱۹۳۰ء

قابلِ توجہ مدیرِ اخبار زمیندار بہر فکاہات

آج کل فکاہات میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر کسی نہ کسی رنگ میں حملے کئے جاتے ہیں۔ معلوم نہیں کہ زمیندار حضرت صاحب کے ساتھ دشمنی رکھنے میں کیا ادھار کھائے بیٹھا ہے۔ کبھی لکھتا ہے کہ حضرت صاحب کے تمام دعاوی دماغی اختلال کے نتائج ہیں اور کبھی کیا اور کبھی کیا۔ لیکن اس بندۂ خدا کو اتنا بھی معلوم نہیں کہ اگر حضرت صاحب نوع اسیت گئے گذرے ہوئے شخص ہوتے تو کبھی کا نام ان کا مٹ جاتا۔ اور بناوٹی کام درہم برہم ہو جاتا۔ لیکن حال یہ ہے کہ حضرت صاحب کے کارنامے اور ان کے شاگردوں کے کارنامے اس ہستی دنیا تک زبان زد خلائق رہیں گے۔ کیا یہ معمولی کام ہے۔ کہ حضرت مرزا صاحب نے تبلیغ پر لوگوں کو لگایا اور آپ کی بدولت دنیا کے گوشہ گوشہ تک اسلام پہنچا۔ صلیب کے مرکزوں میں اسلام کا جھنڈا گاڑا۔ یہ اچھا دماغی اختلال ہے دنیا میں ایسے اشخاص کا ملنا تو محالات سے ہو جائے گا۔ جن پر تمام دنیا کا اتفاق ہو۔ اب ذرا زمیندار کا ایک نوٹ فکاہات میں ملاحظہ ہو:-

> "جائے شکر ہے۔ کہ جرمن میں تو حکومت کے قانون نے عامۃ الناس کو ایسے ایسے مدعیان نبوت کے شر سے محفوظ کرنے کی یہ تدبیر کر دی۔ لیکن ہندوستان کے لوگوں کو ایسے اشخاص کے شر سے محفوظ رکھنے کی کیا تدبیر ہے۔ جہاں بیسیوں سادہ لوح انسان ایسے ایسے عاملین کے ہتھکنڈوں میں پھنس کر نہ صرف روپیہ اور مال برباد کر رہے ہیں۔ بلکہ جانیں اور صحتیں بھی تباہ ہو رہی ہیں۔"
>
> (زمیندار ۲۷ نومبر بہرہ فکاہات)

اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ ایسے عاملین کے ہتھکنڈوں سے بچنے کے لئے زمیندار نے کیا کیا ہے؟

میرے خیال میں میں بلا خوف تردید کہہ سکتا ہوں کہ زمیندار نے ایسے عاملوں کی جس قدر امداد کی ہے آج تک کسی نے نہیں کی۔ زمیندار کی فائلیں دیکھی جائیں تو اس میں عامل کریم الدین کا اشتہار ہوگا۔ یا کسی دوسرے کا۔ خود اسی پرچے میں "تعویز قوت ..... دنیا کے لاثانی عامل کے روحانی کرشمے" "دنیا کیا کہتی ہے"! قابل ملاحظہ ہیں۔ اگر مدیر فکاہات کے نزدیک عاملین کے عمل سے روپیہ اور صحت برباد ہوتا ہے۔ اور قوم اس سے تباہ ہو رہی ہے۔ تو اب زمیندار کا یہ دعویٰ باطل ہوگا۔ کہ یہ قوم پرور ہے۔ قوم کش نہیں۔ مانا کہ زمیندار کو بڑا خسارہ رہتا ہے۔ لیکن کیا خسارہ قوم کو تباہ کرنے سے پورا کیا جاتا ہے۔ خسارہ پورا کرنے کے اور بہت سے ذرائع ہیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ مدیر فکاہات ایسے اشتہارات کی اشاعت بند کرکے نہ صرف فرض منصبی بجا لائے گا۔ بلکہ زمیندار کی پیشانی سے یہ کلنک کا ٹیکہ دور کرکے اخبار کی پوزیشن کو صاف کر دے گا۔ (م - ا)

اعلان تعطیل

حسب معمول سالانہ جلسہ میں مصروفیت کی وجہ سے ۲۷ و ۳۰ دسمبر ۳۰ء کا اخبار شائع نہیں ہوگا۔

مینیجر "پیغام صلح"

درازیٔ عمر کا راز

غم و غصہ اور وہم کے ہولناک نتائج

دنیا بھر میں بہت کم لوگ ایسے ہیں جو اس امر کو بخوبی سمجھ سکتے ہیں کہ خیالات کا اثر صحت پر کیا اور کس طرح ہوتا ہے۔ حالانکہ یہ طاقت ہر وقت کام کرتی رہتی ہے۔ اب چاہے اس کا اثر اچھا ہو یا بُرا۔ لیکن اس سے ان کا دل ہمیشہ اور ہر حالت میں ضرور متاثر ہوتا رہتا ہے۔ اگر دماغی احساسات غم و فکر پر ہی مشتمل ہوں۔ تو یقین ہے کہ ایسے شخص کی جسمانی صحت کبھی درست نہیں رہ سکتی۔

مصیبت کے وقت جو حالت انسان کی رہ جاتی ہے وہ محتاج بیان نہیں۔ آج کسی پر کوئی مصیبت نازل ہو تو چند روز ہی کے بعد اس کی صحت خراب اور قویٰ مضمحل ہو جاتے ہیں حتیٰ کہ یہی خرابیٔ صحت اس کی موت کا باعث ہو جاتی ہے۔

ایسا ایک شخص خواہ کتنا ہی شدید بیمار ہو۔ اگر اسے کوئی ایسی خوشی پہنچا دی جائے جس کا وہ عشاق ہو۔ تو دیکھئے اس کا کیا اثر ہوتا ہے۔ بیماری دور ہو جائے گی۔ تمام تکالیف رفع ہو جائیں گی۔ اور جس قدر وہ خبر زیادہ فرحت خیز ہوگی اسی قدر زیادہ عمدہ اثر اس کی صحت اور حالت پر پڑے گا۔ اور اگر اس خوشی کو قرار رہا تو چند دنوں میں۔ سرخ سفید ہوتا جائے گا۔ تمام بیماری اور تکالیف کی علامات دور ہو کر تندرست معلوم ہوگا۔ اس کا جسم دگنا ہو جائے گا۔ یہاں تک کہ اس عظیم الشان خبر کی وجہ سے آپ کو اس کے پہچاننے میں دقت کا سامنا ہوگا۔

سچ تو یہ ہے کہ دماغی حالت کا اثر انسان کے جسم اور صحت پر بہت زیادہ پڑا کرتا ہے۔ اور لاعلاج امراض اس سے جلد رفع ہو جایا کرتے ہیں۔ اسی طرح دماغی حالت کبھی امراض کی پیدائش کا سبب بھی بن جایا کرتی ہے۔

مثال کے طور پر درد شقیقہ کو لیجئے۔ اگر آپ اس کا زیادہ وہم کریں گے اور اس کی تکلیف کے اثر کو زیادہ محسوس کریں گے۔ اور اسی خیال میں رہیں گے تو یقیناً درد بھی بڑھتا جائے گا۔

دنیا میں بہت سے لوگ ایسے بھی ہیں۔ جو ہمیشہ اپنے آپ کو کسی بیماری کا شکار تصور کرتے رہتے ہیں۔ اور جب تک وہ کسی ڈاکٹر کے پاس نہ ہو آئیں اُن کی دلجمعی نہیں ہوتی۔ ایسے لوگ دراصل بیمار بھی ہو جاتے ہیں تو اس کا سبب محض یہی ہے کہ ان کا دل ان کو علالت کی طرف لے جاتا ہے۔

اگر کوئی شخص غور کرتا رہے گا اور ہر وقت معدہ کا خیال رکھے گا تو اس کو تھوڑی دیر کے بعد معلوم ہو جائے گا کہ اس کا پیٹ پھول گیا ہے۔ اور اس میں نفخ پیدا ہو گیا ہے اور بتدریج بدہضمی کے آثار ہویدا ہو جائیں گے۔ اسی طرح پر اعضائے انسانی پر حالات کا اثر مفید یا مضر پڑ سکتا ہے۔

دنیا میں غم و فکر سے بڑھ کر انسان کا دشمن کوئی نہیں۔ غذا سا فکر انسان کو گھلا گھلا کر مار ڈالنے کے لئے کافی ہے۔ تباہ کرنے والے غم بڑے بڑے نہیں ہوتے۔ غم کے پہاڑوں کا اکثر لوگ مردانہ وار مقابلہ کرتے ہیں۔ مگر گھلا گھلا کر مار ڈالنے والے غم چھوٹے چھوٹے ہوتے ہیں۔ اور سب سے زیادہ وہ غم جس کا خاص تعلق دل کے ساتھ ہو۔ غصہ۔ رشک۔ حسد۔ نفرت حرص ایسے جذبات ہیں کہ آدمی ان میں پھنس کر اپنی صحت کو تباہ اور زندگی کو برباد کر لیتا ہے۔ ان سب میں رشک و غصہ اور سب سے زیادہ خطرناک اور مضر ہیں۔ جیسا کہ لکڑی کے لئے گھن کا لگ جانا۔ بعض اوقات ان کا اثر مثل زہر قاتل کے ہو جاتا ہے اور ان سے فوراً ہلاکت کی نوبت پہنچ جاتی ہے۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ تیز جذبہ پیدا ہو جانے سے جگر خراب ہو کر اپنے فرائض انجام نہیں دے سکتا۔ دل بھی ماؤف ہو کر کام کرنے سے رک جاتا ہے۔ اور جنون تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔

بار بار غصہ و فکر کرنے سے دق۔ یرقان۔ تپ دماغی۔ فالج۔ مرگی وغیرہ وغیرہ سخت امراض کا ہو جانا تو معمولی باتیں ہیں۔

غم و غصہ کی حالت میں کھانے پینے کا اثر جسم انسان پر بہت بُرا ہوتا ہے۔ اور ایسی غذا مفید ہونے کی بجائے صحت کے لئے نقصان دہ ہو جایا کرتی ہے۔ دایہ یا کچہ کی ماں جو بچے کو دودھ پلایا کرتی ہے۔ اس کو چاہئے کہ غم و غصہ، رشک و حسد۔ نفرت اور حرص و ہوس وغیرہ جذبات سے متاثر ہونے کی حالت میں بچوں کو ہرگز ہرگز دودھ نہ پلایا کریں۔ کیونکہ ایسی حالت میں دودھ میں سمیت پیدا ہو جایا کرتی ہے۔ اور اکثر اوقات بچے آناً فاناً مر جایا کرتے ہیں۔ کیونکہ بوجہ بے حد لطافت بدن کے وہ ذرا سی سمیت کو برداشت کرنے کی قوت نہیں رکھتے۔

غصہ کی حرارت کی وجہ سے لعاب دہن تک میں سمیت پیدا ہو جایا کرتی ہے۔ اور اس کی مثال یوں ہے کہ اگر کوئی جانور شدید غصہ کی حالت میں کسی کو کاٹ کھائے تو اس کا زخم اس مدت سے بہت زیادہ مدت کے بعد مندمل ہوگا۔ جس مدت میں وہی جانور بغیر غصہ کی حالت کے کاٹتا اور اس سے ہونے والا زخم مندمل ہوتا۔

تاریخ کے بوسیدہ اوراق اس امر پر شاہد ہیں کہ غم و غصہ سے کس قدر قیمتی جانیں ضائع ہو چکی ہیں۔ یہ معمولی بات ہے کہ جو حالت ہماری غصہ سے پہلے ہوا کرتی ہے۔ وہی حالت وہی صحت غصے کے بعد ہرگز نہیں رہ سکتی۔

پس ہم کو اس امر کی کوشش کرنی چاہئے کہ ان اسباب سے بچے رہیں۔ جن سے جذبات تیز ہو جایا کرتے ہیں۔ تا کہ صحت درست رہے۔

(ہمت)

اخبار احمدیہ

—— جنرل کونسل کا اجلاس کل مورخہ ۲۰ جولائی ۱۹۳۰ء کو منعقد ہوا۔ بندگان سلسلہ حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ ڈلہوزی سے اور حضرت شاہ صاحب کوہ مری اور خان صاحب میاں غلام رسول خان صاحب جھنگ۔ اور شیخ نیاز احمد صاحب وزیر آباد اور کئی ایک حضرات راولپنڈی فیروزپور۔ بدوملہی۔ امرتسر۔ گوجرانوالہ سے تشریف لائے۔ اور رات بھر پیش کردہ کونسل کا ممبران نے پرتپاک استقبال کیا۔

—— حضرت امیرؓ کل ہی شب کی گاڑی میں واپس ڈلہوزی تشریف لے گئے۔

—— مورخہ ۱۸ جولائی کو جناب مولوی عبدالحق صاحب ودیارتھی کی صاحبزادی بلقیس بیگم کا عقد نکاح آج شیخ فضل کریم صاحب ولد شیخ عالمگیر صاحب امرتسر کے ساتھ قرار پایا۔ حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ نے خطبہ نکاح پڑھا۔ اور مہر ۱۰۰۰ روپیہ مقرر ہوا۔ اللہ تعالیٰ اس عقد نکاح کو جانبین کے لئے خیر و برکت کا موجب بنائے۔

ترکی میں اذان کا جدید طریقہ

ترکی کی اخباری غلطیوں کا پروپیگنڈا اس خوبی سے کیا جاتا ہے کہ بڑے بڑے سمجھدار اخبار نویس اور مدیر بھی غلط فہمی کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اور ترکوں کی ہر اس بات کی کئی کئی بار تشہیر کی جاتی ہے جس سے راسخ العقیدہ مسلمانوں کے جذبات کو ٹھیس پہنچ سکتی ہو۔ ان دنوں میں ایک تار شائع ہوا ہے جس میں بتلایا گیا ہے کہ ترکی میں ایک تجویز ہے کہ اذان بذریعہ لاسلکی پڑھی جایا کرے۔ ظاہر ہے کہ یہ خبر بالکل بے سروپا ہے۔ اوّل تو یہ تجویز ہے۔ جو حکومت کے سامنے کسی شخص نے پیش کی ہے۔ یا کسی اخبار میں شائع ہوئی ہے۔ اس تجویز کی بنیاد دو اصول ہے۔ جو بیک وقت ایک فریضہ اسلامی کے ادا کرنے کے متعلق ہے۔ گذشتہ رمضان کے دنوں میں حکومت کی طرف سے انتظام کیا گیا تھا کہ ایک ہی وقت پر سحری و افطار ہو۔ اس کے لئے سحری کے اختتام اور افطار کے وقت ہر شہر میں توپیں سر کی جاتی تھیں۔ اور بذریعہ ٹیلیگراف اور لاسلکی ہر جگہ اطلاع دی جاتی تھی۔ کہ توپ داغ دو۔ اس سے ترکی حکومت کا مذہب سے شغف ظاہر ہوتا ہے۔ اذان کے متعلق بھی یہی تجویز پیش ہوئی ہے۔ تا کہ سرکاری احکام کے مطابق نماز اور اذان ایک ہی وقت ہو۔ اور بڑے بڑے شہروں میں بذریعہ لاسلکی اطلاع دی جائے کہ اذان کا وقت ہو گیا ہے۔ اور پھر ہر شہر میں بیک وقت اذان ادا ہوا کرے۔ یہاں بعض لال بجھکڑ اخبار نویسوں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ اذان صرف لاسلکی کے ذریعہ سے ہوا کرے گی۔ حالانکہ یہ کسی بھی صورت میں ممکن نہیں ہے۔ لاسلکی صرف چند شہروں میں ہوگی۔ اور صرف حکومت کا نمائندہ ہی اس کو وصول کر سکیگا۔ پھر عوام کیسے معلوم کر سکتے ہیں کہ اب نماز کا وقت ہو گیا ہے۔ لاسلکی سے اذان کا مقصد صرف یہ ہے کہ صحیح وقت اذان کی اطلاع بڑے بڑے شہروں میں بذریعہ لاسلکی دی جایا کرے۔ یہ بات حکومت ترکی کی اسلام پرستی پر دال ہے نہ کہ الحاد پرستی پر۔

(وتمانیانہ)

ایک ضروری اعلان

اخبار پیغام صلح کا میلاد نمبر

فیصلہ کیا گیا ہے کہ عید میلاد النبی کی تقریب سعید پر اخبار "پیغام صلح" کا ایک خاص نمبر "میلاد نمبر" کے نام سے شائع کیا جائے۔ یہ نمبر ۳ اگست کو شائع ہوگا۔ قیمت فی پرچہ ڈیڑھ آنہ (۱۰ر) ہوگی۔ ایک روپیہ کی چودہ کاپیاں ملیں گی محصول ڈاک اس کے علاوہ ہے۔

جن اصحاب کو زاید کاپیوں کی ضرورت ہو وہ بواپسی مطلع فرمائیں۔ کیونکہ وقت بہت تھوڑا ہے۔ قیمت ٹکٹوں کی صورت میں یا بذریعہ منی آرڈر بھیجدیں۔ یا وی پی کی اجازت ہونی چاہئے۔ ورنہ تعمیل نہ ہو سکے گی۔ تمام آرڈر ۲ اگست تک پہنچ جانے چاہئیں۔

خاکسار: منیجر پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور

جلد ۱۸ | لاہور - یوم پنجشنبہ مطبوعہ ۱۳ ؍ شوال ۱۳۴۸ھ مطابق ۲۰ ؍ مارچ ۱۹۳۰ء | نمبر ۲۱

ہست فرقاں از خدا حبل المتین

(از حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

ہست فرقاں آفتابِ علم و دیں — تا برندت از گماں سوئے یقین
ہست فرقاں از خدا حبل المتین — تا کشندت سوئے رب العالمین
ہست فرقاں روزِ روشن از خدا — تا دہندت روشنیٔ دیدہ ما
حق فرستاد ایں کلامِ بے مثال — تا رسی در حضرتِ قدس و جلال
دارو ئے شک است الہامِ خدا — کاں نماید قدرتِ تامِ خدا
ہر کہ روئے خود ز فرقاں در کشید — جانِ او روئے یقین ہرگز ندید
جانِ خود را مے کنی در خود روی — باز میمانی ہماں کول و غوی
کاش جانت میل عرفاں داشتے — کاش سیعت تخمِ حق را کاشتے
خود نگاہ کن از سرِ انصاف و دیں — از گماں ہا کے شود کارِ یقین
ہر کہ را سوئش درے بکشودہ است — از یقیں نے از گماں ہا بودہ است
قدرِ فرقاں نزدت اے غدار نیست — ایں ندانی کت جز از وے یار نیست
وحیٔ فرقاں مردگاں را جاں دہد — صد خبر از کوچۂ عرفاں دہا

از یقیں ہائے نماید عالمے
کاں نہ بیند کس بصد عالم ہمے

رنگون کے ملک التجار مسلمان

رنگون میں بہت سے لکھ پتی سوداگر جو ملک التجار کی حیثیت رکھتے ہیں مسلمان ہیں۔ رنگون کی آبادی ۴ لاکھ کے قریب ہے لیکن نہ صرف رنگون بلکہ اس بہت ... کی تجارتی کاروبار کی باگ ...

(بقیہ کالم ۳)

دوسرے شعبوں سے ہے۔ ایسے مسلمان بھی ہیں جو دھان کی کاشت کرتے ہیں اور محنت مزدوری سے اپنے بال بچوں کا پیٹ بھرتے ہیں۔ اور ایسے لکھ پتی بھی ہیں۔ جو بڑے بڑے کارخانوں کے مالک ہیں اور ایک وسیع پیمانہ پر ممالک غیر سے تجارتی تعلقات رکھتے ہیں۔

جہان اسلام

برہما میں فرزندانِ توحید کی موجودہ حالت

برہما کے مندر

برہما جو سورج کی روشنی اور اس کے عظیم الشان مندروں کا دلآویز منظر پیش کرتا ہے۔ بدھ مذہب کا ایک زبردست (روحانی) قلعہ سمجھا جاتا ہے۔ یہیں ایک سیاح کو شوی ڈاگن پاگوڈا (مندر) دکھائی دیتا ہے۔ جو تمام دنیا میں بدھ مذہب کا مشہور ترین معبد ہے۔ ہر سال ہزاروں زائرین اس مندر میں عبادت کے لئے جمع ہوتے ہیں۔ لیکن اسی کے ساتھ یہی سلطنت ہند کا وہ عجیب و غریب زرخیز ترین اور ترقی پذیر صوبہ ہے۔ جس کی تقریباً ۳۵ فیصدی آبادی کا بدھ مذہب سے کچھ بھی تعلق نہیں۔ اس سرزمین میں مختلف مذاہب کی کئی قومیں آباد ہیں۔ دس سال ہوئے کہ ایک مصنف نے اس ملک کی نسبت یہ رائے ظاہر کی تھی کہ "اگر امریکہ مغرب کی کٹھالی" ہے جس میں مذاہب کے سکے ڈالے جاتے ہیں تو برہما بھی مشرق کی کٹھالی" کی حیثیت رکھتا ہے کیونکہ یہاں ستنوار کنفیوشس کی تعلیم کے پیرو۔ ہندو۔ جین۔ سکھ۔ مسلم اور کئی اور مذہب کے لوگ آباد ہیں۔ اس وقت ہم اپنے ناظرین کو صرف مسلمانوں کے حالات سے آگاہ کرنا چاہتے ہیں۔

مسلمانوں کی ہجرت

ایک صدی کا عرصہ گذرا کہ جب اوولی رام جادسن برہما میں پہنچا۔ تو اس وقت اس تمام ملک میں مسلمانوں کی تعداد صرف چند ہزار تھی۔ بعض بنگال کے ساحل سے آئے تھے۔ اور اراکان اور چاٹگام کے مسلمانوں کی بستیوں میں آباد ہو گئے۔ سوائے ان کے برہما میں مسلمانوں کی اور کوئی جماعت نہ تھی۔ لیکن جب برہما کی پہلی جنگ کے خاتمہ پر انگریزوں نے برہما کے علاقہ تحتانی پر قبضہ کر لیا تو اس کے بعد مسلمان تاجروں نے تجارت کی غرض سے اس ملک میں آنا شروع کیا۔ بہت جلد مختلف فرقوں کے مسلمانوں نے اپنے آبائی وطن کو چھوڑ کر برہما کو اپنا وطن بنا لیا کیونکہ انہیں معلوم ہو گیا تھا کہ برہما ایک ایسا ملک ہے جہاں محنت اور سرمایہ امید افزا نتائج پیدا کرے گا۔

مسلمانوں کی آبادی

بعض مستند ذرائع کی بنا پر یہ اندازہ کیا جاتا ہے کہ آج برہما کے تمام حصوں میں مسلمانوں کی آبادی پانچ لاکھ پچاس ہزار کے قریب ہے وہ اگر ایک طرف میٹنیہ میں جو برہما کا انتہائی شمالی حصہ ہے پائے جاتے ہیں تو دوسری طرف مرگوئی میں جو انتہائی جنوبی حصہ ہے آباد نظر آتے ہیں۔ اسی طرح وہ مشرق میں وادیٔ سلوین اور مغرب میں خلیج بنگال کے سواحل پر ایک پُر امن زندگی بسر کر رہے ہیں۔ گو تمام مسلمان زیادہ تر تجارت پیشہ ہیں لیکن۔ ایسے مسلمانوں کی تعداد بھی کچھ کم نہیں جن کا تعلق زندگی کے

اصول پرستی

ایک مسلمان کے قلم سے

دنیا میں جس قدر بڑے بڑے کام لوگوں نے کئے ہیں۔ ہمیشہ کسی اصول کے ماتحت چلکر کئے ہیں۔ کوئی قوم نہیں بن سکتی جب تک افراد کسی اصول کے ماتحت کام کرنا نہ سیکھیں۔ صحابہ کرام ایک زندہ قوم بن گئے۔ یہ کس وجہ سے محض اصول پرستی کی بنا پر۔ قرآن کریم نے اس بات کو ایک عجیب واقعہ کے رنگ میں بیان فرمایا۔ جنگ احد میں نبی کریم کو چوٹ آتی ہے۔ اور بیہوش ہوکر گر جاتے ہیں۔ خبر مشہور ہو جاتی ہے کہ نبی کریم فوت ہو گئے۔ اس سے مسلمانوں میں جو کمزور دل تھے یعنی جو اصول پرستی سے ناواقف تھے لغزش آتی ہے۔ اور کہتے ہیں کہ جس شخص کی بدولت یہ تمام بات تھی وہ تو فوت ہو گیا۔ اب ہم کیوں لڑیں اس پر نبی کریم کو وحی آتی ہے۔ وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل افإن مات او قتل انقلبتم على اعقابكم ومن ينقلب على عقبيه فلن يضر الله شيئا وسيجزي الله الشاكرين۔ یعنی محمد تو محض ایک رسول ہے۔ اس سے پہلے کس قدر رسول تھے۔ جو آئے اور چلے گئے۔ اگر یہ بھی مرجائیں یا مارے جائیں تو کیا تم اپنے اصول کو چھوڑ کر کفر میں چلے جاؤ گے۔ اگر تم اصول چھوڑ دو گے تو پھر کیا ہے۔ خدا کا تو کچھ نقصان نہیں۔ تمہارا اپنی نقصان ہوگا۔

قرآن شریف بھی ایک باکمال کتاب ہے۔ ایک طرف نبی کریم کی محبت دلوں میں اس قدر بٹھلائی کہ جہاں کہا اطیعوا اللہ وہاں یہ بھی کہا اطیعوا الرسول۔ خدا کی تابعداری کرو اور رسول کی۔ پھر یہاں تک کہہ دیا۔ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی پھر خدا سے محبت کا دعویٰ ہے کہ رسول کی پیروی کرو۔ غرضکہ ایک طرف محبت رسول کا [illegible]

پرستی ہے۔ ایک طرف آپ کا وہ معشوق سامنے پڑا ہے جس سے ایک لحہ کی جدائی آپ کو ناگوار ہے۔ ایک طرف اپنی قوم بددل ہو رہی ہے۔ ایک طرف بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ جو محمدؐ کو کہے گا کہ مرگیا اس کی جان کی خیر نہیں۔ مگر ادھر یہ عزم اور اصول پر قائم ہونا کہ دنیا ادھر سے ادھر ہو جائے تو کیا پرواہ۔ اصول ہاتھ سے نہ جانے گا۔ یہ وہ سپرٹ اصول پرستی کی تھی۔ یہ وہ محبت اصول پرستی کی تھی۔ یہ وہ عزم اصول پر قیام کا تھا۔ جس نے دنیا کو فتح کر لیا۔

اصول اور تلوار

بعض جاہل مسلمان اور بعض دشمن پادری ہمیشہ یہ سمجھے بیٹھے ہیں کہ اسلام کی عظمت و شان تب تک قائم تھی۔ جب تک مسلمانوں کے ہاتھ میں تلوار تھی۔ یہ ایک الزام ہے جس کے سننے سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح عیسائی دنیا مسلمانوں کی مادی طاقت کو کچلنا چاہتی ہے محض اس لئے کہ جب مسلمانوں کی مادی طاقت فنا ہو جائیگی تو اسلام بھی فنا ہو جائیگا۔ بغیر مادی طاقت کے اسلام قائم نہیں رہ سکتا۔ بھولے بھالے مسلمان بھی اسی بات کو دلوں میں بٹھائے بیٹھے ہیں۔ کہ اگر ہماری طاقت دنیا میں قائم ہوگی تب ہی ترقی کر سکیں گے۔ جب تک ہمیں مادی طاقت نصیب نہیں ہوتی تب تک ہماری کامیابی کسی صورت میں بھی ممکن نہیں۔ افسوس ہے ان لوگوں کو کچھ غور کرنا چاہیے کہ تلوار اور مادی طاقت سے تو سلطنتیں قائم نہیں رہ سکتیں۔ ایک مذہب جو دل سے تعلق رکھنے کی بات تیرہ سو سال تک ایک عالم پر کیوں کر قائم رہ سکتا تھا۔ العجب ثم العجب۔ لوگ ایک بات کو دلوں میں جگہ دیدیتے ہیں مگر واقعات کو نہیں سوچتے۔ آج کل جو واقعات ہمارے سامنے ہندوستان میں موجود ہیں کیا وہ یہی نہیں بتلا رہے کہ مذہب تو ایک دور کی چیز ہے سلطنت کا قیام محض زور اور طاقت پر منحصر نہیں۔ اگر سلطنت دلوں سے اٹھ جائے تو کوئی قوت یا کوئی مادی سامان اس کو قائم نہیں رکھ سکتا؟ اس بات [illegible]

سال لگ جائیں گے۔ اور تب کوئی اصول طمانیت اور سکون سے انسان وضع کرے۔ مگر جب اصول قائم ہو جائیں۔ تو ان پر اس طرح قائم ہونا چاہیے جس طرح قرآن۔

ایک زبردست درخت

نے بیان فرمایا۔ مثل کلمة الطيبة كشجرة طيبة اصلها ثابت وفرعها في السماء۔ ایک پاک اصول کی مثال اس زبردست درخت کی طرح ہے کہ اس کی جڑیں زمین میں اس طرح دھنس جاتی ہیں کہ مجال اس کو ہوا اور آندھی اکھیڑ تو درکنار ہلا بھی سکے۔ وہ درخت زبردست قیام کی وجہ سے اس قدر پھیلتا ہے کہ اس کی شاخیں آسمان میں پھیل جاتی ہیں۔ اور وہ ہر وقت اپنے پھل دیتا ہے۔ اس کو کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ اس کے بالمقابل وہ حالت بھی بیان کی جو بے اصولے پن سے پیدا ہوتی ہے۔ فرمایا مثل كلمة الخبيثة كشجرة خبيثة اجتثت من فوق الارض ما لها من قرار۔ ایک خراب اصول کی مثال ایک گندے درخت کی طرح ہے جو زمین سے جلد نکل پڑتا ہے۔ مگر اس کو کچھ قرار نہیں ہوتا۔ یہ بالکل صحیح ہے کہ انسانی دماغ بعض وقت غلط اصول تراش لیتا ہے لیکن یہ بات قوموں کو تباہ نہیں کرتی۔ جس طرح ایک انسان غلطی کرتا ہے۔ ایک قوم بھی کر سکتی ہے۔ لیکن جس طرح ایک انسان باوجود غلطیوں کا مرتکب ہونے کے ترقی کرتا جاتا ہے اسی طرح قوم ترقی کرے گی۔ لیکن وہ انسان کبھی ترقی نہیں کر سکتا جس کا کوئی اصول ہی نہ ہو۔ بلکہ یہاں تک مشاہدہ بتلاتا ہے کہ اگر غلط امر کے پیچھے بھی انسان پڑ جائے تو بھی وہ اس کو حاصل کر لیتا ہے۔ پس اصول کا غلط ہونا ایک الگ امر ہے۔ اور اصول وضع کر کے اس پر نہ چلنا بالکل علیحدہ بات ہے۔ یہ بھی صحیح ہے کہ انسان ہر وقت دیکھتا رہے۔ کہ جو اصول اس نے وضع کئے ہیں وہ صحیح ہیں یا غلط اگر غلط ہوں تو چھوڑ دے۔ لیکن مشکل سب سے بڑی یہ ہوتی ہے۔ انسان ایک اصول کو صحیح بھی سمجھتا ہے مگر وہ اس پر اس لئے عمل نہیں [illegible]

انما المؤمنون اخوة فاصلحوا بين اخويكم واتقوا الله لعلكم ترحمون

تار کا پتہ: مسلمان لاہور

اخبار پیغام صلح

ادارۂ تحریر: عبدالحق ودیارتھی، مرزا مظفر بیگ ساطع

قیمت: سالانہ چھ روپے، ششماہی تین روپے، سہ ماہی دو روپے، طلباء سے چار روپے، ممالک غیر سے سالانہ ۵ شلنگ، فی پرچہ ایک آنہ

نرخنامہ اشتہارات کیلئے مینیجر کو لکھئے۔ پیغام صلح شمالی ہند کا کثیر الاشاعت روزانہ اخبار ہے۔ نرخ اجرت بہت کم ہے۔ ہمارے نرخ ضرور ملاحظہ فرمایئے۔ (مینیجر)

جلد ۱۸ لاہور۔ یوم جمعہ مطبوعہ ۲۹ محرم ۱۳۴۹ھ مطابق ۲۷ جون ۱۹۳۰ء نمبر ۴۳

عالم اسلام

قاہرہ کی جمعیۃ ہدایہ اسلامیہ نے اپنے ہفتہ وار تبلیغی پروگرام میں جلال الدین شمس صاحب احمدی کا نام شائع کرتے ہوئے اُن کو مبلغ اسلام لکھا ہے۔

اس سلسلہ میں فلسطین کے ایک ممتاز مسلمان نے الفتح قاہرہ میں ایک طویل مضمون شائع کیا ہے اور اس میں لکھا ہے کہ جلال الدین صاحب اسلامی مبلغ نہیں بلکہ قادیانی مبلغ ہیں۔ مضمون نگار نے قادیانی عقاید کا خلاصہ بھی شائع کیا ہے۔ اور اُن کی مساعی کے خلاف شدید احتجاجی الفاظ قلمبند کئے ہیں۔

قادیان کے سرکاری اخبار الفضل سے اس امر کی تصدیق ہوتی ہے کہ جلال الدین صاحب شمس اسلامی ممالک میں قادیانی پروپیگنڈا کر رہے ہیں۔ الفضل کے تازہ پرچہ میں فلسطین کے ایک درجن سے زیادہ مسلمانوں کے نام درج کئے گئے ہیں۔ جو جلال الدین صاحب کی مساعی سے قادیانی مذہب میں داخل ہو چکے ہیں۔ (مدینہ)

معاصر اصلاح نے سمت مشرقی افغانستان کے ممتاز و معزز علماء کی ایک درخواست شائع کی ہے جس میں مرکزی حکومت سے ایک دینی درسگاہ کے قیام کی اپیل کی گئی ہے۔ یہ درسگاہ ہڈہ شریف میں قائم کی جائے گی۔ اس کا نام نجم المدارس المشرقیہ ہوگا۔

حکومت کی جانب سے اس تجویز کو خوش آئند کہا گیا ہے اور یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ حکومت وطن عزیز کے ہر فرد کی دینی و دنیوی ترقی کی آرزو مند ہے۔

ایران کی وزارت طرق نے مشہد سے باجگیران اور مشہد سے شاہرود جانے والی سڑک کی درستی و اصلاح کے لئے علی الترتیب دس ہزار اور چالیس ہزار تومان (ایرانی سکہ) کی منظوری دیدی ہے۔

معزز معاصر ام القریٰ نے ایام حج کے متعلق جو حالات شائع کئے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے۔ سائل ممالک اسلامیہ کے مختلف گوشوں کے بہت سے مسلمانوں نے مکہ معظمہ آکر فریضۂ حج ادا کیا۔ جن میں ڈاکٹر عبد الحمید بک فہمی رکن دار الامراء مصر شیخ عبد العزیز تاجر جواہرات بحرین استاذ محمد مبلیعی سابق مفتی مصر علامہ عبد الوہاب النجار مصر ادیب محمد شفیق مصطفےٰ مالک جریدہ الریاض مصر ڈاکٹر یعقوب شنکو ویش مفتی اعظم یوگوسلاویا شیخ علی ابن محمد شیخ عبد اللہ ابن عیسیٰ۔ شیخ محمد بن ابراہیم امراء بحرین شیخ عبد اللہ ابراہیم فضل ادیب شبیر علی آفندی منصور مدیر جریدۂ فلسطین اور ان کے علاوہ مشہور و معروف حضرات شامل ہیں۔

جلالۃ فلسطین میں جلالت الملک سلطان ابن سعود کی غیر معمولی امداد سے متاثر ہو کر فلسطین کا ایک وفد جلالۃ الملک کی بارگاہ میں اظہار تشکر و امتنان کے لئے حاضر ہوا ہے۔ وفد کے ارکان میں فلسطین کے مشہور وطنی زعما نبیہ بک غلمت اور صبحی بک خضرا بھی شامل ہیں۔

معاصر ام القریٰ کی اطلاع کے مطابق مسٹر کاؤنٹ ایڈورڈ اور ڈاکٹر لیفو مفتی یوگوسلاویا نے جلالۃ الملک کی حکومت باریابی حاصل کی یہ دونوں حضرات حکومت یوگوسلاویا کے مافوق العادۃ سفیر کی حیثیت سے حاضر ہوئے تھے۔ مسٹر ایڈورڈ جدہ تشریف لا کر واپس چلے گئے۔

اسلامبول کی ایک خصوصی اطلاع سے معلوم ہوتا ہے کہ ایران و ترکی کی حدود پر ایک انگریزی عہدہ دار کو نقل و حرکت کرتے ہوئے پایا گیا۔ بعض واقفکار اصحاب کا خیال ہے کہ یہ شخص کرنل لارنس ہے۔ اس شخص کی شکل و صورت اور تمام اوضاع و اطوار کرنل لارنس سے مشابہ ہیں۔

آخری اطلاع کے مطابق یہ شخص اطراف ارارات میں دیکھا گیا۔ اس جگہ ترکی، ایران اور روسی سرحد کا اتصال ہے۔

معاصر الفتح قاہرہ رقمطراز ہے کہ ایک عراقی نوجوان ابراہیم آفندی نے گنے سے شکر بنانے کیلئے ایک جدید قسم کا آلہ ایجاد کیا ہے۔ وزارت مالیہ نے اس ایجاد پر نوجوان مذکور کو خصوصی انعام عطا کیا۔

معاصر الفتح قاہرہ رقمطراز ہے کہ کنٹربری کے لاٹ پادری نے روس میں تیس ہزار مسجدیں بند کر دینے کے خلاف شدید احتجاج کیا ہے۔ اور اس مسئلہ میں پیروان اسلام کے ساتھ خاص ہمدردی کا اظہار کیا ہے۔

بصرہ کی اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں یہ خبر معلوم کر کے کئی خصوصی جلسے منعقد کئے گئے ہیں کہ حکومت حجاز نے مدینہ منورہ سے حائل تک ایک اہم راستہ کا انکشاف کیا ہے۔

ماہرین کا بیان ہے کہ یہ راستہ بہت اہمیت رکھتا ہے۔ امید کی جاتی ہے کہ اس راستہ سے نجف اشرف سے حائل اور حائل سے مدینہ منورہ آنے کے لئے بہت آسانی پیدا ہو جائے گی۔ نیز اس کی وجہ سے ایک غیر آباد علاقہ میں زندگی کی لہر دوڑ جائے گی۔ کیونکہ یہ راستہ آئندہ حاجیوں کی گذرگاہ ہوگا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس راستہ میں جو مدینہ سے حائل اور حائل سے نجف تک جائے گا۔ پانی کے بہترین چشمے موجود ہیں۔

معاصر انیس کابل سرحد کے علاقہ آزاد ریاست باجوڑ کے متعلق لکھتا ہے کہ وہاں متردد صورت حال کو معلوم کرنے کے لئے سرحد کے فوجی حلقے کی طرف سے دو ہوائی جہاز بھیجے گئے تھے۔ ان جہازوں نے ایک ایسی جماعت کو دیکھا جو گنداب کی طرف جا رہی تھی۔ اس پر ۳۰ بم پھینکے گئے۔ اس کے بعد یہ جہاز ہندوستانی مجاہدین کے مرکز چمرکنڈ تک جا کر واپس آگئے۔

اخبار بین اصحاب کو یاد ہوگا کہ کس طرح برطانیہ اور فرانس نے حجاز ریلوے لائن کو باہم تقسیم کر لیا ہے۔ اور کس طرح تمام حصص عالم کے مسلمانوں نے اس تقسیم کے خلاف احتجاج کیا ہے اور مطالبہ کیا ہے کہ حجاز ریلوے کو واپس کیا جائے۔ کیونکہ وہ مسلم اوقاف میں سے ہے۔ اور اسلامی روپے سے تعمیر ہوئی ہے۔ فرانس اور برطانیہ نے اس احتجاج پر کوئی توجہ نہیں کی اور اس کی آمدنی سے ہر دو حکومتوں نے اقتدار حاصل کرنے کا پیہم فائدہ حاصل کیا ہے۔ شامیوں نے سابق شاہ حسین والئے حجاز سے متواتر درخواست کی تھی۔ کہ وہ ریلوے لائن کو حاصل کریں اور اب وہ پھر مصمم تصدر رکھتے ہیں کہ سلطان ابن سعود سے گزارش کریں کہ جلالت مآب سلطان اس بارہ میں کوشاں ہوں۔ چنانچہ انہوں نے ایک طویل یادداشت جلالت مآب سلطان کی خدمت میں ارسال کی ہے۔ جس پر دس ہزار افراد کے دستخط ثبت ہیں۔ جس میں درخواست کی گئی ہے کہ وہ حجاز ریلوے کو واپس لیں اور اس کے مختلف حصص کو ایک کر دیں۔

دولت خداداد افغانستان اور روس کے مابین ایک تجارتی معاہدہ مرتب کرنے کے لئے گفت و شنید ہو رہی ہے۔ مجوزہ معاہدہ ۱۹۲۱ء کے معاہدے کی جگہ کام دیگا۔ اسی غرض کے لئے محمد عزیز خاں ماسکو تشریف لے گئے ہیں اور انہوں نے ماسکو کے تجارتی ادارہ کے ایک زبردست جلسہ میں شرکت فرمائی۔ اور افسران محکمہ مذکورہ سے تبادلۂ خیالات کیا۔ نیز ان دونوں دوست حکومتوں کے درمیان ایک اقتصادی و تجارتی معاہدہ مرتب ہو جانے پر زور دیا۔

موصل کا پیغام مظہر ہے کہ حکومت ترکیہ و شام کے درمیان سرحد کے متعلق جو معاہدہ ہوا تھا اور جس کی رُو سے وہاں کا انتظام حکومت شام کے ہاتھ آگیا تھا۔ اس کے علاقہ میں بے چینی پھیلی ہوئی ہے۔ اور حکومت شام کو سخت مشکلات کا سامنا ہے۔ حال ہی میں فرانسیسی فوج اور باغیوں کے ایک گروہ میں جھڑپ ہوئی۔ اور ہر دو جماعتوں کو بہت نقصان اٹھانا پڑا۔ شمر قبیلہ کے لوگ جو ملک کی سرحد پر سکونت گزیں ہیں عراق کی سرحد کی طرف ہجرت کر گئے ہیں۔

اعلیٰحضرت نادر شاہ بادشاہ افغانستان نے دیگر تغیرات کے ساتھ ساتھ افغانستان کے قومی جھنڈے کو بھی بدل دیا۔ شاہ امان اللہ خاں نے سیاہ زمین اور سفید ہلال و مسجد رکھا تھا۔ نئے جھنڈے میں تین دھاریاں سیاہ، سرخ اور

شذرات

(از محمد انعام الحق)

قادیانی جماعت کے خفیہ سرکلر کا ذکر کئی بار "پیغام صلح" میں ہو چکا ہے اور ہم تین چار مرتبہ قادیانی جماعت سے اس سرکلر کے متعلق اپنی پوزیشن صاف کرنے کا مطالبہ بھی کر چکے ہیں۔ لیکن وہ اس سلسلہ میں اب تک بالکل خاموش ہے۔ البتہ ایک غیر قادیانی اسلامی اخبار "انقلاب" نے (جو قادیانیوں کے نزدیک کافر ہی ہے) اس کے متعلق اپنی رائے کا اظہار کیا ہے۔

ہمارے معزز معاصر کو اخبار "ملاپ" کے ذریعہ اس خفیہ سرکلر کا علم ہوا۔ وہ اپنی ۱۹ر جولائی کی اشاعت میں رقمطراز ہے:-

"ملاپ نے "پیغام صلح" کے حوالے سے قادیانی جماعت کی ایک خفیہ چٹھی کا ذکر کیا ہے۔ جو ناظر امور خارجہ قادیان کی طرف سے قادیانی جماعتوں کو بھیجی گئی تھی.....

قارئین کرام کو معلوم ہے کہ ہمیں قادیانی جماعت کے سیاسی معتقدات سے شدید اختلاف ہے۔ اور تحفظ حقوق مسلمین کی جدوجہد کے سوا ہمارا ان کا کبھی بھی اتفاق نہیں ہوا۔ لیکن ہم سمجھنے سے قاصر ہیں کہ قادیانی جماعت کی محولہ بالا چٹھی میں "ملاپ" کو کونسی ایسی بات نظر آئی کہ اس نے اسے مخصوص "سنسنی خیز" انداز میں شائع کیا۔ نیز ہمارے معزز معاصر "پیغام صلح" نے اس کی اشاعت سے قادیانی جماعت کے لئے مذمت کا کونسا خاص سامان جمع کیا۔

"ملاپ" کا محولہ بالا پرچہ ہماری نظر سے نہیں گزرا۔ ہم نہیں کہہ سکتے کہ اس نے اس خفیہ چٹھی کے متعلق کیا لکھا۔ وہ ایک ہندو اخبار ہے ظاہر ہے اس نے اپنے مخصوص انداز میں اظہار رائے کیا ہوگا۔ مگر اس کے طرز اشاعت اور رائے زنی کی ذمہ داری ہم پر عاید نہیں ہو سکتی۔ ہمارے معزز معاصر کو قادیانی جماعت سے شدید اختلاف ہے۔ اور ہماس کے موجودہ اتحاد و اتفاق کی وجہ تحفظ حقوق مسلمین کی جدوجہد ہے۔ مگر سوال تو یہ ہے کہ قادیانی جماعت جو کچھ کر رہی ہے وہ تحفظ حقوق مسلمین کے لئے کر رہی ہے۔ یا اس کا مقصد کچھ اور ہے۔ قادیانی لوگ بیشک یہی کہتے ہیں۔ لیکن ان کے کہے پر ہمارا معزز معاصر اعتبار کر سکتا ہے۔ ہم قدیم نیاز مندوں کے سامنے تو بہت سے ایسے حقائق موجود ہیں۔ جو یہ یقین کرنے پر مجبور کرتے ہیں کہ قادیانی جماعت کی سیاسی سرگرمیاں "گندم نما جو فروش" سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتیں۔ جو جماعت چالیس کروڑ مسلمانان عالم کو کافر سمجھتی ہو اور اس کے امام نے قادیانیوں کے علاوہ تمام مسلمانوں کو اپنی چند ذاتی اغراض کی خاطر بیک جنبش قلم دائرہ اسلام سے خارج قرار دیدیا ہو۔ اس کو مسلمانوں یا اُن کے حقوق سے کوئی ہمدردی نہیں ہو سکتی۔ ہم بارہا قادیانی جماعت اور اس کے امام محترم کو ان امور کی طرف متوجہ کر چکے ہیں۔ لیکن انہوں نے سوائے خاموشی یا گالیوں کے کبھی کوئی معقول جواب نہیں دیا۔

ہمارا محترم معاصر لکھتا ہے:-

"ہم یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ ہمارے معزز معاصر "پیغام صلح" نے اس کی (خفیہ سرکلر) اشاعت سے قادیانی جماعت کے لئے مذمت کا کونسا خاص سامان جمع کیا ہے"۔

ہم اس کی خدمت میں نہایت ادب سے عرض کرنا چاہتے ہیں کہ اس خفیہ چٹھی کی اشاعت کی غرض قادیانی جماعت کے لئے مذمت کا سامان جمع کرنا نہ تھی۔ بلکہ ایک تکفیر نواز گروہ کی گندم نما جو فروشی کا اظہار تھا۔ ورنہ ہم قدیم نیاز مندوں کے لئے قادیانی جماعت کی مذمت کا سامان جمع کر دینا کوئی ایسا کام نہیں۔ جس کے لئے کسی خاص توجہ کی ضرورت ہو۔ اور نہ ہم نے کبھی ایسا کیا ہے۔

قادیانی جماعت کی مذکورہ بالا چٹھی کی نسبت ہمارا قابل معاصر رقمطراز ہے:-

جو جماعت اس وقت مسلمانوں کے سیاسی معاملات میں حصہ لیتی ہے۔ اس کا فرض ہے کہ تمام ماتحت جماعتوں کو سیاسی تحریکات سے واقف [illegible]

اور چونکہ مسلمانوں کو بحالت موجودہ کانگرس سے شدید اختلاف ہے اس لئے یہ بھی ضروری ہے کہ ہر حصے میں کانگرس کی تحریک کے فروغ پانے یا زوال پذیر ہونے سے آگاہی حاصل کی جائے۔ بلکہ وہ اسباب وعلل معلوم کئے جائیں جو کانگرس کی ترقی و تنزل کے موجب ہوں۔ باقی رہا تیسرا معاملہ تو ساری دنیا جانتی ہے کہ پچھلے دنوں بعض حلقوں میں بعض ہندو افسروں نے سرکاری خدمات کو کانگرس کی تقویت کا ذریعہ بنا لیا تھا۔ اور پنجاب کی نوآبادیوں کے جو مسلمان کانگرسی تحریک سے الگ تھے ان کے لئے نہر کا پانی کم کر دیا تھا۔ اس کے برعکس جو سکھ کانگرس کے ساتھ تھے انہیں با افراط پانی دینا شروع کر دیا تھا...... مسلمان علی الاعلان کانگرس کے خلاف ہیں۔ اس لئے کہ وہ تمام کانگرسی سرگرمیوں کو ہندو راج کے قیام کے ذرائع سمجھتے ہیں۔ جب حالت یہ ہے تو پھر کانگرس کی تحریک کے متعلق پوری واقفیت رکھنا اور اسے کمزور کرنے یا قوی نہ ہونے دینے کے تمام وسائل کو پوری قوت کے ساتھ معرض عمل میں لانا کونسا ایسا جرم ہے جسے "کار خاص" سمجھا جائے۔"

تھوڑی دیر کے لئے ہم تسلیم کر لیتے ہیں کہ قادیانی جماعت کی سیاسی سرگرمیوں کا مقصد تحفظ حقوق مسلمین ہی ہے۔ اور مذکورہ بالا چٹھی کی غرض وغایت بھی وہی تھی جو ہمارے معزز معاصر نے بیان کی ہے۔ تو ہمیں یہ سوال کرنے کی اجازت دی جائے کہ اس چٹھی کو دوسرے مسلمانوں سے پوشیدہ رکھنے کی کیا ضرورت تھی؟ آخر قادیانیوں کے علاوہ اور بھی بہت سے مسلمان تحفظ حقوق مسلمین کے حامی اور کانگرس کے مخالف ہیں۔ اگر ان کو بھی اس خدمت میں شریک کر لیا جاتا تو یہ کام زیادہ خوش اسلوبی سے انجام پاتا۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس سرکلر کے چھاپنے اور بھیجنے میں زبردست اخفا سے کام لیا گیا ہے۔ جب ہم نے اس کو شائع کیا تو قادیانی جماعت میں ایک زلزلہ آ گیا۔ مرکزی انجمن کے کارکنوں کی خاص طور پر جواب طلبی ہوئی۔ کہ کافی احتیاط کیوں نہ کی گئی۔ اس وقت سے متواتر پریشانی اور سراسیمگی کا اظہار ہو رہا ہے۔

اس کے بعد ہم نہایت ادب سے یہ بھی پوچھنا چاہتے ہیں کہ کانگریسی خیالات کے سرکاری ملازمین کے متعلق چپکے چپکے قادیان اطلاع دینے کی ہدایت کیوں کی گئی؟ چاہئے یہ تو یہ تھا کہ جب کسی کانگریسی خیالات کے سرکاری ملازم کا جو مسلمانوں کو نقصان پہنچا رہا ہو علم ہوتا تو فوراً دوسرے مسلمانوں کی شرکت اور مشورہ سے اس کے متعلق مناسب کارروائی کی جاتی۔ احتجاجی جلسے ہوتے حکام بالا کو خبردار کیا جاتا۔ اخبارات میں مضامین شائع کرائے جاتے۔ لیکن یہ کچھ بھی نہ ہوا۔ صرف جاسوسوں کی طرح خبریں فراہم کر کے قادیان بھیجنے کی تاکید کی گئی۔

چلئے تھوڑی دیر کے لئے ان مشکوک و پُر اسرار ہدایات کو کوئی مصلحت سمجھ کر جائز قرار دے لیجئے۔ لیکن اس کا کیا جواب ہے کہ اگر اس سرکلر کا مقصد یہی تھا جو معزز "انقلاب" نے بیان کیا ہے تو پھر ہمارے پے در پے مطالبات کے باوجود قادیانی جماعت اور "الفضل" کیوں خاموش رہے؟ جب ہمیں اس سرکلر کا علم ہوا اور قادیانیوں کی سیاسی سرگرمیوں میں بعض نہایت مشکوک چیزیں نظر آئیں اور بہت سے حیرت انگیز اور افسوسناک انکشافات بھی ہوئے تو ہم نے نہایت شریفانہ اور برادرانہ طریق پر قادیانی جماعت پر چند ایک سوالات کئے۔ اور اس کو اس سرکلر کے متعلق اپنی پوزیشن صاف کرنے کو کہا۔ اس کے جواب میں "الفضل" نے ہمیں بازاری گالیاں دیں۔ نہایت رکیک ذاتی حملے کئے۔ شرمناک بہتان باندھے۔ لیکن اصل موضوع کے متعلق ایک لفظ بھی نہ لکھا [illegible]

موجود ہوں تو وہ ان کو پیش کرنے کی بجائے دشنام طرازی بہتان سازی اور ذاتیات پر نہیں اتر آیا کرتا اور نہ پریشانی کا اظہار کیا کرتا ہے۔ ہم معاصر موصوف سے درخواست کریں گے کہ وہ "پیغام صلح" اور "الفضل" کے گذشتہ دو ڈھائی ماہ کے ہر پرچے بغور ملاحظہ فرمائے۔ اس کے بعد انشاء اللہ اس پر حقیقت واضح ہو جائے گی۔ ہم بارہا لکھ چکے ہیں کہ ہمیں قادیانی جماعت یا اس کے امام محترم سے کوئی ذاتی پرخاش نہیں۔ ہماری تحریروں میں بغض و کینہ اور تعصب کا مطلق دخل نہیں۔ اگر قادیانی جماعت ہمارے سوالات کا معقول جواب دیدے۔ اور اپنی سیاسی سرگرمیوں کے متعلق شکوک رفع کر دے تو ہم اس کے خلاف زیر بحث مسئلہ کے سلسلہ میں ایک لفظ بھی نہ لکھیں گے۔ بلکہ حسب مقدور امداد کریں گے۔

ہمیں یقین ہے ہمارے محترم معاصر نے جو کچھ لکھا ہے خلوص نیت سے لکھا ہے جس کی ہم تہ دل سے قدر کرتے ہیں۔ مگر ہمیں یہ کہہ لینے کی اجازت دی جائے کہ قادیانی جماعت کے مقاصد و طریق کار کو ہم اس کی نسبت زیادہ اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں۔ ہماری معلومات اس جماعت کی نسبت نہایت صحیح ہوتی ہیں۔ ہمیں کئی ایسی باتیں معلوم ہیں جن سے ہمارا معاصر یکسر بے خبر ہے۔ جس طرح وہ اس بے خبری کی وجہ سے قادیانیوں کے حقوق مسلمین کی جدوجہد کا ہمدرد و حامی سمجھ رہا ہے۔ بالکل اسی طرح بعض حقائق کی موجودگی میں ہم اس کے برعکس سمجھنے پر مجبور ہیں۔ اور اس کو یقین دلاتے ہیں کہ ریاکاری اور گندم نما جو فروشی زیادہ دیر تک جاری نہیں رہ سکتی۔ اس لئے بہت جلد قادیانی جماعت اپنے اصلی رنگ میں ظاہر ہو جائے گی۔ اس وقت انشاء اللہ ہم اپنے معزز معاصر کو اپنا ہم نوا پائیں گے۔

اس سے قبل بھی ہم کئی مرتبہ خدا کے حضور میں یہ التجا کر چکے ہیں۔ اب پھر کرتے ہیں کہ وہ ہماری نیتوں اور ارادوں کو بغض و عناد کے مفاسد سے پاک رکھے۔ اور ہماری سرگرمیاں انتقامی جذبات سے ملوث نہ ہونے پائیں۔ اور وہ سورج ہم پر طلوع نہ ہو جب ہم بلاوجہ اور بلا ضرورت کسی کے خلاف اپنی زبان کو حرکت میں لائیں۔

(بقیہ صفحہ ۳)

ہی سلطنت کے مرکز دہلی اور آگرہ کے اردگرد ہندوؤں کی تعداد زیادہ نظر آتی ہے جو بتاتی ہے کہ مسلمان اولیاء جو دنیاداروں سے دُور رہتے تھے ان کے ذریعے اسلام پھیلتا رہا۔ ان کی روحانی قوت نے لوگوں کو مسلمان کیا۔ ایسے زمانہ میں کہ مسلمانوں نے اس تعلیم کو چھوڑ دیا تھا اور مذہبی آزادی کا مسئلہ غیر مسلموں نے لے لیا تھا۔ اور آج اگر مذہبی آزادی نظر آتی تھی تو ممالک یورپ میں اور برخلاف اس کے مسلمانوں کے ملکوں میں آزادی خیال نہ پائی جاتی تھی۔ اور دیکھنے والے کو معلوم ہوتا تھا۔ کہ اسلام مذہبی آزادی کے خلاف ہے۔ حضرت مجدد زمانہ نے اصل تعلیم اسلامی کو از سر نو دنیا میں پیش کیا۔ اور بتایا کہ اسلام حکم کرتا ہے کہ مذہبی معاملہ میں جبر نہیں ہونا چاہئے۔ اور یہ الزام جو تلوار کا اسلام پر لگایا جاتا ہے غلط ہے۔ اور خونی مہدی کا عقیدہ اسلامی عقیدہ نہیں۔ اسلام کی تلوار ایک ہی ہے۔ اور وہ پُرامن اور دلائل قرآنی ہیں۔ جو باطل عقاید کو کاٹ کر انسان کو حق پر قائم کر دیتی ہے۔

ضروری اطلاع

مورخہ ۷ راگست کا پرچہ میلاد نمبر کی کثرت کار میں مصروفیت کی وجہ سے شائع نہیں ہو سکا تھا۔ جو احباب پرچہ کو طلب کرتے ہیں وہ مطلع رہیں۔

مسلمانوں کی موجودہ مشکلات کا حل

مولانا سید طفیل احمد صاحب ایم ایل سی کے ایک اہم مضمون کا خلاصہ

اگر مسلمانوں کو اپنا قومی وجود اس ملک میں قائم رکھنا ہے تو انہیں اپنی آئندہ نسل کی بقا کے لئے انتہائی سادگی اور کفایت شعاری اختیار کرنی چاہئے۔ برادران وطن اگر کھدر استعمال کرتے ہیں تو مسلمانوں کو بھی تہیہ کر لینا چاہئے کہ بازار میں جو کپڑا ارزاں ترین ہوگا اُسے وہ استعمال کریں گے۔ جو لوگ سیاسی خیالات کانگرسی رکھتے ہیں انہیں تو کانگرسی لباس پہننے کی تلقین کرنے کی ضرورت نہیں۔ البتہ جو لوگ وہ خیالات نہیں رکھتے وہ بھی جسم پر کپڑا کم سے کم رکھیں۔ یہ صحت کے لئے بھی مفید ہے اور اس میں بچت بھی ہے۔

بالخصوص بچوں کے کرتے نیم آستین بنا لئے جائیں۔ اور پاجامے گھٹنے ہوں۔ ٹوپی دوپلی یا دوسری شکل کی ہو۔ مگر وہ معمولی کپڑے کی ہو۔ بجز موسم سرما کے موزوں کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اس لئے ان کا استعمال گرمی اور برسات میں ترک کر دینا چاہئے۔

اسی طرح کھانے میں سادگی ہو۔ حتی الامکان ایک سالن ورنہ دو سے زیادہ نہ ہوں۔ صاحبزادہ آفتاب احمد خانصاحب مرحوم جو قوم میں اعلیٰ پایہ رکھتے تھے نفیس رس ناک دسترخوان پر صرف دو رکابیوں پر اکتفا کرتے رہے۔ ایک نمکین اور دوسری میٹھی۔ دعوتوں میں وہ کھانے تین اقسام سے زیادہ دینے کے روادار نہ تھے۔ مسلمانوں کو اس بارہ میں اپنے مسلم لیڈر کی پیروی کرنی چاہئے۔

اب رہا روپے کا پس انداز کرنا اور بڑھانا۔ اس کے متعلق بارہا کہا جا چکا ہے اور اب پھر عرض کیا جاتا ہے کہ ہر مسلمان (۱) اپنی آمدنی کا کم سے کم دسواں حصہ کسی بنک۔ ڈاکخانہ یا کسی محفوظ مقام پر جمع کرے۔

(۲) اپنی زندگی کا بیمہ کرائے۔ تاکہ اس کی تعلیم بے خلل وغش ہر حالت میں جاری رہ سکے۔

(۳) اپنے بچوں کو ابتدا سے روپیہ بچانے اور بڑھانے کی تربیت دے۔ گھروں میں ان کی گولکیں بنا دے۔ اور ان کا حساب ڈاکخانہ میں خود ان کے نام سے کھول کر ان کے ہاتھوں سے روپیہ جمع کرائے۔ ان کے نام سے خود روپیہ جمع کر دینے سے زیادہ فائدہ نہیں۔

مسلمان کو آمادہ کرے کہ وہ انفرادی اور اجتماعی طور پر روپیہ [illegible]

ظل اللہ اور ظلی نبی
مسیح الدین احمد کی عقل فروشی

اخبار الفضل مورخہ ۳۰ مئی ۱۹۳۰ء کی اشاعت میں ایک شخص مسیح الدین احمد صاحب لنڈی کوتل سے عالمانہ انداز میں ایک علمی نکتہ یوں تحریر فرماتے ہیں۔

"جناب مولوی محمد علی صاحب ایم اے امیر جماعت احمدیہ ایدہ اللہ بنصرہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عدم نبوت پر ایک دلیل پیش کی۔ جو کہ اکثر ان کے ہمخیال اصحاب کی طرف سے بڑے زور سے پیش کی جاتی ہے . . . . آپ فرماتے ہیں کہ بادشاہ کو ظل اللہ کہا جاتا ہے۔ تو کیا وہ خدا ہو جاتا ہے۔ جب ظل اللہ خدا نہیں ہو سکتا۔ تو ظلی نبی نبی کیونکر ہو سکتا ہے . . . . یہ مثال لاعلمی کی وجہ سے پیش کی گئی ہے۔ کیونکہ ظل اللہ مضاف مضاف الیہ ہے۔ اور ظلی نبی صفت موصوف۔ صفت موصوف کے مقابل میں مضاف مضاف الیہ کی مثال کوئی بھی صاحب علم . . . . پیش نہیں کر سکتا۔ تشریح کے لئے یوں سمجھ لیں۔ زید کا گھوڑا مضاف مضاف الیہ اور خوبصورت گھوڑا صفت موصوف ہے۔ اب مولوی صاحب کی تشریح کے مطابق یوں ہوگا کہ چونکہ پہلے فقرہ میں گھوڑا گھوڑا نہیں بلکہ اینٹ یا پتھر یا درخت . . . ہوگا۔ حالانکہ یہ بالبداہت غلط ہے۔ . . . . . حقیقت یہ ہے کہ پہلے فقرہ میں زید زید رہیگا۔ اور گھوڑا گھوڑا۔ مگر دوسرے فقرہ میں خوبصورت گھوڑا جو صفت موصوف ہے بہرصورت گھوڑا ہی رہیگا"

اس طویل عبارت سے اس کا مطلب یہ ہے کہ ظل اللہ تو خدا نہیں ہو سکتا۔ لیکن ظلی نبی ضرور نبی ہو سکتا ہے لہٰذا ظل اللہ والی مثال غلط ہے۔

مسیح الدین صاحب بناء فاسد علی الفاسد کے مصداق ہیں۔ اگر وہ ظلی نبی کے مفہوم کو سمجھ لیتے تو اُن کو مغالطہ نہ لگتا۔ اسی لئے ان کی مثال "خوبصورت گھوڑا" والی غلط ہو گئی۔

خوبصورت گھوڑا سے مراد یہ ہے کہ عام گھوڑوں سے خوبصورت گھوڑا۔ بوجہ خوبصورت ہونے کے شان میں اعلیٰ ہے یا بڑھ کر ہے۔ اسی طرح بقول مسیح الدین صاحب ظلی کی صفت والا نبی عام نبیوں کی شان سے بوجہ ظلی صفت کے بڑھ کر ہوا۔ لیکن مسیح الدین صاحب ظلی نبی کے معنے خود یہ کرتے ہیں کہ ظلی نبی وہ ہوتا ہے۔ جو رسول کریم صلعم کے ظل سے نبی ہو۔ پس اس مثال سے یہ ثابت ہوا کہ حضرت مرزا صاحب حضرت نبی کریم صلعم سے اپنی شان میں بڑھ کر ہیں۔ کیونکہ نبی کریم صلعم تو صرف نبی ہیں اور حضرت مرزا صاحب نہ صرف نبی بلکہ ظلی نبی جس طرح صفت "خوبصورت" نے گھوڑے کی شان کو بڑھا دیا۔ اسی طرح "ظلی" نے نبی کی شان عام نبیوں کی شان سے بڑھا دیا۔

یہ ہے آپ کی علمی نکتہ نوازی۔ کیوں نہ اس کو بھی آپ علم وعقل کے ساتھ اپنے خلیفہ صاحب پر قربان کر دیں۔

مسیح الدین صاحب کی اس مثال سے ایک اور مزے کا سوال یہ پیدا ہوتا ہے۔ وہ یہ کہ جب یہ مانتے ہو کہ حضرت نبی کریم صلعم کے ظل سے نبی پیدا ہو سکتا ہے۔ تو اللہ تعالےٰ کے ظل سے خدا کیوں نہیں پیدا ہو سکتا۔

خشت اول چوں نہد معمار کج
تا ثریا میرود دیوار کج

یہ نتائج ہیں آپ کی مثال کے۔ پس حقیقت یہ ہے کہ جس طرح اللہ کا ظل خدا نہیں ہوتا۔ اسی طرح نبی کا ظل بھی نبی نہیں ہوتا۔

صفت موصوف اور مضاف مضاف الیہ کی الجھن میں پڑ گئے حقیقت حال یہ ہے کہ ہم ظلی نبی ہمیشہ بمعنے ظلِ نبی لیتے ہیں۔ آپ تو حضرت مسیح موعود کی کتابوں کو منسوخ کر بیٹھے ہیں۔ علم آپ کو کہاں سے آئے۔ چند حوالہ جات بہرحال پیش کر دیتا ہوں

(۱) جب اس کی پیروی (امتی کی) کمال کو پہنچتی ہے۔ تو اس کو ایک ظلی نبوت (خدا) عطا کرتا ہے۔ جو کہ نبوت کا ظل ہے"

چشمۂ معرفت صفحہ ۳۲۵

(۲) اللہ تعالیٰ ان دونوں کے ارواح کو دو متقابل آئینوں کی طرح رکھ دیتا ہے۔ پس نبی مثل اصل کے ہوتا ہے۔ اور ولی مثل ظل کے"

کرامات الصادقین صفحہ ۵۸

(۳) اہل دلہا برین متفق اند کہ ولایت ظل نبوت است"

لجۃ النور صفحہ ۳۷

(۴) اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ مکالمہ مخاطبہ کاملہ تامہ مطہرہ مقدسہ کا شرف ایسے بعض افراد کو عطا کیا جو کہ فنا فی الرسول کی حالت تک اتم درجہ تک پہنچ گئے . . . . پس اسی طرح پر بعض افراد نے باوجود امتی ہونے کے نبی کا خطاب پایا"

الوصیت صفحہ ۱۰

ان حوالہ جات سے ثابت ہوا کہ ظلی نبی = ظلِ نبی = ولی = فنا فی الرسول = صاحب مکالمہ ومخاطبہ وغیرہ سب الفاظ ہم معنی اور باہم مترادف ہیں۔ مسیح الدین صاحب بیچارے صرف ظلی نبی کو لے اڑے۔ اب مسیح الدین صاحب کو اگر جرأت ہے۔ تو ظلِ نبی کو حل کریں۔ ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ جس طرح ظل اللہ خدا نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح ظل نبی نبی نہیں ہو سکتا۔ قادیان کی جماعت معہ اپنے خلیفہ صاحب کے جس کے پاس مبائعین نے اپنا علم و عقل غرضکہ سب کچھ بیعت میں فروخت کر دیا ہوا ہے۔ ہماری اس دلیل کو کبھی توڑ نہیں سکتی۔ کہ جس طرح ظل اللہ خدا نہیں ہو سکتا اسی طرح ظل نبی نبی نہیں ہو سکتا۔ پس ثابت ہوا کہ حضرت مرزا صاحب صرف ظلی نبی بمعنی ولی ہو سکے۔

اندریں حالات مسیح الدین صاحب نے اپنے مضمون میں جو کچھ حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ کی بابت یا آپ کے ہم خیالوں کی بابت لکھا ہے ہم انہی کے اپنے الفاظ میں بغیر کسی تبدیلی کے بوالپسی یہ کہنے کا حق رکھتے ہیں کہ

" خدا معلوم مسیح الدین نے اس فرق کو کیوں محسوس نہ کیا۔ اور ایسی لغو دلیل کس لئے پیش کی۔ اگر آپ نے لاعلمی سے ایسا کیا تو آپ کی (اور سب محمودیوں کی) علمیت کا پردہ چاک اور اگر مغالطہ دہی کے لئے کیا۔ تو دیانتداری معلوم۔ پس مسیح الدین صاحب کی خدمت میں التماس ہے کہ اپنی اس دلیل کی تردید شائع فرما کر مضاف صفت کا ثبوت دیں۔ یا پھر اس الزام کو صحیح تسلیم کریں کہ حضرت مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے۔ (امیر جماعت احمدیہ) سے بغض میں بے قابو ہو رہے ہیں۔ اور آپ کو اپنے علم وعقل پر کچھ بھی اختیار نہیں رہا۔ اور اس لئے وہ اس قسم کی مضحکہ خیز باتوں پر اُتر آئے ہیں۔ ساتھ ہی یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں۔ کہ اگر مسیح الدین معذور تھے۔ تو کیا ان کے ہم خیالوں میں خواہ قادیانی ہوں یا پشاوری۔ سید ہوں یا پٹھان۔ ڈاکٹر ہوں یا وکیل۔ کوئی بھی عقلمند اور سلیم الطبع انسان موجود نہ تھا۔ جو اس مضحکہ خیز دلیل پر غور کرتا۔ کیا سب ایک ہی سانچے میں ڈھلے ہیں۔ الیس منکم رجل رشید

مذکورہ بالا الفاظ مہذبانہ ہیں یا غیر مہذبانہ۔ آپ خود فیصلہ کریں۔ آپ ہی کے اپنے الفاظ ہیں۔ جو کہ آپ کے مضمون سے نکال کر واپس کرتا ہوں۔ صرف نشان زدہ الفاظ میں تبدیلی ہوئی ہے۔ بعض جگہ بجائے مولوی محمد علی صاحب ایم اے (ایدہ اللہ بنصرہ) کے مسیح الدین لکھ دیا گیا ہے۔ اور لاہوری کے بجائے قادیانی باقی سارے کا سارا عطیہ آپ ہی کا ہے۔

وہ لوگ جو پیغام صلح کے خریدار نہیں
مگر
اس کے پڑھنے کے شائق ہیں۔ ان کو اخبار مفت [illegible]

مراسلات

جہلم کے قادیانی سیکرٹری کی دروغ بیانی

اخبار الفضل مورخہ ۱۵ اپریل ۱۹۳۰ء کے پرچہ میں "غیر مبائعین کو جہلم میں پے درپے ذلتیں" کے عنوان سے ایک مضمون شائع ہوا ہے جس میں نامہ نگار نے صریحاً دروغ گوئی سے کام لیا ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ ان قادیانیوں کا خدا پر ایمان بھی ہے یا نہیں۔ نہیں مرنا بھی یاد ہے یا نہیں۔ اور مرکر پھر خدا کے حضور پیش بھی ہونا ہے یا نہیں۔ ان لوگوں کا یہ شیوہ ہے کہ واقعات کو توڑ مروڑ کر اور غلط رنگ دیکر اپنی شرمندگی اور ذلت کو چھپانا چاہتے ہیں اور اسی رنگ میں ان کو اپنے اخبارات میں شائع کرتے ہیں۔ ہم سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہتے کہ لعنت اللہ علی الکاذبین

گو پیر مدثر شاہ صاحب مکان کو آگ لگ جانے کی وجہ سے تشریف نہ لاسکے مگر پھر بھی خدا کے فضل و کرم سے مولوی محمد عبد اللہ صاحب نے مضمون ختم نبوت پر بصیرت افروز لکچر دیا۔ اور بعد ازاں حضرت مولانا مولوی صدر الدین صاحب نے بھی مسئلہ ارتقاء کے ماتحت اسی مضمون پر بڑی مفصل روشنی ڈالی۔ جس سے حاضرین بڑے متاثر ہوئے۔ مفصل روئداد جلسہ اخبار "پیغام صلح" میں شائع ہوچکی ہے۔ چونکہ حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا مضمون اور تھا اس لئے ختم نبوت کے مضمون کو درمیان میں لانے کی کیا ضرورت تھی۔

ایک غلط الزام

قادیانی یہ لکھتے ہیں کہ ہم روپیہ بٹورنے کے لئے کبھی کچھ لکھتے ہیں اور کبھی کچھ۔ سو غیر احمدی تو ہم لوگوں کو خوشی سے چندہ دیتے ہیں۔ اور وہ سمجھتے ہیں کہ یہ روپیہ کو جائز اور عین اسلام کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ مگر قادیانیوں ان سے روپیہ نہیں ملتا۔ اس لئے حسد کرتے ہیں۔ روپیہ بٹورنے کے سے قادیانیوں کی پالیسی نہایت ہی عجیب ہے۔ کبھی تو یہ بزرگوار کہتے ہیں کہ "ہمارا فرض ہے کہ ہم غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں"۔ اور پھر روپیہ بٹورنے کی خاطر تحریر کرتے ہیں کہ "جو اپنے آپ کو مسلمان کہے ہمارا کیا حق ہے۔ کہ ہم ان کو مسلمان نہ کہیں"۔

قادیانیوں کو بیوقوف بنانے والے

قادیانی لکھتے ہیں کہ جن سے چندہ وصول کرنا چاہتے تھے انہیں کی طرف سے یہ اعلان ہوگیا کہ یہ لوگ دھوکا دیتے ہیں۔ اس کی نسبت گذارش ہے کہ یہاں دو تین فتنہ انگیز اہلحدیث ہیں۔ جنہوں نے قادیانیوں کو بیوقوف بنا رکھا ہے۔ وہ تو یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب کا دعویٰ نبوت ثابت ہوجائے۔ اور ہمارا فتویٰ کفر حضرت مرزا صاحب پر لگا رہے۔ مگر یہ قادیانی اس صورت میں مست ہیں اور اہلحدیث کی پالیسی کو نہیں سمجھتے اور ان سے مل ملا کر اشتہار نکلواتے ہیں۔ یہاں ایک صاحب نے جو اہلحدیث ہیں اہلحدیث فتنہ انگیزوں سے دریافت کیا تھا۔ کیا آپ کسی حق کی تلاش کی خاطر اشتہار شائع کرتے ہیں یا صرف قادیانیوں سے شرارت اور دل لگی کرتے ہیں۔ جس کا جواب انہوں نے صاف دیا کہ ہم تو صرف اپنے فتووں کو مضبوط کرنا چاہتے ہیں۔

خلیفہ قادیان کا اصلی مذہب

قادیانیوں نے "اہل پیغام کی دورنگی" کے عنوان سے ایک اشتہار لکھا جس میں سوائے خرافات کے اور کچھ نہ تھا۔ جس کا جواب "خلیفہ قادیان کا اصلی مذہب" کے عنوان سے بذریعہ اشتہار اسی وقت دنداں شکن جواب دیا گیا جس میں ہم نے ثابت کیا کہ خلیفہ قادیان خاتم النبیین کے پہلے کیا معنے کرتے تھے اور اب کیا کرتے ہیں"۔ ہم نے خلیفہ قادیان کے ایک خط سے دکھایا "کہ یہ نبی کا لفظ جو استعمال ہوتا ہے یہ مصلحت وقت کے تقاضے سے ہے ورنہ اس لفظ نبی کو خلیفہ قادیان خود بھی پسند نہیں کرتے یہ صرف چند روزہ اور بطور علاج کے ہے"۔ جس کے شائع ہونے کے بعد قادیانیوں کے کیمپ میں ایک تہلکہ مچ گیا۔

خرافات کا پلندہ

پھر قادیانیوں نے ایک اور اشتہار "مولوی محمد علی کی دورنگی" کے عنوان سے شائع کیا۔ اشتہار کیا تھا خرافات کا پلندہ تھا۔ اس میں انہوں نے ہم کو مباہلہ اور مناظرہ کے لئے چیلنج کردیا۔ خدا کے فضل و کرم سے "قادیانیوں کا چیلنج منظور" کے عنوان سے اسی وقت دنداں شکن جواب دیا گیا۔ ہم نے ان کے مناظرہ کا چیلنج منظور کیا۔ مگر قادیانیوں کو توفیق نہ ہوئی کہ ہم سے شرائط مناظرہ طے کرلیتے۔ اور ہمارے آخری اشتہار کا جواب دیتے ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء

قادیانی مولوی فاضل کی تقریر کا حشر

آگے چل کر آپ لکھتے ہیں کہ غیر احمدیوں نے ہم سے بڑے شوق سے تقریر کرائی۔ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ غیر احمدی تو قادیانیوں کے نام سے بھی بیزار ہیں۔ کجا نام سے بیزاری اور کجا شوق سے تقریر کرانا۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ قادیانیوں کے مولوی فاضل نے تقریر تو کی۔ لوگ بھی گئے مگر کس خیال اور کس شوق پر کہ مولوی غلام محمد کی تقریر سنیں گے۔ استغفر اللہ لوگ تو صرف اس خیال پر آئے تھے۔ جیسا کہ ان کی منادی سے ظاہر ہوتا تھا کہ مرزا مظفر بیگ صاحب کا مباحثہ ہوگا۔ اگر مباحثہ نہ ہوتا تو دنیا دیکھ لیتی کہ کتنے آدمی آتے ہیں۔ سیکرٹری صاحب شاید اپنا جلسہ بھول گئے ہیں۔ جو چند سال ہوئے احاطہ شیخ محمد رمضان میں ہوا تھا۔ افسوس پہلے اپنے گریبانوں میں منہ ڈال کر دیکھ لیتے۔ جب کہ جلسہ میں سوائے چند محمودیوں کے اور کوئی نہ تھا۔ اسی ذلت کے سبب قادیانیوں کو پھر توفیق نہ ہوئی کہ جہلم میں پھر دوبارہ جلسہ کرتے۔ قادیانیوں کی تقریر کا کامیاب ہونا اس بات سے ثابت ہے جبکہ غیر احمدیوں نے کہا تھا۔ کہ مولوی صاحب اب بیٹھ جائیے۔ وقت ہوچکا ہے جس پر قادیانیوں نے شور مچا دیا کہ ابھی ۱۰ منٹ باقی ہیں۔ مجبوراً غیر احمدیوں کو ۱۰ منٹ تک ان کی تقریر کو سننا پڑا۔ ورنہ لوگ تو سننا ہی نہیں چاہتے تھے۔ لوگ تو صرف مناظرہ کے لئے آئے تھے۔ ورنہ کہاں مولوی فاضل کی تقریر اور کہاں لوگوں کا بیٹھنا

قادیانی تہذیب کا نمونہ

مسلمان تو مرزا مظفر بیگ صاحب کی تقریر کے شائق تھے چنانچہ مرزا صاحب جب تقریر کے لئے اٹھے تو اللہ اکبر کے فلک شگاف نعرے لگائے گئے۔ البتہ قادیانی جماعت کے ایک سفید ریش بزرگ میاں محمد بخش صاحب نے اپنی تہذیب کا نمونہ دکھایا تھا۔ اور کہا تھا "کہ بکواس نہ کرو"۔ بیٹھ جاؤ۔ ان کی تہذیب کے اور نمونے اگر یہاں کے قادیانیوں یا پبلک کو سننے ہوں تو ان کے داماد میاں شمس الدین صاحب سے سنئے۔ آپ کو معلوم ہوجائے گا کہ یہ کیسے بااخلاق لوگ ہیں۔ پول کس کے کھلتے ہیں؟ ہمارے یا قادیانیوں کے؟ ہم تو انشاء اللہ حق پر ہیں۔ اگر قادیانی مرزا مظفر بیگ صاحب کو نصف گھنٹہ تقریر کے لئے دیدیتے تو پھر دنیا دیکھ لیتی کہ پلہ کس کا بھاری ہے؟

> صداقت چھپ نہیں سکتی بناوٹ کے اصولوں سے
> کہ خوشبو آنہیں سکتی کبھی کاغذ کے پھولوں سے

چودہری محمد فاضل صاحب ڈی آئی۔ ماسٹر رحیم بخش صاحب مالک مسلم سوڈا واٹر فیکٹری۔ ماسٹر علم الدین ہیڈ ماسٹر خورجہ۔ میاں عطا محمد صاحب کنٹرکٹر جہلم جیسے معزز غیر احمدی قادیانیوں کو بار بار مجبور کرتے تھے کہ ان کو وقت دو تاکہ فیصلہ ہوجائے۔ مگر قادیانی کانوں پر ہاتھ رکھتے تھے۔

قادیانیوں کی چال

یہ بات میری سمجھ میں نہیں آتی کہ مسئلہ ختم نبوت یا نبوت حضرت مرزا صاحب کے مضمون سے مسئلہ ولادت مسیح کا کیا تعلق تھا۔ میرے خیال میں یہ بھی قادیانی [illegible] کسی حضرت [illegible]

قادیانی ان کو اپنے ساتھ ملانا چاہتے تھے اور غیر احمدیوں سے داد لینا چاہتے تھے۔ مگر غیر احمدیوں نے اس طرف غور تک نہ کی کیونکہ وہ جانتے تھے کہ اصل مضمون کا اس مسئلہ سے کچھ بھی تعلق نہیں ہے۔ اس مسئلہ کو پیش کرکے بھی قادیانیوں کو ذلت اور شرمندگی اور ناکامی و نامرادی کے سوا کچھ نہ حاصل ہوا۔

دروغ بیانی کی انتہا ہوگئی

آگے چل کر قادیانیوں نے اس قدر دروغ بیانی سے کام لیا ہے کہ الامان الامان۔ اللہ تعالیٰ ان کو نیک ہدایت دے۔ اور ان پر رحم کرے۔ تاکہ یہ واقعات کو پبلک کے سامنے صحیح رنگ میں پیش کیا کریں۔ سیکرٹری صاحب لکھتے ہیں کہ "تھانہ دار صاحب نے لاہوریوں کو اٹھا دیا"۔ تمام پبلک اس بات کی گواہ ہے کہ تھانہ دار صاحب نے ہمارے اسٹیج پر کھڑے ہوکر قادیانیوں کو ڈانٹا اور کہا کہ چونکہ تم لوگوں نے باقاعدہ کوئی اجازت نہیں لی اس لئے حفظ امن کے ذمہ دار تم قادیانی ہو۔ میں مصلحت وقت کی وجہ سے مناظرہ بند نہیں کرتا۔ آخر جب مرزا مظفر بیگ صاحب تقریر کے لئے کھڑے ہوئے۔ تو قادیانیوں نے تہذیب کا وہ نمونہ دکھایا جس کا اوپر ذکر آچکا ہے۔ تھانہ دار صاحب نے اس وجہ سے کہ دنگا نہ ہوجائے مناظرہ بند کردیا۔ تھانہ دار صاحب نے قادیانیوں کو خوب ڈانٹا۔ جیسا کہ ایک صاحب محمد صادق سے جو ان کا اپنا آدمی ہے معلوم ہوا۔ وہ تو یہاں تک کہتا ہے کہ تھانہ دار صاحب کو جناب شیخ قمر الدین صاحب نے یہ پٹی پڑھائی تھی کہ "ہمارے سٹیج پر آکر ذرا قادیانیوں کو ڈانٹ دینا"۔ مگر ہمیں تھانہ دار صاحب نے کہا کہ آپ کی فتح ہے اس لئے آپ تشریف لے جائیں۔ مگر مرزا مظفر بیگ صاحب نے ان کو کہا کہ ہم قادیانیوں کے بلائے ہوئے مہمان ہیں۔ جب تک وہ پہلے نہ چلے جائیں تب ہم نہیں جائینگے۔ آخر تھانیدار صاحب نے قادیانیوں سے کہا کہ اب آپ رخصت ہو جائیے۔ جس پر ان کے مولوی فاضل نے کہا کہ ہم تو جانے کو بالکل تیار ہیں۔ مگر پہلے کوئی گیس تو اٹھا دے۔ تاکہ اندھیرا ہوجائے اور ہم آسانی سے جاسکیں جس پر گیس اٹھوا دیا گیا۔ اور قادیانیوں نے راہ فرار اختیار کی۔ ماسٹر رحیم بخش صاحب مالک سوڈا واٹر فیکٹری تو یہاں تک تلے ہوئے تھے کہ اسی سٹیج پر مرزا مظفر بیگ صاحب کی تقریر کرائی جائے گی۔ اور قادیانیوں کی تقریر کا جواب دیا جائے گا۔ اور قادیانیوں کے پول کھولے جائیں گے۔ مگر

غیر احمدیوں کا اصرار

گیس بجھ گیا۔ لوگ چونکہ مرزا صاحب کی تقریر کے خواہاں تھے۔ (حالانکہ جناب والد صاحب منع کرتے تھے۔ کہ مرزا صاحب کو رات کی گاڑی سانبہ جانا ہے) اس لئے انہیں باصرار نزدیک کی مسجد میں لے گئے۔ اگر غیر احمدی مولوی صدر الدین صاحب کی تقریر سے ناراض ہوجاتے تو وہ مسجد میں کبھی نہ لے جاتے۔ غیر احمدی اصحاب نے میاں عبد العزیز صاحب امام مسجد سے اجازت لے کر مولوی صاحب موصوف کی زبانی کہلوا دیا کہ مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ آپ بیشک لیکچر دیویں۔ جب قادیانیوں کو پتہ لگا کہ غیر احمدی مرزا صاحب موصوف کو مسجد میں زبردستی لے گئے ہیں اور اب ہماری تقریر کا جواب دیا جائے گا۔ اور ہمارے پول کھلیں گے۔ تو بہت گھبرائے۔ انہوں نے (جیسا کہ مسجد میں معلوم ہوا) انہیں فتنہ انگیزوں کو مجبور کیا کہ ان کو اپنی مسجد سے نکلواؤ۔ وہ آئے۔ مگر لوگوں نے مرزا مظفر بیگ صاحب کو مسجد سے نہ جانے دیا۔ اور ان کو نامراد اور ناکام واپس آنا پڑا۔ بالآخر تھانیدار صاحب مسجد میں تشریف لائے۔ اور مرزا مظفر بیگ صاحب کو علیحدہ لے جاکر کہا کہ لیکچر بند کردیجئے۔ مگر مرزا صاحب موصوف نے تھانیدار صاحب سے کہا یہ مسجد ہے اور خانہ خدا ہے میں باہر نہیں جاسکتا۔ ہاں اگر پبلک میری تقریر سننا نہیں چاہتی تو میں چلا جاتا ہوں۔ مگر پبلک نے کہا کہ نہیں ہم آپ کی تقریر سنیں گے۔ اور ضرور سنیں گے۔ اس پر تھانیدار صاحب بھی واپس تشریف لے آئے۔ پھر جناب والد صاحب نے لوگوں سے کہا کہ چونکہ مرزا صاحب کو بمقام سانبہ تشریف لے جانا ہے اور وہاں آریوں سے مناظرہ ہے اس لئے آپ لوگ اجازت دیدیویں۔

مرزا صاحب کو دوبارہ آنا پڑا

لوگوں نے یک زبان ہوکر کہا کہ اگر آپ وعدہ کرتے ہیں کہ مرزا صاحب پھر یہاں تشریف لائیں اور ہم لوگوں کو اپنی تقریر سنائیں گے تب ہم اجازت دیں گے۔ پھر ان سے وعدہ کیا گیا کہ ۶ تاریخ کو آپ پھر تشریف لائیں گے تب لوگوں نے اجازت دی۔ اس وعدے کے بموجب حضرت مرزا مظفر بیگ صاحب کو دوبارہ تشریف لانا پڑا۔ گویا کہ لوگوں کے کہنے پر دوبارہ آنے کو بھی قادیانی "ذلت" کہتے ہیں۔ ماشاء اللہ دوسرے دن آپ کے مولوی صاحب کے پاس معزز غیر احمدی گئے۔ کیا اس خیال پر گئے تھے کہ انہیں

بقیہ نوٹ صفحہ ۲

> کاش یہ علمائے امت گریبان میں منہ ڈال کر دیکھتے
> کہ کیا کر رہے ہیں۔ اور ان کی جوتی پیزار کا اس بدنصیب
> قوم پر کیا اثر پڑ رہا ہے"۔

ہم ہمعصر "سچ" سے دریافت کرتے ہیں کہ جمہور مسلمین کے علما میں کون نفاق و افتراق کا بیج بو رہا ہے۔ اور کون ان کے کیمپ میں اضطراب پیدا کر رہا ہے؟ کیا ہمارے ہمعصر کو اب بھی یہ کہنے کی جرأت ہوسکتی ہے کہ "جمہور مسلمین کا کسی ایک نقطہ پر اتحاد و اتفاق قدرتاً احمدی یا مرزائی کیمپ میں اضطراب پیدا کر دیتا ہے"۔ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو کیا ہمارا ہمعصر آئندہ کے لئے اپنی اس کذب آفریں لفاظی سے محترز رہیگا؟ لاہور کے "احمدیوں" یا "مرزائیوں" کو تو اپنے تبلیغی مشاغل سے ہی فرصت نہیں ملتی۔ خدا کی لعنت ہو اس جماعت یا افراد پر جو اپنی مفسدہ پردازیوں اور نفاق انگیزیوں سے گلشن اسلام کو ویران کریں یا اس کی ویرانی میں دلچسپی لیں۔ ہم تو دل سے چاہتے ہیں کہ جمہور مسلمین اور ان کے علما کسی نقطہ پر متحد و متفق ہوجائیں اور اپنے ہی کلمہ گو بھائیوں کے خلاف کفر کا فتویٰ جاری کئے بغیر محبت اور خلوص سے اللہ کے دین کی اشاعت کا فرض بجا لائیں۔ ہماری دعائیں ان کے ساتھ ہیں۔ مگر اس ستم ظریفی کا بھی کچھ ٹھکانا ہے کہ نہ صرف لاہور کی احمدی جماعت کے افراد پر آوازے کسے جاتے ہیں۔ بلکہ انہیں نفاق و افتراق [illegible]

بھی ثانی شکل نظر آتی ہے۔ آپ مسلمانوں کی کوششوں اور امداد سے ہی قلمدانِ وزارت کے مالک بنے تھے۔ مگر قلمدانِ وزارت سنبھالتے ہی قلم کی ایک ایک جنبش سے بیسیوں مسلمانوں کے گلے کاٹنے پیلے گئے۔ اور آپ کا یہ دل پسند شغلہ آخر مدت وزارت تک قائم رہا۔ دیگر سینکڑوں دلخراش واقعات کو تو چھوڑیئے ہمیں یاد ہے کہ ضلع مظفر گڑھ کے ایک ڈسٹرکٹ انسپکٹر آف سکولز اور چالیس دیگر مسلمان مدرسین کس طرح بے گناہ ذبح کر دیئے گئے تھے۔ اور اس معاملہ میں لالہ صاحب نے اپنے انتہائی غضب اور قہر کا ثبوت دیا تھا۔ سیت پور ضلع مظفر گڑھ کا ایک کج اعضاء اور معمولی سند و مدرس تو لالہ صاحب کو ان کے بنگلہ پر براہ راست مل سکے۔ اور محکمہ تعلیم کے بدبخت مسلمان کارکنوں کے متعلق لالہ صاحب کے کان بھر کر لالہ صاحب کو مشق ناز کرنے پر آمادہ کر سکے۔ مگر محکمہ تعلیم کا بڑے سے بڑا مسلمان عہدیدار بھی درخور اعتنا نہ سمجھا جائے۔ اور اسے کیا حوصلہ کہ وہ لالہ صاحب کے بنگلہ کی طرف دادرسی کی امید سے ایک قدم بھی بڑھا سکے۔ لالہ صاحب کا پر از مظالم زمانہ وزارت خدا خدا کر کے ختم ہوا۔ مگر ہندو قوم اپنے ایسے رہبروں کی خدمات سے کب ناآشنا ہے۔ کوشش ہو رہی ہے۔ کہ لالہ صاحب اب کے پھر قلمدان وزارت کو سنبھالیں۔ اور دشت مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلیں۔ لالہ صاحب اپنی موقع و فرض شناس قوم کی کوشش سے بلا مقابلہ انتخاب میں آچکے ہیں۔ اب وزیر بننے کی کسر باقی ہے۔ کہ پھر وہی لیل و نہار ہوں گے مسلم پریس سب کا سب متفقہ طریق پر لالہ منوہر لال کی مخالفت کر رہا ہے۔ اور ہرگز نہیں چاہتا کہ لالہ صاحب کو وزیر تعلیم بنا کر مسلمانوں کی موت و حیات کا مالک بنا دیا جائے۔ گورنر پنجاب کو مسلمانوں کے جذبات کا احترام کرنا چاہیئے۔ اور اپنے ملک کے بیشتر حصہ آبادی کی منشا کے خلاف کسی قسم کی کارروائی نہیں کرنی چاہیئے۔ ہم صاف طور پر اعلان کرتے ہیں کہ ہم مسلمان لالہ منوہر لال کی وزارت کو نہیں چاہتے۔

ضلع میانوالی کا باقاعدہ بندوبست

سردار گنڈا سنگھ بی اے۔ ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر نے جو ضلع میانوالی کے تیسرے باقاعدہ بندوبست کے مہتمم تھے۔ بندوبست کی رپورٹ مرتب کی ہے۔

یہ رپورٹ مفصل و شرح بیانیہ کے علاوہ بعض دلچسپ اور پُر معلومات گوشواروں کی بھی حامل ہے۔ اور اس کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی تیاری میں بڑی محنت اور لیاقت سے کام لیا گیا ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ جو اصحاب اس کا مطالعہ کریں گے انہیں دلچسپی اور از دیاد معلومات کے لحاظ سے مطلقاً مایوسی نہ ہوگی۔

رپورٹ کے مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس بندوبست کے سلسلہ میں سارے ضلع کی تشخیص مقرر ہو چکی ہے۔ دوسرے الفاظ میں پہلے یہ فیصلہ کیا گیا تھا کہ تحصیل عیسیٰ خیل کی موجودہ تشخیص قائم رہے۔ مگر اس تحصیل کے ایک حصہ کے ریکارڈ پر نظر ثانی کی گئی۔ بھکر اور میانوالی کی تحصیلوں میں بندوبست کا پورا پورا کام کیا گیا۔ پیمائش مکرر بہت بڑی حد تک ضروری معلوم ہوئی۔ اور اراضی کی قسمیں غیر معمولی احتیاط کے ساتھ قائم کی گئیں۔ اس سلسلہ میں کارکنوں کو جو مشکلات پیش آئی ہوں گی ان کا اندازہ کرنا دشوار نہیں۔ اسی طرح تشخیص مکرر کا کام بھی آسان نہ تھا۔ اور بعض اوقات طرح طرح کی پیچیدگیاں رونما ہوئیں۔ شرح تشخیص کو دیکھتے ہوئے یہ کہنا بعید از صداقت نہ ہوگا کہ شرح تشخیص بہت کم مقرر کی گئی ہے۔ اور جب ہم اس حقیقت کو پیش نظر رکھتے ہیں کہ یہ ضلع غریب اور دور افتادہ ہے تو کہنا پڑتا ہے کہ اس کے بارہ میں وہی کارروائی ضروری تھی جو کی گئی ہے۔ امید کی جاتی ہے کہ گورنمنٹ جدید تشخیص کو منظور کر لے گی۔ اور اہل زراعت کو اس طرح بہت کچھ فائدہ پہنچ جائے گا۔

ضلع میانوالی کی جن دو تحصیلوں میں کامل طور پر بندوبست کا کام ہوا ہے۔ اُن میں جدید تشخیص ۳۰ سال تک قائم رہے گی۔ کیونکہ یوں بھی لینڈ ریونیو امینڈمینٹ ایکٹ میں یہی میعاد مقرر کی گئی ہے تحصیل عیسےٰ خیل کے متعلق ابھی تک کوئی حکم صادر نہیں ہوا۔ کہ اس کا موجودہ بندوبست کب تک قائم رہیگا۔

جن لوگوں کو ضلع میانوالی کے حالات کا تجربہ ہے۔ وہ جان سکتے

شذرات

(از مرزا مظفر بیگ ساطع)

"پیغام صلح" میں بہائی مذہب کی مشہور عورت "قرۃ العین" کی ایک نظم شائع ہوئی تھی۔ جس کے ساتھ بدیں الفاظ ایک نوٹ بھی دیا گیا تھا۔

"ایک عورت کی نظم کہ جس کو پڑھ کر" الفضل" کے دو ایڈیٹر قادیان سے بھڑک کر بہائی مذہب میں جا پڑے"۔

کتابت کی اغلاط و نیرنگیوں سے اخباری دنیا ناآشنا نہیں۔ کہ کس طرح ایک معمولی سی غلطی اصل فقرہ کو کچھ کا کچھ بنا دیتی ہے۔ اور مضمون نگار بے چارہ نشانہ ملامت بن کر رہ جاتا ہے۔ چنانچہ ہمارے مندرجہ بالا نوٹ کا بھی یہی حشر ہوا۔ ابتدائی لفظ تختہ مشقِ کتابت بنتے ہوئے بجائے "ایک" کے "اُس" لکھا گیا جس سے فقرہ کا مطلب ہی کچھ اور ہو گیا۔

ہمارے پرانے کرم فرما تہذیب کے مالک اس تنکا کو برداشت نہ کر سکے۔ اور "قرۃ العین اور پیغام صلح" کے عنوان سے "الفضل" کا ایک کالم سیاہ کر دیا۔ ارشاد ہوتا ہے :۔

"قبل اس کے کہ ہم اس بارے میں کچھ عرض کریں۔ معاصر "پیغام صلح" کے ادارہ تحریر اور ایڈیٹر صاحب سے دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ "اُس عورت کی نظم کہ جس کو پڑھ کر" سے ان کی کیا مراد ہے۔ اور عورت کو پڑھنے کا محاورہ انہوں نے کب ایجاد کیا ہے"۔

فاضل مدیر "الفضل" اگر "اُس" کو لفظ "ایک" سے بدل دیتے۔ تو اُن کی مشکل حل ہو جائے گی۔ اور انہیں اس جلد بازی پر یقیناً ندامت ہو گی۔ رہا عورت کو پڑھنے کا محاورہ کب ایجاد ہوا۔ سو اس کے لئے گذشتہ اشاعت میں ایک ادیب کی عبارت نقل کر دی گئی ہے۔ مدیر "الفضل" توجہ فرمائیں۔

عورتوں کو پڑھنے کے قصے تو ہم نے اخبار زمیندار اور "مباہلہ" وغیرہ میں اکثر دیکھے اور کئی معتبر لوگوں کی زبانی سُنے مگر ہمیں اس سے کیا؟ ہم نے تو مدیر "الفضل" کو یہ بتانا ہے کہ عورت کو پڑھنے کا محاورہ غلط نہیں بلکہ صحیح ہے۔

ہمارے محاورات پر طعن کرنے والے اپنی قابلیت کو کہاں لے جائیں گے۔ چنانچہ مدیر "الفضل" اپنے اسی محولہ بالا کالم میں ایک فقرہ "دودھ کی مکھی" بھی لکھا ہے۔ شہد کی مکھی تو سنتے اور دیکھتے آئے تھے۔ مگر یہ دودھ کی مکھی آج تک نہ دیکھی نہ سنی تھی۔ شاید مدیر "الفضل" کے علم میں کوئی ایسی مکھی بھی ہو۔ جو دودھ بناتی ہو۔ جس طرح شہد کی مکھی شہد۔ اور اگر یہ صحیح ہے تو مدیر الفضل بہت جلد تفصیلات سے اطلاع دیں۔ کہ ہم "پرتاپ"۔ "ملاپ"۔ "بندے ماترم"۔ "پرکاش"۔ آریہ گزٹ وغیرہ کو ایک نئی ماتا کی مبارکباد پیش کر سکیں۔

محاورات کی صحت کرنے والے اگر گوارہ کر سکیں تو ایک محاورہ ہم بھی پیش کئے دیتے ہیں۔ اپنی خداداد قابلیت سے کام لے کر اس پر بھی کچھ روشنی ڈال دیں تو مہین عنایت ہوگی

گذشتہ سال جناب خلیفہ قادیان کشمیر تشریف فرما تھے ایک دن مع عملہ کے گھوڑوں کی سواری پر کہیں باہر تشریف لے گئے۔ کہ ایک گھوڑا اکھائی میں گر کر مر گیا۔ مگر خلیفہ کی معیت کی برکت سے سوار بال بال بچ گیا۔ اس معیت کو بھی "فاولٰئک مع الذین انعم اللہ علیھم" والی معیت قرار دے کر غنیمت نہ سمجھ لیا جائے۔ ورنہ اس سوار کو بھی خلیفہ ماننا پڑے گا۔ سوار کی اس جانبری کے شکریہ میں جناب خلیفہ نے چالیس روپے کے قریب صدقہ دیا۔ اور "الفضل" میں اس صدقہ کا خوب ہی ڈھنڈورہ پیٹا گیا۔ کیوں نہ ہو صدقہ لینے والے پیر اگر صدقہ دینے لگیں تو واقعی آفتاب مغرب کی طرف سے طلوع ہو آیا ہے۔ اب بھی جو دنیا تو سی ملا مغرب کی طرف سے آفتاب کے اس طلوع کو نہ مانے۔ تو وہ بھی ایسا کر دکھلانے کیونکہ یہ ... نہ بھی ہو سکے۔

اب ذرا سنیئے! "صدقہ حضرت خلیفہ قادیان" کی حقیقت۔ گھوڑے تھے کرایہ کے۔ جس غریب کا گھوڑا اکھائی میں گر کر مر گیا اپنے نقصان پر چلایا۔ آخر اُسے چالیس ہدیہ گھوڑے کی قیمت ادا کی گئی۔ چل چلا ؤ حلوائی کی دوکان نانا جی کا فاتحہ اسی کو کہتے ہیں۔ گھوڑے والا یہ سمجھا کہ مجھے گھوڑے کی قیمت مل گئی۔ خلیفہ صاحب سمجھے ہم نے صدقہ دیا ہے۔ کیا فاضل مدیر "الفضل" بتلائے گا کہ قیمت کو صدقہ قرار دینا کونسا محاورہ ہے۔ اور اگر کسی شے کی قیمت ادا کرنا صدقہ کہلاتا ہے تو پھر تو واقعی اس محاورہ نے دنیا کو بہت فائدہ پہنچایا۔

کسی نے بنیا سے نمک تیل لیا۔ چار پیسے حوالہ کرتے وقت کہا۔ فی سبیل اللہ۔ اور کوئی بازار سے کپڑا وغیرہ خرید لایا۔ تو گھر آ کر کہا آج آنارہ نہیہ ایک دوکاندار کو صدقہ دے آیا ہوں۔ قیمت اور صدقہ کے اس محاورے پر بے اختیار کہنا پڑتا ہے

خرد کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کا خرد
جو چاہے آپ کا حسنِ کرشمہ ساز کرے

بے "الفضل" کے وہ ایڈیٹر جو بہائی بن گئے تھے۔ انہیں اگرچہ "الفضل" کوئی حیثیت نہیں دے رہا۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ وہ ایک بہت بڑی حیثیت کے مالک تھے۔ انہوں نے جب اس کو سمجھا کہ نبوت ایک انعام ہے اور اس انعام سے امت محرومہ کیوں محروم رہے تو انہیں یہ بھی سمجھ آئی کہ شریعت بھی خدا کا ایک پاکیزہ انعام ہے۔ کیا وجہ ہے کہ اس عظیم الشان انعام سے انسان کو ہمیشہ کے لئے محروم کر دیا جائے۔ اگر محمد رسول اللہ کے بعد نبی آسکتے ہیں تو قرآن کے بعد الہامی کتب کا سلسلہ بھی جاری رہ سکتا ہے۔ وہ بزدل نہ تھے کہ سلسلہ اجرائے نبوت کے مان لینے کے بعد انعام کی ایک ٹانگ توڑ دیتے۔ وہ دلیری سے الگ ہوئے اور صرف خشک نبوت انہیں مطمئن نہ کر سکی۔ ہم تو کہتے ہیں کہ اجرائے نبوت کے قائل ہونے کے بعد بہائی نہ بننا پرلے درجے کی بزدلی اور ضمیر کشی ہے اگر قادیانی توجہ نہیں کرتے تو اس کے لئے ہم زیادہ کیا کہیں۔ وقت آنے والا ہے کہ قادیان کے انعام خوار زیادہ لالچ میں آ کر شریعت کے انعام کو بھی لبیک کہیں گے اور دنیا دیکھے گی کہ ان کا کلمہ۔ ان کا قبلہ۔ ان کی نماز ان کی کتاب غرض سب کچھ اور ہو گا۔ اور آہ! اسلام کے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہ ہو گا۔

"الفضل" کا یہ کہنا کہ "قرۃ العین" کے نام سے ایڈیٹر "پیغام صلح" آنکھوں کی ٹھنڈک حاصل کرتے ہیں اس مصرع کا مصداق ہے۔

ذکر کرتے ہیں وہ اپنا نام لے کر غیر کا

خدا کے فضل سے احمدیہ بلڈنگس پر "قرۃ العین" کا جادو نہیں چل سکتا۔ یہ تو سرزمین قادیان اور پھر دربار خلافت کے خاص سرکاری گزٹ "الفضل" کا دفتر ہی تھا۔ جہاں سے "قرۃ العین" اپنی پُرپیچ زلفوں میں الجھا کر خراج کے طور پر دو اچھے خاصے قادیانیوں کو لے گئی۔

خال مشکیں بھی ہو زلفِ سیاہ فام بھی ہو
مرغِ دل کیوں نہ پھنسے دانہ بھی ہو دام بھی ہو

گذشتہ اشاعت میں ہم نے قارئین کرام سے وعدہ کیا تھا کہ آئندہ اشاعت میں قادیانیوں کی ایک خفیہ چٹھی پیش کریں گے افسوس ہم اپنی انتہائی مصروفیتوں کی وجہ سے اس وعدہ کا ایفا نہ کر سکے۔ انشاء اللہ العزیز آئندہ اشاعت میں اس چٹھی کو بے نقاب کیا جائے گا۔ اگرچہ قارئین کرام کو انتظار کی زحمت گوارا کرنی پڑیگی۔ مگر حقیقت تو یہ ہے۔ ع

جو انتظار میں ہے لطف وصل میں وہ کہاں

(بقیہ کالم پہلا)

ہیں۔ وہاں ریونیو ریکارڈ باقاعدہ رکھنے میں کس قدر دشواریاں پیش آتی ہیں۔ اور بندوبست کا کام تسلی بخش طور پر انجام دینا کس قدر تکلیف دہ ثابت ہوا ہوگا۔ مہتمم بندوبست نے جن کارکنوں کے کام کی

وی پی آرہے ہیں

ہمیں امید تھی کہ خریدار صاحبان جدید سالانہ پر تمام واجب الادا رقوم ادا کر دیں گے اور جن اصحاب کا چندہ ختم ہو چکا ہے یا عنقریب ختم ہونے والا ہے وہ آئندہ سال کے لئے چندہ جمع کرادیں گے۔ مگر نہایت افسوس سے عرض کرنا پڑتا ہے کہ باوجود ہمارے بار بار اپیل کرنے کے احباب نے بہت کم توجہ کی۔ ان کی اس عدم توجہ سے اسکی مالی حالت پر بہت برا اثر پڑتا ہے۔ جن اصحاب کا چندہ ختم ہو چکا ہے ان کے نام وی پی بھیجے جا رہے ہیں۔ براہ کرم ان کو ضرور قبول فرمایا جائے۔ ورنہ اخبار کی مالی مشکلات میں زیادہ اضافہ ہو جائے گا۔ امید ہے خریدار صاحبان ہماری اس استدعا کو منظور فرما کر اپنے ایک اہم فرض سے سبکدوش ہوں گے۔ اور ہمیں شکریہ کا موقع۔ (منیجر)

[illegible]

جدید مطبوعات جدید مطبوعات جدید مطبوعات

حمایل شریف ترجمہ اردو مع حواشی

مترجمہ

حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب ایم اے۔ ایل ایل بی

(۱) یہ حمایل تفسیر بیان القرآن کا خلاصہ ہے۔ بین السطور ترجمہ اور حاشیہ پر مختصر تفسیری نوٹ درج ہیں۔ $\frac{20\times30}{16}$ سائز کے ایک ہزار صفحات پر مشتمل ہے۔

ہدیہ سفید کاغذ مجلد قسم اول	۶ — ۸ — ۰
" " " دوم	۵ — ۸ — ۰
" " " بے جلد	۴ — ۸ — ۰
" ثانی کاغذ بے جلد	۴ — ۰ — ۰

۲ حضرت ابوبکرؓ	یعنی سوانح حضرت ابوبکر صدیق	قیمت	۵
۳ حضرت عمرؓ	" " " عمر فاروق	"	۶
۴ حضرت عثمانؓ	" " " عثمان النورین		۴
۵ حضرت علیؓ	" " علی مرتضےٰ		۴

$\frac{20\times30}{16}$ کے سائز

محصول ڈاک قیمت کے علاوہ ہوگا

ملنے کا پتہ:- منیجر ... بک ڈپو ... [illegible]

کروں گا۔ لیکن بیعت کے لئے تیار نہیں۔ میں نے کہا۔ ہم اشاعت و حفاظت اسلام کا کام کرتے ہیں۔ آپ اس میں شریک ہوں گے؟ انہوں نے کہا ضرور۔ میں نے پوچھا۔ اگر ضرورت کے وقت آپ کو دین کے کام کے لئے بلایا جائے تو آپ آئیں گے؟ انہوں نے جواب دیا ضرور آؤں گا۔ میں نے کہا وعدہ کرتے ہو۔ انہوں نے جواب دیا پکا وعدہ کرتا ہوں۔ اس پر میں نے کہا لاؤ ہاتھ۔ انہوں نے اپنا ہاتھ میرے ہاتھ میں دیدیا۔ میں نے کہا بس یہی بیعت ہے۔ اس واقعہ کے بیان کرنے سے مراد یہ ہے کہ خیالات کا اختلاف کوئی چیز نہیں۔ لیکن عمل کا اختلاف نقصان دہ ہے۔

نادہند لوگ

بعض لوگ بار بار مطالبوں کے باوجود چندہ نہیں دیتے۔ اس قسم کے لوگوں کو کام کے ساتھ بھی کوئی ہمدردی نہیں ہو سکتی۔ جو شخص کسی چیز پر خرچ کرتا ہے۔ اس کو اس کا خیال بھی ہوتا ہے۔ خواہ وہ بُرے کام پر ہی ہو۔ آپ دیکھ لیں ایک جوئے باز بُرے فعل پر اپنا مال خرچ کرتا ہے۔ لیکن وہ ہارتا بھی جاتا ہے پھر بھی اور آگے چلتا ہے۔ جو خرچ نہیں کرتا اس کو کام کا بھی کوئی درد یا خیال نہیں ہوتا۔ میں اس عذر کو بھی مان نہیں سکتا کہ کوئی شخص یہ کہدے کہ فلاں کام نیکی کا کام ہے۔ ہم وہاں خرچ کر دیتے ہیں ہمارے لئے مقدم جماعت کو مضبوط کرنا اور اس کا استحکام ہے۔ اگر جماعت کمزور ہو گئی یا جماعت ہی نہ رہی تو کیا یہ عظیم الشان کام جو اس وقت قوم نے کیا ہے یہ باقی رہ جائے گا۔

اس وقت ضرورت ہے کہ قوم کو جس کی زندگی کا مقصد وحید ہی خدمت و حفاظت اسلام ہے بچایا جائے اور مضبوط کیا جائے۔ اس وقت ضرورت ہے کہ ہم دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے عہد کو پورا کریں۔ اور مسلمان بن کر دکھلائیں۔ اس وقت ہمیں اپنی زندگی اور حرکت کا ثبوت دینا چاہئے۔

ایک ضروری اطلاع

میں کہہ چکا ہوں کہ جو لوگ کام میں حصہ نہیں لیتے ہمارے لئے ان کا وجود عدم وجود برابر ہے۔ اس کے ساتھ ہی میں ہر ایک مرد عورت، ہر ایک جوان بوڑھے سے کہہ دینا چاہتا ہوں کہ اب بھی اگر انجمن کے آدمی ان کے پاس پہنچیں یا بذریعہ خط اگر ان سے مطالبہ کیا جائے اور وہ چندہ نہ دیں۔ تو اس کا یہ مطلب ہوگا کہ وہ ہمارے ساتھ رہنا نہیں چاہتے۔ اور یہ جدائی ہماری طرف سے نہیں۔ بلکہ ان کی طرف سے ہوگا۔ اور قطع تعلق کی ذمہ داری ان پر ہوگی۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ عملاً جماعت کے ساتھ کوئی تعلق نہ ہو۔ اور جماعت کے برائے نام ممبر بھی ہوں۔ یہ اپنے آپ کو اور دنیا کو دھوکا دینا ہے۔ اگر جماعت کو آگے چلانے کا کام میرے سپرد کیا گیا ہے۔ تو پھر تو سوائے اس کے کوئی رستہ نظر نہیں آتا۔ کہ اس جماعت کے ممبر وہی لوگ ہوں جو اس کے کاموں میں حصہ لینے اور اس کے استحکام میں ساعی ہیں۔ اور اگر جماعت اس پر خوش نہیں تو وہ اپنے لئے کسی اور امیر کا انتخاب کر سکتی ہے۔ اور میں خوشی سے اس منصب سے الگ ہونے کے لئے تیار ہوں گا۔

محمودی مشنریوں کی ذہنیت کا نمونہ

۲۰ نومبر ۱۹۵۷ء کے "الفضل" میں مغربی افریقہ کے محمودی مبلغ کا ایک خط شائع ہوا ہے۔ جس میں اس نے ہم پر شرارت کا الزام لگایا ہے۔ کہ گویا ہم ان کے خلاف خود بخود اُن کے کسی دام افتادہ کو لٹریچر بھیجتے رہتے ہیں۔ یہ ہم پر بہتان ہے۔ کیونکہ ہمیں ان کے کسی دام افتادہ کے نام و پتہ کا اتنے دور فاصلہ پر کیسے علم ہو سکتا ہے۔ جب کہ ہمارا وہاں کوئی مبلغ بھی نہیں۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ محمودی مبلغین خود ہی ہمارے خلاف پروپیگنڈا کرتے رہتے ہیں۔ اور جب ان کا کوئی سمجھدار دام افتادہ اصل حقیقت معلوم کرنے کے لئے ہم سے براہ راست خط و کتابت کر کے لٹریچر طلب کرتا ہے۔ تو یہ لوگ ہم پر شرارت کا الزام لگانا شروع کر دیتے ہیں۔ چونکہ بیرونی ممالک کی خط و کتابت و مفت تقسیم لٹریچر کا کام میرے سپرد ہے اس لئے میں محمودی مبلغ کو چیلنج دیتا ہوں۔ کہ وہ کسی ایسے شخص کا نام لے جسے میں نے بغیر اس کی درخواست کے کوئی اختلافی لٹریچر بھیجا ہو۔ جو شخص ہم سے کسی خاص قسم کا لٹریچر مثلاً عیسویت کے خلاف۔ خالص اسلامی احمدیت کے متعلق یا اختلاف سلسلہ کے متعلق طلب کرتا ہے ہم اُسی قسم کا لٹریچر اُسے بھیج دیتے ہیں۔ ہمیں کیا علم کہ وہ محمودی ہے یا مسلمان اور یا عیسائی مجھے پنجاب کے کئی محمودی پیلا کا علم ہے۔ جو ہم سے باقاعدہ اختلافی لٹریچر طلب کرتے رہتے ہیں اس بات کو جو شخص شرارت کی طرف منسوب کرے وہ خود شریر اور دل کا چور ہے۔ جس امر کو ہم صحیح سمجھتے ہیں اسکی اشاعت کرنا ہم اپنا فرض سمجھتے ہیں خصوصاً محمودیوں کے غالیانہ عقاید کو درست کرنا ہم اپنا فرض اولیں سمجھتے ہیں۔

محمد منظور الٰہی انریری سیکرٹری

شذرات

(از جناب مولوی عبدالحق صاحب ودیارتھی)

دسمبر کا آخری ہفتہ اپنی بعض خصوصیات کے لحاظ سے جلسوں اور تیوہاروں کا ہفتہ ہے اس ہفتہ میں ملک کے طول و عرض میں لوگ مختلف اغراض و مقاصد کے لئے جمع ہوتے ہیں اور مختلف اقوام اپنی گذشتہ سال کی زندگی پر نگاہ دوڑانے یا اپنے قومی سال کی بازدید کے لئے اکٹھی ہوتی ہیں۔ تاکہ وہ اپنی زندگی کے ایک معتدبہ حصہ کو خوشی یا ناخوشی سے یا حسرت سے الوداع کر سکیں۔ یوں تو ایک مومن کو یہ حکم ہے کہ وہ جب وہ اپنے بستر پر ہاں سے رخصت ہو رہا ہو تو وہ اس پر غور کرے۔ کہ اس نے اپنی روحانی اور مخلوقِ خدا کی ہمدردی اور بہتری کے لئے کیا کچھ کیا۔ دن کا یہ ریکارڈ کہ جو ہمارے اعمال کے نقوش سے اپنے کناروں تک منقش ہو چکا ہے اور ہمارے اعمال حیات کے اچھے یا بُرے نغمے اس پر کندہ ہو چکے ہیں۔ جو کچھ ہم نے کیا وہ ہمارے ہاتھوں سے نکل کر نامۂ اعمال پر چلا گیا۔ اور اب اس میں کچھ زیادہ کرنا یا اس میں سے کچھ مٹا دینا ہمارے اختیار سے باہر ہے۔ اب وہی ریکارڈ اعمال ہوگا۔ اور خداوند عالم کا سامنا ہوگا۔ کہ جس کے حضور یہ ہمارے متعلق حق اور راستی کی گواہی دے گا۔ کہ جو ہماری پُرحسرت شرمندگی کا موجب بھی ہو سکتی ہے۔ اور ہماری مسرت کا باعث بھی۔ ایسا ہی ہمارے اعمال حیات، ہماری شبانہ روز سرگردانیوں اور مساعی کا ایک بہت بڑا مجموعہ سال بھی ہے کہ دیکھنا یہ ہے کہ زندگی کے ۳۶۵ دن اور اتنی ہی راتیں ہم نے کن اشغال میں بسر کیں۔ ہمارے وہ اشغال ہماری رستگاری اور علو کا باعث ہیں۔ یا ہماری روحانی پستی اور خواری کا موجب ہیں۔ وقت کی یہ ایک بہت بڑی نعمت اور فرصت کی یہ ایک بیش قیمت دولت ہم نے اپنی سیہ کاریوں اور سرمستیوں میں ضائع کر دی۔ یا اس سے ہم نے قومی بہتری اور مخلوقِ خدا کی ہمدردی کی جنس گراں کو حاصل کر لیا۔

سال کے ۳۶۵ دن اور اس کی اتنی ہی راتوں کو گھنٹوں اور ساعات میں تبدیل کر کے اس پر غور کرو۔ کہ فرصت کی ایک بیش بہا دولت کو اپنے کن مشاغل اور کاموں میں صرف کر دیا۔ کیا اس کی یاد تمہارے دل کے اندر مسرت اور خوشی کی لہر پیدا کرتی ہے۔ یا حسرت اور افسوس کی تاریکی پھیلاتی۔ ان لوگوں کی طرف بھی نگاہ دوڑاؤ کہ جو اس سال کے طولانی عرصہ میں ہم سے جدا کر دیئے گئے۔ ان کے اعمال حیات پر آئندہ کے لئے مہر کر دی گئی اور زمانے نے انہیں اتنی فرصت نہ دی کہ وہ اپنے گذشتہ ریکارڈ کی خامیوں کو نئے اعمالِ حسنہ سے رفو کر سکیں۔ ان کی ان حسرت ناک آخری گھڑیوں پر غور کرو کہ جب ان کی عمر کا پیمانہ ساحل موت تک پہنچ چکا تھا۔ روغنِ حیات کے ختم ہو جانے کی وجہ سے ان کی زندگی کی شمع ٹمٹما رہی تھی۔ انہوں نے آئندہ زندگی کے بے پناہ سمندر میں اپنی بے چارگی اور بے کسی کو دیکھ کر درد بھرے دل سے ایک آہ کی۔ اور کہا کاش ہمیں کچھ اور مہلت دی جاتی۔ ہم خدا کے لئے زندہ رہتے اور اسی کی راہ میں جان دیتے۔ خدا کے دین کی نصرت اور مخلوقِ خدا سے ہمدردی ہمارا شعار ہوتا۔ کارپردازانِ قضا و قدر نے ان کی دلی التجا پر کوئی توجہ نہ دی۔ اور ایک برق پاش تبسم سے ان کی شمع حیات کو ہمیشہ کے لئے گُل کر دیا۔ اس کو تم خواہ ظلم سمجھو یا ستم لیکن وقت کی جو دولت اور فرصت کی جو گھڑیاں ان کو دی گئی تھیں۔ وہ ان کی آخری منزل میں راحت اور اطمینان کا سامان مہیا کر سکتی تھیں۔ لیکن ان کی غفلت شعاریوں نے کبھی بھی آئندہ کے متعلق ہوشیار نہ ہونے دیا۔ موت کو دکھاکر نیکی کی طرف لانا یہ ایک جبر ہے۔ اور مذہب میں جبر ایک لغو اور بیہودہ کام ہے۔ ہر شخص کے لئے یہی بہتر ہے کہ وہ اس مرنے والے پر انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھے۔ کہ جو مرنے والے کیلئے نہیں بلکہ پڑھنے والے کے لئے ایک تازیانہ عبرت ہے۔ کہ یہ حسرت اور افسوس کے انتہائی لمحے ایک نہ ایک وقت اس کی اپنی زندگی میں بھی آنے والے ہیں۔ کیا دانائی اور عقلمندی کی ساری روح اسی میں نہیں کہ ہم دوسروں سے سبق حاصل کریں۔

انفرادی طور پر ہر شخص اپنے گھر کی چھت کے نیچے یا کسی پہاڑ کی کھوہ میں آرام کی زندگی بسر کر سکتا ہے لیکن اس زندگی کی مثال حیوانی زندگی میں ہر جگہ عام ہے۔ انسان کی انسانیت کا تقاضا یہ ہے کہ وہ دنیا کے اندر پُرامن اجتماعی زندگی کو پیدا کرے۔ اور یہ میسر نہیں آسکتی جب تک کہ انسان گھر سے نکل کر اپنے ہی جیسے دوسرے انسانوں کی زندگی کا مطالعہ نہ کرے۔ اور ان کے تجارب سے [illegible] اپنے کو اور اپنے معلومات سے دوسروں کو فائدہ نہ پہنچائے۔ اس مقصدِ عظمیٰ کو حاصل کرنے کے لئے دنیا کی تمام سوسائیٹیوں اور مذاہب نے اپنے جمع ہونے کے دن مقرر کر رکھے ہیں۔ تاکہ وہ تڑپ کہ جو ایک شخص کے دل میں اپنے نصب العین کو حاصل کرنے کے لئے پیدا ہو چکی ہے۔ وہ اس کی گرمی سے دوسروں کو بھی تڑپا دے۔ اور وہ غفلت اور سستی کہ جو محور گردش سے دور رہنے کی وجہ سے پیدا ہو چکی ہے۔ اس کو دُور کر دے۔ اور ہم نئے سرے سے اپنے دلوں میں ایک عشق کی آگ لے کر جائیں۔ کہ جو ہمیں شاہدِ ازل کی یاد میں شب و روز بے چین اور پُراضطراب رکھے۔ احمدی احباب کو یاد رکھنا چاہئے کہ ان کا حقیقی نصب العین مخلوق خدا کی ہمدردی ہے۔ اور یہ اتنا عظیم الشان مقصد ہے کہ اس سے رضاء الٰہی کی غیر فانی دولت حاصل ہو سکتی ہے۔ کہتے ہیں کہ ابوبن ادھم نے خواب میں ایک فرشتہ کو دیکھا کہ وہ ایک سنہری کتاب میں کچھ لکھ رہا ہے۔ ابو نے اس سے پوچھا کہ تم یہ کیا لکھ رہے ہو۔ فرشتہ نے جواب دیا کہ میں خدا کے دوستوں اور احبار کے نام لکھ رہا ہوں۔ ابو نے پوچھا کہ کیا اس فہرست میں میرا نام بھی ہے۔ فرشتہ نے اس کا انکار کیا۔ تو ابو نے نہایت اطمینان سے جواب دیا کہ مجھے کم سے کم تو ایسے لوگوں میں لکھ دے کہ جو نسل انسانی سے محبت کرتے ہیں۔ فرشتہ نے یہ بات منظور کر لی۔ اور اس کا نام بنی نوع بشر کے ساتھ محبت کرنے والوں میں لکھ لیا۔ مگر دوسری رات وہ فرشتہ پھر آیا۔ تو اس نے وہ نام اس کو دکھلائے۔ کہ جن کو اللہ تعالےٰ نے اپنی محبت کے لئے چن لیا تھا۔

مگر نام ابو بن ادھم سب سے پہلے
کتاب طلائی میں لکھا ہُوا تھا

اشاعت و تبلیغ اسلام سوائے اس کے کچھ نہیں کہ یہ مخلوق خدا کی بہت بڑی ہمدردی کا نام ہے۔ کہ جس عظیم الشان کام کے لئے دنیا میں انبیاء اور رسل کو مبعوث کیا گیا اور ان کی زندگی کا ہر لمحہ اسی محور کے گرد گردش کرنے میں بسر ہُوا۔

انبیاء عالم کی اس بہت بڑی وراثت اور نیابت کے لئے ہمیں ان میں چن لیا گیا ہے۔ پس اگر موت کے قاہرانہ ہاتھ نے تمہیں مہلت دی ہے۔ تو اس فرصت سے اپنے اس فرض کو انجام دینے کی کوشش کرو۔ اس سے پیشتر کہ تم پر وہ وقت آجائے کہ جس کی آہ پر دستِ حسرت ملنے کے سوا کوئی چارہ کار نہ رہے گا ہمارا یہ سالانہ اجتماع دنیا کے اور جلسوں کی طرح کسی ادنیٰ مقصد کے لئے نہیں۔ یہ مسلمانوں کی زندگی اور موت کا سوال ہے۔ یہاں کوئی پیر کی گدی اور کسی شخص واحد کے دام تزویر کا پُرفریب جال نہیں۔ بلکہ مخلوق خدا کی ہمدردی اور مسلمانوں کی حقیقی فلاح و بہبود اور آئندہ زندگی پر غور کرنے کے لئے درد مندان قوم کا ایک اجتماع ہے۔ احباب خود بھی اس قومی اجتماع میں شامل ہوں۔ اور دوسرے لوگوں اور دوستوں کو بھی ساتھ لانے کی کوشش کریں۔ یہاں آکر خود انہیں دوسرے جلسوں اور عرسوں کا اس اجتماع سے فرق معلوم ہو جائے گا۔

آ میرے پاس دیکھ مری جاں نثاریاں
دیکھی ہوئی ہیں سیکڑوں کی غفلت شعاریاں

درخواست دعا

سیّد عبدالمجید صاحب کپورتھلہ سے لکھتے ہیں کہ احباب ڈاکٹر صادق علی صاحب کے لئے دعا کریں۔ ڈاکٹر صاحب پر فالج کا حملہ ہُوا ہے۔ اس کبرسنی پر فالج کا حملہ جتنا خطرناک ہو سکتا ہے ظاہر ہے۔ مگر انہیں خدا پر بھروسا ہے نہ کوئی علاج ہے نہ کوئی اور مادی تدبیر۔ بدستور دینی مشاغل میں مصروف ہیں۔ اور وہی نفس مطمئنہ انہیں حاصل ہے۔ جس کا اشارہ یا ایتہا النفس المطمئنۃ ارجعی الیٰ ربک راضیۃ مرضیۃ۔ ناظرین اخبار پیغام صلح سے استدعا ہے۔ کہ ان کے لئے خلوص دل سے دعا فرمائیں۔ اور بہتر یہی ہے کہ ۸ نومبر جمعہ کے دن نماز جمعہ کے وقت ان کے لئے دعا فرمائی جائے۔ کیونکہ انہیں دعا پر ہی بھروسا ہے۔ موصوف کا وجود علم و فضل، زہد و تقاء کے لحاظ سے از بس غنیمت ہے۔

کیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اواخر میں اپنا عقیدہ تبدیل کر لیا تھا؟

(از جناب حکیم اللہ دتا صاحب)

بعض مذہبی لوگوں میں ایک خاص وصف ہوتا ہے۔ کہ جس بات پر ایک دفعہ جم جائیں۔ دنیا ادھر کی اُدھر ہو جائے۔ مگر یہ حضرات اپنے خیالات پر ایسے متحکم اور مضبوط ہوتے ہیں۔ کہ زمین جنبد نہ جنبد گل محمد" کی ضرب المثل شاید کسی نے اسی قسم کے لوگوں کے لئے وضع کی ہوگی۔ یہ اپنے خیالات سے گوہ کیسے غلط ہوں نہیں ٹلتے۔ اس معقول اور روشنی کے زمانہ میں اس وضع کے لوگ یا تو پرانے خیالات کے ملّا ہیں۔ یا ہمارے قادیانی بزرگ۔ ان کو بارہا سمجھایا گیا ہے۔ کہ حضرت مرزا صاحب کے دعاوی کو تسلیم نہ بناؤ کہ کبھی وہ مجدد ہے۔ کبھی محدث اور کبھی ظلی نبی۔ کبھی حقیقی نبی تھے۔ بلکہ حضور نے شروع سے جو دعویٰ کیا آخر تک اسی پر رہے۔ البتہ خاص پیر پرستی جذبہ کے ماتحت کوئی ایسا دعویٰ بھی کر دیا جو بظاہر ایسا معلوم دیتا تھا۔ کہ گویا یہ دعویٰ اسی بزرگ کا ہی ہے لیکن اگر غور کیا جائے۔ تو اس قسم کے دعاوی ہر ایک زمانہ میں اولیاء اللہ اور مجددین وغیرہ رہا ہے۔ اور یہ اولیاء اللہ کی ایک سنت ہو گئی ہے۔ کہ وہ اپنے کلام میں بعض ایسی باتیں تحریر فرما دیتے ہیں۔ جن سے عوام کو بوجہ غور نہ کر لے کے عوام کو ٹھوکریں لگتی ہیں۔

مثلاً حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۱ کی یہ عبارت جس سے ہمارے قادیانی دوست حضرت مرزا صاحب کو نبی کہنے لگے ہیں۔ اور دوسرے اولیاء اور اقطاب کو یہ خصوصیت نہیں دیتے۔ حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں:۔

"غرض اس حصہ کثیر وحی الٰہی اور امور غیبیہ میں اس امت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں گذر چکے ہیں۔ ان کو یہ کثیر حصہ اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا۔ اور دوسرے لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔"

اس سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس امت میں کسی اور شخص نے نبی کا نام نہیں پایا۔ لیکن اس کے بعد ارشاد فرماتے ہیں "اور جانتا ہوں کہ تمام نبوتیں اس پر ختم ہیں۔ اور اس کی شریعت خاتم الشرائع ہے۔ مگر ایک قسم کی نبوت ختم نہیں۔ یعنی وہ نبوت جو اس کی کامل پیروی سے ملتی ہے اور اس کے چراغ میں سے نور لیتی ہے۔ وہ ختم نہیں۔ یعنی وہ نبوت جو اس کی کامل پیروی سے ملتی ہے۔ اور اس کے چراغ میں سے نور لیتی ہے۔ وہ ختم نہیں کیونکہ وہ محمدی نبوت ہے۔ یعنی اس کا ظل ہے۔ اور جب اس کی پیروی ہی کمال کو پہنچتی ہے تو ایک ظلی نبوت اس کو عطا کرتا ہے جو نبوت کا ظل ہے۔ یہ اس لئے کرتا ہے کہ اسلام ایسے لوگوں کے وجود سے تازہ رہے۔ اور تا اسلام ہمیشہ مخالفوں پر غالب رہے۔"

یہ عبارت حقیقۃ الوحی سے کچھ بعد کی ہے۔ اب اس عبارت کو غور سے پڑھنے کے بعد معلوم ہو جائے گا کہ اس ظلی نبوت کی جو دراصل محمدی نبوت ہے ہمیشہ ضرورت رہی ہے۔ تاکہ اسلام ایسے لوگوں کے وجود سے تازہ رہے۔ اب اگر یہ مانا جائے کہ یہ ظلی نبوت صرف حضرت مرزا صاحب کو ہی ملی ہے۔ تو لازم آئے گا کہ اسلام اس سے پہلے کبھی تازہ نہیں ہوا۔ حالانکہ چودہ سو سال سے ہوتا رہا ہے اور یہ واقعات کے خلاف ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ حضرت مرزا صاحب نے پہلی عبارت مذکورہ بالا میں صرف اپنے آپ کو مخصوص کیا ہے اور اس سے پہلے کسی کو یہ ظلی نبوت نہیں ملی تو ایک تو دونوں عبارتوں میں تضاد واقع ہوتا ہے۔ دوسرے جو حضرت صاحب نے بعد کی عبارت میں اسلام کی تازگی کا انحصار ایسے لوگوں کے پیدا ہونے پر کیا ہے بے معنی ہو جاتا ہے۔ یہ تو ہو نہیں سکتا کہ چودہ سو سال سے تو ہمیں اس قسم کے لوگوں کی ضرورت نہ ہوئی ہو۔ حالانکہ تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ اسلام پر بڑے سخت حادثات گذر چکے ہیں جب ایسے لوگوں کے وجود نے اسلام کی ڈوبتی ہوئی ناؤ کو کنارے پر لگایا۔

خود حضرت مسیح موعودؑ سے پہلے حضرت احمد مجدد الف ثانی سرہندی کا وجود ہندوستان کے لئے مبارک ثابت ہوا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے الوصیۃ میں بھی اس بات کی تائید کی ہے۔ کہ ایسے لوگ امت محمدیہ میں بہت ہوئے ہیں۔ جو نبی کا نام یا خطاب پاتے رہے ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں "دوسری طرف اتم اور اکمل طور پر مکالمہ اور مخاطبہ الٰہیہ نبیوں کی طرح ان کو نصیب ہوا پس اس طرح بعض افراد نے باوجود امتی ہونے کے نبی ہونے کا خطاب پایا کیونکہ ایسی نبوت نبوت محمدیہ سے الگ نہیں۔" اس عبارت سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ حضرت صاحب تسلیم کرتے تھے۔ کہ اس سے پہلے بھی لوگ انبیاء کا خطاب پاتے رہے جو کوئی نئی نبوت نہیں۔ بلکہ دراصل نبوت محمدیہ ہی ہے۔ جو ایک پیرایہ دیگر میں جلوہ گر ہوئی۔ ایسی ان عبارتوں سے صاف عیاں ہے کہ حضرت مسیح کی حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۳۹۱ والی عبارت سے اگر یہ مراد لی جائے کہ صرف وہی نبی اس امت میں ہوئے ہیں۔ تو الوصیۃ جس میں صاف طور پر فرماتے ہیں۔ کہ دوسرے لوگ بھی ایسے ہوئے ہیں جن کو نبیوں کی طرح مکالمہ نصیب ہوا۔ کی عبارت کا کچھ مطلب نہیں نکلتا۔ بلکہ تناقض وارد ہوتا ہے۔ ہاں اگر اس خصوصیت کی کوئی تاویل کی جائے تو اس کا مفہوم سمجھ میں آ سکتا ہے۔ جس سے مراد یہ ہے کہ آنحضرت صلعم نے پیشگوئی میں مسیح موعود کو نبی اللہ فرمایا ہے۔ سو اس خصوصیت مسیح موعود کے لحاظ سے کوئی شخص دنیا میں وارد نہیں جو نبی کا نام پانے کا مستحق نہیں۔ ہاں مبشرات و مکالمات الٰہیہ کے لحاظ سے دوسروں کو بھی نبی کا نام ملا اور نبی کا خطاب۔ اور ان کی نبوت ظلی تھی۔ جو آنحضرت صلعم کی ذات بابرکات میں فنا ہونے کی وجہ سے ان کو ملی اور غیر از نبوت محمدیہ نہ تھی۔

ایک نکتہ یہاں حضرت مسیح موعود نے فرمایا ہے کہ غور سے دیکھو۔ پس اسی طرح پر بعض افراد نے باوجود امتی ہونے کے نبی کا خطاب پایا۔ کیونکہ ایسی صورت کی نبوت۔ نبوت محمدیہ سے الگ نہیں۔ اس عبارت سے ہمارے قادیانی دوست صرف حضرت مسیح موعود ہی کو مراد لیتے ہیں۔ حالانکہ اس سے اوپر صاف طور پر حضرت مسیح موعود نے فرما دیا ہے کہ ان کو نبیوں کی طرح اتم اکمل مکالمہ الٰہیہ ہوا۔

(باقی وارد)

ہندوستان میں مسلمان

سات کروڑ سے زیادہ ہیں

لیکن قابل فخر اعداد و شمار کہ جن پر مسلمانوں کی اقتصادی مذہبی اور سوشل زندگی کا دارومدار ہے کن بزرگان قوم کی سعی اور کوشش کا نتیجہ ہیں۔

وہ پاک برگزیدہ اور اشاعت اسلام کے عاشق بزرگ کہ جو بمبئی دہلی کشمیر اور دوسرے مقامات میں آج بھی مرجع خلائق ہیں

کیا آپ کے دل میں ان کی عظمت ہے۔ کیا آپ ان کی جماعت میں شامل ہونا چاہتے ہیں؟

اگر اس کا جواب ہاں ہے تو احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے سالانہ جلسہ میں شامل ہوجئے۔ کہ جو انہیں بزرگوں کا جلسہ ۲۶ تا ۲۸ دسمبر ...

پیر پرستی

از قلم جناب شیخ غلام حسین صاحب سیکرٹری احمدیہ انجمن سیالکوٹ

گذشتہ سے پیوستہ

اور توضیح مرام صفحہ ۲۳ میں ارقام ہے:۔

"یہ کیفیت دنیا میں صرف ایک ہی انسان کو ملی جس پر تمام سلسلہ انسانیت کا خاتمہ ہو گیا۔ جس کا دوسرے لفظوں میں نام محمدؐ ہے۔ یہ وہ مقام عالی ہے کہ میں اور مسیح دونوں اس مقام تک نہیں پہنچ سکتے۔ اس کا نام مقام جمع اور مقام وحدت ہے۔" انتہٰی

بالآخر میں آخری حوالہ پر اس مضمون کو ختم کرتا ہوں۔ میرا خیال ہے کہ میرا یہ آخری حوالہ میرے مفہوم کو بالکل واضح کر دے گا۔ کہ ہمارے دوستوں کو اپنی مطلب براری کے سوا نہ اسلام کی پروا ہے نہ نبی علیہ السلام کی۔ چنانچہ میاں صاحب اخبار "الفضل" مورخہ ۱۷ جولائی ۱۹۲۲ء بعنوان ڈائری یوں فرماتے ہیں۔

"یہ بالکل صحیح بات ہے کہ ہر شخص ترقی کر سکتا ہے۔ اور بڑے سے بڑا درجہ پا سکتا ہے حتیٰ کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بڑھ سکتا ہے۔"

سر کو پیٹیں اور نالہ و فریاد کریں۔ وہ لوگ جن کے پیر و مرشد اور خلیفہ کے منہ سے یہ حقائق اور معارف نکل رہے ہیں۔ کیا اسلام کا ڈھونگ اسی لئے رچایا جاتا ہے۔ جلسے اسی لئے کئے جاتے ہیں۔ خاتم النبیین کی سالانہ یادگار شہر بشہر اسی برتے پر منائی جاتی ہے۔ اے اسلام کی تبلیغ کے ٹھیکہ دارو! او میلنغو۔ سوچو اور غور کرو۔ کہ پیشوا نے یہ کیا کہہ دیا۔ سچ سمجھو کہ ان الفاظ میں حضرت خلافت مآب نے اندرون دل کا عکس تمہارے آگے رکھ دیا ہے۔ اب جو رشید ہیں اور پیر پرستی کے اغلال سے آزاد ہونا چاہتے ہیں ان کے لئے موقعہ ہے کہ ٹھنڈے دل سے علیحدگی میں ان باتوں پر غور کریں۔ اور اپنے لئے خلاصی کی راہ نکالیں۔ ہمارے دل میں خدا کے مامور اور اس کی جماعت سے محبت ہے۔ مگر ایسے عقاید و خیال جن سے افتراق و تشتت پیدا ہوا ان سے نفرت بھی ہے۔ سو ہمیں اپنا بدخواہ خیال نہ کرو۔ اور اگر موجودہ اختلاف کی وجہ سے آپ لوگوں کو ہمارے ساتھ کچھ کد ہے۔ تو ہماری باتوں کو علیحدہ رہنے دو حضرت امام کی دلکش آواز پر تو کان دھرو۔ اور دیکھو کہ کن پُر حکمت کلمات میں میاں صاحب کے اس حوالہ کی تردید ہوتی ہے۔ کتاب توضیح مرام میں حضرت اقدس فرماتے ہیں:۔

"اور یہ کیفیت دنیا میں صرف ایک انسان کو ملی ہے جو انسان کامل ہے جس پر تمام سلسلہ انسانیہ کا ختم ہو گیا ہے اور دائرہ استعداد بشریہ کا کمال کو پہنچا ہے۔ اور وہ درحقیقت پیدائش الٰہی کے خط ممتد کی اعلیٰ طرف کا آخری نقطہ ہے۔"

اس تحریر کی نسبت حاشیہ میں لکھتے ہیں:۔

"یہ میری طرف سے اجتہادی خیال نہیں۔ بلکہ الہامی طور پر خدا تعالیٰ نے مجھ پر کھولا ہے۔"

یہ حوالہ توضیح مرام کا ہے۔ جو دعویٰ کے ابتدا میں تصنیف ہوئی۔ مگر افسوس ہے کہ فرقہ باہمی نے پہلی اور پچھلی یا ۱۹۰۱ء سے قبل اور بعد کا امتیاز بھی پیدا کر دیا ہے۔ جو حضرت امام کی زندگی میں قطعاً نہیں تھا۔ اس لئے میں حقیقۃ الوحی کے ایک مقام کا ذکر کرتا ہوں۔ جس سے توضیح مرام کے حوالہ کی تائید مزید ہوگی۔

حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۳ میں لکھا ہے "ان نبیوں کو (ابراہیم۔ اسحٰق۔ اسمٰعیل۔ یعقوب۔ یوسف۔ موسیٰ۔ داؤد اور عیسیٰ) پہلے نبیوں کی کتابوں میں بیٹا کر کے پکارا گیا ہے۔ اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بعض پیشگوئیوں میں خدا کر کے پکارا گیا ہے۔"

ان ہر دو حوالہ جات سے عیاں ہے کہ حضرت مسیح موعود کا مذہب تو یہ ہے کہ کوئی شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مقام اور درجہ تک ترقی نہیں کر سکتا۔ مگر برخلاف اس کے جناب میاں صاحب ارشاد فرماتے ہیں کہ محمد رسول اللہ سے بھی انسان ترقی کر کے اور آگے بڑھ سکتا ہے۔ ع

ببین تفاوت راہ از کجاست تا بکجا

دوستو! ان کلمات طیبات حضرت امام کو پڑھ کر اپنے لئے صحیح راستہ کی تلاش کرو۔ وہ راستہ جس پر سلف اور خلف کا گذر ہوا۔ وہ راستہ جو حضرت مسیح موعود کا تعلیم کردہ ہے۔ سمجھو کہ

اس کے خلاف زندقہ اور الحاد ہے۔ خوب غور کرو کہ حضرت مسیح موعود سے یہ صریح تضاد اور تخالف کیوں ہے۔ اس قدر جسارت اور استحقاد کا پہلو کیوں اختیار کیا جا رہا ہے۔ اس کی وجہ اور کنہ سوچو۔ اس کی حقیقت اسی وقت سمجھ میں آئے گی جب سارے مضمون کا ملخص پھر ایک دفعہ نظر کے سامنے لاؤ گے۔ یعنی (۱) تفریق بین المسلمین کیوں عمل میں آئی۔ (۲) خاتم النبیین سے کیوں انکار کے نبوت کا اجراء کیا گیا۔ (۳) مکہ کی پہاڑیوں سے دودھ خشک ہو جانے کا کیوں اعلان ہوا۔ (۴) حضرت مسیح موعود کی نبوت ... کا منسوب ... (۵) ... (۶) نبی کریم کی ہمسری اور بیعت محمد کا ... (۷) بالآخر یہ کہ محمد رسول اللہ سے بھی انسان مدارج میں ترقی کر سکتا ہے۔

پیارو! جب ان جملہ مراتب سے مریدان باصفا کا عبور ہو جائے گا۔ تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ فرقہ باطنیہ کی جنت کی طرح فدائیوں کے ہاتھوں میں حضرت مسیح موعود کی نبوۃ ہی نبوۃ رہ گئی۔ باقی اللہ اللہ خیر صلا۔ یہ سب پیر پرستی کا کرشمہ۔ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ...

اقتباسات

شرعی پردہ کی مخالفت

پچھلے دنوں خواتین کی کانفرنس منعقدہ بمبئی کے تیسرے اجلاس میں جب ہندوستان سے پردہ اٹھا دینے کی قرار داد پیش ہوئی تو اس پر موافق تقریریں بہت ہوئیں۔ مگر ایک مخالف آواز کو کسی نے سننا گوارا نہ کیا۔ فاطمہ بیگم صاحبہ (منشی فاضل) سپرنٹنڈنٹ اردو گرلز سکول بمبئی معاصر "خلافت" میں لکھتی ہیں کہ انہوں نے شرعی پردہ کی تائید میں ایک پرزور تائید کی۔ مگر انہیں قدم قدم پر ٹوکا گیا۔ جن الفاظ پر سب سے زیادہ اعتراض کیا گیا وہ انہی کی عبارت میں درج ذیل ہیں:-

" عزیز بہنو! یاد رکھو۔ ترقی کے ساتویں آسمان پر پہنچ جاؤ۔ علم پڑھتے پڑھتے پاگل ہو جاؤ۔ مگر اسلام کے اصول ایسے ہیں کہ نہ تم ان کو بدل سکتی ہو۔ نہ ان جچے ہوئے اصولوں کو توڑ کر تم بہتر آدمی کہلا سکتی ہو۔ اس لئے یاد رکھو کہ اسلام ہمیں کبھی گھروں میں قید رہ کر جاہل رہنے کی تعلیم نہیں دیتا۔ مگر سچ کہتی ہوں کہ نیم برہنہ ہو کر بناؤ سنگار کر کے مردوں کی مجلس میں بے باک ہونے کی بھی اجازت نہیں دیتا۔ (ان کھری کھری باتوں کے سننے پر روک دیا گیا۔ کہ بس اب وقت ختم ہو گیا اب بند کرو۔ مگر زبردستی ایک منٹ کی اور اجازت لے کر یہ الفاظ کہے)

میری ہم مذہب بہنیں مجھے معاف کریں وہ باوجود اپنی مصدقہ مفلسی اور غریبی کے فیشن اور فضول خرچی میں دولتمند قوم سے زیادہ مشق اور مہارت رکھتی ہیں۔ زنانہ جلسوں کو ہی دیکھئے۔ نہ صرف یہاں بلکہ پنجاب میں بھی ہماری ہنود بہنیں بہت زیادہ سادہ آتی ہیں۔ مگر مسلمان بیبیاں جو معدودے چند آتی ہیں وہ کہیں زیادہ بھڑکیلے ریشمی لباسوں اور جواہرات میں ملبوس آتی ہیں۔ آپ اگر پردہ کو چھوڑتی ہیں تو برائے خدا لباسوں میں سادگی اختیار کریں۔ اور زیورات کو گھر پر رکھ کر باہر نکلا کریں۔ اپنے شوہروں کے سوائے غیر مردوں کی نگاہ، زینت پر نہ پڑنے دیں۔ میں اس خیال سے کبھی موافقت نہیں کر سکتی کہ عورت کی خوبصورتی خدا نے باہر جا کر دکھانے کے لئے بنائی ہے۔ میں ان کو یاد دلاتی ہوں کہ مذہب کا حکم ہے کہ تمہاری زینت اور خوبصورتی تمہارے شوہروں کے دیکھنے کے لئے ہے۔ زینت اور سنگھار کو ہر حالت میں غیر مردوں سے چھپانا چاہئے۔ امید ہے کہ اب آپ پر واضح ہو گیا ہو گا۔ کہ کس پردہ کی ہمارے مذہب میں بندش ہے اور کس بے پردگی کی ہمیں اجازت ہے۔

(یہاں پر مجھے بالکل روک دیا گیا اور یہ حصہ مضمون کا غذ پر ہی رہ گیا۔ اگر آپ کے سینہ میں انصاف کرنے والا دل ہے تو سوچئے کہ آپ پردہ کو جو بالکل ملیامیٹ کرنا چاہتی ہیں یہ غلطی ہے یا دانش؟

مجھ سے کئی بیبیاں کہتی ہیں کہ یہ برقعہ اوڑھے ہوئے تم بہت بری لگتی ہو۔ میں ان کی خدمت میں باادب عرض کرتی ہوں کہ مجھے گھر کی چار دیواری سے باہر نکل کر خوبصورت نظر آنے کی خواہش نہیں ہے۔ اور یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ ابھی ہمارا ملک بالکل اس بات کے لئے تیار نہیں ہے کہ سب عورتیں نقاب اٹھا کر باہر آزادی سے پھرنے لگیں۔ میں صاف کہتی ہوں کہ ہمارے ملک کے مردوں کی اخلاقی حالت جب تک بالکل درست اور مضبوط نہ ہو جائے تب تک عورت اگر عام طور پر باہر نکلنے لگے گی تو اس کو سخت مشکل کا سامنا ہو گا۔ ایک قیامت صغرا برپا ہو جائے گی۔ خصوصاً مسلمان مرد جیسا کہ چاہئے عورت کی عزت نہیں کرتے کیونکہ ان کو عورت دیکھنے کی عادت نہیں ہے۔ عورت کو بے نقاب اور با نقاب باہر دیکھ کر گھورنے لگتے ہیں۔ اور آوازے کسنے لگتے ہیں۔ اس لئے پہلے تجربہ کار پختہ عمر شریف خاندانی عورتوں کو بے نقاب باہر نکلنے کی جرأت کرنی چاہئے۔ تاکہ مردوں کو عام طور پر عورتوں کو آتے جاتے دیکھنے کی عادت پڑ جائے۔

اخیر میں میں آپ کو بتانا چاہتی ہوں۔ کہ ہمارا مذہب ہمیں منہ کھول کر ضرورت کے وقت باہر نکلنے سے نہیں روکتا۔ ہمارا مذہب ہمیں تعلیمی اور دنیاوی کاموں میں حصہ لینے سے منع نہیں کرتا۔ ہمارا مذہب سیر و تفریح کی برابر اجازت دیتا ہے۔ مگر ہمارا مذہب خوبصورتی اور زینت غیر مردوں کو دکھانے سے سختی کے ساتھ روکتا ہے۔ ہمارا مذہب ہمیں مردوں کی مجلسوں میلوں تماشوں میں بے حجاب اور نیم برہنہ آنے جانے اور پھرنے پھرانے سے سخت منع کرتا ہے۔ (صداقت اسلام)

گورنمنٹ ہند کی سالانہ آمدنی و خرچ ۲۶-۱۹۲۵ء

آمدنی

مد	کروڑ	لاکھ
محصول درآمد و برآمد	۴۶ کروڑ	۵۸ لاکھ
انکم ٹیکس	۱۶ "	۲۵ "
افیم	۴ "	۳۹ "
ریلوے	۳۳ "	۷۷ "
آب پاشی	۔	۱۱ "
تار ڈاک	۔	۶۸½ "
سکہ و نوٹ	۴ "	۶۲ "
سود	۴ "	۶۴ "
فوجی سٹورز	۳ "	۶۸ "

خرچ

مد	کروڑ	لاکھ
فوج	۶۰ کروڑ	۱۶ لاکھ
سول سروس	۱۰ "	۳۵ "
ریلوے سود ریلوے	۲۸ "	۱۴ "
ڈاک و تار	۱ "	۴ "
قومی قرضے پر سود	۱۸ "	۲۴ "
آب پاشی	۔	۲۰ "
دیگر اخراجات	۱۰ "	۔
صوبہ جات سے آمدنی	۶ "	۲۴ "
متفرق	۲ "	۱۹ "

دوسرے آزاد ملکوں میں مالیہ کا بہت بڑا حصہ تو لوگوں کی تعلیم صحت، رفاہ عام کے کاموں میں صرف ہوتا ہے۔ لیکن ہندوستان کی غیر ملکی سرکار سلطنت برطانیہ کو وسیع بنانے کے لئے بڑی فوج رکھتی ہے۔ اور گورنمنٹ کے ملازموں کو شاہانہ تنخواہیں دینے میں خرچ کرتی ہے۔ جہاں دوسرے ملکوں کی حکومتیں اپنی تمام آمدنی کے صرف ۵ر۔ ۱۰ر۔ ۱۵ر۔ ۲۰ر۔ ۲۶ر فیصدی سے حفاظت کا کام چلاتی ہیں۔ وہاں گورنمنٹ آف انڈیا ۴۴ر۔ ۵۴ر۔ ۵۰ر سے ۵۷ر تک فیصدی فوجوں پر خرچ کرتی ہے حالانکہ ہندوستان کے تعلقات اپنے تمام ہمسایہ ممالک مثلاً چین۔ تبت۔ افغانستان۔ فارس۔ سیام لنکا وغیرہ سے دوستانہ اور خوشگوار ہیں۔

چینی عورتوں کا شوہروں سے قطع تعلق

پیکن کے اخبارات میں ضلع سناک کے متعلق جو کینٹن سے چند میل کے فاصلہ پر ہے عجیب و غریب حالات شائع ہوئے ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں کی عورتیں اپنے خاوندوں کے ساتھ رہنے سے صاف انکار کر دیتی ہیں کئی لڑکیاں صرف اپنی سہیلیوں کے ساتھ ہی اپنی زندگی گذارنی پسند کرتی ہیں اس ضلع میں عورتیں ریشم کے کارخانوں میں کام کر کے اپنی روزی کماتی ہیں۔ انہیں وہاں سے گذارہ کے لئے کافی مل جاتا ہے۔ اس لئے وہ کسی کی محتاج نہیں رہتیں۔ اپنی آمدنی سے وہ اپنے والدین کی بھی مدد کرتی ہے۔ ان حالات عورتیں ہرگز پسند نہیں کرتیں کہ وہ خانہ داری کی زندگی کی مصیبت کو اپنے سر لیں۔ اور ساس و سسر کے ظلم کو برداشت کریں بعض عورتیں اپنی کمائی میں سے خاوندوں کو بھی دیتی ہیں تاکہ وہ غیر عورتوں کے ساتھ تعلق پیدا کر سکیں ۱۹۲۶ء کے آغاز میں پراونشل گورنمنٹ نے ان عورتوں کو تنبیہ بھی کی تھی۔ مگر وہ اپنی بات پر اڑی ہوئی ہیں۔ کئی عورتوں کی شادی

ضرورت ہے

دفتر کو پیغام صلح کے گذشتہ سال کے مندرجہ ذیل نمبروں کی اشد اور بہت جلد ضرورت ہے۔ جو اصحاب فائل نہیں رکھتے اور ان کے پاس یہ پرچے موجود ہوں وہ براہ کرم بہت جلد ارسال فرمائیں ان کے عوض دوسرے پرچے یا آخری نمبر منگوا سکتے ہیں۔ ۲ر فی پرچہ کے حساب سے قیمت وصول کر سکتے ہیں۔ جو انہیں ٹکٹوں کی صورت میں بھیجدی جائے گی۔ ہر ایک نمبر کی تین کاپیاں درکار ہیں۔

نمبر ۴۳ ۱۱ جون ۱۹۲۹ء نمبر ۵۸ ۵ مارچ ۱۹۲۹ء

نمبر ۱۶ ۲۶ فروری ۱۹۲۹ء (منیجر)

جلد ۱۸ | لاہور - یوم پنجشنبہ مطبوعہ ۲۲ شعبان ۱۳۴۸ھ مطابق ۲۳ جنوری ۱۹۳۰ء | نمبر ۶

پیپل کے پتّے

(از محترمہ ح۔ ب۔ صاحبہ)

پیپل کے سبز پتے جو لہلہا رہے ہیں — بادِ صبا سے مِل کر کیا سرسرا رہے ہیں

کس سے جُدا ہوئے ہیں کیوں تلملا رہے ہیں — کس نام کا وظیفہ یہ گُنگنا رہے ہیں

کس کا جلال اُن کی آنکھوں نے دیکھ پایا — کیوں کانپتے ہیں اتنا کیوں تھرتھرا رہے ہیں

کس کی صدائے دلکش سُن کر یہ کیفیت ہے — سر دُھن رہے ہیں دل کو بیخود بنا رہے ہیں

جکڑے گئے ہیں کیسے کتنے بندھے ہوئے ہیں — ہستی کی قید میں ہیں پر پھڑپھڑا رہے ہیں

بکھرا پڑا ہے گویا یہ معرفت کا دفتر — رُودادِ حُسنِ وحدت ہم کو سُنا رہے ہیں

پیوستہ ہیں شجر سے اور منفق ہیں باہم — روئے زمیں پہ یوں سب مِل مِل کے چھا رہے ہیں

تھامے ہوئے ہیں گویا دینِ ہدیٰ کا رشتہ — لا تفرقوا کا نعرہ مِل کر لگا رہے ہیں

پابستہ بھی ہیں بے شک اور سخت نارسا بھی

اپنے قدم کو پھر بھی آگے بڑھا رہے ہیں

مُسلمانانِ لاہور کا ایک عظیم الشان اجتماع

دہرم بھکشو اور لکشمن کی اشتعال انگیز کتابوں کیخلاف غیظ و غضب کا اظہار

گذشتہ جمعہ (بتاریخ ۱۷ جنوری ۱۹۳۰ء) حضرت امیر جماعت کے خطبہ کے بعد مولانا عصمت اللہ صاحب نے برادرانِ اسلام کے سامنے پنڈت دہرم بھکشو کی کتاب "کلام الرحمٰن" اور پنڈت لکشمن کی کتاب "نیوگ کی فلاسفی" کے متعلق ایک قرارداد پیش کی۔ مولانا نے ان ناپاک کتابوں کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرتے ہوئے احمدیہ انجمن اشاعتِ اسلام کی طرف سے اس خواہش کا اظہار کیا کہ حکومت کو چاہیئے کہ وہ فوراً ان کتابوں کو جس میں نبی کریم صلعم کی مبارک ذات پر شرمناک حملے کیے گئے ہیں ضبط اور ان کے مصنفوں اور پبلشروں پر مقدمہ دائر کرے۔ کیونکہ یہ کتابیں مسلمانوں کی سخت دل آزاری کا موجب ہیں سو ان سے ملک کے امن میں خلل پڑنے کا اندیشہ ہے قرارداد بالاتفاق منظور ہوئی۔

۱۹ جنوری بروز اتوار احمدیہ انجمن اشاعتِ اسلام کے اہتمام سے مسلمانانِ لاہور کا ایک عظیم الشان جلسہ ۳ بجے بعد دوپہر حاجی شمس الدین صاحب کی صدارت میں منعقد ہوا

کلام مجید کی تلاوت کے بعد مولانا عصمت اللہ صاحب نے حسب ذیل قرارداد پیش کی: "مسلمانان لاہور کا یہ جلسہ جس میں ہر طبقہ اور ہر خیال کے مسلمان شریک ہیں دہرم بھکشو آریہ پرچارک کی نئی تصنیف "کلام الرحمٰن وید ہے یا قرآن" پر جو انتہا درجہ سے زیادہ دل آزار اور اشتعال انگیز ہے۔ دلی نفرت اور رنج اور غصہ کا اظہار کرتے ہوئے اس کے برخلاف صدائے احتجاج بلند کرتا ہے۔ اور حکومت سے پُر زور مطالبہ کرتا ہے کہ وہ فوراً اس ناپاک کتاب کو ضبط کرے۔ اور اس کے مصنف طابع اور ناشر کے برخلاف قانونی کارروائی کرکے انہیں کیفر کردار تک پہنچائے۔ ورنہ اس کتاب کی موجودگی میں جو بُرے سے بُرے نتائج پیدا ہونے کا امکان ہے ان کی تمام تر ذمہ داری حکومت کے سر ہوگی۔" اس قرارداد کو پیش کرتے ہوئے مولانا نے ایک طویل اور زبردست تقریر کے دوران میں فرمایا کہ اگر حکومت ہمارے دین کی حفاظت کرنے سے پہلوتہی کرتی ہے تو مسلمان خود اپنے دین کی حفاظت کریں گے۔ مسلمان اس بات کو ہرگز گوارا نہیں کرسکتے کہ ان کے آقائے نامدار کی عزت پر کوئی شخص حملہ کرے۔ آریہ ورت اور حکومت یاد رکھے کہ ہم دونوں سے نبٹ سکتے ہیں"۔ جب مولانا نے یہ بتایا کہ یہ کتاب جس کا ناشر امرتسری ہے۔ کانگرس کے پلیٹ فارم اور کانگرس کے بازاروں میں بیچی گئی تو "لعنت کانگرس پر لعنت" کی آوازیں بلند ہوئیں۔ شیخ عظیم اللہ صاحب اور شیخ غلام مصطفےٰ حیرت نے پرجوش الفاظ میں مولانا کے ریزو لیوشن

(بقیہ کالم ۱)

کی تائید کی۔ اور قرارداد بالاتفاق پاس ہوگئی۔

مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی نے حسب ذیل قرارداد پیش کی:- "مسلمانانِ لاہور کا یہ جلسہ لکشمن نام ایک اور آریہ اپدیشک کی نئی تصنیف "نیوگ کی فلاسفی" کو اسلام اور پیغمبر اسلام روحی فداہ کی بدترین توہین تصور کرتے ہوئے اس کے خلاف دلی نفرت کا اظہار کرتا ہے۔ اور حکومت سے پُر زور مطالبہ کرتا ہے کہ اس کتاب کو فوراً ضبط کرے۔ اور اس کے مصنف طابع اور ناشر کے خلاف قانونی کارروائی کرتے ہوئے انہیں کیفر کردار تک پہنچائے"۔ مولانا عبدالحق نے نیوگ کی وضاحت کرتے ہوئے بتایا کہ اگر کسی عورت کا خاوند نہ ہو تو وہ دس مختلف آدمیوں سے نیوگ کراکے اولاد پیدا کرسکتی ہے اور اگر خاوند ناکارہ ہو تو وہ اپنی رضامندی سے اپنی بیوی کو دوسرے مردوں کے پاس بھیجکر اولاد حاصل کرسکتا ہے مصنف نے مسلمانوں پر بھی یہی الزام عائد کیا ہے۔ مولانا لال حسین کی پر زور تائید سے قرارداد بالاتفاق پاس ہوگئی۔

آخر میں ایک قرارداد منظور ہوئی جس میں ملتان میں اذان بند کرنے کے متعلق کمشنر کے حکم کو مذہبی مداخلت قرار دیا گیا۔ اور حکومت سے اس حکم کی منسوخی کا مطالبہ کیا گیا۔ ورنہ مسلمان اس کے خلاف ستیاگرہ کریں گے۔ اور پنجاب کے مختلف مقامات سے جتھے بھیجے جائیں گے۔ ایک قرارداد ذبیحہ گاؤ کی بندش کے خلاف منظور کی گئی۔

خریدار صاحبان توجہ فرمائیں

جن اصحاب کی خدمت میں وی پی بھیجے جارہے ہیں وہ براہ کرم انہیں وصول کرکے ممنون فرمائیں

خبریں

ہندوستان

—— لاہور ۱۷ فروری معلوم ہوا ہے کہ چودہری افضل حق صاحب کونسل کے آئندہ اجلاس میں وزیر لوکل سیلف گورنمنٹ کے خلاف ملک لعل خاں سینئر وائس پریزیڈنٹ بلدیہ گوجرانوالہ کی برطرفی پر بطور احتجاج تحریک مذمت پیش کرنے والے ہیں۔

—— ۱۶ فروری کو لاہور میں ہندو مسلمانوں کا ایک مشترکہ جلسہ ساردا ایکٹ کی مخالفت میں ہوا۔ اس جلسہ میں دہرم بھکشو کی ناپاک کتاب کے خلاف بھی اظہار بیزاری کیا گیا۔

—— نئی دہلی ۱۵ مارچ مسٹر پٹیل کے ساتھ وائسرائے کی گفتگو ہوئی۔ لیکن کوئی قطعی فیصلہ نہیں ہو سکا۔ سرجیمس کریرا اس بحث و تمحیص میں شروع سے آخر تک شریک رہے۔

۱۶ فروری کو ایک اور جلسہ بھوک ہڑتالیوں کے ساتھ اظہار ہمدردی کے لئے کیا گیا۔

—— نئی دہلی ۱۷ فروری ہز ایکسیلنسی وائسرائے نے اسمبلی کی گیلریوں کے سلسلہ میں آج پارٹیوں کے رہنماؤں سے ملاقات کی۔ افواہ ہے کہ آخری فیصلہ میں ابھی کچھ دن اور خرچ ہوں گے۔ اس لئے کل اسمبلی میں کوئی بیان نہیں پڑھا جائے گا۔

—— نئی دہلی ۱۷ فروری معلوم ہوا ہے کہ سر جارج شوسٹر نے جو عدم اعتماد کی قرارداد پیش کی تھی اسے صدر اسمبلی نے خلاف قانون قرار دیا کیونکہ اس کے لئے گورنر جنرل کی اجازت حاصل نہیں کی گئی۔ گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ میں یہ باب درج ہے کہ صدر کے خلاف کوئی تحریک اس وقت تک پیش نہیں ہو سکتی جب تک گورنر جنرل کی منظوری حاصل نہ کی جائے۔ معلوم ہوا ہے کہ یہ تحریک حکومت کے منشا یا امداد کے بغیر پیش کی گئی تھی۔

—— عثمانیہ یونیورسٹی حیدر آباد دکن کی عمارت تعمیر ہونیوالی ہے حضور نظام نے چار ماہرین فن کو مقرر کیا ہے۔ جو سرکاری خرچ پر ساری دنیا کا دورہ کریں گے۔ اور مشہور مشہور یونیورسٹیوں کی عمارات کے نقشوں پر غور و خوض کرنے کے بعد اپنی رپورٹ پیش کرتے ہوئے عثمانیہ یونیورسٹی کی عمارت کے لئے بے نظیر نقشہ مرتب کریں گے۔

—— افواہ ہے کہ مہاراجہ سرکشن پرشاد بہت جلد ریاست حیدر آباد کی وزارت کے عہدہ سے سبکدوش ہو جائیں گے۔ ان کی جگہ کسی مسلمان کا تقرر عمل میں آئیگا۔ اس سلسلہ میں سر محمد حبیب اللہ اور سر مرزا احمد اسمٰعیل صاحب دیوان میسور کے نام لئے جا رہے ہیں۔

—— لاہور ۱۸ فروری۔ کل اسلامیہ کالج سے پکرک ایڈ کی چوری کے سلسلہ میں خواجہ فیروز الدین صاحب بار ایٹ لا کے صاحبزادہ خورشید انور کو گرفتار کر لیا گیا ان کی عمر ۱۶-۱۷ سال کے درمیان ہے۔ خانہ تلاشی سے چند ایک کاپیاں بھی برآمد ہوئیں۔ خیال کیا جاتا ہے کہ ان کاپیوں پر بم بنانے کے نسخے درج ہیں۔

—— بیان کیا جاتا ہے کہ خورشید انور نے غازی علم الدین ایجیٹیشن میں بھی کافی حصہ لیا تھا۔ خفیہ پولیس نے ان کو ایک گمنام اشتہار کے سلسلہ میں متنبہ بھی کیا تھا۔

—— یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ پولیس نے اس سلسلہ میں چند ایک اور مسلمان طلباء کو بھی گرفتار کیا ہے۔

—— امرتسر ۱۸ فروری۔ کل یہاں غازی عبد الرحمٰن صاحب کا شاندار جلوس نکلا۔

—— بیان کیا جاتا ہے کہ حکومت ہند کا خیال تھا کہ سردار امین اللہ جان کو کابل بھیجدیا جائے۔ لیکن وہ کہتے ہیں کہ میں کابل جانا نہیں چاہتا۔ میرا ارادہ ہے کہ اپنے برادر بزرگوار غازی امان اللہ کے پاس روما جاؤں۔

—— معلوم ہوا ہے کہ عبد الحکیم سابق ٹریڈ ایجنٹ کو حکومت افغانستان کے حوالے نہیں کیا جائے گا بلکہ رنگون بھیجدیا جائے گا۔ لیکن اس نے ایران جانے کی اجازت طلب کی ہے دیکھئے حکومت ہند کیا فیصلہ کرتی ہے۔

—— نئی دہلی ۱۷ فروری۔ آج اسمبلی میں سر جیمس کریرا نے مسٹر عبد المتین چودہری کے سوال کے جواب میں کہا کہ ابھی عبد الحکیم خاں اور سردار امین جان کی گرفتاری کے سلسلہ میں تحقیقات جاری ہے۔ حکومت فی الحال اس ضمن میں اپنے ارادہ سے مطلع نہیں کر سکتی۔

—— بمبئی ۱۷ فروری۔ گاندھی جی نے اخبارات کو بیان دیا ہے کہ شراب اور غیر ملکی کپڑے کی دوکان پر پہرہ لگانا ان کی سول نافرمانی کی مہم میں شامل ہے۔ جب سول نافرمانی شروع ہوگی تو ان باتوں پر بھی عمل ہوگا۔

—— نئی دہلی ۱۷ فروری۔ آج کونسل آف سٹیٹ کا اجلاس شروع ہو گیا۔ لالہ رام سرن داس نے ایک قرارداد پیش کی جس میں وائسرائے کی ٹرین کو تباہ کرنے کی بزدلانہ اور وحشیانہ کوشش پر نفرت اور غصہ کا اظہار کیا گیا۔ محرک اور دیگر حضرات نے وائسرائے کی دیانت اور خلوص کا اعتراف کیا۔

—— بعض سیاسی حلقوں میں یہ افواہ گرم ہے کہ حکومت عنقریب گاندھی جی کو گرفتار کرنے والی ہے۔

—— ایڈیٹر ملاپ کے خلاف جو مقدمہ چل رہا تھا اس میں ملزم پر ۱۲۴ الف فرد جرم عاید کیا گیا۔

—— نئی دہلی ۱۸ فروری۔ صدر پٹیل کے خلاف مسٹر آرتھر مور کی قرارداد عدم اعتماد کے جواب میں مسٹر شیر حسین قدوائی نے ایوان کے لیڈر سر جیمز کریرا کے خلاف قرارداد عدم اعتماد پیش کرنے کا نوٹس دیا ہے۔

—— اس قرارداد میں گورنر با اجلاس کونسل سے بھی یہ درخواست کی گئی ہے کہ وہ سر جیمز کریرا کی بجائے کسی اور شخص کو اسمبلی کا لیڈر مقرر کریں۔

—— نئی دہلی ۱۸ فروری۔ فری پریس کو معلوم ہوا ہے کہ مسٹر آرتھر مور نے صدر پٹیل کے خلاف دوبارہ قرارداد عدم اعتماد پیش کرنے کا نوٹس دیا ہے۔

—— دہلی ۱۷ فروری۔ مسٹر اے ایچ غزنوی نے قانون ساردا ایکٹ میں ترمیم کا جو مسودہ قانون اسمبلی میں پیش کرنا چاہا تھا جس کا مقصد مسلمانوں کو اس سے مستثنیٰ کرانا تھا کثرت کا رکی وجہ سے رک گیا۔

—— اخبار انقلاب اس خبر کا ذمہ دار ہے کہ حکومت صوبجات متحدہ نے دہرم بھکشو کی کتاب کلام الرحمٰن دیدہے یا قرآن کو ضبط کر لیا ہے۔

—— لاہور ۱۸ فروری۔ بیان کیا جاتا ہے کہ بورسٹل جیل کے بھوک ہڑتالیوں کی صحت کے متعلق ہراس انگیز اطلاعات موصول ہو رہی ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ راج گرو پر نزع کی حالت طاری ہے۔

—— لاہور ۱۸ فروری۔ پکرک ایڈ کی چوری کے سلسلہ میں کل خورشید انور کی گرفتاری عمل میں آئی تھی۔ آج چند اور مسلمان نوجوانوں کو گرفتار کیا گیا ہے۔ معلوم ہوا ہے ان میں سے دو آدمی سلطانی گواہ بن گئے ہیں۔

—— پشاور ۲۰ رفازی امان اللہ خاں کی ہمشیرہ (سردار علی احمد جان کی بیوہ) آج کابل کی طرف روانہ ہو گئی ہیں۔

—— دہلی ۲۰ فروری۔ اسمبلی میں گیلریوں کے انتظام کے متعلق جو تنازعہ پیدا ہو گیا تھا۔ اس کا تصفیہ ہو گیا ہے۔ حکومت ایک خاص پولیس افسر مقرر کرے گی۔ جو صدر اسمبلی کے زیر ہدایت انتظام کرے گا۔

—— بمبئی ۲۰ فروری۔ جی۔ آئی۔ پی ریلوے کی ہڑتال بدستور جاری ہے۔

—— دہلی ۲۰ فروری۔ مسٹر اچاریہ نے اعلان کیا ہے کہ ہندوستان بھر سے ۵ ہزار اشخاص کی چٹھیاں موصول ہوئی ہیں جو ساردا ایکٹ کے خلاف سینہ سپر ہونے کے لئے تیار ہیں۔

—— نئی دہلی ۲۰ فروری۔ آج مسٹر آرتھر مور اور صدر اسمبلی کی اسمبلی میں زبردست جھڑپ ہوئی۔

ڈاکٹر ٹیگور عنقریب بحالی صحت کے لئے یورپ جانیوالے ہیں۔

—— لاہور ۱۹ فروری۔ آج لاہور ہائی کورٹ بار نے مسٹر جسٹس ظفر علی خاں کی خدمت میں الوداعی سپاسنامہ پیش کیا۔

—— موضع پل شاہ دولہ ضلع گوجرانوالہ میں مارواڑیوں کے ایک خاندان نے جو ۱۲۷ افراد پر مشتمل ہے برضا و رغبت اسلام قبول کیا۔

—— لاہور ۲۰ فروری۔ مقدمہ سازش لاہور کے ملزموں نے بھوک ہڑتال ترک کر دی۔ کیونکہ حکومت نے سیاسی قیدیوں کے لئے مراعات کا اعلان کر دیا۔

—— معلوم ہوا ہے کہ پنجاب کونسل کے ۲۵ فروری کے اجلاس میں سید محمد حسین رکن کونسل ایک قرارداد پیش کریں گے کہ حکومت پنجاب حکومت ہند سے [illegible] ساردا

ممالک خارجہ

—— ترکی میں غیر ملکی اشیاء کے مقاطعہ کی تحریک زوروں پر ہے۔

—— لندن کی تازہ خبر ہے کہ سائمن کمیشن کی رپورٹ میں ابھی متعدد تصفیہ طلب امور باقی ہیں۔ اس لئے سر جان سائمن آج کل بہت مصروف ہیں۔

—— حکومت روس ایک جدید سنہ کا اجرا کرنے والی ہے۔ اس میں سال کے ۱۲ مہینے اور مہینے میں چھ ہفتے میں پانچ دن ہوں گے۔ دنوں کے نام نہیں تبدیل کئے گئے۔ صرف ہفتے اور اتوار نکال دئے گئے ہیں۔ پانچ دن سال میں ایسے آئیں گے۔ جن کا کوئی نام اور تاریخ مقرر نہیں کی گئی۔ یہ عام معاہدات کے دن ہوں گے۔

—— لندن ۱۴ فروری۔ کلیساؤں کی کونسل نے ایک قرارداد منظور کی ہے جس میں عیسائیوں اور دوسرے مذاہب کے لوگوں پر سوویٹ حکومت کے ظلم و تشدد کے خلاف نفرت اور غصہ کا اظہار کیا گیا ہے۔ نیز تمام کلیساؤں سے اپیل کی گئی ہے کہ متحد و متفق ہو کر اپنے گرجوں میں ان لوگوں کے لئے دعائیں کریں۔ جو اس قسم کے ظلم کا شکار ہو رہے ہیں۔ اور حکومت سے بھی درخواست کی گئی ہے کہ وہ اس خوفناک صورت حالات کی درستی کے لئے ہر ممکن کوشش عمل میں لائے۔

—— یروشلم ۱۴ فروری۔ تمام فلسطین میں یہودیوں کے خلاف عربوں کا مقاطعہ مایوس کن صورت اختیار کر رہا ہے۔ کثیر التعداد یہودی عربوں کے مکانات خالی کر رہے ہیں۔ عرب مالکان مکان نے عربوں کی مجلس منتظمہ سے استدعا کی ہے کہ یا تو وہ مقاطعہ ترک کر دے یا جائداد کے مالکان کے نقصان کی تلافی کی جائے۔

—— رگبی ۱۳ فروری۔ برطانی ایوان کی مجلس اعلیٰ نے کرنل سر جیمس لنتھگو کو اپنا صدر منتخب کیا ہے۔

—— یورپ میں روسیوں کی مذہب سے دشمنی کے خلاف جگہ جگہ احتجاج ہو رہا ہے۔

—— حکومت چین شنگھائی میں ایک ایشائی یونیورسٹی قائم کرنے والی ہے جس کا مقصد یہ ہوگا کہ شرقی تمدن کی خدمت کی جائے۔ اور مختلف ایشائی سلطنتوں اور ایشیائی ممالک کے باشندوں کے درمیان دوستانہ تعلقات قائم کئے جائیں۔

—— لندن ۱۴ فروری۔ رودبار انگلستان میں کل رات سے آج صبح تک کہر چھایا ہوا ہے۔ دو جہازوں کا تصادم ہو گیا۔

—— عراق عرب کا ایک انگریزی اخبار لکھتا ہے کہ امیر فیصل اور سلطان ابن سعود کے درمیان کانفرنس کے متعلق جو کارروائی جاری تھی اس کے ابتدائی منازل نہایت کامیابی سے طے ہو چکے ہیں۔ یہ کانفرنس سرحد عراق کے قرب و جوار میں اس جگہ منعقد ہوگی جہاں سلطان نجد فروکش ہیں۔ یہ وثوق سے بیان کیا جاتا ہے کہ مجوزہ کانفرنس کامیاب ہوگی۔ کیونکہ بغاوت نجد کے قضیے میں حکومت عراق نے مخلصانہ ہمدردی کا جو ثبوت پیش کیا اس نے سلطان ممدوح کو بے حد متاثر کیا ہے۔

—— چند روز ہوئے انڈین نیشنل کانگرس کی شاخ لندن نے ایک جلسہ عام میں ینگ انڈیا میں گاندھی جی کی تازہ شرائط صلح کی مذمت کی قرارداد منظور کرتے ہوئے رائے ظاہر کی کہ ایسے خیالات ظاہر کرنے والے شخص کو آل انڈیا کانگرس کمیٹی یا اس کی مجلس عاملہ میں رہنے کی اجازت نہیں دینی چاہئے۔

—— دوران بحث میں یہ بھی بتایا گیا کہ مہاتما جی اس بات کے مجرم ہیں کہ انہوں نے مسٹر سبھاس کو کانگرس کی مجلس عاملہ سے نکال باہر کیا۔ جس سے حکومت کو انہیں گرفتار کرنے کی جرأت ہوئی۔

—— افغانستان کی تازہ اطلاع ہے کہ جرنیل محمود سامی اور سردار ولی محمد خاں کی تحقیقات پایہ اختتام کو پہنچ گئی ہے۔ عدالت نے ملزموں کو مجرم قرار دیا ہے۔ شاہ نادر خاں نے ابھی تک کوئی حکم نہیں دیا۔

—— ایتھنز (یونان) ۱۶ فروری گذشتہ جمعرات کے وقت زلزلے کا جو خوفناک دھماکا تمام شرق اقصیٰ میں محسوس کیا گیا تھا وہ جزیرہ کریٹ کے لئے نہایت تباہ کن ثابت ہوا۔ اس جزیرہ کے دس گاؤں بالکل تباہ ہو گئے۔ کئی آدمی مجروح ہوئے۔

—— ایک مصری اخبار میں خبر شائع ہوئی ہے کہ انگریز نجدی باغی ملا فیصل الدویش کو ہندوستان بھیجدیں گے۔

—— حکومت ترکی نے غیر ملکی ادویات اور چائے کا استعمال بھی ممنوع قرار دیا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۱۸ | ۲۵ رشوال ۱۳۴۸ھ | نمبر ۲۱

اسلام کا خون تکفیر کی شمشیر سے

(۲)

گذشتہ اشاعت میں ہم یہ واشگاف ظاہر کر چکے ہیں کہ اسلام کا خون ان مدعیانِ اسلام کی شمشیر تکفیر سے ہو رہا ہے جو محض اپنے مذہبی اقتدار کی خاطر احمدیوں کو دائرہ اسلام سے خارج کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ ہم اس حقیقت کا صاف اور واضح الفاظ میں اظہار کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ جب تک ہندوستان کے علماء سو کی موجودہ اسلام کش ذہنیت میں تبدیلی پیدا نہیں ہوگی عامۃ مسلمین اسلام کی دینی اور دنیوی برکتوں سے ہرگز مستفید نہیں ہو سکتے۔ ذیل میں ہم علامہ محمد انور شاہ صاحب کشمیری شیخ الحدیث اور حضرت مفتی عزیز الرحمٰن صاحب مرحوم دیوبندی کا ایک فتویٰ درج کرتے ہیں جو ۱۰ مارچ کے شہاب میں شائع ہوا ہے اور جو اس ذہنیت کا ایک صحیح مرقع ہے۔ جس کے تباہ کن اثرات گلشنِ اسلام کے لئے برقِ خاطف کا حکم رکھتے ہیں:۔

استفتا۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مرزائی کو خواہ وہ لاہوری ہو یا قادیانی سلام کرنا جائز ہے یا ناجائز۔

(۲) اور ان کے سلام کا جواب دینا جائز ہے یا ناجائز۔

(۳) اور ان کی شادی روٹی یعنی ولیمہ وغیرہ کھانا جائز ہے یا نہیں۔

(۴) اور مرزائی عقیدے کے لوگوں پر مرتد کا حکم جاری کیا جا سکتا ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا

سائل (مولوی) عبد الجلیل خاکی ہزارہ

جواب

مرزائی ہر دو فریق لاہوری و قادیانی مرتد و کافر ہیں۔ ان کو سلام کرنا یا سلام کا جواب دینا جائز نہیں ہے۔ یہ لوگ قطعیات و ضروریاتِ دین کے منکر ہیں۔ ان کے ساتھ کھانے پینے میں شرکت یا ان کی غمی شادی میں شریک ہونا اور طعام و ولیمہ وغیرہ کھانا سب حرام اور ناجائز ہے۔ قال اللہ تعالیٰ فلا تقعد بعد الذکریٰ مع القوم الظٰلمین وقال علیہ الصلوٰۃ والسلام اھل الاھواء فلا تناکحوھم ولا تجالسوھم، الحدیث وکما قال صلی اللہ علیہ وسلم فما ظنک بالمرتدین و الملحدین فقط واللہ تعالیٰ اعلم (کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ مفتی دار العلوم دیوبند (مہر مفتی صاحب)

الجواب صواب محمد انور عفا اللہ عنہ

فتویٰ دینے والوں میں سے ایک صاحب دیوبند کے مفتی تھے جو اب اس دنیا میں موجود نہیں۔ اور اب ہم مرحوم کے متعلق سوائے اس کے اور کیا کہہ سکتے ہیں کہ وہ خدا کے حضور میں اس فعل کے جواب دہ ہوں گے۔ کہ انہوں نے اپنے کلمہ گو بھائیوں کو محض اختلافِ عقیدہ کی بنا پر دائرہ اسلام سے خارج کیا۔ دوسرے بزرگ علامہ محمد انور شاہ صاحب شیخ الحدیث ہیں۔ جنہوں نے لاہور کی احمدی جماعت پر یہ افترا باندھا ہو کہ وہ "قطعیات و ضروریاتِ دین کے منکر ہیں"۔ کیا علامہ انور شاہ صاحب خدا کو حاضر ناظر سمجھ کر اور اس کی قسم کھا کر دعویٰ کے ساتھ یہ کہنے کی جرأت کر سکتے ہیں کہ لاہور کی احمدی جماعت کے ارکان "قطعیات و ضروریاتِ دین" کے منکر ہیں۔ بشرطیکہ "قطعیات و ضروریاتِ دین" سے مراد اسلام کے وہ تمام اصولی احکام ہیں جن پر تمام حنفی مسلمانوں کا ایمان ہے۔ لاہور کی احمدی جماعت کے وہی عقائد ہیں جو عام مسلمانوں کے ہیں۔ اگر اختلاف ہے تو صرف اسی قدر کہ وہ حضرت مرزا صاحب کو مسیح موعود اور اس صدی کا مجدد سمجھتی ہے۔ یہ جماعت اپنے اس عقیدہ کا بکرات و مرات نہایت واضح طور پر اظہار کر چکی ہے کہ نبی کریم صلعم ... مہدی اور مسیح کے نزول کا تعلق ہے۔ عام مسلمانوں اور احمدیوں کے عقیدہ میں کوئی فرق نہیں۔ اب فرق صرف اتنا ہے کہ عام مسلمان ابھی تک مہدی اور مسیح کے انتظار میں ہیں۔ اور احمدی حضرت مرزا غلام احمد صاحب کو مہدی اور مسیح تسلیم کر چکے ہیں اگر اس صاف اور بین عقیدہ کے باوجود شیخ الحدیث لاہور کی احمدی جماعت پر یہ الزام وارد کرتے ہیں کہ وہ "قطعیات و ضروریاتِ دین" کی منکر ہے۔ تو اس سے زیادہ شرمناک افترا پردازی اور کیا ہو سکتی ہے۔ ہاں اگر "قطعیات و ضروریات دین" شیخ الحدیث کی اپنی "حدیث" اور اپنی "شریعت" پر مبنی ہیں تو پھر لاہوری احمدی یقیناً "کافر اور مرتد" ہیں۔

علامہ محمد انور شاہ صاحب نے قرآن کریم کی جو آیت اپنے فتویٰ کے جواز میں لکھی ہے۔ اس سے آپ کے علم و فضل کی حقیقت نمایاں طور پر ظاہر ہوتی ہے۔ خداوند کریم فرماتا ہے کہ جو ظالم لوگ ہیں ان کے پاس نصیحت کے بعد مت بیٹھو۔ نبی کریم کا ارشاد ہے کہ نفس امارہ کے ماتحت چلنے والوں کے ساتھ مناکحت اور نشست و برخاست کا تعلق قائم نہ رکھو۔ اب علامہ موصوف ہی فرمائیں کہ ظالم اور خواہشاتِ نفسانی کے بندے کون ہیں؟ کیا وہ لوگ ہیں جنہوں نے توحید اور رسالت پر پورا ایمان رکھتے ہوئے خدا کے دین کی اشاعت کے لئے اپنی زندگیاں وقف کر رکھی ہیں۔ اور اس مقصد کی تکمیل کے لئے اس وقت تک مالی اور جانی قربانی کا عملی ثبوت دے رہے ہیں۔ یا وہ لوگ ہیں جو محمدؐ کے غلاموں کو محض اس بنا پر مرتد اور کافر قرار دیتے ہیں اور ان کا مقاطعہ جائز سمجھتے ہیں۔ کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب مجدد اور مسیح موعود کا دعویٰ کرنے کے باوجود محمدؐ کی غلامی کو اپنے لئے باعثِ فخر سمجھتے تھے۔ یقیناً ظالم وہ ہیں جو محمدؐ کی امت کو اپنی نفسانی خواہشات سے متاثر ہو کر پارہ پارہ کرنا چاہتے ہیں۔ خداوند کریم کا شکر ہے کہ لاہور کی احمدی جماعت ظالم نہیں بلکہ مظلوم ہے۔ خدا ہمیشہ مظلوم کا حامی و مددگار رہا ہے۔

اب محترم معاصر حمایتِ اسلام لاہور ہی انصاف کرے کہ جس بدقسمت ملت کے علماء کی یہ ذہنیت ہو۔ وہاں اتحاد و اتفاق کی فضا کیسے پیدا ہو سکتی ہے؟ ہم اسلام کی گذشتہ شوکت و عظمت اور اس کی روایات کو زندہ کرنے کے لئے دل سے چاہتے ہیں کہ علمائے اسلام اشتراکِ عمل سے کام لیں۔ اور اپنی نفسانی خواہشات پر اسلام کے وقار اور مفاد کو مقدم سمجھیں۔ مسلمانوں کی بکھری ہوئی طاقتیں صرف اسی صورت میں ایک مرکز پر جمع ہو سکتی ہیں۔ کہ علمائے سو تکفیر کے ناپاک مشغلہ سے ہمیشہ کے لئے توبہ کریں۔ اور دین کی ترقی کے لئے اپنے تمام کلمہ گو بھائیوں کے ساتھ مل کر کام کرنا اپنا فرضِ منصبی سمجھیں۔ لاہور کی احمدی جماعت ہر ایسی تحریک کا خیر مقدم کرنے کے لئے تیار ہے جس کی بدولت فرزندانِ توحید کے دینی اور دنیوی مفاد کی پورے طور پر حفاظت ہو سکے۔

کاہلی اور بیکاری میں وقت گذارنیوالے

مسلمانوں میں ایسے تعلیم یافتہ لوگوں کی ایک بڑی تعداد موجود ہے جو سرکاری ملازمت سے سبکدوش ہونے اور پنشن لینے کے بعد یا تو آنریری مجسٹریٹی کی ہوس میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ یا اپنا وقت کاہلی اور بیکاری میں گنواتے ہیں۔ یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ ان لوگوں میں سرکاری ملازمت کا ایک طویل زمانہ گنوانے کے بعد قومی خدمت کا احساس نہیں رہا۔ حالانکہ اگر وہ اپنی زندگی کے بقیہ ایام اپنی قوم کی تعلیمی خدمت یا تمدنی اور معاشرتی اصلاح کے لئے وقف کر دیں۔ تو اس سے عظیم الشان نتائج پیدا ہو سکتے ہیں۔ حکومت کو ان کی قومی خدمت کی اس نوعیت پر قطعاً کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔ قوم کو فائدہ پہنچانے اور اس میں قوتِ عمل کا جذبہ پیدا کرنے کی بہت سی صورتیں ہیں۔ بشرطیکہ دل میں یہ احساس ہو کہ فرزندانِ اسلام کی زندگی کا کوئی لمحہ ضائع نہیں ہونا چاہئے ہر گورنمنٹ پنشنر اپنی قابلیت اور مذاق کے مطابق قومی خدمت کا بار اپنے ذمہ لے سکتا ہے۔ ایک سال کی لگاتار محنت حوصلہ افزا نتائج پیدا کر سکتی ہے۔ ہندوؤں میں پنشن یافتہ اصحاب زیادہ دور اندیش اور معاملہ فہم ہیں۔ وہ اپنا وقت ایسے کاموں پر خرچ کرتے ہیں۔ جن سے ان کی قوم کو بالواسطہ یا بلاواسطہ یقینی طور پر فائدہ پہنچتا ہے۔ کیا ہمارے پنشن پانے والے بھائی ہماری اس گذارش پر توجہ فرمائیں گے؟

گلی ڈنڈا کھیلنے والے

اس سے زیادہ افسوسناک منظر اور کیا ہو سکتا ہے کہ لاہور کی سڑکوں پر مسلمانوں کے بچے جن کی عمر چھ سے سولہ سال تک ہوتی ہے ایسے اوقات میں گلی ڈنڈا کھیلتے نظر آتے ہیں۔ جبکہ انہیں پڑھنا یا کام کرنا چاہئے۔ آپ کسی ہندو لڑکے کو گلی ڈنڈا کھیلتے نہیں دیکھیں گے۔ اگر گلی ڈنڈا کھیلنے والے بچوں کے والدین زندہ ہیں تو انہیں ان کی اس مجرمانہ غفلت اور بے پروائی کی طرف توجہ دلانا چاہئے اور اگر وہ یتیم ہیں تو محلے کے ذمہ دار افراد کو ان کی اس آوارہ گردی کا تدارک کرنا چاہئے۔ بظاہر یہ باتیں بالکل معمولی ہیں کیونکہ ہم ان کے عادی ہو گئے ہیں۔ لیکن اگر غور سے دیکھا جائے تو ان معمولی مگر اہم باتوں کے نظر انداز کرنے سے مسلمان ناقابلِ قیاس نقصان برداشت کر رہے ہیں۔ اگر گلی ڈنڈا کھیلنے والوں بچوں کی تعلیم اور تربیت سے غفلت برتی گئی تو ان کا وجود لازمی طور پر سوسائٹی کے لئے باعثِ ننگ و عار ہوگا۔ مسلمانوں کے لڑکے گلیوں اور بازاروں میں بلاتکلف فحش الفاظ زبان سے نکالتے ہیں۔ جو بڑے بوڑھے ان مغلظات کو سنتے ہیں انہیں یہ محسوس ہی نہیں ہوتا کہ ایسے راستوں اور گذرگاہوں میں جہاں ان کی مائیں اور بہنیں گذرتی ہیں فحش کلامی کیسی معیوب اور شرمناک حرکت ہے۔ کاش ہماری قوم کے ذمہ دار افراد میں یہ احساس پیدا ہو کہ تعلیم و تربیت کے عمل سے یہی سنگریزے لعل و گوہر بن سکتے ہیں۔

خواجہ ماڈل سکول

ہم خواجہ حسن نظامی صاحب کی اس مآل اندیشانہ اولوالعزمی کا اعتراف کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ آپ نے بستی نظام الدین اولیاء میں ایک ماڈل سکول قائم کیا ہے۔ جس پر آپ پونے دو سو روپے ماہوار کی رقم اپنی جیب سے خرچ کرتے ہیں۔ خواجہ صاحب کا یہ اعلان کہ آپ اپنی بقیہ زندگی سکول کو کامیاب بنانے کے لئے وقف کر دیں گے اور ذاتی محنت اور تجارت سے جو جائداد حاصل کی ہے اس کی آمد سب اس پر خرچ کر دیں گے قومی لیڈروں کے لئے ایک قابلِ تقلید مثال ہے۔ خواجہ صاحب نے "اپنے ستر ہزار مریدوں میں سے صرف دو ہزار ایسے مرید طلب کرنے کی خواہش کی ہے جو ایک روپیہ ماہوار کی مستقل امداد دے سکیں"۔ اگر خواجہ صاحب کے ماڈل سکول سے ایسے طلبا نکلیں جو اسلامی سیرت کے بہترین ماڈل ہوں۔ یعنی ان کی سیرت کا دامن ان تمام اخلاقی برائیوں سے پاک و صاف ہو جو مسلمانوں کی پستی اور ذلت کا باعث ہیں تو ایسی درسگاہ کا وجود بلاشبہ ملک و ملت کے لئے چشمہ رحمت ثابت ہوگا۔

ایک مفید تحریک

چودھری عبد الکریم صاحب میونسپل کمشنر لاہور بلدیہ میں ایک ایسی تجویز پیش کرنے والے ہیں جس سے گداگری کا ہمیشہ کے لئے سد باب ہو جائے گا۔ اس تجویز کا مفاد یہ ہے کہ پیشہ ور گداگروں کے انسداد کے لئے جو وارونے مقرر کئے گئے ہیں ان کی تعداد میں اضافہ کیا جائے تاکہ ہٹے کٹے گداگروں کو عدالتوں میں اس غرض سے پیش کیا جائے کہ وہ حصول معاش کے شریفانہ وسائل اختیار کرنے پر مجبور ہوں۔ اپاہجوں اور ناکارہ گداگروں کی امداد کے لئے محتاج خانے کھولے جائیں اور گداگر بچوں کی تعلیم کے لئے خاص انتظام کیا جائے ہم چودھری صاحب کی اس تجویز کو نہایت معقول اور مفید خیال کرتے ہیں۔ اگر یہ تجویز عملی پہلو سے کامیاب ہو گئی تو بڑے بڑے شہروں کی میونسپلٹیوں کے لئے ایک قابلِ تقلید مثال قائم ہو جائے گی۔ اسلام کسی صحت مند ہٹے کٹے گداگروں کے کشکول کو بھرنے کی اجازت نہیں دیتا۔

گہوارۂ اسلام

مکہ معظمہ کا سرکاری اخبار ام القریٰ اپنی ایک اشاعت میں لکھتا ہے کہ گذشتہ ہفتہ صرف ایک حادثہ ظہور میں آیا اور حکومتِ حجاز کی پولیس کو کسی ناگوار واقعہ کی شکایت موصول نہیں ہوئی۔ ہم اپنے موقر معاصر "شاد" کی اس رائے سے اتفاق کرتے ہیں کہ تاریخ کے گذشتہ اور موجودہ دور میں دنیا کا کوئی اور شہر جرائم سے پاک اور صاف ہونے کا دعویٰ نہیں کر سکتا یورپ اور امریکہ کے متمدن شہروں میں اگر ایک طرف تہذیب اور شائستگی کا آفتاب نصف النہار پر ہے

اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغامِ صلح

جلد ۱۸ | ۲۷ ذی الحجہ ۱۳۴۸ھ | نمبر ۳۶

ایک نیا خطرہ

مسلمانوں کی خوفناک جسمانی کمزوری

(از محمد انعام الحق)

ترقی کے لئے صحیح دماغ، مضبوط دل اور بلند حوصلہ کے علاوہ
ایک طاقتور اور تندرست جسم کی بھی اشد ضرورت ہے۔ عام طور پر
کمزور جسم رکھنے والے اشخاص کے دل و دماغ بھی کمزور ہوتے ہیں۔ ان
کے حوصلے بلند ہوتے ہیں۔ نہ ارادے مستحکم۔ کیا مسلمانوں کی صحت
اور جسمانی طاقت قابل اطمینان ہے؟ اگر آپ اس سوال کا جواب
حالات پر غور کرنے کے بعد دیں گے۔ وہ یقیناً افسوسناک اور
مایوس کن ہوگا۔

تعلیمی، اقتصادی اور سیاسی میدانوں میں دیگر اقوام ہمیں دھکا
دیکر بہت آگے نکل چکی ہیں۔ اس کا سبب کو قرار ہے۔ مگر یہ غلط فہمی
بدستور موجود ہے۔ کہ مسلمانوں کی جسمانی طاقت ہمسایہ قوم سے
بہتر ہے۔ اس وقت ہم کسی قسم کے اعداد و شمار آپ کے سامنے پیش
نہیں کرنا چاہتے۔ آپ کم از کم شہری آبادی کے مسلم و غیر مسلم افراد کو
غور کی نظر سے دیکھیں۔ تو آپ کو نمایاں فرق محسوس ہوگا۔ مسلمان
نوجوانوں اور بچوں کی اکثریت روز بروز کمزور ہو رہی ہے۔ ان کے
چہروں پر رونق ہے۔ نہ جسم میں چستی و چالاکی۔ عام طور پر انکے رنگ زرد
ہو رہے ہیں۔ طرح طرح کے امراض نے ان کو نیم جان کر رکھا ہے۔
حکیموں اور ڈاکٹروں کے مطب کی حاضری ان کے فرائض زندگی
میں سے ایک اہم فرض قرار پا گیا ہے۔ ہمسایہ قوم کے نوجوان اور
بچے صحت کے لحاظ سے خوب ترقی کر رہے ہیں۔ ان کے یہاں ورزش
اور غذا کی باقاعدگی کی طرف خاص توجہ دی جا رہی ہے۔ جگہ جگہ
اکھاڑے قائم ہو رہے ہیں۔ کل تک جن سے کسی کو بہادری کی امید
نہ تھی آج ہمیں ہر وقت ڈرانے دھمکانے کے لئے تیار ہیں۔

ہم ہمسایہ قوم کی اس ترقی پر خوش ہیں اور چاہتے ہیں کہ وہ اس
سے بھی زیادہ ترقی کرے۔ لیکن اس نے جن خیالات و جذبات سے
متاثر ہو کر یہ جدوجہد شروع کی ہے۔ اور اس سے جو نتائج ظاہر ہوئے
ہیں ان کی موجودگی میں مسلمانوں کا غافل رہنا اور جسمانی طاقت کو
بڑھانے کی کوشش نہ کرنا اس خوشی کے مقابلہ میں ہمارے لئے
بہت زیادہ رنجدہ ہے۔ ویسے بھی ایک ملک میں دو بڑی قوموں کا
اس طرح غیر مساوی حالت میں رہنا ملکی امن کے لئے خطرہ عظیم کا باعث
ہو سکتا ہے۔ لیکن جب ایک غالب قوم کی ترقی، نیک ارادوں اور رواداری
لٹریچر کا مطالعہ ان کے نوجوانوں اور بچوں کا محبوب ترین مشغلہ ہے۔ سیر و ورزش
سے انہیں نفرت ہے۔ صبح جس وقت انہیں نماز سے فارغ ہو کر کھلی جگہوں
کی طرف نکل جانا چاہئے۔ وہ محوِ خواب ہوتے ہیں۔ غذا پر بھی مسلمان
باوجود افلاس کے کافی خرچ کرتے ہیں۔ مگر اس کا باقاعدہ اور صحیح
استعمال نہیں ہوتا۔ زبان کے ذائقہ پر مٹے ہوئے ہیں۔ تیز مسالوں والے
ثقیل اور دیر ہضم کھانے ان کی دل پسند خوراک ہیں۔ یہ چیزیں صحت کے
لئے بہت مضر ہوتی ہیں۔ یہ کوئی مبالغہ نہیں بلکہ ایک حقیقت ہے
کہ اب مسلمانوں کی تمام مذہبی و اصلاحی امیدیں جماعت احمدیہ لاہور سے
وابستہ ہیں۔ مگر افسوس ہماری جماعت کے افراد کی جسمانی حالت غیر از
جماعت اصحاب سے اچھی نہیں۔ اس لحاظ سے ہم دونوں ایک سطح پر ہیں۔
حضرت امیر ایدہ اللہ نے اپنے خطبوں میں اس طرف کئی بار توجہ دلائی
ہے۔ اس غرض کے لئے غالباً ایک کمیٹی بھی بنی تھی مگر کوئی عملی کام اب
تک شروع نہیں ہو سکا۔ ہم اپنے غفلت آشنا احمدی نوجوانوں کو
پھر ایک بار توجہ دلانا چاہتے ہیں۔ آج کل جبکہ دنیا کی ہر ایک قوم حیات
و عمل کا مظاہرہ کر رہی ہے۔ کیا ہمیں یہ زیبا ہے کہ ہم تانے سوئے رہیں؟
یاد رہے کہ ایک کمزور، دائم المریض اور لاغر و نیم جان شخص کی زندگی
کوئی زندگی نہیں ہوتی۔ اس جدوجہد کے زمانہ میں مخالف طاقتیں اسے
ترقی کی طرف ایک قدم بھی نہ اٹھانے دیں گی۔ اور عزت و اطمینان سے
رہنے کے لئے کرۂ ارض پر اسے کہیں بھی جگہ نہ مل سکے گی۔

زمانہ کا فرشتہ بڑا ہی بے رحم ہے وہ کسی کی پرواہ نہیں کرتا۔
اور اپنی مقرر کردہ رفتار سے آگے بڑھتا رہتا ہے۔ جو قومیں اس کا ساتھ
دیں گی وہ کامیاب ہو جائیں گی۔ جو پیچھے رہ جائیں گی۔ ان کے حصہ میں
حسرت و مایوسی کے سوا اور کچھ نہیں آئے گا۔

ہم دوسری اقوام کے اخبارات کی طرح اپنے ناظرین کو خواہ مخواہ
بھیڑ کا نا یا ڈرانا نہیں چاہتے۔ مگر ان کو اپنی قوم کی اصلی حالت اور آنے
والے خطرات سے آگاہ نہ کرنا بھی جرم سمجھتے ہیں۔ اس وقت ضرورت
ہے جماعت کے ذمہ دار اصحاب اس طرف متوجہ ہوں۔ اور اپنی اولیں
فرصت میں مسلمانوں کی جسمانی کمزوری کی اصلاح کے لئے کوئی عملی
قدم اٹھائیں۔

اخبار "انقلاب" کو دھمکی

کانگرس نے اخبارات کو ایک غیر معین مدت کے لئے بند کر دینے کا
فیصلہ کیا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ فیصلہ صرف کانگرسی اخبارات کے لئے ہی
واجب العمل ہو سکتا ہے۔ لیکن لاہور کے کانگرسی کارکن تمام اخبارات
سے یہ حکم منوانا چاہتے ہیں۔ ان کی یہ حرکت ہر ایک انصاف پسند اور امن
دوست شخص کے نزدیک حماقت کا درجہ رکھتی ہے

ہمیں معزز ہمعصر "انقلاب" کی تازہ اشاعت سے معلوم ہوا ہے۔ کہ
کانگرس کی طرف سے ایک ستیاگرہ کمیٹی مقرر ہوئی ہے جس نے ہمعصر موصوف
کو نوٹس دیا ہے کہ کانگرس کے حکم کی تعمیل میں اخبار کی اشاعت بند کر دو
ورنہ تمہارے دفتر اور پریس پر پکٹنگ لگا دیا جائے گا۔ ہمارے خود دار
معاصر نے کانگرس کے اس حکم کو ماننے سے صاف انکار کر دیا ہے۔ اور
واضح الفاظ میں لکھا ہے کہ ہمارے نقطہ نظر سے کانگرس مسلمانوں کے
حقوق کو تسلیم نہیں کرتی اس لئے ہم اس کا حکم ماننے سے انکار
کرتے ہیں۔

ہمیں یا دوسرے مسلمانوں کو انقلاب کی پالیسی سے اختلاف ہو سکتا
ہے لیکن اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ وہ ایک بہترین
اسلامی روزنامہ ہے اور اس نے ہمیشہ اپنے نقطہ نظر سے اسلام اور
یہ اخبارات بھی وقت آنے پر "انقلاب" کی طرح مسلمانوں کی امداد کے
مستحق ہوں گے۔ سیاسیات میں دخل دینا ہے ہمیں پسند نہیں اسی لئے
ہم نے کانگرس کی تحریکات میں کبھی تفصیلی طور پر اظہار خیالات نہیں
کیا۔ لیکن ہم یہ بھی برداشت نہیں کر سکتے۔ کہ کانگرس اپنی طاقت کے
غرور میں اسلامی اخبارات کا گلا گھونٹ ڈالے

ایک نیک ارادہ

آج کل جبکہ ملک میں سیاسی تحریکات کا ہنگامہ گرم ہے اور
اس بات کی سر توڑ کوشش ہو رہی ہے کہ مسلمانوں کی تمام تر توجہ
مذہبی و اصلاحی امور کی طرف سے ہٹا کر ایک پرخطر اور تباہ کن سیاسی
تحریک کی طرف مبذول کر دی جائے۔ یہ خبر دور اندیش اور دردمند
مسلمانوں کے لئے انتہائی مسرت کا باعث ہوگی کہ شمالی ہند کی مشہور
اسلامی مجلس انجمن حمایت اسلام لاہور نے ایک تبلیغی درس گاہ کے اجرا
کا فیصلہ کیا ہے۔ اس کا نام مدرسہ تدریب المبلغین (ٹریننگ کالج مبلغین) ہوگا۔ اس
میں مسلم نوجوانوں کو وظائف دیکر تبلیغ اسلام ایسے مبارک و مقدس
کام کے لئے تیار کیا جائے گا۔ دینی علوم کے علاوہ علوم جدیدہ کی بھی
حسب ضرورت تعلیم دی جائے گی۔ یہ انجمن مذکورہ کا نہایت ہی نیک
ارادہ ہے۔ ہماری دلی دعا ہے کہ خدا اس کو اس ارادہ میں خاطر خواہ
کامیابی عطا فرمائے۔

اس مدرسہ کا افتتاح انشاء اللہ ستمبر ۱۹۳۰ء میں ہوگا۔ ضرورت مند
اصحاب جناب ایوب احمد صاحب مخدومی سیکرٹری اشاعت اسلام کمیٹی
لاہور سے مزید معلومات حاصل کر سکتے ہیں۔

گاندھی مسلمانوں کا نبی ہے

آج کل لاہور میں موری دروازہ کے باہر قریباً ہر روز کانگرس کی
طرف سے جلسہ ہوتا ہے۔ ہمیں موثق ذرائع سے معلوم ہوا ہے۔ کہ
۲۳ مئی کے شام کے جلسہ میں ایک ہندو مقرر نے گاندھی جی کے
فضائل بیان کرتے ہوئے کہا۔ "میں ہندو ہوں۔ مہاتما گاندھی کو
رام چندر جی کا اوتار سمجھتا ہوں۔ اور مسلمان ان کو نبی سمجھتے ہیں" اس
پر چند مسلمانوں نے مقرر کو ٹوکا۔ لیکن کوئی اثر نہ ہوا۔ سٹیج کے قریب
بیٹھے ہوئے کھدر پوش کانگرسی مسلمان بالکل خاموش رہے۔

ہندو گاندھی جی کو جو جی چاہے سمجھتے رہیں۔ لیکن مسلمان ان
کو نبی ہرگز نہیں کر سکتے بے شک وہ ایک بہت بڑے ہندو کانگرسی
رہنما ہیں۔ ہم اس حیثیت سے ان کی مناسب تعظیم کرنے کو تیار ہیں۔
برادرانِ وطن کو کسی سچے اور سمجھدار مسلمان سے اس سے زیادہ توقع
نہیں رکھنی چاہئے۔ اگر گنتی کے چند کانگرسی مسلمانوں کے رویہ سے
ان کو کوئی غلط فہمی ہو گئی ہے تو اسے جس قدر جلد دور کر دیا جائے
بہتر ہے۔ ہمارے نزدیک جہاں ایک ہندو مقرر کا یہ کہنا کہ مسلمان
گاندھی جی کو نبی سمجھتے ہیں ایک بہت بڑی غلط بیانی اور شرمناک
جسارت ہے۔ وہاں کانگرسی مسلمانوں کا اس ہرزہ سرائی پر خاموش بیٹھنا
بھی بے غیرتی اور قوم فروشی سے کم نہیں۔ وہ کانگرس کے پلیٹ فارم
پر ہندو مقررین سے ایسی باتیں کہلوا کر کوئی مفید کام انجام نہیں دے
رہے ہیں۔

ہمارے جماعتِ قادیان سے اختلاف کی ایک بڑی وجہ یہ
ہے کہ وہ حضرت مرزا صاحب کو ان کے ارشادات کے خلاف نبی
کہتی ہے۔ دیگر مسلمان بھی اسی وجہ سے قادیانی اصحاب کی مخالفت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۱۸ | ۲۹ محرم الحرام ۱۳۴۹ھ | نمبر ۴۲

زندگی

احمدی احباب توجہ سے پڑھیں

لفظ زندگی کے معنے آج تک بے شمار کئے اور سمجھے گئے ہیں۔ شاعروں نے زندگی کے لئے کہا ہے۔ ؎

زندگی زندہ دلی کا نام ہے
مُردہ دل خاک جیا کرتے ہیں

یورپ والوں کے نزدیک "زندگی" کے معنی مادیات میں ترقی کرنا ہے۔ ہندوستان کا موجودہ ہندو "انقلاب زندہ باد" کہہ کر انقلاب میں ہی ایک "زندگی" دیکھتا ہے۔ غرض جتنے منہ اتنی باتیں۔ مگر اسلام جس زندگی کو پیش کرتا ہے وہ فی الحقیقت ایک زندگی ہے۔ اسلام کے نزدیک زندگی کے معنے خدا کی راہ میں مرجانا ہے۔ چنانچہ قرآن شریف نے لا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء میں اسی چیز کو پیش کیا ہے۔ اسلام شاعرانہ "زندہ دلی" یورپ کی "مادہ پرستی" اور کسی کانگرسی کے "انقلاب" کو زندگی نہیں کہتا بلکہ اس کے ہاں محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کو سامنے رکھتے ہوئے اس کی راہ میں جان دیدینے کو زندگی کہا جاتا ہے۔ اور یہی وہ زندگی ہے جو انسان کو ہمیشہ زندہ رکھ سکتی ہے۔ ورنہ بدلہ بھی "مادی ترقی" اور "انقلاب" کوئی ایسی زندگیاں نہیں جن پر انسان حقیقت میں ناز کرسکے۔ یا وہ ہمیشہ کے لئے انسان کا ساتھ دے سکیں۔ اگر یہ سب کچھ سچ ہے تو ہم بادب دریافت کرنے کی اجازت چاہتے ہیں کہ کیا اسلام کے ماننے والے مسلمان آجکل زندہ ہیں اور کیا انہوں نے اس اصل زندگی کو پا لیا ہے۔ جس کو قرآن شریف نے "زندگی" کہا۔ اسلام نے حج کے موقع پر ہمارے گلے میں کفنیاں (احرام) ڈال کر کچھ سبق دیا اور زندہ کرنا چاہا۔ مگر افسوس ہم میں اتنی زندگی بھی پیدا نہ ہوئی۔ جتنی آج کھدر پہننے والے ہندوؤں نے اپنے اندر پیدا کرلی۔ اسلام نے پنجگانہ نماز، جمعہ وغیرہ میں ہمیں اکٹھا کرکے کسی مقصد پر اکٹھا ہو جانے کا اشارہ کیا۔ مگر افسوس ہم میں اتنی حرکت بھی پیدا نہ ہوئی جتنی کانگرس کے جلسوں میں اکٹھا ہونے والے کانگریسیوں میں۔ اسلام نے نماز کے وقت ہمیں ایک ہی صف میں کھڑا کرکے مساوات کا ایک بلند ترین سبق دیا۔ مگر ہمیں ایک دوسرے کی اتنی ہمدردی بھی پیدا نہ ہوئی جتنی کانگرس کے جلوسوں میں کندھے سے کندھا لگا کر چلنے والے انقلابی ہندوؤں میں۔ غرض ہم نے نہ احرام سے فائدہ اٹھا کر اپنے آپ کو ایک رنگ میں رنگا۔ نہ نماز پنجگانہ اور جمعہ سے ہم نے کسی مقصد پر اکٹھا ہونا سیکھا۔ نہ ایک صف میں کھڑے ہو کر نماز پڑھنے سے ہم نے اپنے اندر مساوات پیدا کی۔ مقابلۃً دیکھئے تو آج برادرانِ وطن نے احرام کی جگہ کھدر پہن کر اپنی ساری قوم کو ایک ہی رنگ میں رنگ لیا ہے۔ پنجگانہ نماز اور جمعہ کی جگہ کانگرس کے جلسوں میں شریک ہو کر انہوں نے ایک مقصد پر اکٹھا ہونا سیکھ لیا ہے۔ ایک ہی صف میں نماز پڑھنے کی جگہ انقلابی جلوسوں میں امیر و غریب نے کندھے سے کندھا ملا کر چلنا! اور اسے برداشت کرنا سیکھ لیا ہے۔ اور پھر لطف یہ ہے کہ برادرانِ وطن نے یہ سب کچھ ملک کی خاطر سیکھا۔ اور برداشت کیا جا نہیں سکتا۔ زندگی کے اصول تو پہلے شک اسلام نے سکھائے۔ مگر آج جو قوم ان اصولوں پر چل نکلے گی یقیناً زندہ کہلانے کی مستحق بھی وہی ہوگی۔ نام کو مسلمان کہلانا اس زمانے میں کوئی فائدہ نہیں دے گا۔ حج کے احرام کے بعد بھی نفس میں سرکشی کا موجود ہونا۔ نمازوں اور جمعوں میں اکٹھے ہونے کے باوجود انتشار و تشتت کا ہونا۔ ایک ہی صف میں اپنے غریب بھائیوں کے کندھوں سے کندھا لگا کر کھڑے ہونے کے بعد بھی ان غریبوں سے نفرت کرنا اور ان پر مظالم توڑنا اگر برابر جاری ہے۔ تو یقین جانئے کہ نہ احرام باندھنے کا کوئی فائدہ ہوا نہ نمازوں اور جمعہ میں اکٹھے ہونے نے کوئی کام کیا۔ نہ ایک ہی صف میں کسی غریب کے کندھے سے کندھا لگا کر کھڑے ہونے کی نمائش نے کوئی چیز پیدا کی۔ محض رسمی طور پر ان فرائض کا ادا کرنا گویا ان کی انتہائی توہین کرنا ہے۔

دیگر مسلمانوں کو تو چھوڑئیے۔ ابھی تو ہم احمدیوں کو جنہیں مذہب اسلام کے از سرِ نو زندہ کرنے کا دعویٰ ہے اپنے اندر زندگی پیدا کرنی ہے۔ اور دنیا پر ثابت کرنا ہے کہ احمدی قوم نے اسلامی اصولوں پر چل کر اپنے آپ کو زندہ کرلیا ہے۔ ہمیں اپنے ایک نوجوان احمدی دوست سے یہ قصہ سن کر بے حد رنج ہوا کہ انہیں ایک سرکاری دفتر میں ملازمت کی تلاش تھی۔ اور اتفاق سے ایک جگہ بھی خالی تھی۔ اس دفتر کے افسرِ اعلیٰ اپنی جماعت کے ایک احمدی بھائی تھے۔ ملازمت کے خواہشمند احمدی بھائی ان کی خدمت میں پہنچے اور خالی اسامی کی طرف توجہ دلائی۔ تو جواب ملا۔

"جگہ تو ضرور ہے مگر اس کے لئے مجھے اپنے کسی ماتحت کو کہنا پڑے گا۔ کہ یہ کام کردو۔ اس سے میرے رعب میں فرق آتا ہے۔ اور میں کسی ماتحت کا احسان اپنے سر پر لینا نہیں چاہتا"

اس جواب پر ہم سوائے انا للّٰہ وانا الیہ راجعون پڑھنے کے اور کچھ نہیں کر سکتے۔ اور دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ ذی استطاعت و ذی مقدرت احمدیوں کو اپنے غریب احمدی بھائیوں کی پرورش کی توفیق دے۔ کہ قوم اسی سے بنتی ہے۔

اور سنئے! مولوی محمد اشرف صاحب نے جو ہماری انجمن کے مبلغ بھی رہ چکے ہیں "دی مسلم فینسی لانڈری ورکس" متصل مسلم ہائی سکول واقعہ احمدیہ بلڈنگس کھول کر ہر قسم کے پارچات کی دھلائی کا انتظام اعلیٰ پیمانہ پر کیا ہے۔ مولوی صاحب اپنے ایک احمدی بزرگ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ اپنے گھر کی دھلائی کا کام ہمارے کارخانہ میں بھیجکر اپنے ایک غریب احمدی بھائی کی پرورش کریں۔ تو جواب ملا:۔

"اس کا انتظام گھر والوں کے سپرد ہے۔ ایک دھوبن آتی ہے اور کپڑے لے جاتی ہے"

اس کا انتظام بے شک گھر والوں کے سپرد ہوگا۔ مگر کیا اگر اپنے ایک غریب احمدی بھائی کے لئے گھر والوں کو توجہ دلائی جائے تو ہماری احمدی بہنیں کام بھیجنے سے انکار کریں گی؟ ہمیں تو اپنی قوم سے اتنی توقع نہیں۔ اس قوم میں تو غیروں کی پرورش کی ترغیب موجود ہے۔ پھر اپنی قوم کا ایک غریب بھائی ان کی پرورش سے کس طرح محروم رہ سکتا ہے۔ دوسری طرف برادرانِ وطن کو دیکھئے۔ ان کے بچہ بچہ میں اپنی قوم کی پرورش کا جذبہ موجود ہے۔ اور کیا مجال کہ وہ کسی مسلمان کے ہاں سوائے انتہائی مجبوریوں کے اپنا کام لے جائے آج زمانہ تگ و دو کا ہے۔ اور اس تگ و دو میں وہی قوم کامیاب ہوسکتی ہے جو اپنے کمزور اور تہیدست افراد کو اُٹھا کر بلند کردے کہ قوم افراد کے مجموعہ کا ہی نام ہے۔

قادیانی مُبلّغ اور اسلامی ممالک

معزز معاصر "مدینہ" عربی اخبارات کے حوالہ سے رقمطراز ہے:۔

"قاہرہ کی جمعیت ہدایہ اسلامیہ نے اپنے ہفتہ وار تبلیغی پروگرام میں جلال الدین شمس صاحب کا نام شائع کرتے ہوئے اُن کو مبلّغ اسلام لکھا تھا۔ اس سلسلہ میں فلسطین کے ایک ممتاز مسلمان نے "الفتح" قاہرہ میں ایک طویل مضمون شائع کیا ہے۔ [illegible] ہے کہ ... میں مضمون نگار نے قادیانی عقاید کا خلاصہ بھی شائع کیا ہے۔ اوران کی مساعی کے خلاف شدید اختلافی الفاظ کہے ہیں"

اس خبر سے بخوبی واضح ہے کہ اسلامی ممالک میں قادیانی عقاید کو کس نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ اور وہاں کے ممتاز مسلمان اور اسلامی اخبارات قادیانی مبلغین کے متعلق کیا خیالات رکھتے ہیں۔ قادیانی تمام غیر قادیانی مسلمانوں کو کافر سمجھتے ہیں جس کے جواب میں اسلامی ممالک کے مسلمان ان کے مبلغین کو "اسلامی مبلغ" کہا جانا بھی برداشت نہیں کرسکتے۔ یہ صورت حالات ہر ایک درد مند مسلمان کے لئے قابل افسوس ہے۔ ہم بھی اس پر اظہار تاسف کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ لیکن قادیانی جماعت کو خوش ہونا چاہئے کہ ان کے امام محترم کا یہ ارشاد کہ "جیسے ایک غیر احمدی کا فرض ہے کہ جب تک وہ بیعت میں داخل نہ ہو مسیح موعود اور اس کے متبعین کو مسلمان نہ سمجھے" (تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۱۵ء) اب ہندوستان کے بعد اسلامی ممالک میں بھی عمل کی صورت اختیار کر رہا ہے جس کو وہ اپنی کامیابی کا زبردست نشان قرار دے سکتے ہیں۔ ہر ایک مسلمان کو درد دل سے دعا کرنی چاہئے کہ خدا ان تکفیر نواز قادیانی اصحاب اور ان کو ترکی بہ ترکی جواب دینے والوں کو ہدایت دے۔

اخبار فاروق اور بیگم بھوپال

علیا حضرت نواب سلطان جہاں بیگم مرحومہ سابق والیہ بھوپال کے اسلام میں کس مسلمان کو شک ہوگا؟ ان کا دینی جذبہ اور اسلامی خدمات اظہر من الشمس ہیں۔ ان کی زندگی صحیح اسلامی زندگی تھی۔ وہ اسلام کی ایک مایہ ناز دختر تھیں تاریخ اسلام اس بزرگ خاتون کے نام کو ہمیشہ عزت و احترام سے یاد رکھے گی۔ لیکن تحفظ حقوق مسلمین کے دعویدار قادیانی اصحاب ان کو مسلمان سمجھنے کے لئے بھی تیار نہیں ہیں۔ مشہور قادیانی اخبار "فاروق" نے علیا حضرت مرحومہ کے حالات اخبار "تہذیب النسواں" سے نقل کئے ہیں گو مضمون نگار نے علیا حضرت کے نام کے ساتھ "مرحومہ" کا لفظ ہی استعمال کیا ہے۔ مگر ہمارے تکفیر نواز قادیانی معاصر کے لئے چونکہ یہ لفظ ناقابلِ برداشت ہے اس لئے اس نے مضمون کا عنوان "بیگم صاحبہ بھوپال آنجہانی" رکھا ہے۔ واضح ہے کہ لفظ "آنجہانی" صرف غیر مسلموں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ ہندوستان کے مسلمان علیا حضرت مرحومہ کو صحیح معنوں میں "مادر مہربان" کہتے ہیں۔ تو پھر کیا ان کو قادیانی جماعت اور اُس کے مختار مطلق امام سے یہ پوچھنے کا حق حاصل نہیں کہ وہ اس قابل عزت بزرگ خاتون کو "کافر" سمجھتے ہوئے اسلامی حقوق کے تحفظ کے دعویدار کیوں بنتے ہیں۔ کیا صرف یہی ایک واقعہ قادیانیوں کے تحفظ حقوق مسلمین کی اصل حقیقت کو ظاہر کرنے کے لئے کافی نہیں ہے؟

دفتر کی ضروری اطلاعات

(۱) اس ہفتہ خریدار صاحبان کے پتوں کی نئی چٹیں طبع ہوئی ہیں۔ اگر کسی صاحب کے پتہ میں کوئی غلطی رہ گئی ہو تو وہ بواپسی مطلع فرمائیں تاکہ تصحیح کرلی جائے۔

(۲) تبدیل پتہ کے لئے جو خطوط بھیجے گئے تھے۔ ان میں کسی کی تعمیل نہ ہوئی ہو۔ تو دوبارہ مطلع فرمایا جائے۔ ممکن ہے۔ کہ چٹوں کی طباعت کے باعث کسی خط کی تعمیل نہ ہوسکی ہو۔

(۳) ماہ مئی و جون میں جن اصحاب کا چندہ ختم ہوتا تھا۔ ان کے نام وی پی کئے گئے ہیں۔ براہ مہربانی وہ ان کو وصول فرما کر ممنون فرمائیں۔ آج کل اخبار کو روپے کی اشد ضرورت ہے۔ جلد کیجئے۔

عالم اسلام

فلسطین کے یہودی اخبارات نے ہجرت کے عارضی تعطل کے خلاف شدید احتجاج کیا ہے۔ بعض جرائد کا بیان ہے کہ حکومت یہودیوں کی ہجرت کے متعلق غور و خوض کرنے کے لئے ایک کمیٹی مقرر کرنے والی ہے اس کمیٹی کے چار ارکان ہوں گے۔ جن میں سے ایک برطانی ایک مسلمان ایک عیسائی اور ایک یہودی ہوگا۔

معاصر الدیاسیہ قاہرہ رقمطراز ہے کہ فلسطین کی حکومت نے ایک سرکاری اعلان شائع کیا ہے جس میں سرکاری تعطیلات کی فہرست میں یہودی تہواروں کے متعلق سال میں ۵ تعطیلات کا اعلان کیا ہے۔ حالانکہ مسلمانوں کو صرف تین تہواروں کی چھٹی ہوتی ہے۔

حکومت فلسطین کے سرکاری اخبار نے آمدنی و خرچ کے متعلق جو اعداد و شمار شائع کئے ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے کہ امسال حکومت کی آمدنی کی مقدار ۱۷ ۵ ۳ ۲ ۳ ۲ ۲ پونڈ پر مشتمل ہے۔ اس کے مقابلہ میں اخراجات ۲ ۳ ۲ ۰ ۴۰ ۲۱ پونڈ ہوئے ہیں۔

بیت المقدس سے موصول شدہ اطلاعات مظہر ہیں کہ حکومت فلسطین نے اخبار الجامعہ العربیہ اور جریدہ فلسطین کی اشاعت کو بند کر دیا ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ظاہر کی گئی ہے کہ ان دو اخباروں کا طرز تحریر سخت تھا۔

امسال حکومت مصر نے اپنی صنعتی و تجارتی ترقی کو اپنے پروگرام کا ایک خاص جزو مقرر کیا ہے۔ اسی سلسلہ میں مجلس صنعت و حرفت نے اپنا ایک خصوصی اجلاس منعقد کیا جس میں حسب ذیل صنعتوں کے متعلق جو رپورٹیں موصول ہوئی تھیں ان پر غور و خوض کیا گیا۔

(۱) صنعت شیشہ سازی۔ صنعت شمع سازی۔ صنعت صابن سازی۔ صنعت پارچہ بافی۔ اس کے علاوہ اور مختلف صنائع کی رپورٹوں پر بحث کی گئی۔ اور ان کے اجرا کے وسائل پر غور کیا گیا۔

معاصر السیاسیہ قاہرہ رقمطراز ہے کہ جمعیۃ امداد سیاحین اسکندریہ نے صاحب السعادۃ محمود صدقی پاشا کی صدارت میں ایک جلسہ کر کے سال جدید کے لئے حسب ذیل اراکین و عہدیداران کا انتخاب کیا ہے۔

صدر جمعیت :۔ عبد الحمید سلیمان پاشا

ارکان :۔ محمود صدقی پاشا۔ محمد طلعت حرب بک۔ ڈاکٹر زغاری۔ مسٹر چارلس۔ مسٹر شیکہ ناٹہ وغیرہ۔

اس جمعیت کا مقصد یہ ہے کہ بیرونی ممالک کے سیاحوں کو سیاحت مصر کے سلسلہ میں ضروری امداد بہم پہنچائے۔ جمعیت کے سیکرٹری نے حاضرین کے سامنے اپنی رپورٹ پڑھ سنائی اور فرمایا۔ کہ امسال گذشتہ سال کے مقابلہ میں سیاحوں کی تعداد کم رہی ہے۔ یہ کمی عارضی ہے۔ امسال بہت سے سیاحوں کے آنے کی توقع ہے۔

مصر کی ایک برقی اطلاع مظہر ہے کہ جماعت وفد کے انتظامیہ کونسل کا ایک اجلاس منصورہ میں ہونے والا تھا۔ جس کو حکومت نے ممنوع قرار دیا۔ اور پولیس کے آدمی تمام سڑکوں پر مقرر کر دیئے گئے۔ جمہوریت پسندوں کے لیڈر سابق وزیر اعظم نحاس پاشا کی موٹر جلسہ گاہ کی طرف روانہ ہوئی۔ تو ۲۰ نوجوانوں نے پولیس کا پہلا حلقہ توڑ ڈالا۔ پولیس نے سنگینوں کی نوکوں سے مدافعت کی اور کار کو روک لیا۔ دو لڑکے مجروح ہوئے۔ جن میں سے ایک شفاخانہ میں جا کر مر گیا۔ اس کے بعد ایک اور ہنگامہ ہوا۔ جس میں جانبین کے ۹ آدمی مقتول اور ۴۹ مجروح ہوئے۔

عربی جرائد کی اطلاع سے معلوم ہوتا ہے کہ امسال حکومت کو مالی طور پر جو ناکامی رہی ہے۔ اس کی وجہ سے جمہوریہ ترکیہ نے تاوان جنگ کی قسط کو فوری طور پر ادا کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ مالی پریشانی کی وجہ سے کردی علاقوں میں شدید بغاوت رونما ہو گئی ہے۔

لیکن یوسف پاشا کی پارٹی کے خاموش کارکن بھی جماعت خانی کا منشین مقابلہ کرنے کے لئے میدان میں آ گئے ہیں۔ اب حکومت کو ایک شدید نیم مذہبی بغاوت کا مقابلہ کرنا پڑے گا۔

ایک مشہور جرنیل جو کچھ عرصہ سے انگورہ میں سکون کی زندگی بسر کر رہے تھے پہاڑی علاقہ کی طرف فرار ہو گئے ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ جنرل مذکور کو اپنی مخالفانہ سرگرمیوں میں زبردست کامیابی حاصل ہوئی ہے بہت سے مسلح قبائلی اشخاص اس کے گرد جمع ہو گئے ہیں۔ اور اسلام کی قدیم روایات کے تحفظ کے لئے آخری جنگ لڑنے کے لئے تیار ہیں۔ آخری اطلاع مظہر ہے کہ کردوں نے تین ہوائی جہازوں کو گولی مار کر گرا لیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ لوگ غضب کے نشانہ باز ہیں۔

انگورہ کی اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ مجلس ملیہ (پارلیمنٹ) نے جرمنی اور ہنگاریہ سے جو تجارتی معاہدہ ہوا تھا۔ اس کی تصدیق کر دی ہے۔

قاہرہ کی وزارت عدلیہ نے استاذ فاضل شیخ فتح اللہ سلیمان ناظم امور شرعیہ قاہرہ کو عدالت عالیہ کے محکمہ شرعیہ میں قائمقام جسٹس مقرر کیا ہے۔ اس کے تقرر کے ساتھ آپ کے مشاہرہ میں بھی نو سو روپیہ سالانہ کا اضافہ کر دیا گیا ہے۔

یروشلم کا ایک پیغام مظہر ہے کہ تین عرب جوانوں کو پھانسی مل جانے کی وجہ سے فلسطین کے طول و عرض میں جوش و اضطراب پھیلا ہوا ہے یہودیوں نے بکہ کو خالی کر دیا ہے۔ اور اس شہر کو برطانی فوج گھیرے پڑی ہے۔ عربوں نے دیوار ماتم سے یہودیوں کی تمام تصاویر اور عبرانی تحریرات مٹا دی ہیں۔ فلسطین کے اخبار "الکمال" نے تجویز پیش کی ہے کہ مذکورہ بالا شہید نوجوانوں کی یادگار قائم کی جائے۔

ضرورت ملازمین

جناب ایڈیٹر صاحب "پیغام صلح" لاہور

مسلمان نوجوانوں کی اطلاع کے لئے ذیل کی چند سطور اخبار میں درج فرما کر ممنون فرمائیں۔

(۱) لکھنؤ یونیورسٹی کو ایک تجربہ کار ماہر نائب لائبریرین کی ضرورت ہے تنخواہ ۱۵۰-۲۵-۳۵۰ روپیہ ماہوار۔ درخواستیں ۳۰ رجولائی تک بنام لائبریرین لکھنؤ یونیورسٹی لائبریری لکھنؤ یو۔ پی۔

(۲) ایک سنسکرت دان گریجوایٹ کی محکمہ آثار قدیمہ کے لئے جس نے بی۔ اے۔ تاریخ کا پاس کیا ہو تنخواہ ۱۲۵-۵۰-۳۰۰ روپیہ ماہوار۔ درخواستیں بنام سپرنٹنڈنٹ محکمہ آثار قدیمہ ہند۔ شمالی سیکشن لاہور۔

(۳) حیاتی ڈگشائی کے لئے ایک مسلمان سینٹری دگوشت انسپکٹر کی تین ماہ کے لئے ۵۰ روپیہ ماہوار پر ضرورت ہے درخواستیں بنام اگزیکٹو افسر کسولی (شملہ)

(۴) ایک کلرک تجربہ کار کی للعہ ۵۵ ماہوار پر اگزیکٹو افسر لاہور چھاؤنی کو ضرورت ہے درخواستیں ۲۵ رماہ حال تک پہنچنی چاہئیں۔

(۵) ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ گوجرانوالہ کی عدالت کے لئے ایک سٹینو گرافر کی یکصد روپیہ ماہوار پر ضرورت ہے۔ جگہ فی الحال عارضی ہے درخواستیں ۲۵ ماہ حال تک مسٹر بعدام صاحب ڈپٹی کمشنر گوجرانوالہ کے پاس پہنچنی چاہئیں۔

(۶) جنرل منیجر کان نمک کھیوڑہ ضلع جہلم کے لئے ایک سٹینو گرافر کی ضرورت ہے تنخواہ ۱۰۰-۴-۱۶۰ روپیہ ماہوار مکان مفت ۲۴ ماہ حال تک عرضی پہنچنی چاہئے۔ ۳۰ ماہ حال کو آزمائش ہوگی۔

(۷) ہندی جن کے پاس سیکنڈ میٹ کی سند ہو۔ بنگال پائلٹ سروس کی امیدواری کے لئے درکار ہیں۔ عمر تیس سال سے کم ہو۔ عرضی کا فارم و دیگر حالات سیکرٹری پبلک سروس کمیشن کنید ا ہوس شملہ سے ۱ اگست تک مل سکتے ہیں۔

(۸) ڈسٹرکٹ بورڈ گیا کو ایک تجربہ کار انجینئر کی ضرورت ہے ۲۰۰-۴۰-۱۰۰۰ روپیہ ماہوار ۵ اگست تک درخواستیں بنام چیئرمین [illegible]

(۹) سینٹ جان ایمبولنس ایسوسی ایشن پنجاب سنٹر کو ایک اسسٹنٹ سیکرٹری کی ضرورت ہے۔ لاہور میں رہنا ہوگا۔ انگریزی دان اور دیانت دار آدمی کے لئے عمدہ موقع ہے۔ درخواستیں بنام آر۔ آر۔ ایم بھنڈاری صاحب آنریری سیکرٹری منٹگمری پنجاب

(۱۰) ایک تجربہ کار گریجوایٹ ڈاکٹر کی ریاست کے ہسپتال کے لئے ضرورت ہے۔ تنخواہ ۲۵۰ روپیہ ماہوار۔ درخواستیں معہ نقول سندات ۱۵ راگست تک۔ بنام دیوان صاحب ریاست بانسواڑہ سینٹرل انڈیا۔

جرمن مسلم سوسائٹی کی بنیاد

ہم عرصہ دو سال کے تجربہ کی بنا پر اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ یہاں کے کام اور جماعت کو توسیع دینے اور مستحکم کرنے کی خاطر یہ اشد ضروری ہے کہ یہاں ایک جرمن مسلم سوسائٹی کی بنیاد رکھی جائے۔ علاوہ ازیں گذشتہ چند ماہ کے عرصہ میں بالخصوص ہمارے دوستوں اور معاونوں نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ ایسی سوسائٹی کا وجود قیام میں لایا جائے۔ بنا بریں ۲۲ رمارچ ۱۹۳۶ء کو ایک ایسی سوسائٹی کی بنیاد رکھی گئی اس کے قواعد و ضوابط مختصراً ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔ سوسائٹی عنقریب جرمن گورنمنٹ میں رجسٹر کرا دی جائے گی۔

مختصر قواعد و ضوابط

(۱) سوسائٹی (جو کہ مسلم اور غیر مسلم پر مشتمل ہوگی) کا نام "ڈائچ مسلیمش گزلشافٹ" یعنی جرمن مسلم سوسائٹی ہوگا۔ اور اس کا صدر مقام برلن ہوگا۔ اور سرکاری رجسٹر میں باقاعدہ رجسٹر کرا دی جائے گی۔

(۲) مقاصد :۔ ہر ممکن طریقہ سے نشر و اشاعت اسلام مثلاً بذریعہ تقاریر۔ اشاعت اسلامی لٹریچر وغیرہ۔ اس کے علاوہ نہ صرف مسلمانوں کے اندر حقیقی اسلامی اخوت کا پیدا کرنا۔ بلکہ مسلموں اور غیر مسلموں کے باہمی تعلقات کو بہترین بنانا اور ان کو تقویت دینا۔

چونکہ یہ سوسائٹی محض مذہبی سوسائٹی ہے۔ لہذا کسی قسم کی سیاسیات سے اس کا کوئی تعلق نہ ہوگا۔

(۳) ممبر :۔ ممبر تین قسم کے ہوں گے۔ اول مسلم ممبر۔ دوم غیر مسلم ممبر۔ سوم اعزازی ممبر۔ سالانہ چندہ ۵ مارک (۲½ روپیہ) ہوگا۔ اعزازی ممبروں سے کوئی چندہ نہیں لیا جائے گا۔

(۴) مجلس منتظمہ کے کل سات ممبر ہوں گے ان میں سے ۵ مسلم ممبر اور دو غیر مسلم ممبر۔ عہدہ دار صرف مسلم ممبر ہی ہو سکتے ہیں۔ امام برلن مسجد انتظامیہ کمیٹی کا مستقل ممبر اور جنرل سیکرٹری ہوگا۔ ممبروں کا انتخاب سالانہ ہر سال ستمبر میں ہوگا۔ اور سوسائٹی کا مالی سال اکتوبر سے ستمبر تک شمار ہوگا۔

(۵) آمد :۔ سوسائٹی کی آمد سالانہ چندے اور عطیہ جات ہوگی۔ اور ہر رسید خزانہ پر محاسب اور سیکرٹری یا پریذیڈنٹ کے دستخط ہوں گے۔ اسی طرح ہر خرچ کی رسید پر۔ اور سوسائٹی کا سارا روپیہ سوسائٹی کے نام پر کسی بنک میں جمع رہیگا۔

۴ مجلس منتظمہ کے موجودہ ممبر حسب ذیل ہیں:۔

(۱) ڈاکٹر حمید مارکوس صاحب پی۔ ایچ۔ ڈی۔	صدر
(۲) پروفیسر شیخ محمد عبد اللہ ایم۔ اے۔ امام مسجد	جنرل سیکرٹری
(۳) جناب عمر شوبرٹ صاحب	نائب سیکرٹری
(۴) جناب محمد طفیل احمد صاحب انجینئر	محاسب
(۵) ڈاکٹر ابو الحسن منصور صاحب پی ایچ ڈی	مسلم ممبر
(۶) جناب اہلیہ روشنگر	غیر مسلم ممبر
(۷) جناب جارج گوتسکو صاحب	غیر مسلم ممبر

خاکسار محمد عبد اللہ

مضمون نگار اصحاب

کی خدمت میں گذارش کہ میلاد نمبر کے لئے براہ مہربانی مضامین ارسال فرما کر ممنون فرمائیں۔

کوئی مضمون ڈیڑھ دو کالم سے زیادہ نہ ہو۔ ۲۹ رجولائی تک تمام مضامین اور نظمیں موصول ہونی چاہئیں۔ جن اصحاب کی خدمت میں خطوط لکھے گئے ہیں وہ خاص طور پر توجہ فرمائیں۔

(ایڈیٹر)

۳۰ اپریل والی تحریک

جلسہ سالانہ دسمبر ۱۹۲۹ء پر حضرت امیر کی تحریک پر جن احباب نے وعدہ کیا تھا کہ ۳۰ اپریل تک ہم حسب ذیل چندہ فراہم کرکے بھیجدیں گے۔ تاکہ برلن مسجد جلد سے جلد فک ہوسکے۔ اکثر احباب ایسے ہیں جنہوں نے اس تحریک میں اب تک کوئی حصّہ نہیں لیا نصف اپریل گذر چکا ہے۔ اگر انہوں نے کوئی کوشش کی ہے تو مجھے اس کا علم نہیں۔ لیکن جن احباب نے سالم وعدہ کا ایفا کیا یا وعدہ کا کچھ حصّہ پورا کیا ان کی فہرست حسب ذیل ہے۔ اس سلسلہ میں اگر کسی دوست نے رقم جمع کرکے بھیجی ہو اور فہرست میں نام شائع نہیں ہُوا تو مہربانی کرکے مجھے جلد مطلع فرمائیں۔ کہ کس تاریخ اور کس قدر رقم بھیجی ہے تاکہ اطمینان کے بعد میں نام شائع کرنے کے قابل ہوسکوں۔ دیگر احباب کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ بھی جلد ایفائے وعدہ کریں۔ ممنون ہوں گا۔

نمبر شمار	نام وعدہ کنندگان	رقم موعودہ: پائی	آنہ	روپیہ	رقم مرسلہ: پائی	آنہ	روپیہ	باقی: پائی	آنہ	روپیہ
۱	جناب ڈاکٹر حسن علی صاحب سمندری	-	-	۱۰۰	-	۸	۱۵	-	۸	۸۴
۲	جناب چودہری غلام حسن صاحب توبریوالہ	-	-	۵۰	۶	۹	۱۲	۶	۶	۳۷
۳	جناب ڈاکٹر سید مختار حسین صاحب لاہور	-	-	۴۰۰	-	-	۳۵	-	-	۳۶۵
۴	جناب سید غلام مصطفٰے شاہ صاحب لاہور	-	-	۳۰۰	-	-	۶۰	-	-	۲۴۰
۵	جناب بابو عبد الرحمٰن صاحب ایبٹ آباد	-	-	۵۰	-	-	۵۷			
۶	جناب پروفیسر محمد فاضل صاحب ایم، ایس، سی اسلامیہ کالج پشاور	-	-	۱۰۰	-	-	۱۰۳			
۷	جناب چودہری تفضیل احمد صاحب ریڈ منٹگمری	-	-	۱۳۴	-	-	۸۶	-	-	۴۸
۸	جناب ماسٹر انعام اللہ خان صاحب لورالائی	-	-	۲۰	-	-	۶	-	-	۱۴
۹	جناب چودہری احمد علی صاحب مرار	-	-	۲۵	-	۱۵	۲۸			
۱۰	جناب شیخ نیاز علی صاحب پنشنر صوبیدار کریانوالہ ضلع گجرات	-	-	۲۰	-	-	۷	-	-	سلہ ۱۳
۱۱	جناب بابو محمد صدیق صاحب ساروکی ضلع گجرات	-	-	۲۰	-	۱۰	۶	-	۶	۱۳
۱۲	جناب ملک کندل خان صاحب سفید ڈھیری پشاور	-	-	۵۰	-	-	۵۰			
۱۳	جناب ملک فضل کریم صاحب ٹھیکہ دار راولپنڈی	-	-	۲۰۰	-	-	۹۷	-	-	۱۰۳
۱۴	جناب بابو محمد حسین صاحب گوجرانوالہ	-	-	۵۰	-	-	۴۵	-	-	۵
۱۵	جناب سید مدثر شاہ صاحب پشاور	-	-	۲۰	-	-	۲۰			
۱۶	جناب شیخ میاں محمد صاحب لائل پور	-	-	۲۵۰	-	-	سلہ ۲۵۰			
۱۷	جناب شیخ محمد اسمٰعیل و حاجی مولا بخش صاحب لائل پور	-	-	۵۰۰	-	-	سلہ ۵۰۰			
۱۸	جناب قاضی نثار محمد صاحب پسرور	-	-	۲۰	-	۸	۳۹			
۱۹	جناب حافظ محمد حسن صاحب وکیل گجرات	-	-	۴۰۰	۷½	۵	۶۴	۴½	۱۰	۳۳۵
۲۰	جناب شیخ فضل کریم صاحب پشاور	-	-	۵۰	-	-	۲۵	-	-	۲۵
۲۱	جناب شیخ نیاز احمد صاحب وزیر آباد	-	-	۲۰۰	-	-	۱۰۰	-	-	۱۰۰
۲۲	جناب شیخ عبد الرحمٰن صاحب سب جج لاہور	-	-	۵۰	-	-	۷۰			
۲۳	جناب بابو روشن دین صاحب جالندھر	-	-	۱۰۰	-	-	۱۰۰			
۲۴	از جماعت لاہور چھاونی	-	-	۲۰۰	-	-	۱۰۰			۱۰۰
۲۵	جناب قاضی محبوب عالم صاحب گوجرانوالہ	-	-	۴۰	-	-	سلہ ۴۰			
۲۶	جناب منشی عبد الستار صاحب قصور	-	-	۲۰	-	-	۲۰			
۲۷	از جماعت شملہ	-	-	۱۱۰	-	۸	۱۲۴			
۲۸	جناب ڈاکٹر سید غلام مجتبیٰ صاحب لاہور	-	-	۲۵	-	-	۲۵			
۲۹	جناب قاضی سمیع اللہ صاحب سرگودہ	-	-	۵۰	-	-	۱۲	-	-	۳۸
۳۰	جناب ڈاکٹر غلام محمد صاحب لاہور	-	-	۱۲						
۳۱	جناب منشی عطا الہی صاحب مدرس کہروٹہ جموں	-	-	۴۰	-	-	۲۵	-	-	۱۵
۳۲	جناب ڈاکٹر عبد العزیز صاحب ہری پور	-	-	۲۵	-	-	۲۲	-	-	۳
۳۳	جناب شیخ عطا الہی صاحب کرنال	-	-	۵۰	-	-	۲۵	-	-	۲۵
۳۴	جناب چودہری غضنفر علی صاحب بدوملہی	-	-	۲۰	-	-	۲۰			
۳۵	جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب جہلم	-	-	۷۰	-	-	۴۰۸			
۳۶	محترمہ مسز مولوی عزیز بخش صاحب امرتسر	-	-	۱۰۰	-	-	۱۰۰			
۳۷	جناب سید امجد علی شاہ صاحب رہتک	-	-	۱۰۰	-	-	۱۰۰			

سلہ سالانہ جلسہ پر آپ نے ۱۳ روپے اپنی گرہ سے دئے تھے۔
سلہ خود ادا فرمائے۔ سلہ اپنی گرہ سے خود ادا فرمائے۔
سلہ آپ نے ۴۰ اور اڑھائی سو روپیہ قرضہ فنڈ والی رقم سے اس مد میں منتقل کرنے کا حکم دیا ہے جزاک اللہ خیرا

ان جملہ احباب کا شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالےٰ جزائے خیر عطا فرمائے۔ یہ بھی درخواست ہے کہ جن احباب کے نام اس فہرست میں کچھ بقایا ہے وہ ۳۰ اپریل سے قبل وصول کرکے رقم روانہ فرماکر مزید ممنون فرمائیں۔

محمد نصیب انچارج دفتر تحصیل احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

(بقیہ صفحہ ۳ کالم ۳)

لاباللہ وہ تو اس لئے گئے تھے کہ انہوں نے بر سنے وہ معیارات نبوّت (جو حضرت مرزا صاحب نے اپنی کتب میں لکھے ہوئے ہیں) سُنے۔ وہ تو دیکھنا چاہتے تھے کہ آیا حضرت مرزا صاحب ان معیارات پر نبی بھی ثابت ہوتے ہیں یا نہیں۔ مگر افسوس کہ قادیانی مولوی فاضل ان کی تسلّی نہ کرسکے۔ اور ان معیارات پر حضرت مرزا صاحب کو نبی ثابت نہ کرسکے۔

قادیانیوں کو چیلنج

آؤمیں اب بھی چیلنج کرتا ہوں اور وہ معیارات پیش کرتا ہوں جو حضرت مرزا صاحب نے اپنی کتب میں لکھے ہیں۔ اگر کسی قادیانی کو جرأت ہے تو وہ ان معیارات کو لے کر حضرت مرزا صاحب کو نبی ثابت کردیوے۔ اگر قادیانیوں کا جواب اثبات میں ہُوا تو پھر کسی دوسری اشاعت میں ان معیارات پر روشنی ڈالی جائے گی۔ آخر میں بندہ یہ بتانا چاہتا ہے کہ ذلتیں کن کو ہوئیں؟ یہ جہلم کی پبلک پر بخوبی روشن ہے۔ آؤ آج پھر دیکھ لو کہ ذلّت کس کی ہوتی ہے؟ تم بھی اپنا مولوی منگواؤ۔ اور ہم بھی منگواتے ہیں۔ دونوں مولویوں کو ایک مضمون پر لیکچر کے لئے دو مختلف جگہوں پر علیحدہ علیحدہ ایک ہی وقت پر کھڑا کر دیں گے۔ پھر دنیا دیکھ لے گی کہ پبلک کس کا لیکچر سنتی ہے۔ اور کس کو ذلت ہوتی ہے؟ والسلام

خاکسار عبد العزیز خلف شیخ قمر الدین صاحب سوداگر چشمہ جہلم

ایک غلط فہمی کا ازالہ

۷ مارچ ۱۹۳۰ء کے پیغام صلح میں ایک نامہ نگار صاحب نے اپنے مضمون بعنوان "امہات المومنین کی روایت حدیث میں اہلحدیث کو مخاطب کیا ہے۔ لکھتے ہیں کہ "حدیث کی صحیح کتابوں میں بعض ایسی باتیں ہیں جو مومنوں کی شان سے بعید ہیں۔ ایک وقت چند ازواج مطہرات نے مشورہ کرلیا تھا کہ کہ رسول کریم کو دھوکا دیں۔ ہم میں سے جس کسی کے پاس تشریف لائیں وہ آپ سے کہے کہ آپ کے منہ سے مغافیر کی بو آتی ہے اور اس دن رسول کریم نے ایک بیوی کے پاس کچھ شہد کھایا تھا اس کے بعد کئی ازواج مطہرات نے ایک ہی بات آپ سے عرض کی کہ آپ کے منہ سے مغافیر کی بُو آتی ہے۔ چونکہ معاذ مہر کی بُو رسول صلعم کے منہ سے نہیں آتی تھی بلکہ آپ کو دھوکا دینے کے لئے یہ افترا بنایا گیا تھا اس لئے ان کا یہ فعل نہایت مذموم تھا اگر ایسے قصّے غلط ہیں تو ان کو حدیث کی صحیح کتابوں میں کیوں درج کیا گیا ہے اور اگر صحیح ہیں تو ان کی روایت قبول کرنے سے محدثین نے کیوں انکار کیا" وغیرہ اور یہ بھی درج ہے کہ تمام اخبار و آثار ظنّی اور غیر معتبر اس وجہ سے ہو جاتے ہیں کہ ازواج مطہرات کی اس میں رعایت کی گئی ہے۔ اور ممکن ہے کہ اسی طرح دوسری روایات کی بھی رعایت کی گئی ہو۔ بدایں وجہ روایت کے عادل اور ثقہ ہونے پر شرط قائم نہیں کی جاسکتی۔ وغیرہ۔

واضح ہو کہ مذکورہ عبارت سے نامہ نگار صاحب کا مطلب یہ پایا جاتا ہے کہ ایسی احادیث جمع کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ چونکہ ننگ کی باتیں ہیں بلکہ ممکن ہے کہ یہ واقعات غلط بھی ہوں پس گذارش ہے کہ مشکوٰۃ کتاب النکاح باب الخلع و الطلاق کے فصل اوّل میں متفق علیہ یہ حدیث حضرت عائشہؓ سے مروی ہے اور یہ الفاظ اس میں موجود ہیں کہ کان یمکث زینب و شرب عندھا عسلا اور یہ الفاظ بھی ہیں کہ قد خل علی احد ھا فقالت له ذالک۔ فقال لا باس۔ اس سے صاف متشرح ہے کہ حضرت عائشہ اور حفصہؓ دونوں میں سے کسی ایک کے پاس حضرت نبی صلعم تشریف لائے تو اس بی بی نے کہا کہ آپ کے منہ سے مغافیر کی بُو آتی ہے؟ اس بات کے کہنے سے مقصود یہ تھا کہ نبی صلعم زینب کے گھر شہد نوشی کی وجہ سے زیادہ دیر ٹھہرا کرتے ہیں وہ کم ہو جائے۔ نبی صلعم فوراً اس رمز سے آگاہ ہوکر زبان مبارک سے لا باس فرماتے ہیں۔ یعنی کچھ مضائقہ نہیں۔ اور شہد کو خود پر حرام کر لیتے ہیں۔ ملحوظ ہو کہ یہ آپس کی قرۃ محبت ہے نہ کہ دھوکا۔ پھر آگے سنئے کہ اس واقعہ پر قرآن شاہد ہے یعنی سورۂ تحریم میں وارد ہے کہ یا ایھا النبی لم تحرم ما احل اللہ لک تبتغی مرضات ازواجک یعنی اے نبی اپنی بیویوں کی رضامندی کے لئے اللہ کی حلال کی ہوئی چیز خود پر کیوں حرام کرلیا ہے اور وارد ہے کہ قد فرض اللہ لکم تحلۃ ایمانکم یعنی خدا تمہاری قسموں کو کفارہ سے کر توڑ دینے کا حکم دیتا ہے۔ نامہ نگار صاحب کے ملحوظ خاطر ہو کہ نبی صلعم کے متعلق جو واقعہ نص قرآنی سے خبر دینے والا ہو ہرگز نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ نیز ملحوظ ہو کہ محدثین رحمہم اللہ نے جو کل احادیث کو بہ تکرار جانفشانی جمع کردیا ہے وہ اس بنا

خبریں

—— پنجشنبہ کو پونے آٹھ بجے شام کے قریب نارتھ ویسٹرن ریلوے ورکشاپ مغل پورہ میں آگ لگ گئی۔ جو ریلوے کے فائر بریگیڈ نے فوراً موقع پر پہنچ کر بجھادی۔ اگرچہ آگ نصف گھنٹے میں فرو ہوگئی لیکن بریگیڈ زیادہ دیر تک اپنے کام میں مصروف رہا تاکہ دوبارہ آتشزدگی رونما نہ ہوجائے۔

—— لائل پور ۱۸ ستمبر۔ رام لیلا کمیٹی نے فیصلہ کیا ہے کہ وہ ڈپٹی کمشنر کے رویے کے خلاف احتجاج کے طور پر اس دفعہ دسہرے کا تہوار نہیں منائے گی۔ کیونکہ سرکردہ ہندوؤں کا ایک وفد رام لیلا کی جلوس و ترتیب کے متعلق ڈپٹی کمشنر سے ملنا چاہتا تھا۔ لیکن انہوں نے ملاقات سے انکار کر دیا۔

—— مہتمم صاحب ریاست لاہور کو ریذیڈنسی حیدرآباد دکن کی طرف سے یہ اطلاع موصول ہوئی ہے کہ اعلیحضرت شہریار دکن کی حکومت نے وہ حکم منسوخ کر دیا ہے جس کی رو سے دکن میں روزنامہ ریاست کا داخلہ آج سے چھ سال پیشتر ممنوع قرار دیا گیا تھا۔

—— روزنامہ پرتاپ لاہور سے پانچ ہزار روپے کی جو ضمانت جمع کر رکھی تھی آج پریس آرڈیننس کے مطابق اُسے ضبط کر لینے کا حکم صادر کیا گیا۔ اس لئے کل پرتاپ کا کوئی پرچہ شائع نہیں ہوگا۔

—— پنجاب میں برطانی ادویات کے مقاطعہ کی یونین کے سیکرٹری نے اطلاع دی ہے کہ لاہور، راولپنڈی، پشاور اور گوجرانوالہ کے پچیس ڈاکٹروں انگریزی دوا فروشوں نے ایک عہدنامہ پر دستخط کر دیئے ہیں۔ کہ وہ انگریزی ساخت کی کیمیکل اشیاء اور ادویات کو نہ خریدیں گے نہ بیچیں گے اور نہ استعمال کریں گے اس عہدنامہ پر اس وقت عملدرآمد ہوگا۔ جب ان کا موجودہ ذخیرہ ختم ہوجائے گا۔ یونین نے دوسرے ڈاکٹروں اور کیمسٹوں سے بھی اس عہدنامہ پر دستخط کرنے کے لئے اپیل کی ہے۔

—— قسطنطنیہ کی ایک اطلاع سے پایا جاتا ہے کہ بعض غیر ملکی اداروں نے ترکی کی مرتب کردہ حکمت عملی پر خوف و ہراس کا اظہار کر رہے ہیں۔ بالشویکی اداروں میں خاص طور پر خطرے کا اظہار کیا جا رہا ہے۔

فرانسیسی حکام کرزوں کے بعض رہنماؤں کو جو شام کی حدود کے اندر قیام پذیر تھے حلب میں لے آئے ہیں۔ اور ان کی نقل و حرکت پر قیود عاید کر دی ہیں۔ یہ کارروائی کرد باغیوں اور ترکی افواج میں جنگ کے باعث عمل میں آئی ہے۔

—— لندن ۱۸ ستمبر۔ سول اینڈ ملٹری گزٹ کا نامہ نگار خصوصی رقمطراز ہے۔ کہ مزدوران ہند کے رہنما دیوان چمن لال نے گول میز کانفرنس میں شریک ہونے کی دعوت قبول کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ اس سے لندن میں حیرت و استعجاب کا اظہار نہیں کیا گیا۔ اور پیشگوئی کی جاتی ہے کہ ابھی اور اصحاب بھی شرکت سے انکار کریں گے۔

کانفرنس کے حامی ہندوستانی حلقے دفتر ہند اور حکومت ہند کے نقصان رساں تدبیر پر اظہار رائے کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ کانفرنس کے نمائندوں سے قطعی منظوری لینے کے بعد ان کے نام شائع کرنے چاہئیں تھے۔

لندن ۱۸ ستمبر۔ حال ہی میں کارڈف کی بندرگاہ میں جو ہولناک فساد ہوا تھا اور جس میں سینکڑوں عربوں اور شمالی کے ملاحوں نے بے روزگار غیر یورپین ملاحوں کے نام رجسٹر کرنے کی جدید طرز کے خلاف احتجاج کرنے میں حصہ لیا تھا۔ دو آدمیوں یعنی صالح محمد اور حلیمین علی کو کل ڈیڑھ سال قید بامشقت کی سزا دی گئی۔ فساد برپا کرنے اور پولیس پر حملہ کرنے کے جرم میں دو اور آدمیوں کو ایک ایک سال چار کو چھ چھ ماہ اور چار کو چار چار ماہ قید بامشقت کی سزا دی گئی۔

—— شملہ ۲۰ ستمبر۔ گذشتہ ہفتے میں وائسرائے نے سرحدی حملوں کے سلسلے میں پانچ تمغوں کی منظوری دی۔ اب سرحد کرم پر قابل قدر خدمات انجام دینے کے صلے میں چار اور تمغوں کا اعلان کیا گیا ہے۔

کرم کی ملیشیا کے صوبیدار ناظر حسین اور حمیداللہ گل علی کو انڈین آرڈر آف میرٹ درجہ دوم کے تمغے دیئے گئے۔

محمد اکبر حولدار اور حنیف جان سپاہی کو انڈین ڈسٹنگوشڈ سروس میڈل (ہندوستان کی نمایاں خدمات کا تمغہ) دیا گیا۔ یہ دونوں بھی کرم کی ملیشیا سے تعلق رکھتے ہیں۔

—— حکومت پنجاب کے تازہ ترین گزٹ میں اعلان کیا گیا ہے کہ انڈین ایگریکلچرل سروس اور انڈین ویٹرنری سروس کی جگہ پنجاب ایگریکلچرل سروس کلاس (۱) اور پنجاب ویٹرنری سروس کلاس کے محکمے قائم کئے گئے ہیں۔ اس لئے موجودہ پنجاب ایگریکلچرل اینڈ ویٹرنری سروس پنجاب ایگریکلچرل سروس کلاس (۲) اور پنجاب ویٹرنری کلاس دار شمار کئے جائیں گے۔

—— لاہور ۲۰ ستمبر۔ خان بہادر شیخ عبدالعزیز کے ضلع گورداسپور میں بطور سپرنٹنڈنٹ پولیس تبادل ہونے پر ان کے اعزاز میں خان بہادر سید مراتب علی نے ڈنر پارٹی دی۔ مختلف اقوام کے تقریباً پچاس اصحاب اور چند ایک یورپین بھی تقریب میں شامل ہوئے۔ خان بہادر مراتب علی نے معزز مہمان کا ٹوسٹ تجویز کرتے ہوئے خان بہادر عبدالعزیز کی قابل قدر خدمات کا عمدہ پیرایہ میں ذکر کیا۔ ڈاکٹر سر گوکل چند نارنگ دیوان بہادر پنڈی داس نے ڈاکٹر سر محمد اقبال خان بہادر مرزا ظفر علیخان سابق جج لاہور ہائیکورٹ اور حکیم احمد شجاع نے بھی آپ کی اعلیٰ قابلیت کی تعریف و توصیف کی۔

—— ناگپور ۱۲ ستمبر۔ پولیس نے ضلع بیتول کے پوردہی گاؤں میں کچھ اشخاص گرفتار کئے۔ کئی سو گونڈ گرفتار شدہ اشخاص کو چھڑانے کے لئے جمع ہوگئے۔ پولیس پر لکڑیوں اور پتھروں سے حملہ کیا گیا۔ چنانچہ پولیس کو گولی چلانی پڑی۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ گولی چلانے کا نتیجہ یہ ہوا چار گونڈ ہلاک اور پچاس مجروح ہوئے۔

—— علیگڈھ ۱۲ ستمبر۔ نواب مزمل اللہ خاں ۱۸۳ آراء کے مقابلہ میں ۱۹۳ آراء سے کونسل آف سٹیٹ کے رکن منتخب ہو گئے ہیں۔

—— رائٹر کا بیان ہے کہ اگرچہ گول میز کانفرنس کی صدارت کے متعلق کوئی فیصلہ نہیں ہوا۔ تاہم لندن میں عام طور پر خیال کیا جاتا ہے کہ مسٹر رمزے میکڈانلڈ ابتدائی اجلاس کی صدارت کریں گے۔ بہرحال کانفرنس کے کام کی نوعیت سے واضح ہوتا ہے کہ کام کا زیادہ حصہ مندوبین کی کمیٹیاں انجام دیں گی۔

—— بیان کیا جاتا ہے کہ غالباً لارڈ پیل۔ لارڈ ونٹرٹن۔ لارڈ ریڈنگ اور سر ہربرٹ سیموئیل قدامت پسند اور لبرل جماعتوں کے نمائندے ہوں گے۔

—— دہلی ۲۰ ستمبر۔ آدھی رات کے وقت پولیس نے مقامی ستیاگرہ آشرم پر پھر چھاپا مارا۔ اور اس کی مکمل تلاشی لے کر تمام کاغذات جھنڈے اور دیگر اشیاء اٹھا کر لے گئی۔

پولیس نے ۱۴ رضاکار گرفتار کر لئے۔ جن میں دہلی کی جنگی کونسل کے چوتھے ڈکٹیٹر مولانا احمد سعید بھی شامل ہیں۔

—— لندن ۱۹ ستمبر۔ انڈین نیشنل کانگرس کی شاخ لندن نے اپنے ایک جلسے میں فیصلہ کیا ہے کہ کانگرس کی پالیسی پر عمل کیا جائے۔ اور اشتراکی جماعت سے قطع تعلق کر لیا جائے۔

—— ماسکو ۲۰ ستمبر۔ حکومت کے سیاسی محکمے نے آٹھ اشخاص کو جو چاندی سونے کے سکے جمع کرنے اور مخالف اشتراکیت شورش کی تحریک کے سرغنے سمجھے جاتے ہیں موت کی سزا دی ہے۔ سو سے زیادہ اشخاص کو مختلف میعادوں کے لئے جلاوطنی کی سزا دی گئی ہے۔

—— پنجاب پراونشل کانگرس کمیٹی نے سکھوں کے مطالبے کی تعمیل میں زعفرانی رنگ قومی جھنڈے میں شامل کرنے کا فیصلہ کر کے تمام ڈسٹرکٹ کانگرس کمیٹیوں کو ہدایت کی ہے کہ وہ اس رنگ کو شامل رکھیں [illegible] کی ہے کہ سارے ہندوستان کے قومی جھنڈے میں اس رنگ کو شامل کیا جائے۔

—— آج شام کو یونائیٹڈ سروس کلب نے لارڈ ارون کو الوداعی دعوت طعام دی۔ مہمانوں میں کمانڈر ان چیف اور متعدد اعلیٰ فوجی اور سول حکام شریک ہوئے۔

—— لندن ۲۰ ستمبر۔ یہاں کی انڈین سٹوڈنٹس یونین (جمعیت طلبہ ہند) سے تعلق رکھنے والے اکثر طلبہ آئندہ اجلاس میں ایک ضروری قرارداد پیش کر کے اس بات پر زور دیں گے کہ خواہ حالات کچھ ہی ہوں۔ یونین کے کسی کارکن کو گول میز کانفرنس کے کسی نمائندے کی خاطر مدارات نہیں کرنی چاہئے۔

—— بیونس آئرز ۱۹ ستمبر۔ برطانیہ ریاستہائے متحدہ اور ہالینڈ نے ارجنٹائن کی جدید حکومت کو تسلیم کر لیا گیا ہے۔

—— عرب طلباء کی دوسری کانفرنس اگلے ماہ میں منعقد ہوگی۔ ظاہر ہے کہ اب عرب طلبہ محسوس کرنے لگے ہیں کہ مستقبل میں انہیں اپنے وطن کے آدمی بننا ہے۔ اس لئے وہ ایک دوسرے کو سمجھنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اور باہمی تعاون کو ترقی دے کر اشتراک عمل کے اصول پر کاربند ہونے کی عادت ڈال رہے ہیں۔

—— حیفہ کا ایک پیغام مظہر ہے کہ حکومت فلسطین نے جریدہ العنیات کو غیر معین مدت تک اشاعت بند رکھنے کا حکم دیدیا ہے کیونکہ جریدہ مذکور میں احمد زکی پاشا کی تقریر جو انہوں نے ایک مجمع میں کی تھی شائع ہوئی تھی۔

—— حیفہ کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ یروشلم میں عربی کالج کے آٹھ طلبا اس مدرسہ کالج سے خارج کر دئیے گئے ہیں کہ انہوں نے ایسی بات میں حصہ لیا جس سے ان کا تعلق نہ تھا۔ معلوم ہوا ہے کہ انہیں کالج سے نکالنے کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے اس روز جب تین عرب شہداء کو موت کی سزا دی گئی تو ہڑتال کر دی تھی۔

—— امرتسر ۲۰ ستمبر۔ بدیشی کپڑے کی فروخت کے متعلق کانگرس اور مقامی تاجروں میں سمجھوتہ ہوگیا ہے کل سے پکٹنگ اٹھادی جائے گی۔

مفاہمت کی شرائط یہ ہیں کہ تاجر باہر سے مال منگانے والے اور دلال اپنے موجودہ مال میں سے کپڑا فروخت کرنے کے لئے کانگرس سے لائسنس حاصل کریں۔ اور اس کے لئے کچھ فیس ادا کریں جس کی شرح دو روپے سے پانچ روپے تک ہوگی۔ معلوم ہوا ہے کہ آج جب کانگرس کے بعض نمائندے لائسنسوں کا معاوضہ وصول کر رہے تھے۔ تو لاٹھیوں سے مسلح پولیس نے چند اشخاص کو گرفتار کر لیا۔ ان میں سیٹھ رادھا کشن بھی شامل تھے۔ جو پکٹنگ کا موثر انتظام کرنے کے ذمہ دار ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ انہوں نے ہی کانگرس کی طرف سے تاجروں کے ساتھ سمجھوتہ کیا۔ پولیس نے باقی ملزموں کو رہا کر دیا۔ لیکن سیٹھ رادھا کشن ابھی تک زیر حراست ہیں۔

—— ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ دہلی کی عدالت میں مسٹر فرید الحق انصاری بیرسٹر ایٹ لا کے مقدمہ زیر دفعہ ۱۷ کی سماعت ہوئی۔ رائے بہادر ملک دیوی دیال نے کانگرس کے دفتر پر چھاپہ مارنے اور گرفتاریوں کی تفصیلات بتائیں۔ مسٹر فرید الحق نے مقدمہ کی کارروائی میں حصہ نہیں لیا۔ مقدمہ کل پر ملتوی ہوا۔

—— مدراس ۲۰ ستمبر۔ جب سی کلاس کے ستیہ گرہی قیدیوں میں سے ایک نے جیل میں قومی جھنڈا بلند کیا۔ تو کنانور کے سنٹرل جیل میں قومی گیت گائے۔ اور بندے ماترم کے نعرے بلند کئے گئے۔ ان لوگوں کا سرغنہ قید تنہائی میں رکھا گیا۔ تمام شام تک مظاہرہ جاری رہا۔ اور قیدی جبراً کوٹھڑیوں میں بند کر دئے گئے۔ پھر بھوک ہڑتال کی گئی۔ جو بعد میں ترک کر دی گئی۔

—— ہوشیارپور ۱۲ ستمبر۔ ماسٹر مالکشن عرف بالا مرنورپس سیکرٹری بال بھارت سبھا کو زیر دفعہ ۱۰۸ ڈی فینس نمبر ۷ ۱۹۳۰ء گرفتار کر لیا گیا۔ اس کے مقدمہ کی سماعت پنڈت لیکھراج ترکھا ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی عدالت میں ۲۶ ماہ حال کو ہوگی۔

—— نیویارک ٹائمز نے ایک مضمون شائع کیا ہے جس میں درج ہے کہ آج ٹائمز کے دفتر کے سامنے گاندھی ٹوپی رکھی گئی تھی۔ جو بہت زیادہ جاذب نظر ہو رہی تھی۔ ایک ہجوم اس کو دیکھنے کے لئے جمع رہتا ہے۔ گاندھی ٹوپی اور چرخہ مسٹر جارج ایم گرے نے ٹائمز کو نمائش کے لئے دیا گیا تھا۔

نظر انداز کرکے صرف مطابقتوں کو دیکھ لینا چاہئے۔ کہ وہ کس قدر نذرر کے ساتھ موجود ہیں۔ اور آج بھی صاف صاف بتلا رہی ہیں۔ کہ ہندوستان کے ہندو بھائی اور مسلمان بھائی دونوں قدیم سے سگے بھائی ہیں۔ یہ ایک ہی قوم ایک ہی مذہب اور ایک ہی زبان رکھتے تھے۔ ان کے باپ دادا اور روایات ایک ہی ہیں۔ کاش یہ اب پھر ایک ہو جائیں۔ اور کھوئی ہوئی عزت مل جل کر بچا سکیں۔ موجودہ دوئی کا سوال بالکل جہالت اور دشمنوں کی خود غرضی سے پیدا ہوا ہے۔

حالات کی مطابقت

(۱)	ابراہیم علیہ السلام	سری رام چندر جی
(۲)	لوط علیہ السلام انکے رفیق	لچھمن جی
(۳)	سارہ۔ سرہ۔ (سیتا)	سیتا جی
(۴)	فرعون (مصری بادشاہ کا لقب)	راون رکھشس
(۵)	مصر (دکھن کا ملک)	دکھن (لنکا)
(۶)	ابراہیم کی لوط علیہ السلام اور سارہ کے ساتھ جلاوطنی	سری رام چندر جی کی لچھمن جی اور سیتا جی کے ساتھ جلا وطنی (بن باس)
(۷)	ہاجرہ و اسمٰعیل کا بن باس	سیتا جی کا دیدہ فتح بن باس
(۸)	اسمٰعیل کی جنگل میں پیدائش	لو کش کی جنگل میں پیدائش
(۹)	بی تطورہ کا بن باس	"
(۱۰)	ابراہیم کا سرہ کے ساتھ جنوبی ملک کا سفر	رام چندر جی کا سیتا جی کے ساتھ جنوب (دکھن) کا سفر
(۱۱)	فرعون کا سرہ کو چھین لینا۔	سیتا جی کو راون کا چھین لینا۔
(۱۲)	سرہ کا باعث رہنا فرعون کے گھرانے پر تباہی	سیتا جی کا باعصمت رہنا۔ راون کے گھر پر تباہی۔
(۱۳)	سرہ کی واپسی	سیتا کی واپسی
(۱۴)	لوط کی علیحدگی	لچھمن جی کا تیاگنا
(۱۵)	ہاجرہ کا چھوڑنا	سیتا جی کا تیاگنا
(۱۶)	ابراہیم کو آگ میں گرانا اور ان کا صحیح وسلامت باہر نکلنا۔	سیتا جی کا آگ میں گھسنا اور صحیح وسلامت باہر نکلنا۔
(۱۷)	اسمٰعیل سے سوتیلی ماں کی بدسلوکی	رام چندر جی سے سوتیلی ماں کی بدسلوکی۔
(۱۸)	اسمٰعیل کا بن باس	رام چندر جی کا بن باس
	"	لکش۔ لو کا بن باس
(۱۹)	ابراہیم کی وحدانیت۔ سچائی پاکبازی۔ ایمان۔ وعدہ کی سرزمین پیغمبری۔	رام چندر جی کی وحدانیت۔ سچائی پاکبازی۔ ایمان۔ فتح کی بشارت۔ اوتار۔
(۲۰)	ابراہیم کا سیاحت کرتے پھرنا	رام چندر جی کا بن باس میں پھرنا
(۲۱)	ابراہیم کا سمندر پار جانا	رام چندر جی کا سمندر پار جانا
۲۲	ابراہیم کا جنوبی ملک سے واپس آنا۔ دولت وحشمت	رام چندر جی کا جنوبی (دکھنی) ملک لنکا سے واپس آنا۔ دولت حشمت
(۲۳)	ابراہیم کا قربانی کی رسم ادا کرنا	جسرتھ جی کا یگیہ۔ رامچندر جی کا یگیہ
(۲۴)	ابراہیم کی تین بیبیاں تھیں	جسرتھ جی کی تین بیبیاں تھیں۔
(۲۵)	سرہ۔ ہاجرہ۔ قطورہ	کوشلیا۔ کیکئی۔ سمترہ
(۲۶)	تینوں با اولاد ہوئیں	تینوں با اولاد ہوئیں۔
(۲۷)	ابراہیم کا سرہ کا کہنا ماننا	جسرتھ جی کا کیکئی کا کہنا ماننا
(۲۸)	بڑے بیٹے کی جلاوطنی	بڑے بیٹے رامچندر جی کی جلا وطنی
(۲۹)	اسحاق دوسرے بیٹے کا وطن میں رہنا	بھرت کا وطن میں رہنا۔
(۳۰)	ابراہیم نے اولاد کے لئے فرشتہ کو دعوت دی	جسرتھ نے اولاد کے لئے اشو میدھ یگیہ کیا اور دیوتاؤں کو دعوت دی۔
(۳۰)	ابراہیم اور ملک صدق کی لڑائی۔	رام چندر جی اور پرشرام جی کا مقابلہ۔
(۳۱)	ملک صدق کاہن تھا	پرشرام جی برہمن تھے۔
(۳۲)	ابراہیم نے دشمنوں کو مارا اور شکست دی	رام چندر جی نے راکشسوں کو مارا اور شکستیں دیں۔
(۳۳)	ابراہیم کی بات کہ میں کنوارا ہوں۔	رام چندر جی کی بات (سروپ نکھا سے) کہ لکشمن کنوارا ہے۔
(۳۴)	لوط کی گرفتاری	لچھمن جی کی مصیبت۔ زخم میں پھنسنا
(۳۵)	ابراہیم نے لوط کو دشمنوں کے ہاتھ سے بچایا۔	رام چندر جی نے لچھمن جی کو دشمنوں کے ہاتھ سے بچایا۔
(۳۶)	صادق کا آنا۔	ہنومان سگریو کا ملنا۔
(۳۷)	اسکال۔ انیر کے بھائیوں نے لوط کی بابت ابراہیم کو خبر دی اور مدد کی۔	سگریو۔ ہنومان نے مدد دی۔ اور خبریں دیں
(۳۸)	ہاجرہ کی روانگی	سیتا جی کی روانگی
(۳۹)	فرشتہ کا تسلی۔ تشفی دینا	والمیک جی کا تسلی وتشفی دینا۔
(۴۰)	میدانی چشمہ آب زمزم	میدانی چشمہ
(۴۱)	اسمٰعیل کی ولادت	کش کی ولادت
(۴۲)	ابراہیم کو فرشتہ نظر آنا	رام چندر جی کے پاس والمیک جی کا آنا۔

آپ حیران نہ ہوں

یہ مطابقت بے وجہ نہیں۔ بے سود نہیں بے اصل نہیں۔ بلکہ یہ مطابقت ہماری ہزاروں سال کی تاریخوں کو یاد دلاتی ہے۔ جب ہم سب ہندو۔ مسلمان۔ عیسائی۔ سکھ بھائی تھے۔ اور ایک خدا کو رحیم۔ رحمان اور رام کے نام سے پوجتے تھے۔ اور ابراہیم اور رام دونوں ایک ہی رسول اللہ (اوتار کے دو نام ہیں)

جو ہم سب ہندو۔ مسلمانوں۔ عیسائی۔ سکھوں کا مقدس بزرگ اور رہنما تھا۔ اور ہم سب عربی عبرانی ہندوستانی اور نزکی قومیں اسی کی نسل ہیں۔ لہذا بات دراصل ایک ہے۔ خواہ اللہ۔ رحیم۔ رحمٰن کہو خواہ اسے رام۔ ایشور۔ ست سری اکال کے مقدس ناموں سے پکارو۔

ایک ہی نسل آل ابراہیم کے . . . .

مدتوں الگ رہنے اور دور دور رہنے سے مذہبی رسم و رواج۔ زبان۔ روایات میں جو فرق پڑ گیا ہے۔ ہمیں چاہئے کہ ہم اس باہمی اختلاف کو مٹائیں۔ اور اپنے مشترکہ بزرگوں۔ رسولوں۔ رشیوں کی مل جل کر تعظیم اور عزت کریں۔

اتنی اصلی مطابقت کے بعد دوئی کا جھگڑا فضول ہے۔

بھائیو! آؤ۔ ہم اپنے بزرگوں کی خاطر اپنے مقدس ملک کی بھلائی کے واسطے اور موجودہ نسلوں کے چین و آرام اور آئندہ آنے والی نسلوں کی بھلائی کے لئے پھر باہم مل جل کر ایک ہو جائیں۔ جیسے کہ پہلے ایک قوم ایک مذہب تھے۔ اور از سر نو بھائی بھائی بن کر ملک اور انسانیت کی ڈوبتی ناؤ کو بچا لیں۔ یاد رکھو کہ اب بھی اگر ہم سب مل کر ایک دل ایک زبان ایک قوم نہ بنے تو سب کے سب تباہ و برباد ہو جائیں گے۔ خدا کرے ایشور کرپا کرے کہ مدتوں کے بچھڑے بھائی ہندو مسلمان۔ سکھ اور عیسائی پھر باہم مل جائیں۔ ایک ہو جائیں۔ اور سارے جھگڑے چھوڑ کر صرف ہندوستان کے ہی ہم ہندوستانی ہمارا زبانوں اور دلوں پر رہ جائے۔

اس مضمون پر زبردست علمی۔ تاریخی۔ فلاسفیکل مفصل کتاب کا انتظار کیجئے۔ جو ہم عنقریب طبع کرائیں گے۔ فقط والسلام

بنی نوع انسان کا خیر خواہ

پروفیسر پیرزادہ ابراہیم حنیف ربانی سری کرشن اسمبلی،
حال مقیم لاہور۔ یونیورسٹی لائبریری سیکشن
دیوالی مبارک

پیغام صلح } ہمیں افسوس ہے کہ ہم پیرزادہ صاحب کے اس قیمتی مضمون سے بہت سی باتوں میں اختلاف رکھتے ہیں۔ رام چندر جی اور ان کی رامائن کے متعلق جو کچھ ہمارے خیالات تھے وہ ہم "پیغام صلح" کے گذشتہ دو تین نمبروں میں بیان کر چکے ہیں۔ نئے سرے سے اس موضوع پر بحث کرنے کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔ امید ہے کہ پیرزادہ صاحب صاف بیانی کے لئے ہمیں معاف فرمائیں گے۔

(بقیہ مضمون صفحہ ۲ کالم ۲)

ہمارے دوست شیخ محمد یوسف صاحب گرسنی کا نکاح رحیمن بیگم صاحبہ سابق پنڈتہ شانتی دیوی کے ساتھ مورخہ ۴ر اکتوبر کو مسجد احمدیہ میں منعقد ہوا۔ مہر ۵۰۰ روپیہ مقرر ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس نکاح کو بابرکت بنائے۔ مولوی لال حسین صاحب بھی شکریہ کے مستحق ہیں۔ کہ جنہوں نے مبلغ تیرہ روپیہ شیخ صاحب سے زبردستی چھین کر دوستوں کو نہایت پرتکلف پارٹی دی۔ افسوس صرف اس بات کا ہے کہ شیخ صاحب اور ان کی بیگم صاحبہ نے اس پارٹی سے سینہ گرہ کیا۔ تاہم دوستوں کی دعا یہی تھی کہ گرسنی صاحب کو خانہ نصیب ہو۔ اس پر لطف تقریب میں شمولیت سے مولوی عصمت اللہ صاحب محروم رہے۔

مراسلات

ایک مسلمان لڑکے کا خون ناحق

ویراول کے ہندوؤں کے خلاف صدائے احتجاج

مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب السلام علیکم۔

مذکور بالا عنوان سے بمبئی کے اخبار "خلافت" میں یہ خبر مورخہ ۱۷ر اکتوبر ۱۹۳۹ء کو میرے ایک کرم فرما دوست نے شائع کی۔ قارئین "پیغام صلح" کی اطلاع کی خاطر یہ مراسلہ برائے اشاعت ارسال کیا جاتا ہے امید ہے کہ اس خبر کو آپ اپنے اخبار میں جگہ دیکر ہم کو بہت بہت ممنون فرمائیں گے:۔

بتاریخ ۱۴ر اکتوبر شب کو کھنڈوانی بلڈنگ میں میمنی جماعت کے پٹیل حسن میاں صاحب کی صدارت میں ایک جلسہ منعقد کیا گیا۔ جلسہ میں مسلمانوں کی کافی تعداد شریک تھی۔ ویراول میں ایک ناکردہ گناہ مسلمان بچے کو ہندوؤں کے بے دردانہ شہید کر دینے پر صدائے احتجاج بلند کیا گیا۔ اور حاضرین نے باتفاق رائے صدر صاحب سے درخواست کی کہ جلسہ کی کارروائی مقامی اخبارات میں شائع کی جائے۔ اور نواب صاحب جوناگڈھ اور دیوان صاحب ریاست مذکورہ کو اطلاعاً ایک ایک تار بھیجا جائے۔ جس کا مضمون یہ ہو کہ ویراول میں اس خون کی خبر سن کر مسلمانان بمبئی عموماً اور جماعت میمنی میں خصوصاً ایک ہیجان برپا ہوا ہے۔ اور وہ ویراول کے ہندوؤں کے خلاف غصہ اور نفرت کا اظہار کرتے ہیں۔ اور نواب صاحب و دیوان صاحب موصوف سے انصاف کی امید رکھتے ہیں۔

حسن میاں پٹیل جماعت مسلمانان میمنی بمبئی نمبر ۳

حسن میاں پٹیل آف جوناگڈھ جو میرے دوست ہیں ان کا بیان ہے کہ شامت سے ہندوؤں نے اس لڑکے کو کلوروفوم سے بیہوش کرکے بعد اس کی پیٹھ وغیرہ میں رسی زور سے باندھ رکھی تاکہ خون اوپر کو چڑھ آسکے۔ اور جب کہ لڑکا چلانے لگا تب اس مندر کے پجاریوں نے بڑے زوروں سے گھنٹیاں بجانی شروع کیں۔ تاکہ اس کی آواز باہر نہ نکل سکے۔ اس کے دو آنکھوں میں اور دو کانوں میں میخیں گڑھوا دیں۔ اور پیٹھ پر بھی جراح سازی کی۔ اس کے بعد اس کا خون ان ظالم ہندوؤں نے اس منحوس مورتی پر چھڑکا۔

مسلمانو!!! یہ ہیں ہندوؤں کی ستم ظریفیاں۔ کاش مسلمان اب بھی آنکھیں کھولیں۔ بعد میں اس لڑکے کا طبی معائنہ کیا گیا۔ اور اس کی لاش کو قبرستان میں دفن کیا گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ والسلام

خاکساران

سید عبد القادر المدنی۔ مولوی عبد اللہ ابن عبد الکریم راجکوٹی۔ بی اے۔ محمد علی۔

اقتباسات

امریکن تہذیب

مغربی ممالک میں امریکہ کو سب سے زیادہ اپنی آزادی پر ناز ہے لیکن امریکہ کے حبشیوں کے ساتھ جو امریکہ کے اصلی باشندے ہیں۔ امریکن گورے جو بعد میں آکر آباد ہوئے۔ جس قسم کا انسانیت سوز سلوک کر رہے ہیں۔ اس کی مثال شاید کسی غیر مہذب تک بھی نہ مل سکے گی۔ ستمبر کے آخری ہفتہ کا واقعہ ہے کہ ایک بیس سالہ حبشی زیر حراست تھا۔ اور کوتوال اس کو کسی دوسرے جیل میں لے جا رہا تھا۔ کہ ایک ہجوم نے حبشی کو اس سے چھین لیا۔ اور ایک درخت کے ساتھ زندہ لٹکا کر اس کا جسم گولیوں سے چھلنی کر دیا۔ پھر اس کی لاش کے ٹکڑے کر کے عدالت کے کمرے میں جا کے پھینک آئے۔ کیا ایسے بے آئین ظلم کی نظیر کہیں اور بھی مل سکتی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ سال رواں میں ۸ حبشیوں کے ساتھ ایسا ہی سلوک کیا گیا ہے۔ اور اب موجودہ واقعہ نے اس پر ایک اور کا اضافہ کر دیا ہے۔ حالانکہ مذہب کے لحاظ سے گورے بھی عیسائی ہیں۔ اور حبشی بھی۔ عجیب بات یہ ہے کہ سرکاری طور پر کوتوال کی تعریف کرتے ہوئے لکھا گیا ہے کہ اگر وہ حبشی کو ہجوم کے حوالے نہ کرتا تو خدا جانے اس کے چھیننے کے لئے طرفین سے کتنی انسانی جانیں ضائع ہو جاتیں! کیا حکومت ہے اور کیا کارگذاری ہے اور کیا مساوات ہے؟

مسلمان کیوں اعتبار نہیں کرتے

خان بہادر حافظ ہدایت حسین صاحب بیرسٹر ایٹ لاء (کانپور) میر گول میز کانفرنس نے جہاز پر سے ایک مکتوب کے دوران میں لکھا ہے۔ ہندو احباب سے باہمی سمجھوتہ کے متعلق جہاز پر بھی بہت سی گفت و شنید ہوتی رہی۔ سندھ کا علیحدہ صوبہ قرار دینا تو کجا صوبہ سرحد اور بلوچستان کو بھی وہ مرتبہ دینے کو فریق ثانی تیار نہیں۔ جو کج گونڈ بھیل اور کول قوم کی آبادی بعض ممالک متوسط کو حاصل ہے۔ اس سے بھی زیادہ میں نے وہ ذہنیت دیکھی۔ جب میرے ایک ہندو ہمراہی نے سویز اور پورٹ سعید میں مصری جھنڈا دیکھا اور عربی زبان اس جھنڈے پر لکھی ہوئی پائی۔ تو جوش میں آکر فرمانے لگے کاش وہ دن جلد آئے کہ ہمارے ملک میں بھی اپنا جھنڈا ہو۔ اور اس پر بزبان سنسکرت آریہ ورت کا نام درج ہو۔ میں ان کے جوش کو دیکھ کر تو خوش ہوا۔ لیکن ان کی تنگ نظری نے بتا دیا کہ وہ سوراج چاہتے ہیں۔ یا ہندو راج یہی وہ متعصبانہ ذہنیت ہے۔ جو ہندوستان کو خراب اور مسلمانوں کو اپنے ہموطنوں سے بدگمان کر رہی ہے۔ (کشمیری)

مسجدوں میں بنچیں کس مطلب کیلئے ہیں

بعض لوگوں نے اپنے سفرناموں میں لکھا ہے کہ ترکوں نے اپنی مسجدوں میں بنچیں رکھ دی ہیں۔ یہ سچ بھی ہے اور غلط بھی ہے۔ سچ اس لئے ہے کہ بنچیں تو ہیں مگر نماز کے لئے نہیں۔ بلکہ ان پر وہ اپنی ٹوپیاں وغیرہ رکھ دیتے ہیں۔ اور پھر ان پر بیٹھ کر بوٹ وغیرہ باندھ لیتے ہیں۔ پس ان کی غرض نماز نہیں بلکہ اور ہے۔

مسجدوں کی صفائی کا خاص اہتمام ہے رات کو مسجدیں خوب روشن کی جاتی ہیں۔

گذشتہ رمضان کے متعلق ترک سناتے تھے کہ مسجدوں کو دلہن بنا دیا گیا۔ اور تمام مسجدیں نمازیوں سے بھری ہوئی نظر آتی تھیں۔

عام طور پر اخبارات میں یہ خبریں آتی تھیں کہ ترکوں نے مسجدوں کو گرایا ہے۔ سو حقیقت یہ ہے کہ ترکی میں ہر چپہ زمین پر مسجدیں تھیں۔ جن کی تعداد اس قدر بڑھ گئی تھی کہ ان کا آباد رکھنا تقریباً ناممکن تھا۔ اور کوئی شخص ان میں نماز نہیں پڑھتا تھا۔ حکومت نے ایسی مسجدوں کو گرا دیا جن کا خالی یا ویران رکھنا قابل افسوس تھا۔ (اسلامی دنیا)

گرلز انٹرمیڈیٹ کالج علیگڈھ میں مسجد

ہم طالبات مدرسہ نسواں علی گڈھ اپنی قوم کی بزرگ خواتین اور اپنی بہنوں سے اپیل کرتی ہیں کہ وہ ہمارے لئے جس قدر جلد ممکن ہو مسجد تعمیر کرا دیں۔ ہم کو اس کی سخت ضرورت محسوس ہو رہی ہے۔ سیکرٹری مدرسہ [illegible]

اس میں قریب اڑھائی ہزار روپے کے چندے کے وعدے ہوئے ہیں۔ جس میں ۱۷۰۰ نقد روپے وصول ہو چکے ہیں۔ اور باقی بھی انشاء اللہ جلد وصول ہو جائیں گے۔

ہم لوگوں نے سیکرٹری صاحب سے دریافت کیا کہ مسجد کب تک تیار ہو جائے گی۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ جب قوم روپیہ دے گی۔ مسجد بھی تیار ہو جائے گی۔ اب ہم طالبات نے اس بات کا مصمم ارادہ کر لیا ہے کہ ہم بھی اس فنڈ جمع کرنے کی کوشش کریں۔ اپنی بزرگ خواتین سے درخواست کی جائے اور خود تعطیل کے دنوں میں اپنے اپنے شہر سے چندہ جمع کریں۔

ہماری درخواست ہے کہ ہماری بزرگ مسلمان خاتونیں اس مسجد کی تعمیر کی جانب توجہ کریں۔ خدا ہماری معزز اور متمول بہنوں کو اس بات کی توفیق دے کہ وہ اس کو جلد سے جلد تعمیر کرا کر ثواب میں شامل ہوں۔ امید ہے کہ ہماری درخواست پر ضرور توجہ کی جائے گی۔

طالبات مسلم گرلز انٹرمیڈیٹ کالج علی گڈھ

عورتوں کے فرائض

آج کل ولایت میں اس مسئلہ پر گرماگرم بحث ہو رہی ہے۔ کہ عورتوں کے فرائض کیا ہیں۔ آیا انہیں سیاسیات میں حصہ لینا چاہئے۔ امپیریل کانفرنس کے سلسلے میں برطانی آبادیوں کے جو نمائندے لندن آئے ہوئے ہیں ان کی بیویاں اس بحث میں حصہ لے رہی ہیں۔ چنانچہ انگلستان کے ایک اخبار ڈیلی ہیرلڈ کے نمائندے نے لیڈی سکوائرس سے جو نیو فونڈ لینڈ کی وزیر اعظم سر رچرڈ سکوائرس کی بیوی ہیں اور اپنے ملک کی پارلیمنٹ کی ممبر بھی ہیں سوال کیا کہ شادی شدہ عورتوں کے لئے یہ مناسب ہے کہ وہ پارلیمنٹ کی ممبر بنیں۔ لیڈی سکوائرس نے جواب دیا کہ یہ کہنا بالکل غلط ہے کہ پارلیمنٹ میں شامل ہونا عورت کو امور خانہ داری سے بے تعلق کر دیتا ہے میں پانچ بچوں کی ماں ہوں۔ سیاسیات میں بھی حصہ لیتی ہوں۔ میرا خیال ہے کہ جو عورتیں امور خانہ داری کے علاوہ دوسرے سیاسی اور معاشرتی معاشرتی معاملات میں بھی حصہ لیتی ہیں۔ ان کے بچے زیادہ وسیع النظر ہوتے ہیں۔ (تہذیب)

اطالوی عورتوں پر پابندیاں

اطالیہ کا وزیر اعظم سولینی عورتوں کی حق طلبی کا بہت بڑا مخالف ہے۔ وہ بارہا یہ خیال ظاہر کر چکا ہے۔ کہ عورتوں کو صرف امور خانہ داری سے سروکار رکھنا چاہئے۔

حال میں اطالیہ کی فیسٹ گرینڈ کونسل میں ایک قانون پیش ہوا ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ عورتیں جسمانی کھیلوں اور ورزشوں میں حصہ نہ لیں۔ اس قانون کے نفاذ کے بعد اطالیہ کی عورتیں جن میں بعض ہوابازی میں مہارت حاصل کر رہی ہیں کسی جسمانی کھیل میں حصہ نہ لے سکیں گی۔

ولایت میں پردہ پارٹی

پچھلے دنوں لندن کے کارلٹن ہوٹل میں ایک پردہ پارٹی منعقد کی گئی جس میں مشرق کی مختلف ممالک کی تقریباً پانچ سو عورتیں شریک تھیں۔ پارٹی میں پردہ کا خاص اہتمام کیا گیا تھا۔ یہ پارٹی لیڈی شفیع کی جانب سے دی گئی تھی۔ اور اس میں پندرہ بیس انگریز عورتیں بھی شریک کی گئی تھیں۔

بیگم شاہنواز کی صاحبزادی نے جن کی عمر سولہ سال ہے۔ اپنی طبع زاد نظم "روح کی بیداری" پڑھ کر سنائی۔ جسے سب نے بے حد پسند کیا۔ سیلون کی ایک نوجوان لڑکی مس ڈی سوزا نے جمعیت خواتین مشرق کی اردو میں ایک گیت گایا۔ ایک جاپانی خاتون نے گراموفون پر رقص کیا۔

پارٹی میں پردہ کا سخت انتظام تھا۔ دروازوں پر پہرہ لگا تھا۔ تاکہ مرد نہ جھانک سکیں۔ خدمت گاروں کو اندر آنے کی اجازت نہ تھی۔ [illegible]

غلام غوث بنام عزیز احمد

گذشتہ سے پیوستہ

ممکن ہے کہ میں نے سابقہ عریضہ میں ایک مقام کو عرض نہ کیا ہو جس سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے انکار نبوت کی توضیح

من نیستم رسول ونیاوردہ ام کتاب

کی تشریح خود فرمائی ہوئی ہے۔ اب اس کو ذیل میں بجنسہٖ نقل کرتا ہوں۔

"جس جس جگہ میں نے نبوت اور رسالت سے انکار کیا ہے صرف ان معنوں سے کیا ہے کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا نہیں ہوں۔ مگر ان معنوں سے کہ میں نے اپنے رسول مقتدیٰ سے باطنی فیوض حاصل کر کے اپنے لئے اس کا نام پا کر اس کے واسطے سے علم غیب پایا ہے۔ رسول اور نبی ہوں مگر بغیر کسی جدید شریعت کے۔ اس طرح کا نبی کہلانے سے میں نے کبھی انکار نہیں کیا۔ بلکہ ان معنوں سے خدا نے مجھے نبی رسول کر کے پکارا ہے۔ سو اب بھی میں ان معنوں سے نبی رسول ہونے سے انکار نہیں کرتا۔ اور میرا یہ قول کہ

من نیستم رسول ونیاوردہ ام کتاب

اس کے معنے صرف اس قدر ہیں کہ میں صاحب شریعت نہیں ہوں" (ایک غلطی کا ازالہ چھوٹی تختی صفحہ ۸)

واضح ہو۔ یہ ایک غلطی کا ازالہ وہ رسالہ ہے جس میں حضرت مسیح موعود نے ایک صاحب کی اس غلطی کا ازالہ کیا ہے۔ جو اس نے کہا کہ جس کی ہم نے بیعت کی ہے نبی رسول نہیں ہے۔ حضرت مسیح موعود نے اس شخص کے ایسے انکار کو غلط قرار دیا۔ اور ساتھ ہی اس کا ازالہ بھی فرمایا۔

واقعی اگر کوئی شخص نبی ہے۔ صاحب شریعت نبی قرار دیتا ہے تو کانا ہو لیگا۔ حضرت حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۱ پر فرمایا ہے کہ نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا دوسرے تمام لوگ اس کے مستحق نہیں۔ میرے مکرم و محترم! اس مقام پر نبی کو کاٹ کر دیکھیں [illegible] مطابقت کریں تو آپ پر کھل جائے گا۔

(پیغام صلح: اس صفحہ میں تو حضرت صاحب نبی کا نام پانے کی توجیہ کر رہے ہیں اور اس سے صرف ایک شخص کہ جس کی سمجھ میں [illegible] اور اس میں کچھ عقل کا مادہ بھی موجود ہے سمجھ سکتا ہے کہ جو شخص نبی کا نام پانے کی کسی قسم کی توجیہ کرے گا سو وہ حقیقت نبی نہ ہوگا بلکہ اس کو کسی وجہ سے نبی کا نام دیا گیا ہوگا۔ اگر وہ نبی ہوتا تو وہ نبی کا نام پانے کی توجیہ کیوں کرتا۔ توجیہ تو وہی کرے گا جو درحقیقت نبی نہ ہو۔ اس لئے آپ فرماتے ہیں کہ میری طرف نبوت کا دعویٰ منسوب کرنا سراسر افترا ہے۔ نبوت کا مدعی یہ نہیں کر سکتا۔ ایک نبی کو نبوت کے دعویٰ کی توجیہ کی کیا ضرورت ہے۔ نبی کا نام پانے کے الفاظ بھی قابل غور ہیں حقیقت شیر ہے اس کو شیر کا نام دینے کے کیا معنی۔ شیر کا نام بطور مجاز اس کو دیا جائے گا کہ جو درحقیقت شیر نہیں۔ نیز شیر کو شیر کا نام دینا کوئی فخر کی بات نہیں۔ بلکہ لغو حرکت ہے۔ البتہ جو درحقیقت شیر نہیں وہ شیر کا نام پانے پر فخر کر سکتا ہے۔ اس لئے حضرت صاحب تحدیث نعمت بیان کرتے ہیں۔ مگر آپ کو کثرت مکالمہ اور مخاطبہ کی وجہ سے محدث میں جو لفظ نبی آگیا ہے اس کو بطور اعزازی خطاب پانے کے لئے آپ ہی مخصوص ہیں)

مکرم بندہ۔ حضرت صاحب نے نفس نبوت سے کبھی بھی انکار نہیں کیا۔ اور آپ صلح حدیبیہ کے واقعہ پر بھی غور فرمائیں۔ جہاں مخالفوں کا رسول اللہ سے انکار کرنا اور حضرت رسول اللہ صلعم کا لفظ رسول اللہ کو کاٹ دینا اور ان کے انکار کو بحال رکھنا صاف روشنی ڈالتا ہے۔

پیغام صلح: ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ڈاکٹر صاحب صلح حدیبیہ کے واقع کو یوں سمجھ رہے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گویا اپنی تمام گذشتہ وحی میں سے لفظ رسول اللہ کو کاٹ دینے کا کوئی معاہدہ کیا تھا۔ یا کم از کم اپنے متعلق لفظ رسول کے استعمال کی ممانعت کر دی تھی اگر ایسا نہیں تو حضرت مرزا صاحب کی تحریر کو اس کے بالمقابل کیوں پیش کیا جا رہا ہے۔ کہ جس کے الفاظ یہ ہیں کہ میری تحریر میں جہاں جہاں لفظ نبی کا استعمال ہوا ہے اس کو کاٹا ہوا سمجھ کر اس کی جگہ لفظ محدث سمجھ لیا جائے۔

ناظرین کرام سے التماس ہے کہ وہ اپنے اخبار پیغام صلح کی توسیع اشاعت کے لئے بہت کوشاں رہیں اور کوئی [illegible] امداد فرمائیں [illegible]

ضرورت ملازمین

۱۔ میونسپل کمیٹی پنڈ دادن خاں ضلع جہلم کے لئے ایک سند یافتہ سینیٹری انسپکٹر کی ضرورت ہے۔ تنخواہ پچاس روپیہ ماہوار۔ درخواستیں بنام ڈاکٹر سے آر چودھری ڈی۔پی۔ ایچ ڈسٹرکٹ میڈیکل آفیسر آف ہیلتھ جہلم۔

۲۔ چند کشمیری مسلمان باشندگان ریاست جموں کشمیر کی جو گریجوایٹ ہوں ضرورت ہے۔ تنخواہ کا گریڈ ۴۲ - ۳ - ۵ - ۷ روپیہ ماہوار۔ درخواست میں عمر لیاقت تجربہ اور امتحان میں حاصل کردہ درجہ کا بیان کرنا ضروری ہے۔ درخواستیں بنام اکونٹنٹ جنرل ہز ہائی نس گورنمنٹ جموں کشمیر

۳۔ ریاست حیدرآباد دکن کو آرٹ سکول کے لئے ایک پرنسپل کی ضرورت ہے۔ تنخواہ کا گریڈ ۴۰۰ - ۵ - ۸۰۰ روپیہ سکہ سیاستی (۱۱۶ روپیہ سیاستی برابر ہے یکصد سرکار انگریزی کے) معہ مفت مکان یا اس کے عوض ۵ فیصدی تنخواہ برابر کرایہ مکان جب تک سرکاری مکان تیار نہ ہو جائے۔ پرنسپل کو سکول کی تعلیم کے لئے مفصل سکیم پیش کرنی ہوگی۔ اور جب تک سکول کی عمارت نہ بن جائے تب تک کرایہ کے مکان میں سکول جاری کرنا ہوگا۔ درخواستیں بنام ڈائرکٹر جنرل کامرس اینڈ انڈسٹریز حیدرآباد دکن ۱۴ دسمبر تک۔

۴۔ کوارٹر ماسٹر جنرل وزیرستان سکوٹس عنڈونہ کو ایک ڈیرزی اسسٹنٹ سرجن کی جو لاہور ویٹرنری کالج کا گریجوایٹ ہو ضرورت ہے۔ تنخواہ ۷۵ روپیہ ماہوار کول الاؤنس ۵ روپیہ۔ وردی کا الاؤنس سوا روپیہ۔ تین سال کا اگریمنٹ دینا ہوگا۔ پنشن کا گریڈ فرانٹیر کور کے نائک کے برابر ہوگا۔ درخواستیں معہ نقول اسناد بھیجدی جائیں۔

(۵) ۷۵/۶۹ سول ملٹری گزٹ لاہور کو ایک ہوشیار تجربہ کار موٹر میکینک کی ضرورت ہے۔ جو موٹر کاروں اور لاریوں کی ایک خاص تعداد کو درست رکھ سکے۔ عرضی معہ اسناد اور تنخواہ مطلوبہ جلد بھیجدی جائے۔

---

(۱) ۱۳ / جنوری ۱۹۳۱ء کو ریلوے کے ہر ایک ڈویژن میں (یعنی لاہور۔ راولپنڈی۔ ملتان۔ فیروزپور۔ دہلی۔ کوئٹہ۔ کراچی) ۱۸ سے ۲۱ سال تک کے دو دو ڈویژن انٹرنس پاس لڑکے بطور پارسل۔ بکنگ۔ لگیج۔ گڈز کلرک بھرتی ہوں گے۔

(۲) محمد اسماعیل صاحب بی اے ایل ایل بی انبالہ چھاؤنی کو ایک ماہوار انگریزی رسالہ کے لئے ایڈیٹر کی ضرورت ہے۔

(۳) ڈیرہ غازی خاں ڈسٹرکٹ بورڈ کو ایک سیکرٹری کی ضرورت ہے۔ تنخواہ ۱۵۰ - ۵ - ۲۰۰ روپیہ ماہوار درخواستیں ۱۵ جنوری ۱۹۳۱ء تک بنام ایل۔اے۔ ٹیل ڈسٹرکٹ بورڈ ڈیرہ غازی خاں بھیجنی چاہئیں۔

(۴)۔ ۱۶ مارچ ۱۹۳۱ء کو بارہ کلرکوں اور چھ سٹور کیپروں کی بھرتی کے لئے محکمہ فوج کے ملٹری ڈسٹرکٹ اور انڈی پنڈنٹ برگیڈ ایریا میں امتحان ہوگا۔ کم از کم انٹرنس پاس عمر یکم مارچ ۱۹۳۱ء تک ۲۴ سال سے زیادہ اور ۱۸ سال سے کم نہ ہو۔ امتحان ابتدائی حساب۔ انگریزی ڈکٹیشن وغیرہ مضامین میں ہوگا۔ فیس داخلہ ایک روپیہ عرضیاں بنام اے۔ ڈی سی ایس اینڈ ٹی ملٹری۔ ضلع یا ڈی اے ڈی ایس اینڈ ٹی۔ انڈی پنڈنٹ برگیڈ ایریا کے نام ۲۶ جنوری ۱۹۳۱ء تک معہ اسناد۔ عمر و ڈاکٹری و خاندانی شرافت اور ہیڈ ماسٹر یا پرنسپل کے۔

(۵) ڈیرہ اسماعیل خاں میں چند اسٹیمیٹر اور نقشہ نویسوں کی ضرورت ہے۔ تجربہ کار آدمی معہ سندات اور تنخواہ مطلوبہ عرضیاں بنام مینیجر ڈی۔ ڈبلیو ایبٹ صاحب رائل انجینیر برائے کمانڈر رائل انجینیر وزیرستان ڈیرہ اسماعیل خاں۔

ایک اُستاد کی ضرورت

ایک متدین با اخلاق گریجوایٹ کی جو ٹرینڈ ہو۔ ایک سائنٹفک بچوں کو تعلیم دینے کیلئے ضرورت ہے تنخواہ حسب لیاقت۔ درخواستیں بنام محمد منظور الٰہی احمدیہ بلڈنگس لاہور

جلسہ لاہور آنیوالے احباب کیلئے ضروری ہدایات

رعائتی واپسی ٹکٹ

جلسہ سالانہ جلسہ پر تشریف لانیوالے احباب ریلوے کے واپسی ٹکٹ خرید فرمائیں۔ اس طرح بہت کفایت رہیگی۔ آجکل دو قسم کے رعائتی ٹکٹ مل سکتے ہیں۔

ویک اینڈ واپسی ٹکٹ

یہ ٹکٹ ۲۵ / دسمبر بروز جمعرات یعنی بدھ اور جمعرات کی درمیانی شب کے بارہ بجے کے بعد سے مل سکیگا۔ اور ۳۱ دسمبر تک کی رات کو بارہ بجے تک یہ واپسی ٹکٹ استعمال ہو سکیگا۔ رعایت حسب ذیل ہے۔

تیس میل تک فاصلے کیلئے	ایک طرف کا پورا کرایہ اور ایک طرف کا نصف
۳۱ میل سے ۴۵ میل تک	ایک طرف کا پورا کرایہ اور ایک طرف کا تہائی
۴۵ میل سے اوپر کے لئے	ایک طرف کا پورا کرایہ اور ایک طرف کا چوتھائی

کرسمس واپسی ٹکٹ

جو احباب لاہور میں زیادہ عرصہ قیام چاہتے ہیں وہ کرسمس واپسی ٹکٹ خرید فرمائیں۔ یہ واپسی ٹکٹ ۱۴ جنوری ۱۹۳۱ء تک استعمال ہو سکیگا۔ یہ ٹکٹ صرف ان مسافروں کو مل سکتا ہے جو ۳۰ میل سے زاید سفر کرنے والے ہوں۔ رعایت حسب ذیل ہوگی۔

درجہ اول و دوم	۱ ½	کرایہ ادا کرنے پر
درمیانہ درجہ	۱ ½	" " "
تیسرا درجہ	۱ ¾	" " "

جنرل کونسل

کا اجلاس ۲۵ دسمبر کو ہے۔ اس لئے جنرل کونسل کے ممبر صاحبان بھی ویک اینڈ رعائتی ٹکٹ کا فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

بستر اور گرم کپڑے

ضرور ساتھ لائیں۔ آجکل لاہور میں سردی بہت ہے

جو احباب اہل و عیال سمیت تشریف لانے کا ارادہ رکھتے ہوں وہ مہربانی کر کے اپنی ضرورت سے جلد اطلاع دیں۔

(مہتمم جلسہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور)

خبریں

—— سول اینڈ ملٹری گزٹ اپنی اشاعت مورخہ ۱۵ اگست میں قبائل سرحد کے متعلق ایک مقالہ افتتاحیہ سپرد قلم کرتا ہوا پہلے تو حکومت کو مشورہ دیتا ہے کہ افریدیوں کو اس موقعہ پر پورا پورا سبق دینا چاہئے اور انہیں ثابت کر دینا چاہئے کہ انگریزوں نے ابھی تک ہندوستان کی حکومت کانگرس والوں کے سپرد نہیں کی۔ اس کے بعد وہ لکھتا ہے کہ آفریدیوں کی سرکشی کا باعث وہ پروپیگنڈا ہے جو کانگرس والے ان کے درمیان کرتے رہے ہیں۔ پشاور میں افواج کے اجتماع سے ظاہر ہوتا ہے کہ حکومت بھی جنگ کی تیاریاں کر رہی ہے اس جنگ کی وجہ سے ملک کو اخراجات کا بہت بڑا بار اٹھانا پڑے گا۔ لیکن یہ خودسے کو محسوس نہ کرنے کی اس ناقلیت کی قیمت ہے۔ جس کی وجہ سے اس نے کانگرس والوں کو پروپیگنڈا کرنے کے لئے کھلا چھوڑ دیا ہے۔

—— امرت سر ۱۳ اگست۔ آج غیر ملکی کپڑے کے تقریباً پچاس تاجر جنگی کونسل کے پاس گئے۔ اور ظاہر کیا کہ دکانوں پر پکٹنگ لگانے سے ان کی تجارت عملی طور پر بالکل بند ہو گئی ہے۔ دوکانوں کے بہت سے منیب اور ملازم بے کار ہو گئے ہیں۔ اور سخت مالی مشکلات میں مبتلا ہیں۔ انہوں نے کہا کہ دو ماہ سے زیادہ عرصہ ہو گیا ہے ہم اس وقت تک کانگرس کی امداد کرتے رہے ہیں۔ اور اب بھی تیار ہیں۔ بشرطیکہ تجارت پر جو قیود لگا دی گئی ہیں۔ دور کر دی جائیں۔ جنگی کونسل نے جواب دیا کہ ہم آل انڈیا نیشنل کانگرس کے ماتحت ہیں اور اسی کے احکام کے مطابق کارروائی کر رہے ہیں۔ اس حکم کو منسوخ کرنے کا اختیار بھی اسی کو حاصل ہے۔ آخرکار فیصلہ ہوا کہ ایک کمیٹی بنائی جائے جس میں پانچ تاجروں کے اور پانچ کانگرس کے نمائندے شامل ہوں۔ تاکہ وہ مصالحت کے وسائل اور ذرائع پر غور کریں۔

—— پشاور ۱۵ اگست۔ وائسرائے اور گورنر جنرل ہند نے مارشل لاء کے اعلان کرنے اور حکام کو اس کے نفاذ کے متعلق قواعد مرتب کرنے اور دیگر امور متعلقہ کو انجام دینے کے اختیارات عطا کرنے کے لئے ایک آرڈیننس جاری کیا ہے۔ اس آرڈیننس کا نام مارشل لاء آرڈیننس ۱۹۳۰ء ہے۔ اس کا نفاذ صوبہ سرحد کے ضلع پشاور پر ہوگا۔ لیکن بعد میں بذریعہ اعلان صوبہ سرحد کے دوسرے علاقوں پر بھی کیا جا سکتا ہے۔ حصہ اول جو مارشل لاء کے اعلان اور نفاذ کے متعلق ہے۔ ضلع پشاور میں فی الفور نافذ کیا جائیگا۔ اور حصہ دوم کی دو دفعات جو سپیشل عدالت کے متعلق اس ضلع میں اس تاریخ سے نافذ العمل ہوں گی۔ جو بذریعہ اعلان مقرر کی جائیں۔

وائسرائے نے اپنی تشریحی بیان میں افریدیوں کے حملے کے واقعات کی یاددہانی کراتے ہوئے لکھتے ہیں کہ شہر پشاور اور چھاؤنی کے نزدیک بعض دیہات کے باشندے خوف سے بھاگ گئے ہیں اور بعض دیہات کی عورتوں اور بچوں کو پناہ کے لئے شہر میں بھیجدیا گیا۔ اور حالت ایسی ہو گئی ہے۔ کہ اس قانون کے بغیر حالات پر قابو رکھنا محال ہے۔

—— شملہ ۱۵ اگست۔ سرکاری اعلان شائع ہوا ہے کہ اگرچہ اس بات کا کوئی اندیشہ نہیں کہ سرحدی اضلاع میں جو فوج اس وقت موجود ہے وہ موجودہ حالت کے مقابلہ کے لئے ناکافی ہے۔ تاہم حفظ ماتقدم کے لئے مندرجہ ذیل فوجی نقل و حرکت عمل میں لائی جائے گی۔

نوشہرہ چھاؤنی۔ سیکنڈ بریگیڈ $\frac{2}{12}$ ڈوگرہ پلٹن (راولپنڈی) $\frac{1}{6}$ رائل گورکھا رائفلز اور نمبر ۲ پہاڑی باتری (ایبٹ آباد) سے ۲۔ نمبر ۲ سلح کاریوں کی کمپنی لاہور سے $\frac{1}{1}$ پنجاب رجمنٹ اور $\frac{2}{7}$ راجپوت رجمنٹ جو حال ہی میں وزیرستان میں مقیم تھیں۔ نوشہرہ بھیجدی گئیں۔

کوہاٹ چھاؤنی۔ نمبر ۱ پہاڑی باتری (ایبٹ آباد) سے $\frac{1}{14}$ پنجاب رجمنٹ (ملتان سے)

راولپنڈی چھاؤنی۔ نمبر ۱۹ انفنٹری بریگیڈ نمبر ۳ سیغرفٹ ہائی لینڈرز سے $\frac{3}{16}$ پنجاب رجمنٹ $\frac{1}{11}$ رجمنٹ سکھ رجمنٹ (کھانہ سے)

رسالپور۔ نمبر ۳ سکواڈرن رائل ایرفورس (انبالہ سے)

—— پشاور ۱۵ اگست (احتساب شدہ) جو آفریدی کھجوری میدان میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ انہوں نے نقل و حرکت شروع کر دی ہے۔ دریائے باڑہ کے جنوب میں جو جماعتیں قیام پذیر ہیں وہ کمک کی منتظر ہیں۔ اور کزیوں کا لشکر وادی خانکی میں امداد کا انتظار کر رہا ہے۔

حاجی صاحب ترنگزئی کے معتمد باجوڑ میں افریدیوں کی امداد کے لئے اصرار رہے ہیں۔ لیکن انہیں کامیابی نہیں ہوئی۔ سرخ قمیصوں والے رضاکار چارسدہ کے علاقہ میں مصروف عمل ہیں۔

—— شملہ ۱۵ اگست (احتساب شدہ) آج ایک طویل سرکاری اعلان شائع ہوا ہے۔ جس میں بیان کیا گیا ہے کہ سرحدی صورت حالات بہت زیادہ نازک اور تشویشناک ہو گئی ہے۔ سیاسی حلقوں میں اضطراب و ہیجان پیدا ہو گیا ہے۔ توقع کی جاتی ہے کہ ضلع پشاور میں مارشل لاء نافذ کر دیا جائے گا۔

—— شملہ ۱۵ اگست۔ فارن اور پولیٹیکل ڈیپارٹمنٹ نے صوبہ سرحد کی اس صورت حالات کے متعلق جو ضلع پشاور میں افریدی لشکر کے حملہ سے پیدا ہو گئی ہے ایک طویل اعلان شائع کیا ہے۔ جس میں بیان کیا ہے کہ صورت حالات بہت زیادہ خطرناک ہے۔ واقعات کی سلسلہ وار تفصیل دینے کے مزید اعلان مظہر ہے کہ ایک موقع پر غنیم پشاور کے رسل و رسائل کے تمام سلسلے منقطع کرانے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ اور ایک جماعت فوجی گودام میں گھس آئی تھی اور وہاں سے نکلنے سے پہلے بہت نقصان پہنچایا تھا۔

نیز اعلان میں درج ہے کہ افریدیوں نے چھوٹی چھوٹی جماعتوں میں رات کے وقت اونچی فصلوں کی آڑ لے کر شہر اور چھاؤنی میں داخل ہونے کی کئی دفعہ کوشش کی اور وہ اب تک افواج کو عموماً چکمے دیتے رہے ہیں۔ جو ان کے نکالنے پر مامور ہیں۔ اب ان کی کل طاقت ۱۲ سو ہے۔ جو پچاس سے لے کر دو دو سو اشخاص کے گروہوں میں غاروں اور فصیل والے باغات اور شہر پشاور کے نواح کے دیہات میں تیزی کے ساتھ پھر رہے ہیں۔

ان کے خلاف فوجی کارروائی کی جا رہی ہے۔ لیکن موجودہ موسم میں جب کہ فصلیں اونچی ہیں فیصلہ کن کارروائی مشکل ہے انہیں بلاشبہ پشاور کے نواح کے دیہات میں پناہ و خوراک و امداد مل رہی ہے۔ اور جہاں کہیں لوٹ کی امید ہوئی ہے۔ دیہاتیوں نے فی الواقعہ ان کے ساتھ شرکت کی ہے۔

—— پشاور ۱۵ اگست۔ گذشتہ شب پشاور میں کوئی واقعہ رونما نہیں ہوا۔ جو افریدی تیراہ کو واپس جا چکے ہیں ان کی جگہ اور افریدی پہنچ چکے ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ موسیٰ خیل مہمندوں کے اندرونی تنازعہ کا تصفیہ ہو چکا ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ حاجی صاحب ترنگزئی پشاور پر حملہ کرنے کے لئے لشکر جمع کر رہے ہیں۔ اطلاع ملی ہے کہ سنی اور کزئیوں کا ایک چھوٹا سا لشکر حملہ کے لئے دریائے خانکی پر جمع ہو رہا ہے۔ کوہاٹ کی کامل حفاظت کی جا رہی ہے۔ بم باری کی وجہ سے کرم کے رقبہ میں امن ہے۔

—— پشاور ۱۶ اگست۔ یہاں مارشل لاء نافذ ہو جانے کی وجہ یوم جشن استقلال افغانستان کے پروگرام میں فوری تبدیلی کی اطلاع موصول ہوئی ہے۔

—— ضلع مظفرپور سب ڈویژن میں مڑھی کے علاقہ میں ہندو قوم مسلمانوں پر سخت ظلم کر رہی ہے۔ بھرگنج تھانے کے علاقے میں ایک بستی نامنگر ہے۔ یہاں مسلمان درزیوں کے چار گھر ہیں۔ یہ لوگ اذان دے کر نماز پڑھ رہے تھے۔ کہ ہندوؤں نے انہیں روکا۔ اور کہا کہ اذان ہرگز نہ دو۔ مسلمانوں نے کہا کہ یہ ہمارے مذہب کا حکم ہے۔ ہم اذان دے کر نماز پڑھیں گے۔ اس پر ہندوؤں نے مسلمانوں کو سخت [illegible] کیا۔ [illegible] مسلمان [illegible]

سیتورا میں جہاں مسلمانوں کے صرف چار پانچ گھر ہیں۔ ہندوؤں نے دو مسلمانوں کو نہایت بے رحمی سے مارا۔ پرگنیاں میں بھی ہندوؤں نے فساد برپا کر کے ایک مسلمان کو بھالا مارا۔

—— بمبئی ۱۵ اگست۔ آج بمبئی کے دو اور کارخانے بند ہو گئے۔ اب بیروزگاروں کی تعداد میں اڑھائی ہزار کا اضافہ ہو گیا ہے۔ باقی آٹھ کارخانے بھی پندرہ اگست سے بند ہو جائیں گے۔ علاوہ بریں شہر کے اور سات کارخانوں کے بند ہو جانے کی بھی توقع ہے۔ اگر صورت حالات بہتر نہ ہوئی تو ماہ حال کے آخر میں ان کا بند ہو جانا بھی یقینی ہے۔

—— الہ آباد ۱۵ اگست۔ پسماندہ اقلیتوں کے ایک جلسہ میں جو بابو جگن لال کی صدارت میں منعقد ہوا ایک قرارداد منظور کی گئی۔ جس میں اپنے بھائیوں سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ حکومت کی امداد کریں۔ اور سول نافرمانی کی تحریک کو دبانے کے لئے ہر ممکن سعی کریں۔

—— پشاور ۱۶ اگست۔ کابل کی تازہ ترین اطلاع مظہر ہے کہ کابل، لوگر اور غزنی میں ہیضہ کم ہو رہا ہے۔ لیکن چاریکار اور موکریں میں کسی قدر زیادہ ہے۔

—— پیکن ۱۶ اگست۔ ایک سرکاری اعلان مظہر ہے کہ حکومت کی افواج نے سینن فو پر دوبارہ قبضہ کر لیا ہے۔ ناردرنرز بہت سا گولہ بارود چھوڑ کر شمال کی جانب بھاگ رہے ہیں۔

—— پیکن ۱۵ اگست۔ اطلاع ملی ہے کہ شدید بارش کی وجہ سے منچوریا کے جنوب مغرب اور جیل کے جنوب مشرق کے ایک ہزار دیہات تباہ کر دئے ہیں۔ اور تین ہزار اشخاص ڈوب گئے ہیں۔ بہت سے دیہاتی بغیر خوراک کے کئی روز تک درختوں وغیرہ پر پناہ گزیں رہے۔

—— دہلی ۱۶ اگست۔ ہزایکسلینسی گورنر پنجاب مسٹر ماؤن مشینڈ فنانشل کمشنر بہادر کی معیت میں آج صبح شملہ سے موٹر کار میں روانہ ہوئے۔ راستے میں قحط کے امدادی کام کا معائنہ کرنے کے بعد گوڑگانوہ پہنچے۔ سرکردہ زمینداروں۔ ہندوستانی فوجی افسروں اور ضلع کے دوسرے اکابر سے ملاقات کی۔ شام کو شملہ واپس چلے گئے۔

—— احمد آباد ۱۷ اگست حکومت نے نوٹس جاری کیا ہے کہ اگر گاندھی جی کے "نوجیون پریس" کی اراضی کا مالیہ سترہ روپیہ دو آنہ ۲۰ اگست تک ادا نہ کیا جائے۔ تو اراضی ضبط کر لی جائے۔ حال ہی میں سابرمتی کے قریب نوجیون پریس کی نئی عمارت تعمیر کرنے کے لئے بیس ہزار روپے کی زمین خریدی گئی تھی۔ لیکن اس کا مالیہ ابھی تک ادا نہیں کیا گیا۔ معلوم ہوا ہے کہ ضلع کے نوٹس کے باوجود مالیہ ادا نہیں کیا جائے گا۔

—— طہران ۲۰ اگست۔ ایرانی حکام کا بیان ہے کہ انہیں بالکل معلوم نہیں کہ ترکی افواج نے سرحد عبور کر کے اوزی داغ کے شرق میں ایک جنگی اہمیت والے مقام پر قبضہ کر لیا ہے۔

—— طہران ۱۶ اگست۔ سفیر ترکی متعینہ طہران کو ترکی کو واپس بلا لیا گیا ہے۔ اور اس کی جگہ حمزہ بیگ صوفیہ کے سفیر ترکی کو طہران کا سفیر ترکی مقرر کیا ہے۔

—— دہلی ۱۵ اگست۔ آج تقریباً ساڑھے تین بجے صبح گورسے زخمیوں کی ایک سپیشل ٹرین دہلی سٹیشن پر آئی جس میں تقریباً ڈیڑھ سو دو سو زخمی تھے۔

نوجوان بنگالی لڑکی کی جرأت انگیز دلیری

کلکتہ ۱۵ اگست۔ ایک بنگالی نوجوان لڑکی سمات منگنی داسی نے جس کی عمر صرف ۲۰ برس کی ہے رات کے وقت جرأت انگیز دلیری کا ثبوت دیا۔ ایک ۲۵ سالہ بنگالی دیہاتی گنوار نے رات کے وقت گھر میں گھس کر اس لڑکی کی آبروریزی کی کوشش کی۔ کیونکہ اس وقت بنگالی لڑکی کا شوہر گھر میں موجود نہیں تھا۔ گنوار نے لڑکی کی عصمت دری کی پوری کوشش کی۔ لیکن اس نے لوکا کے ساتھ حملہ آور کو زخمی کیا۔ اور باہمی کشمکش میں اس کو مار ڈالا۔ دوسری صبح کو ہمسایوں نے دیکھا کہ حملہ آور مرا پڑا ہے۔ اور لڑکی بے ہوش پڑی ہے۔ علاقہ کے سب ڈویژنل افسر نے لڑکی کی شجاعت کی داد دی۔ اور اس کو بری کر دیا۔ نیز لکھدیا کہ اپنی [illegible]

خطبہ جمعہ

مورخہ ۱۴ر فروری ۱۹۳۰ء

قل الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی اللہ خیر اما یشرکون . . . . بل ھم قوم یعدلون

بیسویں پارہ کے شروع کے آیات اضطرار کی دعا

اس رکوع کی پانچ آیتوں میں خدا تعالیٰ نے اپنی ہستی اور اپنی توحید کے دلائل دیئے ہیں۔ پہلی دو آیتوں میں خلق کا ذکر ہے پہلی میں آسمان اور زمین کی پیدائش آسمان سے پانی اُتارنا اور زمین سے پھل دار درختوں کا اُگانا۔ دوسری میں قوانین قدرت کا اپنا کام کرنا زمین کے اوپر نہروں۔ دریاؤں پہاڑوں اور سمندروں کا سلسلہ آخری دو آیتوں میں انسان پر خدا کی دی ہوئی نعمتوں کا ذکر ہے۔ خشکی اور تری کی تاریکیوں میں انسان کو ہدایت دینے کا۔ بارش کی ہواؤں کے بھیجنے کا۔ آسمان اور زمین سے رزق دینے کا۔ جن باتوں کا انسان کی جسمانی اور روحانی نشوونما سے ایک گہرا تعلق ہے ان چاروں آیتوں کے درمیان ایک اور آیت ہے جس کا تعلق صرف انسان کی ذات سے ہے۔ امن یجیب المضطر اذا دعاہ " وہ خدا جو حالت اضطرار میں انسان کی دُعا کو سنتا ہے۔ ویکشف السوء تمہارے دُکھ اور تکلیف کو دُور کرتا ہے ویجعلکم خلفاء الارض تم کو زمین کا حاکم بناتا ہے کیا ان زبردست دلائل سے یہ صاف طور پر واضح نہیں ہوتا کہ خدا کے ساتھ کوئی دوسرا خدا نہیں ہو سکتا ؟

قرآن کریم کی ترتیب اور مفہوم

میں ایک خاص حکمت اور لذت پائی جاتی ہے افسوس ہے کہ ہم لوگوں کو یہ عادت نہیں کہ ہم قرآن کریم کو غور و فکر سے پڑھیں۔ میری رائے میں قرآن حکیم کی آیتیں ہر ایک انسان سے جو اسے توجہ اور غور و فکر سے پڑھے اپیل کرتی ہیں ہر ایک شخص جو قرآن کو سمجھ کر پڑھے یا اپنی زبان میں پڑھے یہ اطمینان حاصل کر سکتا ہے کہ یہ خدا کا کلام ہے۔ ان پانچ آیتوں میں کیسی لطیف ترتیب ہے۔ سب سے پہلے آسمان اور زمین کی پیدائش کا ذکر ہے۔ سب سے آخر آسمان اور زمین سے رزق دینے کا ذکر ہے یعنی انسان کی حیاتی اور روحانی تربیت کا۔ فرماتا ہے۔ جس طرح آسمان اور زمین کی پیدائش اس امر کی دلیل ہے کہ خدا ہے اور ایک ہے۔ اس کے ساتھ کوئی لائق عبادت نہیں جس طرح خدا کا انسان کو آسمان اور زمین سے رزق دینا اس امر کی دلیل ہے کہ خدا ہے اور ایک ہے۔ اس کے ساتھ کوئی لائق عبادت نہیں۔ اسی طرح جب انسان حالت اضطرار کو پہنچ جائے تو اللہ تعالیٰ یقیناً اس کی دعا کو سنتا اور مصیبت کو دور کرتا ہے۔ اور یہی اس بات کی دلیل ہے۔ کہ خدا ہے اور ایک ہے۔ اور اس کے سوائے کوئی نہیں جس کے آگے انسان گرے۔ گویا خدا کا زمین و آسمان کو پیدا کرنا اُس کا آسمان اور زمین سے رزق پہنچانا جتنی بڑی دلیل اُس کی ہستی اور توحید کی ہے اتنی ہی بڑی دلیل

بے بسی اور بیچارگی کی کیفیت طاری ہو۔ پس ایک طرف خدا کا ہاتھ اس کی مخلوق میں کام کرتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ تو دوسری طرف وہی ہاتھ خود انسان کی زندگی میں کام کرتا ہوا دکھائی دیتا ہے

حالت اضطرار میں جب تم سچے دل سے اُس کی طرف رجوع کرتے ہو تو وہ تمہارے دُکھ اور درد کو دور کر دیتا ہے۔ مضطر خواہ مسلم ہو یا غیر مسلم اس کی رحمت کا دروازہ سب کے لئے کھلا ہوا ہے۔ اسی کی شہادت محمد رسول اللہ صلعم کے وجود سے ملتی ہے۔ ایک وہ زمانہ ہے کہ آپ کی بے چارگی اور بیکسی انتہا کو پہنچ چکی تھی۔ مسلمانوں کی ایک قلیل جماعت خدا کے نام کو بلند کرنا چاہتی تھی۔ مگر اس کو روکا جاتا تھا۔ اور آخر کار اُسے گھر سے نکال دیا گیا۔ کوئی سامان نہیں کوئی طاقت نہیں۔ کوئی حکومت نہیں۔ بلکہ آپ کی آواز کوئی سنتا نہیں حق کی طرف بلانے پر پتھر مارتے ہیں۔ اس بیکسی اور بے چارگی کی حالت میں آپ خدا کے آگے اپنی عاجزی کا اظہار کرتے ہیں۔ اللھم الیک اشکو ضعف قوتی وقلۃ حیلتی وھوانی علی الناس۔ اے اللہ تیری طرف میں شکایت لاتا ہوں۔ کہ میری کمزوری انتہا کو پہنچ گئی ہے۔ نہ مجھ میں طاقت ہے نہ میری کوئی تدبیر کارگر ہوتی ہے۔ نہ میری کوئی پروا کرتا ہے۔ انت ربی انت رب المستضعفین تو میرا رب اور سب کمزوروں کا رب ہے۔ اسی حالتِ اضطرار میں عرض کرتے ہیں ان لم یکن بک علی غضب فلا ابالی۔ اگر تو مجھ پر ناراض نہ ہو تو یہ سب دکھ ہیچ ہیں۔ اس کے بعد

تاریخ کے واقعات

کی طرف تمہیں توجہ دلانی چاہتا ہوں۔ نبی کریم صلعم کی اس بے چارگی کو ایک طرف دیکھو کہ مصیبت اور پریشانی کے عالم میں جو ساتھی تھے وہ دوسرے ملک میں پناہ گزین ہیں۔ کوئی ہمدرد نہیں۔ حضرت خدیجہ جیسی غمگسار اور وفاشعار بیوی کا انتقال ہو چکا ہے چچا بھی فوت ہو گئے ہیں۔ جن کی ہمدردی سے تقویت تھی مکہ والوں کی بے اعتنائی اور تنگ دلی کا یہ عالم ہے کہ وہ آپ کو مجنون قرار دیتے ہیں۔ مگر ان غیر معمولی مصیبتوں اور پریشانیوں کے باوجود نبی کریم صلعم کو اللہ کی ذات پر کس قدر بھروسا ہے۔ خدا کی ہستی کو جس نے دیکھنا ہو وہ محمد رسول اللہ کے وجود میں دیکھے۔ خدا کی خدائی کا اس سے حیرت انگیز اور بصیرت افروز ثبوت اور کیا ہو سکتا ہے کہ اسی عرب کا ایک امّی اور یتیم جس کی بیکسی اور مظلومیت انتہائی درجہ تک پہنچ چکی تھی جب وہ اس عاجزی کی حالت میں خدا کے آگے گرتا اور اپنی عاجزی کو پیش کرتا ہے تو اس کی مدد کے لئے آسمان اور زمین کی قوتیں اکٹھی ہو جاتی ہیں۔ اور اسی بیکس انسان پر جسے کوئی پوچھتا نہیں دوسرا وقت آتا ہے کہ وہ

سے جنوب تک اور اس کی بادشاہت صرف مادی نہیں کہ جسموں پر حکومت ہو۔ بلکہ روحانی بھی ہے۔ اور دلوں میں اس کی محبت اور عظمت جاگزیں ہے اُس کی فرمانبرداری فخر ہے۔

تاریخ کا یہ واقعہ ہمارے لئے کیا بہت بڑا سبق ہے اور وہ یہ کہ خدا کی ہستی کو ہم اپنے اندر بھی دیکھ سکتے ہیں۔

اپنی قوم کی موجودہ حالت پر جب نظر ڈالتا ہوں تو مجھے اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ وہ حالت اضطرار کو پہنچی ہوئی ہے۔ اس کی بیکسی کی انتہا نہیں۔ مگر خوش قسمت ہے وہ انسان جس کو اپنی تکلیف کا احساس ہے۔ اور بدقسمت ہے وہ انسان جس میں یہ احساس نہیں۔ مصیبت تو جو کچھ ہے سو ہے مگر اس مصیبت سے بڑھ کر رنج دہ بات یہ ہے کہ قوم میں یہ احساس نہیں پایا جاتا۔ کہ وہ مصیبتوں اور پریشانیوں میں مبتلا ہے۔ مضطر وہ ہے جس پر مصیبت آئے تو وہ بیکس ہو کر خدا کے دروازے پر گر جائے اور ان مصیبتوں سے مخلصی کے لئے ہاتھ پاؤں مارے اور خدا سے مدد مانگنے کے لئے اس کے دل میں تڑپ پیدا ہو۔ اس کی رہائی کے لئے صرف

ایک ہی دروازہ

ہے اور وہ دروازہ احساس کا ہے۔ سچی تڑپ کا ہے۔ مگر جب احساس نہ ہو دل میں تڑپ نہ ہو تو اس کی مصیبت کیسے ختم ہو سکتی ہے۔ میں آپ کو اپنی جماعت کی طرف بھی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ اس پر بھی کئی رنگوں میں اضطرار کی حالت ہے۔ ہر ایک دوست اپنے دل کی حالت کو بہتر جانتا ہے۔ جن باتوں کا مجھے علم ہے ان کی بنا پر عرض کرتا ہوں کہ میں اپنی قوم کو مضطر کی حالت میں دیکھتا ہوں۔ ہمارے لئے ہر ممکن جد و جہد کرنے کا یہی وقت ہے۔ کوشش بھی کریں اور خدا کے آگے بھی گریں۔ اگر ہم نے اس وقت توجہ نہ کی تو ہمارے مصائب اور زیادہ ہو جائیں گے رمضان کا مبارک مہینہ مجاہدے کا مہینہ ہے۔ اس مہینہ کے آخری دس یوم میں نبی کریم صلعم نے نماز تہجد میں خدا کے آگے جھکنے کا خاص التزام کیا تھا۔ نماز تہجد کی فضیلت کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ومن اللیل فتہجد بہ نافلۃ لک عسی ان یبعثک ربک مقاماً محمودا۔ جو نماز رات کے وقت نیند سے اٹھ کر پڑھی جائے وہ انسان کو بڑے بلند مقام تک پہنچا دیتی ہے۔ اس نماز نے نبی کریم صلعم کو

مقام محمود

تک پہنچا دیا۔ جس کا دشمن بھی اعتراف کرتے ہیں۔ نبی کریم نے اپنی عدیم النظیر روحانیت اور اولوالعزمی کی بدولت اپنی قوم کو بھی مقام محمود تک پہنچا دیا۔ آج بھی اگر وہی طریق عمل اختیار کیا جائے تو مایوسی کی کوئی وجہ نہیں۔ ہمارے لئے یہ دس دن ایک غنیمت وقت ہے میں اپنے بھائیوں اور بہنوں سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے جھکیں۔ جس قدر آپ زیادہ جھکیں گے اسی قدر آپ کو اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوگا۔ تہجد کا وقت بڑے سکون کا وقت ہوتا ہے۔ ساری دنیا اس وقت سکون کی حالت میں ہوتی ہے۔ خود انسان

بہترین اسلامی لٹریچر پیدا کیا ہے۔ اگر اس لٹریچر کی اشاعت و تقسیم کا کوئی خاطر خواہ انتظام ہو جائے تو تبلیغ اسلام و اصلاح المسلمین کا کام حیرت انگیز تیزی کے ساتھ انجام پا سکتا ہے۔

اس خیال سے کہ یہ مفید کتب و رسائل زیادہ سے زیادہ ہاتھوں میں پہنچ سکیں۔ اور کم استطاعت بھائی بھی ان سے بخوبی فائدہ اٹھائیں۔ انجمن کے شعبہ تالیف و اشاعت نے ان کو ایک ماہ کے لئے رعائتی قیمتوں پر دینا منظور کر لیا ہے۔ پیغام صلح کی اسی اشاعت میں کسی دوسری جگہ انجمن کے کتب خانہ دار الکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور کی طرف سے "علم دوست احباب کے لئے نادر موقع" کے عنوان سے رعائتی اعلان شائع ہو رہا ہے۔ جس کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کتابوں کی قیمتوں میں بے حد تخفیف کر دی ہے۔ ہمارے خیال میں فی الحقیقت یہ ایک نادر موقع ہے۔ جس سے فائدہ نہ اٹھانا غلطی ہوگی۔ ہم قارئین پیغام صلح کو اس اعلان کی طرف خاص طور پر توجہ دلاتے ہیں۔ انہیں خود کتابیں خرید کرنے کے علاوہ اپنے زیر اثر حلقہ میں بھی انکی فروخت کی ہر ممکن کوشش کرنی چاہئے۔ ان کی یہ کوشش دیگر فوائد کے علاوہ انجمن کی مالی حالت کو تقویت پہنچانے کا باعث بھی ہوگی۔

گذشتہ اشاعت میں اس کے متعلق سیکرٹری صاحب کا ایک اعلان بھی شائع ہوا تھا۔ تمام فرمائشیں مینیجر دار الکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور کے نام ۲۰ جون تک آجانی چاہئیں۔

قادیانی ذہنیت

۱۸ مئی کے "الفضل" میں مسجد احمدیہ لنڈن کے جلسہ عید کی روئیداد شائع ہوئی ہے اس میں قادیانی نامہ نگار کے مندرجہ ذیل الفاظ خاص طور پر قابل غور ہیں۔

"ٹائمز (لندن کے ایک اخبار کا نام) میں ایک جگہ روزانہ اہم واقعات کے لئے مخصوص ہے۔ اس کے متعلق سنا گیا تھا کہ ٹائمز والے اس جگہ صرف انہیں تقریبات کا ذکر کرتے ہیں۔ جنہیں وہ خود اپنے علم کی بنا پر اہم خیال کرتے ہوں۔ اور یہ کہ معاوضہ دے کر یا کسی اور اثر یا سفارش کے ذریعہ اس کالم میں اندراج نہیں کرایا جا سکتا۔ خدا کے فضل سے اس سعید مسجد لندن کا ذکر ٹائمز کے اس خاص کالم میں بھی کیا گیا۔ ووکنگ کا ذکر نہیں تھا۔"

قادیانی نامہ نگار اگر اپنے جلسہ کا اس خاص کالم میں ذکر ہونے پر اظہار مسرت کرتا تو کوئی قابل اعتراض بات نہ تھی۔ لیکن اس کی مسرت کی ایک وجہ یہ بھی ہے۔ اس کالم میں ووکنگ کے جلسہ عید کا ذکر نہ تھا۔ یعنی کفرستان یورپ کے ایک اسلامی مشن کے اسلامی اجتماع کی شہرت نہ ہو سکی۔ کیا یہ تنگ دلی کی انتہا نہیں؟ کیا کوئی مسلمان اس ذہنیت پر اظہار مسرت کر سکتا ہے؟ لیکن ہمارے قادیانی دوستوں کا طغرائے امتیاز یہی افسوسناک ذہنیت ہے۔ جس میں تبدیلی کی بظاہر کوئی صورت نظر نہیں آتی۔

"کلام حق" پر ریویو

(از ایڈیٹر)

ہمارے دوست پادری عبد الحق صاحب پروفیسر نارتھ انڈیا تھیالوجیکل کالج سہارنپور نے "کلام حق" شائع کر کے ایک بہت بڑا کام کیا ہے۔ کتاب زیر ریویو میں اس امر کو ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ اناجیل میں تحریف نہیں ہوئی بلکہ ان کتابوں کی تصحیح کی گئی ہے۔ آپ نے اس پر دس دلائل عشرہ کاملہ کے زیر عنوان رقم کئے ہیں جن کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

۱ - یہ ناممکن ہے کہ کوئی شخص یا کوئی خاص گروہ دنیا بھر کے انجیلی نسخوں میں کتر بیونت کر دے۔

۲ - اگر تحریف ہوئی ہے تو کب؟ کیسے؟ کس غرض سے؟ کیا کیا کتر بیونت کی؟ جو نسخے غیر مسیحیوں کے پاس تھے۔ ان میں کسی نے کیسے تحریف کر دی؟

۳ - ۱۰ - کیا خدا قادر حکیم کے کلام میں تحریف اور تغیر ممکن ہے پادری صاحب کہتے ہیں کہ قرآن - حضرت مرزا صاحب - انجیل - تورات - صحیح بخاری - تفسیر حسینی اور امام رازی سب اس کے منکر ہیں۔

یہاں تک تو پروفیسر الہیات نے مسلمانوں کو ان کی اپنی کتابوں اور مسیحی کتب کی بنا پر ملزم گردانا ہے۔ کہ کلام حق میں تحریف اور تغیر نہیں ہو سکتا۔ لیکن صفحہ ۲۱ پر آپ فرماتے ہیں:-

باقی رہا عام مسلمانوں کا چند جملوں کی بابت اعتراض جو انجیل مقدس کے ریوائزڈ ورشن (نظر ثانی شدہ نسخوں) میں پائے نہیں جاتے ان کی نسبت یہ عرض ہے کہ ان جملوں کے اخراج کا تصفیہ اس حقیقت پر اثر انداز نہیں ہو سکتا۔ کہ آج سے دو ہزار سال پیشتر خدا تعالے نے جن صحف مقدسہ کو روح القدس کی تحریک کے ماتحت ملہمین کے ہاتھوں قلمبند کرایا۔ وہ کلی طور پر الہامی تھے۔ اور ہر طرح کی انسانی سہو و آمیزش سے منزہ تھے۔ اس سے صرف یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ جملے فی الحقیقت الہامی کتاب کا کوئی حصہ نہ تھے۔ یا محض حواشی تھے۔ جو زمانہ مابعد کے کاتبوں نے غلطی سے جزو متن سمجھ کر حاشیہ پر سے متن میں داخل کر لئے۔ اور تاوقتیکہ مسلمان ان جملوں کو جزو کلام اللہ ثابت نہ کر سکیں وہ مسیحیوں پر اصل متن کلام اللہ میں کتر بیونت اور تحریف کا الزام لگانے میں حق بجانب نہیں ہو سکتے۔

تصحیح:- ہم برعکس اس کے ٹیکسٹوال کریٹی سزم کی بنا پر یہ دکھا دیتے ہیں کہ وہ درحقیقت جزو متن نہ تھے۔ بلکہ حاشیہ پر کے تشریحی نوٹ تھے۔ جو الہی کتاب کی مدتوں نقل ہوتے رہنے کی وجہ سے کاتبوں کی غفلت بھول اور کوتاہی سے رفتہ رفتہ یکے بعد دیگرے نادانستہ طور پر متن میں راہ پا گئے۔ بنا بریں ان کا مختلف صدیوں کے ہزارہا قلمی نسخوں کے مقابلہ اور جانچ پڑتال کے بعد متن سے الگ رکھا کتاب کی تصحیح کہلائیگا۔ نہ کہ تحریف اور ہر ایک صاحب عقل مان لے گا کہ پوری تحقیق و تدقیق کی راہ سے ان کے ملہمین کی تحریر نہ ہونے کا یقینی ثبوت بہم پہنچانے کے بعد ان کو متن کلام اللہ میں رکھنے کا کسی کو حق حاصل نہیں

موجودہ انجیل [illegible] متن [illegible] سو واضح ہو کہ انجیل موجود ہے۔ [illegible] ۱۵۱۶ء میں اور [illegible] کے بعد [illegible] مقابلہ کر کے [illegible] ارازمس نے [illegible] نسخوں سے اس [illegible] دوبارہ ۱۵۱۶ء میں اور پھر مختلف صدیوں کے قلمی نسخوں سے اس کا مقابلہ کرنے کے بعد دوبارہ ۱۵۱۹ء میں اور اعلیٰ ہذا اور بہت سے قلمی نسخے دستیاب ہو جانے سے تصحیح کر کے سہ بارہ ۱۵۲۲ء میں شائع کرایا۔

اور بعد ازاں رابرٹ سٹیفن نے (جس کے پاس ایک قدیمی نسخہ پانچویں صدی کا اور متعدد نسخے گیارھویں صدی سے پندرھویں صدی تک کے موجود تھے) اسے نہایت احتیاط کے ساتھ ان قدیم نسخوں سے مقابلہ کر کے ۱۵۵۰ء میں طبع کرایا چنانچہ ۱۸۸۱ء تک اسی نسخہ کی نقلیں مطبوع ہوتی رہیں۔ اور اسی متن کی بنا پر ہی

انجیل کا پرانا اردو ترجمہ

شائع کیا گیا۔ مگر رابرٹ سٹیفن کی تصحیح کے بعد کلام مقدس کے زیادہ قدیم اور معتبر نسخے اور ترجمے بھاری تعداد میں معلوم ہو گئے۔ جن کے مقابلہ اور پوری پوری چھان بین کے بعد بشپ ویسکٹ اور پروفیسر ہارٹ نے اس متن کو کتابت کی ہر طرح کی چھوٹی سے چھوٹی غلطیوں سے بھی نہایت احتیاط کے ساتھ پاک کر کے ۱۸۸۱ء میں شائع کرایا۔ اب ہمارے پاس اس متن کا ترجمہ موجود ہے۔

پادری صاحب کی اس تحقیقات کے ہم شکور ہیں کہ انہوں نے ہمیں یہ بتایا کہ

۱ - اناجیل میں تحریف نہیں ہوئی بلکہ تصحیح ہوئی ہے۔

۲ - مولفین اناجیل ملہم تھے۔ اور اناجیل کلی طور پر الہامی ہیں۔

۳ - بعض جملے جو ان اناجیل سے خارج کئے گئے وہ الہامی کتاب کا کوئی حصہ نہ تھے۔

۴ - کاتبین اناجیل نے غلطی، غفلت، بھول اور کوتاہی سے رفتہ رفتہ نادانستہ طور پر بعض حواشی کو داخل متن کر دیا تھا۔

۵ - یقینی ثبوت پہنچ جانے کے بعد ان کو متن کلام اللہ میں رکھنے کا کسی کو حق حاصل نہیں ہے۔

پادری صاحب کی ان تصریحات سے ظاہر ہے کہ ان کو لفظ سے چڑ ہے ورنہ کاتبین اناجیل نے غلطی۔ غفلت۔ بھول اور کوتاہی سے نادانستہ یا دانستہ بعض جملوں کو اناجیل کے متن میں داخل کر دیا تو یقیناً انہوں نے تحریف کا ارتکاب کیا۔ اور اسی کی اب تصحیح ہو رہی ہے۔ ایک وقت تھا کہ کچھ ملایا گیا اور وہ ملاوٹ ڈیڑھ ہزار سال تک جزو کلام الہی سمجھی گئی۔ اب اس قدر عرصہ دراز کے بعد ثابت ہوا کہ وہ کلام الہی نہیں اس کو خارج کر دینا چاہئے۔ آیات یا جملوں کے خارج کر دینے کا نام آپ تصحیح رکھتے ہیں۔ لیکن جب یہ جملے ملائے گئے۔ اس وقت کے اس فعل کا کیا نام رکھیں گے؟ اس پر مجھے ایک اکالی سکھ کا لطیفہ یاد آگیا۔ کہتے ہیں کہ ایک اکالی سردار صاحب کسی کے ہاں مہمان آٹھہرے۔ رات کے کھانے سے فارغ ہونے کے بعد میزبان نے مہمان سے کہا کہ سردار صاحب اب آپ آرام کیجئے۔ اس پر مہمان اور میزبان میں جو پر لطف گفتگو ہوئی اس کو انہی کے الفاظ میں درج کرتے ہیں۔

مہمان - ہوں! نامعقول تجھ کو بات کرنے کا بھی وقوف نہیں۔ آرام تو بیمار کیا کرتے ہیں۔ ہم کیا بڈھے ہیں کہ آرام کریں۔

میزبان:- اچھا سردار صاحب! غلطی ہوئی معاف کیجئے۔ میرا مطلب یہ تھا کہ اب آپ سو جائیے۔

مہمان! ابے مذنیر تو ہماری ہتک کرتا ہے۔ سویا کرتی ہے مستری (دشمن) کیا انسان بھی کبھی سوتے ہیں۔

میزبان! سردار صاحب۔ میری کیا مجال ہے کہ میں آپ کی ہتک کروں (تھوڑی دیر سوچ کر) تو پھر سردار صاحب آپ لیٹ جائیے۔

مہمان! ابے تو اپنی بیوقوفی سے باز نہیں آتا۔ گدھے لیٹا کرتے ہیں۔ تو ہم کو گدھا بناتا ہے۔

میزبان بیچارہ حیران تھا کہ آخر ان کو کیا کہا جائے۔ کہ یہ بستر پر دراز ہو جائیں۔ اور میری جان خلاصی ہو۔ بہت سوچ سوچ کر اس نے کہا تو پھر سردار صاحب آپ ہی فرمائیے کہ ایسے موقع پر کیا کہنا چاہئے۔

مہمان! یوں کہنا چاہئے کہ سردار جی گھسر پھسر ہو جاؤ۔

میزبان - اچھا سردار جی گھسر پھسر ہو جاؤ۔

یہ سنتے ہی سردار صاحب جھٹ بستر پر دراز ہو گئے۔

ایسا ہی قصہ ہمارے پادری صاحب کا ہے۔ جن کو لفظ تحریف سے تو چڑ ہے مگر خود تسلیم کرتے ہیں کہ کاتبین اناجیل نے غلطی، غفلت بھول اور کوتاہی سے رفتہ رفتہ نادانستہ بعض حواشی کو داخل متن کر دیا۔ اور قریباً ڈیڑھ ہزار سال تک اس کو کلام الہی سمجھا جاتا رہا۔ مگر اب اس کی تصحیح کر دی گئی ہے۔ اپنے مضمون کے شروع میں جو دس دلائل اپنے کلام الہی میں تحریف ہونے کے متعلق دیئے ہیں۔ ان کی خود ہی تردید کر دی ہے۔ اب آپ خود ہی فرمائیے کہ

۱ - دنیا بھر کے انجیلی نسخوں میں کہ جو کم از کم چوتھی صدی مسیحی سے لیکر انیسویں صدی تک رائج رہے حواشی اور تفسیری جملے متن میں کس نے داخل کر دئے۔ وہ ایک شخص تھا یا کوئی خاص جماعت۔ اس کتر بیونت کے لئے ہمیشہ سے مقرر رہی ہے۔

۲ - تحریف اس وقت ہوئی جب حواشی داخل متن کئے گئے۔

۳ - کاتبین اناجیل اور کلیسا نے داخل کئے کہ جنہوں نے اب خارج بھی کر دیئے۔

۴ - تحریف کرنے کے اغراض اور بواعث غفلت۔ بھول۔ کوتاہی اور نادانی تھی۔

۵ - غیر مسیحیوں میں اناجیل شائع کرنے کی کلیسا نے ممانعت کی ہوئی تھی۔ ان کے پاس اس زمانہ میں نسخے تھے کہاں؟ باقی رہا آپ کا منقولی استدلال کہ کلام الہی میں تحریف اور تغیر نہیں ہو سکتا باوجودیکہ آپ نے خود تسلیم کیا کہ ملاوٹ ہوئی اور اس کی تصحیح بھی ہوئی اس پر وہی مثال صادق آتی ہے کہ ایک شخص اپنی پنشن لینے کے لئے چھوٹے صاحب کے پاس حاضر ہوا۔ چھوٹے صاحب نے کاغذات دیکھ کر ارشاد کیا کہ تم کو مدد پنشن نہیں مل سکتا تم مر گیا ہے اس نے عرض کی حضور میں تو آپ کے سامنے زندہ کھڑا ہوں۔ صاحب نے

شذرات

(از شیخ محمد الوام الحق)

۱۱ جون کی اشاعت میں ہم نے جماعت قادیان اور ان کے محترم امام میاں بشیر الدین محمود احمد صاحب کی سیاسی سرگرمیوں کا ذکر کرتے ہوئے ان سے سوال کیا تھا کہ جب آپ قادیانیوں کے علاوہ تمام مسلمانوں کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں تو پھر ان "کلمہ گو کافروں" کے حقوق کی حفاظت کے کیا معنی ہیں؟ اور ان سے مطالبہ کیا تھا کہ مسلمانوں کے لئے سب سے بڑی دولت اسلام ہے۔ ایک فرزند توحید کا اپنے تئیں مسلمان کہلانا اور سمجھنا اس کا سب سے بڑا حق ہے۔ پہلے میاں صاحب مسلمانوں کو یہ حق جو انہوں نے بزعم خود غصب کر رکھا ہے دیدیں۔ اس کے بعد دوسری طرف متوجہ ہوں۔ ورنہ مسلمانوں کو کافر سمجھتے ہوئے ان کے حقوق کی حفاظت کا مدعی ہونا ایک بے معنی ہوگی۔ علاوہ ازیں ہم نے میاں صاحب کو یہ مخلصانہ مشورہ بھی دیا کہ مسلمانوں کے کفر کا فتویٰ جو انہوں نے خاص حالات میں بعض مجبوریوں کی وجہ سے دیا تھا واپس لے لیں۔ اور اپنی غلطی کو واضح طور پر تسلیم کرتے ہوئے غیر قادیانی مسلمانوں کو کافر کہنا اور سمجھنا چھوڑ دیں۔ اپنے وفا شعار مریدوں کو بھی اس کی ہدایت فرما دیں۔

اس سیدھے سادے سوال اور مخلصانہ مشورے پر "الفضل" کو بہت غصہ آیا اور اس نے اپنی ۱۹ جون کی اشاعت میں پورے دو صفحے سیاہ کر کے دل کا بخار نکالا ہے۔ اس کے مضمون کا عنوان ملاحظہ ہو: "مسلمانوں کے سیاسی حقوق کی حفاظت کے خلاف پیغام صلح کی آواز" لعنت اللہ علی الکاذبین۔ گویا ہمارا سیدھا سادھا سوال بھی "مسلمانوں کے سیاسی حقوق کی حفاظت کے خلاف آواز" ہے۔ اس پرفریب اور گمراہ کن عنوان کے علاوہ ہمیں بہت سی گالیاں بھی دی گئی ہیں۔ یہ "الفضل" کی پرانی عادت ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ عادت پرانی ہو کر فطرت ثانیہ بن جاتی ہے اور فطرت کو بدل دینا انسانی طاقت سے باہر ہے۔ اس لئے ہم اس دشنام طرازی کے متعلق کچھ کہے بغیر اصل موضوع کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔

ہمارا معاصر رقمطراز ہے کہ "کانگرس کی قانون شکنی کی نقصان رساں اور تباہ کن تحریک سے مسلمانوں کو علیحدہ رکھنے کے لئے سب سے پہلے حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ نے کوشش کی۔ اور اس وقت کی جبکہ کسی طرف سے بھی کوئی آواز اس کانگرس کی تحریک کے خلاف سنی جاتی تھی۔ اس کے بعد دوسرے حلقوں نے بھی ضرورت محسوس کی۔ کہ قانون شکنی میں شمولیت سے باز رہنے کی مسلمانوں کو تلقین کریں اور اب تو روز بروز ایسے لوگوں میں اضافہ ہو رہا ہے۔ جو مسلمانوں کا کانگرس کی موجودہ تحریک سے علیحدہ رہنا ضروری سمجھتے ہیں۔ اور اس کے لئے کوشش کر رہے ہیں۔"

معلوم ہوتا ہے کہ مندرجہ بالا سطور لکھتے وقت واقعات کو بالکل فراموش کر دیا گیا ہے۔ اور یہ خوش فہمی تمام تر پیر پرستی کا نتیجہ ہے۔ "الفضل" کو معلوم ہونا چاہئے کہ آپ کے امام محترم کی لب کشائی سے بہت پہلے بہت سے ذمہ دار مسلم رہنما اور اور اخبارات کانگرس کی تحریک کی مذمت کر چکے ہیں۔ اور ان کی ابتدائے تحریک سے یہ کوشش رہی ہے کہ مسلمان اس میں حصہ نہ لیں۔ محمد علی جناح۔ علی برادران اخبار انقلاب و الامان کے نام مثال کے طور پر پیش کئے جا سکتے ہیں۔ آپ کے امام تو ایسے معاملات پر دوسروں کے خیالات و آراء سے استفادہ کرنے، ہوا کا رخ دیکھنے اور اپنی جماعت کے "کار خاص" کی تمام ضروریات کو مد نظر رکھنے کے بعد لب کشا ہونے کے عادی ہیں۔ ایسے اہم امور پر بجائے خود اظہار رائے کرنا صرف اہل الرائے اصحاب کا حصہ ہے۔

اس کے بعد ارشاد ہوتا ہے "اس سے بجا طور پر سمجھا جا سکتا ہے کہ مسلمانوں کے سمجھ دار طبقہ نے حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ کے مشورہ کو ان خطرناک حالات میں نہ صرف اپنے لئے مفید سمجھا بلکہ اس پر عمل کرنے اور کرانے کی کوشش کی۔"

یہ بھی خلاف واقعہ ہے بلکہ مسلمانوں کا سمجھ دار طبقہ بجا طور پر سمجھتا ہے کہ چالیس کروڑ کلمہ گو مسلمانوں کو دائرہ اسلام سے خارج کرنے، اجرائے نبوت ایسے خطرناک اور خلاف اسلام عقیدہ کی حامل اور اسلامی ممالک کی تباہی پر خوش ہونے والی جماعت۔ مسلمانوں اور اسلامی [illegible]

اور میاں صاحب اپنی مشکوک پوزیشن صاف نہیں کرتے۔ اس وقت تک یہ سمجھدار طبقہ سمجھنے پر مجبور ہے کہ ان پرمعنی سیاسی سرگرمیوں کا مقصد کسی "کار خاص" کی تکمیل ہے۔

ہمارے مذکورہ بالا سوال اور مخلصانہ مشورہ کی وجہ "الفضل" مندرجہ ذیل الفاظ میں بیان کرتا ہے:۔

> معلوم ہوتا ہے۔ یہ بات ہمارے خاص مہربان غیر مبایعین کو سخت ناگوار گذری ہے اور یہ صدمہ ان کے لئے ناقابل برداشت حد تک پہنچ گیا ہے۔ حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ کیوں مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت کے لئے کوشش فرما رہے ہیں۔ اور مسلمان کیوں آپ کے مشوروں پر عمل کر کے تباہی اور ہلاکت سے بچنے کی سعی میں مصروف ہیں۔"

"الفضل" کو جو کچھ معلوم ہوا ہے۔ وہ بالکل غلط ہے۔ جب اس کی خوش فہمی کے علاوہ بات ہی کوئی نہیں تو "غیر مبایعین" کو صدمہ کس بات کا ہوتا؟ ہمارے معاصر کا جذبہ پیر پرستی تو اس کی عقل و فہم اور بصیرت پر غالب آ چکا ہے۔ مگر "غیر مبایعین" کی عقل اور آنکھیں خدا کے فضل سے اس لعنت کی زد سے محفوظ ہیں۔

باقی رہا حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ کا مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت کے لئے کوشش فرمانا۔ سو اس کی نسبت تو ہم عرض کر چکے ہیں کہ "مسلمانوں کے حقوق کے تحفظ کی ہر وہ کوشش جو ظاہر داری اور ذاتی اغراض سے علیحدہ ہو کر کی جائے ہمارے نزدیک بے حد قابل قدر ہے۔ خواہ کسی شخص یا جماعت کی طرف سے ہو"۔ اب بھی ہم اس کا اعادہ کرتے ہیں۔ میاں صاحب اور جماعت اگر مسلمانوں کے حقوق کے تحفظ کی کوشش کریں تو اور کیا چاہئے۔ لیکن وہ تو بزعم خود مسلمانوں کا سب سے بڑا حق غصب کئے ہوئے ہیں اور چالیس کروڑ فرزندان توحید کو کافر سمجھ رہے ہیں۔ اور ان کی ہر ایک حرکت سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ سب کچھ کسی "کار خاص" کی تکمیل کے لئے ہو رہا ہے۔

"الفضل" نے ہمارے سوال کا تو جواب نہیں دیا۔ الٹے ہم پر کئی سوالات کر دئے۔ ان میں سے ایک یہ ہے:۔

> "کیا پیغام صلح اپنے حضرت امیر ایدہ اللہ کے متعلق کہہ سکتا ہے کہ ہر مسلمان کہلانے والے کو خواہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مکفر ہی کیوں نہ ہو۔ وہ مسلمان سمجھتے ہیں"۔

اس کا جواب یہ ہے کہ ہم ہر ایک کلمہ گو کو جو خدا اور رسول اور قرآن کو مانتا ہے مسلمان سمجھتے ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود یا کسی اور مسلمان کی تکفیر گناہ کا کام ہے۔ ملاحظہ ہو حضرت امیر کا رسالہ "رد تکفیر اہل قبلہ" اور رسالہ "کفر دون الکفر" کسی مسلمان کا مکفر دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہو جاتا۔ بلکہ وہ فرع کا کافر اور گنہگار ہوگا۔ اب ہمارا معاصر اور کیا چاہتا ہے؟ کیا اب ہمارے سوال کا جواب عنایت ہوگا۔

علاوہ ازیں ہمارے معاصر نے ہم پر طرح طرح کے الزامات بھی لگائے ہیں۔ سوالات کی نسبت تو عرض ہے کہ پہلے ہمارے سوال کا جواب عنایت ہو۔ اس کے بعد ہم ہر ایک سوال کا جواب عرض کر دینگے۔ باقی رہے الزامات سو اصولی بحث میں ذاتیات پر اتر آنا شرفاء کا شیوہ نہیں۔ البتہ "الفضل" کی عادت ضرور ہے۔ اس لئے ہم اس قدر کہنے پر ہی اکتفا کرتے ہیں کہ اگر جماعت لاہور مسلمانوں کو دھوکہ دے کر چندہ بٹورتی ہے تو چندہ دینے والے محاسبہ کر سکتے ہیں۔ اور اس زمانہ میں تو سوائے پیر پرستوں کے اور کوئی دھوکا کھا ہی نہیں سکتا۔ اگر ہم اور ہمارا امیر اسلامی ضروریات اور مسلمانوں کے مصائب کی پروا نہ کرتے ہوئے آرام و عیش کی زندگی بسر کر رہے ہیں تو دنیا اس کا بھی فیصلہ کر سکتی ہے۔ اس کے سامنے لاہور اور قادیان [illegible] نمونے موجود ہیں۔

[illegible] نے جن پر پردہ ڈالا ہوا تھا۔ اب قدرت کے زبردست ہاتھ کے ذریعے بے نقاب ہو رہی ہیں۔ یہ انکشافات یقیناً صحیح نتیجہ پر پہنچنے میں معاون ہوں گے۔

"الفضل" کو معلوم ہونا چاہئے کہ ہم پر بہ کثرت الزامات لگا کر وہ ہمارے سوال کے جواب سے سبکدوش نہیں ہو سکتا۔ اس کو جواب دینا ہوگا۔ ورنہ اس کی خاموشی کا ایک ہی مطلب ہو سکتا ہے۔ اتمام حجت کے بعد جس کا اعلان کرنے میں ہم یا دوسرے مسلمان حق بجانب ہوں گے۔

ہمارے قادیانی معاصر نے ہمیں حسب عادت بد دعا بھی دی ہے "اس نازک وقت میں بھی ان کے (جماعت لاہور کے) دل ایسے پتھر ہو گئے ہیں کہ انہیں مسلمانوں کے مفاد کا ذرہ بھر بھی احساس نہیں۔ تو پھر جو چاہیں کر لیں۔ اور جتنا زور چاہیں لگا لیں۔ انشاء اللہ خائب و خاسر ہوں گے اور ناکامی اور نامرادی کے سوا اور کچھ ان کے ہاتھ نہ آئیگا"۔

ہمارے دل پتھر ہیں یا اور کچھ لیکن اس شخص کے دل کی نسبت کیا ارشاد ہوگا۔ جس نے اپنی ضد اور چند اغراض کی خاطر دنیا کے چالیس کروڑ مسلمانوں کو بیک جنبش قلم دائرہ اسلام سے خارج کر دیا۔ اور اجرائے نبوت ایسا غلط اور تفرقہ انگیز عقیدہ گھڑ لیا۔ یقیناً وہ لوگ خائب و خاسر ہوں گے اور ناکامی و نامرادی کے سوا اور کچھ ان کے ہاتھ نہ آئے گا۔ جن کے قول و فعل میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ جو کروڑوں فرزندان توحید کو کافر سمجھتے ہیں۔ لیکن اپنی ذاتی اغراض اور "کار خاص" کی خاطر تحفظ حقوق مسلمین کی رٹ لگاتے پھرتے ہیں۔

ہمارا سوال بدستور قائم ہے۔ آخر پر ہم پھر اسے دہرا دینا چاہتے ہیں۔

ا۔ جماعت قادیان اس کے امام محترم غیر قادیانی مسلمانوں کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں یا نہیں؟

ب۔ اگر ان کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں تو پھر تحفظ حقوق المسلمین کی سرگرمیوں کا کیا مطلب ہے؟ ہر ایک مسلمان کا سب سے بڑا حق اپنے تئیں مسلمان سمجھنا اور کہلانا ہے۔ دوسروں سے مسلمانوں کے نام پر حق مانگنے سے قبل کیا میاں صاحب اور جماعت قادیان ان کو یہ حق دینے کے لئے تیار ہیں؟

پہلے حصہ کا جواب "ہاں" یا "نہیں" صرف ایک لفظ ہونا چاہئے۔ دوسرے حصہ کے لئے بھی چند الفاظ یا دو تین سطریں کافی ہیں۔ زیادہ تفصیلات اور اگر مگر کی ضرورت نہیں۔ دائرہ تہذیب و قانون کے اندر رہ کر قادیانی جماعت ہم پر ہر ایک سوال کر سکتی ہے۔ اس کا جواب دیا جائے گا۔ "الفضل" کے تمام سوالات کا جواب اور الزامات کی صفائی ہمارے ذمہ ہے۔ چونکہ پہلے ہم نے سوال کیا تھا۔ اس لئے ہمیں جواب بھی پہلے ملنا چاہئے۔ جب تک "الفضل" یا قادیانی جماعت یا ان کے امام محترم ہمارے سوال کا جواب نہیں دینگے ہم اس سلسلہ میں ان کے سوالات کا جواب دینے پر مجبور نہیں۔ اور اپنے سوال کا جواب حاصل کرنے کا ہمیں ہر طرح سے حق ہے۔ جس سے کوئی انصاف پسند اور عقلمند انسان انکار نہیں کر سکتا۔

ابھی یہ سطور لکھی جا رہی تھیں کہ ۲۱ جون کا پرچہ موصول ہوا۔ اس کے مقالہ افتتاحیہ میں بھی ہم پر عنایت فرمائی گئی۔ اس کے متعلق بھی ہم کچھ عرض کرنا چاہتے تھے۔ لیکن اس پرچہ میں زیادہ گنجائش نہیں اس لئے ہم اسے کسی دوسری اشاعت پر ملتوی کرتے ہیں۔

بائیبل اور قرآن

دنیا میں اس وقت تک کتنی کتابیں وجود میں آچکی ہیں جنہیں الہامی کہا جاسکتا ہے؟ اس کا جواب دینا محال ہے۔ لیکن اس سوال کو اگر محدود کر دیا جائے اور صرف یہ دریافت کیا جائے کہ تعلیم مذہب واخلاق کے متعلق کتنے الہامی صحائف نازل ہوئے تو بیشک اس کا ایک جواب ہو سکتا ہے۔ اور چند ایسی کتابوں کے نام بتلائے جاسکتے ہیں جنہوں نے عہد تاریخ میں کوئی نہ کوئی یادگار اپنی کامیابی کی چھوڑی ہے۔ وہ توریت ہو انجیل وید ہو یا تالمود اپنی تعلیمی عظمت کے لحاظ سے وہ درجہ رکھتی ہیں۔ جو ایک مسلمان کے نزدیک قرآن کو حاصل ہے۔ لیکن آثاری حیثیت سے یعنی اس حیثیت سے کہ بحالت موجودہ ایک الہامی کتاب اپنی اصلی حالت پر قائم ہے یا نہیں۔ بیشک گفتگو ہو سکتی ہے۔ چونکہ اس وقت صرف بائیبل کا ذکر ہے۔ اس لئے میں بتا دینا چاہتا ہوں کہ اس تحریف کے اتنے ثبوت فراہم ہو سکتے ہیں۔ کہ مشکل ہی سے کسی دوسری الہامی کتاب کی تحریف میں پیش ہو سکتے ہیں۔

بائیبل (Bible) دو حصوں پر مشتمل ہے۔ ایک وہ جسے اولڈ ٹسٹامنٹ (old testament) یا عہد قدیم کہتے ہیں اور دوسرا وہ جو نیو ٹسٹامنٹ (New testament) یا عہد جدید کے نام سے موسوم ہے۔ لفظ بائیبل (Bible) یونانی لفظ ہے۔ جس کے معنی کتب یا کتابوں کے ہیں۔ لیکن لفظ بائیبل کا اطلاق ان دونوں کے مجموعوں پر تیرھویں صدی میں رائج ہوا ہے۔ اور مسیح کے چار سو سال بعد تک لوگ اس نام سے بالکل ناواقف تھے۔ اور نیو ٹسٹامنٹ کے لکھنے والے یا ترتیب دینے والے عہد قدیم کے مجموعہ کو یونانی عیسائی پہلے اولڈ کنونٹ (old convent) کہتے تھے۔ پھر لاطینی بولنے والے عیسائیوں نے اس کا ترجمہ کر کے اولڈ ٹسٹامنٹ (old testament) کر دیا اور بعض نے ان کو صرف اسکرپچرز (scriptures) کے نام سے موسوم کیا۔

عہد مسیح میں صحیفۂ عہد قدیم جسے تورات کہنا چاہیئے دو صورتوں اور دو زبانوں میں پایا جاتا تھا۔ یعنی ایک مجموعہ اہل فلسطین کا مرتب کیا ہوا جو عبرانی زبان میں تھا۔ اور دوسرا اہل سکندریہ کا ترتیب دیا ہوا۔ جو یونانی زبان میں تھا۔ اس کے بعد اس کا ترجمہ ارامی زبان میں ہوا۔ جو اس وقت کے فلسطینی یہود کی عام زبان تھی۔ پھر عہد وسطیٰ میں لاطینی میں منتقل ہو اور ۱۳۸۲ء کے قریب لاطینی زبان سے انگریزی میں آیا۔

عبرانی زبان عہد مسیح میں مردہ ہو چکی تھی اور اس کے جاننے والے بہت کم رہ گئے تھے۔ خود مسیح کی زبان ارامی تھی جسے عبرانی سے وہی نسبت حاصل تھی جو انگریزی کو جرمن سے یا موجودہ اٹلی کی زبان کو لاطینی سے ہے۔ اس لئے قدرتاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ تورات کہاں سے آئی۔ کس نے اس کو لکھا۔ اور کس زمانہ میں۔ لیکن ان سوالوں کا کوئی جواب نہیں دیا جا سکتا۔ اور باوجود مغرب کی تحقیق بلیغ کے یہ مسئلہ ہنوز تاریکی میں ہے۔ میں اس وقت تفصیل کے ساتھ اس پر روشنی ڈالنے کے لئے تیار نہیں اور نہ باب الاستفسار میں اس قدر گنجائش ہے۔ ورنہ تحقیق السنہ قدیمہ کے سلسلہ میں جو جدید ترین معلومات حاصل ہوئی ہیں ان کو سامنے رکھ کر بآسانی معلوم ہو سکتا ہے کہ موجودہ توریت کو مطلقاً موسیٰ سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔ اور بنی اسرائیل کے پاس بابل میں قید ہونے سے قبل کوئی الہامی کتاب یا تحریر موجود نہ تھی۔

جب بنی اسرائیل کو سارغون (شاہ اسیریا) نے ۷۲۲ء قبل مسیح میں مفتوح و مغلوب کیا۔ اور ان کی جگہ مستعمرین آسیریا نے لیلی جو در اصل بابل و ایران کے باشندے تھے۔ تو یہودیوں کے لئے یہ پہلا موقعہ تھا کہ انہوں نے کالدیا، بابل، ایران، میڈیا، اسیریا اور مصر کی قدیم روایات کو ان کی زبان سے سنا اور انہیں کا مجموعہ بعد کو توریت کہلایا۔ چنانچہ آپ دیکھیں گے کہ تورات حقیقتاً ایک کشکول کی سی حیثیت رکھتی ہے۔ جس میں رزمیہ نظمیں۔ عاشقانہ غزلیں، روایات و امثال۔ قصص۔ مواعظ افسانہ و تمثیل سبھی کچھ موجود ہے۔ تاریخ کا حصہ اس میں بہت کم ہے اور جو ہے بھی وہ بھی بالکل ساقط الاعتبار ہے۔ میرا ارادہ نہیں ہے کہ زیادہ تفصیل سے کام لوں۔ لیکن بات میں بات بڑھتی جاتی ہے۔ اور میں مجبور ہوں کہ اپنے دعویٰ کے ثبوت میں کچھ دلائل بھی تو پیش کر دوں۔ میں نے ابھی عرض کیا کہ تاریخی حیثیت سے بائیبل میں جو کچھ نظر آتا ہے۔ وہ قابل اعتبار نہیں۔ اور اس کا تعلق بھی ما قبل تاریخیات سے ہے۔ اس کے ثبوت میں مثالاً آپ صرف یونس نوح اور موسیٰ کے واقعات کو دیکھئے۔

بائیبل میں یہ واقعہ یوں درج ہے کہ "نینوا جاتے ہوئے یونس طوفان سے گھر گئے۔ لیکن خدا نہیں چاہتا تھا کہ وہ طوفان میں غرق ہوں۔ اس لئے خدا نے ایک مچھلی کو حکم دیا کہ وہ یونس کو نگل لے۔ اور یونس تین دن تین رات اس کے پیٹ میں رہے۔" لیکن تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سے بہت قبل یونانیوں میں ایک روایت ان کے دیوتا ہرقلس (Hercules) کے متعلق بھی یہی پائی جاتی تھی کہ "ہرقلس کو جاپا کے قریب ایک مچھلی نے نگل لیا۔ اور تین دن تین رات اس کے پیٹ میں رہا۔" بالکل اسی طرح کی ایک روایت سوما و بودھا میں پائی جاتی ہے۔ فرق یہ ہے کہ بجائے یونس کے اس میں سکتی دیوا کا نام پایا جاتا ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ تاریخی حیثیت سے یہ واقعہ کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔ بلکہ یہ صرف ایک روایت ہے جو ایام قدیم سے چلی آرہی تھی۔ اور جسے تورات میں بھی جگہ دے دی گئی۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس روایت کی حقیقت کیا ہے۔ سومیر کے نزدیک یہ تلمیحات ہیں اور مخصوص رنگ کی انشاء میں طلوع و غروب کے منظر اور کسوف کی کیفیت کو اس طرح ظاہر کیا ہے۔ یونس معرب ہے۔ (Sonah) کا اور ایام قدیم کی بعض اقوام میں سورج کو جوناہ کہتے تھے۔ اقوام تراجن میں بھی آفتاب کو جونا کہتے تھے۔ اور اہل ایران جوناہ کے نام سے موسوم کرتے۔ اہل اسکنڈنیویا بھی آفتاب کو جان کے نام سے پکارتے تھے۔ یونانیوں کے یہاں ہرقلس آفتاب ہی کا دیوتا سمجھا جاتا تھا۔ اور پولی نیشیا کے علم الاصنام میں مچھلی بولکر دین مراد لیتے تھے۔ اس بیان سے غالباً یہ امر واضح ہو گیا ہوگا۔ کہ واقعہ یونس سے حقیقتاً کیا مراد تھی اور لوگوں نے کیونکر غلطی سے اسے تاریخی واقعہ سمجھ لیا۔

یہی حال طوفان نوح کے قصہ کا ہے۔ کہ اس کو تاریخی حقیقت مخصوص بہ نوح سمجھا جاتا ہے۔ حالانکہ یہ روایت بھی بابلیوں یا کلدانیوں سے بنی اسرائیل میں منتقل ہوئی۔ نینوا کے کھنڈروں سے جو نقوش برآمد ہوئے ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے کہ طوفان کا قصہ اہل بابل میں مسیح سے ۲۵۰۰ سال قبل رائج تھا۔

موسیٰ کی پیدائش۔ ان کے دریا میں بہا دئے جانے اور ان کے معجزات کا حال سب کو معلوم ہے۔ لیکن یہ تمام روایات موسیٰ سے بہت قبل جوں کی توں دنیا میں رائج تھیں۔ مثال بابل میں اگاد کے لوگ قصہ بیان کرتے تھے۔ کہ ان کا بادشاہ شارغون اول (۲۵۰۰ سال قبل مسیح) کس طرح پانی کے اندر بہتا ہوا پایا گیا تھا۔ اور کیونکہ اس کی ماں نے ٹوکری کے اندر ڈال کر اس کی پیدائش چھپانے کے لئے دریا میں ڈال دیا تھا۔ عصائے موسیٰ کی طرح آرفیس کے پاس بھی ایک عصا پایا جاتا تھا۔

الغرض بائیبل کے واقعات تاریخی کوئی اہمیت نہیں رکھتے اور اس بنا پر ان کی نسبت یہ کہنا کہ الہامی ہیں درست نہیں ہو سکتی۔ اس کے ساتھ ایک ثبوت موجودہ بائیبل کے غیر الہامی ہونے کا یہ ہے کہ وہ مجموعہ اضداد بھی ہے۔ اور الہامی کتاب میں یہ نقص ہرگز نہیں پایا جاسکتا۔ میں چند مثالوں سے تضاد کی حقیقت کو یہاں واضح کئے دیتا ہوں۔

بائیبل اپنے مفہوم کے لحاظ سے چار حصوں میں تقسیم ہو سکتی ہے۔ ایک متعلق بہ الہیات دوسرا اخلاقی نصائح کا، تیسرا واقعات تاریخی کا اور چوتھا عقاید و اصول مذہب کا۔ سو آپ اس میں سے جس حصہ کو لیں گے۔ اسے اضداد سے معمور پائیں گے۔ ہر تقسیم کے متعلق چند مثالیں اس کی پیش کی جاتی ہیں۔

الہیات

خدا کو آرام کی ضرورت ہے اور تھک جاتا ہے

اس کا ذکر ذیل کی آیتوں میں ہے

(Jer. XV. 6.) (EX. XXXI 17.

(IS. XXXI. 24)

خدا نہ تھکتا ہے۔ نہ آرام کرتا ہے

اس کا ذکر ذیل کی آیتوں میں ہے۔

خدا منصف ہے۔ اور غیر طرفدار

(Dant, XXXIII 4) (Ps XCII. 15)

خدا غیر منصف ہے اور طرفدار

(EX, XX. 5)

خدا اُن کو ملتا ہے جو اُس کی تلاش کرتے ہیں

(Prov. VIII, 17)

خدا ان کو نہیں ملتا جو اس کی تلاش کرتے ہیں

(Ps XVIII. 41)-(Is. I. 15.)

خدا رحمان و رحیم ہے

(James. VIII. 17)

خدا ظالم بے رحم، تباہ کار اور خونخوار ہے

(I Sam. VI. 19)

خدا جھوٹ نہیں بولتا

(Num. 18)

خدا جھوٹ بولتا ہے

(I Kings. XX. II. 23)

صرف ایک خدا ہے

(I, cor VIII. 4)

خدا ایک سے زاید ہے

(I John V. 7.)

اخلاقی نصائح

چوری و قزاقی ممنوع ہے

(EX. XX. 15) (Lev XIX 13)

چوری و قزاقی جائز ہے

(EX. XII. 35, 36) (EX. III. 21. 22)

جھوٹ بولنا ناجائز ہے

(Prov. XII. 22) (EX. XX. 16)

جھوٹ بولنا مباح ہے

(James II. 25) (I Sam XVI. 1. 2)

قتل کرنا بُرا ہے

(EX. XX. 13

قتل کرنا درست ہے

(2 Kings. XX. II, 30) (EX, XXXII. 27)

زنا ناجائز ہے

(EX. XX. 14.)

زنا درست ہے

(Hosea I 2, III, 1, 2, 3) (Num XXXI, 10)

واقعات تاریخی

یوسف کے باپ کا نام یعقوب تھا

(Matt. I. 16)

یوسف کے باپ کا نام ہیلی تھا

(Luke III, 23.)

مسیح عالم شیرخوارگی میں مصر لیجائے گئے

(Matt II, 14, 15, 19, 21, 23.)

مسیح عالم شیرخوارگی میں مصر نہیں لیجائے گئے

Luke. II. 22. 39.)

مسیح کو تیسرے گھنٹے میں سولی دی گئی

(Mark. XV. 26)

مسیح کو چھٹے گھنٹے تک سولی نہیں دی گئی

(John. XIX. 14, 15)

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللَّهِ فَإِن تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ

۱۔ مذاہب عالم کو دعوت اسلام۔
۲۔ فضائل اسلام اور قرآن کی نشر و اشاعت
۳۔ مسلمانوں کی باہمی تکفیر کو مٹا کر آپس میں
رواداری کی تلقین کرنا۔
۴۔ مجدد وقت حضرت مسیح موعود کی تعلیم اور صداقت اسلام سے دنیا کو روشناس کرانا۔

جلد ۱۸ | لاہور۔ یوم شنبہ مطبوعہ ۲۹ ربیع الاول سنہ ۱۳۴۹ ہجری مطابق ۲۳ اگست سنہ ۱۹۳۰ عیسوی | نمبر ۵۵

حضرت مسیح موعودؑ کی غیر مطبوعہ نظم

مندرجہ ذیل نظم حضرت مسیح موعودؑ کی ایک بہت پرانی نظم ہے جو اب تک درثمین میں نہیں چھپی۔ نظم آپ نے میاں محمد بخش ٹھیکہ دار کڑیانوالہ ضلع گجرات کو کسی سخت ابتلا میں لکھ کر بھیجی تھی۔

اک نہ اک دن پیش ہوگا تو خدا کے سامنے ۔۔۔ چل نہیں سکتی کسی کی کچھ قضا کے سامنے
چھوڑنی ہوگی تجھے دنیائے فانی ایکدن ۔۔۔ ہر کوئی مجبور ہے حکمِ خدا کے سامنے
مستقل رہنا ہے لازم اے بشر تجھ کو سدا ۔۔۔ رنج و غم یاس و الم فکر و بلا کے سامنے
بارگاہِ ایزدی سے تو نہ یوں مایوس ہو ۔۔۔ مشکلیں کیا چیز ہیں مشکل کشا کے سامنے
حاجتیں پوری کرینگے کیا تری عاجز بشر ۔۔۔ کر بیاں سب حاجتیں حاجت روا کے سامنے
چاہیئے تجھ کو مٹانا قلب سے نقشِ دوئی ۔۔۔ سر جھکا بس مالکِ ارض و سما کے سامنے
چاہیئے نفرت بدی سے اور نیکی سے پیار ۔۔۔ ایک دن تجھ کو بھی جانا ہے خدا کے سامنے

راستی کے سامنے کب جھوٹ پھلتا ہے بھلا
قدر کیا پتھر کی لعلِ بے بہا کے سامنے

مُلکِ عرب کا آفتابِ درخشاں

مہاتما گاندھی کے چھوٹے صاحبزادے پیغمبر اسلام کی بارگاہ میں

(از خامہ مسٹر دیوی داس گاندھی خلف اصغر گاندھی جی)

... بصیرت۔ جب دنیا میں حق و صداقت مغلوب ہو جاتی ہے۔ اور ہر طرف ناحق اور باطل کی گھٹائیں چھا جاتی ہیں۔ تو اس وقت میں اپنے آپ کو ظاہر کیا کرتا ہوں۔ بغرض نیکی کی ترقی اور شر اور بدی کے استیصال کی خاطر میں ہمیشہ وقتاً فوقتاً دنیا میں جلوہ افروزی کرتا ہوں۔ (گیتا)

ایک عظیم الشان اور صاحب قوت سورج کی طرح پیغمبر اسلام محمد صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]

دنیائے انسانی انتہائی تاریکی میں مبتلا تھی۔ اور جب آپ اس دنیا سے رخصت ہوئے تو آپ اپنا کام پورے طور پر انجام دے چکے تھے۔ وہ مقدس کام کہ جس سے دنیا کو ابدی فائدے پہنچنے والے تھے۔ دنیا کے سچے اور مامور من اللہ ہادی بہت تھوڑے ہوئے ہیں۔ اور باہم ان کے زمانے میں ایک دوسرے سے بہت [illegible]

کہ جس کے وہ مستحق ہیں۔ اس بات کے ماننے پر مجبور ہیں کہ آپ سب سے بڑے ہادیوں میں سے ایک تھے۔ آپ کی عظمت و شان میں اس وقت اور بھی اضافہ ہو جاتا ہے۔ جب کہ آپ کی تصویر کھینچتے وقت ہم اس انتہائی اخلاقی و روحانی انحطاط کے پس منظر بھی نگاہ رکھیں۔ جو آپ کی پیدائش کے وقت عرب میں عام تھا۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ایک مہذب اور ترقی یافتہ ماحول کی پیداوار نہ تھے۔ آپ کے عہد میں ایک شخص بھی نہ تھا جس سے آپ الہیات کا درس لیتے۔ اس زمانہ میں مذہب الہی کے لئے تو عرب میں کوئی جگہ ہی نہ تھی۔ وہ سرزمین اپنے تاریک ترین دور سے گذر رہی تھی۔ جب خرابی اور پستی انتہائی حد تک پہنچ گئی۔ تو اس وقت آپ رحمت باری بن کر تشریف لائے۔ ایسی صورت میں اگر ان کو رحمۃ للعالمین کا خطاب دیا جاتا ہے۔ تو اس میں تعجب ہی کیا ہے۔ عوام کے جذبات کے مطابق کہ جو تا قیام قیامت باقی رہیں گے۔ اور آپ براہ راست خدا کے قاصد اور رسول ہیں۔ اور حقیقت یہ ہے کہ آپ کی ہستی باری تعالیٰ کی ہستی اور ذات کے اندر فنا ہو چکی تھی۔ جو لوگ کہ ہندو مذہب کے عقاید سے آشنا ہیں آپ کو اوتار کہیں گے جس کے لفظی معنی یہ ہیں کہ خدا کی طرف سے اترا ہوا ہے۔ مسلمانوں کی زبان میں آپ کا لقب پیغمبر خدا یعنی اللہ کا قاصد ہے۔ مطلب ان دونوں لفظوں کا ایک ہی ہے۔ دونوں لفظ بحیثیت تعظیم کے لئے ہیں۔ اور ایک کی بجائے دوسرا لفظ استعمال ہو سکتا ہے۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا تعلق کسی امیر اور دولتمند خاندان سے نہ تھا۔ آپ کے والدین غریب لوگ تھے۔ اور نہ کوئی جسمانی تفوق بھی ورثہ میں نہ ملا تھا۔ آپ کا ظہور ایک ایسے خاندان میں ہوا جسے بلحاظ امارت دنیا میں کوئی اہمیت حاصل نہ تھی۔ اور آپ کی زندگی میں میرے لئے جو حقیقت سب سے زیادہ دلکش ہے وہ یہی ہے کہ آپ محنت سے اور عظیم المرتبت انسانوں کی طرح اس طبقے سے نکلے کہ جسے عوام کا طبقہ کہا جاتا ہے۔ آپ نے ایک تاجر اور ایک بکریاں چرانے والے کی زندگی بسر کی۔ یہ واقعہ ہمارے جذبات میں تحریک پیدا کرکے سلسلہ کی کڑی کو ایک دوسرے عظیم الشان گڈریئے کے ساتھ جوڑ دیتا ہے۔ جس کی محبت کے بائیس کروڑ یا اس سے بھی زیادہ دیوانے دنیا میں بستے ہیں۔ جو سری کرشن کے نام سے مشہور ہے (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کی سب سے پہلی خوبی جس نے لوگوں کے دلوں کو موہ لیا۔ آپ کی کامل ایمانداری تھی۔ آپ کی اس صفت نے آپ کو قوم سے "الامین" کا قابلِ رشک خطاب دلوا دیا تھا۔ جس کے معنے ایماندار اور سچے کے ہیں۔ حق و صداقت پر آپ کا ایمان تھا۔ اور آپ کی زندگی کے ہر شعبے میں اس کا جلوہ نظر آتا ہے۔ اور کسی حالت میں بھی آپ سچائی سے خفیف سے خفیف انحراف بھی گوارا نہ کر سکتے تھے۔ کسی نیک اور اچھے مقصد کے لئے بھی آپ حق کو چھوڑنا ناپسند کرتے تھے۔ اور اس کا ثبوت ہمیں غزوہ بدر کے اس واقعہ سے ملتا ہے۔ جو بہت مشہور ہے۔ کہ قبائل

بائیبل میں آدم کی کہانی

(بقیہ صفحہ اوّل)

بے علم چوں شمع باید گداخت
کہ بے علم نتواں خدا را شناخت

کہ خدا اور اس کی خدائی کا راز صرف نیک و بد کی تمیز اور علم ہی سے حاصل ہو سکتا ہے بہت ممکن تھا کہ آدم اس شمع علم پر قربان ہونے کے لئے تدبیر کے پروں سے پرواز کرتا اور باغ میں دوبارہ پہنچ جاتا۔ خداوند خدا کو اس پر کھٹکا پیدا ہوا۔ اور یہ کھٹکا پیدا ہوا۔ کہ کہیں آدم درخت حیات کو بھی چٹ نہ کر جائے۔ اس لئے باغ سے آدم کو باہر کرکے چاروں طرف فرشتوں کی برہنہ تلوار کا پہرہ لگا دیا۔ (پیدائش ۳/۲۴)

بائیبل کی اس آدم کہانی سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ خداوند خدا کے کام شروع سے ہی بے سوچے سمجھے ہوتے رہے ہیں۔ اگر آدم کے لئے تمیز کے درخت سے پھل کھانا ناجائز تھا۔ تو باغ عدن میں اس کو پیدا ہی کیوں کیا اگر یہ غلطی ہو گئی تھی تو کم از کم اس کو ایسا خوبصورت اور کھانے میں خوش ذائقہ نہ بناتا تاکہ آدم چکھ کر پھینک دیتا اس فروگذاشت پر بھی آدم کو خفیہ طور پر اس سے اطلاع دے کر شیطان کو یہ راز نہ بتلایا ہوتا تو بھی آدم بچ جاتا۔ اس پے در پے سہو و نسیان پر بھی جو تدبیر بعد میں درخت حیات پر پہرہ لگانے کی سوجھی وہ پہلے ہی سے کیوں اختیار نہ کر لی۔ انجام کار بھی خدا نے جو کہا تھا۔ کہ جس دن تم اسے کھاؤ گے تم ضرور مرو گے۔ (پیدائش ۲/۱۷) سچ ثابت نہ ہوا بلکہ سانپ نے بہکانے وقت جو کہا تھا کہ تمہیں اس درخت کے پھل سے نیک و بد کی تمیز حاصل ہوگی وہی ہوا۔

ان تمام باتوں سے یہ ثابت ہے کہ خداوند خدا کو آدم کے ساتھ رقابت کا کوئی خاص حسد تھا۔ جس کی وجہ سے اس کے ساتھ قدم قدم پر یہ گمراہ کن رویہ اختیار کیا گیا۔ اور اس سے یہ بھی ظاہر ہے کہ آدم کو اس درخت کا پھل کھانے سے ہرگز ہبوط نہیں ہوا اور نہ کوئی تکلیف ہوئی ننگے ہونے سے شرم آنا کوئی سزا اور بڑی بات نہیں۔ ننگے تو وہ پہلے بھی تھے۔ گر پھل کھانے سے اپنے ننگ پر شرم لانے لگے یا ستر پوشی کا خیال پیدا ہوا کیا یہ کوئی بری بات ہے! بلکہ اس کو ارتقا کا اعلیٰ سے اعلیٰ مرتبہ حاصل ہوا کہ وہ خدا کی مانند ہو گیا۔

غرض کتاب پیدائش کی رو سے جہاں تک غور کیا جائے آدم اور حوا کا نوعیت فعل کے لحاظ سے تو کوئی گناہ ثابت ہی نہیں ہوتا۔ اور بلحاظ اس اثر کے جو اس فعل پر مترتب ہوا۔ ان کو کوئی سزا بھی نہیں ملی بلکہ اس کا نور معرفت خدا کی مانند اور چمک اٹھا (پیدائش ۳/۲۲) اور یہی ان کا اعلیٰ سے اعلیٰ ارتقا تھا جس پر ان کو پہنچنا چاہیے تھا۔ اب رہا یہ امر کہ حوا کو یہ کہا گیا کہ وہ زیادہ درد سے بچہ جنے اور آدم کو یہ کہ وہ پیشانی کے پسینہ سے روٹی کمائے۔ (پیدائش ۳/۱۶) اس سے بھی یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ کوئی سزا نہ تھی۔ عیسائی الٰہیات میں گناہ خدا سے بغاوت کا نام ہے اور اس کی سزا کے لئے ابدی جہنم موجود ہے آدم اور حوا کے متعلق یہ کہیں نہیں لکھا کہ وہ بھی سانپ کی طرح ملعون ہو کر (نعوذ باللہ) ابدی جہنم کے حقدار ہو گئے۔ عورت کا درد سے یا زیادہ درد سے بچہ جننا جہاں تک اس پر غور کیا جاتا ہے۔ جنا یہ حوا ہی پر کیا منحصر ہے سطح ارض کے تمام حیوانات ایک ہی طریق پر بچے جنتے ہیں۔ فرق صرف اس قدر ہے کہ جس صنف کے احساسات زیادہ نازک ہوں وہ زیادہ دکھ محسوس کرتی ہے۔ جانوروں کی نسبت انسانی احساسات زیادہ نازک ہوتے اور عورتوں میں بھی وہ عورتیں جن کے اندر کیفیت احساسی کچھ زیادہ نازک نہیں ہوتی جیسے دیہات وغیرہ کی جفاکش عورتیں وہ شہروں کی صنف نازک کی نسبت بہت کم تکلیف اٹھاتی ہیں۔ بہر حال یہ کوئی سزا نہیں اور نہ درخت کے پھل کھانے کے ساتھ اس کو کوئی تعلق ہے اس کی بنیاد صرف علم و عقل اور شعور کی کیفیات و ترقی اور احساس پر ہے۔

رہا آدم کا پسینہ سے روٹی کمانا یہ بھی کوئی سزا نہیں بلکہ ارتقاء نسل انسانی کی تمام منزلوں کا رشتہ اسی کے ساتھ وابستہ ہے۔ اچھی روٹی کمانے کے لئے شدید جدوجہد کی ضرورت ہے اور اسی تگ و دو کا نتیجہ تمام وہ کمالات ہیں جو انسان کو حاصل ہوتے ہیں۔ اور اسی سے تہذیب و تمدن کا رفیع الشان قصر تعمیر ہوتا ہے۔ پادری صاحب اس کو سزا کہیں تو کہیں ہم تو اسی کی بدولت فضاء عالم کو انسانی قویٰ اور استعدادوں کے ظہور سے منور اور اسی کی تابش جمال سے معمور دیکھتے ہیں اس میں کوئی شبہ نہیں کہ قرآن کریم اور بائیبل دونوں نے انسان کی اس حالت کو دکھ مشقت (تشقیٰ) اور فقدان عیش (تعریٰ) سے تعبیر کیا ہے

اسلام کی آمد دہریت کے لباس میں

(گذشتہ سے پیوستہ)

دہریت کے کسی خیال کو لیجئے۔ وہ اسلام کے کسی نہ کسی اصول کے سامنے فطرت انسانی کا سر تسلیم خم کرتا نظر آئے گا۔ روس دہریت کا مرکز بنا ہوا ہے۔ اس دہریت کی تہ میں کیا چیز ہے؟ صرف یہ کہ مذہب ہمیشہ دولتمند اور طاقتور کا حامی رہا ہے۔ اور غریب پر مظالم توڑنے میں بادشاہوں کے ہاتھ میں سب سے زبردست حربہ بنا رہا ہے۔ خدا اور مذہب کے نام پر اس کی مخلوق میں وہ تمام اوصاف رذیلہ پیدا کئے جاتے تھے جن سے وہ اپنی غلامانہ اور فاقہ مستی کی حالت پر قانع ہوتے تھے۔ مذہب گویا ایک قسم کی نشی چیز کی طرح احساس تک کو بھی مار دیتا تھا۔ عیسائی مذہب صدیوں انسانی آزادی کی راہ میں مزاحم رہا۔ خدا کا کلام انجیل پاک انسان کی رہنمائی کے لئے آیا تھا۔ لیکن مذہب نے حکم دیا تھا کہ اس کلام کو خود پڑھنے کی کسی کو اجازت نہیں۔ صرف پادری کی وساطت سے انسان خدا کا کلام سمجھنے کی کوشش کرے۔ اور اس تک رسائی حاصل کرے۔ یہ ایک غلامانہ ذہنیت تھی جو زندگی کے ہر شعبہ میں پیدا کی گئی۔ اس کا نتیجہ یہ تھا کہ دنیا کی طاقت اور دولت سے کروڑوں مخلوق خدا کو محروم کر دیا گیا اور چرچ اور سٹیٹ (مذہب و حکومت) نے باہم مل کر اسے غصب کئے رکھا۔ موجودہ روشنی کے ساتھ انسان ان پرانی دماغی زنجیروں سے آزاد ہوا اور سوال کرنے لگا کہ کیا وجہ ہے کہ ایک انسان اور دوسرے انسان میں کسی قسم کا امتیاز روا رکھا جائے۔ کیوں مٹھی بھر حکمران طبقہ کے لئے عام مخلوق اپنا پسینہ بہائے۔ اور اپنے بال بچوں کا پیٹ کاٹ کر ان کے لئے عیش و عشرت کا سامان بہم پہنچائے۔ ایسا خدا جو ایسی ناجائز تقسیم میں مددگار رہا ہے۔ ایسا مذہب اس قابل نہیں کہ اسے باقی رہنے دیا جائے۔ اور کون مسلمان ہے جو اس عزم میں بالشویک کا ہمنوا نہ ہو گا۔ بالشویک کی خدا سے موجودہ بیزاری درحقیقت خدا سے بیزاری نہیں بلکہ شیطان سے بیزاری ہے۔ جو خدا کا لباس پہن کر دھوکا دے رہا تھا۔ بالشویک کے دل و دماغ میں مساوات انسانی اور حریت کا جو اصول بیٹھا ہوا ہے وہ درحقیقت وہ اعلیٰ اصول ہے جو اسلام کے پیغام کا مقدم ترین مقصد تھا۔ اسلام کسی رنگ و نسل یا حاکم و محکوم کے امتیاز کا قائل نہیں۔ اسلام کا اعلیٰ ترین مقصد بنی نوع انسان کی ایک عالمگیر برادری قائم کرنا ہے۔ اسلام کا خدا غرباء کو یہ افیون کھلا کر مدہوش نہیں کرتا کہ یہ دنیا اور اس کا مال و متاع تو اوروں کے لئے ہے۔ بلکہ ہر ممکن تحریص دلاتا ہے کہ انسان ترقی کے اعلیٰ سے اعلیٰ مقامات کو حاصل کرے۔ اس لئے اگر ظاہری لفظی اختلاف کو نظر انداز کرکے اس حقیقت کو دیکھا جائے۔ جو بالشویکی تحریک کی روح رواں ہے۔ تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ وہی چیز ہے جو اسلام پیدا کرنے آیا تھا۔ اور بوجہ احسن ایک مدت دراز تک پیدا بھی کی۔ اسلام کے سب سے پہلے بادشاہ خود نبی کریم تھے۔ لیکن بالشویکوں کے بانی لینن کے گھر میں بھی کبھی اس قسم کی سادہ زندگی نہ ہوئی ہوگی۔ جو نبی کریم کے گھر میں نظر آتی ہے۔ قومی مال و دولت قوم کے فلاح و بہبود کے کاموں پر خرچ ہونے کے لئے تھا۔ الغرض بالشویک گو بظاہر خدا سے منحرف نظر آتے ہیں لیکن دیکھنے والی آنکھ دیکھتی ہے کہ فطرت کا زبردست ہاتھ کشاں کشاں اسے اسلام کی چوکھٹ پر لا رہا ہے۔ وہ نہیں جانتا کہ اسلام کا خدا سرمایہ دار خدا نہیں بلکہ بالشویک خدا ہے۔ اس کے نزدیک خدا کا تصور وہی ہے جو کلیسا نے پیش کیا۔ اور اس لئے وہ حق بجانب ہے کہ اس کے خلاف علم بغاوت بلند کرے۔

جوں جوں دہریت کی ہوا جہان میں پھیلتی جاتی ہے میرا دل گواہی دیتا ہے کہ خدا کے اپنے اصلی پاک روپ میں ظہور ہونے کے دن آ رہے ہیں۔ اہل تحقیق جانتے ہیں کہ موجودہ مسخ شدہ شکل میں کوئی مذہب مذہب کہلانے کا مستحق نہیں خود اسلام کی شکل و صورت کو ملانوں اور پیروں نے جس قدر مسخ وہ بھی محمد اور قرآن کا اسلام نہیں۔ ان سب کے خلاف جو عالمگیر رو ہمیں نظر آتی ہے۔ اور جسے ہم لامذہبی کی رو سے تعبیر کرتے ہیں۔ درحقیقت یہ لامذہبی کی رو نہیں یہ لامذہبی کے خلاف رو ہے لوگ ان مضحکہ انگیز مذاہب سے جو پادریوں۔ پنڈتوں۔ ملانوں اور پیروں نے جہان میں رائج کر رکھے ہیں بیزار ہیں اور یہ ایک نہایت مبارک بات ہے۔ یہ اس امر کا بیّن ثبوت ہے کہ تعلیم یافتہ طبقہ کے دل میں سچی روشنی کے لئے تڑپ ہے اور صحیح آسمانی پانی کے لئے پیاس۔ یہ بغاوت جہاں انسانی مذہب کے خلاف بغاوت ہے ساتھ ہی صحیح فطرتی مذہب کے لئے عملی بے تابی کا عالمگیر مظاہرہ ہے جسے دیکھ دیکھ کر مجھے قرآن پاک کی مندرجہ صدر آیت یاد آتی ہے کہ گو زمانے نے اپنے لئے کچھ نہ کچھ مذہب تراش لیا تھا۔ لیکن فطرت کا زبردست ہاتھ طوعاً و کرہاً ان کو فطرت کے مذہب کی طرف گھسیٹ کر لا رہا ہے فطرت کے خلاف کوئی اصول جہان میں قائم نہیں رہ سکتا اور فطرت سے کوئی بھاگ کر نکل نہیں سکتا۔ آسمان و زمین میں ہر چیز کو اس کے قانون پر لازماً چلنا ہے اور یہی اسلام ہے جو اب دہریت کے لباس میں جلوہ گر ہونے لگا ہے۔ دہریت اگر اسلام نہیں تو اسلام کا پیش خیمہ تو ضرور ہے۔ اور کم از کم نام نہاد مذاہب کی نسبت اسلام کے قریب تر ہے۔ الفاظ کا ہیر پھیر ہے خدا اور مذہب کا صحیح قرآنی تخیل جہان میں پیش کیا جائے تو ناممکن ہے کہ بالآخر ماسکو جو دہریت کا مرکز بن رہا ہے دار الاسلام نہ بنے

(بصیرت)

(بقیہ صفحہ ۲ کالم ۳)

اپنے خیالات فاسدہ کی تائید میں من گھڑت باتیں رسول خدا کی طرف منسوب کرکے تخریب دین نہ کر سکیں۔ اور ایسی کذب بیانیوں کا قیامت تک سدباب رہے۔ پس ان کی مخلصانہ کوششوں کا نتیجہ آج مظہر ہے کہ ان کے نقد قلم سے باہر یا ان کی جرح و تعدیل سے مستثنیٰ کوئی حدیث دستیاب نہیں ہو سکتی۔ جو کچھ موسوم بہ حدیث ہے وہ ان کی کسوٹی یعنی صحیح ضعیف حسن موضوع وغیرہ میں بخوبی مل سکتی ہے۔ اور یہ بھی ملحوظ رہے۔ کہ بلا اعتبار حدیث نماز کی رکعات بھی معلوم کرنا دشوار ہوگا۔

احقر سید احمد ولد مولوی سید عبد اللہ غفر اللہ عنہما ساکن میسور

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیر جماعت ڈلہوزی سے واپس تشریف لے آئے ہیں۔ اور اپنے دینی مشاغل میں مصروف ہیں۔

—— اخویم محمد دین صاحب کینڈین مشن کانگڑہ سے اطلاع دیتے ہیں کہ وہ ایک ماہ سے دمہ کے عارضہ میں مبتلا ہیں۔ احباب سے دعا کے لئے درخواست کرتے ہیں۔

—— چودہری رحمت خاں صاحب ہیڈ کلرک صدر دفتر انجمن احمدیہ اشاعت اسلام لاہور ابھی تک بیمار ہیں احباب ان کے لئے دعا فرمائیں۔

مسلم خواتین لاہور کو اطلاع

مسز عبد الرشید لنڈا گلی لاہور اطلاع دیتی ہیں کہ محترمہ راحیل بیگم صاحبہ شروانیہ جو نواب حاجی موسیٰ خاں دتاولی کی صاحبزادی ہیں آجکل خوش قسمتی سے لاہور تشریف لائی ہوئی ہیں۔ موصوفہ کا ارادہ ہے کہ علیگڑھ میں عورتوں کی دینی تعلیم کے لئے ایک درسگاہ قائم کی جائے چنانچہ اسی مقصد کو مدنظر رکھتے ہوئے آپ یہاں کی خواتین سے تبادلہ خیالات کر رہی ہیں اس کے علاوہ آپ کا یہ مقصد بھی ہے کہ لاہور خواتین میں جو شدید اختلاف پیدا ہو گیا ہے۔ اسے سلجھانے کی

بنا پر یہ حالت پہلی بہشتی حالت کی نسبت دکھ کی حالت ضرور ہے۔ تاہم یہ سزا نہیں اس لئے کہ ہر سزا دکھ ضرور ہے لیکن ہر دکھ سزا نہیں۔ بلکہ ترقی اور حصول کمال کے لئے بھی دکھ سہنا پڑتا ہے اور مزا بھی اسی راحت میں ہے جو دکھ کے بعد میسر ہو۔ وہ دکھ جس پر رحمت الٰہی کی بارش کا انحصار ہو انسان کی خفیہ استعدادیں اس سے بیدار ہوں اور فطرت بشریہ کا غنچہ قابلیت چٹخ کر کر نزہت انگیز ہو۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ الوہیت کے انوار اس پر پرتو فگن ہوں۔ اس پر عیش و عشرت کی ہزاروں جنتیں قربان ہوں کہ جن کے اندر دل کی کلی تبسم آشنا نہ ہو۔ کم سنی اور بچپن کا زمانہ اگرچہ عیش و آرام کا زمانہ اور ذمہ داریوں کے بار گراں سے ہر طرح سبکدوش ہوتا ہے اور عالم شباب مصائب اور سرگرانیوں کا کوہ گراں سر پر لاتا ہے۔ تاہم عنفوان شباب حسن و جمال کے کمالات اور قویٰ کے ارتقا کا زمانہ ہے۔ سچ ہے ؎

حسن کی آرائشوں میں کم سنی تھی کٹ گئی
اُف وہ ہلکا سا تبسم اور جواں ہونے کے بعد

پس آدم اور حوا کی زندگی جب تک دایہ فطرت کی گود میں رہی آرام اور عیش کی جنت تھی۔ لیکن عنفوان شباب کا یہ تقاضا تھا کہ وہ اپنے اندر حسن کا کمال پیدا کرے اس لئے وہ [illegible] رنگ میں پڑا لیکن

عالم نسواں

ہمارا عقیدہ ہے کہ جس طرح دنیا کا کوئی انسان مرد اور عورت کے اتحاد کے بغیر پیدا نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح دنیا کی کوئی ترقی اور کوئی تحریک مرد اور عورت کے اشتراک عمل کے بغیر نہ پیدا ہو سکتی ہے اور نہ پایۂ تکمیل تک پہنچ سکتی ہے۔ ہم بیان کر چکے ہیں کہ مسلمان عورتوں کو کام کرنے کے قابل بنانے کا ایک ہی طریقہ ہے۔ اور وہ یہ کہ اسلام نے جو حقوق عورت کو دیئے ہیں۔ مسلم عورتوں کو دے دئے جائیں۔

ہم حقوق نسواں کی مہم کیوں شروع کرتے ہیں؟ کیا اس لئے شروع کرتے ہیں کہ اس میں عورتوں کا فائدہ ہے۔ اس میں وطن کی آزادی کا راز مضمر ہے۔ اس پر اسلام کے مستقبل کا انحصار ہے

حصول حقوق کی تدبیر

مسلم عورتوں کے اسلامی حقوق کیا ہیں؟ یہ سوال (گذشتہ اشاعت میں) حل ہو چکا ہے۔ یا زیادہ تحقیق کے ساتھ چند روز میں حل ہو جائے گا۔ لیکن اصل سوال یہ ہے کہ عورتوں کو یہ حقوق دلائے کیونکر جائیں؟ اس سوال کا حتمی جواب دو حصوں میں ہے:

اوّل یہ کہ عورتوں کو اپنے اسلامی حقوق سے پوری طرح باخبر کیا جائے۔

دوم یہ کہ عورتیں ان حقوق کے لئے خود آگے بڑھیں اور تقاضا کریں۔

عورتوں کی مظلومی اور محرومی کی سب سے بڑی وجہ ان کی بے خبری ہے۔ اگر بے خبری کا مسئلہ حل کر دیا گیا تو حصول حقوق کے لئے عملی جدوجہد کا سلسلہ خود شروع ہو جائے گا۔

ہم گذشتہ اشاعت میں بیان کر چکے ہیں کہ "ایمان" کے اجرا کا مقصد خیالات و آراء کا اظہار نہیں۔ بلکہ عمل ہے۔ جن چار امور کو ہم نے اپنے پروگرام میں شامل کیا ہے۔ ہم اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ ان کے متعلق ملک میں عملی جدوجہد بھی شروع کریں۔ تدریج اور پختگی کے اصول کو مدنظر رکھتے ہوئے۔ ہماری ناچیز رائے یہ ہے کہ سب سے پہلے مسلمانان ہندوستان عورتوں کے اسلامی حقوق سے باخبر بنانے کی مہم شروع کی جائے۔ اس سلسلے میں حسب ذیل منازل عمل کی طرف سلسلہ وار پیش قدمی کرنا ہمارے نزدیک زیادہ مؤثر اور پرمنفعت ثابت ہوگا۔

عورتوں کا ہفتہ

ایک ہفتہ مقرر کیا جائے۔ قوم اس ہفتہ میں عورتوں کی بہبودی کے مسئلہ پر غور کرے۔ مدیران اخبار سے اپیل کی جائے کہ اس ہفتہ میں جس قدر اخبارات چھپیں ان میں حقوق نسواں کے مسئلہ کو سب سے زیادہ اہمیت دی جائے۔ ہر اخبار اس عنوان پر کم سے کم ایک لیڈر ضرور لکھے۔ علماء اور اکابر اور تعلیم یافتہ خواتین سے اپیل کی جائے کہ مسئلہ حقوق نسواں پر اخبارات کو بیانات اور تجاویز بھیجیں۔ مضامین شائع کرائیں۔ اور قوم کی توجہ کو مسلمان عورتوں کی بہبودی اور بھلائی کی طرف مبذول کریں۔ ہفتہ نسواں کے سلسلہ میں جس قدر تجاویز و خیالات اشاعت میں آئیں۔ ان کا ماحصل لے کر ایک مستقل کتاب میں شائع کر دیا جائے۔ تمام زنانہ انجمنیں اس رسالہ کو مسلم خواتین میں ہوا اور پانی کی طرح عام تقسیم کریں۔

خطبات حقوق نسواں

حقوق نسواں پر ایک خاص تقریر تیار کی جائے۔ اور اس تقریر کی صحت و تائید میں بڑے بڑے علماء کے دستخط حاصل کئے جائیں۔ اور پھر یہ تقریر ملک کے تمام خطیبوں اور واعظوں آئمہ مساجد میں تقسیم کی جائے۔ اور ان سے اپیل کی جائے کہ وہ اس تقریر کو خطبہ جمعہ کی حیثیت سے وقتاً فوقتاً مسلمانوں کے روبرو پیش کرتے رہیں۔

یوم النبی برائے حقوق نسواں

۱۹۳۱ یا ۱۹۳۲ء کے یوم النبی کا عنوان "حضرت محمد مصطفےٰ اور حقوق نسواں" قرار دیا جائے۔ اسی عنوان پر ۱۲ ربیع الاوّل کے جلسے ہوں۔ اسی عنوان پر تقریر سیرت لکھی جائے۔ اور حسب معمول دنیا کی زیادہ سے زیادہ زبانوں میں ترجمہ کر کے لاکھوں اور کروڑوں کی تعداد میں مفت تقسیم کی جائے۔

مدارس اور حقوق نسواں

اسلام نے عورتوں کو جو حقوق دیئے ہیں ان سے آئندہ نسلوں کو باخبر کرنے کی کوشش کی جائے۔ یونیورسٹی کو چند مضامین بھیجے جائیں۔ کہ وہ انہیں ادبی کورسوں میں شامل کر لے۔ ایسے ہی مضامین زنانہ اور مردانہ اسلامیہ سکولوں کے نصاب میں شامل کرانے کی کوشش کی جائے۔

ایک آخری روشنی

اس قدر جد و جہد سے کچھ حرکت پیدا ہوگی۔ یہ سویا ہوا مسئلہ ایک کروٹ ضرور بدلے گا۔ اس کے بعد کوشش کی جائے۔

۱۔ ملک کی تمام زنانہ انجمنیں ایک دفتر سے منسلک ہو جائیں

۲۔ ہر سال عورتوں کی صوبہ وار مؤثر کانفرنسیں ہوں اور اسلامی روایات کو قائم رکھ کر مذہب و ملک کی تحریکات میں جائز اور مناسب حصہ لیں۔ ہمیں یقین ہے کہ ملک کی تعلیم یافتہ خواتین اس سنجیدہ اور باوقار پروگرام کی ضرور تائید کریں گی۔ خواہ کچھ بھی ہو۔ یہ مردوں کا فرض ہے کہ وہ عورتوں کے لئے کام کریں۔ مسلمانوں کو یاد رکھنا چاہئے کہ مسلمان عورتوں کی زندگی اور بیداری کا مسئلہ ہے۔ اسلام کی زندگی اور بیداری کا مسئلہ ہے۔ عورتوں کی مدد کے بغیر مردوں کی کوئی محنت برومند نہیں ہو سکتی۔ نہ اولاد کی تربیت ہو سکتی ہے نہ ساہوکار کا قرض ادا ہو سکتا ہے۔ نہ گھر کا بجٹ اپنی جگہ پر قائم رہ سکتا ہے نہ رسم و رواج کی اصلاح ہو سکتی ہے۔ عورت گھر کی ملکہ نہیں بلکہ بادشاہ ہے۔ تمام آئندہ نسلیں عورت کے پیٹ میں ہیں۔ اور ان نسلوں کا مستقبل عورت کے ہاتھ میں ہے۔ مسلمانو! عورت کی اہمیت کو سمجھو۔ اور عورت کو زندہ کرو۔ عورت کی زندگی سے نہ صرف تم خود بلکہ تمہارے دونوں جہان زندہ ہو جائیں گے۔ (الایمان)

اخبار احمدیہ

اعلان نکاح۔ مسجد احمدیہ بلڈنگس لاہور میں مورخہ ۱۹ ستمبر ۱۹۳۴ء بروز جمعہ از نماز مغرب حکیم محمد ظہیر الدین صاحب اروپی کی صاحبزادی اقبال بیگم کا نکاح بعوض حق مہر مبلغ ایک ہزار روپیہ ہمراہ منشی محمد سعید صاحب ساکنہ شادی وال پڑھا گیا۔ خدا مبارک کرے آمین۔

درخواست دعا۔ ہمارے دوست رحمت خان صاحب بدر ایک عرصہ سے بیمار ہیں۔ احباب سے بارہا دعا کی درخواست کی گئی اسی کا نتیجہ ہے کہ جناب بدر صاحب روبصحت ہیں۔ امید ہے کہ احباب حسب سابق درد دل سے اپنے اس بیمار بھائی کی صحت کے لئے اللہ تعالیٰ عرض کریں گے۔

تبلیغی دورہ۔ جناب مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی چند ایام کے لئے دہرم سالہ تشریف لے گئے ہیں۔ مولانا محمد عصمت اللہ صاحب بھی ڈلہوزی سے دہرم سالہ پہنچیں گے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر دو بزرگوں کے لیکچروں کو وہاں شرف قبولیت بخشے۔

مریضہ کے لئے دعا۔ جناب مولوی لال حسین صاحب اختر کی اہلیہ عرصہ دو ماہ سے علیل ہیں۔ تمام احباب سے درخواست کی جاتی ہے کہ ان کی اہلیہ کیلئے درد دل سے دعا کریں۔ اختر صاحب ایک عرصہ سے سخت مصائب میں مبتلا ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس نوجوان پر اپنا فضل و کرم کرے۔

درخواست دعا۔ ہمارے مکرم دوست محمد شفیع صاحب علوی سامانوی احباب سے عموماً اور بزرگان سلسلہ سے خصوصاً دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ ان کی موجودہ مشکلات کو حل فرما کر انہیں اطمینان قلب نصیب کرے۔ علوی صاحب آج کل مع اپنے صاحبزادہ محمد لطیف صاحب کے لاہور تشریف لائے ہوئے ہیں۔

بقیہ صفحہ اول

اور حکومت ایران کے درمیان تجارتی تعلقات اطمینان بخش نہیں۔ لیکن اس دفعہ موسم اچھا رہا اور فصلیں عمدہ ہیں۔ مشہد میں اس موسم سرما میں غیر معمولی طور پر سردی رہی ہے۔ بہت کم اشخاص باہر جا سکتے ہیں۔

مراسلات

ایڈیٹر کا نامہ نگاروں کی آراء سے متفق ہونا ضروری نہیں۔ (ایڈیٹر)

مخدوم بندہ جناب ایڈیٹر صاحب السلام علیکم۔

"نور افشاں" کے ۲۲ اور ۲۹ اگست کے نمبر میں مرزا صاحب کے مستجاب الدعوات ہونے پر کچھ نکتہ چینی کی گئی ہے۔ اس میں کلام نہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی دعائیں قبول کیا کرتا ہے۔ اور ان کی بعض دعائیں قبول نہیں بھی کرتا۔ خواہ دعا مانگنے والے عام لوگوں میں سے ہوں۔ یا ولی اللہ یا نبی یا رسول ہوں۔ اس حقیقت کو ہر ایک مذہب والا جانتا ہے اور سمجھتا ہے۔ کیونکہ بائیبل سے اور قرآن شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی انسان کی بلکہ رسول کی بھی ساری دعائیں قبول نہیں ہوا کرتیں۔ رسول کریم اپنے چچا ابو طالب کے لئے دعا مانگا کرتے تھے۔ مگر وہ دعا قبول نہ ہوتی۔ مگر اللہ تعالیٰ کسی حکمت کی وجہ سے دعا مانگنے والے کی دعا کو قبول نہیں کیا کرتا۔ ورنہ سید الانبیاء کی بخل نہیں ہے۔ ہر ایک انسان اس کی ہر ایک حکمت نہیں سمجھ سکتا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ کی بعض حکمتیں انسان سمجھ لیتا ہے۔ مثلاً ہر ایک انسان چاہتا ہے۔ کہ میں دولتمند ہو جاؤں۔ مگر اس امر میں اللہ تعالیٰ سب کی دعائیں قبول نہیں کیا کرتا۔ اس کی حکمت اللہ تعالیٰ نے خود قرآن شریف میں بتلا دی ہے۔ اور ابو طالب کا مسلمان نہ ہونا اس میں بھی اللہ تعالیٰ کی بڑی حکمت تھی۔

ابو طالب کے مشرک رہنے کے سبب ابو طالب رسول کریم کے محافظ ہو سکے تھے۔ اگر وہ مسلمان ہو جاتے تو دوسرے قریش ابو طالب کو بھی قتل کر دیتے اور رسول کریم بھی ان کے ہاتھ سے رہائی نہ پاتے۔

اگر مرزا صاحب کی بعض دعائیں قبول نہیں ہوئیں تو یہ بات اعتراض کرنے کے قابل نہیں تھی۔ اور کوئی بھی معقول شخص مسلمان یا عیسائی یا اور کوئی اس بات پر اعتراض نہیں کر سکتا تھا۔ اگر مرزا صاحب کا یہ دعویٰ تھا کہ سارے جہان کے قانون قدرت کے خلاف میری ہر ایک دعا قبول ہوتی ہے۔ پھر تو ان کی کسی دعا کے رد ہونے میں ان کا کوئی عذر قابل سماعت کے نہ ہوتا۔ مگر جہاں تک مجھ کو معلوم ہے آپ نے ایسا دعویٰ کبھی نہیں کیا۔ مگر مرزا صاحب کے مخالفین یہ اعتراض کرتے ہیں کہ جس دعا کی قبولیت کا اور جس پیشگوئی کے پورے ہونے کا دعوےٰ مرزا صاحب نے بڑی تاکید اور وثوق کے ساتھ کیا تھا۔ نہ وہ دعا قبول ہوئی اور نہ وہ پیشگوئی پوری ہوئی۔ اور اس بات کو وہ ثابت کر کے دکھلا دیتے۔ پھر تو قادیانی بزرگوں کو کوئی جواب نہ بن پڑتا۔ مگر انہوں نے یہ طریق اختیار نہیں کیا۔ یا کیا ہو تو مجھ کو معلوم نہ ہو۔

قادیانی بزرگ جو ایسے اعتراض کے جواب دیتے ہیں۔ ان کو دیکھ کر حیرانی ہوتی ہے کہ تحقیقی جواب چھوڑ کر ہمیشہ ایسا جواب دیتے ہیں۔ کہ جس سے اسلام اور قرآن اور رسول عربی کی اہانت ہو۔ گویا وہ بجائے محمدیت کی بجا احمدیت کو قائم کرنا چاہتے ہیں جیسے مکہ کے حج کی بجائے قادیان کا حج مقرر کر دیا ہے۔ اور دار الحرم کی جگہ دار الامان مقرر کر دیا ہے۔ اور مکہ مدینہ سے بڑھ کر مقبرہ جنتی قادیان میں بنا دیا ہے۔ کہ تھوڑا خرچ کرنے سے جنت خریدی جا سکتی ہے۔

اگر نور افشاں اپنی طرف سے قادیانی تحریرات میں تصرف کر کے ایسی صورت بنا دیتے ہیں جو لوگوں کی نظر میں مضحکہ بن جائیں تو اس کا بار نور افشاں کے ذمہ ہے۔ ورنہ بقول شاعر

گر ہمیں مکتب و ہمیں مُلّا
کار طفلاں تمام خواہد شد

اگر احمدیت کی حمایت اس طرح کی جایا کرے گی تو اس کا انجام زیادہ مضر نہ ہوگا۔

(ایک مسلم)

ڈاکٹر کی ضرورت

ایک لائق پنجابی مسلمان ڈاکٹر کی ضرورت ہے۔ جو بطور میڈیکل افسر کام کرے گا۔ جس نے کسی ہسپتال کے سرجیکل وارڈ میں بطور انچارج کام کیا ہو۔ تنخواہ حسب لیاقت۔ درخواستیں جلد بنام بکس ۱۸۱۹ معرفت ایڈورٹائیزنگ ڈیپارٹمنٹ اخبار اسٹیٹسمین [illegible] محمد منظور الہی اسسٹنٹ [illegible] احمدیہ [illegible]

اقدام کی حکمتِ عملی تباہ کن اور ہلاکت خیز ہوگی

تیراہ پر قبضہ سے عالمگیر جنگ کا خطرہ

ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب وائس پریذیڈنٹ میڈیکل کونسل تحریر فرماتے ہیں:-

سرحد پر اقدام کی حکمتِ عملی کئی سال سے حکومت ہند کے زیر غور ہے۔ چنانچہ شمال مغربی سرحد کے تحفظ کے متعلق وقتاً فوقتاً متعدد تجاویز پر عملدرآمد ہوتا رہا۔ پہلے راولپنڈی میں فوجی مرکز بنانے کی تجویز کی گئی۔ اس کے بعد نوشہرہ اور پھر علاقہ غیر کی حدود میں لنڈی کوتل اور رزمک کو اس مقصد کے لئے منتخب کیا گیا۔ ان کارروائیوں سے صاف ظاہر ہوتا ہے۔ کہ فوجی ماہرین کی حکمتِ عملی مختلف اوقات میں طرح طرح کے رنگ بدلتی رہی ہے۔

غلط طریق کار

اب بھی غالباً تیراہ میں اسی قسم کے فوجی مرکز بنانے کی غرض سے اقدام کی حکمتِ عملی کے حامی اس علاقہ میں پیش قدمی کرنے کی سفارش کر رہے ہیں۔ اخبار "ٹریبیون" کے نامہ نگار مقیم شملہ نے ۱ر اکتوبر کی اشاعت میں سرحدی حکام حکومت ہند اور لندن کے دفتر ہند کی خط و کتابت پر طویل بحث کی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اب تقریباً فیصلہ ہو چکا ہے کہ انگریزی علاقہ کی سول آبادی کو آفریدیوں کے آئندہ حملوں سے محفوظ رکھنے کے لئے تیراہ کے زیریں حصہ پر قبضہ کر لیا جائے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آئندہ اس موقع پر اس قسم کی کارروائی کرنا مناسب ہے یا نہیں۔ کیا موجودہ حالت میں حکومت ہند اس قدر بھاری اخراجات کی متحمل ہو سکتی ہے اور کیا یہی مقصد طاقت اور تشدد کی حکمتِ عملی پر کاربند ہونے کے بغیر مصالحانہ طریق کار اختیار کرنے اور تدبر اور دانشمندی سے کام لینے سے حاصل نہیں ہو سکتا۔

میں نہ تو سیاست دان ہوں۔ اور نہ فوجی مدبر۔ لیکن علم تجربہ اور سرحد کے تجربہ سے مجھے حاصل ہے میں اپنی رائے دے سکتا ہوں۔ مجھے آزاد علاقہ میں جانے کے اکثر مواقع حاصل ہوتے رہے۔ میں اپنی رائے دے سکتا ہوں

۱۹۳۰ء میں مرحوم علامہ غلام احمد خاں آفریدی نے مجھے طبی مشورہ کے لئے طلب کیا تھا۔ میں نے چورہ کے نزدیک بمقام تنگی وانج تیراہ پتھری نکالنے کے لئے عمل جراحی کیا تھا۔

لیکن جس حالت میں جنگ کی تمام تیاریاں مکمل ہو چکی ہیں۔ میں نہیں خیال کر سکتا کہ اقدام کی حکمتِ عملی کے ذمہ دار حکام میرے مشورے کو ٹھنڈے دل سے سنیں گے۔ اس کے علاوہ صوبہ سرحد کے حکام اس وقت مشتعل ہو رہے ہیں۔ تاہم میری التماس ہے کہ وہ سرحد کی تمام صورت حالات پر صبر و تحمل سے غور کریں۔ اور قلمرو برطانیہ کے لئے دائمی امن حاصل کرنے کی خاطر موجودہ حکمتِ عملی کو تبدیل کریں۔ اور اس کے نتائج کا مشاہدہ کرنے کا فیصلہ کریں۔

سابقہ تعلقات

۹۸-۱۸۹۷ء کی آخری جنگ کے بعد اس وقت تک آفریدیوں کے ساتھ حکومت برطانیہ کے تعلقات دوستانہ اور مصالحانہ رہے ہیں۔ اس لئے جس قوم کے تعلقات ۴۲ سال تک ایسے خوشگوار رہے ہوں اس کے ساتھ قطع تعلق کرنا اس سے زیادہ غور و خوض کا مستحق ہے جو اس وقت تک کیا گیا ہے۔ غور طلب امر یہ ہے کہ آیا گذشتہ ماہ جون اور اگست میں ان کا پشاور پر مظاہرہ کرنا اس بات کے لئے کافی دلیل ہے کہ ان سے پرانے تعلقات منقطع کئے جائیں۔ اور ان پر چڑھائی کر دی جائے۔ میں نے اپنے کسی پہلے مضمون میں بھی وضاحت کی تھی کہ اگر آفریدی حکومت کے خلاف جنگ کرنے کا ارادہ رکھتے تو وہ برطانوی افواج کو اس سے بہت زیادہ نقصان پہنچا سکتے جو انہوں نے اب پہنچایا ہے۔ انہوں نے ایک سے زیادہ مرتبہ سرحدی حکام پر واضح کر دیا ہے کہ وہ سرکاری علاقہ میں رہنے والے اپنے بھائیوں کے ساتھ صرف جذبات ہمدردی کا اظہار کرنا چاہتے ہیں۔

ملک کی موجودہ حالت

دوسرا امر غور طلب یہ ہے کہ آیا تمام ہندوستان میں موجودہ بدامنی اور حکومت کے احکام کی خلاف ورزی اور اس کی عدالت کے مقابلہ میں کانگرسی عدالتیں قائم کرنے کے متعلق کانگرس کی آخری قرارداد کے پیش نظر اور یہ دیکھتے ہوئے کہ خود سرحد برطانی علاقہ کے باشندوں کی موجودہ حالت کیا ہے۔ اور ہندوستانی قوم نے کی حالت کیسی زوال پذیر ہو رہی ہے کیا یہ مناسب ہوگا۔ کہ سرحد پر جنگ شروع کرا دی جائے اگر ذرا سی دور اندیشی اور غور و فکر سے کام لیا جائے تو اس سوال کا جواب نفی میں ہوگا۔

قومی تحریک کا اثر

آفریدی ہمیشہ اپنی فراست جنگی تدابیر اور اعلیٰ فوجی مہارت کے لئے مشہور چلے آتے ہیں۔ زیادہ عرصہ نہیں گزرا کہ وہ بھی اپنے ملکوں کے اسی طرح زیر اثر تھے جس طرح سرکاری اضلاع کے باشندے اپنے قوانین کے ماتحت ہیں۔ لیکن اب صوبہ سرحد میں قومی تحریک روز بروز زیادہ مضبوط ہو رہی ہے۔ اور اس کا بڑا سبب حکومت کا متشددانہ طریق عمل ہے اور اسی طرح تحریک آفریدیوں میں بھی زور پکڑ رہی ہے۔ ان کے سردار اور ملکوں بلکہ تیراہ کے پیر صاحب کی .... زمانہ وال کا بھی عام آفریدیوں پر کوئی اقتدار نہیں رہا اور یہ امر حکومت ہند کے ان اعلانات سے بھی ظاہر ہے جو شملہ سے جاری ہوا۔

خلافتی پناہ گزین

پشاور پر گزشتہ حملوں کے دوران میں یہ معلوم ہو چکا ہے کہ آفریدی لشکر میں زیادہ تر ایسے نوجوان شامل تھے جن کی عمریں ۱۸ اور ۲۵ سال کے درمیان تھی۔ ان کے لشکر میں بڑی عمر کے اشخاص شاذ و نادر ہی ملتے تھے۔ ۲۳ر اپریل کے واقعات کے بعد بعض خلافتی تیراہ میں جا کر پناہ گزیں ہو گئے۔ گذشتہ ماہ ستمبر میں جب میں ایبٹ آباد سے روانہ ہوا تو اطلاع آئی تھی کہ آفریدیوں میں خلافتیوں کی تعداد تقریباً ۵ ہزار تک پہنچ چکی ہے۔ گذشتہ ماہ ستمبر اور مئی سے جب پشاور میں خونریزی ہوئی۔ یہ تحریک اور بھی ترقی کر رہی۔

۱۸۹۷ء کی ہولناک جنگ

۱۸۹۷ء میں جب گذشتہ جنگ تیراہ شروع ہوئی تو میں نے اسی سال ڈاکٹری ملازمت اختیار کی تھی اور متعدد اشخاص کو یہ بات فراموش نہیں ہوئی ہوگی کہ جنگ تیراہ اس زمانہ کا نہایت ہی خونریز حادثہ تھا۔ کہا جاتا تھا کہ ملکہ وکٹوریہ کا نازک دل تیراہ اور اور بدروں کی جنگوں میں انگریزی فوج کے نقصانات سے بے حد متاثر ہوا تھا۔ لیکن اس ہولناک جنگ کا آفریدیوں پر کیا اثر ہوا بحیثیت قوم وہ آج اس سے بہت زیادہ مضبوط اور طاقتور ہیں جس قدر ۴۲ سال پیشتر تھے۔ لیکن مصالحت اور یکجہتی کی حکمتِ عملی کے باعث اس عرصہ میں کوئی مشکل پیش نہیں آئی۔ آج تک وہ برطانوی حکومت کے ساتھ اچھے دوستوں کا سا سلوک کرتے۔ اور سرحد کے محافظ بنے رہے جیسا کہ پہلے ہی بیان کیا جا چکا ہے۔ انہوں نے شیعوں کے ساتھ اپنے اندرونی تنازعات کے متعلق بھی سرحدی حکام کی سفارشات منظور کر لیں بلکہ انہوں نے حکومت برطانیہ کو خوش کرنے کے لئے اپنے مشہور و معروف بہادر عجب خاں کو بھی جلا وطن کر دیا۔

افریدیوں کے پاس بہترین اسلحہ ہیں

گذشتہ ۴۲ سال کے عرصہ میں آفریدیوں نے اپنے آپ کو توقع سے زیادہ مسلح کر لیا ہے۔ افغانستان کی تازہ شورش کے دوران میں انہوں نے جلال آباد چھاؤنی اور انگریزی سرحد کے متصل دو دیگر چھاؤنیوں سے جن میں سے ایک ڈکہ کے نزدیک اور دوسری کرم کے اوپر واقعہ ہے۔ رائفلوں اور سامان حرب کی مقدار کثیر پر قبضہ کر لیا۔ اس مال غنیمت میں جدید ترین نمونے کا سامان حرب تھا۔ جو شاہ امان اللہ خاں نے یورپ سے خریدا۔ اور کابل کو جا رہا تھا اس امر واقعہ کی وضاحت کے لئے وہ حادثہ غور طلب ہے۔ جو نوشہرہ کے قریب ایک مال گاڑی کو پیش آیا۔ کہا جاتا ہے کہ ریلوے انجن اور مال گاڑیاں ایسی تھیں جن پر عام گولیوں کا اثر نہیں ہو سکتا تھا۔ لیکن کہا جاتا ہے کہ نوشہرہ کے نزدیک آفریدیوں کے فائروں سے ریل گاڑی میں چھلنی کی طرح سوراخ ہو گئے تھے مجھے معلوم ہوا ہے کہ اس قسم کا نقصان فرانس کی طرف جدید ترین نمونے کی بڑی گولیوں سے پہنچایا جا سکتا ہے۔

سول آبادی کے تحفظ کا مسئلہ

تیراہ .... بتایا جاتا ہے کہ اس سے آفریدیوں کے حملوں سے سول آبادی کو محفوظ رکھنا مقصود ہے۔ اخبار ٹریبیون اپنی ۱ر اگست کی اشاعت میں سرحدی حالت پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ سرحد میں مارشل لا نافذ کرنے کی ایک وجہ یہی ہے۔ اخبار مذکور ایک سرکاری اعلان کی بنا پر رقمطراز ہے۔ غالباً اسی خطرے کے جذبات کو دور کرنے کے لئے شورش زدہ علاقہ میں مارشل لا کا نفاذ کیا گیا تھا۔ اس میں شک نہیں کہ زمانہ حال میں پشاور پر حملہ عجیب و غریب نوعیت رکھتا ہے۔ ہندوستان میں برطانی حکومت کی تاریخ میں یہ پہلا واقعہ ہے کہ افریدیوں نے صوبہ سرحد کے صدر مقام کا محاصرہ کر لیا۔ لیکن ایک اور پہلو سے یہ اس سے بھی زیادہ حیرت انگیز ہے۔ کہ آفریدیوں نے سول آبادی پر کوئی تشدد نہیں کیا۔ اور نہ ان کی جائداد کو نقصان پہنچایا۔ یا غارت کیا۔ بلکہ انہوں نے متعدد طریقوں سے یہ ظاہر کر دیا کہ ان مظاہروں کے دوران میں لوٹ اور غارت گری ان کے پروگرام کا کوئی جزو نہ تھی۔ گذشتہ ماہ جون میں ایک مجروح برطانی افسر کا حادثہ جس کا پہلے ہی حوالہ دیا گیا ہے۔ اس بات کا بین ثبوت ہے۔ اطلاع آئی تھی کہ اس افسر کے پاس ۵ سو روپے کے نوٹ اور ایک طلائی گھڑی بھی موجود تھی۔ ان دونوں چیزوں کو ایک رومال میں ڈال کر اس کے جسم سے باندھ دیا گیا۔ اور اسے لکھ دیا گیا۔ کہ وہ روپے کے خواہش مند نہیں ہیں۔ اسی طرح سے سکھوں کی ایک برات کا واقعہ ہے۔ جو ماہ اگست میں پشاور سے تیراہ کو جا رہی تھی۔ اگرچہ اس برات کو لوٹ مار کا یقین تھا۔ لیکن خلاف توقع آفریدی لشکر نے اسے بحفاظت تیراہ میں پہنچا دیا۔

قوم پرستانہ جذبات

یہ اور اس قسم کے دیگر متعدد واقعات زبان حال سے پکار کر کہہ رہے ہیں کہ آج کے آفریدی کل والے آفریدیوں سے بالکل مختلف ہیں۔ وہ قوم پرستی کے جذبات سے بھرے ہوئے ہیں۔ اور اپنی اصلاح کی جانب راغب ہیں۔ اس لئے ان کے خلاف جنگ شروع کرنے میں سول آبادی کے تحفظ کی دلیل بالکل حق بجانب نہیں۔ برخلاف اس کے انہیں اپنی اصلاح اور ترقی کا موقع دینا چاہئے۔ ان کے مطالبات پولیٹیکل افسروں کے نامزد اشخاص کی بجائے ان کے اپنے نمائندوں کے ذریعہ سے مسموع کرنے چاہئیں۔ اور ان کے ساتھ ہمدردانہ اور مناسب سلوک کرنا چاہئے۔

مارشل لا کا نفاذ

آفریدی اور دیگر قبائل پشاور اور اس کے مضافات میں پہلے بھی شدید نوعیت کے حملے کرتے رہے جن میں وہ لوگوں کو لوٹتے اور قتل کرتے تھے۔ اس کے علاوہ مختلف اوقات میں مختلف قبائل کے ساتھ جنگیں بھی ہوئیں۔ لیکن سول آبادی کے تحفظ کے لئے کبھی بھی مارشل لا کا نفاذ ضروری نہیں خیال کیا گیا۔ اگر اس دلیل کو تسلیم بھی کر لیا جائے تو بھی جب قبائل قطعی طور پر اپنے ملک کو لوٹ گئے۔ اور حکومت نے ان کی سرگرمیوں کے متعلق روزانہ اطلاعات شائع کرنا بھی بند کر دیا۔ تو اس کے بعد مارشل لا کو بدستور جاری رکھنا کسی صورت میں حق بجانب نہیں ہو سکتا۔ ایک اور امر بھی غور طلب ہے جس کی نظیر زمانہ ماضی میں نہیں ملتی۔ اور وہ سرحد میں موجودہ خطرناک صورت حالات ہے جس کا مقابلہ کرنے میں سول حکام قطعاً ناکام رہے ہیں۔ کہا جا سکتا ہے کہ اسی وجہ سے مارشل لا نافذ کیا گیا تھا۔ لیکن اسے غیر محدود عرصہ تک جاری رکھنے کی اور مصالحت کی حکمتِ عملی اختیار نہ کرنے کی کیا وجہ ہو سکتی ہے

مہم کے اخراجات

اندازہ کیا گیا ہے کہ اگر تمام تیراہ پر قبضہ کر لیا جائے تو تین کروڑ روپے صرف ہوں گے۔ لیکن اگر صرف جنوبی تیراہ پر تصرف جمایا جائے تو سڑکیں بنانے پر تقریباً بیس لاکھ روپیہ صرف ہوگا۔ جنگ کے اخراجات کے تخمینے میری نظر سے نہیں گذرے۔ لیکن بہرحال یہ تخمینے معقول ہوں گے۔ تاہم یہ اسی صورت میں ممکن ہو سکتے ہیں۔ جب جنگ کو ایک خاص دائرہ میں سختی سے محدود رکھا جائے۔ اور یہ ہرگز ممکن نہیں۔ یہ اطلاعات موصول ہو رہی ہیں کہ آفریدی برطانوی فوجوں کے داخلے سے پیشتر ہی بجولی کے میدان پر قبضہ کرنے اور اس کی حلقہ بندی کرنے کی تجویز کر رہے ہیں۔ اس حالت میں کیسے توقع ہو سکتی ہے کہ وہ انگریزی افواج کو اپنے ملک میں آسانی سے داخل ہونے دیں گے

باقی دارد

ناظرین:- خط و کتابت کے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں۔

ایک مخلص بزرگ کیلئے دعا کی ضرورت

شیخ غلام محمد صاحب لکھتے ہیں کہ :-

"ہم بروز جمعرات ۹ نومبر کو وزیر آباد سے نوبری والا پہنچے تھے اور شام کو واپس آ گئے۔ چوہدری غلام حسن صاحب بی ال سیکرٹری بیمار تھے اور نہایت کمزور۔ باوجود اس کے احمدیت کا پورا جوش ان کے اندر موجود تھا۔ اس بزرگ کو خدا تعالے نے کیا ہی اچھا دل دیا ہے۔ آپ نے چندہ کے متعلق ہر کام نہایت سرعت اور خوشدلی سے کر کے جیران کر دیا۔ آپ فرمانے لگے کہ دو چار دن سے منی آرڈر لیا ہوا مگر لکھنے سے رہ جاتا ہے رقم چندہ تیار پڑی ہے۔ چنانچہ ہم نماز ظہر پڑھنے کے لئے مسجد میں گئے اور واپس آئے تو عـــــ۲۲ روپے کی رقم چندہ نکال کر خود ہی پیش کر دی۔ تیاری فہرست ممبران پر آپ نے چشم پرنم ہو کر فرمایا کہ میرا نام اب آپ کو رجسٹرات جماعت سے خارج ہی کرنا پڑے گا۔ اللہ اللہ کیا تڑپ اور آرزو آپ کے دل میں موجود ہے۔ جماعت کو ایسے بزرگوں کے لئے جو ہم میں واقعی ایک نمونہ ہیں بہت درد دل سے دعا کرنی چاہئے اور ہم یقین رکھتے ہیں کہ اللہ دعائیں سنتا ہے۔ ان کے لئے اخبار مفت خاص طور پر روانہ کرنے کی التجا کی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں پوری صحت اور طاقت عطا فرمائے۔

جو فہرست دفتر میں نوبری والہ کی موجود ہے وہی ممبر ہیں۔ میاں نظام الدین صاحب ہمیں واپسی پر راستہ میں مل گئے تھے۔ انہیں باقی دوستوں کو ہمراہ لے کر وزیر آباد جمعہ میں شامل ہونے کے لئے کہا گیا ہے۔"

اخبار احمدیہ

حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ کا ایک لیکچر بتاریخ مورخہ ۸ ماہ رواں کی شام کو گورنمنٹ کالج کے مسلمان طلباء کی مسلم سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن میں ہوا۔ موضوع تقریر موجودہ تحریکات اور اسلام تھا کہ جس کے دوران میں مساوات نیل انسانی تحریکات جدیدہ اور اسلامی تعلیم پر آپ نے ایک بصیرت افروز تقریر فرمائی۔ نواب محمد ابراہیم خاں آف ... صدر تھے تقریر نہایت مدلل اور پُر اثر تھی سامعین کی تعداد کثیر موجود تھی۔

مورخہ ۱۵ ماہ رواں کو بعد انجمن اشاعت اسلام یونین احمدیہ بلڈنگس لاہور کا ایک جلسہ مناظرہ مسلم ہائی سکول کے ہال میں منعقد ہوا۔ موضوع بحث یہ تھا کہ اس ایوان کی رائے میں تمدن جدید ایک پرفریب سحر ہے۔ پروفیسر محمد شفیع بھی ایم اے۔ مسٹر عبد الخالق بی اے۔ مسٹر ... ایم اے ایڈیٹر ... اور مسٹر ... اللہ ایم اے نے اثبات میں اور شیخ عبد المجید ایم اے ... عبد الحمید ایم اے ... بی اے اور پروفیسر ... ایم ایس سی نے تردید میں تقریریں کیں۔ ووٹوں کے لحاظ سے آخری پارٹی کامیاب رہی۔

چوہدری فتح دین صاحب پنشنر ہیڈ کنسٹیبل درم سانہ نے اطلاع دیتے ہیں کہ وہ پٹھان کوٹ میں قادیانیوں اور شیعوں کے مناظرہ میں شامل ہوئے تھے۔ مولانا جالندھری نے پہلی بحث میں شیعوں پر قابو پا لیا۔ مگر دوسری بحث میں جو ختم نبوت پر تھی شیعہ مولوی نے جالندھری صاحب کو خوب رگیدا۔ اس کے بعد وہ لکھتے ہیں ان کا ایک داماد زیر عتاب ہے اس کے لئے دل سے دعا کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو ہر بلا اور ابتلاء سے محفوظ رکھے آمین۔

مولوی عصمت اللہ صاحب چند روز کے لئے گلوبند کا دورہ کرنے کے بعد اپنے کمرے کے دروازے بند کر کے گرم ٹوپی اور گرم کمبل اوڑھے ہی سردی کی یاد میں بیٹھے ہیں۔

ضروری اعلان

دورۂ وفد

احباب کو مولوی عصمت اللہ صاحب وغیرہ کے وفد کے دورہ کے متعلق ایک پروگرام سے اطلاع دی گئی تھی۔ ... بعض اور ضروری کاموں کی وجہ سے ... نہیں ہو سکیگا۔ جلسہ سالانہ ...

خبریں

گول میز کانفرنس

—— لندن ۱۵ نومبر۔ آج گول میز کانفرنس کا دوسرا جماعتی اجلاس شروع ہوا جس کے آغاز میں مسٹر بجر نے ... سے ... نظر کرتے ... مندوبین پر زور دیا کہ ایک دوسرے کے ساتھ اشتراک عمل کا ... ضرورت ہے۔

—— کانفرنس نے فیصلہ کیا ہے کہ وزیر اعظم صدارت فرمائیں اور لارڈ سینکی ڈپٹی پریذیڈنٹ ہوں۔ برطانی مندوبین ہندوستانی ریاستوں کے مندوبین اور برطانی ہند کے مندوبین میں سے حسب ذیل جواب معاونین صدر مقرر کئے گئے۔

(۱) لارڈ ریڈنگ (۲) لارڈ پیل (۳) مہاراجہ بیکانیر (۴) نواب بھوپال (۵) سر آغا خاں (۶) مسٹر سری نواس شاستری۔

—— فیصلہ کیا گیا ہے کہ اخبارات کے نمائندوں کو داخلے کی اجازت نہ ہو لیکن سیکرٹری ایٹ کے ذریعہ خبریں شائع کرنے کے لئے ایک کمیٹی منتخب کی گئی۔

—— آج ملک معظم کی طرف سے ایک پیغام موصول ہوا ہے جس میں انہوں نے لکھا ہے کہ گول میز کانفرنس نے افتتاحی تقریب پر جو پیغام مجھے بھیجا تھا وہ موصول ہو گیا ہے۔ مندوبین نے مسرت و اطمینان سے اس پیغام کا خیر مقدم کیا۔

—— آج سر تیج بہادر سپرو۔ شری چنتامنی۔ مہاراجہ بیکانیر وغیرہ نے تقریریں کیں۔

—— لندن ۱۷ نومبر۔ آج گول میز کانفرنس میں مہاراجہ الور، ڈاکٹر ... نے درجہ مستعمرات کی حمایت کی۔

—— ریاستوں کے مندوبین فیڈرل نظام حکومت کے حامی ہیں۔ فیڈرل نظام حکومت کی ترتیب کے لئے ایک علیحدہ کمیٹی قائم کی گئی ہے۔

—— لندن ۱۹ نومبر۔ آج گول میز کانفرنس کے اجلاس میں دیگر مندوبین کے علاوہ مولانا محمد علی نے تقریر کی جو نہایت پر جوش تھی۔ انہوں نے کہا کہ ہم غداری کا الزام لے کر یہاں آئے ہیں۔ اور جس طرح ہم غلام آئے تھے اس طرح واپس نہیں جا سکتے۔ اگر ہمیں درجہ مستعمرات نہ دیا گیا تو میری قبر لندن میں بنے گی۔ آپ نے کہا کہ ملک معظم ہندوستان کو سب سے زیادہ ... جارج ثالث نے امریکہ کو کھو دیا تھا لیکن جارج پنجم ہندوستان کو بچائیں۔

آج سردار اجل سنگھ، سر اے پی پیٹرو، مہاراجہ پٹیالہ وغیرہ اصحاب نے بھی تقریریں کیں۔

—— ان ایام میں فرقہ وارانہ مسائل کا کوئی قطعی فیصلہ نہیں ہو سکا۔ اس سلسلہ میں مختلف خبریں آ رہی ہیں۔ اس خبر نے ہندوستان کے اکثر اسلامی حلقوں میں ہیجان پیدا کر دیا کہ مسلمان مندوبین بعض شرائط کے ساتھ مشترکہ انتخابات پر راضی ہو گئے ہیں۔ چنانچہ مختلف اشخاص اور جماعتوں کی طرف سے لندن تار روانہ کئے گئے۔ ۱۷ نومبر کی خبر تھی کہ ہندوؤں نے بعض شرائط کے ساتھ سندھ کی علیحدگی اور صوبہ سرحد میں مساوی اصلاحات کا نفاذ منظور کر لیا ہے۔ ۱۸ کی خبر ہے کہ ایک سمجھوتہ ہوا تھا۔ لیکن اس مسلمانوں کے انتہا پسند طبقہ نے مسترد کر دیا۔ اور اب

مسلمانوں کی ضرورت

مسلمانوں میں سے بے روزگاری کم کرنے اور انہیں ملازمت سرکاری وغیر سرکاری کے حصول میں مدد دینے کے لئے ایسے درد دل رکھنے والے مسلمانوں کی ضرورت ہے۔ جو سرکاری وغیر سرکاری دفاتر میں ملازم ہوں اور اپنے رسوخ سے کام لے کر حصول ملازمت میں مسلمانوں کی مدد کر سکیں یا کم از کم ہمیں خالی شدہ اسامیوں کے متعلق صحیح اطلاعات بہم پہنچا سکیں تاکہ ہماری انجمن مناسب کوشش کر سکے۔ گورنمنٹ نے ⅓ حصہ ملازمت سرکاری کا مسلمانوں کو دینے کا عرصہ سے اعلان کر رکھا ہے۔ لیکن مسلمان حکام کی لاپروائی اور مسلمان انجمنوں کی غفلت کی وجہ سے بہت کم محکمہ جات اس ... کر رہے ہیں جن محکمہ جات میں ایسی خلاف ورزی ہو رہی ہو۔ صحیح حالات بہم پہنچائے جانے پر ہماری انجمن تحریری یا بصورت ڈیپوٹیشن اس کا تدارک کرنے کی کوشش کرے گی۔ خواندہ اور ناخواندہ ہر دو قسم کی ملازمتوں کی ضرورت ہو۔ جو دوست اس بارہ میں اعانت کا وعدہ فرمائیں اور اپنا نام و پتہ ظاہر نہ کرنا چاہیں ان کی ہدایات پر پورا پورا عمل کیا جائیگا۔ اس بارہ میں تمام خط و کتابت ذیل کے پتہ پر ہو۔

محمد منظور الٰہی آنریری سیکرٹری انجمن اعانت اسلام لاہور۔ احمدیہ بلڈنگس

توقع کی جاتی ہے کہ کوئی اور مجلس معاہدت مثلاً کانفرنس کی اقلیتوں کی کوئی چھوٹی کمیٹی اس مسئلہ پر بحث و تمحیص کرے گی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ ڈاکٹر مونجے، راجہ نریندر ناتھ ایسے ہندو مندوبین مفاہمت کے راستے میں زبردست روک ثابت ہو رہے ہیں۔

—— اس کے بعد ۱۹ نومبر کی اطلاع ہے کہ فی الحال سمجھوتہ کی کوئی توقع نہیں ہے۔ ایسے تمام سرکردہ ممبر مصروف عمل ہیں۔ نواب صاحب بھوپال نے ۱۹ نومبر کو اپنی تقریر میں کہا کہ والیان ریاست میں بحیثیت ہندو اور مسلمان کوئی منافرت نہیں پائی جاتی۔ اور ان کی ریاستوں میں فرقہ وارانہ منافرت نہیں ہیں۔

نواب صاحب نے کہا کہ برطانی ہندوستان میں جو فرقہ وارانہ تنازعات پائے جاتے ہیں وہ محض سیاسی ہیں۔ جونہی خود مختار ہندوستان کے دستور اساسی کی بنیاد قائم ہو گئی یہ اختلافات خود بخود دور ہو جائیں گے۔ ... تالیاں بجائیں۔

بنگلور کے سپرنٹنڈنٹ پولیس نے دیسی اخبارات کے نام نوٹس جاری کئے ہیں۔ کہ اگر انہوں نے برطانی ہندوستان کی سیاسیات پر نکتہ چینی کی تو ان کے خلاف سخت کارروائی کی جائے گی۔

—— پشاور ۱۸ نومبر۔ زکیجہ بحال کرنے والا فوجی دستہ بلا مزاحمت کجوری میدان کے وسط میں پہنچ گیا۔

—— دہلی ۱۷ نومبر۔ ہول کا نامہ نگار رقمطراز ہے کہ سرحد کی صورت حالات غیر متبدل ہے۔ سرکردہ ملکوں اور سرداروں کا مطلوبہ جرگہ انگریزی حکام سرحد کے ساتھ گفت و شنید کی تجدید کے لئے جمرود میں جمع ہو رہا ہے۔

—— بعض غیر سرکاری اطلاعات مظہر ہیں کہ قبائل کے سردار دوبارہ اپنے مطالبات اور شکایات پیش کریں گے۔ جن میں یہ مطالبہ بھی شامل ہوگا کہ انگریز درہ خیبر کا قبضہ دیدیں۔ اور سی متنازعہ میں مداخلت کرنے سے مجتنب رہیں۔

—— ٹوکیو ۱۷ نومبر۔ تازہ اطلاع مظہر ہے کہ وزیر اعظم جاپان جن پر ایک شخص نے حال ہی میں گولی چلائی تھی صحتیاب ہو رہے ہیں۔

—— لندن ۱۸ نومبر۔ معلوم ہوا ہے کہ ۱۷ نومبر کو بغداد میں شاہ حسین سابق شریف مکہ کا انتقال ہو گیا ہے۔

—— مظفر پور ۱۷ نومبر۔ تقریباً تین ہزار کے ہجوم نے پولیس پر حملہ کیا۔ جس سے کئی کانسٹیبل مجروح ہوئے۔ آخر پولیس کو گولی چلانی پڑی جس سے تین شخص زخمی ہوئے۔ ایک کے شدید زخم آئے۔

—— ناگپور ۱۸ نومبر۔ یہاں اس قسم کے احکام نافذ کئے گئے ہیں کہ برطانی ہند میں سول نافرمانی کی تحریک کے ساتھ ہمدردی کے طور پر کوئی جلوس نکالا جائے۔ اور نہ مظاہرہ کیا جائے۔

—— لندن مسٹر لائڈ جارج نے دار العوام میں تحریک التوا پر فلسطین کی بحث و تمحیص کا افتتاح کرتے ہوئے کہا کہ ہم یہودیوں اور عربوں کے ساتھ مساوی انصاف کرنا چاہتے ہیں۔ موجودہ انتداب بدستور قائم رہیگا۔

عذاب قبر اور اس کی حقیقت

(علامہ احمد کے قلم سے)

ایک صاحب نے سوال کیا ہے کہ :-
۱- کیا عذابِ قبر کا ثبوت قرآن و حدیث سے ملتا ہے ؟ اور اگر ملتا ہے تو
ہندوؤں وغیرہ کو جو جلائے جاتے ہیں کس طرح یہ عذاب ملتا ہے ؟

عالم برزخ

انسان کی موت کے بعد جو حالت ہوتی ہے اسے برزخ کہتے ہیں اور یہ قیامت تک رہتی ہے۔ جو نتائج اعمال کے انکشاف تام کا وقت ہے۔ اور اسی حالت میں وہ اپنے اعمال کے اثرات اور نتائج کو آرام و راحت یا رنج و غم کے رنگ میں محسوس کرتا ہے۔ نیک اور خدا پرست کو خوشی اور آرام ملتا ہے۔ اور بد کردار کو رنج و غم محسوس ہوتا ہے۔ اور یہ حالت جنت و دوزخ ایک چھوٹا درجہ یا مقام ہے۔ نیک اعمال میں جو اختلاف اور تنوع ہے ہر ایک کا اثر بھی مختلف ہے۔ اور ہر ایک سے جو خوشی اور راحت پیدا ہوتی ہے اس کا احساس بھی مختلف اور الگ الگ ہوتا ہے۔ جس طرح دنیاوی پھلوں کی لذت الگ الگ ہوتی ہے اسی طرح اعمال کے ثمرات کی لذت بھی مختلف ہوتی ہے۔ جیسا عمل ویسا ہی اس کا پھل اور جیسا پھل ویسا ہی اس کی لذت۔

بُرے اور نیک اعمال کے اثرات

اسی طرح بُرے اعمال کے جو نتائج اور ثمرات ہیں وہ بھی اختلاف اعمال کی وجہ سے مختلف ہوتے ہیں۔ جیسا بُرا عمل ویسا اس کا پھل۔ اور جیسا بُرا پھل ویسی ہی اس کی تلخی اور بدمزگی۔

اعمال نیک ہوں یا بُرے ان کا اثر اس زندگی میں ہی انسان کی روح پر پڑتا رہتا ہے۔ اور ترقی کرتا ہے۔ یہاں تک کہ روح کی نورانیت بداعمال سے مسخ ہو جاتی ہے۔ اور ساری کی ساری پر ظلمت اور تاریکی احاطہ کر لیتی ہے۔ اور اس وقت اس کی حالت کا نام قساوت ہو جاتا ہے اور بدی کو بدی نہیں سمجھتا - نہ نیکی کو نیکی سمجھتا ہے - اور اس وقت اس کی حالت حیوانوں کی طرح ہو جاتی ہے۔ اس کو نیک اور بُرے کام کی تمیز نہیں رہتی۔ مگر دل بیقرار رہتا ہے شہوات کی آگ اس کے دل میں ہر وقت سلگتی رہتی ہے۔ دل پر قوائے شہوانیہ کا تسلط اور حکومت رہتی ہے - اس کے خلاف اس کو نہ کچھ سوجھتا ہے نہ اس کے خلاف کوئی کام کرتا ہے۔ اور اس کی ساری زندگی انہیں شہوات کی آگ میں بسر ہوتی ہے - اور یہ انہی بُرے اعمال کا نتیجہ ہوتا ہے۔ اور یہ ایک قسم کا دوزخ ہے جو اسی دنیا میں انسان اپنے ہاتھوں اپنے لئے تیار کرتا ہے۔ اور موت کے بعد یہ دوزخ ایک دوسری شکل میں نمودار ہوتی ہے۔ اور اس وقت اس کا احساس اس احساس سے بڑھ کر ہوتا ہے جو موت سے پہلے ہوتا تھا۔ اور یہ آگ جو شہواتِ حیوانیہ کا نتیجہ ہے اس وقت روح کو زیادہ تکلیف دیتی ہے بہ نسبت اس آگ کی جو دنیا میں وہ محسوس کرتا تھا۔ اور آخرت یعنی عالم برزخ کے ختم ہوتے وقت یہ آگ ایک اور شکل اختیار کرے گی۔ اور یہی وقت انکشاف تام کا ہے۔ اس وقت بُرے اعمال کے اثرات کا احساس کامل طور پر ہوگا۔ اور یہی وہ وقت جب کہا جائے گا فکشفنا عنک غطاءک فبصرک الیوم حدید ہم نے تیری جہالت کا پردہ اٹھا دیا ہے۔ تو تیری نگاہ آج تیز ہے۔

یہی حال نیک اعمال کا ہے۔ جب انسان نیک اعمال کرتا ہے تو اس کا نیک اثر روح پر پڑتا ہے۔ جس سے روح کو خوشی، تسکین قلبی اطمینان اور راحت حاصل ہوتی ہے۔ جوں جوں انسان نیک اعمال میں ترقی کرتا جاتا ہے اس کی قلبی کیفیت بھی جو راحت اور خوشی کی کیفیت ہے ساتھ ساتھ ترقی کرتی جاتی ہے - اور روح انسان کو وہ حالت حاصل ہو جاتی ہے جو پوری اطمینان کی حالت ہے۔ اور اس وقت اس کو نفس مطمئنہ کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ اور اس حالت تک پہنچ کر یہ وہی لوگ بن جاتے ہیں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے لاخوف علیهم و لا هم یحزنون اور رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ کے انعام سے سرفراز ہو جاتے ہیں۔ ان کا ارادہ ارادہ الٰہیہ میں لپیٹ لیا جاتا ہے۔ وہ قضاء الٰہی پر بہر حال راضی ہوتے اور اللہ کی طرف سے کوئی تکلیف بھی آئے تو اس کو عین راحت سمجھتے ہیں۔

اسی دُنیا میں جنت

رہتے ہوئے یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ عالم آخرت اور جنت میں ہے۔ اسی قلبی کیفیت اور اطمینان اور تسکین قلبی کو وہ اس دنیا سے ساتھ لے جاتا ہے۔ اور وہ جنت جس کو اس نے اپنے ہاتھوں سے اپنے لئے تیار کیا اور جس کی لذت اس نے اس دنیا میں اٹھائی ہے وہ ہی جنت موت کے بعد ایک نمایاں شکل اختیار کرے گی۔ تسکین اور اطمینان اور خوشی کی حالت اور ترقی کر جائے گی۔ اور وہ اس وقت اپنے نیک اعمال کے پھلوں کو دنیا کی نسبت زیادہ لذیذ پائے گا۔ اس کا احساس زیادہ ہوگا۔ کیونکہ اس وقت دنیا کی نسبت انکشاف تام ہوگا۔ اور یہی حالت تا قیامت قائم رہے گی۔

قیامت کے دن یہ حالت اور ترقی کرے گی۔ اور عالم برزخ کی نسبت انکشاف تام ہوگا۔ اور اعمال کے ثمرات کی لذت کامل طور سے محسوس ہوگی۔ اور غفار کا کوئی پردہ نہیں رہے گا۔ اور روح انسان لقاء الٰہی اور لقاء ربی سے کامل طور پر مسرور ہوگی۔ وہ اپنے مولیٰ سے راضی اور مولیٰ اس سے راضی۔ اور اس وقت وہ کامل طور پر اسی خطاب کے مستحق ہوگی۔

تلک الجنة التی اورثتموها بما کنتم تعملون - یہ وہ جنت ہے جس کے تم اپنے ان اعمال کی بدولت وارث ہوئے۔ جو تم کرتے تھے۔

جنت اور دوزخ کی اقسام

غرض تین اقسام جنت کے اور تین اقسام دوزخ کے ہیں۔

(۱) موت سے پہلے اسی دنیاوی زندگی میں اپنے نیک اور بُرے اعمال کے اثرات کو محسوس کرنا۔ اور اس سے لذت یا تکلیف محسوس کرنا۔

(۲) موت کے بعد قیامت سے پہلے اپنے نیک اور بُرے اعمال کی لذت یا تکلیف کو دنیاوی لذت اور تکلیف کی بہ نسبت زیادہ محسوس کرنا۔ اس کو عالم برزخ کہتے ہیں۔

(۳) برزخ کے بعد یعنی قیامت کبریٰ کے وقت اپنے اعمال کی لذت اور تکلیف کو کامل طور پر محسوس کرنا۔ کیونکہ اس وقت انکشاف تام کی وجہ سے اعمال کے ثمرات اور نتائج پورے طور سے ظہور کریں گے۔ اور اپنے کامل ظہور کی وجہ سے ان کا احساس روح کو کامل طور سے ہوگا۔ اور یہ ایک نئی زندگی ہوگی۔

موت کے بعد قیامت سے پہلے انسان کی روح کو اپنے اعمال کے نتائج کا احساس ہونا قرآن کریم اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔ میں قرآن کریم کی دو آیتیں ان کے متعلق یہاں لکھتا ہوں جن کو دنیا سے رخصت ہونے کے بعد ایک اعلیٰ اور آرام کی زندگی ملتی ہے۔

سورہ بقرہ آیت ۱۵۴ میں ہے۔

ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولکن لا تشعرون
جو اللہ کی راہ میں مارے جاتے ہیں انہیں مردہ نہ کہو۔ بلکہ وہ زندہ ہیں۔ مگر تم محسوس نہیں کرتے۔

دوسری آیت سورہ آل عمران ۱۶۸

ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربهم یرزقون فرحین بما اتهم اللہ من فضلہ و یستبشرون بالذین لم یلحقوا بهم من خلفهم الا خوف علیهم ولا هم یحزنون یستبشرون بنعمة من اللہ و فضل و ان اللہ لا یضیع اجر المومنین

جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے گئے۔ انہیں مردہ خیال مت کرو۔ بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس ان کو رزق دیا جاتا ہے اس سے خوش رہتے ہیں جو اللہ نے ان کو اپنے فضل سے دیا ان کی وجہ سے خوش ہوتے ہیں۔ جو ان کے پیچھے سے انہیں نہیں ملے کہ ان کو کوئی خوف نہیں اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ اللہ کی نعمت اور فضل سے خوش ہوتے ہیں اور کہ اللہ مومنوں کے اجر

دنیاوی زندگی کے بعد ایک اور زندگی

اس آیت اور سورہ بقرہ کی آیت دونوں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اس دنیاوی زندگی کے بعد ایک اور زندگی کا دور شروع ہوتا ہے۔ اور دنیاوی زندگی کے خاتمہ اور موت کے بعد ہی اور زندگی شروع ہوتی ہے۔ اور اس بات کی طرف توجہ دلاتی ہے کہ جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کئے جاتے ہیں۔ جن کو اصطلاح اسلام میں شہداء کہتے ہیں ان کے متعلق یہ خیال مت کرو کہ ان کی زندگی کا خاتمہ ہو گیا۔ یا ان کی زندگی کا دور ختم ہو گیا۔ اور اب ہمیشہ کے لئے وہ فنا ہو گئے۔ بلکہ اللہ کی راہ میں قتل کئے جانے کے بعد ان کی نئی زندگی کا دور شروع ہوتا ہے جس کو تم محسوس نہیں کرتے۔ اور اس نئی زندگی میں اللہ تعالیٰ ان کو رزق دیتا ہے۔ جو نیک اعمال اور اللہ کی راہ میں قربانیوں کے ثمرات اور پھلوں کی غذا ہے۔ اور اس سے وہ خوش رہتے ہیں - اور اس بات کی وجہ سے بھی ان کو خوشی ہوتی ہے۔ کہ جو لوگ ابھی اللہ کی راہ میں قربانیاں کر رہے ہیں اور ابھی ان سے نہیں ملے اور زندہ ہیں کہ ان کو بھی کوئی خوف نہیں۔ اور نہ ان کو کوئی رنج و غم ہوگا۔ کہ انہوں نے اللہ کی راہ میں کیوں قربانیاں کیں۔ یعنی جو اللہ کی راہ میں شہید ہو گئے ہیں۔ ان کو یہ خوشی ہو جاتی ہے کہ ان کو اپنی قربانیوں کا پھل گیا اور اس کے ساتھ یہ خوشی بھی ان کو ہوتی ہے کہ ان کو یہ علم دے دیا جاتا ہے۔ کہ جو لوگ ابھی اللہ کی راہ میں قربانیاں کر رہے ہیں وہ بھی جب ہم سے ملیں گے تو ہر طرح سے خوش ہوں گے اور اللہ کی طرف سے ان کو بھی اعمال کے ثمرات کی روحانی غذا ملے گی۔ اور اللہ کے فضل اور نعمتوں سے حظ اٹھائیں گے۔ اور اپنی کامیابیوں سے ہشاش بشاش ہوں گے۔

شہداء کی روحیں

صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ شہداء کی روحیں جنت میں سبز پرندوں کی صورت میں ہوں گی۔ چنانچہ صحیح مسلم کی حدیث میں ہے

ان ارواح الشهداء فی صور طیور خضر تسرح فی الجنة حیث شاء
شہداء کی روحیں سبز پرندوں کی صورت میں ہوتی ہیں۔ اور جنت میں جہاں چاہتی ہیں پھرتی ہیں۔

اور بہت سی احادیث میں آتا ہے کہ مرنے کے بعد قبر میں جنت کی طرف سے ایک کھڑکی کھل جاتی ہے جس سے نیک لوگوں کو خوشبو اور اچھی ہوا آتی ہے۔ اور یہ کہ اس کے لئے قبر جنت بن جاتی ہے۔ اور ستر ستر گز کشادہ ہو جاتی ہے اور اس قسم کی احادیث کثرت سے ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ مرنے کے بعد اور قیامت سے پہلے نیکوں کی روحیں جنت کی نعمتوں سے حظ اٹھاتی ہیں۔ اور یہ برزخ کا مقام ہے۔

اسی طرح قرآن کریم کی دو آیتیں میں ان لوگوں کے متعلق نقل کرتا ہوں جن کو اس دنیاوی زندگی کے بعد قیامت سے پہلے عذاب دیا جاتا ہے۔

اذا جاء احدهم الموت قال رب ارجعون لعلی اعمل صالحا فیما ترکت کلا انها کلمة هو قائلها ومن ورائهم برزخ الی یوم یبعثون۔ سورہ مومنون آیت ۹۹ تا ۱۰۰

جب ان میں سے ایک کو موت آتی ہے کہتا ہے میرے رب مجھے لوٹا دے تاکہ میں اس دنیا میں جسے میں چھوڑ آیا ہوں اچھا عمل کروں۔ ہرگز نہیں۔ یہ ایک بات ہے جو وہ کہے گا۔ اور اس کے سامنے ایک روک ہے اس دن تک جو وہ اٹھائے جائیں۔

یعنی جب انسان کو موت آ جاتی ہے اور اس وقت وہ اپنے بُرے اعمال کی تکلیف محسوس کرتا ہے تو دنیا میں واپس لوٹائے جانے کی خواہش کرتا ہے کہ مجھے واپس بھیجا جائے۔ تاکہ میں نیک کام کروں۔ اور مرنے کے بعد خوشی کی زندگی بسر کروں۔ لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ایسا نہیں ہو سکتا۔ ان کے سامنے قیامت کے دن تک ایک برزخ اور روک اور حد ہے۔

یہاں بیان فرمایا کہ مرنے کے بعد قیامت سے پہلے برزخ سے گذرنا ہے اور جب یہ برزخ ختم ہو جائے تو پھر بعث یا قیامت کا دن شروع ہوگا۔ اس برزخ میں انسان بُرے اعمال کی تکلیف محسوس کرتا ہے اس لئے وہ دنیا میں نیک عمل کرنے کے ارادہ سے واپس لوٹائے جانے کی خواہش ظاہر کرے گا۔ اور برزخ انسان کی وہ حالت ہے جو مرنے سے لے کر قیامت تک رہے۔

فرعون کے لوگ عذاب میں

اور سورہ مومن میں فرعون والوں کے متعلق ہے۔

وحاق بآل فرعون سوء العذاب ○ النار یعرضون علیها غدوا وعشیا ویوم تقوم الساعة ادخلوا آل
اور فرعون کے لوگوں کو بہت بُرے عذاب نے آ لیا۔ آگ پر وہ ہر صبح و شام پیش کئے جاتے اور جس دن (مومن)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۱۸ | ۲۲ شعبان | نمبر ۶

ہندوستانی مُلّا کی اسلام کُش ذہنیت

کسی دوسری جگہ ہم نے امریکہ کے ایک عیسائی اخبار "دی کرسچین سائنس مانیٹر" کے ایک مضمون کا ترجمہ شایع کیا ہے، جو ترکوں کی معاشرتی اصلاح اور اقتصادی ترقی کے متعلق ہے۔ اس مضمون سے ظاہر ہوتا ہے کہ امریکہ ٹرکی کو اپنے گھر کی اندرونی اصلاح کے لئے روپیہ اور آدمی دونوں طرح کی امداد بہم پہنچا رہا ہے۔ دنیا جانتی ہے کہ امریکہ ایک جمہوری حکومت ہے اور اس کے تمام سفید فام باشندے عیسائی ہیں۔ اس میں شک نہیں یورپ کی طرح امریکہ میں بھی لامذہبیت کی وبا پھیل گئی ہے لیکن پھر بھی عام طور پر لوگ عیسائی مذہب پر قائم ہیں۔ اور اس کے مبلغین دنیا کے مختلف حصوں میں مسیح کا پیغام پہنچانے کے لئے اپنے جسم اور دماغ کی پوری قوت صرف کر رہے ہیں۔ امریکن مبلغین کے پاس روپیہ کی کمی نہیں۔ امریکہ کے کروڑ پتی سرمایہ داروں نے انہیں روپیہ کی فکر سے بے نیاز کر رکھا ہے

امریکن مبلغین کی قوتِ عمل کا اندازہ اس امر سے ہو سکتا ہے کہ جنگ یورپ سے پہلے ان کا تبلیغی جال نہ صرف سلطنت عثمانیہ کے دارالخلافہ بلکہ دیگر مرکزی مقامات میں پھیلا ہوا تھا۔ قسطنطنیہ کا رابرٹ کالج ایک خاص شہرت رکھتا ہے۔ خالدہ خانم جو ٹرکی کی ایک مشہور ادیب اور قوم پرست خاتون ہیں غالباً اسی کالج کی تعلیم یافتہ ہیں۔ ان کے علاوہ اور بہت سے ترک مرد اور عورتیں ٹرکی کی امریکن درسگاہوں سے تعلیم حاصل کر چکے ہیں۔ جنگ کے بعد بھی جب ٹرکی کی سابقہ حکومت کا نقشہ بدل گیا اور مصطفیٰ کمال پاشا نے حکماً مذہب کو حکومت سے علیحدہ کر دیا اور ملکی اور غیر ملکی مذہبی اداروں پر حکومت کی طرف سے شدید پابندیاں عاید کی گئیں امریکن مبلغین کی سرگرمی میں ذرا فرق نہ آیا وہ طرح طرح کی پابندیوں اور دشواریوں کے باوجود حیرت انگیز استقلال کے ساتھ اپنے کام میں لگے رہے۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر وہ کونسا زبردست جذبہ ہے جو امریکہ کی تعلیم یافتہ پبلک کی ایک خاص جماعت کو ترکوں کی معاشرتی اصلاح کے لائحہ عمل کی تکمیل پر مجبور کر رہا ہے؟ عیسائیت کے متعلق ہمارے خیالات خواہ کچھ ہی ہوں لیکن اس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ اسکے مبلغین اپنے فرائض کو پورے خلوص کے ساتھ انجام دے رہے ہیں۔ کیونکہ اگر کام میں خلوص اور ہمدردی کا رنگ نہ ہو تو پھر اس سے ہرگز عظیم الشان نتائج پیدا نہیں ہو سکتے۔ ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ یورپ و امریکہ کے سیاسی مدبر ایشیا اور افریقہ پر اپنا تسلط جمانے کے لئے عیسائیت کی تبلیغ کو بطور ایک حربہ کے استعمال کرتے ہیں۔ لیکن اس حقیقت پر پردہ نہیں ڈالا جا سکتا کہ مسیحی مبلغین نے عیسائیت کی تبلیغ کے ساتھ ساتھ علوم و فنون کی اشاعت میں ایک قابلِ قدر حصہ لیا ہے۔

مسلمانوں کی طرح مسیحی فرقوں میں بھی شدید اختلاف پایا جاتا ہے۔ لیکن ان کے اختلاف نے کبھی اس شرمناک اور تباہ کن مخالفت کی صورت اختیار نہیں کی جو ہمارے ملاؤں کی ایک امتیازی خصوصیت ہے۔ ہندوستانی ملاؤں کے دماغ کی ساخت کچھ ایسی واقع ہوئی ہے کہ جب تک یہ اپنے حریف کو پیٹ بھر کر گالیاں نہ دے لیں یا اس کے خلاف کفر کا فتویٰ شائع نہ کریں انہیں کھانا ہضم نہیں ہوتا۔ ان کے نزدیک اسلام کی سب سے بڑی خدمت یہی ہے کہ تکفیر کے عمل سے اسلام کے شیرازہ کو ہر وقت پراگندہ رکھا جائے۔ اور اتحاد و اشتراکِ عمل کی خوشگوار فضا پیدا کرنے کے بجائے افتراق اور نفاق کی وبا پھیلائی جائے۔ ہندوستان اور بالخصوص پنجاب کے بعض مذہبی اخبارات اور رسائل نے حضرت مرزا غلام احمد صاحب کے خلاف پروپیگنڈا کرنا اپنی زندگی کا سب سے بڑا مقصد قرار دے رکھا ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ اگر آپ کا ایمان اور آپ کا انصاف مرزا صاحب کے دعویٰ مسیحیت و دعویٰ نبوت (نہیں کیونکہ مرزا صاحب نبی کریم صلعم کو حقیقی معنوں میں خاتم النبیین سمجھتے ہیں) کو تسلیم کرنے کی اجازت نہیں دیتا تو نہ سہی لیکن خدارا آپ ان کی مخالفت میں

کیا یہ امر واقعہ نہیں ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے اپنی تصانیف میں غیر مذاہب کے اعتراضات کا ایسا دندان شکن جواب دیا ہے کہ عامہ مسلمین بھی اس کا اعتراف کرتے ہیں؟ اسلام کے لئے اس سے زیادہ سچائی اور کیا ہو سکتی ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے اپنے نبی کی تعلیم کو جس پر مرورِ زمانہ سے مفاسد اور افترا پردازی کا پردہ پڑ چکا تھا دنیا کے سامنے اصل رنگ میں پیش کر دیا؟ مجدد کا یہی کام ہوتا ہے۔ مگر ہندوستانی ملا کو اسلام کی تجدید سے کیا سروکار؟ وہ اسلام کے مفاد کو اپنی نفسانی خواہشات کے تابع رکھنا چاہتا ہے۔ وہ اسلام کے روحانی جاہ و جلال پر اپنی دنیاوی اغراض کو مقدم سمجھتا ہے۔ اس کی فطرت کی پستی اسے مجبور کرتی ہے کہ وہ حضرت مرزا صاحب کی مجاہدانہ کوششوں کے نتائج کو نظر انداز کر دے۔ اور ان کے خلاف غلط بیانی اور افترا پردازی سے اپنا نام پیدا کرے کہ اسی پر اس کی روزی اور معاش کا انحصار ہے۔ جب کوئی غیر مسلم قرآن پاک یا نبی کریم صلعم کی مبارک ذات کے متعلق حسنِ ارادت کا اظہار کرتا ہے تو ہم اس کی دل سے عزت کرتے ہیں۔ اور اس لئے کرتے ہیں کہ وہ ہمارے آقا و مولیٰ کی شان میں ایسے الفاظ استعمال کرتا ہے جن سے ہمارے قلب کو راحت اور مسرت حاصل ہوتی ہے۔ حضور کا مداح ہمیں بیگانہ نہیں بلکہ اپنا معلوم ہوتا ہے۔ لیکن کس قدر حیرت اور افسوس کا مقام ہے کہ ملا حضرت مرزا صاحب کو جو محمدؐ کی غلامی کو اپنے لئے باعث فخر اور اس کے دین کو پھیلانا اپنی زندگی کا مشن سمجھتے ہیں "کافر" اور "دشمن اسلام" خیال کرتا ہے۔

ایک وہ ہیں جو باوجود عیسائی ہونے کے ترکوں کی معاشرتی اصلاح کے لئے اپنا دماغ اور روپیہ صرف کرتے ہیں۔ ایک یہ ہیں جو باوجود مسلم کہلانے کے اپنے ہی ایک مسلمان بھائی کو محض اس بنا پر کافر قرار دیتے ہیں کہ اس کی تعلیم اور طریقِ عمل سے ان کے وقار کی عمارت جس کی بنیاد جہالت تعصب اور نفس پرستی پر قائم ہے منہدم ہو رہی ہے۔ خود غرضی اور خود پرستی نے ملاؤں کو اس قدر اندھا اور بے رحم کر دیا ہے کہ جو شخص اپنے مشن کو پورا کرنے کے بعد اس دنیا سے رخصت ہو چکا ہے اس پر اب تک دانت پیس رہے ہیں۔ اور اس کے خلاف بدگوئی اور غلط بیانی کو اسلام کی سب سے بڑی خدمت خیال کرتے ہیں۔ انہیں اس بات کی پروا نہیں کہ ان کی یہ بدگوئی اور غلط بیانی نہ صرف اسلام کی تعلیم کے سراسر خلاف ہے بلکہ بجائے خود ایک نہایت نامردانہ اور بزدلانہ فعل ہے۔

کیا یہ حضرات امام ابوحنیفہؒ کے اس مشہور قول سے انکار کر سکتے ہیں کہ اگر کسی مسلمان میں ۹۹ لاکھ ۹۹ ہزار ۹۹۹ باتیں اسلام کے خلاف ہیں اور صرف ایک بات اسلام کے حق میں ہے تو اُسے دائرہ اسلام سے خارج نہیں کیا جا سکتا؟ اگر یہ قول ان کے نزدیک قابلِ احترام اور قابلِ عمل ہے تو کیا وہ مرزا صاحب کو اسلام کے دائرے سے خارج کر سکتے ہیں؟ کیا اسلام کی وسعت ہمہ گیری اور فیاضانہ رواداری کی اس سے بہتر مثال مل سکتی ہے؟ لیکن بدقسمتی سے ملا اسلام کے دائرہ کو محض اس لئے محدود کر رہا ہے کہ اس کا اپنا دل تنگ ہے۔

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ احمدیہ انجمن اشاعتِ اسلام لاہور ہی تمام ہندوستان میں فرزندانِ اسلام کا ایک ایسا تبلیغی نظام ہے جو عیسائیوں کے مقابلہ پر اپنے فرائض کو خوش اسلوبی کے ساتھ انجام دے رہا ہے۔ لیکن تعصب اور بغض کا جذبہ انہیں اس حقیقت کا اعتراف کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔ اور ہمیں ندامت کے ساتھ اس امر کو تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ اخلاقی اور عملی پہلو سے ہندوستانی ملا انسانیت کا ایک اچھا نمونہ نہیں ہے۔ اس کی موجودہ ذہنیت اسلام کی ترقی کے راستہ میں ایک بہت بڑی رکاوٹ ہے۔ یہ ذہنیت اسلام کے دامن پر ایک گندہ دھبہ ہے جس کا مٹانا ان تمام برادرانِ اسلام کا فرض ہے۔ جو دینِ فطرت کو دنیا کے تمام ادیان کا سرتاج خیال کرتے ہیں۔

حکومت کی غیر مآل اندیشانہ روش

موضع ظفروال میں سکھوں اور مسلمانوں کی کشیدگی کے متعلق پنجاب گورنمنٹ کا حسبِ ذیل اعلان شائع ہوا ہے:۔

"گورنمنٹ پنجاب کی توجہ ان رپورٹوں کی طرف دلائی گئی ہے جو ظفروال میں فرقہ وارانہ کشیدگی کے متعلق شائع ہوتی رہی ہیں۔ جو تفصیلات اخباروں میں چھپ رہی ہیں وہ اکثر غلط ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ وہاں کے سکھوں اور مسلمانوں کے درمیان تصادم ہو گیا تھا لیکن اب حالات بہتر ہیں۔ دفعہ ۱۴۴ نافذ کی گئی تھی لیکن اب وہ مدت سے منسوخ ہو چکی ہے۔ سکھوں نے مسجد کا کوئی حصہ نہیں گرایا۔ صرف ان دو قوموں کے تصادم کے سلسلہ میں [illegible] لی جا رہی طلب کی تھی۔ لیکن چونکہ وہ ضمانت داخل نہ کر سکے اس لئے حوالات میں بند کر دئے گئے۔ لیکن دوسرے دن رہا کر دیئے گئے۔"

افسوس کہ یہ اعلان مسلمانوں کے لئے تسلی بخش نہیں ہے۔ اگر یہ بات صحیح ہے کہ سکھ موضع مذکور کی آبادی کا جزو غالب ہیں اور وہ محض کثرت آبادی کی بنا پر مسلمانوں کو ان کے ایک مذہبی فریضہ کی بجا آوری سے روکنا چاہتے ہیں تو کیا ڈپٹی کمشنر گورداسپور کا یہ فرض منصبی نہ تھا کہ موقعہ پر پہنچکر وہ ان ظالموں کے خلاف انسدادی کارروائی کرتا۔ جو برطانوی انصاف کا منہ چڑا رہے ہیں۔ کیا انصاف اسی کا نام ہے کہ زبردستوں اور زیردستوں دونوں کو ایک ہی لاٹھی سے ہانکا جائے۔ اگر مذہبی فرائض کی بجا آوری کے متعلق مسلمان جائز آزادی کا مطالبہ کرتے ہیں تو برطانوی سیاست اور برطانوی انصاف کا یہ تقاضا ہونا چاہئے تھا کہ صرف سکھوں سے حفظ امن کے لئے ضمانت لی جاتی۔ اور دفعہ ۱۴۴ کی زد بھی انہیں پر پڑتی۔ لیکن یہ عجب تماشا ہے کہ مسلمانوں کے مذکورہ مطالبہ پر کوئی توجہ نہیں کی گئی۔ بلکہ الٹی ان سے ضمانت لی گئی۔ کیا اگر سکھوں کے مقابلہ میں مسلمانوں کے بجائے عیسائی ہوتے تو پھر بھی ڈپٹی کمشنر صاحب سکھوں اور عیسائیوں کو ایک ہی لاٹھی سے ہانکتے؟ انصاف اور سچائی کا مقصد صرف اسی صورت میں پورا ہو سکتا کہ سکھوں اور مسلمانوں کی فرقہ وارانہ کشیدگی کے سوال کو اہمیت دینے کے بجائے صرف اس امر کو ملحوظ رکھا جائے کہ زیادتی کس فریق کی ہے؟ اور اگر ایک فریق زبردست ہے تو اس کی زبردستی پر انصاف کو مقدم سمجھا جائے۔ اگر سکھ اذان کی آواز سننا نہیں چاہتے اور وہ اس آواز کو بند کرنے کے لئے مسلمانوں کا گلا دبانے پر تلے ہوئے ہیں اور حکومت بھی سکھوں کی اس چیرہ دستی کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کرنا چاہتی تو پھر جیسا کہ ہم پہلے لکھ چکے ہیں گورنمنٹ پنجاب کو اعلان کر دینا چاہئے کہ ظفروال میں اب انگریزی راج نہیں رہا۔ تاکہ مسلمان اپنے حریفوں کے متعلق ایک فیصلہ کن کارروائی کر سکیں۔ ہمیں نہایت افسوس سے معلوم ہوا ہے کہ

آزادی کی کاغذی قرارداد

کانگرس کی قرارداد آزادی نے انگلستان کے سیاسی حلقوں میں ایک قسم کی کھلبلی ڈال دی ہے جب امپیریل گورنمنٹ کے ذمہ دار ارکان ہندوستانیوں کو ستعمراتی حکومت بھی دینے پر آمادہ نہیں ہیں تو کیا کانگرسی جماعت آزادی کی قرارداد پاس کر کے بھی اپنا دل خوش نہ کرے؟ لارڈ برکن ہیڈ سابق وزیر ہند لارڈ ارون سے بہت ناراض ہو گئے ہیں۔ ڈیلی ٹیلیگراف میں لارڈ برکن ہیڈ اور ڈیلی میل میں لارڈ برنٹ فورڈ نے مضامین شائع کرائے ہیں جن میں اس رائے کا اظہار کیا گیا ہے کہ "ہندوستان میں تشدد آمیز پالیسی اختیار کرنے کی ضرورت ہے" اخیر میں لکھا ہے "حکومت کرو یا چلے آؤ"۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ لارڈ برکن ہیڈ اور ان کے یارانِ طریقت آزادی کی کاغذی قرارداد سے کیوں اس قدر خائف ہو گئے ہیں؟ آزادی کی قرارداد صرف اسی صورت میں خداوندانِ حکومت کے لئے باعث تشویش ہو سکتی ہے کہ ہندوستان کے ۳۲ کروڑ باشندے ایک دل اور ایک آواز کے ساتھ آزاد ہونے کا اعلان کر دیں لارڈ برکن ہیڈ کو اطمینان رکھنا چاہئے کہ ایسی حالت میں کہ خود کانگرس کے ارکان میں کامل آزادی کے مفہوم کے متعلق شدید اختلاف پیدا ہو گیا ہے۔ ہندوؤں کی اعتدال پسند جماعت ان سے علیحدہ ہو گئی ہے۔ اور مسلمانوں کی زبردست اکثریت کو مذکورہ بالا قرارداد سے کوئی دلچسپی نہیں۔ کیونکہ وہ آزادی کی قرارداد پاس کرنے والوں سے پہلے اپنے فرقہ وارانہ حقوق کا تحفظ چاہتے ہیں۔ انگریزوں کو ہندوستان چھوڑنے کی مجبوری پیش نہیں آئے گی۔ ہندوستان میں تشدد اختیار کرنے کی پالیسی بھی کوئی نئی چیز نہیں ہے۔ حکومت کو اس کا پہلے ہی تجربہ ہو چکا ہے۔ ہندوستانی اب تشدد کے عادی ہو گئے ہیں۔ گذشتہ تجربہ تو یہی بتاتا ہے کہ تشدد کے عمل سے ہندوستان کی بکھری ہوئی طاقتیں ایک مرکز پر جمع ہو جاتی ہیں۔ اگر اس تشدد کی بدولت ہندوؤں اور مسلمانوں میں ایک پائدار سمجھوتہ ہو جائے تو پھر ہمیں لارڈ برکن ہیڈ کی تشدد پسندی کا خیر مقدم کرنا چاہئے۔ لارڈ برنٹ فورڈ (سابق سر ولیم جانسن ہکس جو برطانیہ کے ہوم سیکرٹری رہ چکے ہیں) نے صاف کہہ دیا ہے کہ "ہم غداری اور بغاوت کو زیادہ دیر تک برداشت نہیں کریں گے اور باغیوں اور غداروں سے وہی سلوک کریں گے جو کوئی دوسری حکومت کر سکتی ہو" اگر آزادی کی قرارداد پاس کرنا غداری اور بغاوت ہے تو اس کی ذمہ داری برطانیہ کے ان مدبرین پر عاید ہوتی ہے جنہوں نے ہندوستان کو آزادی کی امید دلائی اگر شروع ہی میں ہندوستانیوں سے یہ کہہ دیا جاتا کہ تم ایک غلام قوم ہو۔ غلامی کی بیڑیاں تمہارے پاؤں میں ہمیشہ رہیں گی۔ اور اگر تم نے آزادی کا نام لیا تو تمہاری زبان کاٹ دی جائیگی۔"

گھڑی قائم ہوگی تو کہا جائیگا) فرعون کے لوگوں کو سخت تر عذاب میں داخل کرو۔

یہاں فرعون والوں کو تین قسم کے عذاب دیئے کا ذکر کیا۔ ایک دنیاوی عذاب جو دریا میں غرق کئے جانے کی صورت میں ظاہر ہوا۔ دوسری وہ آگ جو ان پر اس دنیاوی زندگی کے بعد صبح و شام پیش کی جاتی ہے یا ان اس پر پیش کئے جاتے ہیں۔ تیسرا اشد العذاب (سخت ترین عذاب) جو قیامت کے دن ہوگا۔ اور صحیحین میں ہے کہ جب ایک شخص مر جاتا ہے تو اس کی جگہ دوزخ میں ہو یا جنت میں صبح و شام اس کے سامنے لائی جاتی ہے۔

احادیث میں قبر کے عذاب کا ذکر

اور اور حدیثوں میں ہے کہ بدعمل پر قبر دونوں طرف سے تنگ ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے اس کی پسلیاں ایک دوسری میں گھس جاتی ہیں۔ اور جس کی روح قبض ہوتی ہے تو ملائکہ نیک کی روح قبض کرنے کے لئے ریشمی کپڑے لے آتے ہیں۔ اور بدعمل کی روح کے لئے ٹاٹ یا کھدر کا سخت کپڑا لے آتے ہیں۔

اور ایک حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کافر پر قبر میں ننانوے سانپ مسلط کر دیتا ہے۔ جو اسے قیامت تک کاٹتے رہتے ہیں۔ اس قسم کی اور بھی بہت سی حدیثیں ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حالت قبر میں انسان کو خوشی اور جنت یا تکلیف اور دوزخ کا عذاب ملتا ہے۔

عذاب قبر کا مطلب

جو خوشی یا تکلیف انسان کو اس دنیاوی زندگی کے ختم ہونے کے بعد اور قیامت سے پہلے پہنچتی ہے اسے احادیث میں عموماً قبر کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ قبر میں تو سارے لوگ دفن نہیں ہوتے ہندو قوم تو مردوں کو جلاتی ہے بعض لوگ سمندر یا دریا میں غرق ہو جاتے ہیں بعض لوگ جل کر راکھ ہو جاتے ہیں۔ کسی کو درندے پھاڑ کر کھا لیتے ہیں۔ اور قبر میں دفن نہیں ہوتے۔ تو ان کو نہ عذاب قبر ہوگا اور نہ ان کو قبر کی خوشی ہوگی۔

اس میں شک نہیں کہ قبر اس گڑھے کا نام ہے جس میں انسان کو دفن کیا جاتا ہے لیکن عذاب قبر کا مطلب یہ نہیں کہ وہ قبر کے اندر دیا جاتا ہے۔ کیونکہ خوشی اور تکلیف کا احساس روح کو ہوتا ہے جسم میں جب روح نہ ہو تو وہ ایک بے جان چیز کی طرح رہ جاتا ہے۔ اور اس کو کوئی احساس نہیں ہوتا۔ اور قبر میں لاش دفن ہوتی ہے۔ اور روح تو جیسا کہ نسائی کی حدیث سے ثابت ہے ملائکہ قبض کر کے اگر نیک ہو تو آسمانوں یا بلند مقامات کی طرف لے جاتے ہیں اور جہاں نیکوں کی ارواح جمع ہوتی ہیں پہنچا دیتے ہیں۔ اور اگر بدکردار ہو تو زمین یا نیچے کی طرف لے جاتے ہیں۔ جہاں کافروں اور فاسقوں کے ارواح اکٹھے کئے جاتے ہیں۔

اور اصل بات یہ ہے کہ روح اس عنصری قالب کو چھوڑ کر دوسرے مثالی اور لطیف جسم کو اختیار کر لیتی ہے جس میں وہ اپنے اعمال کے ثمرات کی لذت یا تکلیف محسوس کرتی ہے۔ جب روح قبر میں نہیں رہتی اور جسم عنصری سے الگ ہو جاتی ہے۔ کیونکہ موت نام ہے روح کا جسم عنصری سے الگ ہونے کا تو میت کو قبر میں عذاب دینا کا کوئی معنے نہیں رکھتا اگر میت کو قبر میں عذاب دیا جاتا ہے تو ضروری ہے کہ روح جسم کے اندر ہو۔ کیونکہ عذاب کا احساس روح ہی کو ہوتا ہے۔ اور جب روح اس جسم عنصری کے اندر آگئی تو پھر اسی لاش میں پھر حس و حرکت اور حیات و زندگی کے تمام صفات کا پایا جانا ضروری ہے۔ اور وہ میت نہیں بلکہ زندہ ہوگا۔ لیکن اس دفن شدہ لاش میں تو حس و حرکت اور زندگی کے کوئی آثار نہیں ہوتے۔ تو معلوم ہوا کہ دفن شدہ لاش کے اندر روح نہیں ہوتی۔ اور وہ بے حس و حرکت ہوتی ہے اور اس میں احساس نہیں ہوتا۔ اس لئے نہ لاش کو عذاب دیا جاتا ہے اور نہ روح قبر میں ہوتی ہے۔ پس ثابت ہوا کہ عذاب قبر اس گڑھا میں نہیں ہوتا۔ اور نہ عذاب قبر کا یہ معنے ہے کہ قبر کے اندر میت کو عذاب ہوتا ہے۔

عذاب قبر کیوں نام رکھا گیا؟

موت کے بعد جو حالات انسانی روح پر گذرتے ہیں وہ ہر ایک انسان کی روح پر گذرتے ہیں۔ بلکہ کسی بھی شخص کی روح جب اس جسم عنصری سے الگ ہو جاتی ہے ہندو ہو یا مسلمان ہو۔ عیسائی ہو یہودی ہو کسی مذہب و خیال کا آدمی ہو برزخ کی حالت سب پر گذرتی ہے خواہ ان کی لاش قبر میں دفن ہو خواہ جلا دی جائے۔ خواہ درند پرند کھا لے۔ کیونکہ برزخ کے حالات روح پر گذرتے ہیں۔ اور روح لاش کے جل جانے غرق ہو جانے کی وجہ سے تباہ ہو جانے کے بعد بھی باقی رہتی ہے لیکن یہ سوال رہ جاتا ہے کہ اسے عذاب قبر کیوں کہتے ہیں؟ عذاب یا خوشی روح کے پرواز کے ساتھ شروع ہو جاتی ہے نظیر اسلام کے سامنے اس وقت جو اہل مذاہب یا قومیں تھیں ان میں یہی دستور تھا کہ وہ لاش کو دفن کر دیتی تھیں۔ اس وقت کوئی قوم ایسی نہ تھی جو لاش کو جلاتی یا سمندر میں پھینکتی۔ مسلمان، عیسائی، یہودی یا مشرکین میں میت کی لاش کو دفن کرنے اور جلانے کا رواج ان میں نہیں تھا۔ اور کسی شخص کے مرنے کے بعد اس کے دفن کی تیاری کر کے فوراً اسے قبر میں دفن کر دیتے تھے۔

لیکن روح کو جسم سے الگ ہونے کے ساتھ جو احساس اپنے اعمال کا شروع ہو جاتا ہے۔ خوشی کے رنگ میں ہو یا تکلیف کے رنگ میں اسے عذاب قبر ہو یا قبر کی خوشی کا نام۔ اس لئے کہا گیا کہ اس کی ابتدا اس وقت سے ہوتی ہے کہ ادھر لاش قبر میں دفن کے لئے رکھی گئی۔ قبر میں چلی گئی۔ یا باندھ کر رکھی گئی ہے اور ادھر روح کو اعمال کے نتائج کا احساس شروع ہو جاتا ہے یعنی جب لاش کا تعلق قبر سے پیدا ہو جاتا ہے ساتھ ہی روح کا تعلق برزخ سے پیدا ہو جاتا ہے۔ اور لاش کا تعلق قبر سے روح کے پرواز کے ساتھ ہی پیدا ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اسی وقت سے اس کے لئے قبر کھودنے اور اس میں دفن کرنے کا انتظام شروع ہو جاتا ہے۔ اور جونہی لاش قبر میں دفن کے لئے رہ گئی یعنی روح کے پرواز کے بعد ساتھ ہی روح پر برزخ کی حالت وارد ہو جاتی ہے۔ اس لئے اسے عذاب قبر یا قبر کی خوشی کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس وقت ایسی کوئی قوم نہ تھی۔ جو میت کی لاش کو جلاتی تھی۔ اور سمندر میں غرق ہونے یا اور کسی وجہ سے لاش کا تباہ ہو جانا شاذ و نادر کا حکم رکھتا ہے اس لئے نام رکھنے میں ان باتوں کو نظر انداز کر دیا گیا۔

برزخ کے حالات تو سب پر گذرتے ہیں۔ البتہ نام حالات حاضرہ کی وجہ سے قبر سے منسوب کیا گیا

تنقید

ہونہار

بچوں کا ایک باتصویر ماہوار رسالہ ہے جس کے مدیر فیاض حسین نسیم جامعی ہیں۔ جو لاہور کے اخبار تازیانہ میں فرائض ادارت انجام دے چکے ہیں۔ جس طرح ہم ایک بچہ کی ظاہری صورت، عادات و اطوار اور باتیں سن کر یہ رائے قائم کر سکتے ہیں کہ یہ ہونہار ہوگا اسی طرح ہم ہر ایسے رسالہ کے متعلق جو بچوں کی جسمانی اور دماغی نشو و نما کو فروغ دینے کے لئے جاری کیا جائے اس کی ظاہری اور معنوی حیثیت کو دیکھ کر کہہ سکتے ہیں کہ یہ قوم کے ہونہار بچوں کے لئے کہاں تک مفید ثابت ہوگا۔ ہم نسیم صاحب کو مبارکباد دیتے ہیں کہ انکا "ہونہار" واقعی ہونہار معلوم ہوتا ہے۔ جنوری نمبر کاغذ طباعت اور مضامین کی ترتیب کے لحاظ سے بلاشبہ امید افزا ہے۔ ٹائیٹل پیج رنگین ہے۔ مضمون بھی رنگین اور نتیجہ خیز ہیں۔ دستی تصویروں کے علاوہ بلاک کی تصویریں بھی ہیں جو بلحاظ "ہونہار" کے کمسن ناظرین کے لئے دلچسپی کا کافی سامان ہے اگر "ہونہار" کے معاونین خصوصی نے جن کی تعداد ڈیڑھ درجن کے قریب ہے اور جو سب کے سب کہنہ مشق معلوم ہوتے ہیں اپنی علمی امداد کا سلسلہ جاری رکھا تو ادبی پہلو سے "ہونہار" کا پایہ بہت بلند رہیگا۔ ہمیں اس امر کا اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ نسیم صاحب نے مذکورہ بالا نمبر کے مرتب کرنے میں خاص محنت سے کام لیا ہے۔ ہمیں امید ہے کہ تعلیم یافتہ گھرانوں کے "ہونہار" بچے "ہونہار" کو ہر پہلو سے دلچسپ پائیں گے ضخامت ۴۴ صفحے۔ سالانہ قیمت تین روپے۔ فی پرچہ ۴ر۔ منیجر ہونہار صدر بازار دہلی سے طلب کیجئے۔

چار یار

احمد الیاس صاحب مجیبی کی تالیف ہے جو ۲۰×۲۶ کے ۱۶۲ صفحوں پر مشتمل ہے یہ کتاب جس میں حضرت خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے سبق آموز حالات درج ہیں۔ مسلمان بچوں کے لئے لکھی گئی ہے فہرست مضامین سے معلوم ہوتا ہے کہ مجیبی صاحب نے مضامین کی ترتیب کو خاص طور پر ملحوظ رکھا ہے۔ صحابہ کے حالات ایسے صاف سلیس اور دلنشیں پیرایہ میں لکھے گئے ہیں کہ چھوٹی جماعتوں کے بچے انہیں [illegible] کی صورت میں [illegible]

ان کی تعلیم اور تربیت کے لئے ایسی کتابیں تیار کرنی چاہئیں جن سے ان کے اخلاق و عادات پر عمدہ اثر پڑے۔ اور ان کا وجود اس نکتہ خیال سے ملک و ملت کے لئے سرمایہ نازش ثابت ہو۔ ایسے زمانہ میں جبکہ لامذہبیت کا طوفان بڑے زور سے چل رہا ہے اور تعلیم یافتہ مسلمان من حیث الجماعت اپنے مذہب سے غافل نظر آتے ہیں ہمیں مجیبی صاحب کا شکرگذار ہونا چاہئے کہ انہوں نے مسلمان بچوں کے لئے ایسی کتاب لکھی ہے جس کے مطالعہ سے ان کی سیرت میں اسلامی رنگ نمایاں نظر آئیگا۔ جب تک مسلمان یہ رنگ پیدا نہیں کریں گے وہ کبھی دنیا میں مادی اور اخلاقی پہلو سے رفعت و عظمت کے اعلیٰ مقام تک نہیں پہنچ سکیں گے۔ کتاب کے خاتمہ پر اسلامی دنیا کا نقشہ شامل کیا گیا ہے۔ جو ایک مفید اضافہ ہے۔ کاغذ اور طباعت کے اعتبار سے کتاب دیدہ زیب ہے۔ قیمت درج نہیں کی گئی۔ منیجر مکتبہ جامعہ ملیہ دہلی سے مل سکتی ہے۔

محمدی کیلنڈر ۱۹۳۰ء

ملک محمد امین صاحب تاجر کتب کشمیری بازار لاہور نے اس سال ایک رنگین کیلنڈر تیار کرایا ہے۔ جس کے بالائی حصہ میں یا اللہ، یا محمد کے متبرک الفاظ سنہری رنگ میں ایک عجیب بہار دکھاتے ہیں۔ ان کے نیچے ایک طرف مکہ معظمہ اور دوسری طرف مدینہ منورہ کی تصاویر ہیں۔ تصاویر کے نیچے کلمہ طیبہ اور آیات قرانی ایسی صنعت سے لکھی اور چھاپی گئی ہیں کہ دیکھنے سے تعلق رکھتی ہیں۔ غرضکہ یہ کیلنڈر جو چھ رنگوں میں چھاپا گیا ہے نہایت خوشنما ہے۔ چار آنے کے ٹکٹ موصول ہونے پر مذکورہ بالا پتہ سے مل سکتا ہے۔

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیر جماعت جو مولوی صدرالدین صاحب اور شیخ محمد یوسف صاحب کے ساتھ جہلم کی جماعت احمدیہ کے سالانہ جلسہ میں بغرض شرکت جہلم تشریف لے گئے تھے ۲۴ مارچ ۱۹۳۰ء کو واپس رونق افروز ہوئے۔

—— حضرت امیر چار پانچ روز کے لئے ڈلہوزی تشریف لے گئے ہیں۔

—— جماعت احمدیہ جہلم نے جہلم کے جلسہ میں حضرت امیر کی تشریف آوری کی تقریب پر پونے نوسو روپے سے زاید کی رقم آپ کی خدمت میں پیش کی۔ جو مختلف مدات کے چندوں کا مجموعہ تھی۔ اور جس میں برلن مسجد کے فک رہن کے لئے ایک بیش قرار رقم شامل تھی۔ اگر اور جماعتیں بھی اسی طرح اہتمام کر کے حضرت امیر کی تشریف آوری پر مختلف مدات کے لئے چندہ جمع کر کے پیش کیا کریں تو خدا کے فضل سے انجمن کی کافی مدد ہو سکتی ہے۔ اور حضرت امیر کو بھی تکلیف اٹھانے کا کسی قدر صلہ مل جائے۔

(محمد نصیب انچارج دفتر تحصیل)

—— اخویم سید مارثر شاہ صاحب اپنے ایک کارڈ میں لکھتے ہیں:۔ ۱۶-۱۷ مارچ کی درمیانی شب کو کسی اہل غرض نے میرے مکان کو آگ لگا دی۔ رات کے ایک بجے کا وقت تھا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان سے مکان تو بالکل محفوظ رہا۔ مگر تمام پوشاکیں مردانہ اور زنانہ معہ ایک پلنگ کے جل گئے۔ قریب ایک الماری تھی اس میں لڑکیوں کے کچھ چھوٹے موٹے زیورات مالیتی ۵۰۰ روپے کے تھے۔ اور ایک سو روپیہ کا ایک نوٹ تھا۔ چار روپے اور تھے وہ بھی چوری ہو گئے۔ گویا چوری کے بعد آگ لگانے کی کارروائی کی گئی۔ اگر ایک یا دو منٹ پہلے میرا لڑکا بیدار نہ ہوتا تو آگ سے تمام مکان کے جل جانے اور جان تلف ہونے کا بھی خطرہ تھا۔ لڑکے نے ملزم کو فرار ہوتے دیکھا۔ مگر شناخت نہیں کر سکا۔ جب میں جہلم روانہ ہوا تو اسی شب ایک خطرناک خواب دیکھا۔ چنانچہ صبح بکرا صدقہ کر دیا گیا۔

ہمیں اس حادثہ میں شاہ صاحب سے دلی ہمدردی ہے خداوند کریم انہیں ایسے حوادث سے محفوظ رکھے۔

—— شیخ محمد نصیب صاحب انچارج دفتر تحصیل رخصت گذار کر اپنی ڈیوٹی پر حاضر ہو گئے ہیں۔ ان کا صاحبزادہ تاحال بیمار ہے احباب سے درخواست ہے کہ اس کے لئے دعا فرمائیں۔

—— شیخ اللہ بخش صاحب سوداگر چرم بدوملہی ضلع سیالکوٹ بھی ایک مشکلات میں مبتلا ہیں احباب سے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔

—— اخویم سید غلام مصطفیٰ شاہ صاحب ہیڈ ماسٹر مسلم ہائی سکول لائلپور کا [illegible]

کیا بھیک مانگنا اسلام میں جائز ہے

جناب میاں سلطان احمد صاحب نظامی وجوزی ایڈیٹر رسالہ حصار اسلام (بٹالہ ضلع گورداسپور) نے "انسداد گری" کے نام سے ایک نہایت ہی مفید کتاب لکھی ہے۔ اس کا کچھ حصہ ہم ذیل میں درج کرتے ہیں جو سے قارئین کرام کو کتاب کی اہمیت کا صحیح اندازہ ہو سکیگا۔ یہ کتاب ایک معجزہ میں نظامیہ بک ڈپو بٹالہ ضلع گورداسپور سے مل سکتی ہے۔ (ایڈیٹر)

یہ ایک مسلمہ امر ہے کہ گداگری ہر شخص کے لئے ہر خاندان کے لئے اور ہر ملک کے لئے ایک لعنت ہے۔ اور صرف یہ گداگری ہی ایک ایسی وبا ہے۔ جس سے قومیں مفلوک الحال ہو کر عزت کھو دیتی ہیں۔ اپنے آباؤ اجداد کے نام کو بٹہ لگاتی ہیں۔ اور اپنی زندگی کو وبال جان بنا لیتی ہیں۔

بھیک مانگنا ایک ذلت ہے۔

بھیک مانگنا ایک کمزوری ہے۔

بھیک مانگنا ایک مصیبت ہے۔

بھیک مانگنا ایک لعنت ہے۔

بھیک مانگنا قوت کے لئے ایک زہر ہے۔

بھیک مانگنا مذہب سے دشمنی ہے۔

یہ سب کچھ جاننے کے باوجود ہم دیکھتے ہیں کہ مسلمانوں میں گداگری باقی سب قوموں سے زیادہ ہے۔ اس لئے ہمارے پہلو میں دل اور دل میں اسلامی درد موجود ہے۔ اگر ہم مسلمانوں کی موجودہ ناگفتہ بہ حالت دیکھ کر بے قرار ہو جاتے ہیں اور اگر ہمارے اسلامی خون میں جوش پیدا ہوتا ہے اور اگر مسلمانوں کی اصلاح کی خواہش ہمارے سینے میں موجزن ہے۔ تو کیا ضروری نہیں کہ ہم اس لعنت کو مسلمانوں سے دور کرنے کی کوشش کریں۔

بھیک مانگنا حرام

مسلمانوں کے لئے گداگری کو ترک کر دینا اس لئے بھی ضروری ہے کہ اسلام نے گداگری کی اجازت نہیں دی۔ اور گداگری کو حرام قرار دیا ہے۔

حبشی بن جنادہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول خدا نے کہ دولت والے اور طاقت والے کے لئے مانگنا حلال نہیں ہے۔ (ترمذی مشکوٰۃ)

جس شخص کے پاس ایک وقت کا ازوقہ ہو۔ اگر یہ نہ ہو تو جس شخص میں ایک وقت کا ازوقہ بھی پیدا کر سکنے کی طاقت ہو تو اس کو سوال کرنا حرام ہے۔ اور ایسے کو دینا بھی حرام ہے۔ (در المختار)

جس کے پاس ایک دن کا بھی ازوقہ ہو اس کو سوال کرنا حرام ہے۔ (مشکوٰۃ)

رسول خدا نے بھیک مانگنے سے منع فرمایا ہے

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیک مانگنے کی کبھی اجازت نہیں دی بلکہ آپ نے بھیک مانگنے سے منع فرمایا۔

روایت ہے انس سے کہ انصار میں سے ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مانگتا ہوا آیا۔ پس رسول خدا نے فرمایا۔ کیا تیرے گھر میں کچھ ہے کہا ہاں ایک موٹی کملی ہے جس کو اوڑھتا ہوں۔ اور اس کا کچھ حصہ نیچے بچھاتا ہوں۔ اور ایک پیالہ ہے۔ جس میں پانی پیتا ہوں۔ فرمایا رسول خدا نے ان دونوں چیزوں کو میرے پاس لے آ۔ پس وہ لے آیا۔ اور رسول خدا نے اس کو اپنے ہاتھ میں لے کر فرمایا۔ ان کو کون خریدتا ہے۔ ایک شخص نے کہا۔ میں ان دونوں کو ایک درہم میں خریدتا ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ کوئی اس سے زیادہ دیتا ہے۔ پھر دوسری بار فرمایا۔ ایک شخص نے کہا۔ کہ میں ان کو دو درہم میں لیتا ہوں۔ پس رسول خدا نے اس کو دے کر دو درہم اس سے لئے۔ اور اس انصاری کو دیکر فرمایا ایک درہم کی تو ضروریات خرید کر گھر میں اپنے اہل و عیال کے لئے ڈال لے اور دوسرے درہم کا ایک کلہاڑا خرید کر میرے پاس لے آ۔ وہ لے آیا۔ اور رسول خدا نے ایک لکڑی اپنے ہاتھ سے اس میں ٹھونک دی اور فرمایا۔ جا لکڑیاں جمع کر اور بیچ اور پندرہ دن کے بعد آ۔

وہ شخص لکڑیاں جمع کرتا۔ اور بیچتا رہا۔ اور جب رسول خدا کے پاس آیا۔ دس درہم اس کے پاس جمع تھے۔ رسول خدا نے فرمایا۔ اس کا کپڑا اور غلہ خرید لے۔ پھر فرمایا۔

سوال کرنا بہت برا ہے۔ (ابن داؤد) (ابن ماجہ) (مشکوٰۃ)

رسول خدا نے فرمایا:۔

یہ بہتر ہے کہ تم اپنے وارث کو غنی چھوڑ کر مرو۔ بہ نسبت اس کے کہ وہ تہیدست ہو۔ اور لوگوں کے سامنے سوال کے لئے ہاتھ پھیلائے۔ (صحیح بخاری)

پھر دوسری جگہ فرمایا:۔

جو شخص مال جمع کرنے کے لئے لوگوں سے مانگتا پھرتا ہے گویا وہ آگ کی چنگاریاں مانگتا ہے۔ چاہے وہ کم ہو یا زیادہ۔ (مشکوٰۃ)

جس شخص کے پاس حسب حاجت کچھ ہو۔ پھر باوجود اس کے وہ سوال کرے۔ تو گویا وہ آگ جمع کرتا ہے۔ (مشکوٰۃ)

سوال کرنا صاحب حیثیت کے لئے حلال نہیں ہے نہ توانا اور تندرست آدمی کے لئے۔ البتہ سوال ایسے شخص کے لئے جائز ہے۔ جو اس درجہ محتاج ہو گیا ہو کہ مارے ناتوانی کے زمین پر گر گیا ہو۔ یا اس پر اس قدر قرضہ کا بار ہو کہ وہ اس کو ادا نہ کر سکتا ہو۔ اور اس سے وہ خلق میں رسوا ہو گیا ہو۔ اس کے سوا جو شخص (عادتاً) مال جمع کرنے کے لئے سوال کرتا ہے۔ اس کا منہ قیامت کے دن کھرچا ہوا ہوگا۔ پس اس کے بعد جو چاہے کم سوال کرے یا زیادہ۔ (مشکوٰۃ)

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف راوی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ چند صحابہ سے جو اس وقت حاضر تھے یہ ارشاد فرمایا۔ کہ کیا تم خدا کے رسول سے بیعت (عہد) نہ کروگے۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم بیعت کر چکے ہیں پھر یہ کس بات پر بیعت کریں۔ فرمایا اس بات پر بیعت کرو۔ کہ شرک سے بچو گے۔ عبادت میں مصروف رہو گے اور تعمیل احکام الٰہی میں مستعد ہو جاؤ گے۔ پھر آہستہ سے یہ الفاظ فرمائے "کہ کسی سے کچھ نہ مانگو"۔

صحابہ کرام نے بھی بھیک مانگنے سے منع فرمایا ہے

ہم یہ دیکھ چکے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیک مانگنے سے منع فرمایا ہے۔ اب ہم یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ صحابہ کرام کا عمل اس کے متعلق کیا تھا یعنی انہوں نے بھیک مانگنے کی اجازت دی ہے۔ یا انہوں نے بھی بھیک مانگنے سے منع فرمایا ہے۔

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں:۔

کام کو نہ چھوڑو۔ اور یہ نہ کہو کہ خدا تعالیٰ روزی دیتا ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ آسمان سے۔ وہ چاندی نہیں برساتا یعنی اس کی اسے قدرت تو ہے۔ مگر کسی بہانہ سے روزی دینا اس کی عادت ہے۔

ایک دفعہ حضرت عمر فاروقؓ سے ایک سائل نے سوال کیا۔ کہ وہ بھوکا ہے۔ تو حضرت عمرؓ نے اس کو کھانا کھلا دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد پھر اس کی آواز کان میں آئی۔ تو آپ نے اس کو طلب کیا۔ دیکھا تو اس کی جھولی روٹیوں سے بھری ہوئی ہے۔ اس جھولی کا ایک سرا پکڑ کر آپ نے ان روٹیوں کو اونٹوں کے سامنے ڈال دیا۔ اور فرمایا۔ تو سائل نہیں بلکہ تاجر ہے۔

اسی طرح حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا واقعہ ہے:۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے عرفہ (حج) کے بعد ایک شخص کو سوال کرتے ہوئے سنا۔ تو فرمایا۔ کہ آج کے دن جیسے محترم دن اور ایسے (محترم) مقام پر تو غیر خدا (یعنی مخلوق) سے سوال کرتا ہے۔ یہ فرما کر اس کو درہ سے مارا۔ (مشکوٰۃ)

صحابہ صفہ جو مسجد نبوی میں بود و باش رکھتے تھے اور عقاید شریعت اور اخلاق کی تعلیم میں معروف رہتے تھے۔ اگرچہ وہ اس قدر مفلس اور نادار تھے کہ کسی کے پاس ایک کپڑے سے زیادہ نہیں ہوتا تھا۔ تاہم یہ لوگ پاؤں توڑ کر نہیں بیٹھتے تھے۔ اور نہ راستوں میں بیٹھ کر لوگوں کے سامنے دست سوال پھیلاتے تھے بلکہ جنگل میں جا کر لکڑیاں چن لاتے تھے۔ اور ان کو بیچ کر آدھا خیرات کر دیتے تھے۔ اور آدھا اخوان وقت میں تقسیم ہوتا تھا۔ (صحیح بخاری)

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ آج کل ڈلہوزی میں قیام پذیر ہیں اور ہر طرح سے بخیریت خدمت دینیہ میں معروف ہیں۔

— لاہور کے بہت سے سکولوں میں مولانا عصمت اللہ صاحب نے امتناع مسکرات پر لیکچر دیئے۔ جو بہت مفید ثابت ہوئے یہ سلسلہ ابھی تک جاری ہے۔

— جناب عبدالشکور صاحب پسروری (احمدیہ بلڈنگس لاہور) کا صاحبزادہ کئی روز سے بیمار ہے۔ احباب اس کی صحت کے لئے دعا کریں۔

— جناب رحمت خاں صاحب بدر کارکن احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور عرصہ سے بیمار ہیں بہت زیادہ تکلیف ہے احباب ان کی صحت کے لئے خاص طور پر دعا فرمائیں۔

— میرے ایک عزیز شیخ محمد نور الدین صاحب کا ہوشیارپور میں انتقال ہو گیا۔ احباب ان کی مغفرت کی دعا فرمائیں (محمد انعام الحق)

— منشی سلطان احمد صاحب عرضی نویس وسیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کوئٹہ کا انتقال ہو گیا ہے۔ آپ بہت مخلص احمدی اور اخبار "پیغام صلح" کے پرانے خریدار تھے۔ احباب سے جنازہ غیب پڑھنے کی درخواست ہے۔

انجمن تحفظ اسلام علی پور کا دوسرا سالانہ جلسہ

اتحاد بین المسلمین کے روح افزا نظارے

(از قلم جناب مولوی نیاز محمد صاحب نائب مسلم مشنری)

مشہور مثل ہے کہ مسلمان جنگی قوم ہے۔ جب تک غیروں کے ساتھ جنگ رہے تو باہمی طور پر شیر و شکر ہو سکتے ہیں۔ جونہی میدان جنگ سے ہٹے تو آپس میں لڑائی چھیڑ کر اس مثل کو پورا کرنا چاہتے ہیں۔ کہ واقعی مسلمان ایک لڑاکو قوم ہے۔ یہی حال علی پور ضلع مظفر گڑھ کے مسلمان باشندوں کا ہے۔ تین سال تک جناب مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع مسلم مشنری مسلمانوں کی کمانڈ کرتے ہوئے آریہ سماج سے لڑتے رہے۔ طرفین کا خوب مقابلہ ہوا۔ آریہ سماج کی طرف سے بڑے بڑے نامور پہلوان اور جری و شجاع میدان میں آئے۔ کسی نے "پرماتما" بن کر آریہ سماج مندر میں دھواں دھار تقریر کردی۔ کہ "ہندو یہ تھے۔ ہندو وہ تھے" کوئی "لال چند" بن کر گورنمنٹ اور مسلمانوں کے خلاف پوری طاقت سے شکستی کارروائی میں مصروف و مشغول رہا اور کسی نے "مولانا ستیہ دیو جی" کا لقب پا کر تین سال برابر لیکچر بازی کرنے اور اسلام دشمنی کا علی الاعلان ثبوت دیا۔ آخر نتیجہ یہ ہوا کہ میدان مسلمانوں نے مار لیا۔ آریہ سماج نے ہمیشہ کے لئے ہتھیار ڈال دیئے۔ فتح ہوئی اور شاندار فتح ہوئی۔ لڑائی کا خاتمہ ہوا۔ جنگجو مسلمان نکما بیٹھ گئے کمانڈر انچیف مرزا مظفر بیگ صاحب کی تبدیلی ہوگئی۔ وہ فوجی محکمے سے دوسرے محکمے پر تشریف لے گئے۔ اور معاملہ یوں رفع دفع ہوا۔ مگر وہی مثل۔ کہ مسلمان بیکار کیسے بیٹھے۔ پوری ہوئی۔ حضرت ملاں سلطان محمود جی پیر کرم علی شاہ کی معیت میں جو کہ آسمان سے نزول فرما ہوئے: اسلام کے واحد ٹھیکیدار تو تھے ہی۔ بس لگے اپنا جال پھیلانے۔ ایک جلسہ کر کے شیعوں کو کافر بنا گئے۔ اب دوسرے جلسے میں احمدیوں کی باری تھی۔ اس کے لئے اعلیٰ پیمانہ پر تیاریاں کی گئیں۔ باقاعدہ جلسہ تجویز ہوا۔ احمدی جماعت کو چیلنج دے دے کر رکھ دیا۔ کاغذ تر دستی کے کاغذ ختم کر دئے۔ اور ہوا وہی جس کی خود ان کو توقع تھی۔ آسمان اور زمین گواہ ہے کہ ملاں نے بھاگے اور دیواریں پھاند پھاند کر بھاگ گئے۔

اسلام کے مار آستین دشمن آریہ سماج نے اس موقع سے خوب فائدہ اٹھایا۔ اور مسلمانوں کی باہمی لڑائی سے اپنے مجروح دلوں کی تلافی کر لی۔ اور مسلمانوں کو لڑانے کے لئے ٹھاکر دولت رام جی آریہ نے قاضی نور محمد اور غلام حیدر زرگر کو اپنی جیب سے روپے دیئے۔ کہ شاباش! اسلام کے سپوتو۔ مرزائیت کے دشمنو۔ خوب لڑو۔ راشن دولت رام اور ڈاکٹر مولراج کے ذمہ ہے۔ کیوں نہ ہو۔ آخر بہادروں کو داد اپنے پرائے ضرور دیا کرتے ہیں۔ افسوس۔

سیت پور کا صوفی منش مخدوم محمد حسن اور کبیر گو ہاتک میں الگ تھلگ رہنے والا۔ اتحاد بین المسلمین کا واحد حامی ان جھگڑوں کو دیکھ رہے تھے۔ دیکھ کر کڑھتے اور مسلمانوں کی باہمی لڑائی پر آنسو بہا رہے تھے۔ آخر رہا نہ گیا۔ مسلمانوں کی اس بیماری کا علاج تجویز ہوا۔ انجمن تحفظ اسلام علی پور نے اشتہارات چھپوائے اور چسپاں کرائے کہ امسال ۲۳-۲۴-۲۵ مئی ۱۹۳۰ء انجمن کا سالانہ جلسہ ہے۔ جس میں علماء و مشاہیر مولانا احمد علی صاحب لاہور۔ مرزا یوسف حسین صاحب لکھنوی۔ مولوی نواب الدین صاحب گورداسپوری۔ مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع۔ مولوی عبدالغفور صاحب مولوی فاضل۔ شیخ بشیر احمد صاحب نو مسلم علیپوری۔ مولانا مشتاق احمد صاحب اور مولانا خیر محمد صاحب وغیرہم تشریف لائیں گے۔ مسلمانوں کا مذہبی۔ اخلاقی فرض ہے کہ اس موقع پر آ کر امراض کی تشخیص کرا کر اس کا علاج معلوم کریں اور اس پیشگوئی کے پورا ہونے سے بچ جائیں جسے مولوی اشفاق حسین صاحب مراد آبادی نے اپنی کتاب "خون کے آنسو" میں درج کیا ہے۔ کہ اگر مسلمانوں کے جمود کی یہی حالت رہی تو ۱۹۹۹ء تک ان کی صف لپیٹ دی جائے گی"

جلسہ سر پر آگیا۔ علمائے کرام کے وعدے بھی آ گئے کہ تشریف لے آئیں گے مگر خدا زندہ رکھے۔ ملاں سلطان محمود کو۔ اپنی ڈگر سے باز نہ آئے۔ بھاگا بھاگ ملتان اور ادھر ادھر پہنچے کہ جلسہ رافضیوں اور مرزائیوں کا ہے۔ خبردار! تم نہ جانا۔ ورنہ تم پر بیوی حرام ہو جائے گی۔ واہ رے ملاں۔ تم جیسے چار اور ہوتے۔ تو حضرت عزرائیل یعنی ملک الموت کی ضرورت نہ تھی۔ خیر! بات سے کچھے اور وعدہ خلاف عالم درہیر یہ کہ کر نہ آئے۔ کہ جلسہ مرزائیوں اور رافضیوں کا ہے" افسوس علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کی اخلاقی حالت ملاحظہ فرمایئے۔ وعدہ کرتے ہیں۔ خطوط لکھتے ہیں کہ آئیں گے۔ مگر معمولی سی آڑ لے کر روٹھ بیٹھے ہیں۔ خیر۔ جلسہ ہوا۔ اور خوب ہوا۔ خدا کے کام ہوتے ہیں۔ اور ضرور ہو کر رہتے ہیں۔

پہلا اجلاس بعد دوپہر زیر صدارت فخر قوم مخدومی مخدوم حضرت سید محمد حسین صاحب رئیس اعظم سیت پور ہوا۔ پہلے مولوی مرزا یوسف حسین صاحب نے اتحاد بین المسلمین پر ایک دلنشین تقریر کی۔ اس کے بعد شیخ بشیر احمد صاحب کھڑے ہوئے اور نہایت اعلیٰ طریق پر اسلام کی خوبیاں بیان فرمائیں۔ بعد ازاں مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع نے مسلمانوں کی بیماری کو مفصل طور پر مسلمانوں کے سامنے رکھا۔ آپ نے دو گھنٹے تک جس درد اور جوش سے تقریر فرمائی۔ وہ اس کی قبولیت عام سے ظاہر ہے۔ اس کے بعد اجلاس برخاست ہوا۔

دوسرے دن علی الصباح پہلا اجلاس شروع ہوا۔ حاضرین کی تعداد اچھی تھی۔ اور جناب مولوی مشتاق احمد صاحب کا اصلاح رسوم پر لیکچر تھا۔ آپ نے اپنے وقت میں جس سوز اور تڑپ سے مسلمانوں کو اصلاح کی تلقین کی نہایت ہی پُر اثر اور پُر جوش تھی سامعین نے اس تقریر سے بہت کچھ فائدہ اٹھایا۔ آپ کے بعد مولوی عبدالغفور صاحب مولوی فاضل کی تقریر ہوئی۔ تقریر بہت لمبی تھی۔ مگر باایں اتنی جاذب اور پر اثر تھی کہ جوں جوں وقت زیادہ گذر رہا تھا آپ کی تقریر میں نئی لذت پیدا ہوتی جا رہی تھی۔ سامعین بہت ہی محظوظ ہوئے۔ اور پہلا اجلاس یوں برخاست ہوا۔

دوسرا اجلاس زیر صدارت جناب سردار حاجی جان محمد خاں صاحب معروف بہ خالد ۴ بجے شام شروع ہوا۔ سامعین کی تعداد پہلے سے بہت زیادہ تھی۔ اور جناب مرزا یوسف حسین صاحب کی تقریر شروع ہوئی آپ کی تقریر ہر پہلو سے دلپذیر ثابت ہوئی۔ ایک تو لکھنوی لہجہ اور پھر صداقت اسلام پر بے تعصب تقریر سننے والوں کے لئے نہایت ہی حظ۔ فرحت۔ نصیحت اور اتحاد و اتفاق کا عملی نمونہ اور باعث ثابت ہوئی۔ خدا سے دعا ہے کہ ایسے لیکچرار زندہ رہیں۔ اس کے بعد موسم خراب ہوگیا۔ اور آندھی آگئی۔ مولانا عبدالغفور صاحب کی تقریر تھی۔ مگر آندھی نے بھی قسم اٹھا رکھی تھی کہ تقریر نہیں ہونے دینی۔ سچ ہے۔

ملک الموت کو کد ہے کہ میں جاں لے کے ٹلوں

اور مسیحا کو یہ ضد ہے کہ میری بات رہے

مولوی صاحب موصوف نے بڑی کوشش کی اور گلا پھاڑ پھاڑ کر تقریر کی۔ مگر آندھی جوں جوں زور پکڑتی گئی۔ اس لئے مجبوراً جلد بند کرنا پڑا۔ اور ہم جناب مولوی صاحب کی تقریر سے محروم رہ گئے۔ افسوس۔ ہاں۔ گرد و غبار کے اثر سے میں بھی بات بھول گیا۔ درمیان میں جناب ملک تاج بخش صاحب بی۔ اے۔ وکیل مظفر گڑھ کا گورنمنٹ برطانیہ کی خوبیوں پر لیکچر ہوا۔ اور بہت اچھا ہوا۔ یہ ان کا اپنا نقطۂ نگاہ تھا۔

رات کو مرزا ساطع کی تقریر تھی۔ مگر آپ کی طبیعت ناساز ہوگئی لوگوں نے آپ سے بہت التجا کی۔ کہ قبلہ جلسہ میں تشریف لے چلو۔ لوگ منتظر ہیں۔ اور نہیں۔ خالی زیارت ہی سہی۔ مگر مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی۔ مولود خوانی ہوئی۔ اور پھر شیخ بشیر احمد صاحب کی تقریر ہوئی۔ ہندو مسلم ہر خیال کے لوگ موجود تھے۔ آپ نے اسلام کی خوبیاں اور ہندو مذہب کے نقائص بیان کر کے ثابت کر دیا کہ آپ کا تبدیل مذہب اختیار کرنا محققانہ ہے کسی لالچ اور کم فہمی پر مبنی نہیں ہے۔ اس کے بعد جلسہ برخاست ہوا۔ اور لوگ اتنے متاثر تھے کہ لیکچر کے خاتمہ پر اپنے نو مسلم بھائی لیکچرار کے ارد گرد جمع ہو گئے۔ اور تعریف میں رطب اللسان تھے۔

ہوئی۔ لوگوں نے آپ کے پند و نصائح سے فائدہ اٹھایا۔ اور اس کے بعد مولود خوانی پر پہلا اجلاس ختم ہوا۔ دوسرا اجلاس جناب خالد ثانی کے زیر صدارت ہوا۔ مرزا یوسف حسین صاحب لکھنوی نے پھر اس ڈلپذیر لون میں تقریر فرمائی۔ اچھا اثر رہا۔ اور لوگوں نے اسے بہت ہی پسند کیا۔ اس کے بعد اپیل کا وقت تھا۔ مگر صاحب صدر نے اعلان فرمایا کہ جلسہ کے جس قدر اخراجات ہوئے ہیں ان سب کا میں بدولت ذمہ دار ہیں۔ اور آئندہ بھی اگر زندہ رہا تو حسب توفیق مدد کروں گا۔

سبحان اللہ۔ بہادری، غیرت، شجاعت اور جرأت کا کمال یہ ہے کہ ہم بغیر کسی لالچ اور طمع کے اس بات پر مجبور ہیں کہ سردار جان محمد خاں صاحب کو "خالد ثانی" کہیں۔ اور سخاوت۔ مسلمانوں سے ہمدردی۔ ہر ایک اسلامی انجمن امداد کرنے سے اعلان کرتے ہیں۔ کہ یہ ہے اسلام اور مسلمان کا عملی ثبوت۔ جس طرح حضرت صدیقؓ سے حضور نبی کریم صلعم نے چندہ کی اپیل کے بعد پوچھا تھا کہ "ابوبکر کچھ گھر میں بچوں کے لئے بھی چھوڑا ہے یا نہ" جواب میں عرض کی یا حضرت "صدیق کے لئے خدا کا رسول بس" بعینہ آج ہمارے حاجی کی کیفیت ہے۔ مسلمانوں کی مدت کی ناچاقی اور کوتاہ اندیش ملاؤں کی کارستانیوں کی وجہ سے باہمی شکر رنجی چلی آتی تھی۔ آپ کے کریم دل سے نہ رہا گیا۔ کہ مسلمان اس میں دست و گریباں ہوں۔ جلسہ کیا۔ اور اس غرض سے کیا کہ بچھڑے مسلمان مل جائیں۔ پھر یہی نہیں جس قدر اخراجات ہوتے ہیں وہ سب اپنی جیب سے ادا کرتے ہیں۔ سچ ہے۔

ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

اس کے بعد تیسرے اجلاس میں جناب مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع کی "الہام وید" پر تقریر ہوئی۔ یہ تقریر اپنی نوعیت کے لحاظ سے علی پور میں پہلی تھی۔ لوگوں نے خاص کر آریوں نے بہت توجہ سے سُنا محظوظ ہوئے۔ اور جلسہ رات کے بارہ بجے ختم ہوا۔

علی پور میں ایسا متحدہ جلسہ دوسری بار ہوا ہے۔ اور نہایت ہی کامیاب ہوا ہے۔ خدا باقی مسلمانوں کو توفیق دے کہ وہ بھی اتحاد و اتفاق کے جلسے کریں۔ اور باہم مل کر اپنی ترقی کی تجاویز سوچیں۔ اس کے بعد میں کارکنان جلسہ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جناب میاں خان محمد صاحب میونسپل کمشنر خاص شکریہ کے مستحق ہیں۔ باوجودیکہ آپ نہایت کاروباری آدمی ہیں۔ مگر جس قدر آپ نے جلسہ کو کامیاب بنانے میں سعی بلیغ فرمائی ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔ اُدھر سردار جان محمد خاں صاحب ہیں جن کی کوششوں کا نتیجہ ہے۔ علی پور میں اتحاد و اتفاق کے روح افزا نظارے دیکھے گئے۔ اس کے بعد میاں گل محمد صاحب تتری ہیں۔ جنہوں نے ایک ہفتہ مکمل کاروبار ترک کر کے جلسہ کا انتظام کیا۔ اور ہم سب سے خراج تحسین حاصل کیا۔ بعد ازاں سردار کریم بخش خاں صاحب ہیں۔ جن کا وجود علی پور کے لئے باعث برکت ہے۔ آپ شیعہ خیال کے نوجوان ہو کر جس قدر خدمت دین کا کام کرتے ہیں وہ بلاشبہ تعریف اور شکریہ کا مستحق ہے۔

اخیر پر میں جلسہ میں شرکت کرنے والوں سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ اس جلسہ کی کامیابی اور خیر و عافیت سے گذر جانے کی خوشی۔ خوش اسلوبی و حسن انتظامی کا سہرا مخدومی مخدوم سیدنا جناب محمد حسن صاحب رئیس اعظم سیت پور کے سر ہے۔ خدا انہیں زندہ و سلامت رکھے کہ آئندہ بھی اُن کی زیر سرپرستی و زیر صدارت ایسے اتحاد بین المسلمین کے جلسے ہوا کریں۔ آمین۔ والسلام

فلسطین کی مردم شماری

فلسطین میں یہودی ماہرین مردم شماری کا مطالبہ کر رہے ہیں کہ امسال یہودی ایجنسی کی مدد سے ایک نئی مردم شماری عمل میں لائی جائے۔ گذشتہ مردم شماری اکتوبر ۱۹۲۲ء میں عمل میں آئی تھی۔ اس وقت ملک کے اس حصہ کو چھوڑ کر جو یردون مشرق میں واقع ہے۔ باشندوں کی تعداد بدویوں کو شامل کر کے ۷۵۷۱۸۲ ہزار بتائی گئی ہے۔ جس میں ۵۹۰۸۹۰ مسلمان ۸۳۷۰۰ یہودی ۷۱۴۶۴ عیسائی اور ۷۶۱۷ دوسرے مذاہب کے پیرو شامل تھے۔ یکم جولائی ۱۹۲۹ء کو مردم شماری کا اندازہ ۸۹۷۸۴۵ کیا گیا تھا جس میں ۶۶۰۹۸۰ مسلمان ۱۴۹۵۵۴ یہودی ۷۸۴۶۳ عیسائی اور دوسرے مذاہب کے ۸۸۵۰ تھے۔ سرکاری نیلی کتاب کے بموجب یہ اعداد و شمار ٹھیک نہیں ہیں کیونکہ ان میں وہ بیس ہزار سیاح شامل ہیں جو سب کے سب

یہودا پھانسی لگاکر مرگیا
(Matt. XXVII.5)
یہودا کسی اور طریق سے مرا
(Act. I. 18)

مسیح تین دن تین رات قبر میں رہے
(Matt. XII. 40)
مسیح دو دن دو رات قبر میں رہے
(Mark XV. 25, 42, 44, 45, 46, XVI 9)

ابراہیم کنعان کی طرف گئے
(Gen XII. 5.)
ابراہیم معلوم نہیں کہاں گئے
(Heb. XI. 8)

ابراہیم کے دو بیٹے تھے
(Gal. IV. 22.)
ابراہیم کا صرف ایک بیٹا تھا
(Heb XI. 17)

میکائیل کے کوئی بچہ نہ تھا
(2. Sam. VI. 23)
میکائیل کے پانچ بچے تھے
(2. Sam. XXI. 8.)

اعتقادات

مسیح قادر مطلق ہے
(Matt. XXVIII. 18.)
مسیح قادر مطلق نہ تھا
(Mark VI. 5.)

مسیح کا پیغام امن و سکون تھا
(Luke. II 13, 4)
مسیح کا پیغام امن و سکون نہ تھا
(Matt. X. 34)

بچوں کو اُن کے والدین کے گناہوں کی سزا ملتی ہے
(Ex. XX. 5)
بچوں کو اُن کے والدین کے گناہوں کی سزا نہیں ملتی
(Ezek. XVIII. 20) (Deut XXIV. 16)

مُردے حشر میں اٹھیں گے
(1 Cor. XV. 52)
مُردے حشر میں نہیں اٹھیں گے
(Job. VII. 9.)

یہ بے نہایت ہی مختصر اقتباس اُن آیات کا جن سے بائیبل کا مجموعۂ تضاد ہونا ثابت ہوتا ہے۔ کامل استقصا سے پوری ایک کتاب تیار ہوسکتی ہے۔ میں نے بخیال طوالت آیات کو بھی نہیں درج کیا۔ بلکہ صرف ان کا حوالہ دیدیا ہے تاکہ ہر شخص آسانی سے نکال کے خود مطالعہ کر سکے۔

اس لئے بحالت موجودہ انجیل کو قرآن کے مقابلہ میں رکھنا کسی طرح درست نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ نہ کلام مجید میں کسی جگہ تضاد ہے۔ اور نہ اس کی اخلاقی و روحانی تعلیم میں کوئی نقص پیدا ہو سکتا ہے۔ رہا کلام مجید کا وہ حصہ جس میں روایات و قصص پائے جاتے ہیں۔ اُن کے متعلق میں فی الحال صرف اسقدر عرض کروں گا کہ اگر غور سے ان کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہو سکتا ہے کہ وہ بھی حشو و زوائد سے پاک ہیں۔ اور ان کو اس صورت سے پیش نہیں کیا گیا۔ کہ اُن سے کوئی تاریخی حقیقت ثابت کی جائے۔ اگر کبھی ضرورت ہوئی تو تفصیل سے اس مسئلہ پر لکھوں گا۔ فی الحال انہیں چند صفحات پر اکتفا کرتا ہوں۔ (ماخوذ)

خبریں

— پشاور ۱۵ جولائی۔ پشاور کی چھاؤنی کی تاریخ میں یہ پہلا واقعہ ہے۔ کہ آج صبح میکیسن میموریل کے گرد کی زیبائشی توپوں کو بھک سے اُڑانے کی . . . . . کوشش کی گئی۔ ایک توپ میں دھماکا ہُوا۔ لیکن نقصان کچھ نہیں ہُوا۔

— اعلیٰحضرت محمد نادر شاہ غازی تخت نشینی کے وقت سے لیکر عام ساکین و فقراء پر علی العموم اور کابل کے ساکین و فقراء پر علی الخصوص جو خسروانہ نوازشیں فرماتے رہے ہیں۔ اُن سے قارئین کرام واقف نہیں ہوں گے گذشتہ گرانقدر رقمیں فقراء کی امداد کے لئے عطا فرمائی گئی تھیں "اصلاح" کی تازہ اشاعت سے معلوم ہوا ہے کہ چند روز قبل اعلیٰحضرت نے پانچہزار کی رقم اس مد میں بلدیہ کابل کو عطا فرمائی تھی۔ بعد ازاں بیس ہزار روپے کی رقم امداد دیدی گئی "تاکہ بلدیہ اسے وقتاً فوقتاً فقراء و ساکین کی امداد میں صرف کرتی رہے۔

— یونان نے ترکی کے ساتھ جو معاہدہ کیا ہے۔ اس کی مخالفت ہو رہی ہے۔ ایم وینیزیلوس نے کہا ہے کہ حکومت نے اپنی ذمہ داری پر معاہدہ کیا ہے۔ اور وہ مزید معاہدوں کے لئے تیار ہے۔ اگر ان معاہدوں کی مخالفت ہوئی تو حکومت موجودہ ایوانوں کو برخاست کر کے نئے انتخابات کا اعلان کرے گی۔

— جنیوا کی ایک افواہ مظہر ہے کہ غیر سرکاری مگر باا ثر حلقوں میں خیال کیا جاتا ہے کہ فلسطین کی حکمداری یا تو خود جمعیت اقوام کو دیدی جائے گی یا چند طاقتوں کے حوالہ کر دی جائے گی۔ جن میں امریکہ بھی شامل ہوگا۔ معلوم ہوتا ہے کہ مجلس حکمداری کے ارکان اس وقت تک شبہ میں ہیں کہ برطانیہ نے فلسطین کے عوام کی جان و مال کی حفاظت کے لئے پوری کوشش کی یا نہیں۔

— لندن ۱۷ جولائی۔ آج مسٹر فینر براکوے ہنگامہ آرائی کی وجہ سے معطل کئے گئے۔ اور ان کے ساتھ لیبر ممبر مسٹر جان بیکٹ بھی معطل ہو گئے۔

— ٹریبون کے نامہ نگار شملہ نے لکھا ہے کہ ابتداءً اگرچہ دیسی ریاست کی طرف سے گول میز کانفرنس کے لئے بارہ نمائندوں کی تجویز تھی۔ مگر اب ان کی تعداد چودہ کر دی گئی ہے۔

— سکندریہ ۱۷ جولائی۔ ایک دن شام کو ایک ہجوم بازاروں میں نحاس پاشا زندہ باد اور صدقی پاشا مردہ باد کے نعرے لگاتے ہوئے پھرنے لگا۔ پولیس نے ہجوم کو منتشر کر دیا۔ چند گولیاں چلائی گئیں۔ جن سے ایک آدمی خفیف طور پر مجروح ہُوا۔ اب ہر طرح سے امن قائم ہے۔ لیکن فوج تمام رات محمد علی سکوئر میں ڈیرے لگائے بیٹھی رہتی ہے۔

— پشاور ۱۸ جولائی۔ بم بازی کی وجہ سے اتمان خیلوں کا لشکر کامل طور پر منتشر ہو کر اپنے گھروں کو لوٹ گیا ہے۔ اگرہ کا سرکردہ مخالف ملک اپنی قوم کے لئے معافی حاصل کرنے کی غرض سے پولیٹیکل ایجنٹ ملاکنڈ کے پاس گیا۔

— شملہ ۱۸ جولائی۔ تیسری اسمبلی کا آخری اجلاس مختصر نشست کے بعد آج ختم ہو گیا۔

— بمبئی ۱۸ جولائی۔ ساسون گروپ اور چودہ کارخانوں نے یکم اگست سے کام بند کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ جس سے ستر ہزار آدمی بے کار ہو جائیں گے۔

— الہ آباد ۱۸ جولائی۔ پنڈت موتی لال نہرو اور ڈاکٹر سید محمود کے مقدمہ کی مسل آج چیف جسٹس اور مسٹر جسٹس سین کے روبرو پیش ہوئی۔ گورنمنٹ ایڈووکیٹ (سرکاری وکیل) نے کہا۔ مقامی حکومت نے مجھے ہدایت کی ہے کہ قانون ترمیم ضابطہ فوجداری کا نفاذ یوپی میں باضابطہ طور پر عمل میں آنا ثابت نہیں ہوتا۔ اس لئے قانون مذکور کی دفعہ ۱۷ کے ماتحت ملزموں کی سزا یابی بالکل درست ہے۔ عدالت نے ملزموں کو پہلے جرم میں بری کر دیا۔ لیکن دوسرے جرم میں سزا بحال رکھی۔

— بوت محل۔ ڈاکٹر مونجے رہا کر دئے گئے۔ قرارداد بلدیہ کے مطابق آج شام کو آپ قومی جھنڈا نصب کریں گے۔

— لاہور ۱۷ جولائی۔ مقدمہ سازش لاہور میں مسٹر ... کے وت کو بری کر دیا گیا تھا۔ اس لئے وہ آج صبح مقدمہ اسمبلی میں عمر قید کی سزا بھگتنے کے لئے پولیس کی زبردست گارد کے ساتھ کالے پانی ... پہنچ گئے ہیں۔ گاڑی پر سوار کرنے کے لئے اُنہیں جیل کی لاری میں منٹگمری ریلوے اسٹیشن پہنچایا گئے۔

اور بیڑیاں تھیں۔

— لاہور ۱۷ جولائی کے روز سید مٹھا بازار میں ایک مکان گر گیا۔ ایک ضعیف عورت اور اس کی تین بچیاں نیچے آکر مر گئیں۔ وہ ملبہ کے نیچے دب گئیں تھیں۔ اور بہت دیر کے بعد ان کی نعشیں مٹی کے نیچے سے نکالی جا سکیں۔

— پشاور ۱۸ جولائی۔ پانچ حراستی ملزم جن کے خلاف ضلع پشاور کی گذشتہ ایجی ٹیشن کے سلسلہ میں مقدمات چل رہے تھے آئندہ کے لئے حکومت کی مخالف سرگرمیوں میں حصہ لینے سے اجتناب کرنے کا اقرار نامہ دینے پر رہا کر دئے گئے۔

— شملہ ۱۸ جولائی۔ آج سہ پہر ہز اکسیلینسی وائسرائے نے دونوں ایوانوں کے ارکان کی موجودگی سے فائدہ اُٹھا کر ان میں سے بعض کے ساتھ جو مجلس مقننہ کی تمام پارٹیوں کے نمائندے ہیں بے ضابطہ بحث و تمحیص کی۔ ملاقات کی کیفیت نجی ہے۔

— الہ آباد ۱۹ جولائی۔ مولانا شوکت علی جو تنظیم کانفرنس، اور یوپی کونسل اور مقامی جماعتوں کے مسلم ارکان کی کانفرنس کی صدارت کے لئے تشریف لائے ہیں۔ ریلوے اسٹیشن پر ان کا پرتپاک استقبال کیا گیا۔ اور جلوس کی شکل میں "شوکت علی زندہ باد" "محمد علی زندہ باد" کے نعروں کے درمیان شہر لائے گئے۔

ڈاکٹر شفاعت احمد خان صدر مجلس استقبالیہ نے اپنے خطبہ میں فرمایا۔ مسلمان ہرگز رجعت پسند نہیں اور ملک کی آئینی ترقی کے آرزومند ہیں۔ اور وہ صوبجات متحدہ کی مکمل حکومت خود اختیاری اور مرکز کی ایسی ذمہ داری کا مطالبہ کرتے ہیں جس میں فوج ہندوستانی ریاستوں اور معاملات خارجہ کے تحفظات کے ساتھ جداگانہ حلقہ ہائے انتخاب اور سرکاری ملازمت میں نیابت بھی قائم رکھی جائے۔ آپ نے سائمن رپورٹ کی موجودہ صورت میں مذمت کی۔ اور مسلمانوں کو مخلصانہ مشورہ دیا کہ خود غرض جماعتوں کے گمراہ کرنے کی وجہ سے اسے مسترد نہ کریں۔ ایسی حکمت عملی غیر دانشمندانہ اور کوتہ اندیشی پر مبنی ہے۔ انہیں چاہئے اس طریق پیاس میں ترمیم کرائیں جس کی وضاحت کر دی گئی ہے۔

— مدراس ۱۸ جولائی۔ حکومت نے جیلوں میں گاندھی ٹوپی پہننے کی ممانعت کر دی ہے کیونکہ اس کے خیال میں یہ ایک خاص سیاسی جماعت کا نشان ہے۔ جس کی حوصلہ افزائی کی نہیں جا سکتی۔

— لندن ۱۷ جولائی۔ سول اینڈ ملٹری گزٹ کا نامہ نگار خصوصی رقمطراز ہے:-

آج صبح ڈیلی میل اور ڈیلی ہیرلڈ نے یہ خبر نمایاں طور پر شائع کی ہے کہ سیاسی حلقوں میں سر ہربرٹ سموئیل اور مارکوئیس آف زٹلینڈ کے نام لارڈ ارون کی جانشینی کے سلسلہ میں لئے جاتے ہیں۔ مجھے نہایت معتبر ذریعہ سے معلوم ہُوا ہے۔ کہ یہ افواہیں بے بنیاد ہیں۔ یہ یقین کرنے کے لئے زبردست وجوہ ہیں اور ذمہ دار حلقوں کو پوری پوری توقع ہے کہ لارڈ ارون عنقریب اپنے منصب کی میعاد کی توسیع کا اعلان کرنے والے ہیں۔

— مدورا ۱۸ جولائی۔ کل دیسی شراب کی دوکان پر پکٹنگ کرنے کے جرم میں پولیس نے سات آدمیوں کو سنیہ گرہ آشرم کے نزدیک گرفتار کیا۔ لوگوں کے ہجوم کو پہلے تو پولیس نے لاٹھیاں مار کر منتشر کیا۔ لیکن کہا جاتا ہے کہ بعد میں ہجوم پر گولی چلائی جس سے چار آدمی مجروح ہوئے۔ تین آدمیوں کے ہلاک ہونے کی اطلاع بھی موصول ہوئی ہے۔

— علیاحضرت بیگم صاحبہ بھوپال نے ان لوگوں کی امداد کے لئے جو سرحد کے گذشتہ افسوسناک حوادث سے مبتلائے مصیبت ہوگئے ہوئے ہیں پچیس ہزار روپیہ اپنی جیب خاص سے مرحمت فرمایا۔

علیاحضرت نے اس تار میں جو انہوں نے عطیہ مذکورہ کی روانگی کے متعلق مسٹر ایس ای پیئرس چیف کمشنر پشاور کو روانہ کیا ہے لکھا ہے میں "دختر سندھ" ہونے کی حیثیت سے ان مصیبت زدوں کی امداد کے لئے یہ رقم بھیجتی ہوں جنہیں میں اور نواب اپنے خویش و عزیز سمجھتے ...

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۱۸ ۲۹ ربیع الاول ۱۳۴۹ھ نمبر ۵۵

جناب کرشن کی گیتا پر ایک نظر

حضرت کرشن علیہ السلام[1] کے سوانح پر ایک مضمون گذشتہ سے پیوستہ اشاعت میں شائع ہو چکا ہے۔ کہ جس میں اختصار کے ساتھ ان کی زندگی پر نظر ڈالی گئی تھی۔ اب اس نمبر میں ان کی گیتا ہمارے زیر نظر ہے۔ شروع کتاب میں گیتا کی فضیلت پر ۸۰ شلوک ہیں۔ کہ جن میں شونک رشی کے دریافت کرنے پر سوت جی ویاس متی کی بیان کردہ گیتا کی فضیلت کروایت کرتے ہیں۔ کہ کرشن جی نے ارجن کا رتھ میدان جنگ میں ہانکتے ہوئے اس کو گیتا کا یہ وعظ کیا۔ جس کو مصائب اور دکھوں کی اس دنیا سے پار ہونے کی خواہش ہو وہ اس گیتا کی کشتی پر سوار ہو کر پار ہو جائے اس سے انسان فرشتہ ہو جاتا ہے۔ خدا کا وصال اور پاکیزگی حاصل ہوتی ہے۔ جو اس کو نہیں پڑھتا اور اس پر ایمان نہیں لاتا۔ وہ گاؤں کا گند خور سور ہے۔ اس سے زیادہ ذلیل کوئی نہیں۔ اس کی معرفت۔ شرافت، اعمال اور عبارت کو دھتکار ہے جو علم گیتا میں نہیں وہ کلام کفر ہے۔ شری کرشن جیسے گیتا کے پڑھنے سے خوش ہوتے ہیں۔ ویسے ویدوں کے پڑھنے سے نہیں ہوتے جس نے اس کو پڑھ لیا اس نے گویا کل ویدوں اور شاستروں کو پڑھ لیا۔ اس کو پڑھ کر گناہوں کا اثر اسی طرح دل پر نہیں ہوتا کہ جس طرح کنول پر پانی کا اثر نہیں ہوتا۔ جو گیتا کے علاوہ نجات دوسرے طریقوں سے حاصل کرنا چاہتا ہے وہ ابھی طفل مکتب ہے۔

گیتا کی ابتدا

اس کے بعد اصل گیتا شروع ہوتی ہے۔ کہ جس کی ابتدا میں کوروں اور پانڈوں کے میدان جنگ میں اترنے کا ذکر ہے۔ ارجن نے کرشن جی سے عرض کیا کہ آپ میری رتھ کو دشمن کی فوج کے سامنے سے لے چلئے۔ تاکہ میں خود کوروں کو ایک نظر بھر کر دیکھ سکوں۔ جس وقت کرشن جی نے دشمن کی فوج کا ارجن کو نظارہ کرایا تو ارجن کے دل میں خوف پیدا ہو گیا۔ اور اس نے عرض کی کہ یہ تو سب ہمارے اپنے عزیز و اقربا ہیں۔ میں ان کے ساتھ جنگ آزما نہ ہوں گا۔ ان کے ساتھ لڑنا گویا اپنے ہی اعضاء کو کاٹنا ہے۔ اگر وہ کامیاب ہو گئے تو میری جان جائے گی۔ اور اگر میں جیت گیا تو اپنوں کے نقصان کے سوا کچھ حاصل نہ ہوگا۔ یہ مانا کہ ان لوگوں نے ہمارے ساتھ دشمنی کی ہے۔ اور اس قابل ہیں کہ ان کو قتل کر کے شہر کے دروازہ پر لٹکا دیا جائے۔ مگر اس میں بے حرمتی ہماری ہی ہے۔ جب ان کے مرد مارے جائیں گے تو ان کی عورتیں یقیناً آوارہ ہوں گی۔ اور اولاد ناجائز پیدا ہو گی۔ اور اس طرح ذات میں گڑبڑ ہو کر حسب نسب بگڑ جائے گا۔ اور بزرگوں کی ارواح کو ثواب پہنچانیوالا کوئی نہ رہے گا۔ اور یوں بزرگوں کی ارواح دوزخ میں جا پڑیں گی۔ یہ کہہ کر ارجن اپنی کمان ہاتھ سے پھینک دیتا ہے۔ اس پر کرشن جی مہاراج اس کو وعظ کہتے ہیں۔ کہ تجھے یہ گفتگو سزاوار نہ تھی۔ یہ کشتریوں کے لئے زیبا نہیں۔ کہ وہ جنگ سے یوں جی چرائیں تجھے معلوم نہیں کہ جنگ سے بہشت ملتی ہے۔ اور بزدلی انسان کو خوار اور رسوا کرتی ہے۔ اس پر ارجن نے عرض کی کہ بھائیوں کے قتل سے سوائے ننگ کے کچھ حاصل نہیں۔ قتل و خونریزی سے بادشاہی حاصل کرنا میرے لئے خوشی کا باعث نہیں ہو سکتا۔ بلکہ اس بادشاہی سے گدائی بہتر سمجھتا ہوں۔ اور اس فتح سے میرے نزدیک شکست اچھی ہے۔

بخون لقمہ آلودہ بردن بکام
بود سخت مکروہ بے بل حرام

خون میں لقمہ تر کر کے کھانا یہ نہایت ہی مکروہ بلکہ طعام حرام ہے۔ اس پر بھی یہ یقینی امر نہیں کہ میں ہی کامیاب ہوں گا۔ کیونکہ جنگ سے کبھی ملک ہاتھ آتا ہے اور تخت حکومت ملتا ہے۔ تو کبھی میدان کی خاک پر اس کا تختہ رکھ دیا جاتا ہے۔ اس لئے جنگ کا نام سن کر میری روح کانپتی اور میرا دل دھڑکتا ہے۔ کرشن جی ارجن کی یہ گفتگو سن کر مسکرائے۔ اور فرمایا کہ تو دنیا کے سر مخفی سے واقف نہیں اور قتل و مقاتلہ پر بے فائدہ متاسف ہے۔

میری باتیں کان دھر کر سن۔

میں اور تو اور کل دنیا جو اس وقت موجود ہے۔ اس کی حقیقت ابدی ہے۔ ہم صرف نام اور نشان تبدیل کرتے ہیں مگر ہماری حقیقت موجود رہتی ہے۔ تغیر تو جسم میں ہے۔ روح۔ حوادث اور تغیرات سے بالکل پاک ہے۔ ہاں وقت معین پر اجل آ جاتی ہے۔ اور نیک و بد دونوں یہاں سے رخصت ہو جاتے ہیں۔ بڑے بڑے بادشاہ اور لشکر کش اس اجل کے ہاتھوں موت کے گھاٹ اتر گئے زمانہ اگر ایک ہی وضع پر قائم رہتا تو بیٹا باپ کی جگہ کس طرح لیتا یوں سمجھو کہ ہر شخص کا جسم ایک لباس ہے۔ جب پرانا ہو جاتا ہے۔ تو جان سے علیحدہ کر دیا جاتا ہے۔ اور روح ایک دوسرا قالب بدل لیتی ہے۔ فنا ہونے یا معدوم ہونے کا خیال ہی باطل ہے۔ فنا ہونے والی چیز (جسم) تو کسی معین وقت پر نہیں بلکہ ہر آن فنا ہوتی رہتی ہے۔ عرض کے لئے تغیر ہے پر جوہر اپنی اصلیت پر قائم ہے۔ اگر جان فنا ہو جاتی تو قتل و جنگ سے پرہیز بہتر تھا۔ مگر اس روح کو ہتھیار کاٹ نہیں سکتا۔ آگ جلا نہیں پاتی۔ اور پانی بھگو نہیں سکتا۔ اور ہوا سکھا نہیں سکتی۔ اگر اپنے مذہب کی رو سے بھی دیکھا جائے۔ تو کشتریوں کے لئے مذہبی جنگ سے بڑھ کر اور کوئی نیک کام نہیں ہے۔ اتفاق سے یہ جنگ پیش آ گیا ہے۔ اور یہ بہشت کا کھلا ہوا دروازہ میسر آیا ہے۔ خوش قسمت کشتریوں کو ہی یہ جہاد نصیب ہوتا ہے۔ اگر تو نے اب جہاد نہ کیا تو اپنے مذہب اور نیک نام دونوں کو ضائع کر دے گا۔ نامور آدمی کی بدنامی موت سے زیادہ دکھ دینے والی ہوتی ہے۔ اگر تو جنگ میں مر جائے گا۔ تو بہشت پائے گا۔ اور اگر جیت جائے گا تو بادشاہی کا لطف اٹھائے گا۔ سکھ۔ دکھ۔ فائدہ اور نقصان جیت اور ہار ان سب کو برابر اور ایک سا سمجھ کر جنگ کے لئے تیار ہو اس طرح تجھ کو کوئی گناہ نہ ہوگا۔ یہ تو عقل اور فلسفہ کی بنا پر گفتگو تھی۔ اب تصوف کی رو سے تجھے خبر دیتا ہوں کہ نجات حاصل کرنا آسان نہیں۔ خیرات اور یگ کرنے سے دل کی مراد تو پوری ہوتی ہے۔ مگر اس سے تسکین قلب نصیب نہیں ہوتی۔ یگ سوا اس کے کچھ نہیں کہ چند دانداروں کو آگ میں جلا دیا جائے۔ **اعمال سے ثواب کی امید مت رکھ۔ اپنے آپ کو ذات خداوندی میں محو کر دے۔**

گر از نخل کردار خواہی ثمر
شوی خوار در چشم اہل نظر

(یعنی نیک اعمال کو فرض سمجھ کر اختیار کر ثواب کے لالچ سے نیک اعمال بجا لانا گویا ثواب کو معبود گردانا ہے)

خدا کی معرفت کا سمندر لامحدود ہے۔ اس کی پرلطف موج میں یہ دنیا حباب کی مانند ہے۔ اعمال کو ثواب یا کسی کو دکھاوے کے لئے مت بجا لا۔ شہد کی ہوس میں مکھی کی طرح گرفتار نہ ہو۔ جو کچھ میسر ہے اس پر جو صبر کرتا ہے۔ وہ اپنے سگ نفس کو قابو میں رکھتا ہے۔ ایسے شخص سے رحم کے سوا اور کچھ نہیں صادر ہوتا۔ اس کی عادت خدا کی صفات ہو [illegible] آشنائی نہیں کرتا۔

[1] جناب کرشن کے متعلق ہمارے سلسلہ کے چند ایک مخالف علماء ہم سے ہندو دشمنی رکھنے کی وجہ سے بدت ہتک آمیز خیالات رکھتے اور ان کا وقتاً فوقتاً اظہار کرتے رہتے ہیں۔ مگر جبوں کے جلسہ میں مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی نے جب ان کو ہندو قوم کا ریفارمر اور نیک آدمی بیان کیا تو ہم نے

ز حرص و ہوا کار گردد خراب
براند طمع آدمی را بآب

ہر شخص جو اپنے دل کو قابو میں لے آتا ہے۔ وہ توکل کے گوشے میں بیٹھ جاتا ہے۔ کھانا کم کر دیتا ہے۔ نیند چھوڑ دیتا ہے۔ اپنے دل کو کسی کی لو میں لگا دیتا ہے۔ پر جو شخص جذبات کے پھندے میں گرفتار ہے وہ تاریک کنوئیں پر اس اندھے کی مانند ہے کہ جو اپنے انجام سے غافل ہے

باقی باقی

ریاست بڑودہ میں قانون طلاق کا رواج

گذشتہ جولائی میں ہندوؤں میں قانون طلاق کی ترویج پر بحث کرتے ہوئے ہم نے بتایا تھا کہ ریاست بڑودہ میں قانون طلاق مجلس مقننہ کے سامنے پیش ہے۔ اب اس کے متعلق جو تازہ اطلاعات موصول ہوئی ہیں ان سے یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ گذشتہ سال کی کونسل میں یہ مسودہ ایک مجلس تنقیح کے سپرد ہونا قرار پایا تھا۔ کہ جس میں نو مردوں کے علاوہ ۲۵ عورتیں بھی شامل تھیں۔ مجلس کے ارکان نے اس مسودہ میں بہت کچھ تبدیلیاں کیں۔ قدامت پسند ہندوؤں نے اس کی بہت سخت مخالفت کی اور اس کو ہندو سوشل سسٹم کے لئے تباہی خیز بتایا اور اس کو ہندو مذہب کے لئے ایک بھاری صدمہ قرار دیا۔ لیکن مویدین قانون نے اس کی پورے طور پر حمایت کی اور رکاوٹوں کا نہایت جوانمردی کے ساتھ مقابلہ کیا اور اس کے التوا کی تجویز کو مسترد کر دیا۔ اس کے بعد مسودہ دوسری خواندگی کی منزل سے بھی گذر گیا۔ اور اب تیسری منزل پر ہز ہائینس مہاراجہ صاحب کے سامنے پیش کیا جائے گا۔ لیکن اس کے گرنے کی صرف دو منزلیں تھیں۔ کہ جن میں سے وہ بخیر و خوبی گذر گیا۔ کیا کہتے ہیں اس کے بارے میں مہاشہ کرشن اور آریہ گزٹ۔

آئندہ مردم شماری اور مسلمان

عربی میں ضرب المثل ہے۔ تقدم الحیلۃ قبل نزول الامر فانہ اذا نزل ضاقت الحیل وطاشت العقول

"مصیبت کے آنے سے پیشتر تدبیر میں پیش دستی کر کیونکہ جب مصیبت وارد ہو جائے گی تو تدبیر مشکل ہو جاتی ہے اور عقول حیران ہو جاتی ہیں"

مسلمانوں کو دور اندیشی اور پیش دستی کی تاکید جس قدر قرآن کریم اور احادیث میں کی گئی ہے۔ اسی قدر مسلمان اس معاملہ میں سست ہیں۔ ۱۹۳۱ء کی مردم شماری بالکل قریب آ رہی ہے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹوں اور اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنروں کو ضروری اختیارات اس کی تکمیل کے لئے تفویض کئے جا رہے ہیں۔ گذشتہ مردم شماری میں ہندوؤں نے جس طرح مسلمانوں کے ساتھ سلوک کیا۔ وہ اخبارات سے عیاں ہے۔ اکثر مسلمانوں کے آباد محلوں کو شمار کرنے سے چھوڑ دیا گیا۔ اچھوت اقوام کو کہ جن کا سایہ تک بھی وہ اپنے اوپر نہیں لیتے ہندو لکھا گیا۔ اور یوں مسلمانوں کے حقوق اور مفاد کو ان کی تعداد کم بتا کر نقصان پہنچایا گیا۔ ہم مانتے ہیں کہ ہندو منتظم ہیں۔ چالاک ہیں اور دور اندیش ہیں۔ مگر مسلمان ان کی کشتو طرازیوں کے شکار ہوں۔ تو یہ ان کی ناقابل معافی غفلت اور کوتاہی ہو گی۔ جمعیتہ مرکزیہ تبلیغ انبالہ نے اس کے متعلق کچھ تجاویز سوچی ہیں۔ ہر ایک مسلمان کا فرض ہے کہ وہ ان کی اس کام میں مدد کرے۔ اور فوراً ان سے فارم منگوا کر ان کی ہدایات کے ماتحت کام شروع کر دے۔ اس میں غفلت مسلمانوں کے لئے صد درجہ نقصان دہ ہو گی۔

ہندوؤں کا غیر اقوام سے سلوک

ویدوں اور شاستروں میں جس طرح غیر اقوام کے لوگوں کو طرح طرح کی ایذائیں دے کر قتل کرنے کا حکم ہے۔ اس کا کسی قدر

خبریں

— پٹنہ ۱۶ اپریل - خیال کیا جاتا ہے کہ اب نمک کی ناجائز تیاری کے سلسلہ میں جو سب سے پہلا شخص گرفتار کیا جائے گا وہ پٹنہ ٹاؤن کانگرس کا سیکرٹری ہوگا۔

— کلکتہ ۱۶ اپریل - شہر میں صورت حالات پر امن ہے۔ ایسٹرن فرنٹیر کے ۸۰ سپاہی جنوبی کلکتہ میں فساد زدہ رقبہ کی حفاظت کر رہے ہیں۔

— مدراس ۱۶ اپریل - مدورا کا ایک نامہ نگار رقمطراز ہے کہ ایک تہوار کے دوران میں ہندوؤں اور مسلمانوں کی ایک جماعت کے درمیان لڑائی ہوگئی جس سے ایک مسلمان شہید ہوگیا۔

— نوساری ۱۷ اپریل - کل جلالپور میں شراب کی دوکان پر پہرہ دینے کے لئے گاندھی جی نے مسز گاندھی کی معاونت کے لئے اپنے آشرم سے بارہ عورتوں کو طلب کیا ہے۔ یہ عورتیں عہد کر کے آئی ہیں کہ اپنی زندگی حصول سوراج کی مہم میں صرف کر دیں گی۔

— کراچی ۱۷ اپریل - کل سٹی مجسٹریٹ کی عدالت کے باہر پولیس نے لوگوں پر گولی چلائی جس سے ایک بائیس سال کا نوجوان رام دت کونڈے ہلاک ہوگیا۔

— یہ بھی خبر ہے کہ ہجوم کے ساتھ جنگ کے دوران میں دو یورپین سارجنٹ شدید طور پر زخمی ہوئے۔

— دہلی ۱۷ اپریل - سٹی مجسٹریٹ نے قانون نمک کی دفعہ ۹ کے ماتحت گاندھی جی کے صاحبزادے مسٹر دیو داس کو تین ماہ محض کی سزا دی۔

— لنڈن ۱۶ اپریل - لنڈن کی بحری کانفرنس کے متعلق تازہ ترین خبر یہ ہے کہ جو کمیٹیاں بحری عہدنامہ مرتب کرنے کے لئے مقرر کی گئی ہیں وہ اپنا کام کل ختم کریں گی۔ تو مختلف حکومتوں کے دستخطوں کے لئے کاغذات مختلف ممالک میں بھیجے جائیں گے۔ جس میں کافی عرصہ لگیگا۔ اس کے بعد اگر پانچ طاقتوں کا بحری عہدنامہ مرتب نہ ہو سکا تو تین طاقتوں کا عہدنامہ ضرور مکمل ہو جائیگا۔

— لنڈن ۱۶ اپریل - آج دار العوام میں فسادات کلکتہ اور ہندوستان کی عام حالت کے بارے میں کئی سوالات کئے گئے جن کے جواب میں وزیر ہند نے تازہ اطلاعات پڑھ کر سنائیں۔ کلکتہ میں یورپینوں پر حملوں کا ذکر کرتے ہوئے ارل فرٹرش نے دریافت کیا کہ اس بدنظمی کو جو ہندوستان کے بڑے بڑے شہروں میں پھیل رہی ہے روکنے کے لئے وزیر ہند کیا کارروائی کریں گے؟ وزیر ہند نے کہا بلاشبہ ہندوستان کے معاملات حکومت کے لئے متواتر تشویش کا موجب بن رہے ہیں صورت حالات پر غور کیا جا رہا ہے۔

— ایک ممبر نے کہا کہ وزیر ہند کو اس امر کا احساس نہیں کہ ہندوستان میں صورت حالات تیزی کے ساتھ اس درجہ تک پہنچ رہی ہے جس پر کبھی آئرلینڈ پہنچا تھا۔ اور کیا وہ مصالحت کی ایک اور سعی کریں گے؟ وزیر ہند نے جواب دیا کہ ہمیں یہاں بیٹھے ہوئے ان معاملات کے متعلق تفاصیل میں نہ پڑنا چاہئے۔ بلکہ یہ معاملہ ان اصحاب پر چھوڑ دینا چاہئے جو وہیں ہیں۔

— بمبئی ۱۸ اپریل - کل شام ایک سرکاری اعلان شائع ہوا ہے۔ جس میں لکھا ہے کہ جن پٹیلوں نے احمد آباد - کیرا - سورت اور بھڑائچ کے اضلاع میں اپنی اسامیوں سے استعفا دیا ہے ان کی تعداد تین سو (۳۱۷) ہے ایسے کل عہدیدار دو ہزار سات سو چہتر ہیں (۲۷۷۴) ہیں۔

— شملہ ۱۸ اپریل - آج وائسریگل لاج میں وائسرائے کی ایگزیکٹو کونسل کا ایک اجلاس ملک کی موجودہ حالت پر تبصرہ کرنے کے لئے منعقد ہوا۔ کمانڈر انچیف کے علاوہ سب ارکان حاضر تھے۔ قابل وثوق حلقوں میں بیان کیا جاتا ہے کہ حکمت عملی میں کسی قسم کی تبدیلی کی توقع نہیں۔ اور موجودہ صورت حالات کا مقابلہ کرنے کے لئے کوئی جدید اختیار نہ کیا جائیگا۔ ہوم سیکرٹری بھی جلسہ میں موجود تھا۔

— جلالپور ۱۸ اپریل - مسز گاندھی کی قیادت میں رضاکار خواتین کی ایک جماعت نوساری کے سوراج کیمپ سے پیدل روانہ ہو کر جلالپور میں ایک شراب کی دوکان پر پہنچی۔ فاصلہ ڈیڑھ میل کے قریب تھا۔ راستے میں مذہبی گیت گائے گئے۔ دوکان کے سامنے ایک عام جلسہ ہوا مسز گاندھی نے کہا کہ میں دیگر بہنوں کی معیت میں جلالپور آئی ہوں تاکہ یہاں رہ کر تاڑی اور شراب نوشی کو جڑ سے اکھیڑ دیں۔ آپ نے مردوں اور عورتوں سے امداد کا مطالبہ کیا۔ اس کے بعد مسز جمنالال بجاج نے تقریر کی۔

— لاہور ۱۸ اپریل - آج لاہور میں عورتوں کے ایک جتھے نے غیر ملکی کپڑے کے خلاف پرچار کا کام شروع کیا اور شہر کے مختلف بازاروں میں اس مقصد کے لئے پروپیگنڈا شروع کیا۔ جس کا خاطر خواہ اثر ہوا۔

— کلکتہ ۱۸ اپریل - طلبا کے رہنماؤں کی گرفتاری پر احتجاج کے طور پر کلکتہ کے بہت سے طلبا نے کل ہڑتال کی اور سکولوں میں نہیں گئے۔ کوئی مظاہرہ وغیرہ نہیں ہوا۔

— لنڈن ۱۸ اپریل - دار العوام میں ایک تحریک التوا پر مسٹر منر نے ایوان کی توجہ ہندوستان کی موجودہ حالت کی طرف مبذول کرائی اور حکومت پر زور دیا کہ وہ اپنی اس پالیسی کا اعلان کرے جو وہ اختیار کرنا چاہتی ہے اور ہندوستان کو کامل خود اختیاری دے دی جائے۔

— پشاور ۱۸ اپریل - غازی نادر شاہ نے جنرل شاہ محمود ... افغانستان کو حکم دیا ہے کہ ... انعامات کے لئے ان اشخاص کی ایک فہرست تیار کریں جو کابل اور لغمان سے چھ میل کے فاصلہ پر ولدی میں رہتے ہیں۔ اور جنہوں نے گذشتہ انقلاب کے دوران میں شاندار خدمات انجام دی ہیں۔

— پشاور ۱۸ اپریل - غازی نادر شاہ کے فرمان کے مطابق سردار علی احمد جان شہید کا بڑا صاحبزادہ اپنی والدہ شہزادی سراج البنات کو کابل لے جانے کے لئے پشاور پہنچ گیا ہے۔ اور شہزادی موصوفہ عنقریب روانہ ہو جائیں گی۔

— لاہور ۲۰ اپریل - آج کراچی میل سے مولانا غلام رسول مہر ایڈیٹر انقلاب فریضہ حج کی ادائیگی کے لئے عازم حجاز ہوئے۔

— کلکتہ ۱۹ اپریل - گذشتہ شب چاٹگانگ (بنگال) پریذیڈنسی میں شدید بلوہ ہوگیا۔ مفسدوں نے چاٹگانگ کے اسلحہ خانہ پر حملہ کر دیا اور ایک انگریز سارجنٹ میجر ایک اینگلو انڈین اور چار ہندوستانی گولیوں سے ہلاک کر دیئے گئے۔ بلوائیوں نے جن کی تعداد سو کے قریب تھی جلا کر راکھ کر دیا۔

— بنگال میں آرڈیننس پھر جاری کر دیا گیا ہے۔

— لدھیانہ ۱۹ اپریل - لدھیانہ کی بار ایسوسی ایشن نے اپنے ایک اجلاس میں یہ تجویز منظور کی ہے کہ آئندہ بار کے تمام وکلا کھدر پہن کر عدالت میں آیا کریں گے۔

— مدراس ۱۹ اپریل - ڈاکٹر بیسنٹ نے مسٹر ویجوڈ بین کے نام حسب ذیل پیغام ارسال کیا۔

ہندوستان میں بے چینی بڑھ رہی ہے لیکن برطانی حکمت عملی ابھی تک غیر معلوم ہے۔ واضح الفاظ میں اعلان کر دیا جائے کہ گول میز کانفرنس میں درجہ مستعمرات کا دستور اساسی تیار کیا جائے گا، اس سے معاملات صحیح بنیاد پر صحیح راستہ اختیار کر لیں گے۔

مسلمانوں کی موجودہ حالت

جب تک مسلمان حضرت محمد مصطفےٰ کے احکام کی تعمیل کرتے رہے ان کے اقبال کا ستارہ چمکتا رہا۔ لیکن جب انہوں نے حضور کے احکام سے منہ موڑ لیا پھر اسی ذلت و خواری میں ڈوب گئے جس سے خداوند پاک نے ان کو رہا کیا تھا۔

ظہور اسلام سے پہلے عرب جاہلیت کے غلاموں اور مزدوروں کی تھی وہی حالت آج ہندوستان کے مسلمانوں کی ہے۔ وہ اقوام جو یہودیوں کے غلام تھے۔ یہ مردم خور ساہوکاروں کے قدموں میں قرض اور سود کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہیں۔ ایک ایک ساہوکار کا سو سو پچاس پچاس گاؤں پر قبضہ ہے۔ ایک ساہوکار ایک ضلع پر قابض ہے۔ دوسرا اس کے دوسرے گاؤں پر مسلط ہے۔ غریب مسلمان سال بھر محنت کرتے ہیں۔ بیل چلاتے ہیں۔ دھوپ میں جلتے ہیں۔ راتوں جاگتے ہیں۔ لیکن سال کے بعد ذلیل اور ظالم ساہوکار جو صبح سے شام تک دکان کے تختہ پر بیٹھا رہتا ہے تمام گاؤں کی کمائی پر قبضہ کر لیتا ہے۔ زمیندار کاشتکار اپنی محنتوں سے محروم کر دئیے جاتے ہیں۔ وہ خرمن نکالتے ہیں۔ تو ایک ایک دانہ ساہوکار کے گھر پہنچ جاتا ہے۔ ایک زمیندار اگر پہلے کا سو روپیہ کا مقروض ہو۔ تو زندگی کی پوری کمائی ادا کرنے کے باوجود بھی وہ اس سے چھٹکارا نہیں پاتا۔ اسی سو میں اس کی ہری فصلیں ساہوکار کو پہنچتی ہیں۔ اسی سو میں اس کے اہل و عیال کا زیور ساہوکار کی نذر ہوتا ہے اسی سو میں اس کا مکان قرق ہوتا ہے۔ اسی سو میں اس کے مویشی بکتے ہیں۔ اور زمین نیلام ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ وہ مر جاتا ہے۔ برباد ہو جاتا ہے۔ بھیک مانگنے لگتا ہے۔ مگر ساہوکار کا یہ سود اس سے ادا نہیں ہوتا۔

قرض کا وہ روپیہ جسے مسلمان ساہوکاروں سے حاصل کرتے ہیں قرض نہیں ہے بلکہ ان کی جانوں کی قیمت ہے۔ جن جانوں کو خداوند پاک جنت کے عوض خرید چکا ہے مسلمان ان پر سے اللہ تعالیٰ کا قبضہ توڑتے ہیں۔ اور ساہوکار کی حکومت قائم کرتے ہیں اور نتیجہ یہ ہے کہ آج پھر زمانہ جاہلیت کی ذلت و خواری اور افلاس دوبارہ ہم پر مسلط ہے۔

ساہوکار کی لوٹ مار کی بدولت مسلمانوں کی اقتصادی حالت کس درجہ نازک ہو چکی ہے؟ پنجاب کے زمینداروں پر ۹۰ کروڑ روپیہ قرض ہے۔ زمیندار حکومت پنجاب کو سارا معاملہ زمین ۵ کروڑ روپیہ سالانہ ادا کرتے ہیں۔ لیکن ساہوکار کو ہر سال ۳۰ کروڑ روپیہ سود دیتے ہیں۔ یعنی زمینداروں پر اگر انگریزوں کی ایک حکومت قائم ہے تو ہندوؤں کی تین حکومتیں قائم ہیں۔ وہ قوم کیونکر زندہ رہ سکتی ہے جو ۳۰ کروڑ روپیہ ہر سال صرف سود میں دیتی ہو؟ اور بتلائیے کہ اس وقت ہندوستان میں لاکھوں مسلمان ایسے ہیں کہ اگر وہ اپنے پیٹ کاٹ ڈالیں اہل و عیال کو جلا وطن کر دیں اور دن بھر میں جس قدر کمائیں اسے امانت سمجھ کر شام کو ساہوکاروں کی دکان پر دے آیا کریں تو اس سے ان کا روزانہ سود بھی ادا نہیں ہو سکتا۔ یہ لوگ ساہوکاروں کے مستقل غلام ہیں۔ یہ لوگ اپنے لئے نہیں بلکہ ساہوکاروں کے لئے زندہ ہیں۔ اور ساہوکاروں کی تمام دولت انہی لوگوں کی کمائی ہے۔ ساہوکار کس طرح مسلمانوں کی کمائی سے مسلمانوں کی جائدادیں خرید رہا ہے۔ اور کس طرح اس قرض اور سود کی بدولت ہماری کروڑوں روپے کی جائداد ہر سال دوسری قوم کے قبضہ میں جا رہی ہے۔ اور کس طرح ایک قوم دوسری قوم کو نگلتی چلی جا رہی ہے۔ اس کو اس مثال سے سمجھو کہ

۱۸۸۶ء میں مسٹر جیمس نامی ایک انگریز نے شمالی سندھ کے چند علاقوں کی تحقیقات کی تھی۔ وہ لکھتا ہے کہ:-

"یہاں مسلمانوں کی ۴۲ فیصدی زمینیں ہندوؤں کے قبضے میں جا چکی ہیں۔ مقبول طرح زمیندار صرف ۱۵ فیصدی ہیں۔ باقی ۵۷ فیصدی احتیاط بھی کرتے ہیں۔ مگر پھر بھی ساہوکار کے چکر سے نکل نہیں سکتے"

۱۸۹۸ء میں ضلع مظفر گڑھ کے حالات کی تحقیقات کرائی گئی۔ تو معلوم ہوا کہ:-

"وہاں ۸۰ فیصدی مسلمان مقروض ہیں۔ بلوچیوں کی تمام زمین رہن ہو چکی ہے۔ اور ہندو مالکان ان سے پانی اور مویشی کی چوری کراتے ہیں"

اگر یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہا تو ایک دن مسلمانوں کی تمام تر جائداد پر ہندوؤں کا قبضہ ہو گا۔ اس وقت مسلمان گداگر ہوں گے۔ ہندوؤں کے رحم پر ہوں گے۔ مرتد کر لئے جائیں گے۔ نکال دئیے جائیں گے۔ یا ہسپانیہ کی طرح قتل کر دئیے جائیں گے۔ خفیف مسلمانوں کو بتلائیے کہ مظفر گڑھ میں اسی پر اکتفا نہیں۔ ہندو ساہوکار اور وکیل سے چھٹکارا پانے کے لئے جب زمیندار کے پاس کچھ باقی نہیں رہتا۔ وہ کبھی اپنی بیوی ان کے حوالے کر دیتا ہے اور کبھی اپنی جوان بیٹی کو بیچ دیتا ہے۔ آپ مردم شماری کی رپورٹوں کو دیکھیں۔ معلوم ہوگا کہ مسلمانوں کے شجر حیات میں کوئی شاخ ایسی نہیں جو ہری ہو۔ گذشتہ مردم شماری میں پنجاب کے ہندو و مسلمانوں کی حالت کا مقابلہ حسب ذیل تھا۔

عنوان	ہندو	مسلمان
وکیل	۷۴۰۰	۲۸۰۰
محکمہ تعلیم کے ملازم	۲۱۰۰	۹۶۰
تاجر	۱۰ لاکھ	۴ لاکھ
مالکان کارخانہ	۳۰۱	۵۵
فقیر اور آوارہ گرد	۱ لاکھ ۱۵ ہزار	۴ لاکھ ۳۹ ہزار
گویے اور	۸ ہزار	۵۲ ہزار
کسبی عورتیں	۲۵۹	۱۷۹۶

اسی مردم شماری میں صوبہ بنگال میں ہندو و مسلمانوں کا مقابلہ حسب ذیل تھا۔

عنوان	ہندو	مسلمان
زمیندار	۲ لاکھ ۷۴ ہزار	۹۳ ہزار
کانوں کے منیجر	۲ ہزار	۶ ہزار
بار برداری	۱۶ ہزار	۱۹۱
سپرنٹنڈنٹ افسر	۱۵۵۰	۳۲
آزاد پیشہ	۴۶ ہزار	۴ ہزار
تعلیم یافتہ بالغ مرد	۹ لاکھ ۱۸ ہزار	۸۲ ہزار
قیدی	۴ ہزار آٹھ سو	۷½ ہزار

افلاس کے مفاسد

افلاس اللہ تعالیٰ کے عذابوں میں سے ایک سخت ترین عذاب ہے۔ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگرچہ ازرہ ایثار فقر (اختیاری) کو قبول کر رکھا تھا۔ لیکن پھر بھی دنیا کی محتاجی سے ڈرتے تھے۔ اور دعا فرماتے تھے۔ اللھم انی اعوذ بک من ضیق الدنیا وضیق یوم القیامۃ۔ خداوندا میں دنیا کی محتاجی اور قیامت کی تنگی سے پناہ مانگتا ہوں۔

اس لئے کہ جو قوم اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کے غضب اور لعنت کی مستحق قرار پا جائے اس پر سب سے بڑا عذاب جو خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوتا ہے۔ ذلت و افلاس کا عذاب ہے جب بنی اسرائیل پر خدا کا غضب آیا تو وہ اسی ہولناک عذاب میں مبتلا کئے گئے تھے۔

وضربت علیھم الذلۃ والمسکنۃ وباؤ بغضب من اللہ	بنی اسرائیل پر حیث القوم ذلت و افلاس مسلط کر دیا۔ اور وہ خدا کے غضب میں آ گئے۔

کنڑی زبان میں سیرۃ النبی صلعم

بنگلور سے اے۔ جے خلیل بی اے۔ بی ایل ایڈووکیٹ اطلاع دیتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلعم کی سوانح عمری بزبان کنڑی پندرہ ہزار کی تعداد میں شائع کر کے غیر مسلمین میں مفت تقسیم کی گئی ہے۔ اس کتاب کی ایک کاپی ہمیں بھی مہیا کی گئی ہے۔ اگر مسلمانوں کا اہل ثروت طبقہ ادھر توجہ کرے۔ اور اپنی گرہ سے حضور کے حالات چھپوا کر وقتاً فوقتاً غیر مسلمین تک پہنچائے تو تبلیغ اسلام کا کام ایک بڑی حد تک سرانجام پا سکتا ہے۔ ہم خلیل صاحب کو ان کی ہمت پر مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

اشتہار دہندگان

کے لئے پیغام صلح بہترین اخبار ہے۔ اس میں اشتہار دیکر فائدہ اٹھائیں۔

خبریں

—— شملہ ۲۴ر اکتوبر۔ جمرود میں آفریدی جرگہ کے ساتھ بحث و مباحثہ بدستور جاری ہے۔ ملک اور قبائل کے دیگر اکابر کوئی ایسی تجویز پیش نہیں کر سکے۔ جس سے آئندہ پشاور پر حملوں کا انسداد ہو سکے۔
ٹنگی کے مضافات اور کجوری کے میدان کے مغربی کنارے پر مخالف قبائل کی موجودگی کی اطلاع آئی ہے۔ ماندا چینا کے نزدیک تقریباً ایک ہزار کا لشکر دیکھا گیا۔ کجوری میدان کے وسط میں خرد ال کی پہاڑی پر دستوں نے قبضہ کر لیا ہے۔ افواج زین کے علاقہ میں نقل و حرکت کر رہی ہیں۔ میری خیل کے نزدیک ہراول افواج کے کیمپ سے متعدد نگرانی کرنے والی پارٹیاں بھیجی گئیں۔

—— شملہ ۲۴ر اکتوبر۔ مزید تحقیقات سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس بات کا کوئی احتمال نہیں کہ آفریدی انگریزی افواج پر حملہ کریں گے۔ کیونکہ انہوں نے کجوری میدان میں مضبوط مورچے بنا لئے ہیں۔ لیکن اگر کوئی حملہ ہوا تو انگریزی افواج کی پوزیشن ایسی مضبوط ہے کہ وہ افریدیوں کو زیادہ نقصان پہنچا سکتی ہیں۔ اور انہیں قبائل کے حملوں سے کم نقصان پہنچے گا۔

—— پشاور ۲۳ر اکتوبر آج پیر جمرود میں آفریدی جرگہ منعقد ہوا۔ جس نے حکومت کی تجاویز کے جواب میں کہا۔ آئندہ ہم نیک چلنی کے لئے کوئی ضمانت نہیں دے سکتے ہیں کہ آئندہ پشاور پر حملہ نہیں کیا جائے گا۔

—— کہا جاتا ہے کہ مخالفین پشاور پر حملہ کرنے کے لئے کجوری میدان میں لشکر جمع کر رہے ہیں۔

—— لکھنؤ ۲۴ر اکتوبر۔ مولانا عبد الماجد صاحب معتمد جمعیت العلماء صوبجات متحدہ حسب ذیل برقی پیغام ارسال فرماتے ہیں:-
جمعیت العلماء کا سالانہ جلسہ ۲۰ ماہ رواں کو بمقام لکھنؤ انعقاد پذیر ہوا۔ یوپی کے تمام علاقوں اور دیگر صوبجات کے علمائے کرام اور رہنماؤں کے علاوہ عوام بھی تعداد کثیر میں شریک اجلاس ہوئے۔
مولانا عبد الماجد قادری بدایونی نے ایک اہم قرارداد پیش کی جس میں حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ ہندوستان کی سب سے بڑی اسلامی ریاست حیدر آباد دکن کو کامل آزادی اور حضور نظام کو ہز میجسٹی کا لقب عطا کیا جائے۔

—— نیو دہلی۔ ۲۱ر اکتوبر۔ سردار دیوان سنگھ ایڈیٹر ریاست نے ابتدائی عدالت کے ایک فیصلہ کے خلاف سیشن جج ہوشنگ آباد کی عدالت میں درخواست نظر ثانی کی تھی۔ سیشن جج نے نظر ثانی نامنظور کر دی۔

—— لاہور ۲۲ر اکتوبر۔ آج بائیکاٹ کمیٹی کے صدر نے اعلان کیا ہے۔ کہ بدیشی کپڑے کی فرد فت بند کرنے کے لئے عورتوں نے شہر میں گشت کرنا شروع کر دیا ہے۔
آج نیو ہاز ڈکا " پر عورتوں اور مردوں نے تمام شہر میں پکٹنگ لگایا۔ چنانچہ انہوں نے متعدد عورتوں کے بدیشی کپڑے پھاڑ دیئے۔

—— نیویارک ۲۲ر اکتوبر۔ یہاں فلسطین کے متعلق حکومت برطانیہ کی جدید حکمت عملی کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرنے کے لئے ایک ہنگامہ خیز اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں سلطنت برطانیہ اور حکومت حزب العمال کے متعلق ہرزہ کر و گفتگو پر نفرت و حقارت کا ایک طوفان برپا کر دیا گیا۔
سب سے بڑے مقرر نیویارک کے کمیونٹی چرچ کے پادری ڈاکٹر جان ہینز ہومز تھے۔ جو اپنی خلاف برطانیہ تحریروں اور مواعظ کے باعث کافی شہرت حاصل کر چکے ہیں۔ اور جن کے متعلق مشہور ہے کہ وہ ریاستہائے متحدہ امریکہ کے ہندوستانی انتہا پسندوں کے گہرے دوست ہیں۔ انہوں نے اہل فلسطین کو تلقین کر کے ایک جوش و ہیجان پیدا کر دیا۔ کہ وہ گاندھی کے نقش قدم پر چلکر برطانیوں کے خلاف ستیہ آگرہ کریں۔

—— پشاور ۲۴ر اکتوبر۔ گذشتہ شب یہاں محلہ اندر شہر میں آگ لگ گئی۔ جس سے پانچ بیمہ شدہ مکانات جل گئے۔ اور متعدد مکانات کو سخت نقصان پہنچا۔

—— لاہور ۲۴ر اکتوبر۔ لالہ لاجپت رائے کی صاحبزادی پاربتی دیوی کے خلاف زیر دفعہ ۱۰۸ ضابطہ فوجداری کی سماعت زنانہ جیل میں مسٹر ڈزنی مجسٹریٹ درجہ اول کے روبرو ہوئی۔ ملزمہ نے کارروائی عدالت میں حصہ لینے سے انکار کر دیا۔ فیصلہ ۲۸ر اکتوبر کو سنایا جائے گا۔ تب میاں محمد صادق کوتوال شہر نے اپنے بیان میں کہا کہ ملزمہ کانگرسی سرگرمیوں میں حصہ لیتی اور ایسی تقریریں کرتی تھی جس سے حکومت کے خلاف منافرت پیدا ہوتی تھی۔ مقدمہ کی سماعت ۲۸ر اکتوبر پر ملتوی ہو گئی۔

—— لائل پور ۲۲ر اکتوبر۔ گیان زیلی جو پکٹنگ آرڈیننس کے ماتحت سزایافتہ قیدی تھے۔ پی کلاس میں تبدیل کر دیئے گئے ہیں۔ تیسری کلاس سے بی کلاس میں منتقل کر دیئے گئے ہیں۔

—— لدھیانہ ۲۳ر اکتوبر۔ بیان کیا جاتا ہے کہ کل موضع صوری ضلع لدھیانہ میں ایک بم پھٹا۔ جس سے بم کا تیار کرنے والا زرگر سخت زخمی ہوا۔ اس کی دونوں آنکھیں ضائع ہو گئیں۔ تفصیلات کا ابھی انتظار ہے۔

—— الہ آباد ۲۴ر اکتوبر۔ آج پنڈت جواہر لال نہرو کے خلاف ۱۲ر اکتوبر کو تقریر کرنے کے جرم میں تین مقدمات سٹی مجسٹریٹ الہ آباد کی عدالت میں پیش ہوئے۔
(۱) پہلا مقدمہ زیر دفعہ ۱۲۴ الف تعزیرات ہند جس میں ان کی تقریر کے دس فقرات انہیں پڑھ کر سنا لئے گئے۔
(۲) دوسرا مقدمہ زیر دفعہ ۱۱۷ تعزیرات دائر کیا گیا۔ جس میں الزام یہ ہے کہ پنڈت جی نے سر عام نمک بنانے کی ترغیب دے کر قانون نمک کے خلاف ورزی کی اعانت کی۔
(۳) یہ مقدمہ ناجائز ترغیبات کے آرڈیننس ۱۹۳۰ء کے دفعہ ۳ کے ماتحت قائم کیا گیا ہے۔ اس میں الزام یہ ہے کہ پنڈت جی آٹھ ہزار اشخاص کے اجتماع کو محصول ادا نہ کرنے کی ترغیب دی۔
پنڈت جی نے کارروائی عدالت میں حصہ لینے سے انکار کر دیا۔ فیصلہ محفوظ رکھا گیا۔ پنڈت موتی لال معہ عیال عدالت میں موجود تھے۔

—— آل انڈیا مسلم کانفرنس کے ایگزیکٹو بورڈ کا ایک جلسہ زیر صدارت جناب راجہ سید احمد علی خاں صاحب علوی آف سلیم پور ۱۹ر اکتوبر ۱۹۳۰ء کو قیصر باغ لکھنؤ میں منعقد ہوا۔
منجملہ دیگر اہم مسائل کے جو ملک و ملت کو در پیش ہیں سب سے زیادہ اہم مسئلہ جس کے لئے اجلاس لکھنؤ میں ضروری تدابیر پر غور اور ان کے اجرا کی سبیل طے کی جائے گی۔ یہ ہے کہ گول میز کانفرنس کے انعقاد کے زمانہ میں ان مسلم مطالبات کی تائید میں جو دہلی میں مرتب ہوئے مسلمانوں کی آواز کو کیونکر متحد و منظم کیا جائے۔

—— پشاور ۲۴ر اکتوبر۔ جرگہ ٹوٹ گیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ آفریدی اور ملک اپنے اپنے گھروں کو واپس جا رہے ہیں۔ کل چیف کمشنر نے جمرود میں

سرمہ مقوی البصر

سرمہ مقوی البصر ۱۸۹۱ء سے بنایا جاتا ہے [illegible] اور تجربہ سے
ہر قسم کی امراض چشم کے لئے مفید ثابت ہوا ہے [illegible]
[illegible] آنکھوں میں لگانے سے [illegible]
آنکھوں کی بینائی محافظ اور پکار رہتی ہے۔

سرمہ مقوی البصر کی طرح ہر ہندوستانی گھر کی روزانہ ضروریات میں سے سمجھا گیا ہے۔

سرمہ مقوی البصر جیسا کہ بیشیوں کی جو بیشی میں دیا جاتا ہے [illegible]
میں بطور تحفہ بھیجا جاتا ہے۔ [illegible]
ہر درجہ کے لوگوں میں قبولیت کا ممتاز درجہ حاصل کر چکا ہے۔

سرمہ مقوی البصر کی ایک شیشی عرصہ دراز کے لئے آنکھوں کا [illegible] ہے
سرمہ مقوی البصر اس وقت ہندوستان کے ہر حصے میں [illegible]
ہزارہا معزز ناظرین حکیم اور ڈاکٹر اس سرمہ کو ترجیح دیتے ہیں
اور دن بدن اس تعداد میں قابل رشک اضافہ ہو رہا ہے۔
یہ مانی ہوئی بات ہے کہ ملک میں ہر چیز تجربہ ایک دفعہ کثرت سے بک جاتی ہے۔ مگر بار بار وہی چیز مانگی جاتی ہے جو مفید ہو۔

اچھی چیز کی نقل کی جاتی ہے۔ جو مقبول عام ہو۔ سرمہ مقوی البصر بار بار [illegible] لہذا مفید ہے۔ سرمہ مقوی البصر کی ملک میں نقل ہونی شروع [illegible] ہے۔ لہذا مقبول عام ہے۔ ہمیشہ بوقت خریداری [illegible] کہ آپ سرمہ مقوی البصر ہمارے ہاں کا تیار کردہ خریدار رہے ہیں۔ نقلی سرموں کی خریداری سے انکار کریں۔

قیمت [illegible] ایک شیشی آٹھ آنہ۔ تین شیشی ایک روپیہ پانچ آنہ۔ [illegible] شیشی دو روپیہ چار آنہ۔ بارہ شیشی چار روپیہ۔ اٹھارہ شیشی چھ روپیہ
محصول ڈاک اور خرچہ وی پی بذمہ خریدار
پانچ روپیہ اور اس سے اوپر کی خریداری کے لئے پیک انگ خرچہ وی پی [illegible] پارسل وفیس منی آرڈر کارخانہ اپنے ذمہ لیتا ہے

تمام خطوط بنام

شیخ غلام رسول ۔ ڈائمنڈ ہال لاہور آنی چاہئیں

نوٹ: خط و کتابت کے لئے اور کا پتہ کافی ہے۔ ذاتی تشریف آوری احباب یا [illegible] دفتر کے سامنے یاد رکھئے۔

اوکاڑہ کی زمین کیلئے کاشتکاروں کی ضرورت

ہم خرما و ہم ثواب

برادران سلسلہ کو معلوم ہو چکا ہے کہ محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے انجمن کو ۳۴ مربعہ زمین کی ملکیت اوکاڑہ سے دو میل کے فاصلہ پر مل چکی ہے۔ زمین آباد شدہ ہے۔ ۵ امربعہ زمین عارضی کاشت کے لئے بھی لی ہے۔ ان میں سے ۵ امربعہ زمین کو پانی بذریعہ نہر اور باقی کو انجن پمپ سے پہنچایا جاتا ہے اس کل زمین کی آمدنی اشاعت اسلام میں لگائی جائے گی۔ زمین کی آمد کو بڑھانا اور اس میں ترقیات کرنا یہ اب جماعت کے اپنے اختیار میں ہے جو احباب سلسلہ کاشتکاری کا کام کرتے ہیں۔ وہ دوسروں کی زمین یا اپنی تھوڑی سی زمین پر اپنا قیمتی وقت لگانے کی بجائے انجمن کی زمین کو کاشت کرنا چاہیں اور اس میں محنت کر کے معقول آمدنیہ کرنے کے خواہش مند ہوں۔ تو وہ اس زمین سے خود بھی فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ اور انجمن کو بھی فائدہ پہنچا سکتے ہیں۔ ایسے احباب جو وہاں انجمن کا مزارعہ بننا چاہتے ہیں۔ وہ واپسی ڈاک مجھے اطلاع دیں۔ کہ ان کے کتنے آدمی کارکن ہیں۔ ان کی عمر کیا ہے۔ ان کے ہل کس قدر ہیں۔ اور وہ کتنی زمین لینا چاہتے ہیں۔ اپنے اخراجات انہیں خود برداشت کرنے ہوں گے۔ اس علاقہ میں حصہ نصف نصف ہے۔ پانی جو انجن سے اٹھایا جاتا ہے۔ ان کا عوضانہ انجمن اخراجات کے تخمینہ معلوم کرنے کے بعد جو مقرر کرے گی وہ دینا ہوگا۔ پہلے مالک صاحبان اس آبپاشی کا دس روپیہ ایکڑ معاوضہ لیتے تھے۔

خاکسار ۔ سید محمد حسین
دفتر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور

ISLAMIC LITERATURE

ENGLISH TRANSLATION OF

The HOLY QURAN

By Maulana MUHAMMAD ALI, M.A., LL.B.

SECOND EDITION OF THE HOLY QUR-AN

HOLY QUR-AN

With Arabic Text and Commentary

	Rs.
Leather Bound.	Rs. 25
Pluvinsin cover	„ 20
Cloth bound	„ 15

Without Arabic Text

(With short Notes and Introduction)

	Rs.	a.
Prices:—Flexible Binding,	6	0
Cloth bound ...	5	0

OTHER BOOKS

(By the same Author)

	Rs.	a.
Muhammad the Prophet— English ...	3	0
Urdu ...	1	8
Muhammad and Christ	1	8
Tarikh Khilafat Rashida— (Four Parts, Urdu) ...	1	3
Teachings of Islam, English (an English Translation of the original) ...	1	12
The Prophet of Islam,	0	4
Islam the Religion of Humanity ...	0	2

BOOKS

(By different Authors)

	Rs.	a.
An Essay on Islam ...	2	0
The Muslim Prayer Book ...	0	2
The Birth of Jesus ...	0	4
The Holy Prayers of the Holy Quran ...	0	2
The Prophethood in Islam ...	0	6

OPINIONS ABOUT TRANSLATION OF THE HOLY QURAN

"The copy in hand is a triumph in paper, print and general form, as well as in cost a marvel. To the English-knowing world it is a boon."—*The Simla Times.*

"As a translator, the author has always had the reputation of being accurate and reliable."—*The Hindu, Madras.*

"Maulvi Muhammad Ali's name is a guarantee that the translation is as accurate as it could be, and a careful perusal of the work really justifies the expression of the opinion that few translations into English have reached such a high standard."—*The Madras Mail.*

"The Holy Quran with its illuminating introduction brought out by Maulana Muhammad Ali will contribute to a better knowledge of Islam among the Hindus and that is why every Hindu will welcome it."—*The Bengali, Calcutta.*

Catalogue Free on Application. Postage Extra

Apply to—THE MANAGER, **Darul Kutab Islamia**
AHMADIYA BUILDINGS, LAHORE

خریدار صاحبان کی خدمت میں ضروری التماس

پرچہ نہ ملنے کی شکایت کا انسداد کس طرح ہو سکتا ہے؟

کچھ عرصہ سے ہر ممکن احتیاط کے باوجود اخبار نہ پہنچنے کی شکایات بہت زیادہ تعداد میں موصول ہو رہی ہیں جہاں تک دفتری انتظامات کا تعلق ہے ان کے انسداد کی انتہائی کوشش کی گئی۔ لیکن یہ کم ہونے میں نہیں آئیں اخبار یہاں سے مقررہ تاریخ پر پوسٹ کر دیا جاتا ہے۔ اگر کبھی خاص وجوہ سے کچھ دیر ہو جاتی تو اس کا باقاعدہ اعلان کر دیا جاتا ہے چٹوں کو درست کرنے کاٹنے اور چسپاں کرنے وقت خوب نگرانی کی جاتی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ "پیغام صلح" کے خریدار صاحبان کو پرچہ نہ پہنچنے کی تہہ میں کسی پُر اسرار سازش کا بڑا حصہ ہے ایسی صورت میں ہم معزز خریدار صاحبان کے تعاون کے بغیر اس افسوسناک اور تکلیف دہ شکایت کا انسداد نہیں کر سکتے۔ اس لئے ان سے مندرجہ ذیل امور پر عمل کرنے کی درخواست کرتے ہیں:

(۱) پرچہ نہ ملنے کی صورت میں دفتر کو اطلاع دینے کے علاوہ مقامی ڈاکخانہ سے بھی دریافت کرنا چاہیے اور اپنی شکایات اپنے ضلع کے صدر ڈاکخانہ کو لکھنی چاہیے۔ اور جب تک ان سے کوئی تسلی بخش کارروائی نہ ہو برابر لکھتے رہنا چاہیے۔ ایسے امور کے متعلق آپ ڈاکخانہ کو بلا ٹکٹ کے خط لکھ سکتے ہیں۔ اس خط میں پوسٹ ماسٹر کو مخاطب کیا جائے۔ اس کے بعد اگر ضرورت ہو تو سپرنٹنڈنٹ پوسٹ ماسٹر لاہور کو لکھا جائے۔

(۲) تمام خریدار صاحبان اپنے پتہ کی چٹوں کو بغور دیکھ لیں اگر اس میں معمولی سے معمولی اصلاح کی بھی ضرورت ہو تو فوراً مطلع فرمائیں۔

(۳) اگر کسی صاحب کو اس سلسلہ میں کسی بات کا سراغ ملے یا اس شکایت کے انسداد کی کوئی مفید تجویز ذہن میں آئے تو وہ منیجر اخبار کو مطلع فرمائیں۔

(۴) پرچہ نہ پہنچنے کی صورت میں پرچہ زیادہ سے زیادہ ایک ہفتہ کے اندر طلب کر لینا چاہیے۔

(۵) دفتر اخبار سے خط و کتابت کرتے وقت نمبر خریداری کا حوالہ لازمی ہے۔

معزز خریدار صاحبان کو اخبار نہ پہنچنے کی صورت میں کارکنان سے ناراض نہ ہونا چاہیے ہم ان کو یقین دلاتے ہیں کہ دفتر اس شکایت کو دور کرنا اپنا فرض سمجھتا ہے لیکن اس کے انسداد کے لئے ان کا تعاون ضروری ہے۔

خاکسار منیجر اخبار "پیغام صلح" لاہور

اخبار نہ پہنچنے کی صورت میں آپ دفتر کے علاوہ ڈاکخانہ میں [illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغامِ صلح

جلد ۱۸	۲۷ ررمضان	نمبر ۱۵

ہماری عید

اگر چاند ہفتہ کی شام کو نکلا تو عید اتوار کو ہوگی۔ ہندوستان کے مختلف مقامات میں کئی لوگوں نے پہلا روزہ جمعہ کے دن رکھا۔ اس حساب سے اگر مطلع صاف نہ ہوا تو رویت ہلال کے متعلق حسب معمول اختلاف ہوگا عید کا دن دنیائے اسلام میں واقعی ایک خوشی کا دن ہے۔ غریب سے غریب اسلامی گھرانہ کے مکین بھی بچوں سے بوڑھوں تک مسرور نظر آتے ہیں۔ صبح سویرے ہی سویوں کے پکانے کا خاص اہتمام ہوتا ہے بچے۔ جوان اور معمر سب اپنی استطاعت کے مطابق رنگ برنگ کے عمدہ سے عمدہ لباس میں ملبوس نظر آتے ہیں۔ پھر سب عیدگاہ میں پہنچتے ہیں۔ جہاں ہزاروں مسلمانوں کا سربسجود ہونا اہل نظر کے لئے ایک ایسا دلآویز اور روح افزا منظر ہے۔ جس کی نظیر دنیا کی کسی غیر مسلم قوم میں نہیں پائی جاتی۔ یورپین سیاح اس تقریب پر فرزندان توحید کے اس عظیم الشان اجتماع سے لطف اندوز ہوتے ہیں اور کیمرہ سے عکسی تصویر اتارتے ہیں۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد باقی دن میل ملاپ میں گذر جاتا ہے۔

آدم کی اولاد کے لئے جو ہر وقت فتنہ و فساد کا بازار گرم رکھتی ہے۔ عید کا دن خصوصیت کے ساتھ برکت والا ہے۔ کیونکہ اس دن دل تمام کدورتوں اور رنجشوں سے خود بخود پاک و صاف ہو جاتے ہیں۔ دشمن دشمن نہیں رہتے۔ اور دوست بھائیوں سے بھی زیادہ عزیز معلوم ہوتے ہیں۔ عید کے دن اخوتِ اسلامی اپنی پوری شان میں نظر آتی ہے اسلام کا فرزندانِ توحید پر یہ اتنا بڑا احسان ہے کہ ہم اس کا صحیح اندازہ نہیں کر سکتے۔ مگر افسوس ہے کہ بہت کم مسلمان اس احسان کی سچے دل سے قدر کرتے ہیں سچے دل سے قدر کرنے کے یہ معنے ہیں کہ مسلمان من حیث الجماعت سال کے باقی گیارہ مہینوں میں بھی اپنے روح اور جسم کو گناہ کی آلودگیوں سے پاک اور صاف رکھنے کا خاص طور پر خیال رکھیں۔ ماہ صیام میں ریاضت اور مجاہدہ کا اصل مقصد یہی ہے کہ مسلمان اپنی روزمرہ کی زندگی میں خدا کشی۔ نفس کشی اتحاد عمل اور اسلامی اخوت کے روحانی اصول پر عمل پیرا ہو کر اسلام کی دینی اور دنیوی برکتوں سے بہرہ اندوز ہوں۔

اگر تیس دن کی ریاضت اور مجاہدہ کے بعد مسلمان پھر اللہ اور اس کے رسول برحق کے احکام کی علانیہ خلاف ورزی میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتے۔ تو پھر عید کی خوشی محض ایک رسم ہے جو ایک نظر فریب نمائش سے زیادہ وقعت نہیں رکھتی۔ ہماری عید صرف اسی صورت میں ہمارے لئے ابدی مسرت اور راحت کی فضا پیدا کر سکتی ہے کہ فرزندانِ اسلام کی زندگی دینی اور دنیاوی پہلو سے قابلِ رشک ہو۔ علم و عمل کے اعتبار سے ہماری موجودہ حالت اس قدر افسوسناک اور یاس انگیز ہے کہ اگر ہم نے اپنی کمزوریوں اور کوتاہیوں کی اصلاح پر فوری توجہ نہ کی تو ہمیں اپنی غفلت اور بے پروائی کا خمیازہ بہت بڑی طرح بھگتنا پڑے گا۔ عید کی مبارک تقریب بھی ہمارے لئے ایک بہت بڑا سبق ہے۔ اگر مسلمان اپنی ہر مشکل کے موقعہ پر جمع ہو جایا کریں مطلوبہ نتائج کے حصول کے لئے اتحاد عمل سے کام لیں اور اپنی نفسانی خواہشات پر اسلام کی ترقی اور کامیابی کو مقدم سمجھیں۔ تو پھر وہ یقینی طور پر ابدی راحتوں اور مسرتوں کے سرمایہ دار ہوں گے۔

خاتمہ پر ہم پیغام صلح کی طرف سے اپنے تمام بھائیوں کو عید مبارک کا پیغام پہنچاتے ہیں۔ اور دعا مانگتے ہیں کہ وہ برادرانِ اسلام کو اللہ کے راستہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ کیونکہ جب تک وہ اس شے کو جو انہیں سب سے زیادہ محبوب ہے قربان نہیں کرینگے وہ اس اعلیٰ مقام تک نہیں پہنچ سکتے۔ یہ مسلمان کا نصب العین ہونا چاہئے۔ قربانی اور صرف قربانی ہی ایک ایسا عمل ہے جس سے ہماری تمام مشکلات کا خاتمہ ہو سکتا ہے۔ اسی عمل سے ہم برلن کی مسجد کو جو یورپ کے وسطی حصہ میں اسلام کے جاہ و جلال کا مظہر ہے واگذار کرا سکتے ہیں۔ اسی عمل سے ہم قلیل التعداد ہونے کے باوجود اپنے کثیر التعداد حریفوں پر غالب آ سکتے ہیں۔ اسی عمل سے ہم نبی کریم صلعم کے اس مشن کو پایۂ تکمیل تک پہنچا سکتے ہیں۔ جس پر اخوت و محبت اور صلح و امن کے قیام کا انحصار ہے۔

زندہ باد اسلام۔ پائندہ باد اسلام

ایک گرانقدر عطیہ

احمدیہ انجمن اشاعتِ اسلام لاہور کے سالانہ جلسہ سے چند دن پہلے حضرت امیر جماعت نے احباب میں یہ تحریک فرمائی تھی کہ انجمن کی مالی مشکلات کا مسئلہ حل کرنے کی عملی صورت یہ ہے کہ وہ انجمن کو اپنی استطاعت کے مطابق قرض حسنہ دیں۔ جو ایک سال کے اندر انہیں واپس لوٹا دیا جائیگا۔ حضرت امیر کی اس تحریک پر جماعت کے مخلص ارکان نے لبیک کہا۔ اور سو سو دو دو سو اور پانچ پانچ سو کی امداد سے ہزاروں روپے کی رقم فراہم ہوگئی۔ حاجی اسماعیل صاحب ٹھیکہ دار سیال کوٹ (حال جالندھر چھاؤنی) سے پانچ سو روپے کی رقم بطور قرض طلب کی گئی تھی۔ آپ نے یہ رقم بذریعہ چیک بھیجی اور اپنی چٹھی میں تحریر فرمایا "یہ روپیہ بطور عطیہ آپ کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے واپس لینے کی نیت نہیں ہے"۔ ہم انجمن کی طرف سے حاجی صاحب کا دلی شکریہ ادا کرتے ہیں۔ کہ آپ نے اللہ کے دین کی اشاعت کے اہم بالشان مقصد کو ملحوظ رکھتے ہوئے مال کی ایسی قربانی کا ثبوت دیا ہے۔ جس کی ایک مومن اور مجاہد سے توقع کی جا سکتی ہے۔ خداوند کریم حاجی صاحب کو جزائے خیر دے۔ فیاضی اور قربانی کا یہی وہ جذبہ ہے جو قوموں اور جماعتوں کے بقا اور استحکام کے لئے آب حیات کا حکم رکھتا ہے۔ اسی طرح ہم جماعت کے ان ارکان کی فیاضی کا شکر گزاری کے ساتھ اعتراف کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں جنہوں نے قرضہ کی رقوم کو عطیہ میں تبدیل کر دیا ہے۔

صدقہ فطر اور عید فنڈ

صدقہ فطر نماز عید سے پیشتر ادا کرنا ضروری ہے۔ ہر وہ شخص جو کنبہ کا کفیل ہے اپنے گھر کے تمام لوگوں بلکہ چھوٹے بچوں کا بھی صدقہ دے۔ جس کی مقدار فی کس ڈیڑھ سیر گیہوں ہے۔ اگر مقامی مساکین ایسے ہوں جو اس صدقہ کے مستحق ہیں تو ان کو حسب ضرورت یا کچھ حصہ یا سارا حصہ دیا جا سکتا ہے بقیہ لاہور کی انجمن کو مساکین کے لئے بھیجا جائے بہتر یہی ہے کہ جہاں جماعت ہو وہاں صدقہ فطر ایک جگہ جمع ہو اور بمشورہ احباب مستحقین کو تقسیم کر دیا جائے۔ حضرت مسیح موعود کا ارشاد ہے کہ صدقہ فطر کے علاوہ ہر شخص عید فنڈ کے لئے بھی ایک روپیہ دے۔ اس فنڈ سے اشاعتِ اسلام کی ضروریات ایک بڑی حد تک پوری ہو سکتی ہیں۔ اس دن مسلمان دل کھول کر روپیہ صرف کرتے ہیں۔ اور اس لئے ہمیں توقع رکھنا چاہئے کہ وہ اشاعت اسلام کی غرض کے لئے ایک روپیہ دینے میں بخل کا اظہار نہیں کریں گے۔ تمام جماعتوں کے ذمہ دار ارکان سے گذارش ہے کہ وہ عید فنڈ کو کامیاب بنانے کی پوری کوشش کریں۔

ضروری اعلان

جہلم۔ دہلی اور راولپنڈی کی انجمن ہائے اشاعت اسلام نے اپنے مقامی جلسوں کے انعقاد کی حسبِ ذیل تاریخیں مقرر کی ہیں:۔

جہلم	۷ - ۸ مارچ ۱۹۳۰ء
دہلی	۱۴ - ۱۵ - ۱۶ مارچ ۱۹۳۰ء
راولپنڈی	۲۹ - ۳۰ - ۳۱ مارچ ۱۹۳۰ء

امید ہے کہ برادرانِ اسلام ان جلسوں میں بہ تعداد کثیر شامل ہوں گے اور فاضل مقررین (حضرت امیر جماعت۔ مولانا صدر الدین صاحب۔ مولانا عبد الحق صاحب۔ مولانا عصمت اللہ صاحب۔ مولانا یعقوب خاں صاحب مولانا مظفر بیگ صاحب اور دیگر احباب) کی بصیرت افروز تقریروں سے مستفید ہوں گے۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام [illegible] شریک ہونے

اخبار احمدیہ

—— عراق کے خطوط سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہاں پہلا روزہ ۳۱ جنوری ۱۹۳۰ء کو تھا۔

—— چوہدری رحمت خاں صاحب کلرک (دفتر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور) ایک عرصہ سے بیمار ہیں۔ ان کے لئے احباب دعا کریں۔

—— اخویم صوبیدار نیاز علی خاں صاحب پنشنر ساکن کڑیانوالہ ضلع گجرات جو انجمن کی تمام تحریکوں سے گہری دلچسپی رکھتے ہیں اور ان میں عملی طور پر حصہ لیتے ہیں بیمار ہیں۔ احباب ان کے لئے دعا کریں۔

—— اخویم مکرم محمد صدیق صاحب ہیڈ پنشنر ساکن سارو کی ضلع گجرات بعارضہ بخار بیمار ہیں احباب کرام سے دعا کے لئے درخواست کرتے ہیں۔

—— میرے ایک عزیز مسٹر شبیر خاں صاحب امسال امتحان بی۔ اے میں شریک ہوں گے احباب ان کی کامیابی کے لئے دعا کریں۔ (شیخ محمد انعام الحق بی۔ اے پشاور)

—— ہماری جماعت کے سرگرم کارکن جناب چوہدری فضل داد صاحب کیمپ کلرک ڈپٹی رجسٹرار کوآپریٹو سوسائٹیز کچھ عرصہ سے علیل تھے۔ ان کے تازہ خط سے معلوم ہوا ہے کہ اب ان کو خدا کے فضل سے صحت ہو گئی ہے۔ اور ۲۷ فروری ۱۹۳۰ء سے اپنی ڈیوٹی کا چارج لے لیں گے۔

—— مولوی محمد عرفان صاحب جاوی جو اشاعت اسلام کالج لاہور کے تعلیم یافتہ ہیں سیام مشن کے رکن مقرر ہوئے ہیں۔ مولوی صاحب پہلے اپنے وطن جاوا جائیں گے اور وہاں سے سیام میں پہنچ کر مشن کے تبلیغی فرائض کو بجا لا دیں گے۔

ضروری اعلان

برلن مسجد کی واگذاری کے متعلق ایک پرچی

"برلن مسجد رہن نہیں ہماری عزت رہن ہے"

کے عنوان سے چھپوا کر تمام جماعتوں میں بھجوائی گئی تھیں۔ جس میں حضرت امیر ایدہ اللہ نے جماعت کے ہر ایک فرد سے اپیل فرمائی تھی۔ کہ وہ اللہ کی رضا کے لئے اس کی واگذاری میں حصہ لے" اس کے متعلق سرگودھا سے جناب ارجن صاحب گورنمنٹ کنٹریکٹر نے حضرت امیر کی خدمت میں حسب ذیل خط ارسال فرمایا ہے:۔

"محترمی جناب مولوی محمد صدیق صاحب نے آپ کا تحریری پیغام برلن مسجد کی نسبت کل چند ایک احباب کی مجلس میں جو پڑھ کر سنایا تو سب نے یک زبان ہو کر کہا کہ "ہماری جماعت" کے کیا معنی؟ کیا مسجد سب مسلمانوں کی نہیں اور کیا سب مسلمانوں نے اس کی تعمیر میں حصہ نہ لیا تھا؟ لہذا ملتمس ہوں کہ براہ نوازش "ہماری جماعت" کی بجائے "مسلمانوں کی عزت رہن ہے" لکھ کر نئے پرچے طبع کرا لیویں اور اگر ممکن ہو سکے تو جمعۃ الوداع سے قبل یہاں پر اُن کے پہنچنے کا انتظام فرمائیں۔ تاکہ جمعہ متذکرہ اور عید الفطر ہر دو مواقع پر رقم جمع کر لی جائے۔"

اس نیک تحریک کے ماتحت حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ نے اور پرچیاں تمام مسلمان بھائیوں کے لئے لکھی ہیں۔ جو دفتر سے تمام جماعتوں کو "احمدیہ انجمن اشاعت اسلام" کے ٹریکٹ کے ہمراہ پیکٹوں میں بھیجنے کا انتظام کیا گیا ہے۔ تمام دوست مہربانی فرما کر سب سے پہلے اپنی رقم پوری کر کے بھجوا دیں اور اس کے بعد ان پرچیوں کو مناسب طریق پر مجلسوں میں یا گھروں میں پہنچا کر ٹریکٹ کے ہمراہ تقسیم فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔ اور جہاں تک ہو سکے اپنی طرف سے اس کی تقسیم میں اور اس رقم کی فراہمی میں کوئی کمی نہ فرمائیں۔

خاکسار:۔ غلام محمد اسسٹنٹ سیکرٹری۔ انجمن اشاعت اسلام لاہور

اعلان تعطیل

عید کی وجہ سے ۳ مارچ ۱۹۳۰ء کا پرچہ شائع نہیں ہوگا۔ ناظرین کرام انتظار نہ فرمائیں۔ (مینیجر)

ہمراہ لائیں۔ کھانے اور رہائش کا انتظام انجمن کی طرف سے ہوگا۔ خط و کتابت فضل کریم صاحب ٹھیکہ دار منتظم جلسہ راولپنڈی صدر بازار کوچہ دوابیاں

خطبہ جمعہ

۱۷ جنوری ۱۹۳۱ء

ان لا تزروا وازرۃ وزر اخریٰ
وان لیس للانسان الا ما سعیٰ
وان سعیہ سوف یریٰ
ثم یجزاہ الجزاء الاوفیٰ

ان آیات میں مسلمانوں کو ایک ایسے امر کی طرف توجہ دلائی گئی ہے جس کے بغیر کوئی قوم زندگی کی دوڑ میں عہدہ برآ نہیں ہو سکتی۔ کوئی شخص دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھاتا اور انسان کو وہی نتیجہ ملتا ہے جو وہ کوشش کرے۔ اور کوشش کا نتیجہ ملنا بھی ضرور ہے اور پھر بھی پورا پورا ملتا ہے۔ کام اور محنت کے چند یہ اصول ہیں اور یہ ایسے پختہ اور محکم اصول ہیں کہ کوئی انسان یا کوئی قوم ان سے مستثنیٰ نہیں ہو سکتی۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ اصول خواہ کتنا ہی بلند ہو مگر نتیجہ اسی قدر نکلیگا جس قدر کہ کوشش کی جائے گی۔ یہ کبھی نہیں ہو گا کہ ایک شخص خواہ حق پر ہی ہو لیکن بغیر کوشش کے وہ کامیاب ہو جائے۔ خدا کا یہ اٹل قانون ہے کہ بغیر کوشش کے کچھ نہیں ملتا۔ پچھلے جمعہ میں میں نے بیان کیا تھا کہ ہمارا نصب العین

خدمت اسلام

ہے۔ لیکن نصب العین مقرر کرنے سے اس وقت تک کوئی نتیجہ نہیں نکلتا جب تک کہ قوت عمل سے پورا کام نہ لیا جائے۔ واقعات بھی ہمیں یہی بتاتے ہیں کہ نصب العین خواہ کیسا ہی بلند اور دلخوش کن ہو مگر نتیجہ صرف محنت اور کوشش ہی سے ظہور میں آئے گا۔ کام ہی دنیا میں بڑی چیز ہے۔ مسلمانوں میں سے ہر ایک شخص میں خواہ وہ غریب ہو یا امیر جوان ہو یا بوڑھا۔ ادنیٰ ہو یا اعلیٰ

ایک کمی

نمایاں طور پر پائی جاتی ہے۔ اور وہ کمی محنت اور جدوجہد کی کمی ہے۔ قوت عمل کی کمی ہے۔ مسلمان اگر دنیا میں ذلیل نظر آ رہے ہیں تو اس لئے کہ ان میں کام کرنے کی قابلیت نہیں۔ قابلیت تو ہے مگر کام کرنے کی ذہنیت کم کا جذبہ ان میں نہیں۔ آپ تمام مسلمانوں اور بالخصوص طلباء کی زندگی پر ایک سرسری نظر ڈال لیجئے۔ وہاں بھی آپ کو یہی کیفیت نظر آئے گی۔ مسلمان طلباء اس قدر محنتی نہیں جس قدر کہ دوسری قوموں کے نوجوان ہیں۔ مسلمانوں کا دماغ بھی اچھا ہے۔ لیکن جب محنت سے کوئی سروکار نہ رکھا جائے تو اچھا دماغ کیا کر سکتا ہے۔ آپ کو یاد ہوگا کہ گذشتہ سالانہ جلسہ سے پہلے میں نے متواتر جمعوں میں آپ کو اس امر کی طرف توجہ دلائی تھی کہ ہمیں کچھ کام کرکے دکھانا چاہیئے۔ میرا روئے سخن جماعت کے تمام افراد کی طرف تھا۔ خواہ وہ لاہور کے ہوں یا بیرون جات کے لیکن مجھے افسوس کے ساتھ اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ بہتوں نے کام کرنے کی وہ آمادگی نہیں دکھائی جس کی ان سے توقع تھی۔ بعض لوگ ایک منظم جماعت کے اندر اس قسم کی بے پروائی کو دیکھ کر مایوس سے ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ ایک صاحب نے ایک دفعہ کہا کہ فلاں جماعت میں کام کرنے کا زیادہ جوش پایا جاتا ہے۔ کیوں نہ ہم ان میں شامل ہو جائیں۔ میں اس بات کو مانتا ہوں کہ مسلمانوں میں عام طور پر قوت عمل کی کمزوری کی بیماری پائی جاتی ہے اور ہماری جماعت میں بھی ہے۔ تاہم ہمیں اس بیماری کو دور کرنا چاہیئے نہ یہ کہ ایک دوسری بیماری میں اپنے آپ کو ڈال دیں۔ اگر یہی خیال درست ہو تو پھر چونکہ آریہ سماج اور عیسائیوں میں مسلمانوں سے زیادہ جوش کام کرنے کا پایا جاتا ہے تو کیا یہ کہا جائے گا کہ ہم اسلام کو چھوڑ کر آریہ سماج یا عیسائیوں میں جا ملیں۔ علاوہ ازیں میں اس بات کو بھی نہیں مانتا کہ ہماری جماعت میں قوت عمل کسی دوسری جماعت سے کم ہے۔ ہاں یہ سچ ہے کہ میں اس معاملہ میں اپنی جماعت کو ممتاز اور مکمل دیکھنا چاہتا ہوں۔ یہ بات صرف اسی صورت میں حاصل ہو سکتی ہے کہ ہماری جماعت کے ہر فرد میں بیداری اور حرکت پائی جائے۔ تحریک عامہ بڑی چیز ہے اسی پر قوموں اور جماعتوں کے مستقبل کا انحصار ہے۔ میں نے پچھلے سال اپنے دوستوں سے درخواست کی تھی کہ اپنے بچوں اور بیویوں کے دلوں میں قوت عمل کا جذبہ پیدا کریں۔ اور اس کے متعلق عملی تجویز یہ بھی کی تھی کہ خواہ عورت ہو یا بچہ وہ تھوڑا بہت اپنے ہاتھ سے ضرور مالی یا جانی قربانی کریں۔ اس سے نہ صرف قوم کی مجموعی طاقت میں ترقی ہوگی بلکہ ہمارے بچوں اور عورتوں میں قوت عمل کا نشوونما ہوگی۔ بچے سکولوں میں پڑھتے ہیں کوئی کاغذ وغیرہ بنا سکے کوئی کوئی ... کوئی دو پیسے کوئی اس سے بھی زیادہ اگر ان رقوم میں اسلام کی خدمت کے لئے ایک یا دو آنہ کی رقم شامل کر دی جائے تو اس سے عظیم الشان نتائج پیدا ہو سکتے ہیں

اپنے ہاتھ سے خدا کی راہ میں کچھ قربانی کرنا سیکھے تاکہ اس کی سوئی ہوئی قوت بیدار ہو۔ مسلمانوں میں سوئی ہوئی قوت کی مقدار بہت زیادہ ہے۔ ہمیں اس قوت کو بیدار کرنا چاہیئے۔ ہمیں اس سے پورا کام لینا چاہیئے جمعہ کے دن

صندوقچی کی تجویز

بڑی مفید ہے آپ اس میں ایک آنہ ڈالیئے۔ دو پیسے ڈالیئے۔ ایک پیسہ ڈالیئے مگر کچھ نہ کچھ ضرور ڈالیئے۔ ایسی باتیں بظاہر چھوٹی چھوٹی اور بے حقیقت معلوم ہوتی ہیں لیکن ان سے بہت بڑے نتائج نکلتے ہیں۔ جلسہ سے پیشتر میں نے بار بار آپ سے درخواست کی تھی کہ اگر جماعت کا ہر ایک فرد بیس روپے کی رقم فراہم کرے تو اس سے بڑی کامیابی ہو سکتی ہے۔ دیکھئے آپ میں سے بعض نے توجہ کی محنت سے کام لیا۔ اور اس کی بدولت

دس ہزار سے زیادہ

روپیہ جمع ہو گیا۔ بیس روپے کی تحریک میں لاہور کے بعض دوستوں نے اچھا کام کیا ہے۔ خداوند کریم انہیں جزائے خیر دے۔ البتہ اس تصویر کا یہ پہلو قابل افسوس ہے کہ جماعت کے دو تہائی حصہ نے اپنی قوت عمل سے کام نہیں لیا۔ اگر سب مل کر کام کرتے تو تیس ہزار کی مطلوبہ رقم کا جمع ہو جانا کچھ بھی مشکل نہ تھا۔ مگر جلسہ کے نکل جانے سے یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ روپیہ کی فراہمی کا کام ختم ہو گیا ہے۔ ضرورت ابھی باقی ہے۔ اور کام کرنے والوں کے لئے اب بھی وقت ہے اور یہ کام کرنے کی قوت اگر نشوونما پائیگی تو بالآخر خود آپ کے لئے آپ کی اولاد کے لئے مفید ہو گی۔ جس تحریک میں قوت عمل کو بیدار نہ کیا جائے وہ کامیاب نہیں ہو سکتی۔ مسلمانوں نے دس سال ہوئے خلافت کی تحریک کو سامنے رکھا یہ تحریک اس قدر دلکش تھی۔ کہ گھروں کے اندر عورتیں اور بچے اس سے متاثر ہوئے۔ اللہ اکبر کے نعروں نے ان میں ایک خاص جوش پیدا کر دیا۔ لیکن عملی پہلو سے یہ تحریک ناکام رہی۔ آپ خوش قسمت ہیں کہ اس صدی کے مجدد نے جس کام پر آپ کو لگایا ہے وہ بہترین کام ہے۔ مگر قوت عمل کو کام میں لائے بغیر یہاں بھی کچھ نہیں ہو سکتا۔ کام کے لئے ہر شخص کے دل میں یہ خیال پیدا ہونا چاہیئے کہ میرے بغیر کام نہیں ہوگا۔ لیکن اس وقت یہ کیفیت ہے کہ ہر ایک سمجھتا ہے کہ اگر میں نہ کروں گا تو کیا بگڑ جائے گا؟ یہ خیال ہمارے قومی اغراض و مقاصد کو جس قدر سخت نقصان پہنچا رہا ہے اس کا صحیح اندازہ کرنا مشکل ہے۔

ہم اگر کام کرنا چاہیں

تو ہمارے لئے بہت سے کام ہیں۔ ہر شخص کو اپنے اپنے رنگ میں کچھ نہ کچھ کام کرنا چاہیئے۔ مثلاً ایک کام ہمارے رسم و رواج کی اصلاح کا ہے۔ محض لیکچر دینے سے کام نہیں چلے گا۔ قرآن کریم نے رسوم کی زنجیروں کا نام

اغلال

رکھا ہے۔ رسول کا ایک بہت بڑا یہی کام ہے کہ وہ رسوم کی ان زنجیروں کو جو قوموں کو جکڑ رکھتی ہیں کاٹتا ہے۔ رسم و رواج کی اصلاح کی تحریک میں عورتیں مردوں سے زیادہ کام کر سکتی ہیں اس لئے میں انہیں بالخصوص اس کی طرف توجہ دلاتا ہوں وہ معاشرتی اصلاح کے فرائض کو خوش اسلوبی کے ساتھ انجام دے سکتی ہیں۔ اصلاح کا کام بڑا کٹھن کام ہے اور اصلاحی کوششیں صرف اسی صورت میں امید افزا نتائج پیدا کر سکتی ہیں کہ کام مسلسل کیا جائے۔ ہمیں کسی صورت میں کام سے بیزار نہیں ہونا چاہیئے اور نہ ہمت ہارنی چاہیئے۔ اپنی قوم کو کام کرنے والا بنا دو۔ مسلمانوں کے سروں پر رسم و رواج کا بھوت اس قدر سوار ہے کہ جب انہیں فضول اور تباہ کن رسموں کے مٹانے کا مشورہ دیا جاتا ہے تو ان کی زبان سے "ہماری ناک کٹتی ہے" "ہمیں ارمان نکالنے ہیں" کے الفاظ سننے جاتے ہیں۔ ایک مسلمان کی زبان پر ایسے الفاظ سخت قابل افسوس ہیں۔ اسلام ہم سے یہ چاہتا ہے کہ ہم ایک سیدھی سادی زندگی بسر کریں۔

آتشبازی

کی تباہ کن رسم کو لیجئے جس کا اظہار شب برات کے موقع پر ہوتا ہے۔ غریبوں مسکینوں، ناداروں نے اس پر کتنا روپیہ تباہ کیا۔ بیوہ عورتوں کے بچے بھی اپنے ہاتھوں سے اپنی بربادی کا سامان خریدتے ہیں اور کھلانے کے لئے ... [illegible] ضرور ... [illegible]

کو اس بُری حرکت سے نہیں روکتے۔ بلکہ ان کو اس غرض کے لئے پیسے دے کر ان کے معاون بنتے ہیں۔ ایک اور اصلاح جس کے بغیر مسلمان قوم زندہ نہیں رہ سکتی یہ ہے کہ مسلمان قوم میں عصبیت پیدا ہو۔ یعنی ہمارے تمام کاروبار میں پہلے اپنی قوم مدنظر ہو۔ اس کے بغیر افلاس دور نہیں ہو سکتا۔ ہمارا افلاس اس خطرناک حالت کو پہنچا ہوا ہے کہ

تیرہ کروڑ سالانہ سُود

پنجاب کے مسلمان زمیندار ساہوکاروں کو ادا کرتے ہیں اور بارہ کروڑ سالانہ سے پنجاب کی گورنمنٹ چل رہی ہے۔ سود کی لعنت بھی اسی رسم و رواج سے پیدا ہوئی ہے۔ کیونکہ ہم اسراف کرتے ہیں اور سود پر قرض لے کر رسم و رواج کو پورا کرتے ہیں۔ مگر اس کے علاوہ ایک اور مصیبت ہے کہ تجارت کے مسلمان قوم میں نہ ہونے کی وجہ سے مسلمانوں کی کمائی کا سارا روپیہ دوسروں کی جیبوں میں جاتا ہے۔ جو کچھ ایک مسلمان کماتا ہے وہ ضروریات زندگی کے لئے دوسروں کی نذر کرتا ہے۔ اس کے کھانے کا سامان دوسروں سے آتا ہے پہننے کا کپڑا دوسروں سے ملتا ہے۔ مکان بنانے کا سامان دوسروں سے وہ لیتا ہے۔

ایک مسلمان جب بازار میں سودا لینے جاتا ہے تو اس کی نظر لے دے کر ہندو پر ہی پڑتی ہے۔ مسلمان تاجر موجود ہو تو پھر اُسے چھوڑ کر ہندو کی طرف جاتا ہے مسلمان اہل مقدمہ کو وکیل کی ضرورت ہو تو بھی اس میں قومی عصبیت کا جذبہ پیدا نہیں ہوتا۔ اور یہ خیال نہیں آتا کہ میں اپنی بیمار قوم کو مقدم کروں۔ وہ دوسروں کی جیب بھرتا ہے۔ مسلمان وکیل اس کی شکایت تو کرے گا لیکن خود جب بازار میں سودا لینے جائے گا تو وہی کام کرے گا جس کے لئے دوسرے کو ملامت کرتا ہے

کیا تم نے کبھی غور کیا ہے کہ تمہاری قوم کا روپیہ کہاں جا رہا ہے؟ تمہاری قوم افلاس کی بیماری میں مبتلا ہے۔ بیمار کے لئے پرہیز چاہیئے۔ ہم ہندوؤں کا بائیکاٹ نہیں کرتے لیکن ہماری اس رواداری کے باوجود ہندو ہم سے نفرت کرتے ہیں۔ مال کو خدا نے زندگی کا موجب بنایا ہے۔ جس طرح خون سے انسان کی زندگی ہے۔

ہماری بیمار قوم کا خون نکلا جا رہا ہے

مگر ہم پر اس کا اثر نہیں ہوتا اگر ہم اپنے غریب بھائی سے کم قیمت کا کپڑا خرید لیں گے تو کیا نقصان ہوگا۔ بلکہ سادگی سے ہی قوت عملی میں بیداری پیدا ہوتی ہے۔

ہندوستان کے مسلمان اپنی کمائی کا کم سے کم ایک کروڑ روپیہ یومیہ ہاتھ جوڑ کر لالہ جی مہاراج کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ لالہ جی خانصاحب کو شادی بیاہ کے موقعہ پر روپیہ پیسہ سے پوری مدد دیتے ہیں اور جب خانصاحب قرضہ اور سود کی رقم ادا نہیں کر سکتے تو یہی لالہ جی خانصاحب کے خلاف ترقی کے وارنٹ جاری کرتے ہیں۔ مسلمانوں کو قرض اور سود کی بلا سے بچانا بھی ایک بہت بڑا کام ہے۔

مراسلات

مجلس معتمدین کے ممبروں کا انتخاب

چند قابل توجہ امور

مجلس معتمدین نے اپنے گذشتہ اجلاس منعقدہ ۲۶-۲۷-۲۹ اکتوبر ۱۹۳۰ء میں بذریعہ ریزولیوشن ۱۲۶ فیصلہ فرمایا ہے کہ آئندہ مجلس معتمدین کے ممبروں کے انتخاب کے وقت مندرجہ ذیل امور کو مدنظر رکھا جایا کرے۔ اور انہیں بطور بنیادی اصولوں کے سمجھا جائے۔

(۱) موجودہ ممبران جنرل کونسل کی خاص امداد کا نوٹ سیکرٹری وافسر تحصیل کے مشورہ سے ایک رجسٹر میں ہر سال کے اخیر پر ہوتا رہیگا۔ یعنی آخر دسمبر میں۔ اور انتخاب کے وقت یہ نوٹ انتظامیہ کمیٹی اور جنرل کونسل کے علم میں لایا جائیگا۔ اور سیکرٹری کا فرض ہوگا کہ وہ ایسا رجسٹر رکھے اور اس کی تعمیل کرے۔

(۲) جس قدر انجمنوں یا جماعتوں کو حق انتخاب دیا گیا ہے ان کے ممبران کی تعداد اور ان کا سالانہ چندہ اس رجسٹر پر درج ہوتا رہیگا۔ اور یہ بھی کہ ان کو کس قدر ممبران کے انتخاب کا حق دیا گیا ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی ان انجمنوں یا جماعتوں کی بھی معہ تعداد ممبران و چندہ سالانہ ایک فہرست رہیگی۔ جن کو حق انتخاب نہیں دیا گیا اور آئندہ حق انتخاب دیتے وقت یہ ہر دو فہرستیں مجلس منتظمہ اور مجلس معتمدین میں پیش کی جاویں گی۔

[illegible]

جہانِ اسلام

انگورہ کی اقتصادی اور معاشرتی ترقی کا جدید دَور

امریکہ سرمایہ بہم پہنچا رہا ہے

امریکہ کے مشہور اخبار "دی کرسچین سائنس مانیٹر" میں انگورہ کی اقتصادی اور معاشرتی ترقی کے متعلق ایک دلچسپ مضمون شائع ہوُا ہے جس کا حسبِ ذیل اقتباس ناظرین کی ضیافتِ طبع کے لئے درج کیا جاتا ہے:-

انگورہ بسرعت تمام اہلِ امریکہ کے لئے "مکہ" کی حیثیت اختیار کر رہا ہے۔ جو امریکن انگورہ کی ترقی میں دلچسپی لے رہے ہیں ان میں زیادہ تعداد ایسے آدمیوں کی ہے جو نہ تو سیاح ہیں نہ تجارتی نمائندے۔ نہ مسیحی مبلغ بلکہ معاشرتی فلاح و بہبود میں حصہ لینے والے۔ اور کالجوں کے پروفیسر جنہیں ٹرکی کی اس کوشش سے دلی ہمدردی ہے کہ قومی سیرت اور اخلاقی برتری کے اعتبار سے ترکوں کا پایہ بلند ہو۔

تعلیمی ترقی

ٹرکی نے خلافت کا سلسلہ منقطع کر کے مذہبی مداخلت کے بغیر قومی تعلیم کا راستہ صاف کر دیا ہے حکومت نے ایک خاص قانون سے مذہب کو گورنمنٹ سے علیحدہ کر دیا ہے۔ ٹرکی کی تعلیمی تحریک میں اہلِ امریکہ دوسری قوموں کی بہ نسبت زیادہ دلچسپی ظاہر کرتے ہیں۔ انگورہ میں چاروں طرف

نمایاں تبدیلیاں

نظر آ رہی ہیں۔ نئی گلیاں۔ نئی سرکاری عمارتیں۔ نئے پارک۔ نئے باغ اور نئے بازار ایک دلکش منظر پیش کرتے ہیں۔ اس سال انگورہ میں امریکن سیاحوں کی تعداد سنین سابقہ کے مقابلے میں بہت زیادہ تھی۔ امریکہ نے "ٹرک اوجک" (قومی سوسائٹی) کو ایک خوبصورت عمارت کی تعمیر کے لئے سرمایہ بہم پہنچایا ہے۔ اس سوسائٹی کے ممبر گھر کے متعلق خواہ وہ شخصی ہو یا قومی، ترکوں کے ذہنوں میں اعلیٰ نصب العین کا جذبہ پیدا کر رہے ہیں۔ راک فیلر فونڈیشن کی مالی امداد سے ایک بہت بڑی "ریسرچ لیبارٹری" قائم کی گئی ہے۔

آثارِ قدیمہ کے امریکن ماہرین

شکاگو یونیورسٹی کے ماہرین علم طبقات الارض حطی کے قدیم علاقہ میں جو انگورہ سے ایک سو میل کے فاصلہ پر واقع ہے زمین سے آثارِ قدیمہ برآمد کرا رہے ہیں۔ گذشتہ دو سال کے دوران میں اس علاقہ سے نہایت قیمتی چیزیں برآمد ہوئی ہیں۔ جو تاریخی پہلو سے خاص اہمیت رکھتی ہیں۔

قوادیے پلے گراونڈ

انگورہ میں قوادیے کے نام سے ایک پلے گراونڈ (لڑکوں کے لئے کھیلنے کی جگہ) بنائی گئی ہے۔ ٹرکی کے امریکن دوستوں نے اس پلے گراونڈ کے لئے معقول چندہ دیا ہے۔ پلے گراونڈ میں ورزش اور کھیل کا تمام سامان امریکہ سے منگوایا گیا ہے۔ پلے گراونڈ کے ساتھ ایک ندی بھی ہے جس میں لڑکے تیرنے کا فن سیکھ سکتے ہیں۔

بچوں کا گھر

امریکن کارکنوں کی یہی جماعت ترکی کی معاشرتی اصلاح کے پروگرام کو پایۂ تکمیل تک پہنچانا چاہتی ہے۔ انگورہ کے قریب ایک بیبی ہوم (بچوں کا گھر) بنایا گیا ہے جس میں بچوں کی جسمانی نشو و نما اور ان کی تربیت کا خاص طور پر خیال رکھا جائیگا۔ اس تحریک کا سہرا آسا کے جننگس کے سر ہے۔ جس نے ترکوں کی فتح ۱۹۲۲ء کے بعد ڈھائی لاکھ یونانی پناہ گزینوں کو سمرنا سے جہاز پر سوار کرایا تھا۔ مذکورہ تحریک کا مقصد یہ ہے کہ ٹرکی امریکہ کی نیئر ایسٹ کرسچین ایسوسی ایشن، نیشنل چائلڈ ویلفیر ایسوسی ایشن (بچوں کی فلاح و بہبود کی انجمن) پلے گراونڈ ایسوسی ایشن اور اسی قسم کی دیگر انجمنوں کے طریقِ عمل سے فائدہ اُٹھا سکے۔

سوشل سروس

اہلِ امریکہ اس سوشل سروس (معاشرتی اصلاح کی خدمت) کا نصف خرچ خود برداشت کریں گے۔ امریکن کارکنوں کا یہ منشا ہے کہ وہ ایک مقررہ میعاد کے بعد اس خدمت سے سبکدوش ہو جائیں اور اس کے متعلقہ فرائض کو ترکوں کے تفویض کر دیں۔ اس کے علاوہ امریکن کارکنوں کے پروگرام میں یہ بات بھی شامل ہے کہ سوشل سروس کے لئے ترک معلمین تیار کئے جائیں تاکہ وہ آئندہ اپنی قوتِ عمل پر بھروسا کر سکیں۔

اناطولین پروجکٹ

ٹرکی کی چائلڈ ویلفیر ایسوسی ایشن نے جس میں ترکی پارلیمنٹ کے ۲۰ ممبر شامل ہیں اناطولین پروجکٹ کو قوت سے فعل میں لانے کے لئے ایک خاص کمیشن مرتب کیا ہے۔ جوانوں میں کیرکٹر (سیرت) پیدا کرنے اور معاشرتی اصلاح کے فرائض انجام دینے کے لئے خاص کتابیں بہم پہنچائی گئی ہیں۔ کتابوں کے علاوہ ایک میگزین (رسالہ) بھی ہے جس کے مطالعہ سے نوجوان طلباء مستفید ہوُا کریں گے۔ کھیلوں اور ورزشوں کے انتظام پر خاص توجہ کی گئی ہے۔

غریب بچوں کے لئے پلے گراونڈ

قوادیے پلے گراونڈ کے علاوہ شہر کے ایک خاص حصہ میں جہاں غریبوں کے بچے زیادہ تعداد میں رہتے ہیں ایک اور پلے گراونڈ بنائی جائیگی۔ انگورہ کی جدید آبادی میں ایک تیسری پلے گراونڈ کے قیام کی تجویز زیرِ غور ہے۔ انگورہ میں پلے گراونڈ پارک کے لئے جگہ منتخب کی جا چکی ہے۔ اس جگہ ایک مرکزی تفریح گاہ بنانے کی تجویز بھی درپیش ہے۔ امریکن پبلک پہلے ہی ٹرکی کی سرگرمیوں سے باخبر ہے کیونکہ تمام حالات سمرنا کے انٹرنیشنل کالج اور گرلس کالج استنبول کے رابرٹ کالج اور گرلس کالج اور طلاس کے امریکن کالج کے معلمین سے معلوم ہوتے رہتے ہیں۔

ترکی میں امریکہ کا اثر

ٹرکی میں امریکن اثر امریکہ کے تعلیمیافتہ ترکوں کی وجہ سے پیدا ہو گیا ہے۔ ڈاکٹر فاطمہ خانم جو لفنس کالج کی گریجوایٹ ہیں ٹرکی کی معاشرتی اصلاح کی تحریک میں نمایاں حصہ لیتی ہیں۔ ڈاکٹر بہارالدین خالق جو جانس ہاپکنس کالج کے گریجویٹ ہیں اور جن کا تعلق شعبہ حفظانِ صحت کی وزارت سے ہے۔ امریکن خیالات کے بڑے سرگرم حامی ہیں جیسن بے جو رابرٹ کالج انجینئرنگ کی تعلیم دیتے ہیں میساچوسٹس انسٹیٹیوٹ آف ٹکنالوجی اور جنرل الکٹرک ٹریننگ اسکول کے تعلیمیافتہ ہیں۔ احمد امین بے جو ایک کامیاب تاجر ہیں اور جن کا امریکہ کے بہت سے تجارتی کارخانوں کے ساتھ تعلق ہے ایک قابل مضمون نگار ہیں وہ اور سیاسی مسائل پر خامہ فرسائی کرتے ہیں۔ بے موصوف نے کولمبیا میں تعلیم پائی تھی۔ ملک بے بھی جو اس وقت انگورہ کے امریکن سفارت خانہ میں ہیں کولمبیا میں تعلیم حاصل کر چکے ہیں۔ ٹرکی کے ایک بنک نے اپنے ایک ملازم کو بنک کے کاروبار سے واقفیت حاصل کرنے کے لئے امریکہ بھیجا ہے۔

ٹریکٹر اور گریڈر کا رواج

امریکن ماہرین ٹرکی کے دوسرے شعبوں کے متعلق بھی اپنی سرگرمی اور دلچسپی کا عملی ثبوت دے رہے ہیں۔ مثلاً پریزیڈنٹ کمال پاشا کے زراعتی فارم میں نہر کی تعمیر کے لئے "ٹریکٹر" اور "گریڈر" استعمال کئے جا رہے ہیں۔ زاریا سے سیواس تک جو نئی ریلوے لائن بنائی جا رہی ہے اس میں زمین کو ہموار کرنے کا کام "گریڈر" سے لیا جاتا ہے۔ محکمہ فوج نے بھی اس سال چودہ ٹریکٹر خریدے ہیں۔ زاریا میں جدید ریلوے لائن کی تعمیر کے لئے جو کارخانے قائم کئے گئے ہیں ان کا ٹھیکہ امریکن انجینئروں کو دیا گیا ہے اسی طرح امریکہ کی ایک اسفالٹ کمپنی سے اسفالٹ کی خرید کے متعلق گفت و شنید ہو رہی ہے یہ مصالحہ ایک وسیع پیمانہ پر سڑکوں کی تعمیر کے متعلق کام میں لایا جائے گا۔ یہ کام آئندہ سال شروع ہوگا۔

امریکن ٹائپ رائیٹروں کی مانگ

جب سے ٹرکی میں عربی رسم الخط کے بجائے لاطینی حروف کا رواج شروع ہوُا ہے ترکی حکومت نے اپنے دفاتر کے لئے چار ہزار سے زیادہ ٹائپ رائیٹر امریکہ سے منگوائے ہیں۔

ہوائی جہازوں کی تعمیر

ترکی کے فوجی افسر امریکہ کے ان کارخانوں میں کام سیکھ رہے ہیں جہاں ایروپلین تیار کئے جاتے ہیں۔ ایک خاص ترکی کمیشن امریکہ سے ابھی واپس آیا ہے جہاں انہوں نے ایروپلین کی [illegible] ان کارخانوں

بقیہ صفحہ ۳

احباب کی رہیگی جو سال میں ایک سو روپیہ سالانہ سے زیادہ چندہ خود ادا کرتے ہیں یا سال کے اندر ایک سو روپیہ سے زیادہ چندہ وصول کر کے بھیجتے ہیں۔ بشرطیکہ یہ چندہ جماعت کا نہ ہو۔ انجمن کے ملازم محصلین ان میں شمار نہ ہوں گے۔ ان کے ناموں کے سامنے بھی سالانہ رقم ادا کردہ کا اندراج ہوگا۔ یا توسیع جماعت میں نمایاں کام کرتے ہیں۔ یا کسی علمی قابلیت کی وجہ سے ممتاز ہیں اور خدمت دین کا کام کرتے ہیں

(۴) جن انجمنوں یا جماعتوں کو حق انتخاب دیا جائے انہیں ہدایت کی جائے کہ وہ انتخاب کرتے وقت ممبر کی مالی امداد اور دینی خدمات کو مدنظر رکھیں۔ اور انتخاب میں مقدم ان لوگوں کو کریں جن کی مالی امداد اور دینی خدمات زیادہ ہیں۔ انجمن کے سیکرٹری کا فرض ہوگا کہ جب اس کے پاس انتخاب شدہ نام آئیں تو وہ اپنے رجسٹر سے مقابلہ کر کے انتخاب کردہ ممبروں کے نام کے ساتھ نوٹ کرے۔ اور اگر زیادہ امداد اور خدمت کرنے والے ممبروں کو منتخب نہیں کیا گیا۔ تو اس انجمن یا جماعت کو اس طرف توجہ دلائے۔

ریزولیوشن ۱۵ - جو شخص چندہ دینے سے انکاری ہو اور چھ ماہ تک باوجود یاددہانی کے چندہ ادا نہ کرے اُسے مجلس معتمدین کا ممبر منتخب نہ کیا جائے۔ اور نہ ایسا شخص مجلس معتمدین کا ممبر رہ سکتا ہے

معلّمین و مبلّغین

گذشتہ ایام میں حضرت امیر کا "نوجوانوں سے خطاب" کے عنوان سے ایک مضمون اخبار پیغام صلح میں چھپا تھا جس سے مطلب یہ تھا کہ نوجوانوں کو سلسلہ کے بوڑھے اور معمر اشخاص کی جگہ آہستہ آہستہ سلسلہ کا کام سنبھالنا چاہیئے۔ اور کچھ ایسے نوجوان ہوں جو اپنے دنیوی کاروبار کے ساتھ ساتھ روزانہ ایک آدھ گھنٹہ یا ہفتہ میں ایک دو دن خدمت اسلام کے لئے وقف کریں اور اس میں تبلیغ اسلام و تبلیغ احمدیت کا کام کریں۔ اور اشاعت اسلام کے لیے جہاں تک ہو سکے ہمدردانِ اسلام سے چندہ بھی وصول کریں۔ اس کارِ خیر میں چودھری فضل داد صاحب کلرک سرگودہ تو پہلے سے حصہ لے رہے ہیں۔ مگر اس تحریک پر سلسلہ کے چند اور نوجوانوں نے بھی اپنی خدمات پیش کی ہیں۔ جو قابلِ شکرگذاری ہیں۔ لیکن اس میدان میں سب سے اوّل عملی قدم ماسٹر محمد عبداللہ صاحب ٹیچر مسلم ہائی سکول بدوملی نے اُٹھایا ہے۔ جو ہماری جماعت کے ایک مخلص اور جوشیلے نوجوان ہیں اور انہیں تبلیغ اسلام و تبلیغ سلسلہ سے بڑی محبت اور دلچسپی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں مہینہ میں دو دن وقف کرتا ہوں جن میں اس علاقہ کے دور و نزدیک مقامات میں دورہ کروں گا۔ اشاعت اسلام کے لئے چندہ جمع کروں گا۔ احباب سے چندوں کا بقایا وصول کروں گا۔ نماز جمعہ پڑھاؤں گا۔ تقریر و تحریر کے ذریعے تبلیغ کروں گا۔ تعلیم یافتہ طبقہ میں لٹریچر سلسلہ پھیلاؤں گا۔ اور انجمنوں اور جماعتوں کے حسابات بھی دیکھوں گا۔ مگر آپ جانتے ہیں کہ اس قدر وسیع جماعت میں ایک دو نوجوانوں کے دو چار اضلاع میں خدمات پیش کرنے سے چنداں فائدہ نہیں ہو سکتا۔ جس قدر کہ ہر مقام پر وہاں کے نوجوانوں کے خدمات سرانجام دینے سے سلسلہ کی ترقی ہو سکتی ہے اور نظام درست ہو سکتا ہے پس ضرورت ہے کہ جن احباب نے اپنے آپ کو وقف کیا ہے وہ اور دیگر نوجوان بھی اپنے اپنے علاقہ میں تبلیغ و تحصیل چندہ کے لئے پروگرام بنا کر بھیجدیں۔ ایسے نوجوانوں کے لئے باقاعدہ فائل کھولے جائیں۔ ایسے نوجوانوں کو جو اپنے پاس سے ضروری اخراجات سفر ادا نہ کر سکیں۔ دفتر سے ادا کرنے کا انتظام کر دیا جائے گا۔ مہربانی فرما کر نام جلد بھیجیں تاکہ باقاعدہ رجسٹر میں نام درج کئے جائیں۔

خاکسار محمد نصیب انچارج دفتر تحصیل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

نبی کا نام پانے کی خصوصیت اور اُس کی اصل حقیقت

(ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن کے قلم سے)

(۲)

جو کچھ پچھلے نمبر میں عرض کیا گیا۔ وہ ارباب بصیرت کے لئے کافی ہے لیکن میں اپنے احباب کی خاطر اس ساری عبارت متنازعہ فیہ کی یہاں تھوڑی سی تشریح کر دیتا ہوں۔ جو حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۰ سے شروع ہو کر صفحہ ۳۹۱ پر ختم ہو جاتی ہے۔ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں :-

"اور پھر ایک اور نادانی یہ ہے کہ جاہل لوگوں کو بھڑکانے کے لئے کہتے ہیں کہ اس شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ حالانکہ یہ سراسر افترا ہے"۔

میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اگر حضرت صاحب نے بڑے زور سے نبوت کا دعویٰ کیا تھا تو جو شخص یہ کہا کرتے تھے کہ جناب مرزا صاحب نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے ان کا ایسا کہنا "سراسر افترا" کیونکر قرار دیا جا سکتا تھا۔ آج محمودی صاحبان صاف کہتے پھرتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ انصاف تو یہ ہے کہ یا تو اسے بھی "سراسر افترا" کہو۔ اور اگر محمودی صاحبان اپنے اس قول کو درست سمجھتے ہیں تو پھر غیر احمدیوں کا اس وقت یہی بات کہنا کیونکر "سراسر افترا" ہو سکتا تھا۔ کیا اس سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں نہیں ہو جاتی کہ حضرت صاحب کا جو کچھ بھی دعویٰ تھا خود حضرت صاحب کے نزدیک اُسے **نبوت کا دعویٰ** کہنا "سراسر افترا" **تھا** – تو پھر سوال یہ پیدا ہوتا تھا کہ پھر آپ نبی کا نام اپنے متعلق کیوں استعمال کرتے تھے؟ اس لئے اس کا جواب دیا جانا ضروری تھا کہ نبی کا لفظ کسی خاص مفہوم میں استعمال ہوا ہے کہ جس کے استعمال کو نبوت کا دعویٰ نہیں کہا جا سکتا فرماتے ہیں :-

"بلکہ جس نبوت کا دعویٰ کرنا قرآن شریف کے رُو سے منع معلوم ہوتا ہے۔ ایسا کوئی دعویٰ نہیں کیا گیا۔ صرف یہ دعویٰ ہے کہ ایک پہلو سے امتی اور ایک پہلو سے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض نبوت کی وجہ سے نبی ہوں۔ اور نبی سے مراد صرف اس قدر ہے کہ خدا تعالیٰ سے بکثرت شرف مکالمہ و مخاطبہ پاتا ہوں۔"

اس عبارت سے مندرجہ ذیل نتائج نکلتے ہیں:۔

(۱) قرآن شریف کی رُو سے جس نبوت کا دعویٰ کرنا منع معلوم ہوتا ہے۔ وہ دعویٰ آپ کا ہرگز نہیں۔ اب یہ تو ظاہر ہے کہ قرآن شریف میں جس نبوت کا اور جن نبیوں کا ذکر ہے اُن کو نبوت کا مدعی کہنا قطعاً افترا نہیں۔ بلکہ ان کو نبی کہنا از حد ضروری ہے ورنہ انسان مومن نہیں رہ سکتا۔ اس لئے معلوم ہُوا کہ حضرت صاحب کی نبوت تو ہرگز نہیں جس کا ذکر قرآن میں ہے۔ خود حضرت صاحب بھی اسی حقیقۃ الوحی میں اپنے متعلق یہی فرماتے ہیں۔ کہ ما نعنی من النبوۃ ما یُعنی فی الصحف الاولیٰ ہم نبوت سے وہ مراد نہیں لیتے جو پہلے صحیفوں میں مراد لی گئی ہے۔ چلو یہ تو فیصلہ ہُوا کہ آپ کا دعویٰ اس نبوت کا تو ہرگز نہیں جس کا ذکر قرآن شریف میں ہے اور جس کے مدعیوں کو "نبوت کا مدعی" کہا کرتے ہیں۔

(۲) آپ کا دعویٰ "صرف" یہ ہے کہ "ایک پہلو سے امتی اور ایک پہلو سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض نبوت کی وجہ سے نبی" تو معلوم ہُوا کہ یہ کچھ اس قسم کا دعویٰ ہے جسے "نبوت کا دعویٰ" کہنا تو "سراسر افترا" ہے تو پھر اس دعویٰ کو کس چیز کا دعویٰ کہنا چاہئے یہ حضرت مسیح موعود خود بتلاتے ہیں کہ اس دعویٰ کو **محدثیت** کا دعویٰ کہنا چاہئے نہ کہ نبوت۔ ازالہ اوہام میں فرماتے ہیں۔

"صاحب نبوت تامہ ہرگز امتی نہیں ہو سکتا۔ اور جو شخص کامل طور پر رسول اللہ کہلاتا ہے اس کا کامل طور پر دوسرے نبی کا مطیع اور امتی ہو جانا نصوص قرآنیہ و حدیثیہ کے رُو سے بکلی ممتنع ہے۔ اللہ جل شانہٗ فرماتا ہے وما ارسلنا من رسولٍ الا لیُطاع باذن اللہ یعنی ہر ایک رسول مطاع اور امام بنانے کے لئے بھیجا جاتا ہے۔ اس غرض سے نہیں بھیجا جاتا کہ دوسرے کا مطیع اور تابع ہو۔ ہاں محدث جو مرسلین میں سے ہے امتی بھی ہوتا ہے اور ناقص طور پر نبی بھی۔ امتی وہ اس وجہ سے کہ وہ بکلی تابع شریعت رسول اللہ اور مشکوٰۃ رسالت سے فیض پانے والا ہوتا ہے۔ اور نبی اس وجہ سے کہ خدا تعالیٰ نبیوں کا سا معاملہ اُس سے کرتا ہے اور محدث کا وجود انبیاء اور امم میں بطور برزخ کے اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے۔ وہ اگرچہ کامل طور پر امتی ہے مگر ایک وجہ سے نبی بھی ہوتا ہے"

اور جس وجہ سے نبی ہوتا ہے اُسے اسی جگہ حقیقۃ الوحی میں بیان فرما دیا ہے چنانچہ جب فرمایا کہ ایک پہلو سے امتی اور ایک پہلو سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض نبوت کی وجہ سے نبی" تو ساتھ ہی نبی کے لفظ سے جو ابہام پیدا ہوتا تھا اُسے صاف کر دیا۔ فرمایا کہ "نبی سے مراد صرف اسی قدر ہے کہ خدا تعالیٰ سے بکثرت شرف مکالمہ و مخاطبہ پاتا ہوں" یہ فقرہ صاف بتلا رہا ہے کہ نبی کے لفظ سے کچھ اور نہ سمجھ لینا جس سے نبوت کا دعویٰ لازم آ جائے۔ بلکہ "صرف اسی قدر" مراد ہے کہ "کثرت مکالمہ و مخاطبہ" "صرف اس قدر" کے الفاظ بتلا رہے ہیں کہ اسلامی اصطلاح میں نبی سے صرف اس قدر ہی مراد نہیں ہُوا کرتا بلکہ کچھ اور بھی مراد ہُوا کرتا ہے یعنی نبوت صرف کثرت مکالمہ مخاطبہ کا ہی نام نہیں ہُوا کرتا بلکہ کچھ اور باتیں بھی اس کے ساتھ شامل ہوتی ہیں۔ اور جب تک یہ شامل نہ ہوں۔ اُسے نبوت کا دعویٰ نہیں کہ سکتے۔ دوسری جگہ اسی حقیقۃ الوحی میں فرماتے ہیں ما عنی اللہ من نبوتی الا کثرۃ المکالمۃ والمخاطبۃ ولعنۃ اللہ علیٰ من اراد فوق ذالک کہ اللہ نے میری نبوت سے مراد نہیں رکھا مگر کثرت مکالمہ و مخاطبہ اور خدا کی لعنت اس پر جو اس سے زیادہ مراد رکھے۔ اب اگر نبوت کے مفہوم میں کثرت مکالمہ و مخاطبہ سے بڑھ کر اور کچھ نہیں تو یہ لعنت کس چیز کے دعویٰ پر ڈال رہے ہیں۔ یہ فقرہ صاف بتلا رہا ہے کہ نبوت میں سے صرف اُس جُز کے آپ مدعی ہیں جو کثرت مکالمہ و مخاطبہ ہے۔ جو حدیث شریف لم یبق من النبوۃ الا المبشرات کے ماتحت اس امت میں جاری و ساری ہے اور جس کے پانے والے کو نبوت کا مدعی کہنا "سراسر افترا" ہے۔ ہاں حدیث شریف کے رُو سے اُسے محدث کہا جاتا ہے اور خود حضرت مسیح موعود نے بھی اپنی کتب میں اُسے محدث ہی لکھا ہے۔ اور جس کا ترجمہ خود ہی یوں فرمایا ہے۔ کہ **ایک پہلو سے امتی اور ایک پہلو سے نبی**۔ چنانچہ اسی فقرہ کو یہاں حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۰ پر دہرایا ہے اور انہی معنوں میں دُہرایا ہے۔ جن میں آپ نے اپنی دیگر کتب میں استعمال فرمایا ہے۔ یعنی محدث کے معنوں میں۔ اب اس صفحہ کی عبارت کو آگے پڑھ چلو تو اور زیادہ وضاحت ہوتی جائے گی۔ فرماتے ہیں :-

"بات یہ ہے کہ جیسا کہ مجدد صاحب سرہندی نے اپنے مکتوب میں لکھا ہے کہ اگرچہ اس امت کے بعض افراد مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ سے مخصوص ہیں اور قیامت تک مخصوص رہیں گے۔ لیکن جس شخص کو بکثرت اس مکالمہ و مخاطبہ سے مشرف کیا جائے اور بکثرت امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جائیں وہ نبی کہلاتا ہے"۔

یہ تو پہلے ہی واضح ہو چکا تھا کہ ایسے شخص کو "جو ایک پہلو سے نبی ہو اور ایک پہلو سے امتی" اُسے نبوت کا مدعی کہنا تو سراسر افترا ہے۔ اس کا محدث کہلانا میں حضرت صاحب کی دیگر تحریروں سے دکھا آیا ہوں۔ مگر حضرت صاحب نے اس جگہ خود حضرت مجدد سرہندی کا حوالہ دے کر بات کو صاف کر دیا کہ وہ یقیناً محدث ہوتا ہے نہ کہ کچھ اور۔ کیونکہ مجدد سرہندی صاحب نے ایسے شخص کو جس سے کثرت سے مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ ہو۔ اور جس کا حوالہ یہاں حضرت صاحب پیش کر رہے ہیں محدث لکھا ہے۔ نبی نہیں لکھا۔ حضرت صاحب کو اس حوالہ کا علم تھا۔ اس سے قبل اپنی کتاب میں خود وہ حوالہ نقل کر چکے تھے۔ اس لئے اس حوالہ سے بخوبی واقف تھے یہاں اس حوالہ کو بالالفاظ نقل نہیں کیا بلکہ **صرف اس کا مفہوم لیا ہے اور اپنے الفاظ میں** ادا کیا ہے۔ آپ نے اس حوالہ کے لفظ محدث کے مفہوم کو اپنی تحریر میں لفظ نبی سے ظاہر فرمایا ہے یعنی جو مفہوم مجدد صاحب محدث سے لیتے ہیں وہی مفہوم آپ یہاں نبی کے لفظ سے لے رہے یعنی یہ نبوت جس کا نام آپ کو دیا گیا ہے۔ دوسرے لفظوں میں **محدثیت** ہے پس آپ نے جو یہاں اپنا دعویٰ ایک پہلو سے امتی اور ایک پہلو سے نبی کا بیان فرمایا۔ تو یہاں بھی اُس کا مقام وہی محدث کا رکھا۔ جیسے خود متعدد دفعہ اپنی کتابوں میں بیان فرما چکے تھے۔ جہاں مجدد صاحب کا یہی حوالہ بالالفاظ دے چکے تھے۔ اور اب پھر مجدد صاحب سرہندی کا دوبارہ حوالہ دے کر بات صاف کر دی کہ جو کچھ مجدد صاحب سرہندی نے اپنی کتاب میں لکھا ہے اس سے بڑھ کر کوئی دعویٰ نہیں لہٰذا اسے نبوت کا دعویٰ کہنا "سراسر افترا" ہے۔ ورنہ یہاں حوالہ درج کرنا ہی غلط اور سائل کے اپنے خلاف پڑتا ہے۔ اب آگے چلو۔ فرماتے ہیں :-

"اب واضح ہو کہ احادیث نبویہ میں یہ پیشگوئی کی گئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں سے ایک شخص پیدا ہوگا۔ جو عیسیٰ اور ابن مریم کہلائے گا۔ اور نبی کے نام سے موسوم کیا جائے گا یعنی اس کثرت سے مکالمہ و مخاطبہ کا شرف اس کو حاصل ہوگا۔ اور اس کثرت سے امور غیبیہ اس پر ظاہر ہوں گے [illegible]

ہے۔ فلا یظہر علیٰ غیبہ احداً الا من ارتضیٰ من رسول یعنی خدا اپنے غیب پر کسی کو پوری قدرت اور غلبہ نہیں بخشتا جو کثرت اور صفائی سے حاصل ہو سکتا ہے۔ بجز اس شخص کے جو اس کا برگزیدہ رسول ہو"۔

اب یہاں اس پیشگوئی کا ذکر فرماتے ہیں جس میں آنے والے مسیح موعود کا ذکر ہے آپ کے اس ارشاد سے مندرجہ ذیل نتائج نکلتے ہیں۔

(۱) آنحضرت صلعم نے ایک شخص کی پیشگوئی فرمائی ہے جو عیسیٰ اور ابن مریم کہلائے گا۔

(۲) وہ شخص نبی کے نام سے موسوم کیا جائے گا۔ اس **وجہ سے کہ اس کے** ساتھ مکالمہ و مخاطبہ اور اظہار امور غیبیہ اس کثرت کے **ساتھ ہوگا۔ کہ بجز نبی** کے کسی کے ساتھ نہیں ہو سکتا۔ دیکھ لیجئے۔ یہاں جو آنے والے موعود کو نبی کے نام دیا جانے کا ذکر کیا تو ساتھ ہی توجیہ شروع کر دی۔ بجائے اس کے کہ یوں فرماتے کہ وہ نبی ہوگا یوں فرماتے ہیں کہ وہ نبی کے نام سے موسوم ہوگا جس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ وہ ہوگا تو غیر نبی مگر یہ **ایک خاص بات** اس کے متعلق ہوگی کہ اُسے نبی کا نام دیا جائے گا۔ ورنہ سیدھی طرح یوں نہ کہہ دیا وہ نبی ہوگا۔ چلو خلاصی ہوتی۔ ایک نبی کو یوں کہنا کہ وہ نبی کے نام سے موسوم ہوگا۔ کیا کسی عقلمند ذی ہوش کا کام ہو سکتا ہے؟ **پھر نبی کو نبی کے نام کی توجیہ کی کیا ضرورت ہے**؟ یہ نبی کے نام سے موسوم ہونا ایک غیر نبی کی **خصوصیت** تو ہو سکتی ہے۔ مگر ایک نبی کی اس میں کیا خصوصیت اور اُسے اس کی توجیہ کی کیا ضرورت؟ ہاں ایک غیر نبی کو اگر نبی کا نام دیا جائے گا۔ تو اس کے لئے توجیہ بھی کرنی پڑے گی۔ وہ توجیہ سُن لو۔ وہ یہ کہ اس کے ساتھ اس کثرت سے مکالمہ و مخاطبہ اور اظہار امور غیبیہ ہوگا کہ سوائے نبی کے اور کسی سے نہیں ہوتا۔ پس چونکہ یہ **ایک صفت نبی کی** اس میں پائی جائے گی۔ اس لئے اس کو نبی کے نام سے موسوم کیا جائیگا۔ اور ظاہر ہے کہ جس میں کوئی صفت کسی کی بدرجہ کمال پائی جائے تو مجازاً وہی نام اُسے دیدیا جاتا ہے۔ مثلاً کسی انسان میں بہادری بدرجہ کمال پائی جائے۔ جو شیر کی ایک صفت ہے۔ تو اُسے ہم مجازاً شیر کا نام دیدیں گے۔ یا کسی انسان میں خوبصورتی بدرجہ کمال پائی جائے۔ جو چاند کی ایک صفت ہے۔ تو ہم اُسے مجازاً چاند کا نام دیدیں گے۔ اسی طرح کسی میں مبشرات یعنی مکالمہ مخاطبہ نہایت کثرت سے اگر پایا جائے گا جو نبی کی ایک صفت ہے۔ تو ہم اسے مجازاً نبی کا نام دیدیں گے۔ پس یہی بات حضرت صاحب یہاں بیان فرماتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلعم کی پیشگوئی میں جو نبی کا نام مسیح موعود کو دیا گیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ چونکہ اس میں صفت مکالمہ مخاطبہ کی جو ایک صفت نبی کی ہے کثرت سے پائی جاتی تھی۔ اس وجہ سے اُسے نبی کا نام دیا گیا۔ جو کہ ظاہر ہے کہ ایسی صورت میں صرف مجاز کے طور پر ہی دیا جا سکتا ہے۔ جیسا کہ دوسری جگہ اسی حقیقۃ الوحی میں فرماتے ہیں۔ سمیت نبیا من اللہ علیٰ طریق المجاز لا علیٰ وجہ الحقیقۃ یعنی مجھے نبی کا نام مجاز کے طور پر دیا گیا نہ کہ حقیقت کے طور پر۔ یہ ہے وہ توجیہ جو حضرت صاحب اپنے نبی کا نام پانے کے متعلق دی ہے۔ ایک نبی کو کیا ضرورت تھا کہ وہ اپنے نبی کا نام پانے کی خصوصیت جتلائے اور اس کی توجیہیں کرتا پھرے کیا جب ہم شیر کو شیر کہتے ہیں تو اس کے ساتھ ساتھ توجیہیں بھی کیا کرتے ہیں۔ کہ کیوں ہم نے کسی شیر کو شیر کہہ دیا۔ البتہ ہم کو توجیہ کی اس **وقت ضرورت** پڑے گی جب ہم کسی کو جو شیر نہ ہو شیر کہہ دیں۔

اب جبکہ یہ ثابت ہو چکا کہ آپ کا دعویٰ **محض محدثیت کا تھا جسیوں** بھی کہہ سکتے ہیں کہ ایک پہلو سے امتی اور ایک پہلو سے نبی اور اس دعویٰ کو نبوت کا دعویٰ کہنا "سراسر افترا" ہے۔ اور حدیث شریف میں جو آپ کو نبی کے نام سے موسوم کیا گیا تو اس کی وجہ یہ ہے کہ نبی کی ایک صفت مکالمہ و مخاطبہ کے بدرجہ کثیر آپ میں پائے جانے کی وجہ سے آپ کو مجازی طور پر نام دیا گیا ہے۔ نہ کہ حقیقت میں آپ نبی تھے۔ تو اب ایک اعتراض وارد ہوتا تھا کہ مکالمہ و مخاطبہ تو دوسرے محدثین سے بھی ہُوا ہے۔ مگر ان کو حدیث میں کہیں مجازاً نبی اللہ نہیں فرمایا گیا۔ پھر اس میں کیا راز ہے کہ مسیح موعود کو ہی مجازاً نبی اللہ کہا گیا۔ اس کا جواب حضرت صاحب اس کے آگے ہی فرماتے ہیں۔ پڑھ چلو :-

"اور یہ بات ایک ثابت شدہ امر ہے کہ جس قدر خدا تعالیٰ نے مجھ سے مکالمہ و مخاطبہ کیا ہے اور جس قدر امور غیبیہ مجھ پر ظاہر فرمائے ہیں تیرہ سو برس ہجری میں کسی شخص کو آج تک بجز میرے یہ نعمت عطا نہیں کی گئی۔ اگر کوئی منکر ہو تو بار ثبوت اس کی گردن پر ہے۔ غرض اسی حصہ کثیر وحی الٰہی اور امور غیبیہ میں اس امت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیا [illegible]

مراسلات

تنظیمِ سادات

اسلام کے نزدیک نسلی اور خاندانی برتری کوئی چیز نہیں ہے۔ وہ اپنے متبعین کو ایک ہی نظر سے دیکھتا ہے۔ آپس میں الفت اور محبت سے رہنا سکھاتا ہے۔ اور تمام بنی نوع انسان کے ساتھ عدل وانصاف کا حکم کرتا ہے۔ البتہ اسلام ان فرزندانِ توحید کو سب سے زیادہ عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھتا ہے جو فرمانبرداری۔ ایثار اور فدویت کے امتحان میں سب کے پیش پیش رہتے ہیں۔ اور انہیں کو دُنیا وعقبیٰ کی نعمتوں کی بشارت بھی دیتا ہے۔ لہذا جو قوم دینی و دنیوی برکات سے بہرہ اندوز ہونا چاہے تو وہ قدرت کے ان مسلمہ اصولوں کو جن پر عمل پیرا ہو کر تمام دنیا کی متمدن قومیں آج بامِ عروج پر نظر آ رہی ہیں۔ شمع بنا کر منزلِ مقصود کی طرف گامزن ہو۔ ان الفاظ سے مجھے یہ ظاہر کرنا مقصود ہے کہ میں خود دینِ فطرت کے قانون کی رُو سے کسی ایسی قوم کی بزرگی کا قائل نہیں ہوں جو اعمالِ حسنہ سے کوسوں دُور رہ کر محض خاندانی بزرگی کی بنا پر دوسروں سے اپنی عزت کرانے کی موہوم توقع رکھتی ہے۔

میں فرقہ وارانہ خیالات کو امت مرحومہ کی تباہی کا پیش خیمہ سمجھتا ہوں۔ اور خاص کر خاندانِ سادات کی روایات کے یہ قطعاً خلاف ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائیوں سے جدا ہو کر اپنی ڈیڑھ اینٹ کی علیحدہ مسجد بنائے۔ اس وقت ہمارے سامنے کسی خاص فرقہ کی برتری و تفضیلت منوانے کا سوال نہیں۔ بلکہ اسلام کی ان عظیم الشان روایات کو زندہ کرنے کا مسئلہ ہمارے مدنظر ہونا چاہئے۔ جن پر فرزندانِ اسلام کی حقیقی فلاح و بہبود کا انحصار ہے۔

سادات کی اصلاح

ان تمہیدی الفاظ کے بعد برادرانِ اسلام سے امید ہے کہ وہ میری مخلصانہ صدا کو کسی خود غرضی پر محمول نہ فرمائیں گے۔ میں صرف سادات کی اندرونی اصلاح کا حامی ہوں۔ کہ سید پہلے خود پکے مسلمان بنیں۔ اور اگر اللہ تعالیٰ ان کو توفیق دے تو پھر اسلام اور مسلمانوں کی خدمت کا فرض بجا لائیں۔

برادرانِ سادات! اس وقت ہندوستان کی تمام اسلامی انجمنیں جس جدوجہد میں مشتاقانہ مصروف کار ہیں۔ ان کے حالات آپ سے پوشیدہ نہیں۔ میرے خیال میں پنجاب میں کوئی ایسا مشہور فرقہ نہیں جس کی جداگانہ جمعیت اور ترجمانی کے لئے اخبار یا رسالہ نہ ہو۔ ہر ایک قوم اپنے مقاصد کی تکمیل پر متوجہ ہے۔ اور اپنے اندرونی عیوب و نقائص کو دور کر رہی ہے۔ قوم کے غریب افراد کی پرورش اور یتیموں کی تعلیم و تربیت کے لئے سہولتیں بہم پہنچا رہی ہے۔ انہیں اتحاد اور اتفاق کی سلک میں منسلک کر رہی ہے۔ کیا آپ نے بھی کبھی اپنی قوم کی پسماندگی زبوں حالی اور دریوزہ گری کی طرف توجہ مبذول کرنے کی زحمت گوارا فرمائی ہے؟ کیا آپ نے کبھی پہلے سے قوم کو خودداری خود اعتمادی کا آبائی سبق بتایا ہے؟ کیا آپ کے دل میں کبھی اپنے نامور اسلاف کے اسوۂ حسنہ پر چلنے کا خیال پیدا ہوا ہے؟ افسوس کہ ہم خود حرص و ہوا کے بندے جادۂ ہدایت سے بھٹکے ہوئے ہیں اور اخلاقِ حسنہ سے عاری ہو گئے ہیں۔

سادات کی غفلت

دنیا میں کوئی ایسی برائی نہیں جو ہم میں موجود نہ ہو۔ جہاں تک ہم کو افرادِ قوم سے تبادلۂ خیالات کا اتفاق ہوا سب نے قومی تنظیم اور اس کی اصلاح کی ضرورت کو محسوس کیا۔ بعض مقامات پر انجمنیں قائم ہیں۔ لیکن ان کا دائرہ عمل مقامی چار دیواری تک محدود ہے۔ سنا گیا ہے کہ کسی زمانے میں لاہور میں سادات کانفرنس کا جلسہ ہوا تھا۔ لیکن اس کا سادات کی سرد مہری اور غفلت کے باعث خاتمہ ہو گیا۔ پچھلے دنوں دہلی سے ایک ہفتہ وار اخبار اصلاح کے لئے جاری ہوا تھا۔ لیکن قوم کو بیدار کرنے سے پہلے خود سو گیا۔ انجمن قریشیان پنجاب نے سادات بنی فاطمہ کو اپنے اصلاحی پروگرام میں شامل کر لیا تھا مگر معلوم نہیں سید بھی اس تحریک میں دلچسپی لیتے ہیں یا نہیں۔ "القریش" وقتاً فوقتاً سادات کو بیداری کا پیغام دیتا رہتا ہے مگر وہ کبھی اس کو پڑھنے کی تکلیف گوارا نہیں کرتے۔ قوم کو اپنی کمزوری کا احساس تو ضرور ہے لیکن اس بہترین نظامِ عمل مرتب نہیں کیا۔ لہذا وقت کی سب سے بڑی ضرورت یہ ہے کہ قوم کو بیدار کرنے کے لئے سردست ایک ماہانہ رسالہ جاری کیا جائے جو آزادی و حُریت کا سبق دے۔ خودداری و خود اعتمادی سکھلائے۔ اور اسلامی روایات کو زندہ کرے۔ شیعہ سُنی کے اختلافات کو بطریق احسن سُلجھانے کی کوشش کرے۔ تمام اسلامی فرقوں سے برادرانہ اور بنی نوع انسان سے منصفانہ اور رواداری کا سلوک کرے۔

رسالہ کے اجراء کا سوال

اخباری دنیا میں قدم رکھنا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ سب سے پہلے سرمایہ کا سوال پیدا ہوتا ہے۔ جن برادرانِ قوم کو میرے خیالات سے اتفاق ہو اور وہ قوم کی اصلاح کے لئے کسی جدید رسالہ کے اجراء کی ضرورت محسوس کریں تو وہ پہلے فراہمی سرمایہ کے متعلق تبادلۂ خیال کر لیں۔ آیا مشترکہ سرمایہ سے رسالہ جاری کرنا مناسب ہے۔ یا صرف چند اصحاب کامل کر اس ذمہ داری کو قبول کرنا بہتر ہوگا۔ بندہ ہر دو صورتوں میں عملی حصہ لینے کو تیار ہے۔ اگر کوئی اہلِ دل تن تنہا اس اہم ذمہ داری کو قبول فرما کر میدانِ عمل میں نکل آئے تو میں انشاء اللہ بغیر کسی معاوضہ کے جموں، کشمیر، صوبہ سرحد اور پنجاب میں دورہ کر کے خریدار پیدا کرنے کی کوشش کروں گا۔

مَنْ اَنْصَارِیْ اِلَی اللّٰہِ

(سید احمد شاہ از برہما)

لاہوری جماعت احمدیہ کے جلسے

خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے تین دن کے بعد اسلامی جلسہ کا اختتام نہایت کامیابی کے ساتھ ہوا۔ برادرانِ اسلام کی شمولیت نے اس جلسہ کی کیفیت قومی میلے کی شکل میں تبدیل کر دی۔ غیر مذاہب پر یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح ثابت کر دکھلائی گئی کہ خدا کے فضل و کرم سے تحریک الحاد و دہریت کو اگر کوئی مذہب کچل سکتا ہے تو وہ صرف اسلام ہے۔ اصول اسلام اور سیرت نبی پر جو تقریریں ہوئیں ان سے نہ صرف برادرانِ اسلام نے استفادہ حاصل کیا بلکہ جملہ غیر مذاہب کے حضرات نے بھی اسلامی صداقتوں اور فضیلتوں کو اچھی طرح سے سُن لیا۔

مولانا محمد علی صاحب ایم اے مترجم (قرآن کریم) امیر جماعت احمدیہ کی تقریریں "اتحاد بین المسلمین" اور "دنیا کا آئندہ مذہب" اور جناب مولانا مولوی صدر الدین صاحب کی تقریریں "تعلیمات اسلام" پر بے حد موثر اور مقبول ہوئیں۔ مولانا مولوی عبدالحق صاحب فاضل سنسکرت۔ مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع فاضل سنسکرت اور مولانا مولوی عظمت اللہ صاحب مشہور واعظ اسلام کی تقریریں عیسائیت۔ ویدک دھرم وغیرہ وغیرہ بھی بہت سی دلچسپیوں کا مجموعہ تھیں۔ آریہ سماج کو چیلنج پر چیلنج دیا گیا۔ اس کو اسلامی جلسہ میں ویدک صداقت پیش کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ البتہ عیسائی صاحبان کے چوٹی کے مناظرنے ہزارہا مجمع میں قبول کر لیا بہرحال جلسہ ہر صورت سے بہت کامیابی کے ساتھ ختم ہوا۔ جس کا سہرا سیکرٹری صاحب تبلیغ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام دہلی کے سر ہے۔

(بقیہ صفحہ اول)

مسلمانوں کی زبان

چونکہ برہما کی مسلم آبادی کا ماخذ ہندوستان کے مختلف فرقے ہیں اس لئے قدرتی طور پر یہی توقع کی جاتی ہے کہ ان کی زبانیں بھی مختلف ہوں گی۔ اگرچہ یہ صحیح ہے تاہم برہمی مسلمانوں کا ایک بڑا حصہ اردو زبان میں اپنے خیالات کا اظہار کرتا ہے۔

اسلامی مدارس

رنگون میں مسلمانوں کے بہت سے مدارس ہیں۔ ان میں جمیعہ ہائی سکول۔ راندیریہ ہائی سکول اور مسلم ہائی سکول خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ یہ تمام درسگاہیں اینگلو ورنیکلر مدارس ہیں جن کی ثانوی زبان اردو ہے بحیثیت [illegible] جو رنگون میں

لیکن ہر مدرسہ میں اس شعبہ پر کوئی توجہ نہیں کی جاتی مسلمانوں کی اس بڑی قوم کے لئے عیسائیت کی تعلیم کا عملی پہلو سے کوئی انتظام نہیں۔

مسلمانوں کی مساجد

برہما اور بالخصوص رنگون کے مسلمان ترقی کے میدان میں گامزن ہیں۔ رنگون میں مسلمانوں کی کوئی تیس مسجدیں ہیں جن میں سے بعض فن تعمیر کے لحاظ سے نہایت شاندار ہیں۔ کئی مسجدیں شہر کے کاروباری علاقہ کے عین وسط میں واقع ہیں۔ بعض مسجدوں کے بیرونی حصہ میں سوائے ایک بڑے دروازہ کے دکانوں کی قطاریں چلی جاتی ہیں۔ جو مختلف اقسام کے تجارتی سامان سے بھری ہوئی ہیں۔ ان مساجد کے ٹرسٹیوں کو دکانوں کے کرایہ سے بڑی آمدنی ہوتی ہے۔ برما کے دوسرے حصوں کی طرح رنگون کے مسلمان بھی مذہب کے بڑے پابند ہیں۔ نماز کے اوقات میں مسجدیں نمازیوں سے بھری ہوئی نظر آتی ہیں۔

(مسلم ورلڈ)

اخبار مباہلہ کا مقدمہ قتل

(بقیہ بیان مستری فضل کریم گواہ)

ملزم کے ہاتھ میں اخبار "الفضل" اور جواب مباہلہ تھا۔ وہ پڑھتا تھا۔ محمد شریف (گواہ کا ایک رفیق) کے سوال پر ملزم نے کہا تھا۔ کہ وہ احمدی ہے۔ "الفضل" اور جواب مباہلہ احمدیوں کا اخبار ہے۔ ہماری لاری قادیان ریلوے لائن کے پھاٹک سے گزر رہی تھی۔ جو کہ ریلوے سٹور کے قریب ہے۔ ملزم نے اپنی جگہ سے اٹھ کر عبدالکریم کے پیٹ کے نچلے حصہ میں چھرے سے ایک ضرب لگائی، پیٹ کے بائیں جانب اس وقت عبدالرحیم بیٹھا ہوا تھا۔ جب دوسرا وار کرنے لگا تو میں نے ملزم کا داہنا ہاتھ پکڑ لیا۔ جس میں چھرا تھا۔ اور محمد شریف نے ملزم کے کوٹ کا پچھلا حصہ کالر سے پکڑ لیا۔ عبداللہ (ایک رفیق) نے بھی پکڑنے کی کوشش کی۔ پھر کہا کمر اور لاتوں سے پکڑ لیا تھا۔ لاری کھڑی تھی۔ ملزم نے میرے بائیں ہاتھ پر دانت سے کاٹا (اس وقت گواہ نے نشان عدالت کو دکھایا) ملزم مجھے جھٹکا دے کر لاری کے باہر نکل گیا۔ اس کے بعد گواہ نے بیان کیا۔ ملزم کے دوسرے حملہ پر میرے شور کرنے پر لاری والے نے لاری روکنا شروع کر دی تھی۔ ملزم نے جب مجھے دانتوں سے کاٹا ہے لاری کھڑی تھی۔ میں بھی ملزم کے پیچھے اترا۔ میں لاری کے آگے سے ہو کر لاری کے دائیں طرف گیا۔ لاری پھاٹک سے ۵۰ گز آگے ہوئی۔ میں بھاگا اور قریب جا کر دیکھا کہ ملزم چھرے سے وار کر رہا تھا۔ جس پر وار کر رہا تھا اُس کو میں نے عبدالکریم سمجھا تھا۔ یہ وقوعہ لاری کے پیچھے دو گز کے فاصلہ پر ہو رہا تھا۔ لاری کے دوسرے مسافر بھی میرے شور کرنے پر ایک ایک کر کے لاری سے اُتر آئے۔ مقتول میرے دیکھنے سے قبل زمین پر لیٹا ہوا تھا۔ اور میرے جانے سے قبل ہی مر چکا تھا۔ میں نے ملزم کو بازو سے پکڑا۔ اور کہا ظالم تو میرے بچے کیوں مارتا ہے۔ ملزم نے جواب دیا کہ میں اپنے خلیفہ کا حکم بجا لا رہا ہوں۔ پھر ایک شخص نے ملزم کے پاؤں پکڑ کر سیدھا کر دیا۔ اور کسی کی پگڑی سے کر باندھ دیا۔ ملزم کو پاؤں سے پکڑنے والا مولوی نور محمد کا بھائی تھا۔ سٹور سے پانچ چھ آدمی آ گئے۔ ملزم کو بازوؤں سے پکڑا۔ ملزم اس وقت ہل نہ سکتا تھا۔ کیونکہ ملزم مقتول کے اوپر پڑا تھا۔ چھری کا دستہ ملزم کے ہاتھ میں تھا اور سرا اس کا مقتول کی چھاتی میں چبھا ہوا تھا۔ چھرا کسی آدمی نے ملزم سے چھینا تھا۔ جو کہ لاری والوں میں سے نہ تھا جسے میں شناخت نہیں کر سکتا۔ جس نے چھرا ملزم کے ہاتھ سے چھینا اُسی نے مقتول کی چھاتی سے نکالا تھا۔ اُس نے اپنے قبضہ میں رکھا تھا۔ ملزم کو دو پگڑیوں سے جکڑ لیا تھا۔ جب ملزم کو پکڑ چکے تب لاری تھانہ کو چلی گئی۔ بعد قریباً پانچ منٹ میں واپس آ گئی۔ لاری میں تھانہ دار صاحب تھانہ ... جن کا میں نام نہیں جانتا آئے تھے۔ تھانہ دار صاحب نے آتے ہی ملزم کو ہتھکڑی لگائی۔ پگڑیاں کھول لیں اور اپنے قبضہ میں کر لیں۔ چھرا بھی اپنے قبضہ میں کر لیا۔ قاتل کے کپڑے اُتار لئے میرے کپڑے بھی لئے۔ خون لگا ہوا تھا۔ اخبار اور کاغذات ملزم کے کوٹ کی جیب میں سے نکلے تھے۔ اخبار الفضل تھا اور جواب مباہلہ تھا۔ چھرے کا خول شاید واسکٹ یا کوٹ کی جیب سے نکلا۔ وہ بھی قبضہ میں کر لیا۔ ملزم کی جیب سے کچھ نوٹ اور روپے پنسل اور پاکٹ بک بھی نکلی۔ لاری میں سے کوئی چیز اپنے قبضہ میں نہیں لی تھی۔ عبدالکریم کا کلاہ بھی قریب سے ملا تھا۔ میں اس خیال میں تھا کہ عبدالکریم قتل ہوا اور مقتول کی شکل بھی زخموں سے بدل گئی تھی۔ مگر تھانہ دار کے آنے پر مجھے معلوم ہوا کہ دراصل محمد حسین قتل ہوا ہے۔ کیونکہ تھانہ دار نے بتایا کہ عبدالکریم تھانہ میں لاری سے نکلا تھا۔ میں اچھی طرح سے دیکھا کہ مقتول محمد حسین ہی تھا۔ میرا بیان سب انسپکٹر صاحب نے لکھا تھا۔ فرد برآمدگی تیار ہوئی تھی۔ میرے دستخط ان فردات پر کرائے گئے تھے۔ فرد مجھے سنائی گئی تھی۔ وہ درست تھیں۔ میں وجہ حملہ وغیرہ لکھانا چاہتا تھا۔ مگر تھانہ دار کہتا تھا کہ ان باتوں کا موقع نہیں۔ اس نے وہ باتیں تحریر نہ کیں۔

اس کے بعد گواہ نے ریگریٹ کی تفصیل بتائی اور کہا یہ بالکل درست ہے۔

(۱) یہ غلط ہے کہ میری خلیفہ محمود احمد صاحب سے عداوت ہو گئی تھی۔ بلکہ وہ ہمارے دشمن ہو گئے تھے۔

(۲) عبدالرحمان ہمارا نوکر نہیں بلکہ پردہ ہے۔

(۳) مباہلہ کا ایک نمبر میں نے نکالا تھا۔ درست نہیں بلکہ وہ عبدالرحمان نے نکالا تھا۔

(۴) سب انسپکٹر نے یہ رپورٹ میں تحریر نہیں کیا کہ ملزم کہتا تھا کہ جو کچھ میں نے کیا ہے خلیفہ صاحب کے حکم سے کیا ہے۔ عبدالکریم کو میں نے زخمی ہو کر لاری سے نکل جانے کے بعد صبح پانچ بجے سول ہسپتال میں دیکھا۔ ان کے علاوہ ایک دو باتیں اور بھی بیان کیں۔ اس کے بعد عدالت لنچ کے لئے برخاست ہوئی۔ اور پھر کارروائی شروع ہوئی۔ سرکاری وکیل نے صرف یہ پوچھا کہ تمہارا ڈاکٹری معائنہ ہوا تھا جس کا فضل کریم نے اثبات میں ... ملزم کے وکیل مرزا عبدالحق صاحب نے جرح کی اس کے جواب میں گواہ نے ...

خبریں

—— پٹنہ ۲۱ مئی۔ مسلمانوں کے عظیم الشان جلسہ میں سید عبدالعزیز ایم۔ اے۔ ایل۔ سی۔ صدر جلسہ نے کہا کہ سول نافرمانی کی تحریک عمل ہے اور جیسا کہ تازہ واقعات نے ثابت کر دیا ہے۔ اس سے تشدد رونما ہونے کا احتمال ہے۔ اس لئے یہ تحریک ملک کے مفاد کے لئے بحیثیت مجموعی نقصان دہ ہے۔

—— قسطنطنیہ ۲۰ مئی۔ سمرنا میں ایک قدیم منارہ یکایک گر پڑا جس سے کم از کم تیرہ عورتیں ہلاک اور آٹھ خطرناک طور پر مجروح ہوئیں۔ یہ عورتیں افیون کے کھیتوں میں کام کرنے کے بعد دوپہر کی دھوپ سے بچنے اور آرام کرنے کے لئے اس کے سایہ میں بیٹھی تھیں۔ مشہور ہے کہ یہ منارہ بھوتوں اور چڑیلوں کا مسکن تھا۔

—— جالندھر ۲۲ مئی۔ کل گیارہ اشخاص کو شراب کی دوکانوں پر پکٹنگ لگاتے ہوئے زیر دفعہ ۳۴ پولیس ایکٹ گرفتار کر لیا گیا۔ آج بھی پکٹنگ جاری ہے۔ تقریباً پندرہ کانگرسی کارکن زیر دفعہ ۱۰۸ ضابطہ فوجداری گرفتار کر لئے گئے۔

—— لدھیانہ ۲۱ مئی۔ مقامی پولیس نے ضلع کانگرہ کے ایک وارنٹ پر مولانا تاج الدین صدر کانگرس کمیٹی لدھیانہ کو خیانت مجرمانہ اور فریب دہی کے الزامات میں گرفتار کر لیا گیا۔

—— لدھیانہ ۲۱ مئی۔ شراب کی دوکان پر پہرہ لگائے ہوئے تین کانگرسی رضاکار زیر دفعہ ۳۴۹ تعزیرات ہند گرفتار کر لئے گئے۔ انہوں نے تحریری معافی نامے پیش کئے۔ لیکن سپرنٹنڈنٹ پولیس نے نامنظور کر دیئے۔

—— بمبئی ۲۲ مئی۔ معلوم ہوا کہ ہندوستانی ایوان تجارت کے تازہ فیصلے کے مطابق سر پرشوتم داس ٹھاکر داس اسمبلی کی رکنیت سے مستعفی ہو گئے۔

—— بلسر ۲۲ مئی۔ آج صبح انتادی میں پولیس اور فوج نے رضاکاروں کے کیمپ پر قبضہ کر کے اسے گرا دیا۔ اور رضاکاروں کو پندرہ منٹ میں کیمپ خالی کر دینے کا نوٹس دیا۔ اکثر رضاکار کیمپ چھوڑ کر چلے گئے۔ اور باقی جو پیچھے رہ گئے ان پر لاٹھیاں برسائی گئیں بعض گرفتاریاں عمل میں لائی گئیں۔

—— ۲۲ مئی۔ آج شام کو مسز نائیڈو اور دیگر عورتوں کی گرفتاری پر صدائے احتجاج بلند کرنے کے لئے مرزا پور پارک میں عورتوں کا ایک جلسہ ہوا۔ مسٹر سی آر داس آنجہانی کی بہن مسز ارمیلا دیوی کی صدارت پر متمکن ہوئیں۔ کارروائی کے شروع ہوتے ہی اسسٹنٹ کمشنر پولیس نے صدر جلسہ کو ایک امتناعی حکم حوالہ کیا لیکن عورتوں نے فیصلہ کیا کہ وہ جلسہ جاری رکھیں گی۔ موسلادھار مینہ کے باوجود جلسہ شروع رہا جس کے بعد انہوں نے بعض بازاروں میں جلوس نکالا۔ پولیس نے جلوس اور جلسہ کے ساتھ کسی قسم کا تعارض نہیں کیا۔ لیکن پارک کے باہر جو ہجوم تھا اس پر لاٹھیاں برسائیں۔ چار رضاکار مجروح اور ایک گرفتار ہوا۔

—— الہ آباد ۲۲ مئی۔ سر تیج بہادر سپرو اخبارات کے نام ایک بیان کے دوران میں لکھتے ہیں:۔

موجودہ صورت حالات کا مقابلہ کرنے کا بہترین طریق یہ ہے کہ حکومت کھلے لفظوں میں اعلان کر دے کہ وہ بعض تحفظات کے ساتھ درجہ مستعمرات کا دستور اساسی مرتب کرنا چاہتی ہے۔ اگر حکومت نے اس میں تاخیر کی تو صورت حالات زیادہ پیچیدہ ہو جائے گی۔

—— کلکتہ ۲۲ مئی۔ کلکتہ کارپوریشن نے کل شام کو اپنا اجلاس مسز سروجنی نائیڈو کی گرفتاری کے اعزاز میں ملتوی کر دیا۔ مسٹر ٹی۔ اے۔ ایل چیمپین مارٹ میر نے یورپینوں کی طرف سے اس کے خلاف احتجاج کیا۔

—— مدراس ۲۱ مئی۔ آج شام گوکھلے ہال میں خواتین ہند کی ایسوسی ایشن میں ایک قرارداد منظور ہوئی۔ جس میں وائسرائے سے درخواست کی گئی۔ کہ اس بات کا فوری اعلان کر دیا جائے کہ گول میز کانفرنس کا مقصد ہندوستان کے لئے درجہ مستعمرات کے دستور اساسی کا مرتب کرنا ہوگا۔

—— بنارس ۲۲ مئی۔ مسٹر دیو مورتی شرما سیکرٹری بنارس تحصیل کانگرس کمیٹی کو آج صبح زیر دفعہ ۹ قانون نمک گرفتار کر لیا گیا۔

—— الہ آباد ۲۲ مئی۔ سر تیج بہادر سپرو نے اخبار "پایونیر" میں ایک بیان شائع کر دیا ہے۔ جس کے دوران میں وہ لکھتے ہیں کہ مسٹر سلوکم نے گاندھی جی کے ساتھ جو گفتگو کی ہے۔ وہ مجھے معنی خیز معلوم ہوتی ہے۔ ہندوستان اور انگلستان کے بہترین مفاد اس امر کے متقاضی ہیں۔ کہ پر امن صورت حالات بحال کرنی چاہئے۔ جو اہم آئینی مسائل کے تصفیے کے لئے ضروری ہے۔ جب ایک دفعہ بنیادی آئینی اصول قائم ہو گیا۔ تو خاص مسائل پر آسانی سے غور و خوض کیا جا سکتا ہے۔ مسٹر سلوکم کی کوشش داد و تحسین کی مستحق ہے۔

سر سپرو کا خیال ہے کہ ایسی شرائط پر زور دینے سے جن کے متعلق آئینی طور پر وائسرائے کسی قسم کا یقین نہیں دلا سکتا بڑی بھاری ژولیدگی خیال کا مظاہرہ کیا گیا ہے۔ تنہا وائسرائے گاندھی جی کی شرائط کا تصفیہ نہیں کر سکتا ہے صرف وائسرائے کی طرف سے ایک اعلان تصفیے کی طرف رہنمائی کر سکتا ہے۔

—— پورٹ سوڈان ۲۲ مئی۔ فرانسیسی جہاز ایشیا کو جس پر ڈیڑھ ہزار حاجی سوار تھے۔ اور جو بحیرہ قلزم کی بندرگاہوں پر جا رہا تھا۔ بندرگاہ جدہ میں آگ لگ گئی۔

جہاز ایشیا کی آتشزدگی کے سلسلہ میں تازہ ترین اطلاعات سے پایا جاتا ہے کہ چہارشنبہ کی شام کو آگ لگی۔ تمام افسر معہ عملہ جہاز اور بہت سے مسافر متعدد جہازوں پر پہنچا دئے گئے۔ لیکن اس جہاز میں تقریباً پندرہ سو حاج تھے۔ اس لئے جب تک مسافروں کی گنتی نہیں ہو جاتی۔ یہ معلوم نہیں ہو سکتا۔ کہ کس قدر نقصان ہوا۔ اندیشہ ہے کہ ایک سو آدمی جل گئے۔

—— پشاور ۲۳ مئی۔ خلافت کمیٹی پشاور نے فیصلہ کیا ہے کہ پشاور کی تحقیقاتی کمیٹی کا جو ۲۶ مئی کو اپنا کام شروع کرے گی۔ مقاطعہ کیا جائے۔

—— امرتسر ۲۲ مئی۔ جتس رضاکاروں کا ایک اور شہیدی جتھا پشاور کو روانہ ہو گیا ہے۔ اس سلسلے میں چوتھا جتھا ہے۔

—— بلسر ۲۳ مئی۔ مسز سروجنی نیڈو نے عدالت میں بیان دیتے ہوئے کہا:۔

خوشی کا مقام ہے کہ حکومت نے میری گرفتاری سے حکومت نادانستہ ہمارے مقصد کے لئے حیرت انگیز پروپیگنڈا کر دیا ہے اور اس کے لئے اس قدر بین الاقوامی ہمدردی اور حمایت حاصل کر لی ہے۔ جو دوسرے طریقہ سے اس قدر قلیل عرصہ میں حاصل غیر ممکن تھا۔

مسٹر سلیمان کاٹھیاوائی ڈپٹی مجسٹریٹ درجہ اول نے مسز سروجنی نیڈو کو زیر دفعہ ۱۴۵ تعزیرات ہند مجرم قرار دیتے ہوئے نو ماہ قید محض کی سزا دی اور سفارش کی کہ ملزمہ کو اے کلاس کے قیدیوں میں رکھا جائے۔ گاندھی جی کے پرانے رفیق مسٹر امام صاحب کو چھ ماہ قید محض کی سزا دی گئی ہے۔ انہیں بی کلاس میں رکھنے کی سفارش کی گئی ہے۔

گاندھی جی کے سیکرٹری مسٹر پیارے لال اور ان کے صاحبزادے مسٹر منی لال گاندھی کو ایک ایک سال قید بامشقت کی سزا ہوئی۔ تین اور رضاکاروں کو چھ چھ ماہ قید بامشقت کا حکم ہوا۔ ایک

جزائر فجی میں عیسائیت اور آریہ سماج کی تبلیغی جدوجہد

(۲)

از جناب محمد عبد اللہ صاحب ہیڈ ماسٹر مسلم ہائی سکول باؤ لی

۱۹۰۴ء میں مہاشہ اندر نرائن بریلوی اور پنڈت سہودت گوالیاری اور جے پی مہاراج جزائر فجی میں آ گئے۔ ان کا نصب العین ویدک مت کی نشر و اشاعت تھا۔ مہاشہ اندر نرائن لتوکا میں کام پر لگائے گئے۔ اور پنڈت سہودت کو ناسیوا میں لگایا گیا۔ جے پی مہاراج نسوری میں کام کرنے لگے۔ وہاں پنڈت بھگوت پرشاد کام کرتے تھے۔ اگرچہ پختہ آریہ سماجی نہیں تھے۔ لیکن اس تحریک کو بنظر استحسان دیکھتے تھے۔ اس وقت ناسیوا میں امریکن مشن قائم تھا۔ اور وہ ہندو مذہب کا مخالف تھا۔ پادریوں نے مہاشہ گیا سنگھ کو پادری بنا لیا۔ پنڈت سہودت نے بھی وہاں جون ۱۹۰۴ء میں آریہ سماج کا پرچار کیا۔ اتنے میں بہاری لعل پنجابی جو پہلے بیکروں میں بدری مہاراج کے پاٹ شالہ میں پڑھانے کا کام کرتے تھے کلارک بن کر ناسیوا میں آ گئے۔ وہ انٹرنس پاس تھے۔ اور پورے سماجی تھے۔ ان کے پاس ستیارتھ پرکاش اور آدمی دھرم گرنتھ بھی تھے۔ وہ تینوں اچھی طرح رہنے لگے۔ اور ویدک دھرم کا پرچار بھی شروع کر دیا۔ مہاشے بہاری لعل ماہ نومبر میں تبدیل ہو کر سوا (Suva) میں چلے گئے۔ وہاں سامابولا میں مہاشا منگل سنگھ کے ہاں ٹھہرے۔ منگل سنگھ میں اسی خیالات کے آدمی تھے۔ مہاشے نکو سنار کچھ عرصہ سے وہاں رہتا تھا۔ وہ بھی سماجی تھا۔ پھر انہوں نے مل کر ماہ دسمبر ۱۹۰۴ء میں ساماولا میں آریہ سماج قائم کی۔ یہ پہلی آریہ سماج جزائر فجی میں قائم ہوئی۔

اس کے مندرجہ ذیل عہدہ دار ہوئے۔

منگل سنگھ	پردھان
جارج نکو	وائس پردھان
مہاشہ بہاری لعل	منتری

ساتھ ہی منگل سنگھ کے مکان کے نزدیک ایک پاٹ شالا کھولی گئی۔ جہاں لڑکوں کو تعلیم دی جاتی تھی۔ اور نائٹ سکول بھی کھول دیا۔ جس میں اور بھی لوگ تعلیم ہندی کی غرض سے آتے تھے۔ یہاں آریہ سماج نے بھارت نواسیوں میں پڑھانے کا کام شروع کیا۔ ۱۹۰۶ء تک کام جاری رہا۔ اسی سال مہاشا رادھا کشن پنجابی لوتوکا سے تبدیل ہو کر ساؤولا میں آ گئے۔ مہاشا پرتاب سنگھ بھی سماج میں حصہ لینے لگے۔ اس طرح سماج کا پرچار بڑھتا گیا۔ ۱۹۰۷ء میں رادھا کشن اور بہاری مل ارجن ٹائم جنوبی امریکہ کو چلے گئے۔ اس لئے سماج کا کام کچھ مدہم پڑ گیا۔ لیکن پنڈت سُوچا رام ۱۹۰۷ء میں آ گئے۔ وہ اردو، فارسی اچھی طرح جانتے تھے۔ اور اردو میں ستیارتھ پرکاش ساتھ لائے تھے۔ انہوں نے ہندی سیکھ کر نسوری تک جا کر پرچار کا کام شروع کیا۔ مگر ۱۹۰۹ء میں وہ پنجاب لوٹ گئے۔ ان دنوں میں پنڈت طوطا رام نسوری میں کام کرتے تھے۔ وہ بھاگو اور ستنرائن کی کتھا کرتے تھے۔ ۱۹۰۹ء میں پنڈت سودت کا وقت ختم ہو گیا۔ ۱۹۱۰ء میں پاٹ شالا کے لئے گھاس پھوس کا مکان بنا لیا۔ گورنر صاحب کو آریہ سماج ساؤولا کی طرف سے چٹھی بھیجی۔ کہ بھارتیوں کے لڑکوں کی تعلیم کا بندوبست کریں۔ گورنر نے تسلی دی۔ لیکن اس پر عمل کچھ نہ ہوا۔ ۱۹۱۲ء تک یہ پاٹ شالا قائم رہی۔ لیکن منگل سنگھ کے چلے جانے اور مدد پیسہ کے ختم ہو جانے کی وجہ سے یہ پاٹ شالا بند ہو گئی۔ پیٹر گرانٹ۔ پورب گوروین عیسائی جو وہاں رہتے تھے۔ انہوں نے سماجک اصولوں کو پسند کر کے ویدک دھرم قبول کیا۔ آریہ سماج نے انہیں شدھ کر لیا۔ یہ عیسائی قوم کی پہلی شدھی تھی۔ جو آریہ سماج نے فجی میں کی۔

۱۹۱۲ء میں آریہ سماج کے عہدہ داروں کا انتخاب ہوا۔ اس میں مہاشے واسدیو پردھان۔ پنڈت شودت منتری پرتاپ سنگھ خزانچی مقرر ہوئے۔ پادری آریہ سماج کا کام دیکھ کر خوف زدہ ہوئے اور سوچنے لگے کہ یہ کیسی سوسائٹی پیدا ہو گئی۔ جو مسیح کی خلاف وعظ کرنے لگے۔ گورنمنٹ اور پولیس کے کان بھرنے شروع کر دیئے کہ آریہ سماج کو گورنمنٹ کا باغی اور بنگال کے بم چلانے والوں میں سے جانے لگے خفیہ پولیس نے بھی ان کی طرف خاص خیال رکھا۔ ایک دفعہ سماجیوں کے مکان کی تلاشی لی۔ سماج کا کاغذات اٹھا کر لے گئے۔ لیکن آریہ سماج کے خلاف کوئی جرم نہ نکلا۔ تین ہفتہ کے بعد کاغذات واپس کر دیئے گئے۔ آریہ سماج نے کچھ انگریزی ٹریکٹ اور چند کتابیں گورنر کو روانہ کیں اور اس طرح اس کی تسلی کرا دی۔ کہ آریہ سماج دھرم پھیلانے والی ایک سوسائٹی ہے جس کا اصول امن اور شانتی ہے اور گورنمنٹ کے کاموں سے اس کو کوئی سروکار نہیں۔ سرکار کا اطمینان ہوا۔ لیکن پادریوں نے اپنا کام جاری رکھا۔ پادری بلنٹن صاحب نے ۱۹۱۳ء میں نسوری میں ایک کانفرنس کی۔ مسٹر عبد الرحمٰن نے ہندو دھرم کا اور چارلس لوکا اسنے آریہ سماج کا کھنڈن کیا۔ پنڈت سودت نے نوٹس دیکر وقت مانگا۔ لیکن پادریوں نے انکار کر دیا۔

> ## جماعت قادیان اور اس کے امام محترم سے
>
> # ایک سوال
>
> ا۔ جماعت قادیان اور اس کے امام محترم غیر قادیانی مسلمانوں کو دائرۂ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں یا نہیں ؟
>
> ب۔ اگر ان کو دائرۂ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں۔ تو پھر تحفظ حقوق مسلمین کی سرگرمیوں کا کیا مطلب ہے؟ ہر ایک مسلمان کا سب سے بڑا حق اپنے تئیں مسلمان سمجھنا اور کہلانا ہے۔ دوسروں سے مسلمانوں کے نام پر حق مانگنے سے قبل کیا میاں صاحب اور جماعت قادیان اُن کو یہ حق دینے کے لئے تیار ہے ؟
>
> پہلے حصہ کا جواب "ہاں" یا "نہیں" صرف ایک لفظ ہونا چاہئے۔ دوسرے حصہ کے لئے بھی چند الفاظ یا دو تین سطریں کافی ہیں۔ زیادہ تفصیلات اور اگر مگر کی ضرورت نہیں۔

۱۹۱۲ء میں آریہ سماج سمودالہ کی طرف سے تہواروں کے منوانے کے اصلاح کا کام شروع ہوا۔ اس سال لتوکا میں سوامی پنڈت طوطا رام اور پنڈت اندر نرائن موتی سماچار پتر میں ایک اعلان کیا کہ یہاں ایک سنیاسی کی ضرورت ہے۔ چنانچہ سوامی رام منوہر نند نے اخبار پڑھ کر درخواست دی اور انہوں نے سوامی جی کو بلا لیا۔ سوامی جی جنوری ۱۹۱۳ء میں سوا میں پہنچ گئے۔ پہلا دیا کھیان جھنڈی گھر میں ہوا۔ دوسرا ساؤولا میں۔ وہاں ہی آپ نے ٹھہرنے کا انتظام کیا۔ سکول کے لئے لکڑی اور ٹین کا مکان بنایا۔ ایک سال وہاں ٹھہرے۔ پھر ٹھاکر اندر سنگھ نے پنڈت دور کا نند کو بھیجکر ان کو اسی بلا لیا۔ سوامی جی کچھ عرصہ کے لئے وہاں ٹھہرے۔ پھر ساؤولا چلے گئے۔

۱۹۱۶ء میں آریوں کا سُووا میں جلسہ ہوا۔ اس میں فیصلہ ہوا کہ آریہ سماج کی طرف سے [illegible] کے لوگ اگر ا

زمین تو وہاں سکول کھولا جائے۔ سووا کے جلسہ میں ۳۰۰ پونڈ چندہ فراہم ہوا۔ دوسرا جلسہ ۳۱ر اکتوبر ۱۹۱۶ء میں ۔راسا میں ہوا جس میں دور دور سے لوگ جمع ہوئے۔ بدری مہاراج۔ پنڈت رام نرائن۔ سیٹھ دھیرا لعل سب لوگ اکٹھے ہوئے۔ وہاں یہ فیصلہ ہوا کہ لتوکا میں گورو کل کھولا جائے۔ یہاں پر گیارہ سو پونڈ چندہ جمع ہوا۔ سوامی رام منوہرانند پردھان۔ ٹھاکر اندر سنگھ وائس پردھان اور سیٹھ ہیرا لعل منتری چنے گئے۔ پنڈت ہردیال نے آنریری طور پر کام شروع کیا۔ اور ایک سال تک حوصلہ اور جانفشانی سے کام کرتے رہے۔ ۲۴ر نومبر ۱۹۱۷ء میں تیسری کانفرنس ہوئی۔ وہاں سیٹھ ہیرا لعل نے ریزولیوشن پاس کیا کہ گورو کل یتیم خانہ کتب خانہ اور گاؤ شالہ فنڈ کھولے جاویں۔

چوتھا جلسہ ۲۳۔۲۴ر اگست ۱۹۱۸ء میں ہوا۔ پنڈت ہردیال نے ۳۰۰ پونڈ سالانہ تنخواہ لینا منظور کیا۔ گورو کل کے لئے نسوا میں زمین خرید کرنے کا فیصلہ ہوا۔ اسی سال کے اخیر تک ۱۹۰۰ پونڈ چندہ جمع ہوا اور سبھا کو رجسٹری کرانا پڑا۔ چنانچہ ڈاکٹر منی لعل کی امداد سے ۱۹۱۹ء میں سبھا رجسٹری ہو گئی۔

۲۵۔۲۶ر اکتوبر ۱۹۱۹ء کو پانچواں جلسہ ہوا۔ بابو ہیرا لعل کی تجویز پر ایک کنیا ودیالہ کھولنے کی تجویز پاس ہوئی۔ ٹھاکر اندر سنگھ نے ۵۰ پونڈ سیٹھ ہیرا لعل نے ۳۰ پونڈ سیٹھانی نے ۱۵ پونڈ چندہ دیا۔ یہاں تک ۲۵۔۲۶ر نومبر ۱۹۱۹ء کو بڑا بھاری جلسہ منا کر گورو کل کھولا گیا۔

۵ر دسمبر ۱۹۲۰ء میں سوامی رام منوہرانند نے گورو کل کا چارج لیا۔ سوامی جی نے نہایت ہی اخلاص سے کام کیا۔ اور نہایت ہی اعلیٰ پیمانہ پر اسے چلاتے رہے۔ آپ سنسکرت، ہندی اور انگریزی میں کافی واقفیت رکھتے تھے۔

۳۰ر ستمبر ۱۹۲۲ء کو چھٹا جلسہ لمبسی میں ہوا۔ اس جلسہ کے پردھان بلیشور پانڈے چنے گئے۔ ۱۹۲۳ء میں سوامی منوہرانند نے رام گریو سنگھ کی لڑکی سے شادی کی۔ اس سے آریہ سماج میں ہلچل مچ گئی۔ کئی سماجی اس کے ساتھ ہو گئے۔ اور اس سے زیادہ ان کے مخالف ہو گئے۔ اس سے آریہ سماج کو نقصان ہوا۔ اور سوامی کو گورو کل چھوڑنا پڑا۔ اور ایک جھونپڑی میں گذارہ کرنے لگے۔ ان سے لوگوں نے ملنا جلنا بھی چھوڑ دیا۔ ان کے بعد پنڈت شودت نے گورو کل کو سنبھالا۔

۹ر نومبر ۱۹۳۲ء کو مولوی ناصر علی صاحب کے ساتھ باوا منگل داس کبیر پنتھی کا مناظرہ نکئی پر ہوا۔ جے۔ پی۔ مہاراج بلونت سنگھ مدام شلطہ ہیڈ بنائے گئے۔ انہوں نے اپنی رائے کا اظہار ایک بھری مجلس میں ۲۶ر نومبر کو سنایا اور فیصلہ آریہ سماج کے حق میں دیا۔

پہلے ٹائپ کے ملاں ایسے مناظروں میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔ کاش آریہ مناظر کے سامنے کوئی سنسکرت دان احمدی مناظر ہوتا۔ تو "فجی کی" پبلک دیکھتی کہ "آریہ مکتی" کی دھجیاں کس طرح فضائے آسمانی میں اڑتی نظر آتی ہیں۔ فجی کے لوگ انتظار کریں۔ ہماری انجمن وہاں اپنا ایک سنسکرت دان مبلغ بہت جلد بھیجنے والی ہے۔ پھر لوگ دیکھ لیں گے کہ آریہ سدھانت عقلی و نقلی دلائل کی کہاں تک برداشت کر سکتے ہیں۔

عالم اسلام

حکومت ٹرکی جدید طریقوں کے مطابق زراعت کی ترقی میں کوشاں ہے۔ اسی کو عملی جامہ پہنانے کے لئے۔ حکومت نے جدید فیشن کے دو لاکھ ہل خریدنے کا فیصلہ کیا ہے تاکہ ان کو ان تمام کاشتکاروں میں جو پرانے لکڑی کے ہل کام میں لاتے ہیں تقسیم کر دیا جائے۔ اس طرح امید پڑتی ہے کہ ٹرکی میں پرانی وضع کے ہل آئندہ دیکھنے میں بھی نہ آئیں گے۔ امسال ایک لاکھ ہل تقسیم ہوں گے۔ اور سال بسال اتنے ہی ہل تقسیم ہوا کریں گے۔ وزیر اقتصادیات نے ایک ہزار ہلوں کی خریداری کے لئے دو لاکھ انگریزی پونڈ کی منظوری طلب کی ہے۔

شرق اردن، جبل دروز اور شام کے نمائندگان قبائل کی ایک کانفرنس حال ہی میں منعقد ہوئی ہے۔ کانفرنس مذکور نے دروز، بنو صخر اور دیگر عربوں اور دیگر عربوں کے اختلاف کو بخوبی طے کر دیا ہے۔

چند یہودی اخبارات راوی ہیں کہ گورنمنٹ فلسطین مہاجرین کی آمد کی دیکھ بھال کے لئے ایک کمیٹی بنانے کی فکر میں ہے اس کے ممبران ایک یہودی ایک برطانی۔ ایک عیسائی اور ایک مسلمان ہوں گے

ایران و حجاز کے مابین ایک معاہدہ مودت مرتب ہو گیا اور ہر دو حکومتوں نے اس پر اپنی مہر تصدیق ثبت کر دی۔

نہر زبیدہ کی مرمت کے فنڈ میں مفتی مصر شیخ محمد بخیت المطیعی نے تقریباً ڈیڑھ ہزار روپیہ عطا کیا ہے۔

حال ہی میں طائف اور اس کے ملحقات میں زبردست بارش ہوئی۔ اور ہفتہ بھر قائم رہی۔ تمام وادیاں اور تالاب بھر گئے۔

اسکندریہ ۱۵ر جولائی۔ ایک عظیم الشان جلسہ کے اندر نحاس پاشا سابق وزیر اعظم و صدر وفد جماعت تقریر کر رہے تھے۔ کہ فوج نے مجمع پر گولی چلادی۔ جس کی وجہ سے ۷ اشخاص ہلاک اور ۱۳۲ شدید مجروح ہو گئے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ جلسہ موجودہ حکومت اور اسمٰعیل صدقی پاشا جدید وزیر اعظم کے خلاف مظاہرہ کرنے کی غرض سے کیا گیا تھا منصورہ بالبیس اور دیگر مقامات پر گذشتہ ہفتہ میں جہاں جہاں جلسے ہوئے فوج اور پولیس نے گولی چلائی ہے۔ چنانچہ حکومت کے اس جبر و تشدد کے خلاف بطور احتجاج اور گولی کھانے والے شہیدوں کے ساتھ اظہار ہمدردی کی غرض سے یہ عظیم الشان جلسہ منعقد کیا گیا تھا۔ جلسہ کے قبل ½ ۱ گھنٹہ تک مکمل ہڑتال کر دینے کا حکم دیدیا گیا تھا۔ وفد جماعت کے صدر نے ہدایت کر دی تھی۔ کہ جو لوگ اس میں حصہ لیں ان کا رویہ پُر امن رہنا چاہیئے۔ خلاف ورزی قانون یا نقص امن کے لئے کوئی بات نہ ہونی چاہیئے۔ مگر نوجوان مصریوں کی ایک جماعت محمد علی اسکوائر میں جمع ہو گئی۔ پولیس نے ڈنڈے مار مار کر اس جماعت کو منتشر کر دیا۔ اس کے بعد نوجوان مصری جلوس بنا کر شہر کے بڑے بڑے بازاروں میں گشت لگانے لگے۔ وہ تالیاں بجاتے جاتے تھے۔ اور نحاس پاشا زندہ باد کے نعرے لگا رہے تھے۔ ان کے پاس وزیر اعظم کی تصویریں بھی تھیں۔ انہیں بھی وہ اونچا کر کے دکھا رہے تھے۔ تھوڑے عرصہ کے بعد ان نوجوانوں کا رویہ شدت آمیز ہو گیا۔ انہوں نے جوش میں آکر آس پاس کی دوکانوں کے شیشے توڑنے شروع کر دیئے۔ پھر پولیس کو پتھر مارنے لگ گئے۔ جس سے پولیس مجبور ہو کر ہٹ گئی۔

جدید وزیر اعظم نے جو حکومت بنائی ہے اس میں لبرل جماعت۔ اتحاد جماعت یعنی شاہ پسند اور ملک کے تمام اعلیٰ دماغ لوگ شامل ہیں۔ یہ لوگ ملک کے دستور اساسی کو اس طریقہ پر بدل دینے کی کوشش کر رہے ہیں تاکہ جب کبھی وفد جماعت کا زور ہو اور وہ برسر حکومت ہو جائے تو ملک کی ترقی و مفاد کو نقصان نہ پہنچا سکے۔

اس خوفناک ہنگامہ کے بعد ایک عجیب و غریب واقعہ پیش آیا۔ نحاس پاشا نے پارلیمنٹ کے دروازے توڑ ڈالے اور ایوان عام میں زبردستی گھس کر وفدار اکین پارلیمنٹ کا ایک اجلاس کیا۔

وفد جماعت اور فوج پولیس کے ساتھ کئی مرتبہ چپقلش ہو چکی ہے یکم جولائی کو پولیس نے ڈیڑھ ہزار کے مجمع پر گولی چلادی جس کی وجہ سے دو اشخاص ہلاک ہوئے تھے۔ اس کے بعد ۹ر جولائی کو پھر گولی چلی۔ ۲ مصری مارے گئے اور ۳۴ شدید مجروح ہوئے۔ یہ تیسرا موقع ہے کہ پولیس نے گولی چلائی اور نقصان عظیم ہوا۔

بعد کا پیغام مظہر ہے کہ اخبار "الاہرام" لکھتا ہے کہ دو یورپین ہلاک اور بارہ زخمی ہوئے نیز جریدہ مذکور کا بیان ہے کہ حکومت نے وفد پارٹی کے تین اخباروں کو اشاعت ملتوی کر دینے کا حکم دینے کا فیصلہ کیا ہے۔

لنڈن ۱۶ر جولائی۔ آج دار العوام میں مسٹر رامزے میکڈانلڈ نے اعلان کیا کہ دو جنگی جہاز مصر کو بھیجدئے گئے ہیں۔ اور حکومت مصر کو کنشرنٹ ملک معظم کی حکومت کی طرف سے انتباہ کر دیا ہے۔

لنڈن ۱۶ر جولائی۔ وزیر اعظم برطانیہ نے پارلیمنٹ میں کہا کہ سکندریہ کے فسادات کے سلسلہ میں میں نے برطانوی نمائندہ مقیم مصر کو ہدایت کی ہے کہ وہ صدقی پاشا کو مطلع کر دیں کہ وہ غیر ملکی اشخاص کی جانوں اور مال کے [illegible] بارہ میں تنبیہ کی ہے۔

قاہرہ ۱۴ر جولائی۔ وزیر اعظم صدقی پاشا نے رائٹر کے نمائندہ سے ملاقات کے دوران میں فرمایا کہ عنقریب مصر و برطانیہ کی گفت و شنید پھر شروع ہو جائے گی۔ ایک شاہی فرمان کے ذریعہ پارلیمنٹ تین ہفتے کے لئے ملتوی کر دی گئی ہے۔

معاصر اطلاعات طہران نے مجلس شورائے ملی پارلیمنٹ کی کارروائی کے دوران میں لکھا ہے کہ عمرانی کمیشن کی رپورٹ اجلاس میں پڑھ کر سنائی گئی۔ رپورٹ میں فردوسی کے مقبرہ کی تعمیر کے لئے دس ہزار طومان کی سفارش کی گئی ہے۔ پارلیمنٹ نے اس رپورٹ کو مالی کمیٹی کے سپرد کر دیا ہے۔ تقریروں کے دوران میں ممتاز ممبران نے فردوسی کی ان تاریخی خدمات کا اعتراف کیا۔ جو اس نے تاریخ ایران کے متعلق انجام دی ہیں۔

(باقی صفحہ ۶ کالم ۲ پر ملاحظہ)

حضرت صاحب پر قادیانیوں کے ایک بہتان کی تردید

قادیانی فریق نے نبوت مسیح موعود محدث اور نبی کے صحیح مفہوم کو نہ سمجھتے تھے۔ اور سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے نبوت کے لئے شریعت کو لازمی قرار دیتے تھے۔ اس لئے اقرار کرتے تھے کہ وہ مدعی نبوت نہیں ہیں۔ اور آنحضرت صلعم کے بعد مدعی نبوت کا اقرار دائرہ اسلام سے خارج ہونا ہے۔ لیکن سنہ ۱۹۰۱ء کے بعد حضرت مسیح موعود کو اپنی غلطی اور بے علمی اور بے سمجھی کا علم ہو گیا۔ اور ان کو معلوم ہوا کہ نبوت کے لئے شریعت لازمی نہیں۔ اور نبی کے لئے ضروری نہیں کہ وہ شریعت بھی لائے۔ اس لئے حضرت مسیح موعود نے نبی اللہ ہونے کا دعویٰ کر دیا۔ قادیانی عقاید کی اصل بنیاد اور جڑھ یہی امر ہے۔ جس کو میں نے اوپر لکھ دیا ہے۔ اب ناظرین کرام غور فرمائیں کہ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ حضرت مسیح موعود سنہ ۱۹۰۱ء سے آٹھ نو سال پہلے بھی یہ مانتے تھے اور ان کو علم تھا۔ کہ توریت کے بعد بہت سے نبی ایسے بھی مبعوث ہوئے جو کوئی شریعت نہ لائے تھے۔ تو قادیانی عمارت ایک ہی جھٹکے سے درہم برہم ہو جاتی ہے۔

ہر ایک تعلیم یافتہ احمدی کو یہ علم ہوگا اور اگر نہیں تو اسے سنہ ۱۸۹۳ء کی ایک تصنیف حضرت مسیح موعود جس کا نام شہادۃ القرآن ہے۔ مطالعہ کرنا چاہئے۔ جس میں غیر تشریعی نبیوں کا ذکر ہے علاوہ ازیں حضرت مسیح موعود نے ابتدا میں بھی اور انتہا میں بھی لفظ نبی کو بطور مجاز استعمال کیا ہے۔ نہ یہ کہ وہ اب غیر تشریعی نبی کے مدعی بن گئے ہیں۔ سمیت نبیاً من اللہ علی طریق المجاز لا علیٰ وجہ الحقیقۃ کا یہ ترجمہ۔ کہ خدا نے میرا نام بھی بہ طریق غیر تشریعی نبی رکھا ہے۔ نہ بطور وجہ تشریعی نبی کے ایک ہنسی کی بات نہیں تو اور کیا بات ہے؟ بینوا و توجروا

زعیم

کو ہٹ مار کر کے چھین لے جانا اور ان کے گاؤں کو آگ لگا کر عورتوں۔ بچوں۔ بوڑھوں سمیت جلا دینا منو اور ویدوں میں جگہ جگہ اس کا ذکر ہے۔ اسلامی زمانہ میں مرہٹوں کی حکومت بھی انہی اصولوں پر چلتی تھی۔ اس پر حال ہی میں ایک کتاب مشہور بنگالی مصنف ڈاکٹر سین نے انگریزی میں لکھی ہے۔ کہ جس میں فاضل مصنف لکھتا ہے:-

> "مرہٹوں کے اصول حکمرانی کا سب سے کھلا طریقہ یہ تھا کہ وہ فوج لے کر نہایت بے خبری میں کسی ملک صوبہ یا شہر پر چڑھ دوڑتے تھے۔ اور ان سے چوتھ یعنی آمدنی کا چوتھا حصہ مانگتے تھے۔ اگر وہ ان کو مل جاتا تھا تو وہ اس کو چھوڑ دیتے تھے۔ ورنہ اس کو لوٹ لیتے تھے۔ سیواجی نے پہلے چوتھ کا قاعدہ دشمنوں پر بطور خراج لگایا تھا"

"جزیہ اسلامی" پر اعتراض کرنے والے ڈاکٹر سین کے بیان کو غور سے پڑھیں۔ اور بتائیں کہ جزیہ اور چوتھ دونوں میں سے قرین انصاف کونسا ہے۔ جزیہ صرف ساڑھے تین روپے کے حساب سے غیر مسلموں کی حفاظت کے عوض وصول کیا جاتا تھا۔ بچے بوڑھے۔ عورتیں اور مذہبی پیشوا مستثنیٰ تھے۔ اس کے بالمقابل چوتھ محض ایک ظالمانہ دستبرد تھی۔

ایک غلطی کا ازالہ

عزیزی شیخ انعام الحق صاحب کے قلم سے گذشتہ میلاد نمبر میں چند ایک سطور مسلمانوں میں عام طور پر جس طرح بزم میلاد منایا جاتا ہے اس کی تفصیل میں لکھ دی گئیں۔ جن کا منشا یہ ہرگز نہیں تھا کہ اس طرح پر مسلمانوں کو یا ہماری جماعت کو عید میلاد منانی چاہیے۔ کہ وہ اس موقعہ پر بازاروں کو آراستہ کریں۔ چراغاں کریں۔ اور میلے ٹھیلے منعقد کر کے خوش پوشی اور خوش خوراکی کر کے اسراف کریں۔ ان سطور کا مطلب محض اظہار حقیقت تھا۔ ورنہ ہمارے خیال میں میلاد النبیؐ کا اصل مقصد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر تقریریں کر کے لوگوں کے دلوں میں اس اسوۂ حسنہ کی یاد کو تازہ کرنا ہے۔ نہ ہم کسی بدعت کو ترویج دیتے ہیں اور نہ اس کی ترویج کی حمایت کرتے ہیں۔ رہا یہ امر کہ چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش اور وفات کی تاریخ ایک ہی ہے۔ اس لئے اس تقریب پر کچھ نہیں کرنا چاہیے۔ ہمارے خیال میں یہ صحیح نہیں۔ دونوں صورتوں میں آپ کی سیرت پر لیکچر دینے میں کوئی حرج نہیں۔ ۱۲ ربیع الاوّل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش اور وفات دونوں کا دن ہے یہ بھی غلط ہے۔ حضور کی پیدائش کے متعلق حافظ دمیاطی نے دس ربیع الاول والی روایت کی تصحیح کی ہے۔ بعض کے نزدیک ۱۷ ربیع الاوّل ہے۔ ابن دحیہ کہتے ہیں کہ ۸ ربیع الاوّل کے سوا کوئی تاریخ صحیح نہیں۔ اور اہل تاریخ کا اس پر اجماع ہے۔

مسعودی مروج الذہب میں لکھتا ہے کہ واقعہ فیل کے پچاس روز بعد یعنی ۸ ربیع الاوّل کو بروز دوشنبہ ہوئی۔ بہرحال آٹھ دس۔ بارہ یا سترہ کے متعلق روایات ہیں مگر اس پر اجماع ہے کہ دن یقیناً دوشنبہ کا تھا۔ علماء ہیئت اور نجوم کا فیصلہ ہے کہ ربیع الاوّل کی پہلی تاریخ اتوار کے دن ۱۲ اپریل (۵۷۱ء) کو تھی۔ قابل اعتبار روایتوں میں چونکہ ۸۔۱۰ یا ۱۲ تاریخ ربیع الاول کی بتائی گئی ہے۔ اور دن دوشنبہ مسلم ہے۔ اس لئے ۸ سے ۱۲ تک کے دنوں میں دوشنبہ ۹ تاریخ کو پڑتا ہے۔ پس اس بنا پر حضور کی پیدائش دوشنبہ کے دن ۹ ربیع الاوّل ۵۷۱ء میں ہوئی۔ مصر کے مشہور ہیئت دان محمود پاشا فلکی نے اس موضوع پر ایک نہایت محققانہ رسالہ لکھا ہے۔ کہ جس کا خلاصہ مندرجہ بالا سطور میں دیدیا گیا ہے۔

احمدیت کی تعلیمی خصوصیات

(۲)

(از جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب)

(۳) مسلمانوں میں یہ عقیدہ تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو نبی ہیں پھر نازل ہوں گے۔ اور اسلام میں آخری زمانہ میں جو فتنہ پیدا ہو جائے گا۔ اس کی اصلاح کریں گے۔ گویا کہ حضور سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوت قدسی معاذ اللہ اس وقت بیکار ہو جائے گی۔ اور اس عظیم الشان فتنہ کی اصلاح کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قوت روحانی کی ضرورت ہوگی۔ اس غلط عقیدہ سے نہ صرف یہی ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام روحانیت میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے معاذ اللہ افضل ہے۔ بلکہ یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ آخری نبی اور خاتم النبیین ہیں۔ یہ وہ غلط عقیدہ ہے جو اسلام کی جڑ پر مسئلہ حیوٰۃ عیسیٰ کے بعد دوسرا کلہاڑا مارتا ہے۔ حالانکہ اس کی قرآن سے کہیں سند نہیں ملتی۔ حضرت مجدد زمانہ نے بتایا کہ یہ اسلام نہیں ہے۔ اور کہ قرآن کریم صاف بتاتا ہے کہ ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولٰکن رسول اللہ وخاتم النبیین پھر اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا۔ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں۔ آپ کے بعد نہ کوئی نیا اور نہ کوئی پرانا نبی آسکتا ہے۔ آپ کا روحانی فیض تا قیامت اب دنیا کے لئے کافی ہے اور کوئی نبی آپ کے بعد نہیں آسکتا۔ ہاں آپ کی امت میں سے مجدد ہوں گے۔ جو آپ کے فیض سے روحانی حصہ پا کر اسلام میں زمانہ کے اثر سے جو خرابیاں پیدا ہوا کریں گی ان کو دور کریں گے۔ اور دنیا میں اصل اسلام کو پیش کریں گے۔ غرض کہ خاتم النبیین کا عقیدہ بھی مسلمانوں میں غلط رنگ میں رائج تھا۔ اس کی اصلاح کی۔

(۴) خدا کا کلام کرنا کل دلائل عقلیہ جو خدا تعالےٰ کی ہستی کے متعلق دیئے جا سکتے ہیں۔ انسان کے ایمان کو اس حد تک ہی پہنچاتے ہیں۔ کہ اس کائنات عالم کا کوئی خالق ہونا چاہیے۔ وہ انسان کے ایمان کو درجہ حق الیقین تک نہیں پہنچاتے۔ کچھ نہ کچھ شبہ باقی رہنے دیتے ہیں۔ اور اس شک کو دور کرنے کے لئے ضروری ہے کہ زندہ خدا خود کہے کہ میں ہوں۔ اس باری تعالیٰ پر کامل درجہ کا ایمان حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ہر زمانہ میں خدا انسان سے کلام کرے۔ جس کو کہ الہام کہتے ہیں۔ لیکن باقی مذاہب کی طرح مسلمانوں میں صحیح الہام ایک گزشتہ تاریخی واقعہ سمجھا جاتا تھا۔ اور وہ بھی اس کی ہستی سے ایک گونہ منکر ہو چکے تھے۔ لیکن حضرت مجدد زماں نے بتایا کہ قرآن سکھاتا ہے۔ لہم البشریٰ فی الحیٰوۃ الدنیا۔ کہ مومنوں کے ساتھ اللہ اس دنیا میں کلام کرتا ہے۔ اور حضور سرور کائنات صلعم نے فرمایا لایبقیٰ من النبوۃ الا المبشرات۔ کہ نبی کوئی نہیں ہو سکتا البتہ مبشرات یعنی اللہ کی جانب سے مومنین کو خوش خبریاں ملتی رہیں گی۔ چنانچہ آپ نے خود ملہم ربانی ہونے کا دعویٰ کیا۔ اور نہ صرف زندہ خدا کی ہستی کو ثابت کیا بلکہ مسئلہ نبوت کے لئے زندہ ثبوت عطا کیا۔

اس مسئلہ کی اس زمانہ دہریت میں جب مذہب کے خلاف تیزی سے جنگ شروع تھی بہت ضرورت تھی۔ اور یہ وہ تعلیمی خصوصیت ہے جو آج سوائے احمدیت کے اور کہیں نہیں پائی جاتی۔ اور جس کے بغیر قتل خنزیر یعنے دہریت کا قلع قمع نہیں ہو سکتا۔ مادیت اور مذہب کی جنگ میں یہ ایک عقیدہ جو کہ اصل اسلامی ہے اور جو کہ کارگر ہو سکتا ہے۔ اور اس کے بغیر وہ کسل دور نہیں ہو سکتا۔ جو کہ مسلمانوں میں ایمان کی کمزوری کی وجہ سے موجود ہے۔

(۵) مسئلہ ناسخ و منسوخ کا ہے۔ آج مسلمانوں میں یہ عام عقیدہ ہے کہ قرآن کی بعض آیات ایک دوسرے کے خلاف ہیں اور اس لئے ایک دوسرے کی ناسخ ہیں۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ان میں اختلاف ... مسلمان

قرآن کے حق ہونے کی تردید کرتے ہیں۔ حضرت مجدد زماں نے بتایا کہ یہ عقیدہ غلط ہے۔ قرآن کہتا ہے لوکان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافاً کثیرا۔ قرآن اگر خدا کا کلام نہ ہوتا تو اس میں اختلاف کثیر ہوتا۔ پس اس میں اختلاف نہیں ہو سکتا۔ اور قرآن میں کوئی آیت ایک دوسری کی ناسخ نہیں ہے۔ بلکہ یہ مسلمانوں کی خود کوتاہ فہمی ہے۔ کہ وہ آیات میں تطبیق نہیں دیتے۔

(۶) مسئلہ تکفیر ہے۔ اور یہ وہ مرض ہے۔ جس میں مسلمانوں کا ہر مولوی مقید و مبتلا ہے۔ یعنی کلمہ گوؤں کو کافر کہنا۔ آپ نے بتایا کہ قرآن تو کہتا ہے۔ لا تقولوا لمن القیٰ الیکم السلام لست مومنا۔ کہ جو السلام علیکم کہے اسے بھی کافر نہ کہو۔ اور خدا نے کل کلمہ گوؤں کا نام مسلمان رکھا ہے ھو سماکم المسلمین پس یہ خیال کہ کلمہ گو کو کافر کہا جاوے خلاف اسلام ہے۔ اور صاف کہا کہ میں تو اب بھی کسی اہل قبلہ کو کافر نہیں کہتا۔ اور فرمایا

> گر کنی تکفیر تو اے خود چہ کارے کردہ
> رو اگر مردی جہودی را باسلام اندر آر

فتاوے کفر نے مسلمانوں کے اتفاق اور اتحاد کو بیخ و بن سے اکھاڑ دیا۔ اور یہ جو قومی تنزل آج مسلمانوں میں نظر آ رہا ہے۔ بہت حد تک اس کی وجہ یہی فتاوے کفر ہیں۔ آپ نے مکفرین کو تنبیہ کیا۔ اور بتایا کہ حدیث میں حضور سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس سے سخت بیزاری ظاہر کی ہے۔ اور کہا ہے کہ جو کسی مسلم کو کافر کہے۔ کفر خود اس پر الٹ کر پڑتا ہے۔ اس مسئلہ کے بغیر مسلمانوں میں سے فرقہ کی لعنت دور نہیں ہو سکتی۔ اور اس زمانہ میں وہ لوگ جو پہلے ہی اپنے مذہب میں فرقوں سے تنگ پڑے ہوئے ہیں۔ اسلام میں نہیں داخل ہو سکتے۔ پس اس رکاوٹ کو بھی دور کیا۔ اور مسلمانوں سے اس لعنت کو دور کرنے کی کوشش کی۔

(۷) احمدیت کی تعلیمی خصوصیات میں سے ایک اور یہ ہے۔ کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانہ کے بعد آیت قرآنی امرھم شوریٰ بینھم ایک منسوخ آیت کی طرح پڑی رہی۔ بڑے بڑے مسلمان بادشاہ خود مختارانہ حکومت کرتے رہے۔ بڑے بڑے بزرگان دین نے بھی اس طرف زیادہ توجہ نہیں کی۔ اور بجائے اشاعت اسلام کی جماعتیں بنانے کے ان کے بعد ان کی قبروں پر گدیاں بن گئیں۔ اور وہ جنہوں نے اپنی زندگی حفاظت اور اشاعت قرآن کے لئے وقف کر دی تھی ان کے پاک مقام آج قبر پرستی اور شرک کے اجرا کا کام دے رہے ہیں۔ اور اکثر پیر خانے اور بڑے بڑے مولوی یہودی علماء کی طرح اپنے اپنے خیالات کو قرآن کے حکم سے کم نہیں سمجھتے۔ ایسے وقت میں حضرت مجدد زماں نے باوجود امام ہونے کے اور اللہ سے علم روحانی حاصل کرنے کے سنت نبوی کی پیروی فرمائی۔ اور انا بشر مثلکم یوحیٰ الیٰ انما الٰھکم الٰہ واحد ہر امر میں سوائے ان کے جس کے لئے اللہ سے کوئی اطلاع ملے شوریٰ سے کام لیا۔ اور ایک انجمن اپنی زندگی میں قائم کی۔ جس کے متعلق ارشاد فرمایا کہ اس کے کل فیصلے جو کثرت رائے سے ہوں قطعی ہوں گے۔ ہاں میری زندگی میں اگر کوئی دینی مسئلہ درپیش ہو تو مجھے اطلاع دی جایا کرے۔ اور میرے بعد کل فیصلہ کثرت رائے سے کیا کریں۔

اس انجمن کو اپنی زندگی میں قائم کیا۔ اور آپ کی زندگی میں تین سال تک چلتی رہی۔ اور ایسا کرنے سے پہلے اس ارشاد خداوندی کی تعمیل کی۔ جس کو مسلمان چھوڑ چکے ہوئے تھے۔ اور اس طرح پیر پرستی اور علماء پرستی کی جڑ پر کلہاڑی ماری۔ اور اس تعلیم کو جو مسلمانوں سے گم ہو چکی تھی۔ از سر نو زندہ کیا۔ اور یہ وہ خصوصیت تعلیم احمدیت ہے۔ جو نفس پرستی اور کبر کی جڑوں کو کھوکھلا کر دیتی ہے۔ اور مساوات کو دنیا میں قائم کرتی ہے۔

(بقیہ کالم ۳)

لیکن مسلمان بحیثیت قوم اس مرض میں اسقدر گرفتار ہیں کہ خود آپ کے صاحبزادے نے باوجود کھلے کھلے ارشادات مجدد زماں کے کہ میرے بعد مل کر کام کرو اپنے آپ کو بغیر سند کے الٰہی خلیفہ بنا لیا۔ اور بغیر مامور من اللہ کے ایسے ایسے دعوے

جلد ۱۸ | لاہور - یوم یکشنبہ مطبوعہ ۲۷ ذیقعدہ سنہ ۱۳۴۸ھ مطابق ۲۷ اپریل سنہ ۱۹۳۰ء | نمبر ۲۹

حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت
واقعات کی روشنی میں

(شیخ محمد انعام الحق صاحب ہوشیارپوری کے قلم سے)

عقاید اور دلایل

عقاید کی مخالفت اور دلائل کی تردید کی جا سکتی ہے لیکن آنکھوں کے سامنے ہونے والے واقعات سے کوئی صحیح الدماغ اور سعید الفطرت انسان انکار نہیں کر سکتا۔ صحیح دلائل بے شک اپنے اندر بڑی طاقت رکھتے ہیں مگر واقعات و اعمال کی بے پناہ قوت کے سامنے ان کی کوئی حقیقت نہیں۔ دنیا کی تاریخ اس بات کی گواہی دے سکتی ہے کہ کم از کم جہاں تک مذہب کا تعلق ہے دلائل و براہین اس وقت تک عوام کے قبول صداقت کا باعث نہیں بن سکے، جب تک واقعات نے ان کی تائید نہیں کی۔ جن اصحاب نے انسانی فطرت کا ذرا گہری نظر سے مطالعہ کیا ہے۔ انہیں اس امر کو تسلیم کر لینے میں تامل نہ ہوگا کہ بعض منطقی طبیعتوں سے قطع نظر کر کے دلائل کے ذریعے سے لوگ خاموش و لاجواب ہو سکتے ہیں۔ ان میں تحقیق و مطالعہ کا شوق بھی پیدا کیا جا سکتا ہے لیکن یہ مضطرب دلوں اور تشنہ روحوں کو یقین و اطمینان کی دولت نہیں بخش سکتے۔ خدا نے یہ طاقت محض واقعات کے اندر رکھی ہے یہی وجہ ہے کہ دنیا نے ہمیشہ کسی مذہبی داعی کی صداقت و کذب کامیابی و ناکامی کا اندازہ سب سے اول اس کے اعمال و واقعات زندگی سے لگایا ہے۔ اقوال و دلائل کو دوسرے درجہ پر رکھا ہے۔

حضرت نبی کریمؐ کی مبارک زندگی

دنیا کے سب سے بڑے انسان۔ سچوں اور پاکوں کے سردار حضرت نبی کریمؐ کی مبارک زندگی آپ کے سامنے ہے کیا کوئی اس سے انکار کر سکتا ہے کہ دلائل سے کہیں زیادہ حضورؐ کی بے داغ جوانی، دیانت، رحم، علم، محبت صبر و استقلال، عفو و کرم، بہادری اور معجزات لوگوں کے رشد و ہدایت کا موجب ہوئے؟ یہ واقعات کی طاقت کا ہی کرشمہ ہے کہ حضورؐ کے اشد ترین مخالفین بھی جب دیکھتے ہیں کہ ایک امی یتیم لڑکا چند سال میں سارے ملک عرب کو فتح کر لیتا ہے۔ نہ صرف لوگوں کے جسموں اور قبائل اور سینکڑوں کو فتح کرتا ہے بلکہ ان کے دلوں کا بھی فاتح بن جاتا ہے۔ اور اپنے گمراہ جاہل، ذلیل بدیوں اور ضلالتوں میں لتھڑے ہوئے مفتوحین کو ایک عرصہ قلیل میں بااخلاق و باعزت انسان بنا دیتا ہے۔ تو ان کو اس نبیؐ برحق کی صداقت تسلیم کر لینے کے سوا اور کوئی چارہ نہیں رہتا۔ مغربی مصنفین نے مخالفانہ مقاصد کو مدنظر رکھتے ہوئے حضرت نبی کریم صلعم کی مبارک سیرت پر بیسیوں کتابیں لکھیں۔ ان میں سے اشد ترین مخالفین نے بھی کہیں نہ

کیا دلائل سے بھی ایسا ہونا ممکن ہے؟

اس زمانے میں بھی اللہ کا ایک مامور (حضرت مسیح موعودؑ) آیا اس نے دین کی خدمت و تجدید کی۔ خدا نے ہم کو اس کے پہچاننے اور اس کی قائم کردہ جماعت میں شامل ہونے کی توفیق و سعادت بخشی۔ دیگر فرائض کے علاوہ ہمارا ایک اہم فرض یہ بھی ہے کہ ہم دنیا پر اس مامور کی صداقت واضح کریں۔ اور لوگوں کو اس کی قائم کردہ جماعت میں شامل ہونے کی دعوت دیں۔ حضرت مسیح موعود کی صداقت ثابت کرنے کے لئے ہمارے پاس دلائل و براہین کا ایک انبار موجود ہے ہم قرآن کریم اور احادیث صحیحہ سے بے شمار پیشگوئیاں پیش کر سکتے ہیں۔ لیکن جیسا کہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں یہ تمام چیزیں اس وقت تک کوئی خاطر خواہ نتیجہ مرتب نہیں کر سکتیں جب تک ہم اس مجدد اعظم کی مبارک زندگی لوگوں کے سامنے پیش نہیں کرتے۔ جماعت احمدیہ کی مختصر تاریخ پر ایک نظر ڈالنے کے بعد آپ اس حقیقت سے انکار نہ کر سکیں گے کہ جماعت میں شامل ہونے والوں کے لئے اس مجدد کا پاک وجود اور اس کے شاندار کارنامے دلائل سے زیادہ سبب کشش ثابت ہوئے ہیں۔

بزرگان جماعت کا ایک فرض

فطرت انسانی کے اسی اصول کو مدنظر رکھتے ہوئے میں اس مضمون میں ہر ایک سمجھدار انصاف پسند اور متلاشی حق شخص کو غور و فکر کی دعوت دینے کے بعد حضرت صاحب کی زندگی کے چند پہلوؤں کو پیش کرنے پر اکتفا کروں گا۔ اس وقت خدا کے فضل سے ایسے بزرگ موجود ہیں جن کو حضرت صاحب کی خدمت میں برسوں حاضر رہنے کا شرف حاصل ہے۔ اور آپ کی زندگی کی جزئیات تک سے واقف ہیں اگر وہ حضرت صاحب کے تمام واقعات زندگی کو ضبط تحریر میں لے آئیں اور ان کو مناسب طریق پر لوگوں کے سامنے پیش کریں تو جماعت کی ترقی کی ایک نئی راہ کھل سکتی ہے اس مضمون کا ایک مقصد ان بزرگوں کو توجہ دلانا بھی ہے۔ آئندہ نسل اس ضروری کام کو کماحقہ انجام نہ دے سکیں گی۔

حضرت مسیح موعود کا دعویٰ

حضرت مسیح موعود کا دعویٰ مامور من اللہ ہونے کا تھا۔ اگر واقعات اس دعویٰ کی صحت کی گواہی دیدیں تو پھر ہمارا دعوت و تبلیغ کا فرض بہت بڑی حد تک پورا ہو جاتا ہے اور پھر دوسرے کے قبول حق کو انکار نہیں ہو سکتا کہ جس زمانہ میں یہ مجدد پیدا ہوا اس وقت عالم اسلامی کی بے چارگی اور دین اسلام کی بیکسی کی انتہا ہو چکی تھی۔ اس کی تشریح لاحاصل اور غیر ضروری ہے۔ اس لئے میں اس سے قطع نظر کرتا ہوں۔ ان حالات میں دین کی نصرت و تجدید کے لئے کسی مامور من اللہ کا ظاہر ہونا لازمی تھا۔ اس ضرورت کے وقت حضرت نے مجدد اور مسیح ہونے کا دعویٰ کیا۔ اب دیکھنا ہے کہ حالات نے کہاں تک ان کی رفاقت کی اور وہ اپنے بیان کردہ دعوے اور مقاصد میں کامیاب ہوئے یا ناکام رہے؟

(بقیہ بر صفحہ ۴ کالم ۳)

ضروری اعلان
مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی
پیغام صلح کی کرسی ادارت پر

ہمارے تمام ناظرین یہ معلوم کر کے خوش ہوں گے کہ آئندہ ماہ سے جناب مولانا مولوی عبدالحق صاحب ودیارتھی فاضل سنسکرت اخبار پیغام صلح کے ایڈیٹر اور مرزا مظفر بیگ صاحب اسسٹنٹ ایڈیٹر مقرر ہوئے ہیں۔ ان ہر دو اصحاب کی علمی قابلیت، مذہبی معلومات اور مدلل و دلنشیں طرز انشا سے سب واقف ہیں۔ اب یقین ہے کہ ناظرین کرام اخبار کے مضامین اور ترتیب کو بہتر سے بہتر پائیں گے۔

ہمیں ان فاضلوں کی خدمات حاصل کرنے پر بجا طور پر فخر ہے۔ اگر ناظرین نے ہمارے ساتھ تعاون کیا تو انشاء اللہ تعالیٰ اخبار ہر حیثیت سے بہت جلد ترقی کرے گا۔

منیجر "پیغام صلح" لاہور

قُلْ یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۭ بَیْنَنَا وَ بَیْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَ لَا نُشْرِكَ بِهٖ شَیْــٴًـا وَّ لَا یَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سہ روزہ آرگن

پیغامِ صلح

ادارۂ تحریر
عبدالحق ودیارتھی
مرزا مظفر بیگ ساطع

اغراض و مقاصد
۱- مذاہب عالم کو دعوت اسلام۔
۲- صحیح اسلام اور قرآن کی نشر و اشاعت
۳- مسلمانوں کی باہمی تکفیر کو مٹا کر آپس میں رواداری کی تلقین کرنا
۴- مجدد وقت حضرت مسیح موعود کی تعلیم اور خدمات اسلام سے دنیا کو روشناس کرانا۔

جلد ۱۸ | لاہور یوم شنبہ مطبوعہ ۲ جمادی الاول سنہ ۱۳۴۹ ہجری مطابق ۲۷ ستمبر سنہ ۱۹۳۰ عیسوی | نمبر ۶۴

کلام الامام، امام الکلام

از حضرت مسیح موعود علیہ السلام

ہر دم از دل و جاں وصفِ یارِ خود بکنم — من آں نیم کہ تغافل از کارِ خود بکنم
ہر زماں بدلم ایں ہوس ہمی جوشد — کہ ہر چہ ہست نثارِ نگارِ خود بکنم
اگرچہ در رہِ جاناں چو خاک گردیدم — دلم تپد کہ فدائش غبارِ خود بکنم
رسید مژدہ کہ ایامِ نوبہار آمد — زمانہ را خبر از برگ و بارِ خود بکنم
تعلقاتِ دلآرامِ خویش بنمائم — ہمائے اوجِ سعادت شکارِ خود بکنم
بگوشِ ہوش شنو از من اے مکفّرِ من — کہ من گواہ بدیں کردگارِ خود بکنم
ز فکرِ تفرقہ باز آ بآشتی پرواز — وگرنہ گریہ بر غمگسارِ خود بکنم
عمارتِ ہمہ دوناں خراب خواہم ساخت — اگر ز چشم رواں آبشارِ خود بکنم
مقیم بر سرِ راہے نشستہ ام ہر دم — کہ تا گذارشِ عرضی بیارِ خود بکنم

برائے یار کہ از بہرِ قوم می سوزم
مگر دلش چو دلِ ریش و زارِ خود بکنم

*

عالم اسلام

بزرگ ترین ہوائی سٹیشن

موجودہ وزارت کا خیال ہے کہ مصر میں ہوائی جہازوں کے لئے سٹیشن بنائے جائیں۔ ایک اسٹیشن اتنا بڑا بنانے کا خیال ہے کہ دنیا بھر اس سے بڑا کوئی نہ ہو۔ حکومت نے تین لاکھ پچاس پونڈ کا اندازہ لگایا ہے تاکہ اسٹیشنوں کے علاوہ قرنطینہ، گرگ، ملازموں اور عہدہ داروں اور پولیس وغیرہ کے مکانات بنا سکے۔ سب سے بڑا اسٹیشن دخیلہ مقام پر ہوگا۔

کو ہر قسم کی ہدایات دے سکے۔

ہوابازی کا مدرسہ

حکومت مصریہ کا یہ بھی منشا ہے کہ وہ المظہ ہوائی اسٹیشن پر ایک مدرسہ ہوابازی کا قائم کرے۔ جس کی مدتِ تعلیم چار سال ہوگی۔ اس کے ساتھ ایک قلب بھی جاری کیا جائے گا۔ جس کی حکومت سالانہ مدد کرے گی۔

مصر ہندوستان کے نقشِ قدم پر

مصر میں جو حالات رونما ہو رہے ہیں اس سے ہمارے ناظرین واقف ہیں۔ نحاس پاشا نے بحیثیت رئیس وفد ہونے کے ایک اعلان شائع کیا ہے۔ کہ موجودہ [illegible] اس غیر

کوئی حکومت کو ٹیکس وغیرہ نہ دے۔ بعض وفدی معززین نے ٹیکس وغیرہ دینے سے انکار کر دیا۔ حکومت نے ان کے مال کو نیلام کر کے روپیہ وصول کر لیا ہے۔ مال نیلام کرنے کے وقت کوئی مزاحمت نہیں کی گئی۔ بعض مصری اخبارات ہندوستان کی مثال دے رہے ہیں۔ کہ وہاں ایسے موقعوں پر کسی نے مال لینے کی جرأت نہیں کی۔ مصریوں کو اس سے نصیحت لینی چاہئے۔

وفدی فرمان اور خانہ تلاشیاں

نحاس پاشا نے جو فرمان شائع کیا ہے اس ضمن میں بعض مقامات پر خانہ تلاشیاں کی گئی ہیں۔ بعض مطبعوں کی بھی تلاشی ہوئی ہے لیکن پولیس کچھ معلوم نہیں کر سکی۔

زعیم اعظم کی تیسری سالگرہ

تمام شہروں میں سعد پاشا کی تیسری برسی منائی گئی۔ اور قرآن کریم پڑھ کر ان کی روح کو ثواب پہنچایا گیا۔

نحاس پاشا سکندریہ میں

تین دن کے لئے نحاس پاشا سکندریہ تبدیلیٔ آب و ہوا کے لئے گئے ہوئے ہیں۔ آپ نے یہ سفر کسی کو اطلاع دیئے بغیر کیا۔ مگر پھر بھی بہت سے لوگ اسٹیشن پر جمع ہو گئے۔ بعض آدمیوں نے نحاس پاشا زندہ باد کے نعرے بلند کئے۔ ایک آدمی کو پولیس نے گرفتار کر لیا۔ اور معمولی تنبیہ کر کے چھوڑ دیا۔

جامعہ مصریہ کا جدید وائس چانسلر

لطفی بک سید جو ایک مشہور مصنف اور فلاسفر ہیں اور اس سے قبل آپ وزیر معارف بھی رہ چکے ہیں اب آپ دوبارہ جامعہ مصریہ کے وائس چانسلر بنائے گئے ہیں۔

شام میں کردی بغاوت

سوریہ میں جو کرد آباد ہیں۔ اُن کو اجاڑنے کے لئے سرکار شائع کئے گئے ہیں جس پر حاجی آغا اور اولاد جبل پاشا دمشق سے ماردین جانے کے لئے روانہ ہو گئے ہیں۔ مگر فرانسیسی فوج نے ان کو مجبور کیا کہ وہ دمشق واپس ہو جائیں اور بالفعل وہ واپس ہو گئے ہیں

شاہِ مصر کا جشنِ جلوس

۹ اکتوبر کو مصر کے تمام طول و عرض میں بادشاہ مصر کی تخت نشینی کی عید منائی جائے گی۔ صرف اسکندریہ کی مجلس بلدیہ نے پانچ ہزار پونڈ کا میزانیہ تجویز کیا ہے تاکہ اسکندریہ کو اس دن بجلی کی روشنی سے دلہن بنایا جائے۔

ترکی میں ایک جدید سیاسی جماعت

ترکی میں ایک جدید سیاسی جماعت قائم ہوئی ہے۔ اس حزب کے رئیس فتحی بے ہیں۔ جو پیرس میں سفیر تھے اور گذشتہ ماہ میں اپنی سفارت سے مستعفی ہو چکے ہیں۔ آپ نے اس جدید حزب کا نام حزب الاحرار رکھا ہے۔ اور حکومت کے سامنے اس حزب کا پروگرام رکھا ہے۔

جلد ۱۸ لاہور یوم پنجشنبہ مطبوعہ جمادی الثانی ۱۳۴۹ ہجری مطابق ۳۰ اکتوبر ۱۹۳۰ عیسوی نمبر ۷۲

راجن پور میں عظیم الشان جلوس و جلسہ

صداقت اسلام کے روح پرور نظارے

(از جناب مرزا احمد صاحب قاضی مسلم مشنری)

اسلام کی ترقیات کو جو الحق یعلو و لا یعلیٰ کا مصداق ہیں دیکھ کر مخالف کو حسدًا اور حسد کرتا ہے۔ اور چاہتا ہے کہ وہ خدا کے اس نور کو جس سے زمین و آسمان روشن ہیں اپنی نا چیز پھونکوں سے بجھا دے۔ اور اس پر ظلمت ہی ظلمت نمایا کرے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ جس قدر مخالفین اسلام کوشش کرتے ہیں کہ وہ اسلام کو بدنام کریں اتنا ہی اسلام کی خوبیاں ظاہر ہوتی ہیں جو نیک دلوں میں اثر کرتی ہوئی انہیں حضرت محمد رسول اللہ صلعم کی جوکھٹ پر جھکانے کے لئے مجبور کر دیتی ہیں۔ سچ ہے واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون۔

آریہ سماج یا بانی آریہ سماج سے کون واقف نہیں۔ ایک طرف اگر انہیں اپنے سناتن دھرمی بھائیوں کی دلآزاری کی ہے تو دوسری طرف باقی دنیا کے بزرگوں کی پگڑی اچھالنے میں بھی کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا گیا۔ حضرت گورو نانک صاحب رحمۃ اللہ علیہ "گو نانک" کہہ کر لاکھوں سکھوں کے دلوں کو مجروح کیا گیا تو بے چارے جینیوں کو نہایت کند چھری سے ذبح کر دیا گیا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی روح کو تکلیف دی گئی تو مسلمان بھی ان کی نیش زبان سے بچ نہ سکے۔ بلکہ سوامی دیانند جی نے مسلمانوں کو تو اور بھی زیادہ زخمی کیا۔ کیوں مسلمان ہی ہے جو ساری دنیا کے بزرگوں کو اپنا بزرگ سمجھتا اور عزت کرتا ہے۔ گویا جناب رام و کرشن صرف ہندوؤں کے ہی بزرگ نہیں بلکہ وہ مسلمانوں کے بھی واجب الاحترام بزرگ ہیں۔ اسی طرح حضرت موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام کی توہین پر بھی تکلیف ہو سکتی ہے۔ اور ایک سناتن دھرمی کو صرف رام و کرشن کی توہین پر مگر مسلمانوں کو ان تمام بزرگوں کی توہین پر برابر کا دکھ ہوتا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ سوامی جی نے بالخصوص مسلمانوں کے دلوں کو چرکے لگائے۔

راجن پور میں کام کرتے ہوئے مجھے پانچ ماہ گزر گئے۔ اس علاقہ میں آریہ سماجی دوست بڑے زور و شور سے کام کر رہے ہیں۔ ایک طرف کانگریس کا ہنگامہ ہے تو دوسری شدھی کا ڈھونگ بھی برابر رچایا جا رہا ہے۔ کبھی کسی غریب مسلمان کو ورغلایا جاتا ہے اور کبھی مستورات پر ڈورے ڈال کر شدھ کرنے کی ناپاک کوشش شروع کی جاتی ہے۔

جناب حضرت مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع اور شیخ بشیر احمد صاحب علی پور کی اکتوبر کے شروع میں تشریف لائے۔ اسی سلسلہ میں چونکہ پنڈت لوکنا تھ جی کو آریہ سماج کوٹ چھٹہ کے جلسہ پر ہمارے جلسہ دیکھنے آئے تھے۔ اس لئے آپ نے ہی مقامی آریہ سماج میں تحقیق حق کی غرض سے چیلنج بھیجا گیا کہ "آپ کا پنڈت لوکنا تھ جی اس علاقہ میں آئے ہوئے ہیں ان کو بلا لو۔ صداقت وید پر طرفین کا مناظرہ ہو جائے۔"

مرزا صاحب کی اسلامی خدمات کس سے مخفی ہیں۔ خصوصاً آریہ سماج کے مناظرین ان کے سامنے ایسے نظر آتے ہیں جس طرح شیر کے سامنے گیدڑ۔ آریوں کو مقابلہ کا حوصلہ نہ ہو سکا۔ اور خاموشی میں ہی اپنی خیر سمجھی۔ مگر انہیں معلوم نہ تھا کہ آخر صداقت اسلام تو سامنے آ کر ہی رہے گی مناظرہ کے ذریعہ نہ سہی کسی اور ذریعہ سے سہی۔ بالآخر قدرت نے سامان پیدا کر دیئے۔ اور ہمیں موقع مل گیا کہ انہیں ان کے گھر سے صداقت حق کا ثبوت دیں۔ لالہ منالال راجن پور میں ایک شریف ہندو گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور ایک تعلیم یافتہ نوجوان ہیں اور سرکاری باغات کے کلرک ہیں۔ آپ نے اسلام کی عالمگیر تعلیم کا مطالعہ کیا۔ تو آپ پر ظاہر ہو گیا کہ دنیا میں انسانیت نواز کوئی مذہب ہے تو وہ اسلام اور صرف اسلام ہے۔ چنانچہ اس انکشاف صداقت کے بعد آپ اپنے آبائی ہندو مذہب کو چھوڑ کر اسلام سے بغلگیر ہو گئے۔ اور منالال سے شیخ عبد الرحیم صاحب بن گئے۔ خدا انہیں اس دین حنیف پر قائم رکھے اور استقلال بخشے۔ راجن پور میں لالہ منالال کے مسلمان ہونے اور علی پور کے مسٹر روشن لال جمال شیخ بشیر احمد صاحب مسلم مشنری کے شوق زیارت نے لوگوں کو مجبور کر دیا۔ کہ ایک پبلک جلسہ میں آپ نے ان نومسلم بھائیوں کے دیدار سے اپنے ایمان کو تازہ کریں۔ چنانچہ جمعرات بعد از نماز مغرب

راجن پور کی مسلم پبلک نے ایک عام جلسہ کا اعلیٰ پیمانہ پر انتظام کیا اور نہایت شان سے شیخ عبد الرحیم صاحب سابق منالال اور شیخ بشیر احمد صاحب سابق روشن لال کا جلوس نکالا گیا۔ جلوس ہمارے مکان سے شروع ہوا اور مکان دوناشاہ پر جا کر ختم ہوا۔ اس جلوس میں ہزارہا مخلوق خدا چل رہی تھی۔ اور مسلمان نشۂ ایمان سے سرشار ہو رہے تھے۔ مقررہ جلسہ گاہ پر پہنچ کر خاکسار راقم الحروف کے افتتاحی کلمات کے بعد حضرت مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع کا ایک عظیم الشان لیکچر ... گھنٹے تک جاری

بدنام کیا جا رہا ہے۔ اور کس قدر اس پاک مذہب سے دشمنی کی جا رہی ہے۔ چنانچہ اسلام کا دیگر مذاہب سے مقابلہ کرتے ہوئے آریہ سماج کے مشہور موٹے موٹے اعتراضات کا جواب دیا۔ اور آخر پر جناب مرزا صاحب نے شیخ بشیر احمد صاحب مسلم مشنری اور شیخ عبد الرحیم صاحب کا پبلک سے تعارف کرتے ہوئے نہایت موثر الفاظ میں مسلمانوں کو مبارکباد دی۔ جس پر تکبیر کے نعروں سے فضائے آسمانی گونج اٹھی۔ اس کے بعد جناب شیخ بشیر احمد صاحب کا لیکچر ہوا۔ آپ نے ہندو اور مسلم دوستوں پر واضح کیا کہ آج دنیا میں ایک اسلام ہی ایسا مذہب ہے۔ جو عالمگیر اور انسانیت نواز ہے۔ فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیہا سے آپ نے بتلایا کہ اسلام عین صحیفۂ کائنات کے مطابق ہے۔ اور اسلام میں نبی خدا کی قولی اور فعلی شہادت کا ایک بین ثبوت ہے۔ ایک نومسلم کے منہ سے صداقت اسلام کے دلائل اور قرآن کی آیات سن کر لوگ عش عش کر اٹھے۔ ہندوؤں پر بالخصوص اثر ہوا۔ اس کے بعد جناب مرزا صاحب کی اختتامی تقریر پر جلسہ ختم ہوا۔ لوگوں نے پھر جلوس کو ترتیب دے کر اپنے عزیز مہمانوں کو ان کے مکانوں تک پہنچایا۔ اور یوں ہزارہا ہندو مسلمانوں کا عظیم الشان اجتماع اللہ اکبر کے فلک شگاف نعروں پر نہایت خیر و خوبی سے ختم ہوا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک

اسلامک ریسرچ انسٹیٹوٹ کا لیکچر

لاہور کے چند اولوالعزم اور علمی ذوق رکھنے والے مسلمان نوجوانوں نے پچھلے سال اسلامک ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کے نام سے ایک علمی ادارہ قائم کیا تھا۔ جس کے قیام کا مقصد یہ تھا کہ مسلمان نوجوانوں میں اسلام کی تاریخ اور اس کے تمدن کے مطالعہ کا شوق پیدا کیا جائے۔ اور ادب اردو کے ذوق سے بھی روشناس کیا جائے۔ اس انسٹی ٹیوٹ کے لئے چندے کی کوئی اپیل آج تک نہیں کی گئی۔ بلکہ صرف چند دوست جن کی تعداد ایک درجن سے بھی کم ہے تمام مصارف برداشت کر رہے ہیں۔ گزشتہ سال اس مفید ادارہ کے زیر اہتمام تاریخ ہند کے اسلامی دور پر تقریباً پچیس لیکچر ہوئے۔ علاوہ ازیں یوم شبلی" منایا گیا۔ جس میں مولانا شبلی رحمۃ اللہ علیہ کی علمی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر چھ مضامین پڑھے گئے۔

ہمیں معلوم کر کے بہت مسرت ہوئی کہ اس سال بھی ریسرچ انسٹی ٹیوٹ نے تقریباً چالیس اسلامی اور ادبی لیکچروں کا انتظام کیا ہے سب سے اول ڈاکٹر خواجہ محمد اشرف انصاری پی ایچ ڈی (محکمہ آثار قدیمہ) تاج محل پر انگریزی زبان میں تین لیکچر دیں گے۔ ان تینوں لیکچروں کی تاریخیں ۲۹ اکتوبر۔ یکم نومبر ۳ نومبر مقرر ہوئی ہیں۔ یہ لیکچر وائی۔ ایم۔ سی۔ اے ہال میں دیئے جائیں گے۔ اور میجک لینٹرن کے ذریعہ سے تصاویر بھی دکھائی جائیں گی۔

جلد ۱۸ | لاہور یوم پنجشنبہ مطبوعہ ۶ رجب ۱۳۴۹ ہجری مطابق ۲۷ نومبر ۱۹۳۰ عیسوی | نمبر ۸۷

بادۂ عرفان کے چند قطرے

دلائل ہستئ باری تعالیٰ

از درس قرآن مجید
فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہٖ
(مرتبہ ایڈیٹر)

گذشتہ سے پیوستہ

اللہ تعالیٰ کی محبت فطرۃ انسانی میں نقش ہے

ان آیات میں سب سے پہلی آیت فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیہا (۳۰:۳۰) ہے۔ اللہ کی فطرۃ کہ جس پر لوگوں کو اس نے بنایا ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ کی محبت موجود ہے۔ یہ فطرۃ تمام انسانوں کی ہے۔ اس کے اندر خدا کی ہستی کا انکار یا کوئی اور گناہ موجود نہیں۔ بلکہ اس کی ہستی کا اقرار اور معصومیت موجود ہے۔ چنانچہ بخاری میں اس کے متعلق حدیث ہے ما من مولود الا یولد علی الفطرۃ فابواہ یہودانہ او ینصرانہ او یمجسانہ۔ ہر ایک بچہ فطرۃ اسلام پر پیدا ہوتا ہے۔ پھر اس کے ماں باپ اسے یہودی بنا لیتے ہیں۔ عیسائی بنا لیتے ہیں۔ یا مجوسی بنا لیتے ہیں۔ گویا ہر بچہ فطرۃ اللہ پر پیدا ہوتا ہے۔ مگر اس کے اندر خیالات کی تبدیلی ماں باپ کے عقاید اور ارد گرد کے حالات سے ہو جاتی ہے۔ اسلام کا کمال یہ ہے کہ وہ ہر ایک بچہ کی فطرۃ کو صحیح اور سالم قرار دیتا ہے۔ عیسائیت کا عقیدہ یہ ہے کہ بچہ خواہ عیسائی ماں باپ کے گھر میں پیدا ہو اور خواہ غیر عیسائی ماں باپ سے ہو گنہگار پیدا ہوتا ہے۔ اس کے بالمقابل اسلام کا عقیدہ یہ ہے کہ بچہ خواہ مسلم ماں باپ کے گھر میں پیدا ہو یا غیر مسلم کے گھر میں وہ مسلم اور معصوم ہی پیدا ہوتا ہے۔ اور فطرۃ اللہ پر پیدا ہوتا ہے۔ یعنی اس کی فطرۃ معصوم ہے۔ اور اس کے اوپر اللہ تعالیٰ کی محبت کا نقش منقوش ہے۔

دوسری آیت ہے واذ اخذ ربک من بنی آدم من ظہورہم ذریتہم و اشہدہم علی انفسہم الست بربکم قالوا بلیٰ شہدنا (۷:۱۷۲) یعنی تیرے رب نے اقرار لیا بنی آدم سے جب کہ وہ اپنے آباء کی پشت میں ان کی ذریت تھی۔ اور ان کو اپنے آپ پر گواہ ٹھہرایا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں۔ انہوں نے کہا ہاں۔ کیوں نہیں۔ ہم اس پر شہادت دیتے ہیں۔ یہ کیا قصہ ہے؟ یہ اقرار نسل انسانی سے یا ہم سے کب لیا گیا۔ یہ تو کسی کو یاد نہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جتنے بچے اپنے آباء کی پیٹھ سے نکلتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی ہستی کا اقرار کرتے ہیں۔ یہ بھی فطرۃ کی شہادت ہے۔ یہاں اس آیت میں سوال کرنے والی بھی فطرت اور جواب دینے والی بھی فطرۃ ہے۔ ہر شخص کی جان کو ہی اس کا گواہ ٹھہرایا ہے۔ واشہدہم علیٰ انفسہم یہ الفاظ قابل غور ہیں۔ اپنے پر خود ہی گواہ ہونا یہ فطرت کی شہادت ہے۔

اکثر دہریہ بھی منکر ذات باری نہیں

اس کے متعلق ایک اور بات جو قابل غور ہے وہ یہ ہے کہ مخلوق کی کثرت خداتعالیٰ کی قائل ہے۔ جیسا کہ کتابوں اخباروں اور علوم کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ زیادہ حصہ بلکہ بکثرت لوگ اللہ تعالیٰ کی ہستی کے ہی قائل ہیں۔ وہ لوگ جو دہریہ کہلاتے ہیں ان کے متعلق دو باتیں یاد رکھئے۔ ان میں کا ایک بہت بڑا حصہ ہے کہ خدا نہیں لا ادری ہیں۔ کہ جو فی الحقیقت ذات باری کے منکر نہیں۔ بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کی ہستی کے متعلق کافی دلائل کے نہ ملنے کے شاکی ہیں۔ اس کی وجہ یا تو یہ ہے۔ کہ وہ ادھ دلائل کے متلاشی اور طالب ہیں۔ اور یا یہ کہ ان میں عقل کم ہے اور اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ ہر انسان کی فطرۃ میں تو اس کی شہادت موجود ہے مگر اس پر پردے پڑ جاتے ہیں۔ بعض لوگوں کو جب اچھا کھانے اور پینے کو ملتا ہے۔ اور کوئی شغل بھی نہیں رہتا تو آزاد خیال ہو جاتے ہیں۔ کئی لوگ تو فرعون بے سامان ہوتے ہیں۔ مگر بعض فرعون باسامان بن جاتے ہیں۔ ایسے لوگوں کی گواہی دینے والی فطرۃ پر پردہ آ جاتا ہے۔ اور پھر بعض میں وہ نقش دھندلا ہو جاتا ہے۔ اور بعض میں ترقی کرتے کرتے بالکل تاریک ہو جاتا ہے۔ مگر اس کے خلاف بعض لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں کہ ان کی فطرۃ عام لوگوں کی نسبت زیادہ روشن ہوتی ہے۔ اور یہ لوگ انبیاء ہیں۔ ان کی فطرۃ چونکہ مصفا اور مجلیٰ ہوتی ہے۔ اس لئے ان کے اندر یہ نقش بھی زیادہ روشن ہوتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق قرآن شریف میں آتا ہے مثل نورہ کمشکوۃ فیہا مصباح المصباح فی زجاجۃ الزجاجۃ کانہا کوکب دری یوقد من شجرۃ مبارکۃ زیتونۃ لا شرقیۃ ولا غربیۃ یکاد زیتہا یضیء ولو لم تمسسہ نار نور علیٰ نور۔ اس کے نور کی مثال ایک طاق ہے کہ جس میں ایک روشن چراغ ہے۔ اور وہ چراغ ایک قندیل میں موجود ہے۔ کہ جس سے وہ قندیل گویا ایک چمکدار ستارہ ہے۔ کہ جس کو روشن کیا جاتا ہے ایسے شجر مبارکہ کے تیل سے کہ جو نہ شرقی ہے اور نہ غربی۔ تیل ایسا مصفا کہ وہ چمک اٹھے۔ اگرچہ اس کو آگ بھی نہ چھوئے۔ نور کے اوپر یہ ایک نور ہے۔ یعنی آپ کی فطرۃ اس قدر روشن تھی کہ اس میں کسی قسم کا بھی دھندلا پن اور تکدر موجود نہ تھا۔ اس لئے اس کے اندر اللہ تعالیٰ کا نور نہایت مصفا ہو کر جلوہ گر ہوتا تھا۔ غرض انبیاء کی فطرۃ

جن کی فطرۃ پر تاریکی چھا جاتی ہے۔ اس لئے اکثر دہریوں کو اس کی ہستی کی دلیل نہیں ملتی۔ مگر ان میں سے بعض تو ایسے بے عقل اور بیوقوف ہوتے ہیں کہ وہ اپنی نادانی کے ذریعے سے خدا کی ہستی کو معلوم کرنا چاہتے ہیں۔ ایک مشہور دہریہ کا ذکر ہے کہ وہ گھڑی نکال کر کھڑا ہو جاتا تھا۔ اور کہتا تھا کہ اگر کوئی خدا ہے تو مجھے پانچ منٹ میں ہلاک کرے۔ پانچ منٹ انتظار کرنے کے بعد پھر شور سے کہتا کہ کوئی خدا نہیں ہے ورنہ مجھے ضرور ہلاک کر دیتا۔ ایسے لوگوں کو یہ سمجھ نہیں کہ اگر خدا ایسا ہوتا۔ تو مخلوق ہی کیوں ہوتی۔

دہریوں کے خیال میں بھی کوئی علت العلل ہے

تاہم دہریہ علت العلل کے تو قائل ہیں۔ خواہ اس کو مدبر بالارادہ نہیں مگر علت العلل (First Cause) کو مانتے ہیں۔ اس کا تو کوئی سلیم العقل انسان انکار نہیں کر سکتا۔ اس دلیل کو قرآن شریف نے یوں بیان کیا ہے۔ ولئن سألتہم من خلق السموات والارض لیقولن خلقہن العزیز الحکیم۔ اگر اسے مخاطب تو ان سے پوچھے کہ کس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے تو وہ ضرور ہی کہیں گے۔ کہ ان کو ایک غالب حکمت والے نے پیدا کیا ہے (۴۳:۹)

غرض ہر ایک انسان اس کا یہی جواب دے گا کہ کوئی نہ کوئی مخلوق کا پہلا باعث اور علت العلل ہے۔ ساری کی ساری مخلوق ناقص حالت سے کامل کی طرف جا رہی ہے۔ اور جس قدر بھی پیچھے کی طرف نگاہ دوڑائیں ادنیٰ سے ادنیٰ حالت نظر آتی چلی جاتی ہے۔ اور اس سلسلہ کو آپ کہیں بھی ختم نہیں کر سکتے۔ جب تک کہ یہ سب کچھ نیستی پر نہ پہنچ جائے۔ ابتداء میں ایٹم یا مادہ کے ذرات تھے۔ اس سے پیشتر الکٹرون تھے۔ اور اس سے پیشتر کیا تھا۔ کیا نہیں تھا۔ یہ سلسلہ ختم نہیں ہوتا۔ جب تک کہ نیستی میں نیستی سے ہستی نہ ہو۔ قرآن شریف میں ایک اور جگہ فرمایا ام خلقوا من غیر شیء ام ہم الخالقون۔ کیا وہ بغیر کسی پیدا کرنے والے کے پیدا کئے گئے ہیں۔ یا خود ہی اپنے آپ کو پیدا کرنے والے ہیں (الطور۔ ۳۵) غرض اس قسم کے سوالات کا مطلب یہ ہے کہ انسان کی فطرۃ کو اپیل کیا جائے اور وہ خود ہی اس کا جواب دیتی ہے۔ کہ یقیناً کوئی نہ کوئی علت العلل ضرور ہے۔ دہریت کے رنگ میں بھی فطرۃ انکار نہیں کرتی۔

یہ سوال ہو سکتا ہے کہ اگر فطرۃ میں اللہ تعالیٰ کی شہادت موجود ہے۔ تو پھر دنیا میں کثرت سے تعدد آلہہ کے ماننے والے ہیں۔ یا تعدد آلہہ کے قائل ہیں۔ وہ اس کے ساتھ ایک خدا کی ہستی کے بھی قائل ہیں۔ توحید فی التثلیث ایک میں تین اور تین میں ایک مانتے ہیں۔ اسی طرح بت پرست بھی ایک پر متفق ہیں۔ اس لحاظ سے بھی یہ ایک فطرۃ کی شہادت ہے کہ باوجود تعدد اور کثرت کے خیال کے وحدت کا نقش دل سے نہیں مٹا۔

محبت الٰہی اور انسانی فطرۃ

اور دوسری آیات جو انسانی فطرۃ کی شہادت پر ہیں۔ ان میں خدا کے

خبریں

—— معاصر ام القریٰ رقمطراز ہے کہ پارچہ بافی کا کارخانہ واقعہ مکہ معظمہ غلاف کعبہ کی تیاری میں پوری تن دہی سے مصروف ہے۔ توقع کی جاتی ہے کہ وسط ذی قعدہ میں کام مکمل ہو جائے گا۔

—— سمندر کی راہ سے جدہ آنے والے حجاج کی تعداد معاصر ام القریٰ کی روایت کے مطابق ۳۷۸۲۵ ہے۔ یہ تعداد ۲۸ فروری تک کی ہے۔

—— مجلس شوریٰ نے لوہے کے نلوں کے ذریعے گھروں میں پانی بہم پہنچانے کی اسکیم کو منظور کر لیا ہے۔ اور نائب سلطان امیر فیصل نے اس کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے احکام صادر کر دئے ہیں۔ اس اسکیم سے حجاج اور اہل مکہ کو بے حد راحت و آرام حاصل ہو گا۔

—— امسال ماہ رمضان گذشتہ سال کی بہ نسبت زیادہ شوق اور شان کے ساتھ منایا گیا۔ مثلاً مساجد میں اجتماعات سال گذشتہ سے زیادہ عظیم الشان تھے اور لوگ قرآن مجید اور وعظ و تذکیر سننے کے لئے زیادہ شوق و شغف کا اظہار کرتے تھے۔ ہم نے ٹرکی کی تمام بڑی بڑی مساجد میں پھر کر دیکھا کہ وہ لوگوں سے بھر گئی ہیں۔ اور اوّل سے آخر تک پر ہیں۔ مساجد میں حاضر ہونے والے لوگ ایک ہی طبقہ کے نہیں تھے۔ بلکہ امیر و غریب اور مرد و عورت سب صلوٰۃ و تذکیر میں شریک ہوتے تھے۔

—— ادارہ امور دینی نے ایک اور کام بھی کیا تھا۔ اس نے بڑے بڑے علماء کو جو وعظ و ارشاد کا فرض ادا کرتے ہیں منتخب کر کے مساجد میں مقرر کر دیا تھا۔ لوگ ان اہل علم و فضل کے گرد پیش پند و نصیحت سننے کے لئے پروانہ وار جمع ہو جاتے تھے۔ اس کے ساتھ ہی ادارہ مذکور نے مساجد کی تزئین و آرائش کے جملہ اسباب و وسائل مہیا کر کے ان کو اور بھی مرغوب طبع بنا دیا تھا۔ رات کو ٹرکی کی مساجد برقی روشنی سے بقعۂ نور بن جاتی تھیں۔ نیز مصلوں کو بھی صاف کر دیا گیا تھا۔ ان انتظامات کا نتیجہ یہ ہوا کہ لوگ خود بخود مساجد میں کھنچے چلے آئے۔

—— نئی دہلی ۲۲ مارچ۔ وائسرائے اور لیڈی ارون کو توقع ہے کہ وہ شملہ جانے سے قبل شمال مغربی سرحدی صوبہ کا ایک مختصر دورہ کریں گے۔ صحیح تاریخوں کا فیصلہ اسمبلی کا اجلاس ختم ہونے کے بعد کیا جائے گا۔

—— رنگون ۲۲ مارچ۔ آج پھر سٹر کولنز مجسٹریٹ کی عدالت میں مسٹر جے۔ ایم سین گپتا کے خلاف مقدمہ بغاوت کی سماعت ہوئی۔

فیصلے میں ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے لکھا ہے کہ مسٹر گپتا نے اپنی دونوں تقریروں میں حکومت برہما کے خلاف نفرت پھیلانے کی کوشش کی۔ انہوں نے حکومت پر نہیں بلکہ برما اور ہندوستان کی علیحدگی کی حکمت عملی پر نکتہ چینی کی اور کانگرس پارٹی کی خلاف علیحدگی حکمت عملی کی حمایت کی۔ اور بتایا کہ اس حکمت عملی سے برہما اور ہندوستان کو آزادی مل سکتی ہے۔

مسٹر گپتا نے طلباء کے جلسے میں جو تقریر کی اُس میں حکومت کے خلاف نفرت پھیلانے کی کوشش نہیں کی گئی اور نہ وہ ایسی تقریر کرنے کا ارادہ رکھتے تھے۔ بلکہ محض علیحدگی کی حکمت عملی کے خلاف احتجاج کیا گیا تھا۔ مسٹر گپتا کو دس یوم قید محض کی سزا دی گئی۔

—— راولپنڈی ۲۲ مارچ۔ ہز اکسیلنسی گورنر آج صبح ۹ بجے راولپنڈی پہنچے۔ کمشنر بریگیڈیر اور ڈپٹی کمشنر نے آپ کا استقبال کیا۔ سہ پہر کو آپ نے عدالتوں اور شہر کے ہسپتال کا معائنہ کیا۔

—— شنگھائی ۲۴ مارچ۔ کیرین واقعہ منچوریا میں سینما فلم کو آگ لگ جانے سے جو حادثہ ہوا۔ اس میں ایک سو آدمی ہلاک ہوئے۔ جن میں زیادہ تر عورتیں اور بچے شامل ہیں۔ اس وقت تک ملبہ سے ۷۰ نعشیں برآمد ہو چکی ہیں۔

—— مدراس ۲۲ مارچ۔ اقلیتوں اور ہندو مسلم اتحاد کے مسائل اور مسٹر جناح کے چودہ نکات پر غور کرنے کے لئے آل پارٹیز کانفرنس نے بمقام دہلی جو کمیٹی مقرر کی تھی۔ اس کے صدر سر تیج بہادر سپرو شائع کرتے ہیں کہ کمیٹی کا آئندہ اجلاس ۷ اپریل کو بمقام بمبئی منعقد ہوگا۔ تمام ارکان کمیٹی سے درخواست کی گئی ہے کہ معاملات زیر غور کی اہمیت کو پیش نظر رکھتے ہوئے ضرور شریک جلسہ ہوں۔

—— ہز ایکسلینسی توفیق بے وزیر تعمیرات عامہ شام نے محکمۂ پرواز کے صدر کے ساتھ مشورہ کے بعد فیصلہ کیا ہے کہ شام میں ایک ہوائی مستقر تعمیر کیا جائے۔

—— قاہرہ ۱۲ مارچ۔ مصر کے طبی وفد کو جو حاجیوں کے ساتھ مکہ معظمہ جا رہا تھا۔ ہدایت کی گئی ہے کہ وہ سوئز کو واپس آ جائے۔ کیونکہ حکومت حجاز نے ایسی موٹر کاروں کو جن پر مصری جھنڈا لہرا رہا ہو جدہ میں جہاز سے اترنے کی اجازت دینے سے انکار کر دیا ہے۔

—— طہران ۲۰ مارچ۔ اطلاع موصول ہوئی ہے کہ بندر عباس میں آتشزدگی سے ۴۰۹ مکانات جل گئے۔ اور چند آدمی ہلاک اور بہت سے مجروح ہوئے لیکن متضاد اطلاعات موصول ہو رہی ہیں۔

—— دہلی ۲۴ مارچ۔ پولیٹیکل حلقوں میں بیان کیا جا رہا ہے کہ وائسرائے بمبئی گورنمنٹ کے آگے جھک گئے ہیں۔ اور انہوں نے مہاتما گاندھی کو گرفتار کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ اور اپنے فیصلہ سے وزیر ہند کو مطلع کر دیا ہے۔ کہتے ہیں کہ وہاں سے جواب کا انتظار ہے۔ اور سختی شروع ہو جائے گی۔ افواہ ہے کہ کانگرسی والنٹیروں کی انجمن کو خلاف قانون قرار دیا جائے گا۔ مہاتما جی کے ساتھیوں کی ایک پارٹی اس رقبہ کا دورہ کر رہی ہے جہاں مہاتما جی ستیہ آگرہ کریں گے۔

—— پنڈت مالوی کی طبیعت علیل ہے آپ آج اسمبلی میں نہیں جائیں گے۔ مالی ممبر نے اس پر اظہار افسوس کیا۔

—— بھڑوچ ۲۴ مارچ۔ ستیہ آگرہی والنٹیروں میں سے ۱۵ بیمار ہو گئے ہیں جنہیں بھڑوچ میں بھیجدیا گیا ہے۔

—— نوساری ۲۴ مارچ۔ معلوم ہوا ہے کہ تعلقہ بار دولی کے تمام پٹیلوں نے گاندھی جی کے حکم کی تعمیل میں سرکاری ملازمت سے استعفے دیدئے ہیں۔

—— کلکتہ ۲۴ مارچ۔ روزنامہ انگلشمین کے مالکان نے فیصلہ کیا ہے کہ آئندہ سوموار سے اخبار کو ہفتہ وار کر دیا جائے۔ اخبار کی پالیسی تبدیل نہیں ہو گی۔ یہ اخبار ۱۸۲۱ء میں جاری ہوا تھا۔ اور اب اس کی عمر کا ایک سو نواں سال ہے۔ اس دوران میں اخبار اینگلو انڈین طبقہ کا آرگن رہا۔ یہ اعلان جرنلسٹ حلقوں میں بڑی حیرانی سے سنا گیا ہے۔

—— لاہور ۲۴ مارچ۔ چند دن ہوئے ایک چٹھی ایڈیٹر پرتاپ کو ملی تھی جس میں سرخ سیاہی سے لکھا تھا کہ تم بھائی پرمانند کو مطلع کر دو کہ چند دن میں اُسے قتل کر دیا جائے گا۔ لیکن ہم نے اُسے مذاق سمجھا۔ اور چٹھی کو پھاڑ کر ردی کی ٹوکری میں ڈال دیا۔ اس سلسلہ میں ذیل کا واقعہ اہمیت سے پڑھا جائے گا۔

آج ایک سکھ نے سیر ہند و دیام شالہ میں بیر ہیراگی کے بُت کو مسمار کر دیا۔ ناظرین کو یاد ہو گا کہ پہلے ایک بار تین سکھوں نے بیر بیراگی بندہ بہادر کے بُت کو توڑا تھا۔ اور ان کے خلاف مسٹر ویس ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی عدالت میں مقدمہ چل رہا ہے۔ یہ بت کانگرس کے ہفتے میں ڈاکٹر موسنجے نے دوبارہ نصب کیا تھا۔ آج ۱۱ بجے صبح ایک سکھ مسمی حاکم سنگھ جو ایک ۲۲ سالہ نوجوان ہے ہند و دیا یام شالہ بیرون ٹکسالی گیٹ میں داخل ہوا۔ اور مندر میں جا کر بت کو توڑ ڈالا۔

بُت توڑنے کے بعد ملزم نے بھاگنے کی کوشش کی۔ مگر سات آدمیوں کی ایک پارٹی نے جو وہاں موجود تھی اس کا تعاقب کیا۔ اور اُسے پکڑ لیا۔ اور اسے ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ انار کلی کے روبرو پیش کیا۔ جس کے بعد اسے جوڈیشل حوالات میں بھیجدیا گیا۔ معلوم ہوا ہے کہ بھائی پرمانند کو ایک چٹھی موصول ہوئی ہے جس میں بھائی جی کو دھمکی دی گئی ہے کہ انہیں قتل کر دیا جائے گا۔ بھائی جی کا قصور یہ ہے کہ وہ کتاب بندہ بیراگی کے مصنف ہیں۔

—— علی گڈھ ۲۰ مارچ۔ علیگڈھ مسلم یونیورسٹی کی اولڈ بوائز ایسوسی ایشن کا سالانہ جلسہ اولڈ بوائز لاج میں منعقد ہوا۔ ملک کے تمام حصوں میں سے اولڈ بوائز آئے ہوئے تھے جن میں مولوی محمد یعقوب میاں احسان الحق ملک زمان مہدی خاں۔ مسٹر اے متین چودہری۔ مولانا شوکت علی مولانا محمد علی کے نام خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ صاحبزادہ آفتاب احمد خاں کی تعزیت کی قرار داد منظور ہوئی۔ نیز قرار پایا کہ ایسوسی ایشن اپنے تمام جمع کردہ رقم جو پچیس ہزار روپے کے قریب ہے۔ مرحوم کی یادگار میں ایک ہوسٹل تعمیر کرنے میں صرف کرے اس فنڈ میں ارکان کی طرف سے چار ہزار روپیہ مزید چندہ ہوا۔ میسرز خلیل احمد مراد اور سردھن بار ایٹ لا علی الترتیب سیکرٹری اور جائنٹ سیکرٹری مقرر ہوئے۔

—— ماسکو ۲۲ مارچ۔ حکومت روس کی مذہب کے خلاف جنگ کے سلسلے میں غیر ممالک میں دعا کرنے کی جو تحریک شروع کی گئی ہے اس کے خلاف پچاس ہزار سات سو اشخاص نے ماسکو میں ایک مظاہرہ کیا جس میں پوپ اور کنٹربری کے رویہ کی سخت مذمت کی گئی۔ دیگر مقامات میں بھی اسی قسم کے مظاہرے ہوئے۔ پوپ کی نقل اُتار کر بے حرمتی کی گئی۔

—— نئی دہلی ۲۳ مارچ۔ آج صبح وائسرائے نے کیمبرج مشن دہلی کا معائنہ کیا۔ اور عالیشان عمارتیں اور وہ قابل تعریف کام دیکھ کر جو مشن اپنی مختلف سرگرمیوں کے ذریعے سے انجام دے رہا ہے بے حد متاثر ہوئے۔

—— مدراس ۲۴ مارچ۔ سر سپرو آل پارٹیز کانفرنس کی کمیٹی کے صدر مطلع فرماتے ہیں کہ جلسہ کے انعقاد کا پیشتر ازیں اعلان کیا جا چکا ہے۔ وہ بمبئی میں ۷ اپریل کو ملا وائسکی لاج فرنچ برج چوپاٹی میں منعقد ہوگا۔

—— بغداد ۱۳ مارچ۔ شاہ فیصل نے نوری پاشا کو کابینہ وزارت مرتب کرنے کا حکم دیا تھا۔ جنہوں نے آج کابینہ مرتب کیا ہے اسی اثنا میں معتبر ذرائع سے اطلاع ملی ہے کہ شاہ فیصل اپنے وزیر اعظم کو ساتھ لے کر عنقریب لندن جائیں گے تاکہ زیر بحث سیاسی مسائل کے متعلق پھر سلسلہ گفتگو شروع کریں اور عراق اور برطانیہ کا نیا معاہدہ مرتب کریں۔

سائمن رپورٹ

سائمن رپورٹ کا دوسرا حصہ جو سفارشات پر مشتمل ہے ۲۴ جون کو شائع ہوگیا ہے۔ سفارشات کا ملخص حسب ذیل ہے:۔

ہندوستان اور سائمن رپورٹ

(۱) نظام حکومت فیڈرل ہوگا۔

(۲) فیڈرل اسمبلی کے ارکان کا انتخاب صوبجاتی کونسلوں کے ذریعے سے ہوگا۔ کونسل آف سٹیٹ باقی رہیگی۔

(۳) صوبوں کی حکومتوں سے دوعملی ختم ہوجائے گی۔

(۴) حق رائے دہی میں اتنی توسیع ہوگی کہ رائے دہندوں کی تعداد تگنی ہوجائے گی۔

(۵) اچھوتوں کے لئے نشستوں کی تخصیص ہوگی۔

(۶) یونیورسٹیوں تجارتی اور صنعتی حلقوں۔ بڑے بڑے زمینداروں مزدوروں اور عورتوں کی نمائندگی کا انتظام بذریعہ انتخاب اور بذریعہ نامزدگی۔

(۷) مرکزی حکومت میں اصلاً کوئی تبدیلی نہ ہوگی۔

(۸) فوج حکومت برطانیہ کے کارکنوں کے ماتحت رہیگی۔

(۹) برما کو ہندوستان سے علیحدہ کردیا جائے گا۔

(۱۰) ملازمتوں کے لئے صوبوں میں پبلک سروس کمیشن ہوں گے

(۱۱) ہائی کورٹ مرکزی حکومت کے ماتحت ہوں گے۔

(۱۲) وائسرائے اور اس کی کونسل بدستور وزیر ہند کے ماتحت رہیں گے لیکن وزیر ہند مذکور کو صوبجاتی معاملات سے کوئی تعلق نہ ہوگا۔

مسلمان اور سائمن رپورٹ

(۱) نظام حکومت فیڈرل ہو۔

(۲) صوبوں کے لئے خود اختیارہ حکومت۔

(۳) (الف) میثاق لکھنؤ کے تناسب کے مطابق جداگانہ انتخاب یعنی

پنجاب کے لئے	۵۰ فیصدی نیابت
بنگال کے لئے	۴۰ فیصدی نیابت
صوبجات متحدہ کے لئے	۳۰ فیصدی "
بہار واڑیسہ کے لئے	۲۵ فیصدی "
مدراس کے لئے	۱۵ فیصدی "
بمبئی کے لئے	۳۳ فیصدی "

یا (ب) اگر پنجاب و بنگال کے مسلمان نشستوں کی تخصیص کے بغیر مخلوط انتخاب پر آمادہ ہوں تو مسلم اقلیت کے صوبوں میں جداگانہ انتخاب کے ماتحت میثاق لکھنؤ کی زاید از استحقاق نیابت باقی رہیگی۔

(۴) سندھ کو علیحدہ صوبہ نہیں بنایا جائے گا بلکہ اس کے لئے برار کی طرح ایک قانون ساز کمیٹی مقرر ہوگی۔

(۵) صوبہ سرحد کو مانٹیگو چیمسفورڈ کی اصلاحات بھی نہیں دی گئیں صوبہ مذکور میں چالیس ارکان کی ایک مجلس بنے گی جس کا صدر چیف کمشنر ہوگا۔ ارکان میں سے نصف منتخب ہوں گے اور نصف غیر منتخب۔ اس مجلس کو لا اینڈ آرڈر مالگذاری کے سررشتوں پر کوئی اختیار حاصل نہ ہوگا۔

(۶) بلوچستان کی موجودہ حیثیت میں کوئی تغیر نہ ہوگا۔

خبرنزل

—— راولپنڈی کشمیر روڈ کا مذکورہ بالا سیکشن یکم جولائی سے کوہالہ کے پل پر روزانہ کھول دیا جائے گا۔ چالیس گز کے وقفوں سے صرف ایک طرف گاڑیاں گذرنے اور تین ٹن کا بوجھ گذارنے کی پابندی عاید رہیگی۔

—— لاہور ۲۳ جون۔ شہر کے مختلف حصوں میں شراب کی دوکانوں پر جن میں مال روڈ کی دوکانیں بھی شامل ہیں پکٹنگ بدستور جاری ہے مال روڈ پر پولیس کی بہت نمائش کی گئی۔ مال روڈ کی دوکانوں کے سامنے ایک درجن سے زیادہ کانسٹیبل متعین کئے گئے۔ انہوں نے رضاکاروں کو دوکانوں تک پہنچنے کی اجازت نہ دی۔ ابھی وہ دوکان سے چند گز کے فاصلے پر تھے کہ ایک ایک کرکے گرفتار کر لئے گئے۔ دو رضاکار ریلوے سٹیشن کے باہر کی دوکان کے سامنے سے۔ دو لنڈا بازار میں، پندرہ مال روڈ پر اور ایک دھوبی منڈی میں گرفتار کیا گیا۔

ان بیسوں کے مقدمے کی محلاً سماعت کرکے انیس سو سو روپیہ جرمانہ یا تین تین ماہ قید کی سزا دی گئی۔

—— لاہور ۲۳ جون۔ آج شہر میں ایک لڑکے راجپال نام کی پُراسرار موت پر بہت سنسنی پھیلی ہوئی ہے۔ لاش کا ڈاکٹری معائنہ کرایا گیا۔ تو معلوم ہوا کہ اس کے بدن پر شدید چوٹوں کے نشانات بھی ہیں۔ اور غرقابی کے اثرات بھی۔ سر اور چہرہ پھول کر سرخ اور سیاہ ہوگیا ہے۔ باقی تمام جسم بھی پھولا ہوا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کسی ظالم نے اسے بری طرح زدوکوب کرکے ہلاک کردیا۔ یہ لڑکا ڈی اے وی سکول کی پانچویں جماعت میں پڑھتا تھا۔ اور بال بھارت سبھا کا سرگرم رکن تھا۔ عمر تقریباً سات آٹھ سال کی بتائی جاتی ہے۔ نعش رتن چند کے تالاب سے ملی۔

—— ٹائمز آف انڈیا کو معلوم ہوا ہے کہ گاندھی جی کو حکومت کی طرف سے سائمن کمیشن کی رپورٹ (حصہ دوم) کی ایک خاص کاپی دی جائیگی۔

—— لاہور ۲۲ جون۔ آج پھر پولیس کے چند افسر پولیس کی ایک جماعت لے کر بال بھارت سبھا کے دفتر میں پہنچے۔ لیکن سیکرٹری سبھا وہاں نہ تھے۔ اس لئے ان کے مکان واقعہ دفتر ملاپ پر جاکر نوٹس دیا۔ کہ باغ بیرون موری دروازہ میں خیمہ وغیرہ لگانے سے عوام کو تکلیف ہو رہی ہے اس لئے ۲۳ جون کو ۴ بجے دن تک اپنا سامان وغیرہ وہاں سے اٹھا لیں ورنہ عدالت میں حاضر ہوکر جواب دیں۔ کہ کیوں نہ اس حکم کی تعمیل جبراً کرائی جائے۔

—— لکھنؤ ۲۲ جون۔ ۲۸ و ۲۹ جون کو لکھنؤ میں راجہ سلیم پور نے جو جلسہ طلب کیا ہے وہ منظور اس میں کہ اولاً سائمن کمیشن کی آئندہ سفارشات پر تبصرہ کیا جائے گا اور بعد میں اس امر پر بحث و تمحیص کی جائے گی۔ کہ مسلمانوں کو بالعموم ملک کی موجودہ سیاسی تحریک کے متعلق کیا روش اختیار کرنی چاہئے۔ معلوم ہوا ہے کہ جلسے میں متعدد علما شریک ہونگے۔

—— قاہرہ ۲۱ جون۔ اسماعیل صدقی پاشا نے غیر جانبدار سیاسی نوعیت کی وزارت قائم کرلی ہے۔ وزیر خارجہ حافظ عزیزی پاشا لبرل جماعت سے تعلق رکھتے ہیں۔ انہوں نے اس عہدے کو جماعتی حیثیت سے نہیں بلکہ ذاتی حیثیت سے منظور کیا ہے۔ وفد پارٹی نے جس میں کل نحاس پاشا سابق وزیر اعظم نے تقریر کی۔ فیصلہ کیا ہے کہ اگر کوئی ایسی وزارت قائم کی گئی جسے ایوان کی اکثریت کی حمایت حاصل نہ ہوئی تو اسے منظور نہیں کیا جائے گا۔

—— پشاور ۲۳ جون۔ چالیس مسلح آفریدیوں کی ایک جماعت نے کل شام کو پشاور کے نزدیک اکبر پورہ نام ایک گاؤں پر حملہ کیا۔ ان لوگوں نے خاکی وردیاں پہن رکھی تھیں پہلے تو انہوں نے ظاہر کیا کہ وہ سرحدی پولیس کے آدمی ہیں۔ اور پھر کہا کہ ہم غازی ہیں اور چندہ فراہم کرنے کو آئے ہیں۔ انہوں نے ہندوؤں کی بہت سی دوکانیں لوٹ لیں اور بیس ہزار سے زاید روپیہ لے کر پولیس کے پہنچنے سے پیشتر بھاگ گئے۔ اور ہندوؤں پر تشدد بھی کیا گیا۔

—— ڈھاکہ ۲۳ جون کل جنوبی سندی میں ایک ہندو معمار مقتول ہوا۔ فسادات کے شروع ہونے کے بعد یہ دوسری واردات ہے۔ جو محلہ میں ہوئی۔ دو مسلمان بھی زخم سے مجروح کئے گئے۔ ایک اسی محلہ کا تھا اور دوسرا اکبر محلہ [illegible]

کو سخت تکلیف ہو رہی ہے پولیس شاہراہوں کی حفاظت پر مامور ہے لیکن کوچوں اور گلیوں میں قتل وغیرہ کی وارداتیں ہو رہی ہیں۔ مولانا ابوالکلام آزاد کی توجہ کے مطابق مصالحت کے لئے بار لائبریری میں ہندو مسلمانوں کا ایک جلسہ ہو رہا ہے لیکن ابھی تک کوئی فیصلہ کن نتیجہ نہیں نکلا۔

—— بمبئی ۲۳ جون۔ فورٹ کے رقبہ میں غیر ملکی پارچہ کی دوکانوں پر پکٹنگ لگانے والے چوبیس رضاکار گرفتار کر لئے گئے۔

—— پشاور ۲۳ جون۔ آج امپریل بنک کی شاخ شہر کے دو ماہ کے بعد کھلنے سے پشاور میں حسب معمول پھر اس حالت کی بحالی کے یقینی آثار دکھائی دینے لگے ہیں۔

—— لاہور ۲۳ جون۔ پورے ۲ ہفتہ کے بعد مقدمہ سازش لاہور کے ملزمین آج ۲ بجے بعد دوپہر پھر عدالت خصوصی کے کمرے میں حاضر ہوگئے۔

پورسٹل جیل کے ملزموں میں ماسٹر آگیا رام نے اس بنا پر عدالت میں آنے سے انکار کردیا کہ وہ اس عدالت کو عدالت تسلیم نہیں کرتے۔

—— لاہور ۲۴ جون۔ معلوم ہوا ہے کہ جیل کے حکام نے ڈاکٹر شیخ محمد عالم کو گجرات جیل سے لاہور جیل میں منتقل کردیا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ انہیں دل کی کوئی بیماری ہے۔ لاہور میں رہنے سے ان کا علاج بہتر طریق پر ہوسکیگا۔

—— بمبئی ۲۳ جون۔ سر اکبر حیدری فنانس ممبر ریاست حیدرآباد دکن نے آج کانگرس کے ہسپتال کا معائنہ کیا۔ اور ستیہ گرہی زخمیوں کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کیا۔ سر اکبر نے ہسپتال کے فنڈ میں عطیہ دیا۔ سر پرسبھ شنکر تیتی بھی ہسپتال میں دیکھے گئے۔

—— الہ آباد ۲۳ جون۔ کانگرس کی مجلس عاملہ نے ۷ جون کو الہ آباد میں فوج اور پولیس کے فرائض کے متعلق جو قرارداد منظور کی تھی حکومت صوبجات متحدہ نے اسے ضبط شدہ قرار دیدیا ہے۔ پولیس نے ستیہ گرہی سماچار کے جس میں یہ قرارداد درج ہے۔ بہت سے پرچے ضبط کر لئے کانگرسی رضاکاران ان پرچوں کو تقسیم کر رہے تھے۔

—— بمبئی ۲۳ جون۔ سر پی سی شیبانے کونسل آف سٹیٹ میں ایک قرارداد پیش کرنے کی اطلاع بھیجی ہے جس کے رو سے گورنر جنرل باجلاس کونسل سے درخواست کی گئی ہے کہ وہ ملک معظم کی حکومت سے مکمل ذمہ دار حکومت۔ صوبجاتی اور قومی آزادی اور درجہ نو آبادیات کے حصول کے متعلق ہندوستانی مطالبات کو پورا کرنے کی سفارش کرے

—— نیویارک ۲۳ جون۔ کرنیل لنڈبرگ کے ہاں جس نے بحر اوقیانوس پر پہلا اور آخری کامیاب پرواز کیا تھا لڑکا تولد ہوا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہٗ و نصلّی علیٰ رسولہ الکریم

پیغامِ صلح

جلد ۱۸ | ۱۰ صفر المظفر ۱۳۴۹ھ | نمبر ۵۰

پادری پال کا شوقِ تفسیر نویسی

میاں الماس نام ایک نواب صاحب کو یہ شوق چرایا کہ ہونہ ہو قرآن شریف میں کسی طرح ان کا نام داخل ہو جائے۔ علماء کو بلا کر اپنے حد سے بڑھے ہوئے اشتیاق کا اظہار کیا۔ علماء نے اس کی اس لایعنی بات کو سُن کر کانوں پر ہاتھ رکھے۔ اور خدا کے کلام میں اس ناپاک خیال کو داخل کرنے سے صاف انکار کر دیا اور اس سے اس کو باز رکھنے کی ہر چند کوشش کی مگر نواب صاحب کا شوق کسی طرح کم ہونے میں نہ آیا۔ یہاں تک کہ ان کو اپنے مطلب کا ایک کٹھ ملاں مل گیا۔ ملاں نے کہا یہ کام ہو تو سکتا ہے مگر اس پر وقت اور روپیہ دونوں خرچ ہوں گے۔ نواب نے کہا بہت اچھا۔ ہمیں یہ سب کچھ منظور ہے۔ مگر ہمارا نام ضرور قرآن شریف میں آجائے۔ ملاں نے اس کام کے لئے چھ ماہ کی مہلت طلب کی۔ اور اس عرصہ میں نوابی خزانہ سے بے شمار روپیہ وصول کیا۔ مدت مقررہ کے بعد نواب کے دربار میں حاضر ہو کر عرض کی کہ لیجئے حضور کا نام میں نے قرآن میں داخل کر دیا ہے۔ اور ایسا با موقع کہ حضور سنتے ہی پھڑک اُٹھیں گے۔ بس انعام و اکرام تیار رکھیے۔ نواب نے دربار منعقد کرنے کا حکم دیا۔ اور گرانقدر رقم انعام دینے کے لئے منگوا کر اپنے پاس رکھ لی۔ اور ملاں صاحب کو اپنا کلام سنانے کا ارشاد فرمایا۔ ملاں صاحب نے نہایت خوش الحانی سے پڑھنا شروع کیا۔

قل اعوذ برب الناس ۔ ملک الناس ۔ الٰہ الناس ۔ من شر الوسواس الخناس یعنی میاں الماس الذی یوسوس فی صدور الناس

نواب صاحب اپنا نام قرآن شریف کی سورۃ کے اندر نگینہ کی طرح جڑا ہوا دیکھ کر اُچھل پڑے۔ اور ملاں کو بیش بہا انعام و اکرام دے کر رخصت کیا۔ ملاں تھا ہوشیار۔ انعام کے وصول ہوتے ہی نواب کی ریاست سے باہر ہو گیا۔ اس کے بعد نواب صاحب نے دوسرے مولویوں کو شرمندہ کرنے کے لئے دربار میں طلب کیا اور ان کے سامنے ملاں کی عبارت پیش کی اور ارشاد کیا کہ تم تو کہتے تھے کہ یہ امر ناممکن ہے۔ دیکھو ہمارا نام قرآن کی سورۃ کے اندر انگشتری میں نگینہ کی طرح جڑا ہوا ہے یا نہیں؟ علماء نے عرض کی کہ حضور کا نام تو ملاں جی نے خوب جڑا۔ مگر حضور نے اس سے اس عبارت کا مطلب بھی دریافت کیا؟ نواب صاحب نے گھبرا کر کہا اچھا۔ اس کا ترجمہ ہمیں سناؤ۔ ایک مولوی نے ڈرتے ڈرتے اس کا ترجمہ سنایا:۔

"کہو میں پناہ مانگتا ہوں لوگوں کے رب کی۔ لوگوں کے بادشاہ کی اور لوگوں کے معبود کی شرارت سے شیطان خناس یعنی میاں الماس سے کہ جو لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتا ہے"۔

نواب صاحب کو ترجمہ سُن کر بہت غصہ آیا۔ ملاں کو طلب کرنے کا حکم دیا مگر وہ پہلے ہی چمپت ہو چکا تھا۔

قصہ تو بہت پُرانے زمانہ کا ہے۔ مگر ہمارے دوست پادری پال نے اس میں نئے سرے سے روح ڈال دی ہے۔ خدا کی شان وہ شخص کہ جس کو اتنا پتہ نہیں لفظ معارَضہ ہے یا معارِضہ اور اپنی غلطی سے شرمندہ ہو کر بھی اپنی ضد سے باز نہیں آتا۔ عمرو بن العاص کو عمرو پڑھانے مجہول عیسائیوں کو میاں الماس بنا کر روپیہ بٹورنے کے لئے کہ جس کی فہرست ہر ہفتہ اخبار نور افشاں میں چھپتی رہتی ہے۔ سلطان التفاسیر لکھنے کی سوجھی ہے۔ یہ ہمیں معلوم ہی نہ تھا۔ کہ جب سے پادری صاحب نے اخبار نور افشاں کی ادارت سنبھالی ہے۔ انہوں نے اسلام اور احمدیت کے خلاف یوں پر پُرزے نکال رکھے ہیں۔ بیاشن کالج کی پروفیسری اور نور افشاں کی تنخواہ ادارت کے علاوہ غریب عیسائیوں کو لوٹنے کا ایک اور شعبہ تفسیر بھی جاری کر رکھا ہے۔

ایک مرتبہ یہ بھی سننے میں آیا کہ پادری صاحب نے اپنی خاندانی رام کہانی اور قابلیت کی ڈینگ مغربی ریویو ورلڈ میں بھی چھپوائی ہے۔ ہمیں پادری صاحب کے سربستہ رازوں کے انکشاف کرنے کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ مگر جو شخص اور جماعت اس امر کو بطور ایک حربے کے اسلام کے خلاف استعمال کرتے ہیں ان کے اس کند ہتھیار کی حقیقت کبھی پبلک پر ظاہر کر دینا از بس ضروری معلوم ہوتا ہے۔ پادری صاحب مدرسہ الٰہیات کانپور میں ۲۰ روپیہ پر ملازم تھے۔ مگر زبان کے چٹخارہ کی وجہ سے اکثر مقروض رہتے تھے۔ یہاں تک کہ اپنی حد سے بڑھی ہوئی حرص اور طمع سے منتظمین مدرسہ کو حیران کر رکھا تھا۔ چنانچہ مولوی امام الدین صاحب نے ہمیں تاکیداً کہا کہ میں نے ان سے ۲۵ روپے قرض لینا ہے۔ وہ جہاں ملیں میری طرف سے تقاضا کیجئے گا۔ اس کے علاوہ وہ مولانا فضل متین کانپوری اور مولانا عبد الرؤف صاحب اہل بمبئی سے ان کے متعلق عجیب عجیب باتیں سُننے کا اتفاق ہوا جن کو ہم سر دست شائع کرنے سے محفوظ رکھتے ہیں۔ یہ تو ان کی اس ڈینگ کا مختصر جواب ہے کہ جو انہوں نے اپنے متعلق خود ہی شائع کی ہے۔ اور ولایت میں شائع کرائی ہے۔

اب آپ آجائیے ان کی تفسیر کی طرف۔

سب سے پہلا اعتراض آپ کو سورۂ فاتحہ کی ترتیب اور اس کے زمانہ نزول کے متعلق ہے۔ آپ کا کہنا یہ ہے کہ سورۂ فاتحہ کو پہلے کیوں رکھا گیا؟

مورخین قرآن جو ایک ایک آیت کا شان نزول بیان کرتے ہیں سورۂ فاتحہ کے متعلق مختلف کیوں ہیں۔ ان دو باتوں سے ثابت ہے کہ سورۂ فاتحہ کا تعلق قرآن کے ساتھ نہیں اور اس کی تائید ابن مسعود کے جمع کردہ قرآن سے ہوتی ہے۔ کہ جس میں سورۂ فاتحہ نہ تھی۔ اور ابن مسعود خود کہتے ہیں۔ کہ قرآن میں کوئی سورت نہیں۔ کہ جس کے مقام نزول اور شانِ نزول سے میں واقف نہیں۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پادری صاحب نے جمع قرآن کو بھی تالیف اناجیل قیاس کر لیا ہے کہ جو کسی کی سمجھ میں آیا روایات یہود اور یونانی افسانوں کے مطابق لکھ دیا۔ اور عیسائی مذہب کہ جو خالص سامی مذہب تھا اس میں شمسی مذہب کا ایسا پیوند لگایا کہ اس کو از سرتا پا سورج دیوتا بنا کر رکھ دیا۔ کنواری کے نسب نامہ سے لے کر صلیب پر فوت ہو جانے تک کے کل واقعات موجودہ تحقیقات کی بنا پر متھرا ازم کا اترا ہوا چربہ ہیں۔ علم و عقل کی بنا پر جب کبھی بھی ان کی تنقید کی گئی۔ اناجیل کے قصص ناپائیدار ثابت ہوئے۔

نسب نامہ یسوع کے متعلق ہم "کلام حق" کے ریویو میں لکھ چکا ہوں۔ انسائیکلوپیڈیا بائبلیکا کی بنا پر کہ یوسف اور اس کا نسب نامہ بالکل فرضی ہے۔ یوسف جیسے گمنام بڑھئی کا نسب نامہ کسے یاد تھا؟ متی اور لوقا نے اس کی کیا سند پیش کی؟ بلکہ لکھا تو یہ ہے کہ یوسف کا نام بھی فرضی ہے۔ اس کا اصلی نام بھی کسی کو معلوم نہیں۔ متی اور لوقا وغیرہ کے واقعات کی تنقید علم و عقل کی روشنی میں ہم ایک الگ عنوان کے نیچے انشاء اللہ تعالیٰ لکھیں گے۔

سر دست ہمیں پادری صاحب کو یہ بتا دینا چاہیئے کہ آپ نے قرآن کریم کے متعلق جو کچھ اپنی تفسیر میں لکھا ہے اس میں واقعات اور صداقت کو ملتبس کرنے کی کوشش کی ہے۔ سورۂ فاتحہ کہ جس کے متعلق حدیث صحیح میں وارد ہے لا صلوٰۃ الا بقراۃ فاتحۃ الکتاب اور لا صلوٰۃ لمن لم یقرا بفاتحۃ الکتاب

یہ ظاہر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ میں بھی نماز پڑھا کرتے تھے۔ اور کوئی نماز بغیر فاتحہ ہو نہیں سکتی اور نہ کبھی تھی۔ اس بنا پر علماء کا فیصلہ ہے کہ یہ سورۃ مکی ہے۔

ام القرآن و فی ام القریٰ نزلت۔ ما کان للخمس قبل الحمد من اثر۔ (باقی باقی)

میلاد نمبر

عید میلاد النبیؐ کا مبارک دن قریب آرہا ہے۔ آپ کے واحد قومی آرگن نے اس تقریب سعید پر اپنا ایک خاص نمبر شائع کرنیکا فیصلہ کیا ہے ہمارے خیال میں اس اطلاع کو احباب تک پہنچا دینے کے بعد ہمیں کچھ کہنے کی ضرورت باقی نہ رہنی چاہیئے۔ یہ نمبر دنیا کے سب سے بڑے سچے اور پاک انسان کی یاد میں شائع ہو رہا ہے۔ اس میں انسانیت و اخلاق کے پاسبانِ اعظم کے حیاتِ مطہرہ کا بیان ہوگا۔ اس میں رحمۃ اللعالمین کے شاندار کارنامے درج کئے جائیں گے۔ یہ نمبر اس شخص کے پاک نام سے منسوب ہے جس کی غلامی پر ہمیں فخر ہے۔ تو پھر کیا یہ کہنے کی ضرورت ہے کہ اس نمبر کی زیادہ سے زیادہ اشاعت ہر ایک احمدی ہر ایک مسلمان کا فرض ہونا چاہیئے؟

بیشک وقت بہت تھوڑا ہے لیکن جس ہستی کی یاد میں یہ نمبر نکل رہا ہے وہ بھی ایسی ہے جن کا نام سُننے پر ہر ایک احمدی کو سراپا عمل بن جانا چاہیئے۔ جسقدر زیادہ تعداد میں یہ نمبر شائع ہو اسی قدر مفید ہے۔ احباب کا فرض ہے کہ وہ اس کی زیادہ سے زیادہ کاپیاں مفت یا رعایتی قیمت پر اپنے رشتہ داروں۔ دوستوں۔ غیر از جماعت مسلمانوں اور غیر مسلم و زیر تبلیغ اصحاب میں بکثرت تقسیم کریں۔ اس پرچے میں کسی دوسری جگہ میلاد نمبر کے متعلق چند اطلاعات درج ہیں آپ ان کو مطالعہ فرما کر فوراً آرڈر دیدیں۔

میلاد نمبر کے متعلق ضروری اطلاعات

۱۔ ناظرین کرام کو گذشتہ اشاعت سے معلوم ہو چکا ہوگا کہ ۱۳ اگست کا پرچہ میلاد نمبر ہوگا۔ اس نمبر کی تیاری شروع ہو چکی ہے۔ مضامین فراہم کئے جا رہے ہیں۔ کل سے کتابت بھی شروع ہو جائے گی۔

۲۔ اس پرچہ کی تیاری کی وجہ سے عملہ کو بہت مصروفیت ہوگی۔ اس لئے ۳۰ جولائی کا پرچہ شائع نہ ہوگا۔ خریدار صاحبان نوٹ فرمالیں۔

۳۔ احباب کو لازم ہے کہ اس پرچہ کی زیادہ سے زیادہ اشاعت کریں۔ یہ ایک بہترین اسلامی خدمت ہوگی۔ جن اصحاب کو زائد پرچوں کی ضرورت ہو وہ ۲ اگست سے قبل مطلع فرمائیں۔ اس کے بعد جو فرمائشیں موصول ہوں گی ان کی تعمیل شاید نہ ہو سکے۔

۴۔ قیمت فی پرچہ ڈیڑھ آنہ (۱؍۱) ہوگی۔ ایک روپے کی چودہ کاپیاں ملیں گی۔ محصولڈاک بذمہ خریدار ہوگا۔

۵۔ قیمت بذریعہ منی آرڈر یا ٹکٹوں کی صورت میں پیشگی آجانی چاہیئے یا وی پی کی اجازت ہونی چاہیئے۔ ورنہ تعمیل نہ ہوسکیگی۔ وی پی شاید دیر میں موصول ہو اس لئے منی آرڈر یا ٹکٹوں کی صورت میں قیمت بھیجنی بہتر ہے۔

۶۔ بہتر ہوگا کہ قیمت اور محصولڈاک کے علاوہ ۲ کے زائد ٹکٹ بھیجے جائیں تاکہ پرچے بذریعہ رجسٹری پارسل محفوظ طریق پر پہنچ سکیں ورنہ گم ہونیکی صورت میں دفتر ذمہ دار نہ ہوگا۔

۷۔ جو اصحاب پچاس (۵۰) یا اس سے زائد پرچے خرید فرمائیں گے ان کے نام اخبار میں شکریہ کے ساتھ درج کئے جائینگے تاکہ غیر متوجہ احباب کو بھی تحریک ہو۔

۸۔ مضمون نگار اصحاب کی خدمت میں گذارش ہے کہ تمام مضمون اور نظمیں ۹ جولائی تک پہنچ جانی چاہئیں۔ کیونکہ وقت بہت تھوڑا ہے۔ کوئی مضمون ڈیڑھ دو کالم سے زیادہ نہ ہو۔

۹۔ یہ میلاد نمبر سے پہلے شائع ہونیوالا آخری پرچہ ہے۔ اس لئے احباب مندرجہ بالا اطلاعات کو بغور ملاحظہ فرمائیں۔ (خاکسار منیجر "پیغام صلح" لاہور)

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام پونچھ کا سالانہ جلسہ

(از مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع)

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام پونچھ کے سالانہ جلسہ کو گذرے کم و بیش ایک ماہ کا عرصہ گذر چکا ہے۔ اس کی روئیداد لکھنے کی توفیق قبل ازیں نہ مل سکی۔ پونچھ سے واپسی پر بخار زکام اور اسہالوں کی شکایت نے بے بس کر دیا تھا۔ آج طبیعت میں سکون دیکھ رہا ہوں اور چاہتا ہوں کہ پونچھ کے کچھ حالات

مقامی انجمن کی درخواست پر خاکسار وہاں پہنچا

اگرچہ موسم بے حد خراب تھا۔ ایک دفعہ تو بارش کے طوفان نے بنا بنایا پنڈال اکھیڑ کر الگ کر دیا۔ تمام شامیانے نیچے آرہے اور سامان سجاوٹ پانی میں لت پت ہو گیا۔ تاہم جلسہ نہایت شاندار رہا۔ اور لوگوں نے خواہ ہندو ہوں خواہ سکھ، مسلمانوں کے جلسہ میں بے حد دلچسپی لی۔ تمام اجلاس خوب پر رونق اور کامیاب رہے۔ پانچ لیکچر مولوی غلام احمد صاحب فاضل بدوملہی کے اور چھ لیکچر میرے ہوئے۔

آریہ سماج کا جلسہ

ہمارے جلسہ سے ایک ہفتہ قبل آریہ سماج کا سالانہ جلسہ گذر چکا تھا۔ آریوں کو گذشتہ سال کی ذلتیں (جو انہیں خاکسار راقم الحروف کے مقابلہ پر اٹھانی پڑی تھیں) یاد تھیں۔ اس لئے امسال دریدہ دہنی سے کام نہیں لیا گیا۔ ہماری جماعت نے کہہ رکھا تھا کہ اگر کوئی ایسی ویسی بات کی گئی تو ہم اپنے جلسہ میں پوری پوری خبر لیں گے۔ یہ تو آریوں کی فطرت کے خلاف ہے کہ بالکل ہی چپ سادھ لیں۔ اور نری شرافت سے ہی کام لیں۔ آخر اتنی احتیاط کے باوجود ان کے ایک پنڈت صاحب نے اعتراض کر ہی دیا۔ کہ مسلمانوں سے پہلے ہندوستان میں امن و امان کا دور دورہ تھا۔ لوگ جانتے بھی نہ تھے کہ چوری کیا ہوتی ہے۔ کبھی کسی نے اپنے دروازے کو قفل نہیں لگایا تھا۔ اور نہ لوگ جانتے تھے کہ قفل کیا شئے ہوتا ہے (معترض پنڈت صاحب قفل کی جگہ لفظ "تالہ" استعمال کرتے تھے)

"تالہ" (قفل) مسلمانوں کے آنے کے بعد ایجاد ہؤا ہے۔ اور لفظ تالہ ہے بھی عربی دیکھو نا۔ اللہ تالہ (اللہ تعالیٰ) نعوذ باللہ من ہذہ الخرافات۔

آریہ اعتراضات کا جواب

احباب نے بار بار خواہش ظاہر کی کہ میں آریوں کے ان لچر پوچ باتوں کا جواب دوں اور بتلاؤں کہ چوری کب سے شروع ہوئی۔ آخر ایک اجلاس میں ہجو قسم اعتراضات کے جوابات پر میرا ایک لیکچر رکھا گیا۔

دہرم شاستر سے چوری کا ثبوت

میں نے جوابات کے دوران میں بتلایا کہ اسلام چوری کے فعل کو بے حد نفرت اور ملامت کی نگاہ سے نہ صرف دیکھتا ہے۔ بلکہ عادی سارق کے ہاتھ کاٹ دینے کا حکم دیتا ہے۔ یہ دہرم شاستر کی ہی شان ہے۔ جس کے نزدیک کسی کے کھیت سے دو مولیاں یا دو گنے چرا لینا کوئی چوری نہیں۔ بیوع کے حواری بیوع کے سامنے لوگوں کے کھیتوں سے بالیں توڑ لیتے۔ اور اپنے استاد کے فتویٰ کے مطابق اسے چوری نہ سمجھتے۔ تو ہندوستان کے پنڈت بھلا کیا کم تھے۔ نہ صرف دو مولیوں اور دو گنوں کی چوری جائز سمجھی جاتی تھی۔ بلکہ گائے کے لئے گھاس چرا لانا بھی جائز سمجھا جاتا تھا۔ آخر کیوں نہ ہو۔ ایک مقدس جانور کی خاطر تواضع جو کرنی ٹھہری خواہ چوری کے مال سے ہی کیوں نہ ہو۔ مگر قربان جائیے گا مقدس اسلام پر کہ اس کے نزدیک ایک چھوٹی سی سوئی کی چوری بھی چوری ہے۔ اور چور کو سزا دی جائے گی۔ خواہ وہ چور محمدؐ کی اپنی بیٹی فاطمہ ہی کیوں نہ ہو میں نے بتلایا کہ یہ تو ہے دہرم شاستر کا حال کہ اس میں چوری کا ذکر آتا ہے۔ اب لیجئے براہ راست مقدس ویدوں سے

ویدوں سے چوری کا ثبوت

یجروید میں آتا ہے:-

(۱) نمو ترکھنے۔ ٹھگوں کے لئے تعظیم

(۲) تسکرا انام پتئے نمو۔ چوروں کے سردار کی تعظیم۔

(۳) نکتم چرہ دبھیو نمہ۔ رات کو نقب لگانے والے لٹیروں کی تعظیم۔

(۴) وِکرِنتا نام پتئے نمہ۔ گانٹھ کترنے والوں کے سردار کو تعظیم۔

میں نے لوگوں کو توجہ دلائی کہ جن ویدوں میں مندرجہ بالا فقرات موجود ہوں ان ویدوں کے ماننے والے کہیں کہ مسلمانوں کے ہندوستان میں آنے سے پہلے تو کوئی چوری کا نام بھی نہیں جانتا تھا؟ نہیں نہیں بلکہ نام تو کیا خود ویدوں میں چوری کے قصے لکھے۔ اور پڑھے جاتے تھے جب سے وید بنے تب سے چور ٹھگ۔ لٹیرے گانٹھ کترے۔ آخر مسلمان تو ہندوستان میں اب آئے ہیں۔ وید تو ایک ارب ۹۶ کروڑ سال سے ہندوستان میں موجود ہیں۔ اور ان میں چوروں۔ ٹھگوں۔ لٹیروں۔ گانٹھ کتروں کا ذکر آتا ہے۔ یا تو یہ کہیئے کہ ایسے تمام منتر مسلمانوں کے بعد بنا کر ویدوں میں داخل کر دیئے گئے۔ اور یہ تحریف ہے جو ویدوں میں آپ خود تسلیم کریں گے۔ یا یہ مانیے کہ مسلمانوں سے پہلے بھی ہندوستان میں چوری موجود تھی۔ اور ویدوں کے بھولے بھالے اور سیدھے سادھے رشی جو لٹیروں ٹھگوں اور گانٹھ کتروں کی مارا مارے خوف کے تعظیم نہ صرف کرتے تھے۔ بلکہ ان کی تعظیم کا سبق ویدوں میں بھی لکھ گئے۔ پھر میں نے بتلایا کہ رگوید اور اتھرو وید دونوں میں معمولی اختلاف قرات کے ساتھ ایک منتر آتا ہے۔

سستو مانا سستو پتا یستو شوا سستو وشپتی الخ

اس منتر کے بارے میں شارحین وید کا خیال ہے کہ یہ منتر چوری کے لئے استعمال کیا جاتا تھا۔ اسی منتر کے اگلے منتر میں سمندر کی ایک بوٹی کا ذکر آتا ہے۔ جو دوسرے کو سلا دینے کے کام آتی ہے۔ چوری میں آجکل کے بھی توہمات پرست چور قبرستان کی مٹی استعمال کرتے ہیں۔ کہ گھر کے لوگ سوئے رہیں۔ اور وہ سارا مال لے کر چل دیں۔

کاؤنس اچاریہ بھی تسلیم کرتا ہے کہ ویدوں کے خاص خاص منتر خاص خاص کام کے لئے پڑھے جایا کرتے تھے۔ اور وہ اثر دکھاتے تھے۔

ان منتروں کے علاوہ رگوید کے اس منتر کہ اچھنتی سرمایرید مانڈ دورسے ہیدوا جگری پراپچے کارسے ہینتی کا پری تکبیا ہیت کنھم رسایا انتراہ پیپالنسی۔

کی تشریح میں نرکت کے اندر آیا ہے کہ پرماتما کی گئو ویں اسروشیطان چرا کر لے گئے۔ تو "دیوشنی" تلاش کو نکلی تھی۔ غرض مسلمانوں سے پہلے تو چوری اس قدر عام تھی کہ پرماتما تک کے گھر میں بھی ڈاکے ڈالے جاتے تھے۔ یجروید کا یہ منتر

مانو ورد ی اندر ما پرا وا ماتا پر یا سجو جنانی پرموشی

تو بہت ہی مشہور ہے۔ اور آریے بالخصوص سوامی جی کی تصنیف "آریہ بھونے" میں اس کا پاٹھ کرتے رہتے ہیں۔ اس منتر میں کہا گیا ہے کہ "اے پرماتما ہمارے دلپسند کھانوں کو نہ چرا" گویا پرماتما تک بھی چوری کی عادت میں مبتلا ہیں۔ لا حول ولا قوۃ۔

اسلام پر آریوں کے جس قدر بھی اعتراض ہوتے ہیں ان کی زیادہ وجہ یہ ہوتی ہے کہ آریہ معترضین اپنے ویدوں سے بالکل کورے اور اپنی مسلمات سے کلیتہً بے بہرہ ہوتے ہیں۔ اب جس آریہ کو معلوم ہو کہ وید تو چوری کے ذکر سے بھرے پڑے ہیں۔ وہ یہ کبھی بھی نہیں کہہ سکتا کہ مسلمانوں سے پہلے ہندوستان میں چوری کا نام بھی کوئی نہیں جانتا تھا۔ (باقی دارد)

(بقیہ صفحہ اوّل)

یہ وعدہ لے کر چھوڑ دیا تھا۔ کہ وہ رسول اللہ کے ساتھ شریک ہو کر قریش سے جنگ نہ کریں گے۔ بدر کی لڑائی کے موقعہ پر دشمنوں کی تعداد آپ سے بہت زیادہ تھی۔ اور ایک آدمی کی کمی یا زیادتی بھی آپ کی جنگی طاقت پر اثر ڈال سکتی تھی۔ لیکن اس قدر سخت ضرورت اور ان لوگوں کی عاجزانہ درخواستوں کے باوجود آپ نے اسے گوارا نہ کیا کہ وہ اپنا عہد توڑ کر لڑائی میں آپ کا ساتھ دیں۔ اصل یہ ہے کہ مصلحت وقت کے مد[illegible]

اپنے جان نثاروں کو ان کی اپنی شریفانہ تمناؤں کے پورا کرنے سے باز رکھنے میں۔ یقیناً آپ کو سخت رنج ہؤا ہوگا۔ لیکن حق کی خاطر سے گوارا کیا گیا۔ بہرصورت و بہر حالت ایک اخلاقی قانون کا ضروری تھا۔ خواہ اس کی وجہ سے دل کو کتنی ہی تکلیف پہنچتی کہ پیغمبر خدا جس بلند اخلاقی نصب العین کی طرف قوم کو بلانا چاہتا تھا پہلے خود اس پر عمل کر کے دکھاتا۔ اور حق یہ ہے کہ آپ نے اس کے پیش کرنے میں ذرا سا بھی پس و پیش نہیں کیا۔ آپ کی سوانح حیات ہمیں بتاتی ہے کہ آپ نے اپنی تعلیم اور تبلیغ کا زندگی بھر اصول یہ رکھا کہ جو کچھ اپنے پیروؤں کو سکھانا چاہتے تھے پہلے وہ خود کر کے دکھا دیا اور کبھی کسی ایسے کام کی تعلیم نہ دی جس کا عملی نمونہ خود پیش نہ کر دیا۔

باقیدارد

پیغام صلح

کی اشاعت کے لیے کوشش کرنا ہر ایک احمدی بھائی کا فرض ہے۔ براہ عنایت ہر ایک خریدار پیغام صلح سے ایک ایک دو دو خریدار بھیجکر ممنون فرمائیں۔ منیجر

اخبار احمدیہ

درخواست دعا- بعض احباب خود یا ان کے متعلقین ایک عرصہ سے بیمار ہیں۔ ان کے لئے درد دل سے دعا کی ضرورت ہے۔

جناب مولانا یعقوب خاں صاحب ایڈیٹر "دی لائٹ" کی اہلیہ صاحبہ اور مولوی لال حسین صاحب کی اہلیہ کے لئے دعا کی سخت ضرورت ہے۔

شیخ محمد نصیب صاحب کا چھوٹا لڑکا عبدالقادر بھی بیمار ہے دعا ہے۔ بابو غلام حسین صاحب ریٹائرڈ سٹیشن ماسٹر بھی بیمار ہیں۔ مولوی احمد صاحب کی صحت بھی اچھی نہیں۔ آپ ابھی رخصت پر ہیں۔

مولوی عصمت اللہ صاحب گذشتہ ہفتہ کی شب کو تھوڑے وقت کے لئے سیال کوٹ سے لاہور تشریف لائے سیال کوٹ میں آپ نے قرآن شریف کا درس شروع کیا ہوا ہے۔ سنا ہے کہ بعض نئے سننے والے آپ کے درس میں آتے اور ہوشیار ہو کر جاتے ہیں۔

خوش خبری

اخویم ڈاکٹر عبدالوہاب صاحب سیام نے حضرت امیر کے رسالہ اسلام کا ترجمہ سیامی زبان میں چھپوا کر اس ملک کے غیر مسلموں میں ہزارہا کی تعداد میں مفت تقسیم کیا ہے۔ اور اب وہ حضرت نبی کریم کی سیرۃ مولفہ حضرت امیر کا ترجمہ چھپوا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ڈاکٹر صاحب کو جزائے خیر دے۔ خاموشی سے نہایت مفید کام کر رہے ہیں۔

مفت تقسیم کیلئے نئے ٹریکٹ

(۱) اتمام حجت عـ۹ در بارہ اختلاف مذہب قادیانی با حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ جس میں حضرت مسیح موعودؑ اور بانی قادیانیت میاں محمود احمد صاحب کی تحریروں کو مقابل رکھ کر ثابت کیا گیا ہے کہ موخر الذکر ایک جدید مذہب اور خلاف حضرت مسیح موعود ہے۔ یہ ٹریکٹ احباب کے اصرار پر دوبارہ چھپوایا گیا ہے۔ مفت اشاعت کے لئے مناسب تعداد میں منگوا لیا جائے۔

(۲) محمد مصطفےٰ بزبان سندھی۔ جناب نواب صاحب منگرول نے غیر مسلموں میں مفت تقسیم کے لئے یہ ترجمہ اپنے خرچ پر شائع فرمایا ہے۔ مناسب تعداد میں مفت مل سکتا ہے۔

محمد منظور الٰہی آنریری اسسٹنٹ سیکرٹری

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغامِ صلح

جلد ۱۸ | یکشنبہ ۲۷ ذی قعدہ ۱۳۴۸ھ | نمبر ۲۹

آزمائش کا وقت

گذشتہ اشاعت میں ہم شیخ محمد نصیب صاحب انچارج تحصیل دفتر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی ایک مراسلت شائع کر چکے ہیں جس میں ان احباب کو جنھوں نے انجمن کے گذشتہ سالانہ جلسہ پر ایک مقررہ رقم کے ادا کرنے کا اعلان فرمایا تھا اس امر کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ اپریل کے خاتمہ تک موعودہ رقم صدر دفتر میں پہنچ جانی چاہیئے۔ ہمارے جن بھائیوں نے موعودہ رقوم کے متعلق اپنے فرض سے سبکدوشی حاصل کر لی ہے۔ ان کا شکریہ ادا کرنا ہم اپنا فرض منصبی سمجھتے ہیں۔ خداوند کریم انہیں جزائے خیر دے ہمیں امید ہے کہ دوسرے احباب بھی انجمن کی مالی ذمہ داریوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے موعودہ رقوم کی بروقت ترسیل کا خیال رکھیں گے۔

قارئین کرام اس حقیقت سے بے خبر نہیں ہیں کہ اسلام کے لئے یہ زمانہ خصوصیت کے ساتھ پُرآشوب ہے۔ لامذہبیت یا دہریت کا فتنہ بظاہر اسلام کی اشاعت کے راستہ میں ایک بہت بڑی رکاوٹ ہے۔ جنگ عظیم کے بعد ایشائی اور یورپین ممالک میں جو انقلاب رونما ہوا ہے اس نے عام طور پر لوگوں کو مذہب سے متنفر کر دیا ہے۔ مذہب کے خلاف نفرت اور حقارت کے جذبات برانگیختہ کرنے کی تحریک میں سب سے زیادہ حصہ لینے والی جماعت بالشویک حکومت ہے۔ جو روس کے چھوٹے باپ (زار) کے بڑے باپ (خدا) سے ایک عظیم پیمانہ پر انتقام لینے کے درپے ہے۔ روس کی موجودہ حکومت کے نزدیک خدا سے انتقام کی صرف یہی صورت ہے کہ لوگوں کے دلوں سے مذہب کے تخیل کو حرف غلط کی طرح مٹا دیا جائے۔ روس کے عام باشندے اس پروپیگنڈے سے جو مذہب کے خلاف کیا جا رہا ہے بتدریج متاثر ہو رہے ہیں۔ پروپیگنڈا کرنے والے عوام کو بتاتے ہیں "کہ جس شے کو پادری تمہارے لئے آبِ حیات سمجھتے تھے وہ آخر زہر ہلاہل ثابت ہوئی جو مذہب نے تمہاری روح اور جسم پر قبضہ کر رکھا تھا لیکن اب تم اس کی گرفت سے آزاد ہو۔ مذہب کے علمبردار تمہارے دشمن تھے۔ کیونکہ انہوں نے دنیاوی علوم وفنون میں تمہاری ترقی اور کامیابی کے راستے بند کر دیئے تھے۔" مذہب کے خلاف اس شدید نفرت کا باعث وہ ذہنی غلامی تھی جو مذہب کے نام سے عوام کے لئے روا رکھی جاتی تھی۔ زار کی حکومت اور اس کے مذہبی عہدیداروں نے اس مذہبی غلامی سے جس قدر فائدہ اٹھایا ہے اس کی تفصیل ایک دردناک داستان ہے۔

آخر روسیوں کی جہالت، توہم پرستی اور ذہنی غلامی نے مذکورہ بالا انقلاب کے بعد لامذہبیت کی شکل اختیار کر لی۔ دہریت کی یہ متعدی وبا تمام متمدن اور مہذب ممالک میں پوری شدت کے ساتھ پھیل رہی ہے ہندوستان میں بھی اس کا اثر نمایاں طور پر نظر آ رہا ہے۔ اسلام کے خلاف فتنہ پھیلانے والی جماعت پہلے ہی اپنی پوری سرگرمی اور طاقت کا مظاہرہ کر رہی ہے۔ یہ صحیح ہے کہ خدا اپنے دین کا خود محافظ ہے اور اس کی حفاظت کا وعدہ کر چکا ہے لیکن کیا اس کے یہ معنے ہیں کہ ہندوستان کی تبلیغی جماعتوں اور بالخصوص احمدیہ انجمن اشاعتِ اسلام لاہور کی قوتِ عمل کمزور پڑ جانی چاہیئے؟ دہریت کی ہولناک وبا میں جبکہ چاروں طرف تاریکی ہی تاریکی دکھائی دیتی ہے۔ اگر کوئی مذہب اپنی نورانی شعاعوں سے اس تاریکی کو زائل کر سکتا ہے۔ تو وہ اسلام ہے۔ احمدی مبلغین کا فرض ہے کہ وہ خدا کی اس مخلوق کو جو تاریکی میں بھٹک رہی ہے روشنی دکھائے اور انہیں ہلاکت سے بچائے۔

ہم اس مہتم بالشان مقصد میں یقینی طور پر کامیاب ہو سکتے ہیں بشرطیکہ [illegible]

جس کی اسلام اپنے متبعین سے توقع رکھتا ہے یعنی ہم اللہ کے نام کو بلند کرنے اور دنیا کے مختلف حصوں میں اس کا پیغام پہنچانے کے لئے اپنی طرف سے کوئی کسر اٹھا نہ رکھیں۔ اگر اس راہ میں مال اور جان کی قربانی بھی دینی پڑے تو اس سے ہرگز دریغ نہ کریں۔ اس معاملہ میں ہماری بے حسی اور غفلت شعاری کی یہ مثال کس قدر یاس انگیز ہے کہ ہم اب تک برلن مسجد کو مکمل نہیں کرا سکے اور نہ مسجد کے لئے قالین مہیا کر سکے تاکہ وہاں جمعہ کی نماز باقاعدہ پڑھی جاسکے۔ مسجد کو مکمل اور اس کے فرش کو قالینوں سے آراستہ کرنے کے لئے پندرہ بیس ہزار روپے کی ضرورت ہے۔ بظاہر یہ رقم زیادہ معلوم ہوتی ہے۔ لیکن اگر برادرانِ اسلام اس امر کو پیش نظر رکھیں کہ بقول حضرت مولانا محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور دراصل برلن مسجد مکفول نہیں۔ بلکہ ہندوستان کے تمام مسلمانوں کی عزت مکفول ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی مسجد مذکور کے متعلق اپنی ذمہ داری کو محسوس کریں۔ تو پھر بیس ہزار کی رقم کا چند دنوں کے اندر فراہم کر لینا ایک معمولی بات ہے۔

برلن وسطی یورپ کا ایک عظیم الشان علمی اور صنعتی مرکز ہے احمدی جماعت یا عام مسلمانوں میں سے کتنے لوگ ہیں جنھوں نے برلن مسجد کی موجودہ حیثیت کے اس پہلو پر غور کیا ہے کہ یورپ اور بالخصوص جرمنی کے غیر مسلم باشندے جو اس مسجد کو دیکھ چکے ہیں۔ اس کے فرش کو نامکمل حالت میں دیکھ کر مسلمانوں کے متعلق کیا رائے قائم کرتے ہوں گے؟ یورپ کی غیر مسلم پبلک کے لئے جمعہ کی نماز ایک ایسا عجیب ترین اور دلآویز منظر ہے۔ جو اس کے قلب پر اسلام کی وحدت اور اخوت کا ایک غیر فانی نقش قائم کر سکتا ہے۔ مگر افسوس قالینوں کے نہ ہونے کی وجہ سے وہاں جمعہ نہیں ہو سکتا۔ مغرب کی وادیوں میں توحید کا نعرہ صرف اسی صورت میں گونج پیدا کر سکتا ہے کہ جب دل میں وہی تڑپ ہو جس نے آج سے تیرہ صدی قبل نہ صرف عرب بلکہ کل دنیا کی کایا پلٹ دی تھی۔ یہ وقت اسلام کی آزمائش کا نہیں کیونکہ وہ ازل سے ہے اور ابد تک رہے گا۔ آزمائش ہے فرزندانِ توحید کی روحانی طاقت کی۔ جنہیں اپنی قوتِ عمل اور طریق کار سے بتا دینا چاہیئے کہ اگر دنیا میں کوئی مذہب بنی نوع انسان کی دینی اور دنیوی فلاح کا ضامن اور حقیقی مسرت کا سرمایہ دار ہو سکتا ہے تو وہ اسلام ہے مقتضائے وقت یہی ہے کہ ہم اللہ کے دین کی اشاعت اور دنیا میں عالمگیر اخوت کی فضا پیدا کرنے کے لئے اپنے علم و عمل کی پوری طاقت سے کام لیں۔

اتحاد کانفرنس

عنوان بالا سے ہم نے سیماب صاحب اکبر آبادی کا ایک مطبوعہ مضمون کسی دوسری جگہ شائع کیا ہے۔ اس مضمون میں ہز ہائینس نواب محمد جہانگیر میاں والئے ریاست مانگرول کا پیغام برادرانِ اسلام اور بالخصوص حضرات علماء کی خاص توجہ کے قابل ہے۔ اگر ہز ہائینس کی تجویز کے مطابق دہلی میں اکابر قوم بالاتفاق یہ رزولیوشن پاس کریں "کہ آئندہ کوئی مولوی یا واعظ کسی مختلف اسلامی عقاید کے عالم یا پیشوا کے خلاف وعظ نہ کہے اور نہ اس کے خلاف کسی طرح الزام لگائے۔" اور اخبارات بھی ایسے مضامین کی اشاعت سے احتراز کریں جن سے کسی دوسرے پیشوا یا اس کے معتقدین کی توہین ہوتی ہو تو اس میں شک نہیں کہ اس رزولیوشن سے آئے دن کے ان جھگڑوں اور فسادوں کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ ہو سکتا ہے۔ جن سے جمعیت اسلامی کا شیرازہ پراگندہ ہو رہا ہے۔ اس نیک اور مفید تحریک کو بروئے کار لانے کے لئے ہز ہائینس نے مالی امداد دینے کا وعدہ بھی فرمایا ہے مگر یہ مسلمانوں کی بدقسمتی ہے کہ خود ان کے علماء اتحاد اور اخوت کے پرچم کو اپنی خانہ جنگی سے پارہ پارہ کر رہے ہیں۔ امروہہ میں جمعیت علمائے ہند کا سالانہ اجلاس ہونے والا ہے اور اس کے مقابلہ میں اسی قصبہ کے اندر توسیع نظام علما کی مجلس استقبالیہ بھی اپنا اکھاڑہ جمانے والی ہے۔ ہم اس وقت اس بحث میں نہیں پڑنا چاہتے۔ کہ جمعیۃ علمائے ہند اور مجلس توسیع نظام علماء میں سے کونسا فریق غلطی پر ہے اور کونسا حق پر۔ لیکن ایسے نازک زمانہ میں جبکہ اغیار اسلام کی بیخکنی کے لئے اپنے جسم اور دماغ کی پوری طاقت صرف کر رہے ہیں۔ علمائے اسلام کی خانہ جنگی ایک ایسا المناک واقعہ ہے جس پر مسلمانوں کو ماتم کرنا [illegible] نفسانیت کام

اور عرب کے ملعون اثرات نے انہیں غلامی اور محکومی کے درجہ تک پہنچا دیا۔ یہ حال اس قوم کے علما کا ہے جو ایک خدا ایک رسول اور ایک قرآن کے ماننے والی ہے۔ کس قدر عبرت کا مقام ہے کہ ۳۰ کروڑ دیوتاؤں کے ماننے والے تو اسلام کے مقابلہ میں متحد اور منظم ہو جائیں اور توحید کے پرستار نکبت اور غلامی کی حالت میں بھی ایک دوسرے کی تخریب اور تذلیل کے ہلاکت آفریں مشغلہ سے باز نہ آئیں۔ ہمارے خیال میں اگر کوئی اسلامی جماعت نواب محمد جہانگیر میاں صاحب کے مجوزہ رزولیوشن کو قوت سے فعل میں لانے کی استعداد رکھتی ہے تو وہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور ہے۔ وہ خدا کے فضل و کرم سے باہمی افتراق یا خانہ جنگی کی لعنت سے بچی ہوئی ہے۔ اور ہمیں کامل امید ہے کہ اگر وہ اتحاد کانفرنس کے پروگرام کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کا بیڑہ اٹھائے تو وہ انشاء اللہ ضرور کامیاب ہوگی۔

بُت پرست مسلمان

ہمعصر کشمیری اپنی ۱۴ر اپریل کی اشاعت میں لکھتا ہے:۔

"ضلع عثمان آباد (ریاست حیدر آباد دکن) میں بلی پور ایک تعلقہ ہے جہاں دیوی کالی بھوانی کا مندر ہے۔ ہندوؤں کے علاوہ یاترا کے موقعہ پر آدھے تعلقہ کے مسلمان یہاں جمع ہو جاتے ہیں۔ اور ہندوؤں کی ہر رسم کے ساتھ شرکت کرتے ہیں۔ طاعون کے موقع پر ہندوؤں کی طرح پوجا پاٹ کرتے اور ان کے تہواروں پر پوری کچوری پکاتے ہیں۔ مندروں میں جا کر دیویوں سے مرادیں مانگتے ہیں۔ اضلاع رائچور، لنگسگور، شولاپور اور عثمان آباد کے دیہاتی مسلمان صرف نام ہی کے مسلمان ہیں۔ ان کا طرزِ معاشرت۔ طریقِ زندگی کوئی بھی مسلمانوں کے مطابق نہیں اور اس پر ستم ظریفی یہ ہے کہ محکمہ امور مذہبی ہی کو بند کر دیا گیا ہے۔ حالانکہ عیسائی اور آریہ مشنری مسلمانوں کے ضعیف عقائد اور ان کے افلاس سے فائدہ اٹھا کر ان کو اپنے دین سے بہکا رہے ہیں" مذکورہ بالا تعلقہ کے مسلمانوں کی موجودہ مذہبی حالت کو اسلامی نقطۂ خیال سے المناک کہنا چاہیئے جو اس امر کی بین شہادت ہے کہ حکومت کی طرف سے ان برائے نام مسلمانوں کے مذہبی عقائد کی اصلاح پر مطلق توجہ نہیں کی جاتی۔ اور اب جبکہ محکمہ امور مذہبی ہی بند کر دیا گیا تو عیسائی اور آریہ مشنریوں کے لئے میدان اور زیادہ صاف ہو گیا ہے۔ اگر ریاست کے ملکی مصالح اس امر کے متقاضی ہیں کہ تعلقہ بلی پور کے نام نہاد مسلمانوں کے مذہبی عقائد کی اصلاح سے کوئی سروکار نہ رکھا جائے تو کیا ہندوستان کی سب سے بڑی اسلامی ریاست میں ایک بھی ایسی اسلامی انجمن نہیں ہے جسے عیسائی مشنریوں اور آریہ پرچارکوں کی طرح اپنے دین کی اشاعت اور تبلیغ کے لئے پوری آزادی حاصل ہو۔ ریاست حیدر آباد دکن کے مسلمان امراء کا شکوہ کرنا بے سود ہے اس لئے کہ عام طور پر یہ جماعت اپنے آپ کو اسلامی احکام سے بے نیاز یا مستثنیٰ سمجھتی ہے۔ حالانکہ اللہ کے دین سے دیدہ و دانستہ غافل رہنا یا اس سے ٹھٹھا کرنا ایک ایسا گناہِ عظیم ہے جس کی سزا کے تصور سے روح کانپ اٹھتی ہے۔ طبقہ متوسط کے تعلیم یافتہ اور روشن خیال مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ اپنے گمراہ بھائیوں کی رہنمائی کریں۔ اور انہیں غیر مسلم مشنریوں کی گرفت سے بچائیں۔ اگر خدانخواستہ وہ مسلمانوں کی غفلت اور بے پروائی کے باعث دائرہ اسلام سے خارج ہو گئے تو اس کا انجام اچھا نہیں ہوگا۔

خطبۂ جمعہ

حضرت امیر جماعت کی غیر حاضری میں جبکہ آپ ہفتہ عشرہ کے لئے ڈلہوزی تشریف لے گئے تھے جمعہ کے خطبے مولانا صدرالدین صاحب نے دیئے۔ جو علی الترتیب ۱۸ر اپریل ۱۹۳۰ء اور ۲۳ر اپریل ۱۹۳۰ء کی اشاعتوں میں شائع ہو چکے ہیں۔ جو خطبہ اوّل الذکر اشاعت میں درج ہوا اس میں مولانا صدرالدین صاحب کا نام نہیں لکھا گیا تھا۔ اور اس لئے اس سے غلط فہمی پیدا ہونے کا احتمال تھا۔ امید ہے کہ اس نوٹ سے غلط فہمی رفع ہو جائے گی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۱۸ | شنبہ ۳ رجمادی الاول ۱۳۴۹ھ | نمبر ۶۴

قادیانیوں کی خفیہ چٹھی

انگریزوں سے قادیانیوں کی انتہائی محبت کوئی چھپی ہوئی بات نہیں رہی۔ اسلامی ممالک و سلطنتوں کی تباہی ان کے لئے سرمایہ خوشی ہے۔ مگر انگریز کے سر میں درد بھی ان سے برداشت نہیں ہو سکتا۔ اگر افغانستان یا دمشق وغیرہ کی سلطنتوں پر کوئی آفت ٹوٹے تو مسلمانوں کے اس خون سے قادیانی نبوت کی صداقت کے مضامین لکھے جائیں۔ لیکن صوبہ سرحد یا ہندوستان کے دیگر حصص میں خداوندان تہذیب کی انتہائی بیچارگی قادیانیوں کی نوعبا باب نبوت سے انگریزوں کے خلاف کوئی ایک لفظ بھی نہ پیش کر سکے۔ کہ آخر یہ ہندوستان کے یہ واقعات بھی متبذی نبیؑ کی صداقت سے کچھ تعلق رکھتے ہیں کہ نہیں۔ اور کہ انگریزوں کو اپنے مصائب کی اصلی وجہ پر توجہ دیکر ایمان لانے کی ضرورت ہے کہ نہیں۔ مگر نہیں قادیانی نبوت پر دلائل ہیں۔ تو مسلمانوں کی تباہی اور اسلامی ممالک کی بربادی اور قادیانی نبوت کی صداقت پر مضامین لکھے جا سکتے ہیں تو بدبخت مسلمانوں کے خون ارزاں ہے۔ مثیل مسیح کی نبوت کو مسیحیوں کی مشکلات سے کیا۔ وہ تو مسلمانوں کے لہو کی پیاسی ہے۔ اور اس بد قسمت قوم کو ٹھکانے لگانے آئی ہے۔

اگر یہ سب کچھ سچ اور یقیناً سچ ہے تو کس قدر حیرت کا مقام ہے کہ مسلمانوں کو نرا بدھو سمجھ کر قادیانی ان کار فرمائیوں کی موجودگی میں بھی مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت کا ڈھونگ رچا مسلمانوں کو صریح دھوکا دے رہے ہیں۔ اگر توجہ دلائی جائے تو لطف یہ ہے کہ مسلمانوں کے یہ قاتل تلافی کے عوض اپنی صفائی میں عذر گناہ بدتر از گناہ کے مصداق بنتے ہیں۔ سچ ہے ؎

جبیں پر سادگی نیچی نگاہیں بات میں نرمی
مخاطب کون کر سکتا ہے تم کو لفظ قاتل سے

ذیل میں ہم حسب وعدہ قادیانیوں کی خفیہ چٹھی کو بے نقاب کر کے بتلاتے ہیں کہ یہ لوگ صلیب کے پرستاروں کی محبت میں کس قدر مرے جاتے ہیں۔ اور انہیں اپنا مالک رازق سمجھ کر محض دنیوی فواید کی غرض سے کیا کیا عہد باندھ رہے ہیں۔

یہ چٹھی انگریزوں میں نہایت خفیہ طریق پر تقسیم کی گئی ہے۔ پیشانی پر موٹے حروف میں confidential لکھ کر انگریزوں کو بھی اس کے متعلق محتاط رہنے کا اشارہ کر دیا ہے۔

اس چٹھی میں خداوندان یورپ کو اطمینان دلایا گیا ہے کہ قادیانی ان کے اپنے ہیں اور صدق دل سے ان کی خدمات کو بیش از پیش تیار ہیں۔ اگر عام انگریزوں کو اس میں شبہ ہو تو ان کے متعلق حکومت کی نظر تحسین اس شبہ کے ازالہ کے لئے کافی ہے۔ کیوں نہ ہو "کار خاص" کے فرائض دین و دھرم سمجھ کر ادا کرنے کے بعد بھی حکومت خوش نہ ہوگی تو پھر کب ہوگی۔ یہ چٹھی انگریزی میں ہے۔ قارئین کرام کی آسانی کے لئے اردو میں ترجمہ کر دیا جاتا ہے۔

قادیانیوں کی خفیہ چٹھی

خفیہ

مال روڈ۔ مری
مورخہ یکم جولائی ۱۹۳۰ء

مکرم جناب

ہمیں افسوس ہے کہ حالات حاضرہ نے جو کہ اس مہلک تحریک سے جس میں صرف ۲۵ فیصدی ہندوستانی حصہ لے رہے ہیں۔ وفادار رعایا کے لئے غیر ضروری مشکلات پیدا کر دی ہیں۔ جو کانگرس کے پروپیگنڈا کے ہاتھوں تباہ ہو رہی ہے۔ اور بے چارے وفادار مسلمانوں کے تجارتی کاروبار پر بھی بہت برا اثر پڑا ہے۔ حال ہی میں ہز ہولی نس مرزا بشیر الدین محمود احمد قادیانی امیر جماعت احمدیہ کا مکتوب بنام ہز ایکسیلنسی وائسرائے ہند اخبارات میں جناب کے مطالعہ سے گذرا ہوگا جس میں انہوں نے اپنے چالیس لاکھ وفادار مریدوں (بھئی مبالغہ کی بھی کوئی حد ہوتی ہے۔ مرزا ساطع) کی خدمات پیش کیں۔ جو کہ سلطنت انگلشیہ کے لئے خدائے حکیم کے احکام کے ماتحت عملاً اپنی زندگیاں قربان کرنے کو تیار ہیں۔ (حق۔ ہو۔ اسلام اور فرزندان اسلام کے لئے مرنا تو خدا آپ کو نصیب ہی نہ کرے۔ مرزا ساطع) اور علاوہ ازیں نہ صرف یہ پہلا موقع ہے جبکہ ہماری جماعت میدان میں اتری ہے۔ بلکہ قبل ازیں بھی بہت سی وفادارانہ خدمات سرانجام دی ہیں۔ جنہیں حکومت ہند و بیرون ہند کے ذمہ دار حکام (خداوندان لنڈن۔ ساطع) نے توجہ اور نظر تحسین سے دیکھا ہے۔

ہم مذکورہ بالا مسلم جماعت کے ممبر ہوتے ہوئے صدق دل سے اقرار کرتے ہیں۔ کہ ہم برٹش گورنمنٹ کے سچے **وفادار** ہیں اور اس کے

احکام بجالانے کو تیار ہیں۔ اور برٹش گورنمنٹ کی جو عملی خدمات ہمیں تفویض ہوں بسر و چشم انجام دیں گے۔

ہم یہ **خفیہ چٹھی** اپنے **مربیوں** کے شکوک و شبہات رفع کرنے کے لئے جاری کر رہے ہیں اور متدعی ہیں کہ وہ ہماری سرپرستی فرماتے ہوئے ہماری تجارت کو فروغ بخشیں اور ہمارے کام کی مضبوط ہونے میں امداد کریں۔ تاکہ ہم اپنی وفاداری کا ثبوت دے سکیں۔ اپنی وفادارانہ خدمات کو ملحوظ رکھتے ہوئے ہم امید کرتے ہیں کہ جناب اپنے حلقۂ احباب میں ہماری سفارش فرما کر جو نقصان ہمیں گذشتہ چند ماہ میں اس تحریک کی وجہ سے اٹھانا پڑا ہے برداشت کرنے کے قابل بنائیں گے۔

ہم متدعی ہیں کہ جناب ہماری **ایرانی قالینوں** اور **غالیچوں** کو ملاحظہ فرمائیں (آمدم برسر مطلب اسی کو کہتے ہیں۔ مرزا ساطع)

بیرونجات کے آرڈر حسب تفصیلا بھیجے جاتے ہیں۔ (دیکھئے "مقطع میں آپڑی ہے سخن گسترانہ بات" مرزا ساطع)

دستخط محمد رفیق احمدی۔ پی۔ پی۔ اورینٹل کارپیٹس سٹور
نزد پوسٹ آفس مال روڈ۔ مری

ایک عرب مرتد ہوگیا

عدن جزیرۃ العرب کا ایک اہم حصہ ہے جس پر برطانیہ نے قبضہ جما رکھا ہے۔ عدن سے دس میل کے فاصلہ پر ایک شہر عثمان آباد ہے جس کے باشندے بہت تنگدست اور مفلوک الحال ہیں۔ اور اس قابل نہیں کہ غیر ملکی زبانوں کو حاصل کرنے کے لئے کوئی تعلیم گاہ کا انتظام اپنے طور پر کر سکیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ عیسائیوں نے اس جگہ کو اپنے مذہب کی تبلیغ کے لئے غنیمت سمجھ کر محض مسلمانوں کے مرتد بنانے کے لئے سکول کھول دیئے۔ جن میں اسلامی تعلیمات کا نشان تک نہیں۔ عرب سے تازہ آمدہ خبروں سے یہ معلوم کر کے دل ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ کہ ایک مسلمان طالب علم احمد سعید نے عیسائیت کو قبول کر لیا ہے احمد سعید عیسائیوں کے سکول میں پڑھتا تھا۔ یہ خبر تمام مسلمانان عالم کے لئے اندوہناک ہے۔ اور اس پر جتنا بھی رنج منایا جائے کم ہے ایک مسلمان اور پھر ایک عرب مسلمان کا آغوش اسلام سے یوں کنارہ کش ہو جانا کہ اسے تعلیم کے لئے اپنا کوئی مدرسہ نہ ملا۔ مجبوراً عیسائیوں کے مدرسہ میں گیا۔ اور وہاں جا کر عیسائیت کا شکار ہو گیا از بس حسرتناک ہے۔ کیا مسلمانوں کو اب بھی ہوش نہ آئے گی۔ کہ وہ تعلیم کے انتظام کی طرف توجہ کر کے اپنے نوجوانوں کو عیسائیوں کے خطرناک کالجوں اور مدرسوں سے بچا لیں۔ مسلمانوں کا کروڑوں روپیہ فضول شرمناک مراسم اور بے سود باتوں میں اٹھ جاتا ہے۔ مگر مسلمانوں کے جیب سے ایک کوڑی تک بھی نہیں نکلتی تو صرف مفید کاموں کے لئے۔ آہ! اگر شہر عثمان میں [illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پیغامِ صلح

جلد ۱۸ | پنجشنبہ ۷ رجمادی الثانی | نمبر ۲۷

خطبہ جمعہ

یکم ربیع الثانی ۱۳۴۹ھ

(فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہٖ)

تشہد تعوذ اورسورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا - میں اس سورۃ کو بار بار آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں - اس لئے کہ اس زندگی کے بنانے میں کہ جس کو حقیقی یا روحانی زندگی کہا جاتا ہے - یہ سورۃ فاتحہ سب سے بڑا ذریعہ ہے - میں نے کہا تھا کہ پہلی کیفیت جو اس سورہ کی تلاوت سے پیدا ہوتی ہے اطمینانِ قلب اور سکون ہے - جو ارد گرد کے حالات کے مطابق اپنے آپ کو بنا لینے سے حاصل ہوتا ہے - تاکہ جو مصائب اور دکھ آئے دن ہمیں پیش آتے ہیں وہ ہماری ترقی میں روک کا موجب نہ ہوں - اطمینانِ قلب پہلی بات ہے کہ جو الحمد للہ کو اس کے معنوں کے ساتھ دہرانے میں ہمارے اندر پیدا ہوتی ہے - اس کے بعد ربّ العالمین آتا ہے کہ جس کے معنی ہیں تمام جہانوں تمام عالموں کل دنیا اور قوموں کا رب - ایک ایسے زمانہ میں کہ جب تمام مذاہب نے اپنے اپنے گرد چار دیواریا قائم کر رکھی تھیں اور وہ چار دیواریاں بھی اس قدر بلند بنا رکھی تھیں کہ دوسرا شخص ان کے اندر جھانک بھی نہ سکتا تھا - ہندو بدھ اور یہودی تمام مذاہب کا یہی حال تھا - کہ وہ اپنے سوائے کسی دوسرے میں کسی صداقت کے قائل نہ تھے - یہاں تک کہ آخری مذہب عیسائیت کا بھی یہی حال تھا - چاہیئے تو یہ تھا کہ دنیا میں علم اور تہذیب کے ترقی کے ساتھ قلوب میں کوئی وسعت پیدا ہوتی - مگر عیسائیوں نے حضرت عیسےٰ کے ساتھ تمام خوبیوں کو وابستہ کر کے دوسرے پاک لوگوں کو بُرے ناموں سے یاد کیا -

ہندوستان کو دیکھئے تو یہاں بھی اپنے آپ کو خوبیوں کا جامع اور دوسروں کو ہر قسم کی خوبی سے خالی سمجھ رکھا تھا - ایسے وقت میں کہ جب دنیا کے تمام مذاہب اور اقوام کا یہ حال تھا ایک امی جس نے کسی ملک کی تاریخ نہ پڑھی تھی اور دنیا کے حالات سے یکسر ناواقف تھا - سب سے پہلے دنیا کو یہ سبق سکھاتا ہے اور کس طرح سے اس کے دل سے یہ پھوٹ کر نکلتا ہے الحمد للہ رب العالمین - تمام تعریفیں اور خوبیاں اس ذات کے لئے ہیں جو کل جہانوں کل عالموں اور اقوام کا رب ہے - بہت بڑی بات ہے کہ جو اس نے دنیا کو سکھائی اور اس سے مقصود یہ ہے کہ لوگوں کے دلوں میں وسعت پیدا ہو - اور ان کے قلب فراخ ہو جائیں - ایک ہی جگہ پر خوبیوں کو محدود کرنا یہ صددرجہ کی تنگدلی ہے کہ جو دنیا کی ترقی میں روک ہے -

صحیح رنگ میں ترقی کے لئے سب سے پہلی چیز فراخدلی ہے - جب تک دلوں میں وسعت نہ ہو - کوئی قوم ترقی نہیں کر سکتی - سکونِ قلب اور دل کے اطمینان کے ساتھ وسعتِ قلب کا ہونا نہایت ضروری ہے - اور وسعتِ قلب کے بغیر ترقی کا ہونا ناممکن ہے - اللہ تعالےٰ تمام قوموں کا پروردگار ہے - محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خیال اس وقت پیدا کیا کہ جب دنیا کا دل تنگ تھا - آپ کو یہ خیال اس وقت کس طرح آیا کہ وہ کسی ایک خاص قوم کا رب نہیں بلکہ وہ رب العالمین ہے - تمام اقوام کا پروردگار ہے - شاید بعض لوگ یہ خیال کریں کہ یہ کوئی معمولی سی بات ہے کہ اللہ تعالےٰ کو تمام اقوام کا رب کہہ دیا گیا ہے - مگر فی الحقیقت دنیا کی تاریخ میں ایک انقلاب پیدا کرنے والا خیال ہے - اگر یہ تعلیم دنیا میں نہ آئی ہوتی تو قوموں کے باہمی عداوتوں اور کینوں کی وجہ سے یہ ترقی بھی دنیا میں نہ ہوتی - اور نہ اخوت اور ہمدردی کا یہ خیال کہ جو آج موجود ہے کبھی پیدا ہو سکتا تھا - یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ دنیا میں بلند خیال بلند کام سے زیادہ اہمیت رکھتے ہیں - وہ شخص کہ جس نے آگ اور پانی کو مسخر کر کے کام میں لگا دیا اس نے دنیا پر بہت بڑا احسان کیا - مگر اس سے بڑھ کر دنیا پر اس شخص نے احسان کیا کہ جس نے نسل انسانی کو یہ تعلیم دی وسخر لکم ما فی السمٰوٰت وما فی الارض جمیعا منہ کہ دنیا کی تمام چیزوں کو اللہ تعالےٰ نے تمہارے لئے مسخر کیا ہے - اور اس خیال کو پیدا ہی نہیں کیا بلکہ بیشمار قلوب انسانی کے اندر پہنچا دیا - جس طرح بجلی کا ایک جگہ مرکز ہوتا ہے - اور وہاں سے اس کا اثر تاروں کے ذریعہ جگہ جگہ پہنچتا ہے - اسی طرح ایک مقدس قلب کا تعلق بھی دوسرے قلوب سے ہوتا ہے - گو وہ تاریں جن سے یہ تعلق ہوتا ہے ہم کو نظر نہیں آتیں - جیسا قرآن شریف میں آتا ہے رفع السمٰوٰت بغیر عمد ترونہا - اس نے آسمانوں کو ایسے ستونوں کے ذریعے سے بلند کیا ہے کہ جن کو تم ان آنکھوں سے نہیں دیکھ سکتے - انبیاء بھی بجلی کا ایک مرکز ہوتے ہیں کہ جہاں سے تاریں نکل کر لوگوں کے دلوں میں لگ جاتی ہیں - اور جس جس کا تعلق اس کے ساتھ ہو جاتا ہے وہ ان میں اثر پیدا کر دیتا ہے - محمد رسول اللہ صلعم کا یہ کمال ہے کہ آپ نے لوگوں کے دلوں میں بلند خیالات کو پیدا کر دیا - انہی بلند خیالات میں سے ایک خیال رب العالمین کا ہے کہ وہ رب کسی خاص ایک قوم کا نہیں - بلکہ وہ تمام اقوام کا رب ہے - سورۃ فاتحہ میں یہ خیال ایک بیج کی طرح ہے کیونکہ سورۃ فاتحہ خود سارے قرآن شریف کا خلاصہ ہے - اور اس لئے اس کو ام القرآن بھی کہا ہے - تو بطور بیج کے وسعتِ خیال رب العالمین میں موجود ہے - اور قرآن شریف میں اس خیال کو ایک درخت کی طرح پھیلا دیا ہے - اور جگہ جگہ اس کی شاخیں اس کے اندر پھیلی ہوئی ہیں - اس خیال کو آہستہ آہستہ وہ کس طرح شروع کر کے پھیلاتا ہے - ایک جگہ جو فرمایا کان الناس امۃ واحدۃ تمام لوگ ایک ہی قوم ایک ہی جماعت ہیں - فبعث اللہ النبیین مبشرین و منذرین اللہ تعالےٰ نے ان سب کے اندر نبیوں کو مبعوث کیا ہے کہ جو لوگوں کو نیک اعمال پر خوشخبری دیتے اور بدی کے انجام سے ڈراتے ہیں -

تمام انسانوں کے ایک ہونے کا وہ بلند خیال ہے کہ جو لوگوں کے اندر محمد رسول اللہ نے پیدا کیا - یہی بات اگر ٹیگور کے منہ سے نکل جائے یا کسی یورپین کے منہ سے نکل جائے دنیا میں اس کی کتنی قدر ہوتی - محمد رسول اللہ صلعم کا یہ بہت بڑا احسان ہے کہ آپ نے وحدتِ نسل انسانی کا خیال دنیا میں پیدا کیا - اور یہ صرف خیال ہی خیال نہیں - بلکہ اس کو ایک علم بنا دیا ہے - کیونکہ اس کے بعد یہ بھی فرما دیا کہ ہم نے ان کے اندر انبیاء مبعوث کئے ہیں - یعنی تمام قوموں میں ہم نے انبیا کو مبعوث کیا - اور پھر وانزل معھم الکتاب ان پر جگہ بہ جگہ کتاب بھی اتاری - اور ان کے اندر علم پھیلایا -

پھر دوسری جگہ فرمایا وان من امۃٍ الا خلا فیھا نذیر - کوئی بھی قوم نہیں کہ جس میں ہم نے کوئی نذیر نہیں بھیجا - پھر فرمایا کہ رسول وہی نہیں جن کا ذکر قرآن شریف میں آگیا - بلکہ اور بھی رسول ہوئے ہیں جن کا ذکر ہم نے قرآن شریف میں نہیں کیا - یہ سب باتیں اس بات کو واضح کرنے کے لئے ہیں کہ جس طرح اللہ تعالےٰ کی جسمانی ربوبیت عالمگیر ہے اسی طرح اس نے انسانوں کی روحانی ربوبیت عالمگیر ہے - بالفاظ دیگر اس کی ربوبیت صرف ظاہر [illegible] طرح موقع

زمین - ہوا اور پانی تمام قوموں کی جسمانی پرورش کے لئے یکساں طور پر پیدا کیا ہے - اسی طرح تمام قوموں کی روحانی پرورش کا سامان بھی پیدا کیا ہے - اس کی ربوبیت کا فیضان بھی تمام اقوام پر عام ہے اور اس کا تعلق تمام قوموں کے ساتھ ہے - یہ وہ تعلیم ہے جو مسلمانوں کو دی گئی ہے - کہ اس نے تمام اقوام کے ساتھ اپنا سلوک یکساں رکھا ہے جب صدقہ اور خیرات کے احکام قرآن کریم میں نازل ہوئے - تو لوگوں نے سمجھا کہ خیرات اور صدقہ کے مستحق صرف مسلمان ہیں کیونکہ ان کو اپنے کفار رشتہ داروں سے بہت سی سختیاں برداشت کرنا پڑی تھیں - تو اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت نازل ہوئی لیس علیک ھداھم تیرے ذمہ ان کی ہدایت نہیں ہے یعنی قرآن کریم فقر اور تنگی کی حالت میں غیر مسلموں کی امداد بھی ضروری قرار دیتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں کے ساتھ یکساں طور پر سلوک کرتے تھے - صحابہ نے اپنی خیرات اور ہمدردی کو تمام لوگوں پر وسیع کیا ہے - حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیت المال سے عیسائیوں - یہودیوں اور مجوسیوں تک کو اسی طرح وظائف دلائے جس طرح مسلمانوں کو ملتے تھے - عام معاملات اور تنازعات میں کسی مسلمان کی غیر مذاہب کے خلاف رعایت نہ ہوتی تھی جیسے کہ مسلمانوں کو قرآن شریف میں حکم دیا گیا ہے لا یجرمنکم شنئان قوم علیٰ ان لا تعدلوا کسی قوم کی دشمنی تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم اس کے بارہ میں انصاف نہ کرو - غرض جتنا آپ قرآن شریف میں تعلیم کی مختلف شاخوں پر غور کریں گے وہ سب سورۃ فاتحہ کے بیج سے پھوٹ کر نکلی ہوئی معلوم ہوں گی اور ان سب میں رب العالمین کی جھلک نظر آئے گی - رب العالمین سے مقصد بلند خیالی اور وسعتِ قلب کو پیدا کرنا ہے - خواہ وہ اپنوں کے متعلق ہو یا دشمنوں کے متعلق اللہ تعالےٰ کی ربوبیت چونکہ سب پر حاوی ہے اس لئے دوست دشمن دونوں کے لئے ہمارے دل میں فراخی اور وسعت پیدا ہونی چاہیئے - ایک جگہ دشمنوں کو مخاطب کر کے فرمایا ھو ربنا و ربکم اللہ ہمارا بھی رب ہے اور تمہارا بھی ہے - ہاں اس کی ربوبیت اعمال کے مطابق بھی ہوتی ہے - اس لئے ساتھ ہی فرمایا لنا اعمالنا و لکم اعمالکم ہمارے عملوں کے نتائج بھی ہیں - تمہارے عملوں کے نتائج بھی ہیں -

غرض سورۃ فاتحہ میں یاد رکھنے کے قابل دوسری بات وسعتِ قلب کے لئے ایک خیال پیدا کرنا ہے - کہ اللہ سب کا پروردگار ہے - اور کل اقوام کی روحانی تربیت کرنے والا ہے - جس میں یہ سبق دیا ہے کہ انسان اپنے اندر وسعتِ قلب پیدا کرے - دنیا میں اچھی قوم وہی ہے کہ جو اپنی عملی زندگی میں ان اصولوں کو لینے کی کوشش کرے - وعظ کے سن لینے سے کوئی فائدہ نہیں جب تک کہ ان بلند خیالات کو عملی جامہ پہنانے کے لئے پوری کوشش نہ کی جائے - جو انسان بیدار ہے وہ اپنے فائدے کی بات سن کر اس پر عمل پیرا ہونے کی کوشش کرتا ہے - اپنی عملی زندگی میں وسعتِ خیال پیدا کرنی چاہیئے مسلمان اس فراخدلی کے سبق کو بھولے ہوئے تھے - اور اپنا دائرہ تنگ کرتے کرتے اپنوں سے بھی صددرجہ کی تنگ خیالی برتنی شروع کی جس کا بدترین نظارہ تکفیر بازی کی بیماری میں ہے ہر ایک فرقہ کا یہ حال ہو گیا کہ اس نے اپنی ذات کے سوا اسلام سے باقی سب کو نکال باہر کیا - ہر ایک نے دوسرے کو دین کے دائرہ سے خارج کر دیا تھا - غیروں کو فراخی کا پیغام کیا دیتے - وہ آپس میں ایک دوسرے کو کافر کہنے بیٹھے تھے - ایسے وقت میں اللہ نے ایک مجدد پیدا کیا - وسعتِ قلبی اور فراخدلی کا پرانا خیال جو مسلمانوں سے گم ہو گیا تھا - اس نے اس کو زندہ کیا - وسعتِ قلبی کی تعلیم اور تمام دنیا کی قوموں کی ربوبیت کرنے کا خیال آج حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے یاد دلایا ہے - اور اس پر زور دیا ہے کہ خدا کے رسول اور نبی دنیا کی ہر قوم میں آئے - یہاں تک کہ من لم نقصص علیک کے ماتحت کرشن اور رام چندر جی مہاراج کے نام بھی لے دیئے - اور اس کے علاوہ اور بھی کئی نام لئے - یہ اس لئے کہ لوگوں کے دلوں سے وہ پرانی تنگ خیالی دور ہو اور ان کا خوف اتر جائے اور تعلیم اسلامی کی وسعت ان کے دلوں پر اپنا پورا اثر کر جائے - اس ایک ہی بات میں کتنی تنگ خیالیوں کو دور کر دیا - کہ دنیا کی ہر ایک قوم کے اندر اللہ تعالیٰ نے انبیاء کو مبعوث کیا ہے - تعجب ہے کہ جس شخص نے اس قدر وسعت خیالی کو دوبارہ زندہ کیا اس پر فرقہ بندی کی تنگ خیالی کا الزام دیا جاتا ہے - اور یہ ایک ہی وسعت خیالی نہیں جسے حضرت مجدد نے زندہ کیا ہے بلکہ اسلام کی تعلیم ہو حقیقہ وسعت کے پہلو ہو [illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　　　نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

نمبر ۷۸	یوم پنجشنبہ ۶ رجب المرجب ۱۳۴۹ھ	جلد ۱۸

ید اللہ علی الجماعۃ

احباب کو دعوتِ عمل

از حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ

میں اس سے پیشتر دو چٹھیاں لکھ کر برادرانِ جماعت کے پاس بھجوا چکا ہوں۔ جن میں سے ایک چٹھی میں میں نے یہ توجہ دلائی ہے کہ سب احباب اپنی اپنی جگہ' اپنے اپنے حلقۂ اثر میں کوشش کر کے کچھ چندہ جمع کریں۔ تاکہ انجمن موجودہ مالی مشکلات میں سے نکل سکے۔ اور دوسری چٹھی میں احباب کو یہ توجہ دلائی ہے کہ وہ جلسہ سالانہ پر پورے تین دن کے لئے خود بھی آئیں اور اپنے نوجوان بچوں کو اور ممکن ہو تو اپنی خواتین کو بھی ساتھ لائیں۔ اور اپنے اور احباب کو بھی جو جماعت میں شامل نہیں جلسہ سالانہ میں شامل ہونے کی تحریک کریں۔ بلکہ ساتھ لانے کی کوشش کریں

میری غرض یہ ہے کہ اس وقت جب ایک طرف اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا مشاہدہ بھی ہم کر رہے ہیں کہ انجمن کی بنیادیں ظاہری طور پر بھی مضبوط ہو رہی ہیں۔ اور اس کی تعلیم اور اس کا لٹریچر پھیل کر روحانی طور پر بھی مضبوط ہو رہی ہیں۔ اور دوسری طرف انجمن کو مالی مشکلات کا غیر معمولی سامنا ہے۔ اس نسخہ کو بھی ہم آزما کر دیکھیں کہ جماعت کی متفقہ کوشش کے ثمرات کیسے ہیں۔ یہ تو میں جانتا ہوں کہ جماعت میں ایسے ایسے جوشیلے اور باہمت احباب بھی ہیں۔ جو ایک تحریک کو دیکھتے ہی مصروفِ عمل ہو جاتے ہیں۔ لیکن ایک حصہ جماعت کا بیکار بھی پڑا ہے اور مجھے ڈر ہے کہ یہ حصہ کام کرنے والے حصہ سے بہت زیادہ ہے۔ اور ہماری مشکلات کی بڑی وجہ یہی ہے کہ جب کوئی تحریک کی جاتی ہے تو وہی چند احباب اس میں حصہ لیتے ہیں۔ اور باقی خاموشی سے وقت کو ہاتھ سے گنوا دیتے ہیں۔

میں اپنے کسی خطبہ میں بھی صاف کہہ چکا ہوں اور اسی کا اعادہ یہاں کرنا چاہتا ہوں کہ جماعت کو کام کرنے والے افراد کی ضرورت ہے غافل اور سست تو کروڑوں کی تعداد میں مسلمان موجود ہیں۔ حضرت صاحب نے اگر جماعت بنائی تو صرف اس غرض کے لئے کہ کچھ کام کرنیوالے ایسے اکٹھے ہو جائیں جن کے دلوں میں ایک ہی جذبہ موجزن ہو۔ جن کے دماغوں پر ایک ہی خیال غالب ہو۔ جن کے اعضاء ایک ہی کام کے لئے حرکت کرنے والے ہوں۔ ورنہ اس جماعت کو الگ بنانے کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ خیالات کا اتحاد، جذبات کا اتحاد اور سب سے بڑھ کر عمل کا اتحاد۔ ایک ایسی طاقت ہے جو نصرتِ الٰہی کو ساتویں آسمان سے کھینچ لاتی ہے۔ میں اپنے ان احباب کو جو بیکار بیٹھے ہیں جنہیں تحریک کی جائے تو ان کے قلوب پر کوئی اثر پیدا نہیں ہوتا۔ جو خدا کے دین کی خدمت کے لئے ہاتھ پاؤں ہلانا پسند نہیں کرتے یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ان کی اس سستی کا بدنتیجہ ساری جماعت بھگت رہی ہے۔ اس کی وجہ سے جماعت کی توسیع بھی رکی ہوئی ہے۔ اور وہ کام جو آج چاہئے تھا کہ ہم کر چکے ہوتے شاید دس سال آگے پڑ گیا ہے۔ پس اس صورت میں کہ ہم اب بھی فوراً اس غفلت کو ایک غلاظت سمجھ کر اپنے سے دور کر دیں۔ میرے دوستو! اس بات کو اچھی طرح سے سمجھ لو۔ کہ ایک تو وہ لوگ ہیں جو خدمتِ اسلام کے کام سے غافل پڑے ہیں۔ وہ یقیناً قابلِ ملامت ہیں کہ وہ ابتک سوئے پڑے ہیں۔ ہلاکت کی طرف جا رہے ہیں۔ مگر کروٹ نہیں لیتے۔ مگر ان سے بہت بڑھ کر عند اللہ قابلِ مواخذہ اور عند الناس قابلِ ملامت وہ لوگ ہیں جو ایک جگانیوالے کی آواز پر اٹھ کر کھڑے ہوئے اور ایک مامور من اللہ یا اس کے کسی جانشین کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر پختہ اقرار کیا کہ ہم خدا کے دین کی خدمت میں جس قدر زور ممکن ہوگا لگائیں گے۔ ہاں شغلِ معاش، بیوی بچوں کے تعلقات' دوستوں کے تعلقات' برادریوں کے تعلقات' بھی ہمیں خدمتِ دین سے نہ روک سکیں گے۔ بلکہ ہم ہر ایک بات پر خدمتِ دین کو مقدم کرینگے۔ ہم حفاظت و اشاعتِ دین کی فوج کے سپاہی ہوں گے مگر یہ سب کچھ اقرار کر کے پھر بیٹھ گئے۔ اور یہ سمجھ لیا کہ ہم نے خدا کے دین پر کوئی بڑا احسان کیا ہے۔ جو اس زمانہ کے مجدد کو مان لیا ہے اور شاید کبھی چند پیسے بھی دے دیے ہیں۔ لوگ تو ہمیں جو ملامت کریں گے سو کریں گے کیا خود ہمارے اندر وہ دل نہیں رہے جو ملامت کریں۔ اگر یہ حالت ہے تو یہ سب مصیبتوں سے بڑی مصیبت ہے۔ اللھم اغفر لی واغفر لقومی۔ اللھم اھدنی واھد قومی۔ اللھم ارحمنی وارحم قومی

بزرگو! عزیزو!! اپنی فرضی عزت بناؤ۔ ہماری عزت محمد رسول اللہ کی عزت سے اس کے دین کی خدمت سے ہے۔ اگر ہماری آنکھوں پر پردہ نہ ہو تو ہم دیکھ سکتے ہیں کہ ہر وہ وقت جو ہمیں محمد صلعم کی خاطر ہمیں برداشت کرنے کی توفیق ملتی ہے۔ وہی عند اللہ ہماری عزت میں چار چاند لگانیوالی چیز ہے۔ یاد رکھو۔ جماعت کہلانے کے مستحق وہ لوگ ہیں جو ایک آواز پر ایک کل کے پرزوں کی طرح حرکت میں آجاتے ہیں۔ وہ بارش کے قطروں کی طرح الگ الگ آتے مگر دریا کی طرح اکٹھے ہو کر بہتے ہیں۔ اور جب کسی جماعت کی یہ حالت ہو تو وہ تعداد میں کتنی ہی قلیل کیوں نہ ہو۔ اس پر اللہ تعالیٰ کا فضل اس قدر ہوتا ہے کہ وہ دنیا کی پیشرو جماعت بن جاتی ہے۔ جماعت پر اللہ کا ہاتھ ہے۔ اگر ہم اللہ تعالیٰ کا ہاتھ کو دیکھنا چاہتے ہوں تو جماعت بن کر دکھانا چاہئے۔ جماعت بننا یہی ہے۔ کہ اس وقت تمام متفرق امور سے توجہ ہٹا کر صرف ایک کام پر اپنی ساری توجہ کو لگا دیں۔ کہ اپنے اس قومی اجتماع کو جس میں اب صرف ایک ماہ باقی رہ گیا ہے ہم کس طرح کامیاب کر سکتے ہیں۔ جہاں کہیں اس جماعت کا کوئی فرد بلکہ کوئی معاون یا ہمدرد بھی ہے۔ اس سے یہی درخواست ہے کہ وہ تمام اختیاری امور کی طرف سے توجہ کو ہٹا کر خواہ وہ اپنی جگہ اچھے ہی کام ہوں صرف اس ایک کام پر اپنی توجہ کو لگائے۔ اور اپنی طاقت کا کوئی حصہ بیکار نہ پڑا رہنے دے۔ اس وقت اپنی قوت کو بیکار چھوڑنا جب جماعت کو اس کی اشد ترین ضرورت ہے گناہ کے حکم میں ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے ۔۔۔

(بقیہ صفحہ اول)

ایک آیت خلق الانسان من علق ہے۔ یعنی ہم نے انسان کو تعلق اور محبت سے پیدا کیا ہے۔ یا اس کی فطرت میں اللہ تعالیٰ کی محبت اور کشش ہے۔ ایک اور آیت ہے والسماء بنینٰھا باید وانا لموسعون والارض فرشنٰھا فنعم الماھدون ومن کل شیءٍ خلقنا زوجین لعلکم تذکرون ففروا الی اللہ انی لکم منہ نذیر مبین (۵۱: ۴۷-۵۰) اس میں آسمان اور زمین میں زوجیت کا تعلق بیان کیا گیا ہے۔ بلکہ اس سے بڑھ کر فرمایا کہ ہر چیز کا جوڑا ہے۔ تو انسان میں بھی خدا کے لئے کشش اور محبت ہے۔

ایک جگہ صاف طور پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے متعلق فرمایا: والقیت علیک محبۃ منی۔ اے موسیٰ ہم نے تیرے اندر فطری طور پر محبت رکھدی (یہی محبت تو ہر ایک کے اندر رکھی ہے۔ مگر انبیاء کے اندر یہ فطری نور اور بھی چمکتا ہے۔ اور یہ تجربۂ عالم ہے کہ ہر قوم میں ایسے لوگ ہوئے ہیں کہ جن کے اندر یہ نور چمکتا نظر آتا ہے۔ اور اس نور اور کشش کی وجہ سے نہ صرف وہ خود خدا کی طرف کھینچتے ہیں۔ بلکہ لاکھوں اور کروڑوں انسانوں کو کھینچ لے جاتے ہیں۔ یہ کشش اور محبت بظاہر نظر نہیں آتی۔ مگر اس کے ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہو سکتا۔ جیسے کہ آسمان کی نسبت فرمایا رفع السمٰوٰت بغیر عمد ترونھا کہ آسمان کو اٹھا رکھا ہے۔ ایسے ستونوں سے کہ جو نظر نہیں آتے۔ یہ ایک قانونِ قدرت ہے کہ اتنے بڑے بڑے بوجھل اور وزنی اجرام کو ایسے ستونوں سے تھام رکھا ہے کہ جو نظر نہیں آتے۔ اور ستون محض کشش کے ستون ہیں۔ اور غیر مرئی طاقت ہے کہ جس نے اس زمین اور اجرامِ سماوی کو ہاتھ میں تھام رکھا ہے۔ مگر وہ خدا کہ جس نے اس ساری مخلوقات کو اور ایسے بھاری اجرام کو بنایا ہے۔ وہ زیادہ زبردست ہے اور اس کی کشش بھی بے اندازہ ہے۔ یوں تو بہت لوگ کہہ سکتے ہیں کہ ہم میں خدا کی محبت کا کوئی نشان نہیں۔ مگر اس کا بین ثبوت ان اشخاص میں ملیگا کہ جو انبیاء کہلاتے ہیں۔ جن کی فطرۃ صحیح ہے۔ ایسا ہو سکتا ہے کہ کسی کی فطرۃ میں ایک چیز موجود ہو۔ مگر اس پر اس قدر پردے پڑ گئے ہوں۔ کہ اس کا کوئی سراغ نہ چل سکے۔ مگر ان لوگوں کے اندر کہ جن کی فطرۃ سلیم ہے۔ اس کا کھلم کھلا ثبوت مل سکتا ہے۔ جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نسبت فرمایا کہ والقیت علیک محبۃ منی کہ میں نے تجھ پر اپنی محبت انڈیل دی۔ اور اس کا اثر یہاں تک ہوا کہ لاکھوں آدمی اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف کھینچے گئے۔ جتنا کوئی اس فطری تعلق کو ترقی دے کر بڑھانا چاہے اسے بڑھا سکتا ہے۔ اور اس سے اتنی ہی محبت بڑھے گی مگر یہ یاد رکھنا چاہئے کہ یہ محبت ہوتی تو ہر شخص میں ہے۔ مگر کم ہونے کی وجہ سے محسوس نہیں ہوتی۔ مگر یہ بھی سچ ہے کہ کسی شخص میں پیدائش سے زیادہ ہوتی ہے۔ مثلاً انبیاء میں۔

اور اگر یہ کہا جائے کہ ہر شخص میں اس کا نشان کیوں نہیں ملتا۔ تو یاد رکھو کہ ایک نہ ایک وقت انسان کی زندگی میں ایسا آجاتا ہے کہ اس کی فطرۃ پکار اٹھتی ہے اور وہ وقت مصیبت اور بے چارگی کا وقت ہوتا ہے۔ جس وقت انسان عیش و آرام میں ہوتا ہے تو اس وقت وہ اس خدا کی ذات سے غافل ہو جاتا ہے۔ لیکن جب تنہائی میں مصیبت کا وقت ہو تو پھر وہی فطرتی جوہر چمک اٹھتا ہے۔ جب بھی انسان اس فطرت کی طرف آئے گا اور جس قدر وہ اس تعلق کو ترقی دے گا اتنے ہی پردے اس پر سے اٹھتے جاتے ہیں۔ بعینہ اسی طرح سے کہ جس طرح دنیوی کاموں اور علوم میں محنت کرنے سے لوگوں پر اعلیٰ اعلیٰ انکشافات ہوتے رہتے ہیں۔

دوسری آیت الا بذکر اللہ تطمئن القلوب ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے دلوں کو اطمینان ہوتا ہے۔ جو لوگ اس کی طرف آتے ہیں اور اپنے دلی تعلق کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ مضبوط کرتے ہیں۔ ان کے دلوں میں ایک اطمینان' راحت اور سکون پیدا ہوتا ہے

۱۳ نومبر سنہ ۱۹۳۰ء

کے پرچہ کے متعلق بہت سے احباب کو شکایت ہے کہ نہیں ملا۔ دفتر میں بھی ختم ہو چکا ہے۔ اس لئے دفتر احباب کو مہیا کرنے سے قاصر ہے۔ اس قسم کی شکائتوں کے متعلق اخبار میں جو اعلان متواتر چھپ رہا ہے۔ اسے بغور ملاحظہ فرما کر اس پر عمل کیا جائے۔ اس کے بغیر یہ شکایت دور نہیں ہو سکتی۔

منیجر

اخبار احمدیہ

حضرت امیر خدا کے فضل سے خیریت سے ہیں اور خدمت اسلام میں مصروف۔

ڈاکٹر جلال الدین صاحب گوجرہ سے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ مرض ذیابیطس کی وجہ سے آنکھوں میں موتیا ترقی پر ہے۔ صحت کے لئے دعا کی جائے۔

منشی عطاء الٰہی صاحب مدرس اوّل گہروٹہ علاقہ جموں تحریر فرماتے ہیں کہ میری دو بیویاں قبل ازیں فوت ہو چکی ہیں اب تیسری شادی کی ہے پانچ روپیہ اشاعت اسلام کے لئے اس تقریب پر ارسال ہیں۔ (روپیہ پہنچ گیا ہے جزاک اللہ الجزا۔ دفتر تحصیل) دعا کی جائے کہ یہ شادی دین و دنیا میں بابرکت ہو۔ اس شادی پر کوئی رسم رسوم ادا نہیں ہوئی۔ صرف مطابق شریعت دعوت ولیمہ دی گئی ہے۔

بابو چراغ الدین صاحب سگنیلر انچارج اودہم پور جموں ایک شادی کی تقریب پر اور میاں محمد سعید صاحب کھنڈ اور سیر اپنی ملازمت کے سلسلہ میں تشریف لائے۔

جناب خواجہ صاحب۔ ڈاکٹر مرزا صاحب۔ جناب شیخ عبدالرحمٰن صاحب پنشنر ای۔ اے۔ سی۔ انگلش ویبرہاؤس لاہور۔ اہلیہ صاحبہ مولوی محمد یعقوب خان صاحب اڈیٹر لائٹ کی صحت کامل کے لئے دعا کی جائے۔

شیخ محمد نصیب کے لڑکے کو خدا کے فضل سے اگرچہ زخم اور بخار کا بہ نسبت سابق بہت آرام ہے مگر تاحال بیمار ہے۔ کامل صحت کے لئے دعا کی جائے۔

جن احباب نے اب تک بیس روپے فی کس کی تحریک کے سلسلہ میں روپیہ اور رسیدیں کیں واپس نہیں کیں وہ جلد واپس کر دیں۔ تاکہ فہرست مکمل کی جائے۔ ایسے احباب کو خط بھی لکھے گئے ہیں۔

جن دوستوں نے اب تک تحریک قرضہ فنڈ "برائے ایک سال" روپیہ ارسال نہیں کیا وہ مہربانی فرما کر جلد مطلوبہ رقم یا کوئی جواب ارسال فرماویں۔ اب دیر کرنے سے حرج ہو رہا ہے۔

احباب کو علم ہے کہ سالانہ جلسہ پر جنرل کونسل میں اور اس کے بعد احمدیہ کانفرنس میں یہ فیصلہ ہوا تھا کہ یکم جنوری ۱۹۳۰ء سے ایک آنہ فی روپیہ چندہ اشاعت اسلام دیا جائے۔ اس پر جماعت کے مخلصین نے عملدرآمد شروع کر دیا ہے۔ اور نیک مثال قائم کر کے سبقت حاصل کی ہے۔ جزاہم اللہ خیرا۔ چنانچہ صوبیدار نیاز علی صاحب کڑیانوالہ ضلع گجرات ایک آنہ فی روپیہ کے حساب سال بھر کا چندہ ماہوار جمع کرا گئے ہیں۔ ماسٹر محمد عبداللہ صاحب ٹیچر بدوملہی نے بجائے دو پیسہ فی روپیہ کے اب دسواں حصہ آمد دیا کریں گے۔ ڈاکٹر جلال الدین صاحب گوجرہ والے فرماتے ہیں کہ خطبہ جمعہ مورخہ ۳ جنوری اخبار میں سن کر اسی روز سے ایک آنہ فی روپیہ اپنی آمدنی سے نکالنا شروع کر دیا ہے اگر تمام قوم اس پر عمل کرے گی تو حضرت امیر کو مالی تفکرات سے قوم بے نیاز کر دے گی۔ خدا کرے قوم اس فیصلہ پر عملدرآمد کر کے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا ثبوت دے۔

سید بشیر احمد صاحب سینئر انگلش ٹیچر مسلم ہائی سکول لاہور نے ۱۷ جنوری ۱۹۳۰ء بروز جمعہ حضرت امیر کے ہاتھ پر بیعت کی۔ خداوند کریم انہیں اسلام کی خدمت کے لئے بیش از بیش توفیق عطا فرمائے۔

چوہدری فضل داد صاحب موضع ٹبہ پنڈی شاہ (ضلع گجرات) عرصہ ایک ماہ سے ملیریا میں مبتلا ہیں انہوں نے جملہ بھائیوں اور بزرگوں اور بالخصوص حضرت امیر سے درخواست کی ہے کہ ان کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔ فضل داد صاحب جماعت کے ایک مخلص رکن ہیں۔ انہیں اخبار پیغام صلح اور اخبار لائٹ کی توسیع اشاعت کا خاص طور پر خیال رہتا ہے۔ اس سے قبل وہ دونوں اخبارات کے لئے خریدار دے چکے ہیں۔

۱۷ جنوری کو سات بجے صبح کے وقت مسلم ہائی سکول لاہور کے بورڈروں کا ایک جلسہ زیر صدارت سید غلام مصطفےٰ شاہ صاحب ہیڈ ماسٹر منعقد ہوا جس میں حسب ذیل قرارداد پاس کی گئی:

بورڈران مسلم ہائی سکول کا یہ جلسہ اپنے بھائی محمد اکرم صاحب کی ناگہانی وفات اظہار رنج و الم کرتا ہے۔ اور خدا سے دعا کرتا ہے کہ وہ ہمارے مرحوم بھائی کو اپنے قرب میں جگہ دے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ دوسری قرارداد کا یہ مضمون تھا کہ پہلی قرارداد کی ایک نقل مرحوم کے والد بزرگوار جناب ملک محمد الدین صاحب ایڈیٹر رسالہ صوفی کو بھیجدی جائے۔

خبرنامہ

—— اخبار "بیس" کابل کی تازہ اشاعت سے معلوم ہوا ہے کہ کابل و ہرات کے بعض معزز تاجروں نے شرکت اصلاح کے نام سے ایک جدید تجارتی کمپنی قائم کی ہے جس کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ افغانستان کی تجارت کے طریقوں کی اصلاح کرے۔ اور ملکی پیداوار کو ترقی دے۔ ان کا سرمایہ ڈیڑھ کروڑ روپیہ کابلی رکھا گیا ہے جو دس دس ہزار روپے کے حصوں میں منقسم ہوگا۔ اس کمپنی کے حصے وہی لوگ خرید سکیں گے جو افغانستان کی رعایا ہوں گے۔ مرکزی ادارہ کے علاوہ کمپنی کی شاخیں کابل، قطغن، مزار شریف اور ہرات میں قائم ہوں گی۔

—— شاہ افغانستان نے مجلس امدادیہ ملیہ کو تیس ہزار روپے کی خطیر رقم عطا فرمائی اور اعلیٰحضرت کے علاوہ کم و بیش تیس اصحاب نے ساڑھے چار سو کے قریب رقم دی۔ عالی قدر میر عطا محمد خاں معین عدلیہ نے اپنی پانچ ماہ کی تنخواہ مبلغ ۱۸۹۵ روپے حکومت کی امداد میں دی۔

—— ہانگ کانگ ۱۷ جنوری۔ ہونی ہاڈ واقع جزیرہ ہائی نان میں حکومت نانکن کے خلاف لڑائی کی اطلاع موصول ہوئی۔ مخالف فوجوں نے شہر اور بحری جہازوں پر قبضہ کر لیا ہے۔ برطانیہ کا جہاز "منگولیا" ہونی ہاڈ کی طرف روانہ ہو گیا ہے۔ تاکہ وہاں کے غیر ممالک کے باشندوں کی حفاظت کرے۔

—— سنٹرل سکھ لیگ کا ایک اجلاس امرتسر میں اس غرض سے ہونیوالا ہے کہ کیا سکھ ممبران کونسل بھی کانگرس کے فیصلہ کو مد نظر رکھتے ہوئے مستعفی ہو جائیں گے۔

—— امرتسر۔ ۲۰ جنوری۔ پراونشل کانگرس کمیٹی کا ایک وفد جو مولانا عبدالقادر قصوری اور سردار سردول سنگھ پر مشتمل تھا۔ امرتسر سے گورداسپور گیا ہے۔ امرتسر سٹیشن پر حکیم احمد حسن۔ بشیر احمد صاحب مولانا اسماعیل غزنوی نے وفد سے ملاقات کی۔ مولانا اسماعیل غزنوی وفد کے ہمراہ گورداسپور تشریف لے گئے ہیں۔ یہ وفد گورداسپور میں سردار بھاگ سنگھ سے ملاقات کر کے ظفروال کے متعلق گفت و شنید کرے گا تاکہ وہاں اذان کی بندش کی وجہ سے سکھوں اور مسلمانوں میں جو کچھ کشمکش پیدا ہو گئی ہے اسے رفع کیا جائے۔ اور ان دونوں قوموں کے درمیان مصالحت ہو جائے۔

—— ۱۸ جنوری کو ساڑھے ۳ بجے بعد دوپہر افسر خزانہ لاہور نے علم الدین شہید کی وہ وصیت جو آپ نے میانوالی میں پھانسی پر چڑھنے سے پہلے لکھوائی تھی میاں طالع مند صاحب (والد شہید) کے حوالے کر دی۔ حاجی میاں محمد صادق صاحب رئیس باغبانپورہ اور میاں نورالدین نمبردار رئیس مزنگ بطور گواہ موجود تھے۔

—— بغداد ۱۵ جنوری۔ عراق کے اخبارات اور عوام میں شاہ فیصل اور اعلیٰحضرت سلطان ابن سعود کے درمیان مجوزہ کانفرنس کے انعقاد کی خبر پر بہت جوش و خروش کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ شاہ فیصل اس کانفرنس میں برطانوی ہائی کمشنر یا کسی دوسرے برطانوی نمائندہ اور عراق کی کابینہ کے تین ارکان کی معیت میں آئیں گے۔ معلوم ہوا ہے کہ کانفرنس میں جو مسائل زیر بحث آئیں گے ان میں عہدنامہ عراق و نجد اور سرحد کا معاملہ بھی شامل ہے۔

—— بمبئی ۱۹ جنوری۔ ایک ہفتہ تک بمبئی میں مصروف رہنے کے بعد آج رات لارڈ اور لیڈی اردن بڑودہ کو روانہ ہو گئے۔

—— دہلی ۱۷ جنوری۔ اسمبلی کے آئندہ اجلاس میں سوال کیا جائیگا کہ مس میو کی کتاب "مدر انڈیا" اب تک کیوں ضبط نہیں کرائی گئی۔

—— لندن ۱۷ جنوری۔ آج ہندوستانی ہواباز مسٹر من موہن سنگھ اپنے طیارے کی مرمت کے سلسلے میں ہوائی جہاز پر پیرس کو روانہ ہوئے۔ انہیں توقع ہے کہ وہ یکشنبہ کو اپنی پرواز جاری کر سکیں گے۔

—— ماسکو کا ایک پیغام مظہر ہے کہ گذشتہ دو ماہ کے اندر روس میں ۵۴۴ گرجے ۴۲ مجلسیں اور ۱۸ مسجدیں بند کرا دی گئیں۔ باقی جس قدر مسجدیں اور گرجے رہ گئے ہیں ان کے متعلق خیال کیا جاتا کہ ان کا دو تہائی حصہ آئندہ دو ماہ کے اندر بند کرا دیا جائے گا۔ وو یادری

افسوس ہے کہ ۲۱ جنوری ۱۹۳۰ء کو سید غلام مصطفےٰ کامل صاحب برادر ڈاکٹر سید غلام مجتبیٰ صاحب احمدیہ بلڈنگس لاہور کا انتقال ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ خداوند کریم مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

اس جرم میں گرفتار کر لئے گئے کہ وہ بالشوزم کے خلاف پروپیگنڈہ کر رہے تھے۔

—— نیویارک ۱۸ جنوری جنرل سمٹس انگلستان کو روانہ ہو گئے ہیں۔ انہوں نے رائٹر کے نمائندہ سے ملاقات کے دوران میں کہا مجھے یقین ہے کہ میری سیاحت سے جمعیۃ الاقوام اور عدالت عالم میں جن میں اہل امریکہ روز افزوں دلچسپی لے رہے ہیں۔ بین الاقوامی معاملات کے اہم مسائل کی طرف ان کی توجہ مبذول کرانے کے لئے بہت مفید ثابت ہوئی ہے"۔

—— گورنر بڑی کا خیال ہے کہ وہ بہت صحت یاب ہو کر بہت جلد اپنے عہدہ (ہائی کمشنر افریقہ) پر واپس چلے جائیں گے۔ لیکن بعض حلقوں میں یہ خبر صحیح سمجھی جاتی ہے کہ سر محمد اقبال کا اس عہدہ پر تقرر ہوگا۔

—— دہلی سے ایک خبر موصول ہوئی ہے کہ اسمبلی میں سر جیمز کریرار ہوم ممبر کی امداد کے لئے ایک سپیشل افسر مقرر کیا جائے گا۔ اس افسر کی تنخواہ دو ہزار دو سو پچاس روپے ہوگی۔ اس سلسلہ میں دو اصحاب کے نام پیش کئے جا رہے ہیں۔ لیکن وثوق سے کہا جا سکتا ہے کہ قرعہ انتخاب خانصاحب میاں عبدالعزیز سپرنٹنڈنٹ پولیس پنجاب سول سیکرٹریٹ پر پڑے گی۔

نامہ نگار خلافت کو باوثوق ذریعہ سے معلوم ہوا ہے کہ مہاراجہ سر کشن پرشاد صدر المہام ریاست حیدرآباد دکن کا زمانہ صدارت اب قریب الاختتام ہے اور ان کے جانشین کا سوال زیر غور ہے۔ بعض لوگوں کا قیاس ہے کہ اس عہدہ پر سر محمد حبیب اللہ ممبر ایگزیکٹو کونسل کا انتخاب عمل میں آئے گا۔

—— پنجاب کونسل کے آئندہ اجلاس میں جس میں بجٹ پر بحث ہوگی چوبیس فروری بروز پیر بوقت ۲ بجے بعد دوپہر لاہور میں منعقد ہوگا۔

—— جنیوا ۱۷ جنوری۔ آج ایک بین الاقوامی کانفرنس میں یہ مسئلہ پیش ہوا تھا کہ کوئلے کی کانوں میں کام کرنے والے مزدوروں کا وقت آٹھ گھنٹہ کی بجائے ۷½ گھنٹے روزانہ کر دیا جائے۔ مگر یہ تجویز گر گئی۔ کیونکہ گیارہ آراء اس کے حق میں اور ۱۳ مخالف تھیں۔ اقلیت میں مزدوروں کے ۹ نمائندے اور برطانوی اور دو ہسپانوی مندوبین شامل تھے۔

—— لدھیانہ ۱۸ جنوری۔ اسمبلی کے سیکرٹری مسٹر ایس جی گپتا نے میاں عبدالحی لدھیانوی کو مطلع کیا ہے کہ ان کا مسودہ قانون وراثت اسمبلی کے دفتر میں ۱۰ جنوری کو موصول ہوا۔ آئین و ضوابط کی رو سے اسے پیش کرنے کے لئے ایک ماہ کی مدت ضروری ہے اس لئے اس کا قرعہ ۱۳ فروری کو نکالا جائے گا۔ جو اس اجلاس کا آخری دن ہے۔

—— علیگڑھ ۱۸ جنوری۔ صاحبزادہ آفتاب احمد خان سابق وائس چانسلر مسلم یونیورسٹی علیگڑھ جو دو سال سے بعارضہ فالج بیمار تھے آج بوقت تین بجے دوپہر اس جہان فانی سے رحلت فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مغربی تہذیب کی ہلاکت کاریاں

امریکہ کے ایک علمی رسالہ کا بیان ہے کہ امریکہ میں جو لوگ ناگہانی حادثات سے موت کے گھاٹ اترتے ہیں ان کی تعداد ان لوگوں سے زیادہ ہے جو جنگوں میں مرتے ہیں چنانچہ صرف ایک ریاست نیو جرسی میں سال گذشتہ میں ۵۹۱۰ آدمی حوادث کا شکار ہو گئے۔ حالانکہ مقامی جنگ میں صرف ۵۶۶۲ آدمی ہلاک ہوئے۔ اسی طرح گذشتہ سات برس کے عرصہ میں مختلف حادثات سے مرنیوالوں کی تعداد ۳۵۰۴۲ تھی۔ لیکن پوری جنگ عظیم میں امریکہ کے لشکر کے ۳۴۶۹۳ آدمی ہلاک ہوئے۔

عجیب بات یہ ہے کہ ریاست نیو جرسی کا رقبہ ۸۲۲۶ مربع میل سے زائد نہیں۔ پوری ریاستہائے متحدہ امریکہ . . . . . کا رقبہ ۳۰ لاکھ ۲ ہزار مربع میل سے زائد ہے۔ تاہم ریاست مذکورہ میں حادثات سے جو لوگ سات برس کے اندر مرے ان کی تعداد ساری ریاستہائے امریکہ کے ان سپاہیوں سے زیادہ ہے جو جنگ عظیم میں ہلاک ہوئے۔ کوئی یہ نہ سمجھے کہ ہم نے ولایت نیو جرسی کو اکثر الحوادث کے اعتبار سے خاص طور پر چن لیا ہے۔ یا یہ کہ اس کا رقبہ سب سے زیادہ ہے نہیں ہم نے تو سرسری طور پر کسی ایک ریاست کو لے لیا ہے اور وہ اتفاق سے نیو جرسی ہے۔

حوادث کی تعداد زیادہ تر آٹوموبل (موٹر وغیرہ) سے واقع ہوئی۔ موٹروں کی آمد و رفت گلی کوچہ میں حد سے زیادہ ہو گئی ہے۔ ریاستہائے متحدہ کے اکثر شہروں میں گلیاں تنگ ہیں۔ لہذا حادثات کی کثرت کوئی غیر متوقع شے نہیں ہے۔ لطف یہ ہے کہ موٹروں کی تعداد روز بروز بڑھ رہی ہے۔ اور ہر امریکی کو احساس ہے کہ موٹروں سے محفوظ رہنے کی جگہ ایک ہے اور وہ ان کے گھروں کی چار دیواری ہے۔ (مدینہ)

یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا۔ اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔ کیونکہ کثرت وحی اور کثرت امور غیبیہ اس میں شرط ہے۔ اور وہ شرط ان میں پائی نہیں جاتی اور ضرور تھا کہ ایسا ہوتا تاکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی صفائی سے پوری ہو جاتی۔ کیونکہ اگر دوسرے صلحا جو مجھ سے پہلے گذر چکے ہیں وہ بھی اس قدر مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ اور امور غیبیہ سے حصہ لیتے۔ تو وہ نبی کہلانے کے مستحق ہو جاتے۔ تو اس صورت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی میں ایک رخنہ واقع ہو جاتا۔ اس لئے خدا تعالیٰ کی مصلحت نے ان بزرگوں کو اس نعمت کو پورے طور پر پانے سے روک دیا تا جیسا کہ احادیث صحیحہ میں آیا ہے کہ ایسا شخص ایک ہی ہوگا۔ وہ پیشگوئی پوری ہو جائے۔"

حضرت صاحب نے مذکورہ بالا عبارت میں اس اعتراض کا جواب دینا چاہا ہے کہ کیوں دوسرے صلحاء کو جن سے مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ ہوا حدیث شریف میں نبی کا نام نہ دیا گیا۔ اور یہ نام صرف مسیح موعود کو دیا گیا۔ فرماتے ہیں "اُن سے اس قدر کثرت سے مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ نہ ہوا تھا کہ مجھ سے ہوا۔ اور کسی کو مجازاً کوئی نام دینے کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ وہ صفت بدرجۂ کمال اس میں پائی جائے۔ اس کے لئے نبی کا نام مجازاً انہیں نہ دیا جا سکتا تھا۔ مگر مجھ میں چونکہ یہ صفت مکالمہ مخاطبہ کی بدرجۂ کثیر پائی گئی اس لئے مجازی طور پر مجھے نبی کے نام سے موسوم کیا گیا"۔ اب میں ان تمام نتائج کو نمبروار لکھ دیتا ہوں۔ جو اس عبارت سے نکلتے ہیں۔

(۱) حضرت مسیح موعود بھی اس امت کے اولیاء و ابدال و اقطاب میں سے ایک ہیں اور غیر نبی ہیں۔ ورنہ ایک نبی کا نام پانے میں کوئی خصوصیت نہیں ہو سکتی۔ اور نہ اس کو نبی کا نام پانے کی توجیہ کرنے کی ضرورت ہو سکتی ہے۔

(۲) آپ کی خصوصیت یہ ہے کہ جو حصہ کثیر مکالمہ مخاطبہ اور اظہار امور غیبیہ کی آپ کو ملی دیگر صلحا کو نہیں ملی۔

(۳) مکالمہ مخاطبہ نبی کی ایک صفت ہے۔ جس غیر نبی میں یہ صفت بدرجۂ کثیر پائی جائے گی اُسے مجازاً نبی کا نام دیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ مجاز میں یہ ضروری ہوتا ہے کہ جس صفت کی وجہ سے مجازی نام کسی کو دیا جائے وہ صفت اس میں بدرجۂ کثیر پائی جائے۔ اس لئے نبی کا نام مجاز کے طور پر پانے کے لئے مسیح موعود ہی مخصوص ہو سکتا تھا کیونکہ کثرت مکالمہ و مخاطبہ آپ ہی میں پائی گئی۔

(۴) اسی لئے حدیث شریف میں نبی کا نام سوائے مسیح موعود کے اور کسی کو نہیں دیا گیا۔

(۵) مگر اس سے یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ گذشتہ اولیاء۔ ابدال۔ اقطاب نے آنحضرت صلعم کی اتباع کرنے میں کوئی کمی کی تھی۔ یا ان کے روحانی کمالات میں کوئی نقص تھا۔ بلکہ مکالمہ مخاطبہ محض ایک نعمت ہے جو خدا کی طرف سے عطا ہوتی ہے ان کو اس لئے یہ نعمت پورے طور پر نہ دی گئی تا آنحضرت صلعم کی پیشگوئی صفائی سے پوری ہو۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہو سکتا کہ آنحضرت صلعم نے ایک پیشگوئی کر کے اپنی امت کو روحانی کمالات سے روک دیا۔ بلکہ صرف اتنا مطلب ہے کہ خدا نے امور غیبیہ ان بزرگوں پر کثرت سے ظاہر نہیں فرمائے۔ کیونکہ اس صورت میں پھر نبی کا نام مجازاً ان پر بھی چسپاں ہو سکتا تھا۔ اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مسیح موعود کو نبی کا نام دینا بے معنی ٹھیرتا تھا۔

حقیقۃ الوحی کی صفحہ ۳۹۰ و ۳۹۱ کی ساری عبارت میں نقل کر چکا ہوں اس پر بحث کر چکا۔ نتائج کیا نکلے؟ کیا یہ کہ آپ نبی تھے یا یہ کہ آپ غیر نبی تھے؟ صاف نظر آتا ہے کہ :-

(۱) آپ غیر نبی تھے۔ اور آپ کی طرف نبوت کا دعوےٰ منسوب کرنا سراسر افترا ہے۔

(۲) قرآن شریف میں جس کو نبوت کہا گیا ہے اس کا دعویٰ کرنا اب قرآن شریف کی رُو سے منع ہے۔

(۳) آپ صرف ایک پہلو سے امتی اور ایک پہلو سے نبی تھے۔ ......

کی بدرجۂ کثیر پائی گئی۔ جو دیگر صلحا میں نہیں پائی گئی۔ .... اس لئے غیر نبیوں میں نبی کا نام مجازاً پانے کے لئے آپ ہی مخصوص ہوئے۔ کیونکہ مجاز کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ وہ صفت بدرجۂ کثیر اس شخص میں پائی جائے۔

(۷) دیگر اولیا اقطاب اور ابدال کو جو اس قدر کثرت سے مکالمہ مخاطبہ نہ ہوا تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ ان کے کمالات روحانی میں کوئی نقص تھا۔ بلکہ یہ صرف ایک نعمت تھی جو آنحضرت صلعم کی پیشگوئی میں رخنہ نہ پڑنے کی خاطر روک لی گئی۔

(۸) وہ رخنہ یہ تھا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہ آ سکتا تھا۔ مگر مسیح موعود کے متعلق پیشگوئی میں آنحضرت صلعم نے نبی کا لفظ فرمایا تھا۔ یہ نبی کا نام اب سوائے اس کے درست نہ ٹھیر سکتا تھا۔ کہ مجاز کے طور پر مسیح موعود پر چسپاں کیا جائے۔ اور مجازاً اسی پر چسپاں ہو سکتا تھا جس میں کوئی صفت نبوت کی بدرجۂ کثیر پائی جائے۔ امت محمدیہ میں بعد ختم نبوت کے جو صفت نبوت کی باقی تھی وہ المبشرات کے ماتحت صرف مکالمہ و مخاطبہ کی تھی۔ اور ہر ایک امتی اس کا وارث ہو سکتا تھا۔ اس لئے ہر مرد کامل میں یہ صفت تو پائی جاتی تھی۔ لیکن اگر سب میں یہ صفت درجۂ کمال پر پہنچ جاتی تو سب پر ہی مجازی طور پر نبی کا لفظ چسپاں ہو سکتا تھا۔ تو پھر نبی کا لفظ جو حدیث میں پیشگوئی کے اندر مسیح موعود کے لئے آگیا تھا بے معنی ہو جاتا تھا۔ اور یہ اندیشہ پیدا تھا۔ کہ مبادا اس خصوصیت کو جو بطور مجاز کے ہے کوئی حقیقت نہ سمجھ لے۔ کیونکہ جب مجاز کے طور پر سب اولیا نے نبی کا نام پا لیا تو پھر صرف مسیح موعود کو حدیث میں نبی اللہ کہنے کی خصوصیت یہ شبہ ڈالتی تھی کہ یا تو حقیقت کے طور پر مسیح موعود کو نبی اللہ کہا گیا ہے اور یا یہ خصوصیت ہی بے معنی ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے نوع انسان کی ہدایت کے لئے یہ اہتمام کیا کہ مکالمہ مخاطبہ کی نعمت اس کثرت کے ساتھ اور کسی ولی کو عطا نہ فرمائی۔ کہ مجازی طور پر نبی کا نام اُس پر چسپاں ہو سکے۔ اور یہ نعمت کثرت کے ساتھ صرف مسیح موعود کو دی تاکہ نبی کا نام مجازی طور پر صرف آپ پر ہی چسپاں ہو سکے۔ اور اس طرح پیشگوئی میں نبی کا لفظ جو خصوصیت رکھتا ہے۔ وہ مجاز کی حد سے آگے نہ بڑھے اور پیشگوئی بھی صفائی سے پوری ہو جائے۔

یہ ہے وہ توجیہ جو اپنے نبی کا نام پانے کے متعلق حضرت مسیح موعود نے بیان فرمائی تھی۔ تاکہ کسی کو آپ کے نبی کا نام پانے سے ٹھوکر نہ لگے۔ اور حدیث میں مسیح موعود کو نبی کا نام دیا جانے کی خصوصیت سے وہ ابتلا میں نہ پڑے۔ مگر ایک غفلتمندوں کا گروہ ایسا اُٹھا جس نے نبی کا نام پانے کی توجیہ کو نبوت کا دعویٰ سمجھ کر اس صفحہ کے گرد کھڑے ہو کر بغلیں بجائیں۔ اور اسے والئے حضرت مسیح موعود کی طرف نعوذ باللہ نبوت کا دعویٰ منسوب کر دیا۔ جو بقول حضرت صاحب "سراسر افترا" ہے اور جس کے مدعی پر وہ لعنت بھیجا کرتے تھے۔ جیسا کہ وہ غلام دستگیر قصوری کو مخاطب کر کے اشتہار دیتے ہیں اور فرماتے ہیں :-

"اُن پر واضح رہے کہ ہم بھی نبوت کے مدعی پر لعنت بھیجتے ہیں۔ اور لا الٰہ الا اللہ محمد رسول کے قائل ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں اور وحی نبوت نہیں بلکہ وحی ولایت جو زیر سایہ نبوت محمدیہ اور بہ اتباع آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم اولیاء اللہ کو ملتی ہے اس کے ہم قائل ہیں۔ اور اس سے زیادہ جو شخص ہم پر الزام لگاوے وہ تقویٰ اور دیانت کو چھوڑتا ہے ...... غرض جبکہ نبوت کا دعویٰ اس طرف بھی نہیں صرف ولایت اور محدثیت کا دعویٰ ہے۔"

(بقیہ صفحہ اول)

میں نے اخبار پیغام صلح کے ذریعے تمام جماعت سے درخواست کی تھی اور آپ سے بھی یہ درخواست کرتا ہوں کہ ان دس دنوں میں آپ اکٹھے ہو کر ...... اپنی درخواست پیش کریں۔ صبح چار اور پانچ بجے کے درمیان اُٹھیے جیسا کہ ...... اور پھر قوم کی حالت اور اپنی حالت کو سامنے رکھتے ہوئے ......

خدا کے رستہ میں کچھ دینے کے عمل کے ساتھ ایک گہرا تعلق ہے۔ جس طرح حالت اضطرار میں انسان انتہائی جدوجہد سے کام لیتا ہے خدا سے دعا مانگتا ہے اور راستہ طلب کرتا ہے۔ اسی طرح اگر دلی خلوص سے خدا کے راستہ میں مال خرچ کیا جائے تو قرب الٰہی حاصل ہوتا ہے۔ زیادہ نفل پڑھنے یا تسبیح کے عمل میں وقت گذارنے سے ہم خدا کا اس قدر قرب حاصل نہیں کر سکتے جس قدر کہ خدا کے ساتھ محبت اور اخلاص کا عملی ثبوت دینے سے انسان کو سب سے زیادہ محبت مال کی ہوتی ہے اس لئے خدا کا قرب حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ مال کی محبت پر خدا کی محبت کو مقدم سمجھا جائے۔ جماعت سے میری درخواست یہی ہے کہ وہ خدا کے راستہ میں کچھ مال صرف کریں۔ تاکہ ہماری

قوم کی عزت

قائم رہے۔ جس شخص کا اپنا گھر رہن ہو اس کی دنیا میں کیا عزت ہو سکتی ہے۔ تمہاری برلن کی مسجد رہن ہے۔ تمہاری حمیت و غیرت اس امر کی متقاضی ہے کہ تمہیں اس وقت تک چین نہ آئے جب تک کہ تمہاری مسجد واگذار نہ ہو جائے۔ یہ ایک عام تحریک ہے جس میں ہماری جماعت کے مرد اور عورتیں سب شامل ہو سکتی ہیں۔ وہ اس نیک اور اہم کام کے لئے خواہ ایک پیسہ دیں یا ایک پونڈ۔ میں نے بیرونی جماعتوں سے بھی یہی درخواست کی ہے کہ اس عشرہ میں اپنے اپنے محلوں یا علاقوں میں مذکورہ بالا مقصد کے لئے روپیہ فراہم کریں۔ اگر امیر آدمی نہیں ایک پیسہ بھی دے تو اسے خوشی سے قبول کرو۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اگر آپ اس کام میں آپ سب کو شامل کر لیں تو اس کا نتیجہ ایک بڑے آدمی کی امداد سے زیادہ قیمتی ثابت ہوگا۔ اپنے اندر قوت عمل پیدا کرو۔ مردوں میں عورتوں میں اور بچوں میں۔ برلن مسجد کی واگذاری کے متعلق میں نے پرچیاں چھپوا دی ہیں۔ وہی ہر ایک کے ہاتھ میں دو۔ اور جو کچھ وہ دے لے لو۔

مجھے امید ہے کہ آپ اس تحریک کو کامیاب بنانے کے لئے اپنی طرف سے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کریں گے۔

راولپنڈی میں ایک دلچسپ مقدمہ کا آغاز

عرصہ دراز سے راولپنڈی میں تھرڈ۔ انٹر اور سیکنڈ کلاس کے واپسی ٹکٹوں کی فروخت بذریعہ منوہر دلال ساکن راولپنڈی جاری تھی۔ صحیح واقعات یوں بیان کئے جاتے ہیں کہ چند ٹکٹ کلکٹر راولپنڈی میں ایسے تھے جن کا تعلق دلال مذکور اور اس جیسے کئی اوروں کے ساتھ تھا۔ کچھ عرصہ کے بعد اتفاق سے اس پارٹی کے چند ٹکٹ کلکٹر مختلف مقامات پر تبدیل ہو گئے مگر چونکہ ان کے چند رکن راولپنڈی میں موجود تھے اس لئے جو نئے ٹکٹ کلکٹر ان کی جگہ آئے ان کو بھی انہوں نے اپنے ساتھ ملا لیا۔ اور یہ قبیح تجارت بدستور جاری رہی۔ چنانچہ یہ دلال مختلف اسٹیشنوں پر جا کر واپسی ٹکٹ حاصل کر لیتے تھے۔ اور یوں ریلوے کو دھوکا دیکر اُس کی ناجائز آمدنی سے فائدہ اُٹھاتے رہے۔ بڑے بڑے آدمی جنہیں یہ پارٹی مفت عیش کراتی رہی ان کی اس مصیبت کے وقت میں ان کی امداد پر لگے ہوئے ہیں۔ ریلوے کی خوش قسمتی سے آجکل راولپنڈی میں ایک نہایت بیدار مغز افسر جناب سید غلام حسین شاہ صاحب بعہدہ کمرشل افسر دو سال سے تعینات ہیں۔ جن کی ان تھک کوششوں کا یہ نتیجہ ہوا کہ یہ پارٹی جو کہ سالہا سال سے ریلوے کو سینکڑوں روپے کا نقصان پہنچا رہی تھی بالآخر پولیس کی گرفت میں لائی گئی۔ چالان مرتب ہو چکا ہے۔ اور عنقریب اس کی سماعت مسٹر وائٹ ہیڈ علاقہ مجسٹریٹ کی عدالت میں شروع ہونے والی ہے۔ کمرشل افسر موصوف کے سٹاف میں بعض ٹکٹ ایگزیمنروں کے نام خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔ مثلاً مسٹر عبدالرحمٰن و مسٹر خوشحال چند۔ ان کو افسر موصوف نے سپیشل ڈیوٹی پر لگا کر اس مقدمہ کو پایہ ثبوت تک پہنچایا ہے جنہوں نے ایسی قابلیت اور خوش اسلوبی کے ساتھ اس غرض کو سرانجام دیا۔ جیسا کہ ان سے توقع کی گئی تھی۔ ......

جلد ۱۸ | لاہور - یوم یکشنبہ مطبوعہ ۲۸ شوال ۱۳۴۸ھ مطابق ۳۰ مارچ ۱۹۳۰ء | نمبر ۲۲

فریادِ اسلام

(از جناب سید عبد المجید صاحب عاصم جج ریاست کپورتھلہ)

عجب ایں خدمتِ اسلام کردند — کہ ایماں را بہ کفر ادغام کردند
فغاں ایں عالمانِ دینِ خودکام — مرا مجموعۂ اوہام کردند
بہر جائے کہ جہل و تفرقہ بود — بہم کردند و مسلم نام کردند
نہ مجموعۂ اوہام باطل — نہاں صد حکمتِ اسلام کردند
ید بیضا آہ با ظلمت می نشانند — حرم را درگہِ اصنام کردند
درِ اسلام بر عالم ببستند — رہِ تکفیرِ مسلم عام کردند
کنوں حرمت نماند اہلِ حرم را — بتے در جامۂ احرام کردند
زہے اقتدار و ہدیہ و نذر — مسلماں را بزیرِ دام کردند
چہ افتادست یاراں را دریں رہ؟ — کہ سجدہ ہا بریں اصنام کردند
نزاع و ذلت و نکبت ز ملّاست — مسلماں شکوۂ ایام کردند
مپرس از شیوۂ اہلِ ریا کیں — بکشورہا مرا بدنام کردند
بعالم نعرۂ احسنت افتاد
چو رازِ شیخ طشت از بام کردند

ہسپانیہ کی اسلامی تاریخ کا ایک ورق

ایک عیسائی شاعر کے اسلامی جذبات

ہسپانیہ میں اسلام کا پرچم آٹھ سو سال تک پوری شان کے ساتھ لہراتا رہا ہے۔ لیکن اس وقت وہاں بجز چند پرانی عمارتوں اور کھنڈروں کے جنہیں اسلام کی گذشتہ شوکت و عظمت کا ایک دھندلا سا نقش قرار دیا جا سکتا ہے۔ مسلمانوں کا ایک بھی ایسا خاندان نہیں جو ہسپانیہ کی اسلامی تہذیب و تمدن کی ایک زندہ یادگار ہو۔ لیکن پھر بھی ہسپانیہ میں اس وقت ایک ایسا شخص بقید حیات موجود ہے جسے عیسائی ہونے کے باوجود نہ صرف اس بات پر فخر ہے کہ اس کی رگوں میں خالص عربی خون دوڑ رہا ہے۔ بلکہ وہ غیر معمولی جوش کے ساتھ اسلام کی ان عظیم الشان روایات کو ایک روح افزا گیت کی شکل میں زندہ رکھنا اپنا فرض سمجھتا ہے جو طارق کی مجاہدانہ پیشقدمی اور غرناطہ اور قرطبہ کے جاہ و جلال سے وابستہ ہیں۔

عربی خون کا جوش

اگرچہ فلاسی باسا عیسائی گھرانے میں پیدا ہوا۔ عیسائیوں کی طرح اس کی تعلیم اور تربیت ہوئی۔ اور اس کا نام بھی عیسائیوں کا سا ہے۔ لیکن اس کے سینہ کے اندر اسلام کی چنگاری موجود ہے جو بسا اوقات ایک شعلہ کی صورت اختیار کر لیتی ہے۔ مثل مشہور ہے کہ خون پانی سے زیادہ گاڑھا ہوتا ہے۔ گو فلاسی باسا عمر بھر عیسائیت کا پانی پیتا رہا ہے۔ لیکن عربی خون کا قطرہ جو اس کی رگوں میں متحرک ہے اس محبت اور عقیدت کو ہر وقت تازہ رکھتا ہے جو اسے اپنے مسلم آباؤ اجداد سے ہے۔

ہسپانیہ کے مسلمان خاندانوں کا حشر

جب ہسپانیہ میں فرزندانِ توحید کی سلطنت پارہ پارہ ہو گئی تو حکمران قوم کے بہت سے افراد نے افریقہ کی طرف ہجرت کی۔ جو ان کا قدیم آبائی وطن تھا۔ بعض مسلمان خاندانوں نے ہسپانیہ میں اقامت اختیار کی اور عیسائی حکام کے جور و تشدد کو برداشت کرتے رہے۔ بعض مسلمانوں نے اپنے آبائی مذہب کو خیرباد کہا اور توحید کے بجائے تثلیث کی پرستش شروع کر دی اور اس طور پر انہوں نے عیسائی حکومت کے ماتحت ان مظالم سے نجات حاصل کر لی۔ جو ان پر توڑے جاتے تھے۔ وہ ہسپانیہ کے عیسائی بادشاہوں کے درباریوں میں شامل ہو گئے۔ اس آخر الذکر جماعت میں امیہ خاندان کے ایک شخص کا اسلامی نام محمد بن امیہ تھا۔

فرنینڈو کی اسلامی حمیت

محمد بن امیہ کے تین بیٹے تھے۔ فرنینڈو۔ مارٹن اور یوسف۔ فرنینڈو اپنے بھائیوں میں نہایت دلیر۔ آزاد خیال اور ہر دلعزیز تھا۔ وہ غرناطہ کی مجلس امراء کا کارکن منتخب ہو گیا۔ ۱۵۶۵ء میں یعنی زوال غرناطہ سے ستر سال کے بعد وہ ایک دن مجلس میں شریک ہونے کے لئے گیا۔ ابھی وہ بالکل نوجوان تھا۔ صرف ۲۲ سال کی عمر تھی۔ دستور کے مطابق اس نے اپنی تلوار دروازہ پر رکھ دی لیکن خنجر کو جو اس کی پیٹی میں لگی ہوئی تھی [illegible]

اس فعل کو مجلس کی توہین پر محمول کیا۔ اور اسے سرزنش کی۔ مگر فرنینڈو عرب تھا۔ غصہ اور جوش سے اس کے تیور بدل گئے۔ وہ اٹھا اور غیظ و غضب کے عالم میں صدر کو یہ جواب دیا:

"میں جس طرح چاہوں گا مجلس میں شریک ہوا کروں گا میں امیہ خاندان کے شہنشاہوں کی نسل سے ہوں میرے [illegible]

جلد ۱۸ | لاہور - یوم جمعہ مطبوعہ ۳۰ ذی الحجہ ۱۳۴۸ھ مطابق ۳۰ مئی ۱۹۲۹ء | نمبر ۳۷

کلامِ حق پر ریویو

(۲)

(از مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی)

پادری صاحب لکھتے ہیں کہ قرآن شریف۔ حدیث اور بعض علماء اسلام انجیل کی تحریف کے قائل نہیں۔ ان کی تحریر کا ماحصل یہ ہے:۔

۱۔ قرآن شریف میں یہود ونصاریٰ کی تحریف کا ذکر تو ہے مگر انجیل میں تحریف ہونے کا ذکر نہیں۔

۲۔ صحیح بخاری۔ امام رازی وغیرہ بزرگ انجیل میں تحریف معنوی کے قائل ہیں لفظی کے نہیں۔ یہ مسئلہ اور بحث یقیناً ہماری توجہ کے قابل ہوتے۔ اگر پادری صاحب قرآن کریم کی کسی آیت۔ صحاح کی کسی حدیث اور علمائے اسلام رازی وغیرہ کے کسی قول سے ہمیں یہ دکھا دیتے کہ اناجیل اربعہ جن کی صحت پادری صاحب ثابت کرنے پر بیٹھے ہیں۔ الہامی کتب ہیں اور ان میں تحریف نہیں ہوئی۔ قرآن کریم، حدیث اور علمائے سلف میں سے کوئی بھی آپ کی ان اناجیل اربعہ کے الہامی ہونے کا قائل نہیں۔ آپ ان میں تحریف اور عدم تحریف کی بحث کو لئے بیٹھے ہیں۔ مسلمان سرے سے ان کے الہامی ہونے کے قائل نہیں۔ قرآن کریم، احادیث اور علمائے اسلام تو اس انجیل کو الہامی مانتے ہیں کہ جو حضرت مسیحؑ کو دی گئی تھی۔ ملاحظہ ہوں۔ آیات ذیل:۔

۱۔ قفینا علیٰ آثارھم بعیسی ابن مریم مصدقا لما بین یدیہ من التوراۃ۔ واتیناہ الانجیل

۲۔ ثم قفینا علیٰ آثارھم برسلنا وقفینا بعیسی ابن مریم واتیناہ الانجیل۔

۳۔ واذ علمتک الکتاب والحکمۃ والتوراۃ والانجیل

۴۔ ویعلمہ الکتاب والحکمۃ والتوراۃ والانجیل ورسولاً الیٰ بنی اسرائیل۔

۵۔ وانزلت التوراۃ والانجیل

۶۔ وما انزلت التوراۃ والانجیل الا من بعدہٖ

کیا ان آیات کے اندر صراحتاً ایک ایسی کتاب کا ذکر نہیں کہ جو جناب مسیحؑ کو دی گئی۔ مسلمانوں کے کل مستند لٹریچر میں حضرت عیسیٰؑ کو انجیل ملنے کا ایسے ہی ذکر ہے جیسے توراۃ حضرت موسیٰؑ کو ملنے کا ہے۔

ان اناجیل کے متعلق کہ جو آج کل عیسائی صاحبان کے ہاتھوں میں ہیں قرآن کریم کا فتویٰ صاف ہے۔

یکتبون الکتاب بایدیھم ثم یقولون ھذا من عند اللہ۔

یہ سب کتابیں انہوں نے خود تصنیف کی ہیں۔ مگر کہتے ہیں کہ یہ الہامی ہیں۔ پس قرآن کریم اور مسلمانوں کا ایمان ان اناجیل اربعہ کے متعلق ذی[illegible]

قرآن کریم یا مسلمانوں کا یہ عقیدہ کہ انجیل کوئی کتاب تھی۔ کہ جو جناب مسیح کو دی گئی۔ کوئی فرضی قصہ یا کہانی نہیں بلکہ واقعات کی شہادت یا اناجیل کی اپنی تاریخی شہادت بھی اس کی تائید کرتی ہے۔

اناجیل چار کیوں ہیں؟

وہ لوگ کہ جنہوں نے عیسائی تاریخ کا مطالعہ کیا ہے وہ جانتے ہیں۔ کہ پہلی صدی عیسوی کے آخر تک عیسائی چونکہ حضرت مسیح کے دوبارہ آسمان سے جلد تشریف لانے کے منتظر تھے ان میں تصنیف وتالیف کا مطلق رواج نہ تھا۔ البتہ حضرت مسیح اور حواریوں کے اقوال وافعال بطور حدیث روایت کئے جاتے تھے۔ (دیکھو انجیل لوقا کی آیات ۱-۳) دوسری صدی میں جبکہ یہود اور جنٹائلز کے دو متضاد عناصر کی کشمکش شروع ہوئی اور فرقہ بندیاں عمل میں آنے لگیں تو ہر فرقہ نے اپنی اپنی انجیلیں مرتب کر لیں۔ ان میں سے کچھ اناجیل کے نام درج ذیل ہیں۔

(۱) انجیل طفولیت مسیح جو متی نے لکھی
(۲) انجیل پطرس
(۳) انجیل یوحنا
(۴) انجیل دوم یوحنا
(۵) انجیل اندریاہ
(۶) انجیل فلپ
(۷) انجیل بارتھالومی
(۸) انجیل تھوما
(۹) انجیل اول ودوم طفولیت نوشتہ تھوما
(۱۰) انجیل یعقوب
(۱۱) انجیل نقودیما
(۱۲) انجیل میتھی آز
(۱۳) انجیل مرقس مصریوں کی۔
(۱۴) انجیل مرقس۔
(۱۵) انجیل برنا باس
(۱۶) انجیل لوقا
(۱۷) انجیل متی
(۱۸) انجیل ٹی ڈیس
(۱۹) انجیل پال
(۲۰) انجیل تیسی لیڈس
(۲۱) انجیل سرنتھس
(۲۲) انجیل ایپانی
(۲۳) انجیل یہودیہ
(۲۴) انجیل جوڈ
(۲۵) انجیل مارشین
(۲۶) انجیل ناصرین
(۲۷) انجیل ناشیاتی
(۲۸) انجیل ولنٹینس
(۲۹) انجیل سی تھنس
(۳۰) انجیل اپلس
(۳۱) انجیل ارکانیس
(۳۲) انجیل ولادت مریم
(۳۳) انجیل جوڈاس
(۳۴) انجیل بلیٹ

۳۲۵ء میں آئے دن کی اناجیل نویسی اور نئے نئے مسائل کی الجھنوں سے تنگ آکر نیقیہ میں کونسل کی گئی اور اس میں جہاں عجیب وغریب مسائل کے فیصلے ہوئے وہاں صدہا اناجیل میں سے چار کو مستند قرار دیا گیا۔ لیکن وہاں ان کے الہامی اور باقی اناجیل کے غیر الہامی ہونے کا کوئی فیصلہ نہیں ہوا۔ چنانچہ سائیکلو پیڈیا بائبلیکا میں جہاں ان چار نسخوں پر بحث کی گئی ہے۔ وہاں ان کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ متی۔ مرقس اور لوقا بلحاظ اتحاد مضامین ایک طرف اور یوحنا کو شدید اختلاف کی وجہ سے دوسری طرف [illegible] ان تینوں کو انگریزی [illegible]

This leads to the conclusion that in the Triple Traditions Matthew. Luke borrowed either from our mark or (more probably) from some document embeded in our mark.

دلائل اور شواہد کی بنا پر یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ان تینوں نسخوں میں سے متی اور لوقا یا تو مرقس سے اخذ کئے گئے ہیں یا امکان غالب یہ ہے کہ کسی اور مسودہ سے کہ جو مرقس کی بنیاد ہے اس سے اخذ کئے گئے ہیں۔ سائیکلو پیڈیا کی اس شہادت سے ثابت ہے کہ یہ تینوں متی۔ لوقا اور مرقس کسی اور نسخہ سے ماخوذ ہیں۔ اناجیل کی اس طولانی فہرست میں کہ جو ہم نے اوپر درج کی ہے ایک ہی انجیل ایسی ہے کہ جو جناب مسیح اور حواریوں کی مادری زبان ارامی میں پائی گئی تھی۔ باقی کل کی زبان یونانی ہے۔

اس انجیل کا نام یہودیہ ہے۔ جو عیسائی فرقے ناصرین اور ابیانیوں میں ۱۵۰ء تک رائج رہی اس کے بعد گم ہو گئی۔ غالب خیال یہ ہے کہ مرقس کی بنیاد اسی پر تھی۔

کیا سائیکلو پیڈیا کی اس تحقیقات سے قرآن کریم کی تصدیق نہیں ہوتی کہ اناجیل کی بنیاد کسی ایک انجیل پر ہے۔ کہ جو جناب مسیح کو دی گئی تھی۔ اور اناجیل اربعہ باقی بیسیوں اناجیل کی طرح جعلی ہیں۔

(باقی پھر)

قبول اسلام

مورخہ ۲۵ مئی کو موضع کوٹ ادیان متصل اسٹیشن امید پور کے سانسیوں نے جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ کے دست مبارک پر اسلام قبول کیا۔

سابق نام	اسلامی نام
ریلو	محمد خاں
گورا ندتا	محمد عمر
بھگتو	دین محمد
سادھو	محمد علی
الیشر	شاہ دین
منگتو	شاہ محمد
حینا	حسین بی بی
برکت	برکت بی بی

جلد ۱۸ | لاہور - یوم دوشنبہ مطبوعہ ۳ صفر ۱۳۴۹ھ مطابق ۳۰ جون ۱۹۳۰ء | نمبر ۴۴

دُعا بجناب شافی مطلق

(از جناب خواجہ کمال الدین صاحب)

ذبح کر کر کے جو قرآن کو پڑھاتے ہو — بخشو توفیق کہ یورپ کو بھی پہنچے پیغام
شدتِ مرض ہے اور ہے تعلیم علوم — بہرِ تصنیف ہی کچھ دیجئے اتنو آرام
عسر اور یسر جو توام ہیں بقولِ قرآں — بخش دیجئیگا شفا آئے بہت ہی آلام
ایک نیا علمِ کلام آپنے بخشا ہے مجھے — سامنے میرے نئے رنگ میں آیا اسلام
اب سمجھ آئی کہ ہو کس طرح اس کی تبلیغ — اس کو کس طرح سے ہو سکتی ہی مقبولیتِ عام
اک فقط صحتِ عاجل کی کمی ہی باقی — ورنہ ہر سمت ترے دیکھ رہا ہوں انعام

جان بخشی جو ہو کچھ عرصہ کی خاطر مولا
ترے ہاں کیا ہے کمی اور مرا ہو جاتا ہی کام

راؤنڈ ٹیبل کانفرنس کے انتظامات

موقر جریدہ بمبئی کرانیکل کا شملوی نامہ نگار خصوصی ۱۷ جون کو مطلع کرتا ہے کہ معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ راونڈ ٹیبل کانفرنس میں جن ہندوستانیوں کو مدعو کیا جائے گا۔ ان کی کئی فہرستیں دفتر اصلاحات نے مرتب کرائی ہیں۔ جن میں سے ایک سر شنکرن نائر کے مشورہ سے اس اصول کے ماتحت مرتب ہوئی ہے کہ اس شخص کو گول میز کانفرنس میں شریک نہ کیا جائے جس نے کسی نہ کسی صورت سے سائمن کمیشن کو امداد دی ہے یہی وجہ ہے کہ اس فہرست میں سر اے پی پیٹرو اور سر محمد شفیع کے اسمائے گرامی شامل نہیں ہیں۔

اس فہرست سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہندوستانی نمائندوں کی تعداد حسب ذیل تقسیم کے ساتھ پچاس ہوگی۔

برطانی ہند	۳۵
ریاستہائے ہند	۱۰
یورپین اینگلو انڈین	۳
برما	۲

اس فہرست میں حسب ذیل حضرات کو حسب ذیل طبقوں سے نمائندوں کی حیثیت سے دعوتِ شرکت دی جائیگی۔

کانگریس | مہاتما گاندھی۔ پنڈت موتی لعل نہرو۔ مسٹر دی جے پٹیل۔ پنڈت جواہر لعل نہرو۔ ڈاکٹر انصاری۔ مسٹر سین گپتا۔

لبرل | سر تیج بہادر سپرو۔ سر پی سی۔ سوا سوامی آئر۔ رائٹ آنریبل سر سنیواس شاستری۔ سر سی پی راما سوامی آئر۔ سر چمن لال سِتلواد۔ اور مسٹر چنتامنی۔

ہندو مہاسبھا | پنڈت مدن موہن مالویہ۔ مسٹر این سی کیلکر اور ڈاکٹر مونجے۔

مسلم | ہز ہائینس آغاخاں۔ مسٹر جناح۔ سر علی امام۔ مولانا محمد علی۔ سر عبدالرحیم۔ سر فضل حسین۔ مولانا ظفر علیخاں۔ اور مسٹر فضل الحق۔

عیسائی | مسٹر رتنا سوامی اور مسٹر جوزف بیپٹسٹا۔

پارسی | سر پی سی سیٹھنا۔ اور مسٹر کے ایف نریمان۔

غیر برہمن | مسٹر اے راما سوامی مدلیار اور مسٹر شان مکھم چیٹی

تجارت و صنعت | سر پی ٹھاکر داس۔ لالہ ہرکشن لال۔ مسٹر ابراہیم رحمت اللہ۔ سر راجندر ناتھ مکرجی۔

ریاستہائے ہند | مہاراجگان بیکانیر۔ بڑودہ۔ الور۔ کشمیر۔ اور جام صاحب نواب صاحب بھوپال۔ اور مرزا اسمٰعیل میسور۔ سر اکبر حیدری (حیدرآباد) سر ایم وسویشوریا اور کرنل۔

اینگلو انڈین اور یوروپین | سر ڈارسی لنڈسے۔ کرنل فورڈ۔ کرنل گڈنی۔

برما۔ مانگ لوک کئی اور یو بائی۔

کیا مہاتما جی دعوت قبول کرلیں گے؟

مذکورہ فہرست میں یہ بھی تجویز کیا ہے کہ گول میز کانفرنس میں شرکت کی شرائط ایسی ہونی چاہئیں۔ جو مہاتما گاندھی سے شرکت کی سفارش کریں یعنی کانفرنس کے انعقاد ہندوستان میں مقصد آزادی کے حصول کا انتظام مرتب کرنے کے لئے ہونا چاہئے۔ یہ واقعہ کہ سر حبیب اللہ سے درخواست کی گئی ہے کہ وہ سر فضل حسین کی بجائے جینوا کانفرنس میں شرکت کریں۔ اس خبر کی تصدیق کرتا ہے کہ وائسرائے کی کونسل کا تعلیمی رکن عارضی طور پر اپنی خدمات سے سبکدوش کر دیا جائے گا تاکہ وہ لندن کانفرنس میں اپنی جماعت کی نمائندگی کر سکے۔

چار ماتحت کمیٹیوں کی ترتیب

مزید برآں یہ خیال کیا جاتا ہے کہ حکومت ہند کی طرف سے چار کمیٹیاں بنائی جائیں گی۔ جو اصلاحات صوبہ سرحد۔ لوکل سیلف گورنمنٹ اور تعلیم کے متعلق کانفرنس کے لئے مواد فراہم کریں گی۔ جن میں سے ایک کمیٹی نے جو اصلاحات سرحد کے متعلق ہے سر فضل حسین کی قیادت میں اپنا کام شروع کر دیا ہے۔

برطانی اشیاء کا بائیکاٹ

سرکاری حلقوں میں بیان کیا جاتا ہے کہ وائسرائے یا وزیراعظم کو مجبور کیا جائے گا کہ وہ کانگرس پر مذکورہ خیال کا اظہار کر دیں۔ اگر وہ برطانی اشیاء کے مقاطعہ کی تحریک کو اس کی موجودہ صورت حال پر ختم کر دیں۔ مگر مستبدانہ طبائع اس کو بیکار سمجھتی ہیں۔ کیونکہ ان کے خیال میں وائسرائے کے دو جدید آرڈیننس بائیکاٹ کی تحریک کا قلع قمع کر دیں گے۔ (مدینہ)

ناظرین سے التماس ہے کہ خط و کتابت کے وقت نمبر خریداری کا [illegible]

الصّلح خیر

(از قلم جناب سید عبدالمجید صاحب پنشنر جج چیفکورٹ کپورتھلہ)

"پیغام صلح" کی نفرت بڑھانے والی طرزِ تحریر کے متعلق میں نے ایک مختصر سا مضمون "الفضل" میں درج ہونے کو بھیجا۔ جو ۹ ماہ جولائی کے "الفضل" میں شائع ہو چکا ہے۔ اس پر مولانا محمد انعام الحق صاحب نے ۱۱ر جولائی کے "پیغام صلح" میں بہرۂ "شذرات" میں اپنے خیالات کا اظہار فرمایا ہے۔ اسی درمیان میں "پیغام صلح" کے اسی سوال کے متعلق کہ "جماعت قادیان اور اس کے امام محترم غیر قادیانی مسلمانوں کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں یا نہیں"۔ باہمی "پیغام صلح" اور "الفضل" میں تحقیق حق سے گذر کر معاملات باہمی ذاتیات تک پہنچ رہے ہیں اور ناخوشگوار حد تک پہنچ رہے ہیں۔ دونوں طرف کے حد سے بڑھے ہوئے جوشوں کو مدِنظر رکھ کر سلامتی اسی میں تھی کہ میں خاموش رہتا۔ مگر جو قلب کہ دشمنوں کو آپس میں دست و گریباں دیکھنا پسند نہ کرے وہ یہ کب گوارا کرتا ہے کہ دوست آپس میں مصروف پیکار ہوں۔ یہی ایک جذبہ تھا جس نے پھر قلم اُٹھانے پر مجبور کیا۔ اس کے علاوہ "پیغام صلح" کے اپنے ۱۱ر جولائی کے بہرۂ شذرات میں میرے اسی "الفضل" کے مضمون کے متعلق چند شبہات کا اظہار پایا جاتا ہے۔ اُس کا ازالہ کرنا بھی ضروری ہے۔

سب سے پہلے مجھے یہ ظاہر کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جہاں دو فریق مصروف پیکار ہوں وہاں دُور سے دیکھنے والے تماشائی محفوظ رہ سکیں تو رہ سکیں اور بچیا لی خود ان کی لڑائی سے حظ اُٹھا سکیں تو اُٹھا سکیں۔ مگر صلح کرانے کے لئے جو کوئی بھی درمیان میں آئے گا وہ بھی کسی نہ کسی حد تک ان کے آپس کے حملوں کی زد کا لطف ضرور اُٹھائے گا۔ یہی میری کیفیت ہے۔ اب نہیں معلوم "الفضل" کیا رائے میری نسبت قائم فرمائے۔ اور پیغام صلح کس روشنی میں میری ان کوششوں سے کوئی جو محض "الصلح خیر" کے اصولوں پر ہیں ملاحظہ فرمائے بہرکیف خواہ کچھ ہو میں اس راہ کی طرف جسے میں دونوں کے لئے مفید سمجھتا ہوں انہیں توجہ دلاؤں گا۔ اور ایک خاموش تماشائی کی حیثیت سے اس جنگ کو دیکھنا پسند کروں گا۔ اور نہ ایک غلط کار جانب دار کی طرح دونوں میں سے کسی ایک کی شکست و فتح کلی پر اپنی مسرتوں کا دار و مدار سمجھوں گا۔

دوسری بات جس کے لئے میں اصل مضمون سے متوجہ ہونے سے پہلے اپنے شکریہ کا اظہار کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ وہ مولانا محمد انعام الحق صاحب کا وہ محبت بھرا لہجہ ہے جس میں کہ انہوں نے میرے مضمون پر باوصفیکہ اس میں ان کے مخالف تنقید تھی تبصرہ فرمایا ہے۔ میں کہتا ہوں اگر یہی انداز ہر اختلافی مسئلہ میں اختیار کی جائے۔ تو جیسا کہ میں نے "الفضل" میں لکھا ہے۔ دنیا کی آدمی سے زیادہ بدمزگیاں تلخیاں اور تلخ کامیاں آج صلح و آشتی میں بدل سکتی ہیں۔ اب میں ان شبہات کو رفع کرنا چاہتا ہوں جو شیخ محمد انعام الحق صاحب کو پیدا ہوئے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ "بہتر طریق تو یہ تھا کہ ہمارے طرز تحریر میں ان کو جو نقائص نظر آئے تھے ان سے ہمیں براہ راست مطلع کر دیتے اور اسی طرح "الفضل" سے کرتے۔ لیکن وہ "پیغام صلح" کے اظہار کے لئے "الفضل" کے کالم موزوں سمجھتے ہیں۔ اور "الفضل" کے سوقیانہ پن کا اقرار خاکسار راقم الحروف کے خط میں کرتے ہیں غالباً اس میں انہوں نے کوئی مصلحت سمجھی ہوگی"۔ اگر شیخ صاحب موصوف میرے اسی مضمون کے تمہیدی سطور کو ملاحظہ فرماتے جنہیں میں نے یہ لکھا تھا کہ "پیغام صلح" کو جب "الفضل" کے ناگوار طرز تحریر کی نسبت لکھا گیا تو اُسے بلا تامل شائع کر دیا جاتا تھا۔ اور جب "پیغام صلح" کو اس کے اپنے انداز بیان کے متعلق کچھ لکھا جاتا تو وہ نظر انداز کر دیا جاتا۔ تو کیا یہی وجہ کافی نہ تھی کہ میں مجبور ہو کر "الفضل" میں وہ مضمون درج کراتا۔ "پیغام صلح" میں "الفضل" کے انداز تحریر کے خلاف میرے کئی ایک مضمون نکل بھی چکے ہیں۔

نقص یہ ہے کہ ہمیشہ سے دونوں جماعتوں کا وتیرہ زیادہ کامیاب رہا ہے۔ اب میرے اس طرز عمل سے جو کسی ایک فریق کی بیجا حمایت پر مبنی نہیں ہے۔ دونوں میں سے کوئی خوش نہیں ہو سکتا۔ اور نہ میں چاہتا ہی ہوں۔ کہ جس امر کو میں حق سمجھتا ہوں اُسے دبا کر دونوں کی یا ایک کی خوشی حاصل کروں۔ کیونکہ یہ ضمیر کی قربانی پر خوشی حاصل کرنا ہو گی۔ اور اسے میں بڑا مہنگا سودا سمجھتا ہوں۔ اور نہ مجھ سے یہ ہو سکتا ہے۔ کہ واقعات کو اس ماخذ نظر سے دیکھوں۔ جس سے کہ "الفضل" اُنہیں دیکھ رہا ہے۔ یا وہ زاویۂ نگاہ اختیار کروں جو "پیغام صلح" کا ہے۔ حالانکہ دونوں کے طرفدار اپنے اپنے فریق کے نکتہ نگاہ سے معاملات کو دیکھ رہے ہیں۔ اور "الفضل" والے "پیغام صلح" کو گردن زدنی اور پیغام والے "الفضل" کو گشتنی سمجھ رہے ہیں۔ اور یہ کوئی نہیں دیکھتا کہ تالی دونوں ہاتھوں سے بجائی جا رہی ہے۔

میں اخبار کے وہ حصے جس میں متانت سے گری ہوئی بحثیں ہوں۔ علیحدہ کر کے چاک کر دیتا ہوں۔ اسی لئے میرے پاس "پیغام صلح" کا وہ پرچہ موجود نہیں ہے جس میں شیخ صاحب نے اپنے اسی سوال کو "الفضل" کے لئے "کوڑھ میں کھاج" سے نسبت دی تھی۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ شیخ صاحب فرما سکتے ہیں کہ بدتہذیبی اس سے آگے جا سکتی ہے؟ اب فریقِ مخالف جس کے ہاتھ میں قلم ہے اور وہ ایک بے تابو دل بھی رکھتا ہے وہ اسی ایک بات کا جواب زیادہ سے زیادہ سخت الفاظ میں نہ دے گا۔ تو اور کیا کرے گا؟ لیکن کیا اسی پر معاملہ ختم ہے۔ نہیں۔ اس قسم کے بیسیوں جملے و کھلائے جا سکتے ہیں۔

مجھے سب سے زیادہ صدمہ ہوتا ہے یہ دیکھ کر کہ ایک سانس میں ہم اس ناگوار طرزِ عمل کے متعلق ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہیں اور دوسری ہی سانس میں خود وہی طرز عمل اختیار کر لیتے ہیں۔

۵ر جولائی کے "الفضل" کے پہلے ہی صفحہ پر "حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک خاص حکم" کے عنوان سے آپ کے یہ کلمات درج ہیں۔

"میں بڑی تاکید سے اپنی جماعت کو جہاں کہیں وہ ہیں منع کرتا ہوں کہ وہ کسی قسم کا مباحثہ مقابلہ اور مجادلہ نہ کرے اگر کہیں کسی کو کوئی درشت اور ناملائم بات سننے کا اتفاق ہو تو اعراض کرے × × × × مجھے خوف ہے کہ اگر ہماری جماعت کے لوگ بدزبانیوں اور فضول بحثوں سے باز نہ آئیں گے تو ایسا نہ ہو کہ آسمانی کارروائی میں کوئی تاخیر اور روک پیدا ہو جائے"۔

اور ۵ر جولائی سے اگلے پرچہ میں شیخ محمد انعام الحق صاحب کے پیش کردہ سوال کے متعلق ذاتیات کی نوبت اس حد تک پہنچا دی گئی کہ ان کی نسبت یہ لکھا گیا کہ

وہ جہل مرکب ہے۔ وہ آریہ ہو گیا تھا۔ اور آریوں کے ہاں اُسے اچھوت سمجھا جاتا تھا۔ اور مرتد ہونے کی حالت میں اسلام اور بانیٔ اسلام کی شان میں گستاخیاں کرتا تھا۔ وہ ہمارے پاس ملازمت کے لئے آیا۔ اس کے دل پر اس بداعمالی اور بیہودگی کی وجہ سے سیاہی پھر چکی ہے ہمیں اس میں رشد اور سعادت کا کوئی شائبہ نظر نہیں آتا۔ کیا بدتہذیبی اور سوقیانہ پن اس سے آگے بھی بڑھ سکتے ہیں"۔

"الفضل" کی اس رائے سے مجھے یہ آج معلوم ہوا کہ ایڈیٹر صاحب "الفضل" غیب دان بھی ہیں۔ وہ یہ دیکھ سکتے ہیں کہ کسی شخص کے دل پر سیاہی و سفیدی کس حد تک پھری ہوئی ہے۔ وہ کسی میں رشد و سعادت کے نشانوں کا پتہ دے سکتے ہیں۔ وہ لوگوں کے قلوب کا حال جانتے ہیں۔ وہ بتا سکتے ہیں کہ کون سعید ہے اور کون شقی۔

دوسرا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ علم الاخلاق کا یہ کونسا اصول ہے کہ اگر کوئی آریہ یا کسی اور مذہب والا مسلمان ہو جائے اور ہم سے اختلاف رائے کرے تو ہم اس کے پچھلے کارناموں کو جو اس کے اسلام کے خلاف سرزد ہوئے ہوں معرض بحث میں لے آئیں۔ کیا یہی طریق اختلاف رائے کی صورت میں آپ ... کر سکیں گے۔ جو سرکانہ حالات کو تبدیل کر کے اسلام لائے تھے۔ کیا حضرات شیعہ کے اعتراضات کو جو انہیں بعض صحابہ کی نسبت ہیں انہیں حضرات شیعہ کی عینک لگا کر دیکھنا آپ پسند کریں گے۔ مختصر یہ کہ جس قدر صدمہ مجھے اس قسم کے حملے دیکھ کر ہوا ہے اُسے میں بیان نہیں کر سکتا۔ میں پوچھتا ہوں کہ اگر سوامی دیانند مرنے سے پہلے مسلمان ہو جاتے اور اس حالت میں کسی ایک فرقے میں ہونے کی وجہ سے وہ دوسرے فرقہ والے سے اختلاف رائے رکھتے۔ خدا کی نسبت نہیں۔ اس کی کتاب کی نسبت نہیں۔ اس کے رسول کے متعلق نہیں۔ بلکہ کسی فروعی مسئلے کے متعلق۔ تو کیا مخالف فرقے والوں کو سوامی صاحب پر یہ اعتراض کرنے سے پہلے کہ یہ وہی سوامی جی ہیں جنہوں نے رسول اکرم اور اس کے خدا پر حملے کئے تھے۔ اس کا دل سیاہ ہو چکا ہے۔ اس میں رشد و سعادت کا نام و نشان نہیں۔ شرم سے منہ چھپا نہ لینا چاہئے تھا۔ یا کم از کم اس وقت تک خاموش نہ رہنا چاہئے تھا۔ جب تک کہ شرم دنیا سے اُٹھ نہ جاتی۔

حق جوئی اور حق بینی کی کیفیت اسی سے ظاہر ہو سکتی ہے۔ کہ لاہوری اور قادیانی احمدی دونوں حضرت مسیح موعود کو بروزی اور ظلی نبی مانتے ہوئے بھی ایک دوسرے کے سخت مخالف ہو رہے ہیں۔ اور ایک دوسرے کو کافر کہہ رہے ہیں۔ قادیانی لاہوریوں کو اس لئے کافر جانتے ہیں کہ وہ کافروں کو مسلمان کہتے ہیں اور لاہوری قادیانیوں کو اس لئے کافر سمجھتے ہیں کہ وہ مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں — اور باایں علم و فضل اور دعوے بے نفسی ایک حق بات پر جمع نہیں ہو سکتے تو شیخ محمد انعام الحق اگر چند غلط فہمیوں کی وجہ سے آریہ ہو گئے تو کیا غضب ہو گیا۔ اور وہ اس قدر زیرِ عتاب کیوں آ گئے۔ کہ انہیں رشد و سعادت کے جوہروں سے کلیتہً محروم سمجھ لیا گیا۔ میرا اپنا خیال ہے کہ وہ جب آریہ ہوئے تھے تو ہماری زیادہ ہمدردی۔ زیادہ محبت اور زیادہ شفقت کے مستحق تھے۔ اور اب جب کہ وہ حق پا کر پھر مسلمان ہوئے ہیں تو وہ ہمارے زیادہ احترام اور زیادہ اخوت کے مستحق ہیں۔ آہ! دنیا! دنیا! تو رسم و رواج کی پابندیوں میں پھنسی ہوئی ہے۔ صداقتیں اور حقیقتیں تیری نظر سے دُور ہیں۔ تو چھٹوں کو دیکھتی ہے اصلیت تیرے لئے پوشیدہ نہیں ہے۔ سوتی جرابوں پر اونی جرابوں کی چٹ تجھے دھوکے میں ڈال سکتی ہے۔ اور تو خود اسی طرح کی چٹیں کھا کھا کر دنیا کو نہ صرف دنیا کو بلکہ اپنے آپ کو دھوکے میں ڈالنے کو پسند کرتی ہے۔ یہی ظاہر پرستی کسی جگہ تقلید۔ کہیں توہمات کہیں رسم و رواج کی پابندی کی صورتوں میں۔ کہیں عصبیت اور کورانہ تقلید کے لباسوں میں ظاہر ہو رہی ہے آہ۔

پردہ داری چوں نہ شد تکیہ بنام اتقاد
ورنہ پوشیدہ ابصد جائیتِ زنار ہست

یہی وجوہات اور اسی قسم کے حالات ہیں جن کے ماتحت بعض تنگ نظروں کا یہ نظریہ کہ ایک شیطان صفت مسلمان ایک فرشتہ خصلت ہندو سے ہر حالت میں اچھا ہے۔ میرے لئے ہمیشہ قابل بحث رہیگا۔ مضمون کا رخ کہیں سے کہیں چلا گیا۔ ہاں تو یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود کے اس ارشاد کی کہ لوگوں کی درشت اور ناملائم باتوں سے اعراض کرو۔ اور بدزبانیوں اور فضول بحثوں سے باز آؤ۔ تعمیل اسی کا نام ہے؟

میں ہمیشہ اس پر حیران ہوا کرتا ہوں کہ جو لوگ دوسروں کو اخلاق حسنہ کی تعلیم دیتے ہیں۔ جب خود موقعہ آتا ہے تو ان اخلاق پر عمل کیوں نہیں کرتے۔ اور اگر وہ اپنی بدزبانیوں اور درشت کلامیوں کو بھی اپنے معیار کے مطابق اخلاق حسنہ سمجھتے ہیں تو ہمیں ان پر افسوس کرنے اور رنجیدہ ہونے کی بجائے اس کے لئے دُعا مانگنی چاہئے۔ کہ اسے خدا تو انہیں ہدایت دے۔

میں آخر میں یہ عرض کروں گا کہ اگر میری اس تحریر کے کسی حصہ میں کوئی صاحب اپنی دل شکنی خیال فرمائیں تو میں اس کے لئے باادب معافی کا خواستگار ہوں۔ کیونکہ دل شکنیوں کا رفع کرنا مقصود تھا نہ کہ دل شکنی کرنا۔ اس بحث پر یہ میرا آخری مضمون ہو گا۔ کیونکہ میں یہ بھی پسند نہیں کرتا کہ ناگوار معاملات کو اصلاح کی غرض سے بھی بار بار اخبار میں چھیڑا جائے۔

نوٹ: کسی آئندہ اشاعت میں اس مضمون کے متعلق کچھ عرض کیا جائے گا۔ (محمد انعام الحق)

ہندو دنیا

ویدوں کا ایک اور حکم دنیا سے اُٹھ گیا

عورتوں اور مردوں کو بریہچاری بنا کر مندروں کی نذر کر دینا ہندوستان کی پرانی رسم ہے۔ رگوید میں کنورشی کا بیٹا سوبھر رشی کہتا ہے:-

"اوانے پوُرو کتیہ نیا شتم ددھو رنام"

بروکتس راجہ نے مجھے پچاس کنواریوں کا دان دیا ہر کنواری لڑکیاں مندر کے مہنتوں کو خیرات دینے کا دستور گویا ویدک زمانہ سے چلا آتا ہے۔

چنانچہ رسالہ "دین و دنیا" ماہ جولائی لکھتا ہے کہ اس رسم کے ختم کرنے کے لئے ٹراونکور کی گورنمنٹ مستحق مبارک باد ہے۔ لیکن اس سلسلہ میں سب سے زیادہ مستحق مبارکباد اعلیحضرت حضور نظام ہیں۔ جو آج سے دس بارہ سال پہلے اس لعنت کو مندروں سے پاک کر چکے ہیں۔ اور جنہوں نے سب سے پہلے اس شرمناک رسم کے انسداد کے لئے قوانین مرتب کئے تھے۔ اگر اعلیحضرت حضور نظام نے اس مبارک چیز کی طرف قدم نہ بڑھایا ہوتا۔ تو شاید آج ٹراونکور گورنمنٹ کو اس فضول رسم کے انسداد کی جرأت نہ ہو سکتی۔ اعلیحضرت کے اس مبارک اقدام نے ہزاروں شریف ہندو گھرانوں کی عورتوں کو نہ صرف زناکاری سے بچا کر ہندو قوم پر وہ احسان عظیم کیا ہے۔ جس کے لئے ہندو قیامت تک زیر بار احسان رہیں گے۔ لیکن ہندو جرائد کی تنگ نظری قابل داد ہے۔ کہ وہ ٹراونکور کی تعریف میں تو کالم کے کالم سیاہ کر رہے ہیں۔ لیکن کسی کو اتنی توفیق نہ ہوئی کہ اس رسم کے انسداد کے اصل محرک کے لئے بھی دو لفظ لکھ دیئے جاتے۔ نہیں معلوم کس روز ہندو قوم کی آنکھوں سے تعصب کی پٹی اُتر سکے گی۔

گاؤکشی کے حامیوں کو دنیا سے مٹا دو

سوامی دیانند نے اپنے یجروید بھاشیہ اور رگوید بھاشیہ میں گلے ذبح کرنے والوں کو قتل کر کے جانوروں کو خوش کرنے کا فتویٰ دیا ہے۔ چنانچہ ان کے الفاظ یہ ہیں۔

"اے سلطنت کے لوگو جیسے سورج بادل کو مار کر زمین زمین پر گرا کر سب کو خوش کرتا ہے۔ ویسے ہی تم بھی گائے وغیرہ کے مارنے والوں کو مار کر حیوانات کو خوش کرو"

ایک طرف تو ہندوستان جنگ آزادی میں مصروف ہے۔ اور دوسری طرف گائے کی دم میں لٹکنے والے ایسی تمام جماعتوں کو نیست و نابود کر دینے کی فکر میں لگے ہوئے ہیں۔ جو گاؤکشی کے حامی ہیں۔ اس سلسلہ میں الہ آباد کے رسالے چاند میں گئو رکھشا کے عنوان سے ایک مضمون شائع ہوا ہے۔ اس مضمون سے ہندو ذہنیت کا کافی اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

ہمارا کام محض گائے کی حفاظت کرنے والی جماعتوں ہی کے قائم کر دینے سے نہیں چل سکیگا۔ ہمارا کام گاؤکشی کے بند کرنے اور بند کرانے سے ہوگا۔ اور اس کے لئے پہلے ان بہت سی جماعتوں کو جو باعث گاؤکشی ہیں توڑ پھوڑ کر رکھ دینا پڑے گا۔ پھر ان کو نیست و نابود کر دینے کے بعد ہم کو گائے کی محافظ جماعتوں کی جانب متوجہ ہونا پڑے گا۔

مندرجہ بالا عبارت کے پڑھنے کے بعد یہ نتیجہ نکالنا کوئی دشوار نہیں کہ ہندوؤں میں ایک ایسی جماعت بھی ہے جو گائے کی حفاظت کیلئے عیسائیوں اور مسلمانوں کو مٹانے کیلئے تیار ہے۔ کیا ہندوں کی اس ذہنیت کو دیکھتے ہوئے مسلمانوں سے کانگرس کی حمایت کی توقع کی جا سکتی ہے؟

عالم نسواں

دمِ رحلت حضور سرکار عالیہ بھوپال

از آنریری سیکرٹری صاحبہ کلب بھوپال

دنیا کی بے ثباتی اور ہر ذی روح کا عالم ہستی سے ایک دن فنا ہونا مسلم ہے۔ اور ہر آخرت کے سفر کرنے والے کی نسبت سوائے مغفرت کی طلب کے عالم عقبیٰ کی حالت کوئی نہیں بتا سکتا۔ کہ راہی ملکِ عدم پر کیا گذرا۔ آیا دنیا میں وہ نیک نام تھا۔ تو وہاں بھی نیک اعمال ثابت ہُوا یا نہیں۔ یا مرنے والا دنیا والوں میں بڑی عزت و توقیر رکھتا تھا۔ تو کیا عالم ارواح میں بھی بلند درجہ اُسے حاصل ہُوا یا نہیں۔ اگر وہ دنیا میں بڑی راحت سے تھا۔ تو قبر میں بھی چین کی نیند سو رہا ہے۔ یا پاداش اعمال کی تکلیف اُٹھا رہا ہے۔

لیکن جس طرح کہ بندوں نے خدا کو نہیں دیکھا مگر اس کی تجلیات قدرت کے مشاہدات سے اس کی ہستی کو تسلیم کر رہے ہیں اسی طرح مرنے والے کی نیک نشانیوں سے دنیا والوں کو یقین ہو جاتا ہے کہ دنیا سے کوچ کرنے والا عاقبت میں اپنے نیک کارنامے کے ساتھ پہنچا۔ اور تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ جس طرح وہ دنیا والوں میں بزرگ رہا عاقبت میں بھی بلند درجہ کی عزت اور راحت حاصل کر سکا۔

حضور سرکار عالیہ بھوپال کی خدمت میں مجھے عرصہ دراز سے وثوق حاصل تھا۔ ان کی ذات کی خوبیاں تو محتاج شرح نہیں۔ ہندوستان کے ہر گوشہ میں ان کے خیالات و حالات روز روشن کی طرح عیاں ہیں۔ لیکن اس مرض الموت میں جس کی ابتدا اکتوبر ۱۹۲۹ء سے ہوئی تھی۔ اور درمیان میں حالت صحت بھی رہی۔ اکثر جو گفتگو کہ عاجزہ سے ہوتی رہی اس سے عاجزہ کو یقین ہوتا ہے کہ ہماری سرکار عالیہ جس طرح کہ دنیا میں بزرگ ہستی رکھتی تھیں عاقبت میں بھی یقینی بلند درجہ پر ہیں۔ بزرگان دین کے حالات میں ہم نے مطالعہ کیا ہے کہ ان کو کچھ عرصہ قبل دنیا سے کوچ کرنے کی اطلاع ہو چکی تھی۔ اسی طرح حضور سرکار عالیہ مرحومہ مغفورہ کو بھی پیشتر سے اپنی وفات کا یقین کامل تھا۔ چنانچہ ماہ صیام میں حضور ممدوحہ دہلی سے جب تشریف لائیں اور بغرض سلام عاجزہ خدمت اقدس میں پہنچی تو آپ تلاوتِ قرآن سے فراغت کر کے قرآن شریف کو جزدان میں رکھ رہی تھیں۔ نہایت بشاشت سے ہنس کر سلام لیا۔ اور میری نیز میرے بچوں اور میرے صاحب کی خیریت پوچھی۔ میں نے عرض کیا حضور کا مزاج کیسا ہے۔ فرمایا یہاں سے جاتے وقت طبیعت بوجہ بخار سخت خراب تھی۔ مگر اب پیشتر سے بہتر ہے۔ تھوڑی سی غذا بھی ہضم کر سکتی ہوں۔ میں نے عرض کیا الحمد اللہ۔ تو ہنس کر فرمایا۔ آبرو بیگم صاحبہ اس افاقہ پر اطمینان نہ کرنا۔ کہ سرکار اچھی ہیں۔ بار بار میرے پاس آیا کیجئے میں رخصت ہونے والی ہوں۔ میری انشاء اللہ یہ آرزو خدا پوری کرے گا کہ اعلیحضرت کے کاندھے پر میرا جنازہ ہوگا۔ دیکھو مجھے بھولنا نہیں۔ قرآن مجید کی تلاوت سے میری یاد تازہ رکھنا اور میری اس تاکید کو یاد رکھنا کہ جو خواتین میری تعزیت کو آئیں بجائے میرے ذکر موت کے وہ کلمہ پڑھیں۔ آپ سب کو سمجھا دینا عیدالفطر کے بعد صبح کو ڈاکٹروں کی فہمائش سے اکثر صبح کو بغرض ہوا خوری باغ وغیرہ کی جانب حضور تشریف لے جایا کرتی تھیں۔ عاجزہ کا بھی وہی وقت شہزادیوں کو تعلیم دینے کا تھا۔ ایک دن عاجزہ شہزادی طال عمرہا کو پڑھا رہی تھی۔ حضور ممدوحہ ہوا خوری سے واپسی پر سیدھی عاجزہ کے قریب تشریف لائیں۔ اور ہنس کر فرمایا۔ ہم مر کر بھی آپ سب سے دُور رہنا نہیں چاہتے۔ ہم نے قریب ہی اپنے دفن ہونے کی جگہ آج تبلا دی ہے۔ اعلیحضرت کا اسم گرامی لے کر فرمایا ان سے جیسا کچھ مجھے عشق ہے آپ جانتی ہیں۔ اس لئے مر کر بھی انہی کے کوچہ میں رہیں گے۔ پھر فرمایا جب تعلیم دینے سے فارغ ہو جاؤ تو میرے پاس آ جانا۔ حسب الحکم عاجزہ خدمتِ گرامی میں حاضر ہوئی۔ تو بہت دیر تک لیڈیز کلب و تقسیم خیرات مساکین کے متعلق گفتگو فرماتی رہیں۔

ہندو قوم کی تعلیمیافتہ

عورتوں میں مردوں سے بڑھ کر ملکی ہمدردی اور اپنی جاتی (قوم) کی ترقی کا خیال ہے۔ کاش کہ ہماری مسلمان تعلیمیافتہ بہنیں بھی اس سے سبق حاصل کریں۔ اکثر دیکھنے میں آیا ہے کہ ہماری تعلیم یافتہ بہنیں اگر اکٹھی ہوں گی تو تیری میری بُرائی اور غیبت کے سوا اور کسی شکے پر بحث نہ ہوگی۔ اور جب اپنے اپنے گھروں پر ہوں گی تو اپنی خیالی امارت کے زعم میں قوم کی فلاح کے لئے کوئی دستکاری یا تعلیمی مشغلہ تو کجا اپنے گھر کے ہی کام کاج کی نگرانی نہ کر سکیں گی۔ نتیجہ یہ کہ گھر کا چل چلاؤ نوکر چاکروں کے سپرد۔ سو سوا سو کا خرچ اور بے کاری کے سبب خود بیوی تیسرے دن بیمار۔ اس کے برخلاف انگریزوں کی مثال لیجئے۔ ہمارا چشم دید واقعہ ہے ایک کمشنر کی میم صاحب جو عنقریب ایک صوبے کے لاٹ ہونے والے ہیں۔ اُن سے جو ملنے گئے تو دیکھا صاحب اور میم دونوں صوفے پر بیٹھے باہم گفتگو کر رہے ہیں۔ دونوں نہایت تپاک اور خوش مزاجی سے ملے۔ میم صاحبہ باتیں کرتی جاتیں۔ لیکن ساتھ کے ساتھ اُون کا ایک جمپر بھی بنتی جاتیں۔ مجھے جو دلچسپی لیتے ہوئے دیکھا۔ تو فرمانے لگیں۔ یہ جمپر میں کر ایک غریب عیسائیوں کے سکول میں بھیجوں گی۔ وہ اسے فروخت کر کے مدرسہ کے لئے کچھ روپے حاصل کر لیں گے۔ میں نے سوال کیا آپ نقد روپیہ کیوں نہیں دے دیتیں۔ تاکہ خود اس سے زیادہ ضروری کام میں یہ وقت صرف کرتیں۔ تو ہنس کر فرمانے لگیں۔ جتنا روپیہ دوں گی یہ تیار ہو کر اس سے تین گنی زیادہ قیمت لائے گا۔ اور میں ضروری کاموں سے غافل نہیں ہوں لیکن جب میں کسی سے گفتگو کرنے بیٹھوں یا موٹر یا ریل کا سفر کروں تو اس بیکار وقت میں یہ کام کرتی ہوں۔ خیال فرمایئے۔ ہم نے پوڈر لگانا اور نیم برہنہ لباس پہننا تو ان سے سیکھ لیا۔ لیکن جو سیکھنے کی بات تھی وہ اپنی امارت کے زعم میں نظر انداز کر دی۔

عورت کا نصب العین

اگر مسلمان عورتوں کا یہ "نصب العین" ہو جائے کہ وہ اپنی آئندہ نسل کی تعلیم کا انتظام اپنے ہاتھوں میں لے لیں گی۔ تو یہ قوم کی ایک ایسی خدمت ہوگی۔ جس کی قوم کو سب سے زیادہ ضرورت ہے۔

جتنی تعلیم یافتہ بہنیں ہیں۔ گو وہ چار دیواری کے اندر ہی بند رہتی ہیں۔ لیکن اگر اپنے دل میں قومی خدمت کا جذبہ رکھتی ہوں۔ تو کم سے کم اتنا کر سکتی ہیں۔ کہ اپنے رشتہ داروں۔ جان پہچانوں محلے ٹولے کے کمسن لڑکے لڑکیوں کو ابتدائی تعلیم دے سکتی ہیں۔ وہ اگر اپنے ذاتی کام کاج سے وقت بچا کر۔ ہر روز صرف ایک گھنٹہ بھی اس کام کے لئے وقف کر دیں تو وہ مشکل مسئلہ بہت حد تک آسان ہو جائے گا۔ جس کے حل کرنے میں ہمارے مصلح اس قدر عاجز و حیران ہو رہے ہیں۔

عورتیں اپنے گھروں کی ملکہ ہیں۔ گھر کے اندر جن چیزوں کی ضرورت ہے وہ اُنہی کی رائے اور پسند کے مطابق خرید کی جاتی ہیں۔ اگر ہماری عورتیں یہ تہیہ کر لیں کہ جب ہمیں کوئی معمولی سے معمولی اور چھوٹی سے چھوٹی چیز بچوں کا کھلونا تک بھی خرید کرنے کی ضرورت ہوگی تو ہم چھان بین کر اور ڈھونڈ کر اپنے ملک کی بنی ہوئی چیز خرید کریں گے۔ اور اگر اپنے ملک کی بنی ہوئی دستیاب نہ ہوگی تو بمجبور غیر ملک کی چیز خریدیں گے۔ تو ایسا قصد کرنے سے ملکی صنعت کو بہت بڑی مدد ملے گی۔ جو ملک کی خوشحالی کا ذریعہ ہوگا۔ اور عورتوں کا یہ عمل وطن کی بہترین خدمت شمار ہوگا۔ اور ہزاروں بھوکوں ننگوں کے لئے ذریعہ معاش پیدا کر دے گا۔

ہماری عورتوں کا نصب العین یہ ہونا چاہئے کہ ہم ایک غریب بہت ہی غریب قوم کے افراد ہیں۔ ہمارا روپیہ ہمارے قبضہ سے نکل کر دوسروں کے ہاتھ میں نہ جانا چاہئے۔ روزمرہ کے کاموں میں تقریبوں کے موقع پر فضول خرچی سے ہمیشہ احتراز کرنا چاہئے۔ اگر ہر گھر میں فارغ البالی رہیگی تو آخر گھروں ہی سے قوم اور ملک بنتے ہیں۔ ساری ہی قوم کی فارغ البالی کا راز اس میں پوشیدہ ہے۔

(نور جہاں)

ناظرین۔ خط و کتابت کے وقت نمبر خریداری کا حوالہ ضرور دیا کریں۔

مراسلات

ایک غلط الزام کی تردید

پروفیسر محمد عبداللہ صاحب امام برلن مسجد نے ہمیں حسب ذیل خط بغرض اشاعت ارسال فرمایا ہے۔ ہمیں امید ہے کہ چودھری محمد اقبال صاحب شیدائی پروفیسر صاحب کی اس کھلی چٹھی سے جو ان کے نام ہے مطمئن ہو جائیں گے۔ (ایڈیٹر)

محبی شیدائی صاحب السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

میں نے پہلا خط سپرد ڈاک کیا ہی تھا کہ آپ کا والانامہ محررہ ۲۶ر فروری ۱۹۳۰ء شرف صدور لایا۔ عید بڑی خوبی سے گذری۔ تقریباً تین صد نفوس کا مجمع تھا جس میں ڈیڑھ صد مختلف اقوام کے مسلمان شامل تھے۔ یہ سب خداوند تعالیٰ کا فضل و احسان ہے جس کے لئے ہم اس کے شکر گزار ہیں۔ اپنے مبلغ یا طالب علم ہونے کے متعلق میں اس سے پیشتر اپنے پہلے خط میں عرض کر چکا ہوں۔ میں فی الواقع آپ کی رائے اور مشورہ کو سمجھنے سے قاصر ہوں۔ ایک طرف تو آپ نے اخبار "پیغام صلح" میں مضمون شائع کر کے یہی ایسی خبر لی ہے کہ مسلمان پبلک یا کم از کم جماعت احمدیہ کو یہ خیال پیدا ہو گیا ہو کہ میں اپنے فرائض کو دیانتداری سے سرانجام نہیں دے رہا ہوں۔ اور دوسری جانب آپ مجھے مطالعہ جاری رکھنے کا مشورہ دیتے ہیں۔ میرے مطالعہ کے جاری رکھنے کی مساعی میں انجمن یا کسی اور کو کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں مشن کے کام کو واجبی حد تک سرانجام دیتا جاؤں۔ بلاشبہ میں مطالعہ کر رہا ہوں اور یہ انجمن کی صریح اجازت اور علم کے ساتھ۔ لیکن سوال یہ ہے کہ کیا میں واقعی اپنے تبلیغی فرائض کو سرانجام دینے میں تساہل سے کام لے رہا ہوں؟

میں اپنے مطالعہ کے متعلق یہ جتا دینا چاہتا ہوں کہ اگرچہ میں عرصہ دو سال سے یہاں مقیم ہوں اور گو اتنے عرصہ میں میری قابلیت کا آدمی پی ایچ۔ ڈی کا کام آسانی سے ختم کر سکتا ہے۔ مگر میں ابھی تک ریسرچ ورک شروع بھی نہیں کر سکا۔ اس سے اس توجہ اور وقت کا جو میں مطالعہ کو دیتا ہوں اندازہ ہو سکتا ہے۔

میرے تبلیغی فرائض کی یہ صورت ہے کہ میں یہاں آنے کی تاریخ سے لے کر آج تک مسلسل ریویو کو پوری باقاعدگی کے ساتھ شائع کرتا رہا ہوں۔ حال ہی میں جب کہ تقسیم دراثی کی وجہ سے مالی مشکلات پیش آئیں تو انجمن نے ریویو کو بند کرنے یا کم از کم ششماہی کر دینے کا فیصلہ کیا۔ لیکن میں نے انجمن کے اس فیصلہ کی بڑے زور سے مخالفت کی اور اس امر پر زور دیا کہ انجمن ایک مقررہ رقم رسالے کے لئے منظور فرمائے۔ اور باقی کام مجھ پر چھوڑ دے۔ یہ میرا کام ہو گا کہ ریویو پہلے کی طرح باقاعدگی سے نکلتا رہے۔ میں نے یہ خیال ظاہر کیا تھا کہ میں چندوں سے اشتہاروں سے اور عطیہ جات سے روپیہ فراہم کروں گا اور اسے جاری رکھوں گا۔ کیا وہ آدمی جسے اپنی تعلیم کا خاص خیال ہو کبھی ایسی تجاویز پیش کرے گا جو اس کے مطالعہ میں حارج ہوں؟ بلکہ اس کے برعکس وہ تو ایسی تجاویز کا جن سے اس کا کام کم ہو اور مطالعہ کے لئے زیادہ وقت نکلے خوشی سے خیر مقدم کرے گا۔

۲۔ اسی دو سال کے عرصہ میں میں نے دو صد پونڈ کی رقم فراہم کی ہے کیا اس آدمی سے جو اپنے کام میں کوئی دلچسپی نہیں لیتا اور مشن کے اخراجات کو پورا کرنے کے لئے آمد کے بڑھانے اور اس کے ذرائع پر غور کرنے کی کوئی اہلیت نہیں رکھتا۔ اس قدر رقم کی فراہمی کی توقع کی جا سکتی ہے۔

۳۔ لیکچروں کا انتظام صرف مسجد ہی میں نہیں ہوتا بلکہ دوسری جرمن سوسائٹیوں میں بھی کیا جاتا ہے۔ لیکچروں کی ہر دلعزیزی کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ باوجود فیس داخلہ ہونے کے کوئی نشست خالی نہیں رہتی۔ اور بہت سے لوگوں کو کھڑا رہنا پڑتا ہے۔

۴۔ ہر جمعہ کے دن قرآن کریم اور عربی کا درس دیا جاتا ہے

۵۔ قابل نہ ہونے کی وجہ سے نماز جمعہ کا ابھی تک کوئی انتظام نہیں ہو سکا۔ اور ان کے لئے میں شروع ہی سے پوری کوشش کر رہا ہوں۔ اور اس مطلب کے لئے پچاس پونڈ جمع بھی کر لئے ہیں۔ لیکن جس شخص کو اپنی تعلیم کی زیادہ فکر ہو اسے تو ایسی چیزوں کے لئے جو اس کا بہت سا قیمتی وقت لے لیں کوشش ہی نہ کرنی چاہئے۔

[illegible]

خوب سمجھ سکتا ہے کہ ان پر کس قدر وقت صرف ہوتا ہے۔

۷۔ مزید براں ٹیکس کا سوال ہے۔ جو میرا بہت سا قیمتی وقت لے جاتا ہے۔ حال ہی میں بھی خداوند تعالیٰ کی عنایت سے ۵۰۰ مارک سالانہ بچانے میں کامیاب ہوا ہوں۔ اور اس طرح سے ڈیڑھ ہزار مارک جو گذشتہ دو سال ۲۸ء و ۲۹ء کی بابت قابل ادائیگی تھے بچ گئے ہیں۔ مگر یہ اہم بچت محنت شاقہ اور قیمتی وقت کی قربانی کے بغیر نہیں ہوئی۔

۸۔ حال ہی میں میں نے ایک پمفلٹ "اسلام میں عورت کی پوزیشن" پر لکھا ہے۔ جو کہ ریویو میں تو چھپ چکا ہے مگر بوجہ کمی سرمایہ کتابی صورت میں شائع نہیں ہو سکا۔ اب میں ایک اور رسالہ "اسلام اور جنگ" پر لکھ رہا ہوں۔

"پرانٹ آف اسلام" (مصنفہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ) کا پہلے ہی جرمن زبان میں ترجمہ ہو چکا ہے۔ اب میں کچھ روپیہ فراہم کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔ تاکہ اسے جرمن زبان میں شائع کرا سکوں۔ اور اس تمام کام کے لئے محنت اور وقت کی ضرورت ہے۔ (محمد عبداللہ)

اخبار احمدیہ

حضرت امیر جماعت خدا کے فضل و کرم سے بخیریت ہیں اور اپنے دینی مشاغل میں مصروف ہیں۔

—— ۶ر اپریل ۱۹۳۰ء کو مکرم شیخ عزیز احمد صاحب خلف شیخ نیاز احمد صاحب تاجر چرم وزیرآباد کا نکاح حضرت امیر سلمہ اللہ نے مکرم شیخ محمد عبداللہ صاحب خلف شیخ محمد جان صاحب سوداگر سیالکوٹ چھاؤنی کی صاحبزادی کے ساتھ بعوض مبلغ تینتیس روپے مہر کے پڑھا۔ اللہ تعالیٰ یہ تعلق فریقین کیلئے دین و دنیا میں بابرکت فرمائے۔ آمین۔ شیخ نیاز احمد صاحب نے اس موقع پر اشاعت اسلام کے لئے یکصد روپیہ عطا فرمایا۔ جزاء اللہ خیرا۔ یہ بات قابل ذکر ہے اور خوشی کی بات ہے کہ باوجود اس کے کہ فریقین خدا کے فضل سے متمول تھے مگر شادی نہایت سادہ طرز پر مطابق شریعت ہوئی اور کوئی رسم خلاف شرع عمل میں نہیں آئی۔ اپنی جماعت کے جملہ احباب کو اس نیک رسم کا تتبع کرنا چاہئے۔

—— شیخ عبدالرحمٰن صاحب بی اے انکم ٹیکس انسپکٹر سرگودہ خلف شیخ محمد جان صاحب سوداگر وزیرآباد کا نکاح شیخ محمد نذیر صاحب پنشنر تحصیلدار سرگودہ کی لڑکی کے ساتھ ۲۰ر اپریل ۱۹۳۰ء کو مولوی صدرالدین صاحب نے بعوض مبلغ ۵۰۰ روپے مہر کے پڑھا۔ یہ تعلق اللہ تعالیٰ جانبین کے لئے بابرکت کرے۔ آمین۔

شیخ محمد جان صاحب نے اس تقریب پر چالیس روپیہ اشاعت اسلام کے لئے عطا کئے۔ جزاء اللہ خیرا۔

—— جن احباب نے وعدہ کے مطابق واگذاری برلن مسجد کے لئے چندہ جمع کر کے بھیجا ہے۔ ان کی فہرست گذشتہ پرچہ میں شائع ہو گئی ہے ہاں جس قدر بقایا رقم ۳۰ر اپریل تک بھیجنی باقی ہے ان تمام احباب کے نام یاد دہانی کے کارڈ بھیجے گئے ہیں۔ وہ احباب مہربانی کر کے جلدی اپنے وعدوں کا ایفاء فرمائیں۔ انجمن کی ضرورت کا احساس کریں۔ جس کی بنا پر وعدے کئے تھے۔

—— بیس روپے والی تحریک میں چندہ جمع کرنے کے لئے بعض احباب نے دفتر سے رسید بکیں منگائی تھیں اکثر احباب نے چندہ اور رسید بکیں بھیج دی تھیں۔ جن کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ لیکن بعض اصحاب ایسے ہیں کہ جمع شدہ روپیہ بھیجا اور رسید بکیں نہ آئیں۔ بعض ایسے احباب ہیں کہ اب تک نہ رسید بکیں بھیجیں نہ کوئی روپیہ۔ ان تمام اصحاب کو خطوط لکھے گئے ہیں۔ کہ مہربانی فرما کر رسید بکیں اور جمع شدہ روپیہ بھیج کر مشکور فرمائیں۔

—— جنرل کونسل کے بعض ممبران کی جانب سے اب تک بمد قرضہ فنڈ روپیہ نہیں آیا۔ ان کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ ازراہ کرم جلدی رقم مطابق مطالبہ بذریعہ کارڈ ارسال فرمائیں۔

—— ہمارے محترم دوست شیخ عبدالرحمٰن صاحب سب جج لاہور کا تبادلہ راولپنڈی کو ہو گیا ہے۔ شیخ صاحب لاہور میں تقریباً سات ماہ رہے اس قلیل عرصہ میں بار کے ممبر [illegible] شیخ صاحب کی ہر دلعزیزی کا

حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت واقعات کی روشنی میں

(بقیہ صفحہ اوّل)

حضرت صاحب کی ابتدائی زندگی

یہ مشہور بات ہے کہ حضرت صاحب ضلع گورداسپور کے ایک چھوٹے سے گاؤں قادیان میں پیدا ہوئے جو اس زمانے میں غیر معروف اور بیرونی دنیا سے بالکل الگ تھلگ تھا۔ وہاں علوم و فنون کے چرچے تھے نہ دنیا کی عام خبروں کی رسائی تھی۔ ریل کا جاری ہونا تو ابھی کل کی بات ہے حضرت صاحب سے پہلے وہاں شہروں کے رہنے والوں کا گذر بھی مشکل ہوا ہو گا۔ قادیان اور اس کے نواح کے باشندوں کو دینی و قومی امور و ضروریات سے کوئی دلچسپی اور واقفیت نہ تھی۔ آپ کے خاندان اور گاؤں کی اخلاقی فضا بھی خراب ہو چکی تھی۔ جس طرح عرب کا ملک رسول کریم صلعم کے زمانہ میں مہذب و متمدن دنیا سے بالکل الگ تھلگ تھا اسی طرح یہ غیر معروف گاؤں بھی علوم و فنون کے تمام مراکز سے علیحدہ تھا۔ حضرت صاحب ان حالات میں ایسی جگہ پیدا ہوئے۔ بچپن میں معمولی تعلیم کے علاوہ کسی صاحب علم کے سامنے زانوئے ادب تہ کیا نہ کسی صاحب تدبیر سیاست دان کی صحبت میسر آئی۔ اپنا مقدس مشن شروع کرنے سے پہلے کبھی کسی دور دراز مقام پر بھی جانے کا اتفاق نہ ہوا۔ اگر کبھی قادیان سے باہر بھی گئے تو خانگی ضروریات اور مجبوریوں کی وجہ سے اور وہاں جا کر بھی کوئی قابل ذکر علمی اور دینی صحبت نہ ملی۔

گویا جس طرح حضرت نبی کریم کی پہلی زندگی بالکل تنہائی اور علیحدگی میں گذری قریب قریب اسی طرح محمدؐ کے اس غلام اور چودھویں صدی کے مجدد نے بھی اپنے یہ ایام اپنے آقا کی طرح بسر کئے۔ اگر وہاں غار حرا کی تنہائیاں تھیں تو یہاں گاؤں کی معمولی مسجد کے گوشے کی خلوتیں۔ میں بیان کر چکا ہوں اور حضرت صاحب کی اشد ترین مخالفین بھی اس کی گواہی دے سکتے ہیں کہ آپ کے خاندان اور گاؤں کی فضا بالکل غیر علمی تھی۔ لوگوں میں دینی و قومی احساس بالکل نہ تھا۔ اخلاقی طور پر بھی یہ لوگ قابل اعتراض تھے۔ آپس کی مقدمہ بازیاں پرانی خاندانی عداوتیں دنیا کے معمولی دھندے ان کے دن رات کے مشاغل تھے۔ چونکہ حضرت صاحب کا خاندان زمانہ قدیم سے صاحب جائداد چلا آتا تھا اور اس کو قادیان اور اس کے نواح میں عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ اس لئے آپ کے رشتہ داروں میں خاندانی وجاہت کا ایسا خیال بھی موجود تھا جسے غرور کہا جا سکتا ہے۔ جس طرح آقا نے زمانہ جاہلیت کے عرب کی اخلاق سوز اور فسق پرور فضاؤں میں ایک با اخلاق اور پاک جوانی بسر کر کے لوگوں کے دلوں پر اپنی شرافت اور دیانت کا سکہ بٹھایا تھا

اسی طرح اس کے خادم مسیح موعود نے بھی ان حالات میں جبکہ اس کے چاروں طرف دنیاداری کے جھمیلے اور اخلاقی پستی کے مناظر تھے۔ ایک باخدا اور زاہد انسان کی طرح دن گذارے۔ آپ کے زمانہ شباب کو دیکھنے والے مخالفین اس وقت تک زندہ ہیں لیکن کوئی آپ کے کیریکٹر اور شرافت کے خلاف ایک لفظ بھی نہیں کہہ سکتا۔ خیال رہے کہ قادیان ایسے چھوٹے گاؤں میں کسی شخص کا کوئی فعل پوشیدہ نہیں رہ سکتا۔ خاصکر ایسی حالت میں جب کہ مخالفین اس کے ہر ایک فعل پر نظر احتساب رکھتے ہوں۔ قادیان کے ہر ایک دوست دشمن کو اقرار ہے کہ آپ عبادت گذار تھے۔ لڑکپن سے ہی اپنا زیادہ وقت مسجد میں یا اپنے کمرے کی علیحدگی میں بسر کرتے ہمیشہ سچ بولتے۔ رشتہ داروں کے مجبور کرنے کے باوجود اپنے اشد ترین مخالفین کے مقابلہ پر بھی آپ نے کبھی جھوٹی گواہی نہ دی۔ بڑے بڑے فائدوں کی ترغیب اور خطروں کے خوف کی موجودگی میں بھی ہمیشہ کلمہ حق ہی کہا۔ ایسا شخص ایک دعویٰ کرتا ہے۔ اس دعویٰ پر مرتے دم تک قائم رہتا ہے۔ وہ شخص جس کی ضمیر اس کو اپنے اشد ترین مخالف کے مقابلہ میں بھی غلط بیانی کی اجازت نہیں دیتی کیا وہ قسمیں کھا کر خلاف واقعہ یہ کہہ سکتا ہے کہ میں مامور من اللہ ہوں۔ خدا مجھ سے کلام کرتا ہے یہ شخص کوئی لامذہب یا دہریہ نہیں بلکہ خدا پرست اور عبادت گذار ہے اس نے اپنے عہد طفلی کی بے فکری کے دن اور شباب کا رنگین زمانہ [illegible] اور

شذرات

از مرزا مظفر بیگ ساطع

قادیانیوں پر خدا رحم کرے کہ اگر ایک طرف انہوں نے حضرت صاحب کے الہام "اتتہم بغتۃ ییلا وت" کے مطابق غلو کیا۔ تو دوسری طرف وہ انہم قد مالوا الی سیرھم الاولیٰ کے مطابق اپنے زمانہ جاہلیت کی باتوں کی طرف پھر میلان کرنے لگے۔ یوں خدا کے ماموں کے یہ دونوں الہام حرف بحرف پورے ہو گئے۔

اول الذکر یعنی غلو کے متعلق تو کچھ کہنے کی چنداں ضرورت نہیں کہ دنیا جانتی ہے کہ ان لوگوں نے کس قدر غلو کیا اور کتنا آگے بڑھ گئے۔ البتہ موخرالذکر چیز کے متعلق آج کی فرصت میں ہم قارئین شذرات کے تفنن طبع کا کچھ سامان مہیا کرتے ہیں۔ اور بتلاتے ہیں کہ یہ لوگ کن توہمات میں پڑے ہوئے ہیں۔

ماشاء اللہ۔ آج اگر خلافت مآب کی دعاؤں سے کسی کو بیٹا مل رہا ہے تو کسی کو ملازمت اور کسی کو بیماری سے شفا ہو رہی ہے۔ تو کسی کے کاروبار میں ترقی۔ غرض قادیانیوں کے سارے دھندے آج حضرت کی دعاؤں سے ہی چل رہے ہیں۔ اور یوں حضرت کی دعا "امرت دھارا" کی طرح ہر مرض کا علاج ثابت ہو رہی ہے۔ اگر یہ معاملہ اسی حد تک رہتا تو ہمیں کوئی اعتراض نہ تھا۔ لیکن مصیبت یہ ہے کہ اگر کسی غیر قادیانی کے سر میں بھی درد ہو تو بغلیں بجائی جاتی اور بتلایا جاتا ہے کہ تمہاری یہ تکالیف حضرت خلافت مآب کی مخالفت اور آپ کی بددعا کی وجہ سے ہے۔ قادیانی غیر قادیانیوں کے مصائب اور مشکلات پر زیرِ لب خندہ ہو کر انہیں ڈراتے دھمکاتے رہتے ہیں کہ حضرت کے آگے جھک جاؤ۔ ورنہ تمہاری خیر نہیں۔ گویا ایک طرف اگر حضرت کی دعا "امرت دھارا" کا کام دے رہی ہے تو دوسری طرف آپ کی بددعا پلیگ پھیلانے والے چوہوں کو بھی مات کر رہی ہے۔ اور یہ مجبور ہے کہ آپ کے ہاتھوں موم کی ناک بن۔ اُلٹے سیدھے چکر کاٹے۔ اب تصویر کا دوسرا رخ ملاحظہ ہو۔

الفضل کا مطالعہ کرنیوالوں سے پوشیدہ نہ ہوگا اس کے پہلے صفحہ کا پہلا کالم اکثر جناب خلیفہ کی ناسازیٔ طبع کی تشہیر کے لئے وقف رہتا ہے۔ خاندانِ نبوت کا چشم و چراغ اکثر بیمار ہی سنا جاتا ہے اور یہ سب کچھ اس لئے کہ مریدوں پر اثر ہو کہ حضرت اتنی تکالیف جسمانی کے باوجود کام کرتے اور بار خلافت کو اٹھائے پھرتے ہیں لیکن حیرت ہے کہ جن کی دعاؤں سے دوسروں کی بیماریاں کافور ہو جاتی ہیں وہ خود آئے دن انواع و اقسام کی بیماریوں کے ہاتھوں بری طرح کیوں مجبور رہیں۔ اور آپ کی امرت دھارا کفنت "دعا کی شیشی" قصر خلافت کی الماری کے کس کونے میں دھری رہ جاتی ہے۔ کہ آپ تکلیف اٹھاتے ہیں۔ یا ہم یہ سمجھیں کہ آپ کو اپنی دعا سے فائدہ نہیں ہوتا۔ کیا پبلک حق دریافت رکھتی ہے۔ موجد "امرت دھارا" اس پر روشنی ڈالنے کی زحمت گوارا فرمائیں گے کہ آپ جب خود بیمار ہوتے ہیں تو انہیں ان کا اپنا ذکر کردہ "امرت دھارا" کچھ فائدہ دیتا ہے کہ نہیں۔ مختصر اگر یہ صحیح ہے کہ حضور خلیفہ صاحب آئے دن بیمار رہتے ہیں اور قادیانی بھی بیکاری اولاد کی محرومی۔ ملازمت [illegible]

دفینہ ہر طرح کے مصائب کے سمندر میں ڈبکیاں کھاتے رہتے ہیں۔ تو سوال ہے کہ آخر ایسی تکالیف کس کی مخالفت کی وجہ اور کس کی بددعا کے نتیجہ میں آتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے توہمات سے ہر مسلمان کو بچائے۔ یہ صرف انبیاء اور مامورین کا مقام ہے کہ ان کے مخالفین پنپنے نہیں پاتے۔ ورنہ یہ فتنہ اور سور کی دال۔

ایک دفعہ ہم اپنے ایک قادیانی سب اسسٹنٹ سرجن دوست کے ہاں بیٹھے ذکر کر رہے تھے کہ آجکل مسلمانوں کو پیروں نے ایسا الّو بنا رکھا ہے کہ توبہ ہی بھلی۔ ایبٹ آباد میں ایک پیر صاحب تشریف لائے تو زیارت کے صحابی قرار دیتے ہیں۔ کیا حضور صلعم کے بھی نعوذ باللہ یہی اخلاق تھے۔ اس پر حضرت پیر صاحب کے خلفاء آگے بڑھے۔ پٹ جانیوالے معترض کے اردگرد مبارک سلامت کا شور محشر بپا کر دیا۔ اور کہنے لگے میاں مبارک ہو تم تو بڑے خوش قسمت ہو۔ تمہارے تو بھاگ کھل گئے۔ حضرت نے تمہیں نفس نفیس پسند کیا تمہیں قلندر کا طمانچہ نصیب ہوا۔ اتنا کہنا تھا کہ معترض کو اپنی ساری ذلت فراموش ہو گئی۔ اور حضرت پیر صاحب کے قدموں پر گر پڑا۔ اور بیوقوف اپنی قسمت پر پھولا نہ سمایا۔

یہ قصہ ہم نے اپنے قادیانی دوست کو سنانے کے بعد کہا کہ پیر اور ان کے خلیفے بھی کیسے ہوشیار ہوتے ہیں۔ اپنی انتہائی بداخلاقی کو کس خوبصورتی سے ٹال دیا۔ اور یہ ساری مصیبتیں مسلمانوں پر صرف جہالت اور توہمات پرستی کی وجہ سے ہیں۔ ہمارے دوست ڈاکٹر ہمارے ایک ایک لفظ کی تائید کرتے چلے گئے۔ کرنا خدا کا کیا ہوا کہ اسی وقت ڈاکٹر صاحب کے نام کی ڈاک آئی۔ اس میں "الفضل" بھی تھا۔ جو ہم نے اٹھا کر پڑھنے کی غرض سے کھول ڈالا۔ اتفاق کی بات ہے کہ ہمیں "الفضل" کے صفحات میں بھی ایک ایسا ہی قصہ مل گیا۔ اور ہمیں بے حد افسوس ہوا۔

"الفضل" کے اس پرچہ میں ایک قادیانی بزرگ نے لکھا تھا کہ حضرت مسیح موعود کے زمانہ کی بات ہے کہ ان کا بیٹا اور شیخ رحمت اللہ صاحب مرحوم کا بیٹا آپس میں لڑ پڑے۔ آخر کسی نے حضرت مسیح موعود سے شکایت کر دی کہ شیخ رحمت اللہ صاحب کے بیٹے کو فلاں لڑکے نے مارا ہے۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ اس لڑکے کو پکڑ لاؤ۔ اور میرے پیش کرو۔ چنانچہ ان کے لڑکے کو پکڑ کر حضرت کے پیش کیا گیا۔ حضرت نے سزا کے طور پر ان کے بیٹے کے منہ پر طمانچہ مارا۔ چند آدمیوں نے کہنا شروع کیا کہ دیکھئے ایک دولتمند کے بیٹے کی رعایت کی گئی۔ اور محض اسے اور اس کے دولتمند باپ کو خوش کرنے کی غرض سے حضرت صاحب نے ایک غریب کے بیٹے کو مارا۔ قادیانی بزرگ فرماتے ہیں کہ خود مجھے بھی صدمہ ہوا۔ کہ غریب ہونے کی وجہ سے ہم سے یہ سلوک روا رکھا گیا ہے لیکن آج معلوم ہوا کہ وہ طمانچہ قلندر کا طمانچہ تھا۔ جس کی برکت سے میرا بیٹا بیرسٹر بن گیا ہے۔

بسوخت عقل ز حیرت کہ ایں چہ بوالعجبی ست

ہم نے اپنے قادیانی دوست کو "الفضل" دکھاتے ہوئے کہا کہ ڈاکٹر صاحب ایبٹ آباد والے اس پیر کے قصے اور "الفضل" کے اس قصہ میں کیا فرق ہے؟ اور خیال فرمائیے کہ آپ کی جماعت کن توہمات کا شکار ہو رہی ہے۔ کہاں یہی اسلام ہے؟ ڈاکٹر صاحب سخت خفیف ہوئے۔ اور آخر فرمانا ہی پڑا کہ صاحب یہ سب فضول باتیں ہیں۔ اور ویسے ہی خوش فہمیاں ہیں۔ (ہم اپنے تجربہ کی بنا پر کہتے ہیں کہ "الفضل" کے پرچہ پہنچنے سے قبل اگر ایبٹ آباد والے پیر صاحب کا ذکر نہ ہو چکا ہوتا تو ڈاکٹر صاحب ضرور اکڑ جاتے۔ مگر بدقسمتی سے پہلے اقرار کر بیٹھے تھے۔ ساطع)

حضرت مسیح موعود تو ان توہمات اور پیر پرستوں کو دنیا سے مٹانے آئے تھے۔ مگر آہ! آج قادیان والے ان ہی باتوں پر آ گئے ہیں۔ "انہم قد مالوا الی سیرھم الاولیٰ" (کہ او شاں سوئے عادتہا پیش میل کردہ اند) یقیناً کسی انسان کا کلام نہیں ہو سکتا۔ بلکہ یہ اس خدائے عزوجل کی طرف سے اطلاع ہے جو علیم کل ہے اور آج ہم اس الہام کو اپنی آنکھوں سے پورا ہوتا دیکھ رہے ہیں۔

قرآن کریم کا درس

قرآن کریم کی روشنی میں

(از رشحات قلم حضرت امیر قوم ایدہ اللہ بنصرہ العزیز)

تفسیر القرآن بالقرآن ایک مسلمہ اصول ہے۔ اور خود قرآن شریف نے ہی قائم کیا ہے۔ اس کو عملی رنگ میں لانے کے لئے میں یہ چاہتا ہوں۔ وباللہ التوفیق۔ کہ اس موسم سرما میں قرآن کریم کا درس اس رنگ میں شروع کیا جائے۔ کہ ایک ایک مضمون کو لے کر اس پر حتی الوسع کل آیات قرآنی کو جمع کیا جائے۔ اور پھر ان کو لغت کی اور جہاں ضرورت ہو حدیث کی مدد سے تطبیق دیکر قرآن کریم کے اصل مفہوم اور منشاء کو سمجھنے کی کوشش کی جائے۔ کیونکہ قرآن کریم کے ترتیب اور اصول پر مبنی ہے۔ اور اس میں جو تذکرے انبیاء علیہم السلام کے آجاتے ہیں یا جو بنیادی اصول مذہب کے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ہستی اور اس کی توحید، اس کی صفات اعمال کی جزا و سزا، حساب، کتاب، بہشت و دوزخ، نبوت، وحی، کتاب، ملٰئکۃ اللہ یا جو دیگر خواہیں جیسے معجزات، پیشگوئیاں، مسائل تقدیر، توکل وغیرہ۔ یا جو اخلاق فلسفہ کے متعلق تعلیم ہے یا تمدن اور معاشرت وغیرہ کے بیان ہوئے ہیں یا دیگر مذاہب ان کے عقاید یا کتب کے متعلق جو بیان فرمایا ہے۔ وہ متفرق مقامات پر اس مقام کی ضرورت کے لحاظ سے بیان ہوا ہے۔ اور قرآن کریم کے اصل منشاء اور مفہوم کے سمجھنے کے لئے یہ ضرورت ہے کہ ان سب آیات پر جن میں کسی خاص مضمون کا ذکر یکجائی طور پر غور کیا جائے تاکہ ایسا نہ ہو کہ ایک مقام کو ہم ایسے طریق پر حل کریں کہ وہ قرآن کریم کی اپنی تشریح کے خلاف ہو۔ میرا خیال ہے کہ اس طرح پر قرآن کریم کو پڑھنے سے نہ صرف پڑھنے والوں کا علم ہی ترقی کریگا بلکہ باہمی اختلافات بھی بہت کم ہو جائیں۔

یہ درس امید ہے کہ ۱۵ اکتوبر کے قریب شروع ہو سکیگا کس ترتیب سے ہوگا۔ ٹھیک کونسی تاریخ سے شروع ہوگا۔ کس مقام پر ہوگا۔ ہفتے میں کتنے ایام اور کونسے اوقات میں ہوگا ان سب امور کے متعلق بعد میں اطلاع دیجائیگی۔

بیرونجات سے اگر کوئی احباب تشریف لانا چاہیں تو وہ ۱۵ اکتوبر سے پہلے پہنچنے کی کوشش کریں۔ اور اطلاع بھی دیں تاکہ ان کی رہائش وغیرہ کا انتظام ہو سکے۔ ایسے احباب اگر پسند کریں گے تو ان کی یہاں اقامت کے ایام میں زبان عربی، حدیث یا دیگر دینی کتب کی تعلیم کا انتظام بھی ہو سکیگا۔ والسلام (محمد علی)

(بقیہ نوٹ صفحہ ۲) احمد سعید مان سے جدا نہ ہوتا۔ اور مسلمانان عالم کو اس وحشتناک خبر سے روحانی اذیت نہ پہنچتی۔

اسلام جس نے یورپ کے مرکز برلن اور اس کے قلب لندن پر ٹھوکر لگا کر بڑے بڑے فلاسفر، ڈاکٹر اور لارڈ اپنے سامنے جھکا لئے وہ عیسائیوں کے ہاتھوں اتنا مجبور کیوں ہو گیا ہے کہ تمام عرب کی ایسی وحشتناک خبریں سننے میں آتی ہیں۔ اگر مسلمانوں نے جلد از جلد خبر نہ لی اور یہی [illegible]

کی خاطر لوگ جوق در جوق جمع ہوئے محفل خوب گرم تھی۔ کہ ایک صاحب نے کوئی چبھتا ہوا اعتراض کر دیا۔ بس پھر کیا تھا حضرت کی رگوں میں خون کھولنے لگ گیا۔ اور بنفس نفیس اٹھ کر لاتوں اور گھونسوں سے اس پر پیچھے جوابات جمانے۔ [illegible]

درمیانی زمانہ میں لوگوں نے بھلا دیا۔ ان سب کو آپ نے زندہ کیا۔ مثلاً آج یہ عام خیال علماء میں پایا جاتا ہے کہ ہندو، عیسائی اور دوسرے غیر مسلم لوگوں کے کئے ہوئے نیک اعمال حبط ہو جاتے ہیں۔ ان کے اعمال کا ان کو کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ حضرت صاحب نے اس تنگدلی کو بھی دور کیا اور بتایا کہ قرآن شریف کی تعلیم تو یہ ہے فمن یعمل مثقال ذرۃ خیراً یرہ ومن یعمل مثقال ذرۃ شراً یرہ کہ جو شخص ایک چھوٹی سی نیکی بھی کرتا ہے۔ وہ اس کا اجر پائے گا۔ اور جو شخص کوئی برائی کرتا ہے اس کا بدلہ بھی ضرور پائے گا۔ ہندو اور غیر مسلم بھی اگر نیک عمل کرے تو وہ ضرور اچھا بدلہ پائے گا۔ مسلمان اگر احمدی بھی ہو تو بدی کا بدلہ پائے گا۔ ایسا ہی ایک اور خیال بھی مسلمانوں کے اندر تنگ دلی کا موجود تھا۔ اور وہ یہ کہ مسلمان گنہگار تو اپنے اعمال کی سزا دوزخ میں بھگت کر نکل جائیں گے لیکن ہندو، عیسائی اور کافر اس میں ہمیشہ کے لئے پڑے رہیں گے۔ اور اس خیال پر تو مسلمانوں کا خیالی اجماع بھی موجود ہے۔ حضرت مرزا صاحبؑ نے اس خیال کو بھی تمام علماء اور مولویوں کی پروا نہ کرتے ہوئے نہایت بہادری سے دُور کر دیا۔ اور بتایا کہ جہنم فی الحقیقت خدا کے کوئی غصہ نکالنے کی جگہ نہیں۔ بلکہ وہ ایک علاج کی جگہ ہے۔ وہ کمی جو ہمارے اندر آئندہ جنتی زندگی کے ساتھ ساتھ چلنے میں رہ گئی ہے اس کو وہاں دوزخ میں دُور کیا جائے گا۔ اور ہر شخص خواہ وہ کسی مذہب سے تعلق رکھتا ہو اپنی اصلاح کے بعد اس کو دوزخ سے باہر لایا جائیگا۔ اور آخر کار یہ دوزخ فنا ہو جائے گا۔ کتنا بلند خیال تھا جو مرزا صاحب نے تمام علماء اور مولویوں کے بالمقابل پیدا کیا۔ اسی طرح سے مسلمانوں میں یہ بھی خیال تھا کہ تلوار کے زور سے کسی کو مسلمان بنا لینا جائز ہے۔ اس میں اس قدر غلو تھا کہ یہ کسی شخص کو اسلام قبول نہ کرنے پر اس کا قتل کرنا جائز سمجھ لیا گیا ہے۔ جیسا کہ مہدی کی آمد کے خیال میں لوگوں کو بہ جبر اسلام میں لانے اور نہ ماننے والوں کے قتل کرنے کا جواز سمجھ لیا گیا ہے۔ اور اس خیال سے وہ مرتد کے قتل کرنے کا فتویٰ دیتے تھے حالانکہ قرآن شریف فرماتا ہے کہ دین کے معاملہ میں کوئی جبر نہیں۔ "لا اکراہ فی الدین" یہ ایک عام قانون تھا جو اسلامی تعلیم کی وسعت کو ظاہر کرنے والا ہے۔ مگر اب اس کے خلاف مسلمانوں میں نہایت تنگ خیالات مروج ہو گئے ہیں۔

حضرت صاحب نے ان تمام تنگ خیالات کو بھی دور کیا اور بتایا کہ اصل حکم قرآن شریف کا لا اکراہ فی الدین ہے۔ یعنی دین میں کوئی جبر نہیں اور مرتد کو قتل کرنا یا اسلام قبول نہ کرنے پر قتل کا جائز ہونا یہ بعد کی تنگ خیالی ہے۔ اور خلاف تعلیم قرآن کریم ہے۔

اسی طرح مسلمانوں کے آپس کے تنازعات میں بھی حضرت مجددؑ نے وسعت پیدا کی اور اس میں جو سب سے بڑا کام آپ نے کیا وہ یہ تھا کہ فروعی جھگڑوں میں تضیع اوقات سے انہیں بچا دیا۔ چھوٹی چھوٹی باتوں پر مسلمانوں کے اندر فساد ہو جاتے تھے۔ نماز میں ہاتھ باندھنے، آمین بالجہر یا رفع یدین پر لوگ جھگڑتے فساد کرتے تھے۔ کورٹوں تک مقدمے جاتے۔ ان باتوں نے مسلمانوں کی قوت اور طاقت کو کمزور کر رکھا تھا۔ حضرت مجددؑ نے ان تمام باتوں میں اس قدر وسعت اختیار فرمائی کہ ان کے ساتھ کھڑے ہو کر کوئی بلند آواز سے آمین کہتا کوئی ہلکی آواز سے۔ کوئی رفع یدین کرتا کوئی نہ کرتا۔ کوئی ہاتھ سینے پر باندھتا کوئی ناف کے نیچے۔

تکفیر کے مسئلہ نے مسلمانوں پر جو تباہی ڈالی تھی اور ان کی قوت کو پست کر رکھا تھا۔ اس کو بھی دُور کیا۔ سب کلمہ گوؤں کو بھائی بھائی اور مسلمان بنا دیا۔ بعض لوگ بزرگان دین کو بُرائی سے یاد کرتے تھے۔ آپ نے تمام بزرگوں، تمام صحابہ، تمام اولیاء، اقطاب اور ابدال وغیرہ کی عزت کرنے کی تعلیم دی اور ان کی یکساں عزت کرنا سکھائی۔

اب غور کیجئے کہ کیا غیر مسلموں کے متعلق اور کیا مسلمانوں کے باہمی تعلقات میں حضرت مسیح موعودؑ نے کس قدر وسعت خیالی کو پیدا کیا۔ اور کس طرح تمام تنگ خیالوں کو یکسر مٹا کر رب العالمین کے پاک خیال کو از سر نو ترویج دی۔ یہ کسی معمولی عالم کا کام نہ ہو سکتا تھا۔ یہ یقیناً خدا کا دیا ہُوا نور تھا۔ اور آپ کے اندر وہی روح کام کر رہی تھی جس کے متعلق فرمایا یُلقی الرُّوح من امرہٖ علٰی من یشاء من عبادہٖ۔ درحقیقت ان تمام امور کو آپ نے جمع کر دیا ہے۔ جن کے ذریعہ سے قوم تنگ خیالی اور پستی سے نکل کر وسعت قلبی کے ذریعہ سے ترقی کے بلند معیار پر چڑھ سکتی ہے۔

پھر مولوی یہ بھی کہتے تھے کہ مذہب میں عقل کو دخل نہیں۔ حضرت صاحب نے یہ بھی بتایا کہ یہ خیال بھی غلط ہے۔ عقل اور مذہب دونوں انسان کو خدا کی طرف سے ملے ہیں۔ یہ دونوں ایک دوسرے کے خلاف کیسے ہو سکتے ہیں۔ اس خیال کے پیدا کرنے سے حضرت صاحب نے مذہب پر یہ احسان کیا کہ اس کو عقلمندوں کی نگاہ میں ایک معقول چیز بنا دیا۔ غرض ان سب باتوں میں آپ نے مسلمانوں کے اندر وسعت قلب کو پیدا کیا۔ مگر اس کی بنیاد یا بیج تو وہی رب العالمین میں موجود تھا۔ قرآن شریف کی روشنی میں حضرت صاحب نے اس کو اس کی تمام شاخوں میں پھیلا دیا۔ میں حیران ہوں کہ احمدیت کے اس قدر وسعت خیالی پیدا کرنے کے باوجود بعض لوگ احمدیت کو دوسرے لوگوں کے سامنے ظاہر کرنے سے ڈرتے ہیں۔ اور کبھی ایسا موقع آ جائے تو شکر کرتے ہیں کہ کسی پر ان کی احمدیت ظاہر نہیں ہوئی۔ مگر ان کو یہ یاد رکھنا چاہئے کہ احمدیت ظاہر کرنے کھولنے اور اعلان کرنے کی چیز ہے۔ اس کو چھپانا۔ اس وسعت قلبی کو مٹانا ہے کہ جو اس نے پیدا کی ہے۔ اگر تنگ دلی اور خیالات کی پستی کو دُور کرنا اچھا ہے تو پھر احمدیت کو علی الاعلان ظاہر کرنا چاہئے۔ اور لوگوں کو یہ بتا دو کہ احمدیت فی الحقیقت وسیع قلبی کی تعلیم کا نچوڑ ہے۔ وہی تعلیم کہ جو اسلام کا اصل اصول ہے۔ وہی اب احمدیت کے رنگ میں پیدا ہوئی ہے۔ تمام سلف صالحین اس پر قائم تھے۔ یہ کوئی نئی چیز نہیں۔ ہاں درمیانی زمانہ میں جس چیز کو لوگوں نے بھلا دیا یہ وہی اسلام کی گم گشتہ حکمت ہے۔ حضرت مرزا صاحب کا دنیا پر پھر دنیا کے اسلام پر بڑا بھاری احسان ہے کہ آپ نے اسلام کی اس وسیع تعلیم کو دوبارہ زندہ کیا۔ اور تمام تنگ خیالیوں کو جو غلطی سے اس کے اندر داخل ہو گئی تھیں مٹا دیا۔ ایسے محسن کا نام ہم کیوں نہ لیں۔ اور مسلمانوں کو کیوں نہ بتائیں کہ وہ بھی ہر قسم کی تنگ خیالیوں کو چھوڑ کر۔ اس وسیع تعلیم پر عامل ہو کر دنیا میں اسلام کو مقبول اور پسندیدہ بنائیں۔ اور لوگوں کے دلوں میں جو اس سے نفرت ہے۔ اسے دُور کریں۔ اگر کوئی شخص ایسے محسن کا نام لینے سے خائف ہے۔ تو اس نے حضرت صاحب کے مقام اور مشن کو سمجھا ہی نہیں۔

حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ وعلیؓ کی تعریف کرنا گناہ نہیں۔ اگر دیگر بزرگان اسلام کا ذکر نقصان رساں نہیں تو مرزا صاحب کے کمالات کا ذکر کرنا بھی گناہ نہیں ہو سکتا۔ تبلیغ اسلام میں ہماری یہ پالیسی نہیں کہ حضرت صاحب کا نام نہ لیں۔ وہ شخص کہ جس نے دنیا میں اسلام کی زندہ تصویر پیش کر دی۔ کیا اس کا نام لینا گناہ ہے۔ یہی اسلام تھا کہ جس کی طرف یورپ نفرت کی نگاہ سے دیکھتا تھا۔ مگر اب وہی اسلام ہے کہ جس کو حضرت صاحب کے شاگردوں نے پیش کیا تو سب کی گردنیں جھک گئیں۔ ایسے محسن کے نام کو تو دنیا میں ظاہر کر دینا چاہئے۔ اور اس جماعت کو مضبوط اور وسیع کرنا چاہئے۔ جو آپ کی نام لیوا ہے۔ بعض لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب مجدد تو ٹھیک ہیں۔ مگر ان کے مسیح موعود کا دعویٰ کرنے سے اسلام کو نقصان پہنچا ہے۔ یہ تو تب ہوتا جب حضرت صاحب کوئی پیشگوئیاں بنا لیتے۔ پیشگوئیاں گو احادیث میں موجود ہیں کہ ایسا شخص امت میں ہوگا۔ پھر جس شخص نے قوم کے اندر سے اتنی تنگ خیالی کی بیماریوں کو دُور کر دیا۔ وہ مسیحا نہیں تو اور کون ہے۔ کیا خوب کہا ہے

حاذق طبیب پاتے ہیں تم سے یہی خطاب
خوبوں کو بھی تو تم نے مسیحا بنا دیا

مگر جو شخص روحانی امراض کو دُور کر دے اس کو مسیح کہنے سے گھبرانے کا کیا مطلب۔ مسیحا وہی ہے جس نے اسلام کی حقیقی تعلیم کو دوبارہ زندہ کر کے مسلمانوں کے لئے ترقی کا رستہ کھول دیا۔ آپ کی مسیحائی لفظوں میں نہیں کام میں ہے۔

(بقیہ مضمون صفحہ ۴)

(۴) صرف ایک ذوالجلال ربانی کی شہادت دو + اور رسولوں کی تصدیق کرو۔ وہ زمینوں میں سب سے شریف ہیں۔

(۵) ہمارے باپ آدم تھے۔ وہ سب سے پہلے رسول ہیں + اور آخری مرتبہ پر حضرت محمدؐ ہیں جو ختم النبیین ہیں۔

(۶) جیسے ہماری نظم میں لکھا جو ایمان لائے اور عمل کرے + وہ کامیاب ہُوا

(۷) ہم پر تبلیغ فرض ہے اور آپ پر بھی لازم ہے کہ آپ ایمان لے آؤ اور عمل کرو۔ جیسے کہ قرآن کریم فرماتا ہے

بائیبل اور شراب

(از قلم حکیم مظفر حسین اظہر دہلوی۔ پرنسپل شاعری کالج لاہور)

یہ حقیقت ناقابل تکذیب ہے کہ بائیبل نے شراب نوشی، شراب سازی، شراب فروشی ناجائز قرار نہیں دی۔ حالانکہ اُم الخبائث کے خوفناک نتائج (بے حیائی، عقل سوزی، انسانی خونریزی وغیرہ) آج زیادہ قیامت عیسائی ممالک میں برپا کر رہے ہیں۔

یہ بھی امر واقعہ ہے کہ یہود اور پیروان مسیح جناب مسیح کی آنکھوں کے سامنے مئے نوشی کرتے تھے۔ مگر موجودہ انجیل میں کہیں نہیں لکھا کہ آپ نے لوگوں کو اس فعل قبیح سے باز رہنے کا وعظ کہا ہو۔ پس اس سے قبولیت وجواز کا پہلو نکلتا ہے۔ علاوہ ازیں بائیبل بار بار مئے نوشی کا تذکرہ تو کرتی ہے۔ مگر اس فعل کو نا جائز وحرام ایک جگہ بھی قرار نہیں دیتی۔ بائیبل میں شراب نوشی کا ذکر دوسو سے زیادہ مقامات میں ہے۔ لیکن ممانعت ایک جگہ بھی نہیں ہے۔

بائیبل کے مطالعہ سے واضح ہے کہ یہ کتاب اپنے معتقدین میں اور دنیا کے انسانوں کو مئے نوشی سے نہیں روکتی۔ بلکہ ان کو یقین دلاتی ہے کہ اس کے بیان کردہ اور مسلمہ نبی بھی شراب پیتے رہے ہیں۔ جیسا کہ لوط اور ابراہیم کے متعلق کتاب پیدائش میں مرقوم ہے ——— اور جناب مسیح نے تو (بقول اناجیل موجودہ) سب سے پہلا معجزہ ہی لوگوں کو یہ دکھایا کہ پانی کو شراب بنا کر پیش کیا ——— پھر انہوں نے اپنی زندگی کے آخری لمحات میں شراب گویا اپنا خون بنا کر اپنے شاگردوں کو پلائی۔ (بقول اناجیل مروجہ)

یہ بھی خیال رہے کہ عیسائی دنیا عہد مسیح سے لے کر آج تک علانیہ مئے نوشی کرتی آئی ہے۔ اس سے مقدس پادری تک مستثنیٰ نہیں ——— اس سے بھی زیادہ یہ کہ مئے نوشی آغاز مسیحیت سے لے کر مارٹن لوتھر کے عہد تک مسیح کے نام پر مذہب کی مقدس رسموں میں شامل رہی ہے!

——— اور اگرچہ لوتھر کے مقلدین (پروٹسٹنٹ فرقہ) کلیسا کے جام ومینا توڑ چکے ہیں تاہم مئے گلگوں، قدیم عقیدہ کے عیسائیوں (رومن کیتھولک) کی مذہبی رسموں میں آج بھی داخل ہے۔

بائیبل میں شراب کا ذکر دوسو بیس مقامات میں ہے۔ جیسا کہ خود پادری مورس اے فلیپ نے لکھا ہے۔ بائیبل کے اردو تراجم عام طور پر ملتے ہیں پس ہماری تحریر کی تصدیق ہر شخص آسانی سے کر سکتا ہے۔ تاہم بائیبل میں ذکر شراب کے بعض حوالہ جات حسب ذیل ہیں:۔

(۱) کتاب پیدائش: (۹-۲۱) و (۲۷-۲۸)
(۲) " سموئیل یکم (۱-۱۴) و (۱-۴)
(۳) " اسعیا (۵-۱) و (۲۴-۷) و (۵-۱۱) و (۵۵-۱)
(۴) " نحمیاہ (۵-۱۵) و (۵-۱۱)
(۵) " آستر (۱-۷)
(۶) " صفنیاہ (۱-۱۳)
(۷) " استثناء (۱۲-۱۷) و (۲۹-۶)
(۸) " قضاۃ (۹-۱۲) و (۱۳-۱۴)
(۹) " سلاطین دوم (۱۸-۳۲)
(۱۰) " ایام دوم (۳۱-۵)
(۱۱) " زبور (۴-۷)
(۱۲) " امثال (۳-۱۰) و (۲۰-۱)
(۱۳) " یرمیاہ (۳۱-۱۲)
(۱۴) " ہوسیع (۲-۸)
(۱۵) " یوایل (۱-۱۰)
(۱۶) " میکاہ (۶-۱۵) و (۲-۱۱)
(۱۷) " حجی (۱-۱۱)
(۱۸) " زکریا (۹-۱۶)
(۱۹) " احبار (۱۰-۹)
(۲۰) " گنتی (۲۸-۷)

چند اقتباسات بھی لطف سے خالی نہ ہوں گے:۔

(۱) "اور نوح کھیتی باڑی کرنے لگا۔ اور اس نے انگوری باغ لگایا۔ اور اس کی مئے پی کر نشے میں آیا۔ (پیدائش: ۹ ——— ۲۰ لغایۃ ۲۱)

(۲) "اور لوط ضغر سے اپنی دونوں بیٹیوں سمیت نکل کر پہاڑ پر جا رہا۔ اور وہ اور اس کی دونوں بیٹیاں ایک غار میں رہنے لگیں۔ تب پلوٹھی نے چھوٹی سے کہا ...... آؤ ہم اپنے باپ کو مئے پلائیں۔ سو انہوں نے اسی رات اپنے باپ کو مئے پلائی۔ (پیدائش ۱۹-۳۳)

خود غرضی کی انتہا

آریہ گزٹ کی افسوسناک بہتان طرازی

(از محمد انعام الحق)

ہندوؤں نے ہندوستان کے اصل باشندوں سے جن کو وہ اچھوت کہتے ہیں جو ظالمانہ سلوک کیا ہے تاریخ عالم اس کی مثال پیش کرنے سے عاجز ہے۔ آجکل وہ چند اغراض کے ماتحت اچھوتوں کو اپنی قوم کا حصہ اور اپنا بھائی کہ رہے ہیں۔ لیکن ان کا یہ جذبہ مساوات اسی وقت ظاہر ہوتا ہے۔ جب انہوں نے اچھوتوں کے حقوق پر ڈاکہ ڈالنا ہوتا ہے جس وقت ان کو کچھ دینے کا سوال سامنے آتا ہے۔ تو وہ منوسمرتی کے احکام و قوانین کے مطابق ان بدنصیبوں کو پاس بھی پھٹکنے نہیں دیتے۔

مردم شماری ہونے والی ہے۔ ہندوؤں کی خود غرضی۔ مساوات و ہمدردی کا بھیس بدل کر اچھوتوں کو پھانسنے کی کوشش میں مصروف ہے۔ اب انہوں نے اپنے تئیں اچھوتوں کا ہمدرد اور مسلمانوں کو ان کا دشمن کہنا شروع کر دیا ہے۔ "آریہ گزٹ" اپنی ۱۵ نومبر کی اشاعت میں رقمطراز ہے:-

> اس وقت مردم شماری کے متعلق ملک میں بہت چرچا ہے۔ مسلمان اپنے جال بچھا کر دلت بھائیوں کو پھنسانا چاہتے ہیں۔ پنجاب کے مختلف شہروں میں چند آدمیوں کو روپیہ دے کر وہ سبھائیں کھلوا رہے ہیں۔ جن کا مقصد یہ ہے کہ وہ دلتوں کو ہندوؤں سے علیحدہ کر دیں۔ اور ان میں یہ جذبہ پیدا کر دیں کہ وہ آئندہ مردم شماری میں اپنے آپ کو اچھوت لکھوائیں۔ . . . . . . ہندو جاتی کے انگ ہیں۔ ہندو سبھا اور آریہ سماج خصوصاً ان کے حقوق بچانے کی کوشش کرتا رہا ہے اور کرتا رہیگا۔
>
> . . . . . آریہ سماج کی بھاری خدمات کو وہ (اچھوت) اچھی طرح جانتے ہیں"۔

اس میں کچھ شک نہیں کہ اس وقت مردم شماری کے متعلق ملک میں بہت چرچا ہے۔ اور ہندو اپنی تعداد اصل سے زیادہ ظاہر کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اس کے لئے انہیں غیر شریفانہ ذرائع اختیار کرنے سے بھی پرہیز نہیں۔ لیکن یہ بالکل غلط اور آریہ گزٹ کا افترا ہے۔ کہ مسلمان جال بچھا کر اچھوتوں کو پھنسانا چاہتے ہیں۔ اور انہوں نے چند آدمیوں کو روپیہ دیا ہے۔ مسلمانوں نے اچھوتوں کو بہکانے کی آج تک کوئی کوشش نہیں کی اور نہ ان کو آئندہ کے لئے اس کی ضرورت ہے۔ یہ حرکت تو ہندو ہی کر رہے ہیں۔ ہاں یہ سچ ہے کہ اب اچھوتوں میں بھی بہت سے ایسے سمجھدار اور باہمت آدمی پیدا ہو گئے ہیں۔ جنہوں نے ہندوؤں کے فریب کو سمجھ لیا ہے۔ اور اب وہ اس کے لئے تیار نہیں کہ آٹھ کروڑ اچھوت بدستور ہندوؤں کے غلام بنے رہیں۔ اب وہ اپنے تئیں انسان سمجھنے لگے ہیں۔ اور انہیں احساس ہو گیا ہے۔ کہ خدا کی پیدا کی ہوئی نعمتوں میں ان کا بھی ہندوؤں کے برابر حصہ ہے۔ اب وہ ایک علیحدہ اور مستقل قوم کی حیثیت سے زندہ رہنا اور ترقی کرنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ ان کے لیڈر اپنی قوم کو منظم کرنے میں مصروف ہیں۔ اور انہوں نے اعلان کیا ہے کہ آئندہ کوئی اچھوت اپنے آپ کو ہندو نہ لکھائے۔ اچھوتوں کی یہ بیداری اور حقوق طلبی ہر ایک مساوات پسند کے لئے باعث صد مسرت لیکن ہندوؤں کے لئے ایک پیغام بربادی ہے۔ جو قوم اپنے حقوق کی طلب و حفاظت کے ساتھ ساتھ دوسروں کے حقوق بھی ان کے حوالے کرتی ہیں اس کو کسی گروہ کی بیداری یا حقوق طلبی سے کوئی خوف نہیں ہو سکتا۔ لیکن جو قوم حقوق طلبی کا شور مچانے کے ساتھ ساتھ دوسروں کے حقوق غصب کرنے کی عادی ہو چکی ہو اس کی حالت اس کے بالکل برعکس ہوتی ہے۔ اچھوتوں کی بیداری سے ہندوؤں کے خوف کھانے کی یہی وجہ ہے۔

اگر اچھوت بیدار ہیں تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ مسلمانوں نے ان کو جال بچھا کر پھانس لیا ہے۔ دوسروں کو بھی تمہاری طرح خود غرض ہندوؤں کے علاوہ کوئی دیانتدار شخص اس کھلی ہوئی حقیقت سے انکار نہیں کر سکتا کہ اچھوت ہندوؤں سے ایک علیحدہ قوم ہیں۔ اچھوت خود اپنے جائز مطالبات کی تائید کی کسی مظلوم قوم کی ظالم اور غالب قوم کے مقابلہ پر حمایت انسانیت کا ضروری فرض ہے۔ اس پر صرف ظالم اور انسانیت سے عاری اشخاص و اقوام ہی اعتراض کر سکتی ہیں۔ جال تو ہندو بچھائے ہوئے ہیں۔ جو اچھوتوں کو جانوروں سے زیادہ ناپاک سمجھنے کے باوجود وقت آنے پر بھائی کہ دیتے ہیں تاکہ ان کے ووٹ حاصل کر کے ان کو اور ہندوستان کی دوسری اقوام کو تباہ کر دیں۔

آخر پر آریہ گزٹ نے اپنا احسان جتلاتے ہوئے کہا ہے۔ "ہندو سبھا اور آریہ سماج خصوصاً ان کے حقوق بچانے کی کوشش کرتا رہا ہے"۔ ہم پوچھنا چاہتے ہیں کہ اچھوتوں کے وہ کونسے حقوق ہیں۔ جو ہندو سبھا اور آریہ سماج کی کوشش سے محفوظ ہوئے؟ واقعات کا فتویٰ تو آریہ گزٹ کے بیان کے بالکل برعکس ہے۔ ہندوستان کی کتنی آریہ سماجوں اور ہندو سبھاؤں کے عہدیدار اچھوت ہیں؟ کتنے اچھوتوں کو ہندوؤں نے کونسلوں اور اسمبلی میں اپنا نمائندہ بنا کر بھیجا ہے؟ کتنے آریہ سماجیوں اور ہندو سبھائیوں نے اچھوتوں سے روٹی بیٹی کے تعلقات پیدا کئے ہیں؟ اگر اس سلسلہ میں صحیح اعداد و شمار پیش کئے جائیں۔ تو وہ آریہ گزٹ کے بیان کی تائید کی بجائے اس کی تردید کریں گے۔ ہمیں آریہ سماج اور ہندو سبھا کی اندرونی کیفیت کا بخوبی علم ہے۔ ناواقف لوگوں کو دھوکہ دے لینا آسان ہے۔ لیکن گھر کے بھیدیوں کے نزدیک اس قسم کی جسارت و حماقت ہوتی ہے۔ آریہ گزٹ اور اس کے ہم مذہبوں کو معلوم ہونا چاہئے۔ کہ زبان سے بھائی کہ دینے یا گندم نما جو فروشی کے طریق پر چند سہ بھوج کر دینے کا نام مساوات نہیں۔ نہ ایک خود غرض قوم کی سمجھ میں مساوات کے معنی آ سکتے ہیں۔ ہندوؤں کو اچھی طرح ذہن نشین کر لینا چاہیئے کہ ہزاروں سالوں کے وحشیانہ مظالم کی تلافی مطلب کے وقت بھائی کہ دینے سے نہیں ہو سکتی۔

مسلمانوں پر الزام تراشی کے بعد ہمارا معاصر ایک ناصح کا فرض مندرجہ ذیل الفاظ میں ادا کرتا ہے۔

> "اس چناؤ تی کو وہ (اچھوت) ہمیشہ یاد رکھیں۔ کہ مسلمان انہیں گرانا چاہتے ہیں۔ اس لئے وہ خود غرض لوگوں کی باتوں میں نہ آ کر اپنے دھرم کی رکھشا کریں۔ جنیو اور چوٹی رکھتے ہوئے رام کرشن کا نام لیتے ہوئے وہ ہندو ہیں۔ ان کے گوروؤں نے اپنے آپ کو ہندو کہا ہے۔ اور وہ ان کو یہی اپدیش دیتے ہیں کہ وہ ہندو بننے کے لئے اپنے آپ کو گرا وٹ سے اٹھائیں۔ ہندو دھرم ایک اونچا اور پوتر دھرم ہے۔ ان کے اچھوتوں کے اُتھان کا وقت قریب آ پہنچا ہے . . . . . وہ اپنے آپ کو ہندو ظاہر کریں۔ اس میں ان کی بھلائی ہے"۔

ہم بتا چکے ہیں کہ خود غرض ہندو ہیں۔ جو اچھوتوں کو صرف زبان سے بھائی کہ کر ان کے پیدائشی حقوق غصب کرنا چاہتے ہیں۔ مسلمانوں نے کبھی کسی اچھوت کو مسلمان لکھانے کے لئے نہیں کہا۔ حتیٰ کہ وہ اسلام نہ لے آئے۔ اور قبول اسلام کے بعد ہر شخص کو ساری حقوق حاصل ہو جاتے ہیں باقی رہا دھرم کی رکھشا اور دوسری باتیں سو تاریخ اور خود اچھوت پکار پکار کر کہ رہے ہیں کہ ان کے عقائد ہندوؤں سے بالکل علیحدہ ہیں۔ جہاں تک وقت ہمیں اس سے بحث نہیں کہ اچھوت وید اور دوسرے ہندو گرنتھوں کو مانتے ہیں یا نہیں۔ لیکن ہم پوچھنا چاہتے ہیں کہ ہندو منوسمرتی کو مانتے ہیں یا نہیں کیا اس کتاب کی موجودگی میں انکی دعوت مساوات ایک نہایت مکروہ عیاری نہیں؟ کیا وہ منوسمرتی پر اعتقاد رکھتے ہوئے اچھوتوں کو دعوت اتحاد دے سکتے ہیں؟ ایک ایماندارانہ طرز عمل اختیار کرنے کے لئے انہیں ان دونوں میں سے ایک چیز کو ضرور چھوڑنا پڑے گا۔ آج اچھوتوں کو ناصحانہ انداز میں کہا جاتا ہے کہ ہندو دھرم ایک اونچا اور پوتر دھرم ہے۔ اس وقت ہم ہندو دھرم پر تنقید نہیں کرنا چاہتے لیکن اس حقیقت کا اظہار بھی ضروری ہے [illegible] وقت [illegible]

. . . نہوں کو خاموشی سے برداشت کرتے رہے۔ اور اپنے تئیں جانوروں سے بھی زیادہ ذلیل سمجھیں۔

الفاظ خواہ کس قدر دلکش اور زوردار کیوں نہ ہوں لیکن وہ واقعات و حقائق کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ گزشتہ واقعات کو جانے دیجئے۔ اس دور تہذیب میں ان کا ذکر بھی نامناسب ہوگا۔ لیکن آج جو کچھ اچھوتوں سے ہو رہا ہے۔ وہ کیا کچھ کم شرمناک ہے؟ کیا آج بھی ان لوگوں کے سایہ تک سے پرہیز نہیں کی جاتی؟ کیا آج بھی ان کو ذلیل ترین مخلوق نہیں سمجھا جاتا؟ کیا آج بھی ہندو ان سے معاشرتی طور پر بالکل علیحدہ نہیں ہیں؟ بلند بانگ دعوے کر لینا آسان ہیں۔ لیکن ان کو عمل میں لانا مشکل ہے۔ ہندو اپنی اغراض کی بنا پر اچھوتوں کو بھائی کہتے تو ہیں۔ لیکن سمجھتے نہیں۔ بھائی تو پنڈت مالویہ نے اس اچھوت کو کہا تھا۔ جس نے لاہور کے ایک جلسہ میں ان کے گلے میں پھولوں کی مالا ڈالی تھی۔ لیکن اس کے ساتھ دنیا کو یہ بھی معلوم ہے کہ قیام گاہ پر آ کر ہندو مہاسبھا کے اس سب سے بڑے رکن نے کپڑوں سمیت اشنان کیا تھا۔ بعض مقامات پر ہندوؤں نے سہ بھوج کئے ہیں۔ لیکن یہ دھوکے ان مظالم کی پردہ پوشی نہیں کر سکتے۔ جو جنوبی ہند اور ہندو ریاستوں میں اچھوتوں پر ڈھائے جاتے ہیں۔ جہاں ان کو آبادیوں میں گھسنے اور سڑکوں پر چلنے تک کی اجازت نہیں۔ ایک کتا سڑک پر چل سکتا ہے۔ لیکن ایک انسان جس کو بدقسمتی اچھوت لکھ گئے ہیں۔ اس حق سے محروم ہے۔ ایک شخص کو بھائی سمجھ کے بعد بھائی کہنا مساوات اور شرافت ہے۔ لیکن اپنے ایسے انسانوں کو جانوروں سے بھی زیادہ ذلیل سمجھنا اور اپنی شیطانی خواہشات و اغراض کے حصول کے لئے بھائی کہنا مکاری اور عیاری ہے۔

ہندوؤں کا تازہ مظلوم اچھوتوں کو پھانسنے اور مسلمانوں پر الزام لگانے میں نہیں۔ بلکہ انہیں اپنی تاریخ۔ اپنی مذہبی کتب اپنے اعمال کا جائزہ لینا چاہئے اور اچھوتوں کو ایک مستقل قوم کی حیثیت سے زندہ رہنے اور ترقی کرنے کے راستہ میں حائل نہیں ہونا چاہیئے۔ کیونکہ شرافت اصول پسندی اور ایمانداری کا یہی تقاضا ہے۔

مسلمانوں سے اتحاد کی اپیل

میں قوم کے تمام ذمہ دار رہنماؤں سے جو آپ کی کانفرنس میں موجود ہیں یا اس سے باہر ہیں مخلصانہ التماس کرتا ہوں اور مذہب حقۂ اسلام کے نام پر التجا کرتا ہوں کہ آپ اس نازک موقعہ پر متحد و متفق ہو جائیں۔ آئندہ جو قدم بھی سیاسی راہ میں اٹھائیں وہ متحد ہو کر اٹھائیں۔ اتحاد کے لئے ایک دوسرے کی خاطر منصب و اقتدار کو بھی ہاتھ سے دینا پڑتا ہے لیکن اللہ اور رسول اور اسلامی قومیت کی بقاء حصول کے لئے یہ کوئی ایسا ایثار نہیں جو آپ نہ کر سکتے ہوں دوسری ہمسایہ اقوام حیرت انگیز طریق پر متحد و منظم ہو چکی ہیں۔ اگر کچھ حاصل کرے گی تو وہی قوم کرے گی جس میں اتحاد و نظم کے جوہر ہوں گے۔ ہمیں نقصان باہمی کشمکشوں اور ہماری باہمی عداوتوں نے پہنچایا ہے۔ دوسری قومیں کس یکجہتی کے ساتھ سیاسی تگ و دو میں مصروف ہیں۔ اُن کے رہنماؤں کا اختلاف صرف دیانتدارانہ رائے کا اختلاف ہی کہلاتا ہے۔ نہ اُن کے ذاتی تعلقات میں فرق آتا ہے نہ قومی مقاصد اور نصب العین علیحدہ علیحدہ قائم کرلئے جاتے ہیں۔ ہمارے رہنما ہیں کہ ہر نازک وقت پر آپس کے تنازعوں اور بغض و عناد کو دل میں رکھ کر مخالف کے ساتھ ٹکرانے سے پیشتر ایک دوسرے پر حملے شروع کر دیتے ہیں۔ اگر ہم متحد ہوں تو خواہ ہمارا نصب العین کوئی ہو ہر قوم ہمارے مقاصد کا احترام کرے اور ہماری مستقل قومی ہستی کو نقصان پہنچانے کی کوئی تدبیر عمل میں نہ لا سکے۔ لیکن ہم آپس میں لڑتے ہیں۔ ہم میں سے آدھے ایک قوم کے ساتھ جا ملتے ہیں اور آدھے دوسری کے قدموں پر سر رکھ دیتے ہیں۔ جو نہ ادھر کے ہوتے ہیں اور نہ اُدھر کے۔ وہ بے مہار جہاں چاہتے ہیں پھرتے ہیں۔ دوسری اقوام ہمارا تماشا دیکھتی ہیں۔ محض ہمارے افتراق و انتشار نے ہندوؤں کو ان کی موجودہ پالیسی پر مضبوط ہو کر قائم رہنے کی جرأت دلائی ہے۔ اور ان کا تمام پروپیگنڈا اس مقصد کے لئے جاری ہے کہ ملک کے سیاسی اختیارات انگریزوں سے جتنے ملیں لے لیں۔ لیکن اس طریق پر کہ ان کا کوئی حصہ یا جزو مسلمانوں کی طرف منتقل نہ ہونے پائے۔ لیکن یہ جرأت اسی لئے پیدا ہوئی کہ مسلمان اپنے مفاد سے غافل ہو گئے اور آپس میں لڑنے لگ گئے۔ اگر آپ اپنے مفاد کی تکمیل کی ترک نہ کریں تو کوئی دوسرا ان کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھ سکتا۔ تاسف تو زیادہ اس امر پر ہے کہ بیشتر صورتوں میں ہمارے سیاسی نصب العینوں میں حقیقتاً کوئی اختلاف نہیں ہوتا۔ لیکن ہم ہیں کہ محض لڑنے کی خاطر لڑ رہے ہیں۔ پنجاب میں ایک مسلمان نہ ہوگا جس کا مطالبہ اس صوبہ کے مسلمانوں کے لئے ۵۶ فیصدی حقوق کا حاصل کرنا نہ ہو۔ لیکن باوجود مقصد کی اس ہم آہنگی کے لیڈر رات دن جنگ و جدل میں مصروف ہیں

(سر محمد ذوالفقار علی خان)

ہماری تبلیغی ڈاک

الجیریا (شمالی افریقہ)

مسٹر حبیب اللہ نومسلم فرانسیسی لکھتے ہیں:۔ میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ اخبار میرے نام باقاعدہ بھیجتے رہتے ہیں۔ مجھے فرانس سے یہاں آئے ہوئے چار ماہ ہو گئے ہیں۔ یہاں کے مدرسہ میں مجھے پروفیسر مقرر کیا گیا ہے۔ جہاں میں فرنچ زبان کی تعلیم دیا کرتا ہوں۔ میری طرف سے جملہ برادران کی خدمت میں السلام علیکم کہ دیں۔ اس مدرسہ میں سنی طلبا تحصیل علم کرتے ہیں۔ لیکن وہ متعصب نہیں ہیں میں نے آپ کی عربی کتابیں ان میں تقسیم کیں۔ کالونیل گورنمنٹ ہونے کے باعث میں اشاعت احمدیہ نہیں کر سکتا۔ ملازمت کی حیثیت سے میں بے تعلق رہتا ہوں لیکن مدرسہ کے اوقات کے علاوہ میں آزاد ہوں۔ میرا یقین ہے کہ تیونس کے لوگ زیادہ روشن خیال ہیں۔ اور خدمت اسلام کے شائق ہیں۔ محمد اقبال صاحب شیدائی کی عرصہ سے خبر نہیں ملی۔

البانیا

حافظ علی کورچاری لکھتے ہیں::۔ کچھ عرصہ ہوا میں نے آپ کی خدمت میں ایک خط بھیجا تھا۔ جس کا ابھی تک جواب نہیں آیا۔ مہربانی کر کے اپنی خیریت سے جلد اطلاع دیں۔ جب کبھی آپ کی طرف سے خط یا رسالہ آیا کرتا ہے تو اسے اپنے ہاں کے علماء میں مشتہر کرتا ہوں تاکہ وہ آپ کی جماعت کی خدمات اسلام سے واقف ہوں۔ ایک عربی مضمون اخبارات میں شائع کرنے کے لئے ارسال ہے ہمارے مدرسہ کا ایک طالب علم بعمر بیس سالہ آپ کے ہاں تعلیم دینی حاصل کرنے کے لئے آنا چاہتا ہے۔ مہربانی کر کے اپنے مدرسہ کا کورس و دیگر حالات سے اطلاع دیں۔ وہ عربی صرف نحو اور فرانسیسی زبان جانتا ہے۔ مجھے فراموش نہ کریں۔ اور باقاعدہ خط و کتابت جاری رکھیں۔ جملہ برادران کو السلام علیکم۔

بقیہ صفحہ ۴

وقت گرفتار کیا جبکہ ٹکٹوں کے سودے میں مصروف تھا۔ اس سلسلہ میں چند ایک ٹکٹ کلکٹروں کی خانہ تلاشیاں بھی ہوئیں جن میں سے بابو رام لال چونی لال پولیس کے زیر حراست تھے۔ گو اب ضمانت پر رہا ہیں۔ اور باقی زیر تفتیش ہیں اور مسمی بابو رام چند مفقود الخبر۔ سنا گیا ہے کہ جس قدر ٹکٹ ٹرینوں میں خفیہ چیکنگ کے درمیان اور ایک دفعہ سفر کے ان دلالوں کی معرفت پولیس کے قبضہ میں آئے ہیں وہ زیادہ مسٹر عبد الرحمن ٹکٹ ایگزیمنر کی کوششوں کا نتیجہ ہے۔ واقعی ڈپٹی سی' آئی' ڈی اور ایس' پی' اور سب انسپکٹر ریلوے پولیس۔ ریلوے اور ٹکٹ ایگزیمنر مذکورہ کی خدمات ریلوے کے لئے قابل فخر ہیں۔ جنہوں نے نہایت جانفشانی اور دیانتداری سے ریلوے کو ہزاروں روپے کے آئندہ نقصان سے بچا لیا۔

فضل کریم ٹھیکیدار راولپنڈی

جزیرہ فلپائن

مسٹر جوک لکھتے ہیں:۔ میں چونکہ جماعت کی خدمات اسلام کا تہ دل سے معترف ہوں۔ آپ کے لٹریچر کو بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہوں۔ مہربانی کر کے اپنا انگریزی لٹریچر بہت جلد بھیج دیں۔ تاکہ تقسیم کیا جا سکے۔ آپ یہاں کے مسلمانوں کی حالت معلوم کر کے بہت متعجب ہوں گے۔ یہاں مسلمانوں کی آبادی ۱۲ فیصدی ہے۔ ۸۸٪ عیسائی ہیں۔ لیکن بہت کم مسلمان اپنے مذہب سے واقف ہیں اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ ان میں مذہبی تعلیم کا کوئی انتظام نہیں۔ باہر سے بھی کوئی مسلمان مشنری یہاں نہیں آیا۔ پرانے ملا لوگ حقیقت اسلام سے بے خبر ہیں وہ مسلمانوں کو صحیح تعلیم اسلام دینے سے قاصر ہیں۔ اور نہ ہی وہ معارف قرآن سمجھنے کی اہلیت رکھتے ہیں بعض مسلمان بت پرستی تک کر لیتے ہیں۔ کئی عیسائی ہو گئے ہیں۔ عیسائی لوگ ملاؤں کی حرکات ناشائستہ کے باعث اسلام اور مسلمانوں پر تمسخر اڑاتے ہیں۔ کیونکہ یہاں کوئی ایسا مسلمان نہیں جو ان کے اعتراضات کے جواب دے سکے۔ ملاں لوگ قرآن بلا ترجمہ پڑھنا جانتے ہیں اور بس۔ میں آپ کی کتابیں کے مطالعہ سے خدمت اسلام کا شوق رکھتا ہوں۔ امید ہے آپ میری مدد کریں گے تاکہ میں اسلام کو مخالفین کے لغو اعتراضات سے بچا سکوں۔

الجزائر

محمد بن البشیر صاحب جو علوی سلسلہ کے شیخ صاحب کے سیکرٹری ہیں لکھتے ہیں::۔ اللہ تعالیٰ آپ کی مدد کرے۔ اس کام میں جس میں آپ مصروف ہیں یعنی ارشادات دینیہ کی اشاعت کرنا جو دائمی یادگار کا کام ہے۔ آپ پر اور ان پر جو آپ کے ارد گرد معزز دوست ہیں۔ اللہ تعالیٰ سلام ہو۔ جب تک آپ لوگ اشاعت اسلام کے کام پر کاربند ہوں۔ ومن احسن قولا ممن دعا الی اللہ وعمل صالحا وقال اننی من المسلمین۔ آپ کا گرامی نامہ ہم کو اپنے زاویہ میں ملا۔ اور ہم نے اس کو مولانا امام استاذ الشیخ صاحب کو پڑھ کر سنایا جن کا ارشاد اور ہدایت تمام قریب اور دور کے ملکوں میں پھیلا ہوا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے الہی جذب ان کو عطا کیا ہے۔ اور بہت سے عطایا الہیہ سے وہ سرفراز ہیں۔ اور جب کہ ہم نے ان کو آپ کا خط سنایا تو بہت ہی خوش ہوئے۔ کہ آپ کی جماعت دین حق کی اشاعت میں لگی ہوئی ہے۔ گو مخالف ناخوش ہوں۔ میں سچ کہتا ہوں کہ آپ لوگوں نے بہت ہی اچھے قابل ذکر اور مستحق شکریہ نتائج حاصل کئے ہیں۔ جو بات مجھ کو اچھی نظر آتی ہے اور جس کا اظہار میں آپ کے اور انجمن احمدیہ کے افراد پر دین حنیف کے رو سے ضروری سمجھتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ دین خیر خواہی کا نام ہے۔ اور اگر آپ کی معزز انجمن مسیح کی وفات کے اعتقاد سے دست بردار ہو جائے۔ اور اس کو ایک لازمی امر نہ ٹھہرائے۔ اور اس بات کو لوگوں کے باطنی حالات پر چھوڑ دے۔ کہ جیسا جس کا جی چاہے مانے اور عوام کے سامنے اس کا اعلان کر دے۔ تو میرا خیال ہے کہ ساری اسلامی دنیا کے دلوں کو اپنی طرف کھینچ لے گی۔ اور آپ کا کام دین اسلام کے نام سے ہوگا۔ کسی خاص مذہب کے نام سے نہیں ہوگا۔ اور اسی کی آج زیادہ ضرورت ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ انجمن احمدیہ کے پاس بہت سے علوم ہیں جن میں ایک معنوی طاقت ہے۔ اور اس میں اعتصام بحبل اللہ کی روح کام کرتی ہے۔ اور اسی لئے اس کا مقصد وحید دین حق یعنی اسلام کی اشاعت ہے۔

مجددالکبیر مرزا غلام احمد صاحب کی فضیلت کی بات اگر فرض بھی کر لیں کہ انہوں نے اس کے متعلق کچھ بیان کیا ہے یا دعویٰ کیا ہے تو ہم پر لازم ہے کہ اس کو اس بات پر محمول کریں کہ ان سے غلبہ جذب اور وجد کی حالت میں یہ باتیں صادر ہوئی ہیں۔ کیونکہ اولیاء اللہ جب توحید میں مستغرق ہوتے ہیں تو وہ اپنے متعلق اس قسم کی باتیں کرتے ہیں۔

ان کے پیروؤں پر لازم ہے کہ وہ یہ اعتقاد رکھ لیں کہ وہ مجدد تھے۔ اور زمانہ حال جس کام کو کرنا چاہتا تھا اسی کو لے کر وہ کھڑے ہوئے۔ اور آپ پر لازم ہے کہ صرف اسی بات پر قناعت نہ کریں۔ کہ صرف ان کی مجددیت کی تبلیغ کریں۔ یہ چند باتیں میں آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ اور ہم اعتراف کرتے ہیں کہ انجمن اپنے کام میں بڑا اخلاص رکھتی ہے۔ اور خوب کوشش کر رہی ہے۔

بلجیم

مسٹر میرلیس لکھتے ہیں:۔ مہربانی کر کے اپنا اخبار لائٹ مجھے آئندہ باقاعدہ بھیجا کریں۔ اور اگر ممکن ہو تو گذشتہ سال کا سارا فائل بھی۔ نیز سلسلہ کی ضروری کتابیں بھیج دیں۔ تاکہ خدا کے دین کو عمدگی سے سمجھ سکوں۔ کیا آپ کی طرف سے کوئی مرکز تبلیغ اسلام کا بلجیم میں ہے؟ جواب ممکن ہو تو فرنچ میں دیں۔ سب برادران کو السلام علیکم۔

نائجیریا (مغربی افریقہ)

مسٹر اینیابا لکھتے ہیں:۔ میں ایک تعلیم یافتہ مسلمان ہوں۔ اور اسلامی تعلیم کے حصول کا شائق۔ مہربانی کر کے اپنی کتب کی فہرست بھیج دیں۔ جن میں اسلام کی عمدگی سے تشریح کی گئی ہو۔ میرے ایک دوست نے مجھے "محمد دی پرافٹ" مطالعہ کے لئے دی ہے۔ جس نے مجھے آپ کے باقی لٹریچر کے مطالعہ کی سخت تحریص دلائی ہے۔ تاکہ میں عیسائیوں کے اعتراضات کا کماحقہ جواب دے سکوں۔ آپ کی انجمن کی تالیفات مسلمانوں کو اپنے دین پر پکا رہنے اور غیر مذاہب کے حملوں کا منہ توڑ جواب دینے کی نہایت مفید اور عظیم الشان خدمت کر رہی ہے۔

مسٹر سلیمان لکھتے ہیں:۔ مہربانی فرما کر قادیان اور جماعت لاہور کے مابین جو اختلاف ہے اس کی وضاحت فرمائیں۔ میں نے قادیانیوں کی چند ایک کتابیں مطالعہ کی ہیں۔ لیکن آپ کی جماعت کا صرف ایک چھوٹا سا پمفلٹ دکھایا گیا۔ جس کے مطالعہ کی اجازت بھی نہ دی گئی۔ لیکن آپ کا پتہ میں نے فوراً نوٹ کر لیا۔ اس لئے یہ خط لکھا ہے۔ تقریباً ۳ سال ہوئے۔ کہ میں مسلمان ہوا ہوں۔ اور جب میری تبدیلی یہاں ہوئی تو یہاں کے ایک قادیانی نے مجھے اپنی جماعت میں شامل کرنے کی بہت کوشش کی۔ لیکن خوش قسمتی سے مجھے اختلاف سلسلہ کا علم ہو گیا۔ اور جو دلائل اس نے اپنے عقائد کی

خبریں

ہندوستان

—— دہلی ۲۱ فروری - معلوم ہوا ہے کہ چیمبر آف پرنسس کی ایک میٹنگ میں یہ ریزولیوشن بھی زیر بحث آنے والا ہے کہ ہندوستان کو فوری درجہ نوآبادیات دیا جائے - اور گول میز کانفرنس میں اس کا فیصلہ کیا جائے - اس میٹنگ میں کشمیر پٹیالہ اور بیکانیر کے مہاراجے شامل ہونگے

—— معلوم ہوا ہے کہ صدر پٹیل مسٹر شیر حسین قدوائی کو ہوم ممبر کے خلاف عدم اعتماد کی قرارداد پیش کرنے کی اجازت نہ دیں گے۔

—— اخبار ہندوستان ٹائمز رقمطراز ہے " اغلب ہے کہ مقدمہ سازش لاہور کی سماعت کے لئے ایک عدالت خصوصی مقرر کی جائے۔ اس عدالت کے فیصلے کے خلاف عدالت عالیہ میں اپیل نہیں کی جائیگی۔

—— معلوم ہوا ہے کہ حکومت نے فیصلہ کر دیا ہے کہ اس اجلاس میں سر آرنلڈ سور کو صدر کے خلاف قرارداد عدم اعتماد پیش کرنے کی اجازت نہ دی جائے - کیونکہ اس اجلاس غیر سرکاری معاملات کے لئے اور کوئی دن نہیں دیا جاسکتا -

—— لاہور ۲۴ فروری - چودھری فضل حق کونسل میں اس مطلب کا ایک ریزولیوشن پیش کریں گے کہ پنجاب میں گداگری قانوناً بند کر دی جائے -

—— بھوسوال صوبہ بمبئی میں ایک مقام ہے جہاں بم پھینکے جانے کا سلسلہ میں پانچ ملزموں پر مقدمہ چل رہا ہے - مقدمہ سازش لاہور کا سلطانی گواہ جے گوپال اس مقدمہ میں بھی سرکاری گواہ ہے - وہ وہاں خان بہادر عبدالعزیز کے ساتھ گواہی دینے کے لئے گیا - وہاں ایک ملزم نے پستول سے گولی چلا دی - مگر کسی کو شدید نقصان نہیں پہنچا۔

—— ریاست جوناگڑھ میں شدید ہندو مسلم فساد ہو گیا ہے - ریاست کے حکام نے وہاں مارشل لا جاری کر دیا ہے۔

—— چیمبر آف پرنسس کے عہدہ چانسلری کے لئے مندرجہ ذیل چار والیان ریاست امیدوار ہیں - مہاراجہ بیکانیر - مہاراجہ الور - مہاراجہ پٹیالہ اور مہاراجہ کشمیر

—— امرتسر ۱۷ فروری - آج شام مقامی خالصہ کالج یونین کا جلسہ زیر صدارت پرتاب سنگھ طالب علم ہو رہا تھا کہ یکایک بجلی بجھ گئی - اور معاً ایک بم پھٹا - صدر جلسہ شدید زخمی ہوا اور اس کی ٹانگ کاٹ دی گئی - اس کے علاوہ دیگر گیارہ طلبا کو بھی زخم آئے - بیان کیا جاتا ہے کہ بم پرنسپل کالج کی جان لینے کے لئے چلایا گیا تھا - اس کو کوئی ضرر نہیں پہنچا - ملزم کا ابھی تک کوئی سراغ نہیں ملا۔

—— پرتاب سنگھ صدر جلسہ امسال بی اے کے امتحان میں شریک ہونیوالے تھے - حال ہی میں آپ کی شادی ہوئی تھی - آپ ضلع جہلم کے باشندے ہیں۔

—— اسیران کاکوری بھوک ہڑتال نہیں چھوڑتے - ان کی حالت نازک ہے۔

—— معلوم ہوا ہے کہ مسٹر پٹیل صدر اسمبلی میں ایک اور بیان دینگے۔

—— افواہ ہے کہ حکومت پنجاب ایک اور آرڈیننس جاری کرنے کی فکر میں ہے - وجہ غالباً سازی کے پے درپے واقعات ہیں - اخبار پرتاب کا بیان ہے کہ ایک بڑا افسر اس کی مخالفت کر رہا ہے

—— خالصہ کالج میں بم چلنے سے جو شخص پرتاب سنگھ زخمی ہوا تھا وہ مر گیا ہے - پولیس اس حادثہ کے متعلق تفتیش میں مصروف ہے۔

—— معلوم ہوا ہے کہ والیان ریاست نے پنڈت موتی لال - ڈاکٹر سپرو - مسٹر جناح وغیرہ لیڈروں کو ایک پولیٹیکل کانفرنس میں تبادلہ خیالات کے لئے مدعو کیا ہے -

—— لاڑکانہ (سندھ) مقامی کانگرس کمیٹی نے فیصلہ کیا ہے کہ شراب کی دوکانوں پر پکٹنگ شروع کر دی جائے - اس غرض کے لئے والنٹیر بھرتی کئے جا رہے ہیں -

—— پشاور ۲۴ فروری - معلوم ہوا ہے کہ سردار عبدالحکیم خاں سابق وکیل التجارت پشاور اور شاہ امان اللہ کے سوتیلے بھائی سردار امین جان کے خلاف مقدمہ نہیں چلایا جائے گا - بلکہ انہیں عنقریب ریگولیشن نمبر ۱۸۱۸ء کے ماتحت برما بھیج دیا جائے گا۔

ممالک خارجہ

—— ایک مصری اخبار رقمطراز ہے کہ اب غلاف کعبہ حکومت حجاز کے زیر اہتمام تیار ہوتا ہے - اس کا کارخانہ بہت کامیاب اور ترقی پذیر ہے کاریگروں پر ایک ہندوستانی معلم متعین ہے - جو حجازیوں کو کپڑا بننا سکھاتا ہے۔

—— لندن کا ایک اخبار رقمطراز ہے کہ شاہ امان اللہ خاں افغانستان کو روانہ ہو گئے ہیں۔

—— شاہ نادر خاں نے سمت شمالی کے نمائندوں کی استدعا پر شاہی گرفتار شدہ غداروں کو رہا کر دیا ہے - نیز انہی نمائندوں کی درخواست پر سولہ افغان افسر جو جنگ کے وقت گرفتار کئے گئے تھے رہا کر دئے گئے ہیں -

—— یہ بھی اعلان کیا گیا ہے کہ شاہ نادر خاں ہر پنجشنبہ کو ایک دربار عام منعقد کیا کریں گے - تاکہ افغانوں کو بذات خود شاہ موصوف کی خدمت میں شکایات کا موقع مل سکے۔

—— عراق کے مختلف شہر آپس میں ایک دوسرے سے ٹیلیفون کے ذریعہ ملا دئے گئے ہیں - اور عراقی دارالسلطنت سے دور دراز کے شہروں کا بھی تعلق قائم کر دیا گیا ہے - اس وقت یہ ممکن ہے کہ ایک شخص عراق کے تمام گوشوں سے گفتگو کر سکے۔

—— حکومت ترکی نے گداگری کی قانوناً ممانعت کر دی ہے اور حکم دیا ہے کہ جتنے گداگر فقیر اور بھنگڑ ملیں پکڑ کر کارخانوں میں مزدوری پر لگا دئے جائیں - بہت سے مقامات پر اس حکم کی تعمیل بھی ہو چکی ہے -

—— قسطنطنیہ - ۲۱ فروری - سابق شاہ امان اللہ خاں کے اہل و عیال یہاں اتوار کو پہنچ جائیں گے - ان کا ارادہ یہاں مستقل طور پر قیام کرنے کا ہے۔

—— قسطنطنیہ ۲۱ فروری - بیان کیا جاتا ہے کہ شاہ امان اللہ خاں افغانستان واپس آنے کے لئے تیار ہیں بشرطیکہ حالات موافق ہوں۔

—— معلوم ہوا ہے کہ شاہ نادر خاں نے ہر فوجی سپاہی کی تنخواہ ۲۵ روپے ماہوار کر دی ہے - جو نقد ہر ماہ دینے کا حکم ہوا ہے -

معلوم ہوا ہے کہ شاہ نادر خاں نے فیصلہ کیا ہے کہ فوج کی تربیت کے لئے جرمن اور ترکی سے فوجی افسر منگائے جائیں۔

—— لندن ۲۲ فروری اس امر کی تصدیق ہو گئی ہے کہ شاہ امان اللہ خاں افغانستان جانے کا ارادہ رکھتے ہیں - وہ چاہتے تھے کہ ہندوستان کے راستے افغانستان میں داخل ہوں - لیکن حکومت برطانیہ نے اس کی اجازت نہیں دی - اب نہیں کہا جا سکتا کہ وہ کونسا راستہ اختیار کریں گے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم   نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

جلد ۱۸ | ۲۸ شوال ۱۳۴۸ھ | نمبر ۲۲

اسلام کا خون تکفیر کی شمشیر سے

(۳)

علامہ محمد انور شاہ صاحب کشمیری کو اپنے "شیخ الحدیث" کے لقب پر شاید ناز ہوگا۔ لیکن اگر وہ "شیخ القرآن" ہوتے تو ان کا وجود فرزندانِ اسلام کیلئے زیادہ مفید ثابت ہوتا۔ "شیخ الحدیث" کی حیثیت سے انہیں یہ دعویٰ ہوگا کہ انہیں احادیث پر پورا عبور ہے لیکن لاہور کی احمدی جماعت کے خلاف جس بیباکی اور مستعدی کے ساتھ انہوں نے کفر کا فتویٰ جاری کیا ہے اس سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ علامہ ممدوح رحمت العالمین (صلی اللہ علیہ وسلم) کی احادیث کا عالم ہونے کے باوجود حضور کی سیرت سے قطعاً نابلد معلوم ہوتے ہیں۔ علامہ نے لاہوری جماعت کے احمدیوں کو جو انہیں کی طرح کلمہ گو ہیں اور خالق ذو الجلال کے کلام اور اس کے نبی برحق کی تعلیم کی اشاعت کے معاملہ میں عملاً ان سے ہزار قدم آگے ہیں۔ ایک جنبشِ قلم دائرہ اسلام سے خارج اور ان کے ساتھ غمی شادی اور کھانے پینے کے تعلقات منقطع کرکے اپنے زعم میں اسلام کی ایک بہت بڑی خدمت انجام دی ہے

"شیخ الحدیث" نے صاف الفاظ میں فرمایا ہے :- "یہ لوگ (احمدی) قطعیات و ضروریاتِ دین کے منکر ہیں۔ ان کے ساتھ کھانے پینے میں شرکت یا ان کی غمی شادی میں شریک ہونا اور طعام ولیمہ وغیرہ کھانا سب حرام اور ناجائز ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ خود نبی کریم صلعم کا جن کی احادیث کا "شیخ الحدیث" درس دیا کرتے ہیں کفار اور مشرکین کے ساتھ کیسا برتاؤ تھا؟ ابو بصرہ غفاری کا بیان ہے کہ وہ جب کافر تھے۔ مدینہ میں آنحضرت صلعم کے پاس آکر مہمان رہے۔ رات کو گھر کی تمام بکریوں کا دودھ پی گئے۔ لیکن آپ نے کچھ نہ فرمایا۔ رات بھر تمام اہل بیت نبوی بھوکا رہا۔ (سیرت مولفہ مولانا شبلی مرحوم صفحہ ۲۹۲) "شیخ الحدیث" اس واقعہ پر غور فرمائیں۔ اگر لاہوری جماعت کا کوئی احمدی مبلغ مولانا کا مہمان ہوتا پھر اس حرکت کا مرتکب ہوتا جس کا ذکر مذکورہ واقعہ میں کیا گیا ہے اور اس پر مولانا خاموش رہتے تو البتہ ہم مولانا کے زہد کے قائل ہوتے۔ لیکن چودھویں صدی کے علماء سو کی یہ حالت ہے کہ احمدی لاہور میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ ایک شخص اپنے مذاق کے مطابق استفتا مرتب کرتا ہے اور "شیخ و مفتی" دونوں اس فریق سے جس کے خلاف استفتا کیا گیا ہے بغیر پوچھے گچھے سینکڑوں میل کے فاصلہ پر کفر کا تیر فریق مذکور پر چلاتے ہیں کس قدر مردانگی اور شجاعت ہے۔ اور عمل و تفضل اور دانش و حکمت کا کیا دلآویز مظاہرہ ہے؟

اور سنئے۔ "حضرت اسماء بیان کرتی ہیں کہ صلح حدیبیہ کے زمانہ میں ان کی ماں جو مشرکہ تھیں اعانت خواہ مدینہ حضرت اسماء کے پاس آئیں۔ ان کو خیال ہوا کہ اہل شرک کے ساتھ کیا برتاؤ کیا جائے۔ آنحضرت صلعم سے آکر دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا ان کے ساتھ نیکی کرو۔ حضرت ابوہریرہ کی ماں کافرہ تھیں۔ اور بیٹے کے ساتھ مدینہ میں رہتی تھیں۔ جہالت سے آنحضرت صلعم کو گالیاں دیتی تھیں۔ ابوہریرہ نے خدمتِ اقدس میں عرض کی۔ آپ نے بجائے غیظ و غضب کے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے۔" (سیرت مؤلفہ مولانا شبلی مرحوم ۲۹۳) "حضرت بلال آنحضرت صلعم کے مقرب خاص اور گھر کے منتظم تھے۔ ایک مشرک انہیں حبشی کہہ کر پکارتا ہے اور کہتا ہے کہ تجھ سے بکریاں چرواکر چھوڑوں گا حضرت بلال اس کی تنگ گیری کے ڈر سے بھاگ جانے کا ارادہ کرتے ہیں۔ آنحضرت صلعم یہ تمام سنتے ہیں لیکن مشرک کی نسبت ایک لفظ نہیں فرماتے۔ نہ بلال کی حمایت اور دلدہی کی تدبیر کرتے۔ اتفاق سے غلہ آجاتا ہے اور مشرک کا قرض ادا کیا جاتا ہے اور اس کی بدزبانی اور سخت گیری سے درگذر کی جاتی ہے"۔ (سیرت صفحہ ۲۹۴)۔ یہ واقعات اس زمانے کے ہیں جب کہ مخالفین اسلام کی قوتیں پامال ہو چکی تھیں۔ اور نبی کریم صلعم ایک بادشاہ کی حیثیت رکھتے تھے۔ اسی قسم کے درجنوں واقعات ہیں جن سے دنیا کے مصلح اعظم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی سیرت میں حلم عفو اور تحمل کی فقیدالمثال صفات پائی جاتی ہیں۔

اگر "شیخ الحدیث" کے نزدیک مذکورہ بالا واقعات صحیح ہیں تو کیا موصوف نے کبھی ایک لمحہ کے لئے اس سوال پر غور کرنے کی زحمت گوارا فرمائی ہے کہ آخر وہ کونسی مصلحت تھی جس کی بنا پر آقائے دوجہاں حضور محمد مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) صاحبِ اقتدار ہونے کے باوجود اعدائے اسلام یعنی مشرکین اور کفار کی اشتعال انگیز سختیوں اور زیادتیوں سے درگزر بلکہ ان کے ساتھ نیکی اور ہمدردی کرنا ضروری خیال فرماتے تھے؟ ایک موٹی عقل کا آدمی بھی اس مصلحت کو آسانی کے ساتھ سمجھ سکتا ہے۔ کہ اگر نبی کریم صلعم عفو اور تحمل کے روحانی اصول پر خود عمل پیرا نہ ہوتے تو حضور کو کفار عرب کے دلوں پر فتح حاصل کرنے میں کبھی کامیابی حاصل نہ ہوتی۔ اگر آپ کفار و مشرکین پر سختی کرنا اور ان سے انتقام لینا جائز سمجھتے تو پھر اسلام صفحہ ہستی سے بالکل مٹ جاتا۔ اور دنیا میں اس کا کوئی نام لیوا نہ ہوتا کیونکہ کفار اور مشرک مغلوب ہوجانے کے بعد موقعہ ملتے ہی پھر شرک اور بت پرستی کی لعنت میں مبتلا ہو جاتے۔ اور فرزندانِ توحید کو موت کے گھاٹ اتار دیتے۔ لیکن رحمت العالمین کی رحمت العالمینی کا یہی تقاضا تھا کہ آپ اپنے دشمنوں سے بھی اچھا سلوک کریں۔ اور ان کے لئے دعا کریں۔ اگر اسلام تلوار سے پھیلایا جاتا تو تلوار ہی سے اس کا خاتمہ بھی ہو جاتا۔ لیکن اسلام کی بنیاد رحمت پر ہے جو جابروں، ظالموں اور سرکشوں کو موم کی طرح نرم کر دیتی ہے۔

خدا اسلام کو "شیخ الحدیث" جیسے نادان دوستوں سے بچائے جو تکفیر کے ناپاک مشغلہ سے دشمنانِ اسلام کو اس بات کا عملی ثبوت دے رہے ہیں کہ اسلام اعمالِ حسنہ سے نہیں بلکہ بزورِ شمشیر پھیلا ہے۔ کیا نبی کریم صلعم کے احکام کی یہ صریح خلاف ورزی نہیں ہے؟ کیا غیر مسلم خواہ وہ عیسائی ہوں یا آریہ "شیخ الحدیث" کے مذکورہ بالا فتویٰ سے یہ نتیجہ نہیں نکالیں گے کہ جس مذہب کے علماء اس قدر انتقام پسند واقع ہوئے ہیں کہ وہ اپنی ہی ایک جماعت کو محض رائے یا عقیدہ کے اختلاف کی بنا پر دائرہ اسلام سے خارج کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتے۔ ان سے غیر مسلم اقوام کو بھلائی کی کیا توقع ہوسکتی ہے؟ مذہبی تعصب اور جنون نے اسلام کے نادان دوستوں کی بصیرت اس قدر زائل کر دی ہے کہ وہ یہ محسوس ہی نہیں کرتے کہ ان کے اس طریقِ عمل سے ایسے زمانہ میں جبکہ اسلام کے خلاف پروپیگنڈا کرنے والے اپنے جسم اور دماغ کی پوری قوت سے کام لے رہے ہیں۔ اسلام کو کس قدر شدید نقصان پہنچ رہا ہے۔ آہ! اسلام کی جڑیں ان لوگوں کے ہاتھوں سے کٹ رہی ہیں۔ جو حدیث کے عالم ہونے کے باوجود نبی کریم صلعم کی تعلیم کے حقیقی مقصد سے کوئی سروکار نہیں رکھنا چاہتے۔ اور محض اس لئے نہیں رکھنا چاہتے کہ وہ نبی کریم صلعم کے ارشاد پر اپنے نفسِ امارہ کے حکم کی تعمیل کو مقدم سمجھتے ہیں۔ نفس امارہ انہیں مداری کی طرح اپنے تار پر نچا رہا ہے۔ اور اس لئے ان سے ایسی حرکتیں سرزد ہو رہی ہیں۔ جن سے اپنوں کو رنج اور بیگانوں کو خوشی ہوتی ہے۔

فلموں کے برطانوی محتسب

برطانیہ میں فلم کے سنسروں کی ایک غیر سرکاری مجلس قائم ہے۔ جو فلموں پر احتساب کا فرض انجام دیتی ہے۔ مجلس نے اپنی رپورٹ بابت ۱۹۲۹ء میں بتایا ہے کہ سال زیر رپورٹ کے دوران میں دو ہزار فلموں میں سے سات بالکل مسترد کر دی گئیں۔ ان کے علاوہ ۲۸۰ فلمیں [illegible] مجلس

نے جن فلموں کے قابلِ اعتراض پہلوؤں کی طرف خاص طور پر توجہ دلائی ہے وہ حسب ذیل ہیں:- ایسے جرائم جن کے لئے مجرموں کو کوئی سزا نہیں دی گئی۔ پرنس آف ویلز کے متعلق ناشائستہ باتیں۔ بیرحمی کے مناظر۔ مشرق بعیدہ کے وحشی حوالیات میں سفید فام باشندوں کی ذلت۔ عورتوں کی نیم برہنگی کا منظر۔ حبشیوں اور سفید فام عورتوں کے ناجائز تعلقات۔ اخلاقی پہلو سے برطانوی سنسروں کی یہ کارروائی قابلِ ستائش ہے۔ اور ہر غیور اور زندہ قوم کے ذمہ دار افراد کا فرض ہے کہ جب ان کی قومی عزت خطرہ میں ہو۔ تو وہ اس کے انسداد پر فوراً توجہ کریں۔ لیکن یہ بزرگوار جب ایسی فلموں کو دیکھتے ہیں جن میں ایشیائی اقوام کی سیرت کے مختلف پہلو بدترین پیرایہ میں دکھلائے جاتے ہیں۔ اور جن سے ان کی تحقیر اور توہین کا پہلو نکلتا ہے۔ تو انہیں قطعاً یہ محسوس نہیں ہوتا کہ وہ ایشیائیوں کو سفید فام اقوام کی نظروں میں دیدہ و دانستہ ذلیل کر رہے ہیں۔ حالانکہ بین الاقوامی اخوت کا اصول جس کے متعلق مختلف اخبارات میں دھواں دھار مضامین لکھے جاتے ہیں اس امر کا متقاضی ہے کہ وہ اخلاقی جرائم کی بیخکنی کو خواہ ان کا تعلق کسی قوم سے ہو ایک اہم ترین فرض سمجھیں۔ خدا کے نزدیک کالے۔ گورے۔ پیلے۔ سانولے سب یکساں ہیں۔ اسلام کے نزدیک سب سے افضل مخلوق وہ ہے جس کے اعمال اچھے ہیں۔ فلموں کا احتساب کرنے والوں کو پہلے خود اپنے نفس کا محتسب ہونا چاہئے۔

ساردا ایکٹ سول نافرمانی اور عام تشدد

مجلس تحفظ ناموس شریعت نے ساردا ایکٹ کے سلسلہ میں سول نافرمانی کا جو پروگرام مرتب کیا ہے اس کی دفعہ د حسب ذیل ہے:-

یہ مجلس ان تمام مسلمانوں کو جو ناموس اسلام کی حفاظت کے لئے میدانِ عمل میں آئیں۔ اور قربانی کے لئے اپنے آپ کو پیش کریں۔ پورے زور کے ساتھ عدم تشدد کی ہدایت کرتی ہے۔ کیونکہ ہندوستان میں خلاف شرعی آئین کی کامیابی عدم تشدد کے ساتھ وابستہ ہے۔

جب مجدد دوران حضرت مرزا غلام احمد صاحب نے مسلمانانِ ہند کے سامنے اپنا یہ خیال ظاہر فرمایا تھا کہ ایک ایسی گورنمنٹ کے خلاف جس کے عہد میں ہمیں مذہبی آزادی حاصل ہے۔ جہاد سراسر ناجائز ہے۔ تو مرزا صاحب کے مخالف علماء نے آپ کے اعلان پر بہت کچھ زہر اگلا۔ خدا کی شان ہے کہ آج وہی علماء ایک مذہبی معاملہ میں سول نافرمانی کو جائز قرار دیتے ہوئے عوام کو پورے زور کے ساتھ عدم تشدد کی ہدایت کرتے ہیں۔ آج مسلمان اسی راستہ پر گامزن ہیں۔ جس کو مرزا صاحب مدتوں پہلے تیار کر چکے ہیں۔

ایک مجنونانہ حرکت

مذکورہ بالا پروگرام کی دفعہ (ب) ناظرین کرام کی خاص توجہ کے قابل ہے:-

"ہر مقام کے مسلمان اپنی مقامی مجلس تحفظ ناموس شریعت یا کسی دوسری مجلس کے ماتحت ایسے لڑکوں اور لڑکیوں کے نکاحوں کا انتظام کریں جن کی عمریں قانونی عمر سے کچھ کم ہوں۔ یا جن چھوٹے بچوں کا نکاح کر دینے میں کوئی ایسی مصلحت یا ضرورت ہو۔ جو شرعاً قابلِ اعتبار ہو۔ ایسے نکاحوں کے لئے فہرستیں مرتب کر لی جائیں۔ اور ہر نکاح کے شرکاء سے ان فارموں پر دستخط کرا لئے جائیں جو مرکزی مجلس تحفظ ناموس شریعت نے تیار کئے ہیں۔ ہر نکاح میں بکثرت مسلمان شریک ہوں اور اولیا کے علاوہ دوسرے اصحاب۔ وکیل یا قاضی بنیں۔ یا گواہوں میں شریک ہو جائیں۔ اور ایسے تمام نکاحوں کی فہرستیں مرکزی مجلس تحفظ ناموس شریعت کو بھیجدی جائیں۔ نکاح پورے اعلان کے ساتھ کیا جائے۔ اور مقامی مجسٹریٹ کو اس نکاح کی اطلاع دی جائے۔"

کیا شریعت اسلامیہ کے رُو سے یہ جائز ہے کہ حکومت کے قانون کو توڑنے یا اسے بے اثر کرنے کے لئے قانونی عمر سے کم عمر والے لڑکوں اور لڑکیوں اور کمسن بچوں کا جبکہ ان میں اپنی شادی کی ذمہ داریوں کا احساس تک نہیں پایا جاتا نکاح کیا جائے۔ اور ایسی شادیوں کے عواقب کا جن کا ان بچوں کی آئندہ زندگی سے ایک گہرا تعلق ہے کوئی خیال نہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۱۸ | ۳۰ ذی الحجہ ۱۳۴۸ھ | نمبر ۳۷

امیر شکیب ارسلان کا مکتوب گرامی

قادیانی فرقہ کے عقاید باطل ہیں

(از محمد انعام الحق)

الحمد للہ جماعت احمدیہ لاہور کی دینی خدمات مسلمانوں کے سمجھدار اور روشن خیال طبقہ میں روز بروز مقبول ہو رہی ہیں۔ اب عالم اسلامی کے بہت سے قابل دماغ واضح طور پر ان کا اعتراف کر رہے ہیں۔

پیغام صلح کی ۱۹ مئی کی اشاعت میں امیر شکیب ارسلان کا ایک گرامی نامہ "تبلیغی ڈاک" کے زیر عنوان درج ہوا تھا۔ اخبار بین اصحاب امیر موصوف کے نام سے ناآشنا نہ ہوں گے۔ آپ ملک شام کے مشہور مسلم رہنما ہیں۔ دیگر اسلامی ممالک میں بھی آپ کا کافی اثر ہے۔ عربی زبان کے ممتاز اہل قلم میں سے ہیں۔ عربی اخبارات و رسائل میں آپ کے مضامین ہمیشہ شائع ہوتے رہتے ہیں۔ اس کے علاوہ آپ بہت سی مغربی زبانوں میں کامل دستگاہ رکھتے ہیں۔ سیر و سیاحت کا بھی کافی تجربہ ہے۔ یورپ کے سیاسی حلقوں میں پورے طور پر متعارف ہیں۔ سیاسی اور مذہبی امور میں آپ کی رائے نہایت صائب ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں آپ ایک نہایت متمول شخص ہیں۔ ملک شام میں آپ کی بہت سی جائیداد ہے۔ آج کی صحبت میں ہم آپ کے مکتوب کے متعلق ہی کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

امیر موصوف اپنے خط میں اس امر کا ذکر کرتے ہوئے کہ بعض لوگ کہتے ہیں چونکہ جماعت احمدیہ لاہور سیاسیات سے علیحدہ رہتی ہے۔ اس لئے ممکن ہے اس کا حکومت برطانیہ سے کوئی سمجھوتہ ہو۔ تحریر فرماتے ہیں:—

"میں نے آپ کی جماعت لاہور کے مقصد کو خوب سمجھ لیا ہے اور وہ یہ کہ سیاسیات سے الگ رہ کر اشاعت اسلام کو اپنا نصب العین بنانا۔ جس طرح فوج ملک کے حدود کی حفاظت کرتی ہے اسی طرح جماعت احمدیہ لاہور دین کے حدود کی حفاظت کرتی ہے۔ اور جو کچھ آپ کر رہے ہیں اسے بھی میں نے بخوبی سمجھ لیا ہے۔ اور میں اسے بہت ہی اچھا خیال کرتا ہوں۔ سیاسیات سے دور رہنا اسلامی مبلغین میں یقین عمل پیدا کرتا ہے۔"

ہندوستان میں بھی بعض اصحاب ہم پر یہی اعتراض کرتے رہتے ہیں۔ ہمارا سیاسیات سے علیحدہ رہنا اس کے نزدیک بہت سے شکوک و شبہات کا باعث ہے۔ کاش وہ ایک اسلامی ملک کے ایک بہترین دماغ کے مندرجہ بالا خیالات پر غور کریں۔ امیر موصوف ان شامی مسلمانوں کے مسلمہ لیڈر ہیں۔ جنہوں نے آزادی وطن کی خاطر ایسی شاندار قربانیاں کی ہیں جن کے تصور سے بھی ہندوستانی وطن پرستوں کے دماغ عاجز ہوں گے۔

اس کے بعد امیر موصوف لکھتے ہیں:—

"حضرت مرزا صاحب اور مولانا محمد علی صاحب کی تصانیف اسلام کی ایسی صحیح تصویر پیش کرتی ہیں جس سے اسلام کی شوکت بڑھتی ہے۔ اور ان کے دلائل کے ذریعہ سے ہم ہمیشہ مخالفین پر فتح حاصل کرتے ہیں۔"

یہ ایک اسلامی ملک کے ایک عربی النسل عالم اور سیاست دان کی رائے ہے اس سے بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے کہ اسلامی ممالک کے روشن خیال علماء ہمارے متعلق کیا خیال رکھتے ہیں۔ اور ان کو بھی جب مخالفین اسلام کے مقابلہ میں دلائل کی ضرورت پڑتی ہے تو ہمارا لٹریچر ہی انکی اس ضرورت کو پورا کرتا ہے۔ کاش ہمارے احمدی بھائی غور کریں۔ کہ ان کی کامیابی کے لئے کس قدر وسیع میدان موجود ہے۔ اگر وہ ہمت اپنے تئیں اندر مقصد کی تکمیل کے لئے حاصل کر سکتے ہیں۔

مگر امیر موصوف کے مکتوب میں سب سے زیادہ قابل غور مندرجہ ذیل خیالات ہیں جو آپ نے قادیانی جماعت کے متعلق ظاہر فرمائے ہیں:—

"آپ کی جماعت کو چاہئے کہ اپنا نصب العین دو قسم کی دعوت کو بنائے اول مواعظ، خطوط، مساجد، جلسوں اور اخبارات و کتب کے ذریعہ سے اشاعت اسلام کرنا۔ اپنے کام کی حقیقت کو لوگوں کے سامنے کھول کھول کر بیان کرنا اور اس فرقہ قادیانی سے علیحدگی اختیار کرنا جو مخالف اسلام اصول کی تعلیم دے کہ مرزا غلام احمد نبی اور رسول تھے۔ کیونکہ یہ عقیدہ ایسا نہیں کہ مسلمان قرآن و حدیث کی موجودگی میں اسے برداشت کر سکیں۔ ایسے خیالات والے فرقہ کے عقاید باطلہ کی پورے زور سے تردید کرتے رہیں۔ انشاء اللہ آپ کی جماعت کے عقاید و اعمال ایسے صحیح اور مدلل ہیں کہ دنیا ان کو قبول کرتی چلی جائے گی۔ صرف آپ کی طرف سے پورا زور لگانے کی ضرورت ہے۔ میں نے حضرت مولانا مولوی صدر الدین صاحب سے برلن میں مباحثہ کیا۔ جس سے مجھ پر واضح ہو گیا کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب کا دعویٰ محض مجددیت کا تھا۔ جس پر کسی بھی مسلمان کو اعتراض کی گنجائش نہیں۔ کیونکہ اسلام میں ہر صدی پر مجدد آتے رہتے ہیں۔"

امیر موصوف کے مندرجہ بالا الفاظ بہت ہی قابل قدر ہیں۔ ہر ایک احمدی کا فرض ہے کہ ان پر پوری طرح غور کرے۔ امیر موصوف نے صاف طور پر تسلیم کر لیا ہے کہ حضرت صاحب کا دعویٰ صرف مجدد ہونے کا تھا۔ اور وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ آپ کی جماعت (جماعت احمدیہ لاہور) کے عقاید و اعمال ایسے صحیح اور مدلل ہیں کہ دنیا ان کو قبول کرتی چلی جائے گی۔ اس کے لئے وہ سب سے بڑی شرط یہ پیش کرتے ہیں:—

"اس فرقہ قادیانی سے علیحدگی اختیار کرنا جو مخالف اسلام اصول کی تعلیم دے۔ کہ مرزا غلام احمد نبی اور رسول تھے۔ کیونکہ یہ عقیدہ ایسا نہیں کہ مسلمان قرآن اور حدیث کی موجودگی میں اسے برداشت کر سکیں۔"

آپ نے دیکھ لیا کہ ایک عربی النسل عالم قرآن و حدیث اور حضرت مرزا صاحب کی کتب کا مطالعہ کر کے اس نتیجہ پر پہنچا ہے کہ حضرت صاحب کا دعویٰ صرف مجددیت کا تھا۔ اور اس کے خیال میں جماعت احمدیہ لاہور کے عقاید و اعمال بالکل صحیح ہیں۔ اور اس کے ساتھ ہی کہتا ہے۔ کہ قادیانی فرقہ کا عقیدہ قرآن و حدیث کی موجودگی میں مسلمانوں کیلئے ناقابل برداشت ہے۔ حضرت مرزا صاحب کے مبارک مشن کو پورا کرنا جماعت احمدیہ لاہور کی زندگی کا مقصد وحید ہے۔ اور وہ حتی الامکان اس مقصد کو پورا کرنے میں کوشاں رہتی ہے۔ اور یہ سچ ہے کہ اس کے عقاید و اعمال بالکل صحیح اسلامی عقاید و اعمال ہیں۔ اور تمام مسلمانان عالم ان کو قبول کر سکتے ہیں۔ مگر جماعت لاہور کی راہ میں قادیانی عقاید ایک زبردست روک ثابت ہو رہے ہیں۔ قادیانیوں نے حضرت مرزا صاحب اور ان کی مقدس تعلیمات کو ایسے غلط طریق پر دنیا کے سامنے پیش کیا ہے۔ جو مسلمانوں کے لئے بالکل ناقابل قبول ہے۔ اگر یہ روک موجود نہ ہوتی ہم منزل مقصود کے بہت قریب ہوتے۔ ہر ایک کام کرنے والے کے لئے لازم ہوتا ہے کہ اپنے راستہ کی تمام رکاوٹوں کو دور کرنے کی انتہائی کوشش کرے۔ کیونکہ اس کے بغیر وہ منزل مقصود تک ہرگز نہیں پہنچ سکتا۔ اس لئے جماعت احمدیہ لاہور کے ہر ایک فرد پر لازم آتا ہے کہ وہ متذکرہ بالا روک کو دور کرنے کی ہر ممکن سعی کرے۔ حضرت مرزا صاحب کی صحیح تعلیمات کو پیش کرنا اور اجرائے نبوت اور تکفیر المسلمین کے عقیدہ کی بیخ کنی کرنا اس کا اولین فرض ہونا چاہئے۔ کیونکہ اس کے بغیر ہم مجدد وقت کے مشن کو ہرگز پورا نہیں کر سکتے۔

ہندو قوم کا قابل تقلید رویہ

ہندوؤں میں بھی مسلمانوں کی طرح نرم گرم ہر قسم کے لوگ موجود ہیں۔ کوئی کانگرس میں شامل ہو کر سول نافرمانی کو ضروری سمجھتا ہے۔ کوئی لبرل پارٹی کا حامی ہے کسی کے نزدیک اسمبلی کا بائیکاٹ ضروری ہے۔ سول نافرمانی کا اعلان جنگ کر رہا ہے۔ سر گول میز کانفرنس کی تیاریوں میں مصروف ہے۔ موتی لعل نہرو لاہور کانگرس کے ... اسمبلی سے علیحدہ ہو گئے۔ اور صدر پٹیل کانگرس کے فیصلہ کے کئی ماہ بعد تک کرسی صدارت پر متمکن رہے۔ مالوی جی کہ صرف غیر ملکی کپڑے کے مقاطعہ پر زور دے رہے ہیں۔ باقی امور سے کچھ تعلق نہیں۔ لیکن ہندوؤں کے یہ اختلاف رائے عداوت، بغض، ذاتی حملوں اور قومی تشتت و افتراق کا باعث نہیں بن جاتا۔ مسٹر چنتامنی لبرل پارٹی کے سرکردہ اصحاب میں سے ہیں۔ سیاسی عقاید کے لحاظ سے گاندھی جی کے حریف مگر مشہور لبرل اخبار لیڈر ہیں۔ اپنے اسی حریف کے متعلق تحریر فرماتے ہیں:—

مہاتما گاندھی ہندوستان کے سب سے بڑے شخص ہیں۔ دنیا کے سب سے بڑے شخص ہیں۔ ہر زمانہ اور ہر ملک کے نادر ترین افراد میں سے ہیں۔ اخلاق اور روحانیت کے ایک دیوتا ہیں۔ پیکر ایثار ہیں۔ مجسمہ بے نفسی ہیں۔ انسان کے قالب میں صداقت، محبت اور تقدس کے اوتار ہیں۔ . . . . ان کی گرفتاری سے ملک بھر میں ہلچل مچ جائے گی یہ ایک کھلی حقیقت ہے اور اس سے گورنمنٹ کی نہ عزت میں اضافہ ہو جائے گا نہ محبوبیت میں نہ مقبولیت میں۔ یہ بھی ایک بدیہی حقیقت ہے۔"

(لیڈر الہ آباد، مئی بحوالہ سچ)

کیا مسلمان قوم میں بھی اس قسم کی کوئی مثال مل سکتی ہے؟ کیا مسلمانوں کا کوئی لیڈر۔ کوئی عالم۔ کوئی اخبار نویس اپنے سے مختلف رائے رکھنے والے کے متعلق اس قسم کے الفاظ استعمال کر سکتا ہے؟ اس کو چھوڑئیے بلکہ یہ بتلائیے کہ معمولی شریفانہ الفاظ میں بھی اس کا ذکر کرتا ہے؟ اس کا جواب ہمارے پاس نفی ہی میں ہے یہاں تو بقول معاصر "سچ" یہ حالت ہے کہ "ادھر ایک معاملہ میں اختلاف رائے شروع ہوا۔ اور ادھر معاً زبان تیرو نشتر میں تبدیل ہو کر رہی۔ اب ہر جھوٹ سچ، ہر بدزبانی عبادت، اور ہر اتہام ایک کار ثواب ہے! اپنوں کی گالیوں کے ساتھ اگر غیروں کی تالیاں شروع ہو جائیں تو اس پر حیرت کیوں کیجئے" اختلاف رائے کی وجہ سے ذاتیات پر اتر آنا ہماری قوم کی ایک افسوسناک کمزوری ہے۔ کل تک جو مسلم کی بلند اخلاقی دوسروں کے لئے قابل تقلید تھی۔ کیا آج مسلمان اس قدر بے حس ہو گئے کہ اپنے ہمسایہ قوم کے طرز عمل سے بھی کوئی سبق نہیں لے سکتے؟

رعائتی اعلان

گزشتہ کئی اشاعتوں سے انجمن کے کتب خانہ واقع دار الکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور کا رعائتی اشتہار "علم دوست اصحاب کے لئے نادر موقع" کے عنوان سے شائع ہو رہا ہے۔ ۲۴ مئی کی اشاعت میں سیکرٹری صاحب کی طرف سے بھی ایک اعلان شائع ہوا تھا اس کے بعد ۲۷ مئی کے پرچہ میں ہم نے بھی ناظرین کرام کو اس کی طرف توجہ دلائی کیا تھا۔ لیکن ہمیں منیجر صاحب کتب خانہ سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا ہے کہ احباب نے ابھی تک خاطر خواہ توجہ نہیں فرمائی فرمائشوں کی رفتار بالکل سست ہے۔

ہمارے خیال میں یہ رعائتی اعلان فی الحقیقت ایک نادر موقع ہے جس سے تمام مسلمانوں کو اور خصوصاً ناظرین پیغام صلح کو ضرور فائدہ اٹھانا چاہئے۔ انجمن کی شائع کردہ کتابیں موجودہ زمانہ کی ضروریات کے لحاظ سے بہترین اسلامی لٹریچر ہیں۔ انکی اشاعت ایک بہت بڑی دینی خدمت ہوگی۔

آجکل انجمن کو کچھ مالی مشکلات بھی پیش ہیں۔ اس کے ساتھ ہی کتابوں میں کافی ذخیرہ موجود ہے۔ اگر احباب کرام کوشش کر کے اس کاغذی سرمایہ کو نقدی میں تبدیل کر دیں تو تمام مالی مشکلات رفع ہو سکتی ہیں ہمیں کم از کم اپنے صاحب عزم و ہمت ناظرین سے کامل توقع ہے کہ وہ اب ضرور اس طرف پوری توجہ فرمائیں گے۔

واضح رہے کہ یہ رعائتی اعلان صرف ایک ماہ کے لئے ہے ۲۰ جون کو اس کی میعاد ختم ہو جائے گی۔ اس لئے تاریخ مقررہ کے قبل تمام فرمائشیں آجانی چاہئیں۔

اخبار اسٹیٹسمین کی ہرزہ سرائی

کلکتہ کے مشہور اینگلو انڈین اخبار اسٹیٹسمین کی ۱۱ مئی کی اشاعت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۱۸ | ۳ صفر ۱۳۴۸ھ | نمبر ۴۴

"کنواری حاملہ ہوگی اور بیٹا جنیگی"

(یسعیاہ باب ۷ آیت ۱۴)

عہدنامۂ عتیق کے یہ وہ الفاظ ہیں کہ جن کی بنا پر متی نام کے ایک انجیل نویس نے اس عقیدہ کو تراشا ہے۔ کہ جو دنیا کی دو بہت بڑی اقوام یہود اور نصاریٰ کی گمراہی اور ضلالت کا باعث ہوا ہے۔ یہود نے اس کو عیسائیوں کے اس مسلمہ عقیدہ کی بنا پر جناب مریم پر بہتان تراشی کی اور عیسائیوں نے اس کو کنواری کا بیٹا کہہ کر خدا کا بیٹا بنادیا۔ دنیا میں قوموں کی اخلاقی پستی اور بلندی کے تناسب کے لحاظ سے کم وبیش کنواریاں حاملہ ہوتی رہتی ہیں۔ اور تمام مذاہب کے علماء مفتی اور عقلاء بجائے اس کے کہ ان کو خدا کی قدرت کا نشان سمجھیں انہیں حقارت اور ملامت کا مستحق سمجھتے ہیں۔ اور شریعت یہود میں تو کتاب استثناء کی تصریحات کے بموجب ایسی کنواریوں کی سزا سنگساری کے سوا اور کچھ نہیں۔ جہاں تک ہم نے بائیبل کا مطالعہ کیا ہے۔ اس میں ہمیں کہیں بھی لکھا ہوا نظر نہیں آیا۔ کہ اسرائیل کا خداوند کنواریوں سے بھی جائز اولاد پیدا کیا کرے گا۔ ان کو سنگسار نہ کرنا۔ لے دے کر یہی یسعیاہ نبی کی ایک پیشین گوئی ہے۔ کہ جس کی بنا پر یہود کو ملزم ٹھہرایا جاسکتا ہے۔ کہ جب ان کے ایک صحیفہ میں یہ لکھا ہے کہ "کنواری حاملہ ہوگی اور بیٹا جنے گی"۔ تو یہود نے اس کا انکار کیوں کیا۔ بظاہر الفاظ کا جہاں تک تعلق ہے یہ کوئی ایسی پیشگوئی نہیں معلوم ہوتی۔ کہ جس کو کسی آنے والے عظیم الشان مصلح کی صداقت کا نشان قرار دیا جاسکے۔ جب تک کہ یہی روح القدس کہ جس سے جنابہ مریم حاملہ ہوئیں یہودیوں کے کان میں بھی معجزانہ طور پر اس کا اعلان نہ کردے۔ ورنہ زمانہ کی تاریک گھڑیوں میں بعض اقوام عالم نے کئی ایک کنواریوں کو مقدس قرار دیا ہے۔ قدیم یونانی افلاطون کو اپالو دیوتا کا بیٹا قرار دیتے تھے۔ سکندر رومی کے متعلق بھی اسی قسم کا قصہ مشہور تھا۔ ہندوستان میں سورج ونشی وچندر ونشی دیوتاؤں کی اولاد سمجھے جاتے تھے۔ پانڈوں کے متعلق یہی قصہ مہابھارت میں مذکور ہے۔ دیدوں میں بھی بعض اگنی وغیرہ کنواریوں کے بیٹوں کا ذکر ہے یہود محض اس پیشگوئی کے مجمل الفاظ کی بنا پر کس کس کنواری کے بیٹے کو تلاش کرتے پھریں۔

تاہم ہمیں یہ اقرار ہے کہ بلاشبہ یسعیاہ نبی کی پیشین گوئی میں مندرجہ عنوان الفاظ موجود ہیں۔ آجکل چونکہ ولادت مسیح کی بحث میں اس پیشگوئی کا ذکر بھی آتا ہے۔ اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ اس پر غور کرلیا جائے۔ اس سے پیشتر بھی اس پیشگوئی پر بار بار بحث ہوچکی ہے اس پر ایک نہایت لطیف مضمون حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کی طرف سے گذشتہ دنوں اخبار میں شائع ہوچکا ہے۔ اور اخبار "نور افشاں" کے جواب میں اسی موضوع پر میں نے بھی کچھ لکھا تھا۔ اور اب ایک اور پیرایہ میں اس پر لکھنے کا کچھ ارادہ ہے۔

توراۃ اور کتب مقدسہ میں لفظ عَلمہ (کنواری)

عہدنامۂ عتیق کی کتابوں میں کنواری کے لئے لفظ عَلمہ استعمال ہوا ہے کہ جس کا یونانی ترجمہ ہر جگہ غلطی سے پارتھی نوس بمعنی باکرہ کردیا گیا۔ چنانچہ ڈاکٹر ڈیوڈسن نے کتاب یسعیاہ کی شرح میں جو ٹیل بائیبل میں شائع ہوئی ہے لکھا ہے۔ یسعیاہ نے اصل لفظ عَلمہ ارشاد فرمایا تھا جس کے معنے ہیں ایک نوجوان عورت خواہ وہ شادی شدہ ہو یا نہ ہو۔ اس پر بہت سے علماء کے حوالجات میں نے اپنے مضمون میں نقل کئے تھے۔ اب دیگر کتب مقدسہ سے اس کی تصدیق میں آیات پیش کی جاتی ہیں۔ یوایل نبی کی کتاب میں یہی لفظ یوں استعمال ہوا ہے۔

ٹاٹ پہنے ماتم کرتی ہے"　　(یوایل ۱/۸)

یہ ظاہر ہے کہ اس آیت میں شادی شدہ کو کنواری کہا گیا ہے۔

۲۔ لفظ "کنواری" قوم شہر اور عوام کے لئے بطور صفت کے بھی استعمال ہوا ہے جیسے "بابل کی کنواری بیٹی" "صیحون کی کنواری" اور "اسرائیل کی کنواری" یسعیاہ نبی کی کتاب میں ہے۔

اُتر آ اور خاک پر بیٹھ۔ اے بابل کی کنواری بیٹی
(مراد بابل کے لوگ)　　(دیکھو یسعیاہ ۴۷/۱)

میری قوم کی کنواری بیٹی بڑے رخنے کے ساتھ بھاری صدمہ کے سبب شکست ہوگئی (مراد قوم کے لوگ)
یرمیاہ ۱۴/۱۷

۳۔ مذہبی پروفیسر کنواری عورت کہلاتے تھے۔ کیونکہ وہ گناہ کبیرہ اور پرفریب باتوں سے اپنے آپ کو ملوث نہ کرتے تھے۔ دیکھو متی ۲۵/۱ "اس وقت آسمان کی بادشاہت دس کنواریوں کی مانند ہوگی۔ کہ جو دولہا کے استقبال کے لئے اپنی مشعلیں لے کر نکلیں۔ ان میں پانچ ہوشیار اور پانچ نادان تھیں" الخ

یہاں کنواریوں سے مراد مذہبی لوگ ہیں۔ ان میں پانچ دل اور پیشہ دونوں کی رُو سے کنواریاں ہیں اور پانچ کو صرف پیشہ کے لحاظ سے کنواریاں کہا گیا ہے۔

۴۔ جو لوگ مسیح پر صدق دل سے ایمان لاتے تھے۔ وہ بھی کنواریاں کہلاتے تھے۔ دیکھو مکاشفات یوحنا ۱۴/۴ اور نامۂ قرنتیون دوسرا باب ۱۱ آیت ۲

(باقی دارد)

کانگریسی تحریکات اسلامی نقطہ نظر سے

ناظرین کرام لکھنؤ کے مؤقر جریدہ "سچ" سے واقف ہوں گے جس کے اقتباسات وقتاً فوقتاً "پیغام صلح" میں شائع ہوتے رہتے ہیں۔ اس کے قابل مدیر مولانا عبدالماجد صاحب دریابادی عدم تعاون کے کٹر حامی ہیں۔ گذشتہ تحریک عدم تعاون اور خلافت میں انہوں نے نمایاں حصہ لیا۔ اور خلافت کمیٹی کے صدر بھی رہ چکے ہیں۔ اور شاید اب بھی ہیں۔ اس اخبار کے منتظم مولانا ظفر الملک کانگرس کے زبردست حامی ہیں۔ آجکل کانگرس کی تحریک کے سلسلہ میں قید کاٹ رہے ہیں۔ اس اخبار کی ۱۳ جون کا ایک نوٹ ملاحظہ ہو۔

"ایک کرم فرما کا استفسار ہے کہ ۲۲-۲۱-۱۹۲۰ء کی تحریک خلافت ترک موالات اور موجودہ جنگ آزادی میں اسلامی حیثیت سے کیا فرق اور کیا نسبت ہے؟ مختصر اور دو لفظی جواب یہ ہے کہ ۱۹۲۰ء اور ۱۹۳۰ء میں وہی فرق ہے جو "اللہ اکبر" اور "انقلاب زندہ باد" میں اس وقت غیر مسلموں کی زبان پر بے تکلف نعرۂ تکبیر جاری ہوگیا تھا۔ اور سکھ اور سناتن دھرمی ہندو الگ رہے۔ آریہ سماجی تک اللہ کی بڑائی اور کبریائی کی گواہی دینے لگے تھے۔ آج خود مسلموں کی زبانیں اللہ اکبر کو بھول گئی ہیں۔ اور صرف ملک کی بڑائی پکار رہی ہیں۔ اس وقت جنگ ایک گونہ مذہبی تھی۔ آج کی جنگ ایسے انداز سے لڑی جارہی ہے۔ جو خالص ملکی اور سیاسی جنگوں کا انداز ہوتا ہے ...... آج کی جنگ کے ہیرو سپاہیوں کی نظروں میں جواہر لعل اور سوبھاس چندر بوس ہیں۔ اس وقت فوج کی باگ بیشتر ایسے افراد کے ہاتھ میں تھی۔ جو کٹر مذہبی نہ سہی۔ فی الجملہ مذہبی ضرور تھے۔ آج پیش نظر تمام تر "ملک" ہے اور محض ملک ہے اس وقت کچھ نہ کچھ خیال مالک الملک کا بھی تھا"۔

تحریک خلافت اور عدم تعاون گزرے ہوئے دور کی چیزیں ہیں۔ ان کے متعلق جو کچھ کہا گیا ہے وہ کہاں تک درست ہے۔ یہ ایک غیر ضروری سوال ہے۔ اس لئے ہم اسے نظرانداز کرتے ہیں۔ موجودہ تحریک کے متعلق جو رائے ظاہر کی گئی ہے اس پر ہمیں ٹھنڈے دل سے غور کرنا چاہیئے۔ مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ ایک ایسی تحریک میں شامل ہونے سے قبل جس میں مسلموں کی زبانیں اللہ اکبر کو بھول گئی ہیں" اور ان کے "پیش نظر تمام تر ملک اور محض ملک ہے" اور مالک الملک کو با[illegible] ا اسلامی

ہندوؤں کے ارادے

ایک مسلمان اخبار کی رائے کے بعد ایک ذمہ دار ہندو رسالہ کی چند سطریں بھی ملاحظہ ہوں۔ آل انڈیا شدھی سبھا دہلی کا آرگن "شدھی سماچار" ۱۵ جون ۱۹۳۰ء کی اشاعت میں رقمطراز ہے:۔

"ہماری آرزو ہے کہ موجودہ تحریک کے ساتھ ساتھ پڑوسی بھائیوں (مسلمانوں) کو ہندوستانی تہذیب کا پوجاری قدیم ہندوستانی رسم و رواج کا فرمانبردار بنانے کی کوشش برابر جاری رکھنی چاہیئے۔ اور جب تک ہم پڑوسیوں کے دل میں یہ خیال نقش نہ کردیں کہ ہم مادر وطن کے فرزند ہیں۔ ہندوستانی تہذیب ہماری تہذیب ہے۔ ہندوستان کو آزاد کرنا ہمارا پیدائشی حق ہے۔ یہ خیال پیدا نہ کردیں تب تک ہندوستانی آزادی میں پڑوسی بھائی پورا ساتھ نہ دے سکیں گے"۔

(بحوالہ روزنامہ الامان مورخہ ۲۴ جون ۱۹۳۰ء)

کچھ مسلمان تو کانگرس کی تحریک میں شامل ہو کر اللہ اکبر کو بھول چکے ہیں اور ان کے پیش نظر تمام تر ملک اور محض ملک ہے۔ باقی مسلمان بھی اگر کانگرس میں شامل ہوئے تو ان کی حالت بھی لازمی طور پر ایسی ہوجائے گی۔ مگر ہندو اپنی تہذیب کو مذہب و بھلا دینے کے لئے تیار نہیں۔ بلکہ مسلمانوں کو بھی اس کا "پوجاری" اور فرمانبردار بنانے کے ارادے کر رہے ہیں۔ بے شک کانگرس اور شدھی سبھا دو علیحدہ علیحدہ جماعتیں ہیں۔ مگر کانگرسی ہندوؤں اور شدھی سبھا کے حامیوں کا مقصد ایک ہی ہے۔ کانگرسی ہندو کوشش کر رہا ہے کہ مسلمان "اللہ اکبر" کو فراموش کردے اور ایک حد تک اس میں کامیاب بھی ہوچکا ہے۔ اس کے بعد شدھی سبھا کا کام شروع ہوگا۔ اگر ہم غلطی کر رہے ہیں اور کانگرس اور شدھی سبھا کے عقائد بالکل مختلف اور متضاد ہیں جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے تو بتایا جائے کہ کانگرس شدھی سبھا کے مقاصد بالکل مختلف اور متضاد ہیں۔ جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے۔ تو بتایا جائے کہ کانگرس شدھی سبھا کی مخالفت میں آواز کیوں بلند نہیں کرتی اور بے شمار کانگرسی ہندو شدھی سبھا کے دست و بازو کیوں بنے ہوئے ہیں۔ ہم مسلمانوں کو اس کے سوا اور کچھ نہیں کہنا چاہتے کہ وہ اپنی عقل اور آنکھوں سے پوری طرح کام لیں۔ خدا کی دی ہوئی ان نعمتوں کو ایسے نازک وقت میں استعمال نہ کرنا کفران نعمت ہے

شرکتِ جلسہ

جناب مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع انجمن اسلامیہ پونچھ کے سالانہ جلسہ پر تشریف لیجا رہے ہیں۔ ہفتہ عشرہ تک واپسی ہوگی۔

واپسی

جناب مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی ریاست مانگرول سے واپس تشریف لے آئے ہیں۔ لاہور میں آپ کی صحت پھر خراب ہو رہی ہے۔ احباب دردِ دل سے دعا فرمائیں۔ مولانا چند ایام تک کسی سرد مقام پر تشریف لے جائیں گے۔ کہ موسم گرما آرام سے گذار سکیں۔

درخواست جنازہ غائب

ہمارے مکرم دوست محمد علی سالیین بغدادی حال بمبئی کے چچا عبدالعزیز صاحب وفات پاگئے ہیں۔ مرحوم ایک نوجوان اور غیر شادی شدہ تھے۔ ان کی جوانامرگی سے ان کے متعلقین کو سخت صدمہ ہوا ہے۔ جملہ احباب مرحوم کا جنازہ غائب ادا فرمائیں۔ اور دعا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

یورپ کا تنزل اور اس کی ترقی کے اسباب

خدا کی شان

شاگرد اُستاد بن گئے اور اُستاد شاگرد بن گئے

فَاعْتَبِرُوْا یَا اُولِی الْاَلْبَاب

از ماسٹر عبداللہ خان صاحب بدوہلی

زمانہ پر بڑے بڑے انقلابات آئے۔ اور آتے رہیں گے۔ آج اگر ایک قوم منازل ارتقاء طے کر کے آسمان کے ایک درخشندہ ستارے کی مانند ہو گئی ہے۔ تو کل اس کے اقبال۔ اس کی تہذیب و تمدن۔ اقبال و دولت ایک مسافر کی طرح ہیں۔ کہ کبھی ایک شہر میں، و کبھی دوسرے شہر میں نزول ہوا۔ کبھی ایک ملک میں پہنچا اور کبھی دوسرے ملک میں۔ آج یورپ کی اقوام کیا بلحاظ مال و دولت کے اور کیا بلحاظ علم و تہذیب کے اور اور کیا بلحاظ صنعت و حرفت کے اور کیا بلحاظ طاقت و دبدبہ کے تمام دنیا کی قوموں پر اپنا سکہ بٹھا چکی ہیں۔ اور تمام دنیا کی مخلوق کی اُستاد بن گئی ہیں۔ ہندوستانی ہوں یا چینی، افریقن ہوں یا آسٹریلین۔ افغانی ہوں یا تورانی سب اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لئے جرمنی۔ فرانس اور انگلینڈ کی یونیورسٹیوں میں جاتے ہیں۔ اور آہ وہ قوم مسلمانان جس نے ایک وقت میں یورپ کو وحشت و بربریت سے نکال کر مہذب بنا دیا۔ علم و تہذیب کی روشنی یورپ میں پھیلائی۔ آج وہ قوم بھی اگر اعلیٰ ڈگریاں حاصل کرتی ہے۔ تو یورپ میں جا کر کہاں گئیں قرطبہ، غرناطہ کی یونیورسٹیاں جو تمام قوموں کا آماجگاہ بنی ہوئی تھیں۔ کہاں گئے وہ مسلمان جن کی زندگیاں علوم کی ترویج کے لئے وقف تھیں۔ آہ! کہاں گئے وہ مسلمان جنہوں نے سپین تک پہنچ کر علوم و فنون۔ تہذیب و شائستگی کی روشنی پھیلائی۔ آج وہ ممالک و دیار ان سے خالی ہیں۔ اگر وہاں خال خال مسلمان نظر آتے ہیں تو نہایت ہی بے بسی و بے کسی کی حالت میں کسی دردِ دل رکھنے والے مسلمانوں کی بے بسی و بے کسی کا موجودہ عبارت میں کیا ہی خوب نقشہ کھینچا ہے۔

دِیَارُهُمْ خَالِیَةٌ وَعِظَامُهُمْ بَالِیَةٌ رُسُوْمُهُمْ قَدْ عَفَتْ وَسُیُوْفُهُمْ قَدِ انْطَفَتْ مَا بَقِیَ مِنْهُمْ مُطْعِمٌ وَلَا طَاعِمٌ وَلَا ثَاوٍ وَلَا ظَاعِنٌ — نظم

فَاَیْنَ کِرَامُ الصَّعِیْدِ مِنْ اٰلِ هَاشِمٍ — وَلَا هَاشِمٌ بَاقٍ وَلَا اِنَّهُمْ بَقُوْا

تَبَدَّدَهُمْ اَیَّامُ الْبَلَا فَتَبَدَّدُوْا — وَفَرَّقَهُمْ رَیْبُ الْمَنُوْنِ فَفَرَّقُوْا

ان کی بستیاں خالی ہیں۔ اور ان کی ہڈیاں بوسیدہ۔ ان کی نشانیاں مٹ گئی ہیں۔ ان کی تلواریں کُند ہو گئیں۔ کوئی نہ رہا ان میں کھانے یا کھلانے والا مقیم یا مسافر۔ کہاں گئے بزرگان ہاشم۔ اور کیا ہو گئی ان کی اولاد۔ افسوس کہ مصیبتوں نے اور زمانہ کی بلاؤں نے اُن کو تباہ کر دیا۔ اور موت نے اُن کو مٹا دیا۔ اسی طرح مولانا حالی مرحوم نے ہمارے حال پر ٹھیک فرمایا۔ ؎

وہ ملت کہ گردوں پہ جس کا قدم تھا — ہر اک کھونٹ میں جس کا برپا علم تھا

وہ فرقہ جو آفاق میں محترم تھا — وہ اُمت لقب جس کا خیر الامم تھا

نشاں اُس کا باقی ہے صرف اس قدر یاں
کہ گنتے ہیں اپنے کو ہم بھی مسلماں

وگرنہ ہماری رگوں میں لہو میں — ہمارے ارادوں میں اور جستجو میں

دلوں میں زبانوں میں اور گفتگو میں — طبیعت میں فطرت میں، عادت میں خُو میں

نہیں کوئی اسلام کی بات باقی
اگر ہے کسی میں تو ہے اتفاقی

اب ذرا دل کھول کر اُن اُستادوں کی تاریخ سُنئے۔ جو آج ہمیں سبق دے رہیں۔ یورپ کے مورخین نے پانچویں صدی سے پندرہویں صدی کو تاریک و تار زمانہ قرار دیا ہے۔ اس زمانہ کے متعلق انہوں نے صاف طور پر کتابوں میں لکھا ہے کہ اس زمانہ میں یورپ تہذیب و روشنی سے کوسوں دُور تھا۔ علمیت کا نام و نشان نہیں تھا۔ وحشت و جہالت کا دَور دورہ تھا۔ ظالم و جابر اقوام ملکوں کے ملک تباہ و برباد کر دیتیں۔ جس کی لاٹھی اُسی کی بھینس کا مقولہ صادق آتا تھا۔ نہ کوئی سکول جہاں بچے تعلیم پائیں۔ نہ کالج نہ صنعت نہ حرفت کا شوق نہ سائنس و فلسفہ کی طرف توجہ۔ حکومت جاہلوں کی۔ انتظام جاہلوں کا۔ غرضیکہ علم کی بو تک بھی یورپ میں نہ گئی تھی۔ اور اس جہالت کی اصل ذمہ داری پادریوں پر عاید ہوتی ہے۔ جنہوں نے علم کا حاصل کرنا۔ سائنس و فلسفہ میں قدم رکھنا۔ ایجادات کی طرف دھیان دینا۔ مذہب کے مخالف قرار دیا تھا۔ چنانچہ ایک محقق چند پادریوں کی ایک نقل لکھتا ہے۔ کہ جب ان سے پوچھا گیا۔ کہ آپ نے یونانی اور عبرانی کیوں نہیں سیکھی تو فرمایا کہ یونانی زبان تو نئی ہے اور ہر نئی چیز سے بچنا چاہیئے۔ اور عبرانی زبان پڑھنے سے انسان یہودی ہو جاتا ہے۔ بادشاہوں تک ان پڑھ اور جاہل تھے۔ اٹلی کے استوگار تھ بادشاہوں میں تھیوڈرک اپنا نام تک نہیں لکھ سکتا تھا۔

لیٹن زبان جس میں کچھ علمی کتابوں کا خزینہ تھا مردہ ہو گئی تھی۔ اس لئے اُس کا سمجھنا دشوار ہو گیا تھا۔ امراء اپنا نام تک نہ لکھ سکتے تھے۔ اور دستاویزات پر بجائے اپنا نام لکھنے کے صلیب کا نشان کر دیتے تھے۔ یہ تو امراء کا حال ہے۔ مذہبی رہنما پادری بھی جاہل مطلق تھے۔ شارلمین کے زمانہ میں ہزار پادریوں میں سے ایک بھی معمولی خط نہ پڑھ سکتا تھا۔ اس جہالت سے جو نتائج پیدا ہو سکتے ہیں۔ وہ رونما ہو گئے۔ اوہام پرستی کا دور دورہ ہو گیا۔ تہذیب کی یہ حالت تھی کہ گھر میں ایک دو پیالوں کے سوائے برتن نہ تھے۔ روشنی کے لئے موم یا چربی کی بتیوں کا نام تک نہ جانتے تھے۔ کھاتے وقت نوکر ہاتھ میں بدبودار اور دھواں دار مشعل لے کر کھڑا ہوتا تھا۔ مردوں کی پوشاک چمڑے کی ہوتی تھی۔ عورتیں نہایت ذلیل حقیر اور غلامی کی حالت میں تھیں۔ غرضیکہ کیا بلحاظ علم اور کیا بلحاظ تہذیب و تمدن یورپ اپنی بچپن کی حالت میں تھا۔ اور وہ یہی سمجھے تھے۔ ؎

تن کی عریانی سے بہتر نہیں دنیا میں لباس
یہ وہ جامہ ہے کہ جس کا نہیں سیدھا اُلٹا

البتہ سحر و جادو کا زور تھا۔ اور لوگوں کا اس پر یقین کامل تھا۔ ۱۴۸۴ء میں انتونیٹ ہشتم روم کے پوپ نے اُن خیالات کو جو عوام میں جادو کے متعلق پھیلے ہوئے تھے۔ اُس کو چرچ کی طرف سے تسلیم کرتے ہوئے حکم دیا کہ جادوگروں اور جادوگرنیوں کی تلاش کی جاوے۔ اور انہیں سخت سے سخت سزا دی جائے۔ بلکہ اُنہیں جان سے مار ڈالنا چاہیئے۔ تاکہ لوگ اس بلا سے محفوظ ہو جائیں۔ چنانچہ اس کام کے لئے انسپکٹر مقرر کئے گئے۔ جادوگروں کی تلاش کی جاتی۔ پادری بھی ان کی تلاش کے لئے تعینات ہوئے۔ اور ان کی سزاؤں کے متعلق ضوابط و قوانین بنائے گئے۔ لیکن اس کے بعد الیگزینڈر ششم نے ۱۴۹۴ء میں یودہم نے ۱۵۲۱ء میں اور اڈرین ششم نے ۱۵۲۲ء میں ان قواعد کی ترمیم کی اور ان کے لئے نہایت ہی سخت اور بھیانک احکام مقرر کئے۔ کیونکہ اس زمانہ میں جادو کا خوف بہت پیدا ہو گیا تھا۔ جس کو کوئی بیماری ہوتی۔ جادو اس کا سبب بتایا جاتا۔ کوئی جانور بیمار ہو جاتا۔ جادو کا اثر تسلیم کیا جاتا۔ غرضیکہ معمولی سے معمولی حادثہ کو جادو کا اثر بتایا جاتا۔ سزا بھی معمولی نہ تھی۔ جس پر یقین ہو جاتا کہ یہ جادوگر ہے۔ اُس کو زندہ جلایا جاتا۔ اور اور جس کے متعلق شک و شبہ ہوتا تو اُس کا سر مونڈا جاتا۔ اور اس کی شہادت بہم پہنچانے کے لئے مختلف اوہام کو کام میں لایا جاتا۔ اس طرح سینکڑوں۔ ہزاروں کا کام تمام کر دیا جاتا۔

ضلع ننڈم ملک جرمنی میں چار برس کے اندر کل آبادی کا پانچواں حصہ جادو کے جرم میں جلا دیا گیا۔ جنیوا میں تین ماہ کے اندر پانسو جادوگر اور جادوگرنیاں جلائی گئیں۔ ضلع کومو میں ۱۵۲۴ء میں ایک ہزار آدمی اس جرم میں جلائے گئے۔ بعض لوگوں نے گورنمنٹ کی اجازت کے بغیر جادوگرنیوں کے پکڑنے کا پیشہ اختیار کر لیا تھا۔ گاؤں بہ گاؤں پھرتے۔ اور ۲۰ شلنگ فیس لینے مشتبہ اشخاص کو گرفتار کرتے۔ اور اُن سے جرم کا اقبال کراتے ایک طریقہ شناخت کا یہ بھی نکالا تھا۔ کہ سوئیاں چبھو کر دیکھتے۔ کہ خاص نشان تو نہیں ہے۔ جو جادوگرنیوں میں پایا جاتا تھا۔ پھر تالاب یا دریا میں ڈال دیتے۔ اگر تیرنے لگتے تو جادوگر بچ جاتے۔ یہ اثر انگلستان تک پہنچا۔ بلکہ لوتھر نے اس کے متعلق احکام جاری کئے۔ ڈاکٹر اسپرنگ نے بیان کیا ہے کہ عیسائیوں نے نوے لاکھ جادوگرنیوں کو زندہ جلا دیا ہے۔ انگلستان میں ۱۷۲۲ء کے بعد زندہ جلانے کی رسم نظر نہیں آتی۔

جیسے کہ پہلے میں بیان کر چکا ہوں۔ یہ تمام برائیاں پوپ اور پادریوں کے جابرانہ تسلط کی وجہ سے تھیں۔ پوپ کو بڑا اقتدار حاصل تھا۔ کسی بادشاہ کو تخت پر بٹھانا یا اُتارنا۔ پادریوں کا مقرر کرنا۔ عہدہ داروں کا مقرر کرنا۔ قواعد کا منضبط کرنا۔ سب پوپ کے اختیار میں تھا۔ پوپ کا منشا یہی تھا کہ پادریوں کا تسلط قائم رہے۔ چنانچہ پادری لوگوں کو جاہل رکھنے کے لئے تعلیم سے روکتے۔ اپنی روحانیت کا سکہ بٹھانے کی کوشش کرتے۔ ہسپتالیں نہیں تھیں۔ بلکہ پادریوں کی دعاؤں۔ تعویذ۔ گنڈوں اور جھاڑ پھونک کو کافی سمجھا جاتا۔ پادریوں کے پھٹے پرانے چیتھڑوں سے برکت ڈھونڈی جاتی۔ پادری بھی جاہل مطلق تھے فسق و فجور کے کاموں میں مبتلا تھے۔ ان کو اصلاح سے کوئی غرض نہ تھی۔ وہ تو محض عیش و عشرت کو مقصدِ زندگی سمجھے ہوئے تھے۔ اور پھر طرّہ یہ کہ اگر کوئی اصلاح کی کوشش کرتا تو اُسے سخت سے سخت سزائیں دلواتے۔ تاکہ ہمارے وقار میں فرق نہ آئے۔

(باقی دارد)

ضروری تاکید

جن اصحاب کی خدمت میں وی پی ارسال کئے گئے ہیں وہ ضرور وصول فرمالیں۔ آجکل اخبار کو روپے کی اشد ضرورت ہے۔ واپس ہرگز نہ کریں۔ جن اصحاب نے واپس کر دیئے ہیں وہ اپنا چندہ بذریعہ منی آرڈر ارسال فرمائیں۔

پیغام صلح کی اشاعت ہر ایک احمدی کا اسلامی فرض ہے۔

کلامُ الامام امامُ الکلام

از جناب حضرت مسیح موعود علیہ السلام

گر خدا از بندہ خوشنود نیست — ہیچ حیوانے چو او مردود نیست

گر سگِ نفسِ دنی را پروریم — از سگانِ کوچہ ہا ہم کمتریم

اے خدا اے طالباں را رہنما — اے کہ مہرِ تو حیاتِ روحِ ما

بر رضائے خویش کن انجامِ ما — تا برآید در دو عالم کامِ ما

خلقِ عالم جملہ در شور و شر اند — طالبانت در مقامِ دیگر اند

آں یکے را نورِ حق بخشی بہ دل — واں دگر را می گذاری پا بہ گِل

چشم و گوش و دل زتو گیرد ضیا

ذاتِ تو سرچشمۂ فیضِ ہدیٰ

ہماری تبلیغی ڈاک

انگلستان

برادر خالد شیلڈرک لکھتے ہیں:۔ سب سے پہلے میں انجمن کا شکریہ ادا کرتا ہوں جس نے ہمیں اپنا مفت لٹریچر رسالہ اسلام و رسالہ نماز و ڈرافٹ آف اسلام کی شکل میں بھیجا۔ جس نے ہمیں بہت مدد دی۔ آپ کی انجمن کے ممبر اس امر کو معلوم کر کے خوش ہوں گے کہ جونہی یہ کتابیں یہاں پہنچیں میں نے ان کو برٹش گائنا کارڈف ساؤتھ شیلڈ نیوکیسل نیو پورٹ۔ نیویارک۔ مونٹری۔ میکسکو اور سیام وغیرہ میں بھیج دیا۔ اپنے سالانہ جلسہ میں ممبران کی خدمت میں ہمارا شکریہ پہنچا دیں۔ جیسا کہ میں پہلے لکھ چکا ہوں میں ہر ایسے مشن کے ساتھ مل کر کام کرنے کو تیار ہوں۔ جسے آپ کی انجمن یہاں قائم کرے۔ اور جس کا انتظام انجمن کی کمیٹی منتظمہ کے ماتحت ہو۔ لیکن ہم لوگ کسی ایسے مشن سے تعلق نہیں رکھنا چاہتے جو کسی ایک شخص کی ذاتی ملکیت ہو۔ ہم آپ کی انجمن کے دوست ہیں اور

میں آج کل فلسطین کے مظلوم مسلمانوں کے معاملات میں مصروف ہوں اور کل جمال حسینی صاحب سیکرٹری مجلس عملی مسلمانانِ فلسطین کے ہمراہ ہوس آف کامنز میں جاؤں گا۔ جہاں کہ وہ ہر دو ہوسوں یعنی ہوس آف کامنز اور ہاؤس آف لارڈز کے ممبران کے روبرو مسلمانانِ فلسطین کے حالات بیان کریں گے۔ مسٹر ڈے اور کرلیس کام میں مصروف ہیں۔ اور بیلز بچہ رشید ہماری ڈاک کو ٹکٹ لگانے میں مصروف ہے۔ سوموار کے دن انڈرٹن ہوٹل میں ہماری مجلس کا جلسہ ہے جس میں جمال حسینی صاحب اور دو تین ممبرانِ پارلیمنٹ بھی تقریر کریں گے۔ لکھنے کو بہت دل چاہتا ہے لیکن مصروفیت اتنی ہے کہ اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔

شام

حاجی محمد سعید صاحب جو کچھ عرصہ مسجد احمدیہ میں موذن رہ چکے ہیں اور اب ممالک اسلامیہ کے راستے سے ولایت جانا چاہتے تھے اپنے سفر ترکی کا حال تازہ خط میں لکھتے ہیں:۔

دمشق میں اخویم محمد ادیب عبدالعزیز صاحب سے مل کر میں بیروت گیا۔ وہاں کچھ کام مل گ [illegible] یا تو ترکی

کر دیا تو میں بے حد خوش ہوا۔ کہ اب ایک اسلامی سلطنت میں جا کر کچھ خدمت کر سکوں گا۔ بیروت سے روانہ ہو کر طرابلس الشام پہنچا۔ یہاں میں سخت بیمار ہو گیا جسم پر بڑے بڑے پھوڑے نکل آئے۔ آخر جب دو ماہ کے بعد آرام ہوا تو تین دن ایک ترکی جہاز میں کام کرتا رہا۔ جب روپیہ پاس ہو گیا تو دوسری منزل شہر حلب میں پہنچا۔ ترکی کونسل نے پاسپورٹ دیکھ کر مجھے ترکی سلطنت میں داخلہ کی اجازت دیدی۔ حلب سے روانہ ہو کر اسکندرون پہنچا۔ اور فرنچ کونسل سے پاسپورٹ کا ویزا کرایا۔ وہاں سے بذریعہ ریل عدنہ پہنچا۔ وہاں سے سرحدی شہر بیاس میں پہنچا۔ جہاں ایک ترکی افندی نے پاسپورٹ دیکھ کر ترکی علاقہ میں داخل ہونے کی اجازت دیدی۔ شہر درت یول پہنچنے پر ایک ترکی پولیس افسر نے پاسپورٹ لے لیا کہ یہ ناپید المیعاد ہو چکا ہے اس لئے واپس چلے جاؤ۔ جونہی میں نے واپسی کا ارادہ ظاہر کیا اُسی وقت ایک ہندی ترجمان محمد نامی آگیا۔ جو درت یول کے اسٹیشن پر ملازم تھا۔ اُس نے مجھے ہندوستانی میں کہا کہ پولیس تمہیں واپس جانے کے لئے کہتے ہیں۔ میں نے وجہ دریافت کی تو اس نے پاسپورٹ کی میعاد کا ختم ہونا بتایا کہ ان حالات میں ترک تم کو اپنی سلطنت میں نہ رہنے دیں گے۔ میں نے اس سے بھی کہا کہ میں واپس جانا بہتر سمجھتا ہوں۔ اس کے بعد اس نے کہا کہ آفندی صاحب کہتے ہیں کہ عدنہ جا کر پاسپورٹ کا نمبر کرا لاؤ۔ اس لئے میں واپس عدنہ آگیا۔ یہاں ایک ہندی شخص کے لئے محمد ترجمان نے خط دیا تھا کہ وہ میری مدد کرے گا۔ عدنہ میں میں نے ہر چند اس کا پتہ دریافت کیا۔ لیکن کچھ پتہ نہ چلا۔ آخر ایک شخص کے ساتھ شہر میں چلا گیا۔ اور وہاں جا کر اس ہندی کا پتہ دریافت کرنے لگا۔ لیکن جس شخص سے دریافت کرتا ہوں وہ میرا منہ دیکھنے لگ جاتا ہے اور کوئی جواب نہیں دیتا۔ میں سخت حیران ہوا۔ کیونکہ جب میں لندن میں تھا تو پولیس والے ہر جگہ کی رہنمائی کر دیا کرتے تھے۔ یہاں کوئی بات بھی نہیں پوچھتا۔ آخر یہ خیال کر کے کہ یہاں بھی پولیس والے صحیح پتہ دے سکیں گے میں کوتوالی چلا گیا۔ وہاں جا کر ہندی کا پتہ دریافت کیا۔ اس پر ایک سپاہی نے کہا تو بڑا حرامی ہے۔ میں خاموش ہو رہا۔ پھر پوسٹ ماسٹر سے ملا جس نے مجھے ہندی کا پورا پتہ بتا دیا۔ تھوڑی دور گیا تھا کہ ایک سیاہ پوش پولیس مین۔ یعنی سی۔ آئی۔ ڈی مجھے گرفتار کر کے دفتر پولیس میں لے گیا۔ سارا دن وہاں بغیر روٹی اور پانی کے گذرا۔ مغرب کے وقت ایک کوٹھڑی میں بند کر دیا۔ جو نہایت غلیظ تھی۔ میں نے محافظ کو کہا کہ میں نمازی ہوں مجھے پانی دیا جائے کہ میں اسے اسے صاف کر لوں۔ لیکن اس نے کچھ پرواہ نہ کی۔ آخر ایک کونہ میں ایک چٹائی پر بیٹھ کر ساری رات خدا کو یاد کرتا رہا۔ صبح ہوتے ہی ایک سپاہی نے مجھے باہر نکالا لیکن دس منٹ کے بعد پھر اُسی کوٹھڑی میں بند کر دیا۔ دس بجے دوبارہ باہر نکال کر جیل خانہ کی پولیس کے حوالے کر دیا۔ جنہوں نے جیل کی کوٹھڑی میں دھکیل دیا۔ یہ کوٹھڑی ایسی جگہ تھی کہ جہاں سے عام لوگوں کی آمد و رفت تھی اس لئے مجھے لوگوں کے ذریعہ سے اُس ہندی کو بلانے کا موقعہ مل گیا۔ جو نصف گھنٹہ کے بعد میرے پاس آگیا۔ اس کا نام عبدالرحمٰن باگچی تھا۔ اُس نے تسلی دی کہ فکر نہ کرو۔ میں خود اپنی ضمانت دیکر تمہیں چھڑا دوں گا۔ ایک عرضی

اتحاد کانفرنس

(از سیماب اکبرآبادی مدیر جریدۂ تاج آگرہ)

نفاق باہمی نے کر دیا ہے دست و پا ہم کو
پھر آئیں ہوش میں توفیق دے اتنی خدا ہم کو

برادران اسلام!

آج ملت ابراہیم میں جو نفاق و افتراق کی آندھیاں چل رہی ہیں اور اختلاف باہمی نے جیسا کچھ طوفان اٹھا رکھا ہے اس کا نتیجہ یہ ہے۔ کہ اسلام کے بہتر فرقے بہتر ہزار فرقے بن گئے ہیں۔ اور وہ اختلاف جو کسی زمانہ میں رحمت سمجھا جاتا تھا اور جس کا نتیجہ استحکام ملت ہوتا تھا آج زحمت اور لعنت بن کر قوم مسلم کے ریوڑ کو آوارہ کر رہا ہے۔ مجالس وعظ ہوں یا محافل اخلاق سب میں ایک ہی موضوع عنوان داستان نظر آتا ہے اور وہ اختلاف ہے۔ ایک واعظ ممبر پر کھڑا ہو کر اپنی قوم کے دوسرے واعظ کو بُرا بھلا کہنے میں کبھی نہیں چوکتا۔ ایک مقرر جب تقریر کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو وہ اپنے معاصرین کا ایک کھلا ہُوا دشمن ایک آزاد مدعی اور ایک بے باک حریف معلوم ہوتا ہے۔ اور تمام وعظ، تمام تقریر اور تمام لیکچر کا مقصود سوائے اس کے کچھ نہیں ہوتا کہ اس میں ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے عیوب و نقائص پر تنقید کرے اور اسے قوم کا سب سے بڑا مرتد اور ملت کا سب سے بڑا غاصب ثابت کرنے میں ایڑی چوٹی کا زور لگا دے۔

مجالس وعظ کے بعد صحافت کے اداروں کا جائزہ لیجئے۔ تو وہاں بھی اسی قسم کا طوفان نظر آئے گا۔ تنقید میں ذاتیات کا عنصر غالب ہوتا جاتا ہے۔ اور تحریر میں ایک دوسرے کی پگڑی اچھالنے اور اُسے مطعون و ملعون بنانے میں پوری قوت قلم سے کام لیا جاتا ہے۔ آج قوم کے وہ بڑے بڑے مشہور اخبار و جرائد جو قوم کے ترجمان مانے جاتے ہیں اپنے صفحات اسی گندہ اور پراگندہ لٹریچر سے بھر کر ہندوستان کی فضا کو غلیظ کر رہے ہیں۔ اور انہیں کوئی نہیں سمجھاتا کہ جو کچھ وہ کر رہے ہیں قوم کے لئے مطلق مفید مطلب نہیں ہے۔ اخباروں کے خریداروں کو اس دشنام نگاری سے کوئی فائدہ نہیں پہنچتا۔ اور اس آپس کی تُو تُو مَیں مَیں سے قوم و ملت کی رسوائی کے علاوہ کوئی منفعت نہیں ہے۔

ہمارے مبلغوں کا یہ حال ہے کہ جب وہ اسٹیج پر آتے ہیں تو غیر قومی معاملات پر بحث کرتے کرتے غیر قوموں کو گالیاں دینا گرمی محفل کا سبب سمجھتے ہیں۔ جاہل ان کی لغو اور بے معنی تقریروں سے خوش ہوتے ہیں اور نہیں سمجھتے کہ یہ طریقۂ کار تبلیغ کے اصول سے اخلاقاً بہت گرا ہُوا ہے اور اس سے مقصد تبلیغ کبھی پورا نہیں ہو سکتا۔ غرضکہ آج تحریر و تقریر کے جس شعبہ پر نظر ڈالئے وہ ایسے ہی ناعاقبت اندیشانہ کارناموں کا حامل نظر آئے گا۔

ہم دوسری قوموں کو بُرا کہتے کہتے اب اپنی قوم کی تذلیل و تکفیر کے بھی عادی ہو گئے ہیں۔ اور ان دور از کار بحثوں میں الجھ کر ہم نے اپنا وہ مقصد اخوت برباد کر دیا ہے۔ جس کے لئے ہمیں پیغمبر اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے بار بار تاکید کی تھی۔

جب ہماری قوم میں یک جہتی اور اتفاق نہیں ہے تو ہم دوسری قوموں سے کس طرح عہدہ برآ ہو سکتے ہیں۔ ہمارے قومی کاموں میں کیونکر ترقی ہو سکتی ہے اور ہمارے انتشار و اختلاف سے دوسری قوموں پر کیا اثر پڑ سکتا ہے؟

اس ہنگامہ جہالت میں ہم بھول گئے ہیں کہ ہمیں متفق و متحد ہو کر ہندوستان میں اپنی روایات کو قائم رکھنا ہے۔ ہم نفاق و اختلاف کی تاریک گھاٹیوں میں کھوئے جا رہے ہیں۔ اور کوئی ایسا رہبر ہمیں میسر نہیں ہے جو ہمارا ہاتھ پکڑ کر اس وادی ناپیدا کنار اور اس طلسم گم گشتگی سے ہمیں باہر نکال لائے۔

بیاہمی اور نفسی نفسی کی اسی ہولناک تاریکی میں آج ایک روشنی چمکی ہے ایک اجالا ہُوا ہے اور ایک نور طلوع ہوتا نظر آ رہا ہے کاٹھیاواڑ کی ایک اسلامی ریاست مانگرول سے ایک پیام اپنی قوتوں کے ساتھ بلند ہوتا ہے۔ اور ہمیں اپنی طرف متوجہ کر لیتا ہے ہم سنتے ہیں کہ بیگانگی کے محشر میں ایک نیا صور پھونکا جا رہا ہے ہنگامۂ اختلاف کو فرو کرنے کے لئے ایک اسلام کا فرزند ایک ملت کا بزرگ، ایثار و تجبر کی پوری قوتوں کے ساتھ ہمیں اس منزل کی طرف بلاتا ہے جہاں امن و سکون [illegible]

اس دور نا ہنجار میں اختلافات کے سمندر سے ہمیں ایک آواز اپنی طرف کھینچتی ہے۔ وہ آواز کس کی ہے؟ وہ آواز

ہمدرد اسلام نواب محمد جہانگیر میاں والی منگرول دام اقبالہ

کی آواز ہے۔ جو اپنی نوعیت میں بالکل نئی ہے اور جس میں ہمارے درد کی وہ تمام دوائیں بھری ہوئی ہیں۔ جن کی تلاش میں ہم مدت سے سرگرداں ہیں۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم اس آواز پر بطیب خاطر لبیک کہیں اور اس تحریک پر ایک مسلمان کی طرح اپنی تمام توجہ مبذول کر دیں۔

نواب محمد جہانگیر میاں کا پیام

"میں ایک نئی بات آپ کے سامنے لاتا ہوں جس کی مجھے بے حد ضرورت معلوم ہوتی ہے۔ اور وہ اتحاد قوم ہے اس کے لئے اگر لیڈران قوم کمربستہ ہو کر اس نقص کو زائل کرنے کے لئے تیار ہو جائیں تو بے حد فائدہ ہونے کا یقین ہے۔ اس کی ابتداء کے لئے میں اپنی رائے پیش کرتا ہوں۔ کہ پہلے دہلی میں ایسے لیڈران قوم جو اس مسئلہ کے ہم خیال ہوں۔ اُن کی ایک میٹنگ ہو کر مناسب ریزولیوشن ذیل کے مضمون کے پاس کئے جائیں۔

"آئندہ کوئی مولوی یا واعظ کسی مختلف اسلامی عقاید کے عالم یا پیشوا کے خلاف وعظ نہ کہے اور نہ اس کے خلاف کسی طرح کا التزام لگائے۔ اخبارات بھی یہی طرز اختیار نہ کریں۔ ایسے عقایدی مضمون جن سے کسی دوسرے فرقہ کے پیشوا یا یا اس کے معتقدین کی توہین ہوتی ہو نہ چھاپے۔ ہر ایک لیڈر یا پیشوا اپنے عقاید کی تعریف جی چاہے جتنی کھول کر کریں۔ اور لوگوں کو اس کی پیروی کرنے کی نصیحت کریں مگر اس سے دوسرے عقاید والوں پر کسی طرح کا طنز نہ کریں۔ یا اس کو بُرا بھلا نہ کہیں اور اگر ان سے پوچھا بھی جائے تو اتنا کہیں کہ جو بہتر عقیدہ مجھے معلوم ہوتا ہے اس کا میں وعظ کرتا ہوں۔ یا اخبار والا کہے کہ میں شائع کرتا ہوں اور وہی میرا عقیدہ ہے اور اس پر چلنے کی ہدایت کرتا ہوں۔ مگر دوسروں کے عقاید یا طرز پر میں کچھ نہیں کہنا یا لکھنا چاہتا ہوں۔ کیونکہ اس سے اتحاد اسلام کو نقصان پہنچتا ہے۔ تم اپنی مرضی سے جس کو چاہو پسند کرو۔ اور اس پر عمل پیرا رہو وغیرہ"۔

یہ رزولیوشن پاس ہونے کے بعد اس کو عملی جامہ پہنانے کے لئے جو مناسب کارروائی ہو کی جائے۔ پھر اسی انجمن کے چند ڈیپوٹیشن دوسرے شہروں میں بھیجے جائیں۔ اور وہاں پر وہ اسی طرز کی انجمنیں قائم کریں۔ اور اس پر عمل کریں۔ اور وہاں سے بھی ہو سکے تو ڈیپوٹیشن دوسرے شہروں میں اسی طرح بھیجے جائیں۔ اسی طرح حتی الامکان تمام شہروں میں ڈیپوٹیشن بھیجے جائیں۔ تاکہ دہلی والوں کو بہت دور نہ جانا پڑے۔ اس کارروائی کا جو نتیجہ برآمد ہو وہ ایک رسالہ کے طور پر چھپوا کر جہاں جہاں ایسے مرکز ہوں ان سے تبادلۂ خیال کیا جائے۔ تاکہ ہر مرکز کے دفتر میں شہر اور اس کے ممبروں کے نام رجسٹر میں درج کئے جائیں۔ رفتہ رفتہ اس تحریک کو بڑھاتے جائیں انشاء اللہ چند مدت میں ایک سلسلہ اتحاد اسلام پیدا ہوگا اور وہ بہت مفید ثابت ہوگا اور جب اس میدان میں کامیابی ہوتی معلوم ہو تو پھر اس کے اخراجات کو پورا کرنے کے لئے ہر شہر میں ایک مقامی فنڈ کھولا جائے اور اس سے اپنی انجمن قائم رکھے اور بفضلہ تعالیٰ اگر آمدنی میں برکت ہو تو جس طرح زیادہ اشاعت ہو سکتی ہو کرے۔ یہ اسکیم تغیر و تبدل کے بعد جس طرح پسند کی جائے اس کے قوانین و ضوابط کی ایک نقل مجھ کو بھی بھیجی جائے۔ اس کو پڑھنے پر اگر مجھے معلوم ہو کہ وہ قریب قریب میرے حسب منشا ہے تو میں انشاء اللہ شروع کے اخراجات کے لئے پانچسو روپیہ سے ایک ہزار روپیہ تک دینے کو تیار ہوں۔ یہ میرا خیال ہے آگے جو مشیت ایزدی۔ ایک دلیل اس کی تائید میں لکھنا چاہتا ہوں

بھی سخت ہیں۔ اور ایک فرقہ سے دوسرا فرقہ مذہباً جدا رہتا ہے۔ اور کھانے پینے کے وقت تو ایک دوسرے کو چھو تک نہیں سکتا۔ اچھوت اقوام کی تو حالت ہی نیاری ہے۔ کہ اس کے سائے سے بھی دوسرے فرقہ والے جو اپنے کو اعلیٰ سمجھتے ہیں پرہیز کرتے ہیں۔ یہ تمام لوگ آج کل اتحاد پر آمادہ ہو کر اپنے مذہبی اصولوں کو ایک طرف رکھ کر اتحاد قومی کی کوشش کر رہے ہیں۔ اور ان کو اس میں کامیابی ہو رہی ہے۔ تو کیا وجہ ہے کہ مسلمان جن کا خدا وحدہٗ لاشریک ایک نبی ایک قرآن ایک کعبہ ایک عبادت ایک ارکان اسلام وہ لوگ چھوٹے چھوٹے فروعات کے اختلاف سے اتحاد نہ کر سکیں۔ یہ قابل افسوس ہے اس سے دولت اسلام کو کس قدر ضرر پہنچ رہا ہے۔ یہ اظہر من الشمس ہے

لہذا مسلمانوں کو غیرت آنی چاہئے کہ وہ اتحاد اسلام کے لئے اپنا فرض سمجھ کر پوری کوشش کریں۔ دیگر میں نے جو دہلی کے لیڈروں کی کانفرنس کے متعلق لکھا ہے اس میں حتی الامکان بڑے بڑے شہروں سے جہاں سے بھی ہو سکے ایسے ہم خیال لیڈران قوم معلوم ہوں تو ان کو بھی اوپر کے جلسہ میں شامل کیا جائے اور اس کی تدبیر یہ ہے کہ چھوٹے چھوٹے ٹریکٹ چھاپ کر بڑے بڑے شہروں میں تقسیم کئے جائیں۔ اور اس میں یہ لکھا جائے کہ جو صاحب اس تحریک کو پسند کرتے ہوں وہ مہربانی کر کے خبر دیں۔ تاکہ کانفرنس میں شامل ہونے کے لئے ان کو اس کی خبر کافی وقت پہلے دی جائے۔

اگر ایسے ٹریکٹ اتفاق رائے سے چھاپنے کے لئے ضروری سمجھے جائیں مگر ان کے خرچ کا بندوبست نہ ہو سکتا ہو تو میں پچاس سے سو روپیہ تک دینے کو حاضر ہوں۔ کیونکہ کوئی چیز خرچ کے بغیر تکمیل کو نہیں پہنچتی۔ اگر آپ اور آپ کے معاون اس مضمون کے ٹریکٹ چھپوا کر تقسیم کرانا مناسب سمجھیں تو اس خرچ کی رقم کا اندازہ فرما کر مجھ سے اوپر کی حد تک طلب کر لیں۔

جناب خواجہ عبدالغنی صاحب سیکرٹری ووکنگ مشن لاہور نے مجھے ایک مضمون اخبار مدینہ میں شائع کیا ہُوا بھیجا ہے۔ اس سے اور ان کی تحریر سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ بھی میرے ہم خیال ہیں اطلاعاً گذارش ہے

آپکا ہی خواہ نیاز مند محمد جہانگیر عفی عنہ

یہ ہے وہ پیام جو منگرول کے ہمدرد اسلام بزرگ رئیس نے اہل ہند کو دیا ہے۔ جس کا لفظ لفظ اتحاد کے نغمے سنا رہا ہے جس کی سطر سطر سے اتحاد کی ضرورت پر روشنی پڑ رہی ہے۔

ایک ایسے زمانے میں جب کہ امراء اور رؤسا عیش و عشرت کی گود میں کھیل رہے ہیں اور کسی کو مسلمانوں کی تباہی اور بربادی کا احساس نہیں ہے مانگرول کے پیر جواں رائے کا یہ شوہ تحسین و آفرین کے قابل ہے جس نے قوم مسلم کی تباہی و بربادی کا راز معلوم کر کے ایک دکھتی ہوئی رگ پکڑ لی ہے اور جس سے مریض قوم کی صحت و تندرستی کا امکان پیدا ہو گیا ہے۔

ضرورت ہے کہ "اتحاد کانفرنس" نواب صاحب کی تحریک کے مطابق جلد از جلد دہلی میں منعقد ہو اور اکابرین و علمائے قوم اس کانفرنس کو کامیاب بنانے میں ایک ایسی کوشش کریں جو مقاصد کانفرنس کو تمام ہندوستان میں منوا دے۔ اور نااتفاقی کا یہ فتنہ جو فتنۂ محشر کی طرح پھیلا ہُوا ہے اس ملک سے دور ہو جائے۔

تاریخ گورو گرنتھ صاحب

از جناب شیخ محمد یوسف صاحب بارگھ نکھی مبلغ اسلام

(۴)

گورو تیغ بہادر نے مکھن شاہ لبانے کو کہا کہ ہم اس فعل کو پسند نہیں کرتے۔ جاؤ ان کا سب مال واپس کر کے آؤ۔ مکھن شاہ نے اور تو سب مال دھیرمل کو واپس کر دیا۔ مگر ماتا نانکی جی (گورو تیغ بہادر کی والدہ کا نام ہے) کے مشورے سے گرنتھ صاحب واپس نہ دیا۔ اور گورو تیغ بہادر صاحب سے چھپا کر اپنے پاس رکھ چھوڑا۔ گورو تیغ بہادر صاحب کو اس کا علم نہ تھا۔ دوران سفر میں جب دریائے بیاس کو قافلے نے عبور کیا تو اس وقت اور سامان کے ہمراہ گرنتھ صاحب بھی گورو تیغ بہادر صاحب نے دیکھ لیا۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ مکھن شاہ نے ماتا نانکی جی کے مشورے سے گرنتھ صاحب دھیرمل کو واپس نہیں دیا۔ گورو تیغ بہادر صاحب نے گرنتھ صاحب کو اپنے پاس رکھنا خطرہ سے خالی نہ سمجھا۔ اور نہ ہی دھیرمل کے پاس اس کو واپس بھیجا۔ کیونکہ قافلہ دور آ چکا تھا۔ اور راہزنوں کے باعث واپسی کا راستہ مخدوش تھا۔ اس لئے آپ نے گرنتھ صاحب کو نہایت حفاظت کے ساتھ اس جگہ بطور امانت دریائے بیاس میں پانی کے اندر رکھوا دیا۔ اور آپ آگے چلے گئے۔ دھیرمل کو جب اس واقعہ کا پتہ لگا تو وہ بہت سے تیراک غوطہ خور اور جال وغیرہ لے کر موقعہ پر پہنچ گیا۔ اور تلاش شروع کر دی۔ ٹھیک چودہ دن کے بعد دریا میں سے گرنتھ صاحب کو نکلوا کر واپس کرتار پور لے گیا۔ رومال اور ورقوں کے حاشیے بھیگ چکے تھے۔ مگر عبارت ہنوز خشک تھی۔ چنانچہ آج تک اس میں بھیگے ہوئے حاشیہ کے نشان موجود ہیں۔ اور کہیں کہیں حاشیہ پر اب نیا کاغذ بھی لگا دیا گیا ہے۔ چنانچہ اس وقت سے کر آج تک گرنتھ صاحب کرتار پور میں ہے۔ سب سے پہلا اور اصل نسخہ یہی مانا جاتا ہے۔ اور جو گرنتھ صاحب چھپے ہوئے آجکل مروج ہیں یہ کرتار پور والے اصل نسخہ سے نقل شدہ نہیں ہیں۔ بلکہ یہ دمدمہ صاحب والے نسخہ کی نقل بیان کئے جاتے ہیں۔

دمدمہ صاحب والے گرنتھ صاحب کا واقعہ یوں ہے۔ کہ گورو تیغ بہادر صاحب کی وفات پر جب گرنتھ صاحب کا ختم پڑھنے کی ضرورت پڑی تو گورو گوبند صاحب نے کرتار پور دھیرمل کے پاس اپنے سکھ گرنتھ صاحب لینے بھیجے تو دھیرمل نے گرنتھ دینے سے صاف انکار کیا اور جواب دیا۔ کہ اگر گورو گوبند سنگھ کچھ طاقت رکھتے ہیں تو خود دوسرا گرنتھ کیوں نہیں بنا لیتے۔

سکھوں نے جیسا سنا آکر عرض کر دیا۔ گورو گوبند صاحب نے اسی وقت ایک دوسرا گرنتھ بنانے کا ارادہ کر لیا۔ مگر لڑائیوں کے سبب آپ کو فرصت نہ مل سکی۔ جب آپ سابو کی تلونڈی (علاقہ پٹیالہ) جا کر مقیم ہوئے اور اورنگ زیب کی طرف سے آپ کے پاس خط آ گیا کہ بعض حکام کی غلطی سے آپ کو اور آپ کے خاندان کو تکالیف کا سامنا رہا۔ اب ہم نے سب جگہ حکمنامے بھیجے ہیں۔ اب کوئی آپ کو کچھ نہ کہیگا۔ آپ جہاں چاہیں با امن رہیں گے۔ تو آپ کو کچھ فرصت ملی۔ اور آپ نے گرنتھ کے بنانے کی طرف توجہ دی۔ (پنتھ پرکاش صفحہ ۲۵۵)

بعض کہتے ہیں کہ گورو گوبند سنگھ صاحب کو خیال پیدا ہوا کہ اگر میری زندگی میں گورو تیغ بہادر صاحب کا کلام گرنتھ میں نہ درج ہوا تو میرے بعد کون کرے گا۔ لہذا آپ نے دھیرمل کے پاس آدمی بھیجے۔ کہ گرنتھ دیدو۔ ہم نے گورو تیغ بہادر صاحب کا کلام اس میں درج کرنا ہے۔

(کلغی دھر چمتکار صفحہ ۱۴۹)

بہرحال جب گورو گوبند سنگھ صاحب نے دھیرمل کا یہ جواب سنا۔ تو (کہتے ہیں کہ) بمقام دمدمہ صاحب (علاقہ پٹیالہ) آسن لگا کر اپنی روحانی طاقت سے سارا گرنتھ لکھوا دیا۔ آپ بولتے گئے اور بھائی منی سنگھ جی روانہ لکھتے گئے۔ اور (کہتے ہیں کہ) جو عبارت کرتار پور والے آدی گرنتھ صاحب کی تھی وہ سب جوں کی توں لکھوا دی۔ صرف ایک جگہ ایک لفظ کا فرق تھا۔ اس کی جگہ

"کہہ کبیر جن بھئے خالصے"

کر دیا۔ (اتہاس گورو خالصہ صفحہ ۲۲۱)

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ دمدمہ والا نسخہ اب پٹنے میں ہے مگر سکھوں کے مشہور مورخ پنڈت تارا سنگھ صاحب و بھائی گیان سنگھ صاحب اس نسخہ کے متعلق تحریر فرماتے ہیں کہ یہ نسخہ بھی گورو گوبند سنگھ صاحب کے کچھ بعد کے زمانہ میں گم ہو گیا تھا۔ چنانچہ پنڈت صاحب کی اصل تحریر یوں ہے:۔

"گرنتھ صاحب جی کا اسٹولدہ"۔

جو گورو گوبند سنگھ جی مہاراج نے تولم گورو کی بانی میل کے ستارہ سے تریسٹھ موں دمدمہ صاحب لکھوایا تھا جس کا سمت ۱۹۳۶ بکرم موں ہری مندر (واقع پٹنہ) سے اور جگہ لے جاتے یا نہ لے جاتے کا راجہ جیند کے سنگھ اسے غوث بجاریوں کا آپس میں جھگڑا ہو کر ہمیشہ کے واسطے جہنم فارج ہوئی۔ گوردوارہ میں اب اختیار پنچایت کا ہوا۔ پنتھ پرکاش موں گوردوارے دمدمہ صاحب لکھے گرنتھ صاحب جی کا کوٹلہ سمیت قطبے بانی گاؤں موں احمد شاہ درانی سانتھ سکھوں کی لڑائی موں لوٹ ہو جانا بھی لکھا ہے کہ پٹنہ صاحب والے گرنتھ کے ادات موں سنبت ستارہ سے تریسٹھ موں لکھوایا لکھا ہوگا تب صحیح ورنہ ہم گا۔ نہ ہوگا تب اور ہے دہو دچار۔

(گورو تیر تھ سنگرہ مصنفہ پنڈت تارا سنگھ صاحب صفحہ ۱۰۷)

(باقی آئندہ)

ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کی مراجعت

لاہور ۲۶ ستمبر۔ ڈاکٹر مرزا یعقوب صاحب آج صبح ایبٹ آباد سے بخیر و عافیت پہنچ گئے ہیں۔

تازہ خبریں

— لاہور ۲۶ ستمبر۔ آج شام کو سردار اوجاگر سنگھ ایڈوکیٹ نے بنسی لال بھنگی ایم۔ ایل۔ سی کے اعزاز میں ایک ٹی پارٹی دی جس میں لاہور کے متعدد رؤسا شریک ہوئے۔

— لاہور ۲۶ ستمبر۔ بزازہٹہ میں مسٹر محمد الدین تاجر پارچہ کی دوکان پر پکٹنگ کرتے ہوئے چار کانگریسی گرفتار کر لئے گئے۔

— پشاور ۲۶ ستمبر۔ آفریدی پرامن ہیں۔ ملا عبد الباقی نے خلافتیوں کا لشکر جمع کرنے کے لئے کہا تھا۔ لیکن اُسے صاف جواب دیدیا گیا۔ کہ قبائل جمع نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ وہ فصل کاٹنے میں مصروف ہیں۔

— قسطنطنیہ ۲۵ ستمبر۔ مجلس ملیہ میں اس مسودہ قانون کے منظور ہونے پر کہ حکومت کو پونڈ خریدنے کے لئے کاغذی روپیہ استعمال کرنے کے اختیارات دئے جائیں۔ تاکہ ترکی سکہ کی قیمت مبادلہ قائم رہے عصمت پاشا کی حکومت مستعفی ہو گئی۔

فتحی بے نے حال ہی میں ایک تجویز پیش کی ہے کہ مصطفےٰ کمال پاشا کو جماعتی سیاسیات سے مستثنیٰ رکھا جائے۔ اور انہیں زندگی بھر کے لئے پریذیڈنٹ مقرر کیا جائے۔ کمال پاشا نے ایک ملاقات کے دوران میں اس تجویز کے منظور کرنے سے انکار کر دیا۔

ولایت سیواس کے حلقہ کی طرف سے فتحی بے بطور ڈپٹی منتخب ہو گئے ہیں۔

— بمبئی ۲۶ ستمبر۔ کل رات گول میز کانفرنس کے حامیوں کی مذمت کے لئے مسٹر عبد الرحمان سابق نائب صدر میونسپل کونسل کی صدارت میں ایک جلسہ ہوا گول میز کانفرنس اور اس کے حامیوں کی مذمت کی قرارداد بھی منظور ہو گئی لیکن جب جلسہ برخواست ہونے کو تھا تو تقریباً ایک سو

تحفۂ منظومہ الی الجمعیۃ الاحمدیۃ لاشاعۃ الاسلام

السلام السلام علیکم ایہا الاخوان — انتم سراج الدنیا ترشد وا اھل الاسلام
علیکم یا اھل العرفان الف الف السلام — تبلغوا اخوانکم للخواص والعوام
قد وصل فی یدنا مظروفکم ملفوفکم — قد سرنا جمیعنا مھد وکم رسولکم
قد حملتم وظیفۃ للعامۃ نافعۃ — فلیکن ارشادکم مبرورۃ مقبولۃ
اعلموا فطلنا لصوتکم مجیبۃ — وندعوا لوبنا لسعیکم مشکورۃ
لا نخالف صوتکم یعنی مجلس الشوریٰ — لما قال ما من استشارۃ نبینا المصطفیٰ
قد قرانا غایاتکم کان افہام القران — وفھمنا انیا نکم کان ایقاظ الاسلام
فلیکن مشمولۃ ای لکافۃ الانام — سعیکم لان الخلق مخلوق المنان
نعم نرجوا تصلا بیننا و بینکم — کان قلب واحد قلوبنا وقلوبکم
نعم کان امالنا للتوفیع شملکم — نعم کان دعواتنا للترقی امرکم
ولکن لا نستطیع ان نحضر مجالسکم — بلنشو الاثار یسعی ھذا العبد صدیقکم
بنشر العلم القران نسعی فی قومنا — لان کان واجب البلاغ علینا
بل یلزم ان نبلغ ضیاحضرت القران — کافۃ ابناء آدم خاصۃ اھل الایمان
ان شئتم فی الوسائل اعلنوا ھذا المقال — یسمع اصواتنا نساء والرجال
لعل یستاریہ القلوب والافہام — بل یھدی دعاء الخیر علیٰ عنصر الاسلام
انشات لفظ الاشعار بقلیۃ بضاعتی — ارجوا لا تنظروا الا حسن نیتی

تحفۂ منظومہ الی جمیع اخواننا اھل الاسلام

الا ایہا الاخوان تیقظوا عن المنام — الا ایہا الاسلام توبوا الی رب الانام
ھل نعتصم بحبل ھو حضرت القران — ھل نتبع باامر اللہ کے نجد دار الامان
کیف کان قبلنا ای فعل الراشدین — کیف کان خلفنا یعنی ھذا المسلمین
الا ایہا الاخوان تفکروا فی المعاد — تفکروا فی المبدأ سیما یوم التناد
امنوا بالصدق ما قال حضرت القران — واعملوا بالخلوص تجدوا لقا م الرحمن
ان امنوا وعملوا کما قال المصطفیٰ — ارا کم فائزین فی الدنیا وفی الاخریٰ
ادبوا اولادکم باثار الاسلامیۃ — کما یحیی قلوبھم بنور الروحانیہ
زینوا انفسکم بمعانی القران — ربوا اطفالکم بشعائر الاسلام
جھزوا اخوانکم بمواعظ جدیدہ — کے تعالی الاسلام کے یھزم العبید
کما یعیشوا مسعودین نحن فی ھذہ الدنیا — کے نفوز محشورین فی لواء المصطفیٰ

تحفۂ منظومہ الی جمیع ابناء الادم

اطلبوا عباد اللہ کیف طریق الرشاد — اطلبوا ابناء ادم این طریق السداد
اترک ظلمۃ التقلید تجد ضیا التحقیق — کالشمس وسط النہار تری سبیل الرشید
لا تکن فی ھم العیش بل تفکر فی الطریق — من تعیش من تمیت من رازقنا الحقیق
اشھد والواجب ھو رب ذوالجلال — وصدقوا المرسلین ھم اشرف الرجال
ابونا ادم ھو مبدأ المرسلین — واخری محمد ھو ختم النبیین
من امن وصدق کما قلت فی المنظوم — قد فاز وقد نجی وفی الجنۃ یدوم

وعلینا البلاغ، وعلیکم یا اخوان
ان تومنوا وتعملوا کما قال فی القران

ترجمہ

(۱) اے بھائیو! آپ پر سلام ✤ آپ دنیا کے چراغ ہیں۔ اہل اسلام کو ہدایت دیا کرو۔
(۲) اے معرفت والو تم پر ہزار ہزار سلام ہو ✤ اپنی آوازوں کو خواص اور عوام تک پہنچا دو۔
(۳) ہمارے ہاتھ میں آپ کا بھیجا ہوا لفافہ پہنچ گیا ✤ اور آپ کے بھیجے ہوئے تحفے نے ہم سب کو مسرور کیا۔
(۴) آپ نے اپنے ذمہ ایک کام لیا ہے جو سب کو فائدہ دیتا ہے ✤ آپ کی ہدایت مقبول اور منظور الٰہی ہو۔
(۵) جان لو کہ ہم آپ کی آواز اور دعوت قبول کرنے والے ہیں ✤ اور آپ کی قابل قدر جد و جہد کے لئے اللہ سے دعا کرتے ہیں۔
(۶) ہم آپ کی آواز یعنی مجلس شوریٰ کے فیصلے سے خلاف نہیں کرتے ✤ کیونکہ ہمارے برگزیدہ نبی نے فرمایا ہے من ا
(۷) ہم نے آپ کے مقاصد کو پڑھا ہے۔ یعنی قرآن کریم کا سمجھانا ✤ اور آپ کی نیتوں پر ہم کو علم ہے یعنی مسلمانوں کو جگانا۔
(۸) چاہیئے کہ آپ کی کوششیں سب لوگوں تک پہنچیں ✤ اس لئے کہ سب لوگ اللہ کے مخلوق ہیں۔
(۹) ہماری آرزو ہے کہ ہمارے اور آپ کے درمیان ایک تعلق ہو ✤ ہمارے اور آپ کے دل ایک ہی دل کی طرح ہوں۔
(۱۰) ہماری آرزوئیں یہ ہیں کہ آپ کی جماعت ایک شان رکھتی ہو ✤ اور ہماری دعائیں یہ ہیں کہ آپ کا کام ترقی کرے۔
(۱۱) ہماری طاقت نہیں کہ آپ کی مجلس میں حاضر ہو جائیں ✤ یہ بندہ آپ کا دوست آپ کے کاموں کی اشاعت کی کوشش کرتا ہے۔
(۱۲) علم قرآن کی اشاعت کی کوشش ہم اپنی قوم میں کرتے ہیں ✤ اس لئے کہ تبلیغ کا کام ہم پر فرض ہے۔
(۱۳) ہم پر قرآن کریم کے نور کی تبلیغ فرض ہے ✤ عام بنی آدم تک اور خصوصاً مسلمانوں تک۔
(۱۴) اگر آپ چاہیں تو اس بات کو اپنے رسالوں میں اعلان کر دیں ✤ تاکہ ہماری آواز مرد اور عورتیں سب سن لیں۔
(۱۵) امید ہے کہ اس سے دل اور قوت فہم روشن ہو گی ✤ اور اہل اسلام میرے لئے دعائے خیر کا تحفہ بھیجیں گے۔
(۱۶) میں نے یہ چند شعر بنائے اور میری علم کی پونجی تھوڑی ہے ✤ میں امید کرتا ہوں کہ آپ صرف میرے حسن نیت پر منظور رکھیں گے۔

---

(۱) اے بھائیو! خواب سے بیدار ہو جاؤ ✤ اور اے اہل اسلام رب الانام کی طرف جھک جاؤ۔
(۲) چاہیئے کہ ہم حبل اللہ کو جو قرآن کریم ہے مضبوط پکڑیں ✤ اور حکم الٰہی کا اتباع کریں۔ تاکہ ہمیں دار الامان مل جائے۔
(۳) ہم سے پہلے سلف ہدایت پانے والوں کے کام کیسے تھے ✤ اور ہمارے پیچھے میں یہ مسلمان کیسے ہیں۔
(۴) اے بھائیو! روز آخرت کی فکر کرو ✤ اور اپنی ابتدائی حالت پر غور کرو۔ اور پھر خاص کر یوم قیامت کی فکر
(۵) صداقت پر یعنی جو قرآن کریم نے فرمایا ہے ایمان لاؤ ✤ اور اخلاص کے ساتھ عمل کرو ✤ اللہ کی دیدار پالو گے۔
(۶) ایمان لاؤ اور عمل کرو جس طرح حضرت مصطفےٰ نے فرمایا ✤ پس میں سمجھتا ہوں کہ تم دنیا اور آخرت میں کامیاب ہو جاؤ گے۔
(۷) اپنی اولاد کو اسلامی آداب سکھاؤ ✤ تاکہ روحانیت کے نور کے ساتھ زندہ رہو۔
(۸) اپنی اولاد کو اچھی نصیحت کیا کرو ✤ تاکہ اسلام غالب ہو۔ اور دشمن بھاگ جائے۔
(۹) تاکہ ہم اس دنیا میں سعادت کی زندگی بسر کریں ✤ اور حضرت مصطفےٰ کے نشان کے تلے ہمارا اجتماع ہو۔

---

(۱) اے اللہ کے بندو! تلاش کرو کہ ہدایت کی راہ کونسی ہے ✤ اے آدم کی اولاد تلاش کرو کہ سیدھی راہ کونسی ہے
(۲) تقلید کی روشنی کو چھوڑ دے تاکہ تحقیق کی روشنی کو پالو ✤ ہدایت کی راہ اس طرح دیکھ لو گے۔ جیسے نصف النہار کا سورج۔
(۳) معاش کی فکر نہ کر بل رستے کی فکر کر ✤ کون زندہ رہیگا اور کون مریگا۔ اور ہمارا رازق حقیقی کون ہے۔

شذرات

(از شیخ محمد انعام الحق)

مغربی تہذیب کے اثر کی وجہ سے ہندوستان میں متحرک تصاویر کا رواج ترقی پر ہے۔ نئے نئے سینما گھر کھل رہے ہیں فلم کمپنیاں قائم ہو رہی ہیں۔ سینما گھروں کی رونق میں سب سے زیادہ حصہ مسلمان نوجوانوں کا ہوتا ہے۔ اگر فلم کی صنعت و تجارت میں مسلمانوں کا کوئی دخل نہیں تو یہ فخر ان کے لئے کیا کچھ کم ہے کہ اس صنعت کو مالی اعتبار سے کامیاب بنانے کے لئے سب سے زیادہ ان ہی کی جیبیں مدد دے رہی ہیں جب سے سینما گھروں میں رقص و سرود کا سلسلہ شروع ہوا ہے مسلمان نوجوان پہلے سے کہیں زیادہ اس طرف توجہ فرما رہے ہیں۔ انہیں اپنے مذہبی مسائل قومی معاملات، خاندانی امور اور تعلیمی کورس سے کوئی دلچسپی ہو یا نہ ہو لیکن مشہور فلموں، ایکٹروں اور ایکٹرسوں کے نام ضرور ازبر ہوں گے۔ علاوہ ازیں "روشن خیالی" کے دعویداروں اور تہذیب جدیدہ کے شیدائیوں کے لئے یہ خبر بھی ضرور دل خوش کن ہوگی کہ اب ہمارے نوجوانوں کے علاوہ بعض گھرانوں کی خواتین نے بھی اس کارِ خیر میں حصہ لینا شروع کر دیا ہے۔

ہندوستان کے دوسرے علاقوں کی نسبت تو ہم کچھ زیادہ واقفیت نہیں رکھتے۔ لیکن شمالی ہند کے کسی سینما گھر میں چلے جایئے سو وہاں آپ کو خوش پوش مسلمان نوجوانوں کا ایک جم غفیر نظر آئے گا۔ یہ وہ تعلیم یافتہ و زیر تعلیم نونہال ہیں جن کے والدین نے معلوم نہیں ان کو کس طرح تعلیم دلائی ہے۔ اور کہاں سے ان کے اخراجات پورے کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ آپ کو ایسے ان پڑھ مسلمانوں کی ٹولیوں کی ٹولیاں بھی دکھائی دیں گی۔ جن کی مائیں، بہنیں اور بیویاں فاقہ کشی کر رہی ہیں۔ جن کے مکان، زیور اور برتن تک ساہوکاروں کے پاس گروی ہیں۔ جنہوں نے دن بھر میں جو کچھ کمایا تھا اس کا دال آٹا خریدنے کی بجائے سینما کا ٹکٹ خرید لیا ہے۔ اب بعض جگہ برقعہ پوش بے نقاب دخترانِ اسلام بھی نظر آنے لگی ہیں۔ یہ جو کچھ عرض کیا گیا ہے۔ تخیل نہیں مشاہدہ ہے۔ قیاس و مبالغہ نہیں حقیقت ہے۔

اس وقت سینما کے متعلق شرعی و اخلاقی نقطۂ نظر سے کچھ کہنا مقصود نہیں۔ جب کورانہ تقلید کی مدہوشی چھائی ہوئی ہو۔ جب مشرقی روایات و احساسات تہذیب نو کی زبردست رَو میں بہے جا رہے ہوں تو غالباً ایسا کہنا کچھ زیادہ موثر بھی نہ ہوگا۔ لیکن آخر یہ کیا اندھیر ہے کہ سینما نوازی کے شوق میں، ہمارے نوجوان، ہمارے فاقہ مست افراد اور ہماری بعض پردہ نشین خواتین سب شامل ہیں۔ لیکن سینما سے جو فوائد حاصل کئے جا سکتے ہیں ان کی طرف کسی کو مطلق توجہ نہیں۔ اقتصادی لحاظ سے سینما سے مسلمانوں نے جس قدر فائدہ اٹھایا ہے وہ ظاہر ہے۔ مگر دوسری اقوام اس کے علاوہ بھی اور بہت سے فوائد حاصل کر رہی ہیں۔ وہ سینما کے ذریعے اپنے طلبا کو تعلیم دیتی ہیں۔ نوجوانوں میں سعی و عمل کا جذبہ پیدا کرتی ہیں۔ اپنے مذہب کی تبلیغ کرتی ہیں۔ اپنے افراد کے قومی و ملکی جذبات کو ابھارتی ہیں۔ اپنے سیاسی حقوق تہذیب و تمدن اور زبان کی حفاظت کرتی ہیں۔ یورپ و امریکہ کو جانے دیجئے۔ کیونکہ ان کی طرف تو ہماری نگاہیں اسی وقت اٹھتی ہیں۔ جب ہم نے کسی نقصان دہ بات کو قبول کرنا ہوتا ہے۔ آپ برادرانِ وطن کی طرف ہی دیکھئے کہ وہ متحرک تصاویر کے ذریعہ کس قدر مفید کام انجام دے رہے ہیں۔

آریہ سماج، شدھی سبھائیں۔ سنگٹھن اور سیوادل کے پرچارک دیگر سامان کے علاوہ اپنے ساتھ میجک لالٹین بھی رکھتے ہیں اور تقریروں کے ساتھ ساتھ تصویریں بھی دکھلاتے ہیں۔ کوئی ایسا واقعہ جو سیاسی یا مذہبی طور پر ہندو مفاد کو تقویت دینے والا ہو اس کو ہندو فلم ساز کمپنیاں فوراً فلم بند کر لیتی ہیں اور جگہ جگہ دکھلاتی ہیں۔ سب سے زیادہ یہ کہ برادرانِ وطن کی فلم ساز کمپنیوں نے کثیر تعداد میں ایسی فلمیں تیار کی ہیں اور کر رہی ہیں جن کا مقصد ہی ہندو تہذیب و تمدن کا احیا اور ہندی زبان کا پروپیگنڈا اور اس کے ساتھ ساتھ اسلامی روایات و تمدن کی بیخ کنی اور اردو کی مخالفت ہے۔ جنوبی ہند اور صوبہ بمبئی کی تیار شدہ فلموں پر ایک نظر کیجئے۔ یہ حقیقت خود بخود واضح ہو جائے گی۔

مسلمانوں کے غیر تعلیم یافتہ، سینما نواز طبقہ سے قطع نظر کیجئے وہ تو کچھ زیادہ نہیں سمجھ سکتا۔ ہم اپنے تعلیم یافتہ نوجوانوں سے پوچھنا چاہتے ہیں۔ کہ ان فلموں کو ملاحظہ فرماتے وقت کبھی آپ کا خیال مذکورہ بالا امور کی طرف بھی گیا ہے؟ ایسی بہت سی فلموں میں اسلامی تاریخ و تمدن غلط شکل میں پیش کیا گیا ہے۔ کیا کبھی آپ نے ان فلموں کے ہیڈ نگز پر بھی غور کیا ہے۔ کہ ان میں زبان اردو کو کس درجہ پر رکھا گیا ہے۔ کیا آپ نے ان فلموں کے ہندی۔ گجراتی۔ مرہٹی۔ انگریزی وغیرہ کے رنگین و وزنی آدم پوسٹروں کو پڑھ کر کبھی یہ بھی سوچا ہے کہ ان کے ذریعہ فلموں کی شہرت کے علاوہ کونسی زبانوں کی ترویج اور کونسی زبان کی تخریب مقصود ہے؟ مسلمان نوجوانوں کا ایک طبقہ ایسا بھی ہے۔ جو میری پکفورڈ۔ چارلی چیپلن، اور جینکی کوگن کی تصاویر اور کام کو دیکھ سرد آہیں بھرتا ہے۔ کہ ہماری قوم میں ایسے باکمال افراد نہیں ہیں۔ اور وہ اس دن کے بے صبری سے منتظر ہیں۔ جب شریف خاندانوں کے نوجوان لڑکے لڑکیاں ایکٹری کے پیشے کو اپنے لئے باعث فخر سمجھا کریں گے۔ کاش اس "نیک جذبہ" کے ساتھ ہی ان کو دوسری اقوام کی طرح سینما سے مفید کام لینے کا بھی شوق ہوتا۔

اگر ہم تہذیب جدیدہ کے طوفان کو نہیں روک سکتے، اگر اتنی تاب ضبط کی قابلیت ہم میں نہیں رہی۔ اگر کورانہ تقلید کی لعنت ہم پر پوری طرح مسلط ہو چکی ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ دوسری اقوام کی صرف شرمناک اور مضر عادات و خصائل کو اختیار کر لیں۔ اور مفید باتوں کو چھوڑ دیں۔ ہندوستان میں مغرب کی تقلید میں پہلے پہل ناولوں کا رواج شروع ہوا۔ ہندوؤں نے اسکو اپنی قومی اصلاح کا ذریعہ بنایا لیکن مسلمان مصنفین نے زیادہ تر مخرب اخلاق ناول ہی لکھے۔ ان کو پڑھ کر خدا جانے کتنے نوجوان گمراہ ہوئے اور کتنی لڑکیاں آوارہ ہوئیں۔ اور کتنے گھرانوں کی عزت و دولت تباہ ہوئی۔ ایسے ساتھ ساتھ تھیٹر کا شوق شروع ہوا۔ فرزندانِ توحید نے اندر سبھا۔ شیریں و فرہاد، لیلیٰ و مجنوں ایسے کھیلوں کی دل کھول کر قدر کی۔ اب متحرک تصاویر کا دور دورہ ہے۔ اگر مسلمانوں نے کوئی فلم تیار کی ہے تو ہیر رانجھا ایسی ہی بیہودہ کی طرز ہی کی ہوگی۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ یہ الفاظ بہت ناگوار ہیں۔ لیکن ان کے اندر ایک حقیقت بھی موجود ہے۔ وہ خواہ کس قدر تلخ کیوں نہ ہو۔ مگر اس کے حقیقت ہونے سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ آج ان باتوں کو سطحی اور معمولی کہہ لیجئے۔ لیکن کل کو ان سے جو ہولناک نتائج مرتب ہوں گے وہ سطحی اور معمولی نہ ہوں گے۔ ان سطور کے ذریعہ مسلمانوں کو فلم سازی کی صنعت کی طرف متوجہ کرنا مقصود نہیں۔ نہ ہم میں نوجوانوں کو مخاطب کر کے سینما کے خلاف کچھ کہنے کی جرأت ہے۔ بلکہ اس سے علیحدہ ایک اور بات کہی گئی ہے۔ جسے سمجھنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ کیا کوئی کان ہیں۔ جو اس صدائے درد کو سنیں۔ اور مستقبل قریب میں جو کچھ ہونے والا ہے اس پر غور کریں؟

ہمارے مہربان جناب مدیر الفضل با لقابہ جو اپنے کمالات مدیری و روحانی، کہنہ مشقی، قادر الکلامی اور خدا جانے کس کس چیز پر نازاں ہیں عموماً لاجواب اور زچ ہو کر دشنام طرازی شروع کر دیا کرتے ہیں۔ انہوں نے اپنی اس کیفیت کے زیر اثر ہمیں کئی بار گالیاں دیں، اور جہل مرکب لکھا ہے۔ نگران کی اپنی قابلیت یہ ہے کہ دو سطریں بھی صحیح نہیں لکھ سکتے۔ حالانکہ حضرت میاں صاحب کے سرکاری گزٹ کی کرسی ادارت پر عرصہ دراز سے متمکن ہیں۔ آپ کے کمالات روحانی کا تذکرہ تو کسی گذشتہ اشاعت میں ہو چکا ہے۔ کمالات مدیری کا نمونہ دیکھنا ہو تو ۱۸ نومبر کا الفضل کہیں سے لے کر اس کے تیسرے صفحہ کے کالم اوّل کی انیسویں سطر سے پڑھنا شروع کر دیجئے۔ چند سطروں ہی میں بہت سے نادر نمونے مل جائیں گے "پیغام صلح" میں ان سطور کو نقل کرنا اس کے وقار اخلاق کے لحاظ سے مناسب نہیں۔

معلوم ہوتا ہے کہ مدیر موصوف کے دماغ میں کوئی بہت ہی لاعلاج قسم کی خرابی واقع ہوئی ہے۔ جب لاجواب اور زچ ہو جائیں گے۔ تو شریفوں کی طرح خاموش رہنے کی بجائے دوسرے کو بازاری گالیاں دینی شروع کر دیں گے۔ پیغام صلح میں کوئی لفظ رہ جائے یا کاتب غلط لکھ دے تو وہ طوفان بے تمیزی برپا کریں گے۔ کہ توبہ ہی بھلی۔ اپنی یہ حالت ہے کہ چار سطریں لکھیں گے تو ان میں بیسیوں ذم کے پہلو نکلیں گے۔ کاش کوئی ان کو یہ باتیں سمجھائے۔ لیکن سمجھائے تو کون سمجھائے۔ اوّل تو قادیانی تہذیب، شرافت، اخلاق، متانت اور ظرافت کا معیار ہی دنیا بھر سے انوکھا واقع ہوا ہے۔ دوسرے مدیر موصوف میں نیک صلاح کے قبول کر لینے کی صلاحیت بھی ذرا کم ہے۔ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ مذکورہ بالا سطور مدیر "الفضل" با لقابہ بدحواسی کی حالت میں لکھ گئے ہیں۔ اس شذرہ کو پڑھنے کے بعد بھی جب وہ اپنے کارنامہ کو ملاحظہ فرمائیں گے تو ذرا مشکل ہی سے پتہ چلے گا کسی کو گالیاں دینی ہوں یا اپنے امام عالی مقام کی تعریف کرنی ہو۔ یا قادیانی جلسوں اور مناظروں کی فرضی رپورٹیں شائع کرنی ہوں تو یہ بھلی بری طرح کام چلا لیتے ہیں۔ لیکن سیاسیات یا کسی اور سنجیدہ موضوع پر مقالہ افتتاحیہ لکھنا ان کے بس کا روگ نہیں۔ قسم لے لو جو کبھی کوئی مطلب کی بات لکھی ہو۔ غالباً کسی قادیانی حکیم یا ڈاکٹر نے نسخہ میں لکھ دیا ہوگا۔ بطور علاج ایسا کر رہے ہیں۔ یا یہ مرض کا اثر ہوگا بہرحال دعا ہے کہ خدا شفا دے۔

پادری پال کی سخن فہمی

ہمارے دوست پادری ایس ایم پال نے مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری اور مولانا احمد علی صاحب شیعہ لاہوری کو اپنے اس دعوے کی شہادت میں بعد انتہا بلایا تھا۔ کہ وہ یہ بتائیں کہ آیا مولانا ثناء اللہ صاحب اور شیعہ مولوی صاحب اخبار "نور افشاں" کو کمک پہنچا رہے ہیں یا نہیں۔ مولوی ثناء اللہ صاحب کے ہم مشکور ہیں کہ انہوں نے حق کی گواہی دی ہے۔ جو یہ ہے:۔

"ہم حلفیہ کہتے ہیں کہ ہم نے کبھی "نور افشاں" کو قلمی یا نقدی مدد نہیں دی۔ رہی تصنیفی سو اس کا "نور افشاں" کو بھی اعتراف ہے۔ اور وہ کسی سے مخصوص نہیں وما کان عطاء ربک محظورا"

اب جناب پال صاحب کی سخن فہمی ملاحظہ ہو۔ کہ آپ اس شہادت کو اپنے حق میں سمجھ کر "پیغام صلح کی کذب بیانی" کا ثبوت سمجھ بیٹھے ہیں۔ پادری صاحب اگر دوبارہ عینک لگا کر ہمارے مضمون کو پڑھیں گے تو انہیں معلوم ہوگا کہ ہم نے یہی لکھا تھا کہ جس کی مولوی صاحب نے شہادت دی ہے۔ کہ آپ ایک دوسرے کے خلاف لکھنے کے لئے محض مخالفوں کے لٹریچر کے مرہونِ منت ہیں۔ چنانچہ مولوی ثناء اللہ صاحب کے خلاف لکھنے کے لئے مولوی عصمت اللہ صاحب سے کئی ایک کتابیں آیات نفر ثناء اللہ وغیرہ عاریتاً لے گئے تھے۔ اور ابھی تک آپ نے واپس نہیں کیں۔ ان دو شہادتوں کے بعد کہ آپ کا مبلغ علم محض مانگے تانگے حوالوں تک محدود ہے اور کسی شہادت کی ضرورت نہیں۔ البتہ شیعہ حضرات کی آپ نے نکودر اور جالندھر وغیرہ میں بہت مدد کی ہے۔ اگر وہ تقیتہً تو آپ کے حق میں لکھ دیں تو کوئی تعجب نہیں۔ مگر مولوی ثناء اللہ صاحب نے ہمارے حق میں شہادت دی ہے نہ کہ آپ کے حق میں۔

سامانہ ریاست پٹیالہ

میں آریہ سماج سے ایک زبردست مناظرہ

سامانہ ریاست پٹیالہ کے ایک اسلامی جلسہ میں شمولیت کی غرض سے خاکسار ایڈیٹر مرزا مظفر بیگ صاحب اور شیخ بشیر احمد صاحب پہنچے۔ جلسہ نہایت کامیاب اور بارونق ہوا۔ مرزا مظفر بیگ صاحب کا ایک مناظرہ بھی مہاشہ چرنجی لال پریم کے ساتھ الہامی کتاب پر ہوا کہ جس میں مرزا صاحب موصوف کو نہایت شاندار فتح حاصل ہوئی سامانہ کے ہندو تک ان کی کامیابی کے معترف تھے۔ اس کے علاوہ مرزا صاحب اور شیخ بشیر احمد صاحب کی متعدد تقاریر بھی ہوئیں۔ کہ جن میں ہندو مسلمان

خبریں

ہندوستان

—— شملہ ۱۸ اگست - یارووا جیل کی گفتگو اور وائسرائے کے نام چٹھی کے مضمون پر بدستور دلچسپی کا اظہار ہو رہا ہے - مگر مایوسی چھا رہی ہے -

—— کہا جاتا ہے کہ جب تک کانگرس اپنے رویہ کو صاف صاف ظاہر کر دے - اس وقت تک یہ مناسب نہیں کہ کانفرنس کی نمائندگی کی تمام نشستوں کو پُر کر دیا جائے -

—— شملہ ۲۰ اگست - ایک سرکاری اعلان مظہر ہے کہ ضلع پشاور کی حالت بہت کچھ ترقی کر گئی ہے - آفریدیوں کا لشکر کم از کم اس وقت منتشر ہو گیا ہے

—— ایک اور خبر مظہر ہے کہ تیرہ اور کرزیوں نے کوئی کارروائی نہیں کی - لیکن مہمندوں کی حالت جن میں حاجی صاحب ترنگزئی اب بھی مصروف عمل ہیں کسی قدر تشویشناک ہے - وادی کرم میں احمد زئی غلزیوں کے حملہ کا جو خطرہ تھا اس کا کوئی احتمال نہیں دکھائی دیتا -

—— پشاور ۲۰ اگست - خیر آباد کے نزدیک فوجی افسران کی ایک خالی موٹر کار پر فائر کئے گئے - لیکن کوئی نقصان نہیں ہوا - مہمندوں کا لشکر آج رات گندب پہنچنے والا ہے - آفریدی خاموش ہیں - وہ قبائل کو آمادۂ پیکار کرنے میں ناکام رہے ہیں - اس لئے گھروں کو واپس ہو رہے ہیں -

—— نارتھ ویسٹرن ریلوے نے اعلان کیا ہے کہ یکم ستمبر ۱۹۳۰ء سے تین سو میل سے زیادہ سفر کرنے والے درمیانی درجے کے مسافروں کے لئے تین سو سے زاید فاصلہ کا کرایہ ساڑھے چار پائی فی میل کی بجائے ساڑھے تین پائی فی میل کر دیا گیا ہے -

—— مقدمہ سازش لاہور کا سلطانی گواہ پریم دت اپنے سابقہ بیان سے منحرف ہو گیا ہے -

—— الہ آباد ۱۳ اگست - الہ آباد یونیورسٹی میں ابھی پکٹنگ جاری ہے - یوپی کی ڈکٹیٹر مسز اما نہرو عورتوں کو بطور رضاکار بھرتی کر رہی ہیں - تاکہ وہ یونیورسٹی پر پکٹنگ کریں -

—— ڈاکٹر جگن ناتھ وائس چانسلر ایک فصیح و بلیغ اشتہار شائع کیا ہے - جس میں طلبہ کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ دلفریب تقریروں کے جال میں نہ پھنسیں - اور انہوں نے امید ظاہر کی ہے کہ طلبا اس پر عمل کرتے ہوئے ہر اس طاقت کا مقابلہ کریں گے - جو ان کے درس و تدریس میں حائل ہو گی -

—— پونا ۱۹ اگست - آج پنڈت موتی لال نہرو اور پنڈت جواہر لال نہرو سپیشل ٹرین سے پولیس کی محافظت میں الہ آباد روانہ ہو گئے -

—— بلدیہ لاہور کے متعلقہ افسر اطلاع دیتے ہیں کہ وبائی امراض کا ہسپتال واقعہ ٹکسالی دروازہ ۱۸ اگست سے خانقاہ حضرت داتا گنج بخش کے عقب میں شیش محل روڈ پر منتقل کر دیا گیا ہے -

—— احمد آباد ۲۰ اگست - پنڈت مالویہ اور وٹھل بھائی پٹیل سورت سے آج صبح یہاں پہنچے - ان کا شاندار استقبال کیا گیا -

—— لکھنؤ ۲۰ اگست - معلوم ہوا ہے کہ لکھنؤ یونیورسٹی پر پکٹنگ جو ابتداءً رک گیا تھا پھر زور سے جاری ہونے والا ہے -

—— پشاور ۲۰ اگست - چیف کمشنر نے مارشل لا کے حاکم اعلیٰ ہونے کی حیثیت سے مارشل لا کے حکام مقرر کر دئے ہیں -

—— پشاور ۲۰ اگست اطلاع ملی ہے کہ حاجی صاحب ترنگزئی کی سرگرمیاں بوسے زئی اور خواص زئی مہمندوں میں کامیابی حاصل کر رہی ہیں - برطانیہ کے حلیف مہمند ملکوں کا خیال ہے کہ ۲۰ یا ۲۱ اگست کی رات پر ایک مخالف لشکر جمع ہونے کا حقیقی احتمال ہے - چنانچہ انہوں نے درخواست کی کہ خاصہ داروں کو امداد کے لئے بھیجا جائے -

—— اطلاع ملی ہے کہ کانگرس کے قاصد برطانی علاقہ سے باڑہ وادی میں جا کر آفریدیوں کو پھر جنگ کرنے پر آمادہ کر رہے ہیں - کرم کی سرحد پر غلزئی قبائل تا حال النستر کے مقام پر مقام پر جمع ہیں - دیکھ بھال کرنے والے ہوائی جہازوں پر ۱۹ کی صبح کو قبائل نے فائر کئے -

—— پشاور ۱۹ اگست "سول" کا نامہ نگار خصوصی رقمطراز ہے کہ پشاور اور اس کے نواح میں ہر طرح سے امن ہے - اور قرب و جوار میں کوئی مخالف قبیلہ موجود نہیں - لیکن حکام کی کارروائیوں میں کمی واقع نہیں ہوئی - چھاونی جانے والی تمام سڑکوں پر تار لگے ہوئے ہیں - اور تمام گاڑیوں وغیرہ کے داخلہ کے وقت تلاشی لی جاتی ہے - مارشل لا کی وجہ سے لوگوں کی روزانہ مصروفیتوں میں کوئی نمایاں تبدیلی واقع نہیں ہوئی -

—— پشاور ۲۰ اگست - پشاور پر پہلے حملے میں اطلاع ملی تھی - کہ تقریباً ایک سو آفریدی لشکر سے جدا ہو کر اٹک کے پل کی طرف چلے گئے تھے - اس جماعت کا ابھی تک پتہ نہیں چلا - لیکن حکام کو یقین ہے کہ وہ اپنے مقصد میں ناکامی محسوس کرتے ہوئے پہاڑوں کو چلے گئے ہیں -

—— لاہور ۲۰ اگست - سینٹرل جیل سے اطلاع ملی ہے - کہ سردار جگت سنگھ کی حالت بہت نازک ہو گئی ہے - ان پر بے ہوشی طاری ہو جاتی ہے - آج انہیں بھوک ہڑتال کئے ۲۲ دن ہو گئے ہیں -

—— لاہور ۲۰ اگست - علامہ سر محمد اقبال کے والد صاحب نے سو سال کی عمر میں سیالکوٹ میں وفات پائی - انا للہ وانا الیہ راجعون -

—— عنقریب کلکتہ اور رنگون کے درمیان ٹیلیفون کا سلسلہ شروع ہو جائے گا -

ممالک خارجہ

—— افغانستان کے ڈاکٹروں نے محکمہ طبیہ کے فیصلہ کے مطابق یہ طے کیا ہے کہ وہ آئندہ بغیر کسی فیس کے شہری حلقوں میں علاج کے لئے جایا کریں گے -

—— افغانستان کے مشہور ہندو وزیر نرنجن داس کا کابل میں ہیضہ سے انتقال ہو گیا - آپ امیر عبد الرحمان خان مرحوم کے عہد سے دولت افغانستان کے جلیل القدر عہدوں پر ممتاز چلے آتے تھے - اور شاہان افغانستان کو بھی ان پر خاص اعتماد تھا -

—— ایران میں عنقریب نئے انتخاب ہونے والے ہیں - اس کے لئے زبردست تیاریاں ہو رہی ہیں -

—— حکومت ایران نے فیصلہ کیا ہے کہ سیلون سے چائے کی کاشت کے چھ ماہرین فن بلوائے جائیں - جو ایران میں چائے کی کاشت کو ترویج دیں -

—— مصدقہ طور پر معلوم ہوا ہے کہ جرمنی نے ترکی کو ریلوے کا سامان خریدنے کے لئے بیس لاکھ پونڈ قرضہ دیا ہے - کہا جاتا ہے کہ حکومت ترکی ایک جرمن کمپنی کو دو سو دس میل ریلوے لائن بچھانے کا ٹھیکہ دیا ہے -

—— معلوم ہوا ہے کہ نادر شاہ کی علالت کی خبر بالکل غلط ہے - اور جشن استقلال افغانستان کے التواکی افواہ میں بھی کوئی صداقت نہیں ہے -

—— عبد الرحمان خاں سابق صدر بلدیہ کابل کو غداری وطن کے جرم میں سزائے موت دیدی گئی -

—— یورپ کے ممالک میں ہندوستانی چاول کی مانگ بڑھ رہی ہے

—— اطالیہ میں گذشتہ دنوں جو زلزلہ آیا تھا اس سے ایک ہزار چار سو ستاون آدمی مر گئے - اور بہت سے زخمی ہوئے -

—— قسطنطنیہ ۱۹ اگست - ایران نے کردی بغاوت کے سلسلہ میں اپنی آخری یادداشت ترکی کو ارسال کر دی ہے - اس میں لکھا ہے کہ حکومت ایران کسی صورت بھی ایران کے علاقہ میں کردوں کے خلاف جنگی کارروائی میں ترکی کی امداد نہیں کر سکتی - ترکی حلقوں میں اس بیان کو ایران کے تازہ دوستی کے اقرار کے منافی قرار دیا گیا ہے -

میر نیرنگ کا یکسالہ مسلسل دورہ
ضلع جھنگ کے نتائج کار

سید غلام بھیک نیرنگ معتمد عمومی جمعیۃ مرکزیہ تبلیغ الاسلام انبالہ - شہر جھنگ سے ۸ اگست ۱۹۳۰ء کی صبح کو روانہ ہوئے - اور اسی روز شام کو راولپنڈی پہنچ گئے - ضلع جھنگ میں جو رقم اب تک واقعی وصول ہو چکی اس کی تعداد ۲۶۰۰ روپیہ سے اوپر ہے - اور اس کے علاوہ ۱۴۰۰ کے قریب باقی واجب الوصول ہیں - شیخ محمد امین صاحب بیرسٹر ایٹ لا جھنگ اس بقایا کو وصول کریں گے - ضلع جھنگ کے خاص عطیات وصول شدہ حسب ذیل ہیں -

مہر نور اکبر خان صاحب رئیس گھیانہ	۵۰۰ روپیہ
سردار سید حسین شاہ صاحب رئیس رجوعہ	۲۸ پونڈ اور ۸ روپے
خان فقیر محمد خان صاحب اگزیکٹو انجینئر	۳۵۷ روپے
فقیر محمد رشید شاہ صاحب سجادہ نشین صادق نہنگ	۳۰۰ روپے
سردار سید غلام عباس صاحب رئیس رجوعہ	۲۰۰ روپے
میاں محکم الدین چراغ الدین صاحبان چنیوٹ	۱۳۳ روپے
شیخ محمد امین صاحب بیرسٹر ایٹ لا	۱۳۱ روپے
مولوی نور محمد صاحب چیلہ	۱۵۰ روپے
مخدوم سردار شاہ صاحب قریشی رئیس شورکوٹ	۱۰۰ روپے
مہر نجابت خاں صاحب سفید پوش کوٹ مرزا	۱۰۱ روپے
میاں مولا بخش محمد بشیر گلون چنیوٹ	۱۰۰ روپے
حاجی شمس الدین مولا بخش دوھادن چنیوٹ	۱۰۰ روپے

شیخ محمد امین بیرسٹر ایٹ لا گھیانہ اوّل سے آخر تک اس تمام سلسلہ کار کی روح رواں تھے - شیخ کریم بخش صاحب ایڈوکیٹ گھیانہ میاں مولا بخش گلون - چنیوٹ اور حاجی گل محمد گلون چنیوٹ نے بھی اس دورے کو کامیاب بنانے کے لئے بہت محنت کی - بہت سے اہم مقامات ضلع جھنگ میں برسات کی وجہ سے جانا نہیں ہو سکا - اگر وقت کی گنجائش نکل تو ان باقی ماندہ مقامات کا دورہ پھر کیا جائے گا -

(معتمد تبلیغ جمعیۃ مرکزیہ تبلیغ الاسلام - انبالہ شہر)

مراسلات

ازدواجی تعلقات پر عورت کے اسلام لانے کا اثر

(نوشتہ جناب ڈاکٹر صادق علی صاحب کپور تھلہ)

ایک اہم سوال

عنوان بالا سے ۹ / جنوری کے پیغام صلح میں ایک مضمون شائع ہُوا ہے اور دیگر اصحاب سے بھی اس کے متعلق اظہار رائے کی درخواست کی گئی ہے۔ سوال زیر بحث یہ ہے۔ "یہ ایک اہم سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کسی غیر مسلم حکومت میں ایک عورت مسلمان ہو گئی اور اس کا شوہر غیر مسلم ہے۔ عیسائی ہے یا یہودی ہے۔ یا ہندو ہے۔ یا دہریہ ہے اور حکومت کے قانون میں تبدیلی مذہب سے نکاح فسخ نہیں ہوتا۔ اب عورت کا تعلق ازدواج اپنے غیر مسلم خاوند سے قانون اسلام کے رُو سے درست ہے یا نہیں؟ اگر درست ہے تو کس دلیل سے؟"

اس سوال کا جواب جو مسلمان فقیہہ اور مفتی دیتے ہیں۔ وہ تو تقریباً سارے مسلمانوں کو معلوم ہے۔ اور غالباً مضمون محولہ بالا کا راقم بھی ان کے جواب سے بخوبی واقف ہے باوجود اس واقفیت کے پھر اس سوال کے شائع کرنے سے ان کا یہ مطلب معلوم ہوتا ہے کہ معمولی مسلم مسئلہ کے سوا کسی اور صورت سے اس مشکل سے رہائی حاصل ہو سکتی ہے یا نہیں۔ چونکہ عام مسلمان تو ہر ایک شرعی مسئلہ میں صرف فقہ اور فتاووں کی سند کو مانتے ہیں۔ ان کے سوا اور اس کے خلاف منصوصات قرآنی کی بھی وقعت نہیں کرتے۔ مگر یہاں اس اعتقاد اور ایمان کی وجہ سے کہ قرآن شریف تبیاناً لکل شے ہے۔ اس لئے ہر ایک شرعی مسئلہ کا جواب اس میں سے حاصل ہو سکتا ہے۔ اس کا جواب قرآن شریف سے ہی آگے لکھا جاتا ہے۔ اور فقہاء کے اصول مسلمہ کے لحاظ سے بھی یہ جواب زیادہ قابل توجہ ہونا چاہئیے۔

نبی کریم صلعم کا ارشاد

فقہا قیاس کو حجت بنانے کی دلیل ایک حدیث سے پیش کیا کرتے ہیں۔

قال علیہ الصلوٰۃ والسلام لمعاذ ابن جبل من مین بحثہ الی الیمن بما تقضی یا معاذ قال بکتاب اللہ تعالیٰ۔ قال فان لم تجد قال بسنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ قال فان لم تجد قال اجتہد برائی فصوبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال الحمد للہ الذی وفق رسول رسول اللہ علے ما یحب ویرضاہ

جب معاذ ابن جبل کو یمن کا امیر کر کے بھیجا تھا۔ اس وقت رسول صلعم نے فرمایا تھا۔ اے معاذ تو کس سند سے فیصلہ کیا کرے گا۔ اس نے عرض کی کہ کتاب اللہ سے۔ فرمایا کہ اگر کتاب اللہ میں کوئی بات نہ ملے۔ کہا سنت رسول اللہ سے۔ فرمایا اگر سنت رسول اللہ میں نہ ملے۔ کہا پھر میں اپنی رائے سے اجتہاد کرونگا۔ فرمایا۔ شکر ہے اللہ کا اس نے میرے قاصد کو توفیق دی۔ اس بات کی جس سے وہ راضی ہے اور جس کو وہ پسند کرتا ہے۔

اس حدیث سے یہ بات ثابت ہوئی کہ کسی مسئلہ کے فیصلہ کرنے میں پہلے قرآن شریف سے ہی کرنا چاہیئے۔ اگر قرآن شریف میں وہ مسئلہ نہ ملے تو پھر حدیث سے فیصلہ کرنا چاہیئے۔ اور جب حدیث میں بھی نہ ملے۔ پھر قیاس سے کام لینا چاہیئے۔ مگر پہلے قرآن شریف کو لینا ضروری ہے۔ قرآن شریف کے ہوتے ہوئے نہ سنت کو لینا چاہیئے اور نہ قیاس پر چلنا چاہیئے۔ عام طور پر تو اس بات کو سارے فقیہہ اور اہل حدیث بھی مانتے ہیں۔ لیکن عملی طور پر دیکھا جائے تو فتاووں کی اور محدثین کی رائے سے بالاتر جانا کوئی بھی جائز نہیں جانتا۔ کسی مسئلہ کے لئے قرآن شریف کو دیکھنا کوئی پسند نہیں کرتا۔

دو قابل توجہ امور

اس حدیث میں دو باتیں قابل توجہ ہیں۔ اول تو یہ کہ جب رسول صلعم نے معاذ ابن جبل کو امیر کر کے یمن کو بھیجا تھا تو اس وقت قرآن شریف نازل ہو رہا تھا۔ ابھی ختم نہیں ہو چکا تھا۔ اس لئے اس وقت یہ بات کہنی درست تھی کہ اگر قرآن میں کوئی مسئلہ نہ ملا تو کیا کروگے۔ مگر جب قرآن شریف نازل ہو گیا اور یہ آیت نازل ہو چکی۔ الیوم اکملت لکم دینکم۔ آج تمہارا دین پورا کر دیا گیا۔ پھر کس طرح ممکن ہے کہ کوئی دین کا مسئلہ ایسا ہو سکے جس کا حل اور جواب قرآن شریف میں نہ ملے۔ اگر یہ بات ممکن ہے تو اکملت لکم دینکم کے معنے کچھ نہ ہوئے بلکہ قرآن شریف دینی تعلیم دینے میں ناقص رہا اس لئے دین کے مسئلے معلوم کرنے کے لئے کسی دوسرے اولیاء کی مدد کی ضرورت رہی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اتبعوا ما انزل الیکم من ربکم ولا تتبعوا من دونہ اولیاء قلیلا ما تذکرون۔ الاعراف الخ۔ پیروی کرو اس کتاب کی جو تمہاری طرف تمہارے رب نے نازل کی ہے۔ اور اس کے سوا دوسرے بزرگوں کی پیروی نہ کیا کرو۔ کم ہی لوگ ہدایت پاتے ہیں۔ پھر اور جگہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وان ھذا صراطی مستقیما فاتبعوہ ولا تتبعوا السبل فتفرق بکم عن سبیلہ ذالکم وصاکم بہ لعلکم تتقون۔ الانعام ع ۱۹

یہی قرآن میری سیدھی راہ ہے۔ پس اس کی پیروی کرو۔ اور متعدد رستوں کی پیروی نہ کیا کرو۔ وہ تم کو اللہ کی راہ سے بھٹکا دیں گے۔ اللہ کا یہ حکم ہے۔ تاکہ تم متقی ہو جاؤ۔

حضرت عمرؓ کا قول

اس مضمون کی اور بہت آیتیں ہیں۔ حضرت عمرؓ کا قول ہے کہ ہمارے پاس کتاب اللہ کافی ہے۔ اور دوسرے صحابہ کرام کے آثار بخوبی ثابت کرتے ہیں۔ کہ اسلام کی ہدایت کے لئے اکیلا قرآن ہی کافی ہے۔ اور کسی دوسری سند کی ضرورت نہیں۔ رسول صلعم قرآن شریف کے مبین ضرور ہیں۔ مگر قرآن شریف کے سوا کوئی نیا شرعی حکم نہیں لائے۔

دوسری بات اس حدیث میں خیال کرنے والی یہ ہے کہ معاذ بن جبل نے جو کہا تھا کہ قرآن میں نہ پاؤں گا تو سنت رسول سے فیصلہ کروں گا۔ تو اس کی وجہ یہ تھی کہ رسول صلعم جو فیصلہ کرتے تھے جب تک قرآن مکمل نہیں ہو چکا تھا وہ واجب الاتقیاد تھا اور معاذ نے بہت سے فیصلے رسول صلعم کے خود دیکھے ہوئے تھے۔ لیکن بعد کے زمانوں میں بعینہ ایسے کبھی واقعات پیش آئے اور ان کا فیصلہ قطعی خبر سے دونوں باتیں ناممکن ہیں۔ اس لئے معاذ ابن جبل والی حدیث سنت اور قیاس کو حجت شرعی قرار دینے کے لئے بالکل ناکافی ہے۔ البتہ ہر ایک مسئلہ میں اول قرآن کی طرف رجوع کرنا۔ جو اس سے لازمی معلوم ہوتا ہے اتنا حصہ اس حدیث کا ہمیشہ کے لئے دلیل میں کار آمد ہو سکتا ہے۔

اب مسئلہ عنوان کے جواب کے لئے حسب حکم قرآن و احادیث قرآن شریف کی طرف ہی رجوع کرنا چاہیئے۔

کن لوگوں سے نکاح جائز نہیں ہے؟

قرآن شریف کے رُو سے زانیہ عورت اور مشرکہ عورت سے مومن مرد کو نکاح جائز نہیں ہے اور زانی مرد اور مشرک مرد سے مومنہ عورت کو نکاح کرنا جائز نہیں۔ حرم ذالک علی المومنین۔ سورۂ نور میں آ چکا ہے۔ اور دوسری جگہ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے الیوم احل لکم الطیبات وطعام الذین اوتو الکتاب حل لکم وطعامکم حل لھم والمحصنات من المومنات۔ والمحصنت من الذین اوتوا الکتاب من قبلکم اذا اتیتموھن اجورھن محصنین غیر مسافحین ولا متخذی اخدان ومن یکفر بالایمان فقد حبط عملہ وھو فی الاخرۃ من الخاسرین۔ المائدہ ع۔ آج کے دن تم پر طیبات حلال کئے گئے ہیں۔ اور اہل کتاب کا کھانا تمہارے لئے حلال ہے اور تمہارا کھانا ان کے لئے اور مومنات اور اہل کتاب کے لئے حلال ہیں۔ اور تم سے پہلے کے اہل کتاب کی محصنات عورتیں تم کو حلال ہیں۔ جب تم مہر کے بدلے ان سے نکاح کرو۔ اور لاولاد کی نیت سے ہو۔ اور شہوت رانی کی غرض سے نہ ہو۔ اور نہ چوری یاری کی صورت میں ہو اور جو شخص ایمان کا انکار کرے تو اس کا عمل ضائع ہو گیا۔ اور وہ آخرت میں خسارہ والوں میں سے ہوگا۔

عام مفسرین اس آیت کے معنے اور طرح کرتے ہیں۔ مگر قرآن ان معنوں کی اجازت نہیں دیتے۔ مومنہ عفیفہ عورتوں سے نکاح کرنا مومنوں کے لئے ہمیشہ سے جائز تھا۔ تو آج کے دن سے ان کا حلال ہونا کوئی معنے نہیں رکھتا۔ البتہ اہل کتاب کے ساتھ مناکحت اور مواکلت عداوت کے سبب سے پہلے ناجائز تھی۔ جب اسلام غالب ہو گیا تو عداوت کی قید دور کر دی گئی۔ سورۂ ممتحنہ کے شروع میں اللہ کے اور مومنوں کے دشمنوں سے دوستی کے تعلقات رکھنے کو منع فرمایا تھا۔ یا ایھا الذین امنوا لا تتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء تلقون الیھم بالمودۃ وقد کفروا بما جاءکم من الحق۔ اے مومنو! میرے دشمنوں کو اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بنایا کرو۔ کہ ان سے دوستی کا اظہار کرنے لگو۔ حالانکہ وہ اس حق سے انکار کرتے ہیں۔ جو تم پر نازل ہوا ہے۔ چونکہ مناکحت اور مواکلت دوستی کے نشان ہیں اس لئے اس آیت سے ان دشمنوں کے ساتھ دوستی کا کوئی تعلق رکھنا منع ہو گیا تھا۔ مگر دوسری آیت میں اللہ نے وعدہ کیا تھا کہ یہ عداوت دوستی میں بدل دی جائے گی۔ عسی اللہ ان یجعل بینکم وبین الذین عادیتم منھم مودۃ واللہ قدیر واللہ غفور الرحیم الممتحنہ ع۔ عنقریب اللہ ہماری دوستی کرا دے گا۔ تمہارے دشمنوں سے اللہ قادر ہے۔ اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ اللہ تعالےٰ نے اس وعدہ کو سورۂ مائدہ میں پورا کیا۔ جب دین کامل ہو گیا اور اسلام غالب ہو گیا۔ اور اسلام کی طاقت محکم ہو گئی۔ تب فرما دیا کہ وہ طیبات جو ایک عارضی وجہ سے تم پر حرام کر دئے گئے تھے اب حلال کر دئے ہیں یعنی اب اہل کتاب کے ساتھ دوستی کے تعلقات مناکحت اور مواکلت جاری کر دو۔

جب اللہ تعالیٰ نے خود اہل کتاب کے ساتھ مناکحت اور مواکلت کی اجازت دیدی۔ پھر جب اہل کتاب کے زن و شوہر میں سے کوئی ایک فریق مومن ہو جائے تو اس کا نکاح فسخ ہونے کی کوئی وجہ قرآن شریف سے نہیں معلوم ہوتی۔

اسلام کی عالمگیری کا سبب

اسلام توحید اور محبت کا دین ہے۔ جو ملت ابراہیمی بھی کہلاتا ہے اس سے نجات حاصل ہوتی ہے ظاہری شریعت کی قیود بھی انتظامی اور تمدنی نظر سے ضروری ہیں۔ مگر نجات ان پر منحصر نہیں ہے۔ اللہ تعالےٰ نے سورہ ابراہیم میں سچے دین کی تشبیہ اچھے درخت سے دی ہے۔ جس کی جڑھ ایک جگہ مستحکم ہو گئی ہے۔ اور اس کی شاخیں ہوا میں پھیل گئی ہیں۔ اور خوب پھل دیتی ہیں۔ دین اسلام کی یہ مثال ہے کہ اس کی جڑ تو عرب میں قائم ہوئی ہے اور اس کی پھل دینے والی شاخیں سارے جہان میں پھیل گئی ہیں۔

جس مذہب میں جتنی ظاہری قیود کم ہوں گی وہ اسی قدر زیادہ عالمگیر ہوگا۔ اسی وجہ سے اسلام سارے مذہبوں سے زیادہ عالمگیر مذہب ہے۔ جب یہود و نصارا کہتے تھے کہ یہودی ہو جاؤ یا نصارا ہو جاؤ تو نجات پاؤ گے تو کہہ دے کہ ہم تو ملت ابراہیمی کی پیروی کرتے ہیں۔ وہ مشرکین میں سے نہیں تھا" قرآن شریف میں کئی جگہ صرف شرک کو نجات کا مانع بتلایا ہے۔ موحد سے قرآن شریف میں بھی اور احادیث صحیحہ میں بھی نجات کے پختہ وعدے ہیں۔

ہندو اور مومن میں ازدواجی تعلق

باقی رہا مسئلہ۔ ہندو و مومن میں ازدواج کا تعلق ہو سکتا ہے یا رہ سکتا ہے یا نہیں؟

ہندو سارے ایک دین نہیں رکھتے۔ ان میں سے برہمو اور آریہ اور سکھ ایک خدا کو مانتے ہیں اور بت پرستی کو منع کرتے ہیں۔ ان کے ساتھ تو نکاح قائم رہنے کا کوئی مانع نہیں۔ باقی رہے وہ ہندو فرقے جو بت پرستی کرتے ہیں ان کی نسبت انشاء اللہ آئندہ کسی موقعہ پر لکھا جائیگا۔ فی الحال اس قدر گنجائش ہے۔

دنیا میں خود غرضی۔ خود پسندی نفلی۔ فخر وغیرہ نفسانی جذبات ہمیشہ سے فتنہ فساد کے موجب ہوتے رہے ہیں۔

باطل کوشی اور خیالات کا نہایت افسوسناک اور اشتعال انگیز مظاہرہ کیا ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ

"سکندر اعظم کا سانووا کولمبس ولسن محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سولانا پٹیر، نپولین، لیگی، آسٹرو، یہ تمام اشخاص کم وبیش ابن الوقت اور جعل ساز تھے۔ سب نے طالع آزمائی کے چھوٹے چھوٹے موقع سے فائدہ اٹھایا۔ عظیم الشان بلندیوں کی طرف اُٹھتے چلے گئے۔ اور آخر ٹھوکر کھا کر گر پڑے۔"

دوسروں کی نسبت تو ہم قطعی طور پر کچھ نہیں کہہ سکتے۔ لیکن سرکار دو عالم کے متعلق ہم اس باطل پرست مضمون نگار کو بتانا چاہتے ہیں کہ حضور کی زندگی دنیا کی سب سے زیادہ کامیاب زندگی ہے حضور نے کفر و ضلالت کی عالمگیر رَو کا اور مجیر العقول اور عدیم المثال کامیابی سے مقابلہ کیا۔ اور کبھی کسی بڑی سے بڑی مخالف طاقت کی پرواہ نہ کی۔ اگر نعوذ باللہ حضور ابن الوقت، جعل ساز اور ناکام تھے۔ تو ہم نہایت وثوق سے کہہ سکتے ہیں۔ اس صفحہ ارض پر کبھی بھی کوئی کامیاب و راستباز انسان نہیں ہوا۔ اور نہ آئندہ ہوگا۔ مضمون نگار نے واقعات و حقائق کی طرف سے بالکل آنکھیں بند کرکے یہ ہرزہ سرائی کی ہے۔ اس کی مثال اس اندھے کی سی ہے جو مہر نیمروز کی موجودگی میں اس کے وجود سے انکار کرے۔

اسٹیٹسمین پرانا انگریزی اخبار ہے۔ اس کی حیثیت بعض لحاظ سے نیم سرکاری جریدہ کی ہے۔ ہم حیران ہیں کہ اسے اس قسم کے باطل پرور اور اشتعال انگیز مضمون شائع کرنے کی جرأت ہی کیوں ہوئی۔

ہندوستان میں سات کروڑ مسلمان بستے ہیں۔ اسٹیٹسمین کے عملہ ادارت کا فرض ہے کہ وہ ملک کی اتنی بڑی آبادی کے آقا اور دنیا کی سب سے زیادہ پاک اور کامیاب شخصیت کے متعلق صحیح معلومات حاصل کرے۔ ہم اخبار مذکور سے پرزور مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ اپنے باطل پرست نامہ نگار کی غلطی کا واضح الفاظ میں اعتراف کرتے ہوئے مسلمانوں سے غیر مشروط طور پر معافی مانگے۔ اور آئندہ کے لئے اس بارہ میں خاص احتیاط سے کام لے۔ مسلمان اپنے آقا کی توہین کسی صورت میں بھی برداشت نہیں کرسکتے۔

آخر پر ہم حکومت کی توجہ بھی اس مضمون کی طرف مبذول کرانا چاہتے ہیں۔ اس سلسلہ میں اس کے ذمہ بھی کچھ فرائض ہیں۔ امید ہے وہ ان کی ادائیگی سے غافل نہیں ہوگی۔ اگر اس معاملہ پر مناسب توجہ نہ کی گئی تو اس غفلت کے نتائج ناخوشگوار ہو سکتے ہیں۔

شکریہ

میری بیماری کے دنوں میں جن دوستوں اور بزرگوں نے اظہار ہمدردی کیا ہے۔ میں ان کا بہت ہی مشکور ہوں۔ تین دن اور رات تو اس قدر شدید بخار رہا کہ اس شدت کا بخار مجھے عمر بھر کبھی نہیں ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ کا محض فضل ہے کہ میں اس حملہ سے بچ نکلا۔ میرا دماغ اور اعصاب تو پہلے سے ہی کمزور ہو چکے ہوئے ہیں۔ اس بخار کے بعد ضعف اور بھی بڑھ گیا ہے۔ جن بزرگوں نے مجھے ہمدردی کے خطوط لکھے انہوں نے میری خدمات کا ذکر محض اپنے حسن ظن کی وجہ سے کیا ہے۔ میں اپنے آپ کو اس کا اہل نہیں سمجھتا۔ ہاں دوستوں سے درخواست کرتا ہوں۔ وہ میرے لئے دعا کریں۔ کہ اللہ تعالےٰ مجھے اپنے دین کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔

(عبدالحق ودیارتھی)

تفسیر القرآن میں مقابلہ

میاں محمود احمد صاحب متعدد بار ہماری جماعت اور دوسری مسلمان جماعتوں کو تفسیر نویسی کی دعوت دے چکے ہیں۔ ہماری طرف سے ایک نہیں بلکہ دو انگریزی اور دو اردو تراجم و تفاسیر عرصہ سے شائع ہو چکی ہیں جن کے مقابل پر قادیانیوں کی طرف سے ایک بھی تفسیر گذشتہ سولہ سال سے شائع نہیں ہوئی۔

ذیل کی خط وکتابت میں مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے بھی خلیفہ صاحب کی تفسیر دانی کی دعوت بلا کسی شرط کے قبول کی ہے۔ امید ہے کہ اب قادیانی خلیفہ صاحب کو میدان میں آنے سے کوئی گریز نہ ہوگا۔

(پیغام صلح)

بخدمت حضرت مولانا صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

میری ایک احمدی دوست سے گفتگو ہوئی۔ دوران گفتگو میں اس نے کہا کہ ہمارے خلیفہ صاحب نے مدت سے چیلنج دے رکھا ہے کہ میرے مقابلہ میں کوئی تفسیر قرآن کریم عربی میں مقابلہ کرے۔ کوئی حنفی یا اہلحدیث آج تک تیار نہ ہوا۔ جس سے ثابت ہوا کہ تمام علماء ہمارے خلیفہ صاحب کا مقابلہ کرنے سے عاجز ہیں۔ میں نے کہا کہ مولانا ثناء اللہ صاحب نے چیلنج منظور کر لیا تھا لیکن خلیفہ صاحب نے ہی خاموشی اختیار کی۔ اب ہماری بھی ہماری طرف سے چیلنج ہے۔ کہ خلیفہ صاحب کو مولانا ثناء اللہ صاحب کے مقابلہ پر تیار کریں۔ تاکہ خلیفہ صاحب کی علمی قابلیت دنیا میں آشکارا ہو جائے۔ شیخوپورہ کے قادیانی دوست مقابلہ کرانے کو تیار ہیں۔ اس لئے حسب ذیل تحریر میں نے لکھ دی ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بخدمت جناب چودہری رحیم بخش صاحب سیکرٹری انجمن احمدیہ شیخوپورہ۔

سلام مسنون۔ خلیفہ صاحب نے جو چیلنج تفسیر قرآن مجید کی نسبت دیا تھا۔ مولانا ثناء اللہ صاحب نے منظور فرما لیا تھا۔ جس میں یہ شرط تھی کہ ایک علیحدہ مکان میں بیٹھ کر صرف سادہ قرآن مجید بلا ترجمہ اور سفید کاغذ اور قلم دوات لے کر تفسیر لکھیں۔ قریب قریب کوئی معاون یا مددگار نہ ہو۔ اور عربی تفسیر لکھی جائے۔ خواہ کوئی سورہ یا رکوع ہو۔ پھر وہ تفسیر چھپ کر دنیا کے سامنے آجائے۔ لوگ خود اندازہ لگا لیں گے کہ کس قدر علم اور روحانیت ہے۔ میں آپ کو باواز بلند کہتا ہوں کہ اگر مولانا ثناء اللہ صاحب تفسیر لکھنے سے انکار کریں تو میں ان کی جماعت سے علیحدہ ہو جاؤں گا۔ لیکن آپ بھی بالمقابل یہ اقرار کریں کہ اگر خلیفہ صاحب نے تفسیر لکھنے سے انکار کیا تو میں ان کی جماعت سے علیحدہ ہو جاؤں گا۔ میں یہ پیشگوئی کرتا ہوں کہ خلیفہ صاحب اس شرط پر تفسیر لکھنے کو کبھی تیار نہ ہوں گے۔ والسلام

نور حسین گھر جاکھی خطیب جامع شیخوپورہ

سیکرٹری صاحب نے بھی مجھے چند حروف لکھ دئے جو حسب ذیل ہیں۔

بخدمت جناب مولوی نور حسین صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عرض ہے کہ خلیفہ صاحب چیلنج تفسیر قرآن کی نسبت اول اخباروں میں دے چکے ہیں۔ اگر آپ کے دل میں یہ خیال ہے کہ تفسیر القرآن میں دونوں حضرات مقابلہ کریں تو میں راضی ہوں۔ میں بھی آج ہی خلیفہ صاحب کو قادیان لکھ دیتا ہوں کہ آپ باہمی شرائط طے کرکے دنیا کو حق اور باطل کی تمیز کا موقع دیں۔ میں آپ کی صلاح کو ماننا ہی نہیں بلکہ اتفاق کرتا ہوں۔ مگر ایک بات سے انکار ہے کہ احمدیت سے توبہ کا تعلق نہیں مان سکتا۔ ہاں اگر خلیفہ صاحب نے اس معاملہ سے پہلو تہی کی تو میں مولوی ثناء اللہ صاحب کو خلیفہ صاحب سے زیادہ عالم مان لوں گا۔ ممکن ہے بعد میں تائب بھی ہو جاؤں۔

خاکسار رحیم بخش سیکرٹری انجمن احمدیہ شیخوپورہ

چودہری رحیم بخش نے بھی یہ بیان قادیان بھیج دیا ہے۔ اور میں نے بھی ارسال خدمت کر دیا ہے۔ لہذا آپ اپنی منشاء تحت میں اظہار فرمائیں۔ والسلام

(نور گھر جاکھی)

اہلحدیث: پہلے بھی خلیفہ قادیان نے دیوبندیوں کو تفسیر نویسی کا چیلنج دیا تھا جس کے جواب میں ہم نے لکھا تھا کہ تعلیمی حیثیت سے ہم بھی دیوبندی ہیں۔ پس ایک سادہ قرآن شریف لے کر بٹالہ کی جامع مسجد میں بیٹھ کر بالمقابل تفسیر لکھئے جس کے جواب میں آج تک ہاں نہ پہنچی۔ بلکہ انکار کر گئے۔ گذشتہ را صلواۃ۔ اب بھی ہماری طرف سے کوئی شرط نہیں۔ صرف یہ کہ سادہ قرآن اور کاغذ قلم دوات لے کر الگ الگ ایک دوسرے کے سامنے بیٹھنا ہوگا۔ اور تفسیر اور معارف کے لئے ضروری ہوگا کہ علوم عربیہ کے ماتحت ہوں۔ بس

(ابو الوفا) (اہلحدیث)

پیغام صلح: ہمارے میاں صاحب تو شاید ہی اس تفسیر نویسی کے اکھاڑے میں تشریف لائیں البتہ مولانا ثناء اللہ صاحب کے اس شوق تفسیر نویسی پر ہماری التماس ہے کہ کہیں متقی کے معنی فاسق فاجر۔ دادی صاحبہ سے جواز نکاح۔ کچھ آریوں سے اور کچھ احمدیوں سے ڈر کر قرآن کی تفسیر الم غلم ذکر دیں گے کہ بعد میں پہلے کی طرح خاص مکہ معظمہ کے اندر عذر گناہ بدتر از گناہ کا آپ کو ارتکاب کرنا پڑے۔

کامیاب زندگی

حضرت مولانا محمد علی امیر جماعت احمدیہ لاہور تحریر فرماتے ہیں:۔

"کامیاب زندگی" کو کئی مقامات سے دیکھا ہے۔ "چودہری غلام حیدر خاں صاحب کی فرائض پر میں نے کتاب کتاب کا اصل موضوع یہ ہے کہ وہ کونسی باتیں ہیں جن سے انسان اپنی زندگی کو کامیاب بنا سکتا ہے اور کونسے امور ہیں جو اس کی کے راستہ میں حائل ہوتے ہیں۔ اور بالآخر اس کی زندگی کو ناکام بنا دیتے ہیں۔ بظاہر یہ ایک خشک سا مضمون ہے مگر کتاب کا طرز بیاں بہت دلچسپ ہے۔ اس کتاب میں ہر شخص کے لئے خواہ وہ زندگی کے کسی شعبہ میں کام کرتا ہو۔ تاجر ہو یا ملازم۔ سرمایہ دار ہو یا مزدور۔ بالخصوص ان نوجوانوں کے لئے جو زندگی کی کٹھن منزل میں داخل ہو رہے ہیں نہایت کارآمد باتیں ہیں جو انسان کی روزمرہ کی زندگی میں مشعل کا کام دینے والی ہیں۔ اس کتاب میں یہ دکھایا گیا ہے کہ کس طرح اچھے اخلاق اور اچھی عادات کا اثر انسان کے روزمرہ کے کاروبار پر پڑتا ہے کس طرح عزم و استقلال، محنت، سچائی، دیانت، امانت، توجہ اور تندہی سے کام کرنا انسان کی دنیا کے لئے مفید ہے۔ اور پست ہمتی۔ تلون، سستی، کاہلی، جھوٹ، بددیانتی اس کی دنیا کو برباد کرتے ہیں۔

اس کتاب کا اصل امریکہ کے ایک مشہور ماہر اقتصادیات کی انگریزی کتاب ہے جس کا ترجمہ چودہری غلام حیدر خاں صاحب نے سلیس اور عام فہم اردو میں کیا ہے۔ کیا اچھا ہو اگر ہمارے نوجوان ناولوں اور دیوانوں پر اپنا وقت برباد کرنے کے بجائے اس قسم کی مفید اور کارآمد کتابوں کو اپنے مطالعہ میں رکھیں جن سے ان کی زندگی سنور جائے۔ اور وہ خوشی جو چند لمحوں کے لئے وہ کسی ناول یا شعر سے حاصل کر سکتے ان کی اپنی میں ایک حقیقت [illegible] دے۔ یہ کتاب اس قابل ہے کہ ہر ایک نوجوان کے ہاتھ میں ہو قیمت ۸عہ

دفتر "مسلمان" میں تبدیلی

چند خاص ضرورتوں اور مجبوریوں کی وجہ سے دفتر "مسلمان" لاہور سے سوہدرہ منتقل ہو گیا ہے۔ اس لئے معاونین کرام سے درخواست ہے۔ کہ وہ آئندہ مندرجہ ذیل پتہ پر خط وکتابت کیا کریں۔

منیجر "مسلمان" سوہدرہ
ضلع گوجرانوالہ

مغرب میں فرزندانِ اسلام کی آبادیاں

ایک انگریز مسلمان کے فراہم کردہ اعداد و شمار

برطانی نومسلم خالد شیلڈرک سے منتشر مسلمانانِ یورپ کے بارہ میں اکثر پوچھا گیا جس سے متاثر ہو کر آپ نے حسبِ ذیل معلومات مرتب کی ہیں۔ بقول آپ کے یہ وہی ہیں جن کے وہ خود واقف ہیں۔

مسلمانانِ روس جمہوریہ شورائیہ روس کی تازہ مردم شماری کے مطابق یہاں ایک کروڑ ازسٹھ لاکھ مسلمان آباد ہیں۔ اور فی ہزار انسانوں میں صرف ۹۵ تاتاری منگل ۱۴۴ اُستر خاتی ۴۰ ابد خشانی ۲۹ چرنیزی ۵۰ کلمرک ۲۴ ترکمانی ڈکنزی ۵۶ کرغزی ۲۵ اورک باونسی خواندہ ہیں۔ ان کے بہت سے اخبارات ہیں اور حال میں تھیٹ سے مدرسے قائم کئے گئے ہیں۔ حکومت روسیہ نے ان کے لئے ایک زبردست تعلیمی پروگرام مرتب کیا ہے جس پر پوری طرح عملدرآمد ۱۹۳۲ء تک ہو جائے گا۔

مسلمانانِ آسٹریلیا یہاں زیادہ تر افغانوں کی تعمیر کردہ ۲۰ مساجد ہیں اور تازہ اطلاعات کے مطابق یہاں ۹۰۰ مسلم آباد ہیں۔ یہ تعداد مسلمانوں کی صحیح آبادی سے کم معلوم ہوتی ہے۔

نیوگنی اور فجی نیوگنی میں تقریباً پانچ ہزار اور فجی میں تین ہزار مسلمان ہیں۔ مسلمان فجی مذہبی حیثیت سے زندہ مسلمان کہے جا سکتے ہیں۔ اور انہوں نے اپنا ذوقِ مذہبی پورا کرنے کے لئے ہندوستان سے مولوی بلائے ہیں۔

ممالک متحدہ امریکہ یہاں ہزار ہا مسلمان آباد ہیں اور بیشتر زیادہ تر نیویارک افلاڈلفیا لوورک پٹسبرگ شکاگو ڈیٹرائٹ، بالٹیمور، بوسٹن اور دورکاسٹر میں پائے جاتے ہیں مشہور مالک کارخانہ موٹر سازی کے مسٹر فورڈ کی فیکٹریوں میں چند ہزار مسلمان کام کرتے ہیں صحیح اعداد تو معلوم نہیں لیکن ممالک متحدہ امریکہ کی شاخ ویسٹرن اسلامک ایسوسی ایشن ان کی ٹھیک تعداد معلوم کرنے میں مشغول ہے۔ ٹیکسی میں ۴۰۰۰ ہزار مسلمان ہیں جن میں زیادہ تر عرب ہیں۔ انہوں نے ایک زبردست اسلامی انجمن قائم کر رکھی ہے۔

جنوبی امریکہ کیوبا میں ۲۰۰۰ مسلمان رہتے ہیں۔ برازیل کے مسلمانوں کی تعداد ان کی ابتدائی مردم شماری سے اب دگنی یعنی پچاس ہزار ہے۔ ریاست سین پولا میں مسلمانوں کی بڑی تعداد موجود ہے۔ راؤ سے مسلمانوں کے چار اور سین رولو سے چھ اخبار شائع ہوتے ہیں۔ جمہوریہ ارجنٹائن میں ۲ عربی اخبار نکلتے ہیں۔ اور یہاں دس ہزار آدمی مسلمان ہیں۔ اور بہت سے پیراگوئی اور یوراگوئی میں جا کر آباد ہو گئے ہیں۔ کولمبیا۔ وینزویلا میں بھی کچھ مسلمان رہتے ہیں۔ اور اعراب اندلس کی نسل سے ہیں۔ یہ ایک ہزار سے کسی حالت میں کم نہیں۔

ڈچ گائنا منجملہ کل آبادی ۷۸۲۷۰ اکے یہاں مسلمانوں کی تعداد ایک تہائی ہے۔ گذشتہ سالوں میں یہاں اسلام خوب پھیلا۔ اور مسلمانانِ جاوا سے یہاں کے مسلمانوں کے گہرے تعلقات ہیں۔

گائنا فرانسیسی گائنا میں تقریباً ۶۷۵۰ اور برطانی گائنا میں ۱۸ ہزار مسلمان موجود ہیں۔ ان مقامات میں اسلام کی ترقی ویسٹرن اسلامک ایسوسی ایشن کی تبلیغ و اشاعت کی رہین منت ہے۔

ٹرینیڈاڈ جزیرہ ٹرینیڈاڈ میں ۱۷ ہزار مسلمان رہتے ہیں۔ اور افریقہ کے حبشی رفتہ رفتہ اسلام قبول کر رہے ہیں جامیکا میں پانچ ہزار مسلمان آباد ہیں۔

فرانس میں اسلام فرانس میں ۴۰ ہزار مسلمان آباد ہیں۔ اور یہ سب تعلیم یافتہ ہیں۔

بلجیم اور لکسمبرگ یہاں پانچ ہزار مسلمان رہتے ہیں۔ یہ زیادہ تر کارخانوں میں کام کرتے ہیں۔

پیرس کی مسلم آبادی کی میزان ۲۵ ہزار ہے یہاں ایک عالیشان مسجد ہے ۱۹۲۶ء میں تعمیر کی گئی ہے اور میرے یہاں کے مسلمانوں سے خوشگوار تعلقات ہیں۔

برطانیہ یہاں صوبہ ویلز کے شہر کارڈف میں مسلمان زیادہ رہتے ہیں۔ اور ان کی تعداد دس ہزار ہے۔ یہ زیادہ عرب ہیں ہومان کی تعداد دس ہزار ہے۔ یہ زیادہ تر عرب ہیں۔ لیکن ملایا ہندوستانی مسلمانوں کی بھی بڑی تعداد پائی جاتی ہے ان کی بیوی اور بچے سب مذہب اسلام پر عامل ہیں۔ اور یہ سب منظم ہیں۔ سوتھ شیلڈ میں عرب، مخلوط ملایا و صالی ترک اور مصری بھی ہیں۔ ان کے سردار کا نام حسن محمد ہے۔ ویسٹرن اسلامک ایسوسی ایشن کی شاخ یہاں مدرسے اور مسجد بنوانے کے لئے ایک قطعہ اراضی مزید رہی ہے۔ مجلس مذکور کو ایک قطعہ ملا تھا۔ لیکن نامناسب قرار دیا گیا۔ یہاں اکثر مسلمانوں کے بڑے بڑے جلسے ہوتے رہتے ہیں۔ اور بہت سے مسلمان دوکانیں کرتے ہیں۔ ہل سنڈرلینڈ۔ نارتھ شیلڈ نیوکاسل، لورپول اور دیگر مقامات میں بہت سے مسلمان رہتے ہیں۔ لندن کے مشرقی حصہ میں ۳۰۰ مسلمان خاندان مستقل طور پر آباد ہیں یہاں بہت سی ایسی قیام گاہیں ہیں جن میں بندرگاہ پر آنے والے ہزار ہا ملاح آ کر رہتے ہیں۔ مشرقی لندن کی آبادی زیادہ ہے۔

مسلم بچے معمولی سکول میں پڑھتے اور عیسویت کی تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ اور چونکہ مستقبل میں اس کی بدولت بہت سے خطرات ہیں اس لئے کم از کم قرآنی تعلیم کے لئے مسلم اسکول کھولنا چاہتے ہیں۔ خاص وجہ ایسے سکولوں کے قائم کرنے کی یہ ہے کہ یہاں زاید از تیس سال سے مسلمان رہتے ہیں۔ ان کی شادیاں ہو چکی ہیں۔ اور بچے بھی ہیں۔ اُن انگریز عورتوں کی تعداد جو اپنی شادی ہونے پر مسلمان ہوئی ہیں بہت زیادہ ہے۔ اس لئے کہ وہ اپنے بچوں کو بہترین تعلیم دلانا چاہتی ہیں۔ آخر میں میں اُس امداد کے لئے جو ہز ہائینس سر آغاخاں نے مجھے ان مقامات کو دیکھنے اور مسلمانوں کو منظم کرنے میں دی ہے خاص طور سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ ہز ہائینس مسلمانوں کی بہتری اور ویسٹرن اسلامک ایسوسی ایشن اور اس کی شاخوں میں گہری دلچسپی لیتے ہیں۔

(نجات)

ترکی میں خوفناک سازش

صلاح الدین کی سرگرمیاں

استنبول سے السیاستہ کا خاص نامہ نگار اپنی تازہ ڈاک میں لکھتا ہے کہ انگورہ کے دفاتر سے جو معلومات اب تک موصول ہوئی ہیں ان کا پتہ چلتا ہے کہ حکومت نے ایک جماعت کو گرفتار کر لیا ہے۔ جس کا مقصد ترکی مشرقی صوبجات میں بغاوت پیدا کرنا تھا۔ متعلقہ حالات نے واضح کر دیا کہ اس جماعت کا سرغنہ شیخ صلاح الدین ہے جس کے باپ شیخ سعید نے آج سے چند برس قبل کردستان میں علم بغاوت بلند کیا تھا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ اپنے رفقاء سمیت گرفتار ہو کر حسب الحکم عدالت پھانسی پر چڑھا دیا گیا۔

اس بغاوت کے بعد حکومت ترکی نے مشرقی صوبجات میں قیام امن کی بہتری تدابیر کیں۔ چنانچہ اس سلسلہ میں وہاں کے باشندوں کو مشائخ اور پیروں کی مکاری کے جال سے آزاد کیا۔ اور مکار صوفیا کو وہاں سے نکال باہر کیا۔ جو عوام پر طرح طرح کے لباس میں مسلط تھے۔ اور عوام کی گاڑھی کمائی میں اپنا زیادہ سے زیادہ حصہ لگا کر ان کی محنت و مشقت کا خون چوستے تھے۔ مگر حکومت کی ان اصلاحات نے ان اطراف میں کوئی قابل ذکر حادثہ پیدا نہیں کیا

انگریز افسر کی امداد

ہاں شیخ سعید جس نے کردستان میں بغاوت کی کوشش کی تھی اس کا ایک بیٹا صلاح الدین جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ عراق کے دار السلطنت میں اپنی تعلیم کی تکمیل کر رہا ہے وہ بغداد کے مدرسہ حربیہ میں زیر تعلیم تھا۔ جب ہی اس کے باپ کو پھانسی دی گئی۔ باپ کے اس طرح دنیا سے رخصت ہونے پر صلاح الدین کی اعانت کرنیوالے بغداد میں نکل آئے۔ چنانچہ ترکی مصادر سے آئی ہوئی خبریں۔ بتاتی ہیں کہ انگریزی افسر سر ہملٹن نے اس کی حمایت کی۔ اور تکمیل تعلیم کے لئے اس کو تین ہزار گنی کا عطیہ پیش کیا۔ صلاح الدین بغداد میں صرف تعلیم حاصل نہیں کر رہا تھا۔ بلکہ اس نے عراق کی کردی جماعتوں سے اپنا تعلق پیدا کیا۔ ترکی کے ان فدایانِ ملک سے راہ و مراسم پیدا کی جنہوں نے عراق میں مستقل سکونت اختیار کر لی ہے اور جن کے نام ترکی حکومت کی سیاہ فہرست میں لکھا ہوا ہے۔ ان سے مل کر ترکی کے خلاف سازش کا جال پھیلانا شروع کیا۔ اور اپنے ساتھ کردوں کی ایک جماعت شریک کر لی جس کا نام محی الاکراد رکھا۔ اور خود اس جماعت کا صدر بنا۔

انجمن کے کام میں مصروفیت

اس انجمن کی حلب و دمشق وغیرہ شہروں میں شاخیں تھیں۔ صلاح الدین نے بھی مناسب سمجھا کہ تعلیم کی تکمیل کو چھوڑ کر اس انجمن میں پورا پورا حصہ لے تاکہ اپنے باپ اور اس کے رفقاء کے انتقام لینے کی کوئی صورت نکل آئے۔

صلاح الدین کا مقصد انجمن میں شرکت سے یہ تھا کہ وہ ایسے اسباب بہم پہنچائے جن سے ایک جدید بغاوت ہو جس سے ایک طرف استقلال کردستان کا اعلان کیا جائے۔ اور دوسری طرف اپنا انتقام لیا جائے۔ لیکن بغداد میں قیام اس مقصد کو کسی طرح پورا نہ کر سکا۔ چنانچہ اعلان معافی سے فائدہ اٹھا کر وہ ترکی حدود میں داخل ہو گیا۔ اور اپنا کام کرنے لگا۔

وہ بغداد سے دیار بکر آیا اور اپنے باپ کے مکان پر آیا شہر کے معززین نے ملاقاتیں کیں۔ لیکن اس کو اپنے مقصد میں ناکامیابی ہوئی۔ یہ بہانہ بنا کر کہ ارض روم میں اس کی بہن بہت زیادہ بیمار ہے وہاں گیا۔ ارض روم پہنچکر صلاح الدین ممدوح کو عرصہ سے صلاح الدین جیسے آدمی کی تلاش تھی تاکہ وہ بھی اپنے والد کا انتقام لے سکے۔ اب تو دونوں متحد ہو گئے۔ اور ایک مشترکہ پروگرام پر عمل شروع کر دیا۔

چودہ مہریں

پہلا کام ان دونوں نے یہ کیا کہ لوگوں کو اپنا ہمنوا بنانے کیلئے چودہ مہریں بنوائیں جن میں سے سات مشتبہ تھیں۔ اور دوسری سات مستطیل مشتبہ مہروں میں انجمن کردستان شمالی کے الفاظ کندہ تھے اور ہر مہر کے وسط میں ایک ہاتھ کی شکل تھی جس میں خنجر تھا۔ یہ مہریں اس لئے بنائی گئی تھیں کہ صلاح الدین اور ممدوح افندی اپنے

۴۴

(بقیہ کالم ۳) ۴۴

اپنے کاغذات پر ان کو لگا کر روانہ کیا کریں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ حکومت نے ان تمام مہروں اور ہر شدہ کاغذات کو ضبط کر لیا۔

گرفتاری

بالآخر وہ وقت آگیا کہ ترکی حکومت ان دونوں کو گرفتار کرے۔ چنانچہ گرفتار کر کے انگورہ بھیج دیئے گئے۔ جہاں ان کا معاملہ زیر تحقیقات ہے۔ جج نے صلاح الدین سے بیان طلب کیا جس پر اس نے سر ہملٹن سے اپنے تعلقات کا ذکر کیا۔ اور اس کا اعتراف کیا کہ اس کو سر ہملٹن سے بعض وقت نقدی ملی۔ لیکن ذاتی مصارف کے لئے۔ نہ کہ ترکی کے خلاف کام کرنے کے لئے۔ اسی طرح صلاح الدین اس بات سے بھی انکار کرتا ہے کہ اس کا تعلق ان جماعتوں سے ہے جو آج ترکی سے باہر ترکی کے خلاف پروپیگنڈا کر رہی ہیں۔ ہاں صلاح الدین نے اس کا دعویٰ کیا کہ وہ انجمنوں میں اس لئے شریک ہوا کہ وہ ان کے حالات و مقاصد سے ترکی حکومت کو مطلع کر دے۔ بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ صلاح الدین نے اپنے معاونین کا نام بتا دیا ہے۔ اور انہیں بھی گرفتار کر لیا گیا ہے۔

(نجات)

مضمون نگار

اصحاب کی خدمت میں گذارش ہے کہ اب وقت بہت تھوڑا رہ گیا ہے۔ بواپسی مضامین ارسال فرمائیں۔ (مینجر)

---

۳۰ جولائی ۱۹۳۱ء کا پرچہ میلاد نمبر کی تیاری کی وجہ سے [illegible] نوٹ فرمائیں۔ مینجر

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللَّهِ فَإِن تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ

حضرت مسیح موعود اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفےٰ مارا امام و پیشوا

اندرین دین آمدہ از مادریم
ہم بدین از دار دنیا بگذریم

آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست

آں رسولے کش محمد ہست نام
دامن پاکش بدست ما مدام

مہر او با شیر شد اندر بدن
جان شد و با جان بدر خواہد شدن

ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام

ما ازو نوشیم ہر آبے کہ ہست
زو شدہ سیراب سیرابے کہ ہست

آنچہ مارا وحی و ایمائے بود
آں نہ از خود از ہماں جائے بود

اغراض و مقاصد

۱۔ مذاہب عالم کو دعوت اسلام۔
۲۔ فضائل اسلام اور قرآن کی نشر و اشاعت
۳۔ مسلمانوں کی باہمی تکفیر کو مٹا کر آپس میں

حضرت مسیح موعود اور آپکی جماعت کا مذہب

ما انبیا نیم ہر نبوت کمال
اقتدائے قول او در جان ماست

ذر ملائک و ز خبرہائے معاد
آں ہمہ از حضرت احدیت است

معجزات او ہمہ حق اند و راست
معجزات انبیائے سابقین

بر ہمہ ز جان و دل ایمان ماست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب

وصل دلدار ازل بے او محال
ہر چہ زو ثابت شود ایمان ماست

ہر چہ گفت آں مرسل رب العباد
منکر آں مستحق لعنت است

منکر آں مورد لعن خداست
آنچہ در قرآن بیانش بالیقین

ہر کہ انکارے کند از شقیاست
نزد ما کفر است خسران و تباب

اغراض و مقاصد

رواداری کی تلقین کرنا۔
۴۔ مجدد وقت حضرت مسیح موعود کی تعلیم اور خدمات اسلام سے دنیا کو روشناس کرانا۔

جلد ۱۸ | لاہور۔ یوم چہارشنبہ مطبوعہ یکم ربیع الثانی ۱۳۴۹ ہجری مطابق ۲۷ اگست سنہ ۱۹۳۰ عیسوی | نمبر ۵۶

ملکِ عرب کا آفتابِ درخشاں

مہاتما گاندھی کے چھوٹے صاحبزادے پیغمبرِ اسلام کی بارگاہ میں

(از خامہ مسٹر دیو یداس گاندھی خلف اصغر گاندھی جی)

گذشتہ سے پیوستہ

اس جگہ اس بات کی ضرورت نہیں معلوم ہوتی کہ میں آپ کی زندگی کے اور بھی چند اسی قسم کے واقعات نقل کروں۔ کیونکہ آپ کی سیرت پر بہت سی بلند پایہ اور قابل اعتبار تصانیف موجود ہیں۔ اور ان میں اس قسم کے واقعات بھرے پڑے ہیں۔ آپ کے طرز زندگی میں اس وقت بھی کسی قسم کا کوئی فرق نہیں پڑا۔ جب کہ آپ عہدہ رسالت پر مامور ہو گئے۔ آپ نے اپنی تمام زندگی اسی سادگی اور بے تکلفی سے بسر کی۔ دنیا کے عیش اور زندگی کی آسائش اس وقت بھی آپ کو اپنی طرف متوجہ نہ کر سکیں۔ جب کہ ایک سے زیادہ سلطنتوں کی دولت آپ کے قدموں میں لوٹ رہی تھی۔ آپ کی غذا بہت ہی سادہ اور تھوڑی تھی۔ اور کھانا آپ صرف اس ضرورت سے کھاتے تھے۔ کہ زندہ رہ سکیں۔ چٹائیاں اور بوریئے آپ کا بستر رہے۔ اور اس طرح بدن کے کپڑے بھی بہت ہی سادہ ہوتے تھے۔ آپ نے کبھی کسی سے سخت کلامی نہیں کی۔ حتیٰ کہ جنگ کے موقع پر دشمنوں سے بھی آپ کا لہجہ نرم ہوتا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ کو اپنی خواہشات اور جذبات پر پورا پورا قابو حاصل تھا۔ گیتا میں کرم یوگی کا جو حوالہ دیا گیا ہے وہ صفات آپ میں بدرجہ اتم موجود تھیں۔ یعنی آپ اپنے ناخوش آئند فرائض کو بھی سچے ایمان اور سچی جرات کے ساتھ انجام دیا کرتے تھے۔ اور خواہشات یا غرور کبھی آپ کے قدم میں لغزش نہ ڈال سکتا تھا۔

کرم یوگی اس شخص کو کہتے ہیں۔ جو اپنے بلندترین خیالات کو بھی عملی جامہ پہنا دے۔ اور محمد رسول اللہ ایک ایسی ہستی تھے۔ ایک فانی انسان ہونے کے باوجود آپ مافوق الانسان تھے۔ مسرت اور الم اور حزن و ملال جن کے اثرات کے ماتحت ہم معمولی انسانوں کی زندگیاں بسر ہوتی ہیں اور جو درحقیقت ہماری زندگیوں میں انقلاب پیدا کر دیتے ہیں ان سے یہ مقدس اور عظیم الشان روح کبھی متاثر نہ ہوتی تھی۔ آپ کی زندگی گیتا کی اس تعریف کا بالکل صحیح نمونہ تھی۔ جو پیغمبروں اور اوتاروں کی اس میں کی گئی ہے۔

وہ اس مقام پر پہنچ جاتا ہے کہ جہاں تمام خواہشات
ان کی طرف اس طرح بہتی ہیں جس طرح دریا سمندر
میں بہتے ہیں۔ جو پانی سے اگرچہ لبریز ہوتا ہے۔
[illegible]

نہ ایسا نہیں ہوتا کہ خواہشات سے مغلوب ہو کر
خواہش کرنے لگے۔ جس کے تمام کام ہوا و ہوس
کے سانچے سے آزاد رہتے ہیں۔ اور جس کے افعال
کو عقل کی آنچ تپا کر کندن بنا دیتی ہے۔ اسی کو حکماء
نے حکیم اور فرزانہ مانا ہے"۔ (گیتا)

مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ کے متعلق یہ خیال عام ہے کہ آپ نے رہبانیت کی تعلیم نہیں دی ہے۔ جہاں تک رہبانیت کا لفظ اپنے معنی میں مستعمل ہوتا ہے یہ خیال بالکل صحیح بھی ہے۔ لیکن یہ ناممکن تھا کہ آپ کی یہ خواہش ہوتی کہ قواعد و ضوابط جو انسانی زندگی کی رہنمائی کے لئے وضع کئے جائیں وہ بلندترین اخلاقی اور مذہبی معیار کے علاوہ کسی اور چیز سے مطابقت رکھتے ہوں۔ پیغمبر صاحب تو غالباً اسے پسند کر لیں گے کہ ہم اگر غلطی بھی کریں تو تعاید اتنہ ضرورت احتیاط کی سمت میں کریں۔ بہ نسبت اس کے کہ ہم سے بے اصولی کا اظہار ہو۔ آپ کے تیار کئے ہوئے نظام زندگی میں کسی قسم کی آزادروی کی کہیں گنجائش نہیں ہے۔ انہوں نے جہاں ہمیں زہد کی حد آخر سے محفوظ رکھنے کی کوشش کی ہے۔ وہیں انہوں نے قواعد و ضوابط کی پابندی میں ذراسی سستی اور ذراسی ڈھیل کو بھی دور کرنے کی سعی بلیغ فرمائی ہے۔ اور اس کا ثبوت ہمیں ان عبادات اور فرائض میں ملتا ہے۔ جن کا روزانہ بجالانا آپ نے اپنے پیروؤں پر فرض کیا ہے۔ اصل یہ ہے کہ اسلام اور پیغمبر اسلام کی تعلیمات کا خلاصہ یہ ہے۔ جیسا کہ میں سمجھتا ہوں۔ آپ کے متعلق یہ روایت کہ آپ نے ایک ایسے مکان کے اندر تشریف لے جانے سے انکار کر دیا تھا۔ جو بہت اچھی پیمانہ پر آراستہ و پیراستہ تھا۔ اس ذہنیت کی ایک واضح مثال ہے۔ جو آپ نے پیدا کرنی چاہی تھی۔ اور جسے پیدا کرنے میں آپ ایک بڑی حد تک کامیاب بھی ہوئے تھے۔ ہونا بھی یہی چاہیے تھا۔ کہ ایسی ذات کہ جس کے افعال و اعمال اس کے پیروؤں کے لئے اسوۂ حسنہ بننے والے تھے۔ اپنی تمام حرکات و سکنات کے متعلق اسی حد تک محتاط اور پابندِ ضوابط ہوتی۔

جو لوگ موجودہ حالت اور رسم و رواج میں انقلاب پیدا کرنے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں [illegible] بہتر صورتیں [illegible]

وہ پیغمبر صاحب کا وہ بلند تخیل ہے۔ جو آپ محنت و مزدوری کے متعلق رکھتے تھے۔ رسول خدا کی قائم کی ہوئی ان بیش مثالوں میں سے جنہیں لوگوں نے پھیلایا ہے ایک یہ ہے کہ آپ اپنے کپڑوں کو خود مرمت کرتے تھے۔ یہی نہیں بلکہ اپنے جوتوں کی بھی آپ اکثر گانٹھ کے کام میں اپنے خدمتگار کو مدد دیا کرتے تھے۔ اور مسجد کی تعمیر میں آپ نے مزدوروں کے ساتھ برابر کام کیا ہے۔ کام کرنے والے مزدوروں کے ساتھ کام کرتے وقت آپ اس طرح کام کرتے تھے۔ اور ان کے اندر اس طرح مل جاتے تھے کہ کوئی آپ کو پہچان نہ سکتا تھا۔

بچوں سے آپ کو خاص شغف تھا۔ اور ان کی صحبت میں آپ بہت خوش رہتے تھے۔ وہ خوش قسمت بچے جو آپ کے زمانۂ حیات میں تھے اور جنہیں آپ کی شفقت حاصل کرنے کا فخر حاصل ہوا اپنے گھروں میں اس قدر خوش نہ رہتے تھے۔ جتنا کہ آپ کی صحبت میں۔ بچوں میں اٹھنا بیٹھنا آپ کے لئے کوئی اتفاقی امر نہ ہوتا تھا۔ بلکہ یہ آپکا باقاعدہ اور دستور العمل تھا۔ کہ بچوں کی تلاش کر کے ان کے ہم جلیس ہوتے۔ اور اپنے بہترین خیالات ان کے دماغوں پر منقش کر [illegible] کیا تعلیم دینے کا اس سے زیادہ طبعی اور فطری طریقہ کوئی اور ہو سکتا ہے۔

پیغمبر صاحب کی زندگی کا اہم ترین پہلو کہ جس کی مخلصانہ تعلیم [illegible] کے آپ اپنے تمام پیروؤں سے کہ جن کے دل آپ کے عشق سے لبریز ہیں۔ متمنی بھی ہوں گے۔ آپ کے جذبہ ہائے محبت و عفو تھے۔ جو ان لوگوں کے لئے بھی عام تھے کہ جنہوں نے آپ کو ایذائیں پہنچائیں آپ کو ضرر پہنچانے۔ طرح طرح کی عقوبتیں دینے۔ آپ کو قتل کر دینے کے واسطے ایسے ایسے وسائل اختراع کئے گئے تھے کہ جنہیں سن کر رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں۔ لیکن آپ نے ان تمام مخالفتوں کو صبر و سکون سے برداشت کیا۔ اور ہمیشہ آپ کا یہ ایمان رہا کہ اس طرح تکلیفیں اٹھا کر آپ اس عظیم الشان مقصد کو پورا کر رہے ہیں۔ جو آپ کے سپرد کیا گیا تھا۔ یہ خیال کہ آپ کا یہ صبر و تحمل ہمت و دلیری کی کمی کی وجہ سے تھا۔ اس لئے رکیک اور ناقابل قبول معلوم ہوتا ہے۔ کہ ایک سے زیادہ موقعوں پر باقاعدہ لڑائیوں میں جن کے لڑنے پر آپ کو مجبور کیا گیا۔ آپ نے انتہائی شجاعت اور بہادری دکھائی ہے۔

زندگی کے ہر ایسے موقع پر کہ جب معمولی انسان اپنی کمزوری ظاہر کر دیتا ہے آپ فوق الانسان بلند عزم کے ساتھ اٹھے اور گم کردہ راہ عرب کو بہبود و ترقی کا راستہ دکھایا۔ یہ صحیح ہے کہ آپ ایک انسان تھے۔ مسلمان آپ کو ایک انسان ہی سمجھتے۔ اور خدا نہیں بلکہ جماعت انسان ہی کا ایک فرد کہتے ہیں۔ واقعی آپ انسان ہی تھے۔ لیکن ہمیں یہ ضرور سمجھ لینا چاہیے کہ آپ ایک ایسے انسان تھے جیسا کہ فی الحقیقت ایک انسان کو ہونا چاہیے۔ یا جیسا کہ خدا نے ہمیں بنانا پسند کیا تھا۔ کہ ایک ایسا انسان جیسے کہ ہم سب ہیں تیرہ سو برس پیشتر کے اس انسان کامل کے آستانے پر آ کر دنیا [illegible]

یہ ایک وجہ بھی نہیں دکھلا سکتا۔ یہ شخص نہ صرف دعویٰ کرتا ہے بلکہ ایک شاندار اور مشکل مقصد کو سامنے رکھ کر نہایت بے سروسامانی کی حالت میں اپنا کام شروع کرتا ہے اور اس میں پورے طور پر کامیاب ہوتا ہے۔

ذرا غور کیجئے

اس سے بھی تھوڑی دیر کے لئے قطع نظر کر کے غور کیجئے کہ ایک معمولی گاؤں میں پیدا ہونے اور غیر علمی اور دینی و قومی احساس سے خالی فضا میں پرورش پانے والا شخص اپنے سامنے ایسا شاندار مقصد رکھ سکتا ہے اور باوجود اشد ترین مخالفت اور ناموافق حالات کے اس کی کامیابی کی تدبیریں نکال سکتا ہے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے کیا۔ میں اس بات کو تسلیم کرتا ہوں کہ دنیا کے بہت سے بڑے آدمی دیہات میں پیدا ہوئے۔ لیکن انہوں نے اپنی تربیت و تجربہ کی بیشتر منزلیں ہمیشہ بڑے بڑے شہروں اور علوم و فنون کے مراکز میں طے کی ہیں۔ اگر یہ بات ان کو میسر نہ آتی تو آج تاریخ کے صفحات پر ان کا نام ہرگز موجود نہ ہوتا۔

حضرت مسیح موعود کے عدیم النظیر کارنامے

حضرت مسیح موعود کو دیکھئے۔ جہاں تک تحصیل علم و تجربہ کا تعلق ہے آپ کبھی قادیان سے علیحدہ نہ ہوئے۔ موجودہ زمانہ کو لیجئے۔ ملا جمال الدین افغانی۔ مصطفےٰ کمال پاشا اور سوامی دیانند وغیرہ چھوٹے چھوٹے دیہات ہی میں پیدا ہوئے۔ مگر کوئی کہہ سکتا ہے کہ ملا جمال الدین افغانی کو اپنے فاضل باپ کی تربیت کابل کے بہترین عالموں کی تعلیم اور مختلف ممالک کی سیاحت و اقامت میسر نہ آتی تو وہ اتحاد اسلامی کے لئے کچھ کر سکتے؟ مصطفےٰ کمال پاشا کو بھی قسطنطنیہ کے فوجی کالج کی تعلیم۔ گوناگوں تجربوں اور اپنے صاحب علم و فن دوستوں کی رفاقت کے بغیر یہ رتبہ ہرگز حاصل نہ ہوتا۔ سوامی دیانند اگر اپنے گاؤں سے بھاگ کر متھرا کے پاٹھ شالاؤں میں اپنی عمر عزیز کا کافی حصہ بسر نہ کرتے تو آج ہندو دنیا میں ان کا کوئی نام لیوا دکھائی نہ دیتا۔ اس کے برعکس حضرت مسیح موعود نے گاؤں کی مسجد کے گوشے اور اپنے حجرے کی تنہائیوں میں رہ کر دنیا کو دنگ کر دیا۔ انہوں نے دنیاوی تعلیم و تربیت اور تجربہ کے بغیر ہی مخالفین اسلام کو مسکت جواب دیئے۔ طالبین حق کے شکوک دور کئے۔ قرآن۔ حدیث و دیگر علوم دینیہ کی بے نظیر خدمت کی۔ براہین احمدیہ ایسی عظیم الشان اور معرکۃ الآرا کتابیں لکھیں۔ قادیان میں بیٹھ کر تمام ہندوستان اور ممالک اسلام کے فاضلوں کو مقابلے کے لئے للکارا۔ لیکن کسی کو سامنے آنے کی جرأت نہ ہوئی۔ غور کیجئے اگر کوئی غیبی طاقت ان کے ساتھ نہ تھی اور خدا وحی و الہام کے ذریعہ ان کی رہنمائی نہ کرتا تھا۔ تو پھر یہ سب کچھ کس طرح ظہور میں آ گیا؟ اگر خاکم بدہن حضرت صاحب کا دعویٰ صداقت سے خالی تھا۔ تو پھر انہیں کامیاب و بامراد ہونے کی بجائے نامراد رہنا چاہیئے تھا۔ کیا اللہ کے مامورین کے علاوہ کسی دوسرے شخص نے بھی اس قسم کے حالات میں رہ کر ایسی شاندار کامیابی حاصل کی ہے؟

آپ کی بے نظیر کامیابی

جھوٹا دعویٰ کر لینا آسان ہے لیکن اس کی مقبولیت و کامیابی پر پورا پورا یقین رکھنا ناممکن ہے۔ حضرت مسیح موعود نے بالکل بے سروسامانی کی حالت میں دعویٰ کیا۔ اور اس کے ساتھ پورے یقین و اعتماد کے ساتھ اپنے مشن کی کامیابی کی پیشگوئی کی۔ چند سال ہی میں دنیا نے دیکھ لیا کہ یہ پیشگوئی اپنی پوری شان سے پوری ہوئی۔ دعویٰ کے ہوتے ہی علما میں ایک طوفان برپا ہو گیا۔ انہوں نے ہر ممکن طریق پر حکام و عوام کو بھڑکایا۔ چاروں طرف سے شدید مخالفت شروع ہو گئی۔ حتیٰ کہ قادیان کے بہت سے ہندو اور مسلمان جانی دشمن ہو گئے۔ بڑے بڑے علما نے کفر کے فتوے دیئے۔ غیر مسلموں نے بھی مسلمانوں کو آپ کی مخالفت پر اکسایا۔ خود بھی نقصان پہنچانے کی ہر ممکن کوشش کی۔ ایسی حالت میں ایک کاذب شخص ہرگز ثابت قدم نہیں رہ سکتا۔ لیکن حضرت مسیح موعودؑ اس خوفناک طوفان میں ایک مامور کی طرح ثابت قدمی سے جمے رہے۔ اپنی کامیابی کی زور سے پیشگوئی کی۔ اور اپنے کام کو پوری طاقت اور عدیم النظیر ہمت و استقلال سے جاری رکھا۔ ہر مشکل کے وقت جبکہ دنیوی اسباب جواب دے جاتے ہیں۔ اور انسان بالکل مایوس ہو جاتا ہے یہ شخص اللہ کے سامنے جھکتا ہے اس کے بعد مطمئن و بے فکر نظر آتا ہے۔ پس ہر ایک انصاف پسند اور سعید الفطرت انسان سے سوال کرتا ہوں کیا یہ طرز عمل کاذب کا ہوا کرتا ہے؟

پیشگوئیاں

علاوہ ازیں یہ شخص اپنی صداقت کے نشان کے طور پر بہت سی پیشگوئیاں کرتا ہے۔ یہ تمام یکے بعد دیگرے سچی ثابت ہوتی ہیں۔ ان پیشگوئیوں کے سلسلہ میں بعض ایسے واقعات بھی ظہور پذیر ہوئے جن کا انجام دینا انسانی طاقت سے بالکل باہر ہے۔ لیکھرام کے واقعہ قتل ہی کو لیجئے۔ ایک طرف حکام ہندو اور زبردست قوم مقتول کی پشت پر ہے ادھر یہ حالت کہ اپنے گاؤں کے لوگ اور رشتہ دار بھی مخالف ہو رہے ہیں۔ دن اور تاریخ کے تعین کے ساتھ پیشگوئی کی جاتی ہے۔ لیکھرام کے گھر پر سرکار اور ہندوؤں کا زبردست پہرہ ہے عین وقت پر وہ قتل ہوتا ہے۔ اور انتہائی کوشش کے بعد قاتل کا کوئی سراغ نہیں ملتا۔ کہنے کو بہت سی باتیں کہی جا سکتی ہیں لیکن کیا کوئی اس قسم کا دوسرا واقعہ پیش کر سکتا ہے؟ اس سلسلہ میں حضرت صاحب کے گھر کی تلاشی بھی ہوتی ہے آپ کامل اطمینان سے گھر کی ہر ایک چیز پولیس کو دکھلاتے ہیں مطلق کسی پریشانی کا اظہار نہیں ہوتا۔ کیا ایک کاذب اور مکار کو ان حالات میں اطمینان حاصل ہو سکتا ہے؟

نصرت الٰہی

دعویٰ کے بعد باوجود انتہائی اور عالمگیر مخالفت کے اس مامور من اللہ کی نصرت کے سامان جمع ہونے شروع ہو گئے۔ دین کے خادموں کی ایک مخلص اور جاں نثار جماعت گھربار چھوڑ کر اس کے گرد جمع ہو گئی۔ قادیان کی فضا میں قال اللہ و قال الرسول کی کفرسوز و ایمان پرور صدائیں پیہم گونجنے لگیں۔ یہ معمولی بستی اپنے خراب راستہ اور غیر مناسب محل وقوع کے باوجود طالبین حق و خادمین دین کا مسکن اور زیارت گاہ بن گئی۔ علما نے حضرت مسیح موعود کی آواز کو دبانا چاہا۔ لیکن ان کی ہر صدا رہ رہ کر اٹھی اور دب دب کر گونجی۔ ان صداؤں نے جہاں سعید الفطرت لوگوں کو اپنی طرف کھینچا۔ وہاں مخالفین کو دہلا دیا۔ علما رسوم میں ایک کھلبلی مچ گئی۔ آریہ سماج سناٹے میں آ گیا۔ عیسائیت کی تو گویا بنیادیں ہل گئیں۔ سب سے زیادہ یہ کہ حضرت مسیح موعود نے ایسے آدمی پیدا کئے جو عہد سعادت کی یاد کو تازہ کرنے والے تھے۔ آپ کے زمانہ میں احمدیوں کی انتہائی مخالفت کی جاتی تھی۔ اکثر مقامات پر ان کا سوشل بائیکاٹ کیا گیا۔ جہاں کسی احمدی کا گذر ہوتا وہاں "مرزائی مرزائی" کی نحراشش و طعن آمیز آوازوں کے ساتھ لوگوں کی انگلیاں اٹھ جاتی تھیں۔ لیکن اس کے ساتھ ہی تمام کو اقرار تھا کہ یہ "مرزائی" عبادت گذار با اخلاق ہوتے ہیں۔ کیا ایسی باخدا اور نیک جماعت پیدا کر دینا ایک کاذب کا کام ہوا کرتا ہے؟

حضرت مسیح موعود اور ان کے غلاموں نے جو خدمت اسلام کی ہے اور کر رہے ہیں اس کا اقرار سمجھدار اور انصاف پسند مسلمانوں کے علاوہ باخبر غیر مسلموں کو بھی ہے۔ آریہ سماج کے اکثر مقتدر لیڈروں اور پادری زویمر ایسے پادریوں کی آرا سب کے سامنے موجود ہیں۔

ایک سوال

اس مضمون کو ختم کرتے ہوئے آخر میں پیش کردہ واقعات کی صحت کی کامل ذمہ داری لیتے ہوئے ایک بار پھر سوال کرنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ سب کچھ ایک کاذب شخص سے ممکن ہے؟ اگر اس سوال کا جواب نفی میں ہے تو پھر ظاہر ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ مامور من اللہ تھے۔ ان کو ماننا اور ان کی قائم کردہ جماعت میں شامل ہونا ہر ایک شخص کا فرض ہے۔ خدا سب کو اس کی توفیق دے۔ آمین۔

—— اخویم چوہدری محمد لطیف خاں صاحب اسلامیہ کالج لاہور سے یونیورسٹی کے امتحان میں امسال شامل ہوں گے۔ احباب سے کامیابی کے لئے خاص دعاؤں کے طالب ہیں۔ اسی طرح اپنی جماعت کے دیگر نوجوانوں کے لئے بھی سالانہ امتحانات میں کامیابی کے لئے دعا کی جائے۔

خبریں

—— پشاور ۲۳ اپریل۔ آج صبح دو کانگرسی رہنماؤں کی گرفتاری عوام کے تشدد پر اتر آنے کا پیش خیمہ ثابت ہوئی۔

دونوں کانگرسیوں کو کابلی دروازے کے تھانے کی طرف لے گئے اور ان کے پیچھے پیچھے ایک زبردست و پرجوش ہجوم تھا۔ وہ لاری میں بٹھا لئے گئے۔ لیکن روانگی سے قبل ہجوم نے اس پر حملہ کیا اور اس کے ٹائروں میں سوراخ کر کے اسے بیکار بنا دیا۔ امداد کے لئے پولیس طلب کی گئی۔ لیکن ہجوم نے پولیس پر اینٹوں سے حملہ کیا۔

مسٹر ایچ۔ اے۔ ایف مٹکاف نے ہجوم کو منتشر کرنے کی ہر ممکن کوشش کی لیکن ان پر لاٹھی سے حملہ کیا گیا۔ پولیس کے دوسرے حکام جو ان کے ساتھ تھے اور سرحدی فوجی پولیس (ملیشیا) کے کمانڈر مسٹر ڈی اے شارٹ بھی مجروح ہو کر مجبوراً وہاں سے چلے گئے۔

امداد کے لئے فوج بلائی گئی لیکن اس کے آنے سے پہلے ہجوم نے بلاشبہ مقابلہ کرنے کے لئے بازاروں میں مورچے لگا دئے۔ گورکھے پہنچ گئے اور انہوں نے بازاروں کا راستہ صاف کرنے کی کوشش کی لیکن ہجوم نے منتشر ہونے سے انکار کر دیا۔ اور بیان کیا جاتا ہے کہ بعض نے ایک گورکھا سپاہی پر حملہ کر کے اس کی رائفل چھین لی۔

اس حقیقت سے دلیر ہو کر فوج نے گولی نہیں چلائی۔ ہجوم نے دو مسلح گاڑیوں کے گرد گھیرا ڈال کر انہیں آگ لگا دی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ رائل ٹینک کور کے دو آدمی جو مسلح گاڑی میں تھے جل کر مر گئے۔

اطلاع موصول ہوئی ہے کہ ایک یورپین سارجنٹ (پولیس) شہر میں موٹر سائیکل پر جا رہا تھا کہ ہجوم نے اس پر حملہ کر کے اسے کلہاڑی سے ہلاک کر دیا۔

مسلح گاڑیاں ابھی شعلہ افروز تھیں کہ فوج آ پہنچی۔ اور کہا جاتا ہے کہ دو گورے اس حالت میں بچا لئے گئے۔ کہ ان کے کپڑے جل رہے تھے۔ وردیاں پانی میں بھگو کر ان پر پھینکی گئیں۔ لیکن ان تمام کوششوں کے باوجود وہ زخموں سے نڈھال ہو گئے۔

اطلاع موصول ہوئی ہے کہ فوج نے ہجوم پر رائفلوں اور مشین گنوں سے فائر کئے۔ اور بیان کیا جاتا ہے کہ اس طرح ۲۰ آدمی ہلاک ہو گئے۔ ہجوم منتشر ہو گیا۔ اور گوروں نے بازاروں کا رستہ صاف کر دیا۔ شہر بھر میں مختلف مقامات پر مشین گنیں نصب کر دی گئیں۔ پہرے لگا دئے گئے۔ شہر کے دروازوں پر زبردست گاردیں لگا دی گئیں۔ تاکہ اہل قبائل جو تباہی کے موقعہ پر لوٹ مار کے لئے پشاور میں جوق در جوق چلے آئے ہیں وہاں نہ آ سکیں۔

نیز بیان کیا جاتا ہے کہ ہجوم نے شہر کے ڈاک خانے اور تار گھر پر حملہ کر کے کھڑکیاں توڑ ڈالیں۔ لیکن اب تک کسی مزید نقصان کی اطلاع موصول نہیں ہوئی۔ شہر میں متعدد مقامات پر تار کاٹ ڈالے گئے۔ محکمہ تلغراف کے حکام انہیں درست کرنے میں مصروف ہیں۔ زخمیوں کی گاڑیاں مجروحین کی تلاش میں بازاروں کے چکر لگا رہی ہیں۔

ایک اعلان مظہر ہے کہ خان عبد الغفور خاں اتمان زئی متنبہ گرہ کرنے کے لئے دس ہزار رضاکاروں کی ایک جمعیت کے ساتھ پشاور آ رہے تھے لیکن پولیس نے انہیں روک دیا ہے۔ ورنہ وارداتوں کی تعداد بہت زیادہ ہو جاتی۔

اس وقت صورت حالات پر پورا پورا قابو پا لیا گیا ہے۔ مزید بدامنی کو روکنے کے لئے شہر میں کرفیو آرڈر نافذ کر دیا گیا ہے۔

—— شملہ ۲۴ اپریل۔ مصدقہ طور پر معلوم ہوا ہے کہ آنریبل مسٹر وی جے پٹیل نے اسمبلی کی صدارت سے استعفا دیدیا ہے لیکن وہ کچھ دنوں تک شائع نہ کیا جائے گا۔

—— پشاور ۲۴ اپریل۔ پشاور میں جو فساد ہوا اس کی مزید اطلاعات سے پایا جاتا ہے کہ فریقین کا حسب ذیل نقصان ہوا۔

ہلاک۔ پرائیویٹ برائینٹ۔ ۲ ہندوستانی

مجروحین۔ مسٹر گیرڈ سپرنٹنڈنٹ پولیس پشاور۔ مسٹر مٹکاف ڈپٹی کمشنر پشاور۔ کپتان رکنس گرڈ ہول رائفلز فسٹ آرمرڈ کار کمپنی کا ایک انگریز افسر اور متعدد سپاہی اور ۱۹ بلوائی جن میں سے آٹھ شدید مجروح ہیں۔

—— مسٹر گیرڈ مسٹر مٹکاف اور ۲۳ بلوائی آج صبح ۱۰ بجے لیڈی ریڈنگ ہسپتال میں داخل کئے گئے۔ چار بلوائی شدید زخموں کی وجہ سے انتقال کر گئے۔ آٹھ کی حالت خطرناک ہے۔ باقیماندہ زیر علاج ہیں۔ ان کے علاوہ ایک ہندوستانی پولیس افسر اور سات کانسٹیبلوں کو انڈین ملٹری ہسپتال میں داخل کیا گیا ہے۔ پولیس افسر کی ایک انگلی کاٹنی پڑی۔

بارہ بلوائیوں کی آج صبح شہر میں تجہیز و تکفین کی گئی۔ پرائیویٹ برانٹ کو فوجی اعزاز کے ساتھ یورپین قبرستان میں دفن کیا گیا۔

—— معلوم ہوا ہے کہ مسٹر مٹکاف پولیس کے تقریباً پچاس آدمی لے کر کل صبح ۱۳ سیاسی شورش پسندوں کو گرفتار کرنے کے لئے شہر گئے۔ گیارہ آدمی گرفتار کر لئے گئے۔ دو کا کوئی سراغ نہ ملا۔ جب یہ جماعت قصہ خوانی بازار پہنچی اور اس کا مقابلہ ایک مخالف اور معاندہ گروہ سے ہوا۔ چونکہ

مسلمانوں کے افلاس کے تین بڑے اسباب

چھوٹا پیر، رسمی مولوی اور ہندو ساہوکار

(از جناب عبدالحمید صاحب گوجرانوالہ)

ایک صاحب نے مسلمانوں اور خصوصاً زمینداروں کے طبقہ کی اقتصادی حالت کا خاص طور پر مطالعہ کیا ہے۔ ان کی رائے یہ ہے کہ مسلمانوں کے افلاس کے ذمہ وار تین قسم کے اشخاص ہیں۔ اول چھوٹے پیر، دوم رسمی مولوی، سوم ساہوکار۔

چھوٹے پیر۔ ان پیروں کا ایک فرقہ تو وہ ہے۔ جو کسی خانقاہ یا مزار کے سجادہ نشین ہوتے ہیں۔ وہ سالانہ عرس کے موقعہ پر نیز اراضی متعلقہ مسند سے جن کو معقول آمدنی ہوتی ہے یہ عموماً عیش و عشرت کی زندگی بسر کرتے ہیں۔ اگر کوئی مرید عرس کے موقع پر پہنچ نہ سکا یا نذرانہ پیش نہ کرے تو پیر صاحبان اپنے حواریوں سمیت خود دورہ کر کے یا اپنے خلیفہ کو بھیج کر غریب مریدوں سے نذرانہ وصول کرتے ہیں۔ بعض دفعہ سجادہ نشین کے فوت ہونے پر ایسے تنازعات پیدا ہو جاتے ہیں کہ مقدمہ پریوی کونسل تک جاتا ہے۔ اور اس مقدمہ پر ہزاروں بلکہ لاکھوں روپے بے دردی سے خرچ کر دیئے جاتے ہیں۔ جو غریب مریدوں کی گرہ سے نکلتا ہے۔ یہ لوگ قدرتی طور پر نہ صرف انگریزی تعلیم بلکہ ابتدائی تعلیم کے بھی جس کو سارا زمانہ ضروری سمجھتا ہے مخالف ہوتے ہیں۔ تاکہ لوگ جاہل رہ کر ان کے مرید بنے رہیں۔ ان کو اپنے نذرانے سے غرض ہوتی ہے۔ وہ بھول کر بھی اپنے مرید کا حال پوچھنے کی تکلیف گوارا نہیں کرتے کہ اس کا گذارہ کس طرح ہوتا ہے۔ اس کی مالی حالت کیسی ہے۔ اس کے کتنے بچے ہیں۔ آیا وہ زیر تعلیم یا ان پڑھ ہیں۔ ساہوکار کا کتنا قرض کس قدر ہے یہ گروہ مشہور حدیث طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم و مسلمۃ (یعنی علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان مرد عورت پر فرض ہے) کا مطلب مریدوں تک پہنچانا تو درکنار اس کو بالکل پس پشت ڈال دیتے ہیں۔

سفری پیر

دوسری قسم کے وہ پیر ہیں جو وقتاً فوقتاً کسی گاؤں یا قصبہ میں آ نکلتے ہیں۔ وہاں چند روز تلاوت قرآن مجید اور دن رات نوافل اور ذکر اذکار میں مصروف رہ کر لوگوں میں اعتقاد پیدا کرتے ہیں۔ پھر شہادت یا عرس کا بہانہ کر کے ادھر ادھر غریب مسلمانوں سے روپیہ بٹور کر رفو چکر ہو جاتے ہیں یا کسی عورت کو اغوا کر کے راتوں رات چلتے بنتے ہیں۔ اس قسم کے اچھے بد معاش پیروں کے کرتوت وقتاً فوقتاً اخباروں میں دیکھنے میں آتے ہیں۔ مسلمانوں بھائیوں کو چاہیئے کہ اس قسم کے پیروں کے دھوکے میں آ کر اپنے گاڑھے پسینے کی کمائی کا روپیہ ضائع نہ کریں۔

رسمی مولوی

رسمی مولوی۔ ان مولوی صاحبان نے کسی نہ کسی مسجد پر قبضہ جمایا ہوا ہوتا ہے۔ اور بن پڑے تو اس کو اپنے خاندانی ملکیت بنانے میں بھی دریغ نہیں کرتے۔ منبر پر وعظ کہنے کھڑے ہوتے ہیں تو پرانے دقیانوسی خیالات کو دہرا کر آجکل کی مروجہ تعلیم خصوصاً سائنس اور انگریزی تعلیم کو کوسنا شروع کرتے ہیں۔ اور جاہل مسلمانوں کو الدنیا جیفۃ و طالبہا کلاب (دنیا مردار ہے۔ اس کے طالب کتے) کا غلط مطلب سمجھا کر تھوڑا بہت جو وہ دنیا کا کام کرتے ہیں اس سے نفرت دلاتے ہیں۔ اس طرح مسلمانوں میں بیکاروں اور گداگروں کی تعداد بڑھانے کا موجب بنتے ہیں۔ ذرا سے گناہ یا اختلاف رائے پر کفر کا فتویٰ دینے پر جھٹ تیار ہو جاتے ہیں۔ خود اعمال صالحہ سے کوسوں بھاگتے ہیں۔ بلکہ بعض اوقات خارت میں افعال شنیعہ کے مرتکب ہوتے ہیں سچ ہے۔

> واعظاں کیں جلوہ بر محراب و منبر میکنند
> چوں بخلوت میروند آں کار دیگر می کنند

اس قسم کے مولوی صاحبان غیر مسلم اقوام کی نظروں میں اسلام کو بدنام کرتے ہیں۔ ان کو اپنے حلوے مانڈے سے کام ہوتا ہے مسلمانوں کے بہبود کا مطلق احساس نہیں ہوتا۔ چونکہ تنگ دل اور لالچی ہوتے ہیں اس لئے کانگرس جیسی جماعتوں کے دام تزویر میں جلد پھنس جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے مولویوں سے مسلمان بھائیوں کو بچائے۔ "از خویشتن گم است کرا رہبری کند"

ہندو ساہوکار

ساہوکار۔ آج کل مسلمانوں کا افلاس اس حد تک بڑھ گیا ہے۔ اور قرضہ کی عادت قوم میں اس درجہ سرایت کر گئی ہے کہ قرضہ مسلمانوں کی ایک لازمی صفت قرار پا چکا ہے۔ شاید پانچ فیصدی مسلمان قرضہ سے بچے ہوں۔ باقی ۹۵ فیصدی تو ہندو ساہوکاروں کے مقروض ہیں۔ ان ساہوکاروں کو مسلمانوں خصوصاً زمینداروں کے جان و مال اور خانگی معاملات پر اس قدر تصرف اور حکومت حاصل ہے کہ سرکار انگلشیہ کو نہیں۔ بوجہ قرضدار ہونے کے زمیندار ساہوکارات دن کا غلام ہے۔ جو حکم سرکار کرے وہ اس کی تعمیل کے لئے دست بستہ حاضر ہے۔ اندازہ لگایا گیا ہے کہ زمیندار پندرہ کروڑ روپیہ سالانہ صرف سود ادا کرتے ہیں۔ حالانکہ گورنمنٹ کا زر مالیہ پانچ کروڑ سے زیادہ نہیں ہے۔ غور کرنے کی بات ہے کہ جس قوم سے پندرہ کروڑ کی بھاری رقم نکل کر ہندو ساہوکاروں کے ہاں چلی جاتی ہو۔ اس قوم کا کیا حشر ہوگا۔ بوجہ افلاس کے کہاں تک خودداری۔ عزت اور خوشی کی زندگی نصیب ہو سکتی ہے۔ قدرتی طور پر ان کے حوصلے پست اخلاقی حالت پاس انگیز۔ غیرت اور ہمت مفقود نظر آتی ہے۔ سچ ہے۔

> آنچہ شیراں راکند روباہ مزاج
> احتیاج است احتیاج است احتیاج

اے مسلمان بھائیو! قرضہ بری بلا ہے۔ اس سے نجات اسی صورت میں ہو سکتی ہے کہ تم محنت اور ہمت کرو۔ ذرائع آمدنی بڑھاؤ۔ خرچ آمدنی سے کم کرو۔ تھوڑا بہت پس انداز کرنے کی عادت ڈالو۔ شادی کی فضول اور غیر شرعی رسمیں ترک کرو۔ اولاد کو تعلیم دلاؤ۔ اور اسلامی دکانوں سے ضروریات زندگی خرید کر اپنی قوم میں تجارت کو فروغ دو۔ ما علینا الا البلاغ

اخبار احمدیہ

حضرت امیر سلمہ اللہ تعالیٰ یکم اکتوبر کو پہاڑ سے تشریف لے آئیں گے۔ ۲ر اکتوبر کو بروز جمعرات مجلس معتمدین (جنرل کونسل) کا انعقاد ہے۔ ممبر صاحبان خصوصیت سے اس میٹنگ میں شمولیت فرمائیں۔

مولانا صدرالدین صاحب زین اوکاڑہ میں معہ اپنے عملہ کے نہایت سرگرمی سے مصروف ہیں۔ انشاء اللہ جلد ہی دخل کر لیں گے۔ بڑی زبردست مہم ہے۔ دعا کی ضرورت ہے۔

مولوی عصمت اللہ صاحب و مولوی عبدالحق صاحب دہرم سالہ کی طرف دورہ پر ہیں۔ کامیاب لیکچر دے رہے ہیں۔

مرزا مظفر بیگ ساطع و شیخ بشیر احمد صاحب نو مسلم عنقریب ضلع ڈیرہ غازی خاں میں اچھوت اقوام کی تبلیغ کے لئے جانے والے ہیں۔

اپنے دل سے پوچھئے

آپ اپنے دوستوں اور عزیزوں کے خط کس شوق سے پڑھتے ہیں؟ قرآن اللہ تعالیٰ کا ایک عظیم الشان خط ہے۔ جو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسے پیارے محبوب کے ذریعے سے تمہارے نام بھیجا گیا ہے۔ کیا آپ نے اس کو کماحقہٗ پڑھنے اور سمجھنے کی کوشش کی ہے۔ اگر نہیں تو اب بیان القرآن کو پڑھئے جو دور جدید کی بہترین تفسیر ہے۔ آپ اسے ماہوار قسط پر بھی لے سکتے ہیں۔

ایڈیٹر

بقیہ کالم ۳

رسول کریم کو خاطی ثابت کرنا معقول نہیں ہے۔

میں جب سے "نور افشاں" کے لمعات کو دیکھ رہا ہوں تب سے مجھ کو نہایت افسوس ہو رہا ہے کہ قادیانی بزرگ "نور افشاں" کو حملہ کرنے کا موقعہ کس لئے دیتے ہیں۔ میرے خیال میں مرزا صاحب اقدس کی حمایت بہت کچھ معقول صورت میں کہا جا سکتا ہے۔ مگر بقول مشہور

what has … been done

مراسلات

ایڈیٹر کا نامہ نگار حضرات کی آراء سے اتفاق ضروری نہیں۔

جناب ایڈیٹر صاحب السلام علیکم

۱۹ ستمبر کے "نور افشاں" میں لکھا ہے کہ مولوی سلیمان صاحب پھلواری نے مرزا صاحب پر یہ اعتراض کیا ہے کہ مرزا صاحب نے جان بوجھ کر اپنی نبوت کو ایک مدت تک لوگوں سے چھپایا اور اس کے مختلف معنے کرتے رہے۔ تشحیذ الاذہان اس کا جواب یوں دیتا ہے۔

"اول میں اس امر کو پہلے کئی مضمون میں بیان کر چکا ہوں کہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عام مسلمانوں کی طرح پہلے بھی اعتقاد تھا کہ اس امت میں نبی نہیں ہو سکتے۔ اس لئے آپ نے تمام ان الہامات کی جن میں آپ کو نبی کے لفظ سے پکارا گیا تھا۔ کچھ نہ کچھ تاویل کر کے اپنے آپ کو نبی کہلانے سے اجتناب کیا ....

"پھر ہم کہتے ہیں کہ اگر آپ کو علم بھی ہوا اور آپ نے دیدہ دانستہ اس کا اظہار نہ کیا ہو تو اس میں بھی کوئی نقص لازم نہیں آتا کیونکہ بہت سی باتیں ہوتی ہیں۔ جن کو انبیاء مصلحت وقت سے لوگوں کے ابتلا سے ڈر کر ان کا اظہار نہیں کرتے۔ چنانچہ دیکھو حضرت صلعم کو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وتخفی فی نفسک ما اللہ مبدیہ وتخشی الناس واللہ احق ان تخشاہ ......"

اس سے یہ نتیجہ نکالا ہے۔ کہ رسول کریم نے اللہ کے حکم کو لوگوں کے ڈر سے چھپایا۔

اس کے بعد تشحیذ الاذہان نے ایک حدیث نقل کی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ رسول کریم نے لوگوں کے ڈر سے کعبہ کی تعمیر ابراہیمی بنیاد پر نہ کی۔

غرض اسی طرح سے مرزا صاحب اقدس نے لوگوں کے ڈر سے مدت تک اپنی نبوت کو مخفی رکھا۔ جب رسول کریم نے لوگوں کے ڈر سے حق کو چھپایا اور آپ کو اس فعل کے سبب کوئی مطعون نہیں کرتا۔ تو مرزا صاحب اقدس کو اسی قسم کے فعل پر کیسے مطعون کیا جاتا ہے؟

معلوم نہیں کہ پادری بال صاحب قادیانی رسالوں کا حوالہ نقل کرنے میں کچھ تصرف کرتے ہیں یا فی الحقیقت وہ رسالے ہی بے بنیاد باتیں لکھ دیتے ہیں۔ مگر مسلمان کو تعصب اور بیجا سعایت سے پاک ہو کر عدل کے موافق کلام کرنا چاہیئے تشحیذ الاذہان کے ایڈیٹر بھی بہت اچھے ہیں۔ اور پادری صاحب بھی بہت اچھے ہیں۔ مگر تشحیذ الاذہان سے جو کلام نقل کی گئی ہے وہ بالکل بے موقع نامناسب اور غیر صحیح ہے۔

قرآن شریف میں حق کو اور خدا کی کلام کو چھپانے والوں کی نسبت جو وعید وارد ہوتے ہیں۔ ان پر ایمان رکھنے والا شخص کبھی حق کے چھپانے کا ارتکاب نہیں کر سکتا ہے۔ مرزا صاحب تو ایسے قبیح افعال کے ارتکاب سے بہت دور ہیں۔ بالاتر ہیں۔ علو اکبرا۔ دیکھو۔ ان الذین یکتمون ما انزلنا۔ (۲: ۱۵۹ و ۱۶۹)

ویکتمون ما اتاھم اللہ من فضلہ ۴: ۴۱۔ وغیرہ اس مضمون کی بہت آیتیں ہیں۔ اگر مرزا صاحب کو خدا نبی کہہ کر خطاب کرتا ہے اور مرزا صاحب نبی کے معنے محدث کے کرتے ہیں۔ تو اس سے بڑھ کر کلام الٰہی میں تحریف اور کیا ہو سکتی ہے؟

تشحیذ الاذہان نے جو آیت نقل کی ہے اس سے رسول کریم کا حق کو جان کر چھپانا بالکل ظاہر نہیں ہوتا۔ اس میں تو صرف یہ ذکر ہے۔ کہ جس بات کو آپ چھپاتے تھے اللہ ظاہر کر دیگا۔ اور وہ بات کوئی تبلیغ سے تعلق نہیں رکھتی تھی۔ وہ تو آپ کو یہ ڈر تھا کہ زید نے علیحدگی اختیار کی تو مجھ پر اس کا بوجھ پڑے گا۔ اگر اس کے اور معنے بھی کئے جائیں تو بھی یہ بات نہیں نکلتی کہ خدا نے پہلے کوئی حکم نازل کیا تھا۔ اور رسول کریم نے لوگوں کے ڈر سے اس حکم یا اس حق کو چھپایا۔ اور کعبہ کو ابراہیم کی بنیاد پر دوبارہ تعمیر کرنا تو کبھی قرآن شریف کا حکم نہیں ہے اس لئے یہ بھی کتمان حق نہ ہوا۔

مرزا صاحب اقدس کو خطا سے پاک ثابت کرنے کے سوائے

اقدام کی حکمتِ عملی تباہ کن اور ہلاکت خیز ثابت ہوگی

تیراہ پر قبضہ سے عالمگیر جنگ کا خطرہ

(گذشتہ سے پیوستہ)

طیاروں کی ناکامی

تجویز کی گئی ہے کہ علاقہ غیر کو پرامن کرنے کے لئے باقاعدہ فوج کی بجائے طیاروں سے کام لیا جائے۔ تو اخراجات میں بہت تخفیف ہو جائے گی۔ لیکن تازہ تجربات نے آفریدیوں کے خلاف ہوائی بیڑے کی کامیابی کو مشتبہ بنا دیا ہے۔ جس حالت میں ہوائی جہاز ضلع پشاور کے میدانوں میں آفریدیوں کو روک نہیں سکتے یہ غیر اغلب معلوم ہوتا ہے کہ وہ آفریدیوں کے اپنے ملک میں زیادہ کارآمد ثابت ہوسکیں۔

سابقہ تجربات

ٹریبیون کے مذکورہ بالا نامہ نگار شملہ نے لکھا تھا "دوسرا سوال یہ ہے کہ آیا اقدام کی کارروائی سے مزید الجھنیں پیدا نہیں ہوجائینگی۔ اور دوسرے قبائل بھی آفریدیوں کی ہمدردی میں نہیں اٹھ کھڑے ہوں گے۔ جس کا اس وقت کوئی اندازہ نہیں ہوسکتا۔ قبائل کی گذشتہ روایات تاریخ اور ان کے متعلق تجربے سے اس قسم کی امداد کی کوئی توقع نہیں۔ لیکن تمام ہندوستان میں جو موجودہ تبدیلی خیالات کا مظاہرہ دکھائی دے رہا ہے اس نے بھی گذشتہ تجربوں کو جھٹلا دیا ہے۔ سرحد کے اندر بھی صرف ایک سال ہوا کوئی شخص یہ گمان نہیں کرسکتا تھا کہ پٹھانوں میں اس قدر قلیل عرصہ میں قومی تحریک اس قدر مضبوط ہوجائے گی۔ مسٹر بالڈون وزیر خارجہ نے گذشتہ اپریل ہی میں کہا تھا کہ صوبہ شمال مغربی سرحد میں صرف دو یا تین اشخاص ایسے ہیں جو آئینی اصلاحات کا نظریہ رکھتے ہیں۔ لیکن بعد کے واقعات سے ظاہر ہوگیا کہ تمام صوبہ ان کے حصول کے لئے تلا ہوا ہے۔

مسعودوں کی گذشتہ جنگ

مسعودوں کی آخری جنگ جو ۱۹۱۹ء سے ۱۹۲۵ء تک بڑے زور و شور سے جاری رہی۔ حال ہی کا واقعہ ہے۔ اس عرصہ میں چالیس پچاس ہزار تک برطانی افواج مصروف عمل رہیں۔ اور جو روپیہ صرف ہوا۔ وہ بھی کم و بیش چالیس اور ۴۰ کروڑ کے درمیان ہے۔ حالانکہ مسعودوں کی جنگی طاقت کا اندازہ ۱۴ ہزار سے ۱۸ ہزار سپاہی تک ہے۔ لیکن آفریدیوں کی جنگی طاقت کا اندازہ ۷۰ ہزار کے قریب ہے۔ اگر وزیری بھی ان سے مل جائیں تو ان کی تعداد میں مزید ۷ ہزار کا اضافہ ہوجائے گا۔ اور اگر مہمند بھی شامل ہوگئے اسی قدر اور طاقت بڑھ جائے گی۔ اگر افغانی علاقہ کے قبائل نے بھی جنگ میں حصہ لیا تو جنگ کے اخراجات کا اندازہ قیاس سے باہر ہوگا۔

اقتصادی جنگ

زمانہ ماضی میں آفریدیوں کے حملے اقتصادی حالت کے ماتحت ہوا کرتے تھے۔ اور اگر حکومت برطانیہ نے ان کی سرمائی قیام گاہوں اور ان کی چراگاہوں پر قبضہ کر لیا۔ جیسا کہ تجویز کیا گیا ہے تو آفریدیوں کی اقتصادی حالت بدتر ہوجائے گی۔ حکومت ہمیشہ کے لئے ان سے جنگ جاری نہیں رکھ سکتی۔ اس لئے پہلے کی طرح انہیں وظائف دینے پڑیں گے۔ لیکن تبدیل شدہ حالات کے ماتحت یہ وظائف موجودہ مواجب سے دس گنا زیادہ ہوں گے۔

ناکہ بندی

کہا جاتا ہے کہ جنوبی تیراہ پر قبضہ کرنے کا خیال اس وجہ سے پیدا ہوا ہے کہ سرکاری علاقہ پر آفریدیوں کے حملوں کی ناکہ بندی کی جائے۔ لیکن کیا حکومت اس بات پر آمادہ ہے۔ کہ وہاں پر مستقل طور پر بھاری فوج مسلط رکھے۔ تازہ تجربات سے اس صورت حالات کی بھی تردید ہوتی ہے۔ گذشتہ ماہ اگست میں بے شمار برطانی افواج کے ساتھ تقریباً تمام آفریدی محاذ کی ناکہ بندی کردی گئی تھی۔ اور اس کے علاوہ پشاور چھاؤنی میں بھی افواج کا سیلاب آیا ہوا تھا۔ لیکن اس کا نتیجہ کیا نکلا۔ آفریدی سرکاری علاقہ میں داخل ہوگئے۔ اور انہوں نے تمام انتظامات کو درہم برہم کر دیا۔ بلکہ وہ اپنے مردے بھی اپنے ملک کو لے جانے میں کامیاب ہوگئے۔ جہاں تک معلوم ہوا ہے سوائے دو مجروحین کے جو پشاور سول ہسپتال میں زیر علاج رہے اور چند اشخاص جو بارود کے ذخیرے کو آگ لگ جانے سے شہید ہوئے آفریدیوں کا اور کوئی مجروح اور مقتول حکومت کے ہاتھ نہیں لگا۔ وہ عموماً رات کے وقت حملہ کرتے ہیں۔ اور یہ بات ہماری سمجھ میں نہیں آتی کہ چند منتشر قلعوں اور چوکیوں سے جو حکومت کو بنانے پڑیں گے اور کس طرح ان کے حملوں کو بند کرسکینگی۔ اس کے علاوہ اس بات کو بھی فراموش نہیں کرنا چاہئے کہ اس کارروائی سے کس قدر بھاری مصارف پہلے اٹھانے پڑتے ہیں۔ اور کس قدر اخراجات کا ہمیشہ بوجھ پڑتا رہیگا۔

عالمگیر جنگ کا خطرہ

میں نے اپنے سابقہ مضامین میں بھی اس مسئلہ پر روشنی ڈالی ہے اس موقع پر صرف اس قدر کہنا کافی ہوگا کہ اس وقت علاقہ غیر میں ہر طرح امن قائم ہے۔ اور جدید جنگ شروع کرنا غلطی میں داخل ہوگا۔ اس لئے نہ صرف تمام سرحد کا امن مخدوش ہوجائے گا۔ بلکہ افغانستان کا امن بھی خطرے میں پڑ جائے گا۔ یہ بھی جان لینا چاہئے کہ افغانستان کو حال ہی میں ایک عظیم الشان بغاوت سے نجات ملی ہے۔ اور ابھی تک اسے پورا استحکام حاصل نہیں ہوا۔ اعلیحضرت محمد نادر شاہ نے بڑی مشکل سے سرحد افغانستان اور قبائل کی سرگرمیوں کو مغلوب کیا۔ جو برطانی علاقہ کے واقعات کی رفتار سے متاثر ہوگئے تھے۔ جدید جنگ سے ہمسایہ ممالک کی مشکلات میں بھی اضافہ ہوجائے گا۔ جن کا حل کرنا غیر ممکن ہوجائے گا۔

وزیرستان کی سڑکوں کی حالت

اقدام کی حکمت عملی کے حامی آفریدیوں کی گوشمالی کے لئے جدید جنگ شروع کرنے کی سفارش کرتے ہیں۔ لیکن سوال یہ ہے کہ کیا ۱۹۰۸ء کی جنگ سے آفریدیوں کی طاقت ہمیشہ کے لئے کچلی گئی تھی۔ برخلاف اس کے معلوم ہوتا ہے کہ اس عرصہ میں ان کی طاقت بہت زیادہ مفید ہوگئی ہے۔ میں مسعودوں کے علاقہ میں کبھی نہیں گیا۔ لیکن مجھے نواب صاحبزادہ عبدالقیوم جیسی قابل وثوق و اعتماد شخصیت سے معلوم ہوا ہے کہ گذشتہ جنگ سے مسعودوں کو کوئی سبق حاصل نہیں ہوا۔ وہ لوگ ایسے ہی خوفناک ہیں جیسے جنگ سے پیشتر تھے۔ چیف کمشنر کے عملہ کے ایک رکن نے گذشتہ سال جدید تعمیر شدہ سڑک پر مذکورہ بالا افسر کے دورے کا مجھے حال سنایا۔ اس نے کہا کہ قلعہ وانوں تک پہنچنے کے لئے چیف کمشنر کی حفاظت کے لئے متعدد مسلح کاروں فوجی پولیس اور گوروں سے لدی ہوئی لاریوں اور مسعود ملکوں کی دو لاریوں کو بطور باڈی گارڈ ساتھ جانا پڑا۔ اگر اس علاقہ میں سڑکوں کے محفوظ ہونے کی یہ حالت ہے تو علاقہ غیر کے اس حصے میں ویسے ہی گراں قدر اخراجات کیوں برداشت کئے جائیں۔

پرامن حل

نواب سر عبدالقیوم اور ایک اور پنشن خوار ہندوستانی پولیٹیکل افسر نے جو عرصہ دراز تک مسعودوں کے علاقہ میں رہا۔ بیان کیا کہ اگر اس روپیہ کا سوواں حصہ جو مسعودوں کی جنگ پر خرچ کیا گیا تھا مناسب طریقہ پر سالانہ خرچ کیا جاتا تو وہ تمام علاقہ غیر کی حفاظت کی ذمہ داری اٹھانے کو تیار تھے۔ اگر اسی طرح جنگ تیراہ کے مجوزہ اخراجات کو اس میں شامل کر لیا جائے تو اسی سے تمام قبائل میں حیرت انگیز انقلاب آجائے گا۔ اور ان کے دلوں میں انگریزی حکومت کے ساتھ دائمی یک جہتی اور شکر کے جذبات پیدا ہوجائیں گے۔ بہرحال اسے تجربتہً آزمانا چاہئے۔

فیڈرل ریاست کے قیام کا مطالبہ

کوئی عجب نہیں کہ مسٹر ولسن کے ۱۴ نکات اور برطانی حکومت کا یہ وعدہ کہ ہندوستان کو حکومتِ خود اختیاری کے حقوق حاصل ہیں۔ علاقہ غیر میں بھی پہنچ گیا ہو۔ معلوم ہوتا ہے کہ ہوشیار آفریدیوں نے اس اصول کو آزمانے میں سبقت کی۔ اور اس لئے وہ تیراہ میں فیڈرل ریاست کے قائم کرنے کا مطالبہ کرتے ہیں۔

حکومت برطانیہ کا مسلمہ اصول رہا ہے کہ علاقہ غیر میں ایسی ریاستیں قائم کی جائیں جو نوابوں اور والیوں کے ماتحت ہوں۔ چنانچہ نواب امب۔ نواب [illegible] نواب کی شکل میں موجود ہیں۔ تیراہ میں بھی ملک محمد زمان خان کو غالباً اسی غرض کے لئے نواب بنایا گیا۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ زمانہ حال کے آفریدی اپنے سیاسی خیالات میں زمانہ ماضی کے آفریدیوں سے بہت آگے نکل گئے ہیں۔ اور وہ ایک ایسی ریاست قائم کرنا چاہتے ہیں جو لوگوں کے سامنے ذمہ دار ہو۔ اگر فی الحقیقت ان کا یہی خیال ہے تو بہتر یہی ہے کہ انہیں اس خیال کی آزمائش کرنے کا موقع دیا جائے۔ نہ کہ ان کے جذبات کو طاقت کے ساتھ دبایا جائے۔ اگر حکومت انہیں اپنے ملکی معاملات کو انجام دینے میں مدد دے اور ان کی حوصلہ افزائی کرے تو یہ بالکل یقینی امر ہے۔ کہ وہ اپنی سرحد کو تمام دشمنوں سے محفوظ رکھنے اور سرحدی علاقہ میں ہر قسم کے حملوں کو روکنے میں حکومتِ ہند کے سامنے ذمہ دار بن جائیں گے۔ حکومت پہلے بھی ہر سال مختلف ملکوں کو رشوت دینے میں لاکھوں روپے صرف کر دیتی ہے۔ تاکہ قبائل میں اس کا کامل اقتدار قائم رہے۔ لیکن چونکہ اس روپے کا بڑا حصہ ملک لوگ اپنے مصرف میں لے آتے ہیں۔ اور اگر وہ عوام کو کچھ دیتے بھی ہیں تو اس کا بہت کم جزو لوگوں کے حصہ میں آتا ہے اب تبدیل شدہ حالات کے ماتحت اگر اس روپے میں اور بھی کافی روپیہ ملا کر اسے کسی باقاعدہ قائم شدہ اسلامی تحریک کے لئے آفریدیوں کو دیا جائے تو ان کی خوشحالی اور ترقی کا موجب ہوگا۔ اور وہ محتاج۔ مفلس اور فاقہ زدہ حملہ آوروں کی بجائے مستغنی اور مطمئن ہمسایہ بن جائیں گے۔

مصالحانہ حکمت عملی کے فوائد

مجوزہ جنگ کے حق بجانب ہونے کا ثبوت میں صرف یہ دلیل پیش کی جاتی ہے۔ کہ اس سے آفریدیوں کے اس قسم کے حملوں کا اعادہ بند ہوجائے گا۔ جو گذشتہ ماہ جون اور اگست میں دیکھنے میں آئے۔ لیکن یہ اپنی قسم کی ایک بالکل نرالی مثال تھی اور جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا ہے یہ ان کے غیر معمولی مصائب کا محض انتقام تھا۔ جو انگریزی علاقہ میں ان کے بھائیوں پر نازل ہوری تھیں۔ خدا اس قسم کی حالت کو مستقبل قریب میں دوبارہ پیدا ہونے یا اس کے زیادہ عرصہ تک جاری رہنے سے محفوظ رکھے۔ حکومت موجودہ متشددانہ حکمت عملی پر غیر محدود عرصہ تک قائم نہیں رہ سکتی۔ اور اس امر کی ضمانت دی جا سکتی ہے کہ اگر سرحد میں مصالحت کی حکمتِ عملی پر عملدرآمد کیا جائے اور لوگوں کو معقول آئینی اصلاحات دیدی جائیں تو سول اضلاع میں اطمینان پیدا ہوجائے گا۔ اور اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ آفریدی اور دیگر قبائل بھی مطمئن ہوجائیں گے۔

میرا مطمح نظر

ان خیالات کو حکومت کے سامنے پیش کرنے سے میرا مقصد محض یہ ہے کہ میں اس معاملہ کے حسن و قبح کو جیسا کہ مجھے معلوم ہوا ہے حکومت کے سامنے پیش کردوں۔ میری تمنا ہے کہ ان واقعات کے پیش نظر جو میں نے بیان کئے ہیں حکومت اپنی تجویز جنگ پر نظر ثانی کرے۔ اور اہل سرحد کو اصلاحات عطا کرنے کی بجائے جن کے لئے مدت دراز سے ہاتھ پاؤں مار رہے ہیں ہولناک جنگ میں مبتلا نہ کرے۔ اور استبداد سے نجات دیدے۔ ایک اور امر بھی نہایت سنجیدہ غور و فکر کا متعلق ہے اور وہ یہ ہے کہ آیا ایسے وقت میں جب کہ لندن میں گول میز کانفرنس منعقد ہو رہی ہو باقی ہندوستان کو حکومت خود اختیاری کے حقوق دیئے جائیں جنگ شروع کرنا حق بجانب ہوسکتا ہے یا نہیں؟

خبریں

گول میز کانفرنس

—— لندن ۲۰ر نومبر۔ آج بیگم شاہنواز۔ لارڈ ریڈنگ۔ سر مرزا اسمٰعیل۔ سر راما سوامی آئر۔ مہاراجہ نواں نگر۔ سر پی سی متر۔ مسٹر ابوبکر۔ مسٹر پال۔ سر عبدالقیوم۔ مسٹر جناح۔ مسٹر مودی۔ مسٹر فضل حق۔ سر فیروز شاہ سیٹھنا۔ سر اکبر حیدری۔ راجہ شیر محمد خاں ڈومیلی اور صاحبزادہ سلطان احمد نے تقریریں کیں۔ بیگم شاہنواز جس وقت تقریر کے لئے اٹھیں تو تالیوں سے ہال گونج اٹھا۔ آپ نے کہا کہ مجھ ایسی ایک مسلم خاتون کی موجودگی جس کے گھر میں ہمیشہ پردہ کا رواج رہا ثابت کرتی ہے کہ مشرق اب بہت کچھ بدل چکا ہے۔ ہندوستان کی مختلف اقوام میں ترکیبی نظام حکومت (فیڈرل) ہی کامیاب ہوسکتا ہے۔ وہ دن ہندوستان کے لئے نہایت ہی خوشگوار ہوگا جب کہ دیسی ہندوستان اور برطانوی ہندوستان مشترک مفاد کے لئے ایک ہوجائے گا۔ آپ نے کانفرنس سے اپیل کی عورتوں کو مردوں کے مساوی حصہ دیا جائے۔ ہندوستانی والیان ریاست کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے کہا کہ انہوں نے اپنے تئیں مادر ہند کے سچے فرزند ثابت کردیا۔ آپ نے ہندوستانی عورتوں کے متعلق امید ظاہر کی کہ مغرب کی آزادی تقریر و عمل حاصل ہوجائیں گی۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ہم مشرق کو احتیاط کوشی اور پابندی قائم رکھے گی۔ ہندوستانی

سر مرزا احمد اسمٰعیل نے فرمایا کہ کانفرنس کی کامیابی ہندوستان اور انگلستان کے مابین سچی دوستی کے روابط پیدا کرنے پر موقوف ہے۔ والیان ریاست نے آل انڈیا فیڈریشن پر رضامندی اظہار کر کے مادر وطن کی نہایت عظیم الشان خدمت انجام دی ہے۔

نواب سر عبدالقیوم نے صوبہ سرحد کے لئے مساوی حقوق حقوق کا مطالبہ کرتے ہوئے کہا میں دھمکیاں نہیں دیتا کیونکہ "قلمرو برطانیہ کو ڈرانا فضول ہے۔ میں صرف مساوی حقوق طلب کرتا ہوں۔ یاد رکھنا چاہئے۔ کہ صوبہ سرحد کا ایک پشتہ بھی حکومت کی تپلون میں تکلیف دہ ثابت ہوگا۔ مسٹر جناح نے اپنی تقریر میں کہا کہ سائمن رپورٹ مردہ ہوچکی ہے۔ سر اکبر حیدری نے فرمایا کہ ایک ایسی حکومت کے حصول کے لئے جس سے ہندوستانیوں کے مطالبات تسلی بخش طریقہ پر پورے ہوں امداد دینے میں ریاست حیدر آباد بھی کسی دوسری ریاست سے پیچھے نہیں رہے گی۔

—— لندن ۲۰ر نومبر۔ گول میز کانفرنس کے مندوبین میں یہ خبر مشہور ہو رہی ہے کہ گذشتہ شب سر میلکم ہیلی اور دیگر سرکاری مشیروں کے درمیان گفت و شنید ہوئی۔ اس کے بعد حکومت ہند کو ایک بحری تار ارسال کیا گیا۔ کہ وہ فیڈریشن سکیم کے متعلق اپنی رائے کا اظہار کرے۔ اگر یہ درست ہے تو اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حکومت ہند کے نزدیک فیڈریشن ایک بعید سا امکان ہے۔ لیکن انگلستان کے اہل الرائے سمجھتے ہیں کہ اس سکیم پر جلد عمل کیا جائے گا۔

—— لندن ۲۱ر نومبر۔ آج کرنل ہکسر۔ مسٹر چنتامنی۔ سر آغا خاں اور مسٹر رینزے میکڈانلڈ نے تقریریں کیں۔ صدر نے بیگم شاہنواز کی تقریر کا ذکر کرتے ہوئے کہا۔ ہندوستان کی حکومت خود اختیاری کے نشو و ارتقا میں ایک ہندوستانی کی آواز نہ صرف عظیم الشان کامیابی بلکہ نہایت ہی معنی خیز ہے۔ (تالیاں) یوں سمجھئے کہ اس میں عورتوں کی حیثیت اور درجہ تسلیم کرلیا گیا ہے۔ مقرر نے اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ کا بھی یقین دلایا۔ ہندوستان کے سیاسی حلقوں میں صدر کی تقریر کو عام طور پر مایوسانہ خیال کیا جاتا ہے۔

آج گول میز کانفرنس کا کھلا اجلاس ختم ہوگیا۔ اب ماتحت کمیٹیوں کے اجلاس بند کمروں میں ہوں گے لندن کے اخبارات گول میز کانفرنس کے اس اجلاس پر مختلف آرا کا اظہار کر رہے ہیں۔

—— لندن ۲۲ر نومبر۔ کانفرنس کا ابتدائی اجلاس ختم ہوچکا ہے۔ اب خصوصی گفتگوئیں دوبارہ شروع ہوگئی ہیں فیڈرل کمیٹی کا اجلاس دوشنبہ کے دن منعقد ہوگا۔ مندوبین کا خیال ہے کہ اجلاس سے قبل تمام آئینی معاملات واضح ہوجانے چاہیں۔ ممکن ہے اس وضاحت کے انتظار میں اجلاس ملتوی ہوجائے۔

(۵) ایام میں ہندو مسلم اختلافات کا کوئی فیصلہ نہیں ہوسکا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ مہاسبھا کے ترجمان نمائندے مندرجہ ذیل امور پر رضامند ہیں۔

(۱) صوبہ سرحد کو اصلاحات دی جائیں۔

(۲) علیحدگی سندھ کا مسئلہ ایک کمیشن کے حوالے کیا جائے۔

(۳) بنگال کا معاملہ سر آئی۔ سی متر۔ مسٹر غزنوی۔ مسٹر باسو اور مولوی فضل کے حوالہ کیا جائے۔ اور پنجاب کا فیصلہ سر محمد شفیع۔ راجہ نرندر ناتھ اور سردار اجل سنگھ کریں۔

(۴) ملازمتوں کے باب میں ہندو نمائندے اقلیتوں کے حقوق کے متعلق ایک دفعہ کا اضافہ کرنے پر آمادہ ہیں۔

(۵) اقلیتوں کے متعلق جو یادداشت یا قرارداد پیش ہوں گی ہندو نمائندے تیار ہیں کہ انہیں اس وقت تک جائز نہ سمجھیں جب تک اقلیتوں کی تین چوتھائی اکثریت ان کی تائید نہ کرے۔ لیکن وہ مولانا محمد علی کی اس تجویز کو قبول کرنے کو تیار نہیں کہ مخلوط انتخاب میں جب تک کوئی نمائندہ دوسری قوم کی ایک تہائی کیثر حاصل نہ کرے اسے نمائندہ نہ سمجھا جائے۔

(۶) ہندو نمائندے اقلیتوں کے زائد حقوق کے خلاف ہیں۔

—— مسٹر جیکر اور ڈاکٹر مونجے اب مذکورہ بالا امور پر رضامند ہیں۔ مسلمانوں کی روش کے متعلق ابھی تک کچھ معلوم نہیں ہوسکا۔ جو رہنما آئینی ترقی کے خواہاں ہیں وہ چاہتے ہیں کہ فرقہ دار مسائل کو ختم کیا جائے۔ ان کی رائے میں غیر رسمی گفتگوئیں بالکل بے نتیجہ ہیں۔ لہٰذا وہ تجویز پیش کر رہے ہیں کہ اختلافی معاملات کا فیصلہ ثالثوں کی ایک مجلس کے حوالے کیا جائے۔ جس کے ارکان ہندوؤں اور مسلمانوں دونوں کے نزدیک معتمد ہوں۔ ہندوؤں نے اس سلسلہ میں مہاراجہ بیکانیر کا نام پیش کیا ہے۔ اور مسلمان نواب بھوپال کا نام پیش کر رہے ہیں۔

—— لندن ۲۱ر نومبر۔ فری پریس کے نمائندہ لندن کو معلوم ہوا ہے کہ حکومت ہند اپنی یادداشت میں محکمہ مال کو مجلس وضع قوانین ہند کے حوالے کرنے پر اعتراضات کے باوجود اب رضامند ہوچکی ہے۔ کہ محکمہ مال کو جمہور کے اختیارات میں دیدے۔ البتہ وہ اس چند ضروری تحفظات کا بندوبست کرے گی۔

عام خبریں

—— الہ آباد ۲۰ر نومبر۔ افغان شہزادہ احمد عمر خاں جو یہاں مقیم ہیں۔ اس بنا پر گرفتار کرلئے گئے ہیں کہ انہوں نے حکم کے مطابق ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کو اپنی رپورٹ نہیں بھیجی تھی۔

—— ایشیا کے تمدنی اتحاد کو ترقی دینے کے لئے موتمر خواتین ایشیا کا اجلاس ۱۹ر جنوری ۱۹۳۱ء سے ۲۵ر جنوری ۱۹۳۱ء تک لاہور میں منعقد ہوگا۔

—— لاہور ۲۱ر نومبر۔ آج سینٹرل جیل کے عدالتی کمرے میں مقدمہ سازش لاہور کے ملزموں کو مسٹر ایم اے سی بلیکر سشن جج و صدر جدید ٹربیونل کے روبرو پیش کیا گیا۔ اور ابتدائی کارروائی کے بعد مقدمہ ۵ر دسمبر تک ملتوی ہوگیا۔

—— بمبئی میں چار مختلف کارخانوں کے تین ہزار سے زیادہ کارکنوں نے اجرتوں میں تخفیف کئے جانے کی وجہ سے ہڑتال کردی۔ کارخانوں کے مہتمموں نے احکام تخفیف کو منسوخ کرنے سے قطعی انکار کردیا ہے۔

—— معلوم ہوا ہے کہ حکومت مسٹر پٹیل کو انبالہ جیل سے بمبئی جیل میں منتقل کردینے پر غور کر رہی ہے۔

—— بمبئی ۲۲ر نومبر۔ افغان قونصل متعینہ بمبئی نے محمد ہاشم خاں افغان قونصل جنرل تاشقند کے قتل کے سلسلہ میں ایک یادداشت میں لکھا ہے کہ قاتل کی سراغرسانی کے لئے تفتیش ہو رہی ہے۔

—— مسٹر سہروردی نے گول میز کے صدر۔ وزیر ہند۔ سر آغا خاں اور مولانا محمد علی کو تار دیئے ہیں کہ مسلم مطالبات میں ہرگز تخفیف نہیں ہوسکتی۔

—— لاہور ۲۲ر نومبر۔ آج مس ایم۔ ایم۔ زتشی اور ۱۴ دیگر رہاشدہ دیویوں کا عظیم الشان جلوس نکالا گیا۔ جو راجپت رائے ہال پر ختم ہوا خاتمہ پر ایک عظیم الشان جلسہ ہوا جس میں موصوفہ اور دیگر خواتین کو سپاسنامہ پیش کیا گیا۔ طلبا نے اس جلسہ اور جلوس میں نمایاں حصہ لیا۔

—— آل انڈیا مسلم کشمیری کانفرنس کا چودھواں سالانہ اجلاس کی صدارت کے لئے ۲۹ر نومبر کو بوقت ۹ بجے صبح نواب ڈھاکہ لاہور تشریف لا رہے ہیں۔

—— لارڈ ہارڈنگ سابق وائسرائے ہند ۴ر دسمبر کو حیدر آباد پہنچیں گے۔

—— اخبار سول اینڈ ملٹری گزٹ کا نامہ نگار لندن سے رقمطراز ہے معتبر ذریعہ سے معلوم ہوا ہے کہ انگلستان کے باخبر حلقے لارڈ ارون کے بعد مسٹر رینزے میکڈانلڈ کے وائسرائے ہونے کے امکان پر بحث کر رہے ہیں۔ اس کی واضح دلیل یہ ہے۔ کہ اس وقت بہت کم ایسے اشخاص ہیں۔ جو اس منصب کے اہل ثابت ہوسکیں۔

—— خاندان غزنویہ کے مشہور رکن مولانا سید عبدالواحد صاحب کا ۲۲ر نومبر کو امرت سر میں انتقال ہوگیا۔

شذرات

(از محمد انعام الحق)

۱۴ جون کی اشاعت میں ہم نے پیشگوئی کی تھی کہ سائمن رپورٹ کی دوسری جلد کی اشاعت کے ساتھ ہی ہندو ایک طوفان محشر بپا کردیں گے۔ ہماری پیشگوئی حرف حرف پوری ہوئی۔ دوسری جلد ۲۴ جون کی صبح کو شائع ہوئی اور اسی روز بہت سے شہروں میں ہندوؤں کی طرف سے جلوس نکلے۔ جلسے منعقد کئے گئے۔ لاہور کا جلوس ہم نے خود دیکھا ہے۔ محرم کے جلوس اور اس میں کوئی فرق نہ تھا۔ بہت سے شخص سیاہ پوش تھے۔ ہر طرف سیاہ جھنڈیاں نظر آرہی تھیں۔ "ہائے سائمن ہائے سائمن" کی پیہم آوازوں کے ساتھ سینہ کوبی کا سلسلہ جاری تھا۔

ہندوؤں کی سب سے بڑی خواہش یہ تھی کہ مسلمانوں کو کچھ نہ ملے اس رپورٹ میں مسلمانوں کے قریباً تمام مطالبات نامنظور کر دئے گئے ہیں۔ پھر خدا جانے یہ شور و غوغا کیوں ہے۔ اس کی وجہ معلوم کرنے کے لئے ہندو قوم کی نمائندہ جماعت ہندو مہاسبھا کے دو ذمہ دار اصحاب بھائی پرمانند اور رائے بہادر سیوک رام کے مندرجہ ذیل الفاظ ملاحظہ فرمائیں۔

"جہاں ہم بلوچستان کے متعلق کمیشن کی سفارشات کو پسند کرتے ہیں وہاں شمال مغربی سرحدی صوبہ میں ایک کونسل کے قیام اور علیحدگی سندھ کے خیال کو تقویت دینے کے متعلق تشویش کا اظہار کرتے ہیں۔ مدت سے پنجاب اور صوبہ سرحد کے ہندو بالاتفاق کہتے چلے آرہے ہیں کہ اگر صوبہ سرحد میں کسی قسم کی اصلاحی سکیم نافذ کردی گئی تو ان کی قوم سخت خطرے میں مبتلا ہو جائے گی۔"

ہندو ہندوستان کے لئے سوراج حاصل کرنے کی جد و جہد کر رہے ہیں۔ لیکن کیا بلوچستان اور صوبہ سرحد ہندوستان میں شامل نہیں؟ کمیشن نے بلوچستان میں اصلاحات کے نفاذ کی سفارش نہیں کی۔ اس کو ہندو پسند کرتے ہیں۔ صوبہ سرحد کو جو کچھ دئے جانے کی تجویز کی ہے گو وہ بہت کم اور غیر تسلی بخش ہے۔ مگر اس پر بھی تشویش کا اظہار ہو رہا ہے۔ اور یہ آزادی کے دیوتا ہندو مہاسبھا کی زبانی "بالاتفاق کہتے ہیں۔ کہ اگر صوبہ سرحد میں کسی قسم کی اصلاحی سکیم نافذ کردی گئی تو ان کی قوم سخت خطرے میں مبتلا ہو جائے گی۔"

مسلمان اقلیت میں ہونے کی وجہ سے تصفیہ حقوق کا مطالبہ کریں تو وہ ٹوڈی، غدار وطن، رجعت پسند اور دشمن آزادی۔ اور ہندو صوبہ سرحد میں معمولی اصلاحات کی مخالفت میں آسمان سر پر اٹھالیں۔ اور بلوچستان کی غلامی پر خوشی کے شادیانے بجائیں۔ تو وہ حریت پسند اور وطن پرست مسلمانوں کو برادران وطن کی اس ذہنیت پر دور اندیشی سے غور کرنا چاہئے۔

ہندوؤں کے علاوہ مسلمانوں میں سے بھی ایسے اصحاب نکل آئیں گے۔ جو کہہ دیں گے کہ بھائی پرمانند کے خیالات کو ساری ہندو قوم کے خیالات سمجھ لینا غلطی ہے۔ یہ ہے وہ ہے۔ مگر ہم ان کی خدمت میں نہایت ادب سے عرض کرتے ہیں۔ کہ آخر بھائی پرمانند اور ہندو سبھا ہندو قوم میں ایک ذمہ وارانہ حیثیت رکھتے ہیں۔ ان کے ساتھ ہندوؤں کی ایک خاصی تعداد ہے۔ ہندو حلقوں میں ان کی آواز کا خاص اثر ہے۔ اگر ان کے خیالات غلط ہیں اور انہوں نے ان کو ظاہر کرکے ہندو قوم کی صحیح نمائندگی نہیں کی تو پھر کیا وجہ ہے کہ دوسرے "وطن پرست" کانگریسی ہندو لیڈر چپ سادھے بیٹھے ہیں؟ یاد رہے جہاں تک مسلمانوں کو دبانے اور تباہ و برباد کرنے سے تعلق ہے ہندو قوم گاندھی نہرو، سجاس چندر وغیرہ کے ساتھ نہیں۔ بلکہ ہندو سبھا، مونجے، مالوی اور پرمانند وغیرہ کے ساتھ ہے اور وقت آنے پر اول الذکر بھی ان کے ساتھ ہو جائیں گے۔ جیسا کہ پہلے کئی بار ہو چکا ہے۔

بارش بنجیر ہمارا قادیانی معاصر ہم پر برابر نوازش فرما رہا ہے۔ گو ہمارے سوال کا جواب دینے کی اسے اب تک جرأت نہیں ہوئی۔ ہم نے ۱۱ جون کی اشاعت میں قادیانیوں کی تحفظ حقوق مسلمین کی جد وجہد کے متعلق عرض کیا تھا۔

"ہم قدیم نیاز مندوں کو تو قادیانی جماعت کی اس پرمعنی جدوجہد میں بعض ایسی چیزیں نظر آرہی ہیں جو بہت سے شکوک و شبہات کا باعث قرار دی جاسکتی ہیں۔ ان پر ہماری نکتہ چینی قادیانی احباب کی انتہائی مشکلات کا باعث ہوسکتی ہے اور یہ عین ممکن ہے کہ اس سلسلہ میں ہماری لب کشائی کے بعد وہ اپنی جدوجہد سے بالکل دست بردار ہو جائیں"

اس پر ہمارا معاصر بہت گھبرایا ہے۔ اور اس گھبراہٹ میں دشنام طرازی کے بعد ہمیں چیلنج دیا ہے:۔

"جو دھمکی اس نے ("پیغام صلح") دی ہے اسے پایہ ثبوت تک پہنچائے اور ہماری پرمعنی جد و جہد میں اُسے جو چیزیں نظر آرہی ہیں وہ ایک ایک کرکے پیش کرے۔ جسقدر چاہے دل کھول کر ان پر نکتہ چینی کرے۔"

حضرت! انشاء اللہ یہ سب کچھ ہوگا۔ مگر پہلے ہمارے سوال کا جواب عنایت ہو۔

مولانا صدرالدین صاحب نے دیسی کپڑے کی حمایت میں چند الفاظ کہہ دئے تاکہ ہندوستان کا روپیہ باہر نہ جائے اور مسلمان زمینداروں اور باشندوں کو فائدہ پہنچے۔ اس کو "الفضل" نے "حضرت مسیح موعود سے شدید سیاسی اختلاف" قرار دیا۔ اس کے چند روز بعد ان کے امام محترم نے گورنمنٹ سے مسز سروجنی نیاڈو جیسی قانون شکنی کے جرم میں قید ہیں، رہائی کا مطالبہ کیا۔ اس پر ہم نے ۱۸ جون کی اشاعت میں لکھا کہ اگر ملکی کپڑے کی حمایت "حضرت مسیح موعود سے شدید سیاسی اختلاف" ہے تو ایک قانون شکن کی رہائی کا تنبیہ آمیز مطالبہ قادیانیوں کے اسی اصول کے مطابق کیا ہوگا؟ اور ساتھ ہی اس بات کا بھی ذکر کیا تھا۔ میاں صاحب کا یہ مطالبہ ایک ایسا نادر واقعہ ہے جو مختلف سیاسی اور مذہبی حلقوں میں غیر معمولی دلچسپی سے دیکھا جارہا ہے۔ اور لوگ اس پر عجیب و غریب خیال آرائیاں کر رہے ہیں"

خدا جانے ان الفاظ سے ہمارے معاصر نے کیا معنی لئے ہیں کہ وہ بالکل آپے سے باہر ہو گیا ہے۔ ہر ایک نئی اور اہم بات لوگوں کے لئے نادر واقعہ ہوتی ہے اور لوگ اس پر غیر معمولی دلچسپی کا اظہار بھی کیا کرتے ہیں۔ اور اس کے متعلق خیال آرائیاں بھی ہُوا کرتی ہیں ہم ہر ایک انصاف پسند شخص سے پوچھتے ہیں کہ ایک "کار خاص" کو انجام دینے والی جماعت کا امام ایک قانون شکن کی رہائی کا مطالبہ کرے تو یہ نادر واقعہ نہ ہوگا؟ لوگ اسے دلچسپی کی نظر سے دیکھ کر اس پر خیال آرائیاں نہ کریں گے؟ جو کچھ اوپر بیان کیا گیا ہے وہی ہمارا مطلب ہے۔ اس کے اور کوئی معنے نہ لینے چاہئیں۔ اس کے علاوہ ہم یہ بھی بتا دینا چاہتے ہیں کہ اصول سے اختلاف علیحدہ چیز ہے۔ ویسے ہمارے دل میں میاں صاحب کی کافی عزت ہے محترمہ سروجنی نیاڈو بھی ہمارے نزدیک قابل عزت خاتون ہیں۔

الفضل کا یہ کہنا کہ "ہر شریف مرد کے دل میں عورت کی طبعی کمزوری و نازکی کے لحاظ سے اس کے مبتلائے مصائب ہونے پر ہمدردی پیدا ہوتی ہے۔ اور وہ اس کی تکلیف دور کرنے کے لئے کوشش کرنا تقاضائے مردانگی سمجھتا ہے۔ اور یہی جذبہ اور اسی احساس سے حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالےٰ نے وائسرائے ہند کو ایک مکتوب کے ذریعہ خواتین کی رہائی کی طرف توجہ دلائی" بالکل غلط ہے۔ اس سے قبل بھی سیاسی معاملات میں خواتین بارہا قید ہو چکی ہیں۔ مگر میاں صاحب نے کبھی وائسرائے کو خط نہ لکھا۔ اب خدا جانے کیا خاص ضرورت پیش آگئی۔

بسا اوقات کار خاص انجام دینے والے دنیا کی آنکھوں میں خاک جھونکنے کی خاطر اپنی علیحدگی ثابت کرنے کی کوشش کیا کرتے ہیں۔ میاں صاحب کا یہ مطالبہ اسی قسم کی ایک کوشش معلوم ہوتا ہے۔

ہمارے معاصر کی دشنام طرازی خوب ترقی پر ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ "کار خاص" کے انکشاف نے اس کو بہت فکرمند بنا دیا ہے۔ اور اس پر ہمارا سوال "کوڑھ میں کھاج" کا مصداق ثابت ہُوا ہے۔ ایسے حالات میں ہر ایک "کار خاص" انجام دینے والے کا مضطرب ہونا لازمی ہے۔ تاہم ہمارا مخلصانہ مشورہ یہی ہے کہ "الفضل" کو دماغی توازن قائم رکھنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اس کی تمام گالیاں شکریہ کے ساتھ بجنسہ واپس کی جاتی ہیں۔ آخر پر ہم اپنے سوال کے متعلق تکرار یا دہانی کی بھی معافی چاہتے ہیں۔

انضباط حسابات کا قانون

لاہور ۱۲ جون۔ قانون حسابات ۱۹۳۰ء کے رو سے حکومت پنجاب نے جو قواعد و ضوابط وضع کئے ہیں وہ شائع ہو گئے ہیں۔

ان قواعد کے رو سے حسب ذیل فارم جاری کئے گئے ہیں جن کا رکھنا ہر ایک ساہوکار کے لئے ضروری ہوگا۔ یہ فارم انگریزی اردو گورمکھی اور ناگری زبانوں میں طبع کرائے ہیں۔ اور صوبے کے تمام ڈاکخانوں اور خزانوں سے مل سکیں گے۔ لیکن ان فارموں کو بہم پہنچانے کے لئے حکومت ذمہ دار نہیں ہوگی۔ بلکہ بازار سے بھی مل سکیں گے۔ ان فارموں کی کتابیں بنائی جائیں۔ جن میں یا پچاس یا سو صفحات ہوں گے۔ ان میں ہندسے عموماً وہی لکھے جائیں گے جو کوئی ساہوکار عام طور پر استعمال کرتا ہے۔ یا جن کا مطالبہ مقروض کرتا ہے۔ جہاں تک ممکن ہو اندراج اسی دن کیا جائے گا۔ جب لین دین عمل میں آئے گا۔ قرضہ یا ادائیگی کے اندراجات کی تفصیل نقدی میں ہو۔ یا جنس میں الفاظ میں مقررہ خانہ میں لکھی جائے گی۔ شرح سود جو طے پائے اسی فارم [illegible] درج ہوگی۔ اسی طرح ادا کردہ رقم بھی وقت پر درج کردی جائیں گی۔

اس فارم کی دو کاپیاں تیار کی جائیں۔ ایک قرضخواہ کے پاس رہیگی۔ اور دوسری مقروض کے حوالہ دستی یا بذریعہ رجسٹری کی جائے گی جسے لازم ہوگا کہ اس کے پہنچنے کی رسید بھیج دے۔ یہ رسید صحت حساب کی تصدیق نہیں سمجھی جائے گی۔ اگر مقروض اس فرد حساب کو وصول کرنے سے انکار کرے تو بذریعہ رجسٹری اس کے پاس بھیجدینی چاہئے۔ ڈاک اور رجسٹری کے اخراجات مقروض کے ذمہ ہوں گے۔ اور اس کی فرد حساب میں درج کی جائے گی۔ اگر مقروض کسی خاص زبان میں اپنا فرد حساب طلب کرے۔ تو اسے مندرجہ ذیل اخراجات برداشت کرنے پڑیں گے۔

پہلے دو سو الفاظ یا ہندسوں کے لئے ۴ ر سے کم

دو سو الفاظ کے بعد ہر سو الفاظ یا ہندسوں کے لئے ۲ ر سے کم

مندرجہ بالا قواعد پر گورنر جنرل باجلاس کونسل۔ کونسل کے آئندہ اجلاس کے بعد جو ۲۲ جولائی سے شروع ہوگا۔ یکم اگست ۱۹۳۰ء یا اس کے بعد کسی تاریخ کو غور کریں گے۔ اس وقت ان کے خلاف تمام اعتراضات اور نئی تجاویز پر غور کیا جائے گا۔

تاریخ	
تفصیل ادائیگی نقدی ہو یا جنس	
رقم وصول	نقد
	جنس تعداد یا وزن
	قیمت جنس
اصل	
سود	
تاریخ	
تفصیل	
رقم ادا	نقدی
	جنس تعداد یا وزن
	شرح نرخ
کل سود	
کیفیت	

(ماخوذ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　　نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۱۸　　۲۶ شعبان　　نمبر ۷

اللہ اکبر

۲۴ جنوری ۱۹۳۰ء کا پیغام صلح مرتب ہو چکا تھا کہ ۱۲ جنوری ۱۹۳۰ء کے "انقلاب" میں "کمشنر لاہور نے مسلمانوں اور سکھوں میں صلح نہ ہونے دی" کے عنوان سے حسب ذیل سطور ہماری نظر سے گذریں :-

> ظفروال کے مسلمان اور سکھ مسئلہ اذان پر مفاہمت کے لئے بالکل تیار ہو چکے تھے بلکہ مقامی سکھوں کی طرف سے کہہ دیا گیا تھا کہ اگر مولوی خیر الدین صاحب معافی مانگ لیں تو وہ مسلمانان ظفروال کو اذان سے نہیں روکیں گے کہ یکایک مسٹر کریگ کمشنر لاہور ظفروال میں جا پہنچے۔ اور انہوں نے نہ صرف مسلمانوں کے معزز نمائندوں کی بے عزتی کی بلکہ مفاہمت کے تمام امکانات پامال کرتے ہوئے حکم دیدیا کہ آئندہ مسلمان اپنی مسجد میں اذان نہ دیں۔

---

۱۹ جنوری ۱۹۳۰ء کو مسلمانان لاہور کے عظیم الشان اجتماع میں جس میں پنڈت دہرم بھکشو اور پنڈت لکشمن کی ناپاک کتابوں کے خلاف پرجوش تقریروں کے ساتھ قرار دادیں پاس کی گئیں۔ مولانا اسماعیل غزنوی نے اپنی تقریر کے دوران میں فرمایا:- کمشنر یا ڈپٹی کمشنر بھی وہاں (ظفروال) آ گئے۔ اور مسجد کے موقعہ پر گئے۔ پہلے تو مسجد کے وجود ہی سے انکار کرنے لگے۔ لیکن شیخ صادق حسین نے نشانات بتائے تو مان گئے کہ یہ مسجد ہے۔ ایک سکھ نے کہا ہمیں اذان سے تکلیف ہوتی ہے اس پر کمشنر نے کہا کہ مولوی خیر الدین تم یہاں اذان مت دو۔ ہم لوگوں کو حکم دیا کہ تم افسری یہاں سے چلے جاؤ۔ شیخ صادق حسن نے بہتیرا کہا کہ یہ مذہبی معاملہ ہے۔ لیکن کمشنر نے جواب دیا کہ یہ عدالت نہیں۔ میں حکم دیتا ہوں۔ شیخ صاحب نے کہا مسجد کو نقصان پہنچا ہے۔ جس پر کمشنر بولا۔ "میں ایسی باتیں سننا نہیں چاہتا۔"

ہمیں نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ لاہور ڈویژن کے کمشنر مسٹر کریگ نے اپنے عہدہ کی ذمہ داری اور معاملہ کی اہمیت کو نظر انداز کرتے ہوئے امرتسر کے معزز مسلمانوں کے ساتھ جو غیر شریفانہ سلوک کیا ہے اور جو نامناسب اور ناشائستہ الفاظ اپنی زبان سے نکالے ہیں وہ خود حکومت کے آئین اور وقار کے نقطۂ خیال سے سخت قابل اعتراض ہیں۔ حکومت کا آئین اور وقار اس امر کا متقاضی ہے کہ جب رعایا کے دو فریقوں میں جھگڑا پیدا ہو جائے تو اس کا ایسے طریقہ سے فیصلہ کیا جائے کہ فریقین پھر شیر و شکر ہو جائیں۔ اس سے نہ صرف امن کی صورت پیدا ہو جائے گی۔ بلکہ رعایا کے دلوں پر حکومت کے وقار اور اقتدار کا نقش زیادہ پائدار ہو جائے گا۔ مسٹر کریگ اس قدر مغلوب الغضب اور نازک مزاج معلوم ہوتے ہیں کہ انہوں نے غصہ میں اس بات کا خیال نہیں رکھا کہ وہ اپنے الفاظ سے اس وقار اور اقتدار کی جڑ کھوکھلی کر رہے ہیں۔ جس کے استحکام کے لئے انہیں چار پانچ ہزار روپیہ تنخواہ ملتی ہے۔ کیا حکومت نے مسٹر کریگ کو ایک اعلیٰ عہدہ پر اس لئے مامور کر رکھا ہے کہ وہ رعایا کے سربرآوردہ اور معزز نمائندوں کی علانیہ توہین کریں۔ اور ان کے جذبات کو یہ کہہ کر پائے استحقار سے ٹھکرا دیں کہ "میں ایسی باتیں سننا نہیں چاہتا"۔ ہم کہتے ہیں کہ اگر آپ کو حکومت کرنی ہے اور انگریزی قانون کا احترام کرانا مقصود ہے تو آپ کو رعایا کی جائز اور معقول باتیں نہ صرف سننی پڑیں گی۔ بلکہ ان کے سامنے سر تسلیم خم کرنا پڑے گا۔

اگر مسٹر کریگ نے یہ سمجھ لیا ہے کہ ان کے حکم دینے سے اذان بند ہو سکتی ہے تو حکومت کے ذمہ دار افسروں کو ان کی "لاعلمی اور سکھا شاہی" پر خاص توجہ کرنی چاہئے۔ اس لئے کہ اذان کسی معمولی انسان کی قائم کردہ رسم نہیں ہے۔ جو کسی جابر حاکم کے حکم سے بند ہو سکتی ہے۔ بلکہ بالفاظ مولانا قرشی "اذان کے بغیر نماز کا نظام قائم نہیں رہ سکتا۔ اور نماز کے بغیر دین قائم نہیں رہ سکتا۔ اس واسطے مسلمان مجبور ہیں کہ کسی قیمت پر بھی اذان کی آزادی کو ہاتھ سے نہ دیں"۔

انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ مسلمانوں کو اذان سے روکنا ان کے مذہب میں بیجا مداخلت بلکہ اس کی توہین کرنا ہے۔ ہم کبھی مسلمانوں کو یہ مشورہ نہیں دیں گے کہ وہ اذان کے امتناعی حکم کے متعلق غصہ اور جوش کی حالت میں کسی ایسی حرکت کے مرتکب ہوں جس سے معاملہ زیادہ طول پکڑ جائے۔ لیکن دنیا کی کوئی طاقت مسلمانوں کو اذان دینے سے نہیں روک سکتی۔ مسلمان کا فرض ہے کہ وہ اللہ کا نام بلند کرے اور "اللہ اکبر" کی آواز کو ہر نماز سے پہلے دوسرے مسلمانوں تک پہنچائے۔ ہم اللہ کے نام کے مقابلہ میں کریگ کے حکم کو کوئی وقعت نہیں دے سکتے اور اگر اس حکم کی خلاف ورزی سے برٹش گورنمنٹ کے قانون کی توہین ہوتی ہے تو اس کی ذمہ داری اس شخص پر عاید ہوتی ہے جو اللہ کے نام پر اپنے حکم کو مقدم سمجھتا ہے۔

ہم حکومت کے قانون اور ضابطہ کا احترام کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ کیونکہ اسلام ہمیں زمین میں فساد پھیلانے سے منع کرتا ہے۔ لاتفسدوا فی الارض۔ لیکن اسی کے ساتھ صرف وہی قانون اور ضابطہ قابل احترام ہے جس کی بنیاد سچائی۔ انصاف اور اخلاق پر قائم ہو۔ اذان میں اللہ کا نام بلند کیا جاتا ہے۔ اس اللہ کا جو سب کو پیدا کرنے والا اور رازق ہے جو بڑے بڑے گردن افرازوں کی فرعونیت کو حرف غلط کی طرح مٹا دیتا ہے۔ جس کا قانون شاہ و گدا سب کے لئے اٹل ہے۔ مسٹر کریگ کا یہ حکم کہ "مولوی خیر الدین تم یہاں اذان مت دو" ہرگز قابل تعمیل نہیں ہے۔ کیونکہ یہ اللہ کے بندوں کو اس کی عبادت کرنے سے روکنا ہے۔ ایسا حکم یقیناً خدا کے خلاف ایک کھلی بغاوت ہے۔ اور کوئی مسلمان بالواسطہ یا بلا واسطہ اس بغاوت میں شریک ہونے کی جرأت نہیں کر سکتا۔

متعصبانہ جہالت

ظفروال کے جو سکھ یہ کہتے ہیں کہ "ہمیں اذان سے تکلیف ہوتی ہے" وہ اپنی متعصبانہ جہالت کا ثبوت دیتے ہیں۔ اس جہالت کا ہمارے پاس کوئی جواب نہیں۔ جو شخص بصارت اور بصیرت دونوں چیزوں سے محروم ہو۔ وہ معذور ہے۔ وہ روحانی پہلو سے ایک شدید عارضہ میں مبتلا ہے۔ تعصب اور جہالت نے ان کو اس قدر دیوانہ کر رکھا ہے کہ وہ اس نکتہ سے آگاہ ہونا نہیں چاہتے کہ خود سکھ اذان دیتے ہیں۔ وہ سفر اور حضر میں "ست سری اکال" کا نعرہ بلند کرتے ہیں۔ یہ "اکال" کون ہے؟ وہی اللہ۔ جو سکھوں اور مسلمانوں دونوں کا خالق ہے۔ کیا کوئی روشن خیال اور باخبر سکھ ظفروال کے ان جاہل سکھوں کو یہ نہیں بتاتا کہ حضرت بابا نانک جو سکھوں کے سب سے پہلے گرو اور سکھ مذہب کے بانی ہیں ایک سچے موحد اور اسلام کی مقدس تعلیم کے خوشہ چین تھے؟ کیا یہ امر واقعہ نہیں ہے کہ گرنتھ صاحب میں گرو صاحبان کے شبدوں کے علاوہ مسلمان صوفیا کا کلام بھی درج ہے۔ جس میں بھگت کبیر، شیخ فرید، سدھنا قصاب اور ایک مسلمان صوفی شاعر کی تعلیم کو خاص رفعت دی گئی ہے؟ کیا اس حقیقت سے انکار کیا جا سکتا ہے کہ قرآن پاک گرنتھ صاحب کی تعلیم کا ماخذ ہے؟

کیا ظفروال کے سکھ اس تاریخی واقعہ سے بے خبر ہیں کہ امرتسر میں دربار صاحب کی بنیاد حضرت میاں میر نے رکھی تھی۔ جن کی ساری عمر اللہ کا نام بلند کرنے میں گذری۔ کیا اس کے یہ معنے نہیں ہیں کہ سکھ مذہب کا "اللہ اکبر" کی آواز سے ایک گہرا تعلق ہے۔ اور جو سکھ اس آواز سے نفرت کرتا ہے۔ وہ اپنے سب سے بڑے گرو کی تعلیم کے خلاف دیدہ و دانستہ بغاوت اور سرکشی کے جرم کا مرتکب ہوتا ہے؟

سکھوں کے لیڈر جانتے ہیں اور اچھی طرح جانتے ہیں کہ حضرت بابا نانک سچے دل سے مذہب اسلام کا احترام کرتے تھے لیکن آج ان کی سنہری مصلحتوں کا یہی تقاضا ہے کہ بابا نانک کے پیرو مسلمانوں کو اس خدا کا نام لینے سے روکیں جس کے نور کی تلاش میں بابا صاحب نے مکہ۔ مدینہ۔ بغداد اور دیگر اسلامی مقامات کا سفر اختیار کیا۔ جو سکھ لیڈر اپنی دنیاوی اغراض کی خاطر سکھوں اور مسلمانوں میں منافرت اور کشیدگی پیدا کرنے کی تاک میں لگے رہتے ہیں۔ وہ یقیناً اپنے مذہب کے سب سے بڑے دشمن ہیں کیونکہ حضرت بابا نانک کی تعلیم انہیں ہرگز اس بات کی اجازت نہیں دیتی کہ مسلمانوں کو اذان سے روکیں۔ اور اس طرح ان کے مذہب کی توہین کریں۔

ایک فتنہ خیز قرارداد کا حشر

۲۲ جنوری ۱۹۳۰ء کو اسمبلی کے اجلاس میں راجہ رگھو نندن پرشاد نے اس مضمون کی قرارداد پیش کی کہ مذہبی تقاریب کے سوا تمام موقعوں پر ذبیحہ بقر کو قانوناً بند کر دیا [illegible] بحث و تمحیص [illegible] مذہبی اور اقتصادی نقطۂ نگاہ سے ضروری ہے تو دوسری طرف مسلمان ممبروں نے یہ رائے ظاہر کی کہ یہ قرارداد ناقابل عمل ہے۔ مسٹر موڈی نے ایک ترمیم پیش کی جس میں حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ ذبیحہ بقر کے خلاف ایسی انسدادی تدابیر اختیار کرے جو قابل عمل ہوں۔ آخر ترمیم ۲۴ آراء کے مقابلہ میں ۴۷ آراء کی کثرت سے مسترد ہو گئی۔ یہ ہندوستان کی بدقسمتی ہے کہ ذبیحہ بقر کا مسئلہ ہمیشہ ہندوستان کی دو بڑی قوموں کے باہمی تنازع کا باعث رہا ہے۔ برادران وطن فرزندان اسلام کو قانوناً ایک ایسے حق سے محروم کرنا چاہتے ہیں۔ جو اقتصادی اور مذہبی نقطۂ خیال سے ایک خاص اہمیت رکھتا ہے۔ ہم گائے کے معاملہ میں برادران وطن کے مذہبی جذبات کا احترام کرنے کے لئے تو تیار ہیں یعنی گائے کی قربانی یا اس کے گوشت کی فروخت کی کارروائی ایسے طریقہ سے عمل میں لائی جائے جس سے ہندوؤں کے جذبات برانگیختہ نہ ہوں۔ لیکن مسلمان کسی صورت میں یہ گوارا نہیں کر سکتے کہ جو شے مذہب نے ان کے لئے حلال کر رکھی ہے وہ ان پر قانوناً حرام کر دی جائے۔ ذبیحہ گاؤ کی پیچیدہ گتھی کے سلجھنے کی ایک صورت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ ہمارے ہندو بھائی "گئو ماتا" کی خاطر گوشت کھانا چھوڑ دیں۔ جب ان کی اس قربانی سے بکری اور بھیڑ کا گوشت جو اس وقت آٹھ دس آنہ فی سیر فروخت ہوتا ہے زیادہ ارزاں ہو جائے گا۔ تو مسلمانوں کا غریب طبقہ بھی گائے کا گوشت کھانا پسند نہیں کریگا۔

کیا ہندو قربانی کیلئے تیار ہیں؟

اس کے علاوہ اگر برادران وطن مسلمانوں کے سیاسی اور اقتصادی حقوق کے معاملہ میں انصاف اور ایثار کا عملی ثبوت دیں تو گائے کشی کا مسئلہ خود بخود حل ہو جائیگا۔ کیا ہندو اس قربانی کے لئے تیار ہیں۔ جس پر ہندوستان کی پرامن زندگی اور اس کے مستقبل کا انحصار ہے؟ ہندو مہاسبھا کے ذمہ دار ارکان اسلام اور نبی کریم صلعم کی مقدس ذات کے خلاف جو پروپیگنڈا کر رہے ہیں وہ ایک کھلی ہوئی حقیقت ہے۔ دہرم بھکشو اور لکشمن جیسے دریدہ دہن پرچارکوں کو ایسی کتابوں کے لکھنے اور شائع کرنے سے قطعاً نہیں روکا جاتا۔ جن میں ہمارے آقا و مولا کی شان میں شرمناک الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ مسلمانوں کے مذہبی جذبات کی علانیہ توہین کی جاتی ہے۔ اس پر ہمارے ہندو بھائی ذبیحہ بقر کو قانوناً بند کرانے کی فکر میں لگے ہوئے ہیں۔ کیا یہ مسلمانوں کے مذہبی حقوق میں صریح مداخلت نہیں ہے؟ کیا اس کے یہ معنے نہیں ہیں کہ اگر آج ہندو اسمبلی میں ذبیحہ بقر کے انسداد کی قرارداد پاس کرانے میں کامیاب ہو جائیں تو کل وہ اذان کے خلاف یہ آواز اٹھائیں گے کہ "یہ بند ہونی چاہئے کیونکہ اس سے ہماری نیند میں خلل پڑتا ہے"۔ مانا کہ مسلمان اقتصادی پہلو سے بہت کمزور ہیں اور بدبخت ملاؤں اور خود غرض لیڈروں کی نفسانیت کی بدولت ان کا شیرازہ منتشر نظر آتا ہے۔ لیکن ہندو بھائیوں کو یاد رکھنا چاہئے کہ ابھی ان میں جان ہے اور جب تک ان کے جسم میں خون کا آخری قطرہ باقی رہیگا وہ اپنے ان حقوق سے کبھی دستبردار نہیں ہوں گے۔ جو دین فطرت نے انہیں عطا کر رکھے ہیں۔ ظفروال کے غریب مسلمانوں کے خلاف وہاں کے سکھ باشندوں نے جو جابرانہ روش اختیار کر رکھی ہے وہ ہندو لیڈروں سے بھی پوشیدہ نہیں۔ لیکن وہ خاموش ہیں۔ بلکہ مسلمانوں اور سکھوں کی کشمکش کے تماشا کو پورے اطمینان کے ساتھ دیکھ رہے ہیں۔ ہم برادران اسلام کو متنبہ کر دینا چاہتے ہیں۔ کہ ان کے حریف ہر وقت ان کی کمزوری سے فائدہ اٹھانے کی تاک میں لگے ہوئے ہیں۔ وہ چاروں طرف دشمنوں سے گھرے ہوئے ہیں۔ ان کی نجات اسی میں ہے کہ وہ اپنے فروعی اختلافات کو بالائے طاق رکھ کر اسلام کی حفاظت اور خدمت کے لئے کمربستہ ہو جائیں۔

قوم کے ایک محسن کا انتقال

یہ خبر ہندوستان کے اسلامی حلقوں میں دلی رنج سے پڑھی جائے گی کہ صاحبزادہ آفتاب احمد خاں جن کی زندگی مسلمانان ہند کے تعلیمی مفاد کی حفاظت کے لئے وقف تھی اور جو گذشتہ دو سال سے بعارضہ فالج مبتلا تھے اس دار فانی سے رحلت کر گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ خداوند کریم مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ مرحوم گنتی کے ان چند مسلمانوں میں سے تھے۔ جن کا وجود قومی خدمت کے اعتبار سے ملک و ملت کے لئے سرمایہ نازش تھا۔ علی گڈھ کالج سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد آپ نے بیرسٹری کا امتحان پاس کیا۔ اور اپنے ہی کالج میں قانون کے پروفیسر ہو گئے۔ اس کے بعد مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کے سیکرٹری منتخب ہوئے۔ کالج کے سیکرٹری رہے وزیر ہند کی کونسل کی رکنیت پر فائز ہوئے۔ اور آخری دور میں مسلم یونیورسٹی کے وائس چانسلر کے فرائض انجام دیتے رہے۔ مرحوم کی زندگی قومی خدمت کا ایک بہترین نمونہ تھی۔ ایک ایسے نازک زمانہ میں جبکہ مسلمانوں کا شیرازہ باہمی مخالفتوں اور کدورتوں سے منتشر ہو رہا ہے صاحبزادہ صاحب ایسے سچے قومی خادم کا اٹھ جانا بلاشبہ ایک قومی حادثہ ہے۔ مرحوم کی بہترین یادگار یہ ہو سکتی ہے کہ فرزندان اسلام کے متعلق ان کے تعلیمی نصب العین کو پایہ تکمیل تک پہنچانے [illegible]

بیکار عورتیں

(از جنابہ شہزادہ جہان بیگم آگرہ)

بیکاری بہت بُری شے ہے جو اس کا عادی ہُوا سمجھ لو کہ چند روز بعد برباد ہوگا۔ بیکار آدمی میں زمانہ بھر کے عیوب خود بخود پیدا ہو جاتے ہیں۔ چوری۔ بدمعاشی اور حق تلفی، بددیانتی وغیرہ کے مرتکب عموماً بیکار لوگ ہی ہوتے ہیں۔ خدا نے انسان کو کام کرنے کے واسطے پیدا کیا ہے۔ جس کا ثبوت اس کے اعضا کی بناوٹ سے ملتا ہے۔ اس قادر مطلق نے انسانی عقل میں یہ صفت رکھی ہے کہ اگر وہ مشغول نہ رہے تو یہ بجائے ترقی کے تنزل کی طرف خود بخود مائل ہونے لگتی ہے۔ اور انسان کی عقلی، اخلاقی اور جسمانی قوتوں میں نقص پیدا ہو جاتا ہے جس سے اس کے خیالات اس درجہ بگڑ جاتے ہیں کہ اس کو نیکی اور بدی میں تمیز نہیں رہتی۔ اور وہ معصیت کی طرف راغب ہو جاتا ہے۔

ہماری قوم میں بیکار لوگوں کی افراط ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے ہاں جھوٹ اور فریب کی دولت کی اس قدر کثرت ہے کہ کسی اور دولت کی نہیں۔ طبقہ نسواں تو خصوصیت کے ساتھ بیکار ہے۔ جس گھر میں دیکھو وہیں عورتیں بیکار بیٹھی فضول باتیں کرتی اور وقت کو گنواتی نظر آئیں گی۔ اور باتیں بھی ایسی کریں گی جن سے بجائے کسی مفید نتیجہ کے گناہ کا ارتکاب ہوتا ہے۔ مثلاً غیبت (تہمت) بیہودہ مذاق وغیرہ۔ جس میں غیبت کو سب عیوب پر فضیلت ہے۔ اسی غیبت کے سلسلہ میں وہ ایک دوسرے سے لڑنا شروع کر دیتی ہیں۔ اور ایک دوسرے کو کوسنے کاٹنے لگتی ہیں۔ یہ بیکاری کے باعث خود ہی نہیں لڑتیں۔ بلکہ اپنے ہاں کے مردوں کو بھی بہکا کر لڑا دیتی ہیں۔ ان کی اس خراب عادت کی وجہ سے خاندان بھر میں لڑائی جھگڑے شروع ہو جاتے ہیں۔ اور نئی نئی کاوشیں ایجاد ہونے لگتی ہیں۔

میں عورتوں کے ایک ایسے گروہ سے بخوبی واقف ہوں جو شب و روز دوسروں کے بنے بنائے گھر بگڑوا کر اپنا سکہ چلانے میں دل و جان سے کوشاں رہتی ہیں۔ ان کو سوائے اس مشغلے کے کوئی اور مشغلہ ہی نہیں ہے اوّل یہ ادھر اُدھر کی لگا کر میاں بیوی میں پھوٹ ڈلوا دیتی ہیں۔ پھوٹ پڑتے ہی یہ دونوں علیحدگی اختیار کر کے ان کے ذریعے سے اپنے اپنے نکاح دوسری جگہ کر لیں۔ اور یہ کٹنی بن کر بیچ میں کھائیں۔ یا اگر موقع ہو تو خود ہی کسی کا گھر بگاڑ کر گھس بیٹھیں۔ یا اپنی کسی رشتہ دار یا جان پہچان کو گھر میں گھسا دیں۔

یہ گھر میں دو آدمیوں کو متفق ایک آنکھ نہیں دیکھ سکتیں۔ گو بظاہر یہ جنگ سے نفرت کا اظہار کرتی رہتی ہیں۔ مگر باطن میں ان کو صلح سے نفرت ہے۔ ان کا عمل ان کے قول کے بالکل متضاد ہوتا ہے۔ یہ دو متفق شخصوں میں نااتفاقی پیدا کرنے کے لئے وظیفے کرتی ہیں۔ فقیروں کے پاس جاتی ہیں۔ اور روپیہ صرف کرتی ہیں۔ تعویذ لکھوا کر لاتی ہیں۔ خود بھی اس مقصد کے لئے عبادت میں مصروف رہتی ہیں۔

یہ فسادی عورتیں خدا کے پاک کلام کے ذریعہ سے شیطانی کام کرنا چاہتی ہیں۔ دوسروں کو بہکا کر اپنی طرف کر لینے کا ملکہ ان کو اسقدر حاصل ہے کہ ہمارے برسوں کے مطالعہ اور علمی تجربے ان کے مقابلہ میں ہیچ ہیں۔ بلکہ بگڑ کر جل جانے اور الزام لگانے میں یہ ایسی مشاق ہیں کہ ہم وقت پر منہ دیکھتے ہی رہ جائیں اور یہ الزام کو جھوٹا ثابت کر کے بُرا بنوا دیں۔

یہ تمام عیوب عورتوں میں بیکاری کی وجہ سے پیدا ہوئے ہیں۔ اگر وہ مشغول رکھی جائیں تو ان کے خیالات پاکیزہ ہو جائیں گے۔ اور برائیاں سوچنے کا موقع بھی نہ ملیگا۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ عورتیں دفتروں میں جا کر کام کریں۔ یا کسی کی نوکری کریں۔ تب ہی مشغول سمجھی جائیں گھر میں سینکڑوں کام ایسے ہیں جن میں وہ مشغول رہ سکتی ہیں۔ مجھ کو تو خانہ داری میں بہ نسبت ملازمت کی پابندی کے زیادہ پابندی اور شغل نظر آتا ہے۔ کسی دفتر یا کارخانے کے کام میں اتوار یا تہواروں کی چھٹی تو مل بھی جاتی ہے مگر گھر کے دھندوں سے چوبیس گھنٹے میں مشکل سے چند گھنٹے فرصت ملتی ہے بعض دن وہ بھی نہیں۔ جن بیویوں کو بے کار رہنے کی عادت ہے ان کو چاہئے کہ وہ گھر کے کاموں میں مشغول رہا کریں گھر کی صفائی اور تربیت میں مشغول رہنا بڑا اچھا اور مفید شغل ہے۔ جن کو پڑھنا لکھنا زیادہ نہیں آتا۔ ان کو چاہئے کہ تعلیم یافتہ لوگوں کے پاس بیٹھ کر ان سے کوئی کتاب یا اخبار پڑھوا کر سنا کریں۔ تاکہ ان کا وقت بے کاری میں نہ گذرے اور ان کے خیالات اچھے رہیں۔ (ماخوذ)

ناظرین کرام خط و کتابت کے وقت اپنے نمبر خریداری کا حوالہ ضرور دیا [illegible]

عالمِ اسلام

بغداد کی اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ امریکہ کے مشہور ماہر آثار قدیمہ فرانکفورٹ نے اپنے ایک بیان میں یہ ظاہر کیا ہے کہ وہ خفاجی کے آثار قدیمہ کی تحقیقات کے لئے ایک مہم لے جانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

ڈاکٹر صاحب کی اس تاریخی مہم کو تمام عراق میں پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا جا رہا ہے۔ علمی حلقوں میں خیال کیا جاتا ہے کہ ڈاکٹر صاحب کی اثری مساعی کے نتائج عراق کے تاریخی حالات کے انکشاف میں ممد و معاون ثابت ہونگے۔

مصر کے مشہور علمی رسالہ مصر الحدیثہ کے ادارہ تحریر نے اعلان کیا ہے کہ اگلے نمبر سے اس کی ظاہری و باطنی خوبیوں میں مزید اضافہ کیا جائے گا۔

مصر الحدیثہ کو تمام ملک میں ممتاز علمی و ادبی رسالہ کی حیثیت سے شہرت عام حاصل ہو چکی ہے۔ لیکن موجودہ تغیرات کی بنا پر کہا جا سکتا ہے۔ کہ رسالہ کو تمام ملک میں غیر معمولی پوزیشن حاصل ہو جائے گی۔ رسالہ کے کارکنوں نے مصر کے تمام مشہور ادیبوں کے مضامین حاصل کرنے کی خاص کوشش کی ہے۔

اس وقت تک پروفیسر مطران، استاذ کاظمی، شیخ مازنی، پروفیسر جمیل استاذ شاہین کے اسمائے گرامی مصر الحدیثہ کے خصوصی نامہ نگاروں کی فہرست میں درج ہو چکے ہیں۔

معزز معاصر اصلاح کابل رقمطراز ہے کہ افغانستان میں موٹر رانی کی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے۔ حکومت نے موٹر ٹریننگ کالج کھولنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس وقت حکومت کابل کے پاس کثیر تعداد میں مختلف قسم کی موٹریں ہیں۔ لیکن ان کے نگران اکثر ہندوستانی ہیں۔ اس درسگاہ کے قیام سے افغانستان میں کافی سے زیادہ موٹر ڈرائیور مل سکیں گے۔

ویلپر کے ایک پیغام سے پایا جاتا ہے کہ شام اور ترکی کی سرحد پر فسادات رونما ہو گئے ہیں۔ ایک ریل گاڑی زخمیوں سے بھری ہوئی آئی ہے۔ دونوں ممالک کی طرف سے قیام امن کے لئے افواج بھیجی گئی ہیں۔

سیاسی حلقوں میں خیال کیا جاتا ہے کہ عراق اور حکومت برطانیہ کے درمیان گفت و شنید ماہ مئی کے نصف تک ختم ہو جائے گی۔ معلوم ہُوا ہے کہ اب گفت و شنید اطمینان بخش طریق پر انجام پا رہی ہے۔ ایک جدید عہد نامہ کے بہت جلد مرتب ہونے کی توقع ہے۔

محمد صادق خاں جدید افغانی سفیر مقیم مصر نے دار العلوم ازہر کا معائنہ کیا۔ آپ کا افغان طلبہ اور دار العلوم کے اعلیٰ حکام نے شاندار استقبال کیا۔ آپ نے جمعہ کی نماز دار العلوم میں ادا کی اور بعد ازاں افغان طلبہ کی قیام گاہوں کا معائنہ کیا۔ اور منتظمین کا شکریہ ادا کرتے اور دار العلوم کے انتظامات پر خوشنودی کا اظہار کرنے کے بعد آپ قاہرہ کو روانہ ہوئے۔

طہران کا ایک پیغام مظہر ہے کہ جرمنی سے ضروری سامان اور مشینری اس غرض سے منگائی گئی ہے کہ طہران میں چند ایک کارخانے کھولے جائیں۔ کاغذ بنانے کا ایک کارخانہ بہت جلد کھل جائے گا۔ ایرانی وزیر مالیات نے کہا ہے۔ کہ حکومت کارخانے کھولنے والی کمپنیوں کی جو قومی شرکت کے اصول پر چلائی جائیں گی مالی امداد کرے گی۔

معلوم ہُوا ہے کہ اعلیٰحضرت نادرشاہ اور فیصل کے درمیان دوستانہ سلام و پیام ہوئے ہیں۔ اور عنقریب افغانستان اور عراق کے درمیان گہرے تعلقات قائم ہو جائیں گے۔

بصرہ کا ایک پیغام مظہر ہے کہ سرحد عراق کے نواح میں ایرانی فوج اور کردوں کے درمیان شدید جنگ ہوئی۔ کردوں نے سرحد کے افسر کمانڈنگ کے احکام ماننے سے انکار کر دیا تھا۔ اور عراق کی سرحد کو عبور کرنا چاہتے تھے۔ سنتالیس کرد اور اٹھارہ ایرانی فوج کے آدمی ہلاک اور مجروح ہوئے۔

معزز معاصر البیاسہ قاہرہ رقمطراز ہے کہ مجلس ملیہ اس قانون کے پاس کرنے میں کامیاب ہو گئی ہے جس کے مطابق عورتوں کو مجالس بلدیہ میں منتخب ہونے کا حق حاصل ہو جائیگا۔ وزیر داخلہ نے اعلان کیا ہے کہ وہ حکومت [illegible] دوسرا قانون [illegible]

قابلِ رشک دوست کی قابلِ قدر مثال

ڈاکٹر کے اے خاں صاحب سکندر آباد نے چند ماہ سے جماعت سے علیحدگی اختیار فرمالی تھی۔ اب آپ کی طرف سے حضرت امیر ایدہ اللہ کے نام ایک خط موصول ہُوا ہے۔ جس میں آپ تحریر فرماتے ہیں کہ :-

"میں نے آپ کی اور جناب حضرت مرزا صاحب علیہ الرحمۃ کی بیعت سے کچھ عرصہ منہ موڑ لیا تھا۔ اور آپ کی انجمن کی ممبری سے بھی نام خارج کرا لیا تھا۔ مگر اس عرصہ میں برابر غور کرتا رہا۔ آخر اس نتیجہ پر پہنچا کہ مرزا صاحب علیہ الرحمۃ جیسی بزرگ ہستی سے بلاوجہ منہ موڑنا ایک عقلمند انسان کی انسانیت سے بعید ہے۔ بالآخر میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ جناب مرزا صاحب علیہ الرحمۃ کی بیعت میں اور جناب کی بیعت میں جیسے پہلے تھا پھر آجاؤں اور اب امید ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ مستقل رہوں گا ......

میں نے جس روز سے آپ کی ممبری چھوڑی اُس روز سے آج تک کا حساب بھی بے باق کر دیا۔ اور آئندہ انشاء اللہ تعالےٰ برابر ماہوار اپنے Dues (مطالبات) بھیجتا رہوں گا۔ میں نے اشاعت اسلام کے ۴-۵ خریدار پیغام صلح کا ایک اور لائٹ کا ایک سکندر آباد میں آکر بنائے۔ بہرحال جو مجھ سے ہو سکتا ہے اپنی انجمن کی خدمت کر رہا ہوں۔"

حضرت امیرؓ اس پر تحریر فرماتے ہیں کہ کس قدر ہمت کا کام ہے کچھ عرصہ الگ رہے۔ مگر یا ایں اس کا چندہ بھی اب حساب کر کے بھیج رہے ہیں۔ گویا کبھی الگ نہیں ہوئے۔ بقایا والے احباب غور کریں۔ وہ عملاً الگ ہیں۔"

غلام محمد آفس سپرنٹنڈنٹ انجمن اشاعت اسلام لاہور

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ ہر طرح بخیریت خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

— حکیم شاہ نواز صاحب مرحوم کی چھوٹی صاحبزادی جہاں آرا جو کئی ماہ سے بعارضہ خنازیر بیمار تھی۔ مورخہ ۲۰ مئی کو فوت ہو گئی۔ عمر تقریباً گیارہ سال تھی۔ حضرت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب آپ کا ماتحت عملہ اور ڈاکٹر عصمت اللہ صاحب کی دلی ہمدردی اور طبی خدمات قابل شکریہ ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان کو جزائے خیر دے۔ احباب سے درخواست ہے کہ وہ مرحومہ کے لئے مغفرت اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا کریں۔

پیغام صلح :- ہمیں مرحومہ کے متعلقین کے ساتھ دلی ہمدردی ہے۔

— ڈاکٹر حسن علی صاحب گوجرانوالہ سے مطلع فرماتے ہیں کہ ان کے دونوں صاحبزادے امسال اپنے امتحان میں کامیاب ہو گئے۔

پیغام صلح :- مبارکباد

— استعمال مسکرات کے خلاف مولانا مولوی عصمت اللہ صاحب کے مقامی سناتن دھرم ہائی سکول، دیوسماج ہائی اسکول اور دیال سنگھ ہائی اسکول وغیرہ میں زیر انتظام ٹمپرنس ایسوسی ایشن کئی لیکچر ہوئے اور ابھی ان کا سلسلہ جاری ہے۔ ۳۱ مئی کو مولانا موصوف کی ایک تقریر برکت علی مسلم ہال لاہور میں فلسفہ شہادت پر ہو گی۔

— جناب خان بہادر شیخ خدا بخش صاحب پشاور سے مطلع فرماتے ہیں۔ کہ ان کا صاحبزادہ اللہ بخش صاحب اپنے امتحان میں فسٹ ڈویژن میں کامیاب ہو گئے ہیں۔

پیغام صلح :- مبارکباد

اشتہاری اغراض

کی تکمیل کے لئے "پیغام صلح" بہت مفید ثابت ہو رہا ہے۔ بہت [illegible]

مُرتَدہ کی آپ بیتی

ایک دلچسپ اور عبرت انگیز افسانہ

(از محمد انعام الحق)

(۱)

آہ! انسان کی ظاہری حالت اور اندرونی کیفیات میں کس قدر فرق ہوتا ہے۔ دنیا کے ظاہر بین لوگ کسی کے دکھ سکھ کا اندازہ کرنے میں بہت ہی غلطی کرتے ہیں۔ یہ عین ممکن ہے کہ ایک آدمی جس کی خوش قسمتی پر تم رشک کرتے ہو۔ وہ تم سے بہت زیادہ بدنصیب اور دکھی ہو۔ میری طرف دیکھو! مجھے ہر قسم کا دنیاوی آرام و عزت میسر ہے۔ ایک بہت بڑے والی سیٹھ کی طرف سے دوسو روپے ماہوار میرے لئے مقرر ہیں۔ اس کے علاوہ ہر روز بیش بہا چیزیں تحائف کے طور پر آتی رہتی ہیں۔ ہندو اخبارات کے کالم میرے ذکر اور تعریف سے لبریز ہوتے ہیں۔ بڑے بڑے لیڈروں اور سادھوؤں کی گردنیں میرے سامنے تعظیم سے جھک جاتی ہیں۔ سماج کے جلسوں اور جلوسوں میں میرے نام کے جیکارے بلائے جاتے ہیں۔ غرضکہ ایک دیوی کی طرح میری عزت کی جاتی ہے۔ میں گھر سے بے گھر ہوئی میرے بچے مجھ سے چھینے گئے۔ میں نے ان تمام مصائب کو بخوشی برداشت کر لیا۔ میرے چہرے پر رنج و افسردگی کی ایک ایسی ہلکی سی علامت بھی ظاہر نہ ہونے پائی۔ ساری ہندو دنیا میں میرے عزم و استقلال کے چرچے ہونے لگے۔ ہر ایک ہندو مجھے ویدک دھرم کی سچی پرستار سمجھنے لگا۔ یہی وہ باتیں ہیں جن کی وجہ سے مجھ کو ایک دیوی کی سی عزت حاصل ہو گئی ہے۔ اب ہر روز بے شمار عورتیں میرے پاس سکون و مسرت کی تلاش میں آتی ہیں۔ کاش انہیں معلوم ہوتا کہ میں کس قدر دکھی ہوں۔ کس قدر غیر مطمئن اور کس قدر بدنصیب ہوں۔ لوگ خواہ میری کتنی ہی عزت کریں لیکن میرا ضمیر ہر وقت مجھے لعنت ملامت کرتا رہتا ہے۔

بعض اوقات میں باتیں کرتے کرتے یکایک خاموش ہو جاتی ہوں۔ لوگ اسے میری روحانیت پر محمول کرتے ہیں۔ انہیں معلوم نہیں۔ اس وقت ضمیر کی ملامت میرے لئے ناقابلِ برداشت ہو جاتی ہے۔ ایک زبردست غلطی کا احساس میری زبان پر قفل لگا دیتا ہے۔ اس کے علاوہ سارا دن میں ایک ذہنی عذاب میں مبتلا رہتی ہوں جس کو الفاظ کے ذریعہ ظاہر کرنا بہت مشکل ہے۔ مگر شب کی تاریک تنہائیوں میں مجھ پر جو گذرتی ہے اس کو بیان کرنے سے میری زبان بکسر عاجز ہے۔ دن کو تو میں کوشش کر کے اپنے خیالات اور زبان کو کسی حد تک قابو میں رکھتی ہوں۔ لیکن رات کے وقت میرے لئے یہ بات ناممکن ہو جاتی ہے۔ اسی لئے میں رات کو اپنی ساتھی عورتوں سے بالکل علیحدہ سوتی ہوں۔

رات کے دس بجے کے قریب ہم سب بستر پر چلی جاتی ہیں۔ دوسری عورتیں تھوڑی دیر میں سو جاتی ہیں۔ اور میں اپنی مجبوریوں اور بدقسمتیوں پر ماتم کرنے کے لئے جاگتی رہتی ہوں۔ اس وقت مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ شب کی تاریکی کی وجہ میرے گناہوں کی سیاہی ہے۔ اس احساس کو دور کرنے کے لئے میں آسمان پر چمکنے والے چاند تاروں کی طرف دیکھتی ہوں۔ مگر اس سے یہ احساس دور ہونے کی بجائے اور زیادہ ہو جاتا ہے۔ تھوڑی دیر کے لئے میں یہ یقین کرنے لگتی ہوں کہ چاند تاروں کی مدہم اور سرد کرنیں میرے چہرے پر پھٹکار بن کر برس رہی ہیں۔ آخر میں آنکھیں بند کر لیتی ہوں۔ مگر ان تصور کی آنکھوں کو کیا کروں۔ جن کو بند کرنا میری طاقت سے باہر ہے۔ یہ آنکھیں مجھے ظاہری آنکھوں سے بھی زیادہ خوفناک نظارے دکھلاتی ہیں۔ رات کے سناٹے میں جب ہر طرف سکوت و سکون کا راج ہوتا ہے تمام کائنات محوِ خواب ہوتی ہے۔ اس وقت میں بستر پر کروٹیں بدلتی رہتی ہوں۔ میرا نرم و گداز بستر میرے لئے انگاروں کے فرش سے کم تکلیف دہ نہیں ہوتا۔ نیند کی دیوی ہر ایک چیز کو اپنی میٹھی میٹھی خواب آور لوریاں سنا کر سلا دیتی ہے۔ لیکن میں دیر تک اس نعمت سے محروم رہتی ہوں۔ آخر اس کو میری حالت پر رحم آجاتا ہے اور میں سو جاتی ہوں۔ مگر عالمِ خواب میں بھی بدنصیبی میرا پیچھا نہیں چھوڑتی۔ ہر روز ایسی خوفناک خوابیں آتی ہیں۔ جن کا تصور بھی عالم بیداری میں میرے لئے سوہانِ روح ہوتا ہے۔

عام طور پر میں خواب میں دیکھتی ہوں کہ ایک بہت ہی بدصورت اور قد آور شخص جس کا حلیہ روائتی دیوؤں سے ملتا جلتا ہوتا ہے۔ فضا میں سے یکایک نمودار ہو جاتا ہے۔ اس کے کپڑے خون سے رنگین ہوتے ہیں۔ گلے میں بچوں کی کھوپریاں کی مالا ہوتی ہے۔ ایک ہاتھ میں خون سے لبریز پیالہ اور دوسرے میں انسانی سر ہوتا ہے۔ وہ نمودار ہوتے ہی ایک بہت ہی مکروہ اور ڈرا دینے والا قہقہہ لگاتا ہے اور مجھے مخاطب کر کے کہتا ہے "میں موت اور تباہی کا فرشتہ ہوں۔ اور تم کو میں نے بہت کوشش سے تباہی کے رستے پر ڈالا ہے"۔ کبھی کبھی وہ پیہم قہقہے لگا کر ناچنا شروع کر دیتا ہے۔ اس وقت پیالے میں سے خون گر گر کر زمین کو رنگین کر دیتا ہے۔ اس کے غائب ہونے کے بعد بے شمار چھوٹے چھوٹے بھتنے جن کے سروں پر چوٹیاں اور ہاتھوں میں آتشیں کوڑے ہوتے ہیں۔ نمودار ہو کر رقص کرتے ہیں۔ اور ناچتے ناچتے غائب ہو جاتے ہیں۔ ایک روز میں نے خواب میں دیکھا کہ خون ہڈیوں اور انسانی سروں اور کھوپریوں کی بارش ہو رہی ہے۔ غرضکہ قریباً ہر روز ایک ایسا منظر نظر آتا ہے جس کو دیکھ کر میری چیخیں نکل جاتی ہیں۔ اور اس کے ساتھ ہی فوراً آنکھ کھل جاتی ہے۔ پھر وہی کروٹیں۔ وہی آہیں۔ وہی ذہنی اذیت حتیٰ کہ صبح ہو جاتی ہے۔ آپ غور کریں کہ یہ زندگی بھی کوئی زندگی ہے۔ مگر مجھے یہ سب کچھ خاموشی سے برداشت کرنا پڑتا ہے۔ آپ نے دیکھ لیا کہ میری ظاہری حالت اور اصل کیفیت میں کس قدر بُعدِ عظیم ہے!

مگر آہ! یہ سب کچھ میرے ہی اعمال کا نتیجہ ہے۔ میں نے راستی اور نیکی کا راستہ چھوڑ کر گمراہی کی بھول بھلیوں میں اپنے تئیں گم کر دیا۔ آہ! میں اسلام کے آغوشِ رحمت سے نکل کر کفر کے جال میں پھنس گئی۔ میں پہلے مسلمان تھی۔ اس کے بعد مرتد ہو گئی۔ اب بھی اسلام کو سچا اور سب سے اچھا مذہب سمجھتی ہوں۔ مگر باوجود اس کے میں نے اس کو چھوڑ رکھا ہے۔ اسی لئے میرا ضمیر مجھ پر لعنت ملامت کرتا رہتا ہے۔ ذہنی تکلیف اور خوفناک خوابوں کی وجہ صرف یہی ہے۔ میں گنہگار ہوں۔ مرتد ہوں۔ میں نے ایک نہایت ہی ذلیل فعل کیا ہے۔ آپ کا حق ہے کہ مجھے نفرت و حقارت سے دیکھیں اور لعنتیں بھیجیں۔ مگر اسے اسلام کے خوش نصیب فرزندو! میری آپ بیتی ضرور سن لینا۔

(۲)

میں اپنا وطن اور خاندان نہیں بتاؤں گی۔ مگر اس کے ساتھ یہ بھی یقین دلاتی ہوں کہ کسی قسم کی غلط بیانی ہرگز نہیں کروں گی۔ میرا سب سے بڑا گناہ ارتداد ہے۔ وہ میں نے خود ہی بیان کر دیا۔ تو کیا ضرورت ہے کہ دوسری باتوں کو چھپاؤں۔

میں صوبہ یو۔پی کے ایک مشہور اور قدیم قصبہ کی رہنے والی ہوں۔ ایک دیندار خاندان کی فرد اور ایک مولوی کی لڑکی ہوں۔ میرا خاندان گو دنیوی لحاظ سے کوئی نمایاں حیثیت نہیں رکھتا۔ لیکن شرافت اور دینداری کی وجہ سے اپنے علاقہ میں نہایت عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ مگر آہ! اب تو میرے ارتداد کی وجہ سے بہت ذلیل ہو گیا ہو گا۔ اسلامی تعلیمات سے بخوبی واقف ہوں۔ قرآن شریف باترجمہ پڑھا ہے۔ اردو اور فارسی دونوں زبانوں پر پورا عبور حاصل ہے۔ میرے مضامین اور نظمیں آہ۔ وہ مضامین اور نظمیں جو میں اپنی ضمیر کے خلاف اسلام کی مخالفت میں لکھتی ہوں۔ آپ نے اخبارات میں دیکھے ہوں ہونگے چونکہ آپ کا وقت بہت قیمتی ہے اس لئے میں اپنی داستانِ گمراہی کو نہایت اختصار کے ساتھ بیان کرتی ہوں۔

میرا بچپن اور لڑکپن عام مسلمان لڑکیوں کی طرح ہی گذرا۔ فرق صرف اس قدر تھا۔ کہ مسلمان گھرانوں میں عموماً لڑکیوں کی تعلیم کی طرف بہت کم توجہ دی جاتی ہے۔ مگر میرے والد صاحب کو اس کا بہت خیال تھا۔ وہ مجھے اور میری چھوٹی بہن کو نہایت توجہ اور محنت سے خود پڑھاتے تھے۔ میری عمر سولہ سال کے قریب ہو گی۔ کہ والدین کو میری شادی کی فکر ہوئی۔ میں اس وقت بالغ تھی۔ ایک حد تک اپنا نفع و نقصان سوچ سکتی تھی۔ میرے سینے [illegible] دل میں کچھ تمنائیں بھی تھیں۔ گھر کے تمام بزرگ ہر روز رازدارانہ انداز میں میرے رشتہ کے متعلق گفتگو کرتے۔ مگر مجھے اس کی مطلق خبر نہ تھی۔

میرا گھرانہ ایک دیندار اور پابندِ شرع گھرانہ ہے۔ اسلام نے عورت کو اپنے شریکِ زندگی کے انتخاب میں بہت سے حقوق دیئے ہیں۔ مگر میرے بزرگوں نے میرے ان حقوق کی مطلق پرواہ نہ کی۔ تاہم میں بالکل مطمئن تھی۔ کیونکہ مجھے یقین تھا کہ میرا شوہر تجویز کرتے وقت قرعہ فال میرے ماموں کے لڑکے کے نام پڑے گا۔ ہم دونوں ہم عمر ہونے کے علاوہ ایک دوسرے سے بہت مانوس تھے۔ سب سے زیادہ یہ کہ میری والدہ اور ممانی میں برسوں پہلے قول و قرار ہو چکے تھے۔ لڑکا بھی ہر طرح سے میرے والدین کے معیار کے مطابق تھا۔ لیکن میں کچھ سوچ رہی تھی اور۔ ہوا کچھ اور۔ معاملہ ابھی بزرگوں کے زیرِ غور تھا کہ کسی معمولی بات پر میرے والد اور ماموں کی آپس میں کچھ کشیدگی ہو گئی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ میری نسبت ماموں کے لڑکے کی بجائے ایک اور لڑکے سے قرار پا گئی۔ اس کی خبر مجھے نکاح سے چند یوم ہی پیشتر ہوئی۔ ایک جوان لڑکی کے احساسات سے جو لوگ واقف ہیں۔ وہ بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اس وقت مجھ پر کیا گذری۔ مگر میں نے اس کو نہایت خاموشی سے برداشت کیا۔ اب وہ شخص جس کو میں اپنا سرتاج، اپنا رفیقِ زندگی، سمجھے ہوئی تھی۔ میرے لئے معاً غیر بن گیا۔ خدا بہتر جانتا ہے کہ جس دن مجھے والدین کے فیصلہ کی خبر ہوئی اس کے بعد آج تک میں نے اس کی شکل تک نہیں دیکھی

(۳)

شادی ہو گئی۔ میں میکے سے رخصت ہو کر سسرال پہنچی اور چند روز بعد اپنے شوہر کے ہمراہ ایک دور دراز مقام پر جہاں وہ سرکاری ملازم تھے چلی گئی۔ یہ آج سے قریباً آٹھ سال پہلے کا ذکر ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ میں اس دنیا میں سب سے زیادہ گنہگار عورت ہوں۔ اس زندگی اور آخرت میں جو سزا مجھے ملے کم ہے۔ مگر یقین جانئے کہ میں نے اپنے شوہر کو ہر طرح سے خوش رکھنے کی کوشش کی۔ ان کے ہر حکم کو مانا ہر قسم کی خدمت کی۔ ان کے گھر میں فاقے کاٹے طرح طرح کی تکلیفیں اٹھائیں۔ ظلم سہے اور اُف تک نہ کی۔ میں خود سب سے بری ہوں۔ مگر اس حقیقت کے اظہار کے لئے معافی چاہتی ہوں۔ کہ میرے شوہر بالکل معمولی پڑھے ہوئے اور بہت سخت طبیعت کے آدمی تھے۔ ذرا سی بات پر طیش میں آجانا۔ یا کسی بے حقیقت شک پر دوسرے کو مار مار کر زخمی کر دینا ان کے لئے بالکل معمولی بات تھی۔ اس کے علاوہ انہیں شراب خوری اور قمار بازی کی عادت بھی تھی۔ میرا سارا زیور ان کی ان عادات کی نذر ہو گیا۔ میں نے ہر چند کوشش کی کہ وہ یہ عادات ترک کر دیں۔ لیکن کامیاب نہ ہو سکی۔ میں قریباً ہر ہفتہ پٹتی۔ وہ سرکاری ملازم تھے۔ جب اپنے افسروں کے ساتھ دورے پر جاتے تو مجھے مکان میں مقفل کر جاتے۔ پردیس میں میرا کوئی ہمدرد یا غمخوار نہ تھا۔ تاہم میں نے ان کی اصلاح کی امید پر ان تمام مصائب کو صبر و شکر سے برداشت کیا۔ حتیٰ کہ اپنے والدین کو بھی خبر نہ ہونے دی۔ خدا نے مجھے دو بچے بھی دے دیئے۔ جو ان حالات میں میرے لئے اطمینان و مسرت کا واحد ذریعہ تھے۔

اسی طرح چھ سال سے زائد عرصہ گذر گیا۔ پے در پے مایوسیوں اور ناکامیوں کی وجہ سے میں ان کی اصلاح سے ناامید ہو گئی۔ ان کا طرزِ عمل روز بروز ناقابلِ برداشت ہوتا گیا۔ بچوں کے ساتھ بھی وہ ظالمانہ سلوک کرتے تھے۔ ایک ماں کے لئے یہ بات موت سے بھی زیادہ تلخ ہے۔ مگر میرے لئے سب سے زیادہ تکلیف دہ چیز میرے اور ان کے عادات کا فرق تھا۔ فطرتِ انسانی سے واقف اصحاب ہی اسے بخوبی سمجھ سکتے ہیں۔ آخر میں نے اپنے والدین کو اطلاع دیدی۔ انہوں نے ان کو سمجھانے کی ہر چند کوشش کی۔ مگر کوئی اثر نہ ہوا۔ رفتہ رفتہ حالات یہاں تک خراب ہو گئے۔ کہ قطع تعلق کے سوا اور کوئی چارہ نہ رہا۔ مگر اس میں خاندان کی بدنامی تھی۔ والدین اس کا خیال رکھتے تھے۔ انہوں نے مجھے صاف طور پر کہہ دیا کہ اب جس طرح سے ہو سکے گذارہ کرو۔ مگر میرے لئے اب یہ ممکن نہ تھا۔ آخر میں نے کافی سوچ بچار کے بعد والدین کی رائے کے خلاف قطع تعلق کا فیصلہ کر ہی لیا۔ اسلام نے عورت کو خلع کا حق دیا ہے۔ مگر آج ہندوستان میں مسلمان عورت سے یہ حق چھین لیا گیا ہے۔ اگر شوہر راضی نہ ہو۔ تو مصیبت زدہ عورت کے لئے علیحدگی کا واحد ذریعہ ارتداد ہی ہے بے شک ہر ایک مسلمان مرد و عورت کو آخری دم تک اسلام پر قائم رہنا چاہئے۔ اور تمام مصائب بخندہ پیشانی برداشت کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ لیکن اسلام نے

خبریں

—— مدراس ۲۴ر جولائی ۔ مدراس پریزیڈنسی مسلم کانفرنس کی سب کمیٹی نے جسے سائمن رپورٹ کی جانچ کرنے کا اختیار دیا تھا۔ اپنی رپورٹ میں کمیشن ہذا کی سفارشات کا ناتسلی بخش ناکافی اور ناقابل قبول قرار دیا ہے۔ کمیشن نے جس آزادی کا ذکر کیا ہے ۔ وہ جمہوری شکل میں خالص مطلق العنان حکومت ہے۔

—— سرینگر ۲۱ر جولائی ۔ معلوم ہُوا ہے کہ مہاراجہ صاحب جموں و کشمیر ولایت کو جا رہے ہیں۔ اور آپ ۳۰ ستمبر تک ولایت تشریف لے جائیں گے۔ آپ گول میز کانفرنس کے سلسلہ میں جا رہے ہیں۔

—— ماسکو ۲۲ر جولائی ۔ موسیو چچرین وزیر خارجیہ کے عہدے سے مستعفی ہو گئے ہیں ۔ آپ کی جگہ موسیو لٹوِنف وزیر خارجہ مقرر ہوئے ہیں۔

—— سرینگر ۲۱ جولائی ۔ معلوم ہُوا ہے کہ مسٹر جی اے سی ویکفیلڈ صاحب فارن اینڈ پولیٹیکل منسٹر کو مہاراجہ بہادر نے وزیر اعظم کے عہدہ پر سرفراز فرمایا ہے۔

—— لندن ۲۲ر جولائی ۔ قاہرہ اور پورٹ سعید میں فساد ہو گیا۔ پولیس جب لوگوں کو منتشر کر رہی تھی تو لوگوں نے پتھر وغیرہ برسائے پولیس نے گولی چلا دی ۔ سویز میں بھی فساد ہو گیا۔ جس کی وجہ سے ۲۱ آدمی پبلک کے اور ۳۰ آدمی پولیس کے زخمی ہوئے ۔ ۴۴ آدمی گرفتار کر لئے گئے ۔ قاہرہ میں ۴ آدمی ہلاک ۴۱ آدمی زخمی ہوئے ۔ سات کی حالت نازک بتائی گئی ہے۔ ایک ہزار سے زیادہ آدمی گرفتار کر لئے گئے ۔ پورٹ سعید میں ۴ آدمی ہلاک اور ۲۸ زخمی ہوئے ۔ ۱۰ کی حالت نازک بتائی جاتی ہے ۔ پولیس کے ۴۰ آدمی زخمی ہوئے۔ جن میں سے ایک کی حالت نازک ہے۔

—— ناگپور ۲۱ر جبل پور میں ہجوم نے پولیس پر حملہ کر دیا۔ پولیس نے مدافعت کے لئے لاٹھیاں استعمال کیں ۔ لیکن جب کوئی فائدہ نہ ہُوا تو اُس نے گولی چلا دی۔ جس سے دو اشخاص زخمی ہوئے۔ آخر کار ہجوم منتشر ہو گیا۔ پولیس کے بارہ اشخاص زخمی ہوئے۔ جن سے دو کی حالت خطرناک ہے ۔ ہجوم میں سے پندرہ اشخاص ہسپتال میں داخل کئے گئے ہیں۔

ایک اور اطلاع کے مطابق ساٹھ بلوائی زخمی ہوئے ہیں واقعات یہ تھے کہ کانگرسی رضا کار آبکاری کے دفتر کے سامنے پکٹنگ کر رہے تھے اور وہ دروازوں کے سامنے لیٹ گئے تھے ۔ تاکہ ٹھیکہ دار شراب نہ لے جا سکیں۔

—— راولپنڈی ۲۱ جولائی ۔ خانگی نالہ میں سخت طغیانی کی وجہ سے دلائے سن اور چکر کوٹ کے درمیان عارضی پل ٹوٹ گیا ۔ اور لائن مسدود ہو گئی ہے۔ مسافروں کو اس مقام پر ایک گاڑی سے اتر کر دوسری میں سوار ہونا پڑتا ہے۔ آئندہ حکم تک کوئی مال گاڑی نہیں چلے گی ۔ کل سہ پہر تک باقاعدہ آمد و رفت جاری ہو جائے گی۔

—— قاہرہ ۱۷ر جولائی ۔ نحاس پاشا نے مسٹر میکڈانلڈ کے مکتوب کا جواب دیتے ہوئے حکومت برطانیہ کے اس اعلان کا خیر مقدم کیا ہے کہ وہ مصر کے نظام حکومت پر حملہ کرنے کے لئے آلہ کار بننے کا مطلق ارادہ نہیں رکھتی۔

نحاس پاشا لکھتے ہیں مصر میں تازہ حوادث موجودہ وزارت کے طریق عمل سے پیدا ہوئے ہیں اور قوم محض ایک ایسی وزارت کے خلاف جو اس کی حکومت پر دست درازی کر رہی ہے نظام حکومت کی حفاظت میں مصروف ہے ۔ ہمیں امید ہے کہ جمہوریت مطلق العنان حکومت پر غالب آئے گی۔

—— بمبئی ۲۰ر جولائی ۔ آج شام ہفتہ کانگرس کے اختتام پر ایسپلینیڈ میدان میں کانگرس کے قائمقام صدر مسٹر ولبھ بھائی پٹیل نے ایک جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے کہا:۔

انگریزوں یا انگلستان کے ساتھ ہمارا کوئی جھگڑا نہیں ہم صرف انگلستان سے یہ حتمی وعدہ چاہتے ہیں کہ ہمارے مطالبات پورے کئے جائیں گے اور اگر یہ وعدہ کیا جائے تو ہم مفاہمت کے لئے تیار ہیں

—— [illegible]

دو سو اکیس کے مقابلہ میں دو سو چھیئنر آ ... [illegible] سوشلسٹوں کی یہ تحریک منظور کی ۔ کہ حکومت کا مالی پروگرام مرتب کرنے کے متعلق پریزیڈنٹ ہنڈن برگ کا فیصلہ منسوخ کر دیا جائے۔ اور ریشتاغ ٹوٹ گئی ۔ عام انتخاب چھ ہفتوں کے بعد ہو گا۔

—— رگبی ۱۹ر جولائی ۔ یہاں ہلکے طیاروں کے سفر یورپ میں جو آج برلن سے شروع ہُوا بڑی دلچسپی کا اظہار کیا جا رہا ہے تقریباً اسّی طیارے مقابلہ کر رہے ہیں ۔ جن میں متعدد جہاز ران عورتیں بھی ہیں

—— نیویارک ۱۷ جولائی ۔ ہندوستانی تجارت کی حالت کے متعلق خطرناک خبروں کی وجہ سے شکاگو کی جہاز و انجن بنانے والی ایک کمپنی نے اپنے ہندوستان کے نمائندوں کو لکھا ہے کہ حالات کے بہتر صورت اختیار کرنے تک چین، جاپان اور جنوبی افریقہ چلے جائیں۔ کیونکہ موجودہ حالت میں وہاں ٹھہرنا کوئی فائدہ نہیں رکھتا۔

—— ٹوکیو ۱۵ر جولائی ۔ کل باد و باراں کا ایک ہولناک طوفان آیا جس سے نگاسکی اور ضلع کے سارے علاقے کو سخت نقصان پہنچا ۔ آندھی کی رفتار ایک سو بارہ میل فی ساعت تک پہنچ گئی تھی۔

اس امر کا اندیشہ ظاہر کیا جاتا ہے کہ کم از کم ایک سو اشخاص سمندر میں ڈوب گئے ہیں ۔ معلوم ہُوا ہے ۔ کہ آٹھ چھوٹے دخانی جہاز اور تراسی موٹر کشتیاں تباہ ہو گئی ہیں ۔ غالباً سو اور اشخاص ساحل پر ہلاک ہو گئے ہیں ۔ جہاں ۶۰۰ مکان مسمار ہو گئے ہیں ۔ اور ہزاروں کو نقصان پہنچا۔

اندازہ کیا جاتا ہے کہ تقریباً دو کروڑ ین (جاپانی سکہ) کا مالی نقصان ہُوا ہے۔

—— شملہ ۲۳ر جولائی ۔ سول کا نامہ نگار خصوصی لکھتا ہے ۔ کہ سیاسی حلقوں میں خیال کیا جاتا ہے ۔ کہ وائسرائے کے عہدہ کی میعاد ختم ہونے پر لارڈ ارون دوبارہ وائسرائے مقرر کئے جائیں گے۔ کیونکہ اول تو انہوں نے ہندوستان کا اعتماد حاصل کر لیا ہے۔ اور دوسرے ایسے نازک موقع پر اس قسم کی تبدیلی مناسب نہیں۔ یقین کیا جاتا ہے کہ لارڈ ارون ہی کو دوبارہ دعوت دی جائیگی۔ لیکن اگر ایسا نہ ہو سکا تو اس عہدہ پر مارکوئس آف زٹ لینڈ جو ہندوستان میں لارڈ رانلڈشے کے نام سے مشہور ہیں مقرر کیا جائے گا۔

—— وسط اگست میں آل انڈیا مسلم لیگ کا جو اجلاس لکھنؤ میں منعقد ہونے والا ہے ۔ اس کی صدارت ڈاکٹر سر محمد اقبال مدظلہ العالی نے قبول فرما لی ہے ۔ حضرت علامہ خطبہ صدارت لکھنے میں مصروف ہیں ۔ (انقلاب)

—— نیویارک ۱۷ر جولائی ۔ ہندوستانی تجارت کی حالت کے متعلق خطرناک خبروں کی وجہ سے شکاگو کی ایک جہاز و انجن بنانے والی ایک کمپنی نے اپنے ہندوستان کے نمائندوں کو لکھا ہے کہ حالات کے بہتر صورت اختیار کرنے تک چین ۔ جاپان و جنوبی افریقہ چلے جائیں ۔ کیونکہ موجودہ حالت میں وہاں ٹھہرنا کوئی فائدہ نہیں رکھتا۔

(بقیہ عالم اسلام صفحہ اوّل)

حکومت ایران نے گذشتہ موسم سرما میں ٹیلگراف و تار کی توسیع کے کام کو ملتوی کر دیا تھا ۔ اب وزارت ڈاکخانہ جات نے اپنی سکیم کو از سر نو جاری کرنے کے لئے ارباب متعلقہ کو ہدایات دی ہیں ۔ وزارت کی اسکیم کے مطابق علاقہ مشہد صوبہ فارس اور اطراف خوزستان میں تار کا سلسلہ قائم کیا جائیگا۔ اس مقصد کے لئے وزارت مالیہ نے ۲۰ ہزار تومان کی منظوری دی ہے۔

معاصر اطلاعات طہران ناقل ہے ۔ رئیس بنک پہلوی طہران نے اصفہان میں پہلوی بنک کا افتتاح کیا۔ افتتاح کے وقت ایک پارٹی دی گئی جس میں حکومتی دوائر کے کارندے ممتاز تاجر اور معزز شہری حضرات شریک تھے۔ اصفہان میں بنک کا قیام دولت ایران کے اقتصادی پروگرام کے مطابق عمل میں آیا ہے

معاصر ... [illegible] نے وزارت اقتصاد ملی

کی خواہش کے مطابق تمام اطراف میں اعلان کیا ہے کہ کسان اور باغ مالک اشخاص شہتوت کے درختوں کی حفاظت کریں ۔ یہ اعلان بھی ملکی ترقی دینے کے سلسلہ میں کیا گیا۔

بغداد کی ایک اطلاع سے معلوم ہُوا کہ وہاں کے علماء تجار اور ممتاز اشخاص نے سلماس (ایران) کے تباہ کن زلزلہ کے سلسلہ میں حکومت ایران سے اظہار ہمدردی کیا ہے اور اخوت اسلامی کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک کمیٹی قائم کی ہے ۔ جو مصیبت زدہ اشخاص کے لئے سرمایہ امداد فراہم کرے گی۔

انقرہ کی اطلاع مظہر ہے کہ شام اور ترکیہ کی متحدہ کمیٹی جو عرصہ سے تبادلہ اراضی تعیین حدود کے مسئلہ پر غور کر رہی تھی ۔ اب ایک نتیجہ پر پہنچ گئی ہے دونوں حکومتوں نے تبادلہ اراضی کے مطالبہ کو منظور کر لیا ہے سرحدات کی تعیین کے متعلق متفقہ طور پر جدودی اور معاملہ کو سر دست تسلیم کیا گیا ہے

معاصر الفتح قاہرہ رقمطراز ہے کہ جمہوریہ ترکیہ نے اپنی حدود میں جلانے کے جدید قانون کو نافذ کر دیا ہے ۔ اس قانون کی عوام کی طرف سے شدید مخالفت کی گئی تھی ۔ لیکن اسال مندرجہ ذیل شرائط کے ساتھ اس کو منظور کر لیا گیا (۱) مردہ کو جلانے کے لئے ڈاکٹری سارٹیفکیٹ ضروری ہوگا تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ موت کس بیماری سے واقع ہوئی ۔ (۲) نعش جلانے کے لئے متوفی کی وصیت بھی ہونی ضروری ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہٗ و نصلّی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۱۸ | یکم ربیع الثانی ۱۳۴۹ھ | نمبر ۵۶

مسلمانوں کی موجودہ مشکلات کا حل

تجارت اور مسلمان

اقتصادیات کے موجودہ ماہرین کا متفقہ فیصلہ ہے۔ کہ جب کوئی قوم تجارت پر سے اپنا ہاتھ اُٹھا لیتی ہے تو وہ یقینی طور پر بام ترقی سے نیچے گر جاتی ہے۔ قرآن کریم نے مسلمانوں کو جو پیغام حیات دیا اس میں تجارت پر اس قدر زور دیا ہے کہ کسبِ معاش کے اور کسی ذریعہ پر اس قدر زور نہیں دیا۔ کہیں روئے زمین کی مختلف روئیدگیوں اور زرعی پیداوار کا ذکر کر کے اس طرف توجہ دلائی ہے۔ وفی الارض قطعٌ متجاورات وجنات من اعناب و زرع ونخیل صنوان وغیر صنوان یسقیٰ بماءٍ واحد ونفضل بعضها علیٰ بعض فی الاکل ان فی ذالک لاٰیات لقوم یعقلون۔

وما ذرا لکم فی الارض مختلفاً الوانہٗ ان فی ذالک لاٰیۃً لقوم یذکرون۔

زمین میں مختلف استعداد اور خواص کے ٹکڑے ہیں۔ ان کی زرعی قابلیت کے لحاظ سے ان میں مختلف قسم کی پیداوار پھل اور اناج ہوتے ہیں۔ جو ایک دوسرے سے کھانے میں اعلےٰ اور لذیذ ہیں۔

جو کچھ ہم نے زمین میں گوناگوں اقسام کی پیداوار کو پھیلایا ہے۔ اس میں ایک ترقی کی خواہاں قوم کے لئے نشان ہے۔

مندرجہ بالا آیات میں قرآن کریم نے جو کچھ فرمایا ہے اس کا ماحصل یہ ہے کہ مختلف قسم کی اجناس اور پھل اور ان میں اختلاف امزجہ اور ذائقہ ہی منڈیوں کی زینت ہے۔ اور تجارت کا تمام تر دارو مدار تباین اشیا ہے قابلیتوں میں اگر اختلاف نہ ہوتا تو تجارت ہو ہی نہیں سکتی تھی۔ قرآن کریم انسانی ذہن کو پیداوار کے اس تباین اور اختلاف کی طرف بلحاظ ان کی جا پیدائش کے بغور مطالعہ کرنے کی دعوت دیتا ہے۔ اور پھر اس کے بعد کہیں انسانی مصنوعات کا ذکر کر کے ان کو جگہ جگہ لے جانے کی طرف توجہ دلاتا ہے۔ کہیں اسباب باربرداری۔ مراکب اور جہازوں کو خدا کی نعمت قرار دیتا ہے۔ تو کہیں حساب کتاب اور باہمی لین دین کے قوانین کھول کھول کر بیان کرتا ہے۔ یہاں تک کہ حج ادر جمعہ جیسے ضروری ارکانِ عبادت کے مواقع پر بھی تجارت کو نظرانداز نہیں کرتا۔

قرآن کریم کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات بھی تجارت کے متعلق نہایت دلکش اور اہم ہیں۔ آپ نے فرمایا التاجر الامین الصدوق مع النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین (ترمذی) امین[1] اور راستباز تاجر نبیوں، صدیقوں، شہداء اور صالحین کی صف میں ہوگا

پھر فرمایا پیشوں میں بہترین پیشہ تجارت ہے۔ اور ایک مرتبہ یوں بھی فرمایا کہ "کسبِ معاش کے دس حصوں میں سے نو حصے تجارت میں ہیں۔"

تبلیغ و اشاعت کے نکتۂ نگاہ سے بھی اگر دیکھا جائے تو مسلم تجار ہی زیادہ تر اشاعت و تبلیغ اسلام اور حکومت و سلطنت کے قیام کا ذریعہ ہوئے ہیں۔

یورپ کے تمام مؤرخ جنہوں نے مسلمانوں کے عروج و زوال پر بحث کی ہے اس امر پر متفق ہیں کہ مسلمانوں کے زوال کا باعث ان کا تجارت کے میدان میں گر جانا ہے۔ ایک وقت تھا کہ مسلمان جنوبی فرانس سے چین تک اور شرقی افریقہ سے بالطوم تک کی تجارت پر قابض تھے۔ اور یہ قبضہ اس وقت تک قائم رہا کہ جب تک مسلمان صحیح معنوں میں مسلمان رہے۔ اس وقت یورپ کا تمام تر عروج تجارتی جہازوں کے مستول کے ساتھ بندھا ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ موجودہ زمانہ میں بھی یورپ کے مال کو مختلف اقطاعِ مشرق میں پہنچانے والے کچھ مسلمان تاجر موجود ہیں۔ تاہم مسلمان تجار میں نظام نہ ہونے کی وجہ سے یہ تجارت مسلمانوں کے لئے چنداں فائدہ مند نہیں۔ وہ فوائد کہ جو ہر شعبہ میں جماعتی منظم طریق پر کام کرنے سے حاصل ہوتے ہیں اس سے مسلمان بہت حد تک محروم ہیں۔

تجارت کو فروغ دینے کے لئے جماعتی نظام کے علاوہ دوسرا ذریعہ مصنوعات کی نمائش اور ان میں شمولیت ہے۔ مسلمانوں نے اب تک بحیثیت قوم اس قسم کی کوئی نمائش منعقد نہیں کی یورپ میں ہر سال مصنوعات کی نمائش مختلف مقامات پر ہوتی ہے۔ لندن میں اس مرتبہ ۱۷ فروری سے ۲۸ فروری تک جو نمائش ہوئی اس میں ۱۰۰۰ صنعت و حرفت پیشہ اصحاب نے اپنے مصنوعات کو دکھایا۔ ان مصنوعات کا سلسلہ ۵ میل تک پھیلا ہوا تھا۔ اگر الگ طور پر اس قسم کی نمائش ممکن نہ ہو تو قومی انجمنوں کے جلسوں کے ساتھ اس کو ضرور منعقد کیا جائے۔ اور قوم کے باثروت لوگ ان کی مصنوعات کو خرید کر ان کی ہمت کو بڑھائیں۔ ہندوستان کے بعض شہروں میں ہفتہ وار منڈیاں لگانے سے بھی بہت فائدہ ہوتا ہے۔ مسلمانوں کو ان میں زیادہ حصہ لینا چاہئے۔

اگر ہندوستان کے مسلمانوں کو یہ معلوم ہو جائے کہ لندن کی گذشتہ نمائش میں جو دو تین مسلمان اپنی مصنوعات کو لے کر گئے تھے انہیں وہاں کتنے آرڈر ملے۔ اور ان کو اس سے کس قدر فائدہ پہنچا۔ تو دوسرے مسلمان بھی اس قسم کی نمائشوں سے فائدہ اُٹھا سکتے ہیں۔

تجارت کی طرف عام مسلمانوں کو رغبت دلانے کے لئے تجارتی جرنل اور رسائل کی بھی از حد ضرورت ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی اس میدان میں مسلمانوں کی رہنمائی کے لئے اس فن کی کتابوں کی بھی ضرورت ہے۔ ہمیں یہ معلوم ہونا چاہئے کہ ہندوستان کی ضروریات کیا ہیں اور مراکو ہمیں کیا کچھ دے سکتا ہے۔ مصر کیا فروخت کرتا ہے اور عراق کیا خریدنا چاہتا ہے ترکی ایران کے لئے کیا تیار کرتا ہے اور افغانستان عرب کے ہاتھ کیا بیچنے کو تیار ہے۔

مسلمانوں میں سے تجار کی کوئی جماعت اگر ان باتوں پر توجہ دے تو مسلم قوم کی گم شدہ ساکھ دنیا میں پھر قائم ہو سکتی ہے بڑے بڑے شہروں میں ایسی انجمنوں کی ضرورت ہے کہ جو مسلمانوں کی تجارت کے میدان میں رہنمائی کریں۔ کاش ان کے میلے فضول راگ و رنگ اور خورد و نوش کے ہیضے سے آگے بڑھ کر اپنی قومی مصنوعات کی بہترین نمائش کا رنگ اختیار کر سکیں۔

کچھ اپنے متعلق

ہندوستان میں فنِ صحافت بہت حد تک ترقی کر چکا ہے۔ روزانہ اخبارات جس اہتمام کے ساتھ اب شائع ہوتے ہیں۔ اس سے پیشتر یہ رونق ان کو میسر نہ تھی۔ صبح و شام ضمیمے بھی بکثرت شائع ہونے لگ گئے ہیں۔ سنڈے ایڈیشن رنگین ہونے کے علاوہ دلچسپ بھی خاصے ہوتے ہیں۔ البتہ ماہانہ رسائل کا بیشتر حصہ مفید علوم پیدا کرنے کی بجائے ابھی تک "حسن نقوی شکن" کے نظارہ میں محو ہے یہ امر اس لحاظ سے اور بھی افسوسناک ہے کہ زیادہ تر مسلمان ہی اس دماغی عیاشی کے دامِ فریب میں مبتلا ہیں۔ مسلمانوں کے اخبارات کی حالت بھی بہتر ہو رہی ہے۔ گو نکتۂ نگاہ کے ایک نہ ہونے کی وجہ سے اپنا سارا زور ایک دوسرے کی بیخ کنی میں خرچ کیا جا رہا ہے اور بحیثیت مجموعی قوم کو نقصان پہنچ رہا ہے "پیغام صلح" بھی اس سے مستثنےٰ نہیں۔ اور ایک مدت سے یہ اپنی پرانی ڈگر پر چلا آ رہا ہے۔ میری صحت نے مجھے اس طرف متوجہ ہونے نہیں دیا۔ اب ارادہ ہے کہ اخبار کو زیادہ مفید بنانے کے لئے اس کی پرانی روش کو بدل دیا جائے۔ اس کے مضامین میں تنوع پیدا کر کے اخبار کو زیادہ دلچسپ بنانے کی کوشش کی جائے۔ کالموں اور صفحات کو الگ الگ عنوانوں پر تقسیم کر دیا جائے۔

صفحات کی تقسیم سردست یوں رکھی گئی ہے۔

پہلا صفحہ نظم اور تبلیغی ڈاک	صفحہ ۴ اخبار احمدیہ۔ صداقت مسیح موعود۔ اصلاح رسوم و مفید تجاویز
دوسرا صفحہ لیڈر اور نوٹ	صفحہ ۵ مراسلات اور عالم اسلام اور عالم نسواں۔
تیسرا صفحہ مذاکرہ علمیہ اور شذرات	صفحہ ۶ عام خبریں ہندوستان و ممالک خارجہ

قارئین کرام بھی اس معاملہ میں اپنی اپنی آراء سے ایڈیٹر کو شکور فرمائیں۔

ہر ماہ کے آخر پر کسی خاص موضوع پر ایک خاص پرچہ نکالنے کی تجویز بھی زیر غور ہے۔ اس کے لئے یا تو ۲۷ اور ۳۰ تاریخ کے دونوں پرچے اکٹھا کر کے شائع کر دئے جایا کریں۔ یا ۳۰ کے پرچہ کو زیادہ تعداد میں چھپوا لیا جایا کرے۔ اور احباب اس کو ایک خاص تعداد میں منگوا کر اس سے تبلیغ و اشاعت کا کام لیا کریں۔ اس کے متعلق دوستوں اور بزرگوں کے مشورہ کی سخت ضرورت ہے کہ دونوں صورتوں میں سے کونسی صورت ان کو پسند ہے۔

اخبار کو جہاں زیادہ دلچسپ اور مفید بنانے کی کوشش ہو رہی ہے وہاں اس کی ترقی اشاعت کی طرف بھی احباب کو توجہ دینی چاہئے۔ کہ یہ فرض اشاعتِ علوم دینیہ، تبلیغِ اسلام اور حفاظتِ اسلام کا بہترین ذریعہ ہے۔ کہ جس کے ساتھ مسلمانوں کی مشکلات کا حل وابستہ ہے۔ قرونِ اولیٰ کے مسلمان اشاعتِ اسلام کے لئے اپنی جانیں اپنے مال اور آرام و آسائش تک قربان کر دیتے تھے۔ اس مقصدِ عظمےٰ کی خاطر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام نے تیرہ سال تک مکی زندگی میں کس قدر مصائب اور تکالیف کو اٹھایا۔ کیا آجکل کے مسلمان اتنی تکلیف بھی برداشت نہیں کر سکتے کہ وہ ایک قومی آرگن کی آواز کو کہ جو فی الحقیقت تعلیمات اسلامیہ کا ایک روح افزا نغمہ ہے۔ کہ جس کی دنیا کو اس دورِ وحشت و ظلمت میں از بس ضرورت ہے لوگوں تک پہنچایا جائے اس مقصد کے حصول کے لئے چند ایک عملی تجاویز درج ذیل ہیں۔ ان میں سے کسی ایک پر عمل کرنے کی ترغیب کے لئے میں سوائے اس کے کیا کہہ سکتا ہوں کہ وقت کی شورش کو دیکھو۔ کہ جو نام نہاد ملکی آزادی کے لئے کی جا رہی ہے اور پھر ان قربانیوں کو دیکھو جو اس دیوی پر چڑھائی جا رہی ہیں۔ کیا تبلیغ اسلام اور اعلاء کلمۃ اللہ کے شیدائیوں کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی محبت کا ثبوت اس سے بڑھ کر پیش نہیں کرنا چاہئے؟

اخبار کی توسیع اشاعت کے لئے اور اس کو زیادہ کامیاب اور شاندار بنانے کے لئے ان تجاویز پر عمل کرنے کی ضرورت ہے۔

۱ - جن احباب کے ذمہ اخبار کے چندہ کا بقایا ہے وہ بہت جلد ادا کرنے کی فکر کریں۔ اس سے پیشتر کہ ان کا نام اخبار میں شائع کرنے کی ضرورت پڑے۔

۲ - جو احباب یکمشت بقایا ادا نہ کر سکتے ہوں وہ اپنے ماہوار چندہ کے ساتھ تھوڑا تھوڑا کر کے ادا کر دیں۔ یا ویسے ہی ماہوار قسط وار ارسال فرمائیں۔ ان کے اس تساہل سے ان کے اپنے قومی آرگن کو بہت نقصان پہنچ رہا ہے۔ اخبار کے چندہ کی تصریح منی آرڈر کے کوپن پر ضروری ہونی چاہیے۔

۳ - اخبار "پیغام صلح" مفت حاصل کرنے کے لئے کچھ شرائط الگ اشتہار کی شکل میں شائع ہو رہی ہیں۔ ان کو منگوا کر اپنے دوستوں اور اپنے شہر کے مسلمانوں میں تقسیم کیجئے۔

دفتر تحصیل کی ضروری اطلاع

اپریل ۱۹۳۰ء سے اب تک ان احباب کی خدمت میں جن کے پاس انجمن کی رسید بکیں بغرض فراہمی چندہ موجود تھیں۔ یا اب ہیں۔ انفرادی طور پر تین تین چار چار دفعہ مطالبہ کیا گیا۔ ان میں سے بعض احباب نے توجہ فرما کر بوجہ عدم وصولی چندہ رسید بکیں واپس بھیجدی ہیں۔ اور بعض احباب نے فراہم شدہ روپیہ بھیج کر آئندہ فراہمی کا وعدہ کیا ہے۔ لیکن بہت سے ایسے احباب ہیں جنہوں نے اب تک جواب باصواب تک عنایت نہیں فرمایا۔ اس لئے ان احباب کی خدمت میں التماس ہے کہ ۵ ستمبر ۳۰ء تک ما اصل رسید بکیں کے پاس ہیں واپس بھیجکر ممنون فرمائیں یا لکھد[illegible]

---

[1] ہمارے قادیانی دوست اس حدیث سے کہیں یہ نہ سمجھ لیں کہ تجارت سے انسان نبوت کو کسب کر لیتا ہے۔

اور ایک گورہ پلٹن کی دو کمپنیاں جلدی ہی موقع پر پہنچ گئیں۔ آرمرڈ کاریں شہر میں داخل ہوئیں تو راستہ بیل گاڑیوں سے مسدود تھا۔ جب ان گاڑیوں کو ہٹایا جا رہا تھا تو ہجوم نے کاروں کو گھیر لیا۔

موٹر کاروں کے آگے پرائیویٹ برانٹ موٹر سائیکل پر جا رہا تھا کسی نے اس کو کدال مار کر نیچے گرا دیا۔ اور بیہوشی کی حالت میں پرجوش مجمع نے سنگ باری کر کے اسے ہلاک کر دیا۔ اس کے بعد مجمع نے اس کی نعش پر مٹی کا تیل ڈال کر آگ لگا دی ان کی موٹر کار پر پیٹرول چھڑکا گیا۔ پرائیویٹ کی نعش کے شعلے کار کو جا لگے اور وہ بھی تقریباً بالکل جل گئی۔

—— بلوائی فوج پر غالب آ رہے تھے اس لئے فائر کرنے کا حکم دیدیا گیا مشین گنوں اور رائفلوں سے فائر شروع کر دیئے گئے۔ تاہم ہجوم کئی منٹ تک منتشر نہ ہوا۔ پہلے تو وہ اپنے زخمیوں اور مردوں کو اٹھا کر لے گئے لیکن دوبارہ کدالوں اور پتھروں سے فوجیوں پر حملہ آور ہو گئے

—— آج صبح جب گرفتار شدہ رہنماؤں کو سینٹرل جیل سے قلعہ میں لے گئے تو فساد کا اندیشہ پیدا ہو گیا۔ انہیں توپ خانے کی لاریوں میں لے جایا گیا۔ جو ڈرائیور انگریز تھے ان کے ہمراہ پولیس کا زبردست پہرہ تھا جب قیدی پھاٹک سے نکل رہے تھے تو ایک نے اپنا ہتھکڑی والا ہاتھ اٹھا کر بآواز بلند کہا "شاباش زندہ رہو" راستہ میں بھی جو شخص نظر آتا تھا قیدی اسے شاباش شاباش کہتے تھے۔

اس بات کا شبہ تھا کہ آیا فساد صرف شہر تک محدود رہے یا پاس پڑوس کے قبائل بھی اس میں شریک ہوں گے۔ آج صبح یہ خبر ملی کہ دشمن قبائل کوہاٹ کی جانب سے پشاور کی طرف پیشقدمی کر رہے ہیں۔ زرہ پوش گاڑیاں اور ہوائی جہاز مقابلہ کے لئے بھیجے گئے۔ گاڑیوں نے دیکھا کہ پشاور اور کوہاٹ کے درمیان تلغراف کے تار کاٹ دیئے گئے ہیں۔ ایک پل پر جھنگلا لگا ہوا تھا۔ جسے توڑ دیا گیا لیکن تھوڑی دیر کے بعد واپس آ کر دیکھا تو جھنگلا پھر لگا ہوا تھا۔ آج بعد دوپہر تک حملہ آوروں کا کوئی نشان نہیں ملا۔

—— پشاور میں سرکاری افسروں کا خیال ہے کہ قبائل اس بدامنی کو سن کر شہر کو لوٹنے کے لئے پیشقدمی کرنے کا ارادہ رکھتے تھے کسی سیاسی غرض سے نہیں آ رہے تھے لیکن یہ سُن کر سرکاری افواج نے شہر پر قابو پا لیا ہے وہ واپس ہو گئے۔

—— آج صبح سرکاری اطلاع موصول ہوئی ہے کہ اتمان زئی کے ایک زبردست ایجی ٹیٹر عبدالغفار کو چارسدہ کے مقام پر گرفتار کر لیا گیا ہے۔ وہ گذشتہ چند سال سے حکام کے لئے باعث تکلیف ہو رہا تھا۔ جب اس کی گرفتاری کی خبر پہنچی تو چارسدہ میں ایک بھاری ہجوم جمع ہو گیا۔ لیکن کہا جاتا ہے کہ صورت حالات پر قابو پا لیا گیا۔

—— ایک مصدقہ اطلاع موصول ہوئی ہے کہ عبدالغفار اپنے رضاکاروں کی فوج لے کر پشاور کو آ رہا تھا کہ گرفتار کر لیا گیا۔ ہجوم نے حملہ کر کے چارسدہ کے اسسٹنٹ کمشنر کو قتل کر دیا۔

—— مسلمانوں اور پانچ ہندوؤں کی نعشوں کا شاندار جلوس نکالا گیا۔ لوگ اللہ اکبر۔ بندے ماترم۔ انقلاب زندہ باد اور ملوکیت کا بیڑہ غرق کے نعرے لگا رہے تھے۔ تمام شہر مظلومین کے ماتم میں ماتم کدہ بنا ہوا تھا

—— پشاور اور چارسدہ میں ابھی تک ہڑتال جاری ہے صرف چند دکانیں جن میں شراب کی دکانیں بھی شامل ہیں کھلی ہیں۔

—— ایک سینسر شدہ تار گذشتہ رات کو دیر کے بعد موصول ہوا جس میں لکھا ہے گذشتہ چہارشنبہ کو جس قسم کا خونریز فساد پشاور میں ہوا تھا ۲۴ اپریل کو اسی قسم کا فساد کوہاٹ میں بھی ہو گیا۔

کتب بینی انسان کو دانشمند بناتی ہے

عالم نسواں

آج کل جیسے زمانے اور ڈھنگ تریبے بدل رہے ہیں اسی طرح ہماری بہنوں کی حالت بھی کچھ عجیب ہوتی جارہی ہے۔ بڑی بوڑھیوں سے سنا کرتے ہیں کہ پہلے زمانہ میں شعور والی اور قرینہ دار وہ لڑکی سمجھی جاتی تھی جو گھر کا تمام کام کاج اپنے ہاتھ سے کرنا جانتی ہو چاہے اُسے خود کوئی کام نہ کرنا پڑے۔ خدا کی دی ہوئیں مامائیں نوکریں اتنی ہوں کہ اٹھ کر پانی بھی اپنے آپ پینے کی حاجت نہ ہو۔ مگر اس کا اپنا کام یہی ہے کہ سارے کام کاج کو اچھی طرح جانتی اور سمجھتی ہو۔ کہتے ہیں کہ اگر اس وقت کسی لڑکی کو کپڑے سینا اور کھانا پکانا نہ آتا ہوتا تھا تو کنبہ والی اور محلے ٹولے والی ساری عورتیں اس کو دیوانہ بنا دیتیں۔ ایسے طعنے دیتیں کہ بیچاری کھسیانی ہو ہو جاتی۔ اس لئے خود بچپن سے لڑکیوں کو خود ہی شوق ہوتا تھا۔ اور جیسے جیسے ان کی ماں، نانی یا خالہ پھوپھی دادی انہیں بتاتیں سکھاتیں یہ جھٹ سے سیکھتیں کہ کل کو کوئی کنبہ رشتہ کی لڑکی کسی کام کاج میں اس سے آگے نہ نکل جائے اور اس پر پھوہڑ یا نکمی کے نام دھرے جائیں۔

گڑیا کا کھیل تو لڑکیوں کے لئے سگھڑ سیانوں نے اس لئے نکال دیا تھا کہ گھر کے کام کاج سکھانے میں اس سے بڑی مدد ملتی ہے۔ گڑیوں کے کپڑے لڑکیوں سے سلوائے جاتے ہیں۔ بیاہ منگنی رچانے کھانا پکانا سکھوتے ہیں۔ تاکہ گھر کے سارے کاموں سے بچپن ہی سے لڑکیاں واقف ہوتی رہیں اور جتنی جتنی عمر بڑھتی جائے سمجھ بھی بڑھتی جائے۔ اور کام بھی زیادہ سمجھداری اور ہوشیاری سے سیکھتی جائیں۔

آج کل کی لڑکیوں کی سمجھ میں یہ بات نہیں آتی۔ وہ اپنے گھر کے کام کاج میں بے عزتی سمجھتی ہیں۔ جانتی ہیں کہ مامائیں موجود ہیں۔ ہم کیوں ہاتھ خراب کریں۔ نادان یہ نہیں سمجھتیں کہ ضرورت تو کام جاننے کی ہے۔ یہ تو فرض نہیں کہ سب کام تم ہی اپنے ہاتھوں سے کرو۔ مطلب تو فقط یہ ہے کہ سارے کام ان کو اچھی طرح آتے ہوں۔ بے ان کے دس نوکریں ہوں۔ اور ہر کام وہی کریں۔ اس سے بڑا فائدہ تو یہ ہوگا کہ ان سے کئے ہوئے کاموں کی اچھائی برائی کو وہ خود سمجھیں گی۔ اور اس کا پتہ انہیں اچھی طرح چلے گا۔ کہ یہ کپڑا ایک دن کے سینے کے لائق تھا۔ مغلانی نے اس کو تین دن میں سیا۔ اور جو عورت پھوہڑ ہو وہ جانتی ہی نہیں کہ کرتے کیسے سیتے ہیں۔ آستینیں کس طرح کترتے ہیں۔ گریبان کیونکر تراشا جاتا ہے۔ تو بس مغلانی جی مالک ہوں گی۔ جتنا کپڑا چاہیں منگائیں اور جتنا چاہیں چرائیں۔ جتنے وقت میں ان کا جی چاہے پاجامہ تیار کریں۔ اور جب جی چاہے قمیص دیں۔ ان کو نہ وقت سے مطلب اور نہ کپڑے سے اس سے روپیہ کی بھی بربادی ہوگی۔ اور نوکروں کا ڈر خوف کچھ بھی نہیں۔ وہ اپنے کام کی آپ ہی مختار۔ اسی طرح دوسری مامائیں نوکریں جس طرح چاہیں کام کریں۔ دن رات گھر میں شور دھتر مچا رہے گا۔ کہ آج ایک ماما نے پتیلی خراب کھوئی۔ چاول کچے رہ گئے۔ مصالحہ لگا رہ گیا۔ جب انہیں یہ نہیں معلوم کہ کھانا کس طرح تیار ہوتا ہے۔ اور وہ کیسے تو مامائیں ان کے سر چڑھ جائیں گی۔ کہ

"بیوی آپ ہمیں بن تحقیق ڈانٹتی ہیں۔ قصور ہمارا نہیں ہے۔ آج یہ بات ہو گئی اور کل وہ"

طرح طرح کے بہانے گھڑ کر تمہیں چپ کر دیں گی۔ اور ان کو تو خبر ہی نہیں کہ کھانا کس طرح پکتے ہیں۔ مگر آج کل یہ دیکھنے میں آتا ہے کہ بڑی بڑی عورتیں بالکل گھر کے دھندے سے واقف نہیں ہوتیں۔ بڑی بوڑھیاں سچ کہتی ہیں۔ انہیں تو شرم آتی ہے۔ وہ اس کو اپنی بے عزتی سمجھتی ہیں۔ اور یہ نہیں سمجھتیں کہ اپنے ہاتھ سے کوئی کام اگر نہ بھی کریں تو سارے کام سمجھ میں تو آجائیں کہ اپنی ماماؤں کو سمجھا سمجھا کے ان سے اچھی طرح کام لے سکیں۔ نہیں تو وہ ہمیں نری پاگل ہی سمجھیں گی۔ اور خوب لوٹیں گی۔ ہماری بہنیں جو آج کل کچھ پڑھ رہی ہیں وہ تو سینا پرونا اور کھانا سیکھنے کو ایسا عیب سمجھنے لگی ہیں کہ کوئی نام لے دے تو گھنٹوں اس سے کلام نہیں کرتیں گی۔ کہ تمہیں اس نے ماما اصیل سمجھا۔ ذلیل کیا۔ ہو شیاری یا سلیقہ مندی میں نہیں بنا نہیں۔ جو چوتھا حصہ نکیں۔ دیا سلائی کر دیا۔ اللہ بچائے ہمیں نہ آئی بیچاری بڑی بہنیں نبھانے والی ——

خبریں

—— پشاور ۲۵ ستمبر۔ چیف کمشنر مسٹر ہیرس اور مسٹر پاول کی معیت میں آج صبح وادی کرم کے دورے کے لئے پشاور سے روانہ ہوگئے۔ آج رات پاراچنار پہنچ جائیں گے۔ یہ دورہ ایک ہفتہ جاری رہیگا۔ امن کی حالت بحال ہوجانے کی وجہ سے فوجی حکام نے صوبہ کا انتظام سول حکام کے حوالہ کر دیا ہے۔

—— پشاور ۲۴ ستمبر۔ اعلیٰ حضرت غازی نادر شاہ کی افغانوں سے اتحاد کے مخلصانہ اپیل کے بعد جرگہ کا اجلاس اختتام پذیر ہوگیا۔ اعلیٰ حضرت نے افغانستان میں قیام امن نظام کے متعلق طویل تقریر کی۔ اور لوگوں کو بتایا کہ پرامن اتحاد عمل سے کیا کیا فوائد ہیں۔ شہریار غازی نے تاریخ اسلام کا حوالہ دیتے ہوئے اس عالمگیر اخوت انسانی کا ذکر کیا۔ جس کی اسلام نے بنیاد قائم کی۔ جرگہ کی کامیابی کے اعزاز میں اعلیٰحضرت شہریار غازی نے ۲۰ ستمبر کو دفاتر خارجہ میں ایک عظیم الشان دربار منعقد کیا۔ تمام سیاسی اداروں کے تقریباً تمام ارکان دربار میں حاضر تھے۔

—— احمد آباد ۲۵ ستمبر۔ بہار نگر سے ہندو مسلم فساد کی اطلاع موصول ہوئی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ سہ شنبہ کی رات کو ورزشی کھیل کود کے ایک اجتماع میں ایک ہندو اور ایک مسلمان کے درمیان سخت کلامی شروع ہوئی۔ جس سے ہاتھا پائی کی نوبت آگئی۔ اور ہندو مسلم فساد ہوگیا۔ جو دو گھنٹہ تک جاری رہا۔ کئی ہندو مجروح ہوئے۔ جن میں سے تین ہسپتال بھیجے گئے۔ دو مسلمان بھی مجروح ہوئے۔ عورتیں بھی کثیر تعداد میں موجود تھیں۔ لیکن انہیں بچا لیا گیا۔ اطلاع آئی ہے کہ یہ فساد میلے میں کھلونوں پر پکٹنگ لگانے کی وجہ سے ہوا۔ کیونکہ میمن قوم کے سوداگروں کو مال فروخت کرنے میں نقصان پہنچا۔

—— سرحدی پراونشل ہندو سبھا کے صدر نے وائسرائے کے نام ایک برقی پیغام ارسال کیا ہے۔ جس میں گول میز کانفرنس میں سرحدی ہندوؤں کی نیابت کے فقدان پر رنج و غصہ کا اظہار کرتے ہوئے مطالبہ کیا گیا ہے کہ انہیں بھی کانفرنس میں کافی نیابت عطا کی جائے۔

—— کلکتہ ۲۴ ستمبر۔ کلکتہ گزٹ میں ایک اعلان کے ذریعہ سے پولیس کمشنر نے حکم دیا ہے کہ کوئی شخص یکم نومبر سے ایک سال تک شہر اور مضافات میں خنجر، لاٹھی اور بندوق وغیرہ لے کر نہ نکلے۔ البتہ وہ لوگ اسلحہ رکھ سکتے ہیں جو قانون اسلحہ سے مستثنےٰ قرار دئے گئے ہیں۔

—— کلکتہ ۲۴ ستمبر۔ ... تاجروں کے مقابلہ پر بدیشی کپڑوں کی فروخت میں امداد دینے کے لئے بڑا بازار میں اینگلو انڈین والنٹیئر متعین رہ سکتے ہیں۔

—— بمبئی ۲۴ ستمبر۔ بمبئی کی جدید جنگی کونسل نے آج حسب ذیل ایک قرار داد منظور کی:

بمبئی پراونشل کانگرس کمیٹی کی سنیہ گرہ کمیٹی نے فیصلہ کیا ہے کہ ۲۸ ستمبر کو بروز یک شنبہ ایک عظیم الشان جلوس نکالا جائے۔ جو شہر کے مختلف حصوں میں جن میں عورتوں کا رقبہ بھی شامل ہو دورہ کر کے قوم کے اس تہیہ کا مظاہرہ کرے کہ گول میز کانفرنس کا مقاطعہ کیا جائے۔ نیز گنتی کے رجعت پسندوں کی مذمت کی جائے جو قومی فرمان کے خلاف ورزی کرتے ہوئے گول میز کانفرنس میں شرکت کا خیال رکھتے ہیں۔

—— ریگا ۲۴ ستمبر۔ سرکاری اعلان شائع ہوگیا۔ کہ ۴۸ نام نہاد ماہرین غذا بلا تحقیقات پھانسی دے دی جائیں۔ ان پر الزام ہے کہ انہوں نے خوراک بہم پہنچانے کے سلسلہ میں اس غرض سے بد امنی پھیلائی کہ قحط کی حالت پیدا کریں۔

—— ہانگ کانگ۔ ہیمن شنگ۔ بھوراب بار دراو ریلوے لائن پشنبہ گنج اور ہیمن شنگ کے درمیان ۲۳ ستمبر سے براہ راست آمد و رفت شروع ہوگئی۔

ﷺ بہنو! اللہ نہ کرے جو تم اپنے ہاتھ سے گھر کا کوئی کام کرو۔ تم میں سے ایک ایک کی دس دس بارہ بارہ مامائیں اور نوکریں ہوں۔ مگر ان سے کام لینے سے پہلے کام تو سیکھ لو۔ نہیں تو وہی "بوڑھیوں" کی کہاوت سچی ہوگی:۔

"جب بادشاہ ... [illegible]

فلسطین کے سلسلہ میں سزائے موت کا حکم ہو چکا تھا۔

اس تخفیف سزا کے سلسلہ میں یہ امر قابل غور ہے کہ لوگوں کو ابھی تک برطانی وزیر اعظم۔ وزیر نو آبادیات۔ ہائی کمشنر اور فلسطین کی ذمہ دار مجالس منتظمہ کے یہ وعدے فراموش نہیں ہوئے۔ کہ حکومت کسی حالت میں جنبہ دار نہیں۔ اور اس کی نگاہیں سب مساوی ہیں۔ ان وعدوں کی بنا پر لازم تھا کہ عربوں کے ساتھ بھی وہی سلوک کیا جاتا۔ جو الارفالی کے ساتھ روا رکھا جاتا ہے۔ خصوصاً جب کہ جرم ایک ہی ہے۔ اور فسادات اگست میں یہودی اور عرب مقتولین کی تعداد بھی مساوی ہے۔

—— بمبئی ۲۴ ستمبر۔ ٹائمز آف انڈیا کا نامہ نگار سورت رقمطراز ہے:

اطلاع موصول ہوئی ہے کہ تعلقہ بردولی کے کاشتکاروں نے اپنے اپنے دیہات سے ہجرت کرنا شروع کر دیا ہے۔ ان میں سے اکثر اپنی منقولہ جائداد لے کر گھروں سے نکل گئے ہیں۔ مخفی نہ رہے کہ اس تعلقہ کے کاشتکاروں نے عہد کیا تھا کہ جب تک گاندھی جی اور مسٹر ولبھ بھائی پٹیل اجازت نہ دیں وہ مالیہ ادا نہ کریں گے۔ نیز یہ بھی کہتے تھے کہ اگر حکومت نے وصولی مالیہ کے لئے شدید ذرائع اختیار کئے تو وہ مزاحمت کریں گے اور اپنے گھروں سے ہجرت کر کے ملحقہ ہندوستانی ریاستوں میں چلے جائیں گے۔ اب بردولی سے اطلاع آئی ہے کہ اس تعلقہ کے تقریباً تمام دیہات نے ہجرت کا فیصلہ کر لیا ہے۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ سرپوہن کھوڑ ... اور واد کے باشندے اپنے دیہات خالی کر کے دوسرے مقامات کو اور اپنی باقیماندہ منقولہ جائداد ساتھ لے جا رہے ہیں۔

یہ کہنا مشکل ہے کہ اس وقت تک کس قدر خاندان نقل مکانات کر گئے ہیں۔ جب تک یہ لوگ تعداد کثیر میں اپنے دیہات سے نہ نکلیں یہ کہنا مشکل ہے کہ وہ ہمیشہ کے لئے جا رہے ہیں۔ یا عارضی طور پر۔

—— بمبئی ۲۴ ستمبر۔ بمبئی کی جدید جنگی کونسل نے ایک قرار داد منظور کر کے فیصلہ کیا ہے کہ ۲۸ ستمبر کو ایک جلوس نکالا جائے گا۔ جو مختلف مقامات میں سے جن میں قلعہ کا رقبہ بھی شامل ہے۔

—— حال ہی میں مکہ معظمہ میں جاوا کے دو اشخاص ادریس اور اس کا بیٹا شمس الدین پہنچے۔ وہ ایک پیغمبر کی طرف دعوت دیتے تھے۔ جو ہندوستان کی طرف کسی جگہ اقامت گزین ہے۔ چونکہ حجاز میں عموماً اور مکہ میں خصوصاً بلکہ سلطنت عرب کے ہر مقام پر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اتحاد کا علم لہرا رہا ہے اس لئے یہاں سوائے دعوت و تبلیغ اسلام کے اور کوئی پروپیگنڈا کرنا ممکن نہیں چنانچہ ان دو اشخاص کی گرفتاری کے احکام جاری ہوگئے۔ اور انہیں ان کے وطن جاوا میں بھیج دیا گیا۔

—— یہودیوں کی اکاڈمی کی رپورٹ مظہر ہے کہ فلسطین میں یہودیوں کی تعداد ایک لاکھ ستر ہزار تک پہنچ چکی ہے۔

—— پیکن ۲۴ ستمبر۔ منچوریا کی افواج کی ایک رجمنٹ نصف شب کے بعد شہر میں داخل ہوئی۔ شمالی افواج کے کماندار اولین عامہ کے ڈائرکٹر منچوریا والوں کو چارج دے رہے ہیں۔ وہ آج پیکن سے روانہ ہوجائیں گے۔

—— رگبی ۲۳ ستمبر۔ لندن میں آئندہ ہفتہ امپریل کانفرنس کا اجلاس شروع ہوجائے گا۔ توقع کی جاتی ہے کہ اقتصادی مسائل کے متعلق اہم مباحثہ ہوگا۔ وزیر مستعمرات مسٹر جے ایچ ٹامس نے آج لندن میں دولپچ ریسرچ کانفرنس میں تقریر کرتے ہوئے امپریل کانفرنس میں پیش ہونے والے پیچیدہ مسائل کا ذکر کیا۔

—— لندن ۲۴ ستمبر۔ بریگیڈیر جنرل ہنری رودن رابنس عراق افواج کے انسپکٹر جنرل اور وزارت حرب کے مشیر مقرر کئے گئے ہیں۔ سابق انسپکٹر جنرل جارج لوچ ۲۹ ستمبر سے پنشن پر جا رہے ہیں۔

—— القدس۔ قدس کا نامہ نگار خصوصی مقیم جنیوا رقمطراز ہے۔

حکام نے یوسف الارفالی یہودی کی سزائے موت کو تخفیف کر کے دس سال سزا میں منتقل کر دیا۔ وہ وہی ایک یہودی تھا جسے فسادات

۱۳ - جب وہ (ابرام) . . . . . . بادشاہوں کو مار کر پھرا . . . . . . اور ملک صدق سالم بادشاہ روٹی اور مئے نکال لایا۔ اور وہ خداوند تعالےٰ کا کاہن تھا۔ اور اس نے برکت دیکر کہا کہ خدا تعالےٰ کی طرف سے . . ابرام کو مبارک ہو اور ابرام نے سب کا دسواں حصہ اُسے دیا۔" (پیدائش ۱۴ - $\frac{17}{21}$)

(۴) ایک ایک برے کے لئے ..قدس سی ہیں۔ اُس مسکر کو خداوند کے لئے (گنتی ۲۸ - ۷)

ایں ہمہ اب چند سال سے مسیحیوں نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ بائیبل - شراب نوشی کی اجازت نہیں دیتی - بلکہ ناجائز قرار دیتی ہے! ـــــ لیکن اس ادعا کی تردید خود موجودہ بائیبل کر رہی ہے۔ جیسا کہ ہم نے بالتفصیل ثابت کیا ہے۔

پادری مورس اسے فلپ کا اسی نوع کا ایک مضمون ہماری نظر سے گذرا ہے جس کا ملخص حسب ذیل ہے :-

"عبرانی زبان میں مختلف شرابوں کے نام مختلف ہیں۔ مگر یونانی میں صرف ایک ہی لفظ ہے۔"

"پس بائیبل میں اسی وجہ سے ہر جگہ ترجمہ شراب ہی ہُوا ہے ـــ ورنہ بعض جگہ بے نشہ شراب یعنی بے خمیر انگوری شربت مراد ہے!"

کاش یہ تاویل غلط نہ ہوتی! ـــــ پہلے یہ کہا جاتا تھا کہ بائیبل یونانی زبان میں نازل ہوئی۔ مگر اس کے خلاف اب یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ بائیبل کی اصل زبان عبرانی ہے۔ مگر کیا یہ ممکن نہیں کہ کچھ مدت بعد یہ رائے بھی کسی ضرورت سے تبدیل کرنی پڑ جائے!

حقیقت یہ ہے کہ اس امر کا ثبوت معدوم ہے۔ کہ موجودہ بائیبل کے اصل الفاظ یعنی زبان عبرانی ہے یا یونانی؟ اور اس سے بہ طریق احسن ثابت ہوتا ہے کہ مسلمانوں کا دعویٰ - - - - - - - -

- - - "تحریف بائیبل" وغیرہ - اور تاحال ناقابل تردید وتکذیب ہے! ـــــ خود بائیبل کی اندرونی شہادت سے بھی اس امر کی تائید ہوتی ہے۔ جواز شراب مادر اعمال انبیاء سے مئے نوشی کے ترغیبات بھی اسی قبیل سے ہے۔

(بفرض محال) اگر بائیبل میں لفظ شراب سے مراد محض شراب انگور ہے (جیسا کہ بعض دعویٰ کرتے ہیں) تو پھر بائیبل کی حسب ذیل آیات کا کیا مفہوم ہے۔

(۱) نوح مئے پی کر نشے میں آیا - اور انہوں نے اپنے کو برہنہ کیا۔ (پیدائش ۹ - ۲۰)

(۲) لوط کی دونوں بیٹیوں نے باپ کو شراب پلائی - دو بار فرزند پیدا کر لئے اور لوط اس کے پینے سے اپنے ہمبستروں کو نہ پہچان سکے - ایک بار پینے کے بعد دوبارہ پی - مدہوش ہوئے - اور جب ہوش میں آئے تو پلانے والوں سے مطلق بازپرس نہیں کی - (پیدائش ۱۹ - ۳۲)

کیا ان بیانات کو بھی مترجمین کا اغلاط سمجھا جائے؟ اگر یہی بات ہے تو پھر موجودہ بائیبل طومار اغلاط سے مختلف شے نہیں ہے - پس اس کی تقدیس! معلوم!

بائیبل کا مندرجہ بالا بیان نیز بائیبل کی دیگر آیات پادری مورس کے دعوے کی صریحاً تکذیب کرتی ہیں۔

پھر اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ بائیبل کے مترجمین نے شربت انگوری کا ترجمہ غلطی سے شراب کر دیا تو اس کا مفہوم یہ نہیں ہے کہ مترجموں نے بائیبل میں اور بھی بے شمار غلطیاں کی ہیں۔ اگر ترجمہ میں ایک نوع کی غلطی کا امکان ہے تو دیگر انواع واقسام کی بے شمار اغلاط کا امکان کیوں نہیں؟ اور اگر امر واقعہ یہی ہے (کہ بائیبل کے ترجمے میں ہزار در ہزار غلطیاں ہوئیں) تو پھر یہ نتیجہ نکالنا جائز اور درست ہے کہ بائیبل کے موجودہ تراجم جھوٹ کے پشتارے ہیں۔ اور بس! اور یہ وہی چیز ہے جسے مسلمان تحریف کہتے ہیں۔

بائیبل کے یہی تراجم (جس میں شراب نوشی وشراب فروشی کی ترغیبات موجود ہیں) ہر سال لاکھوں کی تعداد میں چھاپ کر خاص و عام تک پہنچائے جاتے ہیں۔ یہ ترجمے دنیا کی تقریباً ہر زبان میں منتقل ہو چکے ہیں۔ ہندوستان کی تمام زبانوں میں بھی ہو چکے ہیں اور پُر جوش کوشش ہو رہی ہے کہ وہ ہر انسان تک پہنچائے جائیں۔ یورپین ممالک میں ہر جوان بوڑھے مرد عورت اور بچے کے ہاتھوں میں یہی تراجم ہیں۔

دنیا جانتی ہے کہ عیسائی ملکوں میں شراب پانی کی طرح (بلکہ پانی کی جگہ) پی جاتی ہے۔ پس اگر اس کثرت مئے نوشی کو بائیبل کے مطالعہ کا "مہلک ثمر" سمجھا جائے تو کیا صحیح نہیں؟ ـــــ

کچھ شک نہیں کہ بائیبل ہی کی تعلیم، عیسائیوں کو نجاست شراب کی طرف مائل کر رہی ہے - عیسائی ملکوں (خصوصاً فرانس) میں اس کی تجارت ۴۵

۴۴

اور صنعت نے جو فروغ حاصل کیا ہے اس سے کونسا انسان ناواقف ہے! آج اکثر ہندوستانی شراب کے خلاف جہاد کر رہے ہیں مگر عیسائی حکومت مجاہدین خمر کو قید و بند سے مرعوب کر رہی ہے۔

پادری مورس نے لکھا ہے کہ عبرانی بائیبل میں اڑتیس جگہ بے خمیر غیر منشی شراب کا ذکر ہے - جس کا استعمال نیک اور اچھے لوگ کرتے ہیں۔ اور جو ہمیشہ آسمانی ستائش کا موجب رہی ہے - اور اس کا ذکر اکثر گندم اور روغن کے ساتھ ہوتا ہے - اور اس کی جگہ خدا کی خاص نعمتوں میں سے ہوگا ! ؟ !

لیکن موجودہ عیسائی دنیا تو اپنے اعمال سے ان دعووں کی تکذیب کر رہی ہے! یہ تو سچ ہے کہ آج ہر عیسائی مئے انگور، گندم اور روغن - (روٹی، مکھن وغیرہ غذا) کے ساتھ نوش کر رہا ہے۔ مگر وہ عرق بے خمیر و بے نشہ نیکوں کے قابل استعمال اور ممدوح فلک نہیں ہے جسے خدا کی نعمت بتایا جاتا ہے! ـــــ بلکہ خمیر شدہ، نشہ آور اور عقل و مصلحت سوز ہے! ـــــ اور یہ ایسی حقیقت ہے۔ جس سے ہر دوست دشمن واقف ہے!

پس اگر امریکہ - روس (یا کسی اور عیسائی ملک) نے اُم الخبائث کو دواماً مردود اور شہر بدر کر دیا ہے - اور اگر یہ لعنت بزمانہ جنگ عظیم انگلستان کے شاہی محل سے (عارضی طور پر) نکال دی گئی تھی تو ضرور تعلیم بائیبل کے خلاف ایک قدم اُٹھایا گیا - گویا بائیبل سے بغاوت کی گئی۔

یہ کہنے کی کیا ضرورت ہے کہ آج بھی بائیبل کی اصلاح قرآن حکیم کی روشنی سے اُسی طرح کی جا رہی ہے - جس طرح صدیوں پیشتر لوتھر نے اسلام سے استفادہ کیا تھا، جیسا کہ عیسائی بھی تسلیم کرتے ہیں۔

حاصل کلام یہ کہ بائیبل کے موجودہ تراجم کی تعلیم - انسانوں کی دینی یا دنیاوی فلاح کا باعث نہیں ہو سکتی! بلکہ اگر ہم یہ کہیں کہ وہ نوابن آدم کو غار تباہی کی طرف لے جا رہی ہے تو ہمیں معذور سمجھا جائے! اس دعوے کے ثبوت میں آج صرف شغل خمر ہی غالباً کافی ہے باقی پھر ـــ

خبریں

ـــــ یروشلم ۲۳ر اکتوبر - یہودیوں کی قومی کونسل کا اجلاس آٹھ گھنٹے تک ہوتا رہا۔ اس کے بعد متفقہ طور پر فیصلہ کیا گیا کہ حکومت برطانیہ کے پاس ایک یادداشت بھیجی جائے۔ جو جدید مجلس وضع قوانین یا دوسرے پارلیمنٹری اداروں میں حصہ لینے سے انکار پر مشتمل ہو۔ کیونکہ یہ ادارے یہودیوں کے قومی وطن کے قیام میں رکاوٹ ڈال رہے ہیں - مقامی اخبارات مظہر ہیں کہ یہودیوں کے تمام طبقات اس فیصلہ کے پابند نظر آتے ہیں۔

ـــــ عراق کے جدید سفیر مقیم ٹرکی نے بیان کیا کہ سال نو کے آغاز میں عراق کا ٹرکی کے مابین تجارتی معاہدہ کے لئے گفت و شنید شروع ہو جائے گی - امید ہے کہ نئے معاہدہ میں وہ تمام شکایات رفع ہو جائیں گی جو اقتصادی تعلقات کے نشوو ارتقا میں حائل ہو رہی ہیں۔

ـــــ حکومت فرانس نے اس بات پر آمادگی ظاہر کی ہے کہ شامی قبائل نے عراقی قبائل کا جو سامان لوٹا تھا اسے واپس کر دیا جائے گا۔

غازی مصطفیٰ کمال پاشا کی جو یادداشت جدید ترکی سفیر ایران کی معاطنت سے رضا شاہ کے پاس پہنچی ہے - معلوم ہوتا ہے کہ اس میں ترکی اور ایران کے مابین قومی کمک کے معاہدے کی تجویز پیش کی گئی ہے۔

ـــــ بمبئی ۲۴ر اکتوبر - جدید جنگی کونسل مرتب کر دی گئی - اس کے صدر اول نیلکارپائی گوکھلے مقرر ہوئیں - فیصلہ کیا گیا ہے کہ غیر ملکی کپڑے کی یورپین دوکانوں پر عورتوں کا پکٹنگ لگایا جائے۔

ـــــ الہ آباد ۲۴ر اکتوبر آج پنڈت جواہر لال نہرو کے مقدمہ کے بعد نینی جیل کے احاطہ میں پنڈت گوبند مالویہ جنرل سیکرٹری آل انڈیا کانگرس کمیٹی کو بھی گرفتار کر لیا گیا - یہ گرفتاری غالباً ۸ر اکتوبر کو ایک تقریر کرنے کے جرم میں زیر دفعہ ۱۲۴ الف تعزیرات ہند عمل میں آئی ہے۔

ـــــ سمرنا ۲۶ر اکتوبر - شدید بارش کی وجہ سے جو تباہ کن طوفان آیا اس سے اس وقت تک چالیس آدمی ہلاک ہوئے - اور متعدد مجروح ہوئے سمرنا کے ایک سو مکان گر گئے - اور ریل کے پل ٹوٹ گئے۔

ـــــ آنریبل سر چوہدری شہاب الدین جن کی صدارت کے لئے تمام پارٹیوں کے تقریباً دو درجن ارکان نے تحریک و تائید کی متفقہ طور پر صدر ہو گئے مسٹر ٹلون سٹینڈ نے اسی وقت ٹیلیفون کے ذریعہ سے گورنر کی منظوری حاصل کر لی جس کا اعلان نعرہ ہائے تحسین کے درمیان کیا گیا!

مندرجہ ذیل چار اصحاب معاونین صدر مقرر کئے گئے مسٹر ایس ایل سیل (لیگل ریمبرنس) (مشیر قانونی) مسٹر منوہر لال - مسٹر لابہ سنگھ اور مسٹر فیض محمد - اجلاس دوشنبہ تک ملتوی ہو گیا۔

ـــــ مدراس ۲۵ر اکتوبر - کانگرسی رہنما راجگوپال چاریہ کو ضمانت دینے سے انکار کرنے پر ایک سال قید کی سزا ہوئی - انہوں نے ایک تقریر میں لوگوں کو سول نافرمانی کرنے اور آئندہ مردم شماری کا مقاطعہ کرنے کی ترغیب دی تھی۔

ـــــ پٹنہ ۲۵ر اکتوبر - سیاں ضلع بمبل پور سے مزعومہ انسانی قربانی کی اطلاع موصول ہوئی ہے - کہا جاتا ہے کہ گاؤں کے جادوگر جادو شناس کے مکان سے ایک ہفت سالہ لڑکے کا سر کٹا ہوا ملا - جسم ایک کنوئیں سے برآمد ہوا - کھجور کے پتوں پر قربانی کی ہدایات لکھی ہوئی برآمد کی گئیں۔

ـــــ پشاور ۲۵ر اکتوبر - شہر کے دروازے جو کل بند کر دئے گئے تھے - آج کھول دئے گئے - آج شہر میں کوئی پکٹنگ نہیں۔

ـــــ پشاور ۲۶ر اکتوبر میاں سر فضل حسین ۱۲ر اکتوبر کو ٹیکسلا تشریف لے گئے - جہاں سے ۵ر اکتوبر کو لاہور مراجعت پذیر ہوئے اب دہلی میں ۳۱ر کو پہنچیں گے۔

ـــــ گورنمنٹ ہاؤس لاہور کے پہرہ دار سنتری نے جمعرات کو دو مشتبہ آدمی دیکھے - جو اندر داخل ہونے کا راستہ تلاش کر رہے تھے - سنتری کو شک پیدا ہوا چنانچہ اس نے پکارا - لیکن کوئی جواب نہ پا کر اس نے گولی چلا دی - اس پر مشتبہ اشخاص بھاگ کر غائب ہو گئے۔

ـــــ یروشلم ۲۴ر اکتوبر - عربوں کا مقامی اخبار فلسطین برطانوی حکمت عملی کے اعلان کو عربوں کی فتح عظیم سے تعبیر کرتا ہے - ہمعصر مذکور رقمطراز ہے کہ اب اعلان بالفور مردہ ہو چکا ہے - فلسطین میں یہودیوں کو اب کوئی زمین نہیں ملے گی معاصر مذکور کے خیال میں اب عربوں کو حصول آزادی کے لئے حکومت کے ساتھ تعاون کرنا چاہئے۔

ـــــ لاہور ۲۷ر اکتوبر - ۲۵ر ماہ حال کو بروز شنبہ جمعیت شبان کے زیر اہتمام جلسہ منعقد ہوا - جس میں ڈاکٹر خلیفہ شجاع الدین - مولوی عبدالمنان اور دیگر حضرات نے پر زور تقریریں کیں - اس کے بعد متعدد قرار دادیں منظور ہو کر پندرہ ہزار مسلمانوں نے باتفاق قرار دیا کہ فرانس کے مال کا مقاطعہ شروع کر دیا جائے۔

ـــــ امرت سر ۲۷ر اکتوبر - کل رات ایک دہلی پولیس کا ایک سارجنٹ یہاں پہنچا - اور سیدھا امرتسر جیل میں گیا - جہاں اس نے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ دہلی کا ایک وارنٹ زیر دفعہ ۱۲۴ الف تعزیرات ہند دکھایا - جو مسز سین سین گپتا کی گرفتاری کے لئے جاری ہوا تھا - چنانچہ وہ مسز سین گپتا کو موٹر پر سوار کر کے لے گیا جہاں مسٹر گپتا اور مسٹر سین گپتا کے سیکرٹری ٹھہرے ہوئے تھے - اس کے بعد سب کے سب ریلوے اسٹیشن پر گئے - اور فرانٹیر میل کے ایک فسٹ کلاس ریزرو ڈبہ میں سوار کر کے انہیں دہلی لے گئے۔

ـــــ نیو دہلی ۲۷ر اکتوبر - مسز سین گپتا آج دہلی جیل میں پہنچا دئے گئے - ان کے خلاف زیر دفعہ ۱۲۴ تعزیرات ہند مقدمہ چلایا جائے گا - ایک دو روز میں سماعت شروع ہو جائے گی۔

ـــــ برلن - ۲۶ر اکتوبر - میچ کے حادثہ کاٹکنی میں ۹ آدمی ہلاک ہو گئے بیس آدمی مفقود الخبر ہیں - اندیشہ ظاہر کیا جا رہا ہے کہ وہ بھی مر چکے ہیں۔

ـــــ دہلی ۲۷ر اکتوبر - پریس آرڈیننس کی میعاد ۲۷ر اکتوبر کو ختم ہو گئی اور وہ زائد المیعاد ہو گیا - آج اس سلسلے میں کوئی سرکاری اعلان شائع نہیں ہُوا۔

ـــــ امرتسر ۲۷ر اکتوبر - (بذریعہ ٹیلیفون) آج مولانا سید اسمٰعیل غزنوی رہا کر دیئے گئے - ان سے کوئی مچلکہ نہیں لیا گیا - مقدمے کی آئندہ تاریخ ۱۰ر نومبر مقرر ہوئی ہے۔

ـــــ پنجاب یونیورسٹی کے سنڈیکیٹ کے ایک جلسہ میں جمعہ کی شام کو پرنسپل گورنمنٹ کالج کی تحریک پر تجویز پیش ہوئی کہ مس زنشتی کو ایم اے کی ڈگری نہ [illegible]

کانفرنس کے لئے تجاویز

سالانہ جلسہ کے اجتماع قومی پر انجمن ہائے احمدیہ کی ایک کانفرنس بھی ہوتی ہے جس میں اہم قومی امور پر بحث ہوتی ہے۔ اس لئے جملہ احباب سے درخواست ہے کہ وہ جماعت کی بہتری، انتظام، ترقی یا توسیع کے متعلق جو جو تجاویز ان کے ذہن میں آئیں۔ جنہیں وہ پسند کرتے ہیں کہ ہماری قوم اختیار کرے۔ ایسی جملہ تجاویز سے ۵ دسمبر سے پیشتر مجھے اطلاع دیں۔ میرے نزدیک یہ نہایت ضروری ہے کہ ہر ایک دوست ایسے معاملات کو سوچے اور جن امور میں قوم کی بہتری سمجھے انہیں قوم کے سامنے لائے۔ عین موقعہ پر اس قسم کی تجاویز پیش نہیں کی جا سکتیں۔ اس لئے کہ ایسی تجاویز کو ضروری ہے کہ پہلے انتظامی کمیٹی میں پیش کر کے پھر جنرل کونسل میں لایا جائے۔ اور اس لئے صرف ایسی تجاویز وہاں پیش ہو سکیں جو دسمبر سے پیشتر دفتر میں پہنچ جائیں۔

سید غلام مصطفیٰ شاہ اسسٹنٹ سیکرٹری
انجمن اشاعت اسلام لاہور

—— آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کا بیالیسواں اجلاس ۲۷ سے ۳۰ دسمبر تک بنارس میں منعقد ہوگا۔ مسلم ایجوکیشنل کانفرنس نے آل انڈیا ایشیا ایجوکیشنل کانفرنس کی کاروائی میں شریک ہونے کے لئے اپنے ارکان کی طرف سے فیس ادا کرنے کا انتظام کر لیا ہے۔

اوکاڑہ کی زمین کیلئے کاشتکاروں کی ضرورت

ہم خرما و ہم ثواب

برادرانِ سلسلہ کو معلوم ہو چکا ہے کہ محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے انجمن کو ۲۴ مربعہ زمین کی مالکیت اوکاڑہ سے دو میل کے فاصلہ پر مل چکی ہے۔ زمین آباد شدہ ہے۔ ۵ امربعہ زمین عارضی کاشت کے لئے بھی لی ہے۔ ان میں سے ۱۵ مربعہ زمین کو پانی بذریعہ توڑ اور باقی کو انجن پمپ سے پہنچایا جاتا ہے۔ اس کل زمین کی آمدنی اشاعتِ اسلام میں لگائی جائے گی۔ زمین کی آمد کو بڑھانا اور اس میں ترقیات کرنا یہ اب جماعت کے اپنے اختیار میں ہے۔ جو احباب سلسلہ کاشتکاری کا کام کرتے ہیں۔ وہ دوسروں کی زمین یا اپنی تھوڑی سی زمین پر اپنا قیمتی وقت لگانے کی بجائے انجمن کی زمین کو کاشت کرنا چاہیں اور اس میں محنت کر کے معقول آمد پیدا کرنے کے خواہشمند ہوں۔ تو وہ اس زمین سے خود بھی فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ اور انجمن کو بھی فائدہ پہنچا سکتے ہیں۔ ایسے احباب جو وہاں انجمن کا مزارعہ بننا چاہتے ہیں۔ وہ واپسی ڈاک مجھے اطلاع دیں۔ کہ ان کے کتنے آدمی کارکن ہیں۔ ان کی عمر کیا ہے۔ ان کے ہل کس قدر ہیں۔ اور وہ کتنی زمین لینا چاہتے ہیں۔ اپنے اخراجات انہیں خود برداشت کرنے ہوں گے۔ اس علاقہ میں حصہ نصف نصف ہے۔ پانی جو انجن سے اٹھایا جاتا ہے۔ ان کا عوضانہ انجمن اخراجات کے تخمینہ معلوم کرنے کے بعد جو مقرر کرے گی دینا ہوگا۔ پہلے پادری صاحبان اس آبپاشی کا دس روپیہ ایکڑ معاوضہ لیتے تھے۔

خاکسار۔ سید محمد حسین
دفتر احمدیہ انجمن اشاعتِ اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور

خریدار صاحبان کی خدمت میں ضروری التماس

پرچہ نہ ملنے کی شکایت کا انسداد کس طرح ہو سکتا ہے

کچھ عرصہ سے ہر ممکن احتیاط کے باوجود اخبار نہ پہنچنے کی شکایات بہت زیادہ تعداد میں موصول ہو رہی ہیں۔ جہاں تک دفتری انتظامات کا تعلق ہے ان کے انسداد کی انتہائی کوشش کی گئی۔ لیکن یہ کم ہونے میں نہیں آتیں۔ اخبار یہاں سے مقررہ تاریخ پر پوسٹ کر دیا جاتا ہے۔ اگر کبھی خاص وجوہ سے کچھ دیر ہو جاتی تو اس کا باقاعدہ اعلان کر دیا جاتا ہے۔ چٹوں کو درست کرنے، کاٹنے اور چسپاں کرتے وقت خاص نگرانی کی جاتی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ "پیغام صلح" کے خریدار صاحبان کو پرچہ نہ پہنچنے کی تہ میں کسی پُراسرار سازش کا بڑا حصہ ہے۔ ایسی صورت میں ہم معزز خریدار صاحبان کے تعاون کے بغیر اس افسوسناک اور تکلیف دہ شکایت کا انسداد نہیں کر سکتے۔ اس لئے ان سے مندرجہ ذیل امور پر عمل کرنے کی درخواست کرتے ہیں۔

(۱) پرچہ نہ ملنے کی صورت میں دفتر کو اطلاع دینے کے علاوہ مقامی ڈاکخانہ سے بھی دریافت کرنا چاہیئے اور اپنی شکایات اپنے ضلع کے صدر ڈاکخانہ کو لکھنی چاہیئے۔ جب تک ان سے کوئی تسلی بخش کارروائی نہ ہو برابر لکھتے رہنا چاہیئے۔ ایسے امور کے متعلق آپ ڈاکخانہ کو بلا ٹکٹ کے خط لکھ سکتے ہیں۔ اس خط میں پوسٹ ماسٹر کو مخاطب کیا جائے۔ اس کے بعد اگر ضرورت ہو تو جنرل پوسٹ ماسٹر لاہور کو لکھا جائے۔

(۲) تمام خریدار صاحبان اپنے پتہ کی چٹوں کو بغور دیکھ لیں اگر ان میں معمولی سے معمولی اصلاح کی بھی ضرورت ہو تو فوراً مطلع فرمائیں۔

(۳) اگر کسی صاحب کو اس سلسلہ میں کسی بات کا سراغ لگے یا شکایت کے انسداد کی کوئی مفید تجویز ذہن میں آئے تو وہ مینیجر اخبار کو مطلع فرمائیں۔

(۴) پرچہ نہ پہنچنے کی صورت میں پرچہ زیادہ سے زیادہ ایک ہفتہ کے اندر طلب کر لینا چاہیئے۔

(۵) دفتر اخبار سے خط و کتابت کرتے وقت نمبر خریداری کا حوالہ لازمی ہے۔ معزز خریدار صاحبان کو اخبار نہ پہنچنے کی صورت میں کما حقہ ملال ہونا چاہیئے ہم ان کو یقین دلاتے ہیں کہ دفتر اس شکایت کو دور کرنا اولین فرض سمجھتا ہے۔ لیکن اس کے انسداد کے لئے ان کا تعاون ضروری ہے۔

خاکسار مینیجر اخبار "پیغام صلح" لاہور

زکوٰۃ کا مہینہ

ماہ رجب میں عموماً مسلمان اپنے پاک اموال سے زکوٰۃ نکالا کرتے ہیں۔ ہمارے دوستوں پر لازم ہے کہ وہ اپنی اپنی زکوٰۃ جلد ادا کرنے کی کوشش کریں۔ اور اپنے زیر اثر دوستوں سے بھی وصول کر کے بھیجیں۔ موجودہ زمانہ میں حفاظت و اشاعتِ اسلام سے بڑھ کر کوئی بہتر مصرف زکوٰۃ کا نہیں ہے۔ کیونکہ اسی مبارک کام پر اسلام اور مسلمانوں کی آئندہ ترقی اور زندگی کا دارومدار ہے۔ اگر ہمت سے کام لیا جائے تو کئی ہمدرد مسلمان اس نیک کام کے لئے اپنی زکوٰۃ دینے میں کوئی عذر نہ کریں گے۔ (خاکسار محمد منظور الٰہی آنریری جائنٹ سیکرٹری)

تلاش عزیز

میرا لڑکا مسمی فقیر محمد تین چار ماہ سے لاپتہ ہے۔ اگر کسی صاحب کو اس کا سراغ ملے تو از راہ کرم خاکسار کو بذریعہ خط مطلع فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔ حلیہ حسب ذیل ہے:۔

عمر بارہ سال۔ رنگ سانولا۔ جسم پتلا۔ دبلا۔ چنبہ کی پہاڑی زبان بولتا ہے۔ حجام کا کام معمولی طور پر کر سکتا ہے۔ تیسری جماعت تک تعلیم ہے۔ گذشتہ موسم گرما میں چنبہ سے ڈلہوزی آیا تھا۔ وہاں سے پٹھانکوٹ کی طرف چلا گیا۔ میں ایک غریب آدمی ہوں۔ اس کی گمشدگی کی وجہ سے بہت پریشان ہوں۔ اس کی والدہ کی حالت بھی قابل رحم ہے۔

پتہ:۔ خاکسار گلابو حجام۔ ریاست چنبہ براہ ڈلہوزی۔

بقیہ خبریں

—— لاہور ۱۴ نومبر۔ آج ۱۱ بجے قبل دوپہر لاہور کے مسلم اکابر کا ایک اجتماع علامہ سر اقبال کی دعوت پر برکت علی محمڈن ہال میں منعقد ہوا۔ اجتماع کی غرض علامہ موصوف نے یہ بیان فرمائی کہ حالاتِ حاضرہ کے اعتبار سے شمالی ہند کے مسلمانوں کی ایک خاص کانفرنس کا انعقاد ضروری ہے جس میں صوبہ سرحد۔ بلوچستان۔ پنجاب و سندھ کے نمائندے شریک ہوں۔ اور ان صوبوں کے مسلمانوں کو اسلامی حقوق کے حصول کے لئے منظم بنانے اور ان میں جوش عمل پیدا کرنے کی تدابیر اختیار کریں۔

—— لندن ۱۳ نومبر۔ بعض اخبارات رقمطراز ہیں کہ لارڈ گارل کو انفرنسے نیابت معاملے کے متعلق جلد اعلان ہو جائے گا۔

—— بمبئی ۱۳ نومبر۔ اخبار بمبئی کرانیکل کے ایڈیٹر مسٹر ایس اے بریلوی اور پرنٹر آج بعد دوپہر قانون ترمیم ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۱۷ (الف) کے ماتحت "یوم جواہر لال" کا پروگرام شائع کرنے کے جرم میں گرفتار کر لئے گئے۔ کیونکہ انہوں نے اس طرح خلاف قانون مجلس کی سرگرمیوں کا پروپیگنڈا کیا تھا۔

—— بعد کی خبر ہے کہ مسٹر بریلوی نے مقدمہ کی کارروائی میں حصہ

انتقاد

اسلام کیا ہے؟

یہ چھوٹی سی ۴۸ صفحہ کی کتاب ہے جو خان صاحب محمد منظور الٰہی ممبر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کی تالیف ہے۔ اس میں اسلام کے اصول کی حقیقت سوال و جواب کی صورت میں پیش کی گئی ہے جس سے کتاب زیادہ دلچسپ معلوم ہوتی ہے۔ نوجوانوں اور بالخصوص ان نومسلموں کے لئے اس کتاب کا مطالعہ نہایت ضروری ہے۔ جو اسلام کے ضروری مسائل سے آگاہ ہونا چاہتے ہیں۔ کتاب کا آخری حصہ جماعت احمدیہ کے متعلق ہے۔ جو لوگ اس جماعت کے مذہبی عقائد کے متعلق غلط فہمیوں میں مبتلا ہیں۔ اور انہیں رفع کرنا چاہتے ہیں وہ اس کتاب کو ضرور پڑھیں۔ لکھائی چھپائی اور کاغذ کے اعتبار سے کتاب دیدہ زیب ہے۔ کتاب پر قیمت درج نہیں۔ ملنے کا پتہ یہ ہے:۔

منیجر دار الکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

"المہدی"

یہ اردو کا ایک سہ ماہی رسالہ ہے جسے خان صاحب محمد منظور الٰہی ممبر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام مرتب کرتے ہیں۔ "المہدی" میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مجدد کے ملفوظات ان کی مختلف تالیفات سے جمع کرکے اس غرض سے شائع کئے جاتے ہیں کہ برادران اسلام آپ کے مشن کی حقیقت سے آگاہ ہو کر اسلام کی اشاعت اور خدمت کو اپنی زندگی کا نصب العین قرار دیں۔ کہ اسی پر انکی دینی اور دنیوی اصلاح کا انحصار ہے۔

اصلاح نفس کے متعلق حضرت مرزا صاحب کے حسب ذیل ارشادات ملاحظہ ہوں۔ اگر فرزندان توحید انہیں روزمرہ کی زندگی میں نہ صرف ملحوظ رکھیں بلکہ ان پر کاربند ہونے کی کوشش کریں۔ تو بلاشبہ ان کی زندگی میں ایک زبردست روحانی انقلاب پیدا ہو سکتا ہے:۔

"اصلاح نفس - میں نصیحت کرتا ہوں کہ شر سے پرہیز کرو اور انسان کے ساتھ حق ہمدردی بجا لاؤ۔ اپنے دلوں کو بغضوں اور کینوں سے پاک کرو۔ کہ اس عادت سے تم فرشتوں کی طرح ہو جاؤ گے۔ کیا ہی گندہ اور ناپاک وہ مذہب ہے جس میں انسان کی ہمدردی نہیں۔ اور کیا ہی ناپاک وہ راہ ہے جو نفسانی بغض کے کانٹوں سے بھرا ہے۔ سو تم جو میرے ساتھ ہو۔ ایسے مت ہو۔ تم سوچو کہ مذہب سے حاصل کیا ہے۔ کیا یہی کہ ہر وقت مردم آزاری تمہارا شیوہ ہو؟ نہیں بلکہ مذہب اس زندگی کے حاصل کرنے کے لئے ہے جو خدا میں ہے۔ اور وہ زندگی نہ کسی کو حاصل ہوئی۔ اور نہ آئندہ ہوگی۔ بجز اس کے کہ خدائی صفات انسان میں داخل ہو جائیں۔ خدا کے لئے سب پر رحم کرو۔ تا آسمان سے تم پر رحم ہو۔ آؤ میں تمہیں ایک ایسی راہ سکھاتا ہوں۔ جس سے تمہارا نور تمام نوروں پر غالب رہے اور وہ یہ ہے کہ تم تمام سفلی کینوں اور حسدوں کو چھوڑ دو۔ اور ہمدرد نوع انسان ہو جاؤ۔ اور خدا میں کھوئے جاؤ۔ اور اس کے ساتھ اعلیٰ درجے کی صفائی حاصل کرو۔ کہ یہی وہ طریق ہے جس سے کرامتیں صادر ہوتی ہیں۔ اور دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ اور فرشتے مدد کے لئے اترتے ہیں۔ مگر یہ ایک دن کا کام نہیں۔ ترقی کرو۔ ترقی کرو۔ اس دھوبی سے سبق سیکھو۔ جو کپڑوں کو اول بھٹی میں جوش دیتا ہے۔ اور دیئے جاتا ہے۔ یہاں تک کہ آخر آگ کی تاثیریں تمام میل اور چرک کو کپڑوں سے علیحدہ کر دیتی ہیں۔ تب صبح اٹھتا ہے اور پانی پر پہنچتا ہے۔ اور پانی میں کپڑوں کو تر کرتا ہے۔ اور بار بار پتھروں پر مارتا ہے۔ تب وہ میل جو کپڑوں کے اندر تھی اور ان کا جزو بن گئی تھی کچھ آگ سے صدمات اٹھا کر اور کچھ پانی میں دھوبی کے بازو سے مار کھا کر یکدفعہ جدا ہونی شروع ہو جاتی ہے۔ یہاں تک کہ کپڑے ایسے سفید ہو جاتے ہیں جیسے ابتدا میں تھے۔ یہی انسانی نفس کے سفید ہونے کی تدبیر ہے۔ اور تمہاری ساری نجات اسی سفیدی پر موقوف ہے۔ یہی وہ بات ہے جو قرآن شریف میں خدائے تعالیٰ فرماتا ہے۔ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا یعنی وہ نفس نجات پا گیا جو طرح طرح کے میلوں اور چرکوں سے پاک کیا گیا۔"

(مسیح موعودؑ)

"المہدی" کی تقطیع ۲۶×۲۰/۱۶ ضخامت ۸۰ صفحے ہے۔ طباعت اور کاغذ کے اعتبار سے بھی رسالہ دیدہ زیب ہے قیمت سالانہ دو روپے۔ منیجر دار الکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور سے مل سکتا ہے۔

تاریخ کا روشن پہلو

ہم اپنے عزیز دوست منشی محمد الدین صاحب فوق ایڈیٹر "کشمیری" کے علمی مذاق کے ایک عرصہ سے قائل ہیں جس قابلیت اور استقلال کے ساتھ وہ "کشمیری" کے ذریعے سے مسلمانان کشمیر کی خدمت کر رہے ہیں وہ پنجاب کے اخبار بین اصحاب سے پوشیدہ نہیں۔ باوجود شدید مالی مشکلات اور خانگی پریشانیوں کے ہمیں ان کے غیر متزلزل عزم کی داد دینی پڑتی ہے اخباری فرائض کے دوران میں تالیف و تصنیف کا سلسلہ بھی جاری رہتا ہے۔ فوق صاحب کی تازہ تالیف "تاریخ کا روشن پہلو" ہے جس کی تقطیع $\frac{20 \times 30}{16}$ اور ضخامت ۱۱۲ صفحے ہے۔ کتاب واقعی اسم با مسمیٰ ہے کیونکہ اس میں فرزندان اسلام کی تاریخ کا روشن پہلو دکھایا گیا ہے۔ آج ہندو اور مسلمان ایک دوسرے کے خون کے پیاسے نظر آتے ہیں۔ فضا ایسی بگڑی ہوئی ہے کہ ہندوستان کی ان دو بڑی قوموں کے اس اتحاد کی کوئی صورت نظر نہیں آتی جس پر ہندوستان کے مستقبل کا انحصار ہے۔ ایسی تاریک اور یاس انگیز فضا میں جو شخص ہندو مسلمانوں کے قدیم خوشگوار تعلقات کی داستان اس غرض سے لکھے کہ ان پر پھر

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی

کا مضمون صادق آجائے وہ یقیناً سب سے بڑا محب وطن ہے۔ خدا فوق صاحب کا بھلا کرے کہ انہوں نے "تاریخ کا روشن پہلو" کی تالیف سے برادران وطن کو بتا دیا ہے کہ ان کے نامور اسلاف کا مسلمانوں سے کیا تعلق تھا۔ اور وہ کس طرح ایک دوسرے کے رنج و راحت میں شریک رہا کرتے تھے۔ فوق صاحب کی اس دلچسپ کتاب سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ آج سے ایک صدی پہلے ہندوؤں اور مسلمانوں میں مذہبی تعصب کا نام تک نہیں پایا جاتا تھا۔ مسلمان ہندوؤں کے لئے اور ہندو مسلمانوں کے لئے مال و جان تک کی بازی لگا دیتے تھے۔ اگر آپ اس روح افزا اتحاد کا سین اپنی آنکھوں دیکھنا چاہتے ہیں۔ تو "تاریخ کا روشن پہلو" ملاحظہ کیجئے۔ جس کی قیمت صرف ۸ر ہے۔ اور ظفر برادرس تاجران کتب ظفر منزل لاہور سے مل سکتی ہے۔

سوویٹ روس میں عیسائیت کیخلاف جنگ

گرجاؤں کے اموال ضبط اور مذاہب کی تعلیم موقوف

حکومت سوویٹ روس نے عیسائیت کے خلاف جنگ کا اعلان کر دیا ہے۔ اس نے مذہبی تعلیم کو اپنے ملک سے نکال دینے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ سب سے پہلا کام مذہب کی بیخکنی کے لئے یہ کیا گیا کہ جو شخص مذہب کے بارے میں کسی قسم کی تعلیم ۱۸ سال سے کم عمر کے بچے کو دے اس کو ۶ ماہ کی سزائے قید دی جائے۔ اور دوبارہ ارتکاب جرم کرنے والے کو سائبیریا میں جلاوطن کر دیا جائے۔

حکومت نے فرمان صادر کیا ہے کہ گرجاؤں کی جائداد و املاک کو ضبط کرکے حکومت کے خزانے میں شامل کر دیا جائے۔ صرف اسقدر مصارف گرجاؤں کو دئے جائیں گے جو عبادت کے اخراجات کے لئے کافی ہوں۔ روس میں اس وقت ایک انجمن ہے جس کا نام ہے "خدا کے دشمن" یہ انجمن مذہب اور اہل مذہب سے جنگ کا دعویٰ کرتی ہے۔ لیکن سب سے بڑی طاقت جو روس میں مذاہب کے خلاف جنگ کر رہی ہے ٹریڈ یونین ہے جو مدارس کو مالی امداد دیتی ہے۔

اخبارات بھی مذاہب کے خلاف مضامین شائع کرنے میں پیش پیش ہیں۔ مثلاً ایک اخبار پرداؤدا نامی لکھتا ہے کہ ہمیں مذاہب کی خواہ وہ کسی صورت اور شکل میں ہوں مخالفت کرنی چاہئے۔ دوسرا اخبار "جودیں" لکھتا ہے کہ سوویٹ کا نظام مذہبیت کو نہیں چاہتا۔ ایک دوسرا اخبار ریٹیر ونزنگ لکھتا ہے کہ ہم نے زمین کے بادشاہوں سے انسانی کو غلامی دلوانے کے لئے کام کیا اور ہم اس میں کامیاب ہوئے۔ اب آسمانی بادشاہ کے خلاف ہماری جدوجہد کا آغاز ہوتا ہے۔

مستقل تصانیف کی تیاری

روسی نظام حکومت میں ادیان کے خلاف تحریری اور اخباری طور پر ہی جنگ نہیں کی جا رہی ہے مستقل کتابیں لکھی جا رہی ہیں۔ چنانچہ ایک مصنف ستفنوو اپنی کتاب "الحاد و زندقہ کی دعوت کے طریقے اور اغراض" میں لکھتا ہے کہ حکومت سوویٹ کا فرض ہے کہ مذاہب کیخلاف اپنی جنگ کو وہ صرف روس کی حدود ہی میں محدود نہ رکھے۔ بلکہ اسے چاہئے کہ اپنی اس دعوت کو وہ تمام بلاد عالم میں پھیلا دے اس وقت پورے روس میں ایک مدرسہ بھی ایسا نہیں ہے جس میں دوسرے مضامین کے علاوہ مذاہب کی مخالفت میں بھی کتابیں نہ پڑھائی جاتی ہوں۔

مارک کرامر نے اپنی ایک تازہ تصنیف میں لکھا ہے کہ ارباب مذہب کے خلاف جو مقدمات چلائے گئے ہیں (باقی)

مراسلات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

چائے فنڈ

چائے فنڈ کے نام سے احباب یہ نہ ہو کا نہ کھائیں کہ چائے پینے کے لئے میں نے کوئی فنڈ کھولا ہے۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ آجکل چائے پینے کی عادت تو عام ہے اور اب تو دوسروں کو چائے دینے کا رواج اس قدر بڑھ گیا ہے کہ کوئی صاحب آئیں یا جائیں ان کا اعزاز ہی اس چائے پر منحصر ہے۔ مجھے خیال آیا کہ کیوں نہ جماعت کی تنظیم اور دوستوں کے میل جول کے لئے ہی چائے کے حربے کو کام میں لایا جائے۔ درس قرآن بجائے خود جماعت کی تنظیم اور اصلاح کا بہتر ذریعہ ہے۔ مگر بدقسمتی سے ہر ایک اس میں شامل نہیں ہوتا۔ اس لئے ہفتہ میں ایک دفعہ اگر بعض دوست باری باری سے جماعت اور غیر از جماعت دوستوں کو جن کو اشاعت اسلام سے دلچسپی ہو چائے دیا کریں۔ اور چائے میں زیادہ تکلف نہ ہو۔ نہایت سادہ ہو۔ اور دوران چائے نوشی میں بجائے لغویات اور تاش اور برج شطرنج اور بہت سے خرافات کے جو آجکل پارٹیوں اور کلبوں کے روح رواں ہیں قرآن کریم سنایا جائے۔ تو چائے نوشی بھی ایک عبادت بن جائے۔ اس کے بعد ایک اور خیال میرے دل میں پیدا ہوا وہ یہ کہ ہر جگہ آجکل یورپ کا اثر غالب ہے کیوں نہ ان بے تکلف دوستوں کو یوں کہہ دوں کہ ایک لمحہ کے لئے یوں سمجھ لو کہ یورپ کے کسی ہوٹل میں چائے پی رہے ہو۔ اور چائے کی قیمت ادا کرنی ہے لیکن ہوٹل کا مالک ایسا شریف ہے کہ جو جس کا دل چاہے دے جائے۔ اور دے بھی جائے مخفی تاکہ دوسرے کو پتہ نہ لگے۔ ورنہ دیکھا دیکھی مقابلہ کا خیال پیدا ہو کر یا ایک دوسرے کی شرم کی وجہ سے رقم زیادہ دینی پڑتی ہے۔ اور اس طرح وہ بار خاطر ہو جاتی ہے۔ یہ جمع شدہ رقم اشاعت اسلام میں دیدی جائے۔ تو چائے چار فی سبیل اللہ بن جائے گی ہنسی کی ہنسی۔ تفریح کی تفریح۔ اور کسی کو پتہ بھی نہ لگے گا۔ اور رقم اشاعت اسلام کے لئے کھیل ہی کھیل میں جمع ہو جائے گی۔

چائے دی گئی۔ احباب آئے۔ چائے پی۔ لیکن میری ہمت پیسے مانگنے کی نہیں ہوئی۔ دل کو خیال ہوا کہ خواہ کتنی ہی نیک نیتی سے ہو۔ مگر مہمان نوازی کی شان کے یہ خلاف ہے۔ چنانچہ کئی احباب رخصت بھی ہو گئے۔ مگر بعد میں جو احباب موجود تھے انہوں نے میری اس تجویز کو دوبارہ ابھارا۔ میں نے کہا پھر مخفی طور پر میری مٹھی میں دیدو۔ نہ میں دیکھوں نہ کوئی اور دیکھے۔ بس پھر کیا تھا چند لمحوں میں مٹھی گرم ہو گئی۔ ہنسی اور قہقہوں میں میرے ہاتھ میں ستائیس روپے جمع ہو گئے۔ جسے میں نے اشاعت اسلام کے لئے "چائے فنڈ" کے نام سے الگ کر دیا ہے۔ اور اب منتظر ہوں کہ اگلے ہفتہ کون صاحب چائے دیتے ہیں۔ لیکن میرے احباب کو یاد رہے کہ اس میں ایک ابتلا بھی ہے اور وہ یہ کہ جب سب لوگ مصافحے کر کرکے میری مٹھی میں چپ چاپ رقمیں دے رہے تھے تو اس وقت مجھے صاف ایک پیر خانہ کا نقشہ نظر آرہا تھا۔ میں ایسا محسوس کر رہا تھا کہ میں ایک پیر کا پارٹ ادا کر رہا ہوں۔ اور میرے احباب مریدوں کا پارٹ ادا کرتے ہوئے نذرانوں سے میری مٹھی گرم کر رہے ہیں۔ اور یہی وجہ تھی کہ ہم سب بے اختیار ہنس رہے تھے پس میرا مطلب یہ نہیں کہ چائے فنڈ کے چکر میں پیر خانے کھلیں۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ کسی طرح جماعت میں تنظیم باہمی میل جول پیدا ہو کر اشاعت اسلام کے لئے کچھ رقم جمع ہو۔

راقم خاکسار بشارت احمد از جہلم

جلسۂ تعزیت

اساتذہ مسلم ہائی سکول کا یہ جلسہ زیر صدارت جناب سید غلام مصطفیٰ صاحب ہیڈ ماسٹر سید غلام مصطفیٰ کامل صاحب بی۔ اے مرحوم کی بے وقت موت پر جو عین عالم شباب میں اپنے احباب اور عزیز متعلقین کے دل پر داغ حسرت دیتے ہوئے ہمیشہ کے لئے اس عالم فانی سے رخصت ہو گئے ہیں۔ اظہار افسوس کرتا ہے اور دعا کرتا ہے کہ خداوند کریم ان کے بھائی ڈاکٹر غلام مجتبیٰ صاحب ان کی والدہ محترمہ اور دیگر لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ اور مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ مرحوم کے اعزاز میں آخری پیریڈ کے بعد سکول بند کر دیا گیا (نامہ نگار)

قرآن شریف نے ان خرابیوں کی جڑ کاٹ دی ہے۔ خواہ کوئی مسلمان کہلا کر بھی قرآن پر عمل نہ کرے۔ تو اس بات کا الزام اسی پر ہے۔ قرآن پر یا اسلام پر نہیں ہے۔ قرآن نے تو کئی دفعہ اس بات کا فیصلہ کر دیا ہے مثلاً لیس باما نیکم ولا امانی اہل الکتاب من یعمل سوءً یجزبہ ولا یجد لہ من دون اللہ ولیا ولا نصیرا۔ ومن یعمل من الصالحات من ذکر او انثی وھو مومن فاولئک یدخلون الجنۃ ولا یظلمون نقیرا۔ ومن احسن دینا ممن اسلم وجھہ للہ وھو محسن واتبع ملۃ ابراھیم حنیفا۔ واتخذ اللہ ابراھیم خلیلا۔ سورۂ نساء ع ۱۸۔

نہ تمہاری امیدیں پوری ہوں گی نہ اہل کتاب کی۔ جو گناہ کرے گا اسی اس کا بدلہ دیا جائے گا۔ اور اللہ کے سوا اس کا کوئی حمایتی یا مددگار نہ ہوگا۔ اور جو نیکی کرے گا خواہ مرد ہو یا عورت ایماندار ہو وے تو ایسے لوگ جنت میں داخل ہوں گے۔ اور ان پر ذرا ظلم نہ کیا جائے گا۔ اور اس شخص کے دین سے بہتر کس کا دین ہو سکتا ہے۔ جو اللہ کا فرمانبردار ہو گیا اور بھلائی کرنے لگا اور ملت ابراہیم کا خالص پیرو ہو گیا۔ اور اللہ نے ابراہیم کو اپنا دوست بنا لیا ہے۔

جس کے دل میں بدی کا میلان ہے وہ نہ کلام الٰہی سنتا ہے نہ عقل کی پیروی کرتا ہے۔ اپنے جذبات کے پیچھے لگا چلا جاتا ہے۔ اور کلام الٰہی کی پیروی میں تو سوائے امن اور عافیت اور سلامتی کے اور اک کے فتنہ فساد۔ عداوت۔ غفارت وغیرہ کا احساس ہی نہیں رہا کرتا۔

میں نے جو سورۂ مائدہ کی آیت کا ترجمہ اُوپر کیا ہے اگر فقہا اور مفسر اسے صحیح نہ مانیں، تو کم سے کم وہ اتنا تو چاہیں گے۔ کہ کتابی مرد کے ساتھ مومنہ عورت کے نکاح کے مسئلہ میں قرآن ساکت ہے۔ پھر تو آزادی حاصل ہو گئی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے" وان تسئلوا عنہا من نزل القرآن ... عفی اللہ عنہا۔ مائدہ ۱۴۔ جن امور کی نسبت اللہ نے کوئی حکم نہیں دیا۔ اس میں آزادی بخشدی ہے جیسے چاہیں کریں پھر قیاس سے قیدیں بڑھانی دین کی بات نہیں ہے۔

آریہ سماج علی پور کی مسلم آزاری

اور برادران اسلام کی تغافل شعاری

عرصہ تقریباً چودہ سال سے آریہ سماج علی پور متواتر مسلمانوں کے مذہب کی توہین اور کھنڈن کے درپے ہے۔ اس عرصۂ دراز میں کبھی ہم مسلمانوں کو یہ خیال نہ آیا کہ ان کی اس مسلم آزاری کا کوئی ایسا انتظام کریں جس سے آریہ مہاشے اسلام کی توہین سے باز آجائیں۔ ہر سال آریہ سماج کا جلسہ تین دن متواتر رہتا ہے۔ پہلے دن شام کے ۴ بجے سے لے کر دس بجے رات تک ایک جلوس کی صورت میں باجے اور طبلہ بجاتے ہوئے شہر کے گلی کوچوں میں پھر پھر کر مسلمانوں کی دل آزاری کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا جاتا۔ اور بعد میں دو دن صبح شام آریہ سماج کے سٹیج پر بہت فحش الزامات۔ ناپاک حملے اسلام پر کئے جاتے ہیں۔ آریہ لیکچراروں کا ایک فقرہ ایسا نہیں ہوتا جو اسلام کے برخلاف نہ ہو۔ آریہ پنڈت اسلام اور نبی کریم صلعم اور قرآن کے برخلاف ایسے ناشائستہ اور خلافِ تہذیب الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ کہ میں ان کا اعادہ کرنا مناسب نہیں سمجھتا۔ چنانچہ اس قسم کے جلسے۔ جیتوئی۔ جوگیوالا میں ہر سال ہوتے رہتے ہیں۔ اور وہی لیکچرار جلسہ ختم ہونے پر دیگر قصبہ جات میں جا جا کر اپنے لیکچروں سے مسلمانوں کی دل آزاری اور ان کے مذہب کی توہین کرتے رہتے ہیں۔ مسلمانوں کی بے حسی اور بے غیرتی کا یہ عالم ہے کہ باوجود اتنی توہین مذہب اور بے عزتی کے ٹس سے مس نہیں ہوتے۔ ان کی آواز اگر بلند ہوتی ہے تو احمدیہ مشن کے خلاف جو دو تین سال سے قائم تھی۔ اسی مشن نے آریہ سماج کے اعتراضات کا دندان شکن جوابات دیئے۔ مسلمانوں کی تجارتی اور تمدنی اور معاشرتی حالت کو سدھارا۔ شہر میں مسلمانوں سے دکانیں کھلوائیں باہمی کدورتوں کو مٹایا۔ عورتوں کا بازار میں خود آکر سودا سلف خریدنا بند کر دیا۔ غرضیکہ مسلمانوں کو ہر طرح سے ترقی کی طرف راغب کیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دھرم بھکشو اور منو دیو اور ست دیو جیسے اور دریدہ دہن لیکچرار بھی علی پور آنے سے گھبرانے لگے۔ اب جبکہ عام مسلمانوں نے احمدیہ جماعت کے اس قدر احسانات اور امداد کے باوجود اس کی مخالفت شروع کر دی۔ تو انجمن احمدیہ نے بد دل ہو کر اپنے آدمیوں کو واپس بلا لیا جو عرصہ تین سال سے حفاظت اسلام کے لئے متعین کئے گئے تھے۔

نتیجہ یہ ہوا کہ جب آریوں نے اپنے سالانہ جلسے منعقدہ مارچ ۱۹۳۰ء میں کوئی مسلمان مبلغ موجود نہ پایا اور میدان صاف دیکھا تو آریہ پنڈتوں ست دیو اور منو دیو نے اسلام پر ایسے ناپاک حملے کئے جنہیں کوئی مسلمان اپنی زبان پر نہیں لا سکتا۔ افسوس کہ اسلام کی اس قدر توہین کے باوجود کسی شیعہ یا سنی حضرت کو آج تک یہ خیال نہ آیا کہ آریہ سماجی پرچارکوں کی دریدہ دہنی کا تدارک کیا جائے۔ بلکہ خاموشی سے جلسہ میں شامل ہو ہو کر اپنے مذہب کے خلاف تقریریں سنتے رہے۔ کہاں ہیں وہ حضرات جو احمدیوں کو کافر کہتے ہیں۔ اور کہاں ہیں وہ اصحاب جو ہر سال اپنے ذاتی اغراض کی خاطر ضلع بھر میں جلسے کرتے پھرتے ہیں۔ اور اپنے کو اسلام کا خادم مشہور کرتے ہیں۔ کیا اُن کا فرض نہیں ہے کہ اسلام کی حفاظت کے لئے آریہ سماج کے مقابلہ میں آئیں۔ سال میں ایک دو دفعہ تبلیغی جلسے منعقد کر کے لوگوں سے اسلامی خیرخواہ بن کر روپیہ وصول کر لینا اور دو چار سو ملّاؤں کی دعوت پر خرچ کر کے مسلمانوں کے ہزاروں روپوں کو در جیب کر لینا ہرگز ہرگز خدمت اسلام نہیں ہے۔ ابھی چند دن گذرے کہ خاص مظفر گڑھ میں "علم و عرفان کی بارش" ہوئی۔ ہمارا خیال تھا کہ اس بارش سے بیکس مسلمانوں کے سینے جو آریہ سماج کی آئے دن کی بد کلامی سے جلے ہوئے ہیں ٹھنڈے ہوں گے۔ مگر وہاں تو اس کے متعلق کوئی تقریر ہی نہیں ہوئی۔ بلکہ مسلمانوں پر کانگریسی ممبران کے ذریعہ سے زور دیا گیا کہ وہ ہندوؤں کے ساتھ جو ان کے قرآن اور رسول اور دین اور ایمان کے دشمن ہیں مل جاویں۔ لیکن ہندوؤں سے یہ کسی صاحب نے نہ کہا کہ جہاں تم مسلمانوں سے اتحاد کے خواہاں ہو۔ وہاں تمہارا بھی یہ فرض ہے کہ مسلمانوں کے مذہبی جذبات کا پورے طور پر احترام کرو۔ اور آئے دن کی مسلم آزاری کی روش کو جو مسلمانوں کے خلاف روا رکھی جاتی ہے چھوڑ دو۔ ہم ہندو مسلم اتحاد کو ملک کے لئے نہایت ضروری سمجھتے ہیں بشرطیکہ یہ اتحاد ہمسایہ اقوام کے مذہبی جذبات اور حسیات کے احترام کا ضامن ہو۔

مسلمانو! ایسا راستہ اختیار کرو جس سے دین اور دنیا میں تمہاری سرخروئی ہو۔ جزوی اختلافات کو چھوڑ دو اور حفاظت اسلام کے لئے کمر بستہ ہو جاؤ۔ دشمنانِ اسلام تمہاری گھات میں ہیں۔ اور تم آپس میں لڑ رہے ہو۔ اگر قیامت پر ایمان ہے تو خدا کو کیا جواب دو گے؟ اس دن خاندانی وجاہت و امارت کام نہیں آئیں گی۔ صرف اعمالِ نیک کی پرسش ہوگی۔ تم سے دریافت کیا جائے گا کہ خدا کی امانت کی کس طرح حفاظت کی۔ سوچو اور وقت کو غنیمت سمجھو۔

خاکسار شیر محمد احمدی مسلم مشنری مسجد جامع علی پور ضلع مظفر گڑھ

تحقیقاتی حج کمیٹی کی سفارشات

(بسلسلہ اشاعت مورخہ ۲۲ مارچ ۱۹۳۰ء)

مسلم خادموں کی ضرورت

چونکہ متوفیوں کا غسل و کفن عملہ جہاز سے متعلق ہوگا۔ اس لئے ضروری ہے کہ ہر جہاز پر ایسے مسلمان خادم اور خادمات موجود ہوں۔ جو غسال اور غسالہ کی خدمت انجام دے سکیں۔ میت کو حوالہ آب کرتے وقت جہاز کی رفتار مدہم کر دی جائے۔ اور حاجیوں کو نماز جنازہ ادا کرنے کا موقع دیا جائے۔ جہازوں کے کپتانوں کو تاکید کی جائے کہ غسل و کفن کا انتظام توجہ سے کریں۔ حاجیوں کی شکایات کو مناسب طریق پر ذمہ وار آدمیوں تک پہنچانے کے لئے ضروری ہے کہ بندرگاہ کی حج کمیٹی حاجیوں میں سے کسی موزوں آدمی کو امیر الحج مقرر کر دے۔ یا چند اصحاب کی ایک مجلس اس غرض کے لئے بنا دے۔ جہاز پر قیام امن کے لئے پولیس کے بھیجنے کے ہم مخالف ہیں۔ تمام شکایتوں کو منظر عام پر لانے کی سہولتوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے ضروری ہے کہ مسافروں کے لئے حج کمیٹی کے دفتر میں اور ہر جہاز پر ایک صندوق موجود رہے نیز لکھنے کا سامان موجود رہے تاکہ حاجی اپنی شکایتیں لکھ کر اس صندوق میں ڈال سکیں یہ صندوق بندرگاہ کی حج کمیٹی کے صدر کی موجودگی میں کھولا جائے۔

حج کمیٹیاں

(۲۴) کلکتہ۔ بمبئی اور کراچی کی حج کمیٹیوں کے ارکان پچیس پچیس کر دئے جائیں۔ اٹھارہ ارکان باقاعدہ منتخب ہوں۔ دو شخص ایسے مقرر کرلئے جائیں جو زمانہ قریب میں حج کر چکے ہوں۔ پانچ ارکان حکومت مقرر کرے بندرگاہ کی حج کمیٹی کی ترتیب کے لئے بدیہ یا لوکل بورڈ کے قانون کی وضع پر ایک قانون بنایا جائے۔ ہر حج کمیٹی کی میعاد تین سال ہو۔ کمیٹی حاجیوں کے متعلق تمام معاملات کا ذمہ اٹھائے۔ جو روپیہ اس کے پاس موجود ہو۔ اسے خرچ کر سکے۔ حکومت کے محکموں اور جہاز ران کمپنیوں سے تعلق رکھے۔ کمیٹی اپنا صدر خود منتخب کرے اس کے انتظامی فرائض ایک ایگزیکٹو افسر ادا کرے۔ جو سامان حج کمیٹی حکومت کی منظوری سے ایگزیکٹو افسر منظور کرے کراچی بمبئی کلکتہ ایگزیکٹو افسروں میں سے بمبئی کے افسر کا درجہ ڈپٹی کلکٹر کا درجہ ہونا چاہئے۔ اور تنخواہ پانچ سو سے سات سو تک ہو۔ دوسرے دو افسروں کی تنخواہیں پونے تین سو سے ساڑھے تین سو تک ہوں۔ انہیں سواری اور کرایہ مکان کا الاؤنس ملے۔ بندرگاہ کی حج کمیٹیوں کو حجاج کے سرکاری کیمپوں کا چارج دیدیا جائے۔ حج کمیٹی کا کورم آٹھ ہو۔ ہر سال اس کی طرف سے ایک رپورٹ شائع ہو ہر صوبہ میں بھی ایک حج کمیٹی بن جانی چاہئے جہاں سے حاجی زیادہ تعداد میں جائیں ضلع وار تعلقہ وار کمیٹیوں کا بن جانا بھی مناسب ہے۔ لیکن ہمارے خیال میں بہتر ہے کہ صوبجاتی کمیٹیاں ہر ضلع میں کسی شخص کو حاجیوں کی اعانت کے لئے مقرر کر دیں۔

پبلسٹی بیورو کی ضرورت

سٹینڈنگ فنانس کمیٹی کی طرف سے زیر مجلس وضع قوانین ہند کی طرف ایک سٹینڈنگ حج کمیٹی بن جائے۔ حج کمیٹیوں کا بجٹ حکومت منظور کرے . . . . اگر کمیٹیوں کا روپیہ بیش نظر انتظامات کے لئے کفایت نہ کرے تو وہ مسلمانوں سے امداد کے لئے اپیل کر سکیں۔ حاجیوں پر اس سلسلہ میں سردست کوئی ٹیکس نہیں لگنا چاہئے۔ بمبئی کی حج کمیٹی کے ایگزیکٹو افسر کو ایک پبلسٹی بیورو قائم کرنا چاہئے۔ جو ضروری ہدایات و معلومات حاجیوں تک پہنچائے۔ اگر جہاز کا کوئی معلم بدسلوکی کرے تو اس کی اطلاع جدہ کے برطانی قونصل کو دی جائے۔ تاکہ آئندہ اسے ہندوستان آنے کی اجازت نہ ملے۔

جمع شدہ رقوم کی واپسی

(۲۸) جو شخص دفعہ ۲۰۶ اور دفعہ ۲۰۷ میں بیان کردہ وجوہ کی بنا پر روانہ نہ ہو سکے اس کی ساری رقم واپس کر دی جائے۔ اگر وہ جہاز ران کمپنیوں کو لکھ کر تین روز کا نوٹس دیدے تو رقم میں کوئی تخفیف نہ ہو۔ ورنہ دس فیصدی رقم وضع کر لی جائے جو حاجی جہاز میں انتقال کر جائیں ان کی موت کے سرٹیفکیٹ برطانی قونصل جدہ تیار کرے۔ اور بمبئی کے پولیس کمشنر کے پاس بھیجدے تاکہ اسے متوفی کے وارث کے حوالے کر دیا جائے۔ اگر کوئی وارث نہ ملے تو اس کا روپیہ حج کمیٹی کو مل جائے۔

کامران کا قرنطینہ

جو جہاز معائنہ میں حفظانِ صحت کے اصول کے مطابق درست حالت میں نظر آئیں وہ حاجیوں کو کامران میں اتارے بغیر جدہ چلے جائیں۔ لیکن ضروری ہے کہ حاجی ہیضہ وغیرہ کے ٹیکے لگوا چکے ہوں۔ ہمارے خیال میں ضروری ہے کہ یہاں حاجیوں کے لئے چیچک اور ہیضہ کے ٹیکے لازمی کر دئے جائیں۔ تاکہ کامران میں اترنے کی کوئی ضرورت باقی نہ رہے۔ جب تک مناسب انتظام نہ ہو اس وقت

ایسے نوجوانوں پر خدا کی رحمت

ناظرین اخبار پیغام صلح کو معلوم ہوگا۔ کہ مکرم و معظم جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن جہلم۔ کے فرزند ارجمند کے گذشتہ سال آئی سی۔ ایس کے امتحان مقابلہ میں بظاہر کامیاب ہونے کی صورت نہ تھی مگر محض خدا کے فضل و کرم اور حضرت امیر سلمہ اللہ اور اپنے والد بزرگوار کی دعاؤں کی وجہ سے وہ سرکاری انتخاب میں آگئے۔ اور ستمبر ۱۹۲۹ء سے سرکاری خرچ پر ولایت تعلیم کے لئے گئے ہوئے ہیں۔

جب وہ ولایت جانے لگے تو حضرت امیر نے فرمایا میاں نصیر احمد لوگ جب ولایت جاتے ہیں تو ان کی حالت اور ہوتی ہے۔ لیکن وہاں کچھ سال گذارنے سے وہاں کے حالات کا اُن پر ایسا اثر ہوتا ہے کہ واپسی پر اُن کی حالت بدلی ہوئی ہوتی ہے۔ اور وہ کوئی دینی خدمت نہیں کرسکتے۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ آپ میرے ساتھ عہد کریں کہ جب کامیاب ہوکر آئیں گے تو دینی خدمت بجا لائیں گے۔ میاں نصیر احمد صاحب نے جواب دیا کہ میں اپنی آمدنی کا دسواں حصہ اشاعت اسلام کے لئے انجمن کو دیتا رہوں گا۔ میاں صاحب ولایت گئے جب ان کو وہاں پہنچنے پر سرکاری وظیفہ ملا تو آپ نے حسب وعدہ دسواں حصہ حضرت امیر کے نام روانہ کردیا۔ آپ حیران ہوئے کہ یہ کیسے روپے ہیں۔ دریافت کے لئے خط لکھا۔ اس کا جواب ابھی آیا نہ تھا کہ مزید روپیہ آگیا۔ اور یہ کوئی دو سو اڑتیس روپے کے قریب ہوگئے۔ اور اس کے بعد جواب آیا کہ میں آپ کے ساتھ وعدہ کر آیا تھا۔ اس کا ایفا ہے۔ آپ نے لکھا کہ میرا منشا تو یہ تھا کہ جب آپ ہندوستان آکر ملازم ہوں۔ اور انگلستان تو ایسا ملک ہے کہ وہاں طالب علم اخراجات کے لئے چیخ پکار کرتے ہیں۔ اور جو قدر خرچ جائے کہتے ہیں کم ہے۔ بنتا کچھ نہیں۔ اس لئے آپ کو تکلیف ہوگی۔ اس کا جواب میاں صاحب نے یہ دیا کہ یہ بالکل غلط بات ہے۔ یہاں سہولت اور کفایت سے بھی گذارہ ہو سکتا ہے۔ اور جس قدر خرچ بڑھائے بڑھ سکتا ہے۔ میں اپنے عہد کو پورا کروں گا۔ مجھے کوئی تکلیف نہیں۔ حضرت امیر نے پھر خط لکھا جس کا جواب ناظرین پیغام صلح کے ملاحظہ کے لئے درج کیا جاتا ہے۔ اس خط سے دور افتادہ نوجوان بھائی کے دل کی کیفیت اور عشق جو اسلام کے ساتھ ہے پتہ لگ سکتا ہے۔ جہاں آکر لوگ ان دہریہ خیال اور مادہ پرست لوگوں کا اثر قبول کر لیتے ہیں۔ اور مذہب کو مطلقاً بھول جاتے ہیں۔ ایسے نوجوانوں پر خدا کی رحمت ہو۔ ہم ڈاکٹر صاحب اور اُن کے خاندان کو ایسے پاک دل نوجوان کے لئے مبارکباد عرض کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ خداوند کریم انہیں مظفر و منصور سلامتی سے واپس لائے۔ آمین اور خدا کرے کہ ہم سب کی اولاد ایسے ہی پاکیزہ جذبات خدمت اسلام کے لئے دل میں رکھتی ہو۔ (خاکسار محمد نصیب)

نقل خط از میاں نصیر احمد صاحب

میں نے پچھلے خط میں عرض کیا تھا کہ میں انشاء اللہ تعالیٰ باقاعدہ دسواں حصہ بھیجتا رہوں گا۔ قوم پر آجکل سخت مصیبت اور امتحان کا وقت ہے۔ اس وقت آپ مجھے اس خدمت سے نہ روکیں مجھے کوئی خاص تکلیف نہیں۔ اللہ کے فضل سے۔ اور اگر ہو بھی تو بھی کیا ہے۔ آپ اس کو عجیب نہ سمجھیں۔ یہاں میں نے دیکھا ہے کہ یہاں روز کوئی نہ کوئی اپیل ہوتی ہے۔ روز چندوں کا مطالبہ ہوتا ہے۔ اور چندہ لوگ دیتے ہیں۔ دوکانوں میں سڑکوں پر سٹیشن پر اپیلیں ہوتی ہیں۔ اور لوگ دیتے ہیں۔ اور رقم بھی معمولی نہیں۔ آج ہی میں نے ایک ہسپتال کے لئے ڈیڑھ لاکھ پونڈ اور ریڈیم کے لئے اپیل دیکھی ہے سمجھئے۔ کوئی دو لاکھ پونڈ چاہئے اور یہ قوم یہ جمع کر دے گی۔ ہمارے ہاں اگر ذرا تابڑ توڑ اپیلیں ہوں تو خدا۔ رسول۔ قرآن سب سے ناراض ہو جاتے ہیں۔ انجمن کے اُوپر بد اطمینانی ہونے لگتی ہے۔ اور اٹھارہ پونڈ جو میں نے بھیجے ہیں وہ قطعی طور پر آپ کی خدمت میں نذر ہیں۔ ہمیں اگلا وظیفہ ۲۹ ردسمبر کو انشاء اللہ ملے گا۔ یہ میرے نام بنک میں کیمبرج جمع کر دیا جائے گا۔ اس لئے میں ۲۹ جنوری کو جب انشاء اللہ تعالیٰ واپس جاؤنگا تو آٹھ پونڈ آپ کے نام امپیریل بنک میں جمع کرادوں گا۔ ۲۰ روپے کی اپیل بہت مبارک ہے۔ میں انشاء اللہ تعالیٰ پوری کوشش کروں گا۔ کہ یہ رقم جمع کرکے بھیج سکوں۔

یہ کون صاحب ہیں؟

گذشتہ دنوں ایک صاحب نے کچھ روپیہ دفتر میں بذریعہ منی آرڈر بھیجا گیا۔ کوپن پر نہ اپنا نہ شہر کا نام لکھا۔ نہ یہ کہ کس قدر روپیہ ہے۔ دفتر میں غلطی سے فارم سے کوپن پر پتہ نوٹ نہیں ہوا۔ کوپن میں لکھا ہے کہ میرا نام فہرست میں شائع نہ کیا جائے۔ رقم بھی قلیل ہے جب رقم کثیر ہوگی اور اشتہار کی ضرورت ہوگی تو عرض کروں گا۔ پارہ ۱۰ پر لکھ

جہانِ اسلام

غازی پاشا کی تاریخی تصنیف

انقرہ سے جو خبریں موصول ہوئی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ غازی مصطفےٰ کمال پاشا اپنی تصنیف تاریخ ترکی کے ابتدا سے آخر تک کے واقعات کا استقصا کرینگے۔ واقعات تفصیل کے ساتھ بیان کئے جائیں گے۔ مقصد ان کا یہ ہے کہ تمام تاریخی اور مدنی معاملات کی کیفیت پوری طرح اس میں آجائے۔ اس کتاب میں وہ اپنے خیالات۔ اپنے نظریات قومیت اور اپنے مقاصد کو بھی بیان کریں گے۔ اس کتاب کا پہلا حصہ طیار ہوکر چھپ چکا ہے اور اس کو مدارس ترکی میں رائج کردیا جائے گا۔

شاہی املاک ترکی میں

شام و ترکی کے مابین جو معاہدہ ہوا ہے اس میں سب سے اہم قابل تصفیہ امر شاہی املاک واقعہ ترکی اور ترکی املاک واقعہ ترکی کا مسئلہ ہے۔ طرفین نے مسائل پر بحث کرنے کے لئے اپنے اپنے نمائندے چن لئے ہیں۔ انقرہ میں شام سے موسیو رو فلوس اور موسیو۔ فریاد اور طلعت بک پہنچے ہیں۔ حکومت ترکی نے نعمان بک۔ محمد رفعت بک۔ اکرم بک۔ اور طلعت بک کو مقرر کیا ہے۔ توقع ہے کہ کوئی ایسا حل تجویز کر لیا جائے گا۔ جو طرفین کے لئے باعث اطمینان ہو۔ اور قابل اطمینان حل کے بعد ہی دونوں ممالک کے مابین تفاہم کی صورت پیدا ہو سکے گی۔

جدہ و مکہ میں برقی رو کا انتظام

حکومت حجاز نے بحرہ میں ایک بڑا برقی اسٹیشن قائم کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ جس سے جدہ و مکہ میں برقی روشنی پہنچائی جائے گی۔ معلوم ہوا ہے کہ مصر کے انجینئر اس کارخانے کی تعمیر و قیام کے لئے ملازم رکھے جائینگے۔

منیٰ کے راستوں کی توسیع

حجاج کو منیٰ میں تین روز بسر کرنے پڑتے ہیں۔ سالہائے ماسبق میں وہ تنگ گلیوں اور راستوں میں جمع ہو جاتے تھے۔ اور ایک دوسرے کو دھکے مارتے ہوئے بعض مناسک و عبادات کو ادا کرتے تھے۔ اس پر طرہ یہ کہ اُونٹوں کے سوار پیدل چلنے والوں پر راہ آمد و رفت بالکل تنگ کر دیتے تھے۔ سلطان ابن سعود نے راستوں کی توسیع کی طرف توجہ کی اور ایک دوسرا راستہ کھولنے کا حکم دیا جس میں اونٹوں کے سوار آمد و رفت رکھیں۔ حال ہی میں ایک فرمان کے مطابق اس تجویز پر عمل شروع ہو گیا ہے۔ میونسپلٹی نے انہدام کے قابل گھروں کو گرانا شروع کر دیا ہے۔ اور جلد ہی دو وسیع رستے تیار ہو جائیں گے۔

ایران کے قیدخانوں کی اصلاح

ایران میں جس جدید قیدخانہ کا افتتاح کیا گیا اس کے جو حالات معزز معاصر مہر منیر نے تحریر کئے ہیں وہ درج ذیل کئے جاتے ہیں:۔

ایران کا یہ جیل خانہ اپنی خصوصیت میں ممتاز ہے۔ انسانی تربیت کی تمام ضروریات کا اس میں خیال رکھا گیا ہے۔ اس لئے کہا جا سکتا ہے کہ یہ جیلخانہ تمدنی اعتبار سے دنیا کا بہترین جیلخانہ ہے۔ اس جیلخانے کے مختلف حصے ہیں۔ اور ہر ایک حصے میں اپنی ضروریات کے لحاظ سے کافی وسعت ہے۔ اس کی تعمیر کے وقت اس بات کا خاص طور پر خیال رکھا گیا ہے کہ یہ اصول صحت کے موافق ہو۔ قیدیوں کی تفریح کے لئے وسیع باغ لگائے گئے ہیں۔ نہانے کے لئے ایک حمام بنایا گیا ہے۔ شفاخانہ عمومی کے علاوہ خاص خاص امراض کے لئے ایک مستقل شفاخانہ اس کی حدود میں بنایا گیا ہے۔ یہ جیل خانہ حقیقتاً جیلخانہ نہیں ہے۔ بلکہ قیدیوں کی بہترین تربیت گاہ ہے۔ جہاں عملی طور پر انسانی زندگی کو بہتر بنایا جائے گا۔

جیلخانوں میں ۲۰۰ کمرے ہیں۔ جن میں ۶۹ کمرے ایسے ہیں جن میں پانچ آدمی رکھے جا سکتے ہیں۔ اور باقی کمرے چھوٹے ہیں جو صرف ایک آدمی کے لئے ہیں۔

شفاخانہ میں ۲۰ کمرے ہیں۔ جن میں ۶ بڑے ہیں۔ ۶ اور ان میں چھ آدمی رہ سکتے ہیں۔ اور چھ چھوٹے ہیں جن میں تنہا ایک آدمی رہ سکتا ہے۔

کب دوسے؟؟ یہ صاحب اپنا پورا پتہ بتا دیں۔ مہربانی ہوگی۔

(انچارج دفتر تحصیل)

اس تربیت گاہ میں مختلف اقوام کی صنعتوں کا انتظام کیا گیا ہے اور اس مقصد کے لئے جیل خانہ کی حدود میں ایک بہت بڑا کارخانہ تعمیر کیا گیا ہے۔ جس کے مختلف حصوں میں صنعتی تعلیم دی جائے گی۔ اور قیدیوں کو قالین بافی کی صنعت سکھائی جائے گی۔ (مہر منیر ایران)

بیسویں صدی کے نمرود

روس میں دہریت کی وبا بُری طرح پھیلی ہوئی ہے اور یوماً فیوماً خوفناک صورت اختیار کرتی چلی جارہی ہے۔ وہاں حال ہی میں ایک انجمن قائم ہوئی ہے جس کا نام بھی مخالف خدا انجمن" ہے۔ اس کا منشا اعوذ باللہ منہا خدا اور خدا کی ہستی کے خلاف پروپیگنڈا کرنا ہے یہ لوگ خدائے قدوس کی ہستی کے منکر اور مذاہب کے قطعی خلاف ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ خدا کی ہستی کے وہم و خیال نے دنیا کو تباہ کردیا ہے۔ یہ انجمن بڑے دن کا تہوار منانے کی بھی سخت مخالفت کر رہی ہے۔

یہ اسی کا نتیجہ ہے کہ اطمینان نے دلوں سے اپنے آشیانے اُٹھا لئے ہیں کہیں یورپ میں عورت کے آزادانہ رویہ کے خلاف انجمنیں قائم ہو رہی ہیں۔ اور کہیں کہیں مردوں کے خلاف عورتوں کا جذبہ ترقی کر رہا ہے چنانچہ ہنگری کی عورتوں میں یہ خطرناک خیال نشو و نما پا رہا ہے کہ انہیں صفحہ ہستی سے حرف غلط کی طرح مٹا دیا جائے۔ وہ اثنا میں اسی مقصد کے لئے قتل ہو چکے ہیں۔ اور ۳۴ عورتیں اسی قسم کے جرائم میں ماخوذ ہیں۔ انہوں نے اپنے خاوندوں اور رشتہ داروں کو زہر دے کر ہلاک کر دیا تھا ظاہر کہ جب خدا کا خوف قائم نہ رہے۔ اور ہر طرح کی فارغ البالی نصیب ہو تو انسان ہر مکروہ سے مکروہ فعل اور عمل پر آمادہ ہو جاتا ہے۔ یہ خدا پرستی ہی ہے جو انسانوں کو افعال بد کے ارتکاب سے روکتی ہے۔ ابھی تو ابتدا ہے آگے دیکھئے کیا ہوتا ہے۔ آج سے چار پانچ ہزار برس پیشتر نمرود و فرعون اپنی منت کیفر تک پہنچ کر فنا ہو چکے ہیں۔ دیکھئے بارگاہ ایزدی سے ان بیسویں صدی کے نمرودوں" کو کیا سزا ملتی ہے۔ ہمارا یقین و ایمان ہے کہ مغرب عموماً اور روس خصوصاً خدائی مقابلہ میں نمرود اور اس کی امت کی طرح برباد ہوکر رہیگا۔ سنت الٰہی یہی ہے اور خدائی قوانین کسی زمانہ میں کسی کے لئے تبدیل نہیں ہو سکتے۔ (منادی)

(بقیہ صفحہ اول)

خیر کرے گا۔ ساری رات میں نے اس کوٹھری میں مصیبت سے کاٹی۔ صبح تک و ایک ٹکڑا روٹی اور تھوڑے سے انگور کھا کر بیٹھا ہی تھا کہ ایک سپاہی نے دروازہ کھول کر اپنے ہمراہ لیا۔ شہر میں پہنچکر میں نے اپنا اسباب فروخت کرکے کچھ نقدی حاصل کی۔ پھر گاڑی پر معہ دو نگران پولیس والوں کے سوار ہوکر سمیان پہنچا جہاں دو دن تک مجھے بند رکھا گیا۔ سپاہی پھر مجھے دربتول لے گئے۔ جہاں گاڑی سے اترتے ہی محمد ترجمان ملا۔ جس نے واپسی کی وجہ دریافت کی میں نے ساری المناک کہانی سنائی۔ اس پر اس نے افسوس کیا۔ کہ عبدالرحمن نے تمہاری کوئی مدد نہ کی۔ اب گھبراؤ نہیں میں خود کچھ انتظام کروں گا۔ تم پولیس والوں کے ہمراہ شہر کو جاؤ۔ میں ابھی آکر تم سے ملتا ہوں۔ رات بھر میں نے اس کا انتظار کیا۔ لیکن وہ نہ آیا۔ صبح کے وقت پولیس نے حدود ترکی سے خارج کرنے کے لئے روانہ کیا۔ اور شہر بیاس میں لے جاکر فرنچ پولیس کے حوالے کر دیا جس نے اسکندرون تک مجھے پہنچا کر چھوڑ دیا۔ وہاں ترکی افندی نے ترکی سلطنت کا حال دریافت کیا۔ میں نے مفصل ماجرا کہہ سنایا۔ اس نے کہا شکر کرو خدا نے تمہاری زندگی بچا لی۔ یہاں سے روانہ ہوکر میں انطاکیہ پہنچا۔ پھر براہ جسر شغور وہاں پہنچا جہاں حضرت ایوبؑ کو خدا نے بیماری سے شفا دی تھی۔ یہ جگہ ایک پہاڑی پر ہے۔ جو میدان سے ایک دن کا راستہ ہے۔ پہاڑی پر ایک حوض ہے جس میں ہمیشہ پانی رہتا ہے۔ اور جہاں یہودیوں کے پرانے زمانہ کے مکانات ہیں۔ جو اب خالی پڑے ہیں۔

اس سفر میں اگرچہ مصائب اور تکالیف تو بہت ہوتی ہیں لیکن دنیا کے عجائبات بھی سفر سے ہی دیکھے جا سکتے ہیں۔ یہاں ایک شہر سرجا ہے ہے۔ جس کی عمارات کی خوشنمائی اور خوبصورتی ایسی ہے جس کی نظیر دنیا میں کہیں نظر نہیں آتی۔ بے حد خوبصورت اور پُر فضا جگہ ہے۔ خیر رات میں نے حضرت ایوبؑ کی پہاڑی پر بیابان اور بے آباد جگہ پر گذاری۔ جہاں کوئی آدمی نہ تھا۔ صبح کے وقت روانہ ہوکر باندہ نام شہر میں پہنچا۔ وہاں سے بذریعہ موٹر حمص پہنچا۔ جہاں حضرت خالد بن ولید کا مقبرہ ایک مسجد کے اندر ہے۔ وہاں ایک دن ٹھہر کر واپس دمشق اپنے احمدی بھائی محمد ادیب عبدالعزیز کے پاس بخیریت پہنچ گیا۔ جنہوں نے بہت بڑی خاطر و مدارات کی۔ اب میں یہاں ملاش روزگار میں ہوں۔ جملہ احمدی برادران کی خدمت میں السلام علیکم۔

ڈرپوک اور پست ہمت آدمی

نڈر اور دلیر نوجوان

جو نوجوان نڈر اور دلیر ہے جسے اپنی اس قابلیت پر بھروسہ ہے کہ جو کام اس کے سپرد کیا جائے گا۔ اُسے بوجہ احسن انجام دے گا۔ اس کی بیرت میں اولوالعزمی اور عالی ہمتی کی ایک اعلیٰ شان پائی جاتی ہے دنیا ہماری اتنی ہی قدر کرتی ہے۔ جس کے ہم بلحاظ اپنے اوصاف کے مستحق ہیں۔ وہ اسی شخص کی قائل ہے جسے اپنی ذات پر بھروسا ہے۔ وہ ایسے شخص سے کوئی سروکار نہیں رکھنا چاہتی۔ جو ڈرپوک اور پست ہمت ہے جسے اپنی ذات اور اپنی قوت فیصلہ پر کوئی اعتماد نہیں ہے۔ جو دوسروں کے مشورہ کا محتاج رہتا ہے۔ اور اپنی مرضی سے آگے قدم بڑھانے کی جرأت نہیں کر سکتا۔

دنیا میں صرف وہی شخص اپنے ہمجنسوں کا اعتماد حاصل کرنے میں کامیاب ہوتا ہے جسے اپنی ذات پر اس بات کا پورا بھروسا ہے کہ وہ ہر ضرورت اور خطرہ سے عہدہ برآ ہونے کی قابلیت رکھتا ہے جسے اس بات کا یقین ہے کہ وہ جس کام کو شروع کرے گا اُسے پورا کر کے چھوڑے گا۔ لوگ ایسے شخص پر اس لئے اعتبار کرتے ہیں کہ وہ بہادر ہے اور اس کی ذات میں وہ تمام خوبیاں موجود ہیں جن کی بدولت وہ اپنی تمام مشکلات پر غالب آ سکتا ہو۔

کامیابی کا سہرا

دنیا میں صرف وہی لوگ بڑے بڑے کام کرتے ہیں جنہیں اپنی ذات پر پورا اعتماد ہوتا ہے۔ اور جب موقع آتا ہے تو دلیری اور پیشقدمی سے اپنا راستہ خود تیار کرتے ہیں۔ وہ ہجوم سے نکل کر آگے بڑھنے کی جرأت دکھاتے ہیں اور ایسا کام کرتے ہیں جس سے جدت اور اولوالعزمی پائی جاتی ہے۔ وہ جنرل بننے میں تامل نہیں کرتے۔

اس زمانہ میں جہاں ہر جگہ ہجوم کی کثرت ہے اور زندگی کے ہر شعبہ میں مقابلہ کرنا پڑتا ہے ایسے نوجوانوں کے لئے ترقی کا کوئی امکان نہیں جو ہر موقع پر شرم خوف اور تذبذب کا اظہار کرتے ہیں آج کامیابی کا سہرا صرف اس شخص کے سر رہیگا جو نہ صرف دلیر ہے بلکہ ہر موقع پر قسمت آزمائی کے لئے تیار رہتا ہے۔

جو نوجوان بزدل اور کمزور ہے جو اپنی رائے کے اظہار سے عاری ہے جو خطرہ میں پڑنے سے پہلے ہمیشہ اطمینان حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اُسے کامیابی کی کوئی اُمید نہیں رکھنی چاہئے۔ یہ ایک قدرتی بات ہے کہ دنیا انہیں لوگوں پر یقین کرتی ہے جنہیں اپنی ذات پر یقین ہوتا ہے کہ جو کام اُن کے سپرد کیا جائے گا اُسے وہ سرانجام دے سکتے ہیں۔ امرسن کہتا ہے:۔ "قدرت ہر ایک شخص کو ایسے اوصاف یا قوا کی نعمت عطا کرتی ہے جن کی بدولت وہ کوئی نہ کوئی ایسا کام کر سکتا ہے جو دوسرے کے لئے ناممکن ہے"۔ جب ہم موجودہ زندگی کثیر التعداد مشترکہ کارخانوں اور کمپنیوں کے نظام اور انسانی مفاد اور کوششوں کے اجتماع پر ایک غائر نظر ڈالتے ہیں۔ تو ہمیں صاف نظر آتا ہے کہ اس تمام جدوجہد کا میلان اس بات کی طرف ہے کہ انسان کی انفرادی حیثیت کو ملیامیٹ کر دیا جائے تاہم ہر شخص پر اپنی ذات کے متعلق یہ اہم فرض عاید ہوتا ہے کہ وہ اپنی شخصیت کو قائم رکھے۔ اور ترقی دے۔ اسے اس امر کا خاص طور پر خیال رکھنا چاہئے کہ کہیں اس کی تعلیم یا ملازمت یا اس کے گردوپیش کے حالات اُسے اپنی امتیازی شخصیت سے محروم نہ کریں۔ یا اس نشان کو نہ مٹائیں۔ جس سے قدرت نے اس کو دوسرے آدمیوں سے متمیز کر رکھا ہے اس کا فرض ہے کہ اپنی شخصیت کو اپنی سیرت کی طرح برقرار رکھے۔

نقالی سے بچنا چاہئے

مشکل یہ ہے کہ ہم میں بہت سے لوگ دوسروں کی ہاں میں ہاں ملانے پر قانع رہتے ہیں۔ ہم ان کی عادت و اطوار اور افعال و اقوال کی نقل اُتارتے ہیں۔ بہت کم لوگوں نے اس حقیقت پر غور کیا ہے کہ جب دو آدمیوں کی شکل ایک دوسرے سے نہیں ملتی تو ایک شخص کس طرح دوسرے کی جگہ لے سکتا ہو نہ ایک شخص کسی کام کو اس خوبی اور آسانی کے ساتھ انجام دے سکتا ہے۔ جس طرح دوسرا شخص جو اس کام کے لئے زیادہ موزوں ہے۔ اگر ہم اپنی شخصیت کو ایسے سانچہ میں ڈھالنے کی کوشش کریں جو قدرت نے ہمارے لئے موزوں نہیں بنایا ہے تو نتیجہ سوائے تضیع اوقات اور بربادی کے اور کچھ نہیں ہوگا جو شخص پارلیمنٹ کے کسی بڑے رکن یا قابل قانون دان کی نقالی سے کامیاب ہونا چاہتا ہے۔ اس سے وہ موچی بدرجہا اچھا ہے جس کا دماغ جدت پسند واقع ہوا ہے۔ تم جو کچھ بھی ہو یا جو کام بھی کرو۔ لیکن اپنی شخصیت کو برقرار رکھو۔ اپنے وجود اور اپنے فعل سے دنیا پر ثابت کر دو کہ تم اصل ہو نقل نہیں۔

کام کرنے والا آدمی

جو آدمی اپنے کام کے نتائج پیش کرتا ہے۔ جو اپنے اندر کامیابی کی طاقت کو محسوس کرتا ہے اور دنیا میں اپنی شہرت کا نقارہ بجانے کا مصمم ارادہ کر چکا ہے۔ وہ کبھی اس بات کا انتظار نہیں کرتا کہ لوگ کیا کرنے والے ہیں۔ وہ ان آدمیوں سے جن سے اس کی جان پہچان ہے کوئی مشورہ نہیں لیتا۔ نہ سابقہ نظیروں کی تلاش میں اپنا وقت ضائع کرتا ہے وہ اپنا نقشہ خود تیار کرتا ہے۔ اپنے خیالات اور اپنی قوت عمل سے کام لیتا ہے ہر کھیل میں اپنی چال خود چلتا ہے۔ دوسروں کے مشورہ و امداد سے بے نیاز رہنا چاہتا ہے۔ جب مشکلات اس کے راستہ میں حائل ہوتی ہیں تو وہ کبھی حرف شکایت زبان پر نہیں لاتا مردانہ وار مشکلات کا مقابلہ کرتا ہے۔ اور آخر اُن پر غالب آجاتا ہے۔ وہ ہر کام کو ایسے عزم اور استقلال سے شروع کرتا ہے۔ جس سے اس کی کامیابی یقینی معلوم ہوتی ہے۔ جو شخص خطرہ یا ضرورت کے وقت مجمع سے نکل کر اپنی مرضی سے گہرے پانی میں کود پڑتا ہے خواہ وہ اس کوشش میں پانی سے پھر نکل آئے۔ یا غرق ہو جائے اس کے لئے دلیری اور خود مختاری کی ضرورت ہے۔

انسان کا پیدائشی حق

خدا نے انسان کو اس لئے بنایا ہے کہ اپنا سر بلند رکھے اور اپنے اس پیدائشی حق کا ثبوت دے کہ وہ انسان ہے۔ کامیابی کو اُس کی فطرت سے وہی مناسبت ہے جو پانی کو مچھلی سے۔ انسان اس لئے پیدا نہیں کیا گیا کہ شک کی فضا میں زندگی بسر کرے اور خوف اور غیر یقینی کیفیت عمر بھر سائے کی طرح اس کا پیچھا نہ چھوڑے غلامی جو نوکری یا ماتحتی کی زندگی ہے۔ انسان کی فطرت کے خلاف ہے تندرست آدمی اپنے ہر مسام سے طاقت خارج کرتا ہے۔ اس کا وجود طاقت کا ایک زندہ مجسمہ ہے۔ وہ بعض صورتوں میں حملہ کرنے سے پہلے ہی میدان جیت لیتا ہے۔ اس کی نگاہ اور اس کے طرز عمل ہی سے معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ وہ اپنی بات کا پکا ہے۔ وہ خاموشی کی حالت میں بھی لوگوں کے دلوں کو مسخر کر لیتا ہے۔ ہمیں اپنے گردوپیش کے حالات اور واقعات سے مغلوب نہیں ہونا چاہئے۔ بلکہ ان پر غالب آنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ ہمیں ایسے خیالات کا سختی کے ساتھ مقابلہ کرنا چاہئے جو انسان کی فطرت کو پست کر دیتے ہیں۔ ایسے خیالات اس کی خوشی اور کامیابی کے دشمن ہیں۔ جن آدمیوں کا یہ خیال ہے کہ انسان کو حالات اور واقعات کے ماتحت کام کرنا پڑتا ہے اور اس کی خوشی کا انحصار موقع کے حصول پر ہے۔ اور جو اپنے آپ کو غریب مصیبت زدہ اور ادنیٰ مخلوق سمجھنے کے عادی ہو گئے ہیں۔ ان کی حالت واقعی قابل رحم ہے۔ ان کا یہ خیال جسم اور دماغ پر بہت بُرا اثر ڈالتا ہے اور ان تمام جذبات کو فنا کر دیتا ہے۔ جن کی بدولت انسان کی سیرت ارفع و اعلیٰ نظر آتی ہے۔

ماخوذ از "کامیاب زندگی"

ترجمہ چودھری غلام حیدر خاں

ہسپانیہ کی اسلامی تاریخ کا ایک ورق

بقیہ صفحہ اوّل

صدر پر حملہ

صدر کو اس جواب پر طیش آیا۔ اور اس نے فرمنڈو کو سخت الفاظ میں ملامت کرتے ہوئے کہا کہ تم ایک وحشی قوم سے تعلق رکھتے ہو۔ اس پر فرمنڈو اپنے آپے سے باہر ہو گیا۔ وہ بپھرے ہوئے شیر کی طرح صدر پر جھپٹا مجلس کے دیگر ارکان سب اس پر پل پڑے۔ لیکن خنجر ہاتھ میں لئے ہوئے وہ اکیلا اپنے حملہ آوروں کو دھکے دیتے دیتے دروازے کی طرف پلٹا۔ جہاں اس نے تلوار ہاتھ میں لے لی اور شہر کے اس خاص حصے کی طرف فرار ہو گیا جہاں عربوں کی آبادی تھی۔

شاہی کا اعلان

چند دنوں کے اندر اس نے تمام عربوں کی ہمدردی حاصل کر لی۔ اور وہ بہ تعداد کثیر اس کے گرد جمع ہو گئے فرمنڈو عربوں کو ایک باقاعدہ جمعیت میں منظم کر کے ان پہاڑی قلعوں کی طرف روانہ ہو گیا جہاں بہت سے عرب پناہ گزیں تھے۔ وہاں فرمنڈو نے اپنی شاہی کا اعلان کر دیا۔ [illegible] جہاد بلند کر دیا عرب جو عیسائیوں کے مذہبی تعصب اور جنون کا تلخ تجربہ حاصل کر چکے تھے۔ اور کسی نجات دہندہ کے انتظار میں تھے بڑے جوش کے ساتھ اس کے جھنڈے کے نیچے جمع ہو گئے۔

خونریز جنگ

اس کے بعد عیسائیوں اور مسلمانوں کے درمیان ایک خونریز جنگ ہوئی۔ کچھ عرصہ تک تو یہی معلوم ہوتا تھا کہ قسمت مسلمانوں کا ساتھ دے رہی ہے۔ اور ہسپانیہ میں صلیب کے بجائے پھر ہلال کا پرچم لہرائے گا۔ مگر فرمنڈو کے ایک چچا زاد بھائی کی غداری نے بنا بنایا کھیل بگاڑ دیا۔ اس شخص نے جو عربوں پر حکومت کرنے کا خواب دیکھ رہا تھا فرمنڈو کے خلاف سازش کی اور اسے دھوکے سے قتل کر کے خود بادشاہ بن گیا۔ آخر اس کا وہی حشر ہوا جو ایک غدار کا ہوا کرتا ہے۔ ہسپانیہ کے عیسائیوں نے اس کے رفقا کو رشوت دیکر اس کا کام تمام کر ڈالا۔ عرب فوج کو اس کے بعد شکست ہوئی اور چار سال کی طویل معرکہ آرائیوں کے بعد ہسپانیوں نے عربوں کی طاقت کو ہمیشہ کے لئے کچل دیا۔

ہسپانیہ کا قدیم خاندان

فرمنڈو کے باپ نے اپنے بیٹے کی موت کے بعد میڈرڈ میں پناہ لی۔ اور ایک فوجی افسر کی سفارش اور وسیلہ سے اس نے ہسپانوی دربار سے معافی حاصل کر لی۔ یہ خاندان ابھی تک ہسپانیہ میں اپنی قدیم عزت اور عظمت کے ساتھ موجود ہے۔ فلاس باسا جو شاعر ہے وہ ماں کی طرف سے اسی خاندان کی ایک شاخ کا چشم و چراغ ہے۔ اس کا جد امجد جنرل فلاس باسا جو ایک ہسپانوی کمانڈر تھا۔ عربوں سے لڑا یہی وجہ ہے کہ فلاس باسا اس وقت اسی نام سے مشہور ہے

سبز لبادہ

اس داستان کا ایک دلچسپ پہلو یہ ہے کہ فلاس باسا اسی مکان میں پیدا ہوا تھا جس میں اس کا مسلمان جد امجد فرمنڈو ہلاک ہوا تھا۔ جس سبز لبادہ میں فرمنڈو قتل کیا گیا تھا وہ شاعر کی والدہ کے نزدیک ایک مقدس خاندانی یادگار تھی۔ ایک دفعہ ایک تہوار کے موقعہ پر شاعر نے اپنے لڑکپن کے زمانہ میں جب کہ اس کی عمر صرف چودہ سال تھی اس لبادہ کو علانیہ استعمال کیا۔ اس کے ایک بچپن دوست کو یہ لبادہ بہت پسند آیا۔ اور اس نے خریدنے پر اصرار کیا۔ لیکن شاعر نے بطور تحفہ کے اُسے دیدیا اب اس قبا کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا فلاس باسا کے خاندان میں ایک قدیم خاندانی یادگار کے طور پر موجود ہے۔

بقیہ صفحہ ۴

تک لوگوں کو ترغیب دی جائے کہ وہ ٹیکے وغیرہ لگوالیں۔ کامران کے قرنطینہ کا اسٹاف کم کر دیا جائے۔ اور اس وقت حاجیوں سے دس روپے کی جو فیس لی جاتی ہے اسے گھٹا کر تین روپے کر دیا جائے۔ کامران پر اس وقت جو خرچ ہو رہا ہے اس میں بھی تخفیف کر دی جائے اگر ۱۹۳۰ء کے موسم حج میں یہ بندوبست ہو جائے تو دس روپے فی کس کے حساب سے جو رقم وصول ہوئی اسے مرکزی حج کمیٹی کے حوالہ کر دیا جائے۔

(انقلاب)

اخبار مباہلہ کا مقدمۂ قتل

۱۶ مئی کی بقیہ کارروائی

ملزم کے وکیل مرزا عبدالحق صاحب کی جرح پر گواہ مندرجہ ذیل بیان دیا:۔

مجھے علم نہیں کہ اخبار "مباہلہ" سے قبل "پیغام حق" بھی کوئی اخبار شائع ہوتا تھا۔ اس کا علم عبدالکریم کو ہوگا۔ مجھے علم ہے کہ "پیغام حق" کا دفتر مشین سیویاں بلڈنگ ہی میں تھا۔ میں اس بلڈنگ کا مالک ہوں۔ عبدالکریم اور زاہد اسی مکان میں رہتے تھے۔ ایڈیٹر "پیغام حق" کو ہماری طرف سے کوئی تنخواہ نہ دی جاتی تھی۔ "پیغام حق" احمدیوں کے خلاف نکلتا تھا اور اہل سنت والجماعت کا اخبار تھا۔ اس میں عبدالکریم اور محمد زاہد کے مضامین ہوتے تھے۔ میرا کوئی مضمون نہ تھا۔ مجھے علم نہیں کہ اس اخبار میں انکشافات کا بھی کوئی کالم تھا۔ میرا ان دونوں اخباروں سے کوئی تعلق نہیں۔ مجھے جمعیۃ احرار المسلمین کے قائم ہونے کا بالکل علم نہیں۔ نہ میں جانتا ہوں کہ اس جمعیۃ کا کوئی رجسٹر میرے مکان کی تلاشی میں نکلا تھا۔ میں زیادہ پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ کورقعات یا کتاب لکھی ہوئی پڑھ لوں۔ میں عرصہ تین سال سے جماعت احمدیہ کے خلاف ہوا ہوں۔ جبکہ مجھے علم ہوا کہ خلیفہ کا چال چلن اچھا نہیں۔ ہم نے پہلے سلسلہ سے قطع تعلق نہ کیا تھا۔ ہم تینوں ایک ہی دفعہ مخالف نہ ہوئے تھے۔ میں نہیں جانتا کہ محمد زاہد اور عبدالکریم کب مخالف ہوئے۔

اس کے بعد گواہ نے عبدالرحمٰن کے متعلق بہت سے سوالات کا جواب دینے کے بعد کہا کہ میں اخبار "مباہلہ" و "پیغام حق" پڑھتا نہیں رہا۔ سن لیا کرتا تھا۔ کیونکہ میری نظر کمزور ہے۔ مجھے علم نہیں کہ عبدالرحمٰن کے مضامین بھی ان اخبارات میں نکلتے رہے۔ عبدالکریم مشین سیویاں کا منیجر تھا۔ حساب کتاب اسی کے پاس رہتا تھا۔ کیش بکس میرے پاس رہتا تھا۔ وی پی کا روپیہ کبھی میں وصول کرتا تھا کبھی وہ۔ مجھے علم نہیں کہ اخبار "مباہلہ" کس نے جاری کیا نہ مجھے معلوم ہے کہ عبدالکریم یا محمد زاہد اس کے کبھی ایڈیٹر تھے۔ اخبار "مباہلہ" کا دفتر ہمارے مکان میں تھا۔ جو جلا دیا گیا۔ مطالبہ مباہلہ خلیفہ صاحب اور ان کی جماعت سے ہماری طرف سے کیا گیا تھا۔ (میری طرف سے عبدالکریم محمد زاہد) اور لوگ بھی ہوں گے۔ میں نے کبھی کوئی مضمون اخبار مباہلہ کے لئے نہیں دیا۔ مجھے علم ہے کہ عبدالکریم اور محمد زاہد اور دوسروں نے خلیفہ صاحب سے اخبار مباہلہ میں مطالبہ مباہلہ کیا۔ میں انجمن شباب المسلمین کو نہیں جانتا۔ جب میں دفعہ ۱۵۳ کے مقدمہ میں بمقام بٹالہ گرفتار ہوا تھا تو شباب المسلمین نے میرا کوئی جلوس نہیں نکالا۔ کچھ آدمی جمع ہو گئے تھے۔ ہندو مسلمان مجھے معلوم نہیں کہ ان میں شباب المسلمین کے ممبر بھی تھے۔ یا نہیں مجھے معلوم نہیں کہ ہمارے اعزاز میں کوئی جلوس ۹ اپریل کو بٹالہ میں شباب المسلمین کی طرف سے نکالا گیا تھا۔ جس کے بعد جامع مسجد میں ہمدردی کے رزولیوشن پاس کئے گئے تھے۔ مجھے علم نہیں کہ اخبار مباہلہ والوں سے اظہار ہمدردی کے لئے کوئی جلسہ ہوا۔ یا رزولیوشن پاس ہوئے۔ دفعہ ۱۵۳ والے مقدمہ میں میری ضمانت مہرالدین ساکن قادیان نے دی تھی۔ مجھے علم نہیں کہ عبدالکریم اور محمد زاہد اور عبدالرحمٰن کی ضمانتیں شباب المسلمین کے ممبران نے دی ہیں۔ کیونکہ اس وقت میں موجود نہیں تھا۔ مجھے معلوم نہیں کہ لاری میں کون کون عورتیں بیٹھی تھیں۔ یہ بھی مجھے معلوم نہیں وہ کتنی تھیں امرتسر چلے آنے سے پہلے میں زمانہ مخالفت میں قادیان میں رہا ہوں۔ میرا مکان احمدیوں کے درمیان مکانات میں ہے۔ میرے مکان کے ایک طرف ساری قطار مکانات احمدیوں کی ہے۔ اسی قطار کے ساتھ احمدیہ اسکول اور بورڈنگ واقعہ ہیں۔ قادیان میں احمدی آبادی نسبتاً زیادہ ہے۔ میں نے سنا ہے کہ قادیان کی مسجد میں جمعہ کے روز بلوہ ہوا تھا۔ میں نے خود نہ دیکھا تھا۔

گذشتہ تین سال میں خلیفہ صاحب کا کوئی خطبہ مسجد میں جا کر نہیں سنا۔ نہ ہی کوئی لیکچر سنا۔

۱۶ تاریخ کو کارروائی مقدمہ چار بجے کے بعد دوسرے روز پر ملتوی ہوئی۔

(۱۷ مئی سنہ ۱۹۳۰ء)

مجھے علم نہیں کہ ہماری رپورٹوں پر پولیس نے کوئی چالان کیا ہو۔ میں نہیں کہہ سکتا ہوں کہ خلیفہ صاحب کے کن کن مریدوں کے خلاف وہ

نہیں۔ اس کی شکل سے بھی ہم واقف نہیں ہیں۔ کیونکہ اس نے برقعہ اوڑھا ہوا تھا۔ اس عورت نے ہمیں صرف یہ کہا تھا۔ کہ جلدی چلے جاؤ۔ کیونکہ تمہارے قتل کا فیصلہ ہو چکا ہے۔ اس کے بعد گواہ نے مکان سے نکلنے خانہ تلاشی وغیرہ واقعات ذرا تفصیل سے بیان کئے۔ اس کے بعد کہا میں نے غور نہیں کیا کہ واقعہ قتل کے وقت چاند چڑھا ہوا تھا۔ یا کہ نہیں۔ میں اندازہ نہیں کر سکتا کہ موٹر کی روشنی گورداسپور سے چل کر کس جگہ کی گئی تھی۔ جب ہم دھاریوال پہنچے۔ تو کارخانہ اور سڑک کی بتیاں روشن تھیں۔ محمد زاہد اور عبدالرحمان گورداسپور سے چار بجے کی گاڑی سے امرتسر کو روانہ ہو گئے تھے۔ ہم نے نماز عصر ایک مسجد میں پڑھی۔ جو بازار کے سرے پر واقعہ ہے۔ مہرالدین جو ہی آتش باز ہے۔ جو ہمارے ساتھ قادیان سے آیا تھا۔ ابتدائی رپورٹ جائے وقوعہ پر لکھی گئی تھی۔ اس کے بعد سٹور قادیان کے تنازعہ کا ذکر کیا۔ اس مقدمہ کا فیصلہ جب گواہ کو دکھایا گیا تو اس نے کہا میں تسلیم کرتا ہوں کہ میرے دستخط ہیں۔ اور فیصلہ مولوی فضل دین کا ہے۔

یہ بیان ختم ہونے کے بعد تاریخ مقدمہ ۲۰ مئی مقرر ہوئی۔ جس کی گورداسپور میں سماعت ہو گی۔ اور پھر ۱۲ جون سے تا اختتام شہادت بٹالہ میں سماعت ہو گی۔

پیغام صلح: ۔ چونکہ بیان بہت طویل تھا اس لئے مناسب اختصار سے کام لیا گیا ہے۔

خبریں

— انبالہ ۲۴ مئی سیکرٹری تبلیغ مرکزی جمعیۃ تبلیغ الاسلام انبالہ شہر بذریعہ پیغام کے ذریعے مطلع فرماتے ہیں کہ مرکزی جمعیۃ تبلیغ الاسلام کی شاخ انجمن تبلیغ الاسلام چونڈہ ڈسٹرکٹ سیالکوٹ کی سرگرم کوششوں سے ۲۴ ہندوؤں نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ نیز مسلمان جلد سے جلد مرکزی جمعیۃ تبلیغ الاسلام کو مالی امداد دیں۔ کیونکہ بہت سے اضلاع میں اسلام کی تبلیغ کے لئے مبلغوں کی ضرورت ہے

— اشاعت دیروزہ میں ایک فرانسیسی جہاز "ایشیا" کے متعلق ایک خبر شائع ہوئی تھی۔ کہ جدہ کے پاس اس جہاز میں آگ لگ گئی۔ اور تقریباً ایک سو حاجی جل کر مر گئے۔ اس خبر سے ان حضرات میں جن کے متعلقین حج کو گئے ہوئے ہیں بے حد اضطراب پھیل رہا ہے۔ اگرچہ حجاج کی یہ ناگہانی ہلاکت تمام عالم اسلام کے لئے بے حد دردناک ہے لیکن ہم ہندوستانی بھائیوں کو اطمینان دلاتے ہیں کہ اس جہاز میں ہندوستانی حاجی سوار نہ تھے۔ وہ جہاز فرانس کا تھا۔ اور مارسیلز میں رجسٹرڈ ہوا تھا۔ یہ جہاز حجاج کو جدہ سے لے کر بحیرہ احمر کے بعض بندرگاہوں کو جا رہا تھا۔ غالباً اس میں مصر سوڈان۔ یمن۔ عسیر وغیرہ کے حجاج ہوں گے۔ اہل ہند کو فکر نہ کرنا چاہئے۔

— امرتسر ۲۴ مئی۔ بھدرکالی مندر کے نزدیک ایک میلہ کی تقریب پر لوگوں کا ایک بڑا مجمع اکٹھا تھا۔ ۸ بجے شام کے قریب اجتماع کے اندر ایک بم پھینکا گیا۔ جس سے بیس سے زیادہ آدمی جن میں بچے بھی شامل تھے مجروح ہوئے۔ پولیس تحقیقات کر رہی ہے۔

— ڈھاکہ ۲۳ مئی۔ کل نواب پور روڈ اور بنگسال روڈ کے مقام اتصال پر فرقہ وار فساد رونما ہوا۔ جس میں متعدد ہندو اور مسلمان زخمی ہو گئے۔ اس فساد کی وجہ یہ تھی کہ ایک مسلمان لڑکے کو جو ہندو لڑکوں کے ساتھ بازار میں کھیل رہا تھا۔ زدوکوب کیا گیا۔ جس پر مسلمان اس کی امداد کو آئے۔ لیکن ہندوؤں نے اپنے مکانوں کی چھتوں سے ان پر پتھروں کی بارش شروع کر دی۔ ایک پولیس سارجنٹ بھی پتھروں سے زخمی ہوا۔ کہا جاتا ہے کہ اس کے بعد مسلمانوں نے بہت سی دوکانوں اور مکانات کو لوٹ لیا۔ اور کچھ کپڑے کو آگ لگا دی۔ پولیس کی امداد پہنچنے پر بلوائی منتشر ہو گئے۔

— میانوالی ۲۳ مئی۔ غازی علم الدین شہید کے ۹ فدائیوں کا مقدمہ بشیشر سنگھ مجسٹریٹ درجہ اول کی عدالت میں پیش ہوا۔ عدالت نے چھ رضاکاروں کو ایک ایک سال اور تین کو چھ چھ ماہ قید بامشقت کی سزا دی۔

فیصلہ سنانے کے وقت لوگ تعداد کثیر میں موجود تھے۔ فدایان اسلام نے سزا کا حکم سن کر عدالت کے کمرہ میں نعرہ تکبیر بلند کیا۔ جب انہیں ضلع کی حوالات [illegible] کے تعلق اور روٹیوں کی

اس بات کو تسلیم کیا کہ یہ اصلی ملزم نہیں ہیں۔ لیکن عدالت نے خدا جانے کیوں اس کا کوئی لحاظ نہیں رکھا۔ اور بے گناہ ملزموں کو سزا دیدی۔

— راولپنڈی ۲۴ مئی۔ کل سٹریٹیل پشاور کی تحقیقاتی کمیٹی کے ارکان کے ساتھ ابتدائی مراحل کے طے کرنے کے لئے گفت و شنید کریں گے اور رات لاہور کو روانہ ہو جائیں گے۔ تمام دن لاہور کے قیام کرنے کے بعد ۲۴ مئی کی رات کو راولپنڈی جائیں گے جو لوگ شہادت دینا چاہیں وہ اپنے نام پتے اور اگر ممکن ہو تو تحریری بیان سیکرٹری کانگرس کمیٹی راولپنڈی کے نام بھیجدیں۔

— راولپنڈی ۲۴ مئی۔ کشمیر جانے والے مسافروں کو مطلع کیا جاتا ہے کہ ماہ جون میں کوہالہ اور گنٹرکس کے درمیان آمد و رفت بند رہے گی صرف مندرجہ ذیل تاریخوں میں سڑک کھلی رہے گی اور ۴ و ۷ و ۱۰ و ۱۳ و ۱۶ و ۱۹ و ۲۲ و ۲۵ اور ۲۸ جون۔

— نئی دہلی ۲۴ مئی۔ آج یہاں رضاکار عورتوں کی رہنما مس ستیا وتی کو زیر دفعہ ۱۰۸ گرفتار کر لیا گیا۔ آپ کی گرفتاری پر احتجاج کے طور پر شہر میں ہڑتال رہی۔

— شولاپور ۲۴ مئی۔ کرفیو آرڈر بالکل منسوخ کر دیا گیا ہے۔ امید ہے کہ مارشل لا بھی اگلے ہفتہ کے شروع میں اٹھا لیا جائے گا۔ پولیس اور فوج کی پارٹیاں دن رات شہر میں گشت کرتی رہتی ہیں۔ کل شام کو تین کانگرسی ممنوعہ نشانات کا مظاہرہ کرنے کے الزام میں گرفتار کر لئے گئے۔ مسٹر آر۔ ایم بھٹ قومی جھنڈا نصب کرنے کی نیت سے پونہ سے آئے تھے اپنے رفقا سمیت گرفتار کر لئے گئے۔

— پانڈیچری ۲۴ مئی۔ موسیو جوناً فرانسیسی ہندوستان کے جدید گورنر آج کولمبو سے یہاں پہنچ گئے۔ آپ کی خدمت میں متعدد سپاسنامے پیش کئے گئے۔

— بلسرہ ۲۴ مئی۔ اتماوی کے کیمپ میں پولیس کے گذشتہ جمعرات کے چھاپہ کے بعد اب بارہ کے قریب رضاکار موجود ہیں۔ وہ اپنا وقت کاتنے اور کھانا پکانے میں صرف کرتے ہیں۔ یقین کیا جاتا ہے کہ دھارسانہ کے ذخیرہ نمک پر عنقریب ایک اور حملہ کیا جائے گا۔ یہ حملہ کس طرح اور کب ہو گا۔ اس کی بابت ابھی کوئی بات ظاہر نہیں کی گئی۔

— لکھنؤ ۲۴ مئی۔ سٹر رگھوونش لال مجسٹریٹ درجہ اول نے پارک ایلڈ کی چوری کے مقدمہ میں ملزموں کی درخواست ضمانت پر بحث سننے کے ان کو ضمانت پر رہا کر دینے کا حکم دیدیا۔

— کراچی ۲۷ مئی۔ حاجیوں کا جہاز "عربستان" جیسے کراچی اور بمبئی کو روانہ ہو چکا ہے۔ اور غالباً ۲ جون کو پہلے کراچی پہنچیگا۔

— سیالکوٹ ۲۷ مئی۔ وزیر چند معمار جو نوجوان بھارت سبھا کا ایک رکن ہے کل رات بم بنا رہا تھا۔ بم پھٹ گیا۔ جس سے اس کا ہاتھ اڑ گیا۔ اسی وقت ہسپتال میں داخل کیا گیا۔ آج صبح سویرے ہلاک ہو گیا۔

— پشاور ۲۷ مئی۔ ڈیرہ اسماعیل خاں کی کانگرس کمیٹی اور نوجوان بھارت سبھا کی مجالس کو خلاف قانون قرار دیدیا گیا ہے نیز ڈیرہ اسماعیل خاں شہر و رقبہ قرار دیا گیا ہے اور اس میں چھ ماہ تک مخویانہ جلسے کی ممانعت بھی کر دی گئی ہے۔

— پشاور ۲۶ مئی ۲۳ اپریل کو پشاور میں جو فساد ہوا تھا اس کے متعلق آج جسٹس سلیمان اور جسٹس پنکرج نے تحقیقات شروع کی قاضی میر احمد استغاثہ کی طرف سے پیش ہوئے۔

— نیو دہلی ۲۷ مئی۔ سوامی شردھانند کی پوتی شپاوتی کا مقدمہ زیر دفعہ ۱۰۸ ضابطہ فوجداری مسٹر پول کی عدالت میں پیش ہوا۔ عدالت نے ملزمہ سے پانچسو روپے کی ضمانت طلب کی۔ لیکن اس نے انکار کر دیا۔ اس لئے چھ ماہ محض قید کی سزا دی گئی۔ اور سفارش کی گئی کہ اسے اے کلاس کے قیدیوں میں رکھا جائے۔

— پشاور ۲۷ مئی۔ سٹر مرفی اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس کے قتل کے سلسلہ میں تازہ ترین اطلاع سے پایا جاتا ہے کہ یہ اطلاع موصول ہونے پر چارسدہ سے سرخپوشوں کا ایک جتھہ مردان کو روانہ ہوا ہے۔ سٹر مرفی پولیس کی ایک جماعت لے کر اسے روکنے کے لئے گیا۔ مردان سے دو میل کے فاصلہ پر گوجرگڑھی میں رضاکاروں سے مقابلہ ہو گیا۔ انہیں واپس جانے کا حکم دیا گیا۔ لیکن انہوں نے انکار کر دیا اور لڑائی شروع ہو گئی۔ پولیس بیاموشکیں اور

بھی کہتا ہے کہ عورتوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ اگر میاں بیوی کا نباہ نہ ہوسکے۔ تو بیوی خلع کرسکتی ہے۔ میں نے تمام نشیب فراز پر غور کیا۔ مگر موجودہ رسم و رواج اور قانون کی موجودگی میں مسلمان رہتے ہوئے میرے لئے ان مصائب سے رہائی حاصل کرنا ناممکن تھا۔ میری تمام مصیبتوں کا حل صرف ارتداد ہی تھا۔ آخر میں نے اسی کے ذریعہ سے رہائی حاصل کرنے کا فیصلہ کرلیا۔ میری اس آپ بیتی کو پڑھنے اور سننے والے مجھ پر یقینی طور پر لعنت بھیجیں گے۔ مگر آہ مجھے خدارا بتلائیے کہ اس کے علاوہ میں اور کیا کرتی۔

یہ خوفناک اور ایمان سوز ارادہ کرنے کے بعد میں اس کی تکمیل کے ذرائع میں مشغول ہوگئی۔ میں نے پہلے ہی طے کر لیا تھا کہ ارتداد کے چندماہ بعد میں پھر اسلام قبول کرلوں گی۔ ارتداد کے ارادہ کے بعد میں نے کیا کچھ کیا؟ یہ بیان کرنا طوالت کا باعث ہوگا۔ قریب کے مکان کے آریہ بابوجی کی بیوی سے ملاقات اس کی ترغیب اس کے شوہر کے ذریعہ سے مقامی آریہ سماج کے سیکرٹری سے نامہ و پیام، ایک بہت بڑے سماجی لیڈر کا میرے پاس پہنچنا۔ آخر ایک رات میرا بچوں سمیت چپکے سے گھر سے نکلنا اور سماجی انسپکٹر پولیس کی مدد سے قریب کے گاؤں میں پہنچایا جانا۔ پھر ایک رات چپکے سے ریل پر سوار ہوکر سینکڑوں میل سفر طے کرکے ایک بہت بڑے شہر میں اسی سماجی لیڈر کے پاس پہنچنا یہ تمام غیرضروری باتیں ہیں۔ مختصر یہ کہ میں گھر سے نکلی اور ایک مشہور اور ذمہ دار سماجی لیڈر کے پاس پہنچ گئی۔ اس کے چند روز بعد میری اشدھی کی تاریخ مقرر ہوگئی۔ (باقی)

مدعیان علم کلام جدید

از جناب محمد منظور الٰہی صاحب

حضرت مسیح موعودؑ نے ایک جگہ مدعیانِ الہام کے بارہ میں یہ مثال دی ہے کہ جس طرح جب موسم برسات میں فیضانِ الٰہی بارش کی صورت میں نازل ہوتا ہے۔ مختلف قسم کی زمینیں اپنی اپنی استعداد اور حیثیت کے مطابق روئیدگی اگاتی ہیں۔ عمدہ اور شاداب زمین سے انسانی غذا کے لائق سبزیاں پیدا ہوتی ہیں۔ گندہ اور نکمی زمین سے نکمی روئیدگی پیدا ہوتی ہے۔ اسی طرح جب کسی مامور کا زمانہ آتا ہے اور الہام الٰہی کی بارش نازل ہوتی ہے تو وہ مختلف طبائع پر مختلف قسم کے تاثرات پیدا کرتی ہے۔ مامور کا مقصد تو خدا کے دین کی ترقی اور دنیا میں نیکی اور اصلاح کا پھیلانا ہوتا ہے۔ لیکن کم ظرف لوگ اپنی کوتاہ بینی اور تنگدلی کی وجہ سے الہام الٰہی کو اپنی خواہشات کے حصول تک محدود سمجھ لیتے ہیں۔ یہی حال معارف الٰہی کا ہے۔ مخالفین اسلام کے مقابلہ اور مسلمانوں میں تعلق باللہ پیدا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ کے مجددِ اعظم کو معارف قرآنی کا ایک خزانہ عطا فرمایا۔ جسنے جہاں مخالفین اسلام کی کمر توڑ ڈالی وہیں مسلمانوں میں ایک نئی روحانی زندگی پیدا کردی۔ آپ کے وصال کے بعد آپ ہی کے معارف نکات قرآنی سے متمتع ہوکر مختلف اطراف سے نئے علم کلام کے مدعیوں کی طرف سے آوازیں اٹھنی شروع ہوئیں۔ نہ صرف مخالفین سلسلہ احمدیہ کی طرف سے ہی بلکہ خود قادیان اور دیگر اطراف میں کئی بانیان علم کلام جدید پیدا ہوگئے۔ جس شخص نے چند کتابیں اپنے مخصوص خیالات کی اشاعت کے لئے تالیف کیں۔ وہی سمجھ بیٹھا کہ بس جو کچھ اس نے سمجھایا لکھا ہے۔ وہ آج تک کسی دماغ میں نہیں آیا۔ ایسے مدعیانِ علم کلام جدید کے دعاوی دیکھ کر ہنسی آتی ہے کہ باوجودیکہ حضرت مجدد اعظم کو وصال پائے کچھ زیادہ عرصہ نہیں گذرا۔ تاہم ان کی بے خبری کا یہ عالم ہے، کہ انہیں اس بات کا علم تک نہیں۔ کہ جو معارف و نکات قرآنی وہ اب ہمارے سامنے پیش کرکے ہم سے خراج تحسین وصول کرنا چاہتے ہیں۔ وہ پہلے ہی حضرت مجدد اعظمؒ کی تالیفات و ملفوظات میں موجود ہیں۔ جن لوگوں کو حضرت اقدسؑ کی تحریروں اور تقریروں پر عبور ہے۔ ان پر تو یہ امر پوشیدہ نہیں رہ سکتا۔ لیکن عوام بچارے ایسے ایسے دعاوی سن کر غلطی میں مبتلا ہوجاتے ہیں۔ بہت سی کتابیں لکھ کر شائع کردینا یا ممبروں اور پلیٹ فارموں پر کھڑے ہوکر وعظ و لیکچر دے لینا دوسری بات ہے۔ اور لوگوں کا اپنے معارف و نکات قرآنی کے ذریعہ سے خدا کے ساتھ تعلق پیدا کرادینا امر دیگر ہے۔ کیا یہ مدعیانِ علم کلام جدید کبھی ایک شخص کو بھی خدا کے ساتھ تعلق پیدا کرانے میں کامیاب ہوئے۔ اگر نہیں اور ہرگز نہیں۔ تو ایسے

خبریں

—— کلکتہ ۲۵ جون۔ فسادات ڈھاکہ کے متعلق سرکاری تحقیقاتی کمیٹی نے آج تحقیقات شروع کردی۔ بترہ مزید گواہوں کی شہادتیں قلمبند ہوئیں۔ مسٹر اودیش چندر رمھٹا چارجی ہوسٹل یونیورسٹی ڈھاکہ ہال نے کہا کہ ۲۵ مئی کو مسلمانوں نے ہال پر حملہ کرنے کی کوشش کی۔ کیونکہ اس میں ایک سو ہندو پناہ گزیں تھے۔ پولیس نے غنڈوں کو منتشر کرنے کی کوشش نہیں کی۔ حالانکہ تھانہ بھی پاس ہی تھا۔ ایک مسلمان طالب علم نے مدافعت کی اور غنڈوں کو منتشر ہونے پر آمادہ کیا۔ جب شرفروار جذبات سخت مشتعل ہورہے تھے۔ تو مسلمان ہال کے متصل منڈیروں پر بیٹھے تھے۔ لیکن پولیس نے انہیں بھی منتشر نہیں کیا۔ گواہ نے کہا کہ میرے خیال میں شروع ہی میں فساد کو روک لینا کوئی مشکل کام نہ تھا۔

مسٹر غیاث الدین سردار ڈپٹی مجسٹریٹ نے کہا ۲۵ مئی کی صبح کو میں گھر واپس آرہا تھا تو میں نے دیکھا کپتولی میں متعدد مکانوں کو آگ لگی ہوئی ہے۔ بلوائیوں نے مجھ پر بھی حملہ کیا۔ لیکن جب انہیں معلوم ہوا کہ میں مسلمان ہوں تو وہ لوٹ گئے۔

رائے بازار کے ہری ہر گوسوامی نے کہا کہ ایک صاحب نے مجھ پر حملہ کیا۔ اس نے مجھ سے پوچھا تھا کہ کیا میرے مکان میں کوئی زخمی تو نہیں۔ بہت سے گورکھا سپاہی اس حلے میں داخل ہوگئے۔ ۵۰ ۳ مکانوں پر انہوں نے چھاپہ مارا اور نقدی اور جائداد لوٹ کر لے گئے۔ اسی بازار کے ایک اور گواہ نے اس بیان کی تصدیق کی۔

رائے بازار کی ایک عورت سن کھنئی نے کہا کہ ایک صاحب بہادر نے میرے بیٹے کا تعاقب کیا اور میرے مکان میں داخل ہونے لگا۔ میں نے اُسے منع کیا تو اس نے میرے سر پر ڈنڈا مارا۔ (انقلاب)

—— بمبئی ۲۵ جون۔ ہندوستانی ایوان تجارت نے ایک جنرل اجلاس میں قرار دیا کہ جب تک مہاتما گاندھی کو رہا نہیں کیا جاتا اور وہ موجودہ سیاسی حالت کے کسی تصفیہ میں شامل نہیں ہوتے یہ ایوان گول میز کانفرنس اور تمام دوسرے ذرائع کا جو تصفیہ کے لئے کئے جائیں گے مقاطعہ کرے گی۔

یہ بھی قرار پایا کہ اگر ایوان سے اسمبلی اور مقامی کونسل کے لئے نمائندے منتخب کرنے کا مطالبہ کیا گیا تو جو نمائندے وہ منتخب کرے انتخاب کے بعد وہ فوراً بطور احتجاج مستعفی ہوجائیں۔ اور وہ ایسا ہی کرتے رہیں جب تک مہاتما گاندھی کی سرکردگی میں ہندوستانی رہنماؤں کی آزادانہ شرکت سے قومی مطالبہ کا تصفیہ نہ کیا جائے۔

—— ناگزیر اتفاقات کی وجہ سے جن کا پہلے علم نہ تھا پنجاب سول سروس ایگزیکٹو برانچ کے امیدواروں کی فہرست میں قطعی کوئی گنجائش نہیں رہی۔ اور جہاں تک اس وقت اندازہ لگایا جا سکتا ہے یہ ممکن نہیں کہ ۱۹۳۱ء میں اکتوبر ۱۹۳۱ء کے امتحانِ مقابلہ میں کامیاب ہونیوالے امیدواروں کے لئے دو سے زیادہ اسامیاں ہوسکیں گی۔ یہ بھی ممکن نہیں کہ ۱۹۳۱ء میں رجسٹری (ڈائرکٹ رکروٹمنٹ) میں دو سے زیادہ امیدوار قبول کئے جاسکیں۔

شملہ دستخط ڈی جے بائیڈ۔ چیف سیکرٹری حکومت پنجاب

—— نیویارک ۲۵ جون۔ امریکن اخبارات نے سائمن رپورٹ کے سلسلہ میں کالموں کے کالم وقف کردئے ہیں۔

نیویارک ٹائمز نے دس کالم اس کی نذر کئے۔ کمیشن نے جس گہری احتیاط اور توجہ اور ذمہ داری کے اعلیٰ احساس کے لئے یہ رپورٹ تیار کی ہے اخبار مذکور نے اس کار کیلئے خراج تحسین ادا کیا ہے۔

ہیرلڈ ٹریبون لکھتا ہے کہ ہندوستانیوں کو حکومت میں حصہ لینے کے وسیع موقعے حاصل ہوگئے ہیں۔ جن سے فائدہ اٹھا کر وہ دنیا کو بتا سکتے ہیں کہ وہ حکومت خود اختیاری کے قابل ہیں۔

—— قاہرہ ۲۳ جون۔ جدید وزیر اعظم صدقی پاشا اور صدر ایوان کے تنازعہ نے آج [illegible] کرلی۔ صدر [illegible] دیا تھا کہ پارلیمنٹ کے اجلاس میں التوائے اجلاس کے متعلق شاہی تقریر پڑھنے کے بغیر کوئی کارروائی نہیں کیجائیگی۔ صدقی پاشانے اجلاس کی ممانعت کردی۔ لیکن مخالف جماعت (وفد) کے ایک سو ارکان جن میں نحاس پاشا بھی تھے پارلیمنٹری پولیس کی امداد سے دروازے کی زنجیر توڑ ڈالی۔ اور ایوان میں داخل ہوکر ۲۵ منٹ تک اجلاس ہوتا رہا۔ نحاس پاشا نے پرزور نعروں کے درمیان تقریر کی۔ جس میں انہوں نے اپنے پیروکاروں کو ہدایت کی کہ دستور اساسی کی حفاظت کرنے کا حلفیہ عہد کریں۔

—— لندن ۲۲ جون۔ سر البین بنرجی نے "انڈین آفیئرز" میں تجویز پیش کی ہے کہ ہندوستان میں سیاسی صورت حالات کی اصلاح کے لئے ضروری ہے کہ ملک معظم ہندوستان جائیں۔ دہلی میں شاہی دربار کرکے جدید نظام حکومت کا اعلان کریں۔ اعلان میں انگریزوں اور ہندوستانیوں کے درمیان ایک معاہدہ ہو۔ جس کے ماتحت ہندوستانیوں کو درجہ مستعمرات دے دیا جائے۔

—— لندن ۲۶ جون۔ کل رات سرجان سائمن نے اپنی رپورٹ کی دوسری جلد پر بذریعہ آلہ نشر صوت تقریر کی۔ جس میں انہوں نے کہا کہ عام جذبات کا اعادہ کرکے ہندوستانی مسئلہ کی حقیقی مشکلات کو حل کرنے کی معینوں اور محنت سے بچنا بڑا آسان ہے۔ لیکن آپ لفاظی کو پارلیمنٹ کے قانون میں درج نہیں کراسکتے۔ اور دستور تو اس سے بھی زیادہ اہم چیز ہے۔ اگر اس رپورٹ سے اور کوئی فائدہ نہیں تو مجھے یقین ہے کہ آئندہ کے لئے تجاویز مرتب کرنے میں بہت کارآمد ثابت ہوگی۔ سرجان سائمن نے سفارشات کی توضیح کرنے کے بعد کہا مجھے امید ہے کہ آئندہ چند ماہ میں ہندوستان اور انگلستان دونوں جگہ ان مباحث سے ہندوستانی مسئلہ کو تمام پہلوؤں سے حل کرنے کی حقیقی مشکلات نازل ہوجائیں گی۔ کمیشن کی سکیم پر نکتہ چینی کرنا اس وقت تک فضول ہے جب تک اس کے مساوی کوئی دستور پیش نہیں کیا جاتا ہے۔ یہ کسی واحد شخص کی سفارشات نہیں ہیں۔ بلکہ پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں کی تمام جماعتوں کے سات نمائندوں کی ہیں۔ یہ سکیم ان لوگوں کے خیالات کا نتیجہ ہے جنہوں نے مخلصانہ صبرآزما محنت اور مشقت سے اس مسئلہ کو حل کرنے کی کوشش کی اور اگر اس مباحثہ کا کوئی عملی نتیجہ برآمد ہوسکے تو ہمیں سب سے بڑھ کر خوشی ہوگی۔

اس کے بعد سرجان سائمن نے مرکزی حکومت اور صوبجاتی حکومتوں کے متعلق سفارشات کی تشریح کی۔ اور کہا کہ آئے دن کے کمیشنوں کے تقرر کو منسوخ کرکے ہم نے ہندوستان کو موقع دیا ہے کہ وہ آہستہ آہستہ خود ترقی کرے۔

آپ نے کہا کہ مرکزی حکومت کے لئے پارلیمنٹ اس موقع پر اپنی ذمہ داریوں سے سبکدوش نہیں ہوسکتی۔ اور یہ امر کہ وہ اپنی کس قدر ذمہ داری ہندوستانی حکومت کے حوالہ کرسکتی ہے مستقبل کے ہاتھ میں ہے۔

—— لندن ۲۵ جون۔ آج دارالعوام میں سٹر ویجوڈ بین نے کرنل ویجوڈ (حزب العمال) کے اس سوال کے جواب میں کہ کیوں ایک سرکاری افسر جس کا تعلق ریاست پٹیالہ سے ہے مہاراجہ صاحب کے خلاف الزامات کی تحقیقات کررہا ہے۔ کہا کہ تحقیقات الزامات کی معمولی دفتری کارروائی کے مطابق ہورہی ہے پٹیالہ کی ایجنسی تحقیقات میں شامل ہے۔

بقیہ کالم ۱ صفحہ ۵

اور دوسری طرف حضرت مجدد اعظم کی تحقیر ہو۔ جہاں تک میں نے ان مدعیوں کی تقریروں اور تحریروں کو دیکھا ہے۔ ان میں معرفت کا کوئی ایسا نکتہ نہیں۔ جو حضرت مجدد اعظمؒ کی تقریروں اور تحریروں میں پہلے موجود نہ ہو۔ یہ ایک نہایت نامعقول حرکت ہے۔ کہ جس چشمہ سے فائدہ حاصل کیا جائے۔ اس کا نام ظاہر نہ کیا جائے۔ اور اپنی تعریف کے

مذاکرۂ علمیہ

پادری ایس ایم پال کی سلطان التفاسیر پر ایک نظر

از جناب مولوی عبدالحق صاحب ودیارتھی

(۴)

امیہ ابن ابی صلت کا مذہب

یہ ثابت کر دینے کے بعد کہ سورۂ فاتحہ مکی ہے۔ اور ابتدائی زمانہ کی نازل شدہ سورۃ ہے۔ امیہ ابن ابی صلت نے اپنے اشعار اسی سورۃ کے سننے کے بعد کہے ورنہ اس سے پیشتر شعراء کا کلام خواہ وہ عیسائی شعراء ہوں یا قریشی رندانہ اور فاسقانہ تھا۔ جیسا کہ ہم گذشتہ نمبر میں ثابت کر چکے ہیں۔ جن عیسائی شاعروں کے آپ نے نام لکھے ہیں۔ افسوس ہے کہ ان میں سے ایک بھی مسیحی نہیں نصرانی شاعر تو وہی ہیں کہ جن کے کلام کا نمونہ ہم نے گذشتہ نمبر میں پیش کر دیا۔ امیہ ابن ابی صلتہ[1] اور عدی بن زید کے عیسائی ہونے کا کوئی ثبوت نہیں تاریخ سے جہاں تک پتہ چلتا ہے۔ یہ دونوں بزرگ فرقہ موحدین یا مذہب حنفی سے تعلق رکھتے تھے۔ اس فرقہ میں ورقہ بن نوفل ہی ایسے تھے کہ جو آخر عمر میں مسیحی ہو گئے تھے۔ امیہ اور عدی نہ عیسائی تھے۔ نہ یہودی اور نہ توراۃ و دیگر کتب مقدسہ کو مانتے تھے۔ ان کا مذہب صرف اسی قدر تھا۔ کہ خدا کو ایک مانا جائے۔ باقی اعتقادات اور عبادات کے ساتھ ان کا کوئی ایسا تعلق نہ تھا۔ اور یہ تحریک بھی عرب میں کوئی زور آور تحریک نہ تھی۔

کیا قرآن کریم کا ماخذ توراۃ اور اناجیل ہیں

پادری صاحب لکھتے ہیں کہ یقیناً امیہ کے اسی قسم کے اشعار نے آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اس طرف متوجہ کیا ہوگا۔ کہ آپ کتب مقدسہ کے استقصاء کریں۔ . . . . آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اہل کتاب کی کتابوں کے صرف مداح نہیں تھے۔ بلکہ ان کو منجانب اللہ اور ہدایت و موعظت بھی مانتے تھے۔ امید ہے کہ ان سحر افگن اور روح افزا اشعار کو سن کر آپ کو یقین ہوا ہوگا کہ ان سب کی اصل اور ماخذ کتب مقدسہ ہی ہیں۔

" اس لئے بلا تاخیر کتب مقدسہ کی طرف آپ نے رجوع کیا ہوگا اور انہی کتابوں میں سے دیگر قرآنی امور کی طرح الحمد کو منتخب فرمایا ہوگا "

اس "ہوگا ہوگا" کے بودے قیاسات پر پادری صاحب نے ایک خوفناک عمارت تعمیر کی ہے۔ پادری ٹسڈل نے تو ہمیں یہی بتایا تھا کہ قرآن کریم وید۔ ژند اوستا۔ دساتیر۔ مصری کتاب الموتیٰ۔ توراۃ اور اناجیل کا انتخاب ہے۔ بلکہ بسم اللہ بھی آنحضرت صلعم نے زرتشت سے لی ہے۔ مگر پادری صاحب کو چونکہ کم علمی کے باوجود ہمہ دانی کا بھی دعویٰ ہے۔ اس لئے آپ فرماتے ہیں کہ:

پارسیوں کی کتاب میں بسم اللہ کی طرح کوئی آیت
ہو ہی نہیں سکتی۔ اس لئے ہو نہ ہو یہ بسم اللہ بھی
ہماری توراۃ سے ہی سرقہ کی گئی ہے

پادری صاحب کے اس بھولے پن پر ہمیں بہت ہی پیار آتا ہے۔ اور ہم انہیں یہ بتلاتے ہیں کہ جناب! بسم اللہ اگر توراۃ سے لی گئی ہے (حالانکہ یہ صرف آپ کا دعویٰ ہی دعویٰ ہے) تو توراۃ سے پیشتر بھی بسم اللہ فارسی میں نامہ شت دستور زرتشت کی طرف دوسری آیت میں موجود ہے۔ بلکہ پہلی آیت میں آعوذ و باللہ بھی موجود ہے۔ اب فرمایئے جناب یہ بسم اللہ توراۃ نے کہاں سے سرقہ کی۔ پادری صاحب اگر یہی معیار سرقہ کا ہے۔ تو لیجئے۔ ساری توراۃ اور آپ کی شریعت کا ماخذ توراۃ سے آٹھ سو برس پیشتر شریعت حمورابی میں دکھلانے کے لئے ہم تیار ہیں۔ اس وقت دنیا بھر میں سب سے پرانا تمدن مصر اور بابل کا تمدن سمجھا جاتا ہے ۱۹۰۱ء میں موسیو مورگان فرانسیسی آرکیالوجسٹ نے بابل کی شریعت کے متعلق جو تین پتھر دریافت کئے ہیں۔ ان پر ۲۸۲ احکام حمورابی شریعت کے کندہ ہیں۔ کہ جو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ۸۰۰ برس پیشتر لکھے جانے کے بعد بلفظ بلفظ توراۃ سے مشابہ ہیں۔ یہ ہے وہ حقیقت کہ جس نے مسیحی دنیا اور یہودی مذہب میں زلزلہ ڈال دیا ہے۔ اخبار میں چونکہ ان طویل عبارات کی گنجائش نہیں۔ دونوں کی مطابقت کے صرف چند نمونے دے دئے جاتے ہیں۔

توراۃ	شریعت حمورابی
(۱) اور وہ جو آدمی کو چرا لے جائے اور اُسے بیچ ڈالے یا وہ اس کے پاس سے پکڑا جائے تو وہ البتہ مار ڈالا جائے گا۔ (خروج باب ۲۱۔ آیت ۱۶)	جب ایک آدمی دوسرے آدمی کے بیٹے کو چرائے۔ تو چور کو قتل کر دیا جائے گا۔ (شریعت حمورابی دفعہ ۱۴)
(۲) اگر دو شخص جھگڑیں اور ایک دوسرے کو پتھر یا مکا مارے اور وہ نہ مرے پر صاحب فراش ہو جائے تو اگر وہ اٹھ کھڑا ہو اور لاٹھی لے کے چلے۔ تو وہ جس نے مارا بے الزام ہے۔ اور فقط اس کے کاروبار کا جو نقصان ہوا ہو سو بھر دے۔ اور اُسے بالکل چنگا کروائے (خروج باب ۲۱ آیت ۱۹ و ۱۸)	جب دو آدمی جھگڑیں اور دونوں میں سے ایک دوسرے کو زخمی کر دے تو مارنے والا قسم کھائے کہ اس نے زخمی کرنے کا ارادہ نہیں کیا تھا اور اس کا طبیب سے علاج کروائے (شریعت حمورابی دفعہ ۲۰۶)
(۳) اگر لوگ جھگڑیں اور کسی پیٹ والی کو دُکھ پہنچائیں۔ ایسا کہ اس کا پیٹ گر جائے پر وہ خود ہلاک نہ ہو تو اُسے جس طرح کی سزا اس کا شوہر تجویز کرے دی جائے۔ اور وہ قاضیوں کی تجویز کے مطابق گنہگاری دے اور اگر وہ اس صدمہ سے ہلاک ہو تو جان کے بدلے جان لے (خروج باب ۲۱ آیت ۲۵ و ۲۲)	اگر کوئی کسی آزاد شخص کی بیٹی کو مارے اور اس کا حمل ساقط ہو جائے۔ تو وہ اس کا معاوضہ ۱۰ شاقل چاندی ادا کرے۔ اور اگر مر جائے تو اس شخص کی بیٹی قتل کی جائے (شریعت حمورابی دفعہ ۲۰۰ و ۲۰۹)
(۴) اگر چور سندھ مارتے ہوئے دیکھا جائے اور کوئی اُسے مار بیٹھے اور وہ مر جائے تو اس کے لئے خون نہ کیا جائے۔ (خروج باب ۲۲ آیت ۲)	جب کوئی کسی کے گھر نقب لگائے تو اس کو نقب کے پاس قتل کر کے وہیں ڈال دینا چاہئے۔ (دفعہ ۲۱)
(۵) اگر کوئی کھیت یا تاکستان چرائے اور اپنے چارپائے اس میں چھوڑے اور دوسرے کے میدان میں چرائے تو اپنا اچھا کھیت اور بہتر سے بہتر انگوری باغ اس کے بدلے دے۔ (آیت ۵)	اگر کوئی بکری کسی کی زمین میں چرائے اور اس کے مالک کو اطلاع نہ کی ہو تو کھیت کاٹ دیا جائے اور چرانے والے سے ۲۰ جور (ایک پیمانہ کا نام ہے) فی ۱۰ جانات (ایک ناپ کا نام) وصول کیا جائے۔ (دفعہ ۵۷)
(۶) کسی کے پاس امانت رکھے ہوئے کو کسی درندے نے پھاڑ ڈالا تو وہ اس کو گواہی کے واسطے لائے اور پھاڑے ہوئے کا ڈنڈ نہ دے (آیت ۱۳)	اگر کسی نے بیل یا گدھا کرایہ پر لیا اور اسکو شیر نے جنگل میں پھاڑ ڈالا تو اس کا اس سے مطالبہ نہ کیا جائے (دفعہ ۲۴۴)

اس کے علاوہ مندرجہ ذیل حوالجات بھی دونوں جگہ یکساں ہیں۔

نمبر	توراۃ	آیت	شریعت حمورابی دفعہ
۱	سفر خروج باب ۲۱	آیت ۱۲ و ۱۳	= شریعت حمورابی دفعہ ۲۰۶ و ۲۰۷
۲	" "	آیت ۱۵	= شریعت حمورابی دفعہ ۱۹۵
۳	" "	۱۷	۱۹۲
۴	" "	۲۰-۲۱	۲۱۷
۵	" "	۲۲-۲۴	۱۹۹
۶	" "	۲۸	۲۵۰
۷	" "	۳۲ و ۲۹	۲۵۱ و ۲۵۲
۸	" باب ۲۲	آیت ۱	۲۶۲ و ۸
۹	" "	۷	۱۲۵
۱۰	" "	۸	۱۲۰
۱۱	" "	۹	۱۳ و ۹
۱۲	" "	۱۰ و ۱۱	۲۶۶
۱۳	" "	۱۲	۲۶۳
۱۴	" "	۱۴	۲۴۸ و ۲۴۵
۱۵	" "	۱۶ و ۱۷	۱۳۰

کہئے پال صاحب اگر آپ کہیں تو انجیل کی کل تعلیم بدھ مذہب سے نکال کر دکھا دوں۔ بلکہ واقعات تک مسیح سے ہزاروں سال پہلے گذرے ہوئے ثابت کر دوں۔ ان حوالجات کی بنا پر کیا آپ انجیل اور توراۃ کو بھی ان کتابوں کا سرقہ کہتے یا اُن سے یہ سب کچھ اخذ کرنے کا الزام دیں گے۔

مشکل بہت پڑے گی برابر کی چوٹ ہے
آئینہ دیکھیئے گا ذرا دیکھ بھال کے

[1] اس سلسلہ کے گذشتہ نمبر میں ایک سہو ہوا ہے اور وہ یہ کہ امیہ بن ابی صلت کی نسبت یہ لکھا گیا کہ "وہ عیسائی نہیں رہا تھا" درست عبارت یوں ہے کہ "وہ عیسائی نہیں تھا"

صداقت مسیح موعود علیہ السلام

مولوی ثناء اللہ صاحب اخبار اہلحدیث میں لکھتے ہیں کہ جناب مرزا صاحب نے حضرت امام رازی۔ شاہ ولی اللہ صاحب (محدث دہلوی) ابن رشد اور امام غزالی سے بڑھ کر کچھ نہیں کیا۔ ہم مولوی صاحب کے مشکور ہیں کہ انہوں نے حضرت مرزا صاحب کو ان بزرگان دین کی صف میں تو لا کھڑا کیا۔ احمدیت اور حضرت مرزا صاحب کے ایک اشد مخالف کی قلم سے ہم اس سے بڑھ کر امید بھی کیا رکھ سکتے ہیں؟ ہاں ان کے روحانی باپ (مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی) نے ایک مرتبہ ضرور حق کی گواہی دی تھی۔ حضرت مرزا صاحب کی کتاب براہین احمدیہ کے متعلق آپ لکھتے ہیں

"اب ہم اس پر اپنی رائے نہایت مختصر اور بے مبالغہ الفاظ میں ظاہر کرتے ہیں۔ ہماری رائے میں یہ کتاب اس زمانہ میں اور موجودہ حالت کی نظر سے ایسی کتاب ہے جس کی نظیر آج تک اسلام میں تالیف نہیں کی، اور آئندہ کی خبر نہیں۔ لعل اللہ یحدث بعد ذالک امرا۔ اور اس کا مؤلف بھی اسلام کی مالی، جانی، قلمی، لسانی، وحالی وقالی نصرت میں ایسا ثابت قدم نکلا ہے۔ جس کی نظیر پہلے مسلمانوں میں بہت ہی کم پائی جاتی ہے۔ ہمارے ان الفاظ کو کوئی ایشیائی مبالغہ سمجھے تو ہم کو کم سے کم ایسی کتاب بتا دے جس میں جملہ فرقہ ہائے مخالفین اسلام خصوصاً فرقہ آریہ و برہم سماج سے اس زور وشور سے مقابلہ پایا جاتا ہو"

پادری ایس ایم پال نے ایک سلسلۂ مضامین "معذرت نامۂ مرزا" کے زیر عنوان سپرد قلم کیا ہے۔ جس کا استقصار صرف اس قدر ہے کہ مخالف مولویوں نے جب حضرت مسیح موعود کے الہامات پر خورده گیری کی تو آپ نے ان کے جواب میں الزامی جوابات دئے۔ پادری صاحب نے کمال ہوشیاری سے حقیقی جوابات کو تو نظر انداز کر دیا اور الزامی جوابات کو محض اس خیال سے نقل کر دیا ہے کہ حضرت مرزا صاحب کے متعلق عام مسلمانوں میں غلط فہمی پھیلائی جائے۔ اور دوسری طرف عیسائی یہ سمجھ لیں کہ قرآن اور اسلام میں فلاں فلاں نقص ہیں۔ ہمارے نزدیک جیسا کہ ہم پیشتر بھی لکھ چکے ہیں۔ اس سے بڑھ کر کوئی بد دیانتی نہیں ہو سکتی۔ کہ ایک شخص کسی کے ذمے

جلد ۱۸ | لاہور - یوم چہارشنبہ مطبوعہ ۳۰ ذی قعدہ ۱۳۴۸ھ مطابق ۳۰ اپریل ۱۹۳۰ء | نمبر ۳۳

تاثرات

(از محترمہ ح - ب صاحبہ)

کہاں ہیں ایسے پر لاؤں کہ میں اُڑ کر پہنچ جاؤں ‏ تخیّل کی بلندی سے بھی اُونچا ہے مقام اُس کا
فنا فی الحسن کرنے کا ہے ساماں اپنے شیدا کو ‏ قیامت پر قیامت ڈھا رہا ہے اہتمام اُس کا
شکوہِ تاجِ سلطانی پسند آتا نہیں اُس کو ‏ کہیں وارفتہ ہے شاہوں سے بھی بڑھکر غلام اُس کا
یہ مہر و ماہ دو آئینے ہیں اُس حُسنِ تاباں کے ‏ جو اک حیراں ہے صبح اُسکا تو اک وارفتہ شام اُس کا
وقار اُس کا ہوا جلوہ نما ہر شامِ صحرا میں ‏ نظر آتا ہے ہر صبحِ چمن میں ابتسام اُس کا
نثارِ حُسن کرائے شمع حُسن اور پختگی دیدے
سناتا ہے ترے پروانے کو سودائے خام اُس کا

جہانِ اسلام

جزیرہ قبرص میں مسلمانوں کی موجودہ حالت

جزیرہ قبرص کے مسلمانوں کی موجودہ مذہبی حالت کے متعلق رسالہ "مسلم ورلڈ" میں حسب ذیل مضمون شائع ہوا ہے:۔

"قبرص کی آبادی تقریباً ۳ لاکھ ۴۰ ہزار ہے اس میں ساٹھ ہزار مسلمان ہیں اور باقیماندہ عیسائی ہیں۔ جو کلیسائے یونان کے پیرو ہیں۔ باشندے زیادہ تر زراعت پیشہ اور سرکاری ملازم ہیں۔ تمدنی اور اقتصادی پہلو سے مسلمان اپنے عیسائی پڑوسیوں کی بہ نسبت زیادہ پست ہیں۔ مگر اس میں شک نہیں کہ وہ کچھ تو تعلیم کے ذریعے سے اور کچھ سلطانانِ ترکی کے ساتھ تعلق قائم رکھنے کی بدولت اپنی موجودہ حالت کو بہتر بنانے کی پوری کوشش کر رہے ہیں۔ مسلمانوں کی

مذہبی حالت

میں کوئی اصلاح نظر نہیں آتی۔ اب ان میں وہ مذہبی جوش نہیں رہا۔ جوش کے فقدان سے ان کے گھروں میں اخلاقی خرابیاں پیدا ہو گئی ہیں۔ لوگوں پر ان کے مذہبی پیشواؤں کا کوئی اثر نہیں رہا۔ اور نہ ان میں اس اثر کے قائم رکھنے کی قابلیت پائی جاتی ہے۔ لوگوں کو اپنی حالت پر چھوڑ دیا گیا ہے۔ وہ اپنی

موجودہ حالت

پر جو روز بروز بدتر ہوتی جاتی ہے ماتم کر رہے ہیں۔ جب کوئی سیاح قبرص کے دیہات اور قصبات کو دیکھتا ہے تو وہ مسلمانوں کی اس روز افزوں بے نیازی پر انگشت بدنداں رہ جاتا ہے۔ جسے وہ اپنے مذہب اور مذہبی اداروں کے متعلق ظاہر کر رہے ہیں۔

اقتصادی اور قومی مسائل

میں اب زیادہ دلچسپی [illegible] مساجد

کے خلاف اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہیں۔ پرانی نسل کے مذہبی جوش میں بھی بہت فرق آگیا ہے۔ مگر اس سے یہ نہ سمجھنا کہ جوان اور بوڑھے دونوں دہریہ ہوگئے ہیں۔ البتہ مذہب سے اب وہ پہلی سی وابستگی اور دلچسپی نہیں رہی۔ تمام جزیرہ میں

دو سو سے زیادہ مساجد

اور بیند رہ تکئے اور خانقاہیں ہیں۔ بعض مساجد عظیم الشان ہیں یہ مسجدیں دراصل یونانی گرجے تھیں۔ ترکوں نے اپنے اقتدار کے زمانہ میں ان گرجوں کو مساجد میں منتقل کر لیا۔ لیکن مساجد کی اس کثرت کے باوجود اسلام کا اثر زائل ہو رہا ہے۔ اس کی مختلف وجوہ ہیں۔ ممکن ہے کہ ترکی کے واقعات اور حالات جو غیر معمولی سرعت کے ساتھ تبدیل ہو رہے ہیں۔ اور جن کا اسلام کی قدیم روایات پر ایک نمایاں اثر پڑتا ہے۔ مذکورہ بالا اثر کے ازالہ کا باعث ہوں۔ ترکی میں اس وقت جو کچھ ہو رہا ہے اس سے مسلمانانِ قبرص بہت متاثر ہو رہے ہیں۔ ان کا یہ خیال ہے کہ بالخصوص

تہذیب اور اقتصادیات

کے شعبوں میں ان کی قومی زندگی کا دارومدار ترکی کی ترقی پر ہے۔ ممکن ہے کہ خوجوں (ملاؤں) کی جہالت بھی اسلام کی ترقی کے سدراہ ہو۔ خوجوں میں موجودہ صورتِ حالات سے عہدہ برآ ہونے اور نوجوانوں کے سامنے اسلام کی تصویر کو ایک دلکش اور موثر پیرایہ میں پیش کرنے کی قابلیت نہیں پائی جاتی۔ قبرص کے ترکوں کے نزدیک مذہب ایک وقتی مصلحت سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا۔ ان کی زندگی مذہب سے وابستہ نہیں ہے۔ ایسی حالت میں وہ کسی جدید نظام یا قاعدہ پر آسانی کے ساتھ عمل پیرا ہونے کے لئے تیار ہیں۔

ان پڑھ مسلمانوں میں

مجھے ہر جگہ پر اس ذہنیت کا نقشہ نظر آیا۔ تاہم مجھے اپنے سفر کے دوران میں تعلیم یافتہ اور روشن خیال مسلمانوں سے بھی سابقہ پڑا۔ گذشتہ سنین میں ہم نے قصبات اور دیہات کے مسلمانوں میں مسیحی لٹریچر کے ہزاروں ٹریکٹ تقسیم کئے۔ میں نے بہت سے ایسے آدمیوں کو دیکھا جنہوں نے اس لٹریچر کو پوری توجہ سے پڑھا جب نے اس امر کا اعتراف کیا کہ اس لٹریچر میں عیسائیوں کے طریق زندگی کو بطریق احسن پیش کیا گیا ہے۔ بعض نے مزید مسیحی لٹریچر طلب کیا بہت سے مسلمانوں نے یہ کہا کہ اس لٹریچر نے ہمارے دلوں پر ایک خاص اثر پیدا کیا ہے۔ عیسائیت کے متعلق مجھے ان سے تبادلۂ خیالات کرنے کا موقع ملا۔ تاہم یہ کوشش رائگاں نہیں گئی۔

ایک دور دراز کے گاؤں

میں تین ایک ترکی صدیدار کو جانتا تھا۔ اور میں نے اسے کچھ ٹریکٹ دئے تھے۔ ان میں سے ایک کیرکٹر اور ضبط نفس کے موضوع پر تھا۔ جس میں نے موسم گرما میں اس سے ملاقات کی تو اس نے ٹریکٹ

(باقی)

جلد ۱۸ | لاہور یوم سہ شنبہ مطبوعہ ۱۶ جمادی الثانی ۱۳۴۹ ہجری مطابق ۳۰ ستمبر ۱۹۳۰ عیسوی | نمبر ۶۵

خُلقِ رسُول

(از جناب محمود گیلانی صاحب)

اک دن رسولِ پاک ہوئے عازمِ سفر — سالک نبی کے ساتھ تھے فرخندہ کچھ گہر

جب تھک گئے تو رہ میں اقامت گزیں ہوئے — گاڑے خیام باندھے فاطرِ دستنر

کی عرض پھر صحابہ نے پیشِ حضور یہ — کچھ کام بانٹ لیں ہمیں ارشاد ہو اگر

ایسا سے آپ کے جو ضروری تھا طے ہوا — مصروفِ کار ہوگئے مل کر ہمہ دگر

اللہ! خود وہ ذاتِ رسولِ انام کی — خالق نے جس کا نام رکھا افضل البشر

تکوین جس کے واسطے کون و مکاں ہوئے — ہوتا ہے جس کے نام کا غل عرش و فرش پر

تھامے ہوئے تھا خلق کی حبل المتین کو — ایندھن خود اپنے ہاتھ سے لاتا تھا کاٹ کر

غیرت سے تابعین کی جبیں بھیگ آب آب — ہر چند عرض کی کہ اے حق کے پیامبر

ہے کیا ضرور آپ اُٹھائیں صعوبتیں! — حاضر ہیں جب حضور کے خدام خیر و شر

فرمایا یہ درست ہے لیکن بزعمِ من — انساں کو چاہیئے کہ پکڑلے کوئی ہنر

یہ راز بھی نہاں ہے شریعت میں اے عزیز — چاہے جو کامیابی تو خود بھی ہو کام گر

یہ تھا وہ خلق و اسوۂ حسنہ حضور کا

ہوتا تھا ملحدوں کے دلوں پر جو کارگر

بغداد کا ایک خاص تار مظہر ہے: عراق اور شام کے سرحدی مسئلہ کے متعلق فرانس اور عراق کی گفت و شنید امید افزا اور یکجہتی کی فضا میں ہو رہی تھی۔ لیکن آخرکار منقطع ہوگئی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ فرانس چاہتا ہے۔ کہ شام کے ساتھ بعض ایسے علاقوں کا الحاق کرے جو عراق کے اندر واقع ہیں۔ اور عراق مزید دراندازی کو اپنے انسانی حدود پر تجاوز خیال کرتا ہے۔

معلوم ہوا ہے کہ حکومت عراق نے اپنے نمائندوں کو لکھا ہے کہ پیرس سے فی الفور واپس آجائیں۔ لیکن چونکہ وزیر اعظم عراق آجکل باہر گئے ہوئے ہیں۔ اس لئے انھوں نے عراقی وفد کو لکھا ہے کہ ان کے پیرس پہنچنے تک وہیں مقیم رہیں تاکہ اگر ممکن ہو سکے تو کوئی تصفیہ ہو جائے۔

یافہ کا ایک پیغام مظہر ہے کہ فلسطین کے محکمہ ریلوے نے مصری ملازموں کو اطلاع دی ہے کہ وہ فلسطین کی رعایا بن جائیں۔ ورنہ ان کو ملازمت سے علیحدہ کیا جائے گا۔ مصری ملازموں نے اس حکم کے خلاف احتجاج کیا۔ اور مصری کونسل مقیم یروشلم سے درخواست کی ہے کہ اس معاملہ میں مداخلت کرے۔

قاہرہ ۲۵ ستمبر۔ مصری وزیر حرب نے مصری ہوائی بیڑہ مرتب کرنے کا انتظام کیا ہے۔ جو برطانیہ کی زیر نگرانی رہے گا۔ پہلے پہل اس میں پانچ ہوائی جہاز شامل ہوں گے۔ اس وقت تین مصری انگلستان میں تعلیم پرواز حاصل کر رہے ہیں۔ پانچ ایلوخیرین مائل ایرفورس کے ساتھ کام کر رہے ہیں

عراق میں حزب الاحد کے نام سے ایک جدید جماعت قائم ہوئی ہے۔ جس کا مقصد موجودہ وزارت کی حمایت اور پارلیمنٹ کا اعتماد حاصل کرنا ہے۔ چنانچہ اس نے صدا العراق نام سے ایک سیاسی روزنامہ بھی جاری کیا ہے۔ یہ روزنامہ موجودہ وزارت کا اظہار ہے۔ اس کے مصارف جدید جماعت بہم پہنچاتی ہے۔

الاہرام قاہرہ کو روم کے ایک پیغام سے معلوم ہوا ہے کہ اطالوی اخبارات مسئلہ فلسطین پر گفتگو و تبصرہ میں مصروف ہیں۔ یہ مسئلہ آجکل سیاسی حلقوں کی دلچسپی کا موجب بن رہا ہے۔ اطالوی اخبارات کا ایک بڑا طبقہ باتفاق اس بات کا قائل ہے کہ موجودہ تنازعات مذہبی نوعیت نہیں رکھتے۔ کیونکہ صیہونیت کوئی مذہبی تحریک نہیں۔ بلکہ سیاسی ہے۔ چنانچہ یہودی قومیت اور عرب قومیت کا تصادم ہو رہا ہے۔

عالم اسلام

الاہرام قاہرہ بغداد کے ایک نامہ نگار کے حوالہ سے لکھتا ہے کہ حکومت عراق کے محکمہ ریلوے نے تمام ملازموں کے نام ایک حکم جاری کیا ہے جس میں لکھا ہے کہ ... عراق کی قومیت ...

ملازم دفتر اور متعلقہ محکمہ میں حاضر ہو کر عراق قومیت کے حصول کے لئے اور خواہش کر رہے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ ... وزیر داخلہ ... اور خواہش ...

شذرات

(از جناب مولوی عبد الحق صاحب)

قدآباد سکے مرقد مسیح موعود کے رہنے والوں کو کہ جن میں کا ایک ایک فرد اس دنیا رِ نگ بو میں ایک رنگین اور روح پرور مئے کا گویا چھلکتا ہوا جام ہے۔ کہ جس کی کیف آور اور نکہت افزا نسیم سے ہم پیغام بلڈنگ کے رہنے والے خشک اور کرخت دماغوں کو بھی ایک گونہ راحت اور مسرت حاصل ہو جاتی ہے۔ کیا زندہ دل لوگ ہیں کہ جن کی زندگی عبارت ہے محض چند والہانہ اور عاشقانہ حرکات و سکنات سے کہ جو عقل و ہوش کی حد بندیوں اور علم و معرفت کی سنت پذیریوں سے یکسر آزاد ہے۔ علامہ اقبال نے کیا خوب لکھا تھا۔

اچھا ہے دل کے پاس رہے پاسبان عقل
لیکن کبھی کبھی اسے تنہا بھی چھوڑ دے

وارفتہ مزاجوں اور رنگین دلوں کو مبارک ہو کہ ایک ایسی جماعت بھی پیدا ہو گئی ہے کہ جن کے ہاں عقل و خرد کا استعمال جرم قرار دیدیا گیا ہے۔ روپیہ اور پیسہ کی طرح دین و ایمان اور عقل و دانش بھی انہوں نے نصب خلافت کی نذر کر دیا ہے۔ عیسائیت اپنے مسئلہ کفارہ اور ایمان بر الوہیت مسیح کی وجہ سے بدنام ہے یہاں کا ہر پیر اور مولوی لوگوں کے دین و ایمان اور فرزانگی پر قبضہ کرکے دنیا بھر کی اباحت کو جائز کر دینے والا اور شافع روز محشر بنا بیٹھا ہے۔ ایک خلیفۃ المسیح ثانی کی خلافت ثانیہ پر ایمان لانے سے کل انبیاء پر ایمان اور تکمیل دین کا ڈپلوما مل جاتا ہے۔ اور حسن و جمال کے اس بے نظیر مجسمہ کا انکار کرکے نہ صرف حضرت مسیح موعود۔ بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور کل انبیاء بنی اسرائیل کی رسالت کا منکر ٹھہر جاتا ہے۔ آخر کیوں نہ ہو۔ کان اللہ نزل من السماء کی نص منطوق کا شان نزول آپ ہی تو ہیں۔ اس آسمانی خدا کے زمین پر موجود ہوتے ہوئے کس عمل صالحہ کی ضرورت باقی رہ جاتی ہے۔ کہ انسان اس کا اکتساب کرے۔ عمل و کوشش کی وہ تمام جد و جہد اس نکتہ پر آکر ختم ہو جاتی ہے۔ کہ اس کا ایک ایسا پیر ہو کہ جو اسے میدان محشر کے خوف سے نجات دلا سکے۔ یہ ایک تمنائے رنگین ہے۔ کہ جو اگر چند سیم و زر کے دانوں سے خریدی جاسکے۔ تو زہے نصیب۔

ہم مبالغین ہیں۔ ہم نے وہ سب کچھ کہ جو ہمارا کہلاتا ہے۔ عقل و خرد کی حقیر سی جنس سے لے کر دین و ایمان کی بے بہا نعمت تک نصب خلافت پر قربان کر دیا ہے۔ ہماری ہر حرکت و سکون اور ہماری ساری نیاز مندیوں کی چوکھٹ قصر خلافت کا زریں زینہ ہے۔ خوشا نصیب کہ جسے یہ فخر حاصل ہو کہ وہ اس خوبرو اور حسین خلافت کی جوتیوں کا غلام ہو۔ یہ ہے وہ ذہنیت کہ جو قادیان اور ماورائے قادیان نصب خلافت کے پجاریوں میں ہر جگہ موجود ہے۔ اس ظلمت شب تار نے اور فطرۃ انسانی کی اس سیاہ بختی نے جماعت مسیح موعود کو جس قعر ذلت میں اُتارا ہے۔ اس کے لئے جس قدر بھی گریہ و ماتم کیا جائے بجا اور روا ہے۔ وہ مسیح موعود کہ جو امت محمدیہ میں رونق اور شوکت پیدا کرنے کے لئے آیا تھا۔ کیا اسی کے ہاں اسی کے نام لیوا امتِ محمدیہ کی بربادی پر خوشیاں نہیں منانے۔

(۱) کیا انہوں نے بیک جنبش قلم دنیا کے مسلمانوں کو کافر نہیں گردانا؟

(۲) کیا انہوں نے میاں محمود احمد کی خلافت کے منکر کو انبیاء کا منکر نہیں کہا؟

(۳) کیا وہ حضرت مرزا صاحب کی روحانیت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت سے اعلیٰ اور اقوی اور اشد نہیں کہتے؟

(۴) کیا وہ حضرت مرزا صاحب کی وحی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی یا قرآن کریم کے برابر نہیں سمجھتے؟

(۵) کیا وہ حرم قادیان کے بالمقابل حرم کعبہ کی چھاتیوں کو خشک شدہ نہیں کہتے۔

احمدی قوم اُٹھ اور غور کر کہ تجھے کس طرف لیجایا جا رہا ہے کلمہ طیبہ عملاً منسوخ کر دیا گیا ہے۔ کہ اس کے پڑھنے سے کوئی شخص مسلمان نہیں ہو سکتا۔ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ بے معنی ٹھہرا دیئے گئے ہیں۔ کیونکہ مسلمان صرف مسیح موعود اور خلیفۃ المسیح پر ایمان لاکر ہی کہلا سکتا ہے۔ مسلمانان عالم پر اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین پاک پر جو ستم ڈھایا گیا ہے۔ وہ ان مندرجہ ارکانِ خمسہ امت قادیان سے ظاہر ہے۔

ایک مسلمان اس ظلم و ستم کے خلاف جتنا بھی اظہار نفرت کرے بجا ہے۔ اور ملتِ بیضاء کی اس بیخکنی اور اصول اسلام پر اس نشتر اندازی کے خلاف جتنا بھی گریہ کرے روا ہے۔ تاہم بعض طبیعت کے باریک اور تہذیب کے مہین قادیانی شاکی ہیں کہ شذرات میں ان کو مُنّی وغیرہ الفاظ سے یاد کیا جاتا ہے۔ کہ جو خلاف متانت اور تہذیب جدید ہے۔ ان سے ہم صرف اسقدر عرض کریں گے کہ مسلمانوں کی تکفیر یا کلمہ گو دوں کو کافر کہنا۔ ان کے ساتھ رشتہ و ناطہ کو حرام قرار دیکر جن لوگوں نے اس قسم کے تعلقات قائم کئے ہیں۔ ان کو اس گروہ فتوی کے نیچے لانا۔ دوسروں کو دجال، منافق، بے ایمان، ابلیس، شیطان لکھنا۔ ان کے ساتھ مکالمت مجالست [illegible] تہذیب قادیان

اور مُنّی مرغ لکھنا پیغام کی بدتہذیبی ہے۔ آخر وہ ہم سے کیا چاہتے ہیں۔ کیا ہم بھی اس الفضل میر قاسم اور فضل عمری تہذیب کو ان کے جواب میں بت لیا کریں۔ یا عیسائیوں کی طرح ایک گال پر طمانچہ کھاکر دوسری آگے کر دیا کریں۔ اور یا پھر ہلکی مدہم بھینی بھینی خوشبو والے یہ پھول (مُنّی مرغ وغیرہ) ان کے منہ پر مار دیا کریں۔

مناظرہ چندر کے منگولا کی مختصر رپورٹ آپ پڑھ چکے غیر احمدی علماء کی آراء آپ نے دیکھ لیں۔ ایک مرید میاں صاحب کی زبانی بھی اس کے جواب میں سن لی اسکے جواب میں یکے بعد دیگرے دو مضمون "الفضل" میں سفیدی پر سیاہی پھیر چکے ہیں۔ کہ جن کو دیکھ کر مولانا عصمت اللہ صاحب تین روز سے قلم اُٹھائے بیٹھے ہیں۔ کہ جس طرح ہم نے مناظرہ میں محمودیوں کو تقریراً قتل کیا تھا۔ اسی طرح اب اخبار میں بھی ان کو قلم کریں۔ مگر "الفضل" کے مضامین کو پڑھ کر ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ مناظرہ چندر میں جو کچھ نغمہ نوازی کی وہ مولانا بار محمد نے ہی کی۔ مولانا عصمت اللہ صاحب تو بس اس پنچم سُر کی داد ہی دیتے رہے۔ اور لوگوں نے بھی مولانا عصمت اللہ کی داد کی ہی داد دی۔ یہاں تک کہ ایک معزز مرید میاں صاحب بھی اسی پر پھڑک اُٹھا۔

دستکاری کی نمائش

اپنی بہنوں کی خدمت میں گذارش

میری معزز بہنو! ہمارا سالانہ جلسہ قریب آرہا ہے۔ اور آپ کو معلوم ہی ہے کہ جلسے کے ساتھ جو نمائش کی جاتی ہے۔ اس کا مقصد اشاعت اسلام میں مدد دینا ہے۔ ہمارے لئے یہ موقع ہے کہ ہم اپنی دینی محبت کا کچھ عملی ثبوت دے سکیں۔ جلسہ نمائش غالباً دسمبر کو ہوگی۔ صحیح تاریخ سے بعد میں بذریعہ اخبار اطلاع دی جائے گی۔ اس وقت صرف اس قدر التماس ہے۔ کہ دستکاری کی نمائش میں ہر ایک بہن اور بچی کو حصہ لینا چاہئے۔ اس لئے سب بہنوں کی خدمت میں گذارش ہے کہ وہ اپنی اپنی دستکاری ۱۰ دسمبر تک مجھے بھیجدیں۔ نیز متعدد شہروں کی انجمنہائے اشاعت اسلام کے سیکرٹری صاحبان نے لکھا تھا۔ کہ وہ اپنے اپنے شہر میں سے دستکاری جمع کرکے بھیجیں گے۔ سو مہربانی سے وہ بھی توجہ فرمائیں۔

اور محترم بہن بنت مولوی محمد عبد اللہ صاحب وکیل سرینگر کی خدمت میں گذارش ہے کہ وہ بھی کشمیر سے دستکاری جمع کرکے جلد روانہ فرمائیں۔

جن معزز برادران کی نظروں سے یہ سطور گذریں از راہ کرم وہ اپنے گھروں سے یہ پیغام پہنچا کر عند اللہ ماجور ہوں۔

خاکسار - اہلیہ محمد علی سیکرٹری جماعت انجمن خواتین لاہور

ضروری اطلاع

اس ہفتہ مفصلہ ذیل خریدار صاحبان کی خدمت میں وی پی بھیجے جا رہے ہیں براہ کرم وہ ان کو وصول فرمالیں۔ کافی عرصہ پہلے ان تمام اصحاب کو میعاد ختم ہونے کی اطلاع دیدی گئی تھی۔ اب طویل انتظار کے بعد وی پی ارسال کئے گئے۔ جن کو وصول کرنا ان کا اخلاقی فرض ہے۔ ہر ایک وی پی کے ساتھ ایک اطلاعی کارڈ بھیجا گیا ہے۔ اخبار کے ذریعے بھی اعلان کیا جاتا ہے۔ آجکل اخبار کو روپے کی اشد ضرورت ہے۔ وی پی واپس کرنے کے معنے اپنے قومی اخبار کو مالی نقصان پہنچانا ہوگا (مینجر)

نمبر خریداری	نام و پتہ	رقم وی پی
۵۴	منشی محمد حسین صاحب اپیل نویس رائے کوٹ لدھیانہ	۳/۶
۱۲۹	چوہدری سلطان علی صاحب زراعتی فارم جالندھر شہر	۳/۶
۲۲۵	محمد حسین صاحب ٹھیکہ دار سینی ٹینکال فیروزپور چھاؤنی	۳/۹
۲۶۵	خانصاحب محمد ناصر خان صاحب میر منشی رخصتی محلہ اقبال گنج لدھیانہ	۳/۶
۳۵۰	چوہدری علی گوہر صاحب نمبردار چک نمبر ۹ شمالی پنہار ڈاکخانہ بھلوال ضلع سرگودہ	۳/۶
۵۲۰	مرزا خدا بخش صاحب متصل تالاب واٹر ورکس کوچہ سقاں لاہور	۳/۶
۶۹۶	سید چراغ شاہ صاحب مقام ارجنی پایاں ڈاکخانہ صدر پشاور	۳/۶
۸۰۷	منشی مراد علی صاحب پٹواری چک ۱۰۷ براہ گاہیر ضلع منٹگمری	۳/۶
۹۸۶	شیخ بشیر احمد صاحب۔ کاٹن فیکٹری سانگلہ ہل ضلع شیخوپورہ	۳/۶
۹۹۰	جناب حاجی جان محمد صاحب رئیس کبیر گو پانگ ڈاکخانہ جیر پور ضلع مظفر گڑھ	۳/۶
۹۹۱	مستری عبد الحفیظ صاحب جمشید پور براستہ ٹاٹا نگر	۳/۶
۱۱۰۳	چوہدری محمد افضل صاحب معرفت چوہدری محمد اصغر صاحب احمدی متصل مسجد لودھر سیال کوٹ	للعہ
۱۳۰۴	پیر مہتاب شاہ صاحب دہولہ براستہ کھیوڑہ نمک ضلع جہلم	۳/۶
۱۳۰۵	راجہ جعفر خان صاحب پنن وال ضلع جہلم	۳/۶
۱۳۰۶	صوبیدار میجر مہدی خانصاحب آنریری مجسٹریٹ پنڈ دادن خاں ضلع جہلم	۳/۶
۱۳۰۹	ایم علاؤ الدین خاں صاحب میسور	للعہ
۱۵۱۰	شیخ احمد خاں صاحب معرفت خان صدیق احمد خاں صاحب ای اے سی۔ رہتک	۳/۶
۱۵۱۱	چودھری خورشید احمد صاحب جلال پور ضلع گجرات	۳/۶
۱۵۱۲	سید بدر الحسن صاحب جی آئی پی ہیڈ نیرہ	۳/۶
۱۵۱۴	منشی عبد الشکور صاحب معرفت منشی عبد اللہ صاحب بلاسپور۔ سی۔ پی	۳/۶
۱۵۱۵	راجہ محمد زمان خانصاحب سب انسپکٹر پولیس تھانہ دیوان کھیڑہ ضلع فیروزپور	۳/۶
۱۵۱۶	سید محمد حسین شاہ صاحب چوک زیر دروازہ فیروزپور شہر	۳/۶
۱۵۲۲	جناب مرزا رحیم بیگ صاحب طالب علم ہائی اسکول بیات چنیہ	للعہ
۱۵۲۴	جناب سرور خانصاحب تحصیلدار کرناہ براستہ دومیل کشمیر	۳/۶
۱۵۲۷	مرزا رحمت بیگ صاحب ہیڈ منشی بکٹ گنج مردان	۳/۶
۱۵۳۱	حبیب اللہ صاحب طالب علم معرفت خواجہ عزیز جو ٹھیکیدار بالیمہ سری نگر کشمیر	للعہ

نوٹ: اگر وی پی پہنچنے پر فی الفور روپے کا انتظام نہ ہو سکتا ہو تو اسے واپس نہ کرنا چاہئے۔ بلکہ بطور امانت ڈاکخانہ میں رکھوا دینا چاہئے۔ اور جلد سے جلد روپے کا انتظام کرکے وصول کر لینا چاہئے۔ وی پی آٹھ دس روز تک ڈاکخانہ میں امانت رہ سکتا ہے (مینجر)

خبریں

—— چڑانوالہ میں خالصہ سکول کے طالب علم نرائن سنگھ نے ایک معمولی جھگڑے میں ایک دوسرے طالب علم کا کرپان سے کام تمام کردیا۔

—— ۲۴ر جنوری کو بعد نماز جمعہ لاہور کی مسجد نیلا گنبد میں عیسائیوں کا ایک خاندان مشرف باسلام ہوا۔ تمام نمازیوں نے نومسلموں کی استقامت کے لئے دعا کی۔

—— ڈپٹی کمشنر گورداسپور نے ظفروال کے معاملہ کا فیصلہ کرنے کے لئے چھ غیر سرکاری سکھوں اور مسلمانوں کی ایک مجلس مرتب کی ہے جو موقع پر پہنچکر اختلاف دور کرنے کے لئے بہترین طریق کار کی سفارش کرے گی۔

—— بمبئی ۲۴ر جنوری۔ جی آئی پی ریلوے والوں نے محکمہ کی بعض بے عنوانیوں سے تنگ آکر ہڑتال کرنے کا فیصلہ کرلیا تھا۔ ایجنٹ نے مزدوروں کو تشفی دینے کی کوشش کی۔ مزدوروں کے درمیان سخت جوش پھیلا ہوا ہے۔

—— پیر کرم شاہ جو کرنیل لارنس کے نام سے مشہور ہیں پھر امرتسر پہنچ گئے ہیں۔ حضرت کچھ عرصہ سے گم تھے۔

—— امرتسر ۲۳ر جنوری۔ آج بعد نماز جمعہ مسجد خیر الدین سے ایک عظیم الشان جلوس نکلا۔ جس میں لاہور کی والنٹیر کور کے ۲۵ رضاکار ظفروال جانے کے لئے بیتاب نظر آتے تھے۔ جلوس کے آگے اونٹ پر اسلامی جھنڈا لہرا رہا تھا۔ اللہ اکبر۔ اسلام زندہ باد۔ ملوکیت برباد کے نعرے لگائے گئے۔ مسلمانوں نے رضاکاروں کے گلے میں پھولوں کے ہار ڈالے۔ اور سے ان کی تواضع کی گئی۔

—— مولانا قرشی اور حکیم احمد حسن نے پرجوش تقریروں میں اعلان کیا کہ ہم ظفروال میں جا کر اذانیں دیں گے۔ اور دیکھیں گے کہ کونسی طاقت ہمارے سد راہ ہوتی ہے۔ ایک قرارداد میں حکومت کو متنبہ کیا گیا کہ اگر رمضان سے پہلے پہلے معاملہ طے نہ ہوا تو قافلے بھیجنے شروع کر دیے جائینگے۔ اور نتائج کی ذمہ داری حکومت پر عاید ہوگی۔

—— لندن ۲۳ر جنوری۔ دو ہندوستانی طلبا (سنت رام کھاٹکے اور یشونت راؤ کھاٹکے عمریں ۲۱ اور ۲۰ سال) اس جرم میں عدالت کے سامنے پیش ہوئے کہ بڑے بھائی نے ایک جوہری کی دوکان سے ۸۱۵ پونڈ کی مالیت کے جواہرات چرائے۔ سنت رام نے اقبال کیا کہ اس نے نقب لگائی۔ اور اس وقت اس کے پاس پستول تھا۔ چھوٹا بھائی سند یافتہ ہوا باز ہے۔ دونوں ریاست بڑودہ کے وظیفہ پر انگلستان میں آئے۔ چال چلن کی خرابی کی وجہ گھوڑوں کی دوڑ پر شرط لگانا بیان کی جاتی ہے۔ دونوں بھائی ہوائی جہاز کے ذریعے فرار ہونا چاہتے تھے۔ جاسوس کے اس بیان پر کہ انڈیا ہاؤس انہیں جلد ہندوستان پہنچا دینے پر رضامند ہے عدالت نے کہا کہ اگر کوئی ذمہ دار افسر اس کا بندوبست کرائے تو اسے کوئی اعتراض نہیں۔

—— فرنٹیر ایڈوکیٹ کو کابل سے اطلاع ملی ہے کہ اعلیحضرت نادر شاہ نے ان افغانوں کے ورثا کو جاگیروں اور فوری امداد کے لئے ایک لاکھ روپیہ کابلی کا عطیہ منظور فرمایا ہے۔ جنہیں بچہ سقہ نے قتل کردیا تھا۔

—— معلوم ہوا ہے کہ کوہاٹ کے ڈپٹی کمشنر کو برطانوی سفارت خانہ کے مشیر کی حیثیت سے کابل بھیجا جائے گا۔

—— سردار علی احمد جان شہید کی بیوہ شہزادی سراج البنات نے جو آجکل بمبئی میں اپنی لڑکی کا علاج کرانے کی غرض سے تشریف فرما ہیں اس خبر کی پرزور تردید کی ہے کہ انہیں ترک وطن پر مجبور کیا گیا ہے۔ آپ فرماتی ہیں کہ امیر نادر شاہ مجھ پر بہت مہربان ہیں۔ اور انہوں نے مجھے سفرخرچ بھی عطا کیا۔ موسم سرما کے خاتمہ پر آپ پھر افغانستان چلی جائیں گی۔

—— کلکتہ ۱۲ر جنوری۔ اتوار کی شام کو کلکتہ میں جہاز "ستلج" وارد ہوا جس میں نو سو ایسے ہندوستانی تھے جنہیں افریقہ سے خارج کردیا گیا ہے۔

—— وینکانیر (کاٹھیاواڑ) ۱۲ر جنوری کو ستیاگراہی کسانوں کی جماعت کو ریاست موربی کی حدود سے نکال دیا گیا تھا لیکن ۲۲ کی شام کو وہ پھر داخل ہو گئے۔ ریاست نے کسانوں سے مفاہمت کرلی ہے۔ ستیہ گرہیوں کی جماعت اپنی کامیابی کے بعد دھوان واپس چلی گئی۔

—— واشنگٹن ۲۲ر جنوری۔ چونکہ جنوری اور ممالک متحدہ امریکہ میں طوطوں کی بیماری پھیل گئی ہے اس لئے آسٹریلیا کے علاقہ میں طوطوں کی درآمد بند کر دی گئی ہے۔

—— افسوس ہے کہ شیخ نیاز محمد ایم اے ایڈوکیٹ لاہور قلب کی حرکت بند ہو جانے سے یکایک انتقال فرما گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

انتقال سے تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ پیشتر مرحوم مشن کالج کی بزم مذاکرہ کی صدارت کے فرائض انجام دے کر گھر واپس آئے تھے۔

—— ملتان کے باغ لنگے خاں میں کسی شریر نے شاہ ایڈورڈ ہفتم کے مجسمہ پر سیاہی پھیر دی۔ پولیس داغوں کو دور اور مجرم کی تلاش کرنے میں سرگرم ہے۔

—— پچھلے دنوں مسٹر پٹیل صدر اسمبلی نے یہ تجویز پیش کی تھی کہ اسمبلی کی پولیس علیحدہ ہونی چاہئے۔ جو ضروری انتظام کرے لیکن اسمبلی کے حادثہ بم کے بعد پولیس کافی تعداد میں اندر و باہر مقرر کر دی گئی۔ اس پر اسمبلی کے صدر نے کل پولیس کو ایوان سے باہر نکلوا دیا۔ اس معاملہ کے متعلق حکومت اور صدر میں کشمکش جاری ہے۔

—— فرنٹیر ایڈوکیٹ پشاور کو کابل سے اطلاع ملی ہے کہ شاہ نادر خاں نے افغانستان میں عورتوں کو پردہ اڑا دینے کی اجازت دیدی ہے۔ چنانچہ بیگمات اور شاہی خاندان کی خواتین بازاروں میں کشادہ منہ نظر آتی ہیں۔

—— ڈسٹرکٹ بورڈ کے سپاسنامہ کا جواب دیتے ہوئے ہز اکسیلنسی گورنر نے فرمایا کہ گذشتہ سیلاب اور قلت آب کی وجہ سے صوبہ کے مالیہ کے سوا کروڑ روپیہ سے زیادہ نقصان پہنچا ہے۔

—— مسٹر گاندھی نے ینگ انڈیا میں انگریزوں کو مخاطب کرتے ہوئے لکھا ہے کہ کانگرس کے لئے سوائے اس کے اور چارہ نہ تھا کہ درجہ مستعمرات کے بجائے کامل آزادی کا اعلان کر دے۔ مگر میں برطانیہ کی غلامی سے نجات پانے کے لئے بیتاب ہوں۔ لیکن میں برطانیہ کا دشمن نہیں ہوں۔

—— ۱۶ ماہ حال کو جب ایسٹ انڈیا کارپٹ فیکٹری کے یورپین منیجر اپنے دفتر سے روانہ ہو رہے تھے تو ان کی موٹر میں کسی نے بم رکھ دیا۔ اس سلسلہ میں پولیس نے کٹڑہ کرم سنگھ اور اس کے نواح میں ایک درجن سے زیادہ کشمیریوں کے مکانات کی تلاشی لی۔ ابھی تک کوئی گرفتاری عمل میں نہیں آئی۔

—— علی پور کے ایڈیشنل مجسٹریٹ نے مسٹر سبھاش چندر بوس صدر، مسٹر کرن شنکر رائے سیکرٹری اور ڈاکٹر جے ایم داس گپتا اور نو دیگر ارکان بنگال کانگرس کمیٹی کو اس جرم میں ایک ایک سال قید بامشقت کی سزا دی ہے کہ انہوں نے سیاسی اسیروں کے یوم کے سلسلہ میں جلوس نکالا جب مجسٹریٹ عدالت کے کمرے میں داخل ہوا تو ملوکیت برباد کے نعرے لگائے گئے۔

—— بغداد ۲۲ر جنوری۔ سلطان ابن سعود نے عراق کے اس علاقہ میں داخل ہونے سے انکار کر دیا جہاں حکومت عراق نے انہیں مدعو کرنے کی تجویز کی تھی۔ سلطان موصوف نے یہ تجویز پیش کی ہے کہ عرب بادشاہوں کی کانفرنس کویت کے جنوب مغرب کی طرف صحرا میں ان کے موجودہ کیمپ کے نزدیک منعقد ہونی چاہئے۔ چنانچہ شاہ فیصل اور ان کے رفقا کویت کے جنوب کی جانب کسی بندرگاہ کو روانہ ہوں گے۔

—— حکومت نجد حکومت برطانیہ سے اس امر کا مطالبہ کر رہی ہے کہ صحرا کا مشہور ڈاکو فیصل الدویش اس کے حوالے کر دیا جائے۔

—— موچی دروازہ لاہور کے مسلمانوں نے اخبارات میں ایک اعلان شائع کروایا تھا۔ کہ وہ مہاسبھائی کانگرس کے کسی جلوس یا جلسہ میں قطعاً شامل نہیں ہوں گے اور نہ ۲۶ر جنوری کے نام نہاد یوم آزادی میں کسی قسم کا حصہ لیں گے۔

ضروری اطلاع

چونکہ ۱۶ر جنوری ۱۹۳۰ء سے ووکنگ مشن کا حساب و کتاب انجمن سے الگ ہوگیا ہے اس لئے مشن کے متعلق کوئی آمدنی اس تاریخ کے بعد انجمن میں وصول نہیں کی جاتی۔ جو احباب مشن کی مالی امداد کے لئے اپنی رقم انجمن کے چندہ کے ساتھ بذریعہ منی آرڈر محاسب انجمن کے نام بھیجا کرتے تھے وہ براہ کرم آئندہ مشن کی رقم مشن کے دفتر میں علیحدہ بھیجا کریں۔ تاکہ حساب میں کوئی مغالطہ نہ ہو۔

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیر جماعت ڈلہوزی سے واپس تشریف لے آئے ہیں اور خدا کے فضل و کرم سے بخیریت ہیں۔

—— ذیل کے احباب نے عراق عرب سے اخویم سید تصدق حسین صاحب کے ذریعہ سے رقومات حسب تفصیل انجمن کے خزانہ میں ارسال کی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب مخلص احباب کو جزائے خیر دے۔ اور ان کے مالوں اور جانوں میں بہت بہت برکت عطا کرے۔

اخویم لطیف اسماعیل صاحب چندہ پیغام صلح ——— ـــلے
اخویم اے۔ آر سلیمان میاں جی صاحب ——— للعہ
اخویم ابراہیم صاحب ترجمۃ القرآن ——— للعہ
اخویم ابراہیم سجانی صاحب چندہ پیغام صلح ——— ــے
اخویم موسیٰ افندی صاحب تبلیغ ——— عا
اخویم محمد شیر گل صاحب چندہ ماہوار اکتوبر ——— ـعہ ر
اخویم سید تصدق حسین صاحب چندہ ماہوار ——— صہ ر
قیمت کتب ——— عالـ

۲۶ جون کو برادر موصوف کی معرفت ۳۳۳ کی مزید رقم وصول ہوئی ہے۔ جس کی تفصیل یہ ہے۔

حساب دار الکتب قیمت قرآن کریم انگریزی ——— ــہ
معرفت: اخویم محمد شیر گل صاحب برائے برلن مسجد ——— ـعہ
اخویم محمد شیر گل صاحب چندہ ماہوار عید فنڈ و فطرانہ ——— ســے
اخویم سید تصدق حسین صاحب چندہ ماہوار و عید فنڈ و فطرانہ ——— ۱۲ار
اخویم محمد ابراہیم ابن آدم صاحب فطرانہ ——— ــعہ
قیمت کتاب ولادت مسیح ——— عہ

—— اخویم رحمت اللہ صاحب نے شرقت سے ۶ زکوٰۃ کے ارسال فرمائے ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ برادر موصوف کو بہت بہت جزاء خیر دے۔

—— اخویم ابو عبد الرزاق صاحب ریٹائرڈ سٹیشن ماسٹر حیدر آباد دکن سے ۱۰ بذریعہ منی آرڈر بھیج کر لکھتے ہیں کہ یہ عزیز عبد الباسط طولعمرہٗ کا ایک ماہ کا وظیفہ ہے جو اسے گزشتہ سال ایف۔ اے کے امتحان میں یونیورسٹی میں اوّل نمبر رہنے پر ملا تھا۔

اب خدا کے فضل سے انجینئرنگ کالج میں داخل ہو گیا ہے۔ جہاں داخلہ کے وقت قریباً ساٹھ لڑکے مقابلہ کرنے والے تھے۔ جن میں ایم اے تک کے لڑکے شامل تھے۔ پندرہ لڑکے منتخب ہوئے۔ جن میں عزیز عبد الباسط بھی گیا۔ جملہ احباب دعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالیٰ اس نوجوان بچے کو صحت و عافیت کے ساتھ دین و دنیا میں کامیاب کرے۔ اور والدین کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہو۔ بابو صاحب کے لئے بھی احباب دعائے خیر و عافیت فرماویں۔

—— جناب اخویم ڈاکٹر برکت علی صاحب سہارن پور کو ایک دیانت دار احمدی کمپونڈر کی ضرورت ہے۔ ابتدائی تنخواہ ۲۰ ماہوار۔ تین ماہ کے تجربہ کے بعد ۲۵ ماہوار بعد ازاں ۳ روپیہ سالانہ ترقی کے ساتھ ۵۰ تک جا سکیگا۔ درخواستیں معہ سفارش ڈاکٹر صاحب کے بھیجدی جائیں۔

جائنٹ سیکرٹری

—— نہایت افسوس ہے کہ شیخ غلام محمد صاحب اسسٹنٹ سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے بچے کا جس کی عمر ایک سال تھی ۲۹ مارچ کو انتقال ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ خدا مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور والدین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

تصحیح اخبار پیغام صلح مورخہ ۲۳ مارچ ۱۹۳۰ء میں جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے مضمون بعنوان "تشریعی و غیر تشریعی اور براہ راست نبوت کی اصل حقیقت" کے آخری چند الفاظ کاتب کے سہو سے رہ گئے ہیں مکمل فقرہ اس طرح ہے:۔

"نبی کے لئے ضروری ہے کہ وہ کوئی شریعت یا شریعت کے بعض احکام لائے اور براہ راست اپنی وحی کا متبع ہو۔ یہ نبی کی تعریف ہے نہ کہ اس کی قسمیں۔"

خبریں

—— لنڈن۔ ایسیا سیہ کا نامہ نگار رقمطراز ہے کہ بقول ڈیلی میل سلطان عبد الحمید مرحوم کی دولت کی نزاع ایک نئے دور میں داخل ہو گئی ہے۔ چند روز کے بعد سوئٹزرلینڈ میں ایک اور اجتماع ہوگا جس میں گفت و شنید کے مراحل طے ہوں گے۔ اور ۳۰ شاہزادوں اور شاہزادیوں کے مطالبات منتظمین کو دیئے جائیں گے۔ مسائل حسب ذیل ہیں۔

(۱) سلطان عبد الحمید کی شخصی جائداد ۳۰ کروڑ پونڈ ہے۔

(۲) سلطان عبد العزیز کی ملکہ کی ذاتی جائداد کئی لاکھ پونڈ ہے۔

(۳) متفرق دولت چند لاکھ پونڈ سے زاید

ویسٹ منسٹر کا ایک انگریز قانون دان سلطان کے ۲۲ ورثا کی طرف سے وکالت کرے گا۔ اسی طرح وہی وکیل سلطان کے متعلق ۱۰ وارثوں کی طرف سے پیروی کرے گا۔ جس میں سلطانہ کے بیٹے عبد المجید ثانی بھی ہیں۔

—— لنڈن۔ ڈیلی میل کا نامہ نگار نیس سے ایک برقی پیغام کے ذریعہ اطلاع دیتا ہے کہ نیس میں قصر کار ابا سل میں گیا۔ اور عثمانی شہزادوں کے سردار خلیفہ عبد المجید خاں ثانی سے ملا۔ ۶ برس سے سلطان موصوف نیس میں گوشہ نشین ہیں۔ اور ان کے اعزہ و اقارب ان کو ہمیشہ سلطان کے لقب سے مخاطب کرتے ہیں۔ سلطان نے مجھ سے فرمایا کہ آل عثمان پر جو مصائب نازل ہوئی ہیں اور ان کی جائدادوں اور حقوق کو جس طرح غصب کیا گیا ہے اس کو تو آپ لوگ پوری طرح نہیں سمجھ سکتے۔ جن جلا وطنی شہزادوں کا میں سردار ہوں۔ وہ جس جائداد کے دعویدار ہیں اس کو تخت و تاج سے کوئی علاقہ نہیں بلکہ وہ خاندان شاہی کی ذاتی ملکیت ہیں۔ اس کے بعد سلطان نے فرمایا کہ فاقہ کشی کی جس مصیبت میں اس گھر میں رہنے والے بعض لوگ مبتلا ہیں ان کا تم پوری طرح سے اندازہ نہیں لگا سکتے۔

—— پچھلے دنوں جنوری میں حجاز کے محکمہ ڈاک نے سلطان ابن سعود کی تخت نشینی کے جشن کے موقع پر یادگاری ٹکٹ جاری کئے تھے۔ ۸ جنوری سے ۱۰ جنوری تک کئی سو ٹکٹ چار روز میں نکالے گئے تھے۔ یہ سب کے سب مکہ معظمہ میں طبع کئے گئے تھے۔ ۱۲ جنوری کے بعد جسقدر ٹکٹ بچے ضائع کر دیئے گئے۔ امریکہ و یورپ میں ان ٹکٹوں کی مانگ بہت بڑھ گئی ہے۔ جن لوگوں نے ٹکٹ جمع کر لئے تھے انہوں نے ان کی قیمتیں بڑھا رہی ہیں۔

—— لنڈن۔ مارننگ پوسٹ کا نامہ نگار انقرہ رقمطراز ہے کہ امان اللہ خاں سابقہ بادشاہ افغانستان ۲۵ فروری کو انقرہ پہنچے۔ اسٹیشن پر غازی مصطفیٰ کمال پاشا اور کاظم پاشا رئیس مجلس وطنی اور بہت سے اعلیٰ ترکی افسروں نے ان سے ملاقات کی غازی پاشا نے جو امان اللہ خاں کے پرانے دوست ہیں ان کا خیر مقدم کیا۔ اور دیر تک انہیں گلے سے لگائے رہے اس محبت اور گرمجوشی سے امان اللہ خاں بے حد متاثر ہوئے۔ اس کے بعد دونوں میزبان اور مہمان گاڑی میں بیٹھ کر غازی پاشا کے مکان پر گئے۔

—— کلکتہ ۲۶ مارچ سول نافرمانی کی کونسل کے صدر نے اعلان کیا ہے کہ ۶ اپریل کو یا جو روز مہاتما جی مقرر کریں گے بعض مقامات میں نمک بنانا شروع کیا جائے۔ نیز اپریل کے تین ہفتوں میں ۶ ہزار رضا کار جیل میں بھیجنے کا انتظام کیا گیا ہے۔ ہر مرکز پر روزانہ ۲۶۰ سینہ گرہی رضاکار جمع ہوں گے۔

—— بمبئی ۲۸ مارچ۔ جی آئی پی ریلوے یونین کے مرکزی نمائندوں کا ایک جلسہ عام منعقد ہوا جس میں متعدد قرار دادیں منظور کی گئیں۔ فیصلہ کیا گیا کہ جب تک عام ہڑتال بحال نہ کئے جائیں ہڑتال زور ساتھ جاری رکھی جائے۔ اور ہڑتال مرکزی مجلس سے مطالبہ کیا گیا کہ ۲۹ مارچ تک کوئی باعزت فیصلہ نہ ہوا تو ۳ اپریل سے تمام لائن پر عام طور پر ستیہ گرہ شروع کر دی جائے۔ یہ قرار دادیں ہڑتالیوں کے جلسہ عام اور ہڑتال کمیٹی کے جلسہ میں منظور کر لی گئیں۔

—— بھڑوچ ۲۶ مارچ۔ آج شام جب گاندھی جی اور ان کے رضاکاروں نے انکلیشور جانے کے لئے دریائے نربدا کو عبور کرنے کے لئے روانہ ہوئے تو بھڑوچ کے بہت سے مرد اور عورتیں ان کے ساتھ ہو لئے۔ گاندھی جی کے ساتھ ان کی اہلیہ بھی ہیں۔ اور وہ ایک خاص طور پر آراستہ و پیراستہ کشتی میں بٹھائے گئے۔ ... "... ہے" اور قید نا ترم کے نعرے لگائے گئے۔

—— انکلیشور ۲۷ مارچ۔ گاندھی جی نے سابرمتی آشرم کے ایک اور طالب علم سہندر کو رضاکاروں میں داخل کر لیا ہے۔ ایک رضاکار انکلیشور میں چھوڑ دیا گیا ہے۔ کیونکہ مسلسل چلنے سے اس کے پاؤں متورم ہو گئے ہیں۔ گاندھی جی ساجود میں پہنچ گئے ہیں۔ آپ نے ایک جلسے میں جس کی حاضری بہت کم تھی تقریر کرتے ہوئے کہا کہ کل صبح میں ضلع بھڑوچ سے نکل جاؤں گا۔

—— نئی دہلی ۲۷ مارچ۔ معلوم ہوا ہے کہ آل پارٹیز کانفرنس کے مندوبین پنجاب تکلیف کے باعث آئندہ ماہ کے اوائل میں اجلاس بمبئی میں شریک ہونے کے متعلق نارضامندی کا اظہار کر رہے ہیں۔ اور انہوں نے تجویز پیش کی ہے کہ یہ اجلاس کسی مرکزی شہر مثلاً دہلی وغیرہ میں منعقد کیا جائے۔

مزید معلوم ہوا ہے کہ سر تیج بہادر سپرو نے مندوبین سے دریافت کیا ہے کہ آیا دہلی ان کے لئے مناسب مقام ہوگا۔

—— رگبی ۲۷ مارچ۔ آج دار العوام میں پوسٹ ماسٹر جنرل نے بیان کیا کہ آسٹریلیا کے ساتھ پوسٹ آفس کے لاسلکی ٹیلیفون کے سلسلے میں جس کی آزمائش سات ماہ سے ہو رہی ہے بڑی بھاری ترقی ہوئی ہے۔

—— نیو دہلی ۲۶ مارچ معلوم ہوا ہے کہ سر جیمز کریرار نے صدر اسمبلی کو لکھا ہے کہ اسمبلی کے موجودہ اجلاس کی میعاد میں ۲۸ مارچ کے بعد چند روز کی توسیع کی جائے۔ حکومت کو اندیشہ ہے کہ نیرف بل کا مباحثہ ۲۸ مارچ تک ختم نہیں ہوگا۔ اس کے علاوہ دوسرے امور کے لئے مزید تین دنوں کی ضرورت ہوگی۔

—— مدراس ۲۷ مارچ۔ مقامی حکومت نے گاندھی جی کے مارچ کی تینوں فلمیں ضبط شدہ قرار دیدی ہیں۔

—— امروہہ ۲۶ مارچ معتمد مجلس استقبالیہ جمعیۃ العلماء امروہہ برقی پیغام کے ذریعے سے مطلع فرماتے ہیں کہ مجلس استقبالیہ نے متفقہ طور پر جمعیۃ العلماء کے آئندہ اجلاس کا ۴ اور ۵ مئی کو امروہہ میں منعقد ہوگا۔ مولانا معین الدین صاحب اجمیری کو صدر منتخب کر لیا۔ اور جمعیۃ العلماء کی مرکزی کمیٹی سے درخواست کی کہ وہ اس انتخاب کو منظور کرے۔

—— ناگپور ۲۶ مارچ۔ صوبجات متوسط کی حکومت نے مصرحہ ذیل فلموں کو ممنوع قرار دیا ہے۔

(۱) مہاتما گاندھی کا آزادی کا کوچ۔ تیار کردہ ساردا فلم کمپنی۔
(۲) مہاتما گاندھی کا تاریخی کوچ تیار کردہ سری کرشنا فلم کمپنی
(۳) مہاتما گاندھی کا احمد آباد سے کوچ تیار کردہ سری رنجیت فلم کمپنی۔

—— لنڈن ۲۵ مارچ۔ سول اینڈ ملٹری گزٹ لاہور کا نامہ نگار خصوصی رقمطراز ہے:۔

یہ یقین کرنے کے لئے میرے پاس وجوہ موجود ہیں کہ سائمن کمیشن کی رپورٹ دفتر ہند میں دیدی گئی ہے۔ اور اس کی ایک نقل گزشتہ ڈاک میں ہز اکسیلنسی وائسرائے کو ارسال کر دی گئی ہے تاکہ ایسٹر کے بعد اس رپورٹ کے ہندوستان اور انگلستان ایک ہی وقت میں شائع کیا جا سکے۔

—— شلانگ ۲۵ مارچ۔ آج آسام کونسل میں ایک روپیہ کی تخفیف کی تحریک غیر سرکاری طور پر اس مطلب کے لئے منظور کی گئی ہے کہ گانجا پینے کی رسم بد کو روکنے کے لئے تشدد وانہ ذرائع اختیار کئے جائیں۔

—— دہلی ۲۴ مارچ۔ معتبر ذریعے سے معلوم ہوا ہے کہ ریاست بھوپال نے مولانا محمد علی ایڈیٹر ہمدرد کے لئے مبلغ ۸۰۰ سو روپیہ کا وظیفہ مقرر کیا ہے

—— حیدر آباد دکن ۲۵ مارچ۔ معلوم ہوا ہے کہ اعلیٰ حضرت حضور نظام نے مسلم یونیورسٹی کی ماہوار امداد میں ایک ہزار روپے کا اضافہ کیا ہے اور دس لاکھ روپیہ نقد مرحمت فرمایا ہے۔

مہاراجہ سر کرشن پرشاد اور نواب سالار جنگ نے وعدہ کیا ہے کہ اس کے علاوہ مزید گرانقدر عطیہ بھی دیا جائے گا

—— بمبئی ۲۶ مارچ کل شام کو گورنر بمبئی یکایک دہلی کو روانہ ہو گئے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ وہ وائسرائے کے ساتھ موجودہ سیاسی حالت پر گفت و شنید کرنے گئے ہیں۔ آپ احاطہ بمبئی کے جنوبی حصہ کا دورہ کرنے والے تھے۔ اب یہ دورہ منسوخ سمجھنا چاہیے۔

—— ناگپور ۲۶ مارچ۔ سر مانٹیگو بٹلر ۲۷ مارچ کی صبح کو ناگپور پہنچ کر صوبجات متوسط اور بہار کی گورنری کا چارج لے لیں گے۔

احمدیہ میوچل ریلیف فنڈ

اس فنڈ کی طرف سے جماعت کی عام طور پر بے رغبتی کی وجہ سے اور بالآخر جماعت پشاور کی جو اس فنڈ کی روح رواں تھی۔ اس فنڈ سے دست برداری کے باعث انجمن کی مجلس معتمدین منعقدہ ۸ جون ۱۹۳۰ء نے اس فنڈ کے متعلق حسب ذیل فیصلہ فرمایا ہے:-

"یہ فنڈ دیند کر دیا جائے۔ سوائے فیس داخلہ کے باقی ہر ایک شخص کی رقم جس نے اس فنڈ میں حصہ لیا ہو واپس کر دی جائے۔ مگر اس میں سے دو روپے متوفی ممبروں کے حساب میں کاٹ لئے جائیں۔ اور جن کی رقم دو روپے سے کم ہو وہ ساری وضع کر لی جائے۔ یہ کل رقم متوفی ممبروں کے ورثاء کو جماعت پشاور کی معرفت نصف نصف ادا کر دی جائے"

اس فنڈ کے متعلق کل حساب تیار کیا گیا ہے۔ ہر دوست کی جسقدر رقم جمع تھی وہ دکھا کر اس میں سے دو روپے یا کم جس قدر موجود تھے متوفی ممبران کے منہا کر کے بقایا نکال دیا گیا ہے۔ اس طرح کل رقم ۰-۰-۶۶۴-۱۰ روپے میں سے ۰-۸-۱۴۰ روپے امداد کے وضع کر کے باقی ۰-۲-۵۲۴ روپے انجمن کے پاس بطور امانت رہتے ہیں۔ جن کے متعلق سہل اور مناسب طریق یہی تجویز کیا جاتا ہے کہ ہر دوست اپنی اپنی رقم نوٹ کر کے

اپنے کسی چندہ وغیرہ میں جو اس نے مرکز میں بھیجنا ہو اُسے مجرا کرلے

شیخ ہدایت اللہ صاحب مرحوم و میاں غلام نبی صاحب مرحوم کی رقم ۹۴/۴/- و ۵۶/۱۲/- روپے بالترتیب بمد امداد اور فضل خالق خان مرحوم کی اپنی رقم ۷/۴/- روپے جماعت پشاور کی معرفت نقد ادا کرنے کا انتظام کر دیا گیا ہے۔

(صدرالدین سیکرٹری)

حساب احمدیہ میوچل ریلیف فنڈ

نام	رقم جمع شدہ		امداد پسماندگان مرحومین			باقی رقم بطور امانت نزد انجمن		
	آنے	روپے	پائی	آنے	روپے	پائی	آنے	روپے
۱ جناب ملک بشیر محمد خان جموں	۰	۲	:	۰	۲	۰	۰	۰
۲ " اہلیہ صاحبہ " "	۴		—	۴	—	۰	۰	۰
۳ " مستری شہاب الدین صاحب جموں	۱۴	۲	۰	۰	۲	۰	۱۴	۰
۴ " اہلیہ صاحبہ " " "	۱۴	۲	۰	۰	۲	۰	۱۴	
۵ " محمد یٰسین خان صاحب گورداسپور	۴	۳	۰	۰	۲	۰	۴	۱
۶ " شیخ یعقوب علی صاحب مارواڑ	۰	۳	۰	۰	۲	۰	۰	۱
۷ " ماسٹر سراج دین صاحب اسلامی شیخوپورہ	۰	۷۶	۰	۰	۲	۰	۰	۷۴
۸ " ماسٹر فقیر اللہ صاحب لاہور	۱۲		—	۱۲	—			
۹ " مستری ولی اللہ صاحب "	۱۲	۱	—	۱۲	۱			
۱۰ " میاں غلام محمد صاحب جلیسانہ "	۱۲	۱	—	۱۲	۱			
۱۱ " بابو غلام قادر صاحب لاہور	۰	۱	—	۰	۱			
۱۲ " شیخ محمد نعیب صاحب "	۱۲		—	۱۲				
۱۳ اہلیہ صاحبہ " " "	۱۲		—	۱۲				
۱۴ " میاں ولی محمد صاحب "	۱۲		—	۱۲				
۱۵ " ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب "	۰	۶	—	۰	۲	۰	۰	۴
۱۶ " ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب "	۰	۳۰	—	۰	۲	۰	۰	۲۸
۱۷ " مولوی محمد ظہیر الدین صاحب اروپی	۸		—	۸				—
۱۸ " چوہدری ظہور احمد صاحب لاہور	۰	۱	—	۴	۱	—	—	—
۱۹ " مولوی عبدالحق صاحب "	۴	—	—	۴				
۲۰ " مولانا محمد یعقوب خان صاحب "	۰	۲	—	۰	۲			
۲۱ " بابو محمد رمضان صاحب "	۸	۳	—	۰	۲	۰	۸	۱
۲۲ " سید الطاف حسین شاہ صاحب "	۴	—	—	۴				
۲۳ " بابو نورالدین صاحب امرتسر	۴	۹	—	۰	۲	۰	۴	۷
۲۴ " منشی ثناء اللہ صاحب "	۱۲	۸	—	۰	۲	۰	۱۲	۶
۲۵ " قاضی عبدالرحمن صاحب جیپور	۰	۱۷	—	۰	۲	۰	۰	۱۵
۲۶ " منشی مراد علی صاحب	۰	۱۳	—	۰	۲	۰	۰	۱۱
۲۷ " دوست محمد صاحب چھانہ	۰	۸	—	۰	۲	۰	۰	۶
۲۸ " ڈاکٹر جلال الدین صاحب گوجرہ	۰	۴۶	—	۰	۲	۰	۰	۴۴
۲۹ " ملک احمد بخش صاحب راولپنڈی	۰	۳	—	۰	۲	۰	۰	۱
۳۰ " میاں غلام حبیب صاحب "	۰	۱	—	۰	۱			
۳۱ " [illegible]	۰	۱	—	۰	۱			

نمبر شمار	نام	رقم جمع شدہ		امداد پسماندگان مرحومین			باقی رقم بطور امانت نزد انجمن		
		آنے	روپے	پائی	آنے	روپے	پائی	آنے	روپے
۳۲	جناب منشی عبداللہ صاحب قصور	۰	۱	۰	۰	۱			
۳۳	" سید سکندر شاہ صاحب درلک	۴	۶	۰	۰	۲	۰	۴	۴
۳۴	" عبدالرزاق صاحب جالندھر	۴			۴		۰	۰	۰
۳۵	" چوہدری سلطان علی صاحب "	۰	۳	۰	۰	۲	۰	۰	۱
۳۶	" اہلیہ صاحبہ " "	۰	۳	۰	۰	۲	۰	۰	۱
۳۷	" ماسٹر انعام اللہ خان صاحب لورالائی	۴	۳	۰	۰	۲	۰	۴	۱
۳۸	" غلام سرور صاحب جہلم	۴	۰	۰	۴	۰	۰	۰	۰
۳۹	" مولوی محمد فردوس صاحب زیدہ	۸	۶	۰	۰	۲	۰	۸	۴
۴۰	" اہلیہ " " "	۸	۶	۰	۰	۲	۰	۸	۴
۴۱	" محمد زمان صاحب مدرس "	۰	۱	۰	۰	۱	۰	۰	۰
۴۲	" چوہدری یوسف علی صاحب سیالکوٹ	۸		۰	۸	۰	۰	۰	۰
۴۳	" مولوی عبدالہادی صاحب اعظم گڑھ	۰	۱	۰	۰	۱	۰	۰	۰
۴۴	" عبدالاکبر خان صاحب ایبٹ آباد	۰	۱	۰	۰	۱	۰	۰	۰
۴۵	" مولوی نورالدین صاحب قاری سرینگر	۸	۰	۰	۸	۰	۰	۰	۰
۴۶	" محمد حنیف اللہ صاحب [illegible]	۴	۰	۰	۴	۰	۰	۰	۰
۴۷	" محمد عمر خان صاحب [illegible]	۴	۰	۰	۴	۰	۰	۰	۰
۴۸	" حافظ محمد حسن صاحب وکیل گجرات	۴	۲	۰	۰	۲	۰	۴	۰
۴۹	" لعل الٰہی صاحب [illegible]	۰	۶	۰	۰	۲	۰	۰	۴
۵۰	" ڈاکٹر حسن علی صاحب معہ اہلیہ پسرور	۰	۴	۰	۰	۴	۰	۰	۰
۵۱	" شیخ محمد شریف شیخ بشیر احمد صاحبان و اہلیہ صاحبہ شیخ بشیر احمد صاحب کلکتہ	۸	۱		۸	۱	۰	۰	۰
۵۲	جناب پیر مصباح الدین احمد صاحب	۰	۱۸	۰	۰	۲	۰	۰	۱۶
۵۳	" اللہ بخش صاحب بدوملہی	۰	۳	۰	۰	۲	۰	۰	۱
۵۴	" میر محمد صدیق صاحب سیالکوٹ	۰	۱	۰	۰	۱	۰	۰	۰
۵۵	" صوبیدار نیاز علی خان صاحب [illegible]	۰	۳	۰	۰	۲	۰	۰	۱
۵۶	" پیر خیر عنایت علی صاحب	۴	۰	۰	۴	۰	۰	۰	۰
۵۷	" بابو خیرالدین صاحب پنڈی بہاؤالدین	۰	۴	—	۰	۲	—	۰	۲
	جماعت پشاور								
۵۸	جناب خانبہادر مولانا غلام حسن خان صاحب	۰	۱۱	۰	۰	۲	۰	۰	۹
۵۹	" عبدالرحمن صاحب	۰	۱۸	۰	۰	۲	۰	۰	۱۶
۶۰	" فضل کریم صاحب	۰	۳۸	۰	۰	۲	۰	۰	۳۶
۶۱	" میر اکبر صاحب	۵	۷	۰	۰	۲	۰	۵	۵
۶۲	" فضل خالق خان صاحب	۴	۹	۰	۰	۲	۰	۴	۷
۶۳	" مرزا محمد سلطان صاحب	۸	۱۰	۰	۰	۲	۰	۸	۸
۶۴	" آغا محمد صاحب	۱۲	۹	۰	۰	۲	۰	۱۲	۷
۶۵	" مستری عبدالعزیز صاحب	۴	۶	۰	۰	۲	۰	۴	۴
۶۶	" ڈاکٹر نظام الدین صاحب	۴	۱۱	۰	۰	۲		۴	۹
۶۷	" بیگم صاحبہ " "	۰	۱۱	۰	۰	۲	۰	۰	۹
۶۸	" سیف الرحمن صاحب	۰	۵	۰	۰	۲	۰	۰	۳
۶۹	" عبدالحمید صاحب نیازی	۴	۹	۰	۰	۲	۰	۴	۷
۷۰	" ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب	۴	۶	۰	۰	۲	۰	۴	۴
۷۱	" فضل الدین صاحب	۴	۱۰	۰	۰	۲	۰	۴	۸
۷۲	" چراغ الدین صاحب	۱۲	۱۰	۰	۰	۲	۰	۱۲	۸
۷۳	" بابو دلاور خان صاحب	۰	۱۱	۰	۰	۲	۰	۰	۹
۷۴	" عبداللہ جان صاحب	۸	۲۵	۰	۰	۲	۰	۸	۲۳
۷۵	" عبدالرشید صاحب	۰	۳	۰	۰	۲	۰	۰	۱
۷۶	" فضل الٰہی صاحب	۸	۶	۰	۰	۲	۰	۸	۴
۷۷	" لعل شاہ صاحب برق	۱۲	۶	۰	۰	۲	۰	۱۲	۴
۷۸	" پیر منور شاہ صاحب	۰	۲۰	۰	۰	۲	۰	۰	۱۸
۷۹	" عبدالقدوس صاحب	۸	۵	۰	۰	۲	۰	۸	۳
۸۰	" احمد خان صاحب	۱۳	۵	۰	۰	۲	۰	۱۳	۳
۸۱	" خلیل الرحمن صاحب	۱۲	۱۰	۰	۰	۲	۰	۱۲	۸
۸۲	" فضل الرحمن صاحب	۱۲	۵	۰	۰	۲	۰	۱۲	۳
۸۳	" مثال خان صاحب	۰	۲	۰	۰	۲	۰	۰	۰
۸۴	" ڈاکٹر سعید احمد صاحب	۰	۱۱	۰	۰	۲	۰	۰	۹
۸۵	" ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب	۰	۳	۰	۰	۲	۰	۰	۱
۸۶	" عبدالعزیز خان صاحب	۰	۸	۰	۰	۲	۰	۰	۶
۸۷	" شیخ ہدایت اللہ صاحب مرحوم	۸	۱۶	۰	۰	۰	۰	۸	۱۶
	" [illegible] خان صاحب مرحوم	۰	۲۴	۰	۰	۰	۰	۰	۲۴

بہتان تراشی کرے۔ محض اس غرض سے کہ اس کو کچھ مالی فائدہ ہو جائے اس سے بہتر ہے کہ وہ کسی کے ہاں ڈاکہ مار کر روپیہ سرقہ کرے۔

حضرت مرزا صاحب کا عقیدہ قرآن اور انبیاء کے متعلق بالکل صاف ہے۔ کہ قرآن خدا کی وہ عظیم الشان وحی ہے کہ جو ہر ایک قسم کے نقص سے پاک ہے۔ اور اس کی نظیر دنیا بھر کی کتابوں میں کہیں نہیں ملتی۔

نظیر اس کی نہیں ملتی نظر میں غور کر دیکھا
بھلا کیونکر نہ ہو یکتا کلام پاک رحماں ہے

کسی اہلِ زبان کے متعلق ایک عجمی کا یہ کہنا کہ اس کا کلام قواعد زبان کے اسلوب پر درست نہیں اپنی نادانی اور حماقت کا ثبوت دینا ہے۔ اہل زبان کا کلام صرف و نحو پر نہیں پرکھا جاتا۔ بلکہ اس کے لئے معیار اس زبان کے ادباء اور اعلیٰ شعراء کا کلام ہوتا ہے۔ کلام اور اہلِ زبان کو ہر ملک میں صرف و نحو پر سبقت حاصل ہے۔ صرف و نحو اہلِ زبان کے ماتحت ہے۔ اہلِ زبان ہرگز صرف و نحو کے ماتحت نہیں۔ ہاں دیکھنا یہ ہے کہ کسی کا کلام اس زبان کے جو اعلیٰ ادباء ہیں ان کے محاورات کے مطابق ہے یا نہیں۔ زبان ہمیشہ معرضِ تغیر و تبدل میں رہتی ہے۔ جس طرح نیچر کی ہر چیز میں ارتقاء اور انحطاط نظر آتا ہے اسی طرح الفاظ میں بھی دورِ ارتقاء اور انحطاط برابر آتے رہتے ہیں۔ اس لئے تمام زبانوں کے محاورات کو کسی خاص وقت کے صرف و نحو سے پرکھنا بالکل غلط ہے۔ یہ ایک اصول ہے کہ جو علم الالسنہ کی تاریخ جاننے والوں سے پوشیدہ نہیں۔ قرآن شریف کے متعلق علماء اسلام اور صحابہ کرام کا فیصلہ ہے اذا قرأتم شيئاً من كتاب الله فلم تعرفوه فاطلبوا فی اشعار العرب۔ جب تم قرآن پڑھو اور کوئی محاورہ نہ جان سکو تو اس کو اشعار عرب میں تلاش کرو۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں۔ الشعر ديوان العرب فاذا خفی علینا الحرف من القرآن رجعنا الی دیوانها۔

"معذرت نامہ مرزا" کا ہمارے پاس دو لفظی جواب یہ ہے کہ قرآن کریم اور حضرت مرزا صاحب کے کلام عربی پر محاورات لسانِ عرب کی بنا پر بحث کر لو۔ دونوں میں کوئی غلطی نہیں۔ ہاں دونوں میں فرق یہ ہے کہ قرآن کریم میں بھول اور نسیان کو قطعاً دخل نہیں۔ مرزا صاحب کے الہامات یا ان کے کلام میں سہو ہو سکتا ہے۔ ان کی وحی کی حفاظت بھی اس اہتمام کے ساتھ نہیں ہوئی کہ جس طرح قرآن کریم کی۔

عبدالحق

آفتاب اسلام کی ضیا باریاں

مسز نسیمہ وینی فرڈ۔ ایملی ایلینور چاور تھ مٹرس کا ووکنگ مسلم مشن میں اعلان اسلام

میں نسیمہ۔ کمانڈر جے۔ سی۔ مٹرس کی زوجہ ہوں۔ میں بلا کسی جبر و اکراہ کے انشراح صدر و صمیم قلب کے ساتھ اعلان کرتی ہوں کہ میں نے اپنا مذہب اسلام قبول کر لیا۔ اب میں صرف ایک خدائے واحد کی عبادت کرتی ہوں۔ اور میرا ایمان ہے کہ حضرت محمد صلعم خداوند تعالیٰ کے پیغمبر اور بندہ تھے۔ میرے دل میں جناب ابراہیم، جناب موسیٰ، جناب مسیح سب کی مساویانہ تعظیم و تکریم ہے۔ اور تائید ایزدی سے میں انشاء اللہ تعالیٰ ایک مسلمہ کی زندگی بسر کروں گی۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ (نسیمہ)

خواجہ عبدالغنی

شذرات

(از مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع)

مسئلہ ارتقاء کبھی جو چاہے کرے اور جتنا بھی چاہے زور لگا لے۔ مگر اس دنیا میں بادشاہ بیچر حضرت ملا کی ہستی بھی بفضل خدا قوانین ارتقاء سے کچھ ایسی باغی واقع ہوئی ہے۔ کہ کسی گل محمد ملا نے تو علی الاعلان کر دیا تھا کہ

زمیں جنبد نہ جنبد گل محمدؐ

زمانہ کہاں سے کہاں پہنچ گیا۔ اور حالات کیا سے کیا ہو گئے مگر ایک ملّا ہے کہ وہ ذہنی، علمی، تمدنی، سیاسی، اقتصادی غرض کسی انقلاب کا مرہونِ منت نہیں ہوا۔ جہاں تھا وہیں کھڑا ہے۔ اور جو تھا آج بھی سولہ آنہ وہی ہے۔

حال ہی کا ذکر ہے کہ خاکسار راقم الحروف عید میلاد النبی کے موقعہ پر دہلی گیا۔ محلہ بلیماراں کے مسلمانوں کو میری آمد کی اطلاع ہوئی تو ایک وفد کی صورت میں آئے اور مجبور کیا کہ محلہ بالا کے جلسہ میں جا کر آنحضرتؐ کی سیرت پر لیکچر دوں۔ لیکچر منظور کیا گیا۔ اور ہم وقت مقررہ پر لیکچر گاہ میں پہنچ گئے۔ میرے لیکچر سے پہلے جن صاحب کا لیکچر تھا ان کا نام مولوی سلطان محمود ہے اور آپ ساری دہلی میں احمدیوں کے خلاف ہرزہ سرائی کرنے میں فرد واحد ہیں۔ اور انہیں دنیا کی کوئی تہذیب کوئی شرافت اپنی اس عادت سے باز رکھنے میں کامیاب نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ باوجود اس کے کہ منتظمین جلسہ کی طرف سے انہیں صاف طور پر اطلاع کر دی گئی تھی۔ کہ آج کا جلسہ ایک متفقہ جلسہ ہے۔ صرف آنحضور صلعم کے پاکیزہ حالات کا بیان کرانا مقصود ہے۔ فرقہ وارانہ چپقلش نہ ہونے پائے۔ مگر ملا ہو کر کسی خاص موضوع کا پابند ہو جانا تو سابقہ روایات کی توہین تھا۔ آپ نے کھڑے ہوتے ہی تمہید باندھی کہ عیسائی آنحضرت صلعم پر اعتراض کرتے ہیں کہ نعوذ باللہ محمدؐ ایک شہوت پرست انسان تھا کہ ایک رات میں نو بیویوں سے ہمبستر ہوتا تھا۔ مگر اس کے مقابلہ میں ہمارا مسیح ہے کہ ساری عمر شادی نہیں کی۔ عیسائیوں کے اس اعتراض کے جواب میں ہم مرزا غلام احمد صاحب قادیانی تو ہیں نہیں کہ الزاماً مسیح اور اس کی نانیوں دادیوں کو زناکار کہنا اور لکھنا شروع کر دیں یہ تو مرزا صاحب قادیانی کا ہی حصہ تھا۔ وغیرہ وغیرہ۔

ملاں موصوف جس پانی کو پی کر احمدیوں کو کوسنے کھڑے ہوئے تھے۔ جب وہ سارے کا سارا پسینہ بن کر نکل گیا۔ تو آپ اصل جواب کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور فرمانے لگے۔ سنو بھائی مسیح کی شادی نہ کرنے سے مسیح کو ہمارے محمدؐ پر کوئی فضیلت نہیں۔ آج دنیا بھر کے نامرد اور ہیجڑے شادی نہیں کرتے ہیں تو کیا وہ بھی فضیلت میں مسیح کے برابر قرار پائیں گے بات اصل میں یہ ہے۔ کہ مسیح بن باپ تھے۔ اور صرف ایک عورت سے پیدا ہوئے۔ کوئی مرد اُن کا باپ نہ تھا۔ اس لئے ان میں قوتِ مردانگی تھی ہی نہیں۔ پس جس شخص میں قوتِ مردانگی ہی نہ ہو تو اس کا شادی نہ کرنا باعثِ فضیلت قرار پا نہیں سکتا۔

ملا سلطان محمود کے بعد خاکسار راقم الحروف کی باری تھی۔ میں نے اٹھ کر کہا۔ الحمد للہ کہ آج ہمارے پرانے ٹائپ کے مولویوں کو بھی توجہ ہوئی۔ کہ عیسائیوں یا آریوں کے اعتراضات کا جواب دینا چاہئے۔ پہلے تو یہ کام خدا کے فضل سے آج تک اکیلے احمدی ہی کرتے چلے آئے ہیں۔ مگر اب دوسرے لوگ بھی توجہ کرنے لگے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق جو غلط فہمی پھیلائی گئی تھی اس کو صاف کرنے کی غرض سے میں نے کہا کہ میں تو نہیں چاہتا تھا۔ کہ اس متفقہ سٹیج کو دنگل بنا دیا جائے مگر چونکہ ابتدا دوسری طرف سے ہوئی ہے لہٰذا کم از کم غلط فہمیوں کو تو دور کر دینا اس وقت میرا فرضِ اولیں ہے۔ اس کے بعد میں نے بتلایا کہ حضرت مرزا صاحب نے جو لکھا پادری فتح مسیح کے ایک گندے اور آنحضور صلعم پر بہتان طرازیوں پر مشتمل خط کے جواب میں لکھا۔ اور پھر لطف یہ کہ یسوع یا اس کے خاندان کے متعلق جو لکھا گیا ہے خود عیسائیوں کے مسلمات سے لکھا گیا ہے جب تک معترض کو اس کے گھر کی خبر نہ دی جائے۔ اس کے ہوش ٹھکانے نہیں آتے۔ ورنہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں توضیح القرآن اور خود ضمیمہ انجام آتھم وغیرہ میں حضرت مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ آپ خدا کے سچے اور راستباز رسول تھے۔ ہمارے درشت کلمات عیسائیوں کے فرضی یسوع کے متعلق ہیں۔ جس کا قرآن شریف میں کہیں بھی ذکر موجود نہیں وغیرہ۔

میں نے لوگوں کو توجہ دلائی کہ مولوی رحمت اللہ صاحب نے اپنی کتاب ازالۃ الاوہام اور مولوی آل حسن صاحب نے اپنی کتاب ۔۔۔ الاستفسار میں یہی رنگ اختیار کیا ہے۔ اور انسان ایسا رنگ اختیار کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے مولوی سلطان محمود صاحب کو ہی لیجئے خود آپ بھی اس رنگ کے اختیار کرنے پر مجبور ہو گئے۔ اور حضرت مسیح کو نامردوں اور ہیجڑوں سے تشبیہ دی ملاں سلطان محمود صاحب کے طرز استدلال کا ذکر کرتے ہوئے میں نے بیان کیا کہ عیسائیوں کے اعتراضات کا جواب سوچنا اور پبلک پلیٹ فارم پر آکر بیان کرنا تو بہت مبارک بات ہے۔ مگر خدا کے لئے جوابات ایسے نہ ہونے چاہئیں۔ کہ الٹی رسوائی ہو۔ مثلاً دیکھ لیجئے کہ یہ جواب کوئی معقول جواب نہیں۔ کہ چونکہ مسیح بن باپ پیدا ہوئے اس لئے ان میں قوتِ مردانگی تھی ہی نہیں کہ شادی کرتے۔ یہ مقابل اس استدلال کو نہایت آسانی سے کاٹ سکتا ہے اور کہہ سکتا ہے کہ بن باپ تو حضرت آدم بھی پیدا ہوئے۔ مگر ان کی قوتِ مردانگی تو مولوی صاحبان کے نزدیک اتنی زبردست تھی کہ ایک جوڑہ صبح اور ایک جوڑہ شام پیدا ہوتا۔

مسیح کا دوبارہ آکر شادی کرنا بھی مولوی صاحبان کا مسلّمہ ہے۔ پھر نامعلوم بن باپ مسیح کو قوتِ مردانگی کہاں سے مل جائے گی۔ کہ شادی بھی کر لیں گے۔ کیا یہی بات اس کو ثابت نہیں کرتی کہ آنے والا مسیح کسی باپ کے ہاں پیدا ہوگا بلکہ قوتِ مردانگی کا مالک ہو کر شادی کرے گا۔ آسمان سے مسیح کو اتارنے والے غور کریں۔

غرض ملاں سلطان محمود کی روش اور تقریر کو لوگوں نے ناپسند کیا۔ اور ملاں موصوف اپنے ناپاک مقصد میں خائب و خاسر رہے۔ ملّا خواہ مکے اور مدینے کا بھی کیوں نہ ہو پھر ملّا ہے۔ اور خدا معلوم زمانہ کی رفتار کو کب سمجھیگا۔ کہ دقیانوسی خیالات و توہمات سے اس کی گلو خلاصی ہو کر اس کی ہستی اسلام اور فرزندانِ اسلام کے لئے موجب خیر و برکت ہوگی۔

درخواست جنازہ غائبانہ

قاضی امیر حسین صاحب جو حضرت صاحب کے پرانے دوستوں میں سے تھے۔ اور سلسلہ عالیہ کے ممبر تھے۔ ۲۴ر اگست کو فوت ہو گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

ڈاکٹر عبدالمجید صاحب جو ایک مدت تک قادیان میں رہے اور بعد میں لاہور تشریف لے آئے تھے۔ ایک عرصہ سے اپنے وطن نجیب آباد ضلع بجنور میں مقیم تھے۔ فوت ہو گئے ہیں۔ احباب برادر اصحاب کا جنازہ غائبانہ پڑھیں۔

نوٹس

افسر تحصیل لکھتے ہیں کہ چوہدری فضل داد صاحب کیپ کلرک ڈپٹی رجسٹرار کوآپریٹو سوسائٹیز گجرات مطلع کرتے ہیں کہ رسید بک ۲۴ از رسید ۵۶۵۱ تا ۵۷۰۰ جو ان کے پاس تھی گم ہو گئی ہے اس لئے تمام احباب جماعت کی خدمت میں التماس ہے کہ اگر یہ رسید بک کسی جگہ استعمال میں آتی ہوئی دیکھیں تو اسے قبضہ میں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم   نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۱۸ | ۳۰ ذی قعدہ ۱۳۴۸ھ | نمبر ۳۰

تاثرات

اخبارات میں آئے دن ایسے حادثات کی خبریں ہماری نظر سے گذرتی ہیں کہ فلاں مقام اور فلاں ریلوے لائن پر دو ٹرینیں جو آمنے سامنے سے آرہی تھیں لڑ گئیں۔ رات کی تاریکی میں مردوں عورتوں اور بچوں کا دفعتہً اس طور سے زخمی یا ہلاک ہونا کہ کسی کا بازو ٹوٹ گیا، کسی کا سر پھٹ گیا، کسی کی ہڈیاں ریزہ ریزہ ہوگئیں ایک ایسا دردناک اور روح فرسا منظر ہے کہ سنگدل سے سنگدل شخص بھی اس کے دیکھنے کی تاب نہیں لا سکتا۔ یہ قیامت ڈرائیور یا کانٹے والے یا اسٹیشن کے کسی ذمہ دار عہدیدار کی اِک ذراسی لغزش یا غفلت کا نتیجہ ہے۔ آخر محکمہ کی طرف سے تحقیقات ہوتی ہے۔ اور ملزم یا ملزمین کو جرم کی نوعیت کے لحاظ سے قید اور جرمانہ کی سزا دی جاتی ہے تاکہ ریلوے کے دوسرے ملازمین کو عبرت ہو اور آئندہ ایسے خوفناک حادثات کا سدِ باب ہو جائے۔ محکمہ ریلوے کی طرف سے اس امر کی انتہائی کوشش کی جارہی ہے کہ کوئی ایسی ترکیب دریافت کی جائے کہ ٹرینیں کبھی لڑنے نہ پائیں اور اس میں شک نہیں کہ جو شخص ایسا آلہ یا طریقہ دریافت کرے گا جو ٹرینوں کے تصادم کا حکمی علاج ہو وہ بنی نوع انسان کا بہت بڑا محسن سمجھا جائے گا۔

بڑے بڑے انجینیر اس مسئلہ کو حل کرنے کے لئے اپنے دماغ کی پوری طاقت سے کام لے رہے ہیں۔ اور عجب نہیں کہ زود یا بدیر کوئی ایسی صورت نکل آئے کہ "ٹرینوں کا لڑ جانا ایک قصہ پارینہ ہو جائے۔ یہ سب کچھ اس لئے کیا جارہا ہے کہ انسان کی جان سلامت رہے۔ اور اسے سفر کے دوران میں جبکہ وہ ریل کی سہولتوں سے پورے طور پر بہرہ اندوز ہونا چاہتا ہے۔ کوئی حادثہ پیش نہ آئے۔ اس کی اس خواہش سے سب کو ہمدردی ہے۔ کیونکہ سب آرام اور اطمینان کی حالت میں سفر کی منازل طے کرنے اور منزلِ مقصود تک پہنچنے کے متمنی ہیں۔ لیکن کس قدر عجیب بات ہے کہ جب دو قومیں یا دو جماعتیں آپس میں لڑتی ہیں تو ان کی لڑائی کو نہ صرف شوق سے دیکھا جاتا ہے بلکہ لڑائی کو طول دینے اور اس کے شعلوں کو بھڑکانے کے لئے ہر قسم کے وسائل کام میں لائے جاتے ہیں۔ اس لڑائی میں فریقین زبان یا قلم یا تلوار کے حربے سے ایک دوسرے کو نیچا گرانے کی انتہائی کوشش کرتے ہیں۔ لڑائی کے دوران میں انسانی خون کو پانی کی طرح بہایا جاتا ہے۔ ٹرینوں کے تصادم کی طرح دو قوموں کے تصادم میں بھی ہلاکت اپنی خوفناک اور ڈراؤنی شکل میں نظر آتی ہے۔ لیکن آخر الذکر تصادم کی روک تھام کے لئے کوئی کوشش عمل میں نہیں لائی جاتی۔ فساد کی چنگاری کو ہوا دینے والوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ دور سے کھڑے ہو کر تماشا دیکھنے والوں کی تعداد بھی کچھ کم نہیں۔ لیکن دو قوموں یا جماعتوں کے تصادم کو روکنے والوں کی تعداد آٹے میں نمک کے برابر بھی نہیں۔

آدم کی اولاد کو اشرف المخلوقات ہونے کا دعویٰ ہے۔ اسے اپنی تہذیب۔ شائستگی اور تمدن پر ناز ہے۔ لیکن کیا اس اشرف المخلوقات نے اپنے گریبان میں منہ ڈال کر کبھی اس حقیقت پر بھی غور کیا ہے کہ اس نے اپنی ہی جنس کو موت کے گھاٹ اتارنے کے لئے کیسی خوفناک کلیں ایجاد اور ایسی مہلک دوائیں تجویز کر رکھی ہیں جن کے تصور سے شیطان بھی کانپ اٹھتا ہے۔ [illegible]

ہے کہ اب پرواز میں چیلیں اور گدھیں بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتیں۔

گدھوں کی نسبت مشہور ہے کہ انکی نظر اس قدر تیز ہے کہ جب وہ بلندی سے ایک میل یا اس سے کم و بیش فاصلہ پر مردار جانور کو دیکھ لیتے ہیں۔ تو وہ فوراً زمین پر نیچے اتر آتے ہیں۔ اور دیکھتے دیکھتے اس لاش کو چٹ کر جاتے ہیں۔ مگر کسی گدھ نے آج تک کسی زندہ جانور پر حملہ نہیں کیا۔ گویا فطرت نے گدھ کو بتا رکھا ہے کہ صرف مردہ جانور کی لاش تمہارا حق ہے۔ زندہ جانور سے تمہیں کوئی سروکار نہیں رکھنا چاہئے۔ خواہ وہ کیسا ہی چھوٹا اور کمزور ہو۔ جنگل کے بادشاہ یعنی شیر کی نسبت بھی یہی سنا جاتا ہے کہ جب اس کا پیٹ بھرا ہوا ہو تو وہ کبھی اپنے سے کمزور جانور پر حملہ نہیں کرتا۔ وہ صرف اسی وقت اپنے شکار پر حملہ کرتا ہے جب بھوک کی شدت اسے بے قرار کر دیتی ہے۔

لیکن بیسویں صدی کا اشرف المخلوقات تہذیب و شائستگی کا علمبردار ہونے کے باوجود جھونپڑیوں یا مکانوں کے مکینوں پر آسمان سے بم گرانے میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتا۔ اور جب وہ اپنی دوربین سے یہ دیکھتا ہے۔ کہ اس کا بم نہ صرف اس کے ہم جنسوں بلکہ اس کی مرغیوں اور چوپایوں تک کو مجروح اور ہلاک کرنے میں تیر بہدف ثابت ہوا ہے۔ تو اس کی آنکھیں خوشی سے چمک اٹھتی ہیں۔ ہلاکت اور تباہی کے اس منظر کو وہ اپنی زندگی کا سب سے بڑا کارنامہ سمجھتا ہے۔ مجروحین اور مقتولین کا سوائے اس کے اور کوئی جرم نہیں کہ وہ اپنی آزادی کو جو انسان کا پیدائشی حق ہے کسی قیمت پر بھی فروخت کرنے کے لئے تیار نہیں جنگل کے درندے بھی اپنے ہم جنسوں کے ساتھ وہ سلوک نہیں کرتے۔ جو اشرف المخلوقات اپنے ہم جنسوں کے لئے جائز سمجھتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ بیسویں صدی کا مہذب اور شائستہ انسان جنگل کے درندوں اور افریقہ کے وحشی قبیلوں کی بہ نسبت زیادہ درندہ صفت اور وحشی واقعہ ہوا ہے۔ یورپ کی گذشتہ جنگ درندگی اور وحشیانہ پن کی ایک المناک اور روح فرسا داستان ہے۔ جب تک اس نظر فریب تہذیب اور شائستگی کا سکہ جاری رہیگا دنیا میں فتنوں اور ہنگاموں کا سلسلہ برابر جاری رہیگا۔ دنیا میں اخوت اور محبت کی روح پرور فضا پیدا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ عرب کے اسی امی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تہذیب کو از سر نو جاری کیا جائے۔ جس کا ہر قول اور ہر فعل بنی نوع انسان کے لئے ایک بصیرت افروز سبق ہے۔

آج سے تیرہ صدی قبل عربوں کی مردم آزاری اور سیہ کاری سے عرب کی فضا مسموم نظر آتی تھی۔ لیکن محمدؐ کی تہذیب نے عربوں کی ذہنیت میں انقلابِ عظیم پیدا کر دیا۔ بربریت نے انسانیت کی صورت اختیار کر لی۔ جہالت اور لاعلمی علم و فضل میں تبدیل ہوگئی۔ بداعمالی اور سیہ کاری پرہیزگاری اور پرہیزگاری غالب آگئی۔ خانہ جنگی تنظیم میں اور عداوت محبت میں منتقل ہوگئی۔ تاریخ اپنے واقعات کو دہرا رہی ہے۔ عربوں کی بداعمالی اور خانہ جنگی کا نقشہ اب ہر ملک میں نمایاں طور پر دکھائی دیتا ہے۔ مغرب اور مشرق میں اخلاقی اور روحانی امراض وبائی بیماریوں کی طرح پھیل گئے ہیں وعظ اور تبلیغ کا نسخہ بے کار ثابت ہو رہا ہے۔ اور محض اس لئے کہ ان امراض کا علاج کرنے والے خود بیمار ہیں۔ وہ اللہ کی مقرر کردہ حدود کو خود توڑتے ہیں۔ اور اس لئے علم و عمل کے اعتبار سے انسانیت کا بدترین نمونہ ہیں۔ جو خود گمراہ ہے وہ بھولے بھٹکے لوگوں کو کیا راہ دکھائے گا؟

جو عالم ہیں وہ علم کے نشہ میں اس قدر بدمست ہیں کہ وہ عمل سے کوئی سروکار نہیں رکھنا چاہتے۔ محبت اور اخلاق کے اظہار میں بھی بخل سے کام لیتے ہیں۔ بیچارے مجبور ہیں۔ اس لئے کہ ظرف تنگ ہے۔ جانتے ہیں اور خوب جانتے ہیں کہ جس شے میں نبی کریم صلعم کی حیرت انگیز کامیابی کا راز پوشیدہ تھا۔ وہ آپ کا اخلاق حسنہ تھے۔ ایسا اخلاق جس کا کوئی بشر نبی کریم صلعم سے پہلے یا پیچھے مدعی نہیں ہو سکتا۔ قرآن بلاشبہ بنی نوع انسان کے لئے آب حیات کا حکم رکھتا ہے لیکن اگر محمدؐ کا اخلاق راستہ صاف نہ کرتا تو خدا کی بھٹکی ہوئی مخلوق کبھی آب حیات کے اس لازوال چشمہ تک نہ پہنچ سکتی۔

[illegible] محبت [illegible]

کی خوبیوں سے عاری نظر آتی ہے۔ حالانکہ اگر ان بزرگواروں سے محمدؐ کے اخلاق کے موضوع پر وعظ کہنے کی درخواست کی جائے تو وہ سامعین پر دنیا کے کامل انسان کی سیرت کے تذکرہ سے محویت کا عالم طاری کر سکتے ہیں۔ مگر اس تذکرہ سے خود کوئی سبق لینا نہیں چاہتے۔ آج ہمارے علماء اپنے ہی بھائیوں کی عیب جوئی اور غیبت کو اپنا محبوب شغلہ سمجھتے ہیں۔ اور اس سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔ کسی قوم کی تباہی اور موت کی یہی نشانیاں ہوتی ہیں۔ خداوند کریم ہمیں اپنے آقا و مولیٰ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

لالہ لاجپت رائے کا مجسمہ

ذیل میں ہم اپنے ایک نامہ نگار کی مراسلت درج کرتے ہیں جس سے اس صوبے کے لیڈروں اور کارکنوں کی ذہنیت کا صحیح اندازہ ہو سکتا ہے جس میں مسلمانوں کی اکثریت ہے :-

مکرمی ایڈیٹر صاحب السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ کوئی ایک ہفتہ ہوا ہے کہ مجھے ایک عرصہ دراز کے بعد میکلیگن باغ میں جانے کا اتفاق ہوا۔ وہاں میری نظر ایک مجسمہ پر پڑی۔ نزدیک جا کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہ لالہ لاجپت رائے آنجہانی کا بت ہے۔ میں نے بت کے نیچے ایک طرف جو عبارت پڑھی وہ ہندی اور انگریزی میں تھی۔ میرے دل میں قدرتی طور پر یہ خیال پیدا ہوا کہ دوسری طرف کی عبارت اردو میں ہوگی جو پنجاب کی سرکاری اور اخباری زبان ہے۔ لیکن جب چاروں طرف پھر کر دیکھا تو مجھے اردو کا ایک لفظ بھی نظر نہ آیا۔ میں نے اس خیال سے کہ کہیں میری نظر کا قصور نہ ہو تو نہیں دوبارہ بت کے گرد چکر لگایا۔ اور ہندی اور انگریزی الفاظ کو پھر غور سے پڑھا کہ شاید ان میں اردو کی کوئی عبارت یا ایک الفاظ بھی درج ہو مگر اس مرتبہ مجھے یقین ہوگیا کہ مجسمہ کی عبارت میں اردو کا ایک حرف بھی نہیں۔ پنجاب میں ۹۵ فیصدی مسلمان یقیناً ہندی نہیں جانتے مسلمانوں کا انگریزی دان طبقہ بھی بہت محدود ہے اب اگر کسی شہر یا گاؤں کے سو مسلمان اس مجسمہ کو دیکھیں گے تو ان میں اغلب ہے کہ ایک بھی ہندی یا انگریزی نہ جانتا ہو۔ البتہ ان میں اردو پڑھنے والے یقیناً آٹھ دس ہوں گے۔ لیکن مجسمہ کی عبارت میں اردو کا ایک لفظ نہیں۔ اب انہیں کیسے معلوم ہو کہ یہ کس شخص کا مجسمہ ہے؟ یہ مانا کہ لالہ لاجپت رائے ہندوؤں کے لیڈر تھے۔ لیکن کیا ہندوؤں کی قوم پرستی اور اپنے متوفی لیڈر سے محبت کا یہ تقاضا نہیں ہونا چاہئے تھا کہ وہ مرنے کے بعد بھی اُن کی یاد کو پنجاب کے تمام باشندوں کے دلوں میں تازہ رکھیں۔ مگر نہیں۔ مذہبی تعصب اور فرقہ پرستی کے جنون اور اردو زبان سے نفرت کے شدید جذبے نے پنجاب کے ہندوؤں کو اس قدر اندھا کر دیا ہے کہ انہیں مجسمہ کی عبارت لکھتے وقت اتنا بھی خیال نہ آیا کہ اگر انہیں ہندی زبان محبوب ہے تو کم سے کم اس زبان کو جس میں ہمارے اخبارات شائع ہوتے ہیں اور جو مسلم طور پر پنجاب کی سرکاری اور ادبی زبان کی ایک امتیازی حیثیت رکھتی ہے انگریزی پر تو مقدم سمجھیں۔ مذہبی تعصب اور فرقہ پرستی کے جنون کی اس سے زیادہ شرمناک مثال اور کیا ہو سکتی ہے۔ کیا برادرانِ وطن کی اس ذہنیت سے یہ نتیجہ نہیں نکل سکتا کہ اگر آج پنجاب میں ہندو راج قائم ہو جائے تو پنجاب کا ہندو راجہ یا گورنر سب سے پہلے ایک خاص آرڈیننس کے ذریعہ سے اردو لکھنے اور اردو بولنے کے فعل کو ایک سنگین جرم قرار دے گا۔ اس مجسمہ کی عبارت کے ایک فقرہ میں "آریہ سوراجیہ" کا نصب العین درج ہے۔ یہ الفاظ جو اپنی تشریح خود کر رہے ہیں۔ مسلمانوں کو بتا رہے ہیں کہ ہوا کا رخ کس طرف ہے؟

کیا ہمارے ہندو معاصرین کے پاس ہمارے نامہ نگار کے اس مضمون کا کوئی معقول جواب ہے؟ دیکھتا ہے۔ پنجاب کے ہندو قوم پرستوں نے منٹگمری سرکلر لارنس کے مجسمہ کے ان الفاظ کو کہ "کیا تم پر قلم سے حکومت کی جائے یا تلوار سے؟" بجا طور پر قابل اعتراض قرار دیا تھا۔ آخر کسی منچلے نے ان الفاظ کو پنجابیوں کی قومی غیرت کے منافی سمجھ کر لارنس کی تلوار کا کچھ حصہ توڑ ڈالا۔ کیا مسلمانوں کیلئے لالہ لاجپت رائے کے مجسمہ کی عبارت لارنس کے الفاظ سے زیادہ اشتعال انگیز نہیں؟ برادرانِ وطن کو واضح رہے کہ جب تک ان کی یہ ذہنیت رہیگی انہیں کبھی سوراج نہیں ملیگا۔

ناظرین اخبار سے التماس ہے کہ خط و کتابت کے وقت اپنے [illegible]

پیغام صلح

جلد ۱۸ | سہ شنبہ ۶ جمادی الثانی ۱۳۴۹ھ | نمبر ۶۵

افریقہ میں اشاعت اسلام

ایک عیسائی مشنری پروپیگنڈا!

(۱)

(از قلم حقیقت رقم حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن)

آج کے زمانہ میں مسلمانوں میں ایک مرض پیدا ہو گیا ہے۔ وہ یہ کہ دوسروں کے بھروسہ پر خود کچھ نہ کرنا۔ جب قوم میں کاہلی اور تن آسانی پیدا ہو جاتی ہے تو پھر یہ مرض بھی ساتھ ہی پیدا ہو جاتا ہے۔ کیسا ہی ضروری معاشرتی، تمدنی، سیاسی، مذہبی معاملہ ہو۔ سب بیٹھے اس کی اہمیت پر بحثیں کرتے رہیں گے۔ لیکن ہر ایک اسی بھروسہ پر رہے گا کہ دوسرا اٹھ کر یہ کام کر لے۔ اور میں بیٹھا واہ وا کرتا رہوں۔ سیاست کے میدان میں جو مسلمان پچھاڑے جا رہے ہیں تو اس کی وجہ بھی یہی ہے۔ معاملہ کی اہمیت کو جانتے ہوئے بھی سب بیٹھے ہوئے اس بات کے منتظر ہیں کہ مردے از غیب بیروں آید و کارے بکند۔ خونی مہدی کا عقیدہ بھی اسی مرض نے پیدا کر دیا تھا۔ کہ ایک مرد خدا آئے گا۔ اور وہ تلوار مار کر سب کو مسلمان کر جائے گا۔ اور ہم بیٹھے باتیں بنایا کریں گے۔ اور مفت میں سلطنتوں کے مالک بن جائیں گے۔ حالانکہ قرآن کریم میں مردان خدا کی آمد کا مختلف موقعوں پر ذکر ہے۔ اور ہر جگہ یہی بتایا گیا ہے کہ آنے والا جب آتا ہے تو ایک دنیا اس کی مخالف ہو جاتی ہے۔ اور اس مرد خدا اور اس کے ساتھیوں کو اس قدر سعی اور جدوجہد سے کام لینا پڑتا ہے کہ اس سے بڑھ کر ممکن نہیں۔ بڑی بڑی مالی اور جانی قربانیاں کرنی پڑتی ہیں۔ تب یہ بیل منڈھے چڑھتی ہے۔ لیکن کاہلی اور تن آسانی کے مرض نے بالکل الٹا نقشہ مہدی موعود کا کھینچ رکھا تھا۔ اسی لئے جب مہدی موعود آیا اور اس کے ساتھ مال اور جان اور شہرت اور عزت ہر رنگ کی قربانی دینی پڑی۔ تو اس کا انکار کر دیا۔ انکار کا اصلی باعث وہی مرض تھا جس کا ذکر میں اوپر کر آیا ہوں۔ خیر شکر ہے کہ یہ عقیدہ تو قدرت کے ہاتھوں نے ہی اب مٹا دیا۔ اب کوئی کسی تلوار والے مہدی کا منتظر نہیں۔ حالانکہ آج سے پچاس سال قبل بڑے زور سے مہدی کا انتظار ہو رہا تھا۔ اور میرے خیال میں یہ انتظار من جانب اللہ نزول ملائکہ کی وجہ سے تھا۔ جو قلوب کو آنے والے موعود کے لئے تیار کر رہے تھے۔ یہاں تک کہ عام جاہل لوگ تاپ چیچک کے ٹیکوں پر بھی یہی گمان کرتے تھے۔ کہ انگریز اسی طریق سے مہدی موعود کو شناخت کرنا چاہتے ہیں۔ کیونکہ اس کے جسم سے بجائے خون کے دودھ نکلیگا۔ لیکن اب نہ عالم نہ جاہل نہ خاص نہ عام نہ مولوی نہ پیر کوئی مہدی کا نام بھی نہیں لیتا۔ وجہ یہی معلوم ہوتی ہے کہ جب موعود آ گیا۔ تو اس کا انتظار بھی دلوں سے محو کر دیا گیا۔

مرض کی دوسری شکل

لیکن تن آسانی اور کاہلی کے مرض نے اب ایک اور شکل اختیار کر رکھی ہے۔ وہ یہ کہ جو لوگ کچھ کام کرتے ہیں ان کے کام پر واہ وا کر دی اور بس! مثلاً احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے ممبران سے ملاقات ہوئی تو کہہ دیا کہ

"بس حضرت بس۔ جو کام آپ کی انجمن کر رہی ہے۔ وہ بے نظیر ہے۔ اور سبحان اللہ! ووکنگ میں اور برلن میں کیسی کیسی تبلیغ کی۔ اور کیسے کیسے معقول لوگ مسلمان ہو سکتا ہے۔ آپ نے تو اسلام کی لاج رکھ لی۔"

مگر ان کی خدمت میں جب عرض کیا جائے کہ جب ہم ایسا نیک کام کر رہے ہیں تو آپ بھی اس نیک کام میں شریک ہو کر مستحق اجر اور موجب تقویت جماعت بنیں۔ جب کام ایسا اچھا ہے تو اس میں شرکت نہ کرنا کس قدر بری بات ہے"۔ تو بس وہیں ٹھنڈے پڑ گئے۔ لگے آئیں بائیں شائیں کرنے۔ کوئی معقول جواب نہیں۔ بات کیا ہے؟ وہی مرض! دوسروں کے بھروسہ آپ کچھ نہ کرنا۔

مرض کی تیسری مگر خطرناک شکل

اس سے بڑھ کر خطرناک شکل اس مرض کی یہ ہے کہ دوسرے ممالک میں اگر کوئی مسلمان ہوا تو اخباروں میں پڑھ کر بہت خوش ہو لئے۔ اور خوشی سے اچھل کود کر فرمانے لگے کیوں نہ ہو صاحب! آخر اللہ اپنا دین آپ ہی پھیلا رہا ہے"۔ اور یہ یاد نہیں کہ اللہ نے کنتم خیر امۃ اخرجت للناس الخ فرما کر تبلیغ و اشاعت اسلام کا کام تمہارے ذمہ ڈالا تھا۔ اگر کوئی ایک آدھ آدمی مسلمان ہو گیا تو اس سے نہ دنیا مسلمان ہوئی اور نہ تمہارا فرض ادا ہوا۔ مثلاً اخبار میں پڑھ لیا کہ مسٹر فلبی مسلمان ہو گئے تو جھوم جھوم کر واہ وا کرنے اور فرمانے لگے۔ کہ قربان جاؤں دین اسلام کے کہ ایک شخص جو تمام عرب کے ملک کی سیاحت کرتا ہے اور اس کے تمام اندرونی حالات اور نقشہ جات اور تمدن اور سیاست کی پیچیدگیوں سے اپنی گورنمنٹ کو واقف کر کے قابل ستائش سیاسی خدمات بجا لاتا ہے گویا عربوں کی جڑیں کاٹتے جاتا ہے۔ مگر جب وہ اپنا کام ختم کر چکتا ہے تو اسلام اس کے سر کو اپنے آگے جھکا لیتا ہے۔ اور وہ مسلمان ہو جاتا ہے"۔ واقعی یہ خبر نہایت خوشی کی ہے۔ لیکن ایک پولیٹیکل آدمی کے اسلام کو مشتبہ نگاہ سے بھی تو دیکھا جا سکتا ہے۔ کہ اس طرح وہ مکہ معظمہ کے اندر رہ کر وہاں کی سیاسیات سے پوری واقفیت حاصل کرتا رہے گا۔ اور سلطان ابن سعود کو اپنے زیر اثر رکھے گا۔

افریقہ میں پادریوں کا جال

چلو اس کو بھی جانے دو۔ ہمیں کسی پر بدگمانی کرنے کا حق نہیں۔ ہم نے کسی کا سینہ چیر کر اس کے ایمان کو نہیں دیکھا۔ لیکن جو سب سے خطرناک بات ہے۔ وہ یہ کہ افریقہ میں عیسائی مشنریوں کا ایک جال پھیلا ہوا ہے۔ افریقہ کا کوئی گوشہ اور اس کے لق و دق صحراؤں اور بیابانوں کا کوئی حصہ نہیں۔ جہاں کوئی عیسائی مشنری موجود نہ ہو۔ یا پہنچا نہ ہو۔ بڑے بڑے خطرناک مقامات میں بڑی بڑی خونخوار وحشی اقوام میں عیسائی پادری اپنی تبلیغی جدوجہد میں مصروف ہیں۔ اور مال و زر اور دنیوی جاہ و عزت کا لالچ یا وعظ و نصیحت غرضکہ کوئی ذریعہ نہیں جس سے وہ انہیں عیسائی بنانے کی کوشش نہ کرتے ہوں۔ نتیجہ یہ ہے کہ ان کی رات دن کی سعی اور جدوجہد سے قبائل کے قبائل عیسائی ہو چکے ہیں۔ اور مسلمان ہیں کہ خواب خرگوش میں سوئے ہوئے ہیں۔

مرحقیقت سے واقف اور اس کمزوری کو پہچان گئے ہیں۔ وہ مسلمانوں کو خواب غفلت میں سلانے کے لئے انتظام کرتے رہتے ہیں۔ اور اخباروں میں یہ بھی کبھی شور مچوا دیتے ہیں کہ

"افسوس ہائے ہائے ہم اتنا تبلیغ کرتے ہیں اور کچھ نہیں بنتا۔ اور مسلمان تاجر افریقہ کے اندرونی حصہ میں تجارت کرنے جاتے ہیں اور قبیلوں کے قبیلے مسلمان کرتے چلے جاتے ہیں"۔

ہمارے مسلمان جب یہ خبر سنتے ہیں تو خوشی سے اچھل پڑتے ہیں اور کہنے پھرتے ہیں کہ ہاں بھائی دیکھ لو یہ ہے حق کی فتح۔ وہ خود بخود پھیلتا چلا جا رہا ہے۔ کسی کوشش اور سعی کی ضرورت ہی نہیں۔ اللہ آپ اپنے دین کا محافظ ہے۔ حفاظت کا یہ غلط مفہوم دماغ میں لے کر وہ پھر سو جاتے ہیں۔ اور پادری چپ چاپ اپنا کام کرتا رہتا ہے۔ کئی دفعہ مجھے خیال آیا کہ الٰہی وہ کونسے مسلمان تاجر ہیں جو افریقہ کے جنگلوں میں تجارت بھی کرتے ہیں اور تبلیغ اسلام بھی کرتے ہیں۔ یہ تو سلف صالحین کی پرانی باتیں ہیں۔ یہ طریقہ تو پرانے مسلمانوں کا تھا۔ کہ جہاں گئے تبلیغ اسلام بھی ان کے ساتھ ساتھ گئی۔ آج مسلمانوں کے ہاتھ میں نہ تجارت ہے نہ تبلیغ اور پھر وہ تاجر ایسے ہیں کہ نہ ان کے نام کا پتہ نہ نشان کی خبر۔ نہ ان قبائل ہی کا پتہ لگتا ہے جو مسلمان ہوتے ہیں۔ پس عیسائیوں کا واویلا سن کر ہم اس پر یقین کر کے مگن ہو رہتے ہیں۔ آخر کچھ پتہ تو ان تاجروں اور نومسلموں کا لگے۔ کہ مسلمان کرنے والے اور مسلمان ہونے والے کون لوگ ہیں۔ اور کہاں ہیں۔ مشرقی افریقہ تو میرا بھی دیکھا بھالا ہے۔ جنوبی افریقہ مغربی افریقہ۔ شمالی افریقہ۔ وسطی افریقہ غرضکہ کونسا حصہ افریقہ کا ہے۔ جس کا علم دنیا کو آج نہیں۔ مگر ان مسلمان تاجروں اور نومسلمین کا کوئی پتہ نہیں لگتا۔ جن کی نسبت عیسائی لکھتے رہتے ہیں۔ اگر کسی عیسائی نے یوں لکھ دیا ہو۔ تب تو قابل قبول ہے کہ اگلے زمانہ میں مسلمان تاجر افریقہ میں تجارت کرنے آتے تھے۔ اور ہزارہا انسانوں کو مسلمان بنا جایا کرتے تھے۔ مگر آج ہم لوگ کو اس روشنی کے زمانہ میں اور اس قدر ذرائع کامیابی کے ہاتھ میں ہوتے ہوئے بھی کامیابی نہیں تو یہ بات معقول ہے اور سچ ہے۔ لیکن یہ بات کہ عیسائی مشنریوں کے مقابلہ میں مسلمان تاجر افریقہ میں قبائل کو مسلمان کرتے چلے جا رہے ہیں۔ یہ بالکل غلط ہے۔ کم سے کم یہ بات میری سمجھ میں تو نہیں آتی۔ اگر کوئی مسلمان بزرگ اس کے مدعی ہوں تو مجھے ثابت کر کے دکھائیں ورنہ یاد رکھیں کہ یہ ایک عیسائیوں کا پروپیگنڈا ہے۔ تاکہ آپ اپنی خواب خرگوش میں پڑے رہیں۔ اور وہ اپنا کام آسانی سے افریقہ کے تاریک براعظموں میں کرتے رہیں۔ میرے پاس پادریوں کا ایک رسالہ آتا ہے۔ جس میں افریقہ میں عیسائیت کی جدوجہد کا ذکر ہوتا ہے۔ اسے پڑھ پڑھ کر مجھے تو یہ سمجھ میں آیا ہے کہ پادریوں نے افریقہ کے قبائل میں اپنے مشن کا جال بہت بری طرح پھیلایا ہے۔ اور جو قبائل مسلمان ہیں ان کو بھی عیسائی بنانے کے لئے اسلام کی شکل کو اس قدر بگاڑ کر دکھایا جا رہا ہے کہ پڑھ کر رونا آتا ہے۔ اور ان کے ایمان کو برباد کرنے کے لئے طرح طرح کے وسائل اختیار کئے جاتے ہیں۔ کیا ایسی صورت میں مسلمانوں کو چپ چاپ اس خیال میں مگن بیٹھے رہنا چاہئے۔ کہ افریقہ کے جنگلوں میں کوئی فرضی جماعت مسلمان تاجروں کی اسلام پھیلا رہی ہے۔ یا اسلام کو ان جنگلوں کے اندر پہنچانے کی یا کم سے کم وہاں کے مسلمان قبائل کے ایمان کی حفاظت کی کوئی تدبیر اختیار کرنی چاہئے۔ مسلمان یاد رکھیں۔ افریقہ کے جنگلوں میں اس وقت مسلمان تاجر نہیں پھر رہے۔ بلکہ عیسائی پادری پھر رہے ہیں۔ خدا کی شان ہے۔ تمام اسلامی ممالک میں آج کہیں تبلیغ و اشاعت کی تحریک بلکہ روح تک موجود نہیں۔ سوائے ہندوستان کے۔ اگر ہندوستان کے مسلمان ہمت کریں تو یہ کچھ بڑی بات نہیں۔ ہندوستان میں کئی تبلیغی انجمنیں ہیں۔ مگر سب غالباً اسی خیال میں مست ہیں کہ افریقہ کے جنگلوں میں مسلمان تاجر اسلام پھیلا رہے ہیں۔ اور واقعہ یوں ہے کہ پادری عیسائیت پھیلا رہے ہیں۔ حالی مرحوم نے مسلمانوں کے اس نقشہ کو کس خوبصورتی سے اس شعر میں کھینچ دیا ہے۔

یاران تیز گام نے محمل کو جا لیا
ہم محو نالۂ جرس کارواں رہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　　نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح
لاہور

جلد ۱۸ | یوم یکشنبہ ۸ رجب المرجب ۱۳۴۹ھ | نمبر ۷۹

خطبہ جمعہ

فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ

مورخہ ۲۱ نومبر ۱۹۳۰ء

تشہد تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔ سورہ فاتحہ ویسے بھی اعلیٰ درجہ کی دُعا مسلم ہے اور پھر خلاصہ قرآن کریم ہے۔ لیکن جہاں تک ان ایام میں نئے درس کے لئے اس پر غور کرنے کا موقعہ ملا ہے ایسا نظر آتا ہے کہ تمام ابتدائی وحی اپنے اندر بیج کی طرح ان تمام باتوں کو رکھتی ہے کہ جو پیچھے سے آ کر کھلتی جاتی ہیں۔ یا یہ کہ بیج سے جس طرح آہستہ آہستہ پودا بلند ہوتا جاتا ہے اسی طرح ابتدائی وحی بھی گویا پودے کی شکل اختیار کر لیتی ہے۔ پچھلے جمعہ کے خطبہ میں میں نے اھدنا الصراط المستقیم کو بیان کرتے ہوئے توجہ دلائی تھی کہ اھدنا کے لفظ میں ترقی کی یا آگے بڑھنے کی تڑپ موجود ہے۔ اس سے ایک جد وجہد کے لئے طبیعت میں شوق پیدا ہوتا ہے۔ اھدنا اے خدا تو چلا۔ یہ چلنے کی دعا یا خواہش درحقیقت آگے بڑھنے کی خواہش ہے۔ ایک شخص چاہے کتنا بھی آگے بڑھ گیا ہو۔ تو بھی اس کی یہی دعا ہونا ظاہر کرتا ہے کہ وہ اپنی موجودہ حالت پر قانع نہیں۔ بلکہ اور ترقی چاہتا ہے۔ کیونکہ فی الحقیقت انسانی ترقی کی کوئی انتہا نہیں۔ بڑھی ہوئی حالت پر فخر کرنا یہ آئندہ ترقی سے روک دینے والا ہے۔ اس لئے ہر مقام پر آگے بڑھنے کی خواہش پیدا کرنے کے لئے یہ دعا سکھائی گئی ہے۔ انبیاء اور راستباز اگرچہ بہت بلند مقام پر کھڑے ہوتے ہیں تاہم وہ اپنی موجودہ حالت پر قانع نہیں ہوتے۔ ان کے اندر آگے بڑھنے کی خواہش بہت زیادہ ہوتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اگرچہ علم کے بہت بلند مراتب پر پہنچ چکے تھے۔ تاہم آپ کی دُعا یہی تھی رب زدنی علما اے میرے رب میرے علم کو زیادہ کر۔ تمام دن مخلوق خدا کی خدمت میں گذارتے تھے۔ تاہم رات کو آدھی آدھی رات تک خدا کے حضور کھڑے ہو کر دعائیں کرتے تھے۔

جس کے دل کے اندر اس قدر تڑپ موجود ہو

وہ عملی میدان میں اس کے حصول کے لئے کس قدر جد وجہد کرے گا۔ پھر آپ کی دعائیں دیکھو تو باوجود ایسے بلند مقام پر پہنچا ہوا ہونے کے کس قدر عاجزی کا رنگ ہے اللھم باعد بینی و بین خطایای کما باعدت بین المشرق والمغرب۔ پھر استغفار کرنا یہ پیچھے آگے بڑھنے اور ترقی کی خواہش کا نتیجہ ہے۔ غرض انسان کسی مرتبہ اور مقام پر بھی کیوں نہ پہنچ جائے۔ اس کو اپنی حالت پر قانع نہ ہونا چاہئے۔ جہاں وہ اس پر مطمئن ہوا۔ ساتھ ترقی میں روک پیدا ہو جاتی ہے۔ اس غرض کو مد نظر رکھ کر اھدنا کی دعا کو بار بار مانگنا سکھایا ہے۔ تاکہ یہ خواہش اٹھتی رہے۔ کہ ہم نے قدم آگے بڑھانا ہے۔ پھر یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ اھدنی نہیں کہا۔ بلکہ اھدنا ہے۔ جو جمع کا صیغہ ہے اور ایک آدمی کی دعا میں یہ جمع کا صیغہ دعا کرنے والوں کی عظمت کے لحاظ سے نہیں آیا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے لئے آجاتا ہے۔ بلکہ یہ جماعت کے لئے آیا ہے۔ یعنی ہم سب کو چلا۔ اس ہم میں قوم، بیوی، بچے، رشتہ دار اور دوست سب کے لئے دعا ہے۔ بلکہ اس میں کام کرنے والے ساتھی اور اس سے بڑھ کر سارے لوگ آجاتے ہیں۔ یعنی ہم سب کو ترقی کی راہ پر چلا یا آگے بڑھا۔ کبھی آپ غور کریں تو ذاتی طور پر ایک فرد کی ترقی [illegible]

شامل نہ ہوں۔ بالخصوص وہ لوگ جن سے انسان کے ہزاروں قسم کے اغراض وابستہ ہیں۔ اور جن سے اس کے تعلقات ہیں۔ بعض باتوں کو انسان ایک موٹی مثال سے بھی سمجھ سکتا ہے۔ فرض کیجئے آپ کسی رستے میں چل رہے ہیں۔ کوئی منزل مقصود آپ کے سامنے ہے۔ آپ کے ساتھ آپ کے بیوی بچے یا اور تعلق والے ہیں۔ ان میں کوئی ادھر نکل جاتا ہے کوئی اُدھر چلا جاتا ہے۔ آپ ان لوگوں کے بغیر آگے نہیں بڑھ سکتے۔ کیونکہ آپ نے منزل مقصود پر انہیں ساتھ لے کر پہنچنا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ اگر بیوی بچے ایک راستہ پر اور ہم دوسرے راستہ پر چل رہے ہوں۔ تو انسان کی فطرت ایسی ہے کہ وہ آگے نہیں بڑھ سکتا۔ بلکہ لازماً اس کی توجہ کبھی ایک طرف جائے گی۔ کبھی دوسری طرف۔ روحانی طور پر بھی یہ سب کچھ ہوتا ہے۔ گو ان امور کے غیر محسوس ہونے کی وجہ سے ہم ان نتائج کو ایسی صفائی سے نہیں دیکھ سکتے جیسے محسوس اور مشہود امور کو۔

ترقی کے لئے دونوں باتوں کا ہونا ضروری ہے۔ جب تک انسان میں خود چلنے کی طاقت نہ ہو تو بھی نہیں چل سکتا۔ اور اگر اس کے ساتھی ساتھ نہ چل سکیں تو بھی آگے نہیں بڑھ سکتا۔ غرض ایک انفرادی طور پر ترقی کرتا ہے۔ تو دوسرا اجتماعی اور قومی طور پر دونوں کو اکٹھا کرنے کے لئے اھدنا کا لفظ لگایا گیا ہے۔ گویا ایک اھدنا کے لفظ میں ترقی کی دونوں شرطیں جمع کر دی ہیں۔ اوّل یہ کہ انفرادی طور پر ہر شخص کے دل میں تڑپ ہو۔ کہ وہ آگے بڑھے۔ جو اھد کا مفہوم ہے۔ اور دوسرے یہ کہ ہماری ترقی بحیثیت جماعت کے ہو جیسے لفظ نا میں ادا کیا ہے۔

غرض ایک ہی لفظ میں انفرادی اور قومی ترقی کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ بغیر جماعت کے کوئی کام اور ترقی نہیں۔ اگر کوئی کام کسی فرد واحد کے سپرد بھی ہوا تو وہ بھی بغیر جماعت کے کچھ نہیں کر سکتا۔ مامور کو گو اکیلے کو حکم ہوتا ہے مگر اس کے اگر اعضاء اور انصار نہ ہوں۔ تو وہ بھی کامیاب نہیں ہو سکتا۔ حضرت مرزا صاحب کو جب اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا کہ آپ اعلائے کلمۃ اللہ کے کام میں لگ جائیں تو آپ نے اس کے لئے جماعت کی بنیاد رکھ دی۔ اور یہ نہ سمجھ لیا کہ جب خدا کا وعدہ ہے کہ یہ کام ہو کر رہے گا۔ تو پھر جماعت کی کیا ضرورت ہے۔ مگر آپ نے اس کے لئے انجمن بنائی۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ اس کے بغیر جماعت ترقی نہیں کر سکتی۔ جس قوم کے اندر جماعتی ترقی کی خواہش نہیں وہ ہرگز ترقی نہیں کر سکتی۔ اور جہاں فرداً فرداً آگے بڑھنے کی تڑپ نہ ہو۔ وہ جماعت بھی آگے نہیں بڑھ سکتی۔

درحقیقت قرآن کریم نے جو اس قدر اصول سیاست اور تمدن اور معاشرت کے بیان کئے ہیں اور ہر قسم کے انسانی تعلقات کے متعلق ہدایات دی ہیں تو وہ بھی اس لفظ اھدنا کی ہی تفسیر ہے۔ گویا یہ بیج نشوونما پا کر ایک پودے کے رنگ میں آگیا ہے۔ کیونکہ اصل غرض ایک فرد کی ترقی نہیں۔ بلکہ قومی اور جماعتی ترقی ہے۔

اب اس کے بعد احباب سے میں صرف دو باتیں کہنا چاہتا ہوں۔ کہ جس کام کے لئے تم اس جماعت یا قوم میں جمع ہوئے ہو اس کو [illegible]

کہ ہم نے اس کام کو کرنا ہے۔ جو خواہش انسان کے اندر ہو۔ اس کے پورا کرنے کا سامان باہر موجود ہے۔ دیکھنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے آنکھیں دی ہیں۔ تو باہر روشنی اور دیکھنے کی چیزیں بھی موجود ہیں۔ مگر کوئی خود بغیر دیکھنے کے گذر جائے یا اپنی آنکھیں بند کر لے تو یہ جدا بات ہے۔ جو لوگ زمانہ کی ضروریات پر نگاہ نہیں دوڑاتے اور وقت کی نزاکت کا لحاظ نہیں رکھتے اور نہ پیدا شدہ مخالف واقعات کے خلاف تیاری کرتے ہیں۔ وہ یقیناً دوسروں کے غلام ہو جاتے ہیں۔ فرداً فرداً ہر شخص کے دل میں اسلام کی تبلیغ کا شوق ہونا چاہئے۔ اگر دل میں شوق پیدا کرو گے تو سامان بھی مل جائیں گے۔

ایک قابل تقلید نمونہ

چند دنوں کا واقعہ ہے کہ تین ہندو عورتیں ہمارے گھر میں آگئیں۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے چندہ لینا ہے۔ ہمارے گھر سے انہیں کہا گیا کہ مسلمان تو پہلے ہی غریب ہیں۔ ہندوؤں کے پاس ہر طرح کی دولت موجود ہے۔ تم ان سے کیوں نہیں مانگتیں۔ ہم غریبوں نے اپنے ہی کام رکھے ہوئے ہیں۔ مگر وہ ایسی ڈٹ کر بیٹھی رہیں کہ بغیر چندہ لینے کے جانے سے انہوں نے انکار کر دیا۔ اور بالآخر کچھ نہ کچھ لے کر ہی گئیں۔ ان کی فہرست چندہ دیکھنے سے معلوم ہوا کہ ہمارے کچھ احمدی بھائی جو اپنی انجمن کو چندہ دینے سے انکار کر دیتے ہیں ان کے نام بھی اس فہرست میں موجود ہیں۔ خیر وہ بھی ایک مفید کام تھا۔ اگر چندہ دیدیا گیا تو گناہ نہیں کیا۔ لیکن قابل غور یہ بات ہے۔ کہ بعض لوگ جو چندہ مانگنے سے اس لئے پرہیز کرتے ہیں کہ مسلمان اشاعت اسلام کے لئے چندہ دینے سے انکار کرتے ہیں۔ یہ صحیح نہیں۔ بات دراصل یہ ہے کہ مانگنے والوں میں کافی ہمت نہیں۔ کیا جن گھروں سے دوسری قوم کے لوگ چندہ لے جاتے ہیں وہاں سے مسلمانوں کو بھی نہیں ملتا۔ پھر وہ بھی اشاعت اسلام جیسے مقدس کام کے لئے۔ مسلمانوں کا ہزارہا روپیہ عیسائی مشنوں میں پہنچتا ہے۔ بڑے بڑے لوگوں کے پاس عیسائی پہنچتے ہیں اور کچھ نہ کچھ لے کر آتے ہیں۔ وائی ایم سی اے والے سینکڑوں روپیہ جمع کر کے لے جاتے ہیں۔ ان مسلمانوں کی حالت تو ضرور قابل افسوس ہے۔ جو اپنے قومی کاموں کے لئے چندہ دینے سے انکار کر دیتے ہیں۔ مگر دوسری قوموں کو دیدیتے ہیں۔ لیکن ان مانگنے والوں کی ہمت بھی قابل تعریف ہے۔ جو اپنی قوم سے لینے کے علاوہ دوسری قوموں کو بھی نہیں چھوڑتے۔ کاش یہ ہمت ہمارے مسلمان بھائی اپنے اندر پیدا کریں۔ مگر ان کی موجودہ لاپرواہی کی حالت میں قوم کی زندگی کے آثار نہیں۔ میں نے ایک ماہ ہوا جب احباب سے اپیل کی تھی کہ وہ انجمن کو موجودہ مالی مشکلات سے نکالنے کے لئے اٹھ کھڑے ہوں۔ مگر بہت سے لوگ مایوسانہ حالت میں پڑے ہیں۔

اس میں کوئی شبہ نہیں "مانگنا" اپنے نفس کے لئے ذلیل ترین کام ہے مگر خدا کے لئے مانگنا بہترین عزت کا کام ہے۔ چندہ تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی مانگا ہے۔ دو تین ہفتے گزر گئے ہیں میں نے اس کے لئے ایک اپیل شائع کی۔ معلوم نہیں کتنے لوگوں نے اس کے لئے قدم اٹھایا ہے۔ اس طرف بہت جلد توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ اگر کوئی نہیں دیتا ہے تو نہ سہی۔ مگر مانگنے کے لئے نکلنے اور دوسروں کو کہنے کی ہمت ہو۔ بہت لوگ ہم میں سے ہمت ہار چکے ہیں۔ مانگنا کوئی بیکاری نہیں۔ کہ اس کو کرتے ہوئے شرم آئے۔ مانگنے کے لئے نکلنا تو ہمت پر منحصر ہے۔ خواہ کہ آدمی جائے اگر ایک بھی جگہ سے نہ ملے تو کوئی حرج نہیں۔ مگر مانگنے میں شرم نہ کرے۔ دیکھئے پچھلے سال ہماری مستورات اس کام کے لئے اٹھیں تو انہوں نے سات سو روپیہ صرف لاہور سے ہی جمع کر لیا۔ اب میں ان کی خدمت میں بھی اور آپ سے بھی کہتا ہوں کہ اب وقت بہت ہی کم ہے۔ یعنی ایک مہینہ صرف سالانہ جلسہ میں رہ گیا ہے۔ ایک ہفتہ میں چار دن بھی اس کے لئے خاص کر لو۔ تو اب بھی بہت کام ہو سکتا ہے۔ مگر آج کل کرتے دن گذر جاتے ہیں۔ کئی ایک موانع پیش آجاتے ہیں۔ کل پر کام نہ ڈالتے جاؤ۔ بلکہ جس کام کے لئے اٹھنا ہے آج ہی اٹھو۔ اور سوچو کہ کل کے لئے تم نے آج کیا کیا ہے۔ ولتنظر نفس ما قدمت لغد

خواتین سے بھی میں عرض کرتا ہوں کہ وہ اب کے پھر دوبارہ تہیہ کریں کیونکہ یہ کام عمر میں ایک مرتبہ کرنے کا نہیں بلکہ روز کا کام ہے۔ خواتین جنہوں نے گذشتہ سال چندہ ماہوار لکھوایا تھا اور پھر ایک عرصہ سے وصول نہیں ہو سکا اس کو ادا کر دیں۔ محصل ان سے وصول کرلے۔ یا وہ خود ہی محصل کے سپرد کر دیں

رُوحانی کتابوں کی قیمت میں رعایت

ماہِ رمضان المبارک میں مندرجہ ذیل دینی کتب کی قیمتوں میں خاص رعایت دی جائے گی۔ بعض کتب کی صرف چند کاپیاں باقی ہیں۔ درخواست کنندگان جلد کریں۔ تاکہ مایوس نہ ہونا پڑے۔

(۱) ملفوظاتِ احمدیہ حِصّہ دوم
یعنی حضرت مسیح موعود مہدی معہود حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے ملفوظات ۱۸۷۳ء سے ۱۸ نومبر ۱۹۰۱ء تک کا مجموعہ۔ ۴۴۳ صفحہ جات۔
اصل قیمت عللہ رعائتی عہ

۲ بشریٰ حِصّہ اوّل
الہامات حضرت مسیح موعود علیہ السلام قبل دعویٰ مسیحیت
اصل قیمت ۴ر رعائتی ۳ر

۳ بشریٰ حِصّہ دوم
حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات تا وفات
اصل قیمت عہر رعائتی ۱۲ر

۴ مکاشفات
حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کشوف
اصل قیمت ۴ر رعائتی ۳ر

۵ آثار مبارکہ
ڈائری حضرت مسیح موعود علیہ السلام
اصل قیمت ار رعائتی ۱۰ر

نوٹ: ۔جملہ کتب کے خریدار کو محصول ڈاک معاف۔

تمام درخواستیں بنام

منیجر دارالکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

ہندوستان میں نئی ایجاد

منیجر صاحب نے کینوس کا ڈک شو تیار کیا ہے جو چمڑے سے بالکل مبرا ہے۔ جس کا سول ربڑ کا ہے۔ جو شل ولائتی کٹ شوز کے بنایا گیا ہے۔ اور بجائے سول چپکانے کے اندر سے سلائی کی گئی ہے۔ جس کی وجہ سے پانی یا تیل میں بھیگ جانے سے سول اپنی جگہ نہیں چھوڑتا۔ سلائی اتنی مضبوط ہے کہ اگر چھ ماہ کے اندر ٹوٹ جائے تو کمپنی دوسرا شو مفت روانہ کرے گی قیمت صرف دو روپیہ علاوہ محصول ڈاک۔ فرمائش کے ہمراہ پیر کا ناپ آنا ضروری ہے۔ تاجروں کو خاص رعائت۔
پتہ: ۔ اختر اینڈ کمپنی۔ سینٹری روڈ۔ لکھنؤ

مفت مفت مفت

احمدی جنتری ۱۹۲۱ء جو ۲۰×۲۶/۸ تقطیع پر ۴۸ صفحوں پر مشتمل ہے۔ اور جس میں علاوہ سال کی جنتری کے مندرجہ ذیل مستقل کام آنے والے مضامین درج ہیں فی کاپی ار محصولڈاک آنے پر مفت ارسال ہوگی۔ مضامین جنتری: ۔
(۱) مسیح موعودؑ کی دعائیں۔ (۲) سلسلہ احمدیہ کی مختصر تاریخ۔ (۳) احمدی کون ہے (۴) حضرت مسیح موعودؑ کی اپنی صداقت پر قسمیہ تحریر۔ (۵) شرائط بیعت اور عقاید و اعمال جماعت احمدیہ (۶) نسخہ جات فرمودہ حضرت مسیح موعودؑ۔ (۷) فہرست کتب حضرت مسیح موعودؑ معہ تاریخ طبع (۸) فہرست اشتہارات حضرت مسیح موعودؑ تاریخوار (۹) ان بچوں کے نام جن کو حضرت مسیح موعود نے رکھا۔ (۱۰) فہرست ان لوگوں کی جن کے جنازے حضرت مسیح موعود نے پڑھے۔ (۱۱) تعبیر نامہ خواب فرمودہ حضرت مسیح موعودؑ (۱۲) (۱۲) حیات احمدیہ یعنی نمونہ سوانحعمری حضرت مسیح موعودؑ۔ تمام
درخواستیں بنام
جائنٹ سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور

مخزنِ نعمت

کہ جس میں ہر قسم کے ماکولات مثلاً ہر قسم کے سالن۔ ہر طرح کی سبزیاں۔ عنبدیگ قسم قسم کے پلاؤ زردہ متنجن۔ بریانی دوپیانے قسم قسم کے کباب بھرتے دالیں مچھلی۔ بڑے وغیرہ۔ انواع اقسام کے مقوی دماغ حلوے کئی قسم کی کھیریں اور فیرنیاں۔ سویاں۔ پڈنگ۔ قسم قسم کے نان اور پراٹھے۔ روپڑ۔ پوری کتلہ۔ باقر خانی۔ چینی کیک۔ بسکٹ۔ طرح طرح کی خستہ اور لذیذ مٹھائیاں۔ مثلاً بالوشاہی۔ جلیبی۔ شکرپارہ۔ کھجور۔ گلاب جامن۔ قسم قسم کے لڈو۔ گلگلے پیڑے۔ برفی۔ قلاقند۔ ریوڑی۔ گزک رس گلے۔ الائچیدانے چیونٹیاں اکبریاں۔ ساولہ۔ اندرسہ وغیرہ اور انواع و اقسام کے مفرح اور خوش ذائقہ شربت شربت بادام تمرت سیب۔ شربت خشخاش۔ شربت انار۔ شربت لیمو۔ شربت شہتوت شکر۔ صندل۔ نیلوفر۔ گلاب۔ بنفشہ۔ عناب۔ اور سکنجبین تیار کرنے کی ترکیب ہر قسم کے اچار اور ہر طرح کے مربے تیار کرنا۔ نیز بگڑتے ہوئے کھانوں کو درست کر لینا۔ اچار اور مربے کو دیر تک اچھا رکھنا۔ مچھلی کا کانٹا گلانے کی ترکیب۔ تازہ اور باسی دودھ کی پہچان۔ گندے انڈوں کی شناخت۔ مکھن۔ گھی۔ پنیر اور دہی کے متعلق ہدایات۔ کھانا کھانے اور کھلانے کے پسندیدہ طریقے اور آداب ان سب چیزوں کو نہایت عمدگی سے بتایا گیا ہے۔ اور مذکورہ بالا تمام چیزوں کے تیار کرنے کی ترکیبیں بھی سہل ترین طریقہ سے بتائی گئی ہیں۔ قیمت فی جلد عہ

خطبہ جمعہ

۲۵ ذیقعدہ

والٰھکم الٰہ واحد لا الٰہ الا ھو الرحمٰن الرحیم . . . .
. . . . والذین اٰمنوا اشد حبًا للّٰہ

قرآن کریم میں بڑی بڑی عظیم الشان صداقتیں چھوٹے چھوٹے سادہ جملوں میں انسان کے سامنے رکھ دی گئی ہیں۔ قرآن شریف ایسی بصیرت افروز باتوں سے بھرا پڑا ہے۔ جو انسان کے لئے ایک اعلیٰ نصب العین یا تخیل کا باب کھول دیتی ہیں۔ پہلے فرمایا تمہارا خدا تمہارا معبود تمہارا مقصود ایک ہی ہے اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ پھر فرمایا کہ دن اور رات کا اختلاف زمین اور آسمان کی پیدائش۔ آسمان سے پانی کا برسنا جس سے زندگی پیدا ہوتی ہے۔ ہواؤں کا ہیر پھیر اور بادل جو اپنے کاموں میں لگے ہوئے ہیں۔ دریاؤں اور سمندروں سے کروڑوں من پانی اٹھا لاتے اور اسے پہاڑوں اور میدانوں میں ڈال دیتے ہیں۔ غرض ایک ایک بات میں اللہ تعالیٰ کی قدرت اور توحید کا نشان ہے۔ پھر فرمایا کہ باوجود ان کھلے نشانوں کے کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو خدا کی رحمت میں اوروں کو شریک بنا لیتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ کے اتنے احسانات انسان پر اترتے ہیں کہ انسان کا دل خدا تعالیٰ کی محبت سے لبریز ہونا چاہئے اور پھر یہ لوگ ان معبودوں سے ایسی شدید محبت کرتے ہیں جیسی خدا سے کرنی چاہئے۔ مگر اس کے ساتھ ہی فرمایا کہ جو لوگ

خدا پر ایمان

لاتے ہیں ان کی محبت اللہ تعالیٰ سے اتنی بڑی ہوتی ہے کہ دنیا کی اور کوئی محبت اس کے برابر نہیں۔ اٰمنوا اشد حبًا للّٰہ ایک چھوٹا سا فقرہ ہے مگر عظیم الشان معانی کو اپنے اندر لئے ہوئے ہے۔ بہت کم لوگ ہیں جو خدا کے ساتھ محبت کی حقیقت کو سمجھتے ہیں۔ بلکہ آج تو خدا کو بھی محض ایک خیال ہی سمجھا جانے لگا ہے۔ اگر خدا کوئی ہستی نہیں تو اس کی کیا وجہ ہے کہ اس کی محبت دنیا کی تمام محبتوں پر فوقیت لے جاتی ہے ہم کسی چیز سے اس وقت تک محبت نہیں کرتے جب تک اس میں کشش نہ ہو ہم حسن اور احسان سے ہی متاثر ہوتے ہیں۔ دنیا کی مادی کشش اور ہزار ہا قسم کے سامان ہمارے دلوں کو اپنی طرف کھینچتے رہتے ہیں۔ ان میں ہمارے لئے ایک جذب اور کشش موجود ہے۔ مگر ان سے بلند تر ایک جذب اور کشش اللہ تعالیٰ کی محبت سے پیدا ہوتے ہیں۔ اگر وہ ایک طاقتور ہستی نہیں اگر اس کی اصلیت ہی کوئی نہیں جیسے مادہ پرست اور دہریہ خیال کرتے ہیں تو پھر اس میں اتنی کشش اور اتنی قوت کہاں سے آئی؟ نبی کریم صلعم اور صحابہ کی تاریخ ہمارے سامنے ہے۔ غور کرو کہ جو لوگ نبی کریم صلعم پر ایمان لائے انہوں نے محبت الٰہی میں کیسا کمال دکھایا ہے۔ اپنے خلوص اور ایثار کا کیا حیرت انگیز مظاہرہ کیا۔ نبی کریم کے صحابہ نے اللہ کی خاطر ہر قسم کا دکھ اٹھایا ہے۔ انسان کو کبھی مال کو محبوب کی خاطر نثار کرنا پڑتا ہے۔ کبھی رشتہ داروں سے جدا ہونا پڑتا ہے۔ کبھی وطن کو ترک کرنا پڑتا ہے۔ کبھی سر کو تلوار کے سامنے رکھنا پڑتا ہے۔ مگر نبی کریم صلعم کے صحابہ نے ان تمام تکلیفوں کو خدا کی محبت کے لئے کس قدر خوشی سے اٹھایا۔ کوئی قربانی نہیں جو رسول کریم کے صحابہ نے خدا کی محبت کے لئے پیش کی ہو۔ اگر خدا کوئی چیز نہیں تو قربانی کا یہ جذبہ کہاں سے پیدا ہو گیا؟ نبی کریم صلعم کے صحابہ کے دلوں پر محبت اور قربانی کا ایسا رنگ چڑھا ہوا تھا کہ دنیا کی کوئی طاقت اسے مٹا نہیں سکی۔ پھر یہ محبت محض وقتی جذبہ نہ تھا۔ عارضی اور چند روزہ نہ تھی بلکہ اس کا نشہ ایسا زبردست تھا کہ بچپن اور جوانی میں چڑھا تو بڑھاپے تک ساتھ رہا۔ بلکہ زندگی کے آخری لمحہ تک قائم رہا۔ اندرونی مناقشات عام طور پر انسان کو پست ہمت کر دیتے ہیں۔ مسلمانوں میں بھی جھگڑے پیدا ہوئے اور بڑے خطرناک جھگڑے پیدا ہوئے۔ مگر اس وقت بھی اللہ کی محبت کا جذبہ ان کے دلوں پر غالب ہی رہا۔ حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کے درمیان جنگ و جدل کا سلسلہ جاری ہے۔ قیصر روم مسلمانوں کی اس باہمی لڑائی سے فائدہ اٹھانا چاہتا ہے۔ لیکن جب معاویہ کو اس بات کا پتہ لگتا ہے تو وہ دشمن کے کانوں تک یہ پیغام پہنچا دیتا ہے کہ اگر کفار نے ...

ماتحتی میں اپنی جانبازی کے جوہر دکھائے گا۔ کس شے نے معاویہ اور علی کو اس نازک موقعہ پر اپنے ذاتی اختلافات کو بالائے طاق رکھنے پر آمادہ کیا؟ اللہ کی محبت نے

خدا اور رسول کی محبت

تمام محبتوں سے فائق ہے۔ دنیا کی ظاہر سے ظاہر طاقت بھی اس محبت کو زائل نہیں کر سکتی۔ مسیح موعود کی زندگی میں بھی ہمیں اس محبت کی جھلک نظر آتی ہے۔ خدا کی محبت کے راستہ میں اس صدی کے مجدد نے گالیاں کھائیں۔ مصیبتیں اٹھائیں۔ لوگوں نے اسے مفسد، بے دین، دجال اور کیا کچھ کہا۔ مگر اس کے جوش اور اس کے کام میں ذرا فرق نہ آیا۔ خدا کی محبت کے سامنے آپ نے اس ذلت کو جو دنیا آپ پر ڈالنا چاہتی تھی ہیچ سمجھا۔

ہماری اس جماعت

کی بنیاد بھی خدا اور اس کے رسول کی محبت پر ہے۔ ہمارا سوائے اس کے اور کوئی نصب العین نہیں کہ خدا اور اس کے رسول کی عزت کو قائم رکھا جائے۔ اور اللہ کا نام بلند کیا جائے۔ یہ اتنا بلند کام ہے کہ اس سے زیادہ بلند کام اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ دنیا کے اور بلند کام اس کے سامنے ہیچ ہیں۔ آج اگر مسلمانوں کی اس کام کی طرف توجہ نہیں رہی تو اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ ایمان کمزور ہو گئے ہیں۔ اور محبت الٰہی دلوں میں پیدا نہیں ہوتی۔ آج لوگ دنیا میں ادنیٰ ادنیٰ اغراض کے لئے قربانیاں کر رہے ہیں۔ ملک اور قوم کی خدمت بظاہر ایک بڑا کام سمجھا جاتا ہے مگر

حضرت محمد صلعم کی خدمت

اتنا اعلیٰ اور بلند تر کام ہے کہ اس پر بیسیوں ملکوں کی خدمت کو قربان کیا جا سکتا ہے۔ جس قوم کے سامنے اتنا بڑا بلند کام ہو اس کی توجہ اور کس کام کی طرف جا سکتی ہے۔ اور توجہ کو ایک طرف رکھنے سے انسان کو کسی مقصد میں کامیابی بھی حاصل ہو سکتی ہے۔ دیکھئے ہم نے اپنی سرگرمیاں کو اس عظیم اور بلند کام تک محدود رکھ کر باوجود بہت چھوٹی سی جماعت ہونے کے کس قدر کامیابی حاصل کی ہے۔ اس کامیابی سے تمہاری ہمتوں کو دس گنا زیادہ بڑھ جانا چاہئے۔ اختلاف پہلے بھی لوگوں میں ہوتے رہے۔ اب بھی ہوں گے۔ مگر میں آپ کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ آج ہمیں سب سے بڑی ضرورت اس بات کی ہے کہ

برداشت کا مادہ

ہم میں پیدا ہو اور ہم اپنے بھائیوں کے اختلاف کو برداشت کر سکیں۔ اختلاف رائے بڑے بڑے مسائل میں ہو جاتی ہے۔ چند معمولی باتوں میں اختلاف ہو جائے تو کیا قیامت آ گئی۔ آج کل میں ایک کتاب لکھ رہا ہوں جس کے ایک باب میں اجتہاد پر بحث کی گئی ہے اجتہاد کا دروازہ امت میں کھلا ہے۔ اور اجتہاد سے اختلاف رائے پیدا ہوتا ہے۔ اس اختلاف میں برکت ہے رحمت ہے۔ لوگوں نے اختلاف رائے کو مٹانے کے لئے ہی اجماع کا بہانہ تلاش کیا ہوا ہے۔ اور جہاں ذرا کسی عالم لوگوں نے اختلاف کیا جھٹ اسے اجماع کے خلاف قرار دے کر اسلام سے خارج کیا۔ اجماع کا مطلب صرف یہ لے لیا گیا ہے کہ ملاؤں کی حکومت کے سامنے کوئی زیادہ نہ بولے۔ خود اجماع کی تعریف پر تو آج تک اجماع نہ ہوا اور کس چیز پر ہو گا؟ کس کا اجماع؟ صحابہ کا اہل مدینہ کا؟ اہل مکہ کا؟ چار آئمہ کا؟ ساری مسلمان قوم کا؟ قرآن اور حدیث میں اس کا کوئی ذکر نہیں۔ ہاں اس مسئلہ کو اب اختلاف رائے کے دبانے کا ایک ذریعہ بنا لیا گیا ہے۔ قرآن اور حدیث میں اس کی کوئی سند نہیں۔ بالفرض اگر سارے مسلمان ایک غلط بات مان لیں تو ان کے مان لینے سے وہ درست نہیں ہو سکتی۔ درست وہی بات ہو گی جس پر قرآن و حدیث کی سند ہے چاہے اسے سارے مسلمان مانیں چاہے ایک بھی نہ مانے۔ بہر حال اختلاف رائے رحمت ہے۔ ضرورت ایک اور چیز کی ہے۔ رائے میں اختلاف ہو اس کا کوئی مضائقہ نہیں مگر

عمل میں یگانگت

ہونی چاہئے۔ راولپنڈی میں اس سال ہمارے جلسہ میں ایک صاحب حکیم محمد اکبر شریک ہوئے [illegible] ن بوجہ

موصوف سے گفتگو ہوتی رہی۔ جو جو باتیں انہوں نے دریافت کیں میں نے ان پر اپنے خیالات کو ظاہر کیا۔ پھر بھی وہ کئی باتوں میں اختلاف ہی کرتے رہے۔ مگر رات کو ان میں نمایاں تغیر تھا۔ کہنے لگے اختلاف تو اب بھی مجھے آپ سے ہے لیکن اس میں شک نہیں کہ کام آپ بڑا اچھا کر رہے ہیں۔ کیا میں آپ کے ساتھ شریک ہو سکتا ہوں؟ میں نے جواب دیا کہ جب میرے جیسے گنہگار نے حضرت مرزا صاحب سے اختلاف کیا تو میں کیسے اختلاف رائے کا مخالف ہو سکتا ہوں؟ کیا اس حقیقت سے انکار کیا جا سکتا ہے کہ پیروں نے اختلاف رائے کو دبا کر عوام کو تباہ کر دیا۔ پیروں کے نظام کا سوا اس کے اور کوئی مقصد نہیں کہ اختلاف رائے یا آزادی رائے کو ہر ممکن طریقہ سے دبایا جائے۔ انہوں نے فرمایا کہ میں جہاں یہ کہتا ہوں کہ میں باتوں میں آپ سے اختلاف رائے رکھوں گا وہیں یہ بھی اقرار کرتا ہوں کہ عمل میں آپ سے اتحاد رکھوں گا۔ اور خدمت دین کے لئے جو کام آپ کریں اس میں آپ کے ساتھ ہوں گا۔ مجھے ان کی اس گفتگو سے بڑی خوشی ہوئی کاش مسلمانوں میں بہت سے ایسے جوانمرد ہوتے۔ میرے ساتھ کوئی اختلاف رائے رکھے۔ اختلاف رائے الگ چیز ہے۔ مگر کام کے وقت ایک فوج کی طرح ہوں۔ جو ایک حکم کے ماتحت چلتی ہے۔

میں آپ کو ایک ضروری بات کہنا چاہتا ہوں۔ اس لئے کہ میں آپ سے کچھ عرصہ کے لئے جدا ہوتا ہوں۔ میرے کئی دوستوں کو مجھ پر یہ شکایت ہے کہ میں کیوں چلا جاتا ہوں۔ مگر میرا یہ جرم اب اس حالت تک پہنچ چکا ہے جو ایک عادی مجرم کی ہوتی ہے۔ ہر سال اس جرم کا ارتکاب کرتا ہوں۔ اس لئے اس کے ازالہ کے لئے مجھ پر شاید کوئی وعظ نصیحت اثر نہ کرے۔ لیکن میں آپ کو یقین دلاتا ہوں۔ کہ اگر اسلام کی خدمت میرے پیش نظر نہ ہو تو میں کبھی آپ سے جدا نہ ہوں۔ آپ کو بھی یہ شکایت یہ ناگوار گذرتا ہے اور مجھے بھی۔ لیکن تصنیف کا دیرپا کام جو آپ کی جماعت کی بیش قیمت خدمت اسلامی ہے۔ اسی علیحدگی کا نتیجہ ہے اور میں یہ چاہتا ہوں کہ جس قدر زندگی باقی ہے اس میں اس قسم کی اور خدمت ہو جائے دماغ میں بہت سے خیالات ہیں یہ کسی طرح کاغذ پر آ جائیں۔ تو شاید کسی کے لئے فائدہ کا موجب ہو جائیں۔ میں چاہتا ہوں اور دل سے چاہتا ہوں کہ مجھ سے بہتر دماغ دین کی خدمت کے لئے وقف ہوں۔ لیکن یہ ایسی چیز نہیں جو ایک دن میں حاصل ہو جائے۔ میں ابتدا میں اس وقت حضرت مرزا صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا جب میں ۲۲ سال کا تھا آج میں اپنی عمر کی ۵۵ منزلیں طے کر چکا ہوں یہ بھی

اسلام کی خدمت سے

کہ جو خیالات میرے دماغ میں ہیں وہ ایک مستقل تحریر کی شکل میں آپ کے سامنے آ جائیں۔ بعض عزیز اور قابل احترام دوست مجھے باہر جانے سے روکتے ہیں۔ میں جانتا ہوں کہ میرے جانے سے نقصان ہوتا ہے۔ مگر نقصان کے مقابلہ میں فائدہ کا پلہ زیادہ بھاری ہے میں کوشش کروں گا کہ درمیان میں دو تین یا اس سے زیادہ مرتبہ اپنی آمد و رفت کا سلسلہ جاری رکھوں۔ یہ بھی صحیح ہے کہ میں ڈلہوزی میں اپنی رہائش کے لئے ایک مکان بھی بنوا رہا ہوں۔ ایک نااہل نے جو پہلے ملازم انجمن تھا اور جب انجمن نے اس کی خدمات کی ضرورت نہ سمجھی تو احمدیت سے علیحدہ ہو گیا۔ یہ خیال پھیلانا چاہا ہے کہ گویا میں انجمن کے خزانے کو لوٹ کر مکان بنوا رہا ہوں۔ میں اس بدگمانی کو بھی دور کرنا چاہتا ہوں۔ میری کچھ زمین قادیان میں تھی۔ جس کا ایک حصہ میں نے اڑھائی ہزار روپے میں فروخت کر دیا۔ کچھ زمین والد مرحوم کی وفات پر میرے حصہ میں آئی ½ ۴ ہزار کے قریب اس میں سے فروخت کر دی ہے۔ تین چار دوستوں نے بھی مدد دی ہے (کوئی دو اور اڑھائی ہزار کے درمیان۔ جزاہم اللہ خیرا) اور اس طرح مجھے مکان بنانے کا موقع مل گیا۔ کیونکہ مجھے ہر سال ڈلہوزی جانا پڑتا تھا۔ جانے سے پہلے میں آپ کو

ایک نصیحت

کرنا چاہتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے کہ تمہارے لئے اشاعت اسلام سے بڑھ کر کوئی اعلیٰ نصب العین نہیں ہے۔ آج کل شور و شر اور ہنگامہ و فساد سے ایک نئی فضا پیدا ہو گئی ہے۔ بہت سے لوگوں کو اس نے اپنی طرف کھینچ لیا ہے۔ لیکن ہمارے سامنے اس سے بلند تر چیز

شذرات

(از مرزا مظفر بیگ ساطع)

آج دنیا جدوجہد کی ہے۔ ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہنے والے کامیابی کا منہ نہیں دیکھ سکتے۔ چاروں طرف سے چوکس اور ہوشیار رہنا پڑتا ہے۔ اور پہلے ہی سے تمام بند وبست کرنے پڑتے ہیں۔ جب کہیں عروس کامیابی سے ہم کنار ہونے کا شرف حاصل ہو سکتا ہے۔ ورنہ نہیں۔

کامیابی کے مندرجہ بالا گر سے یادش بخیر ہمارے کرم فرما جناب خلیفہ قادیان نا آشنا نہیں۔ اور آپ کو اپنے بعد کی خلافت کی فکر بھی سے دامنگیر ہے۔ اور آخر حضور نے اس منصب جلیلہ کے لیے اپنے لخت جگر میاں ناصر احمد طولعمرہٗ کے نام قرعہ فال نکالا ہے۔ جس پر عقیدت مند قادیانی وجد میں آ کر پکار اٹھے ؎

چھانٹا وہ دل کہ جس کی ازل میں نمود تھی
پسلی پھڑک اٹھی نظر انتخاب کی

اس انتخاب کے بعد ولی عہد خلافت پرنس آف ویلز کی طرح دورہ پر نکلے۔ اور تمام قادیانی جماعتوں کو اپنے دیدار فیض آثار سے آنکھوں کا نور اور دل کا سرور عطا فرما کے بے اندازہ نذرانے اور تحائف وصول کر کامیابی سے قادیان واپس تشریف فرما ہوئے۔ اس کامیاب دورہ کا اندازہ لگانے کے بعد کہ مریدوں نے ناصر میاں کو سرآنکھوں پر قبول کیا۔ اخباروں، پوسٹروں۔ اشتہاروں اور خطوط وغیرہ کی پیشانیوں کو "ھُوَ النَّاصِر" کے نعرہ سے مزین کیا جانے لگا۔ اور یوں ایک طرح سے یہ اعلان کیا گیا کہ ہونے والا خلیفہ ناصر میاں ہے۔

لکھا ہے کہ الیوم اکملت لکم دینکم الخ قرآن پاک کی آیت جب نازل ہوئی تھی تو حضرت ابوبکر صدیق کے آنسو بے اختیار نکل پڑے تھے۔ دریافت کرنے پر فرمایا کہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور نبی کریم صلعم ہم سے جدا ہونے والے ہیں۔ کہ آپ کا مشن پورا ہو چکا ہے۔ اسی طرح سنتے ہیں کہ جب راسخ الاعتقاد اور مقام صدیقیت پر پہنچے ہوئے قادیانی مریدوں نے پہلی دفعہ "ھو الناصر" کا فقرہ اخباروں یا پوسٹروں کی پیشانی پر دیکھا تو ان کی چیخیں نکل نکل گئیں۔ اور انہیں معلوم ہونے لگا کہ عسی ان یبعثک ربک مقاماً محموداً کا زمانہ ختم ہونے کو ہے۔ اور حضور خلافت مآب ہم سے ہمیشہ کے لیے رخصت ہونے والے ہیں۔ ؎

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد
روئے گل سیر نہ دیدیم بہار آخر شد

پچھلے دنوں گرمیوں کی غذا کی کمی اور غفلت نے جناب خلیفہ کی موت کی جو خبر دنیا کو دی تھی اس نے قادیان سے باہر رہنے والے صدیق قادیانیوں کو نوحہ گری پر لگا دیا۔ اور وہ بیچارے مارے غم اور نالہ و بکا کے نیم پاگل ہو گئے۔ کہ آخر "ھو الناصر" کا فقرہ رنگ لا یا ہے۔

مگر ع

رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت

خلیفہ قادیان کی موت کی خبر غلط تھی۔ اور اس طرح ان صدیقوں کو "ھو الناصر" کے نتیجہ کا انتظار ایک دفعہ پھر کرنا پڑا۔

نئی خلافت کیسی ہوگی اور نئے خلیفہ سے مریدوں کی عقیدت کا کیا حال ہو گا؟ یہ وہ باتیں ہیں جن کا تعلق آئندہ زمانہ سے ہے۔ لیکن ہم اپنی آنکھوں دیکھا ایک واقعہ درج ذیل کر کے قارئین کرام کو کسی نتیجہ پر پہنچنے کے لیے کچھ امداد پیش کرتے ہیں۔

گذشتہ سال حضرت خلافت مآب مع اپنے عملہ اور ولیعہد کے موسم گرما گزارنے کشمیر تشریف لے گئے تھے۔ جناب میر مدثر شاہ صاحب اور خاکسار راقم الحروف بھی وہاں تھے۔ آخر قادیانیوں سے ٹکر ہو ہی گئی۔ اور مناظرہ کی ٹھن گئی۔ فریقین کیل کانٹے سے لیس ہو کر میدان مناظرہ میں اترے۔ اور دو مختلف عنوانوں پر خاکسار راقم الحروف کی صدارت میں دو روز مناظرہ ہوا۔ قادیانیوں کی طرف سے مولوی اللہ دتا صاحب جالندھری اور ہماری طرف سے جناب میر مدثر شاہ صاحب گیلانی مناظر

قادیانی دوست نے ازبس تکرار کیا کہ دیکھو صاحب آپ لوگوں کی تہذیب کل حضرت صاحبزادہ صاحب (میاں ناصر احمد ولیعہد خلافت) مناظرہ میں تمام وقت کھڑے رہے۔ تم لوگوں سے اتنا بھی نہ ہوا کہ کوئی کرسی ہی پیش کر دیتے۔ ہم نے معذرت پیش کی کہ خدا شاہد ہے آج تک حضرت صاحبزادہ صاحب کی شکل تک نہیں دیکھی۔ روشناسی نہ ہونے کی وجہ سے ایسا ہوا ورنہ ہم ایسے گئے گزرے اخلاق کے مالک نہ تھے کہ صاحبزادہ صاحب کو کرسی پیش نہ کرتے۔ مگر ہاں صاحب یہ تو فرمائیے اگر ہم تو ناواقفیت کی وجہ سے اس جرم کے مرتکب ہوئے۔ قادیانی فریق کو کیا ہو گیا تھا۔ کہ انہوں نے بھی صاحبزادہ صاحب کو کھڑا رہنے پر مجبور کیا۔ اور خود کرسیوں پر ڈٹے رہے۔ آخر کرسیوں اور میزوں کا انتظام تو فریقین نے اپنا اپنا الگ کیا تھا۔ کیا صاحبزادہ صاحب کی عزت آپ لوگوں کے دل میں اتنی بھی نہیں تھی کہ ایک کرسی ہی پیش کر دی ہوتی۔

دوسرے دن پھر محفل مناظرہ گرم ہوئی۔ تو قبل اس کے کہ مناظرین کے سوال و جواب شروع ہوں۔ خاکسار راقم الحروف نے بحیثیت پریزیڈنٹ اٹھ کر کہا:-

قبل ازیں کہ میں کسی مناظر کو تقریر کی اجازت دوں ایک غلط فہمی کا دور کر دینا بے حد ضروری سمجھتا ہوں۔

ہم سے شکایت کی گئی ہے کہ ہم نے جناب صاحبزادہ صاحب کی عزت نہیں کی۔ اور آنجناب کل سارا وقت کھڑے رہے اور انہیں کوئی کرسی نہیں دی گئی۔ ہم اپنی اس نادانستہ فروگذاشت پر جناب صاحبزادہ صاحب سے بادب معافی کے خواستگار ہیں۔ ہم نے صاحبزادہ صاحب کو پہلے کبھی دیکھا ہوا نہیں تھا۔ کہ اندازہ لگاتے کہ آپ کھڑے ہیں۔ اور تکلیف اٹھا رہے ہیں۔ مگر حیرت تو یہ ہے کہ صاحبزادہ صاحب کو خود اپنی جماعت بھی پہچان نہ سکی کہ صاحبزادہ صاحب کی عزت کرتے ہوئے انہیں کوئی کرسی پیش کی ہوتی۔ اگر ہم سے غلطی ہوئی تو ان لوگوں نے ہی خیال کیا ہوتا۔ خیر مضیٰ ما مضیٰ اب اگر آج بھی صاحبزادہ صاحب یہاں موجود ہیں اور آج بھی بدقسمتی سے قادیانیوں نے انہیں کوئی کرسی پیش نہیں کی اور آپ کھڑے کے کھڑے ہی ہیں۔ تو ہمیں بتلا یا جائے تاکہ ہم اپنی طرف سے جناب صاحبزادہ صاحب کو کرسی پیش کر سکیں اس پر ایک آواز آئی "جناب صاحبزادہ صاحب وہ کھڑے ہیں" یہ آواز سنتے ہی میں نے اپنی جماعت کو حکم دیا کہ جلد ایک کرسی صاحبزادہ صاحب کو پیش کی جائے۔ ہماری اس کارروائی پر قادیانی مرکز ستی ہو گئے۔ اور چلا اٹھے نہیں صاحب نہیں ہم خود کرسی دینگے۔ آپ کی مہربانی۔ میں نے عرض کیا اگر آپ نے کرسی دینی ہوتی تو پہلے ہی دے دیتے۔ اب ہم ہی کرسی پیش کریں گے۔ چنانچہ ہماری ہم پہنچائی ہوئی کرسی پر ہی صاحبزادہ صاحب بیٹھ گئے۔ اور تمام قادیانیوں نے بہ ہزار ذلت و خواری اس نظارا کو دیکھا۔

کیا قادیانیوں کے اس سلوک سے قارئین شذرات آئندہ ہونے والے خلیفہ کے متعلق کوئی اندازہ لگا سکتے ہیں۔ کہ قادیانی جماعت کے دل ان کی عزت و عقیدت کے لیے کہاں تک وقف ہو سکیں گے۔ ع

قیاس کن ز گلستان من بہار مرا

دردِ دل کی ضرورت

خاکسار راقم الحروف کی والدہ ماجدہ عرصہ سے بستر علالت پر ہیں اور گھر سے بہت تشویشناک خطوط موصول ہو رہے ہیں۔ احباب سے بالعموم اور بزرگان سلسلہ سے بالخصوص گذارش ہے کہ دردِ دل سے اللہ تعالیٰ کی جناب میں صحت کے لیے دعا فرمائیں تاکہ میں اطمینان قلب سے اپنے فرائض کو انجام [illegible]

ایک مبارک تقریب

۲۸ ستمبر کی صبح کو شاہدرہ سٹیشن کے عقب میں بازیگروں کے ایک ڈیرے نے مشرف باسلام ہونا تھا۔ اراکین انجمن چونڈہ اور مولانا احمد علی صاحب موقعہ پر پہنچے۔ جناب مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع کو بھی شرکت کی دعوت تھی۔ اس خاکسار کو بھی معیت کا شرف حاصل تھا۔ مولانا احمد علی صاحب نے بڑی گرمجوشی سے استقبال کیا۔ اس کے بعد کارروائی شروع ہوئی۔ اور مولانا احمد علی صاحب نے اپنے پُر اثر وعظ سے لوگوں میں خوب دلچسپی پیدا کی بعد ازیں ایک سٹیج بنایا گیا۔ بازیگروں کے سردار سیر سنگھ حال عبد القادر وغیرہ کو کرسیوں پر بٹھایا گیا۔ اور ایک باقاعدہ جلسہ کی صورت میں لوگ جمع ہو گئے۔ نعت خوانی کے بعد جناب مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع سے لیکچر کی درخواست کی گئی۔ چنانچہ جناب مرزا صاحب نے اُٹھ کر ویدک دھرم۔ عیسائیت اور اسلام کا مقابلہ کرتے ہوئے "انسانیت نواز مذہب" کے عنوان سے ایک فاضلانہ لیکچر دیا۔ حاضرین کی مارے رقت کے یہ حالت تھی کہ بہت سے مسلمانوں کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ اور اسلام کی فوقیت عیسائیت اور ویدک دھرم پر دلائل کے ساتھ سن سن کر اپنے ایمان کو تازہ کر رہے تھے۔ جناب مرزا صاحب موصوف نے اپنی انجمن کی خدمات بھی پیش کیں۔ اور مسلمانوں کو پُر اثر الفاظ میں تبلیغ کے فریضہ کی طرف توجہ دلائی۔ لیکچر کے خاتمہ پر جناب مرزا صاحب کے گلے میں پھولوں کے ہار ڈالے گئے۔

بازیگروں کے اس ڈیرہ میں ایک سو پینتیس (۱۳۵) نفوس تھے۔ جو سب کے سب مشرف باسلام ہو گئے ہیں یہ سب لوگ پہلے آریوں کے زیر اثر تھے۔ اور سنا ہے کہ آریوں نے بہت سا روپیہ ان پر خرچ کیا تھا۔ مگر آخر اسلام کی کشش انہیں اپنی انسانیت نواز آغوش میں لے ہی آئی۔ اور یہ گری ہوئی قوم مشرف باسلام ہو کر معزز و سربلند ہو گئی۔

اس مبارک تقریب پر مسلمانوں نے پلاؤ کی دیگیں چڑھا کر مسرت کا اظہار کیا اور اپنی زندگی کا ثبوت دیا۔ اللہم زد فزد

خاکسار بشیر احمد مل پوری

(بقیہ صفحہ ۲)

پھر آخر کیا کرنا چاہیئے؟

اگر کوئی انجمن ہمت کرے بھی تو ایسے آدمی ملنے جو ایثار کے پتلے ہوں اور جفاکشی کے عادی ہوں اور افریقہ کے جنگلوں میں اپنی زندگی وقف کریں۔ بہت مشکل ہے۔ نہ اتنا روپیہ ہے کہ عیسائی پادریوں کی طرح بیش قرار تنخواہیں دے کر بھیجا جائے اگر ایسے آدمی مل جائیں جو زندگی وقف کر سکیں یا کچھ قربانی کر سکیں۔ تو سبحان اللہ اور کیا چاہیئے۔ لیکن جب تک نہ ملیں اور روپے کا سامان نہ ہو کیا ضروری نہیں کہ اسلام کی تائید اور مسیحیت کی تردید میں لٹریچر ان دور دراز ممالک میں پھیلایا جائے۔ ان کی زبان میں چھوٹے چھوٹے رسالے ترجمہ کر کے کثرت سے پھیلا دیئے جائیں۔ اسلام تو ایسا سیدھا سادہ مذہب ہے۔ جس کے سمجھنے میں کوئی دقت ہی نہیں ہوتی۔ میں کہتا ہوں ان رسالوں کے ذریعہ سے اتنی تبلیغ ہو سکتی ہے جو عیسائی مشنریوں کی ایڑیاں رگڑنے سے نہیں ہو سکتی۔ اور اگر دو چار مسلمان ملازم یا تاجر ہوں ان کو تحریک کی جائے کہ یہ رسالے منگوا کر تقسیم کرنے کا انتظام کریں۔ اس سے کم سے کم یہ ہے کہ مسلمان قبائل تو پادریوں کی دستبرد سے بچ جائیں گے۔ ناواقف مسلمانوں کے پادریوں کی اسلام کے متعلق قابل شرم غلط بیانیوں سے متاثر ہونے کی چند مثالیں اسی افریقہ کے عیسائی رسالہ سے عرض کرتا ہوں:-

(باقی آئندہ)

اشتہار دہندگان

کے لیے پیغام صلح بہترین اخبار ہے۔ [illegible] اشتہار دے کر

تقریر حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہٖ

جو گورنمنٹ کالج لاہور میں مورخہ ۱۸ر نومبر ۱۹۳۲ء کو مسلم سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن لاہور کی استدعا پر کی گئی

اسلام کے متعلق یورپین نکتہ نگاہ میں تبدیلی

مجھے اس موقعہ پر اس کالج کے ہال میں حاضر ہونے کی خوشی ہے کیونکہ میں اس اپنی پرانی درس گاہ سے آج سے ۴۵ سال پیشتر اپنا آخری امتحان پاس کر کے نکلا تھا۔ دوسری خوشی اس بات کی ہے۔ کہ یہاں کے مسلمان طلباء نے مسلم ایسوسی ایشن بنائی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس ایسوسی ایشن کو سرسبز کرے۔ اور طلباء کے لئے نفع کا موجب بنائے۔

حضرات آج کے مضمون کے متعلق میں کچھ خیالات کا اظہار کروں گا زیادہ تفصیل کے ساتھ اس پر بولنا بہت وقت کو چاہتا ہے۔ دنیا میں تھوڑے عرصہ میں ہی ایک خاصا انقلاب پیدا ہو گیا ہے۔ یا یوں سمجھیئے کہ یورپ میں مذہبی خیالات کے متعلق انقلاب رونما ہو گیا ہے۔ خصوصاً ان سوالات میں کہ جو اسلام کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔ آج سے کچھ عرصہ پیشتر شاذ و نادر ہی کوئی شخص نظر آتا تھا۔ کہ جو اسلام کے متعلق اچھے خیالات رکھتا ہو۔ بلکہ ان ممالک کے اکثر علماء اسلام اور بانیٔ اسلام کے متعلق بہت غلط خیالات رکھتے اور سخت غلط فہمیوں میں مبتلا تھے۔ آج یہ حالت بدل گئی ہے۔ اور اکثر علماء کا نکتہ نگاہ اسلام کے متعلق اصلاح پذیر ہو گیا ہے۔ جنرل بلیکنی گو مسلمان نہیں مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے عاشق ہیں۔ انہوں نے ایک لیکچر اس موضوع پر دیا ہے۔

Does Islam hold the Key to the peace of the world

"کیا اسلام دنیا کے امن و امان کی چابی اپنے پاس رکھتا ہے" اگر غور کیا جائے تو اس کے جواب کے لئے لفظ اسلام ہی کافی ہے۔ اسلام کے معنی ہیں صلح اور سلامتی کا پیغام۔ اسلام کے متعلق لوگوں کو بہت سے لوگوں کو غلط فہمی ہے اور ایک عرصہ تک رہی ہے۔ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اسلام ایک خطرناک تلوار کا مذہب ہے۔ کہ جو کسی غیر مسلم کو دیکھنا برداشت نہیں کر سکتا۔ اسلام کے نام کے ساتھ ایک مذہبی دیوانگی (*Fanaticism*) کو لازم و ملزوم سمجھ لیا گیا ہے۔ حالانکہ اسلام نے جس قدر نسل انسانی میں صلح اور اتحاد کی بنیاد رکھی ہے وہ دوسرے کسی مذہب میں نہیں۔ بعض وجوہات سے کئی ایک غلط فہمیاں تعلیم اسلام کے متعلق پیدا ہو گئی ہیں۔

ایمان بر توحید کا فلسفہ

آپ سب کو معلوم ہے کہ اسلام کا سب سے بھاری اصول توحید یعنی خدا کو ایک ماننا ہے۔ اور یہ ایک ایسا اصول ہے کہ جس کو غیر مسلم بھی کم و بیش جانتے ہیں۔ لیکن آج سے کچھ عرصہ پیشتر یورپ میں اسلام کو بت پرستی کا مذہب کہا جاتا تھا۔ اور اس پر کئی ایک کتابیں لکھی گئی ہیں۔ کہ جن میں یہ دکھایا گیا ہے۔ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم گویا ایک بت ہیں۔ جس کی مسلمان پوجا کرتے ہیں۔ اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اسلام کے متعلق ان لوگوں میں کس قدر غلط فہمی ہے۔ اسلام کے دو بڑے بھاری اصول ہیں۔ ایک توحید الٰہی اور دوسرا وحدت نسلِ انسانی۔ بلاشبہ توحید اسلام کا بہت بڑا رکن ہے۔ لیکن دوسرا اصول جو اسلام نے پیش کیا ہے۔ یعنی وحدت نسلِ انسانی یہ بھی دنیا کی نجات کے لئے خاص اہمیت رکھتا ہے۔ خدا کا ایک ہونا۔ اور تمام نسلِ انسانی کی وحدت یہ بڑے ہی بلند خیالات ہیں۔ اس سے پیشتر کہ ان دو اصولوں پر کچھ بیان کیا جائے ایک غلط فہمی رفع کرنے کے لئے یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ اسلام بعض مذاہب کی طرح چند عبادات کے مجموعہ کا نام نہیں۔ اگرچہ اس میں عبادات کے طریقوں کا بھی ذکر ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی قرآن دنیا کے پیش آمدہ مسائل مہمہ کا جواب بھی رکھتا ہے۔ اور یہ مسائل خواہ آج پیدا ہوئے ہیں۔ یا پیشتر سے پیدا ہو چکے ہیں۔ کہ جن کا تعلق افراد اور قوموں کی بہتری کے ساتھ ہے۔ ان سب کا حل اس میں موجود ہے۔ اسلام کی توحید بھی ایک خشک مذہبی مسئلہ نہیں۔ اس کو آپ یوں نہ سمجھیں۔ کہ جیسے کسی نے ایک خدا مان لیا۔ کسی نے دو مان لئے۔ کسی نے تین۔ اور کسی نے ہزاروں خدا مان لئے۔ یا کسی نے ایک خدا کی عبادت کر لی۔ کسی نے دو کی کر لی۔ اور کسی نے بتوں کی پوجا کر لی۔ توحید کا یہ منشا نہیں بلکہ یہ ایک اہم مسئلہ نسلِ انسانی کی بہتری کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ قرآن شریف نے توحید کے مسئلہ کو بلکہ تمام اہم مسائل کہ جو دین کے اصول کے طور پر ہیں ان کو بیان ہی نہیں کیا بلکہ ان سب کی تکمیل بھی کر دی ہے۔ وہ ہر ایک مسئلہ پر سیر کن بحث کرتا ہے۔ اور کسی مسئلہ پر بھی پیاس کو باقی نہیں چھوڑتا۔ اور ہر مسئلہ کے تمام پہلوؤں پر روشنی ڈالی ہے۔ بظاہر تو توحید کا مطلب یہی معلوم ہوتا ہے کہ خدا ایک ہے۔ اور اس کی عبادت کرو۔ لیکن جہاں بھی اس کو بیان کیا ہے۔ کوئی نہ کوئی اس سے عملی سبق بھی دیا ہے۔ کہ جس سے یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ اس میں ہماری کیا بہتری سکھائی ہے۔ ورنہ ہر شخص جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات اس بات سے مستغنی ہے۔ کہ اس کو کوئی ایک مانے یا نہ مانے۔ اگر ایک شخص بھی دنیا میں اس کو نہ مانے۔ تو اس سے اس کی ذات میں کوئی کمی نہیں آ جاتی۔ اور اگر ساری دنیا اسے ماننے لگ جائے تو اس کی شان میں کچھ زیادتی نہیں ہو جاتی۔ ماننے یا نہ ماننے کا اثر انسان کی زندگی پر ہونا چاہیئے۔ لوگ اس کو مانتے ہیں یا نہیں۔ اس کا اثر خدا پر کچھ نہیں پڑتا۔ اس میں لوگوں کی ہی بہتری مقصود ہوتی ہے۔

اسلام اور مبادیات سائنس

مذہب صرف چند احکام کا نام نہیں۔ اسلام بتاتا ہے کہ ہم کیونکر دنیا میں رہیں۔ یا ہماری زندگی کے کونسے طریقے بہتر ہیں۔ توحید کا ذکر بھی اسی رنگ میں کیا ہے۔ تمام اجرام سماوی نہیں بڑی بڑی قوتیں اور طاقتیں ہر ایک چیز مخلوق ہے۔ اور ان سب کا ایک خالق ہے۔ کہ جس نے ان سب کو پیدا کیا ہے۔ اور بار بار کہا ہے کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے اس کو تمہارے لئے مسخر کر دیا ہے۔ سورج، چاند، ستارے۔ پہاڑ، درخت، حیوانات، سمندر وغیرہ وغیرہ جو طاقتیں کام کرتی نظر آتی ہیں۔ ان سب کو تمہارا مسخر کر دیا ہے۔ بعض قوموں میں مذہب کی اصلیت صرف اتنی ہے۔ کہ بڑی طاقت کو دیکھ کر جھک جاتے تھے۔ پانی، زمین، سورج، چاند جتنی طاقتیں ہیں۔ انسان ابتدا میں ان کو دیکھ کر ان سے مرعوب ہو کر جھکتا تھا۔ بعض مذاہب میں اب بھی آپ دیکھیں گے کہ ان مظاہر قدرت کی عظمت اور پرستش کا ذکر ہے۔ اگنی۔ سورج۔ پہاڑ۔ دریاؤں۔ درختوں اور جانوروں سے مرعوب ہو کر ان کی پرستش کرتے ہیں۔ اور بعض چیزوں کے نقصان پہنچانے کے خیال سے نہیں بلکہ نفع پہنچانے کے خیال سے پوجا ہوتی ہے۔ قرآن شریف نے اس خیال کو دور کرنے کے لئے توحید کو مذہب کی بنیاد ٹھہرایا ہے۔ کہ عبادت کے لائق صرف ایک خدا ہے۔ اور اس نے ہر ایک چیز تمہارے فائدہ کے لئے پیدا کی ہے۔ تم ان کو قابو میں لا کر کام لے سکتے ہو۔ چنانچہ فرمایا فضلکم علی العالمین۔ تم تمام دنیا اور کل کائنات سے افضل ہو۔ یہ چیزیں تمہارے جھکنے کے لئے نہیں بلکہ کام لینے کے لئے تمہاری خادم ہیں۔ یہ بڑی بھاری بات ہے کہ جو اسلام نے لوگوں کے دل میں پیدا کی۔ اور آج سے ۱۳ سو سال پیشتر پیدا کی۔ لیکن سائنس کی ترقی سے وہ اس وقت سامنے آ گئی ہے۔ ورنہ سب سے پہلے اس خیال کو قرآن شریف نے پیدا کیا۔ کہ ان طاقتوں کو تمہارے ماتحت رکھا گیا ہے۔ کتنا بلند خیال تھا جو پیدا کیا۔ کہ تمہارے جھکنے کے لئے صرف ایک خدا ہے باقی سب کچھ تمہارے فائدہ کے لئے ہے۔ اسلام میں توحید کا اصلی خیال یہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام میں مذہبی ترقی اور علمی ترقی پہلو بہ پہلو چلی آتی ہے۔ اور یہ بھی خود قرآن کریم نے ہی بتایا تھا۔ ان فی خلق السمٰوٰت والارض واختلاف اللیل والنہار لاٰیٰت لاولی الالباب۔ الذین یذکرون اللہ قیاماً و قعوداً و علیٰ جنوبہم و یتفکرون فی خلق السمٰوٰت والارض ربنا ما خلقت ھٰذا باطلاً سبحانک فقنا عذاب النار (۳/۱۸۹) آسمان اور زمین کی بناوٹ میں دن اور رات کے اختلاف میں عقلمندوں کیلئے نشانات ہیں۔ عقل والے کون لوگ ہیں۔ اس کی تشریح میں فرمایا۔ وہ جو اللہ کا ذکر اٹھتے، بیٹھتے اور لیٹے ہوئے کرتے ہیں۔ اور وہ آسمانوں اور زمین کی بناوٹ میں فکر کرتے ہوئے اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں۔ کہ اسے ہمارے رب تو نے یہ سب کچھ عبث نہیں بنایا۔ اللہ تعالیٰ کے ہر وقت ذکر کرنے سے مراد دل میں احساس کا ہونا ہے۔ کسی وقت بھی یہ احساس دل سے نہیں نکلنا چاہیئے۔ خواہ تم اپنے کام پر کھڑے ہو یا بیٹھے اور یا آرام کر رہے ہو۔ اس کا خیال تمہارے دل پر مستولی رہنا چاہیئے۔ مگر اس کے ساتھ ہی دوسرا خیال بھی پیدا ہونا چاہیئے اور وہ یہ کہ ایسے لوگ آسمان اور زمین کی مخلوق میں غور اور فکر کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں ربنا ما خلقت ھٰذا باطلاً۔ اے ہمارے رب تو نے اس سب کو عبث پیدا نہیں کیا۔ یہاں کی کوئی چیز بھی بے نتیجہ نہیں۔ ہر چیز کی پیدائش میں کوئی نہ کوئی علت ہے۔ اس سے سائنس کا دروازہ کھلتا ہے۔ یہ سائنس اور علم کہاں سے پیدا ہوتا ہے یہ محض اشیاء میں مخلوق میں فکر دوڑانے سے ہی پیدا ہوتا ہے۔ جس قدر گہری فکر مخلوق میں دوڑائی جائے گی اسی قدر سائنس ترقی کرے گی۔ اور علم بڑھے گا۔ مگر اس فکر میں یہ خیال بھی دل کے اندر ہونا چاہیئے کہ دنیا کی کوئی چیز بھی عبث بے نتیجہ اور فائدہ سے خالی نہیں۔ اسلام نے صرف یہ خیال ہی پیدا نہیں کیا بلکہ اسلام کی ترقی کے ساتھ ساتھ علمی ترقی بھی برابر ہوتی رہی ہے۔ اور یہ امر تاریخ اسلام سے ثابت ہے۔ دنیا کے دیگر مذاہب میں سے اور کوئی مذہب ایسا نہیں کہ جس کی ترقی اشاعت کے ساتھ علم نے بھی ترقی کی ہو۔ اسلام کی ترقی کا زمانہ بہترین مسلمان دماغوں کا زمانہ ہے۔ کہ جو ایک ہی وقت میں اگر مذہبی زمانہ ہے تو اس کے ساتھ ہی علمی اور سائنٹفک زمانہ بھی ہے۔ مسلمان ایک ہی وقت میں دونوں طرف ترقی کرتے چلے گئے ہیں۔ اور جب سو گئے ہیں تو دونوں طرف سے سو گئے ہیں۔ دنیا میں مذہب اور سائنس میں جھگڑا سمجھا جاتا ہے۔ مگر

اسلام اور سائنس میں کوئی جھگڑا نہیں

بلکہ یہاں دونوں نے ایک ساتھ ترقی کی ہے۔ اور اس بنا پر دوسری عجیب بات جو آپ اسلامی تاریخ میں دیکھیں گے۔ وہ یہ ہے کہ مسلمانوں میں علمی ایجادات اور سائنٹفک تحقیقات کی بنا پر کبھی کسی کی مخالفت نہیں کی گئی۔ دوسرے مذاہب میں ہمیں نظر آتا ہے کہ جب بعض لوگوں کے خیالات عوام کے مطابق نہیں ہوتے تو علماء کو جسمانی تکالیف اور

کانفرنس کے لئے تجاویز

سالانہ جلسہ کے اجتماع قومی پر انجمن ہائے احمدیہ کی ایک کانفرنس بھی ہوتی ہے جس میں اہم قومی امور پر بحث ہوتی ہے۔ اس لئے جملہ احباب سے درخواست ہے کہ وہ جماعت کی بہتری، استحکام، ترقی یا توسیع کے متعلق جو جو تجاویز ان کے ذہن میں آئیں جنہیں وہ پسند کرتے ہیں کہ ہماری قوم اختیار کرے۔ ایسی جملہ تجاویز

۵ر دسمبر سے پیشتر مجھے اطلاع دیں

میرے نزدیک یہ نہایت ضروری ہے کہ ہر ایک دوست ایسے معاملات کو سوچے اور جن امور میں قوم کی بہتری سمجھے انہیں قوم کے سامنے لائے۔ عین موقعہ پر اس قسم کی تجاویز پیش نہیں کی جا سکتیں۔ اس لئے کہ ایسی تجاویز کیلئے ضروری ہے کہ پہلے انتظامی کمیٹی میں پیش کر کے پھر جنرل کونسل میں لایا جائے۔ اور اس لئے صرف ایسی تجاویز وہاں پیش ہو سکیں جو ۵ر دسمبر سے پیشتر دفتر میں پہنچ جائیں۔

سید غلام مصطفیٰ شاہ اسسٹنٹ سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

احمدیہ انجمن اشاعتِ اسلام پونچھ کا سالانہ جلسہ

مہاراجہ صاحب پونچھ کے زیرِ صدارت ایک عظیم الشان لیکچر

انگریزی ترجمان القرآن اور محمد دی پرافٹ کی پیشکش

(از مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع)

(گذشتہ سے پیوستہ)

جس مذہب کی بنیاد وید جیسی کتاب پر ہو، ستیارتھ پرکاش جیسی دل آزار اور تمام مذاہب کے نزدیک متفقہ طریق پر قابلِ اعتراض کتاب پر رکھی گئی ہو۔ اس کے پیروؤں (آریہ سماجی) سے اخلاق کے کسی مظاہرہ یا شرافت و تہذیب کے کسی نمونے کی توقع ہی بے سود ہے۔

آریہ سماج پونچھ کے سالانہ جلسہ میں آریہ پنڈتوں نے جہاں اسلام اور فرزندانِ اسلام پر غلط بہتان باندھے وہاں بیچارے سناتن دھرمی بھی ان کی نیش زبان سے نہ بچے۔ اور دل کھول کر گند اچھالا گیا۔ چونکہ سناتن دھرمی دوستوں کا کوئی پنڈت موجود نہ تھا اور سناتن دھرمیوں سے ناحق ظلم روا رکھا گیا تھا۔ اس کے لئے بھی خاکسار راقم الحروف کو تحریک کی گئی کہ کچھ بیان کرے۔ چنانچہ اسلام پاک پر آریہ اعتراضات کا قلع قمع کرنے کے بعد اس غرض کے لئے بھی ایک لیکچر رکھا گیا

اگرچہ سناتن دھرمیوں کے ساتھ ہمارا کسی قسم کا بھی تعلق نہیں۔ مگر چونکہ آریوں کے اعتراضات خود ویدوں اور ویدک سدھانتوں کے خلاف تھے۔ اس لئے ہمیں مجبوراً حق کی حمایت کرنی پڑی۔ اور بتانا پڑا کہ اصلیت کیا ہے۔ ویدک سدھانتوں کی کسوٹی کو سامنے رکھتے ہوئے آریہ اعتراضات کے ٹکڑے اڑا دئے گئے۔ اور پبلک کے آگے کھول کر رکھ دیا گیا کہ آریہ سماج کی حقیقت کیا ہے۔

اگرچہ آریہ سماجیوں کو ہماری سناتن دھرمیوں کی یہ حمایت بہت شاق گذری۔ مگر افسوس ہم حق کی پاسداری کے لئے مجبور تھے۔

مہاراجہ صاحب کی صدارت

ہمارے جلسہ میں ایک اجلاس کی صدارت سری مہاراجہ صاحب نے ازراہ کرم گستری منظور فرمائی تھی۔ مگر موسم کی خرابی اور بارش کی کثرت سے دو دن متواتر صدارت ملتوی ہوتی چلی گئی۔ آخر تیسرے دن برستی بارش میں مہاراجہ صاحب کمال مہربانی فرما کر تشریف لے ہی آئے۔ آپ وزراء و امراء کے حلقہ میں تھے۔ آگے آگے ینگ مین مسلم ایسوسی ایشن پونچھ کے رضاکار خوبصورت وردیاں پہنے ہوئے تھے۔

تلاوت قرآن پاک کے بعد نعت خوانی ہوئی۔ اس کے بعد میاں محمد عبد اللہ صاحب سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعتِ اسلام پونچھ نے ایڈریس پڑھا جس کے جواب میں مہاراجہ صاحب کی طرف سے جناب وزیر صاحب بہادر نے انگریزی میں جواب ایڈریس سنایا۔ جس کا اردو ترجمہ جناب چیف جج صاحب نے پڑھ کر پبلک کو سنایا۔ اس کے بعد پروگرام کے مطابق "محمد رسول اللہ" کے عنوان سے میرا لیکچر تھا۔

میں نے اٹھ کر حضور صلعم کو نئی روشنی کے مطابق پیش کیا اور موجودہ طرز پر حضور کی صداقت کے بہت سے دلائل دیئے اور ثابت کیا کہ حضور خدا کے سچے اور راستباز رسول تھے۔ فخر کے طور پر نہیں بلکہ محض تحدیثِ نعمت کے طور پر عرض کرتا ہوں کہ حضور صلعم کے حالات سن کر پبلک پر ایک وجد کی سی حالت طاری تھی۔ اور سری مہاراجہ صاحب بے حد مسرت کا اظہار فرما رہے تھے۔ یہ لیکچر ۱½ گھنٹہ تک جاری رہا۔

پیشکش

آخر پر میں نے کہا کہ گذشتہ سال میں نے سری مہاراجہ صاحب کی زیرِ صدارت "قرآن خدا کا کلام ہے" کے عنوان سے ۱½ گھنٹہ تک ایک لیکچر دیا تھا۔ اور زبردست دلائل سے ثابت کیا تھا کہ "قرآن خدا کا کلام ہے"۔ آج میں نے "محمد رسول اللہ" کے عنوان سے ایک لیکچر دے کر ثابت کیا ہے کہ محمد خدا کا سچا اور راستباز رسول ہے میں چاہتا ہوں کہ یہ دونوں چیزیں اب کی صورت میں بھی سری مہاراجہ صاحب کے پیش کردوں۔ مگر باقی ... [illegible]

متن "محمد دی پرافٹ" سری مہاراجہ صاحب کو یہ کہتے ہوئے کہ دنیا میں ہمارے پاس سب سے بڑی دولت یہی ہے۔ جو آج ہم سری مہاراجہ صاحب کے حوالے کرنے لگے ہیں۔ ڈرتے آگے بڑھا دی۔ سری مہاراجہ صاحب تعظیم کے لئے کرسیٔ صدارت سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور نہایت درجہ ادب سے جھکتے ہوئے خدا کا کلام اور خدا کے رسول کی سیرت میرے ہاتھ سے لے لی۔ اور جلسہ نہایت کامیابی کے ساتھ ختم ہوا۔ سری مہاراجہ صاحب نے مراحم خسروانہ سے کام لیتے ہوئے یکصد پچیس روپیہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام پونچھ کے فنڈ میں بطور امداد عطا فرمایا۔

مہاراجہ صاحب کی شرافتِ نفس

آپ ایک نیک دل والیٔ ریاست ہیں۔ ہمارے جلسہ کے موقع پر شاہی فراشخانہ سے ہمیں ہر طرح کا سامان مہیا کرنے کا حکم تھا۔ شامیانے اور دریاں و دیگر سامان جو ہمیں ضرورت ہوا دیا گیا۔ صدارت کے دن تمام محکمہ جات میں تعطیل کی گئی۔ جنرل صاحب افواج کو حکم تھا کہ اگر فوجی باجہ کی ضرورت ہو۔ تو مہیا کیا جائے۔ جس سے ہم نے شکریہ کے ساتھ انکار کردیا۔ غرض سری مہاراجہ صاحب کی مراعات دیکھ کر پونچھ میں یہ پتہ ہی نہیں چلتا کہ ہم کسی ریاست میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ رخصت کے وقت سری مہاراجہ صاحب وزیر اعظم صاحب و انگریز پرائیویٹ سیکرٹری صاحب نہایت تپاک سے ملے۔ اور گرمجوشی سے مصافحے کئے۔ آخر پر میں نے اپنی احمدی جماعت کے افراد کے متعلق توجہ دلائی تو مجھے نہایت حوصلہ افزا الفاظ میں تسلی دی گئی۔

یہ نہایت ہی بے انصافی ہوگی اگر میں اس جگہ ممبران ینگ مین مسلم ایسوسی ایشن پونچھ کا بالعموم اور مسٹر خورشید احمد صاحب پریذیڈنٹ و مسٹر ضیاء الحسن صاحب سیکرٹری ایسوسی ایشن مذکورہ بالا کا بالخصوص شکریہ ادا نہ کروں ان تمام نوجوان بھائیوں نے ہمارے جلسہ کو بارونق و کامیاب بنانے کی بے حد کوشش کی۔ اللہ تعالیٰ ان نوجوانوں کی ہمتوں کو بلند کرے۔

جناب مولانا احمد شاہ صاحب مفتی اعظم ریاست پونچھ کا تو میں جسقدر بھی شکریہ ادا کروں کم ہے۔ کہ آنجناب دور دراز اور تکلیف دہ منزل کو طے کرکے محض اس خاکسار کے لیکچر سننے کے لئے تشریف لائے تھے۔ آپ نے ہمارے جلسہ میں ایک اجلاس کی صدارت قبول فرما کر بھی ہمیں مشرف فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ایسے غیر متعصب اور اتحاد بین المسلمین کے حامی بزرگوں کو جزائے خیر دے۔

اخبارِ احمدیہ

— بابو منظور الٰہی صاحب ہفتہ عشرہ سے بخار میں مبتلا ہیں۔ گذشتہ دنوں ان کی مصروفیت اور حال میں بیماری کی وجہ سے ہمیں ماہ ایک غیر کی تبلیغی ڈاک کی رپورٹ نہیں مل سکی۔ احباب دعا کریں کہ اس نافع الناس وجود کو اللہ تعالیٰ خدمتِ اسلام کی تادیر توفیق عطا فرمائے۔

— شیخ محمد نصیب صاحب کی خدمات کو بستی جرائم پیشہ میں بعہدہ سپرنٹنڈنٹی منتقل کردیا گیا ہے۔

ہمارے بھائی شیخ عبد المجید صاحب محرر دفتر محاسب سابق سپرنٹنڈنٹ کوٹ موکھل ہفتہ سے بیمار ہیں۔ ان کی صحت کے لئے احباب دعا کریں۔

— حضرت خواجہ صاحب کی ایک نئی کتاب "نبوت کا ظہورِ اتم" المعروف بہ نبی کامل ... آئیڈیل

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر یہ ایک بہترین کتاب ہے جس کی خوبیٔ مضامین اور حسنِ بیان کے لئے خواجہ صاحب موصوف کا نام کافی ضمانت ہے۔ حضور نواب صاحب بہادر والیٔ بھوپال کے نام پر اس کا انتساب ہے۔ اور عُلیا حضرت بیگم صاحبہ بھوپال کی یہ یادگار ہے۔ اس لئے کتاب نہایت اعلیٰ کاغذ پر بہترین خط میں چھپی ہے۔ قیمت ۲/- مسلم بک سوسائٹی عزیز منزل برانڈرتھ روڈ لاہور سے مل سکتی ہے۔

— ہمارے دوست شیخ عبد الصمد صاحب ہیڈ ماسٹر سری نگر کشمیر نے میلاد النبی کی تقریب پر جو جلسہ سری نگر میں ہوا اس کی تفصیلی رپورٹ ارسال کی ہے جس کا خلاصہ درج ذیل ہے۔ یہ جلسہ زیر اہتمام جماعت احمدیہ کمیٹی گراؤنڈ میں منایا گیا۔ جلسہ کے صدر مسٹر کھنڈے خانصاحب سیکرٹری میونسپل کمیٹی باتفاق رائے منتخب پائے۔ مولانا حافظ قاری نور الدین صاحب نے تلاوت قرآن مجید کی متعدد نظموں اور نعتوں کے بعد مولانا مفتی شریف الدین صاحب کے فرزند ارجمند مولانا رشید الدین صاحب نے مقصدِ نبوت اور سیرت پر ایک مدلل اور دلکش تقریر فرمائی۔ دوسرے اجلاس میں جو شام کے بعد منعقد ہوا مولانا علم الدین صاحب سالک پروفیسر اسلامیہ کالج نے آنحضرت صلعم کی آمد، مذہب حقہ کا فلسفہ، نبی کریم صلعم کے مختصر سوانح زندگی اور اسلام کی صداقت پر ایک بصیرت افروز تقریر فرمائی۔ اور مسلمانوں کو رسومات بد سے اجتناب کی تلقین کی۔ سامعین پر اثر نہایت رقت انگیز تھا۔ اس کے بعد حضرت مولانا مولوی عبد اللہ صاحب پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ کشمیر نے حضور کی رسالت اور نبوت کو منطقیانہ طریق پر ثابت کیا۔ آپ کے دنیا پر احسانات کا ذکر فرمایا اور آخر میں مسلمانوں کو محبت اور آشتی کا وعظ فرمایا۔ صاحب صدر نے اختتام جلسہ سے پہلے سری حضور مہاراجہ صاحب کا شکریہ ادا کیا کہ جن کی اجازت سے یہ جلسہ منعقد ہوا۔

جناب محمد اکبر علی صاحب چک نمبر ۱۸ جنوبی سرگودھا نے ایک نہایت دردناک اپیل مسلمانوں کو اشاعت اسلام کی طرف توجہ دلانے کے لئے لکھی ہے۔ اور کئی دنوں سے وہ موصول ہو چکی ہوئی ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اگلی اشاعت میں اسکو شائع کردیا جائیگا۔

ڈاکٹر اللہ بخش صاحب اور ڈاکٹر صادق علی صاحب کے مضامین بھی موصول ہو چکے ہیں جو رفتہ رفتہ شائع کردئے جائیں گے۔

اپنی نمازوں میں، اپنی خاص دعاؤں میں اور اپنی شب بیداریوں میں ان لوگوں کے لئے دردِ دل سے دعا کیجئے

اہلیہ صاحبہ مولانا محمد یعقوب خانصاحب۔ عبد القادر خلف شیخ محمد نصیب صاحب۔ رحمت خاں ہیڈ کلرک دفتر سیکرٹری۔ چوہدری غلام حسین صاحب ریٹائرڈ سٹیشن ماسٹر لویری والا۔ اہلیہ مولوی لال حسین صاحب۔ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب۔

شریف مزدور

آج کل دور حاضرہ میں سرمایہ اور محنت کی جنگ اپنی پوری شدت کے ساتھ جاری ہے۔ مزدور اور سرمایہ داروں میں تموّل اور وجاہت کے اعتبار سے بظاہر زمین آسمان کا فرق دکھائی دیتا ہے۔ لیکن کیا اس حقیقت سے انکار کیا جا سکتا ہے کہ مزدور کے پسینہ کا قطرہ سرمایہ دار کے مروّجہ سکّے کے مقابلہ میں خواہ وہ نقرئی ہو یا طلائی کچھ کم اہمیت نہیں رکھتا۔ اس سکّے کے چلن کا انحصار اسی حقیر قطرہ پر ہے۔ سرمایہ اور محنت کی جنگ قدیم الایام سے جاری ہے۔ اس جنگ سے جو فتنے اور فساد نئے دن پیدا ہوتے رہتے ہیں ان کی تفصیل سے کئی ضخیم جلدیں مرتب ہو سکتی ہیں۔ اگر سرمایہ دار دنیا کے مصلح اعظم حضور محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کو اپنی کاروباری زندگی کا دستور العمل قرار دیں تو مزدوروں کو کبھی شکایت کا موقعہ نہ ملے۔ نبی کریم صلعم نے دولت و حشمت کے وسائل رکھنے کے باوجود ایک مزدور کی طرح زندگی بسر فرمائی اور ہمیشہ سرمایہ داروں کے مقابلہ میں مزدوروں اور ظالموں کے مقابلہ میں مظلوموں کا ساتھ دیا۔

ذیل میں ہم عنوان بالا سے ڈاکٹر سعید احمد صاحب بریلوی کا ایک نہایت دلچسپ اور سبق آموز مضمون ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔ (ایڈیٹر)

"سرمایہ داری پر لعنت" "سرمایہ داری کو تباہ کر دو"۔ "سرمایہ داروں کو اس دنیا میں رہنے کا کوئی حق نہیں ہے"۔ "سرمایہ دار مہذب ڈاکو ہوتے ہیں"۔ یہ اور اسی قسم کے بہت سے جملے مزدوروں کی ایک جماعت کے منہ سے نکل نکل کر فضا میں گونج رہے تھے۔ صبح کا وقت تھا۔ سورج ابھی اچھی طرح نکلا بھی نہ تھا۔ کہ ناتعلیم یافتہ اور جوش سے بھرے ہوئے غریب مزدوروں کے جتھے چاروں طرف سے آ آ کر ویسٹ کوسٹ ویونگ مل کے سامنے میدان میں جمع ہونے شروع ہو گئے۔ مزدوروں میں بڈھے بھی تھے۔ اور جوان بھی، عورتیں بھی بکثرت موجود تھیں۔ اور بچے بھی، اور سب کے سب سرمایہ داری کے خلاف پورے طور پر آمادۂ جنگ نظر آ رہے تھے۔ بہت سے مزدوروں کے ہاتوں میں چھوٹی چھوٹی سرخ رنگ کی جھنڈیاں تھیں۔ جنہیں وہ بار بار بلند کر کے "محنت زندہ باد" اور "سرمایہ داری مردہ باد" کے نعرے لگاتے جاتے تھے۔ مجمع کم و بیش دو ہزار مزدوروں کا تھا اور ہر لمحہ اس میں برابر اضافہ ہی ہوتا چلا جا رہا تھا۔

"ویسٹ کوسٹ ویونگ مل" ایک بہت ہی مشہور و معروف کارخانہ تھا جسے قائم ہوئے اب تقریباً چالیس سال گذر چکے تھے۔ اور جس کا کام اب اس قدر چل نکلا تھا کہ ہر سال حصّہ داروں کو منافع کی ایک بہت ہی معقول رقم تقسیم ہوا کرتی تھی۔ "ویسٹ کوسٹ ویونگ مل" کا کپڑا اب ہندوستان بھر میں مشہور ہو چکا تھا۔ اور دور و نزدیک ہر جگہ بکثرت اس کی مانگ پیدا ہو گئی تھی۔

"ویسٹ کوسٹ مل" کے بانی اور سب کے بڑے حصّہ دار سورت کے ایک بہت بڑے تاجر عبدل بھائی ابراہیم جی تھے۔ اور چونکہ فن تجارت کے متعلق ان کا تجربہ اور ان کی قابلیت مسلمہ تھی۔ اس لئے انہیں کو اس کارخانے کا منتظم بھی بنا دیا گیا تھا۔ عبدل بھائی کوئی بُرے آدمی نہ تھے اور حق یہ ہے کہ انہیں اپنے مزدوروں کی فلاح و بہبود کا بہت کافی خیال رہتا تھا۔ لیکن اس زمانے میں انہیں ایک بہت ہی سخت دشواری یہ پیش آ گئی کہ ولائتی کمپنیوں کے مقابلہ میں اس ہندوستانی کمپنی کو شکست دینے کی خاطر کپڑے کا نرخ بہت گرا دیا تھا۔ وہ کپڑا جو ویسٹ کوسٹ مل ۱۲ گز کی شرح سے دیتی تھی۔ ولائت سے ایسے نرخ پر آنے لگا کہ بلا تکلف بازار میں تین آنے گز بک سکے۔ اور یہ ایک ایسی دشواری تھی جس کا مقابلہ عبدل بھائی کے لئے آسان نہ تھا۔

معاملہ کے ہر پہلو پر اچھی طرح غور و خوض کرنے کے بعد عبدل بھائی نے ڈائرکٹروں کا ایک جلسہ طلب کیا اور صورتِ حالات سے انہیں آگاہ کر کے یہ درخواست کی کہ اس مصیبت کا کوئی معقول علاج سوچیں بہت سے بحث و مباحثہ کے بعد یہ طے پایا کہ جس طرح بھی ہو ولائتی مال کا مقابلہ کیا جائے اور اس طرح جو نقصان ہو اس کی تلافی کی یہ صورت تجویز کی گئی کہ مزدوروں کے کام کرنے کے گھنٹوں میں ایک گھنٹے کا اضافہ کر دیا جائے۔ تاکہ مال زیادہ تیار ہو سکے اور ان کی روزانہ اجرت میں فی روپیہ ایک آنہ کے حساب سے کم کر [illegible]

اس کے بعد بھی اگر کچھ نقصان باقی رہے تو اسے کمپنی خود جیب تک ہو سکے برداشت کرے۔

اس کارخانہ کے مزدوروں کے ساتھ چونکہ منیجر کا برتاؤ اچھا تھا اس لئے لوگ بددل نہ تھے۔ لیکن ایک دم سے اس قدر نقصان برداشت کر لینا بھی ان کے لئے کوئی آسان کام نہ تھا۔ انہیں جب یہ تمام حالات بتلائے گئے تو انہوں نے ہمدردی کا اظہار کیا۔ اور اس حد تک آمادگی بھی ظاہر کی کہ نصف گھنٹہ روزانہ زیادہ کام کر دیا کریں گے اور فی روپیہ دو پیسے روز اجرت میں بھی تخفیف کرا لیں گے۔ لیکن ایک گھنٹہ کام کی زیادتی اور ایک آنہ روپیہ کی اجرت میں تخفیف ان کی برداشت سے باہر تھی۔ ممکن تھا کہ عبدل بھائی کے سمجھاتے بجھانے سے چند روز میں مزدور ان شرائط پر راضی بھی ہو جاتے لیکن مصیبت یہ تھی کہ ولائتی کمپنیوں کے خفیہ کارندے برابر انہیں اکسا رہے تھے۔ اور اس بات پر آمادہ کر رہے تھے کہ کام چھوڑ کر بیٹھ رہیں اور ہڑتال کر دیں۔ دوسری طرف اگرچہ عبدل بھائی بذاتِ خود کوئی بُرے آدمی نہ تھے اور اگر ان کا ذاتی معاملہ ہوتا تو اس بات کا بہت کچھ امکان تھا کہ وہ خاموش ہو جاتے۔ اور نئی شرائط پر زور نہ دیتے لیکن ڈائرکٹروں کی جماعت میں بہت سے فرعون بے سامان موجود تھے۔ جو دنیا میں طاقت اور دولت کے سوا کسی اور چیز کو خیال ہی میں نہ لاتے تھے۔ اور جن کے لئے اگر خدا تھا تو بس دولت اور طاقت تھی۔ حق شناسی۔ انصاف۔ دیانتداری اور صداقت ان لوگوں کے لئے بے معنی الفاظ تھے۔ اور رحمدلی اور بنی نوع انسان کے ساتھ ہمدردی ان کی نگاہوں میں ایسی انسانی کمزوریاں تھیں جنہیں کسی طرح معاف نہیں کیا جا سکتا۔

ڈائرکٹروں کی طرح مزدوروں نے بھی اپنی انجمن کا جلسہ طلب کیا اور اس میں کثرتِ رائے سے یہی طے پایا کہ وقت میں کوئی زیادتی اور اجرت میں کسی قسم کی تخفیف منظور نہ کی جائے۔ اور اگر ڈائرکٹروں کو بھی اس پر اصرار ہو تو بالکل کام چھوڑ دیا جائے۔ اور ہڑتال منائی جائے اس فیصلہ کا یہ نتیجہ تھا کہ پورے چار ہزار مزدوروں نے آج ہڑتال کر دی تھی۔ اور "ویسٹ کوسٹ مل" بند پڑی تھی۔ مجمع ایک بہت بڑی حد تک بالکل پُرامن تھا اور پولیس اگرچہ کافی تعداد میں موجود تھی۔ لیکن اسے دست اندازی کا کوئی چھوٹے سے چھوٹا موقع بھی نہیں ملا تھا۔

مزدوروں کے لیڈر ابھی تک نہ آئے تھے۔ اس لئے شور و غل بہت کافی ہو رہا تھا۔ اور سب لوگ بے قاعدگی کے ساتھ سرمایہ کی ہجو اور محنت کی تعریف کے گیت گاتے اور نعرے لگاتے چاروں طرف گھومتے پھر رہے تھے۔ آہستہ آہستہ مجمع اور مجمع کا جوش و خروش بڑھ رہا تھا۔ کہ اتنے میں سڑک پر ایک موٹر آتی نظر پڑی جسے دیکھتے ہی بیسیوں آوازیں بلند ہوئیں۔ "کہ سرمایہ داری کے ساز و سامان کو تباہ کر دو"۔ کسی فرعون صفت امیر کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ ہماری صفوں کو چیر کر موٹر گذار لے جائے "ہم کسی موٹر کو راستہ دینے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ سڑک عوام کے روپے سے بنی ہے کسی سرمایہ دار کی ملکیت نہیں ہے۔ موٹر واپس لے جاؤ۔ موٹر واپس لے جاؤ۔

اس قسم کے اور بہت سے فقرے چلا چلا کر کہتے ہوئے سینکڑوں مزدور آ کر موٹر کے سامنے کھڑے ہو گئے۔ اور موٹر رک گئی۔ اب ان لوگوں نے پہچانا کہ موٹر عبدل بھائی کی تھی۔ اور اس میں ان کی لڑکی عائشہ بائی اپنی صبح کی تفریح سے واپس آ رہی تھی۔ عائشہ بائی کو وہ سب جانتے تھے اور محض اس وجہ سے کہ وہ ایک بہت ہی نیک اور شریف لڑکی تھی ان میں سے اکثر نے راستہ دے دینے کا ارادہ بھی کیا۔ لیکن غیر کمپنیوں کے ان کارندوں نے جن کا مقصد ہی یہ تھا کہ کسی طرح فساد ہو جائے اور بات بڑھ جائے انتہائی جوش کے لہجے میں کہا

"خواہ کوئی بائی ہوں رستہ ہرگز نہیں ملے گا۔ جانا چاہتی ہیں تو پیدل جائیں"۔ دوسری آواز "عائشہ بائی لنگڑی تو نہیں ہیں۔ پھر موٹر کی کیا ضرورت" تیسری آواز "ہمارا ہی خون چوس چوس کر تو یہ موٹر بنی ہے اب ہم اسی کے لئے راستہ دیں گے؟

چوتھی آواز "عائشہ بائی چلی جائیں مگر موٹر نہیں جا سکتی"

غریب عائشہ سخت پریشان تھی۔ صبح کو جب وہ حسب معمول سیر کے لئے نکلی تھیں تو اس قسم کا کوئی مجمع نہ تھا۔ اور اس کے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہ تھی کہ اس کی واپسی تک حالات تبدیل ہو جائیں گے۔ وہ موٹر کے ایک کونے میں دبکی ہوئی بیٹھی تھی۔ تاکہ لوگوں کی نگاہیں اس پر نہ پڑیں۔ لیکن مجمع میں بہت سی عورتیں اور بچے موٹر کے قریب آ گئے۔

[illegible]

ایک عورت۔ لو ہو شاہزادی صاحبہ بیٹھی ہیں۔

دوسری۔ اتنی قیمتی ساڑھی باندھتے ہوئے شرم نہیں آتی۔ کیا تم کوئی خاص قسم کی عورت ہو؟

تیسری:- تم جیسی لاکھوں اور کروڑوں تمہاری بہنیں بڑے بڑے بوجھ سروں پر لادے شہر بھر میں ماری ماری پھرتی ہیں تمہارے بھی نہیں موٹریں میں بیٹھتے کچھ شرم نہیں آتی؟

چوتھی۔ اس وقت کیسی بھیگی بلی بنی بیٹھی ہے جیسے کچھ جانتی ہی نہیں۔ جب لاکھوں غریب عورتوں کا خون پسینے کی طرح بہ جاتا ہے تب تم جیسی ایک بیگم صاحب کے گالوں پر سرخی آتی ہے۔

پانچویں:- میں پوچھتی ہوں کہ آخر تم امیروں کو کھانے اور کھیلنے کے سوا دنیا میں کوئی اور کام بھی ہے؟ ایسے نکمے اور اپاہج لوگوں کو دنیا میں رہنے کا کیا حق ہے جو ایک گلاس اپنے ہاتھ سے پانی بھی نہ پئیں۔ اور جو ہاتھ پاؤں ہلائے بغیر اپنے ہی بھائیوں کا خون چوس چوس کر زندہ رہیں؟

عائشہ مجبور تھی، بے بس تھی۔ اور یہ تمام باتیں نہایت ٹھنڈے دل سے سن رہی تھی۔ کہ اتنے میں لوگوں نے شور مچانا شروع کیا۔ کہ "عائشہ بائی کو موٹر سے اُتار لو"۔ اب کیا تھا۔ کئی ایک عورتیں موٹر کو لپٹ گئیں۔ اور زبردستی عائشہ کو اُتار کر نیچے کھڑا کر دیا۔ مزدوروں کے حکم سے موٹر واپس گئی۔ اور عائشہ کو حکم ملا کہ پیدل اپنے گھر کو جائے۔ عائشہ چلنے پھرنے سے معذور نہ تھی۔ اور بہت آسانی سے گھر تک جا سکتی تھی۔ لیکن عورتوں اور بچوں نے اسے گھیر لیا۔ اور راستہ چلنا دشوار کر دیا۔ اس نے بہت چاہا کہ خاموشی کے ساتھ کسی طرح جلدی سے وہاں سے نکل جائے۔ مگر عورتوں نے دیکھ کر کہ وہ ان کی باتوں کا جواب نہیں دیتی اسے اس کے غرور پر محمول کیا اور بعض بعض نے اس پر اس طرح حملہ کیا کہ اس کی ساڑھی کئی جگہ سے پھٹ گئی۔ اور مجبور ہو کر اسی جگہ بیٹھ گئی۔ اور رونے لگی۔

کئی ایک مزدوروں نے ترس کھا کر کہا کہ اسے جانے دیا جائے وہ عورتیں بھلا کس کی سنتی تھیں۔ عائشہ کے رونے میں انہیں اور بھی لطف آیا اور انہوں نے اسے ستانا بدستور جاری رکھا۔ عائشہ سخت پریشان تھی۔ اور اگر مزدوروں کا ایک نوجوان لیڈر جس کا نام ابراہیم تھا نہ آ جاتا۔ تو اس کے پاگل ہو جانے میں کچھ شبہ نہ تھا۔ ابراہیم نے یہ حالت دیکھتے ہی لوگوں کو برا بھلا کہا۔ اور انہیں شرم دلائی کہ ایک کمزور عورت کے ساتھ وہ اس قسم کا غیر شریفانہ سلوک کر رہے تھے۔ ابراہیم ایک بہت ہی خوش رو اور خوش پوش نوجوان تھا جس نے شروع ہی سے اپنی زندگی کا یہ مقصد قرار دے لیا تھا۔ کہ غریب مزدوروں کو سرمایہ داروں کے ناروا مظالم سے نجات دلائے گا۔ اسی کی کوششوں سے مزدوروں کی انجمن قائم ہوئی تھی اور اسی کی پُرزور تقریروں کا یہ اثر تھا کہ تمام مزدور اس بات پر آمادہ تھے کہ یا تو اپنے حقوق سرمایہ داروں سے منوائیں گے یا اسی کوشش میں اپنی جان دیدیں گے۔ ابراہیم کے خلوص اور صداقت نے تمام مزدوروں کے دل میں اس کی بڑی عزت قائم کر دی تھی۔ اور سب اس کی فرمانبرداری کرنا اپنے لئے باعث فخر خیال کرتے تھے۔ اس نے بدشواری تمام عورتوں کے ہجوم کو ہٹایا اور عائشہ کو اپنی پناہ میں لے کر پہنچانے چلا۔

ابھی انہوں نے تھوڑا ہی سا راستہ طے کیا تھا کہ سامنے سے عبدل بھائی چند نوکروں کے ہمراہ آتے نظر پڑے۔ عائشہ کے ابتک گھر واپس نہ پہنچنے سے پریشان ہو کر وہ اسے ڈھونڈنے نکلے تھے۔ عائشہ دوڑ کر باپ سے لپٹ گئی۔ اور ابراہیم نے ادب سے عبدل بھائی کو سلام کیا۔

عبدل بھائی: کہئے ابراہیم صاحب یہ کیا تماشا ہے؟

ابراہیم:- یہ ان مزدوروں کا مجمع ہے۔ جنہوں نے اپنے حقوق کے تحفظ کے لئے ہڑتال کر رکھی ہے۔

عبدل بھائی۔ کیا حقوق کا تحفظ اسی طرح ہوتا ہے۔ کہ ایک غریب بے پناہ لڑکی کو ستایا جائے؟

ابراہیم:- سیٹھ صاحب میں سچے دل سے اس برتاؤ کے لئے کہ جو عائشہ بائی کے ساتھ کیا گیا معافی چاہتا ہوں۔ جوش میں بھری ہوئی بعض عورتوں نے ان کے ساتھ بہت ہی نامناسب سلوک کیا۔ لیکن میں یہ ضرور عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ برتاؤ اس برتاؤ کے بالمقابل کچھ بھی نہ تھا۔ جو سرمایہ داروں کی جانب سے غریب مزدوروں کی عورتوں کے ساتھ کیا جاتا ہے۔

عالم نسواں

صنف نازک

شادی کے بعد

شادی کے بعد کا زمانہ ایک ایسا زمانہ ہے جس کی اہمیت کو ایک عورت کو کبھی نظر انداز نہ کرنا چاہئے۔ شادی کی رات تک اس کی زندگی ایک علیحدہ زندگی ہوتی ہے۔ اور شادی کے بعد اسے ایک بالکل مختلف جہان سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ جہاں تک عورت کا تعلق ہے۔ شادی سے پیشتر - - - - اور شادی کے بعد کی زندگی میں کوئی تسلسل یا تعلق نہیں۔ شادی ہوتے ہی عورت کے لئے یا تو ایک خوشگوار دنیا میں زندگی بسر کرنا ہوتی ہے یا اس کے لئے بے شمار مصائب اور بے انتہا غم و اندوہ کا دروازہ کھل جاتا ہے۔ اور اس بیچاری کی باقیماندہ زندگی اگر عام طور پر ایک حیوان کی طرح نہیں تو ایک غلام کی طرح ضرور گذرتی ہے۔ اور ہندوستان میں زیادہ امکان ثانی الذکر کا ہی ہوتا ہے۔ اگر انصاف کی آنکھ سے دیکھا جائے اور حق رسی کے کانوں سے داستان مظلومی سنی جائے تو ماننا پڑے گا کہ ہندوستان کی عورت مظلوم ہے۔ اور بے زبان مظلوم ہے۔ اس کے اس عقیدہ سے کہ خاوند مجازی خدا ہے اس قدر ناجائز فائدہ اٹھایا جاتا ہے کہ اس عقیدہ کو رائج کرنے والی محترم ہستیاں بھی اگر اس وقت آ کر اس طبقہ کے مصائب کو دیکھیں تو خون کے آنسو روئیں۔ ان مصیبتوں کی ذمہ داری میرے خیال میں تمام تر مردوں پر عاید ہوتی ہے۔ بہو کے آتے ہی گھر کی فضا اس قدر متغیر ہو جاتی ہے کہ وہاں سکون و امن کی ایک سانس لینا بھی حرام ہوتا ہے۔ ممکن ہے دلہن کے دل میں کبھی خیال پیدا ہوتا ہو کہ تمام امور خانہ داری کی مہتمم وہ ہے۔ لیکن ساس بھی چوکتی ہوئے بغیر نہیں رہتی۔ اگرچہ وہ اپنے بیٹے کی شادی ہزار ہا ارمانوں کے ساتھ کرتی ہے۔ بہو کو خود انتخاب کرتی ہے۔ شادی سے پہلے اس پر ہر قسم کا زر و مال نچھاور کرنے کے لئے تیار ہوتی ہے۔ لیکن شادی ہوتی ہے جب بہو کو اس کے ساتھ رہنے کا موقعہ ملتا ہے۔ وہ محسوس کرتی ہے کہ اس نے بہت کچھ اس سے چھین لیا۔ وہ دیکھتی ہے کہ بیٹے کو مجھ سے اب اس قدر محبت نہیں رہی یا اس قدر توجہ وہ میری جانب نہیں دیتا۔ جس قدر کہ شادی سے پہلے دیتا تھا۔ بہو اگر اس کے ساتھ احترام و الفت سے پیش آئے وہ اسے غاصب خیال کرتی ہے۔ اور سب سے اوّل مغائرت کی خلیج اس کے خیالات کی فضاؤں میں پیدا ہوتی ہے۔ آہستہ آہستہ یہ طعنوں اور سلوک میں ظاہر ہونے لگتی ہے۔ اور بہ وقت ایسا ہوتا ہے کہ ایک شادی شدہ لڑکی کے لئے مشکل ترین خیال کیا جا سکتا ہے۔ اگر وہ یہ خیال کر کے خاموش رہتی ہے کہ ساس کو برابر کا جواب نہ دینا چاہئے تو کہا جاتا ہے کہ وہ بات تک کرنا پسند نہیں کرتی۔ یا ساس کو اس قابل نہیں سمجھتی کہ اس سے بات کرے۔ اور اگر وہ کسی بات کا جواب دیدے تو رائی کا پربت بنایا جاتا ہے۔ اور جو کچھ اس بیچاری نے گھر کی چار دیواری میں کیا ہوتا ہے چار گوشہ عالم میں مشتہر ہو جاتا ہے۔ اس سے میری مراد یہ نہیں کہ بہو ہمیشہ بے قصور ہوتی ہے۔ ایسی عورتیں بھی ہوتی ہیں جو ساس نندوں سے برابر کی ضد کرتی ہیں۔ لیکن ساس نندوں کو بھی یہ امر فراموش نہ کرنا چاہئے کہ وہ پرائی لڑکی کو ایک خادمہ یا فرماں بردار نوکرانی بنانے کے لئے نہیں لاتے۔ کہ وہ اگر دن کو بھی رات کہیں تو لڑکی بھی رات کہہ دے۔ ساس کو خیال رکھنا چاہئے کہ یہ لڑکی جو وہ اپنے بیٹے کے لئے بیاہ کر لائی ہے۔ چند سال کے بعد گھر کی مالکہ اور اس کی جانشین ہونیوالی ہے۔ اس کا فرض ہے کہ وہ اس طرز سلوک کو تو بالکل نظر انداز کر دے۔ جو اس کی ساس نے اس کے ساتھ روا رکھا تھا۔ اور یہ کوشش نہ کرے کہ اس کا انتقام اپنی بہو سے لے۔ اسے چاہئے کہ اس کے دل میں اس وقت سے ہی احساس پیدا کر دے کہ وہ ایک ماں ہو کر گھر کی مالکہ بننے والی ہے۔ اور اس عظیم الشان فرض کی ذمہ داری کا بوجھ اس کے کندھوں پر شادی کے وقت سے ہی آ پڑا ہے۔ اور اب ہوتے ہیں اگر ذرا بہو کی نسبت نند پر زیادہ ہوتی ہے۔ نند خیال کرتی ہے۔ یہ میرے بھائی کی بیوی ہے۔ اور اس پر میرا احترام فرض ہے۔ یا چونکہ میرے بھائی کی خادمہ ہے اور خواہشات کی تعمیل میں سرتابی نہیں کر سکتی۔ اس قسم کی احمقانہ توقعات ہی گھر میں فساد کا موجب ہوتی ہیں۔ ایسی بہوئیں بھی ہوتی ہیں جو ساس نندوں کے ہر جائز و ناجائز ارشاد کی تعمیل کرتی ہیں۔ لیکن میرا خیال ہے ایسی ناعاقبت اندیش لڑکیاں اپنے حقیقی فرائض انجام نہیں دے سکتیں۔ اور کچھ عرصہ کے بعد ان کی حالت ایک ایسی مشین کی سی ہو جاتی ہے جو چلنے کے لئے دوسرے شخص کی محتاج ہوتی ہے۔ وہ نہیں جانتیں۔ خاوند کے ان پر کیا حقوق ہیں اور اگر خدا نے انہیں اولاد کی نعمت بخشی ہے۔ تو اس کے فرائض میں کس قدر اضافہ ہوا ہے۔

اخبار احمدیہ

سرینگر (کشمیر) اخویم قاری نور الدین صاحب تحریر فرماتے ہیں۔ کہ گذشتہ عید میلاد النبی پر دو بڑے عظیم الشان جلسے ہوئے۔ پہلے جلسے میں پانچ ہزار کے قریب لوگ تھے۔ اور دوسرے جلسے میں ۴ ہزار۔ پولیس والوں کی رپورٹ بھی یہی تھی۔ نہایت امن اور سکون کے ساتھ دونوں جلسے ہوئے۔ اور عظیم الشان کامیابی ہوئی۔ خدا کرے ہماری انجمن یہاں رجسٹرڈ ہو جائے۔ تاکہ مسلمانوں میں بیداری پیدا کرنے کا مفید کام جاری رہ سکے۔ اور ہم نہایت آزادی کے ساتھ سالانہ اور دوسرے جلسے کرتے رہیں۔ جماعت روز افزوں ترقی پر ہے۔ شہر کا اکثر حصہ ہمارا ہم خیال ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فضل درکار ہے۔ کہ وہ جماعت کو مضبوط بنائے۔

شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی کی اہلیہ کا ۲۸ ستمبر کی شب کو انتقال ہو گیا ہے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ کے ایک مردہ بچہ تولد ہوا تھا۔ اسی تکلیف سے جان بحق تسلیم ہو گئیں۔

ہمیں گرنتھی صاحب سے دلی ہمدردی ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں صبر جمیل عطا فرمائے۔ اور ان کے چھوٹے چھوٹے تین بچوں کو دنیا کے حوادث سے محفوظ رکھے۔

حضرت مولانا صدر الدین صاحب اکاڑہ کی مہم کے دوران میں چند ضروری امور کو طے کرنے کی غرض سے لاہور تشریف لائے ہیں۔ جلد اوکاڑہ پھر تشریف لے جائیں گے۔

فضل کریم صاحب حضور سے اطلاع دیتے ہیں کہ آپ کا صاحبزادہ قضا الٰہی سے انتقال کر گیا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

فضل کریم صاحب نے اپنا پورا پتہ درج نہیں کیا کہ حضرت امیر ایدہ اللہ انہیں تعزیت کا خط لکھ سکیں۔ بہر حال ہمیں اپنے بھائی سے پوری پوری ہمدردی ہے۔ اللہ انہیں صبر جمیل عطا فرما کر نعم البدل عطا فرمائے۔

تاریخ گورو گرنتھ صاحب

(۵)

(از جناب مولوی محمد یوسف صاحب گرنتھی مبلغ اسلام)

دم اس عبارت کا یہ ہے کہ ۱۹۳۶ بکرم میں جب راجہ بلدیو صاحب والیہ ریاست جیند نے پٹنہ سے اس نسخہ جو گورو گوبند سنگھ صاحب نے گرنتھ پور والے کی نقل لکھوایا تھا۔) منگوایا تو مہنتوں میں جھگڑا ہو گیا۔ بعض کہتے تھے کہ اس گرنتھ کو پٹنہ سے باہر نہ بھیجا جائے۔ اور بعض کہتے تھے کہ باہر بھیجنے میں کوئی ہرج نہیں۔ اس جھگڑے کے دوران میں مہنتی خارج ہو گئی۔ اور گورودوارہ پٹنہ پنچایت کے ماتحت ہو گیا۔ آگے کتاب پنتھ پرکاش کا حوالہ دیتے ہوئے۔ پنڈت صاحب لکھتے ہیں کہ مالیر کوٹلہ کے نزدیک جب احمد شاہ درانی سے سکھوں کی لڑائی ہوئی تو احمد شاہ مال غنیمت میں اس نسخہ کو بھی لے گیا۔

چونکہ پنڈت صاحب کے اس حوالہ میں اس نسخے کے کہ جس پر سارا دارومدار ہے صریح طور پر گم ہو جانے کا ذکر تھا اس لئے بھائی گیان سنگھ صاحب کو تردد اختیار ہوا کہ مبادا کوئی کبھی دانشمند کو اس راز سے واقف ہو جائے لہذا دوسرے پنتھ پرکاش میں حدث اس واقعہ کو دہرا کر آخر میں لکھ دیا کہ وہ نسخہ گم نہیں ہوا۔ بلکہ اب تک کابل کی دھرم سالہ میں موجود ہے۔ چنانچہ دوسرے پنتھ پرکاش کی عبارت حسب ذیل ہے :-

"اب دربار دمدمہ جہاں"
"تنبو لگوا کے گور نتھاں"
د منی سنگھ کو لکھن بیٹھکے
"گورو نانک کا دھیان دھریکے"
"نت پرتی گرو اچاری جیسے
"باقی لکھی منی سنگھ تیسے
"بیڑ آدگورو گرنتھے جیہی
کری دسم گور تیار اجیہی
اور پاٹھ سب دیسے رکھو آ
اکھر بھید اک کتھاں راکھا
سو وہ بھید بانے لکھو جانند
دسم گورو کو بیڑ لکھانند
او چار تس پرتے بھائے
دیپ سنگھ شاہید لکھائے

اک اکال بنگے اک پٹنے
ترتی ہجو دیو ہت پٹنے
چتر تھو رکھیو دمدمے جاہ
پڑ بابلے اد چار سدا ہ
اصل دسم گورو والا گرنتھ
رہیو بردھ دل میں بدھ پنتھ
گھلو گھارا جب پڑ سنگھیر
گرنتھ درانی شاہ سو لیبو
اب سو ہے کابل مدھ جا تو
بڑی دھرم سالہ میں مانو

(پنتھ پرکاش مطبوعہ پنجاب کمرشل پریس امرتسر صد ۳۵۵ پانچواں ایڈیشن)

ترجمہ

اب جہاں دمدمہ صاحب کا دربار ہے گورو گوبند صاحب نے وہاں خیمے نصب کرا کر بھائی منی سنگھ کو لکھنے کے لئے بٹھایا گورو نانک صاحب کا دھیان لگایا۔ اور کلام لکھوانا شروع کیا۔ جس طرح گورو صاحب لکھواتے بھائی منی سنگھ روزانہ لکھا کرتے آدگرنتھ کی نقل تیار کر لی۔ سب عبارت وہی رکھی صرف ایک لفظ کا فرق رکھا۔ جس کو صاحب علم احباب خوب جانتے ہیں یعنی خالصے کی جگہ خالصے کر دیا۔ اس نسخہ کی آگے چار نقلیں دیپ سنگھ شہید نے لکھیں۔ جن میں سے اب ایک اکال بنگے میں ہے اور ایک پٹنہ میں۔ ایک حجور صاحب اور ایک دمدمہ صاحب ہے۔ اور جو اصل نسخہ تھا۔ کہ جس سے یہ نقلیں کی گئی تھیں اس کو متبرک سمجھ کر قوم میدان کارزار میں اپنے ساتھ ساتھ رکھتی تھی۔

بقیہ کالم ۳

جب بڑے معرکے کی لڑائی ہوئی تو گرنتھ کو احمد شاہ درانی لے گیا۔ اور وہ کابل میں بڑی دھرم سالہ میں ہے۔

چلو چھٹی ہوئی۔ کب کوئی کابل جاوے۔ بڑی دھرم سالہ کو تلاش کرے۔ پھر اس گرنتھ کا مطالعہ کرے اور اس بات کی تحقیقات کرے کہ آیا اصل نسخہ وہاں ہے یا نہیں۔

(باقی۔ باقی)

سزائیں دی جاتی رہیں۔ لیکن اسلامی تاریخ میں کبھی اس بنا پر کسی کو دکھ نہیں دیا گیا۔ اس لئے کہ عیسائی مذہب میں علمی تحقیقات کو ہمیشہ مذہب کے خلاف سمجھا گیا ہے۔ لیکن مسلمانوں میں عقاید کی بنا پر تو علماء کو دکھ اور تکلیف دی گئی ہے۔ مگر علمی تحقیقات کی بنا پر کبھی دکھ اور تکلیف نہیں دی گئی۔ جیسا کہ یورپ میں کہ جب کوئی شخص کوئی علمی ایجاد کرتا تھا تو وہ پادری اور مذہبی لوگوں میں مطعون ہو جاتا تھا۔ اور اس کو سخت سے سخت سزائیں دی جاتی تھیں۔ یا نظام کائنات کے متعلق کوئی نئی تحقیقات کرتا تھا۔ تو اس کو دہریہ کا خطاب دے کر اس کو دکھ دیا جاتا تھا۔ مگر اسلام کی تاریخ میں کبھی ایسا نہیں ہوا۔ یہ تو میں نے مسئلہ توحید کا ایک پہلو بیان کیا ہے۔

توحید اور وحدتِ نسل انسانی

اصل مضمون کہ جس کی طرف میں آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ وہ اس کا دوسرا حصہ ہے۔ اس کے متعلق بھی باتیں تو بہت سی ہیں لیکن میرا ارادہ صرف ایک ہی بات بیان کرنے کا ہے۔ نسل انسانی کی وحدت یا کل نوع بنی آدم کا ایک ہونا۔ یہ وہ بلند خیال ہے جو اسلام نے اپنی آمد کے ساتھ ہی پیدا کیا۔ اور اس سے پہلے یہ خیال کہیں بھی موجود نہیں تھا۔ لوگوں کی یہ ایک عام عادت ہے کہ جب کوئی بات بڑے آدمی کے منہ سے نکلتی ہے تو لوگوں کے دلوں میں اس سے ایک راحت پیدا ہوتی ہے۔ اور دنیا میں اس کو لے اڑتے ہیں۔ مگر یہ ایک بہت ہی بڑی بات ہے کہ جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ سے نکلی دنیا کے اکثر جھگڑوں کو طے کرنے کی یہی ایک صورت ہے۔ اور دنیا کی ترقی اس کے ساتھ وابستہ ہے۔ جب تک وحدت نسل انسانی کا خیال اقوام میں پیدا نہیں ہوتا دنیا کے امن و امان کے راستہ میں بے شمار رکاوٹیں لگی ہوئی ہیں۔ قرآن کریم نے اس اصول کو بڑے صریح الفاظ میں بیان کیا ہے۔ فرمایا کان الناس امۃ واحدۃ کہ تمام کے تمام لوگ ایک ہی جماعت اور گروہ ہیں۔ ان میں پیدائش کے لحاظ سے کوئی اونچ اور نیچ نہیں۔ اسلام نے اس خیال کو دنیا کے اندر پیدا ہی نہیں کیا۔ بلکہ اس خیال کو لوگوں کے اندر اس قدر مضبوط کرنا چاہا ہے۔ کہ مسلمانوں کی روزمرہ کی زندگی میں اس کو ڈال دیا ہے۔ قرآن شریف کے شروع میں ایک فقرہ الحمد للہ رب العالمین ہے کہ جسے ایک مسلمان کو شب و روز میں پانچ وقت پڑھنے کا حکم ہے۔ کم و بیش لوگ دو تین چار یا کم از کم ایک مرتبہ پڑھ ہی لیتے ہوں گے۔ مسلمانوں کی حالت کا سوال نہیں۔ اسلام کا منشاء دیکھنا ہے۔ کہ کیا ہے۔ پانچ وقت کی نمازیں پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ قرآن شریف کے شروع میں ایک سورۃ سات آیات کی ہے۔ جسے فاتحہ کہتے ہیں۔ چھوٹی سی سورۃ ہے۔ امید ہے گورنمنٹ کالج کے مسلمان طلباء بھی اس کو جانتے ہوں گے۔ ابتدا الحمد للہ سے ہوتی ہے۔ قرآن شریف نے اس سورۃ کو بار بار دہرانے کا حکم دیا ہے۔ اب اس پر غور کرو کہ کسی قوم یا لوگوں کے اندر کوئی ذہنیت پیدا کرنے کا ایک ہی طریق ہے جس طرح بازو کو مضبوط کرنے کے لئے ورزش کرنے یا بار بار اس کو ہلانے کی ضرورت ہے۔ اب اسلام نے جس خیال کو مسلمانوں کے اندر پیدا کرنا چاہا ہے اس کو بار بار سامنے لانے کی کوشش کی ہے۔ یوں تو پانچ وقت کی نمازیں فرض ہیں۔ اگر کم از کم کوئی ایک مرتبہ بھی صبح بستر سے اٹھ کر منہ ہاتھ دھو کر اس کو پڑھ لیتا ہوگا۔ صبح کی نماز اس لئے کہا کہ اس وقت بہرحال منہ ہاتھ تو دھونا ہی ہوتا ہے۔ کالر اور نکٹائیاں وغیرہ بھی اتری ہوئی ہوتی ہیں۔ اس وقت کوئی ہاتھ منہ دھوئے اور نماز کے لئے کھڑا ہو جائے تو اتنی تکلیف نہیں ہوتی۔ اور نماز بھی بہت مختصر ہوتی ہے۔ باقی نمازیں تو لمبی ہیں۔ اور وہ اشغال جو نمازوں کو روک دیتے ہیں وہ بھی اس وقت موجود نہیں ہوتے۔ اس وقت الحمد للہ رب العالمین پڑھے۔ یعنی اللہ ہی کے لئے تمام تعریفیں اور خوبی کی باتیں ہیں۔ کہ جو تمام اقوام اور جہانوں کو ترقی دینے والا ہے۔ یہ ایک بہت ہی بھاری اور بلند تعلیم ہے۔ کہ جو قرآن کریم نے ان الفاظ میں دی ہے۔ لفظ رب کے معنی عربی لغت میں انشاء الشئی حالاً فحالاً الی حد التمام۔ کسی چیز کو ترقی دینا ہے درجہ بدرجہ اس کے کمال تک۔ اگر آپ غور کریں گے تو اس ایک لفظ رب کے اندر سارا مسئلہ ارتقا موجود ہے۔ یعنی رب وہ ہے جو تمام چیزوں کو ادنیٰ حالت سے اٹھانا اور ترقی کی طرف لے جاتا ہے۔ مگر یہ مسئلہ جب حقیقت دریافت ہوا تو مذہبی لوگوں نے شور برپا کر دیا۔ کہ اس نے تو عیسائیت کو اکھاڑ دیا۔ اور مذہب کو برباد کر دیا۔ مگر قرآن کریم نے پہلے ہی نہایت ہی اس کو رکھا ہوا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی سب سے پہلی صفت جو بیان ہوئی ہے۔ اقوام یا بعض پہلے یہی ہے کہ وہ ہر ایک چیز کو ادنیٰ حالت سے اٹھا کر درجہ بدرجہ اعلیٰ حالت کی طرف لے جانے والا ہے۔

اسلام کا سب سے بڑا اصول

رب کے ساتھ جو لفظ لایا ہے وہ العالمین ہے کہ جس کے معنی کل اقوام اور جہانوں کے ہیں۔ جس سے یہ تعلیم دماغ پر نقش کرنا مقصود ہے۔ کہ وہ رب کسی ایک انسان کا نہیں۔ صرف رب ہند بھی نہیں اور نہ صرف رب شام ہے۔ وہ صرف مسلمانوں کا بھی رب نہیں۔ بلکہ وہ تمام اقوام کا رب ہے بلکہ ایک جگہ دشمنوں کو مخاطب کر کے اس کی تشریح میں یوں بھی فرمایا وھو ربنا و ربکم وہ ہمارا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے۔ کتنا بلند خیال ہے۔ کہ جو اسلام نے مسلمانوں کے دل میں پیدا کرنا چاہا ہے۔ نہ صرف معمولی طور پر اس کو سکھایا ہی ہے۔ بلکہ اس کو عملی زندگی کا جزو بنایا ہے۔ اور پھر اس کو کمال تک پہنچایا ہے۔ کہ تمام اقوام ساری ایک متحد الاصل ہیں۔ اور پھر اس خیال کو مضبوط کرنے کے لئے طرح طرح کے ذرائع اختیار کئے ہیں۔ تاکہ یہ خیال دماغ پر ہمیشہ نقش ہوتا رہے کہ وہ رب العالمین ہے۔ تمام اقوام کو ترقی دینے والا ہے۔ اور وہ تمام اقوام کا یکساں رب ہے۔ یہ خیال مسلمانوں کے دل پر اس قدر نقش ہو گیا تھا کہ مسلمانوں نے کہیں بھی اپنی حکومت کے دنوں میں غیر اقوام کو نہیں مٹایا۔ اور مسلمانوں کی یہ عادت ان کو تمام دنیا کی قوموں سے ممتاز کرنے والی ہے۔ باقی قوموں نے جہاں جہاں بھی حکومت کی ہے غیر اقوام کا نام و نشان تک نہیں چھوڑا۔ مگر مسلمانوں نے جہاں بھی حکومت کی ہے وہاں اب بھی غیر اقوام بکثرت موجود ہیں۔ اس کی وجہ یہی ہے۔ کہ ان کے دماغ پر یہ نقش ہے۔ کہ وہ رب العالمین ہے۔ اس لئے مسلمان کو کسی پر جبر کا حق نہیں۔ اور دوسری جگہ قرآن شریف میں فرمایا بھی ہے۔ لا اکراہ فی الدین۔ دین کے معاملہ میں کسی پر جبر نہیں۔ بلکہ اس کو ایک اور جگہ کھول کر بتایا ہے۔ فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیھا لا تبدیل لخلق اللہ۔ اللہ کی وہ فطرۃ کہ جس پر اس نے تمام لوگوں کو پیدا کیا ہے۔ تمام لوگوں کے بچے (صرف مسلمانوں کے ہی نہیں) اسلام پر پیدا ہوتے ہیں یا مسلمان پیدا ہوتے ہیں۔ چنانچہ اس کی تشریح کرتے ہوئے ایک حدیث میں فرمایا کل مولود یولد علی الفطرۃ فابواہ یھودانہ او ینصرانہ او یمجسانہ۔ ہر ایک بچہ جو پیدا ہوتا ہے وہ اسی فطرۃ اسلامیہ پر پیدا ہوتا ہے۔ پھر اس کے ماں باپ اس کو یہودی بنا لیتے ہیں۔ یا نصرانی اور مجوسی وغیرہ۔ گویا تمام بچے جو دنیا میں پیدا ہوتے ہیں خواہ عیسائی ماں باپ سے پیدا ہوں یا ہندو ماں باپ سے یا کسی اور مذہب کے ماں باپ سے۔ وہ سب فطرۃ اللہ یعنی اسلام پر اور معصوم پیدا ہوتے ہیں۔ چنانچہ ایک اور حدیث میں لکھا ہے کہ دنیا میں جتنے بچے بھی نابالغی کی حالت میں مر جاتے ہیں۔ ان سب کو کشف میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی گود میں دیکھا گیا ہے۔ یعنی بہشت میں یا نجات یافتہ دیکھا گیا ہے پس قرآن کریم اور احادیث کی بنا پر تمام بچے خواہ وہ مشرکوں کے گھر میں ہی کیوں نہ پیدا ہوئے ہوں تمام اسلامی حالت پر پیدا ہوتے ہیں۔ ان کی پیدائش میں کوئی فرق نہیں۔ اور وہ اسلام ہی ہے۔ گویا بلحاظ پیدائش ذات قوم اور مذہب کے لحاظ سے کوئی فرق نہیں۔ بلکہ اس کے بعد بھی جب بچہ بڑھتا ہے تو جب تک وہ کسی دوسری قسم کے کام نہ کرے۔ اسی فطرت پر رہتا ہے۔ چنانچہ اس کے متعلق فرمایا من یعمل مثقال ذرۃ خیراً یرہ ومن یعمل مثقال ذرۃ شراً یرہ جو شخص ذرہ برابر نیکی کا کام کرتا ہے وہ اس کا نتیجہ پائے گا۔ اور جو شخص ذرہ بھر برائی کرتا ہے وہ اس کا وبال چکھے گا۔ یہاں بھی من یعمل من المسلمین نہیں کہا۔ کوئی بھی ہو جو نیکی کرے گا وہ نیکی کا بدلہ نیک پائے گا۔ اور جو بدی کرے گا۔ وہ اس کا پھل کھائے گا۔ یعنی غیر مذاہب کے لوگ بھی اپنی نیکی کا اجر پائیں گے۔ بتانا یہ مقصود ہے کہ پیدا ہونے اور بڑھنے کے بعد بھی لوگوں کا معاملہ اعمال کے مطابق ہے۔ ہر شخص بلا لحاظ مذہب و ملت نیکی اور بدی کا بدلہ پاتا ہے۔

(باقی دارد)

ناظرین خط و کتابت کے وقت اپنے [illegible]

[illegible]

اخبار احمدیہ

حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ حسب معمول خدمات دینی میں مشغول ہیں۔ درس باقاعدہ دوشنبہ اور جمعرات کو ہوتا ہے گذشتہ چہارشنبہ اور جمعرات کو ایک جرمنی سیاح فریڈرک ویگ ملاقات کے لئے آیا۔ یہ ایک بہت باہمت شخص ہے۔ کہ جس نے سپین (سپین) سے لاہور تک پیدل سفر کیا ہے۔ اور ۱½ سال کے عرصہ میں ہمالیہ کو عبور کر کے جموں کے راستہ سے لاہور پہنچا ہے۔ احمدیت کے متعلق معلومات بہم پہنچانے کا اس کو خاص شوق ہے۔ اور اس کی وجہ اس نے یہ بیان کی ہے کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ احمدی دوسرے مسلمانوں کی طرح تنگ دل نہیں ہیں۔ اور نہ کافروں کے خواہی نخواہی قتل کے شائق ہیں۔ اس شخص کا ایک کاروباری آدمی ہو کر مذہبی باتوں میں دلچسپی لینا بہت ہی قابل تعریف ہے۔

مولوی عصمت اللہ صاحب کے درس کی وجہ سے لوگ شائق تھے کہ درس جاری رہے۔ اس لئے مولانا صدر الدین صاحب سیالکوٹ میں قرآن مجید کا درس دے رہے ہیں۔

۲۸ نومبر کو انتظامی معاملات سے متعلق ایک ضروری مشورہ کے لئے بہت سے معزز ممبر جماعت باہر سے بھی تشریف لائے۔

مرزا مظفر بیگ صاحب اور بشیر احمد صاحب سامانہ سے فاتحانہ چال چلتے ہوئے لاہور پہنچے۔ وہاں سے جلسہ اور مناظرہ کی مفصل رپورٹ وہ جو ایک دبلے پتلے صاحب محمد شفیع ہیں لکھیں گے۔ اور پھر اخبار میں چھپی ہوئی پڑھ کر خود بھی خوش ہوں گے اور اوروں کو بھی خوش کریں گے۔

مولانا عصمت اللہ صاحب محمودیوں کی غلط رپورٹ بازی پر گرج برستے ہوئے فیروزپور تشریف لے گئے ہیں۔ اور کہ گئے ہیں کہ وہاں سے مضمون بھیجوں گا۔

ایک باہمت بزرگ کی قابل شکریہ کوشش

جناب ڈاکٹر نظام الدین صاحب پشاور سے لکھتے ہیں:۔

میں گذشتہ سالانہ جلسہ پر ۱۲۵ روپے انجمن کے حوالے کر آیا تھا۔ اس کے بعد ۹۲ روپے ۸ آنے میں نے دیگر احباب غیر از جماعت سے جمع کئے ہیں اور ۷/۸/ روپے انشاء اللہ نکالے اور جمع کرلوں گا جملہ یکصد روپیہ آپ کی معرفت انجمن کو اور روانہ کرتا ہوں۔

فہرست چندہ برائے برلن مشن

نام	روپیہ	آنہ	پائی
جناب صاحبزادہ نواب عبد القیوم صاحب	۵۰	—	—
جناب میاں غلام جیلانی خان صاحب سوداگر پشاور	۴۰	—	—
جناب میاں محمد عمر صاحب سوداگر پشاور	۲۰	—	—
ایک صاحب معرفت خود	۲۰	—	—
جناب ڈاکٹر انور شاہ صاحب پشاور	[illegible]	—	—
جناب ڈاکٹر غلام قادر صاحب ویٹرنری انسپکٹر پشاور	۱۰	—	—
جناب میاں نظام جان صاحب سوداگر پشاور	۱۰	—	—
جناب مسٹر محمد عبد اللہ صاحب ایجنٹ فرم ایس ایم این راولپنڈی	۷	۸	—
جناب قاضی عبد الحی صاحب رئیس پشاور	۷	—	—
جناب میاں سید شاہ صاحب نائب تحصیلدار اٹک	۵	—	—
جناب بابو فضل الٰہی صاحب ہیڈ کلرک محکمہ قانون ضلع	۱۰	—	—
جناب ڈاکٹر یوسف علی صاحب مالاکنڈ	۵	—	—
جناب ڈاکٹر برکت علی صاحب میاں شاہ	۵	—	—
جناب بابو محمد جعفر علی صاحب کلرک ڈاکخانہ لنڈی خانہ	۶	—	—
جناب صوبیدار رسول خان صاحب پنشنر ضلع کیمل پور	۴	—	—
جناب صوبیدار مظفر خان صاحب پنشنر کیمل پور	۴	—	—
جناب خانصاحب مرزا عبد اللہ جان صاحب پشاور	۴	—	—
جناب سید میر احمد شاہ صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ جیل	۲	—	—
جناب قاضی فضل الٰہی صاحب سٹی انسپکٹر پشاور	۳	—	—
جناب بابو محمد یوسف خان صاحب پشاور	۲	—	—
دیگر احباب میاں آغا جانی و میاں محمد زمان و منشی فضل الٰہی [illegible]	۳	—	—

جلد ۱۸ | لاہور - یوم پنجشنبہ مطبوعہ ۲۹ شعبان ۱۳۴۸ھ مطابق ۳۰ جنوری ۱۹۳۰ء | نمبر ۸

ہماری تبلیغی ڈاک

مشرقی افریقہ

برادرا ے ڈی قادری صاحب ٹانگا نیکا سے لکھتے ہیں : -
پمفلٹ وصول ہوئے۔ تبلیغی لٹریچر کو تقسیم کر دیا ہے۔ آپ کے لٹریچر کو بے حد پسند کیا گیا ہے۔ اور لوگوں نے پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا۔ مولوی محمد علی صاحب کی لوگوں کے دلوں میں وقعت اور عزت پیدا ہو گئی ہے۔ برادرم۔ مشرقی افریقہ کی اسلامی انجمنوں میں بیداری پیدا کرنے کی سخت کوشش کر رہا ہوں۔ اور مشرقی افریقہ کے معزز و بارسوخ لوگوں سے خط و کتابت جاری ہے۔ سواحلی۔ عرب۔ ہندی۔ سمالی غرضکہ سب اسلامی قبیلوں کو متحد و متفق کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔ سمالی قبیلہ کے شیخ موشی میں آئے ہوئے تھے۔ ان سے بھی ملا تھا۔ شیخ صاحب آپ کی جماعت لاہور کے کام سے واقف ہیں۔ اور آپ کی تبلیغی کوششوں کو بنظر تحسین دیکھتے ہیں۔ میں نے مشرقی افریقہ کے مسلمانوں کی حالت پر شیخ صاحب کو توجہ دلائی۔ شیخ صاحب نے وعدہ کیا ہے کہ سمالی قبیلہ تبلیغی کام میں ضرور حصہ لے گا۔ خیر شیخ صاحب ٹانگا گئے ہیں۔ انشاء اللہ اس ہفتہ میں واپس آجائیں گے۔ اور موشی کے الوالی اور دیگر سواحلی۔ عرب معززین بھی متفق ہیں۔ شیخ صاحب کے آنے پر میٹنگ ہوگی۔ امید ہے اس میٹنگ میں جمعیتہ الاسلامیہ قائم ہو جائے گی۔ فی الحال پرافٹ آف اسلام کا ترجمہ شروع کر دیا ہے۔ دس ہزار کاپی چھپوانے پر کتنا خرچ ہوگا۔ میرے خیال میں اگر دارالکتب اسلامیہ موشی میں قائم کر دیا جائے۔ تو بہتر ہوگا۔ مجھ کو پوری امید ہے کہ آپ کا لٹریچر افریقہ میں بہت مقبول ہوگا۔ اگر جمعیت بن گئی تو ایک کتب خانہ کا بنانا بھی اشد ضروری ہوگا۔ ایک یورپین نے انگریزی نماز میں جب قل ھو اللہ احد پڑھا اور پھر اس سورت کے معنے پڑھے تو بہت ہی خوش ہوا۔ اور کہنے لگا کہ وانٹ ول بیئو بالکل درست ہے خدا ایسا ہی ہے۔ دور دور سے افریقن لوگ میرے پاس آتے ہیں۔ افسوس میرے پاس کوئی کتاب باقی نہیں رہی۔ مہربانی کر کے دو پیکٹ رسالہ اسلام و نماز کے اور بھیجیں۔ تاکہ عیسائی افریقیوں میں مفت تقسیم کئے جائیں۔

بمبئی

اخویم محمد علی سالیین نوجوان عرب کے دل میں اشاعت اسلام و تبلیغ سلسلہ کا جو جوش بھرا ہوا ہے اور جس طرح آپ باوجود کمی فرصت

عربوں کے تمام ممالک سے جماعت احمدیہ لاہور کے بارے میں تمام قسم کی بدگمانیوں کو رفع کر دیا ہے۔ اور اسلام کا درد رکھنے والے مسلمان ہماری جماعت سے عملاً ہمدردی کا اظہار کر رہے ہیں۔ جملہ احباب دعا فرمائیں، کہ اللہ تعالیٰ اس نوجوان دوست کو صحت و تندرستی کے ساتھ عمر دراز کرے۔ اور خدمت دین کی بیش از پیش توفیق عطا فرمائے۔ اور ہمارے نوجوانوں کو اس کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اس مخلص دوست کی بے ریا و مخلصانہ کوششوں کو دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ ایک اکیلا انسان اگر خدا کی راہ میں کچھ اخلاص سے کام کرے تو وہ کس قدر اثر پذیر ہوتا ہے۔ حال ہی میں آپ نے ملک شام کے مشہور لیڈر امیر شکیب ارسلان صاحب کو سوئٹزرلینڈ خط لکھا تھا۔ جس کا جواب انہوں نے دیا۔ وہ احباب کے ملاحظہ کے لئے درج ذیل کیا جاتا ہے : -

"بخدمت حضرۃ الفاضل المجاہد الشیخ محمد علی الحاج سالیین المحدوم وفقہ اللہ

آپ کا خط ملا۔ جس کے لئے مشکور ہوں۔ کثرت کار کے باعث جلد جواب نہ دے سکا۔ جماعت احمدیہ ایک نہیں ہے۔ جماعت قادیان (حضرت مرزا) غلام احمد صاحب کو نبی مانتی ہے اور کئی باتیں خلاف شرع کہتی ہے۔ لیکن مولوی محمد علی صاحب کی جماعت (حضرت مرزا) غلام احمد صاحب کو صرف مجدد مانتی ہے اور اس کا یہ قول شرع کے خلاف نہیں ہے۔ علاوہ ازیں مجھے مولانا محمد علی صاحب کے ترجمۃ القرآن میں کوئی ایسا امر نہیں ملا جو شرع سے خارج کر دے۔ بلکہ میں نے دیکھا ہے کہ یہ شخص اور اس کی جماعت جہاں کہیں ہے اشاعت اسلام کے لئے مجاہد ہے۔ منجملہ ان کے کاموں کے برلن میں خدمات اسلام کا کام نہایت عظیم الشان بھی ہے۔ جسے میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔ جہاں میں نے جرمنی کے بہت سے جرمنوں کو جو احمدیہ جماعت کے ذریعہ سے ہدایت یافتہ ہو گئے ہیں جن کی تعداد چالیس تھی دعوت پر بلایا تھا۔ جو تمام کے تمام ادیب۔ ڈاکٹر اور فلاسفروں کے طبقہ سے تھے۔

بعض مسلمان کہتے ہیں کہ یہ احمدی لوگ مخلص نہیں ہیں اور بظاہر یہ خدمت اسلام کا کام کرتے ہیں۔ کوئی پوچھے کہ یہ کس غرض سے بظاہر خدمت اسلام کا کام کرتے ہیں۔ اور اشاعت اسلام کی راہ میں اتنے مصائب برداشت کرنے سے ان کا کیا مقصد ہے؟ اگر یہ مخلص نہیں ہیں۔ تو یہ دعوے صحیح نہیں جو بلا دلیل ہے۔ یہ اعتراض سوءظنی کی وجہ سے ہے۔ اور سوءظنی سے کچھ فائدہ نہیں۔ نہ اسے کوئی مانتا ہے اور نہ اس پر کوئی عمل کرتا ہے۔ جو کچھ میدان تبلیغ میں اس جماعت کا عمل ہے کیوں دوسرے مسلمان اشاعت اسلام کے کام میں ان کی اقتدا نہیں کرتے؟ مسلمانوں کی کس جماعت نے عیسائی مشنریوں کے مقابلہ کے لئے نظام قائم کیا اور سوائے جماعت احمدیہ کے کس نے اپنے آپ کو ان کے مقابلہ کے لئے وقف کر دیا۔ کیا مسلمان ... عیسائی مشنری گذشتہ

ساٹھ ہزار کے قریب حبشہ کے مسلمان مرتد ہو کر عیسائی بن چکے ہیں۔ ہر جگہ عیسائی مشنری مسلمانوں کو ان کے اعتقادات سے پھیرنے میں مصروف ہیں۔ مسلمان آج تمام مقاصد شریعت اسلام کو مٹا رہے ہیں۔ البتہ ایک چیز میں ہم مسلمان مہارت رکھتے ہیں۔ وہ مسلمانوں میں تفریق ڈالنا ہے۔ اور بعض کا بعض کی تکفیر کرنا ہے اور یہی بدبختی کا موجب ہے۔ امید ہے کہ آپ مجھے ملامت نہیں کریں گے۔

فرانس

کرم چودھری محمد اقبال صاحب لکھتے ہیں : -

"پیغام صلح میں دُرّانی کا معاملہ پڑھا۔ اور پروفیسر صاحب کے ایک خط سے بھی حالات پر مزید روشنی پڑی۔ طبیعت کو بے حد رنج ہوا۔ اور افسوس سوائے لکھنے کے کر ہی کیا سکتا ہوں۔ انجمن کی بھی ایک حد تک غلطی تھی۔ دُرّانی کو جانتے ہوئے اس کے سپرد یہ اہم کام کر دیا۔ اور پھر قلم سیاہ و سفید کا اختیار بھی دیدیا۔ نیک ہونا بڑی نیکی کی بات ہے لیکن دنیا میں رہنا صرف نیکی ہی سے نہیں ہو سکتا۔ میں نے تو سنا ہوا تھا۔ کہ مومن کی فراست ہوتی ہے ممکن ہے کہ اس میں کمی بیشی ہو۔ کہتے ہیں کہ اس مطلب کی کوئی حدیث ہے وہ تو آپ یا ارکان انجمن ہی خوب جانتے ہوں گے۔ میں تو سنی مسلمان تھا۔ نہ جانے اب کیا ہوں۔ البتہ اس سال حج کی خواہش دل میں پیدا ہو رہی ہے اگر اللہ میاں پوری کر دے۔

یہ تو آپ جملہ بزرگوں پر واضح ہو چکا ہوگا کہ دُرّانی کو سہار رکھنے میں انجمن کو کن کن مصائب کو دیکھنا پڑا ہے۔ کیسے نقصان مایہ و دیگر شماتت ہمسایہ۔ ۱۵ ہزار روپیہ پر پانی بھی پھر گیا اور انجمن کے وقار کو بھی صدمہ پہنچا۔

کیا ہی اچھا ہوتا کہ دُرّانی کے ساتھ ایک دوسرے نوجوان مبلغ کو بھیجا جاتا۔ تاکہ وہ بھی حالات سے آپ کو اطلاع دیتا رہتا اور مختارنامہ میں یہ لکھا ہوتا کہ دونوں مبلغوں کی رائے کے بغیر کسی مالی ذمہ داری کی انجمن ذمہ دار نہیں ہوگی۔ اور زیادہ بہتر تو یہ ہوتا کہ اس مختارنامہ میں یہ لکھا ہوتا کہ کوئی مبلغ مسجد یا مکان کو رہن بیع نہیں کر سکتا۔ وغیرہ وغیرہ۔ خیر گذشتہ را صلوٰۃ آئندہ را احتیاط۔

ایک عرض پھر دوہراتا ہوں یعنی برلن میں ہمیشہ دو مبلغ رہنے چاہئیں۔ اور ان کو یہ لالچ نہ دیا جائے کہ وہ اپنی تعلیم بھی جاری رکھیں۔ اگر ایک مبلغ یونیورسٹی میں داخل ہو تو وہ مبلغ کا کام کبھی بھی نہیں کر سکتا۔ وہ اپنی پڑھائی کی طرف توجہ دے۔ یا لوگوں کو اسلام سکھانے میں اپنا وقت خرچ کرے۔ دوسرے ایک مبلغ بالکل کام بھی نہیں کر سکتا۔ اگر جرمنی کے کسی دوسرے شہر سے بلاوا آجائے اور مبلغ وہاں چلا جائے تو مسجد

خبریں

— شملہ ۱۷ راگست - حکومت ہند نے دو بڑے دلچسپ بیان شائع کئے ہیں - ایک زمکمہ فوج کی طرف شائع کیا گیا ہے جس میں ۵ سے لیکر ۱۲ راگست تک کے سرحدی واقعات بیان کئے گئے ہیں - اور دوسرا بیان رائل ایرفورس کی طرف سے ہے - جس میں چار سے لیکر ۱۷ راگست تک کے واقعات درج ہیں - اس بیان میں ہوائی فوج کے کارناموں کو شاندار الفاظ میں قلمبند کیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ کس طرح آفریدی اور دوسرے قبائل کو منتشر کیا گیا تھا - پہلے بیان میں بتایا گیا ہے کہ گذشتہ چند دنوں سے سخت کارروائی کرنے کی ضرورت تھی - چنانچہ ضرورت پر آفریدیوں کا تعاقب کیا گیا - اور رات کے وقت بھی دشمن کو نگاہوں سے اوجھل نہ کیا گیا جب کبھی ایسا موقعہ پیش آیا آفریدیوں کو منتشر کر دیا گیا - دشمن کے نقصان کا صحیح اندازہ کرنا مشکل ہے - مقتولین و مجروحین کی تعداد کے متعلق قیاس آرائیاں ہی کی گئی ہیں - آفریدی جس پھرتی سے اپنے مجروحین اور مقتولین واپس لے گئے اُسے پیش نظر رکھتے ہوئے صحیح تعداد کا پتہ لگانا نہایت مشکل ہے - بہرحال چیف کمشنر کا خیال ہے کہ دشمن کے پچاس آدمی مارے گئے ہیں - اور ۱۰۰ مجروح ہوئے ہیں - برطانوی فوج کو بہت کم نقصان پہنچا ہے اور صرف ایک پولیس کانسٹیبل مجروح ہوا ہے۔

دوسرا بیان

ہوائی فوج کی طرف سے جو بیان شائع کیا گیا ہے اس میں اس امر کا ذکر کیا گیا ہے کہ اس عدو جہد میں ہوائی جہازوں کو ۵۳۰ گھنٹوں تک پرواز کرنی پڑی - ۱۵ راگست کو باڑہ وادی پر حملہ کیا گیا اور آفریدیوں کی مخالفانہ سرگرمیوں کو روکنے کے لئے ۹ دن تک بمباری کی گئی - ۱۴ راگست تک کرم اور کزئی اور آفریدی علاقوں میں بڑی حد تک امن قائم ہو گیا - لیکن ہر علاقے میں ہوائی جہازوں کی پرواز برابر جاری ہے۔

— پشاور ۲۲ راگست - غلزئی ابھی تک پلوار میں قدم جمائے ہوئے ہیں اور وہاں سے ہٹ جانے سے انکار کر رہے ہیں - ہاشمی خیل مذہدیوں نے ملا فضل قادر کو حوالے کرنے کے احکام کی تعمیل نہیں کی۔

— کلکتہ ۱۶ راگست - خیال کیا جاتا ہے کہ اگر مولانا ابوالکلام آزاد کو سزائے قید ہو گئی تو ڈاکٹر انصاری کانگرس کے قائمقام صدر ہوں گے۔

— لاہور ۲۲ راگست - ہز اکسیلنسی گورنر آج صبح موٹر کار میں امرتسر پہنچے اور بعض سرکردہ کپڑے کے تاجروں - پنجاب کونسل کے مقامی ارکان اور ضلع امرتسر کے بعض اکابر کو شرف ملاقات بخشا - آپ شام کو لاہور واپس آ گئے۔

— لاہور ۲۲ راگست - مسٹر ایل آر زنشی کے مکان واقع پنج محل بلڈ پر آج صبح پولیس نے چھاپہ مارا - بیان کیا جاتا ہے کہ پولیس کو پیپلز کمیٹی کی رپورٹ کی جلدوں کی تلاش تھی - لیکن کوئی جلد برآمد نہیں ہوئی۔

— پشاور ۲۲ راگست - جنرل سر رابرٹس کاسلز جنرل آفیسر کمانڈنگ انچیف ناردرن کمانڈ کے کل یہاں پہنچ جانے کی توقع ہے۔

— شملہ ۱۷ راگست آج صبح جب مسٹر جیکر شملہ پہنچے تو تھکے ہوئے ہونے کے باوجود خوش نظر آتے تھے - ان پر بہت بوجھ پڑا ہے - ان کی طبیعت علیل ہونے کے علاوہ ان کو صدمہ بھی ہوا ہے اور ان کے خاندان میں بھی بیماری کا دور دورہ ہے - لیکن اس کے باوجود انہوں نے اپنے ضروری خانگی معاملات سے قطع نظر کر کے صلح کی گفت و شنید پر اپنی تمام تر توجہ مبذول کر رکھی ہے - اور وہ ہرگز مایوس نہیں اور ان کا بیان ہے کہ انہیں کامیابی کی امید ہے۔

— شملہ ۱۷ راگست - یرودا جیل کی گفتگو صلح کے متعلق کوئی بات اس وقت تک یقین کے ساتھ نہیں کہی جا سکتی - جب تک وائسرائے سر پیرو سے ضروری بحث کر کے حالات کے مطابق حکومت ہند کا فیصلہ صادر نہیں کرتے - اور وزیر ہند سے تاصد پیام نہیں کر لیتے اس اثنا میں وائسرائے سے کانگرسی لیڈروں کی خط و کتابت پر اخبارات کی خیال آرائیاں بالکل غلط ہوں گی۔

کراچی ۲۲ راگست - کانگرسی رضاکاروں کا شراب کی دوکانوں پر پکٹنگ زور و شور سے جاری ہے - بولٹن مارکٹ کے قریب کچھ بدمزگی ہوئی - جہاں مکرانیوں نے بہت سے رضاکاروں کو زدوکوب کیا - ایک ہجوم جمع ہو گیا جسے پولیس نے لاٹھیوں سے منتشر کیا - متعدد اشخاص مجروح ہوئے۔

— لنڈن ۲۰ راگست - لارڈ لٹن نے روزنامہ ٹائمز لنڈن میں گول میز کانفرنس میں سر سائمن کی عدم شرکت کے خلاف زبردست صدائے احتجاج بلند کی ہے - لارڈ ممدوح نے مسٹر میکڈانلڈ وزیر اعظم حکومت برطانیہ کے طریق کار کو حیرانی سے دیکھا ہے - ان کی تمنا ہے کہ اب بھی یہ غلطی درست کر لی جائے۔

— طہران ۲۰ راگست - بیان کیا جاتا ہے کہ ایران - انگلستان - متحدہ امریکہ - فرانس اور دوسرے ممالک کے درمیان لاسلکی کا سلسلہ قائم کرنے کے متعلق گفت و شنید ہو رہی ہے۔

— فرانسیسی سفیر مقیم جدہ نے آزادی فرانس کی سالانہ تقریب کے سلسلہ میں ایک مسرت افروز جلسہ منعقد کیا - جس میں دوسری سلطنتوں کے بڑے بڑے حکام نمائندہ وزراء اور قونصل مدعو کئے گئے - جلسہ نہایت کامیاب رہا۔

— الہ آباد ۲۰ راگست - الہ آباد یونیورسٹی کے طلباء کے ایک جلسہ میں یونیورسٹی میں جانے اور تعلیم دوبارہ شروع کرنے کا فیصلہ کیا گیا - طلباء نے ایک جلوس نکالا - اور "پکٹنگ برباد" کے نعرے لگائے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ طلباء کے ایک اور جلسے میں مسٹر مانسو نے یہ واضح کرنے کی کوشش کی پکٹنگ کیوں لگایا گیا - لیکن انہیں سوال و جواب سے سمجھایا گیا - اور جلسہ کسی قطعی نتیجہ پر پہنچے بغیر گڑبڑی میں ختم ہو گیا۔

— بمبئی ۱۲ راگست - آج حکومت بمبئی نے شہر پونا ستارہ ناسک نمبر اور مشرقی و مغربی خاندیش کی اکیس انجمنیں خلاف قانون قرار دیدی ہیں - ان انجمنوں میں شہر تعلقہ اور ضلع کی کانگرس کمیٹیاں اور سول نافرمانی کی کمیٹیاں بھی شامل ہیں۔

— پشاور ۱۲ راگست - "سول" کا نامہ نگار خصوصی لکھتا ہے کہ تازہ ترین اطلاعات سے پایا جاتا ہے کہ حاجی صاحب ترنگزئی کو لشکر جمع کرنے میں کامیابی نہیں ہوئی - حلیم زئی - تارک زئی - خیل وغیرہ قبائل نے مخالف لشکر کی پیشقدمی کو روکنے کے لئے اپنے آپ کو پیش کیا ہے چارسدہ میں دوآبہ کے سرکردہ اصحاب نے آج ڈپٹی کمشنر پشاور سے ملاقات کی - اور یقین دلایا کہ وہ حکومت کے خلاف حاجی صاحب ترنگزئی کے ساتھ شامل ہونے کے متعلق تجاویز کو قبول نہ کریں گے

— راولپنڈی ۱۲ راگست - "سول" کا نامہ نگار خصوصی لکھتا ہے نوشہرہ بریگیڈ کمانڈر یہ ضروری خیال کرتے ہیں کہ نوشہرہ اور اٹک کے درمیان سڑک پر سفر کرنے والے یورپین اپنے ساتھ مسلح محافظ رکھیں - جو نوشہرہ بریگیڈ مہیا کرتی ہے۔

— ایبٹ آباد - ۲۲ راگست - ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ نے وائسرائے کو ایک برقی پیغام ارسال کیا ہے - جس میں درخواست کی ہے کہ سرحد پر تشدد سے ہاتھ اٹھا لیا جائے۔

— لکھنؤ ۱۲ راگست - آج یونیورسٹی پر سخت پکٹنگ کیا گیا - ۹۰ فیصدی طلبا غیر حاضر تھے۔

— دہلی ۲۳ راگست - الہ آباد سے ایک پریشان اطلاع آنے پر ڈاکٹر انصاری جن کی طبیعت خود ناساز تھی معہ کلکتہ کے ڈاکٹروں کے گذشتہ شب الہ آباد کی طرف روانہ ہو گئے - کہا جاتا ہے کہ پنڈت موتی لال نہرو کو خفیف سا بخار ہے - لیکن وہ خون تھوک رہے ہیں۔

— کلکتہ ۲۳ راگست - آج شام ڈاکٹر بی سی رائے اور سر نیل رتن سرکار ڈیرہ دون اکسپرس سے الہ آباد کی طرف روانہ ہو گئے - تاکہ نینی جیل میں پنڈت موتی لال کا علاج کریں۔

— کلکتہ ۱۷ - اگست - آج بنگال کونسل نے کریمنل امینڈمنٹ بل جو ہوم ممبر نے پیش کیا تھا پاس کر دیا - اس قانون کی رو سے پولیس کمشنر افسروں کو اختیار دیا گیا ہے کہ وہ جس شخص کو گرفتار کریں بلا سماعت مقدمہ پانچ سال تک نظر بند رکھیں - آخر خواندگی میں بل کو مسترد کرنے کی تحریک ۵ کے مقابلہ میں ۷۱ ووٹوں سے گر گئی - لبرل لیڈر مسٹر جے این باسو نے بل کی مخالفت کی۔

— لنڈن ۲۰ راگست - استقلال افغانستان کی دسویں سالگرہ کے موقعہ پر افغانی سفیر شاہ ولی خاں اور لنڈن کے افغانوں نے شہریار غازی کی خدمت میں پیغامات تہنیت ارسال کئے ہیں۔

"رائیٹر" کے نمائندے سے ملاقات کے دوران میں شاہ ولی خاں نے افغانستان اور برطانیہ عظمیٰ کے درمیان دوستانہ اور قریبی تعلقات پر مسرت کا اظہار کیا - اور اس ترقی کی توضیح کی جو افغانستان نے گذشتہ چند ماہ میں کی ہے۔

— لنڈن ۲۲ راگست [illegible]

— شملہ سے اطلاع ملی ہے کہ شوال کے علاقہ میں بھی غنیم کی سرگرمیاں رو بہ تخفیف ہیں - ۱۴ راگست کو ضلع بنوں میں ۱۰ میل کے نزدیک سرکاری فوجوں اور ہاتھی خیل وزیریوں کے ایک زبردست مسلح لشکر کے درمیان شدید جنگ ہوئی - جس سے فریقین کو نقصان پہنچا۔

اس اثنا میں ملا موصوف کے لشکریوں نے مقام برگہ کی جانب پیش قدمی جاری رکھی - پیدل فوج کے ایک پلاٹون سے مقابلہ ہو گیا۔

یہ کپتان ایف ایشکرافٹ کے زیر کمان جلسہ گاہ سے قبائلی لشکر کی پیشقدمی کو روکنے کے لئے آگے بڑھی - لشکر نے اس پلاٹون پر حملہ کر دیا - کپتان صاحب اپنی مدافعت کر رہے تھے کہ پیچھے سے ایک دوسرے لشکری نے انہیں گولی سے مار کر ہلاک کر دیا - جس کے بعد دست بدست لڑائی شروع ہو گئی - فریقین کا شدید نقصان جان ہوا - سرکاری فوج کے ۹ آدمی جن میں کپتان ایشکرافٹ بھی تھا ہلاک اور دس مجروح ہوئے - لشکر کے کم از کم ۲۶ آدمی کام آئے - پانچ زخمی ہوئے اور ۷۰ گرفتار کر لئے گئے۔

— ۱۴ راگست کی درمیانی رات کو پھر علاقہ خزانچی پر گولی چلتی رہی - لیکن کل رات کی طرح زیادہ شدید نہ تھی - غنیم کے لشکر کا ایک مختصر سا دستہ پیشقدمی کر کے موضع فولاچی کے قریب پہنچ گیا - لیکن ملیشیا اور دیہاتیوں نے اسے پسپا کر دیا۔

— ۱۴ راگست کو مسوزئیوں کے جرگہ نے کامل طور پر اطاعت اختیار کر لی - ایک سو بندوق اور ۴۰ ملک انہوں نے بطور یرغمال دے دئے - انہوں نے کہا کہ حال ہی میں انہوں نے جو بغاوت برپا کی اور سزا پائی وہ کانگرسی فتنہ پردازوں کی انگیخت کی وجہ سے تھی۔

— نیشنل نیوز ایجنسی لاہور اطلاع دیتی ہے کہ رائے بہادر سر موتی ساگر جو اس سال یونیورسٹی کی طرف سے پنجاب کونسل کی رکنیت کے امیدوار تھے - لاہور کے متعدد (ہندو) معززین کی درخواست پر مسٹر منوہر لال کے حق میں دستبردار ہو گئے۔

— کانگرس نے سرحد میں اپنا مسلم کش پروپیگنڈا کر کے ایک قیامت برپا کر رکھی ہے - جس سے آئے دن بے شمار بہادر سرحدی مسلمان شہید اور تباہ و برباد ہو رہے ہیں - مسلمانوں کو معلوم ہونا چاہئے کہ کانگرس نے یہ چال سرحد کے شجاع و دلیر مسلمانوں کو حکومت کے خلاف لڑا کر تباہ کرانے کے لئے چلی ہے - تاکہ ایک طرف وہ حکومت سے صلح یا ہندو راج کی من مانی شرائط تسلیم کرا لیں اور دوسری طرف مسلمانوں کی طاقت کمزور کرا دیں۔ (سیکرٹری سرحد مسلم کمیٹی لاہور)

— کلکتہ ۲۵ راگست - سر چارلس ٹیگارٹ پولیس کمشنر آج صبح ۱۱ بجے اپنے دفتر کو جا رہے تھے کہ سڑک پر ڈلہوزی سکوائر کے شمال مغربی گوشہ پر دو بم پھینکے

ان کی موٹر کو نقصان پہنچا - اور ڈرائیور زخمی ہوا - دو اور موٹر کاروں کو بھی نقصان پہنچا - بم پھینکنے کے فوراً بعد ایک آدمی سڑک کے کنارے پڑا دیکھا گیا - جو خون میں لتھڑا ہوا تھا - وہ اسی مقام پر مر گیا - اس کے پاس دو بم اور بھرا ہوا ریوالور تھا - یقین کیا جاتا ہے کہ وہ حملہ آوروں میں سے ایک تھا - دوسرا شخص بھی سخت زخمی تھا - اور اس کے پاس بھی ایک بم اور ایک ریوالور تھا - اسے گرفتار کر لیا گیا - اس نے پولیس کو اپنا نام بتایا ہے - وہ لا کالج کا طالب علم ہے۔

مسلمانوں کی قوت عمل کا ناجائز مصرف

جب روزانہ ڈاک میں ایسی چٹھیاں ہماری نظر سے گذرتی ہیں جن میں اس قسم کے استفسار ہوتے ہیں کہ کیا خلافت نبوی کے مستحق حضرت عمرؓ تھے یا حضرت علی۔ کیا قادیانی کافر ہیں یا مسلمان۔ کیا مرزا غلام احمد نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے؟ تو ہمیں دلی رنج محسوس ہوتا ہے۔ موجودہ حالت میں تمام دنیا اور بالخصوص ہندوستان میں اسلام کا مستقبل ایک تذبذب اور غیر یقینی حالت میں ہے۔ ملک کی آزادی اور سیاسی حقوق کے لئے ایک خوفناک کشمکش جاری ہے۔ بعض حلقوں میں یہ سرگوشیاں ہو رہی ہیں کہ مسلمانوں کا جو حشر ہسپانیہ میں ہوا تھا وہی ہندوستان میں ہونے والا ہے اور اسلام کو یہاں سے رخصت ہو جانا پڑے گا۔ اور لطف یہ ہے کہ ان تمام حالات کے باوجود مسلم اس اطمینان سے بیٹھا ہوا ہے کہ گویا وہ کسی پکچر پیلس میں سینما کا تماشا دیکھ رہا ہے۔ وہ اپنا وقت سستی، کاہلی اور بیکاری میں گذار رہا ہے۔ اگر اسے کسی بات کے دریافت کرنے کا شوق ہے تو وہ یہ ہے کہ کافر کون ہے؟

قرآن حکیم نے صاف اور واضح الفاظ میں ہمیں ہدایت کی ہے کہ مسلمانوں میں ایک باقاعدہ تحریک کا احیا ہونا چاہئے۔ جو اسلام کی سچائی کی اشاعت کا بار اپنے ذمہ لے اور غیر مسلم اقوام کو اسلام کی روشنی دکھلائے۔ چاہئے تو یہ تھا کہ مولوی صاحبان اسلام کا روح افزا پیغام لوگوں کو پہنچاتے اور لاکھوں آدمیوں کو جو حق کے طالب نظر آتے ہیں اسلام کی آغوش میں لاتے۔ لیکن ان بزرگواروں کے دماغ میں کچھ ایسا فتور پیدا ہو گیا کہ وہ اپنے ہی مسلمان بھائی کو دائرہ اسلام سے خارج کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں۔ قومی طاقت اور سرگرمی کیسی بری طرح سے ضائع ہو رہی ہے۔ اور اس سے کتنا برا کام لیا جا رہا ہے؟

ایک مشہور مقولہ ہے کہ جب دیوتا کسی شخص کو تباہ یا ہلاک کرتے ہیں تو پہلے اس کا دماغ چل جاتا ہے۔ تکفیر کا مشغلہ ایک نہایت خطرناک دیوانگی ہے۔ یہ ترقی اور خوشحالی کا راستہ نہیں ہے۔ بلکہ یہ وہ شاہراہ ہے جو سیدھی قبرستان کو جاتی ہے۔ ذرا ان لوگوں کے طریق کار پر نظر ڈالو جن میں زندگی کی حرکت پائی جاتی ہے وہ اپنی بکھری ہوئی طاقتوں کو ایک مرکز پر جمع کرنے کے لئے اپنی پوری طاقت صرف کر رہے ہیں۔ کیا مجال کہ چھوٹے چھوٹے اختلافات ان کے کام میں ابتری پیدا کر دیں۔ اور قومی استحکام کی منزل مقصود کے سد راہ ہوں۔ عیسائی دنیا اور ہندو دنیا پر نظر ڈالو جہاں تک کہ بنیادی اصولوں کا تعلق ہے عیسائیوں اور ہندوؤں کے مختلف فرقوں میں اجتماع ضدین پایا جاتا ہے۔ کسی دو فرقوں میں کوئی بات مابہ الاشتراک نہیں پائی جاتی۔ عیسائیوں کی مختلف جماعتوں میں اگر کوئی بات مشترک نظر آتی ہو تو وہ لکڑی یا دھات کا ایک ٹکڑا ہے جسے صلیب کہتے ہیں۔ صلیب کی عزت بچانے اور اس کا احترام قائم رکھنے کے لئے وہ جانتے ہیں کہ انہیں ایک مشترکہ خطرہ کے وقت کس طرح ایک دوسرے کے ساتھ دوش بدوش کھڑا ہونا چاہئے

ہندو مذہب عیسائیت سے بھی زیادہ مبہم ہے اور اس قدر تفرقہ ہے کہ ہم اس مذہب کی کوئی تعریف نہیں کر سکتے۔ ہندوؤں میں ایک آدمی ایک خدا کو مانتا ہے۔ بہت سے خداؤں کو بھی مانتا ہے۔ دیویوں کو بھی مانتا ہے اور پھر کسی خدا یا دیوتا یا دیوی کو بھی نہیں مانتا۔ اور اس پر بھی وہ ایسا ہی اچھا اور پکا ہندو ہے جیسا کہ دوسرے ہندو ہیں۔ لیکن ان شدید مذہبی اختلافات کے باوجود وہ پھر بھی ایک مشترکہ معاملہ میں ایک مستحکم جمعیت کی طرح ایک دوسرے سے متحد ہو سکتے ہیں اور وہ مشترکہ معاملہ محض ایک جانور یعنی گائے ہے۔ جب گئو ماتا کا تقدس معرض خطر میں پڑ جاتا ہے۔ تو دیوتاؤں سے باتیں کرنے والے مہاتما سے لے کر ایک معمولی بنئے تک جو سود در سود کا حساب لگانے میں منہمک دکھائی دیتا ہے سب ایک صف میں کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اور زندہ مسلمانوں کو آگ کے بھڑکتے شعلوں کے اندر جھونکنے میں ذرا تامل نہیں ہوتے۔

ذرا قسمت کے اس کھیل کو دیکھئے کہ جہاں غیر مسلم ایسی چیزوں کے لئے متحد ہو سکتے ہیں۔ جو لکڑی کے ایک ٹکڑے یا ایک جانور سے زیادہ بلند نہیں ہیں وہاں مسلمان جنہیں مصلح حقیقی نے انسانیت کا نمونہ تجویز کیا تھا اپنے اس پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ناموس کے تحفظ کی خاطر ایک دوسرے سے مصافحہ نہیں کر سکتے۔ جو بنی نوع انسان کا سب سے بڑا محسن تھا۔ کیا نبی کریم صلعم کا رتبہ مسلمانوں کے قومی نشان سے زیادہ ارفع و اعلیٰ نہیں ہے۔ اور کیا یہ نشان ہندوؤں کی گائے اور عیسائیوں کی صلیب پر فوقیت

خطبہ جمعہ

(بقیہ صفحہ ۳)

علیحدہ رہو۔ کوئی انسان دو طرف منہ کر کے نہیں لڑ سکتا۔ ہمارا منہ محمد رسول اللہ کی طرف رہنا چاہئے۔ یہی

ہماری انجمن کا مسلک

ہے۔ ہماری جماعت ہمیشہ سیاسیات سے الگ رہی ہے۔ اور یہی اس کی کامیابی کا راز ہے۔ امریکہ۔ انگلستان اور یورپ کے دیگر ممالک کے مشنری بھی سیاسیات سے الگ رہتے ہیں۔ ایسا نہ کریں تو ان کا کام ایک دن نہیں چل سکتا۔ انسان صرف ایک ہی کام کو کامیابی کے درجہ تک پہنچا سکتا ہے۔ دو آقاؤں کی خدمت کوئی نہیں کر سکتا۔ گاندھی کو نمک بنانے والوں یا قانون شکنوں کی ضرورت ہے۔ ان کے ساتھ کروڑوں آدمی ہیں۔ مسلمان من حیث القوم یوں بھی ان سے الگ ہیں۔ اور ہماری جماعت کو تو بوجہ اپنے نصب العین اشاعت اسلام کے لازماً ان باتوں سے الگ رہنا چاہئے ورنہ ہمارا کام تباہ ہو جائے گا۔ ہماری توجہ دوسری طرف چلی جائے گی۔ اور جو عہد مجدد وقت نے کیا تھا وہ پیٹھ کے پیچھے رہ جائے گا۔ اس کے علاوہ ہمارے راستہ میں اور بہت سی مشکلات پیدا ہو جائیں گی۔ آپ کو جرمنی۔ جاوا۔ انگلستان۔ امریکہ فرانس۔ روس۔ اٹلی غرضکہ دنیا کے ہر ملک میں اللہ کے نام کو بلند کرنا ہے۔ اور ان قوموں میں بہتیری ایک دوسرے کے دشمن ہیں۔ اگر ہم سیاسیات میں قدم رکھیں تو ہم کس کس قوم کے خلاف ہوں گے۔ ہمیں ان میں کام کرنا ہے۔ ہمارا طریق علیحدہ ہے۔ سیاسیات ہر ملک کے الگ الگ ہیں۔ مگر اسلام اور اسلام کی تعلیم ایک ہے۔ جب تک ہم خالص اس کام کو کرتے ہیں ہم سب عمل میں ایک ہیں۔ جب اس کے ساتھ سیاسیات میں پڑیں گے تو ہمارے اندر بیسیوں مختلف رائیں پیدا ہوں گی۔ اس لئے میں آپ کو یہ نصیحت کرتا ہوں کہ اگر اپنے بلند نصب العین اشاعت اسلام میں اعلائے کلمۃ اللہ میں محمد رسول اللہ صلعم کی خدمت میں یکجہتی کے ساتھ قوت کے ساتھ کام کرنا چاہتے ہو تو سیاسیات سے بالکل الگ الگ رہو۔

دریائے چناب کا ایک ہولناک واقعہ

سرکاری عہدہ داروں کی قابل قدر فرض شناسی

۱۶ اپریل کو ۲ بجے دوپہر چناب میں یکایک طغیانی آگئی اور تار ڈیڑھ گھنٹہ پہلے آیا۔ لاہور سے ۷۷ میل کے فاصلہ پر سرگودہ سڑک پر کشتیوں کا پل بنا ہوا ہے۔ محکمہ پی۔ ڈبلیو۔ ڈی کی طرف سے اس پل کی نگرانی کے لئے ایک اوورسیر اور ملاح وغیرہ متعین ہیں۔ وہ فوراً موقع پر پہنچ گئے اور ہر طرح سے پل کو بچانے کی کوشش کی مگر بہاؤ کے زور کی وجہ سے ان کی تمام کوششیں ناکام ثابت ہوئیں۔ پل کئی جگہ سے خود بخود ٹوٹ گیا۔ آخر تمام امیدیں منقطع ہو گئیں۔ تو اوورسیر اور تمام عملہ کو اپنی جان بچانے کے لئے دریا میں کودنا پڑا۔ خوش قسمتی سے ایک کشتی میں جو پل سے الگ تھی۔ ملاحوں نے بڑی مشکل سے اوورسیر کو پکڑ لیا۔ اس کے بعد اوورسیر نے ہمت کر کے باقی آدمیوں کو جو پچاس کے قریب تھے موت کے منہ سے بچایا ورنہ اگر خدا کا فضل شامل حال نہ ہوتا۔ تو تمام جانوں کے تلف ہونے میں کوئی شک نہیں تھا۔ مگر طوفان اتنے زور کا تھا کہ جس کشتی میں عملہ نے جانیں بچائیں وہ صرف موجوں کے رحم پر تھا۔

نبی کریم صلعم نے کیسے زور دار پیرایہ میں اس امر کو واضح کر دیا ہے کہ ایک مسلمان کا اپنے دوسرے مسلمان بھائی کے متعلق کیا طرز عمل ہونا چاہئے؟ جب ایک لڑائی میں ایک مسلمان مجاہد نے ایک غیر مسلم حریف کا تلوار سے کام تمام کر دیا جب کہ آخر الذکر نے اپنے آپ کو گھرا ہوا دیکھ کر اسلام قبول کر لیا تھا تو نبی کریم نے اس واقعہ سے اطلاع پاتے ہی سپاہی سے کیفیت طلب کی۔ مجاہد نے جواب دیا کہ مقتول نے موت سے بچنے کے لئے منافقانہ طور پر اسلام قبول کرنے کا حیلہ پیش کیا تھا۔ نبی کریم صلعم نے فرمایا ھل شققت قلبہ۔ کیا تم نے اس کا دل چیر کر دیکھا؟ ان تین الفاظ میں [illegible] کے لئے حکمت کی ایسی

جہان اسلام

(بقیہ صفحہ اول)

کو کم سے کم چار مرتبہ پڑھا ہے۔ اور یہ اسی ٹریکٹ کے مطالعہ کا نتیجہ تھا کہ اس نے شراب اور تمباکو کا استعمال ترک کر دیا۔ مجھے قبرص میں اپنی تبلیغی کوششوں کے بدیہی نتائج دیکھ کر واقعی خوشی ہوئی۔ لیکن اسی دوران میں میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ خبر نہیں قبرص کے دیہات اور قصبات میں کتنے لوگوں کا دل اس لٹریچر کے مطالعہ سے متاثر ہوا ہے یہ لوگ کبھی علانیہ لٹریچر کے اثر قبول کرنے کا اقرار نہیں کریں گے۔ بلکہ اسے اپنے دل تک ہی رکھیں گے۔ خدا کی بادشاہت رائی کے بیج کی طرح ہے جو خفیہ طور پر اگتا اور بڑھتا ہے۔ اگر ان لوگوں میں تبلیغ کا فرض منظم صورت میں انجام دیا جائے تو ہم حق کے ان طالبوں کو روشنی پہنچا سکتے ہیں۔ جو بیج ہم گذشتہ سالوں میں بو چکے ہیں وہ یقیناً ایک امید افزا فصل کی شکل میں نمودار ہو گا۔ کیونکہ اس بیج میں نشو و نما کے پورے اوصاف پائے جاتے ہیں"۔

جب "مسلم ورلڈ" کے مسیحی نامہ نگار نے جزیرہ قبرص کے مسلمان باشندوں کی موجودہ مذہبی حالت کو مسیحی دنیا کے سامنے اس رنگ میں پیش کیا کہ فرزندان اسلام کو دین فطرت سے اب کوئی دلچسپی نہیں رہی۔ مسجدیں ویران نظر آتی ہیں۔ اور اقتصادیات اور قومی مسائل کو مذہبی معاملات پر مقدم سمجھا جاتا ہے۔ تو کیا حیرانی کی بات نہیں ہے کہ جو لوگ اپنے آبائی مذہب سے اس قدر بیزار پائے جاتے ہیں وہ حق کی تلاش کے لئے مسیحی مبلغین کی رہنمائی کے منتظر ہیں؟ اگر بقول نامہ نگار قبرص کے باشندوں کی نگاہیں ٹرکی کی طرف لگی ہوئی ہیں۔ تو اس سے نامہ نگار یہ نتیجہ کیوں نکالتا ہے کہ قبرص کے مسلمان

بدستور اپنے مذہب سے بیزار ہو رہے ہیں۔ کیونکہ ٹرکی کے مسلمان بدستور اپنے مذہب پر قائم ہیں۔ غنیمت ہے کہ نامہ نگار مذکور نے قبرص کے مسلمانوں کو دہریہ قرار نہیں دیا۔ کیونکہ دہریہ قرار دینے کی صورت میں مسیحیت کی تبلیغ کا دروازہ ہمیشہ کیلئے بند ہو جائے گا۔ جو نامہ نگار کو منظور نہیں۔ اس کی دلی آرزو تو یہ ہے کہ قبرص کے تمام مسلمان جس قدر جلد ممکن ہو سکے مسیح کی بادشاہت میں داخل ہو کر خداوند یسوع مسیح کی حمد کا گیت گائیں۔ بہرحال ہمیں "مسلم ورلڈ" کے مسیحی نامہ نگار کے مذکورہ بالا مضمون سے قبرص کے مسلمانوں کے متعلق کچھ نہ کچھ حالات معلوم ہو گئے ہیں۔ کس قدر حسرت اور افسوس کا مقام ہے کہ تبلیغ کا جو زبردست جذبہ مسیحی مبلغین کے سینوں میں موجزن ہے وہ فرزندان اسلام میں نہیں پایا جاتا۔ مسلمانوں کی آزاد حکومتیں اشاعت اسلام کے فرض سے ہمیشہ غافل یا بے پرواہ رہی ہیں۔ اگر وہ اشاعت اسلام کو ایک ضروری فرض خیال کرتیں تو آج مسیحی مبلغین کو اسلامی حکومتوں کے اندر اپنے مشن قائم کرنے کا کبھی حوصلہ نہ پڑتا۔

ہماری بدبختی اور بے حسی کی یہ کیفیت ہے کہ لاکھوں مسلمان دنیا کے مختلف حصوں سے توحید کے مرکز (مکہ معظمہ) پر جمع ہوتے ہیں۔ لیکن اس عظیم الشان اجتماع میں اشاعت اسلام یا اتحاد بین المسلمین یا اسی قسم کے دیگر اہم اسلامی مسائل کے حل پر مطلق کوئی توجہ نہیں کی جاتی۔ ہاں اگر علمائے کرام کے نزدیک سوائے فریضہ حج کے اور کسی اسلامی تحریک کو بروئے کار لانا گناہ ہے تو یہ علیحدہ بات ہے کیا حج کے بعد مدینہ میں بھی عالمگیر کانفرنس کے انعقاد میں کوئی اعتراض پیدا ہو سکتا ہے؟ کیا اچھا ہو کہ اس کانفرنس میں ہر سال ہندی۔ چینی۔ جاوی۔ روسی۔ افغانی۔ ترکی۔ عربی۔ ایرانی۔ مصری نمائندے اور دیگر اسلامی ممالک کے مبلغین اشاعت اسلام کے متعلق اپنی سالانہ رپورٹیں پڑھیں۔ اور اتحاد بین المسلمین کی تحریک کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے عملی تجاویز پیش کریں۔

وہ جو اس کو کئی میل تک بہا لے گئیں۔ عالب والا میں لوگوں کو نہیں معلوم تھا کہ تمام غرق ہو گئے ہیں۔ مگر خدا نے رحم کیا کہ تمام لوگ خیریت سے ساری رات دریا میں اختر شماری کرتے صبح واپس آئے جب پر تمام رشتہ داروں نے خدا کا شکر ادا کیا۔ محکمہ پی ڈبلیو ڈی کے عملہ نے جس دیانت داری جاں نثاری اور وفاداری سے اپنے فرائض کو انجام دیا اور اپنی جانوں تک کی پرواہ نہ کی وہ نہایت قابل تعریف ہے۔ ہمیں توقع رکھنی چاہئے کہ محکمہ کے ذمہ دار افسر کسی مستحسن پیرایہ میں اپنے ماتحتوں کی اس قابل قدر فرض شناسی کا اعتراف کریں گے۔

نظام جماعت

(۳)

(از جناب خواجہ اللہ بخش صاحب میڈیکل آفیسر گورنمنٹ کالج لاہور)

مشرقی مذہبیت کو شخص پرستی بہت مرغوب ہے۔ حتیٰ کہ حکومت میں بھی شخصی نظام کو اب تک بہتر خیال کیا جاتا تھا۔ اسی طرح اخلاقی اور روحانی طالبعلموں میں پیر پرستی طبائع پر بہت غالب ہے۔ حسن عقیدت جس شخص کے متعلق دل میں گھر کر جائے اس کی اتباع بغیر کسی اصول کے پیمانہ دیکھے بہت مستحسن امر مانا جاتا ہے۔ بلکہ یہ مرض اب یہاں تک ہی ہوا ہے کہ ترقی کر گیا ہے کہ اگر پیر کے خود اپنے افعال و اعمال اچھے نہ بھی ہوں تب بھی طبائع کی روش تقلید میں اس لئے فرق نہیں پڑتا کہ وہ شخص کسی ولی کا بیٹا ہے۔ یا کسی اعلیٰ پایہ کے انسان کی گدی پر متمکن ہے۔ مشرق میں لوگ اگر قربانی کرتے ہیں تو اکثر دفعہ دیکھا جائیگا کہ اس کی تہہ میں یہ بات نہیں ہوتی کہ وہ کسی مقصد کو اعلیٰ و ارفع سمجھ کر اس کے لئے جد و جہد کرتے ہیں۔ بلکہ محض اس وجہ سے کہ کوئی بڑا انسان اس راہ میں ان سے کام لے رہا ہوتا ہے اور جب وہ پیشوا نہ رہے یا کسی وجہ سے عام لوگ اس کی اتباع کرنا چھوڑ دیں تو وہ کام فوراً رک جاتا ہے۔ حالانکہ اگر وہ مقصد فی نفسہ ایک عظیم الشان چیز ہے اور وہ شے بذاتِ خود قابل حصول ہے تو اس سے فرق نہ پڑنا چاہئے۔ کہ زید اس راہ میں پیش پیش ہے یا بکر۔ اور چاہئے تو یہ کہ اگر ایک آدمی اس کے سنبھالنے کا اہل نہیں رہا تو کوئی اور اس کے لئے اٹھ کھڑا ہو۔ اور تمام لوگ اس کے ماتحت کام کرنے لگ جائیں۔ خدا کے فضل سے ہماری جماعت احمدیہ لاہور نے اسلام کے اس عظیم الشان اصول کو عملی طور پر زندہ کر کے دکھلایا ہے کہ ہمارے سارے کام اشاعت اسلام میں ہم کسی ایک شخص کے ماتحت نہیں ہیں۔ بلکہ تمام ارکان کے فیصلہ کی پابندی لازمی قرار دی گئی ہے لیکن اس میں ایک بڑا اعتراض کیا جاتا ہے کہ اس جماعت میں روحانیت نہیں رہی۔ گویا دوسرے لفظوں میں کورانہ تقلید اور پیرانہ تصنع کا نام اعلیٰ درجے کا تقویٰ اور روحانیت کا بڑا مقام ہے۔ اور ساتھ ہی اس کے بعض طبائع کو شخص پرستی کا نظام نہایت اعلیٰ دکھائی دیتا ہے۔ اگر فی الواقع جمہوریت کے نظام میں کوئی نقص ہو تو لازماً یہ سمجھ لینا کہ جمہوریت کا اصول غلط ہے صحیح نہ ہوگا۔ بلکہ ہم کو ان اسباب کی طرف غور کرنا چاہئے جس کی وجہ سے کسی نظام میں کمزوری ہے۔ جیسا کہ عرض کر چکا ہوں شخص پرستی میں نظام کا قیام کسی کی ذات پر ہوتا ہے۔ اور اگر وہ ذات نہ رہے یا لوگوں کی حسن عقیدت اس کے متعلق جاتی رہے تو وہ نظام فوراً درہم برہم ہو جاتا ہے۔ دوسری طرف جمہوریت کا نظام محض اس بات پر قائم ہوتا ہے کہ کچھ لوگ ایک مقصد کے حصول کے پیچھے پڑ جاتے ہیں۔ اور تب ہی اس نظام میں خرابی واقع ہوتی ہے جب اس مقصد کے حصول کے لئے جوش اور تڑپ نہ رہے۔ شخصی نظام میں ذاتی خوشنودی کسی انسان کی مقصود ہوتی ہے۔ اور جمہوری نظام میں کسی اصول کو زندہ کرنا یا کوئی خدمت نوع انسان کی علمی و اخلاقی رنگ میں بجا لانا نصب العین ہوتا ہے جس قدر شخصی نظام میں لوگوں کو اپنے رہبر کی ذات سے محبت زیادہ ہوگی۔ اتنا ہی وہ نظام زیادہ مضبوط ہوگا۔ اور جس قدر وہ محبت کم ہوگی اسی قدر اس نظام میں کمزوری آ جائے گی۔ اسی طرح پر جمہوری نظام میں جس قدر لوگوں کو کسی اصول کے ساتھ عشق ہوگا اتنا ہی وہ نظام زبردست ہوگا۔ اور جب اس اصول کے ساتھ کم دلبستگی ہو جائے گی تب ہی وہ نظام بھی کمزور ہونے لگیگا۔ پس کسی جمہوری نظام میں کمزوری ہو تو اس کا باعث یہ نہ ہوگا کہ جمہوریت کا اصول غلط ہے۔ بلکہ وہ اس وجہ سے ہوگا کہ لوگوں کا اس اصول سے وہ عشق و جنون نہیں رہا جو ہونا چاہئے۔

جماعت احمدیہ کے نظام کی رو سے نہ تو کوئی اسلام میں اضافہ کرتا ہے اور نہ ہی اس کی بنیاد اس بات پر ہے کہ حضرت مسیح موعود اپنی ذات کو منوانا چاہتے ہیں۔ بلکہ اگر کوئی وجہ جماعت احمدیہ کے قائم کرنے کی ہے تو وہ محض یہ کہ اسلام کے

آج دنیا امن کی پیاسی ہے۔ تمام نسل انسانی ایک ہیجان میں ہے۔ وہ تسلی و اطمینان جو انسان کی اصل ترقی کی جڑ ہے۔ عالم کی کسی قوم میں پایا نہیں جاتا۔ ان تمام امراض و مفاسد کا علاج محض اسلام کے اصولوں کی ترویج میں ہے جو اسلام نے جو اصول زندگی قائم کئے ہیں وہی ایسے ہیں جن سے سچی تہذیب اور حقیقی ترقی نسل انسانی کی ہو سکتی ہے پس اس وقت جو مسلمان دنیا کی اصلاح مذہب اسلام کے اصولوں کی زندگی بخش ترویج میں دیکھتا ہے۔ اور اسی مقصد کے لئے وہ اپنی جد و جہد کو وقف کرتا ہے۔ وہ عملی رنگ میں سچا احمدی ہے۔ اور وہ حضرت مسیح موعودؑ کے حقیقی مشن کا جانشین۔ برخلاف اس کے جو شخص اشاعت اسلام کے کام کو اہمیت و وقعت کی نگاہ سے نہیں دیکھتا۔ اور جو باوجود احمدی کہلانے کے دینی علوم کی ترویج میں دنیا کی مشکلات کا حل نہیں سمجھتا۔ اور اس لئے اپنی ہمت و کوشش کو اس راہ میں نہیں لگاتا۔ وہ شخص حقیقی معنوں میں احمدی نہیں اور نہ ہی ایسے شخص نے حضرت مسیح موعود کی تعلیم سے کچھ فائدہ اٹھایا ہے۔

انفرادی نقائص

مسلمانوں کے لئے کامل نمونہ رہنمائی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے۔ ان کے بعد مجددین زمان و مامورین اللہ کی ذات بھی ایسی ہوا کرتی ہیں جن سے انسانوں کی زندگیوں میں انقلاب آتا ہے۔ لیکن مامورین کے ماسوا اسلام میں کوئی ایسی ذات قرار نہیں دی گئی جو نقائص اور عیوب سے منزہ ہو۔ اسی لئے اسلام میں بڑے بڑے عالم، فقیہ وہ مرتبہ نہیں رکھتے جو مجددوں کا مقام ہے۔ یہ مسلمانوں کی بڑی بدقسمتی ہے کہ انہوں نے اپنے عام پیروں اور پیشواؤں کو وہ مقام دیدیا ہے جو ان کو حاصل نہیں۔ ایک عالم و فقیہ قابل عزت ذات ہے۔ لیکن کسی عالم کی عملی کمزوری ہمارے ایمان و ایقان میں کمزوری پیدا کرنے کا باعث نہیں ہونی چاہئے۔ پھر جس جماعت کا قیام محض ایک اصول کی بنا پر ہوا گر اس میں سے کوئی فرد کسی قسم کی کمزوری دکھلائے تو اس جماعت کے استحکام میں اس سے فرق نہیں پڑنا چاہئے۔ یہ صحیح ہے کہ شخصی نظام میں اگر کسی بڑے رکن سے کوئی عملی کمزوری سرزد ہو جائے۔ تو وہ اس نظام میں خلل ڈالنے کی ایک وجہ ہو سکتی ہے۔ لیکن جب کہ اسلام نے کامل نمونہ محض رسول کی ذات کو ٹھہرایا ہے اور رسول کی ذات کا انعکاس محض ماموروں تک محدود ہے تو یہ کیونکر صحیح ہوگا۔ کہ کسی عالم کی علمی لغزش کو یا اس کی عملی کمزوری سے ہم اپنے کام میں سست پڑ جائیں۔ جس جماعت کی بنیاد پیر پرستی کی مہلک مرض سے نجات دلانا ہے اس سے یہ کیونکر جائز ہے کہ اس کے کسی فرد کی سستی و کمزوری جماعت کے کام میں رکاوٹ کا باعث ہو۔ اگر جماعت کے افراد کو یہ خیال ہے کہ جماعت کے تمام اراکین و افراد تمام عیوب و نقائص سے بکلی منزہ ہیں۔ اور ہونے چاہئیں۔ اور اگر کسی ایسے نقص کے ظاہر ہو جانے پر ان کے اپنے ایمان میں کمزوری آتی ہے۔ اور جماعت کے کام میں سست قدمی واقع ہو جاتی ہے تو سمجھنا چاہئے کہ ہم نے جماعت کے اصل قیام کو نہیں سمجھا۔ جماعت کا قیام کسی شخص کی ذات سے وابستہ نہیں۔ جماعت کا قیام اسلام کے اصل اصولوں کی اشاعت و ترویج میں ہے۔ جب تک جماعت مجموعی طور سے اشاعت علوم دینی کا نصب العین اپنے سامنے رکھے ہوئے ہے۔ تب تک جماعت کے تمام افراد کو تن دہی اور محنت سے اس میں حصہ لینا لازم ہے۔ البتہ اگر کسی وقت جماعت کی توجہ اشاعت اسلام سے ہٹ کر کسی اور مقصد کی طرف ہو جائے تو اس وقت یہ مناسب ہوگا کہ ہم اس دوسرے مقصد میں پوری توجہ نہ دیں۔

جنون مقصد

جماعت احمدیہ کے استحکام کا انحصار تمام تر اسی بات میں ہے۔ کہ اس جماعت کے افراد کو اشاعت اسلام کے کام سے کس قدر دلچسپی ہے اس مقصد و مدعا کے لئے ہمارے قلوب میں کتنا جوش و عشق ہے۔ ایک گاڑی میں سفر کرنے والے اشخاص اپنے گھر کی حفاظت کے لئے متحد ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ ان میں اور کوئی چیز مشترک نہیں ہوتی۔ صرف نصب العین کا [illegible] ہے کچھ یہ

ہے جیسے کہ اشاعت اسلام ہے۔ ہم سب کو محبت و عشق ہو۔ اور ہم آپس میں متحد و منظم نہ ہو سکیں؟ یہ کس طرح ممکن ہے کہ کسی فرد کی کمزوری ہم کو اپنے کام میں سست کر دے۔ حالانکہ ہم کو اشاعت علوم دینی کی وقعت و اہمیت ایسی نظر آئے کہ ہم تمام دنیا کی نجات اس میں یقین کریں؟ اگر ہمارے کام میں کچھ کمزوری یا سستی ہے۔ تو اس کی ایک ہی وجہ ہے یعنی ہم نے اس کام کی ضرورت پر غور نہیں کیا۔ اگر ہم اس قدر متحد و منظم نہیں جتنا کہ ہونا چاہئے۔ تو وہ محض اس لئے کہ ہم کو حضرت مسیح موعود کے مشن اور ان کے کام پر یقین نہیں۔ جماعت کا استحکام اور نظام ایک بڑا سوال ہے۔ لیکن اگر جماعت کے افراد میں نصب العین سے محبت و عشق پیدا ہو جائے۔ اگر جماعت کے مقصد و منتہیٰ کے لئے ہر ایک دل میں ایک تڑپ و جوش ہو۔ اشاعت اسلام کی ضرورت اور اس کے صحیح صحیح معنے واضح ہوں۔ دنیا کے مصائب و آلام کا علاج اسلام کے اصولوں کی ترویج میں دکھلائی دے۔ تو نظام کا ایک بڑا پہلو حل ہو جاتا ہے۔ ایک کام سے دلچسپی۔ ایک بات سے عشق۔ ایک مقصد کا جنون ایک ہی شغل ایک ہی جوش و تڑپ پہاڑوں کو ہلا دینے کے لئے کافی ہے۔ اگر قرآن کو پھیلانے کا شوق ہماری زندگیوں میں غالب آ جائے۔ تو تمام مشکلات حل ہو جاتی ہیں۔

صحابہ کا عشق

صحابہ کرام کو اسلام سے جتنا عشق تھا۔ وہ محمد رسول اللہ کی ذات کی وجہ سے نہ تھا۔ حالانکہ جو محبت اسلام سے انہوں نے پیدا کی وہ محض آنحضرت کی بدولت ہی تھی۔ لیکن صحابہ نے توحید کے اصل مقام کو پا لیا تھا۔ جب جنگ اُحد میں آنحضرت کے قتل کی خبر مشہور ہو جاتی ہے۔ تو اولوالعزم صحابہ کے منہ سے یہی نکلتا ہے۔

قاتلوا علیٰ ما قاتل محمد

اے مسلمانو! اسی بات اسی اصول۔ اسی مقصد کے لئے لڑتے جاؤ۔ جس کے لئے آنحضرت لڑ رہے تھے۔ اسی طرح آپ کی وفات پر حضرت ابوبکر فرماتے ہیں۔

من کان یعبد محمد فان محمد قد مات ومن کان یعبد اللہ فان اللہ حی لا یموت۔

اے لوگو! اگر تم سے بعض کمزور دل ایسے ہیں جن کا واسطہ محض آپ کی ذات تک ہے۔ تو پھر یقین کرو کہ وہ ذات تو مر گئی۔ ہاں اگر تمہارا تعلق خدا سے ہے۔ اگر تمہارا رشتہ ان اصولوں سے ہے جو خدا نے تمہاری ہدایت کے لئے نازل کئے۔ تو پھر جو خدا نے تمہاری ہدایت کے لئے نازل کئے تو پھر خدا تو حی و قیوم ہے۔ اور اس کے نازل کردہ اصول ہمارے پاس ہیں۔ ہمیں خوف و خطر کی کیا وجہ ہے۔ یہ وہ ایمان و ایقان تھا۔ جس نے صحابہ کے ذریعے دنیا کو مسلمان کیا۔ یہ وہ اسلام کے اصولوں سے سچی محبت و عشق تھا۔ جس نے دنیا کو ہلا دیا۔

ہماری جماعت بھی تب ہی مستحکم ہو سکتی ہے۔ جب قرآن کے نشر و اشاعت کے لئے جب اقوام عالم کو اسلام کے جھنڈے کے نیچے لانے کے لئے یہ جنون ہو کہ اگر ہم میں حضرت مسیح موعود جیسی ہستی نہیں تو کیا پرواہ ہے۔ اگر ہمارے کسی فرد سے کوئی نقص و عیب ظاہر ہوا ہے تو کچھ مضائقہ نہیں۔ ہم ایک اعلیٰ مقصد کے حصول کے لئے جمع ہوئے ہیں۔ ہم قرآن اور اسلام کو دنیا میں پھیلانے پر تلے ہوئے ہیں۔ کوئی چیز کوئی مشکل ہمیں اس ارادہ اور عزم سے باز نہیں رکھ سکتی۔

مراسلات

خلق الانسان

ہمارے قادیانی دوست جہاں نبوۃ اور کفر اسلام وغیرہ مسائل میں ہمارے ساتھ اختلاف رکھتے ہیں وہاں ولادت مسیح علیہ السلام کے مسئلہ میں بھی ہم پر خاص طور سے ناراض ہیں۔ اور اگرچہ ہمارے سلسلے کے اکابر نے اپنی تحریرات میں نہایت شرح اور بسط کے ساتھ اس مسئلہ کی حقیقت کو واضح کیا ہے۔ مگر افسوس کہ انہوں نے ان دلائل سے کچھ فائدہ نہیں اُٹھایا۔ اگر وہ اپنی مخالفت کو معقولیت تک ہی محدود رکھتے تو ہمیں ان سے بہت کچھ اصلاح کی امید تھی۔ مگر انہوں نے اختلاف سے تجاوز کرکے عناد کی حالت اپنے اندر پیدا کرلی ہے۔ اور دیگر معاندین سلسلہ کی طرح جب کسی بحث میں عاجز آجاتے ہیں تو غیر معقول باتوں سے فریق مخالف کا اثر زائل کرنا چاہتے ہیں۔ شلاً نبوۃ اور کفر و اسلام کی ابحاث میں جو بری گت پبلک میں ان کی ہوتی ہے۔ اس جراحت کے اندمال کا نسخہ ہمارے دوستوں نے یہ تجویز کرلیا ہے کہ تحریروں اور تقریروں کے ذریعہ سے ہم پر یہ الزام لگانے کی کوشش کرتے ہیں کہ ان لوگوں نے مسیح موعود کا دامن چھوڑ دیا ہے۔ کس طرح سے چھوڑ دیا ہے اس کے متعلق وہ یہ تو نہیں بتا سکتے کہ ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی میں سے کس دعوے کو ترک کردیا ہے۔ کیا ختم نبوت کو ترک کرکے کسی نئے یا پرانے نبی کی آمد کے قائل ہوگئے ہیں۔ یا مسیح علیہ السلام کی وفات کے مسئلہ کو چھوڑ کر ان کی حیات جسمانی اور انہی کے نزول ثانی کے قائل ہوگئے ہیں۔ یا صداقت مسیح موعود اور مہدی معہود کا ہم نے انکار کردیا ہے۔ یا آپ کی صدہا پیشگوئیوں پر ہم کو یقین نہیں رہا۔ یا تعلیم کی نسبت ہم کو کوئی شبہ ہے۔ ان سب باتوں کے ہوتے ہوئے ان کا ادعا یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ابوت کے قائل نہ تھے۔ مگر یہ لوگ بلفظہٖ قرآن کریم قائل ہیں۔ اس لئے ہماری غیرت ملی تقاضا کرتی ہے کہ ان کو غیر احمدی تسلیم کیا جائے۔ العیاذ باللہ۔ اجتہاد ایک ایسی چیز ہے کہ جس کی وجہ سے ایک ہی گروہ کے اماموں اور مجتہدوں کے درمیان مسائل میں اختلاف ہوجاتا ہے۔ اور یہ نظائر آئمہ فقہا میں موجود ہیں۔ مگر ہمارے دوستوں کی تنگ نظری ملاحظہ ہو کہ وہ اس کو اختلاف رائے تک محدود نہیں رکھتے۔ بلکہ ہمارے اس عقیدہ کو سخر بفسق و کفر قرار دیتے اگر احقاق حق منظور ہے اور یہ بات بھی منظور ہے کہ ہر ایک مسئلہ کا اصولی طور پر فیصلہ ہونا چاہیے تو ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس اصول کو جو آپ نے اپنی سب سے پہلی اور بے نظیر کتاب براہین احمدیہ میں مقرر فرمایا ہے پیش کرکے تمام چھوٹے اور بڑے اور بڑے سے بڑے احمدی (جو بھی اس مسئلہ کے متعلق ہمارے ساتھ اختلاف رکھتا ہے) کی ضمیر سے اپیل کرتا ہوں کہ خدارا وہ حضور کی اس عبارت کو جو براہین احمدیہ کے صفحہ ۳۴۴ میں درج ہے بغور مطالعہ کریں۔ مسئلہ ابوت مسیح علیہ السلام کا فیصلہ اور حل کرے۔ اس میں قادیانی اور لاہوری احمدیوں کی کوئی خصوصیت نہیں۔ دونوں یکساں طور پر میرے مخاطب ہیں۔ اور وہ عبارت یہ ہے۔

> ہر عاقل کو یہ ماننا پڑتا ہے کہ پہلا زمانہ خالص قدرت نمائی کا زمانہ تھا۔ اس میں عام قانون قدرت یہی تھا کہ ہر ایک کام بغیر آمیزش اسباب معتادہ کے کیا جاوے ... اس زمانہ کی نظیر میں اس زمانہ کے حالات کو پیش کرنا درست نہیں ہے۔ مثلاً اب کوئی بچہ انسان کا بغیر ذریعہ ماں اور باپ کے پیدا نہیں ہوتا۔ لیکن اگر ابتدائی زمانہ میں بھی انسان کا پیدا ہونا والدین کے وجود پر ہی موقوف ہوتا تو پھر کیونکر یہ دنیا پیدا ہوسکتی

سوچو اور غور کے لئے سوچو کہ اس عبارت کا مفاد کیا ہے۔ کیا یہ ایک مستقل راہ نہیں ہے۔ کیا یہ ایک اصول نہیں ہے۔ وہ تو یہ ایک قانون ہے۔ ایک سچی اور صحیح تفسیر ہے۔ جو تخلیق بنی آدم کے مسئلہ کو سنہری حروف کے ساتھ حل کردیتی ہے۔ اسی کو اگر دلیل راہ بنالیا جائے تو نزاع باہمی کا آن کی آن میں فیصلہ ہوجاتا ہے۔ مجھے اچھی طرح سے علم ہے کہ فریقین کے ہاتھ میں کچھ مخالف اور موافق حوالہ ایسے بھی ہیں جو باعث گرمی ابحاث عزیزاں ہیں۔ مگر وہ واقعات کے رنگ میں ہیں۔ اور قاعدہ یہ ہے کہ واقعات کو اصول کے ماتحت رکھ کر فیصلہ کیا جاتا ہے۔ اگر اس طور پر عمل کیا جائے تو فیصلہ یقینی ہے۔ ورنہ جس قدر چاہو بحثیں کرتے جاؤ۔ کوئی صحیح نتیجہ پیدا ہونے کی امید نہیں کی جاسکتی مجھے شوق ہے اور میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ ہمارے دوست حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس حوالہ کی ولادت مسیح علیہ السلام کے مسئلہ میں کیا تاویل کرتے ہیں۔ سوائے اس کے کہ وہ یہ کہہ دیں کہ یہ حوالہ ادعائے نبوت سے پہلے زمانہ کا ہے۔ اور یہی داؤ ہمارے دوستوں کے پاس رواں ہے۔ مگر یہ داؤ کوئی دلیل نہیں۔ کہ میدان مباحثہ میں کام آئے۔ بلکہ اس سے اپنے لٹریچر کی وقعت کو کم کرنا ہے۔ یہ الزام تو صرف ایک فرقہ کے مسلمات پر بطور اتمام حجت ہے۔ مگر میں مناسب سمجھتا ہوں کہ اپنے مضمون کے عنوان کے مطابق چند آیات قرآن کریم ایسی پیش کروں جو اس مسئلہ میں بطور اصول متعارفہ کام آئیں۔ طوالت کے خوف سے میں صرف آیات اور ان کا ترجمہ نقل کروں گا۔ تفصیل اور تشریح انشاء اللہ تعالیٰ خود بخود اس سے ظاہر ہوجائے گی۔ امید ہے کہ جو دوست خالی الذہن ہوکر غور فرمائیں گے وہ انشاء اللہ بہت مستفید ہوں گے۔

(۱) بدیع السموات والارض انی یکون لہ ولد ولم تکن لہ صاحبۃ (سورہ انعام)

ترجمہ:۔ پیدا کرنے والا آسمانوں اور زمین کا۔ اس کا بیٹا کس طرح ہوسکتا ہے جب اس کی بیوی ہی نہیں۔

(۲) واللہ خلقکم من تراب ثم من نطفۃ ثم جعلکم ازواجا (سورہ الفاطر)

ترجمہ:۔ اور اللہ نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا۔ پھر نطفہ سے پھر تمہیں جوڑے بنایا۔

(۳) بدأ خلق الانسان من طین ثم جعل نسلہ من سللۃ من ماء مھین (پارہ ۲۱ ربع دوم)

ترجمہ:۔ اور انسان کی پیدائش کو مٹی سے شروع کیا۔ پھر اس کی نسل کو حقیر پانی (یعنی نطفہ) سے بنایا۔

(۴) فلینظر الانسان مم خلق۔ خلق من ماء دافق یخرج من بین الصلب والترائب۔

ترجمہ:۔ پس انسان دیکھے کہ وہ کس چیز سے پیدا کیا گیا ہے۔ پیدا ہوا ہے گندے پانی سے جو پیٹھ اور پسلیوں کے بیچ میں سے نکلتا ہے۔

(۵) یا ایھا الناس انا خلقنٰکم من ذکر و انثیٰ و جعلنٰکم شعوباً و قبائل لتعارفوا۔ ان اکرمکم عند اللہ اتقٰکم۔

ترجمہ:۔ اے لوگو! ہم نے تم کو مرد اور عورت سے پیدا کیا۔ اور تمہاری شاخیں اور قبیلے بنائے تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو۔ تم میں سے اللہ کے نزدیک جو متقی ہے وہ معزز ہے۔

(۶) انا خلقنا الانسان من نطفۃ امشاج نبتلیہ فجعلنٰہ سمیعاً بصیرا۔ (سورہ الدہر)

ترجمہ:۔ ہم نے انسان کو ملے ہوئے نطفہ سے پیدا کیا ہے۔ اسے ہم آزماتے ہیں سو اسے ہم نے سننے والا۔ دیکھنے والا بنایا۔

(۷) وانہ خلق الزوجین الذکر والانثیٰ (سورہ النجم)

ترجمہ:۔ وہی پیدا کرتا ہے جوڑا عورت اور مرد کا۔

(۸) ومن کل شیء خلقنا زوجین لعلکم تذکرون (سورہ الذاریات)

ترجمہ:۔ اور ہر چیز سے ہم نے جوڑے پیدا کئے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔

(۹) سبحان الذی خلق الازواج کلھا مما تنبت الارض ومن انفسھم ومما لا یعلمون (السجدہ)

ترجمہ:۔ پاک ہے وہ ذات جس نے ہر ایک کے جوڑے پیدا کئے اس سے جو زمین اگاتی ہے۔ اور ان کی اپنی جانوں سے۔ اور اس سے جو وہ نہیں جانتے۔

(۱۰) جعل لکم من انفسکم ازواجاً ومن الانعام ازواجاً

ترجمہ:۔ [illegible]

اور چارپایوں کے بھی جوڑے پیدا کئے۔

(۱۱) اکفرت بالذی خلقک من تراب ثم من نطفۃ ثم سوّٰک رجلا (الکہف)

ترجمہ:۔ کیا تو اس ذات کا انکار کرتا ہے۔ جس نے تجھے مٹی سے پیدا کیا۔ پھر نطفہ سے۔ پھر تجھے مرد کامل بنایا۔

(۱۲) اولم یر الانسان انا خلقنٰہ من نطفۃ فاذا ھو خصیم مبین (سورہ یٰس)

ترجمہ:۔ کیا انسان غور نہیں کرتا۔ کہ ہم نے اسے نطفہ سے بنایا۔ پھر دیکھو وہ کھلا جھگڑا کرنے والا ہے۔

(۱۳) ھو الذی خلقکم من تراب ثم من نطفۃ ثم من علقۃ ثم یخرجکم طفلاً ثم لتبلغوا اشدکم ثم لتکونوا شیوخا۔

ترجمہ:۔ وہ ہی جس نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا۔ پھر نطفہ سے۔ پھر لوتھڑے سے۔ پھر وہ تمہیں بچہ بنا کر نکالتا ہے۔ پھر تم اپنی جوانی کو پہنچتے ہو۔ پھر تم بوڑھے ہوجاتے ہو۔

(۱۴) فاطر السموات والارض جعل لکم من انفسکم ازواجاً ومن الانعام ازواجاً

ترجمہ:۔ پیدا کرنے والا آسمانوں اور زمین کا ہے۔ اس نے تمہاری جنس سے جوڑے پیدا کئے۔

(۱۶) فجعل منہ الزوجین الذکر والانثیٰ (سورہ القیامۃ)

ترجمہ:۔ بنائے اس نے جوڑے مرد اور عورت کے

(۱۷) وخلقنٰکم ازواجاً (سورۃ النبا)

ترجمہ:۔ اور بنایا ہم نے تم کو جوڑا۔

(۱۸) قتل الانسان ما اکفرہ من ای شیء خلقہ من نطفۃ (سورہ عبس)

ترجمہ:۔ انسان ہلاک ہو۔ کیسا ناشکرا ہے۔ اسے کس چیز سے پیدا کیا۔ نطفہ سے۔

آیات مندرجہ بالا کی نسبت ہم کو یقین ہے کہ ان کے خالی ترجمہ میں بھی اپنے مافی الضمیر کے اظہار کے لئے کافی سے زیادہ بل اور قوت موجود ہے۔ اس لئے کسی مزید تشریح یا تفصیل سے ہم نے عمداً اعراض کیا ہے۔ خلاصہ مفاد یہ ہے کہ سلسلہ پیدائش کے لئے سب سے ضروری اور لابدی زوجین یعنے جوڑہ اور ان کے نطفہ کا وجود قرار دیا۔ بعض آیات میں طین یا تراب کے الفاظ بھی اختیار فرمائے ہیں جس سے نطفہ کے ابتدائی مدارج کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے۔ کیونکہ جو اشیاء ہمارے کھانے پینے کے کام آتی ہیں۔ ان کی ابتدا مٹی سے ہوتی ہے۔ اور آخر کار انہیں ماکولات اور مشروبات کے استعمال سے نطفہ بنتا ہے۔ پس قرآن کریم کی تعلیم سے پایا جاتا ہے۔ کہ اکیلی زوج سے نہیں بلکہ زوجین (جوڑے) کے اختلاط سے انسانی پیدائش ظہور میں آتی ہے۔ دلائل - آیات بینات کا اتنا بڑا ذخیرہ جو بغیر کسی کھینچ تان کے اپنے الفاظ اور صاف ترجمہ سے مطلب کی طرف خود بخود راہبری کر رہا ہے۔ اس کو ایک غیر جانبدار منصف کے روبرو پیش کرو۔ پھر دیکھو کہ وہ اس صریح نتیجہ پر آتا ہے یا نہیں۔ کہ مسئلہ تخلیق بنی آدم میں قرآن کریم کا یہی مذہب ہے کہ جملہ بنی آدم کی پیدائش مرد اور عورت کے جوڑے اور نطفہ سے ہوتی ہے۔ جب یہ اصول بطور ایک کلیہ اور قانون کے ہمارے لئے ہے۔ تو اب ہر ایک پیدائش انسانی بلکہ پیدائش حیوانی حتیٰ کہ کیڑے مکوڑے شجر و حجر کی پیدائش بموجب نصوص صریحہ قرآن کریم اسی طریق کے مطابق سمجھی جائے گی۔ اور کسی خاص اور عام انسان کی آپس میں کوئی خصوصیت نہیں ہوگی۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کا قانون سب کے لئے عادی اور یکساں ہے۔ ہاں اگر کسی واقعہ کی تفصیل میں ابہام ہو اور وہ واقعہ بظاہر قانون کے خلاف نظر آتا ہو۔ تو اس کے حل کا یہی طریق ہے۔ کہ اس واقعہ کی تاویل کرکے اس کو قانون کے ماتحت کیا جائے۔ یہ نہیں ہوسکتا کہ قانون کو اس واقعہ کی خاطر توڑ دیا جائے۔ اس نظریہ کو مد نظر رکھ کر پیدائش مسیح علیہ السلام کی حقیقت بآسانی حل اور طے ہوسکتی ہے۔ مگر ایسا تو ہرگز نہیں ہونا چاہیئے۔ کہ جس واقعہ کی تفصیل میں کوئی اشکال یا ابہام نظر آتا ہو۔ تو اصل اصول کو نظر انداز کرکے ایک اور اصول بطور تتمہ اپنی طرف سے قائم کرکے اس قضیہ کے حل کی کوشش کی جائے۔ اس طرح فضول اختراعات سے نہ صرف انسان ہی ورطہ گرداب میں پھنسے گا۔ بلکہ کتاب اللہ پر سے بھی ایمان اٹھ جائے گا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۱۸ | ۲۹ شعبان | نمبر ۸

ماہِ صیام

ہر سال مبلغوں، مقرروں اور واعظوں کی ایک بہت بڑی جماعت روزہ کی فضیلت اور اس کے روحانی فوائد پر وعظ کہا کرتی ہے۔ لیکن مدرسہ کے کم سن بچوں کی طرح برادران اسلام اس سبق کو سُننے تو توجہ سے ہیں۔ لیکن اس پر عمل کرنا ضروری خیال نہیں کرتے۔ عوام کے نزدیک روزہ اسی کا نام ہے کہ صبح چار یا پانچ بجے اُٹھے سحری کھائی پھر سو گئے۔ جب خوب دن چڑھا تو جاگے اور دن بھر حسبِ معمول اپنا کام کاج کرتے رہے اور شام کو اپنی توفیق کے مطابق افطاری کا خاص اہتمام کیا۔ کھانا کھانے کے بعد نماز تراویح ادا کی اور پھر چارپائی پہ دراز ہو گئے۔

کتنے مسلمان ہیں جو روزہ کی حقیقت یا اس کے فلسفہ پر غور کرنے کی زحمت گوارا کرتے ہیں۔ خالقِ اکبر کا جو اپنے بندوں کو بے حساب رزق پہنچاتا ہے اور جس کی نعمتوں کا سلسلہ اپنی جاندار مخلوق کے لئے ایک حیرت انگیز اور ناقابلِ قیاس طریق پر جاری رہتا ہے ہرگز یہ منشا نہیں کہ مسلمان مہینہ کے تیس دن تک دن کے وقت بلا وجہ بھوک اور پیاس کا عذاب برداشت کریں۔

یرید اللّٰہ بکم الیسر و لا یرید بکم العسر

خداوند کریم تو تمہارے لئے آسانی چاہتا ہے اور تنگی نہیں چاہتا۔ بھوک اور پیاس کی اس سختی کا (اگر اسے سختی ہی کہا جائے) سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ روزے سے ہمارے جسمانی اور روحانی عوارض دُور ہو جاتے ہیں۔ روزہ ہمیں پرہیز، اعتدال، ایثار اور صبر کی تعلیم اور ہمیں جفاکشی کی زندگی بسر کرنے کا سبق دیتا ہے۔

یاد رکھنا چاہئے کہ دنیا کی خوفناک کشمکش سے صرف وہی افراد یا اقوام بطریق احسن عہدہ برآ ہو سکتی ہیں جن کی سیرت میں مصیبتوں اور پریشانیوں پر غالب آنے کے لئے قوتِ برداشت کا جوہر موجود ہو۔ اسلام عرب کی مقدس سرزمین سے اُٹھا۔ اور ایک اُمّی یتیم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی مبارک تعلیم کے صدقہ میں جو سراسر عمل تھی دیکھتے دیکھتے تمام دنیا میں پھیل گیا۔ اسلام کی حیرت انگیز ترقی اور اس کی شوکت و عظمت کے اسباب پر غور کرو گے تو تم پر خود بخود یہ حقیقت منکشف ہو جائے گی کہ اگر فرزندانِ توحید جسمانی اور روحانی عوارض میں مبتلا ہوتے تو اُنہیں خداوند کریم کبھی اپنا خلیفہ نہ بناتا جن اعلیٰ صفات کی بدولت اُنہیں وہ خلافت عطا ہوئی جس کے دھندلے سے نقوش اب بھی اہلِ نظر کو نمایاں طور پر دکھائی دیتے ہیں۔ ان میں بلاشبہ نماز روزہ کا بہت بڑا دخل تھا۔

نماز اور روزہ نے قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں کی زندگی میں ایک زبردست روحانی انقلاب پیدا کر دیا۔ باقاعدہ روحانی تربیت کے عمل سے انہیں وہ آزادی میسر ہو گئی جس کے حصول کے لئے قومیں خون کے دریا بہا دیتی ہیں اور پھر ناکام رہتی ہیں۔ ہر مسلمان بجائے خود ایک فرمانروا کی حیثیت رکھتا تھا۔ کیونکہ وہ اللہ کے سوا اور کسی کے سامنے جھکنا نہیں جانتا تھا۔ سادگی، صبر اور استغنا نے اس کو ان نفسانی خواہشات اور دنیوی اغراض کی ناپاک گرفت سے آزاد کر رکھا تھا جن کے لئے مغرور اور سرکش انسان ایک ذلیل ترین غلامی کی زندگی بسر کرتا ہے۔ نفس کی اس غلامی نے دنیا میں جو فتنے، ورہنگامے پیدا کئے ہیں ان کی تفصیل سے سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں ضخیم جلدیں مرتب ہو سکتی ہیں۔ جن کے مطالعہ سے انسان کی روح کانپ اُٹھتی ہے۔

رمضان کا مہینہ اس لحاظ سے زیادہ مبارک ہے کہ ہمیں اپنے نفس کی اصلاح کا موقعہ ملتا [illegible]

کی زندگی کو تلخ کر رکھا ہے۔ اگر روزہ کے روحانی عمل سے خدا اور اس کے رسول برحق کی خوشنودی اور دنیوی بھلائی مقصود ہے۔ تو یہ مقصد صرف بھوکا اور پیاسا رہنے سے ہرگز حاصل نہیں ہوگا۔ جب تک کہ روزہ کی تکمیل مدنظر نہ ہو تکمیل صرف اسی صورت میں ہو سکتی ہے کہ قمری سال کے اس مہینہ میں آنکھ کو بُری نظر سے۔ کان کو بُری باتیں سننے سے۔ زبان کو بُرے کلمے کہنے سے۔ ہاتھ کو جبر اور ظلم اور بُرے کام کرنے سے۔ پاؤں کو بُری جگہ رکھنے سے اور دل میں بُرے خیالات کو جگہ دینے سے بچایا جائے جس طرح کہ عمداً کھانا کھانے اور ارادتاً پانی پی لینے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اسی طرح پرائی چیز کو لالچ سے دیکھنے۔ غیبت کے سننے گالیاں بکنے۔ کسی بے قصور کو مارنے۔ چوری کرنے۔ بُری صحبت میں بیٹھنے اور لغو اور فاسد خیالات دل میں لانے سے روزہ برقرار نہیں رہتا۔ جو شخص اپنی آنکھ کو زبان کو کان کو ہاتھ کو پاؤں کو اور دل کو اپنے قابو میں نہیں رکھتا اس کا روزہ کامل نہیں ہوتا۔ ہندوستان کی سیاسی اصطلاح میں آزادی کا بڑا دروازہ جیل خانہ بتایا جاتا ہے جس کے اندر داخل ہو کر ہندوستانی آزادی کا خواب دیکھ سکتا ہے۔ لیکن اسلامیوں کی آزادی کا راز اسی نماز اور روزہ کی پابندیوں میں پوشیدہ تھا۔ اور ہمارا ایمان ہے کہ اگر فرزندانِ اسلام اب بھی روحانی قواعد کی پابندی اپنے اُوپر عاید کرلیں تو وہ پھر رفعت و عظمت کے اس اعلیٰ مقام تک پہنچ سکتے ہیں۔ جو آج سے تیرہ صدی قبل ان کے لئے مخصوص ہو چکا تھا۔

رمضان کے مہینہ میں خدا کے فضل و کرم سے مسلمانوں کی مسجدیں آباد ہوں گی۔ روشنی کا خاص اہتمام ہوگا۔ لیکن یاد رکھنا چاہئے کہ نمائشی آبادی اور روشنی اس وقت تک روح افزا نتائج پیدا نہیں کرے گی جب تک اسلامی نقطہ خیال سے تمہارے دل آباد اور تمہارے دماغ روشن نہ ہونگے۔ مولویوں۔ پیروں۔ لیڈروں اور بالخصوص ان ایڈیٹروں کی حالت زیادہ قابلِ رحم سمجھنی چاہئے جن کا بے پناہ قلم سچائی، اخلاق اخوت اور محبت کے اسلامی قوانین کی علانیہ بے حرمتی کرتا ہے۔ اگر یہ بزرگوار ماہِ صیام میں اپنی زبان اور قلم کو قابو میں رکھیں تو وہ نہ صرف اپنی قوم بلکہ اپنی ذات پر بہت بڑا احسان کریں گے۔ خداوند کریم انہیں اس کا اجر دے گا۔ گو ہم انسان کا خواہ وہ کسی مذہب و ملت کا ہو دل دُکھانا یا اس کی توہین کرنا ایک بہت بڑا گناہ سمجھتے ہیں۔ اور

دل بدست آور کہ حج اکبر است

کے زرّیں مقولہ پر کاربند ہونا اپنا فرض خیال کرتے ہیں۔ لیکن دوسروں کو نصیحت کرنے سے قبل ہم خود خداوند کریم سے دُعا مانگتے ہیں کہ وہ ہمیں اسلام کے احکام پر عامل ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

کڑوے بیج کا کڑوا پھل

انگلستان کا اخبار ڈیلی ایکسپریس سائمن کمشن کی رپورٹ کے نتائج کے متعلق لکھتا ہے کہ کمیشن کی اکثریت جو چار ارکان پر مشتمل ہے اور جس میں سر جان سائمن بھی شامل ہیں اس بات کے حق میں ہیں۔ کہ ہندوستان کو تدریجی منازل کے بعد مستعمرانی حکومت کا درجہ عطا کیا جائے۔ تین ارکان کی رائے اس کے خلاف ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ جن علاقوں میں ہندوستانیوں نے اصلاحات کے معاملہ میں حکومت سے اشتراک عمل نہیں کیا۔ وہاں مطلق العنان برطانی حکومت قائم کر دی جائے۔ فوج کے متعلق یہ فیصلہ ہوا ہے کہ اس مسئلہ پر کہ محکمۂ فوج ہندوستانیوں کے حوالہ کر دیا جائے ۲۰ سال سے کم عرصہ کے اندر غور نہیں ہو سکتا۔ سر جارج سائمن کی پارٹی ملک کے نظم و نسق۔ اعلانِ جنگ و دفاع۔ مالی نظام۔ مالیات۔ سرکاری ملازمت بحری اور بری فوج کے شعبوں میں ایک حد تک ہندوستانیوں کے دخل اور نگرانی کو تسلیم کرتی ہے۔ گو رپورٹرنے ڈیلی ایکسپریس کے مذکورہ بالا بیان کی تردید کر دی ہے لیکن ہم کسی قدر وثوق کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ سائمن کمشن کی رپورٹ کے نتائج ہندوستانی قوم پرستوں کے نقطہ نگاہ سے کبھی حسبِ دلخواہ یا حوصلہ افزا نہیں ہوں گے۔ حکومت اس حقیقت سے بے خبر نہیں ہے کہ سیاسی حقوق کے متعلق ہندوؤں اور مسلمانوں میں شدید اختلاف پیدا ہو گیا ہے۔ جب ہندو لیڈر مسلمانوں کے جائز مطالبات کو تسلیم کرنا نہیں چاہتے تو وہ حکومت سے اپنے مطالبات منوانے کی کیسے توقع رکھ سکتے ہیں۔ [illegible] ہندوستان کے مستقبل کا انحصار [illegible]

ہوگی جب تک کہ ہندوستان کی زبردست اقلیت یعنی مسلمانوں کے ساتھ ایک پائدار مفاہمت نہ ہو جائے۔ ان حالات میں اگر سائمن کمشن کی رپورٹ یاس انگیز ثابت ہوئی تو ہمیں مطلق تعجب نہ ہوگا۔ نہرو رپورٹ ایک کڑوا بیج تھا جس کا پھل لازمی طور پر کڑوا ہونا چاہئے۔ ہندو قوم پرست جیسا بوئیں گے ویسا ہی کاٹیں گے۔

ایک کامیاب اسلامی جلسہ

۲۶ جنوری [illegible] کو کانگرس کی ہدایت کے مطابق اہل لاہور نے یوم آزادی منایا۔ اور جلوس نکالا۔ بائع بیرون موچی دروازہ میں ہندوؤں مسلمانوں اور سکھوں کا ایک عظیم الشان اجتماع ایک عجیب منظر پیش کرتا تھا۔ اسی تاریخ کو بعد نماز مغرب مسلمانانِ لوہاری دروازہ کی دعوت پر مسلمانانِ لاہور کا ایک عظیم الشان جلسہ پنڈت دہرم بھکشو کی ناپاک کتاب اور ظفروال میں حکام کی نامنصفانہ روش کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرنے کی غرض سے منعقد ہوا۔ جلسہ کے صدر مسٹر منور [illegible] صاحب وکیل تھے سب سے پہلے مولانا عصمت اللہ صاحب نے کلام الرحمٰن زیارت ہدیۂ قرآن پر اپنے مخصوص انداز میں تبلیغ فرماتے ہوئے ہندو مسلم اتحاد پر زور دیا اور برادرانِ وطن سے اپیل کی کہ قیامِ امن و اتحاد کی بہترین صورت یہ ہے کہ تمام مذاہب کے بزرگوں کا احترام کیا جائے۔ مولانا نے ایک مدلل اور دلنشیں پیرایہ میں یہ رائے ظاہر کی کہ پنڈت دہرم بھکشو کی کتاب ہندو مسلم اتحاد پہ ایک کاری ضرب ہے۔ آپ نے اپنی فاضلانہ تقریر میں اسلام کی تعلیم کو اس کے اصلی رنگ میں پیش کرتے ہوئے مسلمانوں کے صبر و تحمل کی تعریف کی اور حکومت کو متنبہ کیا کہ اسے گذشتہ واقعات سے سبق حاصل کرنا چاہئے۔ ورنہ نتائج کی ذمہ داری مسلمانوں پر نہیں بلکہ حکومت کے کارکنوں پر عاید ہوگی۔ مولوی لال حسین صاحب نے مولانا کی تائید کرتے ہوئے عامہ مسلمین کی اس خواہش کا اظہار کیا کہ حکومت کو جس قدر جلد ممکن ہو سکے کتاب کو ضبط کر لینا چاہئے۔ اور مصنف پر مقدمہ چلانا چاہئے۔ امام علی صاحب نارش نے تائید مزید کرتے ہوئے برادرانِ وطن سے اپیل کی اور آخر میں ایک ایسی نظم پڑھی جس پر مرحبا کی آوازیں بلند ہوئیں۔

ہندو اصحاب کی مستحسن روش

جلسہ میں ہندو اصحاب نے تقریریں کیں۔ ایک صاحب نے افسوس ظاہر کیا۔ کہ پنڈت دہرم بھکشو نے اپنے اس فعل سے جبکہ تمام ملک جنگ آزادی میں شامل ہے۔ قومی اتحاد کی تحریک کو سخت نقصان پہنچایا ہے۔ اور اس امر کا اعلان کر دیا کہ ہندو قوم پنڈت بھکشو کے اس افسوسناک فعل سے بریت کا اظہار کرتی ہے دوسرے صاحب نے کہا کہ جو شخص دوسرے مذاہب کے بزرگوں کی توہین کرتا ہے۔ وہ بے ایمان ہے اور صاف الفاظ میں بیان کیا کہ جو شخص سات کروڑ مسلمانوں کا دل دکھائے وہ بدمعاش اور حرامی ہے اور اس کا سچے مذہب اور سچی انسانیت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ہم برادرانِ اسلام کی طرف سے ہندو مقررین کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ انہوں نے مذہبی تعصب پر حق کی حمایت کو مقدم سمجھا ہے۔ اگر ہندوؤں کے تعلیمیافتہ طبقہ میں انصاف اور رواداری کا یہی جذبہ ایک عام تحریک کی صورت اختیار کرلے تو ہندو مسلم سوال کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ ہو جائے۔

ایک سکھ نوجوان کی حق پرستی

محمد شریف صاحب ناصر نے ظفروال کے معاملہ پر پُرجوش تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر انگریز سکھوں کی چیرہ دستی کا انسداد نہیں کر سکتے۔ اور مسلمانوں کو اذان کی آزادی کا حق نہیں دلا سکتے تو انہیں ہندوستان خالی کر دینا چاہئے۔ ہندوستان کا بادشاہ ایسا ہونا چاہئے جس کی حکومت میں ایک قوم کو دوسری قوم پر ظلم کرنے کی جرأت نہ ہو۔ کیا حکومت کے پاس مسلمانوں کے اس اعتراض کا کوئی جواب ہے کہ ظفروال میں قمار بازوں شراب خوروں اور حرام کاروں کو کوئی نہیں روکتا۔ مگر اللہ کا نام لینے پر مزاحمت کی جاتی ہے مقرر نے حسبِ ذیل قرارداد پیش کی: مسلمانانِ لاہور کا یہ جلسہ مقامی سکھوں اور حکومت پنجاب کی افسوسناک روش کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرتا ہے اور اذان کمیٹی امرتسر کے ہم آہنگ ہو کر حکومت کو متنبہ کرتا ہے کہ اگر اس نے یکم رمضان تک اذان کا حق مسلمانوں کو نہ دیا تو ستیہ گرہ شروع کر دی جائیگی۔ شیخ غلام مصطفےٰ صاحب حیرت نے پُرجوش الفاظ میں قرارداد کی تائید کی۔ ایک سکھ نوجوان نے اس موقعہ پر یہ رائے ظاہر کی کہ سکھوں کا فرض ہے کہ وہ ظفروال کے سکھوں کو اس گناہِ عظیم سے روکیں۔ مقرر نے پرجوش انداز میں کہا کہ اگر سکھوں نے مسلمانوں کے مطالبہ کو تسلیم نہ کیا تو میں خود ظفروال جاؤں گا اور [illegible]

قُلْ یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۭ بَیْنَنَا وَ بَیْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَ لَا نُشْرِكَ بِهٖ شَیْــٴًـا وَّ لَا یَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا
سہ روزہ آرگن

پیغامِ صلح

ادارۂ تحریر
عبد الحق
مظفر بیگ۔

اغراض و مقاصد

۱۔ مذاہب عالم کو دعوت اسلام۔
۲۔ فضائل اسلام اور قرآن کی نشر و اشاعت
۳۔ مسلمانوں کی باہمی تکفیر کو مٹا کر آپس میں

اغراض و مقاصد

رواداری کی تلقین کرنا۔
۴۔ مجدد وقت حضرت مسیح موعود کی تعلیم اور صداقت اسلام سے دنیا کو روشناس کرانا۔

جلد ۱۸ | لاہور - یوم شنبہ مطبوعہ ۷ ربیع الثانی سنہ ۱۳۴۹ ہجری مطابق ۳۰ اگست سنہ ۱۹۳۰ عیسوی | نمبر ۵۰

عزمِ عظیم

(حضرت اظہر امرتسری از راولپنڈی)

کہا اک دن ابوطالب نے سرکارِ دو عالم سے
محمد! مشتعل کفار ہیں تیری شریعت سے

وہ کہتے ہیں ہمارے خود تراشیدہ خداؤں کو
جلاتا ہے کوئی کیوں آتشِ تبلیغِ وحدت سے

نہیں تہذیبِ انساں کا تو کیا مظہر بنا ناہے؟
جو کوسوں دُور رہتے ہیں حصارِ آدمیت سے

خدارا چھوڑ دے تبلیغ دین اللہ کی ورنہ
مٹا دیں گے تجھے اشرار اپنے جوشِ قوت سے

ابوطالب سے جب حضرت نے سن لی داستاں ساری
تو فرطِ درد میں آنکھوں سے آنسو ہو گئے جاری

وہ آنسو جن کی لمعانی ہے توحید کی مظہر
وہ آنسو جن کا جلوہ آئینہ خورشیدِ ایماں کا

وہ آنسو جس کے آئینے میں دیکھا آدمیت نے
رُخِ نور آفرینِ مستقبلِ تہذیبِ انساں کا

وہ اشکِ درد ظاہر میں تو تھا اک قطرۂ دلکش
حقیقت میں مگر موجب تھا بحرِ حق کے طوفاں کا

وہ بلغِ شوکتِ اسلام کا سرسبز ہو جانا
وہ اشک آلود ہونا خواجۂ یثرب کی مژگاں کا

لگے کہنے اگر رکھ دو مرے اک ہاتھ پر سورج
بنا دو دوسرے کو بھی اگر ماہِ درخشاں کا

پھر اس کے بعد کوئی لے کے خنجر یہ کہے مجھ کو
محمد! چھوڑ دے اسلام ورنہ ہے خطر جاں کا

قسم اللہ کی میں سر کٹا دوں گا مسرت سے
مگر دامن نہ چھوڑوں گا کبھی اسلام و ایماں کا

یہ وہ الفاظ ہیں جن کے فیوضِ جاودانی سے
مسلماں ہو گئے واقفِ حیاتِ غیر فانی سے

عالم اسلام

معاصر اُم القریٰ رقمطراز ہے کہ حکومت حجاز نے حاجیوں سے متعلقہ امور پر بحث و تمحیص کے لئے ایک جدید کمیشن کا تقرر کیا ہے۔ اس کمیٹی میں ان تمام وسائل پر غور کیا جائے گا جس کا تعلق زائرین حرم کی آسائش سے ہے۔

جلالت الملک یکم ربیع الاول کو مہبط قصر سلطانی سے طائف کی طرف روانہ ہوئے۔ اور افراد خاندان و رؤسائے دربار کی معیت میں مجلس شوریٰ کے ہال میں تشریف فرما ہوئے۔ دروازہ پر فوجی دستے نے سلامی دی۔ اور سمو الامیر نائب العام اور تمام اراکین مجلس نے استقبال سلطانی میں حصہ لیا۔
مجلس کے افتتاح کے وقت شیخ احمد عوادی ناظم عمومی شوریٰ نے تقریر شاہی پڑھ کر سنائی۔

تقریر شاہی

میں اولاً خدائے بزرگ و برتر کی حمد اور سردار دو عالم محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب پر درود بھیجتا ہوں۔
میں خدائے قادر کے اسم مبارک کے ساتھ اس مجلس کے دورِ جدید کا افتتاح کرتا ہوں۔ اور امید رکھتا ہوں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ آپ کے قلوب میں امور خیر کا القا فرمائے۔ اور آپ کی آراء و تجاویز میں صواب و درستی کا جوہر ودیعت فرمائے۔

مفاد عامہ

میں اس امر پر اپنی کامل مسرت کا اظہار کرتا ہوں کہ آپ کے پیشروؤں نے بلادِ حجاز کے مفاد عامہ کے لئے مستحسن خدمات سرانجام دیں۔ وللہ الحمد۔
آپ کو خیال رکھنا چاہیے کہ آپ کا کام بڑا اور آپ کی ذمہ داریاں زبردست ہیں۔ آپ سے مفاد عامہ کا مطالبہ یہ ہے کہ گذشتہ سال سے زیادہ جد و جہد کے ساتھ کام کریں۔ اُمت کی نگاہیں آپ کے اُوپر ہیں۔ اور وہ منتظر ہے کہ آپ کس قدر ہمت کے ساتھ اپنے فرائض کو بجا لائیں گے۔ اور بلادِ مقدسہ کی فلاح کے لئے کس قدر کم وقت میں کس قدر زیادہ کام کریں گے۔

اتباع شریعت

آپ حضرات اس حقیقت سے واقف ہیں کہ ہماری حکومت کے احکام اور نظام کی مستحکم بنیاد شریعتِ مقدسہ اسلامیہ ہے مجلس شوریٰ کے قیام کا مقصد حریت فکر و آزادیٔ رائے ہے لیکن یہ آزادی شریعت کے دائرہ کے اندر رہ کر ہونی چاہیے۔
اس دائرہ کے اندر رہتے ہوئے۔ آپ اپنی تجاویز اور عمل میں آزاد ہیں۔ اور یہ آپ کے اختیار میں ہے کہ آپ بلادِ مقدسہ کے مصالح کے لئے کوئی راہِ عمل اختیار کریں۔ لیکن آپ کا کوئی کام شریعت اسلامیہ کے خلاف نہ ہونا چاہیے۔ کیونکہ کوئی ایسا فعل جس کی اساس شریعت اسلامیہ کی مخالفت پر

خطبہ جمعہ

فرمودہ بتاریخ ۲۴ جنوری

اذا قصدوا اخذتم انک البتہ وکلوا واشربوا ولا تسرفوا انہ لا یحب المسرفین

ایک مضمون کل ہی میری نظر سے گذرا ہے اور اس پر مجھ سے خاص طور پر اظہار خیالات کی فرمائش کی گئی ہے۔ اس مضمون کا عنوان جو کسی رسالہ میں چھپ چکا ہے یہ ہے :-

"مذہب کا دور ختم ہو گیا ہے"۔ اس میں واقعی کچھ ایسی باتیں ہیں جن کا انشاء اللہ جواب دیا جائے گا مضمون کی ابتدا یوں ہوتی ہے کہ اب وہ زمانہ نہیں رہا۔ کہ کسی کو یہ کہا جائے۔ کہ تم اچھے ہندو بنو۔ یا اچھے عیسائی بنو یا اچھے مسلمان بنو۔ بلکہ لوگوں سے یہ کہنا چاہئے کہ تم اچھے انسان بنو۔ دوسرے مذاہب کے متعلق تو میں کچھ نہیں کہنا چاہتا۔ لیکن اسلام کے متعلق اور قرآن شریف کے متعلق میں دعویٰ کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ جو شخص قرآن شریف سمجھ سکتا ہے وہ فوراً تسلیم کرے گا کہ اچھے مسلمان بننے کا کوئی سوال نہیں۔ بلکہ سوال صرف مسلمان بننے کا ہے اور مسلمان کے معنے ہی اچھے انسان کے ہیں۔ پس اسلام میں بھی

سوال صرف اچھا انسان بننے کا ہے

قرآن شریف یہی تعلیم دیتا ہے کہ ہر مسلمان کو ایک اچھا انسان بننے کی کوشش کرنی چاہیئے اور اسلام کی غایت اور غرض ہی یہی ہے کہ انسان کو ہر پہلو سے بہتر انسان بنایا جائے۔ خواہ یہ مقصد روزہ اور نماز کے ذریعہ سے پورا ہو یا کسی اور رنگ میں۔ جو آیات میں نے پڑھی ہیں ان میں اللہ تعالیٰ نے ساری بنی نوع انسان کو مخاطب کر کے ان کو اچھے انسان بننے کا رستہ بتایا ہے۔ آخری آیت کا پہلا جملہ یہ ہے۔ خذوا زینتکم عند کل مسجد۔ مسجد سے مراد عبادت ہے۔ اور عبادت کے وقت اپنی زینت لینے کا یہاں حکم دیا ہے۔ زینت سے مراد انسان کا لباس بھی لیا گیا ہے۔ کیونکہ عرب کے بعض لوگ حج میں کپڑے اتار دیا کرتے تھے۔ بلکہ بعض وقت عورتیں بھی اتار دیتی تھیں۔

یہاں ہندوستان میں آج تک عبادت کرنے والوں کا ایک گروہ ہے جو ننگے سادھو کہلاتے ہیں۔ ہردوار کے میلہ کمبھ میں کئی سو ننگے سادھوؤں کا جلوس نکلا تھا۔ بلکہ مردوں کے علاوہ ننگی سادھو عورتیں بھی تھیں۔ تو اسلام نے ان لوگوں کو ان وحشیانہ طریقوں سے نجات دی۔ اور ایسے حالات سے نکال کر اعلیٰ درجے کا مہذب انسان بنایا۔ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ زینت سے مراد لباس فاخرہ ہی نہیں بلکہ ہر لباس مراد ہے گو وہ کھدر ہی ہو۔ ہر قسم کا لباس انسان کی زینت کا موجب ہے۔ مگر خذوا زینتکم کے ایک اور معنے بھی لئے جا سکتے ہیں یعنی یہ کہ اگر تم خدا کی عبادت کرتے ہو تو اپنی زینت روحانی یعنی اخلاق کا بھی خیال رکھو۔ یہ بہت اچھا مفہوم ہے۔ اس لئے کہ انسان کو کسی چیز سے اس قدر ٹھوکر نہیں لگتی۔ جس قدر کہ عبادت کرنے والوں کی بداخلاقی سے لگ سکتی ہے۔ اچھے اخلاق کا نہ ہونا تو ہر جگہ ہی نقص ہے مگر جو لوگ خدا کی عبادت کرنے والے ہوں ان میں یہ نقص دوسروں کے لئے بہت بڑی ٹھوکر ہے۔ اب ہم آیت کے دوسرے حصہ کو لیتے ہیں جس طرح ایک طرف خذوا زینتکم کی یہ غرض ہے کہ انسان کو بہتر انسان بنانا چاہئے۔ اسی طرح کلوا واشربوا ولا تسرفوا میں بھی انسان کو بہتر انسان بننے کی تلقین کی گئی ہے۔ جس کے یہ معنے ہیں کہ کھاؤ پیو اور فضول خرچ نہ کرو۔ یا بے جا ضائع نہ کرو۔ دوسرے الفاظ میں کھانے پینے میں۔

افراط اور تفریط

سے بچو۔ بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ نصف طب کلوا واشربوا ولا تسرفوا کے اندر آجاتی ہے۔ اور یہ بالکل صحیح بات ہے کہ اگر انسان کھانے پینے میں اعتدال ملحوظ رکھے تو اس کی جسمانی صحت ٹھیک رہیگی اور وہ بیماریوں سے بچا رہیگا۔ بلکہ اس سے بڑھ کر یہ کہ اس کا مال بھی محفوظ رہیگا۔ ہمارے حضرت مسیح موعود نے اس کے یوں بھی معنے کئے ہیں۔ کہ گوشت بھی کھاؤ۔ سبزی بھی کھاؤ۔ لیکن ہر چیز کو اعتدال کے ساتھ کھاؤ۔ جو چیزیں خدا تعالیٰ نے بندوں کے لئے پیدا کی ہیں اگر انہیں اعتدال کے ساتھ استعمال کیا جائے تو ان سے کبھی نقصان نہیں ہوتا۔ غرض قرآن شریف کھانے پینے میں اعتدال کا حکم دیتا ہے۔ اسی اعتدال پر انسان کی صحت اور طاقت کا انحصار ہے۔ جس کے حصول کے لئے انسان بڑی کوشش کرتا ہے۔ میں نے ایک ڈاکٹر کا قول پڑھا ہے کہ بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اچھی اور لذیذ غذائیں کھانے سے یا بہت کھانے سے جسمانی قویٰ مضبوط ہوتے ہیں۔ حالانکہ زیادہ کھانے سے اور زیادہ مرغن غذاؤں سے صحت کو نقصان پہنچتا ہے۔ تھوڑا کھانا اور سادہ غذا ہی جسمانی قوت کو مضبوط کرنیوالی چیز ہے۔ اگر گوشت اعتدال کے ساتھ کھایا جائے تو مفید ہے لیکن زیادہ گوشت کھانے سے [illegible]

کئی بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ پرندے کا گوشت کیسا عمدہ اور خوش ذائقہ ہوتا ہے لیکن اس کے کثرت استعمال سے بھی نقصان ہوتا ہے۔ مکھن کیسی اچھی چیز ہے۔ لیکن زیادہ کھا جانے سے یقیناً تکلیف ہوگی۔ غرضیکہ اچھی سے اچھی اور لذیذ سے لذیذ چیز کے کھانے میں بے اعتدالی کی جائے گی تو اس سے بجائے فائدہ کے نقصان پہنچیگا۔ مذہب یعنی اسلام نے بھی انسان کے جسمانی صحت کو پیش نظر رکھا ہے۔ اس غرض کے لئے قرآن نے

ایک اصول

پیش کر دیا ہے۔ جس کی پابندی پر ہماری صحت کا دارومدار ہے۔ آج مسلمان جن بیماریوں میں مبتلا ہیں ان میں ایک بیماری اعتدال کا فقدان ہے۔ مسلمان لا تسرفوا کے ربانی ارشاد پر غور نہیں کرتے۔ اس کے یہ معنے ہیں کہ ضائع مت کرو۔ برباد مت کرو۔ صرف وہی غذا ہمارے لئے مفید ہو سکتی ہے جو انسان کے جسم کا حصہ بن جاتی ہے۔ اور جو غذا جزو بدن نہیں بنتی اس سے بعض اوقات خطرناک نتائج پیدا ہوتے ہیں۔ اور صرف صحت ہی نہیں مسلمانوں کے افلاس کی یہ حالت ہے کہ ان میں لاکھوں ایسے ہیں جنہیں پیٹ بھر کر کھانا نہیں ملتا۔ لیکن جنہیں ملتا ہے انہیں خوراک بجائے فائدہ کے نقصان پہنچاتی ہے۔ جب مسلمان من حیث القوم افلاس میں مبتلا ہیں تو کیا ان لوگوں کا جو نسبتاً خوش حالی کی زندگی بسر کرتے ہیں یہ فرض نہیں ہے کہ وہ کھانے پینے کی چیزوں میں بچت کا خیال رکھیں جس سے ان کی قومی دولت میں اضافہ ہو سکتا ہے۔ ہم میں سے ہر ایک شخص کی یہ انتہائی کوشش ہونی چاہئے۔ کہ وہ پس انداز کرنے کی عادت اختیار کرے۔ جماعتی اغراض کے لئے چندہ کی فراہمی کے متعلق میں کئی دفعہ آپ سے کہہ چکا ہوں۔ کہ اپنے کھانے پینے کے اخراجات میں سے کچھ نہ کچھ نکال لیا کرو۔ افسوس ہے کہ ہمارے نوجوان خصوصیت کے ساتھ خوش خوری اور خوش پوشی کے مرض میں زیادہ مبتلا ہیں۔ وہ خوش خوری اور خوش پوشی ہی میں اپنی عزت سمجھتے ہیں۔ انہیں اس بات کا خاص طور پر خیال رہتا ہے کہ ان کی پتلون فلاں قسم کی ہو۔ پاجامے فلاں وضع کے ہوں کالر اور نکٹائی فلاں نمونہ کی ہو۔ یہ چیزیں حرام نہیں ہیں جن کو توفیق ہے وہ انہیں۔ زیب بدن کریں لیکن اگر وہ اس خیال میں مبتلا ہیں کہ انہیں چیزوں پر

انسان کی حقیقی عزت

کا دارومدار ہے۔ تو وہ سخت غلطی پر ہیں۔ عزت اس بات میں ہے کہ ہم اپنے لباس میں سادگی کے اصول کو ملحوظ رکھیں۔ ہمارے اخراجات کا سب سے بڑا جزو ہمارا لباس ہے۔ حالانکہ انسان کی عزت فاخرہ لباس سے وابستہ نہیں۔ ایک امریکن نے گاندھی کو دور حاضرہ کا سب سے بڑا آدمی کہا ہے مگر یہ سب سے بڑا آدمی لنگوٹی پہنتا ہے۔ ہندو اس لنگوٹی والے کو نہایت معزز سمجھتے ہیں۔ اور اس پر اپنی ارادت اور عقیدت کے پھول برساتے ہیں۔ اسمبلی میں ہندو دھوتی پہن کر جاتے ہیں۔ مگر کوئی ان کی دھوتی پر اعتراض نہیں کرتا۔ ان کے مقابلہ میں نوجوان مسلمانوں کی یہ حالت ہے کہ ان کے جو بھائی ڈاڑھی اور مونچھیں رکھتے ہیں ان پر اعتراض کیا جاتا ہے۔ ان کی نظر ہر وقت لباس کی وضع قطع۔ پتلون کے سلوٹ بوٹ کے تسمہ اور انگریزی فیشن کے دوسرے آداب کی طرف لگی رہتی ہے۔ یہ

مسلمانوں کی بدقسمتی

ہے کہ ان کے نوجوان فیشن کے متعدی مرض میں مبتلا ہیں۔ وہ خوش پوشی کو اپنی عزت کے لئے ضروری سمجھتے ہیں۔ اس کا ایک نتیجہ یہ ہے کہ کالجوں اور اسکولوں کے اخراجات حد سے زیادہ بڑھ گئے ہیں۔ اخراجات کی اس بیشی کا والدین کی مالی حالت پر بہت بڑا اثر پڑ رہا ہے۔ اگر نوجوان قرآن کے حکم کلوا واشربوا ولا تسرفوا کو اپنی زندگی کا دستور العمل قرار دیں تو انہیں بہت سی پریشانیوں سے نجات مل سکتی ہے۔ قرآن کا یہ حکم انسان کو انسانیت کے اعلیٰ مقام تک پہنچا دیتا ہے۔ ہمارے نوجوانوں کو جو مغربی تہذیب کے دلدادہ ہیں اس امر کا خیال رکھنا چاہئے کہ یورپین معاشرت کا معیار اور ہے اور ہندوستانی معاشرت کا معیار اور۔ ان کے ہاں اعلیٰ لباس ضرور ایک حد تک معیار عزت ہے مگر ہمارے ہاں نہیں۔ پھر ہماری قوم بیمار ہے۔ یہ بیماری صرف اسی صورت میں رفع ہو سکتی ہے کہ قوم کا ہر ایک فرد نہ صرف کھانے پینے اور پہننے کے اخراجات بلکہ مکان کے فرنیچر اور اس کی آرائش وغیرہ کے مصارف میں سے جس قدر رقم پس انداز ہو سکے بچا لے تاکہ قومی مال میں اضافہ ہو [illegible]

قومی دولت کو بڑھایا جائے

تاکہ قومی تعمیر کا کام پوری سرگرمی اور جوش کے ساتھ انجام پذیر ہو۔ جس یورپ کی ہم تقلید کرتے ہیں وہاں سے ایک دوست نے خط لکھا ہے کہ یہاں ہر دوسرے چوتھے نئی تحریک کے لئے چندہ جمع کیا جاتا ہے۔ اور تحریک پر تحریک ہوتی رہتی ہے۔ پھر بھی وہ لوگ دل کھول کر چندہ دیتے ہیں۔ کیونکہ وہ قومی زندگی اور قومی طاقت کے اصول سے واقف ہیں۔ انہوں نے لکھا ہے کہ اس قدر تحریکات اگر ہمارے ہاں ہوں تو شاید لوگ گھبرا کر دین و ایمان کو بھی جواب دیدیں۔ کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ جس تحریک میں ہمارا فائدہ ہے اس سے ہم پہلوتہی کرتے ہیں۔

شادی بیاہ کے غیر ضروری مصارف

فالودہ اور کباب اور عطر وغیرہ کے لئے ہماری جیب سے روپیہ نکل آتا ہے لیکن جب اسلام کی خدمت کا نام لیا جاتا ہے تو ہمیں یہ بتایا جاتا ہے کہ ہماری جیب خالی ہو گئی ہے۔ قرآن کریم میں ایک جگہ فرمایا ہے۔ من یرد اللہ ان یھدیہ یشرح صدرہ للاسلام جس کے متعلق ارادہ الٰہی یہ ہو کہ اسے کامیابی کی منزل مقصود تک پہنچایا جائے۔ اس کا سینہ اللہ تعالیٰ فراخ کر دیتا ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی جسے گمراہی میں چھوڑنا چاہے اس کا سینہ تنگ کر دیتا ہے۔ اور اسے نیک بات کا قبول کرنا ایسا مشکل نظر آتا ہے گویا کہ وہ اوپر کو چڑھ رہا ہے۔ یہی بات ہر نیک کام کے متعلق صحیح ہے۔ ہمارے بھی بعض احباب کہ دیتے ہیں کہ فلاں کام تو اچھا ہے مگر اس پر ہمارا شرح صدر نہیں ہوتا۔ اور بعض کے عمل سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ نیک کام کے لئے شرح صدر نہ ہونا اور سینہ میں تنگی پیدا ہونا ایک بیماری ہے جس کے علاج کی فکر کرنی چاہیئے۔ اگر نیک کام کے لئے دل تنگ ہو جاتا ہے تو سمجھ لو کہ تم روحانی عارضہ میں مبتلا ہو۔ شرح صدر پیدا کرنا چاہئے۔

ترجمہ "سیرت خیر البشر" بزبان گورمکھی

ناظرین پیغام صلح کو علم ہوگا کہ حضرت امیر سلمہ ربہ کی تالیف کردہ "سیرت خیر البشر" خدا کے فضل سے اس قدر مقبول ہوئی ہے کہ مختلف زبانوں میں اس کے ترجمے ہو چکے ہیں۔ انگریزی اور ترکی زبان میں ہو چکا ہے۔ سندھی زبان میں اس کے ترجمہ کے لئے جناب نواب صاحب منگروال نے پانچسو روپے عطا فرمائے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔ اب گورمکھی زبان میں ترجمہ ہو رہا ہے۔ انشاء اللہ عنقریب چھپ جائے گا۔ اس کے لئے مندرجہ ذیل احباب نے امداد فرمائی ہے۔ مگر خرچ چونکہ اس سے زاید ہوگا اس لئے دیگر احباب بھی اس بابرکت کام میں حصہ لیں۔ تاکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحیح حالات سکھ قوم تک پہنچ سکیں۔ یہ قوم اسلام کے بالکل قریب ہے۔

ڈاکٹر سید رضا حسین صاحب فتح گڑھ	ما صہ/
مولوی عزیز بخش صاحب بی اے امرتسر	صہ/
چودہری عبدالحق صاحب ڈی۔ ایس۔ پی گجرات	صہ/
سید الطاف شاہ صاحب فتح جنگ	عہ/
ڈاکٹر عصمت اللہ صاحب دربنار	پچاس
چودہری نبی احمد صاحب (دو صد روپیہ)	۲۰۰
میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی اسسٹنٹ انجینئر سید پور بنگال	صہ/
ڈاکٹر کے۔ اے۔ خاں صاحب سکندرآباد	عہ/
حضور جنتی ساد نور	صہ/
از متفرق احباب بذریعہ حضرت امیر سلمہ اللہ	ا/

کل میزان ۳۸۷-۰-۰ روپیہ

نوٹ :- گذشتہ سال کچھ روپیہ احباب نے رسالہ محمد مصطفیٰ کی اشاعت کے لئے بھیجا تھا۔ اس کی طبع سے یکصد روپیہ ا بچ رہا۔ جو حضرت نے اس کام کے لئے جمع کرا دیا۔

خاکسار محمد نصیب دفتر تحصیل

ضروری اعلان

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کا ٹریکٹ

"احمدیہ انجمن اشاعت اسلام"

جو جلسہ سالانہ سے پیشتر شائع ہوا تھا وہ ختم ہو گیا ہے۔ اس کا دوسرا ایڈیشن زیر طبع ہے۔ جو انشاء اللہ ہفتہ کے اندر اندر شائع ہو جائے گا۔ احباب [illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۱۸ | بروز شنبہ ۴ ربیع الثانی ۱۳۴۹ھ | نمبر ۵۷

کونسل اور اسمبلی کے ممبران انتخاب کیلئے

ووٹ دینے میں ہماری جماعت کو کن امور کو مدنظر رکھنا چاہیئے

از حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہٖ

کونسل اور اسمبلی کے ممبران کا انتخاب عنقریب ہونیوالا ہے۔ میں اپنے احباب کو اس موقعہ پر چند امور کی طرف توجہ دلانے کی ضرورت سمجھتا ہوں۔

۱۔ جن امیدواران کے متعلق مرکز سے سفارش ہوگی۔ وہ جملہ حالات پر غور کرنے کے بعد ہوگی۔ اور ہمارے احباب کو چاہیئے۔ کہ ووٹ دینے میں اس بات کا خاص طور پر خیال رکھیں۔ اس کی ضرورت دو وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔ اول اس لئے کہ سب احباب کے لئے جو متفرق طور پر پھیلے ہوئے ہوں۔ یہ معلوم کرنا مشکل ہوتا ہے کہ مختلف امیدواران میں سے کون سا اس بات کا زیادہ اہل ہے کہ اس کے حق میں رائے دی جائے۔ دوسرے اس لئے کہ اس طرح جماعت کی قوت اور اس کا اثر اور اقتدار بڑھتا ہے۔

۲۔ لیکن بیشتر حصّہ ایسا ہوگا کہ مقامی احباب کو خود فیصلہ کرنا ہوگا۔ کہ کس کے حق میں رائے دی جائے۔ اس کے متعلق ذیل کے امور کو مدنظر رکھنا چاہیئے۔

اوّل:۔ جو مسلمان نمائندہ آل پارٹیز مسلم کانفرنس کے مطالبات کا کھلے طور پر مؤید ہو۔ اس کے حق میں رائے دی جائے۔ پنجاب خلافت پارٹی کی موجودہ پالیسی چونکہ مسلمانوں کے لئے مضر ہے۔ اور وہ اسلامی اکثریت کا ساتھ دینا پسند نہیں کرتے۔ اس لئے اصولاً ہم ان کی تائید نہیں کرسکتے۔ کام کرنے کے معاملہ میں جب تک یہ اصول نہ رکھا جائے کہ قلت اپنی رائے کو کثرت پر قربان کریگی۔ اسوقت تک وحدت قائم نہیں رہ سکتی۔ اور اسلامی وحدت کا قائم رکھنا سب سے بڑھکر ضروری امر ہے کیونکہ اس میں مسلمانوں کی ترقی کا راز ہے۔ ہماری انجمن اپنے تمام معاملات میں خود اس اصول پر عمل پیرا ہے۔

دوم۔ کسی مسلمان امیدوار کے ساتھ امتیاز اس بنا پر قطعاً نہ ہوتی چاہیئے۔ کہ وہ فلاں قوم یا ذات کا آدمی ہے یا فلاں اسلامی فرقہ سے تعلق رکھتا ہے۔ صرف اس کی قابلیت اور اہلیت دیکھنی چاہیئے۔ خواہ وہ سنی ہو یا شیعہ مقلد ہو یا غیر مقلد۔ قادیانی ہو یا احمدی۔ ذاتوں اور فرقوں کی تفریق نے مسلمانوں کی وحدت کو سخت نقصان پہنچایا ہے۔ ان انتخابات میں اگر ہم امتیازات کو مٹانے کی کوشش کریں تو وحدت اسلام کے استحکام کے لئے بہت مفید ہوگا۔ اور اس بارے میں نہ صرف ہمارے احباب کو اپنی رائے ہی بلاتفریق دینی چاہیئے۔ بلکہ ہر مقام پر جہاں تک ممکن ہو دوسرے مسلمانوں کو بھی اسی اصول کی طرف لانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

سوم۔ جہاں تک گورنمنٹ سے تعلق کا سوال ہے افراط اور تفریط دونوں پہلو اچھے نہیں۔ جس طرح حکومت کی بے جا مخالفت نقصان دہ ہے۔ اسی طرح اس کی بے جا خوشامد بھی نقصان رساں ہے۔ مسلمانوں میں احساس قومی کافی قوت کے ساتھ موجود نہیں۔ اور بہت سے ایسے لوگ ہیں کہ اپنی چھوٹی چھوٹی اغراض کے لئے حکومت کی ہاں میں ہاں ملانے کو تیار ہوتے ہیں۔ گو اس سے ان کے اپنے ملک اور قوم کو کتنا بھی نقصان پہنچتا ہو۔ ایسے آدمی کی نسلوں میں جاکر کوئی فائدہ نہ اپنی قوم کو پہنچا سکتے ہیں اور نہ ملک کی کوئی خدمت کرسکتے ہیں۔ ایسے آدمیوں کو ووٹ دینا خود نااہلوں کو اپنے نمائندے بنا کر بھیجنا ہے۔ اس لئے رائے دینے میں اس بات کا خیال ضرور رکھنا چاہیئے کہ اس امیدوار کو رائے دی جائے جو افراط و تفریط سے بچ کر اعتدال کی راہ پر چلنے والا ہو۔ اور جس میں اس قدر آزادی موجود ہو کہ اگر حکومت کے خلاف بھی کوئی بات کہنی پڑے تو اپنے قومی مفاد کے لئے اُسے کہہ دے۔

چہارم۔ بہت سے لوگ کونسلوں میں اس لئے نہیں جاتے کہ وہ قوم اور ملک کی خدمت انجام دیں۔ بلکہ اپنی ذاتی اغراض کے حصول کے لئے جاتے ہیں۔ کہ کسی کو زمین مل جائے۔ یا کوئی عہدہ یا کوئی خطاب یا کسی کا کوئی عزیز کہیں ملازم ہوجائے۔ ایسے لوگ کسی صورت میں بھی اس قابل نہیں کہ انہیں ووٹ دی جائے۔ اور گو یہ نہایت ضروری ہے کہ ہمارے احباب ووٹوں کے دینے میں تساہل سے کام نہ لیں۔ کیونکہ یہ بھی ایک قومی ضرورت ہے۔ لیکن جہاں مختلف امیدوار سب اس رنگ کے ہوں۔ وہاں ووٹ دینے سے نہ دینا بہتر ہے۔ البتہ جہاں کوئی ترجیح کی وجہ ہو وہاں ووٹ اس شخص کے حق میں دیدی جائے۔

پنجم۔ علمی قابلیت اور تقریر کرنے کی قابلیت کا خیال بھی ضروری ہے۔ کیونکہ کونسلوں میں بڑی قابلیت کے لوگوں سے مقابلہ کرنا پڑتا ہے اور اگر ہمارے نمائندے علمی قابلیت یا تقریر کرنے کی قابلیت سے عاری ہوں گے تو وہ قوم یا ملک کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتے۔ خواہ ان کی نیت کیسی اچھی بھی ہو۔ اس بارہ میں جو زمیندار اور غیر زمیندار کا سوال پیدا ہوگیا ہے وہ بھی موجب نقصان ہے۔ رائے دینے میں یہ تو دیکھنا چاہیئے کہ فلاں شخص شہری ہے یا زمیندار۔ بلکہ یہ دیکھنا چاہیئے کہ علمی قابلیت کس میں زیادہ ہے اور اپنی بات کو بہتر طریق پر کون شخص پیش کرسکتا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ شہری مسلمانوں کو عامۃ المسلمین کی بہبودی سے زیادہ تعلق عام طور پر نہیں ہوتا اور وہ ان کی خاطر کوئی تکلیف اٹھانا نہیں چاہتے۔ مگر انتخاب کا یہ طریق آہستہ آہستہ ان میں یہ بات بھی پیدا کردیگا کیونکہ جب ان کو یہ معلوم ہوگا کہ وہ بھی کسی بات میں اپنے غریب اور دیہاتی بھائیوں کے محتاج ہیں تو ان کے کام کرنے کے لئے بھی ان میں رغبت پیدا ہوگی۔ گو اسوقت تک یہ حالت ہے کہ ممبران کونسل انتخاب کے وقت تو گاؤں گاؤں پھر کر ماتھے جوڑتے پھرتے ہیں اور جب منتخب ہوجاتے ہیں تو معزز آدمی بھی ان کے دروازے پر آجائے تو پروا نہیں کرتے۔ لیکن پھر بھی قومی ترقی کے نقطہ نگاہ سے اسوقت علمی قابلیت اور تقریر کرنے کا مادہ مقدم کرنے کی چیزیں ہیں۔ اس وجہ سے یہ خواہش بھی پیدا ہوجاتی ہے کہ کونسلوں میں لوگ سوالات پیش آمدہ کے متعلق اپنے آپ کو خوب تیار کرکے جائیں۔

نوٹ:۔ چونکہ اکثر حالات میں فرداً فرداً ان کے امور کے متعلق بھی فیصلہ کرنا مشکل ہوگا اس لئے مناسب یہ ہے کہ مقامی احباب مل کران امور کا فیصلہ کریں۔ کہ کونسا امیدوار سب سے زیادہ موزوں ہے۔ اور اگر ضرورت ہو تو مرکز سے رائے لے لیں۔

دستخط حضرت امیر ۔۔

سناتن دھرمی ہوشیار ہوجائیں

بدیشی کپڑے کی پکٹنگ کے ضمن میں کچھ عرصہ سے مندروں پر بھی پکٹنگ شروع کردی گئی ہے۔ کہ کوئی بدیشی کپڑوں والا مندر کے اندر جاکر پوجا کرنے نہ پائے۔ معابد پر کوئی خاص قید لگا دینا اور پابندیاں عاید کرنا خطرہ سے خالی نہیں ہوتا۔ چنانچہ اس حقیقت کو سامنے رکھتے ہوئے سناتن دہرمی اخبار "جاگرت" نے لکھا ہے:۔

> کئی جگہوں پر ایسی سبھاؤں نے بھی اس کام (مندروں پر پکٹنگ) کو اپنے ہاتھ میں لیا ہے جن کے متعلق بلاخوف تردید کہا جا سکتا ہے کہ وہ خالص سناتن دہرمی نہیں ہیں۔۔۔۔ اس وقت جذبات کے زیر اثر لوگ اس تحریک کو اپنا رہے ہیں اور اس تحریک کے خلاف آواز نہیں اٹھاتے۔ مگر وقت آئے گا جب کہ انہیں معلوم ہوگا کہ ایسا کرکے انہوں نے ایک زبردست غلطی کا ارتکاب کیا ہے۔ اگر آج بدیشی کپڑوں کے لئے پکٹنگ ہوسکتی ہے تو کل ہی اور مقصد کے لئے پکٹنگ کیوں نہ کردی جائے گی"؟

"جاگرت" کی اس تحریر پر جہاں تک ہم نے غور کیا ہے معقولیت پر مبنی نظر آتی ہے۔ مگر آریہ سماجی ذہنیت کو کیا کہیئے گا کہ وہ بیچارے سناتن دہرمیوں کی معقول باتوں کے جواب میں بھی ملی کٹی سنانے بیٹھ جاتے ہیں۔ چنانچہ "آریہ گزٹ" "جاگرت" کے جواب میں لکھتا ہے

> "ان سطور سے "جاگرت" کا یہ خطرہ ظاہر ہو رہا ہے کہ کہیں غیر خالص سناتن دہرمی جن سے مراد اس کی آریہ سماجیوں سے ہی معلوم ہوتی ہے کل مورتی پوجا کے خلاف بھی پکٹنگ شروع نہ کردیں۔ لیکن ہم اپنے معاصر کو یقین دلاتے ہیں کہ وہ آریہ سماجیوں سے اس قسم کا کوئی خطرہ محسوس نہ کریں۔ آریہ سماجی اس گورو کے چیلے ہیں جس کے اپدیشوں سے متاثر ہوکر بڑے بڑے پنڈت انہیں مورتیوں کے پرجنگ گنگا کی بھینٹ کردیتے تھے۔ آپ خود ہی چھوڑ دوگے۔ پکٹنگ سے یہ کام نہیں کرایا جائے گا تسلی رکھیں۔"

"آریہ گزٹ" کے مندرجہ بالا فقرات محتاج تشریح نہیں۔ اور ہمیں نہایت ہی افسوس سے لکھنا پڑتا ہے کہ یہ فقرات مورتی پوجک سناتن دھرمیوں اور ان کی مورتیوں کی انتہائی توہین کرنے والے ہیں۔ اور آریہ گزٹ کو مناسب نہ تھا کہ "جاگرت" کی معقول باتوں کا جواب اصل بات سے الگ ہوکر اس طرح نہایت دل آزارانہ طریق پر دیتا۔

عبادات کے لئے کسی خاص لباس کی قید لگانا اور معابد کو کسی خاص فیشن کے طبقہ کے لئے وقف کر رکھنا مذہب اور اس کی غرض دونوں کی کھلی کھلی توہین ہے۔ یہی وہ پابندیاں ہیں جن کے مارے ہوئے شودر۔ چنڈال آج تک مندروں میں گھسنے نہیں پاتے اور سیاسی اغراض کے ماتحت آریوں کے پیٹ میں شودروں کی ہمدردی کا نت نیا درد اٹھا کرتا ہے۔ ہمیں حیرت ہے کہ جو آریہ سماج ذات پات چھوت چھات کے جھگڑوں کو مٹانے پر تلی ہوئی ہے اور دعویدار ہے کہ وید اور ویدک دہرم تمام دنیا کے لئے ہے وہ ایسی باتوں کی حمایت کس منہ سے کررہی ہے۔ اگر ویدک دہرم عالمگیر ہے تو پھر ایک چینی اور جاپانی ایک ہندوستانی اور عرب ایک افریقی اور یورپین غرض ہر قوم اور ہر لباس کا ویدک دھرمی مندروں میں جاکر عبادت کرنے کا مجاز ہے۔

جو آریے ایک خاص طبقہ (شودر) کی مندروں سے محرومی پر چیں بجبیں ہوتے ہیں ان کا کسی خاص لباس والوں کا مندر میں جانے دینا اور دوسرے لوگوں کو محروم رکھنا خالی از خطرہ نہیں۔ اور یہ وہ باریک چال ہے جس کی طرف سناتن دہرمیوں کو جلد از جلد متوجہ ہونا چاہیئے۔

آخر پر ہم اپنے معاصر "آریہ گزٹ" سے التماس کرینگے کہ سناتن دہرمی تو اپنی مورتیوں کو گنگا کی بھینٹ کرکے آریہ سماجی تو کیا ہی بنیں گے البتہ آریوں کے اس فعل سے "عالمگیر" ویدک دہرم سمٹ سمٹا کر صرف چند کھدر پوش مہاشوں کا دہرم رہ جائے گا۔

ناظرین کی خط وکتابت کے وقت نمبر خریداری کا حوالہ ضرور دیا

خبریں

—— ناصر الفتح قاہرہ نے اپنے کالموں میں اسکندریہ کے ایک نامہ نگار کا ایک خط شائع کیا ہے۔ جس میں یہودیوں کے کامیاب مقاطعہ پر بحث کی گئی ہے۔

نامہ نگار موصوف کا بیان ہے کہ تجربات نے یہ ثابت کر دیا کہ عربوں کے پاس یہودیوں کو زیر کرنے کے لئے ایک بہترین ہتھیار ہے۔ یہودیوں کے سیاسی طمع کا جواب اسی طرح دیا جا سکتا ہے کہ ان سے کامل تجارتی مقاطعہ کیا جائے۔ اندازہ کے موافق بارہ لاکھ کا نقصان یقینی ہے۔ اب تک بہت سے تاجروں کا دیوالہ نکل چکا ہے۔

ایک یہودی تاجر نے نیویارک ٹائمس کو ایک چھوٹی تار سے مطلع کیا ہے کہ عربوں کے مقاطعہ سے یہودیوں پر اس کا بہت سخت اثر ہوا۔ مقاطعہ کے ابتدائی اثرات کی وجہ سے بہت سے یہودیوں کو مقابلہ کر رہے ہیں۔ چنانچہ تمام ناکام یہودی تاجروں کا سامان دہنی لوگ ہی خرید رہے ہیں۔ یہودی تجارت گاہوں کو اپنی ناکامی کا بہت زیادہ خوف ہے۔

—— چٹاگانگ۔ ۲۵ر اپریل۔ حملہ آوروں کی اصلی جماعت ابھی تک مقابلہ کر رہی ہے۔ اطلاعات سے پایا جاتا ہے کہ اب پہاڑ تاری کے علاقہ میں ان کا سراغ نہیں ملتا۔ معلوم ہوا ہے کہ زخمی باغیوں کے تعاقب میں پہاڑی سے ۶ میل دوسری طرف چلی گئی ہیں۔ شہر میں خانہ تلاشیاں اور گرفتاریاں ہو رہی ہیں مجسٹریٹ نے ایک اعلان شائع کیا ہے جس میں آتشبازی کی مخالفت کر دی۔ کرفیو آرڈر کا نفاذ جاری ہے شہر میں امن ہے۔

—— شملہ ۲۶ر اپریل۔ ہز اکسیلنسی وائسرائے نے پریذیڈنٹ پٹیل کا استعفا منظور کر لیا ہے۔

—— پشاور ۲۶ر اپریل۔ میسرز عبد الغفار خاں۔ شاہ نواز۔ احمد شاہ سرسٹر عبد الاکبر خاں۔ سرفراز خاں اتمان زئی۔ رہنماؤں کے مقدمے کی کچہری میں سماعت ہوگی۔ انہیں فرنٹیئر ریگولیشنز کی دفعہ ۴۰ کے ماتحت ضمانت دینے یا بصورت دیگر تین سال قید کی سزا کا حکم دیا گیا۔ سب نے قید کو ترجیح دی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ان سب کو پنجاب کے کسی جیل میں بھیج دیا جائے گا۔

—— شملہ ۲۷ر اپریل۔ آج سرپٹیل (بل) موٹر کے ذریعے سے دہلی کو روانہ ہو گئے روانگی سے دو گھنٹہ پیشتر ان کو ایک جلوس کی شکل میں لوئر بازار اور مال روڈ کے رستے لے گئے۔ دوکانیں خوب سجی ہوئی تھیں۔ ہجوم کا اندازہ پندرہ ہزار کے قریب تھا۔

—— آج صبح سرپٹیل دہلی پہنچ گئے ہیں آپ کا شاندار خیر مقدم کیا گیا اور ایک گاڑی میں جسے رضاکار کھینچ رہے تھے۔ آپ کو بٹھا کر جلوس کی شکل میں شہر کے گرد پھرایا گیا۔ کل تک آپ نیو دہلی میں قیام پذیر رہیں گے۔ جس کے بعد الہ آباد جائیں گے۔ آج شام آپ کو ایک گارڈن پارٹی دی گئی۔ جس میں ایک عام جلسے کے اندر آپ کی خدمت میں سپاسنامے پیش کئے جائیں گے۔

ایک قاعدہ قرار نہیں دیا جا سکتا۔ مثلاً جہاں یہ اصول ہے کہ ہر انسان کی پیدائش کے لئے مرد اور عورت کے جوڑے کی ضرورت ہے۔ وہاں مسیح علیہ السلام کی پیدائش کے لحاظ سے اپنے مسلمات کے مطابق ایک دوسرا اصول یہ مقرر کرنا پڑے گا کہ بجائے مرد اور عورت کے اکیلی عورت کی ذات سے بھی یہ کام بخیر و خوبی سرانجام ہو سکتا ہے۔ اور اگر اس طرح پر کاربراری ہو سکتی ہے تو پھر دوسری محنت عبث ہے یعنی مرد کی ضرورت نہیں۔ اور اگر غالیین کے خیال کو اور وسعت دی جائے تو صرف عورت ہی کی اس میں کیوں خصوصیت ہے۔ مرد اس کانے قانون کی زد سے کہاں بچ سکتے ہیں۔ کیونکہ اکیلی عورت کی ذات کو اس کام کے لئے مخصوص کرنا ان کی نرالی منطق اور خوش اعتقادی کے باعث اس وجہ سے ہے کہ خدا تعالےٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ وہ جس طرح پر چاہے پیدا کر سکتا ہے۔ تو اس دلیل کی رُو سے کیا مرد یہ کام نہیں دے سکتے۔ اور ذرا تخیل میں وسعت پیدا کیجئے تو مردوں پر ہی کیا منحصر ہے تمام کیڑوں مکوڑوں۔ حجر و شجر وغیرہ سے حضرت انسان کی پیدائش تسلیم کی جا سکتی ہے۔ مگر ان فرضی قصوں سے کیا حاصل۔ جب ان کے ساتھ وقوع کی شہادت نہیں۔ اگر اپنے دعوے کے ثبوت میں ہمارے احباب چند شہادتیں بھی پیش کر سکتے ہیں۔ تو ہم بخوشی غور ان کے سننے کے لئے تیار ہیں۔ وہ بتلائیں کہ دور حاضرہ میں کتنی اکیلی عورتوں نے بچے جنے اور کس قدر مجرد مردوں نے زچگی کی زحمت گوارا کی۔ اور کچھ نام ایسے گنوائیں جو کہ علاوہ مرد اور عورت کے آسمان اور زمین سے ٹپک پڑے ہوں۔ اور حاضرہ کی قید بھی فضول ہے۔

ازمنہ گذشتہ میں جہاں تک صحیح تاریخ کام دے سکتی ہے۔ وہ ایسے شواہد پیدا ہرگز نہیں کر سکتے۔ تو پھر برائے خدا آیہ کریمہ ان اللہ علیٰ کل شیءٍ قدیر کو صحیح سائنس میں سمجھنے کی کوشش کریں۔

پیار و جو اصول آپ نے حضرت مسیح علیہ السلام کی پیدائش کے متعلق سمجھ رکھا ہے وہ کوئی اصول نہیں۔ اصول صرف ایک ہی ہے جو خدا تعالےٰ نے تعلیم فرمایا ہے۔ کہ بنی نوع انسان یا نوع حیوان کی تخلیق نطفی یا نر و مادہ کے ملنے پر منحصر ہے۔ اسی کی تائید و تصدیق آیات صریحہ قطعیت الدلالت قرآن کریم سے ہوتی ہے۔ جو اُوپر درج کی گئی ہیں۔ سو سوائے اس کے نہ کوئی اکیلی عورت بچہ پیدا کر سکتی ہے اور نہ اکیلا مرد۔ یہ خدا تعالےٰ کی سنت ہے و لن تجد لسنت اللہ تبدیلا۔ (خدا کی سنت کبھی بدلتی نہیں) اس کے ساتھ ہی میں اپنے سلسلہ کے مبلغین کی خدمت میں عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ وہ اپنے مباحثہ کے پروگرام میں ولادت مسیح علیہ السلام کے مسئلہ پر بھی قادیانی یا غیر احمدی دوستوں کے ساتھ ضروری تبادلہ خیالات فرمائیں۔ قرآن کریم میں ابوۃ حضرت مسیح علیہ السلام کا ثبوت کافی سے زیادہ موجود ہے۔ والسلام

خاکسار: شیخ غلام حسین سیکرٹری تبلیغ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام سیالکوٹ

شکریہ

شیخ لے صادق صاحب جو کہ فرم خان بہادر شیخ غلام حسن صاحب امرتسر کے معزز ممبر ہیں۔ گذشتہ عید کے موقعہ پر برلن مسجد میں تشریف لے گئے تھے۔ ایسی عالی شان مسجد میں فرش نہ دیکھ کر آپ نے نہایت مہربانی سے پانصد روپیہ جرمن مسلم سوسائٹی کو مرحمت فرمایا۔ کہ اس سے قالین خرید کر مسجد میں بچھائے جائیں۔ ارکان صدر انجمن۔ امام مسجد برلن و ممبران جرمن مسلم سوسائٹی جناب شیخ صاحب کا اس گرانقدر عطیہ کے لئے تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں۔ اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ ان پر اور ان کی فرم پر بیش از پیش برکات کا نزول فرمائے۔ اور ان کے کاروبار میں برکت عطا فرمائے شیخ صاحب کا یہ قابل رشک نمونہ دیگر اہل دل مسلمان امراء کے لئے قابل تقلید ہے۔ ان کی ذرا سی ہمت سے اشاعت اسلام کا بابرکت کام مضبوط بنیاد پر کھڑا ہو سکتا ہے۔

ناظرین خط و کتابت کے وقت اپنے نمبر خریداری کا حوالہ ضرور دیا کریں۔

خبریں

— لندن ۲۴ر نومبر معلوم ہوا ہے کہ فیڈرل تعلقات کی کمیٹی کے آج کے اجلاس میں مسئلہ انتخاب پر ایک طویل بحث و تمحیص ہوئی۔ بالعموم اس امر پر اتفاق کیا گیا کہ بعض خاص حقوق و مفاد کی نمائندگی کے لئے کوئی شرط پیش نہیں کی گئی۔ اور دوسرے مفاد مکمل طور پر پیش کیے گئے۔

فیڈرل سکیم کا مسئلہ حل کرنے کی تدبیر کے متعلق کافی بحث و تمحیص ہوئی۔ لیکن کسی خاص وفد کی طرف سے کوئی تجویز پیش نہیں کی گئی۔ آخر فیصلہ کیا گیا کہ اس قسم کی کوئی تجویز پیش کرنا بہت قبل از وقت ہے۔ کیونکہ ایسی نامکمل و ناموزوں سکیم پیش کرنے سے جسے بعد میں ترک کرنا مشکل ہوگا کانفرنس کا کام طویل و دشوار ہو جائے گا۔

مندوبین نے اس بات سے اتفاق کیا کہ لارڈ سینکی سلطنت برطانیہ اور دوسری سلطنتوں کے فیڈرل نظام ہائے حکومت کا وسیع تجربہ اور واقفیت رکھتے ہیں۔ لہٰذا وہ ان امور کے عنوانات مرتب کرنے کے لئے نہایت موزوں شخص ہیں۔ جو سکیم کی بحث کے سلسلے میں زیر غور آئیں گے۔

— لاہور ۲۶ر نومبر۔ آل انڈیا ویمنز کانفرنس و انجمن خواتین ہند کا اجلاس جنوری میں منعقد ہوگا۔ کانفرنس نے اجلاس کے مصارف کے لئے چندہ کی فہرست کھولی ہے۔ اندازہ لگایا گیا ہے کہ اس مصرف کے لئے ۷ ہزار روپے کی ضرورت ہوگی۔

مجلس استقبالیہ کے ارکان نے مندرجہ ذیل رقوم عطا کی ہیں۔ سر عبدالقادر سو روپیہ۔ کنور جسٹس دلیپ سنگھ دو سو روپیہ۔ مسٹر جسٹس ٹیک چند دو سو روپیہ۔ رائے بہادر بیج رام ایک سو روپیہ۔ جسٹس آغا حیدر پچاس روپے۔ ڈاکٹر گوکل چند نارنگ ایک سو روپیہ۔

— امرتسر ۲۶ر نومبر۔ گوردوارہ سیس گنج پر گولی چلانے کے خلاف احتجاج کے طور پر گوردوارہ پربندھک کمیٹی کے زیر اہتمام مقامی سکھوں نے ایک بھاری جلوس نکالا۔ کانگرسی ہندو اور مسلمان اور دیویوں کی بڑی جماعت مظاہرہ میں شامل ہوئی۔ جلوس کے آگے آگے سکھوں کا قومی جھنڈا (نشان صاحب) تھا جس کے ساتھ پانچ اکالی کرپانیں لگائے جا رہے تھے۔ جلوس ست سری اکال اور دیگر قومی نعرے لگاتا ہوا شہر کے بڑے بڑے بازاروں میں پھرتا رہا۔

— لائل پور ۲۴ر نومبر۔ شیخ سلیمان کی دوکان واقع چوک راجہ صاحب پر ابھی تک پکٹنگ جاری ہے۔

اس مطلب کے لئے رضاکاروں کی خاصی تعداد دیہات سے آگئی ہے۔ ابھی تک کوئی گرفتاری عمل میں نہیں آئی۔ رضاکار عورتیں ہر روز لیڈی ڈاکٹر دروپدی دھن دیوی اور مسز چیتا رام ٹھاکر کی زیر سیادت جلوس نکالتی ہیں۔

— لنڈن ۲۷ر نومبر۔ سول اینڈ ملٹری گزٹ کا نامہ نگار خصوصی قمطراز ہے: "اب یہ امر واضح ہو گیا ہے کہ ہندوؤں اور مسلمانوں کی گفت و شنید کی کمیٹی کو اپنے کام میں مشکلات درپیش ہیں۔ اور یہ لوگ اب تک پنجاب اور بنگال میں متناسب نیابت کا مسئلہ حل کرنے کے لئے کوئی اصول وضع نہیں کر سکے۔

سکھ مندوبین کی پوزیشن نہایت نازک ہو گئی ہے۔ کیونکہ پنجاب کے سکھوں کے تار پر تار چلے آرہے ہیں۔ جن میں نہایت زبردست مطالبات کا مطالبہ کیا گیا ہے

سردست یہ سمجھنا چاہئے کہ ہندوؤں اور مسلمانوں کی گفتگو ناکام رہی۔ لیکن متعدد لبرل نمائندے تمام مسئلے کو دوبارہ شروع کرنے کے لئے ابھی پرائیویٹ گفت و شنید کر رہے ہیں۔

آج اکثر مندوبین نے ملاقات کے دوران میں تسلیم کیا کہ ابھی تک انہوں نے اہم اختلافی امور پر گفتگو نہیں کی۔ اور اس رائے کا اظہار کیا کہ یہ مسئلہ صرف لندن میں ثالثی کے ذریعے حل ہو سکتا ہے۔ مندوبین نے بیان کیا کہ ثالث حکومت ہند کے سوا اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ صرف اسی کے کندھے ایسی شورش انگیز نکتہ چینی کو برداشت کرنے کے قابل ہیں۔ جن کا اظہار ہر قسم کے فیصلے کے بعد یقینی ہے۔

— لنڈن ۲۷ر نومبر۔ جاپان میں زلزلے کے جھٹکے ۳ منٹ تک جاری رہے۔ اور ایک وسیع رقبہ میں محسوس کیے گئے۔ جو جنوب میں اوساکا تک اور شمال میں میباشی و نکاٹا تک پھیلا ہوا ہے۔ کئی مقامات پر آگ لگ گئی۔ جس سے مصیبت زدوں کے آلام و مصائب میں اضافہ ہو گیا۔ ٹوکیو میں اُبلتے ہوئے پانی کا چشمہ پھوٹ پڑا جس کا پانی بہت زیادہ بلندی تک پہنچا تھا۔ اندیشہ کیا جاتا ہے کہ متعدد دیگر اضلاع کو بھی شدید نقصان برداشت کرنا پڑا ہے۔ لیکن ذرائع رسل و رسائل کے انقطاع کی وجہ سے ابھی تفصیلات موصول نہیں ہو سکیں۔

— ٹوکیو ۲۶ر نومبر۔ شیزوکا۔ یا پر فیکچر میں زلزلے سے ۹ سو آدمی ہلاک اور زخمی ہوئے۔ آخری سرکاری بیان کے مطابق اس علاقہ میں ۱۰۷ آدمی ہلاک ہوئے۔ اخبارات کا بیان ہے کہ ۲۲۳ آدمی زلزلہ سے مر چکے ہیں۔

— لنڈن ۲۲ر نومبر۔ آج شام لارڈ سینکی کے مجوزہ عنوانات مباحث فیڈرل تعلقات کی کمیٹی کے ارکان کو بھیج دیئے گئے۔ معلوم ہوا ہے کہ یہ مباحث حسب ذیل بارہ عنوانات پر مشتمل ہیں۔

(۱) فیڈریشن کا عناصر ترکیبی۔ (۲) فیڈرل مجلس مقننہ کی وضع قطع اور ایوانوں کی تعداد جن پر یہ مشتمل ہونی چاہئے (۳) فیڈرل مجلس مقننہ کے ارکان کی تعداد اور اگر مجلس مقننہ کے ایوان ایک سے زیادہ ہوں تو وہ فیڈریشن کے ماتحت کمیٹیوں میں تقسیم کر دیئے جائیں (۵) وہ طریق عمل جس کی بنا پر برطانوی ہند اور ریاستوں کے نمائندے منتخب کئے جائیں۔ (۶) فیڈرل ہیئت منتظمہ کے آئینی اختیارات اور ذمہ داریاں۔ (۹) اقلیتوں کے رضامندانہ اشتراک عمل اور خاص حقوق و مفاد کے حصول کی شرط۔ (۱۰) پریم کورٹ (عدالت عالیہ) اور اس کے حلقہ اختیارات قائم کرنے کا مسئلہ (۱۱) مدافعتی (جیں (۱۲) تاج برطانیہ کے ساتھ فیڈرل ہیئت منتظمہ اور صوبوں کی انتظامی مجالس کا تعلق۔

— لکھنؤ ۲۲ر نومبر۔ جاریہ کیمپ جیل لکھنؤ میں زیر تعمیر ہے۔ آئندہ ماہ جنوری میں تیار ہو جائے گا۔ اس میں صوبہ بھر کے سی کلاس سیاسی قیدی رکھے جائیں گے۔

— امرتسر ۲۶ر نومبر۔ سردار سجاگ سنگھ نائب صدر گوردوارہ پربندھک کمیٹی نے سکھوں کے ایک دیوان میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ سکھ جلد ہی ایک نیا مورچہ لگانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ جس کے پہلے جتھے کی قیادت میں کروں گا۔ سردار موصوف نے اعلان کیا کہ گوردوارہ سیس گنج کے مصارف میں اور آئندہ دستور حکومت میں اپنے حقوق کے تحفظ کے لئے سکھوں کو ایک راستہ اختیار کرنے کا فیصلہ کرنا ہوگا۔

— لاہور ۲۷ر نومبر۔ آج عدالت کے ڈویژنل بنچ نے جو جسٹس بھیڈے اور جسٹس ٹیپ پر مشتمل تھا احمد گڑھ کے مقدمہ ڈکیتی کی اپیل کی سماعت کی۔ اس مقدمہ میں چودھری شیر جنگ۔ ہرنام سنگھ اور صاحب سنگھ کو حبس دوام اور باقی دو ملزموں کو دس دس سال کی سزائے قید دی گئی تھی۔ بحث وکلاء کے بعد اجلاس بنچ کے لئے ملتوی ہو گیا۔

شذرات

(از شیخ محمد انعام الحق صاحب)

آجتک ہم اور دوسرے مسلمان اسی غلط فہمی میں مبتلا تھے کہ مسلمانوں کو مذہبی حیثیت سے متحد ہو جانا چاہئے۔ سب مسلمانوں کا خدا۔ رسول۔ قرآن ایک ہے۔ وہ آپس میں دینی بھائی ہیں۔ ان کی زندگی کا مقصد۔ عزت و وقار سب مشترک ہے۔ اس لئے ان چیزوں کے سامنے فروعی اختلافات کو وقعت نہیں دینی چاہئے۔ لیکن خدا بھلا کرے حضرت میاں محمود امام جماعت قادیان کا کہ انہوں نے ہم کو اس غلط فہمی سے نکالا۔ آپ نے ۶ ر اگست کے خطبۂ جمعہ میں جو "الفضل" ۱۴ ر اگست کی اشاعت میں چھپا ہے اتحاد المسلمین پر اپنے خیالات کا اظہار فرمایا ہے۔ جو اس وقت پیش نظر ہے۔

خطبہ میں میاں صاحب نے تمہیدی الفاظ اور اپنی علالت طبع کا ذکر کرنے کے بعد ارشاد فرمایا

"ان لوگوں (غیر قادیانی مسلمانوں) سے مذہبی لحاظ سے گو ہمارے تعلقات ایسے نہیں کہ ایک کا دکھ دوسرے کو محسوس ہو۔ لیکن سیاسی اور تمدنی طور پر جو باتیں ہیں۔ ان میں ہم ان سے کسی صورت میں علیحدہ نہیں ہو سکتے"۔

گویا آجکل قادیانی جماعت اتحاد بین المسلمین کی جو رٹ لگا رہی ہے۔ اس کی حقیقت صرف یہ ہے کہ چونکہ موجودہ زمانے میں قادیانیوں اور مسلمانوں کے تمدنی و سیاسی حقوق و حالات مشترک ہیں۔ اس لئے وہ مسلمانوں کے ساتھ شامل ہونا ضروری سمجھتے ہیں۔ ورنہ مذہبی لحاظ سے ان کے تعلقات ایسے نہیں ہیں کہ ان کو مسلمانوں کا دکھ محسوس ہو لیکن سیاسی حالات اور تمدن تو جلد جلد تبدیل ہونے والی چیزیں ہیں۔ قادیانیوں کی سیاسی مصلحتیں تو ہمیشہ پُر اسرار اور عجیب و غریب رہی ہیں۔ بعض دیکھنے والوں کا یہ بھی خیال ہے کہ ممکن ہے کہ قادیانی جماعت تمدن کے لحاظ سے بھی مسلمانوں سے علیحدہ ہو جائے۔ تو پھر اس صورت میں اتحاد المسلمین کی رٹ لگانے والے قادیانی لازمی طور پر مسلمانوں کے خون کے پیاسے ہو جائیں گے۔ اللہ اللہ امام قادیان کے نزدیک خدا۔ رسول۔ قرآن۔ کلمہ اور کعبہ کا اتحاد و اشتراک کوئی حقیقت نہیں رکھتا اور وہ سیاست و تمدن ایسی دن رات بدلنے والی چیزوں کو رشتہ اتحاد قرار دے رہے ہیں۔

آگے چل کر ارشاد ہوتا ہے:۔

"مسلمانوں کی دو تعریفیں ہیں۔ ایک حقیقت کے لحاظ سے وہ تعریف جو اللہ تعالیٰ کرتا ہے ہر جماعت اپنے متعلق خیال کرتی ہے۔ کہ روحانیت کا جو مرتبہ ہمیں حاصل ہے وہ دوسرے کو نہیں اور یہ ایک ایسی بات ہے جس پر کسی کو اعتراض نہیں کیونکہ اگر یہ خیال نہ ہو تو پھر کسی کو علیحدہ جماعت قائم کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے"؟

اس میں شک نہیں کہ ہر ایک فرقہ اپنے آپ کو روحانیت کے اعلیٰ مقام پر سمجھتا ہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ باقی مسلمانوں کو بیک جنبش قلم کافر قرار دے دیا جائے۔ جیسا کہ آپ نے اپنی چند ذاتی اغراض کی خاطر کیا ہے۔

پھر خود ہی فرماتے ہیں:۔

"روحانیت کے لحاظ سے یہ فیصلہ اللہ تعالےٰ ہی کر سکتا ہے۔ کیوں کہ وہ خوب جانتا ہے کہ کون حقیقی مسلمان ہے"۔

لیکن سوال یہ ہے کہ جب روحانیت کے لحاظ سے فیصلہ اللہ تعالیٰ ہی کر سکتا ہے تو پھر آپ نے چالیس کروڑ مسلمانوں کو کس سند کی بنا پر کافر قرار دیدیا۔ کاش اپنے فتویٔ کفر میں اس کا حوالہ دیدیا ہوتا۔ کیا کوئی صاحب میاں صاحب کے ان ارشادات عالیہ میں کسی تسلسل و تعلق کا سراغ لگا سکتے ہیں؟

علیحدہ نیابت کے متعلق ارشاد ہوتا ہے:۔

"پچھلے دنوں ایک صاحب نے تحریک کی تھی کہ احمدی علیحدہ نیابت کا مطالبہ کریں شیعہ الگ اور سنی الگ۔ دوسروں کے متعلق تو مجھے معلوم نہیں کہ اس تجویز کو انہوں نے کس نظر سے دیکھا۔ کیونکہ اس سے سوائے تفرقہ اور انشقاق کو [illegible]"

لیکن انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ مسلمانوں نے ابھی اس واقعہ کو بالکل فراموش نہیں کیا۔ جب آپ نے ولایت جا کر قادیانیوں کے لئے جداگانہ نیابت کی سعی فرمائی تھی۔ اور وزیر ہند کے دفتر سے ٹکا سا جواب ملا تھا۔ پبلک کا حافظہ بے شک کمزور ہوتا ہے لیکن اس قدر نہیں جس قدر قدر بعض آپ میاں صاحب نے سمجھ رکھا۔

یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ میاں صاحب کسی ایسے موضوع پر خطبہ دیں اور ہم ندیم نیاز مندوں کو فراموش کر دیں۔ ہمارا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔

"بعض لوگوں پر یہ اتحاد بہت گراں گزرتا ہے۔ خصوصاً ان لوگوں پر جو ہم سے علیحدہ ہو کر لاہور چلے گئے ہیں۔ اور جنہیں لاہوری یا پیغامی غیر مبائعین کہا جاتا ہے۔ ان پر تو یہ اس قدر شاق گزرتا ہے کہ اگر اتحاد کا نام بھی لیا جائے تو وہ فوراً شور مچا دیتے ہیں۔ کہ یہ فلاں کو کافر سمجھتے ہیں۔ ان سے اتحاد کیونکر کیا جا سکتا ہے۔ حالانکہ اس اتحاد کے معنے صرف یہ ہیں کہ ہندوؤں کے مقابلہ میں مسلمان کہلانے والے ایک ہو جائیں"۔

لیجئے ابھی تو آپ سیاسی و تمدنی حالات کا مشترک ہونا اتحاد کی وجہ قرار دیتے تھے۔ اب اسی خطبے میں اتحاد المسلمین کے صرف یہ معنی بیان فرمائے جا رہے ہیں کہ ہندوؤں کے مقابلہ میں مسلمان کہلانے والے متحد ہو جائیں۔ اتحاد المسلمین کی ایسی انوکھی اور جامع تعریف پہلے کسی کو کہاں معلوم تھی؟ گویا صرف ہندوؤں کے مقابلہ پر اکٹھا ہو جانا اتحاد المسلمین کہلاتا ہے۔ اگر عیسائی حکومتیں مسلمانوں کی تباہی کا سامان کریں تو باقی مسلمانوں کو خاموش رہنا چاہئے اگر فرانسیسی مراکش میں اور یہودی سرمایہ دار فلسطین میں فرزندان توحید پر عرصۂ حیات تنگ کر دیں تو اس کے متعلق آواز بلند کرنے کی مطلق ضرورت نہیں۔ اگر یونانی درندے سمرنا میں ترکوں کا قتل عام کر دیں تو ہماری بلا سے۔ افغانستان میں خانہ جنگی ہو۔ یا ایران پر زلزلہ آئے کچھ پروا نہیں صرف ہندوؤں سے لڑنا ہی اتحاد المسلمین ہے۔ انا للہ۔

یہ ہے اس امام واجب الاطاعت کے خطبۂ جمعہ کا حال جس کے مرید ہمہ دانی کا جہل مرکب کتنے ہوئے نہیں تھکتے۔

صداقتِ مسیح موعود

از کتب سکھ دھرم

(از جناب شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی)

دنیا میں ایک نذیر آیا۔ دنیا نے اسے قبول نہ کیا۔ مگر خدا اُسے قبول کرے گا۔ اور بڑے زور آور حملوں کے ساتھ اس کی سچائی ظاہر کرے گا۔

اللہ تعالےٰ نے اپنے حبیب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ بولے الفاظ کو سچا ثابت کرنے اور اپنے پاک اور برگزیدہ دین "اسلام" کی نہ صرف حفاظت کرنے۔ بلکہ دشمن کے حملوں سے بچا کر جملہ ادیان باطلہ پر اس کو غالب کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود کو مبعوث فرمایا مسلمان اپنی ناسمجھی سے اگر آج اس کا انکار کر کے آسمانی برکتوں سے محروم رہنا پسند کرتے ہیں تو ان کی مرضی۔ وقت آتا ہے بلکہ آ گیا ہے کہ خداوند قدوس زبردست دلائل کے ساتھ اپنے پاک بندہ کی صداقت کو منوائے گا۔ اس سے بڑھ کر اور کس تصدیق کی ضرورت ہے کہ اس بزرگ کے متعلق جس کو مسیح موعود اور مہدی کہا جاتا ہے نہ صرف مسلمان ولیوں نے بلکہ غیر مسلم بزرگوں نے بھی پیشگوئی کی ہے۔ سردست میں صرف سکھ لٹریچر کو لیتا ہوں۔ جنم ساکھی بھائی بالا والی مطبع مفید عام پریس لاہور میں ۱۹۱۲ء میں چھپی ہے۔ اس کے ۲۷۲ صفحہ پر صاف لکھا ہے کہ جب گورو نانک حالت معراج میں ایک بلند ترین روحانی مقام پر پہنچے [illegible] جو اس حالت کے مقام پر پہنچے تو پرھلاد جی نے کہا:۔

"یا تو کبھی یہاں تک آئے ہو یا کبیر آیا تھا۔ مردانہ نے عرض کی کہ پرہلاد جی کیا کوئی اور بھی اس درجے کا بھگت ہوگا۔ جو اس مقام کو حاصل کرے گا۔ تو پرھلاد نے کہا نانک جی سے پوچھ لو۔ یہ سب کچھ جانتے ہیں۔ پھر نانک جی نے کہا کہ آپ ہی کیوں نہیں ان کو بتلا دیتے۔ تب نانک جی کی اجازت پا کر پرھلاد جی نے فرمایا کہ کل جگ میں نانک کے لا ولد اصل بن جانے کے سو برس بعد بٹالے کے علاقہ ملک پنجاب میں جاٹ قوم سے ایک بزرگ ہوگا وہ ایک بھگت اس درجے کا ہوگا"

سکھوں کے نزدیک دسوں گرو صاحبان ایک نانک روپ ہی ہیں چنانچہ ہر ایک گرو اپنے کلام میں نانک نام ہی کو بطور تخلص استعمال کرتا رہا۔ یوں آخری گورو گوبند سنگھ صاحب تک نانک کا زمانہ ہی ہے۔ گورو گوبند سنگھ صاحب کی وفات سمت ۱۷۶۵ بکرم میں ہوئی۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیدائش سمت ۱۸۹۷ بکرم میں ہوئی۔ یعنی گورو گوبند سنگھ صاحب کی وفات کے ۱۳۲ سال بعد جو مطابق پیشگوئی بالکل ٹھیک ہے کہ نانک کے زمانہ کے سو سال بعد وہ بزرگ پیدا ہوگا۔

۲۔ گورو گوبند سنگھ صاحب اپنے کلام دسم گرنتھ میں آئندہ کے واقعات کو لکھتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

ٹُنہ راچھس کا کاٹا سیسا
سری اسکیت جگت کا عیسیٰ

یعنی پھر زنیغ بڑاں لے کر دنیا کا عیسیٰ (نجات دہندہ) راکشس یعنی دجال کا سر قلم کرے گا۔

اس کتاب میں دوسری جگہ یوں مرقوم ہے

نجنتت عیسم۔ پوینتنت سیسم
یعنی عیسیٰ جب نکلیگا تو بدوں کا سر توڑے گا۔

پھر لکھا ہے:۔

پونے عیس سیسم۔ عیلی مار نیسم
یعنی عیسیٰ راچھس کا سر کاٹے گا۔

۳۔ آدگرنتھ صاحب میں لکھا ہے

ببلہہ چھلن سبل ملن بھگت پھلن کاہن کوئر
نہکلنک وجی ڈنک چڑھ دل رو اید جیو
سوے محلہ ۵ م۔ جھولنا

گورو گرنتھ صاحب کا آج تک کوئی ترجمہ سوائے دو ترجموں کے ہم نے نہیں سنا۔ ایک تو ترجمہ مہاراجہ بہادر والے فریڈرک کی طرف سے اور ایک امرتسر میں کسی سکھ کی طرف سے شائع ہوا ہے۔ فریڈرکوٹ کے ترجمہ میں اس عبارت کا یوں ترجمہ کیا گیا ہے۔

"باون سروپ ہو کر بل راجہ کو آپ نے چھلا کیا اور بل کے ساتھ جو دیت ہیں تیں کو مرد ن کر کے بھگتوں کو من باچھت پھلوں کے دین ہارے کرشن روپ ہو کر جسودھا و دیوکی کے آپ کہاوتے بھئے ہو۔ پُنہ آگے کو نہکلنک سروپ ہو کر سنبل پور میں وصونسیوں پر ڈھنکے بجیگے اور (رو اید) سورج اور چندرمان آدمی دیوتھوں کا دل (لشکر) آپ کے ساتھ چڑھا کرے گا"

بھائی صاحب گیان سنگھ گیانی اپنی کتاب دسم گورگراہ کا شمیں اس عبارت کا یوں ترجمہ کرتے ہیں:۔

"نہکلنک اوتار دی چڑھائی میں پچھلے یُگاں وچ جس دی ڈونک وجی سی انہے اگے توں بھی تس کے ساتھ سورج چندرمان کا دل چڑھیگا"

سکھوں میں چونکہ ابھی تک ناستی ذہنیت موجود ہے لہذا وہ یہی سمجھتے ہیں کہ سورج اور چاند کوئی دیوتے ہیں۔ جو اپنے لشکر لے کر نہکلنک اوتار کی امداد کر کے اس کی تائید کریں گے اور اسے غالب کریں گے۔ ورنہ اس کا سیدھا اور صاف مطلب ہے کہ سورج اور چاند اس کی صداقت کے لئے نشان ظاہر کرینگے۔

(باقی آئندہ)

گنبد خضرا

(از جناب نظیر لدھیانوی)

نکلا افق سے نور کی بارش سے آفتاب — ڈھلے ہوئے جبیں پہ شرر آفریں نقاب

خورشید کے ظہور سے ظلمت فنا ہوئی — پیدا ہُوا عقاب تو پنہاں ہُوا غراب

لو دم زدن میں نور کا قالین بچھ گیا — رنگوں کی قوس سے تا حدِ خاریاب

اے خطہ ہائے یثرب و بطحا کے ساکنان — کیا تم بھی درد سے ہو یونہی وقفِ پیچ تاب

تم بھی مثالِ لالہ شفق پیرہن ہو کیا — شام و سحر بہاتے ہو آنکھوں سے خونِ ناب

بیٹھے ہو تم تو روضۂ اقدس کے سامنے — آتی ہے ہر دعا پہ جہاں بانگ مستجاب

کعبہ بایں شکوہ جھکاتا ہے سر جہاں — پنہاں ہے جس زمیں میں رسالت کا آفتاب

موجِ غبار میں ہے جہاں عنبر آفریں — گویا کھلا ہُوا ہے بہشت بریں کا باب

ملتا ہے اُس طلسم کدہ کا کہیں سراغ — جبریل نے جہاں سے نہ پایا کبھی جواب

غلمان و حور محو درود و سلام ہیں — گویا اُٹھے ہوئے ہیں در راز کے حجاب

اے دل جبیں اُٹھے نہ کہیں اضطراب میں
ناداں ہے تو حضور رسالت مآب ہیں

عالم اسلام

جاوا میں ڈچ گورنمنٹ کی اسلام سوز حرکات

الشوریٰ کا نامہ نگار جاوا سے تحریر کرتا ہے۔ کہ جاوا کی ڈچ حکومت نے احکام جاری کر دیئے ہیں کہ اسلامی مدارس میں عربی زبان نہ پڑھائی جائے بلکہ حکومت کی طرف سے جو مدارس موجود ہیں ان میں تعلیم حاصل کی جائے۔ جاوا کے مسلمانوں میں اس حکم سے جوش پھیلا ہُوا ہے۔ اللہ مسلمانوں کی حالت پر رحم کرے۔

عمان میں رومن کیتھولک کلیسا اور مدرسہ کی تعمیر

امیر عبداللہ نے اس فیصلہ کو تسلیم کر لیا ہے کہ عمان (شرق اردن) میں رومن کیتھولک عیسائیوں کی طرف سے کلیسا اور مدرسہ تعمیر کر لیا جائے (اس غریب کو کیا خبر یہ ترکیب عربوں کو عیسائی بنانے کی ہے) بحوالہ الشوریٰ

جدہ میں ترکی قونصل کی وفات

گذشتہ ہفتہ ممدوح بک جو جدہ میں جمہوریۂ ترکیہ کی جانب سے قونصل تھے۔ چند روز مریض رہ کر وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حکومت حجاز نے حکومت ترکی کو تعزیت کا پیغام بھیجا ہے۔

جدہ میں ترکی کا جدید قونصل

اس ہفتہ جدہ میں جمہوریۂ ترکیہ کی جانب سے جدید قونصل حضرت عبداللہ محفوظ بک تشریف لے آئے ہیں۔

شاہِ فیصل کی مراجعت عراق

بغداد کا ایک پیغام مظہر ہے کہ شاہ فیصل ستمبر کے وسط میں عراق کے دارالخلافہ میں واپس پہنچ جائیں گے۔ نوری پاشا وزیر اعظم عراق ستمبر کے آخر میں واپس آ جائیں گے۔ آپ واپس آتے ہی اپنی گفت و شنید کے نتائج کی رپورٹ جو برطانوی کابینہ اور عراق پٹرول کمپنی کے ساتھ ہی شائع کر دیں گے۔

ترکی اور ایران کی سرحد کا تعین

ہے۔ جو ترکی اور ایران کی سرحدوں کا تعین کرے گا۔ اس وفد میں کرنل نظام خاں اور رفیع الملک کے علاوہ متعدد انجینیر سردیر اور کلرک شامل ہیں۔ ان نمائندوں نے تبریز میں ترکی وفد سے ملاقات کی تھی اور اس کے بعد سلطنت ایران کے جنوب کی جانب ایک مقام کی طرف روانہ ہو گئے تھے۔ لیکن معلوم ہُوا ہے کہ سرحد کے واقعات اور دونوں طاقتوں کے درمیان موجودہ تعلقات کی وجہ سے وفد کا کام رک گیا۔ اور حکومت ایران نے اپنے وفد کو واپس بلا لیا ہے۔

طلبائے عرب کی کانفرنس

عرب طلبہ کی دوسری کانفرنس ایکس میں منعقد ہوئی۔ ظاہر ہے کہ اب عرب طلباء محسوس کرنے لگے ہیں کہ مستقبل میں انہیں اپنے وطن کے آدمی بننا ہے۔ اس لئے وہ ایک دوسرے کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں اور باہمی تعاون کو ترقی دے کر اشتراک عمل کے اصول پر کاربند ہونے کی عادت ڈال رہے ہیں۔

ترکی کی جدید سیاسی جماعت

پیرس سے ایک نامہ نگار خصوصی لکھتا ہے۔ کہ اس امر کا پہلے ہی اعلان کیا جا چکا ہے۔ کہ فتحی بے ترکی سفیر متعینہ پیرس نے اپنے عہدے سے استعفا دے دیا ہے۔ اور آپ ترکی میں ایک جدید سیاسی جماعت بنائیں گے۔ فتحی بے ۱۹۰۹ء کی تحریک کے رہنماؤں سے ہیں۔ اور انور پاشا و نیازی بے آپ کے ساتھیوں میں سے تھے۔ آپ عزت پاشا کی وزارت عظمیٰ کے زمانہ میں ہوم منسٹر کے عہدہ پر ممتاز تھے۔ اس کے بعد انہوں نے خود وزارت مرتب کی اور مجلس ملی کے رہنما ہوئے۔ آپ نے ۱۹۲۵ء میں کابینہ سے استعفا دے دیا۔ اور فرانس میں سفیر ترکی مقرر ہو گئے۔ [illegible]

دردِ دل

(ایک احمدی کے قلم سے)

آج اخبار میں یہ خبر پڑھ کر کہ مشہور مسلم انگریز مسٹر محمد مارمیڈیوک پکتھال کا انگریزی ترجمۃ القرآن شائع ہونے کو ہے دل پر ایک عجیب کیفیت طاری ہوئی۔ اس ترجمہ کی نسبت یہ لکھا ہے کہ یہ علماء مصر کی مدد سے تیار ہُوا ہے۔ اللہ اللہ ذہنیت میں کس قدر عظیم الشان تبدیلی آ رہی ہے۔ یا تو وہ وقت تھا کہ آج سے چند سال قبل انگریزی ترجمہ کرنا گناہ عظیم خیال کیا جاتا تھا۔ بلکہ حالت یہاں تک تھی کہ حضرت امیر ایدہ اللہ کا انگریزی ترجمہ جس کے ساتھ عربی متن بھی تھا اس کا داخلہ مصر میں بند کر دیا گیا تھا۔ اور یا آج اسی الازہر یونیورسٹی کے سابقہ ڈائرکٹر کی مدد سے تیار شدہ ترجمہ شائع ہو رہا ہے۔ یہ بہت ہی مبارک دن ہے اور خوشی کی گھڑی ہے۔ جب تعصب اور تنگدلی کی گھٹائیں پاش پاش ہوتی نظر آ رہی ہیں۔ اور مسلمانوں میں قرآن کی اشاعت کا خیال راسخ ہوتا جا رہا ہے۔ مخالفین سلسلہ احمدیہ اور دوسرے متذبذبین آئیں اور دیکھیں کہ دنیا لمحہ بہ لمحہ اور سال بسال کس طرف جا رہی ہے۔ کیا اس کام۔ اس مقصد۔ اس انہماک کو مسلمان کرنا اب ضروری خیال نہیں کرتے جس کی طرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آج سے تیس برس قبل مسلمانوں کو آنے کے لئے کہا تھا۔ اور جس کی طرف اس وقت حقارت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ اس وقت علماء نے تمسخراً کہا کہ اسلام کے ساتھ تو اس امام مہدی کے آنے کا وعدہ ہے جو بزور شمشیر اقوام عالم کو اسلام کے جھنڈے کے نیچے لے آئے گا۔ لیکن یہ کیسا امام مہدی بنتا ہے۔ کہ جو قلم اور اشاعت علوم دینی کے ذریعے دنیا کو مسلمان کرے گا؟ اس وقت یہ شکوک و شبہات تھے۔ آج تیس برس کے عرصہ میں دنیا کس بات کی قائل ہو گئی؟ کیا یہی نہیں ہر طرف سنائی دیتا کہ اٹھو! اٹھو! تبلیغ اسلام کرو! اشاعت قرآن میں لگ جاؤ۔ کیا وہی علماء جو انگریزی کا پڑھنا کفر سمجھتے تھے اور انگریزی میں قرآن کا ترجمہ تو گناہ کبیرہ قرار دیتے تھے۔ کیا وہی علماء آج اس قرآن کی اشاعت کو ضروری اور ایک اہم دینی خدمت خیال نہیں کرتے؟ ایک ایک اس بات کو لے لو۔ جس کی طرف حضرت مسیح زمان نے بلایا۔ ہر ایک اس کام کو پرکھو۔ جس پر آپ نے اپنی جماعت کو لگایا۔ کیا یہ تھوڑا سا عرصہ تیس برس کا آپ کی صداقت پر مہر کرتا ہے یا نہیں؟ ہاں مگر سینہ میں دل کا ہونا شرط اوّل ہے۔ لمن کان لہ قلب۔

تھوڑے نہیں نشاں جو دکھلائے گئے تمہیں
کیا پاک راز تھے جو بتائے گئے تمہیں

غیروں سے شکوہ بجا نہیں۔ جب ہم خود اس کام میں وہ ہمت و عزم نہ دکھائیں جو اس کا حق ہے۔ کیا ہم فی الواقع حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو صادق سمجھتے ہیں؟ پھر کیوں ہمارے عزم اشاعت اسلام میں فرق آ رہا ہے؟ کیا ہمارے قلوب حضرت مرزا صاحب کے مامور من اللہ ہونے کی گواہی دیتے ہیں۔ پھر کس لئے ہم آپ کی تائید و نصرت میں سست و مرجھائے ہوئے ہیں؟ کیا ہم نصرت الٰہی اور واقعات زمانہ کو اس امام الوقت کے ساتھ لبیک کہتے ہوئے نہیں سنتے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ ہم اس اتحاد اس ایثار نفس۔ ہم اس عشق اس جنوں کے ساتھ دین کو دنیا پر مقدم نہیں کرتے؟

میرے بزرگو! میرے بھائیو!! میرے عزیزو!!! آؤ اپنے اپنے گریبان میں منہ ڈالیں۔ اور دیکھیں کہ کیا حقیقتاً ہم حضرت مسیح موعود منجانب اللہ سمجھتے ہیں۔ اور آپ کے مشن کو دنیا کی اصلاح۔ اسلام کی کامیابی اور محمد رسول اللہ کی عظمت کا باعث یقین کرتے ہیں۔ جب خدا کے مامور نے من انصاری الی اللہ کہا تو آپ نے نہایت مبارک عزم اور پاک ارادے سے نحن انصار اللہ جواب دیا۔ پھر خدا نے تمہارے اس ایثار پر نہایت عظیم الشان نتائج دیئے۔ ایک دنیا کو تمہارے تابع کر دیا۔ جس بات اور جس کام کو دنیا نہایت خفت کی نگاہ سے دیکھتی تھی اس کو اہم اور نیک سمجھنے لگی۔ جن جن اصولوں کو منوانا تم اپنا نصب العین قرار دیتے تھے۔ خدا نے نصرت کی وہ ہوائیں چلائیں کہ ہر ایک دینی الحدا[illegible] کا مسئلہ

پیغامِ صُلح کے مستقبل کا سوال

برادران جماعت کی خاص توجہ کے قابل

۱۰ر اکتوبر ۱۹۲۹ء کے پرچہ میں اخبار کے متعلق کچھ عرض کیا گیا تھا۔ ہمیں امید تھی کہ احباب گذارش کو بغور ملاحظہ فرما کر شرفِ قبولیت بخشیں گے۔ اور جلسہ سالانہ تک ہماری مشکلات کا خاتمہ ہو جائے گا اور ہم اس قابل ہو سکیں گے کہ شروع سال سے مطمئن ہو کر اخبار کو زیادہ شاندار، دلچسپ اور مفید بنانے کیلئے پورا وقت دے سکیں۔ لیکن افسوس ہماری یہ امید پوری نہ ہو سکی اور ہنوز روز اول ہے۔

اب ایک بار اسی گذارش کو دہرایا جاتا ہے۔ خدا کرے اس کے بعد اس کی ضرورت پیش نہ آئے۔ کیا قومی ضروریات و ترقی کے سلسلہ میں ایک بات کو بار بار کہنا اور پھر اس کا سُنا نہ جانا ایک کارکن جماعت یا ایک زندہ قوم کے لئے زیبا ہے؟ (ایڈیٹر)

دورِ حاضرہ کو بجا طور پر اخبارات اور پروپیگنڈا کا زمانہ کہا جاتا ہے۔ اخبارات و رسائل اور نشر و اشاعت کے دیگر لوازمات قوموں کی ضروریاتِ زندگی میں شمار کئے جاتے ہیں۔ تمام ترقی یافتہ اقوام کا پریس (اخبارات) بجائے خود ایک زبردست طاقت ہے۔ واقعات و نتائج اس حقیقت کو پکار پکار کر بیان کر رہے ہیں کہ آجکل اخبارات کے بغیر کسی قوم کا زندہ رہنا بے حد مشکل ہے۔ اتحادیوں نے جرمنی کو شکست فاش دی۔ توپ و تفنگ سے نہیں بلکہ اخبارات اور پروپیگنڈے سے۔ یورپ کی چھوٹی چھوٹی ریاستوں نے صدیوں تک محض پروپیگنڈے کی بدولت ٹرکی پر عرصۂ حیات تنگ کئے رکھا۔ یہودیوں کی سعی سے آوارہ گرد اور راندۂ جہاں قوم محض اسی طاقت کے ذریعے چالیس کروڑ فرزندانِ توحید کے مذہبی جذبات کی پروا نہ کرتے ہوئے فلسطین میں من مانی کارروائیاں کر رہی ہے۔ اور کیوں نہ ہو۔ خود ہمارے برادرانِ وطن اخبارات کی بے پناہ قوت ہی کے سہارے جو چاہتے ہیں کر گذرتے ہیں۔

ہماری اخباری طاقت

ہم جماعت کے ہر ایک فرد اور ہر اُس مسلمان سے جس کو احمدیہ انجمن اشاعتِ اسلام کے مقاصد سے دلی ہمدردی ہے یہ دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ آپ اس دہریت اور لامذہبی کے زمانہ میں خدمتِ دین اور حفظِ ملت ایسے مقاصدِ عالیہ کی تائید و تکمیل کے لئے کھڑے تو ہوئے ہیں لیکن آپ نے کبھی اپنی اخباری طاقت کا بھی اندازہ کیا ہے؟ اگر اس سوال کا جواب نفی میں ہے تو یہ ایک افسوسناک بے پروائی ہے۔ اگر جواب اثبات میں ہے تو آپ یقیناً اس نتیجہ پر پہنچے ہوں گے کہ ہمسایہ اقوام کے مقابلہ میں ہماری اخباری طاقت بہت کم ہے۔ باطل حق پر اپنی پوری طاقت کے ساتھ حملہ آور ہے۔ جہاں تک ظاہری اسباب اور سعی و عمل کا تعلق ہے ہمیں موجودہ حالات میں اپنی کامیابی کی کچھ زیادہ توقع نہیں رکھنی چاہیئے۔

پیغام صلح کے متعلق عام رائے

"پیغام صلح" جماعت کا واحد اردو آرگن اور ہندوستان کا صحیح معنوں میں واحد تبلیغی اخبار ہے جو سولہ سال سے اپنی طاقت اور بساط کے مطابق تبلیغ اسلام۔ اتحاد بین المسلمین، تنظیم جماعت۔ جماعت کی تمام دینی سرگرمیوں کی اشاعت۔ مخالفین کے اعتراضات کے جواب غرضکہ تمام ضروری فرائض بیک وقت انجام دے رہا ہے۔ بزرگانِ سلسلہ کے علاوہ تمام اہل الرائے مسلمانوں نے اس کی خدمات کو سراہا۔ بلکہ بعض غیر مسلموں نے بھی اعتراف کیا۔ خواجہ حسن نظامی کے اخبار "منادی" کی رائے بطور نمونہ درج کی جاتی ہے جس کا اظہار معاصرِ ممدوح نے ہماری درخواست کے بغیر کیا ہے۔ "پیغام صلح" کا عنوان دے کر لکھا ہے کہ:-

> "یہ ایک سہ روزہ اخبار ہے اور حقیقت یہ ہے کہ اپنے حلقہ اثر میں مسلمانوں کی قابلِ قدر خدمات انجام دے رہا ہے۔ اس کے مقالات اور شذرات عموماً مفید اور بیدار کن ہوتے ہیں۔ یہاں سبھائی ذہنیت کا پردہ خوب فاش کرتا ہے۔ تنگ خیال ہندو جرائد کی تحریرات کے مسکت جواب ہوتے ہیں۔ ہمارے نزدیک یہ اخبار بہت اچھا ہے۔ اور قوم کے لئے اس کی زندگی گونہ بہتری کا باعث ہے۔"

اس کے علاوہ "پیغام صلح" کی اہمیت اور وقعت کا اندازہ اس امر سے ہو سکتا ہے کہ بیشتر اسلامی جرائد وقتاً فوقتاً اس کے مضامین کا اقتباس شائع کرتے رہتے ہیں۔

پیغام صلح کی موجودہ مالی حالت

اس سے ظاہر ہے کہ "پیغام صلح" خدا کے فضل سے شمالی ہند کے اردو سہ روزہ اخبارات میں ہر حیثیت سے ایک امتیازی درجہ رکھتا ہے۔ مگر اس کے ساتھ ہی اس حقیقت کو فراموش نہیں کیا جا سکتا کہ اس کی موجودہ مالی حالت بالکل غیر تسلی بخش ہے۔ ہم شکوہ کے طور پر نہیں بلکہ اظہارِ حقیقت کے لئے یہ بیان کر دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ اخبار کی مالی کمزوری انجمن پر ایک ایسا بوجھ ہے جو بہت سے اہم قومی کاموں کے لئے باعثِ نقصان ثابت ہو رہا ہے۔ اس وقت انجمن کو ہر ماہ تقریباً تین سو روپیہ نقصان برداشت کرنا پڑتا ہے۔ اگر یہ نقصان نہ ہو تو اس رقم سے اشاعت اسلام کی بہت سی اہم ضروریات پوری ہو سکتی ہیں۔ ہم دل سے چاہتے ہیں کہ "پیغام صلح" کی موجودہ ضخامت میں اضافہ کیا جائے۔ اور یہ دلچسپ اور نتیجہ خیز مضامین کا مخزن ہو۔ لیکن مالی مشکلات ہمارے لئے سدِ سکندری کا حکم رکھتی ہیں۔ اور ہمیں افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ان مشکلات کی ذمہ داری زیادہ تر ان احباب اور قارئین کرام پر عاید ہوتی ہے جو اس قومی آرگن کی اشاعت کے بڑھانے میں پوری مستعدی اور کوشش سے کام نہیں لیتے۔

احباب کرام کی عدم توجہی

مارچ ۱۹۲۸ء میں انجمن نے جماعت کی خواہش کو مدنظر رکھتے ہوئے چندے میں برائے نام اضافہ کے ساتھ اخبار کو ہفتہ وار کے بجائے سہ روزہ کر دیا جس سے اخراجات پہلے سے بڑھ گئے۔ لیکن باوجود اس کے اکثر احباب نے توسیعِ اشاعت کی طرف مطلق توجہ نہ فرمائی۔ اور ہماری اس اولوالعزمی کا صلہ مالی پریشانی کی صورت میں ملا۔ پھر اگست ۱۹۲۸ء میں تقریباً ڈیڑھ ہزار روپے کی لاگت سے "آخری نبی نمبر" نکالا گیا۔ تمام اردو پریس اور اہل الرائے اصحاب نے اسے متفقہ طور پر اخبارات میں بہترین رسول نمبر تسلیم کر لیا۔ لیکن ہمارے ناظرین کرام کے استغنا میں کوئی کمی واقع نہیں ہوئی جس کی وجہ سے اخبار اب تک قرضہ کے بار سے سبکدوش نہیں ہو سکا۔ کیا یہ حالات کسی جماعت یا قوم کے لئے باعثِ فخر و نیک نامی ہو سکتے ہیں۔ اور کیا ان میں فوری تبدیلی کی ضرورت نہیں؟

"پیغام صلح" کی مالی مشکلات کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ اس میں مخربِ اخلاق اشتہارات نہیں لئے جاتے۔ اس طرح ہم نے ایک بلند مقصد کی تکمیل کے لئے اپنے اوپر آمدنی کا ایک بڑا ذریعہ حرام کر رکھا ہے۔ ایسی حالت میں آپ کے فرائض اور بھی زیادہ بڑھ جاتے ہیں۔ لیکن یہ ایسی باتیں ہیں جن کو چنداں قابلِ توجہ نہیں سمجھا جاتا۔ کیا آپ کے قومی اخبار کی یہ قربانی آپ کے نزدیک بالکل بے حقیقت ہے؟ اگر نہیں تو خدارا اس طرف توجہ کیجئے۔ اور اس قومی آرگن کو مالی پہلو سے کامیاب بنانے کا سامان بہم پہنچایئے۔ آپ کی معمولی توجہ سے اخبار کی حالت درست ہو سکتی ہے۔

ایک مفید تجویز

ہم اپنے کثیر التعداد احباب و ناظرین میں سے صرف دو سو ایسے صاحبِ عزم و ہمت اشخاص چاہتے ہیں جو دو تین ماہ میں صرف دس دس خریدار دے سکیں۔ جماعت میں کثرت سے ایسے احباب موجود ہیں جو اخبار کو دوسروں سے لیکر پڑھ لیتے ہیں۔ لیکن اس کے باقاعدہ خریدار نہیں۔ ایسے دوستوں کو باقاعدہ خریدار بنایا جا سکتا ہے۔ ممکن ہے ان میں بعض ایسے بھی ہوں جو بوجہ غربت قیمت نہ دے سکتے ہوں۔ ایسے لوگوں کے لئے صاحبِ استطاعت بھائی اپنی گرہ سے چندہ ادا کرکے ان کے نام اخبار جاری کرا سکتے ہیں۔ ان کے علاوہ ہمارے دوسرے مسلمان بھائی بھی جو مذہبی و اصلاحی مضامین اور اشاعتِ اسلام کی تحریک اور ہماری جماعت کے کاموں سے دلچسپی رکھتے ہیں ہمارا ہاتھ بٹانے کے لئے تیار ہیں بشرطیکہ انہیں توجہ دلائی جائے۔ اور اگر تھوڑی سی کوشش کی جائے تو ان میں بہت سے احباب خریدار بن سکتے ہیں۔ اگر برادرانِ جماعت اپنے تبلیغی مشن کی اہمیت کو ملحوظ رکھیں تو ان کا فرض ہے کہ وہ "پیغام صلح" کی آواز ان اسلامی حلقوں میں پہنچائیں جہاں سلسلہ کے متعلق غلط فہمیاں پھیلی ہوئی ہیں۔ یا پھیلائی جاتی ہیں۔ یہ مقصد صرف اس صورت میں پورا ہو سکتا ہے کہ ایسے حلقوں میں "پیغام صلح" مفت تقسیم کیا جائے۔ تاکہ غلط فہمیوں کا ازالہ ہو اور ہماری جماعت کے کاموں سے عوام کو دلچسپی ہو۔ یہ ایسی بات نہیں جو ناممکن ہو۔ جماعتِ احمدیہ جو سخت ترین رکاوٹوں کے باوجود اشاعتِ اسلام کی اہم ترین خدمات سرانجام دے رہی ہے اپنے قومی آرگن کے استحکام کے لئے جو در حقیقت قومی زندگی کے بقا کے لئے نہایت ضروری ہے [illegible] نہیں کر سکتی

تو پھر اس کے ممبران کو اپنے تبلیغی پروگرام کے متعلق ایک قطعی فیصلہ کا اعلان کر دینا چاہیئے۔

ہمیں امید ہے کہ ہماری یہ اپیل جو دراصل ناظرین کرام کے نام "پیغام صلح" کا پیغام ہے رائگاں نہیں جائے گی۔ توسیعِ اشاعت میں حصہ لینے والے اصحاب کے اسمائے گرامی ہم انشاء اللہ تعالیٰ اخبار میں باقاعدہ شائع کرتے رہیں گے۔

اخبارِ احمدیہ

حضرت امیر خیریت سے ہیں اور خدا کے فضل سے خدمتِ اسلام میں مصروف۔

۲۵ر جنوری ۱۹۳۰ء بوقت نماز مغرب اپنے بعض دوستوں کو بلایا۔ اور تقریر فرمائی۔ کہ وقت غفلت میں جا رہا ہے۔ میرا منشا ہے کہ ہر احمدی مسلم قوم کے لئے اور احمدیہ جماعت کی ترقی اور احمدیوں کی بھلائی کے لئے کوئی نہ کوئی کام اپنے ذمہ لے۔ آپ نے کاموں کی ایک فہرست پیش کی۔ اور فرمایا کہ جو شخص جس کام کا اہل ہے اس کے لئے اپنا نام پیش کرے۔ اکثر احباب نے اپنے نام دیئے۔ ہر کام کے لئے ایک سیدھا ہو۔ اور اس کے ساتھ چند اور اشخاص جو اس کام میں اس کی امداد کریں۔ آئندہ اشاعت میں تفصیل کے ساتھ عرض کیا جائے گا۔ یہ سلسلہ خدمت اسلام کا دیگر شہروں میں بھی اپنے ہاں شروع کرنے کی کوشش کریں۔

مولوی عبداللہ صاحب وکیل اور ماسٹر عبدالرحمٰن صاحب ہیڈ ماسٹر سرینگر کے لڑکے سخت بیمار ہیں۔ ایسے ہی ڈاکٹر شجاعت علی صاحب اسسٹنٹ سرجن لاہور کا لڑکا بعارضہ نمونیا سخت بیمار ہے دعاء صحت کی جائے۔

مولوی غلام حسین صاحب ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول مظفرگڈھ فوت ہو گئے ہیں۔ گذشتہ جمعہ یہاں جنازہ غائب پڑھا گیا۔ دیگر احباب بھی غائبانہ جنازہ پڑھیں۔

سید مہدی حسین صاحب سب اسسٹنٹ سرجن کنج پورہ ضلع کرنال اپنی مشکلات سے نجات کے لئے احباب سے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب سلسلہ کے بڑے مخلص نوجوان ممبر ہیں۔ ان کے لئے درد دل سے دعا کی جائے۔ کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے کل مشکلات دور فرمائے۔ آمین

بابو نور محمد صاحب برانچ پوسٹ ماسٹر شہر سلطان ضلع مظفرگڈھ تحریر فرماتے ہیں کہ میرے اہل و عیال عموماً بیمار رہتے ہیں۔ اور یہ ہر ماہ خاصا خرچ ہو جاتا ہے۔ خدمت اسلام میں حصہ لینے سے قاصر رہتا ہوں۔ احباب دعا کریں۔ کہ اس تکلیف سے نجات ملے۔ تاکہ دینی کاموں میں حصہ لے سکوں۔

احمدیہ کانفرنس کے فیصلہ کے مطابق نقشے اور چٹھیاں احباب کو جا رہی ہیں۔ کہ ماہوار آمدنی پر ایک روپیہ کے حساب سے ماہوار چندہ کی رقم سے اطلاع دیں۔ جواب آ رہے ہیں۔ چودھری سلطان علی صاحب منیجر زراعتی فارم جالندھر ساڑھے سات روپے کے بجائے یکم جنوری سے سوا گیارہ روپے عطا فرمایا کریں گے۔ ماہ جنوری کا چندہ اسی حساب سے آج آ بھی گیا ہے۔ منشی نور محمد صاحب نائب تحصیلدار نہر شجاع آباد بجائے دو روپے کے یکم جنوری سے سوا تین روپے دیا کریں گے۔

چراغ الدین صاحب کلاتھ مرچنٹ بیرون کابلی گیٹ پسرور اطلاع دیتے ہیں کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود کے پرانے خادم شیخ ہدایت اللہ صاحب پشمینہ مرچنٹ کا انتقال ہو گیا ہے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ مرحوم نہایت مخلص دوست تھے اور سلسلہ کی مالی خدمت کیا کرتے تھے۔ وفات کے وقت آپ کی عمر ۸۰ برس کی ہوگی۔ خداوند کریم مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ بڑی خوبیوں کے انسان تھے۔ غائبانہ جنازہ پڑھا جائے۔

بقیہ صفحہ اول

دیکھنا بند۔ سنو فنکہ یہ بند وہ بند۔ اور سب چیز بند۔ لیکن اگر دو آدمی ہوں تو ایک آدمی ہمیشہ گھر پر رہ سکتا ہے یعنی باری باری مبلغ ادھر اُدھر جا سکتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اخراجات بڑھ جائیں گے۔ لیکن اسقدر زیادہ نہیں جو انجمن کے لئے بہت زیادہ گرانبار ہو جائیں۔ یہ اخراجات دو یا تین صد روپیہ سے زیادہ نہیں ہوں گے یعنی دس ہزار کی بجائے ۱۲ ہزار۔ لیکن مسجد آباد۔ گھر آباد اور ہر چیز آباد۔ اور آبادی سے آمدنی کا بڑھنا بھی یقینی ہے۔

اب لیجئے۔ پروفیسر صاحب واپس چلے جائیں تو نیا مبلغ اگر آئے تو وہ بالکل نکما ہوگا۔ زبان کا نہ جاننا اس کو بیکار محض کر دے گا۔ لیکن اگر اب ایک آدمی آ جائے تو وہ بہت ہی زیادہ مفید ہوگا۔ اگر ایسا آدمی ہو جو صرف جنٹلمین ہی نہ ہو یعنی کوٹ پتلون کی جیبوں میں ہاتھ ڈال کر سڑک پر اس طرح خرام ناز نہ کرے۔ کہ اس کے بوٹوں تک خاک دھول نہ لگے تو کیا

خبریں

—— آجکل سلطان عمر انقاعلی فرمانروائے المکلا وارد عدن ہیں۔ افواہ ہے کہ سلطان موصوف اپنی ریاست کی بندرگاہ اور دیگر ذرائع سلطنت کو انگریزوں کے ہاتھ فروخت کرنے اور عہدنامہ کی تصدیق کے لئے آئے ہیں جس کے معاوضہ میں انہیں انگریزوں کی طرف سے ایک رقم خطیر ادا کی جائے گی۔ جب سودا مکمل ہو جائیگا تو سلطان صاحب سکونت اختیار کرنے کے لئے ہندوستان روانہ ہو جائیں گے۔ اس خبر نے عدن کے لوگوں اور ریاست کے باشندوں کے دل غم و غصہ سے بھر دئے ہیں۔ ابھی یہ امر بھی دیکھنا ہے کہ آیا یہ خبر معتبر بھی ہے یا سلطان کے دشمنوں کی ایجاد ہے۔ جن کا مطلوب سلطان کی عیب جوئی کے سوا اور کچھ نہیں۔

—— دہلی ۲۴ر جنوری۔ وائسرائے کی سپیشل ٹرین پر بم کیس کی تحقیقات بدستور بڑے زور و شور کے ساتھ جاری ہے۔ پولیس سراغ لگانے کی ہر ممکن کوشش میں مصروف ہے مگر باوجود ایک ماہ سے زیادہ عرصہ گذر جانے کے بھی ہنوز روز اول ہی ہے۔ اور پولیس ملزم کا پتہ لگانے میں کامیاب نہیں ہوئی ہے معتبر ذرایعے سے سنا گیا ہے کہ اس حادثہ کا سراغ لگانے والے کو دس ہزار روپیہ انعام کا اعلان ہونیوالا ہے۔

—— نئی دہلی ۲۶ر جنوری۔ بمبئی میں ایک ایسا ہنگامہ ہوا جس میں کانگرسیوں اور اشتراکیوں کے باہمی تصادم کی اطلاع موصول ہوئی ہے۔ چوپاٹی میں ایک عظیم الشان جلسہ مسٹر عباس طیب جی کے زیر صدارت ہو رہا تھا اس کی کارروائی ابھی آدھی ہی ختم ہوئی تھی کہ گرنی کامگار یونین کے زیر اہتمام کارخانوں کے مزدوروں کا ایک زبردست جلوس جلسہ گاہ میں آ داخل ہوا۔ اور اس نے مطالبہ کیا کہ قومی جھنڈے کے بجائے سرخ جھنڈا لہرایا جائے۔ اس وقت مسٹر جواہرلال نہرو مجلس عامہ کے اعلان آزادی کا ترجمہ سنا رہی تھیں مزدوروں نے مہربٹڈ ویش پانڈے اور کامریڈ کنڈیکار کے زیر قیادت پیشقدمی کرکے پلیٹ فارم پر قبضہ کر لیا۔ اور کانگرس کی قرارداد آزادی کی مذمت کی اور کہا کہ یہ سرمایہ داروں کی قرارداد ہے۔ یہاں مزدوروں اور کسانوں کی آزادی کا اعلان ہونا چاہئے۔ صدر محترم نے جلسہ کی کارروائی تعجیل کے ساتھ ختم کردی جب حاضرین منتشر ہونے لگے تو مزدوروں نے سہ رنگے جھنڈے کو اتارنے اور سرخ جھنڈا نصب کرنے کی کوشش کی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک مزدور سہ رنگے جھنڈے کے پرخچے اڑانے کے درپے ہوا۔ اس پر ایک رضاکار نے دور سے بانس کو ہلایا جس سے مزدور نیچے آ رہا اس پر ہنگامہ ہو گیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ طرفین نے ایک دوسرے پر جوتے اور ریت کے ڈھیلے پھینکے۔ اور لاٹھی بھی چلی۔ اس ہنگامے میں پروانشل کانگرس کمیٹی کے سیکرٹری مسٹر عابد علی اور انجمن نوجوانان بمبئی کی روح رواں مسٹر مہر علی زخمی ہوئے۔ کانگرس کے حامیوں نے سرخ جھنڈے کو پرزے پرزے کر دیا۔ اور مزدور جوش میں کانگرس کی مذمت کرتے ہوئے سڑک پر چلے گئے۔

—— الہ آباد ۲۶ر جنوری۔ ہز ایکسیلنسی سر میلکم ہیلی نے کل تقریر کرتے ہوئے کانگرس کی پیدا کردہ موجودہ صورت حال کی نزاکت پر تبصرہ کیا۔ اور عوام کو تنبیہہ کی کہ وہ اس نوعیت کی انقلابی تحریکوں میں حصہ نہ لیں۔ جن کے انسداد پر حکومت بالکل تلی ہوئی ہے۔

—— کلکتہ ۲۶ر جنوری۔ آج ہجوم کے درمیان ایک پمفلٹ کی کاپیاں کثرت کے ساتھ تقسیم کی گئیں۔ اس پمفلٹ میں بتایا گیا تھا کہ یہ ہندوستان کی اشتراکی جمہوری انجمن کا اعلان ہے۔ اس انجمن کے صدر کرتار سنگھ کے دستخط تھے۔ اور عنوان بم کی فلاسفی تھا۔ اس پمفلٹ میں لاہور کانگرس کی اس قرارداد کی مذمت کی گئی تھی جس میں وائسرائیگل ٹرین کے حادثہ بم کا ذکر ہے اور صاف الفاظ میں بتایا گیا تھا کہ کانگرس نے مہاتما گاندھی سے مل کر انقلاب پسندوں کے خلاف صلیبی مہم جاری کردی ہے۔ مگر ہمیں یقین ہے کہ ملک کی نجات کا واحد ذریعہ انقلاب ہے۔

—— بم کی فلاسفی والا سرخ پمفلٹ دہلی اور لاہور میں بھی تقسیم کیا گیا۔ اس پمفلٹ میں مہاتما گاندھی کے ایک مضمون پر جرح کی گئی ہے جو ینگ انڈیا میں بم کے متعلق شائع ہوا ہے۔ اور اعلان کیا گیا ہے کہ عوام کی ہمدردی انقلاب پسندوں کے ساتھ ہے۔

—— لاہور ۲۶ر جنوری۔ آج شام تہوار یوم آزادی کے سلسلہ میں کانگرسی والنٹیروں کا جس میں دیویاں بھی شامل تھیں ایک جلوس نکالا گیا۔ خلافت کے چند ایک والنٹیر بھی اس جلوس میں شریک ہوئے کل والنٹیروں کی تعداد ایک سو ... سے کچھ ... آگے آگے ... تھا جس کے ... اور ان کے پیچھے کچھ نوجوان اور ادھیڑ عمر کی دیویاں تھیں۔ جو اپنے گیتوں سے لوگوں کو جلوس میں شریک ہونے کی دعوت دے رہی تھیں۔ جلوس باغ بیرون موچی دروازہ سے نکالا گیا۔ لیکن موچی دروازہ کے غیور مسلمانوں کے اعلان کے مطابق کانگرسی ارکان کو یہ جرأت نہیں ہوئی کہ وہ دروازے کے اندر سے اپنا جلوس نکالتے۔ اور وہ اُسے انارکلی نیلا گنبد موہنی روڈ۔ بھاٹی دروازے۔ بازار حکیماں۔ بازار سید مٹھا لوہاری منڈی چوک متی۔ شاہ عالمی دروازہ مچھی ہٹہ رنگ محل۔ بزاز ہٹہ ڈبی بازار۔ کشمیری بازار سا و رچوہٹہ مفتی باقر کے راستے باہر نکال لایا۔

—— مسلمانوں نے اس جلوس کا کامل مقاطعہ کیا۔ سکھوں کا بھی کوئی جتھا ساتھ نہ تھا۔ صرف تین اکالی سکھ ایک بڑا جھنڈا اٹھائے ہوئے آگے آگے جا رہے تھے۔ لیکن کانگرسی والنٹیروں کو ان کی یہ حرکت پسند نہ آئی۔ انہوں نے ان کو روکا۔ سکھ اکالیوں نے اسے اپنی ہتک خیال کرکے پیچھے ہٹنے سے انکار کر دیا۔ اور فساد برپا ہو گیا لیکن جلد ہی بعض اشخاص کے کہنے سننے پر یہ سکھ پیچھے ہٹ گئے۔

جلوس کے خاتمہ پر موچی دروازہ کے باہر ایک جلسہ ہوا۔ جس میں ڈاکٹر ستیہ پال۔ ڈاکٹر خان چند۔ مولانا ظفر علی خان۔ پنڈت کے سنتانم۔ ڈاکٹر گوپی چند۔ مولانا عبد القادر قصوری۔ سردار سردول سنگھ کویشر شامل ہوئے۔ رضاکاروں اور ہندو کالجوں کے طلبہ کے علاوہ کچھ کانگرسی ارکان بھی موجود تھے۔ البتہ راہرواں کا ایک اچھا خاصہ مجمع تماشہ دیکھنے کے لئے جمع ہو گیا۔ ڈاکٹر پرسرام نے اعلان آزادی پڑھا جس کے بعد نصف گھنٹہ کے اندر جلسہ ختم ہو گیا۔ جلوس کے دوران میں مقدمہ سازش لاہور کی پیروی کے لئے کچھ چندہ بھی جمع کیا گیا۔ (انقلاب)

—— امرتسر ۲۶ر جنوری۔ اذان کمیٹی امرتسر نے مندرجہ ذیل اعلان شائع کر دیا ہے:۔

ظفروال میں طاغوتی طاقتیں متفق ہو گئی ہیں۔ کہ اذان کی آواز ان کے کان میں نہ پڑے۔ غیر مسلم اور سیاسی جماعتوں سے اپیل کی گئی۔ لیکن یا تو انہوں نے پروا نہ کی یا اگر کسی نے اس طرف قدم اٹھایا۔ تو اُسے بھی ناکامی ہوئی۔ حکومت ہمیں مردہ سمجھ کر ظالموں کی ہمراہی اور حمایت ہی اپنے لئے مفید خیال کرتی ہے۔ اس لئے اب سوائے اس کے کوئی چارہ کار نہیں کہ یا تو ہم خود مٹ جائیں یا اذان پر سے بندشیں دور کرائیں۔ ہم پنجاب کے مسلمانوں سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ اپنے شہر اور گاؤں سے قافلے تیار کریں جن میں صرف ایسے مسلمان شامل ہوں جو اللہ کا نام بلند کرنے کے لئے ہر ایک قربانی کرنے کو تیار ہوں قافلوں کو مرتب کرنے کے بعد ہمیں اطلاع دیں۔ تاکہ ضرورت کے وقت انہیں طلب کیا جا سکے۔

—— امرتسر ۲۴ جنوری معتمد خاص اذان کمیٹی امرتسر نے مندرجہ ذیل کھلی چٹھی مولانا حبیب الرحمٰن اور سید عطاء اللہ شاہ بخاری صاحبان کے نام شائع کی:۔

برادران محترم! میں نے زمیندار اور انصاف میں دیکھا ہے کہ آپ نے ایک پبلک جلسہ میں اعلان فرمایا ہے کہ اگر آپ صاحبان کو ظفروال (ضلع گورداسپور) میں ایک ایک تقریر کا موقع ملے تو اذان پر تمام بندشیں دور ہو جائیں۔

میں عاجزانہ درخواست کرتا ہوں کہ آپ جلد سے جلد ظفروال تشریف لے جائیں۔ آپ کے سفر و قیام کا بندوبست کمیٹی کر دے گی۔ آپ صرف مطلع فرمائیں کہ کس دن اور کس وقت آپ وہاں جانے کیلئے تیار ہیں۔ معاملہ فوری توجہ کا محتاج ہے۔

—— لاہور ۲۶ر جنوری۔ حکیم فضل حسین صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر کرنال کے صاحبزادہ حکیم احمد حسن صاحب بی اے کا نکاح مولوی عبد العلیم صاحب سپرنٹنڈنٹ ملٹری پنشن کونسل کی صاحبزادی سے بخیر و خوبی سر انجام ہوا۔ اس تقریب پر حکیم فضل حسین صاحب نے مبلغ ایکصد روپیہ انجمن اشاعت اسلام و انجمن حمایت اسلام کے فنڈ میں دے کر نہایت عمدہ مثال قائم کر دی ہے (ایم۔ بی۔ گوہری)

—— راولپنڈی ۲۵ جنوری۔ ... راولپنڈی نے عام اجلاس ... قرارداد ... منظور ... (۱) راولپنڈی میں تاوارکا لائیسنس منسوخ کیا جائے (۲) راولپنڈی کشمیر کی سڑک پر سترہ میل اور کوہالہ کے سڑک کے محصولات معاف کئے جائیں۔ (۳) ایک ماتحت کمیٹی مرتب کی جائے جو ملو الف کے لئے کسی موزوں مقام پر چکہ بنانے کی تجویز کرے۔

—— حکومت نجد و حجاز نے حکومت برطانیہ سے مطالبہ کیا ہے کہ جدہ کے برطانوی قونصل خانہ کو سفارت خانہ کا درجہ دیا جائے۔ اور شیخ حافظ وہبہ کا تقرر نجد و حجاز کے سفیر متعینہ لندن کے طور پر منظور کیا جائے۔ حکومت برطانیہ نے اس مطالبہ کو منظور کر لیا ہے۔ امید ہے کہ دوسری غیر ملکی طاقتیں بھی اس ضمن میں برطانیہ کی پیروی کریں گی۔ اس سلسلہ میں حکومت مصر کی پالیسی کے متعلق چہ میگوئیاں ہو رہی ہیں۔ کہ وہ بھی حکومت نجد و حجاز کو تسلیم کرے گی یا نہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ دونوں حکومتوں کے درمیان موجودہ کشیدگی کا دور ہو جانا چنداں مشکل نہیں۔

—— غازی امان اللہ خاں نے چند افغان طلبہ کو اس غرض سے یورپ بھیجا تھا کہ وہاں جا کر اعلیٰ تعلیم حاصل کریں لیکن خرچ بند ہو جانے کی وجہ سے وہ واپس آ گئے تھے۔ اب اعلیٰحضرت محمد نادر شاہ غازی انہیں پھر حصول تعلیم کی غرض سے یورپ بھیج رہے ہیں۔

آہ! شیخ نیاز محمد

یہ مسلمانوں کی بدقسمتی ہے کہ اس قحط الرجال کے زمانہ میں قضا کا بیرحم ہاتھ قوم کے مخلص اور لائق ترین افراد کو ایک ایک کرکے ہم سے چھین رہا ہے۔ ابھی ہم صاحبزادہ آفتاب احمد خاں صاحب مرحوم کے ماتم سے فارغ نہ ہوئے تھے کہ شیخ نیاز محمد صاحب ایم اے۔ وکیل لاہور کی موت ہمیں دعوت اشکباری دے رہی ہے۔

اخبار بین اور قومی تحریکات میں دلچسپی لینے والے حضرات مرحوم کے اسم گرامی سے ناواقف نہیں ہیں۔ آپ پنجاب کے ایک لائق اور کامیاب قانون دان ہونے کے علاوہ اسلامی ہند کے مسلمہ ماہر تعلیم اور بلند پایہ تاریخ دان بھی تھے۔ انجمن حمایت اسلام لاہور اور علیگڑھ کی تعلیمی سرگرمیوں میں ہمیشہ نمایاں حصہ لیتے تھے۔ گذشتہ دسمبر میں "ٹیچر کانفرنس" کا جو اجلاس لاہور میں منعقد ہوا تھا اس کی مجلس استقبالیہ کی صدارت کے فرائض بھی آپ نے انجام دیئے تھے۔ لاہور آنے سے پیشتر آپ ہوشیارپور میں وکالت کرتے تھے۔ اور مقامی اسلامیہ ہائی اسکول کا قیام زیادہ تر آپ ہی کی مساعی کا شرمندہ احسان ہے۔ دیگر گوناگوں قابلیتوں کے علاوہ آپ اردو انگریزی اور فارسی کے نہایت اچھے شاعر اور ادیب بھی تھے۔ باوجود اعلیٰ مغربی تعلیم پانے کے آپ احکام شرعی کے پورے طور پر پابند تھے۔ اور اپنے دل میں خدمت دین اور خدمت ملت کی زبردست تڑپ رکھتے تھے۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور اور حضرت امیر ایدہ اللہ کے تبلیغی کارناموں کی ہمیشہ تعریف کیا کرتے تھے۔ ہوشیارپور کا قیام ترک کرنے کی اصل وجہ آپ کی اسلامی حمیت و غیرت تھی۔ کئی سال کا ذکر ہے کہ ڈسٹرکٹ ٹورنامنٹ میں اسلامیہ اسکول کی ٹیم بھی کھیل رہی تھی کہ نماز ظہر کا وقت آ گیا۔ آپ نے امپائر کو چند منٹ کے لئے کھیل روک دینے کو کہا۔ ایک انگریز حاکم نے مزاحمت کی۔ آپ نے نتائج کی پروا نہ کرتے ہوئے اسلامیہ سکول کی ٹیم کو کھیل چھوڑ دینے کو کہا۔ اور اپنے ساتھ مسجد میں لیجا کر نماز ادا کی۔ اس واقعہ کی بنا پر ایسے حالات پیدا ہو گئے کہ ہوشیارپور میں آپ کو وکالت کرنا مشکل ہو گیا مگر آپ نے اس جائز فعل پر اظہار معذرت کرنے کی بجائے پیارے وطن کو خیرباد کہنا مناسب سمجھا۔

آپ کی عمر چالیس سال کے قریب تھی۔ صحت ہر لحاظ سے قابل اطمینان تھی ۲۴ دسمبر کی شام تک آپ بالکل تندرست تھے۔ اسی شام کو مشن ہال لاہور میں ایک ادبی جلسہ کی صدارت فرمائی۔ ۸ بجے شب کے قریب سر عبد القادر بالقابہ کی معیت میں اپنی کوٹھی واقعہ ٹمپل روڈ میں واپس آئے۔ کھانا کھانے کے بعد مطالعہ میں مصروف تھے کہ یکایک حرکت قلب بند ہو گئی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

۲۵ دسمبر کی صبح ۹ بجے آپ کی کوٹھی میں ہی نماز جنازہ ادا کی گئی۔ جس میں ہر طبقہ و خیال کے مسلمان بکثرت شریک تھے۔ آپ کے ہندو اور انگریز احباب بھی کافی تعداد میں موجود تھے۔ نماز جنازہ کے بعد میت بذریعہ موٹر ہوشیارپور پہنچائی گئی جہاں مرحوم کے خاندانی قبرستان میں سپرد خاک کی گئی۔ خداوند کریم مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ اور ان کے اعزہ و اقارب کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ (نامہ نگار)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلّی علیٰ رسولہ الکریم

مذاکرۂ علمیہ

ھوالآخر کا مطلب

(از قلم جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن)

سوال - ھوالآخر سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک وقت آئیگا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی چیز موجود نہ ہوگی - اور عطاءً غیر مجذوذ سے معلوم ہوتا ہے کہ روحیں انعام پاتی رہیں گی - اور ناپید نہ ہوں گی - دونو کی تطبیق کی ضرورت ہے۔

جواب - دراصل ھوالآخر میں اللہ تعالیٰ کی صفت الآخر کے نہ سمجھنے کی وجہ سے یہ غلطی لگی ہے۔

عام طور پر الآخر سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ جب سب ناپید ہو جائینگے تو آخر میں صرف اللہ تعالیٰ باقی رہ جائے گا۔

لیکن یہ معنے الآخر کے صحیح اور کامل مفہوم کو ادا نہیں کرتے - سائنس اور حکمت کی تحقیقات موجودہ اس نتیجہ پر پہنچی ہے - کہ وقت یا زمانہ اور فضا یا مکان اپنا کوئی خاص وجود نہیں رکھتے - نہ تو یہ مادہ ہیں - نہ کوئی قوت مثل برقی قوت وغیرہ کے ہیں - نہ ارواح میں سے ہیں - غرضکہ کچھ بھی نہیں ہیں - صرف دو پیمانے ہیں جن سے انسانی دماغ کائنات کی تمام چیزوں کی باہمی نسبت کو سمجھتا ہے مثلاً دو بادشاہ امان اللہ خاں اور نادر خاں جو ذہن میں آتے ہیں - تو امان اللہ خاں کی نادر خاں کے ساتھ جو نسبت دماغ انسانی اپنے علم کی بنا پر قائم کرتا ہے وہ اوّل اور آخر کی ہے - یعنی امان اللہ خاں پہلے گذر چکا اور نادر خاں پیچھے آیا - اوّل اور آخر صرف اس نسبت کو ظاہر کرتے ہیں جو ایک شخص کو دوسرے سے ہے - اسی پیمانہ کا نام ہم نے زمانہ رکھا ہوا ہے - ورنہ زمانہ کسی خاص چیز کا نام نہیں محض اس پیمانہ کا نام ہے جس سے ایک خاص رنگ میں ایک چیز کی نسبت دوسری چیز سے ہمارے دماغ میں ذہن نشین ہوتی ہے - اسی طرح کسی کوٹھڑی کی دیواروں سے گھری ہوئی جو جگہ ہے اسے ہم اندر کہ دیتے ہیں - اور جو ان دیواروں کے احاطہ میں نہیں ہے اُسے ہم باہر کہ دیتے ہیں - یہ اندر اور باہر یا باطن اور ظاہر صرف اس نسبت کو ظاہر کرتا ہے جو ایک چیز کو دوسری سے ہے - اس پیمانے کو ہم اپنی اصطلاح میں مکان یا فضا کہ دیتے ہیں - ورنہ فضا کسی خاص چیز کا نام نہیں محض اس پیمانے کا نام ہے جس کے ذریعے ایک خاص رنگ میں ایک چیز کی نسبت دوسری چیز سے ہمارے دماغ میں ذہن نشین ہوتی ہے۔

جس طرح زمانہ اشیاء کائنات کی باہمی نسبت معلوم کرنے کا ایک پیمانہ ہے - اسی طرح فضا ایک دوسری قسم کا پیمانہ اشیاء کائنات کی باہمی نسبت معلوم کرنے کا ایک پیمانہ ہے - یعنی زمانہ اور فضا محض دو پیمانے ہیں - جن سے دماغ انسانی ایک چیز کی نسبت دوسری چیز سے معلوم کر لیتا ہے - اس سے بڑھ کر کچھ بھی نہیں۔

قرآن کریم نے جب اللہ تعالیٰ کی صفات کا صحیح علم انسان کو دینا تو ضرور تھا کہ اس نسبت کو بھی بتلاتا جو خالق کو مخلوق سے بلحاظ زمانہ اور فضا کے ہے - اس نسبت کو کیسے پُرحکمت اور جامع الفاظ میں ظاہر فرمایا - کہ ھوالاوّل والآخر والظاہر والباطن یعنے اُس کی صفات ہیں - اوّل اور آخر ظاہر اور باطن - اوّل اور آخر سے زمانہ کی نسبت کو ظاہر کر دیا - اور ظاہر اور باطن سے فضا کی نسبت کو ظاہر کر دیا۔

مقام غور ہے کہ قرآن نے کہیں نہیں کہا کہ خدا ازلی ابدی ہے - اس نے ازل اور ابد کے الفاظ اللہ تعالیٰ کے متعلق سرے سے استعمال ہی نہیں کیے - کیونکہ یہ الفاظ اللہ تعالےٰ کی صفات کی نسبت غلط مفہوم پیدا کرتے تھے - ازل اور ابد کی یہ اصطلاح دراصل یونانی فلاسفروں کی ہے - یونانی لوگ زمانہ کے علیحدہ وجود کے قائل تھے - اس غلط خیال کی وجہ سے ان کے فلسفہ میں زمانہ کے لئے ازل اور ابد کے ہم معنی نام گھڑے گئے - عرب فلاسفروں نے جب یونانی فلسفہ کا عربی زبان میں ...

زمانہ نزول قرآن کے وقت عرب کے لوگ ازل اور ابد کے اس انوکھے مفہوم سے قطعاً ناواقف تھے - شاید آپ کو شبہ گذرے کہ قرآن کریم میں بھی تو جنت اور جہنم کی نسبت ابد کا لفظ مستعمل ہو گیا ہے - یہ سچ ہے مگر وہاں ابد کا لفظ صرف دہر طویل یعنے ایک لمبی مدت کے معنوں میں استعمال ہُوا ہے - ابد کا لفظ کسی ایسی مدت کے لئے استعمال کرنا جس کا کوئی اختتام نہ ہو بہت بعد کے عرب فلاسفروں کی ایجاد ہے - قرآن کریم کے نزول کے وقت یہ مفہوم ابد کا نہ تھا - اسی لئے آباد اس کی جمع بھی آتی تھی - اور ابد الآباد کا محاورہ عام تھا - پس نہ عرب کے لوگ ابد کو ان معنوں میں لیتے تھے اور نہ قرآن نے اسے ان معنوں میں لیا - اگر ان معنوں میں لیتا - تو جہنم کے لئے ابد کا لفظ بول کر پھر اُسے احقاباً کہ کر سالوں کی ایک خاص تعداد میں محدود کیوں کرتا - اور جنت کو ابدی کہ کر عطاءً غیر مجذوذ کہنے کی کیا ضرورت تھی - اگر ابد کے معنے ایسی مدت تھی جو غیر منقطع ہو تو پھر عطاءً غیر مجذوذ کے الفاظ بڑھانا بالکل بے فائدہ اور تحصیل حاصل تھا - کیا ابدی کہنا کافی نہ تھا؟ جنت کے لئے ابد کا لفظ استعمال کرکے پھر عطاءً غیر مجذوذ کے الفاظ بڑھانا بتلاتا ہے - کہ ابد کے معنے قرآن میں وہی ہیں جو اس کے نزول کے وقت عام طور پر زبان عربی میں رائج تھے - یعنے عرب کے لوگ ابد کو جن معنوں میں استعمال کرتے تھے - اُنہی معنوں میں قرآن نے استعمال کیا - یعنی ایک لمبی مدت کے معنوں میں - چونکہ ابد کے معنے عربی زبان میں غیر منقطع مدت کے نہ تھے اس لئے اس لفظ کو اللہ تعالےٰ کے متعلق استعمال کرنا درست نہ تھا - اور اس لئے قرآن نے خدا کی صفات میں کہیں بھی ابد کا لفظ استعمال نہیں کیا - رہ گئی یہ بات کہ کیوں نہ ابد کا لفظ کوئی اور مترادف لفظ یونانی اصطلاح کے مطابق ایک غیر منقطع مدت کے لئے خدا کی صفات کے مفہوم کے اظہار کے لئے گھڑ لیا گیا - سو اس کی نسبت یہ عرض ہے کہ ابد یا ازل یا ان کے مترادف الفاظ زمانہ کے متعلق صحیح علم نہیں پیش کرتے - ان سے شبہ پڑتا ہے کہ زمانہ کوئی وجود رکھتا ہے - جو غلط ہے اور مختلف اشیاء کے باہمی نسبت زمانی کا ان سے کچھ پتہ نہیں لگتا - البتہ اوّل اور آخر کے وہ الفاظ ہیں جن سے صحیح طور پر باہمی نسبت زمانی کا پتہ لگتا ہے اور اس لئے ان الفاظ کو اختیار کیا گیا۔

ھوالاوّل فرما کر یہ سمجھایا کہ خالق اور مخلوق کی نسبت زمانہ کے پیمانے سے یہ ہے کہ زمانہ کو ماضی کی طرف جتنا بھی پیچھے لے جاؤ - خالق کی نسبت مخلوق سے ہمیشہ اوّل ہی رہے گی - کیونکہ ضروری ہے کہ خالق جو پیدا کرنے والا اور غیر محدود ہے وہ پہلے ہو اور مخلوق جو اس کی پیدا کردہ اور محدود ہے وہ بعد میں ہو - پس زمانہ کے پیمانہ کو ماضی کی طرف جتنا بھی لمبا کرتے چلے جاؤ خالق کی نسبت مخلوق سے اول کی ہی رہے گی - لہذا خالق کی صفت اوّل ٹھہری - جو کبھی اُس سے الگ نہیں ہو سکتی - اسی طرح ھوالآخر فرما کر یہ سمجھایا کہ زمانہ کے پیمانہ کو مستقبل کی طرف جتنا بھی لمبا کرتے چلے جاؤ - خالق کی نسبت مخلوق سے ہمیشہ آخر کی ہی رہے گی - کیونکہ خالق غیر محدود ہے اور مخلوق محدود ہے ضرور ہے کہ غیر محدود نے محدود کا احاطہ کیا ہُوا ہو - واللہ بکل شیءٍ محیط - محدود مخلوق کا قیام تو خالق کے فضل اور ارادے پر مبنی ہے - وہ جب چاہے اُسے فنا کر دے - اس لئے غیر محدود خالق کی نسبت محدود مخلوق سے جو بھی اور جب کبھی بھی قائم ہوگی سوائے اوّل اور آخر کے ہو ہی نہیں سکتی - یعنے ماضی کی طرف زمانہ کا پیمانہ بڑھاؤ - تو خالق کی نسبت مخلوق سے اوّل کی ہوگی اور مستقبل کی طرف اس پیمانہ کو بڑھاؤ - تو خالق کی نسبت مخلوق سے آخر کی ہوگی - پس اوّل اور آخر خدا کی [illegible] الگ نہیں ہو سکتیں -

اسی طرح ظاہر اور باطن بھی اُسی نسبت کو ظاہر کرتا ہے جو فضا کے پیمانے کے ذریعے سے خالق کو مخلوق سے ہے - محدود مخلوق کو بلحاظ فضا یا مکان کے باہر کی طرف جس قدر لے جاؤ غیر محدود خالق کی نسبت محدود مخلوق سے باطن کی ہی رہے گی - پس نسبت کا اس قدر دقیق علم اور زمانہ اور فضا کے غلط خیالات کی ایسی تصحیح جس پر سائنس بہت بڑی تگ و دو کے بعد آج پہنچی ہے آج سے تیرہ سو برس پہلے ایک اُمّی عرب پر قرآن کے ذریعے سے ان کا انکشاف کس قدر ایمان کو تازہ کرتا ہے اور رُوح کو لذت سے بھر دیتا ہے - آج سے بیس برس پہلے کون جانتا تھا کہ زمان اور مکان کوئی خاص اپنا وجود نہیں رکھتے بلکہ یہ محض اشیاء کائنات کے باہمی تناسب کو ذہن نشین کرنے کے دو پیمانے ہیں - ابھی کل کی بات ہے کہ بعض مادی فلاسفروں کی کاسہ لیسی کرکے آریہ کہتے پھرتے تھے کہ خدا کے ساتھ مادہ اور رُوح اور فضا اور زمانہ ازلی ابدی ہیں آج چوٹی کی تحقیقات یہ نکلی کہ یہ سب غلط ہے - نہ فضا کوئی چیز ہے نہ زمانہ کا کوئی وجود ہے - یہ تو محض مختلف اشیاء کے باہمی تناسب معلوم کرنے کے دو مختلف پیمانے ہیں - لہٰذا نہ ازلی کوئی چیز ہے نہ ابدی کوئی معنی رکھتا ہے - جو چیز اصل ہے وہ آپس کی نسبت ہے - خالق کی نسبت مخلوق سے قائم کرو - اگر خالق غیر محدود ہے اور مخلوق محدود تو ضرور ہے کہ خالق اول ہو اور مخلوق بعد میں آوے - اگر یہ نہیں تو نسبت قائم کرو - جب اس کے علاوہ کوئی نسبت قائم کر سکوگے تو دیکھ لیں گے۔

یہ بالکل نئی تحقیقات سائنس ہے - خدا کرے میں اپنا مافی الضمیر آپ کو سمجھا سکا ہوں - اتنے دقیق مسئلہ کے لئے مجھے اپنی قاصر الالفاظی کا اقرار ہے۔

پہاڑی ہندو عورتیں مسلمان کیوں ہوتی ہیں

یاد ش بخیر بھائی پرمانند عرف دیوتا سروپ نے اپنے گلو چنیمہ

بھدرواہ اور کشتواڑ کے پہاڑی دورہ کی روئیداد اخبار دیلی کے سامنے رکھی ہے اور پہاڑی ہندوؤں کی حالت زار پر آٹھ آٹھ آنسو بہائے ہیں کہیں اُن کی جہالت کا رونا رویا ہے تو کہیں ان کے توہمات اور بدکاریوں کی فہرست کھولی ہے - آخر آمدم برسر مطلب "کے مشہور مقولہ پر عمل کرتے ہوئے تان بیچارے مسلمانوں پر توڑی ہے - کہ وہ جاکر ان پہاڑیوں سے ہندو عورتوں کو اُڑا لے جاتے ہیں - ان پہاڑیوں سے ہندو عورتوں کو مسلمان اُڑا لے جاتے ہیں یا ان کے مسلمان ہونے کی کیا وجوہ ہیں اسلئے ہم "دیوتا سروپ" کی بیعیلوجی کا کچھ حصہ بیان کئے دیتے ہیں آپ لکھتے ہیں :-

"ان لوگوں (پہاڑی ہندوؤں) کی سماجک پابندیاں اُٹھ سی گئی معلوم ہوتی ہیں - مثلاً مرد ایک دن شادی کرتے ہیں اور دوسرے دن اس عورت کو چھوڑ کر کسی دوسری عورت کے ساتھ دوستی لگا لیتے ہیں"

اس کے آگے ارشاد ہوتا ہے :-

"اس عیاشی کی بدولت یا کچھ دوسرے بیرونی کارنوں (بواعث) سے پہاڑی آبادی میں ہر جگہ بیماریاں آتشک سوزاک وغیرہ بہت بڑھ رہی ہیں"

جن عورتوں کے مرد دل پھینک اور آوارہ مزاج ہیں انہیں چھوڑ دوسری کی راہ دیکھتے ہیں طرح طرح کی شرمناک و ناقابل اظہار بیماریوں میں مبتلا ہوتے ہیں - وہ عورتیں اگر مجبوراً اپنی بھلائی کی کوئی راہ اختیار کرتی ہیں تو اس میں قصور کس کا ہے ؟ کوئی کسی کو جبراً اُڑا لے جا نہیں سکتا جب تک اُٹھنے والا طور پر پرواز تول نہ چکا ہو - مسلمانوں کو بدنام کرنا تو آسان ہے - مگر اصلی بواعث پر غور کرنا شاید ہندو ذہنیت کو گوارا نہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

ضمیمہ اخبار "پیغام صلح" متعلقہ ۳۰ ستمبر ۱۹۳۰ء

افریقہ میں اشاعت اسلام
ایک عیسائی مشنری پروپیگنڈا

(از قلم حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن)

(۲)

افریقہ میں مسیحیت کو پھیلانے کی جو کوششیں ہو رہی ہیں اور وہاں کے غریب ناواقف مسلمانوں کو اسلام کے متعلق غلط بیانیاں کر کے پادری جس طرح اسلام سے نکالنے کی جدوجہد کر رہے ہیں وہ افریقہ کی مشنری رپورٹوں کے پڑھنے سے ہی پتہ لگتا ہے جس بات کا بڑا صدمہ ہے وہ یہ کہ وہاں کے مسلمان ان پادریانہ غلط بیانیوں کا شکار ہو رہے ہیں۔ میں مشتے نمونہ از خروارے چند مثالیں اس رسالہ سے اخذ کر کے اپنے الفاظ میں بیان کرتا ہوں۔ جس کا ذکر میں اپنے گذشتہ مضمون میں کر چکا ہوں:-

(۱) ایک مسلمان پادری صاحب سے لڑ رہا تھا۔ اور اپنے قرآن کو کامل کتاب بتا رہا تھا۔ پادری صاحب بڑے ہوشیار اور ان امور میں نہایت مشاق تھے۔ انہوں نے ایک فقرہ ایسا کہا۔ کہ مسلمان بیچارہ بقول پادری صاحب ہکا بکا رہ گیا۔ پادری صاحب فرمانے لگے کہ تمہارے قرآن میں تو لکھا ہے فسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون۔ کہ مسلمانو! تم اہل کتاب سے پوچھو اگر تمہیں علم نہ ہو جس سے معلوم ہوا کہ قرآن (نعوذ باللہ) نامکمل کتاب ہے۔ کیونکہ اس میں صاف لکھا ہے کہ جس بات کا تمہیں علم نہ ہو۔ وہ اہل کتاب سے پوچھو معلوم ہوا کہ قرآن میں سب ہدایتیں موجود نہیں اور بائیبل میں سب ہدایتیں موجود ہیں۔ اس لئے مسلمانوں کو حکم ہوا کہ جو ہدایت قرآن میں نہ ملے وہ بائیبل سے لے لو۔ پس بائیبل قرآن سے اعلیٰ اور اکمل اور بہتر کتاب ہے۔ پس کیوں نہ اعلیٰ کو لیا جائے۔ اور ادنیٰ کو چھوڑا جائے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ غریب مسلمان پادری صاحب سے بائیبل پڑھنے لگ گیا۔ دیکھ لیجئے یہ دھوکہ دہی کس قدر خطرناک ہے۔

دھوکہ دہی اس لئے کہ۔ اول تو اھل الذکر میں الذکر سے مراد قرآن ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جس بات کا پتہ نہ ہو۔ وہ ان لوگوں سے دریافت کرو۔ جو قرآن کا علم رکھتے ہیں۔ کیونکہ قرآن ہی اصل ہے۔ اور تمام ہدایتوں کا مجموعہ ہے۔ قرآن اپنے آپ کو مھیمن کہتا ہے۔ کہ تمام ہدایتوں اور دیگر آسمانی کتب کی سچی باتوں پر احاطہ کرنے والی کتاب فیھا کتب قیمۃ اس نے اپنی شان خود بتائی ہے۔ کہ جو بھی دنیا میں الہامی کتاب تھی اس میں سے سچی اور قائم رہنے والی کل باتیں سب قرآن کے اندر جمع کر دی گئی ہیں۔ ایسی کتاب کی نسبت یہ کہنا کہ وہ اپنے ماننے والوں کو ہدایت دیتی ہے کہ ضرورت کے وقت جب کوئی چیز قرآن میں نہ ملے تو بائیبل میں تلاش کرو۔ وہی بائیبل جسے قرآن خود محرف مبدل بتلا چکا ہے۔ صریح غلط بیانی اور دانستہ دھوکا دہی نہیں تو اور کیا ہے۔

اور حق تو یہ ہے کہ نصف آیت پڑھ کر معنی کرنا گیا لا تقربوا الصلوٰۃ کہنے والے شخص کی تقلید نہیں۔ جو کہتا تھا کہ قرآن میں نماز

وما ارسلنا من قبلک الا رجالا نوحی الیھم فسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون بالبینٰت والزبر وانزلنا الیک الذکر لتبین للناس ما نزل الیھم ولعلھم یتفکرون۔ اور ہم نے تجھ سے پہلے نہیں بھیجا مگر مردوں کو جن کی طرف ہم وحی کرتے تھے۔ پس اہل ذکر سے پوچھو۔ اگر تم نہیں جانتے ان لوگوں کو ساتھ دلائل اور کتابوں کے بھیجا۔ اور ہم نے تجھ پر ذکر نازل کیا۔ تاکہ تو تمام دنیا کے جہان کے لوگوں کو کھول کر بیان کر دے۔ جو ان کی طرف نازل کیا گیا ہے اور تاکہ وہ خود غور و فکر سے کام لیں۔

کیا ان آیات میں انزلنا الیک الذکر اہل ذکر کے معنی خود نہیں کر دئے۔ جب صاف فرما دیا کہ الذکر ہم نے تیری طرف نازل کیا۔ تو پتہ لگ گیا کہ الذکر سے مراد قرآن ہے۔ اور اہل الذکر سے مراد ہوا وہ لوگ جو قرآن کا علم رکھتے ہیں۔ لیکن اگر ہم فرض کر لیں کہ اہل الذکر سے مراد اہل کتاب ہے تو پھر بھی معنی بالکل صاف ہیں النحل کی سورت ہے۔ مکہ کے کفار مخاطب ہیں جن میں نہ کوئی رسول آیا تھا۔ نہ کتاب آئی تھی۔ ان کا گمان تھا کہ خدا کی طرف سے اگر کوئی رسول آئے تو وہ کوئی مافوق العادت انسان سے کوئی بالاتر مخلوق ہونی چاہئے۔ اس لئے ان کو مخاطب کر کے فرمایا کہ تجھ سے پہلے بھی جو رسول آئے انسان ہی آئے۔ اگر تم کو شک ہو تو اہل کتاب سے جن میں رسول آتے رہے ہیں تحقیقات کر لو کہ رسول جو آتے رہے آخر انسان ہی ہوا کرتے تھے۔ نہ کہ کوئی خارق عادت مخلوق۔ کیا دلیل کے طور پر کسی بات کی تحقیقات کر لینے کا چیلنج دینے سے یہ لازم آتا ہے۔ کہ جس شخص کی صداقت کے لئے یہ تحقیقات کی جاتی ہے۔ وہ کوئی ناقص کتاب لایا ہے۔ پھر تو پادری صاحب جو تحقیقاتی دلیل بھی مسیحیت کی صداقت میں دیں گے۔ وہ بائیبل کے ناقص ہونے پر ایک دلیل ٹھہرے گی۔ بات کیا تھی اور بنا کیا دی۔ بات اتنی تھی کہ بیشک تحقیقات کر لو۔ جو بھی رسول آیا انسان ہی آیا کوئی فرشتہ یا خارق عادت مخلوق نہیں آئی۔ زبردستی اس کی شکل بگاڑ کر ایک غریب ناواقف مسلمان کو چکر میں ڈال دیا۔ اور مزہ یہ کہ اسی آیت میں مذکور ہے۔ لتبین للناس کہ یہ قرآن وہ کتاب ہے جس کے ذریعہ تم نے تمام دنیا کے لوگوں کے لئے ہدایتیں کھول کر بیان کرنی ہیں جس سے قرآن کی عالمگیر اور کامل تعلیم کا صاف پتہ چلتا ہے۔ مگر پادری صاحب کو نہ تحقیقات سے غرض ہے نہ صداقت کا کچھ پاس ہے۔ خدا جانے مذہب کا مقصد ان لوگوں نے کیا سمجھ رکھا ہے۔ اگر مذہب کا مقصد ایمانداری اور دیانت داری ہے۔ تو یہ کس قسم کی دیانت داری ہے کہ مخاطب کے مذہب کی شکل بگاڑ کر اسے ناحق اپنے مذہب سے پھسلا دینا۔ مذہب تو ایک نہایت پاکیزہ چیز ہے۔ وہ ایک حق اور صداقت ہے۔ جو حق اور صداقت کی تائید کے لئے دنیا میں آیا ہے۔ اگر وہ حق ہے تو اس کی اشاعت [illegible] کیا معنی!

جہاز میں صاف صاف کہ دیا کہ اسلام کی تعلیم بہت اعلیٰ ہے۔ اور مسیحیت کو اس سے کوئی نسبت نہیں۔ اس وقت پادری صاحب کا ایک پٹھو پاس ہی تھا۔ جو بقول پادری صاحب ایک مسلمان عرب تھا۔ مگر اندر سے پادری صاحب کا ہم خیال تھا۔ اور اسی لئے پادری صاحب کے پہلو میں بیٹھا ہوا تھا۔ وہ بول اٹھا کہ اسلام نہایت ناقابل عمل اور اخلاق تباہ کر دینے والا مذہب ہے۔

اب دلیلیں سنو۔ جنہیں پادری صاحبان نے بڑے فخر سے شائع فرمایا ہے۔ اور جو اسی گم کردہ راہ نے دی تھیں۔ اور جس نے اس حق پرست انگریز کو نہ معلوم کیوں شرمندہ کر دیا۔

(۱) اسلام ناقابل عمل اس لئے ہے کہ اگر ابھی نماز کا وقت آ جائے اور کپتان جہاز کا نماز پڑھنے لگ جائے تو فرمائیے جہاز کیسے چلے؟

مگر کسی نے پادری صاحب سے نہ پوچھا کہ جب کپتان جہاز کا کھانا ٹھونستا ہے اور گھنٹوں ڈنر کے میز پر بیٹھا چرتا رہتا ہے۔ اور شراب کے جام پر جام لنڈھاتا رہتا ہے اس وقت جہاز کس طرح چلتا ہے۔ اور جب وہ مست ہو کر گھنٹوں سوتا رہتا ہے اس وقت جہاز کس طرح چلتا ہے۔ دراصل بات یہ ہے کہ جہاز کے مختلف افسر ہوتے ہیں۔ جن کی ڈیوٹیاں باری باری سے لگتی ہیں۔ اگر ڈیوٹی میں نماز کا وقت آ گیا تو وہ دوسری نماز کے ساتھ جمع ہو سکتی ہے جو ڈیوٹی کے بعد آئے گی۔ یا دوسرا افسر چند منٹوں کے لئے اس کی جگہ کھڑا ہو سکتا ہے۔ اس قسم کے آپس میں ڈیوٹی کے تبادلے اکثر ہوتے رہتے ہیں۔ اور فرض کرو نہ بھی ہو سکے تو ڈیوٹی کے بعد نماز پڑھی جا سکتی ہے۔ اسلام نے تو یہ سختی کہیں نہیں رکھی کہ خواہ جہاز ڈوب جائے مگر نماز اپنے وقت سے نہ ٹلے۔

(۲) اخلاق تباہ کرنے کی مثال سنو۔ وہ یہ کہ:-

"نمازی جب مسجد میں نماز پڑھتے ہوتے ہیں تو پیچھے سے لوگ جوتیاں چرا کر لے جاتے ہیں۔"

مجھے اس پر ہنسی بھی آتی ہے اور رونا بھی آتا ہے۔ رونا آتا ہے پادری صاحب کی سمجھ پر اور ہنسی اس لئے آتی ہے کہ کیا اسلام نے جوتیاں چرانے کا حکم دیا ہے۔ اگر یہ کہو کہ اسلام نے نماز میں جوتیاں اتارنے کا حکم ہی کیوں دیا۔ جو پھر اس طرح لوگوں کو چوری کرنے کا موقعہ مل جاتا ہے۔ تو اول تو گذارش یہ ہے کہ اسلام نے کہیں حکم نہیں دیا کہ نماز میں جوتیاں اتار لیا کرو۔ اور اگر لوگ از خود ادب کی وجہ سے جوتیاں اتار دیتے ہیں تو ان جوتیوں کی حفاظت کرنے کے لئے اسلام نے کہیں منع نہیں کیا۔ بلکہ اسلام کا تو حکم ہے کہ مومن کو نہایت ہوشیار اور اپنی چیز کا محافظ ہونا چاہئے۔ پھر بھی اگر کوئی کوئی چوری کرے تو اسلام کو اس سے کیا تعلق؟ کیا مسیحیت پر الزام آئے گا ان تمام باتوں کا جو گرجوں میں بعض مرد و عورت باہمی عشق بازی اور آنکھ مٹکا کیا کرتے ہیں۔ ایک شخص کہ سکتا ہے کہ مسیحیت نے کیوں عورت مرد کو ایک جگہ ایسی بے تکلفی سے جمع کیا۔ جو ان کو ایسا موقع مل گیا۔ کیا اگر ایک اور عرب یہ کہ اٹھے کہ مسیحیت اخلاق کے لئے تباہ کن ہے کیونکہ اس کے گرجوں میں مرد و عورت کو باہمی آنکھ مٹکے کا موقع مل جاتا ہے تو کیا یہ درست ہوگا؟ میرے خیال میں اگر وہ عرب یوں کہے کہ مسیحیت نے عشائے ربانی میں جو ایک بڑی اہم عبادت ہے شراب کا پینا ہر ایک مرد و عورت پر فرض قرار دے کر شراب خوری کو رواج دیا اور اسی طرح مرد و عورت کے جذبات کو ہیجان میں آنے کا موقع دیا۔ تو کسی حد تک درست ہوگا۔ کیا شراب خوری اخلاق کے لئے تباہ کن نہیں؟ کیا وہ عیسائی عبادت کا ایک جزو نہیں؟ تو پھر کیا ناک لگا کر اسلام پر منہ آنے کی جرأت ہوئی۔ اور منہ بھی آئے ایسی بات پر جس کا اسلام سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔

(باقی آئندہ)

رُوحانی کتابوں کی قیمت میں رعایت

ماہ رمضان المبارک میں مندرجہ ذیل دینی کتب کی قیمتوں میں رعایت دی جائے گی بعض کتب کی صرف چند کاپیاں باقی ہیں درخواست کنندگان جلد کریں۔ تاکہ مایوس نہ ہونا پڑے۔

۱ ملفوظاتِ احمدیہ حصۂ دوم
یعنی مسیح موعود مہدی معہود حضرت مرزا غلام احمد صاحبؒ قادیانی کے ملفوظات ۱۸۷۳ء سے ۸ ارنومبر ۱۹۰۱ء تک کا مجموعہ ۴۸۴ صفحہ جات
اصل قیمت عـ۲ رعایتی ۱۲ / ۱

۲ بشریٰ حصۂ اوّل
الہامات حضرت مسیح موعود علیہ السلام قبل دعویٰ مسیحیت
اصل قیمت ۴ر رعایتی ۳ر

۳ بشریٰ حصۂ دوم
حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات تا وفات
اصل قیمت عہ رعایتی ۱۲ر

۴ مکاشفات
حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کشوف
اصل قیمت ۴ر رعایتی ۳ر

۵ آثار مبارکہ
ڈائری حضرت مسیح موعود علیہ السلام
اصل قیمت ار رعایتی ۱۰ر

نوٹ:۔ جملہ کتب کے خریدار کو محصول ڈاک معاف
تمام درخواستیں بنام **نیجر دارالکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور**

مخزن نعمت

جس میں ہر قسم کے ماکولات مثلاً ہر قسم کے سالن۔ ہر طرح کی سبزیاں۔ شب دیگ۔ قسم قسم کے پلاؤ زردہ متنجن۔ بریانی۔ دوپیازے۔ قسم قسم کے کباب بھرتے دالیں مچھلی بڑے دہی بڑے۔ انواع و اقسام کے مقوی و لذیذ حلوے کئی قسم کی کھیریں اور کھچڑیاں سویاں۔ پاڑنگ۔ قسم قسم کے نان براٹھے روٹی۔ پوری کلچہ۔ باقرخانی چپنی۔ کیک بسکٹ۔ طرح طرح کی خستہ اور لذیذ مٹھائیاں مثلاً بالوشاہی جلیبی۔ شکر پارہ۔ گلگلے۔ گلاب جامن۔ قسم قسم کے لڈو گلگلے پیڑے برفی قلاقند ریوڑی گزک رس گلے۔ الائچی دانے۔ اکبریاں۔ اولے۔ اندرسہ وغیرہ اور انواع و اقسام کے مفرح اور خوش ذائقہ شربت مثلاً شربت بادام شربت سیب شربت انار۔ شربت خشخاش۔ شربت لیموں۔ شربت شہتوت۔ شکس۔ صندل۔ نیلوفر۔ گلاب۔ بنفشہ۔ عناب اور سکنجبین تیار کرنے کی ترکیب ہر قسم کے اچار اور ہر طرح کے مربے تیار کرنا۔ نیز بگڑے ہوئے کھانوں کو درست کر لینا۔ اچار اور مربے کو دیر تک اچھا رکھنا۔ مچھلی کا کانٹا گلانے کی ترکیب۔ تازہ اور باسی دودھ کی پہچان۔ گندے انڈوں کی شناخت مکھن گھی پنیر اور دہی کے متعلق ہدایات کھانا کھلانے اور کھانے کے پسندیدہ طریقے اور آداب۔ ان سب چیزوں کو نہایت سلیقہ سے بتایا گیا ہے قیمت فی جلد ایک روپیہ۔
ملنے کا پتہ:۔ نیجر کتب خانہ عثمانیہ بیرون شیرانوالہ دروازہ لاہور

مفت مفت

احمدی جنتری سنہ ۱۹۲۱ء جو ۲۰×۲۶ تقطیع پر ۴۸ صفحوں پر مشتمل ہے اور جس میں علاوہ سال کی جنتری کے مندرجہ ذیل مستقل کام آنے والے مضامین درج ہیں فی کاپی ۱ر محصول ڈاک آنے پر مفت ارسال ہوگی مضامین جنتری (۱) مسیح موعود کی دعائیں۔ (۲) سلسلہ احمدیہ کی مختصر تاریخ (۳) احمدی کون ہے۔ (۴) حضرت مسیح موعودؑ کی اپنی صداقت پر قسمیہ تحریر۔ (۵) شرائط بیعت اور عقاید و اعمال جماعت احمدیہ (۶) نسخہ جات فرمودہ حضرت مسیح موعودؑ (۷) فہرست کتب حضرت مسیح موعودؑ معہ تاریخ طبع (۸) فہرست اشتہارات حضرت مسیح موعود تاریخوار (۹) ان بچوں کے نام جن کے حضرت مسیح موعودؑ نے رکھے۔ (۱۰) فہرست ان لوگوں کی جن کے جنازے حضرت مسیح موعودؑ نے پڑھے۔ (۱۱) تعبیر نامہ خواب فرمودہ حضرت مسیح موعودؑ (۱۲) حیات احمدیہ یعنی نمونہ سوانح عمری حضرت مسیح موعود۔ تمام درخواستیں

بنام
جائنٹ سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور

ہندوستان میں نئی ایجاد

نیجر صاحب نے کینوس کا ڈک شو تیار کیا ہے۔ جو چمڑے سے بالکل مبرا ہے جس کا سول ربڑ کا ہے جو مثل ولائتی کٹ شو کے بنایا گیا ہے۔ اور بجائے سول چپکانے اندر سے سلائی کی گئی ہے جس کی وجہ سے پانی یا تیل میں بھیگ جانے سے سول اپنی جگہ نہیں چھوڑتا۔ سلائی اتنی مضبوط ہے کہ اگر چھ ماہ کے اندر ٹوٹ جائے تو کمپنی دوسرا شو مفت روانہ کردے گی قیمت صرف دو روپیہ علاوہ محصول ڈاک۔ فرمائش کے ہمراہ پیر کا ناپ آنا ضروری ہے۔ تاجروں کو خاص رعایت۔
پتہ:۔ **اختر اینڈ کمپنی سینٹری روڈ لکھنؤ**

مسلمان کا رمضان نمبر

ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ رفاہ عام کے لئے مسلمان کا رمضان نمبر جو نہایت آب و تاب سے شائع ہو رہا ہے۔ پانچ ہزار کی تعداد میں مفت تقسیم کیا جائے۔ پس آپ اپنے جن ذی علم دوستوں کو یہ تحفہ دلوانا چاہیں آج ہی ان کے مفصل پتے لکھ کر بھیج دیں۔

نیجر "مسلمان" لاہور

۱۸۱

ایک عجیب چمتکار

میٹھا پھل (نعمتِ عظمیٰ)

ایک گولی کھانے سے لڑکا ہی پیدا ہوتا ہے۔ لڑکی پیدا ہو تو قیمت واپس قیمت مبلغ دس روپے کسی تصدیق کی ضرورت نہیں صرف یہی لکھنا کافی ہے کہ لڑکی ہوئی ہے قیمت واپس کر دی جاوے گی

سارٹیفکٹ بیسیوں ہیں سے ۲۔۴ بطور نمونہ

آپ کی دوائی میٹھا پھل بالکل درست ثابت ہوئی پچیس ۲۵ روپیہ بطور انعام بھیجتا ہوں ٭ (نرائن داس سب اورسیر برہما)

اس سے پہلے بھی چار بار میٹھا پھل منگوایا۔ اس میں سندیہ نہیں کہ ایشور کی مہربانی سے کامیابی ہوتی رہی میری عورت کو پھر حمل ہے میرا ارادہ ہے کہ اس بار پھر استعمال کراؤں ٭ (جمنا داس عرضی نویس ملتان)

آپ سے دو بار میٹھا پھل خرید کر استعمال کیا ہر بار خدا نے لڑکا دیا۔ دونوں اب تک تندرست خوش و خرم ہیں ٭ (محمد الدین ٹیلیگراف کوئٹہ)

"آپ کے کارخانہ سے میٹھا پھل منگوایا تھا گورو مہاراج کی کرپا سے میرے گھر لڑکا ہوا۔ میں آپ کو آپکی اکسیر دوائی کے لیے دھنواد دیتا ہوں" (دھنا سنگھ سب اورسیر جنڈولہ۔ ڈیرہ اسمٰعیل خان)

خط و کتابت و تار کیلئے پتہ:۔ **امرت دھارا ۱۲۹ لاہور**

المشتہر
نیجر امرت دھارا دشفالیہ۔ امرت دھارا بھون۔ امرت دھارا روڈ۔ امرت دھارا ڈاکخانہ۔ لاہور

ضرورت ہے

تین یا چار استانیوں کی جو اردو۔ حساب۔ عربی (قرآن شریف) پرائمری تک کی لڑکیوں کو عمدگی سے پڑھا سکیں۔ تنخواہ حسب لیاقت ۱۵ سے ۲۰ دی جائے گی۔ اگر ادھیڑ عمر کے اصحاب ملازمت کرنا چاہیں جو بچیوں کو پڑھانے کی اہلیت رکھتے ہوں تو وہ بھی درخواستیں بھیجدیں۔ علاوہ بمبئی میں جانا ہوگا جماعت کے کسی معزز ممبر کی تصدیق ہونی چاہیے۔

(۲) ایک ویٹرنری اسسٹنٹ کی بھی ضرورت ہے تنخواہ ۱۹۰ تا ایک صد روپیہ ماہوار علاقہ بمبئی کے لئے۔ تمام درخواستیں بنام

محمد منظور الٰہی جائنٹ سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

شذرات

(از شیخ محمد انعام الحق)

جماعتِ قادیاں کے کارکن بھی عجیب گینڈے کے بزرگ واقع ہوئے ہیں۔ گو "کارِ خاص" کے انکشاف نے ان کی امیدوں پر بہت بڑی حد تک پانی پھیر دیا ہے اور دنیا کو ان کے "اتحاد المسلمین" اور "خدمتِ اسلام" کے دعوے کی حقیقت بخوبی معلوم ہو چکی ہے۔ مگر یہ لوگ مسلمانوں کو دوبارہ دھوکہ دینے اور جاسوسی کے بدنما داغ کو چھپانے کے لئے برابر عجیب عجیب حرکتیں کر رہے ہیں۔

گذشتہ دو سالوں سے قادیانی جماعت اپنے امام واجب الاطاعت کی مقرر کردہ تاریخ پر "یوم النبی" مناتی تھی۔ اس روز خاص اہتمام اور رکھ رکھاؤ سے جلسے ہوتے۔ گو ان جلسوں کا مقصد خدمتِ اسلام اور حُبِ رسول ہی بیان کیا جاتا۔ لیکن دراصل یہ سب کچھ میاں صاحب اور قادیانی جماعت کے بعض ذاتی مقاصد کے حصول کی خاطر کیا جاتا تھا۔

لیکن اب "کارِ خاص" کی خدمت ان کے سپرد ہو گئی۔ جس کے ذریعہ "خدمتِ اسلام" اور حقوق المسلمین کے یہ دعویدار زیادہ آسانی کے ساتھ اپنی اغراض کی تکمیل کر سکتے تھے۔ اس لئے امسال یوم النبیؐ کا نام بھی نہ لیا گیا۔ موسم گذر گیا۔ لوگوں میں چہ میگوئیاں ہوتی رہیں۔ لیکن قادیانیوں اور ان کے امام محترم کے کان پر جوں تک بھی نہ رینگی۔ حتیٰ کہ عید میلاد النبیؐ کے موقع پر "الفضل" نے سیرۃ النبیؐ کے متعلق ایک لفظ لکھنا بھی گوارا نہ کیا۔ کیونکہ قادیانیوں کو یقین تھا۔ کہ اب "کارِ خاص" کے ذریعہ پانچوں گھی میں ہو جائیں گی۔ مسلمانوں کو پھانسنے کے لئے یہ جال پھیلانے کی ضرورت نہیں۔ لیکن خفیہ سرکلر کے انکشاف نے یہ بنا بنایا کھیل بگاڑ دیا۔ چنانچہ اب پھر اعلان کیا گیا ہے کہ امسال بھی ۲۲ راکتوبر کو یوم النبی کے جلسے ہوں گے۔

قادیانی ان جلسوں کو کامیاب بنانے کے لئے حسبِ معمول پروپیگنڈا کر رہے ہیں۔ ۱۴ ستمبر کو ہمیں بھی ایک چٹھی بغرض اشاعت موصول ہوئی۔ جس میں ان جلسوں کے اغراض و مقاصد بیان کئے گئے ہیں۔ اس کے بعد ۲۳ ستمبر کو ایک اور والا نامہ بطور یاد دہانی صادر ہوا۔ جو اس وقت پیشِ نظر ہے۔ پہلی چٹھی اور ان جلسوں کے متعلق تو کسی آئندہ اشاعت میں لکھا جائے گا۔ پیشِ نظر والا نامہ کے متعلق ابھی چند الفاظ عرض کئے دیتے ہیں۔

ارشاد ہوتا ہے:-

"۱۴ ستمبر کو آپ کی خدمت میں (مدیر پیغام صلح) ایک مطبوعہ اعلان بھیجکر درخواست کی گئی تھی کہ اس اعلان کو جو سیرۃ رسول کریم صلعم پر لیکچر دینے کے متعلق تھا اپنے اخبار میں شائع فرمائیں . . . .

ان جلسوں کی غرض صرف اور صرف رسول صلعم کی پاکیزہ سیرۃ سے ناواقف لوگوں کو واقف کر کے آپ کے نقشِ قدم پر چلنے کی تلقین کرنا دشمنوں کی طرف سے آپ کے خلاف ناپاک پروپیگنڈا کا انسداد تھا۔"

ان جلسوں کی جو غرض بیان کی گئی ہے جو بہت اچھی ہے۔ لیکن افسوس قادیانیوں کا طرزِ عمل اس کے بالکل برعکس ہے۔ وہ رسول صلعم کی پاکیزہ سیرت سے "ناواقفوں" کو واقف کرنے سے قبل خود "واقف" ہوں۔ اجرائے نبوت اور تکفیر المسلمین کے شرمناک عقیدے اور پیر پرستی سے توبہ کریں۔ بے شک دشمنوں کے ناپاک پروپیگنڈا کا انسداد ضروری ہے۔ لیکن اس ناپاک پروپیگنڈے کو بہت بڑی حد تک تقویت تو قادیانیوں کے خلافِ اسلام عقاید سے مل رہی ہے۔ پہلے ان عقاید کا قلع قمع کیجئے۔

اس کے بعد لکھا ہے:-

"آپ سال میں ہزاروں صفحات اپنے اخبار کے ہر قسم کے دنیوی مضامین کے لئے لگا دیتے ہیں۔ وہاں ایک دو کالم اپنے پیارے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں نہ لگا سکیں۔ جماعت احمدیہ (قادیانی جماعت) جو تعداد میں ایک چھوٹی سی جماعت ہے کیا اس کی خدمات جو محض للہ وقف ہیں۔ آپ کی خدمت میں سفارش نہیں کرتیں کہ آپ کے اخبار کا ایک کالم ہی ان کی ہمنوائی میں صرف فرمائیں"۔

پیغام صلح کا مقصد وحید ہی اسلام اور پیغمبرِ اسلام کے نام مقدس کو بلند کرنا اور ان کے پیغام کو بنی نوعِ انسان تک پہنچانا ہے۔ وہ ایک خالص مذہبی اسلامی اخبار ہے اور بفضلہ اس کے صفحات اس مقصد کے لئے وقف رہتے ہیں۔ اجرائے نبوت اور تکفیر المسلمین کے ناپاک عقیدے اور پیر پرستی کی لعنت کی بیخکنی کرنا بھی اس مقصد کا ایک ضروری حصہ ہے۔ یہ سراسر غلط اور قادیانی افترا ہے۔ کہ اس کے ہزاروں صفحات "الفضل" کی طرح دنیوی مضامین میں صرف ہو جاتے ہیں۔

آجتک قادیانیوں کو اپنی کثرتِ تعداد کا بہت غرّہ تھا۔ لیکن اس چٹھی میں "تعداد میں چھوٹی سی جماعت" لکھا ہے۔ یہ کیا بھید ہے؟ "خدمات سفارش نہیں کرتیں" کی بھی ایک ہی کہی۔ قبلہ! ہم قدیم نیازمندوں کو سب کچھ معلوم ہے۔ آپ کی خدمات تو یہ سفارش کرتی ہیں کہ ہم آپ کے باطل عقاید۔ پُراسرار جد و جہد۔ کارِ خاص اور جاسوسی کارناموں کا تار و پود اچھی طرح بکھیریں۔ باقی رہی آپ کی ہمنوائی۔ یہ اس وقت تک ناممکن ہے کہ جب تک آپ خلافِ اسلام عقاید اور کارِ خاص ایسے شرمناک افعال سے باز نہیں آجاتے۔

آخر پر تاکید کی گئی ہے:-

"اس اعلان کی ایک نقل پھر آپ کو بھیجتے ہوئے امید کرتا ہوں کہ میری اس ہمدردانہ گذارش پر توجہ فرمائیں گے۔ اور پہلے اگر کسی وجہ سے اس چٹھی کو شائع نہیں فرما سکے۔ تو اب ضرور اسے شائع کر کے مشکور فرمائیں گے"۔

ہم یقین دلاتے ہیں کہ انشاء اللہ کسی قریبی اشاعت ہی میں مذکورہ بالا چٹھی کو شائع کر دیا جائے گا۔ اور اس کے ساتھ ہی نہایت تفصیل سے بتا دیا جائے گا۔ کہ سیرۃ النبیؐ کے جلسے قادیانی جماعت کن اغراض کے ماتحت کر رہی ہے۔ اور مسلمان کیوں ان سے علیحدہ ہیں۔ "الفضل" کو سچی سچی باتیں سن کر گالیاں دینے اور اپنے سوقیانہ پن کا مظاہرہ کرنے کے لئے تیار رہنا چاہئے۔

اخبار احمدیہ

خاکسار راقم الحروف اور مولوی عصمت اللہ صاحب دوہرم سالہ کے تبلیغی دورہ سے واپس لاہور پہنچ چکے ہیں۔ مولوی عصمت اللہ صاحب آج شب کو اپنے ہیڈ کوارٹر سیالکوٹ تشریف لے جا رہے ہیں۔

• **۳۰ ستمبر** کا پرچہ پریس کی مشکلات کی وجہ سے کسی قدر دیر سے چھپا۔ اور آج دسہرہ کی تعطیل کی وجہ سے ڈاکخانہ بند ہے اس لئے کل مورخہ ۳ راکتوبر کو ایک ساتھ دونوں پرچے اصل اور ضمیمہ کی شکل میں پوسٹ کر دئے جائیں گے۔

حضرت امیر ایدہ اللہ ڈلہوزی سے کل لاہور تشریف لے آئے ہیں۔ مورخہ ۴ راکتوبر کو حضرت ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب بھی کوہ مری سے واپس تشریف لے آئیں گے۔ جنرل کونسل کا اجلاس ۱۰ راکتوبر کی بجائے ۹ راکتوبر کو منعقد ہوگا۔

عالمِ نسواں

مسز اینی بیسنٹ کی ابتدائی زندگی

ڈاکٹر اینی بیسنٹ مشہور تھیوسوفسٹ کی حال ہی میں ۸۶ ویں سالگرہ منائی گئی ہے۔ اس تقریب پر اس کے بیٹے ڈگبی بیسنٹ نے آپ کی زندگی کے ابتدائی حالات پر روشنی ڈالی ہے۔ مسز موصوفہ کا عقیدہ برہمو سماج سے مشابہ ہے تاہم اس پر ویدانت اور تناسخ کا رنگ نمایاں ہے۔ ۲۰ سال کی عمر میں آپ کی شادی پادری فرینک بیسنٹ سے ہوئی۔ اس کے بعد آپ خود بھی گرجا کی خدمتگار رہیں۔ یہاں تک کہ آپ کی چھوٹی بچی مرض سے دنیا سے جاں بحق ہو گئی۔ اس بچی کی موت سے آپ کا عقیدہ خدا کے رحم اور انصاف پر سے اٹھ گیا اور اپنے اس کے متعلق عیسائی عقیدہ کو چھوڑ دیا۔ خاوند کو یہ ناپاک بدعقادی ہو گئی کیونکہ وہ کٹر خیال کا پادری تھا۔ چنانچہ اس نے مسز موصوفہ کو صاف صاف کہہ دیا کہ اگر وہ اس کے ساتھ رہنا چاہتی ہے تو وہ اس کے مذہبی اعتقادات اور اعمال میں شریک ہو۔ اور یا اس سے قطع تعلق کر لے۔

آپ نے اپنے دلی خیالات کو خاوند کی محبت پر ترجیح دی اور اپنی ضد پر اڑی رہیں۔ جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ آپ کو اپنے خاوند اور بچوں سے علیحدہ ہونا پڑا۔

اس کے بعد آپ نے آزادانہ طور پر مذہب کا مطالعہ کیا۔ اور کئی مضامین لکھے۔ اس دوران میں آپ نے مشہور آزاد خیال لیڈر چارلس بریڈ لا کے ساتھ مل کر رسالہ نیشنل ریفارمر کی ایڈیٹری بھی کی۔

اس کے کچھ عرصہ بعد آپ کی سوانح عمری شائع ہوئی۔ کہ جس پر انگلستان کے پریس نے نہایت سخت تنقید کی اور ملک کے رہنماؤں نے بھی اس میں حصہ لیا۔ سر گلیڈسٹون وزیر اعظم نے خصوصیت سے اس پر شدید نکتہ چینی کی۔ اس نے نہ صرف مسز موصوفہ کے خیالات کی تردید کی بلکہ ان کے چال چلن پر بھی حملہ کیا۔

اس وقت سے لے کر اینی بیسنٹ اپنے خیالات کی اشاعت میں منہمک ہو گئیں۔ انہوں نے ہندوستان بلکہ کل ممالک عالم کا سفر کیا۔ اور اب اس پیرانہ سالی کے باوجود ان کی سرگرمیوں میں کمی نہیں ہوئی۔ ان کا بیٹا اس کے بعد اپنی والدہ کے علم و اخلاق کی بہت تعریف کرتا ہے۔ ڈاکٹر اینی بیسنٹ کی زندگی کا اہم واقعہ انکی بچی کی وفات ہے۔ کہ جس نے ان کے خیالات کو یکسر پلٹ دیا۔ اس کے برعکس ایک انگریز نو مسلمہ کے قبول اسلام کا واقعہ بھی کم دلچسپ نہیں۔ انسانی ذہن کی ہیئت کچھ اس قسم کی واقع ہوئی ہے کہ اکثر اوقات ایک ہی حادثہ مختلف طبیعتوں پر اپنے مختلف اثرات ڈالتا ہے۔ لیڈی پارنس اپنے قبول اسلام کو خود ان الفاظ میں بیان کرتی ہیں۔

لیڈی پارنس کا قبول اسلام

میرے ہوٹل میں ایک ستر سالہ بڈھا مسلمان ملازم تھا۔ اس بڈھے کا ایک خوبصورت نوجوان فرزند تھا۔ پچھلی بیماری میں یہ لڑکا چل بسا۔ مجھے اس حادثے سے صدمہ ہوا میں بڈھے کے پاس تعزیت کے لئے گئی۔ اسے تسلی دی۔ اور رنج و اندوہ کا اظہار کیا۔ بڈھا نہایت غیر متاثر حالت میں میرے الفاظ سنتا رہا۔ اور جب میں بات ختم کر چکی تو اس نے نہایت ہی شاکرانہ انداز میں آسمان کی طرف انگلی اٹھائی اور کہا۔

"میم صاحب! یہ خدا کی تقدیر ہے۔ خدا کی امانت تھی خدا لے گیا
اس میں غمزدہ ہونے کی کیا بات ہے ہمیں تو ہر حال میں اسکا شکر کرنا چاہئے"

بڈھے کا آسمان کی طرف انگلی اٹھانا ہمیشہ کے لئے میرے دل میں پیوست ہو گیا۔ میں بار بار اس کے الفاظ پر غور کرتی تھی۔ اور حیران تھی کہ الٰہی اس دنیا میں اس قسم کے صابر شاکر اور مطمئن دل بھی موجود ہیں مجھے بڑی کاوش یہ تھی کہ بڈھے نے ایسا پر استقامت دل کیسے پایا؟ اس غرض کے لئے میں نے اس سے پوچھا کہ کیا مرحوم کے اہل و عیال بھی تھے؟ وہ کہنے لگا' ایک چھوٹا بچہ ہے اور بیوی ہے۔

اب میں نے بڈھے کے اطمینان قلب کی یہ تاویل کی کہ چونکہ پوتا موجود ہے اس واسطے اب وہ اس کی زندگی اور محبت کا سہارا ہوگا۔ لیکن چند روز کے بعد اس کا وہ معصوم پوتا بھی گذر گیا۔ اس اطلاع کے بعد میں نے اپنی اندازہ شناسی کی تمام

باقی بر صفحہ د کالم ۳

مرا اسلام

ایک دردمند دل کی اپیل

خدانے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

برادران اسلام

آج دنیا دن بدن ترقی کر رہی ہے۔ مگر مسلمان شکست پڑے ہیں اور تباہی کی طرف قدم مار رہے ہیں۔ تمام قوموں نے زمانے کی نزاکت کو خوب سمجھ لیا ہے۔ اور نہایت کوشش سے اصلاح میں مصروف ہیں۔ لیکن ہماری قوم گہری نیند میں ہے۔ نہ ہی مسلمانوں کو خبر ہے کہ زمانہ کی رفتار کیا ہے اور نہ ہی یہ ترقی کی طرف قدم اُٹھانا چاہتے ہیں۔ پھر یہ قوم کس طرح اپنی حالت سدھار سکتی ہے جب کہ اس کو خبر ہی نہیں کہ اصلاح کس بلا کا نام ہے۔ مسلمانوں کی حالت نہایت نازک ہے۔ مسلمانوں کا شیرازہ بکھرا جا رہا ہے۔ اگر اصول اسلام اتنے زبردست نہ ہوتے تو معلوم نہیں اسلام کا کیا حال ہوتا۔ ایک وہ وقت تھا کہ مسلمان تمام دنیا پر حاکم تھے۔ تمام دنیا اسلام کے رحم پر تھی۔ ہند میں اسلام کا جھنڈا گڑا تھا۔ ادھر ایران و شام میں نشان اسلام چمک رہا تھا۔ دوسری طرف یورپ میں پرچم توحید لہرا رہا تھا۔ غرضکہ تمام دنیا اسلام کے رحم پر تھی۔ اور ہر جگہ وحدت کا ڈنکا بج رہا تھا۔ آج وہی قوم مفلسی سے تنگ آکر گداگری کر رہی ہے۔ کل جو یتیموں، بیواؤں، مسکینوں، غریبوں کی پرورش کرتے تھے آج ان کے سینے توحید سے بیزار ہیں۔ اے مسلمانو! خدا کے لئے غور کرو۔ وہ بھی تو مسلمان ہی تھے۔ جن کو اسلام نے فقیری سے بادشاہی عطا کی اور آج ہم بھی تو دعویٰ اسلام کرتے ہیں۔ جنہوں نے قرآن سے بیزار ہو کر خواری کو خرید لیا ہے۔ اور در بدر بھٹکتے پھرتے ہیں۔ لیکن ان میں اور ہم میں فرق یہ ہے کہ وہ مسلمان تھے اور ہم دعویٰ اسلام کرنے والے۔ وہ خدا سے ڈرنے والے تھے اور ہم موت سے ڈرنے والے۔ وہ پرستار توحید تھے اور ہم شرک کرنے والے۔ وہ اسلام کو پھیلانے والے اور ہم واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً کے حکم کی نافرمانی کرنے والے۔ فرقہ بندیوں کے حامی ذاتوں پر ناز کرنیوالے۔ وہ اشداء علی الکفار رحماء بینہم کے شیدائی تھے اپنے بھائیوں سے محبت کرنے والے۔ اور کافروں کے خلاف مضبوط تھے اور ہم فاصبحتم بنعمتہ اخواناً کے نظارے کو جانتے ہوئے اپنے بھائیوں کے گلے کاٹنے والے۔ اہل اسلام سے جنگ کرنے والے۔ طریقۂ اسلام کو حقارت سے دیکھنے والے۔ وضع نصاریٰ کے شیدائی اور تمدنی پہلو کے فدائی سے

وضع میں نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلمان ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود

مسلمانوں کی تو یہ حالت ہے۔ اب ذرا اسلام کا حال سنئے۔ آج اسلام کی حالت قابل رحم ہے۔ آج خدا کے دین کو کربلا سے بڑھکر مصیبت کا سامنا کرنا پڑا ہے۔

کربلا میں تو نواسہ رسول۔ فاطمہ زہراء کے فرزند۔ حیدر کرار کے لخت جگر۔ پاکوں کے امام حضرت امام حسین کے سینہ پر تیر و تلوار چلائے گئے تھے۔ مگر آج اس فخر موجودات سرور کائنات خواجہ دو عالم سید المرسلین شفیع المذنبین خاتم النبیین جناب رسول حق حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر کفار نابکار تیر و تلوار چلاتے ہیں۔ آہ! محبوب خدا کو گالیاں دیں اور مسلمانان عالم خاموش رہیں۔ اگر دشمنان اسلام تم مسلمانوں کا خون کر سکتے ہو۔ لیکن اُن کے جان سے زیادہ عزیز نبی کو گالیاں دینے کا تمہیں حق نہیں۔ ع

زباں کا زخم ہے تلوار کے زخموں کے سوا
قتل کر دیجئے پر منہ سے کچھ ارشاد نہ ہو

کیا مشرکوں کافروں نے ہمیں محکوم کہہ کر ہمارے نبی پر تیر چلائے ہیں نہیں نہیں بلکہ کروڑوں فرزندان توحید کے دلوں کو زخمی کیا ہے۔ غافلو اُٹھو جنگ احد کی طرح سینے سپر کر دو۔ اور اپنے رہبر حقیقی کی حفاظت کرو۔ جب دنیا میں مسلمان حاکم تھے تو کوئی شخص یہ ثابت نہیں کر سکتا کہ مسلمانوں نے کسی غیر رہبر دین کو گالیاں دی ہوں۔ لیکن آج مسلمانوں کے دلوں کو دکھانے کے لئے سب کچھ ہو رہا ہے۔ مسیحی پادری خوش ہیں کہ مسلمانوں کی طاقت گھٹتی جاتی ہے اور ہمیں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]

گالیاں دینے کا موقع ہاتھ آیا ہے۔ یہ بے شک سچ ہے کہ اگر خدا تعالےٰ چاہے تو تمام دشمنان اسلام کو ایک لمحہ میں تباہ کر دے مگر اس جگہ حضرت محمد مصطفیٰ کی محبت کا دعویٰ کرنے والوں کا امتحان لینا مقصود ہے۔ اور کہاں ہیں وہ جو عشق نبی کا دعویٰ رکھتے ہیں۔ اے مسلمانوں اٹھو۔ اپنے نبی کی عزت کی حفاظت کے لئے اٹھو۔ اے توحید پرستو اپنے خدائے قدوس کی توحید کے لئے اٹھو۔ اے اسلام کے واعظو۔ لیکچرارو۔ اخبار نویسو عالمو اسلام کے قائم رکھنے اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کی حفاظت کے لئے اٹھو۔ اے اسلام کے پہلوانو، نوجوانو اسلام پر قربان ہو جاؤ۔ کہ دشمنان اسلام تمہاری تباہی کے لئے سامان مہیا کر رہے ہیں۔

حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کی حفاظت ہر مسلمان کا مذہبی فرض ہے۔ تبلیغ اسلام ہر اسلامی فرقے کا جزو ایمان ہے۔ پس اے مسلمانو! ہم نبی اسلام اور خدائے اسلام کی توحید کی تبلیغ کے لئے ہر دشت وجبل میں دیوانوں کی طرح پھرنے کو تیار ہیں اور پھر رہے ہیں۔ کبھی لندن میں اللہ اکبر کی صدا بلند کرنے کے لئے پہنچتے ہیں۔ اور کبھی برلن میں لا الہ الا اللہ کے پرچار کے لئے جاتے ہیں۔ افریقہ۔ امریکہ۔ یورپ۔ جاپان غرضکہ ہر ایک کفرستان میں ہمارے مبلغ موجود ہیں۔ اور ہندوستان کے اندر ہمیں عیسائیوں اور ہندوؤں کا مقابلہ کرنا پڑا ہے۔

شدھی کے خوفناک حملہ کا جواب دینا پڑتا ہے۔ ہزارہا مسلمان شدھی کے سیلاب میں بہہ چکے ہیں۔ عیسائی ہو چکے ہیں۔ یہ محض مسلمانوں کی غفلت کا نتیجہ ہے۔ پس خدا کے لئے اور نبی کی عزت کے لئے اپیل ہے۔ جس پر خدا اور اس کے فرشتے درود پڑھتے ہیں۔ اسلام اک یتیم اسلام کی مدد کے لئے درخواست ہے۔ سوائے فرزندان اسلام آپ لوگ چند پیسے دینے سے غریب نہیں ہو جائیں گے۔ لیکن آپ کے ان چند پیسوں سے آپ کی جان سے پیارے نبی کے پاکیزہ حالات دنیا میں پھیل جائیں گے۔ پس ہر فرقے اور ہر ایک اُس شخص کا فرض ہے۔ جو لا الہ الا اللہ پڑھتا ہے۔ ہماری امداد فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

مسلمانو! ذرا اپنی تواریخ پر نظر ڈالو۔ کہ خدا کے دین کے لئے ایک مسلم اپنا مال و اسباب بیچ کر نثار ہو جاتا ہے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے صدیق کا درجہ تب ہی حاصل کیا جبکہ ہر ایک چیز کو پیغمبر اسلام پر فدا کر ڈالا۔

آج رسالوں میں۔ اخباروں میں ہمارے نبی پر تیر چل رہے ہیں۔ لیکن تم ہو کہ پروا تک نہیں کرتے۔ باوجودیکہ شمع رسالت کے پروانے بنتے ہو۔ اگر واقعی تمہیں اپنے رسول سے عشق ہے تو زندہ دلی کا ثبوت دو۔ ورنہ دعویٰ بلا دلیل قبول نہیں ہو سکتا۔ خوب یاد رکھئے یہ امتحان کا وقت ہے۔ آپ لوگوں کو کوشش کرنی چاہئے تاکہ امتحان میں کامیاب ہو جائیں۔ لیکن یاد رکھئے

از نور محبت چہ خبر تیرہ دلاں را
جانبازیٔ پروانہ کجا از مگس آید

سچے معنوں میں شمع رسالت کے پروانے بن جائیے اور اشاعت اسلام میں ہماری مالی مدد فرمائیے۔ ہم اس مال کو رسول اکرم کی سچائی اور عزت کی حفاظت کے لئے خرچ کریں گے۔ لیکن یاد رکھئے کہیں نہ کہنا پڑے

قلب میں سوز نہیں روح میں احساس نہیں
کچھ بھی پیغام محمد کا تمہیں پاس نہیں

خاکسار محمد اکبر علی
چک ۷ جنوبی ضلع سرگودہ

ہندوستانی صنعتوں کی حوصلہ افزائی

یہ دیکھنا موجب مسرت و اطمینان ہے کہ گورنمنٹ نے دیسی صنعت و حرفت کی حوصلہ افزائی کی غرض سے جو حکمت عملی اختیار کر رکھی ہے وہ قابل اطمینان طریق سے کامیاب ہو رہی ہے۔ اور دیسی صنعت و حرفت کی حوصلہ افزائی کرنے میں بہت مفید اور نتیجہ خیز ثابت ہوئی ہے۔ یہ ایک امر واقعہ ہے کہ دیسی صنعت و حرفت کے مقابلہ میں کم درجہ کی ہے لیکن حالات کو دیکھتے ہوئے بجا طور پر توقع کی جا سکتی ہے کہ اس میں جو نقائص موجود ہیں۔ وہ بتدریج رفع ہو جائیں گے۔

انڈین سٹورز ڈیپارٹمنٹ نے جو رپورٹ بابت سنہ ۱۹۲۹-۳۰ شائع کی ہے وہ ایک دلچسپ اور پُر معلومات تحریر ہے اور مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ گورنمنٹ نے سٹور خریدنے کے سلسلہ میں جس حکمت عملی کو عمل پیرا کر رکھا ہے وہ کس قدر مفید اور سودمند ہے۔

گورنمنٹ کو اس حکمت عملی کا منشاء یہ ہے کہ دیسی صنعتوں کی حوصلہ افزائی کی جائے۔ اور ساتھ ہی اس امر کا بھی لحاظ رکھا جائے کہ اشیاء کی عمدگی بے جا حد تک قربان نہ ہو۔ گورنمنٹ سٹور خریدنے کے سلسلہ میں جن اشیاء کو ترجیح دیتی ہے اُن کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

وہ اشیاء جو ہندوستان میں بشکل خام سامان تیار ہوتی ہیں یا ہندوستان کے اندر پیداشدہ خام سامان سے ہندوستان میں تیار کی جاتی ہیں۔ وہ اشیاء جو کلی یا جزوی طور پر درآمد کردہ سامان سے ہندوستان میں تیار ہوتی ہیں۔ بشرطیکہ ان کی عمدگی میں کمی واقع نہ ہو۔

وہ بیرونی ساخت کی اشیاء جن کا سٹاک ہندوستان میں موجود ہو اور جو مطلوبہ عمدگی رکھتی ہوں۔

وہ اشیاء جو بیرونی ساخت کی ہوں۔ اور جنہیں خاص طور سے ہندوستان درآمد کیا جا رہا ہو۔

رپورٹ کے مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ سال زیر بحث میں سٹورز کی خریداری کے سلسلہ میں سال ماسبق کے مقابلہ میں بقدر ۱۹ فیصدی اضافہ ہُوا یعنی جہاں سال ماسبق میں ۳۶۰۴۸۰۰۰ روپیہ کی اشیاء خریدی گئی تھیں۔ وہاں سال زیر بحث میں اُن کی خریداری پر ۴۲۹۲۶۰۰۰ روپیہ خرچ ہُوا۔ پارچہ کی خریداری کے سلسلہ میں یہ امر قابل ذکر ہے کہ جس قدر پارچہ خریدا گیا وہ سب کا سب دیسی ساخت کا تھا۔ اور اس لحاظ سے کہا جا سکتا ہے کہ صنعت پارچہ بافی کو گورنمنٹ کی حکمت عملی سے بہت فائدہ پہنچا۔

(مبصر)

خبریں

—— امرتسر ۲۴ر اگست - شیخ صادق حسن صاحب کے سیکرٹری امرتسر سے اطلاع دیتے ہیں کہ شیخ صاحب موصوف اسمبلی کے آئندہ اجلاس میں عوام کی مختلف شکایات پیش کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں - آپ تیسرے اور درمیانہ درجے کے اسیروں کے ساتھ نارواسلوک تجارتی حلقوں کے مفادات سے اغماض و ڈویژنل سپرنٹنڈنٹ وغیرہ کے اعلیٰ عہدوں کو یورپینوں کے لئے مخصوص کرنے کے مسائل ایوان میں پیش کریں گے - اور عوام سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ دیگر اہم شکایات سے مطلع کریں - تمام خط وکتابت بصیغہ راز رکھی جائے

—— شملہ ۲۴ر اگست - سر تی بی سپرو اور مسٹر ایم آر جیکر نے وائسرائے سے کل چار گھنٹے اور آج تین گھنٹے گفت وشنید کی - کل بھی سلسلۂ گفتگو جاری رہے گا - امید ہے کہ پرسوں ختم ہو جائے گا - لندن اور شملہ کے درمیان نامہ و پیام جاری ہے - ابھی تک کچھ معلوم نہیں کہ اس سکیم کی شرائط کیا ہیں - اور نہ یہ معلوم ہے کہ گفت وشنید آخر کار کامیاب ہو گی یا ناکام - اگر سکیم تیار ہو گئی تو غالباً گاندھی جی - پنڈت موتی لال اور جواہر لعل نہرو سے پھر مشورہ لینا پڑے گا۔

—— شملہ ۲۶ر اگست - سول کا نامہ نگار شملہ رقمطراز ہے کہ سرحدی صورتِ حالات میں دلچسپ ترقی رونما ہوئی ہے - مثلاً سوزئیوں نے اطاعت قبول کر کے یہ بیان دیا ہے کہ ان کی فساد انگیزی کانگرسی شورش پسندوں کی ترغیبات کا نتیجہ تھی - یہ اس قسم کا سب سے پہلا کھلم کھلا اعتراف ہے باوجودیکہ افریدیوں نے پونہ کے گرفتار شدہ جمعدار کی وساطت سے حکام کو ایک ایسا پیغام بھیجا تھا - جس میں کانگرس سے ہمدردی کا اظہار کیا گیا تھا -

سوزئیوں کے اس اعتراف سے اس خبر کی تائید ہوتی ہے کہ کانگرسی شورش پسندوں کی سرگرمیاں اور بھی ترقی کر گئی ہیں - اور اب وہ نہ صرف ہمارے علاقے مغربی پاراچنار میں کام کر رہے ہیں بلکہ سرحد کو عبور کر کے افغان قبائل پر اپنا اثر ڈالنے کی کوشش کر رہے ہیں -

—— بنوں کے مضافات میں شورش پھیلی ہوئی ہے اور صرف ۵ بجے شام تک سڑک کھلی رہتی ہے - ان حالات میں بھی محکمہ تلغراف کی ایک لاری پر علانیہ گولی چلائی گئی - لیکن خوش قسمتی سے کوئی شخص ہلاک یا زخمی نہیں ہوا -

—— کلکتہ ۲۴ر اگست - گورنر باجلاس کونسل نے اس جماعت کو جو آل انڈیا کانگرس کمیٹی کے نام سے موسوم ہے اس وجہ سے خلاف قانون قرار دیدیا کہ وہ قیام امن اور آئین ونظام ملک میں مداخلت کرتے ہیں -

—— کلکتہ ۲۵ر اگست - آج ½ ۹ بجے قبل دوپہر رینڈن گارڈنز کے میدان میں بم پھٹنے کا خطرناک حادثہ رونما ہوا - جس سے ایک کانسٹیبل اور محکمہ تعمیرات کے تین قلی مجروح ہوئے - ایک قلی کا داہنا ہاتھ ٹوٹ گیا - بائیں کی ہڈی اڑ گئی - اور چہرہ جل گیا - معلوم ہوتا ہے کہ بم تھانہ پولیس پر پھینکنا مقصود تھا - لیکن محکمہ تعمیرات کی بارک کی چھت پر جو تھانہ کے اندر واقع ہے گرا - ملزموں کا کوئی سراغ نہیں ملا -

—— کلکتہ ۲۷ر اگست - آج صبح کے حادثہ بم کے سلسلہ میں ایک آدمی گرفتار کیا گیا ہے -

—— روہڑ ۲۴ر اگست - اطلاع ملی ہے کہ ۲۶ر اگست کو لدھیانہ سے خاکروبوں کا ایک گروہ روہڑ آیا - جو بازاروں میں سے حکومت کی مدح کے گیت گاتا ہوا گذرا - انہوں نے ہندوؤں کے منہ پر گالیاں دیں - اور کانگرس کے کام کی مذمت کی -

۲۷ر اگست کو مقامی خاکروبوں نے اپنا ایک اور جلوس نکالا - اس جلوس میں ہر شخص لاٹھیوں وغیرہ سے مسلح تھا - کہا جاتا ہے کہ انہوں نے کانگرسی رضاکاروں کو زدوکوب کیا -

پولیس نے متعدد خاکروبوں اور رضاکاروں کا چالان کر دیا - اس روز سے خاکروبوں نے ہندوؤں کا کامل مقاطعہ کر رکھا ہے - اور ان کا کام کرنے سے انکار کر دیا ہے - اس مقاطعہ کی وجہ سے کانگرس کمیٹی نے صفائی کا کام اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے - اور رضاکار خود بیت الخلا صاف کرتے ہیں -

—— دہلی ۲۶ر اگست - آج ۳ بجے کانگرس ورکنگ کمیٹی کا اجلاس ڈاکٹر انصاری کی قیامگاہ پر منعقد ہونیوالا ہے - ڈاکٹر انصاری الٰہ آباد سے واپس آگئے

پولیٹیکل حلقوں میں بے چینی کا اظہار کیا جا رہا ہے - کیونکہ گورنمنٹ نے ورکنگ کمیٹی کو خلاف قانون جماعت قرار دیدیا ہے -

—— دہلی ۲۶ر اگست - ۳ بجکر ۵ منٹ - ورکنگ کمیٹی کا اجلاس آج پورے تین بجے شروع ہوا - پولیس نصف گھنٹہ بعد آئی اور دس ممبروں کو جو جلسہ میں شریک تھے گرفتار کر لیا - ان میں ڈاکٹر انصاری (صدر) پنڈت مالوی - مسٹر پٹیل (سابق صدر اسمبلی) سردار دیوتا سنگھ - مسٹر شیکم جی چوہدری افضل حق - لالہ دنی چند - سردار منگل سنگھ - ڈاکٹر بدھان چندر رائے - مسٹر راجا راجا شامل ہیں -

—— دہلی ۲۷ر اگست - لیڈروں کو سینٹرل جیل میں لے جایا گیا ہے - ان کے قیام کا انتظام پہلے ہی مکمل کر لیا گیا تھا - ان کے خلاف مقدمہ کل شروع ہو گا۔

—— کلکتہ ۲۷ر اگست - آج کلکتہ میں جو تیسرا بم پھٹا ہے اس سے زخمی ہو کر ایک مستری ہلاک ہو گیا ہے -

—— لاہور ۲۷ر اگست - مسز لاڈو رانی زتشی پنجاب وار کونسل کی ڈکٹیٹر تھیں - انہیں زیر دفعہ ۱۰۸ گرفتار کیا گیا تھا - آج مجسٹریٹ نے ان کے مقدمہ کا فیصلہ سنا دیا ہے - انہوں نے مقدمہ کی کارروائی میں کوئی حصہ نہیں لیا - نہ ہی گواہان استغاثہ پر کوئی جرح وغیرہ کی ہے - مجسٹریٹ نے فیصلہ میں لکھا ہے کہ انہوں نے گیارہ تقریریں کی تھیں - جن میں گورنمنٹ کے خلاف جذبات منافرت پھیلائے - اس لئے انہیں میں حکم دیتا ہوں کہ ایک سال نیک چلن رہنے کے لئے دس ہزار روپے کی ضمانت داخل کریں - ورنہ ایک سال کی قید محض بھگتیں - انہیں اے کلاس میں رکھنے کی سفارش کی گئی -

—— پشاور ۲۸ر اگست - پشاور چھاؤنی سے چھ چھ میل کے حلقے کے اندر والے بعض دیہات کو متنبہ کر دیا گیا ہے کہ گولوں کی کا فاصلہ متعین کرنے کے لئے بعض مقامات پر گولہ باری کی مشق کی جائے گی - اس لئے خطرہ سے بچنے کے لئے ان دیہات کو خالی کر دیا جائے - حقیقت میں یہ احکام اس لئے جاری کئے گئے ہیں کہ آفریدی کل پھر تیرہ میں جرگہ منعقد کرنے والے ہیں

—— شملہ ۲۷ر اگست صوبہ سرحد کے چیف کمشنر نے فسادات پشاور کے مصیبت زدوں کی امداد کے لئے علیا حضرت بیگم صاحبہ بھوپال کی طرف سے پچیس ہزار روپے کا گراں قدر عطیہ قبول کر لیا ہے -

—— مصیبت زدگان پشاور کو تقسیم کرنے کے لئے ایک کمیٹی قائم کرنے کی غرض سے حسب ذیل حضرات کو دعوت دی گئی ہے -

نواب صاحب عبدالقیوم خاں صاحب - امام جامع مسجد پشاور - اور میجر سید محمد خاں (بھوپال)

—— کلکتہ ۲۷ر اگست - اخبار اسٹیٹسمین رقمطراز ہے کہ کلکتہ میں کمشنر پولیس پر بم پھینکنے کے سلسلہ میں لاہور سے دو شخصوں کو گرفتار کیا گیا ہے

—— لندن ۲۸ر اگست - کل لندن میں اس قدر گرمی تھی کہ اس کی مثال گذشتہ ساٹھ سال میں نہیں ملتی - سایہ میں حرارت کا پارہ زیادہ سے زیادہ ۹۲ درجہ پر پہنچا ہوا تھا - ۴ آدمی ہلاک ہو گئے - سینکڑوں بے ہوش ہو گئے اور ہسپتال میں داخل کئے گئے - کرکٹ کا مشہور کھلاڑی ہبز بھی ایک سوانسٹروک سے بیمار ہو گیا - ڈاکٹر کا خیال ہے کہ علالت خطرناک نہیں - رات کے وقت پارہ حرارت ۸۰ درجے پر تھا -

—— بغداد ۲۷ر اگست بغداد اور بحیرہ روم کے درمیان براہ راست ۶۰۰ میل ریلوے لائن بنانے کی اسکیم اب نمایاں ترقی کر چکی ہے - برطانوی انجینیر جو صحرا کی حالت کا خاص تجربہ رکھتے ہیں ایک برطانی کمپنی کو عارضہ دیئے گئے ہیں - حیفہ سے بغداد تک ریلوے لائن کی سروے (پیمائش) کا کام فوراً شروع کریں - خیال کیا جاتا ہے کہ یہ لائن اس راستے جائے گی جس راستے موصل سے تیل کے نل لے جانے کی تجویز ہے - صرف نل لگانے کے مصارف کا اندازہ کم از کم ساٹھ لاکھ پونڈ ہے - اگرچہ یہ ریلوے لائن سطح صحرا سے گذرے گی مگر پھر بھی بہت سے پُل بنانے پڑیں گے - خیال کیا جاتا ہے کہ اس کام کی تکمیل میں ۵ سال سے کم عرصہ لگنا ناممکن ہے -

—— نئی دہلی ۲۸ر اگست - جمعیتہ العلماء ہند کے صدر مولانا مفتی کفایت اللہ اور معتمد مولانا احمد سعید نے اپنی خدمات کانگرس کی مجلس عاملہ کے لئے پیش کیں - ڈاکٹر انصاری نے افسوس کے ساتھ ظاہر کیا کہ انتخاب ہو چکا ہے

لیکن اس پیشکش کو بڑی اہمیت دی جاتی ہے - کہ موجودہ قائمقام صدر انہیں دوسرے حصہ میں شامل کر لیں گے۔

—— میرٹھ ۲۷ر اگست - آج تین بجے بعد دوپہر مولانا ابوالکلام آزاد قائمقام صدر کانگرس کے مقدمہ کی سماعت ڈسٹرکٹ جیل میں مسٹر کاگ ہل جائنٹ مجسٹریٹ کے روبرو شروع ہوئی - مولانا نے کارروائی مقدمہ میں حصہ نہیں لیا - مستغیث انسپکٹر شام نرائن مہرہ نے دو گواہان استغاثہ پیش کئے - منگل سنگھ تیواری رپورٹر خفیہ پولیس نے مولانا کی تقریر کے اقتباسات شارٹ ہینڈ کی یادداشتوں سے پڑھ کر سنائے - جس میں مولانا نے عدم ادائیگی محصولات کے لئے تیاری کرنے کی ہدایت کی تھی - میر حسین سکول ماسٹر نے اس بیان کی تائید کی - عدالت نے مولانا کو چھ ماہ قید محض کی سزا دی - اور حکم دیا کہ انہیں اے کلاس میں رکھا جائے -

—— دہلی ۲۷ر اگست - مسٹر بیان پٹیل سابق صدر اسمبلی نے اپنی گرفتاری پر کہا : - میں اسمبلی کا صدر رہ چکا ہوں - آج گورنمنٹ نے مجھے گرفتار کر کے پنشن دی ہے اور "لارڈ" بنا دیا ہے -

---

بقیہ صفحہ اوّل

آپ کے سامنے یہ ظاہر کرنے کی ضرورت نہیں کہ بلاد مقدسہ آپ سے شہری حقوق کی نگہداشت اور حجاج بیت اللہ کے آرام وآسائش کا مطالبہ کرتے ہیں - کیونکہ آپ حضرات خود اس مسئلہ کی اہمیت سے واقف ہیں -

میں آخر میں خدائے بزرگ وبرتر کی بارگاہ میں درخواست کرتا ہوں کہ وہ آپ کو اپنے فرائض اور ذمہ داریوں کو سرانجام دینے میں اپنی امداد کی دولت سے مالامال فرمائے -

الطاف سلطانی

جلاوطنوں کو مراجعت وطن کی اجازت

حجاز مقدس کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ جلالۃ الملک اعلیٰ حضرت سلطان ابن سعود نے اپنے الطاف سلطانی سے حسب ذیل جلاوطن اشخاص کو مراجعت وطن کی اجازت مرحمت فرما دی:

احمد اسقاف، محمد علوی، سعید باحذیفی - عبدالوہاب فزاز، عباس نفیہ - یوسف سکاوی - عمر صبرتی محی الطلبی -

ایک شاہی فرمان کے ذریعہ وہ تمام پابندیاں اٹھا لی گئیں جو ان اموال کے داخلہ حجاز میں مانع تھیں -

معاملات فلسطین کی برطانی تحقیقات

رپورٹ کی تیاری

فلسطین کے مسلمانوں نے برطانوی حکام سے ایک ایسے قانون کا مطالبہ کیا تھا - جس کے ماتحت مسلمانوں کی املاک اور اراضی یہودی نہ خرید سکیں - اس امر کے متعلق سر جان سمپسن نے تحقیقات کی - آپ نے اپنی رپورٹ تیار کر لی ہے - جس کو اس ماہ کے آخر تک حکومت کے سامنے پیش کر دیا جائے گا -

آپ کی تحقیقات میں اراضی کے علاوہ مسئلہ ہجرت بھی شامل ہے - خیال کیا جاتا ہے کہ یہ رپورٹ پارلیمنٹ کے اجلاس میں پیش کی جائے گی -

دیسی اشیاء اور مصنوعات کی ترقی کا مسئلہ

ایک مؤتمر اقتصادی کا انعقاد

سوریہ کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ دارالعلوم میں ایک اقتصادی مؤتمر کا اجلاس منعقد ہوا - جس میں دیسی اشیاء اور مصنوعات وطنی کی ترقی کے سوال پر غور کیا گیا - اور یہ تجویز پاس کی گئی کہ دیسی ساخت کی اشیاء کو چنگی کے محصول سے مستثنیٰ قرار دیا جائے -

ایک اور مؤتمر

دمشق میں ایک اور مؤتمر کا انعقاد ہوا - جس میں سوریہ اور شرق اردن کے قبائلی اختلافات اور ان کے تصفیہ کے وسائل پر غور کیا گیا -

ایک اور اطلاع مظہر ہے کہ ستمبر کے مہینہ میں عراق اور شام کی سرحدات کی تعیین کے لئے پیرس میں ایک گفت وشنید کا آغاز ہونے والا ہے -

کردی بغاوت اور برطانیہ

اسلامبول کے محکمہ خفیہ کا بیان

اسلامبول کے محکمہ خفیہ نے اپنے ایک بیان میں اس امر کا اظہار کیا ہے کہ اس نے بغاوت کرد کے دوران میں ایک شخص صلاح الدین نامی کو گرفتار کیا ہے -

اس نے اس امر کا اعتراف کیا ہے کہ وہ بغداد کی فوجی درسگاہ کا تعلیم یافتہ ہے - اور کملینٹ پولیس افسر بغداد کی انگیخت پر بغاوت میں حصہ لیتا رہا ہے - اس کو اس کے معاوضہ میں کملینٹ کی جانب سے تین ہزار ترکی پونڈ ملے ہیں -

مجلہ نور الاسلام کا اجرا

خبریں

—— بمبئی ۲۱ ستمبر - مولانا شوکت علی خلافت بمبئی حسب ذیل برقی پیغام ارسال فرماتے ہیں-

"ٹرنر ماریسن اینڈ کو (مغل لائن) نے حاجیوں کے لئے ایک جدید اور نہایت عمدہ جہاز "رضوانی" کے نام سے تعمیر کرلیا ہے - کمپنی مذکور ان حاجیوں کے لئے جو پہلے جاکر ماہ رمضان المبارک ارض مقدس میں بسر کرنا چاہتے - کرایہ میں بھی تخفیف کردی ہے - حاجیوں کے آرام کے لئے پہلا جہاز تقریباً ۱۰ دسمبر کو کراچی کے راستے بمبئی سے روانہ ہوگا - اس کمپنی کے جہازوں پر جو مسلم ہوٹل ہیں وہ مولانا محمد عرفان کے زیر اہتمام ہیں - اور خوراک کے متعلق خلافت کمیٹی کی نگرانی بھی رہیگی-

—— "ٹائمز آف انڈیا کا نامہ نگار پونا سے لکھتا ہے کہ بمبئی پریزیڈنسی میں ملازموں میں تخفیف ہونے والی ہے - پہلے خیال کیا جاتا تھا کہ تخفیف کا آغاز وزراء کی تعداد میں کمی سے ہوگا - لیکن اب معلوم ہوا ہے کہ وزراء کی تعداد میں کمی واقعہ نہ ہوگی - محکمہ زراعت کا بہت سا عملہ تخفیف میں لایا جائے گا -

—— لاہور ۲۵ ستمبر - کونسل آف سٹیٹ کے انتخاب کے سلسلہ میں مشرقی پنجاب مسلم حلقہ کی طرف سے خان بہادر چودھری محمد دین اور نواب نثار علی خاں کا مقابلہ تھا - جس میں خان بہادر چوہدری محمد دین صاحب ۱۷۱ آراء کے مقابلہ میں ۲۴۳ آراء کی کثرت سے کامیاب ہوکر کونسل سٹیٹ کے ممبر منتخب ہوگئے-

—— سکھر ۲۷ ستمبر - سندھ لیگ سکھر نے وائسرائے کو تار ارسال کیا ہے جس میں درخواست کی ہے کہ سندھ کی طرف سے گول میز کانفرنس میں ایک ہندو نمائندہ شامل کیا جائے - کیونکہ سندھ کی علیحدگی کا مسئلہ زیر پیش ہے - جو سندھ کے ہندوؤں کے لئے زندگی اور موت کا سوال ہے -

—— لائل پور ۳۰ ستمبر - پنجاب میں جو چند مقامات پر حادثات بم ہوئے تھے - ان کے سلسلے میں یہاں پولیس چند نوجوانوں کے بیان قلمبند کررہی ہے - اس سلسلہ میں لالہ لچھمن داس کا بیان بھی لیا گیا ہے - لیکن آپ نے مجسٹریٹ کے سامنے جاکر اپنے بیان کی صحت سے انکار کردیا - پولیس نے لالہ ہنسراج ساہنی ان کی بھی تلاشی لی ہے-

—— انگورہ سے آمدہ ایک پیغام مظہر ہے کہ نئی مخالف پارٹی کے لیڈر رفیدبے کی آمد کے نتیجہ کے طور پر ازمیر میں تشدد کے کچھ واقعات ہوگئے - پولیس نے پبلک پر گولی چلائی - جس کے نتیجہ کے طور پر دو اشخاص ہلاک اور دس مجروح ہوئے - پبلک نے پولیس پر سخت حملہ کیا - کچھ عرصہ کے بعد پولیس پیپلز پارٹی کے دفاتر میں داخل ہوگئی - اور گورنمنٹ امن اور ضابطہ کو بحال کرنے کے لئے مارشل لا کا نفاذ کرنے پر مجبور ہوگئی -

—— لنڈن ۲۹ ستمبر - امپیریل کانفرنس کے موقع پر سرکاری خزانے کے متعلق انتظامات کو کم و بیش وسعت دینے کے مطالبات کی افراط ہے - اور کنسرویٹو پارٹی کی لیڈری سے مستعفی ہونے کی افواہیں پھر گرم ہیں -

کنسرویٹو پارٹی کے کئی اخبارات یہ تجویز کررہے ہیں - کہ سابق وزیراعظم (مسٹر بالڈون سے مراد ہے) کے پاس مستعفی ہونے کے سوائے اور کوئی چارہ کار نہیں -

—— حال ہی میں پنجاب کے اندر اسٹامپوں کی فروخت کے متعلق چند گوشوارے شائع ہوئے ہیں - اور فنانشل کمشنر پنجاب کے اسسٹنٹ سیکرٹری مسٹر سی اوبرائن نے اس رپورٹ کا جو خلاصہ محنت سے تیار کیا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ۱۹۲۹ء میں اسٹامپوں سے کل آمدنی ۱۲۰۱۶۰۷۷ روپیہ ہوئی - جو سال ماسبق کی آمدنی کے مقابلہ میں ۳۰۵۳ لاکھ کم رہی - سال ماسبق میں آمدنی کے اعداد ۱۲۳۶۹۴۷۳ روپیہ تھے - لیکن ان میں سے ایک مد ایسی بھی تھی جس کی آمدنی میں کسی قدر اضافہ رونما ہوا - یہ مد وکالت پیشہ اصحاب کی اجازت نامہ کی فیس تھی -

—— لنڈن ۲۱ ستمبر - ہندوستان میں بائیکاٹ کی تحریک سے جو صورت حالات پیدا ہوگئی ہے اس کے علاج کی تہ [illegible] انڈیا [illegible] - اگر ریاستہائے متحدہ امریکہ میں دوکاندار متحد ہوکر کسی خاص مال کی فروخت کو بند کردیں - تو [illegible] جیل میں ڈال [illegible] - اس طرح ہندوستان میں بھی متحدہ طور پر تجارت پر پابندی کو جرم قرار دے دینا چاہئے - اور جو کوئی دوکاندار برطانوی کپڑا فروخت کرنے سے انکار کریں اس کی دوکان کو بند کرکے اس کو سزا دینی چاہئے -

—— ملتان شہر ۲۸ ستمبر - اطلاع موصول ہوئی ہے کہ ۲۷ اور ۲۸ ستمبر کی درمیانی رات کو خورجہ میں بم پھٹنے کا حادثہ ہوا - بیان کیا جاتا ہے کہ ایک طالب علم نے اپنے ہاتھ میں بم پکڑا ہوا تھا - جو پھٹ گیا جس سے اس کا ہاتھ کٹ گیا - یہ طالب علم دہلی کا بتایا جاتا ہے -

—— مدراس ۲۹ ستمبر - وزیگاپٹم کی ایک اطلاع ہے کہ چار نوجوان آتشبازی کا سامان بنا رہے تھے - یک لخت ایک حادثہ پیش آگیا - جس سے چاروں نوجوان بری طرح جھلس گئے - ان کو اٹھا کر فوراً ہسپتال میں پہنچایا گیا - جہاں تین مرگئے -

—— لاہور ۲۹ ستمبر - ایک سرکاری اعلان مظہر ہے کہ گورنمنٹ انجینئرنگ سکول رسول کے داخلہ کا امتحان ۱۰ نومبر سے ۱۳ نومبر تک (دونوں دن شامل ہیں) پنجاب یونیورسٹی ہال میں ہوگا -

—— شملہ ۲۹ ستمبر - سر سنکرن نائر نے آج وائسرائے بہادر سے ملاقات کی - اس بارہ میں کچھ معلوم نہیں ہوا - کہ گفتگو کی نوعیت کیا تھی - لیکن اطلاع ملی ہے کہ سر سنکرن نائر ۴ اکتوبر کو اس جہاز پر انگلستان کے لئے روانہ ہوجائیں گے - جس میں گول میز کانفرنس کے دوسرے ڈیلیگیٹ صاحبان جائیں گے -

سینٹرل سائمن کمیٹی کے صدر اور ممبر ہونے کی حیثیت سے آپ ہندوستان کے ڈیلیگیٹ تو بن نہیں سکتے - لیکن یہ خیال کیا گیا ہے کہ اس بزرگ مدبر کی خدمات جو کہ آپ ۷۵ سال کی عمر میں مشیر کی حیثیت میں رہے ہوں گی-

—— ایشیا بھر کی عورتوں کی کانفرنس اس سال لاہور میں ۲۳ جنوری ۱۹۳۱ء سے ۳۰ جنوری ۱۹۳۱ء تک ہونی قرار پائی ہے - اس کانفرنس کا مقصد ایشیا کی عورتوں میں اتحاد کے جذبہ کو پیدا کرنا ہے - اور دنیا میں امن کی قائمی ہے - اس کانفرنس کی صدارت کے لئے میڈم نور حمیدہ (پریزیڈنٹ عرب کانفرنس) میڈم عابد (عرب) میڈم جمیل (عرب) مسز سروجنی نائیڈو (ہندوستان) مسز اسینے (جاپان) اور مسز سن سیٹ لین (چین) کا نام تجویز کیا گیا ہے -

—— برسلز ۲۵ ستمبر - مسٹر ڈی روزا کو اطالوی ولیعہد سلطنت کی جان پر حملہ کرنے کے لئے پانچ سال قید کی سزا ہوئی -

—— لاہور ۲۹ ستمبر - غیر ملکی پارچہ جات مجلس مقاطعہ کے رکن مسٹر برکاش لکھتے ہیں کہ کانگرس نے لال ملی اور دھاریوال ملز کو بدیشی کارخانوں کی فہرست میں داخل کرلیا ہے - اس لئے صوبے کے باشندوں اور سوداگروں سے سفارش کی جاتی ہے کہ وہ ان کارخانوں کے بنائے ہوئے کپڑوں کا مقاطعہ کریں

—— سورت ۲۹ ستمبر - آج جلگاؤں میں مسٹر کانجی لال گاندھی جو گاندھی جی کے پوتے ہیں گرفتار کرلئے گئے -

—— لاہور ۳۰ ستمبر - معلوم ہوا ہے کہ مقدمہ سازش لاہور کا فیصلہ بڑی سرعت سے مرتب ہورہا ہے - اور اب قریب الاختتام ہے - غالباً ۳ اکتوبر کو سنا دیا جائے گا -

—— لاہور ۳۰ ستمبر - معلوم ہوا ہے کہ پنڈت سری کرشن جو مقدمہ سازش لاہور کی سماعت کے لئے سپیشل مجسٹریٹ قائم کئے گئے تھے - ہوشیارپور کے ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ بنا دیئے گئے ہیں -

—— شملہ ۲۹ اکتوبر - آج حکومت پنجاب کے ارکان نے وائسرائے کو الوداعی [illegible] ۱۲۰ [illegible]

ہوئے -

—— افغان قونصل جنرل متعینہ ہندوستان دہلی کی طرف سے ایک برقی پیغام موصول ہوا ہے کہ اعلیٰ حضرت محمد نادر شاہ غازی کے شہزادہ عالی قدر ہز ہائینس محمد طاہر خان ۴ اکتوبر کو (فرانس سے) بمبئی تشریف لارہے ہیں - اور افغانستان تشریف لے جاتے ہوئے ہز ہائینس جب دہلی سے روانہ ہوں گے تو آپ کو اطلاع دی جائے گی-

اس مضمون کا ایک تار حضرت علامہ اقبال مدظلہ العالی کی خدمت میں بھی موصول ہوا ہے -

—— رنگی ۱۹ ستمبر - مسٹر ہینڈرسن وزیر خارجہ جنیوا سے واپس آگئے ہیں - دولت متحدہ کے تمام مندوبین جو امپیریل کانفرنس میں شریک ہوں گے لنڈن پہنچ گئے ہیں - آئرلینڈ کے مندوبین آج آجائیں گے - کل ابتدائی اجلاس میں مندرجہ ذیل امور پر بحث کی جائے گی یعنی سلطنت کے باہمی تعلقات - خارجہ حکمت عملی سلطنت کا تحفظ اقتصادی معاملات - یہ پہلی کانفرنس ہے جو مزدور حکومت کے زیر اہتمام اور مسٹر میکڈانلڈ کی صدارت میں ہوگی -

—— کلکتہ میں شراب کی ناجائز کشید کے الزام میں ۲۸ گرفتاریاں ہوئی ہیں - ۸۳ پیپے ۴۶ گیلن الکحل اور ۳۴۳ من خمیر برآمد ہوا -

—— ڈسٹرکٹ مسلم لیگ امرتسر نے لالہ منوہر لال کو وزیر مقرر نہ کرنے کے لئے رزولیوشن پاس کیا -

—— سورت کی جنگی کونسل کانگرس نے تمام آرڈیننسوں کی خلاف ورزی کا فیصلہ کیا -

—— رنگیلا رسول کے مرہٹی ترجمہ کے خلاف فیصلہ کرتے ہوئے بمبئی کی عدالت عالیہ میں فل بنچ نے بالاتفاق یہ لکھا کہ اس کتاب کا مقصد مسلمانوں کے جذبات کو نقصان پہنچانا تھا اور کچھ نہیں -

—— لارڈ برکن ہیڈ کا ۳۰ ستمبر کو انتقال ہوگیا - آپ نہایت قابل قانون دان اور مدبر مشیر سلطنت تھے -

—— دھاراسانہ کے ذخیرہ نمک پر حملہ کرنے کے لئے گیارہ رضاکاروں کی مہم روانہ ہوئی -

—— جہلم میں بدیشی کپڑے کے مقاطعہ کے لئے ایک جلوس نکلا - پولیس نے اس پر ڈنڈے برسا کر منتشر کردیا - ہائی سکول میں گاندھی ٹوپی کی ممانعت کردی ہے -

—— لاہور میں بموں کی ایک بردست سازش کے متعلق نوجوانوں کی گرفتاریاں

(بقیہ صفحہ ۲ کالم ۳)

قابلیتوں کو نئے سرے سے اپنے دماغ میں جمع کیا تاکہ اس کے حال کا اندازہ کروں - میں بڑی بیقراری کے عالم میں اس کے پاس گاؤں پہنچی - مجھے یقین تھا کہ وہ مصیبت زدہ بڈھا یقیناً یقیناً اپنی تمام دنیا کو ختم کرچکا ہوگا - اس کے حواس احساس سے بیگانہ ہوں گے اس کا دل و دماغ مختل ہوگا - اور اس کی امید کے تمام رشتے منقطع ہوچکے ہوں گے - انہی احساسات کو ساتھ لے کر میں اس سے ملی - اور نہایت ہی دل سوزی سے اس کے مصائب پر غم کا اظہار کیا - لیکن مجھے یہ معلوم کرکے ازبس حیرت ہوئی - کہ اظہار افسوس کا بڈھے کے دل پر کوئی اثر نہ تھا - وہ بڑی بے تکلفی سے بیٹھا تھا - اور نہایت ہی غیر متاثر حالت میں میری گفتگو کو سن رہا تھا - آخر میں جواب دینے کی غرض سے اس نے اسی طرح آسمان کی طرف انگلی اٹھائی اور کہا :-

"میم صاحب! جو کچھ اس نے دیا تھا واپس لے لیا - اس میں ہمارا کیا تھا - جس پر دل بُرا کریں - بندے کو ہر حال پر اپنے پروردگار کا شکر ادا کرنا چاہئے - ہم مسلمانوں کو یہی حکم ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا پر صبر کریں"-

بڈھے کا یہ جواب میرے [illegible] تھا - میں نے محسوس کیا کہ بڈھے کا اطمینان مصنوعی نہیں بلکہ حقیقی ہے - یہ بڈھے کی خوبی نہیں بلکہ اس کے دین کی خوبی ہے جس کا یہ بڈھا پیرو ہے - میں نے مسلمان ہونے کا فیصلہ کرلیا اور ہوٹل میں پہنچکر بڈھے سے کہا کہ وہ کوئی ایسی عورت بلا لائے جو مجھے اسلام کی تعلیم دے - بڈھا فی الفور گیا اور اپنے ملا کی لڑکی کو بلا لایا - اس نے مجھے خدا اور اس کے رسول پر ایمان لانے کو کہا - اور چند سادہ سادہ چیزیں تبلائیں -

اب میں خدا کے فضل سے مسلمان ہوں - اور وہی عظیم الشان قوت ایمان جس سے بڈھے کا دل سیراب تھا اپنے سینہ میں موجود پاتی ہوں - اب مجھے اپنے خدا پر اس قدر پختہ ایمان ہے کہ خواہ کس قدر بھی مصیبت آپڑے میرے قدموں کو کبھی لرزش نہیں ہوسکتی

سرحد کے حالات کو درست کرنے کی صورتیں

نئی عالمگیر جنگ کے خطرات سے بچو

حضرت ڈاکٹر مرزا یعقوب صاحب کا آخری مراسلہ

ہماری جماعت کے مشہور و معروف بزرگ حضرت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب ایل ایم ایس رئیس اعظم لاہور وائس پریذیڈنٹ پنجاب میڈیکل کونسل نے شورش سرحد پر اپنے جن قیمتی خیالات کا اظہار فرمایا ہے وہ مختلف اوقات میں ہندوستان کے تمام مشہور اردو انگریزی اخبارات میں شائع ہو چکے ہیں۔ اور قریب قریب ہر طبقہ میں پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھے گئے ہیں۔ اس سلسلہ میں ہم جناب مرزا صاحب ممدوح کا آخری تبصرہ درج ذیل کرنے کا فخر حاصل کرتے ہیں۔ (ایڈیٹر)

حکومت سرحد کے مستقر موسم گرما (ایبٹ آباد) میں چار ماہ بسر کرنے کے بعد میں لاہور واپس آ گیا ہوں۔ میرا فرض ہے کہ میں مسٹر ہیرس چیف کمشنر اور دوسرے ذمہ دار حکام کا شکریہ ادا کروں اس لئے کہ وہ میرے خیالات جو اخبارات میں شائع ہوتے یا پرائیویٹ خط و کتابت کے ذریعہ ان تک پہنچائے گئے صبر و تحمل کے ساتھ سنتے رہے۔ بہر حال سارا الزام انگریز افسروں کی گردن پر عاید نہیں ہوتا۔ ان کی تعداد بہت کم ہے۔ اور انہیں عام لوگوں کے ساتھ میل جول کے زیادہ مواقع نہیں ملتے۔ اور عوام کے جذبات معلوم کرنے کے ذرائع ان کے پاس بہت ہی کم ہیں۔ انہیں لازماً اپنے ہندوستانی ماتحتوں پر بھروسا کرنا پڑتا ہے۔ ہندوستانی ماتحتوں کا فرض ہے کہ وہ اپنے انگریز بالا دستوں تک صحیح اطلاعات بہم پہنچائیں۔ مجھے اندیشہ ہے کہ غلط فہمی کی وجہ یہ ہے (اگر کوئی ہوئی اطلاعات کو صحیح سمجھا جائے) ہندوستانی افسروں نے بعض حالات میں اپنے فرائض کے صحیح احساس کا ثبوت نہیں دیا۔ اور حالات کو صحیح رنگ میں ارباب اقتدار کے سامنے پیش نہیں کیا۔ لوگ شکایت کرتے ہیں کہ چارسدہ کے افغان جرگے کے متعلق جو غلط فہمی پیدا ہوئی وہ زیادہ تر ہندوستانی حکام کے ادائے فرض میں قاصر رہنے کی وجہ سے ہوئی۔

قابل تقلید مثالیں

جہاں ہندوستانی اور انگریز افسر جوش میں نہیں آئے۔ اور صحیح راہ عمل پر قائم رہے۔ وہاں حالات نے نازک صورت اختیار نہ کی۔ اور امن و سکون میں کوئی خلل پیدا نہ ہوا۔ اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ جہاں برطانی افسروں کا طرز سلوک ہمدردانہ رہا۔ وہاں کے باشندے علی رؤس الاشہاد اظہار تشکر میں بھی متامل نہیں ہوئے۔ اگرچہ ہندوستان کی ساری فضا نفرت سے لبریز تھی۔ مگر کرنل ہارورڈ نے ہزارہ میں اور میجر فریزر ٹیلر نے ڈیرہ اسماعیل خاں میں نیز ان کے ماتحتوں نے جو طریق عمل اختیار کیا بے حد تحسین کا مستحق ہے۔ افسران و حکام سرحد کو چاہئے کہ وہ اس طریقہ عمل کی پیروی کریں۔ مسٹر ٹیلر سپرنٹنڈنٹ پولیس ہزارہ کے ملازمت سے سبکدوش ہونے پر رخصت ہوتے وقت جن پر جوش جذبات کا مظاہرہ ہوا اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ یورپی افسر ذرا سی ہمدردی سے کس طرح لوگوں کے دل اپنی طرف کھینچ لیتے ہیں۔ اور لوگ بالطبع ناشکرے نہیں ہیں۔ واقفکار اصحاب کا یقین ہے۔ کہ چارسدہ کے افغان جرگے اس کے لیڈر عبدالغفار خاں اور دوسرے ذمہ دار اصحاب کے تعلق میں حاکم و محکوم کے مابین افسوسناک غلط فہمی پیدا نہ ہوتی تو پشاور میں ۲۳ر اپریل اور ۳۱ مئی کے الم انگیز حوادث کا غم افزا حادثہ اور ہاتھی خیل کے قریبی واقعات کبھی رونما نہ ہوتے۔ لوگ تشدد کے مصائب و تکالیف سے بچ جاتے۔ اور اضطراب کے علاوہ گراں بہا مصارف سے محفوظ رہتے۔

مصالحت کی ضرورت

میری آرزو ہے کہ حکومت سرحد اس کافی تجربے سے فائدہ اٹھائے گی۔ اور آئندہ کوئی ایسا موقع نہ آنے دے گی۔ اس کے سامنے ایک طرف جبر و تشدد کی حکمت عملی کے الم انگیز نتائج ہیں اور دوسری طرف مصالحت و بہی خواہی کے ثمرات ہیں۔ اگر حکومت سرحد تمام حالات پر ٹھنڈے دل سے غور فرمائے گی اور گہری نظر سے ان کا مطالعہ کرے گی تو مجھے یقین ہے کہ اس پر موجودہ پالیسی کی غلطی خود بخود آشکارا ہو جائے گی۔ وہ خود محسوس کرے گی کہ نازک حالات کا معقول علاج یہ ہے کہ موجودہ حکمت عملی کو ترک کر کے امن و مصالحت کی حکمت عملی اختیار کی جائے۔ اس طرح صوبے میں آرام ... کے قیام کے موجب ہوں گے۔ انہیں انسانیت کے محسن سمجھتے ہوئے تاریخ میں عزت کے ساتھ پکارا جائے گا۔ ڈائر اور اڈوائر کی صف میں نہیں رکھا جائے گا۔

مسٹر چرچل کی غلط اندیشی

مسٹر چرچل اور ان جیسے دوسرے آدمی ان تشدد آمیز وسائل سے بھی مطمئن نہیں۔ جن پر سرحد میں عمل ہو چکا ہے۔ شاید انہیں تفصیلی حالات کا علم نہیں ہے۔ وہ اس خیال میں ہیں کہ حکومت برطانیہ کا اقتدار خطرے میں مبتلا ہو گیا ہے۔ اور چاہتے ہیں کہ آفریدیوں اور دوسرے قبیلوں کے ساتھ خونریز جنگ شروع کر دی جائے۔ (ملاحظہ ہو مسٹر چرچل کی تقریر مورخہ ...) افسوس کہ برطانوی جرائد کو حالات سرحد سے بلا واسطہ آگاہی حاصل نہیں ہو سکی۔ مسٹر چرچل اور سر مائیکل اڈوائر کو معلوم ہونا چاہئے کہ وہ اگر خود جبر و تشدد کے ذریعہ سے حالات کو قابو میں لانے کے ذمہ دار ہوتے تو اس سے زیادہ کچھ نہ کر سکتے۔ جتنا کہ اب ہو چکا ہے۔

ماورائے سرحد کے واقعات

اہل قبائل کی طرف سے معاندانہ مظاہرے درحقیقت سرحد کے برطانوی علاقہ کے واقعات کا لازمی نتیجہ ہے۔ متعدد قبائل اس حقیقت کا بارہا اعادہ کر چکے ہیں۔ اگر یہ جنگ واقعی جنگ ہوتی تو آفریدی جو دنیا کے بہترین نشانہ باز ہیں۔ نہیں معلوم کیا کچھ کر سکتے۔ حالانکہ اب تک زخمیوں اور مردوں کی تعداد صرف چھ تک پہنچی ہے۔ نیز آفریدی افسروں کو گولی کا نشانہ بنانے۔ مسٹر چرچل اور دوسرے آدمی ایک اور غلطی میں مبتلا ہیں۔ یعنی یہ کہ آفریدی لوٹ کے لئے اٹھے ہیں۔ یہ بات سچائی کی ضد ہے۔ آفریدیوں نے موجودہ کشمکش میں ایک دفعہ بھی غارتگری نہیں کی۔ وہ کئی مرتبہ ظاہر کر چکے ہیں۔ کہ وہ لوٹ کے لئے اٹھے تھے اور نہ برطانیہ سے جنگ کرنے کے لئے۔ بلکہ ان کی غرض محض یہ تھی کہ برطانوی علاقے میں ان کے بیگناہ اور بے دست و پا بھائیوں پر جو جبر و تشدد ہو رہا ہے اس کے خلاف احتجاج کریں۔

تجربہ کر لو

متذکرہ صدر دعویٰ کو بآسانی صحیح ثابت کیا جا سکتا ہے جبر و تشدد ترک کر دو۔ مارشل لا اٹھا دو۔ عبدالغفار خاں اور دوسرے لیڈروں کو رہا کر دو۔ اس کے ساتھ ہی قبائل کے ساتھ کشمکش کا سلسلہ ختم ہو جائے گا۔ افغانی سرحد پر جو مشکلات رونما ہیں وہ بھی ان ہی اسباب کا نتیجہ ہیں۔ اگر بروقت مصالحت کی حکمت عملی اختیار نہ کی گئی۔ تو محض افغانستان ہی کے ساتھ جنگ کا خطرہ نہیں بلکہ ایک عالمگیر جنگ کا خطرہ ہے۔ بالشویک صرف موقع کے انتظار میں ہیں۔ کیوں ان کو موقع دیا جا رہا ہے۔ کیوں غریب سرحد کو بلجیم بنایا جا رہا ہے؟ کیوں مصالحت کی حکمت عملی سے مشکلات کا فی الفور خاتمہ نہیں کیا جاتا۔

صوبہ سرحد کی حالت

صوبہ سرحد اگرچہ ہندوستان کا حصہ ہے مگر اسے دوسرے صوبوں کی طرح وزیر داخلیہ کے ماتحت نہیں رکھا گیا۔ بلکہ وزیر خارجہ کے ماتحت رکھا گیا ہے۔ اس وجہ سے حکام سرحد صوبے کے نظم و نسق کو اپنی مرضی کے مطابق ڈھال لینے کے مختار بن گئے ہیں۔ اگر اس صوبے کے انگریز ... صوبہ سرحد کے باشندے مدت سے ضوابط جرائم سرحدی قانون کے ماتحت زندگیاں بسر کر رہے ہیں حتیٰ کہ وہ اپنے شہری حقوق کا بھی علم حاصل نہیں کر سکتے۔ وہ صرف اتنا جانتے ہیں کہ حکام سرحد ان کے لئے آخری عدالت مرافعہ ہیں۔ وہ یہ بھی نہیں جانتے کہ انہیں اپنی شکایات کی تلافی کے لئے حکومت ہند سے التجا کرنے کا حق ہے۔ اور نہ انہیں جرائد کے ذریعہ سے اپنی تکالیف کے اظہار کا وقوف ہے۔

ضرورت اصلاح احوال

ان حالات کا مداوا ضروری ہے۔ سب سے پہلا کام یہ ہے کہ صوبہ سرحد کے نظم و نسق کو علاقہ ماورائے سرحد کے نظم و نسق سے علیحدہ کر دیا جائے۔ اور صوبہ سرحد کو وزیر داخلیہ کے سپرد کیا جائے۔ یا صوبہ سرحد کو پنجاب میں شامل کر کے ایک صوبہ بنا دیا جائے۔ قانون جرائم سرحد کو منسوخ کر دیا جائے۔ اور اہل سرحد کو بھی وہی اصلاحات فی الفور دی جائیں جن سے باقی صوبے متمتع ہیں۔ اور آئندہ بھی اس صوبے کے ساتھ دوسرے صوبوں کے مساوی سلوک کیا جائے۔ اگر یہ ہو گیا تو اس صوبے میں کم از کم زندگی دوبھر نہ رہے گی۔

چیف کمشنر سے اپیل

آپ کے صوبے میں میرے جس قدر بھائی آباد ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ میں نے ان کے جذبات و خیالات کو آپ کے روبرو پیش کرنے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا۔ مجھے یقین ہے کہ آپ ان پر فی الفور توجہ فرمائیں گے۔ ضلع پشاور کے زمینداروں کی فوری ضرورت یہ ہے کہ ان کے واجب الادا مالیہ اور آبیانہ میں تخفیف کی جائے جس کی مقدار تحصیل چارسدہ میں ۶ لاکھ ہے۔ اگر معتدبہ تخفیف نہ کی گئی۔ بقیہ روپیہ کو آسان قسطوں کے ذریعہ سے نہ وصول کیا گیا۔ زمینداروں کو کاشتکاروں کے ضمن میں ضروری سہولتیں بہم نہ پہنچائی گئیں تو خطرہ ہے کہ قانون کے پابند باشندے اپنی غریبی کے علاج کے لئے قانون شکن بن جائیں گے۔ اس لئے کہ بھوک اور قحط میں کسی قانون کی پابندی کا خیال نہیں رہتا۔ ممکن ہے کہ بعض قزاق اور ڈاکو بن جائیں۔ بھوک کی وجہ سے اور دوسرے ضروریات زندگی سے محرومی کی وجہ سے خطرناک بیماریوں میں مبتلا ہو جائیں۔ میری التجا ہے کہ لوگوں کو تجاوز سے روکنے کے لئے مناسب انتظام کیا جائے

تشدد کو روکو

یہاں یہ عرض کر دینا بے محل نہ ہو گا کہ چارسدہ کی تحصیل سے مسٹر جیمس کو ہٹا کر آپ باشندگان تحصیل کے شکریہ کے مستحق بن گئے ہیں۔ شراب کی دوکانوں پر پکٹنگ بند ہو چکا ہے لیکن وسیع پیمانے پر گرفتاریاں ابھی تک جاری ہیں۔ اور مجھے معلوم ہوا ہے کہ لوگوں کی ضمانتیں داخل کرنے پر انہیں سخت سزائیں دی جا رہی ہیں۔ مجھے امید ہے کہ آپ مہربانی فرما کر اس بات کا خیال رکھیں گے کہ گذشتہ پانچ ماہ کی تکلیف اور مصیبتیں بہت کافی تھیں۔ اب لوگوں کو بلا وجہ تنگ نہ کیا جائے گا۔

استحقاق ستائش

میرے نزدیک آپ کے صوبے کے باشندے علی الخصوص چارسدہ کے باشندے خاص تعریف کے مستحق ہیں۔ اس لئے کہ وہ سخت نازک حالات میں بھی پُر امن رہے۔ اگرچہ وہ پُر امن طریق پر مزاحمت کرتے رہے۔ مگر انہوں نے شراب کی دوکانوں کے پکٹنگ کے سوا کوئی مروجہ قانون نہیں توڑا اور اس صوبے میں شراب کی دکانیں بہت کم ہیں۔ یا بعض اوقات بدیشی پارچے کی دوکانوں پر پکٹنگ ہوتا رہا۔ مجھے یقین ہے کہ پر امن پکٹنگ کی وجہ سے حکومت کو آرڈیننس نافذ کرنے کی ضرورت پیش نہ آئی۔ ان لوگوں نے مالیہ ادا کرنے سے انکار نہیں کیا بلکہ با قاعدہ معافی کی درخواست دی ہے۔ انہوں نے جنگلات کا قانون نہیں توڑا۔ سرحد میں ذخار نمک نہیں ہیں لہذا ان پر قانون شکنی کا الزام عاید نہیں ہو سکتا۔ بہر حال اس صوبے کے باشندے ہوں۔ حاکموں کے درمیان صرف زاویہ نگاہ کا اختلاف ہے۔ اور اس اختلاف کی بنا پر ان لوگوں کو عرصہ دراز تک تکالیف کا ہدف بنائے رکھنا مناسب نہیں۔ جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے اگر افغان جرگہ کو خلاف قانون قرار نہ دیا جاتا تو اتنی سرگرمی بھی نظر نہ آتی جتنی کہ اب تک نظر آتی رہی ہے مجھے امید ہے کہ آپ ازراہ کرم اپنے صوبے کو جلد سے جلد اصلی حالات پر لانے کی ... گے۔

(بقیہ صفحہ ۲)

لیکن اب پھر ہماری آزمائش ہے۔ ایسا نہ ہو کہ ہم پر وہ مثال صادق آئے۔ جو حضرت عمرؓ نے کہی تھی۔ بلینا فی الضراء فصبرنا وبلینا فی السراء فلم نصبر۔ تنگی اور عسر دنیا کے وقت ہم نے دین الٰہی کی مدد کی۔ لیکن تھوڑی سی کامیابی اور فتح نے ہم کو مدہوش کر دیا۔ اور ہم دین کو چھوڑ کر دنیا کی طرف جھک گئے۔ مسلمانوں کی اس وقت کی حالت ایسی ہے جو ہم سے ہمارا انتہائی ایثار مال و وقت چاہتی ہے۔ لیکن ہم سوچیں کہ ہم اسلام کی خدمت کے لئے قرآن کی اشاعت پر اپنی جماعت کی توسیع میں کس قدر اپنا وقت اور دماغ اور روپیہ لگاتے ہیں؟ طلوع آفتاب ہو چکا۔ ظلمت کی گھٹائیں چھٹ گئیں۔ آفتاب صداقت اوپر آ رہا ہے۔ لیکن ہم کو تھکان محسوس ہو رہی ہے۔ جب خوشی کا موقع اور ہمت کے بڑھنے کا وقت آیا تو ہم پژمردہ اور ڈھیلے ہیں۔ خدا کے کام نہیں رکتے۔ مامور کا مشن ضائع نہیں جاتا۔ کتب اللہ لاغلبن انا و رسلی ان اللہ لقوی عزیز۔ مگر مبارک ہے وہ جو اس میں حصہ لے۔ ورنہ خدا کے نزدیک کفار کو کوئی شے نہیں۔ لہا ما کسبت ولکم ما کسبتم۔ اس کام اور نصب العین کے لئے اور قوم کھڑی ہو جائے گی۔ ثم لا یکونوا امثالکم۔

صرف دو سو ایسے صاحب عزم و ہمت احمدی احباب کی جو تین ماہ کے عرصہ میں اپنی جماعت کے واحد اُردو آرگن

اخبار پیغام صلح

کے لئے پانچ پانچ خریدار پیدا کر دیں۔ اگر ہمارا یہ مطالبہ پورا ہو جائے تو آپ کا قومی اخبار ہر حیثیت سے ترقی کر سکتا ہے۔ اخبار کو زیادہ شاندار اور مفید بنانے کیلئے بہت سی تجاویز زیر غور ہیں۔ مگر وہ اسی وقت عملی صورت اختیار کر سکتی ہیں جب احباب اس معمولی مطالبہ کو پورا کر دیں۔ خریدار ہونیوالے اصحاب کا چندہ پیشگی آنا چاہیئے یا وی پی کی اجازت ہونی چاہیئے۔

منیجر اخبار پیغام صلح لاہور